جنون زیحال

اقصیٰ ملک

یہ کہانی شروع ہوتی ہے ملائشیا کے شہر کوالالمپور سے
جس کی راتیں
معمول سے زیادہ خاموشی تھیں سڑکیں سنسان اور
اور ہوا میں عجیب

ساوزن اور فضا میں غیر محسوس سا خطرہ جیسے شہر کو

خبر ہو

گئی ہو کہ کچھ بڑا ہونے والا ہے یہ کہانی ہے ان

لوگوں

کی جن کی زندگی کچھ درندوں نے برباد کی اور خود عیش

کی زندگی

گزارتے رہے لیکن وہ نہیں جانتے تھے یہ عیاشی

صرف تب تک تھی جب

تک وہ واپس نہیں آئے تھے لیکن اب وہ آچکے تھے

انتقام کا نقاب

اوڑھے نقاب انکی شناخت نہیں انکا انتقام تھا اور آج

ملائشیا کی راتوں

کو پھر سے وہ سیاہ نقاب نظر آرہا تھا

جب قانون نے انکو دھوکہ دیا تب انہوں نے قانون

کو خریدنے والوں کی

گردنوں پر اپنے ماسک چڑھا دیے نقاب پوشوں کی

واپسی صرف انتقام

نہیں ایک اعلان تھا کہ اب کرپشن کی گلیوں میں
صرف لاشیں گریں گی
یہ سڑک بلکل سنسان تھی دور دور تک کوئی بھی شخص
دکھائی نہیں
دے رہا تھا اسی خاموشی سڑک پر ایک گاڑی کے ٹائر
چرچرانے کی آواز
آئی جس کے فضا میں گھلتے خطرے کی گھنٹیاں بجنے
لگی

سیاہ ماسک پہنے گارڈ نے اتر کر جلدی سے گاڑی کی

ڈرائیونگ سیٹ کا

دروازہ کھولا۔ اسکے کھلتے بھاری بھر کم برانڈڈ بوٹوں

نے زمین پر اپنا

نقش چھوڑا ایک ہاتھ گاڑی کے دروازے پر اور پھر سر

دھیرے سے باہر

آیا

سڑک کے سائیڈ پر لگے زرد بلب نے اسکے چہرے پر

روشنی ڈالنی چاہی

لیکن ناکام رہا کیونکہ اس شخص کے چہرے پر سیاہ

ماسک تھا جو اس

کی گردن سے لے کر آنکھوں کے عین نیچے تک اسکے

چہرے کو چھپائے

ہوئے تھا آنکھوں کا رنگ گہرے تھا اس سے زیادہ ان

میں گھلی انتقام

کی سرخی اسکی جھیل سی گہری آنکھوں کو مزید پر

کشش بناتی تھی

لوگ ان خوبصورت آنکھوں سے بچنے کی کوشش

کرتے تھے کیونکہ جن

پر انکی نظر پڑ جاتی پھر وہ ایک لاش سے زیادہ کچھ نہ

رہتا

"وہ جس سے بھی دشمنی لیتا تھا وہ ایک ہی دعا کرتا تھا

کہ وہ اسے

جلد مار دے "

وہ فل بلیک تھری پیس میں ملبوس ہمیشہ کی طرح اپنی

شرٹ کے اوپر

والے دو بٹن کھولے اس اندھیری رات میں بھی کافی

حد تک جاذب نظر

لگ رہا تھا

اسکے ساتھ اسکے دو بندے تھے اسے انکی بھی

ضرورت نہیں تھی

کیونکہ وہ اکیلا ایک پورے لشکر کیلئے کافی ہوتا تھا لیکن

یہ اسکا گرو

تھا جن کو اس بیسٹ سے ایک پہچان ملی تھی جسے دنیا

اب

"بلیک ماسک مافیا" کے نام سے جانتی تھی

"بلیک ماسک مافیا" چہرہ چھپا خوف عیاں "!

یہ مافیا گینگ اپنے نام میں ہی ایک دہشت چھپا کر رکھتا

تھا کوئی اس

کا صرف نام بھی سن لیتا تو خوف سے لرز اٹھتا تھا یہ گرو

صرف

چند لوگوں پر مشتمل نہ تھا اسکی جڑیں انڈر ورلڈ کی

گہرائیوں تک

میں خاموشی سے چھپی ہوئی تھیں لیکن اسے چلانے

والا صرف ایک

شخص تھا''بلڈی بیسٹ'' دنیا جسے پاشا کہہ کر پکارتی

تھی

وہ چل رہا تھا اسکی چال میں ایک رعب سا تھا لیکن

اسکے قدموں کی

چاپ از حد خاموش تھی اسکے دونوں ہاتھ پہلو میں

پڑے اسکے

قدموں کے ساتھ حرکت کر رہے تھے اسے کسی
ہتھیار کی ضرورت نہیں
تھی وہ خود ایک چلتا پھرتا خطرناک ہتھیار تھا
یہ کوالالمپور شہر کے مضافات میں واقع ایک خفیہ انڈر
گراؤنڈ بار
جسے صرف انڈر ورلڈ کے لوگ ہی جانتے تھے اور وہ تو
ان سب کا باپ
تھا

روشنی دھندلی دیواروں پر لگے خون کے نشانات اس

جگہ کی دہشت

کو صاف واضح کر رہے تھے وہ قدم قدم چلتا ہوا ایک

دروازے تک آیا

جس کی خستہ حالت بتا رہی تھی کہ یہ جگہ بہت پرانی

ہے

وہ دروازے جیسے ہی اندر داخل ہوا سامنے دیوار کے

سامنے ٹیبل رکھے

ارد گرد کرسیوں پر بیٹھے کچھ لوگ جنہوں نے اس

وقت صرف

نکر بنیان پہن رکھتی تھی جسموں پر جگہ جگہ اتنے ٹیٹو

بنے تھے کہ

انکی اصل رنگت دکھائی ہی نہیں دے رہی تھی کانوں

کے ساتھ ساتھ

ہونٹ، ناک اور آئی بروز کے اندر تک گندوا کر لوہے

کی بھاری

رنگز پہن رکھی تھیں ان کی نظر سامنے کھڑے بیسٹ

پر پڑی

وہ لوگ انسان کم شیطان زیادہ لگ رہے تھے جن کی

جسامت بھی اس

قدر پھولی ہوئی تھی کہ لگ رہا تھا اب پھٹیں گے

"ہے۔۔۔۔ ہو آر یو؟" ان میں سے ایک آدمی کھڑا

ہوتے شدید طیش میں آ

کر پوچھنے لگا ہاتھ میں پکڑے تاش کے پتے بھی پھینک

دیے تھے

سامنے کھڑے بیسٹ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر

اسکے چھکے گئے

تاش پر

"ہے آئی ایم آ سکن ۔۔۔!" وہ آگے بڑھ کر دھاڑتے

ہوئے پوچھنے ہی لگا تھا کہ

اسکی گردن اس بیسٹ کے ہاتھ میں آگئی تھی اپنے

ساتھی کو ایسے

تڑپتے دیکھ اسکے باقی ساتھی بھی ایک ہی جست میں

اٹھ کھڑے

ہوئے اور اپنے اپنے ویپنز نکالنے لگے کہ اسی وقت

ایک آواز فضا میں

گونجی اور وہ شخص زمین پر اس بیسٹ کے قدموں میں

ڈھیر ہو چکا

تھا

"مجھے آواز اونچی صرف اپنی پسند ہے" وہ دبی آواز میں

غرلاتا نیچے

پڑے بندے کے سینے پر اپنا بھاری بھرکم بوٹ رکھتے

اسکے زخم کو

بے دردی سے مسل گیا

پپ۔۔۔پاشا۔۔۔؟ان میں سے ایک اسکا نقاب دیکھ

خوف سے بھری آواز

میں پوچھنے لگا جان جیسے حلق میں آگئی تھی

تم۔۔۔تم یہاں کیا کر رہا ہے۔۔۔۔ہم سے کونسی

غلطی ہوا ہے پاشا۔۔۔؟ وہ

بندہ اپنا وپین پھینکتے اسکے آگے گڑگڑانے لگا وہ انکا پو

تھا اسکی

دیکھا دیکھی اسکے باقی بندوں نے بھی اپنے ویپنز نیچے

رکھ لئے

صرف ایک سوال اور جواب کا ایک ہی چانس

۔۔۔"وہ بہت ٹھہرے لہجے

میں گویا ہوا

"شیر دل کو کس نے مارا؟" اسکے سوال پر ان سب کی

آنکھیں ایک دم

سے پھیلنے لگیں یہ سوال ہی جیسے انکی موت تھا ان

سب نے ایک

دوسرے کو دیکھا انکی آنکھوں میں جیسے ایک ہی

جواب تھا

دوسرا آپشن۔۔۔۔

اس نے بڑی بے رحمی سے دوسرا آپشن ان کا پورا کیا

تھا کرتے وہ لوٹ

گیا تھا کیونکہ یہاں اسکا کام پورا نہیں ہوا تھا اسے وہ

جواب چاہیے

تھا اور اس جواب کے ملنے تک نجانے کتنے قصوروار

لوگ مارے جاتے

وہ جانتے تھے وہ جواب دے کر بھی مارے جائیں گے

اور بنا جواب کے

بھی لیکن جواب دے کر وہ اس بیسٹ سے اس سے

زیادہ بے رحم موت

نہیں مرنا چاہتے تھے

یہ ملائشیا کے ایک خوبصورت حصّے کوالالمپور کی اونچی

بلڈنگز میں

سے ایک بلڈنگ تھی جہاں اس وقت سیکڑوں لوگ

مشین کی طرح کام

میں مگن دکھائی دے رہے تھے ہر کسی کے سر پر ایک

ہی نام کی تلوار

لٹک رہی تھی "زریاب خان آفندی" جسے ہر کام

وقت پر پسند تھا اور

جو نہ کرتا وہ اس شاہانہ نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھتا

زریاب خان آفندی ایک ایسا نام جو بزنس کی دنیا میں

چلتا نہیں دوڑتا

تھا وہ ملک کے موجودہ پریزیڈنٹ رہ چکے تھے.جی ہاں

اس وقت کچھ

وجوہات کی بناپر انہوں نے اپنی کرسی چھوڑنے کا فیصلہ

کرلیاتھا

بچپن سے جس کرسی کے خواب دیکھے جسے حاصل

کرنے کیلئے دن

رات محنت کی اسے وہ خود اپنے ہاتھوں اور اپنی

مرضی سے چھوڑ

چکے تھے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شاید اپنی زندگی

میں بہت ہی

قیمتی چیز کھو دیتے جو انہیں ہر چیز سے بڑھ کر تھی

وہ اپنے آفس کی جانب چلتے ہوئے جا رہے تھے پیچھے

انکا مینیجر جو

انکے ساتھ چل نہیں دوڑ رہا تھا کیونکہ اس بچارے کو

انکے ساتھ ساتھ

ہونے کیلئے تقریباً بھاگنا ہی پڑ رہا تھا

سر یہ مسٹر مارتھ کے گروپ کے ساتھ میٹنگ کا

شیڈول ہے یہ مسٹر

او مکار کے ساتھ میٹنگ کا شیڈول ہے اور یہ۔۔۔"وہ

پٹر پٹر بس بولتا

چلا جا رہا تھا جب انہوں نے بے ساختہ اپنے قدموں کو

بریک لگاتے

سپاٹ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا دیکھتے اسکی چونچ

فوراً سے

بند ہو گئی

ہمیں دکھانے کا مقصد۔۔۔؟از حد سپاٹ لہجے میں

پوچھا

س۔۔۔سر۔۔۔آپ کو یہ میٹنگ ضرور اٹینڈ کرنی

تھی اس لئے۔۔۔"وہ

ڈرتے ڈرتے بمشکل حلق سے آواز نکال کر بولا

کرنی ضروری ہے یا نہیں یہ میں ڈیسائڈ کروں گا

۔۔۔گوٹ اٹ۔۔۔؟وہ آبرو

اچکا پر اس سے تائید مانگنے لگے

ج۔۔۔جی سر۔۔۔ سمجھ گیا۔۔۔" وہ سر جھکائے

جلدی سے بولا

کافی ٹائم سو ڈونٹ ڈسٹرب کا بورڈ لگانے کی ضرورت

نہ پڑے

مجھے۔۔۔" کہتے وہ رکے نہیں ایک خاموش حکم اس

پر صادر کرتے اپنے

آفس میں چلے آئے وہ ابھی کوٹ اتار کر اپنی پاور چیئر

پر بیٹھے ہی

تھے کہ انکا موبائل بیپ کرنے لگا

انہوں نے سکرین پر جگمگاتا ہوا نام دیکھا "خانم" دیکھتے

انکے لبوں پر

مسکراہٹ در آئی انہوں نے کال اٹھاتے فون کان

سے لگالیا

کدھر بزی تھے خان۔۔۔ام تم کو کب سے یاد کر رہا

ہے۔۔۔ مگر تم کو تو

اپنے کام سے ہی فرصت نہیں۔۔۔ام تم سے بات ہی

نہیں کرے گا۔۔۔" انکے

فون اٹھاتے مقابل کی دھیمی خوبصورت خفگی بھری
آواز ابھری
تو یہ فون اماری بیگم نے کیا ہے۔۔۔؟ وہ اپنی ہنسی
دباتے شریر انداز میں
خانم کو چھیڑنے لگے
خانم کو اپنی غلطی پکڑی جانے پر ہنسی بھی آئی اور غصّہ
بھی
اچھا۔۔۔ام نے تم کو یہ پوچھنے کے واسطے فون کیا ہے
کہ ام پاکستان

جارہاہے۔۔۔اپنے مورکے پاس۔۔۔" اسکی بات

سن کرزریاب کی مسکراہٹ

یکدم دھیمی پڑی

تم چلاجائے گاتوامارا کیاہوگا۔۔۔یہ بھی توسوچوناں

۔۔۔" انکی بات پر

سیماب خانم کے گال یکدم سرخ پڑے اس نے اپنے

دوپٹے کے پلوپکڑتے

ذراساہونٹوں میں دبایا

شرم کرو خان۔۔۔ تمارا عمر نہیں ہے اب ایسی باتیں

کرنے کا۔۔۔"اسکی

بات پر زریاب کا بلند و بانگ قہقہہ آفس میں گونجا

جسے باہر سے کافی

ٹرے میں رکھ کر لاتے مینیجر بھی سن گیا

اب آگئ ہنسی۔۔۔ایسے تو ہر وقت کوئلوں پر بیٹھے

ہوتے ہیں۔۔۔"وہ منہ

بسورتا دروازہ ناک کر کر اندر داخل ہوا

سر آپ کی کافی۔۔۔اور کچھ لاؤں۔۔۔؟وہ کافی کا مگ

ٹیبل پر رکھتے

دونوں ہاتھ باندھ کر مؤدبانہ انداز میں استفساریہ

پوچھنے لگا

زریاب نے اسے ہاتھ کے اشارے سے جانے کا کہا وہ

فوراً سے سر خم کرتا

باہر نکل گیا

تم کو بتایا تو ہے ام پٹھان لوگ عمر سے کوئی واسطہ نہیں

رکھتا۔۔۔"

وہ بے باک سے بولتے اپنی مونچھوں کو تاؤ دینے لگے

تم ام کو جانے دے گا یا نہیں ام کو بس یہ بتادو۔۔۔امارا

بہت دل ہے

خان مور سے ملنے کا۔۔۔"وہ اب نہایت کیوٹ انداز

میں اسرار کرنے لگی

تھی

ٹھیک ہے۔۔۔پیکنگ کرو۔۔۔ام لے کر چلے گا

۔۔۔لیکن ملوا کر واپس لے آئے

گا۔۔۔"انکی اس بات پر خانم نے جھنجھلا کر یہاں

وہاں دیکھا

تم نئ سدھر سکتا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔ام کر رہا ہے

پیکنگ۔۔۔"اسکے کال بند

کرتے زریاب نے اپنے ریسپشن پر کال کی جسے فورا

سے اٹھالیا گیا

جواد سے کہو پاکستان کی ٹکٹ بک کروائے

۔۔۔"ریسپشنسٹ کے کال

اٹھاتے اس پر حکم صادر کیا

یہ ایک سفید خوبصورت حویلی تھی جو رات کے اس
وقت روشنی میں
جگمگاتی اپنی پوری شان سے کھڑی تھی اس کے باہر
مین گیٹ سے
فرنٹ ڈور تک آنے میں اچھا خاصا وقت درکار تھا
راہداری کے دونوں
اطراف ہریالی ہی ہریالی تھی جس کی دیکھ بھال کیلئے
ملازموں کی

فوج اکٹھی تھی جو دن میں پانچ سے سات بار پورے

لان کی صفائی

کرتی تھی کیونکہ یہاں کھیلنے والے بچے عام نہ تھے وہ

ایشین گینگسٹر

کے بچے تھے

درمیان میں ایک فاؤنٹین بنا تھا جس سے خوبصورت

نیلا پانی چاروں

اطراف گر رہا تھا

اس سے آگے کار پورچ تھا جہاں اس وقت ایک سے
بڑھ کر ایک مہنگی
گاڑی کھڑی تھی لیکن سب کے رنگ سیاہ تھے ان
کے دائیں جانب فرنٹ
ڈور تھا جہاں سے اس بنگلے کے اندر جانے کا راستہ تھا
اندر جاتے سب
سے پہلے ایک وسیع ہال آتا تھا جس کے بیچوں بیچ
خوبصورت سٹائلش

صوفے رکھے تھے سفید چمکتی ماربل جس میں چہرہ بھی

صاف ظاہر

ہوتا تھا اسی سے تھوڑی آگے اوپر جانے کیلئے دو

اطراف میں گول

سیڑھیاں چڑھتی تھیں اسکے نیچے بائیں جانب بڑا سا

سٹائلش کچن

تھا جس کے ساتھ ایک راہداری نکلتے ایک ہی لائن

میں چار کمرے آتے

تھے

کچن کے بلکل سامنے کھانے کی بڑی سی شاہی میز رکھی
تھی جس کے
گرد دور تک کرسیاں رکھی گئی تھی جس سے پتہ چل
رہا تھا کہ یہ
کسی بڑی فیملی کا دستر خوان ہے
جیسا نیچے کا نقشہ تھا ویسا ہی اوپر کا بھی تھا انہی کمروں
میں ایک
شاہی کمرہ وہ بھی تھا جہاں سے اس وقت ایک ننھی سی
کلکاری

گونجی تھی اور پھر گونجتی ہی رہی تھی کیونکہ اسکے

ساتھ اس کا

فتنہ بھائی بیٹھا تھا جو اس نے عمر میں صرف آٹھ منٹ

بڑا تھا لیکن

پھر بھی شرارتوں میں تو جیسے پی ایچ ڈی کر لی تھی اس

وقت وہ

زالے کے ننھے سے ہاتھ میں پکڑا وہ پیمپر چھین رہا تھا

جو زمل تھوڑی

دیر پہلے بیڈ پر رکھ کر گئی تھی تاکہ سونے سے پہلے

دونوں کو پہنا

دے

زالے نے کھسک کر اتنی مشکل سے وہ دور رکھا

پیمپر جیسے ہی

اٹھایا زامل کی نظر اس پر پڑ گئی زالے کو سکون میں دیکھ

اسے

نجانے کیوں بے سکونی سی ہوتی تھی

تب ہی وہ اسکے ہاتھ سے وہ پیمپر چھین رہا تھا

وہ ابھی اپنا نائٹ سوٹ آدھا ہی پہن سکی تھی جب

اپنے کمرے سے

بچوں کے رونے کی آواز آنے لگی اس نے زور سے

آنکھیں میچ کر اپنے

سر ٹرانسپیرنٹ دیوار میں دے مارنا چاہا

مم۔۔۔مم۔۔۔ا۔۔۔" وہ روتی ہوئی اپنی ماں کو

پکارنے لگی جو تھوڑی دیر

کیلئے باتھ روم اپنا نائٹ سوٹ بدلنے گئی تھی وہ جیسے

ہی باتھ روم

سے باہر نکلی نظران دونوں پر گئی

اسکی ہیزل آنکھوں میں پل کی پل غصّہ در آیا

ہیزل آنکھیں چھوٹی سی ستواں ناک گلابی پنکھڑی

سے لب اور سورج

مائل دمکتی رنگت وہ درمیانے قد کی انیس سالہ لڑکی

تھی جس

کا فگر دیکھ لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ دو جڑواں بچوں کی ماں

ہے

وہ بلاشبہ کم سن اور بے حد خوبصورت لڑکی تھی جس کا

دیوانہ بھی

کوئی عام شخص نہ تھا

زامی۔۔۔"وہ باتھ روم کا ذرا سا دروازہ کھول کر چیخی

جس پر زامل

نے فورا اس جانب دیکھا ماں کی گھوری پاتے وہ فورا

سے پیمپر چھوڑ

گیا

ممما۔۔۔پم۔۔۔پم۔۔۔"وہ اپنی بٹن سی آنکھیں پٹپٹاتا

کس معصومیت سے

بولا جیسے زالے اسکے ہاتھ سے وہ پیمپر چھین رہی ہو

پٹو گے۔۔۔اگر اب زالے کو تنگ کیا۔۔۔"وہ آدھا

نائٹ سوٹ پہن کر ہی باہر

جھانک رہی تھی جب کمرے کا دروازہ کھلا اور سامنے

سے آنے والے

شخص کو دیکھ دونوں بچے رونا بھولتے اسکی طرف ہاتھ

کر گئے

جیسے کہہ رہے ہوں انکو لیا جائے

بب۔۔۔بب۔۔۔۔"زالے روتی ہوئی اپنے بھائی کی

شکایت کرنے کیلئے فورا

سے تیار ہو گئی

کیا ہوا بب۔۔۔بب کی جان کو۔۔۔"اس نے بیٹھتے

ساتھ اپنی ننھی سی

پرنسسز کو اپنی گود میں لے لیا یہ دیکھ زامل کا جو ریڈیو

آن ہوا

زیحال کو باقائدہ اپنے کانوں میں انگلی دینی پڑ گئی تھی

سوری۔۔۔بیٹا سوری۔۔۔۔بب۔۔۔بب۔۔۔آپ

کو بھی لے رہے ہیں۔۔۔"بولتے اس

نے اپنی دوسری لیپ پر زامل کو بٹھالیا جو اسکی گود میں

آتے اپنا

ننھا سا ہاتھ اپنے باپ کے ہونٹوں پر رکھنے لگا زیحال

نے اسکا ہاتھ چوم

کر دونوں کے پھولے ہوئے گال باری باری چومے

جب انکی گہرے جھیل سی آنکھیں اس ظالمہ پر پڑی جو

بڑی خاموشی

سے اسے اپنے بچوں کو پیار کرتے ہوئے دیکھ رہی

تھی

ان گرے جھیل سی آنکھوں میں اسے ایسے دیکھ لمحے

کے پہلے حصّے

میں خماری اترنے لگی تھی

قدرتی تراشی گئی گھری بھنویں گرے جھیل سی

آنکھیں جن میں ایک

پورا جہاں آباد تھا محبت کا جہاں ستواں سی ناک عنابی

کٹاؤ دار

ہونٹ صاف دمکتی رنگت پر ہلکی ہلکی داڑھی مونچھیں

یہ تیکھے نین

نقوش والا شخص بلاشبہ خوبصورتی کی ایک مثال تھا اور

ان دونوں

کا مکسچر اسکی گود میں بیٹھے تھے

زامل جو آنکھوں کے معاملے میں ٹکٹوا اپنے باپ پر گیا

تھا رنگت تو تھی

ہی صاف ستھری کیوں نہ ہوتی وہ پٹھان کا بچہ تھا

خوبصورت پورے

حق سے پیدا ہوا تھا یہی حال زالے کا تھا جس کی مٹر سی

آنکھیں

اپنی ماں پر تھیں لیکن اس سے زیادہ شائنی اور پلکیں

اتھی سی لمبی

اور گھنی

وہ دونوں کو گود میں لئے سٹک بیٹھا اسے دیکھتا گیا جب

اسے خود کو

ایسے دیکھتے دیکھ زمل فورا اسے اندر غائب ہو گئی اسکے

غائب ہوتے

زیحال کی پلکیں جھپکی وہ خود میں ہی شریر مسکراہٹ

مسکراتا ان

دونوں کو دیکھنے لگا جو اپنے باپ کی طرح ہی ٹکٹکی

باندھے اپنے

باپ کو دیکھ رہے تھے

ایسے کیا دیکھ رہے ہو دونوں۔۔۔سارا دن جھگڑا

۔۔۔اسکے علاوہ کچھ آتا

نہیں۔۔۔؟وہ دونوں کو خود پے ایسے نظریں ٹکائے

دیکھ یکدم ہڑبڑا کر

بولا زامل آگے سے کھلکھلا کر ہنسنے لگا جبکہ زالے کے

چہرے پر

مسکراہٹ بھی نہیں آ سکی

اپنی دہشت گردماں سے ڈرو۔۔۔ جیسے تم لوگوں کا

باپ ڈرتا ہے اب

دیکھنا وہ باہر آئیں گی۔۔۔اور ہم تینوں کو ڈانٹیں گی

۔۔۔"اسکے منہ سے

یہ بات شاید قبولیت کے وقت ہی نکلی تھی جو اسی

وقت قبول ہو

گئی تھی وہ تینوں بیڈ پر سر جھکائے بیٹھے تھے انکا باپ بیچ

میں اور

وہ دونوں چھوٹے فتنے اسکے دونوں اطراف

زمل سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی ان تینوں کو گھور رہی

تھی

کہا تھا دوبارہ نہیں جھگڑنا۔۔۔ سمجھ نہیں آئی تھی

میری بات۔۔۔؟اور

آپ۔۔۔"اس نے دونوں کو ڈانٹتے انکے باپ کو

مخاطب کیا

میں نے ایسے ہی پیار کر لیا تھا ایک دن میں دو دفع پتہ

ہوتا یہ رزلٹ

آئے گا میں کبھی نہ کرتا۔۔۔"اسے پتہ تھا وہ یہی

بولے گی تب ہی پہلے

ہی خود بول پڑا

میں نے یہ تو نہیں کہا۔۔۔!!زمل نے آبرو اچکا کر

اسے دیکھا اسکی بات پر

زیحال ایک دم ٹھٹھک گیا

کہاں تھے اب تک آپ۔۔۔وقت دیکھا ہے آپ

نے۔۔۔؟اس نے وال کلاک کی

جانب اشارہ کیا جہاں رات کے بارہ بج چکے تھے

آفس میں تھا جان۔۔۔"وہ ایسے جواب دے رہا تھا

جیسے کوئی چوری

پکڑی گئی ہو زمل نے آنکھیں چھوٹی کر کر اسے تیکھی

نظروں سے

دیکھا جیسے اسکی بات پر شک ہو

جلدی آجایا کریں۔۔۔باقی سب بھی تو آجاتے ہیں

۔۔۔"وہ اب قدرے

نارمل تھی بیڈ کے اس پار گھوم کر آئی اور زالے کو

اپنے سامنے لٹا کر

اسکا سلیپنگ ڈریس چینج کرنے لگی

زیحال نے بے بی پاؤڈر اٹھا کر اسکے قریب کر دیا

تم مس کرتی ہو مجھے۔۔۔؟وہ کہنی بیڈ پر ٹکاتا اسکے

چہرے کو

وارفتگی سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا

ن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔میں کیوں کرنے لگی مس۔

۔۔"وہ ایک دم سے جیسے گڑ بڑا

سی گئی

تو کون کرے گا۔۔۔یہ حق تو صرف تمہیں ہے

۔۔۔"اسکے لہجے میں اپنے

آپ خماری گھلنے لگی تھی

زمل اپنا سر مزید جھکا گئی جیسے اپنی مسکراہٹ چھپانے

کی کوشش

کر رہی ہو زیحال اسکے قریب ہونے ہی لگا تھا کہ زمل

نے زالے کو تیار کر

کر اسکے پاس کر دیا

اور خود زامل کو تیار کرنے لگی

اتنا پیار انکے باپ سے بھی کر لو۔۔۔"وہ کلس کر بولتا

اپنی ننھی سی

جان کو اسکی جگہ لٹا کر سلانے کیلئے تھپکنے لگا

اسکی کا صلہ ہے یہ۔۔۔!! اس نے زامل کی جانب

اشارہ کیا جو اپنی ماں

کی وہی انگلی پکڑ کر منہ میں لے جانے کی کوشش

کرنے لگا

افففف اللہ میں کیا کروں اسکا۔۔۔ہر چیز منہ میں

۔۔۔"وہ اپنی انگلی

چھڑواتی اسے آنکھیں دکھا کر ڈریس پہنانے لگی لیکن

وہ اپنی چھوٹی

چھوٹی ٹانگیں چلاتا اسے ایسا کوئی موقع ہی نہیں دے

رہا تھا

زامی۔۔۔اب پٹو گے۔۔۔'' وہ اسے ڈانٹتی آنکھیں

دکھانے لگی لیکن وہ

ڈھیٹ باپ کی اولاد پھر بھی آگے سے کھلکھلا اٹھا

زمل سر نفی میں ہلاتی اسے تیار کر کر لٹاتی خود بھی

سونے کیلئے لیٹ

گئی زیحال اٹھ کر فریش ہونے باتھ روم چلا گیا تھا تب

تک زامل فیڈ

کرتے اپنی جگہ چلا گیا تھا اب زالے کی باری تھی جو

زمل کے ہاتھ کی

انگلی پکڑے دودھ پی رہی تھی

اتنے میں زمل کو اپنی بیلی پر ایک ہاتھ رینگتا ہوا محسوس

ہوا وہ اور

کسی کا نہیں اسی شخص کا ہاتھ تھا جسے اسکی ہر رات

نیندوں کو

چرانے میں مزہ آیا تھا

ہبی۔۔۔ک۔۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔۔زالے دیکھ

رہی ہے۔۔۔" وہ اسکی گردن میں

چہرہ چھپانے لگا تھا جب اسکی بات پر اس نے ذرا سا آگے ہو کر فیڈر

لیتی اپنی بیٹی کو دیکھا وہ بھی فیڈر چھوڑتی کھلکھلا کر ہنس پڑی

بب۔۔۔ببا۔۔۔" وہ اسکی جانب اپنا ننھا سا ہاتھ کرنے لگی

اممماں۔۔۔۔ببا کی جان جلدی سے سو جاؤ۔۔۔ورنہ بیلا ڈائن آ جائے

گی۔۔۔"اسکے منہ سے بیلاڈائن سنتے زمل کی ہنسی

چھوٹ گئ

آپ بھی ناں۔۔۔"اسے ہنستے دیکھ زیحال نے مسکرا

کراسکی گردن پر

اپنے لب رکھے زمل آنکھیں بند کرتی اسکے بالوں میں

ہاتھ پھیرنے لگی

جوزیحال کومزید مدہوش بناتی تھی

ہبی۔۔۔"اس نے دھیرے سے اسے پکارا کمرے

میں مدھم مدھم سی

روشنی تھی زالے زامل سو چکے تھے دونوں بیڈ کے

ایک جانب تھے پھر

زمل اور پھر زیحال جسے اپنی اولاد بھی درمیان میں

برداشت نہ

ہوئی اور کردیا دونوں کو ایک سائیڈ خود اب انکی ماں

سے لپٹ کر

سونے کی تیاری میں تھا

جی ہبی کی جان۔۔۔"ہمیشہ کی طرح محبت بھرا جواب

آیا

کیا داراب لالا سچ میں بیلا سے شادی کریں گے

۔۔۔؟ وہ آہستہ آواز میں

پوچھ رہی تھی کہ کہیں اسکے جن مطلب اسکے بچے

جاگ نہ

جائیں

اسکے سوال پر زیحال کی آنکھیں کھلی

ھمم۔۔۔وہ کرلیں گے۔۔۔"اسکے جواب پر زمل کا

دل جیسے بجھ سا گیا

تھا

لیکن۔۔۔انہیں کیا ضرورت ہے۔۔۔اس سے شادی

کرنے کی پہلے اتنے سال

کی نہیں اور اب جب کرنے لگے تو بیلا جیسی لڑکی سے

۔۔۔"وہ از حد

افسردہ تھی

ہم پٹھان ہیں زڑگیہ۔۔۔ہم جو زبان دیتے ہیں اسے

پورا کرتے ہیں۔۔۔"ہاں

پھر چاہے موت کیوں ناں آجائے وہ زبان سے پیچھے

نہیں ہٹتے

تھے

لیکن کیوں۔۔۔؟وہ جھوٹی تھی اس نے آپ پر جھوٹا

الزام لگایا تھاناں

پھر کیوں ہبی۔۔۔؟وہ زالے کو دور کر کر لٹاتی اپنے

فراک کی چیسٹ

سائیڈ زپ بند کرتی زیحال کی جانب مڑی

زیحال نے غور سے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور بے حد

محبت سے اس

کے ہونٹوں کو چھوا

پھر بھی انکو کرنی پڑے گی کیونکہ ایک تو انہوں نے

زبان دی ہے اور

دوسرا بیلا ہماری کزن ہے بچپن سے ساتھ پلی بڑی

اسے بابا ایسے ہی

نہیں چھوڑیں گے۔۔۔داراب لالا اس سے شادی

کریں گے اور تم فکر مت

کرو وہ بیلا کو سمبھالنا اچھے سے جانتے ہیں۔۔۔"اسکے

لہجے میں

شرارت چھلکی جسے زمل فوراً بھانپ گئی تب ہی خود

بھی مسکرا

دی

زیحال اسے خود سے لپٹائے اسکے چہرے کو جابجا سے

دیوانگی سے

چومتا چلا گیا یہ رات بھی اس ظالم کے حصّے میں گئی

تھی

زمل اپنی کچھ گھنٹوں کی نیند قربان کرتی خود کو اسکے

حوالے کر

گئ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کی پو پھوٹ چکی تھی سورج نے اپنی روشنی سے ان اونچی
نیچی بلڈنگز کو صاف ظاہر کر دیا تھا زندگی جیسے پھر سے شروع ہو
گئی تھی لیکن ایک نئے سرے سے یہاں دن کے وقت کچھ جگھیں ایسی

ہوتی تھیں جہاں تاریکی ہی تاریکی ہر وقت چھائی رہتی

تھی اور یہ

تھی انڈر ورلڈ کی جگہ جہاں اس وقت پولیس کی

گاڑیاں دور دور تک

دکھائی دے رہی تھی انکے بجتے سائرن اس بات کی

طرف اشارہ تھے کہ

وہ پھر آیا تھا نہ صرف آیا تھا بلکہ آکر اپنی پسندیدہ چیز

بھی لے گیا

تھا لوگ اکثر اسے موت کے فرشتے سے تشبیہ دیتے

تھے کیونکہ اس سے

ملاقات کے بعد اگلی ملاقات تو ملک الموت سے ہی

ہونی تھی

ان سب کی ڈیڈ باڈی کو سٹریچر پر ڈال کر لے جایا جا رہا

تھا پتہ نہ

چلتا کہ یہ کس نے کیا ہے اگر وہ نشان انکے ماتھے پر

نظر نہ آتا

یہی تو خاصیت تھی اس بیسٹ کی وہ موت دیتا بھی تھا تو

ایسے کہ

دشمن کو اگلا سانس بھی نصیب نہ ہو

ایک شخص تم لوگوں سے نہیں پکڑا جا رہا۔۔۔کیوں

۔۔۔؟؟؟اے سی پی

ارواج گویا چیخ پڑے تھے

تب ہی ایک جیپ وہاں آر کی اس سے اترنے والی

شخصیت کو دیکھ

انہوں نے بھی جلدی سے سیلوٹ کیا

سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا کسرتی

ٹھوس

جسامت ہاف سلیوس سے جھانکتے اسکے گورے

پھولے ہوئے ٹھوس

بائسپس وہ قد و کاٹھ میں ان سب سے الگ تھا یقیناً

نین نقش بھی سب

سے جدا تھے کیسے نہ ہوتے وہ تھا ہی پٹھان

وردی پر لگی پلیٹ پر لکھا نام "ڈی ایس پی داراب" نام

میں ہی ہی

چھپا قہر

اس نے آنکھوں پر سے سیاہ چشمہ اتار کر سامنے وائٹ

چاک سے بنے

باڈیز کے نشان دیکھے

دیکھتے اسکی آنکھوں میں غصّے کی سرخی نمایاں ہونے

لگی تھی

ڈونٹ وری سر۔۔۔ہم پتہ کرلیں گے یہ جس کا بھی

کام ہے۔۔۔"ارواج

اسکے پاس آتے نہایت مؤدبانہ انداز میں بولا

ڈی ایس پی داراب نے ایک نظر اس عام سے آدمی کی

طرح دکھنے والے

پولیس والے پر ڈالی ساتھ ہی آنکھوں میں تمسخر امڈ

آیا

تو گھر ایک دفع اپنی بیوی کو ضرور کہہ دینا کہ وہ اپنے

لئے کوئی اور

ڈھونڈ لے۔۔۔" اسکی بات کا مطلب سمجھتے ارواج کی

سٹی ایک دم

سے گل ہو گئی

یہ بات کون نہیں جانتا تھا کہ اس بیسٹ کے راستے

میں آنے والے کا وہ

کیا حال کرتا تھا اسے اپنا کام بنا کسی مداخلت کے

خاموشی سے کرنا

پسند تھا اتنی خاموشی کے اسکے سائے تک کو پتہ نہ

چلے

اس کیس کو یہی کلوز کرو۔۔۔کچھ دیکھنا ہوا تو میں خود

دیکھوں

گا۔۔'' کہتے وہ اپنی جیپ میں بیٹھتا زن سے اڑا لے

گیا ارواج نے

پیچھے اٹھنے والے دھوئیں کی وجہ سے ناک پر ہاتھ

رکھتے دوسرے

ہاتھ سے اس دھوئیں کو اڑایا.

یہ جب بھی اس گینگسٹر کی بات آتی ہے سر کیس کو

کلوز ہی کیوں

کروا دیتے ہیں۔۔۔ کچھ تو گڑ بڑ ضرور ہے۔۔۔'' وہ

الجھنے لگا تھا پچھلے

تین مہینوں میں ہونے والے ایک ہی طرح کے

مرڈرز کیس ڈی ایس پی

داراب خان آفندی نے ایسے ہی کلوز کروادیے تھے

وجہ پوچھنے کی

کسی میں ہمت نہیں تھی کیونکہ وہ ایک ہی لائن بول

کر اسے خاموش

کروادیتا

"اسکا اگلا نشانہ تم بنو گے" اور کون ایسا جگر والا تھا جو

اس درندے

کے ہاتھ لگتا جو موت بھی ایسی دیتا کہ روح کانپ

اٹھتی

____

وہ پیروں تک آتی لمبی فراک زیب کیئے جس کا دوپٹہ

سے ہوتا کندھوں

پر ڈھلک رہا تھا ہلکے ہلکے میک اپ میں وہ شہد رنگ

آنکھوں والی

لڑکی

بے حد خوبصورت لگ رہی تھی جو اس وقت

ملازموں کے سر پر

کھڑی

ناشتے کی ٹیبل سیٹ کروا رہی تھی اتنے میں ایک

چھوٹے بچے کی

رونے

کی آوازیں آنے لگی مشائم نے مڑ کر پیچھے کی جانب

دیکھا جہاں

ایک

ملازمہ سٹرالر میں بے بی کو لا رہی تھی اسے دیکھ مشی

کی آنکھیں

یکدم چمک اٹھی

کیا کر رہی ہو رلا دیا اسے ۔۔۔"اسے ملازمہ پر غصّہ آیا

جس نے اس بے

بی سٹرالر میں لگا بے بی میوزک آن نہیں کیا تھا جس

کے ان ہوتے ایک

گول گول سا جھومر گھومنے لگتا اسکو گھومتے دیکھ

عبدلباری فورا

سے چپ کر جاتا اور اپنی مٹر جیسی آنکھوں سے اسے

دیکھنے لگا اور

جونہی وہ میوزک بند ہوتا وہاں اس چھوٹے سلطان کا

ریڈیو آن ہو

جاتا

مشی نے جاکر اسے اٹھاتے اپنی گود میں لے لیا وہ بھی

اپنی مشی ماما

کے پاس آتے ساتھ چپ ہو گیا تھا

وہ ننھی سی جان مشی کی گود میں ہی انگڑائیاں لیتے

ہوئے اوں ۔۔اوں

کرنے لگا تھا یہ دیکھ اسے عبدلباری پر ٹوٹ کر پیار آیا

اس نے اسکے

دونوں گال باری باری چومے اور اسے سٹرالر میں لٹا

کر خود اپنے ساتھ

ڈائننگ ٹیبل کے پاس لے آئی وہ ایسی ہی تھی مشائم

نے جتنی محبت ان

بچوں کو دی تھی وہ بھی اسے اپنی ماں کی طرح سمجھنے لگے تھے

کوئی دیکھ کر نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ اسکی سگی ماں نہیں ہے

حالانکہ سگی ماں اب سو کر اٹھ کر کمرے سے باہر آئی تھی

نیند سے بھری سرخ مخمور آنکھیں گندمی رنگت اور خوبصورت نین

نقوش کی مالکن "ڈاکٹر کومل پامیر سلطان" پاشاہاؤس

کی تیسرے

نمبر والی بہو جس کی سب سے زیادہ مانی جاتی تھی گھر

میں کیوں

وہ رشتے چاہے چھوٹی تھی لیکن عمر میں مشائم یاقوت

مرزااور زمل

زیحال خان آفندی سے بڑی تھی اس لئے وہ اسے

ہمیشہ اپنی بڑی بہن

سمجھتی تھیں

وہ اس وقت سیاہ رنگ کے سوٹ میں ملبوس دوپٹہ

کندھے پر لئے اپنے

بالوں کو انگلیوں کی مدد سے سمیٹتی کمرے سے نکلتی

سیدھی لیونگ

روم میں آئی اور آتے دھم سے صوفے پر بیٹھ گئی

ملائشیا آتے اس نے

پھر سے ہوسپٹل جوائن کر لیا تھا اسکی جاب کے بعد

عبدلباری کی

ساری زمے داری مشائم پر آگئی تھی اکثر وہ رات کو

بھی اسکے پاس

سوتا تھا

کوئی مجھے ناشتہ کروادو۔۔۔۔" وہ آنکھیں مسلتی ہوئی

بلند آواز میں

ہانک لگانے لگی اسکی بات پر کچن سے نکلتی مشائم کے

لبوں پر

مسکراہٹ در آئی

کیوں کرتی ہو نائٹ ڈیوٹی۔۔۔اپنی صحت کا بھی خیال

رکھو۔۔۔ابھی تو

عبدلباری بہت چھوٹا ہے۔۔۔"وہ سٹر الرا اپنے ساتھ

گھسیٹ کر اسکے پاس

لے آئ اس بے بی کی جیسے ہی نظر اپنی ماں پر پڑی اس

نے اپنے ننھے

ننھے ہاتھ پیر مارنے شروع کر دیے

اے۔۔۔میلا بے بی۔۔۔"اس نے آگے بڑھ کر

اسے اپنی ممتا بھری گود میں

جیسے ہی اٹھایا وہ بے چین سا ہوتے کروٹیں بدلنے لگا

جیسے اپنی

فیڈ ڈھونڈ رہا ہو

کومل نے اسکے دونوں گالوں کو محبت سے چوما اسکا بیٹا

نین نقش

اس سے لے کر رنگت میں اپنے باپ پر چلا گیا تھا

مجھے اسکی فکر نہیں ہے۔۔۔تم ہو ناں۔۔۔اسکے پاس

اسکی مشی ماما

ہوتی ہیں۔۔۔تو یہ کیسے اپنی ماما کو یاد کرے گا ہے ناں
میلا بے بی۔۔۔"
وہ اپنی ماں کی باتوں پر دونوں ہاتھ مارتا کھلکھلانے لگا
تھا
ہاں۔۔۔اسے بھی پتہ ہو گا ناں۔۔۔کہ اسکی مشی ماما
کی گود خالی ہے۔۔۔
انہی سے وہ اپنی محبت کو پورا کر لیتی ہے۔۔۔"مشی کی
آواز ایک دم

سے بھیگنے لگی تھی اسکے چہرے کی مسکراہٹ تک اسکا

ساتھ نہیں

دے رہی تھی

کومل نے ایک نظر اسے دیکھا دل جیسے دکھی ہوا تھا اس

نے مشی کا

ہاتھ پکڑ کر نرمی سے دبایا

فکر مت کرو۔۔۔میں ضرور تمہارے لئے کچھ کرونگی

۔۔۔میری

اسپیشلسٹ سے بات ہوئی ہے تمہارا علاج اس بار

میں خود کرواؤں

گی۔۔۔"وہ بے حد محبت سے اسے چھوٹی بہنوں کی

طرح سمجھانے

لگی

مشی نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلایا اسے نجانے

کیوں امید سی

رہتی تھی کہ کبھی نہ کبھی تو اسکی گود بھی بھرے گی وہ

بھی اپنی

ممتا کسی پر نچھاور کر سکے گی

میں اسکے لئے ڈیڈ کو کبھی معاف نہیں کر سکتی۔۔۔انکی

وجہ سے میں

نے اپنا بچہ کھو دیا۔۔۔"اسے وہ لمحہ یاد آنے لگا جس

سے اسکی روح

تک کانپ اٹھتی ہے اپنی غلطی اور بے وقوفی پر جی بھر

کر پچھتاوا

ہوتا تھا

ڈونٹ وری۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔امید پر

دنیا قائم ہے۔۔۔" وہ اسے

سمجھا رہی تھی اور عبد لباری غور سے اپنی ماں کی باتیں

سن رہا تھا

جو اسے فیڈ دینے کے بجائے اپنی باتوں میں مصروف

تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ ملائشیا کی ایک انڈر گراؤنڈ ریسلنگ پلیس تھی جہاں

اس وقت

ایک سے بڑھ کر ایک شخص اپنے آپ کو طاقت کا

بادشاہ کہہ کر پکار رہا

تھا ہر جانب عجیب سا شور تھا ہر کوئی پر جوش تھا چیخ رہا

تھا گیم

شروع ہونے والی تھی اور آج یہ گیم عام دنوں جیسی

بلکل نہ تھی

کیونکہ آج کے پلئیرز بہت انوکھے تھے ایک وہ تھا

جسے آج تک یہاں

کوئی نہیں ہرا پایا تھا جسے جیت کا بادشاہ بھی کہا جاتا تھا وہ آج

بھی اپنے سینے پر ہاتھ مارتا سب کو للکار رہا تھا کہ کوئی ہے جو اس

سے مقابلہ کرنا چاہے جیت ہار بعد میں تھی پہلے تو اس سے مقابلے کے

لئے ہمت لانی تھی اور ایسے میں جب سارا مجمع خاموش ہو گیا کسی

نے آگے بڑھ کر ہمت نہیں دکھائی تو ایک ہاتھ اٹھا

جس کی دو انگلیاں

پوری بند اور ایک ادھ کھلی کے ساتھ شہادت کی انگلی

پوری اوپر کی

جانب اٹھی ہوئی تھی

یہ دیکھ راگو کے چہرے کے پر شیطانی مسکراہٹ در

آئی کیونکہ اسے

اپنے سامنے پاکستانی نین نقش والا نوجوان ہاتھ اٹھائے

دکھائی دیا تھا

وہ خود بھی انڈیا سے تھا پچھلے کئی سالوں سے ملائشیا میں

مقیم اور

اپنا نام بنانے والا پینتالیس سالہ شخص

وہ پچیس چھبیس کے لگ بھگ دکھنے والا شخص مجمعے کو

چیرتے

ہوئے آگے آیا اسکے سامنے وہ میدان تھا جہاں اسے یا

تو آر ہونا تھا یا

پار

گہری نیلی آنکھیں قدرتی تراشی ہوئی گہری بھنویں

کھڑی ناک اور

عنابی کٹاؤدار ہونٹ رنگت صاف اجلی سی

جسامت ایک دم فٹ

جیسے وہ شخص باقائدگی سے جم کرتا رہا ہو ٹھوس کسرتی

جسامت

سکس ایبز اور پھولے ہوئے ٹھوس بائسپس جو اسکی

بلیک سلیولیس

ویسٹ میں سے صاف نمایاں ہو رہے تھے

وہ سر پر پی کیپ لئے آگے آیا اور عین را گو کے بلکل

سامنے کھڑا ہو گیا

مجمعے میں ایک بار پھر چاروں سو را گو۔۔۔را گو ہونے

لگی تھی کچھ

لوگ خاموش تھے جنہیں اس نوجوان کی بے وقوفی پر

افسوس تھا کہ

وہ خود خود کو موت کے منہ میں لے گیا تھا

کوچ نے آگے بڑھ کر دونوں کا ایک ایک ہاتھ پکڑا اور

میدان میں بیچوں

پہنچ لے آیا شور مزید بڑھ گیا گھنٹی بجادی گئی را گو سامنے
کھڑے

اس نوجوان کو دیکھتا شیطانی مسکراہٹ اسکی جانب
اچھال رہا تھا

اس نے ایک ادا سے اپنے سر پر پہنی پی کیپ اتار کر
پھینکتے اپنے بالوں

میں ہاتھ پھیرا اور ایک جانب سے ہونٹ وا کرتے
مسکرا دیا

اسکے ایک ہاتھ کا مکا بنتے دوسرے سے اس نے راگو کو

اپنی جانب بلایا

وہ کسی جنگلی جانور کی طرح ایک دم سے آگے آتا اس پر

حملہ آور

ہونے لگا تھا کہ وہ نوجوان ایک دم سے اسکے نیچے سے

نکلتا دوسری

جانب چلا گیا یہ دیکھ راگو کو غصّہ آیا

مجمع اب بھی راگو راگو ہی کر رہا تھا

وہ پھر سے اسکی جانب لپکا اس بار نیچے سے حملہ آور

ہوا تھا لیکن وہ

نوجوان اسکے اوپر سے پھلانگ کر دوسری جانب آگیا

یہ دیکھ سب کے قہقہے بلند ہونے لگے

راگواب صحیح غصّے میں آرہا تھا اس نے گہری سانس

لیتے شدید

طیش کے عالم میں اسے دیکھا اور اس بار جاتے اسے کمر

سے تھام کر

اوپر اٹھاتے دوسری جانب گرا گیا یہ دیکھ مجمع راگو کے

نام کے نارے

اور بھی بلند کر گیا

ہاہاہا۔۔۔اٹھ۔۔۔"اسے ایسے گرتے دیکھ راگو نے

اسے للکارا وہ نوجوان اٹھ

کر اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا لیکن راگو نے اس

بار سیدھا مکا

اسکے منہ پر دے مارا تھا جس سے اسکی ناک سے خون

بہہ نکلتا تیزی

سے ہونٹوں کے کنارے پر آگیا

اس نے جھٹکا کھاتے اس خون کو صاف کیا اور وحشت

زدہ نظروں سے

راگو کو دیکھا جس نے ایک اور مکا اسکے منہ پر دے

مارنے کیلئے آگے

ہاتھ بڑھا ہی تھا کہ اس نوجوان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اتنی

سختی سے

مروڑا ساتھ اس کی تھوڑی پر نیچے سے ایک زوردار

گھونسہ دے

مارتے ایک ہی وار میں اسکے دماغ کی رگیں ہلادی راگو

دو قدم پیچھے

جاتا اپنے چکراتے ہوئے سر کو تھام گیا مجمع خاموش ہو

گیا کیونکہ

یہ وار کسی نے سوچا نہیں تھا

یا پھر اب اس نوجوان کی دھلائی کا سب کو انتظار تھا

راگو غصّے سے اسکی جانب آیا اور اس پھر اس نوجوان کی

طرف سے

اسکے منہ پر گھونسہ لگتے نیچے سے بھی ایک وار ہوا جس

میں راگو

منہ کے بل سیدھا زمین پر جا گرا وہ مجمعے میں اب ایک

بار پھر

خاموشی تھی کوچ کے نام لیتے سب نے اسکے نام کا

شور بلند کر دیا

"پامیر ۔۔۔۔ پامیر ۔۔۔"سب کے لبوں سے یہ نام

نکلتا جا رہا تھا اور وہ وہاں

راگو کے اتنے سالوں کے بنائے گئے ریکارڈ کی

دھجیاں اڑا رہا تھا

دس منٹ وہ مشکل سے مزید ٹک پایا تھا آخر میں وہ گر

گیا اور ایسا

گرا کہ اس بار اٹھنے کی سکت بھی نہ بچی

کوچ نے پامیر کا ہاتھ پکڑ کر ہوا میں بلند کر دیا آج سے

یہاں کا نیا

بادشاہ وہ بنا تھا دنیا جسے "پامیر سلطان دی بیسٹ فائٹر"

کہتی تھی

اسکا پورا جسم پسینے سے شرابور اور سانسوں کا تنفس بگڑا

ہوا تھا

وہ ذرا سا مسکرا کر وہاں سے باہر نکل آیا اسکے پیچھے دو

گارڈز تھے

ایک نے آکر اسکے سامنے پانی کی بوٹل کی جسے تھام کر

وہ سیدھا

منہ کو لگا گیا اور ایک ہی سانس میں چلتے چلتے سارا پانی

پی گیا اسی

دوران وہ گاڑی میں بھی بیٹھ گیا تھا اسکے بیٹھتے گارڈ

نے گاڑی

سٹارٹ کرتے فورا بھگالی

وہ پچھلی نشست پر بیٹھا گہری سانسیں لیتے ہوئے باہر

کی جانب دیکھ

رہا تھا چہرے پر ایک سنجیدگی رقم تھی وہ آج پہلی بار

یہاں آیا تھا

اور پہلی بار میں ہی لوگوں کو اپنا نام یاد کروا گیا تھا

ٹیشو پاس کرو۔۔" اسکی سپاٹ آواز گاڑی کے اندر

پھیلے سکوت میں

گونجی گارڈ نے جلدی سے ٹیشو باکس اسکے پاس کیا

جسے پکڑ کر اس

نے ایک کے بعد ایک ٹیشو نکالتے اپنی ناک سے بہتا

خون صاف کیا

درد ہو رہا تھا لیکن وہ محسوس نہیں کر رہا تھا ایسے

زخموں کی اسے

عادت تھی بچپن سے ایسے زخموں سے واسطہ تھا اسکا

گاڑی پاشاہاؤس میں داخل ہوئی اور ایک طویل

راہداری عبور کرتے

فرنٹ ڈور تک آر کی گارڈ کے دروازہ کھولتے وہ باہر

نکلتا اور چہرے

کی سنجیدگی ماتے وہاں شریر مسکراہٹ لے آیا کیونکہ

سامنے ہی اسے

وہ دکھائی دے گئی تھی جو اسکی جلتی آنکھوں کو راحت

دیتی تھی

جو اسکی پیاسی روح کو سیراب کرتی تھی

آ گئے تم۔۔آوارہ گردی کر کر۔۔۔؟کومل کی نظر

جیسے ہی اس پر پڑی

اس نے فوراً اسے اسے آڑے ہاتھوں لے لیا

آگیا میری جان۔۔۔تم آئی میں بھی آگیا۔۔۔''اس

نے آتے یہاں وہاں دیکھا

جب کوئی نہیں دکھا تو جلدی سے کومل کے گال کو چوم

لیا جس پر

اس نے گھور کر اس سلطان کو دیکھا جواب اپنے بیٹے کو

اٹھا کر اس

کے ساتھ کوچی کو کر رہا تھا

تم کہاں گئے تھے یہ ناک پر زخم کیسا۔۔۔؟ کومل اسکے

چہرے کو غور

سے دیکھتی پریشان سی اٹھ کھڑی ہوئی

گر گیا تھا۔۔۔"اس نے صاف گوئی سے جھوٹ

بولا

میرے داماد سے دور رہ کر جھوٹ بولا کرو۔۔۔"اسی

وقت سیڑھیاں

اترتے زیحال کی آواز ان دونوں کے کانوں میں پڑی

کومل نے اسکو دیکھ جھٹ سے پامیر کو گھورا جو اپنی

چوری پکڑے

جانے پر اب اپنی بیوی سے چہرہ چھپانے کیلیئے اپنے بیٹے

کو آگے کر رہا

تھا

زیحال کے بیٹھتے باقی سب بھی ناشتے کی ٹیبل پر آ گئے

تھے بچوں کو

ملازمہ کے حوالے کر دیا تھا زامل زالے تو اپنی اپنی

گاڑی لئے یہاں وہاں

بھگا رہے تھے اور عبد لباری ان دونوں کو دیکھ دیکھ کر

خوش ہو رہا

تھا یا شاید صرف زالے کو دیکھ کر وہ اتوسا تھا ابھی سے

اسکی اور

زالے کی بننے لگی تھی وہ بھی اسے اپنا بولنے والا ٹوائے

سمجھتی

جو اسکی زندگی کا پہلا یا شاید آخری بھی بوائے ہونے

والا تھا جن کی

چار ماہ پہلے منگنی کی گئ تھی زالے کو باری کے نام کر کر

یہ ایک

خوبصورت جوڑی بنادی گئ تھی "زالے باری"

زالے کا باری عبدلباری

ملازمہ نے سب کو کھانا سرو کیا کھانے کی ٹیبل کی

سربراہی کرسی

پر زیحال خان آفندی براجمان تھا گھر کا سربراہ پامیر

سلطان کا بڑا

بھائی اسکے ماں باپ کی جگہ جس نے اپنا بچپن قربان کر
کر اسے پالا
نہ صرف اسے بلکہ دو اور کو جو اس وقت اس ٹیبل پر
موجود نہ تھے
"یاقوت مرزا" جو اس وقت بزنس کے سلسلے میں
ایریا سے باہر تھا
اور گھر کا سب سے چھوٹا لاڈلا بگڑا بچہ ویسے تو وہ تین
چھوٹے تھے

زاملِ زالے اور عبدلباری لیکن اصل گھر میں تباہی

اس بڑے مطلب

چھوٹے فتنے نے مچار کھی تھی "برلاس شاہ" زیحال

خان آفندی کی

چھوٹی بگڑی اولادیہ تین وہ خوش قسمت تھے جن کے

سر پر زیحال

خان آفندی کا سایہ تھا جسے وہ اپنے ماں باپ دونوں کی

ہی جگہ مانتے

تھے

ویسے آپ نے کوئی کیمرا ویمرا تو فٹ نہیں کر رکھا

۔۔۔؟ آپ کو کیسے

پتہ چل جاتا ہے یار کہ ہم نے کب کیا کیا ہے

۔۔۔؟ پامیر کو اپنی بات کا

جواب چاہیے تھا کیونکہ جب تک جواب نہ ملتا اسکا کھانا

حلق سے

نیچے نہ اترتا

باپ کو اولاد کے ہر عمل کی خبر ہوتی ہے۔۔۔"اس

نے نوالہ چباتے ٹھہرے

لہجے میں جواب دیا

تواب یہ اولاد اپنے منہ مبارک سے سچ بتائے گی

۔۔۔؟کومل نے ترچھی

نظروں سے دیکھتے تڑخ کر پوچھا پامیر کو پتہ تھا اب

نہیں بچے گا

وہ

وہ۔۔۔ تم نائٹ ڈیوٹی پر تھی تو میں نے سوچا کیوں ناں

میں۔۔۔ تھوڑی

پریکٹس کر آؤں ہڈیاں توڑنے کی۔۔۔" وہ مزے سے

کھانا کھاتے ہوئے

جواب دے گیا

ہڈیاں۔۔۔؟ لیکن کیوں پامیر بھائی۔۔۔" زمل کو اسکا

جواب عجیب لگا اس

نے تھوڑا متجسس ہوتے اسکی جانب دیکھا

زیحال نے فورا سے نیچے سے پامیر کی ٹانگ پر پیر مارا

آ۔۔۔ وہ۔۔۔۔ وہ کومل کے پاس پیشنٹس نہیں آتے

تو سوچا میں ہی بھیج

دوں ۔۔۔کیوں بیگم ۔۔۔؟اس نے آخر میں کومل

سے تائید چاہی جوان

بھائیوں کے سارے اشارے خوب سمجھتی تھی

بھوکا رہنا تم ہرگز پسند نہیں کروگے ہیں ناں

۔۔۔؟اسکی بات سمجھتے

پامیر نے فوراً اسے آبرو اچکائی اور جھٹ سے اپنے

کھانے پر لگ گیا

اسے یہ کرتے دیکھ مشی اور زمل کی بے ساختہ ہنسی

چھوٹ گئی

بب۔۔۔بب۔۔۔"زامل دور سے ہی چیخا تھا سب

نے اسکی جانب دیکھا

اور دیکھتے زمل کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی وہ

پھٹی پھٹی

سی نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگی

جس کے ہاتھ میں ایک مینڈک کا بچہ تھا وہ اپنی گاڑی

باہر لے گیا تھا

جہاں سے اسے وہ مینڈک کا بچہ بد قسمتی سے مل گیا تھا

ہاں بد

قسمتی اس مینڈک کے بچے کی جو زامل خان آفندی

جیسے چھوٹے

فتنے کے ہاتھ لگا تھا

اور اب وہ اسے مزے سے اوپر نیچے کرتا خوشی سے چیخ

رہا تھا جیسے

کوئی پرائز بانڈ مل گیا ہو اور اس مینڈک کے بچے کا دل

خوف سے دھک

دھک کر رہا تھا

زامی۔۔۔ چھوڑو اسے۔۔۔"زمل وہی سے خوف زدہ

سی اسے ڈانٹنے لگی

وہ خود ایسی چیزوں سے ڈرتی تھی بیٹا ہی شاید باپ پر چلا

گیا

تھا

وہ اٹھ کر بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئ لیکن تھوڑے

فاصلے پر ہی اپنے

قدموں کو بریک لگا گئ کیونکہ اسکی جان نکلتی تھی

ایسے جانوروں

کو دیکھ کر

مم۔۔۔مم۔۔۔تر۔۔۔تر۔۔۔"وہ مینڈک کو ٹرٹر

کہنے کی کوشش کر رہا تھا سارا

دن اپنے چاچو کے موبائل میں یہی تو دیکھتا تھا لیکن

سب کو حیرت

اس بات پر تھی کہ مینڈک جیسی چیز کو دور سے ہی

آہٹ سن کر

ایک ہی چھلانگ میں بھاگ جائے وہ اس چھوٹے پاشا

کے ہاتھ کیسے لگ

گئی تھی اور وہ بھی پکڑ کر خوشی سے کھلکھلا رہا تھا

نو بیٹا۔۔۔یہ اچھی چیز نہیں ہے چھوڑ واسے

۔۔۔"زمل کی جان نکل رہی

تھی اور اسکو تر تر کی پڑی تھی

مم۔۔۔ مما۔۔۔"وہ منہ سے اشارے سے زمل کو

اپنے پاس بلاتے زمین پر

اپنے ننھے ننھے پیر مارتا خود اسکے قریب ہو گیا جس پر

زمل چیخ

مارتی دوسری جانب بھاگ گئی

زامی۔۔۔ چھوڑو اسے۔۔۔ ورنہ پٹائی ہو گی۔۔۔"وہ

کیا جانے اس بات پر اس

کی ماں سے کسی پٹائی ہو سکتی تھی اسے تو مزہ آرہا تھا

اپنی

ماں کو ڈرانے میں

مماتر تر۔۔۔"وہ بولتے ہوئے پھر سے اسکے قریب

گیا اس بار زمل ڈر کے

مارے صوفے پر چڑھ کر کھڑی ہو گئی

زیحال اٹھ کر آتو گیا تھا لیکن اپنے بیٹے کے کارنامے پر

منہ پر ہاتھ رکھ

کر ہنستا چلا جارہا تھا اسکو ہنس تے دیکھ باقی سب بھی

ہنسنے

لگے تھے

مم۔۔۔ مما۔۔۔۔ تر تر۔۔۔"وہ پھر سے زمل کے

قریب چلا گیا وہ وہاں سے ڈر

کر اچھلتی گرنے ہی والی تھی کہ زیحال نے اسے فورا

سے پکڑ لیا

ہبی۔۔۔ہبی بچائیں۔۔۔اس سے یہ مینڈک لیں

۔۔۔"وہ چیختی ہوئی اسکی

گردن میں منہ چھپائے خوف سے بری طرح لرز رہی

تھی وہی اب زیحال

کی ہنسی گہری ہوگئی وہ اپنے بیٹے کو دیکھ ہنس ہنس کر

پاگل ہوئے

جارہا تھا

افففف۔۔۔گلالے۔۔۔وہ ایک بچہ ہے مینڈک کا

۔۔۔"ہنسی کے باعث اسکی

آنکھوں سے پانی نکلنے لگا تھا

نہیں۔۔۔آپ لیں اس سے اس میں جراثیم ہونگے

۔۔۔"وہ اپنے ہبی کی بات

پر اور تیز چلائی

اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔میں لیتا ہوں۔۔۔ریلیکس

۔۔۔"وہ زمل کو ریلیکس کروانے

ہی لگا تھا جب اسکی نظر زامل پر گئی وہ اس مینڈک کو

اپنے منہ میں

لے جارہا تھا یہ دیکھ زیحال کی آنکھیں ایک دم سے کھلی کہ اتنے میں

پامیر نے آتے ساتھ اسکے ہاتھ سے وہ مینڈک چھین لیا

زیحال زمل کو نیچے اتارتے فورا سے اسکے پاس آیا

پامیر نے وہ مینڈک کا بچہ اسکے ننھے سے ہاتھ سے چھین لیا اور

چھینتے ایک میڈ کو بلایا جس کی ڈیوٹی خاص طور پر باہر کی لگتی

تھی

وائپس لاؤ جلدی۔۔۔"زیحال کے غصّے میں آتے

ملازموں کی دوڑ لگ گئ

تھی اس نے وائپس لیتے زامل کے ہاتھ صاف کئے

جس سے اسکے ہاتھ

کے سارے جراثیم بھی ختم ہو گئے تھے اس نے منہ کو

بھی اچھے سے

صاف کیا جبکہ اپنے ترتر کو دور جاتے دیکھ زامل کا

ریڈیو جو آن ہوا

تھا سب کو با قاعدہ اپنے کانوں میں انگلیاں دینی پڑ گئی

تھیں

ترتر۔۔۔ببا۔۔۔"وہ پامیر کے ہاتھ میں پکڑے اپنے

ترتر کی جانب اشارہ کرتا

رونے لگا

نو بیٹا۔۔۔وہ کھیلنے کی چیز نہیں ہے۔۔۔ بری چیز ہے

آپ بیمار ہو جاؤ

گے۔۔۔"وہ پیار سے اسے سمجھاتے اسکا گال چوم

گیا

نا۔۔۔۔ بب۔۔۔ ببب۔۔۔"وہ غصّے میں آتا اپنی

چھوٹی چھوٹی مٹھیاں

بھینچ کر اور تیز رونے لگا

کہاناں۔۔۔ میری جان ہم نیو لائیں گے اچھے والا بس

۔۔۔رونا بند۔۔۔"کیا

قسمت پائی تھی اس ایشین گینگسٹر نے پیچھے بیوی رو

رہی تھی اور

یہاں بیٹا انکو روتے دیکھ زالے بھی رونے لگی زیحال

نے بے ساختہ

سر پکڑ لیا

اس نے سارے ملازموں کو ایک ساتھ طلب کر لیا

تھا

لان کی ڈیوٹی والے تمام ملازم ایک لائن میں اسکے

سامنے ہاتھ

باندھے سر جھکائے کھڑے تھے سب اندر ہی اندر

خوف سے بری طرح

کانپ رہے تھے کیونکہ سب کو سامنے کھڑا شخص اپنی

موت دکھائی

دے رہا تھا

کہاں مر گئے تھے تم سب ۔۔۔ یہ اسے کہاں سے ملا

۔۔۔؟اس نے باکس میں

بند کئے مینڈک کے بچے کی طرف اشارہ کیا

س ۔۔۔ سر ۔۔۔۔ سر ہم نے اچھے سے لان کو صاف

کیا ہے ۔۔۔ پھر ب ۔۔۔ "اسکے

جملہ پورا کرنے سے پہلے زیحال کی طیش بھری نگاہیں

دیکھ باقی کا

جملہ منہ میں ہی رہ گیا

پھر بھی کیسے آگیا۔۔۔ہاں۔۔۔؟انکے بہانے پر

زیحال کو شدید غصّہ آیا

اسکی دھاڑ پر سب کا سانس تک رک گیا پا میر اس باکس

کو ہاتھ میں

لے کر کھڑا تھا

یہ پھر لفظ میں پھر نہ سنوں۔۔۔ سمجھ گئے سب

۔۔۔؟اسکی بات پر سب

نے بیک وقت جلدی سے سر ہاں میں ہلایا اسکے

اشارے پر سب جلدی

اسے یہاں وہاں بکھرتے اپنے کام پر لگ گئے

اسکا کیا کروں۔۔۔؟ پامیر نے باکس کی طرف اشارہ

کر کر پوچھا

اسکے گلے میں پٹا ڈال لو۔۔۔" اسکے سوال پر تڑخ کر

جواب دیتے وہ خود

اندر چلا گیا لیکن پامیر کو اسکے جواب پر ہنسی آئی تھی

بوس کا آرڈر ہے۔۔۔ چلو پٹا ڈالتے ہیں۔۔۔" کہتے وہ

اسے لے کر باہر نکل گیا

زیحال جیسے ہی اندر آیا اس کی نظر صوفے پر اپنے

دونوں گپوں سے

ہاتھ باندھے بیٹھے زامل پر گئی جو سامنے بیٹھی اپنی ماں کو

دیکھ

اپنا سانس تک روکے ہوئے تھا اور وہ بھی فل جلالی

روپ میں اسے

دیکھ رہی تھی

پھر کرو گے ایسی حرکت۔۔۔بولو۔۔۔"وہ انگلی

دکھاتی ہوئی اس سے

پوچھ رہی تھی اب اس معصوم جان کو کیا پتہ کیسے منع

کرنا ہے اسے

تو بس اپنی ماں ڈانٹتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی اور یہ

کہاں اس

نازک ماں کی اولاد سے برداشت ہونا تھا

کچھ پوچھ رہی ہوں۔۔۔ کروگے پھر یہ حرکت

۔۔۔؟ وہ اپنی بٹن سی

آنکھوں سے خود کو ایسے دیکھتے دیکھ زمل نے پھر

پوچھا

اس وقت اسے بچانے کی ہمت نہ کومل میں تھی نہ

مشی میں

لیکن تب ہی زامل کی نظر اپنے باپ پر چلی گئی اور پھر

جو اس نے

پورے پاشاولا کو اپنے چھوٹے سے سر پر اٹھایا تو یہ

بچہ ہے تو اسکو کیا پتہ۔۔۔"زیحال زامل کو گود میں

لیتے اسکی کمر پر

ہاتھ پھیرنے لگا

بچہ ہے۔۔۔ لیکن ایسی حرکتوں میں اس نے پی ایچ ڈی

کر رکھی ہے۔۔۔"

زامل اسکی آواز پر اور تیز رونے لگا

بب۔۔۔ا۔۔۔ ترتر۔۔۔" وہ اب بھی روتے ہوئے

اپنے باپ سے ٹر ٹر مانگ رہا

تھا زمل نے جتاتی نظروں سے اپنے ہبی کی جانب دیکھا

جیسے کہہ رہی

ہو" دیکھ لیا؟ "

جی بیٹا ہم لائیں گے ۔۔۔ بس چپ ۔۔۔۔ بلکل چپ

۔۔۔''اس نے زامل کو چپ

کروانے کی کوشش میں اسکے گال چومے زالے بھی

اسکے پاس آگئی

وہ دونوں کو لے کر صوفے پر بیٹھ کر پیار کرنے لگا

عبدلباری انکو دیکھ رہا تھا

ارے ۔۔۔ اسے بھی پاس کرنا ۔۔۔ میرا شہزادہ دور

سے دیکھ رہا

ہے۔۔۔" زیحال کے بلاتے مشی نے عبدلباری کو
بھی اسکی گود میں دے

دیا

اب وہ تینوں کو باری باری دیکھتا چوم رہا تھا وہ تینوں
اسکے پاس آکر
ہمیشہ خوش ہوتے تھے انکو ایسے دیکھ پامیر کی
مسکراہت مدھم
سی ہوئی جیسے اسے اپنا وقت یاد آگیا ہو

یہ شخص محبت کی چلتی پھرتی ایک مثال تھا لوگوں کو

خود بخود

اس سے محبت ہو جاتی تھی پہلے وہ اور آج اسکا بیٹا اسی

شخص کی

گود میں کھیل رہا تھا پا میر نے بلا شبہ اسے اپنی عمر بھی

لگ جانے کی

دعا دی

کتنی ہی دیر وہ سب اس خوبصورت لمحے کو انجوائے

کرتے رہے پھر

انکے آفس جانے کا وقت ہو گیا تھا پامیر اور زیحال

ایک ساتھ گھر سے

اپنے آفس کیلئے نکلے تھے پیچھے گھر پر خواتین اور بچے

تھے لیکن

یہ ولا پوری طرح سے سکیور تھا کیونکہ انکے علم میں

بھی نہ تھا کہ

اس گھر کی حفاظت "بلیک ماسک مافیا" کا سب سے

مضبوط گروہ

کر رہا ہے جن کے کے آگے مافیا ورلڈ کا بڑے سے بڑا

دشمن بھی زیر تھا

کیونکہ وہ ایک سائے کی طرح اپنے دشمن کے ارد گرد

رہتے تھے

یہ ولا ایک ایشین گینگسٹر کا تھا جس کی زندگی اسکے گھر

والوں میں

بسی تھی

دن چڑھ آیا تھا ایسے میں ایک اور حویلی اور بھی نمایاں
ہوئی تھی

جو تھی خان حویلی نوشیر وال خان آفندی کی حویلی جن

کے باپ

دادا سے یہ وراثت پاکستان سے ہوتی ملائشیا میں آکر
انہیں ملی تھی

یہاں کے ٹاپ ٹین بزنس ٹائکونز میں انکا نام

دوسرے نمبر پر سر

فہرست تھا

انکے تین بیٹے تھے زریاب خان آفندی۔۔۔ جنہوں
نے آگے چل کر اپنے باپ
دادا کا بزنس اور بھی بلندیوں پر پہنچادیا تھا خان حویلی
کے بڑے
وارث جن کی بیوی سے آگے دو بیٹیاں تھیں لیکن
ایک بھی بیٹا نہ تھا
نوشیر وال خان آفندی کو ان سے پوتا چاہیے تھا اپنی
دولت شہرت کا

وارث لیکن خدا کی دین کہ انکے ہاں پچھلے دس سالوں

سے ایک بھی

بیٹا نہ ہوا تھا

ان کے بعد آتا ہے داراب خان آفندی۔۔۔ جسے

شروع دن سے بزنس میں

کوئی دلچسپی نہیں تھی اسے پولیس میں جانا تھا اور بنا اپنی

دولت

کی پاور یوز کئے س نے دن رات اپنی کٹھن محنت سے

یہ مقام حاصل

کیاکہ آج وہ ڈی ایس پی کے عہدے پر فائز تھا

اپنی ڈیوٹی سے وہ ہفتے یا مہینے بعد واپس آتا تھا شادی

اس نے

پینتیس سال کی عمر میں بھی نہیں کی تھی وجہ ڈیوٹی

نہیں تھی

اسے عورتوں سے سخت چڑ تھی وہ انکی طرف دیکھنا

بھی پسند نہیں

کرتا تھا لیکن پھر بھی اسکے حصّے میں اسکی کزن آگئی تھی

بیلا

آفندی جس کا نکاح ڈی ایس پی داراب کے ساتھ ہونا

طے پایا گی تھا

اس سے چھوٹا کیا خان حویلی کا سب سے چھوٹا بگڑیل

وارث

"زیحال خان آفندی" نے باپ کی دولت میں سے

ایک پھوٹی کوڑی نہیں

لی لیکن آج اسکا اپنا نام تھا بزنس کی دنیا میں دنیا بھر میں

اسکے نام

کی سپورٹس کار امپورٹ ایکسپورٹ کی جاتی تھی

اسکے دو بچے تھے زامل آفندی اور زالے آفندی اسکا بیٹا

خان حویلی کا

نہ چاہتے ہوئے بھی پہلا وارث بنا تھا جس کے نام

آفندیز کی ساری

پراپرٹی ہوئی تھی لیکن زیحال کو کچھ نہیں چاہئے تھا

کیونکہ اسکے

بیٹے کے پاس اسکا باپ تھا

وہ خان حویلی سے الگ اپنے بھائیوں کے ساتھ رہتا تھا

اسکے تین بھائی

یاقوت مرزا، پامیر سلطان اور برلاس شاہ یہ تینوں وہ

تھے جو اسے ایک

سڑک پر لاوارثوں کی طرح ملے تھے لیکن اسکی نظر

ان پر پڑتے انکی

قسمت بدل گئی تھی کیونکہ ان کی زندگی میں وہ آیا تھا

جس نے نہ

صرف انکو ماں باپ بن کر پالا تھا بلکہ انکے سر سے

چھت چھیننے

والوں کو بھی چن چن کر مارا تھا اسی کے بعد اسکا نام

انڈر ورلڈ میں

ٹاپ آف دا لسٹ آنے لگا تھا تب کے بعد سے اسکی

دہشت اس گناہوں کی

دنیا میں عام ہو گئی تھی اور تب سے ہی وہ جانا گیا تھا

"پاشادا

بیسٹ" کے نام سے

ملازم اس وقت اپنے اپنے کام میں مصروف تھے خانم

زریاب کے ساتھ

ہی پاکستان چلی گئی تھی اسکی دونوں بیٹیاں بھی ساتھ ہی گئی تھیں

تب ہی مورنے کام کی ساری زمے داری بیلا کے سر ڈال دی تھی

گولڈن رنگ کی لمبی فراک پہنے دوپٹہ کندھے پر لئے کھلے ریشمی بال

کمر پر آبشار کی مانند پھیلائے وہ کیری آنکھوں والی خوبصورت لڑکی

بنا میک اپ کے بھی بے حد پیاری تھی لیکن اس وقت

اسکی ناک پر

بیٹھا غصّہ اسے اور بھی کیوٹ بنا رہا تھا

تم سے ایک کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔۔۔ عقل کا

اندھا ہے تم۔۔۔؟ وہ سامنے

کھڑے ملازم پر چیخ رہی تھی جو بچارا غلطی سے ہاتھ

سے گلاس

چھوڑ گیا تھا وہ اس پر غصّہ نہ کرتی اگر وہ گر کر اسکے

پیروں کے

قریب نہ آیا ہوتا

اب دفع ہو کر اسکو صاف کرو۔۔"اسکے دھاڑتے

ملازم فوراً سے اس کو

صاف کرنے بھاگ گیا

تب ہی باہر جیپ کے رکنے کی آواز آئی اسکے بند

ہوتے بھاری بوٹوں کی

ٹک ٹک کی آواز اندر کی جانب آتی سنائی دی بیلا نے

ذرا سا پلر کر اس

جانب ہو کر سامنے کی طرف ایک آنکھ سے دیکھا

پولیس کی وردی میں ماتھے پر بکھرے بال اور تھکن

زدہ سی چال

چلتے ہوئے وہی ظالم اندر آرہا تھا اسے دیکھ بیلا کی ناک

مزید پھول

گئی اس نے طیش بھری نگاہوں سے اسے دیکھا

سیاہ پرکشش آنکھوں والا وہ ڈی ایس پی نجانے دن

میں کتنی لڑکیوں

کے دل توڑتا ہوگا کیونکہ کمبخت ایک تو تھا ہی اتنا

خوبصورت اوپر

سے اسکی وردی۔۔۔جو سیدھا عورتوں کی جان کی
نکال لیتی تھی

اسے دیکھ کر دور سے ہی پتہ چلتا تھا کہ وہ سخت طبعیت

کا مالک

ہے

پانی لانے والا کوئی بچا ہے اس حویلی میں۔۔۔؟اس
نے صوفے پر بیٹھتے

یہاں وہاں ملازم کو تلاشہ جب اسکی نظر پلر کے پیچھے
سے خود کو

اتنی محبت بھری نظروں (یہاں نفرت محبت تھی)

سے دیکھتی بیلا

پر گئی جاتے اس نے ایک آبرو اچکائی ساتھ ہی اسکی

آنکھوں میں

غصّہ امڈ آیا

3

دونوں طرف سے ایک عجیب سی تپش کا احساس

درمیان والی چیزوں

کو ہو رہا تھا آگ دونوں طرف برابر لگی تھی بیلا اگر

اسے ایسے نفرت

آمیز نظروں سے دیکھ رہی تھی تو کم دار اب بھی نہیں

کر رہا تھا

دیکھتے ساتھ بھنویں ایسے سکیڑی جیسے سامنے اسکا کوئی

مجرم

کھڑا ہو خیر مجرم تو تھی وہ اسکے ساتھ ساتھ اسکی

پوری فیملی کی

اسکی ایک غلطی کی وجہ سے خان حویلی کے ایک ایک

فرد نے زندگی

کے کئی سال ازیت میں گزارے تھے سب سے زیادہ

ازیت میں اسکا بھائی

رہا تھا "زیحال خان آفندی" جس کی زندگی اتنے سال

لاوارثوں کی

طرح گزری

کان صاف کیا کرو۔۔۔شاید سنائی کم دیتا ہے

۔۔۔"اسے ایسے سٹک کھڑی

دیکھ داراب کی سپاٹ آواز لاؤنج میں گونجی جس پر بیلا

کی پلکیں

ایک دم سے جھپکی

میں نے پانی مانگا ہے۔۔۔"اس نے جیسے ایک بار پھر

یاددہانی کروائی

تم بھی اپنا آنکھیں صاف کرواؤ۔۔۔ام نوکر نہیں ہے

۔۔۔"وہ بھی کہاں

پیچھے رہنے والی تھی انداز اس قدر جلا کٹا سا تھا کہ

داراب کے اندر

تک اسکی یہ بات چبھی تھی لیکن وہ بظاہر اسی طرح

نارمل بیٹھا تھا

لیکن کچھ پل پھر اٹھ کر ہاتھ میں پکڑی کیپ صوفے پر

پھینکی اور

قدم قدم چلتا ہوا اسکے قریب آیا وہ اسی جگہ کھڑی تھی

کہیں نہ

کہیں اسکی رعب دار شخصیت چند پل کیلئے بیلا کو قابو کر
لیتی تھی
جیسے اب کر رہی تھی اس میں ہمت نہ ہوئی کہ وہ ایک
قدم بھی
پیچھے لے جائے
داراب نے قریب آتے اسکی خوبصورت کیری
آنکھوں میں جھانکا وہ آج
بھی آنکھوں میں کاجل ڈالتی تھی جس کے بعد اسکی
آنکھیں کسی

ساحر کا کام کرتی تھیں لیکن داراب پر اسکے سحر کا جادو

نہیں چلتا

تھا وہ اپنے آپ کو قابو میں رکھنا جانتا تھا

ہونے والی میری خانی تو ہو ناں۔۔۔" یہ جملہ

رومانٹک انداز میں تو

کہیں سے نہیں تھا الٹا طنز ہی لگ رہا تھا

تمہارا سوچ ہے۔۔۔" وہ ایک قدم آگے آتی داراب

کی آنکھوں میں دیکھتی

درشتگی سے بولی اسکا قد داراب کے آگے اتنا تھا کہ

اسے سر ذرا سا

سر جھکا کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا

میرا ارادہ بھی ہے۔۔۔"اس نے جیسے بیلا کے جملے کی

تصیح کی

ام کا کا سے بات کرے گا۔۔۔تم سے شادی کرنے

کے بجائے ام کو گولی مار

دے وہ۔۔۔"وہ ایک ایک لفظ کو چباتی اپنے منہ سے

جیسے آگ نکال

رہی تھی

اگرایسا ہوا تو وہ گولی بھی داراب خان آفندی کی بندوق

سے ہی نکلے

گی مس بیلا خان آفندی۔۔۔" وہ اپنے انداز اور

لفظوں سے اسکے اندر رہا

سہا خون بھی جلا کر ختم کر رہا تھا وہ جتنی اسکی باتوں پر

تپ

چکی تھی اتنا ہی وہ ڈھیٹ پر سکون کھڑا تھا

اب پانی ملے گا۔۔۔؟ یا یہ بھی لینے کیلئے پہلے مولوی کو

بلاؤں۔۔۔؟ اس

کی اس بات پر بیلا کی کیری آنکھیں بے اختیار پھیلیں

تم۔۔۔" وہ کلس کر آگے بڑھتی انگلی اٹھا کر کچھ کہنے

لگی تھی کہ

داراب نے اپنی ایک انگلی سے اسکی انگلی نیچے کرتے

سرد ٹھٹھرتی

نگاہ اسکے چہرے پر ڈالی

آپ۔۔۔!!آپ کہہ کر بات کرو۔۔۔آئندہ

میرے لئے تمہارے ان خوبصورت

لبوں سے "تم" لفظ نکلا تو انکا وہ حشر کرونگا کہ خود بھی

شیشے میں

دیکھنے سے گریز کرو گی۔۔۔"اسکا ایک ایک لفظ اسکے

قہر کو ظاہر کر

رہا تھا بیلا اپنے کندھے ڈھیلے چھوڑتی دانت پیس گئی

تم اچھا نہیں کر رہا ہے۔۔۔ام تمہاری زندگی عذاب بنا

دے گا۔۔۔"وہ منہ

سے آگ نکال رہی تھی آنکھوں کے ڈورے بھی

سرخ ہونے لگے تھے

اور میں تمہاری زندگی جہنم بنادونگا۔۔۔اچھا

کو ہیمینیشن ہے ناں۔۔۔

عذاب اور جہنم۔۔۔عذاب جہنم میں رہے گا

۔۔۔"یہ بات بولتے اسکے لبوں

پر شریر مسکراہٹ آتی بیلا کے تن بدن میں آگ سی لگا

گئی

پانی۔۔۔" وہ دانت بھینچ کر بولتے پانی لینے چلی گئی

تھی

اففف خدایا۔۔۔ایک پانی کا گلاس لینے کیلئے کتنی انرجی

ویسٹ ہوئی

آگے تو تو ہی مالک ہے میرا۔۔۔" وہ دعائیہ ہاتھ منہ پر

پھیرتا واپس سے

لاؤنج میں آگیا اسی وقت مور بھی اپنے کمرے سے

نکل آئیں

سلام مورے۔۔۔ سنگایئ۔۔۔؟اس نے اٹھ کر

نہایت مؤدب انداز میں اپنی

ماں کے سامنے جھک کر سلام کیا اسکا قد اپنی ماں سے

کافی اونچا

تھا

الحمدللہ۔۔۔" وہ اسے دیکھ خوشی سے کھل اٹھی تھیں

اس بار وہ

پورے ایک مہینے بعد آیا تھا اسے دیکھنے کو تو انکی

آنکھیں بھی

ترس جاتی تھیں

داراب انکو صوفے پر بیٹھاتے خود اسکے قدموں میں

بیٹھ کر انکی

ٹانگیں دبانے لگا اتنے میں بیلا اسکے لئے پانی کا گلاس

لے آئی تھی یہ

دیکھ مورے کی آنکھوں میں خوشی کی چمک سی اتر

آئی

ماشاءاللہ۔۔۔خدا سلامت رکھے تم دونوں کی

جوڑی۔۔۔"وہ بیلا کی بالائیں

لیتی اسکا سر پچکارنے لگی بیلا انکی جانب دیکھتی بمشکل

مسکرا کر

واپس چلی گئی داراب نے ایک نظر پیچھے دیکھا جیسے

اسکے جانے کی

یقین دھانی کر رہا ہو

ویسے مور دعا کی ضرورت مجھے ہے۔۔۔اس بلا کو اپنے

سر لینے کے

بعد۔۔۔"وہ اپنی ماں کے قریب ہوتے سرگوشی نما

انداز میں بولا

ہٹ۔۔۔بدمعاش۔۔۔ایسے بولتا ہے۔۔۔"انہوں
نے ایک دھپ اسکے کندھے پر
رسید کی
وہ مسکرا کر انکی گود میں سر رکھ گیا وہ دھیرے دھیرے
اسکے سر
میں انگلیاں چلاتی اسے سکون دے رہی تھیں ڈیوٹی
سے تھک کر آتے
اسے یہی ایک لمس سکوں دیتا تھا دوسرا لمس تو پتہ
نہیں اسے کبھی

نصیب ہونا تھا یا نہیں کیونکہ اس کے تیور دیکھ داراب

کو اپنے حصّے

میں ایسا کوئی سکون آتا دکھائی نہیں دے رہا تھا

زمل دونوں بچوں کو انکے الگ الگ ٹوائز دیتی خود مشی

کے ساتھ

رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی وہ دونوں ہی

پورا کچن سمبھالتی

تھیں کومل نے یہاں آکر اپنی جاب ایسی شروع کی کہ

اسے گھر کو

دینے کیلئے وقت ہی نہیں ملتا تھا یہاں تک کے اسکا بیٹا

عبدلباری بھی

مشی کے حوالے تھا

یاقوت بھائی کب آئیں گے۔۔۔ایک مہینہ ہو گیا

۔۔۔"وہ سلاد بناتی ہوئی

مصروف سے انداز میں پوچھنے لگی

پتہ نہیں شاید کل۔۔۔'' مشی کا انداز بجھا بجھا سا تھا

شاید ان دونوں

مے بیچ کوئی بات ہوئی تھی یاقوت ملائشیا آتے کچھ دن

بعد پاکستان

واپس چلا گیا تھا کیونکہ وہاں انکا بزنس اب بھی تھا جو

یہاں والے

بزنس کے ساتھ ہی چلانا تھا

آپ کا جھگڑا ہوا ہے ان سے۔۔۔؟ اسے ایسے سنجیدہ

دیکھ زمل نے اسکا

چہرہ دیکھتے دھیمی آواز میں پوچھا
نہیں تو۔۔۔میں کیوں جھگڑنے لگی میری طرف سے
بھاڑ میں جائے۔۔۔"
وہ نہایت سنجیدگی سے بول رہی تھی جب پاشا ولا کا بڑا
سا گیٹ
کھلا اور چار گاڑیاں ایک ساتھ اندر آئی چاروں کی
چاروں سیاہ مرسیڈیز
تھیں جن میں تین گاڑیاں صرف گارڈز کی تھی اور
ایک وہ جوان سب

کے بیچ سے نکل کر سیدھا فرنٹ ڈور کے پاس آکر رکی
تھی باقی
گاڑیوں کو آگے آنے کی اجازت نہیں تھی
گاڑی کا دروازہ کھلتے وہ باہر نکلا تھا جس نے بلیک پینٹ
شرٹ پر بلیک
لونگ کوٹ پہن رکھا تھا ماتھے پر بکھرے بال تھکن
زدہ سی سیاہ
پرکشش آنکھیں اور چہرے کے خوبصورت نین
نقوش جو اس وقت

شدید تھکاوٹ کا شکار تھے اسکی فلائیٹ ابھی ملائشیا پہنچی
تھی

اور وہ ایئرپورٹ سے سیدھا گھر ہی آیا تھا بنا یہ سوچے
کہ آگے اسکا

کتنا پرتپاک استقبال ہو سکتا ہے

وہ رومال سے اپنے چہرے کی پیشانی پر چمکتے پسینے کے
قطرے صاف

کرتا گھر میں داخل ہوا جب سب سے پہلے اسے سامنے
نیچے ہی نظر

آئے اسے دیکھ زامل چیخ مارتا اپنے ننھے ننھے سے پیر

خوشی سے

مارتا ہوا اسکے پاس جانے لگا زالے بھی اپنی گاڑی میں

بیٹھی بیٹھی

خوشی سے اچھلنے لگی تھی دونوں سامنے کھڑے اپنے

"یاقوت بابا"

یاقوت مرزا کو دیکھ خوشی سے پھولے نہیں سمارہے

تھے

اس نے ہونٹوں پر انگلی میں کہتے دونوں کو چپ کروایا

اور انکے

سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھتے دونوں کو باری باری چوما

اور گلے سے

لگایا

میں آپ دونوں کی مشی ماما سے مل کر آیا اوکے

۔۔۔پھر ہم اپنے ڈھیر

سارے ٹوائز دیکھیں گے جو یاقوت بابا اپنے پرنس اور

پرنسسز کیلئے

لائیں ہیں امماں۔۔۔" اس نے پھر دونوں کو پیار کیا

اور اٹھ کر یہاں وہاں

مشی کو ڈھونڈنے لگا لیکن کچھ کچھ اندازہ تھا کہ وہ اس

وقت کہاں

ہو سکتی ہے

عبدلباری سو رہا تھا تب ہی اپنے یاقوت بابا کا پیار نہیں

لے پایا ورنہ اب

کم وہ بھی نہیں رہا تھا اسے بھی یاقوت اور برلا اس کی

پہچان ہو گئی

تھی اور زیحال تو تھا ہی اسکا فیورٹ

توآپ اپ سیٹ لگ رہی ہیں۔۔۔ یاقوت بھائی کی یاد

آرہی ہو گی

ضرور۔۔"زمل اب اسکی سنجیدگی کو اپنی طرف سے

ہی کوئی جواز

پیش کر رہی تھی

نہیں۔۔۔مجھے اسکی بھی ضرورت نہیں۔۔۔کہ میں

کسی سے ناراض

ہوں۔۔۔مجھے کیا۔۔۔ کوئی کتنے دن باہر رہے

اسے فکر نہیں تو مجھے
۔۔۔

بھی نہیں۔۔۔"وہ اپنے دھیان میں بولتی چلی جارہی

تھی بنایہ دیکھے

کہ اسکے پیچھے اسکی یہ بات سننے والی زمل نہیں بلکہ وہی شخص

تھا جس کے لئے وہ اتنے غصّے میں تھی

کس نے کہا اسے تمہاری فکر نہیں۔۔۔؟اسکے پیچھے

سے ایک بھاری

خوصورت آوازابھری

ہاں۔۔۔تب ہی تو با۔۔۔"وہ بول ہی رہی تھی جب

اچانک اس آواز پر اسکے

چلتے ہاتھوں کے ساتھ چلتی زبان بھی رک گئی وہ ہک

دک سی

سامنے دیکھ رہی تھی جب یاقوت نے اسے ایک جھٹکے

میں اپنے ساتھ

لگالیا

زمل باہر جا چکی تھی جب اس نے یاقوت کو دیکھا اس
کی آدھی
ادھوری باتیں خود یاقوت نے سنی تھی
بتاؤ ناں۔۔۔جاناں۔۔۔ کس نے کہا اسے تمہاری فکر
نہیں تمہاری فکر تو اس
کے ساتھ ہر لمحے رہتی ہے۔۔۔"وہ دھیرے
دھیرے اپنا گال اسکے گال کے
ساتھ رب کرنے لگا مشی اپنا سانس تک روک گئی
تھی

سوری۔۔۔کام کا برڈن تھوڑا زیادہ تھا اس لئے اتنے

دن لگ گئے۔۔۔"اس

نے مشی کا رخ اپنی جانب موڑتے پیار سے اسے

سمجھایا

ہٹو دور مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں

۔۔۔"وہ ناراضگی دکھاتی

اسے پیچھے دھکیلنے لگی

یار۔۔۔بتا تو رہا ہوں کام زیادہ تھا اس لئے کالز بھی

نہیں کر پایا۔۔۔"

وہ نہایت بچارگی سے بولا

ٹھیک اب مجھ سے بات بھی نہ کرنا۔۔۔"وہ کہتی کچن

سے باہر نکل

گئی

یاقوت نے اوپر آسمان کی جانب دیکھا"بیوی دے تو

معصوم دے یہ

غنڈی دے کر مجھ بچارے کی واٹ لگوادی"وہ

بچارگی کی انتہا

پر تھا

پورا دن آفس میں رہنے کے بعد وہ دونوں ایک ساتھ
ہی گھر واپس آئے
تھے گھر آتے یاقوت کے ساتھ مل کر گھر میں ایک
الگ ہی رونق سی
لگ گئی تھی یہ سب ایسے تھے کہ کوئی ایک بھی باہر
جاتا تو لگتا
آدھا گھر خالی ہو گیا ہے خالی تو اب بھی تھا کیونکہ اس
وقت اس
گھر کی اصل رونق گھر میں موجود نہیں تھی

ببا۔۔"زامل صوفے پر باتوں میں مشغول زیحال کی
گود میں بیٹھا
اسکے چہرے پر اپنا ننھا سا ہاتھ مارنے لگا
جی ببا کی جان۔۔۔بولو۔۔۔"زالے یاقوت کی گود
میں بیٹھی اسکے ساتھ
کھیل رہی تھی یاقوت اسکے لئے ایک پیاری سی ڈول
لایا تھا جو صرف
ایک ہی لفظ بولتی "زالے۔۔۔۔زالے "اور وہ اپنا نام
سن کر اور بھی

خوش ہوتی

بب۔۔۔ببا۔۔۔ترتر۔۔۔''زامل ہونٹ گول کرتا

آنکھیں پٹپٹا کر بولا

زیحال اسکے ترتر کو یاد کرنے پر ہکا بکا سارہ گیا صبح کی

بات اس کا

بیٹا اب تک نہیں بھولا تھا کیسے بھولتا ذہن جو اپنے باپ

سے وراثت

میں ملا تھا

میری جان ترتر ہم صبح لائیں گے۔۔۔اوکے۔۔۔''

نا۔۔۔بب ببب۔۔۔"وہ اپنے ننھے سے دانتوں کو

زور سے بھینچتا رونے لگا

تھا

زامل۔۔۔دوں تمہیں ٹرٹر میں۔۔۔؟زمل کام میں

مصروف دور سے ہی بولی

تھی جب اسکی بات پر زامل جھٹ سے زیحال کے

سینے میں چھپنے

لگا یہ دہشت تھی اسکی ماں کی کہ اسکی ایک آواز پر وہ

چپ ہوتے

دبک کر بیٹھ گیا تھا

بس۔۔۔کہا تھا اپنی جلاد ماں سے ڈرو۔۔۔"زیحال

اسکے کان میں

سرگوشی کرنے لگا دونوں باپ بیٹا آہستہ آہستہ آواز

میں بات کر رہے

تھے

یہ برلاس سے بات ہوئی۔۔۔؟کب آئے گا گھر واپس

۔۔۔؟یاقوت نے یہاں

وہاں اسے تلاشہ لیکن نظر نہ آنے پر پوچھ بیٹھا

اسکے ذکر پر خاموشی سی ہر سو پھیل گئی جیسے کچھ ہوا ہو

وہ تو بھائی ہی پوچھیں گے ۔۔۔اسکے علاوہ اس سے پنگا

کوئی نہیں لے

سکتا۔۔۔اس وقت ۔۔۔"پامیر کی بات پر یاقوت نے

اسے گھور کر دیکھا

صحیح تو کہہ رہا ہوں ۔۔۔وہ اس وقت چلتی پھرتی آگ

ہے۔۔۔جلائے

بغیر نہیں مانے گا میری مانیں تو بھائی کو آگے کر دیں

پھر دیکھیں اس

کی سانس بھی نکل جائے تو۔۔۔" وہ دونوں سرگوشی

کررہے تھے

نظر زیحال پر تھی جو لگا تو اپنے بچوں میں تھا لیکن شاید

اسکے ذہن

میں بھی برلاس ہی تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات ہوتے ہر کوئی اپنے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا

زمل زاملے

دونوں کو سلا کر خود بھی سو چکی تھی لیکن زیحال کو

اپنے لیپ ٹاپ

پر آفس ورک تھا تب ہی اسٹڈی میں بیٹھا وہ کام پورا کر

رہا تھا اسے

کام کرتے کرتے رات کے دو بج گئے تھے لیکن اب

اسے اپنی کمر بیٹھے

بیٹھے تختہ بنتی محسوس ہونے لگی

تب ہی وہ ساری فائلز بند کرتا اپنے لیپ ٹاپ کو بھی

بند کرنے لگا جب

اسکے موبائل سکرین پر ایک نام چمکا اسکی کال کو دیکھ

زیحال کی

بھنویں سکڑی اس نے فون اٹھا کر کان سے لگالیا

اس سے پہلے مقابل کچھ کہتا اسی کی بھاری رعب دار

آواز گونجی

آئندہ مجھے اس وقت کال نہ کرنا جب میں گھر پر ہوں

___''اسکی

بھاری کرخت آواز پر مقابل کی آواز پہلے ہی دب گئی

سوری سر۔۔"اسکے سوری کرتے زیحال نے فورا

سے کال کاٹ دی

وہ زیحال خان آفندی تھا اپنے گھر والوں کیلئے اپنے

بچوں کے لئے باہر

کی دنیا اسے انڈر ورلڈ کا باپ کہہ کر پکارتی تھی جس کی

دہشت

ہی اسکے دشمن کو آدھا مار دیتی تھی

جب سے اس بلاسٹ میں اس نے زمل کو کھویا تھا تب

سے وہ ڈر گیا

تھا وہ اب چاہ کر بھی اسکے سامنے اپنا یہ روپ ظاہر

نہیں کرنا چاہتا

تھا وہ پاکستان سے ملائشیا اسے اسی لئے لائی تھی کہ وہ یہ

سارے

گناہ کے کام یہی چھوڑ دے گا

لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ گناہ کے کام کتنے غریبوں

کو انکا حق

دلواتے تھے اسکے کام کرنے کا طریقہ بے شک غلط تھا

لیکن وہ صحیح

تھا

وہ سارا کام وہی بند کرتے اسٹڈی روم لاک کرتے باہر

نکل آیا آج زمل

نے دونوں بچوں کو درمیان میں سلایا تھا یہ دیکھ وہ

تھوڑا تو جیلس

ہوا لیکن پھر اپنی طرف آکر خاموشی سے لیٹ گیا

زامل اسکی جانب

تھا

زیحال کے لیٹتے تھوڑی دیر گزری ہی تھی کہ اسے

اپنی شرٹ کھنچتی

ہوئی محسوس ہوئی

زیحال نے پٹ سے آنکھیں کھول کر اپنے بائیں

جانب دیکھا اسکا فتنہ

بیٹا اپنی بٹن سی آنکھیں کھولے اسے ہی ٹکر ٹکر دیکھ رہا

تھا

ارے۔۔۔تم سوئے نہیں۔۔۔بھوک لگی ہے

میرے بیٹے کو۔۔۔؟ وہ اسکے ملائم

گال کو چٹکی سے کاٹتا پیار سے پوچھنے لگا آواز دھیمی تھی

تاکہ

اسکی ماں کی نیند خراب نہ ہو

بابا۔۔۔ تر تر۔۔۔" وہ نہیں بھولا تھا وہ بھول ہی نہیں

سکتا تھا وہ زیحال کا

بیٹا جو تھا

زیحال کی آنکھیں بے ساختہ پھیلی کیا وہ بھولا نہیں تھا

اسے جی؟

بھر کر حیرت ہوئی

رات کو کہاں سے ٹرٹرلا کر دوں۔۔۔؟ اسکی ضد پر وہ

دھیمی سرگوشی

کرتا عاجز آگیا

ترتر۔۔۔بب۔۔۔بب" وہ ایک ہونٹ گول کئے

کس معصومیت سے مانگ رہا

تھا زیحال کو بے اختیار اس پر ٹوٹ کر پیار آیا اس

چھوٹے سے میں

ہی اپنی ماں کا کتنا ڈر تھا اسکے ڈر سے وہ اسکی غیر

موجودگی میں

نہیں مانگ رہا تھا لیکن اس معصوم کو کیا پتہ وہ بھی اسی

بیڈ پر

تھی

ہم صبح لائیں گے میری جان۔۔۔ابھی نہیں اوکے

۔۔۔"زیحال نے ایک اور

کوشش کی لیکن وہ نہیں آیا باز الٹا رونے کی تیاری

پکڑنے لگا

نو۔۔۔نو۔۔۔رونا نہیں۔۔۔ورنہ مما سے پٹائی

ہو گی۔۔۔۔"ماں کے نام پر وہ

رونا چھوڑے آنکھیں پٹپٹاتا ہوا اسے دیکھنے لگا
تر تر۔۔۔ببا۔۔۔"اسکی ٹر ٹر بند نہیں ہونی تھی یہ طے
تھا زیحال نے گہری
سانس خارج کرتے سر پکڑ لیا
آؤ۔۔۔ تمہیں ٹر ٹر لے کر دوں۔۔۔" اسے اور کوئی
حل نظر نہیں آیا تھا تب
ہی اٹھ کر زامل کو گود میں لیتے دبے دبے پیر کمرے
سے باہر نکلا

رات کے آدھے پہر دونوں باپ بیٹا سلیپنگ سوٹ

میں لان میں ٹرٹر

ڈھونڈنے آئے تھے لیکن اسے کہیں نہیں دکھا تھا

اسے حیرت ہوئی یہ

چھوٹا فتنہ کیسے اور کہاں سے نکال لایا تھا

یہ تمہاری بٹن سی آنکھیں اس وقت کام نہیں کر رہی

۔۔۔اب ڈھونڈو ناں

اپنے باپ کو۔۔۔" وہ اپنی نیند میں پاگل ہوئے کلس

کر بولا زامل کو

کہاں دکھ رہا تھا اس نے تو بس اپنی آنکھیں ٹرٹر پر لگا
رکھی تھیں
لیکن وہ کہیں نہیں دکھا زیحال کو اپنی غلطی پر جی بھر
کر پچھتاوہ
ہوا کاش سچ میں اس مینڈک کے بچے کے گلے میں پٹا
ڈلوالیتا تو
یوں آدھی رات کو خوار نہ ہونا پڑ رہا ہوتا
نہیں مل رہا تمہارا ٹرٹر۔۔۔ چلو اندر۔۔۔" اسے اندر
جاتے دیکھ زامل اسکی

گود میں ہی اچھلنے لگا تھا

نا۔۔۔بب۔۔۔ببب۔۔۔ ترتر۔۔"وہ اپنی چھوٹی

چھوٹی ٹانگیں چلاتا زیحال

کا چہرہ واپس لان کی جانب موڑنے لگا لیکن وہ ڈھیٹ

بن کر اسے اندر

لے آیا

اندر آتے زامل کا جو ریڈیو آن ہوا یہ دیکھ زیحال نے

بری طرح سے

گڑ بڑاتے یہاں وہاں دیکھا کہ کوئی کمرے سے باہر تو نہیں نکل آیا

چپ کرو۔۔۔میرے باپ۔۔۔گھر سے نکلواؤ ۔۔۔گے۔۔۔۔"اسے اور کسی کا

نہیں زمل کا ڈر تھا اگر وہ جاگ جاتی تو ان باپ بیٹا کی خیر نہ ہوتی

تر۔۔۔تر۔۔۔۔آاااااں۔۔۔۔"وہ منہ پھاڑے بس روئی جارہا تھا زیحال اسے

جلدی سے ایک روم میں لے آیا جو کسی کے استعمال

میں نہیں تھا

وہاں لاتے زیحال نے اسے بیڈ پر بٹھایا اور خود بھی سر

پکڑ کر بیٹھ

گیا

زامل کھسک کھسک کر اسکے پھولے ہوئے ٹھوس

بائسپس پکڑ کر کھڑا

ہونے کی کوشش میں دھڑام سے بیڈ پر گر گیا یہ ایک

اور وجہ مل گئی

تھی اسے رونے کی

زیحال نے آخر میں اپنا موبائل نکال کر کال ملائی جسے

فورا اسے اٹھا

لیا گیا

مجھے کہیں سے بھی ٹرٹر۔۔۔ام۔۔۔مم۔۔۔میرا

مطلب۔۔۔مینڈک لا کر دو

جس کی ویکسین ہوئی وی ہو۔۔۔'' اسکی بات سن کر

مقابل کو زور کا

جھٹکا لگا

سر۔۔۔؟ مینڈک اور ویکسین۔۔۔؟ اسے جی بھر کر

حیرت ہوئی

کیوں۔۔۔ تمہیں کوئی مسلہ۔۔۔؟اس نے دانت

بھینچ کر کلس کر پوچھا

ن۔۔۔ نہیں سر۔۔۔میں ابھی لایا۔۔۔"وہ بچارا

رات کو مینڈک ڈھونڈنے

نکلا تھا جو کسی لبارٹری سے تو مل گیا تھا لیکن اب مسلہ

اسکی

ویکسین کا تھا

لوگوں نے اس پاگل شخص کو دیکھا لوگ کتے کی

ویکسین کرواتے ہیں

بلی کی کرواتے ہیں یہاں تک کہ شیر کی بھی۔۔۔اور

وہ بلیک ماسک

مافیا کا بندہ ایک مینڈک کی ویکسین کروا رہا تھا

زیحال سر پکڑے اپنے بندے کا انتظار کر رہا تھا تب

تک زامل کا ریڈیو

ایسے ہی چالو رہا تھا

اچھا دیکھو۔۔۔ ہم ڈانس کرتے ہیں اوکے۔۔۔ زامی

بابا کے ساتھ انجوائے

کرے گا۔۔۔؟ وہ اٹھ کر دونوں ہاتھ اسکی جانب کر گیا

لیکن اس نے

بجائے اسکے پاس آنے کے زور سے رونا شروع کر دیا

ساتھ ہاتھ آنکھوں

پر رکھ لئے

افف۔۔۔ ففف۔۔۔۔ میں کیا کروں میں تمہارا

۔۔۔"وہ صحیح اپنے باپ کو

تگنی کا ناچ نچا رہا تھا

زیحال کو اور کچھ نہ سوجا تو اس نے اپنے موبائل پر

ایک تیز دھمک

والا سونگ پلے کیا جس پر زامل فوراً اسے چپ کرتا

اسکی جانب

دیکھنے لگا

یہ دیکھو۔۔۔ایسے۔۔۔" وہ ایک ہاتھ اٹھاتے برلاس

اور پامیر کا ڈانس یاد

کرنے لگا اور پھر انکے جیسے سٹیپ لینے کی کوشش اسکی

اس کوشش

پر زامل کی بٹن سی آنکھیں پھیلی وہ الٹا اور کر لیٹتے اپنے

باپ کو

دیکھنے لگا جو انکے سٹیپ لینے کی کوشش میں بری طرح

سے فیل ہوتا

سیدھا اپنے مخصوص پشتو ڈانس پر آگیا گیا جسے "اتن"

بھی کہا

جاتا تھا اس میں پختون مرد بھنگڑا ڈالتے ہوئے اتنے

حسین لگتے کہ ان

کو دیکھتے ہوئے نگاہ کہیں اور جانے کی گستاخی نہ کرتی

وہ بھی اس وقت وہ اتن ڈانس کرتا زامل کو بہلانے کی

کوشش کر رہا

تھا جو سچ میں رونا بھولتے اپنے باپ کو ایسے ڈانس

کرتے دیکھ

اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے تالیہ بجانے لگا

زیحال اسے خوش دیکھ اپنی ساری شرم بھولتا اسکے

آگے اسی طرح

ناچتے خود بھی ہنسنے لگا

اسے ایسے ڈانس کرتے اسکے دشمن دیکھ لیتے ہوئے تو

یقیناً آدھے ایسے

ہی مر جاتے اور ان سے پہلے زمل نے قومہ میں چلے

جانا تھا جس کے

ہبی جان نے اسکے سامنے ایک قدم کبھی نہیں اٹھایا تھا

وہ آج ایسے

ناچ رہا تھا وہ بھی اس میں اتنا خوبصورت لگ رہا تھا

زیحال نے زامل کو بھی گود میں اٹھا لیا اور دونوں باپ

بیٹا ایک ساتھ

ڈانس کرتے خوشی سے کھلکھلا اٹھے

رات کے اس آدھے پہر کتنی ہی دیر دونوں ڈانس

کرتے رہے پھر آخر

میں زامل کو نیند نے گھیر ہی لیا تھا وہ وہی زیحال کے

کندھے پر اپنا

سر رکھتے نیند میں پاگل ہونے لگا تھا

اسے ایسے دیکھ زیحال شکر کے کلمے پڑھتا گانا بند کر کر

اسے اپنے

ساتھ لئے واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا ہر قدم

وہ ایسے پھونک

پھونک کرر کھ رہا تھا جیسے تھوڑی سی بھی آواز ہوئی

نہیں اور اس

جن کی آنکھیں کھلی نہیں

کمرے میں آتے اسے اسکی جگہ لٹا کر خود بھی اپنی جگہ

لیٹ گیا ساتھ

موبائل آن کرتے اپنے بندے کو میسج بھیجا

"اس مینڈک کو اپنے پاس رکھو۔۔۔اچھے سے

خدمت کروا سکی میرے

بیٹے کا دوست ہے وہ "

اسکا میسج دیکھ یقیناً اسکا بندہ اب بے ہوش ہونے والا

تھا

وہ زامل کو سلاتے خود بھی گہری نیند میں چلا گیا تھا

____

یہ ایک بند کمرہ تھا جہاں اس وقت تک روشنی کا نام و

نشان بھی نہ

تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے اسکی کھلی آنکھیں بھی بند ہوں

جسم پوری

طرح سے مفلوج ہوا پڑا تھا کوئی ایسی جگہ جسم پر باقی

نہیں رہی

تھی جہاں بیلٹ کے نشان موجود نہ ہوں وہ نیل و نیل

ہوئی درد میں

مبتلا تھی لیکن اب تو جیسے اس درد کی اسے عادت ہو گئی

تھی بھوک

کے مارے اسکا پیٹ کمر سے جا لگا تھا

وہ زمین پر پڑی نیم مردہ حالت میں تھی اتنی بھی سکت

نہ تھی کہ

وہ تھوڑی سی کھسک کر دروازے تک ہی آجائے اگر

وہ ہمت کر بھی

لیتی تو اس کے ہاتھوں اور پیروں میں بندھی بھاری

لوہے کی زنجیریں

اسے ایسی اجازت نہ دیتی جن میں اسے بری طرح سے

جکڑا ہوا تھا

تب ہی کمرے کا دروازہ کھلتے باہر کی روشنی چھنک کر

اندر آئی اسے

دیکھ اس لڑکی نے آنکھوں پر ایسے ہاتھ رکھا جیسے وہ

روشنی اسکی

آنکھوں میں چبھ رہی ہو

کیسے نہ چبھتی اتنے برسوں سے اس نے روشنی نہیں

دیکھی تھی یہی

تھوڑی بہت روشنی تھی جو اس ظالم کے آنے سے

اسے دکھائی دیتی

تھی

اسکے بھاری بوٹوں کی چاپ اسکے قریب جیسے جیسے

جاتی گئی ویسے

ویسے اس لڑکی کی سانسیں بھی جیسے کم ہونے لگی

اس تھوڑی سی روشنی میں اسکے چہرے کے نقش نظر

آئے تھے

بکھرے الجھے ہوئے بال جیسے بہت عرصے سے انہیں

برش نہ کیا گیا

ہو ہلکی گرے جھیل سی آنکھیں جن کے نیچے سیاہ حلقے

اتنے گہرے

تھے جیسے کسی نے ان پر سیاہ کاجل لگا دی ہو چہرہ عمر

سے پہلے

بوڑھا سا لگنے لگا تھا یا اسکے جسم کی کمزوری تھی کہ وہ

بری طرح

سے کانپ بھی رہی تھی

میل زدہ چہرے کو دیکھ ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے

دھوئے ہوئے بھی

برس گزر گئے ہوں

وہ شخص اسکے سامنے بیٹھا اسکے ہاتھ میں ایک پلیٹ

تھی جو اس

نے تقریباً پھینکنے والے انداز میں اسکے سامنے رکھی

چل۔۔۔کھا یہ کھانا۔۔۔"اسکے منہ سے کھانا لفظ

سنتے اس لڑکی کے

جسم میں جیسے ایک توانائی سی بھرنے لگی تھی وہ کانپتی

ہوئی اٹھ

کر بیٹھنے لگی کہ اس دوران بھی کمزوری کے باعث وہ

اٹھ نہیں پا رہی

تھی اس میں بھی دیوار کا سہارا لینا پڑ رہا تھا

اسے ایسے دیکھ مقابل کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ

رینگنے لگی

اووو۔۔۔۔میلے بے بی کو بھوک لدی ہے۔۔۔؟ وہ

اسکے چہرے کو حوس

زدہ ہاتھوں سے چھونے لگا اسی پر جیسے اس لڑکی کی

روح تک فنا ہو

گئی ہو

اس نے کھانا چھوڑ کر خوف زدہ سی نظروں سے اس

شیطان کی طرف

دیکھا جو اسکے سامنے بیٹھا اسے حوس زدہ نظروں سے

دیکھ رہا تھا

اسکے غلیظ ارادے بھانپتے وہ کھانا چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگی

ہاہاہاہا۔۔۔کہاں بھاگے گا تم۔۔۔۔تم ام سے بچ

نہیں سکتا۔۔۔یہ زمین ام تم

پر ایسی تنگ کر چکا ہے۔۔۔"نہیں وہ اسے کھانا دینے

نہیں آیا تھا وہ اس

سے اپنی بھوک مٹانے آیا تھا جو بنا اس پر رحم کھائے

اس نے مٹا بھی

لی تھی وہ پہلے سے ہی اتنی کمزور تھی اوپر سے اسکی

تشنگی کا

نشانہ بنتے اسکے جسم میں کچھ باقی نہیں رہا تھا

وہ دھیرے دھیرے ہڈیوں کا ڈھانچہ بنتی جا رہی تھی

اسے کوئی بھی

دیکھتا تو پہچان نہ پاتا کہ وہ کون تھی

زمین پر بے سدھ پڑے اسکی آنکھوں سے گرم سیال

تیزی سے بہتا زمین

کو تر کرنے لگا لب دھیرے دھیرے پھڑ پھڑا رہے

تھے کوئی اسکے لبوں

کے قریب اپنے کان لے کر جاتا تو اسے سنائی دیتا

"وہ۔۔۔وہ آئے گا۔۔۔وہ ض۔۔۔ضرور آئے

۔۔۔گا" ان لفظوں میں کچھ تھا

پہلے یقین اسکا یقین تھا کسی پر اور یقیناً اسکا یہ بھروسہ

اور یقین

رائیگاں نہیں جانے والا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہوسپٹل میں معمول سے زیادہ آج پیشنٹس تھے جن

کو دیکھ دیکھ کر

کومل اب عاجز آنے لگی تھی وہ صبح سے ڈیوٹی پر تھی

اب تو جسم

کا ایک ایک جوڑ دکھنے لگا تھا

اس نے ایک فائل کلوز کی ہی تھی کہ نرس ایک اور

فائل لے کر آگئ

جو ایک نئے مریض کی تھی

میڈم۔۔۔یہ پیشنٹ کی فائل ہے۔۔۔" اسکے بتانے

پر کومل کا منہ بگڑنے لگا

کہ تب ہی ڈاکٹر برہان اسکے آفس میں آگئے جنہوں

نے اس وقت بلیک

پینٹ اور لائٹ گرین سی شرٹ کے اوپر وائٹ کوٹ

پہن رکھا تھا انکے

چہرے پر ہمیشہ کی طرح دل کو چھو لینے والی مسکراہٹ

تھی کومل

نے ان چند مہینوں میں ایک بار بھی اس شخص کے

چہرے پر بے

زاریت نہیں دیکھی تھی

کیا ہوا ڈاکٹر کومل۔۔۔آپ یہاں کیوں آگئیں

۔۔۔؟وہ کرسی کھسکا کر

بیٹھتے خوش اسلوبی سے پوچھنے لگے کومل نے بنا کوئی

جواب دیے

فائل انکے سامنے کر دی

یہ۔۔۔!!میں تھک چکی ہوں۔۔۔مجھے گھر جانا ہے

۔۔۔"وہ تقریباً رو دینے

کو تھی اسے ایسے دیکھ برہان کی مسکراہٹ گہری ہو

گئی

ارے۔۔۔اتنی سی بات۔۔۔آپ چلی جائیں میں

ہوں یہاں دیکھ لونگا۔۔۔"

انکی بات پر کومل ایک دم سے سیدھی ہو بیٹھی

سچی۔۔۔؟وہ کسی بچے کی طرح ایک دم سے خوش

ہوئی تھی

مچی۔۔۔"انہوں نے اسی کے انداز میں مسکرا کر

جواب دیا

تھینک یو سو مچ ڈاکٹر برہان۔۔۔"انکا ایک جملہ کومل

کی آدھی تھکاوٹ

جیسے ختم کر گیا تھا

آپ کا بیٹا کیسا ہے۔۔۔ کبھی اسے بھی لائیں۔۔۔"

وہ بہت چھوٹا ہے ابھی۔۔۔ جب تھوڑا بڑا ہو گا

۔۔۔ ضرور آپ سے ملواؤں

گی۔۔۔" وہ خوش گواریت سے جواب دیتی ساتھ

پامیر کو بلانے لگی

تاکہ اسے پک کر لے

ویسے آپ بہت لکی ہیں آپ کو اتنا کیئرنگ شوہر اور

فیملی ملی آپ کو

تو فکر ہی نہیں ہوتی ہو گی۔۔۔"انکے ساتھ کومل کی
شفٹ لگتی تھی
جب وہ ویڈیو کال کر عبدلباری کو دیکھتی تب وہ بھی
پاس ہوتے
الحمدللہ۔۔۔اس چیز میں میں بہت لکی ہوں
۔۔۔ویسے آپ نے شادی کیوں
نہیں کی۔۔۔"انکی عمر دیکھ لگے ہاتھوں وہ پوچھ بیٹھی
ارے۔۔۔میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔مجھے اپنی
آزادی بہت پیاری

ہے۔۔۔" انکی بات پر کومل کھلکھلا کر ہنسنے لگی کچھ دیر

گزری ہی

تھی کہ پامیر بھی اسکے آفس میں ہی آگیا

دروازہ کھولتے اسکی نظر سامنے کومل پر پڑی جو سامنے

بیٹھے شخص

کے ساتھ ہنس رہی تھی وہ جتنا مسکراتا ہوا آیا تھا کومل

کو کسی اور

کے ساتھ مسکراتے دیکھ اسکی مسکراہٹ اتنی ہی پھیکی

پڑ گئی تھی

چہرے پر فوراً سے سنجیدگی در آئی

پامیر۔۔۔ڈاکٹر برہان یہ ہیں میرے ہزبینڈ۔۔۔"وہ

اٹھ کر اپنے پرس میں

موبائل رکھتی نہایت خوش اسلوبی سے اسکا تعارف

کروانے لگی

ڈاکٹر برہان پامیر کو دیکھ خوشگواریت چہرے پر لئے

اٹھ کھڑے ہوئے

اور اس سے گلے ملے

اچھا لگا آپ سے مل کر پا میر۔۔۔"وہ ہمیشہ کی طرح

اپنے خوش مزاج

اور خلوص سے ملے تھے لیکن وہ اب بھی نہیں مسکرایا

تھا

اب تک صرف آپکی تعریفیں سنی تھیں آج دیکھ بھی

لیا کہ سب سچ

ہے۔۔۔"وہ اپنی کرسی پر واپس بیٹھتے اسکے بھی بیٹھنے

کا انتظار

کرنے لگے

کومل نے آنکھوں سے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر وہ

گہری سانس

خارج کرتا ہاتھ میں پکڑی گاڑی کی چابی سے گال کھجاتا

انکے سامنے

والی کرسی پر بیٹھ گیا

کیا کرتے ہیں آپ۔۔۔؟ وہ اب دلچسپی سے اس سے

اسکا کام پوچھ رہے

تھے اس سے پہلے پامیر کوئی جواب دیتا کومل بول

پڑی

بزنس ہے اپنا امپورٹ ایکسپورٹ کا۔۔۔"اس کے

جواب پر پامیر نے

گہری نظر اس پر ڈالی

ارے واہ ماشاءاللہ یہ تو بہت اچھا بزنس ہے۔۔۔"وہ

دل سے اسکے کام

کو سراہنے ہی لگے تھے کہ پامیر کی بھاری آواز پر انکا

باقی کا جملہ

منہ میں ہی رہ گیا
میں گینگسٹر ہوں۔۔۔اور بندے مارتا ہوں۔۔۔"
اسکی بات پر ڈاکٹر برہان
کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں انہوں نے ملتجی نگاہوں
سے کومل کی
جانب دیکھا جو اسکے جواب پر زور سے آنکھیں مینچھتی
جیسے خود
پر ضبط کر رہی تھی

ہاہاہا۔۔۔مذاق اچھا کر لیتے ہیں۔۔۔"انہیں واقعی

اسکی بات مذاق لگی

تھی کیونکہ جتنا وہ سیریس تھا یہی لگ رہا تھا کہ اب ہنسے

گا

لیکن وہ نہیں ہنسا الٹا اپنی پینٹ میں اڑسی ریوالور نکال

کرا نکے

سامنے والے واس پر فائر دے مارا جس پر ڈاکٹر برہان

آنکھیں پھاڑے

کبھی اسے تو کبھی اس واس کو دیکھتے فائر کی آواز پر کومل

تو اپنی

جگہ سے اچھل ہی پڑی تھی وہ بھی ہکا بکا سی اسے بے

یقین سی

نظروں سے دیکھ رہی تھی

مذاق میں اپنی مرضی سے کرتا ہوں۔۔۔ سامنے

والے کے کہنے پر نہیں۔۔۔

چلیں۔۔۔؟اس نے سپاٹ لہجے میں کومل کی جانب

دیکھتے استفساریہ

پوچھا اور خود بھی ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا

وہ بیوی ہے میری۔۔۔آئندہ اسکے ساتھ ہنسنا تو دور
مسکرانے سے پہلے

بھی ہزار بار سوچنا۔۔۔" کہتے وہ کومل کا ہاتھ پکڑ کر

اسے اپنے ساتھ لے

گیا تھا ڈاکٹر برہان سنجیدگی سے اسے جاتے ہوئے دیکھتے

رہے کیونکہ

اسکے اس رویے کی وجہ انہیں سمجھ نہیں آئی تھی کیسے

سمجھتے

وہ کیا جانے وہ اس چیز سے پہلے گزر چکا ہے یہی چیز

اسکی زندگی

میں کتنا بڑا طوفان لائی تھی وہ ایک بار کومہ میں گیا تھا

اسی بات کی

وجہ سے لیکن اب وہ اپنے ایسا کچھ ہر گز نہیں ہونے

دے سکتا تھا

وہ کومل کا ہاتھ پکڑے اسے لئے اسی طرح ہوسپٹل

سے باہر نکل آیا

سامنے ہی اسکی گاڑی کھڑی تھی

اس نے جاتے فرنٹ سیٹ کا ڈور اوپن کیا کومل ایک نظر اسے دیکھتی

خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی وہ خود بھی گھوم کر

ڈرائیونگ

سیٹ پر آگیا

آتے اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور سپیڈ بڑھا لی

سارا راستہ وہ خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا اسے اس قدر

طیش میں

دیکھ کومل کی ہمت نہیں ہوئی کہ اسے مخاطب کر لے

لیکن اندر رہی

اندر اسے بھی غصّہ آرہا تھا ڈاکٹر برہان کے ساتھ ایسے

رویے پر

وہ لوگ تھوڑی ہی دیر میں پاشا ولا پہنچ چکے تھے کومل

کے اترنے سے

پہلے پا میر اتر کر سیدھا اندر چلا گیا تھا کومل اس کے پیچھے

پیچھے

جلدی سے اتر کر اندر گئی

سب لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے مشی عبدلباری کو سلانے

کی کوشش کر

رہی تھی جب اسکی نظر پہلے پامیر پر پڑی اور پھر اسکے

پیچھے آتی

کومل پر

پامیر شدید غصّے میں تھا آتے وہ سیدھا اپنے کمرے میں

گیا تھا

کومل ۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟ ان دونوں کو ایسے دیکھ مشی

پریشان سی ہو کر

پوچھتی اٹھ کھڑی ہوئی

میں آتی ہوں۔۔۔"کومل نے صرف اتنا جواب دیا اور

خود بھی کمرے میں

چلی گئی

عبدلباری اسے خود کو نہ لینے پر فیڈر چھوڑے رونے

لگا تھا

بس۔۔۔بیٹا مما ابھی آجائیں گی۔۔۔یہ لو۔۔۔"اس

نے پیار سے اسکے منہ

میں پھر سے فیڈر دی اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا
تھوڑی دیر لگی
تھی کہ وہ مشی کی گود میں چپ ہو گیا تھا زامل زالے
بھی وہی تھے
اپنے اپنے کھلونوں کے ساتھ کھیل رہے تھے زمل
اوپر اپنے کمرے میں
تھی زامل زالے کے چھوٹے چھوٹے کپڑے سلیقے
سے جما جما کر وارڈ
روب میں رکھ رہی تھی

مم۔۔۔مم۔۔۔"زالے کو پیاس لگی تھی تب ہی مشی

کے پاس آکر اس سے

پانی مانگے لگی لیکن اسے لگا وہ زمل کو پکار رہی ہے

زمل۔۔۔۔زالے تمہیں بلا رہی ہے۔۔۔"وہ زمل کو

بلا کر زالے کے پھولے ہوئے

لال گپچولے گال سہلانے لگی لیکن وہ پھر مم۔۔۔مم

کرنے لگی جب مشی

کو سمجھ نہیں آئی تو اس نے عبدلباری کی فیڈر اپنے

ننھے سے ہاتھ میں

پکڑ لی

عبدلباری اپنی فیڈر لینے پر ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگا ساتھ کھلکھلانے لگا

یہ منظر جتنا حسین تھا اتنا ہی عجیب بھی تھا

زالے فیڈر لے کر پھر سے مم ۔۔۔ مم کرنے لگی تب مشی سمجھی وہ اٹھ

کر اسکے لئے پانی لینے گئی تب تک عبدلباری کو صوفے پر لٹا دیا

زالے اسے یوں لیٹے دیکھ اپنا منہ اسکے منہ کے قریب

لے آئی اور اسکے

گال چومنے لگی

زالے کو اسکے ساتھ پیار کرتے دیکھ زامل اپنی گاڑی

وہی لے آیا اور لاتے

زالے کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرنے لگا

بب۔۔۔بب۔۔۔"اسے خود کو تنگ کرتے دیکھ

زالے اپنے باپ کو پکارنے لگی

تھی لیکن وہ چھوٹا فتنہ کہاں باز آنا تھا زا لے کی انگلی منہ

میں لے کر

زور سے کاٹی کرنے لگا

ارے۔۔۔رے۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔زامی

۔۔۔"مشی انکی آواز سن کر فورا

سے بھاگتی ہوئی آئی اور ان دونوں کو ایک دوسرے

سے دور کرنے لگی

یہ کیا حرکت تھی۔۔۔؟اس نے زامل کو آنکھ دکھاتے

مصنوعی ساڈپٹا

وہ اپنی مشی ماما کی ڈانٹ پر ہونٹ گول کرتے رونے کی

تیاری پکڑنے

لگا

نو۔۔۔بیٹا۔۔۔ بری بات۔۔۔زالے زامی کی جان

ہے ناں۔۔۔؟اسکے جملے پر زامل

رونا بھولتے فورا سے سرہاں میں ہلانے لگا

کیونکہ زیحال اکثر اس سے یہ جملہ کہلواتا رہتا تھا

"زالے زامل کی جان

ہے "یہ اسکی تربیت کا ایک حصّہ تھا کہ اس کا بھائی کبھی نہ یہ

بات بھولے کہ وہ اسکی بہن کا محافظ ہے اسکی بہن اسکی

زمے داری

ہے

کمرے میں آتے ساتھ پا میر نے ایک ہاتھ کمر پر رکھتے دوسرا گردن کے

پیچھے رکھا اور چہرہ اوپر کی جانب کر کر آنکھیں بند کر لیں

کومل نے کمرے میں آتے دروازہ بند کیا اور اسے

دیکھنے لگی جو

خاموشی کھڑا گہری سانسیں لے رہا تھا

کیا تھا یہ۔۔۔؟ ڈاکٹر برہان کیا سوچ رہے ہونگے

ہمارے بارے میں۔۔۔

پا۔۔۔"وہ بولنے ہی لگی تھی جب پا میر نے

دھاڑتے ہوئے بیڈ پر رکھا تکیہ

اٹھا کر زمین پر دے مارا اسکے اس عمل پر کومل خوفزدہ

سی ہوتی

کانوں پر ہاتھ رکھتی بے یقین سی نظروں سے اسے
دیکھنے لگی جو تیز
تیز سانس لیتے ہوئے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا
پامیر نے آگے آتے ایک ہی جست میں کومل کو بازو
سے پکڑ کر وارڈ
روب کے ساتھ پن کر دیا
تمہاری ہمت کیسے ہوئی کہ تم کسی غیر کے ساتھ اس
طرح ہنسو۔۔۔

بولو۔۔۔" وہ دھاڑتے ہوئے پوچھ رہا تھا جبکہ اسکے

اس اچانک رویے پر

کومل دماغی طور پر ایک دم سے نہیں سمبھل پائی تھی

وہ اب بھی خاموش کھڑی خوف زدہ سی نظروں سے

اسے دیکھ رہی

تھی

ایک بار مجھے مار کر سکون نہیں ملا۔۔ یا کیا چاہتی ہو

اس بار کومہ

کے بجائے سیدھا قبر میں چلا جاؤں۔۔۔بولو۔۔۔!!

اسکی اس بات پر

کومل کا رنگ ایک دم سے لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا کسی

نے جیسے

اسکے بدن سے روح کھینچ لی ہو

پامیر نے اپنی ریوالور نکال کر کومل کے ہاتھوں میں

تھماتے اسکی نال

اپنے سینے میں پیوست کرلی

پپ۔۔۔پامیر۔۔۔۔"کومل اسکے اس عمل پر بری
طرح سے لرز اٹھی تھی

ہاتھ کانپنے لگے تھے وہ اپنے ہاتھ پیچھے کھینچنے کی کوشش
کرتی

لیکن پامیر کی گرفت مضبوط تھی

ک۔۔۔کیا کر رہے ہو یہ۔۔۔۔"وہ خوف کے
مارے ٹھیک سے لفظ ادا تک نہیں
کر پارہی تھی آواز تک کانپنے لگی تھی

اس طرح مارو گی تو خوشی خوشی جان دے دونگا

لیکن اب وہ سب

۔۔۔ دوبارہ برداشت نہیں کر سکتا میں۔۔۔ نہیں کر سکتا

۔۔۔ "اسکی آواز بلند

سے بھی بلند ہوتی جارہی تھی کومل کی آنکھوں سے

بے ساختہ گرم

سیال تیزی سے بہنے لگا

وہ کیا جانے مرد بے وفائی کرے تو یہ دنیا کی رسم بن

جاتی لیکن عورت

کر لے تو بات مرد کی جان تک آجاتی ہے وہ سچ میں ڈر

چکا تھا اسے

کھونے سے ایک بار پھر ایسا کچھ ہوتا تو اس بار وہ واقعی

کومہ میں

نہ جاتا

پا میرا سے چھوڑتا پیچھے ہو گیا ریوالور دونوں کے ہاتھ

سے چھوٹ کر

زمین پر جا گری تھی

پا میر خود پر ضبط کرتے مڑ کر گہری سانسیں لینے لگا دل
جیسے مٹھی

میں آگیا تھا وہ کھڑا ہی تھا جب پیچھے سے کومل اسکی کمر

سے آ

لگتی اپنے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر باندھ گئی

ایم سوسوری۔۔۔مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔مم

۔۔میرا یقین کرو میرے

ذہن میں ایسا کچھ نہیں تھا۔۔خدا کی قسم۔۔۔میرا

یقین کرو۔۔۔"وہ

زاروقطار روتی لرز رہی تھی پورا جسم جیسے کسی

زلزلے کی زد میں

آگیا تھا پامیر نے ایک نظر اسکے ہاتھوں کو دیکھا

پامیر۔۔۔مجھے اپنے بچے کی قسم۔۔۔میں۔۔۔"وہ

پھوٹ پھوٹ کر روتی

ہوئی یہاں تک آگئی تھی پامیر نے اسکے ہاتھ کھولتے

مڑ کر اسے اپنے

سینے میں زور سے بھینچ لیا آج نہیں دیکھا کومل نے

اسکی سانسیں

رک رہی ہیں اس میں بھی اتنی ہی شدّت تھی جتنی

پامیر میں

وہ پامیر کا چہرہ دیوانوں کی طرح چومتی اسکے سینے میں

چہرہ

چھپا گئی

پامیر اسے اپنے ساتھ لگائے چہرہ اسکی گردن میں

چھپائے جیسے اپنی

پیاسی روح کو سیراب کر رہا تھا وہ واقعی اسکا دیوانہ تھا

کومل میر

دنیا کی وہ واحد خوش نصیب لڑکی تھی جس کی بے

وفائی کے بعد

بھی ایک مرد نے اس سے وفا نبھائی ورنہ بے وفا

عورت کی قیمت ردی

سے بھی کم ہو جاتی ہے

آئی لو یو۔۔۔کومل۔۔۔آئی رئیلی لو یو۔۔۔"وہ

کومل کی صراحی دار

گردن پر اپنے لبوں کا تسلط پوری شدّت سے جما گیا

آئی لو یو ٹو۔۔۔" وہ جواب دیتی اسے اپنے آپ میں

مزید بھینچ گئی

دونوں کتنی ہی دیر یوں ہی کھڑے ایک دوسرے کی

روح کو سیراب

کرتے رہے یہ بھی ایک سکون تھا جو صرف اپنے

پارٹنر سے ہی مل سکتا

تھا اسکی دن بھر کی ہوسپٹل کی تھکاوٹ پامیر کے ایک

لمس نے دور

کر دی تھی

پامیر نے کومل کو خود سے دھیرے سے الگ کیا اور

اسکے چہرے کو اپنے

ہاتھوں کے پیالے میں لے کر انگوٹھے کی پور سے اس

کے گالوں پر بہتے

آنسوں صاف کئے اور اسکا ماتھا پوری شدّت سے چوما

تمہارے لئے یہ بندہ پاگل ہے۔۔۔یہ کبھی مت بھولنا

۔۔۔میں تم پر کسی

غیر مرد کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کبھی نہیں

۔۔۔"وہ یہ بات

کرتے ہوئے واقعی کوئی جنونی شخص لگ رہا تھا اسے

ایسے دیکھ

کومل کے بے چین دل کو کچھ سکون سا ملا

ایسا کبھی نہیں ہوگا پرامس۔۔۔" وہ اپنی پیشانی پامیر

کی پیشانی سے

ملاتی آنکھیں موند گئی پامیر نے اپنے دونوں ہاتھوں

سے اسکی بیلی

تھامتے اسے ایک جھٹکے میں اپنے ساتھ لگا گیا اسکے عمل

پر کومل بے

ساختہ مسکرا دی دونوں کی گرم سانسیں ایک

دوسرے کے چہرے سے

ٹکراتی ایک دوسرے کے وجود میں کھلبلی سی مچارہی

تھی

ایسا ہوا تو اس میں دوسری شادی کرلونگا۔۔۔" پامیر

کی بات سنتے

کومل کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں اسکا سانس تک

جیسے اس بات پر

رک گیا تھا اور کبھی نہ آتا اگر پامیر کی ہنسی نہ چھوٹتی

مذاق کر رہا ہوں۔۔۔ایک بلا سر لے کر دوسری لینے

کی ہمت نہیں ہے۔۔۔"

وہ ہنستے ہوئے اسکی فق رنگت کے مزے لینے لگا کومل

اسکی بات سن

کر پہلے تو کوئی ری ایکٹ نہیں کر پائی پھر جیسے ہوش

میں آتے دھڑا

دھڑ اسکے سینے پر زور زور سے ہاتھ مارنے شروع کر

دیے

یو بد تمیز۔۔۔" وہ صحیح غصّے میں آئی تھی لہجہ بھی جیسے

بھیگ سا

گیا تھا

پامیر نے اسے دونوں ہاتھوں سے قابو کرتے بیڈ پر لٹا

لیا وہ تب بھی اس

کے ساتھ لڑنے سے باز نہیں آئی تھی وہ جتنا پامیر کو

مار رہی تھی وہ

اتنی ہی شدّت سے اسے جا بجا سے چومتا چلا جا رہا تھا یہ

فائٹ دنیا

کی انوکھی فائٹ تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ یونیورسٹی میں پورا دن دھکے کھاتی اب کہیں جا کر

اپنی کوچ سے

واپس گھر آئی تھی بدن کا جوڑ جوڑ دکھنے لگا تھا وہ آتے

ساتھ صوفے

پر بیگ رکھتی سیدھی کچن میں گئی اور پانی پینے لگی جب

اسے لگا

جیسے پیچھے سے کوئی گزرا ہے آئرہ نے ایک دم سے

پلٹ کر پیچھے

دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا

وہ اسے اپنا وہم سمجھتی پھر سے پانی پینے لگی جب اسے

محسوس

ہوا جیسے کسی کی دو آنکھیں اس پر اپنی نظریں رکھی

ہوئی ہیں

اس بار آئرہ تھوڑی خوف زدہ سی ہوئی تھی لیکن وہ

اپنے گھر میں

کھڑی تھی اس لئے اسے وہم سمجھ کر بھلاتی جلدی

سے کچن سے باہر

نکل آئی گھر میں کوئی نہیں تھا احم صاحب آفس میں

تھے اور ندرت

بیگم ہمسائیوں کے ہاں گئی ہوئی تھیں

وہ گھر کو اندر سے لاک کرتی اوپر اپنے کمرے میں چلی

گئی اسے چینج

کر کر اپنی یونی کی اسائمنٹ کمپلیٹ کرنی تھی تب ہی

پہلے فریش

ہو کر مرر کے سامنے آئی اسکا چہرہ اس میں دکھائی دیا

صاف چمکتی رنگت کانچ سی بڑی بڑی بھوری آنکھیں

جو اس وقت

کاجل کے بغیر کوئی اجڑا بیاں باں لگ رہی تھیں چھوٹی

سی ناک اور

پنکھڑی سے لب قد پانچ فٹ ایک انچ "آئرہ راحم

خانزادہ "

اس وقت وہ وائٹ رنگ کے سادہ شلوار قمیض میں

ملبوس بالوں کو

کھلا چھوڑے بیڈ پر آ بیٹھی جہاں اسکی بکس پہلے سے

پھیلی پڑی

تھیں اس نے ایک بک اٹھائی ہی تھی کہ اسکا موبائل

بیپ کرنے لگا

آئرہ نے سکرین پر نام دیکھا "وشمہ "اس نے کال پک

کر کر فون کان

سے لگالیا

ہیلو ریہو۔۔۔ کہاں ہو کیا کر رہی ہو۔۔۔؟ اسکے کال

اٹھاتے آگے سے پریشان

زدہ آواز ابھری

آئرہ نے گھڑی کی طرف دیکھا جہاں اس وقت شام

کے پانچ بج رہے تھے

اس وقت سب اپنے گھروں میں ہوتے ہیں میرے

خیال سے اور اسائمنٹس

بنا رہی تھی۔۔۔" اسکے انداز میں طنز کا عنصر کہیں

سے نمایاں نہیں

تھا وہ بات بے حد دھیمی آواز اور ٹھہرے لہجے میں

کرتی تھی

تم فون یوز نہیں کر رہی اس لئے تمہیں نہیں پتہ کہ کیا چل رہا ہے

جلدی سے نیٹ آن کرو۔۔۔"آئرہ اب بھی نارمل انداز میں اسکی بات

سنتی ساتھ ساتھ پیپجز سیٹ کر رہی تھی

ھمم۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔"وہ مصروف سے انداز میں پوچھنے لگی مطلب

موبائل نیٹ اب بھی آن نہیں کرنا تھا

مرڈر۔۔۔''اسکے جواب پر فون آئرہ کے ہاتھ سے

چھوٹنے والا تھا کہ اس

نے بمشکل اپنی گرفت مضبوط کی اس بات پر اسکی

آنکھوں میں خوف

کا سایہ سالہرانے لگا تھا

آشیش کا وہی نون مسلم۔۔۔جس نے تمہیں پرپوز

کیا تھا بچارے کی

ڈیڈ باڈی دیکھو تصویر سوشل میڈیا پر آئی ہے کتنے

برے طریقے سے

مارا ہے اسے۔۔۔" وہ بول رہی تھی جبکہ آئرہ کو لگا

اب وہ کبھی سن

نہیں پائے گی کسی نے اتنی بے رحمی سے اسکی

سماعتیں چھین لی

تھیں

اور اسکی تصویر پر لکھا ہے شی از او نلی مائن۔۔۔یہ تم

میں ایسا کیا ہے

کونسا آسیب ہے تمہارے پیچھے۔۔۔جو بھی تمہیں

پروپوز کرتا ہے وہ

اسکی یہی حالت کرتا ہے۔۔۔" اسکی باتوں سے خوف

زدہ ہوتے آئرہ نے

جھٹ سے کال کٹ کر دی اور نیٹ آن کر کر نیوز

دیکھنے لگی جہاں ہر

چینل پر ہر انسٹا گرام پیج پر وہی تصویر گھوم رہی تھی

جس کی

حالت اتنی بری تھی کہ تصویر کو بھی بلر کر کر اپلوڈ کیا

گیا تھا

اسکی اتنی بے رحم حالت دیکھ آئرہ کے ہاتھ بے اختیار

کانپنے لگے اسکے

ہاتھ سے فون چھوٹ کر بیڈ پر گر گیا آنکھوں سے

خاموش آنسوں

تیزی سے بہنے لگے

وہ جانتی تھی اس آسیب کو۔۔۔یہ بھی جانتی تھی کہ یہ

قبر تک اسکا

پیچھا نہیں چھوڑ سکتا تھا

وہ وہی بیٹھی بیٹھی گھٹنوں میں منہ دیے بے اختیار

رونے لگی جب

اس کے موبائل پر بیپ ہونے لگی اتنی سی آواز پر بھی

وہ ڈر کر

اچھلتی ایک دم سے پیچھے ہوئی

ایک کے بعد ایک میسج لگاتار آنے لگا آئرہ نے نہ چاہتے

ہوئے بھی ڈرتے

ڈرتے اپنا موبائل اٹھایا اور وہ چیٹ اوپن کی

"تمہاری آنکھوں سے جتنے آنسوں کے قطرے

گرے گے اتنے اسکے جسم

سے خون کے قطرے۔۔۔ فیصلہ اب تمہارا ہے" یہ

میسج پڑھتے ہوئے

آئرہ کے ہاتھ مزید کانپے وہ جلدی سے اپنے آنسوں

صاف کرتی موبائل

ہی پاور آف کرگئی لیکن جانتی تھی یہ بھی کچھ اثر نہ

کرے گا وہ

آسیب اس پر کہیں سے بھی نظر رکھ لے گا

اسکی نظروں سے بچ پانا کسی کے بس کی بات نہیں تھی

خود آئرہ

خانزادہ کی بھی نہیں

زامل کی ترتر بند نہیں ہوئی تھی اسکا احتجاج دو دن بعد

بھی چالو

رہا تھا وہ جیسے جیسے بڑا ہو رہا تھا ذہن بھی جیسے اتنا ہی تیز

ہو رہا

تھا اسکے اورزا لے کے ایک سال کے ہونے میں ابھی

چار دن باقی تھے

زیحال پورا دن کا تھکا ہارا اب گھر آیا تھا اور آتے بچوں

نے اسے گھیر

لیا زا لے اپنی ب ت کی زبان میں اپنی انگلی منہ میں

لیتی زامل کی

شکایت لگا رہی تھی

کیا کہنا چاہتا ہے میرا بیٹا۔۔۔؟ زیحال نے اسکا گال

چومتے محبت بھرے

لہجے میں پوچھا

اسکی انگلی منہ میں لے لی تھی زامل نے۔۔۔"مشی

نے دور سے اسکی

بات زیحال کو سمجھائی جسے سنتے وہ بے ساختہ ہنس

پڑا

اوو۔۔۔یہ کیا بھیانے۔۔۔زامل۔۔۔یہاں آؤ

۔۔۔"زامل صوفے کے سہارے

کھڑا اپنی چھوٹی سی گاڑی پامیر کے بازو پر چلاتا بھممم

بھممم کر

۔۔۔

رہا تھا جب اپنے باپ کے بلانے پر جلدی سے زمین پر

بیٹھ کر گھٹنوں

کے بل دو کی سپیڈ سے بھاگتا ہوا ٹیبل کے گرد گھوم کر

زیحال کی

طرف گیا اور جاتے اسکی پینٹ پکڑتا ٹانگ کے

سہارے پھر سے کھڑا ہو

کر اسکی طرف ٹمٹماتی آنکھوں سے دیکھنے لگا

ببا۔۔ تر تر۔۔۔'' آتے ساتھ زیحال کو دیکھتے اسے

تر تر یاد آ گیا تھا

سب نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا

یہ نکلی ٹرٹرلا کر دے دیتے ہیں۔۔۔ کیسا۔۔۔؟ پامیر

نے چٹکی بجاتے آئیڈیا

دیا جس پر زیحال نے اسے گھور کر دیکھا

یہ میری اولاد ہے آزما کر دیکھ لو۔۔۔" وہ باپ تھا اپنی

اولاد کی رگ رگ

سے واقف پامیر جلدی سے اٹھ کر گیا اور انکے

کھلونوں میں مینڈک

ڈھونڈنے لگا جو اسے جلدی ہی مل بھی گیا تھا اسے دیکھ

ان سب کو

سمجھ آئی کہ اسکے پاس ایسے گندے گندے جانور پہلے

سے موجود تھے

جو برلاس کے علاوہ کسی کی حرکت نہیں تھی لانے کی

وہ لان سے ٹرٹر اسے اپنا کھلونا سمجھ کر لایا تھا

پامیر نے آتے ساتھ وہ کھلونا زامل کے آگے کر دیا

زامی۔۔۔تمہارا ٹرٹر۔۔۔"اس نے خوشی سے چہکتے

زامل کو اسکا ٹرٹر دیا

جسے پکڑ کر وہ اپنی بٹن سی آنکھوں سے اسے جیسے

سکین کرنے لگا

سب کی نظریں اسی پر جمی تھی سب کے سانس جیسے

رکے ہوئے تھے

اب رزلٹ آیا اب آیا۔۔۔اور دیکھتے ہی دیکھتے

جب وہ ٹرٹرنہ

بول رہا تھا نہ ہل رہا تھا دیکھ زامل نے اسے زمین پر دے

مارا

نا۔۔۔بب۔۔۔بب۔۔۔تر تر۔۔۔" وہ رونے لگا تھا

کہ اسکا ٹرٹر بول کیوں نہیں

رہازیحال نے جتاتی نظروں سے اسکی جانب دیکھا

جیسے کہہ رہا ہو

"دیکھ لیا"

نو ڈی این اے ٹیسٹ نیڈ۔۔۔" پا میر دھیمی آواز میں

سرگوشی کرتا واپس

اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا

بب۔۔۔ببااااا۔۔۔۔''زیحال جب اسکی نہیں سن رہا

تھاتب وہ آخر میں چیخ

پڑااور رونے لگالیکن جیسے ہی زمل سب کو کھانے پر

بلانے آئیَ اپنی

ماں کو دیکھ وہ جلدی سے زمین پر بیٹھتا صوفے کے نیچے

چھپ گیا

تھابھی چھوٹا سا پورا آگیا تھا

اسے ایسے چھپتے دیکھ سب کے بے ساختہ قہقہے بلند

ہوئے خود زیحال

بھی زمل کو دیکھتا اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر رہا تھا

تھوڑا کم ڈرایا کرو۔۔۔ باپ پر کم دہشت تھی جو

میرے بچوں پر بھی

شروع کردی۔۔۔" وہ ہنسی دباتے شریر انداز میں

اسے چھیڑنے لگا

زمل خود بھی ہنستی صوفے کے پاس آئی

آپ سب بیٹھیں جا کر میں اس افلاطون کو لے کر آتی

ہوں۔۔۔" اسکے

کہتے باقی سب اٹھنے لگے تھے جب زیحال کو اپنی

ٹانگ پر چھوٹا سا

لمس محسوس ہوا

میں نہیں جارہا تم جاؤ۔۔۔"وہ جانتا تھا یہ زامل ہی ہے

ایسے میں وہ

اپنے بیٹے کو اپنی جان کے ٹکڑے کو چھوڑ کر نہیں جا

سکتا تھا

خان۔۔۔آپ جائیں ناں۔۔۔"اسکے منہ سے خان

لفظ سنتے زیحال جیسے

اپنی جگہ چند پل کیلئے سٹک سا ہو گیا اسکے منہ سے

"خان" سنتے اس

کے وجود میں ایک عجیب سی توانائی بھر جاتی تھی اسکی

آنکھوں

میں اس وقت بھی دھڑا دھڑ محبت کا ٹھا ٹھیں مارتا

سمندر دکھائی

دینے لگا تھا

یہ کمرے میں کیوں نہیں بولتی۔۔۔ تم" وہ جھک کر

زمل کے کان کے

قریب ہوتے دھیمی سرگوشی کرنے لگا

کیونکہ مجھے اپنا سکون اور نیند بہت عزیز ہیں۔۔۔" وہ

آنکھیں ٹمٹماتی

اپنی مسکراہٹ مشکل سے روک کر ڈھٹائی سے جواب

دینے لگی

زیحال نے اسکی بات پر اسے گھور کر دیکھا

یہ بات۔۔۔تم چلو کمرے میں بتاتا ہوں تمہیں میں

۔۔۔" اسکی دھمکی پر

زمل دبی دبی سی ہنسی ہنستی صوفے کے نیچے جھکی اسکی

افلاطون اولاد اسکے سامنے ہی صوفے کے نیچے بیٹھی

اپنی انگلی منہ

میں لئے ہوئے تھی

زامی ۔۔۔ باہر آؤ ۔۔۔" زمل نے اپنے لہجے میں

شیریں گھولتے اسے اپنے پاس

بلایا لیکن وہ بھی چالاک تھا جھٹ سے اپنا چھوٹا سا سر

نفی میں

ہلانے لگا

زامی میں نے کہاناں ۔۔۔ باہر آؤ ۔۔۔ ڈنر کرنا ہے ناں

میرے بیٹے نے ۔۔۔ ؟ وہ

اور پیار سے اسے بلانے لگی جو صاف رشوت تھی اور یہ

بات زیحال

جانتا تھا ایک بار وہ اس جلاد ماں کے ہاتھ لگا نہیں اور

بس ۔۔۔ اسکی

خیر نہیں

زامی ۔۔۔ آجاؤ ۔۔۔ مما آگئی تو پٹائی ہو گی ۔۔۔ آپ کو

ٹرٹر چاہیے ناں تو مما

آپ کو دیں گی لا کر چلو میرا بیٹا باہر آؤ۔۔۔"رشوت کا

لیول تھوڑا

بڑھا دیا گیا تھا لیکن زامل خان آفندی ڈھیٹ باپ کی

اولاد تھا جلدی

کسی پر اعتبار نہیں کرتا تھا پھر چاہے وہ اسکی سگی ماں ہی

کیوں ناں

ہو

تم ہٹو میں بلاتا ہوں۔۔۔"زیحال عبدلباری کو

صوفے پر لٹاتا خود بھی

صوفے کے نیچے جھکا یہ بڑے صوفے اور کافی نیچے

تھے اگر وہ زامل

کا ہاتھ پکڑ کر باہر کھینچتا تو اسکا سر صوفے سے ٹکرا سکتا

تھا تب

ہی وہ دونوں احتیاط کر رہے تھے

زامل۔۔۔باہر آؤ۔۔۔"زیحال کا لہجہ ازحد نارمل تھا

کسی بھی قسم کی

رشوت سے پاک جملہ اور اسکی بات سنتے زامل مٹ

مٹ گھٹنوں کے

بل چلتا ہوا زیحال کے پاس آگیا

اس نے دھیان سے اسے صوفے کے نیچے سے نکال

کر اپنی گود میں

جیسے ہی بٹھایا زامل کی نظر اپنی ماں پر پڑ گئی اور پڑتے

وہ اپنی

دونوں بٹن سی آنکھوں پر اپنے ننھے ننھے سے ہاتھ رکھ

گیا ایسا کرنے

سے اسکے ننھے ذہن میں یہ خیال تھا کہ وہ اسکی ماں سے

چھپ گیا

ہے

ہاہاہا۔۔۔میرا بچہ۔"اسے یہ حرکت کرتے دیکھ

زیحال کو اس پر ٹوٹ کر

پیار آیا

ہاں افلاطون بچہ۔۔۔باپ کی مانی ناں بات۔۔۔اب

آنا میرے پاس فیڈو

لینے تم۔۔۔"وہ بول کر اٹھ گئی

تو کس کے پاس جائے گا۔۔۔میری قسم سے ایک ہی

بیوی ہے۔۔۔"اسکی

بات کو اپنے طریقے سے لیتے زیحال نے بھرپور

ڈھٹائی سے اسے چھیڑا

جس پر زمل سچ میں جلاد بنتی اسے کھا جانے والی

نظروں سے دیکھنے

لگی

میں آپ کی جان لے لونگی۔۔۔اگر دوسری بیوی نکل

بھی آئی تو۔۔۔''وہ

حد درجے کی پوزیسیو لگ رہی تھی صاف پتہ چل رہا

تھا کہ زیحال کی

روح اس میں پوری طرح سے آچکی ہے

تو یہ فیڈو کس سے لے گا بتا نا ذرا۔۔۔"وہ اور بھی اسے

زچ کرنے لگا لیکن

آگے بھی اسی کی بیوی تھی

آپ کروالیں۔۔۔زیادہ یہ باپ باپ کرتا ہے ناں

۔۔۔"اسکی اس بات پر اس

بارزیحال کو گرے جھیل سی آنکھیں بے ساختہ

پھیلی

تت۔۔۔توبہ۔۔۔میں کیسے کروادوں۔۔۔مجھ میں

یہ سسٹم کیسے آگیا۔۔۔"

وہ واقعی بوکھلا گیا تھا لیکن زمل نے نہیں سنا وہ ناک منہ

چڑھاتی

ڈائننگ ٹیبل پر چلی گئی

پیچھے دونوں باپ بیٹا نے ایک دوسرے کو دیکھا

کروادیا ناں اپنے ساتھ میرا ابھی نقصان۔۔۔پڑ گئی

ٹھنڈک تمہارے اس

چھوٹے سے کلیجے میں ۔۔۔"وہ کلس کر زامل کی

جانب دیکھتا بولنے

لگا وہ ڈھیٹ بن کر اپنے باپ کی بات سمجھے بغیر

کھلکھلانے لگا جیسے

اس نے کوئی جوک سنایا ہو

اب تمہاری ماں مجھے بھی پاس نہیں آنے دے گی

۔۔۔اٹھو اب۔۔۔اس سے

پہلے وہ کھانے کا حق بھی چھین لے ہم سے۔۔۔" کہتے

وہ زامل کو گود

میں لیتا اٹھ کھڑا ہوا نظر عبد لباری پر گئی جو پھر سے سو

گیا تھا اس

کا یہی کام تھا اٹھنا دودھ پینا تھوڑا کھیلنا اور پھر سو جانا

وہ دونوں باپ بیٹا کھانے کی ٹیبل پر پہنچے جہاں سب

انکا انتظار کر

رہے تھے انکے بیٹھ کر کھانا شروع کرتے باقی سب

نے بھی شروع کر

لیا

بھائی کب فری ہونگے آپ۔۔۔مجھے بزنس کے

حوالے سے ضروری بات

کرنی ہے۔۔۔"یاقوت نے کھانا کھاتے ہوئے

زیحال کو مخاطب کیا

ہمم۔۔۔ابھی کھانا کھاتے۔۔۔"اس نے شائستگی

سے جواب دیااور ساتھ

زامل کو کھلانے لگا جوایک ہی چیز کھاتا تھا بریڈ۔۔۔بس

وہ بھی اپنے

خرگوش جیسے دانتوں سے کتر کتر کر زیحال کی گود میں
گرادیتا
لیکن زالے ہر چٹپٹا کھانا کھالیتی کیونکہ مشی ماما کے
ساتھ جو کھانا
ہوتا اس نے اس ننھی سی جان کو بھی اپنے جیسا بنالیا تھا
وہ ذرا سی تیکھی انگلی اسکے منہ میں دیتی اور چٹخارے کی
آواز
نکالتی زالے بھی اسکی دیکھا دیکھی یہی کرتی

کھانا کھاتے سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں جا چکے

تھے لیکن زیحال

سیدھا اس روم میں آگیا جو ان لوگوں کی خاص ورک

پلیس تھی گھر

میں ان بھائیوں کے علاوہ اور کسی کو یہاں آنے کی

اجازت نہیں تھی

زامل بھی اسکے ساتھ ہی یہاں آگیا تھا کیونکہ اسے اپنی

ماں سے بچنا

تھا یا اپنے باپ کے دماغ کی پھر سے دہی کرنی تھی ٹرٹر

کا نام لے کر

یاقوت اس روم میں آتے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا اس

کمرے میں

بیچوں بیچ کرسی ٹیبل رکھے تھے جس پر انکی ضروری

کام کی فائلز

پڑی تھیں اور لیپ ٹاپ جس کا پاسورڈ صرف زیحال

کو پتہ

تھا

شیر دل کے مجرم کے بارے میں اب تک کچھ خاص

پتہ نہیں چل پایا

صرف اتنا کہ اسے مارنے والا کوئی عام بندہ نہیں تھا یہ

جو کوئی بھی

ہے بہت خطرناک ہے اسکا مقصد شیر دل کو مارنا نہیں

بلکہ ہم لوگوں

تک یہ پیغام پہنچانا ہے کہ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے

___"شیر دل زیحال

کا انڈر کوور بندہ تھا جس کا کام ساری دنیا سے چھپ کر
ہوتا تھا
انڈر ورلڈ کی ساری چھوٹی بڑی خبریں وہی زیحال پاشا
کو لا کر دیتا
تھا گو کہ وہ ایک جڑ تھی پاشا کے اپنے دشمنوں تک
پہنچنے کی
وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔۔۔؟ زیحال کی آواز میں سرد
تاثر تھا

یہ مجھے بھی نہیں پتہ لیکن جہاں تک میری سوچ ہے

۔۔۔پاکستان کے

کچھ دارالامان میں سے لڑکیاں سمگل کرنے میں اسکا

بھی ہاتھ ہے آپ

کے ہوتے ہوئے یہ پلان فلاپ ہو رہا تھا اس لئے شاید

وہ یہ دکھانے کی

کوشش کر رہا ہے کہ وہ بہت طاقتور ہے کیونکہ شیر دل

کو مارنا آسان

نہیں تھا۔۔۔"

یہ لوگ ان لڑکیوں کے پیچھے کیوں ہیں۔۔۔؟ زیجال

کا خون ابلنے لگا تھا

اسکو اتنے غصے میں آتے دیکھ ٹیبل پر فائلز کے

ساتھ کھیلتا

زامل بھی ٹکر ٹکر اپنے باپ کو دیکھنے لگا

دارالامان میں سب یتیم لڑکیاں ہوتی ہیں کوئی پوچھنے

والا نہیں کہ

کون کہاں گئی۔۔۔اس لئے ان لوگوں کو آسانی ہوتی

ہے۔۔۔اس کام کے

باہر سے انکو اچھے خاصے پیسے ملتے ہیں۔۔۔"یا قوت

نہایت سنجیدگی

سے بول رہا تھا اسکے ایک ایک لفظ پر زیحال کا غصّہ

جیسے شدّت

اختیار کرتا جا رہا تھا

مجھے اسکی ڈیٹیلز چاہئے۔۔۔اور جتنی جلدی ہو سکے

پروٹیکشن دوان

لڑکیوں کو ایک بھی یہاں وہاں نہیں ہونی چاہئے

۔۔۔آگے میں خود دیکھ

لونگا۔۔۔"ہاں وہ دیکھ لیتا کیونکہ وہ ایک اکیلا سو

دشمنوں پر بھاری

تھا

یاقوت نے سر دھیرے سے خم کردیا اور زامل کے

گال پر پیار کرنے لگا

زی حال اپنی پاور چیئر پر بیٹھا اسی بات کو سوچ رہا تھا

برلاس کب تک آئے گا۔۔۔"اسکے منہ سے یہ بت

نکلتی تھی کہ زامل کی

زوردار چیخ سنائی دی دونوں نے اسکی نظروں کے

تعاقب میں دروازے

کی جانب دیکھا جہاں کھڑی شخصیت کو دیکھ زامل نے

چیخ ماری

تھی اور وہ دونوں ہکابکارہ گئے تھے

دروازے کے عین بیچوں بیچ برلاس شاہ کھڑا تھا بلیک

پینٹ پر بلیک

ہی ہاف سلیوس والی شرٹ پہنے جس میں سے اسکے

پھولے ہوئے

ٹھوس بائسیپس اور شرٹ میں اسکی کسرتی جسامت

خوب واضح ہو

رہی تھی بھوری مائل آنکھیں کھڑی ستواں سی ناک

عنابی کٹاؤ دار

ہونٹ چہرہ داڑھی مونچھوں سے بلکل پاک اور

ماتھے پر پرکشش

انداز میں بکھرے بال قد و قامت میں اپنے تینوں

بڑے بھائیوں کے برابر

لیکن جسامت میں تینوں سے زیادہ فٹ یوں لگتا تھا

جیسے وہ باقاعدگی

سے جم کرتا ہوا آرہا ہو اسے شوق بھی تھا اپنی باڈی بنا کر

رکھنے کا

اس یہی شوق اسے تینوں بھائیوں میں آگے لے گیا

تھا لیکن زیحال کے

آگے پھر بھی کم لگتا تھا کیونکہ وہ عمر میں اس سے بڑا

تھا

''برلاس شاہ''گھر کا چھوٹا فتنہ لاڈلا زیحال کا بگڑا بچہ
اسکی پہلی
اولاد یہ وہ لقب تھے جن سے دنیا اسے پکارتی تھی اور وہ
اس القابات
پر خوش ہوتا تھا کیونکہ وہ تھا زیحال کا بگڑا بچہ اسکی پہلی
اولاد
اور یہ بات دنیا جانتی تھی کہ برلاس شاہ ''زیحال خان
آفندی ''کیلیۓ
کتنا جنونی تھا ہے اور رہے گا

اسکو دیکھتا زامل کی چیخیں شروع ہو گئی

تا۔۔۔ہ۔۔۔تت۔۔۔تا۔۔۔"وہ اپنی ب ت کی

زبان میں بے صبروں کی طرح

ٹیبل پر ہی کھڑا ہونے کی کوشش میں چیختے ہوئے

ساتھ گر بھی رہا تھا

یاقوت نے بمشکل اسے پکڑا لیکن اب تو وہ اسکی پکڑ

میں بھی قابو

نہیں آرہا تھا کیسے آتا سامنے اسکا "تا" جو کھڑا تھا

ان چاچا بھتیجا کی تو دنیا فین تھی ایک دوسرے کے

کرائم پارٹنر

تا۔۔۔" زامل چیختے ہوئے اسکی جانب اپنے دونوں

ہاتھ کر رہا تھا اسکی

اتنی خوشی دیکھ زیحال مسکرا رہا تھا

برلاس نے آگے آتے اسے ٹیبل سے اٹھا کر اپنی گود

میں جیسے ہی لیا وہ

اسکی گود میں بھی زور زور سے اچھلتا اسکے منہ پر اپنے

خرگوش

جیسے دانتوں سے بائٹ کرتا خوشی سے چلا رہا تھا

برلاس اسے لے کر زور سے گول گول گھوم گیا

دونوں جیسے ہواؤں کی

سیر کرنے لگے تھے

یا۔۔۔۔ہ۔۔۔۔۔۔" برلاس کے چیختے وہ بھی ساتھ

چیخنے لگا دونوں جیسے

مل کر پاگل ہونے لگے تھے یاقوت نے باقاعدہ اپنے

کانوں پر ہاتھ رکھے

یہ چاچا بھتیجا انکے کان کے پردے پھاڑنے کے قریب

تھے

میرا بچہ۔۔۔امماں۔۔۔تا کی جان۔۔۔لو ویو

۔۔۔"برلاس نے اسکے

گالوں پر زور سے کس کرتے ساتھ چھوٹی سی بائیٹ

بھی کی وہ دونوں

ایک دوسرے کے ساتھ جیسے مکمل تھے اتنی خوشی کہ

دونوں کے

چہرے خوشی سے تمتمانے لگے تھے

وہ زیحال کو بھی ۔۔۔بب۔۔بب۔۔۔۔تا۔۔۔ہ

ساتھ ہی پکارتے بس برلاس کے

گلے سے لپٹا ہوا تھا اس نے بھی اسے خود میں زور سے

بھینچ لیا تھا

میری جان آئی مسڈ یو سو مچ اینڈ آئی لو و یو

۔۔۔"برلاس زامل کو زور

سے بھینچے بے حد محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا

آاااا۔۔۔۔"زامل اسکے گال پر منہ کھول کر اپنا سارا

لعاب مستیوں میں

مسلنے لگا جسے بر لا اس بھی خوشی کر وار ہا تھا

یہ دونوں چاچا بھتیجا مجال ہے جو اپنے علاوہ کسی اور کو

دیکھ لیں

کیسے مل رہے ہیں کسی بچھڑی محبوبہ کی طرح

۔۔۔"یاقوت انکو

ایسے پاگل ہوئے دیکھ شریر ہوتے مصنوعی سا خفا ہوا

کیونکہ اسکے

اس سے مسلہ نہیں تھا یہ چار بھائی خود بھی آپس میں

محبت کی

ایک زندہ مثال تھے اور اب آگے انکے بچے بھی

برلاس نے زامل کو تھوڑا پیچھے کیا اور خود کی نظر اسکی

زیحال پر

پڑی پڑتے اسکا دل مزید بے چین ہونے لگا جیسے زامل

کو اپنا "تا" چاہیۓ

تھا ویسے ہی برلاس شاہ کو بھی اپنا بھائی چاہیۓ تھا

وہ زامل کو یاقوت کے حوالے کرتا خود جا کر سیدھا

زیحال کے سینے

سے لگ گیا وہ اپنی پاور چیئر پر ہی بیٹھا تھا بر لا اس جھک

کر اسکی

آغوش میں جیسے سمٹ سا گیا ہمیشہ کی طرح

سب سے زیادہ آپ کو مس کیا میں نے۔۔۔"اسکی

آواز جیسے بھیگنے

لگی تھی زیحال سمجھ گیا تھا کہ وہ کچھ کر کر آیا ہے وہ باہر

کی

دنیا میں جیسا بھی تھا لیکن زیحال کے پاس آتے اسکا

بگڑ الاڈلا بچہ

بن جاتا تھا

توکیوں گئے تھے۔۔۔" زیحال نے اسکی پیٹھ نرمی سے

سہلاتے دوسرا

ہاتھ اسکے بالوں میں پھیرا

ضروری کام تھا۔۔۔اس لئے۔۔۔" وہ نہیں بتا پایا

کونسا ضروری کام اسے

بس اب زیحال کی آغوش دکھ رہی تھی

بڑے ہو جاؤ۔۔۔ڈفریہ بھی دیکھ رہا ہے تمہیں

۔۔۔" اسے ایسے بچوں کی

طرح زیحال سے لپٹے دیکھ یاقوت نے دور سے ڈپٹا

تو دیکھتا رہے۔۔۔اس سے پہلے میرا حق ہے اپنے باپ

پر۔۔۔" یہاں ان

چاچا بھتیجا کی ساری ایکتا ختم ہو جاتی تھی زیحال کو لے

کر دونوں

پوزیسیو تھے اسکو زیحال کے ساتھ ایسے لگے دیکھ

زامل وہی یاقوت

کو گود میں اچھل لگا تھا

نا۔۔بب۔۔۔ببا۔۔۔"وہ ٹھس ٹھس کرتے

رونے کی تیاری پکڑنے لگا تھا

دونوں میں اب جنگ شروع ہونی تھی

زامی آپ ادھر دیکھو۔۔۔یاقوت بابا۔۔۔"یاقوت

نے اسکا رخ اپنی جانب

موڑ کر اسے بہلانے کی کوشش کی لیکن اب وہ کہاں

کسی کو دیکھتا

اسکو اپنا باپ چاہئے تھا

بب۔۔۔ببب۔۔۔" وہ دانت بھینچ کر دونوں

مٹھیاں بند کئے رونے لگا یہ

دیکھ زیحال اور برلاس دونوں ہنس پڑے

تم دونوں مجھے آدھا آدھا کیوں نہیں کر لیتے۔۔۔" وہ

کلس کر بولتے

دونوں کو گھورنے لگا برلاس نے اسکی جانب ایسے

دیکھا جیسے کہہ رہا

ہو مجھے آدھا نہیں چاہئے

آپ پورے صرف میرے ہیں۔۔۔" وہ بولتے

ہوئے کوئی جنونی لگ رہا

تھا

مجھ سے بھی مل لو۔۔۔" یاقوت زامل کو گود میں لئے

برلاس کو چھیڑنے

کیلئے شکوہ کرنے لگا

اس وقت صرف یہ مل سکتی۔۔۔" برلاس نے ایک

انگلی یاقوت کی طرف

کرتے اپنی ہنسی دبائی لیکن آ گے بھی اسکا بڑا بھائی تھا

اس نے اسی

انگلی سے پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا اور زامل کو

زیحال کے

حوالے کر دیا

تم دونوں کچھ زیادہ نہیں بگڑ گئے ہاں۔۔۔"بولتے

ہوئے اس نے برلاس کے

کندھے پر ایک دھپ رسید کی اور اسے زور سے خود

میں بھینچ لیا

وہ رونق تھا اس گھر کی آج یہ رونق بھی واپس آگئی
تھی

تو ہم چھوٹے بھی تو ہیں ناں۔۔۔" وہ چوبیس سال کا
ہونے والا تھا لیکن

بڑے بھائیوں نے اسکا بچپنا اب تک ختم نہیں ہونے
دیا تھا

زامل زیحال کے پاس اور برلاس یاقوت کی گود میں
سر رکھ کر لیٹ

گیا تھا رات تھی سب اپنے اپنے کمروں میں تھے اس
لئے کسی کو بھی

پتہ نہیں چلا تھا کہ گھر کا بڑا بچہ واپس آگیا ہے

اسے سلا کر دو اب۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے یہ سکون

سے سوئے گا۔۔۔؟ تا۔۔ تا

کرتا چیختا رہے گا ساری رات۔۔۔" کہتے زیحال نے

زامل کو برلاس کے

حوالے کیا یہ تو سچ تھا اپنے برلاس چاچو کو دیکھنے کے

بعد اسکی

رات کیسے کٹتی یہ وہ ننھی سی جان ہی جان سکتی تھی

آخر کو صبح

ہوتے اس نے سب کی شکایت کو لگانی تھی کہ کسی نے

بھی اسے ٹرٹر

نہیں لا کر دیا اسکا بر لا س چا چو ہوتا تو دنیا بھر کے

مینڈک زامل خان

آفندی کے چھوٹے چھوٹے قدموں میں ٹرٹر کر رہے

ہوتے

وہ تینوں کچھ دیر بات کرتے رہے اس دوران برلاس زامل کو تھپکی

دیتے اپنی گود میں سلا گیا تھا

رات کے دو بجنے والے تھے جب زیحال نے اسکی گود سے زامل کو لیا

اور کمرے میں چلا گیا کیونکہ اس نے کافی دیر سے فیڈ نہیں لی تھی

وہ نیند میں ہی فیڈ کیلئے بہت جلد رونے والا تھا

پاپا میرا اوندھے منہ لیٹا پینٹ اور ویسٹ میں میں ملبوس

گہری نیند

میں تھا دوسری جانب کومل تھی جو نائٹ گاؤن پہنے

سیدھی چت

لیٹی ہوئی چھت کو دیکھ رہی تھی نظریں اسکی وہاں تھی

لیکن ذہن

میں نجانے کیا کچھ چل رہا تھا

عبدلباری دونوں کے بیچ لیٹا ابھی سو کر اٹھا کھیل رہا تھا

اسکا یہی

تھا اسکے ماں باپ جاگتے اور وہ سوتا اور جب وہ سوتے

تب اسے

جاگنا ہوتا تھا لیکن کومل اسکی وجہ سے نہیں جاگ رہی

تھی

اسکی اپنی ذہن میں کئی الجھنیں تھیں صبح والا پامیر کا وہ

ری

ایکشن اسکی وہ باتیں اسکے ذہن سے نکل نہیں پا رہی

تھیں

"ایسے مارو گی تو خوشی خوشی جان دے دونگا

لیکن

۔۔۔ لیکن اب وہ سب

برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ نہیں کر سکتا" اسکے الفاظ

کومل کی

سماعتوں میں گونجتے اسکی روح جیسے ایک بار پھر سے

کھینچ گئے

تھے

"شوٹ ہم کومل۔۔۔۔ شوٹ ہم" اسکی سماعتوں میں

کسی دوسرے

شخص کے الفاظ گونجنے لگے

"ماردو اسے کومل ۔۔۔ اپنا بدلہ لے لو اس سے

۔۔۔ ختم کر دو اسکو ۔۔۔"

اور کرتے ایک فائر کی آواز فضا میں گونجی وہ گولی نکل

کر جیسے ہی

پامیر کے سینے میں لگی ویسے ہی یہاں کومل کے بدن

نے ری ایکٹ کیا

وہ ایک دم سے ایسے اچھل کر پڑی جیسے وہ گولی پامیر کو

نہیں خود

اسے سچ میں لگی ہو

"مار دو اسے کومل۔۔۔۔مار دو" منور چیخ رہا تھا اور وہ

منت کر رہی

تھی اسکے سامنے پامیر زخمی حالت میں کھڑا تھا سینے

سے سرخ لاوا

پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا کہ اسکے ساتھ ہی ایک اور

فائر نکل کر

اسکے عین دل کے قریب جا لگا اور وہ اڑتا ہوا پیچھے دیوار

سے جا

ٹکراتے منہ کے بل سیدھا زمین پر آ گرا تھا مٹی دھول

بن کر اڑی تھی

پامیر سلطان کو وہ ختم کر چکی تھی لیکن اسکے ساتھ وہ

خود بھی

ختم ہو گئی تھی

ہاہاہا۔۔۔۔مر دیا تم نے اسے۔۔۔۔میرا بدلہ لے لیا

۔۔۔"منور خوشی سے چلا

رہا تھا جبکہ وہ ایسے تھی جیسے کسی نے اسکے بدن سے

جان نکال لی

ہو وہ دوڑ کر پامیر کے پاس جاتی اسکا سر اپنی گود میں

رکھ گئ تھی

نہیں پامیر۔۔۔۔پامیر اٹھو۔۔۔"وہ زار و قطار روتی

ہوئی اسے اٹھانے کی

کوشش کر رہی تھی

"میں۔۔۔میں تت۔۔۔تمہیں طل۔۔۔طلاق

دیتا۔۔۔ہوں۔۔۔"یہ جملہ کومل کو

یاد آتے اسکی آنکھوں سے گرم سیال اور تیزی سے

بہنے لگا تھا اس نے

تڑپ کر پامیر کی جانب دیکھا جو ہر فکر سے آزاد گہری

نیند سو رہا تھا

اسکے چہرے پر سکون تھا سوتے ہوئے بھی اسکا چہرہ

مسکرا رہا تھا

یہ وہ شخص تھا جسے اس نے اتنی بری طرح سے توڑا تھا

کہ وہ پھر

سے سمٹ نہ پاتا اگر اسکے بھائی نہ ہوتے

جنہوں نے پورا ملک بند کروادیا تھا اپنے بھائی کیلئے

ایک ایک سے

لڑے دن رات اسکی صحت اور زندگی کیلئے دعائیں

کرتے رہے آج وہ اس

کے سامنے انکی ہی بدولت تھا

"ہی از نو مور" ماہم کے الفاظ ہر لفظ پہلے والے لفظ

سے زیادہ بے

رحمی سے جان نکالنے کی سکت رکھتا تھا

کومل اس الفاظ کے یاد آتے تڑپ کر اٹھتی جا کر پامیر

کے ساتھ لپٹ

کر سسک سسک کر رو پڑی اسکے ایسے اچانک خود پر

لپٹنے پر پامیر

کی پٹ سے آنکھیں کھلی جو کچی نیند کے باعث سرخ

تھیں

کومل اس سے لپٹی بری طرح سے کانپتی ہوئی بس

پھوٹ پھوٹ کر

روتی چلی جارہی تھی

کو۔۔۔مل۔۔۔"وہ نیند سے ایک دم بیدار ہوتے

اسے ایسے روتے ہوئے دیکھ

از حد پریشان ہوا تھا کومل اسکے اوپر تھی تب ہی وہ ایک

دم سے

سیدھا ہو کر لیٹتے اسکی جانب نہیں دیکھ پایا تھا

ایم سو۔۔۔ سوریپیی۔۔۔۔"اسکی گھگی سی بندھ چکی

تھی وہ ایسے رو

رہی تھی جیسے سارے آنسوں آج ہی نکال باہر کرے

گی وہ سب پھر

سے یاد آتے زخم پھر سے رسنے لگا تھا

میری جان۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ادھر آؤ۔۔۔"اس نے

ایک ہاتھ پیچھے کرتے کومل

کو پکڑا اور دھیرے سے سیدھے ہو کر لیٹتے اسے اپنے

اوپر ٹھیک سے

لٹایا اتنی سی دیر میں کومل کی آنکھیں رو رو کر سرخ

متورم ہو چکی

تھیں

کیا ہوا۔۔۔رو کیوں رہی ہو۔۔۔؟ اسے ایسے ہچکیاں

لیتے دیکھ وہ پریشان

زدہ لہجے میں پوچھتے اسکے آنسوں صاف کرنے لگا

میں۔۔۔میں بہت بری۔۔۔۔بری ہوں ناں

۔۔۔"وہ خود سے اس وقت از حد

نفرت محسوس کر رہی تھی

میری جان۔۔۔کس نے کہا۔۔۔؟عبدلباری بھی منہ

میں اپنی انگلی لئے

کھیلنا چھوڑ کر اپنی ماں کو دیکھنے لگا جو آج اسی کی طرح رو

رہی

تھی

نہیں۔۔۔میں۔۔۔میں ہوں تمہیں مجھے سزا دینی

چاہئے تم دو۔۔۔ تم وہ

تھپڑ مجھے مارو۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔مارو" وہ ہزیانی سی

ہوتی پا میر کے ہاتھ

اپنے رخسار پر رکھنے لگی

میری جان۔۔۔۔" وہ اٹھ کر بیٹھتے کومل کو اپنے

سامنے بٹھا گیا

کیا ہوا۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔۔کوئی برا خواب دیکھا

۔۔۔؟ کسی نے کچھ کہا؟

بتاؤ مجھے۔۔۔" وہ محبت بھرے لہجے میں اس سے

بچوں کی طرح

پوچھ رہا تھا

کومل نے سر نفی میں ہلایا اور سر جھکائے پھوٹ پھوٹ

کر رونے لگی

تت۔۔۔تم مجھے۔۔۔وہ تھپڑ مار لو۔۔۔" وہ اب جیسے

منت کر رہی تھی

اگر وہ نہ مارتا تو وہ کچھ کر گزرتی وہ یادیں اس وقت

اسے کتنی

تکلیف دے رہی تھیں یہ صرف وہی جانتی تھی خود

پامیر بھی اس کی

اس ازیت سے واقف نہیں تھا

کیوں ۔۔۔؟ کیوں ماروں ۔۔۔ میری ایسی تربیت نہیں

ہوئی ۔۔۔ کہ عورت پر

ہاتھ اٹھاؤں ۔۔۔" اسکی بات پر کومل نے بے ساختہ

اپنی سرخ متورم

آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا

ہاں انکی تربیت ایسی نہیں ہوئی تھی وہ تو اونچی آواز

کرنے سے پہلے

بھی سو بار سوچتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے ناں

عورت نازک ہوتی

ہے یہ بات انکے بھائی نے انکو سکھائی تھی اور کیسے

ممکن تھا انکا

بھائی کچھ کہے اور یہ تینوں اسکی بات پر عمل نہ کریں یہ

مر تو

سکتے ہیں لیکن اسکا کہا کبھی ٹال نہیں سکتے تھے

مجھے معاف کر دو۔۔۔" اسکی آواز ایک دم سے گھٹنے

لگی

پاگل۔۔۔یہاں آؤ۔۔۔" اس نے کومل کو اپنی جانب

کھینچتے اپنے سینے

میں زور سے بھینچ لیا

میری ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔ پاگل ہو گئی ہیں آدھی رات کو

۔۔۔اور میرے پاس

اس پاگل پن کا ایک ہی علاج ہے اگر چاہتی ہو کل

ہوسپٹل کی چھٹی

نہ ہو تو سو جاؤ۔۔۔" وہ اب اسے دھمکا کر چپ

کروانے کی کوشش کر

رہا تھا کومل نے اسکے سینے سے ہی چہرہ اوپر کرتے اسکے

چہرے کی

جانب دیکھا

م۔۔۔۔مجھے نہیں جانا۔۔" وہ اتنی معصومیت سے

بول رہی تھی جیسے

کوئی بچہ اسکول نہ جانے کی ضد کر رہا ہو پامیر کو اس پر

ٹوٹ کر

پیار آیا

اس نے جھک کر اسکی آنکھوں کو چوما اور اسکے بال کان کے پیچھے

کرتے انگلیوں سے سیٹ کرنے لگا

میں خود چھوڑ کر آؤنگا۔۔۔ چلو آؤ۔۔۔ سو جاؤ اچھے بچوں کی طرح اور

بھول جاؤ سب۔۔۔ کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے

۔۔۔" وہ سمجھ چکا تھا

کہ وہ کس بات پر یوں ایک دم سے پریشان ہوئی تھی

اسے اندر ہی

اندر کومل کے اس قدر بدل جانے کی خوشی بھی تھی

واقعی "زیحال خان آفندی" کی تربیت بولتی تھی

دیکھنے والا دیکھ

کر بتا سکتا تھا کہ وہ تینوں کس کی اولاد ہیں پامیر سلطان

نے ایک

عورت کو چاہا جس نے اسے اسی کی چاہت میں بری

طرح سے توڑا تھا

لیکن وہ مرد تھا صبر کا دامن نہیں چھوڑا اور آج رب

نے اسے اس

صبر کا پھل دیا ورنہ عورت کی بے وفائی کے بعد وہ مرد

اسکی جانب

رخ تک کرنا پسند نہیں کرتا تھا

اوئے تم کیوں جاگ رہے ۔۔۔ ٹائم نہیں دکھ رہا

۔۔۔ چلو آنکھیں بند کرو ۔۔۔"

اس نے اپنے کو ڈپٹا جو ٹکر ٹکر اپنے ماں باپ کو دیکھ رہا

تھا اسکی

آواز پر عبدلباری تیز تیز ہاتھ پیر چلاتے خوشی سے

کھلکھلا اٹھا

باپ کی بات سمجھ نہیں آئ لیکن اسکی مسکراہٹ اسکے

بیٹے کو

خوش کر گئ تھی

کومل کا رخ عبدلباری کی جانب تھا اور اس کے پیچھے

اس سے لپٹ کر

لیٹے پامیر کا رخ کومل کی جانب وہ دونوں اپنے بیٹے کو

دیکھ رہے

تھے جس کو سلانے کیلئے کومل نے اسے فیڈ کروادی تھی

جس کے بعد وہ بھی ان دونوں کے ساتھ ہی پر سکون نیند سو گیا تھا

یہ سکون دنیا میں کہیں نہیں مل سکتا تھا جو پامیر سلطان کو اپنی

بیوی اور بیٹے کے ساتھ ملا تھا

بلاشبہ اسے صبر کا پھل بہت میٹھا ملا تھا

صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا ہر جانب زندگی پھر سے

اپنے ڈگر پر آ

گئی تھی یہاں ویسے رات بھی دن کی طرح ہی ہوتی

تھیں لیکن اس

سورج کی جانب روشنی میں بہت سے ایسے گدھ نکلتے

تھے جن کی

ہمت رات میں نہیں ہوتی تھی کیونکہ رات پر صرف

ایک کی ہی

حکومت تھی وہ تھی "بلیک ماسک مافیا" جو دن میں

کرائم کرنے

والوں کو راتوں رات صاف کردیتی تھی یہاں جنگ

انصاف کی ہوتی

تھی اور ہتھیار انکا انتقام ہوتا تھا ایک خوف سا انڈر

ورلڈ میں تھا اس

نام کا

سورج کی روشنی نے پاشا ولا کو پوری طرح سے دنیا پر

ظاہر کیا لان

میں ملازم یہاں وہاں صفائی کرتے گھوم رہے تھے
کیونکہ تھوڑی دیر
میں اس گھر کے افلاطون بچوں نے یہاں آکر تباہی
مچائی تھی جو ہر
صبح یہاں آکر گھنٹہ کھیلتے تھے
زامل۔۔۔برش کرنا ہے۔۔۔اٹھو۔۔۔"زمل ابھی
زالے کو برش کروا کر لاتی
اسے تیار کرتی ساتھ ساتھ زامل کو بھی اٹھا رہی تھی
جو عین ٹکٹو

اپنے باپ کی طرح ہی اوندھے منہ ہو کر لیٹا مزے

سے گہری نیند میں

تھا وہ کیا جانے یہ باپ بیٹا رات کتنی دیر سے سوئے

تھے

زمل انکے دودو دانتوں کو بھی روز صاف کرواتی تا کہ

انکی ایسی

عادتیں بنتی رہیں

زامل۔۔۔اٹھ جاؤ۔۔" اسکے نہ اٹھنے پر زمل نے

اسکے گال دھیرے سے

تھپتھپائے وہ تب ہی ٹس سے مس نہ ہوا

حد ہوتی ہے۔۔۔دونوں باپ بیٹا نیند کی گولیاں کھا کر

سوئے ہیں۔۔۔ چلو

زالے۔۔۔ ہم نیچے چلتے ہیں چھوڑو دونوں کو۔۔۔"وہ

دونوں کو سائیڈ

کرتی بیڈ پر پڑا سامان سمیٹنے لگی

زالے اسکی بات سن کر جلدی سے اسکا فراک پکڑ کر

اٹھنے لگی جیسے

اسے اور بھی جلدی ہو کمرے سے باہر جانے کی کیسے نہ

ہوتی اسکا

بولنے والا ٹوائے بوائے پہلے سے ہی اسکا انتظار کر رہا

ہوتا تھا

وہ دونوں ماں بیٹی فریش ہو کر نیچے آئی جہاں کومل اور

مشی پہلے
سے اٹھی ہوئی تھیں وہ تینوں ایک ساتھ ہی تھوڑے

وقت کے فاصلے پر

اٹھتی تھیں گھر میں ملازموں کی فوج ہونے کے باوجود

بھی وہ تینوں

کچن خود سمبھالتی کیونکہ انکا کہنا تھا "مرد کے دل کا

راستہ انکے

پیٹ سے ہوکر گزرتا ہے "تو کیسے ممکن تھا وہ تینوں

اپنے اپنے شوہر

کے دل کے راستے کی طرف بھی کسی کو منہ کرنے

دے دیں اسکا منہ

ہی نہ توڑ دیں وہ تینوں

زمل نے آتے زالے کو نیچے فرش پر چھوڑا وہ گھٹنوں

کے بل چلتی ہوئی

سیدھی کومل کے پاس آئ جس کے پاس اسکا گڈا تھا

آتے صوفے کو پکڑ کر وہ پھر سے کھڑی ہوتی

عبدلباری کو اسکی گود

میں دیکھنے لگی

میری جان اٹھ گئی۔۔۔دیکھو۔۔۔آپ کا ٹوائے آپکا

انتظار کر رہا

ہے۔۔۔" کومل نے مسکراتے ہوئے زالے کو نیچے

سفید چمکتی ماربلوں پر

بٹھا کر عبدلباری کو بھی اسکے سامنے لٹا دیا وہ ہلکا ہلکا ہاتھ

اسکے

منہ پر مارتی اس سے پیار کرنے لگی وہ دونوں ایک

ساتھ کھلکھلاتے

سمجھ دونوں میں ہی نہیں تھی لیکن بچوں کو جو سب

سے زیادہ

دکھتا ہے وہ اسی کے سب سے زیادہ دلدادہ ہوتے ہیں

اور زالے باری تو

پورا دن ہوتے ہی ایک ساتھ تھے

یہ زامل کہاں ہے۔۔۔؟ کومل نے صرف زالے کو

دیکھ زمل کو مخاطب کر

کر پوچھا

وہ اپنے باپ کے ساتھ خراٹے مارتا سو رہا ہے مجھے تو

سمجھ نہیں آ

رہی کل بھی دونوں لیٹ اٹھے آج بھی چکر کیا ہے

۔۔۔"وہ واقعی ابھی

ہوئی تھی کہ تب ہی زالے کی چیخ سنائی دی جو اس نے

کمرے سے

نکلتے برلاس کو دیکھ کر ماری تھی اسے دیکھ وہ گھٹنوں

کے بل تقریباً

بھاگتی ہوئی اسکے پاس جانے لگی

برلاس نے بھی خود آگے آکر اسے اپنی گود میں لے لیا

بلکل زامل والا

حال زالے کا بھی تھا اپنے "تا" کو دیکھ کر

برلاس۔۔۔"اسے دیکھ ان تینوں ایک دم سے

چونکی یہ اچانک سب کے

لئے سرپرائز تھا کہ وہ آگیا تھا

تم کب آئے میسنے۔۔۔بتایا بھی نہیں۔۔۔"کومل نے

ایک مکا اسکی کمر میں

جڑا

رات ہی آیا تھا مگر مجال ہے۔۔۔ کسی کو میری فکر ہو

۔۔۔"وہ ایکٹنگ کرتا

زالے کے پھولے ہوئے گالوں پر پیار کرنے لگازامل

کے مقابلے وہ زالے کو

ایسے ٹریٹ کرتا جیسے وہ موم کی گڑیا ہو زامل کو تو ایسے
جھنجھوڑ

کر رکھ دیتا تھا

مار کھاؤ گے۔۔۔تم نے بتایا تم آنے والے ہو

۔۔۔"مشی نے اسے آنکھیں

دکھاتے مصنوعی ساڈپٹا

زمل بھی اسے دیکھ کر بہت خوش تھی اتنے میں

یاقوت اور پامیر بھی

اٹھ کر آگئے پامیر برلاس کو دیکھ پہلے پہل تو چونکا لیکن

پھر دونوں

کے قہقہے پورے پاشاولا میں گونجنے لگے دونوں ایک

سے بڑھ کر ایک

جو تھے

ان باپ بیٹا کی بھی کوئی خبر لے آؤ۔۔۔ایک منٹ

۔۔۔برلاس۔۔۔تم زامل

سے ملے تھے۔۔۔؟زمل کو یاد آتے وہ جھٹ سے

برلاس کی جانب مڑی

اس نے کھسیانی سی ہنسی ہنستے سر اثبات میں ہلا یا

لو جی۔۔۔یہ ہے وجہ انکے۔۔۔گدھے گھوڑے بیچ کر

سونے کی۔۔۔"مشی

ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسنے لگی زمل پہلے تو اسے گھورتی رہی

پھر نہ

چاہتے ہوئے بھی ہنس دی

یاقوت نے ایک نظر مشی کو دیکھا جو اسکے دیکھنے پر خفگی

سے

نگاہیں پھیر گئی

ویسے کسی کو پتہ ہے۔۔۔ مسلمان مسلمان سے تین

دن سے زیادہ ناراض

رہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔۔۔"وہ مشی سے آنکھ

بچاتے ہوئے خاصی

تیز آواز میں پوچھنے لگا

نہیں یہ بات صرف مولانا یاقوت مرزا کو ہی پتہ ہے

۔۔۔"پامیر کی بات

پر سب کی ہنسی ایک ساتھ چھوٹی یاقوت نے اسے

گھور کر دیکھا

اس مولانا کا جوتا کتنا اچھا ہے یہ صرف تمہیں پتہ ہے

۔۔۔"اسکی

دھمکی پر پامیر کی بتیسی فوراً سے اندر ہوئی

اھممم۔۔۔"گلا کھنکارنے کی آواز پر سب نے مڑ کر

پیچھے دیکھا جہاں

زیحال نیند سے بھری مخمور آنکھیں لئے بکھرے

بالوں میں گود میں

زامل کو لئے کھڑا تھا جس کی آنکھوں میں موٹے

موٹے آنسوں اس

بات کی گواہی تھے کہ اس نے رو رو کر زیحال کی نیند

کا بیڑا غرق

کیا ہے

اس الارم کو جان بوجھ کر چھوڑ کر آئی ہو ناں تم

۔۔۔؟اس نے زمل کو

مخاطب کرتے کس بچارگی سے پوچھا تھاسب اسکی

طرف دیکھتے

اپنی ہنسی بمشکل دبا رہے تھے کیونکہ وہ ایک گینگسٹر تھا

ایشیا کا

سب سے خطرناک گینگسٹر۔۔۔لیکن بیوی بچوں کے

آگے اس سے زیادہ

ترس کے قابل کوئی نہیں تھا

تو کیوں جاگ رہے تھے رات کو سوجاتے وقت پر

۔۔۔"زمل نے تڑخ کر

جواب دیتے اسکی گود سے زامل کو لیا اور اپنے بچے کو

چومتے ہوئے

اسکے آنسوں صاف کئے

یہ ٹرٹر سے مگرمچھ کب سے بن گیا آنسوں تو دیکھو

۔۔۔"کومل کے منہ

سے ٹرٹر سننا تھا کہ زامل کے خرگوش جیسے کان فٹ

سے کھڑے ہو

گئے

مم۔۔۔مم۔۔۔ تر تر۔۔۔تا۔۔۔ "وہ"تا" کو دیکھتے

اسکی جانب اشارہ کرنے لگا

اب برلاس بچارے کو کیا پتہ کہ وہ چھوٹا فتنہ بھری

محفل میں اس

پر کونسا الزام لگا رہا تھا

بھائی۔۔۔اور تمہارے تیسرے پر رائیٹہ ہونے کی

وصیت ضرور کر جانا اس

کے بغیر بریانی بیوہ لگتی ہے۔۔۔" پامیر نے جھٹ

سے برلاس کے قریب

ہوتے سرگوشی کی جسے زمل تیکھی نظروں سے گھور

رہی تھی

آج سے میرے دو بھائی ہیں۔۔۔"زیحال اس

معاملے سے ہاتھ نکالتا

فریش ہونے چلا گیا یاقوت نے بھی ایسے نگاہیں

پھیری جیسے برلاس

کون ہے جانتا ہی نہ ہو

یہ اچانک خون سفید کیسے ہونے لگا۔۔۔؟ برلاس

بچارہ اشد کنوارہ پوچھ

ہی رہا تھا جب اس کے کان زمل کی پکڑ میں آئے

تھے

تم نے اسے ٹرٹر لا کر دیا تھا ہیں ناں۔۔۔"

نہیں۔۔۔آپئی۔۔۔۔میرا کان۔۔۔میں نے نہیں لا

کر دیا۔۔۔میرا یقین کرو

بہنا۔۔۔"پامیر اور یاقوت آنکھیں بچاتے اسکی

درگت بنتے ہوئے دیکھتے

اندر ہی اندر پھنس پھنس کر ہنس رہے تھے یہی حال

کومل اور مشی کا

بھی تھا

زامل اپنی ماں کی گود میں ہی تالیاں بجانے لگا تھا جیسے

سامنے اس

کی فیورٹ ٹام اینڈ جیری چل رہی ہو

تا۔۔۔ہ۔۔۔تا۔۔۔" وہ اسکی گود میں اچھلتے برلاس

کے پاس جانے کیلیۓ

اس پر جھکنے لگا زامل نے اسے برلاس کے حوالے کر

دیا

اب تم جانو یہ افلاطون جانے۔۔۔گھر میں ٹرٹر کا نام

بھی لیا تو دونوں

کی خیر نہیں۔۔۔"وہ دونوں کو ڈپٹتی ناشتے کی تیاری

میں مشی اور

کومل کی ہیلپ کروانے چلی گئ

آیا مزہ۔۔۔اور لاکر دے اسے ٹرٹر

۔۔۔"پامیر اب بھی برلاس کو چھیڑنے

سے باز نہیں آیا تھا

میر و کے بچے۔۔۔" برلاس نے ایک کشن اٹھاتے

سیدھا پامیر کو دے مارا

جسے وہ بر وقت کیچ کرتے قہقہہ مار کر ہنسنے لگا

یاقوت ہمیشہ کی طرح انکے بیچ انکی تو تو میں میں

میں پھنس گیا۔۔۔

تھا وہ بچارہ شروع دن سے بس ان دونوں کی صلاح

کروانے کیلیئے ہی

پیدا ہوا تھا

اتنے میں زیحال بھی فریش ہو کر آگیا اسکے آتے سب

لوگ ناشتے کی

ٹیبل پر جمع ہونے لگے اب اس بڑی ٹیبل کے پاس

ایک چھوٹی سی

ٹیبل کا بھی اضافہ ہو گیا تھا جس کے گرد تین چھوٹی

چھوٹی بیلٹ

والی کیوٹ کیوٹ سی کرسیاں رکھی تھیں گھر کے سب

سے مین افراد

کیلئے اور وہ تینوں ہی بیلٹ سے بندھے ان کرسیوں پر

بیٹھے تھے

مشی نے دو ڈیزائن والی پلیٹیں زامل زالے کے

سامنے رکھی جس میں

ابلی ہوئی سبزیاں اور مٹن رکھا تھا ساتھ ابلے ہوئے

چاول سب اتنے

سوفٹ تھے کہ خود بخود منہ میں جاتے گھل جاتے

انکے چھوٹے چھوٹے

پیسسز کر کر مشی نے دونوں کو کھانے کا طریقہ بتایا

یہ آج پہلی بار تھا بہت تھوڑی سی عمر میں ہی دونوں کو

ایسے ہیلدی

کھانے کی عادت ڈالنے کیلئے وہ ایسا کر رہی تھی جبکہ

عبدل باری کے

ہاتھ میں اسکی فیڈر تھی جو وہ ماشاءاللہ سے خود سے

پکڑے پی رہا

تھا

سب آج مجھے آفس میں نظر آئیں۔۔۔" زیحال نے

ناشتے کے دوران

تینوں کو سنجیدگی سے مخاطب کیا جس پر یاقوت اور

پامیر نے بیک وقت "جی بھائی" کہہ دیا جبکہ یہ جی

بھائی لفظ برلاس کے تو جیسے

حلق میں پھنس گیا تھا

آ۔۔۔مم۔۔۔میں آج چھٹی کر لوں۔۔۔؟اس نے

ایک آنکھ سے زیحال کی

جانب دیکھا

وہ اسکی ساری شرارتیں بھانپ گیا تھا کہ وہ چھٹی کیوں

کرنا چاہتا

ہے تب ہی اس نے اپنی مسکراہٹ تو روک لی لیکن

آنکھوں کو مسکرانے

سے نہیں روک پایا

ٹھیک ہے۔۔۔ تم گھر رہو۔۔۔"اس کے اجازت

دیتے برلا اس خوشی سے اچھل

پڑا اس نے شیطانی مسکراہٹ زامل کی جانب اچھالی

ضرور دونوں

افلاطونز کا کوئی پلان تھا تب ہی وہ چھٹی کر کر گھر رہنا

چاہتا تھا

ڈاکٹر برہان۔۔۔ایک دن کے بعد ڈیوٹی پر آئے تھے

انہیں آئے ہوئے ایک

گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ آگے سے کومل بھی آتی دکھائی

دے گئی جو

راستے میں آنے والے ڈاکٹرز کو ہائے کرتی اپنے آفس

کی جانب آرہی تھی

ڈاکٹر برہان بھی وہی کھڑے تھے جب کومل کے

قریب آتے انہوں نے

دھیرے سے اسے مخاطب لیا

ازایوری تھنگ اوکے۔۔۔ڈاکٹر کومل۔۔۔؟وہ کل

سے اسکے لئے پریشان

تھے اب جب وہ ملی تو بے ساختہ پوچھ بیٹھے کومل نے

سرسری سی

نگاہ ان پر ڈالی اور "جی" کہہ کر اپنے آفس میں داخل

ہوگئی

دروازہ بند ہونے سے پہلے ہی ڈاکٹر برہان اسکے پیچھے

جانے ہی لگے تھے

کہ نرس پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ اسکے پاس آئی

ڈاکٹر۔۔۔ جلدی آئیں۔۔۔ایک سیریس کیس آیا ہے

پلیز۔۔۔" وہ جلد بازی

میں بول رہی تھی ڈاکٹر برہان کومل کو چھوڑتے اسکے

ساتھ ہی چلے

گئے

وہ روم میں جیسے ہی داخل ہوئے انکی نظر سامنے بیڈ پر

لیٹ لڑکی پر

گئی اسے دیکھتے وہ ایک پل کو تو جہاں تھے وہ سٹک ہو کر

رہ گئے

ایک لڑکی جس کی حالت ایسی تھی جیسے اب مرے گی

سوکھا بدن

مرجھایا ہوا چہرہ وہ جیسے اپنی آخری سانسوں پر تھی

اسے دیکھ

کر کوئی بھی کہہ سکتا تھا کہ وہ ایک زندہ لاش سے بڑھ

کر کچھ

نہیں تھی

اسے دیکھتے ڈاکٹر برہان ایک دم سے آگے آئے وہ

لڑکی نیم بے ہوش

حالت میں تھی آنسوں صاف نہ کرنے کے باعث

چہرے پر ہی سوکھ

چکے تھے حالت اس قدر خراب تھی کہ انہیں اس

سے کراھیت سی

محسوس ہونے لگی لیکن وہ ڈاکٹر تھے انکے لئے ہر

پیشنٹ برابر تھا تب

ہی وہ ہاتھوں میں گلوز پہن کر اسکے قریب آ گئے نرس

نے پہلے ہی اس

لڑکی کے کپڑے تبدیل کروا کر ہوسپٹل کا سبز رنگ

کا لباس پہنا دیا

تھا لیکن بال اتنی بری حالت میں تھے جیسے کافی ٹائم

سے دھوئے نہ

گئے ہوں آپس میں جڑے چپچپے سے ہو رہے تھے

ڈاکٹر برہان نے اسکی بند آنکھوں کو کھول کر دیکھا اس

کی گرے

جھیل سی آنکھیں تھوڑی تھوڑی حرکت کر رہی

تھیں

کاٹن دو مجھے۔۔۔"انہوں نے نرس کو مخاطب کرتے

کاٹن طلب کی جو

اس نرس نے فوراً سے ٹرے میں رکھ کر آگے کر دی

ڈاکٹر برہان نے اس

لڑکی کی آنکھوں کو پہلے صاف کیا جس کی پلکیں تک اتنا

زیادہ رونے

کے باعث سوکھ کر آپس میں جڑی ہوئی تھیں

وہ جیسے جیسے اسکی آنکھوں کو صاف کرتے گئے ویسے

ویسے اسکی

آنکھیں واضح ہوتی گئیں گہرے جھیل سی گہری

آنکھیں پلکیں صاف

ہوتے ساتھ الگ ہوتی اپنی اصلی حالت میں آگئی

تھیں

اسکی پلکیں لمبی اور گھری تھیں آنکھیں بند تھیں کھلتی تو

نجانے کیا

قیامت ڈھاتی وہ تو بس آنکھوں سے ہی اس لڑکی کو

دیکھتے رہ گئے

انہوں نے کاٹن بدل کر اسکے چہرے کو دھیرے

دھیرے صاف کرنا شروع

کیا جیسے جیسے وہ اسکے چہرے کو صاف کرتے گئے ویسے

ویسے اسکی

اجلی صاف رنگت ان پر نمایاں ہوتی گئی لیکن کمزوری

کی وجہ سے

اسکے سیاہ حلقے اور چہرے پر تھوڑی چھائی جھریاں اسکی

شخصیت

کو ماند کر رہی تھی

وہ کندھوں پر شال لئے یہاں سے وہاں جلے پیروں

والی بلی بنے چکر

کاٹ رہا تھا ایک ہاتھ بار بار منہ پر جاتا مونچھوں کو تاؤ

دیتے جیسے

اندر ابھرتے لاوے کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا

کہ تب ہی اچانک اسکے کندھے سے کوئی آ ٹکرایا بالاج

نے مڑ کر طیش

بھری نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا

ایم سوری۔۔۔"سامنے کھڑے شخص نے نہایت

شائستگی سے معذرت

کرلی اور آگے بڑھنے لگا کہ بالاج نے سیدھا اسکا

گریبان پکڑ لیا اس

نوجوان نے ایک نظر اسکے ہاتھ پر ڈالی اور اگلی نظر

بالاج کے چہرے

پر

تم اندھا ہے تم کو نظر نہیں آتا۔۔۔؟ وہ شدید طیش

کے عالم میں دھاڑا

تھا اسکو ایسے دھاڑتے دیکھ مقابل کی سیاہ آنکھوں میں

سرخی سی

نمایاں ہونے لگی اس سے پہلے وہ کوئی رد عمل دیتا اسکے

ساتھ

کھڑی پریشان حال لڑکی نے اسکا بازو بے ساختہ سختی

سے تھام کر

اسے روک لیا

نہیں یاقوت۔۔۔پلیز چلو یہاں سے۔۔۔"مشی نے

یاقوت کو بازو سے پکڑ کر

آگے کی جانب کھینچا اسکو ایسے ڈرے دیکھ یاقوت نے

دھیرے سے

بالاج کا ہاتھ اپنے گریبان سے نیچے کیا اور از حد سپاٹ

نظروں سے اس

کی آنکھوں میں جھانکا

یہ راستہ آنے جانے والوں کے لئے بنا ہے۔۔۔نہ کہ

کیٹ واک کرنے کیلئے۔۔۔"

اسکا بھگو کر مارا گیا جوتا بالاج کے سیدھا منہ پر لگا تھا اس

نے

پھٹی پھٹی سی نظروں سے اس نوجوان کو دیکھا جس

نے بالاج خان

آفندی کے آگے بولنے کی جرات کی تھی وہ اسے یہی

سبق سکھانے ہی

والا تھا کہ پیچھے سے آتے وہاج نے اسکے کندھے پر ہاتھ

رکھتے وہی

روک لیا

معذرت ماڑا۔۔۔امارے بھائی کا دماغ تھوڑا اسٹک گیا

ہے۔۔۔اسکا بیوی

اندر ہے اس واسطے۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے یاقوت

کو دیکھ جلدی سے

معذرت کر گیا اس نے ایک آخری کرخت نگاہ بالاج

پر ڈالی اور مشی کو

لئے آگے بڑھ گیا

کیا ہر جگہ تم بس لڑنے کیلیۓ تیار ہو جاتے ہو۔۔۔اسکے

علاوہ اور کچھ

نہیں آتا۔۔۔؟مشی اسکے ساتھ چلتے ہوۓ جلے کٹے

سے انداز میں بولی

یاقوت نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا

جو آتا ہے وہ تم کرنے نہیں دیتی۔۔۔"اسکی زو معنی

بات پر مشی نے

آنکھیں پھاڑے رک کر اسے دیکھا پھر خود ہی گڑ بڑا

کر آگے چلنے

لگی

اچھاناں۔۔۔ سوہنے۔۔۔اب مان بھی جاؤ

۔۔۔پرامس آگے سے میں زیادہ دن

کیلئے کہیں نہیں جاؤنگا اور گیا تو تم سے ہر وقت بات

کرتا رہوں گا

پرامس۔۔۔" وہ پچھلے تین دن سے اسے منانے کی

کوشش کر رہا تھا

لیکن وہ تھی کہ ماننے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

شٹ اپ۔۔۔اور چلو۔۔۔"اسے شٹ اپ کال

دیتے وہ کومل کے آفس میں

داخل ہو گئی

تم کو ہوا کیا ہے۔۔۔دماغ وماغ تمارا اگا س چرنے گیا

ہے۔۔۔آتے جاتے کو تم

کتے کی طرح کاٹنے کو جا رہا ہے۔۔۔مسلہ کیا ہے ماڑا

۔۔۔"وہاج کو اس پر

جی بھر کر غصّہ آیا وہ اندر موجود لڑکی کی حالت دیکھ

پہلے ہی از

حد پریشان کھڑے تھے

بالاج نے ناک پر سے مکھی اڑانے والے انداز میں انکی

بات کو رفع دفع

کیا وہ ان سے چھوٹا تھا لیکن غصّہ اس میں انکی نسبت

زیادہ بھرا

ہوا تھا اسی غصّے کی وجہ سے اس نے اس معصوم لڑکی کی

یہ حالت

کر دی تھی

تم کو گولی مارنے کا دل چاہ رہا ہے۔۔۔ تمہارا ہمت کیسے

ہوا تم نے اس کا

یہ حالت کر دیا۔۔۔ تم کو اندازہ ہے بھی اسکی بھنک

کسی کو پڑ گئی

تو کیا ہو گا۔۔۔" وہ اپنی آواز کو ہوسپٹل کی وجہ سے

جتنا کم رکھ سکتے

تھے رکھ رہے تھے حویلی میں ہوتے تو اس وقت انکی

دھاڑ سے

حویلی گونج رہی ہوتی

ام کرے گا۔۔۔اس سے برا حال کرے گا اسکا

۔۔۔"وہ کہیں سے بھی اپنے

کئے پر نادم نہیں تھا الٹا مزید ڈھٹائی دکھانے پر تلا ہوا

تھا

وہاج اسکی یہ اکڑ دیکھ مزید پریشانی میں آ گئے تھے وہ

پہلے ہی

خوفزدہ سے یہاں وہاں دیکھ رہے تھے کہ کوئی آ نہ

جائے کیونکہ وہ

لڑکی اتنے سالوں سے انکی قید میں تھی کبھی اسے باہر کا

سورج تک

نہیں دکھایا ایسا اسے چھپا کر رکھا جا رہا تھا لیکن آج اسکی

حالت

اتنی بگڑ گئی تھی کہ اگر ہوسپٹل نہ لایا جاتا تو یقیناً وہ اب

تک مر

چکی ہوتی لیکن اسکی موت شاید ابھی نہیں لکھی تھی

بالاج کے زیادتی کرنے کے دو دن بعد تک وہ کمرے

میں بیڑیوں سے

جکڑی بے ہوش بند رہی تھی وہ تو وہاج کو اسکے بارے

میں خود بالاج

کے منہ سے ہی پتہ چلا تھا تب ہی وہ اسے لے کر آ گئے

تھے اور اب ان

کا دل سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا

وہاج نے ایک کڑی نگاہ اس پر ڈال کر گہری سانس

خارج کی

وہ آگے کچھ کہنے ہی لگے تھے جب ڈاکٹر برہان روم

سے باہر نکل کر

آئے

پیشنٹ کے ساتھ کون ہے۔۔۔؟انھوں نے آتے

نہایت پروفیشنل انداز میں

پوچھا جبکہ چہرے پر ناگواریت کے اثرات تھے

ام ہے۔۔۔اب کیسا ہے امارا عورت۔۔۔؟ بالاج سے

پہلے وہاج آگے آتے ان سے

پوچھنے لگے ڈاکٹر برہان نے دونوں کو ایک ایک نظر

دیکھا جو شکل

بے سے ہی غنڈے موالی لگ رہے تھے رنگت پٹھانوں
جیسی ہی تھی لیکن

بالاج نے تو بڑے بڑے گدی تک آتے بال اور بڑی
بڑی مونچھیں رکھ رکھی
تھیں رہی سہی کسر اسکے ہاتھ میں پہنے بریسلیٹ نے

پوری کر دی
تھی

پہلے تو آپ مجھے بتائیں آپ نے انکو کیسے رکھا ہے اتنی

بری کنڈیشن

رہے پیشنٹ کی۔۔۔انکو دیکھ آپ پر پولیس کیس کرنے

کا دل چاہ رہا

ہے۔۔۔"انکی بات سن کر بالاج کا خون یکدم کھول

اٹھا وہ وہاج کو

پیچھے کرتا خود یکدم سے آگے آگیا

کیا بولا۔۔۔؟تم ام پر پولیس کیس کرے گا ہاں

۔۔۔؟وہ پھر سے شدید

طیش میں انکا گریبان پکڑنے ہی لگا تھا کہ وہاج نے اسکا

رخ اپنی جانب

کرتے ایک زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر رسید کیا

اب اگر تم ایک لفظ بھی بولا تو ام اپنی گولیاں تمارے

دھڑ میں اتار

دے گا سمجھا تم۔۔۔؟؟ان کو ایسے دھاڑتے دیکھ آس

پاس کے لوگ رک

رک کر انکو دیکھنے لگے

یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔ہو سپٹل ہے یہ۔۔۔آپ

دونوں کیسے بیہیو کر رہے ہیں

یقیناًاس لڑکی کے اس حالت کے زمے دار بھی آپ

لوگ ہی ہیں۔۔۔"

ڈاکٹر برہان دونوں کو ایسے دیکھ کر خت لہجے میں گویا

ہوئے

اسے وقت پر اسکی ضرورت کی چیزیں ملنا تو دور اسے

کھانا تک ٹھیک

سے نہیں ملا۔۔۔کون ہے وہ کیا لگتی ہے آپ دونوں

کی۔۔۔؟وہ اپنا

پروفیشنل انداز ایک سائیڈ رکھے اب ایک پولیس

والے کی طرح سخت

لہجے میں ان سے استفسار کر رہے تھے

وہ بیوی ہے اسکا۔۔۔اور معذرت خواہ ہے۔۔۔اسکا یہ

حالت ہوا آپ بتائیں

وہ اب کیسا ہے۔۔۔زیادہ پریشانی والی تو کوئی بات

نہیں ہے۔۔۔؟ وہ

جتنے اچھے بن سکتے تھے بن رہے تھے لیکن ڈاکٹر برہان

کو پھر بھی وہ

اپنی آنکھوں میں چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے

انہوں نے کڑی نظر بالاج پر ڈالی

بیوی کو بیوی ہی سمجھ کر ٹریٹ کریں۔۔۔انسان ہیں وہ

جانور نہیں۔۔۔"

انکے بیوی کہنے پر ڈاکٹر برہان اس لڑکی کی حالت کو اس

نظر سے

دیکھنے لگے ورنہ تو سیدھا سیدھا یہ سب زیادتی ہی لگ

رہا تھا

شی از فائن۔۔۔ لیکن پوری طرح سے نہیں

۔۔۔انہیں پوری طرح سے ٹھیک

ہونے میں مہینوں لگ سکتے ہیں جو انکی حالت آپ کے

بھائی نے کی ہے

اور یہ سیدھا سیدھا پولیس کیس بنتا ہے۔۔۔'' انکی

آخری بات پر وہاج

کی رنگت پل میں زرد پڑ گئی پولیس مطلب یہ بات

اب آگ کی طرح

ہر جانب پھیلنی تھی اور پھر اس شخص تک پہنچنی تھی

جس کا

خوف ابھی سے انکی رگوں میں خون کے ساتھ

دوڑنے لگا تھا

ایسا مت بولو ڈاکدر صاحب۔۔۔ام اسکا اب پورا خیال

رکھے گا۔۔۔تم اس

کو اچھا دوا دو۔۔۔" وہ ہاتھ جوڑتے نہایت عاجزی سے

بولے

اُنکے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھ ڈاکٹر برہان کے سخت

تاثرات تھوڑے ڈھیلے

ہوئے وہی بالاج کا خون مزید کھول اٹھا اسکا بس نہیں

چلا ڈاکٹر

برہان سے انکی سانسیں لینے کا حق ابھی چھین لے

ٹھیک ہے۔۔۔آپ اگلے ایک گھنٹے میں ڈرپ پوری

ہونے کے بعد لے جائیں

انکو۔۔۔اور ایک ہفتے بعد پھر لے کر آئیں تاکہ انکی

میڈیسن تبدیل کی

جا سکیں۔۔۔''انکی بات پر وہاج پہلے تو تھوڑے

پریشان ہوئے کہ اسے

پھر لانا پڑے گا لیکن پھر ڈاکٹر برہان کے تیور دیکھ

جلدی سے ہاں کر

گئے

ڈاکٹر برہان نے ایک فارم منگوایا جس پر پیشنٹ کی

کنڈیشن کے بارے

میں اور اسے دی جانے والی ٹریٹمنٹ کے بارے میں

سب کچھ لکھنے

لگے

انکا نام۔۔۔؟ وہ لکھتے ہوئے مصروف سے انداز میں

بولے

زرتشم۔۔۔"اس نام پر ڈاکٹر برہان نے بے ساختہ انکی

جانب دیکھا یہ

نام انوکھا سا لگا تھا انہیں

یہ لیں۔۔۔یہ میڈیسن وقت پر انہیں دینی ہیں اور

کھانے کا خاص دھیان

رکھیں اب انکی حالت ایسی نہیں کہ مزید تھوڑی سی

بھی لاپرواہی

کی جاسکے۔۔۔" وہ سختی سے ہدایات کرتے انکو فائل

پکڑا کر خود

واپس روم میں چلے گئے

یہ۔۔۔یہ اندر کیوں گیا ہے۔۔۔؟ انکو اندر جاتے دیکھ

بالاج ایک دم سے

آگے آتا بپھر کر پوچھنے لگا

تھمو۔۔۔وہ اسکا کام ہے۔۔۔تم اپنا منہ بندر کو

۔۔۔ سمجھا۔۔۔"وہ پہلے

ہی اس پر بھڑک چکے تھے اب انکے پاس کوئی آپشن

بھی نہیں تھا

بچنے کا کیونکہ یہاں انکے گھر کا ایڈریس بھی تھا اگر وہ نہ

آتے تو

ڈاکٹر برہان ان پر یہی سے کیس کر سکتے تھے اور

پولیس کے نام پر تو

انکی آنکھوں کے سامنے ایک ہی شکل آئی تھی ڈی

ایس پی "داراب خان

آفندی" کی

اندر آتے ڈاکٹر برہان نے اس لڑکی کی جانب دیکھا جو

اب پہلے سے کافی

بہتر حالت میں تھی انہوں نے نرس سے کہہ کر اسے

خاص ٹریمنٹ

دلوایا تھا جس کے بعد اسکا اصل روپ انکے سامنے آگیا

تھا

وہ پہلی بار کسی عورت کو اتنی گہری نظروں سے دیکھ

رہے تھے

کیونکہ وہ تھی سب سے الگ نین نقش میں اس میں

ایک کشش سی

تھی جو کسی بھی انجان کو اپنی جانب کھینچ سکتی تھی

ڈاکٹر یہ۔۔۔"نرس نے آگے آکر اس لڑکی کا کچھ

سامان ڈاکٹر برہان کی

جانب بڑھایا لیکن ان کی نظریں ایسی زرتشم پر ٹکی

تھیں جیسے

آس پاس کا سب کچھ فراموش ہوتے انہیں صرف

ایک وہی دکھائی دے

رہی تھی

ڈاکٹر۔۔۔؟ نرس نے پھر انہیں پکارا وہ یکدم ہوش

میں آتے گڑبڑا کر اسے

دیکھنے لگے انہیں شدّت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا

کہ وہ کسی

کی بیوی کو ایسے اتنی غور سے دیکھ رہے تھے

آ۔۔۔جی۔۔۔ٹھ۔۔ٹھیک ہے۔۔۔جائیں آپ
۔۔۔اور ڈاکٹر کومل کو بھیجیں ایک
بار۔۔۔"انکے کہتے وہ نرس سر خم کرتی روم سے باہر
نکل گئی

اسکے جاتے ڈاکٹر برہان نے پیچھے کی جانب دیکھا
انکا دل نجانے کیوں اس بات پر راضی نہیں تھا کہ وہ
شادی شدہ ہے
اسکی حالت کچھ اور بتا رہی تھی کافی دیر تک جب کومل
نہیں آئی تو

انہیں خود مجبوراً کمرے سے باہر نکلنا پڑا وہ کمرے سے

باہر نکل ہی رہے

تھے جب انہیں پیچھے کچھ حرکت محسوس ہوئی انہوں

نے مڑ کر

پیچھے دیکھا جہاں وہ لڑکی دھیرے دھیرے ہوش میں آ

رہی تھی

زرتاشم کو ہوش آنے لگا تھا اسکی پلکیں دھیرے

دھیرے سے لرزنے

لگیں ڈاکٹر برہان ایک ہی جست میں اسکے پاس آئے

اس نے دھیرے سے جیسے ہی آنکھیں کھولی اسکے اوپر
لگے سفید بلب
کی روشنی اسے اپنی آنکھوں میں چبھتی ہوئی محسوس
ہوئی
وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھتی اس روشنی کو روکنے کیلئے
تھوڑی بے چین
سی ہونے لگی اتنے عرصے سے اس نے اس روشنی کو
نہیں دیکھا تھا

اسے یہ روشنی اس درندے کے آنے پر ہی دکھتی تھی

تب ہی وہ اس

روشنی سے ہی خوف زدہ سی ہوتی رونے لگی

ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔مم۔۔۔میرے

۔۔۔"وہ کچھ بولنے کی کوشش کر رہی

تھی لیکن اسکی آواز ایک دم سے گھٹ گئی جیسے

سارے آنسوں گولہ

بن کر حلق میں اٹک گئے ہوں

ریلیکس۔۔۔مس زرتشم۔۔۔آپ ٹھیک ہیں اب

۔۔۔"وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر

اسے روکنا چاہتے تھے لیکن اسے صرف روکنے کیلئے

چھونا انکو مناسب

نہیں لگا تھا

وہ روتی روتی پھر سے نیم بے ہوش ہونے لگی اسکی یہ

حالت دیکھ

ڈاکٹر برہان کو اس پر ترس آنے لگا وہ لڑکی واقعی ترس

کے قابل تھی

انہوں نے زور سے جبڑے بھینچ کر دروازے کی

جانب دیکھا جس کے

باہر وہ دو اول درجے کے جاہل بقول ڈاکٹر برہان کے

کھڑے تھے

ان پر انہیں شدید غصّہ آیا وہ زرتشم کو پھر سے بے

ہوش ہوتے دیکھ

اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئے

اور سیدھا کومل کے آفس میں آئے جہاں اس وقت

صرف یاقوت بیٹھا

تھا مشی کومل کے ساتھ دوسرے ڈاکٹر کے پاس گئی

تھی جس سے اس

نے مشی کیلئے پہلے سے اپائنٹمنٹ لے کر رکھی تھی

دروازہ کھلنے کی آواز پر یاقوت نے مڑ کر پیچھے دیکھا

جہاں سے ڈاکٹر

برہان آفس میں داخل ہوئے تھے

ڈاکٹر کومل کہاں ہیں۔۔۔؟ انہوں نے آتے پریشانی

زدہ سے لہجے میں

پوچھا

وہ میری وائف کو لے کر گئی ہیں اسپیشلسٹ کے پاس

۔۔۔"یاقوت نے بے

حد نارمل لہجے میں انہیں جواب دیا اور غور سے انکا چہرہ

دیکھنے

لگا وہ کافی پریشان لگ رہے تھے

ازایوری تھنگ اوکے۔۔۔؟ کومل سے بہت ضروری

کام ہے۔۔۔؟ وہ کبھی نہ

یہ سوال پوچھتا اگر کومل کی جگہ کوئی اور ڈاکٹر ہوتی یا

ہوتا لیکن

یہاں اسکے گھر کی عورت تھی تب ہی اسے تھوڑا

تجبس

ہوا

آ۔۔۔ن۔۔ نہیں۔۔۔بس ان سے کچھ ڈسکس کرنا

تھا بعد میں کرلونگا۔۔۔"وہ

شائستگی سے جواب دیتے واپس چلے گئے اس وقت

انہیں زرتشم کو

بیسٹ ٹریٹمنٹ دینا تھا اسکے علاوہ انکا ذہن اسکی حالت

کو دیکھ اور

نجانے کیا کیا سوچ رہا تھا شاید وہ ایک غریب بچاری

لڑکی کو اس قدر

ازیت میں دیکھ اسکے لئے سمپتھی محسوس کر رہے

تھے

انکے جاتے یاقوت نے گہری سانس لی اور ہاتھ پر

بندھی گھڑی میں

وقت دیکھتا ان دونوں خواتین کا انتظار کرنے لگا لیکن

شاید انکو ابھی

وقت لگنا تھا تب ہی وہ اپنے موبائل پر کسی کا نمبر ڈائل

کرنے لگا

ہیلو۔۔۔جو کہا تھا وہ کام کر لیا۔۔۔؟ مقابل کے کال

اٹھاتے اس نے نہایت

سنجیدگی سے استفسار کیا

جی سر۔۔۔ہو گیا کام۔۔۔آپ آگے حکم کریں

۔۔۔" مقابل نے نہایت مؤدب

انداز میں اسکی بات کا جواب دیتے اگلے حکم کو بھی

طلب کر لیا

ٹھیک۔۔۔میں تمہیں خود کال کرونگا۔۔۔تب آنا

۔۔۔" کہتے اس نے کال کٹ

کر دی تھوڑی دیر گزری ہی تھی کہ وہ دونوں ایک

ساتھ آفس میں

داخل ہوئیں یاقوت نے ایک ایک نظر دونوں کے

چہروں کو دیکھ

صورتحال سمجھنے کی کوشش کی لیکن وہ دونوں ہی از حد

سنجیدہ

تھیں

کیا کوئی بات ہوئی ہے۔۔۔؟ مشی۔۔۔ تم ٹھیک ہو

۔۔۔؟ وہ یکدم پریشان ہوتے

مشی کی جانب مڑا اور اسکا ہاتھ تھام کر فکر مند لہجے میں

پوچھنے

لگا مشی خاموش تھی

مشی۔۔۔" کومل نے بات کرنی شروع کی ساتھ ہی

یاقوت کی سانسیں

تیز ہو گئ وہ کسی بری خبر کو نہیں سن سکتا تھا ہاں زندگی

نے اسے

بڑے بڑے امتحان لئے اور دیے تھے لیکن مشی کے
معاملے میں وہ کسی
کڑے امتحان سے نہیں گزر سکتا تھا
مشی کے پریگننٹ ہونے کے چانسسز کم ہیں۔۔۔ کچھ
وقت ٹریٹمنٹ چلے
گا اسکے بعد رزلٹ دیکھیں گے۔۔۔ باقی۔۔۔ تمہیں
بھی کوشش کرنی
پڑے گی۔۔۔" اسکی بات پر یاقوت نے پریشان زدہ
نظروں سے مشی کی

جانب دیکھا جس کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ ہوئے جا

رہا تھا مانو

وہ اب رو دے گی

یاقوت نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا دل تو اسکا بھی جیسے

بجھ سا گیا

تھا

یقین رکھو۔۔۔وہ معجزے کرنے پر قادر ہے

۔۔۔"اس نے بے حد محبت

بھرے لہجے میں کہتے ہتھیلی مشی کے رخسار پر رکھی

تم لے جاؤ مشی کو۔۔۔ میڈیسنز میں خود لے آؤ نگی

آتے ہوئے۔۔۔''کومل

کی بات پر یاقوت دھیرے سے سر خم کرتا مشی کا ہاتھ

پکڑ کر اٹھ

کھڑا ہوا اور اپنے ساتھ ہی لئے باہر نکل گیا وہ چلتے

ہوئے بھی بہت

خاموش تھی وہ جتنی اولاد کی متمنی تھی اسے اتنا ہی اس

کی

خواہش میں آزمایا جا رہا تھا

باہر آتے اسے گاڑی میں بٹھا کر یاقوت خود بھی گاڑی

میں آ بیٹھا اور

ایک نظر اسے دیکھنے لگا وہ مسلسل ونڈو سے باہر دیکھتی

جارہی

تھی یاقوت نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما

امید اب بھی ہے۔۔۔مایوس مت ہو۔۔۔"اسکے

الفاظ مشی کا دل اور بھی

بھاری کر گئے وہ یاقوت کی جانب زخمی نگاہوں سے

دیکھنے لگی

ہونٹ پھڑ پھڑانے کو بے تاب تھے جیسے وہ اب رو

دے گی وہ دھیرے سے

یاقوت کا بازو تھام کر اس پر سر ٹکا گئی

کب تک رکھوں امید۔۔۔دو سال سے امید پر ہی جی

رہی ہوں۔۔۔"اسکی

آواز بھیگنے لگی تھی یاقوت یا دل جیسے اسے ایسے دیکھ

مٹھی میں

آنے لگا تھا

اس نے اپنا بازو چھڑواتے مشی کو اپنے سینے سے لگالیا لیکن کچھ بول

نہیں پایا وہ اولاد نہ ملنے پر اپنے رب کی رضا میں خوش رہ سکتا تھا

لیکن مشی کو ایسے دیکھ اسے یہ دکھ ہر دکھ سے بڑا لگتا تھا

وہ گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا مشی اسی طرح اسکے سینے سے لگی رہی

وہ دونوں دوسرے بچوں سے جتنا پیار کرتے تھے کوئی
بھی انکے اس

دکھ میں انکا برابر کا شریک بن سکتا تھا کیونکہ سب کو
دکھتا تھا وہ

دونوں اولاد کے کتنے متمنی ہیں

یہ دونوں چھوٹے فتنے کہاں غائب ہیں۔۔۔؟ زمل
نے لاؤنج میں ایک نظر

دوڑائی جہاں صرف زالے گھٹنوں کے بل چلتی یہاں

وہاں اپنے کھلونوں

کے ساتھ کھیل رہی تھی عبدلباری نرم میٹرس پر لیٹے

ہاتھ میں پکڑی

پیسیفائر سے کھیل رہا تھا ساتھ ٹھسک بھی رہا تھا

کیونکہ اسے فیڈ

چاہئے تھی جو اس چوسنی میں سے آ نہیں رہی تھی

لائی بابا۔۔۔یہ لو۔۔۔میرا بیٹا فیڈ لے گا۔۔۔!! زمل

نے فیڈر لا کر عبدلباری

کے منہ میں دے دی وہ جلدی سے خود سے پکڑ ے

تیزی سے پینے لگا

لیکن زامل کو صبح برلاس کے ساتھ نکلا تھا اب تک گھر

نہیں لوٹا تھا

گھر پر صرف زمل اور دونوں بچے تھے باقی ملازم جو اپنا

اپنا کام کر

رہے تھے اور گھر والے کوئی آفس تو کوئی ہوسپٹل

تب ہی ایک ملازم ہاتھ میں بڑا سا لفافہ پکڑا اسکے پاس

آیا

بی بی سائیں۔۔۔یہ پارسل آیا ہے۔۔۔"اس نے

نہایت مؤدب انداز میں اس

لفافے کو زمل کی جانب بڑھایا جسے تھوڑا متجسس

ہوتے اس نے تھام

لیا اور کھول کر دیکھنے لگی اس میں ایک کالج کی طرف

سے ایڈمیشن

فارم تھا جسے دیکھ اسکی ہیزل آنکھیں آہستہ آہستہ

پھیلنے لگیں

مطلب یہاں بھی پڑھائی افف زمل فہد خانزادہ کی

بخشش نہیں ہو

سکتی تھی اس چیز میں وہ سٹک بیٹھی وہ فارم ریڈ کر ہی

رہی تھی

کہ تب ہی یاقوت اور مشی بھی گھر آ گئے

مشی آتے ساتھ سیدھا کمرے میں چلی گئی اسے ایسے

جاتے دیکھ زمل

تھوڑی پریشان سی ہوئی

یاقوت وہی بچوں کے پاس آگیا کیونکہ ایک وہی تو تھے

جو اسکا موڈ

فریش کر سکتے تھے

کیا کر رہی ہے میری جان اور میرا شہزادہ۔۔۔"اس

نے باری باری دونوں

کو پیار کیا اسے دیکھ تو عبدلباری نے بھی فیڈر چھوڑ کر

ہاتھ پیر تیز

تیز مارنے شروع کر دیے کہ اسے اٹھایا جائے

یاقوت نے اسے گود میں اٹھالیا اور ڈھیر سارا پیار کیا

بب۔۔۔ببا۔۔۔ات۔۔ہا۔۔۔"زالے اپنی نہ سمجھ

آنے والی زبان میں بولتی اس

کے آگے اپنی ڈول کرنے لگی جسے وہ عبدلباری کو

دینے کا بول رہی تھی

یاقوت سمجھ گیا وہ سمجھ لیتا تھا اپنے بچوں کی یہ زبان

یہ بوائے ہے ناں۔۔۔تو یہ اپنی کار کے ساتھ کھیلے گا

اور میری جان کا

ٹوٹا۔۔۔اپنی ڈول کے ساتھ۔۔۔"یاقوت نے

دونوں کو انکے اپنے اپنے

کھلونے دیے جو وہ دونوں ہی پکڑ کر کھل کھلا کر ہنستے

ہوئے کھیلنے

لگے

یاقوت بھائی۔۔۔یہ کالج سے ایڈمیشن فارم کس کا آیا

ہے۔۔۔؟ وہ جانتی

تھی لیکن پھر بھی اسے جیسے شک تھا

میری عمر تو نہیں ہے کالج کی۔۔۔اور بچوں کو پہلے

اسکول جانا ہے

بچ گئ تم۔۔۔ظاہر ہے تمہارا ہی ہو گا۔۔۔"وہ

شرارتی نگاہوں سے اسے

دیکھتا زچ کرنے لگا زمل کی آنکھوں میں فورا سے نمی

اتر آئ

نہیں۔۔۔میں نہیں جاؤنگی۔۔۔"وہ فارم ٹیبل پر

رکھتی منہ پھلا کر بیٹھ

گئ اسے ایسے بیٹھے دیکھ یاقوت مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا

اور اسکے

پاس آتے سر پر نرمی سے ہاتھ رکھا

اپنی بہن کو میں خود چھوڑ کر آیا کرونگا۔۔۔"اسکے لہجے

میں

زمل کیلیئے دنیا بھر کی محبت تھی اسی وقت پامیر بھی آگیا

وہ آیا

تھا مطلب زیحال بھی آگیا تھا لیکن وہ اکیلا تھا

کیا کہہ رہی ہے یہ چھوٹا پیکٹ۔۔۔"آتے وہ دھم سے

صوفے پر بیٹھ گیا

اسے کالج نہیں جانا۔۔۔"یاقوت نے معاملے کی سنگینی

بتائی جس پر

پامیر ایک پل کیلئے گہری سوچ میں چلا گیا

ھمم۔۔۔تو کالج یہی لے آتے ہیں کیوں بہنا۔۔۔کیسا

لگا آئیڈیا۔۔۔۔"اس نے

چٹکی بجاتے آئیڈیا دیا جس پر زمل نے یاقوت کی جانب

دیکھا اس نے

آنکھوں کے اشارے سے اسے جو نہی اجازت دی

زمل نے ایک کشن اٹھا کر

اسے دے مارا جسے پامیر بروقت کیچ کر گیا

خبردار جواب ایسا کچھ کیا۔۔۔میں گولی ماردونگی آپ

سب کو۔۔۔"

وہ پچھلی بار کی طرح وہ سب یاد کرتی تڑخ کر بولی

آپشن تو یہی ہے۔۔۔یہی کرنا پڑے گا۔۔۔ڈونٹ

وری۔۔۔تمہارے تین تین

بھائی ہیں کرلیں گے۔۔۔"وہ اسے اور مزید چڑانے لگا

زمل نے دانت

بھینچ کر اسے دیکھا

کوئی ضرورت نہیں میں کالج ہی چلی جاؤنگی

۔۔۔"اسکی یہ بات سنتے

یاقوت اور پامیر دونوں نے ایک دوسرے کی جانب

فاتحانہ مسکراہٹ

اچھالی زمل جتنی انکی لاڈلی تھی اتنا ہی وہ تینوں اس کے

دماغ کو

پڑھنا جانتے تھے وہ بے وقوف بھی انکی باتوں میں جلد

ہی آجاتی تھی

اور جب انکی باتیں سمجھ لیتی تو تینوں کی خیر نہ ہوتی

زیادہ دماغ

گھومتا تو خود پاشا بھی اسکی لپیٹ میں آجاتا تھا

وہ دونوں کیلیئے اٹھ کر جائے بنانے چلی گئی تب تک

دونوں بچے پامیر

اور یاقوت کے ساتھ کھیل میں مصروف ہوگئے

یاقوت مشی کو وقت

دینا چاہتا تھا تاکہ وہ نارمل ہوجائے

تھوڑی دیر تک وہ سب بہت سکون میں تھے لیکن

تب تک جب تک باہر

سے ایک ملازم بری طرح سے ھانپتا ہوا نہیں آگیا

سائیں۔۔۔۔ سائیں وہ۔۔۔ چھوٹے بابا اور زامل بابا

۔۔۔"اسکی سانسیں اس

قدر پھولی ہوئی تھیں کہ وہ ٹھیک سے بول تک نہیں پا

رہا تھا یا قوت

نے یکدم پریشان ہوتے اسے دیکھا

کیا ہوا ہے ٹھیک سے بولو۔۔۔" اسے غصّہ آنے لگا

تھا

کونسا بو کمب آ گیا جو ایسے بھاگتے ہوئے آئے ہو

۔۔۔؟ پامیر بھی اسے

ایسے دیکھ ٹھیک ٹھاک پریشان ہوا

وہ۔۔۔وہ چھوٹے بابا نے پورا لان مینڈکوں سے بھر

دیا۔۔۔" اسکی بات سن

پر پامیر تو صوفے پر ہی تقریباً اچھل کر پڑا تھا وہی

یاقوت کچھ پل

کیلئے سٹک رہ گیا جو اصل ری ایکشن آیا تھا وہ زمل کا تھا

جس نے

مینڈکوں کے خوف میں ہاتھ سے چائے ہی چھوڑ دی

تھی

تب ہی پاشا ولا کا گیٹ کھلتے ایک سیاہ گاڑی اندر داخل

ہوئی جو

فرنٹ گیٹ کے سامنے رکتے زیحال کوٹ کے بٹن

بند کرتا ہوا گاڑی سے

نیچے اترا

جب اسکی نظر لان میں کھڑے ان دونوں افلاطونز پر

گئی زامل برلاس

کی گود میں اچھل کر تالیاں بجارہا تھا کیونکہ اسکے آگے

اتنے سارے

مینڈک ناچ رہے تھے

زیحال نے اپنی آنکھوں پر سے گلاسسز اتار کر چند قدم

آگے آکر ان

دونوں کو دیکھا یاقوت اور پامیر بھی وہی آگئے تھے

او تیری خیر۔۔۔یہ تو پوری بارات لے آیا مینڈ کوں

کی۔۔۔"پامیر نے سامنے

اتنے سارے مینڈک دیکھ سر پر ہاتھ مارا

بب۔۔۔ببا۔۔۔تر۔۔۔تر۔۔۔ہ تا۔۔۔"زامل کی

نظر جو نہی زیحال پر پڑی وہ

اور خوشی سے اچھلنے لگا

تیری تو میں۔۔۔تو رک۔۔۔فتنے۔۔۔تیرے سے

یہی امید تھی۔۔۔"پامیر

جیسے ہی برلاس کی جانب لپکا وہ فوراً سے دوسری
طرف بھاگ گیا

ہاں تو۔۔۔میرے شہزادے کو ایک مینڈک نہیں لا
کر دے سکے آپ سب اب

لے لیں مزہ۔۔۔زامی وہ دیکھو۔۔۔" برلاس نے
زامل کا دھیان ایک کودتے

ہوئے مینڈک کی جانب کیا اسے کودتے دیکھ زامل
بھی کودنے لگا

اے۔۔۔وہ گھر میں گھس جائیں گے پکڑ انکو

۔۔۔" پا میرا اتنے سارے مینڈک دیکھتے ہزیانی انداز

میں چیخا زیحال کو اپنی ہنسی کنٹرول کرنا بے

حد مشکل لگ رہا تھا

کھڑے کھڑے کیا دیکھ رہے ہو پکڑ و ان کو

۔۔۔" یاقوت نے ملازموں کو

سختی سے حکم دیا سارے یہاں وہاں بھاگتے ان اچھلتے

ہوئے مینڈکوں

کو پکڑنے لگے

وہ۔۔وہ دیکھ گھر میں گیا۔۔۔"پامیر نے گھر میں

جاتے مینڈک کو دیکھ

اسکی طرف چھلانگ لگائی کہ اسی وقت زمل کی چیخیں

عروج پر

پہنچ گئیں جن کو سن کر زیحال ہوش میں آتے اندر کی

جانب بھاگا

میرے بیٹے کو مزہ آرہاہے۔۔۔؟ برلاس نے ہنستے

ہوئے زامل سے پوچھا

جو جھٹ سے مستیوں میں اسکے گال پر اپنا منہ لگاتے
خوشی سے
چیخنے لگا بھلا اتنے سارے تر تر جو اسے مل گئے تھے وہ
بھی سب کے
سب اچھلنے والے وہ اتنی کوشش کر رہا تھا کہ اسے نیچے
چھوڑا جائے
لیکن برلاس اسے اپنی گود میں لے کر ہی کھلا رہا تھا
ہہی۔۔۔ہہی بچائیں۔۔۔نہیں۔۔۔"زمل مینڈک
کو دیکھ بھاگ کر سیڑھیوں

پر چڑھ گئی

گلا لے۔۔۔ آرام سے گر جاؤ گی۔۔۔"زیحال اسے

ایسے بھاگتے دیکھ جلدی

سے اسکے پیچھے گیا وہ تھی کہ چیختے ہوئے رونے لگی تھی

وہ آگے

بھاگ رہی تھی مینڈک اسکے پیچھے

زیحال نے جاتے اسے گود میں اٹھالیا

یہ لگی سنچری۔۔۔وہ بھی رومانٹک والی۔۔۔"پامیر کی

بات پر یاقوت نے

ایک دھپ اسکے کندھے پر رسید کی

منہ بند کر۔۔۔ایک بار یہ مینڈک جانے دے یہ پاشا

کی پاشی سب کو

لائن میں لگا دے گی۔۔۔"اسکی بات پر پامیر نے

"اوو" کرتے ہونٹ گول

کئے اور سیدھا لگ گیا کام پر سارے ملازم نے مل کر

سارے مینڈک پکڑ

لئے برلاس زامل اتنے خوش تھے کہ بس خوشی سے

دونوں کے چہرے

تمتمار ہے تھے لیکن تب تک جب تک گھر کی پرو
دہشت گرد کے ہاتھ
نہیں لگ گئے دونوں
یاقوت پامیر زیحال کے ساتھ ہی بیٹھے تھے جبکہ
سامنے برلاس زامل
کو گود میں لئے سر جھکا کھڑا تھا زامل نے اپنا چھوٹا سا
منہ باہر
نکال کر اپنی ماں کو دیکھا جو شدید غصّے سے دو کو دیکھ
رہی تھی

اسے یوں دیکھ زامل نے جھٹ سے چیخ مارتے برلاس

کی گردن میں اپنا

ننھا سا چہرہ چھپا لیا

گلا لے معاف کر دو۔۔۔بچے ہیں۔۔۔"زیحال نے

آخری کوشش کی دونوں

کو بچانے کی آخر کو دونوں ہی اسکی بگڑی لاڈلی اولاد

تھیں

ان بچوں نے ناک میں دم کر دیا ہے۔۔۔ مینڈک

۔۔۔؟ مینڈک کون لاتا ہے۔۔۔؟

وہ اب تک واقعی نہیں سمجھی تھی کوئی جواب دیتا تو کہتا

زیحال

خان آفندی کی پر و بگڑی اولاد۔۔۔جو وہ کام کرتی

تھیں جو کوئی سوچ

بھی نہیں سکتا تھا

تب ہی ایک ملازم اندر آیا

سائیں آپ نے جو منگوایا تھا وہ آگیا۔۔۔"اس نے

آتے نہایت مؤدب انداز

میں بتایا اسکے بتانے پر زمل نے طیش بھری نگاہوں

سے اسے دیکھتے

بچارے کی پہلے ہی جان نکال دی

7

ملازم کی نظر سامنے صوفے پر بیٹھے ان تین نفوس کی

جانب تھی جن

میں سے ایک ہی شامت اس وقت اسکی قسمت میں
لکھی گئی تھی

زمل نے غور سے اس ملازم کی نظروں کے تعاقب
میں اس جانب دیکھا
جب اسکی نظر یاقوت پر آ ٹھہری باقی دو کی تو رکی
سانسیں ایسے
ہی بحال ہوئی ورنہ کچھ نہ کر کر بھی بچاروں کی
سانسیں سینے میں
ہی اٹک گئی تھیں

یاقوت بھائی۔۔۔!! زمل نے دانت پیس کر اسے

مخاطب کیا

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ قسم سے

پوچھو اس سے۔۔۔ "وہ بچارا

سچ میں ہڑبڑاہٹ کے مارے ٹھیک سے بول تک نہیں

پایا اسے ایسے دیکھ

پامیر نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی

تو کیا منگوایا ہے آپ نے۔۔۔؟ وہ اب بھی تڑخ کے

پوچھ رہی تھی عدالت

جب زمل زیحال خان آفندی کی لگی ہو تو کیسے کوئی بچ

سکتا تھا

یہاں تو ملازم تک اس چھوٹی سی لڑکی سے ڈرے

ہوئے تھے جسے یہ

رتبہ صرف ایک شخص کی وجہ سے ملا تھا جواب بھی

بیٹھا اسے ہی

محبت بھری جان لٹاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا ہاں اسے

خوشی ملتی

تھی جب وہ ایسے سب پر پوری ٹھاٹھ سے رعب جماتی

تھی اسے

سکون ملتا تھا جب وہ خود اسکی سلطنت کی ملکہ سمجھتی

تھی اور

وہ تھی بھی "زیحال خان آفندی" کی کھڑی کی گئ

سلطنت کی

ملکہ

باہر چل کر دیکھ لو خود ہی۔۔۔" وہ نہایت شائستگی سے

بولتے ہوئے

اٹھ کھڑا ہوا زیحال انکو باہر جاتے دیکھ خود اوپر کمرے

میں جانے ہی

والا تھا کہ پامیر نے اسے ایک ہی جست میں پیچھے سے

جالیا

آپ کہاں ۔۔۔آپ کے لئے ہی تو باہر کوئی آیا ہے

۔۔۔"اسکی بات پر زیحال نے

گردن موڑ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا ساتھ ہی

زمل کو بھی

جو کسی کے صرف زیحال کے لئے آنے پر ہی سٹک ہو

گئی تھی

کون۔۔۔؟کون آیا ہے۔۔۔؟اس نے آیا لفظ پر زور

دیا تاکہ وہ سمجھ جائے

کسی عورت کا کوئی چکر نہیں "یہ خوف "

آپ چل کر دیکھیں بٹ اس سے پہلے آپ آنکھیں

بند کریں۔۔۔"کہتے اس

نے زیحال کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی وہ ہڑبڑا کر

یہاں وہاں چہرہ

موڑنے لگا

پامیر ۔۔۔ کیا کر رہے ہو ۔۔۔ کون آیا ہے ۔۔۔" وہ

اسکے ساتھ چلتے ہوئے بے

چینی سے پوچھ رہا تھا جبکہ زمل کو بھی اب تجسس کے

ساتھ ساتھ

جیلسی بھی ہونے لگی تھی کہ ایسا کون ہے جو صرف

اسکے ہی جانی

کیلئے آیا ہے

وہ سب ایک ساتھ گھر سے باہر آئے زامل اب تک

برلاس کی گود میں تھا

البتہ زالے عبدلباری کو کسی چیز کو دیکھنے میں دلچسپی

نہیں تھی وہ

دونوں اپنا کھیلنے میں مصروف تھے تب ہی انکو

مینڈکوں کی فوج

کے آنے کا بھی پتہ نہیں چلا

باہر آتے زمل کی ہیزل آنکھیں دھیرے دھیرے

سے پھیلنے لگیں ساتھ

یاقوت اور پامیر ہی آنکھیں یکدم چمک اٹھیں کیونکہ

ساتھ دو گارڈز

ہاتھوں میں رسی پکڑے کھڑے تھے اور ان دونوں

کے بیچ پر سکون

کھڑا اسکائے سامنے سے آتے زیحال کو دیکھ اپنے آگے

والے دونوں پیر

ہوا میں بلند کرتا ہنہنانے لگا تھا اسکی آواز سن کر زیحال

کے وجود

جیسے حرکت کرنا بند ہو گیا وہ یکدم شل سا کت سا کھڑا

اس آواز کو

پہچاننے لگا کیسے ممکن تھا کہ وہ اس آواز کو بھول جاتا یہ

آواز اس

کے لئے ہر آواز سے مختلف تھی

یہ اسکا سکائے تھا"اسکا نسلی گھوڑا"جو دنیا میں ہی

مقدار میں کم

پایا جاتا تھا وہ تھا زیحال پاشا کا سکائے سلکی بالوں والا سیاہ

رنگ

کاسکائے

زیحال نے پامیر کے کھولنے سے پہلے ہی خود اپنی
آنکھوں پر سے پٹی
اتار دی اور سامنے کھڑے اپنے سکائے کو دیکھنے لگا جو
اپنے مالک کو
دیکھ دونوں گارڈز کی جکڑ میں بے قابو ہوئے جا رہا تھا
اسے ایسے دیکھ
ہر آنکھ متحیر سی پھیلنے لگی تھی یہ ایک جانور کی اپنے
مالک سے

محبت تھی یہ وفا تھی اسکی اور یہ کیسے ممکن تھا کہ کوئی

زیحال

کی سلطنت کا حصّہ ہو اور اسے وفا نہ نبھانی آئے پھر

میٹر نہیں کرتا

تھا کہ وہ انسان ہے یا جانور

اسے دیکھ زیحال بے خودی میں جیسے ہی آگے بڑھا

وہاں سے گارڈز

نے اسے چھوڑ دیا سکائے بھی آگے بڑھتا زیحال کے

قریب آتے یکدم

جھک گیا اسکے جھکتے زیحال نے نیچے بیٹھ کر اسکے سے کو

دونوں

جانب سے تھامتے اپنی پیشانی اسکی پیشانی کے ساتھ ٹکا

دی

اور آنکھیں بند کئے اسے محسوس کرنے لگا دونوں

جانب بے تابی

عروج پر تھی دونوں میں محبت کے سمندر اس وقت

ٹھاٹھیں مار رہے

تھے

میرا اسکائے۔۔۔۔"وہ محبت بھرے لہجے میں بولتا

اسکے چہرے کو

سہلانے لگا سکائے بھی بار بار اپنا منہ اسکے کندھے کے

قریب لاتا جیسے

اسکے گلے سے لگنا چاہتا ہو

زمل یہ سب پہلی بار دیکھ رہی تھی اسکے ہبی جانی اسکے

علاوہ کسی

کو اتنی محبت سے چوم رہے تھے اسے اپنے گلے سے لگا

رہے تھے اور وہ

بھی اسکے وجود سے لپٹتا چلا جا رہا تھا

یہ کیسے آیا یہاں ۔۔۔ کون لے کر آیا ہے اسے

۔۔۔؟ وہ بے یقین بھرے لہجے

میں پوچھ رہا تھا ساتھ سکائے کے جسم پر ہاتھ بھی پھیر

رہا تھا

میں نے منگوایا ہے۔۔۔" یاقوت کی آواز پر سب نے
مڑ کے پیچھے اسکی
جانب دیکھا
یہ وہاں ٹھیک سے کچھ کھا پی نہیں رہا تھا بس سب سے
الگ تنہا رہ
رہا تھا اسکا اصل مرض آپ تھے پاشا۔۔۔" اسکے انداز
میں سکائے کی
محبت چھلک رہی تھی

زمل کچھ دیر تو اسے یوں کسی کے ساتھ پیار کرتے

دیکھتی رہی پھر

جب اس کی برداشت کا پیمانہ لبریز ہونے لگا تو وہ اندر

چلی گئی

زیحال کا دھیان نہیں گیا اسکی جانب وہ اپنے سکائے کو

ہی دیکھنے

میں مصروف تھا لیکن یہ بات زامل سے بھی برداشت

نہیں ہوئی وہ

جانے کے بجائے اپنے باپ کی جانب ہاتھ کرتے

رونے لگا کہ اسے لیا جائے

برلاس اسے بھی انکے پاس لے گیا زیحال کی گود میں

آتے اسکا رونا

بند اور گھوڑے کا معائنہ کرنا شروع جو وہ ہر نئی دکھنے

والی چیز کا

کرتا تھا

سکائے نے جھک کر زیحال کو اپنی پیٹھ پر سوار ہونے کا

اشارہ کیا

وہ جب بھی ایسے جھکتا تھا زیحال اس پر بیٹھتا اور وہ اسے

کشمیر

کی خوبصورت وادیوں کی سیر کروا کر آتا

زیحال زامل کو لئے اسکی پیٹھ پر سوار ہوا سب ایک

سائیڈ کھڑے تھے

جب اس نے سکائے کی نال پکڑ کر تھوڑی سی جیسے ہی

کھینچی وہ

برق رفتاری سے پورے لان میں دوڑ گیا اسکی رفتار

آج بھی ویسی ہی

تھی وادیوں کو چیر دینے والی وہ پھرتیلا جانور تھا اور

جب مالک اس

کی پیٹھ پر سوار ہو تو وہ اور توانائی اپنے اندر بھر لیتا تھا

زامل ڈر کر زیحال کے سینے میں چھپ چکا تھا جو ایک

ہاتھ سے زامل

کو پکڑے اور دوسرے سے سکائے کی نال تھامے

ہوئے اسے دوڑا رہا تھا

اسکے سلکی بال ہوا سے پیچھے کی جانب اڑ رہے تھے

ساتھ اسکا کوٹ

وہ یہ سواری کرتے کسی سلطنت کا شہزادہ لگ رہا تھا

اسکے تینوں

بھائی اسے اتنا خوش دیکھ خود بھی خوشی سے پھولے

نہیں سمار ہے

تھے

کتنی ہی دیر سکائے اسے یوںہی ہواؤں کی سیر کرواتا رہا

پھر زیحال کے

روکنے پر اس نے اپنے قدموں کو بریک لگئی زامل اس

قدر سہم چکا

تھا کہ وہ تھوڑی سی بھی کوئی حرکت نہیں کر رہا تھا

زامل۔۔۔بب۔۔۔کو دیکھو۔۔۔"زیحال نے اسکا

چہرہ باہر نکال کر اسکا ماتھا

چوما

لیکن وہ چہرہ نکال کر بھی کوئی حرکت نہیں کر رہا تھا

ایسے لگ رہا

تھا جیسے اب رو دے گا اور وہ سچ میں رو بھی پڑا تھا پورا

پاشا ولا

اسکے رونے کی آواز پر گونج اٹھا تھا

ارے۔۔۔میری جان۔۔۔کیا ہوا۔۔۔"زیحال نے

ہنستے ہوئے اسے اپنے سینے سے

لگالیا اسکے تینوں چاچو بھی اسکے پاس آ گئے سب اسکے

رونے پر ایک

دم سے بے چین ہو گئے تھے بلاشبہ ان بچوں کی

قسمت سب سے الگ

تھی

باری باری چاروں نے اسے لے کر چپ کروایا اور

ڈھیر سارا پیار کیا آخر

میں آکر چپ وہ اپنے باپ کی گود میں ہی ہوا تھا جو

اسے صرف

مسکرا کر دیکھتا تو وہ جیسے کسی پھول کی طرح کھلکھلا

اٹھتا

وہ اپنے سامنے رکھی رپورٹ دیکھ رہے تھے جبکہ انکے

سامنے والی

دو کرسیوں پر بیٹھے وہ دونوں اس وقت بے چین تھے

کہ جلدی سے

یہاں سے نکل جائیں زر تشم صبح سے یہاں ایڈمٹ
تھی اور اب تک

ڈاکٹر برہان ور ک نے اسے جانے کی اجازت نہیں دی
تھی انکے اچھے سے

سارے ٹیسٹ کئے جس کے بعد انکی پریشانی جیسے
مزید بڑھ گئی

تھی

اور کتنا وقت لگے گا۔۔۔ام کو اور بھی کام ہے

۔۔۔'' بالاج کو اب شدید

غصّہ آنے لگا تھا وہاج نے اسکا ہاتھ پکڑ کر نیچے سے دبایا

کیونکہ اسکی

ٹون بے حد سخت تھی

آئی تھنک۔۔۔آپ کی وائف سے ضروری کچھ نہیں

ہے۔۔۔کیا میں نے ٹھیک

کہا۔۔؟وہ ایک آبرو اٹھائے نہایت سپاٹ انداز میں

پوچھ رہے تھے

وہ امارا عورت ہے۔۔۔ام کو پتہ ہے۔۔۔تم اپنا کام

کرو۔۔۔"وہ انکی بات پر

یکدم بھڑک اٹھا یہ سیدھی سیدھی اسکی بے عزتی جو
تھی

میں اپنا کام ہی کر رہا ہوں۔۔۔اور میرے کام میں کسی
کو اونچی آواز

میں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے سو بہتر ہو گا آواز
آہستہ رکھیں۔۔۔"

وہ کسی طور ان دونوں کو بخشنے کے موڈ میں نہیں تھے وہ
ایسے

ہرگز نہیں تھے نہ انکی طبعیت ایسی تھی لیکن نجانے

کیوں اس لڑکی

کی وہ حالت دیکھنے کے بعد وہ ان سے خار محسوس کر

رہے تھے

تم۔۔۔" بالاج پھر سے کچھ کہنے لگا تھا کہ وہاج بیچ میں

بول پڑا

ٹھیک کہہ رہا ہے تم۔۔۔اس سے ضروری کچھ نہیں

۔۔۔تم ام کو اسکا دوا

دو۔۔۔ام اسکا خیال رکھے گا تم بے فکر رہو

۔۔۔"وہاج کی بات سن کر

انہوں نے گہرا سانس لیا اور وہ رپورٹ انکو پکڑا دی

یہ ساری رپورٹس ہیں مس زرتشم کی۔۔۔آپ انکو

لے جائیں لیکن ایک

ہفتے بعد انکو ضرور لائیں۔۔۔"وہ بول رہے تھے جب

ایک نرس ڈور ناک

کرتی انکے آفس میں داخل ہوئی

سر یہ رپورٹس ڈاکٹر کومل نے چیک کر کر دی ہیں

۔۔۔"اس نے آتے ایک

فائل ڈاکٹر برہان کے ٹیبل پر رکھی انکی اجازت ملتے وہ

واپس چلی

گئی

یہ لیں یہ بھی انکی ہی رپورٹ ہے جو ایک فیمیل

اسپیشلسٹ نے دیکھی

ہے آگے سے وہی انکا علاج کریں گی اگر آپ کو میل

ڈاکٹر سے کوئی

مسلہ ہے تو۔۔۔" انہوں نے بولتے ہوئے نظر بالاج

کی جانب گھمائی جس کے

تیور وہ اسی بات پر دیکھ چکے تھے

وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ صرف اس وجہ سے اس لڑکی

کو واپس نہ

لائے

وہاج نے دونوں رپورٹس اٹھائی اور خود بھی فوراً سے

اٹھ کھڑے

ہوئے انہیں یہاں سے جلدی تھی نکلنے کی تب ہی وہ

ڈاکٹر برہان سے

اجازت طلب کر کر انکے آفس سے باہر آ گئے

ان دونوں کے جاتے ڈاکٹر برہان نے گہری سانس

خارج کرتے اپنی پاور

چیئر کی پشت سے ٹیک لگالی اور مسلسل زر تشم کے

بارے میں

سوچتے رہے

____

پاشا ولا جو کبھی گولیوں کی بوچھاڑ سے گونجتا تھا آج وہ

بچوں

کی کلکار گھر والوں کی ہنسی اور خوشیوں بھری آواز سے

گونج رہا تھا

یہ منظر آنکھوں کو لبھانے والا تھا تینوں بڑے گھر کے

چھوٹوں کے

ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے جب زیحال نے نوٹ

کیا کہ زمل کہیں

نہیں ہے اس نے اٹھ کر یہاں وہاں دیکھا وہاں صرف
مشی تھی زمل
کہیں بھی دکھائی نہیں دی
وہ لیپ ٹاپ بند کر ساتھ لئے اوپر اپنے کمرے میں آ
گیا جہاں اسکی
سوچ کے مطابق اسکی گلا لے موجود تھی لیکن وہ
اپنے کام میں
مصروف تھی زیحال نے کمرے میں آتے لیپ ٹاپ
سائیڈ ٹیبل پر رکھا

اور پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہی کھڑا دلچسپی

سے اسے دیکھنے

لگا کیونکہ وہ بے مقصد ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی چیزوں کو

آگے پیچھے

کر رہی تھی اور ایسا وہ تب کرتی تھی جب اسے کسی

بات پر غصّہ

ہوتا اور وہ اس غصّے کو باہر نہ نکالنا چاہے جب تک خود

اسکے ہبی

جانی نہ نکال دیں

وہ کچھ دیر تو کھڑا دیکھتا رہا پھر دل کے ہاتھوں مجبور

ہوتے آگے آ

کر دھیرے سے اسکی بیلی پر اپنے دونوں ہاتھوں کا

حصار باندھتے

جھک کر اپنی تھوڑی زمل کے کندھے پر ٹکا دی

کیا کر رہا ہے میرا بے بی۔۔۔"وہ شریر لہجے میں پوچھتے

زمل کا چہرہ

مرر میں دیکھنے لگا لیکن وہ چیزوں کو ہی دیکھ رہی تھی

کچھ بھی نہیں۔۔۔" وہ بے حد دھیمے لہجے میں بولتی

اسکے ہاتھ کھول

کر وہاں سے جانے کی کوشش کرنے لگی لیکن اس

پہاڑی وجود کے

آگے وہ آج بھی نازک اور کمزور تھی

کچھ تو ہے۔۔۔ میرا بچہ غبارہ کیوں بنا ہوا۔۔۔ بتاؤ کیا

بات ہے۔۔۔ میں نے

کچھ کیا۔۔۔ میرے بچوں نے کچھ کیا۔۔۔؟ وہ اب

بھی محبت بھرے

لہجے میں پوچھ رہا تھا اسکے پوچھنے پر زمل کا دل پہلے سے

زیادہ

بھاری ہونے لگا تھا وہ کیسے بتاتی کہ وہ کس بات پر منہ

پھلا کر کھڑی

ہے

کسی نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔ میرے پاس

نہیں آئیں آپ۔۔۔"وہ

اس بار ہاتھ کھول کر وہاں سے بیڈ کر پاس چلی گئی چہرہ

ضبط کے

مارے سرخ ہو رہا تھا زیحال نے گہرا سانس خارج

کرتے اسے وہی کھڑے

ہو کر دیکھا

وہ جانتا تھا کوئی بات ہے لیکن ایسے پتہ نہیں چلنی تھی

اسے اور

کوشش کرنی تھی اور تب تک کرنی تھی جب تک اسکی

گلا لے بتا نا دے

اور وہ سکون سے نہ بیٹھ جائے کیونکہ زیحال کا سکون

زمل میں تھا

وہ بے سکون تھی تو اس سے زیادہ زیحال بے سکونی

میں پایا جائے

گا

وہ کوٹ اتار کر اسٹینڈ پر ڈالتے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی

چھوڑتا اسکے پاس

آیا اور جھک کر دھیرے سے زمل کو اپنی بانہوں میں

اٹھاتے اپنی

اسٹڈی میں لے گیا

یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں ہبی۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔"وہ

اسکی بانہوں میں بری

طرح سے مچلتی نیچے اترنے کی تگ ودو کرنے لگی

ششش۔۔۔"زیحال نے ایک لفظ سے اسے وہی

خاموش کروادیااور

اسٹڈی میں لے جاتے ایک ٹانگ پیچھے کی جانب

مارتے دروازہ بند کر

دیا

زمل کو اپنی اسٹڈی پر بٹھاتے وہ خود اپنی پاور چیئر پر

براجمان ہوتے

اسکے بلکل قریب آگیا

اب منظر کچھ یوں تھا اسٹڈی کا دروازہ بند ہر جانب

گہری خاموشی

سوائے زمل کی سانسوں کے بے ترتیب ہونے کی آواز

کے جوزیحال کے

اس قدر قریب آنے پر ہو رہی تھیں وہ ٹیبل پر دونوں

ٹانگ نیچے

لٹکائے سر جھکائے بیٹھی تھی اور زیجال اسکے عین

قریب اپنی پاور

چیئر پر بیٹھا تھا اسکا سر زمل کے دل کے مقام تک آرہا

تھا وہ اتنی

اونچائی پر بیٹھی تھی

اب بتاؤ۔۔۔میری زڑگیہ کیوں ناراض ہے۔۔۔اور

اب جواب صحیح آنا

چاہیئے ورنہ۔۔۔"بولتے ہوئے وہ ایک ہاتھ زمل کی

گردن کے پیچھے لے

جاتے اسکا چہرہ اپنے چہرے پر جھکا گیا

میں اپنے طریقے سے پوچھوں گا۔۔۔"اسکا طریقہ وہ

جانتی تھی جو سب

سے زیادہ خطرناک تھا زمل فہد اور کسی سے ڈرے نہ

ڈرے اسکے ان

طریقوں سے ضرور ڈرتی تھی

بتاؤناں۔۔۔جان۔۔۔"زیحال کا لہجہ پہلے سے زیادہ

بھاری ہونے لگا

زمل کچھ دیر تو سوچتی رہی کہ اپنی بے وقوفی بتائے یا

نہیں پھر اپنا

نچلا لب دانتوں سے کاٹنے لگی

زیحال کی نظر اسکے لبوں پر ہی تھی یقیناً وہ اسکے ضبط کو

آزما رہی

تھی جانتی تھی ناں یہاں وہ ہمیشہ پگھل جاتا ہے زمل

فہد کے ہونٹ

اور اسکی گردن زیحال خان آفندی کی سب سے بڑی

کمزوری تھیں

وہ۔۔۔وہ آپ۔۔۔" وہ دھیرے دھیرے بولنا

شروع ہوئی

ھمم۔۔۔میں۔۔۔؟ زیحال کی نظر یک ٹک اسکے

ہونٹوں پر ہی تھی ایک

شکاری کی نظر اپنے شکار پر

آپ۔۔۔اس گھوڑے سے۔۔۔اتنا پیار کیوں کر

رہے تھے۔۔۔؟ بولتے ہوئے آخر

میں اسکی آواز یکدم بھیگ گئی اسکے سوال پر زیحال کی

آنکھیں

متحیر سی پھیلی کیا یہی بات تھی ؟وہ بے اختیار سوچنے

لگا

کیا تم اس بات پر ناراض تھی۔۔۔؟وہ بے یقینی سے

پوچھنے لگا

زمل نے سر دھیرے سے اثبات میں ہلاتے ہونٹ

گول کئے زیحال تو بس

دیکھتا رہ گیا وہ اپنی پاور چیئر سے ٹیک لگاتے اس پدی

سی لڑکی کو

دیکھنے لگا جو اسے پاگل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے

جانے نہیں دیتی

تھی

کیا واقعی یہی بات تھی۔۔۔؟اس بار بھی زمل نے سر

تیزی سے اثبات

میں ہلایا زیحال کے لب یہ دیکھ گہری مسکراہٹ میں

ڈھلے اس نے

آگے ہو کر زمل کو کلائی سے تھامتے اپنی جانب کھینچ لیا

وہ ٹیبل سے

سیدھی اسکی گود میں آ گری تھی

اس اچانک افتاد پر زمل کی ہیزل آنکھیں یکدم پھیلیں

تم۔۔۔کیوں مجھے پاگل کر رہی ہو ہاں۔۔۔؟ وہ سوال

کرتے اپنے جذباتوں

پر کڑی پابندی لگا رہا تھا جو اس وقت بے قابو ہوئے جا

رہے تھے

میں نے کب کیا۔۔۔آپ کیوں کر رہے تھے اسے

ایسے پیار۔۔۔آپ نہیں کر

سکتے۔۔۔" وہ کسی روٹھی بچی کی طرح اسے ڈانٹ

بھی رہی تھی

اس لئے کہ میں صرف تمہارا اگڈا ہوں۔۔۔؟ اسکے

سوال پر زمل نے اسکے

چہرے کو غور سے دیکھا کیا اسے یاد تھی یہ بات

۔۔۔؟ وہ دھیرے سے

سرہاں میں ہلا گئی یہاں زیحال کی ہنسی چھوٹی تھی

اوہ مائے گاڈ۔۔۔" وہ سر پیچھے کی جانب پھینک کر دل

کھول کر ہنسا

اور ہنستا چلا گیا

تم سچ میں مجھے کہیں کا نہیں چھوڑو گی۔۔۔ کیوں کرتی

ہو ایسی

کیوٹ حرکتیں۔۔۔ میری جان کے ٹوٹے۔۔۔" وہ

زمل کے منہ کو زور سے

پکڑ کر اسکے گال پر کس کر گیا وہ آنکھیں ٹمٹما کر اسے

دیکھنے

لگی

اچھا نہیں۔۔۔ایم سوری۔۔۔ایم سوری گلا لے

۔۔۔''اسکے رونے سے پہلے وہ

اسے زور سے اپنے سینے میں بھینچ گیا یہاں زمل بھی

سب بھول جاتی

تھی اسکے اندر سے اٹھتی کلون کی مہک زمل کو ہمیشہ

پاگل کر دیتی

تھی

آپ بس میرے ہیں۔۔۔''وہ جنونی ہو رہی تھی

زیحال نے اسکی بات پر

اسکا چہرہ باہر نکالا اور اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا

میں صرف تمہارا ہوں۔۔۔پورا کا پورا۔۔۔"وہ مان

بخش رہا تھا اور وہ

معتبر ہو رہی تھی

سکائے کے بھی نہیں ہیں۔۔۔"

اسکا بھی نہیں ہوں۔۔۔"دوبدو جواب دیا زمل کا دل

یکدم گلاب کی

مانند کھل اٹھا ورنہ اسے سکائے کے ساتھ ویسے پیار

کرتے دیکھ اسکی

حالت بری ہو گئی تھی

اور کچھ ۔۔۔؟استفسار یہ پوچھا زمل نے مسکرا کر سر

نفی میں ہلا دیا

زیحال اسکے ہونٹ چومتا اسے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور

اسٹڈی سے باہر

آتے اسے دھیرے سے بیڈ پر لٹایا زمل اسے دیکھ رہی

تھی

بچوں کو لے آئیں سونے کا ٹائم ہو گیا۔۔۔" وہ گھڑی

دیکھتی اٹھنے ہی

لگی تھی جب زیحال نے آتے اسے واپس سے بیڈ پر لٹا

لیا

ڈونٹ وری ۔۔۔انکو سمبھالنے کیلئے گھر کے سب

لوگ ہیں تم اسے دیکھو

جسے صرف تم سمبھال سکتی ہو ۔۔۔"کہتے وہ اپنی

شرٹ ریموو کرنے

لگا یہ دیکھ زمل کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا

ن ۔۔نہیں ۔۔۔ہبی ۔۔۔۔۔بچے ۔۔۔"وہ بولتی ہوئی

پھر سے اٹھنے لگی تھی جب

زیحال اسے پوری طرح سے اپنے حصار میں جکڑ لیا

بچوں کے باپ کو دیکھ لو پہلے۔۔۔جو اتنے دن سے

صبر کر کر بیٹھا ہے۔۔۔

آج اس صبر کا پھل چاہیے جان زیحال۔۔۔"وہ مخمور

لہجے میں بولتا

زمل کی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتے ایک ہاتھ بڑھا کر

لائٹس آف کر

گیا آج بچے واقعی اپنے یاقوت بابا اور مشی ماما کے

حوالے ہو گئے تھے

پوری حویلی پر اس وقت گہرا سکوت چھایا تھا جیسے کوئی

ڈائن

پھر گئی ہو ملازم تک اپنی سانس روکے کام کر رہے

تھے ہر کوئی اس

وقت نوشیر وال خان آفندی کے قہر کے آگے بے

بس اور خوف زدہ تھا

سیماب خود مورے کے پیچھے کھڑی تھی لاؤنج میں

اس وقت تقریباً

سب موجود اس عدالت کا حصّہ تھے یہاں تک کے

زریاب اور داراب بھی

جو دو دن بعد آج ڈیوٹی پر جانے کیلئے بلکل ریڈی تھا

ام کو سمجھ نہیں آتا۔۔۔وہ یہاں ہے تو اپنے گھر میں

کیوں نہیں رہ رہا

اور غیروں میں کیوں رہ رہا ہے۔۔۔؟ انکا غصّہ اس

بات پر سوا نیزے پر

تھا

زریاب نے گہرا سانس لے کر انہیں دیکھا

بابا۔۔۔تم یہ شکر کیوں نہیں کرتا کہ وہ ادر آگیا ہے

۔۔۔اب کیا فرق پڑتا

ہے وہ ادر رہے یا ادر۔۔۔ام کو اسے پاکستان سے نکال

کر لانا تانا‌ں توام

لے آیا۔۔۔"وہ بے حد دھیمے لہجے میں انہیں

سمجھانے لگے

انکی بات پر نوشیر وال نے غصّیلی نظروں سے انہیں

دیکھا

تو فائدہ کیا ہے آنے کا۔۔۔جب اسکو اپنے ماں باپ

کے ساتھ ہی نہیں رہنا

اسکو ملتا کیا ہے ان لوگوں میں۔۔۔؟انکا اصل غصّہ

ان بھائیوں پر تھا

جنہوں نے برسوں پہلے ان سے انکا بیٹا چھین لیا تھا ایسا

نوشیر وال

خان آفندی کو لگتا تھا کہ زیحال نے ان سے علیحدگی

یاقوت اور پامیر

کی وجہ سے چنی تھی ورنہ وہ واپس ضرور آتا

پیار۔۔۔محبت۔۔۔اپنائیت۔۔۔"زریاب ایک ایک

لفظ پر زور دے کر بولے

وہی سب کو اسکو ادر سے نہیں مل سکا۔۔۔ادر تو اسکو

صرف شکی نگاہ

ملی تھی بابا۔۔۔مت بھولو وہ پٹھان ہے۔۔۔ غیرت پر

جان دے دے گا

معاف نہیں کرے گا۔۔۔"انکی بات میں وزن تھا

اسکا منہ بولتا ثبوت ان

سب نے دیکھا تھا "زیحال خان آفندی" کی صورت

میں

ام کو مسلہ نہیں ہے۔۔۔وہ جدر بھی رہے۔۔۔ام

اسکے ساتھ ہے۔۔۔امارے لئے

یہ کافی ہے کہ وہ پاکستان سے آگیا جدر ا سکی جان کو

خطرہ تاام

اپنے بھائی کے واسطے کچھ بھی برداشت کرلے گا

۔۔۔یہ تھوڑی سی

دوری بھی آپ کو جب بھی ملنا ہوا۔۔۔ام زی کو

بولے گا وہ آجائے گا۔۔"

وہ کہتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے نوشیر وال گھر

کے بڑے تھے

لیکن ایک رتبہ زریاب خان آفندی کے پاس بھی تھا

گھر کے بڑے بیٹے

ہونے کا آج وہی بیٹا بولا تھا اور سب نے سنا تھا

زریاب اپنے آفس کیلئے نکل گئے تھے داراب نے بھی

مور سے مل کر

جانے کی اجازت طلب کی جب اسکی نظر دور کھڑی

بیلا پر پڑی

نوشیر وال خان آفندی کی موجودگی میں وہ سر پر دوپٹہ

رکھتی

تھی

مور۔۔۔مولوی کا نمبر ہے میرے پاس۔۔۔کب

کرنی ہے کال۔۔۔بابا سے

پوچھو۔۔۔''اس نے تیکھی نگاہیں بیلا پر جمائے اپنی

ماں کے کان میں

سرگوشی کی اسکی بات پر انہوں نے آنکھیں پھاڑے

اپنے بیٹے کو

دیکھا

بدمعاشی مت کرو۔۔۔تمہارے بابا غصّے میں ہیں

۔۔۔"

ہاں تو مولوی دم درود کرے گا ناں۔۔۔آپ فکر

نہیں کریں۔۔۔"سرگوشی

کرتے وہ اپنی ماں کا ماتھا چومتا سیدھا ہو کھڑا ہوا اور جا

کر اپنے

باپ کے ہاتھ پر پیشانی رکھی

چلتا ہوں بابا۔۔۔" وہ جانے سے پہلے اپنے ماں باپ

سے اچھی طرح مل کر

جاتا تھا انہوں نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے مسکرا کر

اسکا بازو

سہلایا

داراب کا پولیس میں ہونا انکے لئے فخر کا باعث تھا

وہ جاتے جاتے ایک نظر بیلا کو دیکھنے لگا جو اسے سپاٹ

نظروں سے

دیکھ رہی تھی

اس ویک واپس آجاؤنگا۔۔۔" وہ نہیں جانتا تھا اس

نے کیوں اسے بتایا

شاید اسکا سکون پہلے سے برباد کرنے کیلئے

ام کو تو جیسے انتظار رہے گا۔۔۔" وہ یکدم تڑخ کر بولی

ہاں۔۔۔ تمہیں کیوں انتظار رہے گا۔۔۔ ہمارا نکاح

تھوڑی ہوا ابھی۔۔۔" وہ

ذو معنی لہجے میں بولتا بیلا کا سیروں خون پل میں جلا گیا

وہ سر تا

پیر سرخ ہوتی اسے دیکھنے لگی کیا بندہ تھا چند لفظوں

سے اسکا اتنا

خون کم کر دیتا تھا جتنا وہ مہینوں میں بڑھاتی تھی

چلتا ہوں ۔۔۔اپ کمنگ بیلا داراب خان آفندی

۔۔۔"وہ سر پر اپنی کیپ

لیتا ایک آخری کرخت نگاہ اس پر ڈال کر آگے بڑھ گیا

وہ جانتا تھا اس

کی آخری بات اس ایک ہفتے کیلئے بیلا سے بدلہ لینے

کیلئے کافی ہو گی

وہ جتنا اسے اپنی باتوں سے بھڑکا سکتا تھا بھڑکا رہا تھا

یہی اسکا بدلہ لینے کا طریقہ تھا

زامل زالے دونوں اب تک سو رہے تھے کیونکہ رات

انکے پاس انکی مشی

ماما جو تھی جس کے ساتھ وہ لیٹ نائٹ کھیلتے رہے اور

اب مزے سے

سو رہے تھے

یاقوت۔۔۔تم نے کالج میں بات کرلی۔۔۔؟زیحال

نے کھانا کھاتے ہوئے

مصروف سے انداز میں پوچھا

جی بھائی۔۔۔نیکسٹ ویک سے جوائن کرنا ہے زمل کو

۔۔۔"انکی باتیں

زمل کو ایسی لگ رہی تھیں جیسے کوئی مجرم کیلئے اسکی

سزا

تجویز کررہا ہو

ھمم۔۔۔"

بھائی۔۔۔زامل زالے کا بر تھ ڈے آرہا ہے

۔۔۔"یاقوت نے جیسے اسے یاد

دہانی کروائی زیحال خاموش تھا مطلب اسے یاد تھا

لیکن وہ شریر

ہوتے مسکرانے لگا یہ مسکراہٹ الگ تھی

کیا کوئی بات ہے۔۔۔؟ یاقوت پوچھے بغیر نہیں رہ

سکا

ہماری اینیورسری بھی ہے اس دن۔۔۔"اس بات پر

زمل نے آنکھیں پھاڑ

کر اسے دیکھا باقی سب بھی حیران ہوئے یہ بات کسی

نے نوٹ نہیں

کی تھی اور وہ میسنا اسی بات پر مسکرا رہا تھا کیونکہ انکی

شادی

ہی اتنے انوکھے طریقے سے ہوئی تھی

ماشاءللہ۔۔۔ مطلب۔۔۔اس دن زمل آپ کی

لائف میں آئی تھی۔۔۔"مشی

کی آنکھیں یکدم سے چمک اٹھی

زیحال نے جان لٹاتی نظروں سے زمل کو دیکھا

وہ کہنا چاہتا تھا کہ نہیں وہ اس دن نہیں آئی۔۔۔وہ تو

تب بارہ سال کی

تھی جس سے اس چوبیس سالہ زیحال خان آفندی کو

محبت ہوئی

تھی زندگی میں لانے کے بعد تو عشق کر بیٹھا تھا

تو پھر تو ہمیں بڑا فنکشن کرنا چاہیے۔۔۔"

خان حویلی سے کوئی آئے گا۔۔۔؟ پامیر نے استفساریہ

پوچھا

میں انوائٹ کرنے جاؤنگا۔۔۔میرے لئے نہ صحیح بابا

۔۔۔زامل زالے کیلئے

ضرور آئیں گے۔۔۔"وہ بے حد نارمل لہجے میں یہ

بات بول رہا تھا لیکن

پھر بھی زمل نے اسکے چہرے میں کسی احساس کو کھوجنا

چاہا اسے

صرف خوشی ملی تھی زمل کو پا لینے کے دن کی خوشی

بس پھر۔۔۔ہم تیاری شروع کرتے ہیں پرسوں ہی تو

ہے۔۔۔"پا میرنے پر

جوش ہوتے کہا کومل تو عبدلباری کو ہی سمبھالنے میں

لگی ہوئی

تھی

برلاس۔۔۔"یاقوت کے پکارنے پر کھانا کھاتے

برلاس نے اسکی جانب

دیکھا

آئرہ کو کب لاؤ گے۔۔۔؟اس سوال پر سب نے بیک

وقت برلاس کی جانب

دیکھا جس کے چہرے پر ایک کے بعد ایک رنگ آکر

گزرا تھا الفاظ

جیسے حلق میں پھنس گئے تھے

8

وہ خاموشی سے منہ والا نوالہ چباتے ہوئے اس بات کا

جواب سوچنے لگا

کیونکہ پوچھنے والا اسکا باپ تھا جس کے آگے اسکی
سانس تک رک
جاتی تھی سب مسلسل غور سے اسے ہی دیکھتے چلے جا
رہے تھے
بھائی کچھ پوچھ رہے ہیں۔۔۔جواب دو۔۔"یاقوت
نے تھوڑی سختی سے
اسے مخاطب کیا برلاس نے نوالہ حلق سے نیچے اتار کر
زیحال کی جانب
دیکھا

بھائی وہ۔۔۔''آج بولنا کتنا مشکل تھا اسکے لئے یہ

صرف برلاس شاہ ہی

جانتا تھا

وہ۔۔۔میں۔۔۔نہیں لانا چاہتا اسے۔۔۔''اسکی بات

پر سب کی آنکھیں متحیر

سی پھیلنے لگیں کسی کو بھی جیسے اسکی بات میں سچئی

نہیں دکھ

رہی تھی

وجہ۔۔۔؟ وہ نہایت سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

اس نے منع کیا تھا آنے سے۔۔۔اب۔۔میں نہیں

چاہتا وہ آئے۔۔۔" اسکے لہجے

میں کسی قسم کا کوئی کرب ازیت کچھ نمایاں نہیں تھا وہ

بے حد

نارمل لہجے میں بات کر رہا تھا اگر تھوڑی بہت جھجھک

تھی تو وہ

صرف اپنے بھائی کی تھی

زیحال کچھ پل ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا پھر نیپکن

سے منہ

تھپتھپاتے اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اسکا کوٹ پیچھے

ایک ملازم

لے کر کھڑا تھا اسکے اٹھتے وہ جلدی سے آگے آیا اور

اسے کوٹ پہنانے

لگا اسکی خاموشی سے خود یاقوت اور پامیر کو بھی ڈر لگتا

تھا

کیونکہ وہ ایک ٹھہرا گہرا سمندر تھا وہ ایک ہی بار اپنے

جلالی روپ

میں آتا تھا اور پھر کسی کو نہیں بخشتا تھا

وہ کوٹ پہن کر بچوں کے پاس آیا اور باری باری تینوں

کو پیار کرتے

آفس کیلئے نکل گیا اسکے جاتے سب پر جیسے گہرا سکوت

سا چھا

گیا یا قوت پا میر نے بیک وقت برلاس کی جانب دیکھا

تو تو گیا کام سے۔۔۔" پا میر کے جملے پر برلاس نے

پیچھے مڑ کر فرنٹ

ڈور کی جانب دیکھا جہاں سے زیحال گزر کر گیا تھا

یاقوت بھی اٹھ کر باہر نکل گیا اسکے جاتے پامیر بھی چلا گیا برلاس

اکیلا ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا اب اس بارے میں مسلسل سوچنے لگا تھا کیا

وہ واقعی غلط تھا؟

بچے اپنے کھیل میں مصروف تھے جب کومل نے ایک بیگ مشی کی

جانب بڑھایا وہ صوفے پر براجمان ہوئی صبا بیگم سے میسجز پر بات

کررہی تھی کومل کے مخاطب کرنے پر اسکی جانب

دیکھا

یہ کچھ دوائیں ہیں۔۔۔اب کوشش کرنا وقت پر لو اور

دھیان رہے۔۔۔"

اسکے پلکیں جھپکانے کے اشارے کو سمجھتی مشی نے

خفت سے سرخ

پڑتے سر اثبات میں ہلایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر پہنچتے بالاج کی بس ہونے لگی تھی پورا دن جو ڈاکٹر

برہان

زرتشم کے قریب رہا تھا اسے کیسے برداشت کیا یہ

صرف بالاج خان

آفندی ہی جانتا تھا

بالاج نے آتے زرتشم کو اسی کمرے میں بند کرنے کی

کوشش کی لیکن

وہاج جو کب سے ضبط کر رہے تھے ایک زناٹے دار

تھپڑ اسکے منہ پر

رسید کر گئے یہ سب دیکھ لاؤنج میں موجود ملازم تک

سہم کر کھڑے

ہو گئے وہی بالاج بے یقینی کے عالم میں کھڑا اچھٹی چھٹی

سی نظروں

سے اپنے بڑے بھائی کو دیکھنے لگا

بے غیرت۔۔۔تم کو ام نے اس واسطے یہ کام کرنے کا

اجازت دیا تھا۔۔۔کہ

تم اس لڑکی کا ایسا حال کر دے۔۔۔؟ وہ بولے نہیں

دھاڑے تھے زرتشم

اب بھی دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھی اور اسکی نیند

اتنی گہری تھی

کہ یہ شور شرابہ بھی اسکی نیند میں خلل پیدا نہیں کر

سکا شاید

ڈاکٹر برہان ورک نے اسے ایسی دوا دی تھی جس سے

وہ پر سکون رہ

سکے

لالا۔۔۔" وہ بے یقینی اور حیرت کے مارے کچھ بول

نہیں سکا

مت بولوام کولالا۔۔۔ تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے
آج ام موت کے
منہ سے واپس آیا ہے۔۔۔ تم کو کیا لگتا ہے۔۔۔اس
لڑکی کو گھر سے باہر
نکالے گا تو کیا کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا۔۔۔'' انکی
آواز سے پوری
حویلی گونج رہی تھی کہ تب ہی اندر سے ایک عورت
نکل کر آئ جس

نے پیروں تک آتا اپنا مخصوص عبایا زیب کر رکھا تھا

ہاتھوں اور کانوں

میں مہنگے آویزے زیب کر رکھے تھے دوپٹہ سر پر تھا

اور کندھوں پر

شال ڈال رکھی تھی یقیناً وہ یہاں کے مالکان میں سے

تھی

وہ اپنی رعب دار چال چلتی ہوئی لاؤنج میں آئی جب

سب کی نظر اس

عورت پر پڑی جس کی عمر لگ بھگ تیس سال کے

قریب تھے تیکھے

نین نقوش گوری دمکتی رنگت اور ناک میں پہنی

لونگ کے ساتھ ساتھ

آنکھوں میں پہنا گہرا سیاہ کاجل وہ اپنے روپ میں ہی

اپنی شخصیت

کی ایک جھلک رکھتی تھی

وہ آکر خاموشی سے شاہی کرسی پر براجمان ہوئے یہ

منظر دیکھنے

لگی ایک ملازمہ اسکے لئے عطر لائی جسے وہ اپنی ہتھیلی پر
لگا کر
دونوں ہاتھوں پر مل کر اسکی خوشبو کھینچ کر اپنے اندر
اتارنے لگی
اسکا چہرہ ایسا تھا کہ وہ خود نہ بھی مسکرائے تو لگتا تھا وہ
مسکرا
رہی ہے ایک مکار بھری مسکراہٹ "عین وہاج خان
آفندی" اس حویلی

کی سب سے بڑی بہو اور اس حویلی کی مالکن یہاں کے

ملازموں کو

اپنے اشاروں پر چلانے والی گھر کے باقی افراد پاکستان

ہی رہتے تھے

لیکن وہاج کے ساتھ وہ یہاں آگئی تھی اور آتے اس

سب پر اپنی من

مانی کرنے لگی

ہنہ۔۔۔کیسے پتہ چلے گا۔۔۔آپ بتاؤ۔۔۔اتنے

سالوں سے اب تک پتہ نہیں چل

سکا اب کیا کوئی جن ون آجائے گا۔۔۔جو انکو بتائے گا

جا کر۔۔۔کیا بات

کرتا ہے لالا تم۔۔۔"وہ ناک پر مکھی اڑانے والے

انداز میں بولتا بات کو

جیسے ختم کرنے لگا

عین کے اشارے پر زر تشم کی وہیل چیئر کو ایک

ملازمہ پکڑ کر اندر لے

جانے لگی ایک الگ کمرے میں جو اس قید خانے سے

قدرے بہتر حالت

میں موجود تھا

جس دن لگ گیا پتہ۔۔۔اس دن ملائشیا کے کتوں کو

بھی ہمارا لاش

نہیں ملے گا کھانے کو۔۔۔" کہتے وہ غصّے سے پیر پٹخ کر

اندر چلے گئے

انکے جاتے بالاج نے اپنے کندھوں پر پڑی شال کا

ایک سرا پکڑ کر اپنے

دوسرے شانے پر گرا کر مونچھوں کو ایک ادا سے تاؤ

دی

کیا بابی۔۔۔ تم لالا کو سمجھاتی کیوں نہیں۔۔۔ یہ اتنا

بزدل کیسے بن گیا۔۔"

وہ صوفے پر آکر براجمان ہوتے عین سے مخاطب ہوا

جو مسکراتی

نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

اسکا چھوڑو تم بتاؤ۔۔۔ تم کب مرد بنے گا۔۔۔"اسکی

بات پر بالاج نے

چونک کر اسے دیکھا

ام۔۔۔؟ تم ام کو بول رہا ہے۔۔۔؟ اسے جیسے یقین سا نہیں آیا تھا

تمہارا لالا اندر گیا۔۔۔ادر تم بچا ہے۔۔۔ تم ظاہر ہے ام تم کو ہی بولے گا

ناں۔۔۔'' وہ بے حد ٹھہرے لہجے میں بولتی تھی

کیوں۔۔۔ام نے کیا کر دیا۔۔۔؟ یکدم تڑخ کر پوچھا

تم نہ ایک لڑکی کو سمبال سکا اور نہ اپنی بہن کو ان درندوں کے چنگل

سے نکال کر لا سکا۔۔۔" اسکی بات پر بالاج کی آنکھیں

متحیر سی پھیلنے

لگی وہ بے یقین نگاہوں سے عین کو دیکھنے لگا جس نے

وہ بات کر دی

تھی جو آج تک حویلی میں اتنے سالوں سے کوئی نہیں

کر سکا تھا

تم کہنا کیا چاہتا ہے صاف بولو۔۔۔" وہ سمجھ کر

بھی نہ سمجھ

بننے کی کوشش کر رہا تھا

عین اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی

عورت کو قید میں رکھنا مردانگی نہیں ہے۔۔۔جا کر

اپنی بہن کو ان سے

چھڑواؤ۔۔۔تب مانوں گی کہ بالاج خان آفندی واقعی

ایک مرد ہے۔۔۔"

وہ اسے جوش دلاتی اپنے کمرے میں چلی گئی اسکے پیچھے

بالاج

کتنی ہی دیر اسکی باتوں کو سوچتا رہا اور یہ سوچ کر اسکا

خون

واقعی کھولنے لگا تھا کہ اگر اس نے کسی عورت کو قید

میں رکھا تھا

تو اسکی بہن بھی تو کسی کے قبضے میں تھی

یہ ایک ویران جزیرہ تھا جہاں بندہ تو کیا بندے کی

ذات تک نہ پائی

جاتی تھی ہر جانب گھپ اندھیرا اور گہرا سناٹا چھایا ہوا

تھا اگر کوئی

کمزور دل کا شخص یہاں آتا تو یقیناً اسکا دل پھٹ سکتا تھا

کیونکہ ہر

جانب دل دہلا دینے والا منظر تھا لمبے درخت اونچے

نیچے پہاڑی

راستے اور بھیانک پرندے کی آوازیں کمزور وہ بھی

تھی لیکن اسکا دل

نہیں پھٹ رہا تھا وہ کانپ رہی تھی بری طرح سے پورا

جسم جیسے

زلزلے کی زد میں آگیا تھا وہ نازک سی جان اکیلی اس

ویرانے میں

مسلسل روتی ہوئی یہاں وہاں کسی اپنے شناسے چہرے

کو تلاش کر

رہی تھی لیکن اسے کہیں کوئی نہیں دکھا یہ دیکھ وہ اور

بھی خوف

زدہ سی ہو کر رونے لگی کوئی تو آ کر اسے بچاتا اس

اندھیرے سے اس

خوف بھرے بھیانک ماحول سے

وہ کتنی دیر سے بھاگتی ہوئی اپنی منزل کو تلاش کرنے

کی تگ و دو

میں تھی لیکن یہ بھیانک سفر تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی

نہیں لے رہا تھا

یہ سفر نہیں اس نازک جان کے صبر کا امتحان تھا اور وہ

اس امتحان

کو ہی پاس کرنے کیلئے بھاگ رہی تھی وہ اتنا بھاگی تھی

جیسے اس

کی ٹانگیں اب ٹوٹ گئی ہوں وہ ایک جگہ رکتی لمبے لمبے

سانس تیزی

سے لینے لگی کتنی ہی دیر وہ کھڑی رہی

وہ ایک درخت سے ٹیک لگا کر کھڑی ہی تھی جب

اسکے پیچھے سے

اسے بھیانک جانور کے غرانے کی آواز آنے لگی اس

آواز کو سنتے اسکی

روح جیسے جسم کو چھوڑ گئی تھی رنگ ایک دم لٹھے کی

مانند سفید

آنکھیں خوف وہراس سے پھٹنے لگی وہ اپنا سانس تک

اس آواز کو

سنتے روک گئ تھی اسکے ہاتھ درخت پر رکھے رکھے

بری طرح سے

کانپنے لگے

یہ آواز اسے اب مسلسل آنے لگی تھی جیسے وہ خونی

جانور اسی کی

جانب آرہا ہو اس نے بری طرح سے لرزتے ہوئے

تھوڑی ہمت جٹائی اور

درخت کے سہارے دھیرے سے مڑ کر پیچھے کی

جانب دیکھنے لگی

اسکی ایک سائیڈ چہرے کی اس درخت کی اوٹ سے

نظر آنے لگی تھی

وہی آنکھ یکدم خوف سے پھیلنے لگی کیونکہ سامنے اپنے

دونو کیلے

دانت باہر کی جانب نکالے خون آشام انداز میں غراتا

ہوا ایک خونخوار

بھیڑیا کھڑا تھا

یہ دیکھ اس نازک لڑکی کی سانسیں بھی بند ہو گئ تھی

وہ خوف زدہ

ہوتی ایک دم سے پیچھے جا گری اسے گرتے دیکھ وہ

بھیڑیا مزید

خونخوار انداز میں غرلاتا ہوا اسکی جانب بڑھنے لگا

اسے اپنی جانب آتے دیکھ وہ لڑکی دھیرے دھیرے

پیچھے کی جانب

کھسکنے لگی وہ بھیڑیا مسلسل اسکی جانب بڑھ رہا تھا اسکی

آنکھوں

میں وحشت تھی بھوک تھی جیسے وہ ابھی اس لڑکی کو

ختم کر

دے گا خوف کے مارے اس لڑکی کے ماتھے پر ننھے

ننھے پسینے کے

قطرے چمکنے لگے تھے وہ مسلسل پیچھے کی جانب بڑھتی

گئی جب

دیکھا کہ وہ اسکی طرف آنے سے نہیں رک رہا تو وہ

لڑکی ہمت کرتی

اٹھ کر پیچھے کی جانب بھاگنے لگی لرزتی ٹانگوں کے

ساتھ وہ ٹھیک

سے بھاگ تک نہیں پا رہی تھی لیکن اسے اپنی جان

بچانی تھی وہ

ہمت دکھا رہی تھی اسے بھاگتے دیکھ وہ بھیڑیا اسکے

پیچھے لپک لیا

وہ دور تک اسکا پیچھا کرنے لگا تھا دونوں کی برق رفتار

تھی لیکن

وہ لڑکی اپنی پوری جان لگا کر بھی اس بھیڑیے سے تیز

نہیں بھاگ پا

رہی تھی عنقریب وہ اسے اپنے پنجوں میں جکڑ لیتا اور

پھر وہ ایک

دردناک انجام پاتی یہی سوچ اسے ہمت دے رہی تھی

اور تیز بھاگنے

کی

لیکن ایک جگہ آکر اسکا پیر کسی خاردار جھاڑی میں آ

پھنسا جس کی

وجہ سے وہ منہ کے بل سامنے جا گری پیشانی پتھر سے ٹکرانے کے

باعث خون کی ننھی سی بوند نکل کر اسکے ماتھے پر چمکنے لگی لیکن

وہ اس درد کو بھولے تڑپ کر پیچھے مڑی جہاں سے وہی بھیڑیا بھاگتا

ہوا آرہا تھا وہ نہیں اٹھ سکی اس بار اسکی ٹانگیں جواب دے گئی

تھیں وہ مرنے والی تھی

وہ بھیڑیا اسکے قریب آتے ایک ہی جست میں اس پر

جھپٹ پڑا اسکے

جھپٹتے اسکی آنکھ پٹ سے کھلی خوف کے مارے پورا

بدن پسینے

سے شرابور ہو چکا تھا وہ تیزی سے سانس لیتی چھت

دیکھنے لگی

کیا یہ خواب تھا؟ ایک بھیانک خواب۔۔۔وہ بے

ساختہ سوچنے لگی شاید

یہ اسکی زندگی کی حقیقت تھی اور اسکے پیچھے پڑا بھیڑیا

اسکی

زندگی کی سب سے بڑی پریشانی جو اسکا پیچھا کبھی نہیں

چھوڑ

سکتی تھی جب تک اسے ختم نہ کردے

پاکستان کے شہر لاہور کی بڑی بڑی بلڈنگز کے سائے

لمبے ہونے لگے تھے

آسمان پر چھائی زرد روشنی سورج کے الوداع ہونے کا

یقین دلارہی

تھی موسم کافی حد تک خوش گوار تھا لوگ اپنے

کاموں سے

فری ہو کر اپنی منزلوں کی جانب روانہ ہو رہے تھے

اور ایک وہ تھی جو

اس وقت پورے دن کی سو کر اٹھی تھی آنکھیں نیند

سے بوجھل

سرخ ہو رہی تھی بال بے ترتیب تھے اس وقت وہ

ڈھیلی سی شرٹ اور

ٹراؤزر میں ملبوس اپنے کمرے سے نکلتی نیچے آئی

سامنے ہی لاؤنج

میں ندرت بیگم رات کے کھانے کی تیاری کر رہی

تھیں وہ جا کر

خاموشی سے پانی پینے لگی

تم دن کے وقت کب سے سونے لگی۔۔۔؟ندرت

بیگم نے ایک نظر اسے

دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا آئرہ نے گلاس ٹیبل پر رکھتے

یہاں وہاں

دیکھا اور گہری سانس خارج کرتے لاؤنج میں رکھے

ایک صوفے پر

آ کر بیٹھ گئی

رات اسائمنٹ بنانی تھی اس لئے نیند پوری نہیں ہوئی

---" وہ اپنی ماں

سے جھوٹ بولنے لگی تھی وہ کیا بتاتی راتوں کو اسے

ایک بھیڑیا نظر

آتا تھا وہ ہر رات مرتی تھی اور پھر جاگ کر ہر صبح زندہ

ہو جاتی

تھی

کم پڑھا کرو۔۔۔ تم نے منسٹر نہیں لگ جانا۔۔۔''وہ

شدید خفا ہوئی کیونکہ

وہ اس پڑھائی کے چکر میں اپنی حالت بھی ٹھیک نہیں

رکھتی تھی

بقول ندرت بیگم کے

جاؤ۔۔۔ فش فرائے کرو۔۔۔ تمہارے بابا آج کہہ کر

گئے تھے رات کے کھانے

میں وہ فش کھانا چاہتے ہیں۔۔۔"انکی بات پر آئرہ کا

ذہن کہیں اور ہی

جانے لگا تھا

"مجھے فش سے الرجی ہے۔۔۔اور زیادہ سپائسی ہو تو وہ

میرے لئے

زہر بن سکتی ہے"اسکی خوبصورت بھاری آواز آئرہ کی

سماعتوں میں

گونجتی جیسے اسکی تکلیفوں میں اوراضافہ کر گئی

کیا سوچ رہی ہو۔۔۔اٹھو بھی۔۔۔" اسے ایسے سٹک

بیٹھے دیکھ ندرت

بیگم نے پھر اسے پکارا

آئرہ خاموشی سے اٹھ کر کچن میں چلی گئی اور رات کے

کھانے کی

تیاری کرنے لگی اسکا ذہن اس دوران بھی الجھا رہا تھا

اس نے بے

دھیانی میں فش کے اندر سارے مصالحے ڈال دیے

تمہاری صائمہ خالہ کا فون آیا تھا۔۔۔انکے دیور کے

لئے تمہارا ہاتھ مانگ

رہی ہیں۔۔"ندرت بیگم کی آواز پر وہ ایک دم سے

ہوش کی دنیا میں

آئی اور چونک کر اپنی ماں کو دیکھنے لگی جو اتنی آسانی

سے نارمل

لہجے میں یہ بات بول رہی تھیں

تم بتاؤ ہاں کر دوں۔۔۔؟اس بات پر انہوں نے آئرہ

کو مزید حیران کر دیا

تھا وہ آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھنے لگی

کیا ہو گیا ہے آپ کو امی۔۔۔ کیسی باتیں کر رہی ہیں

آپ۔۔۔؟ وہ بے یقین

تھی یا شاید اسکے اندر کچھ دکھا تھا

کیسی باتیں۔۔۔؟ تمہیں اپنے گھر کی نہیں ہونا

۔۔۔؟ انکا انداز تلخ تھا آئرہ

کو برا لگا اسے اپنی سانسیں الجھتی محسوس ہوئی

کیا مجھے اس بحث میں پڑنا چاہیے۔۔۔؟ وہ بے حد

نارمل لہجے میں

پوچھ رہی تھی ندرت بیگم اسکی بات پر یک ٹک اسکے

سرخ پڑتے

چہرے کو دیکھنے لگیں

یونیورسٹی میں کوئی پسند ہو تو بتادو۔۔۔" انکی یہ بات

سن کر آئرہ

چند پل تو جیسے کچھ بول ہی نہیں سکی اسے اپنی ماں کی

عقل پر

ماتم کرنا تھا

فش بنادی میں نے۔۔۔" کہہ کر وہ رکی نہیں اوپر

اپنے کمرے کی جانب

بڑھ گئی

میری بات سن لو۔۔۔ جواب دو مجھے آئرہ۔۔۔ کب

تک ایسا چلے گا۔۔۔" وہ

پیچھے سے بلند آواز میں اس سے پوچھتی رہ گئیں لیکن وہ

جیسے آئی

تھی خاموشی سے ویسے ہی واپس اپنے کمرے میں چلی

گئی جہاں

آج کر وہ سب سے زیادہ رہنے لگی تھی

کمرے میں آتے اس نے دروازہ بند کرتے اس سے

ٹیک لگائی اسے ایسے

محسوس ہو رہا تھا جیسے اسکے حلق میں کچھ پھنس گیا ہو

شاید

اسکے آنسوں جو باہر نہیں آرہے تھے بس اندر رہ کر

اسے تکلیف پر

تکلیف دیے جارہے تھے وہ رونا چاہتی تھی مگر رو نہیں

پارہی تھی

وہ کھڑی یہ سب سوچ ہی رہی تھی جب اسکا بیڈ پر پڑا

موبائل رنگ

کرنے لگا اسے لگا وہ بند ہو جائے گا لیکن وہ مسلسل

رنگ کرتا چلا جا رہا

تھا جس سے ثابت ہوتا تھا مقابل اس سے بات کرنے

کیلئے کس قدر بے

تاب ہے

وہ قدم قدم چلتی ہوئی آگے آئی اور دور سے ہی

موبائل سکرین پر چمکتا

ہوا نام دیکھنے لگی

کیا ایک اور موت؟ وہ نام دیکھ بے ساختہ سوچنے لگی یہ

تو طے تھا

کہ اس کی موت پکی تھی جس نے آئرہ خانزادہ کو کال

کرنے کی سب

سے بڑی غلطی کی

پھر بھی اس نے کال پک کر فون کان سے لگا لیا اسے

بھی جیسے اب یہ

چیز نارمل لگنے لگی تھی کہ کوئی اس تک رسائی حاصل

کرے گا اور

موت اسکا مقدر بن جائے گی

کہاں تھی تم ۔۔۔یونی کیوں نہیں آرہی ۔۔۔؟ مقابل

بے تکلف تھا جیسے آئرہ

کے ساتھ اسکی گہری دوستی ہو

آپ کیوں پوچھ رہے ہیں ۔۔۔؟ وہ تڑخ کر الٹا سوال

کرنے لگی

ظاہر ہے مجھے فکر ہے تمہاری۔۔۔" وہ واقعی فکر مند

لگ رہا تھا جب

اسکے پیچھے سے دو بھوری آنکھیں نمایاں ہونے لگی

جن میں اس وقت

وحشت ناچ رہی تھی یہ منظر بے حد خوفناک تھا

آپ کو مجھ سے زیادہ اپنی فکر کرنی چاہئے۔۔۔" آئرہ کا

انداز اب بھی

سخت تھا

تمہاری فکر میری فکر ہی تو ہے۔۔۔ تم ٹھیک ہو ناں

۔۔۔؟ مقابل کے لہجے

میں کیا کچھ نہیں تھا محبت اپنائیت لیکن سب بے کار

کیونکہ اسکے

پیچھے دکھتی دو آنکھوں میں وحشت گہری ہونے لگی

تھی

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ وہ کیوں پوچھ رہی تھی وہ جانتی

تھی اسے تب ہی

مقابل کی دلخراش چیخیں سنائی دینے لگی آئرہ نے

خوفزدہ ہوتے

موبائل یکدم بیڈ پر پھینک دیا اور رہونقوں کی طرح

اسے دیکھنے لگی

جس میں مسلسل کچھ لگنے اور پھر کچھ بہنے کی آوازیں آ

رہی تھیں

یہ چیخیں اب اسکی راتوں کی بچی کچی نیند بھی حرام کر

دینے

والی تھی آئرہ خوفزدہ سی ہوتی پیچھے قدم بڑھانے لگی

اگر کوئی مقابل کے پاس جاتا وہ زمین سرخ ہو چکی تھی

کوئی نہ

پہچان پاتا کہ یہاں کوئی انسان تھا کیونکہ وہاں اب

صرف ٹکڑے پڑے

تھے

پورا پاشا ولا کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اتنی لائٹنگ

کہ رات کو

بھی دن کا سماں لگ رہا تھا ہر جانب لوگوں کی چہل

پہل تھی ہر کوئی

اپنی اپنی خوش گپیوں میں مصروف اس اعلی پارٹی کو

انجوائے کر

رہا تھا جسے پاشا ولا کے بڑے سے خوبصورت سٹائلش

لان میں ہی

منعقد کیا گیا تھا لان کے ایک جانب سامنے کی دیوار کو

بڑے ہی

خوبصورت انداز میں ریڈ اور بلیک غباروں اور پھولوں

کے کومبینیشن

سے دلکش بنایا گیا تھا جن کے بیچ دو بچوں کی تصویر تھی

اور نام

تھا "زامل زالے برتھ ڈے اسپیشل"

ہاں آج ان دونوں کا دن تھا آج وہ دونوں پورے ایک

سال کے ہو گئے

تھے جس کی خوشی ہی ہر ایک میں الگ تھی وہ خود بھی

دونوں اس

وقت سب کے ہاتھوں میں خوش تھے ہر کوئی ان

بچوں کا دیوانہ ہوئے

جا رہا تھا جو تھے ہی اتنے خوبصورت اور کیوٹ اوپر سے

انکی حرکتیں

سب مہمان آچکے تھے لیکن ایک وہی نہیں آئے جن

کا سب سے زیادہ

زیحال کو انتظار تھا

ادر کیا دیکھ رہا ہے تم۔۔۔؟ پیچھے سے زریاب کی آواز

پر وہ کرنٹ کھا

کر مڑا اور بے یقین سی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا

لالا۔۔۔!!!اسکے منہ سے یہ لفظ سنتے زریاب خان

آفندی کی روح تک

جیسے سکون کی وادیوں میں اتر گئی تھی

کیسا ہے میرا زی۔۔۔؟وہ پر جوش ہوتے اسے اپنے

ساتھ لگا گئے

میں ٹھیک ہوں۔۔۔بلکہ بہت زیادہ ٹھیک ہوں

۔۔۔آپ کب آئے اور کون کون

آیا ہے۔۔۔؟وہ بے تابی سے انکو دیکھتے یہاں وہاں باقی

گھر والوں کو

بھی تلاش کرنے لگا چہرہ خوشی سے تمتمانے لگا تھا

سب آیا ہے۔۔۔ تم فکر نئ کرو۔۔۔ تمہارا الا لا ابھی

زندہ ہے۔۔۔" انکی بات

پر زیحال کے دل پر جیسے ہاتھ سا پڑا

ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔۔۔"وہ پھر سے انکے

کندھے سے لگ گیا

اپنوں کو برسوں بعد پا کر کون ظالم یہ تصور بھی کرنا

چاہے گا وہ
شخص اتنے سال سب کے ہوتے یتیمی میں گزارتا رہا

خود کو پتھر

سنگدل بناتا رہا لیکن کوئی اسکے اندر جھانک کر دیکھتا تو

اسے ان

گزرے سالوں کے ہر دن کے الگ زخم ملتے جن میں

وہ پل پل تڑپتا رہا

ہے

تم آج بھی بچہ ہے ہمارے سامنے۔۔۔" زریاب اسکے

چہرے کو تھپتھپاتے

شریر انداز میں بولتے ہنس پڑے کہ تب ہی برلاس

انکے پاس آگیا

بھائی۔۔۔ پامیر بھائی کو ہٹالیں دیکھیں کیا کیا انہوں

نے۔۔۔" برلاس کا

پورا منہ سنو سپرے کی وجہ سے سفید ہوا جھاگوں سے

بھرا پڑا تھا

اسے ایسے سفید بھوت بنے دیکھ زیحال اور زریاب

دونوں کی بے ساختہ

ہنسی چھوٹ گئ

تم نے بھی تو پنگا لیا ہو گا ناں۔۔۔"وہ اسکے سر اور

چہرے کو صاف

کرتے ہوئے اسے آڑے ہاتھوں لینے لگا

میں تو بس زامل کو تنگ کر رہا تھا۔۔۔اسکا بدلہ انہوں

نے لیا۔۔۔"وہ تھا

چھوٹا عمر چاہے جتنی بھی ہو وہ شخص کبھی بڑا نہیں ہو

سکتا جس

کے سر پرست زیحال جیسے بھائی ہوں جو عمر دیکھ کر ناز

نہیں

اٹھاتے وہ بوڑھا ہو جاتا لیکن اپنے بھائیوں کیلئے ایسے

ہی رہتا

لالا میں ابھی آیا۔۔۔ان دونوں کو سیدھا کر کر

۔۔۔"وہ ایکسیوز کرتا

برلاس کو لے کر اس جانب گیا جہاں اسکی پوری فیملی
کھڑی تھی

کومل اور مشی ہنس ہنس کر پاگل ہو چکی تھیں کیونکہ

برلاس آج بھی

بچوں کی طرح پامیر کی شکایت لے کر اپنے باپ کے

پاس گیا تھا اسے

لانے کیلئے

او تیری۔۔۔وہ تو سچ میں بھائی کو لے آیا۔۔۔کومل

بچاؤ۔۔۔اگر۔۔۔چاہتی

ہو عبدلباری کے اور بہن بھائی آئیں۔۔۔" وہ جلدی

سے کومل کی اوٹ

میں چھپتا اسے جھینپنے پر مجبور کر گیا اسکی بات کا مطلب

سمجھتے

کومل نے جھٹ سے پیچھے مڑ کر گھور کر اسے دیکھا

میں نہیں چاہتی۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ شہادت کے رتبے پر

فائز ہو جاؤ۔۔۔" وہ

ہمیشہ کی طرح پامیر کا دل جلانے والا جواب دیتی پیچھے

ہٹ گئی

تاکہ وہ زیحال کو اچھے سے نظر آئے

ہو ناں تم بھی بے وفا۔۔۔ظالم عورت۔۔۔"وہ

دانت کچکچاتے ہوئے ترچھی

نگاہوں سے اسے گھورنے لگا

کہاں ہے یہ میرو کا بچہ۔۔۔اوئے سامنے آؤ

۔۔۔"زیحال کے بلاتے یاقوت نے

کھینچ کر پامیر کو بل سے نکالا

یہ رہا سلطان چوہا۔۔۔چھپ رہا تھا ہاں۔۔۔"یاقوت

کی بات پر سب کے

جاندار قہقہے بلند ہوئے

نہیں بھائی۔۔۔یہ جھوٹا ہے۔۔۔میں نے تو بس دو

تین سپرے کی بوتلیں

خالی کی ہیں بس۔۔۔''آخر میں آواز دھیمی کرتے وہ

سر کھجانے لگا

اسکی دو تین بوتلیں وہ بھی اتنے آرام سے بتانے پر

زیحال نے اسے گھور

کر دیکھا

اور پھر سب کے جو پیٹ میں درد ہوا تھا توبہ۔۔۔ سب

ہنس ہنس کر

پاگل ہو گئے تھے کیونکہ پامیر سلطان اس وقت خود

سفید بھوت بنا

کھڑا تھا بچے بھی اس سے ڈر کر زیحال کے پیچھے چھپ

رہے تھے

اب آیا مزہ۔۔۔ مجھ سے پنگا۔۔۔ ہاں۔۔۔" برلاس

اپنا بدلہ پورا ہوتے دیکھ

اور بھی چوڑا ہو گیا

سیماب اور مورے بھی وہی آ گئے زریاب ان سب کو

زیحال کی فیملی

کے پاس لے آیا تھا سب آپس میں بے حد محبت سے

ملے زمل بھی ان

کے ساتھ ہی تھی جو اپنی ساس کو دیکھ بلکل تیر کی

طرح سیدھی

ہوئی کھڑی تھی تب سے وہ انہی کے ساتھ تھی تو بس

ثابت ہوا

سسرال کی دہشت سب پر ہوتی ہے

بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔۔۔آپ کی دونوں

بیٹیاں کہاں ہیں۔۔۔"

کومل کو جیسے ہی یاد آیا وہ ان بچیوں کو ڈھونڈتی

استفساریہ

پوچھنے لگی

وہ اپنے داراب چاچو کا ویٹ کر رہی ہیں وہاں کھڑی

۔۔۔اس نے کال پر

پر امس تو کیا تھا اب پتہ نہیں ڈیوٹی سے فارغ ہو گا یا

نہیں۔۔۔"

سیماب بے حد محبت اور اپنائیت سے جواب دینے لگی

اسے بھی یہ

تینوں لڑکیاں بہت پسند آئ تھیں سب سے زیادہ زمل

فہد جس نے ان

کی حویلی کے بگڑے خان کو اپنے قابو میں کر رکھا تھا

داراب لالا کی کہیں بات ہوئی ہے کیا۔۔۔؟ کومل کے

اس سوال پر سیماب

کے چہرے کی رنگت تھوڑی متغیر ہوئی

مشی نے فورا اسے پیچھے سے کہنی ماری

کیا کر رہی ہو۔۔۔یہ سوال پامیر بھائی نے سن لیا تو

کھڑے کھڑے خود

کو بیوہ کر لیں گے۔۔۔"اسکی بات پر کومل نے جھٹ

مڑ کر مشی کو

دیکھا

مرد بھی بیوہ ہوتے ہیں۔۔۔؟وہ بے یقینی سے پوچھ

رہی تھی جبکہ مشی

کا دل چاہا اسکا سر پھوڑ دے

پتہ نہیں۔۔۔وہ دیکھو۔۔۔پامیر بھائی۔۔۔"اسکے

منہ سے پامیر کا نام

سنتے کومل نے کرنٹ کھا کر اس جانب مڑ کر دیکھا

جہاں پامیر کیا

کوئی نہیں تھا اس نے واپس سے مشی کو گھورا جو اپنی

ہنسی

دبانے کی کوشش کر رہی تھی

دیکھا۔۔۔میرے بھائی کی دہشت۔۔۔ویسے ہی

ڈرتے ہیں وہ۔۔۔ایسا سب

کو لگتا ہے۔۔۔اصل تو تم ان سے ڈرتی ہو۔۔۔"

بات تو سچ تھی کومل اس

بات کو نہیں جھٹلا سکی کیونکہ واقعی وہ پا میر سے ڈرتی

تھی وہ

الگ بات تھی کہ وہ اسکے آگے کبھی اونچی آواز میں

بات تک نہیں کرتا

تھا یہ بھی اپنی عورت کو مان بخشنے کا ایک طریقہ تھا

ہر رشتہ خوبصورت بن سکتا ہے اگر اسے نبھانے

والے کو اسکی حدود

پتہ ہوں اور کومل میر اس حدود سے اچھی طرح
واقف تھی

ام نے بتایا تھاناں۔۔۔داراب کی بات اسکی کزن سے
ہوئی ہے۔۔۔بہت جلد
انکی شادی ہو گی۔۔۔"سیماب کچھ دیر سوچ کر جواب
دینے لگی
کتنی لکی ہے وہ کزن۔۔۔ہائے کزن میرج۔۔۔اسکا
بھی اپنا ہی مزہ ہے۔۔۔"

اس بار رال مشی کے منہ سے ٹپکتے دیکھ کومل نے اسے

گھورا

یاقوت کو بلاؤں۔۔۔؟اسکے سوال پر مشی کی سانس

جیسے بیچ میں

اٹک گئ

آ۔۔وہ بچے۔۔۔۔بچے رو رہے ہیں۔۔۔میں آتی

ہوں۔۔۔" کہتے وہ فورا سے

کومل کی نظروں کے آگے سے غائب ہو گئ کومل نے

خوب سیماب کا

دل لگا یا دونوں ہم عمر سی تھیں اس لئے دونوں کی

اچھی بن رہی

تھی

بچوں کے کیک کاٹنے کا ٹائم ہو گیا تھا زالے زمل کی گود

میں تھی اور

زامل زیحال کی گود میں کیونکہ جتنا وہ اچھل رہا تھا اس

وقت

زیحال کے قابو میں ہی آسکتا تھا

میرا بچہ کیک کٹ کرے گا ہاں۔۔۔"زمل نے زالے

کا ننھا سا ہاتھ چوما اور

چھوٹی سی نائف اسکے ہاتھ میں پکڑائی ہر نگاہ ان پر ٹکی

تھی

زمل نے آج خاص پشتون گھگا پہنا تھا جس میں قیامت

ڈھانے کی حد

تک خوبصورت لگ رہی تھی زیحال نے ایک بار بھی

اسکی جانب نہیں

دیکھا کیونکہ جانتا تھا دیکھ لیا تو کچھ اور نہیں دیکھ سکے گا

لیکن

یہ بات زمل کو نہیں پتہ تھی تب ہی وہ ناراض ہوئی

جان بوجھ کر

سب کے سامنے مسکرا رہی تھی اصل زیحال کی کلاس

تو کمرے میں جا

کر لگنی تھی

زیحال نے پھر سے گیٹ کی جانب دیکھا اسے جیسے

اب بھی کسی کے

آنے کا شدّت سے انتظار تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکے

انتظار کی

گھڑی ختم ہونے لگی اسے وہی چہرہ نظر آنے لگا جسے

دیکھنے کیلئے وہ

کب سے بے تاب تھا

سامنے ہی گیٹ سے ایک گاڑی اندر داخل ہوئی جس

کے پیچھے گارڈز

کی گاڑی تھی کون واقف نہیں تھا اس گاڑی سے

زیحال کے ساتھ ساتھ

زریاب بھی یکدم سے چونک کر اس جانب دیکھنے لگے

ہر آنکھ اس

جانب لگی اس گاڑی سے اترنے والے کا انتظار کر رہی

تھی جو اس

شخص کو نہیں جانتا تھا لیکن جو جانتے تھے ان پر اس

وقت حیرتوں

کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے کیونکہ آنے والی شخصیت اور

کوئی نہیں خود

نوشیر وال خان آفندی تھے گارڈ نے آگے آکر گاڑی کا

دروازہ کھولا جب

نوشیر وال گاڑی سے اتر کر اپنے کندھوں پر پڑی شال

کو ٹھیک کرتے

سامنے دیکھنے لگے انکو دیکھ زیحال کی آنکھوں میں بے
ساختہ نمی
اتر آئی تھی ہر رشتہ اپنا ایک مقام رکھتا تھا
زریاب آگے آکر انکے ساتھ کھڑے ہو گئے بے یقین
تو وہ بھی تھے
ام کو پتہ تھا آپ ضرور آؤ گے۔۔۔۔" وہ خوشی سے
جیسے پھولے نہیں
سما رہے تھے نوشیروال نے ایک نظر انہیں دیکھا انکی
آنکھوں میں وہی

غصّہ تھا جو اس وقت اتنا اثر انداز نہیں ہو رہا تھا کیونکہ

انکا یہاں

آنا ہی سب کیلئے کافی تھا باقی اختلافات تو ختم ہوتے

رہتے

نوشیر وال انکے ساتھ مل کر آگے آئے جہاں سب

لوگ کیک کٹنگ کا

انتظار کر رہے تھے

سلام بابا۔۔"زیحال نے آگے آکر انکے ہاتھ پر اپنی

پیشانی رکھی اسکی

دیکھا دیکھی زمل بھی جلدی سے سر پر دوپٹہ ٹھیک

سے لیتی انکے

پاس آگئی

زامل زیحال کی گود میں ہی تھا تب ہی وہ اس شخص کو

یک ٹک

دیکھتا چلا جا رہا تھا وہ ننھی سی جان نہیں جانتی تھی کہ وہ

ایک

سال کی عمر میں ہی کتنی بڑی شخصیت کو اپنے سامنے

جھکا چکا تھا

وہ زامل خان آفندی ہی تھا آفندیز کا اکلوتا وارث

نوشیر وال نے زامل کی جانب دیکھا وہ ہاتھ کی انگلی منہ

میں لئے انکو

دیکھ رہا تھا انہوں نے زامل کی جانب جو نہی ہاتھ

بڑھائے وہ جلدی

سے چیخ مارتا زیحال کی گردن میں اپنا ننھا سا چہرہ چھپا

گیا

اسکی یہ حرکت اتنی کیوٹ تھی کہ سب لوگ اس پر

مسکرائے بغیر

نہیں رہ سکے

زامل۔۔۔دادو کے پاس جاؤ۔۔۔"زیحال نے اسے

آگے کر کر نوشیر وال کی

جانب بڑھایا لیکن وہ جانے کے بجائے ٹھس ٹھس

کرنے لگا تھا جیسے

نہ جانا چاہتا ہو تب ہی اسکی نظر یاقوت پر پڑ گئی اس نے

نوشیر وال

کے بجائے اسکی جانب اپنے ننھے ننھے سے ہاتھ بڑھا

دیے تاکہ وہ لے

لے اسے

یہ دیکھ زیحال نے ہڑبڑا کر اپنے باپ کو دیکھا جو اس

بات پر خود پر

کڑا ضبط کئے کھڑے تھے یقیناً یہ بات انہیں سخت

ناگوار گزری تھی

وہ تو پہلے ہی ان سب پر بھڑکے ہوئے تھے

یاقوت خود ہی کسی کے پیچھے ہو گیا تا کہ وہ زامل کو نظر

نہ آئے

اسکی دیکھا دیکھی پامیر اور برلاس بھی دوسرے

لوگوں کی اوٹ میں

کھڑے ہو گئے زامل کو اپنے تینوں چاچو اس وقت نظر

نہیں آرہے

تھے تب ہی مجبوراا سے نوشیر وال کے پاس جانا پڑا تھا

زریاب یہ سب نوٹ کر رہے تھے کاش نوشیر وال

خان آفندی بھی کرتے

ایک بچے کی محبت اسکے باپ کے بھائیوں کیلیۓ جو اس

پر جان وارتے

تھے

زیحال نے کیک کٹنگ کیلئے انہیں آگے کردیا زامل

نے انکی گود میں ہی

کیک کٹ کیا اسکے ساتھ ہی پورے لان میں شور برپا

ہو گیا ڈی جے نے

اسکے نام کا برتھ ڈے سونگ پلے کر دیا

زامل کے ٹھیک کچھ دیر بعد زالے نے زمل اور زیحال

کے ساتھ مل کر

کیک کٹنگ کی

مشی یہ دیکھ رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی شہد رنگ آنکھیں

اس وقت بھیگ رہی تھیں اسے احساس تب ہوا جب یاقوت اسکے پاس

آکر کھڑا ہوا

یاقوت پہلے تو سامنے دیکھتا رہا لیکن جو نہی اسکی جانب چہرہ موڑا

اسے یوں روتے دیکھ وہ ایک دم سے ٹھٹھک گیا وہ رو رہی تھی نہیں

اسکی صرف آنکھیں رو رہی تھیں

مشی۔۔۔؟ تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ یاقوت نے اسکے

قریب ہوتے سرگوشی نما

انداز میں پوچھا اسکی آواز پر مشی ہوش کی دنیا میں آتی

یکدم سے

جیسے سٹپٹا سی گئی

ہ۔۔۔ہاں۔۔۔کیا۔۔۔کیا کہا تم نے۔۔۔؟ وہ جلدی

سے اپنے رخسار پر ہاتھ

پھیرتی الٹا اسی سے سوال کرنے لگی یہ یاقوت کے لئے

حیران ہونے کا

باعث تھا

تم رو رہی ہو۔۔۔؟ وہ اب بھی وہی سوال دھرا کر

مشی کو گڑبڑانے پر

مجبور کر گیا

آ۔۔۔نن۔۔۔نہیں تو۔۔۔میں کیوں روؤں گی میں

پاگل تھوڑی ہوں۔۔۔" وہ

اپنی آنکھوں کو پھر سے برسنے سے باز رکھتی انکے بھیگے

گوشے صاف

کرنے لگی لیکن یاقوت پھر بھی اسے ویسے ہی دیکھتا رہا

بات بتاؤ۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔"وہ اب گہری سنجید گی

سے پوچھ رہا تھا

جیسے اب سیدھا سیدھا جواب چاہتا ہو

مشی نے ایک نظر اس کے چہرے کی جانب دیکھا دل

تھا کہ کسی

گہری کھائی میں ڈوبتا چلا جارہا تھا وہ رونا چاہتی تھی

لیکن لوگوں

کی موجودگی نے اسے اس کی اجازت نہیں دی اس نے

چہرہ موڑ کر

سٹیج پر کھڑے زمل زیحال کو دیکھا جن کی گود میں وہ

ننھی سی

جان اس وقت مستیاں کررہی تھی وہ کچھ پل انہیں

یونہی دیکھتی

رہی

سامنے والے کے پاس وہ چیز دیکھنا جو آپ کے پاس نہ

ہو۔۔۔"بولتے

ہوئے اسکی آواز گھٹنے لگی تھی اس نے زخمی نگاہوں

سے یاقوت کی

جانب دیکھا

اسے دیکھ ہر بار آپ کی نگاہوں میں حسد نہیں ہوتا

کبھی کبھی

۔۔۔

حسرت بھی ہوتی ہے یاقوت۔۔۔"اسکی آنکھیں ایک

بار پھر نہ چاہتے

ہوئے بھی برس پڑی وہ چہرہ جھکائے اپنی آنکھوں کو
خشک کرنے لگی

لیکن اسکی اس بات پر کسی نے جیسے یاقوت کی روح
تک کھینچ لی

تھی وہ ہک دک سا کھڑا اسے دیکھے گیا

مشی اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتی سب کے بیچ سے
نکل کر گھر کے

اندر چلی گئی اسے ایسے جاتے دیکھ یاقوت اپنی جگہ سے
ہل نہیں

سکا تھا اس نے سٹیج کی جانب دیکھا جہاں ایک ہیپی فیملی

تھی

اسکے بھائی کی فیملی پامیر بھی کومل کے ساتھ عبدلباری

کو لئے کھڑا

تھا سب مکمل تھے سوائے ان دونوں کے یہ خالی پن

ان دو کے علاوہ

کوئی تیسرا نہیں سمجھ سکتا تھا جب تک وہ اس بے

اولادی کے درد

سے خود نہ گزرا ہوا ہو

سب لوگ اس خوشی کو پورے جوش و خروش سے

سیلیبریٹ کررہے

تھے جب دو ملازم ایک بڑا سا کیک لے کر آئے جس

پر دو کیوٹ کیوٹ

سے گڈا گڈی بنے تھے وہ کیک بے حد خوبصورت

انداز میں ڈیکور کیا

گیا تھا دیکھنے والے پہلے تو آنکھیں پھاڑ اس کیک کو

دیکھتے پھر جس

کیلئے لئے آیا تھا اس پر رشک کرنے لگے

برلاس نے ایک ریموٹ کا بٹن جیسے ہی پریس کیا اوپر

تاریک آسمان

میں فائر ورک ہونے لگا تھا ڈفرنٹس کلرز کے ساتھ

زمل زیحال

ویڈنگ اینیورسری لکھا گیا تھا زمل کی آنکھیں یہ دیکھ تو

ایک پل

کیلئے پھٹی کی پھٹی رہ گئی جب زیحال نے اسکی کمر

دھیرے سے

تھامتے اسے اپنے ساتھ لگایا اور مسکرا کر اسے دیکھنے لگا

کیونکہ اسکا

خوبصورت نظارہ تو وہ تھی

ہی۔۔۔وہ دیکھیں۔۔۔آپ کا اور میرا نام

۔۔۔"زمل نے خوش ہوتے اوپر کی

جانب اشارہ کیا زامل وہ سب دیکھتا خوشی سے تالیاں

بجانے لگا تھا

جبکہ زالے اب تک اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی

تھی وہ کسی بات

پر اتنی جلدی ری ایکٹ نہیں کرتی تھی

ہاں۔۔۔زمل۔۔۔زیحال۔۔۔"یہ نام ایک ساتھ

لبوں سے ادا کرتے اسکے منہ

میں جیسے مٹھاس سی گھل گئی تھی

چلو بھئی کیک کٹنگ کا ٹائم ہو گیا۔۔۔"برلاس کے

یہاں سب کو متوجہ

کروانے پر سب نے اس جانب دیکھا زالے کو برلاس

لے گیا تھا زیحال

نے زمل کی جانب دیکھا یہ پہلا لمحہ تھا اس ساری پارٹی

میں جب

اس نے زمل کی جانب نگاہ اٹھائی اور وہی ہوا جس کا ڈر

تھا

وہ پشتون گھگے میں ماتھے پر ماتھا پٹی پہنے کانوں میں

بڑے بڑے

جھمکے جن کی چھنک دور تک سنائی دیتی تھی ان سب

میں وہ اسکا

دل دھڑکا دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی

بلکل ایک پٹھان

کی پٹھانی کی طرح

زیحال نے زمل کو دھیرے سے اپنے قریب کیا اور

نائف اسکے ہاتھ

میں پکڑاتے خود اسکا ہاتھ تھام لیا دونوں نے مل کر

ایک ساتھ کیک

کٹنگ کیا آج انکی زندگی کے دو سال ایک ساتھ پورے

ہوئے تھے

زیحال نائف چھوڑتے زمل سے تھوڑا پیچھے ہوا اور

ایک گھٹنا زمین پر

رکھتے اسکے سامنے بیٹھا اسے ایسے بیٹھتے دیکھ مجمعے میں

شور سا

برپا ہوگیا وہی انکے شور سے زمل کی رنگت یکدم سے

سرخ پڑی

شروع ہو جائیں بھائی۔۔۔"برلاس اس سے زیادہ پر

جوش تھا سب نے

ستائشی نظروں سے اس خوبصورت جوڑے کو دیکھا جو

واقعی میڈ

فار ایچ ادھر والا کپل لگ رہے تھے

وہی دوسری جانب یہ دیکھ نوشیر وال خان آفندی کی

آنکھیں بے ساختہ

پھیلنے لگی انہیں کسی نے اس بارے میں نہیں بتایا تھا وہ

صرف زامل

کی برتھ ڈے کیلئے آئے تھے لیکن یہاں یہ سب دیکھ

انہوں نے شدید

غصّیلی نظروں سے اپنی بیوی کی جانب دیکھا وہ سب

زیحال اور زمل

کو ایسے دیکھ اتنے پاگل ہوئے تھے کہ کسی کو بھی انکی

موجودگی

میں یہ سب ہونے کا احساس نہیں ہوا کیونکہ انہیں یہ

سب شدید

ناگوار گزرتا تھا

زمل زیحال خان آفندی۔۔۔" یہ نام لیتے ہوئے وہ

زمل کا دل بری طرح سے

دھڑکا گیا وہ نروس ہوتی اسکی جانب دیکھ تک نہیں پا

رہی تھی

آج میری زندگی کے دو سال تمہارے ساتھ پورے

ہوئے ہیں۔۔۔اور میرے

لئے یہی دو سال میری زندگی کے سب سے حسین

گزرے ہیں۔۔۔"اس

کے لہجے میں دنیا بھی کی محبت تھی

سیماب اسے ایسے دیکھ خوش ہوئے جا رہی تھی

تم کیوں اتنا خوش ہے ام تھوڑی تم کو ایسے بول رہا ہے

۔۔۔" اسے ایسے

خوش دیکھ زریاب نے لگے ہاتھوں اسکے قریب ہو کر

کان میں

سرگوشی کی

ام کو پتہ ہے تم کتنا کھڑوس ہے۔۔۔ تم سے اچھا تمہارا

بھائی ہے۔۔۔ کیسے

باباسائیں سے بھی نہیں ڈرتا۔۔۔" وہ سیماب تھی

اپنے خان کو کیسے

لائن پر لانا ہے بخوبی جانتی تھی

کیا مطلب ام ڈرتا ہے بابا سے۔۔۔؟ زریاب کی ایک

آبرو فورا سے

اٹھی

ہاں۔۔۔ کبھی منایا ایسے اینیور سری۔۔۔ جیسے زی نے

منایا۔۔۔ام کو تو

پتہ ہی نہیں تھا کہ ایسا بھی کچھ ہونے والا ہے

۔۔۔ویسے۔۔۔ ہونے سے یاد

آیا بابا سائیں کدر رہے۔۔۔"اس نے یہاں وہاں

جلدی سے نظر دوڑائی جب

دونوں کی نظر ایک ساتھ نوشیر وال پر جا ٹکی سیماب

نے کرنٹ کھا کر

زریاب کی جانب دیکھا کیونکہ وہ شدید غصّے میں

صوفے پر بیٹھے

سامنے وہ منظر دیکھ رہے تھے

اوہ میرے خدایا۔۔۔ بابا سائیں تو غصّے میں ہیں

۔۔۔خان۔۔۔یہ کیا ہو گیا؟

وہ آگے کا سوچتی پہلے ہی خوف زدہ سی ہونے لگی تھی

تم فکر نہیں کرو۔۔۔ام سمبال لے گا۔۔۔تم ہمارا

بات کا جواب دو۔۔۔اب

ڈرتا ہے۔۔۔؟انکی سوئی ایک ہی بات پر اٹک چکی

تھی

خان۔۔۔تم کو باباسائیں کی فکر نہیں بس اپنی پڑی

۔۔۔گھر جا کر پچ

جاؤ تو جواب پوچھ لینا۔۔۔"وہ تڑخ کر بولتی جلدی

سے مورے کے پاس

جا کر چھپ گئی

زیحال کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ تھی

یہ صرف سال ہیں۔۔۔میں دو سو سال تمہارے

ساتھ بنا رکے بنا تھکے

گزار سکتا ہوں۔۔۔" وہ زمل کو دیکھتے شریر انداز میں

گویا ہوا زمل نے

سب کی موجودگی میں ہچکچاتے ہوئے اس بے شرم کو

ایک نظر دیکھنا

چاہا

جب تک مجھ میں سانسیں باقی ہیں تب تک ۔۔۔ میں

صرف تمہارے ساتھ

جینا چاہتا ہوں ۔۔۔ "وہ دیوانوں کی طرح اپنی محبت کا

اظہار کر رہا

تھا زمل نے ہمت کرتے ذرا سی نظر اسکی جانب کی

کرتے دل جیسے

ہتھیلی پر آکر دھڑکنے لگا تھا

آئی لو یو گلا لے ۔۔۔ تم میری زڑ گیہ ہو ۔۔۔ میری

آتی جاتی سانسیں میرے

وجود میں بسی روح۔۔۔ میرے دل کی ملکہ۔۔۔ تم ہو

زمل۔۔۔ صرف تم۔۔۔"

اسکا انداز اتناد لکش اور حسین تھا کہ زمل کو اپنے

جذبات چھپانا

اس وقت دنیا کا سب سے مشکل ترین کام لگ رہا تھا

زیحال نے اٹھ کر آگے آتے زمل کا ماتھا چوما اور اپنے

کوٹ کی اندرونی

جیب سے ایک باکس نکالا جسے کھولتے زمل کو اس میں

ایک

خوبصورت سا نیکلیس نظر آیا تھا

یہ ایک چھوٹا سا تحفہ۔۔۔"اس نے ڈائمنڈ کا نیکلیس

زمل کی جانب

بڑھایا جسے تھام کر وہ بچوں کی طرح خوش ہوئی اسے

دیکھنے لگی

اس نیکلیس کی قیمت سے زیادہ اس میں اسے دینے

والے کی محبت

خوبصورت تھی

پسند آیا۔۔؟اس نے شریر لہجے میں پوچھتے زمل کے

چہرے پر جھولتی

لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا

بہت زیادہ۔۔۔تھینک یو سوچ خان۔۔۔"خوشی کے

مارے اسکے منہ سے

نکلے جانے والے لفظ پر زیحال سٹک ہوئے اسے دیکھنے

لگا چہرے کے

زاویے ایسے ہوئے جیسے وہ اندر ہی اندر جل کڑھ رہا

ہو

یہ تمہیں سب کے سامنے ہی مجھے خان کہنا ہوتا ہے

۔۔۔"وہ یکدم تڑخ

کر پوچھنے لگا

جی۔۔۔۔"زمل نے زرا سی دانتوں کی نمائش کرتے

جلتے پر پٹرول کا کام

کر دیا زیحال کچھ پل ٹکٹکی باندھے اس شرارتی لڑکی کو

دیکھے

گیا

سب لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے تھے آج

اس کھلی فضا میں

ایک بڑا دستر خوان سجایا گیا تھا جس پر دو فمیلیز بیٹھی

تھیں

اور دونوں کی دونوں زیحال خان آفندی کی فیملی

تھیں

تم گھر کب چلے گا۔۔۔؟نوشیر وال خان کی آواز پر

سب نے بیک وقت

انکی جانب دیکھا انکی اس بات پر سب سے زیادہ برلاس

چونکا

مطلب ۔۔۔؟ زیحال کو واقعی سمجھ نہیں آئ تھی کہ

وہ کس گھر جانے

کی بات کر رہے ہیں

زریاب نے اپنے باپ کی جانب آنکھوں سے اشارہ کیا

لیکن وہ باپ تھے

صرف اپنے دل کی کرتے تھے

خان حویلی کب آنا ہے۔۔۔ جہاں سب تمہارا اپنا ہے

۔۔۔ کب تک ادر رہے گا

تم۔۔۔"انکی بات پر برلاس کا جیسے سانس تک رک

گیا اس نے کھانا

چھوڑتے زیحال کی جانب دیکھا

یاقوت اور پامیر کی بھی یہی حالت تھی کھانا تو جیسے

حلق میں

اٹکنے لگا تھا زریاب نے ضبط سے آنکھیں بند کی انہوں

نے سوچا بھی

نہیں تھا کہ وہ ایسے موقعے پر یہ بات کر جائیں گے

میں اپنوں کے پاس ہی ہوں بابا۔۔۔"زیحال کے

جواب پر نوشیر وال خان

کے چہرے کے تاثرات پل میں متغیر ہوئے مورے

نے ڈر کر سیماب کا

ہاتھ تھام لیا وہ نہیں چاہتی تھیں وہ باپ بیٹا ایک بار پھر

سامنے

آئیں لیکن وہ آرہے تھے یہ بات ہر گز چھوٹی نہ تھی

انکوا تنی مشکل

سے اپنا بیٹا اتنے سالوں بعد ملا تھا اور آج پھر سے یہ

سب ہو رہا

تھا

توام کون ہے۔۔۔آج تم یہ بھی بتا دو۔۔۔"انکا انداز
اتنا تلخ تھا کہ باقی

گھر والے اپنا سانس تک روک گئے وہ غصّے میں آرہے

تھے زیحال نے

اپنی پلیٹ میں نظریں گاڑھ لی

اندر کچھ دکھا تھا شاید اسکا دل۔۔۔وہ کہنا چاہتا تھا وہ

کون ہیں وہ

بتانا چاہتا تھا کیسے انہوں نے اسے توڑا تھا

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔میں جھوٹا نہیں ہوں" وہ

سب کے بیچ کھڑا

چیخ رہا تھا اپنی صفائی دے رہا تھا لیکن کوئی اسکی سننے والا

نہیں

تھا سب کی نگاہوں میں اسکے لئے شک تھا

"مجھ پر یقین کریں۔۔۔میں جھوٹ نہیں کہہ رہا"

اسکی آنکھوں سے

آنسوں تھے وہ روتا نہیں تھا آج بلک رہا تھا کیونکہ عمر

چاہے جو بھی

تھی وہ پٹھان کا بچہ تھا

کچھ یادیں بھلائی نہیں جاتی کچھ یادوں کے زخم روح

میں تازہ رہتے

ہیں اور تھوڑے عرصے بعد پھر سے ان میں

ٹیس اٹھتی تھی

وہ اٹھ کر وہاں سے چلا گیا سب نے اسے جاتے دیکھا

تھا لیکن زمل خود

اٹھ کر اسکے پیچھے گئی تھی

زیحال لان کے دوسری جانب آگیا تھا جہاں ایک بڑا

سا سوئمنگ پول

بنا تھا اسکے کنارے بلیو لائٹنگ کی گئی تھی جس سے

رات کے وقت

وہ سوئمنگ مزید خوبصورت لگ رہا تھا

وہاں آتے اس نے گہری سانسیں لی جیسے اپنے اندر کی

تکلیف انہی

سانسوں کے زریعے نکال دینا چاہتا ہو

لوگ کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ بھی انسان تھا اگر وہ

سب کو مضبوط

بن کر دکھاتا ہے تو کیا وہ کچھ محسوس نہیں کرتا؟ اس

میں دل نہیں

ہے ؟انہوں نے نہ اس وقت سوچا تھا جب اسے سب

سے زیادہ اپنے

باپ کی ضرورت تھی نہ آج سوچا جب وہ خود کو

مضبوط بنائے خود

کو سمبھالے ہوئے تھا

برلاس نے سپاٹ نگاہوں سے نوشیر وال خان آفندی

کی جانب دیکھا

اسکے اندر اس وقت آگ کے شدید شعلے بھڑک رہے

تھے اسکی آنکھوں

کے ڈورے سرخ ہونے لگے یہ بھوری آنکھیں بہت

کم سرخ ہوتی تھیں

لیکن جب ہوتی تھیں تب کسی کی تباہی ہی لاتی تھیں وہ

سچائی سے

بے خبر تھا لیکن اسے جو دکھ رہا تھا وہ یہ کہ اسکے باپ کا

دل دکھ رہا

تھا اور برلاس شاہ کیلیئے یہی بات ناقابل برداشت تھی

عنقریب تھا

کہ اسکے ہاتھ میں پکڑا گلاس وہی ٹوٹ کر چکنا چور ہو

جاتا

زمل اسے ڈھونڈتی ہوئی وہی لان کے پچھلی جانب آ

گئی جہاں وہ

کھڑا تھا چہرہ آسمان کی جانب تھا اسکی پیٹھ زمل کی جانب

تھی

وہ کچھ پل وہی کھڑی اسے دیکھے گئی اوپر جلتا زرد بلب

اسکی پیٹھ

پر روشنی کئے ظاہر کر رہا تھا

زمل دھیرے سے قدم قدم قدم چلتی ہوئی اسکے پیچھے

آ کھڑی ہوئی

اسکی خوشبو ایسی تھی کہ زیحال دور سے اسکی موجودگی

پہچان

لیتا لیکن آج وہ نہیں مڑا مطلب وہ ذہنی طور پر اسی

بھیانک وقت

میں گھر چکا تھا جس میں اسے سب سے زیادہ تکلیف

ملتی تھی

ہی۔۔۔"زمل نے آتے اسے دھیرے سے پکارا اسکی

آواز پر زیحال فوراً اسے

ہوش کی دنیا میں آتے مڑ کر ایک نظر اسے دیکھا اسکے

چہرے پر از حد

پریشانی تھی

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ وہ آگے آتی بے ساختہ اسکا بازو

تھام گئی وہ ڈر گئی

تھی اپنے ہبی کے اس طرح اٹھ کر آنے سے

زیحال نے اسکی آنکھوں میں دیکھا یہ وہی آنکھیں

تھیں جن میں سب

کے بیچ اسے یقین نظر آیا تھا وہ ساکت کھڑا انہی دو

ہیزل آنکھوں کو

دیکھے گیا جیسے آج بھی کچھ تلاش کر رہا ہو اسے ملا تھا

اپنے لئے

محبت کا احساس کون کہتا ہے بیوی صرف بیوی ہوتی

۔۔۔وہ سکون کا

پیکر ہوتی ہے اپنے شوہر کیلئے

تمہیں دیکھ کر ٹھیک ہو گیا۔۔۔"زمل کی آنکھوں میں

دیکھتے وہ دیوانہ

وار بولا تھا کہ زمل بھی ایک پل کیلئے خاموش ہو گئی

چہرے پر اس
پریشانی میں بھی مبہم سی مسکراہٹ در آئی
آپ اٹھ کر کیوں آ گئے۔۔۔؟ وہ عین اسکے سامنے
کھڑی تھی قد اتنا تھا

کہ اسکا سر زیحال کے عین دل کے مقام تک آ رہا تھا
نہیں بیٹھ سکا وہاں۔۔۔" اسکی آواز بوجھل تھی
صدیوں کی تھکن اسکی

اس آواز میں نمایاں ہو رہی تھی زمل اسکے چہرے کو

دیکھے گئی

زمل درمیان کا فاصلہ ختم کرتی اسکے مزید قریب

ہونے لگی اتنا کہ

زیحال کا چہرہ اسکے چہرے پر جھکا ہوا تھا سانسیں اسکے

چہرے سے

ٹکرا رہی تھیں

میرے ہبی۔۔۔کمزور نہیں ہیں۔۔۔"یہ آج صرف

الفاظ نہیں تھے یہ زیحال

کی اندرونی کیفیت کو بیان کر رہے تھے زیحال یک

ٹک اسے دیکھے گیا

جو اسکی آنکھوں میں دیکھتی اسکے اندر کو پڑھ رہی تھی

وہ حالات کا مقابلہ کرنا جانتے ہیں۔۔۔"کیا مان تھا

یہی مان تو زیحال

خان آفندی کی اصل زندگی تھا زیحال دیکھے گیا وہ بے

قابو ہو رہا تھا

وہ ہار رہا تھا اپنے اندر کے اس بچے کے آگے جو آج تک

اسکے اندر تھا وہ

تو جیسے ڈیرہ ہی ڈال چکا تھا

زیحال نے بے خود ہوتے اسے اپنے سینے میں زور

سے بھینچ لیا آج نہ

بھینچتا تو شاید اسکا دل بند ہو جاتا

وہ ہیل کرتی تھی اسے اسکی روح کو۔۔۔وہ زیحال

خان آفندی کی روح

کی غذا جو تھی زمل مزید پریشان ہوتی اسکی کمر پر اپنے

دونوں ہاتھ

رکھ گئی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے

زیحال بے چین ہوتے اسکی گردن میں چہرہ چھپا گیا

اور شدّت سے اس

پر بوسے دینے لگا ہر بوسے میں پہلے سے زیادہ شدّت

تھی جنون بھرا

تھا

ہبی۔۔۔آپ کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟ اسے ایسے دیکھ زمل

کی آواز میں نمی سی

گھلنے لگی وہ اسکے سر کی پشت پر ہاتھ رکھے اپنی ایڑھیاں

اٹھائے

ہوئے تھی کیونکہ اس وقت اسکے کندھے تک آنے

میں اسے خاصی

دشواری پیش آرہی تھی زیحال نے اسکی تگ ودو

سمجھتے اسے اوپر

اٹھالیا

تم سے محبت۔۔۔"ہاں اسے یہی ہوئی تھی اور بے پناہ

ہوئی تھی

تم سے عشق۔۔۔"وہ کیا بول رہا تھاوہ نہیں جانتا تھا یہ

سب وہ بے

خودی میں بولتا چلا جا رہا تھا زمل اسکے کندھے پر اپنی

تھوڑی ٹکائے

بے اختیار مسکرا دی

اس نے ذرا سی پیچھے ہوتے زیحال کے چہرے کو اپنے

دونوں ہاتھوں کے

پیالے میں تھام لیا

گر جاؤ گی۔۔۔"اسکے ہاتھ ایسے کھول لینے پر زیحال

نے اسے سمجھایا

لیکن اس نے نہیں پکڑا زیحال کو وہ اسکے چہرے کو

تھامے اسکی

دونوں آنکھوں کو عقیدت سے چوم گئی کیا سکون تھا یہ

سکون

لفظوں میں بیان کر پانا نہایت مشکل تھا

میرے ہبی نہیں گرنے دیں گے۔۔۔ کبھی بھی نہیں

۔۔۔"اسکے لہجے میں

یقین بھانپتے زیحال کی روح تک جیسے سکون کی

وادیوں میں اترتی

چلی گئی

اتنا یقین ہے مجھ پر۔۔۔؟ وہ یہ سوال پوچھتے ہوئے

جیسے بے یقین سا

تھا زمل اسکی بے یقینی بھانپتے مسکرا دی

نہیں۔۔۔" اسکا نہیں اس وقت زیحال کی سانسیں

روک دینے کیلئے کافی

تھا لیکن اسکا اگلا جملہ جیسے زیحال کو پھر سے زندہ کر گیا

تھا

اپنے خان پر یقین ہے۔۔۔اور خود سے زیادہ یقین ہے

۔۔۔پوری دنیا سے

زیادہ۔۔۔"اسکا ایک ایک لفظ محبت میں ڈوبا ہوا تھا

زیحال کو ایسا مان

بخش رہا تھا جیسے آج اس روئے زمین پر اس سے زیادہ

معتبر شخص

اور کوئی نہ ہو

زیحال کے اندر تکلیف کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ایسے

شانت ہوا جیسے اس

نے کبھی سر اٹھایا ہی نہ ہو وہ بے حد پر سکون تھا اسکا

سکون اسکے

چہرے پر صاف واضح ہو رہا تھا

زیحال نے اسے دھیرے سے زمین پر چھوڑا اور اسکے

چہرے کو تھامتے

بے اختیار اسکے ہونٹوں پر جھک گیا زمل اسکی اس

جان لیوا

جسارت پر تڑپ کر اسکے کالر کو مٹھی میں جکڑ گئی

زیحال پورے

استحاق سے اسکے لبوں کی نمی کو اچھے سے اپنے حلق

میں اتار کر

پیچھے ہوا

زمل نے آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھا جیسے ابھی رو دے

گی کیونکہ اسکی

اس حرکت پر اسے اپنے ہونٹ جلتے ہوئے محسوس ہو

رہے تھے اس نے

آؤ دیکھا نہ تاؤ سیدھا اسکے کسرتی سینے پر مکوں پر کی

بوچھاڑ کر

دی

آؤچ۔۔۔مار دیا ظالم نے۔۔۔"وہ درد کی ایکٹنگ کرتا

ذرا سا آگے کو جھک

کر ٹیڑھی نظروں سے زمل کو دیکھنے لگا جو واقعی اسے

درد ہوتے

محسوس کر کر رک گئی یہی اسکی سب سے بڑی غلطی

تھی زیحال نے

اسکے رکتے اسے ایک ہی جست میں اپنے حصار میں

جکڑتے پھر سے

پوری شدّت سے اسکے ہونٹ چوم گیا

اس بار زمل واقعی رونے لگی تھی اسے روتے دیکھ

زیحال نے ہنس کر

اسے اپنے سینے سے لگا لیا

میرا بچہ۔۔۔"وہ جب بھی اسے "میرا بچہ "کہتا زمل

کا دل بلیوں سا

اچھلنے لگتا تھا

ہبی چلیں۔۔۔سب بیٹھیں ہیں۔۔۔"اسے فوراً اسے

ان سب کا خیال آیا لیکن

سب کے ذکر پر زیحال کی مسکراہٹ مدھم سی ہونے

لگی

ہبی۔۔۔پلیز۔۔۔ چلیں۔۔۔اور غصّہ

نہیں۔۔۔ ٹھیک ہے ؟ وہ پہلے سے اسے

اعتماد میں لے رہی تھی کیونکہ ڈر اسے بھی لگتا تھا

نوشیر وال خان

آفندی سے

اگر آگیا غصّہ تو۔۔۔؟ وہ ایک آبرو اٹھائے استفساریہ

پوچھنے لگا

تو میں آپ کو کمرے میں نہیں گھسنے دو نگی۔۔۔"اسکے

جواب پر زیحال

نے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو"واقعی ؟ "

ویسے مجھے پتہ نہیں تھا۔۔۔کہ میری بنوائی گئی اتنی

بڑی ونڈو میرے

اس کام آئے گی۔۔۔"وہ چلتے ہوئے شریر انداز میں

اسے چھیڑنے لگا زمل

نے پیچھے مڑ کر اسے گھور کر دیکھا

میں اسی ونڈو سے آپ کو دھکا دے دونگی۔۔۔"وہ

کسی لڑاکا بیوی کی

طرح غرا کر بولی اسکے انداز پر زیحال کی بے ساختہ

ہنسی چھوٹ

گئی ان دونوں کو ایسے ہنستے ہوئے آتے دیکھ برلاس کے

تنے اعصاب

پل میں ڈھیلے ہوئے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ در

آئی

وہ دونوں واپس اپنی جگہ آکر بیٹھ گئے زی حال کا موڈ

اب قدرے

بہتر تھا یہی بات کچھ لوگوں کی رکی سانسیں پھر سے

بحال کر گئی

تھی

سب نے ایک خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا کوئی اگر

بچوں کی

طرف دیکھتا تو پتہ چلتا وہ دہشت گرد کی اولادیں اس

وقت کیا گل

کھلا رہی تھیں

وہ بھی اسی میز پر تھے اور اپنے حصّے کی تباہی مچا

رہے تھے

سب سے بڑھ کر زامل جس کے ہاتھ کی ننھی سی مٹھی

اس وقت

رائس سے بھری پڑی تھی زالے کے منہ پر کیک لگا تھا

جس سے وہ کیوٹ

بندریا لگ رہی تھی اور عبدلباری جو اپنے کاٹ میں لیٹا

تھا پیچھے وہ

بھی نہیں رہا تھا زارا لے وہی کیک والا ہاتھ اسکے منہ پر بھی مل رہی تھی

اور وہ بھی مزے سے چپ چپ کرتا کھائے جا رہا تھا

یہ داراب کدر رہ گیا۔۔۔اسکا ڈیوٹی پورا ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔۔۔"

زریاب جو کب سے اسکا انتظار کر رہے تھے آخر میں کوفت سے بول

پڑے وہ چاہتے تھے سارے بھائی آج اکٹھے ہوں

کہ تب ہی مشی کی نظر گیٹ سے اندر آتی جیپ پر

پڑی

وہ آگئے داراب۔۔۔"اسے دیکھتے وہ یکدم سے چیخ

پڑی سب نے پیچھے

مڑ کر دیکھا تھا جبکہ یاقوت نے سیدھا مشی کو گھور کر

دیکھا

د۔۔۔ا۔۔ر۔۔ا۔۔ب۔۔۔داراب بھائی۔۔۔"اس

نے جلدی سے اپنے جملے کی

تصحیح کی اس سے پہلے وہ اسکے انچر پنچر صحیح کرتا

داراب شاید اپنی ڈیوٹی سے سیدھا یہی آیا تھا تب ہی وہ

اپنی وردی

میں تھا اور وردی میں تو لگتا ہی حد سے زیادہ ہینڈسم اور

چارمنگ

اتنا کہ جو بھی لڑکی دیکھے اپنے دل دے بیٹھے اس پٹھان

کو

اسلام علیکم۔۔۔ایوری ون۔۔۔"اس نے آتے سب

کو سلام کیا اور اپنے ہاتھ

میں پکڑا ایک زیحال کی جانب بڑھا دیا

ہیپی اینیورسری نہیں بولونگا۔۔۔ کیا اکھاڑ لیا ان دو

سالوں میں۔۔۔ صرف

دو بچے۔۔۔؟ وہ زیحال کے کان کے قریب ہوتے

سرگوشی کرنے لگا اسکی

بات پر زیحال نے حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھا

جو دنیا کیلئے

منہ سے آگ نکالنے والا ڈریگن تھا لیکن زیحال کے

ساتھ ملتے اسکے اندر

کوئی شرارتی آتمہ گھس جاتی تھی

زیحال نے کیسے اپنی ہنسی روکی تھی یہ وہی جانتا تھا

داراب زمل کے

سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے بچوں کو تلاش کرنے لگا

انکی پارٹی سب

سے الگ ناراض ہو کر بیٹھی تھی وہ الگ بات تھی کہ

انکی ناراضگی

دکھ کہیں نہیں رہی تھی

داراب نے دو چھوٹے چھوٹے بکے جو وہ زامل زالے

کے لئے لایا تھا لیکن

ان کی حالت دیکھ اسے بکے سے زیادہ پانی کی ضرورت

محسوس

ہوئی کیونکہ ان افلاطون بچوں کو دیکھ صاف پتہ چل

رہا تھا بات انکے

نہلانے تک آ پہنچی ہے

یہ کیا۔۔۔داراب کا کا کی جان کیا حالت بنالی

۔۔۔میرے بچوں نے۔۔۔"وہ

بکے ایک سائیڈ پر رکھتا انکے چھوٹے سے ٹیبل کے

پاس بیٹھ گیا انکی

چھوٹی چھوٹی کرسیاں دیکھ اسے اپنے بڑے ہونے پر

ہنسی آرہی

تھی سب انکو ایسے دیکھ ہنسنے لگے کیونکہ وہ لگ ہی اتنے

کیوٹ رہے

تھے

زالے دونوں ہاتھ کھولے ٹکر ٹکر داراب کو دیکھنے لگی

عبدلباری اپنے

ہی ہاتھوں کو منہ میں لئے کھیل رہا تھا اور زامل وہ کب

کسی کو

دیکھتا تھا باپ کی طرح جو کام کرنے لگ جائے بس

اسی پر سارا

دھیان دیتا تھا اب بھی وہ یہی کر رہا تھا اسکا سارا فوکس

ان چاولوں

کو برباد کرنے کا تھا جو کافی حد تک اسکے منہ میں بھی

بھرے ہوئے

تھے

یا اللّٰہ۔۔۔یہ کیا حال بنا لیا تینوں نے۔۔۔"زمل

داراب کی آواز سن کر

جیسے ہی اٹھ کر آئی سامنے اتنی تباہی پھرتے دیکھ وہ

بے ساختہ سر

پکڑ گئی زامل اور زالے اپنی ماں کو دیکھ اپنے دو دو

خرگوش جیسے

دانتوں کی نمائش کر کھلکھلا کر ہنسنے لگے یہ بھی کیوٹ

اس لئے بن

رہے تھے تاکہ بچت ہو جائے

زالے اس وقت پنک کلر کے بے بی فراک میں تھی

جو گھٹنوں تک مشکل

سے آرہا تھا اسکے نیچے پیارے پیارے سینڈلز جن میں

اسکے گولو مولو

سے پیر اور بھی کیوٹ لگ رہے تھے لیکن اس وقت

اسکے ہاتھ منہ اور

کپڑے سب کیک میں بھرے پڑے تھے

زامل نے زیحال کے جیسا تھری پیس چھوٹا سا سوٹ

پہنا تھا جس میں

باپ کی طرح ہی ہینڈ سم کیوٹ لگ رہا تھا دونوں میں

کوئی فرق نہیں

تھاوہ جیب میں موبائل رکھ رہاتھااور زامل اپنی چھوٹی

چھوٹی

پاکٹس میں چاول بھر رہاتھاکوئی پوچھے اس سے وہ اس

کاکرنے کیا

والا تھابس اپنے باپ جو کرتے دیکھتا اسے بھی وہی

سب کرناہوتاتھا

یہ بات زمل اب نوٹ کرنے لگی تھی اگرزیحال غلطی

سے بھی خودیہ

بات نوٹ کر لیتا تو دوبارہ اسکے سامنے اپنے کام کی ایک کال بھی نہ

اٹھاتا جو اسے بچہ سمجھ کر اسکے سامنے لگا رہتا تھا

اور چھوڑ وانکو اکیلا۔۔۔''کومل بھی اٹھ کر اسکے ساتھ ہی آگئی

کیونکہ اسکا بیٹا بھی پیچھے نہیں رہا تھا وہ چھوٹا سلطان ابھی سے

اپنی ہونے والی بیوی کا زن مرید بن چکا تھا وہ جو کھا رہی تھی خود

بھی وہی کھارہاتھانہ صرف کھارہاتھامنہ سے نکلا کیک

ہاتھوں پر

ملتے پورے چہرے کو بھر لیا تھا

زامی۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا ہے منہ میں۔۔۔دکھاؤ

۔۔۔آاااا۔۔۔کرو۔۔۔"زمل نے اسکا

منہ جیسے ہی بھرے دیکھا یکدم ٹھٹھک کر اسکے پاس

بیٹھتی منہ

میں انگلی دینے لگی جس کے بعد چاولوں کا ڈھیر برآمد

ہوا تھا

کیس کرو اس چھوٹے دہشت گرد پر چاول سمگل کر رہا

تھا۔۔۔" پامیر

کی بات پر سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی

سوری۔۔۔میں اتنی چھوٹی ہتھکڑی نہیں لایا اسکو تو

میں۔۔۔ایسے ہی

گھمادونگا۔۔۔" داراب نے زامل کو اٹھاتے اپنی گود

میں لے لیا اور دے

دھڑا دھڑ اسکے پھولے ہوئے گالوں کو چوم چوم کر

لال کر دیا

ببـ۔۔۔ببـ۔۔۔"زالے کی نظر وہی آتے زیحال

پر جیسے ہی پڑی اس نے فورا

سے اسکی جانب ہاتھ کر دیے اور گھٹنوں کے بل چلتی

ہوئی اسکی

جانب بڑھنے لگی

جی بب۔۔۔بب کی جان۔۔۔"اس نے آتے زالے

کو اٹھالیا زمل جوان دونوں

کو گھور رہی تھی اب انکو چھوڑے ان بڑوں کو دیکھ رہی

تھی جن کو

بچے گندے نظر نہیں آرہے تھے بس پیار کرنا تھا

میرا بیٹا کیک کھارہا تھا۔۔"اسکے منہ پر کیک دیکھ

زیحال نے ایک نظر

انکے چھوٹے سے ٹیبل پر دوڑائی ملازموں نے ان کے

ٹیبل کو بھی بلکل

شاہی ٹیبل کی طرح سجایا تھا یقیناً مینڈک والے

معاملے کے بعد بچارے

اس قدر ڈر چکے تھے

بب۔۔۔ببا۔۔۔آاااا۔۔۔۔" وہ اپنے ہاتھ پر لگے

ننھے سے پیس کو دیکھتی

زیحال کو ہی آاا کرنے کا اشارہ کرنے لگی یہ دیکھ

زیحال کو ہنسی تو

آئ تھی لیکن وہ منہ بھی کھول گیا تھا اس نے زندگی

میں جھوٹا پہلی

بار زمل کا کھایا تھا اور اب اپنے بچوں کا

میرا شہزادہ بیٹا۔۔۔"اس نے زالے کے گال پر زور

سے کس کی جو زامل

دی چھوٹا پاشا کی نظروں سے بچ نہیں سکی

اس نے دور سے ہی ایسی چیخ ماری کہ سب بوکھلا کر

اسے دیکھنے

لگے وہ یاقوت کی گود میں تھا اپنے باپ کے پاس زالے

کو دیکھ اسکی

گود میں ہی نیچے اترنے کی تگ و دو کرنے لگا اسکی اتنی

کوششیں

دیکھ یاقوت نے ہنستے ہوئے اسے نیچے چھوڑ دیا وہ جلدی

جلدی مٹ

مٹ گھٹنوں کے بل چلتا ہوا زیحال کے پاس جا کر

رونے لگا کہ اسے بھی

اٹھاؤ

اس نے دونوں کو اپنے ایک ایک بازو پر لے لیا زامل

اسکی گود میں آتے

اپنے خرگوش جیسے دانتوں سے زیحال کے گال پر

بائٹ کرتے اپنے

غصّے کا اظہار کرنے لگا کہ اسے کیوں چھوڑا اسے پیار

کیوں نہیں

کیا

اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔سوری۔۔۔بب

۔۔۔بب کی سوری۔۔۔"زیحال کی

ہنسی گہری ہوتی چلی جا رہی تھی اسکا بیٹا اتنا پوزیسیو نکلے

گا یہ

کسی نے نہیں سوچا تھا

زالے نے زیحال کے دوسرے گال پر نرمی سے کس

کی یہ عمل سب کو

چونکا گیا تھا خود زیحال کو بھی یہاں بیٹے اور بیٹی کا فرق
واضح تھا

وہ بیٹی تھی باپ پیار نہ بھی کرتا تو وہ کرلیتی یہ دیکھ
زیحال کو

اپنی جان کے ٹکڑے پر ٹوٹ کر پیار آیا

نوشیروال اسے بچوں کے ساتھ اتنا خوش دیکھ بے
ساختہ مسکرا دیے

انکا چھوٹا بیٹا بڑا ہو گیا تھا آج اسکے بھی اپنے بیوی بچے
تھے

زامل کو ادر لاؤ۔۔"انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ

آگے بڑھاتے زریاب کو اسے

لانے کا اشارہ کیا وہ سر خم کرتے زیحال کی جانب بڑھ

گئے اور اس سے

زامل کو لے کر نوشیر وال کے حوالے کر دیا

زیحال یہ سب دیکھ رہا تھا اور نوٹ بھی کر رہا تھا کہ

اسکے باپ نے یہ

پیار زالے کو نہیں دیا کیوں یہ وہ اچھے سے جانتا تھا وہ

بیٹی تھی

اور پرانے لوگوں کی سوچ کہ بیٹی پرایا دھن ہوتی ہے

اسی سوچ نے

کتنی بیٹیوں سے انکے گھر چھین لئے انکو اصل محبت

سے محروم کر

دیا

زیحال نے زالے کو زور سے اپنے سینے میں بھینچ لیا

نہیں اسکی بیٹی

پرایا دھن نہیں تھی وہ زیحال خان آفندی کی بیٹی تھی

جس کے

قدموں میں وہ پوری دنیا لا کر رکھ سکتا تھا جس کی

محبت اس کے

لئے کافی ہو سکتی تھی زالے آفندی کو کسی کی ضرورت

نہیں تھی

کیونکہ اسکے پاس اسکا باپ تھا" زیحال خان آفندی"

تب ہی یاقوت اور پامیر بھی اسکے پاس آ گئے زالے انکو

دیکھ اپنا

ننھا سا ہاتھ انکی جانب بڑھا کر خوشی سے کھلکھلانے لگی

لیکن اپنے

باپ کی گود سے نیچے نہیں اتری

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ زیحال کو ایسے کھڑے دیکھ

یاقوت نے دھیمی آواز

میں استفسار یہ پوچھا زیحال اسے کیا جواب دیتا کہ

اسے کیا محسوس

ہوا ہے

تمہیں میری بیٹی سے محبت ہے۔۔۔؟ وہ یہ سوال

کرتے یاقوت کے ساتھ

ساتھ پامیر کو بھی چونکا گیا تھا کسی نے انکے دل کو جیسے
مٹھی

میں لے لیا تھا

کیسی بات کر رہے ہیں بھائی۔۔۔اس میں جان بستی

ہے ہماری۔۔۔"ان کے

لب و لہجے میں اس وقت دنیا بھر کی محبت شامل تھی

واقعی وہ

بھائی زامل سے زیادہ زالے پر جان دیتے تھے اسے تو

گود میں بھی ایسے

لیتے تھے جیسے وہ کوئی موم کی گڑیا ہوا سے شہزادیوں
کی طرح
ٹریٹ کرتے تھے
زیحال کچھ نہیں کہہ سکا وہ خاموشی سے اپنے لب
زالے کے گال پر
ٹکا گیا وہ بھی بلکل ساکت اپنے بب۔۔۔بب کے
ساتھ چپکی اپنے دونوں
چاچو کو دیکھ رہی تھی

سب لوگ بچوں کے ساتھ مگن تھے ان سے ماحول

مزید خوش گوار ہو

گیا تھا لیکن زیحال کو زالے کی وجہ سے گل کی کمی

محسوس ہونے

لگی تھی اس نے سب کو دیکھا اسکے پاس سب تھے

اسکے اپنے لیکن

گل نہیں تھی یہ احساس اسکا دل بھاری کرنے لگا

وہ خاموشی سے زالے کو لئے ایک کرسی پر آ کر بیٹھ گیا

باقی سب اپنی

باتوں میں مشغول تھے داراب برلاس کو اچھا بچہ بننے

کی تاکید کر

رہا تھا اسکی گود میں بیٹھا ازامل یہ سب باتیں اتنی غور

سے سن رہا

تھا جیسے اسے بھی سمجھ آ رہی ہو

لالا۔۔۔" اسکے پکارنے پر زریاب نے مڑ کر اسکی

جانب دیکھا وہ از حد

سنجیدہ بیٹھا تھا

آپ سے کچھ پوچھوں۔۔۔؟ اسکے اس انداز پر زریاب

کی مسکراہٹ پل

بھر میں معدوم ہوئی وہ دھیرے سے اسکی جانب مڑ کر

بیٹھے اور اس

کے چہرے کو دیکھنے لگے

بلا جھجک پوچھو۔۔۔ کوئی بات ہے۔۔۔؟ اسے

پریشان دیکھ انہیں بھی

پریشانی سی ہونے لگی تھی زیحال نے گہری سانس ہوا

کے سپرد کی

وہ جب سے ملائشیا آیا تھا ایک بار بھی خان حویلی نہیں

گیا تھا نہ

کسی کو بتایا کہ وہ کیوں نہیں گیا کیونکہ جاتا تو اسے یاد آتا

کہ وہاں

اسکی بہن نہیں ہو گی اسکی گل نہیں ہو گی

گل کی موت کیسے ہوئی۔۔۔؟ یہ سوال کرتے اسکی

آواز میں نمی سی

گھل گئی تھی لیکن دوسری جانب زریاب کو لگا جیسے

کسی نے انکی

سانسیں روک دی ہوں انکے چہرے کی رنگت یکدم

سے فق پڑ گئی

زیحال ان کے چہرے کو ہی دیکھ رہے تھے جب اسے

انکی آنکھوں میں

خوف کا سایہ سا لہراتا ہوا محسوس ہوا

بتائیں لالا۔۔۔" انہیں خاموش دیکھ اس نے پھر

استفسار یہ پوچھا

تم کیوں پوچھ رہا ہے یہ۔۔۔کچھ ہوا ہے۔۔۔؟ وہ

ہڑ بڑاہٹ کے مارے ٹھیک

سے اپنا سوال تک نہیں کر پائے انکو ایسے دیکھ زیحال

کی آبرو ذرا

سی اچکی اور ایسا تب ہوتا تھا جب اسے کچھ کھٹکتا تھا

کیا میں نہیں پوچھ سکتا۔۔۔؟ وہ بہن تھی میری مجھے

حق ہے یہ جاننے

کا کہ وہ کیسے اس دنیا سے گئی۔۔۔" یہ سوال کرتے وہ

بظاہر نارمل

لگ رہا تھا لیکن کوئی اسکے دل سے پوچھتا جو کسی گہری

کھائی میں

ڈوبتا چلا جارہا تھا اپنے کسی ایسے رشتے کے بارے میں

جو آپ کے

سب سے زیادہ قریب رہا ہو یہ پوچھنا کہ وہ کیسے مرا

۔۔۔یہ سوال کرتے

وقت کم از کم سوال کرنے والا خود ایک بار ضرور مرتا

ہے

زریاب کچھ دیر تو خاموش رہے کیونکہ انکے پاس آج

اس سوال کے

جواب دینے کیلئے الفاظ نہیں تھے

خان۔۔۔ باباسائیں نے نکلنے کا بولا ہے۔۔۔" اسی

وقت سیماب نے آکر

انہیں باباسائیں کا پیغام پہنچایا سیماب کی بات سنتے وہ

ایک ہی

جست میں اٹھ کھڑے ہوئے

ام کو نکلنا ہو گا زی۔۔۔" انکی بات پر زیحال نے سرد

نگاہوں سے ایک بار

انکی جانب دیکھا وہ تھوڑا متجسس سا ہونے لگا تھا کہ اس

نے اتنا

مشکل سوال نہیں کیا تھا جتنا مشکل انکا جواب دینا ہو گیا

تھا

وہ بھی انکے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا

میں جواب کا منتظر رہوں گا لالا۔۔۔"وہ کب باتوں کو

چھوڑتا تھا خاص

طور پر تب جب اسے کوئی بات کھٹک جائے

داراب کی جگہ تم کیوں نہیں پولیس میں چلا جاتا

۔۔۔"اسکے اس انداز

پر زریاب نے بات کا رخ موڑنے کے لئے تڑخ کر کہا

جس پر زیحال نہ

چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا

آپ نے اپنی کرسی چھوڑ دی۔۔۔ صرف اس لئے کہ

کہیں ہم دونوں آمنے

سامنے نہ آجائیں۔۔۔اب کیا چاہتے ہیں دار اب لالا

سے بھی انکی وردی

چھین لوں۔۔۔"اسکی بات پر زریاب نے اسے گھور

کر دیکھا اسکا بھائی

لاڈلا آج بھی تھا اسکی وجہ سے انہوں نے اپنی کرسی

چھوڑ دی

کیونکہ وہ زیحال کا اصل روپ جانتے تھے اور وہ نہیں

چاہتے تھے کہ

وہ اس کرسی کی وجہ سے اپنے بھائی کو خود سے بد ظن

کر دیں

تم کو کسی دن ام بتائے گا۔۔۔ماڑا تمارے لئے ام نے

کرسی چھوڑ دی

لیکن ام کرسی واپس لے گا تم کو سیدھا کرنے کے بعد

۔۔۔"زیحال انکی

بات پر گہرا مسکرادیا

وہ دونوں ایک ساتھ لان میں آگئے مہمان جا چکے تھے

صرف گھر کے

افراد پیچھے رہے تھے خان حویلی کے سب افراد بھی

جانے کیلئے اب

نکل رہے تھے

بہت اچھا لگا تم سب سے مل کر۔۔۔ کبھی آؤ ناں حویلی

۔۔۔وہ بھی تو

تم سب کا اپنا گھر ہے۔۔۔"سیماب کا دل نجانے کیوں

یہاں سے جانے کا

نہیں کر رہا تھا

وہاں اسے اس بیلا ڈائن کی شکل دیکھنی پڑتی تھی اور

کوئی تھی بھی

نہیں کومل مشی اور زمل کی طرح جن میں محبت بے

مثال تھی وہ

آپس میں بہنوں کی طرح رہتی اصل محبت یہاں تھی

پاشاولا میں

آپ لالا کو بولیں وہ لے کر آئیں ہمیں۔۔۔ہمارے

والے تو آنکھوں سے دیکھ

کر ہی مار دیتے ہیں۔۔۔"مشی کی بات پر سیماب کے

ساتھ ساتھ کومل

بھی ہنس پڑی بات تو سچ تھی اور اب اسکے منہ سے

داراب کا سن کر

تویا قوت نے مشی کی آنکھیں نکال کر ان سے کنچے کھیلنے تھے

وہ سب لوگ ایک ساتھ اپنی اپنی گاڑیوں میں حویلی روانہ ہو گئے تھے

انکے جاتے سب لوگ اندر آ گئے

پورے دن کی بھاگ دوڑ نے سب کی کمروں کو تختہ بنا دیا تھا

اسے سلا دینا مجھے نیند آئی ہے بہت زور کی

"کومل عبدلباری کو ـــ

پامیر کی گود میں دیتی خود کمرے میں سونے چلی گئی

اسے ایسے

جاتے پامیر کبھی اسے دیکھتا تو کبھی عبدلباری کو جو اپنے

باپ کی

گود میں ہی کروٹیں بدلنے لگا تھا

دیکھا۔۔۔تم پر ساری محنت بھی میری لگی۔۔۔اور

اب سمبھالوں بھی

میں ہی۔۔۔رکو تم ظالم عورت۔۔۔"وہ اٹھ کر خود

بھی اسکے پیچھے گیا

لیکن آتے کیا دیکھا

کومل بنا چینج کیے ایسے ہی لیٹ چکی تھی واقعی وہ زیادہ
تھکی تھی

پہلے ہوسپٹل اور پھر یہ فنکشن

چلو۔۔۔سونے دیتے ہیں مما کو۔۔۔آپ یہاں لیٹو
۔۔۔"عبدلباری کو دھیرے
سے بیڈ پر لٹاتے اس نے کومل کے پیروں میں پہنی
سینڈلز اتار کر نیچے

رکھی اور اسے اپنی بانہوں میں اٹھا کر دھیرے سے

ٹھیک کر کر تکیے

پر لٹانے لگا

اس دوران اسکی آنکھ کھل گئ لیکن وہ صرف مسکرائی

تھی پامیر

نے اسکی پیشانی چومتے کمفرٹر ٹھیک کیا اتنے میں

عبدلباری بے چین

ہوتے رونے لگا تھا

کیا ہوا۔۔۔ بابا کی جان۔۔۔ کیوں رو رہے ہو

۔۔۔" وہ جلدی سے اسکے پاس

گھوم کر آیا وہ دھیمی آواز میں روتے ہوئے ہاتھ پیر

مارنے لگا تھا

اسکا ڈائپر بدل دو۔۔۔" کومل کی آنکھیں بند اور آواز

نیند سے بوجھل

تھی لیکن پھر بھی وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کیوں رو رہا

ہے وہ ماں

تھی

پامیر نے آنکھیں پھاڑ کر اپنے چھوٹے پیکٹ کو دیکھا جو

اب رو تو

نہیں رہا تھا منہ میں انگلی لئے اپنے باپ کا انتظار کر رہا

تھا

میں ۔۔۔ میں اب اسکا ڈائیپر بھی چینج کروں

۔۔۔ نہیں ۔۔۔ یہ ظلم ہے ۔۔۔" وہ

تقریباً رو دینے کو تھا کومل گہری نیند میں چلی گئی تھی

تب ہی اس

کی بات نہیں سن سکی

عبدلباری اوں۔۔۔اوں کرتا پھر سے بے چین ہونے

لگا پا میرا اسکا ریڈیو

آن ہونے سے پہلے اسے اٹھا کے کمرے سے باہر لے

آیا

یہاں رواب۔۔۔میں ڈائیپر کیسے چینج کروں

۔۔۔؟وہ عبدلباری کو گود

میں لئے کھڑا سوچنے لگا اور اسے لے کر لاؤنج میں آ

گیا

سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے ایک وہی

باپ بیٹا تھے جو

رات کو الو اور اسکے پٹھے کی طرح جاگ رہے تھے

تمہیں بھی ابھی سو سو کرنا تھا۔۔۔ صبح نہیں کر سکتے

تھے۔۔۔ بس

ڈائریکٹ ٹینکی فٹ ہے۔۔۔" وہ جھنجھلا کے ناک

منہ سکوڑتا اسکا ڈائپر

نکالنے لگا

عبدلباری اپنے باپ کو دیکھ تیزی سے ہاتھ پیر چلا کر

اپنی خوشی کا

اظہار کر رہا تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی یہ چھوٹی

چھوٹی

چلتی ہوئی ٹانگیں اسکے باپ کیلیئے کتنی مشکل کھڑی کر

رہی ہیں

اوئے سکون سے لیٹو۔۔۔ایک تو میرا کام بڑھا دیا اوپر

سے غنڈا گردی

کر رہے ہو۔۔۔" پامیر کی ڈانٹ پر وہ کھلکھلا کر ہنسنے

لگا اسکی اتنی

کیوٹ سمائل دیکھ پامیر برف کی طرح پگھلنے لگا

اس نے جھک کر اسکے دونوں گال چومے

میرا بچہ۔۔۔" وہ کر تو رہا تھا کوشش لیکن اسے اپنی

کوشش ناکام ہوتی

محسوس ہو رہی تھی

اتنے میں زیحال کمرے سے باہر نکل آیا اسکے ہاتھ میں

پانی کا جگ تھا

شاید وہ پانی لینے آیا تھا جب اسکی نظر ان باپ بیٹا پر پڑی

وہ تھوڑا

متجسس ہوتے کچن کے بجائے انکے پاس آ گیا

کیا کر رہے ہو۔۔۔؟ اسکی آواز پر پاپا میر نے مڑ کے اسکی

جانب دیکھا اور

دیکھتے رونے والا منہ بناتے ڈائپر آگے کر دیا

بیوی کا ظلم و ستم سہہ رہا ہوں اور کیا۔۔۔" وہ عنقریب

اب سچ میں

رو دینے والا تھا اسکی حالت دیکھ زیحال کو ہنسی آئ اس

نے جگ

ٹیبل پر رکھا اور پامیر کے ہاتھ سے ڈائیپر لے کر خود

اسکی جگہ بیٹھ

گیارات کے اس وقت بابا کے ساتھ بڑے بابا کا اضافہ

عبدلباری کی

خوشی مزید بڑھا گیا تھا

زیحال نے بنا منہ بنائے اسکا ڈائیپر چینج کیا اور اسکے

سامنے عبدلباری

بھی بلکل خاموش لیٹا اسے دیکھ دیکھ کر پاگل ہوئے جا

رہا تھا

یہ اسکا باپ ہے وہ نہیں جسے سمجھ کر تم گھور رہے

ہے

---"پا میرا اپنے

بیٹے کی حرکت نوٹ کرتا اسکے کان میں سرگوشی

کرنے لگا جسے

زیحال کے تیز کان بخوبی سن چکے تھے

ہی ہی---مذاق تھا---ویسے آپس کی بات ہے

---یہ رشتہ آپ نے دل سے

کیا ہے ناں ۔۔۔؟ وہ پوچھ ایسے رہا تھا جیسے اسے ڈر ہو

کہ کہیں اس

نے اپنے بھائی کی محبت میں تو ایسا کچھ نہیں کیا اگر ایسا

تھا تو

یہ بچوں کے ساتھ ناانصافی تھی

زیحال نے ایک گہری نظر سے عبدلباری کو دیکھا

نہیں ۔۔۔ یہ میں نے اپنی بیٹی کی محبت میں کیا ہے

۔۔۔ میں جانتا ہوں

عبدلباری اسکی حفاظت کرے گا۔۔۔اپنی جان سے

بڑھ کر میری بیٹی کو

تحفظ دے گا۔۔۔ میرے بعد اگر کوئی میری بیٹی کو

سب سے زیادہ

چاہے گا تو وہ عبدلباری ہو گا۔۔۔"کیا مان تھا محبت

تھی اسکے لہجے

میں پامیر بھی چند پل تو جیسے کچھ بول ہی نہیں سکا

زیحال کی نظر عبدلباری پر ٹکی تھیں اسے اسکے اندر وہ

مستقبل نظر

آتا تھا جو وہ سوچتا تھا اسکی بیٹی کا مستقبل عبدلباری کے

ساتھ

وہ جانتا تھا وہ جن کاموں میں ملوث ہے ان میں وہ

زیادہ عرصہ نہیں

جی سکے گا اس نے بہت لوگوں کے گریبان پر ہاتھ

ڈال رکھے تھے جو

اس وقت اسکی جان کے سب سے بڑے دشمن بن

چکے تھے اور موقع

ملتے اسے ختم کر دیتے

پامیر نے تڑپ کر اسکا ہاتھ تھام لیا

اسکی طرف نہیں میری طرف دیکھیں۔۔۔"زیحال

نے دھیرے سے نظر

گھما کر اسکی جانب دیکھا وہ زمین پر دوزانوں ہو کر بیٹھا

پوری

طرح سے اسکی جانب متوجہ تھا

انکو نہیں ان سے پہلے ہمیں آپ کی ضرورت ہے

۔۔۔تو یہ سوچ ذہن سے

نکال دیں کہ آپ کو کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔یہ دے گا

تحفظ زالے کو لیکن

اسے تحفظ آپ دیں گے۔۔۔ہم زندگی کا ایک سیکنڈ

بھی آپ کے بغیر

تصور نہیں کر سکتے کبھی بھی نہیں۔۔۔"وہ اپنا سر

زیحال کی گود میں

رکھتے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھام گیا

زیحال نے نرمی سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا ایک

مبہم سی

مسکراہٹ اسکے لبوں پر آن ٹھہری یہ تینوں کبھی

بڑے نہیں ہو سکتے

تھے چاہے انکے دس دس بچے ہو جائیں

تب ہی گھر کے بڑے بگڑے بچے کی نظر ان پر پڑ گئی

وہ ویسٹ اور

نکر پہن کر آتماؤں کی طرح باہر لان میں گھوم رہا تھا

کانوں میں ہینڈز

فری تھے یقیناً وہ گانے سنتے ہوئے باہر کے موسم کو

انجوائے کر رہا تھا

یہاں کا منظر دیکھ اس نے تیزی سے اپنے ہینڈز فری

نکالے اور وہی آ

گیا

لاؤنج میں آتے زیحال کے سامنے منہ پھلائے سینے پر

ہاتھ باندھ کر کھڑا

ہو گیا جیسے کوئی بگڑا بچہ ہو

آجاؤ۔۔۔ڈرامے باز۔۔۔"اسکو ایسے دیکھ اسکا مرض

سمجھتا زیحال اپنا

ایک بازو وا کر گیا وہ جلدی سے صوفے پر چڑھ کر بیٹھتا

زیحال کے

سینے سے لگ گیا

وہ دونوں کو کتنی ہی دیر اپنے ساتھ لگائے بیٹھا رہا

عبدلباری اسے بس

تکتا جا رہا تھا وہ ایک شخص کس کس کو سمبھالتا ہر ایک

کی

رگوں میں اسکی محبت خون کے ساتھ سفر کرتی تھی

کیا کوئی بات ہوئی ہے۔۔۔؟ پامیر کو ایسے دیکھ برلاس
کچھ ٹھٹکا تھا

پامیر کا دل چاہا اسے بتادے لیکن زیحال نے اسے
آنکھوں کے اشارے

سے وہی روک دیا

وہ برلاس کا اپنے لئے پاگل پن اچھے سے جانتا تھا وہ اسی

بات پر سب
کچھ تہس نہس کر دیتا کہ اس نے یہ بات سوچی بھی

کیسے وہ برلاس

کا زیحال تھا اسکا بھائی اسکا باپ کسی نے اسکی طرف

آنکھ اٹھانے

کی کوشش بھی کی تو وہ اسکا وہ حال کر دیتا کہ وہ اپنے

پیدا ہونے

کے دن پر پچھتاتا بر لاس اسے لے کر اتنا پوزیسیو تھا کہ

اسے کبھی

کبھی زمل تک سے جیلسی ہونے لگتی تھی

ہاں ۔۔۔ یہی کہ تو بڑا کب ہو گا ۔۔۔ قد اونٹ جتنا

نکال لیا اور حرکتیں

زامل سے بھی خراب ہیں تیری۔۔۔" اسکی بات پر

برلاس نے فوراً اپنے

دانتوں کی نمائش کی کیونکہ زامل کو بھی الٹی حرکتیں

سکھانے میں

برلاس کا ہاتھ ہی نہیں خود پورا کا پورا برلاس شاہ ملوث

ہوتا

تھا

نہیں یہ چھوٹا ہی رہے۔۔۔میں نہیں چاہتا یہ بڑا ہو

کبھی۔۔۔" زیحال نے

محبت سے برلاس کے سر پر بوسہ دیا وہ تو اسی پر یکدم

سے کھل

اٹھا تھا

لو ویو بھائی۔۔۔اینڈ لو ویو میرو۔۔۔"اسکے آخری جملے

پر پامیر کے

چہرے پر شائننگ آنے ہی لگی تھی کہ اگلے جملے پر

ساری شائننگ ہوا

ہو گئی

ایسا میں بول دیتا۔۔۔اگر میری گن نہ توڑی ہوتی تب

۔۔۔"لے اسکا لو وگیا

تیل لینے پامیر نے بچپن میں جو اسکی پانی والی بندوق

توڑی تھی

اسے وہی یاد تھی

اچھا۔۔۔اچھا بس بس۔۔۔اب لڑنا نہیں۔۔۔ورنہ

دونوں پٹو گے۔۔۔۔

چلو اب سو جاؤ۔۔۔صبح جلدی اٹھنا ہے۔۔۔"پامیر

اس سے پہلے کوئی

جوابی حملہ کرتا زیحال نے دونوں کو دھیرے سے خود

سے الگ کیا اور

پہلے ہی وارننگ دے دی وہ جانتا تھا یہ دونوں شروع

ہو گئے تو گڑھے

مردے بھی اکھیڑ لائیں گے کہ فائٹ کرتے وقت

کون نیچے گرا کس نے

سب سے زیادہ چیونٹیاں ماری

پامیر نے اٹھ کر عبدلباری کو بھی اٹھا لیا جو آج سونے کا

نام ہی نہیں

لے رہا تھا

پر اس اب سکون کی نیند سوتا کیونکہ اسے وہ شخص دکھ

گیا تھا جو

اسکا سکون تھا سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے

پامیر نے

آتے عبدل باری کو بیڈ پر لٹا دیا خود بھی اسکے ساتھ ہی

لیٹ گیا

اب سو جاؤ۔۔۔ پلیز اب فیڈ نہ مانگ لینا وہ مجھ میں

سسٹم موجود

نہیں ہے۔۔۔ تمہاری ماں ہی کرواسکتی ہے

۔۔۔"اسکوایسے خود کو ٹکر

ٹکر دیکھتے دیکھ وہ پہلے ہی خبر دار ہو گیا تھا اسکی بات نہ

سمجھ

کر بھی عبدلباری کھلکھلانے لگا اسکی ننھی سی

کلکاریاں کمرے

میں ایک خوبصورت ساساؤنڈ پیدا کر رہی تھی

وہ خود تو سو گیا تھا لیکن عبدلباری کب سویا اسے نہیں

پتہ وہ خود

کھیل کر خود ہی سو گیا نخرے بچے صرف ماں کو

دکھاتے ہیں

Aqsa Malik novels۔

صبح ہو چکی تھی سورج نے اپنی روشنی چاروں سو پھیلا

کر انکو بھی

جگا دیا تھا جو نہیں جاگنا چاہتے تھے جیسے زمل فہد آج تو

اس نے

بچوں کو بھی نہیں دیکھا وہ اٹھ کر اپنی ماں کا انتظار کر

رہے تھے کہ

وہ ان دونوں کو باہر لے کر جائے گی لیکن وہ تھی کہ

آج منہ پر تکیہ

رکھے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آدھی بیٹھی آدھی

لیٹی ہوئی تھی

زیحال آج سب سے پہلے اٹھ گیا تھا اور اسکے ایک ہاتھ

میں زمل کا

بیگ تھا اور دوسرے میں اسکی بک

اس نے ساری تیاریاں کر کر رکھی تھیں لیکن اسکی

پاشی اپنی چالا کی

سارا سامان بیگ سے نکال کر یہاں وہاں چھپا چکی تھی

تاکہ وقت پر

نہ ملے اور اسے کالج نہ جانا پڑے

گلا لے۔۔۔ جلدی سے اٹھو اور فریش ہو کر آؤ

۔۔۔"زیحال اسکے کپڑے

کاؤچ پر ٹھیک کر کر رکھتے مصروف سے انداز میں گویا

ہوا

میں نہیں جانا چاہتی کالج۔۔۔مجھے نہیں جانا۔۔۔"وہ

کسی بگڑی بچی

کی طرح منہ پر کمفرٹر لیتی اس میں اچھی طرح لپٹ

گئی

زیحال نے وہی کھڑے ہو کر اسے محبت بھری

نگاہوں سے دیکھا اور

اسکے پاس آتے اسے کمفرٹر سمیت ہی اس میں لپیٹ

کر گود میں اٹھا

لیا

تم کیا۔۔۔میری تو بیوی بھی جائے گی کالج چلو

۔۔۔فریش ہو جاؤ نہیں

تو یہ کام میں خود سرانجام دونگا وہ بھی خوشی خوشی

یہ"۔۔۔

خوشی اسکے انداز میں بخوبی چھلک رہی تھی زمل نے

جھٹ سے منہ

باہر نکال کر اس پٹھان کو گھورا جو فریش کرنے کے نام

پر الگ ہی

بلش کر کر دکھا رہا تھا

زمل اسکی گود میں بری طرح سے مچلتی نیچے اتر گئی اور

اسکے

سامنے کھڑی تیکھی نظروں سے گھورنے لگی

یہ اچھا نہیں کر رہے آپ۔۔۔"وہ اپنے منہ پر آئی

لٹ کو پھونک مار کر

پیچھے کرتی فل لڑاکا بیویوں کی طرح بولی زیحال نے

آبرو اچکا کر

اسے دیکھا ساتھ اپنی ہنسی دبائی کہ وہ کتنی چھوٹی سی

لڑکی کے

پیچھے پاگل ہے اسکا دیوانہ ہے

اچھا ہے یا برا۔۔۔اپن کرے گا یہ۔۔۔" وہ بھی ایک

قدم آگے آتا ایسے بولا

جیسے دو غنڈے آمنے سامنے آگئے ہوں

اپن نہیں چھوڑے گا تم کو۔۔۔"

اپن یہ چاہتا بھی نہیں۔۔۔" وہ اسکی بات کو رومانٹک

انداز میں لیتا

جھک کر ٹک سے اسکی ناک چوم گیا جس پر اس وقت

ڈھیروں

غصّہ بیٹھا تھا

ہی۔۔۔" وہ اسکی بات پر یکدم چیخی

آؤ۔۔۔میں فریش کروں تمہیں۔۔۔آؤ میرا بچہ

۔۔۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر

خود باتھ روم لے جانے لگا تھا کہ زمل نے بیچ میں ہی

سٹپٹا کر اپنا

ہاتھ چھڑوالیا

نو تھینکس۔۔۔میں خود ہو جاؤنگی۔۔۔" وہ تڑخ کر

بولتی اپنے کپڑے

اٹھا کر باتھ روم میں گھس گئی زیحال ہنس ہی رہا تھا

جب اسکی نظر

اپنے دو پروڈکٹس پر پڑی اپنے رومانس کے چکر میں انکو

تو بھول ہی

گئے وہ بھی پورا پورا بدلہ لے رہے تھے اب رو کر پورا

کمرہ سر پر

اٹھالیا تھا

زیحال دونوں کو اٹھا کر کمرے سے باہر سے لے آیا

نیچے سب جاگ

چکے تھے شاید سب کو پتہ تھا آج زمل بی بی کے کالج کا

پہلا دن ہے

کومل اور مشی نے مل کر آج اسپیشل ناشتہ زمل کی پسند

کا بنایا

تھا

بھائی میں نے سیکیورٹی کا انتظار کر دیا۔۔۔زمل کو پتہ

نہیں چلے گا کہ

اس پر نظر رکھی جا رہی ہے۔۔۔"یاقوت آتے اسکے

قریب دھیمی آواز میں

گویاھوازیحال نے صرف سر اثبات میں ہلایا کیونکہ

یہ بھی اسی نے

کروایا تھا وہ اپنی گلا لے کو ایسے نہیں بھیج سکتا تھا اگر وہ

جارہی

تھی تو وہ اسکے ساتھ جا رہا تھا پھر چاہے کسی بھی

صورت میں

جائے

تھوڑی دیر میں زمل تیار ہو کر نیچے آگئ اس وقت وہ

وائٹ کلر کے

گھٹنوں تک آتے فراک میں ملبوس تھی پاؤں میں

کفر ٹیبل جو گرز اور

بالوں کا فرنچ سٹائل بنائے چھوٹی چٹکیاں لگا

رکھی تھی

وہ اس طرح تیار ہوئی زیحال کو بے حد کیوٹ لگی تھی

زمل۔۔۔دیکھو سب تمہاری پسند کا بنا ہے کھا کر بتاؤ

کیسا ہے سب۔۔۔"

مشی اسکے سامنے سارا کھانا رکھتی چہک کر پوچھنے لگی

زمل نے نہ چاہتے ہوئے بھی مشی کی خوشی کے لئے

تھوڑا سا ناشتہ کر

لیا وہ یہ سب ڈرامے کر رہی تھی تا کہ اسکو زیادہ نہ

کھاتے دیکھ

زیحال اسے کہہ دے "چلو کوئی بات نہیں نہ جاؤ کالج

"لیکن وہ بھی

ڈھیٹ بن چکا تھا پہلے ہی اسکا ٹفن باکس تیار کروادیا تھا

میں ایک شرط پر جاؤنگی۔۔۔"اسکی شرط والی بات پر

سب نے حیران

ہوتے اسکی جانب دیکھا

یہ اب ضرور کوئی بم پھوڑے گی۔۔۔" پامیر پہلے ہی ٹھٹھک گیا تھا اپنی

بہن کو اتنا تو وہ سمجھ ہی چکا تھا

آج تمہاری ہر شرط مانی جائے گی تم بولو۔۔۔ کیا چاہیے

برج خلیفہ

تمہارے نام کریں۔۔۔ کر دیں گے اور کوئی حکم

۔۔۔؟ یاقوت جیسے پہلے سے

تیار بیٹھا تھا کہ وہ کچھ بولے اور وہ اسکے سامنے حاضر کر

دے

نہیں۔۔۔آج گاڑی میں ڈرائیو کرونگی۔۔۔"یہ ھوا

تھا دھماکہ سب کے

سروں پر زیحال کو تو باقاعدہ کھانسی ھونے لگی تھی

بھائی۔۔۔پانی۔۔۔"برلاس نے جلدی سے پانی کا

گلاس اسکی جانب بڑھایا

زیحال زورزورے سے کھانستے ھوئے اپنے سر پر ہاتھ

مارنے لگا کیونکہ

کھانا حلق سے نیچے اترنے کے بجائے اوپر چڑھ چکا تھا

یاقوت پا میر ہک دک بیٹھے زمل کو ایسے دیکھ رہے تھے

جیسے اس نے

کوئی انوکھی بات کر دی ہو انوکھی تو تھی

تم سیدھا سیدھا بولو۔۔۔بھائی کا کام تمام کرنا چاہتی ہو

۔۔۔"یاقوت

ڈانٹ نہیں رہا تھا لیکن پھر بھی زیحال نے نظروں

سے اسے خاموش

کروایا

ٹھیک ہے۔۔۔تم کر لیناڈرائیواور کچھ۔۔۔؟وہ

سرسری سے لہجے میں

پوچھتے زمل کو گڑبڑانے پر مجبور کر گیااسے تو لگا تھااب

وہ اسے

نہیں جانے دے گا کالج لیکن نہیں بھئی آج تو اسکی

قسمت میں

کالج جانا لکھا ہی لکھا تھا

نہیں۔۔۔"وہ منہ بسور کر بولتی اٹھ کر اپنا بیگ لینے

چلی گئی زیحال نے

اسکے جاتے یاقوت کو اپنے پاس بلایا اور جو اسکے کان

میں کہا

اسے سن کر وہ پہلے تو شاک سے آنکھیں پھاڑے اسے

دیکھنے لگا پھر

اس کے حاضر دماغ پر آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے

داد دینے لگا

قسط:11

سب لوگ زمل کے کالج جانے سے بہت زیادہ

ایکسائٹڈ تھے خوش تو اس

کے بچے بھی تھے لیکن وہ سب کو خوش دیکھ خوش ہو

رہے تھے اصل

وجہ انکو بھی نہیں پتہ تھی زمل اپنا بیگ لے کر جیسے ہی

سیڑھیاں

نیچے اتری پا میر نے اسکے ہاتھ سے بیگ لے لیا اسے

بیگ پکڑاتے وہ خود

اپنے بچوں کے پاس آئی جو اپنی گاڑی میں بیٹھے

پورے گھر میں

گھوم رہے تھے اپنی ماں پر نظر پڑتے دونوں بے چین

ہوتے اپنے ہاتھ

اسکی جانب کر گئے

مم۔۔۔مم۔۔۔"زامل توٹانگیں تیز تیز مارنے لگا تھا

زالے سارا زور اپنے

ہاتھوں پر ہی لگا رہی تھی

زمل نے دونوں کو باری باری چوم کر ڈھیر سارا پیار کیا

انکو دیکھ اسکا

دل نجانے کیوں بھاری ہو رہا تھا جانا صرف چند گھنٹوں

کیلئے تھا لیکن

انکے بغیر یہ چند گھنٹے بھی اسکے صدیوں برابر گزرتے

یہ بات کسے

سمجھ آتی وہ ماں جو تھی

میرے معصوم بچے۔۔۔اممماں۔۔ تمہارے بابا بہت

ظالم ہیں مما کو کالج

بھیج رہے ہیں۔۔۔" بولتے اس نے ہونٹ گول کئے

زامل زالے اسے اتنی غور

سے دیکھ اور سن رہے تھے جیسے انہیں اسکی بات سمجھ آ

رہی ہو

مم۔۔۔ مما۔۔۔۔۔۔دودو۔۔۔۔" زالے کو بھوک

لگی تھی تب ہی وہ اپنی ماں کو

دیکھ فیڈ مانگنے لگی تھی زمل نے ایک نظر زیحال کی

جانب دیکھا وہ

وہی کھڑا اپنے بیوی بچوں کو دیکھ رہا تھا

جاؤ پہلے اسے فیڈ کروالو۔۔"اس نے زمل کے

قریب ہوتے بے حد دھیمی

آواز میں کہاوہ تھوڑی دیر کی مہلت ملنے پر ہی خوش

ہوتی زالے کو

اٹھاکر کمرے میں لے گئی

زیحال نے مڑکر پیچھے دیکھا جہاں یاقوت ہاتھ میں

فیڈر لئے کھڑا تھا

دونوں نے شرارتی مسکراہٹ ایک دوسرے کی

جانب اچھالی زمل نہیں

جانتی تھی یہ وقت اسے نہیں زیحال کو چاہیے تھا تب

ہی ان دونوں

نے جان بوجھ کر زالے کو فیڈر دکھائی جسے دیکھ وہ فیڈو

مانگنے

لگی تھی

تب تک زامل اپنے کھیل میں خود ہی مگن رہا تھا کل

برلاس اسکے لئے

نیوٹوائے لایا تھا جو کہ ایک کلرفل ٹرین تھی اسکے

ساتھ نقلی

پلاسٹک کے سکریو بھی تھے جن کو اب وہ کھول بند کرتا

اپنے ہی

وکھرے ایکسپیریمنٹ کر رہا تھا یہ پاشا کی اولاد تھی

جن کو عام

بچوں کی طرح چاکلیٹ نہیں چاہیے تھی انکو ایسی

چیزیں چاہیے ہوتی

جن کو باپ کی طرح توڑ پھوڑ کر پھر جوڑ سکیں اور اسی

سے لطف

حاصل کریں

زمل تھوڑی دیر بعد زالے کو فیڈ کروا کر لے آئی اب

وہ خود اپنے بھیا

کے پاس جانے کیلئے بے چین تھی جس کے ساتھ مل

کر اسے وہ ٹرین

کریش ایکسپیریمنٹ کرنا تھا

زمل بچوں کو پھر سے ڈھیر سارا پیار کرتی سب کو ایسے

دیکھنے لگی

جیسے ہمیشہ کیلئے جا رہی ہو لیکن سب نے شریر

مسکراہٹ مسکراتے

ہوئے اسے بائے بائے کیا اس وقت سب اسے اپنے

دشمن لگ رہے تھے جو

اسے کالج بھیجنے میں زیحال کے ساتھ ملوث تھے

باہر ایک ہی گاڑی تیار کھڑی تھی جو زمل کو نظر آ رہی

تھی اصل

گاڑیاں تو پاشا ولا کے باہر کھڑی تھیں ان گارڈز کی

ٹرینگ ایسی کی

گئی تھی کہ وہ جگہ پر موجود ہو کر بھی کسی کو نظر نہیں

آتے تھے

زمل ڈرائیونگ کا سوچ کر جلدی سے ڈرائیونگ

سیٹ پر آ بیٹھی پامیر

نے بیگ گاڑی کی پچھلی نشست پر رکھا اور خود دونوں

ہاتھ باندھ کر

کھڑا ہو گیا اسکی جانب پلکیں جھپکا کر زیحال خود بھی

فرنٹ سیٹ

پر آ بیٹھا جہاں کوئی سٹیرنگ وہیل نہیں تھا یہ دیکھ

زمل یکدم سے

بچوں کی طرح خوش ہوئی اور تھوڑی نروس بھی کہ

گاڑی وہ ڈرائیو

کرے گی کیونکہ سٹیرنگ وہیل اسکی جانب لگا تھا

ہبی گاڑی سٹارٹ کیوں نہیں ہو رہی۔۔۔؟اس نے

یہاں وہاں نظر گھماتے

اپنی پہلی پریشانی بتائی زیحال جو اسکے بیلٹ لگانے کا

پہلے منتظر

تھا ڈائریکٹ گاڑی سٹارٹ کرنے پر اسکی جانب دیکھنے

لگا

یہ گاڑی ہے گلالے۔۔۔ تمہارا خان نہیں جو بغیر چابی

کے سٹارٹ ہو جائے

چابی لگاؤ۔۔۔" وہ بہت نارمل لہجے میں محبت بھرے

انداز میں اسے

بتارہا تھا لیکن زمل کی ڈکشنری میں یہ ڈانٹ تھی تب

ہی وہ اسے

گھور کر دیکھنے لگی

تو ڈانٹے بغیر بتادیں۔۔۔" اسکی بات پر زیحال نے

بیچارری نظروں سے

اسے دیکھا اب کیا کہتا اسکے چپ رہنے میں اسکی اپنی

بھلائی تھی

زمل چابی اٹھا کر اب اسے کہاں لگانا تھا یہ دیکھ رہی

تھی

یہاں لگاؤ چابی۔۔۔"زیحال نے ڈیش بورڈ پر لگی اے

سی کی طرف

اشارہ کیا زمل سچ میں اسی میں چابی لگانے کی کوشش

کرنے لگی وہ

تو اسے بعد میں سمجھ آیا وہ اے سی کا پنکھا تھا اس نے

زیحال کی

جانب طیش بھری نگاہوں سے دیکھا وہ میسنا اپنی ہنسی

دبانے کی

پوری کوشش کر رہا تھا

یہاں لگتی ہے میری جان۔۔۔ڈرائیونگ سے پہلے

ڈرائیونگ سیکھتے ہیں

بٹ کوئی بات نہیں۔۔۔میرا بے بی سیکھ جائے گا چلو

لگاؤ یہاں۔۔۔"اس

نے زمل کے ہاتھوں سے ہی چابی اگنیشن میں لگوائی

اور خود آگے ہو

کر اسکا سیٹ بیلٹ باندھنے لگا

یہ سب سے زیادہ ضروری ہے جیسے تم میرے لئے

ضروری ہو۔۔۔"وہ

باندھتے وقت پیار سے اسے تاکید کر رہا تھا واقعی وہ

زمل تھی زیحال

کی سانسوں کی پروٹیکٹر اسے دیکھ کر وہ سانسیں لیتا تھا

انکی

حفاظت کرتا تھا اور یہ حفاظت زمل کا خیال ہی کرواتی

تھی جتنے

اسکے دشمن تھے کوئی بھی اسے کب کا مار چکا ہوتا اور وہ

مر بھی

جاتا اگر اسکے پاس جینے کی وجہ "زمل فہد" نہ ہوتی

گاڑی چابی لگاتے ہی سٹارٹ ہو گئی تھی زمل نے اس

بات پر غور نہیں

کیا کہ اس نے صرف چابی لگائی تو گاڑی خود کیسے

سٹارٹ ہو گئی

لیکن وہ اپنی خوشی میں کب یہ سب دیکھ رہی تھی

گاڑی خود بخود ریورس ہونے لگی یہ دیکھ زمل نے

آنکھیں پھاڑ کر

زیحال کو دیکھا

سٹیرنگ گھماؤ۔۔۔"اس نے تسلی دیتے اسکے ہاتھوں

سے سٹیرنگ پکڑ

کر گھمایا گاڑی دھیرے دھیرے پیچھے جاتی ایک دم

سے بنا بریک

لگائے رک گئی اور پھر خود ہی آگے بڑھ کر ٹرن لینے

لگی یہ دیکھ زمل

ایک دم سے چیخ پڑی

ہبی۔۔۔یہ۔۔۔یہ میں چلا رہی ہوں۔۔۔؟ وہ جیسے

بے چین سی تھی اور

بے حد خوش بھی

نہیں تمہارے فرشتے۔۔۔" وہ یہ نہیں کہہ سکا نہیں

"میں" اسے مرنا

تھوڑی تھا

یہ۔۔۔یہ میں چلارہی ہوں واؤ۔۔۔میں اتنی اچھی

گاڑی چلارہی ہوں۔۔۔"

وہ خوشی سے پاگل ہونے لگی تھی

تم مجھے چلالو۔۔۔یہ تو صرف گاڑی ہے۔۔۔"وہ

ٹکڑے لگانے سے باز نہیں

آرہا تھا لیکن اب زمل اسے گھور نہیں سکی کیونکہ اس کا

سارا دھیان

گاڑی کو چلانے کی جانب تھا

گاڑی مین گیٹ سے جیسے ہی نکل کر مین سڑک پر آئ

نجانے کہاں کہاں

سے سیاہ رنگ کی گاڑیاں اڑتی ہوئی اسکے پیچھے آئ تھی

سب کی

سب اس ایک گاڑی کے چاروں اطراف پھیلنے لگی

تھیں زیحال نے مرر

میں سے پیچھے آنے والی گاڑی کو دیکھا جس میں یاقوت

تھا اس نے

سر ہلاتے تھمز اپ کیا دوسری جانب پامیر کی گاڑی تھی انکے آگے

پیچھے پورا بلیک ماسک سکواڈ تھا اس گاڑی میں موجود لڑکی کوئی

عام لڑکی نہ تھی وہ ایشیا کے سب کے خطرناک گینگسٹر کی بیوی تھی

کیسے ممکن تھا کہ یہ بات اسکے دشمنوں کو پتہ نہ چلتی

اسے زیر

کرنے کیلئے وہ کسی بھی حد تک جا سکتے تھے اور پاشا اس

بات پر

خود کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا

اس وقت یہ ایک گاڑی جتنے خطرناک لوگوں کی نظر

میں تھی اور اس

سے زیادہ خطرناک لوگ اسکی حفاظت کیلئے اسکے آگے

پیچھے تھے

اگر یہ بات زمل کو پتہ چل جاتی تو وہ کبھی گھر سے نکلنے

کی غلطی

نہ کرتی یا شاید زیحال کو بھی گھر سے نہ نکلنے دیتی کیونکہ

باہر

ہر طرف آگ تھی اور وہ آگ سے کھیلنے والا کھلاڑی

ہی۔۔۔یہ میں ڈرائیو کر رہی ہوں۔۔۔مجھے یقین

نہیں آرہا۔۔۔"وہ

سٹیرنگ گول گول گھماتی ہوئی خوشی سے اپنی ہی

سیٹ پر اچھلنے

لگی تھی

زیحال اسے ایسے ماہر بندوں کی طرح سٹیرنگ

گھماتے دیکھ اپنی

ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا اگر وہ غور کرتی

اس وقت

زیحال صرف ایک ہاتھ اسکے لئے یوز کر رہا تھا اسکا

دوسرا ہاتھ دائیں

جانب پہلو میں پڑا تھا جس میں ایک ریموٹ تھا اس

نے گاڑی کا پورا

کنڑول ایک ریموٹ پر کنورٹ کر لیا تھا زمل اب جتنا
سٹیرنگ گھماتی
یا اچھل کود کرتی گاڑی پر کوئی اثر نہیں پڑنے والا تھا
کیونکہ گاڑی
چلانے والا اسکا ہی تھا
بہت اچھی ڈرائیو کر رہی ہو۔۔۔اسی بات پر انعام تو بنتا
ہے۔۔۔"انعام کا
بولتے وہ جھک کر زمل کو گردن سے پکڑتے اسکے نرم
گرم ہونٹوں کو

اپنے ہونٹوں سے ملائے شدّت بھرا بوسہ ثبت کر گیا

ہبی۔۔۔نہ کریں ڈرائیو کرنے دیں۔۔۔"وہ چیختی

ہوئی سٹیرنگ گھماتی

ٹرن لینے لگی سامنے ڈیش بورڈ پر لگے میپ میں کالج کا

راستہ مارک

کیا گیا تھا اسے دیکھ دیکھ کر ہی زمل سٹیرنگ گھمارہی

تھی

ویسے

زیحال کو اسکی داد دینی تھی اپنے دھیان میں وہ بہت

اچھی

ڈرائیونگ کر رہی تھی

افف۔۔۔۔افف میں پاگل ہی نہ ہو جاؤں۔۔۔"

خیر ہے میں پاگل کے ساتھ بھی گزارا کرلونگا

۔۔۔لوویو۔۔۔"اس نے

جھک کر پھر سر زمل کا گال چوما

ہبی۔۔۔نہ کریں۔۔۔ڈسٹرب۔۔۔ایکسیڈنٹ ہو

جائے گا۔۔۔"وہ بول ایسے رہی

تھی جیسے سارا اسے پتہ ہو زیحال تو پو کی تھاناں بس

اسکے سر پر

دو کیوٹ کیوٹ سی پن لگانے کی کسر باقی تھی

اوکے بابا۔۔۔کرو تم۔۔۔میں نہیں کر رہا ڈسٹرب

۔۔۔میری خانی ڈرائیو کر

رہی ہے۔۔۔"اسکا انداز داد دینے والا تھا جسے وصول

کرنے زمل کا دل

باغ باغ ہوا تھا

وہ لوگ کچھ ہی دیر میں کالج پہنچ چکے تھے کالج کے

پارک ایریا میں

گاڑی پارک کرتے زمل وہی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے آتے جاتے سٹوڈنٹس کو

دیکھنے لگی یہ کالج کوالالمپور کا سب سے بڑا اور مہنگا کالج تھا جہاں

سب امیروں کے بچے آرہے تھے باہر سے ہی دکھنے میں کسی حسین

نظارے سے کم نہیں تھا اسے دیکھ زمل کے ہونٹ بے ساختہ گول ہوتے

ان سے "واؤ" نکلا

واٹ آ بیوٹیفل ویو ہبی۔۔۔" وہ سامنے کالج کی

خوبصورتی دیکھ

مسمرائز ہونے لگی تھی زیحال گاڑی سے اتر کر اسکی

جانب آیا اور اس

کا ڈور کھولتے ہاتھ تھام کر باہر نکالا

ہے ناں پیارا۔۔۔اب میرا بے بی پڑھائی کے ساتھ

ساتھ انجوائے بھی کرے

گا۔۔۔"اس نے زمل کو اپنے سینے سے لگاتے اسکی

ناک کی ٹپ کو چھوا

وہ شریر نگاہوں سے زیحال کو دیکھنے لگی اسکی محبت کی

کوئی

حد نہیں تھی اس بات سے اب زمل بھی واقف ہو چکی

تھی اس نے

ذرا سی ایڑھی اوپر اٹھائی اور اسکا مطلب سمجھتے زیحال

خود اپنا

سر اور کندھے اسکے سامنے جھکا گیا زمل نے دھیرے

سے اسکی

پیشانی پر اپنا چھوٹا سا لمس ثبت کیا اور اسی پر بچوں کی

طرح

خوش ہو گئ

کنجوس۔۔۔"اسے کنجوس بولتے زیحال نے اسکے

ہونٹوں کو پوری

شدّت سے چوم ڈالا پبلک پلیس پر اسکی اس حرکت پر

زمل خفت سے

یکدم سرخ پڑی

ڈونٹ وری۔۔۔یہاں یہ سب عام جام چلتا ہے

۔۔۔انکو دیکھ کچھ فیل ہو

تو یہ بندہ حاضر ہو گا میڈم۔۔۔لیکن خیال رکھنا کسی

سے زیادہ بات

نہ کرنا اور اپنا ٹفن پورا فنش کرنا ورنہ پنشمنٹ ملے گی

۔۔۔"اسکی

پنشمنٹ زمل اچھے سے جانتی تھی

تب ہی مسکرا کر اسکے ہاتھ سے اپنا بیگ لے کر

کندھوں پر لٹکا گئی

آؤ۔۔"زیحال اسکا ہاتھ تھامے اندر کلاس تک

چھوڑنے گیا تھا زمل اس

کا ہاتھ تھامے اسکے پیچھے پیچھے چلتی ہوئی باقی

سٹوڈنٹس کو

دیکھ رہی تھی وہ سب بھی اسے ہی دیکھ رہے تھے

کیوں وہ یہاں سب

سے لیٹ آنے والی سٹوڈنٹ تھی

زمل کو باقائدہ اسکی نیم پلیٹ والی سیٹ پر بٹھاتے

زیحال نے مسکرا

کر اسے دیکھا وہ جتنا باہر سے نارمل دکھ رہا تھا اتنا ہی

اندر سے بے

چین بھی تھا وہ اپنی گلا لے کو خود سے ایک سیکنڈ کیلئے

بھی دور

کرنے پر راضی نہیں تھا لیکن یہاں زمل کی بھلائی

اسے دکھ رہی تھی

تب ہی وہ اپنے دل کو ڈپٹ کر بار بار خاموش کروا رہا

تھا

ملتے ہیں چھٹی ٹائم دل لگا کر پڑھنا۔۔۔" اسے اچھے

سے تاکید کر کر وہ

کلاس روم سے باہر نکلا زمل کی نظریں اسی پر تھی آج

وہ اسے دور

جاتے ہوئے بلکل اچھا نہیں لگا اسکا دل چاہا ر وہ دے اور

جا کر زیحال

سے لپٹ جائے کہ اسے چھوڑ کر نہ جائے وہ نہیں رہ

سکتی اسادیکھے

بغیر

زیحال نے دروزے سے ہی پلٹ کر اسے دیکھا اور
آنکھوں سے تسلی
دیتے اسکی نظروں سے غائب ہو گیا اسکے جاتے زمل
نے آس پاس کے
سٹوڈنٹس کو دیکھا سب غیر شناسا چہرے تھے وہ ایسے
محسوس کر
رہی تھی جیسے بھرے مجمعے میں وہ اکیلی ہو گئی ہو اسے
اس وقت

سب یاد آنے لگے تھے مشی کومل پا میریا قوت برلا اس

اور بچے

کوئی بھی اسے اس وقت دکھائی نہیں دے رہا تھا اپنا

دھیان بھٹکانے

کیلیئے اس نے نوٹ بک نکالی اور ایک صاف کاغذ پر

ڈرائنگ کرنے لگی

یہ اسکی پرانی عادت تھی اسکول ٹائم پر وہ ایسے ہی سب

کے بیچ

سب سے الگ بیٹھتی تھی اور ڈرائنگ کرتی تھی بس

فرق اتنا تھا تب

اسکی ڈرائنگ میں ایک ماں اور اسکی بیٹی ہوتی تھی آج

اسکی

ڈرائنگ میں دو خوبصورت کپل اور اسکے ہاتھ پکڑے

کھڑے دو پیارے

پیارے بچے تھے

Aqsa Malik novels__

کالج سے باہر آتے وہ گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا

ایک سیاہ ماسک

پہنے گارڈ اسکے قریب آکر ہاتھ میں پکڑا اسگار اسکے

آگے کر گیا جسے

پکڑتے پاشا نے اپنے ہونٹوں میں دبا کر سلگاتے

دھواں ہوا کے سپرد کیا

اس وقت کوئی اسکی آنکھوں میں دیکھتا تو اسے صرف

ایک شخص

نظر آتا" پاشا دا بیسٹ "زیحال خان آفندی اسکی بیوی

کے ساتھ ہی

اندر کہیں رہ گیا تھا یہاں وہ صرف پاشا تھا جس کے

بارے میں مشہور

تھا کہ وہ ایکسفاک بے رحم درندہ ہے اپنے دشمن کو

ایسے نوچتا ہے کہ

اسکی روح بھی کانپ اٹھے

دو لوگ اسکے دائیں بائیں آکر کھڑے ہوئے جن کو

دیکھ باقی گارڈز

بھی پیچھے ہو گئے وہ تھے "یاقوت مرزا" پاشا کا رائیٹ

ہینڈ اور

دوسری جانب تھا" پامیر سلطان" پاشا کا لیفٹ ہینڈ اور

دونوں اس

وقت صرف اسکے خاص بندے تھے

آپ کا شک ٹھیک تھا پاشا۔۔ گاڑی پر حملہ کرنے کی

کوشش کی گئی

تھی اور کروانے والا خود سامنے نہیں آیا بزدل کہیں کا

۔۔" اسکے تیور

اس وقت خاص بگڑے پڑے تھے شکار جو ہاتھ سے

نکل گیا تھا

مجھے اگلے ایک گھنٹے میں وہ زندہ اپنے سامنے چاہئے

۔۔۔" کہتے وہ گاڑی

میں بیٹھ چکا تھا کیونکہ اسے اپنے شکار کیلئے جانا تھا

آج انڈر ورلڈ کا ایک گروہ پاکستان سے کچھ لڑکی

سمگل کر کر یورپ

کے سب سے خطرناک گینگ کے حوالے کرنے والا

تھا اور یہ بات پاشا

کیلئے ناقابل قبول تھی

وہ صرف انڈر ورلڈ کیلئے پاشا دا بیسٹ تھا لیکن عام دنیا

اور لوگوں کے

لئے وہ زیحال خان آفندی دی بزنس ٹائیکون جس

کے انڈر کار کے

شورومز اور کمپنیاں چلتی تھیں وہ پوری دنیا سے

سپورٹس کار

امپورٹ ایکسپورٹ کرتے تھے لیکن یہ کام بھی

صرف دنیا کو دکھتا تھا

انکا اصل بزنس جدید اصلحہ تیار کرنا تھا انکا اصلحہ انڈر

ورلڈ میں

ہر جگہ پہنچایا جاتا اور یہ کام سمبھالتا تھا پاشا کا وہ بندہ

جسے انڈر

ورلڈ میں "دی شیڈو" کے نام سے جانا جاتا تھا کیونکہ وہ

کام ہی ایک

شیڈو کی طرح کرتا تھا

آج تک بہت کم لوگ اسے دیکھ پائے تھے وہ بھی تب

جب وہ خود انکے

سامنے آیا

ان سب کاموں کے علاوہ پاشا کے انڈر نجانے کتنے دار

الامان اس وقت

چل رہے تھے جہاں غریبوں کو ہر طرح کی آسائش

دی جاتی تھی

غریب بچیوں کو عزت سے رخصت کیا جاتا بے روز

گاروں کو روزگار

دیا جاتا لیکن اس کام کے بارے میں بہت کم لوگوں کو

پتہ تھا کہ پاشا

اپنی کمائی کا تین چوتھائی حصّہ وہاں ڈونیٹ کرتا ہے

وہ صرف یہی نہیں کرتا تھا جو کرپٹ لوگ ان غریبوں

کا حق ہڑپ

جاتے تھے وہ انکے حلق سے انکا حق چھین کر واپس لاتا

تھا یہ کام کرنے

کا اسکا طریقہ غلط ہو سکتا تھا لیکن مقصد نہیں

وہ ایک کتاب تھا جسے ڈیٹیل میں پڑھ کر اسے سمجھنے کی

ضرورت

تھی

اسکے جاتے یاقوت اور پامیر بھی اس بندے کی تلاش میں نکل پڑے

کیونکہ یہ پاشا کا حکم تھا جسے کیسے بھی انہیں پورا کرنا تھا

Aqsa Malik novels__

وہ اپنے آفس میں بیٹھے کچھ پیشنٹس کی رپورٹ دیکھ رہے تھے جب

انکے سامنے زرتشم کی رپورٹ آئی وہ ہوسپٹل کے ریکارڈ میں سیو ہوئی

رپورٹ تھی ڈاکٹر برہان نے اس رپورٹ کو غور سے

دیکھا اور اسے

لئے اپنی چیئر سے اٹھتے آفس سے باہر نکل گئے

وہ ہوسپٹل کے سینئر ڈاکٹرز میں شمار ہوتے تھے تب

ہی آتے جاتے ڈاکٹرز

اور نرس انہیں ہیلو ہائے کرتے گزرتے تھے وہ سیدھا

ڈاکٹر کومل کے

آفس میں آئے جس کے پاس پہلے سے دو پیشنٹس

موجود تھے

جی ڈاکٹر برہان۔۔۔" سامنے انہیں دیکھ وہ مؤدب

انداز میں اٹھ کھڑی

ہوئی

آپ فری ہو جائیں پھر بات کرتے ہیں۔۔۔" وہ اسے

مصروف ہمیشہ کی

طرح نہایت عاجزی سے جواب دیتے باہر جانے لگے

تھے کہ کومل نے

انکو روک لیا

آپ بیٹھ جائیں۔۔۔میں بس فری ہونے والی ہوں

۔۔۔''اسکی بات پر ڈاکٹر

برہان سر اثبات میں ہلاتے وہی صوفے پر بیٹھ گئے

کومل ان سے اب

بات تو کرتی تھی لیکن ہنستی یا مسکراتی نہیں تھی بس

اپنے کام سے

کام رکھتی

ان دونوں پیشنٹس کو فارغ کرتے وہ پوری طرح سے

ڈاکٹر برہان کی

جانب متوجہ ہوئی جو قدرے سنجیدہ تھے

جی ڈاکٹر بولیں۔۔۔کوئی پرابلم ہے۔۔۔آپ پریشان

لگ رہے ہیں۔۔۔"وہ انکے

چہرے پر پریشانی بھانپ چکی تھی تب ہی خود فکر مندی

سے پوچھنے

لگی وہ اٹھ کر اسکے سامنے والی کرسی پر آبیٹھے

پریشان تو ہوں۔۔۔میں نے آپ کے پاس ایک

پیشنٹ کی فائل بھیجی تھی

ہوپ فلی آپ نے اسے دھیان سے دیکھا ہو گا

۔۔۔"وہ از حد سنجید گی

سے بات کر رہے تھے

جی کیا تھا۔۔۔کافی سیریس کیس تھا اس لڑکی کا کون

تھی وہ نام

بھی بہت مشکل سا تھا۔۔۔"وہ ذہن پر زور دیتی نام یاد

کرنے کی کوشش

کرنے لگی

زر تشم۔۔۔"ڈاکٹر برہان کے بولتے کومل نے "اوہاں

"کہتے بات آگے

بڑھائی ڈاکٹر برہان کو تو پہلے دن ہی یہ نام حفظ ہو گیا تھا

کیونکہ نام

تھا ہی انوکھا سب سے الگ جو پہلی بار انہوں نے سنا تھا

مجھے کیس سے زیادہ انکے ساتھ آنے والے لوگ

عجیب لگے تھے کہیں

سے بھی وہ انکے اپنے نہیں لگے اس لڑکی کی حالت

دیکھ ایسا لگ رہا

تھا جیسے اسکے ساتھ کوئی زور زبردستی کی جارہی ہو

۔۔۔"ایسا ان

کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کومل انکی بات پر تھوڑی

متجسس

سی ہوئی

ہو بھی سکتا ہے۔۔۔ لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں۔۔۔ ہو

سکتا انکے گھر کا

آپسی معاملہ ہو۔۔۔"اسکی بات پر ڈاکٹر برہان نے

لب بھنچے یہی بات تو

وہ سمجھنا نہیں چاہتے تھے کہ یہ انکے گھر کا آپسی معاملہ

ہے انکو

زرتشم پر ترس آرہا تھا اگر معاملہ آپسی کا بھی تھا تو وہ

معصوم

لڑکی بے گناہ اس معاملے میں پس رہی تھی

مجھے نہیں لگتا وہ لڑکی غلط ہو گی۔۔۔اسکی حالت دیکھ

مجھے کچھ

غلط ہونے کا احساس ہو رہا ہے۔۔۔"وہ کچھ الجھے

ہوئے سے کومل کو

محسوس ہوئے

آپ بتائیں ناں صاف صاف کیا کہنا چاہتے ہیں

۔۔۔"انکو اس قدر پریشان

دیکھ وہ خود بھی پریشان سی ہونے لگی

میں چاہتا ہوں ہم اسکی ہیلپ کریں اور یہ آپ کریں

گی۔۔۔"انکی بات

پر کومل ایک دم سے چونک کر انہیں دیکھنے لگی

مم۔۔۔میں۔۔۔میں کیسے۔۔۔؟

ڈاکٹر کومل ۔۔۔آپ کے ہزبینڈ اگر واقعی گینگسٹر ہیں

تو آپ آسانی سے

یہ کام کروا سکتی ہیں میں چاہتا تو پولیس کو انفارم کر دیتا

لیکن

اس سے اس لڑکی کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے آپ کو

پتہ ہے پولیس

پہلے نوٹس جاری کرتی ہے یہاں ۔۔۔ لیکن آپ کے

ہزبینڈ کیلئے یہ کام

ذرا مشکل نہیں ہو گا۔۔۔" کومل انکی بات پر گہری

سوچ میں پڑ گئ

اسے وہی چار بھائی یاد آئے ہاں انکے لئے ذرا مشکل نہ

ہوتا اس معصوم

لڑکی کو بازیاب کروانا لیکن ایسے اسے کسی کے گھر میں

معاملات

میں دخل اندازی ٹھیک نہیں لگی تھی

میں سوچوں گی اس بارے میں۔۔۔" اسکا جواب

ڈاکٹر برہان کو جیسے

پسند نہیں آیا وہ پہلے سے زیادہ بے چین لگنے لگے تھے

اچھا۔۔۔میں بات کرونگی۔۔۔آپ پریشان مت

ہوں لیکن اس سے پہلے اب

جب وہ لڑکی اپنے چیک اپ کیلئے آئے گی ہم تب پہلے

کنفرم کریں گے

کہ آیا جو ہمیں لگ رہا ہے ویسا ہے یا نہیں اگر ویسا ہوا تو

میں ضرور

پا میر سے بات کرونگی۔۔۔"اب کی بار ڈاکٹر برہان کی

سانسوں میں

جیسے سانس آئی وہ کچھ مطمئن سے ہوتے سر اثبات
میں ہلا کر زر تشم
کے بارے میں سوچنے لگے

Aqsa Malik novels

سیماب نیچے کا سارا کام دیکھ کر تھوڑی دیر آرام کرنے
کی نیت سے
اپنے کمرے میں آئی تھی حویلی کی بڑی بہو ہونے کے
ناطے ہر کام پر

اسے نظر رکھنی پڑتی تھی بیلا تو یہاں ہو کر بھی یہاں
نہیں لگتی تھی

سارا دن کمرے میں بند زیادہ تر وہ صرف کھانے کے
وقت وہ بھی

نوشیر وال خان آفندی کے ڈر سے باہر آتی تھی ورنہ
پورے گھر میں وہ
ایسے رہتی جیسے کس کو جانتی ہی نہ ہو

سیماب مشی اور کومل کا نمبر لے آئی تھی کمرے میں
آتے اس نے دونوں

کو میسج کیا کومل چونکہ ہوسپٹل میں تھی تب ہی وہ اس

کا میسج

نہیں دیکھ پائی لیکن مشی نے تھوڑی دیر بعد ہی اسے

جواب دے دیا

تھا

آپ کیسی ہیں خانم۔۔۔" وہ دونوں اسکے خانم کہتی

تھیں تاکہ زریاب

لالا کا احساس بھی محسوس ہوتا رہے

ام کیسا ہو گا۔۔۔جد ریہ بیلاڈائن رہے گا۔۔۔ام کو تو

اپنا سانس بھی بند

محسوس ہو رہا ہے۔۔۔''وہ ایسے بولی جیسے پہلے سے

بھری بیٹھی

تھی

اس نے مشی اور کومل کو بیلا کی نیچر کے بارے میں

کچھ حد تک بتا

دیا تھا کہ وہ کتنی کھڑوس ہے اسکے بارے میں سن کر

دونوں نے ایک

ہی بات کہی تھی "ہمیں اس سے نہیں ملنا"

آپ یہاں آجائیں ہمارے پاس۔۔۔آپ کی دیورانی

صاحبہ تو گئی ہیں

کالج "اسکا یہ میسج پڑھتے سیماب ایک جھٹکے میں اٹھ

بیٹھی

اور

آنکھیں پھاڑے بار بار اس میسج کو پڑھنے لگی

کیا مطلب۔۔۔زمل کالج گئی۔۔۔؟اووو۔۔۔۔ماڑا یہ

بات داجی کو پتہ

چلاتو زی کو گولی مار دے گا۔۔۔انکو اپنا بہو گھر سے باہر

نہیں پسند

یہ کیا کیا زی نے "وہ جلدی جلدی میسج ٹائپ کرنے لگی

جیسے مشی

ابھی زمل کو واپس بلا لے گی

اچھا۔۔۔ہمیں نہیں پتہ تھا میں لالا سے بات کرونگی"

مشی بھی اسکی

بات سے کچھ حد تک پریشان ہوئی تھی اسی وقت

زریاب کمرے میں

داخل ہوئے انکو بے وقت دیکھ سیماب چونک کر انکی

طرف دیکھنے

لگی

خان تم اس وقت۔۔۔؟طبعیت ٹھیک ہے۔۔۔؟وہ

پریشان سی ہوتی اٹھ کر

انکے پاس گئی وہ کوٹ اتار رہے تھے سیماب انکی مدد

کیلئے انکے

پیچھے جاتی انکا کوٹ اتارنے لگی

زریاب خاموشی سے شوز اتارتے بیڈ پر آبیٹھے اور ٹائی
کی ناٹ ڈھیلی
کرنے لگے انکو اس قدر پریشان دیکھ سیماب انکے
ساتھ آبیٹھی
خان۔۔۔تم جواب کیوں نہیں دے رہا۔۔۔کیا بات
ہے۔۔۔ام کو بتاؤ۔۔۔"وہ
انکا ہاتھ تھامتی بے حد دھیمی آواز میں نرمی سے
استفسار یہ پوچھنے
لگی

زریاب نے سر سری سی نگاہ اسکے چہرے پر ڈالی اور

دھیرے سے اسکی

گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے انکا دل بوجھل ہوئے جا

رہا تھا کوئی

انکی کیفیت اس وقت نہیں سمجھ سکتا تھا وہ کیسے اندر ہی

اندر اس

وقت کڑھ رہے تھے اپنے آپ کو ملائمت کر رہے

تھے

تھک گیا تھا اس لئے واپس آگیا۔۔۔" انکی آواز سے

بھی یہی لگ رہا تھا

لیکن وہ بیوی تھی انکے جواب میں سچ جھوٹ فورا سے

نکال سکتی

تھی

خان تم رات سے پریشان ہے۔۔۔جو بات ہے ام کو وہ

بتاؤ۔۔۔"

زریاب اب بھی خاموش رہے انکے کانوں میں کچھ

الفاظ گونج رہے تھے

"گل کی موت کیسے ہوئی لالا "رات سے یہی سوال

انکے ذہن میں

گردش کررہا تھا

زی نے ام سے پوچھا تھا۔۔۔کہ گل کی موت کیسے

ہوئی۔۔۔"وہ غیر

مرئی نقطے پر نظرے گاڑھے سنجیدگی سے بولنا شروع

ہوئے انکی بات

پرسیماب کے چہرے کی بھی رنگت فق پڑ گئی

ام اسکو جواب نہیں دے سکا۔۔۔ کیا جواب دیتا

۔۔۔کہ گل کی موت کیسے

ہوئی۔۔۔کیسے ہمارا گل تڑپ تڑپ کر مر گیا

۔۔۔"انکی آواز میں بے ساختہ

نمی گھلنے لگی

کیسے ام اسکے واسطے کچھ کر نہیں سکا۔۔۔کیا فائدہ اتنی

طاقت کا

جب ام اپنی گل کو ہی انصاف نہیں دلوا پایا ام کیا

کرے تم بتاؤ۔۔۔

کیسے خود کو معاف کرے۔۔۔کیسے زی کو اسکا جواب

دے کس منہ

سے۔۔۔"وہ سیماب کا چہرہ دیکھتے کس تڑپ سے پوچھ

رہے تھے

سیماب انکے چہرے پر کرب دیکھتی رہ گئی وہ ایک

مضبوط شخصیت

کے مالک تھے کوئی بھی انہیں اتنی جلدی زیر نہیں کر

سکتا تھا

لیکن بات یہاں انکی اکلوتی بہن کی تھی اس بات پر انکا

دل کس قدر

ازیت میں مبتلا ہوتا تھا یہ انکے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا

تھا

تم زی کو بتادو خان۔۔۔اسکو حق ہے۔۔۔"اسکی بات

پر زریاب نے اسکے

چہرے کی جانب دیکھا

تم کیا چاہتا ہے۔۔۔زی ام سے پھر دور ہو جائے

۔۔۔"انکے سوال پر سیماب

کا جیسے سانس تک رک گیا یہ بات چھوٹی نہیں تھی

نہیں خان۔۔۔ام ایسا کیوں چاہے گا۔۔۔"زریاب

اسکی گود سے سر اٹھاتے

سیدھے ہو بیٹھے

تم کو سچ پتہ ہے۔۔۔پھر بھی تم یہ بات کر رہا ہے

۔۔۔زی اتنی مشکل سے

ام کو واپس ملا ہے۔۔۔یہ بات اسکو پتہ چلی تو وہ ام کو

کبھی معاف

نہیں کرے گا اور اس بار ایسا دور ہو گا کہ پھر کبھی
واپس نہیں ملے
گا۔۔۔"انکے لہجے میں اس وقت خوف چھلک رہا تھا
تو تم کیا کرے گا خان۔۔۔وہ بھولے گا نہیں۔۔۔وہ
پوچھے گا ضرور۔۔۔"
وہ بچپن سے زیحال کی فطرت جانتی تھی وہ جس بات
کے پیچھے
پڑ جاتا تھا اسے کرید کر ہی چھوڑتا تھا اسکی بات پر
زریاب واقعی

گہری سوچ میں پڑ گئے

یہ بات سب کے لئے تباہی تھی اسکا جواب اگر اس

بیسٹ کو پتہ چل

جاتا تو نجانے وہ اپنی لپیٹ میں کس کس کو لیتا اور اس

میں سب سے

پہلے آفندیز ہی آتے

ــــــــــــــــــــــــــــ

چھ گھنٹے گزر چکے تھے زمل کو کالج گئے بچے بھی اب

اسے یاد کرتے

روتے لگے تھے مشی کب سے انکو سمبھال رہی تھی

آخر میں اس نے

یاقوت کو فون کر ہی دیا تھا ب ہی وہ دونوں اپنا کام ختم

کرتے جلدی

گھر آ گئے تھے اب بچوں کو اپنا باپ اور چاچو مل گئے

تھے جس سے

ماں کی یاد قدرے کم ہو گئی تھی

ویسے لالا۔۔۔زمل کو ڈرائیونگ نہیں آتی اس نے کر

کیسے لی۔۔۔؟ مشی

صبح سے اسی کشمکش میں مبتلا تھی تب وہ یہی سمجھی کہ

زیحال

نے مذاق میں اسے اجازت دی ہے لیکن یہ تو اسے

اب پتہ چل رہا تھا کہ

زمل نے سچ میں ڈرائیونگ کی تھی

اسکے سوال پر زیحال نے ترچھی نگاہوں سے یاقوت

کی جانب

دیکھا اس نے بھی دیکھا دونوں نے ایک دوسرے کو

دیکھا اور دیکھتے

بے ساختہ دونوں ہنس پڑے انکو پاگلوں کی طرح ہنستے

دیکھ مشی

کی مسکراہٹ غائب ہوگئی وہ ان دونوں پر پڑنے والے

اس اچانک

دورے پر دونوں کو گھور کر دیکھنے لگی

ڈرائیونگ کہاں وہ تو جہاز تک اڑا لے۔۔۔اگر ساتھ

زیحال بھائی ہوں

ہاہاہا۔۔"یاقوت کی بات پر زیحال ہنس پڑا ازامل انکو

دیکھ

فری میں اپنے دانتوں کی نمائش کرنے لگا

آپ کو بات سمجھ آرہی ہے ہاں۔۔۔ میری جان کا ٹوٹا

۔۔۔"زیحال نے اس

کے گال پر ہلکی سی بائیٹ کی

کیسے۔۔۔؟ مشی کچھ متجسس سی ہو کر پوچھنے لگی

وہ ایسے کہ۔۔۔وہ جہاز بھی پورا ریموٹ کنڑول پر ہو گا

جیسے آج

گاڑی تھی۔۔۔۔زمل کے ساتھ تو پرینک ہو گیا

۔۔۔"انکی بات پر مشی کی

آنکھیں یکدم سے پھٹی دونوں خوب ہنس رہے تھے

لیکن تب تک جب

تک پاشا ولا زمل زیحال خان آفندی کی چیخ سے گونج

نہیں پڑا اس

کی آواز سنتے زیحال صوفے سے یکدم اچھل پڑا اور

سانس روکے

پیچھے کھڑی اپنی پاشی کو دیکھنے لگا جو غصّے سے اس

وقت لال

بھبھوکا ہوئے جارہی تھی پامیر اسکے پیچھے ہی اسکا بیگ

لئے کھڑا

تھا اسکے چہرے سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ زمل بات

سن چکی ہے

یہاں سب کو پاشادی ایشین گینگسٹر کی اچھی خاصی

درگت بنتی

دکھائی دے رہی تھی

قسط:12

زمل تیز تیز سانس لیتی اپنے دونوں ہاتھ کی مٹھیوں کو

زور سے

بھنچے سامنے کھڑے پاشا کو دیکھ رہی تھی جو اسے اتنے

شدید غصّے

میں دیکھ اپنی جگہ جیسے جم چکا تھا بچے بھی خاموش بت

بنے یہ

نظارہ دیکھ رہے تھے جیسے انکو اپنا باپ یوں سہما ہوا اچھا

لگ رہا ہو

یاقوت نے پامیر کی جانب آنکھوں سے اشارہ کیا جیسے

پوچھ رہا ہو

''کیا زمل نے سن لیا سب'' اس کا اشارہ سمجھتے پامیر نے

سر دھیرے

سے اثبات میں ہلاتے یاقوت کی سانسیں وہی روک

دی اس نے جھٹ

سے کرنٹ کھا کر مڑتے زیحال کی جانب دیکھا جو

شل ساکت کھڑا اپنی

پاشی کو دیکھ رہا تھا

مجھے چیٹ کیا۔۔۔؟ مجھے۔۔۔؟ وہ انگلی سے اپنی

جانب اشارہ کرتی بے

یقین آنکھیں پھاڑے پوچھنے لگی زیحال نے سر

دھیرے سے نفی میں

ہلایا

میری بات سنو۔۔۔گلا لے۔۔۔وہ۔۔۔وہ ضروری

تھا۔۔"زیحال کی حالت ابھی

سے بھیگے بلے جیسی بنتے دیکھ یاقوت ہک دک سا اسے

دیکھنے لگا

اسے یقین نہیں آیا کہ ایک ایشین گینگسٹر کی اتنی

چھوٹی سی لڑکی

کے آگے آواز تک صحیح سے نہیں نکل پا رہی تھی اور

کچھ کیا کہتا

بچارہ

مجھے چیٹ کیا۔۔۔یو چیٹر ہی۔۔۔میں چھوڑونگی

نہیں آپ کو۔۔۔"وہ

مٹھیاں زور سے بھینچے ایک ہی جست میں اسکی جانب

لپکی

بھائی بھاگیں۔۔۔" یاقوت کے چلانے پر زیحال نے
ہڑ بڑا کر اسے دیکھا پھر
زمل کو جو اسی کی جانب آ رہی تھی وہ کبھی اسے دیکھے
کب زمل
کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کرے تو کرے کیا۔۔۔ کیا
اسے بھاگنا چاہیے؟
یہی سوچتے زمل اسکے قریب آ چکی تھی اس سے پہلے وہ
اسے پکڑ
پاتی زیحال چھلانگ لگا کر صوفے کے اس پار کود گیا

گلے۔۔۔میری بات سنو۔۔۔ایسا نہ کرتا تو ایکسیڈنٹ

ہو جاتا یار۔۔۔"وہ

وہی کھڑا ہو کر اپنی صفائی پیش کرنے کی ایک اور

کوشش کرنے لگا

لیکن زمل اسکے پیچھے وہاں بھی بھاگ نکلی زیحال بچ کر

دوسری

جانب بھاگتے ڈائننگ ٹیبل کے پیچھے کھڑا ہو گیا

میری بات تو سن لو میری جان۔۔۔۔اچھا سوری

۔۔۔ایم سوری۔۔۔۔"وہ نہیں

سن رہی تھی وہ وہاں بھی اسکے پیچھے پہنچ گئی تھی لیکن

زیحال

چھپاک سے اسکی پکڑ سے نکل کر بھاگ گیا دونوں کو

پکڑم پکڑائی

کھیل دیکھتے بچے خوشی سے تالیاں بجانے لگے تھے اب

انکو کیا پتہ

اسکے باپ کی جان پر بن آئی ہے انکو یہ کھیل لگ رہا تھا

زیحال کا دل

چاہا انکی لینڈ نگ واپس کروادے

میں نہیں چھوڑونگی آپ کو۔۔۔مجھے دھوکہ دیا

مجھے۔۔۔"زمل کے

ہاتھ صوفے کے سائیڈر رکھا لیمپ اسٹینڈ لگ چکا تھا

پامیر جلدی سے میدان میں اتر آیا جہاں اسکا بھائی اپنی

جان بچانے

کیلئے بھاگ دوڑ کر رہا تھا

اور یہ لگا ٹیم اے کے ہاتھ لیمپ اسٹینڈ جو وہ مار کر ٹیم بی

کی

یاداشت تتر بتر کرنے والی ہے۔۔۔یہ لگنے والا ہے

شاٹ۔۔۔"وہ باقاعدہ

ہاتھوں کا کیمرا بنائے وہ سب ریکارڈ کر رہا تھا وہ الگ

بات تھی کہ ہو

کچھ نہیں رہا تھا ریکارڈ

ابے۔۔۔چپ کرو۔۔۔بھائی کی فکر کرو

۔۔۔"یاقوت وہی کھڑا اہلکان

ہوئے جا رہا تھا بھلا اسکے بھائی کی جان خطرے میں تھی

یہ دیکھ

اسکی اپنی جان ہتھیلی پر آگئی تھی مشی پہلے توڈر گئی تھی لیکن

اب اسکی ہنسی بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

ایم سوری ناں میری جان۔۔۔۔سوری۔۔۔میں کان پکڑتا ہوں۔۔۔"زیحال نے

بھاگتے ہوئے باقاعدہ کان تک پکڑے لیکن زمل کچھ نہیں سن رہی تھی

نہ دیکھ رہی تھی

یو چیٹر ہبی۔۔۔دھوکہ دیا مجھے۔۔۔" وہ ایک ہی بات

پر جل کڑھ کر

کتنا اپنا خون جلا چکی تھی اسکا غصّہ تھا کہ کم ہونے کا نام

ہی نہیں

لے رہا تھا زیحال پلر کے ایک طرف کھڑا تھا اور زمل

اپنا دالگائے پلر

کے دوسری جانب کھڑی لال بھبھوکا ہوئے جارہی

تھی

اچھاناں۔۔۔میں سوری کرتو رہاہوں۔۔۔دیکھو

۔۔۔''اس نے باقاعدہ کان

پکڑے اور اٹھک بیٹھک تک کرنے لگا لیکن بچت پھر

بھی نہ ہوئی زمل

نے جیسے ہی لیمپ اسٹینڈ پھینکا زیحال اچھل کر پیچھے جا

کھڑا

ہوا

او تیری۔۔۔خیر۔۔۔۔یہ پاشی تو پاشا سے بھی زیادہ

خطرناک نکلی۔۔۔''

پامیر باقاعدہ سر پکڑ گیا تھا

میں آج گولی سے اڑاؤں گی آپ کو۔۔۔آپ رکیں

صحیح۔۔۔"وہ سامنے

دیوار پر لگی اے کے فورٹی سیون اٹھا گئی اٹھاتے وہ اتنی

بھاری تھی

کہ ایک پل کیلئے وہ زمل کے نازک ہاتھوں سے گرنے

لگی تھی لیکن وہ

جتنے غصّے میں تھی اتنے میں وہ گن بھی سمبھال چکی

تھی

اسکے ہاتھ میں اے کے فورٹی سیون دیکھ یاقوت کی

آنکھیں ایک دم

سے پھٹی وہ ایک ہی جست میں جا کر زیحال کے آگے

کھڑا ہوتا اسے

اپنے پیچھے کر گیا

او نہیں نہیں۔۔۔زمل۔۔۔زمل میری بات سنو

۔۔۔ہم سے غلطی ہو گئی۔۔۔

ہمیں معاف کر دو ہماری ماں۔۔۔ہم نہیں کریں گے

آیندہ ایسا کچھ۔۔۔"

اسے ایسے معافی مانگتے دیکھ مشی کے پیٹ میں ہنس

ہنس کر درد

ہونے لگا تھا

ہٹیں آپ پیچھے۔۔۔میں آج انکو نہیں چھوڑونگی

۔۔۔"وہ شدید غصّے

میں دھاڑتی اسے ہی بندوق دکھانے لگی

دیکھو۔۔۔مجھے چھوڑدو۔۔۔میرے دو چھوٹے

چھوٹے بچے ہیں۔۔۔میری

ایک معصوم سی بیوی بھی ہے وہ الگ بات ہے کہ وہ

اس وقت جلاد

بنی ہوئی ہے لیکن ہے وہ میری جان ہی۔۔۔اسکے لئے

معاف کر دو۔۔۔"

زیحال یاقوت کے پیچھے کھڑا ہاتھ جوڑے معافی مانگتا

اپنی بچارگی

کی بلندیوں پر تھا

واہ۔۔۔یہ سین تو واقعی ریکارڈ کرنے کا ہے۔۔۔پاشا

کے دشمنوں کو

سینڈ کرونگا۔۔۔آدھوں کو تو ایسے ہی ہارٹ اٹیک آ

جائے گا۔۔۔" پامیر

اپنا موبائل نکال کر یہ حسین منظر ریکارڈ کرنے لگا تھا

یاقوت بھائی ہٹیں پیچھے۔۔۔" یاقوت کو پیچھے نہ ہٹتے

دیکھ وہ پھر

سے چلائی اور نشانہ عین سیدھا ان دونوں پر باندھ دیا

نہیں۔۔۔نہیں یاقوت۔۔۔نہیں ہٹنا۔۔۔ورنہ

میرے قل کے چاول بھی ہضم

نہیں ہونگے۔۔۔"زیحال کو بات پر یاقوت نے تڑپ

کر پیچھے دیکھا وہ

کیا جانے یاقوت مرزا کیلئے یہ بات تو مذاق میں بھی

بہت بڑی

تھی

ایسے کیوں بول رہے ہیں۔۔۔میں آپ کے نام کی

ساری گولیاں اپنے سینے

پر کھا سکتا ہوں۔۔۔"وہ کس تڑپ کے ساتھ بولا تھا

اسکا لہجہ بھیگا

دیکھ زیحال زمل دونوں ہی ایک پل کیلئے سٹک ہو گئے

ایکٹنگ لیول کم کرو۔۔۔اسکو شک ہو جائے گا کہ

بندوق خالی ہے۔۔۔"

زیحال نے دانت پیس کر اسکے بازو دبائے یاقوت

ایک دم سے ٹھٹھک

گیا

اگر آج ڈنر باہر کروائیں تو۔۔۔؟ایکٹنگ اور اچھی ہو

جائے گی۔۔۔"زیحال

نے اسکی بات پر اسے گھر کی سے نوازا

زمل انکوایسے معشوقوں کی طرح چپکے دیکھ اور بھی غصّے

سے لال

ہوتی ایک فائر زمین پر مار گئی اسی کے ساتھ وہ دونوں

اچھل کر بے

ساختہ دھڑام سے پیچھے جا گرے زمل جس نے غصّے

میں ایسے ہی

ٹریگر دبادیا تھا سچ میں فائر لگتے وہ خود بھی ایک دم سے

کانپ

اٹھی

بسم اللہ۔۔۔۔ آرام سے بہنا۔۔۔۔" پامیر اسکے عین

پیچھے کھڑا تھا جس نے

یہ فائر خود کروایا تھا وہ بھی عین ان دونوں میسنوں کے

قدموں

میں

یہ ایک ہی گولی تھی اب ایسا کرو یہ بندوق انکے سروں

پر دے مارو

جاؤ۔۔" اسکے اتنے آرام سے دیے گئے دلاسے پر

یاقوت زیحال دونوں

آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگے

پا میر کے بچے میں اپنے پراٹھے معاف نہیں کرونگا

۔۔۔"اگر وہ ماں ہوتی

تو یقیناً اپنا دودھ نہ بخشتی لیکن وہ تو باپ تھا تب ہی

زیحال نے

تڑپ کر اسے اپنے ٹیڑھے میڑھے پراٹھے یاد

کروائے

ہاں وہی جس میں کشمیر کا ایک کونہ مشرق میں ہوتا تھا

اور دوسرا

مغرب میں۔۔۔زمل۔۔۔جاؤ آج سارے بدلے

لے لو بھاگو بھاگو۔۔۔"اسکے

پش کرتے زمل سچ میں زیحال کی جانب بھاگی

بھائی رن۔۔۔"یاقوت کے چیختے زیحال کرنٹ کھا کر

اٹھتا پھر سے بھاگ

گیا آج اپنے ولا میں بنوائے گئے پلرز اپنی بیوی کے

ساتھ کھیلنے میں

کام آرہے تھے

سوری کر تو رہا ہوں میری توبہ آج کے بعد کبھی ایسا

کچھ کروں میری

توبہ میرے باپ کی توبہ۔۔۔" وہ بھاگتے ہوئے توبہ

بھی مانگتا مشی اور

پا میر کی حالت ہنسا ہنسا کر بری کر گیا

کمینے۔۔۔ تم جو یہ محلے کی آنٹی بن رہا ہے ناں

۔۔۔ ایک بار زمل کا غصّہ

ختم ہو جائے تیرے کونے پونے میں سیدھے کرونگا

۔۔۔" یاقوت نے

انگلی اٹھا کر پا میر کو دھمکی آمیز لہجے میں وارننگ دی

جس پر وہ

اپنے دانتوں کی نمائش کرتا ہی کر کر ان دونوں کو

دیکھنے لگا

بب۔۔۔ببا۔۔۔۔"زامل نے دور سے اپنے باپ کو

سراہا زالے بھی تالیاں بجا

رہی تھی

لو ویو بیٹا۔۔۔آپ کے بب بب آپ سے بہت پیار

کرتے ہیں۔۔۔"زیحال نے

ڈھیٹ بن کر دور سے دونوں کو فلائ کس دی ان

دونوں نے بھی اسے

فلائ کس دی مشی نے انکو ایسی حرکتیں خوب سکھا

دی تھیں

وہ اپنی اپنی گاڑیوں پر اچھل کود کرتے اپنے مم مم بب

بب کو ایسے

کھیلتے دیکھ خوشی سے پاگل ہوئے جارہے تھے

زیحال کی نظر جو نہی اوپر پڑی اس نے یاقوت کو

آنکھوں سے اشارہ

کیااور خود لپک کر چار سیڑھیاں پھلانگتا اوپر اپنے

کمرے میں

بھاگ گیا

زمل اسکے پیچھے وہی جانے لگی تھی کہ یاقوت نے اسے

بیچ میں روک

لیا

رکو۔۔۔رکو۔۔۔یہ مجھے دے دو۔۔۔اتنی بھاری چیز

لے کر سیڑھیاں

چڑھنا ٹھیک نہیں تم ایسے ہی جا کر پکڑ و۔۔۔"اس
نے باتوں میں لگا کر
زمل کے ہاتھ سے اے کے فورٹی سیون پکڑ لی زمل
اسکی باتوں میں
آتی اسے دے کر خود وہی زیحال کے پیچھے چلی گئی
یاقوت نے
گردن جھکا کر اوپر کی جانب دیکھا جیسے یقین کر نا چاہ رہا
ہو کہ
واقعی چلی گئی

ہوہ۔۔" اس نے سکھ کا گہرا سانس لیا کہ تب ہی

اسکی نظر اپنے پہلو

سے چپکے پامیر پر گئی وہ بھی ایسے ہی جھک کر اوپر کی

جانب

یاقوت کی طرح دیکھ رہا تھا

یاقوت نے اسے دیکھا ایک پل دو پل تیسرا پل آتے

آتے پامیر نے بتیسی

باہر نکالی اور فوراً اسے لپک کر بھاگ گیا

تیری تو میں۔۔۔اب بتا کونسی آگ لگا تھاہاں

۔۔۔"وہ کلاشنکوف چھوڑے

اپنا جوتا نکال کر اسکے پیچھے بھگا پا میر پاگلوں کی طرح

ہنستا ہوا

آگے آگے بھاگ رہا تھا اور یاقوت اسکے پیچھے آج بچوں

کے خوب

مزے ہو گئے تھے آج انکی جگہ انکے بڑے کھیل رہے

تھے انکو تو ایک

مزے کی موی مل گئی تھی

بس کر دیں۔۔۔افف میرا پیٹ۔۔۔"مشی کا منہ

اب دکھنے لگا تھا وہ پیٹ

پکڑے صوفے پر لوٹ پوٹ ہو گئی پا میرا اپنی جان

بخشی کیلئے گھر

سے ہی باہر نکل گیا تھا اسکے جاتے یاقوت پھولی

سانسوں کے ساتھ

دھیرے دھیرے چلتا ہوا واپس لاؤنج میں آیا جب

مشی کو ایسے دیکھ

وہ ایک دم سے ٹھٹھک گیا

مشی۔۔۔تم ٹھیک ہو۔۔۔؟وہ اسے ایسے دیکھ ایک

دم سے فکر مند ہوا

ہٹو پیچھے۔۔۔میرے پاس نہیں آنا۔۔۔"وہ تڑخ کر

بولتی اٹھ کر بچوں کو

لئے اپنے کمرے میں چلی گئ

کیا۔۔؟یہ کیا بول کر گئ۔۔۔؟یاقوت کو اب تک

جیسے یقین نہیں آیا

کہ وہ کیا بول کر گئ ہے

مشی۔۔۔"وہ اٹھ کر اسکے پیچھے پیچھے گیا بلکل زن

مریدوں کی

طرح

Aqsa Malik novels۔۔

زمل فل طیش میں دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر آئ

اور یہاں وہاں

نظر گھما کر اپنے ہبی کو دیکھنے لگی جب اسے پیچھے سے

دروازہ لاک

کرنے کی آواز آئی اس نے کرنٹ کھا کر مڑتے پیچھے

دیکھا جہاں وہ

دروازہ لاک کر کر اسی سے ٹیک لگا کر کھڑا شریر

مسکراہٹ ہونٹوں پر

سجائے اسے دیکھ رہا تھا

ہیلو بے بی گرل۔۔۔"اس نے ہاتھ ہلاتے باقاعدہ

ایک آبرو اچکائی اسکی

ڈھٹائی پر زمل نے ضبط سے مٹھی کے ساتھ ساتھ

دانت بھی بھینچے

وہ آگے بڑھتی زیحال پر حملہ آور ہونے ہی لگی تھی کہ

زیحال نے اس

کے دونوں ہاتھ پیچھے باندھتے اسے بیڈ پر گرالیا اور خود

اس کے

اوپر آتے سایہ افگن ہوا

اسکی ہیزل آنکھوں میں جھانکتے اسکے لبوں پر شریر

مسکراہٹ

مچلنے لگی تھی زمل نے ہک دک سی اس اچانک افتاد پر

آنکھیں پھاڑے

زیحال کو دیکھا

چھوڑیں مجھے۔۔۔" وہ اپنے ہاتھ چھڑواتی اٹھنے کی

بھرپور تگ ودو

کرنے لگی لیکن زیحال نے اپنی گرفت اور بھی مضبوط

کرلی

کبھی نہیں۔۔۔مر کر بھی نہیں۔۔۔" وہ دیوانوں کی

طرح اسکی آنکھوں

میں جھانکتے شدّت بھرے لہجے میں بولا کہ زمل بھی

بے اختیار اپنے

بدن کو ڈھیلا چھوڑ گئی

میرا بچہ ناراض ہے۔۔۔؟اس کے لہجے میں اس وقت

دنیا بھر کی محبت

آ سمٹی تھی زمل کو جتنا غصّہ آ رہا تھا اب اتنی ہی شدّت

سے رونا

بھی آ رہا تھا وہ ہونٹ گول کرتی آنکھیں پٹپٹانے لگی

ایم سوری۔۔۔ لیکن وہ ضروری تھا۔۔۔میں کسی بھی

قیمت پر تمہیں

ایک خروچ بھی آنے نہیں دے سکتا۔۔۔"وہ پیار

سے اسکے بالوں میں

انگلی چلاتے اسے سمجھانے لگا

لیکن آپ نے چیٹ کیا ناں۔۔۔"اس کا دل بھاری ہو

رہا تھا اسکے چیٹ

کرنے پر نہیں اسکے اس طرح منانے پر وہ جو ہمیشہ

اسکے سامنے اپنی

سیلف ریسپیکٹ اور ایگو کو ایک سائیڈ کر دیتا تھا یہی

عادت زمل

کو اس کے لئے مزید پاگل کر دیتی تھی

وہ پٹھان تھا اور پٹھانوں کی ہسٹری اٹھا کر دیکھی جاتی تو

پتہ چلتا

کہ انکی اس سو کالڈ انا میں کتنی عورتوں کے دلوں کا

قتل ہوا تھا

کتنی عورتیں صرف انکی پیاس بجھانے کیلئے استعمال

ہوئی تھیں لیکن

وہ بھی پٹھان تھا سب سے الگ جس نے ایک عورت

کو فتح کر کر

دکھایا تھا اسکے دل پر اپنے عشق کی مہر ثبت کی تھی

اسے اپنے لئے

پاگل کیا تھا کیسے ناں اسکا غصّہ جھاگ کی طرح بیٹھیا

منانے والا

زیحال خان آفندی جو تھا

اس چیٹنگ کیلئے سوری۔۔۔ لیکن تم جو سوچ کر ڈر گئی

تھی

اور بنا

سمجھنے کی کوشش کئے اس پر عمل کر گئی تھی وہ کبھی

نہیں

ہو گا۔۔"وہ جانتا تھا اپنی گلا لے کو وہ صرف اس

بات سے ڈری تھی کہ

اسکا خان اسے چیٹ کر سکتا ہے آج اس بات میں کیا

تھا کل کوئی اور

بات بھی ہو سکتی ہے اسے عادت نہیں تھی ایسے

دھوکوں کی نہ وہ

ایسی عادت خود کو پڑنے دے سکتی تھی

زیحال نے دھیرے سے جھک کر اسکے پنکھڑی سے

ہونٹوں پر اپنے آتش

لب رکھے اور پوری شدّت سے بوسہ دینے لگا زمل

نے تڑپ کر بے چین

ہوتے ایک ہاتھ زیہل کے سر کی پشت پر رکھ لیا

اسکی یہ حرکت زیحال کو ہر بار مزید جنونی بناتی تھی

اسے مدہوش

کرتی اور بھی بہکانے لگتی تھی اب بھی وہ بہک رہا تھا

جیسے جیسے

زمل کی انگلیاں اسکے بالوں میں سرسرا رہی تھیں

ویسے ویسے وہ

زمل کے ہونٹوں پر اپنی شدّتیں لٹاتے اسکی سانسوں

کو بری طرح سے

پھلا گیا تھا

زیحال کے پیچھے ہٹتے زمل نے اسکے آتش لبوں پر

نظریں جمائی اس

کے ہونٹ بھی اس جان لیوا جسارت پر سرخ ہو چکے

تھے زمل کے

ہونٹوں کی جو حالت بگڑی تھی وہ الگ تھی

زمل شرم سے سرخ پڑتی اپنی پلکوں کی جھالر جھکا گئی

آج بھی شرمارہی ہو۔۔۔ ہمارے دو بچے ہو چکے ہیں

۔۔۔"اسکی شرم سے

محفوظ ہوتے زیحال کا دل پھول کی طرح کھل اٹھا تھا

عورت کی

بے باکیوں سے زیادہ اسکی شرم مرد کو اپنے لئے پاگل

کر دینے کی

سکت رکھتی ہے

اور تیسرے کا میرا پلان بن رہا ہے۔۔۔"اب کی بار

اس کی بات پر زمل

نے آنکھیں پھاڑے اسے حیرت سے دیکھا زیحال کو

پتہ تھا اسکا ایسا

ہی ری ایکشن آئے گا تب ہی وہ اپنی ہنسی روکنے کی

کوشش کرنے

لگا

میں گولی مار دونگی آپ کو۔۔۔" وہ یکدم سے بپھرتی

چیخ پڑی

میں خوشی خوشی کھا لونگا بشرط مجھے پھر سے باپ بننے

کی نیوز

مل جائے ہائے کیسا لگے گا جب ڈاکٹر کہے گا۔۔۔آپ

دوسری بار باپ

بننے والے ہیں۔۔۔۔" وہ بیڈ پر سیدھا چت لیٹا چھت

دیکھتے آہیں بھرنے

لگا زمل فوراً اسے سیدھی ہو کر بیٹھتی اسے گھور کر

دیکھنے

لگی

نو۔۔۔ ہمارے بس دو بچے رہیں گے۔۔۔"

کبھی نہیں۔۔۔میری برادری کیا سمجھے گی خان میں اتنا

ہی دم تھا۔۔۔

نہ بلکل نہیں۔۔۔ہماری پوری کرکٹ ٹیم بنے گی

۔۔۔"وہ ڈھٹائی سے بولتا

اپنے دونوں ہاتھ مزے سے سر کے نیچے رکھ گیا زمل

تو ٹیم کا نام

سن کر ہی سٹک ہو گئی تھی

نہیں۔۔۔؟ کم ہیں۔۔۔؟ اٹس اوکے بے بی۔۔۔میں

اور بھی محنت کر لونگا۔۔۔

تم بس حکم کرنا اور نمبر بتانا۔۔۔ پھر تم اپنے خان کی

سپیڈ دیکھو

گی ہر سال۔۔۔" اسکے جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی

زمل نے دھڑا دھڑ اس

کے سینے پر مکوں کی بارش شروع کر دی زیحال اپنی

ٹیم کا پلان

کینسل کر کر ہنس ہنس کر پاگل ہونے لگا تھا

ٹیم بنانی ہے آپ کو ہاں۔۔۔ ٹیم بنانی میں بنواتی ہوں

۔۔۔" وہ اپنے حملے

جاری رکھے زیحال کے قہقہے اور بھی گہرے کرواتی

چلی گئ

زمل خود کی تھک کر زیحال کے سینے پر گر گئ لیکن وہ

نہیں تھکا وہ

دن رات اتنے کیوٹ حملے برداشت کر سکتا تھا ایسے

حملے تو اسکا

خواب تھے

تھک گئ۔۔۔؟ زیحال نے ذرا سا سر اٹھا کر پوچھا زمل

نے سر اثبات میں

ہلایا اور اسکی شرٹ کے بٹن پر گول گول انگلی پھیرنے لگی

آج کے بعد چیٹ نہیں کریں گے ناں۔۔۔"وہ بچوں کی طرح معصومیت

بھرے لہجے میں پوچھ رہی تھی زیحال نے اپنے

دونوں ہاتھ اسکی نازک

سی کمر کے گرد باندھ لئے اور اسے مزید اپنے سینے میں بھینچ گیا

کبھی نہیں۔۔۔پرامس۔۔۔"اسکے پرامس پر زمل

نے فوراً سے سر اٹھا کر

اسے دیکھا

پنکی پرامس۔۔۔؟اسکے پنک پرامس پر زیحال کی

آنکھیں بے ساختہ

پھیلی

آہ نہیں۔۔۔آئی ایم ناٹ پوکی۔۔۔"وہ سر پیچھے پھینکتا

کراہنے لگا تھا

زمل نے ایک مکا اسکے سینے میں جڑ دیا

بولیں پنکی پرامس۔۔۔"وہ کھلم کھلا غنڈی گردی کر رہی تھی

زیحال بچارہ مرتا کیا نہ کرتا اسکا پنک پرامس کر گیا

زمل نے اپنے ہاتھ
کی چھوٹی انگلی زیحال کی انگلی سے ملائی اور پرامس کو

مزید

پکا کرلیا

شکی عورت۔۔۔"زیحال بیچارگی سے یہی کہہ پایا

زمل نے اسکی

کیوٹنیس پر اسکے گال دونوں جانب سے پکڑ کر زور

سے بھینچ

دیے

میری جان۔۔۔میرا خان۔۔۔"اسکے جملے پر زیحال

نے فوراً سے سر

اٹھایا

مم۔۔۔میرا خان بیٹا۔۔۔زامل خان۔۔۔"وہ اسکے

خطرناک ارادے بھانپتے

فوراً سے لائن پر آگئی اس سے پہلے زیحال اسکے خان کا

جواب اپنے

انداز میں دیتا

تمہارا بیٹا۔۔۔ہاں۔۔۔پہلے اسکا باپ خان ہے

۔۔۔"وہ زمل کو بیڈ پر لٹاتا اسے

گدگدی کرتے ہنسا ہنسا کر پاگل کر گیا تھا دونوں کے

زندگی سے

بھرپور قہقہے کمرے میں گونجنے لگے تھے

Aqsa Malik novels۔۔

ملازم کھانے کی ٹیبل شاہی انداز میں سجانے میں مگن
تھے خان حویلی
میں ایک وقت میں مختلف قسم کے پکوان بنتے تھے
جن سے ٹیبل سج
کر بلکل شاہی لگتی تھی رات کے کھانے میں ابھی
وقت باقی تھا تب
ہی سیماب بھی انکے ساتھ یہ سارا کام دیکھنے لگی
تھوڑی دیر میں حویلی کے سب افراد کھانے کیلئے ٹیبل
پر اس چکے تھے

بیلا جو اس وقت ڈارک پیلے رنگ کا فراک جس کے

نیچے چوڑا دار

پاجامہ تھا بازو بھی اسے ڈیزائن کے بنے ہوئے تھے گلا

تھوڑا ڈیپ تھا

جسے وہ گلے کی مدد سے نوشیر وال کے خوف سے

ڈھک چکی تھی

وہ رہتی بھلے گھر میں قید تھی لیکن اسکے ہاتھ میں جو

فون تھا اس

میں دیکھ دیکھ کر وہ ہر طرح کا فیشن سیکھ چکی تھی

لمبے لمبے ناخن بال ڈائی کئے ہوئے مینی کیور پیڈی کیور

ہر پندرہ دن

بعد ایک پارلر والی آ کر کر جاتی

غرض کے اسے ہر فیشن کا پتہ تھا لیکن وہ ایک بات

بھول گئی تھی کہ

کسی کی اس پر ہر وقت نظریں رہتی ہیں

تم کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟ دا جی کی نظریں زریاب پر ٹکی

تھیں جو آج خاصے

ڈھیلے معلوم ہو رہے تھے دا جی کی بات پر سب نے

بیک وقت زریاب

کی جانب دیکھا انکے اتنے ڈھیلے ہونے کی وجہ سیماب

سے بہتر کوئی

نہیں جانتا تھا

تب ہی وہ دا جی کے یہ سوال کرنے پر خوف زدہ سی

ہوتی زریاب کی

طرف دیکھنے لگی جواب بھی خاموش تھے

زری۔۔۔داجی۔۔۔کو جواب دو۔۔۔"مورے نے

قدرے سخت لہجے میں اسے

ہوش دلایا وہ ہوش میں آتے بوکھلا کر انہیں دیکھنے

لگے

ک۔۔کیا۔۔۔؟ کچھ بولا مورے تم۔۔؟ وہ سیدھا

انہی سے پوچھنے لگے جس

پر سیماب نے ضبط سے آنکھیں بند کی

ام نہیں۔۔۔تمہارا اباسائیں پوچھ رہا ہے۔۔۔کیا ہوا

ہے تم کو۔۔۔ایسے

ڈھیلا کیوں بیٹھا ہے۔۔۔؟ اب کی بات پوچھتے ہوئے

زریاب کو غور سے

دیکھ انہیں بھی تھوڑی فکر لاحق ہوئی

ک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔ام کو کیا ہوگا۔۔۔ام ٹھیک

ہے ایک دم فٹ۔۔۔" وہ

چستی سے جواب دیتے اپنی پلیٹ میں چمچ چلانے لگے

انکو ایسے

دیکھ بیلا کی آنکھوں میں چمک اتر آئی تھی اس حویلی

میں کسی کو

ایک کانٹا بھی چبھتا تھا تو اسکی خوشی سب سے پہلے بیلا

آفندی کو

ہوتی تھی

کچھ تو بات ہے۔۔۔ورنہ تم ایسے چپ نہیں رہتا

۔۔۔"داجی کو ان کا

جواب جیسے مطمئن نہیں کر سکا

وہ۔۔۔وہ داجی۔۔۔خان کے سر میں شدید درد تھا

اس واسطے وہ چپ

بیٹھے ہیں۔۔۔اور کوئی بات نہیں ہے۔۔۔"زریاب

کو خاموش دیکھ سیماب

جلدی سے بولی ورنہ اس وقت خوف سے اسکی

سانسیں بند ہو جاتی

وہ مر کر بھی نہیں چاہتی تھی کہ زریاب اور دا جی کا ان

باتوں پر

آمنہ سامنا ہو اور گھر کا ماحول خراب ہو

ام کو تو سر درد نہیں لگتا۔۔۔"وہ اور غور سے زریاب

کے چہرے کو

دیکھنے لگے جو باتوں کو اپنے اندر لئے اس وقت گھٹ
گھٹ کر سانس
لے رہے تھے اسی ضبط کے مارے انکا چہرہ سرخ
ہوئے جا رہا تھا
تو کوئی اور مرض ہو گا۔۔۔جو لالا بتانا نہیں چاہتے
۔۔۔"بیلا نے کو کیو مبر
کا ایک سلائس منہ میں توڑتے گہری نظروں سے
انہیں دیکھ اپنی

سوچ بتائی جس پر سیماب نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا

وہ اسکی فطرت سے اچھی طرح واقف تھی

تم اپنا مرض سمبھالو۔۔۔اپنا مردام خود سمبھال لے گا۔۔۔"سیماب ہمت

کرتی کرڑے سخت لہجے میں گویا ہوئی اسکی اتنی سخت ٹون پر

داجی کی نگاہیں اسکی جانب اٹھی اور وہ وہی پلکیں خوف سے جھکا

گئی

کوئی مسلہ ہے توام کو بتاؤ۔۔۔"داجی کے پوچھنے پر اس

سے پہلے

کوئی کچھ کہتا بیلا بول پڑی اور سب نے اسکی جانب اپنی

نظریں

گھمالی

مسلہ کیا ہو گا کاکا۔۔۔ادر سب کا مسلہ ام ہے۔۔۔خانم

کوام سے پتہ نہیں

کیا مسلہ ہے۔۔۔ام تو بس یہی کہہ رہا تھا کہ لالا کو کہیں
اور درد ہو گا
لیکن خانم کو ام سے اتنی نفرت ہے کہ ام کو بولنے بھی
نہیں دیتی
کیا ام اپنی مرضی سے ادر بیٹھا ہے۔۔۔؟ وہ اپنے
کیری آنکھوں سے نکلتے
آنسوں صاف کرتی بھیگے نم لہجے میں بولی اسکی بات پر
خانم کی

آنکھیں یکدم سے پھٹی وہ کچھ کہنے کیلئے اٹھنے کی لگی

تھی کہ

زریاب نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لیا

جو اشارہ تھا کہ کچھ مت بولو

دا جی نے غصّیلی نظروں سے سیماب کی جانب دیکھا

کیا ایسا ہے۔۔۔؟ وہ کڑے سخت لہجے میں پوچھ رہے

تھے سیماب ڈر کے

مارے سر جھکا گئی اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ دا

جی کے

سامنے کچھ کہہ سکے زریاب سے سب ڈرتے تھے
جب وہ بولتے تھے تب
داجی تک انہیں سنتے تھے لیکن سیماب ان سے بھی اتنا
نہیں ڈرتی
تھی جتنا داجی سے ڈرتی تھی
ہاں۔۔۔ایسا ہے۔۔"جواب سیماب کے بجائے
زریاب کی جانب سے آتا
دیکھ بیلا کی آنکھیں بے ساختہ پھیلی وہی مورے بھی
کچھ الجھ کر

اسے دیکھنے لگیں

ہے خانم کو اس سے مسلہ۔۔۔ نہیں پسند اسکو اس کا

مکروشکل۔۔۔"

انکا لہجہ تلخ ہونے لگا تھا سیماب نے نیچے سے انکا ہاتھ

دبایہ خاموش

رہنے کا اشارہ کیا لیکن وہ جب بولنا شروع کرتے تھے

تب خاموش

کب ہوتے تھے

یہ یہاں صرف آپ کی بھتیجی ہے۔۔۔ جس کو میرے

چھوٹے بھائی پر

زبردستی مسلط کیا جارہا ہے۔۔۔ "انکی اس بات پر بیلا

نے تڑپ کر

دا جی کی جانب دیکھا اور اپنی آنکھوں میں موٹے

موٹے آنسوں لے

آئی

دیکھا۔۔۔ ام نے بولا تھا۔۔۔ ادرام کو کوئی پسند نہیں

کرتا۔۔۔ "وہ موقعے

کافائدہ دیکھتی باقاعدہ رونے لگی تھی اسے روتے دیکھ

دا جی نے

ضبط سے لب بھنچے

زری۔۔۔یہ بول رہا ہے تم۔۔۔ہوش میں تو ہے

۔۔۔؟انکواس وقت زریاب پر

شدید غصّہ آرہا تھا جو شاید اپنے حواسوں میں نہیں

تھے

ہوش میں ہوں بابا۔۔۔اور خدا کے واسطے آپ بھی

ہوش میں آئو۔۔۔"وہ

ضبط کرتے کرتے بھی اپنی آواز کو بلند ہونے سے

نہیں روک پائے انکے

یوں ایک دم سے اٹھنے پر سیماب کا دل اچھل کر جیسے

حلق میں آ

گیا

کب تک اپنی اولاد سے امتحان لے گا۔۔۔ام تھک گیا

ہے۔۔۔ام کو ایک ہی بار

میں گولی کیوں نہیں مار دیتا۔۔۔ادر۔۔۔"انہوں

نے اپنے سینے پر سختی

سے انگلی جمائی

ادر کھائے گا ام گولی۔۔۔ لیکن اب مزید کچھ غلط

ہوتے نہیں دیکھ

سکتا۔۔۔" وہ جتنے دن سے خاموش تھے آج وہ سارا

ضبط ٹوٹ رہا

تھا

خان پلیز۔۔۔چپ کر جاؤ۔۔۔پلیز۔۔۔"سیماب

انکی اوٹ میں انکے بازو سے

لگی رونے لگی تھی اسے یہ سب دیکھ خوف آتا تھا یہ

لڑائی جھگڑا

لیکن وہی بیلا کے دل پر تو جیسے ٹھنڈی پھوار سی پڑنے

لگی تھی یہی

تو وہ چاہتی تھی ان باپ بیٹوں کو آمنے سامنے لانا

اسکی وجہ سے ہمارا بہن ام سے چھن گیا۔۔۔یہ ہاتھ

۔۔۔"انہوں نے ہاتھ

آگے کئے" یہ ہاتھ تم نے باندھ دیے بابا۔۔۔ورنہ

اب تک اپنی بہن کو ام

انصاف دلا چکا ہوتا اسکے مجرموں کو گھسیٹ گھسیٹ

کر اسکی قبر

پر لے جاتا اور اسکو دکھاتا کہ اسکا لالا اگر زندہ ہے تو اس

نے کچھ

کیا ہے۔۔۔ لیکن تم نے تو ام کو اسکی قبر کو بھی منہ

دکھانے لایق نہیں

چھوڑا بارہ سال ہو گیا ام اسکی قبر پر نہیں گیا بارہ سال

۔۔۔" انکی

آواز کانپنے لگی تھی

گل کی یاد نے سب کے دلوں کو اس وقت پل میں

بوجھل کر دیا تھا وہ

اس گھر کی بیٹی تھی اکلوتی جو آج قبر میں تھی یہ احساس

دلوں

کو چیر دینے والا تھا

دا جی بھی کچھ نہیں کہہ سکے کیا کہتے بیٹی کی یاد میں تو انکا

اپنا

دل بھی خون کے آنسوں رونے لگتا تھا

لیکن یہ سب سن کر بیلا کو از حد خوشی محسوس ہو رہی تھی بظاہر

وہ رو رہی تھی لیکن دل خوشی سے جھوم رہا تھا لیکن تب تک جب

تک اسکے کانوں میں وہ صور پھونک دینے والی آواز نہیں پڑی

اسلام علیکم۔۔۔" پیچھے سے داراب کی آواز پر سب نے مڑ مڑ کر دیکھا

بیلا کا دل تو جیسے اچھل کر یکدم سے حلق میں آ گیا تھا یہ

سب

باتیں داراب کے سامنے نہیں ہونی تھی بیلا آفندی کو

اگر کسی سے

خوف آتا تھا تو وہ "داراب خان آفندی" تھا اسکے

سامنے ایسی باتیں

ہونا مطلب بیلا کی شامت کو کھل عام دعوت دینا تھا

قسط 13

وہ اس وقت اپنی وردی میں ہی ملبوس تھا سر پر پہنی

کیپ جسے وہ

ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے ایک ملازم نے آگے آکر

اسکے ہاتھ سے لینی

چاہی لیکن اس نے سر کے اشارے سے نہ کر دیا وہ اس

وقت صرف ایک

فائل لینے آیا تھا جو جاتے وقت اپنے کمرے میں ہی

بھول گیا تھا اس

کی ڈیوٹی صبح شام ایک ہی جیسی ہوتی تھی دونوں میں

کوئی فرق

نہیں ہوتا تھا

سامنے ڈائننگ ٹیبل پر چھائی فسوں خیزی محسوس

کرتے وہ تھوڑا

ٹھٹھک گیا ورنہ اسکے آنے پر سب کو از حد خوشی ہوتی

تھی وہ

دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا انکی جانب آیا

آؤ آؤ دری۔۔۔ کھانا کھاؤ۔۔۔بچے۔۔۔"مورے

نے اس کا بازو تھامتے اپنے

ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جبکہ اسکے بیٹھنے سے

پہلے

ہی اسکی موجودگی میں بیلا کو اپنی سانسیں خشک ہوتی

محسوس ہو

رہی تھیں وہ اٹھ کر جانا چاہتی تھی لیکن اسکا ایسے

اچانک اٹھ کر

چلے جانا داراب کی نظروں میں آسکتا تھا

نہیں مور۔۔۔میں بس فائل لینے آیا تھا وہی لے کر

جلدی نکلنا ہے

مجھے۔۔۔"وہ جواب اپنی ماں کو دے رہا تھا جبکہ

نظریں سیماب اور

زریاب کے چہرے پر ٹکی تھیں اسے یہاں کچھ غلط

ہونے کا احساس

ہوا اسکی پولیس کی نوکری بے وجہ بھی اسے شکی بنا چکی تھی وہ

ہر چیز کا گہری نظر سے جائزہ ضرور لیتا تھا

کیا کوئی بات ہوئی ہے۔۔۔؟ وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکا

اسکے سوال پر

بیلا نے بمشکل تھوک نگلا

نہیں۔۔۔کوئی بات نہیں ہوئی۔۔۔تم بیٹھو۔۔۔ناں

۔۔۔ہوا کے گھوڑے پر سوار

آتا ہے تم۔۔اپنے گھر والوں کو تو بھول ہی گیا

۔۔۔"مورا سے بات بھلانے

کی نیت سے دوسری جانب اس صورت حال کا رخ

موڑنے کی بھرپور

کوشش کرنے لگیں

مور۔۔۔ابھی تو رہ کر گیا تھا دو دن۔۔۔کیسی باتیں

کرتی ہیں۔۔۔"وہ اپنی

ماں کا سر چومتے وہی بیٹھ گیا ایک ملازم تھال اور پانی

لے کر آیا ان

میں سے جب بھی کوئی باہر سے سیدھا ڈائننگ ٹیبل پر

آتا تھا تو ملازم

گلاب کی پتیاں ملے پانی میں انکے ہاتھ دھلواتے

داراب نے ہاتھ دھو کر ٹاول سے خشک کئے

بیلا۔۔۔" بیلا کو اپنی جگہ ساکت بیٹھے دیکھ مورے

نے ترچھی نگاہوں

سے دیکھ سختی سے پکارا وہ ہڑ بڑا کر اپنی جگہ سے اٹھتی

دوپٹہ

ٹھیک کر کر داراب کی جانب آئی اور اسکی پلیٹ میں

کھانا سرو کرنے

لگی جب اس ہڑ بڑی میں اسکا شفون کا دوپٹہ زرا سا

کھسک کر گلے

والی سائیڈ سے ہٹ گیا اسکے ہٹتے داراب کی نظر بے

اختیار اسکے سینے

کی جانب اٹھ گئی

اسکا گلا بے حد ڈیپ تھا جسے باقی سب سے تو چھپا گئی تھ

لیکن

اسکی نظروں سے نہیں چھپا سکی جس کے دیکھنے پر اسکی

شامت آ

جانی تھی

اسکے ہوش ربا سینے پر نظر پڑتے داراب کی آنکھیں

بے اختیار پھیلی وہ

اسی لمحے اپنی نظریں جھکا گیا لیکن اسکے اس پہناوے پر

داراب کی

ناک کے نتھنے پھولتے ٹیبل پر رکھے ہاتھ کی مٹھیاں

ضبط سے بھینچ

گئ

اس نے شدید طیش بھری نگاہوں سے بیلا کے چہرے

کی جانب دیکھا

وہ تو کسی اور ہی خوف میں اسکے قریب کھڑی کانپ

رہی تھی اور

یہاں وہ کسی اور وجہ سے اسے خونخوار نظروں سے

دیکھ رہا تھا

دونوں میں نقصان بیلا کا ہی ہو رہا تھا

تم کو گل کی قبر پر جانا چاہئے۔۔۔" داجی کی نگاہیں اپنی

پلیٹ پر

جمی تھیں جب انکی اس بات پر سب نے بیک وقت

انکی جب دیکھا

گل کے ذکر پر داراب کھانا بھولے انکی جانب دیکھنے

لگا

اس وقت بیلا کو نوشیروال خان آفندی سخت زہر لگ

رہے تھے

ام نہیں جا سکتا۔۔۔ام اس قابل نہیں ہے

۔۔۔''زریاب کی آواز بے حد

دھیمی اور بوجھل تھی

کیا کوئی بات ہوئی ہے۔۔۔؟داراب کا دھیان پھر سے

اس جانب آگیا تھا

اس نے باری باری سب کو دیکھا

تت۔۔۔تم کھانا کھاؤ۔۔۔تم کو واپس بھی جانا ہے

۔۔۔''بیلا مارے ہڑ بڑاہٹ

کے اسکا دھیان کھانے کی جانب متوجہ کروانے لگی

داراب نے غصّیلی

نظروں سے اسے دیکھا وہ اسکی آنکھوں میں چھلکتا قہر

دیکھ کر ہی

فوراً سے خاموش ہو گئی

نہیں۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔ تمہارا ڈیوٹی کیسا جا رہا

ہے۔۔۔؟زریاب نہیں

چاہتے تھے کہ اسے گھر آتے یہ باتیں پتہ چلیں ایک

مرد جب باہر سے

آتا ہے تو اسکے ساتھ سو مسلے مسائل بھی آتے ہیں گھر

آتے جب اسے

یہ باتیں پتہ چلتی ہیں تب اسکا دماغ زیادہ گھوم جانے کا

خدشہ رہتا

ہے

ڈیوٹی تو اچھی جا رہی ہے۔۔۔اب کچھ دن گھر نہیں آ

سکوں گا ایک

مشن پر جانا ہے۔۔۔"کھانا کھاتے ہوئے اس نے

سرسری سے لہجے میں

بتایا اسکے گھر نہ آنے کا سن کر بیلا نے سکھ سے

آنکھیں مینچ لی اس

کے پیچھے سے وہ اچھا سبکو نچا لیتی تھی اسکے آگے تو اس

سے بڑی

کوئی بھیگی بلی نہیں تھی

خیر سے جا رہے ہو۔۔۔؟ زریاب نے استفسار یہ

پوچھا

خیر کا تو نہیں کہہ سکتا۔۔۔لالا۔۔۔یہ آپریشن ایک

گینگ پر کیا جا رہا

ہے۔۔۔ جنہوں نے پاکستان سے کچھ لڑکیوں کو غیر
قانونی یہاں سمگل
کیا ہے۔۔۔"اسکی بات پر داجی نے اسکی جانب
نظریں اٹھائی اور لبوں
سے بے ساختہ توبہ نکلی
لڑکیوں پر کیسا ظلم کرتا ہے یہ خانہ خرابہ کا بچہ۔۔۔خدا
کا خوف نہیں
اسکو۔۔۔"داجی صحیح طیش میں آئے تھے

خوف ہوتا تو کیوں کرتے بابا۔۔۔شاید بھول گئے ہیں

کہ آخرت میں رب

کو منہ بھی دینا ہے۔۔۔ صحیح ہیں لگے گا پتہ جب پڑیں

گے لتر۔۔۔"اسکے

آخری لفظ پر سیماب نے کھانا روک کر اسے دیکھا

اس سے پہلے تو تم سے پڑیں گے انکو۔۔۔"اسکی بات

پر داراب بے ساختہ

مسکرا دیا

لگ جائیں ایک بار ہاتھ بس۔۔۔"ان سب کو اپنی

باتوں میں مشغول ہو کر

اصل بات بھولتے دیکھ بیلا کو جیسے سکون سا محسوس

ہوا تھا

وہ جلدی سے اپنا کھانا ختم کر کر اٹھتی کمرے میں چلی

گئی اسکے

ساتھ ایک ملازمہ ہر وقت خاص صرف اسکے کاموں

کیلئے رہتی تھی

وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے کمرے میں چلی گئی

داجی کا کھانا بھی ختم ہو گیا تھا انکے اٹھتے مور بھی اٹھ کر انکے

پیچھے ہی چلی گئی تھیں وہ عمر میں چاہے اب بوڑھی ہونے لگی ہوں

لیکن پٹھانوں میں یہ رواج ہوتا تھا کہ اپنے مرد کی ضرورتوں کا خیال

پہلے انکی بیویاں رکھتی تھیں

سب کے جاتے ٹیبل پر زریاب سیماب اور داراب بچ گئے تھے داراب نے

جھک کر سب کے جانے کو یقینی بناتے ان دونوں کو

دیکھا

لالا۔۔۔اجازت ہے۔۔۔؟اس کے سوال سے زیادہ

اسکی آنکھوں کو پڑھتے

زریاب اسکا مطلب سمجھ گئے تھے تب ہی مصنوعی سا

اسے گھور کر

دیکھا

اتنا تڑپ ہے تو نکاح کر لو۔۔۔"ان کی بات سنتے

داراب یکدم سے سٹک ہو

گیا

استغفراللہ۔۔۔کس خبیث نے کہہ دیا۔۔۔مجھے

تھوڑی سی بات کرنی تھی

اسی سے نکاح کرنے کیلئے میں ہی نہ تڑپ جاؤں

۔۔۔مجھے تو سوچ کر

بھی کوفت ہونے لگتی ہے۔۔۔"اس نے بے اختیار

جھرجھری سی لی

زریاب اسکے چہرے کی جانب دیکھتے نجانے کن

سوچوں میں گم ہوگئے

تھے شاید یہی کہ وہ کیسے بڑے بھائی تھے جب انکے

چھوٹے بھائی کو

انکی ضرورت تھی تب وہ یہاں موجود نہیں تھے انکی

غیر موجودگی

ان سے انکا چھوٹا لاڈلا بھائی چھین گئی اور اب انکا دوسرا

بھائی جو

اپنے بھائی کیلیئے اپنی خوشیوں کی قربانی دے رہا تھا ایک

ایسی

لڑکی سے شادی کر کر جس سے وہ سب سے زیادہ

نفرت کرتا تھا

زریاب کی خاموشی میں اجازت بھانپتے وہ دھیرے

سے کھڑا ہوا اور

اوپر کی جانب بڑھ گیا جہاں بیلا کا کمرہ تھا

خان تم کیا کرتا ہے۔۔۔داجی کے سامنے بولنے کو

غلطی کیسے کرلی

بابا ہیں وہ تمہارے۔۔۔"اسکے جاتے سیماب زریاب

کی جانب مڑی اور

ذرا سی خفا ہونے لگی

چپ رہنے والا بھی ظالموں میں شمار ہوتا ہے میرا یہ

بات تم لکھ لو۔۔۔"

کہتے وہ رکے نہیں لمبے ڈھینگ بھر کر گھر سے باہر

نکل گئے

یا خدایا ام کیسے سمجھائے انکو۔۔۔کوئی بھی اس گھر میں

سمجھنے

کو تیار ہی نہیں۔۔۔"وہ وہی بیٹھے بیٹھے بے ساختہ سر

پکڑ گئی تھی

داراب جیسے ہی اسکے کمرے کے باہر پہچا اندر سے کچھ

آوازیں

آتی اسکی سماعتوں سے ٹکرائی

باجی کیا وار کیا سیماب بی بی پر۔۔۔وہ آپ سے زیادہ

زمے دار بہو

بننے کی کوشش کرتی ہیں آج تو داجی نے اچھی سنائی انکو

۔۔۔۔"اس

کی آواز عین صاف کمرے کے باہر کھڑے داراب کو

سنائی دی جس پر

پہلے پہل تو وہ بک دک سا اسکے لفظوں پر ہی غور

کرنے لگا نیچے سب

کے وہ چھرے اسے پھر سے یاد آئے

کہ اسی وقت بیلا کے کھلکھلانے کی آواز پر وہ اسی وقت

میں واپس

آتے اس جانب متوجہ ہوا

ام کو اس گھر کا بہو تو بننے دو۔۔۔اس خانم کو توام

بتائے گا۔۔ ہمارے

لالا کا دل توڑ کر یہ ادر بیاہ کر آیا ہے ناں۔۔۔ام ادر بھی اسکی زندگی

کو عذاب بنادے گا۔۔۔"وہ یہ بات کرتے ہوئے قدرے فخر محسوس کر

رہی تھی وہی اسکے یہی الفاظ داراب کے پورے تب بدن میں جیسے

آگ سی لگا گئے تھے

اس نے ضبط سے مٹھی بھینچ کر دروازے کو دیکھا اندر میں جیسے

رگوں میں دوڑتا خون ابلنے لگا تھا

اس نے دھاڑ سے جیسے ہی دروازہ کھولا اندر بیڈ پر بیٹھی

بیلا اور

نیچے اسکے قدموں میں بیٹھی ملازمہ یکدم سے ڈر کر

اچھل پڑی

سامنے کھڑے داراب کو دیکھ دونوں کا سانس جیسے

سینے میں ہی

کہیں اٹک گیا تھا تب ہی آنکھیں پھاڑے بے یقین سی

انکو دیکھے جا

رہی تھیں

وہ کبھی اسکے کمرے میں نہیں آیا تھا حالانکہ اب وہ اسکی

فیانسے بھی

تھی لیکن نکاح سے پہلے یوں کمروں میں جانا سخت نا

پسند کیا جاتا

تھا تب ہی وہ زریاب سے اجازت لے کر آیا تھا

باہر جاؤ تم۔۔۔"اس نے بیلا پر نظریں گاڑھے ملازمہ

کو باہر جانے کا حکم

دیا وہ جو ہاتھ جوڑے کھڑی بری طرح سے لرز رہی

تھی اسکے حکم

کی فورا تعمیل کرتی کمرے سے باہر نکلنے لگی کہ داراب

کی اگلی بات

اسکے قدموں تلے سے زمین کھینچ گئی

تم واپس پاکستان جاؤ گی۔۔۔اور آج کے بعد کسی حویلی

کے شخص کو

تمہاری شکل نظر نہیں آئے گی چاہے وہ یہاں ہو یا

پاکستان۔۔۔"اسکی

اس بات پر ملازمہ کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی

نہیں۔۔۔ نہیں خان جی۔۔۔ایسے مت کرو

۔۔۔ام اپنی مورے کو کیا منہ دے

گا خان جی۔۔۔" وہ ہاتھ جوڑے اسکے سامنے

گڑگڑانے لگی تھی

یہی۔۔۔جو تمہارا اصل ہے۔۔۔ تمہیں یہاں

ملازمت کیلئے لایا گیا تھا تا کہ

تم اپنے گھر والوں کو حق حلال کی روٹی کھلا سکو۔۔۔ تم

میرے گھر

میں ہی آگ لگا رہی ہو۔۔ گیٹ آؤٹ فرام ہئیر

۔۔۔"آخر میں اسے دیکھ

وہ یکم سے دھاڑتا اسکی رنگت سفید کر گیا وہ کانپتی ہوئی

جلدی سے

کمرے سے باہر نکل گئی

حویلی میں بہت سے ایسے ملازم تھے جو ملائشیا سے ہی

تھے ویل

ٹرینڈ لیکن کچھ ملازمائیں حویلی کی عورتوں کیلئے خاص

پاکستان سے

اپنے آبائی گاؤں سے منگوائی جاتی تھیں جن کا کام ہی
صرف حویلی
کی عورتوں کی خدمت کرنا تھا لیکن داراب کو آج پتہ
چل گیا تھا کہ
وہ کیسی خدمت کرتی ہیں
ولی خان آفندی اور نوشیر وال خان آفندی صرف دو
بھائی تھے آغا جان
پاکستان سے اپنے اباؤ اجداد کے ساتھ ملائشیا آ گئے تھے
ساتھ انکے

دونوں بیٹے بھی جن کی شادی پاکستان میں ہی ہو چکی

تھی لیکن یہاں

آکر آغا جان جو پہلے ہی اتنے سالوں کی محنت لگا کر

پولیٹکس جوائن

کر چکے تھے انکو اپنی سیٹ سے بے حد پیار تھی یہی

سیٹ انکا جنون

تھی یہ جنون وہ پاکستان میں رہ کر بھی پورا کر سکتے تھے

لیکن

وہ پٹھان تھے انکی پشتوں کے ساتھ چلتی دشمنی نے

انہیں اس بات

کی اجازت نہیں دی ان دنوں انکی طبعیت ناساز رہنے

لگی تھی

یہاں آکر انہوں نے دونوں بیٹوں کے سامنے شرط

رکھی تھی کہ جس

کے زیادہ بیٹے ہونگے اپنی سیٹ وہ اسے ہی سونپ

جائیں گے یہ بھی

انہوں نے اپنی دشمنوں کی ضد میں آکر کہا تھا وہ چاہتے

تھے انکا نام

ان سے زیادہ چلتا رہے

ولی کی قسمت میں صرف دو ہی بیٹے لکھے تھے وہاج

خان اور بالاج

خان اور ایک بیٹی بیلا خان نوشیر وال کے بھی دو ہی

بیٹے زریاب خان

اور داراب خان اور ایک بیٹی دونوں طرف حساب

جیسے برابر ہو گیا

تھا لیکن پھر نوشیر وال کی گود میں اللہ پاک نے ایک

اور بیٹا دے دیا

تھا "زیحال خان آفندی"

جس کے بعد پوری کایا ہی پلٹ چکی تھی ولی خان کو اس

بات پر

شدید غصّہ آیا کیونکہ اس ایک بچے کی ولادت انکے

لئے تباہی بن گئی

تھی اسکے بعد انکا خواب ادھورا ہی رہ گیا تھا وہ غصّے میں

آکر

واپس پاکستان چلے گئے اور کافی عرصہ وہی رہے تب

تک انکی بیٹی

بھی جوان ہونے لگی تھی پٹھانوں کی خوراک اچھی

ہونے کی وجہ سے

انکی جسامت وقت سے پہلے بڑھنے لگتی تھی یہی ہوا تھا

بیلا آفندی

کے ساتھ جس کا وقت سے پہلے جوان لگنا اسکی زندگی

کو تباہی کے

دہانے پر لے آیا تھا

ولی کے ہار ماننے کے بعد بھی وہاج سکون سے نہیں

بیٹھا تھا وہ واپس

ملائشیا جانے کی ضد کرنے لگا لیکن سیرت اسکی ماں

نے اسے اجازت نہ

دی لیکن وہ پھر بھی لڑ جھگڑ کر واپس یہی آگیا لیکن وہ نہ

آئی اور

اپنی آخری سانسیں وہی پاکستان میں لیتی دم توڑ گئی ولی

خان

بیٹے کی باتوں میں آکر ملائشیا واپس آگئے تھے جہاں آ

کرانہیں پتہ

چلا تھا کہ جس بچے نے ان سے انکے خواب چھین لئے

تھے اسی نے

انکی بیٹی کی عزت بھی خراب کردی تھی

اسکے بعد انہوں نے نوشیر وال کو اتنا مجبور کردیا تھا کہ

وہ اپنے

بیٹوں کے خلاف جاکر اپنے چھوٹے بیٹے کا نکاح انکی بیٹی

سے کروا

گئے لیکن یہ بات زیحال کے لئے ناقابل برداشت

تھی وہ گھر سے بھاگ

گیا تھا

چھوٹی سی عمر میں عیش و عشرت ہونے کے باعث

اسکے لئے ملائشیا

سے پاکستان آنا ذرا مشکل نہیں تھا وہ چار سال پاکستان

میں ہی

بھٹکتا رہا لیکن پھر جیسے تیسے وہ واپس ملائشیا گیا لیکن پھر

سے

سب کو اپنے خلاف دیکھ سب کی نظروں میں اپنے

لئے شک دیکھ وہ

ہمیشہ کیلئے ملائشیا چھوڑ کر پاکستان آگیا تھا

گو کہ یہ خاندان جدی پشتی اپنی دولت کی مار آپ مارا

گیا تھا دولت

نہ ہو تو بھی بھوک سے انسان مرتا ہے اور حد سے زیادہ

دولت آجائے

تو بھی انسان تباہ ہو جاتا ہے

آفندیز کی جڑ پاکستان سے شروع ہوتی ملائشیا میں ختم
ہوتی تھی
پاکستان میں آج بھی انکی حویلیاں انکے لوگ موجود
تھے جہاں ان
ہی کے بنائے ہوئے قانون چلتے تھے آج بھی مجرموں
کوان کی بتائی
گئی سزائیں دی جاتی تھیں
داراب کی نظر بیلا کی جانب اٹھتی اسکی روح تک کھینچ
گئی وہ اس

پر نظریں گاڑھیں اسکی جانب قدم اٹھانے لگا وہ خوف

سے بری طرح

لرزتی پیچھے کی جانب قدم اٹھانے لگی

اسکے چہرے کے خطرناک تاثرات سے صاف پتہ چل

رہا تھا کہ وہ انکی

باتیں سن چکا ہے

داراب اپنی نظروں سے ہی اسکی روح کے پرخچے اڑاتا

اسکی جانب

بڑھے گیا اور بیلا کے دیوار سے لگتے اپنا ایک ہاتھ سختی

سے اسکے

بائیں جانب دیوار پر ٹکاتے بیلا کو مزید خوف زدہ کر

گیا

کیا کہہ رہی تھی تم۔۔۔بولو۔۔۔" وہ دبی دبی آواز میں

غرلا کر سرد

ٹھٹھرتے لہجے میں پوچھنے لگا اسکی نظروں کی تپش بیلا

کو اپنا چہرہ

جھلساتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

ک۔۔۔کچھ ۔۔۔ نہیں۔۔۔ا۔۔۔ام کیا بولے گا

۔۔۔''وہ صاف اسکے چہرے پر

مکرنے لگی تھی اسکے مکرنے پر داراب کو اس پر مزید

غصّہ آنے لگا اس

نے بیلا کے منہ کو دبوچتے اپنی پھنکارتی سانسیں اسکے

چہرے پر

چھوڑی

تم کچھ بول بھی نہیں سکتی۔۔۔یاد رکھنا۔۔۔اگر کبھی

تمہاری وجہ سے

میرے گھر والوں کو ذرا سی بھی تکلیف ہوئی۔۔۔تو

تمہاری زندگی

اجیرن کردونگا میں۔۔۔"اسکی باتوں سے لگ رہا تھا

کہ اس نے صرف

ایک بات سنی ہے اسی پر بیلا اندر ہی اندر تھوڑی نارمل

ہوئی داراب نے

ایک جھٹکے میں اسکا منہ چھوڑا اسکی دمکتی دودھ جیسی

سفید

رنگت کے باعث داراب کی انگلیوں کے نشانات اسکے

چہرے پر صاف

ظاہر ہونے لگے تھے

وہ تمہارا گھر والا ہے تو ام کون ہے پھر۔۔۔؟ وہ اسکی

آنکھوں میں

دیکھتی درشتگی سے پوچھنے لگی لیکن آواز اسکے خوف

سے اب بھی

کانپ رہی تھی

داراب نے اسکی کیری آنکھوں میں جھانک کر دیکھا

جہاں اس وقت

نمی اترتی جمع ہو رہی تھی اس بات کا جواب وہ دینا نہیں

چاہتا تھا

کیونکہ اسے ہر بار بیلا کو دیکھ پہلے سے زیادہ نفرت

محسوس ہوتی

تھی اپنی زندگی کے گزرے وہ بھیانک سال یاد آنے

لگتے تھے

تمہاری حیثیت بہت جلد بتاؤنگا تمہیں۔۔۔" کہتے وہ

مڑ کر جانے لگا تھا

کہ کچھ یاد آتے واپس پلٹا بیلا اسکے مڑتے ساتھ ہی سکھ

کا سانس

لینے لگی تھی لیکن اسکے واپس پلٹنے پر ایک دم سے ڈر کر

اچھل

پڑی

اور تمہیں ڈھنگ کے کپڑے پہننے نہیں آتے

۔۔۔؟ اسے اسکا وہی ڈیپ گلا

یاد آیا جسے یاد کرتے اسے مزید خند چڑھنے لگی

بیلا نے اسکی بات پر جھٹ سے دوپٹہ ٹھیک سے

کندھوں پر پھیلاتے

نظریں جھکالی

داراب گہری سانس خارج کرتے اس پر ایک آخری

قہر بار نگاہ ڈالتا

کمرے سے باہر نکل گیا اسکے جاتے بیلا نے ایسے

سانس لیا جیسے کب

اسے روک کر کھڑی ہو وہ آتے دھڑام سے بیڈ پر گری

اور چھت دیکھتی

اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں سوچنے لگی

کیا بننا تھا اسکا۔۔۔ تھوڑی سی دیر میں ہی وہ اپنے سخت

تیوروں سے

اسکے قدموں تلے سے زمین کھینچ گیا تھا اور آگے تو وہ

اسکی بیوی

بننے والی تھی مطلب ساری زندگی اسکی یونہی ڈر ڈر کر

گزرنے والی

تھی

Aqsa Malik novels__

یاقوت رات گئے لیٹ اپنے کمرے میں آیا تھا اسکے

آنے سے پہلے ہی مشی

سونے کیلئے لیٹ چکی تھی یا شاید سونے کی ایکٹنگ

کرنے کیلئے آج

کل اسکے پاس بچے ہوتے تو وہ ہنستی مسکراتی ہوئی نظر

آتی نہیں تو

وہ اب چپ چپ سی رہنے لگی تھی یاقوت کو تو یہ بھی

لگتا تھا کہ وہ

اس سے بھی چڑنے لگی ہے

کمرے میں آتے یاقوت نے کف لنکس کھولتے ایک

نظر مشی کو دیکھا

جو دائیں جانب کروٹ لے کر سامنے کسی چیز کو بڑی

غور سے دیکھ

رہی تھی اتنا کہ اسے یاقوت کے آنے کا بھی علم نہیں

ہو سکا

ہمممم۔۔۔"یاقوت نے جان بوجھ کر گلا کھنکارا اور شوز

اتارنے لگا اس

کی آواز پر مشی کی سوچ کا ارتکاز ٹوٹتے وہ کمفرٹر ٹھیک

سے

کندھوں تک تان گئی

کچھ تو گڑبڑ تھی یاقوت فریش ہونے کی نیت سے

سیدھا باتھ روم

میں گھس گیا مشی اسکے شاور لینے کی آواز پر ذرا سا سر

اٹھا کر اس

دروازے کودیکھنے لگی

کومل کی دی گئی دوائیں بھی اب لینے کا دل نہیں کرتا تھا

لیکن اس

نے پھر بھی اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ٹیبل

کے دراز سے میڈیسنز

نکالی اور ایک چھوٹی سی پرچ میں ساری گولیاں نکالنے

لگی جو یاقوت

کو کھانی تھیں کیونکہ اپنے حصے کی تو وہ کھا چکی تھی

یاقوت ٹاول سے گیلے بال پونچھتا باتھ روم سے جیسے

ہی باہر نکلا

نظر مشی پر گئی وہ بلیو رنگ کی نائٹی پہنے کھلے بالوں میں

اس وقت

اس کے دل پر چھریاں چلا رہی تھی

لیکن وہ بیٹھی ایسے تھی جیسے وہ بیوی نہیں اسکی گرل

فرینڈ ہو جو

زورزبردستی ایسے بٹھائی گئی ہو

یہ میڈیسن۔۔۔ کھالو۔۔۔"اسکی آواز کسی بھی

احساس سے بلکل خالی

تھی چہرہ از حد سنجیدہ

یاقوت ٹاول کاؤچ پر پھینکتا اسکی جانب آیا اس نے یہ

عمل بھی جان

بوجھ کر کیا تھا تا کہ مشی کچھ بولے لیکن وہ پھر بھی

خاموش رہی

اور کوئی ری ایکٹ نہیں کیا

یو او کے۔۔۔؟ وہ اسکے قریب آکر بیٹھتے دھیمی آواز

میں استفساریہ

پوچھنے لگا

ھمم۔۔۔ایم او کے۔۔۔بس مجھے نیند آئی ہے

۔۔۔" وہ بنا نظریں اوپر اٹھائے

اپنے ہاتھ کے ناخن دیکھتی آہستگی سے بولی

تو سو جاؤ۔۔۔ تھک گئی ہو گی۔۔۔فیور تو نہیں کہیں

۔۔۔؟ یاقوت نے فکر

مند ہوتے اسکے ماتھے پر ہاتھ کی پشت رکھ کر چیک کیا

مشی نے زخمی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا اسکی

نظروں میں

جھانکتے اس وقت یاقوت کو بہت کچھ ملتا ازیت کرب

تکلیف نجانے

کون کونسا جان لیوا احساس

میڈیسن لے لینا اپنی۔۔۔" کہتے وہ دھیرے سے

کمفرٹر ٹھیک کرتی سونے

کیلئے پھر سے لیٹ گئی یاقوت تھوڑی دیر ایسے ہی بیٹھا

اسے دیکھے

گیا پھر اٹھ کر اسکی نکالی گئی ساری دوائیں لیتے کاؤچ پر آ
کر بیٹھ
گیا اسے آفس کا کچھ کام کرنا تھا لیکن اس دوران اسے
اپنے وجود
میں ہلچل سی محسوس ہوئی اس نے بے چین ہوتے
مشی کی جانب
دیکھا جو شاید سو چکی تھی لیکن اسکی وہ نگاہیں یاقوت
سے اس
کا چین چھین چکی تھیں

وہ لیپ ٹاپ ایک سائیڈ رکھتا اٹھ کر بیڈ کے قریب آیا

اور وہی کھڑے

لیٹی ہوئی مشی کو دیکھنے لگا اسکی آنکھیں بند تھیں جیسے

وہ سو

رہی ہو

یاقوت نے پورے کمرے کی لائٹس آف کی اور

سائیڈ لیمپ کی دھیمی

روشنی آن کرتے وہ کمفرٹر اٹھا کر مشی کے ساتھ ہی

لیٹتے اسکے نازک

بدن سے لپٹ گیا اسکی حرکت پر مشی کی آنکھیں بے
اختیار کھلی
اس نے گردن موڑ کر اپنے پیچھے دیکھا لیکن یاقوت کا
چہرہ اسکی
گردن میں چھپا تھا جس کی وجہ سے وہ پورا اسکی جانب
نہیں مڑ
سکی
تم مایوس ہو۔۔؟ وہ اسکی نیلی دھیرے دھیرے رب
کرتے گھمبیر لہجے

میں استفسار یہ پوچھنے لگا مشی نے گہرا سانس بھرتے

سر نفی میں

ہلا دیا

ہاں۔۔۔تم ہو۔۔۔"وہ بہت دنوں سے نوٹ کر رہا تھا

کومل کے ساتھ چیک

اپ کے بعد وہ پہلے سے زیادہ مرجھا سی گئی تھی امید جو

رہی سہی

تھی وہ بھی جیسے ختم کر دی تھی

مشی اسکا ہاتھ اپنی بیلی پر سے اٹھا کر بیڈ پر آگے کی

جانب کھسک

گئی

تمھیں سونا چاہئے یاقوت۔۔۔" اسکی بات سے زیادہ

وہ اسکے اجنبی لہجے

پر ٹھٹھک گیا اور بے یقین سی نظروں سے اسکے

چہرے کو دیکھنے

لگا جو ضبط کے مارے سرخ ہوئے جا رہا تھا جیسے وہ اب

رو دے

گی

نہیں سوؤں گا۔۔۔جب تک وجہ نہیں بتا دیتی

۔۔۔کیا چل رہا ہے تمہارے

دماغ میں۔۔۔؟وہ اب صحیح میں الجھ گیا تھا مشی کا یہ

انداز اسکے

لئے ناقابل قبول تھا

کچھ نہیں چل رہا۔۔۔تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی

۔۔۔"وہ ایک دم سے

بپھر کر بولی اسکے انداز پر یاقوت بے اختیار اپنی جگہ

سے اٹھ بیٹھا

اور اسے دیکھنے لگا

آئندہ مجھ سے زیادہ سوال مت پوچھنا۔۔۔" کہتے وہ

اپنا تکیہ اٹھا کر

کاؤچ پر لے گئی اور تقریباً پھینکنے والے انداز میں رکھتی

وہی لیٹ گئی

یاقوت کچھ پل کیلئے جیسے سانس تک نہیں لے سکا کیسے

لیتا اس نے

کبھی مشی کا یہ روپ نہیں دیکھا تھا

یاقوت کتنی ہی دیر وہی بیٹھا اسے دیکھتا رہا شاید گھنٹہ دو

گھنٹے

تین گھنٹے آدھی رات اسکی ایسے ہی گزر چکی تھی لیکن

اسکی نظریں

مشی پر سے نہیں ہٹی تھیں وہ تو سو چکی تھی لیکن آج وہ

نہیں سو

سکا وہ اس بات کو نارملی لے رہا تھا کہ وہ اس سے چڑنے

لگی ہے لیکن

اب جیسے یقین سا آنے لگا تھا لیکن کیوں ؟اس کیوں
نے اسے فجر سے
پہلے تک سونے نہیں دیا تھا

Aqsa Malik novels --

یہ ملائشیا کا شہر کوالالمپور تھا جہاں کی خوبصورتی دن کی
روشنی میں اور بھی واضح ہونے لگی تھی یہاں کی
سڑکوں پر ٹریفک
معمول کے مطابق جام ہی رہتا تھا یہاں کے تقریباً
لوگ کام کاج والے

تھے اگر نہ ہوتے تو حکومت انکو کسی کام پر لگا دیتی

یہاں کے لوگ اپنے مطلب کیلئے ہی سانس لیتے تھے

کسی سے کسی کو

کوئی غرض نہیں تھی یہاں تک کے ماں کو اپنے بچے

تک سے نہیں یہ

زندگی ایک روبوٹک سسٹم سے زیادہ کچھ نہ تھی

زمل صبح صبح اٹھ کر بچوں کو لئے کمرے سے باہر آ گئی

تھی وہ

دونوں ایسے گھر میں گھوم رہے تھے جیسے مرغی کے

چوزے ساری

رات بند رہیں اور صبح کھلتے پورے گھر میں گھوم

جائیں

تم نے کالج کی تیاری کر لی۔۔۔؟ کومل عبدلباری کو

اسکے سامنے لٹا کر

اسکی مالش کرتی پوچھنے لگی وہ اس وقت صرف ایک

چھوٹی سی

نکر میں تھا اور زامل زالے کو ایسے کھیلتے دیکھ اپنے ہاتھ

پیر بھی

تیزی سے چلا رہا تھا

نہ یاد کروائیں۔۔۔مجھے وہاں بلکل اچھا نہیں لگتا

۔۔۔"وہ سامنے ٹیبل پر

رکھی اپنی نوٹ بک اٹھاتی کل کا ہوم ورک دیکھنے لگی

اچھا نہیں بھی لگتا تو جانا تو پڑے گا۔۔۔"کومل کو اسے

ایسے دیکھ مزہ

سا آیا تھا وہ کسی بگڑی بچی کی طرح الٹی پلٹی مارے

صوفے پر

بیٹھی نوٹ بک پر کچھ لکھ رہی تھی

اتنے میں بچوں کی چیخ وپکار سنائی دینے لگی دونوں نے

مڑ کر

پیچھے دیکھا جہاں انکی نظر سامنے برلاس پر پڑی وہ

گھٹنوں کے بل

زمین پر بیٹھا دونوں بچوں کو اپنے سینے سے لگائے پیار

کرر ہا تھا

تم کہاں تھے۔۔۔؟ اسے دیکھ کومل نے خاصے سخت

لہجے میں پوچھا

دوسروں کے ساتھ گیا تھا ٹرپ پر۔۔۔" برلاس بچوں

کو واپس سے کھیلتا

ہوا چھوڑ کر لاؤنج میں آ گیا

کون سے دوست۔۔۔؟ پیچھے سے زیحال کی آواز پر

برلاس کے چہرے

کی رنگت ایک دم سے سفید پڑی

آ۔۔۔وہ۔۔۔بھائی تھے کچھ انکے ساتھ گیا تھا

۔۔۔"اسکی آوازایسے تھی

جیسے کسی کھائی سے آکر ہی ہو سب پر ایک سکتا سا چھا

گیا

بتا کر جایا کرو۔۔۔"

جی بھائی۔۔۔سوری۔۔۔"وہ معذرت کرتے زیحال

جیسے ہی جم کیلئے نکلا

برلاس فورا سے اپنے کمرے میں غائب ہو گیا

یہ تمہیں برلاس میں کچھ گڑبڑ نہیں لگتی۔۔۔؟کومل

اب تک اسی جانب

دیکھ رہی تھی زمل نے بھی اسکی نظروں کے تعاقب

میں دیکھا

وہ غلط کر رہا ہے۔۔۔ہبی کو سمجھانا چاہیئے۔۔۔۔"

سب کو اسکی فکر

کھائے جارہی تھی ایک وہی تھا جو زندگی سے بے گول

ہوگیا تھا

تھوڑی دیر تک سب ناشتہ پر جمع ہوئے تھے پامیر نے

آج سب سے آخر

والی سیٹ سمبھالی تھی ان دو گرے جھیل سی

آنکھوں کے قہر سے

بچنے کیلئے کل جتنا وہ ہوسٹنگ کر رہا تھا آج اتنا ہی بھیگا بلا

بنا یہاں وہاں چھپتا پھر رہا تھا

پامیر۔۔۔"زیحال کے پکارتے وہ یکدم سے اچھل کر

پڑا یہ آئی پامیر

سلطان کی شامت وہ آنکھیں پٹپٹاتا معصومیت بھری

شکل سے زیحال

کو دیکھنے لگا جیسے وہ اسکی یہی شکل دیکھ اسے معاف کر

دے گا

لیکن نہیں جی۔۔۔سلطان صاحب کو کل والے جملے

خاصے مہنگے پڑنے

والے تھے

سب نے بیک وقت پامیر کی جانب دیکھا جس کی شکل

پر بارہ بجنے

والے تھے زیحال اس سے بلکل آخری سربراہی

کرسی پر بیٹھا تھا لیکن

پھر بھی اسکی گہری نظریں پامیر کو اتنی دور سے بھی

اپنے اوپر صاف

محسوس ہو رہی تھیں

اتنا دور کیوں بیٹھے ہو۔۔۔یہاں آؤ۔۔۔"اسکے محبت

سے بلانے پر پامیر کو

اپنا آپ کسی بکرے کی مانند لگا تھا جو قربان ہونے سے

پہلے محبتیں

سمیٹ رہا ہو اس نے دانتوں کی نمائش کرتے زیحال

کو دیکھا جو

مسکراتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

ج۔۔جی کیوں نہیں۔۔۔"وہ دھیرے سے اٹھ کر

سب کو ایک ایک نظر

دیکھنے لگا کومل کو تو مزہ آرہا تھا کہ اب پامیر کی شامت آئے گی

زیحال کے ہاتھوں وہ پامیر کی جانب بھنویں مٹکاتی اسے چڑا رہی تھی

پامیر اسکی جانب دانت بھینچ کر تھوڑا آگے آیا

زیحال نے ٹانگ مار کر کرسی اسکے سامنے کر دی جو اشارہ تھا یہاں

بیٹھو

پامیر نروس ہوتے وہی بیٹھ گیا اصل جان تب نکلی

جب زیحال نے اسکے

کندھے پر ہاتھ رکھا وہ اسی کے ساتھ یکدم اچھل کر

پڑا

کل مجھے تمہاری ہوسٹنگ بہت پسند آئی ۔۔۔ سوچ رہا

ہوں ۔۔۔ تمہیں اسی

میں بھرتی کروادوں ۔۔۔ کیا خیال ہے ۔۔۔"وہ ایک

آبرو اٹھائے قدرے نارمل

لہجے میں پوچھ رہا تھا لیکن پامیر کی جو مسکراہٹ تھی وہ
بھی

غائب ہو گئی

یاقوت انکو دیکھ رہا تھا وو وہاتھ تو اسے بھی ہونا تھا اسکے
ساتھ

کل بچ نکلا تھا آج سامنے اسکا باپ تھا دنیا کے آخری
کونے سے بھی

نکال لاتا اسے

ن۔۔۔نہیں۔۔۔کس نے کہا مجھے تو بلکل نہیں آتی

بلکل۔۔۔۔نہیں۔۔۔"وہ

باقائدہ سر نفی میں ہلانے لگا

یاقوت میری بندوق لانا۔۔۔"زیحال کی بات پر پامیر

کی آنکھیں یکدم

سے پھٹی باقی سب بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگے

برلاس یہ سب

دیکھ صورتحال کو سمجھنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا

لیکن اس

دوران پامیر کی کلاس لگتے دیکھ اسے اچھا بھی لگ رہا

تھا

ن۔۔۔ نہیں بھائی ایم سوری۔۔۔ایم سو۔۔۔ سوری

کان پکڑ کر۔۔۔ غلطی ہو

گئی۔۔۔" وہ زیحال کے ساتھ لپٹا بچوں کی طرح

منمنانے لگا تھا اسے

ایسے منمناتے دیکھ زیحال کی ہنسی چھوٹنے لگی تھی

لیکن وہ ضبط

کرتے پامیر کے سر پر ہاتھ رکھ گیا

عبدلباری دیکھ رہا ہے ڈفر۔۔۔"وہ سچ میں اپنے باپ
کو دیکھ رہا تھا وہ
کیا جانے وہ بھی اپنے باپ کے پاس تھا
دیکھنے دیں۔۔۔آپ سوری ایکسیپٹ کریں بس
۔۔۔"
اوکے بابا۔۔۔کرلی۔۔۔"اسکے پاس اور کوئی چارہ بھی
تو نہیں تھا پامیر
نے خوش ہو کر اسکے گال پر زور کی کس کی جس پر زمل
کی آنکھیں

ابے ساختہ پھٹی زیحال نے فوراً سے اسکی جانب دیکھا

اور سر نفی

میں ہلانے لگا جیسے کہہ رہا ہو "قسم سے میں نے نہیں

کہا لینے

کو"

اتنے سستے میں چھوڑ دیا اسے۔۔۔ میں تو کہتا ہوں اس

سلطان کو پورے

کوالالمپور کا چکر لگوا دیں۔۔۔ جب ٹانگیں ہاتھ میں

آئیں گی تو زبان

خود بخود کنٹرول میں آجائے گی۔۔۔" یاقوت نے منہ

میں سلائس لے کر

کترتے مزے سے اپنی تجویز پیش کی

بہت زبان نہیں چل رہی آپ کی۔۔۔ مشی سے

ٹیوننگ نہیں ہوئی کیا۔۔۔"

اسکی بات پر جہاں سب کے قہقہے بلند ہوئے تھے وہی

یاقوت کی چونچ

فوراً سے بند ہو گئی

اس نے مشی کی جانب دیکھا جو سب کے بیچ ہو کر بھی
خاموش
بیٹھی اپنا کھانا کھا رہی تھی اسکارات والا رویہ یاد کرتے
یاقوت کی
خوشی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی
برلاس پامیر کو ہی دیکھ رہا تھا زیحال کے ایک طرف
زمل تھی دوسری
جانب برلاس وہ بچارہ دونوں کی تیکھی نظروں کے بیچ
سر کھجا کر

رہ گیا آخر وہ کس کس کو اپنا آپ دیتا

سب نے ہنسی خوشی والے ماحول میں کھانا کھایا زمل

ناشتہ کرتے اوپر

کمرے میں اپنا بیگ لینے چلی گئی تھی نیچے ٹیبل پر اسکی

کچھ

بکس پڑی تھیں وہ بچوں کی طرح ہر طرف اپنی کتابیں

پھیلا کر

رکھتی تھی

وہ ساری بکس اٹھا کر اپنے بیگ میں ڈال ہی رہی تھی

جب کسی نے

پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیتے پوری طرح سے

خود میں جکڑ لیا

وہ جانتی تھی اس شخص کو جس سے اسکی خفگی بھری

نگاہیں تک

برداشت نہیں ہوتی تھیں

میرا بے بی۔۔۔ناراض ہو گیا۔۔۔؟ وہ زمل کی صراحی

دار گردن چومتے

شدّت سے بھرپور لہجے میں آہستگی سے پوچھنے لگا اسکی

آواز گہری

تھی اسی آواز کے جادو سے وہ چند منٹوں میں زمل کا

موڈ بنالیتا

تھا وہ بھی اسکی اس سحر انگیز آواز میں ہر بار پھنس جاتی

تھی

کیوں آئیں ہیں یہاں۔۔۔جائیں۔۔۔اپنے بھائیوں

کے پاس۔۔۔"وہ ناراضگی

دکھاتی اپنی ایک نوٹ بک اٹھانے کیلئے جھکنے ہی لگی

تھی کہ زیحال

نے اسے کندھوں سے تھام کر رخ اپنی جانب موڑ لیا

وہ زیحال کے

طلسمی وجود کے آگے بلکل بچی لگتی تھی کہیں سے

نہیں لگتا تھا کہ

وہ دو بچوں کی ماں ہے

زیحال نے اسے کمر سے تھامے اپنے قریب کر لیا

وہ میرے لئے جنونی ہیں گلا لے۔۔۔"وہ پیار سے
اسے سمجھانے لگا زمل
یہ بات اچھے سے جانتی تھی لیکن اسے ناراض ہونے
میں الگ ہی سکون
محسوس ہوتا تھا
مجھے نہیں پتہ۔۔۔چھوڑیں مجھے۔۔۔"وہ اپنا آپ
چھڑواتی اسے دور
کرنے کی بھرپور سعی کرنے لگی

نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔یہ لفظ تم اپنی ڈکشنری سے نکال

دو۔۔۔" وہ یہ لفظ

کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا نجانے کیوں

اسے تو سوچ کر

بھی تکلیف ہوتی تھی

زمل اسکے چہرے کو دیکھ اپنی ہنسی پر بمشکل کنڑول

کرنے لگی

کتنا معصوم تھا اسکا ہبی" صرف اسکے آگے"

کیا تمہیں سچ میں برا لگا۔۔۔ان کا مجھ سے پیار کرنا

۔۔۔؟وہ تھوڑا

پریشان ہونے لگا تھا زمل نے کچھ سوچ کر سر

دھیرے سے اثبات میں

ہلا دیا جس پر زیحال کا چہرہ ایسے ہو گیا جیسے ایک شوہر

چار

بیویوں میں پھنس گیا ہو

وہ واقعی اب اس بات کا سولوشن سوچنے لگا تھا کہ تب

ہی زمل کی

اگلی بات پر اسکی جانب متوجہ ہو گیا

نہیں آپ جائیں ناں ۔۔۔انکو بولیں وہ آپ کو کس

کریں یہاں بھی یہاں

بھی اور یہ ۔۔" وہ جلدی جلدی میں زیحال کے ایک

گال پر انگلی رکھتی

کبھی دوسرے پر آخر میں وہی انگلی اسکے آتش لبوں پر

آکر ٹھہر

گئی جس پر اپنی غلطی کا احساس ہوتے اسکی اپنی ہیزل

آنکھیں پھیل

دم سے پھیلی اور سٹپٹا کر اپنی انگلی جھٹ سے نیچے کر

گئی

زیحال کو اسکی معصومیت پر ہنسی آئی

نہیں کہہ دو۔۔۔یہاں بھی ان سے لے لوں

۔۔۔''وہ زمل کی حالت دیکھ اسے

زچ کرنے لگا زمل اسکی بات پر ہونقوں کی طرح اسے

دیکھنے لگی پھر

جلدی ہی اسکی شرارت بھانپتے آنکھیں چھوٹی کر کر

اسے گھورنے

لگی

یو آر سو بد تمیز ہبی۔۔۔"

اینڈ یو آر سو انو سینٹ وائفی۔۔۔"اسکے منہ سے وائفی

لفظ اتنے دنوں

بعد سنتے زمل کا دل بے ساختہ زور سے دھڑکا اس سے

پہلے اس

دھڑکن کی آواز یہ جن سنتا زمل اسکے حصار سے نکلتی

دور ہونے لگی

لیکن زیحال کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا

رکو ناں جان۔۔۔پہلے بتا تو دوں کہ یہاں کسی کس

سے لے سکتا ہوں۔۔۔"

بولتے وہ جھک کر زمل کے ہونٹوں کو اپنے پیا سے

لبوں کی قید میں لیتے

انکو بری طرح سے جھنجھوڑ کر رکھ گیا یہاں تک کے

زمل کو ان پر اب

جلن محسوس ہونے لگی تھی

زمل نے آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے اسے دیکھا

زیحال نے انگوٹھے

کی مدد سے اپنی شدّت کے باعث سرخ ہوئے اسکے

ہونٹ دھیرے سے

رب کئے

وہ بھائی ہیں میرے اور تم بیوی۔۔۔وہ مجھ سے ہیں اور

میں تم سے۔۔۔

یہ بات کبھی نہ بھولنا۔۔۔"وہ دھیمی گھمبیر آواز میں یہ

بات کرتا زمل

کا دل زور سے دھڑکا گیا اسکی آواز میں شدّت تھی

انداز میں جنون

چھلک رہا تھا جنون زیحال

مجھے پتہ ہے۔۔۔میں تو بس ایکٹنگ کر رہی تھی

۔۔۔"وہ کندھے اچکاتی

زیحال کو اچھا خاصا چونکا گئی وہ بچارہ تو سوچ میں پڑ گیا

تھا کہ

اب کیا کرے یہاں اسکی پدی سی بیوی اسکے ساتھ ہی

پرینک کر رہی

تھی

مجھے کبھی برا نہیں لگ سکتا کیونکہ وہ آپ سے پہلے اب

میرے بھائی

ہیں۔۔۔" یہ بات وہ جتنے خوبصورت انداز میں بولی

تھی زیحال کا دل

جیسے یکدم سے سکون کی وادیوں میں اتر گیا تھا اس نے

مسکراتی

نگاہوں سے زمل کی دونوں آنکھوں میں جھانکا

اب میں جیلس ہو رہا ہوں ان سے۔۔۔" اسکی بات پر

زمل نے اسے گھور کر

دیکھا

توہوں بھلے۔۔۔جیلس ہی ہو سکتے ہیں آپ۔۔۔''وہ

پھونک مار کر اپنی

آوارہ لٹ کو پیچھے کرتی کس ادا سے بولی تھی

میں ان تینوں کی ہڈیاں بھی توڑ سکتا ہوں۔۔۔''وہ

مطمئن ڈھیٹ بن کر

یہ بات بولا ہاں اسے بھائی برداشت تھے لیکن سالے

نہیں یہ بات وہ

تین بھی اچھے سے جانتے تھے

پھر مجھ سے بچ جائیں گے آپ۔۔۔؟ وہ بھی اسی پاشا

کی پاشی تھی

پیچھے کیسے رہتی زیحال کو خود سے دور کرتی بیگ اٹھا کر

اس کے

دونوں ہاتھوں میں تھما گئی زیحال نے ایک نظر بیگ کو

اور دوسری

نظر اس ٹڈی کو دیکھا

فالو می۔۔۔مائے ہینڈسم باڈی گارڈ۔۔۔" وہ اپنی پونی

ٹھیک کرتی اس

گارڈ کو اپنے پیچھے آنے کا حکم دیتی خود آگے نکل گئی وہ

نہیں جانتی

تھی اسکی اس حرکت پر اس گارڈ نے کتنی مشکلوں سے

اپنے دل کو

سمبھالا تھا

یہ کسی دن جان لے گی۔۔۔'' وہ اپنے آپ سے

مخاطب ہوتا دلکش انداز

میں بولتے بیگ کندھے پر ڈال کر زمل کے پیچھے پیچھے

نکل گیا

نیچے پامیر اسے کالج لے جانے کیلئے بلکل تیار کھڑا تھا یہ

ڈیوٹی اسکے

زمے لگی تھی جسے وہ خوشی خوشی بخوبی نبھا رہا تھا

زمل نے اپنے دونوں بچوں کو ڈھیر سارا پیار کیا اور

پامیر کے ساتھ

کالج کیلئے نکل گئی انکے جاتے زیحال وہی لاؤنج میں

رکھے صوفوں

پر بیٹھ گیا اسکے جانے میں ابھی وقت تھا تب ہی وہ آدھا

کام اپنے

لیپ ٹاپ پر ہی وہی بیٹھا شروع کر چکا تھا

بب ۔۔۔بب ۔۔۔"زالے گھٹنوں کے بل چلتی ہوئی

زیحال کے قریب آتی اسکی

ٹانگ کے سہارے کھڑی ہو گئ

جی بب ۔۔۔بب کی جان بولو ۔۔۔"وہ لیپ ٹاپ

سائیڈ میں رکھتے پوری

طرح سے اس ننھی سی جان کی جانب متوجہ ہو گیا

بب ۔۔۔ببا ۔۔۔فیدو ۔۔۔آاا ۔۔۔"وہ انگلی اپنے منہ

میں دیتی کس معصومیت

بھرے لہجے میں اپنی بات سمجھانے لگی

بھوک لگی ہے میرے بیٹے کو۔۔۔ویٹ۔۔۔"اس

نے یہاں وہاں مشی کو

تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہیں تھی ملازم بھی اندر کا کام

کر کر باہر لان

میں تھے

مشائم۔۔۔"اس نے وہی بیٹھے بیٹھے اسے پکارا لیکن

اس نے شاید سنا

نہیں تھا تب ہی وہ باہر نہیں آئی

بابا۔۔۔ فیدو۔۔۔۔ "اسے بیٹھے دیکھ زالے نے اپنا
ننھا سا پیر فرش پر
مارا
اچھا۔۔۔ میری جان بابا دیتے ہیں۔۔۔ غصّہ نہیں
کرتے۔۔۔ "اس نے زالے کو
گود میں اٹھا کر اسکے گپو سے پیر کو چوما جو غصّے میں اس
نے فرش
پر مارا تھا زالے زیحال کے گال سے اپنا گال ملاتی اپنی
ہی باتیں کرنے

لگی وہ الگ بات تھی کہ زیحال کو کچھ سمجھ آ نہیں رہا

تھا

زیحال اسے لے کر کچن میں آگیا جہاں صرف گھر کی

عورتیں آتی تھی

باقی کوئی ملازم تک نہیں آ سکتا تھا

آپ یہاں بیٹھو ببا آپ کے لئے فیڈ و بناتے ہیں

۔۔۔"اس نے زالے کو ٹیبل

پر بٹھایا اور خود اسکے لئے فیڈر بنانے لگا تب تک زالے

کو اپنے پاس

چمچیاں پڑی دکھائی دے گئی تھیں

وہ دونوں ہاتھوں میں ایک ایک چمچ پکڑتی زور زور

سے ٹیبل پر مارنے

لگی تب ہی زامل بھی وہی آگیا کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنے

بب بب کا

سارا پیار زالے کو اکیلے لینے دیتا

"بابا۔۔۔یوچی۔۔۔تل۔۔۔" وہ کچن کے دروازے

پر کھڑا اپنی ننھی سی

انگلی اپنے باپ کو دکھاتا اسے چیٹر بول رہا تھا اسکے یہ
لفظ بولنے پر

زیحال ہکا بکا سا اس چھوٹے دہشت گرد کو دیکھنے لگا

وہ اپنے باپ کو چیٹر بول رہا تھا زیحال کو تو جیسے یقین
نہیں آیا

زامل زالے دونوں لفظوں کو توڑ توڑ کر ادا کر تو لیتے
تھے لیکن انکو

سمجھنے والے کو دو دماغ چاہیے ہوتے تھے گھر والے تو
ایک دماغ کے

ساتھ بھی سمجھ لیتے تھے

اوئے۔۔۔ چھوٹے فتنے۔۔۔یہ لفظ کہاں سے سیکھا

۔۔۔؟وہ تڑخ پر پوچھتے

یہ شاید بھول گیا تھا کہ اسکے سامنے ڈیڑھ فٹ کا بچہ

کھڑا تھا

ہی ہی۔۔۔"وہ اپنے خرگوش جیسے دانتوں کی نمائش

کرتا جلدی جلدی

سے گھٹنوں کے بل چلتا ہوا زیحال کے قدموں سے آ

کر لپٹ گیا

بابا۔۔۔ فیدو۔۔۔ "اسکے اتنے کیوٹ انداز میں فیڈر

مانگنے پر زیحال نے اسے

بھی گود میں اٹھا کر ٹیبل پر بٹھا لیا

لیکن اسکے ذہن میں زامل کا جملہ ہی گھوم رہا تھا جس پر

حیران کم

وہ خوش زیادہ ہو رہا تھا کہ اسکے بیٹے نے بابا مما فیدو کے

علاوہ اور

کچھ تو بولنا سیکھا وہ الگ بات تھی کہ ماں کے منہ سے

سن سن کر

چیٹر لفظ ہی سیکھ گیا تھا

اس نے دونوں کو فیڈر بنا کر پکڑائی جسے پکڑتے وہ خود

پینے لگے

بیٹھ کر نہیں پیتے چلو باہر۔۔۔" وہ دونوں کو ایک ایک

بازو پر اٹھائے

باہر صوفوں پر لے آیا اسکے ٹھوس بائسپس اپنے بچوں

کو اٹھانے میں

سب سے زیادہ کام آتے تھے ورنہ ماشاءاللہ یہ پٹھان

کے بچے خوبصورتی

کے ساتھ ساتھ جسامت میں بھی گپو سے تھے ان گولو

مولو بچوں کو

انکی ماں بھی ایک ساتھ نہیں اٹھا پاتی تھی یہ صرف انکا

باپ یا

تینوں چاچو ہی کر سکتے تھے

تب ہی مشی کمرے سے باہر نکل آئی اسکی آنکھیں

بوجھل تھی جیسے

سو کر آئی ہو یار و کر زیحال کی نظر اس پر پڑتے وہ تھورا

ٹھٹھک سا

گیا وہ دوپٹہ ٹھیک سے سر پر جماتی وہی آگئی

یہ کیا۔۔۔انکو فیڈر کس نے دی۔۔۔؟وہ دونوں کو

گٹ گٹ فیڈر پیتے

دیکھ تھوڑی حیران ہوئی

میں نے دی ہے۔۔۔"زیحال لیپ ٹاپ اٹھاتے

ہوئے سرسری سے لہجے میں

بولا

کیوں لالا۔۔۔آپ مجھے بلا لیتے۔۔۔"اسے اپنی بے

دھیانی پر جی بھر کر

شرمندگی ہوئی زیحال کو اسکے منہ سے لالا سن کر آج

گل کی یاد

ضرور آئی تھی لیکن اس یاد نے آج صرف تکلیف دی

تھی

کوئی بات نہیں۔۔۔تم گھر کیوں ہوتی ہو۔۔۔بور ہو

جاؤ گی۔۔۔کوئی

مصروفیت ڈھونڈ لو۔۔۔"کومل اور زمل تو اب ڈیلی

چلی جاتی تھیں

پیچھے مشی ہی بچتی تھی اکیلی

نہیں۔۔۔میں بچوں کے پاس ٹھیک ہوں۔۔۔"اس

نے زالے کے سر پر ہاتھ

پھیرا زیحال نے اسکے چہرے کی جانب نہیں دیکھا

لیکن اسکی آواز

سے وہ کافی اداس لگ رہی تھی

ٹھیک ہے۔۔۔تم بیٹھو انکے پاس میں۔۔۔آفس کیلئے

تیار ہو جاؤں۔۔۔"کہہ

کر وہ اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا اسکے جاتے مشی نے

دونوں بچوں

کو پیار کیا وہ دودھ پیتے وقت بس دیکھتے تھے کوئی

حرکت نہیں

کرتے تھے ہاں اگر باپ یا کوئی چاچو باہر جاتا دکھائی

دے جائے تو بس

انکو نہ کوئی دودھ یاد آتا تھا نہ کوئی ماں

تب ہی یاقوت بھی آگیا وہ زیحال سے پہلے کسی کام

سے باہر گیا تھا

مشی کو اکیلے بیٹھے دیکھ خود بھی وہی آگیا اس پر نظر

پڑتے مشی

نظریں پھیر گئی

یاقوت کے لئے اسکا یوں نگاہیں پھیر لینے کا انداز دل کو

چیر دینے والا

تھا

اب کیسی طبعیت ہے تمہاری۔۔۔؟ وہ اسکے ساتھ ہی

صوفے پر بیٹھتا

نرمی سے پوچھنے لگا دونوں کے بیچ اس وقت زامل

زالے تھے

میں نے کب کہا میری طبعیت خراب ہے۔۔۔؟ وہ

بے رخی سے اسکی جانب

دیکھتی بولی اسکے اس انداز پر کسی نے یاقوت کے دل کو

مٹھی میں

جکڑ لیا تھا

وہ کچھ دیر تو جیسے کچھ بول ہی نہیں سکا زبان ہی گنگ رہ

گئی

تھی

کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔۔؟ جو تم خفا ہو

۔۔۔؟ وہ بجھے بجھے

سے انداز میں یہی پوچھ سکا تھا مشی نے حقارت سے

اسکی جانب

دیکھا

اگر غلطی ہوئی بھی ہے تو۔۔۔؟ وہ جواب کے بجائے

الٹا سوال کرنے لگی

تو ظاہر ہے میں معافی مانگ لونگا۔۔۔ تم بتاؤ تو ایک بار

۔۔۔"وہ کب سے

اس کے بولنے کے انتظار میں ہی تھا لیکن اصل مسلہ

مشی کی خاموشی

بن رہی تھی جس سے یاقوت اس صورتحال کو بھی

نہیں سمجھ پا

رہا تھا

مجھے نہیں چاہئے تمہاری معافی اور میں نے کہا تھا مجھ

سے سوال

مت کیا کرو سنا نہیں تھا تم نے۔۔۔ آخری بار کہہ رہی

ہوں۔۔۔" کرخت

لہجے میں بولتی وہ اٹھ کر اندر کی جانب چلی گئی اسکے

جاتے یاقوت

نے اسی راستے پر نظریں ٹکالیں جہاں سے وہ گزر کر

گئی تھی

ا ھمممم۔۔۔" پیچھے سے زیحال کے گلا کھنکارنے پر وہ

چونک کر پیچھے

مڑا

چلیں۔۔۔؟ اسکے پوچھنے پر یاقوت فورا سے اٹھ کھڑا

ہوا اور بڑی

مہارت سے اپنے چہرے پر ظاہر ہوتی تکلیف کو چھپا گیا

جی بھائی۔۔۔"کہتے وہ آگے بڑھنے لگا تھا جب اسکی نظر زیحال پر پڑی

وہ زامل زالے کو اٹھا کر اپنی گود میں لے رہا تھا

انکو کیوں اٹھا رہے ہیں۔۔۔؟اس نے متجسس ہوتے استفسار یہ پوچھا

ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔۔۔"سرسری سے لہجے میں جواب دیتے اس نے

دونوں کو اپنے سینے سے لگالیا وہ بھی باپ کے ساتھ

لگتے یک دم سے

کھل اٹھے اور فیڈر بھی نیچے پھینک دی

لیکن کیوں۔۔۔ مشی ہے ناں۔۔۔ سمبھال لے گی

۔۔۔"اسے تھوڑا ڈر سا لگا کہ

کہیں زیحال نے انکی باتیں تو نہیں سن لیں

نہیں۔۔۔ اسے ریسٹ کی ضرورت ہے تھک گئی

ہو گی۔۔۔ اٹس اوکے۔۔

۔ تھوڑی دیر کا کام ہے ۔۔۔ جلدی واپس آجائیں گے

۔۔۔" وہ بولتے ہوئے باہر

نکل گیا یا قوت بھی آخری نظر اپنے روم کے ڈور پر

ڈالتے زیحال کے

پیچھے پیچھے گیا

زیحال نے دونوں کو پچھلی نشست پر بٹھاتے سیٹ

بیلٹ سے باندھ دیا

ساتھ انکو ڈرائیونگ سیٹ اور فرنٹ سیٹ کے پیچھے

لگی سکرین پر

ٹام اینڈ جیری کارٹون لگا کر دے دی جس کے بعد کون

کہاں کیا کر رہا

ہے زامل زالے کو فرق نہیں پڑتا تھا انکو بس ٹام اینڈ

جیری کی کیوٹ

سی فائٹ دکھتی تھی

زیحال کے ہوتے ڈرائیو وہی کرتا تھا یا قوت فرنٹ

سیٹ پر بیٹھے ونڈو

سے باہر دیکھتا مشی کے اس تلخ رویے کو بھی سوچتا رہا

تھا

کچھ دیر بعد انکی گاڑی شہر سے نکل کر ایک ویران

جزیرے میں داخل

ہوگئی تھی جہاں راستہ پتھریلا اوپر نیچے تھا گاڑی میں

جھٹکے

لگنے لگے تھے زیحال نے پیچھے مڑ کر اپنے بچوں کو ایک

نظر دیکھا

زالے تو سو چکی تھی البتہ زامل مزے سے ٹام اینڈ

جیری دیکھ رہا تھا

زیحال نے بڑی مہارت سے اس راستے پر گاڑی بلکل

سموتھ چلائی

جیسے راستہ بلکل سیدھا ہو

یہ جگہ دور دور تک سنسان تھی لیکن جس حصص میں

وہ آئے تھے

وہاں انکو لوگ نظر آنے لگے جنہوں نے سیاہ وردی

زیب کرر کھی تھی

چہروں پر سیاہ ماسک تھے جوان لوگوں کی سب سے

خاص پہچان

تھی "بلیک ماسک مافیا" وہ مافیا گروتھا جس کا لیڈر اپنی

گاڑی سے

اتر کر ایک نظران سب کو دیکھنے لگا جو اسے دیکھ ایک

دم سے

سیدھے ہوتے سر جھکا گئے تھے

انکے سامنے اس وقت "پاشا دا بیسٹ" کھڑا تھا

بلیک پینٹ کوٹ میں بلیک ہی بٹنوں والی شرٹ پہنے

جس کے اوپر والے

دو بٹن ہمیشہ کی طرح کھلے ہوئے تھے وہ اپنے ایسے

کاموں کیلئے

مخصوص سیاہ رنگ کا لباس ہی زیب کرتا تھا جس میں

اسکی وائبس

مزید ایک مافیا مین کی آتی تھی اسکی پرسنالٹی ایسی تھی

کہ اسکے

بولنے سے پہلے سامنے والے کو اپنا گرویدہ کر لیتی

تھی

اس نے آنکھوں پر سے سن گلاسسز اتار کر اپنے گرے
جھیل سی آنکھوں

سے سامنے کا جائزہ لیا اسکے بندوں نے چار بندوں کو
گھیر رکھا تھا

چاروں کی حالت اس وقت مار مار کر بری کر دی تھی
لیکن پھر بھی

اس قابل چھوڑا گیا تھا کہ وہ کسی بات کا جواب دے
سکیں

یاقوت وہی گاڑی میں ہی بچوں کی وجہ سے رک گیا

تھا

پاشا کیلیۓ ایک کرسی وہی رکھی ہے گئ تھی جس پر

براجمان ہوتے اس

نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی

ہوا کا زور اس جگہ کافی بڑھ چکا تھا ہوا کے سرسرانے

کی آواز کانوں

میں باقائدہ شور پیدا کرنے لگی تھیں

وہ خاموش تھا مطلب انکی موت پکی تھی جنہوں نے

اسکی بیوی پر

حملہ کرنے کی کوشش کی

پپ۔۔۔پاشا۔۔۔پاشا۔۔۔کل می۔۔۔۔کل می پاشا

۔۔۔"اسکے سامنے دونوں

گھٹنوں کے بل بیٹھا آدمی روکر دونوں ہاتھ جوڑے

گڑگڑانے لگا تھا

نو پہلے مجھے ماردو پاشا۔۔۔میں بھیک مانگتا ہوں

۔۔۔"دوسر پہلے

والے کو پیچھے کرتے خود تڑپ کر آگے آتا پاشا کے

برانڈڈ جوتوں پر

ہاتھ رکھ گیا

یہ اسکی دہشت تھی وہ پہلے آنکھوں سے مارتا تھا اور یہی

موت کسی

سے برداشت نہیں ہوتی تھی

پاشا نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی تب ہی ایک بندہ

اسکے لئے سگار

لے آیا اسے اپنے دشمن کو ختم کرنے سے پہلے

کریونگس ہوتی تھیں

دھواں ہوا کے سپرد کرتے ان سے ان دونوں کو دیکھا

دوتوانکے پیچھے

ہی چھپ گئے تھے وہ شاید پہلے یا بعد میں اس درندے

کے ہاتھ لگنا

ہی نہیں چاہتے تھے

حملہ کیوں کیا تھا۔۔۔؟ وہ سرد ٹھٹھرتے لہجے میں پوچھ

رہا تھا اسکے

اس انداز پر چاروں کو اپنی رگوں میں خون برف ہوتا

محسوس ہوا

چاروں نے ایک ساتھ تھوک نگلتے خوف زدہ سی

نظروں سے اسے

دیکھا

وہ سوال نہیں دہراتا تھا اسکی خاموشی سامنے والے کو

چند پل مزید

سانسیں لینے کی مہلت دے دیتی تھیں

ہم سے یہ حملہ کروایا گیا تھااور یہ حملہ مارتھ نے کروایا

تھا ہمیں

نہیں پتہ تھا کہ وہ تمہاری بیوی ہے۔۔۔خدا کی قسم ہم

نہیں جانتے تھے

ورنہ اپنے ہاتھ کاٹ لیتے جن سے ان سے سپاری لی

پاشا۔۔۔ہمارا یقین

کرو۔۔۔"وہ روتے ہوئے رٹو طوطے کی طرح ساری

بات فرفر بول گیا

اسکی بات پر پاشا نے کوفت سے ناک سکوڑی اور سگار

زمین پر پھینکتے

جیسے ہی اس پر اپنا برانڈڈ بوٹ رکھا رکھتے وہ چاروں ڈر

کر یکدم

سے اچھل پڑے

مجھے سخت نفرت محسوس ہوتی ہے۔۔۔جب کوئی پیٹھ

پیچھے وار

کرتا ہے۔۔۔"اسکا انداز سرکش و حشی تھا وہ

چاروں زمین پر پڑی

خاک اپنے سروں پر ڈالتے خود کو خود ہی کوسنے لگے

تھے کیونکہ اس

سے آگے کیا ہونا تھا وہ جانتے تھے

وہ اپنی کرسی سے ایک جھٹکے میں اٹھ کھڑا ہوا

اوپر جا کر مارتھ کا انتظار کرنا بہت جلد وہ بھی وہی ملے گا

اسکے"۔۔۔

یہ بات بولتے فضا میں ایک ساتھ فائر گونجنے لگے یہ

ساؤنڈ اتنا

خطرناک تھا کہ کوئی عام شخص سن لیتا تو شاید کئی ہفتے

تک سونہ

پاتا ایسی روح کانپ اٹھتی لیکن اس بیسٹ کی آنکھوں

میں ترحم

کہیں نہیں تھا جس کے ہاتھ میں پکڑی ریوالور کی نال

سے دھواں اب

تک نکل رہا تھا

اسکے بندوں نے اسکے بعد اپنی اپنی میگزین ان میں

خالی کرتے انکی

شناخت ہی مٹا ڈالی تھی

جب پاشا کو ان آوازوں میں پیچھے سے اپنے بیٹے کی

رونے کی آواز

آئی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہاں یاقوت زامل کو گود

میں لئے کھڑا

تھا

زامل ان آوازوں سے ڈر کر رونے لگا تھا روتے ہوئے

وہ زیحال کی جانب

ہاتھ کرنے لگا

اس نے ایک ہی جست میں آگے جاتے اپنے بیٹے کو

گود میں لے لیا

اسے باہر کیوں لائے۔۔۔؟گاڑی ساؤنڈ پروف تھی

اس لئے اسے کوئی ڈر

نہیں تھا لیکن یاقوت زامل کو ہی باہر لے آیا تھا

یہ آپ کے جاتے تھوڑی دیر بعد رونے لگا تھا اس لئے

مجھے باہر لانا

پڑا۔۔۔" یاقوت خود پریشان ہو گیا تھا زامل کے اس

طرح رونے پر

زیحال نے اسے اپنے سینے سے جیسے ہی لگایا وہ

دھیرے دھیرے چپ

ہوتا وہی دیکھنے لگا جہاں وہ بندے کھڑے تھے

ببا۔۔۔ تھاہ۔۔۔" وہ اسی جانب اشارہ کرتے اسے

بتانے لگا

نہیں میرا بیٹا وہاں کچھ نہیں ہے۔۔۔اوکے

۔۔۔"اس نے زامل کو پھر سے

خود میں بھینچتے قدم گاڑی کی جانب بڑھا دیے

وہ دونوں وہی سے بچوں کو پارک لے گئے تھے جہاں

کھیل کود میں لگ

کر زامل وہ منظر بھول گیا تھا

زیحال نے دونوں کو وہاں خوب جھولے کھلائے

زالے بھی درمیان میں

ہی اٹھ چکی تھی جواب اپنے بابا اور چاچو کے ساتھ مل

کر انجوائے

کر رہی تھی

Aqsa Malik novels__

آپ کو یہ میڈیسنز وقت پر لینی ہیں اور خیال رہے اس

بار کوئی کوتاہی

نہ ہو۔۔۔" وہ سامنے بیٹھے ایک پیشنٹ کو سخت

ہدایات کر رہے تھے

انکے باقی پیشنٹ باہر انکا انتظار کر رہے تھے ڈاکٹر

برہان ایک ایک

پیشنٹ کا تسلی سے چیک اپ کرتے تب ہی زیادہ تر

پیشنٹس صرف ان

کے پاس ہی آنا پسند کرتے تھے کیونکہ انکے علاج میں

اللہ پاک نے

شفا جو رکھی تھی

وہ اپنے پیشنٹ کیلئے دوائیں لکھ ہی رہے تھے جب انکے

ٹیبل پر رکھا

ٹیلیفون بج پڑا انہوں نے اسی مصروف سے انداز میں

فون اٹھا کر کان

سے لگا لیا

"سر ہفتہ پورا ہو گیا ہے آپ کی ایک پیشنٹ مس

زرتشم کا چیک ہے

آج وہ آپ سے ملنے آئی ہیں" مقابل رسیپشنسٹ نے

اپنی مخصوص زبان

میں انہیں جیسے ہی زرتشم کے بارے میں بتایا ڈاکٹر

برہان ورک اپنی

جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے

آپ بھیجیں انکو۔۔۔"انہوں نے اسے کہتے جلدی

سے فون بند کیا اور

سامنے بیٹھے پیشنٹ کو جلدی جلدی سے فارغ کرنے

لگے

انکو اتنی جلد بازی کرتے دیکھ انکے پیشنٹ دونوں

حیران ہوئے کیونکہ

یہ پہلی بار تھا کہ وہ کسی اور پیشنٹ کیلیئے پہلے والے کو

اتنی جلدی

بھیج رہے تھے

انکو بھیجتے اگلا نمبر کسی اور کا تھا لیکن ڈاکٹر برہان نے

نرس سے

کہہ کر سب کو بعد میں پہلے زرتشم کو بلالیا تھا

وہ اپنی پاور چیئر پر بیٹھے ایک فائل دیکھ ہی رہے تھے

جب انکے روم

کا دروازہ کھلا اور ایک شخص وہیل چیئر پر بیٹھی لڑکی کو

لے کر

انکے روم میں داخل ہوا

وہ وہاج خان آفندی ہی تھا اور انکے پیچھے ایک ملازم

سلام ڈاکدر صاب۔۔۔" وہاج کے سلام کرنے پر

ڈاکٹر برہان نے زرتشم کی

جانب دیکھا جو بیٹھی تو تھی مگر آنکھیں بند تھی پورا

بدن شال میں

ڈھکا ہوا تھا

یہ انہیں کیا ہوا۔۔۔؟ وہ یکدم سے پریشان ہوتے اٹھ

کھڑے ہوئے اور

زرتشم کی جانب آتے اسے دیکھنے لگے

یہ سو رہا ہے ام آپ کے بتائے گئے دن پر آیا ہے

۔۔۔"وہاج انکی اتنی فکر کو

نظر انداز کرتے خود پر ضبط کر کر قدرے نارمل لہجے

میں بولے

اتنے میں زر تشم کی پلکیں دھیرے دھیرے لرزنے

لگی

ڈاکٹر برہان کو اپنی بے تابی کا احساس ہوتے وہ خود کو

کمپوز کر

گئے انہوں نے ایک نرس کو بلوا کر زر تشم کو ایک روم

میں شفٹ

کروایا

آپ یہاں ویٹ کریں۔۔۔" وہاج کو کرسی پر بیٹھنے کا
اشارہ کرتے وہ
خود روم سے باہر نکل گئے

15

انکو جاتے دیکھ وہاج بے چین سے ہوتے دروازے

کے باہر دیکھنے لگے انکا

دل چاہا خود بھی اسکے ساتھ ہی چلے جائیں لیکن وہ ایسا

نہیں کر

سکتے تھے وہ اپنے اسی دن کو پچھتا رہے تھے جب

انہوں نے بالاج پر

غصّہ کیا تھا زرتشم کو ہوسپٹل لائے تھے مرنے دیتے

اسے وہی تو شاید

آج انکی جان سولی پر نہ اٹکی ہوتی ڈاکٹر برہان کی

شخصیت سے

انہیں رعب سا محسوس ہوا تھا کیونکہ وہ بولتے کم

آنکھوں سے زیادہ

باتوں کو نوٹ کرتے تھے فوراً سے کسی بھی صورتحال

کو سمجھ لیتے

تھے یہی بات وہاج نوٹ کر گئے تھے وہ اب اگر

زرتشم کو نہ لاتے تب

بھی پھنستے اور اگر لے آئے ہیں تب بھی ڈر ہے کہیں

زرتشم کو ہوش

نہ آجائے اگر ایسا ہو جاتا تو وہ ضرور کچھ بول دیتی جس

سے

ڈاکٹر برہان کو مزید ان دو بھائیوں پر شک ہو سکتا تھا

زرتشم کو بیڈ پر لٹاتے نرس اسکے پاس ہی کھڑی تھی وہ

اس وقت

بھی نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی کپڑے آج

صاف ستھرے تھے

جیسے ڈاکٹر برہان نے اسے تیار کر کر بھیجا تھا اس سے تو

کم لیکن

پہلے کی نسبت شاید اسکی صفائی کا بھی خاص خیال رکھا

گیا تھا

ڈاکٹر برہان روم کا دروازہ کھولتے جیسے ہی اندر داخل

ہوئے نظر سامنے

لیٹی زرتشم پر گئی بیڈ پر رکھا کمبل اسے بیلی تک اچھے

سے ڈھانپ

چکا تھا چیک اپ کی وجہ سے نرس اسکی چادر اتارنے ہی

لگی تھی کہ

ڈاکٹر برہان کی آواز پر فوراً سے رک گئی

نہیں ۔۔۔ یہ نہ کریں ۔۔۔"انہیں جیسے زرتشم کو دیکھ

یہ مناسب نہیں لگا

تھا وہ قیمتی تھی اور قیمتی چیزیں پردے میں ہمیشہ اچھی

لگتی

ہے

وہ دھیرے سے اسکے پاس آئے بے ہوشی کی حالت

میں بھی اس کی

لمبی پلکیں دھیرے دھیرے لرزتی ہوئی محسوس ہو

رہی تھیں

گلوز دیں مجھے۔۔۔"انھوں نے زرتشم کے چہرے پر

نظریں گاڑھے نرس

کو مخاطب کیا اس نے جلدی سے ایک ٹرے انکے

آگے کر دی جس

میں رکھے گلوز اٹھا کر پہنتے انہوں نے زر تشم کی

آنکھوں کو ذرا سا

کھول کر لائٹ کی مدد سے چیک کیا اس بار ان گرے

آنکھوں میں پیلا

پن پہلے سے قدرے کم محسوس ہوا تھا یقیناً ڈاکٹر برہان

کی دی گئی

ادویات کام کر رہی تھیں

انجکشن ریڈی کریں۔۔۔"انکے حکم پر نرس نے

انجکشن ریڈی کیا تب

تک ڈاکٹر برہان نے اپنے کوٹ کی جیب سے موبائل

نکال کر ڈاکٹر کومل

کو کال کی جسے وہ نہیں اٹھا پائی شاید کسی پیشنٹ کے

ساتھ

تھی

یہ مجھے دیں۔۔۔آپ جا کر ڈاکٹر کومل کو بھیجیں

۔۔۔''انجکشن اسکے

ہاتھ سے لیتے انھوں نے نرس کو جانے کا حکم دیا اسکے

جاتے وہ

انجکشن جو زر تشم کے بازو پر لگنا تھا لیکن وہ اس وقت

شال میں

پوری طرح سے کوور تھی

ڈاکٹر برہان وہی کھڑے اسے دیکھتے رہے وہ بھلے ایک

سینئر ڈاکٹر تھے

دن بھر انکے پاس بہت سے عجیب و غریب پیشنٹس

آتے تھے جن کے

کیس ان سے بھی زیادہ عجیب ہوتے تھے پھر چاہے

مرد ہو یا عورت

ڈاکٹر ڈاکٹر ہوتا ہے اسکے لئے دونوں جینڈر ایک جیسے

تھے اور یہاں

ملائشیا میں تو ایسی عورتوں کو دیکھ ڈاکٹر برہان کو یہ سب

بہت

نارمل لگنے لگا تھا

لیکن آج انکے سامنے ایک پیشنٹ تھی جسے بازو پر

انجکشن لگانے میں

بھی انہیں جھجھک محسوس ہو رہی تھی وہ پہلے تو کھڑے

یہاں

وہاں دیکھتے سوچتے رہے پھر ساری جھجھک کو ایک سائیڈ پر رکھتے

زرتشم کی شال کو ذرا سا اوپر کھسکایا اسکے ہاتھوں کا رنگ بھی ایک

دم پیلا تھا ایسے لگتا تھا جیسے اس میں خون ہے ہی نہیں

وہ شال اوپر کرتے جیسے ہی اسکی آستین اوپر چڑھانے لگے انکی نظر

اسکے دودھیا بازو پر لگے کٹس پر گئی

ان کٹس کو دیکھ ڈاکٹر برہان کی ہلکی سبز سی آنکھیں بے

ساختہ

پھیلنی شروع ہوئی انہوں نے ان کٹس پر ذرا سا جھک

کر غور سے

دیکھا جو کسی نوکیلے اوزار سے بڑی بے دردی کے

ساتھ لگائے گئے تھے

ان کٹس کو دیکھتے ڈاکٹر برہان ٹرانس کی سی کیفیت میں

اسکی

آستین اوپر کرتے گئے جہاں سے شال بے اختیار

ڈھلک کر ذرا سی سائیڈ

ہوئی جہاں سے زرتشم کی گردن پر بھی کچھ نشان تھے

اسی نوکیلے

اوزار کے وہ کیا جانیں اگر وہ اسکا پورا وجود ٹٹولتے تو

کوئی ایسی

جگہ نہ ملتی جہاں اس درندے کے دیے گئے نشانات

نہ ملتے

بیلٹ کے نوکیلے اوزاروں کے ایسے بہت سی چیزوں

کے جس سے ملنے

والی سزائیں سوچ کر بھی روح تک کانپ اٹھتی ہے وہ

معصوم بے

قصور لڑکی وہ سب سزائیں نجانے کتنے عرصے سے

جھیل رہی تھی

ڈاکٹر برہان کو ایک پل کیلئے کچھ سمجھ نہیں آیا وہ ہکا بکا

کھڑے

زر تشم کو دیکھتے رہے اور کیا تھا جو انہیں اس لڑکی میں
نظر آنا تھا
انہوں نے پلکیں کس پر بند کی اور خود پر ضبط کر کر
گہری سانس
خود میں بھرتے وہ انجکشن زر تشم کے بازو میں پی
وست کر دیا
اس میں جو دوا بھری تھی وہ زر تشم کے اندرونی سسٹم
کو پھر سے

بلڈاپ ہونے میں مدد دیتی پچھلی بار بھی اسے دی

جانے والی دوائیں

اور ڈوز کافی تیز تھے جن میں ایک تو صرف نیند کی دوا

تھی جس

سے زر تشم کو پر سکون نیند آتی آس پاس کا ماحول اس پر

اتنا

افیکٹ نہیں کر سکتا تھا

انجکشن لگاتے وہ سائیڈ ہوتے کرسی پر بیٹھتے کومل کا

انتظار کرنے لگے

تب تک زرتشم بھی اسی طرح بے ہوشی کی حالت میں

رہی پھر تھوڑی

ہی دیر بعد ڈاکٹر کومل نرس کے ساتھ اس روم میں

داخل ہوئی

کہاں تھیں آپ۔۔۔کب سے بلا رہا ہوں

۔۔۔"ڈاکٹر کومل کو دیکھ وہ ایک

ہی جست میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے کومل

تو انکے اس انداز

پر ہی ٹھٹھک گئی تھی

سوری۔۔۔ایک ایمرجنسی آگئی تھی۔۔۔"وہ جلد ہی

معذرت کرتی خود

کو کمپوز کر گئی ڈاکٹر برہان کو بھی ایک دم سے اپنی غلطی

کا

احساس ہوا

اٹس اوکے۔۔۔آپ انکا کمپلیٹ چیک اپ کریں

۔۔۔مجھے انکی ایک ایک

رپورٹ چاہئے۔۔۔"اس پر سختی سے حکم صادر

کرتے وہ خود روم سے

باہر نکل گئے

کومل نے آگے آتے زرتشم کو غور سے دیکھا لیکن پہلے

اس نے یہی دیکھا

تھا کہ اس میں ایسا کیا ہے جو ڈاکٹر برہان اسے اتنا

سیریس لے رہے تھے

ورنہ ڈاکٹرز کے پاس پیشنٹس آتے جاتے رہتے ہیں

وہ تو دوسرے کے بعد

پہلے والے کو بھول جائیں

لیکن یہ سب چھوڑے اسے زرتشم میں کسی کی جھلک

نظر آئی جو کومل

کو ہی ایک پل کے لئے اپنی جگہ برف کر گئی وہ اور غور

سے زرتشم

کو دیکھنے لگی پہلے ڈاکٹر برہان اور اب ڈاکٹر کومل اس

لڑکی کے

حصار میں جکڑنے سے لگے تھے

گلوز۔۔۔" اسکے گلوز مانگنے پر نرس نے فوراً اسے ٹرے

آگے کی گلوز پہن

کراس نے پہلے زرتشم کی آنکھیں دیکھی انکار نگ دیکھ
کومل کی
آنکھیں بے ساختہ پھیلی وہ آنکھیں چھوڑے ایک
جھٹکے میں پیچھے
ہٹ گئی
کون تھی یہ جس میں اسے جانی پہچانی سی جھلک
دکھائی دے رہی
تھی کچھ تو تھا اس لڑکی میں

ڈاکٹر یواوکے ۔۔۔؟نرس اسے ایسے سٹک دیکھ فکر

مندی سے پوچھنے

لگی

اسکی آواز پر ہوش میں آتے کومل نے سٹپٹا کر اسے

دیکھا

ی۔۔۔یاہ۔۔۔ایم اوکے۔۔۔"وہ گڑبڑا کر پھر سے

زرتشم کے قریب آئی اور

اسکی شال اتارنے لگی نرس نے بھی اسکی اس کام میں

مدد کی

ڈاکٹر برہان کا آرڈر تھا اسکا اچھے سے چیک اپ کرنا

تب ہی ڈاکٹر کومل

اسکے ہر حصّے کا پوری توجہ سے چیک اپ کر رہی تھی

لیکن جیسے

جیسے وہ چیک اپ کرتی جا رہی تھی اسکے ہاتھ کانپ

رہے تھے اس

لڑکی کو کافی عرصے بیلٹ سے بھی مارا گیا تھا جس نے

نشان ایسے

تھے جن کو دیکھ پتہ چل رہا تھا کہ زیادہ وقت نہیں ہوا

وہ زخم ابھی

بھی کچھ حد تک تازہ ہی تھے

کومل نے اسکے ہر زخم کو پہلے نوٹ ڈاؤن کیا پھر اسکے

کچھ ٹیسٹ

مزید کئے اور رپورٹس تیار کروائی

آخر میں زرتشم کا پورا چیک اپ کرتے اس کی رپورٹس

نرس کے ہاتھ

ڈاکٹر برہان کے پاس بھیج دی تب تک وہ زر تشم کی

باقی رپورٹس

تیار کرتی رہی

Aqsa Malik novels--

ڈاکٹر برہان بنا کچھ بولے اپنے کام میں مصروف رہے

تھے سامنے ہی

وہاج کرسی پر بیٹھے کبھی ایک پہلو بدلتے تو کبھی دوسرا

انہیں کس

بات کی بے چینی تھی یہ ڈاکٹر برہان اچھے سے جانتے

تھے لیکن وہ بھی

کچھ نہیں کہہ رہے تھے

انکی شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے۔۔۔؟انہوں نے

رپورٹ دیکھتے مصروف

سے انداز میں پوچھا

شادی۔۔۔کس کا شادی۔۔۔؟وہ انکے سوال پر ایک

دم سے چونک گئے

انہیں واقعی سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کس کی شادی

پوچھ رہے ہیں

ڈاکٹر برہان نے نگاہیں ایسے پھیرائی جیسے سخت بیزار ہو

گئے ہوں

آپ کی شادی جاننے میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے

مسٹر وہاج میں

اپنی پیشنٹ کی بات کر رہا ہوں۔۔۔"انہوں نے خود

پر ضبط کرتے

قدرے ٹھہرے لہجے میں پوچھا

ا۔۔اسکا۔۔شادی۔۔۔وہ۔۔۔وہ دو سال پہلے ہوا

تھا۔۔"وہاج کو فور سے

یاد آیا کہ بالاج نے اسے اپنی بیوی تعارف کروایا تھا

اب اگر سچ ہوتا تو

انکی زبان ذرا نہ لڑکھڑاتی لیکن جھوٹ کے پیر نہیں

ہوتے یہ شاید وہ

بھول گئے تھے

لیکن انکا پہلا مسکیرج چار سال پہلے ہوا تھا۔۔"یہ

بات کرتے انہوں نے

کڑی سخت نگاہوں سے وہاج کو دیکھا

مسکیرج۔۔۔؟ وہ اگر دو کلاس پڑھ لیتا تو جان لیتا

مسکیرج کسے کہتے

ہیں لیکن شروع دن سے اپنے باپ کے ساتھ سیٹ

ہتھیانے کے چکر میں

کبھی اسکول کا منہ نہیں دیکھا تھا

بچہ ضائع ہونا۔۔۔ مسکیرج اسے کہتے ہیں۔۔۔"اب

کی بار صحیح چھت

وہاج کے سر پر آن گری تھی وہ پھٹی پھٹی سی نظروں

سے انہیں

دیکھنے لگے زبان کو تو جیسے لکوا پڑ گیا تھا

ڈاکٹر برہان سیٹ کی پشت سے ٹیک ہٹاتے ٹیبل پر ذرا

سے آگے ہو کر

بیٹھتے اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو باہم پھنسائے

مجھے آپ بتائیں گے۔۔۔ یا میں خود آپ کو بتاؤں کہ

انکے ساتھ کیا ہو

رہا ہے۔۔۔؟ انکا انداز سرد بر فیلا تھا وہاج کو اپنی رگوں

میں دوڑتا خون

جمتا ہوا محسوس ہونے لگا

ام۔۔۔ام سچ کہہ رہا ہے وہ اسکا فیانسے تھا۔۔دونوں

کے بیچ اتنا پیار تھا

کہ وہ یہ غلطی کر بیٹھا لیکن پھر انکا نکاح ہو گیا تھا

۔۔۔"وہ بڑی

صفائی سے جلدی جلدی جھوٹ گھڑ گئے ڈاکٹر برہان

ویسی ہی سپاٹ

نظروں سے انہیں دیکھتے رہے تھے

کیا نکاح کے پیپرز میں یہ لکھا تھا کہ آپ کا بھائی اس

معصوم لڑکی کو

جانوروں کی طرح ٹریٹ کرے گا۔۔۔انہیں ٹارچر کیا

جاتا رہا ہے۔۔۔"وہ

جتنا ضبط خود پر کر سکتے تھے کر رہے تھے ورنہ رپورٹس

دیکھ انکا

خون جیسے ابلنے لگا تھا انکا بس چلتا تو وہ دونوں بھائیوں کو

ابھی

سلاخوں کے پیچھے کروا دیتے لیکن ابھی بھی بہت سی
چیزیں کلئیر
ہونی باقی تھیں
ام نئ جانتا ڈاکدر صاب ام کو پتہ ہوتا توام کبی ایسے نہ
ہونے دیتا۔۔۔"
وہ سر جھکاتے قدرے افسوس سے بولے لیکن ڈاکٹر
برہان کو وہ اب بھی
ایک آنکھ نہیں بھائے تھے

ٹھیک ہے۔۔۔اب آپ انہیں ڈیلی چیک اپ کیلئے

لے کر آئیں گے۔۔۔"ڈیلی

چیک اپ کا سنتے وہاج کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے

لگیں وہ کچھ

بولنے کی کوشش کرنے ہی لگے تھے کہ ڈاکٹر برہان

نے انہیں

خاموش کروادیا

اور ایک دن بھی نہ آئے تو یاد رکھیئے گا آپ کو چھپنے

کیلئے یہ زمین

چھوٹی پڑ جائے گی۔۔۔" انکی دھمکی پر وہاج کا دماغ

ایک دم سے کھول

اٹھا تھا وہ شدید طیش میں آتے انہیں سخت سست

سنانے ہی والے تھے

کہ کچھ یاد آتے انہیں خود پر کڑا ضبط کرنا پڑا

ج۔۔۔جی ٹھیک۔۔۔ام لے آئے گا۔۔۔" دھیمے

لہجے میں بولتے وہ کرسی سے

اٹھ کھڑے ہوئے اور کندھوں پر پڑی شال کو ٹھیک

کرتے آخری کڑی

نگاہ ڈاکٹر برہان پر ڈالی اور انکے آفس سے باہر نکل گئے

آفس سے باہر آتے وہ کھڑے ہو کر گہری سانسیں لینے لگے انکے اندر

غصّے کا ابھار بڑھتا ہی چلا جارہا تھا ملازم انکے پیچھے ہی کھڑا تھا

جب انکے پکارنے پر ایک ہی جست میں آگے آیا

جی خان جی۔۔۔"وہ آتے مؤدب انداز میں دونوں ہاتھ باندھے سر جھکا

کر کھڑا ہو گیا

پتہ کرو اس بندے کا۔۔۔ کون ہے کدر سے ہے

۔۔۔ام کو یہ سانس لیتا ہوا

بلکل اچھا نہیں لگا۔۔۔''انکی آنکھوں میں اس وقت

وحشت ناچ رہی

تھی انداز میں سرکشی تھی جسے بھانپتے ملازم نے فورا

سے سر خم

کیا

وہ آگے آتے رسپشنسٹ سے زرتشم کے بارے میں

پوچھنے لگے لیکن اسکی

ڈرپ کی وجہ سے انہیں ایک دو گھنٹہ مزید رکنا پڑ گیا

تھا یہ سب

انکے ضبط کا امتحان لے رہا تھا

Aqsa Malik novels۔۔

ڈاکٹر کومل کو انہوں نے اپنے آفس میں ہی طلب کر لیا

تھا اسکے آتے

انہوں نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ دھیرے

سے انکے سامنے

رکھی کرسی پر براجمان ہوگئی

اب آپ کیا کہیں گی اس بارے میں۔۔۔؟ وہ سنجید گی

سے اسکے چہرے

کی جانب دیکھتے پوچھ رہے تھے جو خود گہری سوچوں

میں گم تھی

انکے سوال پر ہوش کی دنیا میں واپس آتے سٹپٹا کر

انہیں دیکھنے

لگی

کیا کہوں۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔"واقعی

اسے سمجھ نہیں

آرہی تھی جو اس نے دیکھا اور محسوس کیا اسکے آگے یہ

سب اسکے

ذہن سے خالی ہوتا جارہا تھا

لیکن میں اب نہیں چھوڑونگا۔۔۔ان دونوں بھائیوں

کو۔۔۔"وہ پین کی

نب سے فائل پر زور دیتے دانت بھینچ کر بولے کومل

نے ایک نظر

انہیں تعجب سے دیکھا

از ایوری تھنگ آل رائیٹ۔۔۔؟ وہ انکے چہرے کو

غور سے جانچتی نظروں

سے دیکھتی استفسار یہ پوچھنے لگی

کیوں۔۔۔؟ اسکا سوال ڈاکٹر برہان کو غیر متوقع لگا

تب ہی الٹا سوال

پوچھنے لگے

نہیں مجھے۔۔۔ایسا لگا کہ آپ اس لڑکی میں تھوڑی

دلچسپی لے رہے

ہیں۔۔۔"وہ مسکراتی نگاہوں سے اپنے سوال پر انکے

چہرے کے بدلتے

رنگ دیکھنے لگی اسکے سوال پر ڈاکٹر برہان جیسے یکدم

ہڑبڑا سے

گئے

آ۔۔ن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔میں کیوں لونگا دلچسپی

۔۔۔وہ پیشنٹ ہیں۔۔۔اور

پیشنٹ کیلئے ہمدردی ہونا بڑی بات نہیں۔۔۔"اپنی

بات پوری کرتے وہ

شان بے نیازی سے کندھے اچکا گئے

پیشنٹ تو اور بھی ہیں۔۔۔ لیکن میں نے کبھی آپ کو

کسی کے لئے اتنا

فکر مند نہیں دیکھا۔۔۔"واقعی وہ لئے دیے انداز میں

بات کرنے والے

شخص

تھے

ہیں لیکن۔۔۔انکی کنڈیشن مس زرتشم جیسی نہیں ہے

۔۔۔اس لئے ان

سے ہمدردی ہے۔۔۔"وہ بھی ڈھٹائی سے انکی بات

اور سوچ دونوں کورد

کر گئے

تو پھر خیال رکھئے گا۔۔۔کیونکہ مجھے بات ہمدردی کے

دائرے سے

نکلتی دکھائی دے رہی ہے۔۔۔" کہتی وہ کرسی سے

اٹھ کھڑی ہوئی

ڈاکٹر برہان اسکے چہرے کو ہو نقوں کی طرح دیکھنے

لگے کومل انکی

جانب مسکرا کر دیکھتی اپنا پرس اٹھاتی انکے آفس سے

نکل گئی لیکن

ڈاکٹر برہان جیسے اسکی بات کے حصار سے نکل نہیں

سکے تھے وہ

اسی پوزیشن میں ہک دک سے بیٹھے اسی بات پر غور و

فکر کرتے

رہے کیا وہ سچ میں زرتشم کو زیادہ سیریس لے رہے

تھے؟

Aqsa Malik novels--

کالج سے آتے اس نے اپنا بیگ زور سے صوفے پر

پھینک کر دے مارا امشی

اسی وقت کچن سے باہر آئی تھی ایپرن تک پہن رکھی

تھی یقیناً وہ

لنچ کی تیاری کر رہی تھی زمل کو ایسے چڑے ہوئے

انداز میں دیکھ

اس نے پانی کا گلاس اسکے لئے بھرا اور اسکے پاس لے
گئی

کیا بات ہے۔۔۔اتنے غصّے میں کیوں ہو۔۔۔؟اس
نے گلاس اسکی جانب

بڑھاتے نارمل سے لہجے میں استفسار یہ پوچھا

کیسے نہ ہوں۔۔۔بھلا دو بچوں کی ماں کالج جاتی اچھی
لگتی ہے میرا

مذاق بنوا دیا۔۔۔"وہ رونے والی شکل بناتی ہونٹ
گول کر کر مشی کو

دیکھنے لگی

ارے۔۔۔کس نے کہا نہیں جاتی۔۔۔پاگل۔۔۔تم

دو بچوں کو چھوڑ کر اپنی

عمر دیکھو۔۔۔بچے تو لالا کی محبت کی نشانی ہے

۔۔۔"اسکی آخری

بات پر زمل کی ہیزل آنکھیں یکدم سے پھیل کر

سکڑی وہ خود ہی اس

بات پر خفت سے سرخ پڑی

لیکن آج مجھ سے میرے بارے میں ایک لڑکی نے

پوچھا میں نے سب بتا

دیا اسکے بعد اس نے پوری کلاس میں میرا مذاق اڑایا

"مشی اس۔۔۔

کی معصومیت پر بے ساختہ ہنستی سر نفی میں ہلانے لگی

تم سچ میں پاگل ہو۔۔۔" کہتی وہ کچن کی جانب چلی

گئی

نیچے کہاں ہیں مشی آپی۔۔۔" وہ یہاں وہاں بچوں کو

تلاش کرتی ہے

چینی سے پوچھنے لگی بھلے کوئی بھی مذاق اڑائے اسے

اپنے بچوں سے

ایک ماں والی ہی محبت تھی اس احساس کیلئے عمر نہیں

دیکھی

جاتی تھی

وہ لالا کے ساتھ باہر گئے ہیں۔۔۔آتے ہی ہونگے کافی

ٹائم ہو گیا۔۔۔" واقعی

انکو گئے تین سے چار گھنٹے ہونے والے تھے اتنے میں

کومل بھی گھر

آگئی آج اسکی شفٹ جلدی پوری ہو گئی تھی

آپ ابھی آ گئیں۔۔۔؟ زمل صوفے پر بیٹھی مڑ

کر کومل کو

دیکھتی سوالیہ انداز میں پوچھنے لگی

تم کہتی ہو تو میں واپس چلی جاتی ہوں۔۔۔" اسکی بات

پر زمل نے منہ

بنایا

میں نے کب ایسا بولا۔۔۔" وہ اپنے شوز اتارتی منہ بنا

کر بولی اسے کالج

یونیفارم میں دیکھ کومل کو وہ بے حد کیوٹ لگی تھی

ایک تو تھی

بھی پٹھانوں جیسی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ اوپر

سے اب کالج

یونیفارم میں اور بھی کیوٹ بن جاتی تھی زیحال کی

محبت نے اسے

ایسا نکھار دیا تھا کہ ہر کوئی اسکا گرویدہ ہونے لگتا تھا

تم بول بھی دو تو میں کونسا جھٹلا سکتی ہوں۔۔۔ بھئی

پاشا کی

بیوی ہو۔۔۔ناراض کر کر مر نا تھوڑی ہے میں نے

۔۔۔"وہ شوخ ہوتی زمل

کو چھیڑتی وہی ایک صوفے پر بیٹھ گئی

جی نہیں۔۔۔اب ایسا نہیں ہے۔۔۔ بھی اب وہ کام

چھوڑ چکے ہیں۔۔۔وہ اب

صرف آفس جاتے ہیں۔۔۔"اسکی اس غلط فہمی پر

کومل نے فوراً سے

دل ہی دل میں لاحول ولا قوۃ پڑھی اسکا بھی یہ کام

چھوڑ دے کیا

مطلب زمین گول نہ رہے
ویسے خوش رہنے سے بھی ہیلتھ کافی اچھی رہتی ہے
نہیں۔۔۔" وہ ساتھ
زمل سے تائید چاہتی شریر انداز میں مسکرا دی کہ اسے
اسی وقت
زرتشم کا خیال آیا اسے سوچتے اسکی مسکراہٹ جیسے
مدھم سی
پڑنے لگی

یہ آپ کیوں سیریس ہو کر ہیلتھ خراب کر رہی ہیں

۔۔۔؟اسے ایک دم

سے سیریس ہوتے دیکھ زمل نے ٹھٹھک کر پوچھا

کومل فورا اسے کوئی

جواب نہیں دے سکی وہ تو بس اسی بارے میں سوچتی

رہی کہ یہ

بات اسے بتائے بھی یا نہیں

پتہ نہیں مجھے تمہیں بتانی بھی چاہئے یا نہیں لیکن

۔۔۔"اسے اتنا

پریشان دیکھ زمل اپنی جگہ سے تھوڑی آگے کو کھسک

کر کومل کے

قریب ہوئی

کیا بات ہے۔۔۔آپ پریشان لگ رہی ہیں

۔۔۔بتائیں۔۔۔"

آج ہوسپٹل میں ایک لڑکی آئ تھی۔۔۔کافی

سیریس حالت تھی اسکی

اسے دیکھ کر مجھے۔۔۔"اسکی بات بیچ میں ہی رہ گئ کہ

باہر سے

ایک دم شور آنے لگا دونوں نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں

سے وہ

افلاطون طوفان کی طرح گھر میں داخل ہوئے

آپ ہار گئے۔۔۔آپ ہار گئے ہیں مان لیں

۔۔۔"برلاس آگے آگے الٹے قدم چلتا

ہوا زیحال کو چڑاتا آرہا تھا اسکی گود میں زامل تھا جو

دونوں کے

بیچ لڑائی کروا کر خود کھلکھلا رہا تھا

زالے پیچھے یاقوت کی گود میں تھی پامیر بھی باہر ہی تھا انکے ساتھ

اب اندر آیا تھا

کیا ہوا بھئی تم لوگوں کا کونسا ٹوئنٹی میچ چل رہا ہے

ہاں۔۔۔؟

کومل نے دونوں کو دیکھ بے صبروں کی طرح پوچھا

یہ تم نے اسے کیا سکھادیا۔۔۔"زیحال نے آتے زمل کو مخاطب کرتے

تڑخ کر پوچھا

کیا سکھایا میں نے۔۔۔؟اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہی
تھی

میں۔۔۔میں بتاتا ہوں رکو۔۔۔زامی۔۔۔"برلاس
نے جلدی سے زامل کو اپنی
گود میں لیا

بابا کیا ہیں بتاؤ۔۔۔"اسکے سوال پر زامل نے کھلکھلا کر
زیحال کو
دیکھا

ببا۔۔۔یوچی۔۔۔۔تل (ببایوچیٹر)۔۔۔''وہ بول

اتنے کیوٹ انداز میں رہا

تھا کہ سب پہلے تو ہک دک سے اسے دیکھتے رہے پھر

سب کے ایک

ساتھ جاندار قہقہے بلند ہوئے زیحال نے گھور کر زمل

کو دیکھا جو

حیرت سے منہ کھولے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی

دیکھا۔۔۔بول دیاناں۔۔۔یہ میرا پارٹنر ہے

۔۔۔میری بات مانے گا۔۔۔''برلاس

نے جب سے اسکے منہ سے زیحال کیلئے یہ سنا تھا تب

سے اسے اور

زامل کو تو یہ کھیل مل گیا تھا دونوں ہنستے ہوئے اسے

یہی بول رہے

تھے

ببا کو یہ بولتے ہیں۔۔۔؟ زیحال کے پوچھنے پر زامل

سے اسے تیزی سے

ہاں میں ہلایا جس پر برلا اس کی ہنسی اور بھی گہری ہو

گئی

اور بولو تم مجھے چیٹر اسکے سامنے۔۔۔پتہ نہیں کونسی

چار شادیاں

کر کر میں نے تمہیں دھوکہ دے دیا۔۔۔"وہ زمل

کی جانب دیکھتا جل

بھن کر بولا اسے ایسے جلتے دیکھ زمل کو بھی ہنسی آگئ

مشی ان سب کی آواز سن کر باہر نکل آئ تھی سب

لاؤنج میں جمع

ہوئے تھے یہ گھر واقعی گھر لگ رہا تھا اسی وقت اسکی

نظر سامنے

کھڑے یاقوت پر پڑی جو اسکی طرف متوجہ نہیں تھا

وہ زالے کی گردن میں منہ دیتا گد گدی کر کر اسے ہنسا

رہا تھا اسے زالے

کے ساتھ اتنا خوش دیکھ مشی کا دل جیسے بند ہونے لگا

تھا

اسی وقت عبدلباری بھی جاگ گیا تھا اسکے رونے میں

ماحول کو مزید

خوبصورت بنا دیا تھا یہ گھر ان بچوں سے ہی گھر تھا

عبدلباری کو دیکھ زالے اب بے چین ہوتی اپنے گڈے کو

لینے کیلئے ہاتھ

آگے کرنے لگی یاقوت اسے بھی لے کر گود میں

صوفے پر بیٹھ گیا دونوں

بچے اپنے یاقوت بابا کے ساتھ خوب ہنس کھیل رہے

تھے

یہ منظر سب کیلئے عام تھا لیکن مشائم یاقوت مرزا کیلئے

نہیں اسکی

آنکھوں میں دھیرے دھیرے نمی جمع ہونے لگی تھی

زالے۔۔۔بولو گڈا۔۔۔" یاقوت نے اسے بھی

بلوانے کی کوشش کی وہ زامل

کے مقابلے ایکٹیویٹی میں کافی کمزور تھی لیکن اسکے

چاچو اور بابا

اسے پیچھے رہنے نہیں دیتے تھے اسے بھی سب ساتھ

ساتھ ہی

سکھا دیتے

زالے سر اثبات میں ہلاتی تالیاں بجانے لگی

نہیں۔۔۔بولو گڈا۔۔۔عبدلباری میرا گڈا ہے

۔۔۔"وہ پیار سے اسکے منہ سے

بلوانے لگا

گ۔۔۔د۔۔۔ا۔۔۔"وہ جھٹکا دیتی توڑ کر یہ لفظ ادا

کرتی خود ہی خوشی

ہونے لگی

اس نے گڈا بولا۔۔۔زالے نے گڈا بولا۔۔۔"وہ

خوشی سے ایک دم چیخ اٹھا

اسکی چیخ پر سب اسکی جانب متوجہ ہو گئے

زالے۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔پھر بولو گڈا۔۔۔"اسکے

بولتے زالے نے اپنے خرگوش

جیسے دانتوں کی نمائش کرتے گدا بول دیا زیحال اسکے

منہ سے گڈا

سنتے ایک پل کیلئے ہل نہیں سکا آج کا اسکا دن بہت

خوبصورت ثابت

ہوا تھا اسکے بچے اب اتنے بڑے ہو گئے تھے کہ وہ بولنا

سیکھ رہے

تھے یہ احساس واقعی بہت خوبصورت تھا

یہ۔۔۔۔میرا بچہ۔۔۔۔" برلاس نے زالے کو گود

میں لیتے اسے گول گول گھما

دیا ان سب کے بیچ عبدلباری فری میں ہی خوشی سے

ہاتھ پیر مار

رہا تھا اسے کچھ سمجھ آئے نہ آئے لیکن اپنی زالے کو

دیکھ وہ خوش

ہو جاتا تھا

اسکی خوشی تو دیکھو ذرا۔۔بیٹا زمین پر رہو

۔۔۔" پامیر نے ہنسی

دباتے اپنے بیٹے کو انگلی دکھاتے ڈپٹا وہ اسی انگلی کو پکڑ

کر اپنے منہ

میں لیتا زور سے بائیٹ کرنے لگا وہ الگ بات تھی کہ

اسکے دانت تھے

نہیں لیکن زور پھر بھی وہ پورا لگا رہا تھا

زامل زمین پر اتر کر یہاں وہاں بھاگتا پھر رہا تھا اسکی

گھٹنوں کے بل

سپیڈ اتنی تھی جب پیروں پر چلتا تو پتہ نہیں کیا کرنے

والا تھا

یہ سارا ماحول خوشیوں سے بھرا تھا سوائے ایک کے

جس کے دل پر

اس وقت قیامت گزر رہی تھی

یاقوت خوش تھا بے حد خوش بچوں کے ساتھ اسکی

خوشی کا لیول

ہی الگ ہوتا تھا لیکن کوئی کچھ بھی کہہ لے ان بچوں

کے بابا کہنے

سے وہ بابا نہیں بن گیا تھا یہ حقیقت تھی اپنی اولاد کے

منہ سے یہ

لفظ سننے پر انسان کو جیسے ایک نئی زندگی مل جاتی ہے

اور یاقوت

مرزا اس خوشی سے محروم تھا

مشی سب کچھ چھوڑے اندر چلی گئی جب یاقوت کی

نظر اسکی

جانب پڑی اسے ایسے سب کے بیچ سے جاتے دیکھ

یاقوت کو اچنبھا

ہوا وہ اٹھ کر اسکے پیچھے گیا جب اسے ایسے جاتے دیکھ

زیحال نے

دیکھا تھا لیکن وہ خاموش رہا زامل نے اسکی توجہ اپنی

جانب مبذول

کروالی تھی بچے آج خوشی سے پھولے نہیں سمار ہے

تھے

کمرے میں آتے مشی بیڈ پر بیٹھی تیزی سے پیر ہلانے

لگی اسکی سانس

بند ہو رہی تھی تکلیف اسکے پورے وجود پر غالب آ

رہی تھی وہ کیا

کرتی وہ کہاں جاتی جہاں اسے کم از کم سانس تو آئے

وہ دونوں مٹھیوں میں بیڈ شیٹ جکڑے اپنے نچلے لب

کو بری طرح سے

دانتوں سے کچل رہی تھی

کہ تب ہی کمرے کا دروازہ کھلتے یاقوت اندر داخل ہوا

اسے دیکھ

مشی پہلے تو جیسے پتھر کی مورت بن گئی تھی لیکن پھر

جلد ہی

خود کو کمپوز کرتی چہرہ موڑ گئی

تم ایسے کیوں آگئی۔۔۔سب بیٹھے ہیں وہاں

۔۔۔"یاقوت کا انداز بے حد

نارمل تھا جیسے کوئی بات نہ ہوئی ہو سب نارمل ہو

مشی نے کوئی جواب نہیں دیا وہ بس خاموش رہی

یاقوت اسکی

خاموشی دیکھ اسکے قریب آکر کھڑا ہوا

میں تم سے بات کر رہا ہوں مشی۔۔۔کیوں آ

۔۔۔"اسکا جملہ پورا ابھی نہیں

ہوا تھا کہ وہ یکدم سے چیخ پڑی

میری مرضی۔۔۔۔ تم ہوتے کون ہو مجھ سے اتنے

سوال کرنے والے۔۔۔"وہ

یکدم سے بپھرتی اٹھ کر اسکے مقابل آگئی یاقوت تو اس

کے اس

انداز پر ہی جیسے سٹک ہو گیا تھا وہ چیخ کر یاقوت سے

بات کر رہی

تھی؟ اپنے یاقوت سے؟ یاقوت کے دل کو دھکا سا لگا

تھا

کون ہوں میں ۔۔۔ کیسا سوال ہے یہ ۔۔۔ ؟اسکے لہجے

میں تکلیف کا عنصر

نمایاں ہوا

مجھ سے مت پوچھا کرو کچھ ۔۔۔ کچھ بھی ۔۔۔"وہ

لفظوں پر زور دیتی

وحشی انداز میں بولتی یاقوت کو مزید حیران کر گئی وہ

کچھ پل تو

اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا لیکن سامنے اسکی مشی تھی

یاقوت کی

مشی جسے اسکا قتل بھی معاف تھا اونچے لہجے کی کیا
اوقات تھی

وہ دھیرے سے آگے آتا مشی کو کندھوں سے تھام
گیا

کیا ہوا ہے۔۔۔میرا سوہنا کس بات سے پریشان ہے
مجھے بتاؤ۔۔۔میں

سارٹ آؤٹ کرونگا بتاؤ۔۔۔" وہ لہجے میں دنیا بھر کی
محبت لئے اس

سے استفسار یہ پوچھ رہا تھا مشی اسکی سیاہ شفاف

آنکھوں میں

دیکھتی ایک دم سے اسکے ہاتھ جھٹکتی پیچھے ہٹ گئی

تم سے پریشان ہوں میں ۔۔۔" وہ چنگھاڑتی یاقوت

سے جیسے سانس

لینے کا حق چھین گئی وہ سانس روکے یک ٹک اسکے

چہرے کو دیکھے

گیا

تم سے تنگ آگئی ہوں میں۔۔۔" اسکا لہجہ اجنبی تھا یہ

اجنبی لہجہ آج

یاقوت کو تکلیف دے رہا تھا

ای۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔" وہ نہیں جانتا تھا اسکی

زبان کیوں

لڑکھڑائی لیکن وہ آج ٹھیک سے نہیں بول پایا دل تھا

کہ بند ہوئے جا

رہا تھا

کیوں نہیں ہو سکتا۔۔۔مجھے کبھی ایک مرد خوش کر

ہی نہیں۔۔۔"

مشی۔۔۔"اسکا جملہ پورا ہونے سے پہلے یاقوت کی

دھاڑ کمرے میں

گونجتی وہاں کی درودیوار کو ہلا کر رکھ گئی تھی مشی بھی

ایک

پل کیلئے خوف سے لرز اٹھی تھی لیکن ہمت کرتی وہ

خود کو کمپوز

کر گئی

زبان سمبھال کر بات کرو۔۔۔"

کیوں کروں۔۔۔میری زبان ہے۔۔۔میں بولونگی

۔۔۔جو دل میں آئے گا

بولونگی۔۔۔کیا کرلوگے تم۔۔۔"وہ اس سے بڑھ

چڑھ کر بلند آواز میں

چلائی تھی

مجھے تکلیف ہورہی ہے۔۔۔تمہارے اس لہجے سے

۔۔۔"وہ بے بسی کی

آخری انتہاپر تھا کرب اسکے لہجے میں واضح ہورہا تھا

مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔آئی ریئلی ڈونٹ کیئر

۔۔۔"ہاں اسے نہیں تھی فکر

اسے نہیں دکھ رہا تھا کہ سامنے کھڑا شخص واقعی تکلیف

میں تھا

اسکی سیاہ آنکھوں میں اس وقت نمی جمع ہو رہی تھی

یاقوت قدم پیچھے کی جانب بڑھا گیا نظریں مشی پر ہی

ٹکی تھی دل

بند ہو رہا تھا وہ ہٹتا گیا پیچھے کمرے کا دروازہ کھولتے وہ

ایک جھٹکے

میں باہر نکل گیا سب لوگ لاؤنج میں تھے جب

زیحال کی نظر اس

پر پڑی وہ ہاتھ کی پشت سے آنکھوں کی نمی صاف کرتا

باہر کی جانب

بڑھ رہا تھا تکلیف حد سے سوا تھی اتنی کہ وہ کسی کی

جانب دیکھ

بھی نہیں سکا

اسکی تکلیف کا اندازہ اور کسی کو ہو نہ ہوا سکے باپ کو
ضرور ہوا تھا

اولاد کے دل کا حال سمجھنے کیلئے ضروری نہیں انکے پیدا
کرنے والے

ہوں اسے پالنے والا بھی اسکے دل کے زیادہ قریب

ہوتا ہے اور وہ ان

تینوں کے ان سے زیادہ قریب تھا جن کے ماں باپ

بچپن میں ہی اس دنیا

سے چل بسے تھے اس کے بعد انکی زندگی میں ماں

باپ کا حق صرف

ایک شخص نے ادا کیا تھا وہ تھا "زیحال خان آفندی"

زامل گاڑی میں بیٹھا بھمممم۔۔۔۔ کر رہا تھا اسکی اور

برلاس کی جنگ

شروع تھی برلاس اسے جتنا چڑاتا وہ اتنی اور زور سے

اپنی گاڑی بھگاتا

وہ الگ بات تھی کہ گاڑی ایک ہی جگہ کھڑی تھی

کیونکہ برلاس نے

پیر بیچ میں اڑا کر اسکی گاڑی روک رکھی تھی

تاہ۔۔۔ بھمم۔۔۔ بھمم۔۔۔'' وہ اسے اشارہ کرتا

گاڑی چلانے کا کہہ رہا تھا وہ

کتنا معصوم تھا ہاں بچے معصوم ہوتے ہیں اپنے راستے

میں رکاوٹ پیدا

کرنے والے کو ہی وہ مدد کیلئے پکار رہا تھا

تا۔۔۔ہ۔۔۔۔ "گاڑی آگے نہ جاتے دیکھ زامل اپنی

سیٹ پر بیٹھا بیٹھا اچھل

کر رونے لگا کہ تب ہی برلاس کی گردن پیچھے سے

جکڑی گئی اس نے

پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں اس بچے کا باپ کھڑا تھا

میرے بیٹے کے ساتھ چالاکی ہاں۔۔۔ "زیحال نے

صیحح برلاس کو پکڑا

تھا

بھائی۔۔۔سوری۔۔۔سوری میں اسکو چڑا رہا تھا

۔۔۔"وہ فورا اسے لائن پر

آتے بھیگی بلی بن گیا زیحال نے اسکی گردن چھوڑتے

پیٹھ تھپتھپائی

اور باہر کی جانب بڑھ گیا

زالے صوفے کے پاس کھڑی اپنی ماں کو دیکھ

کھلکھلائے جا رہی تھی

زمل اسے اٹھا کر گود میں لے گئی اسے یونیفارم چینج

کرنا تھا تب ہی

وہ زالے کو بھی کمرے میں لے گی کیونکہ اسے بھوک لگی تھی

زیحال نے باہر آکر یہاں وہاں نظر دوڑائی لیکن اسے یاقوت کہیں نظر نہیں آیا لیکن پورچ میں گاڑیاں پوری کھڑی تھیں مطلب وہ یہی کہیں تھا اور زیحال جانتا تھا وہ یہاں کہاں ہو سکتا ہے

یاقوت سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھا دونوں پیر پانی میں ڈپ کیے

گہری سوچ میں گم تھا اسے بار بار مشی کا وہ رویہ یاد آرہا

تھا جس

سے اسے صرف تکلیف مل رہی تھی

وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا جب اسے پیچھے سے اپنے

کندھے پر کسی کا

لمس محسوس ہوا اس لمس میں سکون تھا بے حد سکون

جو بنا

پیچھے مڑے بھی اسے محسوس ہو رہا تھا تب ہی وہ نہیں

مڑا بلکہ

چہرے دوسری جانب کر کر اپنی آنکھوں کے بھیگے

گوشے صاف کرتے

زبردستی چہرے پر مسکراہٹ لے آیا

لیکن اسکا بھی فائدہ نہیں تھا کیونکہ مقابل کے آگے کچھ

نہیں چھپ

سکتا تھا

زیحال اسکے ساتھ ہی سوئمنگ پول کے کنارے التی

پلتی مار کر بیٹھ

گیا اور خود بھی پانی کو دیکھنے لگا جس میں سورج کی
روشنی

دوسری جانب سے پڑنے کی وجہ سے انکے چہروں پر
لشکارے پڑ رہے

تھے

عادت نہیں گئی تمہاری۔۔۔ایسے کونوں میں چھپ
کر بیٹھنے کی۔۔۔؟

وہ بے حد دھیمے لہجے میں استفسار یہ پوچھنے لگا اسے آج
بھی یاد تھا

یاقوت ہر معاملے میں میچور تھا سمجھدار پامیر اور

برلاس سے زیادہ

وہ زیحال کو سمجھتا تھا اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کو

پالنے میں

اسکے ساتھ ساتھ رہا تھا انکو کوئی بات بری لگتی یا انکا

جھگڑا ہوتا تو

وہ سیدھا زیحال کے پاس آتے اس سے شکایت کرتے

لیکن اگر یاقوت

کو کوئی بات دکھ دیتی تو وہ زیحال کو پریشان نہیں کرتا

تھا بس

کسی کونے میں جا کر بیٹھ جاتا تھا خاموش تنہا اپنے اندر کی

جنگ آپ

لڑنے والا

لیکن زیحال اسے بھی نہیں چھوڑتا تھا وہ اسے منانے

وہی آجاتا تھا

اور پھر اسے منانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی یاقوت

کیلئے زیحال کا

چہرہ دکھ جانا ہی کافی ہوتا تھا

میں اگر بیٹھتا ہوں۔۔۔آپ بھی تو ڈھونڈ لیتے ہیں

۔۔۔"اس نے اپنے دونوں

پیروں سے پانی میں بلبلے بناتے بجھے سے لہجے میں

جواب دیا جس

پر زیحال مبہم سا مسکرادیا

جس کی زندگی تم تینوں میں ہو وہ کیسے نہیں ڈھونڈے

گا۔۔۔"اسکی

بات پر یاقوت نے بے ساختہ اسکے چہرے کی جانب

دیکھا اسکے دیکھنے

پر زیحال نے بھی اسے دیکھا

یاقوت کا دل پہلے سے زیادہ بھاری ہونے لگا تھا کیونکہ

سامنے اسے ہیل

کرنے والا شخص موجود تھا اس سے کیا چھپانا اسکے

سامنے سب

عیاں تھا

یاقوت اسے بس دیکھے گیا جیسے اس شخص کو صرف

دیکھنے سے

بھی سکون سا ملتا ہو اسکے ہونے سے ایک حوصلہ سا

ہوتا ہو

باپ ہیں یا بھائی۔۔۔؟ یہ سوال کرتے اسکا دل ایک

بار پھر بھاری ہوا

آنکھوں میں نمی بھرنے لگی

دونوں تمہارے ہیں جو سمجھو۔۔۔"اسکا جواب سنتے

یاقوت بچوں کی

طرح روٹھتے اسکے کندھے پر سر ٹکا گیا یہ کندھا اسکے

وجود میں

سکون سا بھر دیتا تھا

کتنی ہی دیر وہ ایسے ہی اسکے کندھے پر سر رکھے بیٹھا رہا

زیحال نے

بھی نہیں اٹھایا وہ اپنی مرضی سے سیدھا ہو کر بیٹھا

بتاؤ اب۔۔۔کیوں بیٹھے ہو یہاں۔۔۔اور یہ آنکھیں

۔۔۔"اس نے دھیرے سے

اپنے انگوٹھے کی پور سے یاقوت کی آنکھوں کے بھیگے
کنارے صاف
کیئے
یہ کیوں برس رہی ہیں۔۔۔"وہ محبت بھرے لہجے
میں ایسے پوچھ رہا
تھا جیسے ایک باپ اپنے بچے سے پوچھ رہا ہو
کیونکہ آپ سامنے ہیں۔۔۔اس لیے۔۔۔"یہ بات
کہتے یاقوت کا لہجہ ایک

دم سے بھیگ گیا زیحال اسے بس دیکھے گیا اسکا یوں

اداس ہونا

زیحال کو تکلیف دے رہا تھا

مشی سے جھگڑا ہوا۔۔۔؟ اسکے سوال پر یاقوت نے سر

دھیرے سے

اثبات میں ہلا دیا

آپ نے سب سکھایا۔۔۔ تھوڑا سا عورت پر چلانا بھی

سکھا

دیتے۔۔۔''اسکی بات پر زیحال بے ساختہ مسکرادیا

دھیرے دھیرے اس
کی مسکراہٹ ہنسی میں تبدیل ہو گئی لیکن یاقوت

ساکت اسے

دیکھتا رہا

کیا ہو گا اس سے۔۔۔؟ وہ تمہارے کنٹرول میں آ

جائے گی؟ تم سے محبت
کرنے لگے گی۔۔۔؟ اسکے سوالوں کا جواب یاقوت

سوچنے لگا تھا لیکن

اسے کہیں سے نہیں لگا کہ جواب ہاں ہو گا

شاید۔۔۔ایسا ہو جائے۔۔۔"اسے مشی کا وہ چلانا یاد
آیا لیکن وہ نہیں

چلایا کیونکہ اس نے کبھی اپنے بھائی کو چلاتے ہوئے
نہیں دیکھا

تھا

آج تم اس پر چلاؤ گے۔۔۔وہ بھول جائے گی۔۔۔تم
پھر چلاؤ گے دھیرے

دھیرے تمہیں چلانا نارمل لگنے لگے گا۔۔۔پھر تم اس

پر ہاتھ اٹھاؤ گے

وہ عورت اسکی بھی عادی ہو جائے گی اس سے تمہیں

محسوس نہیں

ہو گا لیکن تم مردانگی کے سب سے نچلے لیول پر آجاؤ

گے وہ عورت

جو بظاہر تمہیں سب بھولتی ہوئی نظر آرہی ہے یہ

سب دھیرے دھیرے

تمہارے لئے اسکے دل کو مار دے گا پھر ساتھ صرف

اسکا وجود ہو گا

روح نہیں کیا کرو گے پھر۔۔۔ایک وجود کو نوچ لو

گے؟ درندے بن

جاؤ گے۔۔۔؟ اسکی باتوں پر یاقوت کے چہرے کی

رنگت یکسر تبدیل

ہوتی چلی جارہی تھی

مرد چلانے کو ہاتھ اٹھانے کو ہی مردانگی سمجھتا ہے

لیکن ہوتا وہ سب

سے بڑا کمینہ ہے۔۔۔اصل مرد جانتا ہے عورت

کمزور ہے مرد کو اس سے

ایک درجہ اوپر اس پر ہاتھ اٹھانے یا چلانے کیلئے نہیں

دیا گیا اس لئے

دیا گیا کہ وہ اسکی غلطیوں کو معاف کرنے کی برداشت

لائے اپنے

اندر۔۔۔"یاقوت کو وہ بولتا ہوا بے حد خوبصورت لگا

وہ ہمیشہ اپنے

بھائیوں کو ایسے سمجھاتا تھا نہیں بلکہ جادو کرتا تھا کہ

اسکی باتیں

فوراسے ان پر اثر کرنے لگتی تھیں

آپ کیسے کر لیتے ہیں زمل کی غلطیوں کو نظر انداز

۔۔۔"وہ واقعی جاننا

چاہتا تھا کہ وہ بھی اپنی بیوی کی غلطی اپنے بھائی کی

طرح نظر

انداز کر دے

میں اسکی اچھائیوں کو یاد کر لیتا ہوں۔۔۔پھر انکے

آگے اسکی

غلطی غلطی نہیں لگتی بلکہ محبت اور بڑھ جاتی ہے

۔۔۔"اسکا جواب

یاقوت کو ایک دم سے مطمئن کر گیا

میں بھی ایسے کرونگا۔۔۔"وہ مسکرا کر بولا زیحال

اسکی مسکراہٹ

دیکھ جیسے سکون کی وادیوں میں اتر گیا تھا لیکن یہ سکون

کچھ ہی

دیر کا تھا یاقوت کی مسکراہٹ پھر سے غائب ہو گئی

پتہ نہیں۔۔۔لیکن وہ مجھے ہرٹ کر رہی ہے۔۔۔''وہ

اب تک اسکے اس

رویے کو سمجھ نہیں پایا تھا

کیونکہ وہ خود ہرٹ ہے اس لئے۔۔۔''زیحال کے

جواب پر یاقوت کی

آنکھیں بے ساختہ پھیلی

کیوں۔۔۔؟وہ کچھ الجھ سا گیا تھا زیحال نے گہری

سانس خود میں

بھری اور یاقوت کو دیکھا

بے اولادی۔۔۔"اسکا ایک لفظی جواب یاقوت کے

دل کو جیسے جکڑ سا

گیا وہ ہک دک سا زیحال کو دیکھے گیا اسکی نظر واقعی تیز

تھی وہ

وہ بھی دیکھ لیتا تھا جو عام انسانی شکل نہیں دیکھ سکتی

تھی

اسے سمجھاؤ۔۔۔اور محبت دو۔۔۔تا کہ وہ اس سوچ

سے باہر آئے اولاد

کے بغیر زندگی ختم نہیں ہوتی اگر میاں بیوی ایک

دوسرے کے لئے

کافی ہو جائیں اور مجھے امید ہے تم ایسا کرو گے

۔۔۔"یاقوت کا کندھا

دباتے اس پر اپنا حکم صادر کیا یہ حکم یاقوت کی سر

آنکھوں پر

تھا

میں کرونگا۔۔۔"اسی وقت زیحال کی پینٹ میں رکھا

موبائل رنگ کرنے

لگااس نے نمبر دیکھ کر کال اٹھاتے فون کان سے لگالیا

ھمم بولو۔۔۔"اسکے پوچھنے پر آگے سے جو پتہ چلا تھا

اسے سنتے

زیحال کی نظروں میں یاقوت کو وہ بیسٹ نظر آیا تھا

مطلب کسی کا

جاناطے ہوا تھا

آرہاہوں میں۔۔۔"کہتے اس نے کال کٹ کی اور اٹھ

کھڑاہواکہ یاقوت

نے بے ساختہ اسکا ہاتھ تھام لیا

کون جائے گا۔۔۔؟اسکا سوال صاف کسی بھی مطلب

سے پاک تھا

مارتھ۔۔۔"ایک لفظی جواب

میں بھی چلونگا ساتھ۔۔۔"اسکے انداز میں فکر تھی

کیونکہ مارتھ خود

ایک مافیا گروکا لیڈر تھا جس کے پاس اچھی خاصی

پاپولیریٹی

تھی

نہیں تم یہی رہو۔۔۔میں جلدی آجاؤنگا۔۔۔" کہتے

وہ اپنی گاڑی کی

جانب بڑھ گیا یاقوت بھی ایک ہی جست میں اٹھ کر

اسکے پیچھے

گیا

میں چلونگا ساتھ۔۔۔آپ اکیلے نہیں جارہے

۔۔۔"وہ ازحد فکرمند لگ رہا

تھازیحال نے گاڑی میں بیٹھتے اسے ایک نظر دیکھا

آتے ہوئے مولوی لے آؤنگا۔۔۔زمل کو اس وقت

سوکن کی سخت ضرورت

ہے۔۔۔"کہتے وہ تو گاڑی میں بیٹھ کر نکل چکا تھا لیکن

اسکی بات پر

یاقوت ایک دم سے بلش کرتا مسکرا دیا یہی مسکراہٹ

ہنسی میں

بھی تبدیل ہو گئی

مجھے مرنا تھوڑی ہے۔۔۔"وہ سر کھجاتا ہوا اندر کی

جانب بڑھ گیا

وہ یاقوت تھا اسے اپنے بھائی کو خود سے ایک قدم دور

کرتے ہوئے

بھی فکر ہونے لگتی تھی وہ الگ بات تھی کہ وہ بھول

جاتا تھا زیحال

خان آفندی انکے ساتھ ساتھ ان مافیا کنگ کا بھی باپ

تھا

Aqsa Malik novels--

وہ جب سے گھر واپس آئے تھے انکا پارا سوا نیزے کو

ہی چھور رہا تھا

وہ کمرے میں گھن چکر بنے یہاں وہاں گھوم رہے تھے

کہ تب ہی عین

ایک ملازمہ کے ساتھ چائے کی ٹرالی لئے کمرے میں

داخل ہوئی

سامنے اپنے خان کو دیکھ اس نے ملازمہ کو واپس چلے

جانے کا اشارہ

کیا اور اسکے جاتے دروازہ بند کر کر خود ٹرالی گھسیٹے

آگے آگئی

اور خاموشی سے بیٹھ کر وہاج کیلئے چائے کی پیالی بنانے لگی

بالاج کدر ہے۔۔۔؟ وہ گہری سانسیں لیتے سپاٹ لہجے میں گویا ہوئے

دوستوں کے ساتھ گیا تھا اب تک نہیں لوٹا

۔۔۔"عین نے دھیمی آواز میں

جواب دیتے چائے کی پیالی اٹھ کر انکے سامنے جیسے ہی کی وہاج

نے غصّے سے اسے دیکھتے ایک ہاتھ مارتے وہ پیالی زمین

بوس کر

دی

عین پھٹی پھٹی نظروں سے کبھی انہیں دیکھے تو کبھی

ٹوٹے ہوئے

کپ کو

ام ادر آگ پر جل رہا ہے تم کو چائے کی پڑی ہے

۔۔۔کچھ عقل کرو کم عقل

عورت۔۔۔"وہ بولے نہیں چنگھاڑے تھے انکے

غصّے کو دیکھ عین خود

ہی پیچھے ہٹ گئی

وہاج کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سب تہس نہس کر

دیں بالاج کو

بتائے بغیر وہ زرتشم کو ہوسپٹل لے کر گئے تھے تاکہ

وہ پچھلی بار کی

طرح اس بار کوئی حرکت نہ کردے لیکن ڈاکٹر برہان

کی بات کہ اب

زر تشم کو ڈیلی لانا پڑے گا اس پر انہیں شدید طیش آ رہا

تھا

بالاج کو پتہ نہ چلے کہ ۔۔۔ ام زر کو لے کر گیا تھا

ہو سپٹل ۔۔۔ ورنہ وہ

بے وقوف اور کچھ کر دے گا ۔۔۔ " انہوں نے بنا

مڑے سخت لہجے میں

تاکید کی

عین بیڈ پر بیٹھی انہیں ہی دیکھے جا رہی تھی

''کیسے نہ پتہ چلے خان ۔۔۔اسکو پتہ چلے گا تب ہی تو

اس زر کا حالت

بگڑے گا ۔۔۔اور اسکا وہ حالت دیکھ ام کو سکون آئے

گا'' وہ مسکراتی

دل ہی دل میں سوچنے لگی

زر تشم کی حالت دیکھ اس گھر میں بالاج کے بعد جسے

سب سے

زیادہ خوشی ہوتی تھی وہ عین وہاج خان آفندی تھی

اس ڈاکدر کا کچھ کرنا پڑے گا ام کو۔۔۔ورنہ یہ امارے

لئے مسلہ پیدا

کرے گا ام تو پہلے ہی جان ہتھیلی پر رکھ کر گھومتا ہے

انکی''۔۔۔

بات پر عین نے تعجب سے انکی جانب دیکھا

ایسا کیا ہو گیا خان۔۔۔ام نوٹ کر رہا ہے تم دو تین

مہینوں سے گھر سے

بہت کم نکلنے لگا ہے ایسے ڈر ڈر کر رہتا ہے۔۔۔زر تو

اتنے سالوں سے ادر

قید ہے پھر اب کیا ہو گیا۔۔۔؟ وہ واقعی نہیں سمجھی

تھی اسکے

سوال پر وہاج نے مڑ کر کرخت نگاہوں سے اپنک

بیوی کی جانب دیکھا

جو انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی بس زبردستی ان پر

ماں باپ کی

طرف سے مسلط کر دی گئی تھی

کیونکہ پہلے ام کو ڈر نہیں تھا۔۔۔اب تو ام دن دیکھتا

ہے کہ کونسا دن

امارا آخری ہوگا اس دنیا میں۔۔۔"خوف انکے لہجے

میں صاف ظاہر ہو

رہا تھا کوئی تھا جس کی موجودگی کا احساس انہیں اس

قدر خوف

زدہ کئے ہوئے تھا کہ وہ انکے خواب میں بھی آجائے تو

وہاج خان

آفندی کو دو ہفتے تک نیند نہ آسکے

بس کیسے بھی اب ام کو ادر سے نکلنا ہے۔۔۔ورنہ وہ

دن دور نہیں جب

ام اپنا روح تک کو بھی تڑپتے ہوئے دیکھے گا۔۔۔" وہ

تھوڑی پر ہاتھ

رکھے کچھ سوچنے لگے تھے انکی باتیں عین کو سمجھ تو

نہیں آئی تھی

وہ تو صرف زرتشم کے بارے میں سوچ رہی تھی جس

کا علاج اسے

سب سے زیادہ کھٹکنے لگا تھا

Aqsa Malik novels۔۔

وہ میٹرس پر بیٹھی سامنے اپنی بکس پھیلائے آج کی
اسائمنٹ تیار کر
رہی تھی زامل زالے دونوں اسکے پاس ہی تھے لیکن
تھوڑے فاصلے پر
قریب جب تھے تو کبھی پین اٹھالیتے کبھی بک زامل
نے تو ایک بک
بھی پھاڑ دی تھی جس پر غصّہ کرتے زمل نے دونوں کو
دور بٹھا دیا

تھا اب دونوں کی اپنے اپنے کھلونوں میں گھرے ان

سے کھیل رہے تھے

زمل سر کھجانے لگی تھی کیونکہ اسے میتھ کے سبجیکٹ

سے سخت

چڑھ تھی اور آج اسے اسی کا ہوم ورک زیادہ ملا تھا

افف میرا سر۔۔۔" وہ کتابوں پر گرتی اب صحیح تھک

چکی تھی

تب ہی زالے کے رونے کی آواز آئی کیونکہ زامل اس

سے اسکی ڈول چھین

رہا تھا

زامی۔۔۔"زمل دور سے چلائی جس پر وہ ننھی سی جان

فوراً سے اپنی

ماں کو دیکھنے لگی

پٹو گے اگر زالے کو تنگ کیا تو اسے واپس دو اسکی ڈول

۔۔۔"ماں کا

غصّہ دیکھ وہ جھٹ سے ڈول چھوڑ کر اپنے کھلونوں

میں لگ گیا

زمل کا دل چاہا رو دے ایک تو کام اوپر سے اسکی گندی

اولاد دونوں

طرف سے اسکا سر پھٹنے لگا تھا

دھج۔۔۔۔دھج۔۔۔"زامل اپنے کھلونوں سے ایک

نارمل سی سٹک

اٹھائے زالے کو دکھاتا دھڑ دھڑ بول رہا تھا اسے یہ

کرتے دیکھ زمل کو

ایک دم سے جھٹکا لگا اس نے کبھی ایسا کھیل نہیں کھیلا

تھا نہ کبھی

زمل نے ان دونوں کو موبائل میں کوئی ایسی چیز دیکھنے
دی تھی

پھر بھی تو سٹک کو بندوق سمجھے زالے کو ڈھونڈ مار رہا
تھا

زامی۔۔۔ادھر آؤ۔۔۔" اسکے بلاتے زامل سٹک ہاتھ
میں لئے جلدی جلدی
گھٹنوں کے بل چلتا ہوا اپنی ماں کے پاس آیا اور اسکی
گود میں خود
ہی چڑھ کر بیٹھ گیا

یہ کس نے سکھایا آپ کو یہ تو بری بات ہے ناں

وہ جانتی تھی وہ"۔۔۔

جو دیکھتا ہے وہی کرتا ہے لیکن اسے سمجھ نہیں آ رہی

تھی کہ یہ اس

نے کہاں دیکھا

مما۔۔۔بب۔۔۔بب۔۔تھاہ۔۔۔"وہ اپنی ماں کو

دیکھتا خاصا سیریس ہو کر

بتانے لگا اسکی بات سنتے زمل کا دل دھک سے رکا

چہرے کی رنگت

یکسر تبدیل ہوئی

نہیں۔۔۔بب بب نہیں کرتے ایسا۔۔۔یہ برے

لوگ کرتے ہیں۔۔۔ببا توا چھے

ہیں ناں۔۔۔" وہ اور پیار سے اسے سمجھانے لگی لیکن

زامل کی ایک ہی

رٹ تھی

بب۔۔بب۔۔۔تھاہ۔۔۔مما۔۔۔بب بب

۔۔۔تھاہ۔۔۔" وہ بار بار ایک ہی بات

دہرائے جارہا تھا تب ہی کمرے کا دروازہ کھلتے زیحال

اندر داخل ہوا

اسے دیکھ سب سے پہلے زالے اسکی جانب لپکی

بابا۔۔۔" وہ بابا بابا بولتی جلدی جلدی زیحال کے پاس

گئی زیحال نے جھک

کر اپنی بیٹی کو گود میں لیتے اسکے گالوں کو چوما زامل بھی

اسے

دیکھ زمل کی گود سے اتر کر اسکی طرف بھاگ آیا

باپ کو دیکھ کر تو ایسے کھل جاتے تھے جیسے وہ باپ نہیں ماں ہو

دودھ ملتا ہو اس سے

زمل سٹک ہوئے اسے دیکھے جا رہی تھی

بابا کی جان۔۔۔"اس نے دونوں کو ڈھیر سارا پیار کیا اور انکو لے کر بیڈ

پر چلا گیا وہ دونوں رات کو سونے سے پہلے اپنے باپ کے ساتھ

تقریباً ایک گھنٹہ کھیلتے تھے جس میں باپ بیٹے کی

فائٹ ہوتی اور

زالے دونوں کو دیکھ تالیاں بجاتی

یہ۔۔۔۔۔گیا زامل۔۔۔۔"زیحال نے زامل کو اوپر

اٹھاتے دھیرے دھیرے نیچے

لا کر پٹخنے والے انداز میں چھوڑا جس پر وہ کھلکھلا کر

ہنسنے لگا

ساتھ اس شاٹ پر زالے نے خوب تالیاں بجائی

اب یہ ہوا اسٹارٹ دوسرا راؤنڈ۔۔۔اور یہ گیا زامل

۔۔۔پھر سے۔۔۔"اس نے

زامل کو پھر سے بیڈ پر پٹخا وہ اسی پر اتنا خوش تھا کہ

دونوں کی

کھلکھلاہٹ سے کمرہ گونج اٹھا تھا اسکو ہنستے دیکھ زیحال

نے ٹائی

اتار کر سائیڈ میں رکھی تب اسکی نظر زمل پر گئی جو نیچے

وہی

بیٹھی تھی ایک ہی پوزیشن میں

اسے ایسے بیٹھے دیکھ زیحال کی آنکھیں ایسے چمکی جیسے

کوئی

پرائز بانڈ نکل آیا ہو

وہ دونوں بازوؤں کے کف موڑتے بالوں میں ہاتھ

پھیر کر اسکی

جانب آیا اور وہی اسکے سامنے التی پلتی مار کر بیٹھ گیا

دونوں ایک

دوسرے کے عین سامنے بیٹھے تھے

میری وائفی یہاں کیوں بیٹھی ہے۔۔۔یمی گیس

۔۔۔اِمم۔۔۔"وہ تھوڑی پر

انگلی رکھے سوچنے لگا کیونکہ زمل اس وقت از حد سنجیدہ

تھی

اور زیحال کو لگا وجہ اسکے ارد گرد پھیلی کتابیں ہیں

پڑھائی سے اس

کی نالائق بیوی کی کتنی جان نکلتی تھی یہ تو وہ اچھے سے

جانتا تھا

لیکن پھر بھی اسے چھیڑنے کیلئے ایکٹنگ کرنے لگا

آپ بچوں کو لے کر کہاں گئے تھے۔۔۔؟ وہ سوال

کرتے ہوئے یک ٹک اسکے

چہرے کی جانب دیکھ رہی تھی جب اسکے سوال پر

زیحال نے چونک

کر اسے دیکھا لیکن بڑی مہارت سے خود کو کمپوز کر

گیا

پارک گئے تھے۔۔۔"آدھا سچ تھا کیونکہ وہ کبھی پورا

جھوٹ نہیں بولتا

تھا

وہاں کونسی فائرنگ ہورہی تھی۔۔۔؟اب صحیح اسکے

سوال پر زیحال

کے طوطے اڑے وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگا

کیا مطلب اسے

پتہ چل گیا تھا وہ بے ساختہ سوچنے لگا

تھا ایک ڈیش بندہ۔۔۔"اسکے ڈیش بولنے پر زمل نے

اسے گھور کر

دیکھا

ڈڈ۔۔۔ڈیش مطلب ڈیشنگ ۔۔۔ بندہ اچھا تھا شاید

پولیس والا تھا۔۔۔"

شاید کیوں ؟؟؟اس نے وردی نہیں پہنی تھی

۔۔۔؟وہ واقعی اس وقت فل

بیوی والے موڈ میں تھی اور بیوی کے سامنے چاہے

ایشین گینگسٹر ہی

کیوں نہ ہو ہوا سب کی نکل جاتی ہے

نہیں سول تھا۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو کچھ ہوا ہے

۔۔۔؟اسکی اتنی

تفتیش پر وہ کچھ کچھ تو پہلے ہی سمجھ چکا تھا

زامل۔۔۔"زمل نے دور سے زامل کو پکارا

ببا کیا کر رہے تھے۔۔۔بتاؤ۔۔۔"اسکے پوچھنے کی

دیری تھی کہ زامل ہو

گیا شروع

ببا۔۔۔تھاہ۔۔۔تھاہ۔۔۔"اسکی توتلی زبان میں اپنی

پول کھلتے دیکھ

زیحال کی سانس جیسے رک گئی وہ آنکھیں پھاڑے اس

پدے کو

دیکھنے لگا جو پوری طرح سے زمین سے نکلا بھی نہیں

تھا اور باپ کی

شکایت پہلے ہی لگانے لگ پڑا تھا

یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا

۔۔۔سچ میں۔۔۔" وہ

یکدم سے بھیگی بلی بنتا زمل کے آگے بچھ سا گیا وہ سپاٹ

نگاہوں سے

اسے ایسے دیکھنے لگی جیسے کہنا چاہتی ہو "اچھا؟"

کھائیں میری قسم۔۔۔؟اب کی بار زیحال کی آنکھیں صیحح پھٹی تھیں

وہ ہک دک سازمل کو دیکھے گیا اس کی سنجید گی بہت خطرناک تھی

اتنی کہ زیحال کا خون خشک کر رہی تھی

تمہیں یقین نہیں ہے مجھ پر۔۔۔؟زیحال کو لگا کسی نے اسے بند جگہ پر

گھیر لیا ہو جہاں اسے سانس تک ٹھیک سے نہ آ رہی

ہو

میری قسم کھائیں ہبی۔۔۔"وہ آج نہیں ہٹنے والی تھی

پیچھے زیحال

نے گہری سانسیں لیں کمرے میں ایک دم خاموشی

سی چھاگئی بچے

بھی بلکل خاموش تھے

ہبی میری۔۔۔"وہ آگے کچھ بولنے لگی تھی کہ کمرے

کادروازہ کسی نے

ناک کیاآنے والا شخص زیحال کو کسی فرشتے سے کم

نہیں لگاتھا

اس نے اٹھ کر فوراً سے دروازہ کھولا سامنے ہی برلاس

کھڑا تھا کھلی

سی پینٹ پر گول گلے والی شرٹ سر پر پی کیپ اور منہ

میں لالی پاپ

یقیناً وہ پھر سے باہر آوارہ گردی کر کر آیا تھا

کہاں تھے تم۔۔۔اور یہ وقت ہے گھر آنے کا

۔۔۔"زیحال کا انداز ڈپٹنے والا

تھا برلاس نے آگے سے دانتوں کی نمائش کرتے اسے

کیوٹ بن کر

دکھایا

گرل فرینڈ نہیں ہے میری فکر نہ کریں۔۔۔زامل کو

دیں ہمیں مووی

دیکھنی ہے۔۔۔"وہ آیا ہی زامل کو لینے تھا آج دونوں

چاچو بھتیجا کا

پلان تھا مووی کا

اور اب اکثر زامل بھی برلاس کے پاس سو جاتا تھا صحیح

کہتے تھے

سب وہ اسکی دوسری ماں بن چکا تھا تب ہی اسکی آواز

سنتے وہ

شرارت کرتا بیڈ پر اچھل رہا تھا ساتھ چلا کر بر لا اس کو

بلا بھی رہا

تھا

تا۔۔۔تا۔۔۔"

یس تا کی جان رکو۔۔۔سیکیورٹی کلئیر ہونے دو

۔۔۔"زیحال کو ایسے

کھڑے دیکھ وہ اپنی ہنسی بمشکل دبانے لگا

اسی سیکیورٹی نے جوتا اتار لیا تو تم کلئیر ہو جاؤ گے

۔۔۔آئندہ لیٹ نہ

آتے دیکھوں تمہیں۔۔۔" وہ بظاہر ڈپٹ رہا تھا لیکن

اسکی ایسی ڈانٹ

کچھ اثر نہیں کرتی تھی

برلاس جلدی سے اندر آیا اور زامل کو اٹھانے لگا زالے

زیحال کے ہوتے

کسی کے پاس جانے کی ضد نہیں کرتی تھی ایک وہی تھا

غدار چاچو

کا کرائم پارٹنر

آج ہم ٹھاہ۔۔۔ ٹھاہ والی مووی دیکھیں گے

۔۔۔"اسکے منہ سے یہ ٹھاہ

ٹھاہ سنتے زی حال کی آنکھیں فوراسے چمک اٹھیں

وہی جو آج دن میں دیکھی تھی۔۔۔ تمہیں عقل کب

آئے گی وہ مووی

اسے دکھادی اب یہ مجھ پر الزام لگا رہا ہے کہ میں نے

ٹھاہ ٹھاہ کیا ہے

اسکی ماں مجھ پر شک کر رہی ہے۔۔۔" اسکا پورا رخ

برلاس کی جانب

تھا اسکے لب کچھ کہہ رہے تھے اور آنکھیں کچھ برلاس

بھی اسکی

آنکھوں کو ہی پڑھ رہا تھا

آ۔۔۔وہ۔۔۔ہاں اچھا۔۔۔ بری بات زامی

۔۔۔ایسے بولتے ہیں۔۔۔؟اس نے فورا

سے زامل کو گھورا زامل ہک دک سی برلاس اور زامل

کو دیکھ رہی

تھی

تا۔۔۔بابا تھا۔۔۔ تھا۔۔۔"وہ کتنی معصومیت سے

بتا رہا تھا زیحال نے

آنکھوں سے برلاس کی جانب اشارہ کیا

نو۔۔۔ بری بات۔۔۔ بابا بہت اچھے ہیں۔۔۔ چلو

۔۔۔وہی مووی دیکھتے ہیں جو

دن میں دیکھی تھی گناہ ملتا شریف آدمی پر الزام لگانے

کا۔۔۔"وہ آخری

بات قدرے اونچی آواز میں بول کر گیا جیسے بول

زامل کو رہا ہو لیکن

سنا ناز مل کو چاہتا ہو

تا۔۔۔ بباتھاہ۔۔۔ تھاہ۔۔۔ "زامل کو ایک ہی رٹ

تھی

تو چل کمرے میں چھوٹے دہشت گرد تیری ٹھاہ ٹھاہ

میں کرتا ہوں۔۔۔"

برلاس دبی آواز میں بولتا زامل کو گھورنے لگا وہ معصوم

جان تو سچ

بول کر پھنس گیا تھا

انکے جاتے زیحال نے کمرے کا دروازہ بند کرتے مڑ

کر زمل کی جانب

دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "دیکھ لیا"

زمل فورا سے اٹھ کر بھاگ کر آتی زیحال کے سینے پر

تھوڑی ٹکاتی

پوری اسکے سہارے کھڑی ہو گئی

سوری ہبی۔۔۔میں نے آپ پر شک کیا۔۔۔"اسکے

اتنے لاڈ سے بولنے پر

زیحال نے جھک کر اسکی ناک کی ٹپ کو چوما

اٹس۔۔۔اوکے تمہارا کام ہے شک کرنا اور میرا کام

ہے اس شک کو دور

کرنا۔۔۔لو یو۔۔۔"بولتے اس نے زمل کے چہرے

پر تابڑ توڑ اپنے شدّت

بھرے لمس کی مہریں ثبت کی اور اسے اٹھا کر بیڈ پر پٹخ

دیا

اب بیٹا نہ صیحح اسکی ماں صیحح۔۔۔"اسکی بات پر زمل کی

آنکھیں

یکدم سے پھٹی

نو۔۔۔مجھے ہوم ورک کرنا ہے۔۔۔"وہ اٹھنے کی تگ

ودو کرتی پھر سے

اس ظالم پاشا کی گرفت میں آگئی

پہلے ہم ٹھاہ ٹھاہ کریں گے۔۔۔"وہ زمل کو گدگدی

کرتا اسکی کھلکھلاہٹ

کمرے میں بلند کروا گیا زالے دونوں کو دیکھتی خوش

ہونے لگی زیحال

کبھی زالے کو پیار کرتا کبھی زمل کو ایسے وہ زمل کو

پوری طرح سے

یہ بات بھلا چکا تھا

Aqsa Malik novels--

وہ آفس کا کام ختم کر کر رات کو ہی گھر آیا تھا جسم پورا

تھکاوٹ

سے چور ہو چکا تھا گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے وہ

جیسے ہی گاڑی

سے نیچے اترا ایک ملازم بھاگتا ہوا اسکی جانب آیا اسکی
جانب گاڑی
کی چابی اچھالتے کوٹ ایک بازو پر لٹ کائے یا قوت
گھر میں داخل ہوا
کوئی بھی لاؤنج میں نہیں تھا مطلب سب سونے کیلئے
جا چکے تھے اس
نے چلتے چلتے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا
رات کے بارہ
بجنے میں پانچ منٹ تھے

اسے مشی کا خیال آیا وہ پہلے ہی سوچ کر آیا تھا کہ وہ

مشی کو منائے

گا اور اسے سمجھائے گا لیکن وہ جیسے ہی اپنے کمرے

میں داخل ہوا

اسکی نظر سیدھا بیڈ پر گئی جہاں ایک ڈارک ریڈ کلر کا

ویسٹرن ڈریس

رکھا تھا

اسے دیکھ یاقوت تھوڑا ٹھٹھک سا گیا کہ تب ہی اسکی

سماعتوں میں

مشی کی آواز گونجی

میں آرہی ہوں۔۔۔جسٹ ویٹ آ لل بٹ۔۔۔"وہ

فون پر شاید کسی سے

محو گفتگو تھی یاقوت کوٹ بیڈ پر رکھتا ڈریسنگ روم کی

جانب آیا

جہاں وہ سامنے ہی مرر کے کھڑی اپنے بال ٹھیک کر

رہی تھی

اس وقت وہ باتھ روب میں تھی شاید پہناوہی تھا جو

باہر رکھا تھا

لیکن یہ سب یاقوت کیلئے حیران کن تھا

کیا کر رہی ہو۔۔۔؟ وہ مشی کے پیچھے جا کر کھڑا ہوتا

مرر میں اسکے

چہرے کو دیکھ استفسار یہ پوچھنے لگا

مشی نے کوئی جواب نہیں دیا وہ اپنا کام کرتی رہی

یاقوت کا دماغ اب

گھومنے لگا تھا

تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔" اس بار اسکے انداز میں

سختی کا عنصر

نمایاں تھا مشی نے مرر میں ہی اسکے چہرے کی جانب

دیکھا دل ایک

دم سے بیٹھنے لگا تھا لیکن چہرے پر ذرا اسکا اثر نہ ہوا

یاقوت کی سپاٹ نگاہیں مشی کے چہرے پر ہی ٹکی
تھیں وہ خود کو
کمپوز کرتی جھٹ سے آبرو اٹھا گئی
دوستوں نے بلایا ہے مجھے پارٹی میں۔۔۔وہی جارہی
ہوں۔۔۔" وہ لئے دیے
سے انداز میں بولتی اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتی انہیں
سیدھا کرنے لگی

یاقوت کو اپنے کانوں پر جیسے یقین سا نہیں آیا کیا وہ

دوستوں کا

کہہ رہی تھی

کون سے دوست ۔۔۔ان چار مہینوں میں کونسے

دوست بن گئے تمہارے

جبکہ تم تو گھر سے بھی نہیں نکلتی۔۔۔"وہ ایک قدم

آگے آتا یکدم تڑخ

کر پوچھنے لگا وہ نہیں جانتی تھی کہ دوست کے نام پر

یاقوت مرزا کو

کیا یاد آتا تھا

یہی تو بات ہے۔۔۔ کہ میں گھر سے نہیں نکل پاتی

۔۔۔ لیکن تمہاری

اطلاع کیلئے بتادوں کہ میری پہلے بھی ایک زندگی تھی

جسے جی رہی

تھی میں۔۔۔ لیکن اب۔۔۔ اب کیا ہے میری زندگی

میں۔۔۔ صبح کو اٹھو

کچن سمبھالو دوسروں کے بچوں سمبھالو گھر کی

رکھوالی کرو یہ

زندگی ہے۔۔۔؟وہ بھی ایک قدم آگے آتی کاٹ

کھانے کو دوڑی تھی یاقوت

کی سیاہ آنکھیں یکدم متحیر سی پھیلنے لگیں اسکا لہجہ آج

کچھ اور

ہی تھا اسکے الفاظ بہت سخت تھے جو تیر کی طرح

یاقوت کے دل پر

لگے تھے

وہ دوسرے میرے۔۔۔بھائی ہیں۔۔۔"وہ سرد

ٹھٹھرتے لہجے میں اسے

باور کروانے لگا اسے تکلیف ہوئی تھی اپنے بھائیوں

کیلئے اسکا یہ انداز

دیکھ

تو تمہارے بھائی ہیں۔۔۔ میرے نہیں۔۔۔" وہ دو

ٹوک لہجے میں بولتی

پھر سے مرر کی جانب مڑ کر ریڈ لپسٹک اٹھا گئی یاقوت

چند پل تو

اسے دیکھتا کچھ کہہ ہی نہیں سکا کیا کہتا زبردستی اس نے

کبھی

مشی پر کچھ مسلط نہیں کیا تھا

وہ گہری سانس خود میں بھرتے خود پر کڑا ضبط کر گیا

ٹھیک ہے۔۔۔ آگے سے زمل اور کومل خود سمبھال

لیں گی تم ڈھنگ کے

کپڑے پہنو میں لے چلتا ہوں تمہیں دوستوں کے

پاس۔۔۔" وہ سرسری

سے لہجے میں بولتا مڑنے ہی لگا تھا جب مشی کی آواز

اسکے قدم وہی

زنجیر کر گئی

پارٹی میں ایسے ہی کپڑے پہن کر جاتے ہیں۔۔۔اور

مجھے تمہاری

ضرورت نہیں میں اکیلی بھی جاسکتی ہوں

۔۔۔"اسکی بات پر یاقوت

نے ٹرانس کی سی کیفیت میں مڑ کر اسکی جانب دیکھا

اس وقت

مشی کا یہ انداز یاقوت کو حیران پر حیران کیئے جارہا تھا وہ

وہی سے

گردن موڑے بے یقین سا مشی کی پیٹھ تکتا رہا جو مرر

میں اسکے

چہرے کی ہی جانب دیکھ رہی تھی

یاقوت نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے چہرہ اوپر کر

کر گہری سانس

خود میں بھری لیکن ابھار سا اسکے اندر بڑھتا چلا جا رہا

تھا وہ جتنا

ضبط کر سکتا تھا کر رہا تھا لیکن وہ اسے آج سخت آزما رہی

تھی

سو جاؤ۔۔۔تم کہیں نہیں جا رہی۔۔۔" وہ نارمل سے

لہجے میں بولتا پھر

سے باہر جانے لگا تھا کہ مشی کی آواز پی اسے پھر رکنا

پڑا وہ یک

دم سے اسکی جانب مڑتی کرخت نگاہوں سے اسے

دیکھنے لگی

کیوں نہیں جاؤنگی۔۔۔میں پابند نہیں ہوں تمہاری

اجازت کی۔۔۔" اسکا

لہجہ چبھتا ہوا سا تھا یا قوت نے متحیر نگاہوں سے اسے

دیکھا چہرہ

ضبط کے مارے سرخ ہونے لگا تھا وہ مرد ہو کر خود پر

کڑا ضبط کر رہا

تھا

میں پیار سے کہہ رہا ہوں۔۔۔بے وقوف مت بنو

۔۔۔بھائی کو پتہ چلا تو

غصّہ کریں گے۔۔۔انکو نہیں پسند یہ سب۔۔۔"ہاں

اسے اپنے سے پہلے

اپنے باپ کی سختیوں کا خیال تھا جس پر مشی مزید چڑ کر طیش

بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی

کیوں۔۔۔؟ وہ کیوں کریں گے۔۔۔وہ ہوتے کون

ہیں مجھ پر غصّہ کرنے

والے۔۔۔انکو حکم چلانا ہے تو اپنی بیوی پر چلائیں مجھ

پر نہیں۔۔۔۔"وہ

یکدم سے بپھر کر بولتی لپسٹک تقریباً پھینکنے والے

انداز میں ڈریسنگ

ٹیبل پر پٹختی ڈریسنگ روم سے باہر نکل گئی

یاقوت اسکے لفظوں پر سانس روکے ہکابکا سا کھڑا رہا

اسے مشی کی

ہر بات پر جھٹکے پر جھٹکے لگ رہے تھے وہ کیا سوچ کر آیا

تھا لیکن

یہاں کیا ہو رہا تھا

وہ خود بھی مشی کے پیچھے گیا جو ڈریس اٹھائے باتھ

روم کی جانب

بڑھ ہی رہی تھی یاقوت نے اسکے ہاتھ سے ایک ہی

جست میں وہ

ڈریس چھینتے وہی زمین بوس کرتے اس پر اپنے

بھاری بھرکم بوٹ رکھ

کر مشی کی جانب دیکھنے لگا

وہ باپ ہے میرا۔۔۔ تمیز سے بات کرو انکے لئے اور

جب کہہ دیا نہیں پہنو

گی تو مطلب نہیں پہنو گی۔۔۔"وہ پوری کوشش کرتا

اپنے لہجے کو

دھیمار کھ کر بات کر رہا تھا

اسکی بات پر مشی کے چہرے پر ایک رنگ آکر دوسرا

گیا جس میں ایک

رنگ تکلیف کا بھی تھا جو یاقوت کی نظروں سے بچ نکلا

تھا وہ لعاب

گٹکتی خود کو کمپوز کر کر آگے آتی یاقوت کے سینے پر

دونوں ہاتھ

رکھے اسے پیچھے کی جانب دھکیل گئی

باپ وہ تمہارا ہے میرا نہیں۔۔۔" وہ ایک دم بد

تمیزی سے چلاتی طیش

بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی

مشی۔۔۔" یاقوت کی دھاڑ پر کمرے کی ایک ایک چیز

جیسے ایک دم سے

سہم سی گئی تھی مشی کا دل خوف سے اچھل کر پسلیاں

توڑ کر باہر

آنے کو ہو گیا تھا وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی اسکا

دل چاہا رو

دے لیکن نہیں وہ نہیں کر سکتی تھی یہ اسے مضبوط

رہنا تھا

ک۔۔۔کیا مشی۔۔۔ہاں۔۔۔کیا مشی بولو۔۔۔۔وہ

ہیں کون۔۔۔تم سب کو پال

کیا لیا بس۔۔۔اب اپنی چلاتے ہیں۔۔۔جیسے غلام بنا

لیا ہو سب ک۔۔۔"

مشائم۔۔۔"دھاڑتے ہوئے یاقوت کا ہاتھ بے اختیار

اسکی جانب اٹھتے

چہرے کو چھونے سے صرف کچھ ہی انچ کے فاصلے پر

رہ گیا تھا اس

پر مشی خوف سے لرزتی جھک کر اپنے چہرے کو

ہاتھوں سے چھپا

گئی پورا بدن خوف کے مارے بری طرح سے کانپنے لگا

تھا

کائنات کی ہر چیز رک چکی تھی یہاں تک کے مشی کی

سانسیں بھی

یاقوت تیز تیز سانس لیتا خود پر کڑا ضبط کئے کیسے اپنے ہاتھ کو روک گیا تھا یہ وہی جانتا تھا ورنہ آج یہ ہاتھ اسکے نرم و ملائم گال پر ایسا نشان چھوڑ جاتے کہ رہتی دنیا تک وہ نشان کبھی نہ مٹتا

یاقوت نے ہاتھ نیچے کرتے رخ موڑ کر گہری سانس خود میں بھری

مشی اسی طرح کانپتی ہوئی اسے دیکھنے لگی آنکھوں سے

گرم سیال

تواتر سے بہتے اسکے رخصار کو تر کرنے لگا

آاااا۔۔۔۔"یاقوت نے دھاڑتے ہوئے دیوار کے

ساتھ لگی ٹیبل پر ہاتھ مارتے

سارا سامان زمین بوس کر دیا تھا اسکے اشتعال انگیز

روپ کو دیکھ

مشی تڑپ کر پیچھے دیوار سے جا لگی اور خوف زدہ سی

نظروں سے

اسے دیکھنے لگی دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا تھا

سامان پھینک کر بھی یاقوت کے اندر بڑھتا ابھار کم

نہیں ہوا تھا اسکا

بس نہیں چل رہا تھا وہ ہر چیز تباہ کر دے جو اسکے اندر

کی آگ کو

بجھا دے لیکن یہ نہ ممکن تھا اسکے اندر کی آگ جس

نے لگائی تھی

وہی بجھا بھی سکتی تھی لیکن وہ تو خود اس آگ کو بھڑکا

رہی

تھی

تم۔۔۔تم چاہتی کیا ہو۔۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔میں پوری

دنیا تمہارے قدموں

میں لا کر رکھ دونگا۔۔۔لیکن ایسی بکواس کی تو جان

لے لونگا

تمہاری۔۔۔''آخر میں وہ ضبط کھوتے ہوئے دھاڑ پڑا

تھا چہرہ یوں تھا

جیسے اب خون چھلکے گا

مشی کا دل پھٹنے کے قریب تھا وہ جا کر اسکے سینے سے

لگتی پھوٹ

پھوٹ کر رونا چاہتی تھی بتانا چاہتی تھی کہ اسے تو

اسکے سوا کچھ

نہیں چاہیے لیکن اپنی خود غرضی میں وہ یاقوت مرزا

کو زندگی کی

اتنی خوبصورت نعمت سے محروم نہیں کرنا چاہتی تھی

تم بولو۔۔۔بتاؤ کیا چاہیے۔۔۔"وہ مشی کو دونوں

کندھوں سے تھام کر

ہزیانی سے انداز میں پوچھنے لگا

میری جان بھی مانگو گی دے دونگا۔۔۔ لیکن میرے

باپ کیلئے ایسے الفاظ

مت استعمال کرو۔۔۔ میں نہیں کر سکتا برداشت

۔۔۔"وہ ضبط کے آخری

سرے پر کھڑا تھا مشی کو لگا وہ اب رو دے گا ایک مرد

ہو کر کتنا وہ

خود پر ضبط کر سکتا تھا لیکن آج مشی کو "زیحال خان

آفندی" کی

تربیت بولتی دکھائی دے رہی تھی آج اسے اپنے

سامنے ایک مرد ہی

نظر آرہا تھا کیونکہ مرد کی مردانگی اسکے طیش والے

روپ سے ہی تو

پتہ چلتی ہے

مجھے علیحدگی چاہئے تم سے۔۔۔" وہ جو اسکے جواب کا

منتظر کھڑا

تھا اسکے ایسے جواب پر تو جیسے سانس تک نہیں لے سکا

یاقوت کے

ہاتھ بے جان سے ہوتے اسکے پہلو میں آ گرے وہ

سانس روکے بنا پلک

جھپکائے اپنی مشی کو دیکھنے لگا اپنی مشی کو وہ اسکی مشی

تھی

ناں آج وہ کیا کہہ رہی تھی

وہ کتنی پتھر دل لڑکی تھی ایک معصوم کے دل کو کتنی

بری طرح

سے کچل رہی تھی

ک۔۔۔کس لئے۔۔۔؟اسکی زبان بے ساختہ لڑکھڑا

گئی دل ڈوبنے لگا

تھا

کیونکہ میں۔۔۔۔میں خوش نہیں ہوں تم سے۔۔

"یہ جملہ بولتے ہوئے

مشی کا اپنا دل کتنی بار پھٹا تھا وہ نہیں جانتی تھی لیکن

آج وہ کمال

کی سنگدل عورت بن گئی تھی جس کے سینے میں دل

نہیں پتھر

فٹ تھا

یاقوت کی آنکھوں کے ڈورے سرخ ہوتے مزید

گہرے ہوگئے اسے سانس

لینی تھی کوئی آج اسے اپنی سانسیں دے دیتا

کیسے خوش ہو گی تم۔۔۔بتاؤ۔۔۔میں جان لگادونگا

تمہیں خوش

کرنے کیلئے بولو۔۔۔"وہ ہر ممکن کوشش کر رہا تھا اس

وقت خود کو

نارمل رکھنے کی وہ بات بڑھانا نہیں چاہتا تھا کیونکہ
سامنے کوئی اور
نہیں تھی اسکی مشی تھی یہی اگر اسکا کوئی دشمن ہوتا تو
شاید
اسکی شناخت بھی کسی کیلئے کرپانا مشکل ہو جاتا
تم صرف مجھے چھوڑدو۔۔۔'' کیا اسکا دل نہیں پھٹ
گیا کیا اس پر
آسمان نہیں آن گرا وہ کیسے سنگدل بن کر اتنی بڑی
بات بول گئی تھی

جس پر یاقوت کا دماغ ایک دم سے کھول اٹھا تھا اس
نے سرد و حشی
نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتے اسے بازو سے دبوچ کر
ایک جھٹکے
میں اپنے قریب کر لیا
مر کر بھی نہیں چھوڑونگا۔۔۔سنا تم نے۔۔۔"وہ دبی
آواز میں سیدھا
مشی کے منہ پر پھنکارا تھا اسکا یہ روپ دیکھ مشی کو اپنا
خون تک

خشک ہوتا محسوس ہوا

نہیں سنا۔۔۔نہ سننا چاہتی ہوں۔۔۔مجھے رہائی چاہیے

تم سے۔۔۔"وہ ہر

لحاظ بالائے طاق رکھے سپاٹ لہجے میں بولی

تمہیں رہائی صرف میری سانسوں کے نکلتے ملے گی

۔۔۔یہ بات اپنے

اس ذہن میں بٹھالو تم۔۔۔"دونوں طرف اب آگ

برابر لگ چکی تھی کم

دونوں نہیں رہے تھے دونوں کی آنکھوں میں اس

وقت برہمی

تھی

مشی اپنا بازو ایک ہی جھٹکے میں چھڑواتی اس سے پیچھے

ہو گئی

اور سفاکیت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی

میں تمہاری سانسوں کے نکلنے کا انتظار نہیں کرونگی

میں کل صبح ہی

یہاں سے چلی جاؤ نگی۔۔۔''آہ آج کسی نے یاقوت

مرزا کو کھڑے کھڑے

مار دیا تھا اس کے مرنے سے پہلے اس کی روح کھینچ لی

تھی یاقوت

کو لگا کسی نے اس کی سانسیں روک دی ہوں وہ چاہ کر

بھی آج سانس

نہیں لے سکا

مشی بظاہر خود نارمل لگ رہی تھی لیکن کوئی اسکے اندر

جھانک کر

دیکھتا تو اسکا دل چیخ رہا تھا خود کو کوس کر بند ہو جانے

کی

بد دعائیں دے رہا تھا

تو دعا کرو یہ رات میری آخری ہو۔۔۔ورنہ تمہاری

ٹانگیں ٹوٹ سکتی ہیں

لیکن یہ دہلیز عبور نہیں کر سکتی۔۔۔'' کہہ کر وہ رکا

نہیں تھا لمبے

ڈھینگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا اسکے جاتے

مشی نے دروازے کی

جانب دیکھا جہاں سے وہ گزر کر جاتا دھاڑسے دروازہ

بھی بند کر گیا

تھا

مشی وہی بے جان سی ہوتی زمین بوس ہوتی چلی گئ

کسی نے اسکے

بدن سے طاقت قطرہ بہ قطرہ نچوڑلی تھی وہ زمین پر

بیٹھتے

دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو

دی تھی اسکا دل

پھٹنے کے قریب تھا جان جیسے نکل رہی تھی

آاااا۔۔۔" وہ بالوں کو نوچتی بری طرح سے چلاا ٹھی

تھی اسکی دل

خراش پر پورا بدن یکدم سے لرز اٹھا تھا وہ اسی طرح

بیٹھی پھوٹ

پھوٹ کر روتی چلی گئی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب

امڈ امڈ کر

باہر آرہا تھا

Aqsa Malik novels۔۔

باہر آتے کھلی فضا میں وہ گہری سانسیں لینے لگا تھا اسکا

دل آج جیسے

گھٹ گھٹ کر دھڑک رہا تھا جیسے سانسیں بند ہو کر

جسم کو بے جان

کر دیتی ہیں آج وہ کام اسکا دل کر رہا تھا وہ لان کے

بیچوں بیچ کھڑا

آسمان کی جانب دیکھتے بے ساختہ رو پڑا مرد روتے

نہیں کیوں انکے

پاس دل نہیں ہوتا؟

وہ بھی رو پڑا تھا وہ کتنا خود پر ضبط کر سکتا تھا آخر کار یہ

ضبط

اسکی جان ہی نکال لیتا

آج یاقوت مرزا ایک بار پھر اسی وقت میں چلا گیا تھا

جب وہ اکیلا تھا

اسکے ارد گرد لوگ تھے بہت سارے لیکن سب کے

سب سو رہے تھے

قبروں میں اسکے سامنے بھی تین قبریں تھیں جن میں

اسکے اپنے سو

رہے تھے

وہ ملائشیا آتو گیا تھا لیکن لگتا تھا پاکستان میں بہت قیمتی

چیز

چھوڑ آیا ہاں وہ قیمتتی چیز اسکے ماں باپ اور بہن تھی

کاش وہ اس

وقت پاکستان میں ہوتا کاش وہ اپنی ماں کی آغوش میں

ایک بار چلا

جاتا اسکو بتاتا کہ اسکا یاقوت اکیلا رہ گیا اسے کیوں چھوڑا

اسے بھی

ساتھ لے جاتی جی کر اس نے کیا حاصل کر لیا ایک

محبت حاصل کی

تھی وہ بھی اب اسکی جان نکال رہی تھی

وہ کتنی ہی دیر وہی کھڑا رہا جب خود میں کچھ تبدیلی

محسوس نہ

ہوئی تو اس نے جیب سے فون نکالتے کسی کا نمبر ڈائل

کیا مقابل کے

فون اٹھاتے اس پر حکم صادر کیا اور فون واپس سے

پینٹ کی جیب

میں رکھتے گاڑی کی جانب بڑھ گیا

Aqsa Malik novels--

صبح کی پو پھوٹ چکی تھی ہر جانب زندگی پھر سے

شروع ہو گئ

تھی ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف دکھائی دینے

لگا تھا سورج کا

صرف کام تھا یہاں صرف یہ بتانا کہ یہ صبح کا وقت

ہے ورنہ یہاں

کی زندگی صبح شام رات ایک جیسی گزرتی تھی

وہ کلاس روم میں بیٹھی سامنے ٹیچر کو بورڈ پر کچھ لکھتے

ہوئے

دیکھ رہی تھی وہ ساتھ ساتھ سمجھا بھی رہے تھے زمل

نے ہر ایک

پائینٹ اچھے سے نوٹ کیا اور بک واپس سے بیگ میں

رکھ کر ہر کسی

کو بے زاریت سے دیکھنے لگی اتنے دنوں میں اس نے

ایک بھی دوست

نہیں بنایا تھا دوست تو دور کی بات تھی اس نے خود

سے کسی کو

مخاطب تک نہیں کیا تھا کیسے کرتی وہ تو ایسے بیٹھتی تھی

جیسے

کوئی قیدی جیل میں بیٹھتا ہو

یہاں آکر اسے اپنا آپ تنہا لگتا تھا سب اجنبی کوئی بھی

اپنا نہیں

دکھتا تھا

تب ہی ایک لڑکا اپنا بیگ اٹھائے اسکے ساتھ ہی ڈیسک

پر آ بیٹھا یہاں

ہر ڈیسک پر دو سٹوڈنٹ بیٹھتے تھے اسکے دونوں

سروں پر دونوں

سٹوڈنٹس کے نام درج ہوتے جس کی جہاں سیٹ

ہوتی وہ وہی بیٹھتا

لیکن اسکو اپنے ساتھ بیٹھتے دیکھ زمل کو جی بھی کر

تعجب ہوا

کیونکہ زیحال نے اسکے ڈیسک پر اور کسی کا نام لکھنے کی

اجازت

نہیں دی تھی

ایکسیوزمی۔۔۔؟اس نے خاصے سخت لہجے میں اسے

مخاطب کیا جس

پر اسکے ساتھ بیٹھے لڑکے نے آنکھوں پر لگے ٹرانس

پیرنٹ گلاسسز

کو ذرا سا ناک پر نیچے کھسکا کر اس لڑکی کو دیکھا جو اس

وقت

پوری یونیفارم میں ملبوس تھی ورنہ یہاں لڑکیوں کا

یونیفارم ایسا تھا

جس میں انکی آدھی ٹانگیں یونہی برہنہ دکھتی آدھی

نیچے سے

وائٹ سوکس میں چھپ جاتی لیکن اسکے ساتھ بیٹھی

لڑکی پیٹھان کی

بیوی تھی جہاں تک ممکن ہو سکا تھا وہ خود کو اچھے سے

کوور کیئے

ہوئے تھی

یس ایکسیوزڈ۔۔۔"اسکے اس جواب پر زمل نے پہلے

چونک کر پھر

غصّیلی نظروں سے اسے دیکھا

یہ میرا ڈیسک ہے۔۔۔اٹھو یہاں سے۔۔۔"وہ اسکی

جانب مڑتی فل لڑاکا

انداز میں بولی

کیوں۔۔۔گھر سے لائی ہو۔۔۔؟اسکی بات پر وہ لڑکا

بپھر کر پوچھنے لگا

زمل نے ناک پھلا کر اسے سخت طیش بھری نگاہوں

سے دیکھا

تو تمہارے بھی باپ کا نہیں ہے۔۔۔اٹھو یہاں سے

۔۔۔اور جہاں تمہاری نیم

پلیٹ ہے وہاں کھسکو۔۔۔ورنہ۔۔۔"اسکے آخری لفظ

ورنہ پر اس لڑکے نے

ایسے آبرو اچکائی جیسے پوچھ رہا ہو"ورنہ؟"

ورنہ بیٹھنے لائق نہیں رہو گے۔۔۔"جواب زمل کے

بجائے اسے پیچھے

ےسے ملا جب اس آواز پر اس لڑکے کے ساتھ ساتھ

زمل نے بھی چونک

کر پیچھے دیکھا جہاں اسکے ہبی جان کھڑے تھے صرف

کھڑے نہیں

اس لڑکے کی گردن بھی اسکے ہاتھوں کی مضبوط

گرفت میں تھی

زیحال نے اسے گردن کے بل پر اٹھاتے ایک سائیڈ

کھڑا کیا اور خود

پوری طرح سے اپنی گلا لے کے آگے آکر کھڑا ہو گیا

اپنی سیٹ پر جاؤ۔۔''اپنے سامنے چٹان وجود کو دیکھتے

وہ لڑکا اندر

ہی اندر ڈر چکا تھا کیونکہ وہ ایک سٹوڈنٹ تھا اور سامنے

کھڑا شخص

جس کا تعارف ہی بہت بڑا تھا لیکن چند لفظوں میں

ایک ''ایشین

گینگسٹر'' اسکی جسامت سکس ایبز اور ٹھوس بائسپس

کے آگے وہ

لڑکا صرف سوکھی ککڑی لگ رہا تھا

وہ جلدی سے اپنی عینک ٹھیک کرتا وہاں سے فورا

کھسک گیا

اسکے جاتے زیحال نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں اسکی

گلا لے اپنی ہبی

جان کو اس وقت یہاں دیکھ پاگل ہوئے جا رہی تھی

وہ اس وقت بلیک پینٹ پر میٹل زنک رنگ کی شرٹ

پہنے کف موڑے

ماتھے پر بکھرے بالوں میں اس وقت بے حد جاذب

نظر لگ رہا تھا

اوپر سے اسکی آنکھوں میں اپنے لئے بے پناہ محبت

کیا میں بیٹھ سکتا ہوں یہاں۔۔۔؟ وہ دلکش انداز میں

پوچھتا شریر

نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا

ہبی۔۔۔" وہ چیخ کر اٹھتی اسکے سینے سے لگ گئی آس

پاس بیٹھے

سٹوڈنٹ اسے تعجب بھری نگاہوں سے دیکھ رہے

تھے لیکن انکی کسے

فکر تھی

یس ہبی کا بے بی۔۔۔"زیحال نے اسے اپنے سینے

سے لگائے محبت بھرے

لہجے میں جواب دیا اسے یہاں دیکھ تو زمل کسی پھول کی

طرح ہی

کھل چکی تھی

آپ یہاں کیسے۔۔۔یہ سرپرائز۔۔۔"وہ اس اچانک

سرپرائز پر خوشی سے

پاگل ہوئے جا رہی تھی

مجھے اپنے بے بی کی یاد آئی تو آ گیا۔۔۔ چلو بیٹھو

۔۔۔ کلاس ڈسٹرب ہی

رہی ہے۔۔۔"اسے بٹھاتے وہ خود بھی زمل کے

ساتھ ہی اس ڈیسک پر

بیٹھ گیا

وہ بیٹھتے یکدم سے انکمفرٹیبل ہونے لگا اس نے مڑ کر

آگے پیچھے سے

اس ڈیسک کو دیکھا جو اس جم والے بندے کیلئے بچوں

کا کھلونا

لگ رہی تھی

زیحال نے آنکھیں پٹپٹاتے اپنی شرٹ ٹھیک کی اور

ان گلی سے پیشانی

کھجاتا اسی طرح انکمفر ٹیبل ہو کر خود کو اس تھوڑی سی

جگہ میں

ایڈجسٹ کرنے لگا

زمل اپنی خوشی میں یہ تو دیکھ ہی نہیں رہی تھی کہ اسکے

ہبی جان

کیسے اسکے لئے خود کو اس ڈیسک پر فٹ کرنے کی

کوشش کر رہے

تھے آج زیحال کو شدّت سے اپنے جم کرنے پر

افسوس ہوا

ٹیچر جس طرح پہلے پڑھا رہا تھا اب تو اسکی آواز تک

ٹھیک سے نہیں

نکل رہی تھی وہ ڈر ڈر کر ایک آنکھ بچاتے پیچھے مڑ کر

دیکھتے جہاں

وہ بیسٹ بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا اسے نروس ہوتے

دیکھ زیحال

نے اسے گھور کر دیکھا اور نظروں سے سخت تاکید

کرتے اسے ٹھیک

سے پڑھانے کی جانب اشارہ کیا

اسی وقت اسکا موبائل بیپ کرنے لگا تھا زیحال نے

آن کر کر دیکھا تو

پامیر کا میسج تھا

"پاشا کب نکلنا ہے وہ لوگ ہاتھ سے نکل جائیں گے

"

وہ لوگ ایک مافیا گروپ کے پیچھے تھے جس پر دن

دہاڑے بلیک ماسک

مافیا نے چھاپا مارا تھا وہ لوگ اس سمگلنگ میں ہی ملوث

تھے جن

پر پولیس سے پہلے وہ گینگ وہاں پہنچا تھا اس وقت وہ

لوگ انکے

آنے کا سنتے ہی ڈر کر وہاں سے بھاگ نکلے تھے تب

سے پاشا گینگ اس

کے پیچھے تھا ایک گاڑی پاشا کے پاس تھی اور ایک

پامیر کے پاس باقی

گاڑیوں میں انکے بندے تھے

زمل خود کو اکیلا ضرور سمجھتی تھی لیکن وہ اکیلی نہیں

ہوتی تھی

اس پر ہر وقت دو آنکھیں لگی ہوتی تھی جو اسکی ہر

موومنٹ کو

دیکھتی تھیں دو کان ہوتے تھے جو اسکی ہر بات سنتے

تھے یہاں تک کہ

اسکے دل کی دھڑکنیں بھی کیونکہ زمل کے یونیفارم پر

لگے بٹن پر ایک

چھوٹا سا کیمرا فٹ تھا اور ہر وقت زیحال سے کنیکٹ

رہتا تھا اور ایک

کیمرا اس کلاس میں بھی لگایا گیا تھا جو سیدھا زمل کے

چہرے کو

ظاہر کرتا تھا

تھوڑی دیر پہلے۔۔۔۔

وہ گاڑی برق رفتار سے بھگائے جارہا تھا اسے روکنے

کیلئے اسکے

سامنے ایک گاڑی آتی اس پر فائرنگ کرنے لگی تھی

جس پر پاشا ایک

ہی جھٹکے میں ڈرفٹنگ کرتے سٹیرنگ گھما کر گاڑی کا

پچھلا حصّہ

انکی گاڑی سے دے مارتے الٹاان پر فائرنگ کر گیاوہ

لوگ اسکے جوابی

حملے پر فورا سے بھاگ نکلے انکو بھاگتے دیکھ پاشانے

گاڑی ایک بار

پھر سٹارٹ کی اور پیر سیدھا گیس پیڈل پر رکھتے گاڑی

پھر سے

بھگالی

اسکی گاڑی کے پچھلے ٹائرسے آگ کی چنگاریاں نکلتی

اس تھوڑی سی

جگہ کوپل کی پل دھوئیں سے بھر گئی

دونوں طرف مافیا گروتھے لیکن ایک وہ تھا جو پوری

مافیاورلڈ کا

باپ کہلاتا تھا

پاشا کے پیچھے اسکے بندوں کی گاڑیاں تھیں جو ٹریفک کو

بڑی مہارت

سے چیرتی انکا پیچھا کرتی چلی جارہا ہی تھیں

کہ تب ہی زیحال کے کانوں میں اس لڑکے کی آواز

گونجی جواسکی

گلالے کو تنگ کر رہا تھا

پھر کونسا گینگ کونسی جنگ اس نے سٹیرنگ گھماتے

سیدھا کالج کی

سڑک پر گاڑی گھمالی تھی اسے راستہ بدلتے دیکھ اسکا

پورا گینگ

اسکے پیچھے نکل چکا تھا اگلے پانچ منٹ میں رف

ڈرائیونگ کرتے وہ

اب زمل کے ساتھ بیٹھا تھا

اگر وہ گینگ ہاتھ سے نکل جاتا تو پاشا کبھی یہ پتہ نہیں لگا

سکتا تھا

کہ اس سمگلنگ کے پیچھے ماسٹر مائنڈ کون ہے اور یہ

بات اسکی سب

سے بڑی ہار تھی جس کی فکر پامیر سلطان پاشا کے

لیفٹ ہینڈ کو

ستائے جا رہی تھی

"جانے دو۔۔۔رہیں گے تو اسی زمین پر۔۔۔اس

وقت میں بزی ہوں" میسج

ڈراپ کرتے اس نے موبائل آف کر کر زمل کی

جانب دیکھا جواب

خوش خوش سی اپنے پوائنٹس نوٹ کرتی جا رہی تھی

کلاس تھوڑی دیر مزید چلی تھی اسکے پاس بیل لگتے

سارے سٹوڈنٹس

کلاس روم سے باہر نکلنے لگے سب کے جاتے پیچھے

صرف وہ دو بچ

گئے کیونکہ زمل اپنا بیگ پیک کر رہی تھی

زمل نے جیسے ہی بیگ کندھے پر لینا چاہا زیجال نے

اسکے ہاتھ سے بیگ

لے کر اپنے کندھے پر لٹکا لیا

آپکا غلام حاضر ہے میڈم۔۔۔" وہ زمل پر جھک کر

شریر انداز میں بولتا

اسکا ہاتھ تھام کر کھڑا ہو گیا زمل تو پہلے ہی خوش تھی

اب تو وہ

ہواؤں میں اڑنے لگی تھی

وہ دونوں ایک ساتھ کلاس روم سے باہر نکلے زمل

اسکے آگے آگے چل

رہی تھی اور وہ اسکے پیچھے پیچھے باہر کے گیٹ پر آتے

اس نے سامنے

کھڑے پامیر کو آنکھوں سے اشارہ کیا جس نے فورا

سے سر خم کرتے

پورے گینگ کو سیکنڈ سے پہلے سائیڈ کر گیا سامنے کا

منظر بلکل صاف

تھا صرف زمل کیلئے

پا میر بھائی آپ بھی آئے ہیں۔۔۔"اسکو دیکھ زمل کو

آنکھیں ایک دم

سے چمک اٹھی

بلکل۔۔۔میں ہی آتا ہوں آج بھائی کو تمہاری یاد زیادہ

آرہی تھی اس لئے

وہ بھی آ گئے۔۔۔"اس نے دانت بھینچ کر آخری بات

کہی جس پر زیحال

نے اسے مصنوعی سا گھورا

وہ گاڑی میں زمل کو بٹھاتے خود بھی بیٹھ گیا پامیر

دوسری گاڑی میں

ہی تھا انکی گاڑی نکلتے پیچھے سے پورا گینگ ایک ایک کر

کر کالج

سے نکلتا انکے پیچھے ہو گیا

Aqsa Malik novels__

وہ پورا دن کمرے میں بند رہنے کے بعد شام کو کہیں جا

کر باہر نکلی

بچے حسب معمول لاؤنج میں ہی کھیل رہے تھے انکو

دیکھ اسکے دل پر

جیسے ہاتھ سا پڑا انکے لئے اس نے "دوسرے" لفظ

استعمال کیا یہ بچے

تو اسکی جان تھے وہ انکو چھوڑے کچن میں آئ تو سامنے

ہی کومل

کھانے کی تیاری میں مصروف دکھائی دی اسے اس

وقت گھر دیکھ

مشی کو تعجب ہوا

آپ ہوسپٹل نہیں گئیں۔۔۔" اسکے سوال پر کومل

نے مڑ کر اسکی جانب

دیکھا اور مبہم سا مسکرا دی

نہیں بس آج سوچا گھر کو ٹائم دوں۔۔۔ تمہیں کچھ

چاہیے دوں

تمہیں۔۔۔؟ اسکے سوال پر مشی کو اپنا آپ یہاں

بیگانہ سا لگا دل مزید

ڈوبنے لگا اسکے ہی کچن میں اس سے پوچھا جا رہا تھا کہ

اسے کچھ

چاہیے ؟

نہیں ۔۔۔ میں ۔۔۔ میں آپ کی ہیلپ کروا دیتی ہوں ۔۔۔" کہتے وہ آگے بڑھ کر خود بھی کام کرنے لگی کومل اسے دیکھ مسکرا کر اپنی کوکیز بیک کرنے میں مصروف ہو گئی

وہ چلی جاتی ہو سپٹل لیکن زمل کے کالج جانے کے بعد تک اس نے

انتظار کیا کہ مشی اب باہر نکلے گی لیکن وہ جب نہ آئی تو
اس نے
ہوسپٹل فون کر کر لیو لے لی تھی
رات کے کھانے پر سب ٹیبل پر جمع ہوئے تھے لیکن
ایک یاقوت ہی کسی
کو نظر نہیں آیا مشی نے یہاں وہاں اسے نظروں سے
تلاش کیا اسکی
نگاہیں داخلی دروازے پر ہی جا کر اٹک رہی تھیں

لیکن آج اسکا انتظار انتظار ہی رہا اسکا دل اب بیٹھنے لگا

تھا

یاقوت بھائی کہاں ہیں۔۔۔؟ نہ صبح ناشتے پر دکھے نہ

لنچ پر۔۔۔انفیکٹ

آج تو گھر بھی نہیں دکھے۔۔۔" پامیر نوٹ کرتا بالا

آخر پوچھ بیٹھا

اسکے سوال پر زیحال نے مشائم کی جانب دیکھا جس

کے چہرے پر

اس وقت ازحد فکر نمایاں تھیں

کال کر کر دیکھ لو۔۔۔دکھا تو مجھے بھی نہیں میں تو آج

سارا دن گھر

تھی۔۔۔''کومل کے کہنے پر پاپا میر نے فون نکالتے

یاقوت کا نمبر ڈائل کیا

کال جا رہی تھی لیکن وہ اٹھا نہیں رہا تھا

نہیں اٹھا رہے۔۔۔''یہ تین لفظ بہت نارمل تھے

لیکن سب کیلئے مشی کا

دل ان لفظوں پر ہی بند ہو گیا تھا اس نے سب کے بیچ

خود کو رونے

سے باز رکھا لیکن چہرہ سرخ ہوتے سب کہہ گیا

زیحال خاموشی سے کھانا کھاتا رہا وہی آفندیز کی عادت

کھانے کی

میز پر خاموشی اختیار کرنا

ہبی آپ کریں ناں یاقوت بھائی کو فون۔۔۔"زمل

کے مخاطب کرنے پر

زیحال نے اسکی جانب دیکھا اب بیوی کا حکم تھا کیسے نج

بجالاتا

اس نے اسی وقت پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا

اور یاقوت کا نمبر

ڈائل کیا

جسے پہلی ہی رنگ پر اٹھالیا گیا وہ کبھی اسکی کال کی

دوسری رنگ

نہیں ہونے دیتا تھا

جی بھائی۔۔۔"آگے سے اسکی بھاری آواز سنائی دی

کہاں ہو۔۔۔"اسکے سوال پر دوسری جانب سے ایک

پل کیلئے خاموشی

سی چھا گئی لیکن اسکا خود میں سانس بھر کر خود کو نارمل

کرنا

بھی زیحال محسوس کر گیا تھا

یہی ہوں۔۔۔" دو لفظی جواب اور پھر خاموشی وہ

جیسے اپنے لب کاٹ

کران کو پھڑ پھڑانے سے باز رکھ رہا ہو

گھر پہنچو ابھی۔۔۔" یہ حکم تھا جسے اب یاقوت مرزا کو

ماننا تھا

جی آیا۔۔۔"اسکے جواب دیتے زیحال نے کال کٹ

کر دی

آ رہا ہے۔۔۔"کہتے وہ اپنے کھانے میں پھر مصروف

ہو گیا

دیکھا مشی۔۔۔پہلی رنگ پر تو تمہاری کال بھی نہیں

اٹھاتے لیکن بھائی

میں پتہ نہیں انکو تمہاری سوکن نظر آتی ہے

۔۔۔"پامیر کی بات پر سب

کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی لیکن مشی اور زیحال
مسکرائے تک نہیں

18

مشی سب کے بیچ ایسے بیٹھی تھی جیسے اب رو دے گی

اسے شدّت

سے یاقوت کا انتظار تھا وہ تو تھوڑی دیر نظر نہ آئے تو

لگے آنکھوں کا

نور چلا گیا لیکن آج تو وہ رات سے ہی غائب تھا یہی

سوچ سوچ کر

مشی کا دل بیٹھتا چلا جا رہا تھا

کھانا کھاتے سب لوگ دھیرے دھیرے کمروں میں

جانے لگے تھے لیکن

مشی کمرے میں جانے کے بجائے وہی لاؤنج میں بیٹھ

کر اسکا انتظار

کرنے لگی اب تو رات کے دو بجنے والے تھے لیکن وہ

اب تک واپس نہیں

لوٹا تھا

مشی نے اپنا موبائل اٹھاتے اسے کال ملائی لیکن اسے

جی بھر کر حیرت

ہوئی کیونکہ یاقوت نے اسکی کال کاٹ دی تھی مشی

نے پھر سے کال

کی لیکن پھر کاٹ دی گئی اب اسے غصّہ آنے لگا تھا بار

بار اسکے کال

کاٹنے پر

وہ کیسے بھول سکتی تھی ڈھیٹ تو وہ بھی تھا وہ اسے تھوڑا

ستائے

گی تو یا قوت مرزا ڈبل اسکی کسر پوری کرے گا وہ بھی

اس جان

لیوا انداز میں

مشی اٹھ کر باہر کی جانب گئی اور جا کر ایک نظر پورچ

میں گھمائی

وہاں سب گاڑیاں تھی صرف ایک یاقوت کی نہیں

تھی رات کے وقت

باہر لان میں ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑ چل رہے تھے جو

بدن سے ٹکراتے اس

میں ایک سر سراہٹ سی پیدا کر رہے تھے مشی

تھوڑی مزید آگے آتی

سیڑھیاں اتر کر آخری والی سیڑھی پر بیٹھ کر مین گیٹ

کو دیکھنے

لگی

بی بی سائیں آپ کو کچھ چاہئے۔۔۔؟ ایک ملازم اسے

ایسے بیٹھے دیکھ

اسکی جانب دوڑا آیا اور ہاتھ باندھ کر مؤدب انداز میں

پوچھنے

لگا

نہیں۔۔۔کچھ نہیں چاہئے جاؤ یہاں سے۔۔۔" وہ

سخت بے زار ہونے لگی

تھی ایک تو انتظار کرنا بہت مشکل تھا اوپر سے جن

حالات اور غصّے

میں یاقوت گھر سے نکل کر گیا تھا مشی کو اس سے اسکی

فکر مزید

ہونے لگی تھی

ملازم "جی اچھا" کہہ کر واپس لوٹ گیا سامنے دو

گارڈز ہاتھوں میں

ویپن لئے دائیں سے بائیں ایک روبوٹ کی طرح گھوم

رہے تھے انکی

ڈیوٹی پوری رات اسی طرح گھومنے کی ہوتی تھی وہ

ویل ٹرینڈ

مافیا کے بندے تھے وہ صرف دو بھی ایک پورے گرو

پر بھاری پڑ سکتے

تھے کیونکہ انکی ٹرینگ کرنے والا خود پاشا بے تھا

اس ٹھنڈی ہوا سے مشی کو اپنا روم روم کھڑا ہوتا ہوا

محسوس ہوا

اس نے دونوں ہاتھ باندھتے اپنے بازو مسلے ہونٹ

تھوڑے تھوڑے

کپکپاتے ہوئے نیلے پڑنے لگے تھے

نیند تو دور دور تک نہیں تھی وہ بیٹھی بیٹھی جیسے اپنی کمر

تختہ

کر گئی وقت نجانے کیا ہوا تھا لیکن اسے اتنا اندازہ تھا کہ

اسے یہاں

بیٹھے بیٹھے گھنٹہ ہونے والا ہو گا

رات کی تاریکی گہری ہونے کے ساتھ ٹھنڈ بھی بڑھنے

لگی تھی مشی

نے سیسی کرتے اپنے آپ کو اپنے ہی بازوؤں سے

کوور کیا اور گھٹنے

پیٹ سے لگائے اکڑو ہو کر بیٹھ گئی نظریں اب تک مین

گیٹ پر ہی

جمی تھیں

وہ اٹھ کر مین گیٹ تک آئی اسے آتے دیکھ دونوں

گارڈز پیچھے ہو کر

سر جھکائے کھڑے ہو گئے وہ گیٹ کھلواتی باہر نکل

آئی گارڈ بھی اس

کے پیچھے پیچھے نکل آیا وہ جیسے ہی تھوڑی آگے آئی وہ

بھی آگے آ

گیا

میم آپ آگے نہیں جا سکتیں۔۔ سر کے آرڈرز ہیں

۔۔۔" وہ سر جھکائے اس

سے ذرا فاصلے پر کھڑا ہوتے مؤدب انداز میں بولا مشی

کا دل چاہا اس

کاو پین ہی چھین کر اسکے سر میں دے مارے وہ کوفت

زدہ سی

پیر پٹختی واپس اندر آگئی اور آتے وہی سیڑھیوں پر

بیٹھ گئی

اپنی بے بسی پر اسے اب رونا آنے لگا تھا وہ جانتی تھی وہ

کیا کر رہی

ہے وہ چاہتی تو کوئی بچہ ایڈاپٹ کر سکتی تھی لیکن اسے

یاقوت کی

اولاد چاہئے تھی جس میں اسکا خون ہو یا قوت مرزا کا

اور اب مشی

اسکے لئے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھی اور اس میں

سب سے

پہلے اسے خود سے بدگمان کرنا تھا جس کا پہلا بیج وہ

رات اسکے دل

میں بو چکی تھی

زیحال کو وہ صرف لالا کہتی ہی نہیں تھی بلکہ اسے دل

سے مانتی

بھی تھی لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی یہ تینوں بھائی اپنی

بیویوں پر

جتنی مرضی جان دے لیں لیکن کبھی اپنے باپ کے

خلاف ایک لفظ

نہیں سنیں گے اور وہی ہوا تھا

وہ بیٹھے بیٹھے اب تھک چکی تھی آنکھیں جیسے اکڑ اسی

گئی تھیں

سرخ نیند سے بوجھل آنکھیں جن کو بند کرو تو بھی

درد ہو اور نہ

کرو تو بھی درد ہو

کب سے یونہی بیٹھے بیٹھے اسکی آنکھیں خود بخود بند

ہونے لگی اس

پر نیم غنودگی چھانے لگی تھی وہ دھیرے دھیرے

پیچھے کی جانب

سیڑھی پر گرتی گہری نیند میں چلی تھی

ٹھنڈ میں بدن اب اکڑنے لگا تھا ایک تپش سی اسکے

بدن سے نکل رہی

تھی جیسے اسے اتنی ٹھنڈ میں بنا کسی چادر کے بخار

ہونے لگا ہو

اسے سوئے ہوئے کچھ وقت گزرا ہی تھا جب آنے والی

گاڑی کی ہیڈ

لائٹس کو ڈیٹیکٹ کرتے گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا

آنے والے شخص

کو دیکھ دونوں گارڈز نے تیر کی طرح سیدھے ہوتے

سیلوٹ کیا

یاقوت نے گاڑی سیدھا پورچ میں آکر کھڑی کرتے

چابی نکالی اسے

دیکھ ایک ملازم بھاگ کر آیا

جسے خاص ان گاڑیوں کی رکھوالی کیلیئے رکھا گیا تھا اسکا

وہی کام

تھا جو میر بخش کا ہوتا تھا گاڑیوں کی حفاظت ایسے کرنا

جیسے وہ

گھر کی فرد ہوں اتنا پیار تھا زیجال کو ان گاڑیوں سے

گاڑی کی چابی ملازم کی جانب پھینکتے وہ جیسے ہی فرنٹ

ڈور کے

قریب آیا سامنے کا منظر دیکھ اسکی آنکھیں بے ساختہ

حیرت سے

پھیلنے لگی

مشی ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا سیدھا سیڑھی پر

رکھے بے غول

ہو کر سو رہی تھی اسے یوں دیکھ یاقوت ایک ہی

جست میں آگے

آیا اور حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا جیسے
آنکھوں پر یقین
نہ آرہا ہو وہ بے وقوف یہاں سو گئی تھی
یاقوت نے ذرا سا آگے ہو کر اسکے چہرے کو غور سے
دیکھا کہ وہ واقعی
سو رہی ہے یا ایکٹنگ کر رہی ہے لیکن اسکے چہرے کو
دیکھ لگ رہا تھا
کہ وہ سچ میں یہی لڑھک گئی ہے یاقوت نے پیچھے
ہوتے اپنے کان کی

لو مسل کر یہاں وہاں دیکھتے آسمان کی جانب نگاہ

اٹھائی

"ایک یہی آنی تھی میرے حصّے میں ؟" وہ ذرا ذہن پر

زور دیتا تو اسے

یاد آتا کہ یہ لڑکی خود اس نے دعاؤں میں مانگی تھی اب

ایسی بات

کر کر وہ صرف جوتے کھانا چاہتا تھا اور کچھ نہیں

اس نے مشی کو دھیرے سے اپنی باہوں میں اٹھایا

اتنی آرام سے کہ

اسکی نیند خراب نہ ہو اور اٹھائے اندر کی جانب بڑھ

گیا

کونسی دوریاں کونسی باتیں اسے کچھ یاد نہیں تھا اس

وقت اس کی

مشی اسکی بانہوں میں تھی یہی احساس یاقوت کے دل

کو پر سکون

سا کرتا چلا جارہا تھا

وہ لاؤنج کے بیچوں بیچ پہنچا ہی تھا جب اسکی نظر مشی

کے چہرے

پڑ گئی اسے اپنی شہد رنگ آنکھوں سے گھورتے دیکھ

یاقوت کا پیر

سیدھا گملے میں جا بجا اس نے بمشکل اپنا بیلنس برقرار

کرتے اس

چڑیل کو دیکھا جو صرف آنکھوں سے ایک گینگسٹر کو

رات کے اس

پہر ڈرا گئی

یہ کیا حرکت ہے۔۔۔؟ وہ یکدم تڑخ کر پوچھتے الٹا

اسے گھورنے لگا

کونسی حرکت۔۔۔؟ مشی نے بھی الٹا تڑخ کر اپنا

سوال داغہ

ایسے کون آنکھیں کھولتا ہے۔۔۔میرا نازک دل

پھٹ جاتا تو۔۔۔؟ وہ سچ

میں ڈر گیا تھا لیکن اپنے دل کو نازک بولنے کی غلطی کر

گیا مشی نے

شدید طیش والی نگاہوں سے اسے دیکھا

نیچے اتارو مجھے۔۔۔" وہ خود کو چھڑوانے کی تگ ودو

کرنے لگی

لیکن وہ بھی ڈھیٹ بن کر اسے اسی طرح اٹھائے اپنے

کمرے کی جانب

بڑھے گیا

سنا نہیں تم نے۔۔۔نیچے اتارو مجھے۔۔۔"اسے ڈھیٹ

بنتے دیکھ مشی کو

اور غصّہ آیا لیکن یاقوت نے کمرے میں آتے اسے

سیدھا بیڈ پر پٹخا

اور بنا اسکی جانب دیکھے اپنا کوٹ اتارنے لگا مشی پہلے تو

اسکی

اس حرکت پر ہک دک سی اسے دیکھے گئی پھر اٹھ کر

ایک ہی جست

میں اسکے پیچھے آئ

تم بہرے ہو۔۔۔یا کان باہر چھوڑ کر آئے ہو

۔۔۔میں نے پوچھا کہاں تھے۔۔۔؟

یاقوت کی خاموشی اسے بے چین کرنے لگی تھی لیکن

جانب سے اسے

بلکل صحیح سلامت دیکھ مشی کا دل سکون میں آگیا تھا

کیوں دوں جواب۔۔۔؟ تمہیں فکر تھی میری

۔۔۔؟ وہ مڑ کر سرسری سے

لہجے میں پوچھتا مشی کو ٹھٹھکا گیا

واٹ۔۔۔ نہیں تو یہ فکر تمہاری دوسری بیوی کو ہو گی

۔۔۔؟ اسکے سوال پر

یاقوت نے اسے سپاٹ نگاہوں سے دیکھا پھر ناک

سکوڑتے "نائس جوک"

بول کر اپنے کف لنکس نکالنے لگا

لیکن مشی اپنے ہی الفاظ پر خود ہی چند پل کیلئے سٹک ہو گئی

"دوسری بیوی" اسکے ذہن میں یہ الفاظ بے ساختہ گونجنے لگے اس نے

ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن موڑتے یاقوت کو دیکھا جو شرٹ

نکالے اس وقت صرف پینٹ میں ملبوس تھا اسکی صاف شفاف کمر

جو کبھی ایک زمانے میں صاف ہوتی تھی اب تو وہاں

کسی ظالمہ کے

ناخنوں کے نشان تھے اور وہ کس کے وہ اچھے سے

جانتی تھی صرف

ایک ہی عورت یہ کر سکتی تھی اور وہ تھی وہ خود مشائم

قدیر

جیلانی

لیکن آج یہ لفظ "دوسری بیوی" اسکی نجانے کیوں

سانسیں تک روک

گیا وہ جو کرنا چاہتی تھی اپنے ہی لفظوں میں اسے جیسے

اپنی ہی
الجھن سمجھ آگئی تھی اسکی آنکھوں میں بے ساختہ نمی

اترنے لگی

دل کسی نے مٹھی میں لے کر جیسے بھینچ دیا ہو اس نے

سانس روکے

یاقوت کو دیکھا جو وارڈروب میں سر گھسائے اپنی

پینٹ شرٹ

کھنگال کر نکال رہا تھا

کمرے میں گہری خاموشی تھی جب مشی کی آواز اور

اسکے الفاظ

لہروں میں سفر کرتے ہوئے یاقوت کی سماعتوں تک

گئے

تمہیں دوسری شادی کر لینی چاہئے۔۔۔"یہ بات

یاقوت سے پہلے اس

کی اپنی روح کھینچ گئی تھی جسم سے جیسے طاقت یکدم

سے ختم

ہو گئی ہو کچھ باتیں کہنی کتنی مشکل ہوتی ہیں

یاقوت کو اسکی بات پر ایک جگہ سٹک ہو گیا تھا مڑ کر

بے اختیار اس

کی جانب دیکھنے لگا ایسے جیسے اسے یقین نہ آیا ہو اس

نے جو سنا

کیا مشی نے وہی کہا

مشی نے زخمی نگاہوں سے اسکی جانب گردن موڑ کر

دیکھا دونوں کی

نگاہیں ملتے دل بے اختیار زور سے دھڑک اٹھے شور

دونوں کو بخوبی

سنائی دیا

تمہیں نیند میں بولنے والی بیماری کب سے لگی

۔۔۔؟اسکا انداز بہت

نارمل تھاہاں نارمل توہونا تھاکیونکہ اس نے کبھی

مشائم سے ایسی

بات کی توقع نہیں کی تھی اس سے کیااس نے خود کبھی

خواب میں

بھی ایسی بات نہیں سوچی تھی جو آج وہ دھڑلے سے

کرگئی

تھی

میں اپنے ہوش وحواس میں کہہ رہی ہوں

۔۔۔دوسری شادی کرلوتم۔۔۔"

وہ اب بھی اسی پوزیشن میں کھڑی اپنی جگہ سے ہل

نہیں پارہی

تھی آج یہ ساری طاقت اسکے ہونٹوں کو چاہئے تھی

جن سے اسے یہ

الفاظ ادا کرنے تھے

آر یو آؤٹ آف یور مائنڈ۔۔۔؟رات سے کیا بکواس

کئے جارہی ہو۔۔۔تم پر

کونسے میرے کام بھاری پڑ گئے جو میں دوسری بیوی

لے آؤں۔۔۔؟

یاقوت کو اب تک کسی بات پر اتنا غصّہ نہیں آیا تھا جتنا

اب آرہا تھا

وہ تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا تب ہی اب اسکا دماغ

کھولنے لگا تھا

وہ ہاتھ میں شرٹ پکڑے سرخ طیش بھری نگاہوں

سے اسے دیکھے

گیا مشی دھیرے سے مڑ کر پوری طرح سے اسکی

جانب متوجہ

ہوئی

تم بھاری ہو مجھ پر۔۔۔"آج یہ الفاظ نشتر بن کر

یاقوت کے دل پر لگے

تھے اس نے سانس روکے مشی کو دیکھا کسی نے اس

کے دل پر ہاتھ

مارا تھا

یاقوت کے چہرے پر اسے ازیت کا ایک رنگ آتا جاتا

دکھائی دیا

تو بے فکر رہو۔۔۔یہ وزن تم پر سے کبھی کم نہیں ہو گا

۔۔۔"وہ خود کو

کمپوز کرتے ڈھٹائی سے جواب دیتا باتھ روم کی طرف

بڑھنے ہی لگا

تھا کہ مشی نے آگے بڑھ کر اسکا بازو اپنے دونوں

ہاتھوں میں تھام کر

اسے روک لیا

میری بات ایسے مت اگنور کرو۔۔۔میں کہہ رہی

ہوں ناں۔۔۔"یاقوت نے

اتنے قریب سے اسکی شہد رنگ آنکھوں میں جھانکا

جہاں اسے کرب

پوری طرح ساواضح ہوتادکھائی دیا

تم کہہ نہیں رہی بکواس کررہی ہو۔۔۔اورایسی بکواس

سننے میں

مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔۔۔ میرا بازو چھوڑو

۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے

میں بولتے آنکھوں سے اسے اپنا بازو چھوڑنے کا

اشارہ کرنے لگا

مشی کا دل چاہا رو دے لیکن وہ رات سے خود پر ضبط

کرتی کرتی

اب ڈھیٹ بن رہی تھی لیکن دل کا کیا جو اپنی ہی باتوں

پر تکلیف سے

ڈوبنے لگا تھا

مجھے طلاق دے کر تو کر لو گے ناں۔۔۔" یہ ہوا تھا

دھماکہ یاقوت کے سر

پر وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے مشی کو دیکھنے لگا جو

شاید سچ

میں اپنے حواسوں میں نہیں تھی لیکن ساتھ اب

یاقوت کو بھی حواس

باختہ کر رہی تھی

اس نے غصّے سے شرٹ زمین پر پھینکتے مشی کو بازو

سے دبوچ کر

سید ھا دیوار سے جا لگا یا اس اچانک حملے پر مشی کا دل

اچھل کر

حلق میں آنے لگا تھا وہ سانس روکے ہو نقوں کی طرح

یاقوت کو اس

کے اشتعال انگیز روپ میں اپنے اتنے قریب دیکھنے

لگی

جس کی سانسیں اسکے لبوں سے ٹکراتی اسکے بدن میں

کھلبلی سی

مچانے لگی تھیں

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ بکواس کرنے کی ہاں

۔۔۔؟ وہ لفظوں کو

چباتے اسکے منہ پر سید ھا دھاڑتا مشی کا رنگ لٹھے کی

مانند سفید کر

گیا مشی کو اس سے خوف محسوس ہونے لگا تھا لیکن وہ

خود کو

کمپوز کرنے کی پوری کوشش کرنے لگی بدن ہولے

ہولے لرزنے لگا

تھا

اگر ایسا نہیں کر سکتے تو۔۔۔تو د۔۔۔دوسری شادی

کرلو۔۔۔"وہ دھیمی

آواز میں بولتی اپنے آنسوؤں پر ضبط کرنے لگی

کیوں کرلوں۔۔۔؟ یاقوت ایک دم سے دھاڑتے

ہوئے پیچھے ہٹا مشی اسے

ایسے دیکھ خوف سے بری طرح سے لرزتی پیچھے دیوار

سے چپک

گئی

کیوں کروں۔۔۔؟ میرے لئے تم کافی ہو میں کیوں

کروں۔۔۔؟ وہ اب سچ

میں عاجز آنے لگا تھا اسکا دل چاہا اپنے بال نوچ لے

اسے سمجھ نہیں

آرہی تھی کہ وہ چاہتی کیا ہے

تمہیں ا۔۔اولاد کی خوشی۔۔۔مم۔۔۔مل جائے گی

۔۔۔"آخر کار اسکے لبوں

پر سچ آہی گیا تھا یا قوت جو گردن کے پیچھے ہاتھ رکھے

کھڑا تھا

اسکی جانب یوں دیکھنے لگا جیسے وہ کوئی اور ہی مخلوق ہو

آنکھیں پھٹی ہوئی بے یقین سی

کمرے میں گہرا سکوت سا چھا گیا کیونکہ سانس دونوں

ہی نہیں لے

رہے تھے ایک نے بات کہہ کر اپنی سانسیں روک لی

تھیں تو دوسرے کی

سن کر اپنے آپ رک گئی تھیں

ک۔۔۔کیا۔۔۔؟ کیا کہا تم نے۔۔۔؟ یاقوت اسکی

جانب آتا بے یقین سے لہجے

میں پوچھنے لگا مشی کی آنکھوں میں نمی تیزی سے جمع
ہونے لگی
تھی
ک۔۔ کہہ دی میں نے اپنی بات۔۔۔"وہ خود پر ضبط
کرتی سپاٹ لہجے
میں بولنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی لیکن اگلے ہی
پل وہ یاقوت کی
گرفت میں بری طرح سے پھڑپھڑانے لگی تھی

تم۔۔اپنا دماغی کھو چکی ہو۔۔۔؟ کیا اہکی بہکی باتیں کر

رہی ہو۔۔۔؟ وہ

اسکے منہ پر دبی آواز میں غراتے اسکی نازک سی کمر کو

مزید خود

میں کس گیا مشی کو اپنی پسلیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس

ہونے لگی

چھوڑو مجھے۔۔۔میں نہیں بہکی۔۔۔ تم پاگل بن رہے

ہو۔۔۔ محبت میں

اپنی زندگی کی نعمت سے محروم ہورہے ہو۔۔" وہ
مسلسل اپنے آپ کو
چھڑوانے کی تگ ودو کرتی بپھر کر بولی تھی لیکن لہجے
میں چھلکتا
کرب صاف نمایاں ہورہا تھا
یاقوت نے اسے ایک جھٹکے میں چھوڑتے خود سے دور
کیا اور کرخت
سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھے گیا

میری زندگی میری نعمت۔۔۔میں محروم رہنے والا تم

بس اپنی بکواس

بند کرو۔۔" وہ سچ میں اب بوکھلا سا گیا تھا اسکا دل چاہا

خود کو

شوٹ کر لے اسکی بیوی کیا کچھ کر رہی تھی سب اسکی

سمجھ سے

باہر تھا وہ بس یہ جانتا تھا کہ وہ آزما رہی ہے اسکے ضبط

کو

میں تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤ نگی۔۔۔اگر تم نے یہ نہ کیا

تو۔۔۔''وہ ایک

آخری کوشش کرتی خاصی بلند آواز میں بولی

میں تمہاری جان لے لو نگا۔۔۔اگر تم نے یہ کیا تو

۔۔۔''اسی کے لہجے میں

دوٹوک جواب دیتے وہ بیڈ پر دھم سے بیٹھ گیا بیوی کا

پاگل پن اسے

بھی پاگل کر گیا تھا رات کے اس وقت وہ الو کی طرح

جاگ کر بیوی

کا یہ پاگل پن دیکھ رہا تھا؟ اسے خود پر تعجب ہونے لگا

مطلب بات صرف اتنی سی تھی کہ وہ اسکی اولاد چاہتی

تھی یاقوت

کواب سمجھ آنے لگا تھا اور سمجھ کر اسے اور غصّہ آیا وہ

بے وقوف

صرف اس لئے کر رہی تھی یہ سب

تمہیں بچہ چاہیے۔۔۔ہم ایڈاپٹ کر لیں گے

۔۔۔اس ٹاپک کو یہی کلوز

کرو۔۔۔" اسکا دماغ واقعی پک چکا تھا وہ اٹھ کر

دوسرے کپڑے نکالنے

وارڈروب کی جانب جانے ہی لگا تھا کہ مشی نے پھر

اسے روک

لیا

مجھے نہیں کرنا ایڈاپٹ کوئی بے بی۔۔۔مجھے تمہارا

خون چاہئے۔۔۔"

اسکی بات پر یاقوت نے حیران ہوتے اسے دیکھا اسے

جیسے یقین نہ آ

رہا ہو یہ سب اسکی مشی کہہ رہی تھی جو کبھی اسکے

قریب سے

کسی عورت کی خوشبو نہ گزرنے دے

تم گن لو اور شوٹ کر دو مجھے۔۔۔ مل جائے گا میرا

خون۔۔۔'' وہ اسکی

بات مذاق میں اڑاتا اپنا بازو چھڑوا کر جانے ہی لگا تھا کہ

مشی یک

دم سے اسکے راستے میں آگئی اسے دیکھ یاقوت نے

اپنے چہرے پر

ہاتھ پھیرتے اپنی آنکھیں مسلی

میرے دماغ کی دہی نہیں پورا رائتہ بن چکا ہے ہٹ

جاؤ پیچھے۔۔۔"وہ

واقعی اب بس کر چکا تھا مزید ضبط کرتے کرتے تو

سیدھا اب پاگل

خانے پہنچنے والا تھا

نہیں ہٹوں گی جب تک تم مان نہیں جاتے۔۔۔مرد تو

چار شادیوں کے

رونے روتا ہے۔۔۔تم دوسری کیوں نہیں کر سکتے

۔۔۔"وہ اسکے راستے میں

اڑ کر کھڑی یہ سوال اس سے پوچھ رہی تھی اس مرد

سے جس نے

کبھی کنوارے ہوتے کسی عورت کی جانب نگاہ تک

نہیں اٹھائی تھی

آج تو اسکے پاس اتنی خوبصورت تھوڑی سی بے وقوف

بیوی بھی تھی

وہ کیسے سوچ لیتا

کیونکہ مرنا نہیں چاہتا۔۔۔مجھے بخش دو۔۔۔ہٹ جاؤ

پیچھے۔۔۔"اسے

اب غصّہ آنے لگا تھا وہ ضبط سے دانت بھینچے غرلا کر

بولا مشی کا دل

یکدم سے اچھل کر ہتھیلی پر آگیا تھا

تم۔۔۔"مشی کچھ کہنے ہی لگی تھی جب یاقوت نے

اسے پیچھے دیوار

سے لگاتے ایک ہاتھ اتنی سختی سے دیوار پر جمایا کہ اسکی

آواز سے

خوف زدہ ہوتے مشی ڈر کر آنکھیں زور سے میچ گئی

میرا خون چاہئے تمہیں۔۔۔؟میرا۔۔۔؟کیسے ملے گا

ہاں۔۔۔؟صرف دوسری

شادی کر لینے سے۔۔۔؟وہ لفظوں کو چبا چبا کر ادا

کرتے ضبط کے آخری

دھانے پر آپہنچا تھا

دیکھ سکتی ہو کسی کو میرے قریب۔۔۔؟اس کے

لفظوں پر مشی نے

کرب بھری نظروں سے اپنے اتنے قریب چہرے پر
جھکے یاقوت کو
دیکھا
دیکھ سکتی ہو مجھے کسی کے ساتھ ایک بستر پر۔۔۔؟ دیکھ
سکتی ہو
مجھے کسی اور کی بانہوں میں ہاں۔۔۔؟ وہ اسکے منہ پر
دھاڑتے اپنے
لفظوں سے مشی کی جان نکال گیا تھا وہ سانس روکے
ڈری سہمی

سی کھڑی اسے دیکھنے لگی دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا

"نہیں۔۔۔وہ

نہیں دیکھ سکتی وہ مر جائے گی اپنے یاقوت کو کسی اور

کے قریب

دیکھ"

ہ۔۔۔ہاں۔۔۔"اسکی لڑکھڑاتی زبان سے یہ جواب

سنتے یاقوت کی گرفت

اسکی بازو پر ڈھیلی ہونے لگی آنکھیں متحیر سی پھیلنے

لگیں دل

جیسے مٹھی میں آگیا ہو

دونوں کی آنکھوں میں اس وقت کرب کا عنصر نمایاں

ہونے لگا تھا

یاقوت بے یقین کھڑا تھا کیسے کرتا یقین اس بات پر وہ

مر کر بھی

یقین نہیں کر سکتا تھا

اگر مجھے اپنی زندگی میں دیکھنا چاہتے ہو تو کر و یہ

ورنہ میں۔۔۔

ایسی غائب ہو جاؤ نگی کہ پھر کبھی میرا سایہ تک دیکھنے

کیلئے

ترس جاؤ گے۔۔۔ تم جانتے ہو میں ایسا کر جاؤ نگی

۔۔۔" وہ اپنی باتوں سے

یاقوت کی روح جیسے یکدم سے کھینچ گئی وہ پھٹی پھٹی

سی

نظروں سے اسے دیکھے گیا

یاقوت پیچھے ہٹتا گیا اسکے قدم پیچھے جاتے دیکھ مشی کو لگا

اس

کی زندگی اس سے دور جا رہی ہو

تو یہ شرط رکھ رہی ہو تم۔۔۔" وہ پوچھ نہیں رہا تھا

جواب آج اسے

نہیں چاہیے تھا کیونکہ وہ اس سکت میں نہیں تھا کہ وہ

کچھ اور سن

سکے وہ نہیں کر سکتا تھا مزید کوئی تکلیف برداشت

ہاں۔۔۔" ایک لفظ اور دونوں طرف جان برابر نکلتی

محسوس ہوئی

یاقوت کا چہرہ ضبط سے سرخ ہونے لگا تھا

نہیں کر سکتا میں یہ۔۔۔" اسکا انداز بجھ سا گیا تھا

مشی اسکا جواب سنتے درشتگی سے اپنے آنسوں صاف

کرتی متنفر

نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی اسکے اس دیکھنے کے انداز

سے یاقوت کو

خوف آنے لگا تھا

وہ جانے ہی لگی تھی کہ یاقوت نے اسے بازو سے

دبوچ کر اپنے قریب

کرلیا

تم غلط کر رہی ہو پچھتاؤ گی بہت۔۔۔"اسکا ایک ایک

لفظ زہر میں

بجھا مشی کی جان نکال گیا وہ جانتی تھی وہ اسے دور کبھی

نہیں

جانے دے گا کبھی مر کر بھی نہیں

میں پچھتا لونگی۔۔۔لیکن تمہارے پاس صرف تین

دن ہیں۔۔۔"وہ سپاٹ

لہجے میں بولتی اپنا بازو ایک جھٹکے میں چھڑوا گئی اور جا

کر بیڈ

پر اپنی سائیڈ لیٹتی آنکھیں موند گئی

یاقوت نہیں ہل سکا اپنی جگہ سے وہ وہی کھڑا شل

ساکت پتھرائی

نظروں سے یوز دیکھے گیا وہ آج اسے موت کی سزا سنا

گئی تھی

جس پر اس سے زیادہ وہ خود پچھتانے والی تھی

Aqsa Malik novels۔

وہاج بالاج کے علم میں لائے بغیر زرتشم کو پھر سے

ہوسپٹل لے آئے تھے

انکا مقصد اس کا علاج نہیں اب اپنی جان خلاصی کا تھا

جواب انکی

ہتھیلی پر آگئ تھی وہ نہ چاہتے ہوئے بھی یہ عمل کر

رہے تھے گھر

سے باہر نکلتے وہ لڑکی جسے انکے گھر میں کوئی کھانا بھی

نہیں

پوچھتا تھا یہاں وہ انکے ہاتھ پر جلتا انگارا بن جاتی تھی

جو پل پل

انکی جان جلاتی تھی

نرس زرتشم کو روم میں شفٹ کرتے ڈاکٹر برہان کو

اطلاع دینے چلی

گئی تھی لیکن وہ جیسے ہی انکے آفس میں داخل ہوئی

سامنے سے

پاور چیئر خالی دیکھ اسے اچنبھا ہوا

اس نے اپنے وائٹ کوٹ کی جیب سے موبائل نکال

کر رسپشن پر کال کی

جسے فورا اٹھا لیا گیا

کیا ڈاکٹر برہان لیو پر ہیں ؟اس نے اپنی مخصوص زبان میں استفساریہ

پوچھا جس پر ریسپشنسٹ نے اسے ہولڈ پر لگاتے چیک کرنے کو کہا

نہیں انکی لیو نہیں آئی لیکن وہ ہوسپٹل میں بھی موجود نہیں ہیں۔۔۔"

اسکے جواب دینے پر نرس نے شکریہ کرتے کال کٹ کی اور روبوٹک

انداز میں واپس مڑتی راہداری میں آئی جہاں وہاج

ایک پیر پر کھڑے

بے صبروں کی طرح انتظار کر رہے تھے

سوری۔۔۔آج ڈاکٹر برہان نہیں آئے۔۔۔میں

دوسرے ڈاکٹر کو انفارم کرتی

ہوں۔۔۔" وہ نہایت مؤدب انداز میں بولتی جانے

ہی لگی تھی کہ وہاج

نے اسے ایک دم سے روک لیا

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ تم کیوں زحمت کرتا ہے ام کل آ

جائے گاناں۔۔۔ڈاکدر صاب

کو بس بتانا کہ ام آیا تھا۔۔۔"وہ بول کر بنار کے جلدی

سے اندر گئے

انکی اس قدر پھرتی پر نرس کو بھی حیرت ہوئی لیکن وہ

کندھے

اچکاتی وہاں سے چلی گئی

وہاج جلدی سے اندر آئے زرتشم سامنے ہی بیڈ پر لیٹی

نیم بے ہوش تھی

اسے دیکھ انکی رگوں میں دوڑتا خون ابلنے لگا تھا

ماڑا تم تو امارا جان کو آگیا ہے۔۔۔اب تو تمارا کام بھی

ام کو تمام کرنا

پڑے گا۔۔۔" وہ زرتشم کو دیکھتے کرخت لہجے میں

بولتے سرد

وحشی انداز میں غرائے تھے

تم کو ام کچھ بھی نہیں سمجھتا تھا لیکن آج تم امارے لئے

خطرہ بن

گیا ہے۔۔۔" وہ نازک سی جان اب واقعی انکی جان

کیلئے خطرہ بن چکی

تھی ایسا خطرہ جو بہت جلد انکے سر پر منڈلانے والا تھا

اس خطرے

کا تو سوچ کر بھی ان کو خوف سا آنے لگتا تھا

چلو اب گھر۔۔۔ ورنہ ادھر۔۔۔ تمہارا وہ ظالم شوہر پہنچ

گیا تو ام سے پہلے

تم اسکا نوالہ بنے گا۔۔۔" وہ بے ہوش زرتشم کو دیکھتے

اس سے مخاطب

تھے وہ ہوش میں نہیں تھی ہوتی تو شاید انکے خوف

سے اسکی

جان نکل چکی ہوتی

انہوں نے اسے سہارا دے کر جلدی سے وہیل چیئر پر

جیسے ہی بٹھانے

کی کوشش کی کسی نے انکے ہاتھ پر سختی سے ہاتھ

جماتے انکو یہ

عمل کرنے سے روک دیا وہاج نے مڑ کر بے ساختہ

پیچھے کی جانب

دیکھا جہاں ڈاکٹر برہان ورک کھڑے سپاٹ نگاہوں

سے انہیں دیکھ رہے

تھے

انکو دیکھ وہاج کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا

اور

پھٹی پھٹی سی نظروں سے اسے دیکھنے لگے

اتنی بھی کیا جلدی ہے خان صاحب۔۔۔ ہمارا انتظار تو

کر لیتے۔۔۔"وہ

شریر انداز میں بولتے انکا سیروں خون جلاتے ہاتھ

سختی سے پیچھے

جھٹک گئے

یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔؟ انکو ڈاکٹر برہان کے اس عمل

پر شدید طیش آیا

یہ آپ کی عورت اس کمرے سے باہر ہیں۔۔۔یہاں

یہ میری پیشنٹ ہیں

تو بہتر ہو گا لمٹ میں رہ کر بات کریں۔۔۔ورنہ آپ کو

لمٹ میں لانا اب

میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔" انکی بات پر وہاج کی
آنکھیں بے ساختہ
پھیلنے لگی ایک کل کا آیا ڈاکٹر وہاج خان آفندی کو یہ کہہ
رہا تھا؟
وہ جن کے حکم پر کھڑے کھڑے گولی بندے کے آر
پار ہو جاتی تھی ان
کو ایک عام سا ڈاکٹر یہ دھمکی دے رہا تھا
اب صحیح وہاج کے دماغ کی رگیں پھڑ پھڑانے لگی تھیں
انکی آنکھوں

میں اترتا خون دیکھ ڈاکٹر برہان کو اپنے دل پر ٹھنڈک

سی پڑتی

محسوس ہوئی

ایکسیوز می۔۔۔؟میری پیشنٹ ویٹ کر رہی ہیں

۔۔۔"انکا انداز بے حد

سپاٹ تھا وہاج خود پر ضبط کرتے کمرے سے باہر آ گئے

چہرہ غصّے

سے لال بھبھوکا ہوئے جا رہا تھا انکا بس نہیں چلا اس

پورے ہوسپٹل

کوڈاکٹر برہان ورک سمیت آگ لگادیں

انکے جاتے ڈاکٹر برہان نے ایک نظر زرتشم کو دیکھا جو

آج بھی بے ہوش

تھی انہوں نے کال کر کر ایک نرس کو طلب کیا جو فورا

سے پہلے

انکے روم میں موجود تھی

کیا میں نے لیو دی تھی۔۔۔؟ جو آپ نے انکو واپس

جانے کا کہہ دیا۔۔۔"

انہیں اصل غصّہ نرس پر آیا تھا

وہ آج گھر سے تو وقت پر نکلے تھے لیکن راستے میں

ٹریفک زیادہ

ہونے کے باث انکو دیر ہو گئ تھی لیکن ان سب میں

انہیں جلدی صرف

اس لئے تھی کہ انکو زر تشم کا چیک اپ کرنا تھا وہ ایک

بھی دن اسے

مس نہیں کر سکتے تھے

نرس نے سر جھکائے دھیمی آواز میں معذرت کی

گلوز دیں مجھے۔۔۔" سختی سے گلوز مانگتے آخری غصّیلی

نگاہ نرس پر

ڈالی اور گلوز پہنتے زر تشم کی جانب متوجہ ہو گئے اسکی

آنکھوں

میں لائٹ سے پڑنے والی سرخ لکیریں سی نمایاں

ہوئی جن کو دیکھ

ڈاکٹر برہان اپنی جگہ جیسے جم سے گئے

یہ سرخ لکیریں دیکھ وہ بے اختیار پیچھے ہٹے اور اس

لڑکی کو دیکھنے

لگے جسے اب تک انہوں نے ہوش میں نہیں دیکھا تھا

جس کی آواز اب

تک انہوں نے ٹھیک سے نہیں سنی تھی یہ سب انکو

اسکے لئے مزید

متجسس کرتا چلا جارہا تھا

سرخ لکیریں دیکھ انکی اپنی آنکھوں کے ڈورے سرخ

ہونے لگے ہاتھ کی

مٹھیاں زور سے بھنچ گئ جیسے ماتھے کی رگیں بھی

پھڑ پھڑانے لگی

ہوں وہ وہی کھڑے زرتشم کے چہرے کو دیکھتے رہے

اسکا چہرہ بہت

لمبی کہانی سناتا تھا انہیں اپنی آپ بیتی بتاتا تھا انکو جنہیں

وہ بھی

اس خاموش زبان میں دلچسپی سے سنتے تھے

آج اس آب بیتی میں جو انہوں نے دیکھا اور سنا اس

سے انکی رگوں

میں دوڑتا خون ابلنے لگا تھا انہوں نے خود پر ضبط کرتے

نرس کو

ڈرپ تیار کرنے کا حکم دیا جس پر وہ فورا سے عمل پیرا

ہوتی اپنے کام

میں مصروف ہو گئی

اسکے ڈرپ تیار کرنے پر ڈاکٹر برہان اپنی جگہ اسی

پوزیشن میں کھڑے

اسے دیکھتے رہے یہاں تک کے نرس نے ڈرپ سیٹ

کر کر سرنج زرتشم

کے دائیں ہاتھ کی رگ میں پیوست کر دی سوئی لگتے

زرتشم کے لبوں

سے بے ہوشی کی حالت میں بھی چھوٹی سی سسکی بر

آمد ہوئی جس

پر وہ ڈاکٹر برہان ایک دم سے ہوش کی دنیا میں واپس

آئے

آرام سے۔۔۔ کس بات کی جلدی ہے آپ کو

۔۔۔؟نہ چاہتے ہوئے بھی انکا

لہجہ سخت ہوا تھا نرس سر جھکائے نادم سی جھو کر

معذرت کرنے

لگی ڈاکٹر برہان نے خود آگے آکر سرنج کو بے حد نرم

ہاتھوں سے

اسکی رگ میں اتارا جس کا اسے کچھ پتہ بنہ چلا وہ ایسے

تھی جیسے

پرسکون نیند سو رہی ہو

ڈاکٹر برہان نے ایک نظر اسکے نازک ہاتھ کو اپنے

مردانہ وجیہہ ہاتھ

میں دیکھا اور دیکھتے ہی گئے پتہ نہیں وہ کیوں اسے

دیکھتے

ایک ہی نظر گہری کرتے چلے جارہے تھے جیسے کچھ

بہت گہرائی میں

سوچ رہے ہوں

پھر خود ہی اپنے عمل پر سٹپٹاتے ایک دم سے پیچھے

ہوئے

آپ یہی رہیں گی جب تک ڈرپ پوری نہیں ہوتی اور

میری اجازت کے

بغیر اس روم میں ہوا تک داخل نہیں ہونی چاہئے

۔۔۔''وہ نرس کو سختی

سے تنبیہ کرتے اپنا وائٹ کوٹ ٹھیک کرتے روم سے

باہر نکل گئے ہر

بڑھتے قدم پر انکا غصّہ بھی بڑھتا چلا جا رہا تھا راستے

میں کس نرس

نے انکو مخاطب کیا کس ڈاکٹر نے کیا انہوں نے نہیں

دیکھا انکا رخ

سیدھا اپنے آفس کی جانب تھا جہاں اس وقت وہاج

موجود تھے

وہ دھاڑ سے اپنے آفس کا درواز ہ کھولتے جیسے ہی اندر داخل ہوئے

سامنے بیٹھے وہاج یکدم سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے

ہو گیا کام ۔۔۔؟ وہ اٹھتے ساتھ بے چینی سے پوچھنے لگے

ڈاکٹر برہان انکو جواب دینے کے بجائے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے

خود اپنی پاور چیئر پر براجمان ہو گئے

انکو خاموشی دیکھ وہاج کو غصّہ آنے لگا تھا

ام پوچھ۔۔۔" وہ پھر سے اپنا سوال دہرانے لگے تھے

جب ڈاکٹر برہان

نے انکی بات درشتگی سے بیچ میں کاٹ دی

ڈرپ لگی ہے انہیں۔۔۔اور دو تین گھنٹے اس ڈرپ کو

پورا ہونے میں لگے

گے اسکے بعد انکا پروپر چیک اپ ہو گا اس پراسز کو کم

سے کم چار

پانچ گھنٹے لگے گے۔۔۔"وہ نہایت پروفیشنل انداز میں

جواب دیتے لیپ

ٹاپ آن کر کر زرتشم کی رپورٹ تیار کرنے لگے

کیا۔۔۔؟اتنا وقت سنتے وہاج کی آنکھیں ایک دم سے

پھٹی

ام اتنا انتظار نئ کر سکتا تم اسکو جلدی فارغ کرو

۔۔۔"وہ ایسے بول

رہے تھے جیسے اجلت میں ہوں

تو آپ کو کس نے روکا۔۔۔آپ جا سکتے ہیں

۔۔۔جب انکا ٹریٹمنٹ پورا ہو

جائے تب آ کر لے جائیں سمپل۔۔۔" انکا انداز جتنا

نارمل تھا اتنی ہی

شدید آگ وہ وہاج خان کے بدن میں لگا گئے تھے

ام کیسے چلا جائے اپنے گھر کی عورت کو ادر چھوڑ کر

۔۔۔" انکو ڈاکٹر

برہان کی بات پر شدید طیش آنے لگا تھا انکی بات پر

ڈاکٹر برہان نے

سپاٹ نگاہوں سے انکے چہرے کی جانب دیکھا

میرے خیال سے وہ آپ کے گھر سے زیادہ سیف ہیں

یہاں مسٹر وہاج

خان آفندی۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے انہیں

بہت کچھ باور کروا

گئے تھے انکی بات سمجھتے وہاج کی آنکھوں کے ڈورے

سرخ ہونے لگے

یہ انکے منہ پر تمانچہ لگا تھا جو انکی برداشت سے باہر تھا

تم کیا کہہ رہا ہے۔۔۔ ہوش میں ہے۔۔۔؟ وہ منہ سے

انگارے نکالنے والے

انداز میں پھنکارے تھے

ڈاکٹر برہان انہیں دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے

ہوئے اور دھیرے

سے اپنا کوٹ ٹھیک کرتے ٹیبل کے گرد گھوم کر وہاج

کے پاس آئے جو

وہی کھڑے تھے

انکے قریب آتے ڈاکٹر برہان نے انکی سرخ متورم

آنکھوں میں جھانکا

جہاں شدید غصّہ تھا لیکن وہ پھر بھی بہت مطمئن تھے

ٹھہرامزاج

لبوں سے زیادہ آنکھوں سے بات کرنے کا انداز

ہوش میں ہوں۔۔۔اوراب آپ بھی ہوش میں آئیں

کہ اب آپ کی

فرعونیت ختم مسٹر وہاج۔۔۔ایک کمزور عورت پر

آپ مزید تشدد نہیں

کر سکتے۔۔۔" انکے الفاظ ایسے تھے جن کو سن کر وہاج

چند پل تو جیسے

سانس بھی نہیں لے سکے انہوں نے کبھی کسی ڈاکٹر کو

ایسا نہیں

پایا تھا جو اپنے پیشنٹ کو اتنی گہرائی سے جانچ لے لیکن

وہ ڈاکٹر

برہان ورک تھے اور کسی کو دیکھیں نہ دیکھیں زرتشم

کو وہ جانچ

چکے تھے اور اسی کیلئے آج وہ انکے سامنے کھڑے تھے

تم کیسے اتنی بڑی بات کہہ سکتا ہے۔۔۔؟ وہ اب بھی

بے یقین سے تھے

اتنے سالوں سے آج تک کسی ڈاکٹر نے انکو زر تشم کے

بارے میں اتنی

گہرائی سے نہیں بتایا تھا لیکن اب بات پہلے جیسی نہیں

رہی تھی اب

وہ غلط بندے کے پاس آگئے تھے یا شاید قدرت انہیں

لے آئ تھی

یہاں آنے سے پہلے انکو بے ہوشی کا ہیوی ڈوز دیا گیا

ہے تاکہ وہ ہوش

میں نہ آسکے۔۔۔ایسا ہی ہے۔۔۔؟ وہ پوچھ کم اور بتا

زیادہ رہے تھے ان

کے سوال پر وہاج کی بھنویں پھیلی جیسے چوری پکڑے

جانے پر اندر

ہی اندر بڑا دھچکا سا لگا ہو

اور ایسا کرنے سے اس معصوم لڑکی جس کے اندر پہلے

ہی کچھ نہیں

رہا جانتے ہیں کتنا نقصان ہو سکتا ہے۔۔۔؟ یہ ہیوی

ڈوز اسکے لئے ہارٹ

اٹیک کا باعث بن سکتے ہیں جانتے ہیں آپ۔۔۔؟ نہ

چاہتے ہوئے بھی انکا

انداز سخت اور آواز بلند ہونے لگی تھی

وہاج کو سمجھ نہیں آئی کیا کہے زبان تو جیسے مقفل ہو

چکی

تھی

اب بس۔۔۔بہت ہوا۔۔۔یہ آج آخری بار تھا

۔۔۔اگر کل سے انکو یہ ڈوز دیا

گیا تو جو ڈوز میں آپ کو دونگا وہ آپ سے برداشت

نہیں ہوگا میری

بات یاد رکھیں آپ۔۔۔"جتنا غصّہ یہاں تک آنے

میں بھر رہا تھا وہ سارا

اب وہاج خان آفندی پر نکل رہا تھا وہ تو ایسے کھڑے

تھے جیسے کوئی

سانپ سونگھ گیا ہو

تم ٹھیک نہیں کر رہا۔۔۔ بہت بھاری پڑے گا تم کو یہ
لہجہ۔۔۔" وہ لفظوں
کو چبا کر ادا کرتے انہیں کھل عام وارن کر رہے تھے
اور ڈاکٹر برہان
ورک بچے نہیں تھے جو انکے ان خطرناک تیوروں کو
محسوس نہ کر
سکے
فکر نہ کریں آپ۔۔۔ مجھ میں ڈر صرف اپنے رب کا
ہے۔۔۔ لیکن اب آپ

ڈریں گے۔۔۔اگراس معصوم لڑکی کے ساتھ مزید

کچھ غلط کیا تو۔۔۔اور

ایسا ہوا تو میں انہیں یہی شفٹ کرلونگا جب تک وہ

مکمل صحت یاب

نہیں ہو جاتی اور آپ جانتے ہیں میں ایسا کر سکتا ہوں

آپ روک نہیں

سکتے مجھے۔۔۔" وہاج کو اتنی پاور کے باوجود بھی ایک

عام سے ڈاکٹر

سے ڈر محسوس ہونے لگا تھا کیونکہ یہی ڈاکٹر انکو انکے

خواب میں

آنے والے درندے کے قریب لے جاتا ہوا دکھائی

دے رہا تھا اور ایسا وہ

ہر گز نہیں کر سکتے تھے

نہیں ملے گا اسکو وہ ڈوز۔۔۔ام خیال رکھے گا

۔۔۔"کوئی آکر دیکھتا

وقت کے فرعون بنتے شخص کو بنا پانی کے ڈوبتے ہوئے

آج وہ ایک عام

سے شخص کے آگے جھک چکے تھے یہ دہشت صرف
اس درندے کی
تھی جواب تک سامنے آیا بھی نہیں تھااور جان پہلے
نکالنی شروع
کر چکا تھا
گڈ۔۔۔اب باہر انتظار کریں۔۔۔"ڈاکٹر برہان بات
ختم کرتے واپس اپنی
پاور چیئر پر جا کر بیٹھ گئے وہاج وہی کھڑے ان ہیں
دیکھتے رہے اگر

برہان ایک نظر اٹھا کر انہیں دیکھ لیتے تو پتہ چلتا وہ اپنے

شیطانی

دماغ میں کیا کیا بھن چکے ہیں

وہاج شال ٹھیک کرتے آفس سے باہر نکل آئے انکو

دیکھ انکے دو ملازم

جو انکے ساتھ آئے تھے وہ بھی پاس آ گئے

خان جی چھوٹے خان کا فون آیا تھا پوچھ رہے ہیں آپ

کہاں ہیں۔۔۔"

وہ دونوں باہر تھے اور اب بالاج کی کال کی اطلاع

دینے اندر آئے تھے

انکی بات سن کر وہاج کے ماتھے پر شکنیں پڑی

ام کیا کرے۔۔۔ یہ ڈاکدر تو امارے گلے کو آگیا ہے

۔۔۔ تم کو ام نے بولا تھا

پتہ کرو۔۔۔ کیا بنا۔۔۔؟ وہ ملازم کو جانب دیکھتے

کرخت انداز میں

استفسار یہ پوچھنے لگے

خان جی ام نے کیا تھا پتہ۔۔۔یہ ڈاکٹر ادر کا نہیں ہے

۔۔۔پاکستان سے ہے

اور فیملی بھی وہی ہے ادر یہ پڑھائی کرنے آیا تھا تب

سے یہی پر جاب

بھی کرر ہا ہے گھر میں اسکے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا اس

ملک میں

اسکا کوئی نہیں ہے۔۔۔"ملازم انکے پوچھتے رٹو طوطے

کی طرح شروع

ہو گیا جیسے اسی انتظار میں ہو کہ کب وہ پوچھیں اور کب

وہ یہ

ساری انفار میشن انکے غوش اتاریں

اسکی باتیں سن کر وہاج کی آنکھوں میں چمک اتر آئی

مطلب اسکو راستے سے ہٹانا صاف ہے بلکل

۔۔۔"انکی تو گویا باچھیں

کھل گئی تھیں سارے مسلے ایک ہی بار میں حل ہوتے

نظر آرہے

تھے

کرو تیاری پھر۔۔۔شکار کو شکار کرنے کی۔۔۔اب ام

دیکھتا ہے۔۔۔کیسے

یہ ڈاکدر امارے راستے میں آتا ہے۔۔۔"وہ مونچھوں

کو تاؤ دیتے ذہن

میں کتنا خطرناک نقشہ کھینچ چکے تھے یہ کوئی جان لیتا تو

یقیناً

اس کی روح کانپ اٹھتی

چھوٹے خان جی کو کیا بولوں خان جی۔۔۔"ملازم کو

جیسے ہی یاد

آیا وہ پھر سے ان سے پوچھنے لگا

بولو زمین دیکھنے آیا ہے۔۔۔اور کیا تم اس کو سچ بولے

گا۔۔۔"اسکے

سوال دہرانے سخت کوفت زدہ ہو کر جواب دیتے وہ جا

کر کرسی پر

براجمان ہو گئے اور آرام سے انتظار کرنے لگے اب

انہیں کوئی جلدی

نہیں تھی

Aqsa Malik novels_

آج اتوار تھا اور سب گھر ہی موجود تھے زمل اپنی چھٹی

کے ساتھ

اپنے ہبی جان کی چھٹی بھی کروا دیتی تھی اور جب وہ

گھر ہو تو اس

کی تین بگڑی اولادیں بھی گھر ہی پائی جاتی تھیں

بچے اس ٹھنڈی میٹھی دھوپ میں لان میں کھیلتے پھر

رہے تھے یہاں

زمل انکو نیچے نہیں چھوڑتی تھی وہ دونوں اپنی اپنی

گاڑیوں پر ہوتے

اور انکو ہی یہاں وہاں گھماتے پھرتے اس گاڑی کی وجہ

سے وہ دونوں

کافی حد تک پیر مارنا سیکھ چکے تھے ایسا لگتا تھا کہ اب وہ

بہت

جلد چلنا بھی سیکھ جائیں گے

عبدلباری بھی اب بہت ساری نئی حرکتیں سیکھ چکا تھا

جس میں

بطخ کی طرح ہونٹ نکالنا اول تھا وہ اپنے ہی دھیان میں

لیٹا آسمان کو

دیکھ نت نئے منہ کے ڈیزائن بناتا اور باقی سب اسے

ایسے دیکھ ہنستے

گھر کی اصل رونق یہ بچے بن چکے تھے

مشی اندر تھی اور سب کیلئے چائے کے ساتھ گرما گرم

سموسے بھی

تیار کر رہی تھی تب تک کومل جو بچوں کو سمبھال رہی

تھی

اور

زمل بی بی اپنے ہبی جان کی ڈانٹ سن کر نوٹ بک

ہاتھ میں لئے

بیٹھی منہ پھلائے اپنا ہوم ورک کر رہی تھی زیحال

اسکے پاس ہی بیٹھا

تھا اپنے لیپ ٹاپ پر کام کرتے وہ ایک ایک نظر اسکے

کام پر بھی ڈال

رہا تھا

چار بندوں میں رسوائی کا سامان ہے یہ کتابیں

۔۔۔" وہ پھر سے شروع

ہوتی جل کڑھ کر بولی زیحال نے یونہی گردن جھکائے

ترچھی

نگاہوں سے اسے گھورا جس پر وہ اپنے دانتوں کی

نمائش کرتی فورا

سے سیدھی لائن پر آگئی

ہی ہی۔۔۔مذاق کر رہی تھی۔۔۔"وہ جلدی سے

بولتی نوٹ بک اپنے

چہرے کے آگے کر گئی تاکہ وہ ظالم پاشا اسے گھور نہ

سکے

مذاق مذاق میں ضائع ہو گئی تو شکوہ مت کرنا

۔۔۔اچھے بچوں کی طرح

اپنا ہوم ورک فنش کرو۔۔۔"زیحال کا انداز مصنوعی

ڈپٹنے والا تھا

زمل نے نوٹ بک نیچے کرتے اب اسے گھور کر دیکھا

زامی۔۔۔زالے۔۔۔ادھر آؤ۔۔۔"اسکے بلانے پر وہ

دونوں دور سے اپنی گاڑی

بھگاتے ہوئے اپنی ماں کے پاس آئے زامل تو ہونٹوں

پر زبان پھیرنے لگا

تھا کہ اب فیڈ و ملے گا لیکن اسکے چھوٹے چھوٹے

ارمانوں پر اسکی

ظالم ماں نے اپنی کتابیں پھیر دی تھیں

تم دونوں اسکول نہیں جانا اوکے۔۔۔ تم دونوں کی

ماں جارہی ہے ناں

تم لوگوں کو کیا ضرورت ہے۔۔۔"اسکا انداز جلا کٹا

سا تھا

زیحال نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دباتے سنجیدگی سے

اپنی نالائق بیوی

کو گھورا

زامل زالے۔۔۔ادھر آؤ۔۔۔" زیحال کے بلاتے

دونوں تیر کی طرح اپنے باپ

کے پاس تیزی سے پہنچے

بب۔۔۔بب۔۔۔" زالے نے جاتے چیخ کر اپنے

ننھے ننھے ہاتھ اسکی جانب

بڑھائے کہ اسے اٹھایا جائے

تم دونوں کی ماں کے اب پٹنے کے ارادے ہیں کیا

بولتے ہو پھر۔۔۔؟ وہ

دونوں سے ایسے پوچھ رہا تھا جیسے وہ اب کہہ دیں گے

"اوکے بابا۔۔۔

ہم آپ کے ساتھ ہیں"

زمل نے فوراً سے ہونٹ گول کرتے اسے دیکھا

آپ مجھے ماریں گے۔۔۔؟ وہ روہانسی ہوتی آنکھیں

پٹپٹا کر پوچھنے

لگی

افکورس بے بی گرل لیکن۔۔۔" وہ بولتے ہوئے ذرا

سا جھک کر زمل کے

قریب ہوا"رومانٹک انداز میں۔۔۔"اسکا جملہ پورا

کرتے زمل نے پھٹی

پھٹی سی نظروں سے اسے دیکھا جو سب سے بچا کر

اسکی جانب

آنکھ مارتا سرخ ہونے پر مجبور کر گیا

میں پڑھ ہی لیتی ہوں۔۔۔"وہ جلدی سے اچھی بچی

بنتی اپنی نوٹ بک

پر جھک گئی

دیکھا۔۔۔کیسے سیدھی ہو گئی تم لوگوں کی ماں

۔۔۔سوئیگ ہے تمہارے

بابا کا۔۔۔"وہ دونوں کے ایک ایک گال کو چٹکی میں

بھرتا شوخ انداز

میں بولا تھا زمل نے اسے فوراً سے اسے اٹھا کر جیسے ہی

دیکھا سارا

سوئیگ ہوا ہوتا ہوتا چلا گیا

مذاق کر رہا تھا۔۔۔"اسکے فوراً سے لائن پر آنے پر

زمل کو بے ساختہ

ہنسی آنے لگی لیکن بولی کچھ نہیں وہ جتنا مرضی ڈرا کر

رکھ لے اسکے

پاس ڈرانے کے سو طریقے ہوتے تھے اور اسکے ہبی

جان کے پاس صرف

ایک طریقہ اور وہی سب پر بھاری ہوتا تھا

پامیر اور برلاس بھی وہی تھے لیکن انکی اپنی تو تو میں

میں چالو

تھی

زیحال نے ان پر نظر جیسے ہی ڈالی دونوں تیر کی طرح

سیدھے ہو کر

بیٹھ گئے وہ دونوں ہی لڈو کھیل رہے تھے برلاس

ہارنے والا تھا جس پر

وہ اپنے چھوٹا ہونے کا کارڈ یوز کرتا بچنے کی کوشش

کرنے لگا تھا

اتنے میں مشی سب کیلئے چائے اور گرما گرم سموسے

لے کر

آگئی

واہ مشی واہ۔۔۔خدا تمہیں اور ہمت دے تاکہ تم

ہمیں اور لذیز کھانے

کھلاسکو۔۔۔ہماری بیگم کی طرح نہیں۔۔۔"پامیر

نے ساتھ ترچھی

نظریں کر کر کومل کو گھورا

آپ کی بیگم بھی کھلاسکتی ہیں سلطان صاحب لیکن

گولیاں۔۔۔کہیں تو

دوں۔۔۔؟وہ بھی کومل تھی ایک ہی وار میں سلطان

کے انچر پنچر

کس دینے کا ہنر خوب رکھتی تھی

سب اسکی بات پر بے ساختہ ہنس پڑے جب باہر سے

یاقوت کی گاڑی

مین گیٹ سے اندر داخل ہوتی دکھائی دی سب اسکی کی

جانب دیکھ

رہے تھے جب وہ گاڑی پورچ میں کھڑی کرتا سب کو

وہی جمع دیکھ

آگیا

السلام علیکم۔۔۔"اس نے آتے مؤدب انداز میں

سب کو سلام کیا اور بنا

مشی کو دیکھے ایک کرسی پر بیٹھ گیا

وہ جب بھی آتا تھا سب کے بیچ نظریں بچا بچا کر مشی کو

دیکھتا

تھا اسے جھینپنے پر مجبور کر دیتا تھا لیکن آج اسکا یوں

نگاہیں پھیر

لینا مشی کے دل کو چیر گیا تھا

فائل کلوز کر دی۔۔۔؟ زیحال کے استفسار یہ پوچھنے

پر اس نے ذرا سا

سر خم کرتے جواب دیا اور سامنے ٹیبل پر رکھے

سموسے کی جانب

ہاتھ بڑھا گیا

مشی تمہارے اندر کسی شیف کی آتمہ واتمہ تو نہیں آ

گئی۔۔۔ کیا ٹیسٹ

ہے انکا۔۔۔ مزہ آگیا۔۔۔" پا میر منہ میں ایک بائیٹ

لیتا آنکھیں بند کر کر

انکا ذائقہ محسوس کرنے لگا جو منہ میں جاتے گھل گیا

تھا

لیکن اسکی یہ بات سنتے یاقوت کا ہاتھ بیچ میں ہی رک

گیا ایک آبرو

اٹھی اور اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا یہ سب مشی دیکھ

رہی

تھی

کومل۔۔۔میرے لئے کافی تو بنا دو۔۔۔" وہ چائے

شوق سے پیتا تھا آج

کافی کی فرمائش کررہا تھا یہ بات مشی کے ساتھ ساتھ

زیحال بھی

فوراسے نوٹ کر گیا تھا

ابھی لائی۔۔۔''کومل کہہ کر اٹھنے لگی تھی کہ مشی نے

روک لیا

آپ بیٹھیں میں لے آتی ہوں۔۔۔''وہ کومل کو بٹھاتی

خود اٹھنے لگی تھی

کہ یاقوت کی آواز پر قدم بے ساختہ اپنی جگہ زنجیر ہو

گئے

رہنے دو۔۔۔ تم تھک گئی ہو گی۔۔۔ کومل بنادے گی

۔۔۔اور تم بھی اب کم

کام کیا کرو۔۔۔ کومل اور زمل خود دیکھ لیں گی

۔۔۔"اسکا انداز فکر والا

کہیں سے نہیں تھا یہ اجنبی سا انداز صرف مشی نے

محسوس کیا تھا

اور محسوس کرتے اسکا چہرہ سرخ پڑنے لگا

ارے۔۔۔ تم کیوں کرتی ہو۔۔۔ ہمیں بتایا کرو ناں

۔۔۔میں اور زمل کر لیں گی

تم مت کرنا اوکے ۔۔۔" کومل فکر مند سے لہجے میں

بولتی اٹھ کر یاقوت

کیلئے کافی بنانے چلی گئی

یاقوت زیحال کے ساتھ اپنے کام کی بات کر رہا تھا

مشی کی نظریں

مسلسل اس پر ٹکی تھیں مطلب وہ اسکی باتوں کو

سیریس لے گیا تھا

وہ اس سے یہ اختیار چھین رہا تھا مشی کو اپنے ہی الفاظ

اتنے بھاری

پڑیں گے اس نے سوچا نہیں تھا

تھوڑی دیر میں کومل اسکے لئے کافی کا مگ تیار کر کر

لے آئ جسے

پیتے ہوئے یاقوت مسلسل کوئی بات سوچتا جارہا تھا

سب اپنے اپنے دھیان میں تھے جب یاقوت کے

مخاطب کرنے پر سب

اسکی جانب متوجہ ہوئے اسے دیکھنے لگے

بھائی وہ۔۔۔شیر دل کی بیٹی تھی ناں۔۔۔؟ وہ

سرسری سے انداز میں

سوالیہ پوچھ رہا تھا جب اسکے سوال پر پہلے ہی مشی کا دل

جیسے

منہ کو آگیا

ہاں۔۔۔وہ بچاری اب اکیلی ہو گئی۔۔۔بہت افسوس

ہوا اسکا۔۔۔"پامیر

نے سر جھٹکتے افسوس کیا

شیر دل کون۔۔۔؟اور کیا ہوا اسکی بیٹی کو۔۔۔؟زمل

جلدی سے ہوم ورک

چھوڑ کر دلچسپی سے پوچھنے لگی ہوم ورک کے وقت تو

کوئی یہ بھی

کہتا کہ چیونٹی مر گئی تو زمل بی بی اسکا بھی پوسٹ مارٹم

کرنے

بیٹھ جاتی بس کیسے بھی اس کام سے چھٹکارہ مل جائے

ساتھ کام کرتا تھا۔۔۔ڈیتھ ہو گئی اسکی۔۔۔ایک بیٹی

تھی وہ اب اکیلی

رہتی ہے بس۔۔۔؟اور کچھ جاننے لائق نہیں تم پڑھ

لو۔۔۔"زیحال نے

تفصیل سے جواب دیتے آخر میں جا کے پڑھائی کا ہی

بم پھوڑا جس پر

زمل اسے گھورنے لگی برلاس کا ہنس ہنس کر برا حال ہو

گیا

آئی بڑی سخی عورت۔۔۔ چل پڑھ اپنا۔۔۔"اس نے

زمل کے سر پر ہلکی سی

چپت لگائی

آپ اس سے جا کر بات کر لیں۔۔۔میں دوسری

شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

یہ ہوا تھا سب کے سروں پر دھماکہ سب نے پھٹی پھٹی

سی نظروں

سے یاقوت کی جانب دیکھا لیکن مشی کا حال یوں تھا

کیسے کسی نے

اسکے وجود سے روح کھینچ لی ہو

وہ خود ہی تو چاہتی تھی ایسا اب جب وہ کر رہا تھا تو ایسا

کیوں لگ

رہا تھا جیسے اسکی موت قریب ہو وہ مر رہی ہو سانسیں

گھٹتی

ہوئی محسوس ہو رہی تھیں

زیحال نے کسی قسم کا کوئی ری ایکشن نہیں دیا وہ ازحد

نارمل

بیٹھا یاقوت اور مشی کے چہرے کے رنگوں کو از بر کر

رہا تھا

تمہارا دماغ سیٹ ہے۔۔۔ کیا بول رہے ہو۔۔۔ مشی

یہی ہے۔۔۔"کومل نے

سخت لہجے میں اسے مشی کی موجودگی کا فیصلہ حساس

کروایا

اسکی رضامندی ہے میرے پاس۔۔۔آپ لوگ جا

کراس لڑکی سے بات کر

لیں۔۔۔تین دن کے اندر اندر میں اسے اپنانا چاہتا

ہوں۔۔۔" کہتے وہ رکا

نہیں تھا سب میں ایک صور سا پھونک کر چلا گیا تھا

سب نے بیک وقت مشی کی جانب دیکھا جو اپنے ہی

دھیان میں بیٹھی

خود پر ضبط کر رہی تھی سب کو اپنی جانب متوجہ پا کر

جلدی سے

مسکراہٹ اپنے چہرے پر لے آئی ایک زخمی

مسکراہٹ جبکہ ایسا لگ رہا

تھا جیسے وہ اب رو دے گی

یہ یاقوت کیا کہہ کر گیا ہے۔۔۔ تمہاری رضامندی

۔۔۔؟ تم نے اسے کہا۔۔۔؟

کومل کو جیسے یقین سا نہیں آ رہا تھا

ج۔۔۔جی۔۔۔ مم۔۔۔میں نے اجازت دی

۔۔۔" وہ اس وقت بمشکل ہی بول پا

رہی تھی اسکی حالت قابل ترس تھی سب اسے دیکھتے

رہے

لیکن مشی آپی آپ نے ایسا کیوں کیا۔۔۔یاقوت بھائی

کی ہمت کیسے

ہوئی دوسری شادی کے بارے میں سوچنے کی بھی

۔۔۔"زمل کو صحیح

غصّہ آنے لگا تھا

مشی کیا جواب دیتی کہ یہ وہ اسی کے کہنے پر کر رہا ہے

وہ بس خاموش بیٹھی رہی

ہی۔۔۔آپ جا کر بات کریں۔۔۔وہ اپنے ایسا نہیں

کر سکتے۔۔۔"زمل کیلئے

یہ بات ہضم کرنا نہ ممکن تھا اسکی باتیں سن کر مشی کی

آنکھوں

میں تیزی سے عرق جمع ہونے لگا تھا وہ اٹھ خود بھی

وہاں سے چلی

گئی کیونکہ مزید بیٹھتی تو شاید رو پڑتی

ہی اٹھیں ناں۔۔۔"زمل نے زیحال کا بازو پکڑ کر

اسے ہوش سا دلایا جو

چپکی سادھے بیٹھا سب دیکھ اور سن رہا تھا

اسے کرنے دو دوسری شادی۔۔۔"یہ دوسرا دھماکہ

سب کے سروں پر ہوا

تھا سب نے ہونقوں کی طرح زیحال کی جانب دیکھا

ک۔۔۔کیسے۔۔۔کیسے کرنے دیں آپ کیا کہہ رہے

ہیں آپ لوگوں کا دماغ

سیٹ ہے یہ شادی ہے کوئی کھیل نہیں۔۔۔"زمل نہ

محسوس طریقے

سے اپنی آواز بلند کر گئی تھی

سمجھو گلا لے۔۔۔" زیحال اسے سمجھانے ہی لگا تھا

جب وہ بپھر کر اس

سے پیچھے ہو گئی

نہیں سمجھنا۔۔۔آپ کو یہ نارمل لگ رہا ہے تو کل کو

آپ بھی کہیں گے

دوسری شادی کا۔۔۔" وہ بری طرح سے چنگھاڑتی

اٹھ کر اندر چلی گئی

پیچھے لان میں گھری فسوں خیزی سی چھا گئی سب نے

ایک دوسرے

کو دیکھا یہاں تک کے بچے بھی چپکی سادھے منہ میں انگلی لئے یہ

باتیں غور سے سن رہے تھے

میری تو خود سمجھ سے باہر ہے سب۔۔۔"کومل بھی کہہ کر اٹھتی

عبدلباری کو لے کر اندر چلی گئی

تا۔۔۔"زامل نے دور سے برلاس اور پامیر کو پکار کر انکی توجہ اپنی

جانب مبذول کروائی

فیدو۔۔۔تا۔۔۔آاااا۔۔۔"اسے بھوک لگی تھی

ساتھ زالے بھی رونے لگی

آ۔۔۔میرے بچے۔۔۔آؤتا ابھی آپ کو فیڈر دیتے

ہیں۔۔۔" برلاس اٹھ کر

دونوں کو لئے اندر چلا گیا اس وقت وہ دونوں جوس

پیتے تھے جوان

کے لئے برلاس شاہ خود بنانا سیکھ چکا تھا

بھائی۔۔۔"سب کے جاتے پامیر نے دھیرے سے

زیحال کو پکارا

یہ سب آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے۔۔۔؟ وہ جاننا

چاہتا تھا کیونکہ اس

گھر میں کوئی کچھ بھی کہہ لے لیکن جب تک گھر کے

سربراہ کا

اپروول نہیں مل جاتا تھا کوئی یہاں ایک مکھی نہیں مار

سکتا تھا

ھمم۔۔۔"ایک لفظی جواب اور پامیر سلطان مطمئن

کیونکہ وہ جانتا تھا

اسکا باپ اپنے بچوں کو کبھی غلط نہیں کرنے دے گا

گھر میں اس وقت یاقوت پامیر اور زیحال پر سکون

تھے باقی سب

کا سکون جیسے برباد ہو گیا تھا

زیحال اپنے کام میں پھر سے مصروف ہو گیا تھا لیکن

اسکا بار بار دھیان

زمل کی جانب جا رہا تھا وہ جس طرح ناراض ہو کر گئی

تھی زیحال

کو بے سکونی سی ہو گئی تھی

وہ لیپ ٹاپ اٹھا کر ہاتھ میں لٹکائے اندر کی جانب

بڑھ گیا اور سیدھا

اپنے کمرے میں ہی گیا جہاں اسکی توقع کے مطابق

اسکی چڑیا ناراض

ہوئے بیٹھی تھی

زیحال نے لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھا اور اپنی ناک

کھجاتے ہوئے اسکی جانب

آگیا جب وہ اسے اپنی طرف آتا دیکھ بیڈ پر چڑھ کر

غڑاپ سے کمبل

میں گھس گئ

اسے ایسے چھپتے دیکھ زیحال کو ہنسی آنے لگی تھی لیکن

وہ مزید

اپنی شامت کو ایسا کر کر دعوت نہیں دے سکتا تھا

تب ہی چپ چاپ اسکے پاس آکر بیڈ پر بیٹھتے زمل کو

کمفرٹر میں

ہی لپیٹ کر بے بی کی طرح گود میں لیتے اسکے چہرے

کی جانب سے

کمفرٹر ہٹا کر دیکھا

چھوڑیں مجھے۔۔۔ پیچھے ہٹیں۔۔۔" وہ اسکی گود میں

مچلتی خود کو

چھڑوانے کی تگ ودو کرنے لگی کہ زیحال نے مزید

اسے خود میں جکڑ

لیا

یہاں دیکھو۔۔۔ تم رو رہی ہو۔۔۔؟ اسکی نظر زمل

کے چہرے پر پڑی جہاں

اسکے رخسار پر موتی جیسے آنسوں چمک رہے تھے

زیحال کی ساری

مسکراہٹ اسے دیکھ پل میں غائب ہو گئی

وائفی۔۔۔رو کیوں رہی ہو۔۔۔یہاں دیکھو

۔۔۔"اس نے بے حد محبت سے

زمل کا چہرہ اپنی جانب کرتے انگوٹھے کی پور سے اس

کے آنسوں

چنے

میرا بے بی رو کیوں رہا ہے بتاؤ۔۔۔" وہ بہت مضبوط

اعصابوں کا مالک

تھا لیکن اس ایک لڑکی کی آنکھوں میں آنسوں دیکھ

اسے نجانے کیوں

اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا تھا

مجھے بات نہیں کرنی۔۔۔"وہ روہانسی ہوتی چہرہ بھی

زیحال کے سینے

میں ہی چھپا گئی

کیوں نہیں کرنی۔۔۔میرا بچہ کس بات پر ناراض ہے

بتاؤ۔۔۔میری بات

بری لگی کسی نے کچھ کہا۔۔۔؟ بتاؤ مجھے۔۔۔"وہ بچوں

کی طرح بہت

پیار سے پوچھ رہا تھا کیونکہ جانتا تھا اتنا پیار نہ دکھایا تو وہ

رو دے

گی اور یہی زیحال نہیں چاہتا تھا

آپ نے۔۔۔یاقوت بھائی کو نہیں روکا۔۔۔"اسکا

لہجہ اپنے آپ بھیگنے لگا

تھا زیحال کو سمجھ آچکی تھی کہ وہ کس بات پر رو رہی

ہے

اسکی اپنی مرضی ہے میری جان۔۔۔میں زبردستی تو

نہیں کر سکتا ناں

اسے حق ہے چار شادیوں کا۔۔۔"زیحال کی بات پر

زمل نے فورا اسے

چہرہ باہر نکالا

تو آپ کو بھی ہے یہ حق۔۔۔آپ بھی کر لیں جا کر

۔۔۔"اسکا انداز ایک دم

سے بپھر گیا تھا اسکے انداز میں جیلسی بھانپتے ایک شریر

سی

مسکراہٹ زیحال کے لبوں پر آن ٹھہری

میں کیوں کروں۔۔۔میرے لئے یہ ایک ہی کافی ہے

۔۔۔اسکے بدلے تو میں جنت میں ستر حور بھی نہ لوں

۔۔۔یہ ایک اس قدر بس گئی ہے مجھ میں۔۔۔"وہ

بھاری ہوتی آواز میں بولتا دھیرے سے زمل کی روئی

روئیسی آنکھوں کو چوم گیا اسکا لمس محسوس کرتے

زمل گہری پرسکون سی سانس اپنے اندر اتار گئی

پکاناں۔۔۔؟ وہ اب بھی تائید مانگ رہی تھی

تمہارا وہ پنک والا پرامس۔۔۔"اسکے پرامس کو پنک

کہنے پر زمل کی

بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئ

افف ہبی۔۔۔وہ پنک پراس نہیں ہے پنکی پرامس

ہے۔۔۔"

اچھا۔۔۔بات تو ایک ہی ہوئی ناں۔۔۔پنکی بھی تو

پنک ہی ہوا۔۔۔"اسکی بات پر زمل اب دل کھول کر

ہنسی اسے ہنستے دیکھ زیحال کا دل جیسے سکون کی وادیوں

میں اتر سا گیا تھا اسے اپنی گلا لے کے

چہرے پر سمائل لانے کیلئے ایسے جوکس مارنے پڑتے

تھے اور وہ خوشی خوشی مارتا بھی تھا بس اسکے بدلے وہ

سچ میں مسکرا دے

ہبی۔۔۔یاقوت بھائی کو روکیں ناں۔۔۔"وہ پھر سے

اسی ٹاپک پر آگئی

تمہیں یقین ہے مجھ پر۔۔۔؟وہ پوچھ رہا تھا یہ سوال

جس کا جواب

وہ پہلے سے جانتا تھا

اتنا کہ آپ میری آنکھیں بند کر کر مجھے کھائی کے پاس

بھی کھڑا

کریں اور چلنے کو کہیں تو میں چل پڑوں گی

۔۔۔" اسکے انداز میں اپنے

لئے بے پناہ محبت دیکھ زیحال کی مسکراہٹ گہری ہو

گئی

اور ایسا تب کہوں گا جب میں خود کو تمہارے راستے

میں بچھا

دوں۔۔۔"اس نے دھیرے سے اسکی ناک کی ٹپ

چومتے محبت بھرے

لہجے میں بولا

اب رہی بات یاقوت کی تو پہلے مجھے خان بولو۔۔۔پھر

اسکا

سوچونگا۔۔۔"وہ جتنی سنجیدگی سے بات کر رہا تھا

اتنی سنجیدگی

سے زمل سن بھی رہی تھی لیکن اسکی اس آخری بات

پر آنکھیں

پھاڑے پہلے اسے دیکھا پھر گھڑی کو جہاں رات کے نو
بجنے والے تھے
نہیں وہ اس وقت یہ خطرہ مول نہیں لے سکتی تھی

اسکی اتنی محبت پا کر زمل فہد خانزادہ جیسی عورت معتبر

ہی ہو

سکتی تھی وہ اپنی باہیں زیحال کے گلے میں ڈالتی اپنا

چہرہ اسکے

دل کے مقام پر ٹکا گئی زیحال نے جھک کر اسکی گردن

کو پوری شدّت

سے چوما وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹے ایک

دوسرے کے لمس کو

محسوس کر رہی رہے تھے جب اچانک دروازہ کھل گیا

جس کے کھلنے

کی آواز پر زمل بدک کر پیچھے ہٹنے لگی تھی لیکن وہ

زیحال کی

مضبوط گرفت میں قید تھی اس لئے نہیں نکل پائی

چھوڑیں ہبی۔۔۔آپ نے دروازہ بند نہیں کیا تھا

۔۔۔؟ وہ دھیمی آواز میں

ڈپٹنے والے انداز میں پوچھنے لگی

نہیں۔۔۔ہم کونسا رومانس کر رہے ہیں۔۔۔''وہ

کندھے اچکا کر فل ڈھٹائی

سے بولا اسکے جواب پر زمل نے اسے گھورتے اسکے

ٹھوس بائسپس پر

مکا جڑا

یہ آپ تبلیغ کر رہے ہیں۔۔۔؟ اسکا اشارہ خود کو اسکی

گود کی جانب

تھا

نہیں لیکن یہ رومانس بھی نہیں ہے اتنا رو کھا سو کھا

رومانس زیحال

خان آفندی تھوڑی کرتا ہے وہ تو ایسے۔۔۔"وہ جملہ

بیچ میں چھوڑے

اسکے ہونٹ پر جھک کر ان پر میٹھی میٹھی گستاخی کرنے

ہی لگا

تھا کہ زمل نے فورا اسے اسکے ہونٹوں پر اپنا مومی ہاتھ

رکھتے درمیان

میں دیوار سی بنادی

خبر دار۔۔۔دروازہ کھلا ہے اور کوئی آیا ہے۔۔۔شرم

کریں۔۔۔"وہ ڈپٹ کر

اسکی گود سے اٹھنے کی تگ ودو کرنے لگی

شرم نہیں ہے رومانس۔۔۔میں صرف رومانس کر

سکتا ہوں۔۔۔"اسے نہیں

تھی فکر دروازے پر کون تھا وہ ززل کی جان ہلکان کر

رہا تھا

زمل اس سے پہلے کوئی جواب دیتی دروازہ مزید تھوڑا

سا کھلا یہ

دیکھ زمل کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا نجانے کون

تھا جو جا بھی

نہیں رہا تھا اور نہ آ رہا تھا

دونوں نے متحیر آنکھوں سے دروازے کی جانب

دیکھا جہاں سے پہلے

ایک ننھا سا ہاتھ نمودار ہوا اور پھر ایک آنکھ زمل

زیحال دونوں ہک

دک سے اسی جانب دیکھ رہے تھے

بابا۔۔۔تات۔۔۔۔"یہ زالے کی آواز تھی جو ایک

آنکھ سے اپنے باپ کو تو

دیکھ چکی تھی البتہ اپنے باپ کی گود جس پر انکا حق تھا

وہاں اپنی

ماں نظر نہیں آسکی

بابا۔۔۔۔تا۔۔۔ت۔۔۔"وہ دروازے کی اوٹ

سے چہرہ باہر نکالے اسکے ساتھ

جات کھیلنے لگی تھی اسکو یہ کھیلتے دیکھ زیحال کے لبوں

پر شریر

مسکراہٹ بکھر گئی یہ سکون بھی اسی عورت کی

بدولت اسے ملا

تھا

یہ کس کی اتنی پیاری آواز ہے۔۔۔کون ہے وہاں

۔۔۔؟زیحال جان بوجھ کر

انجان بننے کی ایکٹنگ کرنے لگا زمل بھی مسکراتی

زیحال کے چہرے

کو ہی دیکھ رہی تھی اسکی جھیل سی گہرے آنکھوں میں

اس وقت

محبت کے کئی رنگ تھے اپنی بیوی اور بیٹی کیلئے

ببا۔۔۔پنچھی۔۔۔(بابا پرنسسز)۔۔۔"اس نے

پرنسسز لفظ اتنے کیوٹ انداز

میں بولا کہ زمل زیحال دونوں ایک دم سے سانس

روک گئے انکی بیٹی

نے ایک نیا لفظ سیکھا تھا وہی جو اسے اسکا باپ کہتا تھا

ببا۔۔۔پنچھی۔۔۔۔"وہ پھر سے وہی بیٹھی منہ میں

انگلی لئے نہایت

کیوٹ انداز میں بولی جیسے اسکا باپ اب اسے

ڈھونڈنے آئے گا

ہبی۔۔۔اس نے۔۔۔اس نے پرنسسز کہا۔۔۔"زمل

کی آنکھوں میں نہ

محسوس طریقے سے عرق اتر آیا تھا

وہ جانتی تھی اسکی بیٹی کمزور ہے زامل کے مقابلے اسکی

نئی

ایکٹیویٹیز سے زمل کو خوشی ملتی تھی

ک۔۔۔کون ہے۔۔۔؟ زیحال کو اب تک یقین

نہیں آیا تھا ہاں کیسے کرتا یقین

اسکی بیٹی اب بولنا سیکھ رہی تھی ایک باپ کیلئے اپنی بیٹی

کو

بڑے ہوتے دیکھنا آسان نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے

اسکا بڑے ہونا اس

سے دوری کو قریب کرتا چلا جاتا ہے

ببا۔۔۔ پنچھ۔۔۔۔" وہ پھر سے کیوٹ انداز میں

بولتی ایک آنکھ دروازے

پر لگاتی اپنے باپ کو دیکھنے لگی

ببا۔۔۔اوویو۔۔۔(بابالوویو)۔۔۔"وہ یہ جملہ بولتی

خود ہی کھلکھلا کر

ہنسنے لگی جیسے اسے کوئی نظر آرہا ہو ہاں اسے اپناتا نظر آ

رہا تھا

پر اس دروازے کی اوٹ میں بیٹھا اسے کان میں یہ

سب کہتا سکھا

رہا تھا اور وہ بھی بلکل صحیح اپنی توتلی زبان میں یہ سب

بول رہی

تھی

اندر جاؤ۔۔۔اندر۔۔۔"برلاس نے دھیمی سی آواز

میں زالے کو اندر کی

جانب پش کیا وہ جلدی جلدی سے گھٹنوں کے بل

چلتی اندر کی جانب

آگئی

تا۔۔۔ت۔۔۔۔"اپنے باپ کے سامنے آتے اس

نے چیخ کر تات کیا جیسے وہ

نہیں اسکا باپ پکڑا گیا ہو

ارے۔۔۔۔میرا بیٹا ہے یہ تو۔۔۔میری پرنسسز

۔۔۔۔جلدی سے آؤ بابا کے پاس

بھاگ کر۔۔۔"زیحال کے ہاتھ کرتے زالے جلدی

جلدی گھٹنوں کے بل چلتی

ہوئی بیڈ کے گرد گھوم کر زیحال کے پاس جاتی بیڈ کا

سہارا لے کر

کھڑی ہو گئی

زیحال نے ایک ہاتھ سے اسے پکڑ کر اوپر کھینچتے اپنی

گود میں لے

لیا اسکی گود میں پہلے زمل تھی اب اسکی بیٹی کا بھی

اضافہ ہو گیا

تھا

کیا بول رہا تھا میرا بیٹا۔۔۔" وہ زالے کے پھولے

ہوئے گال زور سے چومتا

محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا

ببا۔۔۔اممم۔۔۔" وہ زیحال کے گال پر اپنا منہ رکھتی

اسے کس کرنے لگی

زمل خاموشی سے ان باپ بیٹی کی محبت دیکھتی مسکرا
رہی تھی

زالے نے اب تک اپنی ماں کو نہیں دیکھا تھا اس لئے

زمل نے جیسے ہی
چہرہ کمبل سے پورا باہر نکالتے "انڈا" کیا وہ چیخ مارتی
کھلکھلا کر

ہنسنے لگی

ہاہاہا۔۔۔۔ مما کی جان میرا پیارا بچہ۔۔۔۔" اس نے

زالے کو زور سے اپنے

سینے میں بھینچتے ڈھیر سارا پیار کیا

زیحال کو اس وقت اپنی گود میں اپنی کل کائنات

دکھائی دے رہی

تھی اسکی بیوی بیٹی خود اس وقت ایک ایسے شخص کے

پاس تھیں

جو ان پر اپنی سانسیں وارتا تھا

آپ بابا کی پنچھی ہو اور مما کی۔۔۔؟ وہ زالے کو ٹھیک

سے اپنی بیلی

پر بٹھاتی لاڈ سے پوچھنے لگی

مماـــ پیچھجـــ" وہ اپنے دونوں گپو سے ہاتھ

اپنے چہرے پرر کھتی

نخریلے انداز میں بولتی دونوں کو حیران کرگئی

ہاہاہاـــ میرا بچہـــ کہاں سے سیکھ رہا ہے یہ

کیوٹ کیوٹ حرکتیںـــ"

وہ زالے کو گدگدی کرتی اور بھی ہنسانے لگی

یہ اسکے ڈی این اے میں ہےـــ کیوٹنیس اور لاڈ

دکھاناـــ" زیحال کی

بات پر زمل نے بے ساختہ نگاہ اسکی جانب اٹھائی

زیحال نے جھک کر اسکے ہونٹوں کو اپنی قید میں لے

لیا زمل تڑپ کر

بے چین ہوتی اپنا سانس تک روک گئی اسکے ہاتھ

زالے کو قابو کئے

ہوئے تھے اس لئے وہ پوری طرح سے اس ظالم خان

کی قید میں جکڑی

گئی تھی

وہ کب سے اسے دیکھتا خود پر ضبط کئے جا رہا تھا آخر کو

پٹھان تھا

اور اس معاملے میں صبر ان کے لئے نہ ممکن تھا

اممم۔۔۔۔"زمل اپنی سانسیں رکتی محسوس کر کر کمر

کے بل اٹھتی

اپنا آپ رہا کروانے کی تگ ودو کرنے لگی لیکن اس

معاملے میں اس کا

خان ذرا بے رحم تھا وہ اسکے ہونٹوں کی نمی پوری طرح

سے نچوڑ کر

ہی پیچھے ہٹا تھا

زمل اسکے پیچھے ہٹتے ہونٹ گول کرتی رونے کی تیاری

پکڑنے لگی جب

زیحال نے انگوٹھے کی پور سے اسکے نم ہونٹوں کو

دھیرے سے رب

کیا

تم اتنی میٹھی کیوں ہو۔۔۔آخر۔۔۔"اسکا بس نہیں

چلا وہ کھا جاتا زمل

کو

شرم کریں۔۔۔زالے دیکھ رہی ہے۔۔۔"وہ کسے

شرم دلا رہی تھی جب شرم

نامی چیز بٹ رہی تھی تب زیحال خان آفندی سو رہا

تھا

ببا کی جان کلوز یور آئز۔۔۔"زیحال کے بولنے کی

دیری تھی کہ زالے

فوراً سے اپنی مٹر جیسی آنکھیں زور سے میچ گئی انکو اس

جملے کی

پہچان ایسے تھی کہ ان دونوں کو کاٹ میں لٹا کر زمل

اکثر یہی کہتی

کلوز یور آئز اور ساتھ اپنی آنکھیں بھی بند کر کر

دکھاتی

زالے کے آنکھیں بند کرتے زیحال نے ایک بار پھر

زمل کے ہونٹوں کا

حشر نشر بگاڑ دیا اس بار تو وہ سچ میں رونے لگی تھی اسے

روتے

دیکھ دونوں باپ بیٹی کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہو گیا

اچھاناں۔۔۔میرا بے بی ایم سوری۔۔۔ایم سوری

۔۔۔"اسے ہنسی بھی آ

رہی تھی اور زمل پر ٹوٹ کر پیار بھی لیکن کیا کرتا

سوائے اپنے

جذباتوں پر قابو پانے کے

اتنے میں زامل بھی طوفان کی طرح کمرے میں داخل

ہوتا دھاڑیں مار

کر رونے لگا اسے بھلا یہ تینوں نیچے ہی چھوڑ آئے اوپر

سے وہ بھی

اسکے ظالم تا کے پاس

ارے۔۔۔زامی۔۔۔کیا ہوا۔۔۔"زمل نے اٹھ کر

جلدی سے اسے گود میں لیا

وہ اپنی گاڑی میں ہی تھا بر لا س اسے گاڑی سمیت چھوڑ

کر گیا

تھا

تا۔۔۔ہپ۔۔۔ہپ۔۔۔"وہ ساتھ اپنے ننھے

ننھے سے ہاتھ کا مکا بناتا اپنی

ماں کو باقائدہ کرکر بتانے لگا کہ اسکے تانے اسے پیٹ

دیا

آاا۔۔۔میرا بچہ۔۔۔تانے ہپ کیا۔۔۔رکو۔۔۔ ببا

ابھی انکی پٹائی کریں گے

ہبی۔۔۔ جلدی سے اٹھیں۔۔۔میرے بیٹے کو پیٹ

دیا آپکے اس بگڑے نواب

نے ابھی ہمیں انصاف چاہیے اٹھیں جلدی

۔۔۔"اسکی بات سن کر زامل

کے موٹے آنسوں پل بھر کو تھمے جب دیکھا باپ

نہیں اٹھ رہا اسے

انصاف دلانے کیلئے تو پھر ہو گیا شروع دھاڑیں مار کر

رونا

اٹھ گیا۔۔۔اٹھ گیا۔۔۔چنگیز خان کی اولادوں

۔۔۔ہر وقت بس کتے بلی کی

طرح لڑتے ہو۔۔۔"وہ زالے کو بیڈ پر بٹھاتا شرٹ

ٹھیک کرتے ہوئے اسکی

جانب آیااور زامل کواسکی گود سے لیتے کمرے سے

باہر نکل گیا

زیحال اسے لے کر جیسے ہی نیچے لاؤنج میں آیا اسے

دیکھ برلاس

چھپاک سے صوفے کے اس پار کود گیا

آگیا یہ۔۔۔کر دی نہ شکایت۔۔۔آپ کو پتہ اس نے

کیا کیا۔۔۔" وہ پہلے ہی

ہاتھ کھڑے کرتا رٹو طوطے کی طرح شروع ہو گیا

اس نے کیا کیا وہ بعد میں تم میرے ہاتھ لگو ذرا۔۔۔ تم

نے کیا کیا۔۔۔ ہپ

ہپ کیا۔۔۔ میرے بیٹے کو۔۔۔ "وہ صوفے کے اس

پار آتا ڈپٹنے والے انداز

میں بولا زامل کو یہ کھیل پکڑم پکڑائی والا لگ رہا تھا

تب ہی

خوشی سے تالیاں بجانے لگا

نہیں۔۔۔ نہیں بھائی اس نے میرا فون توڑ دیا ان

خرگوش جیسے دانتوں

سے۔۔۔دیکھیں۔۔۔ابھی نیو لیا تھا۔۔۔"وہ ایسے بتا رہا تھا جیسے کسی

بچے کا فیورٹ کھلونا ٹوٹ گیا ہو اور وہ اب رو دینے والا ہو

ارے۔۔۔یہ اسکے دانت ہیں کہ ڈرل مشین

۔۔۔دکھاؤ۔۔۔"زیحال نے فوراً اسے

زامل کا منہ کھولتے اسکے دانت دیکھے ایک تو ایک سال میں نکالے بھی

اوپر نیچے کے چار دانت وہ بھی اتنے خطرناک ایک بچے

کیلئے یہ کرنا

نہ ممکن تھا لیکن وہ پاشا کی اولاد تھی نہ ممکن کو بھی

ممکن کر

دینے والی وہ کچھ حد تک موبائل سکرین کو اپنے

دانتوں سے ڈیمج کرتا

اور رہی سہی کسر موبائل کو زور سے زمین پر پھینک کر

پوری کر

دیتا

ببا۔۔۔تا۔۔۔ہپ ہپ۔۔۔"وہ انصاف نہ ملنے پر

پھر سے اپنا ریڈیو آن کرنے

لگا تھا

یار کھالو مار۔۔۔ورنہ یہ میرے کان کے پردے پھاڑ

دے گا۔۔۔"زیحال

اسکے شروع ہونے سے پہلے بر لاس کی منت کر گیا

ایک شرط پر۔۔۔مجھے ریس میں جانے دیں گے

۔۔۔؟ وہ اتنے دن سے

زیحال کے پیچھے پڑا اس ریس کی اجازت مانگ رہا تھا

لیکن زیحال

اسے کبھی کسی خطرناک کام کی اجازت نہیں دے سکتا

تھا

وہ تو کام میں بھی اسے نہیں لاتا تھا وہ تین بھائی پوری

کوشش کرتے

تھے کہ انکا چھوٹا بھائی اس گناہوں کی دنیا سے دور

رہے اور وہ دور

رہتا تھا ہاں سب کو ایسا لگتا تھا

چوبیس سالہ برلاس شاہ صرف اپنی زندگی انجوائے

کرتا تھا کیونکہ

اسکے سر پر تین بھائیوں کا ہاتھ تھا جو اسکی طرف گرم

ہوا بھی نہ

آنے دیں انکے لاڈ پیار نے برلاس کو اب تک بڑا بھی

نہیں ہونے دیا

تھا

میں نے جوتا پھینکا تو تمہارا سارا بھوت اتر جائے گا اس

ریس میں

جانے کا۔۔۔ منع کیا ناں میں نے۔۔۔"زیحال کا

انداز ڈپٹنے والا تھا برلاس

فوراً سے اداس ہوتے وہی کھڑا سر جھکا گیا

زیحال نے قریب آتے اسے اپنے ساتھ لگا لیا

میری جان ہو ناں۔۔۔ تو چھوڑ دو یہ ضد۔۔۔ یہ اچھی

چیز نہیں ہے۔۔۔"وہ

پیار بھرے لہجے میں سمجھاتا اسے لئے صوفے پر آگیا

برلاس کیلئے بس یہ جملہ کافی تھا اسکی ساری ناراضگی

یہاں زائل

ہو جاتی تھی جب اسے اپنے باپ کی آغوش ملتی تھی

چھوڑ دی۔۔۔" برلاس اسکے سینے سے لگا آنکھیں بند

کر کر سکون کی

وادیوں میں اتر گیا

بابا۔۔۔ ہشو۔۔۔" وہ اپنے ننھے سے ہاتھ پر پھونک

مارتا اسکی گود سے اترنے

لگا زیحال تو ہکا بکا سا اپنے افلاطون بیٹے کو دیکھے گیا جیسے

یقین

کرنا چاہ رہا ہو کہ وہ واقعی اس سے کٹی کر گیا ہے لیکن

یہ اس نے

کہاں سے سیکھا

تب ہی برلاس کا جاندار قہقہہ پورے لاؤنج میں بلند ہو

گیا وہ ہنس

ہنس کر وہی زیحال کے پہلو میں لوٹ پوٹ ہونے لگا

ہاہ۔۔۔یہ۔۔۔یہ کٹی کر گیا آپ سے۔۔۔ہاہاہا

۔۔۔" اسکی ہنسی اور بھی

گہری ہوتی چلی جا رہی تھی

یہ بھی یقیناً تمہارا کام ہو گا۔۔۔" وہ تڑخ کر پوچھ رہا تھا

برلاس نے

ہنستے ہوئے سر خم کر لیا ہاں بھئی اسکا تا زندہ باد عمر چاہے

جو بھی

تھی زامل خان آفندی کے پاس اسکا تا تھا جو اسے ایسی

کیوٹ

حرکتیں سکھانے کیلئے کافی تھا

ببا۔۔۔یو۔۔۔چی۔۔۔تل۔۔۔" زامل گھٹ نوں

کے بل چلتا جا کر بیچ میں رکتا

مڑ کر اپنے باپ سے مخاطب ہوا

چ۔۔۔چیٹر۔۔۔ہاہاہا۔۔۔یو چیٹر۔۔۔بھائی

۔۔۔"برلاس کے پیٹ میں ہنس

ہنس کر درد ہونے لگا تھا زیحال نے اپنی دونوں بگڑی

اولادوں کو

گھورا

رکو تم۔۔۔چھوٹے فتنے۔۔۔"اپنے باپ کو اٹھتے دیکھ

زامل زور سے چیخ

مارتا جلدی جلدی بھاگنے لگا لیکن اسکی سپیڈ اسکے باپ

کے چار

قدموں کی مار تھی زیحال نے سیکنڈز میں اسے جا لیا

اور گود میں اٹھاتے اسکے پیٹ میں سر سے گد گدی

کرتے اسکی

کھلکھلاہٹ پورے لاؤنج میں بکھیر دی اسکی دونوں

بگڑی اولادیں

اب ہنس رہی تھیں زیحال نے دونوں کو ایک ایک

نظر دیکھا انکی

ہنسی ایسے ہی برقرار رہنے کی دعا کی

Aqsa Malik novels۔

ڈاکٹر برہان پورا دن ڈیوٹی سے تھک ہار کر اپنے گھر

واپس لوٹے آج ان

کی نائٹ شفٹ نہیں تھی اب انہوں نے خود ہوسپٹل

بات کر کر اپنی

ڈیوٹی ڈے ٹائم کی کروالی تھی ایسا کرنے پر انکو چھ گھنٹے

مزید

دینے پڑ رہے تھے لیکن وہ دے رہے تھے وجہ شاید

زرتشم کا علاج تھا جو

وہ خود کرنا چاہتے تھے سننے والوں کیلئے یہ چھ گھنٹے ایک

عام سی

بات ہو سکتی تھی لیکن ایک ایسے شخص کیلئے جو پہلے

سے بارہ

گھنٹوں کی ڈیوٹی دے رہا ہو اوپر سے چھ گھنٹوں کا مزید

اضافہ جسم

کا جوڑ جوڑ جیسے توڑ گیا تھا

لیکن وہ کر رہے تھے برداشت وجہ وہ خود بھی نہیں

جانتے تھے وہ

گاڑی اپنے چھوٹے سے لگژری ہاؤس کے پورچ میں

کھڑی کرتے نڈھال سے

کندھے ڈھیلے چھوڑے گاڑی سے باہر نکلے رات کی

تاریکی میں انکا یہ

چھوٹا سا خوبصورت گھر ٹمٹماتی ہوئی روشنی میں بے حد

خوبصورت

لگتا تھا لیکن آج یہاں وہ لائٹس نہیں جل رہی تھیں

یہ دیکھ ڈاکٹر برہان کو تھوڑا اچنبھا ہوا وہ متجسس سے اپنی

پینٹ

کی جیب سے چابی نکالتے دروازہ کھول کر اندر جیسے ہی

داخل ہوئے

انکے قدموں میں ٹوٹے ہوئے گملے نے انکا پرتپاک

استقبال کیا انہوں نے

اس پر نگاہ ڈالی اور کرتے کرتے انکی نگاہ اپنے سٹائلش

سے ڈرائنگ

روم میں گھوم گئی جہاں اس وقت ہر چیز تہس نہس
پڑی تھی
ایک بلب کی روشنی میں انہیں اپنے گھر کی بکھری
حالت بخوبی
دکھائی دے رہی تھی
صوفوں کی بے ترتیبی، کشن زمین پر یہاں وہاں پڑے،
واس زمین پر
چکنا چورا نکے ڈرائنگ روم کی ٹرانس پیرنٹ دیوار بھی
اس وقت

زمین پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بکھری حالت

میں پڑی تھی

کرٹنز تک زمین بوس ہو چکے تھے ونڈوز ٹوٹی ہوئی

تھیں

یہ سب دیکھ کر بھی انہوں نے کسی قسم کا کوئی تاثر

نہیں دیا بلکہ

ان سب سے گزر کر وہ کچن میں آئے جہاں سارے

کانچ کے برتن زمین

پر ٹوٹے پڑے تھے

غرض کے پورا اپارٹمنٹ اس وقت تباہی کی نظر ہوا پڑا

تھا

انہوں نے گہرا سانس خارج کرتے اپنے سر کی پشت پر

ہاتھ پھیرا اور

کوٹ اتار کر اسٹینڈ پر ڈالتے اپنے کف لنکس کھولنے

لگے

دونوں آستینیں موڑ کر انہوں نے پہلے صوفے ترتیب

سے رکھے پھر کشن

اٹھا کر انکی صحیح جگہ پر رکھا

پھر دھیرے دھیرے کرٹنز اٹھا کر واپس سے لگائے

اور ساتھ موبائل

نکال کر کارپینٹر کو فون کیا

اسے اپنے گھر کا ایڈریس بتا کر پھر سے اپنے گھر کی

حالت درست کرنے

لگے جتنے وہ تھکے ہارے آئے تھے آگے آکر یہ سارا کام

مزید اسکے جوڑ

جوڑ سے چیخیں نکلوا گیا تھا لیکن وہ پھر بھی مطمئن سے

سب کام

کرتے باتھ روم گئے اور فریش ہو کر اپنے ڈرائنگ

روم میں عیشا کی نماز

ادا کی

ان کے نماز پڑھتے تھوڑی دیر گزری ہی تھی کہ

کارپینٹر بھی پہنچ گیا

اسکے ساتھ لگ کر انہوں نے اپنے گھر کو پھر سے

ریپئیر کروایا جب تک

وہ کام کرتا رہا تب تک وہ آنلائن برتن آرڈر کرنے

لگے

تین گھنٹے کے اندر اندر وہ اپنے لئے کھانا بنا کر بیٹھے ڈنر

کر رہے تھے

صرف اتنی سی بات تھی انہیں کھانا کھاتے ہوئے اپنے

آپ میں ہی ہنسی

آ رہی تھی

وہ اچھے سے جانتے تھے کہ یہ کس کا کام ہے لیکن وہ یہ

نہیں جانتے

تھے کہ آگے بھی ڈاکٹر برہان ورک ہیں ایک پر سکون

پر اعتماد شخص

انکے سامنے کوئی انکے گھر کو بھی ڈھا دیتا تو وہ سینے پر

ہاتھ

باندھ کر اسے دیکھتے رہتے

پتہ نہیں زر تشم کے معاملے میں سارا اطمینان کہاں

چلا جاتا تھا

وہ ڈنر کر کر اپنا لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گئے نیند تو اب

آنی نہیں تھی

کیونکہ انکو زر تشم کی فائل ریڈ کرنی تھی

وہ کافی سالوں سے تشدد کا شکار ہو رہی تھی اب سٹیج یہ

آگیا تھا کہ

اسکے گردے جلد کام کرنا چھوڑ سکتے تھے وہ اندر سے

کافی حد تک

ختم ہو چکی تھی اور اسکی وجہ وہ دو بھائی تھے جنہوں

نے ایک

معصوم جان پر اس قدر تشدد کیا

لیکن اب ڈاکٹر برہان کے پاس اسکا کیس تھا وہ اسے ہائی

ڈوز دیتے جلد

ریکوری کی طرف لا رہے تھے یہ اتنا آسان نہ تھا
لیکن مشکل بھی

نہیں تھا وہ وقت لگا کر زر تشم کو واپس زندگی کی طرف
لا سکتے تھے

Aqsa Malik novels --

وہ رات تک کمرے سے باہر رہی جیسے کمرے میں
جانے کی ہمت نہ ہو

رہی ہو وہ خود پہلے یہ سب چاہتی تھی لیکن جب سے
یاقوت نے اپنے

منہ سے یہ بات کہی تھی تب سے مشی کو نجانے کیوں

بس رونا آرہا

تھا وہ ہمت کرتی روم میں جیسے ہی داخل ہوئی اسکی نظر

یاقوت پر

پڑی وہ وارڈروب میں گھسا اپنی ساری فائلز بیڈ پر

پھینک رہا تھا

جیسے ان میں اپنی مطلوبہ فائل ڈھونڈ رہا ہو لیکن مل نہ

رہی ہو

اسے پریشان دیکھ مشی فوراسے آگے آئی اور بیڈ کی

حالت دیکھنے

لگی

کیا ہوا۔۔۔کیا ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔اور یہ بیڈ کی حالت

کیا کر دی۔۔۔؟ اسکا

انداز ڈپٹنے والا تھا یاقوت نے چہرہ باہر نکال کر اسے

دیکھا پھر بیڈ

کو

سوری۔۔۔میں ابھی ٹھیک کر دیتا ہوں۔۔۔" کہتے وہ

بیڈ کے پاس آتا ساری

فائلز سمیٹنے لگا کسی نے اس وقت مشی کے دل کو مٹھی

میں جکڑا

تھا

رہنے دو۔۔۔میں کر دونگی۔۔۔" اسے لگا تھا وہ

جھگڑے گا یا اسے چھیڑے

گا لیکن اس نے ایسا کوئی رد عمل نہیں دیا بلکہ بنا کچھ

بولے خاموشی

سے ساری فائلز سمیٹ گیا

وہ پھر سے وارڈروب میں گھس کر وہی فائل

ڈھونڈنے لگا

مجھے بتادو میں ہیلپ کردونگی۔۔۔"وہ بے چین سی

ہوتی اسکے

پیچھے آ کھڑی ہوئی

نہیں میں کرلونگا۔۔۔تم ریسٹ کرو۔۔۔"وہ

سرسری سے لہجے میں بولتا

اپنے کام میں مصروف رہا اسکی بات پر مشی کا چہرہ

سرخ ہونے لگا

مطلب وہ اسے خود سے دور کر رہا تھا مشی کو اس وقت

کم از کم یہی

لگ رہا تھا

وہ فائل ڈھونڈ کر سیدھا کاؤچ پر بیٹھ گیا اور لیپ ٹاپ

آن کر کر اس

فائل میں کچھ لائنز مارک کرنے لگا مشی وہی بیڈ پر

بیٹھتی اسے

تکنے لگی چہرہ ضبط کے مارے سرخ ہو رہا تھا

یاقوت سے اسکی نظریں خود پر برداشت نہیں ہوئی تو

وہ لیپ ٹاپ اور

فائل اٹھا کر کمرے سے باہر نکلنے لگا جب اسے باہر

جاتے دیکھ مشی

بے چین سی ہوتی اٹھ کھڑی ہوئی

ک۔۔۔ کہاں جا رہے ہو۔۔۔؟ اسکے انداز میں الجھن

سی تھی یاقوت رک گیا

تھا لیکن اسکی جانب مڑا نہیں

باہر کھلی ہوا میں۔۔۔" وہ نارمل لہجے میں جواب دیتا بنا

اسکی جانب

دیکھے باہر جانے لگا تھا کہ مشی نے پھر سے روک لیا

ی۔۔۔یہاں۔۔۔یہاں کیا ہوا۔۔؟ اسے خود لگ

رہا تھا جیسے وہ اب رو دے

گی

دم گھٹ رہا ہے میرا۔۔۔" یہ الفاظ نشتر کی طرح مشی

کے دل پر لگے تھے

جواب دے کر وہ چلا گیا تھا لیکن اسکے الفاظ مشی کو

اپنے حصار

میں جکڑ چکے تھے وہ وہی کھڑی خالی دروازے کو

دیکھتی رہی

وہ کافی دیر یونہی کھڑی رہی

یاقوت باہر لان میں اسی سوئمنگ پول کے کنارے آ

کر بیٹھتا اپنا کام

کرنے لگا جب اسے اپنے پیچھے سے چھنک کی آواز آئی

یہ چوڑیوں کی

آواز تھی اور کس کی وہ یہ بھی اچھے سے جانتا تھا لیکن

مڑا نہیں

مشی نے اسکے لئے کافی بنائی تھی وہی لا کر دھیرے

سے یاقوت کے

قریب رکھ دی

پی لینا۔۔۔ تمہیں انرجی ملے گی۔۔۔" وہ بجھے بجھے

سے لہجے میں

بولتی جانے ہی لگی تھی جب یاقوت کی آواز پر اسکے

قدم وہی زنجیر

ہو گئے

زمل سے کہیں میرے لئے چائے تو بنا دے۔۔۔" وہ

فون پر یقیناً زیحال سے

مخاطب تھا

تو آپ بنا دیں وہ زیادہ انرجی دے گی مجھے۔۔۔" وہ

مبہم سا مسکرا کر

جواب دے رہا تھا یقیناً زیحال نے اس سے کہا ہو گا

"میں بنا دیتا ہوں"

مشی وہی کھڑی سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ اسے

دیکھتی رہی

یہ ک۔۔۔کافی۔۔۔؟اسکی آواز بھیگنے لگی تھی وہ خود

پر کڑا ضبط کئے

کھڑی تھی یاقوت نے فون بند کرتے اسکی کافی کے

مگ کی جانب

دیکھا

مجھے چائے کی طلب ہے یہ لے جاؤ تم۔۔۔"اسکا انداز

جتنا نارمل تھا اتنا

ہی مشی کے دل کو تکلیف پہنچا رہا تھا لیکن وہ کیا جانے

وہ خود

کتنی تکلیف میں تھا کہ اسکی آواز ہی بند ہو گئی تھی

تت۔۔۔تو میں چائے۔۔۔"مشی کچھ کہنے لگی تھی کہ

یاقوت نے بیچ

میں ٹوک دیا

نہیں بس زمل یا کوئی اور بنا دے گا۔۔۔تم فکر مت

کرو۔۔۔ریسٹ کر

لو۔۔۔"اسکی بات پر وہ چیخ کر اسے بتانا چاہتی تھی کہ

وہ کتنا ریسٹ

کرے پورا دن زمل اور کومل نے اسے زیادہ کچھ

کرنے نہیں دیا تھا

اب بھی وہ اسے اپنے کاموں سے روک رہا تھا

مشی اپنے آنسوں صاف کرتی سیدھا کمرے میں چلی

گئی یاقوت نے

مڑ کر اسے دیکھا بھی نہیں بس اپنے کام میں مگن رہا

Aqsa Malik novels -

صبح کی پو پھوٹ چکی تھی لوگ نیند سے بیدار ہو چکے

تھے لیکن وہ

جو سوئے تھے وہ نہیں جن کی آنکھیں ایک سیکنڈ کیلئے

بھی بند نہیں

ہوئی تھیں اور ان میں پہلے نمبر پر مشی آتی تھی جو اس

وقت بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی سامنے کاؤچ پر سوتے

ہوئے یاقوت کو

دیکھ رہی تھی وہ رات کے نجانے کس پہر کمرے میں

آیا تھا لیکن آکر

وہ بیڈ کے بجائے کاؤچ پر سو گیا تھا جہاں اپنی فٹ

جسامت کے

باعث وہ پورا ابھی نہیں آ رہا تھا پھر بھی وہ خود کو زبر

دستی

ایڈجسٹ کئے سو گیا تھا

مشی نے اٹھ کر بنا آواز کئے شاور لیا اور اپنے ساتھ

ساتھ یاقوت کے

کپڑے بھی نکال کر پریس کر کر بیڈ پر ٹھیک سے رکھ

دیے وہ تھوڑی

لیٹ اٹھنے کا عادی تھا

اسکے اٹھنے سے پہلے مشی کمرے سے باہر نکل آئ

سامنے ہی بچے

کھیل رہے تھے اور ملازم انکے پیچھے پیچھے انکو پکڑ رہا تھا

وہ صبح

صبح یہ کھیل کھیلنا چاہتے تھے لیکن کوئی تھا نہیں تو زمل

نے ملازم

کی ہی یہ ڈیوٹی لگا دی تھی

مشی جیسے ہی کچن میں آئی سامنے نظر کومل اور زمل پر گئی جو

ناشتے کی تیاری کر رہی تھیں

زمل ۔۔۔ تم کالج نہیں گئی ۔۔۔؟ وہ اچنبھا سا ہوا

جاؤنگی مشی آپی ۔۔۔ بس ایک کلاس لیٹ ۔۔۔" وہ مسکرا کر جواب دیتی

اپنے کام میں مصروف ہو گئی

کیوں۔۔۔ تم جاؤ تیار ہو جاؤ یہ میں کر لو نگی۔۔۔" وہ

کہتی خود کام

کرنے لگی تھی کہ کومل نے اسے روک دیا

نہیں۔۔۔ مشی تم ریسٹ کرو۔۔۔میں ہوں ناں

۔۔۔زمل ٹائم پر کالج چلی

جائے گی۔۔۔" وہ سرسری سے لہجے میں مسکرا کر

جواب دیتی زمل کے

ساتھ باتوں میں لگ گئی

مشی وہی کھڑی دونوں کو دیکھنے لگی اسکا دل کیا رو دے

وہ واپس

سے کمرے میں آگئی جہاں یاقوت جاگ چکا تھا نہ

صرف جاگ گیا

تھا بلکہ اپنی شرٹ خود پریس کرنے کی کوشش کر رہا

تھا

یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔میں نے یہ شرٹ کر تو دی

پریس۔۔۔"وہ آگے آتی

تھوڑے بپھرے انداز میں بولی

مجھے آج یہ پہننی تھی تم نے غلطی سے وہ کر دی خیر

میں کر رہا ہوں

تم بے فکر رہو۔۔۔''وہ تقریباً گر چکا تھا کرتے وہ

شرٹ لے کر باتھ روم

میں گھس گیا اب تو وہ شرٹ باہر آ کر پہنتا تھا لیکن آج

شرٹ بھی

اندر ہی لے گیا تھا اسکا خود سے یوں جھجھک محسوس کرنا

مشی کے

لئے تکلیف کا باعث بن رہا تھا

وہ وہی کھڑی رہی جب تک یاقوت پوری طرح سے
فریش ہو کر باہر
نہیں نکل گیا وہ بھی اسکے ساتھ ہی بریک فاسٹ کیلئے
ڈائننگ ٹیبل پر
آگئی تھی
آج برلاس بھی جائے گا آفس۔۔۔گھر رہ کر۔۔۔اتنی
الٹی حرکتیں ہی ہوتی
ہیں۔۔۔"کومل کی بات پر برلاس نے دانت بھینچ کر
اسے دیکھا

باقی سب اپنے اپنے ناشتے میں مصروف رہے جب

یاقوت نے سب کو

اپنی جانب متوجہ کیا

بھائی۔۔۔آپ نے بات کی۔۔۔؟اسکے سوال پر

ماحول میں ایک فسوں

خیزی سی چھاگئی لیکن مشی کا رنگ یکدم سے سفید پڑ

گیا

نہیں۔۔۔آج زمل اور کومل جاکر دیکھ آئیں گی

۔۔۔"زیحال سرسری سے

لہجے میں جواب دیتا زامل زالے کو ناشتہ کروانے لگا

دیکھنے کی کیا ضرورت ہے جیسی بھی ہے آپ بس نکاح

کی بات کر

لیں۔۔"اسکا انداز آج سچ میں جان لیوا تھا مشی کے

چہرے سے لگ

رہا تھا وہ رونے والی ہے

اس وقت کوئی بھی مشی کی جانب متوجہ نہیں تھا تب
ہی اسکی
آنکھوں میں جمع ہوتا عرق کسی کو دکھائی نہیں دیا وہ
اٹھ کر اپنے
کمرے میں چلی گئی جب اسے ایسے جاتے دیکھ کومل
اور زمل بے چین

سی ہوتی اٹھنے لگی تھیں کہ زیحال کے سپاٹ تاثرات

دیکھ دونوں

چپ چاپ واپس بیٹھ گئیں

اگر وہ گونگی ہوئی تو۔۔۔بھائی کا تو فائدہ ہو جائے گا

۔۔۔پٹر پٹر نہیں

سننی پڑے گی۔۔۔" برلاس کی زبان ٹک سے پھسلی

اور سب کی جانب

دیکھا جو اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی دنیا کا

آٹھواں

عجوبہ ہو

آ۔۔۔ مم۔۔۔ میں تو جوک مار رہا تھا۔۔۔" وہ جلدی

سے کان پکڑتے اپنی

پلیٹ پر جھک گیا اس کے ساتھ ایک باؤل میں کچے

انڈے رکھے تھے جن

کو دیکھ دیکھ کر زمل کو تو الٹی آنے کو ہو گئی تھی وہ ایسے

ہی

ناشتے میں کچے انڈے پیتا تھا تب ہی جسامت میں

ماشاءاللہ سے سب

بھائیوں کو سوائے زیحال کے مات دے چکا تھا زیحال

کی ٹھوس

کسرتی جسامت جس میں تھوڑا ہاتھ جم کا تھا ورنہ وہ

پٹھان تھا بنا

جم کے بھی برلاس کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر پٹخ سکتا تھا وہ

جسامت

میں فٹ اور ہینڈ سم لگتا تھا

جوک کی جگہ جوتا لگا تو کیسا رہے گا بتا۔۔۔" پامیر کی

بات پر برلاس

نے اسے ترچھی نگاہوں سے گھور کر دیکھا

یاقوت آج شام کو ڈیل کرنے تم جاؤ گے

۔۔۔"زیحال نے کھانا کھاتے ہوئے

اسے مخاطب کیا

جی بھائی اوکے۔۔۔"وہ سرسری سے لہجے میں جواب

دیتے اپنے کھانے

پر جٹ گیا ایک دم خاموش چہرہ بھی بے رونق سا تھا

بچے اسکے پاس

آرہے تھے لیکن وہ آج ان سے ویسے نہیں کھیل پایا

جیسے کھیلتا تھا

زامی تو اسے ایسے دیکھ ناراض ہی ہو کر ہشو مطلب کٹی

کر کر چلا گیا

تھا

وہ جیسے جیسے بڑے ہو رہے تھے انکی حرکتیں اور بھی

کیوٹ ہوتی

چلی جارہی تھیں عبدل باری نے اب تک ایسی کوئی

حرکت شروع

نہیں کی تھی وہ خاموش طبعیت کا بچہ معلوم ہوتا تھا خدا

کرے وہ

ایسا ہی رہے کیونکہ تباہی مچانے کیلئے ایک ہی نام کافی

تھا" زامل

زیحال خان آفندی"

سب اپنا اپنا ناشتہ ختم کرتے دھیرے دھیرے سے

سیٹ چھوڑ کر جانے

لگے لیکن زمل زیحال وہی بیٹھے تھے زیحال دونوں

ہاتھ ٹیبل پر رکھے

گہری لودیتی نظروں سے اپنی گلالے کو دیکھ رہا تھا جو

کرسی پر

بیٹھی جھک کر بچوں سے محو گفتگو تھی اسکی نظر بھی

دھیرے سے

زیحال کی جانب اٹھی جس پر زیحال نے ایک آبرو

اچکا کر اسے

دیکھا

کیا۔۔۔؟ اسے ایسے دیکھتے دیکھ زمل نے بھی جھٹ

سے پوچھا

آج منڈے ہے میرے خیال سے،۔۔توآپ کالج

تشریف لے جانا پسند کریں

گی یا مجھے ہی یہ کرنا پڑے گا۔۔۔"اسکا انداز بے حد

نارمل تھا کالج

کے نام پر زمل کا چھوٹا سا منہ نکل آیا

ہمیں تو لڑکی دیکھنے جانا ہے ناں۔۔۔؟بہانہ تو ایسے بنایا

جیسے وہ اس

کے حلق میں بیٹھا کب سے اجازت مانگ رہا تھا ما لکن

میں باہر

آؤں

تمہاری سوکن نہیں ہے وہ جو اتنی دلچسپی لے رہی ہو

۔۔۔جا کر اچھے

بچوں کی طرح تیار ہو جاؤ۔۔۔"اسکی پہلی بات پر زمل

نے آنکھیں بے

ساختہ پھیلی جسے دیکھ زیحال کو اپنی شامت آتی دکھائی

دی

ہممم۔۔۔تم تیار ہو جاؤ۔۔۔میں ایک امپورٹنٹ کال

کر کر آیا۔۔۔"وہ اٹھ

کرزمل کے گال پر بوسہ دیتے باہر لان کی جانب نکل گیا

تم لوگوں کے بابا اب گھر سے نکلنے کے موڈ میں ہیں ۔۔۔"وہ انگلی اٹھائے

زالے سے مخاطب تھی جو ماں کی بات نہ سمجھ کر بھی آگے سے

کھلکھلادی

Aqsa Malik novels۔

وہ کمرے میں آتے سیدھا وارڈروب میں گھسا اور اپنی

شرٹ دیکھنے

لگا جو اسے آج میٹنگ میں پہن کر جانی تھی مشی وہی

بیڈ پر بیٹھی

کراؤن سے ٹیک لگائے اسے دیکھتی جا رہی تھی

اس نے ایک بار بھی مڑ کر اسکی طرف نہیں دیکھا تھا یہ

الگ تکلیف

تھی جو مشی کے دل میں سر اٹھا رہی تھی

یاقوت اپنے لئے شرٹ نکال کر ملازم کو آواز دینے لگا

ایک ملازم فورا

سے پہلے اسکے کمرے میں پہنچ گیا تھا

اسے پریس کروا بھی۔۔۔اور ساتھ میرا سامان لیپ

ٹاپ وغیرہ اینڈ واچ

ریڈی کر کر رکھو میں تھوڑی دیر تک واپس آکر تیار ہو

جاؤنگا۔۔۔"وہ

تائید کرتے مرر کے سامنے آکر بالوں میں برش

پھیرنے لگا اس وقت

وہ سی کن کلر کی پینٹ پر انگوری رنگ کی شرٹ میں

ملبوس کف

موڑے بے حد وجیہہ لگ رہا تھا اسکی گوری رنگت

کی وجہ سے ہر ہلکا

اور تیز رنگ اس پر کھل کر اٹھتا تھا

مشی اسے دیکھتی جب اس نے ملازم کو وہ سارے کام

بتائے جو مشی

کے کرنے کے تھے وہ بے چین سی ہو کر اٹھ کھڑی

ہوئی

اسے کیوں کہا۔۔۔میں کر دیتی۔۔۔''اسکی آواز غم
میں ڈوبی ہوئی تھی
یاقوت کو محسوس ہوا لیکن اس نے ظاہر نہیں ہونے
دیا
تمہیں ریسٹ کرنا چاہیئے۔۔۔''انداز بہت نارمل تھا
لیکن مشی کے تن
بدن میں چنگاری سی بھڑ کا گیا تھا
کونسا ریسٹ۔۔۔کتنا ریسٹ کروں۔۔۔سب ریسٹ
کرنے کا ہی کہہ رہے

ہیں ایسے کونسے پہاڑ توڑ لئے میں نے۔۔۔'' وہ ایک دم سے بپھری تھی

یاقوت نے سرسری سی نگاہ اسکی جانب اٹھائی

پہاڑ ہی تو توڑے ہیں مجھ پر۔۔۔'' لفظ بہت صاف تھے لیکن مطلب ایسا

تھا جسے سمجھ کر مشی کی رنگت یکدم سے فق پڑ گئی تکلیف کے

آثار چہرے پر بخوبی ظاہر ہوئے

وہ اپنی آنکھوں میں آتا عرق واپس سے پی گئی

میں۔۔۔"وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ یاقوت نے ایک

انگلی سے اسے وہی

خاموش کروادیا

مزید نہیں۔۔۔تم جو چاہتی ہو وہی ہو گا۔۔۔لیکن

اسکے بعد مجھ سے کسی

بات کا گلہ نہیں کر سکو گی۔۔۔"اسکی بات کا مطلب

سمجھتے مشی کو

ایسا لگا جیسے اسکی روح اسکے بدن کا ساتھ چھوڑ گئی ہو

وہ کیا کہنا چاہتا تھا سوکن جیسی بلا سر پر لا کر اور کیا ہو

سکتا تھا

وہ اچھے سے جانتی تھی لیکن یہی بات یاقوت کے منہ

سے سن کر تو

گویا جان ہی نکل گئ تھی

مم۔۔۔مطلب۔۔۔ک۔۔۔کیسا گلہ۔۔۔؟زبان

بے اختیار لڑ کھڑانے لگی لیکن

یاقوت پھر بھی نارمل تاثرات لئے کھڑا تھا جتنا وہ

نارمل دکھ رہا تھا

اتنا ہی اندر سے بکھر چکا تھا

تم سوکن برداشت کر سکتی ہو۔۔۔ لیکن میری دوسری

بیوی نہیں لہٰذا

میرے کام نہ کرن عادت ابھی سے ڈال لو میں نہیں

چاہتا اسے کچھ

برا لگے۔۔۔" وہ مشی کی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھتا

کہہ کر کمرے سے

باہر نکل گیا تھا جبکہ اسکے الفاظ اپنے حصار میں مشی کو

بری طرح

سے جکڑ چکے تھے نہ صرف یہ بلکہ وہ بے جان سی ہو تی

بیڈ پر ڈھے

سی گئی تھی یہ الفاظ نہیں صور تھا جو اسکے بدن میں

پھونکا گیا

تھا اسے اپنی بے وقوفی کا احساس تھوڑا سا ہوا

ہاں یہ برداشت تو اسے ہی لانی تھی اپنے اندر کیونکہ

فیصلہ اسکا تھا

تو وہ گلہ کرنے کا اختیار بھی کھو چکی تھی

آنکھوں سے آنسوں تواتر بہنے لگے وہ ایک ہی غیر مرئی نقطے پر نظریں گاڑھے کتنی ہی دیر بیٹھی خاموش آنسوں بہاتی رہی

Aqsa Malik novels۔

آرہاہوں بھئی صبر کرو۔۔۔ تھوڑاسا صبر ۔۔۔"برلاس کے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے اسکے پیچھے بیٹھے تینوں بچے اپنا اپنا ریڈیو آن کر کرا سکے

کانوں کے پردے پھاڑ رہے تھے برلاس کا بھی دل کیا

سب کچھ چھوڑ

چھاڑ کر انکے ساتھ بیٹھ کر وہ بھی دھاڑے مار کر رو

لے

کومل بچوں کو سمبھالنے کیلیۓ رک گئ تھی لیکن اسے

اچانک ہوسپٹل

سے کال آگئ جس کے بعد برلاس نے بڑی خوشی

خوشی انکی زمے

داری اپنے سر لے لی اور اب وہی سر پھوڑنے کا

شدّت سے دل چاہ رہا

تھا

تا۔۔۔فیدو۔۔۔"زامل معصومیت سے بول کر

اپنے ننھے ہاتھوں میں

چہرہ چھپا کر رونے لگا اسکی اس حرکت کو دیکھ برلاس تو

گویا دنگ

ہی رہ گیا تھا

آیا بچے۔۔۔ابھی آیا۔۔۔" وہ دودھ گرم کر رہا تھا

کیونکہ ان نرالے بچوں

کے نخرے جو تھے ٹھنڈا دودھ توپینا گناہ سمجھتے تھے

زامل زالے کو روتے دیکھ عبدلباری پہلے تو خاموش تھا

لیکن پھر اپنا

بھی حصّہ بخوبی ڈالنے لگا

یہ گیس ہی نقلی ہے۔۔۔ سالوں کو چھوڑونگا نہیں

برلاس شاہ کے ساتھ

فراڈ۔۔۔" وہ جل بھن کر بولتے سارا قصور گیس پر

ڈال گیا

تا۔۔۔۔فی۔۔۔۔۔دو۔۔۔" زامل اب اپنی پوری جان

لگا کر چیخا تھا

کہ تب ہی کچن سے کھٹ پٹ کی آواز سن کر مشی فورا

سے وہاں آ

گئی اور پھر جو اسکی آنکھیں پھٹی کچن کی حالت دیکھ کر

جہاں

گلاس کہیں پڑے سلامی پیش کر رہے تھے تو کپ

کہیں چمچ کہیں

غرض کے پورا کچن اس وقت تباہی کی نظر تھا

یااللہ۔۔۔یہ کیا کر دیا۔۔۔کیا رہے ہو یہاں۔۔۔"وہ

فورا سے صلیب کے اس

پار گھوم کر برلاس تک آئی جس کی اچھی خاصی

پرسنالٹی کی

دھجیاں اڑی ہوئی تھی اور اس وقت وہ برلاس شاہ کم

اور راموکاکا

زیادہ لگ رہا تھا کندھے پر رمال لئے اور گول گلے والی

شرٹ کے نیچے

کھلا سا ٹراؤزر کم نکر زیادہ اور پیروں میں فلپ فلاپ

جنگ لڑ رہا ہوں کشمیر کی۔۔۔آپ کو آنا۔۔۔؟ اسکی

طرف سے جواب جل

کٹ کر آیا تھا بھلا اسے وہ تین ظالم سفاک مجاہد نظر

نہیں آرہے تھے

جو اپنے دودھ کے حق کے لئے طالبان بنے ہوئے تھے

جن سے نہ مزاکرات

ہو سکتے تھے نہ ہی انکے خلاف آپریشن کیا جا سکتا تھا

بس اپنا ہی

سر ضرور پھوڑا جا سکتا تھا

ہٹو پیچھے۔۔۔ کچھ کرنا آتا ہے؟ سوائے مستیوں کے

۔۔۔؟ وہ دودھ زیادہ

گرم ہوتے دیکھ اب اسکو ٹھنڈا کر کر ان تینوں کی فیڈر

میں ڈال رہی

تھی برلاس نے گھور کر اسے دیکھا

آپ کو کچھ آتا۔۔؟ سوائے میرے معصوم بھائی کا

دل جلانے کے۔۔"اس

نے بھی حساب فورا بے باک کیا تھا لیکن غلط وقت پر

مشی مڑی نہیں

تھی لیکن دل مٹھی میں آگیا تھا

بچارے کل آفس میں سارا دن بھوکے رہے آج صبح

بھی زیحال بھائی

کی ڈانٹ سے بچنے کیلئے دو چار نوالے زہر مار کئے میں

جانتا ہوں پکا

آپ دونوں کا ہی چھتیس کا آکڑہ چل رہا ہے تب ہی وہ

دکھی آتمہ بنے

گھوم۔۔۔"

برلاس۔۔۔"اسکا جملہ بیچ میں ہی رہ گیا جب

دروازے پر کھڑے یاقوت

کی آواز پر اسکی چلتی زبان کو ایک دم سے بریک لگی

جی بھائی۔۔۔"اسکی آواز پر برلاس تیر کی طرح سیدھا

ہوتے اسکی

جانب مڑا

تمہارا ابھاشن ختم ہو گیا ہو تو مجھے ایئرپورٹ چھوڑ آؤ

۔۔۔"اسکے منہ

سے ایئرپورٹ کا نام سنتے مشی نے بے ساختہ اسکی

جانب دیکھا

ایئرپورٹ کیوں۔۔۔؟ برلاس خود بھی نہیں سمجھا

تھا

جہاز خراب ہو گیا اسے ٹھیک کرنا ہے۔۔۔"انداز

نارمل لیکن طنزیہ تھا

برلاس نے سر جھکا کر آنکھیں اٹھا کر اپنے میسنے بھائی

کو

گھورا

ڈرائیور جا سکتا تھا لیکن تمھیں بھائی نے آفس بلایا ہے

۔۔۔اس لئے وہی

سے سیدھا آفس چلے جانا۔۔۔" وہ نہایت سنجیدگی

سے اپنی بات کو

ایکسپلین کرتے وہاں سے چلا گیا برلاس نے فورا اسے

مشی کی طرف

نگاہیں گھمائی

دیکھا۔۔۔بول کر ایسے گئے جیسے میری روٹھی محبوبہ

ہوں اور میں

جا کر اب انکو منا لونگا۔۔۔"وہ جل بھن کر بولتا خود

بھی اسکے پیچھے

ہو لیا

مشی اسکی بات پر نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا پڑی واقعی

برلاس شاہ

کا مطلب چہروں کی مسکراہٹ تھا

مشی نے تینوں کو فیڈر دی اور انکے سٹر الر گھسیٹ کر
باہر لے آئ گھر
میں کوئی نہیں تھا اس وقت سوائے اسکے اور بچوں کے
بچے بھی
اب سکون سے دودھ پی رہے تھے وہ وہی بیٹھی یک
ٹک تینوں کو
دیکھے گئ وہ تینوں ہی اسکی آنکھوں کی ممتا کو ٹھنڈا
کرتے تھے

کوئی کیسے اسے سمجھتا یہ بنگلہ یہ گاڑیاں یہ دولت

شہرت سب کچھ

یاقوت اسے دے چکا تھا لیکن اولاد کے بغیر ایک

عورت خالی ہوتی

ہے یہ اسے کون بتاتا

بیٹھے بیٹھے اسکی آنکھوں میں عرق جمع ہونے لگا جسے وہ

انگوٹھے

کی پور سے صاف کرتی پھر سے بچوں کو دیکھ مسکرا دی

Aqsa Malik novels-

دو پیشنٹ کب سے سامنے بیٹھے سوتے ہوئے ڈاکٹر
برہان کو دیکھ رہے
تھے جو کب سے صرف بھاری سانسیں لیتے گہری نیند
سو رہے تھے یہ
وہ پیشنٹ تھا جس کا علاج کافی ٹائم سے ڈاکٹر برہان ہی
کر رہے تھے
اور اس نے کبھی انہیں اس طرح اپنی ڈیوٹی کے وقت
سوتے ہوئے نہیں

دیکھا تھا جیسے آج وہ اپنی پاور چیئر پر بیٹھے سر دائیں

جانب

ڈھلکائے سو رہے تھے

کیا ہمیں انکو اٹھانا چاہیے۔۔۔؟ان میں سے ایک نے

اپنی مخصوص

زبان میں پوچھا

شاید نہیں۔۔۔یہ کتنی پر سکون نیند سو رہے ہیں

۔۔۔"اس لڑکے کے ساتھ

شاید اسکی ماں تھی جو ڈاکٹر برہان کو ایسے سوتے دیکھ

مسکرادی

اسی وقت نرس انکے آفس میں داخل ہوئی جب اسکی

بھی نظر ڈاکٹر

برہان پر پڑی اسے بھی دیکھ کر اچنبھا ہوا

کیا یہاں سب ٹھیک ہے۔۔۔؟ اسکا بھی لب و لہجہ ان

دولوگوں جیسا ہی

تھا

یقیناً سب ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن ڈاکٹر آج زیادہ سو رہے

ہیں کیا یہ شادی

شدہ ہیں۔۔۔؟ وہ عورت اپنی عمر کے مطابق کافی

تجربہ کار تھی تب ہی

شریر سی مسکراہٹ مسکراتی شرارت سے پوچھنے لگی

مجھے نہیں لگتا ایسا۔۔۔وہ شادی شدہ نہیں ہیں

۔۔۔'' وہ انکی پرسنل

اسسٹنٹ تھی اتنے عرصے سے اسکی جاب ڈاکٹر برہان

کے ساتھ ہی لگتی

تھی اسے کبھی محسوس نہیں ہوا کہ وہ شادی شدہ ہیں نہ کبھی

بیوی ہو سپٹل آئی نہ اسکا کبھی آن ڈیوٹی کبھی فون آیا اور اتنی

سیدھی کسی بھی بیوی نہیں ہوتی جو اپنے شوہر کو اتنے آرام سے

رہنے دے یقیناً وہ غیر شادی شدہ تھے ایسا نرس کو لگا تھا اور اس

تھوڑی سی دیر میں کھڑے کھڑے وہ یہ سب سوچ

چکی تھی

ڈاکٹر۔۔۔آپ کے پیشنٹس آپ کا ویٹ کر رہے

ہیں۔۔۔"نرس نے نہایت

مؤدب انداز میں انکا کندھا ذرا سا ہلا کر انہیں اٹھانے

کی کوشش کی

لیکن وہ تھے کہ ٹس سے مس نہیں ہوئے

ڈاکٹر۔۔۔آپ کے پیشنٹ ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔کیا

آپ اٹھیں گے۔۔۔؟ نہیں وہ

کہاں اٹھنے والے تھے رات بھر زرتشم کی رپورٹس پر

اتنی ریسرچ کی

کہ اب آنکھ زبردستی بند ہورہی تھی انہوں نے بھی

بسم اللہ کرتے

پوری بند کردی اور نیند کی گہری وادیوں میں کھو گئے

وہ اٹھانے کی پوری کوشش کر رہی تھی کہ اسی

وقت ڈاکٹر کومل

انکے آفس میں داخل ہوئی

ڈاکٹر ذرا یہ۔۔۔"وہ کچھ بولنے لگی تھی جب سامنے کا

منظر دیکھ

اسکی آنکھیں بے ساختہ پھیلی ڈاکٹر برہان مست نیند

سو رہے تھے جب

کہ نرس اور دونوں پیشنٹ انکے سر پر کھڑے تھے

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔؟کومل نے خاصے سخت لہجے

میں پوچھا

ڈاکٹر سو رہے ہیں اور ہم انکو اٹھانے کی کوشش کر

رہے ہیں۔۔۔"نرس نے

جھٹ سے اپنی پریشانی بتائی

کومل نے متجسس نگاہوں سے انکی جانب دیکھا اسے

بھی جی بھر کر

حیرت ہوئی کیونکہ یہ منظر وہ بھی پہلی بار دیکھ رہی تھی

لیکن

دیکھ اسے حیرت سے زیادہ شرارت سوجی

اہمم۔۔۔"اس نے زور سے گلا کھنکارا لیکن وہ نہیں

اٹھے"زر تشم آ

گئی۔۔۔" وہ تھوڑی اور اونچی آواز میں بولی زر تشم کا

نام لہروں میں

سفر کرتا انکے کانوں کے زریعے سیدھا دماغ تک پہنچا

جس پر وہ ٹک

سے آنکھیں کھول کر گئے

ک۔۔۔ کہاں ہیں۔۔۔؟ اٹھتے نیند سے بوجھل

آنکھیں پوری کھلی بھی نہیں

تھیں کہ پوچھ پہلے لیا کومل کے ساتھ نرس اور

باقی دو کا بھی

بڑا سا منہ کھل گیا

ڈاکٹر برہان نے سب کو باری باری دیکھا آنکھیں سرخ

لکیروں سے بھری

پڑی تھیں

یو اوکے ۔۔۔ڈاکٹر ۔۔۔؟ کومل نے ایک آبرو اٹھاتے

اچنبھے سے پوچھا

ام۔۔۔ی۔۔۔یاہ۔۔۔ایم اوکے۔۔۔"وہ صحیح کچی

نیند سے اٹھ کر گڑ بڑا گئے

تھے

کہاں ہیں زرتشم۔۔۔؟انکو اب تک نہیں پتہ چلا کہ

انکے ساتھ ہوا کیا تھا

نرس اور باقی سب نے اپنی اپنی ہنسی دبائی

اپنے گھر۔۔۔فلحال آپ ان کو دیکھ لیں گے۔۔؟وہ

انکی حالت کے مزے

لیتی زچ کرنے والے انداز میں بولی ڈاکٹر برہان نے

جھٹ سے انکی

جانب دیکھا ایسے جیسے کہہ رہے ہو "خیریت؟"

وہ انہیں کچھ فائل دکھانے آئی تھی ایک پیشنٹ کی

رپورٹ جو اکثر

سب ڈاکٹرز مل کر کرتے تھے اگر کسی پیشنٹ کا کوئی

کیس سمجھ نہ

آتا تو سب بیٹھ کر اس پر اپنی اپنی رائے دیتے لیکن

یہاں ڈاکٹر برہان

کا ہی ایکسپیرنس کافی تھا تب ہی وہ صوفے پر بیٹھی انکا

انتظار

کرنے لگی

وہ دونوں کو فارغ کر کر اپنی پاور چیئر کی پشت سے ٹیک

لگا کر ہی

بیٹھے تھے کہ نظر کومل پر گئی وہ تھوڑی کے نیچے ہاتھ کا

مکا بنائے

بیٹھی انہیں ہی یک ٹک دیکھتی جا رہی تھی

از ایوری تھنگ او کے ڈاکٹر کومل ۔۔۔؟ وہ اسکی

نظروں سے تھوڑے

جھینپنے سے لگے تھے

سیم کو سچن۔۔۔کیا سب ٹھیک ہے۔۔۔؟وہ بھی انہی

کے انداز میں

پوچھتی اپنی جگہ سے اٹھی اور سامنے کرسی پر آبیٹھی

ج۔۔۔جی لیکن آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔۔۔"وہ

اب تک سارے معاملے سے

بے خبر تھے

آپ کی فیملی کہاں ہیں۔۔۔؟یہ اچانک سوال تھا جس

پر ڈاکٹر برہان

تھوڑے کنفیوز سے ہونے لگے

پاکستان میں۔۔۔آپ شاید جانتی ہیں۔۔۔"ہاں وہ

اسے اپنے بارے میں بہت

کچھ بتا چکے تھے

ھمم۔۔۔بلالیں پھر۔۔۔اکیلے جاتے ہوئے آپ اچھے

تھوڑی لگے گے۔۔۔"اگر

کہیں وہ تمہید باندھ رہی تھی تو غلط نہ تھا وہ بات کو گول

کرتی

ڈاکٹر برہان کا دماغ بھی گھما رہی تھی

اکیلے۔۔۔؟اچھا۔۔۔اور کہاں جاتا اچھا نہیں لگونگا

اکیلے۔۔۔"وہ کس

معصومیت سے پوچھ رہے تھے کومل کو ان پر ہنسی آئ

یہ شخص اپنے

کام میں جتنا ماہر تھا اصل زندگی میں اتنا ہی سادہ بھی

تھا

اپنے رشتے کیلیئے۔۔۔"وہ جو فائل پر جھکنے ہی لگے تھے

ٹرانس کی سی

کیفیت میں سر اٹھا کر کومل کو دیکھنے لگے آنکھوں کا

رنگ گہرا

ہوا

زرتشم کے گھر۔۔۔"اس نے اپنا جملہ جیسے ہی مکمل کیا

ڈاکٹر برہان کے

گال تھوڑے سے تپ اٹھے جو کومل کو بخوبی محسوس

ہوئے تھے

ک۔۔۔کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔ٹھیک ہیں

۔۔۔؟ گڑبڑا وہ خود گئے تھے اور

کنفرم کومل سے کر رہے تھے

میں تو ٹھیک ہوں۔۔۔آپ ٹھیک نہیں رہے

۔۔۔مان لیں ڈاکٹر برہان۔۔۔ بات

ہمدردی سے ہمدرد تک پہنچ رہی ہے۔۔۔"وہ ذو معنی

انداز میں بولتی

اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اسکے اٹھتے ڈاکٹر برہان کا

سر بھی اوپر

اٹھا

یہ فائل ریڈ کر کر مجھے اپنی قیمتی رائے سے ضرور آگاہ

کیجئے گا۔۔۔"

وہ مسکرا کر بولتی انکے آفس سے باہر نکل گئی اسکے

جاتے ڈاکٹر

برہان کی نگاہوں کا ارتکاز ٹوٹا وہ پلکیں دھیرے سے

جھپکاتے ٹیبل پر

پڑی ہر چیز دیکھنے لگے اسکے الفاظ سادہ تھے لیکن ڈاکٹر

برہان کو بڑی

گہری الجھن میں ڈال گئے تھے

"بات ہمدردی سے ہمدرد تک پہنچ رہی ہے" الفاظ

پھر سے انکی

سماعتوں میں بازگشت کرنے لگے اسی کے ساتھ انکو

زرتشم کا ہاتھ

اپنے ہاتھ میں یاد آیا پھر اسکا وہ معصوم چہرہ

وہ نہیں جانتے تھے لیکن وہ اس وقت صرف اسے ہی

سوچتے جارہے

تھے جب انکے آفس کا دروازہ ناک ہوا اور نرس ذرا

سا دروازہ کھول کر

اندر آئی

ڈاکٹر آپ کی پیشنٹ مس زر تشم آئی ہیں

۔۔۔"سونے پر سہاگہ اسی وقت

اسکا نام سن کر انکی آبروا ٹھی

نرس جا چکی تھی لیکن وہ ویسے ہی بیٹھے رہے کتنی دیر وہ

سوچتے

ہی رہے تھے

Aqsa Malik novels ۔

زمل بچوں کو لے کر لان میں آگئی تھی شام کی چلتی یہ

ٹھنڈی

ہوائیں اسے پر سکون کر رہی تھیں بچے اپنے اپنے

کھیل میں مصروف

تھے زامل تو کیاریوں میں لگے پھول دیکھ کر انکو

توڑنے کی کوشش

میں تھا جبکہ زالے اس نرم گھاس پر بیٹھی اپنی ننھی

مٹھیوں

میں بھر بھر کر اسے توڑ رہی تھی اور ساتھ ہی اس مٹی

کو کھا بھی

رہی تھی جس کا منہ بولتا ثبوت اسکا اپنا چھوٹو سا منہ تھا

وہ اس

وقت مٹی سے بھر اپڑا تھا وہ یہ کارنامہ اکیلی سر انجام

نہیں دے رہی

تھی اسکا بولنے والا گڈا بھی اسکے اس کارنامے میں برا

بر کا شریک

تھا

وہ خود بھی کھا رہی تھی اور اسے بھی کھلا رہی تھی جو وہ

چیپر

چیپر کرتا مزے سے کھا بھی رہا تھا زامل کا رخ ڈوبتے

ہوئے سورج کی

جانب تھا

چیا۔۔۔دامی۔۔۔ہاہ۔۔۔"زامل اس پودے کے اوپر

بیٹھی ننھی سی پیاری

سی کلر فل چڑیا کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے اپنی

جانب بلانے کی

پوری کوشش کر رہا تھا لیکن چڑیا بھی چالاک تھی تب

ہی اس فتنے

بچے کے ہاتھ نہیں لگی جانتی ہو گی وہ اسے بھی اپنے کیو

ٹ سے منہ

میں لے جائے گا

چیا۔۔۔ مما۔۔۔۔ چیا۔۔۔" وہ جب نہ آئی تو وہ اپنی

ماں کو آوازیں دینے لگا

اسے غصّہ آ رہا تھا بھلا وہ چڑیا اسکی بات سمجھ کیوں نہیں

رہی

تھی

اے۔۔۔چیا۔۔۔ہپ۔۔۔دندی(اے چڑیا ہپ

گندی)۔۔۔"وہ جب نہ آئی تو اسے

ہی گندا بول کر وہ بھی زالے عبدلباری کے پاس آ گیا

زمل اتنی گم تھی کہ کب وہاں زیحال آیا اور کب اسے

پیچھے سے اپنی

بانہوں میں بھرا اسے پتہ ہی نہیں چلا

کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔؟ وہ اپنی تھوڑی ذرا سا جھک کر

زمل کے کندھے پر

ٹکاتے شریر لہجے میں پوچھنے لگا زمل نے پر سکون سی

سانس اپنے

اندر اتارتے اپنی بیلی پر رکھے اسکے دونوں ہاتھوں پر

اپنے ہاتھ

رکھے

یہ سورج۔۔۔اسکے ڈوبنے کا منظر کتنا خوبصورت ہے

ناں ہبی۔۔۔"وہ اب

بھی اسی منظر میں کھوئی ہوئی تھی

ہاں لیکن مجھ سے کم۔۔۔" زیحال کی بات پر زمل نے

ذرا سا چہرہ

موڑا

آپ سے کیسے۔۔۔؟ وہ واقعی نہیں سمجھی تھی

مجھ سے ایسے۔۔۔جب میں تم میں ڈوبنے لگتا ہوں

۔۔۔" وہ دھیرے دھیرے

اپنے ہونٹ اسکے کندھے سے گردن تک لے جانے

لگا اسکی اس جان لیوا

جسارت پر زمل کے پل میں رونگٹے کھڑے ہونے

لگے وہ جھرجھری سی

لے کر مڑتی اسکے حصار میں کھڑی ہوگئی

زیحال کے دونوں ہاتھ اسکی نازک کمر پر بندھے تھے

جن پر پیچھے کی

جانب زور دیے زمل پوری اسکے سہارے کھڑی تھی

رومانس کر کر تھکتے نہیں۔۔۔؟ پوچھتے ہوئے اپنے گال

شرم سے دہک

اٹھے تھے

بلکل نہیں۔۔۔بیوی تم جیسی ہو تو بندہ کمرے کا

دروازہ ہی نہ

کھولے۔۔۔"اسکی اتنی کھلی بے باک بات پر زمل کی

ہیزل آنکھیں ایک

دم سے پھیلی پھر اگلے ہی پل زیحال کے سینے پر مکا جڑ

دیا

آپ بہت بے شرم ہیں ہٹیں پیچھے۔۔۔بچے دیکھ رہے

ہیں۔۔۔"ان سے خود

کو اس ظالم خان سے بچانے کیلئے ان معصوموں کا سہارا

لیا جو پوری

دلجوئی سے لان میں گڑھا کرنے میں مگن تھے اور مٹی

کہاں جا رہی

تھی انکے پیٹ میں

بچے دیکھ بھی لیں تو کیا کر لیں گے۔۔۔اٹھا کر پھینک

دونگا ایک ایک

کو۔۔۔کوئی بیچ میں تو آئے۔۔۔"اسکی جیلسی بھانپتے

اندر ہی اندر رزمل

کو کھل کر ہنسی آئی لیکن باہر سے صرف گھور ہی سکی

اور میں آپ کو پھینک دونگی۔۔۔"یہی دھمکی پاشی کی

کام کر جاتی

تھی

اٹھانا ذرا۔۔۔"زیحال پیچھے ہو کر دونوں ہاتھ کھولے

اسے سچ میں

اٹھانے کا چیلنج کرنے لگا زمل توہکا بکا سی ہو کر اسے

دیکھنے

لگی

اٹھاؤناں وائفی کم آن۔۔۔"اسے یونہی کھڑے دیکھ

اس نے بھنویں

مٹکاتے اسے جیسے کھل عام للکارا زمل جب کچھ نہ بولی

توزیحال کی

مسکراہٹ گہری ہوگئ

تم نہیں لیکن میں ضرور اٹھا سکتا ہوں۔۔۔"اس نے

ایک ہی جست میں

آگے آتے زمل کو اپنی بانہوں میں بھر لیا اور گول

گول گھمادیا

ہبی۔۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔۔"زمل آسمان گول گول

گھومتے محسوس کرتے

زیحال کی شرٹ زور سے مٹھی میں جکڑے چیخنے لگی

تھی دونوں

کے دلکش قہقہے اس وقت لاؤنج میں گونجتے ماحول کو

مزید

خوبصورت بنا گئے تھے

بیے۔۔۔۔ببا۔۔۔"زامل زالے دونوں نے اپنے ماں

باپ کو جھولے جھولے والا

کھیل دیکھتے خوب تالیاں بجائیں

اب سوچ کر بولنا۔۔۔"زمل کو نیچے اتارتے وہ اپنی

پھولی ہوئی

سانسوں کو بحال کرنے لگا لیکن زمل کا تو سر جیسے

چکرانے لگا تھا

اس سے پہلے وہ گرتی زیحال نے اسے اپنے سہارے

کر لیا اسکا خود پر

کنٹرول تھا لیکن زمل کا نہیں

میرا سر۔۔۔۔" وہ سر پکڑے روہانسی ہوتی بولی لیکن

جیسے ہی کچھ

ہوش سمبھلا زیحال کو گھور کر دیکھنے لگی وہ بھی موقعے

کی نزاکت

سمجھتا فورا اسے لان میں دوسری جانب کھسک گیا زمل

اسکے پیچھے

پیچھے اور وہ اسکے آگے بیچ میں بچے بھوت بنے اس

کھیل کو

انجوائے کرتے پاگل ہو رہے تھے

خان جی آپ فکر کیوں کرتے ہو۔۔۔وہ ڈر کر آج

نہیں آیا ہو گا اتنا نقصان

کیا تھا کہ اسکی سیلری بھی پوری جائے تب بھی پورا

نہیں کر پائے

گا۔۔۔"وہاج خان کے ساتھ کھڑا ملازم اپنی

مونچھوں کو تاؤ دیتے کس

غرور سے بولا

وہاج خان آفندی اس وقت مرون رنگ کے شلوار

قمیض میں ملبوس

کندھوں پر شال لئے ہوئے تھے بال سلیقے سے جمے

اور خوشبو میں

نہائے ہوئے کھڑے تھے چہرے پر آج الوہی سی

چمک تھی یقیناً اپنے

آدمیوں سے ایسا چھوٹا کام کروا کر وہ بھی اندر ہی اندر

بہت خوش

تھے

لیکن یہ خوشی زیادہ دیر تک نہیں رہ سکی تھی کیونکہ

تب ہی انکی

نظر سامنے سے آتے ہوئے ڈاکٹر برہان پر پڑی جو عام

دنوں کی طرح ایک

دم چست مسکراتے ہوئے درمیان میں ملنے والی سلام

کا جواب دیتے

انکی ہی جانب آرہے تھے

یہ کیا۔۔۔تم تو بولا تھا وہ نہیں آئے گا۔۔۔لیکن یہ تو آ

وہی گیا اور خوش

بھی ہے۔۔۔؟ وہ تڑخ کر اپنے ملازم سے پوچھ رہے

تھے جو خود بھی

ڈاکٹر برہان کو دیکھ گڑ بڑا گیا تھا

خان جی یہ کیسے آگیا۔۔۔ام نے تو اسکے گھر کا حشر نشر

کر دیا

تھا۔۔۔" وہ شدید پریشانی کا شکار ہوا

تم سے ایک کام ڈھنگ کا ہوا آج تک۔۔۔؟ تم بیٹھ کر

بس مکھیاں مارو

ماڑا۔۔"ان کا بس نہیں چلا انکے گھر کی جگہ وہ اس ملا

زم کی حالت

بگاڑ دیتے

نرس انہیں کو لنگ پیک دیں سر گرم ہو رہے ہیں انکے

۔۔۔"ڈاکٹر برہان

قریب آتے زو معنی انداز میں ان سب کی جانب دیکھ

کر بولتے روم میں

داخل ہو گئے جبکہ پیچھے سے نرس "او کے ڈاکٹر" کہہ

کر سچ میں

کولنگ پیک لینے چلی گئی

یہ۔۔۔یہ کیا بول کر گیا ہے۔۔۔؟ وہاج سمجھ کر بھی

انجان بنتے آگ

بگولہ ہونے لگے تھے ملازم جس کو اپنی بے عزتی سمجھ

تو آگئی تھی

لیکن وہاج کو ایکسپلین کرنے کی ہمت نہیں تھی

برہان جیسے ہی اندر داخل ہوئے نظر سامنے بیڈ پر گئی وہ

تو جہاں تھے

ایک پل کیلئے وہی سٹک ہو گئے تھے سامنے کا منظر دیکھ

تو جیسے ان

کا سانس تک رک چکا تھا

سامنے ہی نرس کھڑی بیڈ پر بیٹھی لڑکی کے ہاتھ

پکڑنے کی کوشش کر

رہی تھی جو بار بار ڈر کر اسکے ہاتھ جھٹکتی خود سے دور

کر رہی تھی

ساتھ چیخ چلا بھی رہی تھی آواز میں ہی ایک الگ سی

کپکپاہٹ ایک

الگ ہی خوف چھلک رہا تھا جو سننے والے کو خود ہی با

آسانی

محسوس ہو جائے ایسے ہی ڈاکٹر برہان کو بھی محسوس

ہو رہا تھا وہ

تو گویا اپنی جگہ سے ہی ہل نہیں سکے تھے انکی تمنا تھی

کہ وہ زرتشم

کو ایک بار ہوش میں دیکھیں لیکن اس طرح نہیں

جس طرح وہ اس

وقت ہوش میں تھی

نہیں۔۔۔دد۔۔۔دور۔۔۔"وہ روتی ہوئی مسلسل

اس نرس کی گرفت سے

آزاد ہونے کی کوشش کر رہی تھی کہ تب ہی ڈاکٹر

برہان کو محسوس ہوا کہ وہ اس تگ ودو میں بیڈ کے

بلکل کنارے آچکی ہے

میم ریلیکس۔۔۔۔پلیز۔۔۔"نرس کب سے اسکو

قابو کرتی کرتی اب عاجز

آنے لگی تھی جب اسی اثنا میں زرتشم بیڈ کے کنارے

پر پہنچتی گرنے

ہی والی تھی کہ کسی کے دو مضبوط ہاتھوں نے اسے

کندھوں سے

تھام لیا تھا

گرنے کے ڈر سے زر تشم کا چڑیا سا دل ایک دم سے اچھل کر حلق میں

آتے رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا اس نے ہونقوں کی طرح مڑ کر

پیچھے دیکھا جہاں ڈاکٹر برہان اسے کندھوں سے تھامے کھڑے تھے

اور اسی کے چہرے کو غور سے دیکھتے جا رہے تھے

ریلیکس۔۔۔آپ بلکل سیف ہیں۔۔۔"انہوں نے

اپنے لہجے میں دنیا بھر کی

نرمی شامل کرتے اسے تسلی دی لیکن وہ تو ایسے تھی

جیسے سانس

بھی نہ لے رہی ہو آنکھیں پتھرا چکی تھی دل بھی

رک چکا تھا

ایسے بیٹھیں۔۔۔چلیں۔۔۔"انہوں نے اسی طرح

سہارا دے کر ٹھیک سے

بیڈ پر بیٹھا یازر تشم اب بھی انکے چہرے کی جانب ہی

ہونقوں کی طرح

دیکھے جارہی تھی کہ پل کی پل اسکی آنکھوں میں

خوف امڈ کر

آنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ پھر سے رونے لگی

مم۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے مم۔۔۔مت مارنا۔۔۔" وہ

ہچکیوں میں روتی اپنے

کانپتے ہوئے ہاتھ ڈاکٹر برہان کے سامنے جوڑ گئی اسکے

لہجے میں

گڑ گڑاہٹ تھی جیسے وہ بھیک مانگ رہی ہو ڈاکٹر

برہان اسکی یہ

حالت دیکھ بے اختیار سکتہ میں چلے گئے انہوں نے

کبھی اسے اس طرح

ہوش میں نہیں سوچا تھا وہ انکی سوچ سے زیادہ تشدد کا

شکار

ہو چکی تھی نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی طور پر بھی اسے

کافی وقت

سے ٹارچر کیا جاتا رہا ہے

نہیں۔۔۔آپ کو کوئی نہیں مارے گا آپ بلکل سیف

ہیں۔۔۔دیکھیں اس

جگہ کو۔۔۔نیو ہے ناں۔۔۔"وہ اسے پورا روم

دکھانے لگے زرتشم نے خوف

سے بھری نگاہیں یہاں وہاں دوڑائی ہر چیز نئ تھی

اندھیرا نہیں ہر

طرف روشنی تھی اور اسے اب اسی روشنی سے خوف

آنے لگا تھا وہ

ہر جگہ لائٹس ہی لائٹس دیکھ وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھتی

پھوٹ پھوٹ

کر رونے لگی

مس زرتشم۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟ ڈاکٹر برہان اسے

ایسے روتے دیکھ ایک دم سے

پریشان ہوئے وہ گھٹنوں میں منہ چھپائے پھوٹ

پھوٹ کر روتی چلی

جا رہی تھی

یہ بھی سب حرکتیں ڈاکٹر برہان کے دیے جانے

والے ڈوز کی وجہ سے

تھیں اتنے دن سے انہوں نے اسے کو ہائی ڈوز دیے

تھے وہ انکی وجہ سے

ہی اس حد تک ری ایکٹ کر پا رہی تھی ورنہ وہ زمین پر

پڑی ایک

زندہ لاش سے زیادہ اور کچھ نہیں تھی

ڈاکٹر برہان نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی انہیں شدید

طیش آنے لگا تھا

ان دونوں بھائیوں پر جو اسکی اس حالت کے زمے دار

تھے

انجیکشن دیں مجھے۔۔۔"انکو اسکے علاوہ اور کوئی راستہ

نظر نہیں

آیا اسے یوں دیکھنا انکے لئے تکلیف کا باعث بن رہا تھا

ڈوز ہلکا رکھیں تھوڑا۔۔۔"نرس کو انجکشن تیار کرتے

دیکھ انہوں نے

سختی سے تنبیہہ کی نرس نے انکے کہے مطابق ڈوز اتنا

رکھا کہ زر تشم

کا جسم تھوڑا سن ہونے لگے لیکن وہ پوری طرح سے

بے ہوش نہ

ہو

ن۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔" وہ انجکشن سے

خوف

زدہ ہوتی پیچھے کی جانب کھسکنے لگی لیکن پیچھے ڈاکٹر

برہان

کھڑے تھے جس کے وجود سے وہ بے ساختہ جا

ٹکرائی انہوں نے

نظریں نیچے کرتے اسے دیکھا وہ تو ایسے تھے جیسے کوئی

پتھر کی

مورت بدن میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا تھا

ڈاکٹر۔۔۔؟نرس نے اسکی حالت دیکھ پریشان ہوتے

ڈاکٹر برہان کو

پکارا جب انکی نظروں کا ارتکاز ٹوٹتے انہوں نے نرس

کی جانب

دیکھا

مجھے دیں۔۔۔"اس سے انجیکشن لے کر انہوں نے

زرتشم کو دیکھا جس

کی خوف زدہ نگاہیں انجکشن کے ساتھ ہی گھوم کر ڈاکٹر

برہان پر

آٹکی

مس زرتشم۔۔۔آپ کو چڑیا پسند ہیں۔۔۔؟وہ یہ

سوال ایسے کر رہے تھے

جیسے سامنے کوئی چھوٹی سی معصوم بچی بیٹھی ہو لیکن وہ

یہ

بھول گئے تھے کہ اتنے عرصے کا تشدد برداشت

کرتے کرتے وہ زبان سے

پورا جملہ ادا کرنا بھی بھول گئی تھی

اگر وہ کبھی کوئی بات کرتی تو بالاج انکی زبان کو گرم

سلاخوں سے

ایسے جلا دیتا کہ وہ کئی کئی دن صرف درد میں ہی تڑپتی

رہتی

لیکن وہاں اسے صرف درد دینے والے تھے زخم پر

مرہم رکھنے والے نہیں

آج کوئی ایسا ملا تھا جو صرف زخموں کا مرہم تھا تو وہ

اپنے

حواس کھو چکی تھی

دیکھیں کتنے خوبصورت برڈز ہیں دیکھیں

۔۔۔"انہوں نے ہاتھ کے اشارے

سے اسکی توجہ کھڑکی میں بیٹھی چڑیا کی جانب مبذول

کروائی

وہ بھی اس جانب دیکھنے لگی کہ اسی دوران ڈاکٹر برہان

نے پلک

جھپکتے سرنج انکے بازو میں پیوست کرتے ساری دوا

اسکے بدن میں

اتار دی

یہ کام پلک جھپکنے سے بھی کم ٹائم میں ہوا تھا ایسے کہ

زرتشم کو

پتہ بھی نہ چلا اس نے پھر سے ڈاکٹر برہان کو دیکھا جو

اسکی جانب

دیکھتے شریر مسکراہٹ مسکرا رہے تھے

آپ کو انجکشن سے ڈر لگتا تو ہم نہیں لگائیں گے

۔۔۔نرس سارے

انجیکشن لے جائیں ہمیں نہیں چاہیے۔۔۔"انکے

کہنے پر سارے انجکشن

نرس اٹھا کر باہر لے جانے لگی اسے لے جاتے دیکھ

زرتشم کو جیسے

تھوڑا سانس سا آیا انجکشن دھیرے دھیرے اسکی

باڈی میں اپنا اثر

دکھا رہا تھا جس سے وہ دھیمی پڑتی پیچھے تکیوں سے

ٹیک لگا گئی

ڈاکٹر برہان اسے ہی دیکھ رہے تھے

انہوں نے رپورٹس اٹھائی اور اسے غور سے دیکھنے لگے

انہیں زر تشم

میں پہلے کے مقابلے زیادہ تبدیلی نظر آرہی تھی وہ

ریکوور اور بھی

ہو سکتی تھی اگر درمیان میں اسے ہائی ڈوز نہ دئے

جاتے

آپ کا فیورٹ کلر کیا ہے۔۔۔؟ وہ نظریں سرسری سی

اسکی جانب اٹھاتے

دلچسپی سے پوچھنے لگے زرتشم جو اپنی ہی گود میں

رکھے اپنے

ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی انکے سوال پر بے ساختہ نگاہ

اٹھائے انکی

جانب دیکھنے لگی

فیورٹ کلر۔۔۔؟ اسکی نگاہوں میں الجھن بھانپتے

انہوں نے ایک بار پھر

اپنا سوال دہرایا لیکن وہ خالی نظروں سے انہیں

بس دیکھتی

رہی دماغ جیسے مفلوج ہوچکا تھا وہ اب بہت کم سوچنے

کی سکت

رکھ سکتی تھی

ڈاکٹر برہان کو اندازہ ہوا کہ وہ اپنا آپ بھی بھول چکی

ہے انفیکٹ وہ

تو باتوں کو سمجھنے کی صلاحیت تک کھو چکی ہے اس

وقت وہ

آرام سے تھی مطلب اس پر انجکشن کا اثر تھا اور باقی

کچھ نہیں تھا

وہاں سوائے ایک موم کی گڑیا کے جس کی خوبصورتی

پر اب بہت

سے داغ دھبے لگ چکے تھے

وہ اور کچھ رپورٹس دیکھتے زرتشم کا بخار وغیرہ دیکھتے

رہے اسکی

باڈی ٹریٹمنٹ کومل کے حوالے کی تھی جسے بلا کر

انہوں نے زرتشم کو

شاور دلوا کر اسے نیو ڈریس دے دیا تھا وہ بلکل صاف ستھری ہوئی

بیٹھی سب کو اپنے گرد دیکھ رہی تھی کومل اسکے بالوں کو ہیئر

ڈرائیر سے خشک کرتی اسکے بال بنانے لگی

اسے ڈیلی آنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن پتہ نہیں کیوں ڈاکٹر برہان

وہاج کو مجبور کرتے تھے کہ وہ اسے لائیں شاید وہ اسے دیکھنا چاہتے

تھے اسکا دیدار کرنا چاہتے تھے یا پھر اب یہ دیکھنا چاہتے

تھے کہ وہ

ظالم سفاک درندے اب اس معصوم کے ساتھ تو ویسا

کچھ نہیں کر

رہے

پیاری لگ رہی ہو۔۔۔"کومل نے زرتشم کے بالوں

کی فرینچ سٹائل بناتے

ڈاکٹر برہان کی جانب دیکھا جو ابھی ہی باہر سے آئے

تھے آتے جیسے

ہی انکی نظر زرتشم پر پڑی پھر تو جیسے پلٹنا ہی بھول گئی

وہ یک ٹک اسے دیکھتے گئے نہانے کے بعد اسکے

چہرے پر لگی گرد اتر

کر اسکی اصل رنگت کو صاف ظاہر کر رہی تھی اسکے

نین نقوش

وہ جیسے کوئی حسن کی ملکہ تھی جبکہ اسکے نکھر کر آنے

والے روپ

کو اور غور سے دیکھتی کومل بے ساختہ پیچھے ہٹ گئی

وہ ہونقوں کی طرح اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جس

سے ملنے والا

پہلا ہی تاثر بہت جانا پہچانا سا تھا اور اب تو جیسے وہ بہت

پہلے سے

جانتی تھی اسکو

یہ کیا کر رہا ہے اندر۔۔۔اتنی دیر کون لگاتا ہے

۔۔۔؟ وہاج جلے پیروں والی

بلی بنے یہاں وہاں گھوم رہے تھے انہیں جیسے ڈاکٹر

برہان کا اندر رہونا

برداشت نہیں ہو رہا تھا

خان جی۔۔۔ام دیکھ کر آئے۔۔۔؟ایک ملازم نے

نہایت مؤدب انداز میں اجازت چاہی جس پر انہوں

نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا

تاکہ اس ڈاکدر کو ام پر اور شک ہو جائے۔۔۔چپ

کرو تم خبیث۔۔۔"اسے

بری طرح سے جھڑکتے وہ خود انتظار کی سوئیوں کی

طرح ٹک ٹک

بجنے لگے تھے

اندر سے بہت دیر سے کوئی جواب نہیں آیا تھا نہ ڈاکٹر

برہان باہر

آئے نہ کومل

وہ کتنے دنوں بعد آج گھر آیا تھا دوستوں کے ساتھ

ٹرپ پر یا یوں

کہہ لیں آوارہ گردی کرنے وہ باہر گیا ہوا تھا بالاج

خان آفندی کی یہی

عادت تھی دوستوں کے ساتھ باہر جاتے تو آنے میں

مہینہ بھی لگ جاتا

تھا اور گھر میں کسی کو اسکی اس عادت سے غرض نہیں

تھی لیکن

اس بار تو عین کے دل پر سانپ سے لوٹ رہے تھے

کہ کب وہ گھر آئے

اور زر تشم سے حساب بے باک کرے جو روز

ہوسپٹل اسی کے شوہر کے

ساتھ جانے لگی تھی

وہ اب بھی لاؤنج میں ہی تھی جب گھر کے مین گیٹ

سے بالاج کو انٹر

ہوتے دیکھا وہ پینٹ شرٹ میں ملبوس سیٹی بجاتا ہوا

اپنی ہی دھن

میں خوش باش سا گھر میں داخل ہوا اسے دیکھ ملازمائیں

فوراً سے

پہلے غائب ہو گئی

کیونکہ کوئی بھی اس حوسی درندے کی نظروں میں

نہیں آنا چاہتی

تھی

کدر سے آوارہ گردی کر کے آرہا ہے تم۔۔۔؟اسے

دیکھ عین یکدم تڑخ کر

پوچھنے لگی

تم کو مسلہ۔۔۔؟ام جدر بھی کرے۔۔۔"بالاج کا

انداز اس سے زیادہ کڑوا

تھا جس پر عین کے تن بدن میں مانو آگ سی بھڑک

اٹھی ہو

ام کو تو نہیں ہے۔۔۔ لیکن جب تم کو سچ پتہ چلے گا تو
تم کو ضرور
مسلہ ہو گا۔۔" وہ ایک آبرو اٹھاتی کچھ جتانے والے
انداز میں
بولی
کیا مطلب۔۔؟ ام سمجھا نہیں۔۔" وہ اسکے انداز پر
ہی ٹھٹھک گیا تھا
تب ہی آبرو اٹھائے پوچھنے لگا

ذرا چکر تو لگاؤ اس مہارانی کے کمرے کا۔۔۔ تم کو خود

سب پتہ چل

جائے گا۔۔۔" وہ پلو جھاڑتی ایک ادا سے صوفے پر

بیٹھتی ٹانگ پر

ٹانگ چڑھا گئی

بالاج مہارانی کے نام پر زر تشم کو ہی سوچ کر کھڑا تھا

لیکن وہ کیا کر

سکتی تھی بھلا اسے یہی سمجھ نہیں آئی وہ ساری تھکاوٹ

بھول کر

سیدھا اس کمرے کی جانب گیا جہاں اسے قید رکھا ہوا

تھا وہ کمرہ

سب کمروں سے الگ اور آخر میں تھا جہاں کی لائٹس

وہ اکثر بند کر

دیتے تو باقی گھر کی لائٹ پر کوئی اثر نہ پڑتا بس ایک ہی

معصوم

جان اس حبس جا میں قید تڑپتی رہتی

اب دیکھتا ہے ام بھی۔۔۔کیسے تم اسکا علاج کرواتا ہے

خان۔۔۔ام چین

سے جینے نہیں دے گا اسکو۔۔۔"وہ سامنے رکھے فلار

واس میں رکھے

پھول کو ہاتھ میں لے کر بری طرح سے مسل گئی جیسے

وہ پھول نہیں

زر تشم ہو

وہ مزے سے ملازمہ کو اپنی کافی کا بول کر وہی بیٹھی

اب لگنے والے

تماشے کا انتظار کرنے لگی

بالاج نے جاتے اس کمرے کا دروازہ دھاڑ سے جیسے

ہی کھولا سامنے

خالی کمرہ دیکھ اسکی آنکھیں ایک دم سے پھٹی اور آسمان

جیسے

اسکے سر پر آن گرا اتنے سالوں سے اسے یہاں ایک

وجود دیکھنے کی

عادت تھی جو آج یہاں موجود نہیں تھی تو آسمان گرنا

تو بنتا تھا

وہ ناک کے نتھنے پھلائے ہاتھ کی مٹھیاں زور سے بھینچے

واپس سے

لاؤنج میں نکل آیا جہاں عین بے صبری سے اسی کا

انتظار کر رہی تھی

اس وقت وہ جلتا ہوا انگارا تھا یقیناً وہ اپنے ساتھ بہت

کچھ اور بھی

جلا دینے والا تھا

کومل ہوسپٹل سے شام تک واپس نہیں آئی تھی جبکہ

سب کو اسکا

شدّت سے انتظار تھا کیونکہ آج سب کو نئی دلہن کیلئے

شاپنگ کرنے

جانا تھا بقول یاقوت کے وہ لڑکی اندھی بھی ہوئی تو وہ

اس سے نکاح

کرنے کو تیار ہے تو کسی نے بھی اسے دیکھنے کی زحمت

نہیں کی بس

زیحال اسے جانتا تھا یہی سب کے لئے کافی تھا

اس وقت زمل بچوں کو بھی اپنے ساتھ تیار کئے ہوئے

تھی جو باہر

جانے کیلئے بے حد ایکسائٹڈ نظر آرہے تھے دونوں ہی

تیار شیار ہوئے

ایک ہی سٹرالر میں بیٹھے تھے

کب آئیں گی کومل بھابھی۔۔۔مجھے دوستوں کے

ساتھ بھی جانا ہے

باہر۔۔۔"برلاس ان سب سے زیادہ بے چین نظر آ

رہا تھا جیسے موبائل پر

دوستوں کی طرف سے میسج پر میسج موصول ہو رہے

تھے

تمہیں

بڑی جلدی ہے۔۔۔آرام سے بیٹھو

۔۔۔"پامیر نے اسے سرسری سا

ڈپٹا اور خود اپنے موبائل میں لگ گیا

عبدلباری زمل کی گود میں تھا وہ دونوں بچوں کے

ساتھ سٹرالر میں

آسکتا تھا لیکن اس وقت اسکا شدید رونے کا موڈ تھا تو

اسے یہی

بہانہ دکھا کہ کوئی اسے لٹا دے اور وہ دھاڑے مار کر رو

دے

کس ماں کے میسج آرہے ہیں اتنے۔۔۔؟ برلاس کے

موبائل کی مسلسل ٹون

بجتے دیکھ پا میر نے آبرو اٹھاتے مشکوک انداز میں

پوچھا

ک۔۔۔کسی کے بھی نہیں دوست ہیں۔۔۔" برلاس

اسکے سوال کرنے پر

یکدم سے گڑبڑا سا گیا جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو

دوست ہیں کہ معشوق جو سانس ہی نہیں لے رہے

۔۔۔"وہ فل تفتیشی

موڈ میں سوال پر کر رہا تھا

ہاہ۔۔۔ معشوق۔۔۔۔ برلاس بھائی۔۔۔"زمل نے

فوراسے بھنویں سکیڑیں

شکی نگاہوں سے برلاس کو دیکھ رہی سہی کسر پوری کر

دی

یار کیا ہو گیا آپ سب کو میں ایسا دکھتا ہوں کیا

۔۔۔"برلاس کندھے

اچکائے دکھ اور تاسف سے پوچھنے لگا

نہیں تو ویسا دکھتا ہے۔۔۔ جس کو اس وقت ٹیونگ کی

سخت ضرورت

ہے۔۔۔"پامیر کی باتیں برلاس کو خوف زدہ کر رہی

تھیں وہ جتنا مرضی

اپنے باپ کو تنگ کر لے لیکن ان معاملوں میں وہ جان

نکال کر رکھتا

تھا تینوں کی

ایسا سوچنا بھی نہیں۔۔۔آپ شادی شدہ ہیں

۔۔۔"زمل کی بات پر برلاس

جو پامیر کو ہی گھور رہا تھا بے اختیار زمل کی جانب دیکھنے

لگا جس

نے پل نہیں لگایا تھا اسک دل مٹھی میں لینے کیلئے

شادی کے نام پر

برلاس کے چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہونے لگی

جیسے کسی نے اس

کے دل کو بری طرح سے کچل دیا ہوا اور اس سے

باقاعدہ تکلیف

محسوس ہوئی ہو

میں باہر ویٹ کر رہا ہوں گاڑی میں آپ آجائیں

۔۔۔"وہ بجھے ہوئے سے

انداز میں بولتا گھر سے باہر نکل گیا اسکے پیچھے زامل

زالے اسے اکیلے

جاتے دیکھ ٹھسکنے لگے تھے

یہ باز نہیں آئے گا بھائی کو ہی اسکے بارے میں بتانا

پڑے گا۔۔۔" پامیر

اسکے یوں جانے پر سخت پریشان ہوا

برلاس شاہ کا نکاح آئرہ خانزادہ کے ساتھ چھ مہینے پہلے

پاکستان میں

ہی کردیا تھا جو رشتے میں زمل فہد خانزادہ کی کزن

تھی

فہد خانزادہ دو بھائی تھے جن کا نام تھا راحم خانزادہ وہ

فہد سے

عمر میں بڑے تھے انکے دو بچے تھے سب سے بڑا بیٹا

نوفل خانزادہ

اور بیٹی آئرہ خانزادہ اور فہد کی پہلی بیوی سے ایک بیٹی

زمل فہد

تھی اس بیوی کی ڈیتھ کے بعد انہوں نے پھر سے

شادی کرلی تھی تاکہ

انکی چھوٹی سی بیٹی کو ماں کا پیار مل سکے ان سے بھی فہد

کا

ایک بیٹا ہوا تھا جس کا نام زین فہد خانزادہ تھا

نوفل راحم خانزادہ نے زمل پر شروع دن سے بری

نظر رکھی تھی اپنے

دوستوں میں فلیکس مارنے کیلئے اس نے زمل جیسی

معصوم بچی

کے ساتھ نازیبا حرکتیں کر کر ان سب کو تصاویر کی

شکل میں دکھائی

جس پر اسے واہ وائی بہت ملی اور یہی اسکی زندگی کی

سب سے

بڑی غلطی تھی

عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس میں ایسی حرکتیں

کرنے کا شوق بھی

بڑھنے لگا تھا جسے وہ محبت کا نام دے کر زمل کے پیچھے

پڑ گیا تھا

اور لیکن خدا نے اسکی حفاظت "زیحال خان آفندی"

کی صورت میں

کی تھی جس نے وقت رہتے زمل کو کڈنیپ کر کر

اسے اپنے نکاح میں

لے لیا تھا یہ دنیا کو غلط لگا تھا بہت غلط لیکن زمل فہد

کیلیئے وہ

زندگی کا ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوا تھا

وہ زیحال کرے نکاح میں آچکی تھی اسکے دو بچوں کی

ماں بن چکی

تھی لیکن یہ بات نوفل راحم خانزادہ کی برداشت سے

باہر تھی اس

لئے اس نے زمل کی زندگی برباد کرنے میں کوئی کسر

نہیں چھوڑی تھی

وہ انجان تھا کہ اسی کی بہن آئرہ خانزادہ کا نکاح زمل

کے ہی چھوٹے

دیور برلاس شاہ کے ساتھ طے کیا گیا تھا

یہ حقیقت اس پر کبھی ظاہر ہی نہیں ہو سکی کیونکہ اس

سے پہلے

وہ دنیا سے چل بسا تھا

اسکی موت قدرتی نہیں تھی بلکہ اسی کے بہنوئی

برلاس شاہ کے

ہاتھوں اسے دردناک موت ملی تھی جس کی لاش

اس نے اپنی بیوی

کو منہ دکھائی میں گفٹ دی تھی

زمل فہد خانزادہ نے زندگی میں بہت سی مشکلات

دیکھی تھیں

سوتیلی ماں کی نفرت باپ کی لاپرواہی اور اکیلا پن ان

سب کا ازالہ

اسے صرف ایک شخص دے کر کردیا گیا تھا جو اس پر

اپنی جان

وار تا تھا جو اسکے قدموں میں پوری دنیا ڈھیر کر سکتا تھا

لیکن صرف

وہی نہیں اسکے تین بھائی یاقوت مرزا، پامیر سلطان

اور برلاس شاہ

جنہوں نے نہ صرف اسے اپنی بہن بنایا تھا بلکہ اسے

اپنی بہن سے بھی

بڑھ کر سمجھا تھا اور تینوں اس پر جان چھڑکتے تھے

برلاس شاہ اپنی بہن کا بدلہ لینے کیلئے اپنی زندگی کی

خوشیوں کی

قربانی دے بیٹھا تھا لیکن اسے کوئی پچھتاوہ نہیں تھا وہ

اپنا دل

پتھر کر چکا تھا یا شاید اسے خود مار گیا تھا نوفل نے اسکی

بہن کی

ویڈیوز ڈارک ویب پر اپلوڈ کرنے کی سب سے بڑی

غلطی کی تھی اور

برلاس شاہ جس کی پرورش ایک پٹھان نے کی تھی

اسکے لئے یہ سب

برداشت کرنا کیسے ممکن تھا وہ لوگ غیرت پر جان

لینے اور دینے

والے تھے

ھمم۔۔۔ہمیں کرنی چاہیے ورنہ کب تک ایسا چلے گا

۔۔۔"زمل بھی کچھ

پریشان سی ہوئی کہ اسی وقت مشی اپنے کمرے سے

باہر نکل

آئی

ارے۔۔۔ مشی۔۔۔ تم اٹھ گئی۔۔۔ یہ زمل کے

ساتھ مارکیٹ تو چلی جاؤ اسے

تمہاری سو۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔ یاقوت

بھائی کی دوسری بیوی کے

لئے لال جوڑا لینا ہے چمکتا ہوا۔۔۔" وہ ایسے بتا رہا تھا

جیسے کھڑی

لڑکی اس کی بات پر خوش ہو جائے گی جبکہ اسکی باتوں

پر کسی نے

مشی کے دل پر پاؤں رکھ کر اس کی دھڑکنیں روک
دی تھیں
جی مشی آپی آپ چلیں۔۔۔بہت مزہ آئے گا۔۔۔ہم
بھی بہت ساری چیزیں
لیں گے۔۔۔آجائیں۔۔۔"زمل اسے آنے کا کہتی
خود بچوں کو لئے باہر نکل
گئی ایسے جیسے مشی کا جواب اسکے لئے کوئی معنی نہ رکھتا
ہو

مشی نہ چاہتے ہوئے بھی انکے ساتھ مارکیٹ کیلئے نکل

گئی برلاس ان

سب کو لے کر گیا تھا جس میں سب سے زیادہ فائدہ

بچوں کا ہوا تھا

کیونکہ انکے ساتھ انکا "تا" جو آیا تھا اور وہ جہاں آ

جائے وہ مال

مطلب پاشا کے پروڈکٹس کا بن جاتا تھا

یہ ایک ویران جزیرہ تھا اندھیرے میں ڈوبا ہوا اسنسان

جہاں انسان

چاہ کر بھی نہیں بس سکتے تھے کیونکہ یہاں خون خوار

جانور سر عام

گھوم رہے تھے شیر جن کے دونو کیلے دانت ہر وقت

باہر رہتے جیسے

انکواب کوئی شکار ملے اور وہ اسے اپنی بھوک مٹانے کا

زریعہ بنالیں

لیکن وہی انکے ساتھ کچھ خون خوار انسان بھی تھے

سلیولیس ویسٹ

پہنے ٹراؤزر اور اسکا رنگ ایک جیسا سیاہ لیکن انکی اپنی

رنگت بھی

بلکل سیاہ کوئلہ تھی جسامت میں اس قدر پھولے

ہوئے تھے جیسے اب

پھٹے گے وہ لوگ ہاتھوں میں جدید ویپنز لئے یہاں

وہاں پہرے پر کھڑے

تھے ساتھ انکے شیر بھی گھوم رہے تھے

وہی سے آگے سمندر کے کنارے ایک عدد کمرہ بنا تھا
گودام کی طرح
جس میں ضرورت کی ہر لگژری چیز موجود تھی
دیواروں پر بھیڑیے
کی کھال لٹک رہی تھی اور ساتھ ہی جدید ہتھیار بھی
تھے
اس کمرے کے بیچوں بیچ صوفہ سیٹ رکھا تھا جس پر
ایک شخص

سگار پیتے ہوئے سارا دھواں ہوا کے سپرد کر رہا تھا

چہرے پر سنجیدگی

حد درجے کی تھی اس کے آدمی وہی کھڑے تھے

بلکل تیر کی طرح

سیدھے

اسکے بارے میں معلومات ملی ہیں اسکی بیوی کالج جاتی

ہے لیکن اس

کی حفاظت کیلئے اسکے پیچھے اس پاشا کے دو گارڈز بھی

ہوتے ہیں

انکی موجودگی میں اسکی بیوی پر ہاتھ ڈالنا آسان نہیں

ہوگا۔۔۔"ایک

آدمی بلکل روبوٹک انداز میں بولا

اسکی باتیں سن کر اس شخص کے چہرے پر سنجیدگی کی

جگہ بے

زاریت نے لے لی تھی

تو ہتاؤ انکو۔۔۔۔ مجھ کو وہ چاہئے۔۔۔ تم کیسے بھی اسکو

ادر لائے گا وہ

پاشا کھا کھمزوری ہے۔۔۔"اسکا لب و لہجہ پیور
انگریزوں والا تھا تب
ہی اردو بھی کافی کمزور لگ رہی تھی
اوکے۔۔۔وی ول۔۔۔(ٹھیک ہے ہم کریں گے
)۔۔۔"اسی آدمی نے سر جھکا کر
جواب دیا اور باہر کی طرف بڑھ گیا اسکے ساتھ اور بھی
بندے تھے
جن کے بھاری بوٹوں کی آواز اس کمرے میں نکلتے
ہوئے گونج اٹھی

تھی

_ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _

وہ لوگ کوالالمپور کے سب سے مہنگے مال میں آئے

تھے جہاں چیزوں

کی قیمت پاکستانی کروڑوں کے برابر تھی یہی بات

مشی نوٹ کر

گئی تھی مطلب اب وہ لوگ اس لڑکی کیلئے اتنا خرچا

کریں گے وہ نہیں

جانتی تھی لیکن وہ جیلس ہو رہی تھی

زمل اس سے بے خبر اپنی شاپنگ کر رہی تھی دلہن

کے لئے اس نے بے

حد خوبصورت جوڑا لیا اور پھر اپنے لئے

بچے اپنے تا کے ساتھ اپنی شاپنگ کر رہے تھے جب

مشی کی گود میں

سویا ہوا عبدلباری اٹھ کر رونے لگا

مشی آپی اسکی فیڈر اس بیگ میں ہے آپ ذرا دے

دیں اسے میں نئ

دلہن کیلئے شاپنگ کر رہی ہوں کوئی چیز رہ نہ جائے

۔۔۔"زمل نے

مصروف سے انداز میں اسے بتاتی خود آگے بڑھ گئ

مشی تو اسے دیکھتی ہی رہ گئ وہ کیسے کر رہی تھی

شاپنگ وہ لوگ

اس لڑکی کو کتنا بھاؤ دے رہے تھے یہ سب باتیں وہ

اب محسوس کر

رہی تھی لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی عبدلباری کو لے کر

بیگ کے پاس آ

گئی اسکا اپنا دل نہیں تھا کچھ لینے کا اسکے باوجود زمل نے

اسکے لئے

بہت ہی خوبصورت جوڑا لیا

یاقوت بھائی کیلئے کیسے رنگ کی شیروانی لوں

۔۔۔؟ زمل اسکے سامنے

کچھ رنگ رکھواتی دلچسپی سے پوچھنے لگی

لیکن مشی نے اسے ایسے ہونقوں کی طرح دیکھا جیسے

اس نے کوئی

اور ہی انوکھا سوال کر دیا ہو

بتائیں ناں۔۔۔" اسے خاموش دیکھ وہ پھر سے بول

پڑی

آ۔۔۔مم۔۔۔مجھے کیا پتہ۔۔۔جو صحیح لگے تمہیں

۔۔۔" وہ کیسے بتاتی کہ

یہ سب اسے کتنی تکلیف دے رہا تھا اس سے زیادہ

شاید کوئی بد

نصیب عورت نہیں ہو سکتی تھی جو اپنے ہی شوہر کی

دوسری شادی

کی شاپنگ کرنے آئی ہوئی ہو

ارے۔۔۔آپ کو تو انکی چوائس پتہ ہے ناں

۔۔۔"زمل کو جیسے اسکا جواب

اچھا نہیں لگا تھا

نہیں۔۔۔مم۔۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔۔"وہ صاف

اسکے منہ پر مکر گئی اور

نگاہیں پھیریں دوسری جانب دیکھنے لگی دل میں ایک

عجیب سی

تکلیف سر اٹھانے لگی تھی چہرہ سرخ ہو رہا تھا جیسے وہ

اب رو دے

گی لیکن وہ خاموش بیٹھی اپنے آنسوں پی رہی تھی

چلیں۔۔۔انکی دوسری بیوی جان لے گی میرے

بھائی کی ہر چوائس۔۔۔"

زمل بول کر خود ہی رنگ سلیکٹ کرنے لگی جبکہ اسکی

بات پر مشی

نے کرب بھری نگاہوں سے اسے دیکھا آنکھوں کے

ڈورے سرخ ہونے لگے

تھے

زمل باقی کی شاپنگ خود سے کرتی گئی سب کیلئے اس

نے جوڑے لئے

اور پھر برلاس کے ساتھ ہی وہ سب واپس آگئے تھے

اس وقت گھر

کا ماحول واقعی شادی والا لگ رہا تھا ڈرائنگ روم میں

سب کا شور

ایک ساتھ بلند تھا بچے اپنے نئے ٹوائز دیکھ بہت خوش

تھے زامل نے

توآتے ساتھ ایک گاڑی کے انچر پنچر ڈھیلے کر دیے

تھے

یہ دیکھیں یہ آپ کیلئے۔۔۔"زمل نے چہک کر ایک

ڈریس کومل کی جانب

بڑھایا یاقوت اور زیحال بھی وہی آ گئے تھے

ہبی۔۔۔دیکھیں۔۔۔آج ہم نے کتنی ساری شاپنگ

کی۔۔۔"زیحال کو دیکھ

زمل جلدی سے اٹھ کر اسکے پاس گئی اور بازو سے پکڑ

کر لا کر اپنے

ساتھ بٹھاتی سب چیزیں دکھانے لگی

مشی کی نگاہیں یاقوت پر ٹکی تھیں جو چپ بیٹھا ٹیبل اور

صوفوں

پر بکھرا سامان دیکھ رہا تھا وہ اسے اپنی موت کا سامان

لگ رہا

تھا

بلیو رنگ لے آتی۔۔۔اسے شاید بلیو پسند ہے میں نے

اسے بلیو کلر میں

پہلی بار دیکھا تھا۔۔"یاقوت کی بات پر سب نے
اسکی جانب دیکھا
مشی کا تو گویا سانس تک رک گیا اسکی بات سن کر کیا وہ
واقعی اسی
لڑکی کی بات کر رہا تھا کیا اس نے اسے پہلے بھی دیکھا
تھا؟
یہ سارے سوال مشی کے ذہن میں گڈ مڈ کرنے لگے
تھے اور مزید
تکلیف کا باعث بن رہے تھے

واہ کیا بات ہے۔۔۔دیکھ رہی ہو مشی بہنا۔۔آپ
کا راستہ پہلے ہی بند
ہو رہا ہے بھئی۔۔۔" پامیر بھنویں مٹکاتے اسے
چھیڑنے لگا اسکی باتیں
جیسے جلتی پر تیل کا کام کر گئی تھیں

مشی کچھ دیر بیٹھی خود پر ضبط کرتی رہی لیکن یہ سب
اسکی

برداشت سے باہر تھا تکلیف سے جیسے دل بند ہونے
کے قریب تھا وہ کب

تک نیچے نظریں جھکائے اپنی گود میں رکھے ہاتھ کی
انگلیوں کو آپس

میں الجھائے اپنے آنسوں اندر ہی اندر پیتی رہی ہو نٹوں

پر ایک الگ ہی

کپکپی سی طاری ہو رہی تھی

یاقوت کے ہاتھ میں وہ سرخ لہنگا دیکھ مشی کا دل بند ہو

رہا تھا وہ

اسے ہاتھ میں لئے انہماک نظروں سے بس دیکھتا چلا

جا رہا تھا باقی

سب تو اپنے ہی ڈریسسز دیکھنے میں مصروف تھے

عنقریب تھا کہ مشی کی آنکھوں میں جمع ہوا عرق

قطرے کی صورت

میں بہہ نکلتا وہ اٹھ کر سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئ

سب نے اسے ایسے اٹھ کر صرف جاتے دیکھا تھا لیکن

کوئی بھی اسکے

پیچھے نہیں گیا یا قوت نے تو اس طرف نگاہ تک نہ اٹھائی

وہ تو بس

ڈریس کو ہی دیکھتا رہا جیسے پتہ نہیں بہت کچھ گہرا سوچ

رہا

ہو

کل کیلئے لان میں ہی نکاح کا انتظام کرواؤ اس شادی

میں صرف گھر

کے افراد شامل ہونگے کوئی دوست بھی نہیں

ہے۔۔۔" زیحال سب پر اپنا

حکمصادر کرتا اٹھ کر اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا

گھر کا ماحول کچھ عجیب سا ہو گیا تھا خوشی جیسے خوشی

لگ

نہیں رہی تھی کیسے لگتی اگر یہ یاقوت کی پہلی شادی

ہوتی تو شاید

بات ہی کچھ اور ہوتی خوشی کا سماں ہوتا

لیکن یہ دوسری شادی تھی جس کا مطلب ایک بہت

بڑی قیامت تھا

مرد کی دوسری شادی ایک عام سی بات ہو سکتی تھی

لیکن پاشا

برادرز کیلئے یہ نہ ممکن سی بات تھی انکی محبت صرف

ایک تک

محدود رہ سکتی تھی لیکن یہ فیصلہ خود مشائم قدیر جیلانی

کا تھا

کوئی کیسے اسے ٹال سکتا تھا

وہ کمرے میں آتے بیڈ پر دھم سے بیٹھی پھوٹ پھوٹ

کر رو دی پورا

بدن اس وقت اسکے رونے کے باعث کانپ رہا تھا

ایک لرزا سا تھا جو

اس وقت اس پر طاری تھا تکلیف کی شدّت اسکی جان
نکال رہی تھی

اس نے جتنا آسان یہ سب سمجھا تھا اتنا ہی مشکل اب
نظر آ رہا تھا

ہر بات تکلیف کا باعث بن رہی تھی

میں ۔۔۔ میں نہیں ۔۔۔ نہیں دیکھ سکتی تمہیں
۔۔۔ تمہیں کسی اور کا

ہوتے ۔۔۔" وہ بری طرح سے ہچکیاں لیتی بے
دردی سے اپنے آنسوں رگڑ

کر صاف کرتی خود سے مخاطب ہوئی

نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔"کوئی آج اسے دیکھا وہ کبھی

زندگی میں اتنا

نہیں ٹوٹی تھی جتنا اب ٹوٹ چکی تھی زندگی نے اس

سے بڑے بڑے

امتحان لئے تھے لیکن یہ امتحان ایسا تھا جس میں

کوشش کے بغیر

ہی وہ بری طرح سے فیل ہو رہی تھی

تم۔۔۔تم صرف مم۔۔۔میرے ہو۔۔۔۔میرے

۔۔۔۔میرے یاقوت ہو۔۔۔"اس وقت

وہ ہچکیوں میں روتی کوئی چھوٹی معصوم سی بچی لگ رہی

تھی جو

اپنے کھلونے کیلئے بری طرح سے رو رہی ہو

نہیں۔۔۔تت۔۔۔تم صرف میرے ہو۔۔۔میں

۔۔۔میں تمہیں کسی اور کا ہونے

نہیں دونگی۔۔۔نہیں ہونے دونگی۔۔۔"وہ بولتی اٹھ

کر باہر جانے ہی لگی

تھی کہ اسکے قدم بے ساختہ وہی جم گئے اسکی آنکھوں

کے پردے کے

سامنے ایک منظر سا لہرانے لگا جس میں یاقوت بچوں

کے ساتھ کھیل

رہا تھا وہ خوبصورت منظر اس وقت مشی کو بہت

بھیانک لگ رہا تھا

وہ جلد بازی میں یہ بھول رہی تھی کہ وہ ایسا کیوں کر

رہی ہے اسے

یاقوت کو خوشی دینی تھی اولاد کی جو اسے کسی اور سے
مل سکتی
تھی
مشی کو اپنی سانسیں رکتی اور ٹانگیں بے جان سی ہوتی
ہوئی
محسوس ہوئی وہ بے جان سی ہوتی پھر سے بیڈ پر بیٹھ
گئی آنسوں
خود ہی تھمنے لگے تھے آنکھیں ایک ہی نقطے پر جم گئی
تھیں وہ

پتھر بنی بیٹھی اپنے ہی فیصلے میں الجھ سی گئ تھی ایک

طرف

اسکی خوشی تھی اور دوسری طرف یاقوت کی

اور مشائم قدیر جیلانی مطلبی یا خود غرض نہیں تھی تو

اپنی خوشی

کی خاطر یاقوت کو اسکی خوشی سے محروم کرتی

وہ کب سے اسی پوزیشن میں بیٹھی یہی سب سوچ رہی

تھی جب

کمرے کا دروازہ کھلتے یاقوت اندر داخل ہوا اسکے ہاتھ

میں لیپ ٹاپ

تھا آتے اس نے لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھتے کف لنکس

کھولے

اسکے قدموں کی چاپ کمرے میں گونج رہی تھی لیکن

تب بھی مشی

کو جیسے ہوش نہیں آیا وہ اسی طرح گم سم سی بیٹھی

رہی

یاقوت شوز ریک میں رکھتا خود اپنا نائٹ سوٹ نکال کر

باتھ روم چلا

گیا اس نے جتنی دیر فریش ہونے میں لگائی تھی اتنی

ہی دیر مشی

بھی اسی طرح بیٹھی رہی

وہ گیلے بال ٹاول سے صاف کرتا جیسے ہی باہر نکلا نظر

مشی پر گئی

وہ تھوڑا ٹھٹھک سا گیا کیونکہ وہ پلکیں تک نہیں جھپکا

رہی تھی

یاقوت گہری سانس خارج کرتے وہی کھڑا کچھ دیر

اسے دیکھتا

رہا

تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ آخر میں عاجز آتے اس نے پوچھ ہی

لیا اسکے سوال پر

بھی مشی نے کوئی جواب نہیں دیا بس پلکیں جھپکاتی

سر جھکا کر

اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی

یاقوت وہی کھڑا جیسے اسکے جواب کا منتظر تھا مگر کوئی

جواب نہ

ملا تب ہی وہ ٹاول اسٹینڈ پر لٹکاتے خود مرر کے

سامنے کھڑا ہو کر

بالوں میں برش پھیرنے لگا جب ایک کرب بھری

آواز اسکی سماعتوں

سے ٹکرائی

مجھے چھوڑ دو۔۔۔" اسکی بات پر مرر میں سے ہی

یاقوت نے اس پر

نگاہ ڈالی اس وقت اسکی پیٹھ یاقوت کی جانب تھی

پکڑ کب رکھا ہے میں نے۔۔۔" وہ اسکی بات کو کسی

اور ہی سائیڈ لے

جاتا نارمل سے لہجے میں جواب دیتا اپنی ہلکی ہلکی بئیرڈ کو

برش

سے ٹھیک کرنے لگا

مشی بے اختیار اٹھ کر اسکی جانب پلٹی آنکھیں سرخ

ہو رہی تھیں وہ

خود پر کڑا جبر کئے اسے دیکھ رہی تھی

مجھے ہمیشہ کیلئے چھوڑ دو۔۔۔" یہ الفاظ اس بار صور بن

کر یاقوت

میں پھونکے گئے تھے وہ کرنٹ کھا کر ایڑھی کے بل

اسکی جانب مڑا

جسم میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا تھا دماغ جیسے پل میں

کھول چکا

ہو

مجھے تم سے دور جانا ہے۔۔۔" اسکی آواز کانپ رہی

تھی یاقوت وہی

کھڑا اسے دیکھے گیا

جا سکتی ہو۔۔۔مجھے اب تمہاری ضرورت بھی نہیں

۔۔۔"اسکے الفاظ پر

مشی کی شہد رنگ آنکھیں متحیر سی پھیلی وہ بے یقین

سی پتھر

بنی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی دل تو جیسے بند ہو چکا تھا

اس نے کب

یہ جواب سوچا تھا جواب اسے ملا تھا

اپنی اہمیت تم پہلے ہی ختم کر چکی ہو۔۔۔اس لئے اب

رہو یا جاؤ۔۔۔

مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔''کیا یہ اسکا یا قوت تھا؟ نہیں

وہ کیسے یہ

بات کہہ سکتا تھا لیکن وہ کہہ رہا تھا یا پھر مشی کی جان

نکال رہا

تھا

کل میری بیوی میرے پاس ہو گی۔۔۔تمہاری

ضرورت مجھے اب ویسے ہی

نہیں رہے گی اس لئے بہتر ہو گا چلی ہی جاؤ

۔۔۔"نہیں آج وہ بول نہیں

رہا تھا وہ صور پھونک رہا تھا مشی کا پورا بدن سن ہونے

لگا تھا پہلو

میں پڑے ہاتھ لرزنے لگے تھے کمرے میں جیسے ایک

دم سے فسوں

خیزی سی چھا گئی تھی

ہیلو۔۔۔؟ یاقوت نے اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ

لہرایا جب مشی کی

نظروں کا ارتکاز ٹوٹا وہ پتھر بنی ساکت کھڑی اسے ہی

دیکھے جارہی

تھی یاقوت کب سے اسے مخاطب کرر ہا تھا لیکن وہ

نجانے کن

خیالوں میں گم تھی

رات بہت ہو چکی ہے۔۔۔ سونا نہیں ہے۔۔۔؟ وہ

بہت ہی نارمل لہجے میں

اس سے استفسار کرر ہا تھا

مشی نے ہڑ بڑا کر اسکے دائیں بائیں جانب دیکھا اور پھر

کمرے کو کیا

یہ اسکا خواب تھا؟ جاگتی آنکھوں سے اسکے دل کو ایک

زور کا جھٹکا

سالگاہاں یہ اسکا خواب تھا اسکا خیال تھا ایک غلط خیال

وہ کیسے

اپنی مشی کو یہ سب کہہ سکتا تھا جو اسی کے دور نہ جانے

کی

وجہ سے یہ سب کر رہا تھا

آؤ۔۔۔سو جاؤ۔۔۔"وہ خود جا کر کاؤچ پر بیٹھ گیا اور

اپنی چادر کھولنے

لگا اسے سی آن تھا لیکن اسے آج سردی بھی نہیں لگ

رہی تھی وہ نارمل

سی پتلی سی چادر اوڑھے لیٹ کر آنکھیں موند گیا مشی

وہی کھڑی

اسے دیکھے گئی ایک پل دو پل تین پل اسکی نظروں کی

تپش یاقوت

کو بخوبی اپنے اوپر محسوس ہو رہی تھی

تب ہی اس نے آنکھیں کھول کر پہلے چھت دیکھی اور

پھر گردن موڑ

کر مشی کو دیکھا

کیا تم دیکھنا بند کرو گی۔۔۔؟ پلیز لائٹس آف کر دو

مجھے نیند آرہی

ہے۔۔۔" وہ بیزار نہیں تھا بس تکلیف میں تھا اور

تکلیف کو چھپا رہا

تھا

تت۔۔۔تم۔۔۔تم یہاں کیوں۔۔۔ نہیں سو رہے

۔۔۔؟اسکے الفاظ ٹوٹے ہوئے تھے

کرب میں ڈوبے ہوئے تھے

یاقوت نے آنکھیں کھول کر پھر سے چھت کو دیکھا

دل میں تکلیف

نے سر اٹھانا چاہا

کیونکہ میری جگہ یہ ہے۔۔۔"لہجہ کسی بھی احساس

سے خالی تھا

کل تک تو یہ تھی۔۔۔"مشی کی آواز نمی میں ڈوبنے

لگی

اور کل ہی اسے مجھ سے چھین لیا گیا۔۔۔"کمال بندہ

تھا تکلیف سے دل

بند ہو رہا تھا مگر مجال ہے جو لہجے میں ذرا سی بھی تکلیف

چھلک

جائے

لائٹس آف کر دو پلیز۔۔۔"وہ چہرہ دوسری جانب

موڑ کر آنکھیں موند

گیا مشی کھڑی اسے دیکھتی رہی

اتنی جلدی کیوں ہے تمہیں۔۔۔اس لئے کہ کل

تمہیں جاگنا ہے۔۔۔؟ یہ بات

کہتے ہوئے اسکا دل لرزا تھا روح جسم کا ساتھ چھوڑ

گئی تھی

اسے لگا وہ مر گئی ہے اتنی تکلیف

یاقوت کی آنکھیں پٹ سے کھلی اس نے بے ساختہ

مشی کی جانب

دیکھا کیا وہ قسم کھا چکی تھی کہ وہ یاقوت مرزا کو انہی

تکلیفوں

سے مار دے گی کیا یہ اسے اپنی محبت کا صلہ مل رہا تھا؟

وہ بھی تمہاری مرضی ہے۔۔۔لائٹس آف۔۔۔"وہ

دو ٹوک لہجے میں بولتا

کروٹ بدل کر لیٹ گیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسکے

چہرے پر تکلیف

کے آثار دیکھے وہ کروٹ بدلتے اپنے آنسوں پینے لگا

اسے پینے تھے کاش

وہ کہہ دیتی کہ یاقوت مت کرو۔۔۔میں نہیں دیکھ سکتی تمہیں کسی

اور کا ہوتے ہوئے

وہ شدّت سے اسکے اس جواب کا انتظار کر رہا تھا کاش وہ

بول دیتی

وہ کیوں نہیں بول رہی تھی وہ نہیں دیکھ رہی تھی کہ

اس تکلیف نے

کیسے اسکے یاقوت کی مسکراہٹ چھین لی تھی کیسے اسکے

سکون

کو برباد کر دیا تھا وہ اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر مر رہا تھا

کاش وہ

یہ الفاظ کہہ کر اسے اس تکلیف سے آزادی دلوا دیتی وہ

ابھی اٹھ کر

اسے گلے سے لگا لیتا وہ ابھی اسے اپنے سینے میں زور

سے بھینچ لیتا

تاکہ اسے سانس آسکے وہ مر رہا تھا کاش وہ بچا لیتی

لیکن اسے کوئی آواز نہیں آئی وہ نہیں بولی

کمرے میں خاموشی رہی اسکا دل پھٹنے کے قریب تھا

وہ کہاں جاتا وہ

کس کو بتاتا کہ اسے اس تکلیف سے نکال دے

کتنی ہی دیر اسکے اندر یہ جنگ چلتی رہی مشی بھی ویسے

ہی کھڑی

تھی شاید دونوں اپنے اندر اپنی اپنی جنگ لڑ رہے تھے

یاقوت آخر میں آکر چادر ایک جانب پھینکتا اٹھ کر

کمرے سے باہر

نکل گیا مشی اسے جاتے ہوئے دیکھ بھی نہیں سکی اسے

ایسے ہی تو

جانا تھا جیسے اب گیا تھا

کمرے سے باہر آتے یاقوت نے یہاں وہاں دیکھا

جیسے کچھ ڈھونڈ رہا

ہو شاید اپنا سکون اور یہ سکون اسے ایک ہی جگہ مل

سکتا تھا وہ

سیڑھیاں چڑھتا سیدھا اوپر گیا اور کمرے کا دروازہ

کھٹکھٹانے

لگا

زمل بچوں کو لے کر سو چکی تھی زیحال اپنی اسٹڈی میں

کام کر رہا

تھا جب کمرہ ناک ہوتے سن کر گلاسسز اتار کر ٹیبل پر

بھی رکھتے

اسٹڈی سے باہر آیا اور پہلے زمل اور بچوں کو دیکھا جو

گہری نیند سو

رہے تھے

زیحال دروازے کے پاس آیا اور دھیرے سے لاک

کھولتے دروازہ کھولا

جب نظر سامنے کھڑے یاقوت پر گئی اسکی آنکھوں

میں پانی تھا

پل کیں اسی سے جڑی ہوئی تھیں تکلیف کی شدّت

کے باعث اسکا چہرہ

سرخ ہو رہا تھا

زیحال اسے دیکھے گیا وہ بھی اپنے باپ کو دیکھے گیا اگلے

ہی پل

دونوں باہر لان میں سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھے

تھے یاقوت اس کے

کندھے پر سر رکھے مسلسل خاموش تھا اسے بتانے کی

ضرورت نہیں

تھی ماں باپ کو اولاد کے دل کا حال پتہ ہوتا ہے

میں نہیں کر سکتا یہ شادی۔۔۔"بولتے بولتے اسکی

آواز بھیگتی چلی

گئی

مجھے نہیں کرنی۔۔۔"عنقریب تھا کہ وہ پھوٹ

پھوٹ کر رو دیتا

زیحال خاموشی سے اسے سنتا رہا

وہ کیوں کر رہی ہے ایسا۔۔۔کیا وہ نہیں جانتی میرے

لئے وہ کیا ہے کیا

اسے نہیں پتہ اسکے علاوہ کسی کو قبول کرنا موت کے

مترادف ہے کیا

وہ نہیں جانتی کہ وہی میری زندگی کی پہلی اور آخری

عورت ہے۔۔۔"۔

اسکی آواز درد میں ڈوبی ہوئی تھی زیحال پھر بھی

خاموش

رہا

کچھ کریں ناں بھائی۔۔۔کچھ کریں۔۔۔"وہ کندھے

سے سر اٹھاتے زیحال

کی جانب مڑا اور کرب بھرے لہجے میں منت کرتا

اسکے ہاتھ تھام

گیا اور انہی پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا

کچھ کریں۔۔۔میں مرنا نہیں چاہتا۔۔"ہاں وہ اس

تکلیف میں مر رہا تھا

وہ مجبور تھا وہ شادی نہ کرتا تو مشی اسے چھوڑ کر چلی

جاتی اور

وہ اسکے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا

زیحال نے اسکا سر اٹھاتے اسے اپنے کندھے سے لگا

کر پیٹھ سہلائی وہ

خود کچھ سوچ رہا تھا کتنی ہی دیر وہ یاقوت کو ایسے ہی

نارمل

کرتا رہا وہ ہو بھی رہا تھا

پھر زیحال نے اسے خود سے ذرا پیچھے کیا اور اسکے

آنسوں انگوٹھے

کی پور سے صاف کئے

میں کچھ کہوں تو مانو گے۔۔۔؟ وہ پوچھ رہا تھا یا قوت

نے جھٹ سے

سر اثبات میں ہلا یا لیکن زیحال کے اگلے الفاظ اسکا

سانس تک جیسے

روک گئے

کرلو یہ شادی۔۔۔" یاقوت کو یقین نہیں آیا کہ اس

نے یہی کہا وہ یک

ٹک زیحال کے چہرے کو دیکھے گیا سانس تو جیسے آ ہی

نہیں رہا

تھا

میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ کرلو یہ شادی۔۔۔ہے مجھ پر

یقین۔۔۔؟ اسکی آخری

بات پہلی باتوں پر بھاری تھی یاقوت نے جھٹ سے

سرہاں میں

ہلا یا

اب بس۔۔۔رونا بند۔۔۔اور سمائل کرو۔۔"اگر

اس نے کہا تھا سمائل کرنے

کو تو یاقوت کو کرنی تھی اسکے لئے زیحال کی بات

حرف آخر تھی

اگر وہ کہہ رہا تھا شادی کا تو مطلب یہ یاقوت کیلئے صحیح

تھی

کیونکہ زیحال کبھی اپنے بھائیوں کیلئے غلط فیصلہ نہیں

لے سکتا

تھا

ـــــــــــــــــــــــــ

وہ کل شدید غصّے میں یہاں وہاں گھومتا وہاج کا انتظار

کرتا رہا تھا

لیکن وہ لوٹے ہی بہت دیر سے تھے اسی لئے انکے

آنے سے پہلے ہی بالاج

گھر سے غصّے میں نکل چکا تھا آج کی صبح کا عین کو اسی

لئے اتنی

شدّت سے انتظار تھا کہ جو قیامت کل آنی تھی وہ آج آئے گی

وہ لاؤنج میں ٹہلتی مسلسل نگاہیں باہر کے دروازے پر ٹکائے ہوئے

تھی کہ اب آئے اب آئے لیکن بالاج تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

عین کو بے چینی اس بات کی تھی کہ وہاج اٹھتے ساتھ زرتشم کو

پھر سے ہوسپٹل لے جانے والے تھے

تب ہی اسکے سامنے سے ایک ملازمہ کھانے کی ٹرالی

گھسیٹے زر تشم

کے کمرے کی جانب جارہی تھی لیکن عین کی رعب

دار آواز پر اسے

وہی رک کر اسے سننا پڑا

ادر آؤ۔۔۔"اس نے سختی سے ملازمہ کو اپنے پاس بلایا

وہ بچاری ڈرتی

ہوئی اسکے پاس آئی

یس میم۔۔۔"اسکے انداز میں بہت ادب تھا

یہ تم کدر لے کر چلا سارا کھانا۔۔۔؟ وہ جانتی تھی

لیکن جو جانتی تھی

اس پر شدید غصّہ آرہا تھا

وہ میم سے نے یہ کھانا میڈم زرتشم کیلیئے لے جانے کا

کہا ہے۔۔۔" وہ سر

جھکائے دھیمی آواز میں بولی جب اسکے منہ سے زرتشم

کیلیئے میڈم

لفظ سنتے عین کی ناک کے نتھنے پھول گئے

کون میم۔۔۔زیادہ زبان نہ چلاؤ۔۔۔اور دفع ہو یہاں

سے۔۔۔"وہ غصّے میں

لفظ چباتی پیچھے ہو گئی میڈ نے جلدی سے وہاں سے

کھسکنے میں

ہی اپنی آفیت جانی

تم ٹھیک نہیں کر رہا خان۔۔۔یہ لڑکی عزت کے

قابل نہیں ہے۔۔۔"یہ سب

دیکھ اسکے اندر کی آگ اور بھی بھڑک اٹھی تھی اس

سے یہ سب

برداشت نہیں ہو رہا تھا اب تو اسے اور بے صبری سے

بالاج کا انتظار تھا

کیونکہ اب ایک وہی تھا جسے وہ اپنے فائدے کیلئے

استعمال کر سکتی

تھی

میڈ روم کا دروازہ کھولتے جیسے ہی اندر آئی اسکے

لائٹس آن کرنے پر

زرتشم ڈر کر ایک دم سے اچھل پڑی اس سے پہلے

کمرے میں مدھم

مدھم سی روشنی تھی جس میں وہ چیزوں کو بڑے ہی
انہماک سے
دیکھ رہی تھی یہ بھی ڈاکٹر برہان کی کرم نوازی تھی جو
انہوں نے
وہاج کو مجبور کیا تھا کہ وہ اب سے زرتشم کو روشنی میں
رکھیں گے
تاکہ اس کا ڈر ختم ہو
وہاج زیادہ تو نہیں لیکن زیرو بلب جتنی روشنی اسکے
کمرے میں کر

گئے تھے اور وہ اسی میں بچوں کی طرح ایک ایک چیز کو

منہ میں

انگلی لئے دیکھ رہی تھی

گڈ مارننگ میم ۔۔۔آپکا ناشتہ ۔۔۔"وہ نہایت مؤدب

انداز میں بولتی ٹرالی

اسکے پاس لے کر اسکے لئے توس پر جیم لگانے لگی لیکن

زرتشم پھر

بھی ڈر کر پیچھے بیڈ کراؤن سے جا چپکی

میم۔۔۔ڈونٹ وری۔۔۔میں آپ کے لئے ناشتہ

لائی ہوں دیکھیں۔۔۔" وہ ایسے

بول رہی تھی جیسے سامنے چھوٹی بچی ہو زر تشم پہلے تی

اسے

دیکھتی رہی پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ رونے لگی

اسے روتے دیکھ میڈ پریشان سی ہوتی بیڈ سے اٹھ

کھڑی ہوئی

کیا ہوا میم۔۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ وہ اسے روتے

دیکھ ازحد پریشان

ہوئی

مم۔۔۔مجھے۔۔۔ن۔۔۔ نہیں مارنا۔۔۔۔"وہ

لڑکھڑاتی زبان میں روتے ہوئے

بولی اسے ایسے دیکھ میڈ کو اسکے لئے بہت برا لگا وہ کب

سے اس گھر

میں کام کر رہی تھی کسی ملازم کو اس طرف آنے کی

اجازت نہیں

تھی لیکن اب وہاج نے صرف میڈ ورا کی ڈیوٹی لگائی

تھی زر تشم کا

خیال رکھنے کی اسے یہ معصوم لڑکی بہت مظلوم لگی

جس پر حد سے

زیادہ ظلم کیا جارہا تھا

نہیں میم۔۔۔آپ کو کوئی نہیں مارے گا۔۔۔آپ یہ

کھائیں دیکھیں اس

پر جیم لگا ہے۔۔۔"وہ یمی یمی سا منہ بناتی اسے بہلا کر

توس اسکی

جانب بڑھا گئی لیکن زرتشم نے ہاتھ تک نہ بڑھایا

میم ریلیکس ۔۔۔ کھا کر دیکھیں ۔۔۔ آپ کو بھوک

لگی ہے ناں ۔۔۔ '' وہ ہر

ممکن کوشش کرتی اسے کھلانے کیلئے تگ ودو کر رہی

تھی

کم ۔۔۔ کم ۔۔۔ '' وہ زر تشم کا ڈر کم ہوتے دیکھ اسے اور

اکسانے لگی انسان

ہو یا جانور محبت کی زبان سب سمجھتے ہیں وہ بھی سمجھ

رہی

تھی تب ہی آگے بڑھ کر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے

اس توس کو پکڑنے

لگی کہ اگلے ہی پل کسی نے پوری قوت سے زوردار

لات مارتے اس

ٹرالی کو دور پھینک ڈالا تھا اسی کی آواز پر زرتشم کے

ساتھ ساتھ

میڈ بھی ڈر کر یک دم سے اچھلتی پیچھے ہٹ گئی

وہاں بالاج خان آفندی کھڑا تھا فل طیش کے عالم میں

گھری گھری

سانسیں لیتا چہرہ شدید غصّے کے باعث سرخ ہو رہا تھا

وہ زر تشم کو

ایسے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اسے زندہ سالم نگل جائے گا

اور زر تشم کا اسکا حال تو مردوں والا تھا سانس رک چکی

تھی رنگ

لٹھے کی مانند سفید پڑا تھا اس درندے کو ہی تو وہ اتنے

سالوں سے

دیکھتی اور جھیلتی آرہی تھی اب کیسے نہ اسکی جان

نکلتی

وہ تو بیڈ پر بیٹھی خوف سے بری طرح سے لرز رہی تھی

آنکھوں سے

آنسوں تواتر جاری ہوتے چلے گئے

ناشتہ کرے گا تم۔۔۔؟ وہ توس میڈ کے ہاتھ سے

چھینتا اپنے ہاتھ میں

بری طرح سے مسلنے لگا

عین کب سے اسی داؤ پر بیٹھی تھی جیسے ہی بالاج گھر

میں داخل

ہوا اس نے ایسی آگ لگائی کہ وہ اس وقت وہی آگ
آنکھوں سے زرتشم

پر برسا رہا تھا

ہاں۔۔۔ناشتہ کرے گا۔۔۔؟وہ آخر میں دھاڑتے
ہوئے وہ توس زرتشم کے
چہرے پر پھینکتے اسکی گدی سے بالوں کو پکڑ کر اپنی
جانب گھسیٹ
گیا اس نازک دل لڑکی کی جان پھر سے نکل گئ تھی

وہ تو خوف کے مارے چیخ بھی نہیں پائی اس درندے

نے اتنی بے دردی

سے اسے بالوں کے بل کھینچ کر اپنے مقابل کھڑا کیا اور

اپنے مردانہ

ہاتھ کی انگلیوں کو ایک پل نہیں لگا یا اسکے ملائم گالوں

کی زینت

بنانے میں

تھپڑ کی آواز اتنی تیز کمرے میں گونجی تھی کہ میڈ کا

اپنا دل اچھل

کر حلق میں آگیا اور جیسے وہ تھپڑ لگا تھا اسکے ہونٹ کا

کنارا تک

پھٹ چکا تھا

وہ بے ساختہ لڑکھڑا اپر بیڈ پر منہ کے بل جا گری

آؤام تم کو کروائے گا۔۔۔۔ خبیث۔۔۔" وہ زرتشم کو

پھر سے بالوں سے ہی

پکڑ کر گھسیٹنے لگا اور کمرے سے باہر لے گیا وہ درد کی

شدّت کے

باعث روتی ہوئی کراہنے لگی تھی

ہر ملازم دھیرے دھیرے وہاں جمع ہوتے اس تماشے

کو دیکھنے لگا

صرف دیکھنے لگا بیچ میں آنے کی ہمت کسی کی نہیں

ہوئی عین جو

اب تک لاؤنج میں ہی تھی بالاج کو زرتشم کو ایسے

لاتے دیکھ اسکی

آنکھیں تو گویا چمک اٹھی

آج ام تم کو ناشتہ کروائے گا۔۔۔"وہ غصّے سے

پھنکارے ہوئے زرتشم

کو سیدھا لاؤنج میں لے آیا اور اسے اتنی زور سے

دھکیلا کہ وہ بے

اختیار سیدھا ٹیبل سے جا ٹکراتی زمین پر گر گئ اور

پھوٹ پھوٹ کر

رونے لگی

تم امارا اجازت کے بغیر گھر سے باہر کیسے گیا۔۔۔" وہ

دھاڑتا ہوا ایک

زوردار لات زر تشم کی پیٹھ پر رسید کر گیا جس کے

بھاری بوٹوں کی

ضرب پر ایک دل خراش چیخ پوری حویلی میں گونج
اٹھی تھی اور
اسکے بعد ایسی ہی چیخیں کتنی بار گونجی اس درندے کو
سے کو
ایک بار بھی اس پر ترس نہ آیا
یا اسکی چیخوں پر اسکا دل نہیں لرزا تھا
ام ان ٹانگوں کو ہی کاٹ ڈالے گا۔۔۔" وہ بے دردی
سے زر تشم کی ٹانگ
پر کھڑا ہوتے اسکی چیخ بھی بلند کروا گیا

اتنے درد کے باوجود بھی وہ تڑپ کر اپنی ٹانگ دونوں

ہاتھوں سے تھام

کر آسمان کی جانب منہ کئے چلا اٹھی

لیکن اسکا چلانا کب کسی نے دیکھا یا سنا ملازم تو خود آج

پہلی بار

اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے سب کی آنکھوں میں خوف

تھا

عین کیلئے یہ منظر سکون کا باعث تھا وہ مزے سے

کھڑی یہ سب دیکھ

رہی تھی زرتشم کی چیخیں تو اسکے لئے ایک ساز تھیں

بالاج کچن کی جانب گیا تھا جہاں اسے سب سے پہلے

کینچی نظر آئی

تھی وہ وہی اٹھاتا پھنکارتا ہوا کمرے سے باہر آیا اور

زرتشم کو

خون خوار نظروں سے دیکھنے لگا جس کے ہاتھ میں اتنا

خطرناک

اوزار دیکھ زرتشم کے ساتھ ساتھ عین کی بھی آنکھیں

پھٹ چکی

تھیں

ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔"وہ دونوں ہاتھوں سے

اسے روکتی اٹھی کو جوڑ گئی

آنکھوں سے آج جیسے خون برس رہا تھا وہ اتنی لرز رہی

تھی جیسے

کوئی زلزلہ آگیا ہو

نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔"وہ خوف کے مارے منہ سے

لفظ ٹھیک سے ادا کیا پورے

بھی نہیں کر پائی

لیکن اسکے جڑے ہاتھ بالاج نے کبھی دیکھے ہوں تو

آج دیکھتا ملازموں

نے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے آنکھیں بند کرلی تھی

کسی کی ہمت

نہیں ہوئی کہ کوئی سامنے کا منظر دیکھ سکے

خود عین بھی رخ موڑ گئی تھی

سب لوگ تیار ہوئے لان میں ہی پہنچے تھے جہاں

نکاح کیلئے بہت ہی

خوبصورت انتظام کروایا گیا تھا وہاں لگے سٹائلش

درختوں اور

پودوں کو رنگ برنگی لائٹس کی مدد سے سجا کر منظر کو

اور

خوبصورت بنا دیا گیا تھا سب خوش تھے بچے بڑوں

سے زیادہ خوش

تھے کیونکہ انکو لائٹس نظر آرہی تھی

زیحال نے اپنی فیملی کو بھی انوائٹ کیا تھا جس میں دا

جی داراب

اور بیلا کے علاوہ سب آئے تھے زریاب بھی میٹنگ

ختم کرتے وہی آ

گئے تھے کسی کے چہرے سے نہیں لگا کہ کوئی شاک

ہوا ہے سب خوش

تھے اور پارٹی انجوائے کر رہے تھے

ماڑاام کو دلہن دیکھنی ہے کدر ہے وہ۔۔۔؟ فرخندہ

بیگم کو سب سے

زیادہ جلدی تھی دیکھنے کی

موورے۔۔۔آجائے گی آپ کچھ لیں۔۔۔"زیحال

نے جوس کا گلاس ان کی

جانب بڑھایا اور انکے کندھے دبانے لگا یہ بھی

موورے کیلئے اعزاز ہی

تھا کہ انکا چھوٹا بیٹا انکے کندھے دبا رہا تھا

موورے نے ترچھی نظروں سے اسے گھور کر دیکھا

تم اتنا سیدھا ہے نہیں جتنا بن رہا ہے۔۔۔ام کو بتاؤ

ماجرا کیا ہے۔۔۔ورنہ

ام ابھی یاقوتا کی گھر والی کو بلائے گا۔۔۔" وہ پولیس

والے کی ماں

تھی کیسے کے ممکن تھا کہ انکی آنکھوں سے کچھ بچ

نکلتا

زیحال نے کان کی لو کھجاتے ہوئے انکو دیکھا جیسے اسکی

کوئی چوری

پکڑی گئی ہو

تھوڑی ہی دیر میں نکاح کیلئے مولوی کو بلا دیا گیا تھا

سامنے ہی ایک

خوبصورت سٹیج بنایا گیا تھا اسی کے آگے کرسیاں رکھی

تھیں جن پر

فیملی ممبرز بیٹھے سامنے دیکھ رہے تھے جہاں ایک

سنگل صوفے پر

مولوی بیٹھا تھا اور یاقوت ایک صوفے پر تھا چہرہ کسی

کی تاثر سے

بلکل خالی جیسے اسے کوئی فرق ہی نہ پڑ رہا ہو

تھوڑی ہی دیر میں ایک سرخ لہنگے میں سجی دلہن کو لایا

گیا تھا

جسے کومل اور زمل دونوں پکڑ کر لائی تھیں

یاقوت نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اس لڑکی کو نہیں

دیکھا لیکن اپنے

کمرے کی بالکونی میں کھڑی مشی یہ سب دیکھ رہی تھی

آنکھوں سے

آنسوں بارش کی مانند برس رہے تھے

دل جیسے پھٹ رہا تھا نہیں وہ نہیں دیکھ سکتی تھی یہ

سب اسکی

جان نکال رہا تھا وہ اس منظر سے ہٹ کر سیدھا کمرے

میں آگئی اور

ایسے سانسیں لینے لگی جیسے کمرے میں آکسیجن ختم ہو

رہی ہو

اسکا دم گھٹ رہا تھا وہ مر رہی تھی نہیں وہ جب یہ

ہوتے ہوئے ہی

نہیں دیکھ سکتی تھی تو بعد میں کیسے سب برداشت کرتی

تب ہی وہ

فیصلہ کرتی کمرے سے باہر نکل گئی

سب لوگ شادی میں مصروف تھے مولوی صاحب

نکاح سے پہلے کے

کلمات پڑھ رہے تھے کسی کو کیا خبر کہ انکے پیچھے کیا ہو

گیا تھا

سب لوگ اس شادی میں دل وجان سے مگن تھے
ایسے جیسے یہ گھر
کی پہلی شادی ہو ہر کوئی گپ شپ میں مصروف ہر
کوئی خوشی
سے پاگل کسی کو دیکھ ایسا نہیں لگ رہا تھا کہ یہاں
دوسری شادی ہو

رہی ہے زیحال تو مور کے پاس ہی بیٹھا تھا اس نے

ایک بار بھی اٹھنے

کی زحمت نہیں کی تھی بس ایک جگہ بیٹھا مزے سے

یہ سب دیکھ رہا

تھا بچے بھی اسی کے گرد گھوم رہے تھے کیونکہ زمل

دل ہن کے پاس

تھی تو بچوں کو سمبھالنے کی زمے داری "زیحال خان

آفندی" کو

سونپی گئی تھی لیکن پوری طرح سے نہیں جب سے

زیحال نے ان دو

معصوم جانوں کو غباروں سے لٹکایا تھا تب سے زمل

اسکے حوالے بچوں

کو کر کر بھی اس پر ایک آنکھ رکھتی تھی کچھ پتہ نہیں یہ

ایشین

گینگسٹر پھر نہ کوئی ایسا خطرناک کارنامہ سرانجام دے

دیتا

کومل اور زمل بیچ میں بچھے ریڈ کارپٹ پر دلہن کو
پکڑے سٹیج کی

جانب لے جارہی تھی یاقوت نے ایک بار بھی نظر اٹھا
کر سامنے آنے

والی اپنی بن نے والی دوسری بیوی کو نہیں دیکھا

اسکے چہرے پر ازحد سنجیدگی تھی دل تکلیف سے بند
ہو رہا تھا

جیسے اسے موت کا فیصلہ سنایا جانے والا ہو

مولوی بیٹھا کلمات پہلے ہی شروع کر چکا تھا کیونکہ

اسے بھی یہاں

سے نکلنے کی جلدی تھی اسکے پیچھے اس وقت ایک

موت کا فرشتہ

کھڑا تھا جس کا نام تھا" پامیر سلطان "

دل ہن صاحبہ آرام سے چلیں اتنی بھی کیا جلدی ہے

۔۔۔"دلہن کا پاؤں

لہنگے میں پھنستے دیکھ کومل نے دلہن کا ذرا سا بازو دبایا

جب

گھونگھٹ کے پیچھے سے دو بھوری آنکھوں نے اسے

گھور کر

دیکھا

عمر میں بڑی ہوں تم سے۔۔۔ایسے گھورتے ہیں اپنی

دیورانی کو۔۔۔"وہ

سمجھ چکی تھی کہ گھونگھٹ کے پیچھے سے اسے گھورا جا

رہا

ہے

یہ سب سنتے زمل کی بے ساختہ ہنسی نکل گئی جس پر

زیحال کی نظر

پڑتے بتیسی فوراً سے اندر ہو گئی

آپ لوگ کیسے پہن لیتے ہیں اتنا بھاری جوڑا۔۔۔ میرا

دم گھٹ رہا ہے۔۔۔"

گھونگھٹ کے پار سے ایک خوبصورت عجلت میں

ڈوبی آواز

ابھری یقیناً وہ اس بھاری جوڑے سے بہت زیادہ تنگ

تھی

دیکھ لو۔۔۔ہم لڑکیوں کا کمال۔۔۔ہر کسی کے بس کی

بات نہیں۔۔۔"زمل

نے فخر سے شانے اچکاتے کس ادا سے کہا تھا

ایک لگاناں۔۔۔یہ کمال دھمال میں بدل جائے گا

۔۔۔"گھونگھٹ کے پر

سے ملنے والی دھمکی پر زمل نے جھٹ سے آنکھیں

پٹپٹائی اور ذرا سے

ہونٹ گول کرتے جیسے رونے کی تیاری پکڑلی

رونا نہیں۔۔۔ورنہ احکام اعلی نے میرے لئے پھانسی

کا اعلان کر دینا ہے

پلیز۔۔۔"زمل کے رونے سے پہلے ہی فوراً اسے اس

سے معافی طلب کر لی

گئی تھی کیونکہ کوئی ایسا نہیں تھا جس میں زیحال خان

آفندی کی

بیوی کو رلانے کی ہمت ہو

کان پکڑو۔۔۔پھر معاف کرونگی۔۔۔"زمل نے

ناراض ہونے کی ایکٹنگ کرتے

بالا آخر کان پکڑ واہی لئے تھے وہ بھی ایک نئ نویلی
دلہن سے کیا
قسمت تھی اس دلہن بیچاری کی

مشی پاشاولا کے مین گیٹ کے بجائے پچھلے گیٹ سے
باہر نکل گئ
تھی جہاں اس وقت دو گارڈز پہرے داری پر کھڑے
تھے لیکن وہ

مشائم یاقوت مرزا تھی آنکھوں میں دھول جھونک کر

باآسانی نکل

گئی تھی اور آسانی اسکے سامنے کھڑی گاڑی نے کر دی

تھی یہاں کھڑی

گاڑیوں کی چابیاں انہی میں رہتی تھیں اس گھر میں

جتنے بچوں

کے کھلونے آتے تھے ان سے زیادہ گاڑیاں آتی تھیں

کیونکہ خود انکا

باپ گاڑیوں کا دیوانہ تھا

مشی نے ان گاڑیوں کو دیکھا اور پھر گارڈز کو جو اپنے

کوارٹر میں

بیٹھے شاید لنچ کر رہے تھے وہ بھاگ کر جلدی سے ایک

گاڑی کے پاس

آئی اور اس میں بیٹھتی فورا سے سٹارٹ کر کر گیٹ سے

باہر نکال

گئی

دونوں گارڈز گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز سنتے فورا

سے بھاگ کر باہر

آئے جب انکی نظر ایک گاڑی کی خالی جگہ پر گئی اور وہ

یہاں کی سب

سے مہنگی سپورٹ کار تھی جسے ڈیزائن ہی الگ سے

سپورٹس کیلئے

کروایا گیا تھا وہ گاڑی کوئی لے گیا تھا مطلب یہ ان

دونوں گارڈز کی

شامت کو دعوت دینا تھا

یہاں کون آیا تھا گاڑی کہاں گئی۔۔۔"ایک گارڈ تو

جیسے بوکھلا چکا تھا

پاشا کے قہر کا سوچ کر ہی انکی روح کانپ اٹھتی تھی

آئی دونٹ نو۔۔۔"دوسرا پیور انگریزوں والے لب و

لہجے میں بولتا سر پر

ہاتھ مارتا پریشان سا یہاں وہاں دیکھنے لگا

جب پہلے والا بھاگ کر جلدی سے کیمرے چیک

کرنے گیا دوسرا بھی

اسکے پیچھے بھاگتا گیا تھا دونوں نے جلدی سے سی سی ٹی

وی

فوٹیج چیک کی جس میں ایک لڑکی صاف دکھائی دے

رہی تھی گاڑی

لے جاتے ہوئے

ہوزشی۔۔۔؟آئی دونٹ نوہر۔۔۔"دوسرا اب بھی

پریشان تھا کیونکہ اس

نے کبھی مشی کو نہیں دیکھا تھا کومل یا زمل جو باہر آتی

جاتی

تھیں انکی سیکیورٹی کی ڈیوٹی تو لگ جاتی تھی لیکن مشی

تو کبھی

کہیں گئی ہی نہیں تھی اگر گئی بھی تھی تو گھر کے

مردوں کے ساتھ

جن کے ساتھ کسی سیکیورٹی کی ضرورت نہیں رہتی

تھی

ویٹ۔۔۔"پہلے والا آگے ہو کر غور سے مشی کو

پہچاننے کی کوشش

کرنے لگا وہ اس رات مین گیٹ پر تھا جب مشی یاقوت

کو ڈھونڈنے

باہر جانے لگی تھی اور اس نے روک لیا تھا

یہ تو مسسز یاقوت ہیں۔۔۔اوہ نو۔۔۔"وہ پہچان کر بنا

ایک لمحہ بھی

ضائع کئے لان کی جانب بھاگا جس کے درمیان اچھا

خاصا فاصلہ

عبور کرنا پڑتا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج کا سورج خان حویلی پر ایک الگ ہی قیامت ڈھا چکا

تھا ہر ایک پر

لرزا ساطاری تھا ہر کوئی پھٹی پھٹی سی نظروں سے

ہو نقوں کی

طرح لاؤنج کا وہ قیامت خیز منظر دیکھ رہا تھا جس نے

روحوں کو

لرزا کر رکھ دیا تھا عین تو جیسے سکتہ میں ہی چلی گئی تھی

باقی

سب کے وجود برف ہو چکے تھے

بالاج نے مار مار کر زر تشم کو اس حد تک زخمی کر دیا تھا

کہ اس

وقت وہ سانس بھی اٹک اٹک کر لے رہی تھی لیکن

بالاج کا خون تب

بھی جوش مارنا بند نہیں ہوا تھا اسے صبر نہیں آیا تھا

تب ہی اس نے

سیزر کو نوکیلی سائیڈ سے پکڑتے سیدھا زرتشم کی ٹانگ

میں گھونپنے

کیلئے آگے بڑھا دیا

ہر کوئی خوف زدہ ہوتا آنکھوں پر ہاتھ رکھ گیا سب کو

اس ابھرنے

والی چیخ پر پہلے سے خوف آنے لگا تھا لیکن یہ ایسا نہیں

ہوا کسی کو

کوئی چیخ نہیں سنائی دی سب مے دھیرے دھیرے

آنکھیں کھول کر

سامنے دیکھا جہاں بالاج کا ہاتھ کسی اور کے مضبوط

ہاتھوں کی

گرفت تھا اس شخص کی جس کی دماغ کی رگیں اس

وقت پھڑ پھڑا

رہی تھیں جس کی رگوں میں دوڑتا خون بالاج سے
زیادہ بھڑک اٹھا
تھا جس کی آنکھوں میں اس سے زیادہ دہشت تھی
اس سے زیادہ
وحشت کی سرخی نمایاں تھی
وہ ڈاکٹر "برہان ورک" تھے جو سرخ متورم طیش
بھری نگاہوں سے
بالاج کو دیکھ رہے تھے وہ خود آنکھیں پھاڑے ہک
دک سا انکو دیکھ

رہا تھا اسے جیسے اپنی آنکھوں پر یقین سا نہیں آیا کہ وہ

ڈاکٹر

برہان ورک ہی ہے ہاں وہ وہی تھے

انکو دیکھ ملازموں کی لائن میں کھڑی میڈورا نے تشکر

آمیز آنکھیں

مینچ لی وہ اسی کمرے میں موجود تھی جہاں سے بالاج

جانوروں کی

طرح زرتشم کو گھسیٹ کر لایا تھا میڈورا کو وہ لڑکی

معصوم بے

قصور لگتی تھی تب ہی اس نے ہمت کرتے زرتشم کی

رپورٹس میں

سے ہوسپٹل کا نمبر نکال کر رپورٹس پر درج ڈاکٹر کا

نام بتا کر ان سے

انکا نمبر لے لیا تھا اور وقت رہتے ڈاکٹر برہان کو یہاں

برپا ہونے والی

قیامت سے اگاہ کر دیا تھا

جسے سن کر ڈاکٹر برہان ایک سیکنڈ ضائع کئے بغیر یہاں

پہنچے تھے

اور اب بالاج کے مقابل اس کا ہاتھ پکڑے کھڑے

تھے

تیری اتنی ہمت۔۔۔" وہ اسکے منہ پر دھاڑتے ایک

زوردار گھونسہ بالاج

کے جبڑے پر رسید کر گئے وہ اس اچانک ح ملے کیلئے

ذرا تیار نہ تھا

تب ہی لڑکھڑا کر چار قدم پیچھے جا گرا

کمینے۔۔۔تجھے وارن کیا تھا ناں میں نے۔۔۔" وہ

آگے آتے بالاج کو کالر سے

پکڑ کر کھڑا کرتے دوسرے جبڑے پر ایک گھونسہ

رسید کرتے اسکے

دماغ کی تاریں تک ہلا کر رکھ گئیے وہ اس قدر شاک

میں تھا کہ اب تک

یقین ہی نہیں کر پایا کہ کوئی عام سا ڈاکٹر پہلے اسکے گھر

آنے کی

ہمت کر چکا تھا اور اب اسکے بعد اسے ہی مار رہا تھا

خان۔۔۔خان کو بلاؤ۔۔۔" عین ڈاکٹر برہان کو بالاج

پر ہاتھ اٹھاتے دیکھ

زور سے چیخی اسکے اپنے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے

کیونکہ یہ تو اس

نے سوچا تک نہ تھا کہ زرتشم کا علاج کرنے والا ڈاکٹر

یہاں ایسے بھی

آسکتا ہے وہ آیا تھا لیکن طوفان بن کر جس میں وہ اب

اچھے سے

بالاج خان آفندی کو لپیٹ رہا تھا

تم نے ام کو مارا۔۔۔" بالاج کے لئے یہ بات ناقابل

برداشت ہو چکی تھی

وہ آگ بگولہ ہوتے جیسے ہی ڈاکٹر برہان پر جھپٹ

پڑنے لگا انہوں نے

ہاتھ کا مکا بناتے ایسا اسکی پسلیوں میں مارا کہ بالاج کی

دلخراش

چیخ پوری حویلی میں گونج اٹھی

وہ بھول رہا تھا کہ سامنے موجود شخص مشہور زمانہ ڈاکٹر

تھا وہ

ہوا میں تیر چھوڑنے کا قائل نہیں تھا وہ ایسی ایسی جگہ

مار مار رہا

تھا کہ بالاج کی جان سیدھا حلق میں آجائے

وہ بلبلا کر درد سے کراہتا پیچھے صوفے پر جا گرا اتنے

میں وہاج جو

فیصلے پر گئے ہوئے تھے ملازم کے بلانے پر فوراً سے

حویلی آن پہنچے

تھے جب سامنے کا منظر دیکھ انکی آنکھیں ایک دم سے

پھٹی

برہان۔۔۔" وہ دروازے کی دہلیز پر کھڑے پوری

قوت سے دھاڑے جب ان

کی دھاڑ پر سب نے مڑ کر انکی جانب دیکھا وہ ایسی دھاڑ تھی کہ

حویلی کی درو دیوار تک ہل چکی تھی

برہان کا ہاتھ بالاج کی جانب جاتا جاتا ایک دم سے رکا انہوں نے مڑ کر

پیچھے کھڑے وہاج کو دیکھا وہ جتنے طیش میں تھے ان سے زیادہ انکو

دیکھ برہان کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا

تم ادر۔۔۔ تمارا ہمت کیسے ہوا۔۔۔ امارا حویلی میں

داخل ہونے کا۔۔۔''وہ

پوری جان لگا کر دھارڑتے غصّے سے مٹھیاں زور سے
بھینچ گئے

ایسے۔۔۔'' برہان نے ایک زوردار لات بالاج کے

سینے میں دے مارتے ان سے

زیادہ بلند آواز میں جواب دیا انکی طاقت سے صوفہ تک

پیچھے جا

سرکا تھا

میں نے کہا تھا۔۔۔کہ اب ایسا کچھ ہوا تو میں چپ

نہیں بیٹھونگا۔۔۔

کہا تھاناں۔۔۔؟؟؟ وہ دھاڑتے ہوئے پوچھ رہا تھا

جبکہ انکی ہمت پر وہاج

کی آنکھیں حیرت سے پھٹ کر رہ گئیں

حالت دیکھیں انکی۔۔۔"اس نے انگلی کی مدد سے میں

پر بے ہوش پڑی

زرتشم کی جانب اشارہ کیا

جب وہاج نے خود زمین پر پڑی زرتشم کو دیکھا اسکی

حالت دیکھ تو

گویا ان پر ساتوں آسمان ایک ساتھ آ گرے تھے وہ ہکا

بکا سے منہ

کھول کر کھڑے اسے دیکھے گئے ساری اکڑ سارا غصّہ

جیسے پل میں

ہوا ہو گیا تھا

عین خود حیران کھڑی تھی کہ وہ زرتشم کو دیکھ اتنے

ساکت کیوں

ہو گئے تھے بالاج پیٹ پکڑے صوفے پر پڑا کراہ رہا تھا

درد حد سے سوا

ہو چکا تھا اتنا کہ وہ اب اٹھ بھی نہیں سکتا تھا اندر سے

جیسے کوئی

ہڈی ٹوٹ گئی تھی

____

دلہن کو سٹیج پر بٹھانے کے بعد سب لوگ وہی آ گئے

تھے تاکہ نکاح کے

بعد دعا میں شامل ہو سکیں زیحال بھی اٹھ کر زمل کے

پیچھے آ کر

کھڑا ہو گیا

یاقوت جو کب سے نظریں جھکائے بیٹھا تھا نظر اٹھا کر

ان سب کو

دیکھا اسکے بھائیوں کے چہرے پر خوشی کی چمک تھی

اسکی

بھابھیاں فل تیار ہوئی کھڑی اپنے ہی ششکے دکھا رہی

تھیں کیا مطلب

کسی کو اسکی دوسری شادی سے مسلہ نہیں تھا؟ یا قوت

بے ساختہ اس

بارے میں سوچنے لگا اسے جی بھر کر حیرت ہو رہی

تھی

جوڑی کتنا پیارا ہے ناں۔۔۔ نظر نہ لگے

۔۔۔"سیماب نے دونوں کپلز کی

نظر اتار کر پیسے ملازم کو تھما دیے اسکو ایسے کرتے دیکھ

زریاب کا

دل چاہا اپنا سر پھوڑ لیں انہوں نے زیحال کی جانب

دیکھا جو چہرے

کا رخ ہی موڑ گیا تھا باقی تو ہک دک سے کھڑے تھے

تم چپ کرے گا ماڑا۔۔۔یہ زبان کبھی بند بھی رکھ لیا

کرو۔۔۔"زریاب

کی بس سر پیٹنے کی کسر باقی تھی

کیوں۔۔۔؟تم جیلس ہو رہا ہے۔۔۔ام انکو اتنا اچھا دعا

جو دے رہا ہے۔۔۔

تم نے اتنا اچھا سیٹ اپ کروایا تھا۔۔۔؟ آ گیا تھا

دہشت گردوں کی طرح

بارات لے کر۔۔۔'' وہ اس موقعے پر اپنے ہی رونے

لے کر بیٹھ گئی

تھی زریاب ہک دک سے اسے دیکھنے لگے

تم۔۔۔ تم ام کو قبر میں بھی نہیں چھوڑے گا۔۔۔'' وہ

جھنجھلا کر بولتے

سائیڈ منہ کر گئے سیماب نے فوراً سے انکو گھور کر

دیکھا

تم خوش فہمی میں مت رہنا ام مر بھی گیا تو تم کو آتمہ

واتمہ بن

کے ڈرائے گا اپنا حساب لے گا۔۔۔" وہ دونوں ہاتھ

بھوتیا انداز میں کھڑی

کرتی آنکھیں پھیلا کر بولی

ام کو لگتا ہے۔۔۔ ہمارا فرسٹ نائٹ بھی ٹھیک سے

نہیں ہوا۔۔۔ڈونٹ

وری۔۔۔آج رات کو کرے گا صحیح۔۔۔" یہ لگا تیر

نشانے پر سیماب

آنکھیں پھاڑے اس پٹھان کو دیکھنے لگی جو مذاق میں تو

کہیں سے

نہیں لگ رہا تھا اور اگر یہ مذاق نہیں تھا تو گئی سیماب

کام سے

آ۔۔۔ن۔۔۔نہیں۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ" سیماب خفت

سے سرخ پڑتی کچھ بول بھی

نہیں پائی کہ نہیں وہ تو ایسی گزری تھی کہ اسے آج

تک یاد ہے بھلا

شوہر پٹھان تھا اب بچاری اپنی باتوں میں خود ہی پھنس
گئی تھی

تب ہی وہاں سے جانے میں ہی آفیت جانی

سچ میں۔۔۔ سوہنا رب جوڑی سلامت رکھے اور جلد

گود بھرے۔۔۔"مور

نے دونوں کو دیکھ باقائدہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جسے سنتے

مولوی کے

پیچھے کھڑے پامیر کو اتنی زور کی کھانسی ہوئی کہ سب

اسکی

جانب متوجہ ہوئے اسے دیکھنے لگے اتنی زور کی کھانسی

کہ کھانس

کھانس کر چہرہ ہی سرخ ہو گیا تھا

پانی دو اسے۔۔۔"زیحال کا اپنا چہرہ سرخ ہو رہا تھا

لیکن ڈھیٹ تھا

کمال ضبط رکھتا تھا اپنے اوپر مجال ہے کوئی تاثر دیا ہو

کومل زمل تو ایک دوسرے سے نظریں ہی چرا گئی

تھیں کوئی دلہن کو

بھی تو دیکھتا جس کی گھونگھٹ کے پار آنکھیں پھٹ

چکی تھیں

جو سب کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے سب دنیا کے

آٹھوں عجوبے

ہوں سب سے بڑی عجوبہ تو فرخندہ بیگم تھیں جنہوں

نے نکاح سے

پہلے اتنی تگڑی دعا دے دی تھی

لیکن ان سب میں یاقوت کی تکلیف میں اضافہ ہوا تھا

اسے اولاد

چاہیے تھی؟ نہیں اسے اسکی مشی چاہیے تھی لیکن
یہاں وہ نہیں تھی

بلکہ جو ہو رہا تھا وہ بھی اسکی ہی مرضی سے ہو رہا تھا

مم۔۔۔ مولوی صاحب۔۔۔ ذرا جلدی پڑھو نکاح

۔۔۔ جنازہ تھوڑی ہے۔۔۔ جو
غم میں پڑھا نہیں جا رہا۔۔۔" پامیر اب عاجز آنے لگا

تھا یاقوت نے

کرب بھری نگاہوں سے پامیر کی جانب دیکھا

وہ سب لوگ اسے موت کے منہ میں دھکیلنے کیلئے

اتنے بے تاب کیوں

تھے وہ نہیں سمجھ پایا

مولوی نے زبان دو سو کی جگہ چار کی سپیڈ سے چلانی

شروع کردی

وہ تیزی سے ہلتا آنکھیں بند کر کر نجانے کیا پڑھتا رہا جو

نکاح کے

کلمات تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہے تھے

نکاح ہو گیا۔۔۔مبارک ہو۔۔"مولوی کلمات

ختم کرتے ایک دم سے چیخ

اٹھا سب نے اسے بعد میں ہونقوں کی طرح دیکھا تھا

پہلے تو یاقوت

کے سے پر نج گئ تھی

اس نے قبول ہے کب بولا؟ یہ ہو کیا رہا تھا اسے کچھ

سمجھ نہیں آئ

اس نے ملتجی نگاہوں سے زیحال کی جانب دیکھا

مورتوہک دک سی اپنے سپوت کو دیکھ رہی تھی جس

نے اتنا انوکھا

نکاح کروایا

لیکن ام نے۔۔۔قبول ہے تو نہیں سنا۔۔۔؟سیماب کو

اپنے کانوں کی فکر

ہونے لگی تھی اس نے باقائدہ انگلی سے اپنے کان بھی

صاف کئے

ارے۔۔۔ہم نے تو سنا ہے۔۔۔کیوں بھائی۔۔۔بیگم

۔۔۔زمل بہنا۔۔۔''پامیر نے

ایک ایک کو مخاطب کر کر پوچھا" کیوں لالا

۔۔۔" آخر میں بڑے بھائی

کی تائید ضرور لی یہ نہ ہو یہی پھینٹی پڑ جاتی

لیکن۔۔۔ مم۔۔۔ میں نے تو۔۔۔ قبول ہے نہیں کہا

۔۔۔" یاقوت کا دماغ گھوم

رہا تھا

یہ ملائشیا ہے سر۔۔۔ یہاں ایسے ہی نکاح ہوتا ہے

۔۔۔" مولوی نے جلدی سے

دل میں استغفراللہ بولتے جھوٹ گھڑا

بڑی عجیب بات ہے۔۔۔ام بھی تو ادر ہی شادی شدہ

ہوا تھا۔۔۔ام نے تو

بولا۔۔۔"سیماب بولتے بولتے ایک دم سے رکی اور

جھک کر دو بندوں کے

فاصلے پر کھڑے زریاب کو دیکھ انکے پاس گئ

خان۔۔۔تم نے ام سے بندوق کی نوک پر قبول ہے

بلوایا تھاناں۔۔۔جبکہ

ملائشیا میں قبول ہے نہیں بولتے۔۔۔"اسکی انوکھی

بات سن کر

زریاب پہلے پہل تو ہک دک سے اسے دیکھتے رہے
جیسے زبان ہی مقفل ہو
گئی ہو پھر جھٹ سے پامیر کو گھورا جس کی بات پر انکی
شامت
پہلے آگئی تھی
مورا اٹھ کر دلہن کے پاس آئی اور دھیرے سے اسکے
پاس بیٹھ گئیں
تم اب اس گھر کا فرد ہے۔۔۔تم کو اب ادر رہنا ہے
۔۔۔" وہ نہایت

سنجیدگی سے اسے سمجھانے لگی دلہن اچھی بچی تھی

جھٹ سے

مؤدبانہ انداز میں سر اثبات میں ہلا گئی

کبھی بھی اپنے خان کے آگے بولنا نہیں۔۔۔ تمارا

اہمیت کم ہو جائے گا۔۔"

انکی بات پر دلہن نے جھٹ سے نفی میں سر ہلا یا بھلا

اتنی تابعدار

بیوی ملی تھی یاقوت کو آگے سے بولنے کا تو جواز ہی

پیدا نہیں ہوتا

تھا

خدا تم کو خوش رکھے اور تم جلد امارا یا قوتا کو خوش خبری دو۔۔"

یہاں دلہن نے سر اٹھا کر انکو دیکھا اور پھر باقی سب کو اب کی بار سب کے لاوے کی پھوٹ کر نکلنے والے قہقہے اندر ہی کہیں

دب گئے تھے زمل تو آنکھیں پھاڑے اپنی ساس کو دیکھ رہی تھی

شکر وہ انکے نکاح پر نہیں تھی ورنہ اسکا تو شرم سے پانی

پانی ہو

جانے کا خدشہ تھا

تم بالغ تو ہے ناں۔۔۔؟ مورے گھر والوں کی

موجودگی میں ذرا لحاظ

نہیں کر رہی تھیں جبکہ ان کی باتوں پر یاقوت کے

کانوں سے دھواں

نکلنے لگا تھا صحیح ہے عمر کا تقاضہ ہے لیکن ایسا بھی کیا کہ

آج کی

ینگ جنریشن کے خرافاتی دماغوں کا بھی علم نہ ہو

وائفی کان بند کرو۔۔۔گندی باتیں نہیں سنتے

۔۔۔"زیحال نے اسے ایسے

دیکھتے دیکھ خود اپنے ہاتھوں سے کان بند کئے

زمل جھنجھلا کر اسکے ہاتھ پیچھے کرتے خود اسکے پیچھے جا

کر

چھپ گئی کچھ پتہ نہیں اسکی بے باک سانس اسے ہی نہ

پکڑ لیتی

سب کے سامنے آئے اسے مشورے جن کو سن کر ہی

حالت بری ہو رہی

تھی خود کو دلہن کی جگہ سوچ کر اسکا گلا خشک ہو رہا

تھا

یاقوت نے سب کو باری باری تعجب بھری نگاہوں

سے دیکھا جب اسے

محسوس ہوا کہ یہاں برلاس نہیں ہے اسکے بغیر کیسے

ہو سکتی تھی

شادی لیکن ہو چکی تھی یہ الگ اب تکلیف بڑھا چکی تھی

برلاس کہاں ہے۔۔۔؟اس نے بجھے بجھے سے انداز میں پوچھا

میں یہاں ہوں۔۔۔"اس آواز پر سب نے اس آواز کی سمت میں دیکھا

لیکن سمت جس جانب جا رہی تھی اس جانب دیکھ سب کی آنکھیں

پھٹی تھی سب سے زیادہ یاقوت مرزا کی جو اپنے پہلو

سے آنے والی

آواز پر سانس روکے اس جانب دیکھنے لگا

گئے کام سے۔۔۔" زمل نے اپنی پیشانی زیحال کی کمر

پر ٹکا دی

کومل تو باقاعدہ رخ ہی موڑ گئی

پامیر جو سیدھا آسمان میں ہی اڑنے والی چڑیا گننے لگا تھا

یاقوت نے

اپنے پہلو میں نظر ڈالتے سامنے سب کو دیکھا کوئی

بھی اس سے

نظر نہیں ملا رہا تھا زیحال خودنا ک کھجاتے ہوئے زمین

دیکھ رہا

تھا

یہ۔۔۔یہ آواز۔۔۔"یاقوت کی سمجھ میں نہیں آئی

کہ وہ جو بولنا چاہتا

تھا وہ بولے بھی یا نہیں کہ اسے کیا لگا

اس نے پھر سے اپنے پہلو میں دیکھا اور ہمت کرتے

ہاتھ بڑھا کر اپنی

دلہن کا گھونگھٹ دھیرے سے اٹھایا اور جیسے ہی

گھونگھٹ اٹھا

سامنے نظر آنے والا چہرہ دیکھ وہ بدک کر صوفے سے

ہی اچھل پڑا

تھا اور آنکھیں پھاڑے اپنی دلہن اوہ سوری مردانہ

دلہن کو دیکھنے

لگا

کیونکہ سامنے شیر دل کی بیٹی نہیں بلکہ زیحال خان

آفندی کی

بڑی بگڑی اولاد بیٹھی اپنے دانتوں کی نمائش کر رہی

تھی

برلاس نے آنکھیں پٹ پٹاتے اتنا کیوٹ سا منہ بنایا کہ

یاقوت ہکا بکا سا

ایک نظر کبھی اسے دیکھے تو کبھی زیحال کو جو کھڑا اپنی

ہنسی

دبانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا

ہیلو ہز بینڈ جی ۔۔۔؟ میری منہ دکھائی ۔۔۔؟ برلاس

نے بھنویں مٹکاتے

ڈھیٹوں کی طرح ہاتھ آگے کر کر اپنی منہ دکھائی مانگی

جبکہ یاقوت

پر تو جیسے آسمان آ گرے تھے کیا مطلب اسکے ساتھ

پرینک ہو رہا

تھا؟

اؤ۔۔۔مارا۔۔۔یہ تو حسن جمیلہ کی جگہ حسین جمیل

نکل آیا۔۔۔"سیماب

منہ کھولے حیرت سے برلاس کو دیکھ رہی تھی

تم کو بڑا جمیل حسین لگتا۔۔۔؟ اسکے منہ سے جمیل کیلئے حسین لفظ

سنتے زریاب نے جیلس ہوتے دانت کچکچا کر پوچھا

بھائی۔۔۔یہ۔۔۔؟ یاقوت حیرت کے مارے اب بھی بول نہیں پا رہا تھا

دیکھیں۔۔۔ شیر دل کی شیری۔۔۔ کیسی لگی آپکو۔۔۔؟ اب جلدی سے اسکو

بائیک گفٹ دیں نہیں تو اس نے یہی شروع ہو جانا ہے

---"پامیر نے

برلاس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے یاقوت کو ہوش دلایا

برلاس کے اندر

تو تتلیوں کا ہجوم اڑنے لگا تھا اسے بائیک ملنے والی تھی

زیحال نے اسے تیار کیا تھا دلہن کی جگہ جس پر برلاس

نہیں مانا لیکن

جونہی اسے بائیک کا لالچ دیا گیا وہ یہ لال جوڑا پہن کر

بیٹھ گیا

ل۔۔۔لیکن یہ سب۔۔۔"یاقوت تو جیسے اس شاک

سے ہی باہر نہیں آپا

رہا تھا ایک دم سے وقت بدل گیا جذبات بدل گئے

پرینک تھا۔۔۔ہی ہی۔۔۔کیسا لگا۔۔۔"پامیر جھٹ

سے آگے آتا شریر انداز

میں پوچھنے لگا یاقوت نے اسے گھور کر دیکھا اسکی جان

پر بنی ہوئی

تھی اور ان سب کو پرینک کی پڑی تھی

حد ہوتی ہے۔۔۔" وہ بول کر جلدی سے سٹیج سے اتر

کر گھر کے اندر

جانے لگا جہاں اسکی مشی تھی

یہ۔۔۔یہ کیا۔۔۔میری منہ دکھائی۔۔۔" برلاس

اسے جاتے دیکھ تڑپ کر ایک

ہی جست میں اٹھ کھڑا ہوا

منہ دیکھنے والا بھی گیا اور منہ دکھائی بھی۔۔۔" پامیر

کی بات پر

برلاس آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا اسکا تو گویا کلیجہ

منہ کو آ گیا

تھا اس نے اٹھ کر سر پر اٹکی چیزی زمین پر پھینک دی

نہیں۔۔۔ یہ دھوکہ ہے۔۔۔ مجھے بائیک چاہیئے

۔۔۔ نہیں بھئی نہیں۔۔۔ مجھے

بائیک دو۔۔۔ "وہ عنقریب رو دینے والا تھا تب ہی پیر

پٹخ کر اڑ کر کھڑا

ہو گیا

بچے۔۔۔کونسی بائیک۔۔۔شو۔۔۔۔۔ہوامیں

۔۔۔"پامیر نے انگلی سے اوپر

اشارہ کرتے اسکے سارے ارمانوں پر پانی پھیر دیا

نہیں۔۔۔" برلاس اسکی بات پر یکدم سے چیخ اٹھااور

دھم سے وہی

سٹیج کی زمین پرٹانگیں سیدھی کرکر بیٹھ گیا

مجھے بائیک لاکردو یہ دھوکہ ہے۔۔۔" وہ اب سچ

میں رودینے والا تھا

اسے ایسے بچوں کی طرح زمین پر پھیلتے دیکھ سب پہلے

تو حیران

ہوئے پھر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسنے لگے

برلاس اٹھو۔۔۔"زیحال ایک سیڑھی چڑھتا اسے

مصنوعی انداز میں

ڈپٹ کر اٹھنے کا کہنے لگا ایک تو وہ دلہن کے جوڑے

میں پھنسی ہوئی

دلہن کم بیل زیادہ لگ رہا تھا اپنی کسرتی جسامت کی وجہ

سے

نہیں۔۔۔ نہیں یہ چیٹنگ ہے۔۔۔ مجھے بائیک چاہئے

۔۔۔ آپ سب نے بولا تھا

میں دلہن بنونگا تو بائیک ملے گی۔۔۔ مجھے نہیں پتہ مجھے

بائیک

چاہئے۔۔۔" وہ ٹانگیں زمین پر مارتا کسی بگڑے

لاڈلے بچے کی طرح

فرمائش کرنے لگا

زیحال کیلئے اب ہنسی دبا پانا مشکل ہو رہا تھا

ویسے آپس کی بات ہے تو لگ بہت سمیکسی رہا ہے ہاہاہا

۔۔۔" پامیر کا

جاندار قہقہہ پھوٹ کر نکلتے سٹیج کی چھت سے جا ٹکرایا

تھا

برلاس نے گردن موڑ کر اسے گھور کر دیکھا

برلاس۔۔۔بچے اٹھو۔۔۔آؤ۔۔۔" زیحال نے اور

پیار سے اسے اٹھانے کی

کوشش کی لیکن وہ اسے دیکھتا ٹانگیں مار کر اور ضد

کرنے لگا

نہیں۔۔۔میں نہیں اٹھونگا۔۔۔مجھے بائیک دلائیں یہ

چیٹنگ ہے۔۔۔"وہ

اب دھاڑے مار کر رونے لگا تھا اسے ایسے روتے دیکھ

زیحال کا پھوٹ

کا قہقہہ نکلا وہ ہنستے ہوئے وہی دوسری سیڑھی پر بیٹھ گیا

اسے

ایسے ہنستے ہوئے برلاس بھی اپنا رونا بھولتے دیکھنے لگا

سب نے زیحال کی جانب دیکھا جو کب سے خود پر

ضبط کر رہا تھا

اب جب ضبط ٹوٹا تو صرف اسی کا قہقہہ سے زیادہ گونج

رہا تھا مور

اپنے بیٹے کو ایسے ہنستے دیکھ اسکی نظر اتارنے لگی

ہاہاہا۔۔۔یارررر۔۔۔۔کیا چیز ہو تم۔۔۔۔"وہ پیٹ

پکڑے اپنا جھکا کر اور زور

سے ہنسنے لگا برلاس نے اسے جان بوجھ کر ہونٹ گول

کر کر دکھائے

تاکہ وہ ایسے ہی اس پر ترس کھا کر اسے بائیک دلا دے

لے تو وہ

خود بھی سکتا تھا لیکن زیحال ی اجازت کے بغیر ایسی

چیز لینے کی

اس میں ہمت نہیں تھی

برلا اس بچارا اسا منہ بنا کر اپنے بد تمیز باپ کو دیکھنے لگا

جسے ہنسی

آرہی تھی اور اسکے ارمانوں پر پانی پھر گیا تھا جو بائیک

کیلئے

اتنی خوشی خوشی ہینڈسم سی دلہن بن کر آیا تھا اور اب

بچوں کی

طرح زمین پر بیٹھ کر اسے اپنا ہی حق مانگنا پڑ رہا تھا

وہ لوگ وہی تھے جب زامل زالے جو سب سے پیچھے

اپنے ہی کھیل میں

مصروف تھے وہ بھی سیڑھیاں چڑھتے برلاس کے

پاس آگئے

زامل تو اسے اپنی طرح زمین پر بیٹھے دیکھ ہی خوشی سے

اچھلنے لگا

تھا بھلا ایسا موقع بھی کبھی کبھی آتا تھا کہ اسکا تا انکی

طرح ایسے

لاڈ دکھاتا

زامل جلدی جلدی گھٹنوں کے بل چلتا ہوا برلاس کے

پاس گیا اور اسکا

بازو پکڑ کر کھڑا ہونے کی کوشش کرنے لگا ساتھ ہی تا

تا کی گردان بھی

رٹتا رہا

تا۔۔ہیہی۔۔۔"وہ اپنے دو خرگوش جیسے دانت

دکھاتے ہوئے ہنسنے

لگا اسکی چھوٹی سی ہنسی میں سننے والوں کو باقاعدہ کھنک

محسوس ہو رہی تھی

زالے اپنے ہی گھیر دار فراک میں گم ہو کر خود ہی

رونے لگی کیونکہ

اسکا باربی فراک تھا جس کا گھیرا اسکی اپنی ہی غلطی کی

وجہ سے

اوپر سر کی جانب چلا گیا تھا اور جب اسے کچھ نظر نہ آیا

تو اس نے

رونا ہی شروع کر دیا

ارے۔۔۔"زمل اسکو روتے دیکھ جلدی سے بھاگ

کر اسکے پاس آئی

کیا کر لیا یہ۔۔۔ایک کام بھی باپ سے ہٹ کر نہیں

ہوتا سارے کام

اسکی باتوں میں اپنے آپ کو گھسیٹتے دیکھ کر اٹھے۔۔۔" اسکی باتوں میں اپنے آپ کو گھسیٹتے دیکھ

زیحال نے تڑپ کر

پیچھے ان دونوں کو دیکھا

میں کب ایسے فراک میں الجھا۔۔۔ بتانا ذرا۔۔۔" وہ

دکھی لہجے میں ہی

پوچھ رہا تھا جبکہ اسکے اس دکھ پر سب کا قہقہہ پھوٹ کر

نکلا

کیا قسمت پائی تھی بچارے نے وہ دنیا کو رگڑا دیتا تھا

اسکی بیوی

اسے دے دیتی تھی

لیکن الٹے کام تو ہوتے ہیں ناں۔۔۔"زمل تڑخ کر

بولتی زالے کا فراک ٹھیک

کرنے لگی جواب بھی تنگ ہوئی رو رہی تھی

زالے۔۔۔تات۔۔۔۔"زمل نے فراک جونہی نیچے

کیا ساتھ تات کرتے آنکھیں

ایسے خوشی سے پھاڑی جیسے اندر سے بیٹی کی جگہ پرائز

بانڈ نکل آیا

ہو

زالے بھی رونا بھولتے اپنی ماں کے تات کرتے پر

یکدم سے کھلکھلا اٹھی

اور تالیاں بجانے لگی زمل نے جھک کر اسکے پھولے

ہوئے گال چومے

جب برلاس کا رونا پھر سے شروع ہو گیا اسے تو بھول

ہی گئے تھے سب

لیکن وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا یاد کروانا خوب جانتا تھا

میری بائیک دیں۔۔۔۔۔۔۔میری بائیک

۔۔۔۔"وہ رونے والی شکل بناتے کس

معصومیت سے مانگ رہا تھا ماتھے پر بکھرے بال اسے

اور بھی پر

کشش اور جاذب نظر بنا رہے تھے

تا۔۔۔ بھمممم۔۔۔؟ زامل کا انداز ایسا تھا جیسے سوال

کر رہا ہو بھلا اس

کے پاس اپنے باپ اور چاچو سے زیادہ گاڑیوں کی

کلیکشن موجود تھی

وہ دل بڑا کرتے گھٹنوں کے بل چلتا ہوا صوفے کے

پیچھے گیا جہاں

کچھ دیر پہلے دونوں نے مل کر اپنے اپنے کھلونوں کا

انتم سنسکار کیا

تھا انہی میں سے ایک چھوٹی سی گاڑی وہ اٹھا کر اسی سپیڈ

سے

واپس آگیا

تا۔۔۔ہ۔۔۔ بھمم۔۔۔" وہ گاڑی دینے کیلئے

برلاس کی جانب ہاتھ بڑھاتا

اپنی توتلی زبان میں کچھ بولنے کی کوشش کرنے لگا جو

صرف زیحال

کو سمجھ آئی تھی کہ اسکا بیٹا اپنے تا کو اپنی گاڑی دے رہا

ہے

چپ کر چھوٹے فتنے ۔۔۔اپنے جیسی بائیک دے رہا

ہے۔۔۔۔مجھے بڑی بائیک

چاہئے۔۔۔اصلی والی۔۔۔مجھے لا کر دیں

۔۔۔"برلاس پھر سے رونے لگا

تھا اسکی ضد دیکھ زیحال کو پھر سے ہنسی آئی لیکن وہ

ڈھیٹ صرف

مسکرانے پر اکتفا کرتے اپنے بگڑے لاڈلے بچے کو

دیکھنے لگا

دلاؤ نگاناں۔۔۔یہاں سے اٹھو۔۔۔"وہ کیا جانے

یہاں بیٹھ کر ضد کرتا وہ

کتنا کیوٹ لگ رہا تھا سب لوگ اس بگڑی اولاد کو

ستائشی نظروں

سے دیکھ رہے تھے جس کو منانے والا اس کا باپ تھا

نہیں۔۔۔میرے ساتھ چیٹنگ کی ہے سب نے

۔۔۔مجھے بائیک چاہئے۔۔۔"وہ

سر جھکائے اسکی لہنگے کے نغوں پر ہاتھ پھیرنے لگا

تا۔۔۔ہشو۔۔۔"زامل برلاس سے کٹی کرتا تھوڑی

دور ہو کر بیٹھ گیا بھلا

اسکی بائیک بھی تو اچھی تھی ہاں بس اسکو چلانے کیلئے

برلاس کی

ایک انگلی کو اس پر بیٹھنا پڑتا

ہشو کے بچے۔۔۔رک۔۔۔"برلاس نے اسے اٹھا کر

اپنے سر پر الٹا کر لیا اسی

سے وہ کھلکھلا کر زور زور سے ہنسنے لگا

تا۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔" اسکی ہنسی کی آواز دلوں میں سرور

سا برپا کر دینے

والی تھی

اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی زیحال کی بڑی بگڑی اولاد

کے ساتھ دو

چھوٹوں کا بھی اس احتجاج میں دھرنے کا شمار ہو گیا تھا

زیحال ہکا بکا سا تینوں کو دیکھنے لگا برلاس بیچ میں تھا اور

زامل

زالے اسکے دونوں اطراف بیٹھے تھے دونوں ایک تو

تھے بھی گپو سے

صحت مند اتنے کہ انکی ننھی ننھی سی کلائیوں پر بل

پڑتے تھے

اوراب بیٹھے ہوئے چھوٹو سے اتنے کیوٹ لگ رہے

تھے کہ دل چاہ رہا

تھاان کو کھاجائیں

اب گئے بھائی کام سے۔۔۔ہاہاہا۔۔۔ تین تین دہشت

گرد انکے خلاف دھرنا

دے کر بیٹھ گئے ہیں۔۔۔" باقی سب اپنی اپنی ٹیبل پر

جا کر بیٹھتے

اپنا کھانا انجوائے کرنے لگے تھے ایک وہ بچارا تھا جو

اپنے بگڑے بچوں

کو منانے کیلئے انکے سامنے الٹی پلتی مارے بیٹھا تھا

بائیک۔۔۔۔ بائیک۔۔۔۔ بائیک۔۔۔" برلاس نے

آبرو اچکاتے تین دفع لفظ پر زور

دے کر زیحال کو باور کروایا کہ اب نہ دلائی تو وہ بھی

رونے لگے گا

جو کہ پہلے سے رو بھی رہا تھا مطلب ضد کر رہا تھا

یہاں سے اٹھو۔۔۔پھر لے کر آئیں گے

۔۔۔"زیحال نے سنجیدگی سے اسے

اٹھانے کی کوشش کی

نو۔۔۔۔یو چیٹر۔۔۔"برلاس کا منہ پھر سے رونے

والا بن گیا

بیا۔۔۔یو۔۔۔چی۔۔۔تل (بیا یو چیٹر)۔۔۔"اسکی

سن کر زامل بھی گردن

تیزی سے مارتا اپنے ہی باپ کو دھوکے باز بولنے لگا

زالے معصومیت سے

ان دونوں کو دیکھ رہی تھی

با۔۔۔تی۔۔۔تا۔۔۔" وہ انکی سن کر خود بھی کس

معصومیت سے یہ لفظ

دہرانے لگی تھی کہ زی حال ہکا بکا سا باری باری تینوں

کو دیکھے

با۔۔۔چی۔۔۔۔تل۔۔۔۔ناہ۔۔۔" اسکے بچے اب

اصل احتجاج پر اتر آئے تھے

برلا اس کا دل چاہا قہقہہ مار کر ہنسے لیکن نہیں اب تو

اسے بائیک ایسے

ہی لینی تھی ہاں وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اٹھ جاتا تو بائیک تو

مل

جاتی لیکن ریس میں جانے کی اجازت نہ ملتی جو یہی

ایسے بیٹھے

بیٹھے ضد کرنے سے ملنی تھی یہاں اسکو بائیک ملتی

وہاں وہ ایک اور

ضد کرتا کہ دیر کیوں کی لانے میں اب اسے ریس میں

جانے کی اجازت

بھی دو

بائیک دلائیں۔۔۔" زیحال کو ایسے ہی بیٹھے دیکھ

برلاس چیختا

نیچی آنکھیں کر کر زیحال کو دیکھنے لگا

نہیں ملے گی۔۔۔اب کرو ضد تینوں۔۔۔" وہ بول کر

جانے لگا تھا جب

برلاس وہی پیچھے لیٹ کر جان بوجھ کر رونے کی

ایکٹنگ کرنے لگا

تھا

مجھے بائیک دلائیں۔۔۔۔۔آں۔۔۔۔"وہ سچ میں بچہ

بنا آج ضد پر ضد کئے

جا رہا تھا حیرت کی بات یہ تھی کہ اس پر یہ ضد جچتی بھی

تھی

لاڈلا جو تھا

اپنے تا کو ایسے لیٹے دیکھ زامل زالے بھی دھم سے پیچھے
گر گئے

اور رونے کی ایکٹنگ کرنے لگے

ان تینوں کو ایسے لیٹے دیکھ زیحال پہلے تو حیران ہوا اور
پھر جو

ہنسا افففف وہ پیٹ پکڑ گیا تھا اتنا ہنس ہنس کر چہرہ تک
سرخ ہونے

لگا تھا

ممییییی۔۔۔۔"اپنے ڈھیٹ باپ کو ایسے ہنستے دیکھ

کر لاس ممی کو

پکارنے لگا تھا جس پر زیحال کا چھت پھاڑ قہقہہ منہ

سے بر آمد ہوا

سب کو حیران کر گیا

وہ ہنس ہنس وہی لوٹ پوٹ ہوتے بیٹھ گیا

ہاہاہا۔۔۔اوہ۔۔۔اوہ مائے گاڈ۔۔۔۔" وہ اتنا ہنسا کہ

پیٹ میں درد کی لہریں

سی اٹھتی محسوس ہوئی

تھوڑی دیر بعد منظر بدلا وہ تینوں چہرے کا رخ دیوار

کی جانب موڑ

کر بیٹھے تھے اور زیحال انکے پیچھے بیٹھا تھوڑی پر چہرہ

ٹکائے

مزے سے انکو دیکھ رہا تھا پھر منظر بدلا اور وہ تینوں

صوفے کے

پیچھے بیٹھے چھپ کر ہنس رہے تھے اور زیحال اسی

صوفے پر بیٹھا

ایک بازو سیدھا وا کیئے ہوئے تھا

پھر منظر بدلا اور وہ تین کیوٹ دہشت گرد سامنے

بیٹھے تھے زیحال

بھی انہی کے ساتھ تھا مزے کی بات تھی کہ اسکی دو

چھوٹی بگڑی

اولادیں کس بات کا احتجاج کر رہی تھیں وہ بنا بات کے

اپنے تا کو

انصاف دلوانے میں شامل ہوئے تھے اصل وفا تھی

ناں

تھوڑی ہی دیر میں جب زامل کی نظر سامنے پڑی وہ

دیکھ خوشی سے

چیختا اچھل پڑا تھا

تا۔۔۔۔ بھمممم۔۔۔۔" اسکی چھوٹی سی انگلی کے

اشارے پر برلاس نے

جھٹ سے گیٹ کی جانب دیکھا جہاں داراب ہیوی

بائیک کے ساتھ

کھڑا شریر مسکراہٹ مسکراتے ہوئے ان سب کو ہی

دیکھ رہا

تھا

برلاس کی آنکھیں پھٹی اور وہ ایک ہی جھٹکے میں اٹھ

کھڑا ہوا

میری بائیک۔۔۔" وہ خوشی سے چیختا لہنگا وہی اتار کر

پھینکتا بائیک کی

جانب بھاگ گیا لہنگے کے نیچے اس نے پہلے سے شرٹ

اور ٹراؤزر

پہن رکھی تھی تب ہی اس لہنگے میں اور بھی پھنسا پھنسا

سا لگ

رہا تھا

وہ اپنی نیو بائیک دیکھ پاگلوں کی طرح خوش ہوئے اسے

آگے پیچھے

سب جگہ سے اچھے سے چیک کرنے لگا

سب لوگ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے

زیحال بھی وہی

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا جب برلاس

ایک ہی جست میں

اسکے سینے سے آلگا

بھائی۔۔۔بھائی۔۔۔بھائی آئی لو ویو۔۔۔آئی

رئیلی لو ویو۔۔" وہ خوشی

سے پھولے نہیں سما رہا تھا وہ جب دھرنا دے کر بیٹھا

تھا زیحال نے

تب ہی داراب کو میسج کر کر بائیک لانے کا کہہ دیا تھا

تب سے وہ

اس لئے نہیں بتا رہا تھا کیونکہ اسے بھی برلاس کا یوں

لاڈ سے کچھ

مانگنا اچھا لگ رہا تھا

وہ بچپن سے ایسا ہی تھا ہر چیز یوں ضد کر کر لینے والا گو

لو مولو

سا بچہ

ہر کوئی خوش تھا جب زیحال کے موبائل پر رنگ

ہونے لگی اس نے

جیب سے موبائل نکال کر سکرین پر نام دیکھا یا قوت

کی کال کی تب

ہی اس نے فورا سے پہلے اٹھالی

ہاں بولو۔۔۔"اسکے پوچھنے پر اس نے جو بتایا تھا اسے

سن کر زیحال

کے چہرے پر سے برلا اس کو زیحال کا عکس جاتا ہوا

دکھائی دیا

دھیرے دھیرے خوشی کی چمک غائب ہوتے پریشانی

ن مودار ہونے

لگی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گارڈ بتانے کیلئے اندر آنے ہی لگا تھا جب اسے بیچ راستے

میں ہی

یاقوت مل گیا تھا اس نے مشی کے جانے کے بارے

میں جیسے ہی اسے

بتایا اسے سن کر پہلے تو یقین نہیں آیا وہ خود بھاگتا ہوا

اندر سیدھا

اپنے کمرے میں گیا جہاں کا دروازہ کھولتے ایک خالی

کمرے نے اسے

کسی کی تکلیف کی داستان بتائی وہ کمرے کے ایک ایک کونے کو

چھان مارتے مشی کو پکارنے لگا

مشی۔۔۔؟ وہ ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولتے اندر جھانک کر اسے

پکارنے لگا لیکن وہ ہوتی تو جواب دیتی لیکن وہ تھی ہی نہیں

مشی۔۔۔؟؟؟ اس نے اور زور سے اسے پکارا لیکن کوئی جواب نہیں آیا

وہ کمرے سے باہر آتا لاؤنج میں کھڑا ہو کر اسے بلند

آواز میں پکارنے

لگا لیکن نہیں آیا کوئی جواب

پاگل لڑکی۔۔۔۔کہاں چلی گئی۔۔۔'' وہ جھنجھلا کر

خود سے مخاطب

ہوتے گھر سے باہر آیا اور گارڈز کے کوارٹر میں آکر خود

سے سی سی

ٹی وی فوٹیج چیک کرنے لگا کیونکہ اسے اب بھی یقین

سا نہیں آیا تھا

وہ اتنی بے وقوف نہیں ہو سکتی تھی کہ ایسے اپنے

یاقوت کو

چھوڑ کر چلی جائے لیکن اصل اسکے پیروں سے زمین

تب کھسکی جب

سامنے چلتی ویڈیو میں اس مشی گاڑی لے جاتی ہوئی

دکھائی دی

یاقوت تو جیسے چند پل کیلئے سانس بھی نہیں لے سکا

سر۔۔۔وہ واقعی گئی ہیں۔۔۔"گارڈ کو لگا اسے اب

بھی یقین کی ضرورت

ہے شاید ہاں اپنی آنکھوں پر

وہ اپنی بات پوری کر گئی تھی وہ چھوڑ گئی تھی اسے

"مجھے چھوڑ دو ہمیشہ کیلئے" اسکے الفاظ یاقوت کی

سماعتوں میں

بازگشت کرنے لگے تھے وہ لمحہ ضائع کئے بغیر دیواں

کی طرح

باہر بھاگا اور ایک اور گاڑی نکال کر پاشا ولا سے باہر

نکل گیا

یہ سڑک یہاں سے لمبی جاتی تھی کہیں کوئی موڑ نہیں آتا تھا سوائے

ایک جنگل کے تب ہی یاقوت کو آسان لگا وہ فل سپیڈ کرتے سڑک پر

گاڑیوں کو اوورٹیک کرتا گیا

فاصلہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ اسکی آنکھوں میں وحشت اور خوف

دونوں ایک ساتھ بڑھتا چلا جارہا تھا نہیں اسکی مشی نہیں جاسکتی

تھی

کتنی ہی دور تک وہ خود اسے ڈھونڈتا چلا گیا تھا لیکن وہ

تھی کہ

نظر ہی نہیں آرہی تھی یاقوت وہی سے سیدھا آفس

جاتے سی سی ٹی

وی چیک کرنے لگا

ریورس کرو۔۔۔ کوئیک۔۔۔"سیدھی سڑک جس پر

اسے اپنی وہی گاڑی

نظر تو آگئی تھی لیکن وہی درمیان سے غائب تھی

مطلب وہ شہر

کے بجائے جنگل کے راستے نکل گئی تھی

یاقوت حواس باختہ ساچند پل کچھ بول نہیں پایا سانس

جیسے اب

اٹکنے لگی تھی

حویلی پر ایک سکتہ ساچھا گیا تھا وہاج گنگ زبان کے

ساتھ کھڑے

بے یقین سے زرتشم کو دیکھ رہے تھے برہان سرخ

متورم آنکھوں سے

انکو دیکھتے ایک ہی جست میں زرتشم تک آئے اور

زمین پر بیٹھتے اس

کا سر اپنی گود میں رکھ کر چہرے پر نرم ہاتھوں سے

ہتھیلی جما

گئے

زرتشم۔۔۔زرتشم اٹھیں۔۔۔"انکی آواز درد میں

ڈوبی تھی وہ غیر ہو

کراس لڑکی کی تکلیف کو سمجھ گئے تھے جبکہ یہاں

موجود لوگ ایک

خون ہو کر نفرت کی آگ میں سڑ رہے تھے

زرتشم۔۔۔پلیز۔۔۔"وہ مکمل بے ہوش ہو چکی تھی

لیکن ڈاکٹر برہان کے

تیزی سے گال تھپتھپانے پر اسکی پلکیں دھیرے سے

لرزی جس کو

دیکھ ڈاکٹر برہان کی تو جیسے جان میں جان آگئی تھی

انہوں نے

جلدی سے اپنی پینٹ کی جیب سے رومال نکالا اور

اسکے بازو سے

بہتے خون پر اچھے سے باندھ کر سامنے کھڑے وہاج کو

سرخ خون

خوار نظروں سے دیکھا

انکو میں خود ہسپتال لے کر جاؤنگا۔۔اور خبر دار جو

۔۔اب کوئی بیچ

میں بولا۔۔"وہ انگلی دکھاتے بولے نہیں پھنکارے

تھے انکی ہمت دیکھ

عین کی آنکھیں تو جیسے پھٹ چکی تھیں

یہ پہلی بار تھا اس حویلی میں کہ کسی نے وہاج خان

آفندی کو انگلی

دکھائی تھی اور وہ کچھ کر نہیں سکے بس شانت کھڑے

انہیں دیکھتے

رہے

ڈاکٹر برہان نے ایک نظر زرتشم کو دیکھا جس کی حالت

دیکھ دل بار

بار مٹھی میں آرہا تھا

وہ دھیرے سے اسے جھک کر اپنی بانہوں میں اٹھا

گئے یہ دیکھ عین

نے "ہاہ" کرتے منہ پر ہاتھ رکھا اور بے یقین سی پھٹی

پھٹی نظروں

سے کبھی ڈاکٹر برہان کو تو کبھی اپنے خان کو دیکھتی جن

کی

آنکھوں میں یہ دیکھ خون اترنے لگا تھا لیکن پھر بھی

خاموش لیکن

یہ خاموشی بھی کچھ دیر کی تھی جب برہان کو آگے

بڑھتے دیکھ وہ

پوری قوت سے دھاڑے

برہان۔۔۔تم اسکو ایسے نہیں لے جا سکتا۔۔"انکا

چہرہ طیش کے باعث

سرخ ہو رہا تھا

برہان وہی کھڑے انہیں دیکھنے لگے زر تشم انکی بانہوں

میں گردن اور

دائیاں ہاتھ نیچے ڈھلکائے بے سدھ تھی

کون روکے گا مجھے۔۔۔؟آپ۔۔۔؟وہ لفظ چباتے

کس دیدہ دلیری سے

پوچھ رہے تھے خوف ڈر کہیں انکی آنکھوں میں نہیں

تھا کیونکہ وہ

حق پر تھے کسی مظلوم کے ساتھ غلط ہوتے وہ نہیں

برداشت کر سکتے

تھے

یہ امارا گھر کا عورت ہے۔۔۔"انکا خون کس حد تک

لاوے کی طرح

بھڑکیں مار رہا تھا یہ وہی جانتے تھے زر تشم کو انکی

بانہوں میں

دیکھنا انکے خان ہونے پر تمانچہ لگا تھا

کوئی انکو احساس کرواتا یہ تمانچہ تب کیوں نہیں لگا جب

انکے ہی

بھائی نے اس معصوم کی زندگی برباد کردی لیکن یہ

ایک مرد کیلیئے

مردانگی کا سب سے نچلا لیول ہے کہ وہ عورت کے

جائز حق کیلیئے

بولنا اپنی توہین سمجھتا ہے لیکن اسی عورت پر حق

جمانے کی باری

آجائے تو یہ مرد بن جاتے ہیں

دیکھ لیا۔۔۔یہ کتنی آپ کے گھر کی فرد ہیں۔۔۔اس

لئے مجھے مجبور

مت کریں یہی بات پولیس بھی دیکھ لے۔۔۔" انکے

منہ سے پولیس کا

ذکر سنتے وہاج کی آنکھوں کے سامنے ڈی ایس پی

داراب کا چہرہ

گھومنے لگا تھا اس سے زیادہ بھیانک اسکے ساتھ دکھنے

والے اس

درندے کا جو ہر رات انکے خواب میں آتا تھا

دھمکی۔۔۔؟ وہ ایک ہی لفظ انگارے کی طرح

برساتے دانت بھینچ کر

پوچھنے لگے

یہی سمجھیں آپ۔۔۔'' کہتے وہ رکے نہیں تھے بلکہ

لمبے ڈھینگ بھرتے

باہر نکل گئے تھے زر تشم اب تک بے سدھ تھی اسے
پہلی بار ایسے
اٹھانے پر ڈاکٹر برہان کے دل کی کیفیت کی بدل چکی
تھی ایک عجیب
سی کیفیت جسے وہ پھر سے ہمدردی کا نام دے کر اسے
گاڑی کی
پچھلی نشست پر ڈال کر گاڑی سٹارٹ کر چکے تھے

ڈاکٹر نے بالاج کو ٹریٹمنٹ دیتے اپنا بیگ بند کیا اسکے

سر پر ٹیبل کی

نوک لگنے کے باعث خون تک نکل چکا تھا جب پر

ڈاکٹر نے بینڈج کر دی

تھی اس وقت وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کچھ اس

انداز میں بیٹھا

تھا کہ اسکا پیٹ باہر کی جانب نکلا ہوا تھا ڈاکٹر برہان نے

اسکی

پسلیوں میں جو ضرب لگائی تھی اسکی وجہ سے وہ اب

سیدھا بیٹھ

تک نہیں پا رہا تھا

میں نے کچھ میڈیسنز لکھ دی ہیں آپ کوشش کریں یہ

وقت پر وہ

ساری میڈیسن لیں تب ہی جلدی ٹھیک ہو سکیں گے

۔۔۔"وہ پروفیشنل

انداز میں ان ہیں تائید کرتے بیگ اٹھا کر کمرے سے

باہر نکل گئے

وہاج کمرے میں گھن چکر بنے یہاں سے وہاں چکر

کاٹ رہے تھے

عین بیڈ کے کنارے پر بیٹھی روتے ہوئے بالاج کی

حالت دیکھ رہی

تھی

اسے تو اب یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ کوئی ایسے بھی آکر

زرتشم کو

لے جاسکتا ہے اتنے سالوں سے وہ یہاں قید کی زندگی

گزار رہی تھی

اور اب ایک دم سے کوئی آیا اور اسے لے گیا

نہیں وہ یہ کیسے برداشت کر سکتی تھی کبھی نہیں

خان تم اتنا کمزور کب سے بن گیا۔۔۔ کوئی بھی ایرہ

غیرہ تمارے بھائی

کو مار کر چلا گیا۔۔۔" وہ سوں سوں کرتی اپنی بات سے

وہاج کے اندر

کی آگ کو اور بھی بھڑکا گئی اصل میں تو اسے غصّہ اس

بات پر تھا

کہ وہ زرتشم کو کیسے لے گئے تھے یہ بات وہ برداشت

نہیں کر پا

رہی تھی اندر میں خون کھول رہا تھا

کیسے وہ آ کر بالی کو مار کر چلا گیا۔۔۔اور اس ڈائن کو بھی

لے گیا۔۔۔"

وہ دوپٹے سے ناک صاف کرتی ترچھی نظروں سے

وہاج کو دیکھنے

لگی آیا کہ اسکے الفاظ اثر کر بھی رہے ہیں یا نہیں

تم کو شرم آنا چاہئے خان تمارا گھر کا عورت کوئی ایسے

گیا شرم کرو

خان شر۔۔۔" وہ اس سے آگے کچھ بولتی اس سے

پہلے اسکے ملائم گال

پر ایک زناڑے دار تھپڑ اپنی انگلیوں کی چھاپ چھوڑ

گیا تھا

بالاج نے بے زار سی نظر عین پر ڈالی جو تھپڑ کھا کر

شاک نظروں سے

زمین تک رہی تھی

اپنا منہ بند رکھو خبیث عورت۔۔۔ تم ام کو اس وقت

سخت زہر لگ رہا

ہے۔۔۔" وہ واقعی انکو زہر لگ رہی تھی انکا بس چلتا تو

شوٹ بھی کر

دیتے

بالاج کے سامنے یہ تھپڑ سیدھا عین کر دل پر پڑا اتھا

اسکی آنکھوں سے

دو موتی ٹوٹ کر چپکے سے بہہ نکلے وہ بھول گئی تھی کہ

بالاج کو

اسے پٹتے دیکھنے کی عادت تھی جب سے وہ بیاہ کر آئی

تھی تب سے

کوئی ایسی بات ہوئی ہو گی جس پر وہاج نے صحیح نہیں کہا

تو غلط

بھی نہیں کہا لیکن بہت سی باتوں پر وہ ایسے ہی جواب

پاتی تھی

ام زندہ نہیں چھ۔۔۔" بالاج فل طیش میں آتا بولنے

ہی لگا تھا جب پوری

طاقت لگانے کے باعث اسکی ربس میں اتنی زور سے

درد اٹھا کہ باقی

کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے

ماڑا تم تو چپ کرو۔۔۔ام دیکھتا ہے۔۔۔اب پانی سر

سے گزرا ہے ام چپ

نہیں بیٹھے گا۔۔۔"وہ خود آگ پر لوٹ رہے تھے کیسے

برداشت کر رہے

تھے وہی جانتے تھے

"آپ سے پہلے ام دیکھے گا لالا اسکا سر کاٹ کے آپ کو

پیش کرے گا"

بالاج دل ہی دل میں سوچتے تہیہ کرنے لگا تھا

____

دھیرے دھیرے رات کی تاریکی آسمان پر چھانے لگی

تھی جنگل کے

لمبے درختوں نے ایک الگ ہی ہیبت اپنی ماحول پر

برقرار رکھ رکھی

تھی ہر جانب ان درختوں کی وجہ سے وقت سے پہلے

اندھیرا ہونے لگا تھا مشی اس اندھیرے کو دیکھ گھبرا

نے لگی تھی لیکن پھر بھی دل

پر پتھر رکھے وہ گاڑی آگے بڑھائے گئی راستہ پتھروں

کی وجہ سے

اوپر نیچے ٹائروں میں حرکت پیدا کر رہا تھا

ایک اور بنا۔۔۔''ایک چھوٹا سا پیگ ختم کرتے اس

نے نشے میں دھت ایک

اور بنانے کا حکم دیا جس پر فوراً سے سر خم کرتے اسکے

آدمی نے

ایک اور پیگ تیار کیا جسے اٹھا کر وہ ایک ہی جھٹکے میں

اپنے حلق

میں انڈیل گیا

دوسرے نے سٹا مار کر دھواں چھوڑنے کیلئے جیسے ہی

منہ اوپر کیا

اسکی نظر سامنے سے گزرتی گاڑی پر پڑی اس نے

حیرت سے دھواں

چھوڑ کر اس گاڑی کو غور سے دیکھا انکی جیپ کی ہیڈ

لائٹس میں

اس گاڑی کا ڈیزائن کچھ حد تک واضح تھا جب سمجھتے

باقی کے

دھویں سے اسے اتنی زور کی کھانسی ہوئی کہ سب نے

اسکی جانب

متوجہ ہو کر اسے دیکھا

اے کیا ہو گیا۔۔۔اتنی کھانسی کس بات پر اٹھ گئی کسی

نے جگت ماری

ہے کیا۔۔۔؟رام چن اسکوایسے کھانستے دیکھ تمسخر

اڑانے والے انداز

میں پوچھنے لگا

ان میں کچھ لوگ انڈیا سے غیر قانونی طور پر یہاں

آئے ایک گینگ کا

حصّہ بنے تھے انکو یہاں انڈیا کے حساب سے اس کام کا

بھاری معاوضہ

مل رہا تھالیکن کچھ پیور انگریز تھے جن کو انکی بات کچھ

حد تک

سمجھ آرہی تھی کیونکہ وہ کافی عرصے سے ہندی بولنے

والوں کے

ساتھ کام کررہے تھے

وہ دیکھ۔۔۔وہ تو وہی ماڈل ہے ناں۔۔جو پاشا کی کمپنی

نے کچھ دن

پہلے نکالا تھا۔۔۔ہائی کلاس ماڈل تھا مس کو ہرانے کیلئے

اسکی"۔۔۔

بات پر سب نے بیک وقت اس گاڑی کی جانب دیکھا

جس کی اب صرف

بیک سائیڈ ہی کچھ کچھ نظر آ رہی تھی کیونکہ وہ آگے
نکل چکی تھی

لیکن یہاں پاشا کے نام پر ہی کچھ کی سانسیں اٹک چکی
تھی

ابے کے بک رہا ہے۔۔۔ایسے کیسے ہو سکے۔۔۔وہ
ادھر کیسے آ سکتا ہے۔۔۔"

رام چن کو تو جیسے چار سو والٹ کا جھٹکا لگ چکا تھا

بک نہیں رہا تو خود دیکھ لے وہ وہی گاڑی میں نے اپنی
ان آنکھوں سے

نیوز میں دیکھا تھا یہ ملائشیا کی ٹاپ کلاس ماڈلز میں شمار ہوئی

ہے۔۔۔"وہ باقائدہ اپنی آنکھوں میں دوا نگلی دیتا

تڑپ سے بولا

لیکن مجھے اس میں لال کپڑے جیسا کچھ دکھا۔۔۔وہ کیا تھا۔۔۔یہ

ڈرائیو پاشا نہیں کر سکتا۔۔۔ضرور کوئی اور ہے

۔۔۔کوئی عورت۔۔۔"وہ

کچھ حد تک اس میں ڈرائیو کرتی مشی کو دیکھ چکا تھا

لیکن اس

وقت اپنے لئے بھی یقین کر پانا نہایت مشکل تھا

تو سٹھیا گیا ہے۔۔۔اتنا ٹاپ کلاس ماڈل کوئی عورت

کیسے چلا سکتی

ہے۔۔۔پاشا کو نفرت ہے عورتوں سے۔۔۔"رام

چن اب پھنکارا تھا کیونکہ

اسے شبہ تھا اس گاڑی میں پاشا ہی موجود نہ ہو پھر تو

انکی

چمڑی یہی اترنی تھی

اسکے گھر کی عورت۔۔۔ہاں۔۔۔اسکے گھر کی کوئی

عورت ہو سکتی

ہے۔۔۔"اسکے تکے پر سب نے آنکھیں پھاڑے

اسے دیکھا

چل چل گاڑی نکال۔۔۔"وہ جلدی جلدی اپنی

گاڑیوں میں بیٹھنے لگے

جب رام چن نے سب کو ایک ہی آواز پر روک لیا

نہیں۔۔۔اگر وہ واقعی اسکے گھر کی عورت ہے۔۔۔تو

ضرور اسکے پیچھے

گارڈز ہونگے۔۔۔وہ اس اندھیری رات میں اکیلی

نہیں آسکتی بندے

بلا جلدی۔۔۔''اسکے حکم پر ایک بندے نے موبائل

نکال کر جلدی سے کال

ملائی اور ایک گاڑی کے ساتھ کچھ بندے بھی طلب

کر لئے

وہ اس سنسان ایریا میں اکثر آنے والے لوگوں کو

لوٹنے کیلئے کھڑے

ہوتے تھے یہ کام وہ ملائشیا میں رہ کر ایسی ہی سنسان

اندھیری

جگہوں پر کر سکتے تھے ورنہ یہاں کی پولیس انکا اتہ پتہ

ہی غائب

کر دیتی

یہاں جرم اندھیرے میں ہوتے تھے اور اس

اندھیرے کا بادشاہ ایک ہی

تھاان سب کا باپ

مشی کا دل اس وقت سوکھے پتے کی مانند خوف سے

لرز رہا تھا

پیچھے بھی کسی گاڑی کی ہیڈلائٹس دیکھ چکی تھی جان تو

پہلے

ہی اس اندھیرے میں آدھی ہوئی جارہی تھی اوپر سے

رہی سہی کسر

گاڑی کی ہیڈلائٹس نے پوری کردی تھی

ی۔۔۔یاقوت۔۔۔"وہ کانپتی ہوئی آواز میں یاقوت کو

پکارتی یہاں وہاں

دیکھتی رہی یہ تو اسکی عقل تھی کہ اس نے گاڑی روکی

نہیں تھی اور

تو اور گاڑی کو ہیڈ لائٹس بھی بند کر دی تھی

کہ تب ہی جلد بازی میں گاڑی سیدھا درخت سے جا

ٹکرائی اسکے لگتے

مشی کا دل جیسے سیدھا حلق میں آگیا تھا اس نے خوف

زدہ سی

نظروں سے باہر جھانک کر دیکھا اور ہمت کرتی

دروازہ کھول کر باہر

نکلی جب اسکی نظر اس نیم اندھیرے میں نظر آنے

والے درخت پر پڑی

وہ اسے دیکھ مزید پریشان ہوتی منہ پر ہاتھ رکھے رونے

لگی

یہ۔۔۔یہ میں نے ک۔۔۔کیا کر دیا میں۔۔۔۔میں

کہاں جاؤں۔۔۔"وہ خوف

سے کانپتی ہوئی آواز میں یہاں وہاں دیکھتی جیسے

حواس کھو رہی

تھی اس بھیانک جگہ کو دیکھ کسی بھی عام شخص کی یہ

حالت

ہوسکتی تھی

ہر سو اندھیرا گہرا ہوتا چلا جا رہا تھا اگر یہ اندھیرا نہ بھی

ہوتا تب

بھی یہ گھنا خوفناک جنگل ایک عام شخص کی حالت کو

بگاڑنے میں

کافی ہو سکتا تھا ہر لمحہ ایک ہی ڈر تھا کوئی آ نہ جائے

کیونکہ یہاں

دور دور تک کوئی نہیں تھا جو اسکی مدد کر سکتا

مشی نے آگے آکر گاڑی کا بونٹ دیکھا جو اس نے سپیڈ

کی وجہ سے

سیدھا درخت میں دے مارا تھا وہ نہیں جانتی تھی یہ

گاڑی زیحال کے

لئے کیا امپورٹنس رکھتی تھی وہ صرف ہونقوں کی

طرح خوف سے

کانپتی ہوئی اس نونٹ سے نکلتے دھوئیں کو دیکھ رہی تھی

جو اتنا

گھرا تھا کہ اس نیم اندھیرے میں بھی صاف دکھائی

دے رہا تھا

مم۔۔۔میں۔۔۔میں کہاں جاؤں۔۔۔ک۔۔۔کیا

کروں میں۔۔۔؟ وہ بری طرح سے

گھبرائی ہوئی یہاں وہاں دیکھنے لگی پورا بدن بری طرح

سے خوف

سے لرز رہا تھا

آنکھوں سے گرم آنسوں بہنے لگے تھے وہ کانپتے

ہوئے ہاتھ گاڑی پر

رکھتی پوری طرح اسکے سہارے آتی بیٹھتی چلی گئ

وہ بار بار اپنے کپکپاتے ہونٹ دانتوں میں دباتی انکو

بری طرح سے کاٹ

رہی تھی تب ہی چہرہ اوپر کی جانب کیا جہاں سے

آسمان پر کچھ

تارے چمکتے نظر آرہے تھے

"بلیو پسند ہے اسے۔۔۔میں نے بلیو میں پہلی بار دیکھا

تھا اسے" یہ

الفاظ اس وقت اسکی روح کھینچنے کو کافی تھے آنسوں

مزید تیزی

سے بہنے لگے تھے تکلیف کے باعث اسے سانس تک

ٹھیک سے نہیں آرہی

تھی وہ بار بار اپنے ارد گرد بھی دیکھ رہی تھی جیسے اب

کوئی آ

جائے گا کوئی آہٹ نہ ہونے کے باوجود بھی ایسے لگ

رہا تھا جیسے اب

کوئی آجائے گا

"میری بیوی کو پسند نہیں ہو گا۔۔۔ تم میرے کاموں

کی عادت چھوڑ

دو" یہ اسکے یاقوت کے الفاظ تھے اسکے یاقوت کے

جس نے کبھی اس

کے سامنے کسی غیر عورت کا ذکر بھی نہیں کیا تھا کیا

اب اسے اتنی

اسکی دوسری بیوی عزیز ہو گئی تھی کہ وہ اسکے آنے

سے پہلے ہی

مشی کو اپنے آپ سے دور کرنے لگا تھا

ہاں اس نے کہا تھا کہ وہ شادی کر لے لیکن یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسے

خود سے دور کر دے وہ کیوں کر رہا تھا ایسا نہیں کرنا

چاہیے تھا ناں

مشی کیلئے یہ الفاظ اس وقت سخت تکلیف کا باعث بن

رہے تھے وہ

گھٹنے پیٹ سے چپکائے وہی بیٹھی بے آواز پھوٹ

پھوٹ کر رونے لگی

تھی

آج اسکا نکاح تھا آج وہ کسی اور کا ہو گیا تھا اسکا یاقوت

ہو چکا تھا

کسی کا یہ احساس مشی کی جان قطرہ بہ قطرہ نکال رہا تھا

وہ گھٹنوں میں منہ دیے سسک کر رونے لگی

تھی

یاقوت سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھتے وہاں سے نکل چکا تھا گا

ڑی

پہلے سے زیادہ فل سپیڈ میں آگئی تھی وہ نہیں دیکھ رہا تھا

آگے کون

آرہا تھا کون نہیں وہ راستے کو چیرتا ہوا اس جنگل کے

راستے پر اپنی

گاڑی بھگا رہا تھا بیچ راستے میں ہی اس نے زیحال کو کال

کر کر بتا

دیا تھا

یاقوت کی جان اس وقت سولی پر لٹک رہی تھی ایسے

جیسے کسی

نے اسکی سانسیں بند کر دی ہوں اور رہائی کیلئے اسکے

یار کا دیدار

مانگا ہو جو اس وقت اسے نظر نہیں آ رہی تھی

کہاں چلی گئی بے وقوف لڑکی۔۔۔"وہ لفظوں کو چباتا

خود سے مخاطب

سٹیرنگ پر زور سے ہاتھ مار گیا پیاسی طلب گار نظریں

باہر راستے پر

اسے تلاش کر رہی تھیں

دل کی کیفیت کون جانے جو مشی کا سوچ سوچ کر

سمندر کے کنارے

پڑی تڑپتی مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا جس کو نہ موت آ رہی تھی

اور نہ زندگی مل رہی تھی

اچھا نہیں کیا تم نے۔۔۔۔ تمہیں کچھ ہوا تو معاف نہیں کرونگا تمہیں۔۔۔"

وہ نہیں جانتا تھا اسکی آواز نہ محسوس طریقے سے بھیگ رہی تھی

وہ لرزتے ہاتھوں کے ساتھ ڈرائیونگ کرتا اس

راستے پر گامزن تھا

وہی دوسری جانب سے ایک جیپ اس سے پہلے اس

جنگل کے راستے پر

پہنچ چکی تھی وہ ان سے پیچھے تھا اور یہی اسکی زندگی کی

اب

سب سے بڑی غلطی بننے والی تھی

مشی روتی ہوئی یہاں وہاں دیکھتی خود میں مزید سمٹنے

لگی اندھیرا

گہرا ہوتا جارہا تھا چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑوں کی

آواز اس سنسان

جگہ میں خوف طاری کر رہی تھی کہ تب ہی ان

آوازوں میں اسے

انسانی بھیڑیوں کی آواز سنائی دینے لگی تھی جسے سن کر

اسکارنگ

لمحے کے پہلے حصّے میں ہی لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا

وہ ایک دم سے چوکس ہوتی گاڑی سے ٹیک ہٹا کر

دیکھنے لگی لیکن

اندھیرے میں کوئی نہیں دکھا تھا قدموں کی چاپ

اسے اپنے قریب

آتی محسوس ہو رہی تھی وہ جلدی سے اٹھ کر یہاں

وہاں دیکھتی اپنے

آنسوں صاف کرنے لگی آنکھوں میں چمک ایک دم

سے بڑھ گئی

تھی

ڈھونڈو وہ زیادہ دور نہیں گئی ہو گی۔۔۔"ان میں سے

ایک آدمی سب پر

چیختا خود بھی اتاولوں کی طرح چاروں طرف نظر

گھمانے لگا ان

لوگوں نے اپنے چار پانچ لوگ اور بلا لئے تھے اس
وقت انکی دو جیپ
جنگل میں آوارہ کتوں کی طرح گھوم رہی تھیں جیسے
اپنے شکار کو
ڈھونڈ رہی ہوں لیکن اب تک انکو گاڑی تک نظر نہیں
آئ تھی
بوس ہم اس طرف دیکھتے ہیں۔۔۔" اسکا ایک ساتھی
اپنے ساتھ چار

لوگوں کو لیتا رام چن کو اطلاع کر کر اس جانب نکل گیا

رام چن نے

باقی تین کو سیدھی سمت بھیج کر اپنا رخ دائیں جانب کر

لیا تھا

وہ سب چاروں سو پھیل چکے تھے

مشی اس قدموں کی چاپ کو سنتی مزید بے چینی سے

یہاں وہاں

نگاہیں دوڑاتی گاڑی کے گرد گھوم کر تھوڑی آگے آئی

جیسے اسے اب

یاقوت نظر آجائے گا لیکن وہاں صرف آواز تھی
دکھائی کوئی نہیں
دے رہا تھا

ہوسپٹل کا ماحول عام دنوں کی طرح نارمل تھا
ایمبولنس آجارہی
تھیں پیشنٹس یہاں وہاں گھوم رہے تھے انکے گھر
والے انکے ساتھ

تھے یہ ہوسپٹل کافی بڑا تھا جس کے باہر ایک
خوبصورت پارک بنا تھا
جہاں مریض اکثر تازی ہوا کھانے آتے تھے اس
وقت بھی وہاں کافی
مریض تھے جب سب کی نظر ہوسپٹل کے گیٹ سے
داخل ہوتی گاڑی
پر پڑی اسے دیکھ ایسا لگا جیسے وہ زمین پر نہیں ہوا میں
اڑتی ہوئی

آرہی ہوراہداری اتنی طویل تھی کہ ایک ہوسپٹل

میں داخل ہونے تک

اچھاخاصہ وقت لگتا

لیکن وہ گاڑی دھول اڑاتی ہوئی پلک جھپکتے مین گیٹ

کے قریب

پہنچی ڈرائیو کرنے والے نے اتنی زور سے سٹئرنگ

گھمایا تھا کہ باقاعدہ

ٹائرچرچرانے کی آوازیں آئ تھیں ہر کوئی حیرت

بھری نگاہوں سے

اس گاڑی کو دیکھ رہا تھا جب اس میں سے اترنے والے

مشہور ڈاکٹر

برہان کو دیکھ حیرت میں حیرت انگیز اضافہ ہوا سب

پھٹی پھٹی سی

نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے جب اس نے پچھلی

نشست پر لیٹی

لڑکی کو اپنی بانہوں میں بھر کر باہر نکالا اور اندر کی

جانب دوڑ

گئے

اسٹریچر لاؤ۔۔۔"اسکی دھاڑ پر دو لوگ بھاگتے

ہوئے سٹریچر لینے گئے

تھے انکو ایسے بھاگتے دیکھ ایک عجیب سی گہم گہمی

ہوسپٹل میں

ہونے لگی تھی

اسٹریچر کے آتے ڈاکٹر برہان نے زرتشم کو اس پر

لٹاتے آئ سی یو کی

جانب دوڑ لگا دی تھی آگے بھاگتے دو ڈاکٹرز راستہ خالی

کرواتے گئے

اس دوران ڈاکٹر برہان کو ہر کوئی تعجب بھری نگاہوں

سے دیکھ رہا

تھا جو اس وقت کوئی دیوانے عاشق لگ رہے تھے

آئی سی یو میں پہنچتے باقی ڈاکٹرز بھی وہی آ گئے تھے اور

جلد کی

زرتشم کا علاج شروع کر دیا گیا تھا اسکی کمر پر بہت

برے زخم

آئے تھے خون بہت بہہ چکا تھا کیونکہ اس درندے کی

مسلسل ضربوں

پر اسکی ریڈ کی ہڈی بری طرح سے افیکٹ ہو چکی تھی

جس میں

زرتشم کے پیرلائز ہونے کا خدشہ بڑھ چکا تھا

وقت کی سوئی گھوم رہی تھی اور ہر ٹک ٹک پر ڈاکٹر

برہان کے دل کی

کیفیت بھی بدلتی جا رہی تھی انکی آنکھوں کے سامنے

بار بار دھندلاہٹ

آرہی تھی جسے وہ صاف کرتے ہاتھ میں پکڑی سیزر

سے ٹاکے لگاتے

جا رہے تھے

زرتشم بے ہوش تھی آنکھیں اتنا رونے کے باعث

اس وقت چپکی ہوئی

تھی پلکیں بوجھل تھیں اسے دیکھ کسی کو بھی اس پر

ترس آسکتا

تھا اور آ بھی رہا تھا جبکہ ڈاکٹر برہان کو بس غصّہ آرہا تھا

ان دو

درندوں پر جن کی وجہ سے اس لڑکی کی ایسی حالت ہو

چکی تھی

انکو غصّہ خود پر بھی آرہا تھا انہوں نے وقت پر پولیس کو

انفارم

کیوں نہیں کیا تھا

لیکن اگر وہ کر دیتے تو شاید زرتشم کو کھو دیتے کیونکہ

چور پکڑا تو

جاتا ہے لیکن اس سے پہلے اپنی چوری بچنے کے ڈر سے

ختم کرنے کی

کوشش کرتا ہے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ زرتشم کو

ان سب میں کوئی

نقصان ہو ورنہ ان درندوں کو سلاخوں کے پیچھے دیکھ

کرا نہیں کیا

مل سکتا تھا

آج انکی حالت ہی غیر تھی وہ پھر بھی خود پر جبر کرتے

اسکے زخموں

کو سیلتے چلے گئے جسے ادھیڑنے والے زر تشم کے اپنے

تھے اور سیلنے

والا ایک غیر لیکن وہ شخص دھیرے دھیرے اسکا

اپنوں سے بھی سے

بھی بڑھ کر ہو رہا تھا

خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اسے دو ڈرپ لگی تھی

وقت گزر رہا

تھا قطرہ بہ قطرہ اسکے جسم میں بھرتا ہوئی کمی کو پورا کر

رہا تھا

جبکہ وہی رکھے صوفے پر بیٹھے ڈاکٹر برہان کی سرخ

آنکھیں زر تشم

کے چہرے پر لگے آکسیجن ماسک پر تھیں اسکے دل کی

دھڑکنیں وہی

مشین پر چلتی دکھائی دے رہی تھیں

وقت بڑھ گیا تھا وہ کمرے میں چکر کاٹتے کوئی

ہزاروں بار اس ڈرپ

کو دیکھ رہے تھے جو ختم ہونے والی تھی لیکن زرتشم کی

پلکیں تک

نہیں ہلی تھیں وہ بے سدھ بے ہوش پڑی تھی صرف

ایک زندہ لاش کی

طرح

وہ اسے نظر نہیں آیا تب ہی مشی کی بے چینی بڑھنے

لگی تھی وہ

پاگلوں کی طرح گھوم چکی تھی لیکن آواز صرف آواز

ہی رہی کوئی

نہیں آیا وہ نہیں آیا اسے ڈھونڈنے

وہ کیا جانے وہ کہاں تھا اس وقت کس حال میں تھا اس

کی بے

وقوف ی کس طرح اسے بوکھلا کر رکھ گئی تھی

وہ وہی کھڑی اب بھی دل میں ایک آس لئے ہوئے

تھی جب اسے اپنے

پیچھے کسی کے موجود ہونے کا احساس ہوا مشی جیسے ہی

پیچھے

مڑی وہاں کھڑے شخص کو دیکھ اسکے منہ سے ایک دم

سے دل

خراش چیخ برآمد ہوئی اور وہ بیلنس کھوتی پیچھے جا گری

اور مڑ

کر پھٹی پھٹی سی نظروں سے اس بھیانک شخص کو

دیکھنے

لگی

ہیلو بھابھی جی۔۔۔۔ کیسی ہو۔۔۔۔ میر اانداز ہ صیح تھا

تو لڑ کی ہی

تھی۔۔۔۔"یہ الفاظ اور آواز حوس میں ڈوبی

مشی کو ایک دم سے حواس باختہ کر گئی وہ کوئی سیاہ

رنگ کا ہٹا

کٹا آدمی تھا پھولی ہوئی جسامت چہرے پر شیطانیت اور

ہنسنے کے

باعث دکھنے والے پان سے ہوئے سرخ میلے دانت

اگر کوئی کہتا انسانوں

میں شیطان تو وہ شخص اسکی جیتی جاگتی صورت تھا اتنا

بھیانک

کہ اسکے چہرے کی ایک سائیڈ بری طرح سے جلی

ہوئی تھی جس سے

وہ مزید خوفناک لگ رہا تھا

ہنہ۔۔۔ادر چھپی بیٹھی ہے۔۔۔ڈھونڈ لیا۔۔۔"وہ

رام چن ہی تھا چہرے پر

شیطانیت لئے سرخ نشیلی آنکھیں مشی کے وجود پر

گاڑھے

مشی ہتھیلیاں پیچھے کی جانب جماتی پیچھے کی جانب

کھسکنے

لگی پورا وجود جیسے کسی زلزلے کی زد میں آگیا تھا

ن۔۔۔نہیں۔۔۔"خوف کے باعث اسکے منہ سے

الفاظ تک ٹھیک سے نکل

نہیں پا رہے تھے وہ سر نفی میں ہلاتی رونے لگی تھی

ہاہاہا۔۔۔تیرا نہیں سننے کیلئے نہیں کی اتنی محنت

۔۔۔تو تو سوچ سے

زیادہ خوبصورت مال نکلی۔۔۔"اسکی ہنسی مشی کی رہی

سہی جان

نکال گئی تھی

رک۔۔۔یہ مال میرے ساتھی بھی تو دیکھیں ہیں ناں

۔۔رک۔۔۔ابھی ملواتا

ہوں۔۔۔" وہ اپنا موبائل نکالے شاید اپنے ساتھیوں

کو بلانے لگا تھا جو

اسی کے حکم پر اس ایک لڑکی کو ڈھونڈنے میں لگے

ہوئے تھے اور ملی

وہ اسے خود کو تھی

مشی اسی سے اتنی خوف زدہ ہو گئی تھی اسکے ساتھی

کیسے ہوتے وہ

اچھے سے اندازہ کر سکتی تھی تب ہی پیچھے سے اسکے

ہاتھ میں

کچھ چبھا مشی نے مڑ کر دیکھا وہ ایک بڑا سا پتھر تھا اس

نے مڑ کر

اس آدمی کو دیکھا جس کا دھیان موبائل پر ہی تھا

مشی نے ہمت کرتے وہ پتھر اٹھا کر اسکے سر پر دے

مارا اور جلدی سے

وہاں سے بھاگ نکلی

آاااااا۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ آدمی بری طرح سے چیختا دونوں

ہاتھ اپنی آنکھوں پر

رکھ گیا جہاں سے خون پھوٹ کر بہہ نکلا تھا وہ پتھر

عین اسکی

آنکھ کے اوپر لگا تھا جس سے درد کی انتہا اتنی تھی کہ وہ

آدمی وہی

زمین پر جھکتا چلا گیا

اے۔۔۔۔رک۔۔۔" وہ دھاڑتا ہوا اسے پیچھے بھاگا

ہی تھا کہ درد میں

ٹیس سی اٹھتے اسکے قدم وہی منجمند ہو گئے

اتنی دیر میں مشی بنا کہیں رکے بس بھاگتی چلی گئی تھی

اور جا

کہاں رہی تھی پتہ نہیں

کیا ہوا بوس ۔۔۔ کہاں ہے لڑکی ۔۔۔ "اسکے ساتھی

وہاں پہنچتے لڑکی کو

تلاش کرنے لگے جب رام چن نے سیدھے ہوتے

ایک زوردار لات اسکے

سینے پر دے ماری

کمینے۔۔۔میری جیب میں ہے۔۔۔سالے حوس

کے پجاری۔۔۔وہ بھاگ گئ

پکڑو اسے۔۔۔"اسکا خون اس وقت پانی کی طرح ابل

رہا تھا جب اسکے

دھاڑتے اسکے بندے پھر سے ہر طرف پھیلتے بھاگ

گئے

بھاگ بھاگ کر مشی کی ٹانگیں شل ہونے لگی تھیں

لیکن وہ پھر بھی

بھاگتی چلی جا رہی تھی

وہ رہی۔۔۔ پکڑو اسے۔۔۔'' ایک ہی نظر اس پر

جیسے ہی پڑی وہ چیخ

پڑا اسکی چیخ پر تین آدمی ایک ساتھ مشی کے پیچھے

بھاگے

وہ انکی آواز پر اور تیز بھاگنے لگی آنکھوں سے آنسوں

سیلاب کی

مانند بہہ رہے تھے ایسے جیسے ان میں طوفان آیا ہو

جان پوری کانپ

رہی تھی وہ پھر بھی بھاگتی رہی

اے رک۔۔۔۔ کہاں تک بھاگے گی۔۔۔"وہ تین

اسکے پیچھے ایسے بھاگ رہے

تھے جیسے آوارہ کتے گاڑی کے پیچھے بھاگتے ہیں

مشی۔۔۔۔۔"جنگل میں آتے یاقوت نے کوئی

تیسری بار گاڑی روک کر اتر

کر اسے پکارا تھاوہ کتنی دیر سے پاگلوں کی طرح یہاں

وہاں گھوم

رہا تھا

مشی۔۔۔۔" اس نے منہ پر دونوں ہاتھ رکھتے اور بلند

آواز میں اسے پکارا

لیکن اس وقت اسے اپنی ہی پکار واپس سے سنائی دے

رہی تھی

اس وقت وہ شیر وانی کے بغیر صرف سفید ٹراؤزر اور

سفید ہی

گھٹنوں سے اوپر تک آتی قمیض میں ملبوس تھا جس

کے اوپر کے دو

بٹن کھلے تھے بال ماتھے پر بکھرے کچھ حد تک چپک

چکے تھے کیونکہ

بھاگ بھاگ کر اس وقت پسینے میں شرابور ہو رہا تھا

کہاں جا سکتی ہو تم۔۔۔۔ آخر کہاں۔۔۔" اس نے

دھاڑتے ہوئے اپنا پاؤں

گاڑی کے بونٹ پر دے مارا تھا اور ہاتھ بالوں میں

پھیرتے چہرہ آسمان

کی جانب کر گیا جہاں اسے وہ نظر آیا تھا جو ہمیشہ سے

اسکے قریب

رہا تھا اسکا رب

وہ ٹھیک ہو۔۔۔وہ ٹھیک ہو اللہ جی۔۔۔" اسکی آواز

کانپ رہی تھی

ہاتھ نہ اٹھ کر بھی دل بے چین ہو رہا تھا

وہ لوگ اسکے پیچھے بھاگتے رہے جب اتنا بھاگنے کے

باعث مشی کی

ٹانگیں اس حد تک اکڑ گئی تھیں کہ وہ منہ کے بل

سیدھا زمین پر جا

گری تھی

اسکے گرتے انکے قدموں کو بھی بریک لگ گئی

ہاہاہا۔۔۔ہوہ۔۔۔رک۔۔۔رک۔۔۔گئی

۔۔۔"ان کی اپنی سانسوں کا تنفس بری

طرح سے بگڑ چکا تھا تب ہی انکے پیچھے انکی دونوں

جیپ آکر رک

گئی جس میں رام چن آنکھ کے اوپر رمال رکھے وحشی

نگاہوں سے

مشی کی جانب دیکھتا جیپ کا اسٹینڈ پکڑ کر ایک ہی جمپ

میں

نیچے اتر گیا

اسکو دیکھ اسکے آدمی وہاں سے پیچھے ہٹتے چلے گئے

مشی نے مڑا اسکی جانب دیکھا اسے سامنے اپنی موت

نظر آرہی تھی

تجھے کیا لگا تھا۔۔۔ چکما دے کر نکل جائے گی۔۔۔؟ وہ

بول نہیں

پھنکار رہا تھا اس وقت جتنا درد اسے ہو رہا تھا اس سے

زیادہ درد

وہ سامنے والی لڑکی کو دینا چاہتا تھا

اٹھا کر ڈالوا سے جیپ میں ۔۔۔ جس جگہ سے بھاگی

تھی اب اسی جگہ

لے جا کر اس سے حساب لونگا ۔۔۔ اٹھاؤ

۔۔۔" اسکے آخر میں دھاڑتے

اسکے دو آدمی بھاگ کر مشی کی طرف گئے

ن ۔۔۔ نہیں چھوڑو مجھے ۔۔۔۔" مشی انکے ہاتھ

لگانے سے پہلے انکو خود

سے دور کرنے لگی لیکن وہ دونوں جانوروں کی طرح

اسکا ایک ایک

ہاتھ پکڑ کر گھسیٹنے لگے

چھوڑو مجھے۔۔۔۔یا قوتتتت۔۔۔۔" وہ روتی ہوئی چیخ

کر یاقوت کو

پکارنے لگی تھی لیکن ان میں جیسے رحم نامی چیز نہیں

تھی وہ اسے

اونچے نیچے پتھروں پر گھسیٹتے لے کر چلے گئے جس

سے مشی کا

دوپٹہ اتر کر وہی رہ گیا تھا اسکا فراک جگہ جگہ سے

پتھروں کی وجہ

سے پھٹ بھی چکا تھا

یاقوت۔۔۔۔۔! وہ کس تڑپ سے آج اسے پکار رہی

تھی اسکی تڑپ پر بھی

انکو ترس نہ آیا تھا اسے زبردستی جیپ میں اٹھا کر پھینکتے

وہ لوگ

اپنی جیپ اڑا لے گئے تھے مشی کو پیچھے تین آدمیوں

نے جکڑ لیا تھا

اسے اپنے بدن کا وہ حصّہ اس وقت جلتا ہوا محسوس ہو

رہا تھا جہاں

آج ان غیر مردوں کے ہاتھ لگ رہے تھے
کیا یہ وہ لڑکی نہیں تھی جو کلبز جاتی تھی غیر مردوں کی
بانہوں
میں جھولتی ڈانس کرتی تھی اسے کبھی غیر مرد کا لمس
برا نہیں
لگا تھا اور آج وہی لڑکی انکے لمس سے گھن کھاتی اپنے
یاقوت کو پکار
رہی تھی

چپ۔۔۔ کوئی یاقوت نہیں آئے گا سمجھی

۔۔۔آج تیرے یاقوت ہم بنیں

گے۔۔۔"اس شخص کی آواز میں حوس بھانپتی مشی

آدھی بے جان تو

وہی ہو گئی تھی

چھوڑ مجھے۔۔۔۔کتے۔۔۔۔ تیری اتنی اوقات نہیں

۔۔۔تو مجھے ہاتھ لگائے

چھوڑ۔۔۔"وہ ہمت کرتی کسی بپھر اس شیرنی کی

طرح چنگھاڑی

تھی

ہاہاہا۔۔۔یہ لڑکی پاگل ہے۔۔۔؟وہ جیپ ڈرائیو

کرتے اپنے آدمی سے

پوچھنے لگا جس نے ہنس کر اسکی بات پر سر اثبات میں

ہلا دیا

بلا۔۔۔چیخ زور سے چیخ۔۔۔"وہ مشی کی بات کو ہوا

میں اڑاتا اسے

جیسے چیخنے پر اکسانے لگا تھا

اسے پتہ چلا تو تیری لاش بھی کتوں کو نصیب نہیں

ہو گی۔۔۔۔"کیا مان

تھا یہ یقین اسکے ڈر کو کسی حد تک کم کر گیا تھا یا وہ اس

وقت

ان لفظوں سے خود کو تسلی دے رہی تھی کہ وہ آئے

گا

ہاہاہا۔۔۔۔یہ تو جوک بھی اچھے مارتی ہے بھائی

۔۔۔"اسکے ایک آدمی

کے قہقہے پر رام چن نے اسکے منہ پر زناٹے دار تھپڑ

دے مارا

خاموش۔۔۔"شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ

مشی کی جانب پلٹا

جو اسکی نظر میں آتے ہی کانپ سی گئی تھی

میں خود کتا ہوں۔۔۔وہ بعد میں میری لاش کتوں کو

ڈالے گا پہلے تو

میرے سامنے آئے گی گاڑی روک۔۔۔"اس کے

آخر میں دھاڑنے پر اسکے

آدمی نے وہی گاڑی روک دی وہ لوگ اسی گاڑی کے

پاس آگئے تھے جو

مشی نے ٹھوک دی تھی وہ ان سے ذرا فاصلے پر کھڑی

تھی

رام چن کے اترتے اسکے بندے بھی اتر کر مشی کو

نیچے گھسیٹ

لائے تھے

چھوڑو مجھے۔۔۔" وہ اپنے ہاتھ چھڑواتی ٹانگیں زور

سے مارتی اپنی

پوری جان لگانے لگی ایک زوردار تھپڑ اسکے نرم وملائم

گال پر پڑتا

ہونٹوں کا کنارا اپھاڑ گیا اسے لگا جیسے اسکے کان سن ہو

گئے ہوں

تجھے چھوڑنے کیلئے نہیں پکڑا۔۔۔" وہ اسکے مشی کے

منہ پر دھاڑتے اس

کے بال مٹھی میں زور سے جکڑتا مشی کے منہ سے

سسکی برآمد کروا

گیا

تجھے یہ بتانے کیلئے پکڑا ہے کہ تیرے جیسی عورت اگر

غلط مرد کو

چن لے تو کیسے اسکی غلطیوں کا حساب دیتی ہے

۔۔۔"اسکی سانسیں

مشی کے چہرے سے ٹکراتی اسے بری طرح سے

جھلسا رہی تھی اسکے

منہ کی بدبو سے مشی کو لگا اسکا سر چکرا گیا ہے وہ چہرہ

موڑتی

اپنے دونوں ہاتھوں سے بال چھڑوانے کی تگ ودو

کرنے لگی

پکڑ واسکے ہاتھ۔۔۔"وہ اٹھ کر ہاتھ اپنے بیلٹ تک

لے جاتا پھنکارا تھا

اسکے دو آدمیوں نے پلک جھپکتے مشی کے ہاتھ پکڑ لئے

تھے

نہیں۔۔۔نہیں چھوڑو مجھے۔۔۔۔ چھوڑو

۔۔۔"وہ اس کے ارادے بھانپتی

چیختی ہوئی رونے لگی تھی وہ جتنی کوشش کرلیتی لیکن

ان

لوگوں کے آگے بے بس تھی

چھوڑ مجھے۔۔۔ کتے۔۔۔ وہ زندہ نہیں چھوڑے گا

تجھے۔۔۔ چھوڑ

مجھے۔۔۔" وہ اس وقت کسی بن آب مچھلی کی طرح

تڑپنے لگی تھی

جب رام چن کا بھاری ہاتھ اسکے دوسرے گال پر اپنی

انگلیوں کے

نشان چھوڑ گیا

خاموش۔۔۔یہ بات کہہ کر میرا دماغ نہ گھما

۔۔۔آئے دن میں سنتا ہوں

ان بھائیوں کے چرچے۔۔۔آج وہ سنیں گے

۔۔۔میرے چرچے جب انکے گھر

کی عورت کا یہ حال کرونگا۔۔۔اور

تم گینگسٹرز کی بیویوں کو اتنی خوش فہمی کیوں ہوتی ہے

ہاں۔۔۔؟

وہ مشی کے بالوں کو گدی سے پکڑتے اسکے منہ پر

دھاڑا تھا

درد کی شدّت اتنی تھی کہ وہ چیختی لیکن اسکے خوف میں

مشی کو

سانس تک نہیں آرہی تھی

وہ بھی انسان ہیں۔۔۔اتنی جلدی نہیں ڈھونڈ سکتے

تجھے۔۔۔وہ جب تک

ڈھونڈے گا تب تک تو۔۔۔"اسکا باقی کا جملہ منہ میں

ہی رہ گیا تھا

جب اسکی نظر منہ کے بل گرنے والے اپنے ہی

بندے پر پڑی

وہ اتنی زور سے گرا تھا کہ وہاں پڑی مٹی دھول بن کر

اڑی تھی رام

چن کی نظر اس سے ہوتی جیسے ہی اوپر اٹھی سامنے

کھڑے شخص کو

دیکھ آنکھیں جیسے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

وہ وہی گینگسٹر تھا جو شاید انسان نہیں تھا تب ہی وہاں

پہنچ گیا

تھا اسکے ہاتھ پر مشی کا دوپٹہ بندھا تھا

مشی نے رام چن کی نظروں کے تعاقب میں جیسے ہی

پیچھے مڑ کر

دیکھا ایک پل کیلئے تو وہ بھی ساکت رہ گئی

تب تک تو بھی نہیں رہے گا۔۔۔" وہ لفظ بے حد

نارمل انداز میں ادا کرتا

دوسرے کی پسلیوں میں ایسا مکا جڑ گیا کس سے باقائدہ

اندر سے

کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی اور وہ آدمی بھی پیچھے جا گرا تھا اسے

دیکھ وہ سب ایک جھٹکے میں پیچھے ہو گئے

یاقوت۔۔۔"مشی کے لبوں سے بے ساختہ اس کا نام نکلا ساتھ اسکی

آنکھوں سے آنسوں بھی

رام چن پیچھے ہٹتا اٹھ کھڑا ہوا جس اسکے اٹھتے مشی پھر بھی وہی

بیٹھی رہی اسے جیسے یقین نہیں آیا کہ سامنے کھڑا

شخص اسکا

یاقوت ہی تھا سامنے کھڑی گاڑی کی ہیڈ لائٹس اسکے

چہرے پر پڑ

رہی تھیں جہاں پسینہ لکیروں کی صورت میں بہہ رہا

تھا اور آنکھیں

سرخ خون چھلکانے کے قریب تھیں

مشی یونہی ساکت بیٹھی رہی جب اسے ایک دم سے

ہوش آیا اور وہ

جلدی سے اٹھ کر سیدھا یاقوت کے سینے سے جا لگی وہ

لگی اتنی زور

سے تھی کہ یاقوت بے اختیار ایک قدم پیچھے ہوا تھا

دونوں پہلو

میں پڑے تھے نظریں اس غلیظ شخص پر تھی جس کا کھلا

بیلٹ وہ

دیکھ چکا تھا

مشی اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی

تھی یاقوت نے

دھیرے سے مشی کو خود سے الگ کرتے کا ہاتھ تھاما

وہ ہچکیاں لیتی اسے ہی دیکھ رہی تھی اس وقت وہ روتی

ہوئی کوئی

چھوٹی معصوم بچی لگ رہی تھی

رام چن تو جیسے اپنی جگہ سے ہی ہل نہیں سکا تھا ایسے

جیسے قدم

وہی زنجیر ہو گئے ہو کیونکہ اسے پتہ تھا وہ بھائی کبھی

اکیلے نہیں

آتے تھے جہاں وہ ہوتے تھے وہاں وہ بیسٹ ہوتا تھا

اور جہاں وہ بیسٹ

تھا مطلب وہاں تباہی تھی

کچھ دیر تو ماحول میں خاموشی رہی اب رام چن کو کچھ

گڑ بڑ سی

لگی اس نے یہاں وہاں نظر گھمائی جیسے کسی کو تلاش کر

رہا

ہو لیکن اسے کوئی نظر نہیں آیا مطلب وہ اکیلا تھا

بھاگو۔۔۔"یاقوت کے دھاڑتے وہ مشی کا ہاتھ پکڑ کر

مخالف سمت میں

دوڑ لگا گیا مشی پہلے تو سمجھی نہیں تب ہی یاقوت کے

کھینچنے پر

وہ گرنے لگی تھی لیکن خود کو سمبھالتے وہ یاقوت کے

ساتھ ساتھ

بھاگنے لگی

ہوئی۔۔۔۔کیا کر رہے ہو۔۔۔"وہ بھاگتے ہوئے

اس سے پوچھ رہی تھی

پکڑو۔۔۔اسے وہ اکیلا ہے۔۔۔"رام چن سمجھ گیا تھا

لیکن اس سے پہلے

یاقوت اسکی آنکھوں کا مطلب سمجھ گیا تھا

اسکے آدمی پھر سے انکے پیچھے دوڑ گئے تھے یاقوت

مشی کا ہاتھ

تھامے پوری رفتار سے بھاگ رہا تھا لیکن مشی جتنا

پہلے بھاگ چکی

تھی اب تو اسکی بس ہو چکی تھی وہ نڈھال ہوتی وہی

گرنے والی

تھی کہ یاقوت کے ہاتھ کھینچنے پر وہی لٹک گئی

کیا کر رہی ہو پاگل عورت۔۔۔"یاقوت ایک نظر

پیچھے ڈالتے مشی کو

دیکھنے لگا وہ لوگ فلحال ان سے آگے نکل چکے تھے

مم۔۔میری۔۔۔۔میری ٹانگیں۔۔۔"مشی ایسے

تھی جیسے اب بے ہوش ہو

جائے گی یاقوت پریشان زدہ سا کبھی اسے دیکھتا تو کبھی

پیچھے

وہ اکیلا تھا وہ چاہ کر بھی انکا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا خاص

کر

تب جب اسکے ساتھ اسکی جان سے عزیز بیوی ہو اسے

لے کر وہ کوئی

رسک نہیں لے سکتا تھا

وہ مشی کو اٹھا کر ایک بڑے سے درخت کے پیچھے لے

گیا وہ درخت

سے ٹیک لگائے بیٹھی بری طرح سے ھانپنے لگی تھی

یاقوت اسکے

قریب ہی بیٹھ گیا

مشی۔۔۔ مشی تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ وہ اسکے چہرے پر

ہتھیلی جماتے از حد

فکر مندی سے پوچھنے لگا

مشی نے سر کی پشت درخت سے ٹکائی اور گہرے

سانس لینے لگی اس

کے ہونٹ سوکھنے لگے تھے یا قوت نے پریشان زدہ

سی نظر اسکے بدن

پر ڈالی اندھیرے گھپ نہیں تھا اتنا تھا کہ ہلتے وجود

صاف دکھائی

دے رہے تھے

بھائی کہاں رہ گئے۔۔۔؟ وہ جیب میں ہاتھ مارتے

موبائل نکال کر زیحال

کا نمبر ڈائل کرتے کال کرنے لگا جب اسے دو جیپوں

کی آواز آئی اس نے

جھٹ سے موبائل کی سکرین بند کر دی تاکہ وہ لوگ

روشنی سے انکی

طرف نہ آجائیں

ڈھونڈو۔۔۔دونوں یہی ہونگے۔۔۔"دونوں جیپ

کراس ہوتی اس ایریا

میں گھومنے لگی پھر ایک ہی جگہ کھڑی ہوتی قدموں

کی چاپ سنائی

دینے لگی یہ ایک سے زیادہ لوگوں کے قدموں کی

آواز تھی مطلب وہ

لوگ پھیل چکے تھے یاقوت نے آگے پیچھے دیکھا مشی

کو وہ اٹھا کر

نہیں بھاگ سکتا تھا

اس نے طیش بھری نگاہوں سے درخت کی اوٹ سے

انکی جانب دیکھا

اسے رام چن ہی نظر آرہا تھا جسے دیکھ اسکا خون اور

جوش مارتا

ابلنے لگا تھا

بوس یہی ہونگے۔۔۔زیادہ دور نہیں جاسکتے وہ دونوں

۔۔۔"وہ لوگ

کتوں کی طرح گھومتے ڈھونڈ رہے تھے رام چن نے

غصّے سے دوچار

فائر ہوا میں دے مارے

یاقوت نے مشی کا سر اپنے سینے سے لگا کر آنکھیں

موندلی نہیں وہ

اسے کچھ نہیں ہونے دے سکتا تھا کچھ بھی نہیں وہ

آنکھیں بند کئے

اپنے باپ کو یاد کر رہا تھا کہ اسی وقت فائر سے بڑی

آواز پورے جنگل

میں گونجتی فضا میں بلند ہوئی تھی سب نے مڑ کر پیچھے
دیکھا
جہاں انکی دونوں گاڑیاں اڑتی ہوا میں بلند ہو گئی تھیں
وہ آگیا تھا
جس کے گھر کی عورت کی طرف میلی نگاہ اٹھی تھیں
یاقوت نے اور زور سے آنکھیں مینچتے سر جھکا لیا لبوں
پر جاندار
مسکراہٹ آگئی تھی

انکے گرد سیاہ گاڑیاں ایسے گھوم رہی تھیں جیسے بازوں

کا ہجوم

آسمان پر گھوم رہا ہو انکی ہیڈ لائٹس میں گاڑیوں کے

پچھلے ٹائر سے

اڑنے والی دھول منظر کو تھرل بنا گئی تھی

رام چن اور اسکے آدمی خوف زدہ ہوتے اپنی اپنی ری

والور نکال کر

ان پر ہوائی فائر کرنے لگے تھے لیکن اس وقت ان

گاڑیوں کے آگے انکو

اپنی ریوالور بچوں والی بندوق لگ رہی تھی

یاقوت نے مسکرا کر اپنے ارد گرد گھومنے والی گاڑیوں

کو دیکھا

جب اسے اپنا باپ نظر آ گیا تھا اسے دیکھ اسکی جان میں

بھی جان آ

گئی تھی

وہ تین گاڑیاں تھیں اور تینوں میں اسکے تین بھائی تھے

جو اس وقت

اس ہجوم پر بھاری تھے

پاشا نے سٹیرنگ گھماتے اپنی شعلہ بار نگاہیں ان پر
ڈالی ڈالتے دماغ
کی رگیں جیسے ایک دم سے تن گئی تھیں وہ تینوں اتنی
دھول اٹھا
چکے تھے کہ رام چن اور اسکے آدمیوں کو کچھ دکھائی
ہی نہیں دے
رہا تھا بچارے ہوائی فائر کرتے اپنی ساری گولیاں
ایسے ہی ختم کر
گئے تھے انکے پاس ایک خالی ریوالور تھی

برلاس اور پامیر نے اپنی اپنی گاڑی یاقوت اور مشی

کے قریب روک کر

ان کو کوور دے دیا تھا جبکہ پاشا کی گاڑی سیدھا اانکے

ہجوم میں

جا گھسی تھی

وہ سب کے سب گاڑی اپنی جانب آتے دیکھ خوف
زدہ ہوتے یکدم پیچھے
جا گرے اس بیسٹ نے گاڑی تو جیسے انکے اوپر ہی
چڑھا دی تھی سب
کے دل دھک دھک کر رہے تھے اور سب ہی خوف
زدہ سی نظروں سے
اس گاڑی کو دیکھ رہے تھے جس کا دروازہ کھلتے اندر
سے پہلے پاشا کا

بھاری بھر کم بوٹ زمین پر اپنا نقش چھوڑتا ہوا نظر آیا

جس کے بعد

وہ خود پوری طرح سے باہر آتے ان سب کو ایک کڑی

نظر سے دیکھنے

لگا اسکی آنکھوں پر لگے گلاسسز اسکی آنکھوں کے قہر کو

چھپا سکتے

تھے لیکن باقی چہرے کے نین نقش جو بظاہر نارمل

تھے لیکن ان میں

بھی اسکے دشمنوں کو اپنی موت نظر آرہی تھی وہ

آنکھوں سے

گلاسسز ہٹاتے رعب دار چال چلتا ہوا گاڑی کے

سامنے آکر بونٹ سے

ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا

وہ سب اسکے سامنے زمین پر پڑے اسے ایسے دیکھ

رہے تھے جیسے وہ

انسان نہیں موت کا فرشتہ ہو وہ اپنے بھائیوں پر کتنی

جان دیتا تھا

یہ سب جانتے تھے دشمنی میں بھرتی ہونے والے نئے

بندے کو پہلے

اس بات سے خبردار کیا جاتا تھا کہ کبھی بھی پاشا برادرز

سے پنگا نہ

لینا کیونکہ انکا باپ اپنے بچوں کی طرف میلی نگاہ بھی

پسند نہیں

کرتا

وہ تین پاشا کی اولاد تھے جن کی طرف اٹھنے والی

نظریں وہ پہلے

جھکا دیتا تھا یا پھر دوبارہ اٹھنے لائق نہیں چھوڑتا تھا

آج وہ لوگ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر گئے

تھے وہ اسکے

بھائی پر وار کر رہے تھے پاشا کے بھائی پر کیا یہ تباہی

نہیں تھی

کوئی ان بندوں کو دیکھتا جو اس بیسٹ کو دیکھ کر ہی

اسکے خوف

میں پسینے سے بھیگ چکے تھے

پپ۔۔۔پاشا۔۔۔پاشا ہمیں معاف کر دو۔۔۔۔ ہم

سے غلطی ہو گئی۔۔۔"رام

چن دونوں ہاتھ جوڑے رینگتا ہوا پاشا کے قریب آتا

اسکے بھاری برانڈڈ

بوٹوں پر ہاتھ رکھ گیا

معاف کر دو پاشا۔۔۔معاف کر دو۔۔۔"وہ گڑگڑا رہا

تھا جس سے اسکے

ساتھی بھی اور خوف زدہ ہو گئے جس گینگ کا لیڈر رہی

ہار گیا ہو اس

گینگ کو اور کون جیت سکتا تھا؟

زندہ یا مردہ۔۔۔؟ یہ سوال نہیں تھا آپشن تھے اور

ایسے آپشن جن کو

سن کر رام چن کی پینٹ گیلی ہوتی دل لرزنے لگا تھا

آنکھوں میں

خوف کی کرچیاں سی بھرنے لگی تھی

نہیں۔۔۔ نہیں پاشا۔۔۔ مم۔۔۔ معاف کر دو

۔۔۔پلیز پاشا۔۔۔" وہ پہلے سے

زیادہ بے چین ہوتا پاشا کے بوٹوں پر جھک کر سر رکھ

گیا تھا باقی تو

جیسے وہاں پڑی خاک اپنے سروں میں ڈالنے لگے تھے

زندگی کی

سب سے بڑی غلطی جو کر گئے تھے ایک بیان اسے

شخص کی طرف

دیکھ کر جس کے پیچھے ایک بھاری مضبوط چٹان کھڑی

تھی

زندہ۔۔۔یا۔۔۔مردہ۔۔۔؟ وہ اپنے سوال کو

قدرے ٹھہرے لہجے میں

دہرا اسے دیکھنے لگا اسکا یہ سرد ٹھٹھرتا لہجہ باقیوں کی

جان ایسے

ہی نکال گیا تھا

اسی وقت اسکی گاڑی کے دونوں اطراف سے اسکے دو

بھائی نکل کر

آئے ایک جانب پامیر سلطان تھا اور دوسری جانب

برلاس شاہ

اسکے چہرے کے سپاٹ تاثرات دیکھ کوئی کہہ سکتا تھا

کہ یہ وہی

بگڑا لاڈلا بچہ ہے جو اپنے باپ سے تھوڑی دیر پہلے رو

کر بائیک مانگ

رہا تھا

نہیں اس وقت وہ کوئی اور ہی تھا جو اسکے بھائی بھی

نہیں جانتے

تھے وہ ایک چھپی ہوئی شخصیت تھی جو صرف اس پر

عیاں ہوتی

تھی جس پر وہ خود چاہتی تھی ورنہ دنیا میں ایسا کوئی

نہیں تھا

جس میں طاقت ہو اسکی اصلیت جاننے کی

پامیر سلطان نے آگے بڑھ کر ڈی بی ایس پاشا کے

آگے کی جسے ایک

ہی ہاتھ سے وہ تھام کر پہلو میں لٹکا گیا اسکا وزن پاشا کو

ایک ہاتھ

سے اٹھاتے دیکھ اسکے دشمن ایک پل کو تو جیسے حیران

ہوئے اسکے

ٹھوس بائسپس دیکھنے لگے تھے یہ ایک پٹھان کی

طاقت تھی جو ایک

ہاتھ سے اتنا وزن اٹھا کر بھی وہ نارمل کھڑا تھا

اسکے ہاتھ کی رگیں اس وقت بھرپور نمایاں ہوتی اسکے

ہاتھوں کو

مزید پرکشش بنا رہی تھی

نہیں پاشا۔۔۔۔ پاشا ہمیں معاف کر دو۔۔۔۔ معاف

کر دو پاشا غلطی ہو

گئی۔۔۔" وہ کن الفاظ میں اسے سمجھاتا کہ وہ ایسا دوبارہ

نہیں کرے گا

کرنا دور سوچے گا بھی نہیں

لیکن وہ ایک کام ضرور کرتا یہاں سے بچ کر صرف

ایک ڈر میں زندہ

رہتا کہ کہیں وہ بیسٹ اسے آکر مار نہ دے اور یہی ڈر

اسے پھر مجبور

کرتا کہ وہ ایسا غلط وحشیانہ قدم پھر اٹھائے

لیکن وہ نہیں جانتا سامنے کھڑا درندہ آنکھوں کے

ذریعے دماغ پڑھ

لیتا تھا رام چن سوچ رہا تھا اور پاشا اسکے ذہن کو پڑھ رہا

تھا جس

کے بعد کیا ہوا

پاشا۔۔۔پاشا معافی دے دو۔۔۔''وہ پہلے سے زیادہ

گڑگڑاتے ہوئے پھوٹ

پھوٹ کر رونے لگا تھا اسکی منت میں تڑپ تھی

معافی۔۔۔؟وہ کیا ہوتی ہے۔۔۔؟وہ کس شان بے

نیازی سے پوچھ رہا تھا

وہ سمجھ چکے تھے انکی سانسیں یہی تک لکھی تھیں

مشی درخت کے سہارے بیٹھی آنکھیں موندے

ہوئے درد سے کراہ رہی

تھی یاقوت کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کراہ کیوں

رہی ہے اس

نے اپنے موبائل کی ٹارچ آن کرتے اسکے چہرے پر

ڈالی جہاں درد کے

اثرات صاف دکھائی دے رہے تھے

مشی۔۔۔ تم ٹھیک ہو کہیں چوٹ آئی ہے۔۔۔؟ وہ از

حد پریشان ہوتا اسکے

ہاتھ اور چہرے کو دیکھنے لگا مشی کھانستی ہوئی نیچے کو

جھک

گئی گلا بری طرح سے خشک ہو گیا تھا

وہ جھک کر ہاتھ دھیرے سے اپنے پیروں کی جانب

لے گئی جب یاقوت 1

کی نظر اسکے پیروں پر پڑی اتنا بھاگنے کے باعث اسکے

پاؤں بری

طرح سے سوجھ چکے تھے جگہ جگہ کانٹوں اور پتھروں

سے زخم بن

چکے تھے یاقوت ایک ہی جست میں اسکے پیروں کی

جانب گیا اور

اٹھا کر اپنی گود میں رکھتے غور سے انکو دیکھنے لگا دونوں

پیروں کی

تلیاں زخمی ہوئی خون سے سرخ ہوئی پڑی تھیں

یاقوت نے قرب بھری نظروں سے مشی کی جانب

دیکھا جو بے آواز

آنکھیں بند کر رو رہی تھی یاقوت نے آنکھیں زور

سے مینچ کر کھولتے

اپنی جیب سے رمال نکالا اور اس سے اسکے پیروں کی

تلی صاف کی

اسکا ہاتھ زخم صاف کرتے ہوئے بہت نرمی سے کام

کر رہا تھا اسکے

باوجود بھی مشی نے تڑپ کر اسکا ہاتھ تھام لیا درد کی

جیسے انتہا

باقی نہیں رہی تھی

وہ روتی ہوئی کس معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی

جب ایک بھاری

گولی چلنے کی آواز پر وہ ڈر کر ایک دم سے یاقوت کے

بازو سے آ

لگی اور خوف سے بری طرح کانپنے لگی یاقوت نے

ایک نظر اسکے سر

کو دیکھا وہ عام دنوں کی نسبت آج زیادہ ڈر رہی تھی یا

شاید ایسی

مشکل میں وہ پہلی بار آئی تھی

کچھ نہیں ہوا۔۔۔ریلیکس۔۔۔" اسے غصّہ تو آرہا تھا

اسکی حرکت پر

لیکن اس وقت کر کر وہ اسے اور رلانا نہیں چاہتا تھا

وہ۔۔۔گ۔۔۔گولی۔۔۔گولی چلی ہے ابھی

۔۔۔" اسے ڈر تھا اپنوں کا وہ تینوں

وہی اس ہجوم میں تھے لیکن وہ یہ نہیں سمجھ پائی کہ

تھوڑی دیر

پہلے جو وہ ایسے گھوم رہے تھے وہ کس وجہ سے گھوم

رہے تھے

تو دشمنوں پر چلی ہے۔۔۔" وہ یہاں بیٹھے کتنا ریلیکس

تھا تھوڑی سی

بھی فکر نہیں اسکے چہرے پر ظاہر نہیں ہو رہی تھی

مشی نے اچنبھے سے اسے دیکھا

وو۔۔۔وہاں۔۔۔وہاں وہ سب ہیں۔۔۔" وہ جیسے

اسے ہوش دلارہی

تھی

وہ سب میرے بھائی ہیں۔۔۔جانتا ہوں یہ گولی کس

نے چلائی ہے انکی

فکر مت کرو۔۔۔" وہ لہجے کو حتی المقدور نرم رکھے

ہوئے جواب دیتا

رہا

کہ تب ہی ایک اور آواز گولی چلنے کی فضا میں گونجی یہ

ڈی بی ایس

کی آواز تھی جس کی ایک گولی کی گونج آدھے سے

زیادہ فاصلے پر

بیٹھے دشمن کو سنائی دیتی اسکا حوصلہ ختم کر دیتی تھی

وہ دھیرے سے مشی کو اپنے بازو سے الگ کرتا

خاموشی سے اسکے

پیروں کے زخم کو خشک کرنے لگا مشی اسے ہی

سرخ روئی روئی سی

آنکھوں سے دیکھ رہی تھی دل میں تکلیف کے شدید

طوفان اٹھ رہے

تھے

کیا یہ اسک یاقوت نہیں رہا تھا؟ وہ ہو چکا تھا کسی اور کا

اس نے

کسی اور کو اپنا لیا تھا یہ سوچ کر ہی مشی کی جیسے جان

ایک بار

پھر نکل گئی تھی وہ وہی بیٹھی بے اختیار رونے لگی جب

اسکے یوں

روتے پر یاقوت نے بوکھلا کر اسے دیکھا

کیا ہوا۔۔۔درد ہو رہا ہے۔۔۔؟ وہ ایک دم سے

پریشان ہوتا اسکے چہرے کو

چھو کر پوچھنے لگا مشی نے دھیرے سے سر نفی میں ہلا

دیا

پھر۔۔۔؟ رو کیوں رہی ہو۔۔۔بتاؤ۔۔۔ کہیں اور

چوٹ آئی ہے۔۔۔؟ مجھے

بتاؤ۔۔۔" وہ بہت محبت اور فکر سے پوچھ رہا تھا اسکی

فکر پر مشی

کا دل جیسے مزید بھاری ہونے لگا اور وہ مزید سر جھکا کر

رونے

لگی

مشی۔۔۔میری جان۔۔۔''وہ آگے ہو کر اسے اپنی

طرف کھینچتا اپنے

کسرتی سینے میں بھینچ گیا اسکے اندر سے اٹھ کلون کی

خوشبو کے

حصار میں جکڑتی وہ یاقوت کی قمیض اپنی دونوں

مٹھیوں میں

جکڑتی اسکے سینے میں مچلنے لگی تھی اسکی بے چینی

بھانپتے

یاقوت نے اسکی نازک کمر کو مزید زور سے جکڑتے

اسے خود میں

بھینچ لیا اسکے خیال میں وہ ڈر گئی تھی گولیوں کی آواز

سے لیکن وہ

کیا جانے یہ ڈر اسے کھو دینے کا تھا کہ وہ اسے کھو چکی

ہے

وہ ان لوگوں کو ختم کرتے پلٹے ہی تھے کہ ایک ساتھ

کئی گاڑیوں کی

آواز اپنے ارد گرد سنائی دی پاشا اور باقی دونوں نے مڑ

کر یہاں وہاں

دیکھا مطلب ان لوگوں کے ساتھی آ چکے تھے

آ گئے سالے اپنے بہنوئی کا بدلہ لینے۔۔۔" پامیر

دانت بھینچ کر بولا جس

پر پاشا نے سپاٹ نگاہوں سے اسکی جانب جونہی دیکھا

وہ سٹپٹا کر

مسکراہٹ اپنے چہرے پر لے آیا

یاقوت سے کہو۔۔۔ مشائم کو گھر لے جائے

۔۔۔"اسکے حکم پر برلاس فورا

سے ان دونوں کی جانب آگیا وہ دونوں گاڑیوں کے بیچ

گھرے تھے

تب ہی برلاس دھڑلے سے انکے پاس آگیا لیکن جیسے

ہی نظر ان پر

پڑی وہ ہڑ بڑا کر قدموں کو بریک لگاتا لگاتا گاڑی سے

ٹکرا گیا

اس آواز پر مشی کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی اور دونوں نے

بیک وقت

اسکی جانب دیکھا

ایم سوری۔۔۔میری معصوم آنکھوں نے کچھ نہیں

دیکھا۔۔۔"وہ انکی

جانب پیٹھ کئے کتنی جلدی صفائی دے گیا تھا لیکن مشی

اتنے میں

بھی سرخ پڑ گئی تھی

بھائی نے کہا ہے مشی آپی کو گھر لے جائیں یہ جگہ
سیف نہیں ہے۔۔۔"
وہ بول کر بنا ایک سیکنڈ بھی رکے جن قدموں سے آیا
تھا انہی سے
واپس پلٹ گیا
یاقوت نے مشی کی جانب دیکھا جو خود بھی اسے ہی
دیکھ رہی
تھی

اٹھو گھر چلو۔۔۔" وہ خود اٹھتے ساتھ اسے بھی اٹھنے

کیلئے اپنے ہاتھ

کا سہارا دینے لگا جسے وہ صرف دیکھ رہی تھی اسے نہ

اٹھتے دیکھ

یاقوت نے اچنبھے سے اسے دیکھا

اٹھو۔۔؟ درد ہے زیادہ۔۔۔؟ میں اٹھا لوں۔۔۔؟ وہ

اجازت مانگ رہا تھا آج

اسکی اجازت پر بھی مشی کا دل جیسے بھاری ہوتا آنکھیں

برسانے

کو بے تاب ہوا تھا کیا وہ اب اسکے قریب آنے کی بھی

اجازت مانگے

گا؟ ہاں اب تو اسکی دوسری بیوی آگئی تھی ناں اب وہ

کیوں اسکے

قریب آنے کے بہانے ڈھونڈے گا

اسکا خرافاتی دماغ ایک اجازت مانگنے پر کہاں پہنچ گیا تھا

یہ

اگر یاقوت کو پتہ چلتا تو اس نے یقیناً اپنا سر اسی درخت

میں دے

مارنا تھا

بتاؤ بھی۔۔۔ جلدی۔۔۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے

۔۔۔" یاقوت کا انداز جلد

بازی والا تھا جبکہ مشی کو اسکی ٹون سخت لگی یہی لہجہ

اسکے دل

پر لگا اور وہ وہی رونا شروع ہو گئی

یاقوت تو جیسے سٹپٹا سا گیا

مشی۔۔۔ مشی کیا ہوا۔۔؟ وہ واپس سے اسکے

قریب بیٹھتے اسکا ہاتھ

نرمی سے تھام کر فکر مندی سے پوچھنے لگا لیکن مشی

نے ہاتھ اسکے

ہاتھ سے چھڑا کر اسکی پریشانی حیرت میں بدلتے ذرا

دیر نہ

لگائی

دور رہو مجھ سے۔۔۔مجھے ہاتھ بھی مت لگانا۔"وہ

یکدم سے بپھرتی

پیچھے کی جانب کھسک کر رونے لگی یاقوت کا دماغ تو

جیسے اس

اچانک افتاد پر بوکھلا ہی گیا تھا

کیوں نہ لگاؤں۔۔۔؟ ہمیں نکلنا ہے یہاں سے اٹھو

۔۔۔" وہ اپنے غصّے پر

قابو پانے کی پوری کوشش کرتے اسے پھر سے سہارا

دے کر اٹھانے

لگا تھا لیکن مشی پھر سے اپنا ہاتھ چھڑوا گئی

مجھے کہیں نہیں جانا تمہارے ساتھ۔۔۔ کہیں بھی

نہیں۔۔۔" وہ روتی

ہوئی اپنے آنسوں بے دردی سے صاف کرتی بپھر کر
بولی
کیوں نہیں جانا۔۔۔؟ یاقوت کو سمجھ نہیں آرہی تھی
کہ وہ ایسا کیوں
کررہی ہے
کیوں جاؤں۔۔۔؟ تم کیوں لے کر جارہے ہو
۔۔۔ہے ناں تمہارے پاس تمہاری
دوسری بیوی۔۔۔رہو اسکے ساتھ۔۔۔'' اسکی یہ بات
سن کر یاقوت تو

جیسے چند پل کیلئے سکتہ میں ہی چلا گیا تھااور پھر اسی لمحے

اس

دماغ چار سو کی سپیڈ سے چکرا گیا جب اسے یاد آیا کہ وہ

اسے چھوڑ
کر خود آئ تھی

ان سب میں وہ یہ بات تو بھول ہی گیا تھا بس اسکی فکر

کئے جارہا

تھااب جب یاد آئ تو سب بھولے وہ اسے طیش بھری

نگاہوں سے

دیکھنے لگا

مشی وہی بیٹھی رہی تھی جب اس کے مقابل بیٹھتے یاقوت نے

اسے بازو سے دبوچ کر اپنی جانب کھینچ لیا

تم نے کہا تھا میں دوسری شادی کرلوں تو تم چھوڑ کر نہیں جاؤگی

کہا تھاناں۔۔۔؟وہ لفظوں کو چباتے ہوئے اسکے منہ پر پھنکارا تھا

مشی خالی نظروں سے اسے اپنے اتنے قریب دیکھ

رونے لگی تھی وہ

کیا جانے بعد میں وہی اپنے فیصلے پر ثابت قدم نہیں رہ

پائی اور

چھوڑ آئی بزدلوں کی طرح

بولو۔۔۔خاموش کیوں ہو۔۔۔؟اسکی خاموشی

یاقوت کا خون مزید

ابلنے پر مجبور کر گئی تھی اسے اس آدمی کا وہ کھلا بیلٹ

جیسے ہی

یاد آیا اسکے بدن پر تو جیسے سلگتے انگارے لوٹنے لگے

تھے

تم جانتی ہو۔۔۔آج میں وقت نہ آتا تو کیا ہوتا

۔۔۔؟وہ لوگ کیا کر سکتے

تھے تمہارے ساتھ۔۔۔ہے اندازہ تمہیں۔۔۔؟وہ

اب بھی چپ تھی کیا

بولتی اسے جیسے ہی وہ سب یاد آیا روح ایک دم سے

کانپ

اٹھی

مار کر تمہاری لاش کو کہاں پھینکتے اندازہ ہے تمہیں

۔۔۔بولو۔۔۔؟اب کی

بار وہ اسکی خاموشی پر دھاڑا اٹھا تھا اور اسے چھوڑتے ہو

ک ہی

جست میں اٹھ کر اپنے سر کی پشت پر ہاتھ پھیرتے

گہرے سانس خود

میں بھرنے لگا

وہ کسے اندازہ کرتی اس سے زیادہ تو جان یا قوت مرزا

کی یہ سوچ کر

نکل گئ تھی اسکی بیوی غیروں کے بیچ میں پھنس چکی
تھی وہ

لوگ اسکے ساتھ کیا کچھ کرنے والے تھے اگر وہ نہ
پہنچتا تو آج وہ کھو

دیتا اسے

مشی دھیرے سے لڑکھڑاتی خود بھی اٹھ کھڑی ہوئی

اور روتے ہوئے

اسے دیکھنے لگی

تم بے وقوف ہو۔۔۔؟ عقل نہیں ہے تم م۔۔۔"وہ

اسی طرح دھاڑتے ہوئے

جیسے ہی پیچھے پلٹا نظر پہلے نیچے گئی کیونکہ وہ نیچے بیٹھی

تھی لیکن اسے کھڑے دیکھ نظر بھی ٹرانس کی سی

کیفیت میں اوپر

کی جانب اٹھی جب اسکی نظر پڑتے مشی وہی کھڑی

اسے دیکھ رہی

تھی ایسے ساکت جیسے سانس بھی نہ لے رہی ہو

یاقوت خود ہی خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا دونوں کے

بیچ چار ہی

قدموں کا فاصلہ تھا لیکن اس وقت یہ فاصلہ بھی جیسے

صدیوں پر

محیط لگ رہا تھا

مشی کچھ دیر تو کھڑی رہی درد بھی جیسے اس وقت

محسوس نہیں

ہو رہا تھا

کچھ بولو۔۔۔"یاقوت اسکے پاس آتے دانت بھینچ کر

بولا تھا جب اسی

وقت اسے مشی کے منہ سے سسکی برآمد ہوتی سنائی

دی وہ ٹھٹھک

کر اسکی آنکھوں کو غور سے دیکھنے لگا جہاں سے سیلابی

طوفان

تیزی سے گال پر بہتے انکو تر کرنے لگا تھا

وہ وہی کھڑی رونے لگی تھی اسکے آنسوں دیکھ یاقوت

کے سخت

تاثرات پل میں ڈھیلے پڑے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اور زور

سے روتی

آگے آکر یاقوت کے سینے پر زور زور سے ہاتھ مارنے

لگی جبکہ یاقوت

بنا کوئی مزاحمت کئے خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا

تت۔۔۔تم نے۔۔۔۔تم نے دد۔۔۔دوسری شادی

کرلی۔۔۔کرلی تم نے۔۔۔''وہ

پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکا کا کسرتی سینہ پیٹنے لگی تھی

کیوں۔۔۔کیوں کی بولو۔۔۔"وہ اپنا درد بھی نہیں

دیکھ رہی تھی اس سے

زیادہ وہ درد تھا جو اس وقت اسکے دل میں طوفان کی

طرح برپا

ہو رہا تھا

تم نے کیوں کی۔۔۔تمہیں نہیں کرنی چاہیے تھی تم

میرے تھے میرے۔۔۔

تم نے کیسے کرلی۔۔۔بولو۔۔۔"وہ یاقوت کے سینے پر

ظلم کر رہی تھی

اور وہ خاموش کھڑا اس ظلم کو سہہ رہا تھا اسے اب
جلدی نہیں تھی

اسے یہی تو سننا تھا جو وہ بول رہی تھی وہ چاہے اب
صحیح

تم نے کیسے کرلی۔۔۔بولو وو۔۔۔۔تم میرے ہو
۔۔۔صرف میرے۔۔۔۔تم نے
کیسے کسی اور کو قبول کیا۔۔۔"وہ پاگل وں کی طرح
روتی چیختی

جا ہی تھی اسکی آواز پر وہ تینوں بھائی وہی آ گئے تھے

جب اسے

ایسے دیکھ زیحال وہی رک گیا اسے رکتے دیکھ وہ

دونوں بھی رک

گئے

تم نے کیسے کرلی۔۔۔ یاقوت۔۔۔"وہ روتی ہوئی بے

جان ٹانگوں سے

نیچے زمین پر بیٹھتی چلی گئی آج یہ تڑپ اسکی محبت کو

ظاہر کر

رہی تھی اس محبت کو جس کے لئے یاقوت مرزا تڑپ

گیا تھا

وہ زمین پر بیٹھی یاقوت کی ٹانگ سے لپٹی پھوٹ

پھوٹ کر رو رہی

تھی

تم میرے تھے۔۔۔۔ میرے۔۔۔۔" یہ الفاظ اسکی

محبت میں پور پور ڈوبے

جیسے یاقوت کی روح کو پر سکون کر رہے تھے وہ

آنکھیں زور سے

مینیچتا چہرہ آسمان کی جانب کرتے دل میں شکر ادا

کرنے لگا تھا وہ

لوٹ آئی تھی یاقوت کی مشی لوٹ آئی تھی

وہ دھیرے سے خود بھی اسکے ساتھ بیٹھتا اسے دونوں

کندھوں سے

تھام گیا اتنی سی دیر میں وہ تڑپ کر روتی اپنی حالت

بگاڑ گئی

تھی بال کو پہلے سے بکھرے پڑے تھے اس وقت

اسکے اجڑے حال میں

اپنا اہم رول ادا کر رہے تھے

تم کیسے کر سکتے ہو یاقوت۔۔۔" وہ روتی ہوئی اسکا ہاتھ

تھامتی

دھیمی آواز میں پوچھ رہی تھی اسکی یہ حالت دیکھ

یاقوت کا دل

پھٹنے لگا تھا وہ اس حد تک خود میں ٹوٹ کر بکھر چکی تھی

کہ اس

کی آواز میں باقائدہ وہ تڑپ ظاہر ہو رہی تھی

لیکن وہ خوش بھی تھا اتنا خوش کہ وہ مشی کے سر کی

پشت پر

ہاتھ رکھتے اسے اپنے سینے سے لگا گیا اسکا بس چلتا تو

اسے آج اپنی

روح میں شامل کر لیتا وہ اور زور سے مشی کو اپنے آپ

میں بھینچ

گیا تھا

تم کسی اور کے ہو گئے ی۔۔۔ یاقوت۔۔۔ تت

۔۔۔ تم کسی اور کے۔۔۔ "وہ

جملہ بھی پورا نہیں کر سکی تھی اور پھر سے رونے لگی تھی

نہیں ہوا۔۔۔۔میں کسی کا نہیں ہوا۔۔"وہ آنکھیں بند کرتے مشی کو اپنے آپ میں بھینچنے لگا

جھ۔۔۔جھوٹ۔۔۔۔تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔"وہ کیسے یقین کرتی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر وہاں سے نکلی تھی

تمہاری قسم۔۔۔میں صرف تمہارا ہوں۔۔۔میں کسی

کا نہیں ہوا۔۔۔کسی

کا بھی نہیں۔۔۔"وہ کیسے بتاتا کہ وہ اس وقت ہواؤں

میں اڑ رہا تھا

اسکی مشی کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ غلط تھی

وہ۔۔۔وہ لڑکی۔۔۔وہ لڑکی جو تمہارے۔۔۔س

۔۔۔ساتھ تھی۔۔۔؟وہ ہچکیاں

لیتی اسکے سینے سے چہرے اوپر اٹھاتی اس سے کس

معصومیت سے

پوچھ رہی تھی

گھر چلو بتاتا ہوں۔۔۔" وہ اسے لے کر دھیرے سے

اٹھ کھڑا ہوا مشی کے

منہ سے ہچکیاں نکل نا بند ہی نہیں ہو رہی تھیں

یاقوت کی نظر زیحال پر پڑی

جو درخت سے ٹکرائی اپنی گاڑی کو عجیب ہی نظروں

سے گھور رہا

تھا پامیر اور برلاس اسکے پیچھے تھے اور دونوں سانس

روک کر

کھڑے تھے

دیکھ تو ایسے رہے ہیں جیسے انکی معشوقہ ہو

۔۔۔" برلاس پامیر کے

قریب ہوتے اسکے کان میں بڑ بڑایا جس پر اس نے

فورا سے اسے گھور کر

دیکھا

بیٹا اپنی زبان کی کھجلی پر قابو پایہ نہ ہوا اس گاڑی کی جگہ

تیرے

اندر سے دھوئیں نکلیں۔۔۔یہ گاڑی بھائی کی ڈریم کار

ہے۔۔۔"وہ

سرگوشانہ انداز میں تنبیہ کرتا خود بھی اس گاڑی پر

افسوس کرنے

لگا

زیحال نے گردن موڑ کر یاقوت کے ساتھ کھڑی

مشی کو دیکھا جب

اسکی پڑتے وہ دھیرے سے یاقوت کے پیچھے ہو گئ

آنکھوں میں خوف

صاف چھلک رہا تھا

تمھیں یہی گاڑی ملی تھی ٹھوکنے کیلئے۔۔۔؟ وہ دانت

بھینچے خود کو

قدرے نارمل رکھ کر پوچھ رہا تھا جبکہ اندر کا حال کچھ

یوں تھا کہ

ساتوں سمندروں کے طوفان ایک ساتھ اسکے اندر

اٹھتے تباہی مچا

رہے تھے

ہاں ٹھوکنا تھا تو یاقوت بھائی کو ٹھوتی وہ بھی بندوق سے

۔۔۔گاڑی

کا کیا قصور۔۔۔"پامیر ٹکڑا لگانے سے باز نہیں آیا تھا

جبکہ زیحال تو

فل صدمے میں ہی چلا گیا تھا

اسکو گھر لے جاؤ۔۔۔جاؤ۔۔۔"اب وہ خود پر کڑا جبر

کر رہا تھا اسکی

بے وقوفی پر اور کسی کو غصّہ آیا ہو یہ نہ آیا ہو زیحال کو

فل طیش

آیا تھا وجہ گاڑی نہیں تھی بلکہ اس کی سوچ تھی کیا

سوچ کر

اس نے پہلے شادی کا کہا اور پھر خود ہی گھر سے نکل

آئی

وہ جانتا تھا جو بندے اس نے مارے ہیں اس سے اسکی

دشمنی کا

گراف اور اوپر چلا گیا تھا وہ کتنی کوشش کرتا یہ دشمن

ختم کرنے

کی وہ تو آئے دن اسکی زندگی میں ایسے بڑھتے جیسے

ثواب کا کام

ہو

بھائی ایم س۔۔۔"یاقوت سوری کرنے لگا تھا کہ اس

سے پہلے زیحال

کی سپاٹ نگاہیں دیکھ وہ سر جھکاتا فرنٹ ڈور کھول کر

مشی کو

گاڑی میں بٹھاتے خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کے

پاس آگیا

برلاس لے جائے گا اسے گھر۔۔۔میں رک جاتا ہوں

۔۔۔"اسکا دل بے چین

اس بات پر راضی نہیں تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کو ایسے

تنہا چھوڑ

کر جائے

اسے تم سمبھال لو کافی ہے۔۔۔"زیحال کے بس

نہیں چلا یا قوت کو ایک

لگائے ایک بیوی نہیں سمبھلی آہ اسکی گاڑی اسکے

چھوٹے بھائی ساتھ

نہ ہوتے تو یقیناً اس نے بیٹھ کر رو دینا تھا اسکی گاڑی وہ تو

اسکے

بچوں کی طرح تھی کتنے پیار اور لگن سے اس نے اسے

موڈیفائے کروایا

تھا وہ اتنی خراب ہو کر بھی ان کو یہاں پہنچا گئی تھی

اپنے اندر

موجود ٹریکر سسٹم کے ذریعے

یاقوت مشی کو لے کر گھر کیلئے کیلئے نکل گیا تھا اسکے

نکلتے وہ

تینوں جیسے ایک الگ ہی روپ میں آ گئے تھے جنگل میں گھومتی

گاڑیاں انکے اور قریب پہنچ چکی تھیں ہر جانب گولیوں کے گونجنے کی

آواز ماحول میں عجیب سا تاثر پیدا کر گئی تھی

____

یاقوت سارے راستے خاموش اور بے چین رہا تھا بار بار وہ پیچھے مڑ کر

دیکھتا جیسے اسے انکا انتظار ہو مشی اسکی بے چینی بھانپ

گئی

تھی

لالا واپس کب آئیں گے۔۔۔؟ وہ بے حد دھیمی آواز

میں استفساریہ

پوچھنے لگی

اسکے سوال پر یاقوت نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور گہری

سانس خارج

کر کر رہ گیا

جب میرے سالوں کی اچھی خاطر و مدارت کے لیں

گے۔۔۔"اسکے جواب

پر مشی کا فوراری ایکشن نہیں آیا تھا کیسے آتا جواب ہی

کچھ دیر

بعد سمجھ آیا تھا

ایسے کیا دیکھ رہی ہو جانتی ہو تم نے کیا کیا ہے

۔۔۔تمہاری وجہ سے

میرے بھائی بے مقصد لڑائی لڑ رہے ہیں۔۔۔"اسکے

انداز میں اپنے

بھائیوں کے لئے فکر اور محبت ایک ساتھ در آئی تھی

تم گھر سے نکلی ہی کیوں تھی کیا سوچ کر مجھے چھوڑ کر

جانے لگی

تھی ہاں۔۔۔؟ اسے پھر سے وہ باتیں یاد آتی غصّہ

دلانے لگی تھی وہ

سٹیرنگ زور سے پکڑے جبڑے بھینچ کر ڈرائیو نگ

کر رہا تھا

ایم سو۔۔۔" وہ سوری کرنے ہی لگی تھی جب یاقوت

کی شعلہ بار نگاہوں

سے وہی چپ ہو گئی

تم گھر چلو ایک بار۔۔۔" اسکی بات پر مشی کو اس سے

خوف آنے لگا

تھا وہ سیٹ پر ہی تھوڑی سی دور ہوتی پیچھے ڈور سے

چپک گئی

سارے راستے یاقوت انتظار کی گھڑی پر لوٹ پوٹ

ہوتا رہا تھا فون وہ

کر نہیں سکتا تھا اور نہ چین سے وہ بیٹھ سکتا تھا

وہ تینوں الگ الگ گاڑیوں میں جنگل میں ہر سو پھیل

گئے تھے

پاشا اپنی گاڑی کے پیچھے دو گاڑیاں لگائے اپنی گاڑی فل

سپیڈ میں

بھگا رہا تھا ان دونوں گاڑیوں موجود لوگ اسکے خون

کے پیاسے بنے

اسکے پیچھے دوڑے آرہے تھے جبکہ وہ آگے دھول اڑاتا

جارہا تھا

وہی دوسری جانب پامیر کے پیچھے ایک گاڑی تھی جسے

وہ اپنی

گاڑی گول گول گھماتے انکی گاڑی سیدھا درخت میں

ٹھکوا کر خود

اپنی گاڑی گھماتے ان پر فائر کرنے لگا تھا آج انکے

بندے ساتھ نہیں تھے

لیکن آج وہ تین ہی ان سب پر بھاری تھے

اس جنگ میں اگر یا قوت برلاس کو دیکھ لیتا تو اسکی

آدھی ٹینشن

اور بڑھ جاتی وہ اسے انٹر سٹنگ کھیل سمجھتا اپنی گاڑی

دشمن کے کیچھے میں لے گیا تھا وہ لوگ وہی اپنی کچھ

گاڑیاں بھگا رہے تھے

پاشا کی ڈیش بورڈ پر پامیر اور برلاس ٹریک ہوتے شو

ہو رہے تھے جب

اسکی نظر برلاس پر پڑی اسے وہاں جاتے دیکھ وہ ایک

دم سے بریک پر

پیر رکھنے ہی لگا تھا کہ پیچھے بندے آتے دیکھ پھر سے

گاڑی بھگا لے

گیا

یہ وہاں کیوں چلا گیا۔۔۔"اسے غصّہ آرہا تھا وہ بیک

ویو مرر میں

پیچھے آنے والی گاڑیوں کو دیکھ گئیر لگاتا سامنے کا راستہ

آنکھیں

چھوٹی کر کر دیکھنے لگا ایک نظر راستے پر تھی اور

دوسری نظر

بیک ویو مرر سے نظر آنے والی گاڑیوں پر تھی

وہ انکو اپنے پیچھے لگائے سیدھا پہاڑی راستے پر لاتے

اتنی زور سے

سٹیرنگ گھما گیا تھا کہ اسکی گاڑی پورا ٹرن لیتی عین

کنارے پر سے

واپس آئی تھی اور پیچھے والی دو گاڑیاں وہی سے سیدھا

کھائی

میں جا گرتی دھماکہ کر گئی تھی

پاشا انکا کام تمام کرتے پھر سے گاڑی بھگاتے برلاس

کے پیچھے لے گیا

تھا جو اس وقت مزے سے انکی گاڑیوں کے گرد د

ڈرفٹنگ کرتا انکو

دھول اڑا کر اس میں پاگل کر گیا تھا وہ اس پر فائر کر تو

رہے تھے

لیکن جو سپیڈ سے وہ گاڑی بھگا رہا تھا ہر فائر بے کار جا رہا

تھا

ہاہاہا۔۔۔۔میرے باپ کے پیچھے جاؤ گے۔۔۔ہاں تم

لوگوں کی باجی نہ نکال

لوں میں۔۔۔"وہ سٹیرنگ پر ہاتھ مارتا ایک کو گاڑی

کے نیچے دیتا

آدھا کر گیا

پکڑو اسکو۔۔۔"انکا لیڈر چیختا اپنے بندوں کو حکم دیتا

چیخ پڑا تھا

انکو پاگل بنتے دیکھ برلاس کو اور مزہ آرہا تھا وہ جان بوجھ

کر یہاں

آیا تھا تا کہ کوئی زیحال یا پامیر کے پیچھے نہ جائے

آج وہ اپنے باپ کے لئے دیوانہ بچہ اپنی محبت کا ثبوت

دے رہا تھا اور

کیسے ممکن تھا کہ اسے مشکل میں دیکھ اسکا وہی باپ نہ

آتا

پاشا آگیا بوس۔۔۔" پاشا کی گاڑی دیکھ ایک آدمی چیخا

تھا وہی

دوسری جانب سے پامیر کی گاڑی بھی وہی آگئی تھی

اور دیکھتے ہی

دیکھتے وہاں انکی بندوق خالی ہوئی تھی اور یہاں وہ

بندے دنیا سدھار
گئے تھے

برلاس۔۔۔''گاڑی سے اترتے زیحال اسکی جانب
لپکا تھا جسے دیکھ
برلاس خود بھی جلدی سے گاڑی سے باہر نکل آیا
کیا کر رہے تھے۔۔۔ تمہیں کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟ وہ
شدید غصّے میں بھی

اپنی آواز دبا رہا تھا پتہ نہیں برلاس پر وہ کبھی چیخ ہی

نہیں سکا

برلاس اسکی بات کا جواب دیے بغیر اسکے کندھے سے

آلگا

کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔۔۔آپ تھے ناں۔۔۔"وہ اپنے

باپ کی آغوش میں

پرسکون سا آنکھیں موند گیا اپنی زہانت سے وہ تینوں

آج اپنے

دشمنوں کو ختم کر گئے تھے

پاگل مت بنو۔۔۔دکھاؤ۔۔۔"اسے جیسے یقین نہیں

آیا تھاتب ہی خود

اسے ٹٹول کر دیکھنے لگا برلاس کو ہنسی آرہی تھی وہ کبھی

کبھی

باپ کی جگہ ماں لگتا تھا

تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ برلاس کو صحیح سلامت دیکھ پامیر کو

دیکھا

یہاں لگی ہے گاڑی تھوڑی سی۔۔۔"وہ اپنے بازو کو

دیکھتا ہوا آرہا تھا

زیحال نے اسکے بازو کو پکڑ کر دیکھا جہاں گہرا زخم آیا

تھا شاید

کوئی گولی اسے چھو کر گزری تھی

چلو بینڈج کروا لیتے ہیں۔۔۔"زخم گہرا دیکھ وہ پامیر کو

لئے ہوسپٹل

کے لئے نکل گیا تھا برلاس بھی انکے ساتھ ہی تھا

باقی گاڑیاں بری طرح سے ڈیمج ہو چکی تھیں صرف

پاشا کی گاڑی

تھی جو ان سے بہتر حالت میں موجود تھی کیونکہ وہ

لوگ اس پر

فائر نہیں کر سکے تھے اس نے ان سب کو صرف بھگا

کر مارا تھا

وہ برلاس اور پامیر کو لے کر اپنی گاڑی میں ہوسپٹل
کے لئے نکل گیا
تھا

سب لوگ لاؤنج میں ہی موجود پریشان بیٹھے تھے
زیحال پامیر اور
برلاس کو ایسے ایک دم سے جاتے دیکھ سب ہی
پریشان ہو گئے تھے

زمل بار بار باہر گیٹ کی طرف دیکھ رہی تھی بچے رو کر

خود ہی سو

گئے تھے کیونکہ انکو انکا باپ نہیں دکھ رہا تھا جس کے

ساتھ انکی

عادت بن چکی تھی سونے سے پہلے ایک گھنٹہ کھیلنے کی

آج وہ اپنے

بڑے بچوں کو سمبھالنے میں مصروف چھوٹوں کو تو

بھول ہی گیا تھا

کہ یقیناً انکی ناراضگی کو جھیلنا پڑتا

کہاں رہ گئے۔۔۔ مشی کو لائے کیوں نہیں

۔۔۔؟ کومل پریشان سی کھڑی

یہاں وہاں چکر کاٹ رہی تھی جب ٹیبل پر رکھا اسکا

موبائل بیپ کرنے

لگا تھا اس نے آگے بڑھ کر سکرین دیکھی جہاں ڈاکٹر

برہان کا نمبر اور

نام جگمگا رہا تھا اس نے فوراً سے پہلے کال پک کرتے

فون کان سے لگا

لیا

جی ڈاکٹر۔۔۔" وہ قدرے مؤدبانہ انداز میں مخاطب

ہوئی

مجھے ضرورت ہے آپ کی۔۔۔" انکی آواز بوجھل

تھی یوں جیسے

صدیوں کے تھکے ہوئے شخص ہوں اور اب راحت

چاہتے ہوں

کومل ایک پل کیلئے گہری سوچ میں چلی گئی

زرتشم کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔؟ وہ اندازے پر

بولی تھی لیکن کہاں

جانتی تھی اندازہ بھی اس وقت ٹھیک ہو گا

ھمم۔۔۔"وہ مختصر جواب دے کر خاموش ہو گئے

تھے

میں آتی ہوں۔۔۔"کہتے وہ کال بند کر گئی اور زمل اور

بچوں کو دیکھا

گھر میں وہ اور مشی تو اکیلی رہ سکتی تھیں لیکن زمل کو

اکیلے

چھوڑنے پر زیحال کی جانب سے سختی سے منع کیا گیا

تھا

زمل۔۔۔"اس نے دھیرے سے زمل کو پکارا

جی۔۔۔"وہ اسکی جانب مڑ کر اسے دیکھنے لگی

مجھے ہوسپٹل کیلئے نکلنا ہے۔۔۔تم رہ لو گی اکیلی گھر پر

۔۔۔؟اسکے

لہجے میں بے پناہ اپنائیت تھی لیکن زمل پھر بھی گھبرا

سی گئ

تھی

ک۔۔۔کیوں۔۔۔خیریت۔۔۔؟یہاں دل پہلے ہی

تیز تیز دھڑک رہا تھا اور اب

کومل کا اچانک ہوسپٹل جانا اسے مزید خوف زدہ کر گیا

تھا

ہاں وہ ایک پیشنٹ ہے جس کا علاج مجھے کرنا ہے مجھے

جانا پڑے

گا اگر تم اجازت دو تو۔۔۔" وہ جیسے مجبور تھی زمل نے

جز بزسی ہو

کر اسے دیکھا اور کچھ سوچنے لگی

ٹھیک ہے آپ چلی جائیں۔۔۔" اسکے مسکرانے پر

کومل کچھ ریلیکس

ہوتی ڈریس چینج کرنے چلی گئی پیچھے زمل نے صوفے

پر سوئے ہوئے

بچوں کو دیکھا اور خود بھی انکے پاس آ کر بیٹھ گئی

عبدلباری

بھی وہی تھا وہ تینوں کی دیکھ بھال کرتی خود بے چین

بیٹھی اپنے

ہبی کا انتظار کر رہی تھی

پہلی بار وہ ایسے تنہا گھر پر رکی تھی تب ہی اندر میں

خوف سا

محسوس ہورہا تھا

انکے ایریا میں سب سے قریب کوالالمپور کا یہی ایک

اچھا اور بڑا

ہوسپٹل تھا جس میں زیحال پامیر کو لے کر آیا تھا

برلاس بھی انکے

ساتھ ہی تھا لیکن اپنے فون پر وہ نجانے کس سے بحث

کررہا تھا اس

کی آواز قدرے کم تھی اتنی کہ زیحال نہ سن لے ورنہ

اسکی خیر نہ

ہوتی

تم ڈیٹ ڈیسائڈ کرو میں اسے منہ کے بل گرانا چاہتا

ہوں۔۔۔" وہ یقیناً

اسی ریس کی بات کر رہا تھا جس سے زیحال نے اسے

منع کیا تھا

لیکن وہ بھی برلاس شاہ تھا جانتا تھا اسکا منع کیا ہوا کام وہ

کر بھی

لے تو اپنے باپ کے سامنے ذرا سی سمائل اور اسکے گلے

سے لگ کر

تھوڑے لاڈ دکھا کر وہ اسے منا سکتا تھا لیکن یہاں

خدشہ اس سے

جوتے پڑنے کا بھی تھا

اوکے میں کرتا ہوں بات۔۔۔"اس نے یہ کہہ کر

کال کٹ کر دی ڈاکٹر

روم میں آچکے تھے آتے انہوں نے پیشنٹ کا پوچھا

اور اسکی کنڈیشن

دیکھنے لگے

زخم تو کافی گہرا ہے۔۔۔کیسے آیا یہ زخم۔۔۔؟ وہ
نہایت پروفیشنل

انداز میں پوچھتے اسکا بلڈ صاف کر رہے تھے جو کافی حد

تک وہی

سوکھ چکا تھا اور کچھ کچھ نکل رہا تھا

زیحال وہی کرسی پر بیٹھا ٹیبل پر انگلی گھما رہا تھا

آپ ڈاکٹر ہیں کہ انسپیکٹر۔۔۔؟اس نے ذرا سی

سپاٹ نگاہ اوپر اٹھاتے

کس سرد مہری سے پوچھا کہ ڈاکٹر بچارا ہی گڑ بڑا کر رہ

گیا

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ڈاکٹر ہی ہوں۔۔۔"وہ سامنے

بیٹھے لوگوں کی اصلیت سے

نہ واقف تھا کہ آئے دن جو نیوز میں خبریں آتی تھیں

انکے پیچھے جس

گینگ کا ہاتھ تھا انکے سردار اس وقت انکے سامنے بیٹھے

تھے اچھا

ہوا نہیں پتہ ورنہ پامیر کے بینڈج کا کیا ہوتا

برلاس کی ہنسی چھوٹ گئی جسے وہ بروقت منہ میں ہی

دبا

گیا

انکا بھی چیک اپ کرنا ہے۔۔۔"زیحال کی نظریں

خود پر دیکھ برلاس

اپنی جگہ سے یکدم اچھل پڑا

میرا کیوں۔۔۔؟میں تو ٹھیک ہوں بلکل۔۔۔"وہ

سمجھ نہیں پایا وہ واقعی

ٹھیک تھا

چیک اپ کروانے میں کیا ایشو ہے۔۔۔" وہ کیسے

بتائے اسکا دل مطمئن

نہیں تھا وہ جو آج بنا سوچے سمجھے ان دشمنوں کے بیچ

چلا گیا

تھا زیحال کی سانس کیسے اٹکی یہ صرف وہی جانتا تھا

ن۔۔۔ نہیں ایشو تو نہیں۔۔۔ کروالیتا ہوں۔۔۔" وہ

اسکی فکر بھانپتے فورا

سے راضی ہو گیا تھا

زیحال اسی جگہ بیٹھا نجانے کیا سوچ رہا تھا اس

ہوسپٹل کی ہوائیں

اسے کچھ محسوس ہو رہا تھا کچھ عجیب بہت عجیب ایسے

جیسے

اس ہوا کو وہ پہچانتا ہو دل بری طرح سے گھبرانے لگا

تھا اسے

ہوسپٹل سے نفرت تھی اسی لئے اس وقت بھی وہ

خود پر جبر کئے

بیٹھا تھا

تھوڑی دیر گزری ہی تھی کہ زیحال کا موبائل بیپ

کرنے لگا اس نے

فورا اسے جیب سے موبائل نکالا کیونکہ آنے والے

میسج کی ٹون سب

سے الگ اور رومانٹک تھی

"ہبی کہاں ہیں آپ؟" میسج کے آخر میں رونے والی ا

موجی بنی تھی

جسے دیکھ زیحال جو پہلے تھوڑا خوش ہوا تھا پھر تھوڑا

پریشان

ہو گیا

"تمہارے قریب ہی ہوں وائفی۔۔۔ کیا ہوا؟" اس

نے ساتھ کس والی

اموجی بھیجی جس سے زمل تھوڑی ریلیکس ہو سکے

لیکن اس نے

آگے سے صرف رونے والی اموجی بھیجی

"کیا ہوا میرا بچہ رو کیوں رہا ہے بتاؤ؟" صرف ایک

اموجی اسے بے

چین کر گئی تھی

"جلدی آئیں۔۔۔میں اکیلی ہوں" وہ واقعی دوسری

جانب رو رہی تھی

کوالالمپور کا موسم اچانک سے بدل گیا تھا آسمان پر

گھرے پانی

سے بھرے بادل چھا چکے تھے کسی بھی وقت موسلا

دھار بارش

شروع ہو سکتی تھی ہوائیں تیز چل رہی تھیں آسمان

میں ابھی تو

تھوڑی بہت بجلی کڑک رہی تھی لیکن جیسے جیسے وقت

بڑھ رہا تھا

موسم شدّت اختیار کرتا جا رہا تھا

زیحال نے روم سے نکلتے اسے جلدی سے کال کی جسے

پہلی ہی رنگ

پر وہ اٹھا گئی

اسکے کال اٹھاتے پہلے زیحال کو اسکی سسکی سنائی دی

گلا لے۔۔۔ کیا ہوا میری جان۔۔۔۔ رو کیوں رہی ہو

۔۔۔؟ وہ اب پہلے سے

زیادہ پریشان ہونے لگا تھا

آپ آجائیں ناں۔۔۔ میرے پاس کوئی بھی نہیں ہے

۔۔۔"کومل کے جاتے وہ

تھوڑی دیر تو خود نارمل بیٹھی رہی خود کو حوصلہ دیتی

رہی لیکن

اب اسکی بس ہو چکی تھی کیونکہ کومل کو گئے بھی گھنٹہ

ہونے والا

تھا

اکیلی؟ باقی سب کہاں گئے۔۔۔؟ کومل مشی یاقوت

بچے۔۔۔؟"اس نے

ایک ایک کا نام لیا جو اس وقت اس کے پاس ہونے

تھے

یاقوت بھائی نہیں آئے اور کومل بھی ہوسپٹل چلی گئی

۔۔۔"وہ سوں

سوں کرتی ناک رگڑ کر بولی

زیحال کو سب پر غصّہ آیا اس نے کتنی سختی سے سب کو

منع کر رکھا

تھا کہ اسے اکیلا نہ چھوڑیں اکیلی تو وہ اب بھی نہیں تھی

پاشا ولا

دن ہو یا رات ہر وقت بلیک ماسک مافیا کی نظر میں رہتا

تھا آگے

پیچھے کتنے ہی گارڈز اس وقت پاشا ولا کے گھوم رہے

تھے لیکن یہ

بات زمل نہیں جانتی تھی جان لیتی تو شاید خود ڈرنے

کے بجائے

زیحال کو ڈرا دیتی کہ اتنی سیکیورٹی کیوں ہے

تم رونا بند کرو۔۔۔میں بس دس منٹ میں پہنچا

۔۔۔"راستہ آدھے گھنٹے

سے بھی زیادہ کا تھا لیکن اس نے دس منٹ بھی کتنی

مشکل سے

بولے یہ وہی جانتا تھا اسکا بس چلتا تو شاید دس سیکنڈ بھی

نہ

لگاتا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر برہان سر پکڑے وہی زر تشم کے روم میں کاؤچ

پر بیٹھے تھے ان

کے گلاسسز سامنے سینٹر ٹیبل پر پڑے تھے وہ اکثر یہ

ٹرانس پیرنٹ

گلاسسز نظر کمزور ہونے کی وجہ سے لگا کر رکھتے تھے

جس سے ان

کی آنکھوں کے قریب ناک پر ہلکے نشان بھی پڑ چکے

تھے جو ایک

چشمش انسان کے ہونے کی سب سے بڑی نشانی ہوتی

ہے

کومل وائٹ کوٹ پہنے اس روم میں داخل ہوئی نظر

سب سے پہلے

زرتشم پر ہی گئی تھی جو اس وقت تاروں میں جکڑی

بے ہوش تھی

منہ پر آکسیجن ماسک تھا دل کی دھڑکنیں مشین میں

نارمل سے کم

رفتار میں چل رہی تھیں یہی کچھ حال سانسوں کا بھی

تھا

اسکی نظر اس سے گھوم کر ڈاکٹر برہان پر پڑی جو شاید

تھکاوٹ کے

باعث اس کے قدموں کی آواز کو بھی نوٹ نہیں کر

پائے تھے

وہ دھیرے سے چلتی ہوئی ان تک آئی اور آکر انکے

سامنے رکھی ٹیبل

پر انگلی بجائی جسکی آواز سنتے ڈاکٹر برہان نے فورا اسے

سر اٹھا

کر دیکھا

آگئی آپ۔۔۔؟ کتنی دیر کر دی۔۔۔" وہ بے چین

سے ایک دم سے اٹھ

کھڑے ہوئے کومل نے سر سری نگاہوں سے اسے

دیکھا

میں ٹائم پر آئی ہوں ڈاکٹر۔۔۔" وہ نارمل لہجے میں

بولی

ڈاکٹر برہان نے اپنے ہاتھ پر بندھی گھڑی دیکھی ہاں وہ

اپنے وقت پر

آئی تھی لیکن یہ وقت بھی ڈاکٹر برہان کو بہت زیادہ لگا

تھا

کیا ہوا ہے زرتشم کو۔۔۔اتنی طبیعت اچانک کیسے

خراب ہوئی۔۔۔؟اس

کے انداز میں فکر تھی

ڈاکٹر برہان اس سوال پر خاموش رہے کیسے بتاتے یہ

انکی ہی غلطی

کا نتیجہ ہے

وہ۔۔۔۔ان بھائیوں نے۔۔۔"

ڈاکٹر آپ سے ملنے پیشنٹ کے گھر والے آئے ہیں

۔۔۔"اسی وقت نرس

نے آکر اطلاع دی ڈاکٹر برہان جو بات بتانے لگے تھے

وہ اسکی بات سن

کر درمیان میں ہی بھول گئے اور غصّے سے نتھنے

پھلائے اسے دیکھنے

لگے

انکی ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔۔۔"وہ شدید غصّے

سے لفظ

چباتے اسکے ہمراہ کمرے سے باہر نکل گئے انکے جاتے

کومل نے زرتشم

کو دیکھا اسکی کنڈیشن نارمل نہیں لگ رہی تھی

وہ تھوڑی دیر وہی رہی جب اسکا موبائل بیپ کرنے لگا

سکرین پر نام

"جاناں" چمک رہا تھا جسے دیکھ اسکے چہرے پر مبہم سی

مسکراہٹ

در آئ

جی محترم۔۔۔فرمائیں۔۔۔"وہ مسکرا بھی رہی تھی
لیکن نخرے سے
بھی بات کر رہی تھی

محترمہ آپ سے گزارش ہے۔۔۔کہ اپنادیدار کروا
دے اس غریب کو
نہیں تو اسکادل آپ کے دیدار کو بے چین رہے گا
۔۔۔"وہ شریرانداز
میں بولتا کومل کی مسکراہٹ مزید گہری کرواگیا

محترم آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ میں ہوسپٹل

میں ہوں۔۔۔"وہ

چہرے پر جھولتی لٹ کو پیچھے کرتی اسی کے انداز میں

جواب دینے

لگی

محترمہ آپ میری ہی پسلی کی ہڈی سے بنی ہیں جس

کے قریب ہی

میرا معصوم دل دھڑک رہا ہے اسی نے مجھے آپ کے

قریب ہونے کا

نوٹیفیکیشن دیا ہے کہ آپ ہو سپٹل آچکی ہیں برائے

کرم اب اس مریض

پر ذرا رحم کریں یہ نہ ہو یہ آپ کے دیدار کا ترسا اس

ہو سپٹل سے

چل بسے۔۔۔" وہ اتنے بڑے جملے میں کہیں نہیں اٹکا

تھا لیکن کومل کو

ضرور حیران کے گیا تھا

کیا۔۔۔تم ہو سپٹل میں ہو۔۔۔؟ لیکن کیوں کیسے تم

ٹھیک ہو۔۔۔؟ سب

ٹھیک ہیں۔۔۔؟ وہ ایک دم سے پریشان ہوتی تابڑ توڑ
سوال کرنے
لگی
سب ٹھیک ہیں بس ذرا سی چوٹ لگی تھی۔۔۔"اس
نے ہاتھ پر بندھے
بینڈج کو دیکھا جس کے نیچے چھپا زخم اتنا گہرا تھا کہ
باقائدہ
ہڈی تک نمایاں ہو رہی تھی

ذرا سی۔۔۔میں جانتی ہوں تمہاری ذرا سی۔۔۔"وہ

غصّے سے ڈانٹتی

روم سے باہر نکل آئی اور ریسپشنسٹ سے اسکا نام بتا کر

روم نمبر

پوچھتے اسی جانب چلی گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہاج کے ساتھ بالاج نہیں آسکا تھا کیسے آتا سامنے بیٹھے

شخص نے

اسے چلنے کیا بیٹھنے لائق تک نہیں چھوڑا تھا وہاج خود پر

کڑا ضبط

کئے سامنے اپنی پاور چیئر پر بیٹھے ڈاکٹر برہان کو دیکھ

رہے تھے

جن کی آنکھیں اب بھی سرخ تھیں ایک قہر سا برپا

کئے ہوئے

تھیں

ام تم سے بات کرنے آیا ہے۔۔۔" وہ بے حد نارمل

لہجے میں گویا ہوئے اس

سے آگے کچھ کہتے ڈاکٹر برہان نے انکی بات بیچ میں ہی
درشتگی

سے کاٹ دی

اور مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔اب جو

بھی بات ہو گی۔۔۔

پولیس کے سامنے ہو گی۔۔۔"انکی بات پر وہاج کی

بھوری آنکھیں ایک

دم سے پھیلی ایسے جیسے انہوں نے کوئی شاکنگ بات

کر دی ہو

یہ شاکنگ ہی تو تھی اتنے دن سے وہ اسی بات سے بچنے کیلیئے زرتشم

کو ہوسپٹل لا رہے تھے کہ وہ پولیس کے پاس نہ چلے جائیں

تم یہ کیا کہہ رہا ہے۔۔۔ پاگل ہو گیا ہے۔۔۔ امارا ابات ہوا تھا تم ایسا کچھ

نہیں کرے گا۔۔۔" انکے انداز میں ڈر صاف چھلک رہا تھا

ڈاکٹر برہان نے تیکھی نظروں سے انکو دیکھا

آپ اتنا ڈر کیوں رہے ہیں۔۔۔اپنے بھائی کے

کرتوت آپ بھی جان گئے

ہیں۔۔۔ویسے کم تو آپ بھی نہیں ہیں۔۔۔جو ایک

معصوم کو اپنے

درندے بھائی سے بچا نہ سکے۔۔۔"وہ لفظوں کو

چباتے ان پر غرائے

تھے وہاج کے اندر باقی نہیں رہی وہ ایک معمولی سے

ڈاکٹر کا یہ لہجہ

انہیں برداشت کرنا پڑ رہا تھا

دیکھو ماڑا۔۔۔یہ گھر کا معاملہ ہے۔۔۔ تم پولیس کو

کیوں انوالو کر رہا

ہے۔۔۔؟ وہ خود پر ضبط کرتے دانت بھینچ کر بولے

گھر کا معاملہ۔۔۔؟ سیریسلی۔۔۔؟ گھروں میں

عورتوں کو یوں جانوروں

کی طرح پیٹا جاتا ہے۔۔۔؟ وہ انکی بات پر مزید طیش

میں آ گئے

تھے

دیکھو۔۔۔"

آپ دیکھیں۔۔۔اب پولیس کو اپنے گھر میں

۔۔۔''وہ درشتگی سے ان کی

بات کاٹتے دوٹوک لہجے میں گویا ہوتے اپنی جگہ سے

اٹھ کھڑے

ہوئے

انکو ایسے اٹھتے دیکھ تو جیسے وہاج کی جان لبوں پر آگئی

تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا یہ ۔۔۔ڈاکٹر نے بتایا گہرا زخم لگا ہے۔۔۔"وہ

آتے ساتھ ڈاکٹر سے

اسکے بارے میں پوچھ چکی تھی اور جو انہوں نے بتایا

اسے سن کر

تو وہ اور زیادہ پریشان ہو گئ تھی

معمولی سی چوٹ تھی۔۔۔"وہ اسے دیکھنے میں اتنا مگن

تھا کہ

واقعی اس وقت یہ چوٹ معمولی ہی لگ رہی تھی

کومل کو اسکی بات پر ہی بھر کر طیش آیا دل کیا ایک

رکھ کے دے

کان کے نیچے لیکن ہو ہی گیا تھا شوہر جس کا لحاظ فرض

تھا اس

پر

بر لاس کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟ ڈاکٹر کو اسکا چیک اپ

کرتے دیکھ وہ فکر

مندی سے پوچھنے لگی

عشق ہوا ہے۔۔۔اپنی محبوبہ سے۔۔۔"وہ دور بیٹھا

بھی اسکی آواز سن

چکا تھا اسکے جواب پر پا میر نے اسے گھور کر دیکھا

شرم بھی آجائے کبھی۔۔۔"وہ دانت کچکچا کر جواب

دیتا کومل کو

مسکرانے پر مجبور کر گیا

ڈاکٹر۔۔۔مس زر تشم کی طبعیت اچانک خراب ہو گئی

ہے آپ پلیز جلدی

آجائیں۔۔۔"ایک نرس پھولی ہوئی سانسوں کے

ساتھ بول کر واپس

سے چلی گئی زرتشم کا سن کر کومل جلدی سے اٹھتی باہر

کی جانب

چلی گئی جب اس اچانک افراتفری میں وہ باہر سے اندر

آتے زیحال

کے ساتھ بری طرح سے ٹکرائی اور قدم لڑکھڑانے

کی وجہ سے پیچھے

کی جانب گرنے لگی لیکن پامیر نے اٹھ کر بروقت اسکا

ہاتھ تھام

لیا

آرام سے۔۔۔اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔"زیحال

کو اسکی جلد بازی پر

تاؤ آیا لیکن کومل اسکا لہجہ نوٹ نہیں کر سکی اسکے

سامنے زیحال

کھڑا تھا وہ نہ محسوس طریقے سے اسکا چہرہ دیکھے گئی

جیسے

آج سے پہلے اس نے کبھی اسے نہ دیکھا ہوا تنے ملتے

جلتے نین

نقش اسکی آنکھوں کا کلر اس کی ناک اسکی رنگت آج

سب کومل کو

حیران پر حیران کر رہی تھی

ہیلو۔۔۔تم سے بات کر رہا ہوں۔۔۔؟ اسے خود کو

ایسے دیکھتے پا کر

زیحال نے اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا پامیر

نے کومل کے

چہرے کی جانب دیکھا جہاں حیرت تعجب الجھن کیا

کچھ نہیں اسے

نظر آیا تھا

کومل تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ وہ خود بھی ایک پل کیلئے

پریشان سا ہوا

امارا بات سنو۔۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔"ڈاکٹر

برہان کو بھی نرس

نے ان فارم کر دیا تھا وہ وہاج کو چھوڑے اس کمرے

کی جانب بھاگے

جارہے تھے جب زیحال نے اس آواز پر پیچھے مڑ کر

دیکھا

اسکے مڑنے کی دیری تھی کہ وہاج کے قدم بے ساختہ

اسی جگہ زنجیر

ہوگئے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں سانس تو جیسے باہر

آکر

اندر جانے کا راستہ بھول گئی تھی

زیحال کی گہرے جھیل سی آنکھوں میں بھی حیرت

امڈ آئی انکو یہاں

دیکھ وہ بھی فق رنگت کے ساتھ

کومل ذرا سی سمبھل کر زیحال اور وہاج کے سائیڈ میں

کھڑی کبھی

ایک کے چہرے کو دیکھے تو کبھی دوسرے کو

تم یہاں۔۔۔؟سب خیریت۔۔۔؟آہ خیریت

۔۔۔؟آج کوئی وہاج کو دیکھتا تو

اسے مردے اور ان میں کوئی فرق نظر نہ آتا وہ سفید

رنگت کے ساتھ

سانس روکے کھڑے رہے

زیحال انکو اب آپ بلانا چھوڑ چکا تھا وہ آپ کہہ کر

صرف اپنے بڑے

دو بھائیوں کو مخاطب کرتا تھا یہ آپ والا ادب اسکی

نظروں میں

وہاج اسی دن کھو چکے تھے جس دن انہوں نے اس

کے کردار پر کیچڑ

اچھالا تھا

وہاج۔۔۔؟اس نے آبرو اٹھاتے اسے دھیمی سپاٹ

آواز میں مخاطب کیا

جس پر وہ ہوش میں آتے اچھے خاصے گڑ بڑا گئے

ڈاکٹر چلیں پلیز۔۔۔ مس زر۔۔۔"وہ نرس نام لینے

ہی لگی تھیں کہ ڈاکٹر

برہان کی آواز آگئی

کومل۔۔۔ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔ جلدی آئیں

۔۔۔"وہ روم میں داخل ہونے

لگے تھے جب نظر کومل کے اس طرح کھڑے ہونے

پر پڑی

وہ جلدی سے انکے پیچھے گئی زیحال حیران سا اس افرا

تفری کو

دیکھ رہا تھا جو ایک نارمل بات تھی لیکن اسکا دل ان

سب کو ایسے

بھاگتے دیکھ نجانے کیوں گھبرانے لگا تھا پھر سے وہی

کیفیت جو اس

پر پہلے طاری تھی اب بھی ہو رہی تھی

اسے ایسے الجھے دیکھ موقعے کا فائدہ اٹھا کر وہاج فورا سے

اسکی

نظروں کے سامنے سے اوجھل ہو گئے

زیحال کچھ دیر تو کھڑا رہا لیکن جیسے اس نے وہاج کے

چلے جانے پر

غور کیا زمل کی کال آگئی اور وہ سارا دھیان اس پر لگا

گیا

جی میری جان بس آیا۔۔۔"وہ فون پر بات کرتے

ہوئے روم میں داخل

ہوا

ہو گیا۔۔۔؟اس نے آتے ڈاکٹر کو مخاطب کیا

جی ہو گیا۔۔۔"اس سے تو ویسے ہی ڈاکٹر کو ڈر لگ رہا

تھا اس کے

پوچھنے پر کچھ زیادہ ہی ادب سے جواب دیتا سائیڈ ہو

گیا

اوکے۔۔۔ چلو پھر نکلتے ہیں۔۔۔"وہ فون بند کرتے

ان دونوں کو بلاتا خود

باہر نکل گیا جاتے جاتے بل بھی کلئیر کر گیا تھا حلانکہ

اس ڈاکٹر

نے بل مانگا نہیں تھا ساری دنیا اس سے ڈر جاتی تھی

ایک پدی سی

لڑکی تھی جو اسے ہی ڈرا کر رکھتی تھی

کتنی سخت ڈیوٹی ہے ناں بھابھی کی ۔۔۔اچانک کب

کس پیشنٹ کے

پیچھے بھاگنا پڑے ۔۔۔اللہ پاک اس لڑکی کو صحت

دے امین ۔۔۔" برلاس

پچھلی نشست پر پھیل کر بیٹھا تھا جب اسے وہ لڑکی یاد

آئی

ھمم۔۔۔پتہ نہیں کون تھی بچاری بچے بھی گی یا نہیں

۔۔۔"پامیر کو

اپنا ہی دکھ تھا کومل کو ٹھیک سے نہ دیکھ پانے کا

زیحال خاموش بیٹھا تھا اسکا ذہن زمل میں الجھ چکا تھا

لیکن ان

کی باتیں سن کر اسے وہی دل کی کیفیت ہوتی محسوس

ہوئی

کون تھی۔۔۔؟اس نے سٹیرنگ گھما کر ٹرن لیتے

سرسری سے لہجے میں

پوچھا

لڑکی تھی کوئی نام۔۔۔۔۔آں۔۔۔۔۔؟ برلاس

ذہن پر زور دیتا نام یاد کرنے

لگا

پتہ نہیں عجیب اور مشکل سا نام تھا زیڈ سے ہی شروع

ہو رہا تھا۔۔۔"

وہ بات چھوڑتے اپنے موبائل میں گھس گیا

زیڈ کا سنتے زیحال مبہم سا مسکرا دیا

یہ لوگوں کو آج کل زیڈ سے ہی اتنی اوبسیشن کیوں ہو

گئی ہے۔۔۔؟ وہ

مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا

آپ جیلس ہو رہے ہیں ناں۔۔۔۔ ہیں ناں۔۔۔؟ پا

میر نے جھٹ بھنویں مٹکا

کر پوچھا زیحال نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازا اور

اگلے دس منٹ

میں سب کو گھر پہنچا دیا

یہ دس منٹ اسکے لئے تھے لیکن ہوسپٹل میں لگنے

والا وقت بھی زمل

کاؤنٹ کر رہی تھی تب ہی اسکا اتنی سی دیر میں رو رو

کر برا حال

ہو گیا تھا باہر سے بجلی کڑکنے کی آواز پر وہ اور بھی خوف

زدہ

ہوتی اس وقت ہچکیوں میں پاگل ہوئی پڑی تھی اوپر

سے بچے بھی

جاگ کر رونے لگے تھے

زیحال گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے لمبے ڈھینگ

بھر کر جلدی سے اندر

آیا جب سامنے کا منظر دیکھا اسکی آنکھیں ایک دم سے

پھٹی برلاس

اور پامیر بھی اسکے پیچھے تھے جب سامنے ان کو روتے

دیکھ دونوں

کی آنکھوں کا بھی زیحال والا حال تھا

گلے۔۔۔۔" وہ ایک ہی جست میں آگے آیا اسے اپنی

جانب آتے دیکھ زمل

صوفے پر ہی کھڑی ہو گئی جب زیحال کے قریب

آتے اس پر گر گئی

اس نے بھی پوری جان سے اسے خود میں بھینچ لیا تھا

ہ۔۔۔ہبی۔۔۔۔" وہ ہچکیوں میں ٹھیک سے بول تک

نہیں پا رہی تھی پامیر

نے زالے کو اٹھایا اور برلاس نے عبدلباری اور زامل

کو ایک ساتھ

اٹھا لیا

کیا ہوا میری جان۔۔۔" زیحال کے تو جیسے ہاتھ پیر
پھول گئے تھے

اس نے پریشان زدہ نظروں سے بچوں کی جانب
دیکھا

وو۔۔۔وہ۔۔۔وہ بب۔۔۔ باہر۔۔۔۔ باہر۔۔۔بب
۔۔۔ بادل۔۔۔ بادل بول رہے۔۔۔ تھ۔۔
۔تھے۔۔۔" وہ کس معصومیت سے اسے بتا رہی تھی
وہ گرجنے کو بولنا
کہتی اور کیوٹ لگ رہی تھی

کچھ نہیں بول رہے میری جان۔۔۔ریلیکس بس چپ

۔۔۔روتے نہیں دیکھو

بچے بھی رو رہے ہیں۔۔۔"بچے رو رہے تھے اب وہ

چپ ہو گئے تھے کیونکہ

انکو انکے تا اور ماں باپ دکھ گئے تھے

ایک اسکی بگڑیل زادی ہی کچھ نہیں دیکھ رہی تھی

حلانکہ سرکار

کی گود اسے ہی ملی تھی

اچھاناں۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ بس چپ۔۔۔" وہ رونے

سے ہی باز نہیں آرہی تھی

دل جیسے انسان کی جگہ چڑیا کا فٹ تھا

اچھا بتاؤ۔۔۔ بادلوں سے اتنا ڈر کیوں لگا بتاؤ

۔۔۔ صرف بادل ہی تو ہیں

ناں۔۔۔ جان۔۔۔" وہ واقعی نہیں سمجھا تھا کہ وہ اتنی

کیوں ڈر گئی

ہے

وہ۔۔۔وہ دادو بولتی ہیں۔۔۔کہ۔۔۔کہ جو۔۔۔بڑا

بچہ ہوتا ہے۔۔۔اس۔۔۔پر

اس پر۔۔۔یہ بجلی گرجاتی ہے۔۔۔"وہ سوں سوں

کرتی زیحال کا چہرہ

دیکھ کر بولی جب اسکی نظر پامیر اور برلاس پر بھی پڑی

انکو دیکھ

وہ جھٹ سے زیحال سے الگ ہوتی دوپٹہ ٹھیک

کرنے لگی انکی

موجودگی میں اسے اپنی حرکت سخت زہر لگی تھی اور

خود کی

لاپرواہی پر غصّہ بھی آیا تھا

اسکی بات سنتے برلاس نے جھٹ سے دونوں بچوں کو

خود میں بھینچ

لیا

میں انکو کہاں چھپاؤں۔۔۔ جلدی بتاؤ۔۔۔"وہ مذاق

تو کہیں سے نہیں لگ

رہا تھا جبکہ یہ مذاق ہی تھا جو صرف زیحال اور پامیر کی
سمجھ
میں آیا تھا
تو خود کو چھپا نہیں تو جوتا آئے گا۔۔۔" پامیر نے اسے
آنکھیں دکھاتے
مصنوعی سا ڈپٹا
ایک تو آپ کے جوتے کو بڑا عشق ہے مجھ سے
۔۔۔"وہ آنکھیں دکھا ہی

رہا تھا کہ اتنے میں سب کی نظر دروازے پر پڑی جہاں

سے یاقوت

مشی کا ایک ہاتھ تھامے دوسرے سے اسکے کندھے کو

تھامے آہستہ

آہستہ چلا کر لا کر رہا تھا اسکے دونوں پیروں پر بینڈج لگا

تھا زخم

آنے کی وجہ سے

مشی۔۔۔"وہ سب پریشان سے ہوتے انکی جانب

مڑے جبکہ وہ بی بی

ان سب کی فکر کو نظر انداز کئے اپنی سوکن کو ڈھونڈ رہی تھی

کیا ہوا اسے۔۔۔؟ زیحال کے پوچھنے پر مشی نے بھی اسکی جانب دیکھا

اور سوکن بھولے اسکی گاڑی یاد آ گئ

بھاگنے کی وجہ سے پیروں میں زخم بن گئے۔۔۔قریبی کلینک سے

بینڈج کروا کر لایا ہوں۔۔۔" یاقوت نے نرمی سے جواب دیتے ترچھی

نظروں سے مشی کو دیکھا جس کے کمرے میں جانے

کا انتظار اسے

شدّت سے تھا

اوہاں۔۔۔ بینڈج تو بھائی کی کار کو بھی کروانا تھا ناں

۔۔کب کروائیں

گے۔۔۔؟ برلاس زیحال کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتا

اپنی ہنسی دبا

کر پوچھنے لگا

پا میر کا بھی اسکے سوال پر پھوٹ کر قہقہہ نکل جاتا اگر

کومل کے

بیوہ ہونے کا خدشہ نہ ہوتا

زیحال نے دکھ بھری نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا

ایسے جیسے اس

کے سوال پر اپنے ہاتھ قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہا

ہو

لے جاؤ اسے کمرے میں ۔۔۔اور ساتھ ایک

ہتھکڑ کرڑ ور کھو۔۔۔تا کہ یہ پھر

نہ بھاگے۔۔۔ورنہ میں نے تم دونوں کو ایک ساتھ

کوالالمپور کا چکر

لگوا دینا ہے۔۔۔"وہ مصنوعی سا دونوں کو ڈپٹ کر

اپنے بچوں کی

جانب بڑھ گیا جو اسکے پاس آنے کیلئے رو رہے تھے

جی بھائی۔۔۔اوکے۔۔۔"یاقوت نے نہایت مؤدب

انداز میں سر خم کرتے

مشی کو پھر سے سہارا دیا اور کمرے میں لے گیا

کوئی شک نہیں بھائی اب بولیں۔۔۔اور یاقوت

صاحب کو الالمپور کی

گلیاں گلیاں ناپتے نظر آئیں۔۔۔"برلاس ہنسنے سے

باز نہیں آیا تھا پامیر

بھی اسکے ساتھ ہی شامل ہو گیا

زیحال دونوں کو گھورتے زمل اور بچوں کو لے کر

کمرے میں چلا گیا

عبدلباری کو پامیر نے لے لیا تھا بیگم نہ صحیح اسکی اور

بیگم کی

نشانی ہی صحیح

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں آتے یاقوت نے دھیرے سے مشی کو بیڈ

پر بٹھایا اور خود

دوزانوں ہو کر نیچے بیٹھتے اسکے جوتے اتارنے لگا مگر

مجال ہے جو

وہ اسے دیکھ لے اسے تو بس ایک ہی چیز دیکھنی تھی

اپنی سوکن

یاقوت اسے چھوڑ کر اپنے کپڑے لئے باتھ روم میں
گھس گیا کیونکہ

اس وقت ایک ہی چیز اسکے دماغ کو ٹھنڈا کر سکتی تھی

اور وہ تھا

پانی

وہ کتنی دیر پانی کے نیچے کھڑا رہا اسکی آنکھوں کے

سامنے سے وہ

شخص اور اسکا کھلا ہوا بیلٹ جا ہی نہیں رہا تھا وہ کتنا اسے

بھولنے

کی کوشش کرتا اسے اتنا ہی اور یاد آتا اور یاد کرتے اسے

مشی پر

غصّہ آتا

وہ تقریباً آدھے گھنٹے تک روف شاور کے نیچے کھڑا

دونوں ہتھیلیاں

سختی سے دیوار پر جمائے اس بارے میں سوچتا رہا اب تو

مشی کو

اسکی فکر ہونے لگی تھی اسکا دل چاہا آواز دے لیکن

یاقوت کی

خاموشی سے اسے خوف بھی آرہا تھا

یاقوت جیسے ہی باتھ روم سے باہر آیا مشی اسکی سرخ
آنکھیں دیکھ

مزید خوف زدہ ہوتی پیچھے بیڈ کراؤن سے جالگی اس

وقت وہ

صرف بلیک ٹراؤزر میں ملبوس تھا پانی کے شفاف
قطرے اسکے سکس

ایبز سے پھسل کر اس پینٹ میں جذب ہو رہے تھے

پھولے ہوئے ٹھوس

بائسیپس اور ہاتھ کی نیلی رگیں خوب نمایاں تھیں

اسکے بالوں سے ٹپکتا پانی مشی کے اندر ابھتے جذ باتوں

میں طغیانی

سا طوفان مچا گیا تھا اس کمرے کی خاموشی بہت کچھ

کہہ رہی تھی

جس میں مشائم یاقوت مرزا کی نیند حرام ہونا بھی

شامل تھی

وہ یاقوت سے خوف کھاتی دونوں مٹھیوں میں بیڈ

شیٹ زور سے جکڑ

گئ اسکی ایک ٹانگ سیدھی تھی جب دوسری تھوڑی

فولڈ کئے وہ

سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی اسکا یہ انداز وہ بھی بیڈ

کے بیچوں

بیچ بیٹھنا یاقوت کی آنکھوں کی سرخی مزید گہری کر گیا

تھاوہ

دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھنچے اسے سرخ متورم

آنکھوں سے دیکھے

گیا اسے دیکھ جیسے اس آدمی کی نازیبہ حرکت اسکی

آنکھوں کے

آگے ناچ رہی تھی

"تم مجھے چھوڑ دو"

نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔"

میں تمہیں چھوڑ جاؤں گی"

میں تمہیں جان سے مار دونگا"

تو دوسری شادی کر لو" وہ سانس نہیں لے سکا تھا اسے

اچھے سے یاد

تھا وہ لمحہ جب اس نے اسے سزائے موت سنائی تھی یہ

بات ایک مرد

کیلئے عام ہو سکتی تھی جن کو اسلام کا صرف یہی ایک

حکم

یاد

رہتا تھا کہ مرد چار شادیوں کا حق رکھتا ہے لیکن وہ چار

کون ہو نگی

یہ بھی نہیں جانتا ہو گا بیوہ عورتیں ان میں اولین تھیں

جن سے

شادی کر کرا نہیں چھت دینا تھا

لیکن یہاں کے مرد چار شادیاں کرنا تو چاہتے ہیں لیکن

چار کی چار

کنواریوں سے لیکن یاقوت مرزا ان مردوں میں سے

نہیں تھا اسکی جو

تربیت ہوئی تھی اس میں اسے اپنی محبت صرف ایک

عورت تک

محدود کرنا سکھایا گیا تھا

تم شادی کر لو تمہارا خون چاہئے مجھے "وہ بضد تھی اور

وہ حیران

زدہ جیسے کسی نے اسکی سانسیں چھین لی ہوں وہ کیسے

اپنے

شوہر کو کسی کے حوالے کرنے کا سوچ سکتی تھی تو کیا

اسکی محبت

کم ہو گئی تھی ؟تب ہی وہ اسے کسی اور عورت کے پاس

دیکھ سکتی

تھی

ٹھیک ہے۔۔۔"دو لفظی جواب اور یاقوت کے اندر

بہت کچھ مر گیا تھا

اور جب انسان کے اندر کچھ مرنے لگے تو سب سے

پہلے اسکی

ہنسی پھیکی پڑ جاتی ہے الفاظ کھو کھلے ہونے لگتے ہیں

آج وہ اسکے سامنے تھی اسے مار کر اسکی روح کھینچ کر

اپنے طریقے

سے

مم۔۔۔مجھے سونا ہے۔۔۔"وہ ہمت کرتی بمشکل اپنے

حلق سے آواز نکال

کر بولی

گھر سے باہر کیوں نکلی تھی۔۔۔"یاقوت کی آواز سرد

تھی اتنی کہ

مشی کو اپنی رگوں میں دوڑتا خون جمتا ہوا محسوس ہوا

وہ چند پل کچھ کہہ نہیں سکی کیا کہتی کہ اس سے نہیں

ہوا برداشت

وہ کیسے بھول گئی تھی کہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں

چلی

جاتی تو یاقوت مرزا اسے ڈھونڈ نکالتا

مم۔۔۔میں۔۔۔میں وہ۔۔۔"مشی کو آج سے پہلے

اس کے سامنے بولنا اتنا

مشکل نہیں لگا تھا جتنا اب لگ رہا تھا اب تو جیسے اسکی

نظروں سے

ہی جان نکل رہی تھی

کیا میں۔۔۔؟وہ حلق کے بل دھاڑتا مشی کی رنگت

فق ہونے پر مجبور

کر گیا وہ ہونقوں کی طرح اسے خوف زدہ سی نظروں

سے دیکھے

گئی

مشی کی آنکھوں میں عرق تیزی سے جمع ہونے لگا تھا

جسم الگ

لرزنے پر مجبور ہو گیا تھا یا قوت ایک قدم آگے آتے

اسکے پیر کے زرا

اوپر ٹانگ سے پکڑ کر اپنے جانب کھینچتے اپنی ہتھیلی اسکے

بائیں

جانب سختی سے جماتا مشی کی سانسیں روک گیا وہ کسی

کٹی ڈال

کی طرح اسکے نیچے کھنچی چلی آئ تھی

اور اس وقت ایک بھاری مضبوط چٹان کے نیچے دبی

خوف سے لرز

رہی تھی

تم نے دوسری شادی اسی بات کی شرط پر کروائی تھی

کہ تم کہیں

نہیں جاؤگی پھر کیسے تم نے اپنے قدم گھر سے باہر رکھ

دیے

بولو۔۔۔'' وہ مشی کے منہ کو سختی سے اپنے ہاتھ میں

دبوچے اسکے

منہ پر غرا کر پوچھ رہا تھا جبکہ اسکی گرم سانسیں مشی کو

اپنا

چہرہ جھلساتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں

تم جانتی بھی ہو آج کیا ہونے والا تھا۔۔۔ جانتی ہو

۔۔۔؟ وہ ابھی بول

کم پھنکار زیادہ رہا تھا ایک ایک لفظ اسکے منہ سے شعلہ

بن کر

نکل رہا تھا

مشی رونے لگی تھی وہ نہیں بول سکی کچھ آج پہلی بار

اسے اپنے

یاقوت سے خوف محسوس ہو رہا تھا

وہ شخص تمہارے ساتھ کیا کر سکتا تھا اندازہ ہے تمہیں

۔۔۔؟ یا میں

کرواؤں۔۔۔؟ اسکے آخری لفظ پر مشی نے سانس

روکے اسے

دیکھا

بہت شوق ہے ناں۔۔۔ تمہیں گھر سے بھاگنے کا

۔۔۔ہیں ناں۔۔۔آج میں

تمہیں وہ سبق سکھاؤں گا۔۔۔کہ تم ٹھیک سے چلنا

بھول جاؤ

گی بھاگنا تو بہت دور کی بات ہو گی۔۔۔"وہ لفظوں کو

چباتے اسکے

منہ پر دھاڑا اور اگلے ہی پل مشی کو سمبھلنے کا موقع

دیے بغیر وہ

اسکی سانسیں بند کر چکا تھا مشی کو لگا اسکے ہونٹ آج اسکی

شدّتوں کے آگے نہیں بچیں گے آج وہ انکو چوم نہیں

رہا تھا آج وہ اپنی

جان لیوا شدّتیں ڈھا رہا تھا

کتنی ہی دیر وہ مشی کی سانس روکے اسے سزا دیتا رہا

جس کے بعد

بھی اسکا غصّہ ٹھنڈا نہیں ہوا تھا یہ رات مشی پر ہر رات

سے بھاری

پڑی تھی اس رات میں وہ اپنا آپ ہی بھول چکی تھی

اگر یاد تھا تو

صرف پہلو میں موجود شخص جو آج اس پر رحم کرنے کا

بلکل ارادہ

نہیں رکھتا تھا

صبح کا سورج طلوع ہوتے سب کو ایک نئے دن کی آمد

کی خبر دے

چکا تھا زندگی یہاں ایک ہی ڈگر پر چلتی تھی چاہے وہ

دن ہو یا رات

اسی روشنی میں وہ خوبصورت ولا نمودار ہوا تھا جس

کے باہر

نیم پلیٹ تھی "پاشا ولا"

ملازم معمول کے مطابق لان میں صفائی کرتے گھوم

رہے تھے کچھ

پودوں کو پانی دے رہے تھے تو کچھ گھاس کی کٹائی کر

رہے تھے

وہی سے اگر اندر جاتے تو کوئی فرنیچر صاف کر رہا تھا

اور کوئی کرٹنز

تبدیل کر رہا تھا کیونکہ انکو خاص آرڈرز تھے ہر تین

دن میں کرٹنز

تبدیل کرنے کے یہ عمل بھی بچوں کی وجہ سے کیا جاتا

تھا

جو اس وقت لاؤنج کی سفید ٹائلز پر گھٹنوں کے بل چل

تے گھوم

رہے تھے جگہ جگہ انکے کھلونے بکھرے پڑے تھے

ایک ایک ہاتھ میں ان

کے فیڈر تھی جس میں تھوڑی دیر پہلے ہی زمل ان

دونوں کو فریش

جوس بنا کر دے کر گئی تھی

عبدل باری بھی اب کچھ حد تک حرکت سیکھ چکا تھا

جس میں اول

تو چیزوں کو اٹھا کر منہ میں لینا تھا اسے اس وقت

سانپ بھی دیا

جاتا تو وہ بھی اٹھا کر منہ میں لے جاتا

تھوڑی دیر تک سب لوگ اٹھ کر لاؤنج میں ہی آ چکے

تھے جب پامیر

کی نظر زمل پر پڑی وہ دوپٹہ ایک سائیڈ باندھے بالوں

کا جوڑا

بنائے کبھی کچن سے آ رہی تھی تو کبھی جا رہی تھی یقیناً

وہ ناشتے

کی تیاری کر رہی تھی

کیا کر رہی ہے میری کیوٹ سی بہنا۔۔۔" وہ نظریں

نیچی کیئے گلا کھنکار

کر کچن میں آگیا

ناشتہ بنا رہی ہوں۔۔۔" وہ خوش اسلوبی سے جواب

دیتی ہاف انڈے

فرائی کرنے لگی

آ۔۔ہاں۔۔۔۔۔آج تم ناشتہ بنا رہی ہو۔۔۔مجھے بتاؤ

میں بھی ہیلپ کروں۔۔۔"

وہ سمجھ چکا تھا کہ کومل ہوسپٹل سے واپس نہیں آئی

نہیں نہیں۔۔۔میں کر لونگی۔۔۔"اسے پا میرے

کام کروانا ذرا اچھا نہیں

لگا کام کرتا ہوا تو اسے صرف اپنا خان اچھا لگتا تھا اس

سے تو گھر

کی ڈسٹنگ تک کروا لیتی محترمہ لیکن اپنے بھائی اسے

شہزادے

لگتے تھے تو کیسے ان سے کام کروانا گنوارہ کرتی

تم بتادو۔۔۔چھپکلی۔۔۔اکیلے تم نے ناشتہ نہیں ہم

سب کو شو گر کا

مریض بنانا ہے۔۔۔ چلو۔۔۔میں چائے بنالیتا ہوں

سب کیلئے۔۔۔"وہ بول

کر فریج سے دودھ نکالنے لگا

زمل نے گھور کر اسے دیکھا لیکن تب ہی برلاس بھی

نیند سے بیدار

ہوتا وہی آگیا آتے ساتھ اس نے زمل کے سر پر ہلکی

سی چپت لگائی اور

فریج سے انرجی ڈرنک نکال کر پینے لگا

ڈفر۔۔۔"زمل دانت کچکچا کر بولتی اسے چمچہ دکھا کر

ڈرانے کی

کوشش کرنے لگی لیکن جواب میں برلا اس نے سلیو

لیس بازو سے اپنے

بائسپس کی نمائش کی جیسے کہہ رہا ہو ایک چمچہ میرا کچھ

نہیں

بگاڑ سکتا

تھوڑا اپنے اس جسم کو کام پر بھی لگا لیا کریں جہاں پناہ

چل۔۔۔

یہ فروٹس کاٹ۔۔۔"اسکی حرکت پامیر نے بھی دیکھ

لی تھی تب ہی

فروٹ چاٹ کیلئے پھلوں کی ٹوکری برلاس کے اٰنہی جم

والے ہاتھوں

میں تھمادی جس پر اس نے تڑپ کر اپنے ظالم بھائی کو

دیکھا

میں۔۔۔؟میں کام کرونگا۔۔۔؟ برلاس شاہ کام

کرے گا۔۔۔؟اوہ گاڈ۔۔۔یہ

دن بھی دیکھنا تھا مجھے۔۔۔"اسکی ایکٹنگ عروج پر تھی

زمل نے

بمشکل اپنی ہنسی روکی جبکہ پامیر نے سیدھا اسے گھور کر

دیکھا

ہو گیا۔۔۔؟ چل اب کام پر لگ۔۔۔"وہ اسے کسی

خاطے میں لئے بغیر

واپس سے اپنے کام پر لگ گیا

میں شکایت کرونگا بھائی کو۔۔۔یہ ظلم ہے مجھ پر

۔۔۔"وہ ہمیشہ کی

طرح اپنے باپ کی دھمکی دیتا کامیاب ہونے ہی والا

تھا کہ اسکے پیچھے

سے آنے والے زیحال کو دیکھ اسکی بولتی بیچ میں ہی بند

ہوگئی

جو پہلے سے ہی اپنا کوٹ صوفے پر رکھے اپنے کف

موڑتا ہوا زمل کے

ساتھ آ کھڑا ہوا اور اسکے ہاتھ سے انڈے پکڑ کر اسے

سائیڈ کر کر خود

فرائی کرنے لگا

برلاس تو ہکا بکا سا اسکو دیکھے گیا پامیر کا یہ دیکھ پھوٹ

کر

قہقہہ نکلا

کبھی کبھی ظلم بھی برداشت کرنا چاہیئے اچھا ہوتا ہے

۔۔۔" زیحال کا

انداز بہت ٹھہرا اور خوبصورت تھا زمل تو اسکے اندر

سے اٹھتی تیز

پرفیوم کی خوشبو میں ہی پاگل ہونے لگی تھی وہ ابھی

ابھی فریش

ہو کر آفس کیلئے آیا تھا لیکن کچن سے انکی آوازیں سن

کر وہی آ

گیا

اب بول۔۔۔ آیا بڑا۔۔۔ شکایت کرنے والا

۔۔۔" پامیرا اسکے مزے لیتا چائے

کیٹلی میں انڈیلنے لگا

لیکن تھوڑی دیر گزری ہی تھی کہ زیحال نے برلاس

کے ہاتھ سے نائف

پکڑتے خود فروٹس کاٹنے شروع کئے ساتھ اسے

آنکھوں سے باہر جانے

کااشارہ کردیا برلاس کی تو اسی میں جیسے باچھیں کھل

گئی

تھیں

آئی لوویو۔۔۔بھائی۔۔۔"وہ زور سے زیحال کے گال

پر کس کرتا باہر نکل

گیا اسکی حرکت پر زیحال بے ساختہ مسکراتے ہوئے

جیسے ہی پیچھے

مڑا زمل کو گھورتے دیکھ ساری مسکراہٹ پل میں ہوا

ہو گئی

آ۔۔۔بب۔۔۔ برلاس۔۔۔ایسے کرتے ہیں۔۔۔؟

وہ زمل کو دیکھ بلند آواز میں

برلاس کو ڈپٹنے لگا

کیوں۔۔۔بیوی سے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔؟ برلاس باہر

کرسی پر بیٹھا قہقہہ

مار کر ہنس رہا تھا وہ بھی جان بوجھ کر زمل کے آگے یہ

حرکت کر

کر آیا تھا

زیحال نے سٹپٹا کر اپنی بگڑی اولاد کو دیکھا پھر بیوی کو

مم۔۔۔میں نے اسے نہیں کہا۔۔۔سچ میں۔۔۔"وہ

بچارا صفائی دیتا پا میر

کو ترس کے قابل لگا لیکن اسکی حالت پتلی دیکھ اسے

بھی ہنسی

آ رہی تھی

تو میں نے کیا کہا۔۔؟ زمل نے کندھے اچکائے

تم دیکھ ایسے رہی ہو۔۔۔ جیسے وہ سوکن ہو تمہاری

۔۔۔"

میں تو بس اپنی آنکھوں کی پاور چیک کر رہی تھی

۔۔۔" یہ ہوا تھا

زیحال کے سر پر دھماکہ وہ منہ کھولے حیرت کے

مارے اسے دیکھنے

لگا جبکہ پیچھے سے پامیر کا چھت پھاڑ قہقہہ بلند ہوتا

ماحول کو

خوش گوار بنا گیا

زیحال نے مڑ کر اسے گھور کر دیکھا پھر زمل کو

اور بناؤ میرے بھائیوں کے سامنے میری عزت کا

فالودہ۔۔۔" وہ بچارا

اور کیا کہتا زمل بے اختیار ہنس ہنس دی جو اتنی دیر سے

ہنسی روک

کر کھڑی تھی

میں نے کیا کیا۔۔۔کچھ بھی تو نہیں۔۔۔" وہ دونوں

اتنے قریب جڑ کر

کھڑے تھے کہ دونوں کو آپس میں سرگوشی باآسانی

سنائی دے رہی

تھی

ایسے ڈراکر رکھنے کے علاوہ بھی کچھ کرنا ہے۔۔۔؟وہ

ترچھی نظروں

سے اسے گھورتے کس مہارت سے فروٹس کاٹتا جارہا

تھازمل نے

کرین اٹھاکر اسکے آگے کی اور سارے سپائسسز جو اس

نے اس میں

ڈالنے کیلئے پہلے سے نکال کر رکھے تھے

زیحال نے کریم مکس کرتے سارے ڈرائے فروٹس

بھی اس میں ڈال

دیے

ٹیسٹ کرلیں۔۔۔تاکہ کوئی کمی نہ رہے۔۔۔"اسے

ڈر تھا کہ کہیں وہ سب

اسکا مذاق نہ بنادیں کہ ایسا ناشتہ بنایا کوئی کمی نہ رہے

پامیر۔۔۔چائے ہیں کہ پائے جو بن ہی نہیں رہے

۔۔۔"اس نے مڑکر پامیر

کی چائے دیکھی

جارہاہوں۔۔۔سیدھا بولیں شکل گم کر۔۔۔"وہ بھی

پامیر تھا کوئی اسکی

بعد میں کرتا وہ پہلے اپنی کرلیتا تھا اسکی بات پر زی حال

بے ساختہ

سر نفی میں ہلاتا ہنس دیا

یہ گھر صرف گھر نہیں تھا خوشیوں سے بھرا ایک

جہاں تھا جہاں

کوئی نفرت کوئی غصّہ نہیں تھا صرف محبت تھی کیونکہ

یہ پاشا

ولا تھا

اسکے جاتے زیحال نے پہلے جھک کر کنفرم کیا کہ چلا

گیا یا نہیں پھر

جلدی سے انگلی پر کریم لگاتے زمل کے ہونٹوں پر

لگائی اور اسے گردن

سے پکڑ کر اسکے ہونٹوں پر جھکتے وہ ساری کریم چنتے

ٹیسٹ دیکھنے

لگا

زمل یوں تھی جیسے کوئی پتھر کی مورت اسکو یک ٹک

دیکھ رہی

تھی

اممم۔۔۔اس میں نمک کم ہے۔۔۔ذرا پاس کرنا

۔۔۔''وہ اتنی بے باک حرکت

کر کر بھی نارمل تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں زمل نے

نہیں دیا زیحال

ہی خود آگے بڑھ کر سالٹ جار اٹھاتے اس میں ذائقہ

پورا کیا اور پھر

دوبارہ اسی طرح اسکو ٹیسٹ کیا اس بار زمل کی اور

آنکھیں

پھٹ گئیں

ھمممم۔۔۔اب ٹھیک ہے۔۔۔اور کچھ رہتا۔۔؟ وہ

کس ڈھٹائی سے پوچھ

رہا تھا

یہ کیا تھا۔۔؟ زمل ہوش میں آتی دبی آواز میں چیخ

پڑی چہرہ شرم

سے سرخ ہو رہا تھا

کیا تھا۔۔؟ تم نے بولا ٹیسٹ کریں تو میں نے کر لیا

۔۔اب پلیز یہ مت

کہنا کہ کیسے کیا۔۔ تم نے صرف ٹیسٹ کرنے کا بولا

تھا۔۔یہ نہیں کہا

کہ کیسے کرنا ہے۔۔"وہ شان بے نیازی سے

کندھے اچکاتا پورا آسمان

جیسے زمل کے سر پر انڈیل گیا وہ غصّے سے پیر پٹختی

اسے
جھنجھلا کر دیکھنے لگی

اتنا غصّہ اچھا نہیں ہوتا بے بی۔۔۔ چلو۔۔۔ ناشتہ کر و

کالج بھی جانا

ہے۔۔۔'' وہ اسکا ہاتھ تھامے ایک ہاتھ میں باؤل

لئے کچن سے باہر آ

گیا

انکے بیٹھتے یاقوت بھی آگیا تھا کومل بھی تھوڑی ہی

دیر میں سب

کے ناشتے کے دوران ہی آگئی تھی

مشی آپی کہاں ہیں۔۔۔؟ اسکو اکیلے دیکھ زمل نے فکر

مندی سے پوچھا

یاقوت کے چہرے کے تاثرات بے حد سپاٹ تھے

لیکن زمل کے پوچھنے پر

وہ تاثرات ڈھیلے چھوڑ گیا

سو رہی ہے اسکے پیروں میں چوٹ لگی ہے چل نہیں

سکتی وہ۔۔۔''اس

کے نہ چل پانے کی یہ شاید دوسری وجہ تھی اور یہ

بات صرف یاقوت

مرزا جانتا تھا جو اس وقت از حد سنجیدہ تھا اسکی آنکھوں

سے

صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ رات بھر سویا نہیں

کومل کے چہرے پر بھی ایک الگ ہی سنجیدگی رقم تھی

وہ اب بھی

ناشتہ کرتے ہوئے زیحال کو ہی دیکھے جارہی تھی ایسے

جیسے اسکے

نقوش میں کچھ کھوج رہی ہو اسے یہ کرتے صرف پا

میر نے دیکھا

تھا

____

خان تم کو کیا ہوا ہے۔۔۔ کل سے تم بخار میں تپ رہا

ہے۔۔۔ تم کو ایسا

بخار کبھی نہیں ہوا۔۔۔نہ تم دوا لے رہا ہے

۔۔۔''عین اس وقت بلکل وہاج

کے پیچھے کھڑی تھی جو بالکونی میں کھڑے اپنے ہاتھ

پیچھے کی

جانب باندھے باہر کی جانب دیکھ رہے تھے صبح کا نکلا

سورج پھر

سے بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا تھا آسمان پر دیکھتے

ہی دیکھتے

گھرے گھنے بادلوں نے جگہ بنالی تھی اور موسم پھر

سے بگڑ چکا

تھا

تم کو موسم نظر نہیں آتا۔۔۔ایسے موسم میں سب بیمار

ہوتا ہے۔۔۔"وہ

نخوت سے اسکو جھڑکتے باہر کی جانب ہی دیکھتے رہے

تو یہ موسم ام کو کچھ کیوں نہیں کہتا۔۔۔؟اسے واقعی

انکی بات پر

اپنی فکر ہونے لگی تھی

تم جیسوں کو کہہ کر اس نے اپنا بیڑا غرق کروانا ہے

۔۔۔"وہ لفظ

چبا کر ادا کرتے پیچھے مڑ کر اسے حقارت سے دیکھنے

لگے یہ نظریں

عی ان کو ہمیشہ اندر سے مار دیتی تھیں

خان تم ایسے کیوں بولتا ہے۔۔۔؟ وہ دکھ بھرے لہجے

میں استفساریہ

پوچھنے لگی

کیونکہ تم ہے ناسور۔۔۔امارا زندگی برباد کر دیا

۔۔۔اگر آج تم نہ ہوتا تو

ام کو خانم ملتی۔۔۔امارا پہلا اور آخری عشق

۔۔۔"انکے الفاظ کوڑے کی

مانند عین کے دل پر لگے تھے ایک عورت کے لئے

ازیت کر کرب بھرا

لمحہ وہ ہوتا ہے جس میں وہ اپنے شوہر کے منہ سے اسکی

محبت

کاذکر سن لے اور عین وہاج کی قسمت میں یہ ازیت
ازل سے لکھی
گئ تھی

وہاج بول کرر کے نہیں تھے لمبے ڈھیبگ بھرتے
کمرے سے باہر نکل گئے
انکے جاتے دو موتی ٹوٹ کر عین کی آنکھوں سے بہہ
نکلے

وہ چند لمحے کھڑی جیسے سانس بھی نہیں لے سکی یہ
تھی اسکی

قسمت اور یہ تھی عین وہاج جس کا موازنہ ایک

عورت کی خوبصورتی

سے کیا جاتا رہا ہے بلاشبہ سیماب خانم اس سے لاکھ

درجے خوبصورت

تھی لیکن اس سے زیادہ اسکی قسمت خوبصورت تھی

جس میں

زریاب خان آفندی جیسے مرد کو لکھا گیا تھا

تم کو اگر وہ چاہیے تھی۔۔۔تو ام کو بھی تو زریاب

چاہیے تھا خان۔۔۔

لیکن ام کو بھی تم ملا۔۔۔جوام کو صرف عذاب لگتا

ہے۔۔۔"ایک حسرت

سی اسکے دل میں پھوٹی تھی اور یہ پہلی بار نہیں تھا

وہ وہی کھڑے کھڑے خیال وں میں کھو سی گئ تھی

سیاہ رنگ کا پشتون گھگھا جس پر رنگ برنگے دھاگوں

سے کڑھائی کی

گئ تھی ساتھ مر رورک بھی تھا گلے بازواور گھیر دار

دامن پر بنا

یہ ڈیزائن اس لھگھے کی خوبصورتی کو چار چاند لگا گیا تھا

انکے

ساتھ ہی جھمکے جن کی چھنک دور تک سنائی دیتی تھی

ہاتھ میں

انگوٹھیاں اور چوڑیاں جوان دودھیا ہاتھوں کی چمک

اور زینت میں

حیران کن اضافہ کر گیا تھا اس نے سامنے شیشی میں

اپنا حسن دیکھا

اسے کچھ کمی سی لگی اس نے کاکل اٹھایا اور آنکھوں کی

زینت

بنا ڈالا

خان آ گئے۔۔۔بی بی جی۔۔۔"اسکے پیچھے سے ایک

ملازمہ بھاگتی

ہوئی اسکے پاس آئی اور اسے اطلاع دے کر جلدی سے

واپس چلی

گئی

اسکی بات سن کر اسکے گال اپنے آپ شرم سے تپ

اٹھے تھے وہ جلدی

سے اپنی شر میلی مسکراہٹ چھپاتی بیڈ پر پڑا ریشمی

دوپٹہ کندھوں

پر لئے اپنا آنچل لہراتی سیڑھیاں تیزی سے اتر کر نیچے

آئی جہاں اس

وقت سب لوگ موجود تھے وہ وہی سیڑھیوں کے بیچ

میں ہی رک کر

جالیوں کی اوٹ سے اسے دیکھنے لگی

وہ پینٹ شرٹ میں ملبوس گلے میں مفلر لئے ہمیشہ کی طرح جاذب

نظر دکھ رہا تھا بال ماتھے پر پر کشش انداز میں بکھرے شرٹ جو اس

وقت پینٹ سے باہر اور کف مڑے ہوئے تھے وہ سفر سے تھکا ہارا آیا

تھا لیکن پھر بھی کسی کا دل زور سے دھڑکانے میں کسر نہیں

چھوڑی تھی

کتنا بدل گیا ہے تم۔۔۔۔زری۔۔۔"مورے اسے

گلے سے لگا رہی تھیں اور وہ

جھک کر ان سے مل رہا تھا وہ دراز قد تھا سب میں

صرف اسی کا

قد نمایاں تھا

ہاں وہ بدل تو گیا تھا لیکن کمبخت باہر کے ملک رہتے

رہتے اور بھی

ہینڈسم اور ڈیشنگ ہو گیا تھا

آپ کو لگ رہا ہے۔۔۔آپ کیسے ہیں کاکا۔۔۔"وہ

اب ولی خان کی جانب

بڑھ کر گرم جوشی سے ان سے مل رہا تھا

تم کو دیکھ کر ایک دم فٹ برخوردار۔۔۔اتنے وقت

بعد آیا ہے تم۔۔۔

پاکستان۔۔۔اپنوں کا یاد نہیں آتا تم کو۔۔۔"وہ اس

سے گلے ملتے شکوہ

بھی کر رہے تھے جس پر وہ دشمن جان مبہم سا مسکرا دیا

اسکے

نین نقش اسے جالیوں کی اوٹ سے صاف نہیں دکھ

رہے تھے اسی بات

کا اسے غصّہ آرہا تھا اسکا دل بے چین ہو رہا تھا دل تو چاہ

رہا تھا

سب کو دور کر کر اسے اپنے سامنے کھڑا کرے اور جی

بھر کر

دیکھے

بس کاکا۔۔۔ ملائشیا میں کام بھی بہت ہے۔۔۔ اس

لئے وقت نہیں ملا۔۔۔"

وہ اب سب کے ساتھ بیٹھا تھا اور پیٹھ بھی اسی کی

جانب تھی

یہ کیا۔۔۔ام کب سے مرا جا رہا ہے اسکو دیکھنے کے

واسطے اور یہ ام

سے ہی منہ موڑ کر بیٹھ گیا۔۔۔ کوئی بات نہیں

۔۔۔ام تم کو تسلی سے

دیکھے گا۔۔۔" وہ خود میں بلش کرتی وہاں سے اٹھ کر

اوپر کمرے میں

چلی گئی کیونکہ اسکی یہ حرکت اگر گھر کا کوئی مرد دیکھ

لیتا

تو یقیناً اسکی قبر ہی سب کو نظر آنی تھی

وہ دن بھر آفس کے کاموں میں خود کو مصروف رکھے

رہا جو کام اس

کا تھا بھی نہیں آج وہ وہ کام بھی کر رہا تھا جو کام پا میر

کے کرنے

والے تھے وہ کام بھی یاقوت نے خود ہی کر دیے تھے

وہ تو کرسی پر بیٹھا بس اسے دیکھ رہا تھا جو اس وقت پاور

چیئر پر

براجمان بس فائل کے پیجز الٹ پلٹ رہا تھا

رحم کریں سائیں۔۔۔یہ فائل ہے۔۔۔"وہ کب سے

دیکھ رہا تھا آخر میں

بول ہی پڑا یا قوت نے اسکی جانب نگاہ اٹھائی اور پھر

فائل کو دیکھا

اسے اپنی غلطی کا فورا احساس ہو گیا

ویسے پوچھ سکتا ہوں آپ کو ہوا کیا ہے صبح سے

۔۔۔رام کا کا بنے ہوئے

ہیں۔۔۔آپ کو نہیں پتہ آپ کا بس چلے تو یہاں سے

صفائی کرنے والوں

کو بھی نکال کر خود صفائی کرنے لگے۔۔۔"وہ مزاق

مذاق میں اسکی

حقیقت بتا رہا تھا تب ہی شاید یاقوت کچھ کہہ نہیں سکا

تم یہ میٹنگ اٹینڈ کر لو اور کوشش کرنا سکسیز فل رہے

ہمیں ابھی

یہاں نام بنانا ہے۔۔۔" وہ فائل اسکی جانب بڑھاتا

اٹھ کھڑا ہوا

ہیں۔۔۔ہیں۔۔۔ابھی تو سارا کام خود کر رہے تھے

اب کہاں جارہے ہیں۔۔۔"

وہ کام سے نہیں بلکہ اسکے اچانک اٹھنے سے گھبرا گیا تھا

وہ سنجیدہ

ہوتا نہیں تھا

گھر۔۔۔میرا سر درد کر رہا ہے۔۔۔"

ہاں نیند نہیں ہو گی پوری تو سر درد ہی ہو گا ناں

۔۔۔"وہ آنکھ بچا کر

شریر ہوتے فائل اٹھا گیا

یاقوت نے غصّیلی نظروں سے اسے دیکھا

ا۔۔۔اپنی بات کر رہا ہوں۔۔۔"وہ جلدی سے بات

پلٹتے فائل کھول کر

چہرے کے آگے کر گیا

وہ بھی شادی شدہ تھا ایسے سر درد اچھے سے جانتا تھا

یاقوت کوٹ

بازو پر لٹکائے آفس سے باہر نکل کر سیدھا زیحال

کے آفس میں گیا

اس وقت وہ دو لوگوں کے ساتھ میٹنگ میں تھا جب

یاقوت نے باہر

سے ٹرانسپیرنٹ ڈور سے اس سے اندر آنے کی

اجازت مانگی

ایکسیوز می۔۔۔"ان سے ایکسیوز کرتے زیحال نے

اشارہ کیا یاقوت دھیرے

سے دروازہ کھول کر اندر آگیا

میں گھر چلا جاؤں۔۔۔"لہجہ دھیمہ تھا افسردہ زیحال

چند پل اسے

دیکھتا رہا پھر پلکیں جھپکاتے اسے جانے کا اشارہ کر دیا

آپ شروع کریں یہ پروجیکٹ۔۔۔میری کمپنی آپ

کے ساتھ ہو گی۔۔۔

لیکن ایک بات ذہن میں رکھئے گا۔۔۔لوس ریشو کم

سے کم ہو۔۔۔"وہ

نہایت سنجیدگی سے ان سے مخاطب تھا

یاقوت رف ڈرائیونگ کرتا سیدھا گھر ہی آیا تھا شام

کے وقت کومل

اور زمل بچوں کے ساتھ لان میں ہی تھیں سیماب بھی

وہی آئی ہوئی

تھی

وہ ان پر ایک نظر ڈالتا آگے بڑھ گیا اور سیدھا اپنے

کمرے میں گیا جو

اس وقت اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا یاقوت نے ہاتھ

مارتے سوئچ

بورڈ کے سارے بٹن آن کر دیے جس سے پل کی پل

پورا کمرہ روشنی

میں نہا گیا

اسکی سوچ کے برعکس مشی تکیہ دبوچے کمفرٹر کمر پر

تانے سو رہی

تھی یاقوت نے اسے ایک گہری نظر سے دیکھا وہ کھڑا

ایسے تھا جیسے

اسکے اٹھنے کا انتظار کر رہا ہو لیکن وہ نہیں اٹھی نیند ہی

اتنی گہری

تھی

یاقوت نے آگے بڑھ کر اسکے پاؤں دیکھے جہاں بینڈج

اب بھی تھا اس

نے اسی کے اوپر سے ایک انگلی سے اسے گدگدی کی

جس پر مشی

کسمساتے ہوئے کروٹ بدل کر دوسری جانب ہو گئی

یاقوت کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا لیکن ابھی وہ یہ پیار

ظاہر کرنے کا

کوئی خاص ارادہ نہیں رکھتا تھا تب ہی اسکے پیر کا ہی

انگوٹھا پکڑ

کر ہلا دیا

اٹھو۔۔۔"اسکے لہجے میں سختی تھی مشی فورا سے نیند

سے بھری

مخمور نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی

یہ۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے اٹھانے کا۔۔۔"وہ ہمت

کرتی اپنا لہجہ تھوڑا اٹل

کر گئی

تم سے پوچھنا پڑے گا مجھے یہ طریقہ ۔۔۔؟ یاقوت کے

تاثرات سپاٹ

تھے مشی کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اسکا غصّہ ٹھنڈا نہیں ہوا

وہ دھیرے سے اٹھ کر بیٹھتی اپنے بالوں کو جوڑے کی

شکل میں

لپیٹنے لگی

کھانا کھالو۔۔۔" اسے دیکھ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ رات

سے ہی بھوکی

ہے

مجھے بھوک نہیں۔۔۔"

میں نے پوچھا نہیں بتایا ہے۔۔۔"یاقوت کو اسکے

جواب پر غصّہ آیا

تھا اور اسکا یہ غصّہ دیکھ اب مشی کی بس تھی وہ اپنی شہد

رنگ

آنکھوں میں عرق لئے اسے دیکھے گئی چہرہ سرخ ہو رہا

تھا جیسے

اب رو دے گی اور وہ رو بھی پڑی تھی

اسے روتے دیکھ یاقوت کو جیسے جھٹکا لگا تھا یہ لاڈلی

بیویوں کا سب

سے خطرناک ہتھیار ہوتا ہے اپنے شوہروں کے

خلاف یوز کرنے کا وہ

بھی یہی کر رہی تھی جانتی تھی جتنا مرضی غصّہ ہوا سکا

یاقوت

اسکے آنسوں نہیں دیکھ سکتا اور ہو بھی یہی رہا تھا

یاقوت کے چہرے

کے تاثرات تیزی سے بدلے وہ ہکا بکا سا اس بگڑی

زادی کو دیکھنے لگا

اسکی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگی تھیں

رو۔۔۔رو کیوں رہی ہو اب۔۔۔؟ وہ دانت بھینچے ضبط

سے پوچھنے لگا

مشی نے ناک رگڑ کر اسے دیکھا لیکن کچھ نہیں

آنکھوں سے سیلاب سا

امڈ کر آ رہا تھا

میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔بتانا پسند کرو گی۔۔۔؟وہ

اسکا جواب نہ پاپا

کر مزید سلگ اٹھا مشی نے پھر کوئی جواب نہیں دیا بس

سر جھکائے

سسکیاں لیتی روتی رہی

یاقوت بھی اپنی جگہ ڈھیٹ بن کر کھڑا رہا دونوں

طرف ڈھیٹ پن کی

انتہا تھی مشی کچھ دیر مزید روئی اور پھر کمفرٹر سائیڈ

کرتے

دھیرے سے سرک کر بیڈ سے نیچے اترنے لگی کہ

اٹھنے کے دوران ہی

اسکا سر بری طرح سے چکرا گیا

وہ بیڈ کے بجائے آگے کی جانب گرنے ہی والی تھی کہ

یاقوت نے آگے

بڑھ کر اسکا بازو تھام لیا جس سے وہ بروقت گرنے

کے بجائے پیچھے

بیڈ پر بیٹھ گئ اور بے ساختہ اپنا سر تھام گئ

کیا ہوا۔۔۔تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ یاقوت کو ایک دم سے

اسکی فکر ستائی

مم۔۔۔میرا سر۔۔۔میرا سر بھاری ہو رہا ہے

۔۔۔"اسکی آواز میں نمی تھی

جیسے حلق میں آنسوؤں کا مزید گولہ پھنسا ہوا ہو

کھانا نہیں کھاؤ گی تو یہی ہو گا۔۔۔بنی ہوئی ہو آئرن

لیڈی۔۔۔"اسے

جی بھر کر اس لڑکی کی لاپرواہی پر غصّہ آیا

تمھیں چلانے کے علاوہ اور کچھ آتا ہے۔۔۔؟ وہ روتی

ہوئی اپنی سرخ

ناک پر ہاتھ ہی پشت رکھتی اس سے پوچھنے لگی یا قوت

اسکے بلکل

قریب کھڑا تھا

وہ کچھ نہیں بولا وہ اسے وہی چھوڑ کر کمرے سے باہر

نکل گیا اسکا

یوں جانا مشی کو مزید تکلیف میں مبتلا کر گیا تھا وہ وہی

بیٹھی

اپنی غلطیوں کے بارے میں سوچنے لگی بلاشبہ وہ چھوٹی

غلطیاں

نہیں تھیں لیکن اسکا دل اب ان غلطیوں پر جس طرح

پچھتارہا تھا وہ

جان لیوا تھا

یاقوت کمرے سے نکل کر سیدھا کچن میں آگیا اور

یہاں وہاں کچھ

کھانے کیلیئے دیکھنے لگا لیکن اسے کچھ خاص سمجھ نہیں

آئی

اس نے آستین موڑے اور فریج سے چکن نکال کر

میرینیٹ کرنے لگا

وہی دوسرے ہاتھ پر پاستا بوئل ہونے کیلئے گیس پر

چڑھادیا اسکے

ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے جیسے ایک ماہر شیف

کے ہوں

اسی میں اس نے سبزیاں بھی شامل کرلی تھیں جانتا

تھا مشی ویسے

سبزیوں سے بھاگتی تھ لیکن اس میں چپ چاپ کھا

لے گی یا وہ

خود کھلا دے گا

پاستا کچھ ہی دیر میں بن کر تیار ہو گیا تھا اس نے ساتھ

ہی فریج

میں رکھا چاکلیٹ کیک بھی پلیٹ میں نکال لیا تھا یہ

سارا کھانا

ٹرالی میں سیٹ کرتے وہ فریش جوس کے ساتھ

کمرے میں ہی لے آیا

مشی اسی وقت دیوار کا سہارا لیتی ہاتھ سے نکلی تھی بال

گیلے تھے

یقیناً اس نے شاور لیا تھا لیکن بال ذرا خشک نہیں کئے

یہاں تک کے

اسکی پلکوں پر بھی پانی کی بوند آ ٹھہری تھی یاقوت وہی

کھڑا چند

پل جیسے اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا

بیوی کا یہ روپ شوہر کو نیچ دورا ہے پر لا کھڑا کرتا ہے

کہ وہ بیوی

کاخیال کرے یااپنے جذ باتوں کایہی حال یاقوت کا تھا

اس نے جلدی

سے پلکیں جھپکی مشی بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکے

ہوش

میں آتے وہ بھی سٹپٹا کر ٹاول اپنے سینے کے آگے کر

گئی

کھانا کھالو۔۔۔" وہ سرسری سے لہجے میں بولتا کاؤچ پر

بیٹھ کر اس

کے لئے پلیٹ بنانے لگا مشی کچھ بولی نہیں لیکن اسکا یہ

سب کھانے

کا ارادہ بھی نہیں تھا وہ چپ چاپ ڈریسنگ روم میں

چلی گئی

یاقوت نے کتنی ہی دیر اسکا انتظار کیا آخر میں وہ خود ہی

اٹھ کر

ڈریسنگ روم کی جانب گیا جب اسکی نظر مرر کے

سامنے کرسی

پر بیٹھی روتی ہوئی مشی پر گئی

یاقوت کو دیکھ وہ اپنے آنسوں صاف کرتی جلدی سے

رخ پلٹ گئی

اور بال خشک کرنے لگی

اسی پل اسے اپنے سر پر نرم لمس کا احساس ہوا اس نے

مرر میں نظر

ڈالی جہاں یاقوت کا خوبصورت چہرہ نظر آیا وہ عین

اسکے قریب

کھڑا تھا اس نے دھیرے سے ٹاول پکڑا اور مشی کے

بال خشک کرنے

لگا

کچھ غلطیاں ایسی ہوتی ہیں۔۔۔ جن کا پچھتاوہ انکی سزا

سے زیادہ

جان لیوا ہوتا ہے۔۔۔" وہ دھیمے لہجے میں بول رہا تھا

مشی اسکو

دیکھے گئی

میں نہیں چاہتا تم پچھتاوے کے دائرے میں آجاؤ

۔۔۔ ہمارے رشتے میں

پچھتاوے جیسی چیز نہیں لانا چاہتا میں ۔۔۔" وہ بے

حد ٹھہرے

لہجے میں بول رہا تھا اسکے الفاظ جیسے مشی کی حالت کو

بیان کر

رہے تھے اسکی آنکھوں سے اسی وقت ایک موتی

ٹوٹ کر گرا

وہ بال تقریباً خشک کر چکا تھا دھیرے سے مشی کا ہاتھ

پکڑ کر اسے

اپنے ساتھ باہر بیڈ تک لے آیا اسے آج واقعی چلنے میں

دشواری ہو رہی

تھی جس کا زمے دار یاقوت خود کو ٹھہرا رہا تھا وہ کل

جتنا بھاگ

چکی تھی چلنے لائق تو وہ ویسے ہی نہ رہتی

لیکن اب کیا فائدہ اب تو وہ نکال چکا تھا اس پر سارا

غصّہ

یاقوت اسکے سامنے بیٹھا خود اپنے ہاتھوں سے کھلا رہا تھا

اور وہ

چپ کر کر کھا بھی رہی تھی جب اسی دوران اسکے منہ

وی سسکی

نکلی

پانی۔۔۔؟ یاقوت نے گلاس اٹھا کر پوچھا مشی نے ہاں

میں سر ہلا دیا

یاقوت نے اپنے ہاتھوں سے اسے پانی پلایا اور پھر کھانا

کھلانے لگا

ٹیسٹی ہے۔۔۔؟ اسکے پوچھنے پر مشی نے پھر سر

اثبات میں ہلا یا

کافی ٹائم بعد کوکنگ کی ہے۔۔۔پہلے جب بھائی باہر

ہوتے تھے تو میں

صدیس کو پیچھے کر کر خود انکے لئے کھانا بناتا تھا اگر

انکے لئے نہ

بھی بنانا ہوتا تو پامیر اور برلاس ضد کرتے انکے لئے

ایسی ڈشز

سیکھنی پڑتی تھیں۔۔۔"وہ بتاتے ہوئے بے اختیار

ہنس دیا وہ گولڈن

ٹائم جب چاروں بھائی ساتھ تھے اکیلے اب تو سب کی

بیویاں آچکی

تھیں

برلاس بہت ضدی تھی ضدی تو اب بھی ہے لیکن

تب تو اسکے نخرے ہی

ساتویں آسمان پر ہوتے تھے ہوسٹل سے جتنے دن بھی

چھٹیوں میں

آتا میں اور زیحال بھائی اسکی آؤ بھگت میں دن رات

جٹے رہتے

راتوں کو اٹھ کر جب اسے کھانے کی کریو نگس ہوتی تو

اسے یہی سب

بنا کر دیتے تھے۔۔۔" وہ کیوں یہ سب باتیں کر رہا تھا

شاید وہ خود

بھی نہیں جانتا تھا

ایم سوری۔۔۔" مشی کی آواز میں کپکپاہٹ تھی اسکی

آنکھوں سے

شفاف پانی بہہ نکلا

فار واٹ۔۔۔؟ وہ جواب جان کر بھی انجان بن رہا تھا

میں نے تمہیں ہرٹ کیا۔۔۔اس لئے۔۔۔"وہ ساتھ

کھلا بھی رہا تھا مشی

روتے ہوئے کھا بھی رہی تھی

تمہیں پتہ ہے اولاد مرد کے نصیب سے اور دولت

عورت کے نصیب سے

ملتی ہے۔۔۔جانتی ہو یہ بات۔۔۔؟وہ سنجدگی سے

پوچھ رہا تھا

مشی نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلایا

توتم یہ کیسے سوچ سکتی ہو کہ دوسری شادی کرنے سے

میرا نصیب

بدل جائے گا۔۔۔؟اب کی بار وہ کھانا مشی کو اپنے گلے

میں اٹکتا ہوا

محسوس ہوا یا قوت جواب مانگے بغیر ہی آگے بولنا

شروع ہوا

ایسا نہیں ہے کہ مجھے اولاد نہیں چاہئے۔۔۔لیکن اسکے

لئے میں تم پر

سوکن جیسا عذاب مسلط نہیں کر سکتا۔۔۔" اسکی بات

سن کر مشی

کی آنکھیں ایک بار پھر برس پڑی

میرے رب نے میرے نصیب میں یہ نعمت لکھی ہو

گی تو مجھے تم سے

بھی مل جائے گی اور اگر نہیں تو میں چار کیا دس

شادیاں کر لوں تو

بھی نہیں ملے گی۔۔۔" وہ بہت پیار سے اسے سمجھا رہا

تھا اب مشی

کا دل اسکی اتنی محبت دیکھ بھاری ہو رہا تھا

تت۔۔۔ تمہیں بے بیز پسند ہیں۔۔۔"وہ اب بھی

اسی بات پر اٹکی ہوئی

تھی

وہ تو سب کو ہوتے ہیں زامل زالے عبدلباری میں انکو

خود سے الگ

نہیں سمجھتا زامل زالے جب مجھے ببا کہتے ہیں تو میں

خود کو دنیا

کا خوش قسمت ترین شخص سمجھتا ہوں جس کو بابا کہنے

والے اتنے

کیوٹ بے بیز ہیں انکی محبت میرے لئے کافی ہے

۔۔۔اور تمہیں کیوں

فکر ہے۔۔۔ تمہاری کوئی ساس ہے جو تمہیں طعنے

دیتی ہے۔۔۔؟ اسکی

آخری بات پر مشی کو فرخندہ بیگم کی بات یاد آئی

مورے نے پوچھا تھا۔۔۔"اس بے دھیمی آواز میں

بتایا

صرف پوچھا تھا ناں۔۔۔" وہ فرخندہ بیگم کو شروع

دن سے ہی ماں

کا درجہ دیتا تھا اسکی یہی محبت انکے دل سے سارے

اختلافات ختم

کر چکی تھی

وہ باتوں باتوں میں سارا کھانا ختم کروا کر اب اٹھتے

برتن سمیٹنے

لگا تھا مشی اسے ہی دیکھ رہی تھی

تت۔۔۔تمہاری دوسری بیوی۔۔۔؟یہاں یاقوت کا

دل چاہا سر پھوڑ لے

اپنا وہ واقعی پاگل تھی؟

کچن میں ہے اسی نے یہ کھانا بنا کر دیا ہے۔۔۔رکو میں

تمہارے لئے

چائے بھی بنوالاؤں۔۔۔بڑی زبردست بناتی ہے

۔۔۔"وہ بے حد نارمل انداز

میں مشی کے سر پر بم پھوڑتا باہر نکل گیا

جبکہ وہ ہکابکا سی اسکی باتوں پر غور کرنے لگی

وہ کچن میں کھڑا اپنے اور مشی کے لئے چائے بنا ہی رہا

تھا جب زمل

وہاں آگئی یاقوت کو کام کرتے دیکھ اسے پہلے حیرت

ہوئی پھر

شرمندگی کہ انکے ہوتے ہوئے وہ کام کر رہا تھا

بھائی آپ مجھے کہہ دیتے۔۔۔" وہ آگے آتی خود چائے

کے پاس کھڑی ہو

گئی

یہ کونسا بڑی بات ہے۔۔۔"وہ کندھے اچکائے ہاتھ

میں چائے پتی کا

ڈبہ دیکھ بولنے لگا

پھر بھی آپ کو خود نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔۔"

یہ سخاوت میرے بھائی کے ٹائم پر بھی دکھایا کرو لڑکی

۔۔۔انکے ٹائم

پر تو تم سے بڑا کوئی جلاد نہیں ہوتا۔۔۔"اسکی بات پر

زمل بے ساختہ

ہنس دی

وہ ہنستے ہنستے مڑی ہی تھی کہ اسکی نظر دروازے کے

پاس سے

جھانکتی مشی پر پڑی

ارے۔۔۔ مشی آپی۔۔۔آپ وہاں کیوں کھڑی ہیں

۔۔۔"اسکی بات پر یاقوت

نے مڑ کر پیچھے دیکھا خود کے پکڑے جانے پر مشی کا

دل چاہا یہی

شرم سے پانی ہو کر بہہ جائے

وہ بمشکل مسکرا کر اندر آئی یاقوت اسے دیکھ بظاہر

نارمل تھا لیکن

اندر میں اسے ہنسی آرہی تھی

زمل یہ میں کرلونگا۔۔۔تم زونیشہ سے پوچھ لو اسے

کچھ چاہئے تو

نہیں۔۔۔"یاقوت نے اسکے ہاتھ سے مگ پکڑتے

اسے آنکھوں کے اشارے

سے باہر جانے کا کہا زمل پہلے تو کچھ سمجھی نہیں اور نہ

ہی بعد

میں بس اسکے آنکھوں کے اشارے سے باہر جانے کا پتہ چل گیا تھا

آ۔۔۔اچھا۔۔۔ ٹھ۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں پوچھ لیتی ہوں۔۔۔"بول کر وہ جلدی سے باہر نکل گئی مشی تو ہکا بکا سی کھڑی بس دیکھتی رہ گئی

زز۔۔۔زونیشہ کون ہے۔۔۔؟ وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی

میری بیوی۔۔۔اب ہر وقت دوسری بیگم کہتا اچھا لگونگا۔۔۔؟ وہ چائے

پر نظریں جمائے دل جلانے والے انداز میں بولا

مشی تو یوں تھی جیسے بدن کاٹو تو لہو نہیں

تت۔۔۔تم نے تو کہا تھا کہ ۔۔۔کہ شادی نہیں ہوئی

۔۔۔"وہ ایسے تھی جیسے

اب یہی بیٹھ کر رو دے گی

اچھا۔۔۔میں نے ایسا کہا تھا۔۔۔؟اسکا انداز یاد

کروانے والے جیسا تھا

اور کچھ طنزیہ بھی

توجب کہا تھا توڈھونڈ کسے رہی ہو ڈفر لڑکی۔۔۔"یہ

ہوا مشی کے سر

پر دھماکہ وہ تو جیسے چکرا ہی گئ تھی شادی ہوئی تھی

نہیں ہوئی

تھی لیکن لڑکی تو بیٹھی تھی تو وہ کہاں گئ

جب آ ہی گئ ہو تو پکڑو اپنی چائے۔۔۔"وہ اسکے مگ کو

اسکے

ہاتھوں میں تھماتے خود کچن سے باہر نکل گیا مشی وہی

کھڑی سر

کھجاتی معاملے کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی

اب بھی اسے یہی لگ رہا تھا جیسے یاقوت کی دوسری

بیوی ہے یہی

کہیں

آپ نے جتنی ڈونیشن پچھلے دو ماہ میں کی ہے وہ ان

لوگوں تک نہیں

پہنچ پائی۔۔۔رپورٹس بھی یہ رہیں آپ خود دیکھ لیں

۔۔۔"اسکے سامنے

سینٹر ٹیبل پر ایک فائل رکھی گئی جو کھلی ہوئی تھی

پاشانے اس پر ایک نظر ڈالی اور اٹھائے بغیرu اس

شخص کو

دیکھا

پہنچانا کس کا کام ہے۔۔۔؟ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

سر ہم کیا کریں۔۔۔جب اوپر بیٹھے لوگ ہمارے ہاتھ

باندھ دیں تو۔۔۔۔

کچھ کہیں تو نوکری جانے کی دھمکی ملتی ہے اس نوکری

کیلئے راتوں

کی نیند برباد کی ہے سر۔۔۔"وہ آدمی پوری طرح سے
بے بس نظر
آرہا تھا
پاشا کا کرسی پر رکھا ہاتھ مزید سختی سے جم گیا اسکے ہاتھ
کی
ہری نیلی رگیں صاف طور پر واضح ہونے لگی تھیں
سب کے سب کرپٹ ہیں۔۔۔"وہ دھاڑتے ہوئے
کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا
اسکا یوں غصّے میں آنا اس لڑکے کو خوف زدہ کر گیا تھا

آج سے میری ڈونیشن سید ھادار لامان میں موجود

لوگوں تک جائے

گی کوئی پیچ میں آیا تو اسے میں دیکھ لونگا۔۔۔" وہ لفظ

چباتے ہوئے

سرد مہری سے گویا ہوا

جی سر ٹھیک ہے۔۔۔" کہتے وہ لڑکا اٹھ کھڑا ہوا

سر بہتر ہو گا آپ ایک بار خود بھی پاکستان چکر لگالیں

۔۔۔آپ کے بغیر

وہاں بہت کچھ ہو رہا ہے۔۔۔" وہ جاتے جاتے مڑ کر

حسرت بھرے لہجے

میں بولا پاشا جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے باہر

سے نظر آتا

ساحل سمندر دیکھ رہا تھا مڑ کر اسے دیکھنے لگا

میں آؤنگا۔۔۔" دو لفظی جواب اس لڑکے کو ہر طرح

سے مطمئن کر گیا

کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب وہ آئے گا

اسکے جاتے بھی پاشا وہی کھڑا رہا ذہن میں وقت کئی
الجھنیں چل

رہی تھیں رات کے وقت ساحل پر لگے بلب منظر کو

خوبصورت بنا

رہے تھے

وہ اسی میں گم ہر چیز سے بے نیاز کھڑا تھا جب اسکے

موبائل پر

بیپ ہوئی اس نے ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھایا اور

سکرین پر جگمگاتا

ہوا نام دیکھا

میسج کھولا تو سامنے وائس میسج تھے اس نے پہلے پر کلک کیا

"ہ۔۔۔ببا۔۔۔" یہ زالے کی آواز تھی جسے سنتے

ساتھ زیحال کے چہرے پر

مسکراہٹ آگئی

پیچھے زمل تھی جو اسے لفظ سکھا سکھا کر وائس کروا رہی تھی

ببا۔۔۔ہی۔۔۔ہی۔۔۔بب۔۔۔بب۔۔ا۔۔۔"وہ

جو زمل بول رہی تھی اسکے بجائے

اپنی ہی بات بولنے لگی

جو بول رہی ہوں وہ بولو۔۔۔"زمل نے اسے جھٹ

سے آنکھیں دکھائی

ماہ۔۔۔دھج۔۔۔۔"پیچھے سے زامل ٹوٹی ہوئی گاڑی

اسے دکھانے لگا

چپ کرو تم۔۔۔زالے ببا کو بولو۔۔۔۔"وہ جملہ

سکھاتی اسکے آگے پھر

سے وائس اوپن کر گئی

زیحال نے اسکی مشکل آسان کرنے کیلئے اسے ویڈیو

کال ہی کر لی

جس پر سب سے پہلے اسکی شہزادی نظر آئی تھی

کیا کہنا چاہتا ہے میرا بیٹا۔۔۔" وہ بہت ہی پیار اور لاڈ

سے اسے پوچھنے

لگا جبکہ وہ دونوں جواب دینے کے بجائے موبائل پر

نظر آنے والے

اپنے باپ کو دیکھ چیخیں مارنے لگے تھے انکی خوشی دیکھ

زیحال

کی مسکراہٹ گہری ہوگئی اولاد شاید اسی لئے نعمت

تھی انکو

دیکھ انسان خود بخود سکون کی وادیوں میں اترنے لگتا

ہے

بب۔۔۔ا۔۔۔پم۔۔۔پم۔۔۔"وہ ماں کی بات سن

کر فورا دہرانے لگی

کیا۔۔۔؟زیحال کو ابھی بھی سمجھ نہیں آئی زمل نے جھلا کر دونوں سے

فون لے لیا

پم۔۔۔پم۔۔۔ مطلب پیمپر۔۔۔ڈائپر۔۔۔اب سمجھ آگئی۔۔۔؟وہ غصّے میں

تھی دونوں نے اسے اتنا تنگ کر دیا تھا

اچھا۔۔۔میرے بچوں نے اتنا تنگ کر دیا۔۔۔؟وہ

اسکے سرخ پڑتے چہرے

کو دیکھ پیار سے پوچھنے لگا زمل نے یک ٹک اسے دیکھتے

فون کی

سکرین پر پیشانی ٹکا دی

اسکے یہ کرتے زیحال نے فوراً اسے اسکی پیشانی چوم لی

ہبی۔۔۔" اسکی حرکت پر وہ تقریباً چیخی تھی جس پر

زیحال کی

ہنسی چھوٹ گئی

آپ آفس میں ہیں۔۔۔؟ اسکے سوال پر زیحال نے

اسے اپنا آفس دکھایا

جو بے حد شاندار تھا اس سے شاندار اسکی اپنی پرسنالٹی

اس وقت

لگ رہی تھی بلیک پینٹ اور ویسٹ کوٹ میں وائٹ

شرٹ بائسپس پر

آرم بیلٹ اور سلیقے سے جمے بال اسکی ڈیشنگ پرسنالٹی

دیکھ زمل

کو اپنی قسمت پر رشک ہونے لگا تھا

بس کام ختم کیا ہی ہے۔۔۔گھر کیلیۓ نکلنے لگا ہوں

۔۔۔"

ہبی آپ لیٹ کیوں آتے ہیں۔۔۔ باقی تینوں تو جلدی

گھر آجاتے ہیں۔۔۔"

زیحال اس سے بات کرتے دوران کوٹ پہن رہا تھا

وہ تینوں اپنی مرضی کے مالک ہیں۔۔۔ میں نے کبھی

پریشر نہیں

ڈالا۔۔۔" وہ نارمل لہجے میں جواب دے رہا تھا

زمل جانتی تھی وہ ان تینوں سے زیادہ کام کرتا تھا وہ

تینوں اسکی

بگڑی اولادیں موڈ پر کام کرتی تھیں یا قوت بھی کبھی

کبھی کام

چھوڑ کر چلا جاتا تھا ورنہ ان دو چھوٹوں کے مقابلے وہ

زیادہ

میچورٹی سے کام کرتا تھا

اچھا آتے ہوئے انکے پم پم نہ بھولئیے گا بیڈ شیٹ بھی

ختم ہو گئی

میں تھک گئی بدل بدل کر۔۔۔"آخر میں اسے پھر

سے اپنا رونا یاد

آیا

میں دبادونگاناں آکر۔۔۔"وہ فلائے کس دیتاآفس

سے باہر آگیا

ورکرز سب ہی تقریباً جاچکے تھے ایک آدھے تھے جو

اب تک رکے ہوئے

تھے

وہ گارڈ کوانفارم کرکر خود گاڑی لے گیازمل کی کال

کٹ کرتے اس

نے گاڑی مارکیٹ کی جانب موڑلی تھی اب اسے

عادت ہو گئی تھی

ایسی چیزیں خریدنے کی آفٹر آل وہ شادی شدہ تھا

مال میں داخل ہوتے وہ سیدھا بے بیز سیکشن کی جانب

گیااور وہاں

سے ڈائپرز کے ساتھ ساتھ باقی چیزیں بھی ٹرالی میں

رکھتا گیا جس

میں اسکے بچوں کا پسندیدہ فروٹی کیک بھی تھا کچھ

چیزیں تھیں

جو اسکے بچے شوق سے کھاتے تھے ورنہ تو پورے ماں

پر گئے تھے

باپ کی طرح ہیلدی چیزیں کھانا تو گناہ سمجھتے تھے

زیحال۔۔۔" وہ چیزیں اٹھا کر دیکھ ہی رہا تھا جب پیچھے

سے کسی نے

اسے پکارا زیحال نے مڑ کر دیکھا تو سامنے ہی داراب

کھڑا تھا اپنی

پولیس کی وردی میں یقیناً وہ ڈیوٹی پر تھا

تم یہاں۔۔۔اس وقت۔۔۔؟ اسے حیرت ہوئی تھی

زیحال کو اس وقت یہاں

دیکھ کر

زیحال نے آنکھوں سے ٹرالی کی جانب اشارہ کیا

اوہ اچھا۔۔۔پروڈکٹس کیلئے پروڈکٹ خریدے جا

رہے ہیں نائس۔۔۔"اسے

ہنسی بھی آرہی تھی لیکن ہنس نہیں رہا تھا

لیکن آپ کو کونسی مجبوری یہاں لے آئی۔۔۔کہیں

شادی سے پہلے تو

کوئی کانڈ نہیں کر لیا۔۔۔"اسکی بات پر داراب کی

آنکھیں ایک دم سے

پھیلی

توبہ کرو۔۔۔شب شب بولو۔۔۔میں معصوم بندہ

ڈیوٹی پر ہوں۔۔۔"وہ

باقائدہ کانوں کو ہاتھ لگا گیا

ڈیوٹی وہ بھی بے بیز سیکشن میں نائس۔۔۔"وہ

کندھے اچکاتے مسکرا

دیا داراب نے اسے گھور کر اسے دیکھا

یار کیا کریں جہاں مجرم وہاں ہم۔۔۔مرڈرز ہوئے

ہیں۔۔۔اور اطلاع ملی

ہے مجرم یہی اسی مال میں ہے۔۔۔"اسکی بات سنتے

زیحال کا وائیس

لے جاتا ہاتھ رکا اس نے گردن موڑ کر داراب کو

دیکھا

کہاں ہوا ہے مرڈر۔۔۔"وہ بہت نارمل لہجے میں

پوچھ رہا تھا

مرڈر نہیں مرڈرز۔۔۔ایک ساتھ تیرا۔۔۔پاس کے

ہی جنگل میں سب کی

ڈیڈ باڈیز ملی ہیں۔۔۔"یہ بات سن کر بھی زیحال

نارمل کھڑا تھا اس

کے چہرے کے تاثرات میں مجال ہے کوئی تبدیلی آئی

ہو

اچھا۔۔۔پھر۔۔۔آپ مجرم پکڑیں۔۔۔"وہ بول کر

بے ساختہ کان کی لو

کھجاتا واپس اٹھانے لگا

دکھے تو صحیح ۔۔۔ پکڑ بھی لونگا ۔۔۔" وہ جیسے تاک میں

بیٹھا تھا

زیحال پیٹھ موڑے مسکراہٹ گہری کر گیا

اچھا میں چلتا ہوں ۔۔۔ شادی شدہ ہوں لیٹ جانے پر

جیل ہو سکتی ہے ۔۔۔" وہ مسکرا کر داراب سے ملتا

ٹرالی لئے آگے بڑھنے لگا داراب کی

آدھی تھکن اسے دیکھ کر ہی اتر گئی تھی

زیحال جاتے جاتے بے ساختہ رک کر واپس پلٹا

داراب وہی کھڑا تھا

آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔"وہ اجازت تو نہیں

مانگ رہا تھا

بلا جھجھک۔۔۔"لیکن داراب نے دے دی تھی

ولی کاکا کی طرف آپ کا آنا جانا ہے۔۔۔؟وہ پوچھتے

ہوئے بے حد

سنجیدہ تھا

نہیں۔۔۔کیوں۔۔۔"داراب کو اسکے سوال پر

حیرت ہوئی

ایسے ہی پوچھا سسرال ہے۔۔۔جانا چاہئے آپ کو

۔۔۔"وہ یہ نہیں کہہ سکا

کہ اس نے وہاج کو ہوسپٹل میں دیکھا تھا اسکے نزدیک

یہ بڑی

بات نہیں تھی لیکن رشتے دار تھے تو پوچھنا ضروری

سمجھا

بد قسمتی سے۔۔۔"داراب نے فورا منہ سکوڑا بچارہ

چھوٹے بھائی کی

جان بخشی میں خود پس گیا تھا

میرا مستقبل کا بھی کوئی ارادہ نہیں۔۔۔"وہ صاف

گویائی سے ہاتھ

کھڑے کر گیا

نکاح کر لیں۔۔۔ارادہ اپنے آپ بن جائے گا

۔۔۔"اسکی بات پر داراب کو

اپنے آپ پر جھرجھری سی آئی

نکاح کیلئے داجی اسے کب کا حکم دے چکے تھے لیکن وہ

تھا کہ

آپریشن کے نام پر خود کو بچا کر بھاگ رہا تھا لیکن آخر

کب تک بھاگتا

منزل تو وہی بیلا ڈائن تھی زیحال چلا گیا تھا اراب

وہی ڈیوٹی پر

رہا اطلاع دینے والے نے صرف پولیس کے مزے

لئے تھے وہ بھی جیسے

مجرم کا قریبی تھا

\---------------

زرتشم پر پوری نگرانی دی جارہی تھی تین نرس خاص

طور پر صرف

اسکے لئے رکھی گئی تھیں اور ڈاکٹر برہان خود بھی پچھلی

چار

راتوں سے گھر نہیں گئے تھے انکو یہاں دیکھ کومل

ٹھٹھک گئی اسے

حیرت ہوئی کہ وہ اب تک سوئے بھی نہیں کوئی اتنا

ایک پیشنٹ کیلئے

پاگل نہیں ہو سکتا تھا

اس وقت بھی وہ فون پر کسی اسپیشلسٹ کے ساتھ لگے

زرتشم کے

کیس کوڈسکس کر رہے تھے انہوں نے کوالالمپور کے

تمام اسپیشلسٹ

کو زرتشم کیلئے بلالیا تھا سب کا یہی کہنا تھا کہ اسکی ریڈھ کی

ہڈی

بہت بری طرح سے افیکٹ ہوئی ہے جب تک وہ

ہوش میں نہیں آئے

گی تب تک کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اب کبھی چل

بھی پائے

گی یا نہیں

بہت بہت شکریہ۔۔۔"وہ ڈاکٹر آنے پر رضامند ہو

گئے تھے جس پر

برہان انکا شکریہ ادا کرتے فون بند کر گئے

آپ کو ریسٹ کرنا چاہیے۔۔۔"انکو سر پکڑے بیٹھے

دیکھ کومل بے

ساختہ بول پڑی

نہیں۔۔۔ نیند نہیں آئی مجھے۔۔۔" نیند سے انکی

آنکھیں چور ہوئی پڑی

تھیں لیکن کبھی کبھی نیند کا اثر کھو کھلا ہوتا ہے آنکھیں

بند کرو تو

آنکھیں دکھنے لگتی ہیں یہی حال ڈاکٹر برہان کا تھا

آپ پاگل ہو گئے ہیں ایک لڑکی کے پیچھے۔۔۔ خود کی

حالت دیکھیں

آپ۔۔۔" وہ انکی بکھری تھکاوٹ زدہ حال دیکھ

پریشان سی

بولی

وہ پیشنٹ ہے میری۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور

دیتے یہ بات کومل سے

زیادہ جیسے خود کو بتا رہے تھے

سیریسلی۔۔۔؟ صرف پیشنٹ۔۔۔؟ کون ڈاکٹر اپنے

پیشنٹ کیلئے راتوں کو

جاگتا ہے اسکی دیکھ بھال کرتا ہے ٹائم پر اسے ڈوز دیتا

ہے میرے

خیال سے یہ کام آپ کی اسسٹنٹ کے ہیں جو آپ خود

کر رہے ہیں۔۔۔"

وہ اسے آئینہ دکھا رہی تھی

آپ مان لیں۔۔آپ کو صرف ہمدردی نہیں رہی

۔۔۔"اسکی بات پر ڈاکٹر

برہان نے کندھے اچکا لئے جیسے وہ اسکی بات سے

متفق نہ ہوں

آپ جائیں گھر تھوڑی دیر ریسٹ کر آئیں تب تک

میں ہوں یہاں۔۔۔"وہ

انکو بہلا کر گھر بھیج رہی تھی جانتی تھی اسکے ہوتے

ہوئے تو وہ

چلے بھی جائیں گے

جائیں۔۔۔اب۔۔۔"انکو بیٹھے دیکھ وہ پھر بولی

اوکے۔۔۔"وہ فائل سائیڈ کرتے اٹھ کھڑے ہوئے

لیکن جانے سے پہلے بھی

وہ بے چین ہی نظر آئے تھے

پولیس کو انفارم کر دیں اب۔۔۔"وہ گردن موڑ کر

انہیں دیکھ کر

بولی

اسکی بات پر ڈاکٹر برہان سر اثبات میں ہلاتے روم سے

باہر نکل گئے

جانے سے پہلے وہ زر تشم کو دیکھ کر گئے تھے

انکے جاتے کومل زر تشم کے روم میں چلی گئ تھی اسکا

ٹریٹمنٹ

وہ خود بھی دیکھ رہی تھی

ڈاکٹر برہان ہوسپٹل سے جیسے ہی ذرا دور آئے انہیں

محسوس ہوا

جیسے کوئی گاڑی انکا پیچھا کر رہی ہے انہوں نے بیک ویو

مرر میں

سے اس گاڑی کو دیکھا جو فورا سے دوسری گاڑی کے

پیچھے ہو

گئی تھی

انہیں لگا انکا وہم ہے لیکن کاش کہ وہ ایسا نہ سوچتے

وہ سیدھا ڈرائیو کرتے گئے یہ سڑک معمول کے

مطابق اس وقت بھی

آمدورفت گاڑیوں سے بھری پڑی تھی پاس میں ہی

شاپنگ مال اور

پارک تھے جس کی وجہ سے باقی سڑکوں کی نسبت یہ

سڑک زیادہ

مصروف رہتی تھی وہ سب گاڑیوں کے بیچ سے اپنی

گاڑی بڑی

مہارت سے نکال کر دوسری سڑک پر لے آئے جو

سیدھی انکے گھر کو

جاتی تھی لیکن یہاں آتے آتے ٹریفک کم ہوتا چلا جاتا

تھا کیونکہ یہ

ایریا اکثر سنسان رہتا تھا یہاں رہنے والے لوگ بائے

پروفیشن ڈاکٹرز

یا بزنس مینز ہی تھے زیادہ تر جس کی وجہ سے ہر کوئی

صبح کو

گھر سے نکلتا تو رات کو ہی گھر واپس لوٹتا یا پھر اگر کوئی

گھر

رہتا بھی تو ایسے جیسے وہ یہاں ہے ہی نہیں یہاں رہنے

والے سب

لوگ احساس نامی چیز سے واقف ہی نہیں تھے سب

کی اپنی اپنی

زندگی تھی نہ صرف باہر بلکہ گھر کے اندر بھی نہ باپ

بیٹے کو جانتا

تھا نہ ماں بیٹی کو کہیں کہیں تو عورتوں بیٹیوں کو اپنا پیٹ

پالنے

کیلئے خود کمانا پڑتا تھا کیونکہ انکی زمے داری اٹھانے والا

نہ کوئی

باپ تھا نہ بھائی نہ شوہر یہ آزادی صرف اسلام نے

عورت کو دی

ہے اسکی زمے داری ان چار مردوں پر ڈال کر جن

میں اسکا بیٹا بھی

شامل ہے

وہ اس سوسائٹی میں پچھلے کتنے ہی سالوں سے رہ رہے

تھے لیکن

کبھی انکا اثر ڈاکٹر برہان پر نہیں ہوا تھا اسکا اندازہ ایک

غیر

لڑکی کیلئے اتنے خطرناک لوگوں کے سامنے کھڑے

ہوکر اسکے لئے

اسٹینڈ لینے سے کیا جاسکتا تھا جس سے انکا کوئی خون کا

رشتہ

نہیں نہ ہی محبت کا پھر بھی وہ اسکے لئے دن رات لگے

ہوئے تھے

صرف اس لئے کہ وہ معصوم لڑکی معذور نہ ہو جائے

وہ ڈاکٹر تھے آئے دن معذور لوگوں کو دیکھتے تھے انکی

زندگی ان

کے اپنوں کا روکھا برتاؤ اسی لئے وہ نہیں چاہتے تھے

کہ وہ اپنی

زندگی کی اہمیت اپنی زندگی کے رنگ کھو دے

وہ گاڑی سوسائٹی میں داخل کرنے کے بعد بھی تقریباً

سات منٹ

تک اپنے اپارٹمنٹ تک پہنچے تھے اتنی بڑی یہ سوسائٹی

تھی شام کے

سائے گہرے ہو چلے تھے ہر طرح خاموشی مزید بڑھ

رہی تھی اسی

خاموشی میں انکی گاڑی کے ٹائر چرچرانے کی آواز فضا

میں

گونجی

وہ گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے تھکی تھکی سی چال

چلتے دروازے

تک آئے اور پینٹ کی جیب سے کی کارڈ نکال کر

دروازہ انلاک کرنے

لگے جب انکے سامنے موجود سکرین پر "آلریڈی

انلاکڈ" لکھا ہوا

آیا یہ دیکھ انکو اچنبھا ہوا ابھی تو انہوں نے کی کارڈ سکین

بھی

نہیں کیا تو کھلا کیسے وہ بے ساختہ سوچنے لگے

جب ذہن پر دباؤ دینے سے بھی کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ

چپ چاپ

اپارٹمنٹ میں داخل ہو گئے

اس وقت اس حد تک تھک چکے تھے کہ وہ بیڈ پر

گرتے تو شاید

اگلے روز ہی اٹھتے اندر آتے انہوں نے اپنے گھر میں

نظر دوڑائی ہر

چیز ویسی پڑی تھی

انہیں خود میں سے دواؤں کی بدبو آنے لگی وہ سیدھا

اپنے روم

میں گئے اور جیب کا سامان بیڈ پر رکھتے شرٹ کے بٹن

کھولنے لگے

انکا ایک ایک جیسے بہت غور سے دیکھا جا رہا تھا

شرٹ نکال کر انہوں نے بیڈ پر پھینک دی جس کے

بعد انکے بدن

کے خدوخال بھرپور طریقے سے نمایاں ہونے لگے

تھے سکس ایبز

پھولے ہوئے ٹھوس بائسپس چوڑی چھاتی اور کمر پر

پڑتا خم انکا

جسم ایک طلسمی وجود تھا جو کسی بھی عورت کو اپنی

جانب

مائل کرنے میں تیزی سے کامیاب ہو سکتا تھا

انہوں نے دونوں ہاتھ پیچھے کمر پر ٹکاتے گردن کو

دائیں سے بائیں

جھٹکا جس سے کمرے میں باقائدہ چیخ کی آواز پیدا ہوئی

ابھی بھی جیسے انکے وجود کو کوئی بڑی گہری نظروں

سے دیکھ رہا

تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان آنکھوں کا تاثر تیزی سے

بدلنے لگا

وہ شخص اپنے وہاں ہونے پر جیسے پچھتا رہا تھا

برہان وارڈروب سے کپڑے نکال کر باتھ روم میں

گئے جب پیچھے

سے کوئی انکی ٹرابس پیرنٹ ونڈو سے نمودار ہوا

اندر سے روف شاور سے پانی گرنے کی آوازیں

مسلسل آرہی تھی

وہ کچھ دیر نہا کر باتھ روب پہنے مرر کے سامنے آئے

اور برش اٹھا

کر فکسڈ ٹوتھ پیسٹ کے آگے کرتے اسے پریس

کرنے لگے

انکی نظریں یہ عمل کرتے ہوئے مرر میں نظر آنے

والی اپنی آنکھوں

پر تھیں جن کا رنگ سبز تھا پلکیں قدرتی لمبی اور گھنی

تھیں ان

کی آنکھیں سمو کی تھیں پر کشش کسی بھی اجنبی کو اپنی

جانب

کھینچ لینے والی

وہ برش کرتے ہوئے بھی اپنی آنکھوں کو دیکھتے رہے

جب انہیں باہر

سے کچھ گرنے کی آواز آئی وہ پہلے تھوڑے شاک

ہوئے پھر باہر آکر

یہاں وہاں دیکھنے لگے انکی ونڈو کھلی تھی وہ اسے دیکھ

آگے

آئے جہاں سے باہر پھولوں سے سجا گارڈن نظر آتا تھا

دکھائی دیا

انہیں یہ تو اندازہ ہونے لگا تھا جیسے کوئی تھا انکے قریب

اور اب

بھاگ گیا تھا

وہ واپس سے اندر آئے اور شیو کرتے خود کو مکمل طور

پر پرفیکٹ

کیا اور باہر آکر بیڈ پر رکھے کپڑے تبدیل کرنے لگے

وہ اکیلے رہتے

تھے کمرے میں چینج کرتے یا باتھ روم بات ایک

تھی

وہ سفید رنگ کا جوڑا تبدیل کرتے نماز کیلئے باہر

ڈرائنگ روم میں

نکل آئے اور جائے نماز بچھا کر نماز کی نیت کر گئے

گھر کا ماحول بے حد پر سکون تھا نماز ادا کرتے انہوں

نے اپنے لئے

ہلکا پھلکا سا کھانا بنایا اور اسے لے کر بالکنی میں رکھی

کرسی

ٹیبل پر آکر بیٹھ گئے ساتھ موبائل پر کسی کو ویڈیو کال

کرلی

انکی کال تیسری رنگ پر جا کر اٹھائی گئی جیسے مقابل اس

معاملے

میں بہت لاپرواہ تھا

آگئی یاد تمہیں۔۔۔" مقابل کی جانب سے ایک نسوانی

خوبصورت

آواز ابھری

برہان مبہم سے مسکرا کر کافی کا مگ لبوں سے لگا گئے

ویسے بہت ڈھیٹ معلوم ہوئے ہو ذرا بھی شرمندگی

نہیں کہ اتنے

دن بعد کال کر رہے ہو۔۔۔" وہ لڑکی خاصی سخت

ناراض لگ رہی

تھی

مصروف تھا ایک پیشنٹ کا کیس آگیا تھا۔۔۔" وہ ازحد

ٹھہرے لہجے

میں محبت سے جواب دینے لگے لیکن اس محبت پر

مقابل لڑکی

جیسے اور ناراض ہو گئی

پیشنٹ مجھ سے زیادہ ضروری ہیں۔۔۔؟ سوال کرتے

ہوئے اسکا لہجہ

جیسے بھیگ سا گیا

کم آن سوئٹ۔۔۔تم سے زیادہ کوئی ضروری نہیں

۔۔۔"انکے انداز میں

دنیا بھر بھی محبت تھی واقعی اس لڑکی کو دیکھ برہان

کے

چہرے پر الگ ہی چمک تھی

جھوٹ بولتے ہوئے شرم تو تم کو مگر آتی نہیں

۔۔۔"وہ لڑکی ساتھ

میں برتن دھو کر اسٹینڈ میں لگا رہی تھی اسکی بات پر

برہان

بے ساختہ گہرا مسکرا دیے وہ صرف مسکراتے تھے وہ
بھی اس
لڑکی کے ساتھ ہنستے ہوئے تو شاید خود انہوں نے بھی
خود کو
نہیں دیکھا ہو گا
طبعیت کیسی ہے۔۔۔اپنی صحت پر دھیان دے رہی
ہو یا نہیں۔۔۔"وہ
اب سپیکر کی طرح پوچھ رہے تھے

دے رہی ہوں ببا۔۔۔دکھ نہیں رہا کتنی موٹی ہو گئی

ہوں۔۔۔"

دکھ رہا ہے۔۔۔پھٹنے کے قریب ہو۔۔۔"انکی بات پر

وہ لڑکی زچ ہوتی

انہیں غصّے سے دیکھنے لگی اسکی چھوٹی سی ناک پر غصّہ

بھی

سوٹ کر رہا تھا

جسٹ کڈنگ۔۔۔اب ڈائٹ نہ شروع کر دینا اپنا

خیال رکھا کرو جانتی

ہوناں۔۔۔تم زندگی ہو میری۔۔۔"وہ آخر میں از حد

سنجیدہ ہوئے اور

اس لڑکی کو ستائشی نظروں سے دیکھنے لگے

تھوڑی دیر اس سے مزید بات کر کر موڈ فریش کرتے

وہ کال بند کر

گئے اور زرتشم کی رپورٹس دیکھنے لگے جو وہ ساتھ ہی

لے کر آ

گئے تھے

رات ایک بجے تک انہوں نے رپورٹس بھی اسٹڈی کی

اور کچھ دیر

آرام بھی کیا اور پھر واپس سے ہوسپٹل کیلئے نکل گئے

انکوا تنی

جلدی واپس دیکھ کومل کو حیرت نہیں ہوئی

اسے اندازہ تھا وہ بے چین ہڈی پھر آجائیں گے لیکن

انکے آنے کی وجہ

بھی اسے اسی وقت پتہ چل گئ تھی جس اسپیشلسٹ کو

انہوں

نے بلایا تھا وہ اسی وقت آئے تھے

____

وہ ہوسپٹل سے کچھ دیر پہلے ہی آئی تھی اسکے آتے

عبدلباری جسے

زمل سلا چکی تھی وہ بھی اٹھ گیا تھا پامیر کی تو الگ

باچھیں

کھل گئی تھی لیکن جلد ہی کومل نے اسکے ارمان یہ کہہ

کر ٹھنڈے

کر دیے تھے کہ اسے کام ہے وہ اسکے لئے اس وقت

میسر نہیں ہو

سکتی

وہ مرر کے سامنے کھڑا کتنی ہی دیر اسے گھورے گیا

اسکا بس نہیں

چلا کومل کی ساری فائلمیں تہس نہس کر دے

بیوی گھریلو اچھی۔۔۔" وہ دانت پیس کر بولتا بیڈ پر آ کر

بیٹھتا اپنا

لیپ ٹاپ بھی اٹھا گیا کومل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا

کیا مطلب اس بات کا۔۔۔؟ وہ واقعی نہیں سمجھی تھی

تم جانتی ہو کتنے دن ہو گئے ہمیں اچھا وقت گزارے

۔۔۔؟ وہ نہایت

سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

شاید ایک ماہ چھ دن۔۔۔" اسے اچھے سے یاد تھا اسکے

جواب پر

پامیر مزید سلگ اٹھا

ایک ماہ تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے ایک دن ہو۔۔۔" وہ

جل بھن کر

ہاتھ کھڑے کرتا بولا کومل کو اسکی حالت ترس کے

قابل لگی لیکن

صرف قابل لگی ترس کھایا نہیں اس ظالم عورت نے

تو ضروری ہے۔۔۔ایک بیٹا ہے تو ہمارا۔۔۔" وہ

عبدل باری کے گال پر

چٹکی کاٹتی نارمل لہجے میں بولی

صرف ایک ہے دس نہیں۔۔۔اور ضروری نہیں ہر

بار بچے ہوں۔۔۔شوہر

صرف بچے پیدا کرنے کیلئے پیار نہیں کرتا۔۔اسکا اپنا

بھی دل ہوتا

ہے۔۔" وہ اندر ہی اندر مزید جل کڑھ گیا

کیا ہوا ہے میر تم ٹھیک ہو۔۔؟ وہ ڈاکٹر ہو کر اسکی

حالت سمجھ

نہیں پارہی تھی اور نہ رشتہ ویسا رہا تھا کہ وہ کھل کر

اسے بتا

پاتا کہ اس وقت وہ کیا چاہتا ہے

ٹھیک ہوں۔۔۔ تم اپنا کام کرو۔۔۔" وہ جھلا کر بولتے

اپنے کام میں لگ

گیا کومل کو جیسے اور کچھ کہنا مناسب نہیں لگا اور شاید

یہی

اسکی غلطی تھی

اسے زرتشم کے بارے میں خیال آیا یہ بات دل سے

جیسے ایک دم سے

زبان پر آتی آتی پامیر کو غصّے میں دیکھ وہی بریک لگا

گئی

اس کا شدّت سے دل چاہا زر تشم کے بارے میں بات

کرے وہ جو اپنا

وہم سمجھ رہی ہے وہ ہے بھی یا نہیں

وہ کچھ دیر پامیر کو ہی دیکھتی رہی وہ لیپ ٹاپ سائیڈ

رکھے

عبدلباری کے ساتھ کھیلنے لگا جیسے اپنا دل بہلا رہا ہو

کومل کو اس

کی فکر نہیں تھی جانتی تھی اسکا شوہر جولی بندہ ہے

تھوڑی دیر

بعد وہی ہنستا ہوا نظر آئے گا

اور وہی ہوا عبد لباری اپنی کیو ٹنیس سے اسکے غصّے کو

ختم کر گیا

تھا وہ اب تھورا تھوڑا بیٹھنے لگا تھا پا میرا سے تکیوں کے

سہارے پر

بٹھا کر اس کے ساتھ کھیل رہا تھا

کیا کھیلوں میں تمہارے ساتھ ڈیڑھ فٹیے۔۔۔ چلو

ڈھشم ڈھشم

کھیلتے ہیں۔۔۔"وہ اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر عبدل باری

کے سامنے کر

گیا وہ بجائے اس پر مارنے کے اپنے باپ کا ہاتھ پکڑ کر

منہ میں لے

جانے لگا یہ دیکھ پامیر کا دل چاہا سر پیٹ لے

کھانا نہیں ہے۔۔۔میری جان کے ٹوٹے۔۔۔مارنا

ہے ایسے۔۔۔"اس نے ایک

ہلکا سا مکا جیسے ہی عبدلباری کے پھولے ہوئے گالوں

پر مارا اوہ بے

ساختہ بیڈ پر اوندھے منہ گر گیا

ارے۔۔۔"کومل ان باپ بیٹا کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہی تھی جب اپنے

بیٹے کو لگتے دیکھ اس نے لات سیدھی کرتے پامیر کو

دے ماری وہ

سیدھا بیڈ سے نیچے

ابا جی۔۔۔یہ کیا تھا۔۔"وہ نیچے پڑا اپنے کلھے مسلتا

اس سے

پوچھنے لگا

میرے بیٹے کو کیوں مارا۔۔۔"کونسا بیٹا وہ جو باپ کا مکا

کھا کر

بھی کھلکھلا رہا تھا

تمہارا بیٹا۔۔۔ہاں تمہارا۔۔۔اکیلے ڈاؤنلوڈ کیا تھا ناں

۔۔۔ظالم عورت۔۔۔"

وہ درد سے دوچار ہوتا وہی لیٹ گیا لگی بیس فیصد تھ

لیکن

ایکٹنگ اسی فیصد تھی

زیادہ زور سے لگی ۔۔۔آ۔۔۔میرا بچہ ۔۔۔ادھر آؤ

۔۔۔" وہ اٹھ کر اسے اٹھانے

گئی اور سہارا دے کر اٹھانے لگی لیکن وہ تھی تو عورت

ہی اتنے

بھاری چٹان کو کیسے اٹھا لیتی

پا میر خود اپنے دم پر کھڑا ہوتا دھم سے بیڈ پر گر گیا

آاااا۔۔۔میں گیا۔۔۔" وہ الٹا پڑا اپڑا چیخا اسے ہنسی

بھی آرہی تھی

لیکن ایکٹنگ سو فیصد رئیل کر رہا تھا

رکو۔۔۔میں دیکھتی ہوں۔۔۔"وہ اسکی شرٹ اوپر

کر کر اسکا جائزہ

لینے لگی اس نے ہلکا سا دباپر بھی دیکھا لیکن وہ چسکا تک

نہیں

یہاں درد ہے۔۔۔؟اس نے ایک جگہ ہاتھ رکھا

نہیں۔۔۔ذرا اوپر۔۔۔"اسکے اوپر کہتے کومل نے ہاتھ

سے اوپر دباؤ

دیا

یہاں۔۔۔؟اس نے پھر پوچھا

نہیں اور اوپر۔۔۔''کومل نے پھر اوپر ہاتھ سے دباؤ دیا

اور پھر پوچھا

لیکن پامیر نے منع کر دیا کرتے کرتے کومل نے پوری

کمر دبادی

کہاں درد ہے۔۔۔ ٹھیک سے بتاؤناں۔۔۔''وہ

پریشان سی پوچھ رہی تھی

پامیر نے کروٹ بدل کر سیدھے لیٹتے اسے دیکھا وہ

پریشان سی

بیٹھی تھی اس نے اسکا ہاتھ تھاما اور اپنے دل کے مقام

پر رکھ

لیا

یہاں درد ہے۔۔۔ علاج ہے اسکا۔۔۔؟ وہ از حد

سنجیدہ تھا کومل یک

ٹک اسے دیکھے گئی

پامیر اسکے اتنا سوچنے پر مبہم سا مسکرا دیا خود پر ہی اور

مڑنے

لگا جب کومل نے اسکا کندھا تھام کر اسے روک کر

اسکی آنکھوں

میں دیکھا

وہ بھی دیکھ رہا تھا لیکن اگلے ہی پل اسکی سانس رک گئی

جب

کومل اسکے دل کے مقام پر جھکتی اپنے لب ٹکا گئی ایک

کرنٹ سا

پا میر کے پورے جسم میں دوڑتا چلا گیا تھا وہ آنکھیں

بے اختیار

بند کرتے اس کرنٹ کو باقائدہ محسوس کرنے لگا

وہ کتنی ہی دیر اس ایک جگہ اپنے لب رکھے جھکی رہی

عبدل باری

کے ہاتھ میں زالے کا گڈارہ گیا تھا وہ اسی سے کھیلتے

ہوئے رک کر

اپنے ماں باپ کو دیکھنے لگا

وہ اب بڑا ہو رہا تھا چیزوں کو غور سے دیکھنے لگا تھا اور

ری ایکٹ

کرنے کی کوشش کرتا لیکن یہ عمل اسکے لئے نیو تھا

اپنے ماں باپ

کو عرصے بعد ایک ساتھ دیکھنا

بس۔۔۔درد ٹھیک ہوا۔۔۔؟وہ ذرا سا سر اٹھائے اپنی

دونوں ہتھیلیاں

پامیر کے کسرتی سینے پر رکھے پوچھنے لگی

نہیں۔۔۔"اب کہاں ٹھیک ہونا تھا اب تو بڑھ گیا تھا

کومل نے ذرا سا ہٹ کر دل کے قریب اپنے لب

رکھے

اب۔۔۔؟ پوچھ کر بنا جواب کے وہ دھیرے دھیرے

اسکے کسرتی

سینے پر بوسے ثبت کرتی پامیر کو ایک الگ ہی سکون کی

وادی

میں لے گئی وہ آنکھیں بند کئے کومل کے بالوں میں

انگلیاں پھنسائے

گہری سانسیں لینے لگا

کومل آگے آتی اسکے گلے کی ابھرتی گلٹی کو چومتی پامیر

کی بے

ساختہ سسکی نکلوا گئی

کتنے دن بعد اسے اسکی بے باک بیوی ملی تھی جو

شدّتیں ڈھانے میں

اسکے برابر کی شریک تھی یہی جنون تھا جسے وہ بری

طرح سے

مس کر رہا تھا

یہی سکوں تھا جس کے لئے پامیر سلطان ترس گیا تھا وہ

کومل کو

گردن سے پکڑ کر اوپر کھینچتے اسکے لبوں کو قید کر گیا پھر

نہ

وہ سانس لے سکا نہ کومل

عبدلباری اس گڈے میں پھر سے مگن ہو گیا تھا ابھی

وہ صرف ہووو

ہووو کر سکتا تھا اور وہی کر رہا تھا کبھی اس گڈے کو

الٹ پلٹ

کرنا تو کبھی منہ میں لینا اسکا یہی کھیل کافی دیر چلتا رہا

آج یہ

کمرہ واقعی کمرہ لگ رہا تھا جہاں محبتیں تھیں شدّتیں

تھیں اور

جنون تھا ایک مکمل خوشحال فیملی وقت کے ظلم سے

خدا اسے بچا

کر رکھے

صبح سویرے ٹھنڈا ٹھار موسم تھا کیونکہ رات خوب جم

کر برسات

ہوئی تھی اسی لئے آج سب گھر تھے اور انجوائے کر

رہے تھے انجوائے

کیا پا میر اور برلاس کی نوک جھوک نے ماحول کو چار

چاند لگا دیے

تھے وہ دونوں بوڑھے ہو جاتے شاید لیکن انکی تو تو میں

میں کبھی

ختم نہ ہوتی

آج مشی بھی کمرے سے باہر نکلی تھی اسکی طبعیت

پہلے سے کافی

بہتر تھی لیکن چہرے پر الجھنیں اب بھی باقی تھیں کہ

اسکی سوکن

ہے بھی یا نہیں

بچے تو چکن نہیں کھا سکتے میں ایسا کرتی ہوں انکے لئے

آلو بوائل

کر کر کچھ الگ سپائسی سا بنا دیتی ہوں ٹیسٹ بھی چینج

ہو جائے

گا اور کھا بھی لیں گے۔۔۔" زمل چٹکی بجاتی اسے

آئیڈیا دینے

لگی

ہمم۔۔۔بیسٹ آئیڈیا تم وہ کرو۔۔۔میں انکے لئے

پکوڑے بنادوں ورنہ

یہ چاروں دہشت گرد خود کچن میں گھس آئیں گے

افف پھر جو یہاں

تباہی اٹھے گی اللہ معاف کرے۔۔۔"کومل باقائدہ

کانوں کو ہاتھ

لگانے لگی

زمل ہنس کر بچوں کے لئے کچھ ہلکا پھلکا مگر تھوڑا
سپائسی ٹچ
دیے ڈش بنانے لگی بچے ہر چیز ناک منہ بنا کر کھا لیتے
تھے مگر سب
ہی بوائل ہوتا چاہے وہ چکن ہو چاول ہوں یا بڑا
گوشت یہاں تک کہ
سبزیاں بھی ابلی ہوئی ہوتی تھیں شاید یہی وجہ تھی کہ
انکے

ہاتھوں پر بل تک پڑتے تھے پٹھان کے بچے گولو مولو

سے جن کو ایک

ساتھ تو انکی ماں ماشاءللہ سے اٹھا بھی نہیں سکتی تھی

خواتینوں۔۔۔۔ذرا جلدی ہاتھ چلالو۔۔۔میرے

پیٹ کے چوہے احتجاج پر

اتر آئے۔۔۔" برلاس اور پامیر لڈو کھیل رہے تھے

جب برلاس نے منہ

اوپر کر کر بلند آواز میں دہائی دی

آرہے ہیں۔۔۔صبر کرو۔۔۔بچوں سے زیادہ بے

چین ہڈیاں اسکی ہیں۔۔۔"

کومل اور جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی

مشی خاموشی کھڑی تب سے سب کیلئے فریش جوس بنا

رہی تھی

چائے آخر میں بننی تھی اس موسم میں انجوائے کرنے

کیلئے

مشی۔۔۔تم ذرا ساتھ ساتھ انکو سرو کردو

۔۔۔"کومل کے کہنے پر وہ

سر ہلاتی آگے آکر سب کے ڈشز اٹھا کر باہر لے جا کر
ٹیبل پر سیٹ
کرنے لگی
زیحال اپنے کام میں ہی مگن تھا اور جب وہ کام میں ہو
تو یاقوت
کیسے کچھ اور کر لیتا وہ بھی فائلز اٹھا لایا
مشی ایک ایک چیز اٹھا کر ٹیبل پر سیٹ کر رہی تھی
جب اگلی بار

میں وہ دو تین چیزیں ایک ساتھ اٹھا لائی یہ دیکھ یاقوت

کی

نظر اس پر پڑتے وہ فورا اسے اٹھ کر اسکے پاس آیا اور

خود مل کر

اسکے ساتھ چیزیں سیٹ کرنے لگا

مشی نے خفا سی نظر اس پر ڈالی

میں کر لونگی۔۔۔آپ چلے جائیں۔۔۔"آپ؟ اس

نے آپ کہا یاقوت کو

اسکے آپ پر چار سو والٹ کا جھٹکا لگا تھا

طبعیت تو ٹھیک ہے۔۔۔؟ یہ آپ جناب کیا ڈش میں بنا کر اندر کھڑے

کھڑے کھا کر آئی ہو۔۔۔" وہ حیران تھا لیکن اسکی بات پر مشی نے

سر اٹھا کر اپنے قریب کھڑے پاگل شوہر کو دیکھا

ش۔۔۔آ۔۔۔مم میرا مطلب۔۔۔آپ جائیں۔۔۔" وہ بولنے شٹ اپ والی تھی

لیکن باقی کا لفظ منہ میں رکھ گئی اگر دوسری بیوی سن لیتی تو؟

اسکے دل میں خیال آیا

نہیں۔۔۔بول دوشٹ اپ۔۔۔"یاقوت آبرو

اٹھاتے اسے مزید زچ کرنے

لگا

آپ جا کیوں نہیں رہے۔۔۔"وہ جیسے عاجز آگئی تھی

دکھ نہیں رہا ہے تمہارے ساتھ مل کر ایٹم بومب بنا

رہا ہوں۔۔۔"یہ

سیدھا طنز تھا جو مشی کو محسوس بھی ہو گیا

ضرورت نہیں۔۔۔میں کرلونگی۔۔۔"وہ جھلا کر

اسکے ہاتھ سے پلیٹ

پکڑ کر خود رکھنے لگی

اب بھی انرجی باقی ہے۔۔۔لگتا ہے ڈوز پھر دینا پڑے

گا۔۔۔"اسکی بات

سمجھ کر مشی کا رنگ پل میں خفت سے سرخ پر ساتھ

آنکھوں

میں عرق بھی جمع ہونے لگا

دل نہیں بھرا۔۔۔پوری رات سزا دے کر۔۔۔"وہ

کرب بھرے لہجے میں

پوچھ رہی تھی دل ایک دم سے بھاری ہو گیا تھا یا قوت

اسکے ذرا

سا قریب ہو کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا

ایسی خوبصورت سزائیں تو زندگی بھر دیتا رہوں جاناں

۔۔۔"وہ

گھمبیر آواز میں سرگوشی کرتا مشی کی بولتی بند کروا گیا

مشی اسکی آنکھوں میں ہی دیکھ رہی تھی جبکہ رنگت

اسکی

شدّتوں کو یاد کرتی سرخ پڑ رہی تھی

اہمم۔۔۔" کچن سے نکلتی زمل نے جلدی سے گلا

کھنکارا اسے بھی

اگر برلاس نہ دیکھتا تو اس نے یہی سے گل ہو جانا تھا اور

اسے انکے

خوبصورت سین میں دخل اندازی نہ کرتی

لیکن اب کیا یا قوت جھٹ سے پیچھے ہو تا زیحال کے

پاس چلا گیا

کومل بھی باقی ڈشز لئے باہر آ گئ

مشی آپی۔۔۔آپ کا چہرہ لال کیوں ہو رہا ہے

۔۔۔"وہ جانتی تھی مگر

مشی کی حالت دیکھ اسے چھیڑنے میں مزہ آ رہا تھا

لگتا ہے اب جلدی خوشخبری ملے گی۔۔۔کیوں

۔۔۔؟کومل نے شریر

ہوتے آبرو مٹکائی

کیونکہ جو چیز پیار میں نہیں ہوتی وہ اکثر ناراضگی کروا

جاتی

ہے۔۔۔"اسکی بات تو سو فیصد درست تھی لیکن ان

باتوں پر مشی

شرم سے لال ہوتی سرخ انار سی بن گئ تھی اسے سمجھ

نہیں آئ

اپنے گالوں کی تپش کیسے چھپائے یا انکی نظروں سے

خود کو

ہی

مم۔۔۔میں چائے بنا لیتی ہوں۔۔۔" وہ بول کر جانے

ہی لگی تھی کہ

زمل نے روک لیا

ابھی کوئی نہیں پیئے گا۔۔۔آپ سکون سے بیٹھیں

۔۔۔ہم نہیں

چھیڑتی۔۔۔" وہ دونوں ساتھ ہنس بھی رہی تھیں

بچوں والی تھی

ناں بے شرم ہونا تو بنتا تھا

یاقوت دور بیٹھا چور آنکھوں سے مشی کے چہرے

کے بدلتے رنگ

دیکھ ان سے محفوظ ہو رہا تھا دونوں کی شادی کو بے

شک وقت

ہو گیا ہو لیکن اولاد کے بغیر دونوں ایسے تھے جیسے نیا

شادی شدہ

کپل

مجھے حویلی جانا ہے۔۔۔ داجی نے بلایا ہے

۔۔۔" کھانے کے دوران زیحال

نے سنجیدگی سے بتایا

خیریت۔۔؟ مطلب ایسے اچانک۔۔۔"یاقوت

پریشان ساہوا لیکن دوسری

جانب برلاس کا کھاتا ہاتھ رک گیا

ھمم۔۔۔داراب لالا کی بات پکی کرنے کا سوچ رہے

ہیں وہ۔۔۔اس لئے

شاید اسی مہینے نکاح کر دیں۔۔۔"اسکی بات پر مشی

اور کومل نے

ایک دوسرے کی جانب دیکھا کومل نے تو باقاعدہ

ہونٹ نکال لئے

تھے

اتنا ہینڈسم بچہ کسی اور کا ہو جائے گا بے ساختہ دونوں

نے

سوچا

ویسے انکی ہو کس سے رہی ہے آئی مین لڑکی کہاں کی

ہے۔۔۔" انکے

سوال پر زمل زیحال نے ایک دوسرے کی جانب

دیکھا زمل کے چہرے

پر غصّہ ظاہر ہونے لگا تھا

ولی کاکا کی بیٹی ہے۔۔۔میری بچپن کی سہیلی۔۔۔"یہ

ہوا تھا زمل کے

سر پر دھماکہ اس نے آنکھیں پھاڑے زیحال کو دیکھا

جو بڑی

مہارت سے اپنی ہنسی روکے ہوئے تھا

واؤ۔۔۔آپ کی سہیلی۔۔۔"برلاس نے چیخ کر زمل

کے صدمے میں اور

اضافہ کر دیا

زمل کا دل چاہا یہی کھڑی ہو کر اس گینگسٹر کا سر پھاڑ

دے

کب جائیں گے آپ میں بھی چلوں گا۔۔۔"یہ دوسرا

دھماکہ تھا برلاس

نے جو سب پر کیا تھا اس نے کبھی حویلی کے لوگوں کا

خود سے

ذکر تک نہیں کیا تھا جانا تو بہت دور کی بات اور آج وہ

خود وہاں

جا رہا تھا بات نارمل نہیں تھی

پوچھتا ہوں۔۔۔ پھر چلیں گے۔۔۔"آگے بھی انکی

نوک جھوک چلتی

رہی تھی اگر کوئی اس رات نوشیر وال کے دھاڑتے

وقت برلاس کی

آنکھوں کو دیکھ لیتا تو یقیناً اپنی جی جان لگا دیتا کہ یہ

شیطان

اس طرف کبھی منہ بھی نہ کرے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زریاب میٹنگ کے سلسلے میں دو دن سے باہر تھے

جب انکے حویلی

واپس آتے ان پر دھما کہ ہوا کہ داراب اور بیلا کا جلد

نکاح کیا جارہا

ہے ڈیل کامیاب ہونے کی جتنی خوشی انکو ہو رہی تھی

اب اس سے

کئ بڑھ کر انکی کیفیت اندر سے تباہ حال بن چکی تھی

داراب تو اس نکاح سے بچتے ڈیوٹی کا بہانہ کر کر حویلی

ہی نہیں

آرہا تھا

اس وقت حویلی میں ایک سنسناہٹ سی تھی ہر کوئی

خاموش

سہما کھڑا تھا دا جی باہر گئے ہوئے تھے جبکہ زریاب

ڈرائنگ روم

میں ہی شاہی کرسی پر براجمان ہاتھ کا مکا بنائے سختی

سے بند

کئے بیٹھے تھے

زری۔۔۔ تم اتنا غصّے میں رہے گا تو بات کیسے کرے گا

۔۔۔"فرخندہ

بیگم کو شوہر اور بیٹے کے غصّے سے اس وقت خوف آرہا

تھا پٹھان

ہونے پر کبھی کبھی انہیں پچھتاوہ ہوتا تھا یہ غصّہ سب کو

ہی

وراثت میں ملا تھا

بات۔۔۔؟آپ کو لگتا ہے ام بات کرے گا

۔۔۔؟انکی گرج دار آواز حویلی

میں گونجنے لگی خانم نے سہم کر مورے کا کندھا دبا کر

خاموش

رہنے کا اشارہ کیا

ام پوچھے گا مورے۔۔۔کہ ام کو کس سڑک سے اٹھا

کر لائے تھے دا

جی جو اتنی ناانصافی برت رہے ہے امارے ساتھ

۔۔۔"انکا ضبط ٹوٹ

رہا تھا

وہ خاموش تھے اس لئے کہ وقت رہتے وہ ان سے

بات کر لیں گے تا کہ

داراب کی شادی کہیں اور ہو سکے لیکن وہ ایسے اچانک

اپنا فیصلہ

سب پر مسلط کر دیں گے یہ نہیں سوچا تھا

یہ تو ہونا تھا بچے۔۔۔ بیلا اس گھر میں داراب کی منگیتر

ہے شادی

توہونی ہے۔۔۔" انکی بات پر بیلا جو اوپر جالیوں میں

کھڑی سب

سن رہی تھی اپنی انگلی میں پہنی انگوٹھی دیکھنے لگی وہ

جس کے

نام کی تھی اسی نے اب تک وہ انگوٹھی شاید دیکھی بھی

نہیں

تھی

وہ جتنی نفرت داراب سے کرتی تھی اس سے کئی زیادہ

وہ اس سے

کرتا تھا جو اسکے ہر عمل سی ظاہر بھی ہوتی تھی اسے وہ

دن یاد

آیا جب اسے داراب کے نام کرنے کا اعلان کیا گیا تھا

کھانے کی میز سجانے کیلئے اس وقت ملازموں کی بڑی

فوج اپنے پر

تول رہی تھی ہر کوئی اندر باہر بھاگ رہا تھا کسی کے ہاتھ

میں کوئی

ڈش تھی تو کسی کے ہاتھ میں کوئی ڈش تھی دیکھتے ہی

دیکھتے پورا میز شاہی کھانوں سے بھر گیا تھا آخر میں

ایک ملازم

نے میز کے بیچوں بیچ کینڈل اسٹینڈ رکھتے اس پر رکھی

موم بتیوں

کو جلا دیا جس سے روشنی کے ساتھ ساتھ اس میں سے

ایک بھنی

بھنی سی عطر کی خوشبو نکلنے لگی تھی اس وقت حویلی

پوری

روشنی میں ڈوبی ہوئی تھی لیکن یہ کینڈلز صرف خوشبو

کیلئے

لگائی جاتی تھیں ملازم کھانا لگا کر ایک جانب ہو گئے

تھے جب گھر

کے افراد دھیرے دھیرے کھانے کی میز پر جمع ہونے

لگے

سیماب نے آتے سب سے پہلے داجی پلیٹ میں کھانا

سرو کیا اور پھر

مور کی پلیٹ میں زریاب کو وہ انکے بعد کرتی تھی

سب کو کھانا سرو کرنے کے بعد وہ خود زریاب کے

ساتھ والی کرسی

پر بیٹھ گئی

جب دا جی نے میز پر ایک نظر گھمائی سب تھے وہاں

لیکن پھر بھی

کسی کی کمی تھی

بیلا کدر ہے ۔۔۔ اسکو بلاؤ ۔۔۔ "انکے منہ سے بیلا کا

ذکر سنتے زریاب

کو کھانا اپنے حلق میں اٹک تا ہوا محسوس ہونے لگا لیکن

انہوں نے

پھر بھی خود پر ضبط کر لیا

ملازم دوڑ کر اسے بلانے گیا وہ زیحال کے جاتے

کمرے میں جیسے

قید سی ہو گئی تھی کھانے پر بھی بہت کم آتی تھی لیکن

جب دا

جی بلالیں تب منع بھی نہیں کرتی تھی

ملازم کے بلانے کے چند منٹوں بعد وہ سر پر سلیقے سے

دوپٹہ جمائے

ڈائننگ ٹیبل پر آتی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی

بچے کدرتا تم۔۔۔کھانے پر کیوں نہیں آیا۔۔۔" دا

جی نے نہایت محبت

سے پوچھا

جبکہ کوئی زریاب کی جانب دیکھتا جن کا چہرہ اسکی

موجودگی

کے باعث سرخ ہونے لگا تھا

کاکا۔۔۔ام کو بھوک نہیں تھی۔۔۔" وہ صاف گویائی

سے جھوٹ

گھڑتی اپنے لئے کھانا سرو ہونے کا انتظار کرنے لگی

جب کسی نے نہ

کیا تو وہ خود سیماب کی جانب دیکھنے لگی

سیماب اسکے دیکھنے کا مقصد سمجھ چکی تھی تب ہی خود

اٹھ

کر اسے کھانا سرو کرنے لگی یہ دیکھ زریاب کے اندر

باقی نہیں رہی

تھی کہ انکی بیوی اس لڑکی کو کھانا سرو کر رہی ہے

ام نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔۔" داجی کی رعب دار

آواز گونجی سب ان

کی جانب متوجہ ہوئے انکو دیکھنے لگے

اب کیا فیصلہ کر لیا۔۔۔" بیلا دل ہی ڈل میں سوچتی

کڑوا سا منہ

بنانے لگی زیحال کے جانے کے کچھ دن بعد تک وہ

کمرے میں بند رہی

تھی اسکا سوگ مناتی رہی تھی لیکن اب جو بند کمرے

میں بھی

اسکے تیور بن چکے تھے وہ کوئی دیکھ لیتا تو شاید اسے ایک

پل

کیلئے بھی اس حویلی میں نہ رہنے دیتا وہ اپنے ایسے تن کر

بیٹھی

تھی جیسے وہ اس گھر کی مالکن ہو اور باقی سب اسکے

غلام

اتنے میں داراب بھی آ گیا تھا وہ رات ڈیوٹی سے واپس

آیا تھا تب

سے بس نیند ہی پوری کر رہا تھا گھر بھی شاید وہ صرف

نیند

پوری کرنے آتا تھا

اس وقت وہ پینٹ شرٹ میں ملبوس بال ایسے جیسے

بس ہاتھ

پھیر آیا ہو لیکن اس میں بھی وہ کف موڑے دل

دھڑکا جانے کی حد

تک ڈیشنگ لگ رہا تھا

وہ آتے ساتھ بیلا کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا

کیونکہ اس وقت

وہی اسکی کرسی بچی تھی باقی سب آخر میں تھیں

سیماب اٹھ کر اسے کھانا دینے ہی لگی تھی کہ اس نے

ہاتھ کے

اشارے سے اسے وہی روک دیا

میں لے لونگاناں۔۔۔آپ آرام سے کھائیں دن بھر

کام کرتی رہتی ہیں

ملازم کس لئے رکھے ہیں۔۔۔"وہ محبت بھرے لہجے

میں ڈپٹ رہا

تھا وہ رشتے میں بے شک اس سے بڑی تھی لیکن عمر

میں اس سے

چھوٹی تھی جس کی وجہ سے وہ کبھی کبھی اسے بھا بھی

کہہ دیتا

تھا اور کبھی نہیں بھی

بیلا نے اسکی بات سنتے برا سا منہ بنایا اس کا بس چلتا وہ

سیماب

کوان تمام ملازموں کی جگہ رکھ لیتی

ارے داراب بھی آگیا اب تو اور اچھا ہو گیا۔۔۔ام

چاہتا ہے کہ بیلا اور

داراب کی منگنی کر دیں۔۔۔''یہ ہوا تھا سب کے

سروں پر دھماکہ

سب نے حیرت زدہ نظروں سے انکی جانب دیکھا بیلا

تو یوں تھی

جیسے کوئی پتھر کی مورت

داراب کا کھانا کھاتے ہوئے منہ کو جاتا ہاتھ رک گیا

اس نے نظر

اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا اتنی جلدی وہ یہ فیصلہ کر دیں

گے اس

نے سوچا نہیں تھا

اتنی جلدی کیا ہے داجی۔۔۔ابھی وہ ڈیوٹی پر فوکس کر

رہا ہے۔۔۔"

زریاب کو جیسے کوئی اور بہانہ نہیں سوجھا تھا ایک بھائی

کو بچا

کر وہ دوسرے کو اس کنویں میں گرنے نہیں دینا

چاہتے تھے

تو ام بھی صرف منگنی کا ہی بول رہا ہے۔۔۔'' اسی

وقت ایک ملازم

تھال میں انگوٹھی لئے حاضر ہوا اسے دیکھ بیلا نے

جھٹ سے

داراب کی جانب دیکھا جو ٹیبل پر ہاتھ رکھے مٹھیاں

زور سے

بھنچے ہوئے تھا اس نے تو شاید ایک بار بھی نظر اٹھا کر

اسکی

جانب نہیں دیکھا ہو گا

داراب۔۔۔بیلا کو انگوٹھی پہنا دو۔۔۔"مورے کی

آواز بوجھل تھی

یقیناً وہ اپنے حصّے کا اپنے بیٹے کے حق میں بول چکی

تھیں لیکن

انکی کب سنی جاتی تھی ہوتا وہی تھا جو دا جی کہتے تھے

داراب نے اپنی ماں کی جانب دیکھا

میں ان چونچلوں پر یقین نہیں رکھتا مورے۔۔۔ جس

دن داجی کہیں

گے اس دن سیدھا نکاح کرلونگا۔۔۔" کہتے وہ رکا

نہیں تھا بنا کھائے

اٹھ کر وہ حویلی سے ہی باہر نکل گیا تھا

اسکے جاتے ایک سناٹا سا چھا گیا سب کو داجی کے قہر

سے خوف

آرہا تھا زریاب نارمل بیٹھے تھے انکو اچھا لگا کہ دار اب

یوں اٹھ

کر چلا گیا

داجی نے شعلہ بار نگاہوں سے فرخندہ بیگم کی جانب

دیکھا جو

فوراً سے نظریں جھکا گئیں اب جب بیٹا ہی چلا گیا تھا تو

وہ کیا

کر سکتے تھے تھوڑی ہی دیر میں بیلا کو صوفے پر

بٹھاتے اسکے سر

پر داراب کے نام کی لال چنری ڈال دی گئ تھی

وہ سیدھی بت بنی بیٹھی تھی ایسے جیسے سانس بھی نہ

لے رہی

ہو اس دن اس نے داراب کی بات سنی ضرور تھی

لیکن سمجھی نہیں

تھی وہ زیحال کے غم میں ہی اتنی نڈھال تھی

آج پتہ چلا کہ اسے داراب خان آفندی کے نام کیا جا

رہا ہے ایک ایسے

شخص کے نام جس نے کبھی اس طرف اپنائیت بھری

نگاہ بھی

نہیں اٹھائی تھی

مورے نے اسکے ہاتھ کی انگلی میں داراب کے نام کی

انگوٹھی پہنا

دی تھی جس کے محسوس ہوتے بیلا کو لگا جیسے اسکی

انگلی جل

رہی ہو اسکی آنکھوں میں تیزی سے آنسوں جمع ہونے

لگے

اسکا دل چاہا بھاگ جائے اس شخص کا نام اپنی سماعتوں

سے نکال

باہر کرے وہ کیسے اس پتھر دل شخص کے نام ہو سکتی

تھی جو

اس سے بے پناہ نفرت کرتا تھا اسکے ساتھ بیلا آفندی

کی زندگی

کیسے جہنم بن جاتی اسکا اندازہ اسے ابھی سے بخوبی تھا

وہ وہی اوپر جالیوں میں کھڑی نیچے سب کی باتیں سن

رہی تھی

منگنی پر داراب کا لہجہ یاد کرتے اسے نکاح سے ایک دم

خوف سا

آنے لگا وہ الٹے قدموں کمرے میں بھاگ گئی

اور دروازہ بند کرتے رونے لگی نہیں اسے مرنا نہیں

تھا

____

اس نے زمل کو کہا تھا کہ وہ ساتھ چلے لیکن اس نے

صاف انکار کر

دیا تھا وہ اس جگہ ہرگز نہیں جا سکتی تھی جہاں اسے

زندگی کا

سب سے بڑا جھٹکا لگا تھا

وہ مرر کے سامنے ٹائی باندھ رہا تھا ساتھ مرر میں نظر آتی زمل کو

بھی محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا

وہ بیڈ پر بیٹھی دونوں بچوں کے آگے اے بی سی والی کتاب رکھے

انکو پڑھا رہی تھی وہ چوزے اتنے تھے نہیں کہ پڑھ سکیں لیکن ان

کی ظالم ماں کو انکے باپ سے بدلہ لینے کا اس سے بہتر طریقہ نہیں

ملا تھا

کہ اگر وہ پڑھے گی تو اسکے بچے بھی پڑھیں گے زیچال

کو بے

تحاشہ اپنے بچوں پر ترس آیا جو گگو مگو سے معصوم بنے

بیٹھے

اپنی ماں کو دیکھ رہے تھے اسکے پاس ڈیجیٹل بک تھی

جس میں

الفابیٹ پر کلک کرنے سے اس میں سے ساؤنڈ نکلتا

پڑھو۔۔۔اے۔۔۔"وہ اے پر انگلی رکھتی دونوں کو

پڑھانے لگی

مما۔۔۔فی۔۔۔دو۔۔۔"زامل کس معصوم سے

اسکے دوپٹے کو کھینچتا

فیڈو مانگ رہا تھا اس پر زیحال کو بے ساختہ ہنسی آگئی

نہیں۔۔۔کوئی فیڈو نہیں ہے۔۔۔پڑھو چپ چاپ نا

لائق باپ کی نالائق

اولاد۔۔۔"خود میں میں گھسیٹے جانے پر زیحال کو ذرا

حیرت نہ

ہوئی اب اسے عادت ہو چکی تھی

ماہ۔۔۔اممم۔۔۔"زالے ہونٹ گول کرتی اپنی ماں کو

امممادینے لگی یہ

دیکھ زمل کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے

اتنی دیر تم نے خود پڑھا ہوتا تو ایک کلاس پاس کر لیتی

۔۔۔"زیحال

کوٹ اٹھا کر اسکی جانب آتے جھک کر اسکے سر پر ایک

بوسہ

دے گیا

کیوں پڑھوں میں اکیلی۔۔۔یہ بھی پڑھیں گے

۔۔۔"صد شکر کہ اس نے

زیحال کو نہیں کہا ساتھ پڑھنے کو اب کیا بیوی کی محبت

میں

ایشین گینگسٹر کو پڑھنا بھی پڑتا نہیں یہ ناانصافی تھی

اس نے

بے ساختہ سوچا

وہ وہی کھڑا اپنے بچوں کو دیکھ ہی رہا تھا جب بر لاس

دروازہ

ناک کرتے اندر آگیا کیونکہ دروازہ کھلا تھا جس کا

مطلب تھا کوئی

بھی کسی بھی وقت انٹری مار سکتا تھا

آئی ایم ریڈی برو۔۔۔" وہ وائٹ پینٹ شرٹ پر

لائٹ پنک کلر کا جیکٹ

پہنے پیروں میں جوگرز فل تیار شیار ہو کر کھڑا تھا

پرفیوم بھی

آج تو جیسے بھر بھر کر لگائی تھی

خیر ہے۔۔؟لڑکی دیکھنے جارہے ہیں آپ لوگ

۔۔۔؟زمل کو اس سے بڑھ

کر حیرت ہوئی برلاس چہرے سے ہی بے حد ایکسائیٹڈ

لگ رہا تھا

زمل کی بات پر اس نے گھور کر اسے دیکھا

تم اجازت لے دو۔۔۔وہ بھی دیکھ آؤنگا۔۔۔ چلیں

بھائی۔۔۔"وہ زمل کے

سر پر ہلکی سی چپت لگاتے زیحال کی جانب متوجہ ہوا وہ

کبھی

ان بہن بھائی کے بیچ بولتا نہیں تھا

چلو۔۔۔" وہ بے ساختہ مسکراتا آگے نکل گیا جب

پیچھے سے اپنے باپ

اور تا کو باہر جاتے دیکھ زامل کا ریڈیو آن ہو گیا

نہیں بیٹا۔۔۔ وہ کام سے جا رہے ہیں۔۔۔" زمل نے

اسکا ننھا سا چہرہ

اپنی جانب موڑ کر پیار سے بہلایا

لیکن زامل کو اب کہاں سمجھ آنی تھی وہ کتنی ہی دیر روتا

رہا اس

کو روتے دیکھ زالے بھی رونے لگی زمل دونوں کو ایک

سا شروع

ہوتے دیکھ سے پکڑ کر بیٹھ گئ

اسکی گاڑی حویلی کے باہر آکر جیسے ہی رکی اسکے ٹائر

باقائدہ

ہوامیں چرچرائے ملازموں نے مڑمڑ کر پیچھے دیکھا

جہاں سے ان

کی نظر گاڑی سے نکلنے والے شخص پر گئی اسے دیکھ

سب کی

آنکھیں تقریباً حیرت سے پھٹی تھیں

کیونکہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ خان حویلی کا سب سے

چھوٹا بگڑا

پٹھان تھا جس کے آگے کوئی سانس بھی لے لے تو

بڑی بہادری کا کام

تھا

زیحال کے گاڑی سے نکلتے برلاس شاہ بھی نکل آیا تھا

جو وہی کھڑا

سر اٹھائے اس اونچی حویلی کو دیکھنے لگا تھا یہ ایک

شاہی

حویلی تھی ایسے جیسے پہلے زمانوں میں بادشاہوں کی

ہوتی تھی

ہر طرف ملازم گارڈز سیکیورٹی اسے کچھ بھی دیکھ

حیرت نہیں

ہوئی اپنے بھائی کی حیثیت وہ پہلے سے جانتا تھا بظاہر

دکھنے والا

ایک سادہ سادہ سا ڈاکوا تنے بڑے خاندان کا وارث تھا

برلاس نے مڑ کر زیجال کو دیکھا جس کے ہاتھ کو ملازم

چوم کر

اپنی آنکھوں کو لگانے ہی والا تھا کہ اس نے فوراً سے

اپنا ہاتھ پیچھے

کھینچ لیا

اسکی ضرورت نہیں کاکا۔۔۔ طبعیت کیسی ہے آپ کی

۔۔۔" وہ عمر

رسیدہ شخص تھے جو یہاں تب سے تھے جب زیحال

چھوٹا تھا

کرم اللہ پاک کا۔۔۔ تم کو دیکھ کر آنکھ ٹھنڈا ہو گیا بچے

۔۔۔" وہ

واقعی اسے دیکھ بے حد خوش ہوئے تھے

حویلی میں ملازم اور بھی تھے جو یہی ملائشیا سے تھے

لیکن جو

بات پاکستان سے لائے گئے ملازموں میں تھی وہ

یہاں کے ملازموں

میں کہا

زیحال مسکرا کر آگے بڑھ گیا وہ جیسے جیسے قدم اندر کی

جانب

بڑھا رہا تھا دل کی کیفیت بدلتی جا رہی تھی جب سے وہ

ملائشیا

شفٹ ہوا تھا تب سے وہ اب یہاں آیا تھا اس حویلی کو

دیکھا اسے

کچھ یاد آنے لگتا تھا کچھ بہت بھیانک

برلاس اسکے پیچھے چلتا ہوا حویلی میں آیا جب اسکی نظر

پہلے

زریاب پر پڑی

وہ سفید کرتا شلوار میں ہاتھ پر گھڑی باندھتے سیڑھیاں

اتر رہے

تھے

ارے۔۔۔زی۔۔۔"انکی نظر جیسے ہی زیحال پر پڑی

انکے منہ سے بے

ساختہ نکلا ان کے پیچھے پیچھے ہی داراب بھی نیچے آگیا

تھا

آج تو دا جی نے اسے بھی ڈیوٹی پر جانے نہیں دیا تھا

کیسا ہے تم بچے۔۔۔تم ادر۔۔۔"زریاب تو خوشی سے

جیسے ساتویں

آسمان پر پہنچ گئے تھے

داراب نے آگے بڑھ کر براس کو سینے سے لگا لیا وہ قد

میں تقریباً

اسکے برابر ہی تھا لیکن عمر کا فرق دونوں میں واضح تھا

آج تو حویلی کی قسمت جاگ گئی۔۔۔ برلاس میاں

آئیں ہیں۔۔۔"وہ

برلاس کو دیکھ بے حد خوش تھا اتنا ہی خوش وہ بھی تھا

لیکن اس

کی خوشی الگ تھی

ہاں امارے زی کا بگڑا بچہ۔۔۔ادر آؤ ماڑا تم کو دیکھ کر تو

دل جوان ہو

گیا۔۔۔"زریاب اپنے بازو کھولتے برلاس کو اپنے

پاس بلانے لگے وہ

آ گے آتا انکے سینے سے لگ گیا

زریاب واقعی دونوں کو دیکھ بے حد خوش ہوئے تھے

انکی خوشی

انکے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہی تھی وہ دونوں کو

لئے آ گے آ گئے

انکی آوازیں سن کر فرخندہ بیگم اور سیماب بھی وہی آ

گئی

مورے کی خوشی تو زریاب سے بھی بڑھ چڑھ کر تھی

وہ تو دونوں

کے صدقے واری جارہی تھیں

تم کیسا ہے برلاس۔۔۔پہلی بار ادر آیا ہے

۔۔۔"سیماب نے دور بیٹھے

برلاس کو مخاطب کیا جو پہلی بار آیا تھا اور پہلی بار ہی ہر

چیز

بڑی غور سے دیکھ رہا تھا

وہ یہاں آیا نہیں تھا پھر بھی یہاں زیحال کے توسط

سے اسے سب

اچھے سے جانتے تھے

میں ٹھیک ہوں۔۔۔" پہلی بار اسکے منہ سے آواز نکلی

ورنہ تو چپ چپ

سا تھا

ام کو بہت خوشی ہوئی۔۔۔ تم لوگ ادر آیا

۔۔۔" مورے کا بس نہیں چل

رہا تھا کہ دونوں کو بٹھائے تو بٹھائے کہاں

ملازم انکے لئے مشروبات لے آیا لیکن دونوں نے

اسے ہاتھ تک نہیں

لگا یا مورے کی آنکھوں میں نمی تھی اپنے بیٹے کو دیکھ

دیکھ کر جو

اپنے ہی گھر میں غیروں کی طرح بیٹھا تھا

بچہ لوگ کو بھی لے کر آتا۔۔۔"انہوں نے زمل کا

ذکر کیا ساتھ خود ہی

اسکا آخری بار یہاں سے جانا یاد آگیا یہی وجہ تھی کہ

زیحال

خاموش تھا اسکی تکلیف اپنی جگہ تھی وہ ان تکلیفوں کو

بھول

بھی جاتا لیکن یہاں سے جانے کے بعد زمل کی موت

جیسی قیامت جو

اس پر ٹوٹی تھی وہ چاہ کر بھی نہیں بھول سکتا تھا اسے

یاد

کرتے تو جیسے روح لرز اٹھتی تھی

نہیں مور۔۔۔زمل کو کالج جانا تھا۔۔۔"وہ قدرے

نارمل لہجے میں

بولا زمل کے کالج جانے کا سنتے مورے کو جیسے جھٹکا سا

لگا

کیا۔۔۔؟وہ کالج جاتا ہے۔۔۔ام کو بتایا کیوں نہیں

۔۔۔"انکو حیرت پر

حیرت ہو رہی تھی

مورے اسکی پڑھائی رہتی تھی اس لئے یوز آگے

ایڈمیشن دلوایا

ہے۔۔۔"ان سب میں زریاب خاموش تھے شاید

انکی وہ جگہ نہیں رہی

تھی کہ وہ کچھ کہہ سکتے وہ اب سب سے الگ تھا اے

اصول اس

حویلی سے الگ ہو چکے تھے

اچھی بات ہے۔۔۔ عورت کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری

ہے۔۔۔"وہ بھی

زیحال کے ساتھ ہاں میں شامل ہو گئے لیکن مورے

تو کیسے صدمے

میں ہی چلی گئی تھیں مطلب یہ ایک اور بڑا طوفان تھا

اگر دا جی

کو معلوم ہو جاتا کہ انکی بہو کالج جاتی ہے

داجی کہاں ہیں۔۔۔ان سے مل کر نکلنا ہے ہمیں

۔۔۔"زیحال نے یہاں وہاں

نظر دوڑائی

آتے ہونگے تم کو جلدی ہے کیا۔۔۔"انکی آنکھیں

اب تک ٹھنڈی ہوئی

نہیں تھیں کہ وہ جانے کی بات پر آگیا تھا

وہ لوگ کافی دیر بیٹھے بات کرتے رہے نوشیر وال خان

کے آنے کے

بعد بھی سب نے کافی دیر باتیں کی لیکن اس دوران

برلاس بلکل

خاموش تھا وہ داجی سے اس طرح نہیں ملا جیسے باقی

سب سے

ملا تھا ان سے تو وہ خار سی محسوس کر رہا تھا

روم میں چل کر بات کریں۔۔۔"زیحال نے کچھ

ہچکچاتے ہوئے کہا

زریاب اسکے چہرے کی جانب دیکھتے نظریں موڑ کر

برلاس کو

دیکھنے لگے جو اپنے موبائل پر جھکا ہوا تھا

کیوں نہیں۔۔۔"انکے بولتے زیحال اٹھ کھڑا ہوا

برلاس۔۔۔تم حویلی دیکھو۔۔۔میں آیا

۔۔۔"زیحال کی بات پر برلاس نے

جھٹ سے سر اثبات میں ہلا دیا جیسے وہ بھی پہلے سے

ہی تیار

بیٹھا تھا

حویلی کے مرد اٹھ کر مردان خانے کی جانب بڑھ گئے

جہاں صرف

مردوں کا آنا جانا تھا حویلی کی خواتین پر سخت پابندی

تھی وہاں

جانے پر

انکے جاتے برلاس نے انگائی لیتے یہاں وہاں بڑی

فرصت سے دیکھا

کیوں کرتے ہیں ایسے۔۔۔ نہیں کرنا چاہئے ناں

۔۔۔"وہ اس مردان خانے

کی جانب دیکھتا جس ٹھٹھرتے لہجے میں بولا تھا اسے

کوئی سن

لیتاتواس سے خوف کھاتا

وہ دھیرے سے اٹھ کھڑا ہوااور قدم اٹھائے باہر کی

جانب بڑھ گیا

حویلی سے باہر آتے اس نے اسی عمر رسیدہ ملازم کو

دیکھاوہ تو

اسے نظر نہیں آیاالبتہ ایک ملازمہ نظر آگئی تھی کم

سن جوان

خاص ملازموں والا یونیفارم پہنے چلتا پھرتا بومب

اسے دیکھ برلاس نے ہونٹ گول کرتے سیٹی بجائی اور

بڑی غور سے

اسے دیکھنے لگا

آ۔۔۔ہاں۔۔۔لالا۔۔۔کیا ایٹم رکھا ہے۔۔۔"وہ

شوخ ہوتے اسکی جانب بڑھ

گیا وہ پودوں کو کھڑی پانی دے رہی تھی جب ساتھ آ

کر کھڑے

ہینڈسم چارمنگ لڑکے پر نظر پڑی

ہیلو۔۔بیوٹیفل لیڈی۔۔۔" لہجے کو از حد شیریں

بناتے وہ اسکی جانب

دیکھ کر جس انداز میں مخاطب ہوا تھا اس لڑکی کے گال

تو ایسے

ہی تپ اٹھے تھے

کسرت سے جم کی گئی باڈی صاف اجلی رنگت

خوبصورت نین

نقوش ڈیشنگ پرسنالٹی اتنا سوہنا بچہ دیکھ تو اس لڑکی

کے منہ

میں بھی پانی آگیا تھا

کیا ہم ایک دوسرے کو تھوڑی دیر کیلئے ڈیٹ کر سکتے

ہیں۔۔۔؟ وہ

پیشکش بڑی خوبصورت کر رہا تھا لیکن تھا حویلی کے

اندر وہ میڈ

اسکی بات پر ایک دم سے گھبرا کر پیچھے دیکھنے لگی جیسے

کسی

نے اسکی بات سن نہ لی ہو

ڈونٹ وری۔۔۔کوئی کچھ نہیں کہے گا۔۔۔کیونکہ

میں اس حویلی کا

کچھ نہیں لگتا۔۔۔"کس شان بے نیازی سے کندھے

اچکائے

بائے داوے آئی ایم برلاس اینڈ یو مس ورلڈ۔۔۔"وہ

صدا کا ٹھرکی اپنی

ٹھرک سے اس لڑکی کو پاگل کر رہا تھا

یو آر سو سمیکسی۔۔۔"وہ میڈا اسکی چارمنگ پرسنالٹی

دیکھ شریر

انداز میں بولتی ایک دم سے برلاس کا منہ حیرت سے
کھلوا گئی

وو۔۔۔واٹ۔۔۔؟آ۔۔۔آئی مین۔۔۔ی
۔۔۔یس۔۔۔"وہ صحیح میں گڑ بڑا گیا
تھا اسے اندازہ تھا کہ وہ لڑکی پٹ جلدی جائے گی لیکن
اتنی جلدی
لائن پر آجائے گی یہ نہیں سوچا تھا اسے تو اپنی عزت کی
فکر لگ
گئی تھی

وہ لڑکی نظر بچا کر برلاس کو آگے آنے کا اشارہ کرتی

آگے بڑھ گئی

برلاس نے جھٹ آسمان کی جانب دیکھا اور دل ہی

دل میں کسی کی

امانت میں خیانت کرنے کی معافی مانگ لی

وہ اندر جا ہی رہا تھا جب ایک گاڑی اسکے قریب آ کر

رکی اسی وقت

اسے پامیر کی کال آگئی جسے پک کرتے وہ وہی کھڑا ہو

کر اس سے

بات کرنے لگا

نہیں میں نہیں آرہا۔۔۔'' وہ اسے آفس بلا رہا تھا یقیناً

اسکے بغیر اسکا

دل کہاں لگ رہا ہوگا برلاس شاہ کہنے کو چھوٹا بھائی تھا

ورنہ اسکی

ڈیوٹی تو اپنے سوہنے مکھڑے سے سب کو خوش کرنے

کی تھی

وہ وہی کھڑا اپا میر کو نہ نہ کر ہی رہا تھا جب اس سے عمر

میں بڑا

ایک شخص جس کی عمر تقریباً زیحال کے برابر تھی

اسکے پیچھے دو ملازم تھے یقیناً اسکے گارڈ تھے

اس نے رک کر برلاس کی جانب دیکھا دیکھتے ہی اس

نے آنکھوں پر

سے گلاسسز اتار کر اسے اور غور سے دیکھا وہ بالاج کے

لئے ایک غیر

شناسا چہرہ تھا

وہ رک کر برلاس کو دیکھ ہی رہا تھا جب ایک ملازم ہاتھ

میں پھلوں

اور مٹھائیوں کی ٹوکری پکڑے جلد بازی میں آتا بالاج

کے کندھے سے

ٹکرا گیا یہ ضرب اسکی اسی چوٹ پر لگی تھی جو ڈاکٹر برہا

ن نے

اسے دی تھی اور وہ اب تک نہیں بھری تھی

بالاج دھاڑتے ہوئے پیچھے مڑا اور اس ملازم کو خون

خوار نظروں

سے دیکھنے لگا

اندھا ہے۔۔۔ تم کو نظر نہیں آتا۔۔۔" سامنے وہی عمر

رسیدہ ملازم تھا

انکی آواز پر برلاس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا

سوری خان۔۔۔ام کو دکھا نہیں۔۔۔" وہ شخص دھیمے

لہجے میں سر

جھکائے معافی مانگنے لگا

لیکن بالاج کو اسکے صرف خان کہنے پر شدید طیش آیا

اس نے آگے

آتے اس ملازم کا گریبان پکڑ لیا

کیا بولا تم۔۔۔؟ہاں۔۔۔ تمارا اتنا ہمت کہ تم ام کو

خان بولے۔۔۔دو کوڑی

کا حیثیت ہے تمارا۔۔۔ صرف صاحب بولو سمجھا تم

۔۔۔"وہ انکا گریبان

پکڑا ے انکے منہ پر دھاڑ رہا تھا

برلاس نے اس ملازم کے ساتھ اپنے باپ کو اچھے سے

پیش آتے دیکھا

تھا تو وہ اسکے لئے بھی یقیناً عزت کے قابل تھے

وہ فون بیچ میں ہی بند کرتے آگے آیا اور ایک جھٹکے میں

اس ملازم

کا گریبان چھڑوا کر اسے پیچھے کرتا خود انکے بیچ میں آ

گیا

وہ معذرت کر رہے ہیں ناں۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ

ٹھہرے لہجے میں

بولتا بالاج کی آنکھوں میں دیکھنے لگا

جبکہ اپنا ہاتھ ایسے جھٹکے جانے پر بالاج کی آنکھیں تو

جیسے پھٹ

چکی تھیں اسے یقین نہیں آیا ایک انجان شخص نے

اسکا ہاتھ

جھٹکا

تم کون۔۔۔اور تمارا ہمت کیسے ہوا امارا ہاتھ جھٹکنے کا

۔۔۔"وہ طیش

بھری نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتا پوری قوت سے

دھاڑا تھا

نہیں اسے دھاڑنا نہیں چاہیۓ تھا اسے آواز بلند نہیں

کرنی چاہیۓ

تھی اسی آواز کو سنتے ساکت کھڑے برلاس کی

آنکھوں کے ڈورے

پل میں گہرے سرخ پڑے ان آنکھوں کا رنگ بدلنا

کبھی بھی اچھی

بات کی علامت نہیں ہوتا تھا

بول۔۔۔" بالاج پھر سے اسکے منہ پر دھاڑا

نہیں کاش وہ چپ کر جائے وہ چیخا تھا اسکی چیخ برلاس

کی

سماعتوں میں گونجی تھی

وہ پوری قوت سے جبڑے بھنچے بالاج کو دیکھتا ساتھ

ہاتھ کی

مٹھیاں زور سے بھینچ گیا یہاں کوئی بالاج خان نہ بچتا

اگر اس

بیسٹ کو وہ آواز نہ سنائی دیتی

برلاس۔۔۔"زیحال اسی وقت وہاں آگیا تھا وہ

برلاس کو ہی دیکھنے

وہاں آیا تھا جب اسکی سماعتوں میں بالاج کی دھاڑ

گونجی اسے

سب سے پہلے برلاس کا ہی خیال آیا تھا تب ہی وہ بھاگتا

ہوا اس

جانب آ گیا

اسکا وقت پر آنا آج بالاج خان آفندی کی جان بخشی

کروا گیا تھا

برلاس نے گردن موڑ کر زیحال کو دیکھا جو اسکی

جانب ہی آ

رہا تھا

برلاس کے پاس آتے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب

کر لیا بالاج کھڑا

کبھی زیحال کو دیکھے تو کبھی اسکے ساتھ کھڑے اس

چوبیس

سالہ لڑکے کو

تم۔۔۔تم ادر۔۔۔کب۔۔۔" بالاج زیحال کو دیکھ

جس کرخت لہجے میں

مخاطب ہونے ہی لگا تھا زیحال نے اسے بیچ میں روک

دیا

داجی اس کمرے میں ہیں۔۔۔"اس نے سختی سے انگلی

اس جانب کر

کر اسے صاف راستہ دکھایا جس پر بالاج اندر تک سلگ

اٹھا

اسکے جاتے برلاس کی نظر اسکی پیٹھ پر ہی جمی تھی

مجھے دیکھو۔۔۔"زیحال نے اسکا چہرہ اپنی جانب

موڑا

وہ چلایا مجھ پر۔۔۔" برلاس کی آواز بھاری تھی جیسے

خود پر

کڑا ضبط کر رہا ہو

کوئی نہیں چلایا۔۔۔ریلیکس۔۔۔ ہمم۔۔۔"زیحال

نے اسکا سر چومتے

ایک بچے کی طرح بہلایا اسکا یہ عمل بر لا اس کا ضبط

تیزی سے توڑ

گیا وہ ریلیکس ہوتے اسے دیکھ بمشکل مسکرا دیا

تم کہاں گھوم رہے ہو۔۔۔یہاں بیٹھو چپ چاپ

یہاں کوئی مستی

نہیں۔۔۔" وہ مصنوعی سے انداز میں ڈپٹتے اسکا ہاتھ

تھام کر صوفے

تک لے آیا اور اچھے بچوں کی طرح اسے صوفے پر بٹھا

دیا

میں بس ابھی داجی کی بات سن کر آیا تم نے یہاں سے

ہلنا نہیں

ہے۔۔۔" وہ سختی سے تاکید کر رہا تھا جو ابھی ہوا اس

کے بعد تو

اسے بالاج بچارے کی ہی فکر لگ گئی تھی

ھمم او کے ۔۔۔" برلاس کے کہتے زیحال تھوڑا

ریلکس ہو کر واپس سے

مردان خانے کی جانب بڑھ گیا

جب اسکے جاتے برلاس نے اس میڈ کو دیکھا یوز دیکھتے

اسکی

آنکھوں کی چمک واپس سے آگئی اس نے جھٹ سے

اپنے باپ کے

چلے جانے کو یقینی بنایا

کوئی اسکی شرارتیں روک دے اتنا تو اسکا اپنا باپ بھی

نہیں کر

سکتا تھا

وہ میڈ حویلی کے عقبی حصّے میں اسے لے گئی تھی جہاں
صرف
ملازموں کا ہی آنا جانا ہوتا تھا وہ بھی کبھی کبھی گھر کے
کوئی
فرد اس جانب نہیں آتا تھا بر لا اس اسکے پیچھے پیچھے
وہاں چلا

گیا جہاں ٹھہری تنہائی میں صرف وہ دونوں تھے

برلاس کو یہ دیکھ

تھوڑا عجیب سا لگا لیکن کیا کرتا مجبوری تھی لیکن ڈر

بھی تھا

اپنے باپ کا جسے اسکے اس علم کا اگر پتہ چل جاتا تو یقیناً

اسکی

ہڈیاں توڑ دیتا وہ

واؤ بے بی۔۔۔یو آر سو فاسٹ۔۔۔لگتا ہے یہاں

تمہارے عاشق آتے ہیں

تم سے ملنے ۔۔۔" وہ جگہ کو بڑی غور سے دیکھتا اس

لڑکی کی عقل

کو سراہنے لگا جتنی جلدی وہ اسکے ساتھ سیٹ ہو گئی

تھی اور

اسے اس سنسان جگہ پر لے آئی تھی اس سے یہی

اندازہ ہو رہا تھا کہ

وہ پہلے بھی لڑکوں کو یہاں لا چکی ہے یہ بات زریاب

لالا کو بتانی

بنتی ہے وہ بے ساختہ دل میں سوچنے لگا

وہ میڈ برلاس کو کھڑے دیکھ اسکے قریب آتی اپنے

ہاتھ اسکے

کسرتی سینے پر رکھ کر ستائشی نظروں سے اسکے چہرے

کو دیکھنے

لگی وہ قد میں اس سے اتنا اونچا تھا کہ اس لڑکی کو پورا سر

اٹھانا

پڑ رہا تھا اس خوبرو نوجوان کو دیکھنے کیلیۓ

آ۔۔۔آں۔۔۔اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔پہلے

میری بات تو سن لو۔۔۔"وہ

اس لڑکی کی بے تابی بھانپتے اسکے ہاتھ اپنے سینے سے

ہٹا رے

دھیرے سے نیچے چھوڑ گیا اور خود ایک قدم آگے

آتے اپنا ہاتھ اس

کے رخسار پر رکھتے اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا

میرا پیار پانا ہے تو میرا ایک کام بھی کرنا ہو گا ناں

۔۔۔" وہ لہجے کو

حتی المقدور شیریں بناتے بولا اسکی بھاری آواز اس میڈ

کو اس

کے لئے مزید پاگل کر گئی تھی

شیور بے بی۔۔۔میں کیا کر سکتی ہوں تمہارے لئے

۔۔۔"وہ پیور اپنے

انگریزی لب و لہجے میں پوچھنے لگی

برلاس کی آنکھیں اسکے سوال پر چار سو والٹ کے

بلب کی طرح

چمک اٹھی اس نے سرگوشی نما انداز میں جو کہا اسے

سن کر پہلے

تواس میڈ کو لگا جیسے وہ سانس ہی نہیں لے رہی ایک

دم پتھر بنی

اس لڑکے کو دیکھنے لگی جس کی محبت پانے کیلئے اس

سے اسکی

گویا جان ہی مانگ لی گئی تھی

ہوش میں آتے وہ کرنٹ کھا کر برلا اس سے پیچھے ہوتی

ہونقوں

کی طرح اسے دیکھنے لگی

مم۔۔۔میں نہیں کرسکتی یہ۔۔۔ایم سوری۔۔۔"وہ

لڑکی اتنی پریشان

ہوگئی تھی کہ اسکا چہرہ ابھی سے رونے والا محسوس

ہونے لگا

تھا

کم آن بے بی۔۔۔اتنا مشکل کام نہیں ہے۔۔۔"وہ

میڈ کے قریب ہوتا اسکا

ہاتھ تھامے اپنے ذرا سا قریب کرگیا اتنا کہ دونوں کے

بیچ کچھ

فاصلہ اب بھی قائم تھا

نو۔۔۔آئی کانٹ۔۔۔ٹرائے انڈرسٹینڈ۔۔۔"وہ نم

لہجے میں بولتی اسکے

آگے منت کرتی پگھلنے لگی تھی برلاس اسکی آنکھوں

میں دیکھتے

ذرا سا اور قریب ہوا اتنا کہ اسکی سانسیں اس میڈ کے

چہرے سے

ٹکرانے لگی

میرے لئے تو کر سکتی ہو ناں۔۔۔پلیز۔۔۔"اسکی

آواز جیسے جذبوں سے

چور ہونے لگی تھی یہاں اس لڑکی کو لگا وہ یہی کھڑے

کھڑے اس

کی محبت میں بہہ جائے گی

اس نے ایک آخری کوشش کی لیکن برلاس نے اسکی

کوشش ناکام بنا

دی وہ لڑکی بے بسی سے اسے دیکھتی کچھ دیر سوچتی

رہی کام

اتنا مشکل نہیں تھا نہ ہی آسان اتنے ہینڈسم بندے کو

حاصل کرنے

کیلئے یہ معاوضہ اسکے زیادہ نہیں لگا تھا

وہ جلدی سے خود کی حالت درست کرتی اسکی جانب

ایک سمائل

پاس کر کر اپنا انتظار کرنے کا کہتے باہر جانے لگی جب

برلاس نے

آواز دے کر اسے روک لیا اس نے پلٹ کر اس

چارمنگ بندے کو

دیکھا

یہ تولیتی جاؤ۔۔۔"اس نے پینٹ کی جیب سے ایک پی

کٹ نکالا جسے

دیکھ میڈ پہلے گھبرائی پھر کچھ ہچکچا کر اس سے وہ پیکٹ

پکڑ لیا اور باہر نکل گئ

اسکے جاتے برلاس شاہ کے چہرے پر ایک فاتحانہ

مسکراہٹ آن

ٹھہری تھی

برلاس شاہ کے باپ کی طرف کوئی دیکھے۔۔۔ایسا مائی

کالال آج

تک پیدا نہیں ہوا۔۔۔"وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا سیٹی

بجاتے ہوئے

وہاں سے باہر نکل آیا خوشی کی لہر اسکے بدن میں دوڑ

رہی تھی

وہ آتے ساتھ صوفے پر پھیل کر بیٹھ گیا جسے اسکا باپ

اچھے بچوں

کی طرح بٹھا کر گیا تھا

وہ میڈ واپس آئی لیکن اسکی سانسیں بری طرح سے

پھولی ہوئی

تھیں چہرے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے چمک رہے

تھے حالت بری

تھی اسے دیکھ برلاس کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی

کام ہو گیا۔۔۔" اسکے یہ الفاظ برلاس شاہ کو ایک سرور

سا بخش

گئے تھے وہ گہری سانس لیتا دونوں ہاتھ سر کے نیچے

رکھے لم لیٹ

سا ہو گیا

اب تم نکلو یہاں سے۔۔۔وہاں جو تم نے کیا وہ سی سی

ٹی وی

فوٹیج میں ریکارڈ ہو گیا ہے بی۔۔۔"اسکی بات سنتے

اس میڈ کی

رنگت مردے کی طرح سفید پڑ گئی وہ ہونقوں کی

طرح آنکھیں

پھاڑے اس ظالم شخص کو دیکھنے لگی جس کی محبت کی

لالچ

میں اس نے اتنا بڑا قدم اٹھالیا

یہ ۔۔۔یہ کیا۔۔۔" وہ لڑکھڑاتی آواز میں کمزور سا

احتجاج کرنے ہی

لگی تھی کہ برلاس نے بیچ میں ہی روک دیا

لالا سے بات کروں۔۔۔؟ وہ سفاک بن رہا تھا اس

میڈ کا دل چاہا وہی

کھڑی کھڑی رو دے نہ ہی محبوب ملا اور نہ ہی نوکری

بچی اسے

مجبورا بنا کسی کو بتائے یہاں سے نکلنا پڑا تھا جس ایجنسی

سے

وہ آئ تھی اب وہ بھی اسے نہ رکھتی کیونکہ جو کام وہ کر

چکی

تھی اسکے بعد تو اسے سیدھا پولیس کے حوالے کیا جاتا

اور تو اور

جہاں اس نے یہ کام سرانجام دیا وہ خود ایک ڈی ایس

پی کا

گھرانہ تھا تب تو عمر قید کی سزا ایک تھی

اسکے جاتے برلاس کا دل چاہا کھل کر ہنس دے ایک

تیر سے دو

شکار آج وہ کر گیا تھا اپنا بدلہ بھی پورا اور ایک ذات کی

کچی

عورت کا بھی حویلی سے صفائیاں اسکے لئے حویلی

والوں کو اسکا

مشکور ہونا چاہئے تھا

وہ اکیلا لاؤنج میں بیٹھا تھا جب ایک لڑکی سیڑھیاں

اترتی لاؤنج

سے ہوتی کچن کی جانب جا ہی رہی تھی جب اسکی نظر

برلاس

شاہ پر پڑی اسے دیکھ اسکی کیری آنکھوں میں تحیر امڈ

آیا

وہ متجسس سی آگے ہو کر اس اجنبی کو دیکھنے لگی

برلاس اسے خود کو اسے خود کو ایسے دیکھتے دیکھ تھوڑا ٹھٹھک

سا گیا

تم کون۔۔۔؟اور حویلی میں کیسے آیا۔۔۔" بیلا کا انداز

تلخ تھا جو

برلاس کو بلکل پسند نہیں آیا

ہمارے ہاں پیروں سے چل کر آتے ہیں

۔۔۔"مطمئن انداز میں جواب دیتے

وہ بیلا کو سر تا پیر خوب اچھے سے سلگا گیا اس نے کڑوی

نگاہوں

سے اس لڑکے کو دیکھا جو پہلی بار اس حویلی میں نظر آیا

تھا

ویسے تم کون ہو۔۔۔؟اور کب سے یہاں کام کر

رہی ہو۔۔۔"اسکی

بات بیلا کو سمجھ نہیں آئی اگر آجاتی تو یقیناً خوابوں میں

برلاس

شاہ کے چہرے کا نقشہ بگاڑ دیتی کیونکہ حقیقت میں

اسے ٹھیک

سے غصّیلی نظروں سے ہی دیکھ لے تو غنیمت جانی

جاتی

کیا مطلب تمہارا۔۔۔ام ادر کیا کام کرے گا۔۔۔"وہ

تڑخ کر پوچھنے

لگی

اوہ آئی سی۔۔۔ تم عثمان بھائی کی بہن ہو۔۔۔تب ہی

اردو کمزور ہے۔۔۔"

اسے اسکی اردو پر فورا اسے عثمان یاد آیا اور بڑی شدّت

سے یاد

آیا کاش وہ بھی یہاں ہوتا

تم ہے کون۔۔۔اور کیا اول فول بک رہا۔۔۔" بیلا کی

آواز اونچی ہونے

لگی تھی کہ سیماب اسی وقت برلاس کیلئے بریانی لے

آئی اسے

مشی اور کومل نے بتایا تھا کہ وہ بریانی کیلئے کتنا پاگل ہے

تب

ہی سیماب برلاس کے آتے اسکے لئے بریانی بنانے

کچن میں گھسی

ہوئی تھی

برلاس۔۔۔دیکھو ام نے تمارے لئے بریانی بنائی کھا

کر بتاؤ۔۔۔کیسی

بنی ہے۔۔۔"سیماب کو اسکے ساتھ اتنی محبت اور

اپنائیت سے بات

کرتے دیکھ بیلا کو ٹھیک ٹھاک جھٹکا لگا

واؤ۔۔۔خانم بھابھی۔۔۔"وہ خوشی سے چہکتا بریانی

کی طرف بڑھ

گیا بیلا تو پہلے ہی اس اجنبی پر سلگی ہوئی تھی اوپر سے

سیماب

کا چہرہ رہی کسر پوری کر گیا

ملازم دیکھ کر رکھا کریں ناں۔۔۔ابھی ایک بھگائی میں

نے۔۔۔آپ

کہیں تو اسے بھی باہر کا راستہ دکھادوں۔۔۔"اسے بیلا

ڈائن کچھ

خاص پسند نہیں آئی تھی اسکی بات پر جہاں سیماب کی

آنکھیں

پھٹی وہی بیلا کو تو جیسے سانپ ہی سونگھ گیا

یہ داراب کا منگیتر ہے۔۔۔"اس نے جھٹ سے

سرگوشی کرتے اسے

بتایا جس پر برلاس نے حیرت سے بیلا کو دیکھا جس

کے ہاتھ میں

بندوق ہوتی تو یہاں برلاس کو زندہ نہ چھوڑتی

اتنا خراب ٹیسٹ۔۔۔۔سوسیڈ۔۔۔"اسکے افسوس

کرنے پر سیماب کو

بیلا کی حالت ترس کے قابل لگی

تم بھی ناں۔۔۔ بہت شرارتی ہے۔۔ جلدی فنش کرو

یہ۔۔۔ ام پھر اور

بھی تمہارا پسند کا ڈش بنائے گا تم پہلی بار ادر آیا ہے

۔۔۔"سیماب کے

لب و لہجے میں بے پناہ محبت تھی وہ بھی برلاس کو باقی

سب کی

طرف ٹریٹ کر رہی تھی جیسے وہ کوئی چھوٹا بچہ ہو

سیماب اٹھ کر وہاں سے جاتے جاتے بیلا کے پاس آئی

جو کھڑی برلاس

کو ہی قہر بار نگاہوں سے دیکھ رہی تھی

آنکھیں نیچی رکھو مارڑا۔۔۔اسکا باپ ادر ہی گھوم رہا ہے

۔۔۔"وہ اسکو

تنبیہ کرتی وہاں سے چلی گئی جبکہ بیلا کی کیفیت میں

رتی برابر

بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں گہری خاموشی تھی سب خاموش تھے

داراب ایک جانب

پلر سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اسکی ہی شادی کی بات

ہونی تھی جس

میں اسکا کچھ کہنا بنتا نہیں تھا

لالا بزی تھے اس واسطے ام کو آنا پڑا۔۔۔کیا بات ہے

ایسے کیوں

بلایا۔۔۔" بالاج کر گلے میں نیک پاؤچ اب بھی تھا

جس کی وجہ سے

وہ مڑ کر وہاں موجود شاہی کرسی پر براجمان ہوئے دا

جی کو نہیں

دیکھ پایا

تم بات کیسے کر رہا ہے زری سے ۔۔۔ بالاج

۔۔۔"نوشیر وال کی رعب دار

آواز سنتے بالاج کرنٹ کھا کر جیسے ہی مڑا اسکی گردن

چٹخ کر

اسکے منہ سے بے ساختہ کراہ نکلوا گئی

وو۔۔۔وہ۔۔۔وہ کاکا باہر گرمی تھاناں۔۔۔ تو ام کو

غصّہ آیا ہوا تھا

معذرت۔۔۔"وہ جلدی سے معذرت کرتا اپنی

گردن سہلانے لگا ان

بھائیوں کو زیر کرنے کا ہتھیار نوشیر وال خان آفندی

ہی تھے وہ

کسی طور انکی ناراضگی مول نہیں لے سکتا تھا

ام نے ادر تم کو بیلا اور داراب کے نکاح کی تاریخ رکھنے

کیلئے بلایا

ہے اگر وہاج ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا لیکن تم بھی بیلا کا

بھائی ہے تو

تم کوئی تاریخ بتادو۔۔۔"انکے منہ سے یہ بات سنتے

بالاج کی آنکھوں

میں تحیر امڈ آیا

ایسے جیسے کسی نے اسکے منہ کو بند کردیا ہو کچھ دیر تو وہ

کچھ

بول ہی نہیں پایا

بولو بالاج۔۔۔تم کو کونسی تاریخ ٹھیک لگتی ہے

۔۔۔"اپنے باپ کی

موجودگی میں زریاب جتنا خود کو پر سکون رکھ سکتے

تھے رکھ

رہے تھے ورنہ اسکی موجودگی زریاب خان آفندی کا

خون کھولا

رہی تھی

کاکا۔۔۔ات۔۔۔اتنی کیا جلدی ہے۔۔۔"وہ ہکلا کر

بمشکل حلق سے آواز

نکالتا بولا وہ زندگی میں کبھی داراب کو اچھا لگا ہو یا نہ ہو

لیکن

آج وہ اسے بے حد اچھا لگا

وہ اور کتنے سال ایسے بیٹھے گی گھر۔۔۔پہلے زی کے نام

پر اور اب

داراب۔۔۔۔ام چاہتا ہے جلد از جلد یہ فرض بھی ام

ادا کر دے۔۔۔"

وہ فیصلہ کن لہجے میں بولتے اسکی بولتی بند کروا گئے

تو اسکو امارے ساتھ بھیج دو۔۔۔جب آپ بولے گا ام

اسکو داراب کے

ساتھ رخصت کر دے گا۔۔۔" اسے یہ وقت اس

بات کیلئے بلکل مناسب

لگا لیکن یہی بات زریاب اور داراب کے تب بدن

میں آگ سی

بھڑکا گئی

زیحال خود خاموش بیٹھا تھا جیسے بس فرض ادا کرنے

آیا ہو اس

رسم میں اپنی موجودگی کا

تم یہ بات کیسے کہہ سکتا ہے ماڑا۔۔"زریاب کی آواز

ایک دم سے

بلند ہوئی جس پر پہلے زیحال نے حیرت سے اسے دیکھا

داراب کی

آنکھوں میں بھی جیسے خون اتر آیا تھا وہ مٹھیاں بھینچے

بالاج

نامی بلا کو دیکھنے لگا

بالاج کو اس وقت اپنا آپ شیروں کے جھنڈ میں

محسوس ہو رہا تھا

جو کسی بھی پل اسکا نام ونشان مٹا کر رکھ دیتے

ا۔۔۔ام نے تو ایسے ہی ایک بات۔۔۔"وہ دھیمی آواز

میں آگے کچھ

کہنے ہی لگا تھا کہ زریاب نے بیچ میں ہی ٹوک دیا

تم یہ بات ایسے بھی نہیں کر سکتا۔۔۔ سمجھا۔۔۔؟ وہ

اب بھی گرج دار

آواز میں اس پر چلا رہے تھے زیحال نے پریشان سی

نظر

دروازے پر ڈالی اور اٹھ کر اسے اچھے سے بند کرنے

گیا

لالا۔۔۔پلیز۔۔۔"اسے برلاس کی فکر تھی جسے پہلے

ہی مشکل سے پر

سکون کر کر آیا تھا

زریاب سمجھ چکے تھے تب ہی اپنے تنے اعصاب

ڈھیلے چھوڑ

گئے

داجی۔۔۔آپ کو نکاح کرنا ہے ناں۔۔۔ابھی بولیں

گے تو داراب ابھی کر

لے گا۔۔۔لیکن وہ لڑکی ادر سے کہیں نہیں جائے گی

۔۔۔"یہ زریاب خان

کا حتمی فیصلہ تھااور انکی جگہ حویلی میں نوشیر وال کے

بعد

سب سے زیادہ مضبوط تھی

بالاج کا بس نہیں چلا خود پر ضبط کیسے کرے لیکن اسے

کرنا پڑ

رہا تھا وہ شال کے نیچے مٹھیاں پوری قوت سے بھینچے

بیٹھا تھا

زیحال کو سمجھ نہیں آئی کہ اسکے بھائیوں نے ایک دم

سے ایسا رد

عمل کیوں دیا تھا

بالاج کچھ دیر بیٹھ کر چلا گیا تھا اسے بلایا عزت دینے

کیلئے تھا

لیکن اپنی عزت وہ خود گنوا گیا تھا اسکے جاتے زیحال

بھی اٹھ کھڑا

ہوا

اجازت دیں بابا۔۔۔مجھے آفس جانا ہے۔۔۔"آگے

آتا اسکے ہاتھ پر بوسہ

دیتے سیدھا کھڑا ہوا

تم ادر کب رہنے آئے گا۔۔۔"وہ نہایت سنجید گی سے

پوچھ رہے تھے

کام بہت زیادہ ہوتا ہے بابا۔۔۔ کبھی کبھی چکر لگا لیا

کرونگا۔۔۔"وہ

مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے اپنے بھائیوں سے ملا

اسکو دیکھ

زریاب کا دل بے چین ہوا اٹھا تھا اسکا بھائی صرف

فرض پورا کرنے

آیا تھا

وہ خود کو اتنا غیر بنا گیا تھا کہ اس نے ایک بار بھی اپنی

طرف سے

کچھ کہا نہیں کچھ پوچھا نہیں جبکہ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ

کچھ

کہتا تو اسکی بات کو سب باتوں پر اہمیت دی جاتی

وہ سب سے مل کر برلاس کو لئے باہر آگیا تھا تب تک

بالاج بھی اپنی

گاڑی میں بیٹھ ہی رہا تھا برلاس کی نظریں مسلسل اسی

پر

ٹکی تھی جب انکی نظروں کے تعاقب میں زیحال نے

اس جانب

دیکھا

بالاج۔۔۔" اسکے پکارنے پر بالاج نے مڑ کر اسے

دیکھا نظروں میں

کڑواہٹ سی گھل گئی تھی

زیحال دھیرے سے اسکے قریب گیا اور مسکرا کر اسکی

آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کر کھڑا ہوا

شادی کرلی تم نے۔۔۔؟ یہ سوال غیر متوقع تھا جس

پر بالاج ایک

دم سے چونک کر اسے دیکھنے لگا

تم کیوں پوچھ رہا ہے۔۔۔"لہجہ کرخت تھا مگر دھیما

اگر نہ کی ہو تو کرنا بھی مت کسی کی بیٹی کو بیوہ کروا کر

ثواب

نہیں ملے گا۔۔۔"یہ بات بالاج کو پہلے سے زیادہ

چونکا گئی تھی

زی حال بول کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا اسکے

چہرے پر

مسکراہٹ تھی اسے نجانے کیوں برلاس پر پیار آرہا تھا

جواب ہر

منظر سے لاپرواہ اپنے موبائل میں گھس گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم دونوں میں عقل کب آئے گا مارڑا۔۔۔یہ بالاج سے

بات کیسے کی تم

دونوں نے۔۔۔"سب کے جاتے نوشیر وال ان

دونوں پر برس پڑے انہیں

یہ بھائی تہزیب کے دائرے میں پسند تھے پھر چاہے

ایسے بالاج

بات کرتا تو وہ اسے بھی سخت سست سنا دیتے انکے

مطابق ان کے

بھائی کے بچے اور اپنے بچے ایک ہو کر رہتے تاکہ کوئی

باہر کا انکے

خاندان کو توڑ نہ سکے لیکن وہ کیا جانیں یہاں اپنے ہی

اپنوں پر

نشانہ باندھ کر بیٹھے تھے

عقل۔۔۔؟ آپ عقل کا کہہ رہے ہیں۔۔۔ شکر

کریں میرے ہاتھ میں بندوق

نہیں تھی ورنہ ام اسکا بھیجا اڑا دیتے۔۔۔" وہ گرج دار

آواز میں

دھاڑتے گہری سانسیں لینے لگے

نوشیر وال یک ٹک اپنے بڑے بیٹے کو دیکھ رہے تھے

جس کے غصّے

سے ہر کوئی واقف تھا لیکن وہ باپ تھے یہ بات خود

زریاب بھی

نہیں بھولتے تھے

داراب خاموش کھڑا نظریں جھکائے ہوئے تھا یہی

ایک طریقہ تھا

جس سے وہ اپنی آنکھوں کی سرخی کو چھپا سکتا تھا

اسکے لے جانے میں مسلہ کیا ہے۔۔۔؟ انکے سوال پر

زریاب نے تڑپ کر

اپنے باپ کی جانب دیکھا یوں جیسے انکو یقین نہ آیا ہو

کہ انکا

باپ یہ بات بھی کر سکتا تھا کچھ دیر کوئی کچھ نہیں کہہ

پایا

اس لڑکی کو ادررکھنے کا بھاری قیمت چکایا ہے ام نے بابا

۔۔۔"

زریاب کی آواز بے اختیار بھیگ سی گئی کسی نے جیسے

انکی روح

کوپل میں زخمی کر دیا ہو

داراب نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دباتے اوپر چھت

کو دیکھا اسکے

گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہو گئی

اسکی وجہ سے امارا اگل ونی ہو گیا۔۔۔" وہ آخر میں

دھاڑے تھے ایک

زخمی دھاڑ شکست خوردہ انکو ایسے ٹوٹے ہوئے کبھی

کسی نے

نہیں دیکھا وہ وہ مضبوط چٹان تھے لیکن اس وقت جیسے

انکی

جان پوری کانپ رہی تھی

امارا اگل۔۔۔ اکلوتی بہن۔۔۔ کون باپ اپنی بیٹی کو

دشمنی میں دے کر

دشمنی ختم کرتا ہے۔۔۔" وہ اب بھی دھاڑ رہے تھے

کمرے میں کوئی

سانس نہیں لے سکاان کی دھاڑ پر مورے پریشان سی

وہی آگئی

جہاں آج تک انہوں نے قدم نہیں رکھا تھالیکن اس

وقت وہاں کا

منظر قیامت خیز تھا

انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کے چہرے دیکھے جو

سرخی چھلکانے

کے قریب تھے

مگر آپ نے کیا ایسا۔۔۔ بابا آپ نے کیا۔۔۔ ''آخر

میں ان کی آواز جیسے

گھٹ سی گئی داراب چاہ کر بھی اپنی آنکھوں سے بہنے

والے آنسوں

نہیں روک پایا

آپ نے اپنے باپ ہونے کا بہت بڑا حق لیا بابا

۔۔۔بہت بڑا حق۔۔۔ خدا

نے آپ کو یہ نہیں کہا کہ آپ باپ ہیں تو جیسے چاہیں اپنی اولاد کو

استعمال کریں بیٹیاں تو گھر کی رونق ہوتی ہیں

۔۔۔آپ نے خود اس

رونق کو دشمن کے حوالے کر دیا۔۔۔خود

۔۔۔"سیماب بھی مورے کے

پیچھے ہی آ گئی تھی جب اسکی نظر زریاب پر پڑی انکی آنکھوں

میں آنسوں دیکھ تو جیسے اسکا دل پھٹ گیا تھا

آج زندگی میں دوسری بار وہ انکو روتے ہوئے دیکھ

رہی تھی مرد

نہیں روتا لیکن بات اپنوں پر آجائے تو وہ ٹوٹ کر بری

طرح سے

بکھر جاتا ہے زریاب خان آفندی جو بظاہر ایک چٹان

بھری شخصیت

تھے لیکن اندر سے ریت کی طرح کھوکھلے بکھرے

پڑے تھے

نوشیر وال خاموش رہے گل کے ذکر پر سب کے دل

برداشتہ ہوگئے

تھے اسکی یاد میں سب کے دل پھٹنے کے قریب تھے

آپ نے اسکو ونی کیا۔۔۔تاکہ آپ کے بھائی کے

ساتھ رشتہ برقرار رہے

لیکن انہوں نے کیا کیا۔۔۔۔کیا کیا بابا۔۔۔؟وہ گرج

دار آواز میں پوچھ

رہے تھے لیکن آج کوئی بول نہیں سکا

اسکو مار ڈالا۔۔۔مار ڈالا امارا گل کو۔۔۔خدا کی قسم

۔۔۔ام سے بد

قسمت انسان کوئی نہیں کو اپنی بہن کو آخری بار اپنا بد

صورت

چہرہ بھی نہیں دکھا پایا نہیں دکھا پایا۔۔۔"وہ اپنے

چہرے پر خود

ہی تھپڑ مارنے لگے تھے یہ دیکھ سیماب نے تڑپ کر

منہ پر ہاتھ

رکھ لیا یہ منظر قیامت تھا

داراب نے آگے آتے انکے زبردستی ہاتھ پکڑنے کی

کوشش کی لیکن وہ

آج اپنے قدموں پر کھڑے بھی نہیں رہ سکے وہ ڈھے

گئے آج

زریاب خان آفندی ریت کی مانند ڈھے گئے داراب

انکو سہارا دیتے

خود بھی وہی فرش پر بیٹھ گیا

زریاب کا رونا آج ہر دل کو تڑپا گیا تھا وہ جو گل کی میت

پر بھی

نہیں روئے تھے آج اپنے رونے پر ہر دل کو لرزا گئے

تھے

میری گل۔۔۔"وہ تڑپ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے

سر جھکاتے دونوں

ہاتھ زمین پر رکھ گئے نوشیر وال کی آنکھوں سے

خاموش پانی

بہنے لگا تھا

داراب اپنے ہی کندھے پر منہ رکھے بے آواز رونے

لگا وہ کیسے بھول

سکتا تھا وہ قیامت خیز منظر پولیس کی وردی میں گھر

آتے

سفید کفن میں لپٹی اپنی بہن بھائی کا غم اسے پہلے ہی کھا

رہا تھا

ایک اور غم اسکی قسمت میں لکھ دیا گیا تھا

سب سے زیادہ تو داراب ان سب کی زد میں آیا تھا

زندگی تو اسکی

برباد ہوئی تھی اور اسکی وجہ صرف گھر کا ماحول بنا تھا

ام اس کو قیامت میں بھی اپنا بد صورت نہیں دکھا

پائے گا۔۔۔بہت

بڑی قیمت مانگ لی بابا۔۔۔اپنے باپ ہونے کی

۔۔۔ہمارا یہ ہاتھ باندھ

دیا۔۔۔ورنہ ان شیطانوں کو ام زندہ زمین میں گاڑھ

دیتا۔۔۔"انکی

آنکھیں خون چھلکانے کے قریب تھی منہ سے شعلے

برسنے لگے

تھے

قسم خدا کی۔۔۔ جس دن ام یتیم ہوا۔۔۔ سب سے

پہلے ان خبیثوں کو

مارے گا۔۔۔ یا خود مر جائے گا۔۔۔ "وہ دھاڑتے

ہوئے بول کر اٹھتے کمرے

سے باہر نکل گئے جبکہ انکے الفاظ سب کو اپنے حصار

میں جکڑ گئے

نوشیر وال کو انکی بات پر شدّت سے جھٹکا لگا دارا ب

بھی دروازے

کی جانب دیکھتا داجی کی جانب مڑا

کمرے میں فسوں خیزی سی چھا گئی جیسے کوئی بھی

سانس نہ

لے رہا ہو سیماب کی رنگت تو جیسے سفید پڑ گئی تھی

مورے

بے جان سی ہوتی وہی صوفے پر ڈھے سی گئیں انکو

ایسے گرتے دیکھ

سیماب انکی جانب لپکی

یہ۔۔۔یہ ک۔۔۔کیا بول کر گیا۔۔۔"وہ زخمی لہجے

میں پوچھ رہے تھے

بات سمجھ کر بھی وہ سمجھنا نہیں چاہتے تھے

داراب تڑپ کر انکے پاس آتے انکے جھری زدہ ہاتھ

تھام کر انہیں

اپنے سینے سے لگا گیا

کچھ نہیں کہا بابا۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔"وہ انکے

کندھے کو مسلتے

زور سے اپنے سینے میں بھینچ گیا آنکھیں رونے کے

باعث سرخ

متورم تھیں اسے اس وقت بیلا سے شدید نفرت

محسوس ہو رہی

تھی اسکا شدّت سے دل چاہا ابھی جا کر اسکا گلا گھونٹ

دے

وہ کافی دیر انکے پاس بیٹھا انکو پر سکون کرواتا رہا

مورے کو بھی

اس نے سمبھال لیا تھا

سیماب اٹھ کر زریاب کے پیچھے گئ جو اسکے خیال کے

مطابق

کمرے میں ہی تھے

وہ کمرے میں آتے دروازہ بند کرانکے سامنے آکھڑی

ہوئی وہ بیڈ پر

بیٹھے زمین کو تکتے جارہے تھے

تم ہوش میں ہے خان۔۔۔؟ کیا بول کر آیا ہے تم داجی

کو۔۔۔"وہ انکو

ایسے ساکت بیٹھے دیکھ غصّے سے بولی زریاب نے زخمی

نگاہ اسکی

جانب جیسے ہی اٹھائی سیماب کو لگا جیسے اسکی روح پرواز

کر

گئی ہو آج انکے دیکھنے کا انداز ہی دل کو چیر دینے والا

تھا

آج انکی بہو سے ہٹ کر مجھے میری بیوی مل سکتی ہے

۔۔۔؟وہ کس

زخمی لہجے میں پوچھ رہے تھے سیماب کو اپنا دل بے

اختیار

ڈوبتا ہوا محسوس ہوا

رخ۔۔۔خان۔۔۔"وہ کچھ بولنا چاہتی تھی لیکن بول
نہیں سکی اس سے
پہلے زریاب اسے کمر سے تھام کر اپنی جانب کھینچتے اسکی
بیلی
پر سر ٹکاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دیے انکو ایسے روتے
دیکھ سیماب
کی جان نکل گئی تھی
انکا یوں شدّت سے تڑپ کر رونا سیماب کو مار گیا تھا

میری گل۔۔۔میری گل سیماب۔۔۔''وہ آج اسے

خانم نہیں کہہ سکے اس

حد تک وہ ٹوٹ کر بکھر چکے تھے

مار دیا انہوں نے اسے۔۔۔مار دیا میری گل کو

۔۔۔''وہ بول کر اور شدّت

سے پھوٹ کر رونے لگے

سیماب کے دل نے شدّت سے دعا کی تھی کہ وہ اسی

وقت مر جائے

وہ انکو ایسے نہیں دیکھ سکتی تھی اپنے خان کو ایسے دیکھنا

اسے نری موت لگی تھی

خان پلیز۔۔۔پلیز ایسے مت روؤ۔۔"وہ روتی

ہوئی جیسے منت کرنے

لگی تھی لیکن وہ آج اپنی اندر چھپی تکلیف آنسوؤں کے

زریعے نکال

رہے تھے

کتنی ہی دیر وہ اسی طرح سسک سسک کر روتے رہے

سیماب انکو

چپ کروانے کے دوران خود کتنا روچکی تھی

وہ اپنے ماں باپ کی ٹانگیں دبا کر انہیں سکون سے

کمرے میں چھوڑ

کر وہاں سے باہر نکلتا اپنے گھر کو دیکھنے لگا جو گھر کم

سیاست

زیادہ لگ رہا تھا اس کی نظر ہر چیز سے ہوتی اوپر اٹھتی

سیدھا

بیلا کے کمرے پر جا کر اٹک گئی

اسے دیکھتے ہی دیکھتے داراب کی آنکھوں میں جیسے

خون اتر

آیا تھا وہ ضبط سے مٹھیاں بھنچے اس جانب دیکھے گیا

ایک پل دو

پل اور تیسرا پل آتے آتے اسکا ضبط ٹوٹ گیا تھا وہ لمبے

ڈھینگ

بھرتا اس جانب بڑھ گیا

وہ لمبے ڈھینگ بھرتا دو دو سیڑھیاں پھلانگ کر سیدھا
بیلا کے کمرے
کا دروازہ جیسے ہی دھاڑ کر کھولتے اندر داخل ہوا اس کی
نظر

سامنے بیڈ پر بیٹھی بیلا پر گئی جو بیڈ پر بیٹھی اپنے پیروں

کے

ناخنوں پر گاڑھے سرخ رنگ کی نیل پینٹ لگاتی انکو

مزید خوبصورت

بنا رہی تھی داراب کو ایسے اچانک اپنے کمرے میں

آتے دیکھ وہ

اچھل کر بے ساختہ پیچھے بیڈ کراؤن سے لگی

اسے دیکھتے ساتھ داراب کی رگوں میں دوڑتا خون

جیسے مزید

تیزی سے گردش کرنے لگا تھا وہ ایک ہی جست میں

آتے بیلا کو بازو

سے دبوچ کر کھڑا کرتے دیوار سے لگا گیا وہ ہک دک

سی آنکھیں

پھاڑے اسے دیکھنے لگی دل جیسے اچھل کر حلق میں آگیا

تھا وہ

اس بار جن سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا

اسے دیکھ

بیلا کے اندر خوف کی ایک لہر سی دوڑ گئی

ک۔۔۔ کیا کر رہا ہے۔۔۔ تم۔۔۔ چھ۔۔۔ چھوڑو

امارا بازو۔۔"اس وقت اسے

داراب کی انگلیاں اپنے بازو کے گوشت میں آر پار

ہوتی محسوس ہو

رہی تھی

تم۔۔۔ تم ہو ہر مسلے کی جڑ۔۔۔ تم نے میری فیملی تباہ

کر دی لڑکی۔۔"

وہ منہ سے انگارے برساتا جنونی انداز میں دھاڑا وہ

ہونقوں کی

طرح اسے دیکھے گئی

تم نے میرے گھر والوں کو برباد کر دیا۔۔۔ تم نے اچھا

نہیں کیا۔۔۔ بہت

غلط کیا غلط بیانی کر کر۔۔۔ جانتی ہو۔۔۔ اس سے کتنے

لوگوں کی

زندگی برباد ہوئی جانتی ہو۔۔۔؟ وہ دھاڑتے ہوئے

پوچھ رہا تھا لیکن

بیلا تو اسکے اس وحشی روپ کو دیکھ ہی اندر سے لرز

اٹھی

تھی

پہلے میرا بھائی۔۔۔ پھر۔۔۔ پھر۔۔۔ میری بہن

۔۔۔"بہن کے ذکر پر داراب

کی آنکھوں کے ڈورے مزید سرخ ہو گئے آج یہ

آنکھیں بیلا آفندی

کی روح کھینچ رہی تھیں وہ اس شخص کے سامنے

صرف خوف

زدہ نہیں تھی آسان لفظوں میں اسکے لئے وہ موت کا

فرشتہ بن

چکا تھا جسے دیکھ اسکی جان ہتھیلی پر آجاتی تھی اور آج تو

وہ

بن کر ہی قہر آیا تھا

لیکن اب تم دیکھو گی۔۔۔کہ اصل تباہی کسے کہتے ہیں

۔۔۔اپنے نکاح

میں لیتے میں نے تمہاری زندگی جہنم سے بدتر نہیں بنا

دی تو

میرا نام داراب سے بدل کر کچھ بھی رکھ دینا۔۔۔یاد

رکھنا میری یہ

بات مس بیلا خان آفندی۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ پر

زور دیتا اسے

آنے والے بھیانک دنوں سے باور کروا رہا تھا جس پر

بیلا کو لگا اسکی

روح اسکا بدن چھوڑ گئی ہو

وہ تو پہلے سے خوف زدہ تھی اس نکاح سے اور آج تو

اس نے اپنے

منہ سے اس بات کا اعتراف کر دیا تھا آگے کا مستقبل

بیلا کو نری

اپنی موت لگ رہا تھا

ا۔۔۔ام۔۔۔نے گل کی جان ن۔۔۔ نہیں لی

۔۔۔''وہ لڑکھڑاتی آواز میں

ہمت کرتی اپنے حق میں بولی جس پر داراب کی گرفت

اسکے بازو

پر مزید سخت ہوگئی اس نے بیلا کو مزید اپنی جانب کھینچ

لیا

اتنا کہ بیلا کو اسکی سانسوں کی تپش اپنے ہونٹوں پر

محسوس ہونے

لگی تھی

جنہوں نے لی انکا خون تمہاری رگوں میں دوڑ رہا ہے

۔۔۔اور میں نے

اسکے ایک ایک قطرے کو بے وقعت نہ کیا تو میں بھی

داراب خان

آفندی نہیں۔۔۔" وہ اس میں صور پھونکتے اسے بیڈ

پر دھکیلتا کمرے

سے باہر نکل گیا اسکے جاتے بیلا بیڈ پر اوندھے منہ پڑی

اسی

دروازے کو دیکھنے لگی جہاں سے وہ سفاک شخص گزر کر گیا تھا

وہ اسی طرح پڑے پڑے سسک کر رونے لگی آنکھوں سے آنسوں ابل

ابل کر بہنے لگے

اسکی پوری جان لرز رہی تھی دھیرے دھیرے اسکے رونے میں

شدّت آتی پورا وجود کانپنے لگا وہ بیڈ شیٹ مٹھی میں تھامے پڑی

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کمرہ اسکی رونے کی آواز

سے گونجنے

لگا تھا

وہ اکیلی تھی اس وقت کوئی اسے چپ کروانے والا

نہیں تھا یہ

تنہائی اسکے وجود میں دوڑتے خون میں شامل اس گھر

کے افراد

سے کی گئی نفرت اور بھی گہری ہو گئی تھی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

بس میلا بچہ ۔۔۔ابھی آئی ماما۔۔۔"زمل ان

دونوں کے لئے کپ کیک

بیک کر رہی تھی ساتھ انکے لئے فیڈر بھی بنا رہی تھی

تاکہ کچھ

دیر ان دونوں کا چھوٹا سا منہ بند رہے

مما۔۔آاااا۔۔۔"زالے اپنی ننھی سی انگلی منہ

میں رکھے اسے اپنی

بھوک کی شدّت بتانے لگی جس پر زمل کو اپنی بیٹی پر

ٹوٹ کر

پیار آیا

آ۔۔۔۔۔ میرا بچہ ۔۔۔۔ بھوک لگی ہے بس ابھی آپ

دونوں کے کپ کیکس

ریڈی ہو جائیں گے پھر مما اور پنچھی بھیا کے ساتھ مل

کر کھائیں

گے یے ۔۔۔۔۔۔" وہ آخر میں تالیاں بجا کر اسے

بہلانے لگی اسے تالی

بجاتے دیکھ زالے خوشی سے چیخ مارتی خود بھی اپنے

ننھے گپو

سے ہاتھوں سے بنا آواز والی تالی بجانے لگی

زمل نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا وہ خاموش کیوں تھا

اسے یہ

بھی جلد ہی پتہ چل گیا تھا ایک چھوٹا سا کیڑا باہر لان

سے اڑ کر

اندر آگیا تھا اور اب وہ اسی ٹیبل پر بد قسمتی سے آگیا تھا

جس

پر وہ چھوٹا فتنہ بیٹھا تھا

زامی۔۔۔وات آر یو دوئنگ چندا۔۔۔"زمل اسے

دیکھ محبت بھرے لہجے

میں پوچھنے لگی

مما۔۔۔۔باؤووو۔۔۔۔۔"وہ اس کیڑے کو اپنی ننھی

سی انگلی اور انگوٹھے

کی مدد سے اٹھاتا اپنی ماں کو دکھانے لگا جسے دیکھ زمل

کی

آنکھیں ایک دم سے پھٹی

زامی۔۔۔ چھوڑو اسے۔۔۔ یہ کیا ہے۔۔۔" وہ اس

بڑی پروں والے کیڑے کو

دیکھ ایک دم سے چیخ پڑی

اپنی ماں کو چیختے دیکھ بجائے کیڑے کو چھوڑنے کے وہ

اور بھی

اسے ڈرا کر زور سے کھلکھلانے لگا

نو بیٹا۔۔۔ یہ اچھی چیز نہیں ہے۔۔۔ آپ کو کاٹی کر

لے گی۔۔۔ چھوڑو

اسے۔۔۔"وہ اور پیار سے اس افلاطون کو سمجھانے

لگی جسے صرف

اپنی ماں کو ڈرانے میں مزہ آتا تھا

مما۔۔۔باؤووو۔۔۔۔ہی ہی۔۔۔مما۔۔۔آاا

۔۔۔؟ وہ اب اسے کھانے کا پوچھ رہا

تھا جس پر زمل کا دماغ بھک سے اڑا

تو۔۔۔"اس نے چیخ کر زامل کے ساتھ سے وہ پنکھوں

والا کیڑا پکڑ

لیا جسے وہ پکڑتے پھینکنے ہی لگی تھی کہ اس کی نظر اس

معصوم

سے کیڑے پر پڑی وہ اسے دیکھ جیسے کچھ پل کیلئے

مسمرائز

سی ہونے لگی تھی

وہ اس کیڑے کو ٹیبل پر رکھتی وہی کرسی پر بیٹھ کر

نزدیک سے

اس کیڑے کو دیکھنے لگی جس کی رنگت نہ جامنی تھی نہ

نیلی

خدا کی قدرت دیکھ اسکے منہ سے بلاشبہ سبحان اللہ نکلی

اتنا

خوبصورت کیڑا اسکی چمک اور آنکھوں کا ڈیزائن

وہ کیڑا ابھی جیسے معصومیت سے اسے دیکھ رہا تھا ایسا

زمل کو

لگا جب اسکی پل کوئی اسکے چہرے کے قریب ہوتے

خود بھی جھک

کر اس کیڑے کو دیکھنے لگا

اس سے پہلے زمل مڑ کر اسے دیکھتی زامل زالے

دونوں چیخ

پڑے "بابا۔۔۔" دونوں اسے دیکھ خوشی سے تالی

بجانے لگے

کیا دیکھ رہی ہیں میری بیگم صاحبہ۔۔۔" وہ بھی اس

کیڑے کو

دیکھتا شریر لہجے میں پوچھنے لگا

یہ کتنا بیوٹیفل ہے ہبی۔۔۔" وہ اب تک اس کیڑے

میں کھوئی ہوئی

تھی

اتنا بھی نہیں ہے۔،"اسکی بات پر زمل نے چہرہ موڑ

کر اسے دیکھا

دونوں کے چہرے بمشکل ایک انچ کی دوری پر تھے

آپ جیلس ہو رہے ہیں۔۔۔؟ وہ تکے پر نہیں پوچھ

رہی تھی اسے پورا

یقین تھا اس بندے کے جنون کا

اممم۔۔۔شاید۔۔۔"وہ بنا کسی تمہید کے اعتراف کر گیا

زمل کو اس پر

ٹوٹ کر پیار آیا

نہیں ہے یہ پیارا۔۔۔ بلکل بھی نہیں۔۔۔"وہ جلدی

سے اچھی بیوی بن

کر اسے رد کر گئی جس پر زیحال کی دلکش مسکراہٹ

گہری ہو

گئی وہ آگے بڑھ کر اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں سے

چومنے ہی والا

تھا کہ زمل نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا

بچے دیکھ رہے ہیں۔۔۔"زمل نے مصنوعی سا اسے

گھور کر احساس

کروایا

زامل۔۔۔زالے۔۔۔کلوز یور آئز بیٹا۔۔۔"زیحال

کے یہ کہنے کی دیری تھی

کہ وہ دونوں جھٹ سے اپنے ننھے ننھے سے ہاتھ اپنی

آنکھوں پر

رکھ گئے وہ الگ بات تھی کہ انکو رکھنا آیا نہیں دکھ پھر

بھی رہا

تھا سب

اب اجازت ہے۔۔۔؟ وہ اجازت مانگ رہا تھا لیکن

دئے بغیر ہی زمل کی

رنگت سرخ پڑ گئی جو ایک طرح سے اجازت ہی تھی

زیحال نے

مسکرا کر نرمی سے اسکے ہونٹوں کو چھوا

لیکن اسکے فیورٹ لمس کو محسوس کرتے دل پتہ نہیں

کیوں بے

ایمانی پر اتر آتا تھا

اس نے زمل کو گردن سے پکڑتے پوری شدّت سے

اسکے ہونٹوں کو

چوم ڈالا جس پر وہ آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھنے لگی

مٹھاس کم ہو رہی ہے انکی۔۔۔روز چیک کروایا کرو

۔۔۔میں انکی

مٹھاس پوری رکھونگا۔۔۔"اسکی اتنی صاف بے باکی

پر زمل کے گال

سرخی سے تپ اٹھے

شرم کریں۔۔۔"وہ شرم پروف انسان کو شرم دلا

رہی تھی حد نہ

تھی

میں صرف پیار کر سکتا ہوں۔۔۔آج رات موقع

دے کر دیکھو۔۔۔"وہ

فل موڈ میں تھا زمل کو اپنی شامت آتی محسوس ہوئی

اتنے میں

اؤن کی گھنٹی بج پڑی

ان۔۔۔انکے کپ کیکس بن گئے۔۔۔میں لے کر آتی

ہوں۔۔۔"وہ سٹپٹا کر

بولتی جلدی سے اٹھ کر پیچھے کی جانب بڑھ گئی اسکی

کرسی پر

زیحال بیٹھ کر اپنے دونوں نمونوں کو دیکھنے لگا

انڈا۔۔۔"انکے ہاتھ نہ ہٹانے پر زیحال نے جیسے ہی

انڈا کیا دونوں

چیخ مار کر زور سے کھلکھلانے لگے انکی ہنسی میں زیحال

کی

ہنسی بھی شامل ہوتی ماحول کو مزید خوبصورت بنا گئی

باہ۔۔۔۔انڈا۔۔۔۔۔"زامل دونوں ہاتھ کھولے انڈا

کم اور ڈر ازیادہ رہا

تھا جس پر زیحال ڈرنے کی ایکٹنگ کرنے لگا وہ دونوں

پھر

کھلکھلانے لگے

کپ کیکس ریڈی ہیں۔۔۔۔"زمل ایک ڈس میں

چاکلیٹ سے سجاتی

دونوں کیلئے کپ کیکس لے آئی

دونوں بچے خوشی سے پاگل تھے زمل نے باری باری

دونوں کے منہ

میں چھوٹے چھوٹے پیسسز ڈالے جسے یم یم کرتے

دونوں مزے

سے کھانے لگے

زیحال وہی بیٹھا کن جان لٹاتی نظروں سے زمل کو

دیکھ رہا تھا اس

کی دیوانگی زمل کو ایسے بھی محسوس ہو رہی تھی اس

نے

دھیرے سے نظریں ترچھی کر کر زیحال کو دیکھا

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔۔۔؟ وہ مسکرا کر بچوں کو کیک

کھلاتی

پوچھنے لگی

کافی دنوں بعد تمہیں اپنے بچوں کے ساتھ ایسے پیار

کرتے دیکھا

ہے۔۔۔" اسکی بات پر زمل نے ٹھٹھک کر اسے

دیکھا مسکراہٹ

غائب ہو گئی

مم۔۔۔مطلب۔۔۔؟وہ واقعی نہیں سمجھی تھی لیکن

پریشانی

ہونے لگی تھی

مطلب یہ کہ ۔۔۔تم اب صرف غصّہ کرتی ہو ان پر

۔۔۔اگر یہ کوئی

غلطی کر دیں تو۔۔۔تمہیں یاد نہیں رہتا کہ غصّہ

کرنے کے بعد انکو

پیار بھی کرنا ہے۔۔۔"وہ بے حد نارمل لہجے میں اسے

سمجھا رہا تھا

لیکن زمل کو لگا وہ سانس نہیں لے رہی

میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم غلط ہو گلالے۔۔۔ لیکن میں

یہ کہہ رہا ہوں

کہ تم ماں ہو۔۔۔اور بچے کو غصّہ ڈانٹ پیار ماں سے

ہی چاہئے ہوتا

ہے۔۔۔ تم نہیں دو گی تو کوئی اور دے دے گا

۔۔۔اور جو پیار دے گا

وہ اسے کے ہو جائیں گے۔۔۔"وہ کافی دنوں سے

نوٹ کر رہا تھا زمل

میں چڑ چڑا اپن آگیا تھا وہ بات بات پر زیحال اور بچوں

پر

غصّہ کرنے لگی تھی وہ میچور تھا سمجھ سکتا تھا لیکن وہ

بچے

تھے ایک سفید کاغذ کی طرح

زمل اسکی باتوں پر از حد پریشان ہوتی اپنے بچوں کو

دیکھنے لگی

جو بڑی معصومیت سے اپنے ماں باپ کو بولتے ہوئے

سن رہے تھے

زمل کو انکی معصومیت پر رونا آیا کیا واقعی وہ ظالم ماں

بن گئی

تھی

اس نے کیک رکھتے تڑپ کر دونوں کو اپنی ممتا بھری

آغوش میں

لے لیا جس پر وہ دونوں بھی خوش سے نہال ہوتے

اپنی ماں سے

لپٹنے لگے

میری جان ہیں دونوں۔۔۔میں کیوں دور کرونگی

۔۔۔ہاں۔۔۔"زمل کی

آواز بھیگ سی گئی تھی وہ دونوں کواور زور سے خود میں

بھینچ

گئی

مما۔۔۔بوبو۔۔"زامل کو بہت بھوک لگی تھی

زمل نے دونوں کو

خود سے الگ کیااور مسکراکراپنی آنکھوں کی نمی صاف

کرتی

دونوں کو چوم کر پھر سے انکو کھلانے لگی

زیحال بیٹھا لبوں پر دلکش مسکراہٹ لئے انکو دیکھتا رہا

اتنے میں

یاقوت اسے بلانے آگیا ان دونوں کو ایک امپورٹنٹ

ڈیل کیلئے جانا

تھا

زیحال زمل اور بچوں سے مل کر اپنے کام کیلئے نکل گیا

انکے جاتے

مشی کچن میں آگئ اسکا سر بھاری ہو رہا تھا عجیب سے

چکر

آ رہے تھے وہ آئ تو چائے بنانے کی غرض سے تھی

لیکن بچوں کو

دیکھ اسے سر کا درد ایسے ہی ٹھیک ہوتا محسوس ہوا

اسے دیکھ بچے بھی پورے دل سے خوش ہو گئے تھے

وہ وہی بیٹھ

کر ان کے ساتھ کھیلنے لگی

دے رہی ہوں ناں۔۔۔ بابا۔۔۔ کیا ہو گیا

۔۔۔"کومل عبدلباری کو چپ

کرواتی اسی وقت کچن میں داخل ہوئی

جہاں زمل اور مشی کو دیکھ اسکی سانس میں جسے سانس

آیا

تھا

کیا ہوا۔۔۔یہ اتنا کیوں رو رہا ہے۔۔۔"ایک تو وہ بچہ

روتا نہیں تھا اور

جب روئے تو وہ بھی ٹھسک ٹھسک کر اتنا کہ قریب کھڑے بندوں کو

ہی اسکی آواز سنائی دے اسکے مقابلے اس پٹھان کے بچے تھے جو

روتے تھے تو پورا کوالالمپور کانوں میں انگلیاں دے لیتا تھا

دیکھوناں۔۔۔میں فیڈ کروا رہی ہوں تو کرنا نہیں ۔۔۔دوسری فیڈر

پکڑائی وہ وہ بھی پھینک دی۔۔۔اسکو چاہیئے کیا آخر

۔۔۔"وہ جلد

بازی میں تھی شاید اسکی ڈیوٹی کا وقت ہونے والا تھا

ماہ۔۔۔د۔۔۔دا۔۔۔"زالے کیوٹ انداز میں ہاتھ

کرتی اپنے گڈے کو مانگنے

لگی

لو۔۔۔اسے دے دو۔۔۔اسکا گڈا۔۔۔انکی لوو

سٹوری تو ابھی سے شروع

ہے۔۔۔"زمل کی بات پر کومل مشی دونوں ہنس دی

لیکن جلد ہی

انکی ہنسی حیرت میں بدل گئی جب عبدلباری سچ میں

زالے اور

زامل کے بیچ بیٹھتے چپ ہو گیا تھا

کیسے مٹ مٹ دونوں کو دیکھ رہا ہے اصل مرض تو

اسکا یہ دونوں

تھے۔۔۔"کومل کی بات سچ تھی ان تینوں کا اپنا چھوٹو

سا گینگ

تھااور یہ بات بڑے لوگ سمجھتے ہی نہیں تھے

زمل ہنس کر اسے بھی بلکل چھوٹے چھوٹے کیک کی

پیس کر کر

کھلانے لگی جسے وہ بڑے مزے سے کھا بھی رہا تھا

دودھ چھوڑ کر

عبدلباری کا یہ کھانا سب کو حیران کر گیا تھا چھ مہینے کا

ہونے

والا تھا اور حرکتیں ان چودہ ماہ کے بچوں جیسی ہو گئ

تھیں

تم دونوں چائے پیو گی۔۔۔" وہ مشی اور زمل دونوں سے پوچھتی

پتیلی میں دودھ ڈالنے لگی

نہیں۔۔۔ میں نے چائے زیادہ کردی ہے شاید اسی لئے ان دونوں کو

ٹھیک سے فیڈ نہیں مل پا رہی۔۔۔" زمل اپنی پریشانی بتاتی اپنے

گپو سے بچوں کو دیکھنے لگی جو اسے کمزور لگ رہے تھے

ھمم۔۔۔ تمہیں دودھ پینا چاہیے دو دو بچے ہیں

تمہارے میرا تو ایک

ہے صرف۔۔۔ جم کر چائے پی سکتی ہوں۔۔۔"وہ

کبھی کبھی غنڈی

ٹائپ لگتی تھی

خیال سے یہ ایک چھوٹا سلطان ہی دو کے برابر ہے

۔۔۔"مشی نے

عبدلباری کے پھولے ہوئے گال بھنچے جس کے اب

دانت ذرا ذرا سے

نکلنا شروع ہو گئے تھے

ویسے زمل۔۔۔یہ تمہارے سسرال میں کون کون

ہے۔۔۔آئی مین کچھ

کو ہم نے دیکھا ہے ایسا کوئی ہے جو اب تک ہمارے گھر

نہ آیا ہو۔۔؟

کومل چائے ہیٹ پر رکھتی کرسی پر آکر بیٹھتی زمل سے

مخاطب

ہوئی

ایسا تو کوئی نہیں۔۔۔" وہ سوچ میں پڑتی بولتی

رک گئی

ہاں وہ جس کی داراب لالا سے شادی ہو رہی ہے

۔۔"زمل کو فورا سے

یاد آیا

لالا کی سہیلی۔۔۔"مشی نے مسکراہٹ دبا کر پوچھا

زمل اسکی بات

پر اسے گھورنے لگی کومل نے جھٹ مشی کے بازو پر

ٹھوکا

مارا

چپ کرو تم کیوں اس بچارے کی شامت کو دعوت

دے رہی ہو زبان

پھسل گئی ہو گی۔۔۔"کومل کو اس وقت زیچال پر

بہت ترس

آیا

ہاں وہ ڈائن تو آئے بھی ناں۔۔۔اتنا سوہنا بچہ لے گئی

۔۔۔"کومل میں

اپنا دکھ جاگ اٹھا جس میں مشی بھی ہاں کرتی شامل ہو گئی

اس سوہنے بچے کے لئے تین راکھی کافی ہیں

۔۔۔؟ برلاس ہاتھ میں

سیب پکڑے مزے سے کترتا ایک دم سے نمودار ہوا

اسکو ایسے اچانک دیکھ تو تینوں کی سانس ہی گویا رک گئی بچے

اسے دیکھ چیخیں مارنے لگے تھے

تا۔۔تاہ۔۔۔"زامل زالے اسے دیکھ چیخ رہے تھے

انکو دیکھ عبدلباری

پہلے تو سوچتا رہا جب اسے بولنا نہ آیا تو ایسے ہی اچھلنے

لگا

آپ تینوں باز نہیں آئیں گی مطلب۔۔۔اپنے

بھائیوں کو خبردار کرنا

پڑے گا۔۔۔"اسکی بات پر تینوں نے آنکھیں پھاڑ کر

اسے دیکھا

برلاس۔۔۔تم ایسے کروگے۔۔۔؟کومل نے جھٹ
سے آنکھیں پٹپٹائی
جس پر برلاس نے خاموشی سے پامیر کا نمبر ڈائل
کرتے اسے کال
کی
ہیلو۔۔۔برو۔۔۔ہاں ذرا آتے ہوئے تین راکھی تو
لیتے آنا۔۔۔ہماری
خواتین کا شدّت سے دل ہے دار اب لالا کو راکھی
باندھنے کا۔۔۔"

یہ ہوا تھا تینوں کے سروں پر دھماکہ وہ تینوں کو ہکا بکا سا

چھوڑ

کر بچوں کو پیار کرتا باہر نکل گیا

اب گئے کام سے۔۔۔ یہ جلاد راکھی کی جگہ گولی مار

دیں گے۔۔۔"

کومل کا دل چاہا اپنی زبان کاٹ لے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ میٹنگ میں تھا جب اسے زریاب کی کال آئی ان کی

طرف سے دی

جانے والی خبر پر زیحال کے وہی کھڑے کھڑے

پیروں تلاے سے

گویا زمین ہی کھسک گئی تھی وہ ہک دک سا سانس

روکے کھڑا رہا

جیسے آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا ہو

مم ۔۔۔میں ۔۔۔میں ابھی آیا۔۔۔" وہ یہ جملہ کتنی

مشکل سے بول پایا

تھا یہ صرف وہی جانتا تھا وہ کال بند کرتے اندھا دھند

باہر کی

جانب بھاگا بنا یہ سوچے کہ یہ میٹنگ کینسل ہونے پر

اسے کروڑوں

نہیں اربوں کا نقصان ہو سکتا تھا

اسے ایسے جاتے دیکھ یاقوت پریشان ہوا اس نے سب

سے معذرت

کرتے میٹنگ یہی ختم کی اور خود بھی اسکے پیچھے نکل

گیا

بھائی۔۔۔بھائی سنیں۔۔۔" وہ اسے آوازیں دیتا اسکے

پیچھے بھاگ

رہا تھا پہلی بار آفس کے لوگ زیحال خان آفندی کو

ایسے بھاگتے

ہوئے دیکھ رہے تھے

باہر آتے یاقوت اسکے ساتھ ہی گاڑی میں بیٹھ گیا آج

وہ ڈرائیونگ

بھی عام دنوں کی نسبت بہت تیز کر رہا تھا

بھائی بتائیں تو۔۔۔ ہوا کیا ہے سب ٹھیک ہے

۔۔۔؟ گھر سب ٹھیک ہیں۔۔۔؟

یاقوت کو از حد پریشانی ہو رہی تھی زیحال کو زبان تو

جیسے

گنگ ہو گئی تھی ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے

چمکنے لگے تھے

جسے وہ ہاتھ کی پشت سے صاف کرتا خاموشی سے

ڈرائیو کرتا رہا

گاڑی کو بریک سیدھا ہوسپٹل کے باہر جا کر لگی تھی

اسے ہوسپٹل

آتے دیکھ یاقوت کی پریشانی مزید بڑھ گئی وہ بھی گاڑی

سے اترتا

زیحال کے پیچھے اندر بھاگا گیا وہ سیدھا آپریشن تھیڑ کی

طرف

بھاگ رہا تھا

جہاں پہنچتے یاقوت کی نظر زریاب اور داراب پر پڑی

دونوں کے

چہرے ستے ہوئے تھے زریاب بینچ پر بیٹھے سر جھکائے

ہوئے

تھے جب زیحال کی آواز پر انہوں نے بے ساختہ اپنا

سر اٹھایا

زی۔۔۔" اسکا نام پکارتے دل جیسے بھاری ہوتا پھٹنے

کے قریب تھا وہ

اٹھ کر اسے اپنے سینے سے لگا گئے

آج انکے لمس میں شدّت کے ساتھ تڑپ بھی تھی

جسے محسوس

کرتے زیحال کو اپنا دل بیٹھتا ہوا محسوس ہوا وہ کتنی ہی

دیر

انکے گلے سے لگا رہا پھر دھیرے سے پیچھے ہٹ کر

انہیں دیکھنے

لگا

ب۔۔۔ بابا کیسے ہیں۔۔۔؟ یہ سوال کرتے ہوئے اسکا

دل نجانے کیوں کسی

انجانے سے خوف میں مبتلا ہو رہا تھا جیسے کچھ برا سننے کو

نہ

مل جائے

زریاب اسے کوئی جواب نہیں دے سکے انکی آنکھ میں

بنتے نمکین

پانی کے قطرے نے گویا زیحال کی جان نکال دی تھی

اسکی رنگت

پل میں سفید پڑنے لگی

ہارٹ اٹیک آیا ہے انکو۔۔۔ڈاکٹرز دیکھ رہے ہیں اندر

۔۔۔"داراب نے

دھیمے بوجھل لہجے میں بتاتے خود پر جیسے ضبط کیا باہر

موجود

لوگوں کی عمر دیکھی نہ جاتی اندر موجود شخص سے

رشتہ

دیکھا جاتا جو انکار شتے میں باپ تھا تو دلوں پر قیامت

گزرنی

بنتی تھی

کیسے ہوا یہ۔۔۔؟ اسکے سوال پر زریاب نے داراب کی

جانب دیکھا

انکے چہرے پر چھایا کرب دیکھ داراب کا دل کٹ کر

رہ گیا

تمہارے جانے کے بعد لالا اور انکی تھوڑی بحث ہو گئ

تھی وہی

باتیں بابا دل پر لے گئے۔۔۔''وہ بحث کا موضوع

نہیں بتا پایا زریاب

نے آنکھوں کے اشارے سے اسے روک دیا تھا

لالا۔۔۔آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔۔''آج ان

سب کو اس زیحال

میں ایک چھوٹا بچہ نظر آیا تھا جس میں اپنے باپ کو کھو

دینے

کا خوف صاف دکھائی دے رہا تھا

ڈاکٹرز کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔؟

ابھی کچھ نہیں کہا۔۔۔"اسکے سوال کا جواب دیتے

داراب کے چہرے

کی ازیت میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا

زیحال نڈھال سا کندھے ڈھیلے چھوڑے آپریشن

تھیٹر کی دیوار

سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اسے ایسے کھڑے ہوتے

دیکھ یاقوت فورا

اسکی جانب آگیا

بھائی۔۔۔"اسکے پکارنے پر زیحال نے نگاہ اوپر کی

جانب اٹھائی

یاقوت لکھوالگا وہ رو دے گا

وہ بھلے ان سب سے دور تھا بے شک اسکے باپ نے

اس سے اسکا

بچپن چھین لیا تھا اسے سب کے ہوتے لاوارثوں کی

طرح جینے کیلیۓ

چھوڑ دیا تھا اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شاید وہ بھی آج عام

لوگوں کی

طرح جیتا ایسے پل پل اپنی سانسیں نہ گن رہا ہوتا کہ

کب کوئی آ

کر اس سے جینے کا حق چھین لے

وہ کچھ یاد نہیں رکھ رہا تھا اس وقت ۔۔۔ جو اسے یاد تھا

وہ یہ کہ

اس کا باپ زندگی اور موت کے بیچ کی کشمکش میں جھو

ل رہا

تھا

ڈونٹ وری وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔" اسکے یہ

الفاظ سنتے زیحال

نے دھیرے سے بوجھل دل کے ساتھ سر اثبات میں

ہلایا

اسے ایسے سہمے دیکھ زریاب نے اسے اپنے پاس بلا لیا

وہ انکے ساتھ

بینچ پر بیٹھا انکے کندھے پر سر رکھ گیا اس وقت اسے

واقعی

کندھے کی ضرورت تھی دوسری جانب سے داراب
نے آکر بیٹھتے
اسکا ہاتھ دبا کر آنکھوں سے تسلی دی
وہ تین بھائیوں سے بڑا تھا تو دو سے چھوٹا بھی تھا جن
کے سامنے
چاہ کر بھی میچور نہیں رہ سکتا تھا
وہ لوگ کافی دیر ایسے ہی انتظار کی سولی پر اٹکے رہے
ڈاکٹرز

اندر باہر صرف آجا رہے تھے لیکن کوئی بھی انکو کوئی

جواب نہیں

دے رہا تھا

یاقوت ان سے پوچھتا ہر چیز انہیں مہیا کر رہا تھا وہ جو دوا

یا

انجکشن بتاتے یاقوت فوراً اسے سب حاضر کر رہا تھا کسی

بھی

چیز کیلئے زریاب یاداراب کو نہیں اٹھنا پڑا

انکے دوران برلاس اور پامیر بھی وہی آ گئے تھے

بھائی۔۔۔"زیحال کو ایسے بیٹھے دیکھ دونوں ایک دم

سے پریشان

ہوئے

یاقوت دونوں کو سائیڈ پر لے جاتے پیار سے سب

سمجھالا یا جس کے

بعد پامیر تو ریلیکس ہو گیا تھا لیکن برلاس بے چین سا

زیحال

کی جانب دیکھتا رہا

زرتشم ایک اچھی کیئر ٹریٹمنٹ میں رہتے پہلے سے کافی

جلدی

بہتری کی جانب آرہی تھی یہ دیکھ بہت سے ڈاکٹرز

نے ڈاکٹر برہان

کی دن رات کی محنت کو سراہا جنہوں نے جی جان لگا

دی تھی اس

ایک لڑکی کی صحت کو بحال کرنے کے پیچھے

وہ زرتشم کے روم سے نکل کر اپنے آفس میں آہی

رہے تھے جب انکے

موبائل کی رنگ ٹون بجنے لگی

انہوں نے موبائل کوٹ کی جیب سے نکال کر سیدھی

کال اٹھالی

کیونکہ ٹون سے کال کرنے والے کا اندازہ ہوگیا تھا

کہاں گم ہو۔۔۔پھر نہیں کی ناں کال۔۔۔"وہ لڑکی

انکے کال اٹھاتے اپنی

ناراضگی نکالنے لگی جس پر اتنی تھکاوٹ کے باوجود

بھی ڈاکٹر

برہان کے لبوں پر مسکراہٹ رقص کرنے لگی

تمہیں کون بھول سکتا ہے یہ بتاؤ۔۔۔ بھلا اپنی زندگی

کو بھی کوئی

بھول سکتا ہے۔۔۔؟ وہ خوش باش سے اس سے باتیں

کرتے اپنی

کرسی پر آکر بیٹھ گئے

بس باتیں بنوالو تم سے کوئی۔۔۔" وہ بے اختیار ہنس

پڑی

اچھا کیا بنایا آج۔۔۔" انکے پوچھنے کی دیری تھی کہ وہ

لڑکی فورا

سے شروع ہوگئ

اتنی ساری ڈشز جنوں کو کھلاؤ گی کیا۔۔۔"اسکے اتنے

ڈشز کے نام

لینے پر انکو واقعی حیرت ہوئی

نہیں تم کونسا ہو یہاں۔۔۔"اسکی بات پر ڈاکٹر برہان

کی مسکراہٹ

گہری ہوئی

میں جن ہوں۔۔۔؟وہ مسکرا کر محبت سے پوچھ رہے

تھے

اور نہیں تو کیا۔۔۔ جن بابا۔۔۔"

اچھا پھر اس جن سے تمہیں بچ کر رہنا چاہیے رات کو

خواب میں آ

کر ڈرا بھی سکتا ہے۔۔۔" وہ دونوں آپس میں نہایت

خوش اسلوبی

سے بات کرتے رہے ایسے جیسے دونوں ایک

دوسرے سے مکمل

تھے

ہاہاہا۔۔۔تم آجاؤ۔۔۔خواب میں ہی صحیح۔۔۔''وہ یہ

بات بول کر اپنے

باقی دن کی روٹین بتانے لگی جسے بنا اکتائے ڈاکٹر برہان

نے خاموشی

سے سنا اور کتنی ہی دیر سنتے رہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔آپ سے کس نے کہا کہ انہوں نے

سٹریس لیا۔۔۔ماشاءاللہ سے

ذہنی طور پر کافی سٹر ونگ میں نوشیر وال صاحب میں
نے اس
عمر میں کسی کو اتنا سٹر ونگ نہیں پایا۔۔۔"داراب
کے پوچھنے پر
ڈاکٹر نے جو جواب دیا اسے سن کر سب کی پریشانی
مزید بڑھ
گئی یہاں برلاس اور پامیر کے علاوہ سب موجود تھے
تو۔۔۔؟تو پھر کیا وجہ ہے۔۔۔؟ بابا کو ہارٹ اٹیک
کیوں آیا۔۔۔"زریاب

حیران کن سے پوچھنے لگے

انکی وجہ سے۔۔۔"ڈاکٹر نے ایک پیکٹ انکی جانب

بڑھادیا جسے

زریاب جلدی سے کھول کر دیکھنے لگے

وہ تینوں اس پیکٹ کو بڑی غور اور تعجب بھری نگاہوں
سے دیکھ
رہے تھے ایسے جیسے وہ کوئی انوکھی چیز ہو یا قوت بھی
آگے آتا
اس پیکٹ کو دیکھنے لگا

یہ۔۔۔یہ کیا ہے۔۔۔؟ وہ اس پیکٹ کو بنا چھوئی حیران

سے استفساریہ

پوچھنے لگے

آپ خود دیکھ لیں۔۔۔"ڈاکٹر بلکل مطمئن بیٹھے تھے

زیحال نے زریاب

سے پہلے لپک کر وہ پیکٹ اٹھا لیا جسے کھولتے اس کے

اندر بند

ہوئی بری سمیل اسکی ناک کے نتھنوں سے آ ٹکرائی وہ

دیکھے بنا بائیں

جانب جھک کر برا سا منہ بنانے لگا ایسے جیسے اب الٹی

کر دے گا

اسی وقت برلاس اور پامیر بھی وہی آ گئے جب برلاس

کی نظر اس

پیکٹ پر پڑی پڑتے آنکھوں میں چمک سی اتر آئ جسے

وہ بڑی

مہارت سے چھپا گیا

یہ کیا ہے۔۔۔؟ زیحال کا لہجہ از حد سخت ہوا اس نے

غصّے سے

ڈاکٹر کی جانب دیکھا

نسوار ہے خان صاحب۔۔۔جو آپ پٹھانوں میں بڑی

مشہور ہے۔۔۔"وہ

اب بھی مطمئن تھے انکی بات پر سب کو جیسے ایک

ساتھ چار سو

والٹ کا جھٹکا لگا

نوشیر وال کبھی کبھی نسوار لے لیتے تھے لیکن انکے

بیٹوں نے کبھی

اس جانب دیکھا بھی نہیں تھا وہ صرف سموکنگ کی

طرف رہتے

تھے وہ بھی تب جب بہت زیادہ ڈپریس ہوں لیکن

ایک نسوار انکے

باپ کو موت تک لے آئی یہ بات سب کیلئے حیران

کن تھی

لیکن ایک نسوار سے انکا طبیعت اتنا کیسے بگڑ گیا

۔۔۔ تمارا دماغ

دماغ ہے کہ نہیں۔۔۔؟زریاب کواب صحیح اس ڈاکٹر

پر طیش آیا

تھا جس پر اس ڈاکٹر کا سارا سکون پل میں غارت ہو گیا

ایک تو

ڈاکٹر کی ڈگری پر کروڑوں لگا کر بھی انکو سامنے بیٹھے

امیر لوگوں

کی سننی پڑتی تھی

زیحال نے انکی تھائی پر رکھا انکا ہاتھ دبا کر تھوڑا

ریلیکس

کیا

دیکھیں زریاب صاحب۔۔۔یہ بات صحیح ہے کہ ایک

نسوار سے ان

کی طبعیت اتنی نہیں بگڑ سکتی لیکن یہ بھی تو دیکھیں کہ

اس

نسوار میں جان لیوا مواد شامل ہے اس طرح کا کیس

میرے پاس

صبح ہی آیا تھا جس کا یہ پیکٹ ہے اور میں آپ کو دکھا رہا

ہوں یہی

کیس آپ کے والد صاحب کا بھی ہے لیکن جو نسوار

انہوں نے لی اس

میں یہ مواد کم مقدار میں رکھا گیا تھا تب ہی وہ موت

کے منہ

سے واپس آئے ہیں۔۔۔" وہ نہایت پروفیشنل انداز

میں انہیں سمجھا

رہے تھے

زیحال نے اس پیکٹ کو کھول کر دیکھا اور دیکھتا ہی رہا

اس کے

پیچھے کھڑا ابرلاس بھی اسی پیکٹ کو دیکھ رہا تھا جب

اسکی

بھوری آنکھیں گھوم کر اپنے باپ تک گئی اور اسی پر جا

کر اٹک

گئیں

یہ نسوار۔۔۔وہ کافی وقت سے لے رہے ہیں تو اب

کیسے اس کا اثر

ہوا۔۔۔"داراب کا دماغ پولیس سائیڈ سے چل پڑا تھا

اسکی بات پر

زریاب ایک نئی سوچ میں ڈوب گئے

جو نسوار وہ کافی وقت سے لے رہے ہیں وہ یہ نہیں

ہو گی۔۔۔ یہ کچھ

دن پہلے ہی مارکیٹ میں نکالی گئی ہے ایک نشے کی

طرح کام کرتی

ہے یہ اور جو حد سے زیادہ لے لے وہ جان سے چلا جاتا

ہے جیسے صبح

آیا پیشنٹ تھوڑی دیر پہلے چل پڑا میرے خیال سے

آپ کے والد

صاحب نے رات یہ زیادہ مقدار میں استعمال کرلی

۔۔۔اب آپ خود

دیکھ لیں کہ یہ نسوار آپ کے گھر میں کیسے آئی

۔۔۔"وہ بول کر کندھے

اچکا گئے

زیحال نے داراب اور زریاب کی جانب دیکھا جو

دونوں خود گہری

پریشانی میں گھر چکے تھے

نہیں یہ نہیں آسکتی۔۔۔ام خود انکے لئے امپورٹڈ

نسوار لاتا ہے یہ

کیسے۔۔۔؟زریاب ہک دک سے جملہ پورا ابھی نہیں

کر پائے ڈاکٹر کی

بات پر تو گویا کسی نے ان پر حیرتوں کا پہاڑ توڑ دیا تھا

یہ گھر میں کسی نے کیا ہے۔۔۔"زیحال کی نظر اس

پیکٹ پر جمی

تھیں لہجہ سرد برفیلا تھا اس کے باپ کی جان تک بات

آئی یہ

بات وہ بھول نہیں سکتا تھا

گ۔۔۔گھر۔۔۔میں۔۔۔گھر میں کون کرے

گ۔۔۔"زریاب اسکی بات پر

مزید پریشان ہوئے سوچنے ہی لگے تھے جب بولتے

بولتے رک گئے

آفس میں گہری فسوں خیزی سی چھا گئی

جب زریاب نے ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن موڑ

کر داراب کی

جانب دیکھا آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں حیرت سی حیرت

ان میں

امڈ آئی تھی انکے داراب کی جانب دیکھنے پر زیحال اور

باقی سب

بھی داراب کی جانب دیکھنے لگے

سب کی نظریں خود پر آتے دیکھ داراب تیر کی طرح

سیدھا کھڑا ہو

گیا

زریاب کی نظریں ہی کافی تھیں داراب کیلئے تب ہی وہ

بے اختیار

سر نفی میں ہلانے لگا

نہیں۔۔۔وہ اپنے ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔"ایک یقین

سا تھا جو اس

وقت اسکے لہجے میں امڈ آیا تھا لیکن زریاب مسلسل

اسے دیکھتے

گئے جس پر داراب نہ چاہتے ہوئے بھی ٹھٹھک سا

گیا

یقین جیسے پانی کے بلبلے سے بھی زیادہ کمزور تھا جسے
ختم

ہونے میں لمحہ بھی نہ لگا

وہ کر سکتی ہے۔۔۔"زریاب ایک ایک لفظ پر زور

دیتے دانت بھینچ

کر بولے زیحال اب بھی ہکا بکا سا اس پیکٹ کو دیکھنے

لگا

تھا

برلاس اسے ہی دیکھ رہا تھا دل دھڑک نہیں رہا تھا

خاموش تھا

کیونکہ وہ اپنے باپ کو اچھے سے جانتا تھا معاملہ اسکے

باپ کا نہ

ہوتا تو اسکا دماغ چیتے کی رفتار سے تیز بھاگ رہا ہوتا

اور اب ام اسکو زندہ نہیں چھوڑے گا۔۔۔"زریاب

کے تن بدن میں مانو

آگ سی بھڑک اٹھی تھی وہ مٹھیاں زور سے بھینچ کر

داراب پر

غرلائے تھے وہ خاموش رہا کچھ بول ہی نہیں سکا دل

کسی بھی

حساس سے عاری تھا

آگے سے آپ اس کا دھیان تو رکھیں گے ہی لیکن یہ

بھی ضرور ذہن

میں رکھئے گا کہ وہ اب غصّہ نہ کریں زیادہ غصّہ کرنا انکی

جان

کیلئے خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔۔۔"یہ الفاظ

سب کیلئے پریشانی

کا باعث بنے تھے لیکن ایک وہ تھا جس کے کانوں میں

یہ الفاظ رس

گھول گئے تھے وہ آنکھیں بند کئے سر جھکا کر بے ساختہ

مسکرا

دیا اسی پل پامیر کی پریشان سی نظر اس پر پڑی اور پڑتے

وہ ہک

دک سارہ گیا

جیسے سوچ رہا ہو کہ اس میں مسکرانے والی کیا بات ہے

بلکہ ان

سب کو پریشان ہونا چاہئے تھا لیکن وہ سامنے کھڑے

بیسٹ کی

رگ رگ سے واقف تھا تب ہی وہ نظر موڑنے ہی لگا

تھا کہ ایک دم

سے آنکھیں پھاڑے برلا اس کو دیکھنے لگا

وہ مسلسل مسکرا رہا تھا اسکی مسکراہٹ نارمل نہ تھی وہ

کسی کو

غور سے دیکھ بھی لے تو اسکے بھائیوں کو اس شخص کی

سانسوں

کی فکر ہونے لگتی تھی اور یہ مسکرا رہا تھا برلاس شاہ

مسکرا

رہا تھا

پا میر آنکھیں پھاڑے کبھی اسے تو کبھی ڈاکٹر کو دیکھ رہا

تھا

اسکا دماغ تیزی سے گھوما اس نے پھر برلاس کو دیکھا

اور اسکا

بازو پکڑ کر آفس سے باہر کیا ہوسپٹل سے ہی باہر

پارک میں لے

آیا تھا

کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟ برلاس سمجھ نہیں سکا کہ وہ اسے

وہاں کیوں

لایا ہے لیکن پامیر نے جواب دیئے بغیر اسے سیدھا

پارک میں آکر

اپنے سامنے دھکیلتے کھڑا کیا

کیا ہوا۔۔؟ برلاس اب بھی نہیں سمجھا تھا جبکہ پامیر

اسے سخت

غصّیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا

وہ ایک قدم آگے آتا برلاس کے قریب ہوا اور اسکی

آنکھوں میں

جھانکنے لگا دونوں قد میں برابر دراز قد تھے

کیا۔۔۔؟ برلاس نے اسکے سخت تیور دیکھ پھر پوچھا

تو حویلی کیوں گیا تھا۔۔۔؟ وہ سرد مہری سے پوچھ رہا تھا

جس پر

برلاس کے چہرے کے تاثرات ذرا نہ بدلے وہ اسی

طرح نارمل کھڑا

رہا

کیونکہ مجھے حویلی دیکھنی تھی۔۔۔اس لئے۔۔۔"وہ

شان بے نیازی

سے بولتا کندھے اچکا گیا

بکواس بند کر۔۔۔ تیری رگ رگ سے واقف ہوں

میں۔۔۔تو سانس بھی لے

تو اسکے پیچھے کوئی مقصد ہوتا ہے۔۔۔ شرافت سے بتا

حویلی کیوں

گیا تھا۔۔۔؟ وہ ایک ایک لفظ چباتا اسکی آنکھوں میں

آنکھیں گاڑے

سختی سے پوچھ رہا تھا

میں سچ کہہ رہا ہوں بھائی۔۔۔" برلاس لہجے کو از حد

نارمل رکھتے

بولا

میں تیری ہڈیاں توڑ دونگا اگر اب بکواس نہ کی کہ

کیوں گیا تھا

بتا۔۔۔" وہ واقعی جتنے غصّے میں تھا برلاس کو لگا کہ

اسے دو چار

ہاتھ پڑنے ہی والے تھے

تب ہو وہ کان کی لو کھجاتے آنکھ بچا کر پامیر کو دیکھنے لگا

بدلہ لینے۔۔۔"دو لفظی جواب اور پامیر کو لگا کسی نے

اس پر کھولتا

تیل ڈال دیا ہو وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا

ک۔۔۔کیسا بدلہ۔۔۔؟وہ یہ سوال بمشکل ہی کر پایا

تھا

برلاس نے نظریں نیچے جھکالی اور اپنے شوز سے پارک

کی گھاس

اکھیڑ لگا

انکی وجہ سے میرے باپ کی آنکھوں میں آنسوں

آئے تھے۔۔۔"یہ

دوسرا جھٹکا پا میر کو لگا تھا وہ ہک دک سا اسے دیکھ رہا تھا

میں نے صرف چھوٹا سا بدلہ لیا اتنا کہ اب وہ کبھی کسی

پر غصّہ

نہیں کر سکیں گے۔۔۔اور کچھ نہیں۔۔۔"اس نے

ملازمہ کو جو پیکٹ

دیا تھا اس میں وہی نسوار تھی جس سے اب تک کئی

جانیں جا

چکی تھیں اور یہ کیسے ممکن تھا کہ ایسی الٹی چیزوں کا

علم

برلاس شاہ کو نہ ہوا اس نے اپنے گھر آنے کے بعد

نوشیر وال صاحب

کو نسوار کھاتے دیکھا تھا تب سے اسے یاد تھا وہ تو جانتے

بھی نہ

تھے کہ اس بگڑے نواب کے آگے نسوار کھانا نہیں

زندگی میں اتنا

مہنگا پڑ سکتا ہے

تو۔۔۔تو پاگل ہو گیا ہے۔۔۔؟ یہ کیا کر دیا بے وقوف

۔۔۔؟ پامیر کی آواز

دبی ضرور تھی لیکن غرلاہٹ بھرپور تھی یہی باتیں

گھر ہوتی تو

اب تک برلاس اس سے دو چار کھا کر بیٹھا ہوتا

مجھے نفرت ہے۔۔۔ہر اس شخص سے جس کی وجہ

سے میرا باپ

دکھی ہو۔۔۔" وہ بظاہر نارمل لگ رہا تھا لیکن پامیر کی

ڈانٹ پر اسے

شدّت سے اپنا باپ یاد آیا

باپ۔۔۔ تیرا باپ؟ وہ ہمارا کچھ نہیں لگتا

۔۔۔؟ کرنے کو ہم کچھ نہیں

کر سکتے۔۔۔؟ پا میر خود پر ضبط کرتے کرتے سرخ پڑ

گیا تھا آس

پاس کے چند لوگوں نے مڑ کر ان دونوں بھائیوں کو

دیکھا اور پھر

سے خود میں مگن ہو گئے

توکیوں نہیں کیا۔۔۔؟ برلاس جیسے ایک دم سے اکھڑا

تھا

کیونکہ وہ کوئی اور نہیں ہمارے بھی باپ کا باپ ہے

۔۔۔"وہ کسے

سمجھا رہا تھا جسے اپنے رشتوں کے سوا کسی سے فرق

نہیں پڑتا

تھا

کوئی اور اسکے لئے صرف اسکے ماں باپ تھے جواب

اس دنیا میں

نہیں رہے تھے اب صرف ایک ہی شخص اسکا سب

کچھ تھا اسکے

معاملے میں وہ اندھا بہرا بے وقوف کم عقل سب کچھ

تھا بس کوئی

اسکے جنون کو سمجھتا تو صحیح

یہی تو فرق ہے۔۔۔آپ میں اور مجھ میں۔۔۔آپ

لوگوں نے انکو دیکھا

اور میں نے صرف اپنے باپ کو۔۔۔"وہ دوٹوک لہجے

میں بولتا جیسے

بات ہی ختم کر گیا

جس پر پامیر کو اس پر جی بھر کر طیش آیا

اور اسی باپ کو پتہ چل گیا تو جانتا ہے کونسی قیامت آ سکتی ہے

جانتا ہے۔۔۔؟ اسکے سوال پر برلاس نے چونک کر اسے دیکھا

اگر یہ بات زیحال بھائی کو پتہ چل گئی تو۔۔۔ تو سوچ بھی نہیں

سکتا وہ کتنے ناراض ہونگے کیا گزرے گی ان پر جب

انکو پتہ چلے

گا۔۔۔ کہ یہ کام تیرا ہے۔۔۔"ایک خوف سا اسکے

لہجے میں چھلک رہا

تھا وہ بڑا تھا اس سے عقل میں اور عمر میں بھی

برلاس۔۔۔پامیر۔۔۔"وہ دونوں کھڑے تھے جب

پیچھے سے زیحال کی

آواز آئی دونوں نے چونک کر پیچھے مڑ کر دیکھا پہلے تو

اسکی

آواز سے لگا جیسے روح جسم کا ساتھ چھوڑ گئی ہو لیکن

جب دیکھا

تو سانس میں سانس آئی کہ وہ خاصا دور دونوں سے

کھڑا تھا

جہاں تک بات سن پانا نہ ممکن تھا

گھر چلو۔۔۔"اس نے بلاتے اپنا رخ گاڑی کی جانب

موڑ دیا

داراب اور زی حال مل کر دا جی کو سہارا دے کر باہر

گاڑی تک

لائے تھے ڈاکٹر نے تو وہیل چیئر کا کہا تھا مگر نوشیر وال

کی نظر

ان سے پہلے زریاب پر پڑ گئی تھی جس کے غصّے میں

انہوں نے

چیئر لینے سے بھی انکار کر دیا

لالا۔۔۔"داراب کے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے

زیحال نے اسے دھیرے

سے پکارا زریاب بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ ہی رہے

تھے جب زیحال

کی آواز پر رک گئے

یوز سزا ضرور ملنی چاہئے۔۔۔ورنہ میں آپ کو معاف

نہیں کرونگا۔۔۔"

اسکا انداز سرد بر فیلا تھا داراب کچھ پل بول بھی نہ سکا

پا میر اور برلاس نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا پا

میر جیسے

نظروں سے کہہ رہا ہو "دیکھ لیا کہا تھا ناں ایسا ہو گا"

داراب دھیرے سے سر اثبات میں ہلاتے گاڑی میں

بیٹھ گیا انکے

نکلتے یاقوت بھی اپنی گاڑی آگے لے آیا آج وہ ڈرائیو

کررہا تھا وہ

دونوں نمونے پیچھے بیٹھے تھے اور پامیر مسلسل اسے

گھوری

جا رہا تھا

وہ گھر آتے سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا نہ کسی کو

دیکھا نہ

کسی سے بات کی یہاں تک کے اپنے بچوں تک کو نہیں

دیکھا جو

اسے دیکھتے بابا بابا کی رٹ لگا گئے تھے

بر لا اس نے آگے آتے دونوں بچوں کو اٹھا لیا اسکے

چہرے پر ندامت

تھی اس لئے نہیں کہ اس نے یہ حرکت کی بلکہ اس

لئے کہ اسکی

وجہ سے اسکا باپ اداس ہو گیا تھا

سدھر جا نکمی اولاد۔۔۔"پا میرا اسکی کمر پر دھپ رسید

کرتے

چینج کرنے کمرے میں چلا گیا تھا

زمل بچوں کو برلاس کے پاس چھوڑ کر خود کمرے میں

آگئی جہاں

اسکی نظر خالی کمرے میں تیزی سے دوڑ گئی زیحال

کہیں نہیں

تھا

ہبی۔۔۔" وہ اسے پکارتی آگے آئی اور باتھ روم کا

دروازہ کھٹکھٹانے

لگی

ہبی آپ اندر ہیں۔۔۔؟ اسکے پوچھنے پر اندر سے کوئی

جواب نہ آیا

نہ پانی گرنے کی کوئی آواز جس پر زمل ٹھٹھک کر

دروازہ

کھولے اندر جھانک کر دیکھنے لگی

لیکن اندر نہیں تھا وہ زمل کو اب پریشانی سی ہونے لگی

اسکے زہن

میں فوراً اسے اسٹڈی کلک ہوئی وہ بے اختیار اسٹڈی کی

جانب

بڑھ گئی جہاں اسکے تکے کے مطابق وہ موجود تھا

اپنی پاور چیئر پر بیٹھے ٹیبل پر کہنیاں ٹکائے ہاتھوں پر

پیشانی

رکھے آنکھیں موندیں بلکل گم سم

زمل دھیرے سے بنا قدموں کی آواز کئے اندر آئی اور
دروازہ بند کر

کر زیحال کی جانب بڑھ گئی

وہ اتنا گم سم بیٹھا تھا کہ زمل کے آنے کا بھی اسے علم
نہیں ہو

سکا پھر زمل نے دھیرے سے اسکے کندھے پر جو نہی
ہاتھ رکھا اس

نے سر اٹھا کر پاس کھڑی زمل کو دیکھا

آپ ٹھیک۔۔۔؟وہ فکر مند سی پوچھنے لگی تھی جب
زیحال کی
آنکھوں میں سرخی دیکھ اسکی جان جیسے سیدھا لبوں پر
آگئی
ہیں۔۔۔؟وہ کتنی مشکل سے یہ ایک لفظ بول پائی
تھی
یہ صرف وہی جانتی تھی زیحال کچھ پل اسے یوں ہی
دیکھتا رہا

پھر دھیرے سے اسے اپنی گود میں بٹھاتے اسکی

گردن میں چہرہ

چھپا گیا

زمل کو اسکے وجود سے بھانپ اٹھتی محسوس ہوئی وہ اس

عمل

پر مزید پریشان ہو گئی تھی

اصل جان تب نکلی جب زیحال کی سسکی کی آواز اسکے

کانوں میں

پڑی

ہ۔۔۔ ہبی۔۔۔ ہبی کیا ہوا۔۔۔ پلیز بتائیں ناں

۔۔۔"اب اسے لگا تھا یہ

پریشانی اسکی جان لے لے گی اپنے ہبی جان کو ایسے

دیکھنا اسکے

لئے موت کے مترادف تھا

بابا کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔۔۔" وہ بھیگی آواز میں بتاتا

مزید

چہرہ زمل کی گردن میں چھپاتے اسے خود میں بھینچ گیا

جیسے

خوف میں اپنے ٹیڈی بئیر کو بھینچ رہا ہو

اس وقت وہ واقعی ایک چھوٹا بچہ تھا ایک خوف زدہ بچہ

وہ

داراب اور زریاب کے مقابلے نوشیر وال خان کیلئے

زیادہ حساس

ثابت ہو رہا تھا اتنے عرصے کی دوری جس میں وہ باپ

کی محبت

اسکی شفقت کیلئے ترس گیا تھا آج کوئی اسکی حالت

دیکھتا اسی

باپ کو کھو دینے کا احساس اسکی جان نکال گیا تھا

اسکے یہ بتانے پر زمل پر تو گویا حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ گیا

تھا اتنی

بڑی بات اسے پتہ نہیں تھی

ہبی۔۔۔یہاں دیکھیں۔۔۔کب ہوا یہ اور کیسے

۔۔۔"زمل اسکا چہرہ باہر

نکال کر پوچھنے لگی ساتھ زیحال کی سرخ آنکھوں کی

نمی کو اپنی

ہتھیلی سے صاف کرنے لگی

زیحال نے اسے سب بتادیا جسے سن کر زمل ہکا بکا سی

یوز دیکھ

رہی تھی

ای۔۔۔ایسا کون کر سکتا ہے۔۔۔؟

پتہ نہیں۔۔۔اگر یہ کام بیلا کا ہے۔۔۔تو میں اسے

کبھی معاف نہیں

کرونگا۔۔۔"اسکے لہجے میں بے ساختہ ڈھیروں

نفرت امڈ آئ

ل۔۔۔لیکن وہ ایسا کیوں کرے گی ہبی۔۔۔آ

۔۔۔آئی مین۔۔۔بابا تو اسے بہت

سپورٹ کرتے ہیں ناں۔۔۔"وہ ان کچھ ہی دنوں

میں انکا پیار اور

شفقت بیلا کے لئے دیکھ چکی تھی تب ہی یہ بات ہضم

نہیں کر پا

رہی تھی

اسکے علاوہ کون ہے حویلی میں جسے بابا سے مسلہ ہو

۔۔۔"زیحال

کے سوال پر زمل خود سوچ میں پڑ گئی

ھمم۔۔۔آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔اب کیسے ہیں بابا

۔۔۔"

ٹھیک ہیں۔۔۔ڈاکٹر نے سختی سے انکو غصّہ دلانے سے

منع کیا ہے۔۔۔۔

اور وہ غصّہ کرنا کبھی چھوڑ نہیں سکتے۔۔۔"اصل اسکا

خوف

اس کے باپ کی غصّے والی عادت پر تھا

ہی۔۔۔وہ بلکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔اللہ پاک

ان کو جلد صحت یابی

دیں گے امین۔۔۔"اسکے یہ الفاظ زیحال کو کس قدر

پر سکون کر

گئے تھے وہی جانتا تھا اس نے دل ہی دل میں آمین

کہا

آپ نے تو جان ہی نکال دی تھی۔۔۔ایسے کون خود کو

کمرے میں بند

کرتا ہے۔۔۔" وہ اب اسکا دھیان بھٹکانے کیلئے اپنی

ناراضگی بیچ

میں لے آئی جس پر زیحال واقعی سوچ میں پڑ گیا تھا

میں نہیں کر رہی آپ سے بات۔۔۔" وہ ناراض ہو

کر اٹھتی جانے ہی لگی

تھی کہ زیحال نے بے ساختہ کمر سے تھام کر واپس

بٹھالیا

ایم سوری۔۔۔میرا ایسا ارادہ نہیں تھا۔۔۔" وہ سچ میں

اسکی

ناراضگی سے پریشان ہو گیا تھا زمل کو دل ہی دل میں

ہنسی

آئی

اس نے دھیرے سے زیحال کی پیشانی پر اپنے لب

رکھے یہ لمس

جیسے زیحال کے وجود کو سکون کی وادیوں میں اتار گیا

تھا

وہ کمرے میں جیسے ہی داخل ہوا اسکی نظر باتھ روم

سے سرخ

چہرے کے ساتھ نکلتی مشی پر گئی اسکے ہاتھ میں ٹاول

تھا اور

چہرہ ایک دم ستا ہوا

کیا ہوا۔۔۔تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ وہ اسے ایسے دیکھ ایک

دم سے پریشان ہوا

مشی اسے کوئی جواب دیے بغیر بیڈ پر آکر بیٹھ گئی اور

فون

اٹھائے کسی کو کال کرنے لگی

اگر بی پی لو ہو تو کیا کرنا چاہیے۔۔۔؟ مقابل کے کال

اٹھاتے وہ

سنجیدگی سے پوچھنے لگی

یاقوت اسکے پیچھے کھڑا حیران سا اسے دیکھنے لگا یہ بات

وہ اس

سے بھی پوچھ سکتی تھی اس نے بے اختیار سوچا

اوکے۔۔۔ تھینک یو۔۔۔"کال بند کرتے مشی سائیڈ

ٹیبل کے دراز میں

جیسے کچھ ڈھونڈنے لگی جب نہ ملا تو سیدھی ٹانگیں

کرتی

تکیوں سے ٹیک لگا کر بیٹھتی آنکھیں موند گئی

بی پی لو کی میڈیسن سے بہتر ہے لیمن جوس پی لو

۔۔۔رکو میں لے

کر آتا ہوں۔۔۔" کہتے وہ باہر جانے ہی لگا تھا جب

مشی نے آواز دے

کر اسے روک لیا

آپ سے کسی نے کہا کہ مجھے جوس چاہئے۔۔۔؟ اسے

غصّہ آرہا تھا

ایک تو وہ اتنے دن سے اپنے کام میں مصروف تھا اسے

سزا دینے کے

بعد ایک بار بھی اسے یہ نہیں پوچھا کہ وہ ٹھیک ہے یا

نہیں وہ

ٹھیک سے کھانا تک نہیں کھا رہی تھی جس کی وجہ سے

اب کمزوری

تک بیٹھ گئی تھی

تم رو ڈ کیوں ہو رہی ہو۔۔؟وہ حیران تھا اسکے اس

اچانک رویے پر

تب ہی پوچھنے لگا

مشی اسے کوئی جواب نہیں دے سکی اسے اپنا دل

بھاری ہوتا

محسوس ہوا ایسے جیسے اب رو دے اور اس ظالم کے

سینے سے لگ

کر رودے لیکن وہ بجائے رونے کے کمبل سر تک لیتی

سونے کیلئے

لیٹ گئی

یاقوت اسے ایسے ہی چھوڑے اپنی اسٹڈی ٹیبل پر آگیا

آج کل کام

کا پریشر مزید بڑھ گیا تھا آج جو ڈیل زیحال نے چھوڑ

دی تھی

یاقوت نے اپنی محنت سے اسے بھی پورا کر لیا تھا

انکی کمپنی کو ایک بہت بڑی آفر ہوئی تھی سپورٹس کار

موڈیفائے

کرنے کی جس سے پہلے انکو وہ کارڈ دیکھنی تھی جو زیحال

نے خود

ڈیزائن کی تھی لیکن مشی نے اسکا ستیاناس کر دیا تھا

جسے اب

ٹھیک بھی یاقوت کو ہی کرنا تھا اور وہ کر بھی رہا تھا

زرتشم کو اتنے دن بعد ہوش آیا تھا اسکے ارد گرد

اسپیشلسٹ کی

ٹیم جمع تھی جو اسکا چیک اپ کر کر اب اس پر تفصیلی

تبصرہ

کر رہی تھی

زرتشم نے خوف زدہ ہوتے سب کو دیکھا جب انکے بیچ

میں اسے وہ

ایک چہرہ نظر آیا جو اب اسے مسلسل نظر آنے لگا تھا

اسکی پہچان

اسے ایسے ہوئی تھی کہ وہ جب بھی اسے نظر آتا زرتشم

کو کوئی

درد تکلیف نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ درد تکلیف دور

کرتا تھا

وہ ٹکٹکی باندھے ڈاکٹر برہان کو ہی دیکھ رہی تھی جو

ڈاکٹرز کے

ساتھ لگے زرتشم کے بارے میں پوچھ رہے تھے

انکی کنڈیشن دیکھ میرے مطابق انکو وقت لگے گا مکمل

ٹھیک ہونے

میں لیکن یہ ٹھیک ہوسکتی ہے پر وپر دیکھ بھال سے

ہمیں امید

قائم رکھنی چاہیے۔۔۔" ایک ڈاکٹر نے نہایت

پروفیشنل انداز میں اپنا

پوائنٹ بتایا

جس پر دو تین ڈاکٹر متفق ہوئے

مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔۔۔ اگر دیکھ بھال ویسی نہ کی

گئی تو

کچھ کہہ نہیں سکے کہ زخم بھرے گا یا نہیں

۔۔۔" پہلی بات پر

ڈاکٹر برہان کا دل ابھرا تھا لیکن اگلی بات پر جیسے پھر

سے ڈوب

گیا تھا انہوں نے مر جھائے چہرے کے ساتھ زرتشم کو

دیکھا جس کی

ساکت نظریں اب تک انہی پر تھیں

نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو گا۔۔۔میں دھیان رکھونگا

۔۔۔"انکی بات پر منہ

میں پین لئے کومل نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا اور

پھر زرتشم

کو

آپ۔۔۔؟آپ انکے کیا لگتے ہیں ڈاکٹر برہان

۔۔۔''انکی اتنی آؤ بھگت دیکھ

ایک ڈاکٹر نے منہ میں پھنسا سوال جیسے پوچھ ہی لیا

جی میں بھی یہی پوچھنا چاہتی تھی ڈاکٹر برہان سے

۔۔۔''کومل نے

لگے ہاتھوں اپنا حصّہ ڈالتے ڈاکٹر برہان کی جانب

دیکھا

جن کا اس سوال پر رنگ ہی اڑ گیا تھا

یہ۔۔۔یہ۔۔۔"وہ ہک لا ہٹ کے مارے کچھ بول ہی

نہیں سکے کیا بولتے

انکی نظر زرتشم کی جانب گئی دونوں طرف سے نگاہیں

ایک ہوئی

تھیں لیکن دل۔۔۔وہ کچھ محسوس نہیں کر رہا تھا

سوائے ہمدردی

کے

انسانیت کے ناطہ۔۔۔"سرسری سا جواب سب کو لا

جواب کر گیا

کومل پھر بھی شکی نگاہوں سے انکو دیکھے گئی

_ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _

حویلی پہنچتے نوشیر وال کو روم میں چھوڑ کر زریاب
لاؤنج میں آ
گئے تھے مورے انہی کے پاس تھی جبکہ سیماب بھی
لاؤنج میں
ہی نکل آئ تھی جب اسکی نظر زریاب پر پڑی وہ غصّے
سے بھرے
یہاں وہاں چکر کاٹ رہے تھے

اس لڑکی کو بلا کر لاؤ۔۔۔" انہوں نے ایک ملازم پر
حکم صادر کیا
جس پر وہ فوراً اسے پہلے بیلا کے کمرے کی جانب بھاگا
گیا تھا
داراب بھی وہی موجود تھا ایک جانب کھڑا اچپکی
سادھے اس کے
ذہن میں اس وقت کئی الجھنیں چل رہی تھیں
رات اس نے اس پر نکالا تھا غصّہ لیکن وہ اسکے غصّے کا
ایسے بدلہ

لے گی داراب نے سوچا بھی نہ تھا

بیلا ملازم کے ساتھ ہی نیچے آگئ تھی اس نے ایک

ایک نظر سب

کو دیکھا

ادر آؤ لڑکی۔۔۔"زریاب کی دھاڑ پر اسکی توجہ بے

اختیار انکی

جانب مبذول ہوئی انکو طیش میں دیکھ بیلا تھوڑی

نروس سی ان

کی طرف مرے مرے سے قدموں کے ساتھ گئ

داراب کے اندر اسکے بڑھتے قدموں کے ساتھ بے

چینی بھی بڑھتی

جارہی تھی وہ پہلو بدل کر کھڑا ہوتے اسے دیکھنے لگا

اسکے قریب آتے ایک زناٹے دار تھپڑ سیدھا بیلا کے

ملائم گال پر پڑا

جس سے وہ لڑکھڑا کر بے ساختہ صوفے پر جا گری

اسکے گرتے داراب قدم آگے بڑھانے ہی لگا تھا جب

ایک ہی قدم پر

وہی رکتا آنکھیں پھاڑے لالا کو دیکھنے لگا

سیماب خود منہ پر ہاتھ رکھے زریاب کو آنکھیں

پھاڑے دیکھنے

لگی

تم اس حد تک گر جائے گا میں نے سوچا بھی نہیں تھا

لڑکی۔۔۔"وہ

اسے ایسے بیٹھے دیکھ پوری قوت سے دھاڑے تھے

جبکہ بیلا کو لگا کسی نے بھری محفل میں اسکا لباس تار تار

کر دیا

ہو یہ احساس جان نکال لینے سے زیادہ خطرناک ثابت

ہوا تھا اتنا

کہ وہ سانس بھی نہیں لے سکی تھی بنا درد کے دو

موٹے موٹے

موتی اسکی آنکھوں کی باڑ توڑ کر رخسار پر بہہ نکلے

تھپڑ اسے لگا تھا لیکن تکلیف جیسے داراب کو محسوس

ہوئی تھی

وہ بے بسی سے بیلا کی طرف دیکھنے لگا

تم نے امارے بابا کو مارنے کی کوشش کی۔۔۔تم نے

۔۔۔"انکی آواز میں

اب بھی گرج تھی ملازم منظر سے فوراً غائب ہو گئے

کیونکہ

ایسے وقت میں کسی کو وہاں رکنے کی اجازت نہیں

تھی

بیلا نہیں اٹھ سکی آج۔۔۔نہ کچھ کہہ سکی کیا کہتی الفاظ

ہی ختم

تھے

سیماب نے آگے آتے ایک ہی جست میں بیلا کو سہارا

دے کر اٹھایا

اور بے یقین سی نظروں سے اپنے خان کو دیکھنے لگی

جنہوں نے

کبھی کسی عورت کی طرف نگاہ تک نہیں اٹھائی تھی

آج ہاتھ

اٹھالیا تھا

ام اس لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔۔۔" وہ پوری

طیش سے

غرلاتے سیدھا دیوار پر لگی اپنی کلاشنکوف لینے گئے انکو

یہ

کرتے دیکھ تو سیماب کی روح ہی گویا فنا ہو گئ تھی

خ۔۔۔خان۔۔۔۔خان کیا رہا ہے تم۔۔۔دری روکو

انکو۔۔۔"سیماب کے

کندھوں سے گویا طوطے ہی اڑ گئے تھے

داراب خود ہکا بکا سا کھڑا تھا زریاب نے آتے ساتھ بیلا

کو سیدھا

نشانے پر رکھ دیا تھا وہ خود آنکھیں پھاڑے سانس

روک کر اسے

دیکھنے لگی

اسی پل ایک فائر کی آواز گونجتی حویلی کی در و دیوار کو

جیسے

لرزا کر رکھ گئی جس میں سیماب کی دل خراش چیخ بھی

شامل تھی

سیماب نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا بدن پورا جیسے
زلزلے کی زد
میں آگیا تھا ایسی فائر کی آواز اسکے کانوں کو سن کر گئی
تھی اس

نے دھیرے سے ہمت کرتے سر اٹھا کر اوپر دیکھا

اسکے سامنے بیلا

کھڑی تھی لیکن اسے چھوڑے سیماب کی نظر اس کے

آگے کھڑے

داراب خان آفندی پر پڑی جس کا ایک ہاتھ کلاشنکوف

کی نال تھامے

ہوا میں بلند تھا فائر اوپر ہوا تھا لیکن بیلا کے دل پر کر گیا

تھا وہ

سانس روکے کھڑی ہونقوں کی طرح داراب کی پیٹھ

دیکھے گئی

دل دھڑکنا بھول چکا تھا ایسے جیسے وہ اب کبھی نہیں

دھڑک سکے

گا

زریاب نے شعلہ بار نگاہوں سے داراب کو دیکھا جس

پر وہ فوراً سے

سر جھکا گیا

ایم سوری لالا۔۔۔لیکن اگر اس نے کچھ غلط کیا ہے

۔۔۔تو اسکی سزا

میں اسے دینا چاہتا ہوں۔۔۔پلیز۔۔۔"وہ سر جھکائے

نہایت عاجزی

سے کہہ رہا تھا

وہ کبھی زریاب کے سامنے کسی فیصلے میں کھڑا نہیں ہوا

تھا لیکن

آج اسکے پیچھے کھڑی لڑکی اسکے نام پر بیٹھی تھی تین

بول

بولنے سے پہلے وہ اسکی عزت کے نام ہو گئی تھی جس

کے لئے اسے

آج کھڑا ہونا پڑا تھا

دفع کرو اسکو امارا نظروں کر آگے سے۔۔۔"زریاب

کلاشنکوف

صوفے پر پھینکتے داراب پر دھاڑے وہ نادم سا

دھیرے سے پیچھے

مڑا جہاں اسکی آنکھیں ان کیری سرخ متورم آنکھوں

سے ملی

اسے ایک پل دیکھتے داراب نے ذرا سا جھک کر اسکا

نازک سا ہاتھ

تھام لیا

بیلا یک ٹک اسے ہی دیکھے جارہی تھی وہ اس پوزیشن

میں بھی

نہیں تھی کہ اپنا ہاتھ ہی چھڑوا سکے داراب اسے تقریباً گھسیٹتے

ہوئے اوپر اسکے کمرے میں لے گیا تھا اور وہ کسی کٹی

ڈال کی طرح

اسکے ساتھ کھنچتی چلی گئی

پیچھے سیماب کھڑی شل ساکت سی نظروں سے

زریاب کو دیکھے

گئی جو وہی کھڑے جیسے اپنے اندر اٹھتے وبال کو دبا

رہے

تھے انہوں نے ایک بار بھی سیماب کی جانب نہیں

دیکھا جس کی

آنکھوں میں ایک مان سا ٹوٹ جانے کی کرچیاں سی

بھر گئی

تھیں

وہ وہی سے پلٹ کر اپنے کمرے میں بھاگ گئی حویلی

اتنے لوگوں کے

ہونے کے باوجود بھی سنسان لگ رہی تھی زریاب کی

دونوں بیٹیاں

بورڈنگ اسکول میں پڑھ رہی تھیں جو رونق تھی ان

دونوں سے

تھی انکی غیر موجودگی میں شان سے کھڑی حویلی

صرف ایک

کھنڈر معلوم ہورہی تھی

شیر خان۔۔۔"زریاب کی گرج دار آواز پر ملازم

دوڑتا ہوا انکے پاس

آیا اور نہایت مؤدبانہ انداز میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو

گیا

سگار لاؤ۔۔۔ابھی۔۔۔"اس پر حکم صادر کرتے وہ

وہی صوفے پر پر

بیٹھتے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر دھر گئے دونوں

کندھوں پر اس

وقت شال تھی اور سوٹ کا رنگ کریمی سا تھا جس
میں انکی
طلسمی جسامت خوب بن کر اٹھ رہی تھی انکا ایک ہاتھ
ہمیشہ
غصّے کے وقت مونچھوں کے کناروں کو موڑ رہا ہوتا
اس وقت بھی
اپنے دھیان میں بیٹھے وہ یہی کر رہے تھے
بیلا کو سیدھا کمرے میں لاتے داراب نے ایک جھٹکے
میں اسکا ہاتھ

چھوڑا اور خود رخ موڑ کر گردن کے پیچھے دونوں ہاتھ رکھتے

کھڑا خود پر ضبط کرنے لگا

تھوڑی دیر پہلے جو ہوا وہ اسکے اندر ایک ادھم سی مچا گیا تھا

دماغ جیسے بلکل سن تھا کچھ بھی سمجھنے یا سوچنے سے بلکل

قاصر

بیلا اسکا ہاتھ چھوڑتے بے جان سی بیڈ پر بیٹھ گئ تھی

آنکھوں

سے اب پانی نکلنا بند ہو چکا تھا وہ بلکل گم سم سی تھی

داراب نے مڑ کر پیچھے دیکھا جب نظر بیلا کے چہرے

پر پڑی اسکے

گال پر اتنا بھاری ہاتھ پڑتے وہاں سے تھوڑی سی کھال

جیسے اتر

سی گئ تھی

یہ دیکھ داراب کی آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگی وہ شل

ساکت

بیٹھی کوئی درد محسوس نہیں کر رہی تھی داراب کو

حیرت

ہوئی وہ جا کر اسکے ڈریسنگ ٹیبل کے دراز میں زخموں

والی

ٹیوب ڈھونڈنے لگا لیکن وہ وہاں نہیں تھی وہاں

صرف چوڑیاں بھری

پڑی تھیں ایسے جیسے بیلا کو چوڑیوں کا بہت شوق ہو

وہ انکو چھوڑے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل میں دیکھنے لگا

بیلا نے مڑ کر ایک بار بھی نہیں دیکھا کہ وہ کر کیا رہا ہے

اسکی تو

پلکیں بھی نہیں جھپک رہی تھیں دارا ب کو ٹیوب مل

گئی تھی

وہ لے کر بیلا کی جانب آیا

یہ لگالو۔۔۔زخم ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔" اسکا لہجہ کسی

بھی احساس

سے عاری تھا ہمدردی تو کہیں سے نہیں تھی لیکن آج

نفرت کا

عنصر بھی شامل نہ تھا

بیلا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور اب اسکی نگاہیں اٹھتے

دیکھ

پلٹنے ہی لگا تھا جب بیلا نے بجائے ٹیوب پکڑنے کے

اسکا ہاتھ تھام

لیا

اسکے ہاتھوں کا نرم لمس خود کے ہاتھ سے لگتے داراب

نے ٹرانس

کی سی کیفیت میں گردن موڑ کر اسے دیکھا اسکے

دیکھتے ایک

خاموش سیلابی ریلا بیلا کی آنکھوں کی باڑ توڑتے تیزی

سے

رخصار پر بہا

آج یہ تھپڑ ام کو نہیں۔۔۔تمہاری غیرت کو پڑا ہے

داراب خان۔۔۔"اس

کے الفاظ اور لہجہ دونوں زخمی تھے داراب کو لگا وہ

سانس نہیں

لے رہا وہ اپنا ہاتھ نہیں چھڑوا پایا

بیلا اسکی خاموشی پر اپنا ضبط توڑتی شدّت سے رو پڑی

ہاتھ

لرزنے لگے تھے جو داراب کو با آسانی محسوس ہو رہے

تھے اسکا دل

اس وقت بیلا کیلئے پہلے سے کچھ نرم پڑا اسکے آنسوں

جیسے

اس بات کی گواہی تھے کہ وہ بے قصور ہے

وہ دن بھر مجرموں کو دیکھتا اور ڈیل کرتا تھا اب تو دیکھ

کر بتا

سکتا تھا کون کتنا پانی میں ہے آج اسی ڈیوٹی کی عادت

نے بیلا

آفندی کو داراب خان کی نظروں میں بے قصور ثابت

کرنے کی بھرپور

کوشش کی لیکن ایسا اتنی جلدی ممکن نہیں تھا الزام

ایک کے سر

سے تب ہی ہٹتا تھا جب دوسرا کوئی ملزم پکڑا جائے

اور یہاں صرف ایک وہی ملزم دکھائی دے رہی تھی

داراب نے سختی سے اپنے لب بھنیچے بیلا اسکے ہاتھ پر

اپنی پیشانی

ٹکائے سسکیوں میں رو رہی تھی کتنی ہی دیر وہ روتی

رہی آخر

میں داراب نے دھیرے سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور

جھک کر ٹیوب اس

کے سامنے بیڈ پر رکھ دی

یہ لگا لینا۔۔۔درد کم ہو جائے گا۔۔۔"وہ نارمل لہجے

میں اسے تنبیہہ

کرتے اسکے کمرے سے باہر نکل گیا شاید اسکے الفاظ

اسے اندر سے
جھنجھوڑ گئے تھے

اسکے جاتے بیلا نے اس ٹیوب کو دیکھا اور چند پل

دیکھتی رہی جب

اسکے اندر غصّے کا ایک شدید طوفان سا اٹھا اس نے ہاتھ

مار کر

وہ ٹیوب فرش پر پھینک دی اور اپنا آپ چھپاتے مزید

شدّت سے

رو دی

ام۔۔۔ام تم کو نہیں چھوڑے گا۔۔۔زریاب خان

۔۔۔تم نے۔۔۔تم نے اچھا

نہیں کیا۔۔۔نہیں کیا اچھا۔۔۔"اسکی رو رو کر گھگی

سی بندھ

چکی تھی آنکھیں سرخ جیسے اب ان سے خون چھلکے گا

ام ایسا تھپڑ تم کو۔۔۔ تم کو مارے گا۔۔۔ کہ اسکا گونج

۔۔۔پپ۔۔۔پورا

شہر کو سنائی دے گا۔۔۔یہ۔۔۔یہ۔۔۔وعدہ ہے میرا

تم سے۔۔۔"وہ

ہچکیاں لیتی اس ٹیوب کو سرخ آنکھوں سے ایسے دیکھ

رہی تھی

جیسے وہ خود زریاب خان آفندی ہو

کوئی اس وقت اسکی آنکھوں میں اترا خون دیکھ لیتا اسکی

آواز

میں چھلکتی دہشت بھانپ لیتا تو یقیناً زریاب کو کہتا کہ معافی

مانگ لو ورنہ وہ عورت ہے۔۔۔ مرد کی طرف بدلہ نہیں لیتی اسکا

بدلہ زندگیاں تباہ کر دیتا ہے

وہ تکیے پر سر رکھے کتنی ہی دیر روتی رہی آج ہر آنسوں اسکے

اندر بھڑکتی آگ کو مزید بھڑکانے کا کام کر رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کی تاریکی نے سب کو چھپ جانے کیلئے خبر دار کر

دیا تھا ایک

بات یہ بھی تھی اگر رات نہ ہوتی تو شاید دماغ کو سکون

نہ ملتا

انسان جتنا اس سے سوچنے کا کام لیتا ہے یقیناً اس نے

ایسے ہی

پھٹ پڑنا تھا

وہ نائٹ گاؤن پہنے ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بیٹھی

ہاتھوں پر لوشن مل

ہی رہی تھی جب کمرے کا دروازہ کھلا سیماب نے مرر

میں ہی

نظر ڈالتے پیچھے دیکھا جہاں سے زریاب کمرے میں

داخل ہوئے

انہوں نے شال کاؤچ پر رکھتے قمیض کے بٹن کھولنے

شروع کیے

جسے دیکھ سیماب خاموشی سے اٹھ کر وارڈروب سے

انکے لئے

کپڑے نکالنے لگی انکی ضرورت کی ساری چیزیں رکھ

کر وہ واپس

سے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آگئی

زریاب نے ایک بار بھی اسکے چہرے کی جانب نہیں

دیکھا اگر دیکھ

لیتے تو شاید علم ہو جاتا کہ آج وہ یہ سب کام محبت میں

نہیں

غصّے میں کر رہی ہے

وہ فریش ہوتے آ کر اپنی جگہ لیٹ گئے انکی عادت تھی

ہر رات

تکیے کی جگہ سیماب کو اپنی بانہوں میں لے کر سونے

کی جس کی

وجہ سے وہ پہلے ہی انکے قریب ہو جاتی تھی لیکن آج

وہ بلکل

بیڈ کے کنارے پر لیٹی تھی

تم ادر کیسے پہنچ گیا۔۔۔؟ اسے اتنی دور دیکھ زریاب

سر سری سے

لہجے میں پوچھنے لگے سیماب کی پیٹھ انکی جانب تھی

ام تم سے پوچھ رہا ہے خانی۔۔۔"اسکے جواب نہ دینے

پر انہوں نے

محبت سے اسے پکارا انکے خانی کہنے پر سیماب کا دل

ایک دم سے

بھاری ہوا

تم سن رہا ہے بھی کہ نہیں ادر آؤ۔۔۔ام کو نیند نہیں آ

رہی۔۔۔"وہ

تھوڑا سا اٹھ کر ایک ہاتھ بڑھاتے سیماب کو بیلی سے

تھام کر اپنی

جانب کھینچ گئے وہ وزن میں ہلکی تھی یا نہیں لیکن

زریاب خان

جیسے چٹان کے آگے انکے ایک ہاتھ کی بات تھی

دو بیٹیاں پیدا کر کر بھی وہ کہیں سے دو بیٹیوں کی ماں

نہیں

لگتی تھی روپ نین نقش مگر سب کچھ اب تک برقرار

تھا اسکا

یہی حسن زریاب خان کو چالیس سال کی عمر میں بھی

بہکنے پر

مجبور کر دیتا تھا

تم جانتا ہے۔۔۔ام کو ایسے اکیلے نیند نہیں آتی تو تم

کیوں۔۔۔"وہ

اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے اس سے شریر لہجے میں

شکایت

کر رہی تھی جب انکا سیماب کے بدن پر رقص

کرتا ہاتھ اسکے

سر کے نیچے گیا وہی سے انکو اس پر گرنے والے

آنسوں کا پتہ چلا

وہ ہکا بکا سے جملہ ادھورا چھوڑ کر اسے دیکھنے لگے

تم۔۔۔تم رو رہا ہے۔۔۔؟انہیں جیسے زور کا جھٹکا لگا

سیماب جواب دیے بغیر اپنی آنکھیں صاف کرتی

سونے کیلئے

آنکھیں موند گئی

خانی۔۔۔ام کو دیکھو۔۔۔بتاؤ کیا ہوا۔۔۔تم ٹھیک ہے

۔۔۔؟وہ اسے روتے

دیکھ ٹھیک ٹھاک پریشان ہوئے تھے

بتاؤ ناں۔۔۔اب ام کیا ساری رات پوچھے

۔۔۔"اسکی خاموشی زریاب

کو بے چین کر رہی تھی

تو کس نے بولا تم پوچھو۔۔۔تم سو جاؤ۔۔۔"سیماب کو

انکی بات پر

جیسے غصّہ آیا وہ خود کو ان سے دور کر کر دوسرے تکیے

پر آ گئی

زریاب تو جیسے ہکا بکا سے رہ گئے

ام کیسے سو جائے مارڑا۔۔۔امارا بیوی ناراض ہے اور ام

سو جائے یہ

کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ام کو بتاؤ کیا مسلہ ہے۔۔۔"وہ

اٹھ کر بیٹھتے

نہایت سنجید گی سے پوچھنے لگے اب اس عمر میں بیوی

سے یہ

تو پوچھنے سے رہے کہ اسے چاکلیٹ یا آئس کریم تو

نہیں

چاہیئے

سیماب کچھ دیر خاموش رہی ان میں کبھی کوئی جھگڑا

نہیں ہوا

تھا اور اسکی وجہ وہ خود دونوں تھے جو باتوں کو وقت

رہتے

کلئیر کر لیتے تھے

تم کو اس بیلا پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے تھا خان۔۔۔وہ

عورت ہے

تم نے غلط کیا۔۔۔"اسکی بات پر زریاب کے تنے

اعصاب ڈھیلے پڑے

مطلب یہ بات تھی

اور جو اس نے کیا۔۔۔؟ وہ لفظ چباتے خود پر ضبط کر کر

پوچھنے

لگے

تو تم ام کو بتاتا۔۔۔ام اسکو پوچھ لیتا لیکن تم نے اچھا

نہیں کیا اپنے

بھائی کو دیکھا۔۔۔؟ کیسے بے بس کھڑا تھا۔۔۔؟ یہی

تھپڑ کوئی باہر

کا آدمی مارتا تو اب تک اسکا قل پڑھ چکا ہوتا

۔۔۔"اسے داراب کی

بے بسی یاد آئ

زریاب کو داراب کا جھکا سر یاد آنے لگا انہیں شدّت

سے احساس

ہوا جیسے انہوں نے واقعی غلطی کی ہے

سیماب کتنی ہی دیر مزید انکو سمجھاتی رہی جسے بڑی

محبت اور

لاڈ سے سنتے اور سمجھتے رہے اور آخر میں ساری

خاموشی

توڑتے اپنی نازک سی کلی کو اپنے آپ میں سمیٹ گئے

رشتے کی

خوبصورتی وقت رہتے باتوں کو کلئیر کر لینے میں ہی

تھی

وہ آج ڈیوٹی پر نہیں گیا تھا جتنے بھی کیس تھے وہ سب

اس نے

کسی اور کے ہینڈ اوور کر دیے تھے لیکن ڈیوٹی پر نہ جا کر

بھی وہ

کمرے میں ہی بند تھا جب ایک ملازم نے اسکے کمرے

کا دروازہ

ناک کیا

آ جاؤ۔۔۔"داراب کے اجازت دینے پر ملازم سر

جھکائے اسکے کمرے

میں داخل ہوا

خان جی مورے نے آپ کے لئے بھیجا ہے کہ آپ

نیچے آجائیں بالاج

صاحب بیلا بی بی کو لینے آئے ہیں۔۔۔" اسکی بات سن

کر داراب کا

لیپ ٹاپ پر چلتا ہاتھ جھٹ سے رکا اس نے سر اوپر

اٹھاتے

ہونقوں کی طرح اس ملازم کو دیکھا جس نے صبح صبح

اس پر

گویا آسمان ہی ڈھا دیا تھا ابھی صبح کے چھ بج رہے تھے

ایک تو وہ

رات سے سویا نہیں اوپر سے یہ خبر اس کی ضبط سے

مٹھیاں

زور سے بھینچ گئی

اسکی اتنی ہمت۔۔۔" وہ لیپ ٹاپ تقریباً پھینکنے والے

انداز میں بیڈ

پر سائیڈ کرتا اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا اسکو اتنے

طیش میں

دیکھ پہلے ہی ملازم کی جان لبوں پر آگئی تھی

وہ سیدھا لاؤنج میں آیا جہاں سب لوگ موجود تھے

سیماب اور

زریاب بھی جیسے یہی خبر سن کر نیند سے جاگ کر

سیدھا یہی

آگئے تھے

بیلا صوفے پر بالاج کے ساتھ بیٹھی سسکیوں میں
روئے جا رہی تھی

اس نے فون کر کر اپنے لالا کو بلا لیا تھا کہ اسے یہاں

سے لے کر

جائے اور بالاج تو جیسے اسی تاک میں بیٹھا تھا کہ کب

اسے موقع

ملے اور وہ اپنی بہن کو یہاں سے نکال لے جائے

نوشیر وال صاحب کندھوں پر شال لئے پوری طیش

کے عالم میں

زریاب کو دیکھ رہے تھے جو اپنی حرکت پر رات کو

سیماب کی وجہ

سے نادم ہو گئے تھے لیکن اب بالاج کو یہاں دیکھ انکی

رگوں میں

دوڑتا خون پھر سے ابل پڑا تھا

یہ جو کہہ رہی ہے وہ سچ ہے۔۔۔؟ تم نے اس پر ہاتھ

اٹھایا۔۔۔؟ نوشیر

وال خود پر کڑا ضبط کئے دانت بھینچ کر پوچھ رہے تھے

زریاب نے خون خوار نظروں سے بیلا کی جانب

دیکھا

ام شرمندہ ہے داجی۔۔۔ کہ ام نے اس پر ہاتھ اٹھایا

۔۔۔"انکے الفاظ

بالاج کے کانوں میں جیسے رس گھول گئے ایک الگ ہی

نشہ تھاان

بھائیوں کو جھکتے دیکھنے کا لیکن یہ نشہ بھی تھوڑی ہی دیر

کا

تھاجب زریاب کے اگلے الفاظ اسکے منہ پر تمانچہ مار

گئے

ام کو سیدھا بندوق اٹھانا چاہئے تھا اس پر۔۔۔"وہ

دانت بھینچ کر

پوری قوت سے غرلائے انکی بات پر بیلا نے نفرت

آمیز نگاہوں سے

انکی جانب دیکھا

تم ہوش میں ہے زری۔۔۔یہ کیا بک ہے رہا ہے تم

۔۔۔؟نوشیر وال کو انکی

حرکت سخت نہ گزیر گزری تھی

ہم ہوش میں نہیں جوش میں بیٹھا ہے بابا اور جو اس

نے کیا اس

کی سزا دینے کو بے تاب ہے۔۔۔اسکو کوادر سے شکل

گم کرے ورنہ

صبح صبح امارا امیٹر گھوم گیا تو ایک شیطان زمین سے کم

ہو جائے

گا۔۔" وہ دو ٹوک لہجے میں بولتے اٹھ کھڑے ہوئے

جبکہ بالاج کو

انکی ہمت کی داد دینے کا شدّت سے دل چاہا اتنا ہی غصّہ
بھی
آیا وہ نوشیر وال صاحب کو اب دونوں چھوٹے بیٹوں
کیلئے
استعمال کر سکتے تھے لیکن انکا بڑا بیٹا ہاتھ سے نکل رہا
تھا
کاکا۔۔۔ام کو۔۔۔ام کو ادر سے جانا ہے۔۔۔" بیلا
روتی ہوئی انکی منت

کرنے لگی سب نے اسکی جانب دیکھا زریاب کا تو جیسے

دماغ ہی

کھول اٹھا تھا

داراب خاموش کھڑا خود پر ضبط کیئے وہ سب دیکھ رہا تھا

اسکی

نگاہیں بیلا پر ہی ٹکی تھیں

وہ خاموشی سے اپنا ناشتہ ختم کر رہا تھا جب زمل کے

پکارنے پر اس

کی جانب متوجہ ہوا

آپ حویلی جائیں گے۔۔۔؟وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی باقی

سب خاموشی سے اپنا اپنا ناشتہ کر رہے تھے

ھمم۔۔۔کام ختم کر کر۔۔۔"وہ دھیمے لہجے میں جواب دیتے نیچے

دیکھنے لگا جہاں زالے گھٹنوں کے بل چلتی ڈائننگ ٹیبل کے نیچے سے

آکر اپنے بابا کے شوز کو چھو رہی تھی

ارے۔۔۔ میرا بیٹا یہاں کیا کر رہا ہے۔۔۔"اپنی

شہزادی کو دیکھ اسکی

ساری پریشانی پل میں زائل ہوتی چہرے پر مسکراہٹ

نے جگہ بنا

لی

زالے کو اپنی گود میں لیتے اس نے ڈھیر سارا پیار کیا

زامل کے اپنے

سرچ آپریشن چل رہے تھے جس کی وجہ سے وہ کسی

کو نہیں

دیکھ رہا تھا

یہ چھوٹا فتنہ کہاں گم ہے۔۔۔اب تک شور نہیں مچایا

کہ سارا پیار

زالے لے رہی ہے۔۔۔"یاقوت نے نظریں گھما کر

زامل کو تلاش کیا

اور جلد ہی اس میں کامیاب بھی ہو گیا

وہ پلر کے پیچھے چھپا تھوڑا سا نظر آ رہا تھا یاقوت اسے

ایسے

ساکت بیٹھے دیکھ تھوڑا ٹھٹھک سا گیا اور اٹھ کر اسکے

پاس گیا

اسے جاتے ہوئے سب دیکھ بھی رہے تھے

یاقوت جیسے ہی اسکے قریب پہنچا اسکی آنکھیں ایک دم

سے

پھٹ گئی کیونکہ زامل کے سامنے دو نارمل سائز کے انسیکٹس پڑے

تھے جن کی آپس میں ہاتھا پائی ہو رہی تھی اس سے

زیادہ حیرت

یاقوت کو اس چھوٹے کے پیچھے بڑے فتنے کو دیکھ کر

ہوئی دونوں

کسی تھرل مووی کی طرح دو معصوم انسیکٹس کی

فائٹ کروا کر

دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھے

او۔۔۔ہیلو۔۔۔کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔؟ وہ کمر پر ہاتھ

رکھے تڑخ کر

پوچھنے لگا

ششششش۔۔۔فائٹ ہو رہی ہے۔۔۔" برلاس نے

زامل کو اس میں مگن

دیکھ یاقوت کو چپ کروایا ورنہ اس چھوٹے پاشا نے

پورا گھر سر پر

اٹھا لینا تھا اگر انکی فائٹ بیچ میں رہ جاتی تو

یاقوت تھائی سے پینٹ اوپر کھینچتا وہی دونوں کے پاس

بیٹھ گیا

اور بڑی غور سے دیکھنے لگا

قوتت۔۔۔ببا۔۔۔فائت۔۔۔۔یے۔۔۔۔"وہ تالی

بجاتے اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان

میں اپنے یاقوت بابا کو فائٹ کا بتانے لگا جیسے اسے تو

دکھ ہی

نہیں رہا تھا

بری بات ہے میری جان ایسے فائٹ نہیں دیکھتے

۔۔۔"یاقوت نے محبت

سے اسے سمجھایا

ہاں دیکھتے نہیں ہیں کرتے ہیں۔۔۔" برلاس کے

ٹکڑے پر یاقوت نے

اسے مصنوعی سا گھورا

مار کھاؤ گے اسے کچھ سکھایا یا خود کچھ ایسا کیا تو۔۔۔" وہ

اسکے

خرافاتی دماغ کو اچھے سے جانتا تھا تب ہی پہلے سے

وارن کر

دیا

ٹھیک ہے میں معصوم بندہ کیا کر سکتا ہوں۔۔۔ ویسے

یہ بتائیں کہ

انسان لڑیں تو انکے اندر کیڑا۔۔۔ لیکن ان کیڑوں میں

کونسا کیڑا ہے

بھلا جو یہ آپس میں ایک دوسرے کا گریبان پکڑے

ہوئے ہیں۔۔۔؟ وہ

نہایت سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا جیسے مسلہ ورلڈ وار کا

ہو کوئی

اسے جواب دے دے اسکا

یاقوت ہکا بکا سا اسکا منہ دیکھے گیا پھر ان اسٹیکٹس کو

آ۔۔۔مم۔۔۔مجھے کیا پتہ۔۔۔فضول سوال۔۔۔اٹھو

یہاں سے۔۔۔اور ناشتہ

کرو دونوں۔۔۔" وہ دونوں کو ڈپٹ کر اٹھاتے ناشتے

کیلئے لے گیا زامل

تو اسکی گود میں ہی ٹانگیں مارتا نیچے اترنے کی تگ ودو

میں

ٹھسکنے لگا تھا

نو۔۔۔زامی۔۔۔بری بات ہے۔۔۔"اسے پیار

بھرے لہجے میں ڈپٹتے وہ

کرسی تک تو لے آیا لیکن زامل کی ایک ہی رٹ تھی

کہ اسے وہ فائٹ

دیکھنی ہے کہ کون جیتے گا کس کی ٹانگ ٹوٹے گی کس

کا پر ٹوٹے

گا

ناہ۔۔۔ببا۔۔۔"وہ روتے ہوئے یاقوت کی گود سے

اترنے لگا

اوکے۔۔آپ جاؤ۔۔۔اوراب قوت بابا آپ سے کٹی

ہو گئے ہیں ہشو۔۔۔"

وہ زامل کے انداز میں ہی اس سے ہشو کرتا اسے نیچے

اتارنے لگا جب

اپنے کیوٹ ببا کو ناراض ہوتے دیکھ زامل اور رونے

لگا

ناہ۔۔۔ہشو۔۔۔نو۔۔۔۔"وہ گردن دائیں بائیں

مارتے اور رونے لگا ان سب

کوزامل زالے کی یہ عادت پسند تھی کہ دونوں سے

کوئی کہہ دے

کہ ''آئی ایم ناراض ''توزالے تورونے ہی لگتی تھی

البتہ زامل اسے ہی

پیٹ دیتا تھا کہ کیوں ہوئے زامل سے کٹی

سب اسکی حرکت پر بے ساختہ ہنس دیے زیحال کیلئے

یہ سب سکون

تھا وہ شخص جس نے زندگی کے اتنے سال اپنوں کے

ٹھکرانے کے

بعد اپنوں کیلئے گزار دیے تھے خدا نے آج اسے ہر

ایک رشتے سے

نواز دیا تھا

وہ ناشتے کے بعد سیدھا آفس کیلئے نکل گیا گاکو مل آج

گھر پر ہی

رکی تھی نائٹ ڈیوٹی کر کر اسے جو تھکاوٹ ہوئی اسے

اتارنے کیلئے

کم از کم اب دو اور راتیں درکار تھیں

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ایک فیشن میگزین پڑھ

رہی تھی جب

پامیر شاور لے کر باہر نکلا کومل میگزین چھوڑ کر اسے

دیکھنے لگی

وہ شرٹ لیس اپنے بال خشک کرتا اب اپنی شرٹ

ڈھونڈ رہا تھا اسکی

اس طرف سے کومل بے فکر تھی وہ کبھی اسے اتنے

چھوٹے کاموں

کیلئے تنگ نہیں کرتا تھا

ایسے کیا دیکھ رہی ہے میری بیگم ۔۔۔ کہیں نیت تو

خراب نہیں ہو

رہی ۔۔۔ "وہ شرٹ کے بٹن بند کرتا شریر انداز میں

استفسار یہ پوچھنے

لگا

اور تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہوئی ۔۔۔؟ اگلے ایک

مہینے تک سوچ

بھی نہ لینا ۔۔۔ "وہ وارن کرتی کاٹ میں سوئے ہوئے

عبدلباری کو

دیکھنے لگی

میرے مطابق انسان کو خوش رہنا چاہئے پھر چاہے کچھ

بھی سوچ

کر خوش ہو۔۔۔"اسکا یہ "کچھ بھی" کومل اچھے سے

جانتی تھی

تب ہی مرر میں سے دیکھتے پامیر کو گھورنے لگی جس کی

بے

ساختہ اس پر ہنسی چھوٹ گئ

مذاق کر رہا تھا یار۔۔۔میرے ذہن میں وہ بلکل نہیں

آیا جو تمہارے

ذہن میں آیا۔۔۔"اسکی بات سن کر کومل تو مانو سیخ پا

ہو گئی

تھی لیکن یہ وقت نہیں تھا اسکے ذہن میں اور بہت کچھ

چل رہا

تھا

تم سے ایک بات پوچھوں۔۔۔"وہ گھڑی باندھتے پا

میر کو دیکھتی

کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی

سو پوچھو جان پا میر۔۔۔ تمہارا پا میر دنیا میں آیا ہی

تمہارے

سوالوں کا جواب دینے ہے پوچھو۔۔۔" وہ بے حد

خوش لگ رہا تھا

نہیں وہ خوش رہتا تھا اور اسے خوش دیکھ کو مل خوش ہو

جاتی

تھی اسے کبھی کبھی احساس بڑی شدّت سے ہوتا تھا کہ

وہ ایک بوند

کے پیچھے تھی جبکہ خدا نے اسے پورے سمندر سے

نواز دیا

تھا

زیحال کی کوئی بہن ہے۔۔۔؟ اسکے سوال پر کاؤچ پر

بیٹھ کر شوز

پہنتے پامیر نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا

تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔۔؟ وہ خاصا حیران ہوا تھا اس

اچانک سوال

پر

ایسے ہی پوچھا۔۔۔کیا ہے اسکی کوئی بہن۔۔۔؟ وہ اب
بھی سنجیدہ
تھی
ہاں انکی ایک بہن تھی کافی چھوٹا تھا میں جب میں نے
انکو دیکھا
تھا۔۔۔" وہ زیحال کے ساتھ پہلی بار عرصہ پہلے
حویلی گیا تھا جب
نوشیروال صاحب نے اسکے سامنے شرط رکھی تھی کہ
وہ واپس

لوٹ سکتا ہے حویلی اگر وہ ان دولاوارث بچوں کو

چھوڑ دے لیکن

تب اس شخص نے ان دونوں کی آنکھوں میں دیکھا تھا

جہاں صرف

اسے لے کر امید تھی اس کے دائیں جانب یاقوت

کھڑا تھا اور بائیں

جانب پامیر دونوں نے زیحال کا ایک ایک ہاتھ تھام

رکھا تھا

میں انکو نہیں چھوڑ سکتا بابا۔۔۔میرے بھائی ہیں یہ

۔۔۔"وہ اپنے باپ

کے سامنے کھڑا بول رہا تھا تب ایک لڑکی پیچھے سے

نوشیر واں

کے ساتھ آکر کھڑی ہو گئ تھی

رہنے دیں بابا۔۔۔ام انکا بھی خیال رکھ لے گا

۔۔۔"اسکا لب و لہجہ بھی

پیور پٹھانوں والا تھا وہ کم سن پیاری سی نازک سی لڑکی

تھی

تم چپ کرو ماڑا۔۔۔یہ ادر ہر گز نہیں رہ سکتا۔۔۔"یہ

انکا حتمی فیصلہ

تھا جس کے بعد زیحال نے انکی جانب صرف ایک

مسکراہٹ اچھالی

تھی اور اپنے بھائیوں کو لیتے وہاں سے نکل گیا تھا

کیا سوچ رہے ہو۔۔۔؟ اسے گہری سوچ میں ڈوبے

دیکھ کومل نے اسے

پکارا جس پر پامیر ہوش کی دنیا میں آتے اسے دیکھنے لگا

اسے

پتہ بھی نہ چ کہ اسکی آنکھوں میں نمی اتر آئی ہے

سوچ رہا ہوں ۔۔۔ ہمارا کیا ہوتا اگر زیحال بھائی نہ

ہوتے ۔۔۔" اسے وہ

سڑک پر گزاری یادیں جیسے یاد آنے لگی اسکے لہجے کو

بھیگتے

دیکھ کومل اٹھ کر بے اختیار اسکے پاس آکر بیٹھ گئی

کچھ نہیں ہوتا ۔۔۔ وہ اللہ ہے ناں ۔۔۔" وہ اسکے

کندھے پر ٹھوڑی ٹکاتی

پیار اور مان سے بولی پامیر نے مسکرا کر اسکے ماتھے کو

چوم

لیا

اسی اللّٰہ نے ہمیں یہ شخص دیا ہے جو ہمارے لئے ماں

باپ دونوں

ہیں۔۔۔"اسکا ایک ایک لفظ زیحال کی محبت میں

ڈوبا ہوا تھا

کومل اسکے ساتھ بیٹھی گہری سوچ میں پڑ گئی اگر اسکا

اندازہ

ٹھیک تھا تو ویسا کچھ کیوں نہیں تھا جیسا ہونا چاہئے تھا وہ

مزید

الجھ گئی

ایک بات کہوں۔۔۔؟ وہ پامیر کو اٹھتے دیکھ پھر بولی

بولو جان۔۔۔ایک کی جگہ سو بولو۔۔۔" وہ اپنے بال

بناتے بے حد محبت

بھرے لہجے میں بولا

زیحال کی بہن ہوسپٹل میں ہے۔۔۔" اسکی بات پر

پامیر کا برش کرتا

ہاتھ رکا اس نے گردن موڑ کر کومل کی جانب دیکھا

جو چہرے پر سنجید گی لئے اسے دیکھ رہی تھی اتنے دن

سے یہ بات

اسے ڈسٹرب کیے ہوئے تھی آج جب بالا آخر لبوں پر

آہی گئی تو دل

جیسے ایک دم سے ہلکا محسوس ہونے لگا تھا

پامیر پہلے تو یک ٹک اسے دیکھتا رہا پھر ایک دم سے اس

کے منہ

سے ہنسی کا پھارہ پھوٹتے دیکھ کومل کو حیرانگی ہوئی وہ

برش

رکھے قہقہہ مار کر ہنس رہا تھا

تم۔۔۔ تم پاگل ہو گئی ہو۔۔۔؟ کیا مطلب وہ ہوسپٹل

میں ہیں۔۔۔"اسکی

ہنسی اب بھی بند نہیں ہوئی کومل توہکا بکا سی اسے دیکھ

رہی

تھی اس بات میں ہنسنا کہاں تھا وہ یہی سوچتی رہی

آئی تھنک تمہیں ریسٹ کرنا چاہیئے اوکے۔۔۔"وہ

جھک کر اسکا ماتھا

چومتے اپنی فائلز اٹھانے لگا

تم ہنس کیوں رہے ہو۔۔۔میں نے اتنی سیریس بات

بتائی ہے تمہیں۔۔۔"

اسے حیرت کے ساتھ ساتھ اس پر غصّہ بھی آیا پا میر

فائل سے

نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے لگا

سیریس تو واقعی لگ رہی ہے مجھے لیکن میری جان

بات نہیں تم

سیریس لگ رہی ہو۔۔۔وہ کیسے ہوسپٹل میں ایڈمٹ

ہو سکتی ہیں۔۔۔"

وہ فائل رکھتے پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہوا

کیوں۔۔۔؟ وہ کیوں نہیں ہو سکتی۔۔۔؟ کومل پوچھ
ٹھٹھکی

کیونکہ انکی بہت سال پہلے ڈیتھ ہو چکی ہے۔۔۔"یہ

دھماکہ سیدھا

کومل کے سر پر ہوا وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے گئ

جیسے سانس

بھی نہ لے رہی ہو اسکی آنکھوں کے سامنے زرتشم کا

چہرہ لہرانے

لگا

یہ۔۔۔یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ا۔۔۔ایسا کیسے ہو

سکتا ہے۔۔۔"وہ مارے

حیرت کے کچھ ٹھیک سے بول بھی نہیں پا رہی تھی

ایسا ہی ہے۔۔۔لیکن تم کیسے کہہ رہی ہو کہ وہ

ہوسپٹل میں ہیں۔۔۔؟

اب حیران ہونے کی باری پامیر کی تھی

کیونکہ۔۔۔"کومل کو یہ کہنا اپنی بے وقوفی لگی تھی کہ

اسے ایک

لڑکی کے نین نقش بلکل زیحال سے میچ ہوتے لگ

رہے تھے وہ اگر

زرتشم کو چھپا کر زیحال کو نکال لائے تو کوئی خاص فرق

نہیں نکلے

گا وہی آنکھوں کا رنگ وہی ناک وہی رنگ روپ

اسے دیکھتے ساتھ

زیحال کی یاد آتی تھی

بولو بھی۔۔۔" اسکا بیچ میں خاموش ہونا پا میر کو بے

چین کر

گیا وہ بے صبروں کی طرح اسکے جواب کا انتظار کر رہا

تھا

کیونکہ کچھ نہیں۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔" وہ مزید الجھتی واپس

سے بیڈ پر آ

کر بیٹھتی اپنی میگزین کھول کر دیکھنے لگی پامیر کو اسکی

دماغی حالت ٹھیک نہیں لگی تھی وہ فائلز چھوڑے

اسکے پاس آکر

بیٹھتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا

تم کس چیز سے پریشان ہو۔۔۔؟میں کافی دن سے

نوٹ کرر ہا ہوں۔۔۔

تم بھائی کو بھی غور سے دیکھتی ہو گہری سوچوں میں گم

رہتی

ہو۔۔۔ چل کیا رہا ہے تمہارے دماغ میں۔۔۔؟وہ

بہت محبت سے اسے

بچوں کی طرح بہلا کر پوچھ رہا تھا

کومل کو لگا اب اسے دماغ کا سارا بوجھ اسے دے دینا

چاہئے وہ

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتی اسکی آنکھوں میں

دیکھنے

لگی

پامیر۔۔۔۔ہوسپٹل میں ایک لڑکی ایڈمٹ ہے

۔۔۔"وہ نہایت سنجیدگی

سے بولنا شروع ہوئی دل نجانے کیوں بھاری ہورہا

تھا

پامیر نے دھیرے سے سر ہلا کر اسے بولتے رہنے کا

اشارہ کیا

میں جب بھی اسے دیکھتی ہوں۔۔۔مجھے زیحال

دکھائی دیتا ہے وہی

آنکھیں وہی رنگ وہی روپ۔۔۔اگر دونوں کو

ساتھ بٹھایا جائے تو۔۔تو

کوئی بھی انکو اجنبی نہیں کہے گا ٹرسٹ می۔۔۔"وہ

جانتی تھی وہ

یقین کرلے گا لیکن پھر بھی آنکھیں لبالب نمکین پانی

سے بھرتی

چلی گئیں

وہ لڑکی ہو بہ ہو۔۔۔زیحال جیسی دکھتی ہے

۔۔۔"پامیر غور سے اس

کی بات سنتا رہا

دنیا میں سات ہم شکل ہوتے ہیں میری جان وہ ان

میں سے بھی تو

ہو سکتی ہے۔۔۔"پامیر اسکی حالت دیکھ اپنے لہجے میں

مزید

محبت لے آیا تاکہ وہ ریلی کس ہو جائے

نہیں ناں۔۔۔ ہم شکل کیلئے جینڈر بھی ایک ہونا

چاہئے ناں۔۔۔ تم۔۔۔ تم

میرا یقین کرو۔۔۔ وہ لڑکی مجھے زیحال کی وائبز کیوں

دیتی ہے۔۔۔

کیوں اسکو دیکھوں تو لگتا ہے وہ بہت قریبی ہے جیسے

زیحال۔۔۔"

وہ اپنی بات نہ سمجھا پانے پر مزید بے چین ہوا اٹھی آواز

میں

کپکپاہٹ سی شامل ہونے لگی

پامیر نیچے دیکھتا گہری سوچ میں پڑ گیا اگر کومل واقعی

اتنی

سیریس تھی تو یقیناً بات میں کچھ تھا

تم زیحال سے بات کر کر دیکھو۔۔۔وہ ضرور کچھ

کرے گا اسکی بہن

ہے وہ۔۔۔" اسکی بات پر پامیر نے بے ساختہ سر اٹھا

کر اسے

دیکھا

پاگل مت بنو بھائی نے پہلے ہی زندگی میں بہت دکھ

دیکھے ہیں وہ

انکی اکلوتی بہن تھی جسے وہ کھو چکے ہیں اب میں صرف

تکے پر

انکے ساتھ یہ جذباتی مذاق نہیں کر سکتا۔۔۔ سمجھو

اس بات کو۔۔۔"

وہ کومل کو بھی سمجھ رہا تھا لیکن اس بات کو بھی کہ یہ

بات

ایسے ہی کرنے والی نہیں تھی اس سے اسکا باپ کتنا

ہرٹ ہو سکتا

تھا یہ شاید ہی پا میر سوچ بھی سکے

تو۔۔۔تو تم کچھ نہیں کرو گے۔۔۔؟ کومل کو امید کی

نظر آتی کرن

بجھتی ہوئی محسوس ہونے لگی

کرونگا۔۔۔تم کہہ رہی ہو تو ضرور کرونگا۔۔۔مجھے

تھوڑا وقت دو میں

پتہ کرتا ہوں اس بارے میں۔۔۔" وہ پیار سے اسکے
رخسار پر ہتھیلی
جماتا اسکے ماتھے کو چوم گیا
تم مجھے اس لڑکی کا نام اور جو اسکے ساتھ آئے ہیں انکا
نام اور
ایڈریس میل کر دینا میں پتہ کروا لونگا۔۔۔اوکے
ریلیکس اب اس بات
کی ٹینشن نہیں لینی۔۔۔" اسکی اتنی محبت بھری بات
پر جیسے کومل

کی سانس میں سانس آئی تھی وہ پورے دل سے

مسکراتی پامیر کے

سینے سے لگ گئی

تھینک یو سوچ میر۔۔۔تم نے۔۔۔تم نے میری بہت

بڑی الجھن سلجھا

دی۔۔۔تھینک یو سوچ۔۔۔"وہ پامیر کے اندر سے

اٹھتی تیز پرفیوم

کی خوشبو میں کھوتی جیسے پر سکون سی ہو گئی

کیا ہو جاتا اگر اس تھینک یو کی جگہ آئی لو ویو میر بول

دیتی۔۔۔"

وہ مصنوعی ناراضگی دکھاتا لاڈ سے بولا کومل چہرہ باہر

نکالے اسے

دیکھنے لگی

آئی۔۔۔لوو۔۔۔یو۔۔۔"وہ اتنی خوش تھی کہ یہ بھی

بڑی آرام سے بول

گئی اسکے یہ تین لفظ سنتے پا میر سلطان جیسے خوشیوں

کے سمندر

میں غوطے کھانے لگا تھا

آئی لو ویو ٹو مائے ایووری تھنگ ۔۔۔"اس نے

پورے جوش سے جواب

دیتے کومل کے لبوں پر اپنے لب رکھے اسکے اس عمل

پر ایک کرنٹ

سا کومل کے بدن میں دوڑ گیا جس پر وہ تڑپ کر پامیر کا

کوٹ

مٹھیوں میں جکڑ گئی

وہ پوری طرح سے انکی نمی پی کر پیچھے ہٹا

اب میں جاؤں۔۔۔ نیند پوری کر لینا۔۔۔ میرا پلان

ہے آج جاگنے کا۔۔۔"

وہ پہلے سے ہی وارن کرتا اٹھ کر اپنی فائلز اٹھاتا

عبدلباری کے

پاس آیا اور جھک کر اسکے دونوں گال چومے جس وہ

دھیرے سے

کسمساتا آنکھیں کھول کر اپنے باپ کو دیکھتا جھٹ سے

مسکرا

دیا

میرا چاند۔۔۔اٹھ گیا یہ۔۔۔اسے فیڈ کر والو

۔۔۔تاکہ روئے نہیں۔۔۔"اسے

عبدلباری کا رونا بلکل بھی برداشت نہیں ہوتا تھا تب

ہی اسے کاٹ

سے نکال کر پیار کرتے کومل کی گود میں دے دیا

یہ ایک ہیپی فیملی تھی جس میں صرف محبت تھی وہ

اپنے بیٹے

بیوی کو پیار کرتے آفس کیلئے نکل گیا تھا

اسکے جانے کے کتنی دیر بعد تک وہ زرتشم کے بارے

میں سوچتی

رہی اتنی دیر میں عبدلباری فیڈ کر کر خود سے کھیلنے لگا

تھا اب

اسے سمجھ آنے لگی تھی کہ اسے کہاں کھیل کر زیادہ

مزہ آسکتا

ہے تب ہی وہ کومل کی گود میں کروٹیں لیتا باہر جانے

کی تگ و

دو کرنے لگا

اچھاناں۔۔۔لے کر جارہی ہوں باہر۔۔۔بس ہر

وقت باہر ماما کے ساتھ

بھی کبھی کھیلا کرو ناں۔۔۔"وہ عبدلباری کو گود میں

لیے پیروں

میں چپل اڑسنے لگی وہ اپنی ماں کی بات سن کر

کھلکھلاتے ہوئے

اسکے چہرے پر پیار کرنے لگا

وہ عبدلباری کو لئے باہر آئی موسم آج پھر سے خوشگوار

تھا آسمان

پانی سے بھرے بادلوں میں گھرا ہوا تھا ایسا لگ رہا تھا
جیسے آج
پھر خوب برسے گا اسی موسم میں ہلکی ہلکی ٹھنڈ بھی ہو
گئی
تھی بچے لان میں کھیل رہے تھے زمل بیٹھی اپنے کالج
کا کام کر
رہی تھی جبکہ مشی اپنے موبائل میں جھکی ہوئی نجانے
کونسی
تھرل مووی دیکھ رہی تھی

کیا ہو رہا ہے لیڈیز خاصا مصروف لگ رہی ہیں دونوں

۔۔۔"وہ شوخ

ہوتی دونوں دیکھ عبدلباری کو ملازم کے حوالے کر گئی

جس نے

جاتے اسے بھی اسکے کاٹ میں بٹھا دیا جہاں سے وہ با

آسانی زامل

زالے کو کھیلتے دیکھ خوش ہو رہا تھا

شوہر کو آفس بھیج کر تو ایسا لگتا ہے جیسے دنیاوی چوتھی

جنگ

جیت لی ہو سکون بھرا ماحول نو ٹینشن ۔۔۔'' زمل واقعی یہی

محسوس کر رہی تھی لیکن اس بات سے انجان کہ اسکے ہی جان

آفس کے نام پر خود جنگیں لڑنے جاتے تھے

کومل اسکی بات پر بے اختیار ہنس دی تب ہی باہر کا گیٹ کھلتے

گاڑی اندر داخل ہوئی جس پر تینوں کی نظریں جمی تھی دیکھتے

ہی دیکھتے نکر اور شرٹ میں ملبوس برلاس نمودار ہوا

یقیناً وہ

جم کر کر آرہا تھا

اسے دیکھو گھر کا باڈی گارڈ۔۔۔" وہ اسی جانب آرہا تھا

اسے دیکھ

بچے چیخیں مارتے اسکے پاس دوڑ گئے

یہ لڑکیوں کو پھنسانے کیلئے اتنی جم کرتا ہے کیا

۔۔۔"زمل مڑ کر اسے

دیکھ رہی تھ بلاشبہ اسکی کسرتی جسامت اور ڈیشنگ

پرسنالٹی

لڑکیوں کو پاگل کر دیتی تھی

پتہ نہیں۔۔۔ لیکن آئرہ کو لانا پڑے گا تب ہی یہ

سیدھی لائن پر آئے

گا۔۔۔" وہ کچھ سوچ کر بولی

تم نے زیحال سے بات کی۔۔۔؟ اسے ایک دم سے

یاد آیا کہ اس نے یہ

کام زمل کو سونپا تھا اسکے پوچھنے پر زمل نے فوراً سے سر

پر

ہاتھ مارا

وہ تو میں بھول گئی۔۔۔ابھی تو دا جی کی ٹینشن ہے انکو

جب وہ

ٹھیک ہونگے تو ضرور بات کروں گی۔۔۔"وہ دونوں

آپس میں لگی

سرگوشیاں کر رہی تھیں جبکہ مشی کو کسی سے کوئی

سروکار

نہیں تھا وہ خاموشی سے اپنی مووی دیکھ رہی تھی جب

ایک کچی

سی مہک اسکی ناک کے نتھنوں سے ٹکرائ اس نے

جھٹ سے سر

اٹھا کر یہاں وہاں دیکھا نظر سیدھا برلاس پر جا کر رکی

جو اسکے پیچھے قریب ہی تھا ملازم اسکے لئے کچے انڈے

ایک باؤل

میں لے کر آیا تھا

جسے اٹھاتے وہ جھٹ سے پی گیا اسکو یہ پیتے دیکھ مشی

کی

آنکھیں پھٹی دل ایک دم سے کچا ہوتا متلی ہونے لگی وہ

موبائل

چھوڑ کر سیدھا وہی جھاڑیوں پر جھک گئ کیونکہ اندر

جانے تک

اس نے راستے میں ہی ومٹ کر دینی تھی

مشی آپی۔۔۔"زمل پریشان سی اٹھنے ہی لگی تھی جب

کومل نے اس

کاہاتھ تھامتے اٹھنے سے روک لیااور خود متحیر آنکھوں

سے

مشی کو دیکھے گئ

وہ ومٹ پر ومٹ کئے جارہی تھی

کیاہواانکو۔۔۔مشی آپی۔۔۔آپ ٹھیک ہیں

۔۔۔؟ برلاس باؤل ملازم کو

پکڑاتے پریشان سااٹھ کھڑاہواجب کومل کی نظراسکے

باؤل پر

گئ

تم نے ایگ جوس پیا ہے۔۔۔؟ اسکے پوچھنے پر برلاس

نے اثبات میں

سر ہلایا

لیکن اس سے کیا۔۔۔وہ تو روز پیتا ہوں۔۔۔اور سب

کے بیچ۔۔۔" وہ اس

کے اس طرح کے سوال پر اور پریشان ہوا سب کو پتہ

تھا وہ جم

کے بعد یہ ضرور پیتا ہے

ملازم آدھا جوس بچا ہوا وہی لے کر کھڑا تھا جب مشی

نے اسکی

جانب دیکھا

لے کر جاؤ اس۔۔۔" وہ جملہ بھی پورا نہیں کر سکی کہ

انتڑیاں تک

باہر آنے کو ہو گئیں

ملازم جھٹ سے برلاس کے اشارے پر وہ باؤل لے

گیا سب حیران سے

اسے دیکھ رہے تھے مشی سرخ پڑتی آنکھوں اور

چہرے کو دوپٹے

سے صاف کرتی واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گئ

یہ کون پیتا ہے۔۔۔ تمہیں الٹی نہیں آتی اس سے

۔۔۔"وہ برا سا منہ بنا

کر برلاس سے پوچھ رہی تھی

وہ پریگننٹ تھوڑی ہے۔۔۔"کومل کی بات پر مشی کا

جیسے سانس

تک رک گیا وہ ہک دک سی اسے دیکھنے لگی

برلاس دور تھا اس لئے کومل کی آواز اسے سنائی نہیں

دی جبکہ

زمل خود ہکا بکا سی مشی اور کومل دونوں باری باری دیکھ

رہی

تھی

ک۔۔۔کیا مطلب۔۔۔؟ مشی کیلئے سوال کرنا کبھی

اتنا مشکل نہیں

ہوا جتنا اب ہو رہا تھا

مذاق کر رہی ہوں۔۔۔" اسکی بات پر مشی کر تا ثرات

ایک دم سے

ڈھیلے پڑے دل پر جیسے ٹیس سی لگی

ایسا مذاق کون کرتا ہے۔۔۔" مشی کو جیسے یہ عمل پسند

نہیں آیا

جس میں اسکے جذبات نشانہ بنے ہوں

کومل آگے کچھ نہیں بولی وہ صرف تکے پر نہیں کہہ

سکتی تھی

لیکن مشی کی حالت دیکھ اسے اب شک ہونے لگا تھا

یہ ایک آباد جزیرہ تھا پورا ہریالی سے بھرا ہوا ہر جانب

دور دور

تک لمبے لمبے درخت نظر آرہے تھے جیسے وہ کوئی گھنا

جنگل ہو

اسکے بیچ میں جگہ جگہ خوبصورت جھونپڑیاں بنی ہوئی

تھیں

انہی خوبصورت جھونپڑیوں کے باہر سوکھی کھوپڑیاں

لٹک رہی

تھیں

ہر جھونپڑی میں لوگ موجود تھے اور یہ عام لوگ نہ

تھے ہر کوئی

اپنے آپ میں ایک دہشت تھا ایک آگ

یہ جزیرہ کوالالمپور کا سب سے خطرناک جزیرہ سمجھا

جاتا تھا

جہاں دنیا کے سب سے خطرناک لوگ رہتے تھے

جن میں موت کا

خوف دور دور تک نہیں پایا جاتا تھا جن کے نزدیک

انسانی زندگی

کوئی وقعت نہیں رکھتی تھی جن کیلئے انسانوں کی

سانسیں ایک

دلچسپ کھیل تھیں آئے دن وہ لاتعداد لوگوں کی

زندگیاں چھینتے

کوئی بھی خطرناک کام ہوتا جن میں جانی رسک اول آتا

تھا وہ یہ

کام کر دیتے تھے اس جگہ کوئی عام انسان آتا تھا تو واپس

نہیں جا

سکتا تھا

ان میں موت کا خوف نہیں تھا لیکن تب تک جب

یہاں خود موت نے

قدم نہیں رکھ دیے تھے اسکے قدم یہاں پڑتے سب

میں ایک ہلچل سی

مچ گئ تھی ہر کوئی بے تاب تھا اس شخص کو دیکھنے کیلئے

جس

کا نام ہی صرف مافیا کی دنیا میں اپنا قہر برپا کر کے رکھتا تھا

"پاشا دا بیسٹ" اسکے پیچھے اسکا باڈی گارڈ "یاقوت مرزا دی

بیسٹ شوٹر" سوٹڈ بوٹڈ

صبح کا وقت تھا موسم کی وجہ سے وقت کا پتہ نہیں چل رہا تھا

وہ لوگ ایک روم میں آ کر بیٹھ گئے جہاں ثقافتی چیزوں سے

دیواروں کو سجا کر ایک خوبصورت ٹچ دیا گیا تھا اگر یہ

جگہ عام

لوگوں کے پاس ہوتی تو یقیناً اسے دنیاوی جنت مانا جاتا

لیکن اب

یہ بظاہر حسن رکھنے والی جگہ جہنم کا ایک گڑھا معلوم

ہوتی تھی

اسکے بیٹھتے ایک کسرتی جسامت والا شخص ہاتھ میں

جوس کی

ٹرے لئے حاضر ہوا اور جھک کر وسط میں رکھی ٹیبل پر

رکھتے

واپس پلٹ گیا اسکے پیچھے دیکھتے ہی دیکھتے پوری ایک

لائن آئی

شاید سب ملازم تھے لیکن لگ نہیں رہے تھے کیونکہ

کندھوں پر

سب کے کلاشنکوف کا راج تھا

اسکا ٹیبل دیکھتے ہی دیکھتے کھانے پینے کی چیزوں سے

بھرتا چلا

گیا لیکن اسے ایک میں بھی دلچسپی نہیں تھی

آخر میں وائن رکھی جا رہی تھی جس پر پاشا کے پیچھے

کھڑے

یاقوت نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک دیا

پاشا یہ نہیں لیتے۔۔۔" اسکی آواز میں رعب تھا وہ

مشروب واپس

کر دیا گیا

کیا ہم یہ سب کھانے آئیں ہیں۔۔۔؟ پاشا نے گردن

موڑ کر ترچھی

نگاہوں سے دیکھا یاقوت مرزا سمجھ گیا تھا

تم لوگوں کا بوس کب آئے گا۔۔۔؟اس نے ان میں

سے ایک شخص کو

مخاطب کر کر پوچھا

بس آنے ہی والے ہیں۔۔۔"اس نے نہایت مؤدبانہ

انداز میں جواب دیا

جب پر پاشا سگار سلگا کر اس کمرے کا جائزہ لیا سامنے

کی

دیوار پر پرکشش انداز میں بڑا سا نام لکھا گیا تھا

"بینگ ہیتم" اس نام کا مطلب وہ اچھے سے جانتا تھا

اور اسکے

پیچھے چھپی دہشت بھی

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ایک دراز قد شخص نمودار ہوا

جس نے

بلیک پینٹ پر سکائے بلیو رنگ کی بٹنوں والی شرٹ

زیب کر رکھی

تھی اوپر کے کچھ بٹن کھلے اسکی چوڑی چھاتی کو نمایاں

کر رہے

تھے اسکی شرٹ پر سرخ دھبے لگے تھے بال بے

ترتیب تھے یقیناً

وہ کوئی کام کرتا ہوا بیچ میں چھوڑ کر پاشا کیلئے آیا تھا

لیکن ایک بات تھی اسکے چہرے پر ماسک تھا صرف

آنکھیں ہی نظر

آرہی تھی وحشی آنکھیں جن کو دیکھ ہی دشمن آدھا

خوف سے

پورا ہو جائے

سوری۔۔۔آپ کو انتظار کروایا۔۔۔''آتے اس نے

گرم جوشی سے پاشا

کے ساتھ ہاتھ ملایا ساتھ پیچھے کھڑے یاقوت سے

یقیناً میں نے تمہیں ڈسٹرب کردیا۔۔۔''ان سرخ

دھبوں کو دیکھ پاشا

کو اندازہ ہوا کہ وہ گوشت بنا رہا تھا لیکن کسی جانور کا

نہیں

آپ کبھی ڈسٹرب کر سکتے ہیں۔۔۔؟وہ سر جھکائے

مؤدبانہ انداز

میں پوچھنے لگا گوشت کی سمی ل کی وجہ سے ماسک وہ

اب بھی

نہیں اتار رہا تھا جس کی خاص ضرورت بھی نہیں تھی

کیونکہ اسکا

چہرہ پاشا دیکھ چکا تھا

اس کے ہاتھ کے اشارے پر سب باہر نکل گئے کمرے

میں اب صرف

تین لوگ موجود تھے

میرا کام اب تک نہیں ہوا۔۔۔پوچھ سکتا ہوں کیوں

۔۔۔؟ وہ بہت

اطمینان اور ٹھہرے لہجے میں پوچھ رہا تھا

بلکل۔۔۔میں ایک کام میں مصروف تھا اسی لئے تاخیر

ہوئی اور میں

اسکے لئے معذرت خواہ ہوں۔۔۔" اسکی بات پر پاشا

نے اسے سر تا

پیر بغور دیکھا

نظر آرہا ہے۔۔۔ کس کام میں مصروف ہو

۔۔۔"اشارہ وہ سرخ دھبے تھے

اسکی بات پر بلیک شیڈو کی آنکھیں بے ساختہ مبہم سا

مسکرا

دی

بس کیا کریں۔۔۔جب کوئی بات نہ مانے تو غصّہ آجاتا

ہے۔۔۔"اس نے

فولڈڈ کف کے بازو پر لگے گوشت کے لوتھڑے کو

اتار کر ایک پرچ

میں لگا

پروفیشنل بچر کب سے بن گئے۔۔۔۔"

جب سے لوگوں نے اپنی اوقات بھولنی شروع کر

دی

وہ بلیک شیڈو تھا اگر کہا جائے کہ وہ "بلیک ماسک مافیا"

کی ریڈ

کی ہڈی تتھا تو غلط نہ ہوتا وہ دنیا کی نظر میں آئے بغیر وہ

کام کر

جاتا تھا جو کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا

وہ حملہ کس نے کروایا تھا۔۔" پاشا کے سوال پر بلیک

شیڈو اپنی

جگہ سے اٹھا اور دراز سے ایک تصویر نکال کر لاتے

ٹیبل پر رکھ

دی

سلمان بٹ۔۔ مشہور بزنس ٹائکون کی دی ہوئی

سپاری پر یوسف

یوحنا نے اپنے گینگ سے کروایا ہے یہ حملہ مارتھ کا نام

آپ کو

ڈسٹریکٹ کرنے کیلئے تھا۔۔۔"وہ نارمل لہجے میں جو

بات کر گیا تھا

اسے سن کر تو پاشا کی آنکھوں میں حیرت سی حیرت امڈ

آئی تھی

یہی حال یاقوت کا بھی تھا

سلمان بٹ۔۔۔۔جس نے کچھ دن پہلے مارکیٹ میں

اپنی موڈیفائے کی

گئی سپورٹ کار نکالی تھی لیکن آپ کا نکالا گیا ڈیزائن

اسے کھربوں

ڈالرز کا نقصان کروا گیا۔۔۔اور یہ بات اس سے

برداشت نہیں ہوئی

جس کا بدلہ اس نے آپ کی وائف پر حملہ کروا کر لینا

چاہا۔۔۔مگر

ناکام رہا کیونکہ آپ ساتھ تھے انکے۔۔۔ورنہ اس

نے جدید ایٹمک تیار

کروا لیا تھا جس سے گاڑی تک کا پتہ نہ چلتا وہ ویپن

ساؤنڈ کے

بغیر ورک کرتا ہے اور آج کے ٹائم کا سب سے فاسٹ

ڈینجرس وپن

مانا جاتا ہے۔۔۔"اس نے پاشا کے حکم پر ساری ڈیٹ

لز نکال لی تھیں

لیکن اسی وقت بتا نہیں سکا کیونکہ وہ عام انسانی دنیا کا

باشندہ

نہیں تھا

پاشا خود پر ضبط کئے بیٹھا رہا اب وہی ہونا تھا جو طے ہوا

تھا

میرا کام جلد از جلد ہونا چاہئے۔۔۔" کہتے وہ اٹھ کھڑا

ہوا اسکے ہی

بلیک شیڈو بھی اٹھا

کچھ کھایا نہیں آپ نے۔۔۔"اس نے چیزیں یونہی

رکھی دیکھ اس

سے تھوڑا سا گلا کیا

اپنے قربان ہونے والے بکروں کو کھلاؤ۔۔۔"وہ

درشتگی سے چیزوں

کورد کرتے کمرے سے باہر نکل گیا اسکے جاتے یاقوت

کی نظر

بلیک شیڈو سے ملی

نہالو۔۔۔بد بو آرہی ہے تمہارے اندر سے۔۔۔"وہ

کب سے خود پر ضبط

کر کر کھڑا تھا گوشت کی سمیل اسے بہت جلدی چڑھ

جاتی

تھی

وہ بچ جائے گا۔۔۔؟ وہ یاقوت کی بات کا برا منائے

بغیر پوچھنے لگا

جس پر یاقوت نے فوراً اسے کندھے اچکادیے

اسکے خاندان کا کچھ کہا نہیں جاسکتا لیکن اسکے لئے تم

اپنے اوزار

تیار رکھو۔۔۔"اس نے سیدھا اسکے کام پر چوٹ کی

آہ کم آن۔۔۔اتنا بھی برا نہیں ہوں میں۔۔۔"کیا

شان تھی اور معصومیت

ایسے لوگوں کے بیچ معصومیت بھی خود کے ہونے پر
روتی تھی

یاقوت۔۔۔"دونوں کو اسی وقت باہر سے پاشا کی
آواز سنائی دی

جس پر وہ دو سو کی سپیڈ سے باہر نکلا انکے جاتے بلیک
شیڈو نے

ماسک اتار کر گہرا سانس لیا

کچھ دیر کھڑا رہا پھر خود ہی اپنے کندھے کو ناک کے
قریب کر کر

سونگھنے لگا

کیا واقعی بدبو آرہی ہے۔۔۔؟ وہ خود سے خود مخاطب

تھا اور پھر

اس نتیجے پر پہنچا کہ اسے نہا لینا چاہیئے

کہاں جانا ہے۔۔۔؟ یاقوت ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھ

رہا تھا

تم جانتے ہو۔۔۔" اسکی آواز سرد بر فیلی تھی

یاقوت نے گاڑی کا رخ سلمان بٹ کے ٹھکانے پر موڑ

دیا تھا ساتھ

ڈیش بورڈ پر نظر گھمائی ہر چیز تیار تھی

____

حویلی میں اس وقت گہرا سناٹا تھا کوئی بھی جیسے سانس

تک نہ

لے رہا ہو زریاب بیلا کی بات پر شدید آگ بگولہ

ہوئے اسے دیکھ

رہے تھے وہ تو سیماب نے انکا ہاتھ تھام لیا تھا ورنہ اس

وقت سارا

غصّہ بچارے بالاج پر اترتا

نوشیر وال صاحب کافی دیر اسے سمجھاتے رہے لیکن

وہ سمجھنا

ہی نہیں چاہتی تھی

کاکا۔۔۔ام کو ادر سے جانا ہے۔۔۔پلیز۔۔۔ام اور قید

نہیں رہ سکتا۔۔۔"

بیلا کی آواز گھٹی ہوئی تھی آنکھوں سے آنسوں تواتر

بہہ رہے تھے

نوشیر وال نے غصّیلی نگاہوں سے زریاب کی جانب

دیکھا

ام کبھی نہ تمہارا ضد مانتا اگر۔۔۔"انکا اگر زریاب کی

نگاہیں اپنی

جانب موڑ گیا داراب نے بھی اپنے باپ کی جانب

دیکھا

اگر زریاب خان تم پر ہاتھ نہ اٹھاتا۔۔۔"انکی بات

وہاں موجود لوگوں

کی جیسے سانس تک روک گئی زریاب کو لگا انکو سننے میں

کوئی

غلطی

ہوئی ہے

جبکہ بالاج کی آنکھوں میں ایک دم سے ڈھیروں
چمک ایک ساتھ اتر
آئی
بالاج۔۔۔ تم بیلا کو ادر سے لے جا سکتا ہے۔۔۔ جب
داراب کا نکاح اس
سے ہو گا ام واپس لے آئے گا اسکو۔۔۔" یہ انکا حتمی
فیصلہ تھا جس
پر پوری حویلی انہوں نے اپنے بیٹوں پر ڈھادی تھی

اتنی سفاکیت اتنا ظلم۔۔۔وہ بھی اپنی اولاد پر کم از کم

ایک باپ

نہیں کر سکتا تھا زریاب شل ساکت سے بیٹھے انکو

دیکھتے رہے

آج انکا یہ فیصلہ زریاب خان کے دل میں ایک گہرا

گڑھا کر گیا تھا

ایسا جواب شاید ہی کبھی بھر سکے

وہاں کسی میں ہمت نہیں تھی کہ انکے اس فیصلے کو رد

کر سکے

بالاج اٹھ کر بیلا کو اپنے ساتھ کھڑا کر گیا

شکریہ کاکا۔۔۔ تم جب بولے گا ام تب یہ امانت آپ

کے در پر چھوڑ

جائے گا۔۔۔"ادب کے سارے کرینے پار کر گیا تھا

انکو اٹھتے دیکھ

زریاب مٹھیاں بھنچے ایک ہی جست میں اٹھ کھڑے

ہوئے انکو

ایسے اٹھتے دیکھ جیسے سیماب کا دل اچھل کر حلق میں آ

گیا تھا

ماحول میں مزید سنگینی آگئی

بالاج بیلا کا ہاتھ تھامے اسے لئے باہر کی جانب بڑھ گیا

آج اسکا اس

حویلی جانا مطلب زیحال کے ساتھ ہوئی ناانصافی کے

ساتھ مزید

ناانصافی کرنا تھا ونی ہوئی اس گھر کی رونق کی قربانی کو

ضائع

کردینا تھا اتنے سال سے جو سب اس بھٹی میں جل

رہے تھے اس

بھٹی کو مزید بھڑکا دیتا تھا

بیلا کا ہر بڑھتا قدم جیسے اس دشمنی کو جان لیوا حدوں

تک لے

جا رہا تھا لیکن تب ہی بالاج کے قدم جیسے وہی زنجیر ہو

گئے بیلا

بھی رک گئی ساتھ سب کی سانسیں

بالاج بے اختیار پیچھے جیسے ہی مڑا اسکی نظر سرخ

خون

چھلکاتی نظروں پر پڑی ایک ہاتھ کی مٹھی زور سے

بھنچے شدید

طیش میں کھڑے داراب پر جس کے ایک ہاتھ میں

بیلا کی نازک

کلائی آگئی تھی

اسکی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اسکے درد کی شدّت

بیلا کے

چہرے پر صاف ظاہر ہو رہی تھی

لالا۔۔۔"اس نے آنکھیں بیلا کی آنکھوں میں

گاڑے زریاب کو پکارا

مولوی بلائیں۔۔۔"یہ گویا ایک دھماکہ تھا جو حویلی

میں موجود

ہر فرد کے سر پر ہوا تھا

بیلا تو ایسے تھی جیسے کوئی پتھر کی مورت نہ سانس آ

رہی تھی

نہ دل دھڑک رہا تھا

پیچھے کھڑے حویلی کے افراد بھی گویا سکتہ میں ہی چلے گئے تھے

یہ اچانک ایک بہت بڑا فیصلہ تھا جو داراب خان

آفندی نے کیا تھا

چاہے وہ ایک عرصے سے اس حویلی میں رہتے

بھائیوں کے نام پر

بیٹھی تھی لیکن آج اچانک داراب کا یوں نکاح کا بم

پھوڑنا بیلا کو

جیسے سوچنے سمجھنے سے بلکل قاصر کر گیا تھا اس نے

خوف زدہ

سی نظروں سے اپنے لالا کو دیکھا جو خود پتھر بنا کھڑا

تھا

اسے جس دن سے عین نے یہ بات کہی تھی کہ اسکی

بہن اسکے

دشمنوں کے پاس ہے اور یہ بالاج خان آفندی کے

مرد ہونے پر ایک

دھبہ ہے وہ اس دن سے اسی تگ ودو میں تھا کہ کب

اسے موقع ملے

اور وہ بیلا کو یہاں سے نکال لے جائے کیونکہ سیدھی

طرح اسے یہاں

سے آکر لے جانا ایک بہت بڑی جنگ کو دعوت دینے

کے مترادف تھا

جس کا چھوٹا سا پرومو وہ زریاب خان کے سخت

تیوروں کو دیکھ

چکا تھا

داراب۔۔۔یہ تم کیا کہہ رہا ہے۔۔۔؟ نوشیر وال

اسکی جانب دیکھتے

سپاٹ لہجے میں استفسار کرنے لگے

لالا۔۔۔"اس نے اپنے باپ کو جواب دینے کے

بجائے زریاب کو مخاطب

کیا جنھوں نے ایک جتاتی نظر اپنے باپ پر ڈالی اور اپنا

موبائل

اٹھا کر کسی کو کال کرنے لگا

کاکا۔۔۔ایسے کیسے شادی ہو سکتا ہے۔۔۔امارا ایک ہی

بہن ہے۔۔۔ام

پوری شان سے اسکور خصت کرے گا۔۔" بالاج

کی تو جیسے زبان بھی

آج اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی اسکے الفاظ کھو کھلے

تھے ایسے

جیسے وہ بیلا کو یہاں سے لے جانے کیلئے کچھ بھی کرنے

کو تیار

ہو جب کہ وہ جانتا تھا انکا رشتہ عام لوگوں کے رشتے

سے مختلف

تھا کیونکہ وہ عام حالات میں نہیں جڑا تھا

بالا ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔ام اچھے سے اسکو بیاہ کر لے

آئے گا داراب۔۔۔"

داجی کو اپنے خاندان کی فکر تھی جب میں انکو سر اٹھا کر

سب

کو بتانا تھا کہ آج انکا آخری بیٹا بھی شادی شدہ ہو گیا

انکی سوچ آج بھی ویسی تھی بیٹوں کی شادی کا مقصد

صرف اپنی

نسل کو بڑھانا تھا جس سے انکا نام صدیوں تک چل

سکے وہ نہیں

چاہتے تھے کہ یہ دھن دولت جسے بنانے میں انکے

باپ دادا نے اپنی

ساری زندگی لگادی تھی وہ یوں غیروں کے ہاتھ میں

چلی

جائے

میری بہن کو شان سے بیاہ کر لے کر گئے تھے یہ لوگ

۔۔۔؟داراب

پیچھے مڑتے پوری قوت سے دھاڑا اسکی دھاڑ پر حویلی

کی ایک

ایک دیوار جیسے لرزا ٹھی تھی نوشیر وال خاموش ہو

گئے کیونکہ

آج انہیں داراب کی آنکھوں میں وہ قہر باہر آتا نظر آ

رہا تھا جو

برسوں سے وہ اپنے اندر چھپائے ہوئے تھا

یاد ہے مجھے وہ دن۔۔۔جب آپ نے کسی بیل کی

طرح اسے ان

جانوروں کے حوالے کر دیا تھا کیوں۔۔۔؟ وہ اب

بھی دھاڑ رہا تھا

اسکے غصّے میں وہ یہ بات بھول رہا تھا کہ ڈاکٹر نے

نوشیر وال خان

کے سامنے ایسی باتیں کرنے سے سختی سے منع کیا تھا

لیکن وہ

بھی کیا کرتا وہ قیامت برپا کر دینے والے دن کو اپنے

وجود سے نکال

دینا ایسا تھا جیسے زندہ بکری کے جسم سے خال اتار دینا

اسکی

تکلیف کی شدّت کا اندازہ ان بھائیوں سے بڑھ کر کون

لگا سکتا تھا

جو اپنے ہی باپ کے ہاتھوں مجبور کر دیے گئے تھے

انکی آنکھوں کے

سامنے انکی بہن کو ونی کر دیا تھا

پھر کیا ہوا تھا بابا۔۔۔؟ بتائیں۔۔۔؟ اسکی آنکھیں

سرخ خون چھلکانے

کے قریب تھیں اسکا بولنا ضروری تھا ورنہ یہ باتیں

اسکے اندر سے

اسے کھا جاتی داراب خان ختم ہو جاتا اور وہ ختم ہو بھی

رہا

تھا

ہر الزام جھوٹا نکلا۔۔۔آسکتی ہے میری بہن واپس

۔۔۔؟آسکتی ہے میری

گل۔۔۔؟اسکی باتیں جیسے وہاں کھڑے لوگوں کی

روحوں کو

جھنجھوڑ گئی تھی وہ ایک لڑکی دنیا سے چلے جانے کے

بعد بھی

اپنی یاد سے کسی کو دستبردار ہونے نہیں دیتی تھی

کیونکہ وہ عام

لڑکی نہ تھی اسکے قاتل خود اسکے محافظ تھے

آج وہ کسی کو نہیں بخشنے والا تھا اس نے مڑ کر بیلا کو

نفرت آمیز

نگاہوں سے دیکھا ان سے چھلکتا قہر دیکھ بیلا کی رنگت

سفید پڑنے

لگی تھی

یہ میری منگیتر ہے۔۔۔"اس نے ایک ایک لفظ پر

زور دیتے باور

کروایا

میں جب چاہوں اسے اپنے نکاح میں لے سکتا ہوں

۔۔۔"اسکا انداز اٹل

تھا جسے آج وہ خود بھی نہیں جھٹلا سکتا تھا

آفندیز کا اصول آج بیلا کو سخت جان لیوا زہر لگا تھا کہ

جس لڑکی

کو جس مرد کے نام کر دیا جائے پھر اس پر اسکے ماں

باپ کا بھی

کوئی حق نہیں رہتا آج اس کے سامنے وہی مرد کھڑا تھا

جس کے

فیصلے کو آج اسکا اپنا باپ بھی رد نہیں کر سکتا تھا اسے

سانس

لینے میں مشکل در پیش آنے لگی

داراب اسے اسکی نازک کلائی سے پکڑ کر کھینچتا ہوا

لاؤنج میں

رکھے صوفے تک لاتے اس پر دھکیل گیا وہ ہونقوں

کی طرح اسے

دیکھنے لگی جس کے تیور آج اسکی جان نکال رہے تھے

اس وقت

بیلا آفندی کو اپنا آپ ایک قربان ہونے والے جانور

سے کم نہیں لگ

رہا تھا جس کے پاس قربان ہونے کے علاوہ کوئی چارہ

نہیں بچتا

تھا

بھابھی۔۔۔چادر ڈالیں اسکے سر پر۔۔۔"اس نے

درشتگی سے بیلا کی

خوف زدہ آنکھوں میں دیکھتے سیماب کو مخاطب کیا جو

خود

داراب کو طیش میں دیکھ خوف زدہ کھڑی تھی وہ

جھٹ سے سر

ہلاتی کمرے میں چلی گئی

ماحول میں ایک فسوں خیزی سی چھائی ہوئی تھی بالاج

بے چین سا

پہلو بدلتا سوچنے لگا اگر آج یہ نکاح ہو جاتا تو یہ انکی

دشمنی کو

مضبوط کر دینے میں کارآمد ثابت ہونا تھا وہ ڈر جس

سے وہاج

اسے ڈرا تا رہتا تھا اسکے پورا ہونے میں کوئی شک نہ

رہتا

____

زرتشم آج صبح سے ہوش میں تھی نرس نے بہت ہی

ہلکا پھلکا سا

ناشتہ اسکے لئے بنایا تھا جسے لے کر وہ اس کے روم میں

آئی جب نظر

زرتشم کی کھلی آنکھوں پر پڑی وہ سیدھی چت لیٹی

چھت دیکھتی

نجانے کیا سوچ رہی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز پر

اس نے صرف

نگاہیں پھیر کر نرس کی جانب دیکھا وہ پوری طرح سے

گردن نہیں

موڑ سکتی تھی

ہیلو۔۔۔میم۔۔۔اب کیسا فیل کر رہی ہیں آپ

۔۔۔؟اس نرس نے بے حد

محبت بھرے لہجے میں پوچھا لیکن زرتشم کی پلکیں تک

جواب

کیلئے نہیں جھپکی وہ ایسے ہی ساکت نگاہوں سے اسے

دیکھے گئی

نرس بے ساختہ مسکرا دی

آپ کے لئے ناشتہ لائی ہوں۔۔۔ چلیں جلدی سے

اٹھیں اور۔۔۔ناشتہ

کریں۔۔۔"اس نے قریب آتے زرتشم کے سر کی

سیدھ میں نیچے لگا

بٹن پریس کیا جس سے بیڈ آٹو میٹک کمر کی جانب سے

اوپر اٹھتا گیا

زرتشم اس وقت آدھی بیٹھی اور آدھی لیٹی ہوئی تھی

نرس نے اسکے سامنے چھوٹا سا ٹیبل رکھا اور باری باری

چیزیں اس

پر سیٹ کر کر رکھنے لگی جس میں فش سوپ بوائل

ویجیٹیبل اور

بوائل ایگ تھے سارا ہلکا پھلکا ناشتہ تھا جو خود ڈاکٹر

برہان نے

زرتشم کے ڈائٹ پلان میں لکھا تھا

نرس نے سوپ چمچ میں بھر کر زرتشم کے لبوں کے

قریب کیا اور

اسکے منہ کھولنے کا انتظار کرنے لگی لیکن زرتشم کی

پتھرائی

نظریں اس نرس پر ٹکی تھی وہ منہ کھول کر سوپ نہیں

پی رہی

تھی

میم۔۔۔سوپ۔۔۔؟نرس نے اسے بتایا کہ شاید وہ

جانتی نہ ہو لیکن اس

نے پھر بھی اپنا منہ نہ کھولا اور ایسے ہی دیکھتی تھی نہ

آنکھیں

کچھ حرکت کر رہی تھیں نہ پلکیں تھوڑی سی بھی لرز

رہی تھیں

یہ دیکھ نرس کو پریشانی سی ہونے لگی

اس نے ویجیٹیبل اٹھائی اور وہ کھلانے لگی لیکن اب بھی

وہی ہوا

اس نے منہ ہی نہیں کھولا اب نرس کی پریشانی بڑھ

گئی تھی

کھالیں میم۔۔۔ ورنہ ڈاکٹر سے بہت ڈانٹ پڑے گی

۔۔۔" وہ بچارگی سے

بولتی اس کی منت کرنے لگی لیکن کس کے سامنے وہ

صرف ایک

زندہ لاش تھی اور اس میں کچھ باقی نہ رہا تھا نہ کسی

احساس کو

محسوس کرنے کی سکت

کیا کروں۔۔۔؟ نرس نے سر کھجاتے ہوئے سوچا اتنے

میں دروازہ کھلتے

ڈاکٹر برہان اندر داخل ہوئے انہیں دیکھ نرس فوراً سے

اٹھ کھڑی

ہوئی

کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟ وہ ہاتھ میں لیا نوٹ پیڈ سائیڈ ٹیبل
پر رکھتے زر تشم
کی جانب دیکھنے لگے یقیناً وہ باقی پیشنٹس کا جائزہ لے
کر آرہے
تھے
ڈاکٹر میں نے بہت کوشش کی لیکن یہ کچھ نہ کھا رہی
ہیں نہ پی
رہی ہیں۔۔۔" نرس نے فوراً سے اپنی پریشانی بتائی
اس سے پہلے

ڈاکٹر برہان اسکی کلاس لیتے

اچھا۔۔۔ایسا کیوں۔۔۔؟ وہ زرتشم کی جانب دیکھتے

اسکا گہرا جائزہ

لینے لگے

نرس کچھ کہہ نہیں سکی کیا کہتی وہ خود سمجھنے سے قاصر

تھی

ڈاکٹر برہان کے آگے آنے پر نرس خود پیچھے ہٹ گئی

آپ ٹو ہنڈرڈ اینڈ ون نمبر کو دیکھیں اور مجھے بتائیں انکی

کنڈیشن۔۔۔"نرس کو کام بتاتے ہوئے وہ سوپ کا

پیالہ اٹھا گئے وہ سر

خم کرتی روم سے باہر نکل گئی اسکے جاتے ڈاکٹر برہان

نے زرتشم کو

گھورا

کونسی انرجی آپ کو اپنے اندر نظر آتی ہے جو آپ

کھانے سے انکار کر

رہی ہیں۔۔۔"وہ کسی ٹیچر کی طرح اسے ڈانٹتے ہوئے

ذرا فاصلے پر

بیڈ پر بیٹھ گئیے وہ انکی بھی وہی ساکت نظروں سے دیکھ

رہی

تھی

چلیں۔۔۔کریں اسے فنش اتنی ہی آپ کو اپنے اندر

انرجی دکھتی ہے

توہم دو دو ہاتھ ہو لیں گے۔۔۔جو جیتا وہ سکندر جو ہارا

وہ بندر

ایم ڈیمن شیور آپ ہی بندر بنیں گی۔۔اوہ سوری

۔۔۔بندریا۔۔۔"اپنے

بندریا کہنے پر وہ خود ہی بے ساختہ مبہم سا ہنس دیے اور

یہ بات وہ

خود بھی نہیں جانتے تھے کہ جس لڑکی کے ساتھ انکو

صرف ہمدردی

ہے اسکے ساتھ وہ شاید زندگی میں پہلی بار ہنسے تھے وہ

بھی تھوڑا

سا

چلیں منہ کھولیں۔۔۔"انھوں نے چمچ جیسے ہی

زرتشم کے ہونٹوں کر

قریب کی وہ دھیرے سے اپنے منہ کو کھول گئی اتنا سا

منہ کھولنے

کیلئے بھی اسکی جیسے پوری جان اس میں لگ گئی تھی

گڈ۔۔۔ایسے ہی پورا فنش کریں میں نہیں چاہتا آپ

بندریا بنیں۔۔۔"وہ

اسے بلکل بچوں کی طرح بہلا کر سارا کھانا کھلا گئے اور

وہ بھی

خاموشی سے کھاتی گئی

ارے واہ۔۔۔اتنا ڈر رہے ہارنے کا۔۔۔ناٹ بیڈ

مس زرتشم

۔۔۔مس زرتشم۔۔۔ایسے ہی

آپ جلدی ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔"وہ چیزیں سائیڈ

رکھ کر سامنے

کاؤچ پر جا کر بیٹھتے اسکی رپورٹس دیکھنے لگے جس میں

زرتشم

کے کلیئرلی ٹھیک ہونے کا گراف اوپر بڑھتا جا رہا تھا

لیکن انہیں ڈر

اب بھی تھا اسکے معذور ہونے کا یہ تب ہی نکل سکتا تھا

جب وہ

خود کوئی حرکت کرے لیکن وہ تو صرف آنکھیں

گھماتی تھی پلکیں

تک نہیں جھپکتی تھیں وہ یا تو بند ہوتی یا کھلی رہتی

زرتشم کی نگاہیں ترچھی ہو کر دائیں جانب بیٹھے برہان

پر ہی تھیں

وہ اپنے کام میں مصروف تھے جب انکے موبائل پر

رنگ ہونے لگی

اتنے میں دوسری جانب سے کومل بھی روم میں آگئی

ارے۔۔۔زرتشم بیٹھی ہیں۔۔۔"اسے اسے بیٹھے

دیکھ بے حد خوشی

ہوئی وہی دوسری جانب سے ڈاکٹر برہان اسے دیکھتے

اپنا فون اٹھا

کر کان سے لگا گئے

واٹ۔۔۔"مقابل کی بات سنتے انہیں بہت بڑا حیرت

کا جھٹکا سا لگا

تھا کومل کو زر تشم کے ساتھ باتیں کرنے کی کوشش

کر رہی تھی ان

کی جانب دیکھنے لگی

از ایوری تھنگ او کے ڈاکٹر برہان۔۔۔؟ انکے چہرے

پر پریشانی کے

اثرات دیکھ وہ فکر مند سی پوچھنے لگی

وہ کال بند کرتے گہری سوچ میں پڑ گئے کچھ دیر کومل

بھی انکے

جواب کا انتظار کرنے لگی

وہ لوگ زرتشم کو لینے آرہے ہیں۔۔۔" انکے انداز
میں از حد پریشانی
تھی

سوواٹ۔۔۔؟ کومل کو جیسے یہ ایک عام بات لگی
کیونکہ وہ ابھی تک
مکمل طور پر زرتشم کے ساتھ ہونے والے واقعے سے
انجان تھی

سوواٹ۔۔۔؟ آپ پوچھ رہی ہیں سوواٹ
۔۔۔؟ آپ کو انکی حالت دکھائی

دے رہی ہے۔۔۔؟ یہ انہی جانوروں کا کیا دھرا ہے

اینڈ یو آسکنگ می

سو واٹ۔۔۔؟ انہیں کومل کے سوال پر واقعی بہت

غصّہ آیا تھا

ایم سوری۔۔۔ میرا وہ مقصد نہیں تھا۔۔۔" کومل کو

فوراً سے اپنی

غلطی کا احساس ہوا

ڈاکٹر برہان اسکے سوری پر کان دھرنے کے بجائے

پریشان سے ماتھے پر

ہاتھ رکھے یہاں وہاں چکر کاٹنے لگے

کسی نے انکو فون کر کر یہ اطلاع دی تھی کہ وہ لوگ

سازش کر کر

زرتشم کو یہاں سے لے جانا چاہتے ہیں اور لے بھی

جائیں گے

میں اب انکے حوالے نہیں کر سکتا نہیں۔۔۔میں

مزید ان پر کوئی ظلم

نہیں ہونے دے سکتا یہ بے قصور ہیں۔۔۔"وہ

حواس باختہ سے اس پر

سوچتے زر تشم کو دیکھنے لگے جس کی ساکت نگاہیں اسی

پر اٹکی

تھیں

تو آپ اب کیا کریں گے۔۔۔؟اس نے استفسار یہ

پوچھا

مجھے سمجھ نہیں آرہا۔۔۔میں انکی رکھوالی کس حد تک

کر سکتا

ہوں۔۔۔کہیں مجھ سے کوئی غلطی ہوئی اور یہاں اسکا

خمیازہ انکو

بھگتنا پڑے۔۔۔" وہ اب بھی زر تشم کو ہی دیکھ رہے

تھے

تو آپ انہیں اپنے گھر شفٹ کر لیں۔۔۔" کومل کی

اس تجویز پر

ڈاکٹر برہان نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا قدم جیسے

ایک جگہ

زنجیر ہو گئے

مم۔۔۔میرے گھر۔۔۔؟ انہیں جیسے حیرت کا جھٹکا

سا لگا

میں ۔۔۔میں اکیلا رہتا ہوں ۔۔۔میں کیسے انہیں

ساتھ رکھ لوں ۔۔۔؟ وہ اس

بات پر جیسے اور پریشان ہوئے

کومل کو اس وقت انکی نظروں میں وہ حیا نظر آئ تھی

جو کسی

بھی مرد کے اصل مرد ہونے کا شیوہ ہو سکتی تھی

ڈونٹ وری۔۔۔وہاں انکو کوئی خطرہ نہیں ہو گا

۔۔۔" وہ ایک یقین کے

ساتھ کہہ رہی تھی

ڈاکٹر برہان اس سوچ میں پڑ گئے کچھ دیر وہ سوچتے

رہے جب انہیں

بھی یہی ٹھیک لگا وہ نرس کو کہتے زرتشم کی ساری

چیزیں ایک

بیگ میں ڈلوانے لگے جس میں کومل نے بھی مدد کی

اور تھوڑی ہی

دیر میں برہان اسے لیتے اپنے گھر کیلئے نکل گئے

____

مولوی کو بلا لیا گیا تھا جو اس وقت لاؤنج میں بیٹھے ہاتھ

میں

نکاح نامہ لئے بیٹھے نکاح سے پہلے کے کلمات پڑھ

رہے تھے باقی سب

بھی وہی موجود بلکل خاموش تھے بیلا کو اپنی قسمت

پہلے سے ہی

خراب لگتی تھی لیکن اتنی خراب ہو گی اسے اندازہ

نہیں تھا ہر لڑکی

بچپن سے ہی ایک خواب دیکھتی ہے خود کو شان سے

بیاہے جانے کا

لیکن اسکا یہ خواب اتنے بھیانک انداز میں پورا ہوگا

اس نے سوچا

نہیں تھا

آج اسکی ایک غلطی اسے مجرم بنا کر زندگی بھر کیلئے قید

کرنے

والی تھی جس کے خوف میں اسکے بدن پر اس وقت

ایک لرزا سا

طاری تھا

وہ سر جھکائے چادر میں لپٹی بیٹھی اپنے ہاتھ کی انگلیوں

کو آپس

میں الجھائے خود کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی کوشش

کر رہی تھی

جو مولوی کی صور پھونک دینے والی آواز پر مزید

بڑھتی ہی جارہی

تھی

بیلا خان آفندی ولد ولی خان آفندی آپ کا نکاح

داراب خان آفندی

ولد نوشیر وال خان آفندی کے ساتھ حق مہر دس لاکھ

طے پایا گیا

ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔"مولوی

صاحب اس سے پوچھ کر

اسکے جواب کا انتظار کر رہے تھے

تب ہی باہر پورچ میں ایک گاڑی آ کر رکنے کی آواز

گونجی

گاڑی بند کرتے زیحال سے پہلے یاقوت نے اتر کر اس

کی جانب کا

دروازہ کھولا اور خود سیدھا کھڑا ہو گیا

یہ مت کیا کرو۔۔۔"زیحال کو اسکا یہ عمل اچھا نہیں

لگا

مجھے خوشی ملتی ہے۔۔۔"وہ مسکرا کر سر خم کر گیا عشق

میں سر

نہ جھکا وہ عشق بھی کیا عشق ہے یہی حال یاقوت مرزا

کا تھا

زیحال اسکے مسکرانے پر مسکرا کر آگے بڑھنے لگا جب

اسے محسوس

ہوا کہ وہ اکیلا آگے آیا ہے اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا

جہاں یاقوت

گاڑی کے ساتھ ہی کھڑا تھا

اندر نہیں آؤ گے۔۔۔؟اس نے سرسری سے لہجے

میں پوچھا

نہیں۔۔۔"ایک لفظی جواب دے کر وہ خاموش ہو

گیا

کیوں۔۔۔؟ زیحال کو اسکے نہ پر حیرت ہوئی

میرے باپ نے مجھے سکھایا ہے کہ جہاں سے ایک بار

دھتکار دیے

جاؤ اس دہلیز پر دوبارہ قدم نہ رکھنا۔۔۔" اسکے الفاظ

میں اثر تھا

زیحال کو عرصہ پہلے ہوا واقعہ یاد آگیا جس پر اسکی

مسکراہٹ اور

گہری ہو گئی وہ مسکراکر اندر کی جانب بڑھ گیا

وہ نہیں لایا اسے اندر وہ اپنی اولاد کی عزت نفس کو خود

مجروح

نہیں کر سکتا تھا

اندر آتے اسکی نظر باری باری سب پر گئی ساتھ

آنکھوں میں حیرت

سی حیرت امڈ آئی

جواب دو۔۔۔''بیلا کی خاموشی پر داراب نے سختی

سے اسے پکارا

ق۔۔۔قبول ہے۔۔۔'' اسکی کانپتی ہوئی آواز لاؤنج

میں گونجی

مولوی صاحب نے پھر پوچھا

قبول ہے۔۔۔'' یہ لفظ اسکی زندگی کی سب سے بڑی

تباہی ثابت ہونے

والا تھا

قبول ہے۔۔۔'' تیسری بار بھی قبول ہے بولنے پر

اسکی سانس جیسے

خود بخود درک گئی مولوی صاحب اب داراب کی جانب

مڑ گئے تھے

زیحال نے آگے آتے زریاب کو دیکھا جب انکی نظر

بھی اس پر پڑی

زی۔۔۔تم کب آیا بچے۔۔۔"یوز دیکھ تو جیسے آدھی

سے زیادہ

پریشانی ختم ہو گئی تھی

یہ سب کیا ہو رہا ہے لالا۔۔۔؟ وہ اس اچانک نکاح پر

حیران ہوا تھا

زریاب بے ساختہ سوچ میں پڑ گئے وہ کبھی بھی اسے

یہ سچ نہیں بتا

سکتے تھے یہ سچ زیحال خان آفندی کے علم میں آتے

کو نا قہر سب

پر برپا کر سکتا تھا اس کا اندازہ خود زریاب بھی نہیں لگا

سکتے

تھے

بس نکاح اچانک رکھ لیا گیا داراب کے کہنے پر

۔۔۔"وہ باتوں کو توڑ

جوڑ کر بتاتے اسکا دھیان کسی اور جانب کر واگئے

داراب خان آفندی ولد نوشیر وال خان آفندی آپ کا

نکاح بیلا خان

آفندی کے ساتھ طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح

قبول ہے۔۔۔"مولوی

صاحب اب اسکے جواب کے منتظر تھے جب ان

لفظوں پر داراب کی

سرخ متورم آنکھیں بیلا کی جانب اٹھیں

آج اسے اس لڑکی کی جگہ اپنا بھائی گھر سے در بدر ہوتا

دکھائی دے

رہا تھا اپنی بہن تڑپتی ہوئی روتی ہوئی دکھائی دے رہی

تھی اسکا

کفن میں لپٹا چہرہ دکھائی دے رہا تھا یہ وہ باتیں تھیں جو

داراب

خان کے اندر اس وقت قہر برپا کئے ہوئے تھیں

قبول ہے۔۔۔"اپنے بھائی کو دیا جانے والا دکھ کبھی

بھلایا نہیں جائے

گا

قبول ہے۔۔۔"اپنی بہن کی موت رائیگاں نہیں

جانے دونگا جس کا بدلہ

سود سمیت اب بیلا داراب خان دینے والی تھی

قبول ہے۔۔۔"اسکی زندگی وہ جہنم بنادونگا کہ دیکھنے

اور سننے

والوں کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے اسے پل

پل خون کے

آنسوں رلانے کا تہیہ وہ دل ہی دل میں مضبوطی سے

کر چکا تھا

وہ بن چکی تھی بیلا ولی سے بیلا داراب خان مطلب

اسکے سکون کا

وقت ختم ہوا چاہتا ہے

یہاں مبارک باد کسی نے کسی کو نہیں دی تھی بالاج

نے بھی اوپرے

دل سے گواہان کے خانے میں دستخط کرتے اپنی بہن

کو دیکھا جس

پر وہ اب چاہ کر بھی کوئی حق نہیں جما سکتا تھا

اسے کمرے میں لے کر جائیں۔۔۔" داراب کے حکم

پر سیماب جلدی سے

اٹھ کر بیلا کا ہاتھ تھامے اسے لے جانے لگی جب پیچھے

سے داراب

کی گرج ڈر آواز پر اسکے قدم وہی زنجیر ہو گئے

اسکے نہیں۔۔۔ میرے کمرے میں۔۔۔" یہ اگلا

دھماکہ اس نے سیدھا بیلا

کے سر پر کیا تھا سیماب سر ہلاتی بیلا کو داراب کے

کمرے کی جانب

لے گئی

وہ تو ایسے تھی جیسے اب کبھی قدم نہیں اٹھا سکے گی ہر

قدم

منوں بھاری ہوتا چلا جا رہا تھا

انکے جاتے بالاج نوشیر وال سے مل کر جانے ہی لگا تھا

جب داراب کی

آواز پر اسے رک کر پیچھے پلٹنا پڑا

وہ بیوی ہے اب میری۔۔۔اگر میری اجازت کے بغیر

اسے یہاں سے لے

جایا گیا تو یاد رکھنا۔۔۔اسکے ساتھ لے جانے

والے کی بھی

ٹانگیں کاٹ کر ہاتھوں کے حوالے کر دونگا

۔۔۔"اسکے الفاظوں میں

وحشت تھی بالاج کو بے اختیار اپنی ٹانگوں میں

حرکت محسوس

ہوئی وہ کچھ کہہ نہیں سکا نہ ہاں اور نہ "نہ"

یہ سب ۔۔۔ تمارا اس بھائی کی وجہ سے ہوا ہے

۔۔۔"اس نے نفرت آمیز

لہجے میں پھن کارتے انگلی زیحال کی جانب کی جس پر

آگ بگولہ

ہوتے زریاب اور داراب اسکی جانب بڑھنے ہی لگے

تھے کہ زیحال نے

ہاتھ کے اشارے سے روک دیا وہ اپنے بھائیوں کے

مقابلے میں کمال

ضبط مہارت رکھتا تھا کیونکہ وہ صرف ایک بار وار کرتا

تھا جو

کبھی خالی نہیں جاتا تھا

نہ یہ امارا ابھن کے ساتھ وہ سب کرتا اور نہ آج تمارا اگ

اس سے"۔۔۔

پہلے وہ آگے کچھ کہتا ایک زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر

پڑتا اسکے

جبڑے تک ہلا کر رکھ گیا گویا کہ اسکا پورا وجود لرز کر

رہ گیا

سب نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا

آیندہ یہ بات اپنی زبان پر بھی لائے تو پوری زندگی

زبان کے بغیر

گزارنی پڑے گی۔۔۔"وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے

بالاج کی آنکھوں

میں دیکھتا غرلایا تھا

زی۔۔۔"اسکے اس عمل پر نوشیر وال کی دھاڑ حویلی

میں

گونجی

سوری بابا۔۔۔ لیکن اسے کہیں اپنی اوقات میں رہے

اسکی بہن میرے

بھائی کی عزت ہے یہ بات اب یہ یاد رکھے تو بہتر ہے

۔۔۔"زریاب اور

داراب کے کلیجے میں جیسے ٹھنڈک سی پڑ گئی تھی

بالاج خود کو اس وقت شدید بے بس محسوس کر رہا تھا

وہ خود پر

ضبط کرتے لمبے ڈھینگ بھرتا باہر نکل گیا

تم سب کو ہو کیا گیا ہے۔۔۔؟انہیں سمجھ نہیں آرہی

تھی وہ معاملات

جتنے امن سے سلجھانے کی کوشش کرتے اتنے ہی دن

بہ دن بگڑتے جا

رہے تھے انکو یہ بات سمجھنے کی اشد ضرورت تھی کہ

اب انکے

بیٹے چھوٹے نہیں رہے تھے

آپ کی طبعیت کیسی ہے۔۔۔میں یہی پوچھنے آیا تھا

۔۔۔"وہ مؤدبانہ

انداز میں بولتا آگے آیا وہ ساتھ فروٹس اور باقی کھانے

کی چیزیں

ساتھ لایا تھا ان چیزوں کو دیکھ مورے کی آنکھوں

میں نمی اتر آئ

اسکا یہ عمل بھی انکے لئے بہت تھا

بالاج سیدھا اپنی گاڑی تک گیا تھا جب یاقوت کی نظر

اس پر پڑی

اسے دیکھ یاقوت کی آنکھوں میں حیرت امڈ آئ وہ غور

سے اسے

دیکھنے لگا ایسے جیسے بالاج کا چہرہ کچھ جانا پہچانا سا ہوا گر

وہ ذہن پر زور دے لیتا تو یقیناً اسے کچھ مہینے پہلے

ہوسپٹل والا

واقعہ یاد آجاتا

زیحال کچھ دیر انکے پاس بیٹھ کر باہر آگیا تھا جہاں

یاقوت پہلے

سے اسکا منتظر تھا اسکے آتے وہ گاڑی نکال لے گیا

زرتشم گاڑی کی پچھلی نشست پر تھی دواؤں کے زیر

اثر اسکی

آنکھیں اس وقت لگی ہوئی تھیں کچھ ڈاکٹر برہان بھی

اسکی نیند

میں خلل آجانے کے ڈر سے بہت احتیاط کے ساتھ

ڈرائیو کر رہے تھے

جب انکی گاڑی انکی سوسائٹی والی سڑک کی جانب آگئ

انکا

پورا دھیان صرف آگے کے راستے پر تھا لیکن پھر بھی

انہیں محسوس

ہوا جیسے ایک گاڑی انکا مسلسل پیچھا کر رہی ہے وہ جو

بھی ٹرن

لیتے وہ گاڑی بھی ساتھ ہی ٹرن لے لیتی وہ اسے اپنا

وہم ہی سمجھتے

لیکن انہوں نے جب گاڑی روکی تو کچھ فاصلے پر وہ سیاہ

گاڑی بھی

رک گئی اور ڈاکٹر برہان کے چلتے وہ بھی چل پڑی تھی

اس پر انکا

شک مزید مضبوط ہو گیا

انہوں نے پریشان سی نگاہ پیچھے سوئی ہوئی زرتشم پر

ڈالی

اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا گئے انکی سپیڈ بڑھتے پیچھے آنے

والی گاڑی

کی بھی سپیڈ بڑھ گئی تھی

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ گاڑی انکے آگے آتی ڈرفٹ مار

کر انکے

سامنے کھڑی ہو گئی تج دیکھ ڈاکٹر برہان نے بڑی عجلت

میں اپنی

گاڑی کو بریک لگاتے اس گاڑی کو دیکھا

جس میں سے چار لوگ مضبوط بھاری جسامت والے

باہر نکلے سب کے

ہاتھوں میں جدید ویپنز تھے جن کو دیکھ ڈاکٹر برہان کے

لئے تھوک

نگلنا تک مشکل ہو گیا

انہوں نے کبھی گن نہیں چلائی تھی ایک سادہ سی

زندگی جینے والے

شخص کے لئے وہ بھاری ہتھیار شدید خوف کا باعث

بن سکتے تھے

یہی حال انکا بھی تھا

گیٹ آؤٹ آف دا کار۔۔۔"ان میں سے ایک نے

پھنکارتے ہوئے بلند آواز

میں انہیں گاڑی سے باہر آنے کا اشارہ کیا جس پر وہ نہ

چاہتے ہوئے

بھی باہر نکل آئے تھے

ہینڈ اوور دا گرل ٹو اس۔۔۔ادھر وائز یو ول لوس یور

لائف۔۔۔(لڑکی

ہمارے حوالے لکر دو نہیں تو تم اپنی زندگی سے ہاتھ

دھو بیٹھو

گے)۔۔۔" انکا لہجہ از حد سفاک تھا ڈاکٹر برہان کو لگا

انکا دل بند ہو

گیا ہے

مطلب ان سے جھوٹ بولا گیا تھا تاکہ وہ زرتشم کو

ہوسپٹل سے باہر

لے آئیں اور وہی وہ لوگ انہیں ٹریپ کر کر زرتشم کو

لے جاسکیں

اس وقت انہیں شدّت سے اپنی بے وقوفی کا احساس

ہوا

آئی کانٹ ڈو دس۔۔۔یو گائز گو بیک (میں ایسا نہیں کر

سکتا تم لوگ

واپس چلے جاؤ)۔۔۔"انہوں نے بلند آواز میں ان کو

گویا صاف ارادہ

بتایا

یو ہیو ٹو ڈو دیٹ (آپ کو ایسا کرنا ہوگا)۔۔۔"وہ لوگ

ویل ٹرینڈ تھے

انکو دیکھ کر ہی اندازہ ہورہا تھا کہ وہ کتنے خطرناک

سنائپرز

تھے

آئی ول نیور ہینڈ دس۔۔۔"اس سے آگے وہ کچھ کہتے

ایک گولی اسکی

شرٹ پھاڑتی سرخ کرتی انکے آر پار ہوتی باقی کے

الفاظ وہی ختم

کروا گئی

ڈاکٹر برہان کا جسم جھٹکا کھاتے پیچھے گاڑی کے بونٹ

سے جا

ٹکرایا ایک درد کی شدید لہر انکے چہرے پر دوڑتی

دکھائی دی اس

ر سے پہلے وہ سمبھلتے دوسری گولی اسکے بازو کو چیرتی
چلی
گئی
انکے ہاتھوں میں ڈی بی ایس تھی جس کی ایک گولی ہی
انسان کی
جان لینے کو کافی تھی اور یہاں تو دو فائر ان پر مارے
گئے تھے وہ
لڑکھڑا کر زمین پر منہ کے بل جا گرے اس آواز پر
زرتشم تک بھی

جاگ چکی تھی جب دو گارڈز نے آگے آتے اسے بازو

سے پکڑ کر بے

دردی سے گھسیٹتے ہوئے باہر نکالا اور اپنی گاڑی کی

جانب لے جانے لگے

ڈاکٹر برہان جس جگہ گرے تھے وہ زمین دور تک

سرخ ہوتی چلی گئی

تھی تکلیف سی تکلیف تھی وہ ڈاکٹر تھے جانتے تھے کہ

کیسے اس

خون کو بہنے سے روک سکتے ہیں لیکن آج جو گولی انکو

لگی تھی

اس سے بہنے والے خون کو وہ خود بھی نہیں روک

سکتے تھے وہ

تکلیف سے دہرے سے ہوتے سرخ متورم آنکھوں
سے انکو دیکھنے لگے
جو آج بھی زرتشم کو بالوں سے گھسیٹ کر لے جا
رہے تھے
وہاں وہ صرف چار نہیں تھے انکے پیچھے دو گاڑیاں اور
بھی تھیں
وہ لوگ فل پلاننگ کے ساتھ آئے تھے اور آکر بڑی
صفائی سے اپنا
کام کر گئے تھے

ز۔۔۔زر۔۔۔زر تشش۔۔۔'' انہیں لگا انکی سانسیں

نکل رہی تھی وہ اپنے

سرخ لرزتے ہوئے ہاتھ سے اسکو روکنے کی کوشش

کرنے لگے لیکن وہ

لوگ پیچھے پلٹ کر ہی نہیں دیکھ رہے تھے زرتشم اس

وقت صرف

ایک زندہ لاش تھی درد محسوس بھی کر لیتی تو چیخ نہیں

سکتی

تھی رو نہیں سکتی تھی آج اسے ایسے بے بس دیکھ ڈاکٹر

برہان کا

دل پھٹنے کے قریب تھا وہ معصوم جان اپنی سکت سے

زیادہ

برداشت کر رہی تھی

نہ۔۔۔نہیں۔۔۔چھ۔۔۔چھوڑو۔۔۔انہیں

۔۔۔چھوڑ۔۔و۔۔۔" وہ اس جان لیوا

تکلیف سے مر رہے تھے لیکن پھر بھی صرف اسے

دیکھ رہے تھے اسے

پکار رہے تھے لیکن آج کوئی انکی پکار نہیں سننے والا تھا

اس وقت

وہ پوری طرح سے بے بس ہو چکے تھے وہ لوگ لے

جا چکے تھے زر تشم

کو گاڑی میں ایک فضول سامان کی طرح پھینک کر

انکے جاتے ڈاکٹر

برہان کا دل چاہا چیخیں اپنی بے بسی پر

آج وہ ہار گئے تھے اس لڑکی کو جس کیلئے وہ پر عزم تھے

کہ اسے

ٹھیک کر لیں گے آج انکی وجہ سے انکی بے وقوفی کی

وجہ سے وہ

ان درندوں کے ہاتھ لگ چکی تھی جو اس بار شاید اس

معصوم کو

زندہ بھی نہ چھوڑتے

آاااا۔۔۔۔" وہ زمین پر پڑے پڑے پوری قوت سے

دھاڑے اس وقت جسم

پر آنے والا ذرا سا زور بھی انہیں درد کی انتہا پر پہنچا رہا

تھا خون

حد سے زیادہ بہہ جانے کے باعث انکو ہر چیز دھندلاتی

ہوئی

محسوس ہونے لگی

"میرے شوہر گینگسٹر ہیں" کومل کے یہ الفاظ انکی

سماعتوں میں

بازگشت کرنے لگے تھے

انہوں نے آنکھیں زور سے میچ کر کھولتے اپنا کانپتا ہوا

ہاتھ دھیرے

سے نیچے کرتے کروٹ لی اور رخ سیدھا آسمان کی

جانب کرلیا

موبائل انکی پینٹ کی جیب میں ہی تھا انہوں نے ہمت

کرتے دھیرے

دھیرے موبائل نکالا لیکن اسکی سکرین پر کچھ بھی

صاف نظر نہیں

آرہا تھا موبائل بھی سرخ ہونے لگا تھا

انہوں نے خود کو ہوش میں لانے کی کوشش کی اور

ہمت کرتے خون

سپلائی کرنے والی رگ دبائی جس سے خون بہنے میں

خاصی کمی

آگئی تھی

سراب بھی چکرا رہا تھا انہوں نے ادھ کھلی آنکھوں

سے سکرین پر

کومل کا نمبر ڈائل کیا اور اسے کال کر دی

وہ شاید موبائل کے قریب ہی تھی تب ہی فوراً سے

کال پک کر گئی

جی ڈاکٹر برہان۔۔۔"اسکی مصروف آواز سنتے ڈاکٹر

برہان نے ضبط

سے آنکھیں مینچ کر کھولی اپنی بے بسی پر انہیں رونا آیا

تھا

ڈاکٹر برہان۔۔۔؟ہیلو۔۔۔؟انکو کچھ نہ بولتے محسوس

کر کر کومل کی

ساری توجہ انکی جانب ہو گئی

ہ۔۔ہیلو۔۔۔ک۔۔۔کومل۔۔۔"انکی آواز میں

لڑکھڑاہٹ تھی ہونٹ کپکپا

رہے تھے جیسے یک برفیلی رات میں پورا وجود

کپکپاہٹ کا

شکار ہوا انکی سانسیں تک اکھڑ رہی تھیں

وہ۔۔۔وہ لوگ۔۔۔وہ لوگ زرتشم کو۔۔۔ل

۔۔۔لے گئے۔۔۔"بیچ میں رک کر

انہوں نے پورے وجود میں اٹھنے والی درد کی لہر پر قابو

پانے کی

کوشش کی

کیا۔۔؟کومل کرنٹ کھاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی

ہوئی اسے لگا

جیسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے ایسا ہو سکتا تھا

اگر ڈاکٹر

برہان کی درد میں ڈوبی آواز اسے اس بات کا یقین دلا

گئی

تھی

آپ کہاں ہیں۔۔۔پلیز مجھے بتائیں۔۔۔آپ ٹھیک

ہیں ناں۔۔۔؟وہ بے چین

سی فکر مند ہوتی پوچھنے لگی

اپنے ۔۔۔اپنے شہ ۔۔۔ شوہر کو ۔۔۔ شوہر کو بلائیں

۔۔۔"یہ آخری الفاظ تھے

جوانکے منہ سے نکل سکے تھے آگے انکی ہمت جواب

دینے لگی

تھی فون پر گرفت ڈھیلی پڑگئی جسم بھی جیسے ساتھ

چھوڑنے

لگاہو سر بری طرح سے چکرانے لگا تھا

آپ کہاں ہیں۔۔۔ڈاکٹر برہان۔۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔؟وہ

انہیں پکارتی رہی لیکن

انکی جانب سے صرف تیز ہواؤں کا شور آرہا تھا خود وہ

خاموش ہو

چکے تھے انکی خاموشی آج جان لیوا تھی

کومل نے لاکھ کوششیں کی کہ وہ انہیں اپنی لوکیشن بتا

سکیں لیکن

وہ نہیں بتا سکے وہاں اب خاموشی چھا گئی تھی

کومل نے انکی کال بند کرتے پامیر کو کال کی جو آج

ایک سائٹ پر

کنسٹرکشن کا کام دیکھنے آیا ہوا تھا

بلیک پینٹ پر ڈارک گرے رنگ کی بٹنوں والی شرٹ

پہنے آنکھوں پر

گلاسسز لگائے وہ مین یجر کو آگے کیا جانے والا کام بتا رہا

تھا کہ اب

اسے آگے کیا کروانا ہے

یہ ایک ہوٹل بنایا جارہا تھا جہاں صرف بزنس کے
میٹنگس
حوالے سے

ہونی تھی اس ہوٹل کی لوکیشن ایک بیچ سائیڈ پر تھی

جہاں کا

ویو اتنا حسین تھا کہ دیکھتے ہی انسانی آنکھ اور دل پر

سکون ہو

جائے آگے جاکر انکی کمپنی ایک بہت بڑا کونٹریکٹ

سائن کرنے والی

تھی جس میں سب سے اہم رول اس ہوٹل کا ادا

ہونے والا تھا اور

یہی بات بہت سے لوگوں کو چبھنے لگی تھی

پاشا برادرز کی کامیابی کا گراف ایک جانب سے جتنی

تیزی سے اوپر

بڑھ رہا تھا دوسری جانب سے اتنی ہی تیزی سے انکے

دشمن بھی

بڑھتے جا رہے تھے مڈل کلاس لوگوں کو جن اونچی

عمارتوں کو دیکھ

انہیں پانے کی خواہش ہوتی ہے ان کے پیچھے کا اگر

بھیانک روپ

دیکھ لیا جائے تو ایسی خواہش وہ انسان خواب میں بھی نہ

کرے

سر آپ یہ دیکھیں۔۔۔۔اگر ہم۔۔۔" مینیجر اسے

نقشہ دکھاتے ہوئے کچھ

بتانے لگا تھا جب پامیر کا موبائل رنگ کرنے لگا اس

نے موبائل نکال

کر سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا اور مینیجر کو خاموش

ہونے کا

اشارہ کرتے کال اٹھالی

جی بیگم ۔۔۔ فرمائیں ۔۔۔ "اسکی اس وقت کال دیکھ

پا میر کو جیسے

ساری تھکاوٹ ختم ہوتی محسوس ہونے لگی تھی

آگے سے جو کومل نے اسے بتایا اسے سن کر اسکی

ساری مسکراہٹ اور

شوخ پن ختم ہوتا چہرے پر سنجید گی نے اپنی جگہ بنالی

پلیز۔۔۔پلیز ہیلپ کرو میر۔۔۔"اسکی آواز میں نمی

تھی اور از حد

پریشانی ایسے جیسے اب رو دے گی

ڈونٹ وری۔۔۔وہ لڑکی کہیں نہیں جائے گی

۔۔۔"اسکے لہجے میں اعتماد

تھا یہی اعتماد کومل کو کس حد تک پر سکون کر گیا تھا وہ

جانتی

تھی اگر یہ بھائی کچھ کہہ دیں تو دنیا یہاں کی وہاں ہو

سکتی تھی

لیکن وہ کام اسی وقت ہو جانا تھا

تم یہ کام دیکھ لو۔۔۔ غلطی کی گنجائش نہیں ہے ورنہ

زمے دار تم

خود ہو گے۔۔۔"وہ مینیجر کو سخت لہجے میں وارن

کرتے اپنی گاڑی

کی جانب بڑھ گیا درمیان میں اس نے کسی کو کال کی

تھی جسے

فورا اسے اٹھا لیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بچوں کو نئے کھلونے مل گئے تھے جس میں لگے وہ کسی

کو نہیں

دیکھ رہے تھے عبدل باری بھی آج تو خوب موج مستی

کر رہا تھا زمل

کالج میں تھی اور کومل ہوسپٹل بچوں کے پاس اس

وقت صرف

مشی تھی جو انکے لیے فروٹی کیک ابھی بنا کر ہٹی تھی یہ

واحد

ایسی چیز تھی جو تینوں بڑے شوق سے کھاتے تھے

یااللہ۔۔۔میرا سر۔۔۔"وہ تیسری بار صوفے پر دھم
سے گرنے والے
انداز میں بیٹھی تھی اور سر پکڑے خود کو خود سمبھالنے
لگی تھی
اتنے دن ہو چکے تھے لیکن اسکی طبعیت بوجھل ہی
رہنے لگی تھی
اسے لگا کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ہو رہا ہے لیکن تب
بھی کیا کرتی
جب کچھ کھانے کا دل ہی نہیں کرتا تھا

ماہ۔۔"وہ سر جھکائے بیٹھی تھی جب زامل کے چیخنے

پر اس نے

سر اٹھا کر اوپر دیکھا اور دیکھتے ساتھ ہی جیسے آنکھیں

پھٹی کی

پھٹی رہ گئیں وہ بنا کسی سہارے کے کھڑا تھا اور نہ

صرف کھڑا بلکہ

تالیاں بھی بجا رہا تھا کہ وہ کھڑا ہو گیا

زامل۔۔۔"مشی خوشی اور حیرت کی ملی جلی سی

کیفیت میں پکچھ

بول بھی نہ سکی بس حیران سی اسے دیکھے گئی

مشش ۔۔۔" وہ اپنے دانتوں کی نمائش کرتا اسکا نام

لینے کی کوشش کر

رہا تھا اس لئے کہ اسے لگا "ماہ" کہنا اس نے سنا ہی

نہیں وہ

دکھا رہا تھا کہ وہ کھڑا ہے اور وہ اس پر زامل کے لئے

تالیاں

بجائے

میری جان۔۔۔"مشی اٹھ کر اسکے پاس جاتے اسے

اپنے سینے میں زور

سے بھینچ گئی اور ڈھیر سارا پیار کرنے لگی

پھر سے کھڑے ہو کر دکھاؤ۔۔۔جلدی سے۔۔۔"وہ

اسے دور کر کر بٹھاتی

پھر سے کھڑا ہونے کا کہنے لگی کہ کہیں وہ غلطی سے تو

کھڑا نہیں

ہوا

لیکن وہ پھر سے دونوں ہاتھ زمین پر رکھتا کھڑا ہو گیا اور

بلکل

ٹھیک کتنی ہی دیر کھڑا رہا آخر میں ڈھڑ کر کے زمین پر

گر گیا

آ۔۔۔اا۔۔۔میری جان۔۔۔ادھر آؤ۔۔۔لگی آپ

کو۔۔۔"زامل کو روتے دیکھ

اس نے جلدی سے اسے اپنی گود میں لیا اتنی سی دیر

میں ہی دو

موٹے موٹے آنسوں اسکی آنکھوں میں آ گئے تھے

زالے اس سے دور بیٹھی کھیل رہی تھی مشی ماما کو دیکھ

وہ

گھٹنوں کے بل جلدی جلدی سے چلتی ہوئی اسکے پاس

آکر خود بھی

اسکی گود میں چڑھ کر بیٹھ گئی

اس نے دونوں کو خوب پیار کیا آج اتنی بڑی خوشی کا

دن تھا انکا

زامل کھڑا ہونے لگا تھا

اتنے میں برلاس بھی گھر آگیا وہ دوستوں کے ساتھ

ایک پارٹی میں

گیا تھا واپس پر تھکاوٹ کے باعث چہرہ اترا ہوا سا لگ

رہا تھا جو

انرجی وہاں ویسٹ ہوئی تھی وہ بچوں کو دیکھتے پوری ہو

گئی

تھی

اسے دیکھ زامل جلدی سے مشی کی گود سے اتر کر اسکے

پاس آ

گیا

تاہ۔۔۔ہی ہی۔۔۔"وہ برلاس کو پکار کر اسے بھی

کھڑا ہو کر دکھانے لگا

یہ اسکے لئے نیا تجربہ تھا جس پر وہ بے حد خوش تھا

ارے۔۔۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔۔کھڑا ہونے لگا ہے

۔۔۔"وہ یقین نہیں کر پا رہا تھا

کہ وہ واقعی خود سے کھڑا ہو رہا ہے

ادھر آؤ۔۔۔جلدی سے بھاگ کر آؤ۔۔۔تاہ کے پاس

۔۔۔"وہ دور زمین پر

دو زانوں ہو کر بیٹھتا اسے اپنے پاس بلانے لگا جس پر

زامل خوشی

سے قدم اٹھانے کی کوشش میں پھر سے گرنے ہی

والا تھا کہ برلاس

کے ایک ہاتھ نے اسے گرنے سے بچالیا

نہ سوہنیا نہ۔۔۔تاہ کے ہوتے گرنا نہیں ہے

۔۔۔" وہ اسے اوپر اٹھاتا ہوا

میں بلند کر گیا جس پر زامل کے پر جوش زندگی سے

بھرپور قہقہے

پورے پاشا ولا میں گونجنے لگے تھے

مشی ہنس کر ان سب کو دیکھ رہی تھی جب اسے

محسوس ہوا

جیسے اندر میں ایک شدید طوفان سا اٹھتا باہر آنے کو

بے تاب ہے

وہ منہ پر ہاتھ رکھتی جلدی سے کمرے میں بھاگ گئ

اسے ایسے

جاتے دیکھ برلاس پھر سے پریشان ہوا

وہ کچھ دیر بچوں کے ساتھ بیٹھا رہا جب مشی پندرہ بیس

منٹ بعد

خود کو ریلیکس کرتی کمرے سے باہر آئی اسکے آتے

ساتھ ہی برلاس

فورا سے اٹھ کھڑا ہوا

مشی آپی۔۔۔آپ کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے

۔۔۔؟وہ فکر مند سا اس

سے پوچھنے لگا

نہیں۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔بس ویکنیس ہورہی تھی

تھوڑی سی۔۔۔"وہ آکر

صوفے پر بیٹھتی اپنے ماتھے پر چمکتی پسینے کی بوندوں کو

دوپٹے سے صاف کرنے لگی برلاس اسکے لئے جلدی

سے پانی کا گلاس

لے آیا

اگر آپ کہیں تو ہوسپٹل لے کر چلوں۔۔۔"وہ

اجازت مانگنے لگا اسے

اب مشی کی طبعیت زیادہ خراب لگ رہی تھی

مشی سے جھکائے اپنے چکراتے سر کو قابو کرنے کی

کوشش کر رہی

تھی جبکہ برلاس اسکے جواب کا منتظر کھڑا تھا

یاقوت بھائی کو بلاؤں۔۔۔؟اگر میرے ساتھ

کمفرٹیبل نہیں ہیں تو۔۔۔"

اسے مشی کی خاموشی پر اپنی پیش کش پر جیسے

شرمندگی سی

ہوئی

نہیں۔۔۔اسے نہ بلاؤ میں تمہارے ساتھ بھی جاسکتی

ہوں۔۔۔"وہ

فوراََ اسے یاقوت کو کال کرنے سے منع کرتے اٹھ

کھڑی ہوئی

اسے بھی اب لگا تھا کہ اسے ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے

میں چادر لے آؤں۔۔۔"کہہ کر وہ کمرے کی جانب

چلی گئی اور برلاس

بچوں کی جانب بڑھ گیا

چلو بچہ پارٹی۔۔۔ باہر چلتے ہیں۔۔۔ گھومنے

۔۔۔"اسکے باہر کا کہنے کی

دیری تھی کہ بچے خوشی سے چیخیں مارنے لگے باہر

جانے کا تو اتنا

شوق تھا تینوں کو کہ گھر ہی نہ آئیں بس اپنے تاہ کے

ساتھ ہی سیر

سپاٹے کرتے رہیں

مشی کے آنے تک برلاس نے عبدلباری کے لئے

فیڈر میں دودھ لے لیا تھا

تا کہ وہ روئے نہیں زامل اور زالے کی اب اتنی فکر

نہیں تھی وہ باہر

جا کر اب کم از کم دودھ کیلئے تنگ نہیں کرتے تھے

کیونکہ دونوں ہی

اب باہر کی چیزیں شوق سے کھانے لگے تھے

برلاس نے عبدلباری کو اسکے کاٹ میں لٹایا اور زامل

زالے کو آگے

فرنٹ سیٹ پر بٹھاتے سیٹ بیلٹ سے باندھ دیا

دونوں گپو سے سیٹ

پر بیٹھے حد درجے کیوٹ لگ رہے تھے
مشی عبدل باری کو لے کر پچھلی نشست پر بیٹھ گئی

یوں یہ

سواری اپنی منزل کی جانب بڑھ گئی گاڑی میں پورا

خوشی والا

ماحول تھا بچے ہاتھوں کو ہلا ہلا کر پتہ نہیں کیا کیا بول

رہے تھے

لیکن وہ صدا کا نیند کا دکھیاری چھوٹا سلطان منہ میں

فیڈر لئے

لئے ہی سو گیا تھا

وہ ایک لمبی سڑک تھی جہاں سے وہ بلیک گاڑی گزر کر

مین سڑک

کی جانب جارہی تھی راستہ پورا سنسان تھا اس راستے پر

اکا ہی

گاڑی آجارہی تھی

زرتشم کے منہ سے درد کے باعث کراہ نکل رہی تھی

لیکن وہ بتانے تک

اسے قاصر تھی کچھ درد تو چیخنے سے بھی کم ہو جاتے ہیں

لیکن

اس سے تو چیخنے کا حق بھی چھین لیا گیا تھا وہ ایسے تھی

جیسے

کسی نے اسکا گلا گھونٹ رکھا ہو

انکی گاڑیاں سیدھی ٹریک پر چل رہی تھی جب پیچھے

سے دو گاڑیاں

اڑتی ہوئی انکے آگے نکلتی پیچھے دھواں چھوڑ گئی تھیں

ان سب

نے حیرت سے پیچھے دیکھا تب تک دو گاڑیاں اور

دھواں اڑاتی آنکے

مقابل آچکی تھیں

ان لوگوں نے گھبرا کر ان پر فائرنگ شروع کر دی

لیکن وہ چاروں

گاڑیاں ان تین گاڑیوں کو ایسے گھیر چکی تھیں جیسے

ایک چڑیا

بازوں کے جھنڈ میں پھنس گئی ہو

نہ چاہتے ہوئے بھی ان کو اپنی گاڑی روکنی پڑی تھی

لیکن یہی انکی

سب سے بڑی غلطی تھی کچھ وقت گزرا ہی تھا کہ وہ

گاڑی ان

چار بندوں سمیت ہوا میں اٹھ گئی تھی انہوں نے گھبرا

کر ونڈو سے

باہر نکل کر دیکھا ان کی گاڑی اوپر اٹھتی چلی جا رہی

تھی ان

کی گاڑی کے اوپر جدید میگنٹ فٹ کرتے چاروں

دروازے ہوا میں

ہی اکھیڑ ڈالتے ان چاروں کو موقع پر ہی ختم کر دیا گیا

تھا

ان چاروں گاڑیوں کے بیچ ایک بلیک سپرا آ کر رکی تھی

جس کا

دروازہ کھلتے سگار پیتا ایک شخص نکلا تھا جس کی آنکھوں

پر

گلاسسز لگے تھے

اسکے ساتھ ہی ایک لڑکی بھی نکل کر اسکے مقابل آ کر

کھڑی ہو گئ

اور پریشان سی ان سب کو دیکھنے لگی یہ پہلا لمحہ تھا جب

وہ

ایسے قیامت خیز منظر کو دیکھنے آئ تھی

اس نے سیاہ ماسک پہنے بندوں کو انکے جلال ی روپ

میں دیکھ ڈر

کر پا میر سلطان کا بازو تھام لیا

سامنے صرف آگ تھی جو انکی ڈی بی ایس سے نکل

رہی تھی

اسے دیکھتے وہ لوگ جو ایک دم سے قہر برپا کر گئے تھے

رک گئے

جب اگلے ہی پل اسکے ایک انگلی کے اشارے پر پیچھے

والی دو

گاڑیاں دھماکے کے ساتھ ہوا میں اڑتی ہوئی دور جا

گری تھیں کومل

آنکھیں پھاڑے انکو دیکھنے لگی یہ سب اس نے آج تک

صرف موویز

میں دیکھا تھا اور آج وہ اپنی آنکھوں کے سامنے یہ

سب دیکھ رہی

تھی

اسے اب سمجھ آئ تھی وہ ایک گاڑی ہوا میں کیوں

اٹھائی گئی

تھی پیچھے والی گاڑیاں تباہ کرتے وہ گاڑی دھیرے سے

زمین پر

چھوڑ دی گئی تھی جس میں سے ان چاروں کی لاش
نکالتے باہر
کھڑے وہ سیاہ ماسک پہنے گارڈز پیچھے ہٹتے مؤدبانہ انداز
میں
کھڑے ہو گئے کیونکہ اندر ایک لڑکی نظر آئی تھی
جس کی گویا
سانس تک رک چکی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی
آنکھیں بند
ہوتی وہ تاریکی میں جا گری

چلو۔۔"کومل کا ہاتھ تھامے اسے بکھرے پرزوں

سے بچا کر وہ اس

گاڑی کے پاس لایا تھا کومل جو آئے دن ایکسیڈنٹ

ہوئے پیشنٹس کو

دیکھتی تھی آج وہاں پڑے لوگوں کو دیکھ اسکے جسم

پر لرزا طاری

ہونے لگا تھا اس نے خوف زدہ سی نظروں سے اپنے

شوہر کو دیکھا

جو کتنی آسانی سے اتنی جانیں ایک ساتھ بے دردی

سے لے گیا تھا

وہ ڈاکٹر تھی لوگوں کی جان بچاتی تھی لیکن اسکا شوہر

لوگوں کی

جان لیتا تھا

"زندگی میں پہلی بار اسے پامیر سلطان سے خوف آیا

تھا"

آج اسے شدّت سے زمل کی یاد آئی وہ ٹھیک کرتی تھی

زیحال کے

ساتھ وہ لوگ شیطانی دنیا کے بادشاہ بن چکے تھے کسی

کو کانٹا

بھی لگانے کیلئے جگرا چاہیے تھا اور وہ لوگ؟ وہ آگے

کچھ سوچ

بھی نہ سکی بس پامیر کو دیکھے گئی

اور وہ خود گاڑی کے قریب آتے دونوں ہاتھ گاے ی

کی روف پر ٹکائے

ذرا سا جھک کر اس لڑکی کو دیکھنے لگا جس کے منہ پر پٹی

بندھی

تھی چہرے پر بال بکھرے پڑے تھے وہ غور سے

اسے دیکھ رہا تھا

ان نظروں سے جن سے اسکی بیوی نے دیکھا تھا لیکن

اس وقت

زرتشم کی حالت پہچاننے لائق نہیں تھی

گاڑی میں ڈالوا نہیں۔۔۔"اسکے حکم پر دو گارڈز آ گے

آئے جب کومل

کی آواز پر وہ وہی رک گئے

ہاتھ مت لگانا اسے ۔۔۔ پیچھے ۔۔۔''وہ کسی شیرنی کی

طرح ان پر

غرلائی تھی پامیر نے بھی اسے حیرت سے دیکھا وہ خود

آگے آتی

زرتشم کو سہارا دے کر باہر نکالنے لگی

وہ پوری طرح سے بے سدھ تھی کومل کو اتنی محنت

کرتے دیکھ

پامیر ایک ہی جست میں زرتشم کے دوسری سائیڈ آتا

اسکا ہاتھ اپنے

کندھے پر رکھتے سہارا دے کر اپنی گاڑی تک لے آیا

کومل زر تشم کے

ساتھ ہی پچھلی نشست پر بیٹھ گئی تھی

پامیر نے اپنے بندوں سے کچھ کہا اور اپنی گاڑی میں آ

کر بیٹھ

گیا

اس سب کی کیا ضرورت تھی۔۔۔" وہ پامیر کے

گاڑی میں آتے اس پر

پھٹ پڑی پامیر نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا

کن سب کی۔۔۔؟ وہ نارمل لہجے میں پوچھنے لگا

تمھیں تو جیسے نظر نہیں آرہا۔۔۔'' وہ ان باتوں کی

اوٹ میں اپنا

خوف چھپانے کی کوشش کر رہی تھی

آج تک جس شوہر کو وہ اتنے ہلکے میں لیتی تھی اسے

فورا سے جواب

دے دیتی تھی آج اسکا یہ بے رحم وحشی درندوں والا

روپ دیکھ

اسے پچھلی پوری زندگی آنکھوں کے سامنے ناچتی

ہوئی محسوس

ہو رہی تھی

تو تمہارے خیال میں ۔۔۔ میں ان سنائپرز کو آکر یہ

کہتا کہ پلیز

بھائی اس لڑکی کو دے دو ۔۔۔ بھون ڈالتے مجھے یہ

لوگ ۔۔۔ ان لوگوں

میں دل نامی کوئی چیز نہیں ہوتی یہ صرف پیسوں کیلئے

کام کرتے

ہیں انکے سامنے پیسہ پھینکو اور تماشہ دیکھو۔۔"وہ

اسے تفصیل

سے بتانے گاڑی سٹارٹ کر گیا

ہاں وہ اکیلا بھی آجاتا تب بھی انکا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا

اسکے

گارڈز جن کی ٹریننگ ہوتی ہی رہتی تھی ساتھ لایا تھا

اور کیسے

ممکن تھا کہ "بلیک ماسک مافیا" جہاں جائے وہاں قہر

برپا نہ

کرے

____

وہ مشی کے کہنے پر قریب ہی ایک کلینک پر آگیا تھا

جہاں اس نے

پہلے کنفرم کیا تھا کہ ڈاکٹر لیڈی ہو میل نہ ہو برلاس

شاہ کو اپنے

گھر کی کسی بھی عورت کے قریب باہر کے مرد

برداشت نہیں ہوتے

تھے

مشی کو لئے وہ اندر آگیا دونوں بچے اپنے سٹرالر میں

بیٹھے چپ

تھے جیسے انکو پتہ تھا اس جگہ پر مستی نہیں کرنی

ایک ڈاکٹر مشی کو لے کر روم میں چلی گئی تب تک

برلا اس بچوں کو

وہی گھمائے گیا انکو آئس کریم دلوائی جس کا فلیور

چاکلیٹی تھا

اسے کھا کر دونوں کے دونوں چاکلیٹی بندر یا بن

چکے تھے

کپڑے گندے نہیں کرنے۔۔۔ مما سے ڈانٹ پڑے

گی اوکے۔۔۔" وہ کب انکو

بتا رہا تھا جب دونوں اپنے کپڑوں کا رنگ ہی تبدیل کر

چکے

تھے

یہ کیا۔۔۔بس۔۔۔کر لئے خراب۔۔۔ تم دونوں کو

منع بھی کیا تھا اب وہ

پاشی تم دونوں کے ساتھ ساتھ میری بھی کلاس لگا

دے گی۔۔۔"وہ

دونوں کو ڈپٹ رہا تھا جب اسے رشوت کے طور پر

زامل نے اپنے

دانتوں کی نمائش کرتے اپنی بچی ہوئی آئس کریم اسے

دینے

لگا

واٹ۔۔۔تم۔۔۔تم مجھے رشوت دے رہے ہو

۔۔۔ایسے۔۔۔ایسے اٹھا دونگا

اوپر۔۔۔"اس نے زامل کو جونہی دھمکی دی وہ آگے

سے کھلکھلا کر

ہنسنے لگا اسکی ہنسی بر لا اس کے کانوں میں جیسے رس سا

گھول

گئی

اس نے زامل زالے دونوں کو ایک ایک اور آئس

کریم دلائی اور تینوں

انجوائے کرنے لگے وہ ساتھ ساتھ موبائل پر گاڑی

کے اندر کے حالات

بھی دیکھ رہا تھا کہ کہیں چھوٹا سلطان جاگ کر رونے نہ

لگے لیکن

وہ تو مزے سے سو رہا تھا

یہاں لیٹ جائیں۔۔۔"مشی سے کچھ سوال کر کر

ڈاکٹر نے جیسے ہی

اسے ایک بیڈ پر لیٹنے کا اشارہ کیا وہ بری طرح سے

نروس ہو کر

انہیں دیکھنے لگی

ی۔۔۔یہاں۔۔۔؟اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا

جی یہی۔۔۔جو بات آپ بتا رہی ہیں وہ سائن مجھے

پریگننسی کے لگ

رہے ہیں۔۔۔" وہ ہاتھوں میں گلوز پہنتے ہوئے اپنے

ہی دھیان میں بڑے

نارمل انداز میں بول رہی تھیں جب انکے ان الفاظوں

سے مشی بیڈ

پر بیٹھتی بیٹھتی رک سی گئی ساتھ سانسیں بھی اسے لگا

وہ کبھی

سانس نہیں لے سکے گی پورا وجود پتھرانے لگا تھا

بیٹھیں مسسز یاقوت۔۔۔" اسے ایسے پتھر کی مورت

بنے دیکھ انہوں

نے اسے مخاطب کیا جب اس آواز پر مشی نے سفید

پڑتی رنگت کے

ساتھ مڑ کر انہیں دیکھا

آ۔۔۔آپ نے کیا کہا۔۔۔؟ اسکا دل یہ سوال کرتے

ہوئے بند ہو رہا تھا نہ

چاہتے ہوئے بھی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھرتی

چلی

گئیں

یہی کہ آپ کو ومٹ ہو رہی ہیں چکر آرہے ہیں تو مجھے
لگ رہا ہے
آپ پریگننٹ ہیں میں پھر بھی ٹیسٹ کر دیتی ہوں
۔۔۔"انہوں نے
مشی کو کندھے سے تھام کر بیڈ پر بٹھا کر لٹایا اسے
ضرورت بھی
تھی وہ خود نہیں لیٹ سکتی تھی آج جیسے ہر حس جواب
دے گئی
تھی دل کانوں میں تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا

انہوں نے مشی کے اوپر ایک چادر ڈال کر مشین آن

کی اور سکرین پر

دیکھنے لگی مشی سانس روکے سیدھی چت لیٹی اوپر

چھت کو

دیکھ رہی تھی دل آج شدّت سے دعائیں کر رہا تھا

کہ آج اسے جذبات ردنہ کئے جائیں آج اسے پھر سے

اس خوشی

کے دھانے پر لا کر نہ چھوڑا جائے ورنہ شاید آج اسکا

دل ہمیشہ

کیلئے ہی بند ہو جاتا

پانچ منٹوں کا ایک ایک سیکنڈ آج مشی پر بھاری پڑ رہا تھا

وہ ڈاکٹر

بہت ہی احتیاط سے چیک کر رہی تھیں

سوری۔۔۔"آہ انکا سوری کہنا مشی کا دل واقعی بند کر

گیا اسکے

تنے اعصاب پل میں ڈھیلے پڑتے جیسے وجود سے جان

نکل گئی آج

پھر اسکے ساتھ ایسا ہوا آج پھر اسکی خواہش کا مذاق بنا

مشین میں کچھ خرابی کی وجہ سے اتنی دیر لگ گئی بائے

داوے

بہت بہت مبارک ہو آپ دو ہفتوں سے پریگننٹ ہیں

۔۔۔"یہ الفاظ

عام الفاظ نہ تھے یہ کسی کی سانسیں روک دینے کی

جان لیوا سکت

رکھتے تھے

اس نے پھٹی پھٹی سی نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھا جس

کے چہرے

پر خوشی کی چمک تھی

پہلا بے بی لگ رہا ہے۔۔۔کیا واقعی پہلا ہے۔۔؟ وہ

خوشی سے بھرپور

لہجے میں پوچھ رہی تھی جبکہ مشی کی سانسیں رکی ہوئی

تھیں

وہ نہیں سکی جواب آج وہ نہیں بول سکی

ڈاکٹر اٹھ کر اسکے لئے میڈیسنز لکھنے لگی تھی جب مشی

دھیرے

سے اٹھ کر اس سکرین کو دیکھنے لگی اسکا دل یوں تھا

جیسے کسی

گہری کھائی میں ڈوب گیا ہو آنکھوں میں تیزی سے

عرق جمع ہونے

لگا ہاتھوں پر لرزش سی چھانے لگی

جس ڈاکٹر سے آپ نے علاج کروایا ہے کافی تجربہ کار

لگ رہی ہیں

بہت اچھی میڈیسن دی ہے انہوں نے۔۔۔" مشی

ساتھ اپنی کچھ

میڈیکل رپورٹس بھی لے کر آئی تھی جس میں ان
دواؤں کے بھی

نام اور رپورٹس تھیں جو کومل نے خود کی تھیں

مشی اب بھی چپ تھی جیسے اسے سہارے کی
ضرورت ہو

میں آپ کو یہی ریکمینڈ کرونگی کہ آپ انہی سے اپنا
علاج کروائیں

آپ کو میں دس دن کی میڈیسن دے رہی ہوں اسکے
بعد آپ میرے

پاس آنا چاہیں تو موسٹ ویلکم یا آپ ان سے بھی پوچھ سکتی

ہیں۔۔۔" وہ اپنے بول اور لب و لہجے میں بہت ہی

محبت والی ڈاکٹر

معلوم ہو رہی تھی

وہ جیسے ہی مشی کے پاس آئی اسکی حالت غیر ہوتی دیکھ تھوڑی

پریشان سی ہوئی

کیا ہوا آپ کو۔۔۔ مسسز یاقوت۔۔۔آپ ٹھیک ہیں

۔۔۔؟ وہ اسکا کندھا

تھامے پیار اور فکر مندی سے پوچھنے لگی

مشی کو لگا وہ اب رو دے گی اور رونے لگی تو چپ نہیں

ہو گی اسکے

ہونٹ ضبط کے مارے پھڑ پھڑانے لگے تھے وہ نچلے

لب کو دانتوں

میں دبائے خود کو رونے سے باز رکھنے لگی

میں سمجھ سکتی ہوں۔۔۔پہلے بے بی کی خوشی

۔۔۔آپ بہت خوش

ہیں اور سمجھ نہیں پا رہی ہیں کہ کیساری ایکٹ کریں

۔۔۔"انہوں

نے پیار سے اسکی کیفیت بتاتے اسے خود سے لگایا

اور کچھ دیر اسے سمجھاتی رہی جس کے بعد مشی ہاتھ

میں

رپورٹس پکڑے انکے روم سے باہر آئی برلاس سامنے

ہی بچوں کو

خاموش کروائے بینچ پر بیٹھا تھا گود میں عبدلباری تھا

جسے برلاس

فیڈر منہ میں دیے بیٹھا تھا

مشی کو دیکھتے وہ بے ساختہ اٹھ کھڑا ہوا

مشی آپی سب ٹھیک ہے کیا کہا ڈاکٹر نے۔۔۔؟ اسکے

آتے وہ فکر مندی

سے پوچھنے لگا اسکے سوال پر مشی کو سمجھ نہیں آئی

کیسے

بتائے حیادر میان میں آرہی تھی اسکی جگہ آج یاقوت

ہوتا تو شاید

پوری کلینک یہاں جمع ہو کر ان دونوں کو دیکھ رہی

ہوتی

یہ۔۔۔یہ میڈیسن۔۔۔"اس نے پرسکرپشن بر لاس

کی جانب

بڑھائی

اوکے میں لے کر آتا ہوں اسے پکڑیں

۔۔۔"عبدلباری کو مشی کے حوالے

کرتے وہ میڈیسن لیتا سب کو لئے گھر کیلئے نکل گیا تھا

40

مشی خاموش سی پچھلی نشست پر بیٹھی خود کو اب بھی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کیونکہ اسکی حالت اس وقت اپنی

ہی سمجھ سے باہر تھی اسکی خاموشی پر برلاس کو اسکی

اور

پریشانی ہو رہی تھی وہ بار بار بیک ویو مرر میں سے اسے

دیکھتا

ڈرائیو کر رہا تھا

مشی آپی۔۔۔کچھ بتائیں تو۔۔۔کیا کہا ڈاکٹر نے

۔۔۔کوئی پریشانی والی

بات تو نہیں ہے۔۔۔؟ وہ از حد فکر مندی سے پوچھ رہا

تھا بچے اپنے

چاکلیٹی کیک میں مصروف کپڑوں کو گندا کر رہے تھے

انہیں فل

آزادی ملی ہوئی تھی کپڑے گندے کرنے کی ورنہ تو

اتنی سی عمر

میں صفائی نصف ایمان ہے بہت اچھے سے انکی ماں

سکھا رہی تھی

مشی نے اسکے سوال پر سر دھیرے سے نفی میں ہلا یا وہ

ایسے بیٹھی

تھی جیسے سانس بھی نہ لے رہی ہو

برلاس نہیں بول سکا آگے اسے اب معاملہ سنجیدہ لگ

رہا تھا اس نے

ڈیش بورڈ پر رکھا اپنا موبائل اٹھایا اور یاقوت کا نمبر

ڈائل کرتے

کال کی، کال لہروں میں سفر کرتی ہوئی پاشا انڈسٹری

میں موجود

یاقوت کے موبائل پر چمکی تھی لیکن اسکا موبائل اس

وقت

سائلنٹ پر تھااور وہ خود اس وقت میٹنگ ہال میں کھڑا

بول رہا تھا

اسے سننے والے اس وقت پچاس کے قریب لوگ

تھے اور سب کے

سب ملائشیا کے ٹاپ بزنس ٹائیکونز تھے وہ سب کے

سامنے کھڑا

اپنی پریزنٹیشن دے رہا تھا ہال میں زیحال خان آفندی

بھی موجود

تھا

برلاس نے دوسری بار بھی اسے کال کی لیکن یاقوت کا

دھیان ہی اپنے موبائل کی جانب نہیں آسکا

برلاس نے موبائل سائیڈ میں رکھتے ایک نظر مشی کو

دیکھا جو باہر

کی جانب دیکھتی اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف

کررہی تھی

برلاس خود ہی گہری سانس لے کر رہ گیا آخر کرے تو

کرے

کیا

وہ لوگ تھوڑی ہی دیر میں گھر پہنچ گئے تھے گاڑی کے

رکتے برلاس

نیچے اترا اس نے انتظار کیا مشی آئے گی باہر لیکن وہ تو

ویسے ہی

شل ساکت بیٹھی تھی وہ گھوم کر اسکی جانب آیا اور

دروازہ کھول

کر اسکے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا

مشی آپی۔۔۔؟ اسے بیٹھے دیکھ برلاس نے دھیمی آواز

میں اسے

پکارا اس آواز پر جیسے وہ ایک دم سے ہوش میں آئی
تھی

گھر آگیا۔۔۔" برلاس نے جیسے اسے احساس کروایا
مشی نے ایسے

گھر کی جانب دیکھا جیسے وہ اس جگہ سے انجان ہو

وہ احساس ہونے پر دھیرے سے نیچے اتری اور اندر
جانے لگی اسے

ایسے جاتے دیکھ برلاس وہی کھڑا رہا پھر اپنی مدد آپ
کے تحت

بچوں کو باری باری گاڑی سے باہر نکالا

زامل کو اتار کر سیڑھیوں پر چھوڑا اور زالے کے ساتھ

عبدل باری کو

گود میں اٹھا کر ساتھ انکی چیزیں بھی اٹھالیں جس میں

چاکلیٹ

کیک، غبارے، پیسٹریز سٹکرز جواب انکی گاڑیوں پر

لگنے والے تھے

اور لالی پاپ سب کے ہاتھوں میں

زامل انتظار کر رہا تھا کہ اسکا تاہ اسے بھی گود میں لے گا

لیکن

اسکی گود توفل ہو چکی تھی برلاس نے اپنے دونوں بازو

پر بیٹھے

گپو سے بچوں کو دیکھا پھر زامل کو

چلو میرا جوان بیٹا۔۔۔آپ آگے لگو۔۔۔میں ان دو کو

لے آؤں۔۔۔"اسکی

بات سمجھتے زامل سمجھداری کا مظاہرہ کرتے گھٹنوں

کے بل جلدی

جلدی سیڑھیاں چڑھتا اندر بھاگنے لگا برلاس اسکے

پیچھے ہی تھا

لاؤنج میں آتے برلاس کی نظر خالی لاؤنج پر پڑی مشی

اپنے کمرے

میں جا چکی تھی نہ صرف گئی بلکہ دروازہ بھی بند کر لیا

تھا

اب برلاس سر کھجاتے ہوئے کبھی اسکے بند دروازے

کو دیکھے تو

کبھی بچوں کو جو گندے ہوئے اسکا منہ تک رہے تھے

تاہ کے ساتھ کوئی خاص دشمنی ہے ناں۔۔۔اتنے

گندے کپڑے کر لئے

اب نائی نائی کون کروائے گا۔۔؟وہ کمر پر دونوں

ہاتھ رکھے ان

بچہ پارٹی کو ڈانٹ رہا تھا جو منہ میں ایک ایک انگلی لئے

اچھے

بچوں کی طرح اپنے تاہ کو سن رہے تھے ایسے جیسے

کلاس میں

بیٹھیں ہوں

برلاس نے اپنے کف کھول کر موڑے اور خود کو ایک

ماں تصور کرنے

لگا جس کے تین بگڑے بچے تھے وہ جا کر ایک ٹب

میں پانی بھر کر

لایا اور لاؤنج کے بیچوں بیچ رکھ دیا ٹب کیا تھا ایک چھوٹا

سا

سوئمنگ پول تھا جو برلاس انکے لئے لے کر آیا تھا

بچوں کو چھوٹی چھوٹی نکر پہناتے جیسے ہی پانی میں

چھوڑا

تینوں کے تین خوشی سے ہاتھ پیر مارتے چیخنے لگے

برلاس نے عبدل

باری کو پکڑ رکھا تھا کیونکہ وہ خود بیٹھ نہیں سکتا تھا باقی

زامل

زالے تو خود سے کھیلنے لگے تھے

تاہ۔۔۔نائی۔۔۔نائی۔۔۔"زامل اپنے ننھے سے

ہاتھ کے اشارے سے اپنے

تاہ کو بھی اسی سوئمنگ پول میں بلانے لگا جس پر

برلاس کو ہنسی

آنے لگی

بیٹا۔۔۔میں آگیاناں۔۔۔تم لوگوں کا سانس بند ہو

جائے گا۔۔۔چوزے سے

ہوتینوں۔۔۔"وہ تینوں پر پانی مارتا اور ہنسانے لگا اسکا

ان بچوں

سے کوئی ایک رشتہ نہیں تھا

اگر کہیں کہ وہ انکا باپ تھا کیونکہ وہ اسی کی طرح انکا

احساس

کرتا تھا اگر کہیں وہ چاچو تھا تو وہ اسی طرح ان کے لاڈ

اٹھاتا

تھا اور اگر کہیں وہ انکا بھائی تھا تو وہ انکے ساتھ ہی بچہ

بن جاتا

تھا

عمر چاہے جو بھی ہو اسکی محبت اپنوں کیلیئے بے مثال

تھی برلاس

شاہ شروع دن سے ایک انوکھی شخصیت رہا تھا جو محبت

لاڈ پیار

اسے اپنے بھائیوں سے ملا تھا آج وہی لاڈ پیار دگنا کر کر

وہ انکے

بچوں کو لوٹا رہا تھا

دد۔۔۔ا۔۔۔۔"زالے اپنے گپو سے ہاتھ میں تھوڑا

سا پانی لے کر عبدل

باری پر ڈال کر اسے جیسے نہلانے لگی بر لا اس کو یہ

کھیل بڑا

دلچسپ لگا کیونکہ زالے کے ہاتھ کی ننھی سی انگلی میں

عبدلباری

کے نام کی انگوٹھی اب بھی تھی جو اسکے بڑے ہوتے

زیحال اور

بڑی انگوٹھی کروالیتا تاکہ اسکی انگلی میں پھنسے نہ

برلاس وہی بیٹھا ان دونوں کا مستقبل سوچ رہا تھا جب

اسے

شرارت سوجھی اس نے دونوں کی اس طرح ایک

پک لے لی اور خود

میں ہنسنے لگا

بڑے ہو جاؤ تم دونوں۔۔۔ایلبم بنا کر دونگا ان

تصویروں کا ہاہاہا۔۔۔

سوفنی۔۔۔"وہ خود ہی ان تصویروں کو دیکھ ہنستا چلا جا

رہا

تھا

اتنے میں زمل دو گارڈز کے ساتھ کالج سے چھٹی

ہونے پر گھر آ گئی

تھی اسکی نظر جیسے ہی بچوں پر پڑی قدم وہی رک گئے

وہ لوگ

مل کر لاؤنج کی تباہی اٹھا رہے تھے

ماہ۔۔۔نائی۔۔۔نائی" اپنی ماں کو دیکھ زاامل زا لے

دونوں چیخنے

لگے عبدل باری بھی ساتھ ہی چیخنے کی کوشش کرتا یایا

کرتا

رہا

یہ کیا ہے۔۔۔؟ وہ بیگ صوفے پر رکھتی انکی جانب

آئی اس وقت وہ

خود یونیفارم میں تھی

مما۔۔۔نائی نائی۔۔۔۔" زامل اسے اپنی مٹھی میں

پانی بھر کر دکھاتا

بتانے لگا

برلاس تو ایک دم سے اچھا بچہ بن کے سائیڈ ہو گیا پتہ

تھا اب اسکی

بھابھی پلس بہن پلس ماں اسے بھی انکے ساتھ ہی

درمیان میں

گھسیٹنے والی تھی

میری جان کے ٹکڑے۔۔۔۔نائی نائی کر رہے ہیں

۔۔۔آاااا۔۔۔جلدی شے

مما سے پیار لو۔۔۔۔کوئیک۔۔۔"وہ خود ہی گیلے

فرش پر بیٹھتی ان

بچوں کا منہ چومنے لگی

بر لاس کو حیرت ہوئی کہ اس نے ڈانٹا نہیں لیکن وہ کیا

جانے یہ

بھی اسکے باپ کی ہی دی ہوئی کلاس تھی جس پر وہ

عمل کر رہی

تھی پورا دن انکو کالج میں مس کرتی تھی اب بھی آکر

ڈانٹ دے

تو یہ واقعی بچوں کے ساتھ ناانصافی تھی

برلاس بھائی۔۔۔آپ انکو روم میں چھوڑ آئیں اوپر

میں انکے کپڑے

چینج کر دونگی۔۔۔"وہ سمجھداری سے بولتی اٹھ کھڑی

ہوئی

نہیں۔۔۔تم تھکی ہوئی ہو۔۔۔جاؤ خود بھی فریش ہو

لو۔۔۔اور انکے

کپڑے بھی لے آؤ میں کردونگا تیار۔۔۔" اسکے

چہرے پر دن بھر کی

تھکاوٹ بھانپتے وہ نرمی سے پیش کش کرنے لگا

زمل مسکرا کر اپنا بیگ اٹھاتی اوپر کمرے میں چلی گئی

اسے پراجیکٹ ملا تھا کہ اس نے اس ہفتے کی نیوز سننی

ہے اسی

لئے وہ باتھ روم جاتے جاتے دیوار میں نصب بڑی سی

سکرین آن کر

گئی جس کا والیم فل تھا

یہاں کی نیوز زیادہ تر "ملے "زبان میں ہوتی تھی لیکن
زیحال نے
بچوں اور زمل کیلئے اس میں ٹرانسلیشن سسٹم ایکٹو کر
دیا تھا
جس سے چاہے وہ انگلش میں سنتے یا اردو میں
"آج ملک بھر میں تیز موصلہ دھار بارشوں کا پھر سے
امکان۔۔۔بہت
سے علاقوں میں موسم خوش گوار ہونے کی پیشن گوئی
۔۔۔"ایک

نیوز اینکر بڑے ہی پروفیشنل انداز میں نیوز بتا رہی تھی
جس کی

تیز آواز باتھ روم کے اندر بھی جا رہی تھی

زمل تھوڑی ہی دیر میں شاور لے کر باہر آ گئی

"آج کی تازہ خبر سے آپ کو آگاہ کرتے چلیں کہ
معروف بزنس

ٹائیکون سلمان بٹ کی لاش انکے آپارٹمنٹ سے ملی
لاش کی

شناخت انکے سامان سے ہوئی البتہ باڈی اس حال میں

نہیں کہ انکا

پوسٹ مارٹم بھی کیا جا سکے" وہ ایک ایک نیوز پڑھ رہی

تھی ساتھ

آدھی سکرین پر وہ سب دکھ بھی رہا تھا جب اس لاش

کو دیکھ

زمل کو جھر جھری سی آئی اور بے تحاشہ خوف بھی

مارنے والے نے کتنی بے دردی سے اسے مارا تھا اتنا

کہ اسکی شناخت

تک مٹا دی زمل کو اس جانور پر بے انتہا کا غصّہ آیا

اللّٰہ پوچھے اسے۔۔۔ایسے کون مارتا ہے جانور کہیں کا

۔۔۔"وہ اس مارنے

والے کو اپنے خیالوں میں آڑے ہاتھوں لیتی اپنے بال

بھی ساتھ ساتھ

خشک کرنے لگی

نیوز اینکر آگے بھی کچھ کہہ رہی تھی لیکن زمل کی

اتنے میں ہی

بس تھی موڈ اچھا خاصا خراب ہو گیا تھا وہ بال جوڑے

کی شکل

میں لپیٹ کر بچوں کے کپڑے لئے نیچے لاؤنج میں آ

گئی

برلاس کو کپڑے دے کر وہ کچن میں گئی اور سب کیلئے

لنچ تیار

کرنے لگی

اب تو اسکی کوکنگ بہت بہتر ہو گئی تھی سب اسکے ہاتھ

کے

ذائقے کے عادی ہونے لگے تھے

برلاس وہی صوفے پر بیٹھا اسے دیکھتا رہا وہ کیسے کالج

سے آتے

بنا کوئی تھکاوٹ کا بہانہ کئے کام پر لگ گئی یہ تھی ایک

ذمہ دار

عورت

عورت کی فطرت میں خدا نے یہ چیز رکھی تھی کہ وہ ہر

معاملے

میں سمجھداری دکھا سکتی تھی ہر کام کا بوجھ اپنے نازک

کندھوں

پر لے سکتی تھی سوائے اپنے پسندیدہ شخص کے

سارے لاڈ ناز

نخرے اس بچارے پر نکلتے تھے

وہ بچوں کو اچھا سا تیار کر کرا انکے سامنے ایک کارٹون

چلا کر رکھ

آیا تھا جسے تینوں ہی بڑے غور اور خاموشی سے دیکھ

رہے تھے

اس کارٹون میں انکو "بسم اللہ" کہاں پڑھی جاتی ہے وہ

سکھایا

جارہا تھا

"۔ every thing is easier when

we say

۔"BismiAllah"

برلاس نے آتے بنا کچھ کہے سبزیاں ٹیبل پر رکھی اور

کاٹنے لگا زمل

نے مڑ کر اسے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں

آپ اتنے خاموش کیوں ہیں برلاس بھائی۔۔۔؟ وہ

کام کرتے ہوئے بہت

ہی نارمل لہجے میں پوچھنے لگی

ایسے ہی۔۔۔اب ہر وقت تو مستی نہیں کر سکتا ناں

۔۔۔"وہ سنجیدگی

سے جواب دیتے اپنے کام میں مگن رہا

ایک بات کہوں۔۔۔؟ وہ جیسے اجازت مانگ رہی تھی

برلاس نے خالی

"ھمم" کرتے اسے جیسے اجازت دے بھی دی

آپ آئرہ کو کیوں نہیں لا رہے۔۔۔؟ اسکے سوال پر

برلاس کا سبزیاں

کاٹتا ہاتھ پل بھر کو رکا چہرے کی رنگت جیسے پل میں

متغیر

سی ہوئی

وہ۔۔۔وہ اپنی مرضی سے وہاں ہیں۔۔۔"وہ گلا

صاف کرتے بمشکل ہی

بول پایا

نہیں۔۔۔اس میں آپ کی مرضی بھی شامل ہے

۔۔۔آپ انکو منا کر لاتے

تو وہ آجاتی ناں۔۔۔؟ وہ بہت ہی پیار اور نرمی سے

اسے سمجھا رہی

تھی

منا کر کیسے۔۔۔؟ وہ سر اٹھائے پوچھنے لگا ایسے جیسے

جواب وہ

خود بھی جانتا ہو انداز تھوڑا غصّیلا ہو گیا تھا

مم۔۔۔مطلب۔۔۔آپ انہیں سوری کہہ دیں

۔۔۔"زمل کو اس سے بے ساختہ

ڈر سا محسوس ہوا ابرلاس اسکی بات پر کرسی پیچھے سر کاتا

اٹھ

کھڑا ہوا

معافی۔۔۔؟ کبھی نہیں مانگوں گا۔۔۔کیونکہ جو میں

نے کیا وہ اسکا

بھائی ڈیزرو کرتا تھا۔۔۔یا شاید اس سے بھی برا

۔۔۔"کہہ کر وہ رکا

نہیں لمبے ڈھینہ بھرتا باہر نکل گیا

زمل وہی کھڑی اسکی بات پر سوچنے لگی بات کافی حد

تک بگڑ

چکی تھی جسے سلجھنے میں وقت لگ سکتا تھا

وہ یہی سب سوچتی پھر سے کھانا بنانے لگی

____

مشی کمرے کا دروازہ بند کرتی بیڈ پر گھٹنے پیٹ سے

لگائے سہمی

بیٹھی تھی کمرے میں فسوں خیزی سی چھائی ہوئی تھی

اور وہ

ایسے بیٹھی تھی جیسے خوف زدہ ہو کسی چیز سے بے یقین ہو

کسی بات پر حیران ہو کسی خبر پر

اسکے پورے وجود پر لرزا سا طاری تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ کب

سے اسکی آنکھیں برس رہی ہیں کتنے آنسوں خاموشی سے بہہ چکے

اور کتنے مزید بہنے تھے

"مبارک ہو مسسز یاقوت آپ دو ہفتوں سے

پریگننٹ ہیں" ڈاکٹر کے

وہ الفاظ اسکی سماعتوں میں گونجتے جیسے بدن کا ایک

ایک

رونگٹا کھڑا کر گئے

وہ ماں بننا چاہتی تھی وہ ممتا کو ترس گئی تھی لیکن ایسے

اچانک یہ پتہ چلنا کہ وہ "ماں" بن گئی ہے یہ بات اسے

خوف میں

مبتلا کر رہی تھی یا شاید اسے اس خوشی کا پیمانہ معلوم

نہیں ہو

رہا تھا وہ پاگل ہوتی اپنے حواس کھو رہی تھی

میں۔۔۔۔میں۔۔۔مم۔۔۔ماں۔۔۔۔"ہونٹ بے

ساختہ پھڑ پھڑائے آنکھیں اور

تیزی سے بہنے لگی وہ بے چین سی ہوتی پہلو بدل کر

بیٹھی

وہ یہ بات اپنے لبوں سے ادا تک نہیں کر پا رہی تھی یہ

احساس بہت

جان لیوا تھا وہ وہی گھٹنوں پر سر ٹکائے سسک سسک

کر رو پڑی

آج یہ خوش اسکے آنسوؤں سے نکل رہی تھی تھی

مشائم یاقوت مرزا کی گود آخر کار بھرنے والی تھی وہ

اسی احساس

سے اب پاگل ہو رہی تھی یہ خوشی بہت بھاری تھی

اس کا بوجھ اب

اسے یاقوت مرزا کے سر ڈالنا تھا وہ شدّت سے اسکا

انتظار کرنے لگی

وہ اکثر شام میں اس وقت چکر لگالیتا تھا لیکن آج پتہ

نہیں کیوں

نہیں آرہا تھا

زرتشم ان لوگوں سے اس حد تک خوف زدہ ہو گئی تھی

کہ اب آنے

جانے والوں کی آہٹ پر بھی خوف سے رونے لگتی

تھی کومل نے اسے

نیند کا انجکشن دے دیا تھا جس سے اس پر دھیرے

دھیرے نیم

غنودگی طاری ہونے لگی تھی

وہ اسے سکون میں رکھتے دوسرے کمرے میں آگئی

جہاں چار ڈاکٹر

پہلے سے موجود تھے ڈاکٹر برہان کا علاج کرنے کیلئے

ایک گولی تو

بازو پر ہی لگی تھی لیکن ایک گولی انکی پس لیوں کو بہت

بری

طرح سے افیکٹ کرتی جسم کے آر پار ہوئی تھی خون

بھی زیادہ بہہ

جانے کے باعث انکو تیسری بوتل اب لگائی جارہی

تھی

کومل نے اس شخص کو دیکھا جس نے آج گویا ہمدردی

کی تمام

حدود پار کردی تھیں وہ کہتا تھا اسے اس لڑکی سے

ہمدردی ہے آج

وہی ہمدرد اس لڑکی کے حصّے کی گولیاں کھا کر اپنی

زندگی کی

آخری سانسیں گن رہا تھا کہ نجانے کب کونسی سانس

آخری ہو جائے

اس وقت انکے جسم پر شرٹ نہیں تھی سائیڈ میں

کاٹن خون سے

بھری پڑی تھیں ڈاکٹرز انکے زخم بھرنے کی کوشش

کر رہے تھے

منہ پر آکسیجن ماسک لگا تھا بات یہاں تک پہنچ گئی تھی

کہ اگر اس

وقت یہ آکسیجن ماسک نکال دیا جاتا تو زندگی کا کھیل

ختم ہوتے

ذرا دیر نہ لگتی

وہ لوگ اس وقت ایک فارم ہاؤس پر تھے جو پامیر کا تھا

باہر بلیک

مافیا کے بندے پہرے داری پر تھے

کومل کی بات مان کر پامیر ان دونوں کو یہی لے آیا تھا

جہاں اب

خطرہ چاہ کر بھی نہیں آسکتا تھا کیونکہ وہ جگہ ان وحشی

بھائیوں

کی تھی جن کی طرف کوئی دیکھ بھی لے تو اسے اسکی

سزہ دی

جاتی تھی

کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔؟ کومل کو دروازے پر کھڑے

دیکھ پیچھے سے

آتے پامیر نے دھیمی سرگوشی میں پوچھا جس پر کومل

نے چونک

کر اسے دیکھا

ک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔" وہ نروس ہوتی پیچھے ہٹ کر

لیونگ روم میں

آگئ اسکی سنجیدگی پر پامیر بھی اسکے پیچھے وہی آگیا اور

آتے

صوفے پر اسکے ساتھ بیٹھ گیا

کیا سوچ رہی ہو۔۔۔؟ اسکے سوال پر کومل نے اسکی

جانب دیکھا

کچھ بھی نہیں۔۔۔ڈاکٹر برہان نے آج اس لڑکی کیلئے

گولیاں کھالی وہ

چاہتے تو اپنی جان بچا سکتے تھے اسے دے دیتے انکو

۔۔۔لیکن انہوں

نے ایسا نہیں کیا۔۔۔کیا ایسے بھی لوگ دنیا میں ہوتے

ہیں۔۔۔؟ وہ پامیر

کے کندھے پر سر رکھے پوچھ رہی تھی

بلکل ہوتے ہیں۔۔۔"اس نے کومل کا ہاتھ تھام کر

لبوں سے لگایا

تم نے دیکھا اسے۔۔۔؟کیا تمہیں وہ زیحال جیسی

نہیں لگی۔۔۔؟اسے

جیسے ہی یاد آیا وہ پوچھتے سیدھی ہو بیٹھی

نہیں مجھے نہیں لگا ایسا کچھ۔۔۔یا شاید میں نے ٹھیک

سے اسے

دیکھا نہیں۔۔۔"

تم نے ٹھیک سے دیکھا نہیں ہو گا۔۔۔" کومل نے فورا

سے اسکی بات

کاٹی ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ اسے زیحال جیسی نہ

لگے

اٹھو تم۔۔۔میں تمہیں دکھاتی ہوں۔۔۔" وہ پامیر کا

ہاتھ پکڑ کر زرتشم

کے کمرے میں لے گئی

وہ اب بھی دوا کے زیراثر سو رہی تھی جب کومل نے

پامیر کو ہاتھ

پکڑ کر اسکے پاس چھوڑ دیا

دیکھو اسے۔۔۔ تمہیں اسے دیکھ کر کس کی یاد آ رہی

۔۔۔"کومل کی

بات پر پامیر غور سے اسے دیکھنے لگا اب اسکے بال

سمٹے ہوئے تھے

چہرہ بلکل صاف تھا آنکھیں بند تھیں کٹاؤدار ہونٹ

جڑے ہوئے تھے

وہ پر سکون نیند سو رہی تھی

پا میرا سے دیکھتا گیا جب دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھیں

بے

ساختہ سکڑ گئ جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو

اس نے جب پہلی بار زیحال کی بہن کو دیکھا تھا تب وہ

بہت چھوٹا

تھا ذہن پر وہ پردہ دھندلا سا تھا جیسے کچھ صاف ہونے

کی کوشش

جاری ہو

پامیر نے ٹرانس کی سی کیفیت میں کومل کی جانب

دیکھا اسکی

آنکھوں میں ذرا سی بے یقینی امڈ آئی تھی

یہ ۔۔۔؟ وہ آگے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن بات چھوڑے

پھر زرتشم کو

دیکھنے لگا جس کے نین نقش بلکل زیحال جیسے لگ

رہے تھے

ہے ناں زیحال جیسی ۔۔۔اسکی کھلی آنکھیں بھی دیکھنا

تب تو تم

زیحال کو چھپا کر اسے دیکھو گے تو بھی کوئی فرق نہیں

لگے گا

کوئی اندھا بھی بتا دے گا کہ یہ اسکی بہن ہے۔۔۔ تم

میری بات مانو

یہ ہے اسکی بہن۔۔۔"وہ پامیر کا بازو تھامتی جذباتی ہو

کر بولی

جبکہ پامیر شل ساکت کھڑا تھا

اگر یہ زیحال کی بہن تھی تو سب اسے مرا ہوا کیوں

کہہ رہے تھے

وہ بے ساختہ سوچنے لگا

معاملہ واقعی سنگین تھا اور اب اسے اس بات کو جاننا

تھا

ایسے کیسے لے گیا وہ۔۔۔؟ وہاج غصّے سے دھاڑتے

ٹیبل پر رکھا لیمپ

زمین بوس کر گئے انکی دھاڑ پر انکے بندے مزید سہم

گئے

خان جی۔۔۔ام نے اس ملک کے سب سے خطرناک

لوگوں کو ہائر کیا

تھا وہ لوگ انکو بھی مار گئے۔۔۔" انکے ایک ملازم نے

خوف زدہ سے

لہجے میں انہیں بتایا جس پر وہ اب زمین پر پڑا درد سے

کراہ رہا

تھا

تو وہ بچ کیسے گئے۔۔۔نالائقوں۔۔۔" انکا پارا مزید سوا

نیزے کو

چھونے لگا تھا باقی سب کی زبان تو جیسے گنگ ہو کر رہ گئی تھی

انہوں نے سب کو باہر بھیج دیا اور خود یہاں وہاں چلے

پیروں والی

بلی بنے چکر کاٹنے لگے

تب ہی بالاج بھی وہی آ گیا

وہ لوگ اس وقت ڈیرے پر تھے جسے اوطاق بھی کہا جاتا تھا یہاں

مرد حضرات بیٹھ کر فیصلے کرتے تھے یا سیاسی باتوں پر

ایک گروہ

بیٹھتا تھا

بالاج بجھے چہرے کے ساتھ آکر ایک سائیڈ بیٹھ گیا

جب وہاج نے

مڑ کر اسے دیکھا

تم کیوں تازہ بیوہ عورت بنا بیٹھا ہے۔۔۔؟ یوں اسے

دیکھ تڑخ کر

پوچھنے لگے

وہ امارا بہن کو اپنے نکاح میں لے گیا اور ام ایسا منہ بھی

نہ بنائے

واہ لالا۔۔۔" وہ انکے سوال پر مزید جیسے تپ اٹھا تھا

وہاج نے شدید

اشتعال انگیز نظروں سے اسکو دیکھا

تم ہوش میں ہے کہ نہیں۔۔۔ادر امارا جان پر بن آیا

ہے وہ لڑکی پتہ

نہیں کہاں چلی گئی۔۔۔تم جانتا بھی ہے اسکا ادر ہونا

کتنا ضروری

ہے۔۔۔جانتا ہے تم۔۔۔؟ وہ اب گرج دار آواز

میں پوچھ رہے تھے

اور لے کر جاؤ اسکو ڈاکٹر کے پاس۔۔۔ام نے بولا تھا

اسکو اور سڑنے

دو لیکن تم کو ہی تکلیف ہوا تھا اسکا علاج کرانے کا

۔۔۔"وہ تو پہلے

سے بھرا بیٹھا تھا اب صحیح موقع ملا تھا یہ بھڑانس

نکالنے

کا

صحیح کہہ رہا ہے۔۔۔امارا قصور ہے۔۔۔اس لڑکی کو

مرنے دیا ہوتا تو

آج ایسے جان سولی پر نہ اٹکا ہوتا سالا اس ڈاکٹر نے ام

کو

پولیس کی دھمکی دی تھی ام کیا کرتا۔۔۔پولیس کے

نام پر ام کو وہ

داراب خان دکھتا ہے۔۔۔"

جواب اس گھر کا داماد ہے۔۔۔" بالاج نے بیچ میں

بات کاٹی اسکی

بات سنتے وہاج گویا سکتہ میں ہی چلے گئے

کیا۔۔۔؟حیرت سی حیرت تھی گویا چھت انکے سر پر

آن گری

تھی

ام کیا فارسی بول رہا ہے۔۔۔ نکاح کر لیا اس نے بیلا

سے۔۔۔اور دھمکی

بھی دیا ہے کہ ادر سے وہ گئ تو جان سے مار دے گا

۔۔۔"اب صحیح

وہاج خان کے طوطے اڑے تھے وہ سر پکڑے
صوفے پر دھم سے گر
گئے
ایک طرف وہ لڑکی اور اب یہ نکاح۔۔۔ام کدر جائے
ماڑا۔۔۔وہ لڑکی
کسی جاننے والے کے ہاتھ لگ گئی تو امارا موت پکی ہو
جائے گی۔۔۔"
انکے ماتھے پر اب ٹھنڈے پسینے کے قطرے چمکنے لگے
تھے

ایسا کیوں ہوگا۔۔۔" یہ سوال اس وقت نہایت بے

وقوفانہ تھا جس پر

وہاج کو طیش آنے لگا تھا انہوں نے سرخ متورم

آنکھوں سے اسے

دیکھا

عقل کا پیدل۔۔۔اوماڑا۔۔۔۔وہ زرتشم ہے

۔۔۔۔زرتشم نوشیروال خان۔۔۔

زریاب کا بہن۔۔۔۔" یہ الفاظ کتنے سالوں بعد انکی

زبان پر آئے تھے یہ

الفاظ اتنے بھاری تھے کہ اثر دل پر ہوتا دل ڈوبنے لگا

تھا اسکا پورا

نام لینے پر تو آواز بھی دبنے لگی تھی

یہ نام اپنے آپ میں ایک دہشت رکھتا تھا جسے سننے

والوں کو

بخوبی محسوس بھی ہوتا تھا

اگر سب کو پتہ چلا کہ وہ زندہ ہے تو ام زندہ نہیں بچے گا

نہیں بچے

گا ام زندہ۔۔۔"خوف انکے لہجے میں صاف ظاہر ہو

رہا تھا بالاج بھی

اب سوچ میں پڑ گیا لیکن جلد ہی اپنے تیور ڈھیلے چھوڑ

کر انہیں

دیکھنے لگا

کچھ نہیں کر سکتا اب کوئی۔۔۔داراب کا بیلا سے نکاح

اس بات کو

پکا کر گیا کہ اب زرتشم امارا عورت ہے۔۔۔اگر زندہ

بھی نکل آیا تو

کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ کچھ کہہ سکے۔۔۔"وہ اپنے

میں پر اعتماد

تھاایک گھمنڈ سا اسکے انداز میں تھا

لیکن اب کوئی اور بھی ہے۔۔۔جسے اگر پتہ چلا تو

قیامت آجائے گی

ماڑا۔۔۔"انکی نظروں کے آگے وہی وحشی درندہ

گھومنے لگا تھا جو

اکثر نیند میں انکے خواب میں آکر انکی نیندیں حرام کر

دیتا

تھا

بالاج انکو سوالیہ نگاہوں سے ایسے دیکھنے لگا جیسے پوچھنا

چاہتا

ہو کہ وہ کون ہے

____

پامیر کومل کو اپنے ساتھ ہی گھر لے آیا تھا فارم ہاؤس پر

ڈاکٹرز کی

پوری ٹیم موجود تھی اس وقت لیکن کومل کو سخت

آرام کی

ضرورت تھی تب ہی اسے منا کر وہ گھر لے آیا تھا

رات کو کھانے پر سب موجود تھے زمل نے سب کیلئے
خود کھانا بنایا

زیحال بچوں کے ساتھ تھا کام کے برڈن کی وجہ سے
وہ آج کل انکو
صحیح وقت نہیں دے پا رہا تھا

ہبی۔۔۔انکو بھی خود کھلائیں۔۔۔میں تھک گئی ہوں
۔۔۔"زمل اب کسی

کو نہیں دیکھتی تھی بس سب کے سامنے اس پر حکم

صادر کر دیتی

اور وہ بھی آگے سے سر خم کر دیتا

کیوں نہیں سرکار۔۔۔ابھی کھلا دیں گے۔۔۔''وہ

محبت سے جواب دیتا

اپنے ساتھ اپنے بچوں کو بھی کھلانے لگا

کومل نے بے ساختہ پامیر کی جانب دیکھا جو کب سے

یک ٹک

زیحال کو ہی دیکھے جا رہا تھا کومل نے کہنی مار کر اسے

اپنی

جانب متوجہ کیا اور آنکھوں سے بولنے کا اشارہ کیا وہ

خود پریشان

تھا کہ یہ بات پوچھے بھی تو کیسے وہ ذہن میں لفظوں کو

ترتیب

دینے لگا

کومل کو جو بات اتنی سی لگ تھی پامیر کو اسکے پیچھے اٹھنے
والی
قیامت دکھائی دے رہی تھی وہ شام سے زرتشم کو
دیکھنے کے بعد
سے اس کا چہرہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے
ابھی تک

ٹھیک طرح سے یاد آ نہیں رہا تھا لیکن اسے بھی شک

میں ڈالنے کیلئے

زرتشم کے نین نقش ہی کافی تھے جو ہو بہ ہو زیحال

خان جیسی

تھی زریاب خان اور داراب خان کے بعد ہوئی

نوشیروال کی بیٹی

زرتشم نوشیروال خان زیحال خان آفندی سے بڑی

خان حویلی کی

اکلوتی بیٹی

پامیر کے منہ سے الفاظ نکلنے ہی تھے کہ یاقوت کو باہر

سے آتے دیکھ

بچوں نے شور مچانا شروع کر دیا پورے گھر میں انکی

چیخیں اور

کھلکھلاہٹیں

یاقوت اب تک ان لوگوں سے میٹنگ میں مصروف

تھا اور اب فری ہو

کر واپس آیا تھا آتے ساتھ اس نے اپنی باہیں پھیلا کر

بچوں کو

خود میں سمیٹ لیا

یاقوت بباکی جان۔۔۔۔"اس نے باری باری دونوں

کو پیار کیا وہ زامل

کو اتنی شدّت سے پیار کرتا تھا کہ اسکے گال لال ہو

جاتے تھے لیکن

اس کے مقابلے میں زالے کے ماتھے پر نرمی سے

بوسہ دیتے اسے اپنے

سینے میں ایک پھول کی طرح چھپالیتا تھاوہ تھی بھی

ایک کلی

جس پر اسکے باپ کے ساتھ ساتھ اسکے تین تین چاچو

بھی جان

دیتے تھے

یاقوت بابا کو سانس تو لینے دو۔۔۔انکو مائی مائی دو

۔۔۔زامل۔۔۔ادھر

آؤ۔۔۔"اب زامل ہی بڑا تھا چاہے کچھ منٹ ہی صحیح تو

سارے

کام اب اسکے ننھے سے کندھوں پر آجاتے تھے

زامل جلدی جلدی اپنی ماں کے پاس جا کر خود سے بنا

کسی سہارے

کے کھڑا ہو گیا جب پانی دیتے ہوئے زمل کا ہاتھ ایک

پل کو رکا وہ

ہک دک سی اپنے بیٹے کو دیکھنے لگی جو بنا کسی سہارے

کے کھڑا

خوشی سے کھلکھلا رہا تھا

یہی حال زیحال کا بھی تھا زامل کو ایسے کھڑے دیکھ

اسے حیرت

سی حیرت ہوئی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ جیسے

کہنا چاہا

ہو کہ "یہ واقعی خود سے کھڑا ہے"

امم۔۔۔ مم۔۔۔ "برلاس کے منہ میں نوالہ تھا

جسے ختم کرنے سے پہلے

ہی وہ بے صبروں کی طرح بولنے کی کوشش کرنے لگا

اور پھر جلد ہی

منہ والا کھانا ختم کرتے بول پڑا

یہ۔۔۔یہ آج خود سے کھڑا ہو رہا ہے اور صرف کھڑا

نہیں قدم بھی

اٹھا رہا ہے۔۔۔"اسکی بات سن کر زیحال نے فورا

سے بے یقین نظروں

سے اپنے بیٹے کو دیکھا انکا ایک ایک عمل ہمیشہ اسے

خوشی کے ایک

نئے سرے پر کھڑا کر دیتا تھا

زامل۔۔۔بابا کے پاس آؤ۔۔۔"زیحال کے ہاتھ

کرنے پر زامل اپنی ماں کو

بھی چھوڑ کر اسکی جانب اپنے ننھے سے قدم اٹھا کر

چلنے لگا

وہ چلتے ہوئے ڈر بھی رہا تھا جیسے اب گرے گا لیکن

سامنے اسکا

باپ تھا اور زامل خان آفندی اپنے باپ کے آگے کسی

کو نہیں دیکھتا

تھا بر لا س اسے اپنے پاس بلا تا رہا یا قوت اپنے پاس

لیکن اسے تو

جیسے کسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی بس اپنا

باپ نظر آ

رہا تھا چلتے چلتے وہ آخر کار اس تک پہنچنے والا تھا کہ قدم

آپس میں الجھتے گرنے ہی لگا تھا کہ زیحال نے جھک کر

اسے گرنے

سے پہلے اپنے مضبوط ہاتھوں میں اٹھا لیا

بابا۔۔۔مائے۔۔۔مائے ہی ہی۔۔۔" وہ خوش ہو کر

اسے بتانے لگا کہ وہ مائے

ماۓ چل کر آیا ہے ورنہ تو وہ گر کر ہر بار رو یا ہی تھا

اب تو رونا

بھی یاد نہیں رہا تھا

میرا بیٹا۔۔۔" زیحال نے اسکے گالوں پر پوری شدّت

سے اپنے دانتوں

سے نشان بناتے زامل کی چیخ نکلوادی لیکن وہ رویا نہیں

بدلے میں

اپنے خرگوش جیسے چار دانتوں کو زیحال کے گال پر

گاڑھتے اپنی

پوری طاقت لگا گیا انکی مثال اس وقت ایک ہا تھی اور

چیونٹی

جیسی تھی اور ہا تھی اس چیونٹی کی طاقت دیکھ ہنس رہا

تھا

اسکی ہنسی دیکھ پا میر کا چہرہ بجھ سا گیا الفاظ منہ میں ہی

دم

توڑ گئے

وہ کبھی کبھی تو ہنستا تھا اس وقت اسکی ہنسی بہت انمول

تھی

اسے پامیر کھونا نہیں چاہتا تھا لیکن اب اسے یہ سچ بھی

پتہ لگانا

تھا اگر وہ واقعی اس کی بہن تھی تو پامیر سلطان اپنے

باپ سے

کچھ چھپانے والا نہیں تھا

یاقوت نے زامل کو چلتے دیکھ زالے کے ہاتھ پکڑے

اور اسے بھی چلنا

سکھانے لگا وہ ہاتھ پکڑ کر کھلکھلاتی چھوٹے چھوٹے

قدم اٹھانے

لگی اس وقت وہ چھوٹی سی نکر اور اوپر پھول دار فراک

پہنے جو

کہ سلیو لیس تھا اس میں وہ حد درجے کی کیوٹ لگ

رہی تھی

یاقوت اسے دو تین قدم چلواتے اپنی گود میں اٹھا گیا

میرا بچہ۔۔۔آپ نہ بھی سیکھو چلنا یاقوت بابا آپ کو

ساری زندگی

ایسے پل کوں پر اٹھا کر رکھیں گے۔۔۔"اس نے

یہکھتے نرمی سے زالے

کے پھولے ہوئے گالوں پر پیار کیا اور اسکی چھوٹی

چھوٹی سی

پونیوں کو جو پونی تو کہاں تھی چھوٹے چھوٹے کھجور

کے درخت

لگ رہے تھے اسکی ماں کو شوق تھا اپنی بیٹی کے بالوں کو

چھوٹی

چھوٹی سی چٹکیوں سے سجانے کا

زیحال زامل کا ہاتھ پکڑ کر اسے پیدل چلاتے یاقوت

کے لئے پانی لے کر

آیا جیسے یاقوت نے جھک کر ہاتھ سے لیتے پی لیا حلانکہ

اس سے

پہلے زامل خود بے صبروں کی طرح اس پانی کو پینے کی

کوشش

کر چکا تھا لیکن یاقوت ان بچوں کا جھوٹا کھا پی لیتا تھا

سب نے اب تک کھانا ٹھیک سے شروع بھی نہیں کیا

تھا جب برلاس

نے نوٹ کیا کہ مشی کھانے پر نہیں آرہی لیکن اس

سے پہلے وہ

کچھ کہتا یاقوت نے مشی کے بارے میں پوچھ لیا

مشی کہاں ہے۔۔۔؟ اسکی نظریں یہاں وہاں اسے

تلاش کرنے لگی

وہی میں بھی دیکھ رہا ہوں۔۔۔اب بھی وہ کمرے سے

باہر نہیں آئی۔۔۔"

برلاس پہلے سے اسکے لئے پریشان تھا اب اور ہو گیا تھا

اب بھی۔۔۔؟ کیا مطلب۔۔۔؟ یاقوت کو مشی کی

حرکتیں کچھ دن سے

مشکوک لگ رہی تھیں اب اور یقین ہونے لگا تھا

آج انکی طبعیت زیادہ خراب تھی میں انکو ڈاکٹر کے

پاس بھی لے کر

گیا تھا لیکن انہوں نے بتایا ہی نہیں کہ کیا کہا ڈاکٹر نے

بس آتے

ہی کمرے میں بند ہو گئیں۔۔۔" اسکے لہجے میں از حد

پریشانی تھی

جو اسکی بات سن کر یا قوت کے ساتھ باقی سب کو بھی

ہونے

لگی تھی

یاقوت۔۔۔جا کر دیکھو۔۔۔"زیحال کی آواز پر

یاقوت اسکی جانب

پلٹا اور سر اثبات میں ہلاتے پریشان سا اٹھ کھڑا ہوا

زالے اسی کی

گود میں تھی اسے لئے ہی وہ کمرے کی جانب چلا گیا

پہلے بتاتا۔۔۔میسنا بنا منہ کیوں بند کر کر بیٹھا تھا

۔۔۔"پامیر کو

بر لاس پر تھوڑا سا غصّہ آیا

مجھے کیا پتہ تھا وہ اب بھی باہر نہیں آئیں گی

۔۔۔سوری۔۔۔"وہ جھٹ

سے سوری کرتا معصوم بن گیا زیحال نے آنکھوں کے

اشارے سے

پامیر کو پر سکون ہونے کا کہتے اپنے بگڑے بچے کو

دیکھا

بائیک کہاں ہے تمہاری۔۔۔؟زیحال کے سوال پر

برلاس نے چونک کر

اسے دیکھا یہ اچانک سوال اسکے چہرے کی رنگت متغیر

کر گیا

تھا

بب۔۔۔ باہر کھڑی ہے۔۔۔"اس نے ہکلاتے

ہوئے بمشکل ہی جواب دیا

جیسے چور کی داڑھی میں تنکا ویسے برلا اس شاہ کی بات

میں

اچھا۔۔۔ نظر نہیں آرہی مجھے۔۔۔چابی دینا۔۔۔ موڈ

ہے آج بائیک

رائیڈنگ کا۔۔۔"اس بات پر تو گویا برلاس کی
سانس ہی رک گئی
تھی
وو۔۔وہ۔۔۔باہر مطلب۔۔۔دوست کے گیراج پر
کھڑی ہے۔۔۔"بروقت
اسے وہ بہانہ ٹھیک لگا تھا لیکن چہرے کی اڑی رنگت
سارا سچ صاف
بتا رہی تھی

ہمم۔۔۔ صحیح۔۔۔"زیحال تقریباً بات ختم کر چکا تھا

لیکن زمل اسے

پھر بھی دیکھ رہی تھی کچھ تو تھا جو برلاس نے کیا تھا اور

وہ

زیحال جانتا تھا لیکن کبھی کسی کے سامنے وہ برلاس کو

ڈانٹتا نہیں

تھا

یاقوت کمرے کے باہر جیسے ہی آیا ناب گھماتے اسے

پتہ چلا کہ کمرہ

اندر سے لاک ہے اس نے ناک کرنے کے بجائے

اپنی پینٹ کی جیب سے

ڈبلیکیٹ چابی نکال کر اس میں لگائی وہ تو اسے خدشہ تھا

کہ وہ

آج کل جتنے غصّے میں رہنے لگی ہے کہیں یاقوت

بچارے کو ہی

کمرے سے باہر نکال نہ کرے

کمرہ جیسے ہی کھلا اندر سے گھپ اندھیرے نے اسکا

پرتپاک

استقبال کیا جتنی دیر میں یاقوت ساری لائٹس آن

کرتا اتنی دیر میں

زالے اندھیرے سے ڈر کر "مم مم۔۔۔۔" کرنے لگی

تھی

بس میرا بیٹا ہو گیا۔۔۔ "لائٹ آن کرتے اس نے

زالے کو حوصلہ دیا تب

ہی نظر کمبل میں لپٹی ہوئی گہری نیند میں ڈوبی مشی پر

گئی

اے سی فل سپیڈ پر تھا کمرے میں اچھی خاصی ٹھنڈ ہو

چکی تھی

حلانکہ اے سی وہ کافی وقت پہلے بند کر چکے تھے

کیونکہ اب موسم

بدل گیا تھا

وہ مشی کے قریب آ کر کھڑا کچھ دیر ایسے ہی دیکھتا رہا

پھر اس

کے قریب بیٹھ کر چہرے پر آئی آوارہ لٹوں کو پیچھے

کرنے لگا

اسکی انگلیوں کے لمس کو محسوس کرتے مشی ذرا سے

کسمسائی مگر اٹھی نہیں

مشی۔۔۔"اس نے دھیرے سے آواز دے کر اسے

اٹھانا چاہا۔۔۔لیکن وہ

نہیں اٹھی یاقوت نے زالے کو دیکھا جو منہ میں انگلی

لئے بڑی

معصومیت سے دونوں کو دیکھ رہی تھی

مشی مما کو اٹھاؤ۔۔۔"یاقوت نے زالے کو مشی کے

چہرے کے بلکل

قریب بٹھادیا

ماما۔۔۔مش۔۔۔ماما۔۔۔"وہ اسکے چہرے پر اپنے

ننھے سے ہاتھ رکھتی

کتنے کیوٹ انداز میں اٹھانے لگی جب اسکو ایسے دیکھ

یاقوت کی

آنکھوں میں خاموشی سے تھوڑا سا عرق اتر آتے دل

بھاری سا

ہونے لگا

کاش اسکی بھی بیٹی ہوتی۔۔۔ جو ہر صبح اسے ایسے اٹھاتی

۔۔یہ

بچے اسکے تھے اور اس سے بہت پیار بھی کرتے تھے

لیکن وہ اسے

ہر صبح اٹھا نہیں سکتے تھے اسے مارننگ نہیں کر سکتے

تھے اسکے

ساتھ رات کو کھیل نہیں سکتے تھے

اس نے اوپر دیکھا جہاں چھت کو چیر کر اسکی نگاہ آسمان

تک گئی

تھی دل میں درد کی ایک ٹیس سی اٹھی تھی

"سب کو سب کچھ نہیں ملتا۔۔۔ جانتا ہوں۔۔۔ لیکن

ان سب میں اولاد

کا ملنے والا آپشن کینسل نہیں ہو سکتا؟" وہ دل ہی دل

میں اپنے

سوہنے رب سے مخاطب ہوا

"بے اولادی مرنے تک پل پل جینے پر ازیت کی

موت مارتی ہے یہ سزا

بہت جان لیوا ہے میرے رب اس سزا میں کمی کر
دے" آج اسکا دل
ڈوب رہا تھا وہ اس تکلیف کے وزن کو برداشت نہیں
کر پا رہا تھا
بظاہر خوش رہنے والا یاقوت خود اس بے اولادی کی
تکلیف سے
کیسے پل پل مرتا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا
اسے شدّت سے اپنی زندگی کا یہ خالی پن محسوس ہوا
لیکن وہ

اس احساس کو مشی پر ظاہر کر کر اسے تکلیف نہیں

دے سکتا تھا

تب ہی اس عرق کو واپس پی گیا

مش۔۔۔ماما۔۔۔"زالے گردن موڑ کر معصوم سے

یاقوت کو بتانے لگی کہ

اسکی مش ماما نہیں اٹھ رہی اسکے بتانے کا انداز بے حد

کیوٹ

تھا وہ اپنی بڑی بڑی پلکیں جھپکاتی اسے ایکٹنگ کے

ساتھ بتا رہی

تھی

ہم مل کر اٹھاتے ہیں۔۔۔"اس نے زالے کے سر کو

چوما اور مشی کا

کندھا دھیرے سے ہلانے لگا

مش ماما۔۔۔اٹھ جائیں۔۔۔زالے آپ کو اٹھانے آئی

ہے۔۔۔"یاقوت زالے کے

انداز میں بولتا اسے اٹھانے لگا جب مشی کی پلکیں

دھیرے سے لرزتی

تھوڑی سی آنکھ کھلی سامنے اسے زالے اور اسکے پیچھے

بیٹھا یاقوت

نظر آیا دونوں کو ایک ساتھ دیکھنے کا منظر اتنا

خوبصورت تھا کہ

اسکی آنکھیں خود بہ خود پوری کھلتی چلی گئیں

وہ دھیرے سے اٹھ کر بیٹھی اسکے بکھرے بال اور نیند

سے مخمور

نشیلی آنکھیں دیکھ تو یاقوت ایک پل کیلئے بھول گیا تھا

کہ وہ

پریشانی میں یہاں آیا ہے

مشی زالے کو گود میں لے کر پیار کر رہی تھی لیکن

جیسے ہی نیند

کا خمار تھوڑا سا اترا اس نے نظر اٹھا کر یاقوت کو دیکھا

آنکھیں

خود بہ خود اور کھل گئی جیسے دن والی باتیں یاد آنے لگی

ہوں

تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ برلاس بتا رہا تھا تمہیں ہوسپٹل

لے کر گیا تھا کیا

ہوا ہے کیا کہا ڈاکٹر نے۔۔۔بخار ہے۔۔۔؟وہ اسکے

ماتھے پر ہاتھ رکھتے

ٹیمپریچر چیک کرنے لگا جو بلکل نارمل تھا

بخار تو نہیں ہے۔۔۔پھر۔۔۔؟بتاؤ ناں چپ کیوں ہو

کیا بتایا ڈاکٹر نے

تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔"مشی کی خاموشی اسے مزید

پریشان کر گئی

تھی

مشی کو سمجھ نہیں آئی کیا کرے پہلے بتائے یا پہلے رو

دے اسے

رونا تھا اور بہت سارا رونا تھا وہ زالے کو بیڈ پر ایک

سائیڈ بٹھاتے

سیدھا یاقوت کے سینے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر

رونے لگی اسکا

اسے یوں روتے دیکھ تو یاقوت کا جیسے دل منہ کو آگیا

تھا

کیا ہوا۔۔۔مشی ۔۔۔پلیز بتاؤ۔۔۔۔کیوں تنگ کر

رہی ہو۔۔۔پلیز بتاؤ۔۔

۔مجھے ٹینشن ہو رہی ہے۔۔۔"اسکے واقعی ہاتھ پیر

پھول رہے تھے

مشی کے انداز میں تڑپ دیکھ اسکا بدن بری طرح سے

لرز رہا تھا

اسے روتے دیکھ زالے بھی ہونٹ نکالنے لگی

دیکھو۔۔۔زالے بھی رو رہی ہے۔۔۔بتاؤ ناں میری

جان۔۔۔"مشی کو

ہچکیوں میں روتے دیکھ یاقوت ٹھیک ٹھاک پریشانی

میں گھر گیا

تھا

مشی پیچھے ہٹی اور اسے دیکھنے لگی منہ سے بار بار سسکیاں

نکل

رہی تھیں ناک پوری لال ہو چکی تھی یاقوت نے پیار

سے اسکے

رخسار پر ہاتھ رکھا جس پر مشی اسکا ہاتھ تھامے پھر

بے آواز رونے

لگی آج اسکے رونے میں جان لیوا تڑپ تھی کون کہتا

ہے صرف

تکلیفیں انسان کو رلاتی ہیں اگر رلانے پر آئے تو خوشی

اس سے زیادہ

انسان کا برا حال کر دیتی ہے

بس چپ۔۔۔بس۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔ نہیں تو میں

ابھی تمہیں خود ڈاکٹر

کے پاس لے جاؤنگا۔۔۔اور پھر کچھ ایسا ویسا مسلہ نکلا تو

پٹو

گی بھی مجھ سے۔۔۔"وہ بلکل بچوں کی طرح ڈانٹ کر

اسے چپ

کروانے کی کوشش کر رہا تھا

مشی نے سر نفی میں ہلایا اور اپنے آنسوں صاف

کرنے لگی جو اس

سے پہلے یاقوت نے کر دیے

بتاؤ اب۔۔۔بتاؤ میری جان۔۔۔"وہ دنیا بھر کی محبت

اپنے لہجے میں

لئے پوچھ رہا تھا

وہ۔۔۔وہ۔۔۔میں ۔۔۔"اس سے ہچکیوں کی وجہ

سے ٹھیک سے بولا بھی

نہیں جارہا تھا یا قوت نے اسے اٹھ کر پانی کا گلاس دیا

اور لبوں

سے لگا کر پلانے لگا

پانی پی کر وہ تھوڑی دیر ریلیکس ہوئی گہری سانسیں لی

آنسوں تو

اب بھی نہیں تھمے تھے لیکن پہلے سے کمی آگئی تھی

اب بتاؤ۔۔۔"اسکے سوال کرنے پر مشی نے گہرا

سانس لیااور لفظ

مجتمع کرنے لگی

ڈاکٹر نے کہا۔۔۔کہ۔۔۔۔کہ میں۔۔۔"یاقوت

اسکی پوری بات ہونے کا

منتظر تو تھالیکن وہ جواٹک رہی تھی یہ اٹکنا یاقوت کو اور

بے

چین کر رہا تھا

جلدی بتاؤ ناں۔۔۔ایسے قسطوں میں بتا کر تو مجھے

ہوسپٹل پہنچا

دو گی تم۔۔۔ جلدی بتاؤ۔۔۔ورنہ میں۔۔۔۔"

میں پریگننٹ ہوں۔۔۔"یاقوت کی نان اسٹاپ زبان

چلتی دیکھ مشی

ایک دم سے بول گئی جب اسکی بات پر یاقوت کا بات

کرتے ہوئے

کھلا منہ کھلا ہی رہ گیا گویا لفظوں کے ساتھ سانس بھی

اندر ہی

رک گئی یہی حال مشی کا بھی تھا دل رک چکا تھا

کمرے میں گہری فسوں خیزی سی چھا گئی زالے ام

اممم کرتی

۔۔۔

انکو اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن

وہ دونوں

تو بنا پلک جھپکائے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

ک۔۔۔کیا۔۔۔۔کیا کہا تم نے۔۔۔؟ اسے یہ الفاظ

بہت بھاری لگے تھے وہ

پوچھ بھی نہیں پا رہا تھا

تت۔۔۔تم۔۔۔تم بب۔۔۔بابا بننے والے۔۔۔۔ہو

۔۔۔"مشی کی آنکھوں سے گرم

سیال بہہ نکلا لیکن یاقوت پتھر بن چکا تھا مشی نے

سائیڈ ٹیبل

کے دراز سے رپورٹس نکال کر یاقوت کے سامنے

کھول کر رکھی

جس میں صاف اسکی پریگننسی کا لکھا تھا

یاقوت سانس روکے اس پر سب کچھ لکھا پڑھتا گیا اور

نگاہ اٹھا کر

بے یقین سا مشی کو دیکھنے لگا ہونٹ جیسے بے ساختہ

پھڑ پھڑائے

تھے

یہ ۔۔۔یہ سس۔۔۔سچ ہے۔۔۔۔؟ نہیں وہ نہیں کر

سکتا تھا یقین یہ یقین

بہت مشکل تھا مشی نے روتے ہوئے سر ہاں میں ہلایا

یاقوت نے پھر

رپورٹس دیکھی اور پڑھنے لگا اس بار نظریں دوڑ رہی

تھیں اس

لکھائی پر

یہ۔۔۔یہ مم۔۔۔مذاق تو۔۔۔۔مذاق تو نہیں ہے

ناں۔۔۔؟میں۔۔۔میں بب

بابا۔۔۔"اسکی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھرتی

چلی گئ مشی

اسکی حالت دیکھ تڑپ اٹھی تھی وہ صیح تھی وہ بھی

اولاد کے

دکھ کا مارا تھا بس بتاتا نہیں تھا

مشی نے اسکا ہاتھ تھام لیا

س۔۔۔سچ ہے یہ۔۔۔"دو موتی ٹوٹ کر نیچے گر

گئے

یاقوت نے کندھے بے اختیار ڈھیلے چھوڑ دیے وہ مشی

کو دیکھنے

لگا اسکے چہرے پر چھائی بے بسی خوشی نجانے کیا کیا

دیکھ

مشی کا دل پھٹنے کے قریب ہوا تھا وہ سر جھکائے رونے

لگی اور

دھیرے سے یاقوت کے بازو سے لگ گئی

یاقوت رپورٹس ہی دیکھ رہا تھا کوئی اسے سمبھالتا آج
اسے بھی
سہارے کی ضرورت تھی
یااللہ تیرا شکر۔۔۔" وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتے سر
جھکائے رونے لگا
تھا ہاتھ میں رپورٹس اب بھی تھیں دونوں رو رہے
تھے آج انکو
کوئی دیکھتا تو وہ بھی رو پڑتا اولاد کے ماروں کو جب اولاد
ملتی

ہے تو انکو دنیا میں اپنی خوشی کا ٹھکانا نہیں ملتا

یاقوت نے بازو سیدھا کر کر مشی کو اپنے سینے میں زور

سے بھینچ

لیا آج اسکی شدّت جان لیوا تھی وہ پوری طاقت لگائے

اسے خود

میں سمو لینا چاہتا تھا

زالے چپ چاپ انکو دیکھ رہی تھی

آئی لو یو۔۔۔آئی رئیلی لو یو۔۔۔"وہ مشی کی گردن

سے لے کر ماتھے

پر اپنے لمس کی بارش کرتا اپنی شدّت اس پر لٹانے لگا

دونوں

تڑپ تڑپ کر رو رہے تھے وہ دونوں آج مکمل ہو گئے

تھے

یاقوت بے جان سا ہوتا بیڈ سے دوزانوں ہو کر فرش پر

آگیا مشی

روتے ہوئے سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھتی

رہی جب یاقوت

روتے ہوئے اسکی بیلی پر اپنے لب ٹکا گیا یہ عمل کرتے

اسکے رونے

کی آواز کمرے میں گونجنے لگی تھی

جسے سنتے مشی کو لگا اسکی جان نکل گئی

ی۔۔۔یاقوت۔۔۔"وہ تڑپ کر اسکے سر پر ہاتھ

پھیرنے لگی اسکا رونا

مشی کی جان نکال گیا تھا آج اسکا ضبط ٹوٹ گیا تھا آج وہ

اپنے

دل سے ساری بے بسی ساری تکلیفیں نکال باہر کر رہا

تھا

وہ دیوانوں کی طرح اسکی بیلی کو چومتے ہوئے اوپر آتا

مشی کے

لبوں کو قید کر گیا آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے

آنکھیں بند

تھیں اور ساتھ سانسیں بھی

کتنی ہی دیر وہ دونوں کی سانسیں بند کئے بیٹھا رہا پھر

پیچھے

ہٹتے اسکا ماتھا چوما

میں ۔۔۔ میں ۔۔۔ بب ۔۔۔ بھائی کو بتا کر آؤں

۔۔۔؟ وہ کس تڑپ سے اجازت

مانگ رہا تھا کہ مشی کا اپنا دل اسکی تڑپ کر کانپ اٹھا

اس نے دھیرے سے سرہاں میں ہلایا جس پر یاقوت

اور رو دیا اور

اٹھ کر اپنے آنسوں صاف کرتا رپورٹس ہاتھ میں لئے

ہی کمرے سے

باہر چلا گیا

اسکے جاتے مشی نے زالے کی جانب دیکھا جو

معصومیت سے اسے

ہی دیکھ رہی تھی

میرا بیٹا۔۔۔ادھر آؤ۔۔۔"زالے کو گود میں لیتے

اسے ڈھیر سارا پیار

کیا

آپ کو۔۔۔آپکو پتہ ہے۔۔۔اب مش ماما کے پاس

بھی۔۔۔آپ جیسا پالا

شا بے بی آئے گا۔۔۔ پتہ ہے آپ کو۔۔۔؟ وہ لاڈ اور

تڑپ سے اسے بتا رہی

تھی

دادا۔۔۔؟ زالے کو اسکی باتوں سے دادا کی سمجھ آیا تھا

جس پر مشی

نے تیزی سے سر ہاں میں ہلا دیا

ہاں۔۔۔ دادا۔۔۔ آپ جیسا۔۔۔ کیوٹ سا۔۔۔ پالا شا

۔۔۔" وہ اسے اپنے سینے میں

بھینچی تکلیف سے آنکھیں موند گئی زالے اسکے پاس

روتی نہیں

تھی لیکن اب مشی کو روتے دیکھ اسے بھی رونا آرہا

تھا

سب لوگ اب تک وہی تھے کافی دیر انہوں نے

یاقوت اور مشی کا

انتظار کیا اتنی دیر میں کھانا بھی ٹھنڈا ہو گیا تھا جسے زمل

پھر

سے گرم کر کر رکھ رہی تھی

کیا بات ہے آئے نہیں اب تک یہ لوگ۔۔۔ جا کر
دیکھ۔۔۔"زیحال کا آدھا
جملہ منہ میں ہی رہ گیا تھا جب یاقوت نے پیچھے سے
آتے اسے
زور سے ہگ کیا شدّت اتنی تھی کہ زی حال بروقت
خود کو سمبھال
بھی نہ سکا اور کرسی سے گرتے گرتے بچا
اسے پتہ نہ چلتا کہ ایسا کس نے کیا ہے اگر یاقوت کی
سسکیوں کی

آوازاسکے کانوں میں نہ گونجتی باقی سب شل ساکت

ہوئے اسے

ایسے دیکھنے لگے

یاقوت۔۔۔کیاہوا۔۔۔"اسکاایسے روناز یحال کواز

حدپریشان کر

گیاتھاباقی سب بھی جیسے سانس تک روک گئےایک تو

مشی کا

ہوسپٹل جانااوراب یاقوت کاایسے روناازحدپریشانی کا

باعث

بن رہا تھا

یاقوت بھائی۔۔۔" برلاس اور پامیر بھی اٹھ کر اسکے

پاس آگئے

زیحال نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے دوسرے ہاتھ سے

اسکے بازو

کھولے اور جیسے ہی اٹھا یاقوت کو پھر سے اپنے کندھے

سے لگا گیا

وہ جب بھی پریشان ہوتے تھے زی حال کے ایسے

کرتے انہیں یکدم

سے سکون آجاتا تھا وہ سکون کو ماں باپ کے ہوتے

ہوئے بھی

اولاد کو محسوس نہیں ہوتا یہ صرف وہی کر سکتے تھے

جنہوں نے

دونوں کو کھویا ہوا اور ان تینوں نے اپنے ماں باپ بچپن

میں ہی

کھو دیے تھے

کیا ہے بتاؤ۔۔۔"اسکے پیار سے پوچھنے پر یا قوت اس

سے الگ ہوتے

رپورٹس آگے کر گیا جسے پکڑتے زیحال نے کچھ
ٹھٹھکتے رپورٹس
کھول کر دیکھی اور دیکھتے اسکی گرے جھیل سی
آنکھیں بے
ساختہ پھیلتی چلی گئیں
کیا ہے ہبی ۔۔۔پلیز بتائیں۔۔۔"زمل بھی کب سے
پریشان کھڑی تھی
کومل بھی خاموش تھی

زیحال نے بے یقین سی نظروں سے یاقوت کو دیکھا

جس کا رنگ ہی

آج الگ تھا جس کے چہرے پر خوشی اور تکلیف دونوں

نمایاں

تھی

بھائی بتائیں ناں۔۔۔میرے پیٹ میں درد ہونے لگا

ہے۔۔۔" برلاس سے اب

صبر کر پانا مشکل ہو رہا تھا اس نے جھپکے سے زیحال کے

ہاتھ سے

رپورٹس پکڑ لی

اس پر درج حروف اس نے خاصے تیز آواز میں پڑھنے

شروع کئے جب

مین پوائنٹ پر آ کر رک گیا

"مسسز یاقوت" اور اوپر بڑا بڑا سا لکھا تھا" پریگننسی

رپورٹ"

ساتھ ڈاکٹر کا نام بھی درج تھا

میں ۔۔۔ میں بب ۔۔۔ بابا ۔۔۔" یاقوت سے جملہ

تک پورا نہیں ہو سکا لیکن

برلاس نے پورے گھر میں شور مچاتے سب کو بتا دیا

سب لوگ

پہلے تو شاک کے مارے کچھ بول بھی نہ سکے پھر ایک

دم سے سب

میں خوشی کی لہر سی دوڑتی چلی گئی

یاقوت زیحال کے گلے آج پوری شدّت سے لگا تھا

اس نے یاقوت کی

پیٹھ زور سے تھپتھپاتے خود سے الگ کر کر اسکا ماتھا

چوما

بہت بہت مبارک ہو میری جان بہت بہت مبارک

ہو۔۔۔"آج زیحال کو

کیسے الفاظ نہیں مل رہے تھے وہ کیسے کن الفاظ میں

اسے بتائے

کہ وہ کتنا خوش ہوا ہے اسکے یاقوت کو بالا آخر وہ خوشی

مل ہی

گئی تھی جس کے لئے وہ عرصے سے تڑپ رہا تھا

پامیر برلاس بھی آتے یاقوت کے ساتھ لپٹ گئے

اوہ۔۔۔یس۔۔۔اب ایک اور بے بی آنے والا ہے

۔۔۔۔مطلب میں چار چار

بچوں کا تاہ بن جاؤں گا۔۔۔بلے بلے۔۔۔"وہ یاقوت

کے لگا لگا خوشی

سے اچھلنے لگا تھا چاروں بھائی آپس میں لپٹے خوشی سے

پاگل

ہو رہے تھے انکو دیکھ بچے خوشی سے اچھلنے لگے تھے

کومل زمل انکو چھوڑے فورا اسے یاقوت کے کمرے

میں گئی اور

جاتے وہاں بھی رونق لگ گئی دونوں بہت محبت اور
خوشی سے
مشی کے گلے لگی زمل تو اسے چھوڑ ہی نہیں رہی تھی
ای۔۔۔۔۔مجھے اتنی خوشی اتنی خوشی کہ میں بتا نہیں
سکتی۔۔۔"
اسکو چیخیں مارتے دیکھ زالے زامل بھی چیخیں مارنے
لگے وہ الگ
بات تھی کہ دونوں کو اصل بات کا پتہ نہیں تھا

زامل تو سب کو خوش دیکھ کھڑا ہو ہو کر تالیاں بجا رہا

تھا

مما۔۔۔ددا۔۔۔"زالے کو گڈا ہی یاد تھا

یس بیٹا۔۔۔اب ایک اور گڈا آئے گا میری گڑیا کا

۔۔۔"اس نے زالے

کے گال بھینچے وہ اس کی بات پر خوشی سے ناچنے لگی اور

اسی

کوشش میں دھڑام سے بیڈ پر ہی گر گئی لیکن رونے

کے بجائے

الٹا ہنسنے لگی

یاقوت زیحال کے ساتھ اسکے بازو پر سر رکھ کر بیٹھا

جیسے خود

کو یقین دلا رہا تھا کہ یہ سچ ہے وہ واقعی اب باپ بننے

والا ہے

پامیر۔۔۔سب کے لئے مٹھائی لاؤ۔۔۔اور ہماری

اس خوشی کا صدقہ

دو جتنا بڑا ہو سکے۔۔۔اللہ پاک ہماری اس خوشی کو

برقرار رکھے

امین۔۔۔"اسکی بات پر پامیر خوشی اٹھ کھڑا

ہوا

یاقوت۔۔۔"زیحال نے دھیرے سے اسے پکارا

ھمم۔۔۔"وہ اتنا سا جواب دیتے سیدھا ہو بیٹھا

تم ٹھیک ہو۔۔۔؟اسے واقعی یہی پوچھنا چاہیے تھا

یاقوت سرہاں

میں ہلاتے ہلاتے نہ میں ہلانے لگا

میری جان۔۔۔"زیحال نے محبت سے اسے اپنی

آغوش میں سمیٹا

سب ٹھیک ہو گا ان شاء اللہ۔۔۔"اس کا دلاسہ دینا

واقعی یاقوت کو

پرسکون کر گیا تھا

چھپی رستم۔۔۔۔بتاؤ بتاؤ۔۔۔یہ کب ہوا کیسے ہوا

۔۔۔ہمیں سب بتاؤ۔۔۔"

کومل عین مشی کے سامنے بیٹھتی شریر انداز میں اسے

چھیڑنے لگی

جس پر بتانے سے پہلے ہی مشی کی رنگت سرخ پڑ گئی وہ

شرم

سے سر جھکاتی اپنے گالوں کی لالی چھپانے لگی تھی

ان کی خوشی سب کے تحاشہ خوش ہونے نے دگنی کر

دی تھی پاشا

ولا میں گویا ایک بار پھر سے بہار آگئی تھی اور کوئی

شک نہیں

تھا کہ آنے والا یا آنے والی گھر کا نیا فرد بہت خوش

نصیب تھا

جسے آنے سے پہلے اتنے لوگ چاہنے والے تھے

مشی گود میں زالے کو کسی ٹیڈی بئیر کی طرح لئے بیٹھی اس میں

چہرہ چھپائے ہوئے تھی کیونکہ کومل اور زمل کے

سوال اس وقت

اسے پانی پانی کر رہے تھے وہ شرم سے لال ہوتی سر

جھکائے خاموش

رہی

بتاؤ ناں۔۔۔چپ کیوں ہو۔۔۔ جلدی بتاؤ

۔۔۔''کومل کو بے چینی سی تھی

جاننے کی اور اس سے زیادہ زمل کو دونوں پہلے ماں بن

چکی تھیں

اس لئے اب دونوں کے حصّے کی شرم کمرے کے ایک

کونے میں کھڑی

دونوں کو دیکھ شرما رہی تھی

ہاں ناں۔۔۔ ہمیں بھی تو پتہ چلے۔۔۔"دونوں یکجا

ہوتی مشی کو گھیر

گئیں مشی نے بچاری نظروں سے ان دونوں کو دیکھا

جیسے

رعایت مانگ رہی ہو

لیکن وہ دونوں کسی طور اسے چھوڑنے والی نہیں تھیں

تو جھٹ

سے سر نفی میں ہلا گئیں بلکل اچھی بچیوں کی طرح

وہ۔۔۔وہ بج۔۔۔ جس دن میں۔۔۔"مشی کو بتاتے

وقت ایسا لگ رہا تھا

جیسے الفاظ منہ میں پھنس رہے ہوں

گھر سے گئی تھی۔۔۔۔ا۔۔۔اس دن۔۔۔"اسے وہ

رات اپنی آنکھوں کے

سامنے گھومتی ہوئی محسوس ہوئی

یاقوت کاوہ شرٹ لیس کھڑا ہونا اسکی گوری کسرتی طلسمی

جسامت ان پر گرتی پانی کی شفاف بوندیں اسکے گیلے

بال اور پھر

اسکا غصّہ سب یاد آتے مشی نے بے اختیار جھرجھری

سی لی

یہ پکا اس رات کو یاد کر رہی ہے ہے ناں۔۔۔ بولو بولو

۔۔۔"اسکے

چہرے کے تاثرات سے صاف یہی پتہ چل رہا تھا وہ

اسی رات کو یاد

کر رہی ہے

کومل کے صیحح تکے پر مشی گھبرا کر جلدی سے سر نفی

میں ہلا

گئی لیکن کومل نے سرہاں میں جیسے ہی ہلایا وہ اسکی

دیکھا

دیکھی اپنا سر بھی ہاں میں ہلاتی احساس ہونے پر ایک

دم سے

گڑبڑا کر تکیے میں منہ چھپا گئی جس پر زمل اور کومل کا

بے ساختہ

کمرے میں قہقہہ گونجا بچے بھی انکو دیکھ خوشی سے

اچھلنے

لگے

ماہ۔۔۔ددا۔۔۔۔"زالے عبدلباری کا ہاتھ پکڑ کر اپنی

جگہ بیٹھی بیٹھی

ناچ کر اپنی ماں کو دکھانے لگی اسے یہ کرتے دیکھ سب

کی سب

اور زور سے ہنسنے لگی کہ یہ بچے کس خوشی میں خوش

ہیں

لیکن وہ یہ جانتی کہ وہ بچے من کے سچے تھے بنا مطلب

کے بھی

سب کی خوشیوں میں خوش ہو سکتے تھے

مما۔۔۔تائیت۔۔۔ا ممممم۔۔۔"زامل کو زالے

کے ہاتھ میں وہ چمکتی

رنگ نظر آگئی جو صرف آٹھ دن کے عبدل باری نے

چار ماہ کی

زالے زیحال خان کو پہنائی تھی اور اس آنے والی

سلطنت کی

شہزادی کو ہمیشہ کیلئے اپنے نام کر لیا تھا

نو۔۔۔زامل۔۔۔ چھوڑو۔۔۔"زمل نے اسے فورا

سے ڈانٹا نہیں تو وہ اس

معصوم سی کلی کی انگلی منہ میں لے کر اپنے خرگوش

جیسے

دانتوں سے لال کر دیتا

مما۔۔۔تائیت۔۔۔"وہ وہی بیڈ پر لیٹ کر بگڑنے لگا

تھا اسے وہ انگوٹھی

چمکتی ہوئی اس میں تائیت نظر آرہی تھی مطلب

لائٹ اور اب اسے

وہ لائٹ مطلب رنگ چاہئے تھی

لو جی۔۔۔اس پر پھر سے اس انگوٹھی کا دورا پڑنے لگا

ہے۔۔۔بھئی

مشی ہمیں ہمارے زامی کی شریک حیات چاہیے

۔۔۔دیکھو بچارا

کتنا سنگل ہے۔۔۔"کومل کو جیسے اس کو سنگل دیکھ

دکھ ہورہا

مشی اسکے شریک حیات کہنے پر مشی بے ساختہ

مسکرانے لگی

اس نے زامل کو ایک نظر دیکھا جو اپنی ماں کو رو رو کر

اس

لائٹ کیلئے تنگ کر رہا تھا اور وہ اسے منا رہی تھی

مشی کے دل نے کومل کی بات پر بے ساختہ امین کہا

جیسے اسکی

بھی خواہش ہو کہ اللہ پاک اسے بیٹی دے جس کی

قسمت میں

زامل خان آفندی جیسا مرد لکھا جائے کیونکہ وہ ابھی

سے جانتی

تھی زیجال کے بعد جس کی دہشت سب پر ہونے والی

تھی وہ یہی

بچہ تھا جس نے اتنے بڑے خاندان کو دنیا میں آتے اپنا

غلام بنالیا

تھا وہ آفندیز جن کو اپنے وارث سے عشق تھا گویا وہ

زامل کی

صورت میں پورا ہوا تھا جو پیدا ہوتے ملٹی ٹریلیئنز بن

گیا تھا

لیکن بات یہ بھی نہ تھی وہ جس شخص کا بیٹا تھا اسکی

تربیت

بے مثال تھی

باہر کا ماحول اندر کی نسبت بہت مختلف تھا باہر تباہی اٹھ

چکی

تھی کیونکہ وہاں برلاس شاہ تھا اس نے سپیکر رکھتے فل

والیم میں

گانے چلا کر پورے پاشا ولا کو سر پر اٹھا لیا تھا اور خود

ناچ ناچ کر

اپنے بھائیوں کو پاگل کر دیا تھا

پا میرا اسپیشل مٹھائیوں کا آرڈر دے کر ابھی واپس آ کر

بیٹھنے ہی

لگا تھا کہ برلاس نے اسے بھی اپنے ساتھ ہی کھینچ لیا

اور جب یہ دونوں اکٹھے ہوتے تھے تب تو اللہ کی مالک

ہوتا تھا سب

کا

اتنا مزہ۔۔۔ کیوں آرہا ہے۔۔۔۔

تو نے ہوا میں بھانگ ملایا۔۔۔۔

دگنا نشہ۔۔۔ کیوں ہو رہا ہے۔۔۔

آنکھوں سے میٹھا تو نے کھلایا۔۔۔۔

یاقوت اور زیجال صوفے پر بیٹھے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے

یاقوت کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی کیونکہ اسکے بھائی تھے

ایسے اور ساتھ انکی حرکتیں

البتہ زیجال اب تک سپاٹ نظروں سے ان دونوں نمونوں کو دیکھ رہا

تھا جو ایک دوسرے کے گرد گھوم کر فل مستی میں ڈانس کر رہے

تھے

ہو تیری ململ کی کرتی گلابی ہو گئی۔۔۔

جو چلی چال کیسے نوابی ہو گئی۔۔۔۔

بلم پچکاری۔۔۔جو تو نے مجھے ماری۔۔۔

تو سیدھی سادھی چھوری۔۔۔شرابی ہو گئی۔۔۔

اس گانے کی لائنوں پر برلاس نے پامیر کا ایک ہاتھ

پکڑ کر دوسرا

اسکی کمر پر رکھتے اسے گول گھمایا اور جس ادا سے پا میر

گول

گھوما تھا اسے دیکھ تو یا قوت کے ساتھ زیحال کی بھی

ہنسی

نکل گئی

ہاں چیز پہن کر جو تو نے مارا ڈھمکا۔۔۔

تو لٹو پڑوسن کی بھابھی ہو گئی۔۔۔۔

اس لائن پر پامیر نے صوفے پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر جو

حسیناؤں

والی اداد کھائی تھی اس پر تو یاقوت اور زیچال کے

ساتھ برلاس کا

بھی پھوٹ کر قہقہہ نکلا تھا اس نے بھی دوسرا دوپٹہ سر

پر باندھ

لیا اور فل ہیر و والے موڈ میں آتے اپنی ہیروئن کو کمر

سے تھام

گیا

پورا لاؤنج دھمک سے گونج رہا تھا جس میں یاقوت اور

زیحال کے

قہقہے بھی شامل تھے

زمل اور کومل گانے کی آواز پر باہر نکل آئی جب

سامنے اٹھتی تباہی

دیکھ دونوں کی آنکھیں ایک دن سے پھٹی دونوں ہک

دک سی ایک

دوسرے کو دیکھتی سامنے ان ڈانسنگ گرلز کو دیکھنے

لگی

اصل انکا قہقہہ پھوٹ کر تب نکلا جب برلا اس شرٹ

کے اندر کشن

رکھتا یا قوت کے سامنے آیا اسے ایسے دیکھ تو یا قوت اور

زیحال

ہنس ہنس کر صوفے پر ہی لوٹ پوٹ ہونے لگے تھے

افففف وہ دونوں نمونے انکو ہنسا ہنسا کر پیٹ میں درد

کروا گئے

تھے

تب ہی گانا چینج ہوا الفاظ بدلے لیکن وہ الفاظ اور اسکا

میوزک دل

کو بند کر دینے والا تھا یا قوت ان دونوں کو بھاری دل

سے دیکھنے

لگا

تھوڑا ہم بھی کھیلیں گے

تھوڑا ہم بھی کودیں گے

ہم بھی تیرے جیسے بن جائیں گے

وہ کشن کا بے بی بنائیں یاقوت کو دکھا رہے تھے جس پر
اسکے

چہرے پر خوشی اور تکلیف دونوں ایک ساتھ پھر سے
نمودار ہوئی

گھوڑا بن کے تیرا ہم

سیر تجھ کو کرائیں گے

تیرے ناز سارے

ہم اٹھائیں گے

بے شک اب ایسا ہی ہونے والا تھا کیوں نہ ہوتا وہ بچہ

معمولی بچہ

تو نہ تھا دعاؤں منتوں سے مانگا گیا بچہ تھا جس سے

صرف اس

کے ماں باپ نہیں بلکہ اور بہت سے لوگ جان

وارتے تھے

یاقوت کی آنکھوں میں نمی بڑھنے لگی وہ سر جھکائے

اس نمی کو

صاف کرنے لگا جب اسے ایسے کرتے دیکھ زیحال

سیدھا ہو بیٹھتا

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ گیا یاقوت نے سرخ متورم

آنکھوں سے

اسے دیکھا

مم۔۔۔مجھے۔۔۔یقین نہیں آرہا۔۔۔"اسکے ہونٹ

یہ جملہ بولتے ہوئے بے

ساختہ پھڑ پھڑائے تھے پامیر اور برلاس بھی رک کر اسے دیکھنے لگے

برلاس نے سپیکر بند کر دیے

یقین کر لو۔۔۔وہ معجزے کرتا ہے۔۔۔اور بندہ بے یقین ہو جاتا ہے۔۔۔"

زیحال کی بات سنتے یاقوت تڑپ کر اسکے سینے سے لگ گیا اور

بے آواز رونے لگا

کومل مشی کا ہاتھ تھام کر اسے باہر لائی اور اور وہ

خوبصورت

منظر دکھانے لگی

یاقوت کو اتنا بے بس دیکھ مشی کا دل جیسے منہ کو آ گیا

تھا وہ

تڑپ کر اسے دیکھنے لگی وہ صحیح تھی اس سے زیادہ اولاد

کی

خواہش یاقوت مرزا کو تھی جسے شروع دن سے بچے

بہت پسند تھے

اور اسے ہی یہ نعمت ملنے میں دیر لگ گئی تھی لیکن مل

چکی

تھی

دیکھا۔۔۔؟ مرد کو اولاد بہت عزیز ہوتی ہے اگر شادی

کے بعد وہ کسی

چیز کی شدّت سے خواہش کرتا ہے تو وہ اولاد ہوتی ہے

۔۔۔''کومل کی

بات پر مشی نے اسکی جانب دیکھا

کومل نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بہتے آنسوں صاف کیئے

اسکا بہت خیال رکھنا۔۔۔اب اس میں تمہارے

یاقوت کی جان بس

گئی ہے۔۔۔"وہ بہت پیار سے اسے سمجھا رہی تھی

مشی روتے ہوئے

سے اثبات میں ہلا گئی

کچھ کھایا نہیں ہے ناں تم نے۔۔۔چلو ڈنر کرو

۔۔۔آج سے میں اور زمل

تمہارے کھانے کی دیکھ بھال کریں گے اور اپنی دیکھ

بھال تم کرنا۔۔"

وہ پیار سے اسے سمجھاتی اپنے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر

لے آئی

مم۔۔۔میں کیسے۔۔۔؟مشی کو سمجھ نہیں آئی یا

اچانک ملنے والی

خوشی پر اس کا ذہن ماؤف ہو چکا تھا

تم۔۔۔ایسے۔۔۔کہ ایک ایک قدم دیکھ کر رکھنا

۔۔۔کوئی بھاری چیز

نہ اٹھانا۔۔۔اور اچھلنا تو بلکل نہیں۔۔۔سٹارٹ کے

منتھ بہت ضروری

ہیں کہ زیادہ کیئر کی جائے۔۔۔" وہ اسے سمجھاتی ساتھ

ساتھ اسکے

لئے کھانا بھی ڈال رہی تھی جب مشی نے بے اختیار

اسکا ہاتھ

تھامتے نم آنکھوں سے اسے دیکھا

تھ۔۔۔ تھینک یو سوچ۔۔۔" اسے ڈاکٹر کی باتیں یاد

آئی اگر آج اسے

یہ خوشی ملی تھی تو صرف کومل پامیر سلطان کی وجہ

سے جس

نے بر وقت اسکی غلط دوائیاں بند کرواتے اسے صحیح

ٹریٹمنٹ

دیا تھا

کومل نے جھک کر اسکا ماتھا چوما

بہنیں تھینک یو نہیں بولتی۔۔۔تم بس حکم کرو

۔۔۔"وہ از حد محبت

سے بولی اسکی محبت دیکھ مشی کی آنکھیں تیزی سے

نمکین پانی

سے بھر گئیں

آپ لوگ کھانا کھائیں گے یا۔۔۔ایسے ہی ناچ ناچ کر

پیٹ بھریں گے۔۔۔؟

زمل کی آواز پر پامیر اور برلاس یکدم اچھل کر پڑے

برلاس نے

جلدی سے کشن نکال کر صوفے پر پھینک دیا

ک۔۔۔کیوں نہیں۔۔۔بہنا۔۔۔تم نے اپنے نازک

ہاتھوں سے بنایا ہے۔۔۔۔کیوں

نہیں کھائیں گے۔۔۔چلو بچہ پارٹی۔۔۔کھانا کھاؤ

۔۔۔"پامیر سب کو

لیتاڈائننگ ٹیبل پر آگیا

زیحال وہی بیٹھا تھا جب زمل اسکے پیچھے آکر کھڑی ہوئی

آپ کو میں الگ سے دعوت دوں۔۔۔؟ وہ موبائل میں گھسا کچھ کر

رہا تھا جب زمل کی آواز پر چونک کر پیچھے مڑا

ن۔۔۔نہیں۔۔۔بس آگیا۔۔۔" جھٹ سے

موبائل پینٹ کی جیب میں اور

پاشاد ابیسٹ اپنی کرسی پر

اسے ایسے دیکھ تینوں کھسیانی سی ہنسی ہنسنے لگے زیحال

نے

اپنے تینوں خرافاتی بھائیوں کو گھورا

دھشت ہے بھائی۔۔۔۔دھشت ہے۔۔۔ذرا ویڈیو بنا

کر اپنے شریکوں کو

بھیجو تو صحیح۔۔۔دو چار ایسے ہی ہارٹ اٹیک سے ٹپک

جائیں گے۔۔

۔"پامیر کی زبان قینچی کی طرح چلتی سب کو ہنسا گئی

پاشادابیسٹ۔۔۔اپنی بیوی سے ڈرتے ہوئے۔۔۔جی

ناظرین۔۔۔جولوگ

اس شخص سے۔۔۔"برلاس پورانیوزاینکرپلس کیمرا

مین بنے

بول رہاتھانیچے سے زیحال کے بھاری بوٹ کی ضرب

لگتے منہ سے

چیخ نکل گئی

اور کرنیوزرپورٹنگ۔۔۔آیابڑا۔۔۔"پامیر نے

بھنویں اچکاتے برلاس کو

چھیڑا

بھائی یہ سلطان اب مجھے چھیڑ رہے ہیں۔۔۔" برلاس

نے فوراً احکام

اعلیٰ کو شکایت پہنچائی

پامیر۔۔۔" زحال کی ایک آواز اور وہاں پامیر سلطان

سیدھا ہو گیا

مشی سب کو دیکھ مسکرا رہی تھی یہاں اسکے چہرے

سے

مسکراہٹ ایک پل کیلئے جدا نہیں ہوئی تھی

ایساماحول تمہارے لئے بہت اچھا ہے۔۔۔"کومل

نے اسکی جانکاری

میں اضافہ کیا

بس جب انکی توتومیں میں والی جنگ چل رہی ہو ناں

۔۔۔تب ان

سے دور ہٹ جانا یہ نہ ہو وہ بھی یہی سیکھ کر دنیا میں آ

جائے۔۔۔"

اس بات کومل کی بات پر مشی کی ہنسی چھوٹ گئی

آج مجھے کالج سے نیوز دیکھنے کا کہا گیا میں نے جیسے ہی

چلائ

سامنے کوئی سلمان بٹ نظر آگیا۔۔۔اللہ توبہ اتنی بے

دردی سے

اسے مارا گیا ہے۔۔۔"زمل کو یاد آتے وہ کانوں کو ہاتھ

لگانے لگی اسکی

بات پر یاقوت اور زیحال کی نظریں آپس میں ٹکرائ

اللہ کرے اسکو ایسے مارنے والے کو اچھی سزا

مل۔۔۔"اسکا جملہ

پورا ہوا بھی نہیں تھا کہ چاول بجائے حلق سے نیچے

اترنے کے یاقوت

کی ناک میں چلے گئے

وہ کھانستے ہوئے سر پر ہاتھ مارنے لگا چہرہ پورا لال ہو

گیا

پانی پیو۔۔۔"زیحال نے مطمئن سے انداز میں اسکی

جانب پانی کا

گلاس بڑھایا جسے پکڑ کر پیتے ہوئے یاقوت زمل کو

دیکھنے

لگا

پاگل لڑکی۔۔۔ایسے کسی کو بددعا دیتے ہیں

۔۔۔؟اسے زمل پر پہلی

بار تھوڑا غصّہ آیا لیکن زیحال کی نظریں دیکھ اس غصّے

کو اندر

ہی دبا گیا

اور جو اس نے کیا وہ۔۔۔؟زمل بی بی کو تو ہول اٹھ

رہے تھے جیسے

وہ اسکا دودھ شریک بھائی ہو

تو اس آدمی کے بھی کرتوت دیکھو۔۔۔ایک نمبر کا

کمینہ تھا سنے

گا اب میرے منہ سے دو چار۔۔۔"وہ صحیح تپ اٹھا

تھا

سب نے یاقوت کا اتنا ہارڈری ایکشن حیرت سے دیکھا

وہ بھلا کیوں

اتنا جل رہا تھا کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہاں سلمان بٹ کا

مجرم

موجود تھا

سب نے ایک خوش گوار ماحول میں کھانا کھایا کزیحال

کمرے میں

جانے سے پہلے اپنے آفس روم میں گیا تھا جہاں اسے

تھوڑا کام کرنا

تھا اسے وہاں دیکھ پا میر کچھ دیر کھڑا باہر سوچتا رہا کہ

اندر جا کر

بات کرے یا نہیں

پھر اسکے دماغ میں ایک آئیڈیا آیا وہ بالوں میں ہاتھ

پھیرتا شرٹ

ٹھیک کر کر اسکے آفس روم میں داخل ہوا اس پر ایک

سرسری سی

نگاہ ڈالتے زیحال لیپ ٹاپ پر ہی کچھ ٹائپنگ کرتا رہا

پامیر خاموشی سے ٹیبل کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھتا

ٹیبل پر

رکھے پین سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا

وہ اکثر ایسے کرتا تھا جب بھی کسی بات میں الجھا ہوا ہو

کہو جو کہنے آئے ہو۔۔۔"زیحال بات پر پامیر نے

چونک کر اسے دیکھا

وہ نہیں جانتا تھا کہ انکا باپ انکی ایک ایک حرکت

نوٹ کرتا

ہے

وہ۔۔۔میں چاہتا تھا کہ ہم۔۔۔گل آپا کی قبر پر جائیں

ایک بار۔۔۔"اس

کی بات سنتے زیحال کے لمحہ بھر کو ہاتھ رکے پامیر

اسکے چہرے

کو بڑی غور سے دیکھ رہا تھا جب اسے زیحال کے

چہرے پر تکلیف

رنگ آتے جاتے دکھائی دیے

چل لیتے ہیں۔۔۔" وہ جواب دے کر پھر سے لیپ

ٹاپ پر کام کرنے

لگا لیکن اس بار دھیان کام پر نہیں تھا اس سوال پر تھا جو

اس

نے زریاب سے کیا تھا

"گل کی قبر کہاں ہے۔۔۔گل کی موت کیسے ہوئی

"

یہ وہ سوال تھے جو آج بھی جواب کے بغیرادھورے

تھے

ٹھیک ہے میں ۔۔۔ کل زریاب لالا سے قبرستان کا پتہ

پوچھتا ہوں پھر

فاتحہ پڑھ آئیں گے ۔۔۔" وہ یہ کہتے اٹھ کھڑا ہوا

زیحال کچھ نہیں کہہ سکا اسکی تکلیف اس وقت لفظوں

میں

بیان کرنے سے قاصر تھی وہ خاموش رہا اسکی خاموشی

میں بھی

درد پامیر کو محسوس ہوا تھا کیسے نہ ہوتا جس پر فاتحہ پڑھی

جانی تھی وہ اسکی بہن تھی

پامیر آفس روم کے دروازے پر کھڑا مڑ کر کام کرتے ہوئے زیحال کو دیکھنے لگا

"ہم جائیں گے ضرور لیکن گل پر نہیں۔۔۔انکے دشمنوں پر فاتحہ

پڑھنے۔۔۔" وہ دل ہی دل میں سوچتا ارادہ مضبوط کر

کر وہاسے نکل

گیا کمرے تک آتے آتے اسکے شارپ مائنڈ نے پورا

آئیڈیا بنالیا تھا اور

ایسا آئیڈیا جواب صرف تباہی لے کر آتا اب سے گل

کے دشمنوں

کی الٹی گنتی شروع تھی

____

مشی کومل کے پاس تھی وہ اسے دوائیں کیسے لینی ہے

یہ بتا رہی

تھی پا میر کے کمرے میں آنے سے پہلے وہ اپنے

کمرے میں چلی گئی

تھی لیکن کمرے کے باہر پہنچتے اسکا دل زور سے دھڑکا

اندر یاقوت

تھا اور اس نے اب تک اسکے بعد سے یاقوت کا سامنا

نہیں کیا تھا

جو بہت مشکل تھا

وہ دھڑکتے دل کو قابو کرتی ہاتھ میں پکڑی میڈیسنز کو

مضبوطی

سے پکڑ کر کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی

جب اسکی

نظر یاقوت کی پیٹھ پر پڑی وہ وارڈروب میں سر دیے

کچھ

ڈھونڈ رہا تھا

مشی ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھتی بیڈ پر میڈیسن رکھ

کر اسے

دیکھنے لگی

ک۔۔۔ کیا ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔؟ اسے یاقوت

پریشان سا لگا تب ہی بے چین

ہوتی ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھائے پوچھنے

لگی

تب ہی یاقوت مڑ کر اسکی جانب دیکھنے لگا وہ از حد

سنجیدہ تھا

اسکے ہاتھ میں ایک باکس تھا جسے دیکھ مشی کچھ

ٹھٹھک سی

گئی

یاقوت نے باکس کی جانب دیکھا اور پھر مشی کو

یہ۔۔۔یہ کیا ہے۔۔۔؟ وہ ایک قدم آگے آتی اسے

دھیمی آواز میں

پوچھنے لگی

یاقوت خاموش رہا اور دھیرے سے آگے آکر باکس

بیڈ پر رکھتے

مشی کا ہاتھ تھام کر بیڈ پر بٹھایا وہ ہک دک سی اسے دیکھ

رہی

تھی

جب یاقوت پینٹ تھائیز سے اوپر کھسکاتے اسکے

سامنے فرش پر

دوزانوں ہو کر بیٹھا اور باکس اٹھا کر کن اکھیوں سے

دیکھنے لگا

جب اسے دیکھتے ہوئے اسکی آنکھوں سے دو موتی

ٹوٹ کر اس

باکس پر گرے مشی اسے بند دل کے ساتھ دیکھ رہی

تھی

یاقوت نے دھیرے سے اس باکس کو اوپن کیا جس

کے کھلتے مشی

کا جیسے سانس تک رک گیا اس میں اوپر ہی نیو بورن بیبی

کے

شوز دکھائی دے رہے تھے

مشی کو لگا جیسے وہ سانس نہیں لے رہی یاقوت نے

کانپتے ہاتھوں

سے وہ شوز نکالے جس کے نیچے ایک وائٹ شرٹ

دکھائی دی

تھی اس نے وہ بھی ڈھیرے سے نکال کر سیدھی

کرتے اپنی لیپ پر

رکھی

اسی میں بے بی کے ننھے ننھے ہاتھوں کے بریسلیٹ

تھے اتنے چھوٹے

کہ یاقوت کی مردانہ دو انگلیوں میں پورے آ گئے

اس نے جیسے ہی نگاہ اٹھا کر مشی کو دیکھا مشی وہی بے

جان ہو

گئی یاقوت کی آنکھیں سرخ تھیں اتنی کہ لگ رہا تھا

اب ان سے

خون چھلکے تھا آج ان پر کشش آنکھوں میں آنسوں جمع

تھے

میں ۔۔۔میں جب۔۔۔"اس سے بولنا مشکل ہو رہا

تھا دل بھاری ہوتے

پھٹنے کے قریب تھا

جب بھی۔۔۔بچوں کے لئے۔۔۔ک۔۔۔کچھ لاتا تھا

۔۔۔تو۔۔۔"ہونٹ

پھڑ پھڑائے منہ سے خاموش سسکی بر آمد ہوتی دیکھ

مشی کا دل

جیسے کٹ کر رہ گیا

تو میں یہ ۔۔۔ بھی ۔۔۔۔ لے ۔۔۔ لیتا تھا ۔۔۔۔ ج

۔۔۔ جانتا نہیں تھا کہ ۔۔۔ کبھی

انکو ۔۔۔ پہننے والا ۔۔۔ میری زندگی میں آئے گا

۔۔۔ بس لے کر رکھ لیتا

تھا ۔۔۔ "یہ بتاتے ہوئے وہ سر جھکا کر رو پڑا تھا مشی

اسے ایسے

روتے سے تڑپ کر اسکا چہرہ اپنے نازک ہاتھوں میں
تھام گئی
امید چھوڑ دی تھی۔۔۔۔کہ۔۔۔کہ میں ب
۔۔۔باپ بن س۔۔۔سکتا۔۔۔"وہ
نہیں کر پایا جملہ پورا اور سسک کر رو پڑا اسکو روتے
دیکھ مشی
بھی رو پڑی
تھینک یو سوچ۔۔۔تم نے۔۔۔تم نے مجھے۔۔۔آج
مکمل کر دیا۔۔۔"وہ

مشی کے ہاتھ تھامے کس تڑپ سے بولا تھا آج اسکی

حالت قابل رحم

قابل ترس تھی آج پتہ چل رہا تھا کہ وہ جو بظاہر دکھاتا

تھا کہ اسے

اولاد کے ہونے نہ ہونے سے کوئی غرض نہیں آج

پھوٹ کر باہر

آ رہا تھا آج تڑپ کر سب کو وہ تکلیف بتا رہا تھا جو اسکو

اندر سے پل

پل کھاتی تھی

وہ مشی کے سینے سے لگے اس تکلیف کو اپنے اندر سے

نوچ باہر

نکال رہا تھا ہاتھ میں وہ شوزاب بھی تھے وہ ننھی سی

جان جواب

تک وجود میں بھی نہیں آئی تھی ایک پورے مرد کو

اپنے لئے تڑپا

گئی تھی

میں ۔۔۔۔میں پوری دنیا تمہارے قدموں میں رکھ

دونگا۔۔۔۔میں ساری

زندگی تمہارا غلام رہوں گا۔۔۔میں۔۔۔"وہ تڑپ

کر جس طرح بول رہا

تھا رو رہا تھا مشی کو لگ رہا تھا اسکا دل پھٹ جائے گا وہ

آج اسکے

قدموں میں بیٹھا تھا

وہ کرتا تھا محبت بہت زیادہ۔۔۔لیکن آج وہ عشق میں

مبتلا ہو گیا

تھا آج وہ اس عورت کے قدموں میں آگیا تھا جس

نے اسکے وجود

کو مکمل کیا تھا اب پتہ چلا اولاد کی اہمیت اولاد کیا چیز

ہے

وہ پیچھے ہو کر مشی کو دیکھنے لگا اسکے آنسوں صاف کیے

اور

اسکے پیروں کو دیکھنے لگا

جو اس وقت سلیپرز میں مقید تھے یاقوت نے جیسے ہی

اسکے پیروں

پر ہاتھ رکھا مشی نے تڑپ کر پیر پیچھے کھینچ لئے

ن۔۔۔نہیں۔۔۔کیا کر رہے ہو۔۔۔؟ وہ تڑپ ہی تو
اٹھی تھی

یہاں میرے بچوں کی جنت ہے۔۔۔اسے چھونے
میں خوشی ہو گی

مجھے۔۔۔" وہ محبت سے دھیمے لہجے میں بولتا آج اسے

قدموں پر
بھی بوسہ دے گیا تھا مشی کو لگا وہ کسی اور ہی دنیا میں

ہے جہاں
سکون کی وادیاں ہیں

یاقوت اسے اٹھ کر دھیرے سے بیڈ پر بٹھاتے اسکی
میڈیسن دیکھنے
لگا مشی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اسے دیکھ رہی تھی
وہ روئے تو
بھی جان لبوں پر آجاتی اور جب وہ اتنا خاموش ہو
جائے تب بھی
دل بے چین ہو اٹھتا تھا
مشی کو اسکی دوائیں دیتے دھیرے سے بیڈ پر لٹایا اور
اسکے سر کو

تھپکنے لگا وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی پھر دھیرے

دھیرے اس

پر نیند کی غنودگی چھانے لگی اسے سلا کر یاقوت نے

اس پر

کفرٹر ٹھیک کرتے ایک نظر اسکی بیلی دیکھی

کتنی ہی دیر وہ دیکھتا رہا آخر میں جھک کر وہاں بوسہ

ثبت کیا

اور اٹھ کر باتھ روم چلا گیا شاور لیتے سفید شلوار قمیض

پہنے اور

بال خشک کرتے سر پر ٹوپی لی اور جائے نماز بچھاتے

اپنے رب کے

حضور کھڑا ہو گیا

آج بات صرف دو نوافل تک نہیں رہی تھی آج وہ

روتا گیا اور پڑھتا

گیا اسکا رب بھی اسے محبت سے دیکھ رہا ہو گا وہ ہمیشہ

یوں

اندھیرے میں اسکے پاس جا کر سب بتاتا کیوں نہ بتاتا

اسکے پاس

جب کوئی نہ تھا تب یہی اللہ پاک تھا اور آج جب
سب ہے تب بھی
یہی ہے اور یہی رہے گا جس کے قبضے میں سب کی
جان تھی

____

صبح کا سورج پھوٹ گیا تھا لوگوں میں ہلچل ہونے لگی
تھی سب
لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف تھے یہی سورج خان
حویلی کے

اوپر چڑھ آیا تھا

سیماب نے سب ملازموں کو سختی سے ہر کام کی تاکید

کرتے ناشتہ

بھی لگوادیا تھا جب اسکی نظر مردان خانے کی جانب

سے آتے

داراب پر پڑی

سیاہ رنگ کے شلوار قمیض پر سکن رنگ کی شال لئے

وہ تھکی تھکی

سی چال چلتے ہوئے اندر آرہا تھا سیماب نے حیرت سے

اوپر اسکے

کمرے کی جانب دیکھا مطلب وہ کل سے وہاں نہیں

گیا تھا

داراب۔۔۔"اسکے پکارنے پر داراب نے نگاہ اسکی

جانب اٹھائی قدم

وہی رک گئے

تم کدر سے آرہا ہے۔۔۔؟ اسکے سوال پر وہ کچھ دیر

خاموش رہا

جہنم سے۔۔۔"دل تو چاہا یہ جواب دے دے کیونکہ

نکاح کے بعد سے

اسے اپنا آپ اسی بھڑکتی آگ میں جلتا ہوا محسوس ہو

رہا

تھا

باہر تھا۔۔۔ناشتہ لگوادیں ڈیوٹی پر جانا ہے

۔۔۔"سرسری سے لہجے میں

جواب دیتے وہ تیار ہونے چلا گیا سیماب کو لگا وہ اب

اپنے کمرے

میں جائے گا لیکن یہ اسکی بھول تھی اس نے ملازم سے

کہہ کر

دوسرے کمرے میں وردی منگوالی تھی اور تیار ہو کر

ناشتے کی

ٹیبل پر آگیا تھا

یہ کیا۔۔۔تم ڈیوٹی پر جارہا ہے۔۔۔؟زریاب اسے

یونیفارم میں دیکھ

چونکے ان سے زیادہ انکے سوال پر اسے حیرت ہوئی

جی کیوں۔۔۔؟اس نے الٹا سوال کیا

تم کو تو ہنی مون پر جانا چاہئے تھا ناں۔۔۔" انکی بات

سن کر داراب

کی آنکھیں ایک دم سے پھٹی ایسے جیسے انہوں نے

کوئی انوکھی

بات کر دی ہو انوکھی تو تھی لیکن داراب کیلئے

انکی بات سن کر سیماب نے اپنی ہنسی بمشکل روکی

استغفر اللہ لالا۔۔۔ کوئی گھڑی قبولیت کی بھی ہوتی

ہے۔۔۔ دیکھ کر

بولیں۔۔۔" بس کانوں کو ہاتھ لگانے کی کسر باقی تھی

ہاں تو۔۔۔اب ایسا سب تو ہو گا۔۔۔اور کیا تم شادی

شدہ کنوارہ رہے

گا۔۔۔؟یا باہر منہ ماری کرے گا۔۔۔ایسا کیا تو ام تم کو

گولی سے

اڑادے گا۔۔۔۔''انکی دھمکی پر داراب بچارگی سے

انکو دیکھنے لگا

اگراس نے منہ مارنا ہی ہوتا تو پینتیس سال میں اب

تک مار چکا

ہوتا نہ صرف مارتا بلکہ دو چار پروڈکٹ بھی اپنے ساتھ

لئے گھوم

رہا ہوتا

برلاس اپنے کمرے میں موجود تھا ابھی نہا کر وہ تیار ہو

ہی رہا تھا

جب پامیر بنا ناک کئے اسکے کمرے میں آگیا برلاس

شرٹ لیس

تھا پامیر کو دیکھ اس نے گھوری سے نوازا

یہ مینرز تو نہیں ہیں۔۔۔کسی کے روم میں آنے کے

۔۔۔"وہ کسے بتا رہا

تھا یہ بات پامیر کو؟ یہ سوچ کر پامیر کو ہنسی آئی

بیٹا مینرز کی بات یہاں نہ کر۔۔۔میں بچپن سے اب

تک تو نے کتنے

رنگ بدلے ہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں۔۔۔"اسکی بات

پر برلاس توبہ

توبہ کرتا خود بھی ہنس دیا

میں حویلی جاؤنگا۔۔۔آج شاید۔۔۔تو چلے گا۔۔۔؟وہ

یہی پوچھنے یہاں

آیا تھا

نہیں۔۔۔میرا کام ہو گیا جو میں کرنے گیا تھا۔۔۔اب

آپ جاؤ۔۔۔"اسکا

رخ مرر سائیڈ تھا اور وہ شرٹ پہن رہا تھا

ہاں بیٹا۔۔۔جانتا ہوں کونسا کام۔۔۔لیکن تو نے بہت

غلط کیا دا جی کے

ساتھ۔۔۔"وہ واقعی افسردہ ہوا تھا

کیا کیا اس نے بابا کے ساتھ۔۔۔؟ دروازے پر

کھڑے زیحال کی آواز پر

دونوں یکدم سے اچھل کر پیچھے مڑے سانس تو جیسے

دونوں

کے ہی بند ہو گئے تھے وہ کب آیا تھا میٹر نہیں کرتا اس

نے جو سوال

کیا تھا اس پر دونوں کی گویا جان نکل گئی تھی

وہ چہرے پر از حد سنجیدگی لئے انکی جانب متوجہ تھا

کیونکہ یہ

بات وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھا کہ برلاس اسکے بابا

کے

ساتھ آخر کیا کر سکتا تھا جو اس نے کیا تھا وہ کبھی بھی

زیحال

کے وہم و گمان میں نہیں آ سکتا تھا اگر آ جاتا تو جس

طرح یہاں کے

حالات تھے نہ ہوتے

پامیر سانس روکے اسے دیکھتا دل ہی دل میں خیر کی

دعائیں کرنے

لگا برلاس بظاہر نارمل کھڑا تھا لیکن اندر سے تھوڑا

خوف زدہ بھی

تھا کیونکہ پوری دنیا میں اگر وہ کسی سے ڈرتا تھا تو وہ تھی

اسکے

باپ کی ناراضگی جو وہ کسی طور برداشت نہیں کر سکتا

تھا

میں نے کچھ پوچھا ہے دونوں سے۔۔۔؟ انکو خاموش

دیکھ زیحال نے

آبرو اٹھا کر ان دونوں کو مخاطب کیا جس پر دونوں کا ہی

سانس

نکل گیا

وو۔۔۔وہ برلاس داجی کی خیریت نہیں پوچھ کر آیا تھا

ناں۔۔۔بس

یہی۔۔۔میں یہی کہہ رہا تھا کہ اچھا نہیں کیا

۔۔۔"پامیر نے ہکلاتے

ہوئے بمشکل جھوٹ بولا وہ کبھی اپنے باپ کے سامنے

جھوٹ نہیں

بولتے تھے لیکن آج جب بولا تو زبان بھی لڑکھڑا کر بتا

گئی کہ وہ

ساتھ نہیں دے گی

زیحال پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے دونوں کو سرد
نگاہوں سے

دیکھ رہا تھا وہ نئے لوگوں کے چہرے پڑھ لیتا تھا یہاں تو
اسکے

ہاتھ کی پالی ہوئی اولاد تھی

پامیر اسکے سرد تاثرات دیکھ خود ہی اپنی بات پر گڑ بڑا
گیا جانتا

تھا وہ جھوٹ پکڑ چکا ہے لیکن کچھ کہے گا نہیں خاموشی
سے بس

سچ بولنے کا موقع دے گا

بابا سائیں کے ساتھ تم کیا کر سکتے ہو برلاس۔۔۔؟ وہ

اب بھی نہایت

سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا کیونکہ پچھلے دنوں کی کہانی

اسکے

ذہن میں گردش کر گئی تھی اسکے باپ کو غلط دوائیں

دی گئی

تھی لیکن وہ تو بیلا نے کیا ہو گا برلاس کیوں کرے گا

بھلا اسے یقین

تھا اپنی تربیت پر تب ہی اپنے اعصاب ڈھیلے چھوڑ کر

کھڑا انکے

جواب کا منتظر رہا

مم۔۔میں نے۔۔۔"برلاس نظریں جھکائے بولنا

شروع ہوا ہی تھا کہ پامیر

نے پیچھے سے ہاتھ ہلا کر اسے منع کیا وہ جانتا تھا یہ سچ

جاننے

کے بعد کیا ہو گا تب ہی اسکی جان نکل رہی تھی

بولو۔۔۔"زیحال کو اسکی خاموشی کھٹکی تھی

مم۔۔۔میں نے انکو۔۔۔وو۔۔۔وہ نسوار دی تھی

۔۔۔"اسکی بات پر پامیر

نے منہ پر ہاتھ رکھتے جیسے سانس تک روک لی یہی

حال یا پھر

اس سے برا حال برلاس کا تھا جس کے ماتھے پر

ٹھنڈے پسینے کے

قطرے چمکنے لگے تھے زیحال تو گویا یوں تھا جیسے کسی

نے اسے

بغیر لباس کے یک برفیلی جگہ پر دبا دیا ہو وجود پتھر اگیا

تھا ہر

حس جیسے کام کرنا بند کر گئی تھی آنکھیں پھٹی اور ان

میں امڈ

کر آئی بے یقینی

برلاس کی ہمت بھی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ نظر اٹھا کر

اسے دیکھ

ہی لے کہ وہ کس حال میں کھڑا ہے

پامیر بے چین سا خوف زدہ زیحال کی پیٹھ دیکھتا رہا

جیسے کچھ

بولنے کی ہمت کر رہا ہو لیکن بول نہ پا رہا ہو اس نے

گہری سانس لی

اور آگے آتا زیحال کے ساتھ کھڑا کبھی برلاس کو

دیکھے کبھی

زیحال کو

بب۔۔۔بھائی۔۔۔اس سے۔۔۔ غلطی ہو گئی

۔۔۔و۔۔۔" وہ برلاس کی حمایت

میں کچھ بولنے ہی لگا تھا جب زیحال کے ہاتھ کھڑا

کرتے وہ وہی

خاموش ہو گیا

زیحال کی آنکھوں کے ڈورے اس وقت گلابی پڑنے

لگے تھے وہ ایک

قدم مزید آگے آتا برلاس کے مقابل ہوا اسکے سرد

تاثرات دیکھ پامیر

نے جلدی سے اپنا موبائل نکال کر یاقوت کو کال کی

وہی تھا جو

زیحال خان کے اٹھتے وبال کو دبانا اچھے سے جانتا تھا

کیوں۔۔۔؟ صرف ایک لفظی سوال اسکے پیچھے وہ کتنا

ضبط خود

پر کر رہا تھا یہ اسکی آنکھیں بتا سکتی تھیں

بر لاس خاموش رہا اسکے پاس الفاظ نہیں تھے کمرے

میں اس وقت

سناٹا سا چھا گیا تھا

میں نے پوچھا کیوں۔۔۔؟ اب پر زیحال کی دھاڑ

کمرے میں گونجتی

اسکی در و دی وار کو ہلا کر رکھ گئی بر لا س ڈر کر ایک قدم

پیچھے

ہٹ گیا سراب بھی جھکا ہوا تھا وہ چیخ رہا تھا اسکا باپ

چیخ

رہا تھا

بب۔۔۔بھائی۔۔۔"پامیر نے کچھ بولنے کی کوشش

کی لیکن ناکام ہو

گیا وہ اس معاملے میں بے بس تھا

وو۔۔۔وہ۔۔۔آپ کو۔۔۔آپ کو۔۔۔ڈ

۔۔۔ڈانٹ۔۔۔ر۔۔۔"اس سے نہیں ہوا

جملہ پورا اسکی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر

گئیں

باپ ہے وہ میرا۔۔۔"زیحال ایک ایک لفظ پر زور

دیتے اسکے منہ پر

غرلایا تھا

باپ۔۔۔اور باپ ڈانٹ بھی سکتا ہے اور مار بھی

سکتا ہے۔۔۔"وہ کیسے

بتارہا تھا؟جو یہ بات صرف اپنے لئے مانتا تھا کوئی اسکے

باپ کو

کچھ کہے تو اس سے برداشت نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ

برلاس شاہ کا

باپ تھا اسکا سب کچھ

مم۔۔۔مجھ سے۔۔۔نہیں ہوا برداش۔۔۔"جملہ پھر

ادھورا رہ گیا جب

زیحال کی دھاڑ پر وہ سہم کر کھڑا ہو گیا

شٹ اپ۔۔۔۔جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔"زیحال کا

ہاتھ اٹھتے اٹھتے رہ گیا تھا

اسکی گرج دار آواز پر پامیر تک کا دل اچھل کر حلق

میں آگیا تھا

اس نے زندگی میں پہلی بار زیحال کو اس طرح بات

کرتے دیکھا

تھا وہ تو دشمنوں کو بھی بڑے ٹھنڈے انداز میں ختم

کرتا تھا تب ہی

تو مشہور تھا کہ وہ خاموش سمندر ہے خاموشی سے

سب نگلتا ہے

لیکن آج یہ سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا آج اس میں

طغیانی سا طوفان

برپا ہو گیا تھا کیوں نہ ہوتا اسے اتنی زور کا جھٹکا لگا تھا

جس کا

کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا

اتنے میں یاقوت بھی وہی آ گیا وہ باہر چلا گیا تھا جب

پامیر کی کال

پر اس نے زیحال کی آواز سنی وہ وہی سے گاڑی موڑ کر

واپس گھر

آگیا تھا

باپ ہے وہ میرا۔۔۔ تم نے انکی جان لینے کی کوشش

کی۔۔۔انکی۔۔۔؟

وہ بے یقین تھا آواز بلند تھی بر لا اس نے تڑپ کر سر

نفی میں ہلایا

اسکا ارادہ انکو جان سے مارنے کا نہیں تھا اس نے

صرف اتنا ڈوز

رکھا کہ وہ جب بھی بپھرنے لگے انکا بی پی لو ہو جائے

جسے بر

وقت سمبھالا جا سکتا تھا

بھائی۔۔۔"یاقوت آگے آتا کچھ کہنے ہی والا تھا جب

خاموش۔۔۔"زیحال کی دھاڑ پر اپنے قدم وہی

روک لئے آج وہ کسی

کو بیچ میں نہیں آنے دے سکتا تھا

تمہارا جنون دن بہ دن سر چڑھ کر بولنے لگا ہے

۔۔۔انکے ساتھ تم نے

ایسا کیا۔۔۔آئی کانٹ بیلیو۔۔۔۔میری ہی تربیت

خراب تھی۔۔۔جو تم

ایسے نکل آئے۔۔۔"اس بات پر برلا اس نے تڑپ کر

سرخ آنکھوں سے

اسے دیکھا آج اسکی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے

بہہ رہا تھا وہ

اتنی آسانی سے روتا نہیں تھا لیکن آج تو جیسے اسکا دل

چیر دیا

گیا تھا

وہ جان سے جا سکتے تھے۔۔۔ کچھ بھی ہو سکتا تھا

۔۔۔"اسکی آواز

بلند سے بھی بلند ہوتی جا رہی تھی آج ہر حد پار ہو گئی

تھی

وہ کبھی نہ چلاتا وہ ٹھہری ہوئی طبعیت کا مالک تھا لیکن

اس وقت

وہ اپنے حواس کھو رہا تھا دماغ کی رگیں پھڑ پھڑانے لگی

تھیں

جیسے اس بات کا اسے زیادہ شاک لگا ہو یہ سب کرنے

والی اسکی

اپنی اولاد تھی

تم نے اچھا نہیں کیا۔۔۔"ایک دم لہجہ دھیما پڑا

برلاس نے تڑپ کر

روتے ہوئے سر نفی میں ہلایا

تم نے اچھا نہیں کیا۔۔"اس نے آخر میں دھاڑتے

ہوئے ٹیبل پر پڑا

واس اٹھا کر زمین پر دے مارا

دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔دوبارہ مجھے اپنی شکل مت

دکھانا۔۔۔"یہ

الفاظ اور اسکا لہجہ بہت سخت اور جان لیوا تھے یاقوت

اور پامیر

نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا

آج جیسے کسی نے آسمان پاشا ولا پر ڈھا دیا تھا یہ وہ بھائی

تھے

جن کی اونچی آواز آج تک دیواروں نے بھی نہیں سنی

تھی اور آج

لوگ سن رہے تھے

بھائی چلیں یہاں سے۔۔۔پلیز۔۔۔چلیں

۔۔۔"یاقوت اسکا ہاتھ زبردستی

پکڑ کر باہر لے جانے لگا اسکا لے جانا ضروری تھا اس

سے پہلے

زیحال اپنے حواس کھو بیٹھتے ہوا ایسا کچھ کہہ دے جسے

رہتی

زندگی تک ٹھیک نہیں کیا جا سکتا تھا

زیحال کی شعلہ بار نگاہیں اب بھی برلاس پر ہی ٹکی

تھیں یاقوت

اسے کھینچ کر باہر لے گیا انکے جاتے پا میر نے بے بسی

سے برلاس کی

جانب دیکھا جو اپنی جگہ پتھر اسا گیا تھا جس کے کانوں

میں صرف

ایک ہی آواز گونج رہی تھی

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔دوبارہ مجھے اپنی شکل بھی

مت دکھانا"

یہ الفاظ آج گویا برلاس شاہ کو مار گئے تھے کوئی اسکی تکلیف کا

اندازہ نہیں کر سکتا تھا کوئی بھی نہیں

وہ چیخا تھا اس پر جس نے آج تک کسی کو اس پر چیخنے نہیں دیا

تھا کیونکہ جانتا تھا وہ چیختے ہوئے لوگوں کو دیکھ پینک ہوتا

ہے اور پینک ہو کر وہ کچھ بھی کر گزرتا ہے یہاں وہ کچھ نہیں کر

سکتا تھا کیونکہ سامنے اسکا باپ کھڑا تھا اور اگر یہاں

کچھ نہیں

کر سکتا تھا تو یقیناً اپنے ساتھ ہی کچھ کر گزرتا

پا میر نے آگے آکر اسے خود سے لگا لیا لیکن بر لاس

میں کوئی حرکت

نہیں ہوئی وہ اسی طرح پتھر بنا کھڑا دروازے کو دیکھ

رہا تھا

بھائی غصّے میں تھے۔۔۔ خیر ہے کہہ دیا تو۔۔۔ جب

آئیں گے تو معافی

مانگ لیں گے ہم۔۔۔" وہ پیار سے اسکے آنسوں

صاف کرتے بالوں میں

ہاتھ پھیر کر سمجھانے لگا

مم۔۔۔میں یہاں۔۔۔ نہیں رکوں گا۔۔۔" اسکی

آواز کانپ رہی تھی

پاگل ہے۔۔۔ کہاں جائے گا۔۔۔یہ گھر ہے تیرا

۔۔۔بھائی غصّہ میں تھے کہہ

دیا تو کیا ہوا۔۔۔ باپ اولاد کو مار تک دے تو بڑی بات

نہیں۔۔۔" اسکی

بات سن کر تو پامیر کے اوسان خطا ہو گئے تھے

برلاس نے اسکی جانب سرخ متورم آنکھوں سے

دیکھا اسکی

آنکھوں میں ٹھہری سرد مہری دیکھ پامیر ٹھٹھک گیا

تھا

برلاس بے دردی سے اپنے آنسوں رگڑتا لمبے

ڈھینگ بھر کر باہر نکل

گیا

برلاس۔۔۔میری بات سن۔۔۔"پا میر اسکے پیچھے

دوڑا گیا لیکن وہ سپیڈ

سے باہر نکل گیا پا میر اسکے پیچھے باہر پورچ تک آیا لیکن

پھر بھی

وہ ہاتھ سے نکل گیا

کیا ہوا۔۔۔؟برلاس کہاں گیا ہے۔۔۔؟زمل آج گھر

تھی کومل کا ہوسپٹل

جانا ضروری تھا اسی لئے مشی کی دیکھ بھال کیلئے وہ رک

گئی

گئی

پا میر پریشان سا کھڑا سوچتا رہا اس نے کسی کو کال کی لیکن

شاید وقت ہی خراب چل رہا تھا تب ہی مقابل نے بھی فون نہیں

اٹھایا وہ اس وقت برلاس کیلئے ٹھیک ٹھاک پریشان ہوا تھا خود بھی

پیچھے جا نہیں سکتا تھا کیونکہ برلاس کو اچھے سے جانتا تھا

اسے

دیکھ وہ اور غصّے میں آ سکتا تھا اور پامیر نہیں چاہتا تھا وہ

غصّے میں کچھ کر بیٹھے

\-------------

کمرے کی کھڑکی سے سورج کی روشنی چھنک کر اندر آ

رہی تھی

یہاں بلائے گئے ڈاکٹرز اب تک یہی موجود تھے اور

چاہ کر بھی یہاں

سے نہیں جا سکتے تھے کیونکہ جب تک پامیر سلطان

اجازت نہ دیتا

ان میں ہمت نہ ہوتی یہاں سے ایک قدم بھی باہر

نکالنے کی

کومل بھی یہی آگئی تھی اس نے پہلے زرتشم کو چیک کیا

وہ ہوش

میں تھی اور سب دیکھ بھی رہی تھی لیکن اسکے جسم

میں اس

وقت کوئی بھی حرکت نہیں ہی رہی تھی سب کچھ

جیسے سن ہو

چکا تھا

کومل نے اسکے لئے پرہیزی کھانا تیار کروایا لیکن اتنی

کوششوں

کے بعد بھی زرتشم نے وہ کھانا نہیں کھایا بس لب

بھنیچے کومل کو

دیکھتی رہی

کھالیں آپ۔۔۔ویکنیس ہورہی ہے آپ کو۔۔۔"

وہ پیار سے اسے

سمجھاتی کھانے کی چمچ پھر سے اسکے آگے کرگئی

لیکن اس بار بھی زر تشم نے منہ نہیں کھولا بس ساکت

نظروں سے

اسے دیکھتی رہی

ڈاکٹر انہوں نے میرے ہاتھ سے بھی نہیں کھایا تھا

پھر ڈاکٹر برہان

نے انکو کھلایا تھا۔۔۔" پیچھے کھڑی نرس نے اسے اس

دن کا بتایا جس

پر کومل حیران سی زر تشم کو دیکھنے لگی

انہوں نے کھالیا تھا تب۔۔۔؟ یہ سوال پوچھتے ہوئے

بھی اسکی حیران

کن نظریں زرتشم پر تھیں

جی ڈاکٹر۔۔۔ کھالیا تھا۔۔۔"زرتشم دونوں کو دیکھتی

انکی باتیں

سن رہی تھیں

کومل خاموشی سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں گئی

جہاں ڈاکٹر

برہان کے ساتھ اور ڈاکٹرز بھی موجود تھے وہ ان کے

پاس آکر کھڑی

ہوگئی جب ڈاکٹر برہان نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا

آپ کی پیشنٹ کھانا نہیں کھا رہی۔۔۔کیا کرنا چاہیئے

۔۔۔؟ وہ نہایت

سنجیدگی سے آبرو اٹھائے پوچھ رہی تھی

اسکی بات پر ڈاکٹر برہان کچھ دیر کیلئے سوچ میں پڑ گئے

پھر انہوں

نے ایک ڈاکٹر کو بلایا وہ فورا سے اٹھ کر انکے پاس آگیا

مجھے انکے روم میں لے کر چلو۔۔۔"خون زیادہ بہہ

جانے کی وجہ سے

ان میں کمزوری اس حد تک ہو گئی تھی کہ وہ ٹھیک

سے خود اٹھ

بھی نہیں پا رہے تھے آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے پڑ چکے

تھے

رنگت بھی جیسے ماند پڑ گئی تھی

وہ ڈاکٹر انکو سہارا دے کر اس کمرے میں لائے جہاں

زرتشم تھی اور

لاتے اسکے ساتھ والے سنگل بیڈ پر بٹھا دیا

کھانا کیوں نہیں کھا رہی آپ۔۔۔؟ آتے ساتھ گہری سانسیں لیتے خود

کو نارمل کر کر پوچھا زرتشم انکو بھی بس دیکھتی رہی

کمرے میں

ان دونوں کے علاوہ صرف کومل تھی

مجھے دیں اٹھا کر۔۔۔یہ بہت ضد کرنے لگی ہیں

۔۔۔جیسے کوئی آئرن

لیڈی ہوں۔۔۔ایسے کرتے ہیں۔۔۔؟ وہ ڈپٹتے

ہوئے اسے ساتھ خود سے

کھلانے بھی لگے زرتشم بنا پلکیں جھپکائے انکو دیکھتی

منہ کھول

گئی

یہ دیکھ کومل کو حیرت سی حیرت ہوئی وہ لڑکی صرف

انکی بات

مانتی تھی انکے ہاتھ سے کھانا کھاتی تھی تو کیا صرف

ہمدردی کا

رشتہ تھا یہ ؟ وہ بے اختیار سوچنے لگی

ویسے۔۔۔یہ بھی صرف آپ کی بات مانتی ہیں

۔۔۔اور آپ اب بھی کہیں

گے کہ یہ ہمدردی ہے۔۔۔؟ وہ ہاتھ باندھے دلچسپی

سے پوچھنے لگی

ڈاکٹر برہان نے اسکی جانب دیکھا پھر زیر تبسم کو اسکی

بات پر وہ

خود ہی گڑبڑا سے گئے

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔آپ انکے سامنے ایسی بات نہ

کریں۔۔۔"،وہ

احتیاط برتتے کومل کو خاموش رہنے کا اشارہ کر گئے

کیوں نہیں ہے۔۔۔؟آپ کو بھی تو کسی لائف پارٹنر

کی ضرورت ہے۔۔۔

وہ یہ کیوں نہیں۔۔۔؟اسے ڈاکٹر برہان سے بہتر

زرتشم کو چاہنے والا

کوئی نہیں مل سکتا تھا وہ شخص منہ سے زیادہ اپنے عمل

سے اس

بات کو ظاہر کرتے تھے

میں کسی کو پسند کرتا ہوں مس کومل۔۔۔بہتر ہو گا

آپ اس بات کو

یہی ختم کر دیں۔۔۔" یہ گویا دھماکہ کومل کے سر پر

ہوا تھا زرتشم

تو بنا کوئی تاثر دیے انکو ہی دیکھ رہی تھی

کومل کو جیسے اپنی سماعتوں پر یقین سا نہیں آیا وہ بے

یقین سی

نظروں سے انکو دیکھے گئ

کمرے میں خاموشی سی چھاگئی تھی جیسے کوئی سانس

بھی نہ

لے رہاہو

ڈاکٹر برہان نے اس بار جیسے ہی زرتشم کی جانب چمچ

بڑھائی اس

نے لب زور سے بھینچ لیئے اور انکی پتھرائی نگاہوں

سے انکو دیکھے

گئی

کھائیں مس زرتشم۔۔۔"انھوں نے جیسے اسکی توجہ

اس جانب کروائی

لیکن وہ منہ بند کرچکی تھی

پیٹ بھر گیا۔۔۔؟وہ یہی سمجھتے اس سے پوچھنے لگے

دل بھر گیا۔۔۔"جواب زرتشم کاکومل کی جانب سے

آیا تھاڈاکٹر

برہان ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے

مم۔۔۔مطلب۔۔۔؟وہ واقعی نہیں سمجھے تھے تب

ہی استفساریہ

پوچھنے لگے

کچھ نہیں۔۔۔پیٹ بھر گیا ہو گا انکا۔۔۔آپ اپنے

روم میں ریسٹ کریں

یہاں میں ہوں۔۔۔"اسکا لہجہ بلکل سرد تھا ڈاکٹر

برہان کو سمجھ

نہیں کہ ایسا کیوں

لیکن وہ خاموشی سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگے پورا

جسم جیسے

کانپنے لگا تھا پوری طاقت صرف اٹھنے پر ہی لگ رہی
تھی کومل

کمرے سے باہر نکل گئی اسکے جاتے ہوئے ڈاکٹر برہان
کو اسکے

چہرے پر ناراضگی کے اثرات دکھائی دیے تھے جو
انہیں پریشان
کرنے کو کافی تھے

وہ چیزوں کا سہارا لے کر کمرے سے باہر آئے اور
متلاشی نگاہوں سے

کومل کو تلاش کرنے لگے جو سامنے ہی باہر سوئمنگ

پول کے کنارے
بیٹھی نظر آگئی تھی

انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے ایک گارڈ کو بلایا جو

فورا سے انکے

پاس آگیا اسکا سہارا لے کر وہ دھیرے دھیرے کومل

کے پاس گئے

اور جا کر ایک کرسی منگوا کر اسکے پیچھے ذرا فاصلے پر

بیٹھ

لگئے کومل آہٹ پر بھی نہیں مڑی

آپ ناراض ہیں۔۔۔؟ وہ دھیمے لہجے میں پوچھتے اسکے

جواب کا

انتظار کرنے لگے لیکن جواب ملا نہیں

آپ ایسے کیوں کر رہی ہیں۔۔۔؟ کومل کی خاموشی

انہیں اچھی نہیں

لگی تھی

یہی میں آپ سے پوچھوں۔۔۔؟ آپ ایسا کیوں کر

رہے ہیں۔۔۔؟ وہ مڑ کر

الٹا ان سے سوال کرنے لگی جس پر ڈاکٹر برہان خود ہی

گڑ بڑا

گئے

ک۔۔۔کیا کر رہا ہوں میں۔۔۔؟ نہ سمجھی سے پوچھا

ایک لڑکی کے جذبات کے ساتھ کھیل رہے ہیں اور

پوچھ رہے ہیں کہ

کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟ وہ بے یقین تھی جبکہ اسکی بات

پر ڈاکٹر برہان

کو جھٹکا سا لگا

ک۔۔۔کیا جذبات ؟میں نے کب۔۔۔؟ وہ حیرت

کے مارے پورا سوال بھی

نہیں کر سکے انہوں نے تو کبھی کسی لڑکی کے جذبات

کے ساتھ

نہیں کھیلا تو یہ الزام کیوں لگ رہا تھا

جو آپ زرتشم کے ساتھ کر رہے ہیں اسے جذباتوں

کے ساتھ کھیلنا ہی

کہتے ہیں ڈاکٹر برہان۔۔۔ایک دکھوں کی ماری لڑکی کو

آپ تکلیف

سے راحت دلوائیں اپنوں سے بڑھ کر اسکا خیال کریں

احساس کریں

تو یہ عورت کی فطرت میں ہوتا ہے کہ وہ اسی کی جانب

دل سے

مائل ہونے لگتی ہے اور وہ معصوم تو نجانے کب سے

یہ سب برداشت

کر رہی ہے۔۔۔" وہ اف سردہ تھی اسکی بات پر ڈاکٹر

برہان کچھ بول

بھی نہیں سکے الٹا سوچ میں پڑ گئے جیسے اپنی غلطی

ڈھونڈ

رہے ہوں

اسکا پیٹ نہیں بھرا تھا اس بات پر غور کیجئے گا۔۔۔اور

اگر آپ

واقعی اس میں انٹرسٹڈ نہیں تو پلیز اسکے ساتھ صرف

ڈاکٹر کی

طرح رہیں۔۔۔اور کوئی ڈاکٹر اپنے پیشنٹ کیلئے

گولیاں کھا کر نہیں

بیٹھتا۔۔۔" وہ انہیں گویا آئینہ دکھاتی اٹھ کر اندر چلی گئی

جبکہ ڈاکٹر برہان کے کانوں میں صرف ہوا سائیں سائیں کر رہی تھی

وہ کچھ نہ کر کر بھی مجرم ٹھہر گئے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یاقوت گویا سانس روک کر بیٹھا تھا زیحال آفس میں بیٹھا کب سے

کہنی ٹیبل پر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھا اسے

اب تک جیسے

یقین سا نہیں آرہا تھا کہ برلاس اس حد تک بھی جا سکتا

ہے

ریلیکس بھائی۔۔۔بچہ ہے وہ۔۔۔"یاقوت نے ایک

آخری کوشش کی اسے

پرسکون کرنے کی لیکن اس نے اس بار بھی غصّیلی

نگاہوں سے

اسے دیکھا

بچے ایسے کام نہیں کرتے۔۔۔اس نے بابا کے ساتھ

بہت غلط کیا ہے ان

کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟ وہ اب بھی بے یقین سا شاک

میں تھا

یاقوت کو سمجھ نہیں آئی کیا کہے جب اسکے موبائل پر

رنگ ہونے

لگی پامیر کی کال دیکھ اس نے فورا اسے کال پک کرلی

بھائی۔۔۔ برلاس گھر سے بہت غصّے میں نکلا ہے میں

نے اسکے دوستوں

سے بھی معلوم کیا ہے لیکن کس کو اسکا پتہ نہیں

۔۔۔"وہ آواز سے ہی

پریشان لگ رہا تھا

کیا۔۔۔؟ کہاں چلا گیا۔۔۔ تم نے روکا کیوں نہیں

۔۔۔؟ وہ پریشان سا اٹھ

کھڑا ہوا زیحال مے سر اٹھا کر اسے دیکھا چہرے پر از

حد پریشانی

تھی

میں ابھی آیا۔۔۔" کہتے اس نے کال جیسے ہی کٹ کی

زیحال کی

آواز پر اسکی جانب متوجہ ہوا

کیا ہوا۔۔۔؟

برلاس کہیں چلا گیا اور پتہ بھی نہیں کہاں گیا ہے

۔۔۔" وہ فکرمند

ہوتا اپنے موبائل میں کچھ لوگوں کو ٹیکسٹ کر رہا تھا

زیحال کچھ دیر خاموش رہا یا قوت کو دیکھتے ہوئے پھر

گہری

سانس خارج کی

یاقوت چلا گیا تھا اسکے جاتے آفس میں گہرا سناٹا پھر

سے چھا گیا

زیحال کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس بارے میں سوچتا رہا

اسے رہ رہ کر

وہ دن یاد آرہا تھا جب اسکا باپ آخری سانسیں لے رہا

تھا خدا نے

انکی زندگی اور لکھی تھی اس لیے وہ بچ گئے تھے

اسکے دل کو آج ٹھیس پہنچی تھی اتنی کہ پہلی بار اسے

برلاس کی

فکر نہیں ہوئی تھی

حویلی میں اس وقت زریاب اور داراب موجود نہیں

تھے جسے یقینی

بناتے وہاج وہاں آیا تھا اسکے ساتھ آئے گارڈز باہر ہی

رک گئے تھے

وہ شال ٹھیک کرتے اندر آئے اور نوشیر وال خان کو

ڈھونڈنے لگے جب

نظر کمرے سے نکلتی سیماب پر پڑی وہ اپنے ہی دھیان

میں آرہی

تھی اس وقت حویلی میں چونکہ مرد نہیں تھے اسی

لئے وہ بالوں کو

جوڑے کی شکل میں قید کر کر دوپٹے کو سائیڈ

کندھوں پر گرائے

تیار ہوئی لاؤنج کی جانب آرہی تھی

اسے دیکھ تو جیسے وہاج خان کی دنیا ہی رک گئی تھی وہ

شل

ساکت کھڑے اسے دیکھتے رہے کتنے دنوں بعد اسے

دیکھ رہے تھے دل

کی حالت تو جیسے بگڑنے ہی لگی تھی وہ سب حواس کھو

بیٹھے

تھے جب سیماب کی نظروں سے پہلے کسی نے وہاج کا

بازو پکڑ کر

انہیں ایک پلر کی جانب کھینچ لیا وہ ہکا بکا سے بیلا کو

دیکھنے لگے

جو غصّیلی نظروں سے انکو دیکھ رہی تھی

کیا کر رہا ہے تم لالا۔۔۔" اسکی آواز دبی ہوئی سرگوشی

نما تھی

اگر زریاب خان کو پتہ چلا تو ادر کھڑے کھڑے تم کو

گولی مار دے

گا اسکی عورت کو ایسے نظروں سے دیکھنے پر۔۔۔" وہ

سرگوشی

نما انداز میں اسے باور کرنے لگی زریاب کے نام پر تو

جیسے وہاج

خان کے زخم پھر سے تازہ ہو گئے تھے

اسکو تو ام گولی مار دے۔۔۔امارا خوشی پر سانپ بنا بیٹھا

ہے۔۔۔"ان

کی آواز میں غرلاہٹ تھی جب سیماب اسی جانب آتی

دونوں کو

کھڑے دیکھ بری طرح سے چونکی اور جھٹ سے

دوپٹہ سر پر

لینے لگی

تم دونوں۔۔۔؟ وہ حیران سی حیران تھی وہاج کو یہاں

وہ بھی بیلا

کے ساتھ دیکھ

اسے دیکھتے ساتھ وہاج خان بیلا کی کہی بات بھول گئے

انہیں پھر

کوئی نظر آ رہی تھی تو وہ تھی یہ عورت جو انکا پہلا اور

شاید

آخری عشق تھی

لالا ہے امارا ام سے ملنے آسکتا ہے۔۔۔ تم کو کیا تکلیف

ہے۔۔۔؟ بیلا کے

لہجے میں حقارت سی امڈ آئی

تو تم دا جی کے کمرے میں جاؤ ادر کیوں کھڑا ہے

۔۔۔"وہ از حد

لہجے کو نارمل رکھتی بول کر آگے بڑھ گئی وہاج خان کی

نظریں

اسی کا پیچھا کرتی گئیں جب بیلا نے کہنی مار کر انکو اپنی

جانب متوجہ کیا

تم پکا مرنے کے ارادے سے آیا ہے۔۔۔ چلو کاکا کے

کمرے میں۔۔۔" وہ

ڈرتی ہوئی وہاج کا بازو پکڑ کر اسے نوشیر وال کے

کمرے میں لے گئی

مورے کل ہی پاکستان چلی گئیں تھیں کچھ دنوں کیلئے

اس لئے

بھی حویلی میں فسوں خیزی سی چھا گئی تھی

ام کو بتایا بالا نے۔۔۔ نکاح کے بارے میں۔۔۔ ام

کو برا لگا کاکا۔۔۔ تم نے

ایسا کیا۔۔۔"وہ جس مقصد کیلئے یہاں آیا تھا اسی کو فورا

سے

شروع کر گیا بیلا انکے لئے کھانے پینے کی تیاری کرنے

چلی گئی

تھی

کیوں۔۔۔؟ تم کو برا کیوں لگا۔۔۔وہ منگیتر تا داراب کا

اس نے کر لیا

نکاح۔۔۔"نوشیر وال کو انکا اس مسلے پر بولنا جیسے بھایا

نہیں

تھا

ایسی بات نہیں ہے کاکا۔۔۔آپ امارا بڑا ہے

۔۔۔امارے بابا کی جگہ آپ

کا حکم سر آنکھوں پے۔۔۔"وہ سر جھکائے ادب کے

ہر قرینے کو پار

کر گیا یہی لہجہ تھا جو خود نوشیر وال خان کی اولاد نہیں

اپنا

سکتی تھی کیونکہ وہ حق پر تھے منافق ہوتے تو یہی لہجہ

اپناتے

لیکن انکو انسان سے زیادہ اپنے رب کی نظر میں گرنے

سے ڈر لگتا

تھا جسے منافق لوگ ہر گز پسند نہ تھے

انکو بیٹھے کچھ دیر گزری ہی تھی کہ زریاب بھی وہی آ

گئے آتے

ساتھ بنا کچھ کہے ایک صوفے پر بیٹھ گئے انکے تنے

اعصاب اور تیور

دیکھ وہاج کو بات کرنا مشکل لگ نے لگا تھا جو بات وہ

یہاں اکر نے

آئے تھے

امارے ادر مہمانوں سے سلام کرنے کا رواج اب بھی

ہے زریاب۔۔۔"

داجی نے جیسے انہیں احساس دلایا

ام شیطانوں پر سلامتی نہیں بھیجتا بابا۔۔۔اسکو پوچھو

ادر کیا لینے

آیا ہے۔۔۔"وہ تلخ نظروں سے وہاج خان کو دیکھتے

غرلائے تھے

دروازے کے باہر سیماب کی نظریں اندر بیٹھے اپنے

خان پر تھی جو

اسکے کال پر ایک بار بتاتے کہ "وہاج خان" آیا ہے آ

گئے تھے یہی اگر

بالاج ہوتا تو انکو گھنٹہ فرق نہ پڑتا لیکن وہ وہاج کی

نظروں میں

حوس بھانپ چکی تھی ہاں اب وہ حوس ہی تھی جو ایک

شادی

شدہ عورت کو ان ندیدی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے

سیماب انکے لئے خود کافی بنانے چلی گئی تھی آخر کو

جب بھی وہ

ایسی حرکت کرتے تھے سیماب کو ان پر ٹوٹ کر پیار
آتا تھا اور کہتے
ہیں محبت کی کوئی عمر نہیں ہوتی ہڈیاں کمزور ہو جاتی
ہیں لیکن
انسان کی محبت اور مضبوط
وہاج ذہن میں لفظوں کو ترتیب دیتے بات کرنے کی
کوشش کر رہے
تھے کچھ زریاب کی تیکھی نظریں دیکھ ان سے بات
کرنا بھی

مشکل ہو رہا تھا

یہ تمارا حلق خراب ہے۔۔۔؟ جو بات بار بار اٹک رہا

ہے۔۔۔؟ زریاب انہیں

ہی مسلسل دیکھ رہے تھے جب انکے ایسے اٹک نے پر

سیدھی چوٹ

کی نوشیر وال لب بھینچ کر رہ گئے چھوٹے بیٹوں کو تو

کیسے بھی

سمجھا بجھا لیتے تھے لیکن اس بڑے کا کیا کرتے جوان

دو چھوٹوں

سے زیادہ بگڑ چکے تھے مجال ہے جوان بھائیوں کو بخش

دیں

کاکا۔۔۔ام یہ کہنے آیا ہے۔۔۔ کہ اب کب تک یہ

دشمنی چلے گی۔۔۔ام

کو اب اسے ختم کرنا چاہئے۔۔۔" وہ ہمت کرتے بالا

آخر بول ہی پڑے

جب انکی اس بات پر زریاب کے چہرے کے تاثرات

خطرناک حد تک

بگڑے تھے

کیوں۔۔۔؟کیوں ختم کر دے۔۔۔؟اس سے پہلے

نوشیر وال صاحب کچھ

بولتے زریاب بول پڑے

اب جب امار اد شمنی نبھانے کا وقت آیا ہے تو ام ختم کر

دے۔۔۔؟

انکو اپنا آپ گو یا انگاروں پر لوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

بس نہیں

چلا کہ کچھ کر گزرے خون ہی اتنا گرم تھا بات پر

مزید ابل

پڑتا

اتنے سال ام کو اپنے گھر کا رخ کرنے نہیں دیا

۔۔۔اپنی گل سے ملنے

نہیں دیا۔۔۔اور اب تم کہہ رہا ہے دشمنی ختم کر دے

ام۔۔۔؟وہ

لفظوں کی جگہ آج آگ منہ سے نکال رہے تھے وہاج

خان کو سمجھ

نہیں آرہی تھی کہ کیسے اس معاملے کو حل کرے

تم جیسا سوچ رہا۔۔۔"وہ کچھ کہنے ہی لگے تھے جب

زریاب نے اٹھتے

ساتھ درشتگی سے انکی بات کاٹ دی

بس۔۔۔امارا میٹر جتنا گھوم سکتا تھا گھوم گیا۔۔۔اب

تم کان کھول کر

سنو۔۔۔وہ لڑکی اب اس گھر کا بہو ہے۔۔۔اسکے علاوہ

اور کچھ

نہیں۔۔۔آج کے بعد تماری ح ویلی سے اسکو نہ تو

کوئی ملنے آئے گا

اور نہ وہ خود ملنے جائے گا اسی حویلی میں سڑے مرے

کچھ بھی

کرے۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ چباتے ہوئے گویا

پھنکار رہے تھے انکی یہ

بات سنتے وہاج کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی انہوں

نے یہ تو

ہر گز نہیں سوچا تھا کہ آج یہاں آنا انکا آخری بار کا بن

جائے

گا

اور بابا۔۔۔آج سے ام ان سے سارے تعلق ختم کرتا

ہے۔۔۔آج کے بعد اس

حویلی سے کوئی انکے مرنے پر بھی گیا تو وہ امارا امرا ہوا

منہ

دیکھے گا۔۔۔" وہ دھاڑتے ہوئے ان پر اپنا حکم صادر

کرتے لمبے ڈھینگ

بھر کر کمرے سے باہر نکل گئے

جہاں دروازے پر ہی بیلا ہاتھ میں لوازمات کی ٹرے

لئے کھڑی تھی

انکی بات سن کر اسکے گویا ہاتھ ہی لرز اٹھے تھے

آنکھیں لبالب

نمکین پانی سے بھرتی چلی گئیں زریاب اسے دیکھتے

بے ساختہ رک

گئے انکو اس لڑکی سے حد درجے کی نفرت محسوس ہو

رہی تھی

وہ آخری شعلہ بار نگاہ اس پر ڈال کر اوپر اپنے کمرے

میں چلے

گئے انکے جاتے بیلا روتی ہوئی واپس سے کچن میں چلی
گئی

سلیب پر ٹرے رکھتے وہ سسک سسک کر رونے لگی
تھی بنا پیچھے
دیکھے جہاں سیماب کھڑی زریاب کیلئے کافی بنا رہی
تھی

بیلا۔۔۔کیا ہوا۔۔۔تم ایسے کیوں رو رہا ہے۔۔۔؟وہ
پریشان سی آگے
آتی بیلا کا کندھا تھام کر نرمی سے پوچھنے لگی

جب بیلا نے اسکا ہاتھ جھٹکتے خود سے دور دھکیل دیا یہ

اچانک

ہوا تھا جس پر سیماب خود کو سمبھال نہیں سکی اور اسکے

ہاتھ

کی پشت جلتے ہوئے گیس سے جا لگی تپش محسوس

کرتے وہ

تڑپ کر اپنا ہاتھ پیچھے کرتی منہ سے بر آمد ہونے والی

سسکی کو

بے ساختہ منہ میں ہی دبا گئی

یہ دیکھ ملازمہ بھاگتی ہوئی اسکے پاس آتی اسکا ہاتھ دیکھنے لگی

میم آر یو اوکے۔۔۔؟ وہ عمر میں خاصی جوان میڈ تھی یہاں کی جو

میڈ ایجنسیوں سے بلائی جاتی تھیں انکا خاص لباس ہوتا تھا وائٹ

شرٹ اور بلیک سکرٹ اور بالوں کو سلیقے سے باندھ کر کام کرنا کچن

میں آکر تو انکو بھی پلاسٹک کیپ سے کوور کر دیا جاتا تھا

تم سے کس نے کہا ام سے پوچھو۔۔۔دور رہو ام سے منہوس

عورت۔۔۔ تمارا منہوسیت نے امارا زندگی برباد کر دیا۔۔۔ تم ہے سارے

فساد کی جڑ۔۔۔"وہ منہ سے آگ نکالتی پھنکار رہی تھی سیماب نے

ایک بار بھی نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا

اسکا ہاتھ جل کر ایک جانب سے لال ہو گیا تھا جلن اس قدر تھی

کہ اسکی آنکھوں سے آنسوں رک ہی نہیں رہے تھے

میڈ جلدی سے آئس کیوب لے کر آئی اور اسکے ہاتھ

پر لگانے لگی اس

سے بر وقت سیماب کو آرام ملا تھا لیکن جیسے ہی اس

نے برف

ہٹائی ہاتھ پہلے سے زیادہ جلنے لگا

میم۔۔۔میں بینڈج کر دوں۔۔۔؟ وہ میڈ اجازت

مانگ رہی تھی سیماب نے

روتے ہوئے دوسرے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسوں

صاف کئے اور

دھیرے سے سر ہلا کر اسے اجازت دی جس پر میڈ

بھاگتی ہوئی

کچن سے باہر گئی

تم پاگل ہو گیا ہے۔۔۔ خدا تم کو ہدایت دے۔۔۔"وہ

درد سے تڑپتی بول

کر خود بھی کچن سے باہر آگئی اسکے جاتے بیلا نے

وسلیب پر

رکھا جگ اٹھا کر زمین پر دے مارا

ام کو ہدایت ملے۔۔۔؟ام کو۔۔۔؟اسکی ضرورت تم

لوگوں کو ہے۔۔۔ام کو

امارا گھر والوں سے دور کر کے خوش تم سب بھی نہیں

رہے گا۔۔۔

خدا کی قسم ام ایک ایک کو خون کے آنسوں رلائے گا

۔۔۔"وہ وحشی

انداز میں باہر کی جانب دیکھتی پھنکاری تھی اسکے اندر

اس وقت

لاوے کی طرح آگ بھڑ کتی اٹھا ٹھیں مار رہی تھی

کاکا۔۔۔یہ زری ایسے ہی غصّہ کر کے گیا ہے

۔۔۔آپ بتاؤ ناں۔۔۔ایسے کب

تک چلے گا۔۔۔ام کب تک ایسے کٹ کر رہے گا

۔۔۔"وہ از حد اپنائیت

سے بولتے نوشیر وال کے جواب کے جواب کا انتظار

کرنے لگے لیکن وہ

توخاموش تھے

بیلا اگر خود سے گھر آتا تو ام کو اسکو خود ادر چھوڑ کر جاتا

کیونکہ وہ اب آپ کا امانت ہے بلکل ٹھیک ایسے جیسے

اگر گل ادر

آتا تو تم بھی اسکو واپس چھوڑ آتا۔۔۔ چھوڑ آتا ناں

۔۔۔؟ یہ سوال

کرتے ہوئے انکے لہجے میں خوف پنپا تھا وہ بے چینی

سے نوشیر وال

کے جواب کے منتظر رہے

یہی وہ بات تھی جو وہ یہاں کرنے آئے تھے وہ

نوشیر وال کو اپنی

باتوں میں لا کر اس قدر پختہ کر دینا چاہتے تھے کہ اگر

غلطی

سے

زر تشم یہاں آ بھی جاتی تب بھی کوئی کچھ نہ کر پاتا

کیونکہ نوشیر

وال یہ نہ دیکھتے کہ ان کی بیٹی زندہ ہے وہ صرف اپنے

اصولوں

کو دیکھتے جوان پٹھانوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز

ہوتے

ہیں نوشیر وال خاموشی سے انکو دیکھتے رہے پھر گہری
سانس ہوا
کے سپرد کی
ام ایسا نہ کرتا۔۔۔وہاج۔۔۔"یہ الفاظ نہیں تھے
صرف انکا اثر اتنا تھا
کہ وہاج کے چہرے کی رنگت ایک دم سے سفید
پڑنے لگی
اگر ام اپنی اولاد کے سامنے کھڑا ہے تو اس واسطے کہ تم
بھی امارا

بھائی کی اولاد ہے۔۔۔ لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ ام

تمارا کیا بھول

جائے گا۔۔۔وہ جھوٹ جو تم نے بیلا سے بلوایا تھا

۔۔۔"آج وہ اپنے انداز

سے واقعی ایک باپ ہی لگے تھے زریاب کی بات کے

بعد تو وہاج نے

آگے بولنے کی ہمت کرلی تھی لیکن نوشیر وال کی ان

باتوں کے بعد

تو گویا انکا سانس ہی رک گیا تھا

ہاں ام گل کو تمارے ساتھ بھیجتا کیونکہ وہ اب بالاج کا

بیوی تھا۔۔۔

لیکن جو زریاب نے کہا اس پر بھی عمل کرتا

۔۔۔کیونکہ امارا ایہی

اصول ہے اگر بیٹی کے لئے ام اتنا سخت بن سکتا ہے

۔۔۔تو بیلا کے لئے

کیوں نہیں۔۔۔" وہ حتمی انداز میں اپنا فیصلہ سناتے

اپنی ایک کتاب

اٹھا کر چہرے کے آگے کر گئے جو اس بات کی جانب

اشارہ تھا کہ

وہاج اب وہاں سے جا سکتے ہیں

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھ کھڑے ہوئے دل بجھ سا گیا

تھا ایک طرف

اگر انکو نقصان ہوا تھا تو دوسری جانب فائدہ بھی ہو گیا

تھا اب

فکر پہلے سے کم ہو گئی تھی

وہ باہر آکر بیلا کو تلاش کرنے کے بجائے سیماب کو

ڈھونڈنے لگے

لیکن وہ انہیں کہیں نظر نہیں آئی

کیا ہوتا اگر ایک بار سامنے آجاتا۔۔۔تم کو دیکھ کر آج

بھی ام ویسا

ہی ہو جاتا ہے۔۔۔راستہ کیا خود کو بھول جاتا ہے

۔۔۔"وہ دل ہی دل

میں اسے مخاطب کرتے حسرت بھرے لہجے میں

بولے اور حویلی سے

باہر نکل گئے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پامیر اور یاقوت پاگلوں کی طرح یہاں وہاں برلاس کو

ڈھونڈتے

پھر رہے تھے انکی گاڑیاں اس وقت پورے شہر کے

چکر کاٹ رہی تھیں

لیکن کہیں بھی کسی کو بھی برلاس شاہ دکھائی نہیں دیا

تھا

پچھلے دنوں وہ جہاں جہاں گیا تھا وہ سارا ریکارڈ نکلوا کر

ان

جگھوں پر بھی دیکھا گیا مگر وہ وہاں بھی نہ ملا اب تو

دونوں کی

پریشانی سے حالت بری ہونے لگی تھی وہ نڈھال سے

گھر واپس

آئے اور آکر سر پکڑ کر بیٹھ گئے

کیا ہوا۔۔۔؟ پتہ چلا کچھ برلاس کا۔۔۔؟ زمل انکے

پیچھے سے کب سے

پریشان سی بیٹھی تھی

نہیں۔۔۔اور وہ تب تک نہیں ملے گا جب تک وہ خود

نہیں چاہے گا۔۔۔

جانتا ہوں اسے میں۔۔۔" پامیر کی آواز میں بے چین

فکر کون کونسا

احساس نہیں تھا اس وقت انکو ایسے دیکھ زمل جیسے

مزید

پریشان ہو گئی

مشی اسی وقت کمرے سے باہر نکلی تھی اب تو اسے بیڈ

سے بھی

نہیں اترنے دیا جارہا تھا جبکہ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے

اس خبر

کے بعد وہ قید ہو گئی ہو اسکی ہر چیز پر پابندی لگ گئی

تھی لیکن

اسے قبول تھیں یہ پابندیاں وہ بھی دل و جان سے

وہ جیسے ہی لاؤنج میں آئی اسے دیکھ زمل نہ چاہتے

ہوئے بھی

مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی

مشی آپی۔۔۔آپ۔۔۔؟اس نے خاصی تیز آواز میں

اسکا نام لیا تاکہ باقی

دو کو اسکے آنے کا علم ہو جائے

یاقوت اسکے نام پر جھٹ سے پیچھے مڑ کر مشی کو دیکھتا

اٹھ

کھڑا ہوا

تم۔۔۔؟تم کمرے سے باہر کیوں آئی۔۔۔۔کچھ

چاہیئے۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔''وہ

مشی کا ہاتھ تھام کر اسے صوفے پر بٹھاتا از حد فکر

مندی سے

پوچھنے لگا اسکی اتنی فکر بجا تھی جسے ترسا کر خوشی ملے

وہ

اتنے ہی جنونی بن جاتے ہیں

میں بور ہو رہی تھی بس اس لئے۔۔۔ تم سب پریشان

کیوں ہو۔۔۔؟ وہ

آتے ہی سب کے چہرے پر پریشانی بھانپ چکی تھی

ک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔پریشان کیوں ہونگے ہم

۔۔۔''مشی اس وقت تھوڑی

سی بھی پریشانی برداشت کرنے کی اہل نہیں تھی

کیونکہ پہلے ہی

اپنی لاپرواہیوں میں وہ اپنے بچے کو کمزور کر گئی تھی

اب مزید

کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا تھا

چلو تم۔۔۔تمہاری بوریت ختم کرتا ہوں

۔۔۔''یاقوت اسکا ہاتھ پکڑ کر

اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے میں لے جانے لگا

میں یہاں بیٹھوں گی ناں۔۔۔"مشی کسی بگڑی

معصوم بچی کی طرح

ضد کرنے لگی لیکن اب کون اسکی ضد سنتا

بلکل نہیں۔۔۔کمرے میں چل کر بیٹھو۔۔۔تمہیں

باہر آنے کو کہا کس نے

ذرا بھی خیال نہیں رکھ رہی تم۔۔۔"وہ اسے مصنوعی

انداز میں

ڈوپٹا کمرے میں لے ہی گیا تھا اسکی فکر اور محبت دیکھ

زمل اور

پامیر کو بے حد اچھا لگا لیکن اسی وقت بر لا اس کی فکر پھر

سے

کھانے لگی تھی

ہوا کیا تھا آپ بتائیں گے۔۔۔؟ ہبی کہاں ہیں۔۔۔وہ

کچھ کیوں نہیں کر

رہے۔۔۔؟ وہ ابھی اصل بات سے انجان تھی اگر پتہ

ہوتی تو شاید اب

تک برلاس گھر ہوتا

پامیر نے جھجھکتے ہوئے اسے ساری بات بتادی جسے

سب کر کچھ

دیر کیلئے توزمل کی زبان ہی گنگ رہ گئی تھی وہ کچھ بول

ہی نہیں

سکی بس ہونقوں کی طرح اسے دیکھے گئی

یہ۔۔۔یہ کیا کیا برلاس نے۔۔۔" اسے حیرت کا جھٹکا

لگا تھا

بس ۔۔۔یہی سمجھ نہیں آتی اسے سمجھائیں بھی تو کیسے

یہ پاگل

ہے بھائی کیلئے۔۔۔ پھر چاہے آگے داجی کیوں ناں آ

جائیں وہ انکو بھی

نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔"زمل حیران تھی اتنا جنون

اس نے مرد کا عورت

کیلئے ضرور دیکھا تھا مگر آج ایک مرد کا مرد کیلئے یہ

جنون دیکھ

وہ دنگ رہ گئی تھی

تم۔۔۔ تم بات کرو ناں بھائی سے۔۔۔ پلیز

۔۔۔ تمہارے کہتے وہ برلاس کو

کال کریں گے وہ خود جہاں بھی ہے تب تک نہیں

آئے گا جب تک

بھائی نہیں چاہیں گے۔۔۔" وہ منت والے انداز میں

زمل کی جانب

مڑا

آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں۔۔۔ میں کرتی ہوں

بات ہبی سے۔۔۔" اسے

پامیر کی بے بسی پر دل سے برا لگا تھا

وہ کیا جانے اسکی جان اٹکی ہوئی تھی اس سے بہتر کون

برلاس شاہ

کو جانتا تھا وہ بس خود کے ساتھ نہ کچھ کر گزرے وہ

نہیں کر

سکتا تھا برداشت اپنے باپ کی ناراضگی اور وہ صحیح تھا

رات کی تاریکی نے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع

کر دیا تھا ہر

جانب گھرا سناٹا بڑھنے لگا تھا یہ شہر سے دور ایک ویران

جگہ تھی

جہاں اس وقت کسی انسان کی موجودگی قابل شک ہو

سکتی تھیں

کیونکہ اس وقت یہاں صرف درندے نکلتے تھے خون

خوار جانور

اس وقت اپنے شکار کیلئے یہاں وہاں بھٹکتے تھے کوئی

بھی ملتا چاہے

انسان ہو یا جانور وہ شکار کر کر اپنی بھوک مٹا لیتے تھے

یہاں کا منظر اتنا خوف ناک تھا لمبے لمبے درخت سر

اٹھائے آسمان کی

جانب کھڑے ٹھنڈی ہوا سر سراتی ہوئی انکے بیچ

رقص کرتی ماحول

کو مزید فسوں خیز بناتی ہوئی اس سنسناہٹ میں آج کسی

کی

سسکیاں شامل تھیں ان سسکیوں میں تڑپ تھی درد

تھا تکلیف کرب

کیا نہیں تھا آج اسکے ہر انداز میں

یہ کوئی سو سے زائد بار تھا جو اس نے ہاتھ کا پنج بنا کر اس

درخت

کو دے مارا تھا جو آج اسکے خون سے رنگ رہا تھا لیکن

وہ نہیں دیکھ

رہا تھا وہ اس خار دار درخت پر ہاتھ کا مکا بنائے پوری

قوت سے

مارتا اپنے دونوں ہاتھوں کو زخمی کر گیا تھا

کیا وہ جانور تھا؟ اسے درد نہیں ہوتا تھا؟ نہیں آج اسے

درد نہیں

ہو رہا تھا آج کوئی درد ان لفظوں سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا تھا جو

الفاظ اسکے کانوں میں اب بھی بازگشت کر رہے تھے

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔دوبارہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا" یہ

الفاظ یاد کرتے وہ اور زور سے اپنا ہاتھ درخت پر مارتا خود کو

زخمی کرتا گیا

میں نہیں دکھاؤنگا۔۔۔اپنی شکل۔۔۔۔ کبھی بھی

نہیں۔۔۔۔دکھاؤنگا۔۔۔"

وہ روتے ہوئے خود کو زخمی کرتا کس تڑپ سے بولا تھا

وہ کبھی

رویا تھا؟ہاں اپنے باپ کے دور جانے پر اسکی ٹانگوں

سے لپٹ کر

اور آج اسی باپ نے اسے خود سے دور کر دیا تھا

اس نے اپنے باپ کے دل کو ٹھیس پہنچائی تھی اسی

بات کا بدلہ

وہ اب خود سے لے رہا تھا

میں۔۔۔ میں اب ک۔۔۔ کبھی نہیں آؤنگا۔۔۔ آ

۔۔۔ آپکے س۔۔۔ سامنے۔۔۔ کبھی

بھی نہیں۔۔۔" اسکی ہچکیاں بندھنے لگی تھیں وہ

جنونی ہوتا خود

کو تکلیف کی انتہا پر پہنچا رہا تھا

کہ تب ہی اسے اپنے پیچھے سے کسی کے غرلانے کی

آواز آئی یہ

غراہٹ اس سے بہتر کون جان سکتا تھا وہ بھی ایک
درندے کی تھی

اور اسے سننے والا خود بھی ایک درندہ تھا

بر لاس نے دھیرے سے پیچھے مڑ کر دیکھا نیلی روشنی
میں اسے

اپنے عین سامنے ایک خون خوار بھیڑیا نظر آیا تھا جس
کے دو

نوکیلے دانت باہر نکلے اس بات کا ثبوت تھے کہ وہ کتنا
بھوکا ہے

اسے دیکھ برلاس سیدھا کھڑا رہا نہ کوئی ڈر نہ کوئی خوف

اسکی

جگہ کوئی عام انسان ہوتا تو شاید اب تک اسکی روح اپنی

حالت

سوچ کر فنا ہو چکی ہوتی

موڈ نہیں ہے۔۔۔واپس چلے جاؤ۔۔۔" وہ ایسے بول

کر پیچھے مڑ گیا

جیسے وہ بھیڑیا نہیں انسان ہو جسے اسکی بات سمجھ آ

جائے

گی

وہ بھیڑیا اتنی زور سے بھونکا کہ اسکی آواز جنگل کی

فضاؤں میں

گونجتی پر سوز ماحول کر گئ

برلاس دھیرے سے پیچھے مڑا شاید وہ بھیڑیا اس بات

سے انجان تھا

کہ سامنے کھڑا اسکا شکار اس سے کتنے ہی ہزاروں

بھیڑیے پال

چکا تھا وہ جانتا تھا وہ جب تک کوئی حرکت نہیں کرے

گا وہ بھیڑیا

بھی اسے کچھ نہیں کہے گا بس ایسے ہی ڈراتا رہے گا

آئی سیڈ۔۔۔ جسٹ گو۔۔۔۔ کیوں آرہے ہو

۔۔۔؟ مجھے کسی سے کوئی

بات نہیں کرنی۔۔۔" وہ چیخا تھا وہ خوف میں چیخا تھا

لیکن خوف

اپنے باپ کی ناراضگی کا تھا

اسکے دھاڑنے پر بھیڑیا اسے بھیانک نظروں سے

دیکھتا اور زور سے

دھاڑا اسکی دھاڑ بہت بھیانک تھی

وہ دھیرے دھیرے قدم بر لاس کی جانب بڑھانے لگا

یہ بھیڑیوں کی

خصلت تھی جب تک شکار کو پکڑنے میں محنت نہ لگے

تب تک وہ

جیسے حلال نہیں ہوتا تھا وہ چاہتا تھا وہ شخص بھاگے اور

وہ اس

بھاگتے ہوئے شخص کو پکڑ کر چیر پھاڑ دے

لیکن ایسا نہیں ہوا وہ بھیڑیا برلاس کو ساکت کھڑے

دیکھ اسکی

جانب بڑھتا گیا جب برلاس نے قدم پیچھے کی جانب

بڑھانے

شروع کیئے

وہ بھیڑیا اور زور سے دھاڑنے لگا اسکی دھاڑ برلاس

کے کانوں میں

گونج رہی تھی

چیخنا بند کرو۔۔۔" اسکی آواز دھیمی تھی بہت دھیمی وہ

پینک ہو

رہا تھا

بھیڑیا اور زور سے دھاڑتا اسکی جانب بڑھتا گیا لیکن وہ

نہیں جانتا

تھا آج اسے ایک بھیڑیے کی دھاڑ سے بھی خوف آرہا

تھا کیونکہ اس

کے پاس اسکا باپ نہیں تھا وہ اکیلا تھا

اس بھیڑیے کو اس پر ترس کھانا چاہیئے تھا ناں ہے ناں

لیکن اس نے

نہیں کھایا ترس

چیخو مت۔۔۔۔پلیز۔۔۔مم۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے ڈر

لگ رہا ہے۔۔۔پلیز۔۔۔"

وہ روتے ہوئے اس بھیڑیے سے باتیں کرنے لگا اگر

وہ انسان ہوتا تو

ضرور اسکے درد کو سمجھ لیتا لیکن وہ تو تھا ہی جانور

پلیز۔۔۔دد۔۔۔دیکھو میں اکیلا ہوں۔۔۔مم

۔۔۔میرے پاس میرا باپ نہیں

ہے۔۔وہ۔۔۔وہ ناراض ہیں۔۔۔ناراض ہیں وہ مجھ

سے۔۔۔"وہ زمین پر

بیٹھتا کس درد سے اسے بتا رہا تھا

اسے واقعی اس وقت کوئی چاہیئے تھا جس سے وہ باتیں

کرتا اسے

بتاتا کہ اسکا باپ ناراض ہوگیا اب برلا اس اسکو کیسے

منائے

لیکن وہ بھیڑیا تھا یہ سچ بدل نہیں سکتا تھا آخر کار وہ

بھیڑیا

چھلانگ لگاتا سیدھا برلاس پر حملہ آور ہوتا اسکو اپنے

شکنجے میں

دبوچ گیا

برلاس نے ہاتھ پیر مارتے اسے خود سے دور دھکیلنے کی

کوشش کی

لیکن وہ بھیانک طریقے سے غراتے اسکی گردن کو

اپنے شارپ

نوکیلے دانتوں میں دبوچ لینا چاہتا تھا

اسکے پنجوں میں برلاس کی شرٹ آتے چرررر کی آواز

سے پھٹتی

چلی گئی تھی اسکے ساتھ ہی برلاس کے دودھیا بدن پر

اسکے

پنجوں سے لکیریں کھنچتی سرخ ہوتی گئیں

جنگل میں اس وقت بھیانک آوازیں خطرناک حد تک

بڑھنے لگی تھی

ایک جانب وہ بھیڑیا تھا اور دوسری جانب وہ بیسٹ

کہ تب ہی ایک خون کا پھوارہ نکلتے زمین پر جا گرا اسکے

گرتے

حرکت دھیرے دھیرے تھوڑی ہوتی چلی گئی بر لا اس

ساکت ہو گیا

تھا بلکل ساکت سانس رک چکی تھی ایسے جیسے وہاں

کچھ

نہ رہا ہو

کہ تب ہی وہ بھیڑیا بے جان ہوتا زمین پر ڈھے گیا

سانسیں اب بھی

چل رہی تھیں لیکن گردن سے خون ابل ابل کر بہہ

رہ تھا برلاس کا

ہاتھ میں ایک پکچا تھا لکڑی کا نوکدار ٹکڑا جسے اس نے

سیدھا اس

بھیڑیے کی گردن میں پیوست کر دیا تھا

اور اب وہ تڑپ تڑپ کر اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا

کیونکہ وار

سیدھا اسکی سانسوں پر ہوا تھا

میں نے کہا تھا ناں ۔۔۔ کہا تھا ناں مت چیخو ۔۔۔ ب

۔۔۔ برلاس اکیلا ہے

۔۔۔۔ اکیلا ہے برلاس ۔۔۔ کہا تھا ناں ۔۔۔ ''آخر

میں اس نے دھاڑتے ہوئے وہی

پیچا نکال کر دوسرا اسکی گردن میں زور سے پیوست کر

دیا

جس سے خون کا پھوارہ نکلتا سیدھا برلاس کے منہ اور

کپڑوں پر

آیا تھا

وہ اس بھیڑیے کے بلکل ساکت ہوتے خود بھی جیسے

ساکت ہو گیا

سانسیں پھولی ہوئی تھیں گرم سیال آنکھوں سے

تیزی سے بہہ رہا

تھا

سوری۔۔۔ایم۔۔۔س۔۔۔سوری۔۔۔میں

۔۔۔میں ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا"

اسکی آواز دھیمی تھی

ایم ۔۔۔ سوری ۔۔۔ ل ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ تم ۔۔۔ تم

بھی تو چیخے تھے ۔۔۔ تم چیخے

تھے ناں ۔۔۔ ''آواز پھر سے بلند ہوتے اس نے

دوبارہ وہی پکچا اسے

دے مارا اور اس بار رکا نہیں

کہا تھا مت چیخو ۔۔۔ کہا تھا ۔۔۔۔ بر لا اس کو نہیں

پسند ۔۔۔۔ اسے ڈر

لگتا ہے ۔۔۔ اسے ڈ ۔۔۔ ڈر لگتا ہے ۔۔۔ ''وہ پاگل ہو

رہا تھا اور پاگل پن میں

اس جانور کی روح کو تڑپا رہا تھا اس وقت بر لا اس کی اپنی

رنگت

سے زیادہ سرخ رنگ زیادہ نمایاں ہو رہا تھا چہرے پر

گردن پر

کپڑوں پر ہر جگہ سرخی ہی سرخی

ڈر لگتا ہے۔۔۔" آخر میں وہ دھیما پڑتے پھوٹ

پھوٹ کر روتا اسی

بھیڑیے پر جھک گیا

آاااا۔۔۔۔۔" یہ خوف اسکی جان نکال رہا تھا

مم۔۔۔مجھے۔۔۔۔مجھے زیحال چاہئے۔۔۔۔ مم

۔۔۔مجھے برلاس کا زیحال

چاہئے۔۔۔ سن رہے ہو۔۔۔" وہ اس بھیڑیے کو بتا رہا

تھا جس میں اب

کچھ نہیں رہا تھا

مجھے میرا باپ چاہئے۔۔۔" اسے مل جاتا کاش اسے وہ

مل جاتا وہ

کیسے بھول گیا تھا اسکا پینک ہونا آج وہ اس پر چلایا تھا

آج اس

نے برلاس کا خوف بھلا دیا تھا کیسے ؟لیکن وہ آج بھی اسکے

معاملے میں بچہ تھا بچے کو ماں ڈانٹ لے مار لے وہ تھوڑی دیر ناراض

ہو کر پھر اسی کی آغوش میں چھپ جاتا ہے وہ بھی چھپ جاتا

اسے بھی اپنا باپ چاہیے تھا اور یہ بات بولتے ہوئے وہ کتنی بار اس

مردہ بھیڑیے کو زخمی کر گیا تھا لیکن اب کیا اب اسے

کوئی زخم

درد نہ دیتا

بر لاس کو زیحال چاہئے۔۔۔۔اسے چاہئے

۔۔۔۔اسے لا کر دو ناں۔۔۔اٹھو

تم اٹھ کیوں نہیں رہے۔۔۔اٹھو۔۔۔''وہ حواس کھو

رہا تھا وہ بھول رہا

تھا کہ سامنے مردہ پڑا ایک جانور ہے جو زندہ ہو کر بھی

کچھ

نہیں کر سکتا تھا

وہ بیڈ پر بیٹھا سر جھکائے زمل کی باتیں سن رہا تھا بچے

پیچھے

سو چکے تھے لیکن زمل کو آج انکی بھی فکر نہیں تھی وہ

پتھر کو

انسان بنا رہی تھی جو آج بے حس بنا سب بھول گیا تھا

میں آپ سے بات کر رہی ہوں۔۔۔ بر لا اس کو گھر

لے کر آئیں۔۔۔"وہ

زیحال کا کندھا پکڑ کر ہلاتی اسے جیسے ہوش دلانے

لگی

وہ آجائے گا۔۔۔"سرسری سے انداز میں دیا گیا

جواب زمل کو مزید

سلگا گیا

نہیں آئے گا۔۔۔آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے

بھائی کو یہ سب کہنے

کی۔۔۔بولیں۔۔۔؟اسے رہ رہ کر غصّہ آرہا تھا اس

غصّے میں وہ

سامنے بیٹھے شخص کی حالت کو نہیں سمجھ رہی تھی

اسے بھی

تو ٹھیس پہنچی تھی ایک طرف اسکا باپ تھا اور ایک اسکا

بیٹا

وہ کیا کرتا کس کو اس تکلیف کا بتاتا جسے بتا سکتا تھا وہ بھی

برلاس کی ہی حمایت کر رہی تھی

آپ اتنے پتھر دل کیسے ہو سکتے ہیں۔۔۔ آپ کے

سینے میں دل نہیں

پتھر ہے۔۔۔''اسکی بات پر زیحال نے کرب بھری

نگاہوں سے اسے دیکھا

وہ پتھر دل تھا؟ ہاں شاید وہ کہہ رہی تھی تو ایسا ہی تھا

اس نے

مان لیا تھا

آپ کو احساس بھی ہے پورے دن کا بھوکا پیاسا وہ کس

حال میں

کہاں ہو گا۔۔۔''وہ بھوکا تھا ہاں سب کو دکھ رہا تھا

لیکن سامنے ہوتے

ہوئے بھی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا وہ کسی کو دکھا؟

کوئی بات

نہیں نہ دکھے وہ تو بے حس تھا اور بے حس انسان کی

کسے فکر

ہوتی ہے

ہبی۔۔۔پلیز اسے گھر لے آئیں۔۔۔" وہ اسکے سامنے

بیٹھتی اسکا ہاتھ

تھام گئی

یہاں کیوں بیٹھی ہو۔۔۔پاگل ہو۔۔۔اٹھو

۔۔۔"زمل کو اپنے قدموں میں

بیٹھتے دیکھ وہ تڑپ اٹھا تھا اس نے زمل کو کندھوں

سے تھام کر

اٹھاتے اپنے ساتھ بٹھایا اسکی آنکھوں سے آنسوں بہنے

لگے تھے جن

کو دیکھ زیحال کو اپنا آپ بے بسی کے آخری مقام پر لگا

تھا

اسے احساس ہونے دو وا ئفی ۔۔۔"اسکے انداز میں درد

تھا جسے بھانپتے

زمل کا دل جیسے کانپ اٹھا تھا وہ کبھی اتنا بے بس نہیں

ہوا

تھا

احساس گھر لا کر بھی کروایا جا سکتا ہے۔۔۔"اس کا دل

چاہا اور رو

دے وہ دیکھ رہی تھی برلاس کے بغیر اسکی کیا حالت

تھی بظاہر

خود کو نارمل دکھا کر اندر سے کتنا بے چین تھا یہ زمل

سے بہتر

کوئی نہیں جان سکتا تھا

نہیں ہو گا۔۔۔اسے احساس تب ہی ہو گا جب میں

نہیں ملونگا۔۔۔"ہاں

زیحال خان آفندی کی اہمیت کسی کو جاننی ہو تو برلاس

شاہ کو

دیکھ لے جو سانسیں لے رہا تھا تو اسے دیکھ کر جو جی رہا

تھا تو

اسے دیکھ کر جس کا دن شروع ہوتا تھا اسے دیکھ کر

جس کا دن

ختم ہوتا تھا اسے دیکھ کر صرف زیحال خان آفندی کو

دیکھ کر

وہ زمل کے آنسوں صاف کرتا اسے پیار سے سمجھا ہی

رہا تھا جب

اسکے موبائل پر کسی کی کال آنے لگی اس نے کال

اٹھاتے جیسے ہی

فون کان سے لگایا آگے سے ملنے والی خبر پر اسکے ہاتھ

سے زمل کا

ہاتھ بے اختیار چھوٹ گیا تھا

ہ۔۔۔ ہبی۔۔۔ ہبی کیا ہوا۔۔۔؟ اسے ایسے پتھر بنے

دیکھ گویا زمل کی

جان ہی نکل گئی تھی

ہبی بتائیں ناں۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔" وہ رونے لگی تھی

دل کچھ برا ہونے کے

خوف سے کانپنے لگا تھا

زمل اسکے منہ کی طرف ہی دیکھ رہی تھی اسکا اس

طرح ہاتھ چھوڑ

دینا زمل کو جیسے کھٹک سا گیا تھا وہ پریشان سی زیحال

کے

چہرے کو دیکھے گئی جس کے رنگ مقابل شخص کی

بات سن کر

یکسر تبدیل ہو رہے تھے

ہبی۔۔۔کیا ہوا۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔؟اسے اس

قدر سکتہ میں دیکھ وہ

اور پریشان سی ہوتی پوچھنے لگی جب زیحال نے صرف

"ھمم"

کرتے کال بند کردی

ہبی بتائیں ناں۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ برلاس ٹھیک ہے ناں

۔۔۔؟ اسکی خاموشی

جیسے زمل کی جان نکال رہی تھی زیحال نے اسکی

جانب دیکھتے

گہری سانس بھری

یہ اب نہیں بچے گا میرے ہاتھوں۔۔۔" وہ بول کر

موبائل ساتھ اٹھاتا

کمرے سے باہر نکل گیا اسے ایسے جاتے دیکھ زمل بھی

جھٹ سے

اٹھ کھڑی ہوئی

ہبی آرام سے۔۔۔بچہ ہے وہ۔۔۔میرے بھائی کو ڈانٹا

تو اچھا نہیں

ہو گا۔۔۔ہبی سن رہے ہیں۔۔۔؟ وہ اسکے پیچھے پیچھے

چلاتی ہوئی

سیڑھیوں تک آئی لیکن زیحال نے مڑ کر نہیں دیکھا

زمل کو اب اور

زیادہ برلاس کی فکر ہونے لگی تھی

کیسے ممکن تھا کہ وہ لاپرواہ دکھ رہا تھا تو لاپرواہ ہی ہوتا

وہ

کبھی برلاس سے لاپرواہ نہیں ہوا وہ دن میں کتنے قدم

رکھتا ہو گا

یہ تک زیحال خان آفندی کو پتہ ہوتا تھا جو اسکے پیچھے نہ

ہو کر

بھی اسکا سایہ بن کر رہتا تھا

زمل وہی کھڑی انکے بارے میں سوچ ہی رہی تھی

جب اندر سے زامل

کے رونے کی آواز آئی وہ اسکی آواز سن کر بھاگتی ہوئی

کمرے میں

گئی ورنہ اس پھٹے سپیکر نے زالے کو بھی اٹھالینا تھا

وہ صرف جڑواں نہیں تھے عادت بھی دونوں کی

خوب ملتی تھی

ایک روتا تھا تو دوسرا بھی روتا ایک ہنستا تو دوسرا بھی

ہنستا

اور اگر ایک کوئی نئی حرکت سیکھتا تو دوسرا بھی کچھ ہی

وقت

میں وہ حرکت سیکھ لیتا انکا اتنا ایک جیسا ہونا کبھی کبھی

زمل

کو پریشان کر جاتا تھا کیونکہ زامل لڑکا تھا وہ آگے زندگی

میں

جو بھی کرنے والا تھا وہ کم از کم زالے کیلئے نہیں ٹھیک

ہو سکتا

تھا

اس نے کمرے میں آتے زامل کو جلدی سے گود میں

لیا وہ نیند میں

تھا بھوک کی وجہ سے رو رو کر اپنی خوراک تلاش کر

رہا تھا زامل

نے شرٹ کی زپ کھولتے اسے اپنے سینے سے لگا لیا وہ

بھی گٹ گٹ

دودھ پیتے پھر سے گہری نیند میں چلا گیا

کتنی ہی دیر زمل اسے فیڈ کرواتی رہی تاکہ وہ جن اچھی

طرح سو

جائے اگر اٹھ جاتا تو اس اکیلی کیلئے دونوں نمونوں کو

سمبھالنا

مشکل ہو جاتا

تھوڑی دیر مب جب اسے لگا کہ زامل سو گیا ہے اس

نے دھیرے سے

خود سے الگ کیا اور بیڈ پر اسکی جگہ پر لٹاتے تھوڑی دیر

تھپک کر

اور اچھے سے سلا دیا

یاقوت پا میراب تک باہر تھے زمل کو مشی کی فکر ہوئی

وہ اٹھ کر

ایک نظر اسے دیکھنے کمرے میں جانے ہی لگی تھی کہ

پیچھے سے

زالے اٹھ گئی اسے بھی بھوک لگی تھی تب ہی وہ نیند

میں ٹھسکنے

لگی تھی

زمل خاموشی سے اسکی جانب آئی اور اسے گود میں

لے کر فیڈ کروانے

لگی زالے بھی نیند میں ہی دودھ پی رہی تھی انکو

سلانے کے چکر

میں ایک زوردار نیند کا جھٹکا اسے آیا

زمل نے آنکھیں مسلتے خود کو جگائے رکھنے کی کوشش

کی اور زالے

کو ایک نظر دیکھا جس کا ابھی پیٹ نہیں بھرا تھا ز مل

اسے ہٹا

کر چیک کرنے لگی لیکنوہ تو کر اور بھی اپنی ماں کے

قریب ہو گئی

اب اتنی دیر خاموش سکوت میں بیٹھ کر اسے نیند کے

جھٹکے آنے

لگے تھے

کتنی دیر اور گزری اسے نہیں پتا تھا نیند اتنی شدید تھی

کہ وہ زالے

کواسی طرح لئے لئے بیڈ کراؤن پر سر ٹکا گئی زامل بھی

قریب تھا

تینوں بے سدھ نیند کی آغوش میں چلے گئے تھے

پولیس موبائل کا سائرن فضاؤں میں گونجتا جا رہا تھا دو

پولیس

موبائل ایک ساتھ آگے پیچھے پولیس سٹیشن میں

داخل ہوئی جہاں

ہر طرف پولیس ہی پولیس تھی یہ کوالالمپور کا سب

سے بڑا

پولیس سٹیشن تھا جہاں قیدیوں کی ہر قسم کی ورائٹی

موجود

تھی دونوں پولیس موبائل آگے پیچھے پارکنگ ایریا

میں کھڑی ہوتی

گئیں انکے کھڑے ہوتے پولیس والے گاڑی سے

نیچے اترنے لگے

ہر کسی کی نظر ان پر تھی

دو پولیس موبائل جب بھو ساتھ آتی تھیں مطلب یہ

کہ وہ کسی

بڑے مجرم کو پکڑ کر لاتی تھیں جس سے انکو اپنی جان

تک کا

خدشہ ہوتا تھا

تب ہی ہر کوئی انکی جانب دیکھ رہا تھا تا کہ پتہ کر سکے کہ

ایسا

کونسا مجرم پکڑ کر وہ لائیں ہیں ورنہ باہر تو سارے چور

اچکے گھوم

رہے تھے جن کے ساتھ ایک ایک پولیس کانسٹیبل تھا

اور کچھ

وکلاء بھی

ان پولیس والوں نے اترتے پیچھے بیٹھے مجرم کو پکڑ کر

باہر نکالا

جس کے ہاتھوں پر ہتھکڑی لگی تھی اور کپڑے سرخ

خون سے رنگے

ہوئے تھے چہرے پر کسی قسم کا کوئی ڈر یا خوف دکھائی

نہیں دے

رہا تھا کیسے دکھتا اسے ڈر نہیں لگتا تھا وہ نڈر تھا ہر چیز

سے

بے خوف اسے صرف ڈرانا پسند تھا وہ بھی لوگوں کو

پھر چاہے وہ

اسکے سامنے طاقتور ہو یا کمزور اسکے لئے سب برابر

تھے

چلو اندر۔۔۔"ایک پولیس والے نے اسے آگے

لگاتے اپنی مخصوص زبان

میں اندر چلنے کا کہا اسے یہ زبان سمجھ نہیں آتی تھی

اسے صرف

اشارہ ملا تھا کہ اسے اندر جانا ہے اور وہ خاموشی سے

چل پڑا تھا

آگے آتے اس پولیس والے نے اسے پوری قوت

سے جیل کے اندر

دھکیل دیا جس پر وہ وحشی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا

کیا دیکھ رہا ہے۔۔۔ہاں۔۔۔؟نواب ہے تو۔۔۔؟جو

ایسے دیکھ رہا ہے۔۔۔؟

آنکھیں نکال دونگا تیری۔۔۔"پولیس کہیں کی بھی

ہو پاکستان کی یا

ملائشیا کی اسے مجرم کا خود کو سے ایسی نگاہوں سے

دیکھنا

گناہ کبیرہ لگتا تھا جس کی سزا وہ خود دیتے تھے

اسے اب بھی اسکی بات کی سمجھ نہیں آئی اگر کچھ سمجھ

آیا وہ

یہ کہ اس پولیس والے کی آواز بلند تھی اسکی اونچی

آواز لہروں

میں سفر کرتی ہوئی بیسٹ کے کانوں میں پڑی تھی

جانے دو۔۔۔ عمر کم لگ رہی ہے بچہ ہے ابھی یہ

۔۔۔"دوسرے کانسٹیبل

نے اسے ٹھنڈا کرتے برلاس کی جانب دیکھا جس کی

آنکھیں سرخ

تھیں اسے چلانے والے لوگوں سے نفرت تھی اور وہ

پولیس والا چلا

رہا تھا

پولیس اس جنگل میں تب سے سرچ آپریشن کر رہی

تھی جب سے

وہاں وہ سانحہ ہوا تھا وہی سے انکو برلاس شاہ مل گیا تھا

جس کے

سرخ کپڑے اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ وہ

کوئی بہت بڑا

مجرم ہے اور ہو سکتا ہے اس واقعے کے پیچھے اسکا ہی

ہاتھ ہو

وہ کبھی اتنا خطرناک نہ لگتا اسکے چہرے پر کم عمری کی

معصومیت حد درجے کی تھی لیکن کوئی بھی اسکی اندر

کی

درندگی سے واقف نہیں تھا اسکے جنون سے اسکی

معصومیت ایسا

سب کو دھوکہ دے جاتی تھی

لیکن اس اس وقت اسکے چہرے کی معصومیت

آنکھوں کی سرخی

اور سرخ دھبوں نے پوری طرح سے چھپالی تھی وہ ہر

اینگل سے

ایک خطرناک مافیا کا بندہ لگ رہا تھا

ایسے کیسے جانے دوں ہاں۔۔۔دیکھو۔۔۔کیسے دیکھ رہا

ہے۔۔۔اسکی تو

میں۔۔۔"وہ اسے ڈرانے کیلئے آگے آیا ہی تھا کہ

اسکی گردن اسکے

شکنجے میں آگئی اسکے ایک ہاتھ کی طاقت تھی کہ پولیس

والے

کا منہ سلاخوں کے آر پار ہونے کو ہو گیا تھا

اوئے کیا کر رہے ہو۔۔۔ چھوڑ و اسے۔۔۔" دوسرا

پولیس والا جھٹ سے

آگے آتا اپنے پولیس بھائی کو بچانے کی تگ ودو کرنے

لگا جس کی

اس وقت آواز تک نہیں نکل پا رہی تھی

آواز۔۔۔اونچی مت کرو۔۔۔" وہ دبی آواز میں اس

پولیس والے کے

منہ پر غرلایا

ہیلپ ۔۔۔" دوسرے نے باقی پولیس افسران کو مدد

کیلئے طلب کرلیا

دیکھتے ہی دیکھتے وہاں ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا جیلوں میں

بند

قیدی اس مجرم کو دیکھ رہے تھے جس میں خوف نامی تو

کوئی

چیز ہی نہیں تھی

وہ کسی طور اسے چھوڑنے کیلئے تیار نہیں تھا کیوں اسے

چھڑوانے

والے بھی چیخ رہے تھے اور ہر ایک کی چیخ اسے تکلیف

دے رہی

تھی اور جب اسے تکلیف ملتی تھی تو وہ سامنے والے کو

تکلیف میں

مبتلا کر دیتا تھا

چھوڑو اسے۔۔۔تم پاگل ہو۔۔۔؟پولیس کانسٹیبل

اس لڑکے کی طاقت

پر ششدر رہ گیا تھا وہ جن نظروں سے اس چلانے

والے کانسٹی بل کو

دیکھ رہا تھا اس سے خوف سا محسوس ہو رہا تھا

مجھے نفرت ہے چیخنے والوں سے۔۔۔۔سنا تم نے

۔۔۔"وہ سرد مہری

سے پوچھتا اسکا سر مزید دبانے لگا اب تو جیسے اس

کانسٹیبل کی

سانس تک رک گئی تھی

برلاس۔۔۔۔"اسی وقت یاقوت اور پامیر بھاگتے

ہوئے انکی جانب

آئے آتے اسکا عمل دیکھ دونوں کی آنکھیں ایک دم

سے پھٹی وہ

ہکا بکا سے اسے دیکھنے لگے

برلاس کیا کر رہا ہے چھوڑا نہیں۔۔۔"پامیر سب کو

پیچھے کرتا جیل

کے اندر گیا اور اسے کھینچ کر پیچھے ہٹانے لگا اسکی مدد

کیلئے

یاقوت کو بھی آگے آنا پڑا اتھا دونوں نے مل کر اسے

پیچھے کھینچ

لیاوہ کانسٹیبل کھانس کھانس کر پورا لال ہو گیا

کیا رہا تھا پاگل ہو گیا ہے۔۔۔؟ پامیر کو اس وقت وہ

پاگل ہی لگ رہا

تھا

وہ چلایا کیوں تھا۔۔۔؟ اسکی بات سن کر دونوں

ہونقوں کی طرح اسے

دیکھنے لگے

اور یہ۔۔۔یہ خون۔۔۔؟ کیا ہے کہ تمہیں

۔۔۔برلاس دکھاؤ۔۔۔" یاقوت اسکے

سرخ کپڑے دیکھ پریشان سا اسے ٹٹول کر دیکھنے لگا

کچھ نہیں ہوا۔۔۔آپ لوگ کیوں آئے ہیں

یہاں۔۔۔۔جائیں یہاں سے۔۔۔۔"

وہ بری طرح سے بپھرتا ان کو پیچھے ہٹانے لگا

پاگل مت بن۔۔۔یہ کیسے ہوا۔۔۔کیا کیا ہے تو نے

۔۔۔بتا۔۔۔"اب انکو اسکی

صحیح فکر لاحق ہونے لگی تھی یاقوت تو کسی بچے کی

طرح اسکی

شرٹ اوپر کرتا آگے پیچھے گھما گھما کر دیکھ رہا تھا اسے

اندازہ ہو

گیا تھا کہ اس خون اسکا نہیں ہے
لیکن ہاتھوں پر آئے گہرے زخم انکی جان نکالنے کو

کافی تھے

تم ہوش میں ہو۔۔۔؟ کتنا زخمی کر لیا ہے خود کو

۔۔۔؟ وہ حیران و

پریشان سا اسکے ہاتھ تھام کر دیکھ رہا تھا جبکہ برلاس

دونوں کو

خود سے دور کر کر وہاں رکھے ایک بینچ پر بیٹھ گیا پیر

تیزی سے

ہل رہا تھا تیکھی نظریں اس کانسٹیبل پر ہی ٹکی تھیں

اسے مت دیکھ۔۔۔" پامیر کو اسکے غور سے دیکھنے پر

اسکے آگے کے

ارادوں کا تھوڑا سا علم ہونے لگا تھا

آپ لوگ کیوں آئیں ہیں یہاں۔۔۔ جائیں یہاں

سے۔۔۔ مجھے کوئی نہیں

چاہیئے۔۔۔" وہ اپنے ہاتھ کو الٹ پلٹ کر دیکھتا کسی

بگڑے بچے کی

طرح بولا

ایک کان کے نیچے لگے گا۔۔۔ جائیں یہاں سے

۔۔۔" پامیر نے اسکی نقل

کرتے ہوئے منہ بنایا یاقوت نے اسے آنکھوں سے

اشارہ کر کر چپ رہنے

کو کہا کیونکہ اس وقت تھوڑی سی بھی بات برلا اس کو

بگاڑ سکتی

تھی اور پھر اسے شانت کرنے والا کوئی نہیں آسکتا تھا

جو تھا اس

وقت وہ خود اس سے بے خبر تھا

برلاس۔۔۔ہوش سے کام لو گھر چلو۔۔۔رات بہت

ہو گئی ہے۔۔۔"یاقوت

بے بسی سے بولا

نہیں۔۔۔میں نہیں جاؤنگا۔۔۔"برلاس سر نفی میں

ہلاتے رخ موڑ کر

بیٹھ گیا

دیکھو بچے۔۔۔ایسے ضد نہیں کرتے۔۔۔گھر چلو

۔۔۔تمہیں چوٹ لگی

ہے زخم میں انفیکشن ہو جائے گا میری جان۔۔۔"وہ

لہجے میں دنیا بھر

کی محبت لے آیا تھا

اور جو چوٹ دل پر لگی ہے وہ۔۔۔؟وہ کسی کو دکھ رہی

ہے۔۔۔؟نہیں

ناں۔۔۔جائیں یہاں سے۔۔۔"اسکے لہجے میں درد

تھا تکلیف تھی اسکا

بس رونا باقی رہ گیا تھا یاقوت اور پامیر اسے دیکھتے رہے

دونوں کو

اسکی تکلیف کا اندازہ بخوبی تھا

تم نے بھی تو غلط کیا تھا ناں۔۔۔؟ یاقوت نے دھیمے

لہجے میں اسے

سمجھانے کی کوشش کی

کیا غلط کیا۔۔۔؟ انکو جان سے مارا۔۔۔؟ اگر وہ باپ

ہیں تو۔۔۔وہ بھی

میرا باپ ہے۔۔۔اور اسے ہرٹ کرنے والے کو میں

کرونگا ہرٹ۔۔۔اور بھی

کرونگا۔۔۔"وہ ضد پر آرہا تھا اور یہی ضد یا قوت نہیں

چاہتا تھا وہ

تھائیز سے پینٹ اوپر کھینچتا اسکے پاس نیچے بیٹھا

دیکھو۔۔۔ہر کسی کو اسکے ماں باپ اچھے لگتے ہیں

۔۔۔"اسکے انداز

میں بے پناہ محبت تھی

نہیں۔۔۔ہر کسی کو نہیں لگتے اور لگتے بھی ہیں تو انکے

مقابلے نہیں

جنہوں نے دونوں کو کھو کر ایک شخص کو پایا ہو

۔۔۔"اسکی بات پر

ان دونوں کا گویا سانس تک رک گیا وہ سنجیدہ تھا بہت

پامیر اور یاقوت کو جیسے اپنے وہ دن یاد آنے لگے جب

ایک کے سامنے

اسکے ماں باپ کو مار دیا گیا تھا اور ایک کے سامنے کفن

میں لپٹے

دو چہرے جو اسکے ماں باپ کے تھے جنکے منہ سے

سفید جھاگ نکل

رہی تھی اور وہ بے بس ڈرا سہما سا انکو دیکھ رہا تھا جو ایک

ہی

جھٹکے میں یتیم ہو گیا تھا

وہ دونوں کچھ دیر تو جیسے کچھ بول ہی نہیں سکے تھے

اچھا بس۔۔۔ کچھ یاد کرنے کی ضرورت نہیں

۔۔۔ اٹھو۔۔۔ "یاقوت اسے

تکلیف میں مبتلا ہوتے دیکھ اپنی تکلیف چھپا گیا

نہیں میں نہیں جاؤنگا کہیں بھی۔۔۔" وہ ضد کرتا اپنی

آنکھ کی نمی

صاف کرنے لگا

ایسے کیسے۔۔۔ابھی تو اسے اس چیز کی سزا ملنی ہے جو

اس نے ایک

پولیس والے کے ساتھ کیا ہے۔۔۔" ایک کانسٹیبل

وہی کھڑا تھا انکی

بات سنتے درشتگی سے بولا

اسکی بات پر یاقوت پا میر نے پریشان کن نظروں سے

ایک دوسرے کو

دیکھا

اور باہر آؤ دونوں۔۔۔یا پھر کہو تو تم دونوں پر بھی پرچہ

کر دیں۔۔۔"

وہ ان دونوں کو اسکی اتنی فکر کرتے دیکھ جل کڑھ کر

بولا

لمٹ میں رہ کر بات کرو۔۔۔"اسکا لہجہ دیکھ یاقوت

اسکی جانب

دیکھتا غرایا تھا

واہ۔۔۔ تیور تو ایسے دکھا رہے ہیں جیسے کسی منسٹر کی

اولاد ہیں۔۔۔

رکو تینوں۔۔۔" وہ تینوں کو دھمکی دیتا اپنے کیبن کی

جانب چلا

گیا

اس پر اب سارے جرائم کے پرچے کرو۔۔۔ زندگی

بھر یہ جیل سے نکلنا

نہیں چاہئے۔۔۔" وہ کانسٹیبل کچھ سمبھلا ہی تھا کہ

اسے دیکھ

لفظ چباتے ہوئے غرلایا اسے برلاس پر رہ رہ کر تاؤ آرہا

تھا جس نے

تھوڑی ہی دیر میں اسکی حالت اتنی بری کر دی تھی

ایک منٹ بھی مزید رکھ کر دکھادو۔۔۔" پیچھے سے

آنے والی رعب

دار آواز پر اس کانسٹیبل نے فوراً سے مڑ کر پیچھے دیکھا

جہاں

ڈی ایس پی داراب کھڑے تھے چہرے پر سپاٹ

تاثرات لئے اسے

دیکھ کا نسٹیبل فوراً سے سیلوٹ مارتا کھڑا ہو گیا

وہ اس پر ایک کرخت نگاہ ڈالتے برلاس کی جانب آیا

اسے یاقوت

پہلے ہی میسج ڈراپ کر چکا تھا

اسے کیس کا پتہ چل گیا تھا تب ہی وہ پہلے سے اپنی ٹیم

کو وہاں

بھیج کر ساری بات معلوم کر گیا تھا کہ برلاس کسی بھی

اس طرح

کے کیس میں ملوث نہیں اس نے صرف معصوم

جانور کو جان سے

مارا تھاہاں اگر وہ بھیڑیا معصوم تھا تو برلاس شاہ اس

سے زیادہ

معصوم تھا

دونوں باہر آؤ۔۔"یاقوت اور پامیر کو بلاتے وہ خود

اپنے آفس کی

جانب بڑھ گیا وہ دونوں نہ چاہ کر بھی اسکے پیچھے پیچھے

آفس

میں آگئے

اس نے دونوں سے اصل بات پوچھی اور انکے بتانے

پر ہکا بکا سا

دونوں کو دیکھنے لگا

مم۔۔۔ مطلب۔۔۔ب۔۔۔ بابا کو وہ نسوار

۔۔۔ برلاس نے دی۔۔۔؟ وہ حیرت

کے مارے بنا اٹکے ٹھیک سے سوال بھی نہیں کر پایا

یاقوت اور پامیر نے ایک دوسرے کو دیکھتے سر

دھیرے سے

اثبات میں ہلا دیا

س۔۔۔ سوری لالا۔۔۔ اسکی طرف سے ہم معافی

مانگتے ہیں۔۔۔" انکی

بات سن کر داراب کو برا لگا لیکن اسے غصّہ بھی آیا تھا

یہ۔۔۔ یہ پاگل ہے۔۔۔؟ اگر بابا کو کچھ ہو جاتا تو

۔۔۔؟ وہ بے یقین

تھا

نہیں اس نے ڈوز بہت کم دیا تھا تا کہ صرف بات غصّے

تک محدود

رہے وہ انکی جان نہیں لے سکتا مجھے یقین ہے اس پر

---"ہاں

یاقوت مرزا کو یقین تھا کیونکہ زیحال کے ساتھ ان

دونوں کو

پالنے والا وہ بھی تھا اپنے دو چھوٹے بھائیوں کیلئے اس

نے اپنا آپ

وقت سے پہلے زیحال کی طرح بڑا کر لیا تھا

لیکن حرکت بہت غلط تھی۔۔۔" اسے بیلا کو پڑنے

والا وہ تھپڑ یاد

آیا لیکن افسوس غلط وقت پر اس وقت اسے اسکے لئے

کسی بھی

قسم کی کوئی ہمدردی تک محسوس نہیں ہو رہی تھی

قانون سب کیلئے ایک ہے بر لا اس غلط کیس میں اندر

ہوا ہے لیکن اس

نے جو پولیس والے کے ساتھ کیا ہے اسکی بہت سخت

سزا ہے میں

نے وکیل کو بلالیا ہے پیپرز لے کر آتا ہو گا۔۔۔" وہ

اپنے انداز سے

کچھ خفا خفا سا لگ رہا تھا جو صرف یاقوت نے نوٹ کیا

تھا

لالا۔۔۔ برلاس کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں

۔۔۔" اسے نہایت

شرمندگی ہو رہی تھی اس وقت اسکے سامنے بیٹھے رہ

کر

کوئی بات نہیں۔۔۔وہ میرا ابھی چھوٹا بھائی ہے

۔۔۔اسکے کان میں

خود کھینچ لونگا۔۔۔تم بے فکر رہو۔۔۔"وہ نہیں چاہتا

تھاوہ دونوں

اس حد تک شرمندہ ہوں

وکیل نے آتے ساتھ بیل کے پیپرز جمع کروادیئے

تھے لیکن پورا

پولیس سٹیشن حیران وپریشان تھا کہ وہ شخص آخر تھا

کون جس

کی آتے ساتھ بیل بھی ہو گئی تھی اور وہ پھر بھی بضد

تھا کہ

یہاں سے کھسکے گا نہیں

یہاں کا قانون برلاس کو اس حرکت پر پانچ سال قید

کی سزا سنا

سکتا تھا اگر تو پیچھے نائب وزیر اعلی زریاب خان آفندی

نہ ہوتے

قانون نے داراب کے ہاتھ اپنے اصولوں سے

باندھے تھے لیکن زریاب

خان کے ہاتھ کوئی مائی کا لال نہیں باندھ سکتا تھا

وہ زیحال خان آفندی کی اولاد تھی کیسے نہ اسکے لئے

سسٹم ایک

ہوتا اور زریاب کو ہر اس چیز سے نفرت تھی جس

سے انکے زی کو

تکلیف پہنچے اور برلاس شاہ تکلیف میں تھا مطلب انکا

زی بھی

تکلیف میں تھا

دیکھ لو اب۔۔۔وہ یہاں بیٹھا تو ایسے ہے جیسے یہ اسکا سسرال ہے

کیا کروں میں اب۔۔۔؟ داراب کمر پر دونوں ہاتھ رکھے جیل کے باہر

کھڑا ابرلا اس کو دیکھ رہا تھا

بس ایک فون۔۔۔"پامیر کی بات پر داراب نے مڑ کر اسے دیکھا

اب کس وزیر اعظم کا دروازہ کھٹکھٹاؤں۔۔۔؟ وہ کلس کر پوچھ رہا

تھا کیونکہ برلاس کی ایک بیل کے پیچھے زریاب اور

داراب نے جو

جان یکجاں کی تھی یہ وہی جانتے تھے

وزیرا عظم نہیں احکام اعلی ۔۔۔"اسکی بات پر داراب

نے بھنویں

سکیڑی جیسے پوچھ رہا ہو مطلب

بھائی کو فون کریں جب تک وہ نہیں بولیں گے یہ اس

جگہ سے ایک

انچ بھی نہیں ملے گا۔۔۔" داراب نے ہونٹ گول

کرتے یاقوت کی جانب دیکھا جو سر کھجاتے ہوئے آنکھ

بچا کر اسے دیکھ رہا تھا جیسے

کہہ رہا ہو اب یہی ایک راستہ ہے

تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں واپس سے داراب کے

آفس میں موجود

تھے اور وہ مسلسل زیحال کو کال کرنے کی کوشش کر

رہا تھا

آخر کار انہوں نے بھی کال اٹھانے کی زحمت کر ہی لی

تھی

یار میں ہاتھ جوڑتا ہوں اپنے اس بگڑے نواب کو لے

کر جاؤ یہاں سے

قبضہ کر کر بیٹھا ہے میرے تھانے پر۔۔۔"اس سے

باتیں کرتے میں

جیسے عاجز آگیا

پا میر نے اپنی ہنسی دباتے نظر بچا کر یا قوت کو دیکھا صیحح

وہ

سب کو نچا رہا تھا

اسکے ہاتھ زخمی ہے بہت بری چوٹ آئی ہے تمہارے

علاوہ وہ کسی

سے بینڈج بھی نہیں لے رہا آکر دیکھ لو اسے خون

بہت بہہ گیا ہے

دو تین بوتلیں تو آرام سے چڑھ جائیں گی۔۔۔"اس

بار یاقوت اور

پا میر نے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا جو جھوٹ

پر جھوٹ

بول رہا تھا

فون بند کرتے اس نے دونوں کو بت بنے دیکھ

کندھے اچکائے

خون کی بوتلیں ۔۔۔؟ یاقوت ہکا بکا سا اسے دیکھنے لگا

ہاں تو ۔۔؟ ایک ڈھیٹ کو جھیل رہا ہوں اب

دوسرے کو بھی

جھیلوں ۔۔۔اب دیکھنا کیسے بھاگتا ہوا آئے گا زیحال

۔۔۔" وہ شان

بے نیازی سے بولتا پیچھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا

گیا

ویسے جھوٹ بولنا بری بات ہے۔۔۔"پامیر نے اچھا

بننے کے سارے

ریکارڈ ڈھاہ کر کے توڑ دیے

وہ کہاوت سنی ہے جھوٹ کے بغیر تو پولیس والا ایسے

ہے جیسے

سفید ساڑھی میں لپٹی ایک بیوہ عورت۔۔۔"اسکی

بات پر دونوں

ہکابکا سے اسکو دیکھنے لگے

امیزنگ۔۔۔!! پامیر نے باقائدہ بنا آواز والی تالی

بجائی

اب دونوں کھسکو یہاں سے۔۔۔اگر زیحال نے ساتھ

دیکھ لیا تو مجھے

تم دونوں کیلئے بلڈ ارینج کرنا پڑے گا۔۔۔" واقعی ایسا

ہی ہونے والا

تھا تب ہی دونوں احتیاط کرتے جھٹ سے اٹھ

کھڑے ہوئے اور باہر

آکر زیحال کا انتظار کرنے لگے

برلاس اسی طرح رخ موڑے بیٹھا تھا وہ گھنٹوں ایسے

بیٹھ سکتا تھا

جب بھی ناراض ہوتا ایسے ہی بیٹھتا اور زیحال آکر

اسے منا لیتا

لیکن آج وہ نہیں آرہا تھا اس بات کی تکلیف رہ رہ کر

برلاس کو ہو

رہی تھی

زیحال کچھ ہی دیر میں تھانے پہنچ گیا تھا اسکو دیکھ

یاقوت پامیر

دونوں ایک دم سے سیدھے ہو گئے دونوں کو ہی مزید

کچھ بگڑ جانے

کا خدشہ لاحق ہونے لگا تھا

زیحال کی نظریں داراب پر تھیں جوان سے چھلکتا

سوال بھانپتے

ایک جیل کی جانب اشارہ کر گیا زیحال کی نظر جیسے ہی

اس

جانب اٹھی دل جیسے مٹھی میں آگیا تھا

وہ زخمی حالت میں بنا اپنے درد کی پرواہ کئے صرف

اپنے باپ کا

انتظار کر رہا تھا اور یہ بات صرف اسکا باپ ہی سمجھ سکتا

تھا وہ

دھیرے سے اس جانب قدم بڑھاتے جیل کے اندر

گیا

وہ تینوں سانس روکے کھڑے اسے دیکھ رہے تھے

پا میرے نے تو دل ہی

دل میں خیر کا ورد کرنا شروع کر دیا تھا

پر اس شاید اب بھی رو رہا تھا تب ہی آنکھوں میں آئی

نمی کو بار

بار صاف کرتے اسکی سوں سوں کی آواز پورے سیل

میں گونج رہی

تھی

کہ تب ہی اسے اپنے کندھے پر ایک نرم لمس محسوس

ہوا ہاں اس

لمس میں نرمی تھی

برلاس نے فورا اسے بنا پلٹے اسکا ہاتھ جھٹک دیا

زیحال خاموش رہا پیچھے یاقوت اور پامیر اسکے ہاتھ

جھٹکنے پر

پریشان زدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگے زیحال نے

جیسے ہی دوبارہ

اسکا کندھا تھاما وہ اپنی پوری طاقت لگا کر چیختا پیچھے

پلٹ

گیا

سمجھ نہیں آئی مجھے ن۔۔۔" زیحال کو دیکھ اسکا جملہ تو

منہ میں

رہا ہی تھا ساتھ سانس بھی رک گئی تھی آنکھیں لبالب

نمکین پانی

سے بھرتی چلی گئیں اسکے آنسوں دیکھ زیحال کے دل

پر ہاتھ سا

پڑا تھا لیکن وہ خود کو بروقت کمپوز کر گیا

ب۔۔۔بھائی۔۔۔" برلاس کے ہونٹ بے ساختہ

پھڑ پھڑائے

وہ سر اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا زیحال نے انگوٹھے کی پور

سے اسکی

آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کیے اسکے یہ کرنے کی

دیری تھی کہ

برلاس تڑپ کر اسکی بیلی پر سر ٹکاتے دونوں ہاتھ اسکی

کمر پر

کس کر باندھ گیا

اور پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا اسکی آواز میں تڑپ تھی

ازیت تھی اس

رکے اس طرح تڑپ کر رونے پر یاقوت اور پامیر کے

کلیجے جیسے

منہ کو آگئے تھے

ایم سوری۔۔۔ایم سوسوری۔۔۔میں۔۔۔میں دد

۔۔۔دوبارہ نہیں کرونگا۔۔

آئی پرامس۔۔۔آئی پرامس۔۔۔مجھے خود سے

۔۔۔خود سے دد۔۔۔دور نہ

کریں۔۔۔پلیز۔۔۔"اسکی گھگی سی بندھ چکی تھی رو

رو کر وہ کس

طرح تڑپ رہا تھا بلک رہا تھا اسکے بغیر

زیحال نے چہرہ اوپر کرتے گہرا سانس خود میں اتارتے

آنکھوں میں

آنے والی نمی کو واپس پینے کی کوشش کی

وہ واقعی پاگل تھا برلاس واقعی پاگل تھا لیکن صرف

اپنے باپ

کیلئے

زیحال نے اسے خود سے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی

لیکن وہ تڑپ کر

مزید اس سے لپٹ گیا

نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ مم۔۔۔۔ مجھے دد۔۔۔ دور نہ

کریں۔۔۔ میں نہیں کرونگا

میں کبھی ایسا نہیں کرونگا۔۔۔ آئی پرامس۔۔۔'' وہ

بچوں کی طرح

بلک بلک کر رو رہا تھا

ہٹو پیچھے۔۔۔ ''اس نے ایک آخری کوشش کی اسے

آزمانے کی لیکن وہ

ہر بار کی طرح اس آزمائش پر بھی پورا اترا

وہ نہیں ہوا دور اپنے باپ سے وہ ہو ہی نہیں سکتا تھا

نہیں۔۔۔میں۔۔۔میں پر امس کر رہا ہوں ناں

۔۔۔میں نہیں کرونگا۔۔۔میں

نہیں کرونگا کبھی بھی نہیں۔۔۔"اسکے تڑپنے نے

زیحال کو تڑپا دیا

تھا لیکن اسے احساس کروانے کیلئے اسے خود پتھر بننا تھا

وہ بن

رہا تھا

پہلے بھی کیا تھا پرامس۔۔۔تم پرامس توڑ دیتے ہو

۔۔۔"اسے وہ دن

یاد آیا جس نے زیحال خان آفندی کی روح تک کھینچ لی

تھی جس

دن وہ اسکی ٹانگوں سے لپٹ گیا تھا

ن۔۔۔نہیں۔۔۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔ا۔۔۔اگر

ایسا کروں۔۔۔تو جو سزا دیں

گے مجھے۔۔۔مجھے قبول ہو گی۔۔۔مم۔۔۔۔مجھے خود

سے۔۔۔۔خود سے

نہ دور کریں ناں۔۔۔ برلاس۔۔۔ برلاس نہیں رہ

سکتا آپ کے بغیر۔۔۔۔"

زیحال کی بس تھی وہ تڑپ کر اسے اپنے سینے میں زور

سے بھینچ

گیا اسکے یہ کرتے برلاس کی سسکیاں اور بلند ہوتی

گئیں اسے

ایسے روتے دیکھ یاقوت پامیر کی آنکھوں سے کب

گرم سیال بہنے

لگا تھا وہ نہیں جانتے تھے داراب خود ساکت ہو گیا تھا

اس نے کبھی

کسی بھائی کو بھائی کیلئے اتنا جنونی نہیں دیکھا تھا آج دیکھ

رہا تھا اور اسے سمجھ بھی آ رہا تھا کیوں زریاب خان

زیحال کو

اپنے پاس نہیں لانا چاہتا تھا اسکی ضرورت ان تینوں کو

زیادہ تھی

جن کی دنیا ہی صرف اسکا چھوٹا بھائی تھا

برلاس کو ایسے تڑپ کر روتے دیکھ پامیر کو بھی رونا آ

گیا تھا برلاس

کی آواز میں درد تھا دلوں کو چیر دینے والا درد زیحال

نے اسکا

سر اپنے سینے سے نکالتے اسکے ماتھے پر پسینے سے چپکے

بال

پیچھے کیئے اسکی آنکھیں رو رو کر لال ہو گئی تھیں انکو

دیکھ

زیحال کا دل جیسے مٹھی میں آگیا تھا

بس ۔۔۔بس اب نہیں رونا۔۔۔" وہ اسے ڈپٹ کر

چپ کروانے کی کوشش

کرنے لگا لیکن وہ پاگل زیحال کے ہاتھ تھام کر سر

جھکائے پھر سے

روپڑا

برلاس۔۔۔"زیحال کی بس تھی وہ مزید اسے نہیں

دیکھ سکتا تھا

ایسے کیوں نہیں دیکھ سکتا تھا وہ تھا ہی سب سے الگ

اس نے یاقوت اور پامیر کو بھی ایک ماں باپ کی طرح

پالا تھا لیکن

زیحال کو جس نے سب سے زیادہ تنگ کیا تھا وہ

برلاس شاہ تھا جس

کیلئے وہ راتوں کو جاگتا تھا جس کیلئے وہ اسکول کے باہر

گھنٹوں

کھڑا ہوتا تھا جسے منانے کیلئے گھنٹوں اسکی منتیں کرتا تھا

وہ

ہاسٹل سے آتا تھا تو اپنی فرمائشوں پر سارا دن زیحال کو

کچن سے

نکلنے نہیں دیتا تھا اسکی شکایات آتی تھیں اسکول سے

کہ آج برلاس نے ایک بچے کا سر پھاڑ دیا آج اس نے

ایک بچے کا

بیگ خراب کر دیا آج اس نے ایک ٹیچر کے ساتھ بد

تمیزی کی اور پھر

زیحال خان کو بلایا جاتا تھا وہ سب سنتا تھا آخر میں

صرف ایک

ہی بات کہتا

خیال۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک پہاڑی علاقہ تھا جہاں اس وقت دور دور تک

کوئی انسان

نہیں دکھائی دے رہا تھا صرف آسمان میں چیل اور باز

گھوم رہے

تھے کیونکہ وہ جانتے تھے یہاں انکی دعوت ہو گی یہاں

انکواب

شاہی مزے دار کھانا پیش کیا جائے گا

ہوا بہت تیز تھی پہاڑوں کے بیچ تیزی سے رقص

کرتی وہ ماحول میں

فسوں خیزی سی چھاگئی تھی اسکی آواز باقائدہ کانوں

میں

سرسراہٹ پیدا کر رہی تھی ایک عجیب سا تاثر تھا اس

فضا میں

یوں جیسے آج ایک گناہ گار اور ختم ہو جائے گا آج زمین

سے ایک

ظلم اور کم ہو جائے گا

مم۔۔۔مجھے۔۔۔۔۔مجھے معاف کر دو پاشا۔۔۔میں

مجبور تھا۔۔۔۔میں

مجبور ہو کر یہ سب کیا۔۔۔"وہ شخص گھٹنوں کے بل

پتھروں پر

بیٹھا دونوں ہاتھ جوڑے تڑپ کر رو کر بلبلا کر اپنی

زندگی کی

بھیک مانگ رہا تھا لیکن کس سے؟ وہ جو سینے میں دل

نہیں پتھر

رکھتا تھا؟

وہ رخ موڑے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا در بین سے دور

بھاگنے والا اپنا

شکار دیکھ رہا تھا بلیک پینٹ زنک کلر کی شرٹ فولڈڈ

رولز ہوا میں

اڑاتے اسکے سلکی بال اور آنکھوں پر لگے سن گلاسز

جن کو اتارے

بنا بھی میلوں دور بھاگتی ہرن اسے نظر آرہی تھی

اسکی پیٹھ اس شخص کی جانب تھی پھر بھی اتنا خوف تھا

اگر

وہ چہرہ اس جانب موڑ لیتا تو شاید وہ گڑ گڑا بھی نہ پاتا وہ

شخص

اپنی شخصیت میں ایسی دہشت رکھتا تھا

اسکے ساتھ چار بندے تھے کسرتی جسامت والے بلیک

پینٹ شرٹ اور

چہرے پر ماسک پہنے ہاتھوں میں ایم کے فور تھی جس

کے نشانے پر

اس وقت وہ بندہ تھا جس نے گڑگڑا کر اپنی زندگی کی

بھیک مانگی

تھی

اس نے دربین پھینک کر ایک ہاتھ بنا پیچھے مڑے اوپر

کیا جس سے

اسکا ایک بندہ آگے آتا اسکی کلاشنکوف اسکے ہاتھ پر رکھ

گیا اس نے

گردن جھٹکتے کلاشنکوف کو اوپر کرتے ایک آنکھ بند کر

کر اپنے

بھاگتے ہوئے شکار کو دیکھا جس کی رفتار چیتے جیسی تھی

لیکن وہ

چیتا نہیں تھی اور اسے شکار کرنے والا چیتے کا بھی باپ

تھا

کیا لگتا ہے۔۔۔؟ پاشا کرلیں گے شکار۔۔۔؟ ان میں

سے ایک نے دوسرے

کے کان کے قریب ہوتے سرگوشی نما انداز میں

پوچھا

امپوسیبل۔۔۔اس کی رفتار دیکھ اور پاشا کا فاصلہ دیکھ

۔۔۔"دوسرا

پرعزم تھا ہاں کوئی بھی یقین نہ کرتا

سب کو اس ہرن کے بچ جانے کا کہیں نہ کہیں یقین تھا

لیکن اس نے

ہر بار ان سب کے یقین پسماندہ کر دیے

ایک گولی کی آواز فضا میں گونجی تھی وہ گولی ہوا کو

چیرتی ہوئی

درختوں کے بیچ سے بنا کسی چیز سے ٹکرائے سیدھا اس

ہرن کی

گردن میں جا لگی تھی جتنی تیز رفتار اس ہرن کی تھی

جس کے

لگتے وہ ہرن اڑتی ہوئی پیچھے جا گری اور سب حیران رہ

گئے

میر بخش ۔۔۔ذائقہ آنا چاہئے ۔۔۔ورنہ اگلا شکار ہرن

نہیں ہو گی ۔۔۔''اس

نے پیچھے کھڑے اپنے سب سے خاص بندے کو پکارا

جو ڈر کر ایک

دم سیدھا ہو گیا

ج ۔۔۔جی پاشا ۔۔۔ضرور آئے گا ٹیسٹ ۔۔۔''وہ یہ

کہتے فورا سے جیپ اڑا

لے گیا اسے وہ ہرن ابھی اٹھانی تھی تھوڑی سی بھی دیر

ہوتی تو

وہ پاشا بے لئے حرام تھی اسے تازہ ہرن کا گوشت پسند

تھا

ہاں تو۔۔۔ کیا کیا اس نے۔۔۔" وہ اپنی کلاشنکوف کی

نال پر پھونک

مارتے پیچھے مڑ کر کس شان بے نیازی سے پوچھ رہا تھا

یہ مرزا صاحب کے قاتلوں میں شامل تھا پاشا

۔۔۔" اسکے ایک بندے

نے فوراً سے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا

جس پر پاشا کا ہاتھ اور وجود ایک پل کو ساکت ہو گیا

اسکی نظر

ٹرانس کی سی کیفیت میں اس شخص کی جانب مڑتی

اسکی گویا

جان نکال گئی

وہ لے رہا تھا ایک ایک سے بدلہ جس نے بھی اسکے

بھائی کے ماں باپ

کو بے قصور مارا تھا ان گناہگاروں میں یہ شیطان بھی

شامل تھا

دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا تھا

وہ ایک قدم آگے آیا وہ شخص تو پہلے سے اسکے خوف

میں کانپ

رہا تھا اسکا اس طرح اپنی جانب آنا اسے مزید خوف

سے لرزا گیا تھا

وہ اس وقت پسینے سے شرابور ہو رہا تھا

مجبوری۔۔۔؟کیا انسان کو کسی کی جان لینے کا کہتی ہے

۔۔۔؟وہ سرد

مہری سے پوچھ رہا تھا اس شخص نے روتے ہوئے

تیزی سے سر نفی

میں ہلایا

اس نے مزید آگے آتے بندوق کی نال اس شخص کے

منہ میں رکھ دی

وہ تڑپ کر اور شدّت سے اپنے ہاتھ جوڑ گیا خوف سے

اسکا دل بند ہو

رہا تھا

ایک مجبوری اب میری بھی ہے۔۔۔" اسکی آواز

دھیمی تھی وہ ذرا سا

جھکا اور اسکے کان کے قریب ہوا

ان لوگوں کو ختم کرنا جنہوں نے میرے بھائیوں کو

رلایا۔۔۔" وہ خود

کو آگ لگا لیتے دنیا میں کہیں بھی چھپ جاتے لیکن

مرزا صاحب کو

ہاتھ نہ لگاتے اگر انکو علم ہو جاتا کہ انکی زندگی میں آنے

والا شخص

ایک درندہ ہو گا جس نے ان بچوں کے اوپر شفقت

بھرا ہاتھ رکھ کر

بتایا تھا کہ اب وہ انکے لیے دنیا تباہ کر دے گا

اسکی آنکھوں میں سرد مہری دوڑتی ایک کے بعد ایک

فائر کی آواز

گونجتی چلی گئی اسکے بندوں نے اس شخص کے ہاتھ

چھوڑ دیے

جن کے چھوڑتے وہ شخص پاشا کے قدموں میں ڈھیر

ہو گیا

وہ سپاٹ تاثرات لئے اسے دیکھتا پہاڑی سے نیچے گرا

گیا وہ آگے

کہاں گیا کس چیل کوے نے اسے کھایا کچھ پتہ نہیں

بس آسمان ان

سے بھر کر سیاہ ہو گیا تھا اسکے سر کے عین اوپر باز

اڑنے لگے تھے

اس نے کندھے اچکائے ایک اور مجرم ختم

وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ ہی رہا تھا جب اسکے موبائل

پر رنگ

ہونے لگی اسے کال کرنے کی جرات صرف کچھ لوگ

ہی کر سکتے تھے

جن میں اب ایک اسکول پرنسپل بھی شامل تھا

یہ کال بورڈنگ اسکول سے تھی جس کا مطلب تھا پھر

کوئی نیا

کارنامہ اسکی اولاد نے سرانجام دیا ہے

اسکول کی طرف چلو۔۔"اس نے اپنے گارڈ کو حکم

دیا جو فوراً سے

اسکی تعمیل کرتے گاڑی اڑا لے گیا فلائیٹ بھی اسی

وقت تھی وہ

کچھ ہی دیر میں اسلام آباد سے کراچی پہنچ گیا تھا

اس وقت وہ پرنسپل کے آفس میں موجود خود سے ذرا

فاصلے پر سر

جھکائے کھڑے اس گپو سے بچے کو دیکھ رہا تھا جو

یونیفارم میں

ملبوس بے حد کیوٹ لگ رہا تھا لیکن وہ اس وقت

خوف زدہ تھا

بہت زیادہ یقیناً پرنسپل اسے ڈانٹ چکے تھے

میں نے بہت پیار سے انکو منع کیا کہ پلیز بیٹا اسے اسکا

بیگ لوٹا

دو۔۔۔ لیکن انہوں نے پھر سے انکی ساری بکس پھاڑ

دی صرف اس لئے

کہ وہ ان سے اچھی ڈرائنگ کر کر آیا تھا اور جب اس

بچے نے غصّے

سے انکو ڈانٹا تو انہوں نے اسکا سر دیوار میں دے مارا

۔۔۔آپ بتائیں۔۔۔

میں کیا کروں۔۔۔ایسے بچے کو اسکول میں رکھ کر اور

بچوں کو

تو میں خطرے میں نہیں ڈال سکتا ناں۔۔۔"وہ جیسے

عاجز آئے ہوئے

تھے اس فتنے سے جو شکل سے بے حد معصوم تھا لیکن

الٹی

حرکتوں میں شیطان کا بھی باپ تھا

اس پر نسپل کی آواز بلند تھی جو پاشا کو سخت ناگوار

گزری

تھی

برلاس۔۔۔ادھر آؤ۔۔۔" پاشا نے بے حد پیار سے

اسے اپنے پاس بلایا اور

اپنی سامنے والی کرسی پر بٹھالیا

ایسا کیوں کیا۔۔۔؟ وہ لہجے میں دنیا بھر کی محبت لئے

پوچھ رہا تھا

پرنسپل بھی اسکے جواب کے منتظر تھے کیونکہ سمجھ

انہیں بھی

نہیں آئی تھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا

اس نے ماما بابا کی تصویر بنائی تھی وہ دو تھے۔۔۔ لیکن

ماما بابا

تو ایک ہوتے ہیں ناں۔۔۔ جیسے میرے ایک ہیں

۔۔۔؟ وہ کس معصومیت

سے پوچھ رہا تھا پاشا کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں

بھینچ دیا

ہو

وہ جب بھی یاقوت سے ماں باپ کے بارے میں

سوال کرتا تھا وہ اسے

ایک ہی جواب دیتا تھا کہ ماں باپ صرف ایک کو کہتے

ہیں وہ بچہ

تھا اسے جو کہا جاتا وہ مان لیتا تھا کیونکہ اسکی مینٹل

کنڈیشن

سٹیبل نہیں تھی کبھی کبھی وہ بنا بات کے بھی ڈر جاتا

تھا

پاشا کچھ دیر کچھ نہیں بول سکا اس نے گہری سانس

لیتے برلاس کا

گال چوما اور سر دھیرے سے اثبات میں ہلایا

ہاں۔۔۔ایک ہوتے ہیں۔۔۔ لیکن تمہیں اسے مارنا

نہیں چاہیے تھا بری بات

ہوتی ہے۔۔۔"وہ پیار سے اسکے بال سیٹ کرتے

سمجھانے لگا

میں آگے سے نہیں کرونگا۔۔۔پرامس۔۔۔"وہ

کیوٹ انداز میں پرامس

کرتا اسکے سینے سے لگ گیا اسکی آغوش ملتے سارا ڈر اور

خوف

ختم ہو گیا تھا

ڈپریشن کی وجہ سے وہ ٹھیک سے گرو بھی نہیں کر پا رہا

تھا جتنی

اسکی عمر تھی اس حساب سے اسکا قد بھی بڑا ہونا چاہئے

تھا لیکن

وہ بڑھ نہیں پا رہا تھا یہی فکر پاشا کو کھاتی رہتی تھی

چلو بھاگو اپنی کلاس میں اور دوبارہ۔۔۔اگر ایسا کیا تو

بھائی تم

سے ناراض ہو جائیں گے۔۔۔"یہ ناراض لفظ بہت

خطرناک تھا برلاس

کی آنکھوں میں پل میں خوف کی لہر دوڑ گئی

نہیں۔۔۔میں نہیں کرونگا۔۔۔"وہ جھٹ سے سر

نفی میں ہلا گیا

گڈ۔۔۔"اس نے اپنے دائیں جانب رکھا ایک بیگ

اٹھایا جس میں کھانے

پینے کی چیزیں تھیں وہی سب جو برلاس کو پسند تھا وہ

اپنے

ساتھ لایا تھا

واؤ۔۔۔چاکلیٹ اینڈ آئس کریم۔۔۔؟ وہ چمکتی

آنکھوں سے اس سے

پوچھ رہا تھا پاشا نے سرہاں میں ہلایا اور مسکراتے

ہوئے اسکا ماتھا

چوم گیا

وہ خوشی خوشی واپس اپنی کلاس میں چلا گیا تھا جب

اسکے جاتے

ساتھ پاشانے کرخت نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا

آئندہ۔۔۔آواز نیچی رکھنے کی کوشش کریں۔۔۔

ورنہ آواز بند ہوتے دیر

نہیں لگے گی۔۔۔"اسکا انداز سرد برفیلا تھا پرنسپل

اسکے انداز پر

ہی ٹھٹھک گیا تھا وہ اب تک سامنے بیٹھے شخص کی

اصلیت سے

ناواقف تھا اگر واقف ہوتا تو شاید اس وقت سانس
بھی نہ لے رہا

ہوتا

وہ اٹھ کر جانے لگا تھا جب پیچھے سے اس پر نسپل کی
آواز سنائی

دی

آ۔۔۔آپ کیا کرتے ہیں۔۔۔؟ وہ اسکے ساتھ گارڈز
اور مہنگی گاڑیاں
دیکھ پوچھے بنا نہیں رہ سکے تھے

سپاری لیتا ہوں۔۔۔"انداز ایسا تھا کہ پرنسپل ہی دنگ رہ گیا تھا وہ

نکل چکا تھا انکے آفس سے لیکن پیچھے اسکی دھشت رہ گئی تھی

موجودہ وقت

وہ آج بھی بچہ تھا اسے آج بھی اپنے باپ کی آغوش چاہیے ہوتی تھی

وہ آج بھی خوف زدہ تھا زیحال قریب نہ ہو تو اسے

کوئی خوف

نہیں رہتا تھا اگر خوف بھی ہو تو وہ سامنے والے کو

نقصان پہنچا

دیتا تھا لیکن اگر زیحال پاس ہو تو وہ صرف ایک خوف

زدہ بچہ بن

جاتا تھا

وہ۔۔۔وہ مجھ پر۔۔۔۔ مجھ پر چلایا۔۔۔"اس نے

روتے ہوئے پیچھے کھڑے

کانسٹیبل کی جانب اشارہ کیا اسے ذرا دیر نہ لگی تھی ایک
شفیق

باپ سے پاشا دابیسٹ بننے میں اس نے سرخ طیش

نگاہوں سے

پیچھے کھڑے کانسٹیبل کو دیکھا

کوئی نہیں چلائے گا اب۔۔۔بس چپ۔۔۔"اس نے

اسکے چہرے کو صاف

کرتے اپنے ساتھ لگایا

آ۔۔۔آپ۔۔۔آپ ناراض نہیں ہیں ناں۔۔۔مم

۔۔۔مجھے نہیں چھوڑیں

گے ناں۔۔۔"اسکی ہچکیاں بندھ ہی نہیں ہو رہی تھی

وہ ہر بار اپنے

جنون سے سب کو تڑپا جاتا تھا زیحال کو شدّت سے خود

پر غصّہ

آیا کہ زندگی میں پہلی بار اس نے ایسی غلطی کی تھی اگر

وہ پیار

اسے بھی سمجھاتا تو وہ مان جاتا اسکے لئے اپنے باپ کی ہر

بات

پتھر کی لکیر ہوتی تھی لیکن اس نے اسے وہی بات کہی

جو اسے اور

خوف زدہ کر جاتی تھی

نہیں۔۔۔کبھی نہیں اٹھو۔۔۔"وہ پیار سے اسے اپنے

ساتھ لگائے اٹھ کھڑا

ہوا وہ اب بھی زیحال سے الگ نہیں ہوا تھا پا میرا انکو

ایسے دیکھ

خود بھی انکے ساتھ آ کر لگ گیا کیا تھا وہ ایک شخص ان

کیلئے ؟

جو خود بچوں والے ہو گئے تھے لیکن اسکے آگے انکا

بچپن نہیں جاتا

تھا زیحال نے پامیر کو بھی اپنے ساتھ لگا لیا

داراب نے چہرہ موڑ کر اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی

آج اسے پتہ

چلا تھا یتیم بچوں سے زیادہ ترس کے قابل اور کوئی

نہیں ہوتا ماں

باپ ایک پوری دنیا ہوتے ہیں جن کو نہیں اندازہ وہ

انکو دیکھ لے

جن کو دیکھ دل لرز اٹھتے ہیں کانپ اٹھتے ہیں

بیل ہو گئی۔۔۔؟اس نے داراب کی جانب دیکھ

استفسار یہ پوچھا

یہ میرے بھی کچھ لگتے ہیں۔۔۔"اس نے دھیمے لہجے

میں جواب

دیتے برلاس کو دیکھا جو کسی کو نہیں دیکھ رہا تھا

وہ تشکر آمیز نظروں سے داراب کو دیکھتا انکو لے کر

گھر کیلئے نکل

گیا تھا یا قوت سارے راستے خاموش تھا زیحال بھی

ونڈو کے باہر

دیکھ رہا تھا سوچیں الجھی ہوئی تھیں وہ ڈر گیا تھا برلاس

کے

جُنون سے خدا نہ کرے کل کو اگر اسکا وقت پورا ہو گیا

تو کیا ہوتا

اسکا وہ تو ایک پل بھی اسکے بغیر سانس نہیں لیتا تھا

گھر پہنچتے یاقوت فرسٹ ایڈ باکس اٹھالا یا تھا جسے پکڑتے زیحال

نے برلاس کے ہاتھ کے زخم کو پہلے کاٹن سے صاف کیا اتنے میں

پامیر بھی اسکے لئے کھانا لے آیا برلاس کے دونوں ہاتھوں پر اس وقت

بینڈج تھا تب ہی زیحال نے خود اسے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا

اسکے ایک جانب یاقوت تھااور ایک جانب پامیر اور

سامنے زیحال

آج انکو وہ دن یاد آگیا تھا جب وہ آدھی رات کو ان

تینوں کو اپنے

پاس بٹھا کر اور خود مزے سے سوتا تھا اگر تینوں میں

سے کوئی

غلطی سے سو بھی جائے تو اسے پھر برلاس شاہ کی

ناراضگی

برداشت کرنی پڑتی تھی اور ایسا کون کمبخت ہوگا جو

اتنے کیوٹ

بچے کو ناراض کرتا

آج وہ بچہ بڑا تو ہو گیا تھا لیکن دنیا کیلئے اپنے بھائیوں

کیلئے وہ

آج بھی وہی تھا

آ۔۔۔آپ ناراض نہیں ہیں ناں۔۔۔؟ وہ کھانا روک

کر اس سے پھر پوچھ

رہا تھا

سو جاؤ صبح بات کریں گے۔۔۔" وہ اسے کھانا پورا کھلا

کر اٹھ کھڑا

ہوا برلاس اسے ہی دیکھ رہا تھا یا قوت بھی اسکے پیچھے

پیچھے

ہی برلاس کو پیار کر کر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا لیکن

پامیر

نہیں گیا وہ برلاس کے ساتھ ہی رک گیا تھا کیونکہ

عبدلباری مشی

کے پاس تھا

وہ نڈھال سی چال چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اس

نے دھیان ہی

نہیں دیا کہ زمل سو گئی ہے وہ دروازہ بند کر کر جیسے ہی

پیچھے

پلٹا نظر سوئی ہوئی زمل پر گئی اسے سوئے دیکھ

دروازے کی آواز پر

کھٹکتے دھیرے سے آگے آیا قدم ایسے رکھے کہ ذرا

بھی آواز نہ آئے

زامل کروٹ بدل بدل کر بیڈ کے کنارے پر آگیا تھا

ورنہ اسکے ایک

طرف زمل ہوتی تھی اور ایک طرف زیحال آج اسکا

باپ نہیں تھا

اسے تو جیسے موقع ہی مل گیا تھا پورے بیڈ پر قبضہ

کرنے کا زیحال

اسے مصنوعی سا گھور کر اپنی گود میں لیا وہ گہری نیند

میں تھا

اسکے ہاتھوں میں وہ بلکل ننھی سی جان لگ رہی
تھی
زیحال نے اسے پیار کیا اور اسکی جگہ واپس سے لٹا کر
ایک نظر
زمل کو دیکھا
وہ بھی انہی بچوں کی ماں تھی زالے اسکے پاس آنکھوں
پر اپنا ننھا
سا ہاتھ رکھے سو رہی تھی جب کہ زمل اپنی حالت سے
بے خبر اس

کے قریب اپنی شرٹ بھی ٹھیک نہ کر پائی

اسے ایسے دیکھ زیحال بے ساختہ مسکرا دیا وہ زالے کو

دھیرے سے

دور کرتے انکے ارد گرد تکیوں کی لائن بنا کر اچھے سے

کوور کرتے

خود زمل کی سائیڈ آ گیا

اور دھیرے سے اپنی شرٹ ریموو کرتے زمل کے

اوپر سایہ افگن ہو

گیا

گہری نیند میں بھی اسے اپنے اوپر وزن محسوس ہو گیا

تھا تب ہی

دھیرے سے کسمساتی آنکھیں کھول کر اپنے بڑے

بگڑے بچے کو

دیکھنے لگی جو اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اسکی خوشبو

اپنے

وجود میں اتار رہا تھا

برلاس آگیا۔۔۔؟ اسکی آواز نیند سے بوجھل زیحال

کے جذبات مزید

اجا گر کر گئی

میرا پوچھو اس وقت بس۔۔۔"وہ جنونی ہوتا اسکی

نازک سی گردن

کو کڑی آزمائش میں ڈال گیا زمل اپنے بازو اسکی گردن

کے گرد

باندھ کے اسے اپنے آپ میں بھینچنے لگی

میرا بے بی۔۔۔"وہ نیند میں تھی تب ہی خود بھی بے

باکیوں پر اتر

رہی تھی ہوش میں کبھی یہ غلطی نہ کرتی کیونکہ پھر

اس بھوکے

شیر کو برداشت بھی تو کرنا پڑتا

زیحال اس میں مدہوش ہو رہا تھا اسی طرح اس کے

نازک بدن سے

لپٹے وہ گہری نیند میں چلا گیا تھا

____

آج بادلوں نے پھر سے آسمان کو اپنے گھیرے میں

لے لیا تھا آج موسم

اتنا ٹھنڈا تھا کہ باقائدہ شال لینے کی ضرورت پڑ رہی

تھی فارم

ہاؤس پر موجود ڈاکٹرز چھٹی لے کر جا چکے تھے کومل

بھی صبح

ہوتے چلی گئی تھی اس وقت فارم ہاؤس پر صرف

ڈاکٹر برہان اور

زرتشم تھی انہیں ایسے ہی زرتشم کا خیال آیا وہ دھیرے

سے اٹھ کر

چیزوں کا سہارا لے کر کمرے سے باہر آئے زرتشم کا

کمرہ ساتھ میں

ہی تھا وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے انکی سوچ

کے مطابق وہ

بیڈ پر سردی سے سمٹی لیٹی تھی

وہ اتنی بے بس تھی کہ خود سے چادر تک نہیں لے

سکتی تھی اسے

ایسے دیکھ ڈاکٹر برہان کے دل پر ہاتھ سا پڑا کہ انہوں

نے یہ

سوچنے میں اتنی دیر کیوں کردی

وہ ہمت کر کر آگے آئے اور زرتشم کے پیروں میں

پڑی چادر اٹھا کر

اسکے اوپر ڈالنے لگے وہ بھی اسی وقت جاگ گئی اور

آنکھیں کھول

کر انہیں دیکھنے لگی

آپ نے ناشتہ کیا۔۔۔؟ وہ سو رہے تھے جب کومل

یہاں سے گئی

زرتشم انکو دیکھتی رہی نہ منہ سے کچھ بولی نہ پلکیں

جھپکائی

ورنہ وہ پلکیں جھپکا کر جواب دے دیتی تھی

ڈاکٹر برہان کو نجانے کیوں اسکے چہرے پر خفگی سی

محسوس

ہوئی

ویسے ہم دونوں ایک جیسے ہو گئے ناں۔۔۔؟ میں بھی

بیڈ ریسٹ پر

آگیا اور آپ بھی ۔۔۔ کتنا خوبصورت سانحہ ہوا ہے

۔۔۔ اور اب ہم ایک

ساتھ ہی اٹھیں گے اوکے ۔۔۔ ؟ وہ بچوں کی طرح

اسے بہلا کر باتوں

میں لا رہے تھے لیکن وہ کوئی جواب نہیں دے رہی

تھی

ڈاکٹر برہان نے کچھ سوچ کر کومل کو کال کی اور اس

سے زر تشم

کے ناشتے کا پوچھنے لگے

ناشتہ میں کروا آئی ہوں۔۔۔اسے بس میڈیسن دینی

ہے میں تھوڑی

دیر تک آ کر دیتی ہوں۔۔۔"اسکی آواز ایسے تھی جیسے

وہ کسی

کام میں مصروف ہو پیچھے سے اسکے بیٹے کی رونے کی

آوازیں آ

رہی تھیں

ن۔۔۔نہیں۔۔۔میں دے دونگا۔۔۔"وہ اسے

ریلیکس کرتے کال بند کرنے ہی

والے تھے کہ کومل کی بات پر رک سے گئے

وہ صرف پیشنٹ ہے ڈاکٹر برہان۔۔۔یاد رکھئے گا

۔۔۔"وہ خفگی سے

جواب دیتی کال بند کر گئی ڈاکٹر برہان تو جیسے چند پل

کیلئے

کچھ بول بھی نہیں سکے تھے

انہوں نے زرتشم کو دیکھا وہ بھی انکی جانب ہی دیکھ

رہی

تھی

میں آپ کے جذبات کے ساتھ کھیل رہا تھا۔۔۔؟وہ

نجانے کیوں یہ بات

اس سے پوچھ رہے تھے جو کسی بھی بات کا جواب

دینے سے قاصر

تھی

میرا ایسا ارادہ نہیں تھا مس زرتشم۔۔۔"وہ بے بس

سے تھے کہ تب ہی

انکو زرتشم کی آنکھوں سے نمی جمع ہو کر گال پر بہتی

دکھائی

دی وہ ایک پل کیلئے تو ششدر رہ گئے وہ باتیں محسوس

کرتی تھی؟

مطلب وہ صرف جسمانی طور پر کمزور تھی لیکن دماغی

طور پر وہ

سمبھل چکی تھی اس بات کی خوشی ڈاکٹر برہان کو اتنی

ہوئی تھی

کہ وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکے اور دل ہی دل میں شکر ادا

کیا

چلیں میڈیسن لیں۔۔۔ورنہ میں ڈاکٹر سے ٹیچر بنتے

دیر نہیں

کرونگا۔۔۔"وہ اسے مصنوعی ساڈپٹ کراسکی

میڈیسن نکالنے

لگے کہ تب ہی انکا موبائل بیپ کرنے لگا

انہوں نے دوا نکالتے ہوئے ساتھ بیڈ پر رکھا موبائل

آن کیا جس پر

کومل نے ایک تصویر بھیجی تھی

اسکے نیچے لکھا تھا"زیحال خان آفندی"اس تصویر کو

دیکھ

ڈاکٹر برہان کو اچنبھا سا ہوا

کون زیحال خان آفندی۔۔۔؟انہوں نے واپس سے

میسج ڈراپ کیا وہ

انجان تھے اس شخص سے اور پہلی بار اسے دیکھ رہے

تھے وہ اپنی

حیرت مٹاتے زرتشم کو دوا دینے لگے جب اسکی نظر

سکرین پر نظر

آنے والے چہرے پر پڑی دیکھتے ہی دیکھتے اسکی

آنکھیں متحیر سی

پھیلنے لگی جیسے وہ بے یقین ہو سامنے نظر آتا چہرہ کتنا

جانا

پہچانا سا تھا

اوہ سوری۔۔۔آپ کو غلطی سے بھیج دی۔۔۔"کومل

کا جواب آیا لیکن

یہ وہی جانتی تھی کہ اس نے یہ جان بوجھ کر کیا تھا

زرتشم کی نظریں مسلسل اسی پر ٹکی تھیں

اممم۔۔۔۔۔اممم۔۔۔۔"ایک دم سے بے چین ہوتی

ہلنے کی کوشش کرنے

لگی لیکن وجود جیسے بے جان تھا جس کی ریڈھ کی ہڈی کام

نہ کر

رہی ہو وہ بھلا کیسے کوئی بھی حرکت کر سکتا ہے

اممم۔۔۔۔۔ مممم"اسکی آواز ایسی تھی جیسے رو رہی ہو

آنکھوں سے

ٹپ ٹپ آنسوں بہنے لگے

کیا ہوا۔۔۔۔ مس زرتشم ۔۔۔آر یو اوکے ۔۔۔؟ اسے

ایسے دیکھ ڈاکٹر برہان

پریشان سے دوائیں واپس رکھتے اسکی جانب متوجہ

ہوئے

اممم۔۔۔۔"وہ کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی

اسکی حالت کوئی

بھی دیکھتا تو اس پر ترس کھالیتا جبکہ ڈاکٹر برہان اسکے

اچانک

حرکت میں آنے پر حیران تھے اتنی جلدی وہ اس سے

یہ توقع نہیں

کر رہے تھے

وہ یہاں وہاں دیکھنے لگے جیسے وجہ ڈھونڈ رہے ہوں کہ

کسے دیکھ

کر وہ اتنی حرکت میں آئی لیکن سکرین بند ہو چکی تھی

وہ پریشان

سے یہاں وہاں دیکھتے رہے

مجھے بتائیں زرتشم کیا دکھا آپ کو۔۔۔پلیز اشارہ ہی کر

دیں۔۔۔"وہ

کرتو رہی تھی انکے موبائل کو دیکھ کر اس سے نظریں

نہ ہٹا کر

کاش وہ سمجھ لیتے زرتشم کو اس وقت اپنی بے بسی پر

رونا آیا

تھا وہ آنکھیں زور سے مینچتی رونے لگی تھی

زرتشم۔۔۔"اسے روتے دیکھ برہان کو اپنا آپ بے

بس لگا وہ کیا کرتے

کیسے اسے اس تکلیف سے نکالتے وہ تو اسکے آنسوں

صاف کرنے کا

بھی حق نہیں رکھتے تھے

سب لوگ صبح صبح آج لاؤنج میں جمع تھے کوئی بھی گھر

سے باہر

نہیں تھا زامل نے کتنی بار اپنے تاہ کو بلانے کی کوشش

کی لیکن

آج وہ نہ ہنس رہا تھا نہ کچھ بول رہا تھا

تب ہی پامیر باہر سے اخبار اٹھا کر لے آیا

یہاں بھی اخبار آتے ہیں واہ بھئی ۔۔۔تو آج کی تازہ

خبر ۔۔۔جنگل میں

ملا ایک خون خوار جانور جس کی شکل بلکل ایک انسان

سے ملتی

تھی ۔۔۔'' وہ وہی سے اخبار پڑھتا ہوا اندر آرہا تھا

ہیں ۔۔۔سچی ۔۔۔؟زمل کو اسکی بات سن کر تھوڑا

ڈر سا لگا زیحال

جو واک سے واپس آیا گہرے سانس لے رہا تھا اسے

گھور کر دیکھنے

لگا

پامیر۔۔۔میں آؤں یا میرا جوتا۔۔۔؟ اسکی پیش کش پر

پامیر نے

فوراً سے اپنے دانتوں کی نمائش کی

ہی ہی۔۔۔جسٹ کڈنگ۔۔۔ویسے جانور تو ملا تھا

پولیس کو۔۔۔"اس نے

نظر بچا کر برلاس کو دیکھا" جس کی شکل ہمارے اس

جانور سے

ملتی ہے۔۔۔" اس نے برلاس کے کندھے پر ٹھوکا مارا

لیکن اس نے اس

کی جانب دیکھا بھی نہیں اسکو ایسے اداس دیکھ کسی کو

بھی

اچھا نہیں لگ رہا تھا

آئرہ کو کب لینے جاؤ گے برلاس۔۔۔؟ زیحال کے

سوال پر برلاس نے

ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھا باقی سب بھی

جیسے سانس

تک روک گئے سب ہی تو منتظر تھے اس سوال کے جو

صرف زیحال

کر سکتا تھا

برلاس گھبرا کر زیحال کی جانب دیکھنے لگا کتنے دن سے
وہ اسکی
جانب سے اس سوال کے آنے سے بچ رہا تھا لیکن آج
اس نے بھی بالا
آخر پوچھ ہی لیا جس کا جواب اب اسے دینا تھا وہ دل ہی
دل میں

اسکے جواب کے لفظوں کو ترتیب دینے لگا جبکہ باقی

سب اسکے اس

جواب کے بے صبری سے منتظر تھے

فلائٹ کی فکر نہ کرو۔۔۔میں نے پوری لسٹ نکال

رکھی ہے کس فلائٹ

میں جا کر واپس آ سکتے ہو۔۔۔" پا میرا اسکی الجھن کو

اپنی طرف سے

کوئی جواز پیش کرتے ہنسی دبانے لگا

فلائٹ کی فکر۔۔؟زیحال کو سمجھ نہیں آئی کہ اسے

فلائٹ کی فکر

کیوں تھی؟جبکہ مسلہ اس سے بڑا تھا

شادی کے دوسرے دن ہی بھائی کی میت دیکھنے کے

بعد سے آئرہ

خانزادہ نے پلٹ کر پاشاہاؤس کی جانب نہیں دیکھا تھا

وہ تین لفظ

جو دونوں نے ایک دوسرے کو کہہ کر بھری محفل

میں ایک دوسرے

کو قبول ہے کیا تھا وہ سب بے وقعت ہو چکے تھے آج

تک دنیا نے ان

تین لفظوں کی پاور دیکھی تھی آج وہ سب انکی شدّت

والی نفرت

دیکھ رہے تھے

کیا فیصلہ ہے تم دونوں کا۔۔۔؟ ایسے کب تک رہنا ہے

۔۔۔؟ وہ سنجیدگی

سے سوال پوچھ رہا تھا سب کی نظریں مسلسل برلاس

پر ٹکی

تھیں

اب پھنسا ہے یہ۔۔۔"کومل ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ

لگاتی سرگوشی نما

انداز میں بولی

اللہ کرے کچھ بول لے۔۔۔کب تک ایسے چلے گا یہ

یہاں اکیلا ہے اور

آئرہ آپی وہاں۔۔۔"زمل ان دونوں کیلئے افسردہ تھی

کیونکہ کہیں نہ

کہیں وہ اسے اپنی بہن ہی مانتی تھی پھر چاہے اسکے

بھائی نے اسکے

ساتھ کچھ بھی کیا ہو اس میں آئرہ کا قصور نہیں تھا

مم۔۔۔میں۔۔۔" برلاس نے رک کر گہری سانس

خود میں اتاری بہت

مشکل تھا زیحال کے آگے بولنا وہ جتنا اسکا لاڈلا تھا اتنا

ہی اس سے

خوف بھی کھاتا تھا ہر بات میں

پامیر۔۔۔فلائٹ بک کرواؤ۔۔۔ہم آئرہ کو لینے
چلیں گے۔۔۔"یہ ہوا تھا

سب کے سروں پر دھماکہ سب سے زیادہ برلا اس اس
کی زد میں آیا
تھا جو سانس روکے اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا
اسکے فیصلے کے آگے کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اف
بھی کرلے

کیونکہ وہ بات کم مگر رعب سے کرتا تھا اسکا رعب والا
انداز ہر ایک

پر سحر سا طاری کر دیتا تھا برلاس سر جھکا کر بیٹھ گیا اسے

اپنا

آپ زنجیروں میں جکڑتا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ نہیں

پلٹنا چاہتا

تھا واپس لیکن اب اسے پلٹنا تھا

آسمان پر بادلوں نے اپنا ڈیرہ جما کر سورج کو بلکل ہی

چھپا دیا تھا

لوگ اس خوبصورت موسم کو کافی حد تک انجوائے کر

رہے تھے

ایسا لگ رہا تھا جیسے عنقریب بہت طوفانی بارش ہونے

والی ہے

اسی موسم میں وہ آج گھر آیا تھا مسلسل ڈیوٹی پر رہ کر

کمر جیسے

اکڑ سی گئی تھی اسکی ڈیوٹی بہت سخت تھی یہاں کوئی

عہدہ

نہیں دیکھا جاتا تھا ہر کوئی اپنی ڈیوٹی پوری ایمانداری

سے نبھاتا

تھا انہی میں ایک "داراب خان آفندی" بھی شامل تھا

اپنی ڈیوٹی

سے عشق کرنے والا

وہ مورے اور داجی سے مل کر سیدھا اپنے کمرے میں

آیا تھا اور

آتے اس نے اپنی کیپ بیڈ پر رکھی اور شرٹ کے بٹن

کھولنے لگا جب

اسکے موبائل پر رنگ ہونے لگی اس نے ایک نظر

سکرین پر ڈالی

اور ایئر پوڈز کنیکٹ کرتے کال اٹھالی

اس آپریشن کو جلد از جلد شروع کیا جائے کیونکہ وہ

لوگ انہی

دنوں میں ان لڑکیوں کو یہاں سے یورپ بھجیں گے

۔۔۔"مقابل ایک

بھاری آواز اس سے مخاطب تھی

میں نے ساری تیاری کرر کھی ہے سر۔۔۔ڈونٹ

وری۔۔۔یہاں سے ایک

لڑکی بھی باہر نہیں جائے گی۔۔۔"وہ شرٹ بیڈ پر

پھینکنے والے انداز

میں رکھتا بیلٹ کھولتے ہوئے باتھ روم کی جانب بڑھ

گیا کمرہ اس

وقت خالی تھا ہر چیز بڑے نفیس انداز میں رکھی تھی

کہیں سے

بھی کوئی بھی تبدیلی نہیں آئی تھی کہ اسے یاد آجاتا وہ

اب یہاں

اکیلا نہیں رہتا اسکی ایک عدد بیوی بھی یہاں رہتی ہے

وہ باتھ روم

میں روف شاور کے نیچے کھڑا مقابل کی بات بھی سن

رہا تھا

اسکے بلیک ویو واٹر پروف ایئرپوڈز تھے جن کی قیمت

ہزاروں

ڈالر تھی اس میں یہ سسٹم بھی موجود تھا کہ جب تک

داراب نہ

چاہتا تب تک مقابل کو اسکے علاوہ اور کسی کی آواز نہ

جاتی یہاں

تک کے پانی گرنے کی بھی نہیں

تم جانتے ہو اس میں کچھ اور لوگوں کے نام ایڈ ہوئے

ہیں۔۔۔" وہ ایک

ایک کر کر اسے وہ نام بتاتے گئے جنہیں وہ غور سے

سن رہا تھا

بیلا باہر لان میں تھوڑی دیر ٹہل کر اندر آئی تھی باہر

اسکی نظر

پورچ میں کھڑی گاڑیوں پر نہیں پڑی پڑ جاتی تو اندازہ

ہو جاتا کہ

داراب اس وقت گھر میں موجود ہے

وہ شال کندھوں پر لئے لاؤنج میں آئی جہاں اس وقت

باہر کی نسبت

کم سردی تھی ملازم اپنے کاموں میں مشغول

تھے ابھی ناشتے

کا وقت نہیں ہوا تھا

وہ سب پر ایک نظر ڈالتی اوپر کمرے میں چلی گئی اب تو

اسکا ایک

ہی ٹھکانا تھا اراب خان آفندی کا کمرہ لیکن وہ اب تک

اپنا سامان

وہاں نہیں لائی تھی نہ ہی ایسا کوئی ارادہ رکھتی تھی

کیونکہ

اسے واپس اپنے ہی کمرے میں جانا تھا

وہ کمرے میں آتے شال بیڈ پر جیسے ہی رکھنے لگی اسکی

نظر داراب

کی وردی پر پڑی اور پھر وہی نظریں گھوم کر باتھ روم

کے دروازے

پر گئی جہاں سے پانی گرنے کی آوازیں آرہی تھی

آپ مجھے یہ لسٹ واٹسپ کریں۔۔۔داراب ایک

ایک کو دیکھ لے گا۔۔۔"

وہ کسی سے شاید بات کر رہا تھا جبکہ بیلا ہک دک سی

تھی کہ وہ

کب آیا اور وہ کمرے میں موجود تھا یہ پہلا لمحہ تھا جب نکاح کے

بعد دونوں ایک کمرے میں ایک ساتھ تھے

بیلا نے جلدی سے شال واپس اٹھا کر کندھوں پر اچھی طرح سے

ڈھانپ کی ایسے جیسے وہ کوئی غیر ہو

اتنے میں داراب صرف ٹراؤزر میں ملبوس جیسے ہی باتھ روم سے

باہر آیا نظر اچانک سامنے کھڑی بیلا پر جا ٹکی اسے دیکھ

داراب خود

کو شرٹ لیس دیکھ واپس اندر پلٹنے ہی لگا تھا کہ اس

ہڑ بڑی میں

اسکا پیر سلپ ہوتے ہوتے بچا نہیں وہ بچ جاتا اگر بیلا

اسے ہاتھ دے

دیتی لیکن اس نے نہیں دیا وہ آنکھیں پھاڑے اسے

گرتے دیکھتی وہی

کھڑی رہی

جب داراب دھڑام سے فرش پر گرنے والا انداز میں

بیٹھ سا گیا اس

کے منہ سے بروقت کراہ نکلی تھی

بسم اللہ۔۔۔۔" بیلا کے منہ سے چیخ والے انداز میں یہ

لفظ بے ساختہ

نکل گیا لیکن اب کیا اسکا بسم اللہ پڑھنا داراب کے

گرنے میں اچھا

خاصا اضافہ کر گیا

افف میرا پیر۔۔۔!! اسکا پیر بری طرح سے مڑتا چیخ

کی آواز کمرے

میں پیدا کر گیا جبکہ بیلا ہو نقوں کی طرح منہ پر ہاتھ

رکھے آنکھیں

پھاڑے اسے دیکھتی رہی دونوں شرم بھول گئے نہ

اسے یاد رہا کہ وہ

داراب کو شرٹ کے بغیر دیکھ رہی ہے اور نہ داراب کو

کہ وہ کس

حال میں اسکے سامنے سفید ماربلوں پر بیٹھا ہے

ہاتھ نہیں دے سکتی تھی بے وقوف لڑکی۔۔۔"وہ

وہی بیٹھے بیٹھے

لفظ چباتے ہوئے اس پر غرلایا

داراب۔۔۔از ایوری تھنگ آل رائیٹ۔۔۔؟مقابل

شخص نے پریشان زدہ

سے لہجے میں پوچھا اسکی چیخ وہ بھی سن چکے تھے

یاہ۔۔۔آئی ول کال۔۔۔ی۔۔۔یو بیک۔۔۔"اس

سے درد کے مارے ٹھیک سے

بولا بھی نہیں گیا انگلی سے بٹن دباتے کال بند کر کر

داراب نے بیلا

کو جیسے ہی خون خوار نظروں سے دیکھا وہ ڈر کر یکدم

سے

اچھلتی ایک قدم پیچھے ہو گئی

ا۔۔امارا کیا قصور۔۔۔۔ام نے تھوڑی تم کو گرایا

ہے۔۔۔" وہ ہڑ بڑاہٹ اور

خوف کے مارے ٹھیک سے بول بھی نہیں پائی داراب

اپنی مدد

آپ کے تحت وہاں رکھے ٹیبل کو تھام کر دھیرے

سے اٹھا اور سب

سے پہلے پیروں میں موجود سلپر زغصّے سے اتار کر

پھینکے

چینج کروانکو۔۔۔بے کار جوتے رکھے ہوئے ہیں

۔۔۔"اب سارا ملبہ اب

بے قصور جوتوں پر آگیا تھا جو کمرے کے فرش پر بے

ترتیب پڑے

اپنا انصاف مانگ رہے تھے

اور تم۔۔۔" وہ جیسے ہی بیلا کی جانب مڑا اسکو دیکھ تو

بیلا کا دل

ہی اچھل کر حلق میں آگیا تھا

ہاتھ دیتے ہوئے ہاتھ ٹوٹ رہا تھا۔۔۔؟ اسکی کمر میں

جتنا درد ہوا تھا

اب اتنا ہی اسے غصّہ بھی آرہا تھا

ا۔۔۔ام کیوں دے۔۔۔ایک نا محرم کو اپنا ہاتھ

۔۔۔" وہ ہمت کرتی تڑخ

کر بولی

اسکے منہ سے نامحرم لفظ سنتے داراب کا دماغ جیسے بھک

سے اڑا

وہ ہونقوں کی طرح اس دماغ سے کھسکی ہوئی لڑکی کو

دیکھ

دانت بھینچ گیا

نامحرم۔۔۔؟ جب وہ تین لفظ بولے تھے تب کان بند

تھے کیا۔۔۔؟ وہ زچ

ہو کر پوچھ رہا تھا بیلا کو اچھے سے وہ تین لفظ یاد تھے وہ

کیسے

بھول سکتی تھی لیکن زریاب کی بات سننے کے بعد وہ

واقعی بھول

چکی تھی وہ خود کو آفندیز کی بہو ماننے سے انکار کر چکی

تھی

جتنا جلدی ہو سکتا تھا وہ یہاں سے بھی نکل جاتی

ام نہیں مانتا۔۔۔ان تین لفظوں کو۔۔۔"اسکے الفاظ

داراب کو سرتاپیر

سیخ پا کر گئے وہ طیش بھری نگاہوں سے اس کو دیکھتے

ایک ہی

جست میں اسکی نازک سی کلائی تھام گیا وہ تڑپ کر خود

کو اسکے

کسرتی سینے سے ٹکرانے سے بمشکل ہی روک پائی تھی

جتنی تیزی

سے جھٹکا دیتے داراب نے اسے اپنی جانب کھینچا تھا

عنقریب تھا

کہ یہ درمیان کا دو انچ کا فاصلہ بھی نہ رہتا

ان تین لفظوں کو نہیں مانتی تم ہاں۔۔۔" وہ لفظ

چباتے ہوئے اسکے منہ

پر غرایا تھا اسکی گرم سانسوں کی تپش بیلا کے پنکھڑی

سے لبوں

سے ٹکراتی اسکے بدن میں ایک سنسنی سی دوڑا گئی وہ

اتنے قریب

سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے ہوئے تھا

اگر کہو تو اسکے بعد کا پراسسز کر کر یقین دلا دوں

اب کی بار؟۔۔۔

اسکی اس بات پر بیلا کی رنگت فق سے اڑ گئی وہ سانس

روکے اڑی

رنگت کے ساتھ اسے دیکھے گئی

بولو۔۔۔؟ وہ اسکے جواب کا منتظر نہیں تھا وہ صرف

اپنے اندر اٹھتے

وبال کو دبا رہا تھا

ا۔۔۔امارا۔۔۔امارا وہ مطلب۔۔۔ن۔۔۔ نہیں تھا

۔۔۔" وہ اپنی کلائی چھڑواتی

اس سے دور ہونے کی کوشش کر رہی تھی داراب کے

بال اب تک گیلے

تھے جن سے پانی کے چند قطرے ٹپک کر بیلا کے

چہرے پر گرتے

پھسل گئے

اتنی ٹھنڈ میں بھی وہ اس سے نفرت کی آگ میں جل

رہا تھا اس

لڑکی کو دیکھتے ہی اسے ماضی کی وہ تلخ یادیں یاد آجاتی

تھی

وہ دونوں بے حد قریب کھڑے ہی تھے جب اچانک

سیماب وہاں آ

گئی

وہ اپنے دھیان میں تھی لیکن جونہی نظر دونوں پر پڑی

ایک دم

کرنٹ کھاتے رخ موڑ گئی

ایم۔۔۔سوری۔۔۔ا۔۔۔ام نے دیکھا نہیں

۔۔۔"اسکی آواز پر دونوں کرنٹ

کھا کر پیچھے ہٹ گئے داراب نے جلدی سے رخ وارڈ

روب کی جانب

کرتے خود کو چھپالیا

بیلا اپنی شال ٹھیک کرتی چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو

کمپوز

کرتی سیماب کو دیکھنے لگی دروازہ کھلا اس نے خود ہی

چھوڑا

تھا غلطی سیماب کی نہیں تھی لیکن اسکے باوجود اسے تو

جیسے

موقع چاہیے تھا اسے سخت سست سنانے کا

وہ قدم قدم چلتی آگے آئ اور کرخت نگاہوں سے

اسے دیکھنے

لگی

تم کو عقل و قل نہیں ہے۔۔۔شادی شدہ کے

کمرے میں کیسے جاتے

ہیں۔۔۔؟اسکے انداز میں بلا کی سختی تھی سیماب نے

مڑ کر اسے

دیکھا

تم کو عقل ہوتی تو دروازہ بند کر لیتی۔۔۔شادی شدہ

عورت۔۔۔"سیماب نے شادی شدہ لفظ پر زور

دیتے کچھ باور کروایا

جس سے بیلا تو ممانو سرخ ہو گئی

کیوں آیا ہے ادر۔۔۔سکون نہیں ہے تم کو۔۔۔اپنا یہ شکل دکھا کر امارا

دن خراب کرنے آگیا۔۔۔"اسکے الفاظ کڑوے کسیلے تھے کہ تب ہی

داراب شرٹ پہن کر جلدی سے وہی آگیا

جی بھابھی۔۔۔"اسکا انداز نہایت مؤدبانہ تھا اسکو دیکھ بیلا فورا

سے اپنے سخت تاثرات ڈھیلے چھوڑ گئی اس میں اتنی

ہمت نہ

تھی

آپ کے ہاتھ پر کیا ہوا۔۔۔''کہ وہ اسکے سامنے

سیماب سے اس لہجے

میں بات کر سکے اس سے پہلے سیماب کچھ کہتی

داراب کی نظر

اسکے ہاتھ پر لگے بینڈج پر پڑ گئی جسے وہ داراب سے

چھپانا بھول

گئی تھی جبکہ زریاب سے بہت احتیاط سے چھپا گئی

تھی

یہ ۔۔۔ یہ ۔۔۔ ؟سیماب بوکھلا کر اپنا ہاتھ دیکھنے لگی

جبکہ بیلا کی

رنگت فق پڑ گئی اس نے تھوک نگلتے خود کو کمپوز

کرنے کی

کوشش کی

وہ بتا دے گی وہ بھلا کیوں چھپاتی بیلا کو اپنی شامت آتی

دکھائی

دے رہی تھی

وہ۔۔۔بس ایسے ہی جل گیا تھا۔۔۔" وہ مہارت سے

سچ چھپاتی ہاتھ

شال کے پیچھے کر گئی بیلا کو حیرت ہوئی کہ اس نے بتایا

کیوں

نہیں

احتیاط کیا کریں ناں۔۔۔بینڈج کس نے کیا

۔۔۔؟ڈاکٹر کے پاس گئیں۔۔۔؟

وہ از حد فکر مندی سے پوچھ رہا تھا جب کہ اسکا سیماب
کی اتنی
فکر کر بیلا کو سخت نا گوار گزرا تھا
ارے نہیں۔۔۔اتنا نہیں ہے۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گا
ناں۔۔۔ام تم کو بس
بتانے آیا تھا کہ اگر تم آ ہی گیا ہے گھر تو ناشتے پر ساتھ
میں آنا۔۔۔
داجی کو الگ نہیں دکھنا چاہئے۔۔۔''وہ بڑی بہنوں کی
طرح اسے

سمجھا رہی تھی

ساتھ میں ہی آتا۔۔۔ تم کو بتانے کی کیا ضرورت

۔۔۔؟ بیلا کا انداز سخت

تھا داراب نے فورا سے اسکی جانب دیکھا

ا۔۔۔امارا مطلب ہے۔۔۔ کہ ام ساتھ ہی آئے گا تم

فکر نہیں کرو۔۔۔" وہ

داراب کی نظریں خود پر بھانپتے لہجے میں از حد اپنائیت

لے

آئی

تھینک یو۔۔۔میں ساتھ نہ آتا۔۔۔ لیکن آپ نے کہا

ہے تو ساتھ ہی

آؤنگا۔۔۔"اسکے جواب پر بیلا نے بے ساختہ اسکی

جانب دیکھا سیماب

مسکرا کر واپس چلی گئی جب اسکے جاتے داراب نے

سپاٹ نگاہوں

سے بیلا کو دیکھا

یہ کس انداز میں بات کر رہی تھی تم بھابھی سے

۔۔۔؟وہ کرخت لہجے

میں پوچھتے ایک قدم آگے آیا جس پر بیلا ڈر کر ایک

قدم پیچھے

ہو گئی

وو۔۔۔وہ ام۔۔۔تم پر غصّہ تھا۔۔۔اس واسطے

۔۔۔خ۔۔۔خیال نہیں کر

سکا۔۔۔" وہ جلدی سے جھوٹ گھڑتی اس سے نظریں

چرانے

لگی

خیال کرو۔۔۔اور اپنے غصّے کو اس کمرے کے اندر

تک محدود رکھو

سمجھ آئی۔۔۔آیندہ ان سے بد تمیزی کا انجام بہت برا

پاؤ گی تم۔۔۔"

انگلی اٹھا کر اشتعال انگیز لہجے میں اسے وارن کرتے وہ

مرر کی

جانب چلا گیا

وہ ان مردوں میں سے نہیں تھا جو اپنی مردانگی دکھا کر

عورت کو

خاموش رکھیں اسکی آواز دبا کر رکھیں وہ بیلا کو خاموش

نہیں

کرواتا تھا وہ چاہتی تو بے شک اسے کچھ بھی سنا دیتی

کیونکہ وہ

برابری پر یقین رکھتا تھا لیکن اپنے گھر والوں کی طرف

تھوڑی سی

بھی بری آنکھ اس سے ناقابل برداشت تھی

وہ تیار ہو کر بیلا کے ساتھ ہی ناشتے کی ٹیبل پر گیا تھا

سیماب کے

کہے مطابق داجی انکو ساتھ دیکھ کر بے حد خوش

ہوئے

جبکہ مورے کو ذرا بھی خوشی نہیں تھی وہ اداس سی

نظریں پھیر

گئی داراب نے آگے آکر انکے آگے سر جھکا کر انکا پیار

لیا اور انکے

سر پر پیار دیا وہ ماں تھی باپ کی طرح سخت نہیں ہو

سکتی تھیں

سب لوگ دھیرے دھیرے ناشتے کی میز پر آ گئے

تھے

جب تھوڑی ہی دیر بعد ناشتے کے دوران کی دا.جی کی

آواز پر انکی

جانب دیکھنے لگے

اس حویلی کا ایک ہی وارث ہے۔۔۔زامل خان

آفندی۔۔۔لیکن اسکو بھی

زی نے ام سے دور کر رکھا ہے۔۔۔"انکا انداز بجھا بجھا

سا تھا

ام نے کئی بار اسکو ادر رہنے کا بولا ہے۔۔۔وہ آتا ہی

نہیں۔۔۔ام نہیں

چاہتا ام اپنے پوتے پر کوئی رسک لے۔۔۔ام اسکو اپنی

نظروں کے

سامنے رکھنا چاہتا ہے۔۔۔"انکی بات پر زریاب نے

کھانا روک کر انکو

دیکھا

وہ ادر بھی محفوظ ہے بابا۔۔ادر زی کے ساتھ اسکے

تین بھائی بھی

ہے۔۔۔انکے ہوتے ہوئے آپ کا پوتا محفوظ ہے

۔۔۔''کیا مان تھا ان

بھائیوں پر داجی کو ان پر غصّہ آگیا

وہ غیر ہے۔۔۔۔ام غیروں میں اپنے پوتے کو نہیں

چھوڑ سکتا آخر کو

امارا اکلوتا وارث ہے۔۔۔''انکی بات پر سیماب کا کھانا

کھاتا ہاتھ

رکا منہ میں لیا نوالہ بھی جیسے اٹکنے لگا تھا وہ انکے لہجے کی

تلخی

کو بخوبی محسوس کر رہی تھی دل ایک دم سے مٹھی میں

آ

گیا اتنے سالوں میں اس نے اولاد پیدا بھی کی تو صرف

دو بیٹیاں

جو اسے تو جان سے عزیز تھیں لیکن حقیقت نہیں بدل

سکتی تھی

کہ بیٹیاں پرایا دھن ہوتی ہیں وہ کسی اور کی نسل

بڑھاتی ہیں تب

ہی بیٹوں کو ان پر ترجیح دی جاتی تھی یہ بھی زمانہ

جاہلیت کی

ایک بری قسم تھی

ان غیروں میں آپ ایک دن رہ کر دیکھیں بابا

۔۔۔آپ اپنوں کو بھول

جائیں گے۔۔۔"داراب کو وہ منظر یاد آیا جسے وہ اب

کبھی نہیں

بھول سکتا تھا

ام کو نہیں رہنا۔۔۔زی کو مناؤ۔۔۔ادر آئے ام کو اپنا

پوتا ادر چاہئے ایک

سے تو امید کھو دی ام نے۔۔۔"انکی نظریں زریاب پر

تھیں جن کو

جیسے فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا

اسکو ام نے دوسری شادی کا بولا تھا لیکن ام کو سمجھ

نہیں آتا کہ

یہ مان کیوں نہیں لیتا۔۔۔"انکی اس بات پر سیماب

نے تڑپ کر انکی

جانب دیکھا آنکھیں فوراسے نمی سے بھر گئیں

اسکی یہ حالت دیکھ بیلا کو اپنے دل پر ٹھنڈک سی پڑتی

محسوس

ہوئی

آپ خدا سے لکھوا کر لادے کہ ام کو دوسری بیوی

سے بیٹا ہی ملے

گا۔۔۔ام آج ادر مولوی کو بلا لے گا۔۔۔اور اگر نہیں

تو اسی مولوی کو

سیدھا گولی مار دے گا جو امارا نکاح کسی دوسری عورت

سے

پڑھانے کی جرات کرے گا۔۔۔"وہ مطمئن سے

انداز میں جواب دیتے

سب کو جیسے سانپ سا سونگھا گئے داراب نے سر جھکا

کر اپنی

مسکراہٹ چھپائی

دونوں چھوٹے ایسے کیوں نہ ہوتے انکا بڑا بھائی توپ

تھا جو کسی

کو بھی آگے رکھ لیتا تھا

داجی انکی بات پر جیسے لاجواب سے ہو گئے تھے وہ لب بھینچ

کر اپنے بیٹے کو دیکھنے لگے

تم۔۔۔ تم اماراہی خون ہے۔۔۔؟ وہ زچ ہو کر پوچھ رہے تھے

اب خون پر یہ تو نہیں لکھا ہوتا ناں بابا۔۔۔ کہ ام کس کا خون ہے۔۔۔

دنیادیکھ کر کہتی ہے۔۔۔نوشیر وال کا بیٹا ہے

۔۔،"نام بتاتے ہوئے ایک

غرور انکے انداز میں چھلکا تھا واقعی رعب اور دبدبے

میں وہ

نوشیر وال پر ہی گئے تھے جن کی جوانی دیکھنی ہو تو وہ

زریاب خان

کو دیکھ لے جو ہو بہ ہو اپنے باپ پر گئے تھے

لالا۔۔۔یو آر ناٹ کمنگ سلو۔۔۔"داراب نے

دھیمی آواز میں اپنے باپ

سے بچ کر کمنٹ پاس کرتے اپنی مسکراہٹ دبائی

ام کو تم سے اب امید بھی نہیں ہے۔۔۔ایک بیٹا گھر

سے باہر اور ایک

بیٹا ضد پر ہے۔۔۔"وہ جیسے عاجز آئے ہوئے تھے ضد

والا بیٹا مطمئن

تھا جب اگلا دھماکہ خان حویلی پر نوشیر وال کی جانب

سے کیا

گیا

داراب۔۔۔ام کو وارث دے گا۔۔۔" انکی بات پر

سب نے آنکھیں پھاڑ کر

انکو دیکھا جبکہ بیلا تو جیسے پتھر کی مورت بن گئی تھی

وہی

کھانا داراب کے گلے میں اٹکتا اسے زور کی کھانسی کر

گیا وہ کھانس

کھانس کر لال ہو گیا تھا زریاب کو باقائدہ اٹھ کر اسکی

پیٹھ سہلانی

پڑی تھی

حوصلہ کرو بچے۔۔۔ایٹم بومب بنانے کو نہیں کہا بابا
نے۔۔۔"انکی

دھیمی سرگوشی پر داراب نے تڑپ کر انکو دیکھا جیسے
کہنا چاہتا

ہو"وہ کہہ دیتے تو آسان تھا"

ام کو یہاں زی چاہئے۔۔۔نہیں تو امارا دوسرا شرط جلد
پوری کرو۔۔۔"

وہ ناشتہ ختم کر کر اٹھتے اپنے کمرے میں چلے گئے جب
انکے

جاتے بیلا فوراً سے اٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگ گئی

وہ جانتے تھے زیحال ایسے آئے نہ آئے داراب کو

مشکل میں دیکھ

شاید وہ آجاتا نہیں تو انکو صرف وارث چاہئے تھا وہ

چاہے اب

داراب سے ہی کیوں نہ ملتا

یہ۔۔۔یہ بابا مجھے کیوں مارنا چاہتے ہیں۔۔۔میں ایسا

نہیں کر

سکتا۔۔۔" وہ عاجز آتے جیسے رو دینے کو تھا مورے

نے اپنے بیٹے کی

جانب دیکھا اور پیار سے اسکے رخسار پر ہتھیلی جمادی

بیٹا۔۔۔ تمارا شادی ہو چکا ہے۔۔۔ اب تو ایسا ہو گا ناں

۔۔۔" وہ بہت پیار

سے اسے سمجھا رہی تھی سیماب اٹھ کر کچن میں چلی

گئی اسکے

جاتے داراب کو جیسے کھل کر بولنے کا موقع مل گیا تھا

کیونکہ

وہاں صرف اسکا لالا اور ماں موجود تھیں جن سے

اسے کوئی شرم

نہیں آتی تھی

شادی۔۔۔؟ کس سے ہوئی شادی۔۔۔ وہ جس سے

میں حد سے زیادہ

نفرت کرتا ہوں۔۔۔؟ میں کبھی ایسا نہیں کرونگا

۔۔۔ آپ کہہ دیں بابا

سے۔۔۔" وہ پہلے ہی اپنی خوشی وں کی قربانی دے

چکا تھا اب مزید

خود کو کٹھرے میں نہیں لا سکتا تھا

وہ فیصلہ سناتے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا

اسکے جاتے زریاب اور مورے نے ایک دوسرے کو

دیکھا زریاب تو یوں

کندھے اچکا گئے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں

یہ بابا نے بچے ہی پیدا کیے ہیں ناں۔۔۔؟ وہ سرگوشی

نما انداز میں

پوچھ رہے تھے

مطلب۔۔۔؟ مورے کو سمجھ نہیں آئی

مطلب کے آرڈر تو ایسے دیتے ہیں جیسے پراڈکٹ پیدا

کیا ہو جیسے

جب چاہے فائدہ لے لیا۔۔۔اب وارث دے گا

داراب انکو۔۔۔ مطلب اس

گھر کا گندہ خون امارے گھر میں بھی آئے گا واہ مورے

۔۔۔" وہ ہاتھ

کھڑا کرتے جیسے اندر تک جل کڑھ گئے تھے

ایسا نہیں بولتا زری۔۔۔داراب کا خون ہو گا وہ

۔۔۔" مورے انہیں نرمی

سے سمجھا رہی تھیں

ہاں۔۔۔اگر کوئی اور عورت ہوتی۔۔۔ام کو یہ لڑکی

آدھی آنکھ سے بھی

نہیں بھاتی۔۔۔امارا بھائی نہیں چاہے گا تو ام اسکو مجبور

نہیں کرے

گا اولاد کے واسطے۔۔۔" وہ فیصلہ کن لہجے میں بولتے

اٹھ کھڑے

ہوئے

وہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس آفس جانے کو تیار بیٹھے

تھے کچھ

ہی دنوں پہلے انکو کرسی واپس ملی تھی لیکن وہ عہدہ

نہیں جو

انکا خواب تھا

تم کو نہیں لگتا۔۔۔تم اپنے بابا سے ضد کرنے لگا ہے

۔۔۔؟انکو واقعی اب

ایسا لگ رہا تھا

جب نہیں کر رہا تھا تب کیا صلہ ملا۔۔۔؟ انھوں نے

کرسی کے پیچھے

کبھی اس اولاد کو دیکھا تھا؟ ام نے اپنا بھائیوں کو پالا تھا

جن۔۔۔

میں سے ایک کو انھوں نے امارا غیر موجودگی میں گھر

سے دربدر

کر دیا تھا۔۔۔" یہ احساس انہیں ہمیشہ تکلیف میں مبتلا

کر دیتا تھا

کاش وہ ایک دن وہ گھر ہوتے تو آج حالات کچھ اور

ہوتے

وہ کوٹ اٹھا کر کچن کی جانب چلے گئے جانتے تھے انکی

خانی کیا

کر رہی ہو گی

اور وہی ہوا انکی سوچ کے مطابق وہ رو ہی رہی تھی

جب زریاب کے

آتے ملازم کچن سے باہر نکل گئے وہاں صرف وہی

دونوں تھے

زریاب سب کو باہر جاتے دیکھ بنا قدموں کے آواز

کئے سیماب کے

پیچھے جا کر کھڑے ہوتے اسکی صراحی دار گردن پر

اپنے لب پوری

شدّت سے ٹکا گئے جس پر وہ تڑپ کر پیچھے ہوتی سلیب

سے جا

ٹکرائی

یہ۔۔۔یہ کیا کیا۔۔۔؟ وہ اپنی سرخ ناک رگڑتی

معصومیت سے پوچھنے

لگی

قسم سے اس سے بچے نہیں ہوتے۔۔۔"وہ کتنی

سنجیدگی سے یہ بات

کرتے سیماب کو ہی حیران کر گئے

انکی بات سمجھ میں آتے ہی سیماب کے گال سرخی سے

تپ اٹھے

تھے وہ شرم سے لال ہوتی نظریں جھکا گئی جب

زریاب اسکی کمر

میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب سے بھی قریب تر کر گئے

خ۔۔۔خان کیا کر رہا ہے۔۔۔ک۔۔۔کوئی آ جائے گا۔۔۔"وہ انکی اس حرکت

پر بوکھلا کر پیچھے دروازے کی جانب دیکھنے لگی

تمارا خان تم پر جان وار رہا ہے۔۔۔تم کو نہیں دکھ رہا ۔۔۔"وہ جنونی

آواز میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے شدّت سے بولے

سیماب کو اسی وقت دا جی کی بات یاد آگئی اور وہ پھر سے

رونے

لگی

ارے۔۔۔امارا خانی اتنا کمزور کب سے ہو گیا ماڑا تم تو

امارا شیر

ہے۔۔۔" وہ محبت سے اسے اپنے سینے سے لگاتے

اسے دا جی کی بات

بھلانے لگے

ت۔۔۔تم۔۔۔دوسری شادی کرلے۔۔۔گا

۔۔۔"وہ پاگل روتی ہوئی کس

معصومیت سے بول رہی تھی زریاب اس کی بات پر

دلکش انداز

میں مسکرادیے

کرنی ہوتی تو اتنے سال سے کر نہ لیتا۔۔۔؟لیکن ام

نے ایک ہی عورت

کو فتح کیا ہے۔۔۔اور وہی ساری عمر اماری ملکہ رہی گی

۔۔۔"انکے انداز

میں دنیا بھر کی محبت تھی وہ اور بھی انکے سینے میں

چھپ گئی

زریاب کو اس وقت اپنے جذبات قابو کر پانا نہایت

مشکل لگ رہا

تھا

چلو۔۔۔پیچھے ہٹو۔۔۔ام کو آج بہت ضروری کام سے

جانا ہے۔۔۔"وہ

خود کو کمپوز کرتے پیچھے ہوئے سیماب جلدی سے اپنے

ہاتھ شال

کے پیچھے کر گئی

اپنا خیال رکھنا۔۔۔اور سوچنا صرف امارے بارے

میں۔۔۔" وہ اسکے

رخسار کو سہلاتے اسے پر سکون کر کر کچن سے باہر

نکل گئے انکے

آجانے سے واقعی سیماب کا دل ہلکا ہو گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زر تشم انکے کنٹرول میں ہی نہیں آرہی تھی وہ نجانے

کیا کہنے کی

کوشش کر رہی تھی جو ڈاکٹر برہان کی سمجھ سے باہر

تھی وہ

پریشان سے اسے سمجھنے کی کوشش کرتے اس بات پر

بھی حیران

تھے کہ آخر کس چیز نے اسے اتنی حرکت میں آنے پر

مجبور کر دیا

تھا جسے دنیا کا کوئی ڈاکٹر بھی ٹھیک نہیں کر پا رہا تھا وہ کیا

دیکھ کر اتنی حرکت میں آگئی تھی

مس زرتشم۔۔۔پلیز اشارہ کریں۔۔۔پلیز

۔۔۔"وہ عاجز آتے اپنا درد بھولے

اسے سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے جب زرتشم کے

لب بے ساختہ

پھڑپھڑانے سے لگے

ز۔۔۔ز ز ز۔۔۔۔۔۔زہ۔۔۔۔"وہ بولنے کی کوشش

کر رہی تھی پورا وجود

کانپ رہا تھا آنکھوں سے سیلابی ریلا بہہ رہا تھا

ڈاکٹر برہان اسکے منہ سے ز سنتے اپنا سانس تک روک

گئے وہ بولنے

کی کوشش کر رہی تھی؟ انہیں یقین نہیں آیا

وہ شاک کی سی کیفیت میں اسے دیکھ ہی رہے تھے

جب زر تشم کے

ہاتھ پر نظر پڑی جس پر کپکپاہٹ طاری تھی وہ بری

طرح سے کانپتی

ہوئی نظریں ایک ہی چیز پر ٹکائے اسکی جانب اپنا ہاتھ

بڑھانے کی

کوشش کر رہی تھی اسے یہ کرتے دیکھ ڈاکٹر برہان

اپنی جگہ سے ہل

بھی نہیں سکے تھے وہ شل ساکت بیٹھے اسے ہاتھ

بڑھاتے ہوئے

دیکھنے لگے صرف ایک ہاتھ بڑھانے میں اسکی پوری

طاقت لگ رہی

تھی

ز۔۔۔۔ز ہ۔۔۔۔۔"اسکی آنکھوں سے گرم سیال

بہتا چلا جارہا تھا وہ کتنی

کوشش کر رہی تھی اسکا وجود حرکت میں آرہا تھا ایک

اوپری

طاقت جیسے اسے کھینچ رہی تھی دنیا کی مہنگی سے مہنگی

دوائیاں اسے ٹھیک نہیں کر پا رہی تھیں بڑے سے بڑا

ڈاکٹر ہار مان

گیا تھا لیکن وہ بہتر نہ ہوئی

آج کونسی طاقت اسے کھینچ رہی تھی اسے مجبور کر رہی

تھی کہ

وہ اٹھے زر تشم نوشیر وال خان اٹھے اور وہ اٹھ بھی رہی

تھی

زززـــــهـــــزـــــتحـــــ"اسکی دبی

دبی سی چیخ سنتے ڈاکٹر برہان

حرکت میں آتے اسکا ہاتھ تھامنے کی کوشش کرنے

لگے

زرتشم نے انکی جانب آج جن نظروں سے دیکھا تھا انکا

دل کانپ کر

رہ گیا تھا کاش وہ سمجھ لیں کاش زرتشم کو اپنی بے بسی پر

پھوٹ پھوٹ کر رونے کا دل چاہ رہا تھا لیکن وہ تو رو

بھی نہیں

سکتی تھی نہ چیخ سکتی تھی

مس زرتشم۔۔۔پلیز بولنے کی کوشش کریں

پلیز۔۔۔۔۔۔۔" وہ بے چین

ہوتے انکی نظروں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے وہ

بار بار نگاہیں

پھیر کر انکو موبائل کی جانب لے جانے کی جی جان

سے کوشش کر

رہی تھی لیکن انکے ہاتھ پیر صرف زرتشم کی حالت

بگڑتے دیکھ

پھولنے لگے کہ تب ہی کمرے کی فضا میں پہلی بار اسکی

چیخ

گونج اٹھی

ز۔۔۔تح۔۔۔۔۔ا۔۔۔۔ل۔۔۔۔" وہ اپنی پوری

طاقت لگا کر چیخ پڑی تھی اسکو

چیختے دیکھ ڈاکٹر برہان اپنی جگہ ساکت ہو گئے جیسے

سانس بھی

نہ لے رہے ہوں

وہ ہل رہی تھی اپنی پوری کوشش کر رہی تھی لیکن وہ

جیسے اپنی

جگہ سن ہو چکے تھے بے یقین سے کیا اس نے کسی کا

نام لیا تھا؟

یہ پہلا نام تھا جو اسکے لبوں سے ادا ہوا تھا لیکن ٹوٹ کر

جس کی

وجہ سے ڈاکٹر برہان کو صرف یہ سمجھ آئی تھی کہ وہ

کسی کا نام

لے رہی ہے لیکن کس کا وہ نہیں جان پائے

انہوں نے کھڑے ہوتے زر تشم کے دونوں ہاتھ پکڑ

کر اسکا دھیان اپنی

جانب کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بے قابو ہو رہی

تھی اسکی

حالت بگڑ رہی تھی سانسیں پھولنے لگی تھیں

پلیز۔۔۔مس زر تشم۔۔۔پلیز سمبھالیں خود کو

۔۔۔"اسکی حالت بری ہو

رہی تھی ڈاکٹر برہان ہمت کرتے اسکے پاس بیٹھ کر کچھ

جھجھکتے

ہوئے اسکا سر اپنے سینے پر ٹکا گئے اور اسکا سر تھپکنے

لگے

بس ۔۔۔ بس ۔۔۔۔ مجھے بتائیں ۔۔۔ کیا چاہئے آپ کو

۔۔۔ بتائیں ۔۔۔ '' وہ اسے

بہ لا کر بائیں جانب ہاتھ بڑھا کر انجکشن بھرنے لگے

کیونکہ وہ اب

بھی انکے ہاتھ سے نکل رہی تھی اسکی حالت زیادہ بگڑ

جاتی تو

معاملہ بگڑ سکتا تھا

اسے ذرا سا بہلاتے انہوں نے انجکشن اسکے بازو میں

پیوست کرتے

دوا اسکے وجود میں اتار دی ایک جانب وہ دوا اسکی

رگوں میں

دوڑ رہی تھی اور دوسری جانب وہ کسی کی محبت میں

بے چین ہو

رہی تھی لیکن دوا شدّت اختیار کرتی اسے بے بس کر

گئی وہ دھیمی

پڑتی گئ حرکت کم ہوتی گئ زرتشم نوشیر وال ایک بار
پھر دب
گئ
بس۔۔۔بس۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔" برہان اسکے
پیچھے بیٹھے اسکی پیٹھ
اپنے سینے سے لگائے پر سکون کرتے رہے آخر میں وہ
نیم بے ہوش
ہوتی پوری انکے سہارے پر آگئ

ڈاکٹر برہان وہی بیٹھے سوچتے رہ گئے کیا تھا کیا ہوا تھا

اب؟ جیسے

ایک طوفان سا آیا اور تباہی مچا کر چلا گیا اب خاموشی

تھی ہر

جانب یہ خاموشی اس طوفان سے زیادہ خطرناک

تھی

انہوں نے اٹھ کر دھیرے سے زرتشم کو ٹھیک سے

بیڈ پر لٹاتے اسکے

اوپر کمفرٹر ڈالا جب انکا موبائل جو اسی کمفرٹر پر پڑا تھا

دھڑام

سے زمین پر آ گرا

اسکے گرتے ڈاکٹر برہان کی نظر اپنے موبائل پر پڑی وہ

جھک کر

اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگے لیکن اسکے سینے اور

بازو پر بینڈج

اب تک تھا جس کی وجہ سے وہ جھک کر اس موبائل کو

ٹھیک

سے اٹھا بھی نہیں پا رہے تھے کتنی کوششوں کے بعد

وہ زمین پر

بیٹھنے میں کامیاب ہوئے تھے فون اٹھاتے وہ جیسے ہی

اٹھے انکی

نظر اس جگہ پر پڑی جہاں سے موبائل گرا تھا اس جگہ

کو دیکھ وہ

ایک دم سے ٹھٹھک گئے انکی نظریں ٹرانس کی سی

کیفیت میں

سرائیت کرتی زر تشم پر گئی

وہ جیسے اپنی جگہ پتھرا سے گئے تھے کیا وہ اس موبائل

کی جانب

اشارہ کررہی تھی؟ انہیں حیرت سی حیرت نے آن

گھیرا تھا وہ

پریشان سے اپنے موبائل کو ہی دیکھتے رہے جب

سکرین کھولتے ان

کے سامنے وہی تصویر آئی زیحال خان آفندی کی

ز۔۔۔ح۔۔۔ا۔۔۔ل۔۔۔"زرتشم کی چیخ ایک

بار پھر انکے کانوں میں

گونجی

ز۔۔۔تح۔۔۔ا۔۔۔ل۔۔۔زیحال۔۔۔"انہوں

نے نام توڑ جوڑ کر اس نام کو

دیکھا جو اس تصویر کے نیچے لکھا تھا وہ ایک دم سے

کندھے

ڈھیلے چھوڑے اس بے بس لڑکی کو دیکھنے لگے جس

نے کتنی

کوشش کی انکو اس موبائل تک لے جانے کی کاش وہ

سمجھ جاتے

انہوں نے فوراً اسے کومل کو کال کی جسے وہ دوسری کی

رنگ پر

اٹھا گئی

یہ کون ہیں۔۔۔کن کی تصویر بھیجی تھی آپ نے

۔۔۔؟ وہ نہایت

سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے

یہ میرے شوہر کے بڑے بھائی ہیں کیوں کیا ہوا

۔۔۔؟ وہ بھی حیران

ہوئی لیکن جھوٹ موٹ کی

انکا مس زر تشم سے کوئی تعلق ہے۔۔۔؟ وہ یہ سوال کرتے ہے پتہ نہیں

سانس بھی لے رہے تھے یا نہیں جبکہ انکے سوال پر کومل ٹھٹھک

گئی تھی کیا تیر نشانے پر لگا تھا؟ وہ بے ساختہ سوچنے لگی

کیوں کیا ہوا۔۔؟ اس نے جواب کے بجائے الٹا سوال کیا

میں آپ سے کیا پوچھ رہا ہوں ڈاکٹر کومل مجھے بتائیں یہ

کون ہے

اور انکا کیا تعلق ہے زرتشم سے۔۔۔ انکو دیکھ کر انکی

حالت بگڑ گئی

انہوں نے۔۔۔ انہوں۔۔۔ انکا نام تک لیا

۔۔۔"بتاتے ہوئے بھی حیرت سی

انکے لہجے میں چھلکی تھی جبکہ کومل کی زبان تو جیسے

گنگ ہی

رہ گئی تھی

ڈاکٹر کومل۔۔۔آپ بتائیں گی یا میں خود ان سے

پوچھوں۔۔۔"اس بات

پر کومل ایک دم ہوش میں آتی سانس روک گئی وہ

پوچھیں گے؟

وہ سوچ رہی تھی اسکا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا

پامیر کو ثبوت چاہئے تھے وہ بنا ثبوت کے اپنے باپ کو

دکھی نہیں کر

سکتا تھا اسکے جذبات کے ساتھ کھلواڑ نہیں کر سکتا تھا

لیکن

کومل میر؟ایسا کوئی جذبہ نہیں رکھتی تھی کہ اگر

زیحال خان

آفندی کو دکھ پہنچے تو وہ اسکے بھائیوں جتنی ٹوٹ جائے

نہیں وہ

اتنا گہرا نہیں سوچ سکتی تھی یہ کھیل اب یا تو آر ہونا تھا

یا

پار

کومل۔۔۔؟اسکی جانب سے خاموشی بھانپتے ڈاکٹر

برہان نے ایک بار

پھر اسے پکارا

یہ آپ ان سے خود پوچھ لیں۔۔۔" کہتے وہ کال کٹ

کر گئی جبکہ

دوسری جانب ڈاکٹر برہان ہیلو ہیلو کرتے رہ گئے

انہوں نے فون کی

سکرین دیکھی اور پھر زرتشم کو

اب میں کیسے ان سے پوچھوں۔۔۔؟ وہ پریشان سے

کھڑے کوئی حل

سوچنے لگے انکواس شخص تک پہنچنا تھااب کیسے یہ وہ

نہیں

جانتے تھے وہ اتنی بڑی شخصیت نہ تھے کہ ایک کال

گھماتے اور وہاں

اس شخص کا بائیوڈیٹا نکل آتا اگر وہ کر بھی لیتے تو مقابل

کے

بارے میں جاننا آسان نہ تھا

وہ اپنے کمرے میں یہاں وہاں چکر کاٹتا بے چین سا ہو

رہا تھا اب تو

ٹانگیں بھی شل ہونے لگی تھیں لیکن اسکی بے چینی

تھی کہ مٹنے

کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ کہاں جائیں کہاں چھپے

آج تو زیحال

بھی آفس نہیں گیا تھا وہ بھی گھر تھا سارا کام یا قوت اور

پا میر

دیکھ رہے تھے مطلب اب اسے پاکستان جانا ہی جانا تھا

وہ بچ نہیں

سکتا تھا

میں۔۔۔کیا۔۔۔کروں۔۔۔؟میں کیسے خود کو بچاؤں

۔۔۔؟وہ گھبرایا ہوا

سا لب دانتوں میں کچلتے سوچنے لگا جب اسکی نظر اپنے

کمرے کے

دروازے پر پڑی جہاں سے وہ چھوٹا فتنہ تھوڑا تھوڑا سا

جھانک رہا

تھا

تاہ۔۔۔ون۔۔۔تو۔۔۔۔ تھی۔۔۔(ون،ٹو،تھری)

اندا۔۔۔۔۔''زامل دونوں

اپنے ننھے ننھے سے بازو پھیلائے ایک دم سے آگے آتا

انڈا کرتا چیخنے

لگا اسے دیکھ کر برلا اس کو لگا جیسے آدھی سے زیادہ

ٹینشن ختم

ہو گئی ہو

میرا بیٹا۔۔۔انڈا۔۔۔بعد میں کرنا پہلے تاہ کو پیار کرو

۔۔۔آپ کے پیار کی

شدید ضرورت ہے تاہ کو۔۔۔۔"وہ اسے گود میں اٹھا

کر اسکے گال

چومنے لگا زامل کے پیچھے پیچھے زالے بھی وہی آگئی

تاہ۔۔۔ہاؤ۔۔۔؟اس نے بھی آتے دیوار کے پیچھے

چھپ کر اپنے تاہ کو

ڈرایا برلاس اس سے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتا کھلکھلا کر

ہنس دیا اور

اسے بھی اپنے دوسرے بازو پر اٹھائے پیار کرنے لگا یہ

بچے واقعی

اسکی زندگی تھے

آپ دونوں کو پتہ ہے۔۔۔ ببا مجھے لے کر جا رہے ہیں

۔۔۔ اور تاہ کو نہیں

جانا۔۔۔ ببا انکو ہپ ہپ کر رہے ہیں۔۔۔ "وہ

دونوں کے ساتھ نہایت

سنجیدگی سے بات کرتے انکو بتانے لگا وہ دونوں اسکو

سنجیدہ

دیکھ اپنے چہرے بھی ویسے ہی کر گئے

بابا۔۔۔ ہپ۔۔۔ ہپ تاہ۔۔۔؟ زالے کتنی معصوم

یت سے پوچھ رہی تھی

برلاس نے اثبات میں سر ہلایا

ناہ۔۔۔"زامل روتے ہوئے اسکے چہرے پر اپنا ننھا سا

ہاتھ رکھتے پیچھے

کرنے لگا جیسے کہہ رہا ہو نہیں اسکے بابا نہیں مار سکتے

بابا۔۔۔ ہپ ہپ۔۔۔ ناہ۔۔۔" وہ بتا رہا تھا اسے یقین

تھا اپنے باپ پر کیسے

نہ ہوتا اس نے کبھی زامل کو ہپ نہیں کیا تھا نہ زالے

کو

تاہ آپ سے جھوٹ بولیں گے۔۔۔؟ اب بس تاہ آپ

سے ہش ہیں۔۔۔" برلاس

کی ناراضگی دیکھ زامل اور رونے لگا کہ وہ ناراض کیوں

ہو رہا ہے

زامل سے

تاہ۔۔۔" وہ چیخ کر اسے منانے لگا

توآپ۔۔۔ بباسے کہو۔۔۔تاہ کو ہپ نہ کریں

۔۔۔"اسکی بات سن کر زامل

جیسے سوچ میں پڑ گیااور پھر ایک نہج پر پہنچتے وہ برلاس

کی

گود سے نیچے اترنے کی تگ ودو کرنے لگا برلاس کے

چہرے پر یہ

دیکھ مسکراہٹ در آئی

اس نے زامل کو نیچے چھوڑا وہ جھٹ سے اپنی گھٹنوں

والی دوسو

کی سپیڈ سے بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور رخ اپنے

کمرے کا کر

لیا جو کے اوپر تھا اب اسے سیڑھیاں چڑھنی تھیں جو وہ

خود سے

چڑھنے کی کوشش کرنے لگا جب پیچھے سے کومل

عبدلباری کو لان

میں گھما کر اندر لا رہی تھی

اسکی نظر جیسے ہی زامل پر پڑی جو چار سیڑھیاں چڑھ

چکا تھا

دل اچھل کر حلق میں آگیا وہ بھاگ کر جلدی سے

اسکے پیچھے گئی

اور اسے اٹھا کر گود میں لے گئی

زامل۔۔۔آپ سے یہاں آنے کو کس نے کہا

۔۔۔؟ وہ اسے ڈپٹتی اپنی

پھولی ہوئی سانسوں کو بحال کرنے کی کوشش کر رہی

تھی

تاہ۔۔۔می۔۔۔تو بیا۔۔۔ہپ ہپ۔۔۔"وہ اسے

باقائدہ ہاتھوں سے مار کر بتا

رہا تھا کہ ایسے تاہ نے اسے بولا کہ اسکے بابا نے اسے مارا

کومل کو سمجھ آئی بھی تھی اور نہیں بھی لیکن اسکے لئے

عبدلباری

اور زامل کو ایک وقت میں ایک ساتھ اٹھانا نہایت

مشکل ہو رہا

تھا وہ ہمت کرتی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گئی اور انکے

کمرے کے آگے

چھوڑ دیا جانتی تھی اندر زیحال تھا

جاؤ۔۔۔اپنے ببا کے پاش بھاگو بھاگو۔۔۔" وہ زامل

کو پیچھے سے پش

کرتی خود پیچھے ہو گئی اور جب تک وہ کمرے میں نہ چلا

گیا وہ

وہی کھڑی رہی اسکے جاتے خود نیچے آگئی آج اسکے بیٹے

نے قسم

کھائی تھی اپنی ماں کو نہ چھوڑنے کی کیسے چھوڑتا ماں

کے ہوتے

ہوئے بھی وہ ماں کے بغیر تھا

زیحال بیڈ پر بیٹھا چہرہ اوپر کئے دیوانہ وار اپنی گلا لے کو
دیکھ
رہا تھا جو اسکی ان بے باک نظروں سے خفت پڑتی
بمشکل ہی اسکی
ٹائی باندھ پا رہی تھی
ہبی۔۔۔ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔۔نہ دیکھیں
ناں۔۔۔''وہ اسکی
آنکھوں پر اپنا مومی ہاتھ رکھتی انکو بند کروانے لگی
لیکن وہ ڈھیٹ

پھر سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگتا

کیوں نہ دیکھوں۔۔۔؟بیوی کو ایسے دیکھنے سے بھی

ثواب ملتا ہے۔۔۔"

وہ شریر انداز میں بولتا اسکی بیلی تھام کر اپنے لب ٹکا گیا

زمل نے

تڑپ کر اسے خود سے پیچھے کیا

ہبی۔۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔۔"وہ جھینپ کر اسے

ڈپٹتی پھر سے اپنا کام

کرنے لگی

ویسے۔۔۔ نیکسٹ بے بی کب۔۔۔؟ اسکی بات پر

زمل آنکھیں پھاڑے اسے

دیکھنے لگی

دوسے بھرا نہیں آپ کا۔۔۔؟ وہ اپنی شرم چھپاتی

اسے آنکھیں دکھانے

لگی

ہم پٹھان ہے مارا۔۔۔ام کو پورا کرکٹ ٹیم بھی کم پڑتا

ہے۔۔۔"وہ پیور

پٹھانوں والے لب ولہجے میں بولتا زمل کو حیران کر گیا وہ کبھی

لگتا نہیں تھا کہ وہ پٹھان ہے کیونکہ اسکا انداز ہی ایسا تھا سامنے

والے کو مشکل میں ڈال دیتا تھا اسکی اردو اتنی صاف تھی

پلیز۔۔۔مان جاؤناں۔۔۔دو چار اور کر لیتے ہیں پلان ۔۔۔پلیز۔۔۔۔" وہ لاڈ

سے اسے بیلی سے تھام کر قریب کرتے اسکی

دھڑکنوں پر ناک ٹکاتے

اسکی خوشبو خود میں اتارنے لگا زمل چہرہ اوپر کیئے

دونوں ہاتھ

اسکے کندھوں پر رکھے گہرے سانس لیتی مدہوش

ہونے لگی

مان جاؤناں وائفی۔۔۔" اسکی آواز بھاری ہو رہی تھی

دونوں میں

جذباتوں کا کے سمندر ساٹھا ٹھیں مارنے لگا تھا کہ تب

ہی زامل کی

چیخ پر زمل کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی

ہائفی۔۔۔ناہ۔۔۔ببا۔۔۔مما۔۔۔"وہ کب سے بیٹھا

میسنا بنا دونوں کو دیکھ

رہا تھا نہیں پتہ لیکن اسکو یہ منظور نہیں تھا کہ اسکی مما

کو

کوئی ہائفی مطلب وائفی بولے وہ تو مما تھی ناں

مما کے بچے۔۔۔آ گئے رنگ میں بھنگ ڈالنے

۔۔۔"وہ غصّہ نہیں تھا لیکن

اپنے جذباتوں کو اتنی زور کی بریک لگتی اس سے

برداشت نہیں

ہوئی تھی زمل کو تو جگہ نہیں مل رہی تھی کہاں منہ

چھپائے

ببا۔۔۔ہائفی۔۔۔ناہ۔۔۔"وہ وہی فرش پر بیٹھا بیٹھا

ٹانگیں مار کر ضد

کرنے لگا

میری یہ ہائفی ہی ہے اور میری ہی وجہ سے تمہاری ماں

بنی ہے۔۔۔

چھوٹے فتنے۔۔۔۔"وہ بھول رہا تھا کہ وہ چھوٹا سا بچہ

ہے دونوں ضد

پر آنے لگے تھے

مما۔۔۔یو۔۔۔ہائفی۔۔۔ناہ۔۔۔"وہ بری طرح

سے بپھرتے اپنی ماں سے

پوچھنے لگا زمل نے جا کر اپنی ننھی سی جان کو اٹھا کر اسکے

گال

زور سے چومے

یس۔۔۔آپ کی مما ہوں بس۔۔۔"وہ اپنے بیٹے کا

جنون دیکھ خوشی

سے پاگل ہو رہی تھی اسکی بات سنتے زیحال اٹھ کر

فوراً سے انکے

پاس آگیا

اور میری وائفی۔۔۔؟وہ جیلس ہو کر پوچھ رہا تھا اپنے

بیٹے سے

جیلس زمل کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی

ہی۔۔۔وہ بچہ ہے۔۔۔"وہ اسے پیار سے سمجھاتی

زامل کو دیکھنے

لگی

غلطی سے۔۔۔ورنہ کام اسکے ابھی سے بڑوں والے

ہیں۔۔ادھر آؤ تم۔۔۔

کیا کہہ رہے تھے۔۔"زامل کو گود میں لیتے اس نے

ہوا میں بلند کر

دیا زامل اتنے میں ہی کھلکھلا کر ہنسنے لگا وہ بھول گیا تھا

کہ وہ

یہاں کیوں آیا تھا اسے بس اسکا باپ مل گیا تھا

زالے کہاں ہے۔۔۔؟ زیحال زامل کو اکیلے دیکھ

زالے کو ڈھونڈنے

لگا

آپ کی شہزادی کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔۔۔ سارا دن گھر

کے کونوں میں

چھپی اپنے ٹوائیز سجاتی رہتی ہے کوئی ڈسٹرب کر دے

تو رونے لگتی

ہے۔۔۔" وہ بتاتے ہوئے ساتھ بیڈ شیٹ صحیح کرنے

لگی زیحال مسکرا

کرزالے کے پیچھے کمرے سے نکل گیا دونوں باپ بیٹا

اسے ڈھونڈنے

لگے جب زمل کے کہے مطابق وہ ایک پلر کے پاس

بیٹھی ہاتھ میں لی

ہوئی گڑیا کو کبھی منہ میں لے رہی تھی کبھی اسے اسکے

پیروں پر

کھڑا کرنے کی کوشش کر رہی تھی

زالے۔۔۔تات۔۔۔"زیحال نے دھیرے سے پلر

کر پیچھے سے نکل کر اسے

تات کیا اگر ایک دم سے کرتا تو وہ ڈر کر رونے لگتی

زامل کے مقابلے

میں وہ ڈرپوک تھی

وہ کھلکھلا کر اپنے باپ کو دیکھنے لگی زیحال نے جھک کر

اسے بھی

اٹھالیا دونوں اپنے باپ کو پا کر خوشی سے پھول رہے

تھے

وہ کتنی ہی دیر دونوں کے ساتھ کھیلتا رہا جب اسکے

موبائل پر

نوٹیفیکیشن آیا فلائٹ کے ٹائم کا وہ دونوں بچوں کو بٹھا

کر خود اٹھ

کھڑا ہوا اور زمل کو آواز دینے لگا وہ کام کر کر نیچے آ گئی

پکڑ و انکو۔۔۔۔۔میری فلائٹ کا ٹائم ہو گیا۔۔۔۔"وہ

اسکے ہاتھ سے کوٹ

لے کر پہن رہا تھا دونوں نمونوں کو پتہ تھا کہ ایسا

کرنے کے بعد

انکے بابا باہر جاتے ہیں پھر کیا دونوں کا ریڈیو آن ہو گیا

برلاس۔۔۔۔"زیحال انکو چپ کرواتے برلاس کو

آواز دینے لگا

ہبی۔۔۔آپ لے آئیں گے ناں آئرہ آپی کو۔۔۔؟وہ

بچوں کے پاس بیٹھتی

پریشان کن لہجے میں پوچھنے لگی

تم چاہتی ہو میں لے آؤں اسے۔۔۔؟وہ پیار سے پوچھ

رہا تھا زمل نے

سر دھیرے سے اثبات میں ہلایا

تو سمجھو وہ آگئی۔۔۔"یہ جواب زمل کو ہر طرح سے

مطمئن کر گیا

تھا وہ مسکرادی اسکی یہی مسکراہٹ زیحال کی طاقت

تھی وہ

جھک کر اسکا ماتھا چوم کر پیچھے ہوا اور باری باری اپنی

ننھی

جانوں کو پیار کیا

بابا آپ دونوں کیلئے ڈھیر سارے ٹوائیز لے کر آئیں

گے اوکے۔۔۔"وہ بہلا

کر اپنی جان بخشی کروا رہا تھا لیکن وہ دونوں چیختے

ہوئے

رونے لگے تھے کہ نہیں انکو ساتھ لے کر چلو

اتنے میں برلاس بھی منہ لٹکائے آگیا وہ پوری طرح

سے بے بس اور

بے چین لگ رہا تھا جیسے کوئی اسے روک دے

چلو۔۔۔آدھا گھنٹہ ہے۔۔۔"

ہبی میں بھی چلوں۔۔۔؟ بابا سے مل لونگی۔۔۔کتنا

ٹائم ہو گیا ان سے

ملے۔۔۔"اسے اپنی باپ کی یاد آتی دل جیسے بھاری

ہونے لگا تھا

زیحال اسکے قریب آتے اسے ذرا اسے اپنے ساتھ لگا

گیا

میں مل آؤنگا تمہارے نام کا ان سے۔۔۔ڈونٹ وری

۔۔۔"وہ بلکل مطمئن

تھا زمل جانتی تھی پہلے سے ہی کہ اب وہ اسے وہاں

نہیں جانے دے

گا چاہے اس نے فرح کو معاف کر دیا ہو لیکن وہ اسکا کیا

کبھی نہیں

بھول سکتا تھا

وہ برلاس کے ساتھ گھر سے نکل گیا تھا پیچھے زمل

دونوں بچوں

کو چپ کرواتی کھیل میں لگا گئی وہ خوش تھی بہت زیادہ

کیونکہ

اسکی بہن آنے والی تھی

____

پاکستان کی فضاؤں میں آج بھی وہی سکونت چھائی
ہوئی تھی آج
بھی وہی خوشبو تھی اگر کوئی محسوس کرتا تو لیکن وہ تو
یہاں
رہنے کی عادی تھی جب سے آنکھ کھولی تھی تب سے
اسی فضا میں
پلی بڑی تھی وہ کیسے اس فضا میں پھیلے سکون کو پہچانتی
وہ صبح سے کوئی چھٹی ڈش تیار کر رہی تھی اتنا کھانا بنا کر
بھی

اسے نہیں پتہ تھا کہ یہ سب کس کے لئے بن رہا ہے

راحم صاحب اسے مارکیٹ سے سامان لا لا کر دے

رہے تھے اور ندرت

بیگم دھیرے دھیرے ہمت کرتی گھر کی صفائی کر رہی

تھیں لیکن

انکو خود کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کون آنے والا

ہے جس کے

لئے راحم صاحب اتنی تیاریاں کروا رہے ہیں

امی۔۔۔بابا سے پوچھیں تو صحیح آکون رہا ہے میرے

ہاتھ ٹوٹ

گئے۔۔۔۔"وہ واقعی اب رو دینے کو تھی

مجھے بھی نہیں بتایا آئیں تو پوچھوں ایسا بھی کونسا مہمان

آرہا

ہے جو وہ اتنی تیاریاں کروا رہے ۔۔۔"وہ بول ہی رہی

تھیں جب راحم

صاحب اتنا سارا فروٹس لئے گھر میں داخل ہے سانس

پھولی ہوئی

تھیں انکو دیکھ آئرہ بھاگتی ہوئی ان کے پاس آئی اور

انکے ہاتھوں

سے تھیلے پکڑ گئیں

بابا۔۔۔آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ تھوڑا تو اپنا خیال

کریں۔۔۔" وہ ان پر

ناراض ہوتی فروٹس لئے کچن میں چلی گئی اور انکے لئے

پانی کا

گلاس لے کر آئی

آپ بتائیں گے کہ کون آرہا ہے۔۔۔؟اتنی تیاریاں

کس کیلیئے ہیں۔۔۔؟

ندرت بیگم انکے بیٹھتے سانس سمبھلتے استفسار یہ

پوچھنے لگیں

انہوں نے گہری سانسیں لیتے پانی پیا

آئرہ کے رشتے والے آرہے ہیں۔۔۔"انکی آوازاسکے

کانوں میں جیسے

ہی پڑی آئرہ کر قدم بے ساختہ وہی منجمند ہو گیۓ

جیسے کسی نے

اسکا دل پیر تلے دبا دیا ہو

وہ مڑ کر ایک بار بھی اپنے باپ کو نہیں دیکھ سکی وہ بے یقین تھی

ندرت بیگم کی تو جیسے آنکھیں چمک اٹھی تھیں وہ تو

اسی دن

کے انتظار میں تھیں

آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا کون لوگ ہیں کیسے ہیں

پہلے بتاتے ۔۔۔

آپ میں ایسے ہی کل کڑھ رہی تھی۔۔۔"وہ خوشی

سے پھولے نہیں

سما رہی تھی

آئرہ کیلئے وہاں کھڑے رہنا مشکل ہونے لگا تھا وہ جیسے

اپنا وجود

گھسیٹتی ہوئی کچن تک لے گئی اور جاتے گہرے

سانس لینے کی

کوشش کرنے لگی آنکھوں کے آگے سب دھندلانے

لگا تھا ایک خوف

سا کسی کے آجانے کا کسی کی جان چلے جانے کا

وہ نہیں ہونے دے گا ایسا کچھ وہ مار دے گا اسے

ختم کر دے گا ۔۔۔

وہ نہیں آنے دے گا کسی کو اسکے قریب اسکی سانسیں

بگڑنے لگی

تھیں وہ یہاں وہاں پانی تلاش کرنے لگی جب اسکی نظر

جگ اور

گلاس پر پڑی وہ تڑپ کر اسکے نزدیک جاتی پانی گلاس

میں بھر کر

ایک ہی گھونٹ میں حلق سے اتار گئی

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔اب نہیں۔۔۔"اسکے

بدن پر ہلکی ہلکی کپکپاہٹ

سی طاری ہونے لگی تھی

کیا وہ کوئی کھلونا تھی؟وہ بے اختیار سوچنے لگی وہ کسی

کے

نکاح میں تھی پھر بھی اسکے لئے رشتے آرہے تھے

بہت اچھے لوگ ہیں میں پوری طرح سے مطمئن بلکہ

خوش بھی ہوں

اپنی بیٹی کیلئے ایسے لوگوں کا انتخاب کر کر۔۔۔"وہ

پوری طرح سے

مطمئن اور بے فکر لگ رہے تھے

چلیں اچھا ہوا آپ نے بھی سوچا۔۔۔کب تک یہ بھی

گھر بیٹھی

رہتی۔۔۔اور مجھے اسکی شادی اس لئے بھی کرنی ہے

تاکہ میں ان

لوگوں کو منہ توڑ جواب دے سکوں۔۔۔"انکے لہجے

میں حقارت تھی

راحم صاحب کا چہرہ جیسے بجھ سا گیا

انہوں نے ایسا کیا کر دیا بیگم ۔۔۔"وہ سب جانتے تھے

لیکن پھر بھی

پر سکون تھے

میرے بیٹے کو مار دیا۔۔۔پھر بھی آپ کہہ رہے ہیں

کیا کیا ہے۔۔۔؟وہ

بے یقین سی تھیں اپنے شوہر کی بات پر

تو آپ کے بیٹے کے کارنامے ایسے تھے۔۔۔وہ نہیں تو

عدالت اسے ایسی

سزا دے دیتی۔۔۔آپ کیوں ایک بے گناہ کو مجرم

ٹھہرا رہی ہیں۔۔۔"

انکی بات پر ندرت بیگم حیران اور بے یقین تھیں کیا وہ

اپنے بیٹے کے

لئے یہ بات کر رہے تھے؟ سگے بیٹے کیلئے

وہ آپ کا خون تھا آپ اتنے بے حس کیسے ہو سکتے ہیں

۔۔۔؟ انکی آواز

میں نمی سی گھل گئی

وہ کیسے جان پاتی کہ وہ واقعی انکا خون تھا انکا اکلوتا سہارا

کیسے

بھول سکتے تھے اب بڑھاپے میں وہ ان کی طاقت بنتا

میں آج بھی اسکی قبر پر پھول ڈال کر آتا ہوں

۔۔۔میں کیسے بھول

سکتا ہوں اسے۔۔۔؟ کیا کرب تھا انکے لہجے میں آئرہ

کو لگا اسکا دل

پھٹ جائے گا اسے شدّت سے اپنے بھائی کی یاد آئی

ہاں وہ چاہے

جیسا بھی تھا ایک بہن کے لئے اسکا ہیرو تھا اسکا سب

کچھ

کیا بہنیں بھی کبھی بھائیوں سے نفرت کر سکتی تھیں؟

لیکن میں سچائی سے رخ نہیں موڑ سکتا۔۔۔اسے اسکے

کئے کی سزا

دنیا میں مل گئی میں خوش ہوں۔۔۔کہ میرا بیٹا آخرت

کی تکلیف

سے بچ گیا۔۔۔آپ بھی خوش ہو جائیں۔۔۔بیٹی بھی

اب بیاہ کر اپنے

گھر چلی جائے گی۔۔۔ ہم دونوں کو ہی ایک دوسرے

کا سہارا بننا ہے

ان یادوں کو سہارا نہ بنائیں۔۔۔"انکی یہ بات سنتے

آئرہ کا دل کانپ

اٹھا تھا وہ روتی ہوئی سیدھا انکے سینے سے آلگی اور

سسک

سسک کر رو پڑی

مم۔۔۔مجھے کہیں نہیں جانا بابا۔۔۔پپ۔۔۔پلیز

مجھے نہ بھیجیں۔۔۔۔"

اس کی سسکیوں سے راحم صاحب کو تکلیف ہو رہی
تھی وہ اسکا

سر دباتے خود بھی رو پڑے

بس بیٹا۔۔۔بیٹیاں تو بادشاہ بھی نہ رکھ پایا۔۔۔"وہ
بے بس تھے انکی
بے بسی پر آئرہ سر نفی میں ہلاتی اور بھی تڑپ اٹھی
تھی

وہ اسے چپ کروا ہی رہے تھے جب دروازے پر بیل
ہونے لگی تینوں نے

اس جانب دیکھا راحم صاحب فوراسے اٹھنے کی

کوشش کرنے

لگے

آگئے وہ لوگ۔۔۔بس رونا بند کرو۔۔۔اور مسکرا کر

دکھاؤ بابا کی جان

ہوناں۔۔۔"وہ پیار سے اسکے آنسوں صاف کرتے

اٹھ کھڑے ہوئے آئزہ

کو گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی راحم صاحب کے

گھٹنوں میں درد تھا جس کی وجہ سے وہ ٹھیک سے چل

بھی نہیں پا رہے تھے

بابا۔۔۔آپ بیٹھیں میں دیکھتی ہوں۔۔۔"وہ انکو

واپس سے دھیرے سے

بٹھا کر خود سر پر دوپٹہ لیتی دروازے کی جانب گئی

جب دروازہ کھولنے پر نظر جیسے ہی اوپر اٹھی آنکھیں

دھیرے

دھیرے پھٹتی چلی گئیں سامنے بلیک پینٹ شرٹ پر

بلیک ہی کوٹ

اور آنکھوں پر گلاسسز لگائے چھ گھنٹے کے سفر کی

تھکاوٹ بنا

ظاہر کئے سپاٹ تاثرات چہرے پر لئے کھڑا زیحال

خان آفندی تھا

اسکو دیکھ تو آئرہ جیسے سانس بھی نہ لے سکی

کون ہے آئرہ۔۔۔؟ اندر سے راحم صاحب کی آواز

آئی کیونکہ مہمان ہوتے

تو وہ اندر لے آتی لیکن وہ اسکی اوٹ میں اسے دیکھ

نہیں پا رہے تھے

اصل جھٹکا آئرہ کو اسکے پیچھے سے نکل کر آتے برلاس

کو دیکھ کر

لگا تھا نظر بنا اسکی جانب دیکھے نظریں چرا کر جگہ کو

ایسے

دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار یہاں آیا ہو

اسے دیکھتے ایک خوف کی لہر سی اسکی آنکھوں میں ڈور

گئی تھی

کہ تب ہی برلاس کی نگاہ بھی اسکی جانب اٹھی دونوں

جانب سے

نگاہیں ملی تھی دل مٹھی میں آئے تھے سانس رکنے لگی

تھی ہوائیں

تک جیسے تھم گئی تھی آکسیجن ؟ وہ کسے کہتے ہیں دونوں

ہی

نہیں جانتے تھے آئرہ کا دل بند ہوا تھا تو دھڑک

برلاس کا دل بھی

نہیں رہا تھا وہ بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا دونوں

جانب

صرف آنکھوں کا رنگ ایک نہ تھا ان میں چھپا کرب

بھی ایک تھا

تکلیف بھی ایک تھی

"آپ کو پتہ ہے۔۔۔میری محبوبہ ہے یہ "پلیز سب صحیح ہو جائیں

میں اسے کال کرنے لگا ہوں "مجھے وہ چاہیئے بھائی

مجھے وہ چاہیئے

آپ۔۔۔آپ لا کر دیں گے ناں۔۔۔"وہ رو رہا تھا

تڑپ رہا تھا اسکے بھائی

اسکی تڑپ پر تڑپ رہے تھے

"آج کے بعد قدم یہاں سے باہر نہیں نکلیں گے

ورنہ۔۔۔میرے یہ پالتو

تمہیں چل نے لائق بھی نہ چھوڑیں گے" وہ سرد

مہری سے اسے

وارن کر رہا تھا کتنا سنگدل بن گیا تھا اسکا محبوب

"ایسے ہی تمہارے بھائی نے میری بہن کی زندگی تباہ

کی تھی ناں

جانتی ہو وہ کس کی بیوی تھی زیحال خان آفندی کی

کس کی ماں

تھی۔۔۔۔ برلاس شاہ کی" وہ دھاڑ رہا تھا اور وہ شل

ساکت کھڑی

تھی ایسے جیسے کوئی پتھر کی مورت ہو اسکے سامنے اسکا بھائی

بے سدھ پڑا تھا وہ سانس نہیں لے رہا تھا

"میرا۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔۔میرا بیٹا مار دیا۔۔۔مار دیا ان ظالموں نے" وہ

اپنا سینا پیٹ رہی تھیں جب کہ وہ آج اپنی ماں کو بھی نہیں دیکھ

رہی تھی کیسے دیکھ لیتی اسکا غم تھوڑا تھا؟ سامنے بھائی کی

میت رکھی تھی جس کا مجرم اسکا اپنا شوہر تھا اس سے بد

نصیب

لڑکی بھی ہو سکتی ہے؟ نہیں آئرہ خانزادہ جتنی نہیں

خیالات کتنے ظالم ہوتے ہیں ناں۔۔۔کاش انکو ذہن

سے مٹا دینے کا

کوئی بٹن انسان کے اختیار میں ہوتا تو آج کتنے ہی لوگ

بے وجہ بھی

خوش ہوتے لیکن ایسا نہیں ہوتا وہ خیالات بہت ظالم

ہوتے ہیں آنے

والی زندگی کی خوشیوں کو بھی کھا جاتے ہیں

آئرہ کی آنکھوں میں تیزی سے نمی جمع ہوتی قطرے

کی صورت میں

رخصار پر بہہ گئی لیکن وہ تو مرد تھا ناں اور مردوں کے

آنسوں

آنکھ سے باہر نہیں گرتے

زیحال نے ذرا سی گردن موڑ کر بر لا اس کو دیکھا جو

اسکی نظریں

اپنی جانب بھانپتے فورا سے نگاہیں جھکا گیا

زیحال نے پھر آئرہ کی جانب دیکھا جو دروازے پر ہی

کھڑی تھی اور

ٹھیک اسکے اندر جانے کے راستے کے بیچ

کیا یہاں اب مہمان کو اندر نہیں بلایا جاتا۔۔۔؟ وہ

نہایت نرمی سے

پوچھ رہا تھا جب آئرہ کو ایک دم سے ہوش آیا وہ

زیحال کی جانب

دیکھنے لگی اسی وقت راحم صاحب بھی اٹھ کر وہی آ گئے

کیونکہ

اتنی دیر کسی کو دروازے پر کھڑے رکھنا نہیں

مناسب نہیں لگا تھا

لیکن وہ جو نہی دروازے پر آئے سامنے کھڑے

زیحال اور برلاس کو

دیکھ جیسے اپنی جگہ سٹک سے ہو گئے اور بے یقین سی

نظروں سے

ان دونوں کو دیکھنے لگے

السلام علیکم راحم صاحب۔۔"زیحال انکی حیرت کو

کسی خاطر میں

نہ لاتے سلام کر کر جیسے انکو اس سکتہ سے باہر نکال کر

لایا

تھا

و۔۔۔وعلیکم سلام۔۔۔بیٹا۔۔۔"وہ شرمندہ سے

ہوتے اسکے پاس آئے اور
اس سے بغل گیر ہوئے آئرہ پیچھے ہٹ گئی تھی لیکن
اسکی نظریں
نہیں پلٹی تھیں وہ اب بھی اسی ظالم محبوب پر ٹکی تھی

جو اپنے

باپ کی موجودگی میں نگاہیں جھکا گیا تھا

آؤ اندر آؤ۔۔۔کب سے یہی کھڑے ہو دونوں

۔۔۔"وہ نادم سے ہوتے زیحال

کو اندر لے گئے جب نظر برلاس پر پڑی اسکے قدم

بھاری تھے وہ

نہیں اٹھا پارہا تھا اس جگہ سے اسے کوفت سی محسوس

ہو رہی

تھی

آؤناں برلاس بیٹا۔۔"وہ برلاس کو کندھے سے

تھام کر اسے بھی اندر

لائے جب انکو دیکھ ندرت بیگم کی آنکھیں جیسے پھٹی

کی پھٹی

رہ گئیں وہ کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی

اور بے یقین

سی نظروں سے دونوں کو دیکھنے لگیں

زیحال انکو سرسری سا سلام کر گیا کرنا تو اسے یہ بھی

نہیں تھا

لیکن اسکے اس سرسری سے سلام پر بھی انکو اپنے

ہاتھ پر جلن

سی محسوس ہوئی آنکھوں کے سامنے وہ گرم پانی اور

پھر اس میں

اپنا ڈوبا ہوا ہاتھ یاد آیا

وہ فورا اسے اپنا ہاتھ پیچھے کر گئیں اور خوف زدہ سی اس

درندے

کو دیکھنے لگیں جو ایک بار اگر کسی پر اپنی دہشت ظاہر

کرتا تھا تو

وہ بندہ مرتے دم تک نہیں بھولتا تھا

بیٹھو ناں بیٹا۔۔۔آئرہ پانی لاؤ بیٹا۔۔۔دونوں سفر سے

تھکے ہوئے

ہیں۔۔۔"راحم صاحب کی آواز پر وہ ذرا ہوش میں

آتی کچن کی

جانب چلی گئی

وہاں جاتے جیسے رکی ہوئی سانس یکدم سے بحال ہوئی

تھی رکے

ہوئے آنسوؤں کو بہنے کا راستہ مل گیا تھا ایک انجانی

سے کپکپی

اسکے بدن پر طاری ہو رہی تھی وہ اپنے دونوں ہاتھوں

کی انگلیوں کو

آپس میں الجھائے خود پر قابو پانے کی کوشش کرنے

لگی اسکا

جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا

بہت خوشی ہوئی تمہیں یہاں دیکھ کر۔۔۔دل سے

دعائیں نکل رہی

ہیں بیٹا۔۔۔ایسے جیسے کوئی اپنا بچھڑا ہوا مل گیا ہو

۔۔۔"راحم

صاحب کی آنکھوں میں نمی خود بخود اتر آئ

وہ لوگ یہاں سے گئے تو لگا سارا پاکستان خالی ہو گیا ہو

لیکن آج

پھر سے وہ بہار لوٹ آئ ہو آج پھر سے وہی خوشبو

یہاں کی فضاؤں

میں پھیل گئ ہو

زیحال کو دیکھ انکو حوصلہ سا مل گیا تھا وہ شخص اپنا نہ ہو

کر

بھی سب سے قریبی لگ رہا تھا جس سے ہر دکھ ہر

تکلیف شئیر

کر لینے کا شدّت سے دل چاہ رہا ہو

آپ تو اب فون پر بھی رابطہ نہیں رکھ رہے۔۔۔گھر

میں سب ٹھیک

ہے۔۔۔؟ وہ بہت اپنائیت سے پوچھ رہا تھا راحم

صاحب اسے سب

بتانے لگے وہ ایسے بات کر رہے تھے جیسے وہ انکا ہی بیٹا

ہو گھر کی

کوئی بات اسکے ساتھ کرتے ہوئے جھجھک محسوس

نہیں ہو رہی

تھی جبکہ ندرت بیگم تو کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھیں

زبان پر

تالا لگ گیا تھا

آئرہ دونوں کے لئے ٹرے میں پانی کے گلاس رکھ کر

لائی زیحال نے

مبہم سا مسکرا کر پانی کا گلاس اٹھالیا وہ اب برلاس کی

جانب

جاتے ہوئے بری طرح سے گھبرا رہی تھی وہ سر

جھکائے بیٹھا تھا

مسکراہٹ تو دور کی بات اسکے چہرے پر اس وقت

سنجیدگی کے

سوا کوئی تاثر نہیں تھا

برلاس ۔۔۔"زیحال کے پکارنے پر اس نے فوراً سے

اسکی جانب دیکھتے

ہوئے "جی بھائی" کہا

پانی۔۔۔؟اس نے آئرہ کے ہاتھ میں موجود گلاس کی

جانب اشارہ کیا

وہ پوچھ نہیں رہا تھا بتا رہا تھا کہ پی لو برلاس فوراً سے

آئرہ کے

ہاتھ سے پانی کا گلاس پکڑ گیا جب اسکی نظر اسکے نازک

سے مومی

ہاتھوں پر پڑی وہ بری طرح سے کانپ رہے تھے ایسے

جیسے اب یہ

ٹرے اسکے ہاتھ سے چھوٹ جائے گی

برلاس پانی کا گلاس اٹھا گیا لیکن ایک بار بھی اسکے

چہرے کی

جانب نہیں دیکھا بس خاموشی سے سارا پانی پی گیا

اسے اور بھی

پیاس لگی تھی لیکن وہ کہہ نہیں سکا بس چپکے سے گلاس

ٹیبل پر

رکھ دیا آئرہ واپس کچن میں چلی گئی تھی اسکے جاتے

برلاس کو

لگا جیسے فضا میں پھیلی گھٹن ختم ہو گئی ہوا سکی موجود گی

میں

اس سے سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی

صحیح کہتے ہیں جو جتنی شدّت سے اپنے محبوب کو چاہتا

ہے اتنی

ہی شدّت سے وہ ٹوٹتا بھی ہے آج وہ بھی کرچی بنا

یہاں بیٹھا تھا

جو اگر کسی کو چبھ جاتا تو شاید وہ زندہ بھی نہ بچتا

وہ کافی دیر بیٹھے زیحال سے بات کرتے رہے جب ند

رت بیگم کو اپنا

خوف کم ہوتا ہوا محسوس ہوا

آ۔۔۔آپ لوگ۔۔۔۔یہاں کیوں آئے ہیں۔۔۔؟ وہ

ہمت کرتی زیحال کی جانب

دیکھ کر بولیں خوف اتنا تھا کہ وہ ٹھیک سے اسے دیکھ

بھی نہیں

پا رہی تھیں

یہ کیسی بات کر رہی ہیں ندرت بیگم ۔۔۔گھر کے افراد

ہیں۔۔۔اپنے گھر

کسی وجہ سے تھوڑی آئیں گے ۔۔۔"راحم صاحب کو

جیسے انکی بات

پر مایوسی سی ہوئی

تو آج ہی کیوں ۔۔۔جب آج میری بیٹی کو رشتے والے

دیکھنے آرہے

ہیں ۔۔۔"یہ بات انہوں نے جان بوجھ کر کہی تھی

لیکن کچن کی

دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی آئرہ کی روح جیسے یکدم
سے فنا ہو گئی
تھی وہ سانس روکے مڑ کر اپنی ماں کو دیکھنے لگی
دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا تھا اس نے
خوف زدہ سی
نظروں سے ہمت کرتے برلا اس کی جانب دیکھا جو
ندرت بیگم کی
جانب دیکھتا جیسے پتھرا سا گیا تھا آئرہ کو اس کی ان
نظروں

سے بے ساختہ خوف محسوس ہونے لگا تھا

کون آرہا تھا۔۔۔؟ یہ پہلا سوال تھا جو برلاس نے خود

کیا تھا اور

انداز اتنا سرد تھا کہ آئرہ کو اپنی رگوں میں دوڑتا خون

جمتا ہوا

محسوس ہونے لگا تھا

وہ دل ہی دل میں اسکے یہ بات بھول جانے کی دعائیں

کرنے لگی

آنکھوں سے خوف کے آنسوں بہنے لگے تھے کاش

اسکی ماں نہ بولتی

وہ اب بھی چپ ہو جائیں وہ نہیں جانتی تھیں وہ کس

درندے کے

سامنے یہ بات کر گئی تھیں اگر جان لیتی تو شاید زیحال

سے زیادہ

اس سے خوف کھاتی کیونکہ وہ اپنے باپ کی طرح رحم

نہیں کرتا

وہ تو انسان کی روح تک کو تڑپا کر رکھ دیتا ہے

میری بیٹی کو دیکھنے والے آرہے ہیں۔۔۔" انہوں نے

ایک ایک لفظ پر

زور دیتے جیسے کچھ باور کروایا زیحال انہیں سپاٹ نگا

ہوں سے

دیکھتا رہا

تو وہ یہی ہیں ندرت بیگم۔۔۔" اب اصل دھماکہ ہوا

تھا سب پر ندرت

بیگم پھٹی پھٹی سی نظروں سے سانس روکے انکو دیکھنے

لگی ان

سے برا حال اندر کھڑی آئرہ کا ہوا تھا جس پر آج جیسے

کسی نے

ساتوں آسمان ایک ساتھ آ گرائے ہوں وہ اپنی جگہ

سے ذرا بھی ہل

نہ سکی

مم۔۔۔ مطلب۔۔۔؟ وہ ہکابکا سی بمشکل ہی پوچھ پائی

تھیں

مطلب کے زیحال نے ہی فون کر کر مجھ سے کہا تھا کہ

وہ آئرہ کو

لینے آرہے ہیں۔۔۔یہ ساری تیاریاں انکے لئے ہی

تھیں۔۔۔"اب اصل

جھٹکا آئرہ کو لگا تھا اس نے اپنی ساری بنائی ہوئی ڈشز

دیکھیں

کیا یہ سب اس نے اسکے لئے بنائی تھیں؟ وہ سوچ کر

بے اختیار

رو پڑی دل ڈوب رہا تھا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا

آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔راحم صاحب۔۔۔میں

ہر گز انکے ساتھ

اپنی بیٹی کو نہیں لے جانے دو نگی۔۔۔ کبھی بھی نہیں

۔۔۔"وہ بضد

ہوتی ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئیں انکو ایسے اٹھتے دیکھ

آئرہ کا دل

اچھل کر ایک دم سے حلق میں آگیا تھا وہ کانپ سی گئی

تھی انکی

بات سن کر اسے رہ رہ کر اس بیسٹ سے خوف آرہا تھا

جس کی

اصلیت وہی صرف جانتی تھی

تو آپ اپنی بیٹی کو کسی کے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی

اور کے ساتھ

رخصت کر دیں گی۔۔۔؟ وہ نہایت سپاٹ انداز میں

استفسار یہ پوچھ

رہا تھا کیونکہ غصّہ اسے بھی آیا تھا جسے وہ بڑی مہارت

سے دبا

گیا

مم۔۔۔ میں اسے کورٹ سے خلع دلوا دیتی۔۔۔"اب

کی بار انکی بات پر

راحم صاحب بھی ششدر رہ گئے تھے وہ بے یقین سے

اپنی بیوی کو

دیکھنے لگے وہ کتنی آگے کا سوچ گئیں تھی اگر کوئی آئرہ

کو دیکھتا

تو شاید اسکی حالت پر رحم کھالیتا جو اس بیسٹ کے

خوف میں

پسینے سے پوری بھیگ چکی تھی

ہر کسی کو اپنی زندگی بہت پیاری ہے ندرت صاحبہ

خلع سے پہلے ۔۔۔

کروانے والا ضرور ایک بار اس شخص کا نام دیکھتا

۔۔۔"زیحال کا

انداز ٹھہرا اور سرد برفیلا تھا راحم صاحب اسکی بات پر

متفق

ہوتے اپنی بیوی کو دیکھنے لگے

آپ جا کر کھانا لگوائیں۔۔۔اور ان باتوں کو چھوڑ دیں

۔۔۔"وہ اب ضبط

کی انتہا کو پہنچ گئے تھے وہ نہیں چاہتے تھے زیحال

یہاں سے ناراض

ہو کر جائے

کیسے چھوڑ دوں۔۔۔میں۔۔۔"وہ آگے ہی کچھ کہنے
لگی تھیں لیکن

آئرہ ایک دم سے کچن سے نکلتی انکو آواز دے گئی

امی۔۔۔کھانا۔۔۔"اسکی آواز میں کپکپاہٹ تھی وہ

پہلو میں پڑے

ہاتھوں میں اپنی قمیض جکڑے بری طرح سے گھبرائی
ہوئی تھی

ندرت بیگم نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھی اور وہاں سے چلی گئیں انکے

جاتے راحم صاحب نے ان سے معافی مانگی جس پر

زیحال بے ساختہ

انکے ہاتھ تھام گیا

آپ کو باپ کا درجہ دیا ہے اور باپ معافی نہیں مانگتے

وہ صرف

معاف کرنے کیلئے ہوتے ہیں یا ڈانٹنے کیلئے

۔۔۔"اسکی اتنی اپنائیت

پر راحم صاحب کا دل اسی وقت ہلکا ہوا وہ کیوں نہ اس شخص

سے محبت کرتے وہ محبت کا پیکر جو تھا

وہ کافی دیر بیٹھے بات کرتے رہے جب کھانا لگ جانے

کا سنتے دونوں

کو لیے ایک کمرے میں گئے جہاں دونوں فریش ہو کر

کھانے کی

ٹیبل پر آگئے

ٹیبل پر چھتیس قسم کے پکوان رکھے تھے برلاس جیسے
ہر چیز کو
بڑی غور سے دیکھ رہا تھا دور سے پتہ چل رہا تھا کہ سب
بہت
محنت سے بنایا گیا ہے وہ خود پر ضبط کرتے کرسی کھینچ کر
بیٹھ
گیا راحم صاحب زیحال کے ساتھ باتوں میں مشغول
تھے جب آئرہ

کھانا سرو کرتی برلاس تک آئی اسکے قریب آتے

کیفیت پھر ویسی

ہوگئی تھی

لیکن برلاس نے اپنی پلیٹ پیچھے کھینچتے سرخ ہوتی

نگاہوں سے

پلیٹ کے دائیں جانب دیکھا

میں لے لونگا۔۔۔" آواز دھیمی تھی لیکن اس میں

اس نے کتنا غصّہ

دبایا تھا یہ آئرہ بخوبی محسوس کرسکتی تھی

کھانا خاموشی سے ہی کھایا گیا تھا آئرہ وہاں نہیں بیٹھ

سکی بیٹھ

بھی جاتی تو نوالہ اسکے حلق سے نیچے نہ اترتا

مجھے یہاں تھوڑا کام ہے۔۔۔آتے ساتھ نکل جائیں

گے ہم لوگ۔۔۔"زیحال

کی بات پر راحم صاحب نے افسردہ سی نگاہوں سے

اسے دیکھا

ارے۔۔۔ایسے کیسے۔۔۔کچھ دن رک تو جاؤ

۔۔۔"وہ کیسے کہہ دیتے کہ

بیٹی کو کچھ دن اور دیکھنے کا دل ہے بیٹی کو رخصت کرنا

ایک

باپ کیلئے لمحہ موت ثابت ہوتا ہے

نہیں۔۔۔رات کی فلائٹ سے واپس نکلنا ہے وہاں

بھی بہت سے کام

ہیں۔۔۔"وہ نہایت عاجزی سے بولتا نیپکن سے منہ

تھپتھپاتے اٹھ کھڑا

ہوا اسکے ساتھ ہی برلاس بھی کھڑا ہو گیا

تم یہی رک جاؤ۔۔۔اور آئرہ کی پیکنگ میں ہیلپ کرو

۔۔۔"اسکی بات پر

برلا اس اسے دیکھنے لگا لیکن کچھ بول نہیں پایا

آئرہ نے تڑپ کر اسکی جانب دیکھا دل چیخ کر کہہ رہا تھا

نہیں اسے

اسکی ضرورت نہیں پلیز اسے لے جاؤ ورنہ وہ اسکے

خوف سے ہی

پوری ہو جائے گی آج

جی بھائی۔۔۔" مختصر سا جواب دیتے وہ وہی رک گیا تھا

زیحال اپنا

فون اٹھاتے گھر سے باہر آگیا اسے لینے تین گاڑیاں

آئ تھیں جن میں

دو گاڑیاں اسکے گارڈز کی تھیں وہ یہاں سے چلا ضرور

گیا تھا

لیکن اسکی سلطنت اسی طرح قائم ودائم تھی

وہ سیدھا اپنے آفس گیا تھا جہاں سے اسکے انڈر چلتے

سارے

دارلامان کو کنٹرول کیا جاتا تھا

اسے وہاں اچانک دیکھ پورے سسٹم میں جیسے ایک

افراتفری سی

مچ گئی تھی وہ جتنے دن بعد بھی یہاں آیا ہو لیکن لوگ

اسکی

دھشت اب تک نہیں بھولے تھے نہ بھول سکتے تھے

____

آئرہ سارے برتن سمیٹ کر سنک کے پاس کھڑی انکو

دھونے میں

خود کو مصروف کر گئی تھی راحم صاحب اپنے کمرے

میں موجود

تھے جہاں ندرت بیگم ان سے بحث کر رہی تھیں انکو

کسی طور

یہ بات برداشت نہیں ہو رہی تھی کہ انکی بیٹی انکے

ساتھ یہاں

سے جائیں

گھر میں اس وقت یہی لوگ تھے اسی لئے سناٹا سا چھایا

ہوا تھا وہ

اپنے دھیان میں برتن دھو کر اسٹینڈ پر لگا رہی تھی

جب اسکے پاس

دو پلیٹیں اور رکھی گئیں ان کو پکڑے ہاتھ کو دیکھ آئرہ

کرنٹ کھا

کر ایک دم سے مڑی اور اسے دیکھنے لگی

یہ۔۔۔باہر رہ گئی تھیں۔۔۔"وہ بنا اسکی جانب دیکھے

اسکی نظروں

کے سوال کو بھانپ گیا تھا جبکہ آئرہ کا دل چڑیا کی مانند

دھک

دھک کرنے لگا تھا

پانی ضائع ہو رہا ہے۔۔۔" وہ کہہ کر نل بھی ساتھ ہی

بند کر گیا آئرہ

جیسے ہوش میں آتی دو قدم پیچھے ہو گئی اور اسے دیکھنے

لگی

برلاس نے کچھ دیر انتظار کیا کہ وہ اب اپنا کام کرے

گی لیکن وہ تو

جیسے پتھرا گئی تھی برلاس خود اپنے کف موڑ کر سنک

کے پاس آیا

اور برتن دھونے لگا جس پر آئرہ ہوش میں آتی اسے

حیرت سے

دیکھتی ہڑبڑا سی گئی

مم۔۔۔میں کرلونگی۔۔۔"وہ شرمندہ سی اسکے ہاتھ

سے اسفنج لینے

کی کوشش کرنے لگی لیکن برلا س نے کچھ نہیں کہا نہ

اسکی جانب

دیکھا بس خاموشی سے برتن دھو کر ایک سائیڈ ہو گیا

اب پیکنگ کرنے چلیں۔۔۔؟ اسکے باپ کا حکم تھا

اسے جلدی بجالانا

تھا آئرہ پہلی ہی اسکی خاموشی سے ڈر رہی تھی اسکے

ساتھ اکیلے

کمرے میں جانے پر تو دل ہی جیسے لبوں پر آگیا تھا

نفرت چاہے جتنی شدید تھی لیکن انکے بیچ ایک رشتہ

تھا قبولیت کا

جس کی طاقت کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہرا سکتی تھی

وہ اسکا

محرم تھا کیسے ممکن تھا کہ اسکی موجودگی اسکی دھڑکنوں

میں

کوئی طغیانی سا طوفان نہ مچادے

وہ خاموشی سے اپنے ٹھنڈے پڑتے گیلے ہاتھ دوپٹے

سے خشک کرتی

آگے بڑھ گئی برلاس اسکے پیچھے تھا اسکے کمرے کا راستہ

آج بھی

اسے یاد تھا وہ خاموشی سے اسکے پیچھے پیچھے چل رہا تھا

جب وہ

دونوں ایک ساتھ آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے

آئرہ وارڈروب

کی جانب بڑھ ہی رہی تھی جب اچانک برلاس کے

بازو کھینچتے

اسکے منہ سے چیخ نکلنے لگی جسے برلاس اسکے منہ پر ہاتھ

رکھتے

وہی دباتے اسے بند دروازے کے ساتھ پن کر گیا

اس اچانک افتاد پر وہ آنکھیں پھاڑ کر ہونقوں کی طرح

اسے دیکھنے

لگی

بدن پر بری طرح سے لرزش طاری ہو گئی تھی وہ اسکے

قریب تھا

بے حد قریب اتنا کہ درمیان سے ہوا بھی بمشکل ہی

گزر سکے اسکی

آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے درشتگی سے دیکھتے ہوئے

وہ پھنکار رہا

تھا اسکی سانسیں کتنی تیز تھی آئرہ کو بخوبی محسوس ہو

رہی

تھیں

کس کیلئے سوچ کر وہ سارا کھانا بنایا تھا۔۔۔؟اسکے انداز

میں اس

حد تک سرد مہری تھی کہ آئرہ کے ماتھے پر ٹھنڈے

پسینے کے

قطرے چمکنے لگے تھے

میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔سنائی نہیں دے رہا

۔۔۔؟وہ مزید سختی

سے اسکے بازو میں انگلیاں گاڑھے استفسار یہ پوچھنے

لگا

مم۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے ب۔۔۔ بابا نے۔۔۔ کہا تھا

۔۔۔"اسکی آواز بے حد
دھیمی اور کانپ رہی تھی آنکھوں سے گرم سیال

تیزی سے بہتا اس
کے رخسار کو تر کر گیا

برلاس اسے ایک جھٹکے میں چھوڑ کر پیچھے ہٹا اور اپنے

کان کی لو

مسلنے لگا اسے اپنے غصّے پر اختیار نہیں تھا وہ پاگل ہو جاتا

تھا اور

پھر بعد میں احساس کرتا تھا

بیگ کہاں رکھا ہے۔۔۔؟ انداز بے حد سپاٹ تھا آئرہ

اپنا بازو پکڑے بے

آواز رو رہی تھی اسکے سامنے منہ سے تھوڑی سی بھی

سسکی

نکلنے نہیں دے سکتی تھی

اس نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے وارڈروب کے اوپر

رکھے اٹاچی کی

جانب اشارہ کیا جسے برلاس ایک ہاتھ بڑھا کر آسانی

سے اتار گیا

وہ دراز قد کا مالک تھا آئرہ کا قد اسکے سامنے صرف اتنا

تھا کہ وہ

مشکل سے اسکے سینے تک ہی آسکے

کپڑے ڈالو اس میں اپنے۔۔۔" اسکے کہنے پر آئرہ وہی

کھڑی رہی جیسے

قدم اس ایک جگہ جم سے گئے ہوں بر لا اس نے نظر

اسکی جانب

کرتے آبر وا یسے اٹھائ جیسے کہنا چاہتا ہو "میں کچھ کہہ

رہا ہوں"

لیکن وہی کھڑی رہی

مم۔۔۔میں۔۔۔میں آپ کے ساتھ ن۔۔۔نہیں

جاؤنگی۔۔۔" یہ ایک جملہ

بولنے کیلیئے کتنی ہمت اس نے جٹائی تھی یہ صرف وہی

جانتی تھی

برلاس نے خود پر ضبط کرتے ایک گہری سانس خارج

کی اور کچھ

سوچ کر خود ہی وارڈروب کی جانب بڑھ گیا

اسے اپنی پرسنل وارڈروب کے قریب جاتے دیکھ

آئرہ ایک دم سے

سٹپٹا کر اسکے پیچھے گئی اور ایک ہی جست میں ان

دونوں کے

آڑے آگئی

یہ۔۔۔یہ میری پرسنل۔۔۔وو۔۔۔وارڈ ہے

۔۔۔"وہ نظریں چراتی یہاں وہاں

دیکھنے لگی جبکہ برلاس اسے ہی دیکھ رہا تھا وہ ایک قدم

آگے آتا

اسکے قریب ہوا بے حد قریب

یہ میری۔۔۔بیوی کی وارڈ ہے۔۔۔"وہ ایک ایک

لفظ پر زور دیتے اسے

باور کروا رہا تھا آئرہ نے تڑپ کر نگاہیں اسکی جانب

اٹھائی وہ اس

چٹان کے آگے کھڑی نازک سی کلی لگ رہی تھی

بیوی لفظ پر آئرہ کا دل زور سے دھڑکا تھا وہ کچھ نہیں

بول سکی

برلاس اسے ایک جانب کرتا خود ہی وارڈروب

کھولے اسکے کپڑے

نکالنے لگا لیکن صرف عام کپڑے اسکی باقی چیزوں کی

جانب اس

نے نگاہ تک نہ اٹھائی لیکن یہ بات آئرہ نہیں جانتی تھی

وہ زور سے

آنکھیں مینچیں اپنے دھڑکتے دل کو قابو کر رہی تھی

برلاس اسکے کپڑے اسی طرح بے ترتیبی سے بیگ میں

پھینکتا گیا

اور ایک جانب ہو کر اسے دیکھنے لگا

جو بھی سامان لینا ہے جلدی لو۔۔۔" وہ ونڈو سائیڈ جا

کر باہر کی

جانب رخ کیئے کھڑا ہو گیا

آئرہ فوراً اسے اپنی وارڈ کے پاس آئی جہاں اسے اپنی ہر

پرسنل چیز ویسی ہی رکھی ہوئی ملی تھی اور تو اور ایک

چادر جو وہ اب اکثر

باہر لے کر جانے لگی تھی وہ بھی ان پر پڑی تھی

اس نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا اور دھیرے دھیرے اپنا

سامان روتے

ہوئے بیگ میں سیٹ کرنے لگی

وہ ڈاکٹر برہان کے انجکشن لگانے کے بعد کئی گھنٹے اسی
طرح سوتی
رہی تھی لیکن پھر آنکھ کھلتے اسے وہی بے چینی ہونا
شروع ہوگئی
وہ بے چین سی ہوتی کروٹ لینے کیلیئے اپنی پوری جان
لگانے لگی
لیکن خود سے وہ ایک انچ بھی نہیں ہل پائی زبان کو
جیسے صرف

تب ہی آواز ملی تھی جب اسکے سامنے وہ چہرہ آیا تھا اور

اب پھر

سے اسکی زبان گنگ ہو کر رہ گئی تھی

ڈاکٹر برہان پریشان حال سے کاؤچ پر بیٹھے اپنے

موبائل پر کسی سے

بات کر رہے تھے چہرے پر از حد پریشانی تھی ماتھے پر

شکنیں

پڑی تھیں

میری مدد کرو۔۔۔پلیز۔۔۔"انکی آواز بے حد دھیمی

اور تھکن شدہ

تھی مقابل نے گہری سانس لی اور سامنے اڑتی چڑیا کو

دیکھا

یہ پلیز نہ کہتے تو کتنا اچھا ہوتا۔۔۔ہے ناں۔۔۔"اسے

جیسے انکا پلیز

کہنا برا لگا تھا

جانتے ہو محبت میں سوری اور تھینک یو کا لفظ اسے

کھو کھلا کر

دیتا ہے بہت سے مان ٹوٹ جاتے ہیں دل بیٹھ جاتے

ہیں۔۔۔"اسکی

بات پر ڈاکٹر برہان آنکھیں موند کر پیشانی پکڑ گئے

جس محبت کی بنیادیں کھوکھلی ہوں اسکی حدوں کو

مضبوط کر

کر کیا کرنا۔۔۔؟وہ سوال کر رہے تھے جب کہ جانتے

تھے جواب نہیں

ملے گا

تو حکم دو۔۔۔اے ڈی تمہارے حکم پر جان بھی دے

دے گی۔۔۔"کیا

محبت تھی کیا مان تھا اور اسکا مان اب ٹوٹنے نہیں دیا جانا

تھا

مجھے اسکے بارے میں سب کچھ پتہ کر کر دو۔۔۔وہ

کون ہے کہاں

رہتا ہے۔۔۔کیا کرتا ہے۔۔۔اور اسکا زر تشم سے کیا

تعلق ہے۔۔۔"یہ معاملہ

اب مزید سنگین ہو رہا تھا یہ راز کھلنا اتنا آسان نہ تھا جتنا

اسے

لوگ سمجھتے تھے اس راز کے کھلتے ایک قیامت برپا

ہونی تھی

ایسی قیامت جو پھر کسی کے قابو میں نہ آسکے

مجھے کچھ وقت دو۔۔۔"

نہیں۔۔۔" برہاں نے فورا اسے اسکی بات کاٹ دی

وقت نہیں ہے۔۔۔میں انکے گھر نہیں جا

سکتا۔۔۔اسی لئے تم سے کہہ رہا

ہوں۔۔۔"اگر وہ جا سکتے تو کومل ضرور انکو گھر آنے کا

کہتی

لیکن انہیں پامیر سلطان کا وہ ری ایکشن یاد تھا وہ نہیں

چاہتے تھے

وہ کسی کیلئے مسلہ کھڑا کریں

تو صبح تک تو بخشش دے دیں مجھے سونا بھی ہے

۔۔۔"وہ نیند

میں پاگل ہو رہی تھی

اوکے۔۔۔ صبح اٹھتے تمہارا پہلا کام یہ ہوگا۔۔۔ صرف

تین دن۔۔۔اور

مجھے انکے بارے میں سب معلوم ہو۔۔۔" انکا انداز

اٹل تھا

جو حکم آپ کا آقا۔۔۔میں ذرا نیند کر لوں پوری

۔۔۔"اب اس کی بس ہو

رہی تھی اتنی نیند کہ آنکھیں با قائدہ دکھنے لگی تھیں

ویسے تمہیں کب سے اتنی نیند آنے لگی ہے

۔۔۔؟انہیں حیرت ہوئی تھی

اس پر وہ کبھی نیند کے لئے پاگل نہیں ہوتی تھی

ایک ہفتے سے نہیں سوئی۔۔۔"اب اصل بات اسکی

زبان پر آئی تھی

تو یہ کہو۔۔۔کس نے کہا تھا جاگو۔۔۔ تمہیں صحت کا

خیال رکھنے

کیلئے کہا تھا ناں۔۔۔؟ وہ اب اسے ڈانٹ رہے تھے

انکی ڈانٹ پر مقابل

گہرا مسکرادی یہ ڈانٹ بھی اسکے لئے نعمت تھی

اچھا ناں۔۔۔سونے دو اب۔۔۔"اب اسے خود پر

ترس آرہا تھا

اوکے۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔" اسے اجازت دیتے وہ کال

بند کر کر خود گہری

سانس لینے لگے فارم ہاؤس پر اس وقت خاموشی کا

راج تھا باہر

کچھ گارڈز کھڑے تھے جن کا پتہ تک نہیں چل رہا تھا

اور اندر وہ

دونوں تھے جو ہو کر بھی نہ کے ہی برابر تھے ڈاکٹر

برہان صوفے کا

سہارا لیتے اٹھ کھڑے ہوئے انکا بینڈج بھی ابھی

تبدیل ہونا تھا جو

وہ اب خود سے کر سکتے تھے تب ہی وہ اپنے کمرے کا

رخ پہلے کر

گئے انکا دھیان ہی زرتشم کی جانب نہیں گیا چلا جاتا تو

پتہ لگتا وہ

معصوم جان اس وقت کتنی تکلیف میں تھی

کمفرٹر بے ترتیب ہونے لگا تھا زرتشم کروٹ لینے کی

پوری کوشش

کرتی بیڈ کے کنارے پر آگئ تھی اسے ڈیلی ایک ڈرپ

لگتی تھی جو

اس وقت بھی اسکے ہاتھ میں لگی تھی وہ اس ڈرپ سے

دھیرے

دھیرے دور جا رہی تھی جس سے سرنج کا دباؤ اسکی

رگ میں

بڑھتا درد کی شدید لہر اسکے نازک سے کمزور بدن میں

دوڑا گیا وہ

روتی ہوئی خود کو حرکت میں لانے کی پوری جان لگا کر
کوشش کر
رہی تھی
اسکے لب پھڑ پھڑانے لگے تھے وہ کچھ کہنے کی کوشش
کر رہی تھی
کوئی آکر اسے سن لیتا اسے اپنی بے بسی پر شدّت سے
رونا آرہا تھا
وہ آنکھیں زور سے مینچ کر اپنا وجود پیچھے گھسیٹنے لگی

کوئی دیکھتا اسے آج اسے اسکے بھائی کی محبت حرکت

میں لا رہی

تھی یہ صرف ایک جھلک کا اثر تھا جو اس بے جان

وجود میں جان

بھر گیا تھا جس دن وہ سامنے آتا اس دن تو زر تشم

نوشیر وال خان

جی اٹھنے والی تھی

جی آپ دیکھ لیں۔۔۔ نیکسٹ ڈوز کب دینا ہے

۔۔۔یہ تین ڈوز وقت پر

انکو دینے ہیں۔۔۔آپ جانتے ہیں ہم اسے درمیان

میں نہیں چھوڑ

سکتے۔۔۔"وہ گاڑی سے اتر کر ڈاکٹر مبشر کے ساتھ

چلتی ہوئی ان

سے بات کرتی اندر کی جانب جا رہی تھی اسے دیکھ

گارڈز نے جھک

کر سلام کیا

زرتشم کو ڈوز دیا جا رہا تھا جس سے اسکی ریڈ کی ہڈی

افیکٹ

ہونے سے بچ سکتی تھی ان ڈوز کی مقدار تین تھی جسے

خاص باہر

ملک سے منگوایا جارہا تھا یہ ڈوز اتنا پاور فل تھا کہ جہاں

زرتشم

نوشیر وال سالوں میں ٹھیک ہو سکتی تھی وہی اب وہ

مہینوں میں

ریکوور ہو رہی تھی

لیکن یہ ڈوز جہاں اتنا فائدے مند تھا وہی اتنا نقصان

بھی تھا یہ

اتنا خطرناک تھا کہ اگر پہلے کے بعد دوسرا ڈوزنہ دیا

جاتا تو وہ

زندگی بھر کیلئے معذور ہو سکتی تھی اور اگر دوسرے

کے بعد تیسرا

ڈوزنہ دیا جاتا تو اسکی جان بھی جا سکتی تھی تب ہی اسکے

لئے

پوری ٹیم متحرک تھی یہاں پیسہ پانی کی طرح بہایا جا

رہا تھا اور

کون بہار رہا تھا یہ بھی کوئی نہیں جانتا تھا انکو صرف ڈوز

وقت پر

مل رہا تھا جس کی قیمت لاکھوں ڈالرز میں تھی

ڈاکٹر ہم نے تیسرے ڈوز کیلیئے ریکویسٹ کر دی ہے

لیکن اسے ۔۔۔

اپروو ہونے میں وقت لگ رہا ہے ۔۔۔ جب تک وہ

اپروو نہیں ہو جاتا ہم

دوسرا ڈوز بھی نہیں دے سکتے ۔۔۔'' وہ پریشان سے

اسے بتا رہے تھے

جب انکی بات پر کومل کے قدم وہی رک سے گئے

تو آپ کے کہنے کا مطلب ہے۔۔۔ ہم اسے معذور

ہونے دیں۔۔۔؟ اسکا انداز

تلخ تھا وہ لڑکی پہلے صرف ڈاکٹر برہان کی ضد تھی اور

اب وہ

کومل میر کی ضد بن چکی تھی اگر وہ زیحال کی ہی بہن

تھی تو

دنیا ایک ہو جانی تھی اسے ٹھیک کرنے میں

نہیں۔۔۔مم۔۔۔میں یہ نہیں کہہ رہا۔۔۔ لیکن وہ

ریکویسٹ اپروو نہیں

ہو رہی ہمیں کسی۔۔۔ بڑی شخصیت کی مدد کی

ضرورت ہو گی جو

ہماری ہیلپ کر دیں۔۔۔"وہ دونوں کوریڈور سے

گزرتے ہوئے بات کر

رہے تھے

زرتشم مزید کنارے پر آتی اپنے لب زور سے بھینچ گئی

وہ جانتی تھی

وہ گر جائے گی لیکن کوئی آ بھی تو نہیں رہا تھا وہ اتنی بے

بس

تھی کہ خود کو گرتے ہوئے دیکھ بھی نہیں بچا پا رہی

تھی

ڈاکٹر برہان مرر کے سامنے کھڑے اپنا بینڈج دیکھ

دیکھ کر بدل رہے

تھے انکے سامنے ٹیبل پر اس وقت کتنی ہی سفید کاٹن

سرخ ہوئی

پڑی تھیں زخم ابھی گہرا تھا جس پر اس وقت سٹیچز

لگے ہوئے

تھے ان زخموں کو دیکھ ڈاکٹر برہان کا ہاتھ ایک پل کو

رک سا گیا دل

جیسے بے سکون ہونے لگا تھا وہ نجانے کیا اس زخم میں

ڈھونڈ رہے

تھے

ایم سوری۔۔۔اس خون پر آپ کا حق تھا۔۔۔جو میں

نے کسی اور کیلئے

بہادیا۔۔"وہ خود کو شیشے میں دیکھتے ہوئے کسی اور

سے

مخاطب تھے دل ڈوب رہا تھا کسی کے لئے

کہ تب ہی انکو ایک دھماکے کی آواز سنائی دی وہ ایک

ہی جست میں

پیچھے مڑے یہ آواز ان سے زیادہ فاصلے پر نہ تھی اور

قریب انکے

صرف زر تشم تھی وہ کاٹن وہی پھینکتے جلدی سے اپنی

شرٹ اٹھا کر

پہنتے اسکے کمرے کی جانب بھاگے اس دوران وہ اپنا کھلا

ہوا

زخم بھی بھول گئے تھے

کومل بھی یہ آواز سنتی سیدھا زرتشم کے کمرے کی

جانب بھاگی

تھی جب وہاں جاتے اسکی نظر اس تہس نہس ہوئے

کمرے پر گئی

زرتشم بیڈ کے قریب نیچے زمین پر پڑی تھی اسکے ہاتھ

میں لگی

سرنج اپنے ساتھ پورا اسٹینڈ کھینچ لائی تھی جس کے

ساتھ اٹیچ

ہوئی مشینیں بھی ایک ساتھ دھڑام سے زمین پر آ

گری تھی

زرتشم۔۔۔"ڈاکٹر برہان اسے ایسے پڑے دیکھ اسکی

جانب دوڑے گئے

اور جاتے تڑپ کر وہ اسٹینڈ اسکے اوپر سے ہٹانے لگے

کومل بھی بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی ڈاکٹر مبشر نے

جلدی سے

دوسری جانب سے اسٹینڈ اور مشین ایک ساتھ کھینچی

جن کا

وائر نکل کر بجلی کے بورڈ سے چنگاریاں نکل رہی تھی

کومل نے بھاگ کر لائٹس آف کی

زرتشم۔۔۔زرتشم آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ برہان اسکا

چہرہ تھپتھپانے لگے

اسکے ہاتھ سے خون قطروں کی صورت میں بہتا زمین

پر ٹپکنے لگا

تھا

اسکی صرف آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے جن

سے وہ چیخ کر

بتارہی تھی کہ اسے کتنی تکلیف ہوئی ہے

تب ہی ڈاکٹر برہان کی نظر اسکے ماتھے پر پڑی جہاں

اسٹینڈ لگتے

خون کی ننھی سی بوند چمک رہی تھی

وہ تو شکر تھا کہ اسے کرنٹ نہیں لگا تھا لگ جاتا تو؟

سوچ کرہی

ڈاکٹر برہان کا دل کا اٹھا تھا وہ تڑپ کر زر تشم کو اپنے

سینے میں

بھینچ گئے تھے

دھماکہ اسکے پاس ہوا تھا اور دل ڈاکٹر برہان کا دہل گیا

تھا وہ

جیسے اپنے تیز تیز دھڑکتے دل کو حوصلہ دے رہے

تھے وہ ٹھیک

تھی وہ ٹھیک تھی

آپ۔۔۔آپ کو کہیں اور تو چوٹ نہیں آئی

۔۔۔؟ پلیز بتائیں۔۔۔"وہ اسکے

ہاتھ اٹھا کر دیکھنے لگے جہاں صرف سرنج کھینچ جانے کا

زخم

تھا لیکن تب ہی ڈاکٹر برہان کو اپنے پچھلے ہاتھ پر کچھ

گیلا سا

محسوس ہوا انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھا کر دیکھا جہاں سرخ

خون تھا وہ بے یقین سے پھٹی پھٹی نظروں سے زرتشم

کو دیکھنے لگے جو

چھوٹی چھوٹی سانسیں لے رہی تھی

زرتشم ۔۔۔زرتشم آپ ۔۔۔؟ انکا دل بیٹھنے لگا تھا وہ

بے یقین سے

تھے

ڈاکٹرز کو بلائیں کومل ۔۔۔۔کومل جلدی بلائیں

۔۔۔"وہ چیخ کر اسے

بلانے لگے وہ جلدی سے انکی جانب آئی

کیا ہوا ۔۔۔ڈاکٹر برہان ۔۔۔"وہ انکو ایسے دیکھ ایک

دم سے پریشان

ہوئی تھی

ڈاکٹرز کو بلائیں۔۔۔انکے سٹچز کھل گئے۔۔۔پلیز

جلدی کریں۔۔۔"وہ

ہمت کرتے اٹھ کر زر تشم کو اپنی باہوں میں اٹھا کر

اپنے کمرے میں

لے گئے اور جاتے اسے دھیرے سے اپنے بیڈ پر لٹا دیا

وہ بے جان پتھر

کی مورت سی بنی انکو دیکھتی رہی آج ڈاکٹر برہان کا دل

اسکی

بے بسی پر کانپ کر رہ گیا تھا وہ کتنی بے بس تھی اتنے

درد میں تو

انسان چیخ چیخ کر ہی مر جائے اور وہ ایک لفظ نہیں بول

پا رہی

تھی

کومل ہوسپٹل میں فون کرنے لگی تھی ڈاکٹر مبشر نے

باقی بچے

سیٹ اپ کو ڈاکٹر برہان کے کمرے میں شفٹ کر دیا

تھا ایک

ہنگامی صورتحال اس وقت فارم ہاؤس کی بن چکی تھی

ڈاکٹر

برہان زرتشم کے پاس ہی موجود تھے

بس۔۔۔بس ابھی ڈاکٹرز آجائیں گے۔۔۔۔ایم

سوری۔۔۔ایم سوری میں

نے آپ کو اکیلا چھوڑ دیا۔۔۔ایم سو سوری۔۔۔"وہ از

حد شرمندہ تھے

آج اس معصوم کے ان زخموں کی وجہ وہ تھے صرف

وہ

ـــــــــــــــــــــــــ

وہ اس وقت اپنے آفس میں موجود ہاتھ کا مکا بنائے
ٹھوڑی پر رکھے
سامنے لیپ ٹاپ پر چلتی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ رہے
تھے جو
کہ لائیو چل رہی تھی کہ تب ہی انکے آفس میں ایک
شخص داخل
ہوا پینٹ شرٹ پر پی کیپ لئے وہ آفس کا بندہ نہیں تھا
اسے دیکھ

وہاج کرسی سے ٹیک ہٹا کر اسے دیکھنے لگے

میں نے پتہ کیا ہے۔۔۔وہ بندہ کہیں نہیں مل رہا جسے

اس ڈاکٹر کا

کام تمام کرنے بھیجا گیا تھا۔۔۔"وہ آتے انکو اطلاع

دے کر اگلے حکم کا

انتظار کرنے لگا اسکی بات پر وہاج کر ماتھے پر شکنیں سی

پڑ گئیں

وہ لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگے

ہمارا قسمت خراب ہے یا تم لوگوں کا۔۔۔؟جوام سے

ٹکرا گیا ہے۔۔۔اس

کو ایک کام کے واسطے بھیجا تھا۔۔۔اب اسکا ہی نہیں

پتہ۔۔۔زمین

کھا گئی کہ آسمان۔۔۔؟انکا پارہ سوا نیزے کو چھونے لگا

تھا

وہ شخص مزید سر جھکا گیا

نہیں پتہ بوس۔۔۔اس نے آخری بار بس ایک ہی میسج

کیا تھا۔۔۔"اسکی

بات پر وہاج کو اچنبھا سا ہوا

کیسا میسج۔۔۔۔"کوفت سے استفسار یہ پوچھا

"یہی کہ اپنی جان بچالو۔۔۔"اب کی بار انکے ماتھے پر

پڑے بلوں

میں اضافہ ہوا

یہ کیا بکواس ہے۔۔۔اسکو پیسہ ام نے مارنے کا دیا تھا

ایک بندہ ختم

نہیں ہوا تم لوگوں سے۔۔۔۔"انکو اب شدید غصّہ آ

رہا تھا

اس سے آگے وہ شخص کچھ کہتا انکا فون رنگ کرنے لگا

انہوں نے

اس لڑکے کو شعلہ بار نگاہوں سے دیکھتے کال اٹھا کر

فون کان

سے لگایا آگے سے ملنے والی خبر پر انکی آنکھیں بے

اختیار پھیلتی

چلی گئیں

تو وہ ادر چھپ کے بیٹھا ہے۔۔۔۔ کس کا فارم ہاؤس

ہے وہ۔۔۔؟ انکو

مقابل نے یقیناً ڈاکٹر برہان کی موجودگی کا بتایا تھا جسے
سن کر

ایک پل کیلئے تو جیسے انکے کلیجے پر ٹھنڈک سی پڑ گئی
تھی

یہ کون ہے پامیر سلطان۔۔۔؟ وہ یہ نام ہی پہلی بار سن
رہے تھے

پاشا برادرز ٹربو الائٹ کا اونر جن کی کمپنی تھوڑے دن
پہلے ہی

مارکیٹ میں ٹاپ تھری موڈیفکیشن میں آئی ہے

۔۔۔"اسکی بات سن کر

وہاج تھوڑے حیران سے ہوئے اتنی بڑی کمپنی کے

مالک کا فارم

ہاؤس اس معمولی سے ڈاکٹر کے پاس کیسے جا سکتا تھا آہ

کاش وہ

پورے نام پر فوکس کر لیتے لیکن انکا دھیان اس وقت

اس ڈاکٹر

میں اس قدر الجھ چکا تھا کہ وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہے

تھے

وہ گاڑی اس فارم ہاؤس میں نہیں پہنچنی چاہیے

۔۔۔اس سے پہلے

مجھے وہاں اپنے لوگ چاہئے۔۔۔سنا تم نے۔۔۔؟وہ

لفظ چباتے آنکھوں

کو ایک غیر مرئی نقطے پر ٹکا گئے

مقابل نے کچھ کہا اور کال کٹ گئی وہ شخص وہی کھڑا تھا

جسے

دیکھ انکو پھر سے شدید وبال اپنے اندر اٹھتا محسوس ہوا

تم اپنا شکل گم کرو۔۔۔ نالائق۔۔۔" انہیں اس سے

کوفت سی محسوس

ہورہی تھی لیکن اسکے آفس سے نکلتے وہ واپس اپنی پاور

چیئر

سے ٹیک لگا کر بیٹھتے زرتشم کے بارے میں سوچنے

لگے

اب دیکھتا ہے ام۔۔۔۔ تم زندہ کیسے بچتا ہے۔۔۔ تم کو

دنیا نے مرا ہوا

سمجھ لیا تھا اب تمارا سچ میں مرنے کا وقت آگیا ہے

لڑکی۔۔۔۔"

انکے انداز میں دہشت چھپی تھی

وہ اور کسی کو کال کر کر اس سے اس بارے میں بات

کرنے لگے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روشنی کو چیر کر اندھیری رات نے پاکستان میں اپنی

جگہ بنالی

تھی ہر چیز لحاف اوڑھے پر سکون سی ہونے لگی تھی کئی

جگہ

گہرا سناٹا سا چھا گیا تھا لیکن کئی جگہ اس سناٹے میں بھی

طغیانی سا طوفان برپا ہو گیا تھا جو کسی کے اندر تھا اور

اسے پوری

طرح سے تباہ کر رہا تھا وہ بے بس سی بیڈ پر بیٹھی اپنے

ہاتھوں کی

کپکپاہٹ کو کم کرنے کی کوشش کرتی باہر سے آنے

والی آوازیں

سن رہی تھیں جس میں سب سے زیادہ اسکی ماں کی

آواز شامل

تھی

وہ کسی طور آئرہ کو انکے ساتھ بھیجنے پر راضی نہیں

تھیں تب ہی

انکے آڑے کھڑی ضد پکڑ گئی تھیں

ندرت بیگم ۔۔۔۔آپ کیوں بے وجہ کی ضد کر رہی

ہیں۔۔۔۔آپ کیسے

اپنی بیٹی کو کسی اور کے ساتھ بیاہ سکتی ہے۔۔۔وہ نکاح میں ہے

برلاس کے۔۔۔"وہ گویا عاجز آنے لگے تھے ندرت بیگم نے پھنکارتے

ہوئے انکو دیکھا

میں ہر کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گی۔۔۔ہر ایک جج کے پاس جاکر

انکی منت کرلونگی اپنی بیٹی کو ان سے رہائی دلوانے کیلئے

۔۔۔۔"وہ

اٹل تھیں اپنے فیصلے پر برلاس ایک جانب کھڑا انکی

ساری باتیں

سن رہا تھا لیکن حیرت کی بات تھی کہ وہ کوئی ری

ایکٹ نہیں کر

رہا تھا ہاں وہ اپنے اندر کے بیسٹ کو سلا رہا تھا جو ایک

بار جاگ

جائے تو اسکے باپ کے علاوہ کوئی اسے دبا نہیں سکتا

تھا

آئرہ۔۔۔آئرہ۔۔۔باہر آؤ۔۔۔"انہوں نے بلند

آواز میں اسے پکاراانکے منہ

سے اپنا نام سنتے آئرہ کی رنگت ایک دم سے سفید پڑ گئی

دل منہ

کو آگیا تھا

آئرہ۔۔۔؟ وہ نہ آئی لیکن ندرت بیگم کی آواز پھر آ

گئی

وہ کانپتی ہوئی ایک ہی جست میں اٹھ کھڑی ہوئی قدم

باہر جانے

سے انکاری تھے آنکھوں سے گرم سیال مسلسل بہتا

چلا جارہا تھا

وہ سر نفی میں ہلاتی وہی کھڑی رہی جب پھر سے

ندرت بیگم کی

آواز آئی اس بار وہ مجبور ہو گئی تھی باہر جانے کیلئے

زیحال اب تک واپس نہیں لوٹا تھا فلائٹ میں ایک

گھنٹہ تھا اور یہ

ایک گھنٹہ سب پر قیامت بن کر گزر رہا تھا

وہ دھیرے دھیرے کمرے سے باہر آئی چند قدم وہ

آگے آئی تھی اور

باقی قدم ندرت بیگم نے اسے اپنی جانب کھینچ کر

سیدھا برلاس

کے سامنے کھڑا کر دیا تھا

دونوں ایک دوسرے کے مقابل تھے اسے اپنے

مقابل آتے دیکھ برلاس

ایک دم سے ٹھٹھکتے سیدھا ہو کھڑا ہوا

طلاق دوا سے۔۔۔ابھی کے ابھی۔۔۔"انکے منہ سے

طلاق کا سنتے برلاس

کی آنکھیں ایک دم سے پھٹی آئرہ نے بھی انکو پتھرائی

نظروں

سے دیکھا

ندرت۔۔۔؟راحم صاحب شاکڈ رہ گئے تھے وہ اتنی

آسانی سے اتنی

بڑی بات کر گئ تھیں کوئی اسے دیکھتا جس کی سانسیں

بند ہو

گئی تھیں وہ دونوں ہی اس وقت سانس نہیں لے رہے

تھے

آپ چپ رہیں۔۔۔میں کہتی ہوں میری بیٹی کو آزاد

کرو۔۔۔"وہ بضد

تھیں وہ نہیں جانتی تھیں آج وہ کس شخص کے سامنے

یہ ضد

کر رہی تھیں اسکا بیسٹ والا روپ صرف انکی بیٹی نے

دیکھا تھا تب

ہی اسے اپنی ماں کی فکر ہو رہی تھی

آئرہ کا ایک بازو ندرت بیگم کے ہاتھ میں تھا جب اسے

دوسرے پر
کسی کا سخت لمس محسوس ہوا اس نے دھیرے سے

نگاہیں پھیر کر
دائیں جانب دیکھا جہاں اسکا بازو برلاس شاہ کی
گرفت میں آ

گیا تھا

میں برلاس شاہ۔۔۔اپنے پورے ہوش وحواس میں

۔۔۔''اسکی آواز

میں سرد مہری تھی آئرہ تڑپ کر اسکی آنکھوں میں

دیکھنے لگی دل

جیسے رک سا گیا تھا

آئرہ خانزادہ کو۔۔۔"اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتا

راحم صاحب

تڑپ اٹھے تھے

نہیں۔۔۔نہیں برلاس۔۔۔میری بیٹی برباد ہو

جائے گی۔۔۔"وہ کتنا

سنگدل تھاہاں اسکا محبوب سنگدل تھا آئرہ خانزادہ کا

دل کانپ

اٹھا تھا اپنے باپ کی حالت پر

آپ چپ کر جائی۔۔۔" وہ بلند آواز میں چلا ہی رہی

تھیں جب انکے

ہاتھ سے ایک ہی جست میں آئرہ کا بازو چھڑتا چلا گیا

برلاس اسے

بازو سے پکڑ کر کھینچتا اپنے پیچھے کر گیا جب وہ لڑ کھڑا کر

گرنے

کے ڈر سے اسکا ہی مضبوط بازو تھام گئی اور ہو نقوں کی

طرح اسے

دیکھنے لگی

وہ ایک قدم آگے ہوتا ندرت راحم خانزادہ کی آنکھوں

میں آنکھیں

گاڑھ گیا

قبول کرتا ہوں۔۔۔ قبول کرتا ہوں۔۔۔ قبول

کرتا ہوں۔۔۔"ایک ایک لفظ

اسکی دھشت میں ڈوبا ہوا تھا ایک ایک لفظ سے آج اسکا

جنون

چھلک رہا تھا ندرت اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں

جہاں اسے

اسکی آنکھوں کے ڈورے گلابی پڑتے دکھائی دیے

راحم صاحب کی

ٹانگیں جیسے بے جان سی ہونے لگی تھیں

یہ۔۔۔بیوی ہے۔۔۔میری۔۔۔اور میری آخری

سانسوں تک میری ہی رہے

گی۔۔۔بہتر ہو گا آپ یہ بات یاد رکھیں۔۔۔"وہ خود

پر جتنا ضبط کر

سکتا تھا کر رہا تھا ورنہ یہ ضبط کرنا اسکی عادت نہ تھی وہ

چیخنے

والے کو یا تو آر کر دیتا تھا یا پار

ندرت بیگم کو بے ساختہ اس سے خوف سا محسوس

ہوا

ایک گھنٹہ ہے تمہارے پاس۔۔۔صرف ایک گھنٹہ

۔۔۔"وہ بنا آئرہ کی

جانب مڑے سرد مہری سے بولتا لمبے ڈھینگ بھر کر

گھر سے باہر

نکل گیا

آئرہ اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی اسکا دل کیوں بند

ہو گیا تھا کیوں

اس سے طلاق کے احساس پر اسکی سانسیں بند ہو گئی

تھیں وہ

نہیں سمجھ پائی وہ بس رو دی تھی راحم صاحب اسے

اپنے سینے

سے لگا کر رو پڑے تھے ایک شخص کی غلطی سب کو

زندگی بھر کا

مجرم بنا گئی تھی

وہ گھر سے نکل کر اپنی گاڑی جو اسکے لئے یہاں چھوڑی

گئی تھی

لے کر زن سے اڑا لے گیا تھا وہ نہیں جانتا تھا اسے

کہاں جانا ہے وہ

بس گاڑی بھگا رہا تھا آنکھوں میں سرخی بڑھ رہی تھی

اور سٹیرنگ

پر موجود اسکے ہاتھوں کی گرفت بھی مضبوط ہوتی جا

رہی

تھی

وہ اپنی پاور چیئر پر بیٹھا سارے ڈاکومنٹس دیکھ رہا تھا

جب اسکے

موبائل پر رنگ ہونے لگی اس ں نے ایک نظر

سکرین پر ڈالی جہاں

راہم صاحب کا نام جگمگا رہا تھا

زیحال نے فوراً اسے کال اٹھاتے کان سے موبائل لگالیا

اور جو انہوں

نے بتایا اسے سن کر وہ اپنی چیئر سے ٹیک چھوڑ گیا تھا

کہاں گیا ہے وہ۔۔۔؟ وہ سنجیدگی سے استفسار یہ پوچھنے

لگا یقیناً

انہوں نے یہاں ہونے والی باتیں اسے بتائی تھی وہ

برلاس کیلئے فکر

مند ہو رہے تھے

آپ فکر نہ کریں۔۔۔میں دیکھتا ہوں۔۔۔"انکو پر

سکون کرتے وہ کال

بند کرتے اٹھ کھڑا ہوا

مجھے یہاں ایک ایک کرپٹ بندے کی نیم لسٹ چاہئے

۔۔۔ایک بھی

بچنا نہیں چاہئے۔۔۔"وہ درشتگی سے اپنے مینیجر پر

حکم صادر

کرتے آفس سے باہر نکل آیا ساتھ برلاس کو

کال بھی کرتا رہا

لیکن اسکی جانب سے کوئی جواب نہ آیا

اسکی گاڑی جنگلوں میں راستہ چیرتی ہوئی آگے بڑھ

رہی تھی کتنے

وقت بعد یہاں کوئی آیا تھا ورنہ یہ جنگل اتنا خطرناک

تھا کہ یہاں

آنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ یہاں ہر

وقت خون

خوار بھیڑیوں کا راج رہتا تھا وہ سیدھا ایک حویلی کے

پاس آکر

رکا تھا جب اسکی گاڑی کی آواز سنتے کتنے ہی سوئے

ہوئے پرندے اڑ

کر اپنا آشیانہ چھوڑ گئے

ایک قدیم حویلی جو رات کی اس تاریکی میں ماحول کو

خوفناک بنا رہی تھی وہ گاڑی اسکے بڑے سے گیٹ

کے سامنے کھڑی

کرتا نیچے اتر کر اس حویلی کو دیکھنے لگا گاڑی کی ہیڈ

لائٹس آن

تھی جس کی روشنی میں رات کی تاریکی میں ڈوبی وہ

حویلی

تھوڑی تھوڑی نمایاں ہو رہی تھی وہ دھیرے سے چند

قدم آگے آیا

اسکے قدموں کی آواز تک اس ویرانے میں گونج رہی

تھی کوئی عام

انسان اس جگہ ایک پل بھی نہیں ٹھہر سکتا تھا

اس نے آگے آکر اس گیٹ کو ذرا سا دھکیلا اور وہ پورا

کھلتا چلا

گیا دیواروں کے ساتھ لگی گھاس سوکھ چکی تھی بلکل

ویران جیسے

صدیوں سے انکو دیکھ بھال کرنے والا نہ ملا ہو

وہ بوجھل دل کے ساتھ قدم قدم چلتا ہوا آگے بڑھا

اگر کوئی بھی اسے

اس وقت یہاں دیکھ لیتا تو اسے انسان ماننے سے ہی

انکار کر دیتا

کیونکہ اس وقت یہاں صرف ایک مخلوق کا راج ہو

سکتا تھا وہ

تھے جنات

وہ آگے بڑھتا حویلی کے مین گیٹ تک آگیا جب اسے

کسی دوسرے کے

بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی

برلاس شاہ نے گردن موڑ کر اس آواز کی سمت میں

دیکھا جہاں سے

کسی کے قدم مسلسل اسے اپنی جانب بڑھتے سنائی

دے رہے تھے

گھپ اندھیرا تھا اس نے اپنے موبائل کی ٹارچ آن کی

اور اس سمت

روشنی ڈالی جہاں سے ایک بھاری بھرکم وجود نمودار

ہوا

بھورے لمبے بال وحشی بھوری آنکھیں جن میں

صدیوں کی بھوک

تھی اسے دیکھ کر اس کے کندھے ڈھیلے چھوڑ گیا

وہ دونوں بیڈ پر آپس میں ہی کھیل رہے تھے جو انکی

نظر میں تو

کھیل تھا لیکن کوئی دوسرا دیکھتا تو کہتا یہ فائٹ کر رہے

ہیں زالے

اپنے ٹوائز سلیقے سے بیڈ پر رکھتی اور زامل ایک ہی ہاتھ

مار کر

سارے ٹوائز بکھیر دیتا لیکن اس معاملے میں زالے

اپنے باپ کی طرح

کمال ضبط رکھتی تھی وہ پھر سے ان ٹوائز کو پیار سے

ایک ترتیب

میں رکھتی اب کی بار پھر زامل نے اسکے ٹوائز پر ہاتھ

دے

مارا

مما۔۔۔"زالے نے اپنی معصوم سی آواز میں زمل

کو پکارا جو کاؤچ پر

بیٹھی اپنی اسائمنٹ بنا رہی تھی

یس میلا بیتا۔۔۔(یس میرا بیٹا)"اس نے پیار سے اپنی

ننھی سی

جان کو دیکھے بغیر جواب دیا اور اپنے کام میں مصروف

رہی

بیا۔۔۔اممم۔۔۔۔"وہ بھیا بول کر آگے کے لفظ

سوچنے لگی کہ کیسے

اپنی ماں کو اپنی مشکل بتائے

مما۔۔۔"اسی وقت زامل بھی چیخ پڑا

یس۔۔۔یس۔۔۔۔ مما کا بیتا بولو بھی۔۔۔"وہ جواب

تو دے رہی تھی

لیکن اسکا ذرا بھی دھیان انکی جانب نہیں تھا

پنچھج نات۔۔۔۔پے مما۔۔۔"اسکے کہنے کا مطلب تھا

کہ پرنسسز نہیں

کھیل رہی مماز یحال اس سے زالے کے لئے ایسے ہی

الفاظ بلواتا تھا

اس لئے اب بھی وہ انہی ناموں کے ساتھ اسے بتا رہا

تھا

بھیا کی پرنسسز۔۔۔آپ کھیلو ناں بیٹا بھیا از ویٹنگ فار

یو۔۔۔"وہ

آخری کی دو لائنز پوری جی جان لگا کر لکھتی اسے ختم

کر رہی

تھی

زالے اپنی ماں کی بات مانتے پھر سے کھیلنے لگی جب

زامل نے جوش

میں آتے جو نہی اپنا ہاتھ مارا اسکی چیخ نکل گئی اور وہ منہ

پھاڑے رونے لگا زالے اسکو ہکا بکا سی دیکھ رہی تھی

کیا ہوا۔۔۔زامی۔۔۔ مما کی جان۔۔۔۔ کیا ہوا

۔۔۔"وہ اٹھ کر جلدی سے

اسکے پاس آئی وہ رو کر اپنی ماں کے سینے میں چھپنے لگا

بس ناں بیٹا۔۔۔بتاؤ مما کو کیا ہوا۔۔۔؟وہ حیران تھی

کہ وہ زالے کو

رلاتا تھا اب خود رو رہا تھا

تیتھ۔۔۔۔ہپ۔۔۔ مما۔۔۔۔۔"وہ اپنی توتلی

زبان میں روتے ہوئے اسے بتانے

لگا

واٹ۔۔۔؟کس نے کیا ہپ۔۔۔؟وہ اپنے بچوں کی
ہر زبان سمجھ لیتی
تھی لیکن اب جو اس نے سمجھا تھا وہ اسے بہت بڑا جھٹکا

دے

گیا تھا

تیتھ۔۔۔۔ہپ۔۔۔۔۔اااا۔۔۔۔"وہ اور تیز
روتے ہوئے اپنا چھوٹا سا منہ پکڑ

گیا

تیتھ۔۔۔؟بٹ تیتھ واٹ میرا بیٹا۔۔۔۔ مما کو

سمجھاؤ۔۔۔ کس نے مارا۔۔"

وہ اسکے موٹے موٹے آنسوں صاف کرتی پیار سے لاڈ

سے پوچھنے لگی

جب زامل نے اپنی ننھی سی انگلی اپنے خرگوش جیسے

دانت پر

رکھی

تیتھ۔۔۔ہپ۔۔۔ مما۔۔۔۔"وہ پھر سے روتے

ہوئے اسے بتانے لگا جب زمل

کی نظر اسکے ہونٹ کے اندرونی حصّے پر پڑی جو تھوڑی

سی لال

ہوگئ تھی

آ۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔۔ٹیتھ نے مارا۔۔ہاہاہا

۔۔۔۔زامل۔۔۔۔"اسکا بے ساختہ قہقہہ

چھوٹ گیا وہ سر پیچھے پھینک کر ہنسنے لگی

مما۔۔۔"اپنی ماں کو ہنستے دیکھ وہ چیخ پڑا

مما۔۔یو۔۔۔ہپ۔۔۔ہپ۔۔۔"وہ اپنے ہاتھ

سے اسے اشارہ کر کر روتے ہوئے

کہہ رہا تھا کہ آپ اسے مارو مطلب وہ اپنے ہی دانت

کی پٹائی کرنے

کو کہہ رہا تھا یہ دیکھ زمل اور بھی پھوٹ کر ہنس پڑی وہ

وہی

بیڈ پر لیٹی ہنس ہنس پاگل ہونے لگی

افففف۔۔۔ میرا بیٹا۔۔۔ میں۔۔۔ میں کیسے ماروں

اسے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ آپ کا

ٹیتھ ہے میری چندا۔۔۔" وہ ہنس بھی رہی تھی اور

اسکی ہنسی پر

زامل کو چھوٹا سا غصّہ بھی آرہا تھا وہ جھک کر اور تیز

رونے

لگا

با۔۔۔با۔۔۔"اب اسے بابا چاہئے تھا اسکو روتے

دیکھ زالے بھی کھلونے

چھوڑ کر رونے لگی وہ دونوں کو ایک ساتھ روتے دیکھ

کرنٹ کھا کر

سیدھی ہوئی

ممما۔۔۔وانت۔۔۔بابا۔۔۔" وہ روتے ہوئے اپنے

باپ کو ایسے مانگ رہا تھا

جیسے وہ کوئی کھلونا ہو

بابا تو باہر گئے ہیں ناں۔۔۔اپنے بے بیز کیلئے تو ائز لینے

ہیں ناں۔۔۔" وہ

پیار سے دونوں کو بہلانے لگی اسکے سر میں لگ رہی

تھیں دونوں

کی آوازیں

ناہ۔۔۔وانت بابا۔۔۔۔۔"اسے اپنا باپ چاہیے تھا تو

مطلب چاہئے تھا زمل

نے مجبور ہوتے اپنا موبائل اٹھایا اور زیحال کو ویڈیو

کال کرنے لگی

جسے وہ فورا اٹھا گیا جتنی مرضی مصروفیت ہو وہ یہ ایک

کال

کبھی ریجیکٹ نہیں کر سکتا تھا

آپ اسکے کام دیکھیں ہبی۔۔۔یہ مجھے اپنے ہی دانت

کی پٹائی کرنے

کو کہہ رہا ہے۔۔۔"اسے بتاتے ہوئے زمل کی ہنسی

ایک بار پھر چھوٹ

گئی اسے ہنستے دیکھ زیحال کو لگا جیسے اس دنیا میں سکون

ہی

سکون ہے

فون دو اسے۔۔۔"اسکے کہتے زمل نے دونوں کو ایک

ہی لائن میں

بٹھاتے تکیے کی ٹیک دے دی اور موبائل سامنے رکھ

دیا جہاں سے

انکوانکا باپ صاف دکھائی دے رہا تھا

زامل اپنے باپ کو دیکھ اور تیز رونے لگا تھا اسکو روتے

دیکھ زالے

بھی تیز تیز رونے لگی رات کا وقت تھا اور دونوں

جانتے تھے اس

وقت انکا باپ یہاں موجود ہوتا ہے انکے ساتھ کھیلتا

ہے اور اب وہ

صرف بول رہا تھا دکھ رہا تھا لیکن کھیل نہیں رہا تھا

با۔۔۔با۔۔۔" زامل نے روتے ہوئے اسے پکارا

آنکھوں سے دو موٹے موٹے

آنسوں بہہ نکلے

یس بابا کی جان کیا ہوا۔۔۔ بابا کو بتاؤ۔۔" وہ پیار

اور لاڈ سے اسے

بہلا کر پوچھنے لگا

تیتھ۔۔۔ہپ۔۔۔ببا۔۔۔" کتنی پریشانی والی

بات تھی اتنے مشکل وقت

میں بھی زیحال کی ہنسی چھوٹ گئی اسے زمل کی طرح

دیر نہیں

لگی تھی اپنے بیٹے کی زبان سمجھنے میں

آااااا۔۔۔۔میری جان کو ٹیتھ نے مارا۔۔۔اٹس

اوکے میرا بیٹا۔۔۔ہم مل کر

اسکی پٹائی کریں گے۔۔۔"وہ موبائل سکرین سے ہی

اسے چوم کر

پیار سے بہلانے لگا اسے یہ کرتے دیکھ زمل کا دل زور

سے دھڑک

اٹھا وہ بلاشبہ کسی ریاست کا شہزادہ لگتا تھا اور اس وقت

تھا بھی

صرف پینٹ اور بٹنوں والی شرٹ میں جس کے اوپر

کے بٹن ہمیشہ

کی طرح کھلے ہوئے اسے مزید ڈیشنگ بنا رہے تھے وہ

ایک جانب

بیٹھی اسے پاگلوں کی طرح دیکھتی جا رہی تھی

ناہ۔۔۔ہپ تیتھ۔۔۔ببا۔۔۔"وہ ضد کر رہا تھا کہ

ابھی مارو اس نے بھی

ابھی مارا ہے تو پٹائی کرو اسکی

بابا۔۔۔"زالے نے بھی اسے معصومیت سے پکارا

اسکی میٹھی آواز تو

جیسے زیحال کے کانوں میں رس سا گھول گئی تھی وہ

آنکھیں پر

سکون سا بند کرتے دل میں شکر ادا کرنے لگا کہ اسے

یہ آواز میسر

تھی

جی ببا کا بیٹا۔۔۔میری جان۔۔۔میرا کل جہاں

۔۔۔ببا مسنگ یو سو مچ

میرا بیٹا۔۔۔"اسکے لہجے میں ڈھیر ساری محبت امڈ آئی

تھی وہ

اسکی زندگی کی آخری عورت تھی جس کے لئے وہ

جنونی

حد تک جا سکتا تھا

بیا۔۔۔ام۔۔۔کلائینگ۔۔۔ببا۔۔۔"وہ اٹک

اٹک کر جملہ پورا کرتی تھوڑی

پریشان سی ہوئی اسکا بھیار ور ہاتھا چاہے وہ جتنا اسے

تنگ کرتا

تھا وہ تو بہن تھی ناں بھائیوں پر جان دینے والی زمل

بے اختیار

اسے دیکھتی رہ گئی وہ اتنی سی اپنے بھائی کیلئے پوزیسیو

تھی ان

کا ڈی این اے ضروری نہیں تھا کوئی بھی انجان شخص

دیکھ کر بتا

دیتا کہ وہ کس کی اولاد ہیں پوزیسیو نیس تو باپ والی

کوٹ کوٹ

کر بھری تھی

بھیا از کرائینگ تو میرا بیٹا آپ چپ کرواؤ ناں بھیا کو

اپنے باپ"۔۔۔

کی بات مان کر وہ زامل کے آنسوں اپنے ننھے

ہاتھوں سے صاف

کرنے لگی اور اسکے آنسوں زمل نے صاف کر دیے

میں واپس آجاؤں۔۔۔تو آپ کے ٹیتھ کی خوب پٹائی

کرونگا۔۔۔میرے

شہزادے کو ہپ کیا اس نے۔۔۔اسکی اتنی ہمت

۔۔۔"وہ اسے بہلا کر

اپنی باتوں میں لارہا تھا کہ وہ بابا کے پاس جانے کی

ضد کر کر اس

کی گلا لے کو تنگ نہ کرے

ہبی آپ کب تک واپس آئیں گے۔۔۔؟صاف ظاہر

تھا وہ اسے مس کر

رہی تھی

کیوں۔۔۔؟ میرے بغیر نیند نہیں آرہی۔۔۔؟ وہ

شریر انداز میں اسے

چھیڑتے ہوئے اسکی حالت سے محفوظ ہونے لگا

ایسا نہیں ہے۔۔۔ میرے پاس میرے بچے ہیں

۔۔۔" وہ دونوں کو اپنے پاس

کھینچتی چہرے کی سرخی چھپانے لگی

لیکن انکے باپ کی بات الگ ہے۔۔۔" ساتھ آبرو

اٹھائی وہ وہاں جاکر

بھی اسے چھیڑنے سے باز نہیں آرہا تھا

ہبی۔۔۔بتائیں ناں۔۔۔کب آئیں گے۔۔۔"وہ

واقعی اب اسے حد سے زیادہ

مس کررہی تھی بے چینی اسکے انداز میں صاف واضح

ہورہی

تھی

بس ابھی فلائیٹ کا ٹائم ہونے والا ہے تمہارا بھائی گھما

رہا ہے اپنے

پیچھے اسے پکڑ کر لے آؤں۔۔۔ پھر نکلتے ہیں۔۔۔" وہ

ساتھ ساتھ چلتا

ہوا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا اسکے پیچھے کچھ لوگ

تھے

شاید مینجمنٹ والے

پر اس نے وہاں بھی کچھ کر دیا۔۔۔؟ اللّٰہ جی اس

لڑکے کا کیا بنے

گا۔۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی بچے دونوں اپنے کھیل

میں مصروف

ہو گئے تھے

درگت۔۔۔ تمہارے ہی کے ہاتھوں۔۔۔ یہ لگ

جائے میرے ہاتھ۔۔۔ ایک

بار۔۔۔"فلحال تو وہ اسکے پیچھے جارہا تھا وہ جانتا تھا کہ

اس وقت

وہ کہاں مل سکتا ہے پاکستان میں صرف ایک ہی اسکا

ٹھکانا ہو

سکتا تھا

آپ صرف کہتے ہیں۔۔۔مجھے پتہ ہے۔۔۔اسکو

دیکھتے ہی آپ کا سارا

غصّہ فوراً اسے جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا ہے۔۔۔"یہ سچ

تھا زیحال

خان آفندی برلاس پر کبھی غصّہ نہیں کر سکتا تھا ایک

بار کیا تھا

جس پر اسے پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ملا تھا

وہ اور کچھ باتیں زمل کے ساتھ کرتا رہا تا کہ اسے نیند آ

جائے ورنہ

وہ بھی اب زیحال کے بازو کی عادی ہو چکی تھی اسکے

بغیر سونا

نہ ممکن ہو چکا تھا واقعی اسکے بات کرنے کے دوران

ہی زمل کو

نیند کے جھٹکے آنے لگے بچے اور وہ وہی بے ترتیبی

حالت میں سو

گئے تھے زیحال نے انکے سونے کے بعد بھی کال

کٹ نہ کی ویڈیو

کال اسی طرح چلتی رہی

____

وہ اس بھوری آنکھوں والے وجود کو دیکھتے اپنے

کندھے بے اختیار

ڈھیلے چھوڑ گیا اسکی آنکھوں میں بھی وہی دہشت

چھلکنے لگی

تھی جو مقابل کی آنکھوں میں تھی یہ وہ دہشت تھی جو

لوگوں کو

کھڑے کھڑے خوف سے بے حال کر سکتی تھی وہ

اپنے پورے وجود

کوڈھیلا چھوڑتے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتا چلا گیا

دونوں

ہاتھ پہلو میں پڑے تھے

وہ بھوری آنکھیں اسکے قریب تر ہوئی ان میں اسکے

لئے شفقت تھی

محبت تھی وہ آتے اپنی پیشانی برلاس شاہ کی پیشانی سے

ٹکا

گیا برلاس نے دونوں ہاتھوں سے اسکا چہرہ تھام کر بے

چین ہوتے

اپنی پیشانی مزید سختی سے اسکی پیشانی سے ملاتے

آنکھیں زور

سے موندلی آنکھیں بے اختیار سرخ ہو گئی تھیں

بیسٹ جاگ رہا تھا

وہ بیسٹ جو عرصے سے اسکے اندر دفن تھا اس جنگل کی

وحشت

اس بیسٹ کو جگا رہی تھی وہ برلاس شاہ نہیں رہا تھا وہ

بلڈی

بیسٹ بن چکا تھا

اس ویران خوفناک اندھیرے میں ڈوبے ہوئے جنگل

کا بادشاہ جہاں

اسکا راج تھا جہاں کا وہ بے تاج بادشاہ تھا یہاں کوئی بھی

اسکے

حکم کے بغیر ہل تک نہیں سکتا تھا یہاں خون خوار

بھیڑیوں کا راج

تھا کہاوت تھی کہ بھیڑیا وہ جانور ہے جو کبھی پالا نہیں

جا سکتا

کیونکہ اسکے خون میں آزادی سے رہنا شامل تھا وہ آزاد

رہتا تھا کوئی

اسے قید کر بھی لے تو وہ بھوکا رہ کر اپنی جان لے لیتا

تھا

لیکن کوئی آج اسے دیکھتا جس کے سامنے اس جنگل

کے بھیڑیے

آکر جھک رہے تھے کیونکہ اس نے انکو قید نہیں کیا تھا

اس نے انکو

آزاد رکھ کر ان پر حکومت کی تھی

اس اندھیرے میں ڈوبی ہوئی حویلی کی اونچی دیواریں

پھلانگ

پھلانگ کر چاروں اطراف سے بھیڑیے دوڑ دوڑ کر آ

رہے تھے ہر جانب

انکا شور برپا ہو رہا تھا ایک خوفناک بھیانک آواز جو کسی

بھی

عام انسان کی روح تک فنا کر دے

لیکن وہ اس بھوری آنکھوں والے وجود کے ساتھ

پیشانی جوڑے

بلکل ساکت تھا صرف سانسیں چل رہی تھیں

''میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں آئرہ'' کسی کے

الفاظ تھے محبت

میں ڈوبے ہوئے جو اس لڑکی کے کانوں میں پڑنے کی

گستاخی کر گئے

تھے

تب یہی بھوری آنکھیں نمودار ہوئی تھی اور جہاں یہ

بھوری آنکھیں

دکھ جاتی وہاں پھر کچھ نہ بچتا وہ بھی نہیں بچا نہ اسکے

الفاظ

''آئرہ وہ لڑکا جس نے تمہیں پروپوز کیا تھا کسی نے بے

دردی سے

اسے مار دیا آئرہ'' وہ چہرہ جو پھر کسی کی پہچان تک میں

نہ

آیا کیسے آتا وہ ان بھوری آنکھوں کی لپیٹ میں جو آگیا

تھا

"تم کیسی لڑکی ہو آئرہ۔۔۔کوئی بھی تمہیں پسند کر

لے تو اسکے

ساتھ کچھ نہ کچھ برا ہو جاتا ہے "

آوازیں گونج رہی تھیں الفاظ سنائی دے رہے تھے

"تم کیسی لڑکی ہو آئرہ خانزادہ جو بھی تمہارے قریب

آنے کی

کوشش کرے اسکا انجام دنیا کے دیکھنے قابل بھی

نہیں رہتا کون

ہو تم"

اس اندھیری رات میں پھیلے سکوت میں لوگوں کے

الفاظ گونج رہے

تھے انکے جملے سنائی دے رہے تھے

تمہارے پیچھے کوئی آسیب ہے آئرہ خانزادہ۔۔۔ تم

منہوس ہو۔۔۔ تم

لوگوں کو کھا جاتی ہو آئرہ خانزادہ"

کوئی دیکھتا آج آکر اس آسیب کو جو اسکے پیچھے پڑا تھا اور

تا

قیامت تک اسکے پیچھے رہتا

پیشانی اٹھی دونوں بھوری آنکھیں ایک دوسرے سے

ملی بھیڑیے

خاموش ہو گئے جیسے اپنا سانس تک روک گئے ہو

یہاں پھیلا سکوت بہت خوفناک تھا وہ اپنے بھاری بے

جان وجود کو

لے کر اٹھا اور گھسیٹتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گیا وہ

بڑا سا

شاہی گیٹ کھلتے سامنے سے کچھ پرندے نکل کر اسکے

سر پر گزرے

اور فضا میں جیسے تحلیل ہو گئے مکڑی کے بہت پرانے

جالوں نے اسکا

پر تپاک استقبال کیا قدموں میں پڑی دھول مٹی نے

اسکے قدموں کو

چوم لیا جو انکی اصل پہچان تھی وہ آج لوٹ آئی تھی وہ

لوٹ آیا

تھا اپنے آشیانے میں اپنے اصل ٹھکانے میں لوگ

اسے انسان سمجھتے

تھے آج وہ دیکھتے انہیں وہ آسیب بھی نہ لگتا

آج وہ کوئی اور ہی تھا آج وہ برلاس شاہ نہیں تھا وہ قدم

قدم

چلتے ہوئے اندر کی جانب بڑھتا چلا گیا کچھ زرد بلب آج

بھی جل

رہے تھے وفادار تھے ناں

وہ ہر چیز کو خالی نظروں سے دیکھتا آگے بڑھتا رہا وہ

سیڑھیاں

چڑھ کر اوپر گیا جہاں لائن قطار کمرے بنے ہوئے تھے

ان میں سے

ایک کمرے پر زنگ آلود تالا لگا تھا اس نے اپنی پینٹ

کی جیب پر

ہاتھ مارا لیکن کچھ نہ ملا اسے یاد آیا چابی اسکے ساتھ نہیں

تھی

وہ ایک قدم مزید آگے آیا اور اس کمرے کے باہر بنے

چھوٹے سے آلے

کو دیکھنے لگا جس کے اوپر چھوٹی سی زرد لائٹ جگ مگ

کر

رہی تھی

اس نے ہاتھ بڑھا کر اسکے جالے بے دردی سے

توڑے اور اس دھول

مٹی سے بھرے آلے میں رکھا گلدان زمین پر گرا دیا

جو گرتے ساتھ

ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا کچھ چیزیں بظاہر مضبوط دکھتی

ہیں

لیکن وہ اندر سے اتنی کمزور اور کھوکھلی ہو چکی ہوتی ہیں

کہ

ذرا سی ٹھیس برداشت نہیں کر پاتی اور ٹوٹ کر بکھر

جاتی ہیں

بلکل انسانوں کی طرح

وہ اسکے نیچے رکھی چابی اٹھا کر کمرے کے دروازے

کے قریب آیا

اور اس زنگ آلود تالے کو کھول کر اندر داخل ہوا

جہاں کی ہر چیز

ویسے ہی رکھی تھی بیڈ پر رکھی چادر سلیقے سے جمی تھی

وارڈروب سے کھینچ کر مکڑیاں وہ جالے بیڈ کراؤن

تک لے کر گئی

ہوئی تھیں

ہر چیز ترتیب میں تھی وہ الماری کی جانب آیا اور اسے

کھولنے

لگا جس کی کھلنے کی خوفناک آواز کمرے میں گونجی

تھی

الماری میں کچھ کپڑے رکھے تھے لیکن اسے ان سے

سروکار نہیں

تھا انکے نیچے ایک لاکر تھا جو اتنی لاپرواہی کے بعد بھی

ذرا بھی

زنگ آلود نہیں ہوا تھا بلکل نیا صاف رکھا تھا

اس پر کچھ بٹن تھے اس نے ان بٹنوں پر ایک نمبر ڈالا

جس کے بعد

اس لاکر کی سکرین پر اوپن ہونے کا آپشن آگیا

اس نے دھیرے سے اسے کھول کر اندر جھانکا جہاں

ایک ایلبم رکھا

تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ ایلبم نکال لیا اور لا کر بیڈ پر

بیٹھ گیا

اسکا دل بھاری ہو رہا تھا

وہ گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس ایلبم کو کھول

کر دیکھنے لگا

سامنے کی ایک گولو مولو سا بچہ دکھائی دیا صحت مند

مسکراتا

ہوا اسے دیکھ وہ بے ساختہ مسکرا دیا

آگے پیج پلٹا تو دو لوگ نظر آئے جن کے فیس پر

سمائل نہ تھی ایسے

جیسے دونوں مجبوری میں کھڑے ہوں وہ پیج پلٹتا گیا

آگے سے آگے

اسے وہی دو چہرے نظر آتے گئے جن کے بیچ وہ بچہ

بھی تھا لیکن

جیسے خوش نہ تھا جتنا اکیلے میں خوش تھا

اس نے وہ ایلبم ٹھپ سے بند کر دی اس کی سانسیں

بند ہو رہی تھیں

وہ نہیں دیکھ سکتا تھا مزید ان چہروں کو وہ اٹھ کر ایلبم

واپس سے

لاکر میں رکھ کر کمرے سے ہی باہر آگیا اسکے قدم نہ

محسوس

طریقے سے ایک سمت میں چل پڑے تھے

وہ دوسری جانب سیڑھیاں اتر کر حویلی کی پچھلی

جانب نکل آیا

تھا جہاں آگے سے زیادہ ویرانی تھی یہاں ہی فضا میں

گھٹن سی تھی

ایک عجیب سی گھٹن

وہ بوجھل دل کے ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا جب

اسکے قدم اس

ایک جگہ آکر رکے جو باقی ہموار زمین سے تھوڑی

اوپر تھی

وہ دو قبریں تھیں جن میں دفن وجود اسکے دل کے

قریب تھے جن

کا خشک خون اسکی رگوں میں دوڑ رہا تھا جن کے بے

جان وجود کا

وہ حصّہ تھا

وہ نڈھال سا ان قبروں کے بیچ بیٹھ گیا ایک جانب ایک
عورت تھی

اور دوسری جانب مرد

بر اس کو لگا اسکا دل بند ہے وہ اس بھیانک رات میں

قبروں پر
بیٹھا تھا اسکی آنکھیں نہ محسوس طریقے سے بھیگنے لگی

اس نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ اس قبر پر رکھا جس کے تختے پر

لکھا تھا

ارباب شاہ۔۔۔تاریخ وفات 4دسمبر 1999

ریوالور سے نکلتی آگ۔۔۔۔لوگوں کی چیخیں

۔۔۔سرخ آلود کپڑے

برلاس کی آنکھوں کے سامنے سب دھندلانے لگا تھا

کانوں میں بہت

سی آوازیں گونجنے لگی تھیں اسکا سر چکرا رہا تھا

ماما۔۔۔نہیں۔۔۔۔"وہ چیخ رہا تھا وہ بچہ چیخ رہا تھا رو

رہا تھا

برلاس۔۔۔۔برلاس بھاگو۔۔۔۔۔" وہ عورت چیختی

ہوئی اسے وہاں سے

جانے کا کہہ رہی تھی جب کہ وہ خود کسی کی گرفت

میں تھی

ماما۔۔" وہ بچہ روتے ہوئے اسکی جانب لپک رہا تھا

جب کسی نے اسے

پیچھے سے کھینچ لیا اور ایک تیز دھار چھری اس عورت

کی آواز

بند کرتی چلی گئی

نہیں۔۔۔" وہ ایک دم چیخ پڑا ویرانے میں اسکی چیخ

گونجی اس نے

تڑپ کر یہاں وہاں دیکھا جب نظر پھر اس قبر پر گئی

ماما۔۔۔" اسکے لب بے ساختہ پھڑ پھڑائے وہ تڑپ

کر اس قبر کر ہاتھ

رکھ گیا اور اس سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا وہ

تکلیف آج بھی

زندہ تھی ہاں لوگ مر جاتے ہیں ان سے ملی تکالیف

زندہ رہتی

ہیں اسکا انگ انگ لرز رہا تھا اس وقت وہ نہ چاہتے

ہوئے بھی بے جان

سا اس قبر پر پڑا روتا رہا

کتنی ہی دیر اسکے آنسوں نہ تھمے پھر وہ دھیرے سے اٹھ

کر ان

دونوں قبروں کو دیکھتا رہا

مم۔۔۔مجھے۔۔۔۔مجھے نفرت ہے آپ دونوں سے

۔۔۔'' اسکی آواز میں وہی

دھشت چھلکی تھی ایک ایک لفظ گہرا تھا

سنا آپ دونوں نے۔۔۔۔ نفرت ہے مجھے آپ دونوں

سے۔۔۔۔"وہ چیخ پڑا

اسکی چیخ اس جنگل کی فضا میں گونجی اور پہاڑوں سے

ٹکرا کر

واپس آگئی

وہ دو بھوری آنکھیں اسکے پیچھے ایک بار پھر نمودار

ہوئی اور آکر

پیچھے سے اس سے لپٹ گئیں پر لاس بنا پیچھے مڑے

یونہی جھکے

جھکے پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا آج اسکا دل پھٹ رہا تھا

اس شخص

سے زیادہ تباہ کن حال کس کا ہو سکتا تھا جو اپنے ماں

باپ کی

قبر دیکھ کر بھی کہے کہ اسے نفرت ہے ان سے

وہ کتنی ہی دیر اپنی تڑپ کر سب کو تڑپاتا رہا آج یہ وہ

ہنستا کھیلتا

برلاس شاہ تو نہ تھا آج یہ ٹوٹی پھوٹی کسی کی بکھری

شخصیت

تھی ہاں وہ ٹوٹا ہوا بکھرا کانچ تھا جو اب کسی کو بھی چبھتا

تو

اسے ختم کر دیتا

\-

بیٹا کچھ کرو۔۔۔ برلاس اب تک نہیں لوٹا

۔۔۔" صبح ہونے کو تھی

فلائٹ مسافروں کو لے کر جا چکی تھی لیکن وہ لوگ

اب تک یہی

موجود تھے زیحال جب سے واپس لوٹا تھا تب سے

ندرت بیگم نے

ایک بار بھی طلاق کی بات نہیں کی تھی وہ چپکی

سادھے بیٹھی

رہی

بات کیا ہوئی تھی۔۔۔؟ وہ فون سے نظریں ہٹا کر

راحم صاحب سے

مخاطب ہوا انہوں نے پریشان کن نظروں سے ندرت

بیگم کی جانب

دیکھا جن کی گویا سانس تک اٹک گئی تھی وہ کم از کم

اتنی بڑی

بات اسکے سامنے کرنے کی ہمت نہیں رکھتی تھیں

ہ۔۔۔ہمیں کیا پتہ۔۔۔خود گیا ہے۔۔۔"اس سے

پہلے راحم صاحب کوئی

جواب دیتے وہ بول پڑی زیحال نے سپاٹ نگاہوں

سے انکی جانب

صرف دیکھا کہا کچھ نہیں وہ بہت کم ہی ایسی زبان دراز

عورتوں

کے منہ لگتا تھا

اس نے ایک میسج بر لا اس کے نمبر پر چھوڑا "مجھے اگلے

کچھ

وقت میں تم اپنے سامنے چاہیئے "وہ کال نہیں اٹھا رہا

تھا لیکن میسج

دیکھ کر وہ اگنور نہیں کر سکتا تھا کیونکہ کال اٹھائی جاتی

جبکہ

میسج میں سیدھا حکم صادر تھا

وہ فون رکھ کر وہی بیٹھا رہا رات بھر کوئی سویا نہیں تھا

یہ رات

سب کی جاگ کر پریشانی میں گزری تھی آئرہ ایک بار

بھی تب کے

بعد کمرے سے باہر نہیں آئی

میری بیٹی کو لے جا کر اسے بھی وہی ازیت دینا چاہتے

ہو جو میرے

بیٹے کو دی۔۔۔؟ وہ زیحال کی جانب دیکھتی کرب

بھرے لہجے میں

بولی زیحال نے نگاہ انکی جانب اٹھائی اس سے پہلے وہ

کچھ کہتا

آئرہ کی آواز پر سب نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا وہ

آخری سیڑھی

پر کھڑی تھی

امی۔۔۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔"وہ از حد

سنجیدہ لگ رہی

تھی ندرت بیگم اسے غصّے سے دیکھتی اٹھ کھڑی

ہوئیں اسے تو

ابھی اور سنانی تھی زیحال خان کو لیکن وہ لب بھینچ کر

اٹھ کھڑی

ہوئی

کافی دیر گزر گئی تھی آسمان پر نیلی روشنی پھوٹ گئی

تھی ہر

جانب کرڑیوں کے چہچہاٹ گونجتی صبح کی آمد کا پیغام

دے رہی

تھی لیکن اس سہانی صبح میں بھی وہ بے چین سا

برلاس کا انتظار

کررہاتھاجب وہ نڈھال ساگھر میں داخل ہواچہرہ بجھا

ہوا ہے

رونق جیسایہاں آنے سے پہلے تھااسکے بعد کی ملی

ازیت وہ اسی

جگہ چھوڑآیاتھاجہاں سے اس وقت آرہاتھا

برلاس۔۔۔"اسے دیکھتے ہی زیحال کے ہی جست

میں اٹھااسکے منہ

سے برلاس کانام سنتے راحم صاحب بھی اٹھ کھڑے

ہوئے

کہاں گئے تھے۔۔۔بنا بتائے۔۔۔"وہ اسکے پاس آتے

خاصے سخت لہجے

میں پوچھ رہا تھا جب اسکی نظر برلاس کے کپڑوں پر لگی

مٹی پر

گئی اسے پہلے سے صرف شک تھا اب یقین ہو گیا تھا

تم۔۔۔تم قبرستان گئے تھے۔۔۔؟وہ بمشکل ہی پوچھ

پایا اسکی نظر

برلاس کی نظروں کا احاطہ کرنے لگی اور کیسے ممکن تھا

وہ انکی

ویرانی نہ بھانپ پاتا

تھوڑی۔۔۔دیر کیلئے۔۔۔" برلاس نے مبہم سا

مسکرا کر جواب دیا یقیناً

یہ مسکراہٹ خود کو چھپانے کیلئے تھی

زیحال کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں لے کر بھینچ دیا

ہو اسی

وقت ندرت بیگم آئرہ کے ہمراہ ہی کمرے سے باہر

نکل آئی

برلاس کی حالت دیکھ زیحال کی مٹھیاں زور سے بھنچ گئیں اس نے

مڑ کر کرخت نگاہوں سے ندرت بیگم کی جانب دیکھا جس کی نگاہیں

خود پر پڑتی دیکھ انکا دل ہی اچھل کر مانو حلق میں آ گیا تھا

وہ پورا انکی جانب مڑ کر دو قدم آگے آیا ندرت بیگم کو لگ رہا تھا

انکی روح انکا ساتھ چھوڑ رہی ہو وہ یہیچے ہی نیچے آئرہ کا

ہاتھ زور

سے دبا گئیں

مجھے اتنا ہی آزمائیں جتنا میں چاہوں۔۔۔ میری

برداشت کی حد آپ

سے برداشت نہیں ہو گی۔۔۔ مسسز راحم خانزادہ

۔۔۔" وہ سرد مہری

سے انکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے درشتگی سے بولا

ندرت بیگم تو

گویا سانس تک روک گئیں

برلاس۔۔۔بیگ اٹھا کر لاؤ اسکا۔۔۔"اس نے نام

نہیں لیا لیکن پھر بھی

آئرہ کو اس سے خوف سا محسوس ہوا ندرت بیگم نے

تڑپ کر آئرہ

کی جانب دیکھا اس نے پلکیں جھپکا کر انہیں تسلی دی

برلاس اسکا بیگ لے آیا تھا اور لا کر لاؤنج کے بیچوں بیچ

رکھ دیا

زیحال آخری شعلہ بار نگاہیں ندرت بیگم پر ڈال کر

راحم صاحب کی

جانب آگیا

آپ کی عزت ہماری عزت ہے۔۔۔آپ بے فکر

رہیں اسے میں لے کر جارہا

ہوں۔۔۔"اسکی بات پر راحم صاحب کا دل بے اختیار

بھاری ہونے لگا وہ

سیدھا زیحال کے گلے سے لگ گئے

اب یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ میری بیٹی کا خیال

رکھنا مقابل

شخص کے الفاظ ہی کافی تھے

برلاس زیحال کی نظریں سمجھتا راحم صاحب کے پاس

آیا اور ان

سے بغلگیر ہوتے پیچھے ہو گیا

دونوں نے ہی ندرت بیگم کو کوئی بھاؤ نہیں دیا بس

بیگ اٹھا کر باہر

نکل گئے

انکے جاتے آئزہ تڑپ کر اپنی ماں کے گلے سے لگتی رو

پڑی ماں باپ

سے دور جانے کا احساس بہت تکلیف دہ تھا وہ نکاح

کے بعد بہت رہ

لی تھی یہاں اب اسے اپنے اصل گھر جانا تھا جہاں اسکا

ہمسفر تھا

ندرت بیگم نے دوپٹے سے اپنے آنسوں پونچھے

تم ۔۔۔ تم اپنی بات سے مکرو گی تو نہیں ۔۔۔ ؟ وہ

نہایت دھیمے لہجے

میں پوچھ رہی تھیں آئرہ نے سر اثبات میں ہلا دیا اسکی

آنکھوں

میں سرد مہری کی لہر سی دوڑ گئی تھی

وہ راحم صاحب سے مل کر بھی خوب روئی تھی جو اسے

چپ

کرواتے اپنے ساتھ باہر لے آئے سامنے ہی زیحال

فرنٹ سیٹ اور

برلاس بیک سیٹ کا دروازہ کھولے کھڑے تھے آئرہ

بھی پچھلی

نشست پر ہی آکر بیٹھ گئی تھی جب برلاس کو اپنے

ساتھ بیٹھتے

دیکھ اسکا دل یکدم سے حلق میں آگیا لیکن اس نے

ایک بات بھی

اسکی جانب نہیں دیکھا وہ لوگ نکل چکے تھے یہ سفر

عام سفر نہ

تھا اسکی منزل بہت بھیانک ثابت ہونے والی تھی

ڈاکٹرز پہنچ چکے تھے انہوں نے آتے ساتھ ہی زرتشم

کی بینڈج کرتے

اسے دوسرا ڈوز دے دیا تھا لیکن وہ بے ہوش تھی

اسے بے ہوش رکھا

جارہا تھا ورنہ جتنی تکلیف اسے آج ہو رہی تھی اتنی

تکلیف میں تو

انسان رو رو کر ہی ختم ہو جائے

ڈاکٹر برہان پریشان سے کمرے کے باہر یہاں وہاں

پھرتے چکر کاٹ رہے

تھے کومل پھر سے گھر چلی گئی تھی کیونکہ اسے فون آیا

تھا

عبدلباری کو بخار ہو گیا ہے حرکت تو اسے پہلے کی ہی

ہو رہی تھی

تب ہی وہ اپنی ماں کو چھوڑنے پر راضی نہیں تھا

ڈاکٹر برہان کے موبائل پر رنگ ہوئی انہوں نے نام

دیکھتے ساتھ فورا

سے کال اٹھالی

کیا پتہ چلا۔۔۔؟ سیدھا سوال داغہ جیسے اور کوئی بات نہ

کرنا چاہتے

ہوں

یہ لڑکی زرتشم نوشیر وال خان آفندی ہے۔۔۔ ملائشیا

کے نائب وزیر

اعلی زریاب خان آفندی کی بہن۔۔۔"اسکی بات

سنتے ڈاکٹر برہان کی

آنکھیں بے ساختہ پھٹی دل جیسے رکنے لگا

اتنی بڑی شخصیت کی بہن اور اس حال میں ؟ وہ بے

ساختہ مشکل

میں پڑ گئے

اس لڑکی کو ونی کیا گیا تھا۔۔۔اسکے اپنے ہی کزن زاد کو

جسے اگر

انسان نہ بھی کہیں تو غلط نہیں ہو گا۔۔۔" اسے جیسے

بالاج کے بارے

میں بھی سب پتہ چل چکا تھا

ونی۔۔؟ برہان کو یہ لفظ سمجھ نہیں آیا اے ڈی ان کی

معصومیت

پر مسکرا دی

مطلب دشمنی ختم کرنے کیلئے اسے بھیڑ بکری کی

طرح پیش کر دیا

گیا تھا۔۔اور جس کا نام تم نے لیا زیحال خان آفندی

۔۔وہ اسکا

بھائی ہے مافیا کنگ این ایشین گینگسٹر۔۔"اگر کہیں

کہ آج ساتوں

آسمان ڈاکٹر برہان پر ایک ساتھ گرے تھے تو غلط نہ

ہوتا

تت۔۔۔ تمہیں یہ سب کیسے پتہ چلا۔۔۔"وہ پوچھے

بنا نہ رہ

سکے

دنیا میں سب بکتا ہے۔۔۔لیکن خریدنے کا مزہ صرف

وفاداری میں آتا

ہے۔۔۔پرانی وفاداری۔۔۔"اسکی بات مشکل تھی

ڈاکٹر برہان جیسے

سیدھے سادھے بندے کی سمجھ سے باہر

اس شخص سے رابطہ کرنا بہت مشکل ہے اس تک

جانے والے کو

پہلے ہی اسکا گینگ ختم کردیتا ہے لیکن تمہارے لیے

مشکل نہیں

ہو گی۔۔۔" اسکی بات پر ڈاکٹر برہان کو حیرت ہوئی

وہ تو پہلے سے

شاک میں تھے اسکے پاس موجود لڑکی کوئی عام لڑکی

نہ تھی

لیکن وہ اس حال میں کیسے آئی وہ یہی سوچنے پر مجبور ہو

گئے

تھے

ک۔۔۔ کیسے۔۔۔ ؟استفسار یہ پوچھا

پامیر سلطان۔۔۔ وہ اسی کا چھوٹا بھائی ہے۔۔۔ جس کی

بیوی تمہارے

ساتھ کام کرتی ہے اسکے زریعے زیحال خان آفندی

پہنچا جا سکتا

ہے۔۔۔"

میں اس سے زیادہ اس تھوڑے وقت میں کچھ معلوم
نہیں کر سکی
بس اتنا کہہ سکتی ہوں کہ اس لڑکی کو چھپا کر رکھو
۔۔۔ جن لوگوں
نے اتنے سال اس پر ظلم کیا دنیا سے چھپا کر رکھا وہ اب
بھی اسے
کسی کے سامنے نہیں آنے دیں گے زیادہ سے زیادہ وہ
اسکی جان لے

لیں گے۔۔۔"اسکی بات پر برہان کا دل جیسے مٹھی

میں آگیا

ل۔۔۔لیکن۔۔۔اسکے بھائیوں کے پاس پاور ہے

۔۔۔وہ کیسے اس پر ایسا

ظلم ہونے دے سکتے ہیں۔۔۔؟وہ از حد حیران تھے

اے ڈی انکی بات پر

ہنسنے لگی

اتنے تھوڑے وقت میں منہ گیلا کرنے جتنی

انفارمیشن ملی ہے ڈاکٹر

صاحب آپ صرف زیحال خان آفندی سے رابطہ

کریں ورنہ آ گے کے

معاملات آپ بھی نہیں سمبھال سکیں گے۔۔۔"وہ

انہیں وارن کر رہی

تھی کال بند کرتے ڈاکٹر برہان سر پکڑ کر بیٹھ گئے یہ

سب کیا ہو رہا

تھا انکو سمجھ نہیں آئی

انکو صرف اس ایک شخص سے رابطہ کرنا تھا

لیکن اب کیسے وہ یہ سوچ رہے تھے انکو کیسے بھی

زیحال خان تک

پہنچنا تھا وہی ایک انکا سہارا بن سکتا تھا اگر یہ لڑکی واقعی

ایک
گینگسٹر کی بہن تھی تو پھر تو کوئی فکر ہی نہیں بچتی تھی

کیونکہ اب فکر کرنے کی باری زرتشم نوشیر وال خان

کے دشمنوں کو

کرنی تھی کیونکہ اب انکے مقابل وہ طوفان آنے والا

تھا جواب تک

ان سب سے انجان تھا اور اسکا انجان رہنا انکے لئے

صرف سدھرنے

جانے کا ایک موقع تھا جو قدرت نے انکو دیا تھا لیکن

کچھ لوگ

اپنے لئے صرف تباہی چنتے ہیں انہوں نے بھی چن لی

تھی

برہان نے اپنے موبائل اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کرنے

لگے ایک ہاتھ

مسلسل پیشانی پر ٹکا تھا وہ پیشانی مسلتے ہوئے مقابل

کے فون

اٹھانے کا بے چینی اور شدّت سے انتظار کر رہے تھے

لیکن وہ شاید مصروف تھا لیکن آج وہ بھی ہار نہیں مان

رہے تھے

اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ کال پر کال کرتے گئے جب

تک مقابل نے ان

کی کال کا جواب نہیں دے دیا

وہ لوگ اس وقت ایئرپورٹ پر موجود تھے فلائٹ

میں ابھی وقت

باقی تھا اسی لئے زیحال ان دونوں کو چھوڑے ایک کام

سے چلا گیا

برلاس کی وجہ سے وہ آدھے سے زیادہ کام تو کر بھی نہ

پایا وہ ایک

ہوا کے جھونکے کی طرح یہاں آیا اور اب اسی طرح

واپس جا رہا تھا

جس کا مطلب تھا وہ پھر لوٹے گا وہ یہاں سے چلا ضرور

گیا تھا

لیکن پھر بھی یہاں سے دشمنی ختم نہیں کی تھی لوگ

آج بھی اس

کی تاک میں بیٹھے تھے

برلاس آئرہ کو روم میں چھوڑ کر خود کچھ کھانے کی چیز

لینے چلا

گیا اس سے بھوک برداشت نہیں ہوتی تھی اور جب

کسی بات سے

پریشان ہو تب تو اور زیادہ کھاتا تھا وہ اپنے اور آئرہ کیلئے برگر اور

کولڈ ڈرنک لے کر آتے آئرہ کی چیزیں اسکے پاس میز پر رکھی

اور خود سامنے کرسی پر بیٹھ کر آرام سے کھانے لگا کمرے میں اس

وقت وہی دو لوگ موجود تھے اور تیسرا کوئی بھی نہیں کہتے ہیں

ناں تیسرا شیطان ہوتا ہے لیکن آج وہ بھی نہیں تھا

کیسے ہوتا دونوں

اجنبی تھوڑی تھے میاں بیوی تھے شیطان بہکا بھی دیتا

تو دونوں

کو قریب آنے پر ثواب ہو ملتا اچھا تھا دور دور بیٹھے

تھے

آئرہ نے ایک سر سری سی نظر ان پر ڈالی اور نگاہیں

پھیر کر اپنے

پرس پر لگے ٹیگ کو دیکھنے لگی لیکن اسکی آنکھوں کو

جیسے

سکون نہیں تھا وہ بے چین ہوتی پھر سے ذرا سی برلاس

کی جانب

اٹھی لیکن اس بار اس کی قسمت خراب تھی کیونکہ

برلاس کی نظر

بھی اسی وقت اسکی جانب اٹھی تھی

وہ ایک دم سے ٹھٹھک گیا اور ہاتھ میں پکڑا باکس

دیکھا

یہ چاہئے۔۔۔؟وہ نہیں جانتا تھا اس نے کیوں یہ پوچھا

حلانکہ دینے

کا وہ بلکل ارادہ نہیں رکھتا تھا

ن۔۔۔نہیں۔۔۔"آئرہ اسکی آفر پر گڑ بڑا سی گئی اور

اپنی چیزیں اٹھا

کر کھانے لگی دونوں بچوں کی طرح منہ پھلا کر بیٹھے

تھے زیحال

نے کبھی خود سے برلاس کی شادی کی بات نہیں کی

تھی وہ چاہتا

تھا وہ کچھ بڑا ہو جائے سمجھدار لیکن اسے پہلے ہی محبت

ہو گئی

تو اب کم عمری کی محبت ایسے ہی ہوتی ہے ایک ناراض

ہو تو

دوسرے کو پتہ نہیں چلتا کہ کیسے منانا ہے منانا بھی

ہے یا نہیں ان

دونوں کی عمر بھی فلحال محبت کی حدوں کو نہیں چھو

سکتی

تھی

برلاس نے برگر ختم کرتے کولڈ ڈرنک کھول کر منہ

سے لگالی کمرے

میں اسکے کولڈ ڈرنک پینے کی صاف آواز سنائی دے

رہی تھی آئرہ

نے چور نظروں سے اسکی جانب دیکھا اسکے گلے کی

گلٹی بار بار

ابھر کر معدوم ہو رہی تھی

بھوک ختم نہیں ہوئی۔۔۔رکو میں اور کچھ لے کر آتا

ہوں۔۔۔" وہ کہہ

کر اٹھنے ہی لگا تھا جب آئرہ نے اسے روک لیا

بب۔۔۔ باہر کی چیزیں نہ کھائیں۔۔۔۔ صحت خ

۔۔۔ خراب ہو گی۔۔۔"وہ

اٹک کر بمشکل بولی اور نظریں جھکا گئی برلاس اسی

طرح دروازہ

پکڑ کر آدھا کھولے کھڑا اسے دیکھتا رہا

کیا آپ بتا سکتی ہیں۔۔۔ بھوکے رہنے سے صحت

ٹھیک رہتی ہے۔۔۔؟

وہ طنز نہیں کر رہا تھا لیکن آئرہ کو پھر بھی وہ طنز لگا

میرے پاس۔۔۔یہ۔۔۔" وہ اپنے بیگ سے ایک

ٹفن باکس نکالنے لگی جس

میں کھانے کی کوئی چیز تھی "سینڈوچ ہیں۔۔۔آ

۔۔۔آپ یہ کھالیں۔۔۔"

وہ پہلے بھی دے دیتی اگر اسے علم ہوتا کہ وہ کچھ

کھانے کیلئے

لینے جارہا ہے

برلاس نے ایک نظر اس ٹفن باکس کو اور پھر اسے

دیکھا

میری۔۔۔صحت کی۔۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔۔"وہ

سرسری سے لہجے میں

ٹھہر ٹھہر کر بولتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا اسکے

جاتے آئرہ نے اس

باکس کو دیکھا اور بجھے دل کے ساتھ واپس سے بیگ

میں رکھنے

لگی جب اسی وقت زیحال کمرے میں میں داخل ہوا وہ

تھکا ہوا

سانڈھال کرسی پر براجمان ہو گیا وہ کسی سے مل کر آرہا

تھا ہاتھ

میں ایک فائل تھی جسے سائیڈ میں رکھتے اسکی نظر

آئرہ کے

ہاتھ میں موجود ٹفن پر گئی وہ تھوڑا ٹھٹھکا

تم کھانا لائی ہو۔۔۔؟ نرمی سے استفسار یہ پوچھا

آئرہ نے فورا اسے سر اثبات میں ہلادیا بر لاس کے نہ

لینے سے اسکا دل

بجھ سا گیا تھا

واؤ۔۔۔ تم تو بہت عقلمند ہو۔۔۔"اس نے اٹھ کر وہ

باکس اسکے ہاتھ

سے بے حد نرمی سے لیا اور بیٹھ کر وہ سینڈوچ کھانے

لگا وہ تو خود

باہر کی چیزیں نہیں کھاتا تھا نجانے کیسے بنتی ہو گی صفائی

تھی

بھی یا نہیں اور سامنے بیٹھی لڑکی کے نین نقش اسے

اس لڑکی

جیسے لگتے تھے جس نے ایک اچھے خاصے عقل رکھنے

والے اکتیس

سال کے دراز قد و قامت والے بندے کو اپنے پیچھے

پاگل کر رکھا

تھا

آئرہ اسکی سادگی اور اتنی اپنائیت پر بے اختیار مسکرا دی

برلاس کے

عمل پر اسے جو برا لگا تھا اب وہ احساس زیحال نے

زائل کر دیا تھا

اور یہ صرف وہی جانتا تھا کہ کمرے کے باہر کھڑے

اس نے انکی

باتیں سن لی تھی

وہ دونوں کھا ہی رہے تھے جب برلاس بھی وہی آگیا

کمرے میں

داخل ہوتے وہ زیحال کو دیکھ ایک دم سے ٹھٹھکا اور

اپنے ہاتھ میں

پکڑی چیزیں دیکھی

تمہیں کتنی بار منع کیا ہے باہر کی چیزیں اتنی نہ کھایا کرو

پھر

طبعیت خراب ہو گی یہ کھاؤ۔۔۔ چلو۔۔۔"اس نے

برلاس کے ہاتھ سے

وہ چیزیں لی اور اسے اپنے ساتھ بٹھا کر وہی سینڈوچ

کھلانے لگا جو

آئرہ اپنے ہاتھوں سے بنا کر لائی تھی آئرہ کے سامنے

خود کو بچے کی

طرح ٹریٹ کرنے پر برلاس نے نگاہیں ترچھی کر کر

زیحال کو دیکھا

جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں کہہ رہا ہو "بھائی پلیز

نہیں میری

عزت کا فالودہ بن رہا ہے "

الیکن زیحال نے اسے کسی نوٹس میں نہ لیا اور خاموشی

سے اسے

اپنے ہاتھ سے کھلاتا رہا آئرہ شروع دن سے نوٹ کرتی

آرہی تھی وہ

باہر کی دنیا کیلئے جیسا بھی تھا اسکے بھائی اسے وہی چھوٹا

بچہ

سمجھتے تھے اور اسکے لاڈ اٹھاتے تھے اب وہ کیا جانے

سامنے اسکی

بیوی بیٹھی تھی کہیں مذاق ہی نہ بنادے

اسی وقت زیحال کے موبائل پر ایک میسج آیا جسے دیکھ

وہ فورا

سے سیدھا ہو گیا

تم یہ فنش کرو۔۔۔میں تھوڑا کام کر کر آیا۔۔۔بس

پندرہ منٹ رہ

گئے۔۔۔"وہ کہتے ساتھ باقی کا سینڈوچ برلاس کے

ہاتھ میں تھما کر

خود باہر نکل گیا

اسکے جاتے برلاس اپنے کندھے تان گیا جیسے وہ کوئی

بڑا آدمی ہو

وہ تو بس اسکا بھائی مذاق کر رہا تھا ہاں بھئی مذاق تھا

دونوں کے

بیچ خاموشی پھر سے رقص کرنے لگی نہ اس نے اسے

دیکھا نہ برلاس

نے ہی

یہ خاموشی کا رشتہ نجانے کیوں خوف کا تاثر دیتا تھا ایسا

جو

انسان کو گہری سوچ میں ڈال دے تھوڑی دیر گزری

تھی کہ فلائٹ

کی اناؤسمنٹ ہونے لگی زیحال بھی اسی وقت واپس آ

گیا تھا آئرہ

ان دونوں کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی بیگ بھی

برلاس کے پاس

تھا آج وہ پاکستان سے بہت قیمتی چیز لے کر جارہا تھا

شام گئے تک ماحول بہت پر سکون رہا تھا زرتشم اب

تک بے ہوشی

کی حالت میں تھی جب اس پر دھیرے دھیرے اسکا

اثر کم ہونے لگا

دھیرے سے اسکی پلکیں لرزی اور وہ کسمسا کر آنکھیں

کھولتی

چھت دیکھنے لگی اس ذرا سے ہلنے پر بھی اسے اپنی بیک

سائیڈ پر

درد کی ایک شدید لہر دوڑتی محسوس ہوئی اسکا وجود

انجکشنز

کے زریعے سن کیا گیا تھا اسکے باوجود بھی وہ اس درد

کو

محسوس کر رہی تھی لیکن پھر بھی کسی کو بتانے سے

قاصر تھی

ڈاکٹر برہان وہی اسکے کمرے میں موجود تھے جیسے اب

وہ اسے

اکیلے چھوڑنے کی غلطی ہر گز نہ کرنا چاہتے ہوں

کمرے میں خاموشی کا راج تھا جب ڈاکٹر مبشر اس روم

میں داخل

ہوئے انکے چہرے پر از حد پریشانی تھی

کیا ہوا۔۔؟انکو اتنا پریشان دیکھ ڈاکٹر برہان ایک ہی

جست میں

اٹھ کھڑے ہوئے

وہ۔۔وہ سارے باڈی گارڈز پتہ نہیں کہاں چلے گئے

۔۔۔"انکی سانس

پھولی ہوئی تھی یقیناً وہ پورا فارم ہاؤس چیک کر کر آئے

تھے

واٹ۔۔کہاں۔۔۔کہاں چلے گئے۔۔؟انکی

بات سن کر برہان کے ماتھے پر

پریشانی کی لکیریں نمودار ہوئی

زرتشم نے نگاہیں ترچھی کرکر انکی جانب دیکھا انکو

دیکھتے ہی

اسکے ہونٹ بے ساختہ پھڑپھڑانے لگے جیسے وہ کچھ

کہنا چاہتی

ہو

پتہ نہیں ڈاکٹر۔۔۔اب کیا ہوگا۔۔۔ کہیں وہ لوگ نہ آ

جائیں جنہوں نے

آپ پر حملہ کیا تھا۔۔۔" انکا دھیان سیدھا انکی جانب

ہی گیا

اچھا بولو۔۔۔" وہ اسے جھڑکتے ہوئے ایک ہاتھ کمر پر

اور دوسرا منہ

پر رکھے پریشان سے سوچنے لگے اور پھر موبائل اٹھا کر

کومل کا

نمبر ڈائل کرنے لگے

جی ڈاکٹر۔۔۔۔" آگے سے اسکی مصروف آواز

ابھری

یہ کیا ہو رہا ہے ڈاکٹر کومل ۔۔۔ یہاں موجود گارڈز

کہاں گئے آپ

جانتی ہیں ہمیں اس وقت سخت سیکیورٹی کی ضرورت

ہے۔۔۔'' وہ

لہجے کو از حد نارمل رکھتے گویا ہوئے جبکہ انکی بات سن

کر کومل

کو ایک دم جھٹکا سا لگا

گارڈز چلے گئے۔۔۔؟ لیکن کہاں۔۔۔؟ انکی ڈیوٹی تو

وہی تھی۔۔۔'' وہ

عبدلباری کو چھوڑے ایک دم سے سیدھی ہو بیٹھی وہ

اسکا پیمپر

تبدیل کر رہی تھی اپنی ماں کا دھیان کسی اور جانب

جاتے دیکھ وہ

اپنے دونوں ننھے ہاتھوں کی مٹھی بھنچے اپنے ہی پیٹ پر

مارتا

ہوا ٹھسکنے لگا

یہ تو آپ کو پتہ ہونا چاہیئے۔۔۔یہ ہو کیا رہا ہے پہلے

آپ مجھے بات

کلئیر نہیں کرتی ہیں۔۔۔اوراب یہ گارڈز غائب

۔۔۔وہ لوگ کسی بھی

وقت اس موقعے کا فائدہ اٹھالیں گے۔۔۔۔پلیز کچھ

کریں کومل۔۔۔"

وہ گویا عاجز آگئے تھے انکے انداز میں منت تھی سماجت

تھی

کومل کا دل جیسے مٹھی میں آگیا

آپ بے فکر رہیں میں ابھی آتی ہوں۔۔۔"وہ انہیں

ریلیکس کر کر کال

بند کرتے جلدی سے عبدلباری کا ڈائپر بدلنے لگی اور

اسے فیڈ کروا کر

کمرے سے باہر لے آئی اب اسے کھیلنا تھا بس

وہ زمل کو تلاش کر رہی تھی جو اپنے ہی بچوں میں

پوری تھی باپ

کے بغیر دونوں نے اس بچاری کی ناک میں دم کر رکھا

تھا نہ باپ

انکو کل سے ملا تھا اور نہ ہی انکا تاہ اسے انکے بغیر تو زامل

زالے کو

کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا

آرہی ہوں۔۔۔ شور بند کرو دونوں۔۔۔"وہ

دونوں کو مصنوعی ساڈپٹ

کر انکے لئے کپ کیکس بنانے لگی مشی وہی انکے پاس

کرسی پر

بیٹھی تھی اس نے دونوں کے گالوں پر پیار کیا

میں آجاتی ہوں ناں۔۔۔"اس نے پھر ایک ناکام سی

کوشش کی لیکن

زمل نے فوراً اسے رد کر دی وہ کسی طور بھی مشی کو

کرسی

سے اٹھنے نہیں دے رہی تھی

آپ کو فل ریسٹ کی ضرورت ہے سنا آپ نے

۔۔۔یہ تین مہینے آپ کو

بہت زیادہ خیال رکھنا ہے اپنا۔۔۔" وہ کسی بڑی

سمجھدار عورت کی

طرح اسے سمجھاتی کچن سے منہ باہر نکال کر بولی

اسکی بات پر مشی بے ساختہ مسکرا دی وہ اس سے
چھوٹی تھی
لیکن دو بچے پیدا کر کر وہ تجربے میں اب اس سے بڑی
ہو گئی تھی
کومل انکے پاس آئی عبدلباری زالے کو دیکھ اسکی
جانب جھکنے
لگا
مشی۔۔۔ پلیز اسے سمبھال لو۔۔۔ مجھے ابھی
ہوسپٹل کیلئے نکلنا ہے۔۔۔"

وہ جلد بازی میں لگ رہی تھی چہرے پر پریشانی کے

اثرات بھی

صاف واضح ہو رہے تھے

کیا ہوا سب ٹھیک ہے۔۔۔؟ تم پریشان لگ رہی ہو

۔۔۔"اس نے عبدل باری

کو گود میں لیتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا زمل بھی

اسکی بات سن

کر کچن سے باہر نکل آئی

ہاں آکر بتاتی ہوں۔۔۔پلیز سے سمبھال لینا اور اسکی

دوا میرے کمرے

میں ٹیبل پر رکھی ہے تین دراپس ایک گھنٹے بعد دے

دینا اسے۔۔۔"

وہ جاتے ہوئے تیز آواز میں اسے تاکید کرتی گھر سے

باہر نکل گئی

مشی اور زمل نے استفساریہ نگاہوں سے ایک دوسری

کی جانب

دیکھا دونوں ہی اسکے لئے پریشان سی ہونے لگی تھی

اللہ خیر کرے ایسے کیوں گئی ہیں یہ۔۔۔"زمل کا دل

بری طرح سے

گھبرانے لگا تھا

پتہ نہیں۔۔۔آکر بتادے گی تم ٹینشن نہ لو۔۔۔"یہ

بات مشی کو کہی

جانی چاہئے تھی لیکن زمل کو اس سے زیادہ ایسے

حالات سے خوف

آتا تھا

ویسے تم اتنی دیر سے کیا بنا رہی ہو۔۔۔بچوں کے کپ

کیکس نہیں

آئے اب تک۔۔۔"وہ زمل کا دھیان دوسری جانب

بھٹکانے کی غرض

سے استفسار یہ پوچھنے لگی

وہ بھی تھوڑی دیر میں پہنچ جائیں گے انکے لئے کھانا بنا

رہی تھی

آئرہ آپی شادی کے بعد اب آرہی ہیں تو کھانا بھی

اسپیشل ہونا چاہیئے

ناں۔۔۔"وہ اتنی دیر سے کچن میں گھسی مختلف ڈشز

بنا رہی تھی

اور مشی کو لگا صرف بچوں کیلئے انکے فیورٹ کپ

کیکس بن

رہے ہیں

تو مجھے بھی تو بتاؤ۔۔۔میں کچھ ہیلپ کر دوں اکیلے اتنا

کام کر کر

تھک جاؤ گی پھر لالا کو دکھ ہو گا کہ انکی گلا لے کا تھکا دیا

ہم نے۔۔۔"

وہ بچوں کو ایک نرم میٹرس پر بٹھاتی خود اٹھ کر انکے

ساتھ ہی

کچن میں آگئی زمل جانتی تھی اسے پتہ چلتے وہ سکون

سے نہیں

بیٹھے گی اسی لئے وہ اسے بتا بھی نہیں رہی تھی

اب دونوں مل کر محبت سے آئرہ کے لئے شاہی

کھانے کا اہتمام کرنے

لگی

فارم ہاؤس پر گہری خاموشی کا راج تھا یوں جیسے کسی

بڑے

طوفان سے پہلے کی خاموشی ہو ڈاکٹر برہان بار بار

زرتشم کو چیک

کر رہے تھے وہ اسکے کمرے کے باہر ہی یہاں سے

وہاں چکر کاٹ رہے

تھے یہاں صرف وہی تین لوگ موجود تھے تب ہی

انہیں خوف سا

محسوس ہو رہا تھا یہ خوف بھی صرف زر تشم کیلئے تھا

ورنہ انہیں

موت سے ڈر نہیں لگتا تھا وہ اس بات پر یقین رکھتے

تھے موت کبھی

بھی کسی بھی وقت کسی بھی حال میں آ کر رہنی ہے

لیکن وہ

لڑکی انکے لئے ضروری تھی اسے وہ ایک آنچ بھی

نہیں آنے سے

سکتے تھے وہ امانت تھی اب اسکے بھائیوں کی اور وہ اس

امانت

میں خیانت نہیں ہونے دے سکتے تھے

وہ یہاں وہاں چکر کاٹ ہی رہے تھے جب انہیں ایک

ساتھ کئ گاڑیوں

کی آواز آنے لگی وہ ایک ہی جست میں جلدی سے

ٹرانسپیرنٹ

دیوار کے پاس آکر رکے جہاں سے کارپورچ سے مین

گیٹ تک کا

راستہ صاف دکھائی دیتا تھا

انکی سانس تک رک گئی کیونکہ اس گیٹ سے ایک کے

بعد ایک

گاڑیاں اڑتی ہوئی اس فارم ہاؤس میں داخل ہورہی

تھیں

وہ انکو چھوڑے سیدھا زرتشم کے کمرے کی جانب

بھاگے باہر ایک

کے بعد ایک فائر فضامیں گونجنے لگا تھا انہوں نے

جاتے ساتھ اسکے

کمرے کا دروازہ بند کر لیا

ایک گاڑی میں سے ایک بھاری بھرکم بوٹوں والا

شخص نیچے اترا

جس کی آنکھوں پر سن گلاسسز اور ہاتھ میں سگار تھی

بال آئل

سے پیچھے کی جانب چپکا رکھے تھے جس سے اسکی

شخصیت

دیکھنے والے پر ایک سحر ساطاری کر رہی تھی

اسکے پیچھے گاڑیوں کے دروازے ایک ایک کر کر کھلتے

ان سے بندے

نکلتے گئے سب کے سب سوٹڈ بوٹڈ اور مسلحہ افراد تھے

جن کے

جدید ویوپنز دیکھ اندازہ ہو رہا تھا وہ ماہر سنائپر ز تھے

اس شخص نے گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائی اور اپنے

موبائل سے

کسی کو کال کی

کال لہروں میں سفر کرتی لمحے کے پہلے حصّے میں
کوالالمپور کی
سب سے اونچی بلڈنگ میں موجود شخص کے موبائل
پر گئی تھی
کال اٹھاتے گہری سانس لی گئی
I am right in front of this ـ
farmhouse
and it is in my possession.ـ

)میں اس فارم ہاؤس کے سامنے کھڑا ہوں اور یہ پورا

میرے قبضے

میں ہے)۔۔۔"اسکی آواز بھاری تھی اسکے ساتھ

ایک پورا اسکواڈ تھا

کیسے ممکن تھا کہ ایک گینگسٹر کی بہن کو لینے صرف

ایک شخص

آئے وہ کوئی عام لڑکی نہ تھی اسے اٹھوانے کیلئے ملائشیا

کے سب

سے خطرناک سنائپرز کو ہائر کیا گیا تھا

Keep in mind, she's not ـ
ordinary girl,
pick her up and bring her ـ
back.

)ذہن میں رکھو وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔۔۔لے
آؤ اسے واپس"(

مقابل کی آواز میں سرد مہری تھی ایسی جس سے کوئی
بھی خوف
کھائے

اس شخص نے کال کٹ کر دی وہ ایک پالتو کتا تھا اسے

مالک کا

حکم تھا جو اسے اب بجالانا تھا اس نے ایک ہاتھ ذرا سا

اوپر کیا

جب اسکے ہاتھ پر ایک ٹیٹو ظاہر ہوا "ڈریگن سائن"

جیسے وہ کسی

خاص مافیا گروکا حصّہ ہو

اس نے ایک انگلی سے اشارہ کیا اسکے اشارے کو پاتے

اسکے بندے

مکھیوں کی طرح پورے فارم ہاؤس میں پھیلتے تباہی

مچاتے چلے

گئے ہر چیز توڑ پھوڑ کرتے وہ آگے بڑھ رہے تھے

ان آوازوں کو سن کر ڈاکٹر برہان نے جلدی سے

زرتشم کے ہاتھوں

سے ساری وائرس نکالی اور اسے دھیرے سے اٹھا کر

بٹھایا

ہمت کریں زرتشم ۔۔۔پلیز ۔۔۔ہمیں یہاں سے

نکلنا ہے ۔۔۔"اس کمرے کا

دروازہ وہ پہلے سے ہی بند کر چکے تھے اور تب سے

زرتشم کو

ان مشینوں سے الگ کر رہے تھے جو احتیاط سے کرنا

اس وقت

تقریباً نہ ممکن تھا

انکے ہاتھ پیر پھول رہے تھے وہ جلدی جلدی ہاتھ

چلاتے اسکی ڈرپ

اتار کر اسے اپنی بانہوں میں بھر گئے وہ کندھوں پر اٹھا

لیتے لیکن

اس سے زر تشم کی بیک بون کے سٹچز کھل جانے کا

خطرہ تھا

وہ احتیاط سے اسے لے کر کمرے کی ونڈو سے باہر نکل

گئے

ایک دم سے جمپ کرتے انکو اپنے زخموں میں ایک

درد کی شدید

ٹیس سی اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی انہوں نے زر تشم کی

جانب

دیکھا جس کی صرف آنکھیں کھلی تھیں اور ان سے

بھی گرم سیال

بہہ رہا تھا

انکا زخم تو اسکے زخموں کے آگے کچھ نہ تھا جب انکو اتنا

درد

محسوس ہوا تو اس معصوم کا کیا حال ہوا ہو گا جو بتا بھی

نہیں

سکتی تھی اسکے صرف آنسوں بولتے تھے

ایم سوری۔۔۔ ہمیں۔۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے

۔۔۔آپ تھوڑا سا درد

برداشت کرلیں۔۔۔" وہ اسے حوصلہ دیتے دھیرے

سے آگے بڑھے وہ اسے

کیاریوں میں لگے پودوں کی اوٹ میں چھپا کر آگے

بڑھ رہے تھے

انکے ماتھے پر خوف سے پسینے کی بوندیں چمکنے لگی تھی

زرتشم

صرف انکو دیکھتی جا رہی تھی

وہ لوگ صرف چند سیکنڈس میں پورا فارم ہاؤس تباہ کر

چکے تھے

لیکن انکو وہ لڑکی کہیں منہیں ملی تھی ان میں سے

ایک اس ایک

کمرے کے بند دروازے کولات مار کر توڑتا ہوا اندر

داخل ہوا جہاں

سامنے ہی پورا سیٹ اپ بیڈ کے ساتھ موجود تھا صاف

پتہ چل رہا

تھا کہ وہاں کوئی پیشنٹ تھا وہ چلا کر اپنے ساتھیوں کو

بلاتا اس

کھڑکی سے کود کر اس جانب نکلا جہاں سے تھوڑی دیر

پہلے ڈاکٹر

برہان نکل کر گئے تھے وہ لوگ ایک ایک کر کر انکے

پیچھے نکل گئے

تھے

حوصلہ کریں زرتشم۔۔۔"وہ اسے لئے ایک نظر بار

بار پیچھے ڈالتے

اسے بانہوں میں اٹھائے آگے بڑھ رہے تھے انکو اتنی

سمجھ آچکی

تھی کہ اس طرح وہ ان سے زیادہ دور نہیں جا سکتے

تب ہی وہ

انکو لئے ایک بڑے سے کیاری میں لگے پودے کے

پیچھے چھپ گئے

زرتشم درد سے چور ہوئی انکو دیکھ رہی تھی کاش وہ سمجھ

لیتے

کہ اب اسے کوئی ہاتھ بھی نہ لگائے ورنہ وہ اس درد

سے مر جائے

گی

میں۔۔۔میں کیا کروں۔۔۔کسے بلاؤں۔۔۔"وہ

پھولتی ہوئی سانسوں

میں دھیمی آواز میں بولتے سوچنے لگے جب انہیں کچھ

قدموں

کی چاپ اپنی جانب آتی سنائی دی اس آواز کو سنتے وہ

ایک دم سے

کھٹک گئے جیسے سانس تک روک گئے ہوں

انہوں نے یہاں وہاں کوئی چیز دیکھی جب انکی نظر

ایک راڈ پر پڑی

انہوں نے ایک ہی جست میں وہ راڈ اٹھالی اور زرتشم

کی جانب

دیکھا انکی آنکھوں میں بہت کچھ تھا زرتشم انکے

ارادے بھانپتے

اپنے سر کو ہلکی سی جنبش دینے کی کوشش کرنے لگی

ڈاکٹر برہان اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تیز سانسیں

لینے

لگے زرتشم تیز تیز پلکیں جھپکاتی انہیں جیسے روکنا

چاہتی

تھی

آج یا تو مر جاؤں گا۔۔۔ یا مار دونگا۔۔۔'' انکی آواز

میں سرد مہری

تھی یہ زندگی میں پہلا لمحہ ہو گا جب انہوں نے زندگی

لینے کی

بات کی تھی ورنہ آج تک انہوں نے صرف زندگی

بچائی تھی

اور اسے وہی چھوڑ کر باہر نکل گئے وہ بے چین ہوتی

ضبط سے

آنکھیں زور سے مینچ گئی آنسوں موتی بن کر سائیڈ سے

بہتے کان کی

لو میں جذب ہو گئے

انکے باہر آتے نظر ان دو بندوں پر پڑی وہ برہان کو

دیکھتے انکی

جانب لپکے ہی تھے کہ انہوں نے سیدھا وہ راڈ ان کے

سروں میں دے

ماری وہ دونوں ایک ساتھ سیدھا زمین پر منہ کے بل جا

گرے

اپنے ساتھیوں کو گرتے دیکھ باقی کے بندے اس

جانب دوڑے چلے

آئے

برہان نے اپنے بازو کو ایک جھٹکا دیا اور راڈ مزید

مضبوطی سے

تھام لی

وہ ایک ایک کو اسی طرح گراتے چلے گئے وہ لوگ

تعداد میں زیادہ

ہو کر بھی گرتے جارہے تھے آج جیسے اس ہمدردی کی

طاقت تھی

جو انکو اتنے بندوں میں بھی ایک مضبوط شاخ کی طرح

جمائے

کھڑی تھی وہ زرتشم کے قریب جانے والے کا ایک

ایک کر کریہی

حال کرتے گئے لیکن کب تک وہ کر سکتے تھے

وہ ان لوگوں کے بیچ گھر چکے تھے جب پیچھے سے وہی

ٹیٹو والا

شخص نمودار ہوا چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لئے اسکی

خوفناک

نگاہیں ان جھاڑیوں میں چھپی معصوم سی کلی پر تھی

کم آن۔۔۔۔بے بی گرل۔۔۔" وہ آگے بڑھا اسکے

قدم بھاری تھے جب اسے

زرتشم کی جانب بڑھتے دیکھ برہان دور سے دھاڑے تھے

نو۔۔۔۔" وہ دھاڑتے ہوئے اسکی جانب بڑھنے ہی لگے تھے جب چار

لوگوں نے ایک ساتھ انکو پیچھے سے آکر قابو کر لیا

اسے ہاتھ بھی مت لگانا۔۔۔۔۔" وہ اپنی پوری قوت لگا کر خود کو ان

سے بازیاب کروانے کی تگ و دو کرتے دھاڑے

لیکن وہ شخص زرتشم کو بالوں سے پکڑ کر کسی بے جان

شے کی

طرح گھسیٹ کر باہر لے آیا

نو۔۔۔۔۔" گھسیٹا اس لڑکی کو گیا تھا جب درد برہان

ورک کو اٹھا

تھا

میں تیری جان لے لونگا۔۔۔۔ کمینے۔۔۔۔ چھوڑ

اسے۔۔۔۔" وہ بے بسی سے

چیختے ہوئے خود کو چھڑوانے کی پوری کوشش کر رہے

تھے لیکن

وہ پوری طرح سے انکے قبضے میں تھے اس شخص کے

اشارے پر

وہی راڈ پوری قوت سے انکے سر پر دے ماری گئی تھی

جس پر

ڈاکٹر برہان لڑکھڑا کر سیدھا منہ کے بل زمین پر جا

گرے تھے

گرتے انکی آنکھیں زور سے بند ہوئی زخم کے سٹچز

کھلتے ایک درد

کی شدید لہر پورے بدن میں دوڑا گئے

وہ تڑپ کر سر اٹھائے انکو دیکھتے خود اٹھنے کی کوشش

کرنے

لگے لیکن ان میں اتنی سکت نہ رہی درد سے بدن چور

ہو چکا تھا وہ

لوگ لے جارہے تھے ایک بار پھر اور یہ آخری بار تھا

ڈاکٹر برہان کو سب کچھ دھندلاتا ہوا محسوس ہوا

گاڑیاں ایک ایک

کر کر فارم ہاؤس سے نکلتی سڑکوں پر دوڑنے لگی

تھیں

ان گاڑیوں کے نکلتے کچھ دیر بعد ہی کومل کی گاڑی فارم

ہاؤس

میں داخل ہوئی وہ گاڑی سے اتر کر آنکھیں پھاڑے وہ

تباہ کن

منظر دیکھنے لگی ہر جانب دھواں اٹھ رہا تھا شیشے ٹوٹے

ہوئے تھے

اسکا دل ایک دم سے مٹھی میں آیا وہ بھاگ کر جلدی

سے اندر آئی

جب اسکی نظر خالی بیڈ پر گئی

اس نے راستے میں ہی پامیر کو کال کر دی تھی وہ بھی

اسی وقت

وہاں پہنچا تھا

کومل نے چہرہ موڑ کر اسکی جانب دیکھا

اسکی رنگت خود اڑ چکی تھی اس نے کومل کی جانب

دیکھا جس

کی بھرائی آنکھیں دیکھ اس کا سر دھیرے سے نفی میں

ہلا

وہ۔۔۔وہ لوگ۔۔۔۔وہ لوگ لے گئے اسے

۔۔۔؟ وہ ہک دک سی سانس روکے

پوچھ رہی تھی یا بتا رہی تھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی

پامیر۔۔۔وہ لوگ لے گئے اسے۔۔۔۔"آخر میں وہ

چیخ پڑی تھی

کومل ریلیکس۔۔۔" وہ اسے کندھوں سے تھام کر پر

سکون کرتا اس

سے پہلے کومل نے درشتگی سے اسکے ہاتھ جھٹک دیے

کیسے ریلیکس۔۔۔؟ کیسے۔۔۔؟ وہ ہزیانی سی ہوتی

چیخنے لگی

میں نے کہا تھا تمہیں۔۔۔ کہا تھا وہ لوگ لے جائیں

گے اسے۔۔۔ کہا تھا

میں نے۔۔۔" وہ حواس کھوتی اپنی آواز بلند سے بلند

کرتی گئی

ریلیکس۔۔۔میں کہہ رہاہوں ناں۔۔۔کوئی کہیں

نہیں گیا۔۔۔"وہ اب

بھی اتناپرسکون کیسے تھا یہ دیکھ کومل کا سر چکرا کر رہ گیا

وہ

اسکے سینے پر مکے برساتی رونے لگی تھی

میں نے کہاتھا۔۔۔وہ لوگ لے جائیں گے اسے

۔۔۔تم نے۔۔۔تم نے کچھ

نہیں کیا کیوں۔۔۔کیوں۔۔۔"وہ ہزیانی سی ہوتی

اس پر چیختی رو

پڑی تھی

کومل۔۔۔۔"

وہ لوگ اسے مار دیں گے۔۔۔مار دیں اسے۔۔۔۔تم

نے کچھ نہیں کیا۔۔۔تم

کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔۔یو سٹوپڈ۔۔۔۔یو آر نتھنگ

۔۔۔۔"وہ کیا بول رہی

تھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی لیکن اسکے الفاظ ترش

تھے

پامیر نے پاس پڑی شیشے کی بوتل اٹھا کر سیدھا دیوار

میں دے

ماری یہ دیکھ کومل جیسے اپنا سانس تک روک گئی اور

اسے دیکھنے

لگی

جب اسکے دیکھتے ہی دیکھتے پامیر نے وہی کانچ اپنے ہاتھ

پر دے

مارا اسکے اس عمل پر کومل چیختی ہوئی اپنے منہ پر ہاتھ

رکھتی

آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی

یہ۔۔۔یہ کیا کیا۔۔۔۔کیا کیا ہے یہ۔۔۔؟وہ حواس

باختہ سی اسکا ہاتھ

تھام کر دیکھنے لگی جہاں سے خون بہہ کر فرش پر ٹپک

رہا تھا

پامیر نے اسے کوئی جواب نہیں دیا اس نے اپنی پینٹ

کی جیب

سے موبائل نکالا اور کال کی

کسے کال کر رہے ہو۔۔۔۔ تم پاگل ہو گئے ہو

۔۔۔۔۔یہ کیا کیا تم نے۔۔۔۔؟وہ

نہیں سمجھ رہی تھی اسے اسکا دماغ گھوم رہا تھا پہلے

زرتشم اور

اب پامیر کی یہ حرکت

بھائی۔۔۔۔"زیحال کے کال اٹھاتے اسکی آواز میں

بے اختیار نمی امڈ

آئی

پامیر۔۔۔" وہ باپ تھا انکا انکی آواز کا ہر انداز لمحے کے

پہلے حصّے

میں پہچان جاتا تھا

کیا ہوا۔۔۔۔پامیر۔۔۔؟ اسے آگے کچھ نہ بولتے سن

کر وہ بے چین ہوا اٹھا

اسکی فلائٹ اسی وقت ملائشیا لینڈ ہوئی تھی اور یہ بات

پامیر

جانتا تھا

حملہ ہوا ہے مجھ پر۔۔۔"اسکی بات سنتے زیحال کا پیر

ایک دم سے

بریک پر گیا گاڑی روکتے اسکی آنکھوں میں سرد مہری

سی دوڑ

گئی پا میر کال کاٹ گیا تھا اس نے آگے کچھ کہنے کے

بجائے سیدھا

لوکیشن زیحال کو بھیج دی

اور کومل کی جانب دیکھتے ہوئے شیطانی مسکراہٹ

مسکرادیا

تم وہ نہیں جانتی۔۔۔جو میں جانتا ہوں۔۔۔اور اب
تم بھی جان جاؤ
گی۔۔۔''کومل ہک دک سی اسے دیکھ رہی تھی جس
کی مسکراہٹ
ہی بہت خطرناک تھی

کومل ہکا بکا سی اسے دیکھتی رہی جیسے اسکا مقصد سمجھنے

کی

کوشش کر رہی ہو وہ اتنا نارمل کیسے رہ سکتا تھا لیکن اسی

وقت

پامیر نے ایک قدم آگے آتے کومل کی پیشانی پر اپنے

لب رکھے وہ بے

اختیار آنکھیں موند گئی اس لمس میں سکون تھا بلکل ایسے جیسے

جلتی پر ٹھنڈک ڈال دی گئی ہو

وہ پیچھے ہو کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا کومل اب بھی سانس

روکے کھڑی تھی نگاہیں اسکی نگاہوں سے ملی تھیں

پر سکون رہو۔۔۔کچھ نہیں ہو گا اب۔۔۔"وہ

اطمیمان سے بولتا کومل کو

ایک بار پھر آگ سی لگا گیا دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں

میں

پھر سے غصّہ امڈ کر آنے لگا

وہ لوگ اس بار اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔۔۔"وہ

جیسے بے بس سی

تھی جب پا میر لاپرواہ سا نیچے جھکا اور فرش پر پڑا شیشے

کا

ٹکڑا اٹھا کر فون کی سکرین پر اپنا چہرہ دیکھنے لگا

وہ لوگ اس بار زندہ نہیں بچیں گے۔۔۔" یہ کہتے اس

نے اس نوک دار

ٹکڑے سے اپنے ماتھے پر ایک چھوٹا سا گہرا کٹ لگا لیا

یہ دیکھ

کومل کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں

یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔؟ تم پاگل ہو گئے ہو

۔۔؟ وہ ہزیانی سے

ہوتی اسکے ہاتھ سے وہ ٹکڑا چھین کر دور پھینکتی اسے

ایسے

دیکھنے لگی جیسے اسکے دماغی توازن کے بگڑ جانے کا

خدشہ ہوا

ہو

تم نے کہا میں کچھ نہیں کر سکتا رائیٹ۔۔۔؟ تو اب

تمہیں بتانا بھی

تو ہے میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔" کہتے اس نے ایک

زوردار مکا دیوار

پر دے مارا یہ دیکھ کومل سانس روکے منہ پر ہاتھ رکھ

گئی اور

ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی

تم۔۔۔تم پاگل ہوگئے ہو۔۔۔" وہ بلند آواز میں چلاتی

اسکی حرکتوں پر

دنگ تھی اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ خود

خود کو زخمی

کر رہا ہے پا میر نے پھر اسی ہاتھ کا مکا بناتے دیوار پر

دے مارا یہ

دیکھ کومل کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی

وہ اپنے ہاتھ کو زخمی کر رہا تھا اتنا کہ اسکے دودھیا ہاتھ پر

سرخ

خون جم جانے کا نشان صاف واضح ہونے لگا تھا کومل

نے تڑپ کر

اسکا ہاتھ تھام لیا

یہ۔۔۔یہ کیوں کر رہے ہو تم پاگل ہو گئے ہو

۔۔۔" وہ نہیں سمجھ پا رہی

تھی اسے اس وقت صرف اس کا پاگل پن نظر آ رہا تھا

پامیر نے اسے اسکی بازو سے پکڑتے ایک ہی جست

میں اپنے قریب

کرلیا اور اسکی آنکھیں میں دیکھنے لگا

تم اب تک مجھے ہی نہیں سمجھ نہیں۔۔۔۔ہم بھائیوں

کو کیا خاک

سمجھو گی۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے جیسے خود

پر کڑا ضبط

کر رہا تھا کومل کا دل جیسے رکنے لگا تھا اسکی آنکھوں میں

تیزی

سے عرق جمع ہونے لگا

وہ میرا بھائی ہے۔۔۔ میرا باپ ہے۔۔۔ میں تم سے

بہتر جانتا ہوں کہ کب

اسے کیسے کیا بتانا ہے۔۔۔"ہاں وہ جانتا تھا کومل کے

دل نے اس بات

پر فوراً سے یقین کیا اسے شرمندگی سی ہونے لگی تھی

اپنے

الفاظوں پر لیکن اسی وقت اسے یہ تباہی پھر سے دکھ

گئی پھر سے

اسے یاد آگیا کہ وہ لوگ زرتشم کو لے گئے ہیں

وہ لوگ۔۔۔وہ لوگ بہت خطرناک ہیں پامیر

۔۔۔"وہ اب بھی نہیں سمجھ

رہی تھی اسے

پامیر اسکی بات پر بے ساختہ مسکرا دیا اسکے موبائل پر

مسلسل

کالز آرہی تھیں اس نے موبائل اوپر کرتے کومل کی

نظروں کے سامنے

کیا جہاں اسے ایک نمبر دکھا جس پر لکھا تھا" بریتھ "

کومل نے

استفسار یہ نگاہوں سے پامیر کی جانب دیکھا

یہ ان سے زیادہ خطرناک ہیں۔۔۔" وہ اسکے سوال کو

نظر انداز کرتے

پراعتمادی سے بولا

وہ کالز زیحال کی تھیں پامیر جانتا تھا وہ اس تک نہ پہنچنے

تک

کتنا بے چین رہے گا وہی دوسری جانب سے اسے

یاقوت کی کالز بار

بار آرہی تھی یہ تھی ان بھائیوں کی محبت ایک کو کانٹا

چبھتا تھا

تو تکلیف چاروں کو محسوس ہوتی تھی

اسی وقت باہر ایک گاڑی آکر رکنے کی آواز سنائی دی

اسے سنتے

پامیر نے کومل کا ہاتھ پکڑ کر اسے دیوار کی اوٹ میں

کھڑا کر

دیا

یہاں سے نکلنا مت۔۔۔" درشتگی سے اسے منع

کرتے خود لاؤنج کے

بیچوں بیچ آ کر کھڑا ہو گیا کومل پھر بھی اس دیوار کی ا

وٹ میں

چھپ کر اسے دیکھنے لگی جب اسکی نظر باہر سے دیوانہ

وار بھاگتے

ہوئے اندر آتے زیحال پر پڑی اسی کے پیچھے یاقوت کی

گاڑی آ

کررکی تھی جوانکوایئرپورٹ پک کرنے گیا تھالیکن

زیحال کویہاں

آتے دیکھ وہ برلاس اور آئرہ کودوسری گاڑی میں بھیج

کرخود بھی

زیحال کے پیچھے آگیا تھا کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنے باپ

کواکیلا

چھوڑدے

پامیر۔۔۔"زیحال نے آتے اسکا بازو تھام کراپنی

ہتھیلی اسکے رخصار

پر جمالی اور بے چینی سے اسے دیکھنے لگا

تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ یہ چوٹ۔۔۔" وہ اسکے ماتھے اور

ہاتھ سے بہتے خون

کو دیکھ بوکھلا سا گیا تھا اسکے ہاتھ پر سرخ نشان تھے

جس سے

لگ رہا تھا اس نے اپنا بچاؤ کرنے کی کوشش کی تھی

بھائی۔۔۔" پامیر کے لہجے میں بے ساختہ نمی امڈ آئی

پامیر۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔ یہ کیسے لگی چوٹ

۔۔۔" یاقوت بھی اسے بچوں

کی طرح ٹٹول کر دیکھنے لگا

بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔۔بہت مارا ہے مجھے۔۔۔"وہ

جان بوجھ کر اپنی

آنکھوں میں نمی لے آیا

کومل دیوار کی اوٹ میں چھپ کر اسے دیکھ رہی تھی

لیکن اب بھی

وہ پامیر کو سمجھنے سے قاصر تھی وہ کرنا کیا چاہتا تھا

کون تھے وہ لوگ۔۔۔؟اسکی آنکھوں میں سرخی کی

لہر دوڑ گئی تھی

زیحال کا یہ روپ دیکھ کومل ایک دم سے ٹھٹھک گئی

"ڈریگن سکواڈ۔۔۔" پامیر کے نام بتاتے زیحال کی

مٹھیاں اور جبڑے

زور سے بھینچ گئے آنکھیں سرخ ہونے لگی تھیں

کس طرف گئے ہیں۔۔۔؟ وہ خود پر کڑا ضبط کرتے

استفسار یہ پوچھ

رہا تھا کومل کا دل رک سا گیا وہ جائے گا ان کے پیچھے؟

وہ بے

ساختہ سوچتی ہوئی اپنا سانس تک روک گئی

نارتھ سائیڈ۔۔۔" پامیر نے جواب دیا زیحال اسے

دیکھتا رہا اسکی نظر

پامیر کے ماتھے پر چمکتی بوند پر تھی اس نے دھیرے

سے پامیر

کے سر پر بوسہ دیا

تم رکو۔۔۔میں ابھی آیا۔۔۔" اسکے رخسار کو

تھپتھپاتے وہ باہر کی

جانب پلٹ گیا اسے ایسے جاتے دیکھ پامیر کے لب

دھیرے سے وا

ہوئے آنکھوں میں شیطانی چمک اتر آئی

تم خیال رکھنا اپنا۔۔۔اور جا کر بینڈج کروا کر ریسٹ

کرنا او کے۔۔۔"

یاقوت نے اسے خود سے لگا کر پیار کیا بلکل ایک

چھوٹے بچے کی

طرح اور خود سے الگ کرتے اسکے سر پر بوسہ دیا اور

خود بھی

باہر نکل گیا ان دونوں کے جاتے پامیر کی مسکراہٹ

مزید گہری ہو

گئی انکے جاتے کومل جھٹ سے باہر نکل آئی اور پامیر

کو دیکھنے

لگی

یہ۔۔۔یہ کیا کیا ہے تم نے۔۔۔؟ وہ ہک دک سی اس

سے پوچھ رہی تھی

جب پامیر نے وہی شیطانی مسکراہٹ اسکی جانب

اچھالی

تم نے کہا تھا میں بھائی کو صرف بتادوں۔۔۔لیکن میں

نے ان پر

سیدھا چنگاری پھینک دی۔۔۔اب تم دیکھو گی

۔۔۔ان کی تباہی۔۔۔"وہ

مزے سے اپنے ہاتھ کو جھٹکتا اس چوٹ کو ایسے دیکھنے

لگا جیسے

وہ کچھ بھی نہیں

تم اس خون کو دیکھو۔۔۔جسے دیکھ کر وہ انکا یہ حال

کریں گے کہ

دنیا دیکھے گی۔۔۔تو سوچو جب۔۔۔اس خون سے انکا

کوئی رشتہ

نہیں تو جس خون کو انہوں نے بہایا وہ خود میرے

باپ کی رگوں

میں دوڑ رہا ہے۔۔۔وہ انکا کیا حال کریں گے۔۔۔؟وہ

پوچھ کم بتا

زیادہ رہا تھا کومل آنکھیں چھوٹی کئے حیرت سے اسے

دیکھنے لگی

جب اسے لمحہ لگا تھا یہ سمجھنے میں کہ اس نے کیا گیم

کھیلی

ہے

پامیر کی شیطانی مسکراہٹ پر کومل کی رنگت اڑ گئی دل

رک سا

گیا وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی جس نے ایک تیر

سے دو

شکار کر لئے تھے پہلے تو شاید زیحال صدمے میں انکو

بخش دیتا

لیکن اب پہلے انکی تباہی اٹھائے گا بعد میں زرتشم کے

سامنے آئے

گا پامیر کی کھیلی گئی گیم پر کومل دنگ رہ گئی تھی

چلو۔۔۔ تمہیں لائیو تھرل مووی دکھاؤں

۔۔۔''کہہ کر وہ باہر کی جانب

بڑھ گیا کومل کو لگا وہ قدم نہیں اٹھا سکتی اب کیا ہونے

والا تھا

سوچ کر ہی اسے جھرجھری سی آ رہی تھی

پامیر نے گاڑی کا ہارن دیتے اسے جیسے ہوش دلایا

کومل فورا اسے

فارم ہاؤس سے نکلتی اسکے ساتھ جا کر گاڑی میں بیٹھ

گئی

پا میرا اسکے بیٹھتے گاڑی زن سے اڑا لے گیا

____

اس نے گئیر لگاتے سپیڈ مزید تیز کرلی اسکی گاڑی آج

دوڑ نہیں رہی

تھ اڑ رہی تھی وہ برق رفتاری سے درمیان میں آن

لائن والی گاڑیوں

کو اوورٹیک کرتا گیا اسکے پیچھے ہی یاقوت کی گاڑی تھی

دونوں

آگے پیچھے نارتھ سائیڈ جارہے تھے

پاشا کی آنکھوں کے سامنے وہ ننھی سی بوند تھی جو پامیر

کے سر

سے بہنے کو بے تاب تھی وہ زخمی ہاتھ تھا جس سے بہتا

خون اسکے

سر پر سوار ہو گیا تھا اسکا بس چلتا تو آج سپیڈو میٹر توڑ

دیتا

اسکی گاڑی فل سپیڈ میں تھی اتنی کہ ٹائروں سے

باقائدہ چنگاریاں

نکل رہی تھیں اگر کبھی دوڑتے گھوڑے کی ٹاپ

دیکھی ہو آج یہ

وہ منظر بن چکا تھا

یاقوت کو غصّہ آیا تھا لیکن اسے زیحال کی بھی فکر تھی

وہ پامیر

کیلئے جا رہا تھا اور یاقوت اسکے لئے

انکے پیچھے ہی پامیر کی گاڑی اسی برق رفتاری سے دوڑ

رہی تھی

کومل نے پریشان کن نظروں سے اسے دیکھا وہ ان

بھائیوں کا جنون

کبھی نہیں سمجھ سکتی تھی اسے صرف آنے والی تباہی

سے ڈر لگ

رہا تھا

پلیز۔۔۔۔سپیڈ کم کرو۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔"اسے خوف

آرہا تھا باہر کی ہر چیز

لمحے میں غائب ہو رہی تھی اتنی کہ کومل کا سر چکرا کر

رہ

گیا

میں اپنے بھائیوں کو اکیلے نہیں جانے دے سکتا

۔۔۔"وہ سنجیدگی

سے کہتے سپیڈ اور مزید تیز کر گیا کومل نے خوف زدہ

ہوتے اسکا

ہاتھ تھام لیا

پلیز۔۔۔سپیڈ کم کرو۔۔۔کیا کر رہے ہو تم

۔۔۔"وہ بوکھلا سی گئی تھی

لیکن پامیر نے اسکی بات پر کان دھرے بغیر سپیڈ تیز رکھی

وہ تینوں گاڑیاں ایک ہی رو میں دوڑ رہی تھیں

پامیر نے اپنا موبائل اٹھا کر کسی کو کال کی کومل ہکا بکا سی اسے

ہی دیکھ رہی تھی

کہاں رکے گے وہ لوگ۔۔۔؟ وہ مقابل سے مخاطب تھا

مقابل اسے جیسے ایک جگہ کا بتایا پامیر نے فورا اسے کال

بند کی اور

پاشا کے نمبر پر کال گھمادی

بولو۔۔۔"کال اٹھاتے ساتھ اسکی گھمبیر آواز گونجی

وہ لوگ ٹرپل روٹ پر رکیں گے۔۔۔وہاں سے وہ

لوگ سیدھا اپنے اڈے

پر جائیں گے۔۔۔"اس نے ملنے والی اطلاع اسی طرح

پاشا تک پہنچا

دی جسے سن کر اسکی گرفت سٹیر نگ پر مزید مضبوط ہو گئی

وہ گئیر لگاتا پھر سے ایک ٹرن لے گیا اسکی گاڑی ایک نئی سمت میں

دوڑنے لگی تھی یاقوت بھی اسکے پیچھے پیچھے ٹرن لے گیا

تم کیا کر رہے ہو۔۔۔وہ لوگ بہت خطرناک ہیں ۔۔۔اکیلے جانا سیف نہیں

ہو گا۔۔۔ سمجھو میری بات کو۔۔۔" کومل کو ان سب

کی فکر کھائے

جا رہی تھی پاپا میرنے کوئی جواب نہیں دیا

وہ شخص کسی روبوٹک انداز میں ڈرائیو کرتا اپنی پچھلی

نشست

پر موجود زرتشم کو حوس بھری نگاہوں سے دیکھتے اپنے

نچلے لب

کو دانتوں تلے دبا گیا بلاشبہ وہ لڑکی بہت خوبصورت

تھی

اور اسے

اپنے بے پناہ حسن سے بہکا رہی تھی جبکہ وہ اپنے درد

میں چور

بری طرح سے نڈھال تھی اسے آج لگ رہا تھا کہ اسکا

آخری وقت آ

گیا درد کی انتہا تھی بے حس لوگوں نے ایک بار بھی

اس معصوم

کی حالت کا نہیں سوچا جو ایک بے کار سامان کی طرح

اس گاڑی

میں پڑی تھی جسے نجانے کہاں لے کر جایا جا رہا تھا

اسی وقت اسکے موبائل پر ایک کال آئی جسے وہ ایئر

پوڈز کی مدد

سے پک کر گیا

اس جگہ رک کر اسکا کام تمام کر دینا۔۔۔یہاں لانے

کی ضرورت

نہیں۔۔۔"وہ وہاج خان آفندی کی آواز تھی کسی

بھی احساس سے

عاری اسکے انداز میں سفاکیت بھری پڑی تھی

اس شخص نے ایک نظر بیک ویو مرر سے زرتشم کو

دیکھا وہ صرف

اردو سمجھتا تھا بول نہیں سکتا تھا

اوکے۔۔۔" سادہ سا جواب دیتے وہ کال بند کر گیا اور

ڈیش بورڈ

کھولتے اپنی ریوالور نکالنے لگا اسکی گاڑی کے ارد گرد

مزید چار

گاڑیاں دوڑ رہی تھیں ہر ایک میں اسکے گارڈز تھے

جن میں سے کچھ

واپس نہیں آسکے تھے کیونکہ وہ ڈاکٹر برہان کا نشانہ بن

چکے تھے
لیکن انکے لئے زندگی کی کوئی وقعت نہیں تھی یہ

لوگ پیسوں کے

لئے کام کرتے تھے اور موت۔۔۔؟ وہ تو صرف

لوگوں کو دینا جانتے تھے
انکو کبھی موت آسکتی ہے یہ شاید کبھی سوچا نہیں

کاش آج سوچ لیتے جب انکے پیچھے انکی دردناک

موت آرہی تھی

آنکھوں میں وحشت لئے ایک جلتی چنگاری بن کر

میگزین فل کرتے اس نے وہ ریوالور گود میں رکھ لی

اور ایک جگہ

کا رخ کر لیا

وہ بہت قریب تھا انکے پاشا کے سامنے ڈیش بورڈ پر

سڑک پر دوڑتی

گاڑیوں میں سے ان کی گاڑیوں پر سرخ مارک آنے لگا

تھا وہ انکو

دیکھ گیئر تبدیل کرتا اپنی ریوالور نکالتے برق رفتاری

سے ٹرن لے گیا

اسکی گاڑی ان کے ساتھ والی سڑک پر دوڑ رہی تھی وہ

عین انکے

قریب پہنچنے والا تھا

سپیڈ مزید بڑھ رہی تھی جب وہ پیچھے والی گاڑی کے

مقابل آتے

اپنی گلاس ونڈو نیچے کرتا قہر بار نگاہوں سے اسے دیکھتا

اس گاڑی

کے ٹائر کو نشانہ بنا گیا

اسکی ایک نظر آگے کے رستے پر تھی اور ایک نظر

اس گاڑی کے

ٹائر پر جب دیکھتے ہی دیکھتے اسکے ایک فائر پر وہ گاڑی

جتنی

سپیڈ میں جا رہی تھی اتنی ہی سپیڈ میں اڑتی ہوئی دور جا

گری

تھی

یاقوت کی نظریں اس گاڑی پر ہی تھیں وہ سمجھ گیا تھا

تب ہی

گئیر لگاتے اپنا ریوالور بھی نکال گیا اور دوسری سڑک

پر آتے اپنی

گاڑی انکے مقابل کرنے لگا

کومل اس اڑتی ہوئی گاڑی کو دیکھ اپنا سانس تک روک

گئی جبکہ

پامیر گہرا مسکرا دیا تھا تباہی شروع ہو گئی تھی

وہ دوسری گاڑی کے مقابل جا رہا تھا اپنی ایک گاڑی تباہ

ہوتے دیکھ

وہ لوگ چوکس ہوتے اپنے اپنے ویپنز نکال گئے

pasha is behind us boss۔

(پاشا ہمارے پیچھے ہے بوس۔۔۔)" ان میں ایک

اپنے مائیک پر چیخ پڑا

پاشا کو وہ لوگ دیکھ چکے تھے اور اسکا دیا گیا ٹریلر بھی

واٹ۔۔۔؟ وہ شخص پاشا کا نام سنتے سانس تک روک

گیا پاشا کا یہاں

کیا کام تھا؟ وہ نہیں سمجھ پایا

Are you're mad what ۔

you're saying

(کیا۔۔۔؟ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔؟ پاگل ہو گئے ہو

؟)

وہ حلق کے بل دھاڑا کیونکہ پاشا کے نام کا مطلب ہی

موت تھا

He is targeting boss۔

(وہ ٹارگٹ کر رہا ہے بوس)۔۔۔"وہ لوگ

بوکھلاہٹ کا شکار ہو رہے

تھے جب ایک اور گاڑی اس کے نشانے پر آگئی تھی

کومل حیران پر حیران ہو رہی تھی

"وہ لوگ بہت خطرناک ہیں پامیر۔۔۔"کومل کو

اپنے ہی الفاظ یاد آنے

لگے وہ خطرناک تھے؟ یا انکے پیچھے جانے والا بیسٹ

اسے بے

اختیار پاشا سے خوف محسوس ہونے لگا جو اپنے ایک

ایک نشانے پر

انکے چار چار بندے لے رہا تھا

اسکا دل مزید بے چین ہوا اٹھا تھا آگے کا سوچ کر ہی وہ

یہ سب

پامیر کو تکلیف پہنچانے پر کر رہا تھا جب اسے زر تشم

ملے گی تب

کیا ہوتا

انکی تین گاڑیاں رہ گئی تھیں جب پامیر کے موبائل

سپیکر پر پاشا

کی سرد آواز ابھری

وہ کس گاڑی میں ہے۔۔۔؟ وہ لہجے میں وحشت لئے

پوچھ رہا تھا

وائٹ سپرا۔۔۔" پامیر کے بتاتے پاشا نے اپنے ڈیش

بورڈ کی سکرین پر

اس وائٹ سپرا کو مارک کرتے گئیر بدل لیا

یاقوت۔۔۔"اسکی آواز یاقوت کے ڈیش بورڈ سپیکر

پر گونجی انکی

گاڑیاں آپس میں کنیکٹ تھیں

حاضر۔۔۔"ایک لفظی جواب ہمیشہ کی طرح اسے

باتوں کو گہرائی

میں کرنے کی ضرورت نہیں پڑی تھا پاشا کا صرف پکار

لیناہی کافی

تھا یاقوت مرزا کے لئے

وہ گیئر لگاتا سپیڈ اوور کرتے اپنی گاڑی ان گاڑیوں سے

آگے لے جانے

پر اپنی پوری طاقت لگا گیا وہ دونوں موت بن کر انکے

پیچھے تھے

یاقوت اپنی گاڑی ان سے آگے نکالتے اپنی دونوں

ونڈوز اوپن کرتے

دونوں ہاتھوں میں ایک ایک ریوالور تھام گیا اسکے

سامنے کا راستہ

صاف تھا دور کہیں بہت فاصلے پر ایک گاڑی آرہی تھی

جس میں

شاید ایک فیملی تھی

یاقوت کی گاڑی کی گلاس ونڈو نیچے ہوتے دیکھ ان کی

گاڑیوں سے

چار بندے فورا سے چھلانگ لگا گئے جب یاقوت نے

دونوں کو ایک

ساتھ نشانے پر لیتے لمحے میں ہوا میں بلند کر دیا وہ

گاڑیاں اڑتی

ہوئی دور جا گری تھیں انکو دیکھ کومل کے منہ سے بے

ساختہ چیخ

نکل گئی وہ آنکھیں پھاڑے ونڈو سے نکل کر ان

گاڑیوں کو دیکھنے

لگی

لوگوں میں افراتفری سی پھیل گئی تھی یاقوت نے

ریوالور اپنی

گود میں پھینکتے سٹیرنگ مضبوطی سے تھام لیا وہ گاڑی

اسکے بہت

قریب آگئی تھی اتنی کہ ٹکرانے میں ذرا دیر نہ لگتی

لیکن وہ موقع

پر ہی موڑ لیتے راستے سے ہٹ گیا

دونوں طوفان بنے آگے بڑھ رہے تھے پاشا کی گاڑی

اس گاڑی کا ہی

پیچھا کر رہی تھی وہ جان بوجھ کر اسے پبلک پلیس سے

دور لے

جا رہا تھا وہ ایسے ٹرن لے رہا تھا کہ وہ ڈریگن سکواڈ لیڈر

اپنی

گاڑی موڑ لینے پر مجبور ہو رہا تھا

وہ آنکھوں میں دہشت لئے اسکے پیچھے تھا ایک ساتھ

ان کی گاڑی

ایک صاف میدان میں داخل ہو گئی تھی جہاں داخل

ہوتے پاشا نے

سپیڈ بڑھاتے سٹیرنگ پورا گھماتے گاڑی اسکے گرد

گھما دی

وہ شخص بروقت اپنی گاڑی کو بریک لگانے پر مجبور ہو

گیا تھا

جب اسکے گرد دو گاڑیاں آسمان میں گھومنے والے باز

کی طرح

گھومنے لگی تھیں

پامیر نے اپنی گاڑی فاصلے پر ہی روک لی اور اسے دیکھنے

لگا کومل

آنکھیں پھاڑ کر سامنے کا منظر دیکھنے لگی پامیر گاڑی سے

اتر کر

سامنے آگیا لیکن کومل نہیں اتر سکی وہ تو شاید سانس

بھی نہیں

لے رہی تھی

کیا تھے یہ بھائی؟ وہ سوچ ہی سکی تھی صرف

پاشا نے اپنی گاڑی عین اس وائٹ سپرا کے آگے

کھڑی کی اور گاڑی

سے باہر نکل کر اسے سرد وحشی نگاہوں سے دیکھنے لگا

اسے دیکھ

وہ شخص بھی ایک ہی جست میں گاڑی سے باہر نکل

آیا

پاشا۔۔" وہ غصّے سے دھاڑتے اسکی جانب لپکا ہی

تھا جب ایک زور

دار لات اسکے سینے پر لگی وہ لڑکھڑا کر چار قدم پیچھے چلا

گیا

تھا اسکے دو بندوں نے اتر کر ایک ساتھ ہی پاشا پر حملہ

کر دیا

یاقوت اور پامیر کھڑے صرف دیکھ رہے تھے کیونکہ

انکو دیکھنا

ہی تھا

پاشا نے ان دونوں کو گردن سے پکڑ کر سیدھا اپنے

گاڑی میں دے مارا

جس کے شیشے ٹوٹ کر ان دونوں کا کام موقع پر ہی

تمام کر گئے

اسکا یہ روپ دیکھ کومل پلکیں یک نہیں جھپکا رہی تھی

وہ شخص خود کو سمبھالتا ایک بار پھر پاشا کی جانب لپکا

اس

نے اس کا اپنی جانب آتا ہاتھ پکڑ کر گھماتے اپنے ہاتھ کا

مکا بناتے

سیدھا اسکی پسلیوں میں دے مارا جس سے خون کی

پھوار اس

شخص کے منہ سے نکلتے سیدھا پاشا کے کپڑوں پر گئی

تھی

میرے بھائی کو ہاتھ لگانے کی جرات کیسے کی

۔۔۔؟ وہ اسکے منہ پر

دھاڑتے اسکا ہاتھ سیدھا کرتے اپنی کہنی مار کر اسکی چیخ

بلند

کروا گیا

اسکے چار بندے پیچھے سے حملہ آور ہوئے تھے جن کو

پاشا تک

پہنچنے سے پہلے یاقوت نے گھیرے میں لے لیا تھا

پاشا کو ایک نے پیچھے سے آ کر اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا

اس سے

پہلے وہ شخص پاشا پر فائر کرتا اس نے اپنا سارا زور پیچھے

والے

پر دیتے سامنے والے کو سیدھا گاڑی کے بونٹ میں

دے مارا

زر تشم بے حال بے سدھ سی بیٹھی درد سے کراہ رہی

تھی جب اس

کی نظر سامنے گلاس مرر کے باہر سے نظر آنے والے

چہرے پر پڑی

اسے دیکھتے ہی جیسے وہ سانس لینا بھول گئ آنکھیں بے

اختیار

پھیل تی چلی گئیں

ایک کرنٹ سا پورے بدن میں دوڑ گیا وہ۔۔۔؟ وہ

چہرہ وہی تھا جو

اسے موبائل کی سکرین پر نظر آیا تھاہاں وہ وہی تھاوہ

تڑپتی درد

میں مبتلااس چہرے کو دیکھنے کیلئے بے چین ہونے لگی

تھی

وہ سامنے تھااسکے عین سامنے اور اب کونسادرد؟ کونسی

تکلیف وہ

ہر درد بھول کراٹھنے کی کوشش کرنے لگی اسکاوجود

ڈھیرے

دھیرے جنبش کرنے لگا تھا ہلنے کے باعث درد کی

شدید لہر اسکے

بدن میں دوڑتی چلی گئی لیکن وہ اسے نظر انداز کئے

اٹھنے کی

پوری کوشش کرتی اپنی ساری طاقت لگا گئ

میرے بھائی کو تکلیف کیسے پہنچائی بول۔۔۔" وہ اسے

گاڑی کے

بونٹ پر گرائے اسکے منہ پر مارتا چلا جا رہا تھا اسکے سر پر

جیسے

خون سوار تھا اسکے بھائی جان تھے اسکی کیسے ممکن تھا

کہ وہ

ان پر ایک آنچ بھی برداشت کرلے

پامیر مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا کومل بھی گاڑی

سے باہر

نکل آئی اور ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھنے لگی

نہیں آج

اسے زیحال خان آفندی کی جگہ اسکا جنون نظر آیا تھا

پاشالسن۔۔۔۔ل۔۔۔"وہ شخص خود کو چھڑوانے کی

پوری کوشش

کرتااسکے سامنے ہاتھ جوڑنے لگاتھاساری طاقت اب

زیر تھی سارا

غروراب خاک تھا

پاشانے اسے سنے بغیر کالر سے دبوچ کراٹھاتے اپنی

ریوالور نکال

کرسیدھااسکی گردن پررکھ کرآنکھیں اسکی آنکھوں

میں گاڑھ

لی

توسن مجھے۔۔۔۔توسن۔۔۔"وہ ایک ایک لفظ چباتے

ہوئے غرلایا

وہ میرا بھائی ہے۔۔۔۔میرا۔۔۔۔"وہ اسے بتا رہا تھا

اسکے ہونٹ ہل رہے

تھے اسکا وجود ہل رہا تھا اس تصویر میں وہ ساکت تھا

اب وہ

حرکت کر رہا تھا زرتشم اسے دیکھتی بولنے کی کوشش

کرنے لگی

اسکے لب پھڑ پھڑانے لگے تھے وہ اسکا نام لینے کی

کوشش کر رہی

تھی جب بدن کی پوری طاقت لگاتے وہ بالا آخر چیخ

پڑی تھی

زی۔۔۔حال۔۔۔۔"اسکی آواز پر پاشا بے اختیار

رک گیا آنکھیں اس ایک

شخص پر پتھرا گئی یاقوت کی نظر اسی پر تھیں

زیحال نے نگاہیں اوپر اٹھا کر یہاں وہاں دیکھا جب

اسکی نظر

سامنے گلاس مرر سے نظر آنے والے بے رونق

چہرے پر پڑی وہ سانس

لینا بھول گیا ہوائیں پوری طاقت لگا کر اسکے کانوں کے

پردے پھاڑنے

لگی تھیں گاڑی کا ایک دروازہ کھلا تھا جس سے روشنی

اندر

داخل ہوتی زرتشم کے چہرے پر پڑ رہی تھی

زیجال کی رنگت فق پڑ گئ تھی وہ سانس نہیں لے رہا

تھا اسکے اسی

رکنے کا فائدہ اٹھاتے اس شخص نے جھپٹ کر ریوالور

اسکے ہاتھ

سے چھین لی

اوئے۔۔۔۔"یہ دیکھ یاقوت دیوانہ وار اسکی جانب

دوڑا تھا وہاں سے

پامیرا اسکی جانب بھاگا تھا لیکن اس سے پہلے وہ اس تک

پہنچتے

ایک فائر کی آواز فضا میں گونجتی چلی گئی گولی نکل کر

سیدھا

پاشا کے بازو میں لگی تھی جس پر وہ بے ساختہ پیچھے اپنی

گاڑی

کے بونٹ سے جا ٹکرایا

وہ شخص اگلا فائر کرتا اس سے پہلے یاقوت اور پامیر نے

اسے اپنے

گھیرے میں دبوچ لیا تھا

کومل بھی بھاگتی ہوئی زیحال کے پاس آئی جو پتھر بنا

کھڑا اس

گاڑی کے اندر سے نظر آنے والا چہرہ دیکھ رہا تھا

کومل نے روتے ہوئے اسکی حالت دیکھی وہ ایسے تھا

جیسے کوئی

مردہ سفید رنگت بے جان وجود وہ حیران تھا وہ ساکت

تھا وہ

بے یقین تھا

کومل اس گاڑی کے قریب گئی اور جا کر زر تشم کی

جانب کا دروازہ

کھول کر اسکا ہاتھ تھاما وہ کومل کو نہیں دیکھ رہی تھی وہ

اپنے

زی کو دیکھ رہی تھی وہ اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی

زیحال۔۔۔تمہارا زیحال۔۔۔زر تشم۔۔۔"یہ بتاتے

ہوئے اسکا دل پھٹ رہا

تھا

باہر آؤ۔۔۔آج تو ہمت کرو۔۔۔"وہ اسے اکسا رہی

تھی یہ الفاظ کتنی

طاقت رکھتے تھے یہ صرف وہی جانتی تھی وہ دیکھ بھی

رہی تھی

وہ حرکت میں آرہی تھی کومل کے ذرا سے کھینچنے پر وہ

گاڑی

سے باہر آ گری تھی

زرتشم۔۔۔"کومل نے تڑپ کر اسے تھاما

یاقوت استفساریہ نگاہوں سے اسے دیکھے گیا جب

دیکھتے ہی

دیکھتے زرتشم کا چہرہ اسکی پہچان میں آگیا اسکا سانس

تک رک

گیا اسکی حالت زیحال سے جدا نہ تھی جس پر آج

ساتوں آسمان

ایک ساتھ آن گرے تھے

زیحال۔۔۔زیحال۔۔۔اسے دیکھو آکر۔۔۔اسے

چوٹ آئی ہے۔۔۔"کومل اسکے

کھلے سٹچز سے بہتے خون کو دیکھ چیخ پڑی تھی زیحال کو

لگا

آج ہر قدم بھاری ہے وہ چل نہیں سکتا وہ پھر بھی اپنے

وجود کو

گھسیٹتے ہوئے اس تک لایا چوٹ اسے بھی آئی تھی

لیکن محسوس ہی

نہیں ہو رہی تھی

وہ زرتشم کو دیکھ ایسے ڈر رہا تھا جیسے ایک بچہ خوف زدہ

ہو

وہ اسکی بہن تھی؟ وہ اسکی گل تھی؟ نہیں اسکا دل بند

ہو رہا تھا

وہ دھیرے سے اسکے پاس بیٹھتے اسکے وجود کو دیکھنے لگا

وہ

سانس لے رہی تھی؟ مطلب وہ زندہ تھی؟ دو موتی
ٹوٹ کر اسکی
جھیل سی آنکھوں سے رخسار پر بہہ گئے
کومل پیچھے ہٹ گئی جب اسکی ٹیک ہٹتے زرتشم گرنے
لگی تھی کہ
زیحال نے بے ساختہ اسے اپنے مضبوط ہاتھوں میں
تھام لیا
اسکی زبان تو جیسے گنگ رہ گئی تھی وہ کیا بولتا؟ وہ تھا اس
قابل؟ وہ رہا تھا اس قابل؟ اسکا تو وجود کانپنے لگا تھا

گ۔۔۔گل۔۔۔"اسکے ہونٹ بے ساختہ

پھڑ پھڑائے آنکھوں سے گرم سیال

بہتا چلا جارہا تھا

گل۔۔۔یہ۔۔۔یہ میری۔۔۔میری گل ہے

۔۔۔؟اسکی زبان بے ساختہ لڑکھڑائی

اسے ایسے دیکھ کومل نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا یہ

قیامت آنی تھی

وہ جانتی تھی

گل۔۔۔گل میری گل۔۔۔؟وہ بے یقین تھا

زز۔۔۔زی۔۔۔زیحال۔۔۔۔۔"وہ ہمت کرتی بنا

اٹکے اسکا نام لیتی اپنا ہاتھ

اٹھانے کی کوشش کرنے لگی آج ایک بھائی کی محبت

اسے حرکت

میں لا کر رہی تھی وہ ہاتھ اٹھانے میں کامیاب ہو رہی

تھی اس نے

ہاتھ اٹھا بھی لیا تھا

کیسا لگے جب آپ کا کوئی برسوں سے مرا ہوا یوں

ایسے اچانک

سامنے آجائے؟ سانس رکے گی؟ دل بند ہو گا؟ لیکن

وہ تو مر گیا تھا

زیحال خان آفندی آج مر گیا تھا

وہ چاہ کر بھی سانس نہیں لے پا رہا تھا وہ اس چہرے کو دیکھے

گیا جسے آخری بار سولہ سال کی عمر میں دیکھا تھا بھرے مجمعے

میں جس کی آواز اپنے حق میں سنی تھی جب سارے اسکے خلاف

تھے جب سب اسے قصوروار ٹھہرا رہے تھے جبکہ وہ ایک چھوٹا

بچہ تھا جسے ان سب کا کچھ پتہ بھی نہیں تھا جسے یہ نہیں

پتہ

تھا کہ عزت کیا ہوتی ہے اسکے ساتھ کھیلا کیسے جاتا ہے

وہ اچھے

کھاتے پیتے گھر سے تھا جسامت میں وقت سے پہلے وہ

جوان لگنے

لگا تھا تو اس پر الزام بھی جوانی والا لگا دیا تھا؟ ایک بار

نہیں

سوچا کہ اسکول جانے والا بچہ کیسے کسی لڑکی کی عزت
کے ساتھ
کھیل سکتا ہے لیکن اس پر الزام لگانے والے تو پٹھان
تھے ناں
جنکو اپنی عزت عزیز تھی جن کو اپنی عورت عزیز تھی
اور مرد؟
کیا مرد پر الزام لگانا اتنا آسان تھا؟ ایک عورت اٹھے
اور کہے اس

نے اسکی عزت پر ہاتھ ڈالا تو کیا سب مان لیں گے ؟

ایک الزام اگر

عورت کی زندگی برباد کرتا ہے تو مرد کا کیا؟ اسکی

زندگی کیا

نہیں بدلتی جو کہیں نہیں تو انہوں نے کبھی اصل مرد

نہیں دیکھے

انہوں نے زیحال خان آفندی کو نہیں دیکھا

نہیں بابا۔۔۔امارازی ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔"زیحال

کے کانوں میں اس

کی باریک آواز گونجی وہ بہن تھی ناں بھائی کیلیئے تڑپ رہی تھی

لیکن کسی نے اسکی بات نہیں سنی

بابا امار ازی ہے وہ۔۔۔ بابا وہ کدر جائے گا۔۔۔ام پال لے گا اسکو۔۔۔ اسکے

بھائیوں کو۔۔۔ ام سے اسکو دور مت کرو بابا۔۔۔" وہ رو رہی تھی

ہاتھ جوڑ رہی تھی جب نوشیر وال اسے راستے سے

ہٹاتے اسکے منہ

پر دھاڑے تھے

نکل جاؤ ادر سے۔۔۔ تمارے لئے ادر کوئی جگہ نہیں

۔۔۔" وہ سفاکیت کی

ہر حد پار کر گئے تھے کیا وہ باپ تھے ؟

"زیحال خان آفندی ولد نوشیر وال خان آفندی آپ

بیلا کو اپنے نکاح

میں قبول کرتے ہیں۔۔۔" مولوی صاحب اس سے

پوچھ رہے تھے جب

کہ وہ بت بنا بیٹھا تھا اسکی بہن رو رہی تھی سب کو

روک رہی تھی

اسکے سامنے اسکا چھوٹا بھائی تھا جس کے وجود پر

اسکول

یونیفارم تھا اور آنکھوں میں آنسوں

قبول ہے بولو۔۔۔"نوشیر وال صاحب نے سختی

سے اس پر حکم

صادر کیا اسکی بہن تب بھی چپ نہیں رہی تھی

ام ایسا نہیں ہونے دے گا بابا۔۔۔وہ ابھی چھوٹا ہے

۔۔۔آپ اس پر ظلم

کر رہے ہیں۔۔۔"وہ کیا کرتی وہ کیسے انکو روکتی

نوشیر وال صاحب

اسے غصّے سے دیکھتے بازو سے پکڑ کر ہال سے گھسیٹتے

ہوئے

لے جا کر ایک کمرے میں بند کر گئے وہ اندر سے

دروازہ پیٹتی چلا

رہی تھی

نہیں بابا۔۔۔آپ غلط کر رہے ہو۔۔۔امارا بھائی
کے ساتھ ظلم مت کرو

بابا۔۔وہ بچہ ہے۔۔۔اس نے کچھ نہیں کیا

۔۔بابا۔۔ام کو سن لو

بابا۔۔ام ہاتھ جوڑتا ہے۔۔" وہ روتی ہوئی چیخ رہی
تھی لیکن کسی

نے اسکی چیخ نہ سنی

آج وہی چیخیں زیحال کے کانوں میں گونج رہی تھی

آنکھوں سے

گرم سے اتنی خاموشی سے بہنے لگا کہ زیحال کو بھی

پتہ نہ چلا وہ

توشل ساکت سا گل کو دیکھتا رہا

کومل اسکی حالت دیکھ خود پر ضبط کرتی پامیر کے

قریب ہو گئی

جو خود ساکت تھا یا قوت دھیرے سے قدم اٹھاتے

ہوئے انکے قریب

گیا اور جا کر زیحال کے ساتھ بیٹھ کر زر تشم کو دیکھنے لگا

زیحال نے دھیرے سے یاقوت کی جانب گردن موڑ

کر اسے دیکھا

سانس اب بھی بند تھی

یہ۔۔۔یہ گ۔۔۔گل ہے۔۔۔؟ وہ اٹک اٹک کر

بمشکل ہی پوچھ پایا یاقوت

نے پھر سے زرتشم کے چہرے کو دیکھا اور پھر زیحال

کو

وہ دھیرے سے سر اثبات میں ہلانے لگا اسکا مثبت

جواب زیحال کو

یکدم سے بے جان کر گیا وہ کندھے ڈھیلے چھوڑے

بے حال بے جان

سے یاقوت کو دیکھنے لگا

وو۔۔۔وہ۔۔۔"وہ بول نہیں پا رہا تھا اسے اس طرح

ٹوٹ کر بکھرتے

دیکھ کومل کا دل مٹھی میں آگیا تھا زیحال کے ہونٹ

باقائدہ

پھڑ پھڑا رہے تھے

وہ تو۔۔۔وہ مم۔۔۔مر گئی۔۔۔ تھی۔۔۔ناں۔۔۔یہ

۔۔۔؟ کیا اس سے زیادہ اس

وقت دنیا میں کوئی ترس کھائے جانے کے قابل تھا؟

وہ زیحال تھا؟

مضبوط چٹان گہرا سمندر؟ تھا وہ آج کچھ؟ سوائے ایک

ریت کے

ڈھیر کے

گل۔۔۔زندہ ہے۔۔۔بھائی۔۔۔"یاقوت سے خود

اس وقت الفاظ ادا کر

پانا نہایت مشکل ہو رہا تھا

ک۔۔۔کیسے۔۔۔؟ یہاں زیحال کے سوال پر

یاقوت کا اپنا دل پھٹنے کے

قریب ہوا تھا وہ نہیں دیکھ سکتا تھا اپنے باپ کو ایسے

آپ۔۔۔آپ رو لیں بھائی۔۔۔"وہ کتنی مشکل

سے یہ بول پایا تھا اسے

لگا اگر وہ نہ رویا تو اسے کچھ ہو جائے گا وہ مر جائے گا

گل۔۔۔گل ک۔۔۔کیسے زندہ۔۔۔ہے یاقوت

۔۔۔؟ آج اسے کوئی جواب دے

دے ورنہ وہ پاگل ہو جائے گا وہ سچ میں اپنے حواس کھو

رہا تھا

اسے کچھ ہو جائے گا

یاقوت روتے ہوئے اسکے کندھے پر سر ٹکا گیا پامیر

انکے پاس نہیں

آ سکا اسکی گرفت میں وہ شخص اب بھی تھا جس کے

نصیب

میں آسان موت نہیں لکھی تھی

تم۔۔۔تم رو۔۔۔کیوں۔۔۔رہے ہو۔۔۔مم

۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔یہ۔۔۔یہ گل۔۔۔کیسے

کیسے ہو۔۔۔سکتی ہے۔۔۔؟ بنا روئے بھی اسکے لبوں

سے سسکی بر آمد

ہوئی وہ تڑپ کر زر تشم کو دیکھنے لگا جو اپنے بھائی کو اپنے

زی کو

دیکھ پاگل ہو رہی تھی حرکت میں آنے کی کوشش کر

رہی

تھی

گل زندہ تھی بھائی۔۔۔" پیچھے سے پامیر کی آواز پر

زیحال کی

نگاہیں اوپر اٹھی دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر

مسل دیا تھا

کوئی تو اس پر ترس کھائے کاش وہ مر جاتی تو آج زیحال

زندہ

ہوتا لیکن وہ تو تو زندہ بچ کر اسے مار گئی تھی

گل مری ہی نہیں تھی۔۔۔بلکہ انہیں مارنے کی

کوشش کی گئی

تھی۔۔۔" اسکی بات سنتے زیحال کرنٹ کھا کر پیچھے

مڑا اور پامیر

کو دیکھنے لگا اسکی آنکھوں میں بے یقینی تھی حیرت تھی

اسکی

آنکھوں کر ڈورے گہرے گلابی پڑ گئے

کومل کو اس سے بے ساختہ خوف آنے لگا تھا اس نے

ڈر کر پامیر کا

بازو تھام لیا

زیحال ٹرانس کی سی کیفیت میں گل کو دیکھنے لگا

"انہیں مارنے کی کوشش کی گئی تھی" اسکے الفاظ

زیحال کی

سماعتوں میں گونجنے لگے

ز۔۔۔زی۔۔۔ا۔۔۔ام۔۔۔۔امارا۔۔۔ز

۔۔۔" وہ نہیں بول سکی وہ رو پڑی تھی

وہ تڑپ اٹھی تھی اسکے لبوں سے زی سنتے زیحال جی

اٹھا

تھا اس میں جیسے ایک دم سے سانس آگئی تھی وہ

زرتشم کے

چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا خود کو یقین دلانے لگا کہ ہاں

وہ اسکی گل

تھی جو عمر میں چاہے بڑی تھی لیکن اسکے ساتھ ہمیشہ

چھوٹی

بہنوں کی طرح رہی لاڈلی بہنوں کی طرح

زز۔۔۔زی۔۔۔"سن لے وہ آج اس آواز کو جسے

سننے کیلئے وہ ترس گیا

تھا اتنے برسوں بعد بھی وہ اس آواز کو پہچان گیا تھا

صرف ایک

لمحے میں کیا یہ جنون نہیں تھا؟

گل۔۔۔مم۔۔۔میری گل۔۔۔"اسکی آنکھیں بے

اختیار برس پڑی تھیں

وہ اسکے چہرے اور ہاتھوں کو اٹھا کر دیکھنے لگا وہ حواس

باختہ

سا لگ رہا تھا اسے لگ رہا تھا وہ مر جائے گا زیحال آج

مر جائے گا

وہ تڑپ کر گل کو اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا اسکے

سینے سے

لگتے زرتشم جیسے جی اٹھی تھی چودہ سال بعد زرتشم

نوشیر وال

خان ہی اٹھی تھی جیسے بنجر زمیں پر ایک دم سے ہریالی

آگئی

ہو اسکی زندگی میں بھی وہ ہریالی آگئی تھی

یاقوت اور پامیر سانس روکے اسے دیکھ رہے تھے

جب انکے کانوں میں

زیحال کی سسکیاں گونجنے لگی دھیرے دھیرے اسکی

سسکیاں

چیخ میں بدلتی چلی گئیں

بھائی۔۔۔"یا قوت ایک دم سے تڑپ اٹھا تھا پامیر کا

دل تک بند ہو

گیا اسکی چیخوں پر کومل نے تڑپ کر منہ پر ہاتھ رکھ لیا

آااااااا۔۔۔۔۔۔" وہ پوری قوت لگا کر آسمان کی

جانب چہرہ کیئے چیخ

پڑا تھا ایک دلخراش چیخ جسے سنتے وہاں موجود نفوس

کے دل

تقریباً پھٹنے کے قریب تھے

آاااا۔۔۔۔" وہ پھر چیخا آج اسے چیخنا تھا آج وہ نہ

چیختا تو مر

جاتا یا قوت اس سے بے اختیار پیچھے ہٹ گیا اسے آج

زیحال سے

خوف محسوس ہوا تھا

وہ تڑپ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے زرتشم کو خود

میں زور سے

بھینچ گیا

یااللہ۔۔۔۔" آج اس نے تڑپ کر چیختے ہوئے اپنے

رب کو پکار لیا تھا

اسکی چیخ آج آسمان کو چیرتی ہوئی سیدھا عرش پر گئی

تھی

یاقوت کو لگا اسکا دل پھٹ جائے گا وہ بے آواز روتے

ہوئے اسے

دیکھنے لگا

کومل پامیر کی اوٹ میں چھپ گئی وہ نہیں دیکھ سکتی

تھی وہ

منظر عنقریب تھا کہ اسکا دل پھٹ جاتا وہ آج اپنے

آنسوؤں پر قابو

نہیں کر سکی تھی

مم۔۔۔میری گل۔۔۔۔یہ۔۔۔یہ میری گل ہے

۔۔۔میری گل۔۔۔"وہ پاگلوں کی

طرح اسکے سر کو چومتے اپنے سینے میں پھر سے بھینچ کر

پھوٹ

پھوٹ کر رونے لگا وہ حواس کھو بیٹھا تھا یا قوت اس

سے دور ہٹ

گیا آج اسے ڈر تھا کہیں اسکا باپ نہ اس سے چھن

جائے

میری۔۔۔میری ب۔۔۔بہن۔۔۔۔میری

۔۔۔"وہ یاقوت کو دکھا رہا تھا وہ

دیکھ لے وہ بول دے ہاں وہ اسکی بہن تھی لیکن وہ

نہیں بول سکا

کچھ وہ بس روتا رہا

زیحال گل سے لپٹ کر گھٹنے زمین پر ٹکائے بے جان

ہو گیا تھا آج وہ

اسے خود میں چھپا لینا چاہتا تھا آج وہ اس تکلیف کو ختم کر دینا

چاہتا تھا جو اسے ختم کر رہی تھی

مم۔۔۔میری۔۔۔گل۔۔۔میری گل زندہ ہے

۔۔۔ی۔۔۔یاقوت۔۔۔یاقوت دیکھو

یہ۔۔۔یہ میری گ۔۔۔میری گل ہے

۔۔۔میری۔۔۔"وہ بچوں کی طرح

اسے ایسے دکھا رہا تھا جیسے ایک بچے کو برسوں پرانا ہوا گم ہوا

کھلونا مل جائے یاقوت اسکی حالت دیکھ تڑپ اٹھا تھا

زیحال کو جیسے ہوش آیا وہ کیا کر رہا ہے وہ پاگل ہو رہا

تھا وہ

زرتشم کو اپنے سینے سے لگائے چیخ چیخ کر رونے لگا تھا

اس صاف

میدان میں اسکی چیخیں گونج رہی تھیں

آاااااا۔۔۔۔۔۔"اسکے اندر ایک ابھار بڑھ رہا تھا

یاقوت اور پامیر کا

کلیجہ جیسے منہ کو آگیا تھا

بھائی۔۔۔بھائی پلیز۔۔۔ سمبھالیں خود کو

۔۔۔"یاقوت تڑپ کر اسکا بازو

تھام گیا اتنے میں برلاس کی گاڑی بھی تھوڑی ہی دور آ

کر رکی

پامیر نے کچھ بندے یہی بلا لئے تھے جن سے برلاس

کو یہاں کا پتہ

چلا وہ بنا ایک لمحہ بھی ضائع کئے یہاں آگیا تھا

لیکن سامنے زیحال کے ایسے روتے چیختے دیکھ جیسے

اسکے قدموں

تلے سے زمین نکل گئ تھی کومل کی نظر اسی وقت

اسکی جانب

اٹھی اور پھر جیسے پلٹنا بھول گئ نہیں۔۔۔۔اسے نہیں

آنا چاہئے تھا

نہیں اسے اس منظر سے بے اختیار خوف سا آنے لگا

برلاس گاڑی سے اتر کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا

اسکے قریب آنے

لگا انکے گارڈز نے اس بندے کو اپنے گھیرے میں لے

لیا تھا

پ۔۔۔پامیر۔۔۔پامیر برلاس۔۔۔۔" کومل نے

تڑپ کر پامیر کو پکارا برلاس

کو یہاں دیکھ وہ بھی ہک دک سارہ گیا تھا

وہ جلدی سے اسکی جانب دوڑا اور راستے میں ہی روک

لیا

تو یہاں کیا کر رہا ہے۔۔۔" وہ برلاس کو دونوں

کندھوں سے تھام کر

اپنی جانب اسکا رخ کرنے لگا

بھائی۔۔۔؟ وہ کتنی مشکل سے پوچھ سکا تھا پامیر نے

اپنے حلق میں

اٹکا آنسوؤں کا گولہ واپس پی لیا

کچھ نہیں ہوا۔۔۔تو جا یہاں سے۔۔۔۔ تیرا کام نہیں

ہے۔۔۔"وہ اسے واپس

گاڑی کی جانب لے جانے لگا لیکن برلاس نے اسکا

ہاتھ جھٹک دیا اور

بنا اسکی جانب دیکھے زیحال کی جانب بڑھ گیا

جسے دیکھ لگ رہا تھا وہ آج یوں رو رو کر ہی مر جائے گا

برلاس اسکے قریب آتے وہی زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اسکی

نظریں گل پر تھی جسے وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا لیکن وہ کون تھی

جو اسکے باپ کے قریب تھی جس کیلئے وہ یوں تڑپ رہا تھا

برلاس۔۔۔"یاقوت اسے دیکھ اپنا سانس تک روک گیا

زیحال کا چہرہ گل میں چھپا تھا جب اسے اپنے ہاتھ پر

کچھ گیلا

گیلا سا محسوس ہونے لگا اس نے اپنا کانٹا ہوا ہاتھ دیکھا

جہاں

سرخ خون لگا تھا وہ خون دیکھ زیحال کا سانس تک

رک گیا اس

نے ٹرانس کی سی کیفیت میں گل کی جانب دیکھا جو

اٹک اٹک کر

سانسیں لے رہی تھی آنکھیں نیم کھلی تھیں لیکن اب

وہ بھی بند ہی

رہی تھیں

نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ک۔۔۔کومل۔۔۔۔کومل

۔۔۔جسے دیکھو۔۔۔۔کومل۔۔۔"وہ

چیخ کر کومل کو پکارنے لگا وہ بھاگ کر انکے قریب آئے

جب اسکی

نظر زیحال کے ہاتھ پر پڑی

یہ۔۔۔یہ سانس نہیں لے رہی۔۔۔کومل یہ سانس

نہیں لے رہی۔۔۔"اسکی

بات سنتے سب اس پر جھک گئے وہ واقعی سانس نہیں

لے لیا ہی

تھی

ہوسپٹل چلو۔۔۔جلدی۔۔۔۔"وہ سمجھ چکی تھی

اسکے بولتے زیحال

ایک ہی جست میں اٹھتے گل کو اپنے بازوؤں میں بھر

گیا یا قوت نے

بھاگ کر اسکے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا وہ اور زیحال

گل کو لے کر

سیدھا ہوسپٹل کیلئے نکل گئے تھے انکے پیچھے پیچھے پامیر

کومل

کو اپنی گاڑی میں لے کر نکل گیا

لیکن برلاس وہی بیٹھا رہ گیا اسکی آنکھوں کے سامنے

وہ منظر تھا

جو اس نے تھوڑی دیر پہلے دیکھا تھا اسکا باپ رو رہا تھا

کس کے

لئے؟ یہ سوال اسکے ذہن میں سٹک ہو گیا تھا

انکی گاڑیاں سڑکوں پر دوڑنے لگی تھیں یا قوت فل

سپیڈ میں گاڑیوں

کو اوور ٹیک کرتا راستہ چیر کر اپنی گاڑی نکالتا ہوسپٹل

کے راستے

پر آ گیا تھا

جلدی چلاؤ۔۔۔" گل کی حالت دیکھ زیحال کی دھاڑ

گاڑی میں

گونجتی یاقوت کے ہاتھ لرزا گئی وہ بیک ویو مرر میں

دیکھتا سر

اثبات میں ہلا کر گیس پیڈل پر مزید دباؤ دے گیا

آدھے گھنٹے کا راستہ دس منٹ میں طے کرتے اس نے

سیدھا بریک

ہوسپٹل کے مین ایریا میں جا کر لگائی تھی زیحال بنا

وقت ضائع

کئے گل کو لے کر دیوانہ وار اندر کی جانب بھاگا کومل

نے پہلے ہی

ہوسپٹل فون کر دیا تھا اسکے لئے سٹریچر تیار تھا گل کو

فوراً اسے

آئی سی یو میں شفٹ کیا گیا تھا زیحال وہی دروازے

کے باہر کھڑا

سانس روکے اندر کی جانب دیکھے گیا وہ سانس نہیں

لے پا رہا تھا

اسکے بال ماتھے پر بکھرے پڑے تھے شرٹ کے اوپر

والے بٹن کھلے

حلیہ بے حال تھا اسی وقت یاقوت کی نظر اسکے بازو پر

پڑی

جہاں سے بازو کا کپڑا اپھٹا ہوا زخم صاف ظاہر ہو رہا تھا

خون ابل

ابل کر بہتے اسکی پوری بازو تر کر گیا تھا

بھائی۔۔۔" وہ تڑپ کر اسکی جانب آیا

آپ۔۔۔آپ کو گولی لگی ہے۔۔۔۔" وہ اسکا بازو

تھام کر اس زخم کو

دیکھنے لگا جہاں سے سوراخ ہوا دکھ رہا تھا

گل۔۔۔۔ گل کو کچھ۔۔۔ ہو۔۔۔ ہو گا تو نہیں ناں

۔۔۔یاقوت مم۔۔۔ میری

گل۔۔۔"وہ تڑپ کر اپنا لرزتا ہوا ہاتھ آئی سی یو کی

جانب کرنے لگا

یاقوت کو اسکی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا تھا

میں آپ کی بات کر رہا ہوں۔۔۔۔ حالت دیکھیں

اپنی۔۔۔ کتنا گہرا

زخم ہے۔۔۔"وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے آواز بلند

کر گیا زیحال نے اپنا

بازو چھڑواتے اسے خود سے دور دھکیل دیا

میری بہن ہے اندر۔۔۔۔میری بہن۔۔۔۔"وہ

پوری قوت سے دھاڑا تھا

یاقوت کا دل جیسے بند سا ہونے لگا

میری۔۔۔میری ب۔۔۔بہن۔۔۔"بہن؟ یہ لفظ

اپنے لبوں سے ادا کرتے وہ

پھر سے بے یقین سا ہونے لگا بہن؟ اسکی بہن زندہ

تھی سانس

لے رہی تھی وہ مری نہیں تھی لیکن اب مر رہی تھی

اور ساتھ زیحال

کو بھی مار رہی تھی

وہ۔۔۔وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔ہم ب۔۔۔بینڈج

کروا۔۔۔"یاقوت نے ایک

آخری کوشش کی جب زیحال نے ایک ہاتھ اٹھاتے

اسے وہی خاموش

کروادیا

مم۔۔۔میں یہاں سے۔۔۔ایک انچ ہلونگا

۔۔۔"اسے لگ رہا تھا آج وہ گیا تو

واپس سے گل کو کھودے گا اور اب اس میں اتنی سکت

نہیں تھی

وہ کھو کھلا ہو چکا تھا اندر سے

یاقوت بے بسی سے اسے دیکھتا رہ گیا کومل آ کر

سیدھا آئی سی

یو میں چلی گئی تھی زیحال اسے دیکھ پھر سے تڑپ اٹھا

تھا وہ

اسکی بہن کی بچالے اسکی گل کو بچالے

پامیر اور برلاس بھی وہی آگئے تھے برلاس اب بھی

چپ کھڑا زیحال

کو دیکھ رہا تھا اسکا چینخنا اسکے کانوں میں گونج رہا تھا وہ رو

کر

زیحال سے لپٹ جاتا لیکن آج تو وہ خود بکھرا ہوا تھا

اسے کیسے

سمیٹ لیتا پامیر یاقوت کے پاس آگیا

انکی طبعیت خراب ہو جائے گی۔۔۔میں کیا کروں

۔۔۔"یاقوت بے بسی

سے زیحال کے زخم کو دیکھ رہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا

تھا

زیحال کو پکڑ کر لے جائے اور بینڈج کروادے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے آفس میں یہاں سے وہاں چکر کاٹتے بے چینی

سے فون کال کا

انتظار کر رہے تھے انکو لگ رہا تھا جیسے انکی جان سولی پر

اٹکی

ہوئی ہے کب انکے کانوں میں وہ آواز پڑنی تھی کہ وہ

لڑکی مر گئی

آخر کب ؟ وہ بے چین سے بار بار اپنے موبائل کو

کھول کر اسکا نمبر

ڈائل کر کر کال کرنے کی کوشش کرتے لیکنپھر یہ

سوچ کر رک جاتے

کہ نہیں اسے کام پورا کرنے دو پھر خود کال آجائے

گی

لیکن اب انکے انتظار کی بس ہو رہی تھی وہ تنگ آکر

خود ہی اس

کا نمبر ڈائل کر کر اسے کال کرنے لگے لیکن آج

قسمت انکا ساتھ

نہیں دے رہی تھی انکی فون کال نہیں اٹھائی جا رہی

تھی

وہ بے چینی سے کالز پر کالز کرتے چلے گئے لیکن نہیں اٹھائی گئی

بالآخر تنگ آتے انہوں نے کسی اور کو کال کر لی جسے تیسری ہی

رنگ پر اٹھالیا گیا تھا

ہیلو۔۔۔یہ کیسا بندہ ہے تمارا۔۔۔ام کب سے کال کر رہا ہے امارا کال

کیوں نہیں اٹھا رہا۔۔۔"وہاج خود پر ضبط کرتے کرتے بھی چلا پڑے

تھے

ریلیکس۔۔۔میں خود کوشش کر رہا ہوں

۔۔۔"مقابل پر سکون تھا اسکی

اردو سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ انگریز ہے

کیسا کوشش مارڑ اام کو اسکا کام تمام چاہیے۔۔۔۔سنا تم

نے۔۔۔آج وہ

لڑکی بچنا نہیں چاہیے۔۔۔ام کو اسکی تصویر بھیجو

۔۔۔"وہ درشتگی

سے بولتے کال کٹ کر کر اپنی پیشانی مسلنے لگے

سارے نالائق بھرے پڑے ہیں دنیا میں۔۔۔"وہ
اپنی کرسی کو ٹھوکر
مارتے چہرہ اوپر کر کر گہری سانسیں لینے لگے انکا بی پی
ہائی ہو رہا
تھا اور یہ تب تک رہتا جب تک نوشیر وال خان کا قصّہ
نہ تمام ہو
جاتا
اسی وقت بالاج ہاتھ میں ایک فائل لئے انکے آفس
میں داخل ہوا اور

آتے ساتھ ہی فائل ٹیبل پر پٹختے کرسی پر دھم سے گر

گیا

کیا بے کار بندہ بھرا پڑا ہے ادر۔۔۔ایک سائن نہیں

ہوتا یہاں کسی

سے۔۔۔"وہ جیسے بھرا پڑا تھا وہاج نے حیران کن

نظروں سے اسے اور

پھر فائل کو دیکھا

او۔۔خبیثہ۔۔۔اگر دو کلاس پڑھ لیتا تو پتہ چل جاتا

کہ سائن اونر

کرتا ہے۔۔۔ لیکن نہیں۔۔۔ تم کو تو اسکول بھی غنڈہ

گردی کرنے جانا

ہوتا تھا۔۔۔" وہ خود پر ضبط کرتے کرسی پر براجمان

ہوئے اور فائل

اٹھا کر جلدی جلدی سائن کرنے لگے

ایک منٹ۔۔۔آپ کیوں جلتے توے پر بیٹھا ہے

۔۔۔عین بابی سے جھگڑا

کر کے آیا ہے۔۔۔؟ وہ اندازے لگاتا آنکھیں چھوٹی

کر کر وہاج کو

دیکھنے لگا

چپ کرو۔۔۔ادر امارا جان سولی پر اٹکا ہے تم کو

جھگڑے کا پڑا ہے۔۔۔"

وہ پین پھینک کر سر پکڑ کر بیٹھ گئے

ایسا کیا ہو گیا ام کو بتاؤ۔۔۔" وہ اپنے بھائی کی پریشانی پر

پریشان

سا ہو گیا تھا تب ہی مت جسس سا انکو دیکھنے لگا

وہ لڑکی۔۔۔اور کیا۔۔۔پتہ نہیں کسی ڈھیٹ قسمت

لے کر پیدا ہوئی

ہے اسکے مرنے کی خبر سننے کیلئے امارا کان ترس گیا ہے

۔۔۔"انکی

بات پر بالاج کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی

کیوں مارنا ہے۔۔۔اتنا خوبصورت ہے۔۔۔"اسکے

لہجے میں چھپی

حوس بھانپتے وہاج نے شعلہ بار نگاہوں سے انکی جانب

دیکھا ان کا

دل چاہا اسے وہی شوٹ کردیں

بکواس بند کرو۔۔۔کم عقل۔۔۔"وہ لفظ چباتے

ہوئے اسکے منہ پر

غرلائے

وہ لڑکی زندہ ہے مطلب امار امرنے کا چانس زیادہ ہے

۔۔۔ام کو اسے

ختم کرنا ہے کیسے بھی۔۔۔تب ہی امارا جان بخشی ہو گا

۔۔۔"

لیکن لالا۔۔۔تم کو یہ خیال اب ہی کیوں آیا۔۔۔وہ

اتنے سالوں سے

امارے پاس تھاناں۔۔۔" بالاج اب بھی انہیں سمجھنے
سے قاصر تھا
اسکی بے وقوفی پر وہاج گہرا سانس لے کر رہ گئے کاش
وہ انکا
بھائی نہ ہوتا
کیونکہ اتنے سالوں سے زریاب اور داراب کو بے
وقوف بنایا ہے۔۔۔اور
وہ باپ کے آگے مجبور ہو کر امارا باتوں میں آ بھی گیا تھا
لیکن

یہ جو چھوٹی آفت ہے زیحال خان۔۔۔یہ کسی باپ کو
بھی نہیں

دیکھے گا۔۔۔بس یہ گل تک نہ پہنچ پائے ورنہ

۔۔۔ام سوچ بھی نہیں

سکتا کیا ہو گا آگے۔۔۔"انکو اسکا وہ روپ یاد آیا جب

اس نے اپنے باپ

کے سامنے سیدھا بندوق ہی ان بھائی بہن پر اٹھالی تھی

اسکی

جرات وہ اسی دن دیکھ چکے تھے

آ۔۔۔نہہ۔۔۔وہ کدر۔۔۔چوہا ہے وہ تو۔۔۔بھاگ

گیا تھا گھر سے۔۔۔اب کونسا

تیس مار خان بن گیا وہ۔۔۔اسکو ام دیکھ لے گا۔۔۔تم

ٹینشن نہ لے۔۔۔

ام جا کر پتہ کرتا ہے۔۔۔اور تم۔۔۔کیوں گل کو مار رہا

ہے۔۔۔ام کو وہ

اچھا لگتا ہے۔۔۔"وہ بات گھما کر پھر سے اپنے پوائنٹ

پر آگیا اسکی

بات پر وہاج نے دانت بھینچ کر اسے دیکھا

تم ادر سے گم ہو جائے ورنہ ام گولی مار دے گا تم کو

۔۔۔"وہ دھاڑتے

ہوئے اپنی جگہ سے اٹھنے ہی لگے تھے کہ ان سے پہلے

بالاج اپنی جگہ

سے اٹھ گیا

جا رہا ہے۔۔۔ام جا رہا ہے۔۔۔ تم تو ایسے ہی غصّہ کر

گیا۔۔۔ام وہ بیوی

ہے امارا۔۔۔ سکون ہے۔۔۔"اسکے سکون کا مطلب

وہ اچھے سے جانتے

تھے لیکن اس وقت انکی آنکھوں میں اٹھتے وبال کو

بھانپتے بالاج

کو وہاں سے جانا مناسب لگا اسے محبت تھی لیکن گل

کے وجود سے

جسے آج تک اس نے درندوں کی طرح نوچا تھا لیکن

اب وقت بدل

گیا تھا

ــــــــــــــــــــــــــــــ

وہ کب سے اندر سے کسی خبر کے آنے کا انتظار کر رہا تھا

لیکن کوئی

بھی ڈاکٹر باہر ہی نہیں آ رہا تھا زیحال کو لگ رہا تھا جب

تک اسے

گل کی خیریت معلوم نہیں ہو گی وہ سانس نہیں لے

سکے گا

پامیر۔۔۔ کومل کو بلاؤ۔۔۔ اس سے پوچھو گل کیسی

ہے۔۔ ابھی

پوچھو۔۔۔"اس نے دور کھڑے پامیر پر حکم صادر کیا

اس نے جھٹ

سے سر اثبات میں ہلاتے کومل فون کیا لیکن وہ فون

اٹھا نہیں رہی

تھی

وہ۔۔۔ک۔۔۔کال نہیں اٹھا رہی۔۔۔"اس نے

ڈرتے ڈرتے زیحال کو بتایا

جو اسکے جواب پر دانت بھینچ گیا

بلاؤ اسے۔۔۔ ورنہ میں یہ دروازہ توڑ دونگا

۔۔۔" اسکے دھاڑنے پر برلاس

سہم کر یا قوت کے پیچھے ہو گیا آج اسے بھی زیحال

سے اپنے باپ

سے خوف آرہا تھا پا میرنے خوف زدہ ہوتے پھر سے

کومل کو کال

کی اس بار اسکی قسمت اچھی تھی جو کال اٹھا کر اسکی

بات سنتے

وہ باہر آگئ تھی

کومل ۔۔۔کومل میری بہن کیسی ہے۔۔۔"کومل کے

باہر آتے وہ تڑپ کر

اسکی جانب لپکا کومل نے گھبرا کر پیچھے کھڑے پامیر

کو دیکھا

جو اسکی نظروں کا مطلب سمجھ گیا تھا اسکی رنگت ایک

دم سے

سفید پڑ گئی

بولو ناں کچھ۔۔۔۔"اسے خاموش دیکھ زیحال یکدم

سے دھاڑا تھا جس

پر کومل ڈر کر ایک دم پیچھے ہٹ گئی

وہ۔۔۔وہ۔۔۔س۔۔۔سانس۔۔۔ن۔۔۔ نہیں

لے رہی۔۔۔"اسکی بات سنتے

زیحال کو لگا وہ بھی سانس نہیں لے رہا

مم۔۔۔مشین۔۔۔مشین کام نہیں کر رہی

۔۔۔"اسکی حالت دیکھ کومل نے

جلدی سے بات بدلی اسکی اس بات پر زیحال کی

آنکھوں میں سرد

مہری کی لہر سی دوڑ گئی

تو ٹھیک کرو ناں۔۔۔بے کار مشین بے کار ڈاکٹرز بھر

رکھے ہیں۔۔۔"اس

کی دھاڑ پورے ہوسپٹل میں گونجتی سب پر سکتہ سا

طاری کر

گئی

میری بہن کو کچھ بھی ہوا تو جان لے لونگا میں تم سب

کی۔۔۔سنا

تم نے۔۔۔"وہ غصّے میں تھا پھر بھی اس پر ترس آرہا

تھا کومل کو

لگا اسکا دل پھٹ جائے گا

میری بہن کو بچاؤ۔۔۔" وہ دھیرے دھیرے دھیما

پڑنے لگا لیکن اگلے ہی

پل کومل کا پورا وجود کانپ کر رہ گیا زیحال اسکے

قدموں میں

گرتا اسکے آگے ہاتھ جوڑ گیا تھا

میری گل کو بچاؤ۔۔۔" اسکو ایسے قدموں میں

گرتے دیکھ یاقوت

دیوانہ وار اسکی جانب بھاگا کومل پیچھے دیوار سے جا لگی
تھی
وہ آنکھیں پھاڑے زیحال کو دیکھنے لگی جو پھوٹ
پھوٹ کر روتے
ہوئے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا
بھائی۔۔۔"یاقوت نے آتے اسکے پاس بیٹھتے اپنے
سینے سے لگالیا
زیحال اسکا ہاتھ تھام کر پھر سے پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگا تھا اسکی

حالت غیر ہو رہی تھی کومل نے پامیر کی جانب دیکھا

جس کی

آنکھیں اب لال ہو رہی تھیں انکا باپ ٹوٹ کر بکھر

رہا تھا وہ کیسے

ٹھیک رہتے

بھائی۔۔۔یار سمبھالیں خود کو۔۔۔"یاقوت کا اپنا دل

بند ہو رہا تھا

یہی حالت زمل کے جدا ہونے پر برلاس نے دیکھی

تھی اور آج پھر سے

دیکھ رہا تھا لیکن دونوں بار میں وہ خوف زدہ ہوا تھا

اسکی وقت اندر سے ایک ڈاکٹر باہر آیا جس نے آتے

مشین چل جانے

کی اطلاع دی کومل اسکے ساتھ ہی فوراً سے اندر چلی گئ

زرتشم

کی حالت بگڑ جانے کا یہی خدشہ سب کولاحق تھا کہ

پھر اسے

آکسیجن صرف مشینوں کے زریعے ہی مل سکتی تھی اور

آج وہ اس

حالت میں بھی آگئی تھی

زیحال کی حالت بگڑتے دیکھ یاقوت کی حالت خراب
ہورہی تھی

اس نے گردن موڑ کر پامیر کی جانب دیکھا

ز۔۔۔زمل۔۔۔۔زمل کو بلاؤ۔۔۔"ہاں اسکی
ضرورت تھی یہاں آج اس

بھری دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو زیحال خان
آفندی کو

سمیٹ سکتا تھا سوائے اس ایک لڑکی کے

پامیر نے پلٹ کر برلاس کو دیکھا وہ دیوار کے ساتھ لگا

ڈرا سہما سا

کھڑا تھا اور نظریں زیحال پر ہی ٹکی تھیں اسکی یہ

حالت دیکھ

پامیر کا دل جیسے مٹھی میں آیا تھا وہ خود پر ضبط کرتے

اس کے

پاس آیا اور اسے اپنے کندھے سے لگا لیا تب بھی

برلاس کی نگاہیں

کوریڈور کے فرش پر بیٹھے زیحال پر جمی تھیں وہ اس

حد تک

سہم چکا تھا کہ کسی کو محسوس تک نہیں کر پا رہا تھا

برلاس۔۔۔۔مجھے دیکھ۔۔" پامیر نے اسکی ٹھوڑی

پکڑتے چہرہ اپنی

جانب موڑا اور اسکی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا اسکی آنکھوں کے

ڈورے گلابی پڑ رہے تھے

جا کر زمل کو لے آ۔۔۔۔اسکی ضرورت ہے۔۔۔"وہ برلاس کو یہاں سے

بھیج دینا چاہتا تھا جس کا دماغ یہ سب تیزی سے کیچ کر رہا تھا

جو کسی کیلئے بھی ٹھیک نہیں تھا

وہ کون ہے۔۔۔؟ وہ استفسار یہ پوچھ رہا تھا اسے سوال

پر پامیر کیلئے

تھوک نگلنا مشکل ہونے لگا تھا

اندر موجود لڑکی گل ہے۔۔۔" وہ بے حد نرمی سے

اسے بتا رہا تھا جانتا

تھا اسکے ذہن میں اس وقت کتنے سوال گڈ مڈ کر رہے

ہونگے وہ

الجھا ہوا تھا

گل۔۔۔؟ وہ دھیمی آواز میں استفسار یہ پوچھنے لگا اس

نے کبھی یہ

نام سنا بھی تھا تو اس وقت اسکا دماغ کام نہیں کر رہا تھا

وہ ساکت

تھا بلکل

گل۔۔۔۔زیحال بھائی کی بہن۔۔۔" اسکے جواب پر

برلاس کی آنکھیں

بے ساختہ پھیلنے لگی وہ متحیر نگاہوں سے اسے دیکھے

گیا

انکی سگی بہن۔۔۔''آج اگر ساتوں آسمان بھی برلا اس

کے سر پر گرتے تو

کم تھے وہ ششدر رہ گیا تھا اس نے ٹرانس کی سی کیفیت

میں

گردن موڑ کر زیحال کی جانب دیکھا جسے یاقوت چپ

کروا رہا تھا

اسے بکھرتے ہوئے کو سمبھال رہا تھا

وہ۔۔۔وہ کہاں سے آئی۔۔۔؟اسے اچھی نہیں لگی

اسکی وجہ سے اسکے

باپ کی رورو کر یہ حالت ہورہی تھی وہ کس

معصومیت سے پوچھ

رہا تھا جبکہ اسکی اسی معصومیت سے پامیر کو بے ساختہ

خوف

محسوس ہوا تھا

مجھے نہیں پتہ۔۔۔اور تجھے بھی جاننے کی ضرورت

نہیں ہے۔۔۔"اسے

ڈر لگ رہا تھا یہ سچ کبھی برلاس کے سامنے نہ آئے کبھی

نہ آئے

ورنہ وہ کتنا جنونی تھا یہ پوری دنیا جانتی تھی جس نے

اپنے باپ

کے باپ کو بھی نہ بخشا وہ دنیا کو کیا بخشا وہ تباہی نہ پھیر

دیتا

ان سب پر جن کی وجہ سے آج اسکا باپ اس طرح

بکھر رہا

تھا

ہے ضرورت مجھے۔۔۔" وہ دھیمی آواز میں سرد مہری

سے بولتا پامیر

کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جسے اس سے بے ساختہ

خوف سا

محسوس ہونے لگا تھا

نہ کر۔۔۔"وہ کندھے بے ساختہ ڈھیلے چھوڑ گیا"پہلے

ہی تونے بہت

ٹھیس پہنچائی ہے بھائی کے دل کو۔۔۔اب اور نہیں

۔۔۔وہ یہ ڈیزرو

نہیں کرتے۔۔۔انکا بھی خوشیوں پر حق ہے

۔۔۔"وہ چلا سکتا تو اس

وقت یہی بات وہ چلا چلا کر بول رہا ہوتا وہ بے بسی کے

آخری

مقام پر کھڑا تھا

مطلب ہے کچھ ۔۔۔جو مجھے جاننا چاہیے

۔۔۔؟ برلاس کا اندازہ لگانا

پامیر کی سانس تک روک گیا اسکے چہرے کی بدلتی

رنگت برلاس کی

سکین کرتی آنکھوں نے فوراً سے نوٹس میں لے لی

تھی وہ ضبط سے

دونوں مٹھیاں زور سے بھینچ گیا

جس دن جان گیا اس دن کسی کے باپ ہونے کا بھی لحاظ نہیں

کرونگا۔۔۔" وہ درشتگی سے بولتا لمبے ڈھیبگ بھر کر واپس پلٹ گیا

اسکی بات پر پامیر کا دل مٹھی میں آگیا تھا وہ کیا ساری دنیا جانتی

تھی کہ برلاس شاہ اپنے باپ کے معاملے میں دماغ سے نہیں دل سے

سوچتا تھا جہاں ہر وہ اس شخص کو تباہ کر دینا چاہتا تھا

جس کی

وجہ سے اسکے باپ کی آنکھ میں ذرا سی نمی بھی آجائے

اسکا یہ جنون زیحال کو کتنا دکھی کر سکتا تھا وہ یہ بھی

نہیں

سوچتا تھا وہ بس خوف زدہ رہتا تھا کہ اسکا باپ اس سے

چھن نہ

جائے وہ بس برلاس کے پاس رہے کبھی کبھی زیادہ

محبت کر لینا

بھی تباہی کا باعث بن جاتا ہے

پامیر بھی یاقوت کے پاس ہی آگیا جو زیحال کا سر اپنے

سینے پر

ٹکائے اسکا سر تھپک رہا تھا وہ بے حال بے سدھ آئی سی

کے باہر

اپنی بہن کی راہ تک رہا تھا اپنی گل کی جس کے زندہ

نکل آنے کا

شاک ہی اب تک ختم نہیں ہوا تھا کہ اسکے پھر سے

بچھڑ جانے کا

روگ لگ رہا تھا

مم۔۔۔مجھے۔۔۔۔مجھے اندر جانا ہے۔۔۔یاقوت

۔۔۔"وہ سیدھا ہو کر

بیٹھتے تڑپ کر بولا یاقوت نے روتے ہوئے اپنے

آستین سے اپنی

آنکھیں پونچھتے تڑپ کر اسے دیکھا

ہم اندر نہیں جاسکتے۔۔۔اندر انکا علاج ہو رہا ہے

۔۔۔"وہ بے حد نرمی

سے اسے سمجھانے لگا پامیر کی نظر یاقوت کی سفید

شرٹ پر پڑی

جہاں سے زیحال کے بازو پر لگی گولی سے نکلا خون

اسکی شرٹ کو

بھی سرخ کر گیا تھا

بھائی۔۔۔بھائی آپ کی چوٹ۔۔۔"اس نے تڑپ کر

زیحال کا بازو دیکھا

جو سرخ کے ساتھ ساتھ نیلا پڑتا سن بھی ہو رہا تھا

زیحال نے ایک

جھٹکے میں اپنا بازو چھڑوالیا اسے نہیں تھی اپنی فکر نہ
اپنے زخم
کی اسے صرف اسکی گل چاہیے تھی
یاقوت پامیر اسے دیکھتے رہ گئے وہ آج کسی کی نہیں سن
رہا تھا
اسکی حالت اس وقت ترس کھائے جانے کے قابل
تھی

____

وہ بچوں کو بہلا کر انکی چھوٹی چھوٹی ٹیبلوں پر انکے

چھوٹے

چھوٹے سائز کے برتنوں میں انکا کھانا ڈالنے لگی جو

اسے صبح سے

اب تک تنگ کر کر آدھا کر چکے تھے

زمل ٹھیک سے آئرہ سے بھی نہیں مل پائی تھی جو

جب سے آئی تھی

تب سے لاؤنج میں ہی مشی اور زمل کے ساتھ بیٹھی

تھی

سفر کیسا رہا تمہارا۔۔۔؟ مشی اسے کب سے خاموش

بیٹھی دیکھ خود

ہی پہل کر کر پوچھنے لگی

اچھا۔۔۔" صرف ایک لفظی جواب اور وہ پھر سے

بچوں کو دیکھنے

میں مصروف ہو گئی جو پہلے تو آئرہ کو ایسے دیکھ رہے

تھے جیسے

وہ کوئی نیا عجوبہ ہو اسکا چہرہ وہ اب پہلی بار دیکھ رہے

تھے

وہ انجان بندوں کو دیکھ کر روتے نہیں تھے بس انکو
دیکھتے رہتے
تھے اگر کوئی اپنے جیسا لگتا تو چلو بھئی دوستی ہو گئی
نہیں تو
پاشا پروڈکٹ انکو منہ بھی نہیں لگاتے تھے اور اب
آئرہ بھی انکو
اپنی نہیں لگی تھی تب ہی اپنے کھانے کے چھوٹے
چھوٹے سے برتن

بجاتے ہوئے احتجاج کر رہے تھے کہ کھانے میں کھانا

نہیں انکا تاہ اور

بابا پیش کرو

مما۔۔۔وانت۔۔۔بابا۔۔"زامل معصومیت سے

دونوں ہاتھ کھڑے کرتا اس

سے اپنا باپ مانگ رہا تھا

بابا آجائیں گے ناں بیٹا۔۔۔آپ یہ کھاؤ دیکھو۔۔۔مما

نے آپ کیلئے کیا

بنایا ہے ۔۔۔ واؤ ۔۔۔ کپ کیکس ۔۔۔ یمی یمی

۔۔۔" وہ تھوڑا سا زرا لے اور

زامل کو کھلا کر آنکھوں سے چٹخارے لیتی انکو بہلانے

لگی

ناہ ۔۔۔ ببا ۔۔۔ تو ائش ناہ ۔۔۔ ممما ۔۔۔ (نہیں ببا ٹوائز

نہیں لائے مما)" وہ اب

منہ پھلائے کھانا خود سے دور کر رہا تھا

زامل انکی چھوٹی سی ٹیبل کے سامنے فرش پر بیٹھی تھی

جبکہ وہ

دونوں افلاطون اس میز کے ساتھ لگی چھوٹی چھوٹی

کرسیوں پر

پھر بھی اپنی ماں کے آگے چوزے لگ رہے تھے

بابا کو آنے تو دو۔۔۔تب ہی ٹوائز بھی آئیں گے

۔۔۔باپ نہیں چاہئے

ٹوائز چاہئے۔۔۔کیا کرو گے اتنے ٹوائز کا۔۔۔"زمل

دونوں کا مصنوعی

ساڈپٹنے لگی جس پر دونوں نے بیک وقت ہونٹ گول

کرلئے مشی

انکی حرکتوں پر مسکرا رہی تھی وہ دونوں لگ ہی اتنے

کیوٹ رہے

تھے

ویسے لالا گئے کہاں ہیں۔۔۔اب تک واپس نہیں

لوٹے۔۔۔ تمہیں پتہ

ہے۔۔۔؟ وہ آئرہ کی جانب دیکھتی استفسار یہ پوچھنے

لگی

ن۔۔۔نہیں۔۔۔مجھے یہاں ڈراپ کر کر وہ پتہ نہیں

کہاں گئے ہیں۔۔۔" وہ

واقعی نہیں جانتی تھی اب تو مشی کو بھی پریشانی سی

ہونے لگی

تھی کہ اسی وقت زامل زالے چیخ پڑے

تاہ۔۔۔تاہ۔۔۔"انکولاؤنج میں داخل ہوتا برلاس

نظر آگیا تھا انکے

تاہ بولنے پر مشی اور زامل نے بیک وقت مڑ کر پیچھے

دیکھا اگروہ

آیا تھا تو یقیناًاسکے ہبی بھی آئیں ہونگے لیکن وہ اکیلا تھا

اور

اسکا چہرہ بھی اترا ہوا سا پریشان کن لگ رہا تھا

زمل۔۔۔"اس نے قریب آکر زمل کو پکارا

میرے ساتھ چلو۔۔۔"اسکی آواز دھیمی بوجھل تھی

جس پر زمل

پریشان ہوتی فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی

کہاں۔۔۔؟اور ہبی نہیں آئے۔۔۔"وہ ساتھ میں

برلاس کے پیچھے

دروازے کو دیکھنے لگی

بتاتاہوں۔۔۔ چلومیرے ساتھ۔۔۔"وہ مشی کی

طبعیت کا خیال کررہا

تھااسکی بوجھل آواز پر آئرہ نے بھی ایک بار مڑ کر اسے

دیکھا

بھائی بتائیں ناں۔۔۔ کیا ہوا اور ہبی کہاں ہیں

۔۔۔؟اب کی بار زمل کا

دل بیٹھنے لگا تھا برلاس کچھ کہے بغیر ہی گھر سے باہر

نکل

گیا

برلاس۔۔۔" اسے ایسے جاتے دیکھ زمل اسکے پیچھے

گئی اپنی ماں کو

ایسے جاتے دیکھ زامل زالے دونوں رونے لگے تھے

مشی نے اٹھ کر

دونوں کو سمبھالا اور خود بھی پریشان ہوتی اسی جانب

دیکھنے

لگی

باہر آتے برلاس اسکے لئے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول

کر کھڑا تھا

لیکن زمل نہیں بیٹھی

مجھے بتائیں۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔ ہبی کہاں ہے

۔۔۔"وہ اب رو دینے کو تھی

وہ بتا کیوں نہیں رہا تھا اسکا ہبی کہاں ہے

ہوسپٹل میں ہیں وہ۔۔۔" برلاس کی اس بات پر زمل

کا گویا سانس پر

رک گیا وہ ہک دک سی اسے دیکھنے لگی

ہ۔۔۔ ہوسپٹل۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیا ہوا ہے انکو

۔۔۔ برلاس۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ کیا ہوا ہے

ہبی کو۔۔۔" وہ رونے لگی تھی برلا س نے اسکا بازو پکڑ

کر فرنٹ سیٹ

پر بٹھاتے خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر گاڑی سٹارٹ کر

لی

مجھے بتاؤ۔۔۔ ہبی کو کیا ہوا۔۔۔چپ کیوں ہو

۔۔۔؟ وہ چیختی ہوئی

اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑنے لگی وہ کیا بتاتا وہ خود اب

تک

خوف سے سہما ہوا تھا آنکھوں کے سامنے وہ منظر تھا

کانوں میں وہ

چیخیں گونج رہی تھیں دل اسکے درد پر تڑپ رہا تھا

مجھے بتاؤ۔۔۔پلیز مجھے بتاؤ۔۔۔ورنہ میں۔۔۔میں

ہبی سے شکایت

کرونگی۔۔۔تم نے مجھے پریشان کیا۔۔۔بتاؤ مجھے

۔۔۔"اسکی جان

جیسے نکل رہی تھی رنگت سفید پڑ رہی تھی وہ بتادے

اسے ورنہ

وہ ہوسپٹل پہنچنے تک رورو کر آدھی ہو جاتی

اسے سمجھنا چاہیے تھا وہ کس عورت کو رلا رہا تھا جسے

اس حال

میں دیکھ اسکے باپ کو اور بھی تکلیف ہوتی لیکن وہ اس

وقت

کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا

وہ سارے راستے اسکی منتیں کرتی گئی روتی گئی لیکن

برلاس نے

نہیں بتایا وہ اسے تڑپاتا گیا کتنا ظالم تھا وہ زمل کی حالت

رو رو کر

بری ہونے لگی تھی

یاقوت اور پامیر سامنے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے

بے بس نگاہوں

سے زیحال کو دیکھ رہے تھے جو بے حال سا آئی سی یو

کی دیوار سے

لگ کر فرش پر بیٹھا تھا وہ اس وقت رو نہیں رہا تھا پھر

بھی اسے

اس اجڑے حال میں دیکھ ان دونوں کے دل پھٹ

رہے تھے

تھوڑی دیر گزری تھی کہ کومل آئی سی یو سے باہر آئی

جب اسکی

نظر زیحال پر پڑی وہ اس جگہ بیٹھا کسی گہری سوچ میں

گم تھا

اسے یوں فقیروں سے حال میں بیٹھے دیکھ کومل کا

کلیجہ منہ کو آ

گیا تھا

"گل کی موت کیسے ہوئی تھی لالا" وہ منظر اسکی

آنکھوں کے

سامنے ناچنے لگا تھا

"میری بہن تھی وہ کیا مجھے یہ جاننے کا حق نہیں

گل کی قبر؟۔۔۔

کہاں ہے۔۔۔میں جانا چاہتا ہوں۔۔۔"وہ پوچھ رہا تھا

جبکہ اسکے

سوالوں پر زریاب کا چہرہ دیکھنے لائق تھا وہ کیوں دیکھنے

لائق تھا

یہ اسے آج سمجھ آرہا تھا اس سے جھوٹ بولا گیا اتنا بڑا

جھوٹ

یہ جھوٹ اسکی جان بھی لے سکتا تھا پھر بھی کیا اسکی

قسمت

میں صرف ظلم سہنا لکھا تھا؟ وہ اتنا طاقتور تھا بڑے

بڑے درندوں

کو چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دیتا تھا لیکن مار کھاتا تھا

تو

اپنوں کے ہاتھوں ظلم سہتا تھا تو وہ جو اسکے اپنے اس پر

کرتے تھے

وہ کیسے نہ رشتوں کو سمبھالتا کیسے نہ ایک اچھا باپ بنتا

ایک اچھا

بھائی بنتا ایک اچھا شوہر بنتا کیا اسے اچھا باپ ملا؟ نہیں

کیا اسے

اچھے بھائی ملے؟ نہیں وہ بھی اسے دھوکہ دے گئے

اسے اچھی

بیوی ملی؟ وہ بھی اسکے کردار پر کیچڑ اچھالنے والی

زیحال خان آفندی ایک مضبوط چٹان لیکن اس چٹان

کو توڑنے والے

بھی اسکے اپنے کوئی ایک نہیں رہا تھا جس نے اسکے

ساتھ ناانصافی

نہ کی ہوا اسکی حالت اس وقت قابل ترس تھی

زیحال۔۔۔"کومل کی آواز پر اسکی سوچوں کا تسلسل

ٹوٹا

اسے دیکھتے وہ تڑپ کر ایک ہی جست میں اٹھ کھڑا

ہوا

گ۔۔۔گل۔۔۔گل کیسی ہے۔۔؟وہ ٹھیک ہے ناں

۔۔۔"اسکے ہونٹ اتنے سے

سوال پر بھی پھڑ پھڑانے لگے تھے کومل کا دل اسکی اس

حالت کو

دیکھ مٹھی میں آگیا تھا

سٹچز لگ چکے ہیں۔۔۔اسکا زخم بار بار خراب ہوا ہے

جس کی وجہ

سے۔۔۔"اسکی بات بیچ میں کاٹتے وہ بے چینی سے

بول اٹھا

بار بار۔۔۔؟ بار بار کیسے خراب ہوا۔۔۔؟ اسے جاننا تھا

لیکن اس بات کا

جواب صرف پامیر جانتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا وہ

حقیقت بتا کر

زیحال کو مزید توڑ دے وہ اس وقت اس قابل ذرا بھی

نہ تھا کہ

حقیقت جان سکے ورنہ وہ مزید ٹوٹ کر بکھر جاتا

اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کومل سچ بتانے سے

انکار کیا

وہ۔۔۔ وہ زخم ایسا تھا جسے سمبھال پانا مشکل تھا اس

لئے۔۔۔"اسے

سمجھ نہیں آئی کیا کہے اس وقت زبان بھی جھوٹ

بولنے سے قاصر

تھی

تو یہ ڈاکٹرز ہی بے کار ہیں۔۔۔" اسکے ایک دم سے

دھاڑنے پر کومل

خوف زدہ سی پیچھے ہٹ گئی

مجھے پورا اسٹاف دوسرا چاہئے۔۔۔ابھی کے ابھی

۔۔۔یاقوت۔۔۔" اس

نے آخر میں یاقوت کو پکارا وہ اسی وقت فورا اسے سیدھا

ہو

گیا

جی بھائی۔۔۔۔میں ابھی کروادیتا ہوں۔۔۔"مؤدب

انداز میں جواب

دیتے وہ فوراً اسے اس حکم کو بجالانے کیلئے نکل گیا

کومل نے ڈرتے

ہوئے پامیر کو دیکھا اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں

اسے پرسکون

رہنے کی ہدایت کی

میں۔۔۔میں مل سکتا ہوں اس سے۔۔۔؟ وہ کس

تڑپ سے پوچھ رہا تھا

اگلے تین گھنٹے تک کسی کو بھی پیشنٹ سے ملنے کی

اجازت نہیں

تھی لیکن اسکی حالت دیکھ کومل اسے منع نہیں کر سکی

اس نے

بے ساختہ سر اثبات میں ہلا دیا زیحال ایک پل بھی

ضائع کئے بغیر

سیدھا اندر گیا تھا جہاں جاتے اسکی نظر زرتشم پر گئی

اسکے چہرے

پر آکسیجن ماسک لگا تھا ایک ہاتھ پر ڈرپ تھی اور اسکی

بیک بون

لگی وائرز نکل کر مشین سے کنیکٹ ہو رہی تھی اسے

اس حال میں

دیکھ زیحال کا دل بری طرح سے کچلا گیا تھا

وہ بوجھل چال چلتا ہوا اسکے قریب آکر اسکے چہرے کو

دیکھنے

لگا کاش وہ اٹھ کر ایک بار اسے دیکھ لیتی آج اسکے پاس

اسکا

زی تھا جس کی موجودگی اسکے ہر غم کا ہر جانہ تھی جس

کی

وجہ سے اسکی جوانی ان درندوں کے ظلم و ستم کو سہتے

ہوئے

گزر گئ تھی وہ زی اسکے پاس آج کھڑا تھا کاش وہ ایک

بار ہوش

میں آکر اسے دیکھ لیتی

زیحال اسے اس حال میں دیکھ بے جان سا ہوتا وہی

اسکے سرہانے

فرش پر بیٹھتا چلا گیا اور اس بیڈ سے سر ٹکائے بے آواز

رونے لگا

کیوں؟ کیوں زندگی کو اس پر رحم نہیں آتا تھوڑا تو وہ

اس پر ترس

کھا لیتی وہ کبھی کسی کو بے گناہ سزا نہیں دیتا تھا اسکے

باوجود

زندگی اسے نہیں بخشتی تھی

یاقوت نے اسکے حکم پر پورے ہوسپٹل کو ایک پیر پر

کھڑا کر دیا تھا

ہر کوئی خوف زدہ سا اس وقت اسے دیکھ رہا تھا جس

نے صرف

ایک مریض کیلئے کتنوں کی سانس روک دی تھی وہ

پیشنٹ پہلے

بھی یہی ایڈمٹ تھی جس کا کسی علم تک نہ تھا اور آج

اس ایک

کیلئے سب کو کٹہرے میں آنا پڑ گیا تھا آج دنیا دیکھ رہی

تھی

بھائیوں کا اپنی بہن کیلئے جنون

یاقوت نے چن چن کر ایک ایک ڈاکٹر نکالا تھا اور

ساتھ کچھ باہر

سے اسپیشلسٹ کو بلایا تھا انکو ہائر کرتے وہ واپس سے

وہی آگیا

جب اسے زیحال کہیں نہ دکھا

بھائی۔۔۔بھائی کہاں گئے۔۔۔؟ وہ پریشان سا پامیر کی

جانب مڑا اس

نے انگلی سے آئی سی یو کی جانب اشارہ کر دیا یاقوت کا

دل دھک

اسے رکا وہ دھیمی چال چلتا ہوا آئی سی یو میں داخل ہوا

جب اس

کی نظر زیحال پر پڑی اسے ایسے روتے دیکھ اسکے دل پر

جیسے

ہاتھ سا پڑا تھا وہ کیسے اسے چپ کروائے

اسی وقت دروازہ کھلتے زمل اندر داخل ہوئی اسے دیکھ

تو جیسے

یاقوت کی سانسوں میں سانس آگئی تھی وہ کندھے بے

اختیار

ڈھیلے چھوڑ گیا آج اسے زمل پر رشک آیا تھا جہاں

سب بے بس تھے

وہاں وہ چھوٹی سی لڑکی کام آئ تھی

ہبی۔۔۔" وہ زیحال کو ڈھونڈتی ہوئی اسکے پاس آ بیٹھی

جب اسکی

آواز پر زیحال نے تڑپ کر سر اوپر اٹھایا اور اسے دیکھنے

لگا

ہبی۔۔۔" وہ بنا اسکی حالت دیکھے اسکے کندھے سے

لگ کر رو پڑی

تھی زیحال اسکی نازک سی کمر تھامتے اسے خود میں

زور سے

بھینچے ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا اسے ایسے

روتے دیکھ

زمل کی جان نکل گئی تھی

وہ تو اپنی پریشانی میں اس سے آ لگی تھی لیکن زیحال

اسے پوری

شدّت سے خود میں بھینچ گیا تھا اسکی تکلیف اس وقت

صرف یہی

ایک وجود کم کر سکتا تھا

ہبی۔۔۔ ہبی کیا ہوا۔۔۔ ہبی مجھے دیکھیں۔۔۔" وہ

اسے خود سے الگ کرنے

کی کوشش کرنے لگی لیکن زیحال اسکی گردن میں

چہرہ چھپائے

سسکیوں میں روتا رہا

ہبی۔۔۔ ہبی نہ کریں۔۔۔ مجھے کچھ ہو جائے گا

۔۔۔ مجھے بتائیں کیا

ہوا۔۔؟ ہاں اب بھی اسے کچھ پتہ نہ چلتا تو اسکی
سانس رک
جاتی
زیحال اس سے پیچھے ہوتے تڑپ کر سر نفی میں ہلانے
لگا نہیں وہ
کیسے اس وقت یہ بات کر سکتی تھی اسے ترس کھانا
چاہیے تھا
اس پر

کیا ہوا ہے۔۔۔آپ۔۔۔آپ نے کیا حالت بنا رکھی

ہے۔۔۔آپ یہاں کیوں

ہیں۔۔۔؟ وہ روتی ہوئی اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں

تھام گئی زیحال

نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے گل کی جانب اشارہ کیا

زمل اسکے ہاتھ

کی سیدھ میں اس لڑکی کو دیکھنے لگی جو بے ہوش تھی

یہ۔۔۔یہ مم۔۔۔میری۔۔۔میری گل ہے

۔۔۔"بتاتے ہوئے اسکے منہ سے ہچکی

برآمد ہوئی لیکن اسکی بات سن کر زمل کو لگا وہ سانس

نہیں لے

رہی اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے

گل ۔۔۔ میری گل ۔۔۔ میری ۔۔۔ میری بہن

۔۔۔ زمل ۔۔۔ "وہ کس تڑپ سے بتا

رہا تھا یا قوت نہیں دیکھ سکا اسے ایسے وہ چہرہ موڑ کر

اپنی

آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرنے لگا

بب۔۔۔بہن۔۔۔۔؟زمل بناسانس لئے پوچھ رہی تھی وہ شاکڈ تھی

زمل۔۔۔بعد میں۔۔۔پلیز۔۔۔تم انکا زخم دیکھو۔۔۔یہ بینڈج نہیں کروا

رہے۔۔۔"یاقوت تڑپ کر آگے آیا اور اسے زیحال کازخم دکھانے لگا

جسے دیکھ زمل سب کچھ بھول گئی اور آنکھیں پھاڑے اسکے اتنے

گہرے زخم کو دیکھنے لگی

یہ۔۔۔یہ کیسے ہوا۔۔۔ہبی۔۔۔آپ کو۔۔۔آپکو

چوٹ آئی ہے۔۔۔"وہ تڑپ کر

اسکا بازو تھام کر دیکھنے لگی

یہ بینڈج نہیں کروا رہے۔۔۔"یاقوت کب سے اسکے

اس زخم کو لے کر

ہلکان ہوئے جا رہا تھا

کیسے۔۔۔کیوں۔۔۔؟ہبی۔۔۔"وہ بوکھلا سی گئی تھی

زیحال بے آواز

روتے ہوئے کچھ کہہ نہیں پایا

اٹھیں۔۔۔بینڈج کروائیں۔۔۔"وہ اسکا ہاتھ تھامے

اٹھنے لگی تھی جب

زیحال نے اسکا ہاتھ تھامتے سر نفی میں ہلایا اسکی یہ

اجڑی بکھری

حالت دیکھ زمل کا دل پھٹنے کے قریب تھا

میں نے کہا اٹھیں۔۔۔"وہ اسکا بازو پکڑ کر کھینچنے لگی وہ

نازک

جان اس بھاری چٹان کو نہیں اٹھا سکتی تھی لیکن اسکی

محبت

میں اس سے زیادہ طاقت تھی زیحال بے اختیار اٹھتا

چلا گیا زمل

اسکا ہاتھ تھام کر باہر لے آئی یاقوت آگے آگے اسے

ایک ڈاکٹر کے پاس

لے گیا جسے اس نے پہلے سے تیار کر رکھا تھا اس نے

زیحال کا

زخم صاف کرتے گولی نکال دی تھی

زمل زیحال کے ساتھ ہی بیٹھی اسکا دوسرا بازو تھامے

ہوئے تھی اس

کی گولی نکلتے دیکھ وہ خوف زدہ سی ہوتی زیحال کے

ساتھ چپک

گئی وہ زخم دیکھنے میں ایسا تھا کہ انسانی روح تک کانپ

اٹھے

اور وہ اس درد کو محسوس ہی نہیں کر رہا تھا

تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر اسکا بینڈج کرتے اسے پین

کلر دے گئے تھے

وہ بھی زمل کے ہاتھوں ہی دلوایا گیا تھا

وہ چپ بیٹھا سر جھکائے ہوئے تھا اسکا زخم دیکھ زمل

رونے لگی

تھی

وائفی۔۔۔"وہ بے بسی سے اسے اپنے قریب کرتے

خود سے لگا گیا بلکل

ایک چھوٹی بچی کی طرح

آپ کو۔۔۔آپ کو کتنا گہرا۔۔۔زخم آیا ہے ہبی

۔۔۔"وہ سوں سوں کرتی

اسکا بازو دیکھنے لگی

درد نہیں ہے بلکل بھی۔۔۔"وہ چپ ہوا تھا کیونکہ

اسے روتے دیکھ اس

کی گلا لے رو رہی تھی اسکی محبت اسکے لئے دیکھ یاقوت

اس

سارے میں پہلی بار مسکرایا تھا یہ پسندیدہ عورت بھی

کیسی

مخلوق تھی ہر درد کو رد کر دینے کی طاقت رکھتی تھی

آئی وہ اسے چپ کروانے تھی اور یہاں خود اسے چپ

کروانا پڑ رہا تھا

لیکن اسکے لئے زیحال کا چپ ہونا یا قوت کی جان میں

جان ڈال

گیا تھا

لیکن۔۔۔چوٹ تو آئی ناں۔۔۔"وہ روتی ہوئی کس

معصومیت سے بولی

تھی زیحال نے بے اختیار اسکی پیشانی پر اپنے لب

رکھے

آج جو زخم میرے دل پر لگا ہے۔۔۔وہ دیکھ لو

۔۔۔پلیز۔۔۔"آخر میں

اسکے ہونٹ بے ساختہ پھڑ پھڑائے زمل نے تڑپ کر

اسکی آنکھوں میں

دیکھا جو ایک بار پھر برسنے کو بے تاب ہوئی تھیں

انکو نارمل کر دو پلیز۔۔۔"یاقوت کی الت جا پر زمل

نے بے اختیار

اسکی جانب دیکھا وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی وہ اپنی

موجودگی کی طاقت نہیں سمجھ پا رہی تھی یاقوت ان

دونوں کو

اکیلا چھوڑ کر گل کے پاس چلا گیا

زیحال کو اس وقت اگر کوئی پر سکون کر سکتا تھا تو وہ

صرف

زمل فہد خانزادہ تھی

ہبی۔۔۔مجھے بتائیں۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔"وہ یاقوت

کے جاتے زیحال کے

قریب ہو کر بیٹھ گئی زیحال نے کرب بھری نظروں

سے اسے دیکھا

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسے کھینچ کر اپنے قریب کرتے

اسکی

گردن میں چہرہ چھپا کر شدّت سے پھوٹ پھوٹ کر

روپڑا اسکی

رونے کی آواز پر زمل کی روح جیسے ایک دم سے فنا ہو

گئی

تھی

ہبی۔۔۔اس نے تڑپ کر زیحال کو پکارا جو ایک بار

پھر چیخ پڑا تھا

اسکی چیخ پر زمل کا پورا وجود لرز کر رہ گیا وہ سانس

روکے شل

ساکت سی اسکے سر پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہی

کیوں ۔۔۔کیوں میرے ساتھ ہی کیوں ۔۔۔؟ وہ

تڑپ کر پوچھ رہا تھا

کوئی اسے بتادے کہ وہ کیوں ؟ ہر بار

ہ۔۔۔ہی ۔۔۔"اس نے تڑپ کر اسے پکارنا چاہا

کیوں میرے ساتھ ۔۔۔یہ ہوتا ہے کیوں

۔۔۔؟ اسکے اس سوال پر زمل کا

دل کانپ اٹھا تھا اسکی آنکھوں سے گرم سیال خاموشی

سے بہنے

لگا

میری۔۔۔میری بہن۔۔۔۔زندہ ہے۔۔۔زمل

۔۔۔وہ۔۔۔وہ زندہ ہے۔۔۔۔"وہ پھوٹ

پھوٹ کر روتے ہوئے اسے بتا رہا تھا زمل کا دل دھک

سے رک گیا

گل زندہ تھی۔۔۔میری بہن زندہ تھی۔۔۔"وہ پیچھے

ہٹ کر زمل کا

ہاتھ تھامے کس تڑپ سے اسے بتا رہا تھا اسکی آنکھوں

رو رو کر

سوچ چکی تھیں زمل کو لگا اسکی جان نکل گئی اسکے ہبی

جان

کی کیا حالت ہو گئی تھی

ک۔۔۔کیسے۔۔۔؟ اسکے سوال پر زیحال کی آنکھیں

اس پر ٹھہر سی

گئیں کیسے؟ یہ لفظ اسکی سماعتوں میں گونجنے لگا تھا ہاں

کیسے؟ اور اسکا اس ایک لفظ پر سوچنا کتنے ہی لوگوں کی

تباہی کو

دعوت دے گیا تھا

اسکی آنکھوں سے آنسوں نکلنا بند ہو گئے تھے اسکی

جگہ ڈھیروں

حیرت نے آن گھیری تھی ہاں کیسے ؟ اسکی بہن زندہ

تھی تو کیسے

وہ لفظ اسکے ذہن پر جیسے نقش کر گیا تھا وہ پتھرائی

نظروں سے

زمل کے چہرے کو دیکھنے لگا دل جیسے رکنے سا لگا تھا

زمل نے بے ساختہ اسکا ہاتھ تھاما اور اپنے لبوں سے لگا

لیا زیحال

سانس روکے یوز دیکھتا رہا جب اس نے اپنے مومی

ہاتھ سے اسکے

رخسار پر پھسلتے والے موتی صاف کئے اور اپنی ہتھیلی

زیحال کے

رخسار پر جماتے اسے اپنے قریب کر کر باری باری

اسکی دونوں

آنکھوں کو چوما

ایک سکون کی لہر سی زیحال کے پورے بدن میں

دوڑتی چلی گئ

کہیں آخری کے دو آنسوں بچے تھے جو زمل کے اس

خوبصورت عمل

پر موتیوں کی طرح ٹوٹ کر بہہ نکلے لیکن وہ موتی
بہت قیمتی

تھے جنہیں زمل خانزادہ اپنے حلق میں اتار گئی

وہ زیحال کے چہرے پر جا بجا اپنے عشق کی مہریں ثبت
کرنے لگی

وہ ایسے شل ساکت سانس روکے بیٹھا تھا جیسے ایک
چھوٹا سا

بچہ ممتا بھری آغوش میں بیٹھ جاتا ہے اسکا دل زور زور
سے دھڑک

رہا تھا وہ زمل کی نازک سی کمر تھام کر خود کو اسکے

حوالے کرتے

اپنے وجود کو بے اختیار ڈھیلا چھوڑ گیا

زمل اسکے رخصار سے ہوتی ہوئی اپنے لبوں کو اسکے

لبوں کے قریب

لا کر روک گئی

یہاں زیحال کا دل بند ہونے لگا تھا کہ تب ہی زمل نے

دھیرے سے

اسکے عنابی لبوں کو چھوا جس پر ایک کرنٹ سا زیحال

کے پورے

بدن دوڑتا چلا گیا وہ زمل کی نازک سی کمر کو مٹھی میں

زور سے

بھینچ گیا

زمل اسے اپنے محبت بھرے لمس سے پر سکون کرتی

دھیرے سے

پیچھے ہٹی جب زیحال نے دھیرے دھیرے پلکیں

اٹھاتے اسے دیکھا

دونوں کے چہرے اس وقت بے حد قریب تھے زمل

کے چہرے کی

رنگت سرخ پڑ چکی تھی یہ وہی جانتی تھی کہ اس نے

کتنی ہمت

جٹا کر اسے اپنی محبت میں بہلایا تھا اور عورت چاہے تو

اپنی

محبت میں مرد کو بچہ بنا لینے کی طاقت رکھتی ہے وہ دنیا

کے

سامنے جتنا بڑا فاتح کیوں نہ بن جائے لیکن وہ ایک

پسندیدہ عورت

ذرا سی بے باکی سے اس مرد کو پوری طرح سے اپنے

قابو میں کر

لیتی ہے اسے بچہ بنا لیتی ہے

میرے ہبی اب روئیں گے۔۔۔؟ وہ اسکے رخسار پر

انگلیاں پھیرتی پیار

سے پوچھنے لگی زیحال اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

بے اختیار

سر نفی میں ہلا گیا

میرے ہبی تو سٹر ونگ ہیں ناں۔۔۔؟ وہ دھیمی آواز

میں ایسے بہلا کر

پوچھ رہی تھی جیسے سامنے زامل یا زالے ہوں وہ فورا

سے سر

اثبات میں ہلانے لگا

اب ہر معاملے کو ایسے ہی ہینڈل کریں گے ناں جیسے

کرتے ہیں۔۔۔؟ وہ

اسے لا کر رہی تھی اپنی باتوں میں وہ اسکی ہیزل

آنکھوں میں

دیکھتا ہوا ہپنوٹائز ہونے لگا تھا

ٹھنڈے دماغ سے پر سکون رہ کر۔۔۔ہے ناں ہبی

۔۔۔؟اسکی بات پر

زیحال نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلا دیا

اب آپ روئے تو میں بھی رو پڑوں گی۔۔۔"نہیں"

اسکی اس پر زیحال

کے لبوں سے بے ساختہ "نہیں" نکلا جس پر زمل

شریر انداز میں

مسکرا دی وہ جانتی تھی اسکے ہی اسکی آنکھوں میں

آنسوں نہیں

دیکھ سکتے تھے یہ اسکی سب سے بڑی کمزوری تھی اسی

وقت ایک

ملازم ہاتھ میں بالٹی اور کلینز لئے اس روم میں داخل

ہوا زمل نے

ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سے زیحال کی جانب دیکھنے

لگی لیکن

وہ نہیں دیکھ سکا وہ اس قدر اپنی گلالے کو دیکھتے ہوئے

پاگل ہو

گیا تھا کہ اسکے علاوہ اور کچھ نظر ہی نہیں آرہا تھا

وہ شخص جس کے سر پر پی کیپ تھی وہ خاموشی سے

صفائی

کرنے لگا اس ہوسپٹل میں صفائی کا خاص خیال رکھا

جاتا تھا تب ہی

یہ اچھے ٹریٹمنٹ دینے پر پہلے نمبر پر آتا تھا

اسی وقت یاقوت بھی دروازہ ناک کرتے وہی آگیا

زیحال نے اسے بھی

نہیں دیکھا وہ یک ٹک صرف اپنی گلالے کو دیکھ رہا تھا

لیکن یاقوت

کو دیکھتے زمل ہڑ بڑا کر زیحال سے تھوڑی دور ہو کر

بیٹھ گئی

یاقوت نے اس ملازم کو دیکھا جسے دیکھتے اسے غصّہ آیا

تھا

جاؤیہاں سے۔۔۔"اس نے سخت ٹون میں اسے

وہاں سے باہر بھیجا اس

نے دونوں کو اکیلے اس لئے چھوڑا تھا تاکہ زمل زیحال

کو نارمل کر

سکے یاقوت نے گہری نظروں سے زیحال کو دیکھا اور

پھر زمل کو

اسکا دل ایک دم سے سکون کی وادیوں میں اتر گیا اسکا

فیصلہ

ٹھیک تھا ایک یہی لڑکی تھی جو اسکے باپ کو سمبھال سکتی تھی

اپنی محبت میں سمیٹ سکتی تھی اور وہی ہوا تھا وہ پر سکون

بیٹھا تھا سکون اسکے چہرے پر صاف عیاں ہو رہا تھا

گل کو ہوش آگیا بھائی۔۔۔وہ آپ کا نام لے رہی ہیں ۔۔۔"یاقوت نے

دھیمی آواز میں اسے اطلاع دی اور کمرے سے باہر نکل آیا

ہیں۔۔۔گل آپا سے ملیں۔۔۔؟مجھے انکو دیکھنا ہے

۔۔۔"وہ ایکسا ئٹڈ سی

ہو کر زیحال کا ہاتھ تھام گئی اس نے ایک نظر زمل کا

ہاتھ اپنے

ہاتھ پر دیکھا اور پھر اسکے اسکے چہرے کی چمک کو

زیحال کی وجہ سے وہ اسکا چہرہ بھی ٹھیک سے نہیں

دیکھ پائی

تھی لیکن اس وقت خوشی اسکے سر چڑھ رہی تھی کہ وہ

اسکے

ہبی کی بہن کو دیکھے گی اس شخص سے جڑا ہر رشتہ اسے

اپنے

دل کے قریب محسوس ہوتا تھا

چلو۔۔۔۔ملواتا ہوں۔۔۔"وہ اسکا ہاتھ تھام کر بیڈ

سے اترا اور اسے اپنے

ساتھ لگائے روم سے باہر نکلا پا میر وہی آئی سی یو کے

باہر بیٹھا تھا

جب اسکی نظر کوریڈور میں دور سے آتے زیحال پر

پڑی اسے دیکھتے

وہ ایک دم سے سیدھا ہو گیا جب اس نے دیکھا کہ وہ پر

سکون ہے

پامیر کو لگا وہ بھی سکون میں آ گیا ہو

اس نے یاقوت کی جانب دیکھا جس نے پلکیں جھپکا کر

اسے تسلی

دی کہ اب سب ٹھیک ہو گا بس اس لڑکی کو ساتھ رکھنا

پڑے گا

زیحال زمل کو لئے آئی سی یو میں آ گیا جہاں زرتشم

آنکھیں کھولے

چھت کو دیکھ رہی تھی وہ شاید اپنے زی کے انتظار میں

ہی تھی

جب قدموں کی آہٹ پر نگاہیں پھیر کر دروازے

سے داخل ہوتے

زیحال کو دیکھا اسے دیکھتے ساتھ زیحال کا دل ایک بار

پھر جیسے
مٹھی میں جکڑا گیا تھا لیکن اسکے پیچھے اسکی گلا لے تھی

جس

کی موجودگی اسکے دل کو بھی سمبھال گئی تھی

ز۔۔۔زی۔۔۔"آکسیجن ماسک کی وجہ سے اسکی آواز

گھٹی گھٹی سی

آرہی تھی زیحال نے ایک ہی جست میں جاتے اسکا

ہاتھ تھام لیا جس

پر ڈرپ لگی تھی

میں یہی ہوں۔۔۔گل۔۔۔"اس نے اپنی موجودگی کا

احساس کروایا ہاں

یہ ضروری تھا اسے اب پل پل یہ حوصلہ چاہئے تھا یہ

یقین دہانی

چاہئے تھی کہ وہ اسکے پاس ہے اب سب ٹھیک ہے

اب گرم ہوا بھی

اسکے قریب نہیں آسکتی تھی

زز۔۔زی۔۔۔ا۔۔۔ام۔۔۔اما۔۔۔را۔۔۔زی

۔۔۔"وہ لفظوں کو توڑ توڑ کر بولنے

کی کوشش کر رہی تھی اسکی حالت دیکھ زیحال کی

آنکھوں میں

پھر سے نمی سی بھرنے لگی اسکی بہن کی کیا حالت ہو گئی

تھی اس

نے اس حال میں تو اپنی بہن کو نہیں چھوڑا تھا

زمل ان دونوں کو خاموشی سے دیکھتی رہی لبوں پر

مسکراہٹ تھی

دل میں سکون تھا وہ گل کو دیکھتی رہی جس کے

چہرے کے نین

نقش تو ٹھیک سے نظر نہیں آرہے تھے بس آنکھیں

صحیح دکھ رہی

تھیں جن کا رنگ اسکے ہبی کی آنکھوں جیسا تھا گرے

جھیل سی

پر کشش آنکھیں دنیا کا سارا حسن ان بہن بھائیوں نے

لے لیا تھا کیا

وہ بلاشبہ سوچنے لگی

زیحال اسکے پاس بیٹھ کر اسکے سر کو دھیرے دھیرے

سے تھپکنے

لگا دواؤں کا اثر بہت زیادہ تھا گل پھر سے دھیرے

دھیرے نیند

کی گہری وادیوں میں اترنے لگی تھی جب تک وہ پوری

طرح اسے سو

نہیں گئی تب تک زیحال یونہی اسکے بالوں میں نرم

انگلیاں پھیرتا

رہا

اس نے مڑ کر زمل کو دیکھا جو گل کے قدموں کے

پاس بیٹھی تھی

اسے ایسے معصوم بنے بیٹھے دیکھ زیحال کے لب

دھیرے سے وا

ہوئے جتنا وہ اسے چاہتا تھا اسکے لئے دیوانگی کی ہر حد کو

چھو

لیتا تھا اس پر تو اس عورت کو مغرور ہونا چاہئے تھا

گھمنڈی وہ

گھمنڈی بھی بن جاتی تب بھی وہ اسکے لئے اسی طرح

پاگل رہتا لیکن

وہ تو معصوم تھی اور ہر بار اپنی معصومیت سے اسے

پاگل کر

جاتی تھی

یہاں آؤ۔۔۔"اس نے دھیرے سے محبت بھرے

لہجے میں زمل کو اپنے

پاس بلایا وہ اٹھ کر اسکے پاس گئی

دیکھو۔۔۔یہ ہے میری گل۔۔۔"اس نے گل کے

چہرے پر سے ذرا سا

ماسک ہٹا کر اسے دکھایا اسے دیکھتے ہی زمل کی ہیزل

آنکھیں بے

ساختہ پھیلنے لگی اس نے جھٹ سے اپنے ہبی کو دیکھا

اور پھر گل

کو وہ دونوں کے نین نقش اتنے ملتے جلتے دیکھ حیران رہ

گئی

تھی

میں ہوں ناں انکے جیسا۔۔۔؟ وہ مسکرا کر پوچھ رہا تھا

زمل نے فورا

سے سرہاں میں ہلا یا زیحال کو اسکے حیران ہو جانے پر

نجانے کیوں

ہنسی آئی تھی وہ ایک ہاتھ سے زمل کو اپنے قریب کرتا

اسکے سر کو

تھپکنے لگا اسکی نظریں گل پر تھیں جس کے چہرے پر

آج سکون

تھا وہ سکون جو اسے برسوں بعد نصیب ہوا تھا

زیحال دھیرے سے اٹھ کر زمل کا ہاتھ تھامے باہر

لے آیا

تم نے کچھ کھایا۔۔۔؟ اسے احساس ہوا تھا کہ وہ کافی

دیر سے یہاں

ہے زمل نے سر نفی میں ہلا دیا جس پر زیحال نے گھور

کر اسے

دیکھا

یاقوت۔۔۔کچھ کھانے کیلئے لے آؤ۔۔۔''اس نے

یاقوت کو مخاطب کیاوہ

سر خم کرتے فوراسے دونوں کیلئے کچھ لینے چلا گیا

میں۔۔زریاب لالا کو کال کردوں۔۔۔؟ پامیر جو

کب سے کھڑا یہی سوچ

رہا تھا بالا آخر پوچھ بیٹھا

نہیں۔۔۔''زیحال کے ایک دم بلند آواز میں نہیں

بولنے پر زمل بھی

حیران سی اسے دیکھنے لگی جو ایک دم سے غصّے میں آ

گیا

تھا

کسی کو کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔میں خود

سب سے بات

کرونگا۔۔۔"اسکا لہجہ اٹل تھا پامیر سانس روکے اسے

دیکھنے لگا اسے

اپنے بھائی سے خوف محسوس ہوا تھا وہ جانتا تھا کہ قصور

وار

اسکے گھر والے ضرور نکلیں گے اور یہ بات زیحال کو

پتہ چلے گی تو

وہ ٹوٹ کر بکھر جائے گا اور اس بار ایسا بکھرے گا کہ

خود زمل

بھی شاید نہیں سمبھال سکے گی اپنوں کی مار سید ھا دل

پر لگتی

ہے

وہ کافی دیر وہی بیٹھے رہے جب یاقوت ان دونوں کے

لئے چائے اور

سینڈوچ لے آیا زیحال نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا جس

پر یاقوت ایک

دم سے گڑبڑا سا گیا

مم۔۔۔میرے لئے ہے۔۔۔"اس نے کہتے ایک

چائے کا کپ اٹھالیا اور ایک

طرف ہوگیا زیحال نے سینڈوچ اٹھا کر پہلے زمل کو

کھلایا وہ گود

میں ہاتھ رکھے اسکے ہاتھوں سے کھانے لگی اور خود

چائے کا کپ

اٹھا کر لبوں سے لگا گئی

پہلا سپ لیا ہی تھا کہ اس نے کڑوا سا منہ بناتے ہوئے

اس کپ کو

دیکھا

یہاں شوگر نہیں ملتا۔۔۔؟ وہ یاقوت کو دیکھ کڑوا سا

منہ بنا کر

پوچھنے لگی جو اس پھیکی چائے کو بھی بڑی آرام سے پی

رہا

تھا

یہاں ایسی ہی چائے ملتی ہے بہنا۔۔۔بنا چینی کے

۔۔۔"وہ چسکے لے کر

اسے دکھاتا مزے سے اپنی چائے پینے لگا

مجھے نہیں پینی۔۔۔یہ تو پھیکی ہے۔۔۔"وہ واپس سے

کپ ٹرے میں

رکھ گئی اور سینڈوچ سے اپنے منہ کا ذائقہ بدلنے لگی

زیحال کی

نظر سینڈوچ کھاتے ہوئے اسی کپ پر ٹک گئی

سینڈوچ فنش ہوتے یاقوت ٹرے لے جانے لگا تھا

جب زیحال نے بے

ساختہ اسے روک لیا

ر۔۔۔رکو۔۔۔"اسکے روکنے پر یاقوت نے مڑ کر

اسے دیکھا لیکن زیحال

اس کپ کو ہی دیکھ رہا تھا

یہ مجھے دے دو۔۔۔"اس نے کہتے کپ اٹھا لیا یاقوت

اور پا میر ہکا

بکا سے اسے دیکھے گئے وہ جانتے تھے کہ وہ باہر کی
چائے کبھی
نہیں پیتا حتی کہ ہر ایک کے ہاتھ کی چائے اسے پسند
نہیں آتی اور

اب وہ اس کپ کو لئے مزے سے پی رہا تھا

یاقوت سر کھجاتے ہوئے واپس چلا گیا زمل اپنے فون

میں ویڈیو کال پر اپنے بچوں کو دیکھنے لگی جو اسے دیکھ

خوشی سے اچھلنے لگے

تھے انکی اماں جو نظر آگئی تھی اسے تو رحم نہیں آیا ان

معصوموں

پر اور چھوڑ کر آگئی

زیحال اٹھ کر ایک ڈسٹبن کے پاس گیا اور کپ کو توڑ

کر اس میں

پھینک آیا زمل اسکے اس عمل پر حیران سی اسے دیکھتی

رہی جب

اسے معاملہ سمجھ آیا وہ پہلے حیران تھی اور پھر اس

دیوانے کو

دیکھ بے ساختہ شریر مسکراہٹ مسکرادی

وہاج گھر آنے کے بعد بھی چین سے نہیں بیٹھے تھے

اب تو انکا دماغ

کھولنے لگا تھا وہ بار بار اپنے موبائل کو دیکھ صرف ایک

کال کا

انتظار کر رہے تھے صرف ایک کال کا لیکن وہی تھی

کہ آنے کا نام ہی

نہیں لے رہی تھی انہوں نے واپس سے اس شخص کو
کال کی
یہ کیا بات ہے لوکا۔۔۔۔۔ام کو اب تک کوئی خبر
نہیں ملی۔۔۔پورا دن
گزر گیا۔۔۔کدر ہے اس لڑکی کا لاش۔۔۔؟وہ لوکا
کے کال اٹھانے بلند
آواز میں استفسار یہ پوچھنے لگے جس پر لوکا نے نے
گہری سانس
لی

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا انکے دروازے پر ناک کرتے

ایک ملازم اندر

داخل ہوا

خان جی آپ کے لئے پارسل آیا ہے۔۔۔" وہ ہاتھ

باندھے نہایت مؤدب

انداز میں مخاطب ہوا اسکی بات سنتے وہاج کی آنکھیں

ایک دم سے

چمک اٹھی انہوں نے بنا کچھ کہے لوکا کی کال کٹ کر

دی اور شال

کندھوں پر صحیح کرتے کمرے سے باہر آئے عین اسی
وقت ہاتھ میں
بڑا سا کافی کا مگ لئے باہر لان سے اندر آرہی تھی جب
اسکی نظر
اس گاڑی پر پڑی جو ایک سوٹ کیس انکی حویلی کے
آگے پھینکتے
برق رفتاری سے گاڑی اڑا لے گئے
عین متجسس سی ہوتی اس جانب قدم بڑھانے لگی اسی
وقت وہاج

بھی وہی آ گئے یقیناً ملازم انکو پارسل کا کہہ کر باہر لے

آیا تھا اور

وہ تو تھے ہی اس پار دل کے انتظار میں

عین انکے پیچھے ہی تھی جب اسکی نظر اس سوٹ کیس

سے نکلتے

گاڑھے لال پانی پر پڑی ایک بدبو کا بھبھوکا سا اسکی

ناک کے

نتھنوں سے آ ٹکرایا وہ ناک بند کئے عجیب سی نظروں

سے اسی سوٹ

کیس کو دیکھتی رہی جس کی بدبو بھی آج وہاج خان کو اچھی
لگ رہی تھی
کھولو اسے۔۔۔" انہوں نے فاتحانہ مسکراہٹ عین کی جانب اچھال کر
اس سوٹ کیس کو دیکھا جسے ملازم اپنی ناک بند کئے کھول رہے
تھے اسکے کھلتے عین کے منہ سے زبردست چیخ برآمد ہوتی ہاتھ سے

کافی کا مگ چھوٹ کر گھاس پر جا گرا اسکی روح تو جیسے

ایک دم

سے فنا ہو گئی تھی رنگت سفید مردہ جیسی

یہی حالت وہاج خان کی بھی تھی جو پھٹی پھٹی نگاہوں

سے اس

سوٹ کیس کے اندر سے نکلنے والے سامان کو دیکھ

رہے تھے ملازم

ڈر کر دیواروں سے جا چپکے وہاج خان پر جیسے پر ری

حویلی آن

گری تھی

وہ آگے بڑھ کر آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھنے لگے

انہیں بے اختیار

الٹی آنے لگی تھی کہ اسی وقت انکا موبائل بیپ کرنے

لگا انہوں نے

فون پر بنا نمبر دیکھے کال اٹھا کر فون کان سے لگا لیا

ہ۔۔۔ہیلو۔۔۔" انکی آواز میں لرزش تھی جسے

محسوس کرتے مقابل کے

لب دھیرے سے وا ہوئے اس نے خود کو ایک نظر

مرر میں دیکھتے

نل کھولا اور اپنی چھری کو دھونے لگا

کیسا لگا سرپرائز۔۔۔۔ مسٹر وہاج خان۔۔۔"اسکی

گھمبیر آواز پر وہاج

سانس تک روک گئے انہوں نے فون کان سے ہٹا کر

نمبر دیکھا جو

انجان تھا وہاج تڑپ کر پھر سے فون کان سے لگا گئے

ہر کسی سے پنگا لینا۔۔۔ بھی بے وقوفی کی ایک علامت
ہے۔۔۔" اسکی
آواز میں ایک دہشت تھی جو یہاں تک اسکی آواز کے
ذریعے وہاج
خان کو محسوس ہو رہی تھی
ک۔۔۔کون ہو تم۔۔۔؟ یہ سوال وہ کتنی مشکل سے
پوچھ پائے تھے
بلیک شیڈو۔۔۔" کیا ادا تھی نام میں بھی دہشت چھپی
تھی

امید کرتا ہوں تحفہ پسند آیا ہوا ہو گا۔۔۔اور آئندہ

۔۔۔ایسے سرپرائز

لینے کی کوشش نہیں کریں گے آپ۔۔۔"وہ سامنے

والے کو خوف زدہ

کرتے اسے عزت سونپ رہا تھا وہاج کو بے ساختہ اس

سے خوف

محسوس ہونے لگا اگر وہ غور کرتے تو فون پکڑے انکے

ہاتھ کانپ

رہے تھے

کال کاٹ سی گئی تھی لیکن وہاج خان فون کان سے

نہیں ہٹا سکے

کتنی ہی دیر وہ اسی ساکت حالت میں کھڑے رہے

عین کو تو بخار

چڑھ گیا تھا پچھلے ایک گھنٹے سے ملازمہ اسکے سر پر

ٹھنڈے

پانی کی پٹیاں کر رہی تھی

وہاج خان کا خود سانس تک رک گیا تھا وہ کب سے

ایک ہی پوزیشن

میں بیٹھے تھے جب انکے موبائل پر رنگ ہونے لگی

انہوں نے ڈرتے

ڈرتے موبائل کی سکرین پر نظر ڈالی جہ "لوکا" کالنگ

جگمگا رہا تھا

انہوں نے دھیرے سے کال پک کرتے فون کان سے

لگایا

میرے بندے کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔۔۔" وہ یہی

بات پہلے بھی بتانا

چاہتا تھا لیکن پارسل کے نام پر وہاج خان انکی بات بھی نہیں سن

سکے

مار دیا اسے۔۔۔" وہ سرد لہجے میں بولے بنا کوئی تاثر

دیے جیسے وہ

اب تک صدمے میں ہوں

واٹ۔۔۔؟ کس نے۔۔۔؟ لوکا کو ایک دم سے جھٹکا

سا لگا

ب۔۔۔بلیک شیڈو۔۔۔" انکے نام لیتے لوکا کچھ پل

سانس بھی نہیں لے

سکا

بب۔۔۔بلیک شیڈو۔۔۔؟ وہ حیران تھا پریشان تھا اس

پر حیرتوں کے

پہاڑ ایک ساتھ آن ٹوٹے تھے

وہ۔۔۔وہ کون ہے۔۔۔؟ وہاج خان پر اسکی دہشت

ایسی طاری ہو گئی

تھی کہ یہ سوال کرتے ہوئے بھی انکا لہجہ کانپ رہا تھا

لگا کچھ دیر جواب بھی نہ دے سکا وہ بھی جیسے شاک

میں

تھا وہ فورا سے کال کاٹ گیا اسکا جواب نہ دینا وہاج خان

کو مزید

پریشان کر گیا تھا

زیحال کب سے بینچ پر بیٹھا ایک ہی پوزیشن میں تھا

کیونکہ زمل

اسکے سینے پر سر رکھے سو چکی تھی صبح ہونے والی تھی

پامیر

بھی وہی موجود تھا لیکن یاقوت گھر چلا گیا تھا مشی

بچوں کے

ساتھ اکیلی تھی اسے یاقوت کی ضرورت تھی

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اس کی نظر سامنے بیڈ

کے

خوبصورت منظر پر پڑی جہاں مشی ایک سائیڈ ٹیڑھی

ہو کر لیٹی

گہری نیند میں تھی اور دوسری جانب زامل زالے اور

عبدلباری تھا

انکے گرد اس نے تکیوں کی لائن لگا رکھی تھی ان تین

آفتوں کو ایک

ساتھ سمبھالنا ایسا تھا جیسے نوبل پرائز جیتنا

اور مشی اس میں چیمپئین تھی وہ بچوں کو بلکل ایک

ماں کی طرح

سمبھالتی تھی یاقوت اسے دیکھتے ہوئے بنا قدموں کی

آواز کیئے اس

کے پاس آیااور اس تھوڑی سی جگہ میں بیٹھ کر کہنی

مشی کے

سرہانے پر رکھی اور ذرا سا جھک کر اپنے لب مشی کے

رخسار پر ٹکا

دیے اسکے لمس کو محسوس کرتے وہ کسمساتی ایک دم

سے گھبرا کر

اٹھی جب اسکی نظر خود پر جھکے یاقوت پر پڑی

گڈ مارننگ جاناں۔۔۔" اسکے لہجے میں شریر پن گھلنے

لگا مشی نے

مارننگ کے نام پر جھٹ سے ذرا سی اٹھ کر کھڑکی کے

باہر دیکھا

جہاں صبح کی نیلی روشنی پھوٹ چکی تھی

اممم۔۔۔۔ صبح بھی ہو گئی۔۔۔"وہ انگڑائی لیتی

آنکھیں زور سے میچ

گئی وہ اس وقت یہ بھول رہی تھی کہ وہ جن اسے ہی

دیکھ رہا

ہے جس کے انگڑائی لینے پر یاقوت کی آنکھوں میں

خماری سی اترنے

لگی

ہاں۔۔۔میرے بغیر۔۔۔"اسکی بات پر مشی نے

گردن موڑ کر اسے دیکھا

جب اسکے اتنے قریب ہونے پر اسکا سانس تک رک

گیا وہ دھیرے سے

اس سے تھوڑی دور ہوتی اٹھ کر بیٹھ گئی

کہاں تھے ساری رات۔۔۔؟اور زمل کہاں ہے

۔۔۔"بچے اسکے پاس تھے

مطلب وہ گھر نہیں آئی تھی مشی ایک تو نیند سے

جاگی تھی اوپر

سے یہ بات اسے یکدم سے پریشانی میں گھیر گئی

ہوسپٹل میں تھا۔۔۔"یاقوت کے سر سری سے

جواب پر مشی کا سانس

تک رک گیا وہ پتھرائی نظروں سے اسے دیکھنے لگی

ل۔۔۔لیکن کیوں۔۔۔؟ کتنی مشکل سے اس نے یہ

سوال کیا تھا

ڈونٹ وری۔۔۔پریشانی والی بات نہیں ہے

۔۔۔انفیکٹ خوشی کی بات

ہے۔۔۔"وہ اٹھ کر اپنی شرٹ نکالتے ہوئے پر سکون

سے انداز میں بولا

مشی اس کے انداز پر ہی پر سکون سی ہوتی گہرا سانس

لے گئی

ہوسپٹل میں بھلا خوشی کی کیا بات ہو گی۔۔۔؟ کہیں

زمل اگین۔۔۔؟

وہ اندازہ لگاتی آنکھیں پھاڑے پوچھنے لگی

یاقوت نے مڑ کر اسے اور پھر بچوں کو دیکھا

تمہاری زبان مبارک ہو۔۔۔" وہ مسکرا کر اپنے

کپڑے وارڈروب سے

نکالنے لگا

کیا مطلب۔۔۔ایسا نہیں ہے۔۔۔؟ تو پھر

۔۔۔؟ ہوسپٹل سے بھلا خوشی کی

کیا خبر ہو گی۔۔۔" وہ سر کھجاتی اسی بارے میں سوچنے

لگی

زیادہ مت سوچو۔۔۔میرا بے بی پریشان ہو گا

۔۔۔"باتھ روم کے اندر سے

یاقوت کی بات پر ہی مشی رنگت یکدم سے سرخ پڑ گئی

اس نے

ایک نظر اپنی بیلی کو دیکھا اور بے اختیار مسکرا دی

بچے اب تک سو رہے تھے یاقوت تھوڑی دیر میں

شاور لے کر باہر نکلا

اس وقت بھی وہ صرف ٹراؤزر میں ہی ملبوس ٹاول

سے اپنے بال

خشک کر رہا تھا اس نے باہر آتے مشی کو دیکھا اسکی نظر

بھی اسی

وقت اسکی جانب اٹھی

تت۔۔۔ تم شرٹ پہن کر نہیں آ سکتے باہر۔۔۔"وہ

نظریں چراتی زالے

کا ننھا سا ہاتھ پکڑ کر خود کو مصروف دکھاتی چہرے کی

سرخی

چھپانے لگی

کیوں۔۔۔؟ باہر آکر پہننے میں کیا ایشو ہے۔۔۔؟ وہ

اسکی حیا کے رنگوں

سے محفوظ ہوتا شریر انداز میں پوچھنے لگا مشی مزید اپنا

رخ

موڑ گئی لیکن کہا کچھ نہیں وہی ہر بار شرم کر جاتی تھی

وہ تو

شرم پروف ہونے پر اپنے باپ پر گیا تھا جس کا خون

انکی رگوں میں

بھلے نہیں دوڑتا تھا لیکن اسکی محبت اور اسکی جنونیت

ساتھ میں

اسکی الٹی حرکتیں تو ان تینوں میں بھی کوٹ کوٹ کر

بھری

تھی

وہ رخ موڑے بیٹھی تھی جب اسے اپنے کان پر اسکی

گرم سانسیں

محسوس ہوئی وہ بے اختیار مڑ کر اسے دیکھنے کی کوشش

کرنے لگی

لیکن یاقوت اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھتے اپنے ہاتھ اسکی

بیلی پر

باندھ گیا

اب شرمانا کم کردو۔۔۔اب ہماری زندگی میں بھی

ایک پیاری سی

گڑیا آنے والی ہے۔۔۔"وہ مشی کے بالوں میں چہرہ

چھپائے گھمبیر آواز

میں بولتا مشی کے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر گیا

تمھیں۔۔۔ تمھیں کیا چاہئے۔۔۔؟ وہ یاقوت کے

ہاتھوں پر ہاتھ رکھی

دھیمی آواز میں پوچھنے لگی

مجھے بیٹی چاہئے۔۔۔ تمھارے جیسی۔۔۔زالے جیسی

معصوم سی گڑیا۔۔

خدا کی رحمت۔۔۔"ہاں اسکی دلی خواہش تھی کہ اسے

پہلے بیٹی

ملے بیٹی کیلئے دنیا کے ہر باپ کی محبت ایک جیسی ہوتی

ہے لیکن

جن کو ترسا کر یہ رحمت دی جائے انکے لئے اس کی

قدر مزید بڑھ

جاتی ہے

مشی آنکھیں بند کرنے ہی لگی تھی جب زالے کسمسا

کر اٹھنے لگی

مشی نے فورا اسے یاقوت کو پیچھے کر دیا

مش۔۔۔ما۔۔۔ما۔۔۔"اس نے آنکھیں کھولتے

کس معصومیت سے مشی

کو پکارا اسے بے اختیار اس ننھی سی جان پر ٹوٹ کر پیار

آیا

یس مش ماما کی جان ادھر آؤ۔۔۔" اسے گود میں لیتے

اس نے ڈھیر

سارا پیار کیا یاقوت مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا خود بھی

اسکے

دوسرے گال پر پیار کرنے لگا

مشی اسکی شریر نگاہوں پر خفت سے سرخ پڑتی اپنا چہرہ

زالے کی

اوٹ میں چھپا گئی جس پر ایک زندگی سے بھرپور قہقہہ

یاقوت کا

کمرے میں گونجا تھا

صبح کے نو بجنے کے قریب تھے جب یاقوت واپس

ہوسپٹل آیا تھا

اور اسکے آنے کے تھوڑی دیر بعد ہی زرتشم کو بھی

ہوش آگیا تھا

زیحال اور زمل تب سے اسکے پاس ہی تھے اسے روم

میں بھی شفٹ

کر دیا گیا تھا جب ڈاکٹرز کی ایک ٹیم اسکا چیک اپ

کرنے روم میں

آئی کومل بھی انکے ساتھ ہی تھی

جب ان میں سے ایک نے نوٹ کیا کہ یہاں ڈاکٹر

برہان نہیں ہیں

ڈاکٹر برہان کہاں ہیں اس کیس کے انچارج۔۔۔؟ وہ

یہاں وہاں متلاشی

نگاہوں سے انکو دیکھنے لگے

کومل نے بھی نوٹ کیا کہ کل سے وہ دکھائی نہیں

دیے تھے وہ آخر

گئے کہاں تھے

زیحال نے استفسار یہ نگاہوں سے کومل کی جانب

دیکھا جیسے

پوچھنا چاہتا ہو "یہ کون ہے"

وہ۔۔۔ڈ۔۔۔ڈاکٹر برہان ہی زرتشم کا علاج کر رہے

ہیں۔۔۔"اس نے دھیمی

آواز میں جواب دیا زیحال کندھے ڈھیلے چھوڑ گیا یہ

بات نارمل

تھی جب تک اسکے کانوں میں وہ جملہ نہیں پڑ گیا

انہوں نے ہی مس زرتشم کو زبردستی یہاں رکھا تھا

ورنہ انکے گھر

والے تو انکا علاج ہی نہیں کروانا چاہتے تھے

۔۔۔"اس ڈاکٹر کی بات

پر زیحال کی بے ساختہ آنکھیں پھیلنی شروع ہوئی

عجیب لوگ تھے پیشنٹ کی جان جانے والی تھی اور انکو

کوئی خیال

ہی نہیں تھا کیسے کیسے لوگ رہتے ہیں دنیا میں

۔۔۔"انکے یہ الفاظ

زیحال کی سماعتوں میں ہتھوڑے بن کر گونج رہے

تھے وہ سب آپس

میں باتیں کرتے ہوئے زرتشم کی رپورٹ تیار کر کر

روم سے باہر نکل

گئے

کومل۔۔۔"کومل بھی انکے ساتھ ہی جانے لگی تھی

جب زیحال کے

پکارنے پر اسکے قدم وہی منجمند سے ہو گئے سانس

رک سی گئی اس

نے ساختہ مشکل سے تھوک نگلا

اس نے دھیرے سے مڑ کر زیحال کو دیکھا جس کی

آنکھوں کے

گلابی ڈورے اسکے دل کو دھک سے روک گئے

گل کس کے ساتھ یہاں آئی تھی۔۔۔؟ اسکے انداز

میں سرد مہری اس

قدر تھی کہ کومل کو اپنی رگوں میں دوڑتا خون جمتا ہوا

محسوس

ہونے لگا تھا

"ک۔۔۔کیسے" زیحال کی سماعتوں میں زمل کا ایک

وہی لفظ گونج

رہا تھا جس نے اسکے ذہن میں سوالوں کا انبار اکٹھا کر

دیا تھا کومل

سانس روکے اپنے پہلو میں پڑے ہاتھوں میں اپنا
وائٹ کوٹ جکڑ
گئی
زمل بھی زیحال کے ساتھ کھڑی اسکے جواب کی منتظر
تھی اسی
وقت پامیر بھی کمرے میں آگیا کمرے میں داخل
ہوتے اسے ایک
گھری فسوں خیزی کا احساس ہوا اس نے کومل کو دیکھا
جس کے

ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں

میں نے پوچھا۔۔۔گل کس کے ساتھ ہوسپٹل آئی

تھی۔۔۔؟کون اسے

لایا تھا۔۔۔؟وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے جتنے

ٹھہرے انداز میں

پوچھ رہا تھا کومل لگا اسکا دل بند ہو جائے گا ساتھ یہی

حالت اب

پامیر کی بھی تھی

53/2

کومل نے ایک نظر پامیر کی جانب دیکھا جس نے اسے
کچھ بھی

بتانے سے منع کیا تھا وہ چاہتا تھا زریاب سے پہلے بات کر کر سب

کچھ سارٹ آؤٹ کر لے کیونکہ وہ جانتا تھا سچ سامنے آنے پر اسکے

باپ کے دل کو ہی ٹھیس پہنچنی تھی لیکن وہ جس سرد لہجے میں

پوچھ رہا تھا پا میر کیلئے بھی سچ چھپا پانا نہایت مشکل ہونے لگا

تھا یہ ایک ایسا راز تھا جس کا بوجھ کیئوں کی زندگی

ایک ساتھ لے

ڈوبنے والا تھا

بھائی۔۔۔بب۔۔۔بیٹھ کر بات کرتے ہیں ناں

۔۔۔!! پا میرا اسے پر سکون کر

کر بات بتانے کی غرض سے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ

کرنے لگا لیکن

زیحال اسے سخت نگاہوں سے دیکھتا کومل کی جانب

مڑتا اسکا

سانس تک روک گیا

میں نے پوچھا۔۔۔گل کو کون لایا تھا۔۔۔؟اسکی

آواز نہ چاہتے ہوئے

بھی بلند ہونے لگی تھی کومل نے خوف زدہ ہوتے اپنا

کوٹ مٹھیوں

میں جکڑلیا

ڈڈ۔۔۔ڈاکٹر برہان کو پتہ ہے۔۔۔و۔۔۔وہی اس

کیس کے انچارج تھے۔۔۔"

وہ خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں نہایت دھیمے لہجے

میں بولی

اسے ایسے ڈرتے دیکھ زمل نے آگے آتے زیحال کا

ہاتھ تھام کر نرمی

سے دبایا جس پر سارا وبال ایک ہی سانس میں اسکے

اندر سے نکلتا

چلا گیا

کومل واقعی وہاج کے بارے میں نہیں جانتی تھی ڈاکٹر

برہان نے

صرف اسے زرتشم پر ہونے والے ظلم کے بارے

میں آگاہ کرر رکھا تھا

لیکن وہ خوف زدہ صرف زیحال کے اس قہر سے ہو

رہی تھی جو اس

وقت سرخ آنکھوں سے چھلک رہا تھا

اور پامیر کو وہ قیامت خیز منظر اپنی آنکھوں کے سامنے

گھومتا

دکھائی دے رہا تھا جس میں زیحال خان کے سامنے

اسکے اپنے ہی

مجرم بن کر کھڑے تھے ایسے مجرم جن کی سزا انکے

بجائے وہ خود

کو دے لیتا اور یہی پامیر سلطان نہیں چاہتا تھا وہ اپنے

باپ کو

بکھرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا

کہاں ہے یہ ڈاکٹر۔۔۔؟اب کی بار آواز دھیمی تھی

فف۔۔۔فارم ہاؤس پر ہی۔۔۔۔تھے۔۔۔وہ۔۔۔ل

۔۔۔لیکن اب پتہ نہیں۔۔۔۔ک

کیونکہ۔۔۔میں نے۔۔۔انکو کل سے نہیں

دیکھا۔۔۔" وہ بے اختیار

نظریں جھکا گئی زیحال نے ایک نظر زمل کو دیکھا اور

پھر ان دونوں

کی جن کی صورتوں سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ کچھ

چھپایا جا

رہا ہے

اگر مجھے ایسا کچھ پتہ چلا۔۔۔جو مجھ سے چھپایا گیا تو یاد

رکھنا

میں معاف نہیں کرونگا۔۔۔''وہ پامیر کی آنکھوں

میں آنکھیں گاڑھے

درشتگی سے بولتا کمرے سے باہر نکل گیا زمل وہی

کھڑی ان دونوں

کو دیکھتی رہی

اب۔۔۔اب کیا ہوگا۔۔۔پامیر۔۔۔''کومل ہڑبڑائی

ہوئی سی حالت میں

پامیر کا ہاتھ تھامے تقریباً رو دینے کو تھی زمل ان

دونوں کو دیکھ

کرہی پریشان ہو گئی تھی

وہی جو ہونا تھا۔۔۔"پامیر کا لہجہ بوجھل تھا وہ بے

اختیار کاؤچ پر آ

بیٹھا اسے ایسے ہارے ہوئے سے انداز میں دیکھ کومل

کی آنکھوں

میں بے ساختہ نمی سی بھرنے لگی تھی

زیحال ہوسپٹل سے نکل کر گاڑی لیتا سیدھا فارم

ہاؤس کیلئے نکل گیا

تھا اسکی گاڑی اس وقت فل سپیڈ میں تھی سٹیر نگ پر

گرفت

مضبوطی سے جمائے وہ فارم ہاؤس کی جانب بڑھ رہا تھا

اسکے اندر

اس وقت شدید طوفان کے انبار اٹھ رہے تھے کتنے ہی

سوال اسکے

ذہن میں پیدا ہو رہے تھے اور ہر سوال اپنے میں ایک

تباہی چھپا کر

رکھتا تھا

وہ کب سے اس خالی سڑک پر رف ڈرائیونگ کر رہا تھا

پوری سڑک

اس وقت خالی تھی جسے خالی کروایا گیا تھا اس سڑک

کے دونوں

اطراف گارڈز تعینات تھے اور وہ ایک سرے سے

دوسرے پر تو دوسرے

سے پہلے پر ایسی ہی کتنی دیر سے گاڑی بھگا رہا تھا پامیر

نے خاص

اسکے ساتھ گارڈز کی ایک بڑی تعداد رکھی تھی تاکہ وہ

پھر سے اپنے

جنون میں آکر رہے ایسا کچھ نہ کر دے جو زیحال کو

مزید دکھی کر

جائے

اور اب برلاس شاہ کو انہی گارڈز کو دیکھ دیکھ کر غصّہ آ

رہا تھا جو

وہ اس گاڑی کو بھگا بھگا کر نکال رہا تھا آخر میں تنگ

آتے اس نے

گاڑی کو ایک جگہ بریک لگائی اور نیچے اتر کر آگے آتا

گاڑی کے بونٹ

پر چڑھ کر بیٹھ گیا

وہاں بیٹھے بیٹھے اسکا ذہن بلکل ماؤف تھا وہ زیحال کا وہ

رونا یاد

کرتے اپنی گردن کی پشت مسلنے لگا وہ منظر اسکے لئے

تب تک

بھول پانا نہ ممکن تھا جب تک وہ اس منظر کا سبب بننے

والوں کی

چیخیں نہ اپنے کانوں سے سن لے

کہ تب ہی اسکا ایک خاص بندہ اسکے پاس حاضر ہو کر

سر خم کر

گیا

کچھ پتہ چلا۔۔۔؟اس نے بنا اسکی جانب دیکھے کوفت

سے استفسار یہ

پوچھا

جس سے پتہ چل سکتا تھا اسے بلیک شیڈو نے پہلے ہی

ختم کر

دیا۔۔۔"اس بندے کی آواز دھیمی تھی کیونکہ وہ

جانتا تھا برلاس

شاہ کو اونچی آواز میں بات کرنے والوں سے نفرت

تھی

انکو اتنی بھی کیا جلدی تھی۔۔۔"برلاس کو بے اختیار

بلیک شیڈو پر

غصّہ آیا وہ اتنا جانتا تھا کہ یہ اسکے باپ کا خاص بندہ تھا

جو

دنیا کی نظر میں آئے بغیر اسکا کام کرتا تھا اسکے علاوہ وہ

پوری

بلیک ماسک مافیا کو گنز سمگل کر کر دیتا تھا ایک بہت بڑا

نیٹ

ورک اسکے انڈر تھا مافیا کی دنیا میں کتنے ہی لوگ اسکے ما

تحت

تھے کتنے ہی گروہ اسکے ساتھ جڑنے کی کوشش کرتے

تھے لیکن وہ

صرف پاشابے کیلئے کام کرتا تھا اسی طاقت بن کر رہتا
تھا مافیا
کی دنیا میں کب کون کیا کر رہا ہے یہ بلیک شیڈو کو ہر
وقت معلوم
رہتا تھا ایک طرح سے پاشابے کی اصل طاقت وہی تھا
جس کی
وجہ سے کوئی بھی پاشا کے آگے نگاہ اٹھانے کی ہمت
نہیں رکھتا تھا

کیونکہ یہاں پاشا کا ایک آرڈر اور وہاں وہ سایہ بن کر

اس شخص

کے آگے حاضر

اب کیا کرنا ہے بوس۔۔۔؟ایک وہی تھا جو بتا سکتا تھا

کہ اسے کس

نے بھیجا تھا اسکے علاوہ اور تو کوئی بھی نظر میں نہیں ہے

۔۔۔"وہ

اسے اطلاع کرتے اب اگلے حکم کا منتظر تھا

برلاس گہری سوچ میں ڈوب سا گیا کہ تب ہی اسے

بائیک کا خیال

آیا

اچھا وہ بائیک کا کیا بنا۔۔۔؟ اس نے استفسار یہ پوچھتے

اس شخص

کو دیکھا

بوس وہ مارکیٹ میں صرف ایک پیس تھا جسے خود پاشا

بے نے

ڈیزائن کیا تھا اس جیسی ملنا مشکل نہیں نہ ممکن ہے

کیونکہ اسے

کاپی کرنے کی مارکیٹ میں کوئی ہمت نہیں رکھتا

"اسکی بات پر۔۔۔

برلاس کی بھنویں سکڑی

اسکا باپ چالاک تھا جان بوجھ کر ایسی بائیک اسے لے

کردی جس

کی کوئی کاپی تک نہیں مل رہی تھی اور یہ صاحب اس

بائیک کو

ایک ریس میں سیدھا ٹرک کے نیچے دے کر بیٹھے

تھے

اس دن زی حال نے اس نے بائیک کی چابی مانگی تھی تو

برلاس کو

لگا جیسے اس نے اسکی جان مانگ لی ہو

اگر اسے برلاس شاہ کی اس ریس کا پتہ چل جاتا تو

برلاس سوچ

بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اسکا کیا حال کرنے والا تھا چھوڑ

تو وہ

اب بھی نہیں رہا تھا اسے بائیک دیکھنی تھی تو مطلب
دیکھنی
تھی

فارم ہاؤس کی حالت وہی تھی جیسی وہ لوگ کر کر گئے
تھے ہر
چیز ٹوٹی بکھری سی کانچ کی کھڑکیاں بری حالت میں
تھیں خوب

صورت پودے ٹوٹ کر جلی ہوئی حالت میں پڑے

تھے یہاں تک سے

راہداری کا فرش بھی وہ لوگ توڑ چکے تھے فارم ہاؤس

میں لگے

لگژری دروازے بھی اس وقت صحیح حالت میں نہ

تھے غرض کہ وہ

لوگ ایک ہی دن میں اربوں ڈالرز کی مالیت رکھتے اس

فارم ہاؤس کو

بلکل فنا کر گئے تھے

اسی کے کمروں میں سے ایک کمرہ ایسا تھا کہاں اس

وقت صحیح

حالت میں موجود بیڈ پر ڈاکٹر برہان بے ہوشی کی

حالت میں تھے

ڈرپ انکے ہاتھ میں لگی قطرہ بہ قطرہ انکے وجود میں

داخل ہو

رہی تھی ماتھے پر بینڈج ہوا انکے پورے سر کو اس

وقت ڈھانپ چکا

تھا

ڈاکٹر مبشر انکے پاس ہی موجود تھے وہ کب سے یک

ٹک انہیں ہی

دیکھ رہے تھے ان لوگوں کے یہاں آتے ڈاکٹر مبشر

اس فارم ہاؤس

کے تہہ خانے میں چھپ گئے تھے جہاں ان لوگوں

کی نظر ان پر نہیں

پڑ سکی وہ لوگ باقی تباہی مچاتے یہاں سے نکل گئے

تھے انکے جانے

کے کافی دیر بعد ہی ڈاکٹر مبشر باہر نکلے اور پھٹی پھٹی

سی

نگاہوں سے اس فارم ہاؤس کو دیکھنے لگے جو پوری

طرح سے تباہ ہو

چکا تھا انہیں وہاں رہنے میں خوف سا محسوس ہونے لگا

تب ہی وہ

جلدی سے یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنے لگے لیکن

انکی سوچ کے

مطابق آگے کا راستہ شاید سیف نہیں تھا تب ہی وہ

پیچھے کی جانب

سے نکلنے لگے جب انکی نظر وہاں بے ہوش پڑے ڈاکٹر

برہان پر

گئی

ڈاکٹر برہان۔۔۔"اسے دیکھتے انکے منہ سے بے اختیار

چیخ نکلی اور

وہ دوڑ کر انکی جانب گئے سر پر کڑی دھوپ اور خون

میں لت پت

انکا وجود دیکھ ڈاکٹر مبشر کی گویا سانس تک رک گئی

ڈاکٹر۔۔۔ڈاکٹر آنکھیں کھولیں۔۔۔ڈاکٹر برہان

۔۔۔"وہ انہیں سیدھا کرتے

انکے چہرے کو تھپتھپانے لگے جب انہیں اپنے ہاتھ پر

کچھ گیلا سا

محسوس ہوا انہوں نے ڈاکٹر برہان کی گردن سے ہاتھ

ہٹا کر اپنا ہاتھ

دیکھا جو سرخ ہونے لگا تھا

ڈاکٹر۔۔۔"ڈاکٹر مبشر کا دل بند ہونے لگا تھا انہوں

نے ڈرتے ڈرتے جھک

کر اپنے کان ڈاکٹر برہان کے دل کے مقام پر رکھے

جہاں ذرا سا بھی

دل دھڑکتا ہوا محسوس نہیں ہو رہا تھا

ڈاکٹر برہان۔۔۔۔"وہ حواس باختہ سے انکے چہرے

کو دیکھے گئے ان

کا اپنا دل بند ہونے لگا تھا وہ ایسے نہیں جا سکتے تھے

فارم ہاؤس کی سنسان فضا میں اچانک خوفناک

خاموشی چھا گئی

ڈاکٹر مبشر نے ان کی کلائی پر ہاتھ رکھا کچھ نہیں... دل

کی کوئی

دھڑکن نہیں ان کی روح جیسے کانپ سی گئی

"یہ نہیں ہو سکتا... ابھی نہیں..." انہوں نے دل ہی

دل میں کہا ہاتھ

کپکپا رہے تھے مگر وہ ایک جھٹکے میں ڈاکٹر برہان کو

سیدھا چت

فرش پر لٹا کر انکو دیکھنے لگے ہاتھ نجانے کیوں کانپنے

لگے

تھے

سمبھل جائیں ڈاکٹر برہان ۔۔۔ آپ ۔۔۔ آپ ایسے

نہیں جا سکتے ۔۔۔ پلیز ۔۔۔

پلیز اٹھیں ۔۔۔ "انہوں نے خود سے بھیگے لہجے میں

کہا اور دونوں

ہاتھ ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر پوری طاقت سے

ان کے سینے پر

دباؤ دینے لگے ہر دباؤ کے ساتھ ان کے دل سے ایک
چیخ نکلتی

"واپس آجائیں۔۔۔سانس لیں۔۔۔۔ ہمیں اکیلا
مت چھوڑیں۔۔۔"انکے لب

کپکپا رہے تھے ایک لرزش سی ان پر طاری ہو رہی
تھی

پسینے کے قطرے ان کے چہرے سے بہہ کر برہان پر
گر رہے تھے

وہ لمحہ بھر کو ر کے آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا

چھانے لگا، جیسے

سب ختم ہو رہا ہو۔ مگر پھر انہوں نے ڈاکٹر برہان کا

چہرہ دیکھا، وہ

چہرہ جس کے ساتھ انہوں نے بے شمار لمحے گزارے

تھے۔ دل کے اندر

ایک چیخ اٹھی

"میں ہار نہیں مانوں گا... میں آپ کو موت سے بھی

چھین لوں

گا۔۔"وہ اپنے عمل کو جاری رکھتے ہوئے رودینا

چاہتے تھے

"آجائیں سانس لیں۔۔"وہ بار بار دہراتے رہے،

جیسے اپنی دعا اور

آرزو سے انکے مردہ جسم میں جان ڈال رہے ہوں

پھر...اچانک ڈاکٹر برہان کے ہونٹوں سے ایک

بھاری، ٹوٹی پھوٹی

سانس نکلی۔سینہ ہلکا سا اٹھا۔ڈاکٹر کا دل ایک لمحے کو

رک گیا،

پھر تیز دھڑکنے لگا

ڈاکٹر مبشر ہمت کرتے ان کو اپنے مضبوط بازوؤں کا

سہارا دے کر

اٹھانے لگے ڈاکٹر برہان کے لئے ایک بھی قدم اس

وقت چل پانا بہت

مشکل تھا تب ہی ڈاکٹر مبشر انہیں سارا اپنے زور پر گھسیٹتے ہوئے

اندر لائے اور اس کمرے میں موجود بیڈ پر لٹا گئے

وہ لوگ اس کمرے کی کھلی کھڑکی دیکھ یہاں تباہی

پھیلا نا بھول

گئے تھے مشینیں اسی حالت میں تھیں

ڈاکٹر مبشر انکو ٹھیک سے بیڈ پر لٹاتے انکے منہ پر

آکسیجن ماسک

لگانے لگے جس کے بعد انکی شرٹ کھول کر انکے زخم

دیکھے

وہ کتنی خود کو تکلیف پہنچا چکے تھے اسکا اندازہ شاید انکو

اب

بھی نہیں تھا

کب تک اس لڑکی کے پیچھے خود کو تکلیف دیں گے

آپ۔۔۔"انکے

لہجے میں نمی چھلکنے لگی تھی وہ خود اسپیشلسٹ تھے

چہرے پر

ماسک لگائے وہ ڈاکٹر برہان کے زخم صاف کرنے لگے

جو اس حد

تک بگڑ چکے تھے کہ اگر مبشر خود ایک ڈاکٹر نہ ہوتے

تو شاید

ان کی روح ان بگڑے زخموں کو دیکھ کانپ اٹھتی

انھوں نے سینے کے زخموں کو بند کرتے بڑی مہارت

سے بینڈج کیا اور

پھر انکے سر پر سٹچز لگانے لگے اس سارے میں ڈاکٹر

برہان ہوش

میں ہی رہے تھے اور انکو ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھ

رہے

تھے

زر۔۔۔زر۔۔۔تشم۔۔۔" انکے لبوں سے ٹوٹ کر

اسکا نام نکلا اسے سنتے

ڈاکٹر مبشر لب بھینچ کر انہیں دیکھنے لگے

ز۔۔۔زر۔۔۔ت۔۔۔شم۔۔۔ٹھ۔۔۔ٹھیک

۔۔۔ہے۔۔۔؟آکسیجن ماسک میں انکی

آواز گھٹی گھٹی سی آرہی تھی لیکن انکی اس لڑکی کیلیئے

بے چینی

اور فکر ڈاکٹر مبشر کو صاف محسوس ہورہی تھی

میں نہیں جانتا وہ کہاں ہیں۔۔۔آپ پلیز اپنے بارے

میں سوچ لیں۔۔۔

موت کے منہ سے واپس آئے ہیں آپ۔۔۔آپ کو

خود پر ترس نہیں

آتا۔۔۔؟ انکے سوال پر ڈاکٹر برہان کی لمبی پل کیں

بے ساختہ جھپکی

مبشر کو لگا جیسے وہ استہزائیہ مسکرائے ہوں

وہ خود سے اٹھنے کی کوشش کرنے ہی لگے تھے کہ

ڈاکٹر مبشر نے

سختی سے انکو واپس لٹادیا

پلیز۔۔۔پلیز۔۔۔رحم کریں خود پر۔۔۔آپ کو

ٹھیک سے سانس بھی نہیں

آ کر ہی اور آپ اس لڑکی کے پاس جانا چاہتے جس کا

کچھ اتہ پتہ

ہی نہیں ہے۔۔۔"وہ گویا عاجز آنے لگے تھے تھوڑی

دیر پہلے انہوں نے

اپنی حالت سے ڈاکٹر مبشر کی کیا حالت کر دی تھی یہ

وہ اب تک

نہیں بھولے تھے اگر وہ خود ایک ماہر ڈاکٹر نہ ہوتے تو

شاید آج

ڈاکٹر برہان بھی زندہ نہ ہوتے

مم۔۔۔مجھے۔۔۔ز۔۔۔زرت۔۔۔شم سے۔۔۔مم

۔۔۔ملنا۔۔۔"وہ لفظوں کو توڑ

کر اپنے لبوں سے ادا کرنے کی کوشش کرنے لگے

جب ایک زور کا

دھسکا اٹھا اور انکے پورے وجود کو ہلا کر رکھ گیا

ڈاکٹر مبشر نے ضبط سے آنکھیں بند کر کر کھولی اور

ڈاکٹر برہان

کو دیکھا

ایم سوری۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔لیکن اب آپ مجھے مجبور کر

رہے ہیں۔۔۔" وہ

یہ کہتے کرسی سے اٹھ کر ٹیبل کے پاس گئے جہاں

ساری ادویات اور

انجیکشنز رکھے تھے انہوں نے ایک انجکشن اٹھایا اور

اس میں دوا

بھرنے لگے

ن۔۔۔نہیں۔۔۔م۔۔۔مب۔۔۔شر۔۔۔"انہیں

اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کیا کرنے

والے ہیں لیکن انہوں نے نہیں سنا وہ وہی کرتے

رہے جس کا ارادہ وہ

کر چکے تھے

آئی سیڈ۔۔۔سوری۔۔۔آپ نے مجھے مجبور کیا ہے

اس قدم کو اٹھانے

کیلئے۔۔۔" سرد مہری سے بولتے انہوں نے وہ دوا

ڈاکٹر برہان کے

دودھیا بازو پر دکھتی نیلی ہری رگوں میں سے ایک

رگ کو دباتے ان

کے وجود میں اتار دی وہ اتنی بھی سکت میں نہ تھے کہ

انکو روک

سکتے لیکن وہ ضرور جانتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں

اب آپ سو جائیں۔۔۔ میں یہی ہوں۔۔۔ آپ کو

اکیلا نہیں چھوڑونگا۔۔۔"

وہ واپس سے اسی کرسی پر بیٹھ کر انکو دیکھنے لگے

کتنا عرصہ ہو گیا تھا انکو ڈاکٹر برہان کے ساتھ کام

کرتے ہوئے انکے

اخلاق نے صرف انکا نہیں ہوسپٹل میں تقریباً سب کا

ہی دل جیت

رکھا تھا وہ ہر ایک سے نہایت محبت سے پیش آتے

یوہ۔۔۔یوڈ۔۔۔ن۔۔۔ناٹ۔۔۔ڈو۔۔۔ا

۔۔۔ٹ۔۔۔وی۔۔۔۔ل۔۔۔"وہ دھیرے

دھیرے

نیم بے ہوشی کی حالت میں جا رہے تھے انہوں نے

آخری بار مبشر

کو دیکھا ہر چیز انکی آنکھوں کے سامنے دھندلانے سی

لگی تھی اور

جلد ہی وہ نیند کی گہری وادیوں میں جا گرے

ڈاکٹر مبشر اس وقت کچن میں بچے کچے برتن استعمال

کر کر اپنے

اور ڈاکٹر برہان کے لئے ہلکا پھلکا سا کھانا بنانے لگے کل

سے انہوں نے

بھی ایک بار بھی کچھ چکھ کر بھی نہیں دیکھا تھا

وہ فرائی پین گیس پر رکھتے اس میں ایگ ڈال کر ہاف

فرائی کر رہی

رہے تھے جب اس شر ڑ شر ڑ کی آواز میں انکو کسی کے

بھاری

بوٹوں کی ٹک ٹک سنائی دی

وہ فرائی پین چھوڑے متجسس سے ہوتے اس آواز کو

غور سے سننے

لگے جب انہیں یقین سا آنے لگا کہ واقعی کوئی اس

جانب آرہاہے

وہ یکدم سے ہاتھ میں بیلن اٹھا گئے

ک۔۔۔کون ہے۔۔۔؟انکی آواز میں خوف سا چھلکا

تھاکل کے بعد تو ہر

آہٹ انہیں خوف زدہ کررہی تھی وہ ایسے ہی ڈرتے

ہوئے قدم آگے

بڑھاتے گئے جب دروازہ کھولتے انہوں نے سیدھا

بیلن آنے والے کے سر

پر دے مارنا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی مقابل نے انکا

ہاتھ پکڑ کر

ایک پنچ انکے سینے پر دے مارتے بڑی مہارت سے وہ

بیلن اپنے ہاتھ

میں لے لیا

ڈاکٹر مبشر لڑکھڑا کر پیچھے جا گرے تھے انہوں نے ڈر

تے ڈرتے اوپر

دیکھا جہاں پاشا بے کھڑا ہاتھ میں لئے بیلن کو عجیب

نظروں سے

دیکھ رہا تھا

بیلن۔۔۔؟اس کے منہ سے بے اختیار نکلا

اس سے کون حملہ کرتا ہے۔۔۔؟ کہتے ہوئے اس نے

اپنے پیچھے سے

ریوالور نکالی جسے دیکھتے ساتھ ہی ڈاکٹر مبشر کے منہ

سے زبر

دست چیخ برآمد ہوئی انکو اپنا سانس تک سینے میں اٹکتا

ہوا

محسوس ہوا

ایسی چیزوں سے حملہ ہوتا ہے۔۔۔" یہ کہتے اس نے

ریوالور جیسے ہی

مبشر کی جانب پھینکی وہ کرنٹ کھا کر بے اختیار پیچھے

ہٹ گئے

اور ہو نقوں کی طرح اسے دیکھنے لگے

آر یو ڈاکٹر برہان ورک۔۔۔؟ اس نے آبرو اٹھا کر

نہایت سنجیدگی سے

پوچھا مبشر تیزی سے سر نہ میں ہلانے لگے

تو پھر کون ہے۔۔۔؟ وہ یہاں وہاں متلاشی نگاہوں

سے انکو تلاش کرنے

لگا

پپ۔۔۔پلیز۔۔۔انکو مت مارنا۔۔۔۔پلیز

۔۔۔بہت مشکل سے انکی جان بچی

ہے میں ہاتھ جوڑتا ہوں آپ کے سامنے۔۔۔"وہ

واقعی انکے سامنے ہاتھ

جوڑے برہان کیلئے انکی زندگی کی بھیک مانگنے لگے

تھے

بکواس بند۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔؟ پاشا کو انکے

گڑگڑانے میں کوئی

دلچسپی نہیں تھی وہ قدم آگے بڑھاتا اس کمرے کے

پاس جا پہنچا

جہاں اسکی نظر بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کرتے ڈاکٹر

برہان پر پڑی

وہ سر میں اٹھنے والی ٹیسوں پر ضبط سے آنکھیں مینچتے

اٹھنے کی

ناکام کوشش کر رہے تھے جب انکا ہاتھ بے اختیار

پھسلتے وہ گرنے ہی

والے تھے کہ پاشا کے دونوں مضبوط ہاتھوں نے انکو

تھام کر سہارا

دیا

ڈاکٹر برہان کی نگاہیں دھیرے دھیرے اس شخص کی

جانب اٹھی

اسے دیکھتے ہی انکی آنکھوں میں لہر سی دوڑ گئی

سمبھل کر۔۔۔"اسکا لہجہ نہ تو سخت تھا نہ نرم وہ ڈاکٹر

برہان کو

سیدھا بٹھاتے کھڑا ہو کر انہیں دیکھنے لگا انکے سر میں

اس وقت

ہتھوڑے سے بجتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے

پانی۔۔۔؟اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں پانی کی

آفر کی

ن۔۔۔نہیں۔۔۔آ۔۔۔آپ کون۔۔۔؟ وہ اسے نہ

سمجھی سے دیکھتے ہوئے

بمشکل ہی پوچھ پائے تھے

زیحال خان آفندی۔۔۔"اسکے نام بتانے پر ڈاکٹر

برہان پھٹی پھٹی

نظروں سے اسے دیکھنے لگے سانس جیسے رکنے سی لگی

تھی اس

سے پہلے وہ کچھ کہتے پیچھے سے ایک زوردار ضرب

زیحال کے

سر پر آن لگی لگنے والی چیز بھاری لوہے کی تھی جس

سے زیحال

کو اپنے کان سن ہوتے ہوئے محسوس ہوئے

ڈاکٹر برہان آنکھیں پھاڑے پیچھے کھڑے مبشر کو

دیکھنے

لگے

یہ۔۔۔یہ کیا کیا۔۔۔؟زیحال بے سدھ ہوتے اپنا سر

پکڑ کر دھم سے انکے

قریب بیٹھ گیا اسکا سر بری طرح سے چکرانے لگا تھا

یہ آپ کو مارنے آئے ہیں۔۔۔" وہ ہاتھ میں لیمپ

پکڑے خوف سے کانپ

بھی رہے تھے اتنی ہمت نجانے کیسے کر گئے

بے وقو۔۔۔"ڈاکٹر برہان یکدم سے چلانے ہی لگے

تھے کہ انکے سر اور

باقی زخموں میں چس چس سی ہوتی ان سے یہ حق بھی

چھین

گئی مبشر لیمپ چھوڑ کر انکی جانب بے ساختہ لپکے

ڈاکٹر۔۔۔آپ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ وہ فکر مند

سے ہوتے انکے پاس آنے

ہی لگے تھے کہ ڈاکٹر برہان نے ایک ہاتھ کھڑا کرتے

انہیں وہی روک

دیا اور شعلہ بار نگاہوں سے دیکھ کر زیحال کی جانب

مڑے جو درد

سے دھرا ہوئے خود پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا

مجھ سے تو پوچھ لیتے آپ۔۔۔حد ہوتی ہے بے وقوفی

کی بھی۔۔۔"

انہوں نے مبشر کو ڈپٹتے زیحال کا بازو تھام کر پیچھے کیا

اور اسکے

سر کو دیکھنے لگے

ڈاکٹر برہان نے ہمت کرتے اسکے سر کے پچھلے

حصّوں میں سے

مخصوص حصّے پر دباؤ دیا جس سے درد فوری طور پر

بڑھنے کے

بجائے کم ہونے لگا

اور اتنا کم درد وہ جانور محسوس نہیں کرتا تھا اس نے

اٹھتے ساتھ

وحشی نگاہوں سے مبشر کو دیکھا

آر یو میڈ۔۔۔؟ وہ اٹھتے اس پر دھاڑنے لگا تھا کہ ڈاکٹر

برہان نے اسے

پکارا

ایم۔۔۔سو۔۔۔سوری وہ۔۔۔وہ انکو پتہ نہیں چلا

۔۔۔میں۔۔۔میں معافی

مانگتا ہوں انکی طرف سے۔۔۔"ڈاکٹر برہان شرمندہ

سے ہوتے اس

سے معذرت کرنے لگے پاشا نے آخری کرخت نگاہ

مبشر پر ڈالی اور

اپنے سر کو جھٹکنے لگا

جائیں آپ یہاں سے۔۔۔" مبشر کو باہر بھیجتے انہوں

نے زیحال کی

جانب دیکھا اس سے خوف تو نہیں خود بھی آرہا تھا

اے ڈی نے

اسکی بے رحمی کے جو قصے برہان کے غوش اتارے

تھے انکو سننے کے

بعد اتنے خطرناک بندے کے سامنے بیٹھ پانا بھی

نہایت مشکل لگ

رہا تھا

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ انہوں نے ڈرتے ڈرتے بمشکل

پوچھا

زیحال کچھ دیر خود کو نارمل کرتے سیدھا ہو بیٹھا درد

اب بھی تھا

لیکن اس سے زیادہ بے چینی تھی

میری بہن کا کیس آپ سمبھال رہے تھے

۔۔۔؟ نہایت سنجید گی سے

استفسار یہ پوچھا برہان دھیرے سے سرہاں میں ہلانے لگے

مم۔۔۔میں نے۔۔۔میں کوشش کی تھی انکو بچانے کی۔۔۔بٹ۔۔۔ایم۔۔۔

ایم رئیلی سوری۔۔۔میں۔۔۔میں کچھ نہیں کر سکا۔۔۔"وہ اس سے

اسی بات پر خوف کھا رہے تھے کہ کہیں وہ اس میں انکا قصور نہ

سمجھ لے

میری بہن سیف ہے ہو سپٹل میں۔۔۔"زیحال

اسکی پریشانی اور خوف

بھانپتے اپنے لہجے میں نرمی لے آیا اسکے منہ سے یہ بات

سنتے

ڈاکٹر برہان کی سانسوں میں جیسے سانس سی آگئی تھی

شکر الحمدللہ۔۔۔"وہ شکر ادا کرتے آنکھیں موند

گئے تب ہی زیحال

کا موبائل بیپ کرنے لگا

اس نے کال اٹھاتے جیسے ہی فون کان سے لگایا مقابل

کی خوشی

سے لبریز آواز سنائی دی

بلیک شیڈو نے لوکا کے بندے کا کام تمام کر دیا

۔۔۔" مقابل کی آواز

سپیکر تیز ہونے کے باعث ڈاکٹر برہان تک بھی

باآسانی سنائی دے رہی

تھی یہ دو مافیا کے بندوں کے بیچ ہونے والی گفتگو تھی

ھمم۔۔۔ گڈ۔۔۔" کہتے اس نے کال بند کر دی

اتنا ٹھنڈا ری ایکشن ۔۔۔؟ڈاکٹر برہان جھر جھری سی

لیتے بمشکل

تھوک نگلتے ہوئے سوچنے لگے

میں صرف یہ پوچھنے آیا ہوں ۔۔۔ کہ میری بہن کو

ہوسپٹل لانے والا

کون ہے اور کہاں رہتا ہے ۔۔۔"وہ پوری طرح سے

انکی جانب متوجہ

ہوتے سنجیدگی سے پوچھنے لگا

اسکے اس سوال کا ہی تو وہ کب سے انتظار کر رہے تھے

وہاج۔۔۔"انکے منہ سے یہ نام سنتے زیحال کی گرے

جھیل سی آنکھیں

بے ساختہ پھیلنے لگیں کمرے کی فضا میں سنسنی سی

پھیل

گئی یہ نام ایسا تھا کہ جسے لے کر وہ دھوکہ نہیں کھا سکتا

تھا

اسکا ذہن سیدھا وہاج خان پر ہی گیا تھا

اور ساتھ میں اسکا بھائی بھی تھا۔۔۔جو صرف ایک بار

آیا تھا۔۔۔اس

کے بعد ہر بار صرف وہاج ہی آئے تھے۔۔۔"ڈاکٹر

برہان نہایت سنجیدگی

سے اسے بتانے لگے جبکہ زیحال ایسے شل ساکت

بیٹھا تھا جیسے

کوئی پتھر کی مورت بنا سانس لئے

وو۔۔وہاج کا پورا نام۔۔۔؟ یہ سوال کرتے ہوئے

اس کا دل کتنی بار

بند ہوا تھا وہ نہیں جانتا تھا کاش وہ کوئی اور وہاج نکلے

کاش

اسکا دل چیخ کر دعائیں کرنے لگا

وہاج خان آفندی۔۔۔آپ کا کزن۔۔۔"آج اگر

زیحال بیڈ پر نہ بیٹھنے کے

بجائے کھڑا ہوتا تو شاید گر جاتا اسکی آنکھوں کے آگے

اندھیری سی

چھانے لگی تھی دل اب رک رک کر نہیں دھڑک رہا

تھا وہ بلکل ہی

بند ہو چکا تھا

آپ کی بہن۔۔۔ز۔۔۔زرتشم۔۔۔انکے بھائی کے

نکاح میں ہے۔۔۔۔"یہ دوسرا

بڑا جھٹکا زیحال خان آفندی کو لگا تھا اسکے بدن نے بے

اختیار ایک

جھٹکا سا کھایا اور وہ پیچھے جا کھسکا کندھے ڈھیلے پڑتے

گئے

آج وہ زندہ تھا؟ وہ تو مردوں میں بھی شمار نہیں ہو رہا

تھا سا توں

آسمان ایک ساتھ اسکے اوپر آن گرے تھے وجود ایک

دم سے بے جان

ہو گیا تھا

آپ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ برہان کو اسکی حالت

بگڑتی ہوئی محسوس

ہونے لگی

مسٹر زیحال۔۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ وہ پریشان

سے اسکا ہاتھ تھام کر

پوچھنے لگے جو یک ٹک ٹھنڈا پڑنے لگا تھا وہ کچھ بھی

بولنے کی

سکت میں اس وقت نہیں رہا تھا

ڈاکٹر برہان نے اسکی جانب پانی کا گلاس بڑھایا لیکن

زیحال گلاس

بھی نہیں تھام سکا

"اسے لے کر آنے والا وہاج تھا اور اسکا بھائی جس کے
نکاح میں ہے

آپ کی بہن "ڈاکٹر برہان کے الفاظ اسکی سماعتوں میں

گونجنے لگے

تھے اسکے بیڈ پر رکھے ہاتھوں نے بیڈ شیٹ مٹھیوں میں

زور سے جکڑ

لی اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ لوگ اس حد تک جا

سکتے ہیں

اسکی بہن انکے پاس تھی؟ کیسے یہ لفظ پھر سے اسکی

سماعتوں

میں گونجنے لگا تھا اور کب سے؟ ہاں کب سے؟ اسکے گھر والوں نے

کہا وہ مر چکی ہے لیکن کب یہ کیوں نہیں اب تک کسی نے اسے

بتایا تھا

"لالا۔۔۔ گل کیسی ہے۔۔۔ مجھے یاد تو کرتی ہو گی ناں

"وہ زریاب کے

گھٹنوں سے لگا بیٹھا نم لہجے میں پوچھ رہا تھا جب اسکے

سوال پر

زریاب کے چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہوئی وہ

انکے جواب کا

منتظر تھا جب اسکے کانوں میں صور پھونک دینے

والے الفاظ

گونجے

"گل امارے نیچ نہیں رہازی۔۔۔"یہ الفاظ تیر کی

طرح سیدھا زیحال

کے دل میں کھب سے گئے تھے وہ سانس روکے پھٹی

پھٹی سی

نظروں سے انکو دیکھے گیا

زریاب روتے ہوئے سر جھکا گئے جبکہ زیحال کی زبان

جیسے کچھ

دیر کیلئے گنگ رہ گئی تھی وہ کیا بولتا وہ کچھ بولنے لائق

نہیں رہا

تھا

"مم۔۔مذاق۔۔۔۔ہے یہ۔۔۔؟لالا۔۔۔یہ یہ مذاق

ہے ناں۔۔۔؟وہ بے یقین سا

پوچھ رہا تھا کاش وہ کہہ دیں کہ ہاں وہ جھوٹ بول

رہے ہیں ایسے

کیسے اسکی گل جا سکتی تھی اپنے زی کو چھوڑ کر ایک وہی

تو

تھی بھرے مجمعے میں اپنے زی پر یقین کرنے والی

"ام مذاق نہیں کر رہا۔۔۔ وہ ام کو چھوڑ کے جا چکی ہے

۔۔۔" انکی بات

پر زیحال کا دل دھک سے رک گیا چہرہ اوپر کیئے وہ انکو

دیکھ رہا

تھا جب اسکی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہتا

کان کی سیدھ

میں گردن تک آگیا

آج یہاں بیٹھے بیٹھے اسے زریاب خان کی وہ بات یاد

آنے لگی تھی

کیا وہ بھی انجان تھے کہ انکی گل زندہ ہے۔۔۔؟

زیحال کے دل کو دھکا

سا لگا تھا دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں میں خون اترنے

لگا

وہاج کا مکروہ چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا

تھا

ان پر کھلا تشدد کیا گیا تھا انکی بیک بون اس حد تک

افیکٹ ہو

چکی تھی کہ انکے معذور ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا

وہ تو

ہمیں وقت پر صحیح ڈوز مل گیا جن سے انکے معذور

ہونے سے بچ

جانے کے چانسسز زیادہ ہوگئے ہیں۔۔۔"ڈاکٹر برہان

زیحال کی جانب

دیکھے بغیر سر جھکائے بوجھل آواز میں اسے بتارہے

تھے

جبکہ انکے یہ الفاظ ہتھوڑے کی طرح زیحال کی

سماعتوں میں

گونج رہے تھے وہ فرش پر نظریں ٹکائے دونوں

ہاتھوں سے بیڈ شیٹ

اور مضبوطی سے بھینچ گیا اتنی کہ اسکے ہاتھ کی نیلی اور

ہری

رگیں صاف ظاہر ہونے لگی تھیں

میں حیران تھا ایک معصوم لڑکی پر اتنا ظلم کوئی کیسے کر

سکتا ہے

کہ اسے جان تک سے مارنے کی کوشش کی گئ

۔۔۔"وہ پریشان تھے

اور وہ حیران کہ اسکی بہن کے ساتھ ایسا کرنے والوں

کو اپنی درد

ناک موت کا ایک بار بھی خیال نہیں آیا

وہ تب صرف زریاب خان اور داراب خان کی بہن تھی لیکن اب وہ

زیحال خان آفندی کی بھی بہن تھی انکو ڈرنا چاہیئے تھا ناں لیکن

نہیں ڈرے

انکا۔۔۔چار بار۔۔۔"یہ بات بولتے بولتے ڈاکٹر برہان لمحہ بھر کو رکے

زیحال کو انکی خاموشی سخت زہر لگی تھی اور اسکی یہی

خاموشی ڈاکٹر برہان کو اس سے خوف زدہ کر رہی

تھی

زندگی میں پہلی بار وہ براہ راست ایک گینگسٹر سے

بات کر رہے

تھے وہ بھی اتنے قریب سے

مافیا کے لوگوں کو حقیقت میں دیکھنا ایسے تھا جیسے کسی

بھوت

پریت کو دیکھ لینا موجود وہ بھی ہوتے ہیں لیکن دکھائی

نہیں دیتے

انکی شکل یں اتنی بھیانک ہوتی ہیں کہ عام انسان کا دل

ہی اسے

دیکھ کر پھٹ جائے لیکن مافیاان سے زیادہ خطرناک

ہوتے ہیں وہ

عام لوگوں کی زندگیوں میں کبھی دخل اندازی نہیں

کرتے انکی اپنی

دنیا ہوتی ہے ایک خوف کی دنیا جہاں بات بات پر

موت کا بھیانک

روپ دکھایا جاتا تھا

ڈاکٹر برہان یہ بتاتے ہوئے اس سے خوف زدہ ہوتے

ہاتھوں کو آپس

میں مسلتے نظریں چراتے ہمت جٹانے لگے

چار بار کیا۔۔۔؟ اسکی آواز میں اس قدر سرد مہری

چھلکی تھی کہ

ڈاکٹر برہان ایک دم سے سہم کر اسے دیکھنے لگے

چ۔۔۔چار بار۔۔۔انکا۔۔مم۔۔۔مسکیرج بھی

۔۔۔ہو چکا۔۔۔تھا۔۔۔"انکی یہ

بات سنتے زیحال نے کرنٹ کھا کر انکی جانب دیکھا

آنکھیں پھٹی

ہوئی اور چہرہ سرخ خون چھلکانے کے قریب ہونے

لگا تھا اسکی

مٹھیاں کھل گئی آج وہ زندہ زمین میں در گور ہو گیا تھا

کوئی اسے

ہاتھ کیا صرف انگلی سے بھی چھولیتا تو وہ وہی ڈھیر ہو

جاتا

اسکی بہن اتنا سب برداشت کرچکی تھی اور اسکے گھر

والوں کو

علم تک نہیں تھا اتنا بڑا دھوکہ وہاج خان نے دیا تھا

زیحال کی رگوں میں دوڑتا خون ٹھاٹھیں مارتے

سمندر کو بھی آج

بری طرح سے مات دے رہا تھا

ڈاکٹر برہان اس سے آگے کچھ کہتے انکے سر میں شدید

درد کی

لہریں سی اٹھنے لگیں ڈاکٹر مب مشر کمرے کے باہر

چھپ کران

دونوں کو دیکھ رہے تھے جب ڈاکٹر برہان کی طبعیت

بگڑتی دیکھ

وہ ایک ہی جست میں اندر دوڑے چلے آئے

ڈاکٹر۔۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟وہ آتے ساتھ فکر

سے پوچھتے انکا بازو تھام

گئے لیکن زیحال نے پھر بھی انکی جانب نہیں دیکھا

آج اسے زندگی نے جتنا بڑا جھٹکا دیا تھا اس نے اسکی

پوری

شخصیت کو ہلا کر رکھ دیا تھا وہ طاقتور تھا؟ جس کی بہن

کسی

کے ظلم و بربریت کا شکار رہی کسی نے اسے تکلیفوں

کی آخری حد

پر پہنچا دیا

آپ۔۔۔ پلیز ریسٹ کر لیں۔۔۔" ڈاکٹر مبشر کو انکی

حالت بگڑتی ہوئی

محسوس ہو رہی تھی اور واقعی وہ کب سے بولنے کی

کوشش کر

رہے تھے

آپ۔۔۔آپ پھر پوچھ لیجیئے گا۔۔۔پلیز۔۔۔انکے

سر پر گہری چوٹ آئی

تھی درد زیادہ ہوا تو کنڑول میں بھی نہیں آئے گا۔۔"

ڈاکٹر مبشر

کا انداز التجائیہ تھا

زیحال اپنی جگہ سے ایک دم اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ کی

مٹھیاں پورے

ضبط سے بھنچی تھیں

مجھے انکی حالت جلد از جلد درست چاہیئے۔۔۔"وہ ان

پر حکم صادر

کرتا کمرے سے باہر نکل گیا اسکے جاتے ڈاکٹر مبشر نے

برہان کو

انکی دوائیاں دی وہ دھیرے سے پیچھے تکیے پر لیٹ کر

زرتشم کے

بارے میں سوچنے لگے اس وقت وہ خود کو کافی حد تک

ہلکا

محسوس کر رہے تھے

وہ چھت کو دیکھتے ہوئے اپنی سوچوں میں گم تھے کہ

تب ہی انکے

ذہن میں اے ڈی کے الفاظ گونجے

"اسے ونی کیا گیا تھا"

"ونی ؟" وہ اس لفظ کا مطلب نہیں جانتے تھے تب ہی

حیران ہوتے

پوچھ رہے تھے

"ونی اسے کہتے ہیں جسے دشمنی میں لیا گیا ہو اس سے یا

تو

دشمنی بڑھ جاتی ہے یا بھی بیلنس ہو جاتی ہے" وہ انہیں

تفصیل

سے بتا رہی تھی جبکہ اسکی اس بات پر ڈاکٹر برہان کیلئے

یقین کر

پانا مشکل ہو رہا تھا کہ ملائشیا میں بھی ایسا کام ہوتا ہے

یہ بات یاد کرتے وہ ایک دم سے بے چین ہو اٹھے

اوہ شٹ۔۔۔میں نے انکو یہ تو بتایا نہیں۔۔۔"وہ سر پر

ہلکا سا ہاتھ

مارتے اٹھنے کی کوشش کرنے ہی لگے تھے کہ پھر

دوبارہ سے سر میں

درد کی ٹیسیں سی اٹھنے لگی

کیا ہوا۔۔؟آپ کیوں اٹھ رہے ہیں۔۔۔؟مبشر

وہی انکے پاس موجود تھے

انکو اٹھتے دیکھ وہ انکے قریب آ گئے

انکو بلا کر لاؤ۔۔۔ جلدی جو ابھی آئے تھے۔۔۔"وہ

جلد بازی میں لگ

رہے تھے جس سے مبشر کو "کیوں؟" پوچھنا مناسب

نہیں لگا تھا

وہ جلدی سے باہر کی جانب لپکے لیکن انکے باہر آنے

تک پاشا کی

گاڑی فارم ہاؤس کا گیٹ عبور کر چکی تھی

وہ تو چلے گئے۔۔۔"انہوں نے اندر آکر بوجھل سے

لہجے میں

بتایا

میں نے سب سے ضروری بات تو انکو بتائی ہی نہیں

۔۔۔اب کہیں یہ

غصّہ ہی نہ ہو جائیں۔۔۔" وہ پریشانی سے یہاں وہاں

دیکھتے اسکا

حل سوچنے لگے

آپ کو۔۔۔ڈر لگ رہا ہے ان سے۔۔۔؟ مبشر ذرا

سے ڈاکٹر برہان کے قریب

ہو کر پوچھنے لگے جب انہوں نے انکو ایک زبردست

گھوری سے

نوازا

خود کو دیکھیں ایک بار آئینے میں اب تک چہرے کا

رنگ ویسا نہیں

ہوا۔۔۔ بات کرتے ہیں میرے ڈر کی۔۔۔"وہ آخر

میں دانت کچکچا کر

بولتے صرف حل سوچنے لگے

ڈاکٹر مبشر دھیرے سے اٹھ کر مرر کے پاس گئے اور

اپنا چہرہ دیکھنے

لگے لیکن انکو اپنے چہرے کے بجائے اس گینگسٹر کا

چہرہ نظر آتے

منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی

انہوں نے ہڑ بڑا کر پیچھے بیٹھے ڈاکٹر برہان کو دیکھا جو

انکو

ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کہنا چاہتے ہوں "یہ کیا تھا

؟"

اب وہ کیا بتاتے کہ اس بیسٹ کا خوف اب تک انکے

سر پر سوار

تھا

بندہ تھا کہ موت کا فرشتہ ۔۔۔آتے ہی رنگ اڑا گیا

۔۔۔''وہ خود سے

مخاطب ہوتے کاؤچ پر جا کر بیٹھ گئے

تھوڑی ہی دیر میں پا میر نے کچھ لوگوں کو فارم ہاؤس

کی ریپئرنگ

کیلئے بھیج دیا تھا جنہوں نے آتے ساتھ اپنا کام بھی

شروع کر دیا

تھا

وہ سڑکوں پر ریش ڈرائیونگ کرتا گہری سوچوں کی

وادیوں میں

گم تھا اسکے اندر اس وقت شدید قسم کے وبال اٹھتے

ہوئے محسوس

ہو رہے تھے وہ آنکھیں مینچ کر کھولتا سامنے کے راستے

پر نظریں

گاڑھ گیا

"ان پر اتنا تشدد کیا گیا۔۔۔ یہاں تک کہ انکی جان

لینے کی بھی

کوشش کی گئی" ڈاکٹر برہان کے الفاظ اسکی سماعتوں

میں گونجتے

رگوں میں دوڑتے خون میں طغیانی سی مچا گئے

"وہ بہت بری حالت میں تھیں جب میرے پاس آئی

تھیں" نہیں آج

اسے خود اپنے آپ سے خوف آرہا تھا وہ آخر کرے کیا

اسکی بہن

کے دشمنوں کیلئے صرف موت سزا نہیں ہو سکتی تھی

"انکا چار بار مسکیرج ہو چکا ہے۔۔۔" یہاں بس تھی

اسکی وہ سٹیرنگ

مضبوطی سے تھامے اسی وقت ٹرن لے گیا

سیماب مورے کے پیر دبا کر ان سے اچھی گپ شپ

لگانے میں

مصروف تھی جب اپنی کافی بنا کر کچن سے نکلتی بیلا

کے کانوں

میں اسکی ہنسی کی کھنک سنائی دی وہ وہی رک کر اس

آواز کو

سننے لگی جو ایک طرح سے زندگی سے بھرپور تھی وہ

اس وقت

عین نوشیر وال خان کے کمرے کے باہر کھڑی تھی

جہاں اس وقت

سیماب موجود تھی

اسے شدّت سے اپنا آپ اکیلا محسوس ہونے لگا تھا وہ

کتنے سالوں سے

اپنے گھر نہیں گئی تھی صرف اسکے ہی گھر والے یہاں

آجاتے تھے

لیکن پھر بھی یہ کافی تو نہ تھا اسے پوری آزادی چاہئے

تھی اسے

بھی اب اس قید سے نکلنا تھا

وہ کافی کا مگ پکڑے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی

اپنے کمرے کی

جانب یہی سوچتی ہوئی بڑھ رہی تھی کہ اسے یہ

آزادی کیسے مل

سکتی ہے کہ تب ہی اسکی نظر حویلی کے سامنے رکتی

بڑی سی

گاڑی پر پڑی وہ وہی رک کر اسے دیکھنے لگی جب ایک

ملازم نے

بھاگ کر آگے آتے گاڑی کا دروازہ کھولا نوشیر وال

صاحب دھیرے

سے نیچے اترے اور ملازم کا ہاتھ پکڑ کر سہارا لیتے

سیڑھیاں چڑھے

انکی عمر کافی ہو چکی تھی گھٹنوں میں درد کی وجہ سے وہ

سیڑھیاں بغیر مدد کے نہیں عبور کر سکتے تھے

لیکن جسامت میں وہ آج بھی فٹ تھے کیونکہ پٹھان

تھے ناں شروع

دن سے ملنے والی اچھی خوراک انکے اب کام آرہی

تھی

انکو دیکھتے ہوئے بیلا کی آنکھوں میں بے اختیار چمک اتر

آئی وہ

ایک نظر کافی کے مگ کو دیکھتی اپنے نچلے لب کو

دانتوں میں

دبا کر سوچنے لگی جلد ہی اسکا خرافاتی دماغ کام کرنا

شروع ہو

گیا تھا

نوشیر وال صاحب کمرے میں جانے کے بجائے وہی

صوفے پر براجمان

ہو گئے جب انکے لئے پانی کا گلاس آیا وہ نظر نیچی کیے وہ

گلاس

اٹھانے ہی لگے تھے جب انکے کانوں میں سوں سوں

کی آواز پڑی

انکی نظریں بے اختیار اوپر کی جانب اٹھی جب ملازمہ

کی جگہ بیلا

کو کھڑے دیکھ وہ بے اختیار چونکے کیونکہ یہ کام

ملازمہ کا

تھا اس سے زیادہ وہ بیلا کی آنکھوں میں آنسوں دیکھ

حیران ہو

گئے تھے

اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتے بیلا واپس جانے کیلئے مڑ گئی

جب

انکی گھمبیر آواز پر اسکے قدم بے ساختہ ایک جگہ رکے

لبوں پر

شیطانی مسکراہٹ رقص کرنے لگی جسے وہ جلد ہی

چھپاتی اپنے

چہرے پر بیچارگی لئے پیچھے مڑی

جی کاکا۔۔۔"آواز میں بھی نمی تھی ایسے جیسے بہت

روئی ہو یا

رونا چاہتی ہو

کیا ہوا تم کو بچے۔۔۔آنکھوں میں آنسوں کیوں ہے

۔۔۔؟ وہ گلاس وسط

میں رکھی ٹیبل پر رکھتے پریشان کن سے لہجے میں

پوچھنے

لگے

کچھ بھی نہیں۔۔۔کاکا۔۔۔وہ ایسے ہی آنکھ میں پچھ

چلا گیا تھا۔۔۔"

وہ آنکھیں صاف کرتی سوں سوں کر کر بولی اور لہجہ

مزید

بھیگا گئی

ام سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے تم کو

۔۔۔ام تمارا ابا ہے بتاؤ

ام کو۔۔۔کیا بات ہے۔۔۔تم اداس کیوں ہے

۔۔۔؟انکے سوال پر اندر ہی

اندر بیلا کسی کلی کی طرح کھل اٹھی تھی

وہ۔۔۔وہ مورے کی۔۔۔ب۔۔۔بہت یاد آرہی

تھی۔۔۔''وہ ہچکی لیتی

نہایت دھیمی آواز میں بولی اسکے مورے کو یاد کرنے

پر نوشیر وال

صاحب ایک پل کو دکھی سے ہوئے بن ماں کی بچی تھی

دکھ تو

ہونا تھا

تو بچے ادر ہے ناں۔۔۔ تمارا امورے۔۔۔ تم ان سے

باتیں کرو۔۔۔"وہ بے حد

محبت سے اسکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر بولے

جس پر بیلا

کے منہ سے ایک اور ہچکی برآمد ہوئی اور پہلے سے اور

زیادہ

رونے لگی

بیلا۔۔۔بچے کیا ہوا۔۔۔ام کو بتاؤ۔۔۔"اس بار نو

شیر وال صاحب بھی

اسے اتنا روتے دیکھ ٹھیک ٹھاک پریشان ہوئے

کیسے بات کرے ام۔۔۔ہاں۔۔۔وہ ام کو تھوڑی اپنا

بیٹی مانتا ہے۔۔۔ام

جتنا کوشش کرتا ہے انکے پاس جانے کی وہ۔۔۔ام کو

اتنا ہی زیادہ

دھتکار دیتا ہے۔۔۔ام بہت اکیلا ہے کاکا۔۔۔بہت

اکیلا۔۔۔" وہ روتے ہوئے

دوپٹے میں اپنا چہرہ چھپا کر مزید رونے لگی جبکہ

نوشیر وال صاحب

بے یقین سے اسے دیکھ رہے تھے

نہیں۔۔۔وہ ایسا نہیں ہے۔۔۔تم کو غلط فہمی ہوا ہے

۔۔۔"ہاں وہ فرخندہ

بیگم کو اچھے سے جانتے تھے زندگی بھر کا ساتھ تھا انکے

ساتھ

لیکن بیلا کے آنسوں انہیں پریشان کر رہے تھے

آپ بلالو مورے کو کاکا۔۔۔وہ ابھی سیماب کے ساتھ

بیٹھا ہے۔۔۔لیکن

ام سے بات تک نہیں کرتا۔۔۔بات تو دور کی بات

اماری طرف تو

وہ دیکھتا بھی نہیں ہے۔۔۔''اسکے لہجے میں مزید تڑپ

آگئی

نوشیر وال صاحب نے ملازمہ کے ہاتھوں اسی وقت

فرخندہ بیگم کو

باہر بلایا جو باہر کی نوعیت سے بے خبر سیماب کے

ساتھ مسکراتی

ہوئی کمرے سے باہر نکلیں ان دونوں کو مسکراتے

دیکھ نوشیر وال

صاحب کی آنکھوں میں بے یقینی سی بھرنے لگی

انہوں نے روتی

ہوئی بیلا کو دیکھا اور لب بھینچ کر رہ گئے

جی خان جی۔۔۔آپ کب آیا۔۔۔ام کو بتایا بھی نہ

۔۔۔''وہ آتے ان سے

نہایت خوشگواری سے مخاطب ہونے لگی تھیں جب

نظر بیلا پر گئی

سیماب نے بھی اسی وقت اسکی جانب دیکھا جو کھڑی

رو رہی

تھی

بیلا۔۔۔تم کو کیا ہوا۔۔۔تم کیوں رو رہا ہے

۔۔۔؟سیماب فکر مند سی

اسکے پاس آتی نرمی سے پوچھنے لگی بیلا نہ محسوس

طریقے سے

اس سے ایک قدم فاصلہ بنا کر کھڑی ہو گئ

ام کو تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔"نوشیر وال

صاحب فرخندہ بیگم

کی جانب دیکھتے بے یقینی اور افسردگی سے بولے

کیا ہوا۔۔۔؟ام سے کوئی گستاخی ہوئی خان۔۔۔؟ وہ

انکی بات پر یک

دم سے پریشان ہوتی انکے سامنے آئ

سیماب نے پریشان کن نظروں سے دونوں کو دیکھا

جب اسکی نظر

گھوم کر بیلا پر آ ٹکی

اسے لگا جیسے وہ مورے اور نوشیر وال صاحب کو دیکھ

مسکرائی

ہے وہ آنکھیں چھوٹی کئے بیلا کو ہی دیکھنے لگی

ایک بن ماں کی بچی کے ساتھ تم کو ایسا کرتے شرم

نہیں آیا۔۔۔؟تم

کیسے اتنا فرق کر سکتا ہے دونوں میں۔۔۔؟وہ لہجے میں

بے یقینی

اور سختی ایک ساتھ لئے پوچھ رہے تھے

فرخندہ بیگم پریشان سی کھڑی اپنی غلطی سمجھنے کی

کوشش کر

رہی تھیں

ام کو بتاؤ تو خ۔۔۔'' وہ ان سے پوچھنے ہی لگی تھیں کہ

بیلا بیچ میں

بول پڑی

کاکا چھوڑو ناں۔۔۔ ام کو مورے سے کوئی شکایت

نہیں ہے۔۔۔'' وہ اپنے

آنسوں صاف کرتی احسان کرتے لہجے میں بولی

سیماب اسے مزید
گہری نظروں سے دیکھنے لگی

تم کو ہو گا بھی کیوں کوئی مسلہ۔۔۔؟ام کو ذرا بتاؤ تو

۔۔۔مورے نے

کیا کیا ہے۔۔۔؟اسے بیلا کی مکاری پر غصّہ آرہا تھا وہ

بھی اتنا کہ وہ

داجی کی موجودگی کا بھی احساس بھول گئ

بیلا نے کرب بھری نظروں سے اسے دیکھا

اب ادرا اتنے سالوں سے کسی کے نام پر بیٹھا تھا

۔۔۔"اسکے لہجے میں

بے ساختہ دکھ امڈ آیا

امارا کیا قصور تھا جوام کو اتنے سال کسی کے نام پر بٹھا کر

رکھا

اور اس نے آتے سیدھا طلاق کا پرچہ امارے منہ پر

دے مارا۔۔۔"وہ

پھر سے رونے لگی تھی ہاں یہ اسکے ساتھ ظلم تھا لیکن

اس میں

کہیں بھی سیماب کو مورے کی غلطی نظر نہیں آئ
تھی

تو مورے نے تم کو نہیں بٹھایا تھا۔۔۔ام کو مورے کا
غلطی
جاننا

ہے۔۔۔تم کیسے ان پر الزام لگا سکتا ہے۔۔۔"وہ
مزید طیش میں آتی بنا
اسکے آنسوؤں کو کسی خاطر میں لئے تڑخ کر پوچھنے
لگی

سیماب۔۔۔"اسکے کرخت لہجے پر داجی نے سختی سے

اسے پکارا

جس پر سیماب ہڑ بڑا کر انکو دیکھنے لگی

س۔۔۔سوری بابا۔۔۔ام ایسے ہی۔۔۔پوچھ رہا تھا

۔۔۔"وہ فورا اسے اپنا

لہجہ اور آواز دھیمی کر گئی

امارا زندگی دو بھائیوں کے ہاتھ تباہ ہوا ہے۔۔۔ام بن

ماں باپ کی ہے

تو کیا اماری زندگی کے ساتھ کوئی بھی ایسے کھیل جائے

گا۔۔۔"وہ

بات کا رخ موڑ رہی تھی وہ اپنا کارڈ استعمال کر رہی تھی

جانتی تھی

یہ نوشیر وال صاحب کی سب سے دکھتی رگ تھی

جسے وہ دبا رہی

تھی

سیماب لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگی وہ ایک شاطر

عورت تھی کب

کس کو کیسے زیر کرنا ہے یہ خوب اچھے سے جانتی تھی

تم ایسے کیوں بول رہا ہے بچے۔۔۔ام ہے ناں تمارا ابا

۔۔۔''نوشیر وال

صاحب نے اسکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا

آپ ہے کاکا۔۔۔بے شک آپ ہی ہے۔۔۔ لیکن

۔۔۔ام۔۔۔ام خود کو ادر اکیلا

مظلوم محسوس کرتا ہے۔۔۔آپ بتائے ناں۔۔۔ام

اپنے گھر بھی نہیں جا

سکتا ادر مورے ام سے پیار نہیں کرتا۔۔۔ام کو امارا

گھر والوں سے

بھی دور کر کے رکھا ہے۔۔۔امارا کدر کیا قصور ہے کاکا

۔۔۔ام کو کس

بات کی سزا مل رہی ہے۔۔۔"وہ روتے ہوئے سر جھکا

گئی

سیماب کی آنکھیں ایک دم سے پھٹنے لگی وہ ہونقوں کی

طرح اسے

دیکھنے لگی تو کیا یہ سارا ڈرامہ وہ اس لئے کر رہی تھی ؟

سیماب

کا سر چکرا کر رہ گیا وہ کتنی تیز نکلی تھی وہ بے ساختہ

سوچ

ہی سکی

نوشیر وال افسردگی سے اسے دیکھنے لگے ہاں وہ بے

قصور تھی اسکے

بچپن کا ناجائز فائدہ اسکے بھائیوں نے اٹھایا تھا وہ تو وہی

کرتی

گئی تھی جو اس بچی سے کہا گیا تھا

اسی وقت زریاب بھی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی چھوڑتے

لاؤنج میں

داخل ہوئے انکے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی سی بوندیں

چمک

رہی تھیں یقیناً وہ کسی پریس کانفرنس سے سیدھا گھر ہی

آ رہے

تھے لیکن سامنے لگی عدالت دیکھ وہ ایک دم سے

ٹھٹھک گئے انکو

دیکھ سیماب کو یکدم سے سکھ کا سانس آیا وہی بیلا کے

چہرے کی

رنگت یکسر تبدیل ہونے لگی

کیا ہو رہا ہے ادر۔۔۔؟ وہ ذرا اور آگے آتے سب کو

ایک نظر دیکھ

استفسار یہ پوچھنے لگے کوئی کچھ نہ بولا سوائے

نوشیر وال صاحب

کے

بیلا کو اسکے گھر چھوڑ کر آؤ۔۔۔کچھ دن کیلئے

۔۔۔"انکی بات پر

زریاب لمحہ بھر کو رکے وہ پہلے سے ہی اتنی گرمی میں

کانفرنس

کر کر آئے تھے اور آگے آکر یہ بات انکا دماغ کھولا کر

رکھ گئی

انہوں نے گہری سانس لی

بابا۔۔۔ام بعد میں بات کرے گا۔۔۔"وہ تھوڑی

رعایت طلب کرتے سکون

سے بیٹھنے ہی لگے تھے کہ نوشیر وال صاحب کی آواز پر

بیٹھتے

بیٹھتے رہ گئے

ام نے کہا۔۔۔ بیلا کو اسکے گھر بھیجو۔۔۔" انکا انداز

حتمی رتھا سیماب

نے خوف زدہ ہوتے زریاب کی جانب دیکھا جن کو

شدید غصّہ آرہا

تھالیکن وہ خود پر ضبط کر رہے تھے

بابا۔۔۔پلیز۔۔۔ام ہاتھ جوڑتا ہے۔۔۔ابھی نہیں

۔۔۔"وہ سچ میں ہاتھ جوڑ

کر منت کرنے لگے تھے وہ عاجز آچکے تھے ان سب

باتوں سے بار بار

ایک ہی بات انکو پکا گئی تھی

ٹھیک ہے۔۔۔ام خود اسکو چھوڑنے جائے گا۔۔۔"یہ

کہتے وہ آگے بڑھنے

ہی لگے تھے کہ زریاب کی دھاڑ سب کا سانس تک

روک گئی

کوئی کہیں نہیں جائے گا۔۔۔" انکی گرج دار آواز

پوری حویلی میں

گونجی تھی سیماب ڈر کر مورے کا بازو تھام گئی

یہ لڑکی۔۔۔ادر سے ایک قدم باہر نہیں رکھے گی

۔۔۔ام ٹانگیں توڑ دے

گا اسکی۔۔۔" وہ بیلا کی جانب دیکھتے درشتگی سے

دھاڑے ان کی

بات پر بیلا سہم کر خود میں سمٹ سی گئی

زریاب۔۔۔"انکی آواز سے زیادہ اونچی آواز

نوشیر وال خان کی تھی

سیماب ان کی بلند آواز پر سانس تک روک گئی

ماحول میں ایک دم سے سنسنی سی پھیل گئی جیسے کوئی

مرگت

ہوگئی ہو کوئی سانس بھی نہیں لے رہا تھا

یہ امارا فیصلہ ہے۔۔۔"وہ لفظ چباتے ہوئے سرد مہری

سے گویا

ہوئے

آپ ایسا فیصلہ نہیں کر سکتے بابا۔۔۔یہ دشمنی کے

خلاف ہے۔۔۔"وہ

نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی آواز دھیمی کر گئے صاف پتہ

چل رہا تھا کہ

کتنا خود پر ضبط کر رہے ہیں

ام کر سکتا ہے اور یہ تم جانتا ہے۔۔۔"انکو اپنی اولاد پر

ترس نہیں

آتا تھا وہ ہر بار انکو ایک نئی آزمائش میں ڈال دیتے

تھے

نہیں۔۔۔ام ایسا نہیں ہونے دے گا۔۔۔ بابا آپ

امارے ساتھ ہر بار

ناانصافی نہیں کر سکتا۔۔۔ تھوڑا ترس کھاؤ۔۔۔ام

خون ہے تمارا۔۔۔"وہ

بے بسی سے کندھے ڈھیلے چھوڑ گئے

تو یہ بھی اسی خون کا حصّہ ہے۔۔۔"وہ درشتگی سے

انکی بات کاٹ

گئے جس پر زریاب نہ چاہتے ہوئے بھی استہزائیہ ہنس

پڑے نہیں

اب نہیں

کونسا خون۔۔۔؟ جس نے ام سے امارا اگل کو چھین لیا

۔۔۔ام ترس گیا

تھا اسکو دیکھنے کیلئے۔۔۔اور دکھایا کیا تھا۔۔۔کیا دکھایا

تھا بابا۔۔۔؟

وہ دھاڑتے ہوئے آج اس سوال کا جواب مانگ رہے

تھے

ام انکو بھی ایسے ہی ترسا کر رکھ دے گا۔۔۔یہ لڑکی نہ

کبھی ادر

جائے گی اور نہ ہی ادر سے کوئی اب ادر آئے گا

۔۔۔بس۔۔۔یہ امارا

فیصلہ ہے۔۔۔اور اس فیصلے کے خلاف جانے والے کو

ام خود دیکھے

گا۔۔۔زریاب خان اسکو دیکھے گا۔۔۔"وہ کوٹ پکڑ

کر جھاڑتے کرخت

لہجے میں اپنا فیصلہ سب پر صادر کر گئے بیلا نے جان

بوجھ کر

روتے ہوئے نوشیر وال صاحب کی جانب دیکھا

آج تم اتنا بڑا ہو گیا۔۔۔ کہ اپنے باپ کو حکم دے گا

۔۔۔؟انکی آواز اب

بھی اونچی تھی سیماب دونوں جانب سے گرم ماحول

ہوتے دیکھ

روپڑی تھی

باپ اگر انصاف نہ کرے تو کرنا پڑتا ہے

۔۔۔"زریاب کا لہجہ پل میں

جیسے بھیگ سا گیا اس ایک لمحے میں زندگی بھر انکے

کئے گئے

فیصلے یاد آ گئے جس نے انکی اولاد کی زندگی برباد کرنے

میں کوئی

کسر نہیں چھوڑی تھی

تو ایسی اولاد سے بہتر ہے ام خود کو گولی مار لے

"انکی بات پر ـــــ

زریاب سمیت سب کا دل دھک سے رک گیا وہ

آنکھیں پھاڑے انہیں

دیکھنے لگے نہیں ایک بار پھر نہیں وہ پھر سے وہی کر

رہے

تھے

بابا۔۔۔"زریاب بے بسی سے انکی جانب دیکھتے

کندھے بے ساختہ

ڈھیلے چھوڑ گئے دل جیسے یکدم سے مٹھی میں آگیا تھا

یہ دشمنی ختم ہے۔۔۔۔بیلا اپنے گھر جائے گا۔۔۔"وہ

حتمی فیصلہ سناتے

بیلا کو لے کر جانے ہی لگے تھے جب اچانک دھاڑ سے

حویلی کا

شاہی دروازہ کھلتے ایک شخص برق رفتاری سے خستہ

حالت میں

نوشیر وال خان کے قدموں میں آ گرا تھا سب نے

چھٹی پھٹی سی

نظروں سے اسکی جانب دیکھا جب بیلا کی پہچان میں

تھوڑی ہی

دیر بعد آیا کہ وہ کوئی اور نہیں اسکا لالا "وہاج خان

آفندی" تھا

پھٹے ہوئے کپڑے اور سر سے بہتا خون

لالا۔۔" وہ چیختی ہوئی انکے پاس بیٹھنے ہی لگی تھی

جب دروازے

پر کھڑے شیطان کی دھاڑ پر وہ رک اسے دیکھنے لگی

اسے دیکھتے

اسکا کیاسب کا سانس تک سینے میں اٹک سا گیا

وہ ہاتھ میں لوہے کی سلاخ لئے آنکھوں میں وحشت

لئے کھڑا وہاج

خان پر نظریں گاڑھے ہوئے تھا

سب کی نظریں دروازے پر لگی اس بیسٹ پر گئی جس
کی آنکھوں

سے اس وقت سرخ خون چھلکنے کے قریب تھا بال

ماتھے پر بکھرے

اور گریبان کھلا اسکی دہشت کو مزید واضح کر رہا تھا

اسکے دونوں

ہاتھ پہلو میں پڑے تھے جن میں سے ایک میں لوہے

کی راڈ تھی

وہ انہی وحشی نگاہوں سے تیز تیز سانس لیتا وہاج خان

کو درد سے

کراہتے ہوئے دیکھ رہا تھا

آج اسکی ان نگاہوں سے شعلے برس رہے تھے آج وہ

خود میں ایک آگ

بن کر اس حویلی میں آیا تھا جس سے اسے ذلیل ورسوا

کر کرا نہی

لوگوں کی مکاری کی وجہ سے نکالا گیا تھا آج وہ اسی

مجرم کو

گھسیٹ کر واپس لایا تھا وہ بھی اسکی دردناک موت

بن کر

زی۔۔۔"ہک دک سے کھڑے زریاب کے منہ سے

بے ساختہ اسکا نام نکلا

یہی داجی کا بھی تھا جو شاک کی سی کیفیت میں جھک کر

وہاج

کو دیکھ بھی نہ پاۓ اسکی دلخراش کراہ انکے کانوں میں

گونج

رہی تھی وہ آنکھیں پھاڑے سامنے کھڑے اپنے بیٹے

کو دیکھنے لگے

جس کا یہ روپ آج وہ زندگی میں پہلی بار دیکھ رہے

تھے کیونکہ

آج وہ زیحال خان آفندی نہیں بلکہ "پاشادا بیسٹ"

بن کر آیا تھا

تب ہی ایک تیز ہوا کا جھونکا سا حویلی میں داخل ہوتا

سب کے

رونگٹے سے کھڑے گیا

اسکے قریب بھی آئی تو بھول جاؤں گا تم ایک عورت

ہو۔۔۔ پیچھے۔۔۔"

زیحال کی دھاڑ پر بیلا لڑ کھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئ

اور

سانس روکے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی

زیحال کی نگاہیں وہاج کے شدید درد میں کراہتے وجود

پر ہی ٹکی

تھیں دیکھتے ہی دیکھتے اسکے اندر ایک وبال سا اٹھتا چلا

گیا اس

نے راڈ پر گرفت مزید مضبوطی سے کرتے جبڑے

زور سے بھینچ

لئے

"آپ کی بہن پر ظلم کیا گیا ہے۔۔۔اسے جان سے

مارنے کی کوشش تک

کی گئی تھی" برہان کے الفاظ اس وقت پاشا کی سماعتوں

میں

گونجتے اسکے پورے بدن میں سرد لہر سی دوڑا گئے اس

نے آگے آتے

وہاج کو اٹھا کر سیدھا لاؤنج کے وسط میں رکھی شیشے کی

ٹیبل

میں دے مارا اسکے اس عمل پر سیماب کے ساتھ ساتھ

بیلا کی بھی

زبردست چیخ حویلی میں گونج اٹھی

زریاب آنکھیں پھاڑے سانس روکے زیحال کو دیکھنے

لگے وہ جانتے

تھے اسکی حقیقت کہ وہ عام لوگوں میں نہیں رہا تھا وہ

دوسری

دنیا کا باشندہ بن چکا تھا لیکن کس دنیا کا وہ آج دیکھ رہے

تھے

وہی نوشیروال صاحب کو ایک زور کا جھٹکا سا لگا تھا اپنے

بیٹے کو

جانور کے روپ میں دیکھ

زریاب درد سے کراہتے ہوئے وہاج کو دیکھنے لگے اسے

اس حال میں

دیکھ انکا دل یکدم سے مٹھی میں آ گیا تھا

وہاج یہ حالت وہ بغیر وجہ کے نہیں کر سکتا تھا اور جو

اس کی

وجہ تھی وہ زریاب کا دل مٹھی میں لے کر بھینچ رہی

تھی انہوں

نے خوف زدہ سی نگاہوں سے زیحال کی جانب دیکھا

جو بنا کسی کا

لحاظ کئے وہاج کو مارتا چلا جارہا تھا

داجی اسکے ہاتھ پکڑنے کی کوشش کررہے تھے

مورے بھی آگے آتی

زیحال کو روکنے کی کوشش کرنے لگی

اپنے لالا کی حالت بری ہوتے دیکھ بیلا چیختی ہوئی بری

طرح سے

لرزنے لگی تھی

وہ چیخ رہی تھی لیکن کیا زریاب کو سنائی نہیں دے رہا

تھا وہ پتھر

بنے کھڑے صرف زیحال کو دیکھ رہے تھے جس کے

سر پر آج خون

سوار تھا

بیلا نے روتے ہوئے جلدی سے داراب کو کال کی وہ

اس وقت پولیس

سٹیشن میں ہی موجود تھا

اسکے سامنے دو لوگ بیٹھے تھے جن میں سے ایک

وکیل تھا اور ایک

اسے ہائر کرنے والا شاید مجرم کا کوئی رشتہ دار

ٹیبل پر پڑا موبائل بیپ کرنے لگا تھا داراب نے ایک

نظر موبائل سکرین

پر ڈالی جہاں "بیلا ڈائن" نام جگمگا رہا تھا اسے بیلا کا نام دیکھ کر

حیرت ہوئی کیونکہ وہ کبھی اسے کال نہیں کرتی تھی

تو آج بھی داراب نے کچھ خاص نوٹس نہیں لیا تھا

اتنی جلدی تو اسے کسی کا باپ بھی نہیں نکال سکتا یہاں سے۔۔۔

چاہے جس کوٹ کا دروازہ کھٹکھٹا لو۔۔۔ یہ داراب خان۔۔۔ اسے اسی

جیل میں سڑا کر مارے گا۔۔۔"وہ بیل کے پیپر زان

دونوں کے منہ پر

پھاڑتا ایک پیپر پر سائن کر کرا نکے منہ پر دے مار گیا

جس میں

صاف لکھا تھا کہ یہ کیس صرف داراب خان کے انڈر

رہے گا

تم جانتے ہو۔۔۔ تم کس کے آدمی کو اندر رکھ رہے ہو

۔۔۔"اس شخص

کو داراب کی حرکت پر طیش آیا تھا

تم جانتے ہو تم کس کے سامنے بیٹھ کر یہ پوچھ رہے ہو

۔۔۔؟اس نے

سرد مہری سے الٹا سوال داغہ

پیپر اٹھاؤ اور چلتے بنو۔۔۔" وہ ان دونوں کو ہری

جھنڈی دکھاتا باقی

کے کیسسز دیکھنے لگا کہ تب ہی اسکا موبائل پھر سے

زوں زوں کرنے

لگا اس نے بیلا کا نام دیکھتے کوفت سے کال اٹھاتے کان

سے موبائل

لگایا
کونسی قیامت آگئی۔۔۔جو تم سانس بھی نہیں لے
رہی۔۔۔؟تمہارے
مائکے نہیں بیٹھا جو کالز پر کالز کر رہی ہو۔۔۔"وہ کال
اٹھاتے دانت
بھینچ کر دبی آواز میں غرلایا
دا۔۔۔داراب۔۔۔داراب گھر۔۔۔آئو۔۔۔جلدی
گھر آئو۔۔۔"وہ بنا اسکی بات کو
خاطر میں لائے روتی ہوئی بولی

کیوں۔۔۔؟ایسا کیا ہو گیا۔۔۔اور تم کیوں ٹسمے بہار ہی

ہ۔۔۔"وہ اسکے

آنسوؤں کی وجہ تڑخ کر پوچھ ہی رہا تھا جب اسے پیچھے

سے

سب کی چیخ وپکار سنائی دی وہ یکدم اپنی جگہ سے اٹھ

کھڑا

ہوا

یہ۔۔۔یہ شور کیسا ہے۔۔۔؟کیا ہو رہا ہے وہاں

۔۔۔؟وہ بے چینی سے

پوچھتا ان آوازوں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا

زی۔۔۔زی۔۔۔میرے لالا کو۔۔۔لالا کو مار رہے

ہیں۔۔۔پلیز۔۔۔امارا مدد

کرو۔۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی نظریں

اس درندے پر ہی

ٹکی تھیں جس کے ہاتھ آج کسی کے قابو میں نہیں آ

رہے تھے یہاں

تک کے نوشیر وال صاحب کے بھی نہیں

زریاب تو کچھ کر ہی نہیں رہے تھے انکے ذہن میں

اس وقت الگ ہی

میں طوفان اٹھ چکا تھا

واٹ۔۔۔ کونسے والے کو۔۔۔ ؟رکو میں ابھی آیا

۔۔۔" وہ حیران وپریشان

سا ہوتا ایک کانسٹیبل کو ان دونوں کو اپنے آفس سے

نکالنے کا

اشارہ کرتے خود تھانے سے باہر نکل آیا

ہاں۔۔۔ہاں جلدی آؤ۔۔۔۔ مدد کرو۔۔۔لالا کی

۔۔۔"

میں آرہا ہوں۔۔۔ تم فکر نہ کرو۔۔۔"اسکے اس جملے

پر بیلا کو پہلی

بار داراب کے لئے اپنے دل میں کوئی احساس محسوس

ہوا تھا جسے

وہ اگلے ہی پل فورا اسے بری طرح سے ختم کر گیا

اس نے کوئی کسر چھوڑی تو وہ میں پوری کر دونگا

۔۔۔ڈیئر بیگم۔۔۔"

یہاں بیلا کو ایک دم سے جھٹکا سا لگا دار اب کال کاٹ

چکا تھا جبکہ

بیلا کو لگا وہ سانس بھی نہیں لے سکی

ان بھائیوں کو وہ توڑنے کا سوچ رہی تھی؟ یہ سب کے

سب بہت

بڑی توپ تھے جن کو ولی برادرز سمجھنے سے ہی قاصر

تھے

زریاب۔۔۔تم۔۔۔تم کھڑا کیوں ہے۔۔۔اسکو

روکو۔۔۔"دا جی بات اپنی

ہاتھ سے نکلتے دیکھ زریاب کو دھاڑتے ہوئے پکارنے

لگے

لیکن وہ نہیں ہل سکے اپنی جگہ سے اسی وقت باہر ایک

گاڑی آکر

رکی تھی جس کے رکتے پامیر اور یاقوت باہر نکل کر

اندر کی جانب

جانے ہی لگے تھے کہ یاقوت کے قدم آخری سیڑھی

پر رک گئے

"لے جاؤ انکو یہاں سے۔۔۔ام کو تمارا شکل بھی نئ
دیکھنا" دا جی
کے وہ ترش الفاظ اسکی سماعتوں میں گونجتے دل کو ایک
ہی
جھٹکے میں مٹھی میں دبوچ گئے
پا میر نے آج کچھ یاد نہیں رکھا تھا وہ سیدھا زیحال کے
پاس جاتے
اسے پیچھے سے جکڑ کر وہاج سے دور کرنے لگا جواب
سانس بھی

اٹک اٹک کر لے رہے تھے

بھائی۔۔۔بھائی کیا کر رہے ہیں۔۔۔ چھوڑیں انکو

۔۔۔" وہ اپنی پوری

طاقت لگائے اسے پیچھے کی جانب کھینچ رہا تھا لیکن

زیحال کے سر

پر جیسے خون سوار تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ٹرن لیتے سیدھا ولی خان کی حویلی جانب اپنا رخ کر

گیا تھا

سٹیرنگ پر گرفت مضبوط تھی آنکھوں میں وحشت

ناچ رہی تھی

اسکی گاڑی دوسری گاڑیوں کواوورٹیک کرتی فل سپیڈ

میں تھی

وہاج خان لاؤنج میں ہی موجود تھے جب ایک ملازم

انکے لئے کافی

کامگ لے کرآیا

عین بھی وہی موجود تھی اسکی طبعیت اب تک ناساز

تھی

تم کو کیا ہوا ہے۔۔۔اتنا مرنے والا کیوں ہو گیا تم

۔۔۔؟ وہ کب سے اسے

دیکھ رہے تھے وہ مسلسل کانپ رہی تھی یہاں تک

کے ملازمہ نے اس

پر گرم اونی شال تک ڈال دی تھی

تت۔۔۔تم۔۔۔تم کو۔۔۔وہ۔۔۔وہ بیگ یاد نہیں

۔۔۔ہے۔۔۔؟ وہ حیران سی

کانپتی ہوئی آواز میں پوچھنے لگی وہاج کی آنکھوں کے

سامنے پل

میں وہ منظر لہرا گیا ساتھ ہی انکے چہرے کے زاویے

بگڑنے

لگے

تم کچھ اچھا یاد نہیں کروا سکتا تو برا بھی یاد نہیں کرواؤ

۔۔۔بے

وقوف عورت۔۔۔"وہ دانت بھینچ کر غرلاتے کافی کا

مگ اپنے لبوں

سے لگا گئے

یہ بالاج آج کل کدر رہنے لگا ہے۔۔۔رات کو بھی

گھر نہیں آتا۔۔۔؟ عین

اسے کافی دنوں سے نوٹ کر رہی تھی وہ واقعی منظر

سے غائب

رہنے لگا تھا

اچھا ہے۔۔۔ نہیں آتا۔۔۔۔جب تک اس لڑکی کا قصّہ

ختم نہیں ہو جاتا

وہ نہ ہی آئے۔۔۔پتہ نہیں وہ کدر گئی۔۔۔ام کو سمجھ

نہیں آرہی یہ

بلیک شیڈو کون ہے۔۔۔اور امارا کام میں ناک کیوں

اڑا رہا ہے۔۔۔''وہ

اس اڑتی ہوئی بھانپ کو دیکھتے ہوئے بے اختیار سوچنے

لگے

زیحال کی گاڑی برق رفتاری سی سیدھا انکی حویلی کے

سامنے آ

رکی تھی گاڑی سے اترتے وہ بھاری قدم اٹھاتا ہوا اندر

کی جانب

بڑھ ہی رہا تھا اسے نہیں یاد تھا کہ بچپن میں کب

آخری بار وہ یہاں

آیا تھا آیا تھا بھی یا نہیں لیکن آج وہ طوفان کی طرح

اس حویلی

میں داخل ہوا تھا جسے دیکھ یہاں کی فضا میں سنسنی سی

پھیلتی چلی گئی

اسکی نظر بیچ میں پودوں کا کام کرتے ہوئے مالی پر

پڑی

اسکے ہاتھ میں ایک لوہے کی راڈ تھی جو پلک جھپکتے اس

بیسٹ کے

ہاتھ میں آگئ تھی مالی ہکا بکا سا اسکی آنکھوں میں

اترے خون

کو دیکھ ڈر کر یکدم پیچھے ہٹ گیا

جتنی جلدی ہو سکے۔۔۔ام کو اس زرتشم کو مارنا ہے

۔۔۔وہ

لڑکی۔۔۔"

وہاج۔۔۔" وہاج خان بول ہی رہے تھے جب انکی
حویلی میں اس بیسٹ
کی دھاڑ گونجی عین کرنٹ کھا کر پیچھے مڑتی حویلی کی
دہلیز پر
کھڑے زیحال کو دیکھنے لگی
لیکن وہاج خان تو گویا سانس بھی نہیں لے سکے کافی کا
مگ تھامے
ہاتھ یکدم سے پتھر اچکے تھے عین اپنی جگہ سے اٹھ
کھڑی ہوئی

اور آنکھیں پھاڑے بس زیحال کو دیکھتی رہی جو آج

پہلی بار اسکے

سامنے آیا تھا

زیحال انکی حیرت کو بنا کسی خاطر میں لائے سیدھا انکے

جبڑے پر

ایک گھونسہ رسید کرتے انہیں کالر سے دبوچ کر اپنے

سامنے کھڑا کر

گیا اس کا ہاتھ وہاج پر اٹھتے دیکھ عین کے منہ سے

زبردست چیخ

برآمد ہوئی

زی۔۔۔زی۔۔۔امارا بات۔۔۔سن۔۔و۔۔۔"وہ

اپنی صفائی میں کچھ کہنے ہی

لگے تھے جب وہ راڈ سیدھا انکے سر پر آ لگی وہ بے رحم

بنا انکی

بات سنے بغیر زمین بوس کرتے انکے سینے پر گھٹنا ٹکا

گیا

زرتشم۔۔۔نوشیروال۔۔۔خان۔۔۔"اس نے ایک

ایک لفظ پر زور دیتے

زر تشم کا نام لیا جب وہاج کو اسکی آنکھوں میں اپنی درد

ناک موت

دکھائی دی

میری۔۔۔بہن ہے۔۔۔"انکا سر اٹھاتے وہ انکے کان

میں صور پھونک رہا

تھا

اور تو نے اسکے ساتھ یہ کیا۔۔۔ہاں۔۔۔؟آخر میں

دھاڑتے ہوئے وہ وہاج

خان کو گلے سے دبوچتا انکی سانس تک روک گیا

عین تو اسکا یہ درندوں والا روپ دیکھ کر ہی اپنی جگہ

سہم چکی

تھی اسکے منہ سے سانس تک نکلنے کی مدھم آواز بھی

نہیں سنائی

دے رہی تھی اور آج تو یہاں کے گارڈز میں بھی اتنی

ہمت نہیں

تھی کہ درمیان میں دخل اندازی ہی کر لیں

ام۔۔۔ام تم کو۔۔۔س۔۔۔سب بتاتا ہے۔۔۔" وہ

کانپتی ہوئی آواز میں کچھ

کہنے کی کوشش کرنے ہی لگے تھے جب زیحال نے

انکوایک جھٹکے

میں کھڑا کرتے اپنے مقابل کیا

آج۔۔۔صرف میں بتاؤنگا۔۔۔کہ زرتشم نوشیر وال

۔۔۔کون ہے۔۔۔"اسکے

یہ کہتے وہاج خان کی دلخراش چیخ حویلی میں گونج اٹھی

عین نے

پھٹی پھٹی نظروں سے ان دونوں کودیکھا جہاں وہاج

خان کا ایک

بازو دائیں جانب ڈھلکا ہوا بے جان سا ہو گیا تھا

وہ انکے عمر میں بڑا ہونے کا لحاظ کئے بغیر ایسے ہی

حالت بری کرتا

ہو احویلی سے باہر لے گیا عین اسکے پیچھے چیختی ہوئی باہر

آئی

تھی لیکن وہ وہاج کو اپنی گاڑی میں ڈال کر گاڑی ہی اڑا

لے گیا

تھا

اوراب اپنی حویلی میں آتے ان میں رہی سہی طاقت

بھی ختم کر

رہا تھا

بھائی۔۔۔"پامیر کی چیخ پر یاقوت کو جیسے ایک دم سے

ہوش آیا وہ

ہر بات کو بھول کر اپنا قدم حویلی کے اندر رکھتے

زیحال کے پاس

آ گیا دونوں زیحال کو پکڑ کر وہاج سے الگ کرتے دور

لے گئے

تم پاگل ہو گیا۔۔۔ہے۔۔۔ہاں۔۔۔؟نوشیر وال

اسکی جانب دیکھتے ہوئے

پوری قوت سے دھاڑے

ہاں۔۔۔ہو گیا ہوں میں پاگل۔۔۔''آج نوشیر وال

خان کی دھاڑ سے اونچی

گرج دار آواز زیحال خان آفندی کی تھی وہ خود کو

یاقوت کو پامیر

کی گرفت سے چھڑواتے وہاج کو اشتعال انگیز نگاہوں

سے دیکھنے

لگا جیسے اسی طرح اسے زندہ سالم نگل جائے گا

یہ۔۔۔یہ میری بہن کا مجرم ہے۔۔۔یہ گل کا مجرم

ہے۔۔۔"وہ گرج دار

آواز میں آج سب میں صور سا پھونک گیا

اسکی بات پر زریاب کے ساتھ ساتھ پامیر کا بھی دل

دھک سے رک

گیا اس نے یاقوت کی جانب دیکھا

بابا۔۔"وہ تڑپ کر نوشیر وال کی جانب گیا اور جاتے

انکا ہاتھ تھام

گیا

گل۔۔۔اسکے پاس تھی۔۔۔اسکے پاس۔۔۔"وہ کسی

بچے کی طرح بے

یقین سا انہیں بتانے لگا لیکن نوشیر وال اسے انہی

شعلہ بار نگاہوں

سے دیکھ رہے تھے

ہماری گل۔۔۔میری بہن میری۔۔۔وہ اسکے پاس

تھی۔۔۔اس نے اسے

اپنے پاس کیسے رکھا۔۔۔"وہ نوشیر وال صاحب کا

ہاتھ چھوڑے پھر

سے وہاج کو مارنے انکی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ

نوشیر وال صاحب

نے اسکا بازو تھام کر اپنی جانب موڑتے ایک زوردار

تھپڑ اسکے

گال پر رسید کیا

بھائی۔۔۔"اسے تھپڑ پڑتے دیکھ یاقوت اور پا میرا ایک

جھٹکے میں

اسکے پاس آ گئے جب کہ زیحال اپنے گال پر ہاتھ رکھے

سانس روکے

انہیں دیکھنے لگا وجود جیسے ایک دم پتھر اسا گیا تھا

تم۔۔۔ پاگل ہو گیا ہے۔۔۔" وہ زیحال کو دیکھتے اسکے

منہ پر دھاڑے

جبکہ وہ شل ساکت سانس روکے اپنے باپ کو دیکھتا

رہا

یاقوت اور پامیر اپنی مٹھیاں زور سے بھینچ گئے

پامیر کا ہاتھ پیچھے اپنی گن کی جانب جانے ہی لگا تھا کہ

یاقوت نے

نظروں سے اشارہ کرتے وہی روک دیا

اسکی آنکھیں ضبط کے مارے سرخ خون چھلکانے کے

قریب

تھیں

یہ کیا حال کیا ہے تم نے۔۔۔ تم ہوش میں ہے

۔۔۔؟ وہ بے یقین سے اسے

دیکھتے ہوئے گرج رہے تھے

حویلی کی فضا میں سنسنی سی پھیل گئی تھی ایک دم ہر

جانب

سکوت سا چھا گیا تھا جیسے کوئی ویران قبرستان ہو ہر

کوئی سفید

رنگت سا مردہ

میری۔۔۔بہن۔۔۔اسکے۔۔۔پپ۔۔۔پاس تھی

۔۔۔"وہ دھیمی آواز میں

ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا زریاب ضبط سے

آنکھیں زور سے

مینچ گئے

ام جانتا ہے۔۔۔"یہاں نوشیر وال صاحب کے الفاظ

اسکی سماعتوں

میں ہتھوڑے بن کر گونجے وہ بے یقین سا پھٹی پھٹی

نظروں سے ان

کو دیکھنے لگا دل بھی جیسے کام کرنا بند کر گیا تھا

آپ۔۔۔آپ جانتے تھے۔۔۔؟ وہ لہجے میں بے یقینی

لئے پوچھ رہا تھا

زریاب کو لگا کسی نے انکے وجود کو زمین تلے دبا دیا ہو

انہیں سانس

لینے میں بھی دشواری ہونے لگی تھی

وہ۔۔انکے پاس تھی۔۔۔انہوں نے اسکا کیا حال کر

دیا۔۔۔آپ یہ جانتے

تھے۔۔۔؟کوئی اسے اس صدمے سے باہر نکال

لائے ورنہ وہ یہ جان کر

عنقریب پاگل ہونے والا تھا وہ کیسے یہ جان کر خاموش

ہو سکتے

تھے

لیکن جانتا بھی نہیں تھا کہ وہ اب بھی پوری حقیقت

سے واقف نہیں

تھا ایسی حقیقت جس سے شاید انجان رہنا ہی اسکے لئے

بہتر

تھا

بولیں ناں۔۔۔"نوشیر وال صاحب کی خاموشی پر وہ

آخر میں دھاڑ

اٹھا تھا اسکی دھاڑ پر فرخندہ بیگم منہ پر ہاتھ رکھے اپنی

ہچکی

کا گلا دبا گئیں

ہاں۔۔۔ام جانتا تھا۔۔۔"انکی آنکھوں کے سامنے وہ

منظر لہرانے لگا تھا

جس میں وہاج خان اپنے ساتھ بالاج کو لے کر آئے

تھے

تھوڑی دیر بعد انکا نکاح پڑھوا دیا گیا تھا اور یہ کہہ دیا گیا

تھا کہ

آج یہ دشمنی برابری پر آگئی ہے

اس حویلی کی بیٹی کے ساتھ زیادتی کر کر اسے اگر یہاں

نکاح کر

کرر کھا گیا تھا تواس حویلی کی بیٹی کو بھی بدلے میں دیا

جائے

اس دن نوشیر وال صاحب اپنے دل پر پتھر رکھتے

زرتشم کیلیئے

موت کی سزا سنا گئے تھے وہ جو کبھی اپنے بھائی کیلیئے

کھڑی

ہوتی تھی آج اپنے لئے ایک لفظ تک نہیں بول پائی

اسکی تو گویا

روح قبض کر لی گئی تھی اسکے اپنے تو اسکے بھی نہ نکلے

اس دن

نوشیر وال صاحب نے بیٹی بھی قربان کر دی تھی

دونوں جانب غلط فہمی بڑھ رہی تھی نہ وہ جانتے تھے

کہ آج زیحال

کیوں لایا تھا وہاج کو اور نہ وہ جانتا تھا کہ اسکا باپ کس

سچ

کے جاننے کا کہہ رہا تھا

آپ نے۔۔۔آپ نے اسکے ساتھ۔۔۔یہ سب

ہونے دیا۔۔۔؟ وہ صدمے میں تھا

آج اس کے لئے صدمے جیسا لفظ بھی بہت چھوٹا تھا

وہ قصاص تھا۔۔۔امارے بیٹے نے جو گناہ کیا تھا اسکا

بدلہ۔۔۔"یہاں

زیحال کے پورے وجود کو جھٹکا سا لگا تھا وہ بے یقینی کی

سی

کیفیت میں انکو دیکھنے لگا کیا آج پھر اسے صفائی دینی

تھی؟

قصاص۔۔۔کا کیا۔۔۔مطلب۔۔۔؟ہاں اسے وہ

مطلب بتائیں اسکی سوچنے

سمجھنے کی سکت کام نہیں کر رہی تھی

ونی کر دیا تھا امنے گل کو۔۔۔" باہر بادل کے پھٹ

جانے کی آواز

گرجی تھی اور اندر زیحال کے دل کے ٹوٹ کر بکھر

جانے کی وہ

اپنی جگہ ایک دم جیسے پتھر اسا گیا سانس سینے میں ہی
کہیں
اٹک گئی تھی اسے ضرورت تھی کسی کی
وہ بے جان سا پیچھے گرنے لگا تھا جب یاقوت اور پامیر
نے اسے ایک
ایک بازو سے تھام کر پریشانی سے اسکی جانب دیکھا
اسکی رنگت
سفید مردہ جیسی لگ رہی تھی جیسے روح اسکے وجود کو
چھوڑ

چکی ہو

آج اس حویلی کے لوگوں نے ایک بار پھر اس معصوم

دل کو چکنا

چور کر دیا تھا آج پھر اسے زندہ کھڑے کھڑے مار دیا

تھا کیا انکو

اس پر ترس نہیں آتا تھا اس حویلی کی ایک ایک اینٹ

زیحال خان

آفندی پر ہوئے ظلم پر چیخ اٹھی تھی

اسکی گہرے جھیل سی آنکھیں ٹرانس کی سی کیفیت

میں گھوم کر

شل ساکت کھڑے زریاب کی جانب گئی جو مجرم بنے

سر جھکائے

کھڑے تھے سیماب نے بھی اسی وقت انکی جانب

دیکھا جن کی

آنکھوں سے ٹوٹ کے گرنے والے موتی اسکی

آنکھوں سے اوجھل نہ

ہو سکے تھے

زیحال ہکابکا سا پتھرایا ہوا انکو دیکھے گیا آج وہ مجرم

تھے آج وہ

بھی اسکے ظالموں میں شمار ہو گئے تھے

وہ زریاب کو دیکھتے ہوئے بوجھل قدموں سے انکی

جانب بڑھا یاقوت

بھی اسکے پیچھے دھیرے دھیرے چلنے لگا اسے لگ رہا

تھا کہ آج

اسکا باپ بغیر سہارے کے کھڑا نہیں ہو سکے گا

زیحال تھکی سی نڈھال چال چلتے ہوئے زریاب کے

مقابل آکر کھڑا

انکو ہو نقوں کی طرح ایسے دیکھنے لگا جیسے پہلی بار انکو

دیکھ

رہا ہو ہاں وہ اس شخص کو نہیں جانتا تھا وہ بلکل نہیں

جانتا

تھا

یہ۔۔۔یہ ب۔۔۔بابا۔۔۔کیا۔۔۔کہہ رہے ہیں لالا

۔۔۔؟اسکے ہونٹ بے ساختہ

کپکپانے لگے آنکھوں سے گرم سیال چھلکے سے تیزی

سے بہنے لگا دل

نہیں دھڑک رہا تھا اسکا وہ تو شاید سانس بھی نہیں لے

رہا

تھا زیحال دھیرے سے زریاب کے دونوں ہاتھ

تھامے اپنے سینے تک

لایا

بتائیں ناں۔۔۔ب۔۔۔بابا۔۔۔کیا کہہ رہے ہیں

۔۔۔ایسا۔۔۔ایسا نہیں ہے

ناں۔۔۔؟ بتائیں۔۔۔" وہ بتادیں ورنہ عنقریب اسکا

دل پھٹنے والا تھا وہ

مزید درد تکلیف برداشت کرنے کا اہل نہیں تھا سب

کی سانس رکی

ہوئی تھی فضا میں موت کا سکوت سا چھایا ہوا تھا

لالا۔۔۔لالا چپ۔۔۔کیوں ہیں۔۔۔بولیں۔۔۔ایسا

نہیں ہیں ناں۔۔۔بتائیں

آ۔۔۔آپ ایسا۔۔۔ایسا نہیں ہونے دے سکتے

۔۔۔ہیں ناں۔۔۔۔ایک بار بول

دیں۔۔۔کہ بابا غلط ہیں۔۔۔"وہ بول دے دیں وہ

دیں آج وہ بول دیں

ورنہ اسے آج کچھ ہو جانا تھا اسکے دماغ کی کوئی رگ

پھٹ جاتی

اسکی سانس رک جاتی

زیحال نے اپنے نچلے لب کو دانتوں میں دباتے ہوئے

انکی کپکپاہٹ

پر قابو پانے کی کوشش کرتے ایک زخمی مسکراہٹ

انکی جانب

اچھالی

ج۔۔۔جب۔۔۔جب مجھ پر۔۔۔سب نے

۔۔۔الزام۔۔۔لگایا تھا۔۔۔۔تو آپ۔۔۔

یہاں نہیں تھے۔۔۔۔آپ نے ک۔۔۔کہا تھا

۔۔۔کہ ۔۔۔کہ آپ ہوتے۔۔۔تو۔۔۔آپ

ایسا نہ ہونے دیتے۔۔۔ہیں ناں۔۔۔ہیں ناں لالا

۔۔۔؟اسکی کانپتی ہوئی

آواز پریاقوت اور پامیر کے دل پھٹنے کے قریب تھے

سیماب نے اپنا

چہرہ موڑے کے پیچھے چھپالیا اسکی آنکھیں بھی رونے

کا باعث

لال ہونے لگی تھیں

ماحول میں ایک فسوں خیزی سی چھائی ہوئی تھی یہ وہی

منظر

تھا جس نے زیحال خان آفندی کو سب کے ہوتے

ہوئے بھی لاوارث

کر دیا تھا آج تو کم از کم وہ نہیں ہونا چاہتا تھا

میں ۔۔۔نے ۔۔۔آپ کو ۔۔۔ مم ۔۔ معاف کر دیا تھا

۔۔۔ مم ۔۔۔مجھے یقین

ہے ۔۔۔آپ نے ۔۔۔آپ نے گل کے ۔۔۔وقت

۔۔۔ایسا نہیں ہونے دیا ہو گا ۔۔۔ہے

ناں ۔۔۔لالا ۔۔۔؟ اسکی باتوں پر زریاب کا دل پھٹنے

لگا تھا وہ سر

مزید جھکاتے آنکھیں ضبط سے بھینچ کر ضبط سے رو

پڑے

تھے

نہیں۔۔۔لالا۔۔۔نہیں۔۔۔۔مم۔۔۔مجھے جواب

دیں۔۔۔۔آپ کی۔۔۔خاموشی

مم۔۔میرادل بند کر۔۔۔رہی ہے۔۔۔پلیز

۔۔۔بولیں۔۔۔کہ۔۔۔کہ ایسا نہیں

ہوا۔۔۔پپ۔۔۔پلیز۔۔۔پلیز۔۔۔"وہ نہ محسوس

طریقے سے انکا ہاتھ

دباتے ہوئے ضد کرنے لگا تھا آج انکا ایک لفظی

جواب یا تو اسے مار

جاتا یا زندہ کر جاتا صرف ایک لفظ

مم۔۔۔میں نے۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا تھا

۔۔۔آپ کو پتہ ہے ناں۔۔۔تو

اس۔۔۔کی۔۔۔اسکی سزا۔۔۔میری بہن کو

۔۔۔نہیں ملی۔۔۔ہے ناں لالا

نہیں۔۔۔ملی ناں۔۔۔؟بتاتے کیوں نہیں۔۔۔؟انکو

خاموش دیکھ وہ چیخ

پڑا تھا اسکی اس چیخ میں درد بھانپتے یاقوت کا دل مٹھی

میں

آگیا تھا

نوشیر وال صاحب اسکی حالت دیکھ جیسے سکتہ میں چلے

گئے

تھے

ہ۔۔۔ہاں۔۔۔"زریاب کے لب بمشکل پھڑ پھڑائے

انکے لبوں سے ہاں سنتے

زیحال کے ہاتھوں سے انکے ہاتھ بے اختیار چھوٹتے

چلے گئے زیحال

سانس روکے انکو دیکھنے لگا اسکی بہن اسکے نہ کردہ گناہ

کی

وجہ سے ونی کر دی گئی تھی اسکے گناہ کی وجہ سے ؟اپنی

بہن کا

اصل مجرم وہ خود تھا؟

زیحال کی آنکھوں کے ڈورے گہرے گلابی پڑنے

لگے ایک درد کی

شدید لہر اسکے پورے بدن میں دوڑتی چلی گئی اسکے

قدم لڑکھڑائے

تھے لیکن اسکے گرنے سے پہلے ہی یاقوت نے اسے

تھام لیا تھا

بھائی۔۔۔بھائی آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ یاقوت اسکی

رنگت زرد پڑتی دیکھ

یکدم بوکھلا سا گیا زیحال بے جان سا ہوتا زمین پر بیٹھتا

چلا گیا

یاقوت اسکے ساتھ بیٹھ گیا انکو ایسے بیٹھتے دیکھ پامیر

انکے پاس

آتے زیحال کا بازو تھام گیا

بھائی۔۔۔" زیحال کی سماعتوں میں پامیر کا بھائی لفظ

گونجا اس نے

زخمی نگاہوں سے پامیر کی جانب دیکھا

کتنا اپنا اپنا سا تھا یہ لفظ "بھائی" لیکن آج یہ لفظ اس دل بھاری

کر گیا تھا وہ وہی چہرہ جھکائے شدّت سے رو پڑا اسکا رونا یاقوت

اور پامیر دونوں کی جان سی نکال گیا زریاب تڑپ کر اسکے پاس

آنے ہی لگے تھے کہ یاقوت نے ہاتھ کھڑا کرتے انکو وہی روک دیا انکا

باپ آج پھر یہاں بری طرح سے توڑا گیا تھا

آج نہیں۔۔۔"وہ آنکھوں میں سرخی لیے سرد مہری

سے بولا

پامیر زیحال کو اپنے سینے سے لگا گیا جب اسکے رونے

میں شدّت

آتی اسکی چیخیں دونوں کی روح فنا کر گئی

مورے تڑپ کر اسکے پاس دوڑی چلی آئی بیلا فق

رنگت سے اسے

دیکھنے لگی اسکی ایک دھاڑ کا اتنا اثر تھا کہ وہ اب تک

اپنے لالا

کے قریب نہیں جا سکی تھی جو بے سدھ زمین پر

پڑے تھے آج اس

نے زیحال کا وہ روپ دیکھا تھا جو اسکی آنے والی راتوں

کی نیند

اڑا کر رکھ دینے کو کافی تھا

لیکن یہ تو شروعات تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ ٹوٹی

ہوئی چیز

پہلے سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے اسے زیحال سے

بے تحاشہ خوف سا

آنے لگا تھا

آاااا۔۔۔۔" وہ فرش پر پوری قوت سے ہاتھ مارتا چیخ

پڑا آج وہ جتنا

چیختا کم تھا وہ تکلیف وہ درد اسکے اندر سے نہ نکلتا کبھی

نہیں

داراب بھی اسی وقت حویلی پہنچا تھا جب سامنے کا

قیامت خیز

منظر دیکھ وہ ششدر رہ گیا

55/1

اسکے لئے ہر اٹھتا قدم پہلے سے زیادہ بھاری محسوس ہونے لگا تھا اس کے سامنے اسکا چھوٹا بھائی ٹوٹ کر بکھر رہا تھا اسکا یوں چیخ چیخ کر رونا داراب کے دل کو مٹھی میں لے کر بری طرح سے مسل کر رکھ گیا تھا پامیر اور یاقوت بھی اس سے خوف کھا رہے تھے لیکن اس سے دور نہیں ہو رہے تھے آج زیحال کے قریب دو رشتے تھے ایک وہ جن سے اسکا خون کا رشتہ تھا پھر بھی اسے اتنی بری طرح سے توڑ دیا گیا تھا اور دوسری طرف صرف احساس کا رشتہ تھا لیکن آج یہی احساس

کا رشتہ اسے سمیٹ رہا تھا اسکی شخصیت ٹوٹ کر بکھر

رہی تھی اور اسکے بچے اسے پیچھے پیچھے سمیٹ رہے

تھے داراب اسکے قریب آتے دھیرے سے اسکے

پاس بیٹھا اور سانس روکے

اسے دیکھے گیا

زی۔۔۔زی سمبھالو خود کو۔۔۔بچے۔۔۔"مورے

اسکے ہاتھ تھامنے کی

کوشش کر دیا ہی تھیں آنکھوں سے سیلاب کا سیلاب

امڈ کر آ رہا

تھا

کیسے۔۔۔کیسے۔۔۔سمبھالوں۔۔۔؟اپنی ماں کی

ماں پر وہ چیخ پڑا تھا

مورے اسکی بلند آواز پر خوف سے لرزا ٹھی تھیں

اسکی آنکھیں سرخ

ہو رہی تھیں

کیسے۔۔۔؟کیا کر دیا آپ لوگوں نے۔۔۔کیا کر دیا

مورے۔۔۔مار دیا مجھے

ختم کر دیا آج۔۔۔" وہ زخمی لہجے میں دھاڑ رہا تھا اسکی

یہ حالت

دیکھ یاقوت کا دل پھٹنے کے قریب تھا

پامیر روتے ہوئے اپنا چہرہ زیحال کے کندھے پر ٹکا گیا

وہ چھوٹا تھا

وہ یاقوت کی طرح خود پر ضبط نہیں کر سکتا تھا

کیا کر دیا مورے۔۔۔۔" اسے جواب چاہیئے تھا اسے

آج کوئی بتا دیتا کہ

اسکے ساتھ ہوا کیا تھا کیا اسے توڑنے والے اسکے اپنے

تھے ؟اپنے ایسے

ہوتے ہیں ؟تواچھا تھاناں دنیا اسے لاوارث سمجھتی

تھی وہ تو

تھا بھی لاوارث یہ لوگ تھے اسکے اپنے ؟ تھے اسکے ؟

اسکو توڑ کر

رکھ دینے والے

کیا۔۔۔کیا تھا۔۔۔میں نے۔۔۔۔کیا کیا تھا؟جو میری

بہن کی زندگی

برباد کردی۔۔۔بتائیں۔۔۔۔"وہ مورے کا ہاتھ

تھامے جنونی ہوتا گرج دار

آواز میں پوچھ رہا تھا پلیز وہ بتادیں ورنہ آج زیجال

خان آفندی

پاگل ہو جاتا

یہ۔۔۔یہ باپ کہتے ہیں خود کو۔۔۔؟ ہاں۔۔۔؟ وہ اپنا

لرزتا ہوا ہاتھ

نوشیر وال صاحب کی جانب کرتا کرب بھرے لہجے

میں پوچھ رہا تھا

مورے نے تڑپ کر اسکے تر چہرے کو صاف کیا لیکن آج اسکی آنکھیں

برسنے سے باز ہی نہیں آرہی تھیں آج ان آنسوؤں کا نکلنا نعمت تھا

اگر یہ بھی نہ نکلتے تو یہ تکلیف آج کتنے بچوں کو یتیم کر دیتی

اسکا نام صرف زالے زامل کے ساتھ نہیں لگتا تھا کتنے ہی یتیم بچے

اس وقت اسکے دارلامان میں تھے جن کے ولد خانے

میں زیحال خان

آفندی کا نام دیا جارہا تھا وہ جن کے ماں باپ کسی

حادثے کا شکار

ہوئے وہ سب اسکے سائے میں تھے آج اس تکلیف کی

شدّت ان سب کو

یتیم کر جاتی

اپنی اولاد کو قربان کر دینے والا باپ ہوتا ہے

۔۔۔؟اسکے سوال پر کسی

نے نوشیر وال صاحب کے دل کو مٹھی میں لے کر

زور سے بھینچ

دیا تھا

میری گل مورے۔۔۔"وہ سر جھکائے مزید شدّت

سے پھوٹ پھوٹ کر

رو پڑا تھا

زیحال۔۔۔"داراب نے دھیرے سے زیحال کے

کندھے پر ہاتھ رکھا

اسکی آواز پر زیحال نے تڑپ کر اسکی جانب دیکھا

دیکھتے اسکی

آنکھوں سے آنسوں اور تیزی سے بہنے لگے

لالا۔۔۔لالا۔۔۔"وہ تڑپ کر اسکے ہاتھ تھامتا اسکے

سینے سے لگ کر اور

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا آج صرف داراب اپنا لگا تھا

اسکے سب

غیر ہو گئے تھے

دیکھیں ناں۔۔۔انہوں نے۔۔۔انہوں نے

۔۔۔گل کو۔۔۔گل کو۔۔۔میری۔۔۔سزا

دے دی۔۔۔میں نے۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا تھا

۔۔۔۔میں بے۔۔قصور تھا

لالا۔۔۔انہوں نے۔۔۔انہوں نے مار دیا میری بہن

کو۔۔۔"وہ داراب کے

ہاتھوں پر سر رکھے اذیتوں کی انتہا پر پہنچ گیا تھا دو موتی

خاموشی سے داراب کے رخسار پر بہہ گئے

میری گل کو۔۔۔مار دیا۔۔۔لالا۔۔۔" اسکا پورا وجود

لرز رہا تھا زریاب

اسے ایسے دیکھ روتے ہوئے اپنا رخ موڑ گئے ورنہ آج

انکا دل پھٹ

جاتا وہ نہیں دیکھ سکتے تھے اپنے زی کو ایسے

آپ جانتے تھے۔۔۔؟لالا آپ۔۔۔آپ نہیں

جانتے تھے ناں۔۔۔۔؟وہ ہچکی لیتا

کس تڑپ سے پوچھ رہا تھا اسکا دل چیخ رہا تھا وہ نہ کہہ

دے

خدارا وہ نہ کہہ دے کوئی ایک تو اسکا اپنا نکل آئے

لیکن اگلے ہی پل داراب کا سر دھیرے دھیرے

اثبات میں ہلتے دیکھ

زیحال دھک سے رکا سانس کہیں سینے میں ہی اٹک

گئی تکلیف کی

شدّت بڑھتی ایک شدید درد کی لہر اسکے پورے بدن

میں دوڑا گئی

داراب کے ہاتھ چھوٹتے وہ بے جان سا ہوتا پیچھے

ڈھے سا گیا

آج اسکا ہاتھ نہیں چھوڑا گیا تھا آج اسے مار دیا گیا تھا

آج زیحال

خان آفندی کو ختم کر دیا گیا تھا وہ مردے کی طرح

سفید بے جان

وجود لگ رہا تھا

نہیں وہ اب رو نہیں رہا تھا اور اب اسے ایسے شل

ساکت دیکھ سب

کو اس سے پہلے سے زیادہ خوف محسوس ہو رہا تھا

زیحال مسکرایا تھا لیکن اسکی مسکراہٹ اسکے رونے

سے زیادہ

خطرناک تھی داراب سر دھیرے سے نفی میں ہلانے

لگا

زیحال وہی بیٹھا جیسے سانس لینے کی کوشش کر رہا تھا

آج تو وہ

بھی نہیں آرہی تھی یاقوت نے اسکی پیٹھ سہلا کر اسکے

کانپتے

ہوئے ہاتھ دیکھے جن کی زیحال دیکھ رہا تھا آج یہ ہاتھ

خالی رہ گئے

تھے ان سے آج رشتے کی ڈوری چھوٹ گئ تھی جسے

اتنے عرصے سے

وہ تھام کر خود کو دھوکے میں رکھ رہا تھا کہ یہ اسکے

اپنے ہیں آج

وہی رسی اسکے ہاتھوں کو بری طرح سے زخمی کر گئ

تھی

زیجال دھیرے سے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ فرش پر

رکھتے اٹھنے کی

کوشش کرنے لگا جب اسکی بے جان ٹانگیں لڑکھڑا سی

گئیں وہ

گرنے لگا تھا جب دو مضبوط بازوؤں نے اسے تھام کر

اپنے سہارے

پر لے لیا

یاقوت اور پامیر پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگے

وہ برلاس شاہ تھا اسے دیکھتے ان دونوں کی روح جیسے

ایک دم سے

فنا ہو گئی تھی وہ سفید پڑتی رنگت کے ساتھ اسے

آنکھیں پھاڑے

سانس روکے دیکھتے رہے

وہ یہاں تھا؟ کب سے یہ آج معنی نہیں رکھتا تھا اسکی

یہاں

موجودگی قیامت تھی بہت بڑی قیامت

برلاس کی نگاہیں یک ٹک اپنے باپ پر تھی جو فرش پر

سب کے بیچ

گھرا آج خود پر ہوئے ظلم پر سوال کر رہا تھا برلاس کی

رنگت زرد

پڑچکی تھی

اسے دیکھتے ساتھ پامیر کا دل یکدم سے بھر آیا

۔۔۔اسے دیکھتے پامیر

نے خون خوار نظروں سے نوشیر وال صاحب کی

جانب دیکھا

یاقوت پامیر سلطان کو روک سکتا تھا اور وہ رک بھی

جاتا لیکن

برلاس شاہ؟ وہ طوفان تھا وہ جنونی تھا اپنے باپ کو اس

حالت میں

دیکھنا اسکے لئے کسی قیامت سے کم نہیں تھا اسے دنیا کی

کوئی

طاقت نہیں روک سکتی تھی اور جو روک سکتا تھا آج

وہی بے حال

ٹوٹ کر بکھر چکا تھا

برلاس نے زیحال کو مضبوطی سے تھام کر اپنے ساتھ

کھڑا کیا زیحال

نے نہیں دیکھا کسی کو بھی یہاں تک کے برلاس کو بھی

نہیں

آج کے بعد۔۔۔۔مم۔۔۔میرا اس حویلی سے

۔۔۔کوئی تعلق نہیں۔۔۔"اسکے

الفاظ سخت نہ تھے لیکن انکا اثر وہاں موجود لوگوں کی

روحیں

قبض کر لینے کو کافی تھا

زی۔۔۔یہ کیا کہہ رہا ہے تم بچے۔۔۔"زریاب کی
آواز میں نمی تھی انکی

رنگت اسکے الفاظوں پر فق پڑ چکی تھی یہی حال باقی

سب کا بھی

تھا

وہی۔۔۔جو مجھے بہت پہلے کہنا چاہئے تھا۔۔۔"اسکے
لہجے میں واضح

کرب تھا داراب تڑپ کر اسکے نزدیک آتا اسکے ہاتھ

تھام گیا

ایسے کیوں کہہ رہے ہو۔۔۔پاگل ہو۔۔اپنوں کو

ایسے کوئی کہتا ہے۔۔۔؟

وہ بڑے بھائیوں کی طرح نرمی سے اسے سمجھاتا اپنی

ہتھیلی

اسکے رخسار پر جما گیا

اپنے ایسا کرتے ہیں۔۔۔؟جو آپ سب نے کیا

۔۔۔؟اسکے لہجے کی سرد

مہری داراب کی رگوں میں دوڑتے خون کو جمانے لگی

تھی وہ بے

یقینی اور کرب بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا

زریاب میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ آگے آ سکتے وہ اپنی

جگہ کھڑے

کھڑے بے جان سے ہونے لگے تھے اور وہی صوفے

پر ڈھے جانے والے

انداز میں بیٹھ گئے

خان۔۔۔"انکو ایسے بیٹھتے دیکھ سیماب ایک ہی

جست میں انکے

پاس آئی اور انکا کندھا تھام گئی جو پتھرائی نظروں سے

یک ٹک

زیحال کو ہی دیکھ رہے تھے

آج۔۔۔ابھی۔۔۔اور اسی وقت۔۔۔"نہیں خدارا

وہ ایسا کچھ نہ بول دے

جو زریاب کا دل بند کے جائے داجی کے چہرے پر بے

یقینی اور نہ

سمجھی کے ملے جلے سے تاثرات تھے

زیحال ۔۔۔آپ سب کیلئے ۔۔۔مر چکا ہے

۔۔۔"یہاں زریاب کو اپنا آپ بھی

ختم ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا

زی ۔۔۔یہ تم کیا کہہ رہا ہے ۔۔۔؟ داجی بے یقین

سے اسے دیکھنے لگے

زیحال نے کرب بھری نظروں سے انکو دیکھتے ایک

زخمی مسکراہٹ

انکی جانب اچھالی

کاش میں آپ کا بیٹا نہ ہوتا۔۔۔کاش۔۔۔آپ نے

اپنے باپ ہونے کا حق

بہت بڑا مانگ لیا بابا۔۔۔میں آج یہاں سے خاموشی

سے چلا جاؤں گا۔۔۔

لیکن اللّٰہ کی قسم۔۔۔روز محشر۔۔۔اپنے اللّٰہ سے

پوچھوں گا۔۔۔کہ

ایک باپ کو یہ حق دیا کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے قربان

کردیں۔۔۔؟

اسکے الفاظ دلوں کو چیر دینے والے تھے مورے نے

تڑپ کر منہ پر

ہاتھ رکھتے سر نفی میں ہلایا

میں اپنا سب کچھ ختم کر کر یہاں آیا۔۔۔آپ سب

کے پاس۔۔۔اور یہاں

آکر مجھے کیا ملا۔۔۔؟ وہ رو دینا چاہتا تھا پھر سے لیکن

اب تو یہ

تکلیف آنسوں بھی کم نہیں کر سکتے تھے اسکا لہجہ

زخموں سے

چور اور کندھے ڈھیلے پڑ چکے تھے وہ وقت سے پہلے

کمزور اور زیادہ

عمر لگنے لگا تھا

لیکن آج اسکے ساتھ اسکے تین جوان بیٹے کھڑے تھے

ایک وقت تھا

جب انکے لئے وہ کھڑا ہوا تھا اور آج جب اسکے اپنوں

نے اسے

مردوں میں بھی نہ چھوڑا تو وہی اسکے سہارا بن کر آ

گئے

تھے

مار دیا آج۔۔۔آپ سب نے مجھے۔۔۔"اسکے منہ

سے بے اختیار سسکی

نکلی یاقوت اور پاپا میر سر جھکائے بے آواز رو پڑے تھے

برلاس نہیں

رو یا وہ روتا صرف اپنے باپ کے آگے تھا اسکی نگاہیں

یہاں ایک ایک

شخص کے گرد گھوم رہی تھیں

آج سے۔۔۔میرا۔۔۔اور میری بہن کا۔۔۔اس گھر

سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔

نہ اس گھر میں رہنے والوں سے۔۔۔۔"

نہیں۔۔۔زی۔۔۔"مورے تڑپ کر آگے آئی وہ

ماں تھیں انکا کلیجہ اسکی

باتیں چیر رہی تھیں

اور ایک آخری بات۔۔۔"اسکے لہجے میں بے اختیار

وحشت اتر آئی اس

کی آنکھیں سرخ باغی ہونے لگی تھیں

اپنی بہن کے مجرم پر آج سے ہر سانس دو بھر ہو گی

۔۔۔"اسکا انداز

وحشی تھا درد لہجہ اور پر اسرار الفاظ

آج سے ایک دردناک موت اسکے سر پر منڈلائے گی

۔۔۔اور پھر دنیا

دیکھے گی۔۔۔زیحال خان آفندی کی عزت کے ساتھ

کھیلنے والے کا

عبرتناک انجام۔۔۔یہ میرا وعدہ رہا آپ سب سے

۔۔۔"مورے سر نفی

میں ہلاتی روتی رہیں

لیکن آج اس نے اپنی ماں کو بھی نہیں دیکھا وہ سب پر

ایک آخری

کرب بھری نگاہ ڈالتے واپس جانے کیلئے مڑ گیا اسے

ایسے جاتے دیکھ

دا جی اسکے پیچھے آنے ہی لگے تھے جب زیحال اور

انکے بیچ یاقوت

اور پامیر دیوار بن کر کھڑے ہو گئے دونوں کی

آنکھوں میں اس وقت

سفاکیت بھری تھی نوشیر وال صاحب نے دونوں کو

ایک ایک نظر

دیکھا

سوری۔۔۔آج سے وہ صرف ہمارا باپ ہے

۔۔۔"یاقوت کا انداز اٹل سرد

برفیلا تھا پامیر بھی انکو ہی دیکھ رہا تھا برلاس زیحال کے

ساتھ ہی

باہر نکل چکا تھا آج اس نے اس حویلی کی دہلیز ہی نہیں

بلکہ ان

سب کے دل وں سے نکل جانے کی حدود بھی پار کر لی

تھیں آج یہاں

سے صرف خان حویلی کا نام اسکے ساتھ جا رہا تھا

یاقوت اور پامیر کا اس انداز میں کھڑا ہونا نوشیر وال

صاحب کے

قدموں کو وہی منجمند کر گیا وہ چاہ کر بھی ایک قدم

مزید نہیں

بڑھا سکے

زریاب میں آج وہ ہمت نہیں رہی تھی وہ سر جھکائے

وہی بیٹھے

بیٹھے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے انکو ایسے روتے دیکھ

داراب ایک ہی

جست میں انکے پاس آگیا

لالا۔۔۔؟ انکو ایسے روتے دیکھ اسکا دل اور بھی مٹھی

میں آگیا تھا

لیکن وہ کچھ بولنے لائق نہیں رہا تھا آج ان بہن

بھائیوں کے رشتے

میں بہت بڑی دراڑ آچکی تھی آج وہ چار سے دو دو بٹ

چکے تھے

زیحال کے گاڑی میں بیٹھتے یاقوت اور پامیر کی نظر

برلاس پر پڑی

وہ حویلی کی سیڑھیوں پر کھڑا تھا

بیٹھو۔۔۔۔" یاقوت نے اسے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا

ویٹ۔۔۔میں کچھ بھول آیا اندر۔۔۔" یہ کہتے وہ

پیچھے مڑا اور واپس

حویلی میں آگیا جہاں سب پر ایک قیامت سی برپا ہو
چکی تھی

گھروں سے مردہ لوگوں کے جنازے نکلتے تھے آج

خان حویلی ایک

جوان زندہ لاش کا جنازہ نکلا تھا

بر اس کی نظر وہاج پر گئی جو یقیناً بے ہوش ہو چکے

تھے وہ دھیرے

دھیرے قدم اٹھاتا انکے قریب آیا اور تھائیز سے

پینٹ ذرا اوپر

کھینچتے انکے قریب بیٹھا

اسکے چہرے پر نجانے کیوں مسکراہٹ سی آگئی جو

خوبصورت تو

ہرگز نہ تھی اسکی یہ مسکراہٹ بہت خوفناک تھی

اس نے وہاج کو اٹھا کر ایک جھٹکے میں اپنے کندھے پر

ڈال لیا

اور جاتے جاتے نوشیروال صاحب کی جانب مڑا جو

صدمے کے مارے

اسے روک بھی نہ سکے

آپ کی جانب میرا حساب باقی رہے گا۔۔۔" اسکی

آواز دھیمی اور

انداز سرگوشانہ تھا وہ آخری کرخت نگاہ ان پر ڈال کر

حویلی کی

دہلیز عبور کر گیا

یاقوت اور پامیر اسی کے انتظار میں کھڑے تھے

یاقوت ہرگز اسے

یہاں چھوڑ جانے پر راضی نہیں تھا جبکہ پامیر اب

مطمئن تھا کہ

برلاس اب جو بھی کرتا وہ ٹھیک تھا

تب ہی ان دونوں کی نظر برلاس پر پڑی جس نے

احسان کرتے وہاج

کو گاڑی کی ڈگی میں جگہ دے دی تھی اسکی اس حرکت

پر یاقوت

کا ہاتھ جو گاڑی کی چھت پر ٹکا تھا بے اختیار پھسل گیا

اور وہ

آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا

یہ کیا اٹھالائے۔۔۔؟وہ ہکابکا سے حیران ہوتے

استفسار یہ پوچھنے

لگا

میرا نیا کھلونا۔۔۔"صرف اتنا سا جواب دیتے وہ پ

چھلی نشست پر

زیحال کے ساتھ چپک کر بیٹھ گیا وہ جتنے بھی صدمے

سے نڈھال

تھا برلاس کے بچپنے سے بے خبر نہیں ہو سکتا تھا اس

نے بازو

کھولتے برلاس کو خود سے لگالیا

زیحال کا چہرہ ونڈ و سائیڈ تھا سارے راستے اسکی

آنکھوں سے گرم

سیال خاموشی سے بہتا گیا تھا آج اسے ملی تکلیف کا

اندازہ کوئی

نہیں کر سکتا تھا کوئی بھی نہیں

وہ لوگ سیدھا ہوسپٹل آئے تھے جہاں زرتشم کے

پاس زمل اور کومل

رکی تھیں زمل کب سے زیحال کو کالز پر کالز کرتی

پریشان ہو رہی

تھی جب بالا آخر اسے وہ نظر آ ہی گیا تھا اسے دیکھتی وہ

بھاگ کر

اسکے پاس آئ

ہبی۔۔۔آپ کہاں چلے گئے تھے۔۔۔؟ وہ سوال

کرتی کرتی اسکی حالت

دیکھ یکدم سے ٹھٹھکی اور حیرت بھری نگاہوں سے

اسے دیکھنے لگی

اسکی آنکھوں کے نیچے پڑے سیاہ حلقے اور بے رونق

چہرہ اسکی

زندگی میں آئے طوفان کی صاف گواہی دے رہا تھا

ہبی آپ۔۔۔؟ وہ مارے حیرت کے سوال تک نہیں

پوچھ پائی

زیحال نے زخمی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا اسکی

آنکھوں کے

ڈورے گہرے گلای تھی

وہ خاموشی سے زمل کا سر اپنے سینے پر ٹکا گیا وہ اس

وقت اسکے

سینے سے لگی ٹھنڈی پھوار جیسا کام کر رہی تھی زمل

کچھ سمجھ

ہی نہیں سکی اس نے یاقوت کی جانب دیکھا جس نے

پلکیں جھپکا

کر اسے تسلی دی

لیکن وہ پھر بھی بے چین سی ہی رہی تھی زیحال اسکا

ہاتھ تھامے

زرتشم کے روم میں چلا آیا جہاں ڈاکٹر برہان پہلے سے

ہی موجود

تھے انکے سر پر بھی بینڈج لگا تھا اور ساتھ ڈاکٹر مبشر

کھڑے تھے

جو زیحال کو دیکھتے ساتھ ڈاکٹر برہان کی اوٹ میں

کھڑے ہو

گئے

یہ۔۔۔ڈاکٹر برہان ہیں۔۔۔" زیحال کی نگاہیں برہان

پر جمی دیکھ کومل

نے جلدی سے تعارف کروایا وہ کندھے بے ساختہ

ڈھیلے چھوڑے اپنی

بہن کے پاس چلا آیا

میں مل چکا ہوں ان سے۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے

۔۔۔"ڈاکٹر برہان نے

خوش گوار لہجے میں اسے بتایا اور زیحال کو دیکھنے لگے

وہ ضد کر کر ڈاکٹر مبشر کے ساتھ ہوسپٹل آ گئے تھے

فارم ہاؤس پر

انکوایک سیکنڈ کیلئے چین نہیں مل رہا تھا لیکن یہاں آکر
زرتشم

کا بہترین ڈاکٹرز سے علاج اور اسکی سیکیورٹی دیکھ انکی

روح

تک کو سکون آگیا تھا

زرتشم سو رہی تھی جب اپنے سر پر شفقت بھرا لمس

محسوس کرتے

اسکی آنکھیں دھیرے دھیرے کھلتی چلی گئیں آج

اسے اپنے سامنے

اپنے زی کا چہرہ دکھائی دیا تھا جسے دیکھتے ہی بے اختیار

مسکرا

دی

کیسی ہے میری گل۔۔۔؟ یہ سوال کرتے ہوئے اسکا

لہجہ بھیگ سا گیا

زمل نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا آج جو وہ

محسوس کر رہی

تھا وہ زمل چاہ کر بھی محسوس نہیں کر سکتی تھی

گل نے دھیرے سے پلکیں جھپکائیں اب تو اسے ٹھیک

ہونا تھا کیوں

نہ ہوتی اب کوئی دکھ یا غم بچا ہی نہیں تھا

لیکن زیحال کا دل یہ سوچ کر بھاری ہو رہا تھا کہ

اچانک اس

کی زندگی نے یہ کونسا موڑ لے لیا تھا اصل تو وہ آج

سب کے ہوتے

ہوئے بھی یتیم ہو گیا تھا

اتنے میں ڈاکٹر برہان دھیرے سے اٹھ کھڑے

ہوئے

آپ جارہے ہیں۔۔۔؟انکو جاتے دیکھ کومل بے اختیار

بول اٹھی

ھمم۔۔۔مجھ سے بہتر ڈاکٹرز ہیں یہاں۔۔۔میرے

خیال سے میرا وقت

پورا ہو گیا۔۔۔"وہ مبہم سا مسکراتے زرتشم کو دیکھنے

لگے جس نے

فوراً نگاہیں انکی جانب پھیری

لیکن ۔۔۔؟ کومل یکدم سے بے چین ہوا ٹھی جیسے وہ

انہیں روکنا

چاہتی ہو لیکن زیحال کی موجودگی میں ہمت سی نہیں

ہو رہی

تھی

میری بہن کا علاج آپ ہی کریں گے مسٹر برہان

۔۔۔"ڈاکٹر برہان کی

جانب دیکھے بغیر وہ سنجیدگی سے مخاطب ہوا

کومل اور باقی سب نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا

آپ۔۔۔ مطلب۔۔۔آپ۔۔۔"اس نے برہان کی

جانب دیکھ لفظوں پر زور

دیا

منع کر دیں۔۔۔ڈاکٹر برہان۔۔۔ منع کر دیں

۔۔۔"ڈاکٹر مبشر پیچھے سے

انکو کہنی مارتے نہایت دھیمی آواز میں سرگوشی کرنے

لگے

اسے میں اپنی خوش قسمتی سمجھونگا۔۔۔"وہ دھیرے

سے سر خم

کرتے اس زمے داری کو پورے دل سے قبول کر گئے

زمل نے اسی

وقت گل کی جانب دیکھا اسے محسوس ہوا جیسے اسکی

آنکھوں

میں خوشی کی لہر سی دوڑ گئی ہو

گئے کام سے۔۔۔"ڈاکٹر مبشر پیشانی پکڑ کر منہ ہی

منہ میں

بڑ بڑائے

شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کو خوش قسمتی کہہ رہے

ہیں۔۔۔اوہ

میرے خدایا۔۔۔انکو میری عقل میں سے تھوڑی

عقل دے دو۔۔۔"وہ

مسلسل منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے جارہے تھے جب

زیحال کے

منہ سے اپنا نام سن کر ایک دم اچھل کر پڑے

آپ کے ساتھ آپ کا یہ اسسٹنٹ بھی رہے گا

۔۔۔باقی سب کو واپس

بھیج دیں۔۔۔"اپنے ذکر پر ڈاکٹر مبشر ایسے کانپ گئے

جیسے موت

کی سزا سن لی ہو

ہی۔۔۔ہی ہی۔۔۔میں۔۔۔میں تو ایک ناکام سا چنو

منو سا ڈاکٹر ہوں

میں صرف بچوں کا علاج کرتا ہوں سر۔۔۔"وہ جلدی

سے صفائی دیتا

جیسے اپنا دامن خالی کر گیا

بچے۔۔۔؟ وہ کب سے۔۔۔؟ڈاکٹر برہان حیران سے
انکی جانب پلٹ کر
پوچھنے لگے
آ۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔آپ کے بچے ہیں۔۔۔؟جو آپ کو
پتہ ہو گا۔۔۔؟ وہ زیحال
کی جانب دیکھ ہنس کر آخر میں ڈاکٹر برہان کے کانوں
میں دانت
بھینچ کر بڑ بڑائے

انکو مذاق کی عادت ہے۔۔۔"ڈاکٹر برہان نے زیحال

کو اپنی جانب

دیکھتے دیکھ بات بدلنی چاہی ڈاکٹر مبشر کا دل چاہا اپنا سر

پیٹ

لیں

مذاق۔۔۔؟ایک بار آپ کے بچے ہو تو جائیں

۔۔۔"وہ آخر میں بڑبڑاتے

خود ہی خود پر فاتحہ پڑھ گئے کومل انکی حالت پتلی ہوتے

دیکھ

نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرادی وہ تھوڑے مذاقیا

طبعیت کے مالک

تھے

ـــــــــــــــــــــ

یہاں آنے کے بعد آئرہ کو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہی تھی

کہ آخر کرے

تو کرے کیا اتنا بڑا خوبصورت بنگلا وہ بھی خالی تھا سب

گھر والے

اب تک ہوسپٹل میں ہی تھے گھر میں صرف مشی وہ

اور بچے تھے

جن کا شور پورے گھر میں رونق لگائے ہوئے تھا جہاں

زامل جیسا

طوفان بچہ ہو وہاں کیسے ممکن تھا شور نہ ہو دونوں آپس

میں روح

اور جسم جیسا تعلق رکھتے تھے

آئرہ باہر لان میں ٹہل کر واپس سے اندر آگئی اور

سوچنے لگی کہ کیا

کرے جب اسے بچوں کا خیال آیا کیوں ناں انکے

ساتھ کھیل لیا جائے

تھوڑی دیر

یہ سوچتے وہ اس کمرے کی جانب بڑھ گئی جہاں وہ فوج

اکٹھی

ہوئی کھیل رہی تھی مشی کچن میں رات کے کھانے کی

تیاری کر

رہی تھی کیونکہ یاقوت نے اسے کال کر کر بتا دیا تھا کہ

وہ لوگ

واپس آرہے ہیں

وہ برلاس کی فیورٹ بریانی کو دم پر رکھ ہی رہی تھی

جب اسکے

کانوں میں آئرہ کی چیخ سنائے دی

یااللہ خیر کیا ہو گیا۔۔۔"مشی پریشان سی ہاتھ صاف

کرتی کچن

سے باہر آئی آواز وہی سے آئی تھی جہاں بچے تھے

مشی جلدی سے

وہاں بھاگی گئی جب وہاں پہنچتے سامنے کا منظر دیکھ اسکے
منہ
سے بھی چیخ نکلتی نکلتی رہ گئی
زامل اپنی مٹر سی آنکھیں پھاڑے اپنی مشی ماما کو دیکھ
رہا تھا
جس کی نظر اسکے ہاتھ میں پکڑی سرخ لپسٹک پر ٹکی
تھی
جس سے اس نے زالے کے منہ پر گھما گھما کر اسے
پوری کیوٹ سی

بھوتنی بنادی تھی

مششش۔۔۔ماما۔۔۔ڈالے۔۔۔"وہ ل پسٹک زالے

کی جانب پھینکتا سارا

ملبہ اس معصوم سی گڑیا اوہ سوری بھوتنی پر ڈال گیا

ناہ۔۔۔مم۔۔۔ما۔۔۔بیا۔۔۔"وہ اپنے ننھے ننھے

ہاتھ زامل کی جانب کرتی

کس معصومیت سے بولی جب مشی کی نظر انکے پیچ

معصوم سی

شکل بنا کر بیٹھے عبدل باری پر گئی جس کے ہاتھ میں

پاؤڈر کا

پورا ڈبہ الٹا ہوا تھا اور وہ خود سفید بھوت بنا اس پاؤڈر کو

مزے

سے کھا رہا تھا

آئرہ کا چھت پھاڑ قہقہہ پورے کمرے میں گونجتا

وہاں چھائی

مشی کی دہشت کو اڑن چھو کر گیا لیکن بچے اس کی

نظروں سے ہی

اتنے خوف زدہ تھے کہ آئرہ کے ہنسنے پر مسکرا بھی نہ

سکے

یہ کیا کیا تم تینوں نے۔۔۔؟ وہ آگے آتی عبدلباری

کے ہاتھ سے پاؤڈر اور

زالے کے ہاتھ سے لپسٹک لے کر سائیڈ میں رکھتی

تینوں کو

گھورنے لگی

اس وقت اسکا اپنا ہنسی کا پھوارا شدّت سے پھوٹ کر

باہر آنا چاہتا

تھا لیکن وہ تینوں کو بس آنکھوں سے ڈراتی پوچھنے لگی

یہ سب چیزیں انکے پاس کیسے آئی۔۔۔وہ حیران سی

وہ ساری

چیزیں دیکھنے لگی

وو۔۔وہ میں نے۔۔۔دی تھیں۔۔۔بچوں کے پاس

ٹوائز نہیں تھے تو میں

نے یہ سب دے دیا۔۔"آئرہ فورا اسے اپنی ہنسی کو

بریک لگاتی

بول پڑی کہ تب ہی اسکی نظر پھر سے زالے باری

پر جاتی اسکی

ہنسی کا پھوارہ ایک بار پھر پھوٹ گیا

انکے پاس ٹوائز نہیں ہیں۔۔۔؟توبہ کرو۔۔۔دنیا بھر

کے کھلونے انہوں

نے جمع کر رکھے ہیں۔۔۔جن کے پاس انکا تاہ ہوا نکے

پاس کھلونے

نہیں ہونگے۔۔۔جاؤ بھئی آئرہ۔۔۔میرا کام بڑھ گیا

۔۔۔اب تینوں کو

نہلانا پڑے گا۔۔۔"وہ سر پکڑ کر ان تین کیوٹ

بھوتوں کو دیکھنے

لگی

مش۔۔۔ماما۔۔۔نائی نائی۔۔۔ناہ۔۔۔"زامل کو

نہانے کے نام پر رونا آنے

لگا تھا

چپ۔۔۔ورنہ پیپر لگے گا۔۔۔نائی نائی نہیں کرنی

ایسے چھوڑ دوں تمہیں

میں ۔۔۔ہاں۔۔۔ کیا حال کیا ہے اپنا بھوت کہیں کے

۔۔۔چلو۔۔۔لگو دونوں

آگے۔۔۔"وہ زامل زالے کو اپنے آگے کھڑا کرتی

عبدل باری کو گود

میں اٹھاگئی وہ اب بھی اپنی ننھی سی مٹھی میں پاؤڈر

چھپائے

چپکے چپکے سے کھا رہا تھا

زامل زالے ننھے ننھے سے پیر رکھتے دھیرے دھیرے

آگے چلنے لگے

دونوں ہی اب زیادہ تر پیروں سے چلنے کی کوشش

کرتے تھے یہ ان

دونوں کیلئے ایک نیا تجربہ تھا جس میں وہ دونوں ہی

بہت خوش

تھے

مشی انکے پیچھے پیچھے تھی آئرہ ان دونوں کو اتنے

کیوٹ انداز میں

چلتے دیکھ اتنی مگن تھی کہ یہ بھی نہیں کہہ پائی وہ انکو

نہلا دے

گی مشی کھانا بنا لے وہ کیوٹ سی فوج دھیرے

دھیرے اپنے میدان

میں پہنچی جہاں مشی نے انکے لئے ٹب میں پانی بھرا

زامل اور زالے

کو چھوٹی چھوٹی نکر پہنا کر اس ٹب میں اتارا جس کا پانی

صرف

اتنا تھا کہ وہ دونوں آسانی سے بیٹھ سکیں

وہی عبدلباری کے لئے الگ سے چھوٹو سا ٹب تھا جس

میں اسے بٹھا

کر باقائدہ بیلٹ سے ایک جگہ باندھا گیا تھا تاکہ وہ جتنے

مرضی ہاتھ

پیر مارے لیکن گرے گا نہیں

مشی انگوٹھ میں چھوڑ کر اپنا باقی کا کام کرنے واپس

کچن میں آ

گئی ساتھ ایک ایک نظر اس فوج کو بھی دیکھنے لگی

مش۔۔۔۔ماما۔۔۔بیا ہپ۔۔۔ہپ۔۔۔''زالے

نے فوراً اسے اپنی مش ماما کو

شکایت لگائی کیونکہ زامل اس پر اپنی ننھی مٹھیوں

میں پانی

بھر بھر کر ڈالتا ساتھ میں اسکے سر پر ڈھم ڈھم بھی بجا

رہا

تھا

زامی۔۔۔پٹائی ہو گی۔۔۔ باز آجاؤ۔۔۔"وہ بڑی

مہارت سے نہاری کیلیئے

پیاز کاٹتی مصروف سے انداز میں بولی اسکے مطابق اگر

ہوسپٹل سے

کوئی اچھی خبر آنی تھی تو کھانا بھی تو اچھا ہی ہونا چاہیئے

تھاناں وہ پوری دل جمعی کے ساتھ کھانا بنا رہی تھی

میں انکو۔۔۔نہلادوں۔۔۔؟انکو مستی کرتے دیکھ

آئرہ نے دھیمے لہجے

میں اجازت مانگی

کیوں نہیں۔۔۔اگر قابو آجائیں تو۔۔۔"مشی ہنس کر

اسے اجازت دیتی

اپنے کام میں مصروف رہی آئرہ کو سمجھ نہیں آئی کہ

اس نے ایسا

کیوں کہا لیکن جلد ہی اس پر یہ بھی واضح ہوگیا کہ جن

بچوں

کو وہ صرف کیوٹ سمجھ رہی تھی در حقیقت وہ سب

سے بڑے

افلاطون کی پلٹن تھی

زالے زامل کو مارتی اور وہ اسے اور بیچ میں بیٹھا انکا

جونئیر صرف

یائی یائی کرتا کمینٹ پاس کر رہا تھا یہاں پورا ایک میچ

چل رہا

تھا

نو۔۔۔بری بات۔۔۔مارتے نہیں ہیں۔۔۔اچھے

بچوں کی طرح نہاؤ۔۔

۔چلو۔۔۔"آئرہ ذرا سا شیمپو زا لے کے سر پر ڈالتی

اسے بہلا کر نہلانے

لگی لیکن وہ کیا جانے ان بچوں کا دماغ

ناہ۔۔۔ مما۔۔۔نائی نائی ناہ۔۔۔" وہ آئرہ کا ہاتھ اپنے

ننھے ننھے ہاتھوں

سے پیچھے کرتی اسے کچھ کہنے کی کوشش کرنے لگی

لیکن آئرہ کو

کچھ سمجھ نہیں آئ

کیا بیٹا۔۔۔ایسے نائ نائ کرتے ہیں۔۔۔''وہ انکی ہی

زبان میں بولتی

پھر سے کوشش کرنے لگی لیکن زالے اسے کچھ بتانے

کی کوشش کر

رہی تھی کہ تب ہی زامل نے پوری شیمپو کی بوتل اپنے

اوپر انڈیل

لی

امم۔۔۔یمی۔۔۔یمی۔۔۔"اسے شیمپو کا ٹیسٹ فلحال
سمجھ نہیں آیا
تھا تب ہی آنکھیں پٹپٹاتے یمی یمی کرنے لگا آئرہ اسکی
حرکت پر
دنگ رہ گئی اس نے لپک کر اس سے شیمپو کی بوتل لی
یہ کھانے کی چیز نہیں ہے ڈفر۔۔۔"وہ بھول گئی تھی
کہ وہ ایک بچہ
ہے وہ بھی عام بچوں سے بہت مختلف آئرہ کے ڈفر
بولنے پر زامل کی

بٹن سی آنکھیں بے ساختہ پھیلی اور پھر وہ اپنے باپ

کی طرح آبرو

سکیڑے اسے گھورنے لگا

دفل۔۔۔ناہ۔۔۔جامی۔۔۔یو۔۔۔دفل۔۔۔"وہ یہ

بتاتا کہ وہ ڈفر نہیں زامی

ہے اور وہ خود ڈفر ہے جو اسے ڈفر کہہ رہی تھی آئرہ

آنکھیں پھاڑے

اس بچے کو دیکھنے لگی جس نے کتنی تیزی سے اسکے

الفاظ پکڑے

تھے اور نہ صرف پکڑے بلکہ دو بدو جواب بھی دیا

اسکی بات پر

زالے کھلکھلا کر ہنس دی اور اسے ہنستے دیکھ عبدلباری

بھی ہنسنے

لگا

ان تینوں کو ہنستے دیکھ آئرہ کا دماغ بھک سے اڑا یہی

سب مشی

کچن کی ٹرانس پیرنٹ دیوار سے دیکھ رہی تھی اسکی

ہنسی ہی

بند نہیں ہو رہی تھی آئرہ کی اڑی رنگت دیکھ کر

"اسے یاد رکھنا چاہئے تھا کہ وہ پاشا کی اولاد ہے"

بری بات۔۔۔ایسے نہیں بولتے بیٹا۔۔۔"مشی نے

اندر سے ہی زامی کو

آواز دے کر مصنوعی سا ڈپٹا

مش۔۔۔ماما۔۔۔۔ہی ہی۔۔۔"وہ اپنی مشی ماما کی

ڈانٹ سنتے اپنے

خرگوش جیسے دانتوں کی نمائش کرتا کیوٹ بن کر اسے

ہی بہلانے

لگاتا کہ اسے اور ڈانٹ نہ پڑے

ـــــــــــــــــــــــ

زرتشم پھر سے سو گئی تھی زمل کومل کے ساتھ

ہوسپٹل گھومنے

باہر چلی گئی تھی اس کمرے میں صرف زیحال اور

گل موجود تھی

وہ ایک سائیڈ کاؤچ پر بیٹھا مسلسل اسے دیکھ رہا تھا یہ

اسکی گل

تھی اسکی بہن جواب اسکے پاس تھی لیکن اسکے باوجود

بہت سی

یادیں تھیں جو اسکی روح دھیرے دھیرے قبض کر

رہی تھیں

خون کے رشتے ختم کرنا آسان نہیں ہوتا یہ انسان کو

واقعی اندر سے

کھاجاتا ہے وہ خوبصورت یادیں جو بچپن میں ایک

ساتھ بنتی ہیں

اور آج۔۔۔آج وہ سب ایک بھیانک خواب میں بدل

چکی تھیں وہ جب

جب وہ سب باتیں یاد کر رہا تھا تب اسکی رنگت

زرد پڑتی اور

دل مٹھی میں آرہا تھا ایک ہی دعا اسکے لبوں پر تھی کاش

ایسا ہو

جائے یہ بھیانک دن اسکی زندگی سے نکل جائیں سب

ٹھیک ہو

جائے کاش ایسی کوئی ٹائم مشین اسکے ہاتھ لگے جس

سے وہ اس

وقت میں جا کر سب کچھ ٹھیک کر دے تاکہ آج اسکے

پاس اسکے

ماں باپ بہن بھائی سب ہوں یہی سب تو زندگی

ہوتے ہیں انکے بغیر

بھی کوئی زندگی تھی

یہ سب سوچتے ہوئے وہ اتنی گہرائی میں چلا گیا تھا کہ

اسے پتہ نہ

چلا اسکا چہرہ پھر سے آنسوؤں میں بھیگ چکا ہے

اسی وقت زمل کمرے میں آئی تھی چہرے پر از حد

سنجیدگی لئے

اسکی نظر آتے ساتھ اپنے ہبی جان پر پڑی جو اتنی گہری

سوچوں میں

گم تھا کہ زمل کے آنے تک کا اسے علم نہیں ہو سکا

وہ یک ٹک زرتشم کو دیکھ رہا تھا جب اسکی ناک سے

میٹھی سی

خوشبو ٹکرائ اس نے بے اختیار مڑ کر اپنے دائیں

جانب بیٹھا جہاں

وہ اپنی ہیزل آنکھیں پٹپٹاتی معصومیت سے اسے دیکھ

رہی تھی

زیحال یوز دیکھتے جیسے سانس لینا بھی بھول گیا

تم آگئ۔۔۔''ایک سرسری سا سوال نہایت دھیمی

آواز میں

پوچھا

ھمم۔۔۔آپ کو کیسے پتہ چلا۔۔۔؟میں نے تو کوئی

شور بھی نہیں

کیا۔۔۔؟وہ واقعی حیران تھی کیونکہ وہ بنا آواز اور

کسی حرکت

کے اسکے قریب آکر بیٹھی تھی

زیحال کچھ کہہ نہیں سکا وہ صرف مسکرا دیا وہ نہیں

جانتی تھی

وہ اسے اسکی خوشبو سے بھی پہچان لیتا تھا

وہ اسے دیوانہ وار دیکھے جا رہا تھا جب زمل کی نظر

دروازے کے باہر

کھڑے یاقوت پر گئی اس نے آنکھوں سے اسکی جانب

اشارہ کیا وہی

تھا جس نے زمل کو اپنے بھائی کے پاس بھیجا تھا وہ جانتا

تھا اتنے

بڑے غم میں وہ لڑکی اسکے زخموں پر مرہم بن جائے

گی

وہی ہوا تھا اسے دیکھتے ہوئے زیحال بھول رہا تھا کہ

اس پر تھوڑی

دیر پہلے کونسی قیامت ٹوٹی تھی یا قوت وہاں سے چلا گیا

تھا اسکے

جاتے زمل نے زیحال کی جانب دیکھا اور دھیرے

سے اسکے رخصار

پر ہاتھ رکھ کر انگوٹھے کی پور سے اسکے آنسوں چنے

اور اپنا سر زیحال کے کندھے پر ٹکا گئی زیحال کی نگاہیں

اسی کے

ساتھ حرکت کر رہی تھیں وہ دیوانوں کی طرح اسے

خود کے قریب

دیکھنے لگا

گل آپا۔۔۔ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔ ہبی" اسے زیحال

کی فکر گل کیلئے

لگ رہی تھی تب ہی اسے دلاسہ دیتی خود بھی گل کو

دیکھنے لگی

اسکا یہ دلاسہ بھی زیحال کیلئے کافی تھا

زمل نے دھیرے سے اپنے ہاتھ کی نازک انگلیاں

زیحال کے ہاتھ کی

انگلیوں میں الجھائی اور دونوں کو آپس میں ملا کر اسے

دیکھنے

لگی پھر خود ہی اسکے ہاتھ کے ساتھ مل کر دل بنانے

لگی

ہبی۔۔۔یہ کتنا اچھا لگ رہا ہے ناں۔۔۔" وہ دل اچھا

بن جانے پر بچوں

کی طرح خوش ہوتی چہک کر پوچھنے لگی زیحال نے دل
کہاں

دیکھا اسے زمل خانزادہ سے دیکھنے کی ہی فرصت نہیں
تھی وہ بنا

اسکا بنایا ہوا دل دیکھے سر اثبات میں ہلاتا رہا

زرتشم دھیرے سے کسمسانے لگی اس پر دواؤں کا اثر کم
ہونے لگا تھا

وہ دھیرے سے آنکھیں کھول کر چھت دیکھنے لگی
جب اسکے

کانوں میں میٹھی سی آواز گونجی زرتشم نے ہمت کرتے

ذرا سی

گردن موڑ کر اس جانب دیکھا جہاں کاؤچ پر زیحال

کے ساتھ ایک

لڑکی بیٹھی تھی نازک سی پیاری پیاری سی

اسکا بھائی جس کا پہاڑی وجود سحر انگیز شخصیت رعب

دار

پرسنالٹی اور اسکے ساتھ بیٹھی چھوٹی سی انیس بیس سالہ

نازک

سی گڑیا جیسے وہ جان لٹاتی نظروں سے دیکھتا چلا جا رہا

تھا

گل کو حیرت ہوئی وہ کون تھی

زمل کو اسی وقت درد سا محسوس ہونے لگا وہ زیحال کا

ہاتھ

چھوڑے سمٹتی اپنی چادر ٹھیک کرنے لگی

کیا ہوا۔۔۔؟ اسکے چہرے پر درد کے اثرات بھانپتے

زیحال یکدم سی

سیدھا ہو بیٹھا اور فکر مندی سے پوچھنے لگا

گ۔۔۔گھر چلیں۔۔۔؟زیحال کو کچھ بے چین سی

لگی

کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ۔۔۔کوئی پرابلم ہے۔۔۔کہیں پین

ہو رہا ہے۔۔۔؟وہ

ایک سانس میں سارے سوال کرتا اور بھی پریشان ہوا

زمل نے

آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھا اور کچھ جزبز سی ہوتی

دھیرے سے

زیحال کے کان کے قریب ہوئی

اسکی بات سنتے زیحال نے فورا اسکے چہرے کی جانب

دیکھا

چلو اٹھو۔۔۔"وہ اسکا ہاتھ تھامے دھیرے سے

اٹھانے لگا اور اپنا موبائل

نکال کر پامیر کو کال کرنے لگا وہ زیحال کی کال اٹھانے

کے بجائے

سیدھا یہی آگیا کیونکہ وہ اسی کمرے کے باہر موجود تھا

میں زمل کو گھر لے کر جا رہا ہوں۔۔۔خیال رکھنا گل

کا۔۔۔بس تھوڑی

دیر میں واپس آجاؤنگا۔۔"وہ نہایت دھیمے لہجے میں

پامیر کو

تنبیہہ کرتے زمل کو لے کر روم سے باہر نکل گیا

پامیر کی نظر اسی وقت گل پر پڑی جو نجانے کب سے

ان سب کو

دیکھ رہی تھی اسے جاگتے دیکھ پامیر کی آنکھوں میں

ایک دم

سے چمک اتر آئی

آپ اٹھ گئیں۔۔۔؟ کچھ چاہئے آپ کو۔۔۔؟ وہ اسکے قریب آتے مؤدب

انداز میں پوچھنے لگا گل نے دھیرے سے سر نفی میں

ہلایا

آپ یہی سوچ رہی ہیں ناں۔۔۔کہ یہ زیحال بھائی کے ساتھ کون تھی

ہیں ناں۔۔۔ہیں ناں۔۔۔میں بتاؤں۔۔۔؟ پامیر

گل کے کان کے قریب ہوتے

سرگوشی نماانداز میں بولا گل حیران تھی لیکن وہ الگ

بات تھی کہ

اسکی حیرت بھی ابھی ظاہر نہیں ہوتی تھی

زیحال بھائی جیسے دکھتے ہیں۔۔۔ویسے ہیں۔۔۔ نہیں

۔۔۔یہ جو لڑکی

انکے ساتھ تھی ناں۔۔۔یہ گرل فرینڈ تھی انکی

۔۔۔"اسکے منہ سے

گرل فرینڈ کا نام سنتے گل کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے

لگی

اور دونوں کا ریلیشن توبہ۔۔۔توبہ۔۔۔ایسا ہے جیسے

میاں بیوی ہوں۔۔۔

دیکھ لیں آپ۔۔۔اپنے بھائی کو۔۔۔"وہ پوچھ لینے

والے انداز میں

گل کے کان بھر رہا تھااور وہ جو اور کسی بات پر ری

ایکشن دیتی

تھی یا نہیں لیکن اپنے بھائی کی ایسی کرتوتوں پر اسکا بس

نہیں

چلا ابھی بیڈ سے اٹھ کھڑی ہو

ایسے اسکے ساتھ چپک چپک کر رہتے ہیں۔۔۔اور وہ

لڑکی۔۔۔وہ تو

ایسے نخرے دکھاتی ہے جیسے وہی بیوی ہو انکی۔۔۔انکی

ہر چیز

پر قبضہ آئے دن مہنگے تحفے تحائف۔۔۔گاڑیوں میں

ساتھ گھومنا اور

تو اور زیحال بھائی اسکے کالج کے باہر سارا سارا دن

کھڑے رہتے

ہیں ٹھرکی عاشقوں کی طرح۔۔۔"اس وقت شیطان

بھی کمرے کے

کونے میں کھڑا اپنے استاد کی کارستانیاں دیکھ بوکھلا گیا

تھا

گل نے آنکھیں چھوٹی ایسے کی جیسے کہنا چاہتی ہو

"مجھے ایک

بار اٹھنے دو۔۔۔اسے میں دیکھوں گی"

بھائی بہت بڑے ٹھرکی ہیں۔۔۔پلیز آپ انکو بتانا

نہیں۔۔۔کہ میں نے

آپ کو انکی ان عیاشیوں کے بارے میں بتایا

۔۔۔ورنہ کو میری کلاس لے

لیں گے۔۔۔اور میں معصوم خامخواہ پٹ جاؤنگا

۔۔۔"پامیر کی

بچارگی اور گل کی حیرت عروج پر تھی وہ آنکھیں

پھاڑے کان کھولے

اپنے چھوٹے بھائی کے کارنامے سن رہی تھی

اسی وقت یاقوت کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھ پامیر

اچھل کر

پیچھے گرتے گرتے بچا تھا

کیا کر رہے ہو تم۔۔۔؟ اسے دیکھتے وہ کچھ کچھ اسکی

شرارت بھانپ

گیا تھا

میں۔۔میں ک۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔بس گل آپا کو

دینی قصے سنا رہا

تھا انکو تھوڑا سکون آجائے۔۔۔" اسکی بات پر گل نے

کرنٹ کھا کر

اسکی جانب گردن موڑی اور ہونقوں کی طرح اسے

دیکھنے

لگی

اچھی بات ہے۔۔۔آپ اب کیسا فیل کر رہی ہیں گل

۔۔۔؟وہ بھی زیحال

کی طرح اسے صرف گل کہہ کر پکار رہا تھا جس میں

نہایت ادب

شامل تھا گل نے اسے بھی آنکھ بھر کر دیکھا

دونوں کتنے چھوٹے تھے جب زیحال انکو اپنے ساتھ

حویلی لایا تھا

اور آج دونوں ماشاءللہ سے جوان ہینڈسم اور گڈ لکنگ

بن چکے

تھے وہ الگ بات تھی کہ گل کو اب تک پتہ نہیں تھا وہ

بچے اب خود

بچوں والے ہو گئے تھے

تم یہی ہی ناں۔۔۔؟ میں گھر چلا جاؤں۔۔۔؟ کل سے

پھر پھر کر اسکی

ٹانگیں شل ہو چکی تھیں اس وقت اسے شدید ریسٹ

کی ضرورت

تھی

جی۔۔۔جی میں ہوں۔۔۔یہاں آپ جائیں ریسٹ

کریں۔۔۔"اسے کیا فکر

تھی اسکی تو بیوی بھی یہی تھی بیٹے کی فکر نہ اسے تھی

اور نہ

اسکی بیوی کو وہ بھی اب اپنے ماں باپ کی فکر نہیں کرتا

تھا بس

اپنی دنیا میں مگن جہاں اسکی چھوٹی سی منگیتر بھی تھی

یاقوت کے جاتے پامیر نے کھل کر سکھ کا سانس لیا اور

کچھ کھانے

کی غرض سے روم سے باہر نکل آیا

گل اس وقت کمرے میں بلکل اکیلی تھی لیکن اسکے

ساتھ اس وقت

کئی سوچوں کا بھنڈار تھی بہت کی تلخ یادیں تھیں جو

کسی

ناسور کی طرح اسکے وجود کے ساتھ لگ چکی تھیں اب

تو شاید

اسے راتوں کو نیند بھی نہ آتی جتنی بھیانک اسکی زندگی

گزر چکی

تھی کوئی اور اسکی جگہ ہوتی تو شاید اب تک ختم ہو چکی

ہوتی

لیکن زرتشم نوشیر وال کی رگوں میں بھی وہی خون

دوڑ رہا تھا جو

زیحال خان آفندی کی رگوں میں دوڑتا تھا

وہ کچھ دیرا کیلی رہی جب اسی وقت ڈاکٹر برہان اور

ڈاکٹر مبشر

بھی وہی آگئے

زرتشم کو ہوش میں دیکھ ڈاکٹر برہان کو از حد خوشی

محسوس

ہوئی

آپ مجھے بتاتے کیوں نہیں۔۔۔ہم کب یہاں سے

جائیں گے میں نے تو

بیگ بھی پیک کر لیا ہے۔۔۔"ڈاکٹر مبشر اس وقت

برہان کی دم بنے

پیچھے پیچھے گھوم رہے تھے انکی ایک ہی رٹ تھی کہ

یہاں سے

چلیں

ہم کہیں پہاڑوں میں جا کر رہ لیں گے یا کسی ساحل

کے کنارے خیمہ

لگا لیں گے کیسا آئیڈیا ہے۔۔۔؟ وہ چٹکی بجاتے داد

وصول کرنے کا

شدّت سے انتظار کر رہے تھے

بے کار۔۔۔"ڈاکٹر برہان مطمئن سے انداز میں بولتے

زرتشم کی ڈرپ کو

کم تیز کر کر دیکھنے لگے ڈاکٹر مبشر کا تو منہ کھلے کا کھلا رہ

گیا

نہیں مطلب۔۔۔ہم کیا یہاں سولی پر اٹکے رہیں گے

۔۔۔میرے چھوٹے

چھوٹے بیوی بچے ہیں۔۔۔ تھوڑا ترس کھائیں مجھ پر

۔۔۔"انکی بات پر

برہان کے ساتھ ساتھ گل نے بھی انکی جانب دیکھا

چھوٹے چھوٹے بیوی بچے۔۔۔؟بیوی بھی چھوٹی ہے

آپ کی۔۔۔؟حیرت

ہوئی مجھے۔۔۔بچے ٹھیک سے ہوئے یا وہ بلکل چوزے

ہیں۔۔۔آئی مین

زمین پر چلتے ہوئے دکھائی تو دیتے ہونگے ناں

۔۔۔؟برہان کے اتنے

مطمئن سوال پر ڈاکٹر مبشر کا منہ ہکا بکا سا کھل گیا وہی

گل جیسے

ہنسی تھی اسکی صرف آنکھیں زیادہ حرکت کرتی

تھیں

ڈاکٹر برہان۔۔۔" وہ پیر پٹختے دھیمی آواز میں چیخے اس

پر برہان کی

بے ساختہ ہنسی چھوٹی

کیا بات ہے۔۔۔مجھے بتائیں۔۔۔آپ کیوں نہیں

چاہتے یہاں رہنا۔۔۔" وہ اب

پیار سے چھوٹے بھائیوں کی طرح پوچھ رہے تھے

کیسے رہوں۔۔۔یہ تو وہی بات ہو گئی آ بیل مجھے مار

۔۔۔یہاں میں انکو

دوا دینا بھول گیا وہاں وہ مجھے الٹا لٹکا دیں گے۔۔۔کہ

انکی بہن

کو دوا نہیں دی۔۔۔"وہ اب عنقریب رو دینے کو

تھے

تو میں ہوں۔۔۔میں دیکھ لونگا۔۔۔"وہ مبہم سا

مسکراتے زر تشم کو

دیکھنے لگے ڈاکٹر مبشر انکے جواب پر سر تا پیر سیخ پا ہو

گئے

آپ۔۔۔آپ دونوں شادی کرلیں۔۔۔پھر جب
آپ دونوں کے بچے ہونگے
میں تب ان سے بدلہ لونگا۔۔۔دیکھ لینا آپ
۔۔۔"انکی بات پر برہان کی
آنکھیں زرتشم پر ٹکی بے ساختہ پھیلی وہی زرتشم کے

چہرے پر
سرخی کی لہر سی دوڑ گئی

ام۔۔۔مم۔۔میں انکی رپورٹس دیکھنے آیا تھا۔۔۔آپ

جا کر باقی

پیشنٹس کو دیکھیں۔۔۔"وہ ہڑ بڑا کر گل سے

نظریں چراتے اسکی

رپورٹس اٹھا کر دیکھنے لگے مبشر انکی جانب دیکھے بغیر

اسی طرح

جلتے کڑھتے باہر نکل گئے

کمرے میں پھر سے گہری خاموشی سی چھا گئی لیکن اس

خاموشی

میں بہت سے احساسات رقص کرنے لگے تھے

برہان کی نگاہیں رپورٹس پر تھیں جب دھیرے سے

پلکیں اوپر اٹھیں

اور زرتشم پر گئیں وہ بھی انکو ہی دیکھ رہی تھی دونوں

کی

نگاہیں ملتے ایک سنسنی سی پورے بدن میں دوڑ گئی اور

دونوں ہی

سٹپٹا کر نظریں چرا گئے

____

گھر آتے زمل سیدھا بچوں کے پاس گئی تھی جو اپنے

کھیل میں

مصروف سارا لاؤنج گیلا کر چکے تھے زیحال نڈھال

سا اسکے پیچھے

پیچھے آ رہا تھا جب اسکی نظر بھی اپنے بچوں پر پڑی وہ

پہلے اپنی

ماں کو دیکھ چیخے تھے اور اب باپ کو دیکھ شور مچا رہے

تھے

مشی نے انکو نہلا کر چھوٹے چھوٹے باتھ روب میں

لپیٹ کر ایک لائن

میں صوفے پر بٹھا رکھا تھا وہ انکا کام بھی کر رہی تھی

اور ساتھ

کچن کا بھی

میری جان کے ٹوٹے۔۔۔ مما نے آپ دونوں کو

بہت مش کیا۔۔۔" وہ زالے

زامل کو چومتی ڈھیر سارا پیار کرنے لگی عبدلباری بھی

اسکی گود

میں چڑھنے کی کوشش کرنے لگا زمل نے اسے بھی

لے کر ڈھیر سارا

پیار کیا

تم جا کر فیڈ کرو الو دونوں کو۔۔۔"زیحال نے دھیمی

آواز میں اسے

تاکید کرتے عبدلباری کو اپنی گود میں لے لیا

زمل سرہاں میں ہلاتی زالے زامل کو ایک ایک اپنی

انگلی پکڑا کر

کمرے میں لے جانے لگی دونوں کے دونوں ہاتھ

روب میں لپٹے

ٹھمک ٹھمک کر چلتے ہوئے اتنے کیوٹ لگ رہے تھے

زیحال کچھ دیر وہی لاؤنج میں بیٹھا رہا پھر خود بھی اٹھ

کر اندر

جانے لگا جب مشی اسی وقت کچن سے باہر نکلی

السلام علیکم لالا۔۔۔"اسے زیحال اب نظر آیا تھا اسکی

حالت دیکھ

وہ ایک دم پریشان سی ہوئی لیکن اسکے منہ سے لالا

سنتے زیحال

نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا

وعلیکم سلام۔۔۔"وہ مسکرا کر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے

اسی کمرے

میں چلا گیا جہاں زمل اور بچے تھے مشی اسے ایسے ہی

جاتے ہوئے

دیکھتی رہی جب کسی نے اسکے کان پر پھونک ماری

مشی ہڑ بڑا کر

مڑی ہی تھی کہ اسکے ہونٹ بے ساختہ یاقوت کے

ہونٹوں سے

ٹکرا گئے یاقوت جان بوجھ کر اسکے اتنے قریب کھڑا

جھکا ہوا

تھا

اممم۔۔۔سویٹ۔۔۔تھوڑا اور ٹیسٹ کروانا۔۔۔" وہ

اپنے ہونٹوں پر زبان

پھیرتا پھر سے مشی پر جھکنے ہی لگا تھا کہ اس نے یاقوت

کے

کسرتی سینے پر ہاتھ رکھتے خود سے دور دھکیلا اور یہاں

وہاں

دیکھنے لگی کہ کسی نے دیکھا تو نہیں

شرم کرو۔۔۔یہ کیا حرکت تھی۔۔۔؟ وہ یاقوت کو

آنکھیں دکھاتی

سرگوشی نما انداز میں ڈپٹنے لگی

اسے ہماری زبان میں رومانس کہتے ہیں۔۔۔" وہ

اطلاع دینے والے انداز

میں بولتا سر خم کر کر داد ملنے کا انتظار کرنے لگا لیکن

مشی اس

کے کندھے پر دھپ رسید کرتی کچن میں چلی گئ

یاقوت بلکل اچھے

شوہروں کی طرح اسے کرسی پر بٹھا کر خود باقی کا کام

کرنے

لگا

آئرہ کیسی ہے۔۔۔" وہ رائتہ بناتے ہوئے مصروف

سے انداز میں پوچھنے

لگا

وہ کیسی ہو گی بھلا۔۔۔ ٹھیک ہی ہے۔۔۔"مشی کو آئرہ

کی طبعیت

تھوڑی کھڑوس ٹائپ معلوم ہوئی تھی وہ کھیرے کا

ٹکڑا منہ میں

لیتی مزے سے چباتے ہوئے بولی

یاقوت کام کرتے ہوئے اسی کے بارے میں سوچتا رہا

آئرہ کا یہاں آنا

ان سب کی زندگیوں کے لئے ایک نیا موڑ تھا بہتر تھا وہ

اس موڑ پر

احتیاط برت لیتے

صبح کا سورج آج کہیں اور جا کر نکلا تھا کوالالمپور کی

فضاؤں میں

آج بادلوں کا راج تھا اس خوشگوار موسم کو جہاں بہت

سے لوگ

انجوائے کر رہے تھے وہی کچھ جگہیں ایسی تھی جہاں

اس وقت

صف ماتم بچھ چکا تھا اور ان جگہوں میں ایک نام ڈی

ایس پی

داراب خان کے کمرے کا بھی آتا تھا

یہ حویلی کے اس شاہی کمرے کا منظر تھا جہاں اس

وقت بیلا کی

سسکیاں عروج پر تھیں وہ کل سے اپنے کمرے میں

بند رو رو کر پاگل

ہو چکی تھی اسکی زبان پر صرف ایک ہی رٹ تھی کہ
اسکے لالا
کو واپس لادو داراب ابھی واک سے واپس آیا ہی تھا جب
اسکی نظر
لاؤنج میں موجود اپنی ماں پر گئی وہ صوفے کے کنارے
پر بیٹھی
گہری سوچوں میں گم تھیں داراب کمرے میں جانے
سے پہلے انکے
پاس آکر انکے قدموں میں کر گھٹنوں کو ہاتھ لگا گیا

کیا بات ہے مورے۔۔۔آپ پریشان لگ رہے ہیں

۔۔۔"اسکی آواز پر فرخندہ

بیگم نے اسکی جانب دیکھا جو کبھی بھی اپنے ماں باپ

کے برابر

بیٹھنے کی ہمت نہیں کر پایا تھا وہ ہمیشہ انکے قدموں میں

بیٹھتا

تھا اسکی اتنی محبت اور ادب دیکھ انکی آنکھیں بے ساختہ

بھیگنے

لگی

ارے۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ میری ماں صبح صبح سیڈ سیڈ کیوں ہیں بتائیں۔۔۔"

اسے کل کی بات یاد نہیں تھی یا وہ یاد کرنا نہیں چاہتا تھا

زی۔۔۔ کیا کر کے چلا گیا۔۔۔"انکے ہونٹ بے ساختہ پھڑ پھڑائے

داراب کا دل انکی بات پر کسی گہری کھائی میں ڈوب سا گیا اس نے

گہری سانس لیتے بمشکل اپنے چہرے پر مسکراہٹ

سجائی

کچھ نہیں کرکے گیا وہ اسکا بچپنا ہے ابھی بھی۔۔۔میں

جاؤنگا اس

کے پاس۔۔۔خون کے رشتے صرف کہہ دینے سے

ختم نہیں ہوتے۔۔۔"

وہ انکے آنسوں صاف کرتا از حد محبت سے بولا

تم جائے گا۔۔۔؟وہ ایک دم بے چین سی ہوتی اسکے

ہاتھ تھام

گئیں

جی۔۔۔آپ پریشان نہیں ہوں اوکے۔۔۔؟میرے

لئے ناشتہ لگوائیں مجھے

ڈیوٹی کیلئے جلدی نکلنا ہے۔۔۔"وہ یہ کہتے اپنی ماں کو

پرسکون کر

کراپنے کمرے میں جانے ہی لگا تھا جب مورے نے

بے اختیار اسکے

ہاتھ تھام لئے اور داراب اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھ گیا

کیا ہوا مورے۔۔۔کچھ کہنا ہے آپ کو۔۔۔؟ انکی بے چینی بھانپتے وہ

نرمی سے استفساریہ مخاطب ہوا

ام ایک بات بولے۔۔۔تم مانے گا۔۔۔؟ انکے انداز میں ڈر بھانپتے داراب

تھوڑا چونک سا گیا

کیوں نہیں مورے۔۔۔آپ جان دینے کو بولیں وہ بھی حاضر۔۔۔حکم

کریں۔۔۔" اسے اپنی ماں کا ڈر ذرا بھی اچھا نہ لگا وہ

بے چین سی

یہاں وہاں دیکھتی جیسے لفظ مجتمع کرنے لگیں

بولیں ناں مورے۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔؟ انکو جز بز

سا ہوتے دیکھ داراب اپنے

لہجے میں مزید نرمی لے آیا

تم۔۔۔ تم دوسری شادی کر لے۔۔۔" انکی بات پر

داراب کی آنکھیں بے

اختیار پھیلنے لگی ایسے جیسے اسے سننے میں کوئی غلطی

ہوئی

ہو

کیا بات ہے مورے۔۔۔بیلا نے کچھ کیا ہے۔۔۔؟وہ

ازحد نرمی صرف

اپنی ماں کیلئے دکھا رہا تھا جبکہ بیلا کے نام پر ہی اسکا لہجہ

سخت

ہونے لگا تھا

نہیں۔۔۔وہ کیا بولے گا۔۔۔تم۔۔۔تم بس دوسری

شادی کر لے۔۔۔ام نہیں

چاہتا۔۔۔تمارا نسل اس لڑکی سے چلے۔۔۔"وہ یہ

بات کرتے ہوئے ڈر بھی

رہی تھیں لیکن وہی داراب کے سر پر لگی تھی اسکا دل

ایک دم سے

مٹھی میں آیا تھا مطلب وہ نہیں چاہتی تھیں کہ وہ بیلا

کے قریب

جائے وہ وہ بات کھل کر نہیں کر پا رہی تھیں

ڈونٹ وری مورے۔۔۔ایسا کبھی نہیں ہو گا

۔۔۔"وہ انہیں پر سکون کرتے

مسکرا دیا آج یہ مسکراہٹ تھوڑی جھوٹی تھی ایسے

جیسے اسکے

پیچھے کرب چھپا ہو

وعدہ۔۔۔؟ انکا ہاتھ آگے بڑھتے دیکھ داراب کا سانس

تک رک گیا وہ

فق رنگت کے ساتھ کبھی انکو تو کبھی انکا ہاتھ دیکھے

لیکن کیا

کرتا اسے یہ وعدہ کرنا تھا

ھمم۔۔۔" وہ انکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ذرا سا اٹھ کر

انکے ماتھے پر

بوسہ دے کر مبہم سا مسکرا دیا

تو یہ تھی داراب خان کی قسمت اپنی ماں کو دیکھتے یہی

سوچ

سکا تھا

ام ناشتہ لگواتا ہے۔۔۔" وہ یہ کہتی اٹھ کر اسکے لئے

ناشتہ بنوانے چلی

گئیں جبکہ داراب کتنی ہی دیر وہی بیٹھا رہا پھر اٹھ کر

اپنے کمرے

میں گیا جب اسکی نظر بیلا پر پڑی اسکی آنکھیں رو رو کر

سوجھ

چکی تھیں داراب نے کوفت سے اپنی پیشانی مسلی

وہ دونوں ایک ہی کمرے میں اجنبیوں کی طرح رہ

رہے تھے بیلا بیڈ

پر سوتی تھی اور داراب کاؤچ پر وہ تو وعدے سے پہلے

ایسی

زندگی گزار رہا تھا

بس کرو۔۔۔رات سے اک چکا ہوں تمہارا رونا دیکھ

دیکھ کر۔۔۔"وہ

کوفت زدہ لہجے میں بولتا وارڈروب کی جانب بڑھ گیا

وہ امارا لالا کو اٹھا کر لے گیا۔۔۔تم کیسا مرد ہے

۔۔۔اسکو روک بھی

نہیں پایا۔۔۔"وہ روتی ہوئی بلند آواز میں چلائی

داراب نے وہی سے

مڑ کر اسے ایک سخت نظر سے دیکھا اور باتھ روم کی

جانب بڑھ

گیا اسکا فلحال بحث کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا

امارا لالا۔۔۔۔وہ کیسے لے جا سکتا ہے۔۔۔انکو

۔۔۔کیسے۔۔۔ام کو امارا

لالا چاہئے۔۔۔"وہ ایک ہی رٹ لگاتی پھر سے رونے

لگی تھی جب کچھ

ہی دیر میں داراب شاور لے کر باہر نکلا اسکے نکلتے بیلا

فورا اسے

بیڈ سے اترتی اسکے پاس آئی اس وقت دوپٹہ اسکے

قریب قریب بھی

نہیں تھا جس کی اسے پرواہ تک نہیں تھی

داراب۔۔۔داراب۔۔۔ تم کچھ کر سکتا ہے۔۔۔ تم

۔۔۔امارالالا کو واپس لا

سکتا ہے۔۔۔پلیز داراب۔۔۔"وہ داراب کا بازو

تھامے تڑپ کر اسکی

منت کرنے لگی

داراب نے ایک نظر اسے اور پھر اسکے ہاتھوں کو دیکھا

جو اسکے

پھولے ہوئے ٹھوس بائسپس کو بھی پوری طرح سے

کوور نہیں کر

پا رہے تھے

اس نے بیلا کی آنکھوں میں دیکھتے اسکا ہاتھ نرمی سے

نیچے جھٹک

دیا

ہاں۔۔۔میں کر سکتا ہوں۔۔۔تمہارے لالا کو قانونی

طور پر سزا دلوا

سکتا ہوں لیکن اس میں میرا باپ بھی قصوروار نکلے گا

۔۔۔جنہوں نے

بنا سوچے سمجھے اپنی بیٹی انکو دے دی تھی۔۔۔"وہ لفظ

چباتے

ہوئے بیلا میں جیسے صور سا پھونک گیا

وہ اپنی جگہ پتھر بنی کھڑی اسے دیکھتی رہی وہ اپنی

وردی پہنتا

بالوں میں برش پھیرنے لگا تھا جب بیلا کے کچھ الفاظ اسکی

سماعتوں میں گونجتے داراب کی روح تک کو لرزا کر رکھ گئے

55/3

داراب نے کرنٹ کھا کر مڑتے بیلا کی جانب دیکھا

اسکی آنکھوں کے

ڈورے گہرے گلابی پڑتے چلے گئے دل جیسے کسی نے

مٹھی میں لے کر

مسل دیا ہو اس تکلیف کا اندازہ جو اس لڑکی کے کچھ

الفاظوں نے

دیا تھا وہ خود وہی نہیں سوچ سکتی تھی

داراب نے ہاتھ میں پکڑا برش دھیرے سے ڈریسنگ

ٹیبل پر پٹخا اور

بیلا کی جانب دیکھتے ہوئے دھیرے دھیرے قدم

بڑھانے لگا جب اسے

اپنے قریب آتے دیکھ بیلا نہ محسوس طریقے سے پیچھے

کی جانب

قدم اٹھانے لگی داراب کا ہر بڑھتا قدم جیسے اسکی

جان نکال رہا

تھا اسکا خوف بیلا کے چہرے کی بدلتی رنگت اور اسکے

ماتھے پر

چمکتی ٹھنڈے پسینے کی بوندوں کو دیکھ صاف پتہ کیا جا

سکتا تھا

وہ قدم قدم چلتے بیلا کے بے حد قریب آ رکا اور اسکی

آنکھوں میں

دیکھنے لگا دونوں کے بیچ صرف ایک دو انچ کا فاصلہ

مشکل سے

رہا تھا

تم۔۔۔میری زندگی کی۔۔۔سب سے بدصورت

شکل ہو۔۔۔مس بیلا ولی

خان۔۔۔"اسکے الفاظ زہر میں بجھے اور انداز سخت

کٹیلا تھا بیلا

کو لگا کسی نے اسکے روح کو پل میں چھلنی چھلنی کر دیا

ہو

کتنی نفرت کروں میں تم سے۔۔۔ہاں۔۔۔؟وہ

سوال کر رہا تھا لیکن

سوال سے زیادہ اسکی آنکھوں میں اترتے خون کو نمی

بنتے دیکھ

بیلا کی رنگت سفید پڑ گئی وہ سانس روکے اسے دیکھنے

لگی

جتنی بھی کرونگا کم ہوگی۔۔۔بہت کم۔۔۔اسکے

مقابلے جو۔۔۔میری بہن

نے برداشت کی اور وہ قدم اٹھالیا۔۔۔"آج کسی نے

داراب خان کی

روح کو بھرے کانٹوں کی چھال پر ڈال کر تار تار کیا

ہوتا تو شاید

تب بھی اسے اتنی تکلیف نہ ہوتی جو سامنے کھڑی لڑکی

نے اپنے

لفظوں سے اسے دی تھی

آج سے تم پر میری کبھی نہ ختم ہونے والی نفرت لازم

ٹھہری۔۔۔آج

کے بعد تم نے یہ الفاظ اپنے ذہن میں بھی سوچے

۔۔۔تو میں داراب

خان تمہارا وہ حشر کرونگا کہ رہتی دنیا تک یاد رکھو گی

اسکے"۔۔۔

الفاظ بیلا میں صور پھونک رہے تھے وہ بظاہر نارمل

کھڑی دکھ رہی

تھی لیکن داراب کی دھمکی پر اسکا دل خوف سے کانپ

اٹھا

داراب آخری قہر بار نگاہ اسکے وجود پر

ڈالتے کمرے سے باہر نکل گیا اسکے جاتے بیلا کے سینے

میں اٹکی

سانس ایک دم سے بحال ہوئی

وہ بے جان سی صوفے پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھتی چلی گئی

قسمت تو اسکی بھی یہی تھی داراب کے الفاظ اسکی

سماعتوں

میں گونجنے لگے تھے اتنے سخت الفاظ؟ وہ انکے قابل تھی؟ بیلا

ولی خان ان الفاظوں کے قابل تھی؟

اسکی کیری آنکھوں سے آنسوں موتی بن کر ایک مالا

کے ٹوٹنے کی

طرح ایک ایک کر کر رخسار سے ٹکراتے اسکی جھولی

میں رکھے

ہاتھوں پر گرتے چلے گئے وہ اس وقت اس طرح بیٹھی

کوئی اجڑا

بیاں باں لگ رہی تھی

____

وہ حویلی سے ناشتہ کئے بغیر ہی اپنی جیپ لئے نکل آیا

تھا مورے

اسکے پیچھے کافی دور تک آئی تھیں لیکن اس نے ایک

بھی آواز نہ

سنی کیسے سنتا آج وہ یہاں موجود ہی نہیں تھا اسکی جیپ

حویلی

کے بڑے سے گیٹ کو عبور کر گئی تھی

آج وہ معمول سے تیز ڈرائیونگ کر رہا تھا ورنہ وہ کبھی

قانون کے

بنائے قوائد وضوابط کے خلاف نہیں جاتا تھا آج وہ بھی

ذہن سے

نکل گئے تھے

"امارے لالا نے کچھ نہیں کیا تھا تمارا اگل نے خود خود

کو ختم کر

لیا تھا" یہ الفاظ آج داراب کی روح کو بری طرح سے

زخمی کر گئے

تھے اسکی آنکھوں کے ڈورے مزید گلابی پڑنے لگے

"وہ ایک بد کردار لڑکی تھی۔۔۔اپنا سچ سب کے

سامنے آنے کے ڈر سے

وہ خود کو خود ہی ختم کر گئی" نہیں اسے کم از کم یہ نہیں

کہنا

چاہئے تھا وہ بھی اس کے بارے میں جو اس دنیا میں ہی

نہیں رہی

تھی داراب کے ہاتھوں کی گرفت سٹیرنگ پر اور

بھی مضبوط ہوتی

چلی گئی آنکھوں سے گرم سیال چیکے سے بہتا اسکے

تکلیف کی

آخری حدوں پر پہنچا گیا تھا

مرد کی آنکھ سے نکلا ایک آنسوں عورت کے لاکھ

آنسوؤں پر بھی

بھاری ہوتا ہے مرد آسانی سے نہیں روتا اور جب رو

پڑے تو معاملہ

آسان نہیں رہتا

وہ اسکے لفظوں کو سوچتا ہوا ڈرائیو کر رہی رہا تھا جب

راستے کے

بیچ میں اسے اپنی ہی پولیس فورس کھڑی دکھائی دی

آگے

ناقہ بندی کی گئی تھی دو گاڑیاں راستے گھیرے کھڑی

تھی اور خود

پولیس والے یہاں وہاں ہاتھوں میں ڈنڈے اور جالی

نما کوئی چیز

جس سے کسی جانور کا شکار کیا جاتا ہو وہ پکڑے گھوم

رہے تھے

انکو دیکھ داراب نے یکدم سے بریک لگائی اور حیرت

بھری نگاہوں

سے انکو دیکھتا ہوا جیپ سے باہر نکلا

خوشحال۔۔۔"اس نے اپنے ایک پولیس کانسٹیبل کو

آواز دی اسکی

آواز پر وہ بھاگا چلا آیا اسکے ہاتھ میں بھی ڈنڈے اور جالی

تھی

جی سر۔۔۔"اس نے ڈنڈے والے ہاتھ سے جیسے کی

سلیوٹ کیا وہ

داراب کو لگتے لگتے بچا اس نے غصّیلی نظروں سے

خوشحال کو

دیکھا

س۔۔۔سوری سر۔۔۔"،داراب کی گھوری پاتے

اس نے فوراً سے ڈنڈا

پیچھے چھپایا

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔یہ اتنی فورس کیوں اکٹھی

ہوئی ہے۔۔۔؟ وہ سب

پر ایک ایک باریک نظر ڈالتا سنجیدگی سے پوچھنے لگا

وہ سر۔۔۔آگے بہت بڑا ایکسیڈنٹ ہی گیا سر چھوٹے

چھوٹے بچے ہیں

بچارے۔۔۔"وہ ازحد افسردگی سے بولا اسکی بات پر

داراب کو خود

بہت افسوس ہوا معصوم بچے تھے بچارے

تو اتنی فورس صرف ایک ایکسیڈنٹ کیلئے۔۔۔ کتنے

بچے تھے۔۔۔؟ وہ

پھر سے استفسار یہ پوچھنے لگا

پچاس بچے۔۔۔"خوشحال کے منہ سے بچوں کی تعداد

سن کر داراب

کو ایک دم جھٹکا سا لگا

واٹ اتنے بچے۔۔۔سب ٹھیک تو ہیں۔۔۔ کیا ہوا تھا

۔۔۔اتنا بڑا ایکسیڈنٹ

کیس۔۔۔"وہ بول ہی رہا تھا جب اسکی نظر خوشہال کی

پینٹ پر

پڑی پڑتے اسکے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئ

یہ۔۔۔یہ کیا ہے۔۔۔؟وہ پھٹی پھٹی سی نظروں سے

اس چیز کو دیکھنے

لگا جسے دیکھتے خوشہال بڑے پیار اور نرمی سے ہاتھ میں

اٹھا

گیا

ایک یہ بچہ ہے سر۔۔۔امماں۔۔۔"اس نے اس

چیز کی سہلاتے پیار کر

کر ایک کس دی اسے ایسے اسکے ساتھ پیار کرتے دیکھ

داراب کے

سر پر بجی تھی وہ عجیب شکی نگاہوں سے خوشحال کو

دیکھتا

آگے بڑھا دھیرے دھیرے قدم بڑھاتے وہ پولیس

وین کے اس پار گیا

جہاں ایکسیڈنٹ ہوا تھا

سامنے کا منظر دیکھ اسکی آنکھیں ایک دم سے پھٹی سر

جیسے چکرا

کر رہ گیا اسکی پوری پولیس فورس یہاں وہاں بھاگ

رہی تھی وہ

بھی "چوزوں کے پیچھے "چوزوں کے ؟ یہ دیکھ

داراب کا سر گھوم

کر رہ گیا

ایک کانسٹیبل تو زمین پر لیٹ کر ایک چوزے کو ہاتھ

میں لئے تھپک

تھپک کر سلاتے ہوئے چوم رہا تھا دوسرا انکے پیچھے

ڈنڈا لئے "ہششش

ہششش "کرتا آگے بھگا رہا تھا یہ سارے چوزے دور

دور تک پھیلے ہوئے

تھے ایک گاڑی جس میں یہ سارے جا رہے تھے وہ

گاڑی الٹ چکی تھی

جس کی وجہ سے سارے چوزے یہاں وہاں بکھر گئے

تھے

نہیں۔۔۔ادھر نہیں جانا۔۔۔"کچھ چوزوں کو

جالیوں سے نکلتے دیکھ

کانسٹیبل ڈنڈا لے کر انکے پیچھے بھاگا

یمی۔۔۔اسکے کتنے چھوٹے چھوٹے لیگ پیس بنے گے

ناں۔۔۔؟ایک

کانسٹیبل ایک چوزے کو الٹا لٹکائے ہونٹوں پر زبان

پھیرنے لگا

ابے چھوڑ اسکو۔۔۔مرنا ہے کیا انکی ممی کے ہاتھوں

۔۔۔"دوسرے نے

اسے جھڑکتے فوراسے اس چی چی کرتے چوزے کو

اپنے ہاتھ میں لیا

اور اپنی کیپ میں ڈال لیا

یہ۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟ وہ بلند آواز میں تقریباً

چلا پڑا تھا اسکی

آواز پر جو جہاں تھا وہی سٹک ہو گیا تب ہی تیز ہوا کے

جھونکے کے

ساتھ ایک انجانی سی خوشبو اسکی ناک کے نتھنوں سے

آ ٹکرائی

داراب نے حیرت بھری نگاہوں سے سامنے دیکھا

جہاں ایک بلیک پینٹ

پر لوز سی وائٹ رنگ کی شرٹ کف مڑے ہوئے اور

شولڈر تک کٹ

ہوئے سلکی سیاہ بال جو اس وقت ہوا میں اڑتے اسکے

چہرے کو

ڈھانپ رہے تھے ہوش ربا فگر اور خوبصورت نین

نقوش سبز آنکھوں

والی کم سن سی لڑکی جس کا قد تقریباً پانچ فٹ چھ انچ

کے

قریب تھا داراب کی جانب مڑی وہ عین اسکے سامنے

کھڑی تھی

سر اٹھائے داراب کو دیکھتی ہوئی

اسے دیکھتے ہی داراب جیسے باقی سب سے بیگانہ ہو کر

صرف اسکی

سبز جھیل سی آنکھوں میں گم ہونے لگا تھا اس نے

حسین لڑکیاں

دیکھی تھیں؟ نہیں آج اس لڑکی کو دیکھ اسے لگا جیسے

حسن

صرف اس پر تمام ہے پیور ملیشئن بیوٹی

چھوٹی ستواں سی ناک اور پنکھڑی سے لب گوری

رنگت پٹپٹاتی

لمبی گھری پلکیں وہ سراپا حسن تھی جس نے ایک پل

کیلئے اس

پینتیس سالہ مرد کو بھی اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا

ایم سوری۔۔۔انسپیکٹر۔۔۔میرے بے بیز

۔۔۔یہاں وہاں گھوم رہے ہیں۔۔۔

یہ سب انکو پکڑنے میں ہیلپ کر رہے ہیں۔۔۔"وہ

معصومیت سے اپنے

ہاتھوں میں پکڑے دو معصوم سے چی چی کرتے

چوزے اوپر کرتی

داراب کے سامنے کر گئی جن کو دیکھ وہ یکدم کرنٹ

کھا کر

پیچھے ہٹا

ک۔۔۔ کیا۔۔۔بے بیز۔۔۔؟ کہاں ہیں بے بیز

محترمہ۔۔۔ذرا مجھے بھی دکھا

دیں۔۔۔؟ وہ تڑخ کر یہاں وہاں نظر گھماتا بچے

ڈھونڈنے لگا

یہ ہی تو ہیں بے بیز۔۔۔سی۔۔۔ہاؤ کیوٹ ناں

۔۔۔؟ وہ چہک کر خوشی

سے پوچھنے لگی داراب کو اس لڑکی کی دماغی حالت پر

شبہ ہونے

لگا تھا وہ آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے پوچھ رہی تھی

لیکن داراب

اسکی کیوٹنیس کو کسی خاطر میں لائے بغیر لب بھینچ کر

اپنی

پولیس فورس کو دیکھنے لگا

سر۔۔۔آپ آرڈر دیں تو انکے بچے پکڑ لیں

۔۔۔؟ایک پولیس کانسٹیبل نے

نہایت ادب سے اجازت مانگی داراب تو ہکا بکا سا اسکے

الفاظ پڑھ رہی

غور کرتا رہ گیا

جی سر۔۔۔بہت معصوم ہیں انکی طرح۔۔۔کسی گاڑی

کے نیچے نہ آ

جائیں ورنہ انکی ممی رونے لگ جائیں گی۔۔۔"ممی کے

نام پر اس

لڑکی نے باقاعدہ رونے والی شکل بنائی دارا ب توانکی

باتوں پر ہی

چکرا کر رہ گیا

سر کرنے دیں۔۔۔ایک دو چکن ہم بھی پکڑ کر لے
جائیں گے بھون کر
کھائیں گے۔۔۔"ایک کانسٹیبل نے داراب کے کان
کے قریب آتے اسے
لالچ دینے کی کوشش کی جس پر اس نے سخت غصّیلی
نظروں سے
اسے جیسے ہی دیکھا وہ یکدم سے سیدھا ہوتے سائیڈ ہو
کر اپنی
بتیسی دکھانے لگا

اوئے۔۔۔ خبردار جو میرے بچوں کو گندی نظر دے

دیکھا بھی تو۔۔۔"

وہ لڑکی اس پولیس والے کی بات سن چکی تھی تب ہی

ڈینجرس

ممی بن کر اپنے بچے کا دفاع کرنے آگئی

آ۔۔۔ن۔۔۔ نہیں محترمہ۔۔۔ گستاخی ہوگئی معاف

کردیں ہی ہی ہی۔۔۔"

وہ بتیسی دکھاتا جلدی سے اپنے کام پر لگ گیا وہ لڑکی

بھی اپنے

چوزے پکڑ پکڑ کر اپنی وین میں ڈالنے لگی

چوزوں کی ممی۔۔۔؟واٹ ربش۔۔۔"داراب

مٹھیاں بھینچ کر خود پر

کڑا ضبط کرتے اپنی پوری پولیس فورس کو دیکھنے لگا

سر آپ بھی ہیلپ کردیں۔۔۔وہ دیکھیں۔۔۔میرا

بے بی وہاں بھاگ رہا

ہے۔۔۔پکڑیں اسے۔۔۔"وہ لڑکی اپنا ایک چوزا

داراب کے پیچھے جاتے

دیکھ اسے مخاطب کر کر چیخی داراب نے پیچھے مڑ کر

اس مسٹر

چوزے کو دیکھا جو چی چی کرتا داراب کے شوز میں

گھسنے کی

کوشش کر رہا تھا

اپس۔۔۔بھگاؤ اسکو۔۔۔"داراب اچھل کر دور ہٹنے

ہی لگا تھا جب اسکے

بوٹوں کے نیچے اس معصوم سے چوزے کی چیخ سنائی

دی جس پر

داراب کا دل دھک سے رکا وہ چوزہ نہیں بلکہ اس

لڑکی کا ہاتھ اس

کے بوٹوں کے نیچے آگیا تھا چوزا ابھی جلدی سے اس

لڑکی کی پینٹ

کی جیب میں چھپ گیا

آ۔۔۔ایم سو۔۔۔سوری۔۔۔"داراب پیچھے ہٹ کر

اسکا ہاتھ دیکھنے لگا

جو خاصا سرخ پڑ گیا تھا وہ لڑکی اسے ایک ناراض سی

نظر

دیکھتی واپس سے چلی گئی

لیکن داراب جیسے اسکی ان نظروں میں جکڑا گیا تھا کتنا

اپنا سا

تاثر وہ ان نگاہوں میں دے کر گئی تھی اور کیوں ؟ وہ

یہی بے اختیار

سوچتا رہا وہ ناراض ہوئی تھی اس نے اسکے بچے کو

تقریباً مار ہی

دیا تھا

لیکن اگلے ہی پل اسکی ساری افسردگی ہوا ہوتی ہوئی

دکھائی دی

وہ لڑکی بھیڑ بکریوں کی طرح سارے چوزے آگے

لگائے ہشش ہشش

کرتی لے جا رہی تھی وہ منظر دیکھ دراب کی آنکھیں

جہاں پھٹی

وہی باقی پولیس والے ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتے

چلے گئے

چلو میرے چوزوں۔۔۔ ہشش ہشش ۔۔۔ ہشش

۔۔۔"وہ کسی ماہر چوزہ

ممی کی طرح سب کو ایک لائن میں لے جا رہی تھی اور

وہ بھی

اچھے بچوں کی طرح اپنی ممی کی بات مان کر آگے

آگے ٹھمک ٹھمک

کر چی چی کرتے چل رہے تھے

واٹ۔۔۔ واٹ دا ہیل ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ پاگل ہے

۔۔۔؟ داراب حیرت کے مارے بول

تک نہیں پا رہا تھا

س۔۔۔ سر۔۔۔ ہمیں تو پاگل لگ رہی ہے

۔۔۔"ایک پولیس والا اپنی ہنسی

کو روکنے کی پوری کوشش کرتے پھر سے پھوٹ کر

ہنس پڑا

لوگ۔۔۔ بھینسوں کو ایسے لے کر جاتے ہیں بکریوں

کو ایسے لے کر جاتے

ہیں۔۔۔یہ۔۔۔یہ چوزوں کو ایسے لے کر جا رہی ہے

۔۔۔؟ وہ حیران و

پریشان ہو گیا تھا کیا لڑکی تھی دماغ سے کھسکی ہوئی

اسکو پولیس سٹیشن لے کر آؤ۔۔۔" اسکے حکم پر

سارے پولیس والے

فوراً سے سر خم کر گئے اگلے کچھ ہی منٹوں میں وہ لڑکی

داراب کے

آفس میں بیٹھی اسکے ٹیبل پر بھاگتے ہوئے اپنے

چوزے کو دیکھ

رہی تھی یہی حال داراب کا بھی تھا

وہ خود پر جتنا ضبط کر سکتا تھا کر رہا تھا لیکن اب اسکی

بس

تھی

اٹھاؤ۔۔۔اسکو۔۔۔اٹھاؤ۔۔۔"اسکے بلند آواز میں

چلانے پر چوزہ سہم کر

اس ایلین کو دیکھنے لگا

اوکے۔۔۔اوکے آپ آرام سے بولیں میرا بچہ ڈر رہا

ہے۔۔۔"پھر سے میرا

بچہ سن کر داراب نے آنکھیں چھوٹی کیئے اس پاگل

لڑکی کو

دیکھا

آپ کا بچہ۔۔۔؟آپ کا۔۔۔؟تو انکا باپ کہاں ہے

۔۔۔یہ بھی بتادیں۔۔۔"وہ

یہ کہنا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ اسکا دماغ اچھے سے فرائی

کر چکی

تھی

وہ۔۔۔تو۔۔۔"وہ تو لفظ کھینچتی سوچنے لگی "وہ تو نہیں

ہے یہ سارے

فارمی ہیں۔۔۔"وہ آخر میں چہک کر بولی داراب کا

دماغ بھک سے

اڑا

میں اکیلی ہوں جو انکی زمے داری سمبھال رہی ہوں

۔۔۔"وہ آخر میں

جیسے افسردہ سی ہو گئی

واٹ۔۔۔آر یو آؤٹ آف یور مائنڈ۔۔۔؟ وہ ہکا بکا سا

بس یہی پوچھ

پایا اس لڑکی نے سر نفی میں ہلا کر پورا مطمئن جواب

دیا

میری پوری فورس کو۔۔۔ تم نے اپنے ان چوزوں

کے پیچھے لگا رکھا تھا

تم جانتی بھی ہو پیچھے کتنا کام پڑا ہے پورا ٹریفک

تمہارے اس

خاندان نے روک کے رکھا تھا۔۔۔" وہ ضبط کے

مارے اپنے لہجے پر قابو

رکھنے کی پوری کوشش کر رہا تھا

تو۔۔۔؟ کیا صرف انسانوں کی زمے داری ہے آپ

سب کے سروں پر ہم

معصوموں کی جان کی کوئی قیمت نہیں۔۔۔" وہ

پورے احتجاج پر

اتر تی اس سے پوچھنے لگی داراب کو تو اسکے سوال پر ہی

چپکی

لگ گئی تھی

خوشہال اسکو لے کر جاؤ اور اسکا علاج کرواؤ۔۔۔"وہ

سائیڈ میں

ہاتھ باندھ کر کھڑے خوشہال کو حکم دیتا پیچھے کرسی

کی

ٹیک لگا گیا

علاج آپ اپنا کروائیں۔۔۔ہنہ۔۔۔میرے بچے ڈرا

دیے۔۔۔"وہ اٹھ کر اپنا

چوزہ شرٹ کی جیب میں ڈال گئی وہ بھی اپنا چھوٹو سا

منہ

باہر نکالے معصومیت سے اسے دیکھنے لگا

عقل کو ہاتھ مار و بی بی۔۔۔اپنے بچے پالنے کی عمر میں

مرغی کے

بچے پال رہی ہو۔۔۔"اس نے اس لڑکی کے ٹھیک

ٹھاک قد اور عمر پر

چوٹ کی جس میں دنیا کی ہر دوسری لڑکی کی دکھتی

رگ چھپی

تھی لیکن وہ لڑکی سب سے مختلف تھی بہت مختلف

آپ جیسا ملے تو۔۔۔اپنے بچے بھی پال لوں۔۔۔"وہ

ایک آنکھ مارتی بے

باکی سے بولتی داراب کو ہی سٹپٹا جانے پر مجبور کر گئی

اس نے

ہکا بکا سا ہوتے جھٹ سے اپنے اوپر والے بٹن بند کر

کر اس لڑکی کو

غصّیلی نظروں سے دیکھا

خوشحال کے لئے اپنی ہنسی روک پانا نہایت مشکل ہو

رہا تھا

وہ جلدی سے اس لڑکی کو لے کر باہر نکل گیا اس سے

پہلے وہ اور

کچھ کہہ کر داراب کا دماغ گھماتی اور پھر وہ پوری

پولیس فورس

کو گھما کر رکھ دیتا

یہی صبح پاشا ولا پر بھی اترتی وہاں کے مکینوں کو اٹھ

جانے کا

پیغام دے چکی تھی یہاں بڑے بعد میں اٹھتے تھے

بچے پہلے اٹھ جاتے

تھے اور اٹھ کر پھر سب کو اٹھاتے تھے زمل اپنے

معمول کے مطابق

زامل زالے کو لاؤنج میں چھوڑ کر اپنے کاموں میں

مصروف ہو گئی

تھی کچھ ملازم گھر کی صفائی کر رہے تھے کچھ باہر لان

کی جہاں

اس پلٹن نے جا کر کھیلنا تھا

برلاس رات گئے اب گھر واپس آیا تھا کسی نے بھی

نوٹ نہیں کیا

کہ وہ کل سے گھر نہیں آیا تھا زیحال کرتا تھا وہی کل

سے اپنے

حواسوں میں نہیں تھا

برلاس دھیرے سے زمل اور بچوں کی نظروں سے بچ

بچاتے اپنے

کمرے کی جانب چلا گیا اور جاتے دروازہ بند کر کر سکھ

کا سانس

لیا اور اپنے شوز اتار کر خاموشی سے سیدھا دھپ سے

بیڈ پر گر گیا

جب کسی کی چیخ اسکے کانوں میں گونجی وہ یکدم سے

ہڑبڑا کر

جیسے ہی اٹھا کمبل کے اندر سے ایک چہرہ نمودار ہوا ڈرا

سہما

ہوا سا

برلاس آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا وہ کوئی اور نہیں

آئرہ خانزادہ

تھی "اوہ شٹ" برلاس کے منہ سے بے ساختہ یہ لفظ

نکلا وہ سر پکڑ

کر بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا

ایسے۔۔۔ایسے کون چلاتا ہے۔۔۔؟وہ دانت بھینچے

تڑخ کر پوچھنے لگا

آئرہ ابھی نیند سے جاگی ہی تھی اسکے بال بکھرے

پڑے کچھ چہرے

پر اور آنکھیں مخمور سرخ ہوئی وہ تیز تیز سانس لے

رہی تھی اسے

سمجھ نہیں آئی کہ اسکے ساتھ ہوا کیا تھا

برلاس یکدم سے آکر بنا دیکھے اسکے اوپر لیٹ گیا تھا اس

بچارے کا

بھی کیا قصور تھا وہی کمبل میں لپٹ کر سو رہی تھی اتنی

دبلی

پتلی سی نظر کیا محسوس بھی نہیں ہو رہی تھی

تو ایسے کون اوپر آکر لیٹتا ہے۔۔۔"وہ بال پیچھے کرتی

معصومیت

سے اپنی ناراضگی دکھانے لگی بر لاس نے ایک نظر

اسے دیکھا اور

جیسے دیکھتے ہی اسکا دل دھک سے رک گیا"یہ بیوی

تھی اسکی؟"

وہ یہ سوچنے لگا تھا بیوی سے پہلے تو محبوبہ تھی اس

احساس کو

دونوں نے کہاں دفن کر دیا تھا؟

تو کھا پی لیا کرو۔۔۔چوہی کہیں کی۔۔۔ نظر بھی آ رہی

تھی۔۔۔؟وہ

تڑخ کر بولتا سر جھٹک گیا لیکن خود کو چوہی بلانے پر

آئرہ نے تڑپ

کر اس پہاڑی وجود کو گھورا

خوامخواہ میرے گھر والے شک میں پڑ جائیں گے کہ

مجھ معصوم

نے ایسا بھی کیا کر دیا۔۔۔بنا کچھ کیے الزام لگوانا چاہتی

ہو۔۔۔"اس

کی بات کا دوسرا پہلو سمجھتے آئرہ کی آنکھیں بے ساختہ

پھیلی

وہ فوراً سے نظریں چراتی کمبل اپنے کندھوں تک تان

گئی

برلاس نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو "تم خود کو

چھپا

رہی ہو؟ مجھ سے؟ اپنے شوہر سے؟" لیکن وہ کہے بغیر

کندھے ڈھیلے

چھوڑتا اٹھ کر اپنے کپڑے لیتا باتھ روم میں گھس گیا

اسکے جاتے آئرہ نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور

گہری سانس ہوا کے

سپرد کی

برلاس کے واپس آنے تک وہ ایک ہی پوزیشن میں

بیٹھی رہی جب نظر

اٹھا کر برلاس کو دیکھا آج وہ شرٹ بھی اندر ہی پہن کر

آیا

تھا

میں نے ایک حصّہ وارڈروب کا خالی کر دیا ہے

۔۔۔آپ اپنا سامان وہاں

رکھ لیں۔۔۔"آپ ؟آئرہ اسکے خود کو آپ کہہ کر

مخاطب کرنے پر

حیرت سے دیکھنے لگی

جیسے وہ اندر بہت اچھے سے سوچ کر آیا ہو یہ بے تکلفی

اب نہیں

چل سکتی تھی یہ دیوار بہت اونچی ہو گئی تھی جسے

توڑنے میں

وقت لگنا تھا یا تو یہ دیوار ٹوٹتی یا پھر اسے توڑنے والے

وہ فریش ہو کر روم سے باہر نکل گیا آیا تو ریسٹ کرنے

تھا لیکن اب

سارا اسکون غارت ہو گیا تھا

باہر آتے بچوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا

آج تو عبدلباری

بھی اپنی گاڑی پر بیٹھا تھا بس اسے بیلٹ کے ذریعے

قابو کیا جاتا

تھا کیونکہ ابھی وہ ٹھیک سے بیٹھنے نہیں لگا تھا

کچھ ہی دیر میں آئرہ بھی فریش ہو کر روم سے باہر نکل

آئی جب

برلاس کے ساتھ کھیلتے زامل کی نظر آئرہ پر پڑی

تاہ۔۔۔دفل۔۔۔شی۔۔۔۔"وہ لفظوں کو آگے

پیچھے کرتا اپنے خرگوش

جیسے دانتوں کی نمائش کرنے لگا برلاس نے مڑ کر پیچھے

دیکھا

جہاں آئرہ کھڑی تھی

دفل۔۔۔؟ یہ کیا ہے۔۔۔؟ برلاس نہ سمجھی سے اس

لفظ کو سمجھنے کی

کوشش کرنے لگا

دفل مطلب ڈفر۔۔۔کل آئزہ نے اسے یہ غلطی سے

کہہ دیا۔۔۔تب سے

یہ پکڑ کر بیٹھا ہے۔۔۔"مشی لاؤنج میں رکھے ٹیبل پر

واس کے پھول

بدل کر انہیں تازہ گلاب کے پھول رکھتی گھر کو

مہکاتے

ہوئے بولی

اوہ اچھا۔۔۔"برلاس سر جھٹکتے ایک دم سے کرنٹ

کھا کر زامل کی

طرف دیکھنے لگا

اوئے۔۔۔ خبردار جو میری بیوی کو دفل بولا

۔۔۔چوزے اٹھا کر پٹخ

دونگا۔۔۔"ہاں وہ برلاس کے صرف ایک ہاتھ کی

بات تھا اگر زامل

برلاس کے بازو سے چپک جاتا تو بچارا ایک بائسپس کو

بھی پوری

طرح سے کوور نہ کر پاتا

وہی دوسری جانب سب کے بیچ خود کی بیوی کہنے پر

آئرہ کی رنگت

پ میں سرخ انار سی ہوئی مشی اورزمل اسے ہی دیکھ

رہی

تھیں

تاہ۔۔دندا۔۔۔ہشش۔۔۔۔''وہ اپنے تاہ کو پارٹی

بدلتے دیکھ اس سے کٹی

کرتا پیچھے مڑ گیا

ہششش۔۔۔کے بچے۔۔۔ادھر آؤ تم۔۔۔۔تاہ سے

ہششش ہاں۔۔۔"وہ زامل کو

اٹھا کر اپنے کندھے پر لیتا اسکے پیٹ میں گدی گدی

کرنے لگا

تاہ۔۔۔ددی۔۔۔ددی۔۔۔ناہ۔۔۔بابا۔۔۔"وہ

اپنے باپ کو پکارتے ہوئے چیخنے

لگا تھا جب زمل نے ٹیبل سیٹ کرتے نگاہ اٹھا کر

سیڑھیوں کی جانب

دیکھا جہاں سے زیحال اتر کر نیچے آ رہا تھا

لیکن سب سے زیادہ اسے حیرت اسکے پہناوے پر

ہوئی تھی آج وہ

کتنے دنوں بعد سیاہ شلوار قمیض میں کندھوں پر شال

لے کر آیا تھا

زمل تو اسے دیکھتی مبہوت سی ہونے لگی وہ جب بھی

ایسا لباس

پہنتا تھا زمل کا معصوم سا دل مشکل میں پڑ جاتا تھا

اہمممم ۔۔ نظر نہ لگا دینا میرے لالا کو ۔۔۔ " پیچھے سے

مشی کی

آواز پر زمل ہڑ بڑا کر نظریں پھیر گئی

ویسے۔۔۔اب تک کسی نے مجھے بتایا نہیں۔۔۔کہ

خوشخبری کیا ہے

مجھے تو لگتا ہے۔۔۔تم اگین خوشخبری دینے والی ہو

۔۔۔ہیں ناں۔۔۔؟

وہ ہاتھ میں کچی املی لئے مزے سے کھاتی چٹخارے

لیتے پوچھنے

لگی اسکے تکے پر زمل آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی

توبہ کریں مشی آپی ۔۔۔" وہ اپنی شرم چھپاتی جلدی
سے رخ موڑ
گئی
آہاں ۔۔۔ میں توبہ کروں ۔۔۔ جیسے مجھے تو پتہ ہی
نہیں ۔۔۔۔ میرے لالا
کتنے جنونی ہیں ۔۔۔ تمہارے دس بارہ بچے تو آرام
سے آنے والے سالوں
میں ہو جائیں گے ۔۔۔" وہ کرسی پر الٹی پلٹی مارے
اسے شریر

انداز میں چھیڑتی ہوئی بولی

اس نے صبح صبح یاقوت کو باہر باغ میں بھیج کر کچی املی منگوائی تھی کہ اسکا دل شدت سے املی کھانے کا ہے

زمل اسے جواب دینے کیلئے منہ کھول ہی رہی تھی

جب زیحال پر

نظر پڑی وہ ناشتے کیلئے یہی آ رہا تھا جب مشی کی بات سن کر

وہی کھڑا ہو گیا

زمل کو اسکی نظروں میں اپنے لئے بے پناہ محبت نظر

آئ وہ خود

میں سمٹتی سب کو ناشتے کیلئے بلانے چلی گئ

تھوڑی ہی دیر میں سب لوگ ناشتے کی ٹیبل پر آ گئے

تھے زمل نے

خود سب کو کھانا سرو کیا اسپیشل آئرہ کو جواب تک

سب سے

ٹھیک طرح سے ملی بھی نہیں تھی

آج ہماری فیملی مکمل ہے۔۔۔بس جلدی سے گل آپا

بھی آجائیں۔۔۔ہبی

زریاب لالا اور باقی سب کو بھی بلائیں۔۔۔ہم ایک

بڑی دعوت

کیلئے۔۔؟وہ خوشی سے چہک کر اس سے پوچھ رہی

تھی جب اس

کی بات پر زیحال کے چہرے کا رنگ بدلا یا قوت اسی

کو دیکھ رہا

تھا

بتائیں ناں ہبی۔۔۔ ہم کب کریں گے دعوت

۔۔۔؟ وہ بے چینی سے اسکے

جواب کا انتظار کر رہی تھی

بب۔۔۔بہت جلد۔۔۔" وہ بمشکل ہی مسکرا کر

جواب دے سکا زمل

اتنے میں ہی خوش ہوتی اپنے ناشتے پر جھک گئی اسے

پھر کالج کے

لئے بھی تیار ہونا تھا

باقی سب ناشتہ کر کر دھیرے دھیرے اٹھ کر جانے

لگے تھے لیکن

زیحال کو وہی بیٹھے دیکھ نہ یاقوت اٹھا اور نہ برلاس

زیحال کی نظر کھانے پر ہی تھی جب اس نے دھیرے

سی اپنے

لبوں کو حرکت دی

مجھے۔۔۔ بالاج چاہیے۔۔۔" اسکی بات پر یاقوت اور

برلاس نے بیک وقت

اسے دیکھا وہ از حد سنجیدہ تھا بالاج کے نام پر ہی اسکے

چہرے کی رنگت سرخ پڑی تھی

مل جائے گا بھائی۔۔۔"یاقوت نے دھیمی آواز میں

جواب دیا

میں نے۔۔۔ برلاس کو کہا ہے۔۔۔"اب کی بات

ناشتہ کرتے برلاس کے ہاتھ

یکدم سے رکے وہ اور یاقوت حیرت سے زیحال کی

جانب دیکھنے

لگے کیا واقعی اس نے یہ بات برلاس کو کہی تھی

برلاس آنکھیں پھاڑے زیحال کو دیکھنے لگا جیسے پوچھنا

چاہتا ہو

"میں۔۔۔؟میں لے کر آؤں" یاقوت کی حالت بھی

اس سے زرا مختلف

نہ تھی وہ بھی ہکا بکا سا کبھی زیحال کو دیکھے تو کبھی

برلاس کو

زیحال بنا دونوں کی جانب دیکھے کانٹے چھری سے آ

ملیٹ کے ٹکڑے

کرنے لگا

بھائی۔۔۔ برلاس۔۔۔؟ یاقوت جیسے پھر ایک بار سننا

چاہتا تھا کیونکہ

وہ چاہ کر بھی یقین نہیں کر پارہا تھا کہ وہ یہ کام برلاس

کو دے

گا اسے تو وہ ہمیشہ اپنے کاموں سے دور رکھتا تھا

زیحال بنا کچھ کہے اٹھ کھڑا ہوا اسے اٹھتے دونوں نے

دیکھا

برلاس۔۔۔"اس نے صرف اسکا نام لیا اور شال کا

ایک سرا دوسرے

کندھے پر ڈالتے وہاں سے باہر نکل گیا اسے زمل کو کا

لج ڈراپ کر کر

ہوسپٹل بھی جانا تھا آفس جانے کے وہ قابل نہیں تھا

کیونکہ دماغی

طور پر وہ کسی بھی چیز میں حاضر نہیں تھا اگر یہ

حقیقت

اسکے اپنے اس پر نہ کھولتے تو شاید اب تک وہ خود

بالاج پر قل پڑھ

چکا ہوتا لیکن وہ بھی کیا کرتا انگ انگ جیسے پورے

بدن کا ٹوٹ

گیا تھا

اسے بالاج چاہیے تھا کسی بھی حال میں اور وہ جانتا تھا

کہ وہ جلد

اسے کیسے مل سکتا تھا برلاس شاہ صرف اسکا بیٹا نہیں تھا

اسکی

پرچھائی بھی تھا ہو بہ ہو اسکی طرح ہر کام کو برق

رفتاری سے

سر انجام دیتا تھا اور جب وہ کام خود اسکا باپ کہہ دے

تو چاہے

وہ زمیں کی سات تہوں میں چھپا ہو "برلاس شاہ"

اسے وہاں سے

بھی نکال کر لے آتا

یاقوت خاموشی سے اپنی پلیٹ کو دیکھنے لگا سانس تو

برلاس کی

رکی تھی وہ اب تک بے یقین سا بیٹھا تھا

بھائی نے تم سے کہا یہ کام۔۔۔۔؟ وہ حیران کن لہجے

میں اسی سے

سوال کرنے لگا برلاس کی نظر بھی اپنی پلیٹ پر تھی

شاید۔۔۔شاید نہیں ہاں۔۔۔"وہ ٹرانس کی سی

کیفیت میں بولا یاقوت

نے گردن موڑ کر اسکا چہرہ دیکھا جس کی رنگت کی

بدل چکی

تھی

تو ضرور کوئی بات ہو گی۔۔۔"یہ بات کہہ کر یاقوت

خود کو زیادہ

دلاسہ دے رہا تھا وہ اس وقت کوئی بھی فیصلہ زیحال کو

اکیلے

نہیں کرنے دے سکتا تھا کیونکہ وہ اسکی دماغی کیفیت

سے اچھی

طرح واقف تھا

لیکن یہ تو بتایا نہیں۔۔۔کہ زندہ یا مردہ۔۔۔" برلاس

کی بات پر یاقوت

نے کرنٹ کھا کر اسکی جانب دیکھا جب اسکے ایسے

دیکھنے پر

برلاس کو فوراسے اپنے لفظوں پر احساس ہوا

آ۔۔۔وہ۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب تھا کہ ۔۔۔ کہیں مر

کھپ نہ گیا ہو۔۔۔"وہ

جلدی سے اپنے لفظوں کی تصحیح کرتا سر کھجانے لگا وہ جو

بھی

تھا کبھی اپنی حقیقت اپنے بھائیوں کے سامنے لانے کی

ہمت نہیں

رکھتا تھا یا قوت نے غضّیلی نظروں سے اسے گھوری

دی

باز آجاؤ تم۔۔۔" اسکی دھمکی پر برلاس مسکرا کر فورا

سے معصوم

بنا

میں نے کیا کیا ہے۔۔۔میں بھلا معصوم سا بچہ

۔۔۔" وہ بچہ اور وہ بھی

معصوم ساہنہ یاقوت نے آنکھوں ہی آنکھوں سے

اشارہ کرتے اسے

ہی گڑ بڑانے پر مجبور کر دیا

ہ۔۔۔ہاں تو کیا۔۔۔شادی ہو گئی تو کیا میں بڑا ہو گیا

۔۔۔اتنی جلدی

شادی کروادی میری۔۔۔"وہ سارا ملبہ ان پر ڈالتا اپنے

ناشتے کے ساتھ

انصاف کرنے لگا

تو کس نے کہا تھا نین مٹکے کرنے کو۔۔۔"یاقوت کے

دانت بھینچ کر

بولنے پر برلاس نے فوراً اسے اسکی جانب دیکھا بھائی تو

وہ بھی اسی

کا تھا جواب دو بدو نہ دے ایسا بھلا ہو سکتا تھا

بس کیا کریں۔۔۔ جلدی تھی۔۔۔"آخری کا لفظ اس

نے منہ ہی منہ میں

بڑبڑاتے ہوئے کہا تیز آواز میں بول کر اسے یاقوت

سے اپنی دھلائی

نہیں کروانی تھی

اٹھ بھی جاؤ دونوں۔۔۔ کرسی سے چپک ہی گئے ہو

۔۔۔"مشی واپس سے

آتی برتن سمیٹنے لگی ساتھ دونوں کو یاد بھی کروایا کہ

ان کرسیوں

سے اٹھنا بھی ہوتا ہے دونوں چپک ہی گئے تھے

اپنے شوہر کو اٹھاؤ۔۔۔ناشتہ کر کے پیٹ نہیں بھرا

مجھے بھی آنکھوں

سے کھانا چاہتے ہیں۔۔۔" برلاس نے ترچھی نظروں

سے گھورتے ہوئے

یاقوت پر چوٹ کی جو مزید بڑی آنکھیں کر کر اسے

گھورنے لگا

تھا

تمہاری تو میں ۔۔۔"

اے ۔۔۔ رکور کو ۔۔۔ "یاقوت برلاس کی جانب ہاتھ

کا مکا بنا کر لے جانے

ہی لگا تھا جب مشی نے فوراً سے چیخ کر اسے روکا

برلاس اپنے

بچاؤ کے لئے چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر تھوڑا اسے

دیکھنے

لگا

خبر دار جو میرے بھائی کو ہاتھ لگایا۔۔۔ ہٹو پیچھے

۔۔۔''وہ فل بڑی

بہن کی فارم میں آتی یاقوت کو ہی آنکھیں دکھانے لگی

یاقوت نے

دانت بھینچ کران بہن بھائیوں کو دیکھا بر لاس تو آبرو

مٹکاتے اسے

چھیڑ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو ''آئیں ناں۔۔۔اب مار کے

دکھائیں

ڈرپوک ''بیوی سے ڈر گئے ہاہاہاہا

سمبھال کر رکھو اسکو۔۔۔ ورنہ ایک سالا ضائع ہو

جائے گا میرے

ہاتھوں۔۔۔"وہ تڑخ کر دونوں کو گھورتا کوٹ اٹھا کر

آفس کیلئے

نکلنے لگا

ہاں۔۔۔ہاں جائیں جائیں۔۔۔دیکھ لیں مشی آپی

۔۔۔یہ اتنا تیار ہو کر آفس

کی لڑکیوں کو پٹاتے ہیں۔۔۔ تین چار نے تو اپنے بچوں

کے نام بھی

سوچ لیے۔۔"اس نے پیچھے جاتے ہوئے یاقوت کو

دیکھ خاصا بلند

آواز میں محلے کی آنٹی کا کردار ادا کیا

ان میں سے ایک تمہارے جیسا ہوا تو اسی وقت

لینڈنگ واپس کروا

دونگا۔۔"یاقوت دوبدو جواب دیتے ولا کی دہلیز

عبور کر گیا پیچھے

سے برلاس کا زوردار قہقہہ پاشا ولا میں گونجتا یہاں

کی درودیوار

میں جان سی بھر گیا

مرچی تھوڑی کم کھلایا کرو انکو۔۔۔ہر وقت آگ

نکالتے ہیں منہ سے۔۔۔"

وہ ٹکڑا لگانے سے اب بھی باز نہیں آیا تھا مشی ہنس کر

اسکے سر پر

ہلکی سی چپت لگاتی باقی کے برتن سمیٹنے لگی

برلاس شاہ کی عمر چوبیس کے قریب پہنچ چکی تھی لیکن

اسکی

حرکتیں زامل کی حرکتوں کو بری طرح سے مات دیتی تھیں

اسکا پہناوا تینوں بھائیوں سے الگ تھا وہ تھری پیس سوٹ کبھی

نہیں پہنتا تھا اسکی پینٹ شرٹس ہر کلر میں ہوتی تھی اور سب کی

سب زیادہ تک گول گلے اور ہاف سلیوس والی جن میں سے وہ اپنے

پھولے ہوئے ٹھوس پرکشش بائسپس سارا دن اپنے

بھائیوں کو دکھا

دکھا کر انکے دماغ کی دہی کرتا رہتا کہ دیکھو۔۔۔میری

باڈی

اسکے ماتھے پر بال ہر وقت پرکشش انداز میں بکھرے

رہتے تھے جن

کو جتنا مرضی پاؤڈر، سپرے یا جیل سے وہ پیچھے کرلے

لیکن آنا

انہوں نے اسکے ماتھے پر ہی ہوتا تھا جس سے وہ اور بھی

زیادہ

ڈیشنگ اور چارمنگ لگتا

نین نقش شاید اسکے ماں باپ میں سے کسی کے تھے

لیکن جتنا جنون

اسکا زیحال کیلئے تھا لوگ زبردستی برلاس شاہ کے نین

نقوش میں

زیحال کو ڈھونڈ لیتے تھے

وہ کرسی پر بیٹھا اپنے لئے ایک جوس بنا رہا تھا جب آئرہ

پیچھے سے

آ کر ٹیبل صاف کرنے لگی بر لا اس نے نہیں دیکھا کون

ہے صرف یہ پتہ

تھا کہ کوئی آیا ہے

اس نے ایک انڈا توڑ کر ٹیبل پر کچرا پھینکا جسے آئرہ

خاموشی سے

اٹھا کر ٹرے میں رکھ گئی بر لا اس نے اپنی ہنسی روکتے

پھر سے

دوسرا انڈا توڑا اور وہی بھی کچرا ٹیبل پر رکھ دیا

آئرہ نے گھور کر اسے دیکھا اور خاموشی سے وہ بھی

سمیٹ گئی

برلاس کو اسے تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا کیونکہ وہ

نہیں جانتا تھا

کہ یہاں مشی کی جگہ اسکی بیوی کھڑی ہے

ٹیسٹ کر کے دیکھیں۔۔۔سویمی۔۔۔" وہ گلاس ہاتھ

میں اٹھا کر جیسے

ہی اٹھا آئرہ کو دیکھ ایک دم سے پتھر اسا گیا اور آنکھیں

پھاڑے

اسے دیکھنے لگا وہ بھی سانس روکے کبھی اپنے لبوں سے

لگے گلاس

کو دیکھتی تو کبھی اس جن کو

آ۔۔۔ایم۔۔۔سو۔۔۔سوری۔۔۔"وہ جھٹ سے

گلاس پیچھے کرتا معذرت

کر گیا آئرہ کی بھی رکی ہوئی سانس ایک دم سے بحال

ہوئی

اسی وقت مشی بھی کچن سے باہر نکل کر آئی جب اسکی

نظران

دونوں پر پڑی دونوں ایک دوسرے سے اس طرح

کترا رہے تھے جیسے

کوئی اجنبی ہو

تم نے آج پھر یہ بنا لیا۔۔۔"گلاس پر نظر پڑتے وہ

سب بھول گئی

برلاس کی آنکھیں ایک دم سے چمک اٹھی اس نے

آنکھیں چھوٹی کر

کر مشی کو دیکھا جو فوراً اسے پہلے اسکے ارادے بھانپ

گئی

تھی

میں تمہیں بتادوں گی اگر مجھ سے پنگے لئے تو۔۔۔" وہ

پہلے ہی

انگلی دکھا کر وارن کرتی پیچھے ہٹنے لگی لیکن برلا اس

کہاں مڑنے

والا تھا وہ مشی کے پیچھے پیچھے گیا وہ اس کچے انڈے کی

سمیل

سے بچتی پورے گھر میں گھوم گئ

ہاہاہا۔۔۔آج نہیں چھوڑونگا تجھے میں کالیا

۔۔۔کدھر تک جائے گا تو۔۔۔"

وہ گلاس اوپر کئے متوازن رفتار میں مشی کے پیچھے

پیچھے بھاگ

رہا تھا اتنا کہ وہ زیادہ تیز نہ بھاگے

زامل زالے اور عبدلباری بھی انکو پکڑم پکڑائی کھیلتے

دیکھ خوشی

سے چیختے ہوئے انکے ساتھ شامل ہوگئے

تاہ۔۔۔ تیش۔۔۔۔۔ می۔۔۔۔(تاہ کیچ می)''زامل اسکو

اپنے پیچھے لگاتا اپنے

چھوٹے چھوٹے پیروں کی سپیڈ بڑھاتا آگے بھاگ گیا

زالے زیادہ تیز

بھاگتی سانس چڑھا گئی تھی

آئرہ وہی کھڑی ان سب کو کھیلتے ہوئے دیکھنے لگی سب

کتنے خوش

تھے زندگی سے بھرپور سب کی مسکراہٹیں تھیں لیکن

وہ نہیں

ہنسی پتہ نہیں کیوں

____

ہوسپٹل آتے وہ سیدھا گل کے پاس گیا تھا جو پہلے سے جاگ رہی تھی

آج نہ صرف اٹھی ہوئی تھی بلکہ پوری طرح سے ایکٹو بھی تھی

ڈاکٹر برہان وہی موجود تھے جن کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی دوائیوں

سے بھری ہوئی سب کی سب گل کو ابھی لینی تھی اور

وہ انہی پر

منہ بنا رہی تھی

نو۔۔۔بیڈ گرل۔۔۔ چلیں منہ کھولیں۔۔۔" برہان

بلکل بچوں کی طرح بہلا

کر اسکے منہ میں دوا دینے لگے لیکن وہ ہمت کرتی

دھیرے سے منہ

پھیر گئی

زرتشم۔۔۔جب تک آپ ٹھیک سے دوا نہیں لیں گی
ٹھیک کیسے
ہونگی۔۔۔پلیز لے لیں۔۔۔"وہ التجائیہ انداز میں
بولتے پھر سے ہاتھ
اسکے منہ کی جانب لے گئے لیکن وہ بضد تھی وہ بھی کیا
کرتی
دوائیں لے لے کر اک چکی تھی تب ہی اسکی نظر
دروازے پر کھڑے

زیحال پر پڑی نجانے وہ کب سے وہاں کھڑا یہ دیکھ رہا

تھا

اسے دیکھتے ایک انرجی بھری مسکراہٹ گل کے لبوں

پر بکھر گئی

اسے مسکراتے دیکھ ڈاکٹر برہان نے بھی اس جانب

دیکھا جب زیحال

کو دیکھتے وہ ایک دم سے سیدھے ہو گئے

آپ۔۔۔اندر آئیں ناں۔۔۔"زیحال گہری سانس

خود میں بھرتے اندر آیا

اور دھیرے سے گل کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر اسے دیکھنے

لگا اسے

دیکھتے ہی گل کی آنکھوں میں الگ سی چمک اتر آتی

تھی

زیحال نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ڈاکٹر برہان کے

ہاتھ سے وہ

ٹرے لے کر اپنی گود میں رکھ لی

ڈاکٹر برہان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر روم سے باہر نکل

گئے جب انکے

جاتے گل نے دھیرے سے زی کو پکارا

زی۔۔۔"اسکے زی کہنے پر بنا اسکی جانب دیکھے

زیحال کا دل یکدم

سے بھاری ہوا اس نے کرب بھری نظروں سے اسکی

جانب

دیکھا

تمہیں دوا۔۔۔لینی چاہیے گل۔۔۔"وہ ایک ٹیبلٹ

ہاتھ میں لیتے اسکے

قریب کر گیا گل نے ایک نظر اسکے چہرے کو دیکھا
اسکی آنکھوں کے
گرد ہوئے سیاہ حلقے اسکا دل مٹھی میں لے گئے تھے
تمہیں ٹھیک ہونا چاہئے۔۔۔اپنے۔۔۔"وہ بولتے
بولتے سانس لینے کیلئے
رکا جیسے زبردستی ان آنسوؤں کو پی جانا چاہتا ہو
اپنے زی کیلئے۔۔۔"اسکی آواز بے اختیار نم ہوگئی گل
اسے دیکھتی

رہی وہ بول نہیں پا رہی تھی لیکن اپنے زی کو ایسے

بکھرے دیکھ وہ

اندر سے بے چین ہوا ٹھی تھی

وہ کیسے اور کن لفظوں میں اسے کہتا کہ ٹھیک ہو جاؤ

گل۔۔۔تمہارے

زی کو تمہاری ضرورت ہے اسکا کوئی نہیں رہا اسکے

سب اپنے اسے

دغا دے گئے وہی ٹھیک ہو کر اسے دلاسہ دے دے

کہ وہ اسکی ہے

اسکی بہن جس بے اپنے زی کو نہیں توڑا اسکے ساتھ

کوئی ناانصافی

نہیں

گل نے خاموشی سے اسکے ہاتھ ساری دوائیں لے لی

اور پھر بھی اسے

دیکھتی رہی جب زیحال نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا ایک

شفقت

بھرا ہاتھ جس میں دنیا بھر کی اپنائیت تھی جنون تھا اور

نجانے کیا

کیا

آج سے۔۔۔ تمہارا ہر رشتہ۔۔۔ صرف میں ہوں

۔۔۔" اسکے الفاظ پر اسرار

تھے گل کی آنکھوں میں بے اختیار نمی اتر آئ کتنے

سالوں بعد کسی

نے اسے یہ کہا تھا وہ تو ترس گئ تھی ان الفاظوں کو

سننے

کیلئے

تم میری کل کائنات ہو گل۔۔۔ تم بھی خود کا خیال

نہیں رکھو گی۔۔۔

تو تمہارا زی تو تنہا ہو جائے گا۔۔"اسکی آواز یکدم

بھیگ سی گئ

وہ رو دینا چاہتا تھا بہت زیادہ ورنہ اس تکلیف کی شدّت

سے

اسکا دل پھٹ جاتا

وہ دھیرے سے اپنے سر گل کی گود میں رکھ گیا گل

نے نگاہیں جھکا

کر اسے دیکھا اس میں اتنی بھی سکت نہیں تھی کہ وہ

اپنے چھوٹے

بھائی کے سر پر ہاتھ رکھ سکے

سر رکھتے گرم سیال تیزی سے زیحال کی گرے جھیل

سی آنکھوں

سے بہہ نکلا وہ آنکھیں بند کئے بے آواز سسک

سسک کر رو پڑا اسے

یوں روتے دیکھ تو جیسے گل کی ساری جان کانپ سی گئی

تھی

وہ پورے بدن کی طاقت لگاتی اپنا ہاتھ اٹھانے کی

کوشش کرنے

لگی جو بری طرح سے لرز رہا تھا

میں ٹوٹ گیا ہوں گل۔۔۔میں بکھر گیا ہوں

۔۔۔"اسکے لہجے میں جان

لیوا درد تھا جسے محسوس کرتے گل کی آنکھیں لبالب

نمکین

پانی سے بھر گئیں

مجھے اپنوں نے توڑا ہے۔۔۔میرے اپنوں نے

۔۔۔میں کس کو جا کر بتاؤں

کہ میں اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر مر رہا ہوں۔۔۔یہ

تکلیف۔۔۔یہ

تکلیف مجھے اندر سے کھائے جا رہی ہے۔۔۔میں ختم

ہو جاؤنگا گل میں

ختم ہو جاؤنگا۔۔۔"وہ چہرہ چھپائے شدّت سے رو پڑا

تھا گل کا ہاتھ

بری طرح سے لرزتا ہوا دھیرے سے اسکے سر کی
جانب اٹھنے کی
کوشش کر رہا تھا اپنے زی کو ایسے روتے دیکھ اسکا دل
مٹھی میں
آگیا تھا
کیوں ---کیا سب نے میرے ساتھ ایسا--- کیوں
---؟ اسے سکون نہ ملتا
جب تک اسے اس "کیوں؟" کا جواب نہ ملتا وہ روتا
رہا

ٹھیک ہو جاؤ گل۔۔۔ٹھیک ہو جاؤ۔۔۔مجھے ضرورت

ہے تمہاری۔۔

۔تمہارے زی کو ضرورت ہے پلیز۔۔۔"وہ آنکھیں

بند کیئے رو رہا تھا جب

اسے اپنے سر پر کسی کا نرم لمس محسوس ہوا اسکا سانس

تک رک

گیا

زیحال نے دھیرے سے سر اٹھا کر اس ہاتھ کو دیکھا وہ

گل کا ہاتھ تھا

وہ کامیاب ہو گئی تھی

زیحال سانس روکے اسکے لرزتے ہوئے ہاتھ کو دیکھے

گیا اسے یقین

نہیں آیا کہ اسکی گل نے ہاتھ اٹھایا ہے وہ بے یقین سا

اسے دیکھتا

رہا

ز۔۔۔زی۔۔۔"گل کے لب دھیرے سے

پھڑ پھڑائے اسکا زی کہنا زیحال اپنے

کندھے بے ساختہ ڈھیلے چھوڑ گیا اس نے دھیرے

سے گل کے ہاتھ

اپنے ہاتھوں میں تھامے اور اپنی پیشانی اسکے ہاتھوں پر

ٹکا

گیا

وہ کتنی ہی دیر گل کے ہاتھوں کو تھامے بیٹھا رہا وہ واحد

اسکا

خونی رشتہ بچی تھی جس کی اہمیت زیحال خان آفندی

کے سوا

کوئی نہیں جانتا تھا

ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

یہ منظر خان حویلی کے اس کمرے کا تھا جو ہمیشہ

روشنیوں اور

خوشیوں سے جگمگ کرتا رہتا تھا لیکن آج یہاں سے

خوشی اور

روشنی دونوں جیسے روٹھ سی گئی تھیں یہ کمرہ گھپ

اندھیرے

میں ڈوبا ہوا تھا جس میں باہر کی روشنی ٹرانس پیرنٹ

ونڈو سے

چھنک کر ذرا سے اندر آتی بیڈ پر موجود شخص پر پڑ رہی

تھی جس

کا بدن سانس لینے کے باعث دھیرے دھیرے

حرکت کر رہا تھا باقی

وہ بلکل ساکت تھا ایسے جیسے اب صرف سانس لینا ہی

اسکے لئے

رہ گیا ہو

کتنے گھنٹے کتنے لمحے اس کمرے میں انکو گزر چکے تھے

لیکن ہر

لمحہ پہلے والے لمحے سے زیادہ بے رحم ثابت ہو رہا تھا وہ

پل پل

اس بھٹی میں جلتے ہوئے ختم ہو رہے تھے جو کسی اور

نے نہیں خود

زریاب خان آفندی کے باپ کی جلائی ہوئی تھی

زریاب آنکھیں موندے سونے کی پوری کوشش کر

رہے تھے تاکہ کچھ

وقت کیلئے ہی صحیح لیکن انہیں اس بے رحم یادوں سے
رہائی
مل جائے
لیکن تب ہی انکے ذہن میں جھماکے سے ایک منظر
چمکا روشنیوں سے
جگمگ کرتی حویلی اور وہاں کام کرتے ملازم ہر کوئی
یہاں وہاں
گھوم رہا تھا حویلی کے افراد بھی یہاں وہاں گھومتے کسی
نہ کسی

کام میں مصروف دکھائی دے رہے تھے

ووٹوں کے دن قریب تھے زریاب خان نے پوری

حویلی کے ملازموں کو

ایک پیر پر کھڑا کر رکھا تھا یہ الیکشن کافی سالوں بعد ہو

رہے

تھے جس میں انکا نام بھی بطور امیدوار نامزد تھا

وہی دوسری جانب انکے مخالف باقی پارٹیز میں سے

ایک نام "وہاج

خان آفندی" کا بھی تھا

لیکن زریاب خان کو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا

کیونکہ ان

کی سیٹ پہلے سے پاور فل تھی ہر کوئی جانتا تھا

"زریاب خان آفندی

کو مات دینے والا خود منہ کے بل گر جائے گا اور یہی

ہونا تھا

لیکن اپنے جو دل کے سب سے قریب ہوتے ہیں وہ

جانتے ہیں دل کی

کونسی دیوار کچی ہے کس پر آسانی سے ضرب لگائی جا

سکتی ہے

وہاج خان نے بھی وہی ضرب ان دنوں لگائی تھی

وہ پریس کانفرنس سے خوش خوش سے سیدھا گھر آئے

ہی تھے جب

انکی نظر سامنے مردان خانے میں بیٹھے لوگوں پر پڑی

نوشیر وال صاحب کے چہرے کی رنگت زرد تھی جبکہ

وہاج خان

غصّے سے بھرے بیٹھے تھے انکے ساتھ ہی بالاج بھی

تھا

باقی برادری کے بڑے بزرگ بھی وہاں جمع تھے

سب کے سروں پر

پگ تھی جسے یہاں عزت مانا جاتا تھا

لیکن زریاب کو سب سے زیادہ حیرت انکے ساتھ ایک

مولوی کو دیکھ

کر ہوئی تھی وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے آگے

آئے اور استفساریہ

نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے چھوٹی سی بیلا بھی ان

دونوں کے بیچ

بیٹھی رو رہی تھی کہ اسے ساتھ لے کر جاؤ

یہاں عورتوں کا آنا سخت ممنوع تھا لیکن وہ بچی تھی نہ

سمجھ

وہ آ سکتی تھی

کیا ہو رہا ہے یہاں ۔۔۔؟ وہ سخت لہجے میں پوچھتے وہاج

کو دیکھنے

لگے جب سے زری والا معاملہ ہوا تھا تب سے زریاب

نے تقریباً ان سے

بات کرنا بند کر دی تھی

زری۔۔۔زری۔۔۔دیکھوناں۔۔۔اپنے بابا کو

۔۔۔دیکھو۔۔۔یہ کیا کر رہے

ہیں۔۔۔؟مورے روتی ہوئی انکا بازو تھام گئیں انکو

یہاں دیکھ نوشیر

وال صاحب نے سخت غصّیلی نگاہوں سے دیکھا

کیا کر رہے ہیں مورے۔۔۔آپ رو کیوں رہا ہے

۔۔۔ام کو بتاؤ۔۔۔" وہ اپنی

ماں کے آنسوں صاف کرتے نہایت محبت سے پوچھنے

لگے وہ اپنی

ماں پر چاہ کر بھی سختی نہیں کر سکتے تھے تب ہی نرمی

سے

پوچھتے ہوئے سب سے الگ لے گئے اور انہیں وہاں

چھوڑ کر واپس

آئے

ام بتاتا ہے۔۔۔"اس سے پہلے نوشیر وال صاحب کچھ

بولتے وہاج بول

پڑے زریاب نے کڑی نظروں سے وہاج خان کو

دیکھا

تم امارا باپ نہیں ہے۔۔۔تو واپس اپنی جگہ بیٹھو

۔۔۔"انکا تڑخ کر

جواب دینا وہاج خان کو گویا اندر تک سلگا گیا

بابا۔۔۔یہ ادر کیوں آیا ہے۔۔۔؟وہ اب براہ راست

اپنے بابا سے مخاطب

تھے

یہ چاہتا ہے۔۔۔" انکی بوجھل سی آواز لاؤنج میں
گونجی

ام نے بیلا کا نکاح۔۔۔ جیسے زی سے کیا ہے
۔۔۔ویسے۔۔۔ بدلے میں گل کو

بالاج کے نکاح میں دے دے۔۔۔" انکی بات پر

زریاب کی آنکھیں بے
ساختہ پھیلی انھوں نے اشتعال انگیز نگاہوں سے ان

دونوں بھائیوں

کی جانب دیکھا یہ الفاظ انکی رگوں میں دوڑتے خون کو جوش

مارنے پر مجبور کر گئے تھے

ام گولی مار دے گا۔۔۔اگر یہ بکواس بھی کی تو۔۔۔وہ گل ہے امارا بہن

اسکے بارے میں اپنی غلیظ سوچ میں بھی یہ نہ لانا

۔۔۔"وہ لفظ

چباتے ہوئے جیسے آپے سے باہر ہو رہے تھے

ٹھنڈر کھو زری۔۔۔وہ غلط نہیں ہے۔۔۔یہ اصول

ہے۔۔۔اور غلط ام ہے۔۔۔

زی نے ان سب میں پہل کی تھی۔۔۔''برادری کے

بڑے بزرگ نہایت

تحمل سے مخاطب ہوئے

اسی وقت داراب بھی وہی آگیا اسکی آج کل پڑھائی

چل رہی تھی

اس نے آتے ساتھ ان دونوں بھائیوں کو دیکھا جب

نظر گھوم کر ان

دونوں کے بیچ ضد کرتی ہوئی بیلا پر گئی وہ چھوٹی سی
معصوم
سی بچی یہاں قید تھی جسے نکاح کا مطلب بھی نہیں
پتہ
تھا
تو آپ نے کر تو لیا ناں۔۔۔نکاح اس لڑکی کا۔۔۔اور
کیا چاہتا ہے آپ
سب۔۔۔اس سے مزید ام کیا کرے۔۔۔"وہ خود پر
جتنا ضبط کر سکتے

تھے کر رہے تھے ان دنوں ان کی اپنی شادی ہوئی تھی

جوانی

عین اپنے جوبن پر تھی خون گرم تھا نوشیر وال

صاحب یہ بات

جانتے تھے

یہ اصول نہیں ہے زریاب لالا۔۔۔" وہاج نے سخت

تاثرانکی جانب

اچھالتے گھمبیر لہجے میں بولنا شروع کیا

عزت کے بدلے عزت۔۔۔"وہ ایک ایک لفظ پر زور

دیتے جیسے زریاب کو

مزید بھڑکا رہے تھے زریاب لب بھینچتے مٹھیاں بند

کر گئے

بکواس بند کرو ماڑا۔۔۔ام نہیں مانتا ایسا کوئی اصول

۔۔۔زریاب خان

کی بہن کی طرف دیکھا بھی تو آنکھیں نکال لے گا ام

تمارا۔۔۔"انکا

خون اچھا خاصا کھول اٹھا تھا پلر کے پیچھے کھڑی گل

بے اختیار

کانپ سی گئی

زری۔۔۔"نوشیر وال صاحب کی بلند آواز پر سب کا

سانس تک رک

گیا

تم امارے فیصلے سے انکار کرے گا۔۔۔؟ وہ بے یقین

سے غصّے سے

بھرے لہجے میں پوچھ رہے تھے

بابا۔۔۔ بابا ام آپکا عزت کرتا ہے۔۔۔ لیکن ایسے کیسے

۔۔۔۔ام۔۔۔"وہ بے بس

سے ہوتے کچھ کہنے ہی لگے تھے جب نوشیر وال

صاحب کی اگلی بات

پر انکی روح تک جیسے لرز کر رہ گئی

یہ امارا فیصلہ ہے۔۔۔اور ایسا ہو کر رہے گا۔۔۔کوئی بیچ

میں آیا تو

وہ نوشیر وال کا مرا ہوا منہ دیکھے گا۔۔۔"انکے الفاظ

خنجر کی دھار

سے زیادہ تیز تھے زریاب کی روح پل میں جیسے لرز

اٹھی تھی وہ

بے یقینی سے اپنے بابا کو دیکھنے لگے مورے اور گل

روتی ہوئی منہ

پر ہاتھ رکھ گئی

بابا۔۔۔"زریاب جیسے کچھ بولنے کے قابل نہیں

رہے تھے

آپ ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔یہ غلط۔۔۔"زریاب کے

احتجاج پر نوشیر

وال صاحب ایک ہی جست میں اٹھ کھڑے ہوئے

انکے ہکندھے ڈھیلے

تھے وہ چاہ کر بھی مزید غصّہ نہیں کر پا رہے تھے وہ

دھیرے دھیرے

قدم اٹھاتے زریاب کے قریب آئے جو انکو ہی دیکھ

رہے تھے نیوشیر وال

صاحب انکو لے کر ایک الگ کمرے میں آ گئے جہاں

صرف وہی

تھے

سب کے بیچ امارا عزت رکھ لو۔۔۔''انکی آواز دھیمی

درد سے بھری

تھی زریاب سر نفی میں ہلانے لگے

یہ غلط ہے۔۔۔امارا گل کے ساتھ ناانصافی

۔۔۔''آگے وہ کچھ بولنے

قابل نہ رہے روح جیسے ایک دم سے لرز اٹھی تھی

جب نوشیر وال

صاحب اپنی پگ اتار کر انکے قدموں میں ڈالنے لگے

اس سے پہلے

زریاب نے تڑپ کر انکی پگ اپنے ہاتھ میں لے کی اور

پھٹی پھٹی سی

نگاہوں سے انکی دیکھنے لگے جو آج برادری کے بنائے

اصولوں کے آگے

بے بس نظر آرہے تھے

وہ امارے بھائی کی اولاد ہے۔۔۔ام کو یقین ہے گل

بہت خوش رہے گی

ام کو عزت سے سر اٹھا کر رہنے دو برادری میں

۔۔۔"وہ ہاتھ جوڑے

زریاب کی جان نکال گئے

زمانہ جاہلیت ختم ہو گیا تھا؟ کس نے کہا اسے دنیا کے

ان لوگوں سے

ملا یا جائے جنہوں نے بیٹیوں کو عزت کے نام پر زندہ

دفن کرنا

شروع کر دیا تھا وہاں تو شاید ایک دفع میں سانس نکل

جاتی تھی

لیکن یہاں تو پل پل لڑکیاں ازیت کی موت مرتی

تھیں

وہ اس قدر زریاب کو مجبور کر چکے تھے کہ وہ آگے کچھ بولنے لائق

نہ رہے

موجودہ وقت۔۔۔۔

کاش وہ اس وقت اس پگ کے لحاظ کو بھول جاتے

کاش۔۔۔آج وہ

کاش زریاب خان کی جان نکال رہا تھا کاش وہ کچھ

وقت کیلئے

برادری کے اصولوں کو بھول جاتے تو آج انکی گل بھی

زندہ ہوتی اور

بھائی بھی واپس مل چکا ہوتا سب ٹھیک ہوتا لیکن وقت

رہتے ایسے

زخم صرف بڑھتے تھے جن کو اسی وقت مرہم نہ دیا

جائے

56/2

آج وہی زخم زریاب خان آفندی کی جان نکال رہے تھے وہ اس گھپ

اندھیر کمرے میں بند ان زخموں میں اٹھنے والی ٹیسوں

پر درد سے

چور ہو رہے تھے کوئی انکے ان زخموں پر مرہم رکھنے

والا نہیں تھا

کیسے ہوتا وہ تو بڑے تھے ناں اور مرہم رکھنا تو صرف

ان پر فرض

تھا چھوٹے اس زمے داری سے بری ہوتے ہیں وہ

نہیں سمجھتے کہ

بڑے بہن بھائی بھی تو انسان ہوتے ہیں وہ بھی دل کی

جگہ دل ہی

رکھتے ہیں کتنا آسان ہوتا ہے چھوٹوں کیلئے بڑے بہن

بھائیوں کو

الزام دینا حلانکہ وہ تو وہ شخصیت ہوتی ہیں جو ماں باپ

کے بعد

اپنے بہن بھائی کو ماں باپ بن کر پالتے ہیں ماں باپ

تو صرف اس

ایک کی تربیت کرتے ہیں لیکن وہ بڑے بہن بھائی

سب چھوٹوں کی

تربیت کرتے ہیں اس دوران کتنی عیاشیوں کا گلا ایسے

ہی گھونٹ

دیتے ہیں صرف چھوٹے بہن بھائیوں کے کیلئے انکی

تربیت کیلئے اور

پھر آخر میں وہی بہن بھائی انکو قصوروار ٹھہرا کر بری

الزمہ ہو

جاتے ہیں

کتنے ہی آنسوں اس خاموشی میں انکی آنکھوں سے نکل

کر تکیے

میں جذب ہوتے دم توڑ گئے تھے کسی نے نہیں دیکھا

تھا کسی نے ان

میں چھلکتے درد کو نہیں دیکھا

کتنے پل گزرے کتنے لمحے گزرے انہیں نہیں پتہ چلا

نیند دور دور

تک دکھائی نہیں دے رہی تھی وہ بھی آج ان سے

روٹھ گئی تھی وہ

دھیرے سے اٹھ کر بیٹھے اور کتنی ہی دیر سر جھکائے

بیٹھے رہے

جب دائیں جانب پڑی اپنی شال اٹھا کر کندھوں پر لیتے

اٹھ کھڑے

ہوئے آج ان میں وہ طاقت نہیں رہی تھی آج وہ

چالیس سال کے

بوڑھے معلوم ہو رہے تھے بوجھل چال ڈھیلے شانے

اور کمزور وجود

وہ دھیرے سے دروازے کی جانب آئے جسے کھولتے

روشنی کا تھپیڑ

سا انکی آنکھوں میں چبھا

وہ دونوں ہاتھ آنکھوں کے آگے کرتے اس سے بچنے

کی کوشش کرنے

لگے لیکن وہ بری طرح سے انکی آنکھوں میں چبھتی

درد میں

اضافہ کر رہی تھی

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے سیڑھیاں اتر کر باہر

کی جانب بڑھنے

لگے سیماب مورے کے ساتھ تھی اس نے بھی انکو

باہر جاتے نہیں

دیکھا کاش وہ دیکھ لیتی کاش وہ انکو روک لیتی

وہ باہر نکلتے بنا کسی ملازم کو ساتھ لئے اپنی گاڑی لے کر

حویلی

سے باہر نکل گئے تھے آج وہ خود نہیں جانتے تھے کہ

انکو کہاں

جاناہے دماغ پوری طرح سے ماؤف ہو چکا تھا آنکھیں

سرخ ایسے

تھیں جیسے آج ان سے پانی نہیں خون چھلکے گا دل وہ تو

بند تھا

اتنی تکلیف میں بھلا نازک دل کام تھوڑی کرتے ہیں

"آج سے۔۔۔زیحال خان آفندی آپ سب کیلئے مر

چکاہے "اسکے الفاظ

زریاب کی سماعتوں میں بازگشت کرنے لگے تھے یہ

تکلیف جان لیوا

تھی

مجھے میرے اپنوں نے برباد کردیا ہے۔۔میرے

اپنوں نے۔۔۔"وہ چیخ

رہا تھا اور اسکے الفاظ اب زریاب کو پاگل کر رہے تھے

کیا قصور تھا میرا۔۔۔میری بہن کا۔۔۔۔"

"لالا۔۔۔لالا۔۔۔میری باری آپ نے کہا تھا

۔۔۔آپ۔۔۔آپ ہوتے تو ایسا نہ

ہونے دیتے ہیں ناں۔۔۔گل کے وقت تو آپ تھے

ناں۔۔۔آپ نے گل کے

ساتھ ایسا نہیں ہونے دیا ہو گا۔۔۔ہے ناں لالا

۔۔۔بولیں ناں۔۔۔"ڈرائیونگ

کرتے انکے ہاتھ سٹیرنگ پر رکھے بری طرح سے

کانپ رہے تھے آنکھوں

سے سیلابی ریلا بہتا انکے پورے چہرے کو تر کر رہا تھا

یہاں تک

کے انکی ہلکی ہلکی بئیرڈ میں سے وہی آنسوں ٹپک کر انکی

گود

میں گرنے لگے تھے

"بولیں ناں۔۔۔لالا۔۔۔۔پلیز بولیں۔۔۔میرا دل

بند ہو جائے گا۔۔۔لالا مجھے

جواب دیں۔۔۔"

ہ۔۔۔ہاں۔۔۔"انکے لبوں سے نکلا ایک لفظ اور پھر

زیحال کے بے جان

ہاتھوں سے انکے ہاتھ چھوٹ جانا اس وقت زریاب

خان کی جان

نکال گئے تھے کتنی بے یقینی سی تھی اسکے زی کی

آنکھوں میں

اسکا دل ٹوٹ گیا تھا اسکی تکلیف بھی آج زریاب کو

محسوس ہو

رہی تھی

"میں مر گیا آپ سب کے لئے۔۔۔آج سے میرا اور

گل کا آپ سب سے

کوئی رشتہ نہیں" یہ الفاظ خنجر کی مانند تھے

انہوں نے ڈیش بورڈ پر رکھا اپنا موبائل دیکھا اور

لرزتے ہوئے ہاتھوں

سے فون اٹھاتے سکرین آن کی سامنے ہی ایک

چھوٹے بچے کی

تصویر دکھائی دی جو نجانے کب سے انکے موبائل

سکرین کی زینت

بنی ہوئی تھی یہ اسی ضدی بچے کی تصویر تھی جو آج ان

سے

قطع تعلق کر کرا نہیں مرنے سے پہلے مار گیا تھا

زریاب نے ہمت کرتے زیحال کا نمبر ملایا دل سوکھے

پتے کی مانند

لرز رہا تھا ایک خوف سا تھا کہ پتہ نہیں وہ بات کرے

گا یا نہیں

کال جا رہی تھی ٹوں ٹوں ہو رہی تھی ساتھ انکے دل

کی دھڑکن

بھی بڑھ رہی تھی

زیحال اس وقت ڈاکٹر برہان کے آفس میں موجود ان

سے گل کی

رپورٹس کے بارے میں ڈسکشن کر رہا تھا

یہ آخری ڈوز رہتا ہے اسکے بعد ہمیں پوری امید ہے

کہ زرتشم کچھ

کچھ مووومنٹ کرنے لگیں گی۔۔۔"وہ رپورٹس اسکے

آگے رکھتے ساری

باتیں اسے بتا رہے تھے

اور میری مانیں تو اب زرتشم کو آپ اپنے گھر لے

جائیں۔۔۔یا اسی

فارم ہاؤس پر شفٹ کروادیں۔۔۔کیونکہ یہاں دن

بھر دواؤں کی

سمیل اور آتے جاتے مریضوں کو دیکھ ہم مریض بن

جاتے ہیں پھر

وہ تو آلریڈی بیمار ہیں۔۔۔انوائیر منٹ بہت میٹر کرتا

ہے جلدی ٹھیک

ہونے کیلئے۔۔۔" انکا انداز نہایت پروفیشنل تھا جب

اسی وقت ٹیبل

پر رکھا زیحال کا موبائل زوں کرنے لگا اس نے ایک

نظر اسکی

سکرین پر جگمگاتا ہوا نام دیکھا

"لالا" اور آگے دل بنا تھا اسے دیکھتے جیسے زیحال کا اپنا

دل مٹھی

میں آگیا تھا

اس نے کال کٹ کرتے اپنا دھیان برہان کی جانب کیا

وہ نہیں جانتا تھا

اسکا ایک بار کال اٹھا لینا کتنی بڑی قیامت کو روک سکتا

تھا

زریاب اسکے کال کاٹ دینے پر موبائل اپنی گود میں

رکھتے ونڈو

سے باہر دیکھنے لگے انکی گاڑی قبرستان والے راستے پر

گامزن ہو

چکی تھی

قبرستان کی خاموش فضا میں گاڑی کے ٹائر چرچرانے

کی آواز

گونجتی وہاں پھیلے سکوت کو جیسے توڑ گئی تھی ہر جانب

دل

دہلا دینے والی خاموشی تھی وہ گاڑی سے اتر کر سڑک

کے کنارے پر

کھڑے اس گیٹ کو دیکھنے لگے جسے دیکھنے کی ہمت وہ

اتنے سالوں

سے نہیں کر پائے تھے

دھیرے سے گیٹ کھولتے وہ بوجھل دل کے ساتھ

دھیرے سے اندر

داخل ہوئے یہ ایک لمبی راہداری تھی جس کے

دونوں اطراف بڑی

بڑی قبریں تھیں یہاں ہر قبر کو سفید یا سیاہ ماربلوں

سے سجایا جاتا

تھا انکے بیچوں بیچ رنگ برنگے پھول اگائے جاتے تھے

قبر کے سرہانے

ایک بڑی سی تختی ہوتی تھی

گاڑی کی ہیڈ لائٹس میں رات کی اس تاریکی میں روشنی

اس تختے

پر گئی جس کے سینے پر کچھ الفاظ درج تھے

"زرتشم نوشیر وال خان عمر 21 سال"

صرف 21 سال کی انکی بہن اس دنیا سے روٹھ کر چلی

گئیں

وہ دھیرے سے بے جان ہوتے اس قبر کے پاس بیٹھ

گئے موسم صبح

سے خراب تھا آج تو وہ بھی جیسے بگڑ چکا تھا آسمان پر

بجلی

کڑک رہی تھی

دو موتی ٹوٹ کر اس قبر پر گر گئے اس پر ہاتھ رکھے

زریاب کا ضبط

ٹوٹ گیا تھا وہ سر جھکائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے

تھے پورا وجود

جیسے کسی زلزلے کی زد میں آگیا تھا

انکی سسکیوں سے پورا قبرستان گونجتے تڑپ اٹھا تھا وہ

پھوٹ

پھوٹ کر روتے اس قبر سے لپٹ چکے تھے جس میں

انکی بہن تھی

یہ سوچ کر ہی انکا دل پھٹنے کے قریب تھا انکا بس چلتا تو

اسے

ابھی باہر نکال لیتے

روروکرانکی ہچکیاں بندھ چکی تھی شال کندھوں سے

ڈھلک کر

نیچے گرڑ گئ تھی

وہ سرخ چہرے بہتی آنکھیں اور لرزتے ہاتھ اسکی قبر

پر پھیرنے

لگے

تم۔۔۔تم ناراض ہے ام سے۔۔۔؟انکے لہجے میں

جان لیوا تڑپ تھی کاش

گل اس تڑپ کو محسوس کرلیتی

ہاں۔۔۔ناراض تو۔۔ہو گا ناں۔۔۔تمارا۔۔۔تمارا

لالا۔۔۔فیل ہو گیا۔۔۔وہ ایک

اچھا بھائی نہیں بن سکا۔۔۔ہیں ناں گل۔۔۔"وہ

جواب دے دے انکو

جواب چاہیئے تھا لیکن وہاں مکمل خاموشی تھی

بتاؤ ناں گل۔۔۔ناراض ہے ام سے۔۔۔؟ام کتنے

عرصے بعد تم سے ملنے

آیا ہے۔۔۔کیسے آتا۔۔۔ہمت ہی نہیں تھی

۔۔۔ہمت نہیں تھی تمارے

سامنے آنے کی۔۔۔ام کو معاف کر دو۔۔۔اپنے لالا

کو معاف کر دو گل۔۔۔"

کاش وہ کہہ دیتی کہ اس نے انہیں معاف کیا ورنہ یہ

تکلیف کی

شدّت آج انکی جان لے لیتی

بابا کے آگے مجبور ہوتے ام۔۔۔ تم کو قربان کر گیا

۔۔۔تم کیسے ام کو

معاف کرے گا۔۔۔"انکو ہنسی آئ تھی خود پر خود کے

حال پر لیکن

آج یہ ہنسی بھی زخمی تھی

پورے قبرستان میں انکی دھیمی آواز کی کھنک تھی انکے

درد کی

گونج تھی کبھی نہ ختم ہونے والا درد

گل۔۔۔گل۔۔۔آج ام بہت تکلیف میں ہے

۔۔۔آج ام کو ضرورت ہے تماری۔۔۔

اٹھوناں۔۔گل۔۔اٹھ جاؤ۔۔۔"وہ سسک سس سک

کر روتے اسے لاڈ سے

اٹھانے لگے لیکن مرے ہوئے کب اٹھتے ہیں

اٹھو۔۔۔اور بولو۔۔۔لالا ام تم کو معاف کرتا ہے

۔۔۔گل بول دو۔۔۔بول دو

آج۔۔۔تم پیروں میں گرائے گا ام گر جائے گا

۔۔۔لیکن ام کو معاف کر دو

نہیں تو یہ تکلیف امارا جان لے لے گا گل۔۔۔اٹھ جاؤ

۔۔۔اٹھو۔۔۔ناں۔۔۔"

وہ اس قبر کی مٹی کو مٹھیوں میں بھر بھر کر اپنی پیشانی

سے لگا

رہے تھے انکی پوری جان اس وقت بری طرح سے

کانپ رہی

تھی

معاف کردو گل ۔۔۔ام ہاتھ جوڑتا ہے ۔۔۔دیکھو

۔۔۔"وہ سچ میں مٹی سے

بھرے اپنے ہاتھ جوڑ گئے تھے پھر انہی ہاتھوں پر سر

رکھے پھوٹ

پھوٹ کر رو پڑے

انکو شدّت سے کسی کی اس وقت ضرورت تھی لیکن

وہ تنہا تھے اس

ویرانے میں جسے دیکھ لوگوں کو خوف آتا تھا وہ اس

ویرانے میں

تن تنہا بیٹھے تھے

مم۔۔۔معاف کر دو۔۔۔نہیں تو۔۔۔آج ام ختم ہو

جائے گا۔۔۔تمارے ساتھ

یہی رہ جائے گا۔۔۔گل۔۔۔معاف کر دو۔۔۔" انکی

تڑپ دیکھ آسمان بھی

روپڑا تھا بارش کے قطرے دھیمی رفتار سے انکے وجود

پر گرنے

لگے تھے لیکن وہ آج کچھ بھی محسوس کرنے سے

قاصر تھے

گل اٹھوناں۔۔۔گل۔۔۔"انکی تڑپ دیکھ آج

دوسرے مردے اٹھ جاتے

لیکن وہ نہیں اٹھ رہی تھی ناراض تھی ناں تب ہی تو

سب کو چھوڑ

کر چلی گئی تھی

ام۔۔۔ام۔۔۔زی کو منا رہا ہے۔۔۔تم۔۔۔تم مم

۔۔۔معاف کر دے گا تو۔وہ

بھی ام کو معاف کر دے گا۔۔۔گل۔۔۔ام کو سمجھو

۔۔۔ام کو

سمجھو۔۔۔" وہ قبر پر سر رکھے بھیگے لہجے میں بول

رہے تھے جب

زی کے نام پر انکو اسکا خیال آیا وہ دھیرے سے اٹھ کر

اپنا موبائل

نکال کر زیحال کا نمبر ملانے لگے

کال پھر سے جارہی تھی لیکن جواب نہیں آرہا تھا

زی۔۔۔ام سے۔۔۔بات کرو۔۔۔پلیز۔۔۔گل

اسکو بولو ناں۔۔۔اپنے لالا کو

معاف کردے۔۔۔"وہ موبائل سکرین اس قبر کو

دکھا رہے تھے وہ اپنے

حواسوں میں نہیں رہے تھے

نہیں اٹھائی گئی کاٹ دی گئی وہ کال آج یہ کال نہیں

کٹ ہوئی

تھی زریاب خان کی روح قبض کی گئی تھی

تب ہی اس خاموش فضا میں دوسری گاڑی کے ٹائر

چرچرانے کی

آواز سنائی دی زریاب میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ

وہ مڑ کر ایک

نظر پیچھے دیکھ ہی لیتے وہ گل کی قبر پر سر رکھے سسک

کر رو

رہے تھے جب اسی سنسنی خیز ماحول میں گولی چلنے کی

آواز

گونجی

وہ گاڑی رکے بناواپس چلی گئی تھی لیکن اسکے جاتے

وہاں گونجتی

سسکیاں بند ہوچکی تھی وہاں صرف ٹوٹی پھوٹی

سانسوں کی آواز

تھی اور تھوڑی ہی دیر میں وہ بھی بند ہوچکی تھی وہاں

صرف

خاموشی تھی مکمل خاموشی

سیماب کمرہ خالی دیکھ چونک سی گئی وہ باہر تھی کیونکہ

زریاب

نے اس سے کچھ وقت مانگا تھا وہ اکیلے رہنا چاہتے تھے

لیکن اکیلے

بھی تو اسی کمرے میں تھے جو کہ اب نہیں تھے وہ

پریشان سی

پورے کمرے کی لائٹس آن کرتی انکو دیکھنے لگی

خان۔۔۔؟ اسکی آواز پر کمرے کی خاموشی برقرار رہی

نہ باتھ روم

سے کوئی آواز آرہی تھی اس نے کچھ دیر کسی آواز کے

آنے کا

انتظار کیا لیکن وہاں سے بھی مکمل خاموشی ہی

محسوس

ہوئی

خان تم اندر ہے۔۔۔؟وہ باتھ روم کے دروازے کے

پاس کھڑی ہو کر

دھیمی آواز میں پوچھنے لگی لیکن کوئی آواز نہیں

اب کے سیماب مزید پریشان سی ہوئی وہ اپنا پورا کمرہ

دیکھ کر باہر

نکلی سامنے سے ایک ملازم آرہا تھا سیماب نے آواز

دے کر اسے اپنے

پاس بلایا

تمارے خان جی کو دیکھا۔۔۔؟ اسکے سوال پر ملازم

کچھ دیر سوچ

میں پڑا پھر جھٹ سے سر نفی میں ہلا گیا سیماب حیران

سی اسے

ہی دیکھنے لگی وہ حویلی کے سارے کھڑکی دروازوں کو
چیک کر
رہا تھا اس نے بھی نہیں دیکھا تو پھر کس نے دیکھا ہو گا
اچھا تم کو دکھے تو ام کو بتانا۔۔۔" وہ اسے حکم دیتی
مورے کے
کمرے کی جانب بڑھ گئی یہ سوچ کر کہ اسکے نکلتے وہ
شاید وہاں
گئے ہوں لیکن وہاں بھی وہ نہیں ملے سیماب خود کی
تقریباً پوری

حویلی گھوم چکی تھی آخر میں وہ واپس سے اپنے ہی
کمرے میں
آگئ تھی
اور فون اٹھا کر زریاب کو کال کرنے لگی کال جا تو رہی
تھی لیکن
آگے سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا سیماب ایک کے
بعد ایک کال
کرنے لگی جب اسکی نظر بڑی سی ونڈو پر گئ کرٹنز باہر
تیز ہوا

کے باعث اڑ رہے تھے اور بارش کی بوندیں چھنک

چھنک کر اندر آ

رہی تھیں

خان کدر چلا گیا تم۔۔۔۔" بارش دیکھ اسے فکر میں

اضافہ ہونے لگا تھا

اسکا نام آج قبر کے اوپر رکھے موبائل پر جگما تھا

موبائل ٹون پورے

قبرستان میں دل دہلا دینے والا شور کر رہی تھی

آخر فون کیوں نہیں اٹھا رہا ہے تم۔۔۔"وہ کھڑی کوئی

اور حل سوچنے

لگی جب اسکے ذہن میں جھماکے سے ایک نام آیا وہ

جلدی سے اسے

کال کرنے لگی جب دوسری ہی رنگ پر کال اٹھالی گئ

خانم۔۔۔"مشی کی آواز سن کر سیماب کو اچھا لگتا اگر

وہ اس وقت

اسے خانم کہہ کر نہ بلاتی یہ اسکا خان اسے کہتا ہے

مشی۔۔۔یاقوت کدر ہے۔۔۔اسکو فون دو۔۔۔"وہ

گہری سانس لیتی اس

سے مخاطب ہوئی آواز میں تھوڑی کپکپاہٹ تھی جسے

بھانپتے

مشی نے فوراسے موبائل یاقوت کو دے دیا جو اسکے

پہلو میں لیٹا

اپنے موبائل پر کوئی سیریز دیکھ رہا تھا

جی بھابھی۔۔۔"سلام کرتے وہ نہایت اپنائیت سے

بولا کہیں سے بھی

نہیں لگا کہ وہ یہاں سے قطع تعلق کر کر گئے تھے

یاقوت تمار از زریاب لالا در آیا ہے۔۔۔؟ زی کے

پاس۔۔۔؟ وہ جانتی تھی

یاقوت ہی زیحال کے سب سے قریب تھا اس سے

بہتر کون جانتا

ہو گا

زریاب لالا۔۔۔نہیں تو۔۔۔کیوں۔۔۔کیا ہوا

۔۔۔" وہ اسکے لہجے کی نمی

بھانپتے فورا سے اٹھ بیٹھا

پتہ نہیں کدر چلے گئے۔۔۔ام کو اسکے آفس کا نہیں

پتہ۔۔۔ تمارے لالا

اجازت نہیں دیتے۔۔۔ تم پوچھ کر بتاؤ ناں۔۔۔وہ

ادر گیا ہے۔۔۔"زیحال

سے نہ ملنے کا سنتے سیماب کا دل مٹھی میں آگیا تھا وہ

وہاں

بھی نہیں گئے تو کہاں جا سکتے تھے اس وقت

آپ فکر نہیں کریں میں پتہ کرتا ہوں۔۔۔"وہ اسے

تسلی دیتے اپنے

نمبر سے کسی کو کال کرنے لگا تب تک سیماب لائن پر

ہی تھی اسے

داراب کا خیال آیا تھا لیکن وہ ڈیوٹی کے وقت موبائل

کم ہی

استعمال کرتا تھا اور وہ خود بھی اسے پریشان نہیں کرنا

چاہتی

تھی

یاقوت کسی سے بات کر رہا تھا جب اسکے چہرے پر

بڑھتی پریشانی

دیکھ مشی اسکا بازو تھام گئی دل تھوڑا گھبرانے لگا تھا

اوکے۔۔۔ تھینک یو۔۔۔"اس نے مقابل کا شکریہ ادا

کرتے کال بند کی اور

مشی کا موبائل کان سے لگایا

بھابھی۔۔۔وہ دو دن سے نہیں گئے آفس

۔۔۔کہیں اور جاتے ہیں تو

بتائیں۔۔۔میں وہاں پتہ کر آتا ہوں۔۔۔"وہ بیڈ سے

اترتا پیروں میں

سلیپر زاڑسنے لگا

اور۔۔۔اور توام کو نہیں پتہ۔۔۔یاقوت۔۔۔تم

۔۔۔داراب کے پاس جاؤناں

ادر دیکھو۔۔۔خان ادر نہیں ہے۔۔۔"وہ عنقریب رو

دینے والی تھی

گھبراہٹ کے مارے وہ اپنے گلے میں پہنی چین بار بار

انگلی میں

لپیٹ رہی تھی

اوکے۔۔۔ریلیکس۔۔۔میں جاتا ہوں۔۔۔آپ

میرے نمبر سے کال اٹھالیں۔۔۔"

وہ اسے پر سکون کرتا کال بند کر کر اپنا کوٹ پہننے لگا باہر

بارش

کی وجہ سے اچھی خاصی ٹھنڈ ہو گئی تھی

کیا ہوا۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔؟ مشی کب سے بے

چین بیٹھی یہ پوچھنا

چاہتی تھی

ھمم۔۔۔ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو گا۔۔۔تم پریشان

مت ہونا اوکے۔۔۔"وہ

مشی کے ماتھے پر بوسہ دیتے گاڑی کی چابی اٹھا کر

کمرے سے

باہر نکل گیا لیکن اب وہ کیسے پریشان بنہ ہوتی یا قوت

کے واپس

آنے تک تو وہ ایسے ہی سولی پر لٹکی رہتی

زرتشم کو فارم ہاؤس پر شفٹ کر دیا گیا تھا جواب پاشا کا

فارم

ہاؤس تھا اور یہ بات پورا ملائشیا جانتا تھا کہ کس کس

جگہ پر اسکا

نام ہے وہاں اسکی اجازت کے بغیر کوئی پرندہ بھی پر

نہیں مار

سکتا تھا وہ زرتشم کو مکمل ٹھیک ہونے تک گھر نہیں لا

سکتا تھا

اسے مکمل ٹریٹمنٹ کی ضرورت تھی جو صرف ڈاکٹر

برہان اور ان

کی ٹیم سے مل سکتی تھی وہاں پورا اسٹاف انکے ساتھ

موجود تھا

ہر طرح کی مشین جو گل کے علاج میں استعمال کی جانی

تھی وہ

سب وہی شفٹ کر دی گئی تھی

اس وقت برہان ایک الگ کمرے میں موجود تھے

کیونکہ رات کے وقت

گل کے پاس صرف لیڈی ڈاکٹر کو آنے کی اجازت

تھی ڈاکٹر برہان

بھی صرف علاج کے وقت اس کمرے میں جا سکتے

تھے ہر کوئی

جانتا تھا کہ وہ ایک پٹھان کی بہن ہے جس کا سیکیورٹی

گارڈ صرف

ایک تھا اور وہی سب پر بھاری تھا

زیحال اپنے اسٹڈی روم موجود شاید آفس کا کوئی کام

کر رہا تھا

اسکے سامنے ایک بڑی سی سکرین پر فارم ہاؤس کے

ہر کمرے کی

سی سی ٹی وی فوٹیج آن تھی وہ ایک نظر اس سکرین پر

اور

دوسری نظر اپنے کام پر لگائے ہوئے تھا
وہی باہر زمل کاؤچ پر بیٹھی اپنی اسائمنٹس بنا رہی تھی

زامل زالے

اب تک نہیں سوئے تھے دونوں پورے بیڈ پر اپنے
ٹوائز پھیلائے کھیل

رہے تھے

دا۔۔۔لے۔۔۔ہی ہی۔۔۔''زامل اسکو اپنے خرگوش

سے دانت دکھاتا اسکی

ڈول اٹھا گیا

ناہ۔۔۔بیا۔۔۔ مما۔۔۔۔''وہ ٹھسک کر زمل کو

بلانے لگی جو دیکھے بغیر

سمجھ گئی تھی کہ وہ چھوٹا فتنہ اسے تنگ کر رہا ہے

زامل۔۔۔پٹائی ہو گی بیٹا۔۔۔''وہ ڈانٹ بھی پیار سے

رہی تھی کیونکہ

سارا دھیان اسائمنٹ پر جو تھا

مما۔۔۔وانت۔۔۔ڈول۔۔۔۔ا مممم۔۔۔۔"زامل

یہ کہتا کہ اسے یہ ڈول چاہیے

اپنے ننھے ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھے رونے کی

ایکٹنگ کرنے

لگا

پھر زالے کی فراک بھی آپ کو پہنا دوں۔۔۔؟خود

ہی ایک ڈول بن

جاؤ گے۔۔۔"وہ جانتی تھی اسکے بیٹے کا دماغ کتنا تیز

ہے وہ اسکی یہ

بات سمجھتا اپنی چھوٹی سی ناک سکوڑنے لگا

"ناہ۔۔۔می۔۔۔چھوپل۔۔۔مین۔۔۔مما۔۔۔" وہ

آنکھیں پٹپٹا معصوم سے

انداز میں بولا برلاس اسے ہمیشہ کہتا تھا کہ وہ سپر مین

ہے زالے تو

پنچھ مطلب پرنسز تھی ناں

"یس۔۔۔میلا بیتا۔۔۔یو آر آ سپر مین ود آؤٹ اینی

سپر پاور۔۔۔" وہ

ساتھ میں ہنسنے لگی لیکن زامل اپنی چھوٹی سی بازو

مطلب

بائسپس زالے کو دکھانے لگا سارا دن اسکا تاہ یہ حرکت

کرتا تھا کیسے

ممکن تھا اسکا چیلا پیچھے رہ جائے

بیا۔۔۔تیپنگ۔۔۔) بھیا کلیپنگ)۔۔۔"زالے اسکے

لئے جوش و خروش سے

تالیاں بجانے لگی لیکن یہ بہن بھائی کا چارہ تھوڑی دیر کا

ہی تھا

پھر سے زامل میں اس معصوم کو تنگ کرنے کا بھوت آ

گیا تھا

زامل۔۔۔"اب کی بار زمل کو اس پر غصّہ آیا

ہبی۔۔۔اس جن کو سمبھالیں۔۔۔ورنہ یہ اب مجھ

سے پٹ جائے گا۔۔۔"

وہ تیز آواز میں چیختی زیحال کو آواز دینے لگی جو اسکی

آواز پر

فوراسی سارا کام چھوڑ کر آگیا

کیا ہوا۔۔۔؟ آتے ساتھ استفسار یہ پوچھا

زمل نے بس انگلی زامل کی جانب کی اور وہ سمجھ کر

خاموشی

سے انکے پاس چلا گیا

کیا کر رہے ہو دونوں۔۔۔"اس نے پھیلے ہوئے

کھلونے دیکھے اور ایک

ایک کر کر سمیٹنے لگا کیونکہ اپنے باپ کے سامنے انکو

کوئی ٹوائے

نہیں چاہئے تھا

باہ۔۔۔دالے۔۔۔دندی۔۔۔(بابا زالے گندی ہے

)۔۔۔" وہ فورا سے منہ بنا کر

زالے کی شکایت کرنے لگا جو بس اپنے باپ کی گود

میں آنے کے

لئے بے چین ہو رہی تھی زیحال ان دونوں کے بیچ بیڈ

کراؤن سے

ٹیک لگا کر زالے کو اپنے پیٹ پر بٹھا گیا زامل خود ہی

کھسک کھسک

کر زیحال کے بائسپس پر سر رکھ گیا

بابا۔۔۔می۔۔۔ دندی۔۔۔ناہ۔۔۔؟ زالے

معصومیت سے پوچھتی زیحال کے

لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی

نو۔۔۔میرا بیٹا تو سب سے زیادہ اچھا ہے۔۔۔پوری

دنیا سے زیادہ۔۔۔"اس

نے زالے کے روئی جیسے گالوں کو بے حد نرمی سے

چوما اور چومتا

چلا گیا

ببا۔۔۔ناہ۔۔دالے۔۔۔دندی۔۔۔"زامل اسے

پیار کرتے دیکھ زیحال کی

شرٹ کھینچنے لگا

نو بیٹا۔۔۔زالے تو زامل کی جان ہے ناں۔۔۔"اسکے

پوچھنے پر زامل نے

جھٹ سے سرہاں میں ہلایا کیونکہ وہ صرف جان کہتا

تھا لیکن

مطلب نہیں پتہ تھا تب ہی سارا دن اس معصوم کو

ستاتا

رہتا

چلو۔۔۔آنکھیں بند کرو۔۔۔ بابا آپ دونوں کو

سٹوری سنائیں گے۔۔۔"یہ

سٹوری ٹائم تھا انکا پورا دن بھلے زمل انکی ماں ہوتی تھی

لیکن

سوتے وقت باپ ہی سب کچھ ہوتا تھا اسکا سینا ہی

دونوں کی نیند

گاہ تھا اسکی تھپکیاں سب کیلئے سکون تھیں

وہ دونوں کو اپنے سینے پر لٹا کر دونوں ہاتھوں سے تھپکنے لگا

ایک شہزادہ تھا۔۔۔بہت ہی ضدی۔۔۔کھڑوس

۔۔۔انا پرست۔۔۔جسے

گاڑیاں بہت پسند تھیں اسکے پاس بہت سارے ٹوائز ہوتے تھے لیکن

سب کے سب صرف گاڑیاں اسکے پاس ایک پری بھی تھی جس کے ساتھ وہ بہت کھیلتا تھا اسی سے فائٹ کرتا تھا اس شہزادے کو ایک

دن بادشاہ نے جو کہ اسکے بابا بھی تھے۔۔۔ گھر سے

نکال دیا۔۔۔" اسکی

آنکھوں کے سامنے ایک منظر سا لہرانے لگا

زامل زالے کو کہانی سمجھ آتی تھی یا نہیں لیکن انکو اپنے

باپ کی

آواز سنائی دیتی تھی یہی سکون تھا

وہ شہزادہ بھٹکتا ہوا جنگل میں چلا گیا جہاں اسے ایک

کشتی سمندر

سمندر کے کنارے ملی وہ اس کشتی میں بیٹھ کے سات سمندر

پار سب سے

دور چلا گیا جہاں اسے تین شہزادے اور ملے اس نے

ان تینوں سے

دوستی کرلی اور انکے ساتھ خوشی رہنے لگا جب

ایک دن

ایک زگوٹہ جن وہاں آیا اور ایک شہزادے کو چھین کر

لے جانے لگا

تب بڑے شہزادے نے اسے مار دیا اور اپنے چھوٹے

شہزادے کو بچا

لیا اسکے بعد وہ سب سے انکے لئے فائٹ لینے لگا

۔۔۔۔"

ببا۔۔۔دھیشم۔۔۔دھیشم۔۔۔؟زامل کو فائٹ لفظ

فورا سمجھ آگیا جب

کہ زالے پوری آنکھیں کھولے ملتے ہوئے کرٹنز

دیکھتی اپنے ببا کو

سن رہی تھی

یس۔۔۔ڈھیشم ڈھیشم۔۔۔ پھر ان لوگوں کو کہیں

سے پریاں مل گئی

وہ چاروں خوشی خوشی ایک ساتھ رہنے لگے جب ایک

دن انکی

زندگی اچانک بدل گئی اور اس بڑے شہزادے کے

بھائی نے آکر اسے

بتایا کہ بادشاہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے وہ واپس

اسے

بلانا چاہتے ہیں وہ شہزادہ اپنے تینوں بھائیوں کو لے کر

سات سمندر

پار واپس آ گیا۔۔۔ وہ بہت خوش تھا بہت زیادہ

۔۔۔" اسکی کہانی

جوزمل کب سے سن رہی تھی بالا آخر سر اٹھا کر اسے

دیکھنے لگی

یہ کہانی کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی تھی

لیکن واپس آتے اس شہزادے کو پتہ چلا کہ اسکی پری

اسے چھوڑ

کر جا چکی ہے۔۔۔" زیحال کی آواز یکدم بھیگنے سی
لگی

بباکدل۔۔۔(باباکدھر)۔۔۔"زالے نے
معصومیت سے پوچھا پری تو وہ
تھی اسے یہی سمجھ آئی کیونکہ وہ تو اپنے بباکے پاس
تھی تو پھر
کونسی پری کی بات ہو رہی تھی
وہ۔۔۔کہیں گم ہو گئی تھی۔۔۔اس شہزادے نے
جب اس پری کو

مانگاتو بادشاہ نے اسے زندہ جلادیا۔۔" یہاں اسکا دل

بند ہونے لگا

تھاآنکھوں میں جمع ہوتا عرق اکٹھا ہو کر کان کی لو میں

جذب

ہونے لگاوہ دونوں دھیرے دھیرے نیند کی آغوش

میں اتر رہے

تھے

وہ شہزادہ بس اپنی پری مانگتارہا۔۔ لیکن کسی نے بھی

نہیں دی

سب نے اسے مل کر ختم کر دیا۔۔"زمل اسکے

چہرے کی جانب

دیکھنے لگی اسکی آواز میں کپکپاہٹ سی تھی لفظوں کو

توڑ جوڑ

کر بنائی گئی کہانی میں اسے کچھ محسوس ہوا تھا

وہ اسائمنٹ بند کر کر خود بھی بیڈ پر آگئی زامل زالے

سو چکے تھے

لیکن زیحال جیسے دماغی طور پر یہاں حاضر نہیں تھا

ہبی۔۔۔"زمل کی آواز پر اسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا

اس نے زمل کی

جانب دیکھا دیکھتے ہی جیسے آنکھیں ٹھنڈی ہو گئ

تھیں

جی ہبی کی جان۔۔۔"کتنے دنوں بعد اس نے آج یہ

جواب دیا تھا

زمل مسکرا کر دونوں بچوں کو انکی جگہ لٹا کر خود اس

خوبصورت

جگہ پر قبضہ کر گئ جو صرف اسکی تھی اور کسی کی

نہیں

آپ سیڈ ہیں۔۔۔؟ وہ اسکی ناک کی ٹپ کو چھوتی محبت

سے پوچھنے

لگی زیحال نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر بازوؤں

سے کھینچ کر

بیڈ پر لٹاتے خود اسکی دھڑکنوں کے مقام پر اپنا سر رکھ

گیا

سیڈ نیس کی ایسی کی تیسی۔۔۔ تم ہو تو کیسی سیڈ نیس

میری

جان۔۔۔"واقعی اب دل ہلکا ہوا تھا اسکے پاس دو بچے

تھے نعمت

اور رحمت محبت کرنے والی بیوی تھی یہ رشتے اسے

ہیل کرنے کیلئے

کافی تھے

56/3

وہ محبت بھری نگاہوں سے زمل کے چہرے کے نین نقوش دیکھتا رہا

جب اچانک اسے گھبراہٹ سی ہونے لگی وہ تیزی سے پلکیں جھپکتا

زمل کے ہی چہرے کو مزید غور سے دیکھنے لگا وہ تو مسکرا رہی تھی

اس سے لاڈ بھی کر رہی تھی تو پھر اسے سکون کے

بجائے گھبراہٹ

کیوں محسوس ہو رہی تھی زیحال کمرے کو عجیب

نظروں سے

دیکھنے لگا جب زمل اسکی بے چینی نوٹ کرتی تھوڑی

ٹھٹھک سی

گئی

ہبی۔۔۔کیا ہوا۔۔۔؟وہ اسے ایسے یکدم سے پریشان

ہوتے دیکھ خود بھی

تھوڑی فکر مند ہوئی زیحال نے بنا کچھ کہے ذرا سا اٹھ

کر بچوں کی

جانب دیکھا وہ دونوں بھی سو رہے تھے پر سکون گہری

نیند

ہی۔۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ زمل اسے خاموش

دیکھ اور بھی پریشان

ہونے لگی

مجھے گھبراہٹ سی ہو رہی ہے۔۔۔" وہ بے چین سا

ہوتے اٹھ کر بیٹھ

گیا اسکے ساتھ ہی زمل بھی اٹھ بیٹھی اور سائیڈ میز پر

رکھے جگ

سے پانی گلاس میں انڈیل کر اسکی جانب بڑھا گئی

پانی پیئیں ۔۔۔اور ریلیکس ہو جائیں۔۔۔" اسکے بازو

کو سہلاتے وہ پیار

سے اسے پر سکون کرنے لگی لیکن زیحال خود نہیں

جانتا تھا اس

اچانک گھبراہٹ کی کیا وجہ ہے

تب ہی اسکے ذہن میں جھماکے سے زریاب کی کالز

آئیں یہ پہلا لمحہ

تھا سب ٹھیک ہونے کے بعد جو اس نے انکی کال کٹ

کی تھی شاید

اسی وجہ سے اسکا دل بے چین ہو رہا ہو وہ خود ہی خود کو

جواز

پیش کرنے لگا

آپ گہری سانسیں لیں ہبی۔۔۔" وہ اپنی سوچوں میں

گم تھا زمل کو

اسکی فکر لگی ہوئی تھی زیحال نے ایک نظر اسے دیکھا

اور مبہم

سا مسکرا کر زمل کے دونوں مومی ہاتھ تھام گیا

میری ہر آتی جاتی سانس تم ہو وائفی۔۔۔"وہ محبت

سے چور لہجے

میں بولتا اپنی پیشانی زمل کی پیشانی کے ساتھ جوڑ گیا

زمل نے

دھیرے سے آنکھیں بند کر کر گہری سانس اپنے اندر

بھری

آئی لو یو سو مچ۔۔۔" اسکا اعتراف محبت رات کے

اس پہر زمل کو

معتبر کر گیا تھا وہ شرير ہوتی سرخ پڑنے لگی اسکی

آنکھیں بند

تھیں تب ہی وہ زیحال کے چہرے پر اب بھی

گھبراہٹ کے آثار نہیں

دیکھ سکی

اسے لگ رہا تھا کہ اسکا دل اس بات پر گلٹی ہے اسے

کال اٹھا لینی

چاہیے تھی لیکن نہیں اٹھائی کیوں اٹھاتا کیوں کر رہے

تھے وہ کال

جب اسکا کوئی تعلق ہی نہیں رہا ان سب سے انکی وجہ

سے اسکی

گل کس حال میں پہنچ گئی اور وہ صرف معافی مانگ کر

سب کچھ

حل کر لینا چاہتے ہیں لیکن اب وہ ایسا نہیں ہونے

دے سکتا تھا وہ

اب یہ سب صرف گل پر چھوڑ رہا تھا وہ چاہے تو سب

کو معاف کر

دے نہیں تو اب اسکے پیچھے اسکا زی کھڑا تھا زیحال

خان آفندی

جس کیلئے اسکا ہر فیصلہ حرف آخر ہونا تھا اب جو زر تشم

نوشیر وال

چاہنے والی تھی وہی ہونے والا تھا

تم میری کل کائنات ہو۔۔۔"وہ محبت سے اسکی ہیزل

آنکھوں کو

چومتا گھمبیر لہجے میں بولا زمل مزید سمٹنے لگی وہ اسکے

ہاتھوں

کو اپنے ہاتھوں میں لئے حرارت پہنچا رہا تھا

تم سے میں ہوں۔۔۔ تم سے ہی میرا وجود ہے۔۔۔ تم

میری نس نس میں

بسنے لگی ہو۔۔۔"آج زیحال کے الفاظوں میں حدت

تھی ایک الگ ہی

جنون زمل پہلے تو خوش ہو رہی تھی لیکن اب ٹھٹھک

کر اسے

دیکھنے لگی جو آنکھیں بند کئے بول رہا تھا چہرے پر وہی

گھبراہٹ

تھی

تم نہیں جانتی۔۔۔ تمہیں دیکھے بغیر میں اندھا ہونے

لگتا ہوں۔۔۔ تمہیں

سنیں بغیر بہرا ہو جاتا ہوں۔۔۔" اسکی بند آنکھوں

کے سامنے وہ

بلاسٹ والا منظر گھومتا ایک ہی پل میں زیحال کی

روح تک کو

جیسے لرزا کر رکھ گیا اس نے تڑپ کر آنکھیں کھولی

اور زمل کو

دیکھا

تم۔۔۔تم نہ رہی تو۔۔۔تو میرا وجود بھی ختم ہو جائے

گا۔۔۔"اسکی

آنکھوں میں اترتی نمی دیکھ زمل کی مسکراہٹ پوری

طرح سے غائب

ہو چکی تھی

کیا وہ جو بول رہا تھا وہ اپنے حواسوں میں رہ کر بول رہا تھا

کاش؟

وہ اسکے اندر کا حال جان سکتی وہ کن اذیتوں سے آج

کل گزر رہا تھا

زمل نے دھیرے سے اسکے چہرے کو تھاما اور اپنے

کندھے پر رکھ گئی

بلکل ایک بچے کی طرح

میں ہمیشہ رہوں گی۔۔۔ہمیشہ۔۔۔" اسکے لفظوں

میں بے پناہ محبت

تھی جو ایک ہی جھٹکے میں زیحال کو پر سکون کر گئی وہ

آنکھیں

بند کئے اسکے مرمری سے بدن کو محسوس کرنے لگا

جس سے اٹھتی

مہک اسکی ناک کے ذریعے وجود میں اترتی سکون کی

لہر بن کر

دوڑ گئی تھی

زیحال چاہتا تھا وہ اپنے دل کی بات اسے بتائے کیونکہ

ایک وہی تھی

اسکی بیوی جواپنی محبت سے اسے سمیٹ سکتی تھی میاں

بیوی

کا رشتہ اتنا طاقتور ہوتا ہے لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا

کہ وہ ذرا

بھی پریشان ہو

وہ ایسے ہی اسکے ساتھ لپٹ کر کتنی ہی دیر آنکھیں

کھولے سوچتا

رہا لیکن زمل کی انگلیاں اسکے بالوں میں سر سراتی اسے

دھیرے

دھیرے نیند کی گہری وادیوں میں لے جارہی تھیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سارادن غائب رہ کر وہ آدھی رات کو گھر واپس لوٹا تھا

اپنا جیکٹ

کندھے پر لٹکائے دوسرے ہاتھ میں چھتری لئے

ماتھے پر بکھرے بال

اور آنکھیں تھکاوٹ زدہ وہ کندھے ڈھیلے چھوڑے

لاؤنج سے ہوتا ہوا

کمرے میں داخل ہوا

جہاں پہلی نظر ہی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر سائیڈ

ٹیبل والا لیمپ

آن کئے بک پڑھتی ہوئی آئرہ پر گئی برلاس کی نظر اس

پر گئی تھی

آئرہ کی نظر بھی اس سے ٹکرائی تھی جب اس نے

ایک ناگوار سا

تاثر اسے دیا

برلاس بنا کچھ کہے جیکٹ اور چھتری کاؤچ پر رکھتے اپنی

واچ

اتارنے لگا جب اپنے عقب سے اسکی آواز سنائی دی

اتنی دیر سے گھر آنے کا مقصد۔۔۔مجھے جلانے کا ارادہ

ہے۔۔۔؟اسکا

انداز سخت نہ تھا تو نرم بھی نہ تھا وہ دیکھ رہی تھی جب

سے وہ

آئ تھی برلاس یا تو ساری ساری رات گھر نہیں آتا تھا

اور اگر آتا تو

ایسے جیسے اب آیا مگر آج وہ خود بھی جاگ رہی تھی

شاید اسی

ایک سوال کیلئے

برلاس نے نگاہ اٹھا کر مڑ کر میں سے اپنے پیچھے بیٹھی

لڑکی

کو دیکھا پھر دھیرے سے اسکی جانب مڑا

یہ سوال اگر محبوبہ بن کر پوچھ رہی ہیں تو۔۔۔ سوری

۔۔۔ آپ اب وہ

نہیں رہیں۔۔۔" اسکی بات پر آئرہ کے چہرے کی

رنگت یکسر تبدیل

ہوئی کتاب پر ہاتھوں کی گرفت مضبوط ہو گئ

اور اگر بیوی بن کر پوچھ رہی ہیں۔۔۔تو ذرا قریب آ

کر پوچھیں۔۔۔۔

اچھے سے بتاؤں گا۔۔۔ مقصد کیا تھا۔۔۔اور ارادہ کیا

ہے۔۔۔"آخر میں

اس کے لہجے میں گھلتی خماری محسوس کرتے آئرہ کے

چہرے کی

رنگت یکدم خفت سے سرخ پڑی وہ پل کیں تیز تیز

جھپکاتی اس سے

نظریں چرانے لگی

برلاس اسکی حیا سے کچھ خاص متاثر ہوئے بغیر شوز

ایک سائیڈ

پھینکتا کاؤچ پر تکیہ سیٹ کرنے لگا

یہ۔۔۔یہ ایسے کیوں پھینک دیے ہیں۔۔۔؟وہ شوز

بے ترتیب پڑے دیکھ

تڑخ کر بولی

میرے شوز۔۔۔میرا کمرہ۔۔۔میری مرضی

۔۔۔"برلاس اسے دیکھتا

اطمینان سے بولا اس پر آئرہ کو مزید غصّہ آیا

تومیرا ابھی ہے یہ کمرہ۔۔۔" اسے غصّہ آرہا تھا کہ اسے

یہ بات خود

بتانی پڑرہی ہے اتنی دور آئی وہ صرف اسکے لئے اور وہ

اس کمرے کو

صرف اپنا بنارہا تھا

ایسے تو میں بھی آپ کا ہوا۔۔۔ تو آؤں وہاں

۔۔۔؟ اسکے سوال پر آئرہ

یکدم سے ہڑ بڑا کر آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی کتنا

منہ پھٹ تھا

یہ وہ بے ساختہ یہی سوچ سکی وہ یقیناً اُسے غصّہ دلانے

کی ہی

کوشش کر رہا تھا

آپ۔۔۔آپ چاہتے کیا ہیں۔۔۔؟ وہ دانت بھینچ کر

استفسار یہ پوچھنے

لگی برلاس نے اسکے سوال پر ایک گہری نظر اسکے

نازک سے بدن پر

ڈالی اسکی لو دیتی گہری نظروں کو محسوس کرتے آئرہ

تھوڑی

جھنپتی بے چین سی سمٹنے لگی

سو جائیں۔۔۔کیونکہ جو میں چاہتا ہوں۔۔۔وہ آپ

دے نہیں سکتی۔۔۔"

وہ آئرہ پر بم پھوڑتا کروٹ بدل کر آنکھیں بند کر گیا

ایک تو کاؤچ

پر سوتے وقت شدّت سے اپنی جسم پر افسوس ہوتا تھا

آئرہ پہلے تو زچ ہوتی دانت پیسے اسے دیکھتی رہی لیکن

تب ہی اسے

برلاس کی بات سمجھ آئی سمجھتے اسکی آنکھیں ایک دم

سے

پھٹی وہ جھٹ سے بک پھینکے کمبل اپنے کندھوں تک

تان گئی اور

اس آدمی کو غصّیلی نظروں سے دیکھنے لگی جو اس

وقت

شرافت دکھانے کے بجائے اس رشتے کی طاقت دکھا

سکتا تھا لیکن

اتنا بے صبر اتو برلاس شاہ بھی نہیں تھا اپنے جذبات

قابو میں رکھنے

اسے خوب آتے تھے

کیا ضرورت تھی اس وقت جاگنے کی۔۔۔ ہنہ

۔۔۔جانتی بھی ہو گی اس

وقت شوہروں کے موڈ کیسے ہوتے ہیں پھر بھی مجھے

آزما رہی

ہے۔۔۔کرتی رہو۔۔۔میں بھی برلاس شاہ ہوں

۔۔۔"وہ دل ہی دل میں

سوچتا جلتا کڑھتا سونے کیلئے زور سے آنکھیں بند کر گیا

ایک اکیلے

کمرے میں وہ بھی اتنی خوبصورت بیوی کے ساتھ اتنی

شرافت

سے رہنا پہاڑ کی چوٹی چڑھنے برابر تھا اور اب برلاس

شاہ نیندوں

میں وہی چڑھنے کی پوری کوشش کر رہا تھا

یاقوت سیدھا پولیس سٹیشن ہی آگیا تھا اسکے اندازے

کے مطابق

داراب اسے وہی ملا لیکن وہ بھی اسی وقت کہیں جانے

کیلئے نکل رہا

تھا جب یاقوت کو اچانک اس وقت دیکھ وہ یکدم سے

ٹھٹھکا اور

اسکی جانب آیا

یاقوت۔۔۔ تم یہاں۔۔ سب خیریت۔۔۔؟ اسے

اچانک یہاں دیکھ داراب کو

پریشانی ہوئی تھی یاقوت لگ بھی پریشان ہی رہا تھا

وہ۔۔۔مجھے سیماب نے بھیجا ہے۔۔۔لالا کا پتہ کرنے

۔۔"اسکی بات پر

داراب نے چونک کر اسے دیکھا

بھابھی نے۔۔۔؟کیوں۔۔۔لالا کہاں گئے

۔۔۔؟اس نے حیران و پریشان ہوتے

الٹا سوال کیا ساتھ ہی ایک کانسٹیبل سے اپنا موبائل

منگوا کر دیکھا

جہاں سیماب کی ان گنت مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں

پتہ نہیں میں نے انکے آفس بھی معلوم کیااور جہاں

جہاں انکی

میٹنگس ہوتی ہیں۔۔۔وہاں بھی لیکن وہ دو دن سے

کہیں بھی نہیں

گئے۔۔۔"داراب کے ماتھے پر پریشانی سے بلیں

پڑی

سر چلیں۔۔۔؟ایک کانسٹیبل نے آتے ساتھ سلیوٹ

مار کر پوچھا

وہ لوگ ایک جگہ ریڈ مارنے جا رہے تھے لیکن اب

داراب کا دماغ

زریاب کا سوچ کر الجھ گیا تھا

ایسا کرو۔۔۔احتشام سے کہو ٹیم لے کر وہاں پہنچے میں

بعد میں آتا

ہوں۔۔۔"وہ کانسٹیبل کو ہدایت دیتے یاقوت کو لے

کر باہر آیا بارش

پہلے سے تیز اور ٹھنڈ بھی بڑھ گئی تھی یاقوت کے پاس

چھتری تھی

جبکہ داراب نے مخصوص ڈیوٹی والا واٹر پروف کوٹ

پہن کر سر

پر پی کیپ لے رکھی تھی

وہ اپنی جیپ لے کر یاقوت کے ساتھ نکل گیا تھا لیکن

کہاں وہ نہیں

جانتا تھا جہاں زریاب جا سکتے تھے وہ وہاں وہاں

جا رہا تھا

ساتھ ہی انکے نمبر ز پر کالز بھی کر رہا تھا کالز جا تو رہی

تھیں لیکن

وہ اٹھا نہیں رہے تھے

داراب نے اپنا پولیس موبائل اٹھایا اور کسی کو پکارا

مقابل نے فورا

ہی اسکی پکار کا جواب دیا

ایک نمبر بھیج رہا ہوں ٹریس کر کر بتاؤ۔۔۔ ابھی

۔۔۔"اسکے انداز میں

جلد بازی بھانپتے مقابل نے "جی سر اوکے" کہتے کال

بند کی اور

نمبر ٹریس کرنے لگا تب تک داراب نے اپنی جیپ

سڑک کے ایک کنارے

پر لگا لی تھیں

وہ کل سے ڈسٹرب تھے۔۔۔جب سے زی گیا تھا

۔۔۔"اسکی بات پر یاقوت

ذرا پریشان سا ہوا

لیکن وہاں جو ہوا اسکے بعد بھائی کو رکنا بھی نہیں چاہئے

تھا۔۔۔"

اسکے انداز میں خفگی بھانپتے داراب نے گردن موڑ کر

اسے دیکھا وہ

واقعی خفا تھا

جو ہوا اس میں لالا کی غلطی نہیں تھی۔۔۔"وہ جیسے

بے بس ہوا تھا

یاقوت کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید یہ بات بولنے پر صحیح

سلامت نہ بچتا لیکن وہ اسکے زی کی اولاد تھی داراب

خان آفندی

کیلئے دنیا میں سب سے عزیز

سیریسلی۔۔۔؟گل کی حالت دیکھی تھی آپ نے

۔۔۔؟دیکھتے تو شاید

کبھی اسے ایسے نہ چھوڑتے۔۔۔"وہ سر جھٹکتا چہرہ

باہر سڑک کی

جانب موڑ گیا اسکی بات بے شک حال کی تھی لیکن

داراب کا ذہن

اس وقت میں چلا گیا تھا جب اسکی بہن کا نکاح پڑھایا جا

رہا

تھا

میں اس پوزیشن میں نہیں تھ۔۔۔" وہ اس سے آگے

کچھ کہتا اسکے

موبائل پر کسی کی آواز گونجی

ہاں محسن بولو۔۔۔" اسکے پوچھنے پر اس نے زریاب کی

کرنٹ لوکیشن

اسے بتائی جسے سن کر جہاں داراب کا دل مٹھی میں آیا

تھا وہی

یاقوت کو سب کر حیرت ہوئی

وہ اس وقت قبرستان میں موجود ہیں سروہی کی

لوکیشن آرہی

ہے۔۔۔"قبرستان کا نام سنتے داراب کے ذہن میں

سیدھا گل کی قبر آئی

تھی اس نے خالی "ھمم" سے جواب دیتے کال کٹ

کردی

مجھے تھا اندازہ۔۔۔۔وہ وہی جا سکتے ہیں۔۔۔"وہ

سٹیرنگ تھامے

اپنے دل پر جیسے ضبط کے بندھ باندھنے لگا کیونکہ دنیا

میں ان

اپنوں کے پاس لوٹنا سب سے مشکل تھا جو قبروں میں

جا کر سو

گئے ہوں اس تکلیف کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کوئی

بھی نہیں

وہی یاقوت اب تک حیران تھا

قبرستان۔۔۔؟ وہاں کون ہے۔۔۔؟ وہ اچنبھے سے

پوچھ رہا تھا

وہی۔۔۔جس کے ساتھ ہمارا سب کچھ چلا گیا

۔۔۔سب کچھ۔۔۔"داراب

کے آواز میں کرب تھا جسے محسوس کرتے یاقوت کا

دل بھی

افسردہ سا ہو گیا اس نے دھیرے سے اپنا ہاتھ داراب

کے کندھے پر

رکھا

سمجھ سکتا ہوں۔۔۔قبرستان جانے والے۔۔۔کبھی

اکیلے نہیں جاتے وہ

پیچھے رہ جانے والوں کی خوشیاں انکا سکون سب لے

جاتے ہیں۔۔۔" یہ بات یاقوت مرزا سے بہتر کون

جانتا تھا جس نے اپنے

چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مٹی اپنے ماں باپ پر ڈالی

تھی اپنی

بہن پر ڈالی تھی

داراب نے جیپ سٹارٹ کرتے رخ قبرستان کی

جانب کر لیا تھا راستے

میں ہی بارش مزید زور پکڑ گئ تھی وہ دونوں کچھ ہی

دیر میں

قبرستان پہنچے جہاں سامنے ہی زریاب کی گاڑی کھڑی

تھی اسے

دیکھتے وہ دونوں ایک ہی جست میں جیپ سے اترے

اور اندر کی

جانب گئے لمبی راہداری چل کر وہ لوگ گل کی قبر کے

پاس پہنچے

جہاں بارش کا پانی سرخ بن کر دونوں کے قدموں

میں آرہا تھا

داراب کے ہاتھ میں پکڑی ٹارچ کی روشنی اس پانی پر

پڑی

یہ پانی لال کیوں ہے۔۔۔؟ وہ حیرت سے اس پانی کو

دیکھتا آگے آیا

گل کا سوچ سوچ کر اسکا دل مٹھی میں آرہا تھا

جب ٹارچ کی لائٹ ذرا اوپر ہوتے اس قبر کے دائیں

جانب بے سدھ

پڑے زریاب پر گئی اسے دیکھتے داراب کا دل دھک

سے رک گیا

انکا سفید کرتا اس وقت پوری طرح سے وقت سرخ

ہو چکا

تھا

لالا۔۔۔۔"یاقوت انکو دیکھ چھتری پھینکتا لمحے کے

پہلے حصے میں

انکے پاس پہنچا لیکن داراب کے دل کے ساتھ قدم

بھی جیسے ایک

جگہ جم سے گئے تھے وہ بے یقین سا سانس روکے انکو دیکھنے لگا

جن کی رنگت جیسے نچڑ سی گئی تھی

لالا۔۔۔یہ لالا ہیں۔۔۔داراب۔۔۔"وہ بے یقین سا زریاب کا سر اپنی گود میں رکھے چیخنے لگا

داراب۔۔۔داراب لالا کو دیکھیں۔۔۔۔لالا۔۔۔لالا۔۔۔آنکھیں کھولیں۔۔۔"

یاقوت تڑپ کر انکے چہرے کو تھپتھپانے لگا یہ منظر

دل اور سانسیں

روک دینے والا تھا ایک جانب گل کی قبر اور دوسری

جانب زریاب کا

بے جان وجود

لالا۔۔۔لالا اٹھیں۔۔۔لالا آنکھیں کھولیں

۔۔۔پلیز لالا۔۔۔داراب انکو

اٹھائیں۔۔۔ہوسپٹل لے کر چلنا ہے داراب

۔۔۔"وہ چیختے ہوئے داراب کو

ہوش دلانے لگا وہ ٹارچ چھوڑتے بے جان سا انکے

قریب بیٹھا اور

اپنے نچلے لب کو دانتوں میں دبائے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ

زریاب کے

ہاتھ کے قریب لے جاتے انکی نبض چیک کرنے لگا یہ

عمل کرتے ہوئے

اسکا اپنا دل جیسے بند ہو رہا تھا

اگلے ہی پل جیسے اسکے اپنے وجود میں جان سی بھر گئی

انکی

نبض چل رہی تھیں داراب نے ضبط سے سر جھکائے

زور سے آنکھیں

بند کی اور تڑپ کر زریاب کو اپنے سینے سے لگا گیا

اسکی ڈیوٹی اسے جتنا سخت بنا سکتی تھی بن گیا تھا لیکن

یہاں

اسکا بھائی تھا

گرم سیال تیزی سے بہتا اسکے رخسار کو تر کر گیا وہ فورا

سے اٹھ

کر زریاب کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھائے جیپ

کی جانب دوڑ

لگا گیا یا قوت بھی اسکے پیچھے پیچھے نکل گیا انکے نکلتے تیز

بجلی کڑکی قبر پر لگا تختہ روشن ہوا "زرتشم نوشیر وال

"کاش

وہ یہ نام دیکھ جاتا

وہ دونوں زریاب کو لے کر سیدھا ہوسپٹل آئے تھے

جہاں آتے انکو

سیدھا آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا انکی شخصیت سے کون

واقف نہیں تھا ملک کا بچہ بچہ زریاب خان آفندی کو جانتا تھا

تب ہی پورے ہوسپٹل میں ایک بھگدڑ سی مچ چکی تھی ڈاکٹرز

یہاں وہاں بھاگ رہے تھے لیکن داراب نے کسی کو نہیں دیکھا وہ آئی

سی یو کے باہر بینچ پر بیٹھا سر جھکائے بلکل خاموش تھا

اسکا دل

اب تک نارمل رفتار میں واپس نہیں آیا تھا

زریاب کا خون کافی حد تک بہہ چکا تھا تب ہی انکے لئے

بلڈ ارینج

کیا جا رہا تھا

ڈاکٹرز کو بھاگتے دیکھ یاقوت نے ان میں سے ایک کو

روک لیا

میرا او نیگیٹیو ہے۔۔۔" اسکی بات سنتے ڈاکٹر کی آدھی

پریشانی

جیسے ختم سی ہو گئی تھی یہ یونیورسل بلڈ گروپ تھا جو

کسی

بھی گروپ والے شخص کو دیا جا سکتا تھا

کبھی جس خون کو آفندیز نے دھتکارا تھا آج وہی خون

انکے خون

کو بچا رہا تھا

داراب کے وجود میں جیسے کوئی حرکت نہیں ہو رہی

تھی وہ دھیرے

دھیرے ٹھنڈا پڑ رہا تھا جب اسکا موبائل رنگ کرنے

لگا کال صرف

ایک کی نہیں تھی مختلف لوگ اسے کالز کر رہے تھے

پورے سوشل

میڈیا پر یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی تھی

صبح ہونے تک بارش نے ایک بار بھی رکنے کا نام نہیں

لیا تھا سیماب

پوری رات ایک سیکنڈ کیلئے بھی چین سے نہیں بیٹھی

تھی وہ کبھی

داراب کو کال کرتی تو کبھی یاقوت کو اور دونوں ہی

اسکی کال

نہیں اٹھا رہے تھے جب اس نے وقت دیکھا اس

وقت ڈیلی زریاب

چائے پیتے ہوئے نیوز دیکھتے تھے

سیماب نے بھی نجانے کیا سوچ کر سکرین آن کر لی

جہاں پہلی ہی

نظر ہیڈ لائنز پر گئی

"زریاب خان آفندی کو رات کے پہر ایک نامعلوم

افراد نے گولی مار

دی اس وقت وہ آئی سی یو میں ہیں ڈاکٹرز کی جانب

سے کوئی

رسپانس نہیں آرہا پورا ملک اس وقت انکے لئے دعا گو

ہے" لفظ

سکرین پر چل رہے تھے لیکن آج یہ صرف الفاظ نہ

تھے کسی کی

زندگی میں آنے والی قیامت تھی

سیماب کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر فرش پر جا گرا وہ

بے جان سی

صوفے پر ڈھے سی گئی اور پتھرائی نظروں سے سکرین

پر دوڑتے

الفاظ دیکھتی رہی نیوز اینکر ملے زبان میں نیوز پڑھ رہی

تھی لیکن

اسکی ٹرانسلیشن بہت بھیانک تھی

"کیا یہ کسی دشمن کی سازش ہے۔۔۔۔انکو سیٹ سے

ہٹانے کیلیئے یا

پھر کوئی اور معاملہ جاننے کیلیئے ہم سے جڑے رہیں"

"زریاب خان آفندی کی حالت اس وقت نہایت

تشویشناک ہے ڈاکٹرز

کی جانب سے کچھ بتایا نہیں جارہا "

سیماب کا دل بند ہو چکا تھا آنکھوں سے بنا اجازت گرم

سیال تیزی

سے بہنے لگا

جب اسی وقت مورے اسکے کمرے میں داخل ہوئی

یقیناً وہ وہی نیوز

دیکھ کر ہی آئی تھیں یہ ایک سیاست دان کا گھرانہ تھا

جہاں چوبیس

گھنٹے ملک میں کیا ہوتا رہا ہے سب پتہ ہوتا تھا

سیماب۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا ہے بچے۔۔۔؟ وہ بے یقین

سی روتے ہوئے پوچھنے

لگی لیکن کس سے وہ تو خود بے جان ہو گئی تھی اتنی کہ

اسے کچھ

کہنے کا بھی ہوش نہیں تھا وجود یکدم سے ٹھنڈا پڑ گیا

تھا

. ـــــــــــــــــــــــــــ

آج کا موسم ہر دن سے الگ تھا فضا میں دل بند کر

دینے والا سکوت

محسوس ہو رہا تھا ایک گھٹن سی جو سانس روک رہی

تھی

لوگ جوک در جوک جمع ہوتے چلے جا رہے تھے ایک
عجیب سی گہما
گہمی ہر جانب ہونے لگی تھی حویلی کے وسیع و عریض
صحن میں
ہجوم اکٹھا ہو چکا تھا ہر طرف عورتیں حلقہ بنا کر بیٹھی
تھیں، ان
کے ہاتھوں میں قرآن پاک تھے اور فضاء میں
تلاوت کی گونج پھیلی ہوئی تھی۔ آوازیں اتنی بھاری
تھیں کہ سننے والے کے دل کو چیر کر

رکھ دیتی اسکا دل بھی اسی عجیب سی کیفیت کا شکار ہو

رہا تھا

وہ دھیرے دھیرے سے قدم اٹھاتے ہوئے آگے

بڑھنے لگا اسے دیکھ کر

ہجوم خود ہی پیچھے ہو رہا تھا

ہر طرف سوگ کی فضا تھی کونے میں بیٹھی عورتیں

آنچل سے

آنکھوں کے آنسو پونچھ رہی تھیں، تو کوئی بے بس ہو

کر بس قرآن

کے لفظ دہرا رہی تھی اس نے سب کو ایک نظر دیکھا

اسے یہ سیاہ

دوپٹے میں لپٹی عورتیں اچھی نہیں لگی تھی اسے خوف

آرہا تھا

سب سے

مرد حضرات صحن کے ایک طرف خاموش کھڑے

تھے۔ان کے چہرے

سنجیدہ اور آنکھیں نم تھیں۔کوئی چپ چاپ سر

جھکائے کھڑا تھا،

تو کوئی بار بار اپنے آنسو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

چند بزرگ

کونے میں بیٹھے آہستگی سے دعائیں پڑھ رہے تھے وہ

سب کو دیکھتا

سانس لینے کی کوشش کرنے لگا لیکن وہ بھی جیسے آج

نہیں آ

رہی تھی تب ہی اسکی نظر صحن کے بیچوں بیچ رکھی

سفید کفن

میں لپٹی میت پر پڑی اسے دیکھتے اس کا دل دھک سے

رکا قدم

ایک جگہ بے ساختہ جم سے گئے

حویلی کی دیواریں جیسے آج ماتم میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

بڑے

درختوں کی شاخیں ہوا کے ساتھ جھول رہی تھیں،

جیسے وہ بھی

غم کی شدت میں شریک ہوں روشنی مدھم تھی

دیے جل رہے تھے

مگر ان کا نور بھی جیسے ادھورا تھا وہ ایک شخص سب

کچھ

ادھورا چھوڑ گیا تھا

وہ دھیرے سے اس میت کے قریب بیٹھا اور اسے

دیکھنے لگا آج تو

جیسے اسکے ہاتھ بھی بے جان ہو گئے تھے اس میں اتنی

ہمت بھی

نہیں تھی کہ وہ اس کفن کو ہٹا کر اس چہرے کو ہی دیکھ

لیتا

لیکن اسے دیکھتا تھا اسے ہمت کرنی تھی اس نے

دھیرے سے اپنے

کانپتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے اس کفن کو تھاما اور دھیرے

سے ہٹانے کی

کوشش کرنے لگا جب سامنے زریاب کا سفید بے

جان چہرہ دیکھ

زیحال کے ہاتھ یکدم سے لرز اٹھے اور وہ کرنٹ کھا

کر یکدم سے

پیچھے ہٹا اور پھٹی پھٹی نظروں سے انکو دیکھنے لگا

یہ اسکالالا تھا۔۔۔؟اسکالالا۔۔۔؟وہ بے یقین تھا وہ

حیران تھا ایسا

کیسے ممکن تھا وہ اپنے زی کو چھوڑ گئے تھے؟

ایک عورت نے پیچھے سے آکر زیحال کو خود سے لگایا

اسکا نہ رونا

دلوں کو تڑپا گیا تھا

وہ کیسے روتا وہ تو سانس بھی نہیں لے رہا تھا بس بے

یقین سا

زریاب کے بے جان وجود کو دیکھ رہا تھا

ل۔۔۔لالا۔۔۔یہ۔۔۔ مم۔۔۔میرے۔۔۔لالا

۔۔۔ہیں۔۔۔؟وہ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ

سے انکی جانب اشارہ کر کر اس عورت سے پوچھنے لگا

جس نے

تڑپ کر سر ہاں میں ہلایا وہ کرنٹ کھا کر پھٹی پھٹی

نظروں سے

انکو دیکھنے لگا

ن۔۔۔نہیں۔۔۔ نہیں یہ۔۔۔یہ میرے

۔۔۔میرے لالا نہیں ہیں۔۔۔" وہ اس

عورت سے زیادہ خود کو یقین دلا رہا تھا

یہ نہیں ہیں میرے لالا۔۔۔" وہ اس عورت کو پیچھے

ہٹاتا زریاب کی

جانب لپکا

لالا۔۔۔لالا۔۔۔" وہ انکے بے جان وجود کو ہلاتے

ہوئے انکو اٹھانے کی

کوشش کرنے لگا آنکھوں سے تیزی سے گرم سیال

سیلابی ریلے کی

طرح بہنے لگا

لالا۔۔۔"

ہبی۔۔۔۔"اسکی آواز نمیں ایک اور آواز شامل

ہوئی

ببا۔۔۔"ایک ننھے سے ہاتھ نے اسکے سینے کو پکڑ کر

جھنجھوڑا

نہیں۔۔۔یہ میرے لالا۔۔۔ نہیں ہو سکتے۔۔۔لالا

۔۔۔لالا۔۔۔اٹھیں۔۔۔"وہ روتے

ہوئے انکو اٹھانے کی کوشش کرنے لگا

ہبی۔۔۔ہبی کیا ہوا آپ کو۔۔۔ہبی اٹھیں

۔۔۔"زمل اسکا کندھا پکڑ کر

زور سے ہلا گئی جب اچانک زیحال کی آنکھ کھلتے وہ منظر

ہوا

میں تحلیل ہو گیا اسے اپنے جھکے زمل اور زالے کی

صورت دکھائی

دی

ہبی۔۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ کوئی برا خواب دیکھ

رہے تھے۔۔۔؟ وہ اسکے

ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکتی دیکھ فکر مندی سے

پوچھنے

لگی زیحال جیسے اب بھی پوری طرح سے ہوش میں

نہیں آیا

تھا

ببا۔۔۔مالنگ۔۔۔"زالے نے بے حد کیوٹ

انداز میں زیحال کی پیشانی

پر اپنے چھوٹے سے لب رکھے جس میں دنیا بھر کا

سکون تھا زیحال

نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا اور اپنے ساتھ

لٹاتے خود میں
بھینچ گیا

وہ دھیرے دھیرے نیند کے حصار سے باہر آرہا تھا
لیکن اس خواب کا

کیا جو اس نے دیکھا اسکا اثر تو اب تک اسکے دل و دماغ

پر

طاری تھا

ڈرا دیا تھا آپ نے ہبی۔۔۔"زمل اسکے بالوں میں

ہاتھ پھیرتی ایک کس

زیحال کے گال پر اور دوسری زالے کے گال پر دے

کر اٹھتی باتھ روم

چلی گئی جہاں زامل چیخ رہا تھا زالے نہا چکی تھی اور اب

وہ

باتھ روب میں لپٹی اپنے بابا سے لاڈ کر رہی تھی

آگئی میرا بیٹا۔۔۔"زمل اسے ٹب میں ہی چھوڑ کر

چلی گئی تھی

کیونکہ زالے کب سے اپنے ببا کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی

لیکن وہ اٹھ ہی نہیں رہا تھا

زیحال زالے کو بیڈ پر بٹھائے خود ذرا سا اٹھ کر بیڈ کراؤن سے

ٹیک لگائے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھا کر دیکھنے لگا

ایک کال نہ اٹھانے پر اسے اتنا بھیانک خواب آئے گا

اس نے سوچا

بھی نہیں تھا دل اب تک جیسے مٹھی میں تھا

زیحال نے آنکھیں مسل کر ہمت کرتے زریاب لالا

کا نمبر ڈائل کیا کال

جا رہی تھی لیکن آج یہ کال سفر کرتی حویلی کے بجائے

ہسپتال

گئی تھی

اسکی کال جا تو رہی تھی لیکن اٹھائی نہیں جا رہی تھی

زیحال نے

کان سے فون ہٹاتے سکرین پر لالا کا نام دیکھا انکے نام

پر ہی زیحال

کا دل مٹھی میں آرہا تھا کیا واقعی کہہ دینے سے خون

کے رشتے

ختم ہو جاتے ہیں وہ بے ساختہ سوچنے لگا جیسی اسکی

اس وقت

کیفیت تھی تو جواب نہیں میں آرہا تھا یہ تو صرف ایک

کال تھی وہ

خود آجاتے تو زیحال کیسے خود پر قابو کر لیتا

اس نے ہمت کرتے پھر سے کال ملائی رنگنگ ہو رہی

تھی جب زالے نے

اسکے ہاتھ سے موبائل لے لیا

ببا۔۔۔فو۔۔تو۔۔۔"وہ سیلفی لینے والے انداز میں

پاؤچ بنانے لگی ہونٹ

گول کر کر اسکی اس کیوٹ سی حرکت پر زیحال دنگ

رہ گیا

ببا۔۔۔فوتو۔۔۔۔(بابا فوٹو)۔۔۔"وہ اسے بھی اپنے

ساتھ بلا رہی تھی جب

زمل زامل کو چھوٹے سے ٹاول میں چھپا کر باتھ روم

سے باہر لائی

وہ سردی سے بری طرح کانپ رہا تھا

ہبی اسکو گود میں لے لیں۔۔۔ٹھنڈ ہے۔۔۔"وہ خود

اسے تاکید کرتی

دونوں کے کپڑے نکالنے لگی زیحال نے جلدی سے

روتے ہوئے زامل کو

اٹھا کر اپنے کمفرٹر میں چھپا لیا باپ کی آغوش میں آتے

رونا بند کر

کر وہ ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگا

باہ۔۔۔ایم۔۔نالاج (بابا میں ناراض ہوں

)۔۔۔"زالے اسکو ہونٹ گول کر کر

اسکی سیلفی میں نہ آتے دیکھ اپنے ہی بباسے کٹی کر گئ

یہ کیا ہے۔۔۔؟زیحال ہکابکا سا اسے دیکھنے لگا اسکی

حیرت پر زمل

کی ہنسی چھوٹ گئ

آپ کے بچے ہیں۔۔۔"وہ شان بے نیازی سے

کندھے اچکا کر انکے لوشن

پاؤڈر سب کچھ بیڈ پر رکھنے لگی آج انکے لئے بارش کی

وجہ سے

گرم کپڑے نکالے تھے ایک تو دونوں پہلے سے ہی

ماشاءللہ صحت

میں گپو سے تھے اور اب یہ کپڑے پہن کر تو دل چاہتا

دونوں کو

کوچی کوچی کریں

یہ سیلفی لے رہی ہے۔۔؟آئی کانٹ بیلیو۔۔۔"وہ

واقعی حیران تھا

میرا فون چیک تو کریں ذرا آپ کو پتہ چلے آپ کے یہ

نمو نے سارا دن

کرتے کیا ہیں۔۔۔جب فون دکھا۔۔۔بس اٹھا کر

سیلفی بنانے لگ گئے

آڑے ترچھے پوز۔۔۔۔"اسکی بات پر زالے زامل

دونوں کھلکھلانے لگے

جیسے انکو پتہ ہو کہ انکی ہی بات ہو رہی ہے

بیا۔۔۔چھپلی۔۔۔۔(بھیا سیلفی

۔۔۔)۔۔۔"زالے کے بلانے پر گگو بنا زامل

جھٹ سے زیحال کی گود سے اتر کر زالے کے ساتھ

بیڈ پر ہی کھڑا

ہو گیا زالے باتھ روب میں اور زامل ٹاول میں لپٹا

دونوں جڑ کر کھڑے

ہوتے پوز بنانے لگے جب انکی اس حرکت پر زیحال کا

یکدم سے

پھوٹ کر قہقہہ نکلا اسکے ساتھ ہی زمل بھی ہنسنے لگی

کمرے کی

درودیوار پر جیسے یکدم سے بہار آگئی ہو

باہ۔۔۔دونت۔۔۔لاف۔۔۔"زامل سیر یس موڈ

میں تھاتب ہی اپنے ہنستے

ہوئے باپ کے منہ پر اپنا ننھا سا ہاتھ رکھ کر اسکی ہنسی

روکنے کی

ناکام سی کوشش کرنے لگا

اوکے۔۔۔اوکے بیٹا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔بٹ یہ کیا ہے

۔۔۔آپ دونوں ابھی بہت

چھوٹے ہو۔۔۔"وہ بمشکل ہی اپنی ہنسی روک پایا تھا

کہ تب ہی پھر

سے ہنسی نکل گئی

ناہ۔۔۔دالے۔۔۔پنشج۔۔۔می چھوپل مین۔۔۔ببا

۔۔۔''زامل چیخ کر اسے

بتانے لگا کہ وہ چھوٹے نہیں ہیں بھئی وہ خود سپر مین

اور اسکی

بہن پر بسسز ہے اوکے سمجھ لو سارے

ہاہاہا۔۔۔میری جان بٹ چھوٹے والے

۔۔۔''زیحال نے باقائدہ انگلی اور

انگوٹھے سے چھوٹے کی جانب اشارہ کیا

ناہ۔۔۔مما۔۔۔"زامل نے چیخ کر اپنی پارٹی کی مین

لیڈر کو میدان میں

گھسیٹا

ہبی نہیں کریں تنگ۔۔۔یہ چیخ کر میرے سر میں درد

کرے گا۔۔۔"وہ

کب سے انکی سیلفی بن جانے کے انتظار میں بیٹھی تھی

تاکہ دونوں

کو کپڑے پہنا کر ریڈی کر سکے جانتی تھی ناں اپنی

اولاد کو نیچ

میں تنگ کرتی تو ان دونوں نے رو رو کر اسی کا جینا

مشکل کر دینا

تھا

اسکے سر کی ایسی کی تیسی۔۔۔میری بیوی کے سر میں

درد کرو گے

ہاں۔۔۔چھوٹے فتنے۔۔۔"وہ زامل کو اٹھا کر اپنے

کندھے کے پیچھے الٹا

کر اسکی چیخیں نکلوا گیا لیکن خوشی اور مستی والی

ناہ۔۔۔ببا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔"وہ اپنے پیٹ میں گدی

گدی ہوتے محسوس کر کر

دل وجان سے کھلکھلادیا زالے آرام سے معصومیت

سے ٹکر ٹکر

ان دونوں کو دیکھنے لگی جب زامل کو نیچے اترتے دیکھ وہ

تیز تیز

تالیاں بجانے لگی

ببا۔۔۔ون۔۔۔۔ماہ۔۔۔ببا۔۔۔ون (میرے بابا

جیت گئے یاہو۔۔۔)" اسکی

معصومیت اور محبت پر زیحال کو ٹوٹ کر اپنی بیٹی پر پیار

آیا

اس نے زامل کو چھوڑے زالے کو گود میں لیتے اسکے

گالوں پر ڈھیر

سارا پیار کیا

اسے زمل کے بعد زالے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز

تھی وہ جان دیتا

تھا اپنی بیٹی پر لوگ کیسے بیٹیوں پر ظلم کر لیتے ہیں یہاں

اسکے

لئے بیٹی اسکی آتی جاتی سانسوں میں شامل ہوگئی تھی

زی حال کتنی ہی دیر دونوں کے ساتھ کھیلتا رہا دونوں

نے صرف ایک

ہی بار میں اپنے باپ کو سارے غم بھلا دیے تھے

واقعی اسکے پاس

خدا کی نعمت اور رحمت دونوں تھیں زمل تینوں کو

محبت بھری

نظروں سے دیکھتی دل ہی دل میں اپنی فیملی کی

خوشیوں کی

دعا کرنے لگی

ببا۔۔۔چھپلیی۔۔۔(بابا سیلفی)۔۔۔؟زالے کو پھر

سے سیلفی کا بھوت

سوار ہو گیا تھا زیحال نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا

یہ اسکے اندر سیلفی کے جراثیم کہاں سے آ گئے

۔۔۔"وہ واقعی سوچنے

لگا تھا کیونکہ اسکا اپنا موبائل چیک کیا جاتا تو قسمت سے

ہی کوئی

اسکی اپنی تصویر ملتی ساری زامل زالے کی رینڈم

تصویریں بھری

پڑی تھیں یا پھر اسکی تین بڑی بگڑی اولادوں کی

زامل کی وہ صرف اپنے پرسنل موبائل میں رکھتا تھا

جہاں صرف وہ

اسے دیکھ سکے اور رہی بات زامل کی تو اسے بھی کبھی

تصویروں

کا چاہ نہیں رہا تھا

دونوں میاں بیوی موبائل صرف ایک دوسرے سے
بات کرنے کیلئے
رکھتے تھے تھوڑی دیر کی بھی دوری جو دونوں سے
برداشت نہیں
ہوتی تھی
اب زالے کو دیکھ وہ فکر میں پڑ گیا تھا
صحبت کا اثر ہے ہی۔۔۔ مشی آپی کے ساتھ سارا دن
رہتی ہے میک اپ

اور سیلفی ہی لینا سیکھے گی یہ چھپکلی۔۔۔"اسکے منہ

سے

چھپکلی سنتے جہاں زیحال کی ہنسی چھوٹی وہی زالے نے

اپنی ماما

کو گھور کر دیکھا

می۔۔۔تپکل۔۔۔ناہ۔۔۔ مما۔۔۔۔(میں چھپکلی

نہیں ہوں مما)۔۔۔"اس نے

ٹھسک کر منہ بناتے ہوئے کہا جس پر زمل بھی ہنس

پڑی

یس۔۔۔میرا بیٹا آپ نہیں ہو۔۔۔ جلدی سے ادھر

آؤ۔۔۔ مما آپ کو تیار

کریں گی۔۔۔ عبدلباری بھیا کے پ۔۔۔اوہ سوری

۔۔۔عبدلباری کے پاس

جانا ہے ناں۔۔۔"اسکے بیچ میں بریک لگانے پر

زیحال نے فوراً اسکی

جانب دیکھا پھر اپنی بیٹی کو یہ احساس عجیب تھا لیکن

خوشگوار

عبدل باری کے ساتھ ایک الگ ہی لیول کی محبت

زیحال کو محسوس

ہوتی تھی شاید اس لئے کہ وہ اسکے بھائی کی اولاد ہے یا

پھر اس

لئے کہ آگے کی زندگی میں وہ اسکی بیٹی کا محافظ بنے گا

دل و

جان سے اسکو چاہے گا

عبدلباری کے نام پر زالے فون رکھتی فورا اسے اپنی

ماں کے پاس آئی

اور اچھی بچی بن کر بیٹھتی تیار ہونے لگی

اسکے کپڑے مجھے دو۔۔۔اس افلاطون کو میں تیار

کروں۔۔۔ہر وقت

بس فائٹ ہی رہ گئی اسکے لئے۔۔۔۔"زامل کو اپنے

موبائل میں ڈھیشم

ڈھیشم والی گیم کھیلتے دیکھ زیحال نے اسے ٹاول سے

آزاد کیا مگر

مجال ہے اس نے موبائل چھوڑا ہو باپ اسے تیار کر رہا

تھا اور وہ

گیم کھیل رہا تھا

ہبی۔۔۔آپ کو یاد ہے انکے پہلے دن آپ نے

یوٹیوب سے دیکھ کر انکو

ڈائپر لگایا تھا۔۔۔"وہ خوبصورت پل یاد کرتے زمل

زیحال دونوں

دلکش انداز میں مسکرا دیے

وہ اتنے دن سے دکھی تھا آج اسکے بیوی بچوں کے بیچ

کسی غم

کی کوئی وقعت نہیں رہی تھی سب بے کار ہو گئے

تھے

ماہ۔۔۔بائی۔۔۔ہاپی۔۔۔ہاپی۔۔۔(ماما باری ہیپی

ہیپی ہے)؟وہ پچھلی

رات بخار میں تڑپتا رو رہا تھا زالے کو وہی یاد تھا اس

لئے وہ اب

پوچھ رہی تھی کہ وہ ہیپی ہے یا رو رہا ہے

ماما ڈونٹ نو۔۔۔ابھی ہم نیچے جا کر دیکھیں گے

۔۔۔آپ باری کو پیار

کرناوہ ٹھیک ہو جائے گا او کے ۔۔۔"اپنی ماں کی بات

پر زالے نے فورا

سے سر تیزی سے ہاں میں ہلا یا اور پاؤڈر اپنے ہاتھ پر

لگاتے ہوئے خود

ہی منہ پر لگانے لگی ساتھ تھوڑا ٹیسٹ بھی

کرنے لگی

اب بھی سفید بھوتنی بننا ہے ۔۔۔ ادھر دو مجھے

۔۔۔ پاؤڈر تو وہ اسے

کھاتے ہیں جیسے ثواب ملتا ہو۔۔۔"زالے اور عبدل

باری کو پاؤڈر سے

عشق تھا اسکا ٹیسٹ اممم۔۔۔یمی یمی تھا

ہی۔۔۔آپ کے لئے۔۔۔کیا نکالوں۔۔۔پینٹ

شرٹ یا شلوار قمیض۔۔۔؟وہ

پچھلے دن اسکا پہناوہ یاد کرتی اپنے دل کو قابو کرنے لگی

اب

بھی کبھی کبھی شرم ایسے آجاتی تھی جیسے وہ شوہر نہیں

منگیتر

ہو

تمہیں کیا اچھا لگتا ہے۔۔۔؟ وہ شریر نگاہوں سے

اسکے چہرے کی

سرخی بھانپتا اس سے لطف اندوز ہونے لگا

مجھے۔۔۔امم۔۔۔پتہ نہیں۔۔۔" وہ ہاتھ میں

لوشن اور پاؤڈر اٹھائے

جانے ہی لگی تھی جب زیحال نے اسکی کلائی تھام کر

ایک ہی جست

میں اپنی گود میں بٹھالیا

ہ۔۔۔ ہبی کیا کررہے ہیں۔۔۔ وہ دونوں دیکھ رہے

ہیں۔۔۔" وہ پیچھے

زامل زالے کو کھیل میں مصروف دیکھ جھینپ کر

بولی

دیکھیں بھلے۔۔۔ انکی وجہ سے میں مزید اپنے جذبات

قابو میں نہیں

رکھ سکتا وائفی۔۔۔" وہ دھیرے سے زمل کے

کندھے سے بازو نیچے

کرتے اپنے لب پوری شدّت سے ٹکا گیا

بتاؤ۔۔۔کیا اچھا لگتا ہے تمہیں۔۔۔"زیحال کی آواز

بھاری اور جذبوں

سے چور تھی

مم۔۔۔مجھے آپ پر۔۔۔قمیض زیادہ اچھے لگتے ہیں

۔۔۔"وہ اپنی جان

بخشی کے چکر میں جلدی سے بول پڑی

مما۔۔۔یو بے۔۔۔بی۔۔۔؟اپنے باپ کی گود میں

اپنی ماں کو دیکھ زامل

چھوٹ سے بولا کہ وہ بے بی ہے ؟ کیونکہ ایسے تو بے بی

بیٹھتے ہیں

ناں اسکی بات سن کر زمل اٹھنے کی کوشش کرنے لگی

لیکن زیحال

کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا

یس۔۔۔ میرا پہلا بے بی۔۔۔ تمہاری مما ہے۔۔۔ تم

دونوں بعد میں ٹپکے

ہو۔۔۔"زیحال کے جواب پر زمل نے آنکھیں

چھوٹی کر کراسے

گھوراوہ بھول رہا تھا اسکا بیٹا کتنی جلدی باتوں کو ذہن

نشین

کرتا ہے

تپکا۔۔؟ مما۔۔۔؟وہ گردن ٹیڑھی کیئے زمل سے

معصومیت بھرے انداز

میں اس لفظ کا مطلب پوچھنے لگا زالے منہ میں انگلی

لیئے سب

دیکھ رہی تھی وہ باتیں جلدی نوٹ نہیں کرتی تھی

اسے وقت لگتا

تھا

آ۔۔۔ پ کا مطلب۔۔۔ آپ میری گودی میں آئے

تھے ناں بیٹا۔۔۔" وہ ہڑبڑاہٹ

کے مارے جواب بھی نہیں دے سکی ٹھیک سے

گودی میں کس نے دیا تھا ہاں۔۔۔" زیحال بھنویں

مٹکاتے اسے مزید

حیا سے سمٹنے پر مجبور کر گیا زمل شرم سے لال ہوتی

یہاں سے گم

ہو جانا چاہتی تھی

میں آپ کے لئے کپڑے نکال دیتی ہوں۔۔۔" وہ
جلدی سے خود کو اسکی
گرفت سے آزاد کرواتی اس منظر سے اوجھل ہو گئی
دل زور زور سے
کانوں میں دھڑکنے لگا تھا وہ دروازے کے پیچھے کھڑی
ہو کر تیز تیز
سانسیں لیتی اپنی حالت میں واپس آنے لگی وہی
دوسری جانب

زیحال اسے جان لٹاتی نظروں سے دیکھتا رہا صرف

ایک جھلک اس

ظالمہ کی پھر دکھ جائے دل کی حسرت پوری ہو جاتی

داراب کی پوری ٹیم اس وقت یہی ہوسپٹل میں

موجود تھی سب کے

سب داراب کے ساتھ تھے ڈیوٹی سب کی اپنی جگہ

تھی لیکن اس

وقت وہ دار اب کیلئے اوورٹائم دے رہے تھے لیکن وہ

خود اس وقت

کچھ بھی کہنے کرنے یا سننے کی سکت میں نہیں تھا وہ

رات سے ایک

ہی پوزیشن میں بیٹھا تھا یا قوت نے باقی سب انتظامات

دیکھے اس

کیلئے زیحال کا فیصلہ بہت معنی رکھتا تھا لیکن یہاں اسکے

باپ کے

گھر والے تھے جن کی وجہ سے ہی کہیں نہ کہیں ان
تینوں کو زیحال
جیسا باپ ملا تھا تو کیسے ممکن تھا یاقوت ان سب کو اکیلا
چھوڑ
دیتا وہ تو جان بھی مانگتے تو یاقوت مرزا پیچھے نہ ہٹتا
آپ بتا کیوں نہیں رہے۔۔۔کیسی کنڈیشن ہے اب
لالا کی۔۔۔رات سے
سولی پر لٹکا رکھا ہے آپ سب نے۔۔۔کچھ بتائیں تو
سہی۔۔۔"یاقوت

کواب پورے سٹاف پر غصّہ آرہا تھا

دیکھیں۔۔۔زریاب خان کی حالت کے بارے میں

فلحال کچھ کہا نہیں

جاسکتا۔۔۔ گولی انکے سینے میں لگی تھی اور دیر سے

ہوسپٹل لانے

کی وجہ سے ان میں کافی حد تک کمزوری آگئ تھی

۔۔۔اب ہم پوری

کوشش کررہے ہیں آگے خدا کی مرضی۔۔۔"وہ

نہایت پروفیشنل

انداز میں بولتے رپورٹس کی جانب متوجہ ہو گئے جبکہ

انکی بات پر

یاقوت جیسے کچھ لمحے سانس بھی نہیں لے سکا

اسکی نظروں کے سامنے اپنے باپ کا وہ بکھرا روپ بار

بار آرہا تھا وہ

پہلے ہی بہت کچھ برداشت کر گیا تھا جیسے اب رشتوں

میں حالات

چل رہے تھے ایسے میں زریاب خان کا سب کو چھوڑ

جانا پیچھے

رہ جانے والوں کو بھی ختم کر جاتا اسکا باپ ان سے

چھن جاتا یہ

دکھ زیحال کے لئے بہت بڑا ثابت ہونے والا تھا

آپ۔۔۔آپ۔۔۔پوری کوشش کریں ناں

۔۔۔اور۔۔۔اور خون چاہئے تو میرا

اور لے لیں۔۔۔چاہیں ایک ایک قطرہ نچوڑ لیں

۔۔۔لیکن۔۔۔لیکن لالا کو

بچالیں۔۔۔پلیز۔۔۔"اسکی بے بسی اس وقت عروج

پر تھی وہ آج

زریاب کی زندگی کی بھیک صرف اس لئے مانگ رہا تھا

کہ انکے

پیچھے اسکا باپ تھا وہ اپنے باپ کو دور جاتے ہوئے

نہیں دیکھ

سکتا تھا سوچ کر ہی جان سی نکل رہی تھی

دیکھیں مرزا صاحب۔۔۔آپ نے پہلے ہی اپنی سکت

سے زیادہ بلڈ

ڈونیٹ کر دیا ہے۔۔۔اب ہم چاہ کر بھی آپ سے

نہیں لے سکتے اگر

ضرورت پڑی تو کسی اور کو ارینج کر لیں گے۔۔۔آپ

اپنا بھی تو

سوچیں۔۔۔"وہ اسے جانتے نہیں تھے لیکن اسکے

انداز سے چھلکتی

کسی کیلئے محبت انکو حیران کر رہی تھی

کسی اور کو کیوں۔۔۔میں نے کہاناں۔۔۔میں ہوں

۔۔۔"یاقوت کا ضبط

ٹوٹتے آواز یکدم سے بلند ہو گئی جس پر ڈاکٹر اس سے

تھوڑا گھبرا

سے گئے

انکوڈرتے دیکھ یاقوت کواپنی غلطی کافوراًاحساس ہوا وہ

دھیما

پڑتے گہری سانسیں خود میں بھرنے لگا

ایم۔۔۔سوری۔۔۔میں۔۔۔میں تھوڑا جذباتی ہو گیا

۔۔۔لیکن دیکھیں۔۔۔اگر

بات بلڈ کی ہے۔۔۔تو میں اپنے وجود کا آخری قطرہ

بھی دینے کو تیار

ہوں۔۔۔میں جانتا ہوں زندگی موت کا مالک میرا اللہ

ہے۔۔۔لیکن اگر

زریاب لالا کو کچھ بھی صرف اس لئے ہوا کہ انکو بلڈ

نہیں مل سکا

تو یاد رکھیں آپ سمیت یہاں ایک ایک سٹاف ممبر کی

سانس لینی

بھی مشکل کر دونگا۔۔۔" وہ انگلی اٹھا کر درشتگی سے

انکو وارن کرتا

انکے آفس سے نکل کر باہر آگیا جہاں پہلی نظر کی

داراب پر گئی

اسے ایسے بیٹھے دیکھ یاقوت کا دل پل میں مٹھی میں آگیا

تھا وہ

کتنا بے بس معلوم ہو رہا تھا چیخنے والے شخص سے

زیادہ ازیت میں

وہ شخص ہوتا ہے جو ان چیخوں کا گلا اپنے اندر ہی گھونٹ

لے

اور داراب انہی میں سے ایک تھا

یاقوت دھیرے سے قدم قدم چلتا ہوا اسکے قریب آ کر بینچ پر بیٹھا

اور گہری سانس خارج کی ہر طرف مکمل خاموشی تھی

اندر زریاب کا علاج چل رہا تھا ڈاکٹرز کی پوری ٹیم موجود تھی لیکن

کون جانے کبھی کبھی دواؤں سے زیادہ کسی کی محبت کی شدید

ضرورت ہوتی ہے زندگی کو بچانے کیلئے لوگوں کیلئے

محبت آج کچھ

نہیں رہی تھی جبکہ یہ احساس ہی تو اصل زندگی ہوتا

ہے اسکے

بغیر آج رشتے بلکل کھوکھلے ہو چکے تھے

وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔"یاقوت کی دھیمی آواز

داراب کے کانوں سے

ٹکرائی اسکی پلکیں دھیرے سے جھپکی

وہ نہیں ہونگے ٹھیک۔۔۔" اسکی بات پر یاقوت نے

فوراً سے اسکے

چہرے کو دیکھا وہ اس رونا چاہتا تھا لیکن رو نہیں پا رہا تھا

یاقوت

کو بلاشبہ اس پر ترس آنے لگا

جب تک انکے کانوں میں وہ آواز نہیں سنائی دے گی

۔۔۔جو انکو۔۔۔

انکو قبرستان لے گئی۔۔۔" اسکے لبوں سے بے اختیار

سسکی برآمد

ہوئی

اتنے عرصے سے زریاب خان اس جگہ جانے کی ہمت

نہیں کر پائے تھے

جب گئے ہونگے تب کتنی ازیت میں ہونگے اسکا انداز

کرتے ہوئے بھی

داراب کا دل ڈوب رہا تھا

قبرستان میں کون ہے۔۔۔؟ یہ سوال یاقوت کب

سے کرنا چاہتا تھا

لیکن موقع ہی نہیں مل پا رہا تھا

میری بہن۔۔۔"بہن کے نام پر یاقوت نے چونک کر

اسے دیکھا

بہن۔۔۔؟ وہ پوچھنا چاہتا تھا کونسی بہن کس کی بہن

انکی تو ایک

ہی بہن تھی ناں۔۔۔اور وہ قبرستان کیسے وہ تو۔۔۔یہ

سب یاقوت کے

ذہن میں بجلی کی سی رفتار سے دوڑنے لگا تھا اس سے

پہلے یہ سارے

سوال اور الفاظ اسکے لبوں پر آتے یاقوت کی جیب میں

پڑا فون

بجنے لگا اس نے گڑبڑا کر فون نکالا

اسکے چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے کسی تیز رفتار

ٹرین کو ایک

دم سے بریک لگا دی گئی ہو موبائل پر مشی کا نام دیکھ وہ

اٹھ کر

ایک جانب آ گیا

ہاں مشی بولو۔۔۔"

یاقوت۔۔۔لالا کو کیا ہوا ہے۔۔میں نے ابھی نیوز

دیکھی ہے۔۔۔وہ ٹھیک

تو ہیں ناں۔۔۔"اسکی آواز میں از حد پریشانی تھی

کیا۔۔؟نیوز۔۔۔؟نیوز کے نام پر ہی یاقوت کو ایک

دم جھٹکا سا

لگا

اوہ گاڈ۔۔۔بھائی کہاں ہیں۔۔۔انہوں نے نیوز تو

نہیں دیکھی۔۔؟اسے

زیحال کا خیال ایک دم سے ستانے لگا

مجھے نہیں پتہ۔۔۔بٹ لاؤنج کا ٹی وی تو بند ہے

۔۔۔"وہ اس وقت

کمرے سے باہر آئی تھی جہاں صرف کومل

عبدلباری کے ساتھ کھیل

رہی تھی اسکا بخار اب تک نہیں گیا تھا

اسے بند ہی رہنے دینا اور خیال رکھنا بھائی نیوز نہ دیکھ

پائیں۔۔۔پلیز

مشی۔۔۔یہ کر دو گی ناں۔۔۔؟اسکا انداز التجائیہ تھا

ہاں۔۔۔ تم بس لالا کا دھیان رکھنا۔۔۔ تم کیا کر رہے
ہو مجھے کچھ

سمجھ نہیں آرہی۔۔۔" وہ پہلے سے زیادہ اب پریشان
ہونے لگی تھی

یاقوت نے اپنی پیشانی چٹکیوں میں تھامتے گہری سانس
لی

میں خود غرض بن رہا ہوں۔۔۔" اسکی آواز بوجھل
تھی وہ بے بسی کے

آخری مقام پر تھا مشی کو ایک پل کیلئے جیسے چپکی سی

لگ

گئی

میں اپنے باپ کو نہیں کھو سکتا مشی۔۔۔ورنہ تم تینوں

ہمیں کھو

دو گی۔۔۔"اسکی بات اتنی گہری تھی کہ مشی کو اپنی

سانسیں سینے

میں ہی اٹکتی ہوئی محسوس ہوئی اس نے کال کٹ کر

دی تھی

لیکن مشی اپنی جگہ سے کتنی ہی دیر ہل تک نہیں پائی

وہ کب سے لاؤنج میں یہاں سے وہاں جلے پیروں والی

بلی بنا گھوم

رہا تھا ملازم اسکے کمرے میں موجود اسکے بیگ پیک کر

رہے تھے

عین بھی وہی لاؤنج میں ہی موجود اسے دیکھ رہی تھی

جس کے

چہرے کی رنگت زرد پڑ چکی تھی

جب ہمت نہیں تھی تو کیوں کیا ایسا۔۔۔ کیا بگاڑا تھا

زریاب خان نے

تمہارا۔۔۔"اسے بالاج پر شدید غصّہ آرہا تھا جس نے

رات کی تاریکی

میں ایسا قدم اٹھا کر بزدلی کا اعلی ثبوت پیش کیا تھا

تم کو کیوں اتنی فکر ہے اسکی۔۔۔امارا لالا انکے قبضے

میں ہے۔۔۔اس

کیلئے تم ایک بار بھی اپنے منہ شریف سے نہیں پھوٹا

۔۔۔ادر تم کو

دورے پڑ رہے ہیں۔۔۔ چکر کیا ہے۔۔۔؟ بالاج

رک کر اسے ہی کڑی سخت

نظروں سے دیکھتے ہوئے استفسار کرتا عین کو گڑ بڑا

جانے پر مجبور

کر گیا

آ۔۔۔ام کو کیوں نہیں فکر ہو گی خان کی۔۔۔لیکن

اسکو تو وہ زیحال

لے کر گیا تھا۔۔۔زریاب کا غلطی نہیں ہے اس میں

۔۔۔"اسکی بے جا

حمایت بالاج کا خون مزید کھولا رہی تھی

اس چوہے کو توام دیکھ لے گا۔۔۔ہمت کیسے ہوئی

امارے لالا کے

گریبان پر ہاتھ ڈالنے کی۔۔۔ بھول گیا۔۔۔کیسے بھگایا

تھا ادھر سے۔۔۔۔"

وہ اپنی ہلکی ہلکی بئیرڈ مسلتے اشتعال انگیز لہجے میں بولا

بہن پیش کر کے۔۔۔"عین کی بات پر بالاج نے

کرنٹ کھا کر اسکی

جانب دیکھا جس کے آج صرف یہ الفاظ نہیں اسکی

مردانگی پر

زور کا تمانچہ تھا

ام کو ایسے مت دیکھو۔۔۔۔اب دنیا جانتی ہے

۔۔۔کہ تم نے کیا حرکت

کی تھی۔۔۔ نظر تم پہلے سے اس گل پر رکھتا تھا

۔۔۔اپنے لالا کو ایسے

الٹی پٹی پڑھا کر گل کو حاصل کرنے کا پلان تمارا تھا

۔۔۔"اسکی

باتوں پر بالاج چند پل سانس بھی نہیں لے سکا یہ سب

وہ کیسے

جانتی تھی اور جانتی بھی تھی تو آج تک چپ کیوں

بیٹھی تھی وہ

چاہتی تو وہاج خان کو بتا سکتی تھی

اب تم نے دوبارہ۔۔۔زریاب خان کی طرف دیکھا

بھی تو۔۔۔ام عین

وہاج تم کو کہیں کا نہیں چھوڑے گا سمجھا تم۔۔۔بزدل

آدمی۔۔۔۔" وہ

سخت لفظوں میں اسے تنبیہہ کرتی اٹھ کر وہاں سے

چلی گئی جبکہ

بالاج کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے اور کیا کرے اسکے گھر

کی

عورت اسے ہی اسکے دشمن کے نام کی دھمکی دے گئی

تھی کیسا

وقت آگیا تھا بالاج خان پر

خان جی۔۔۔ جلدی کریں۔۔۔ام کو نکلنا ہے

۔۔۔پولیس کسی بھی وقت

ادھر آسکتی ہے۔۔۔" ملازم اسکا بیگ اٹھائے جلدی

سے بولا

بالاج کچھ وقت کیلئے منظر سے غائب ہونا چاہتا تھا

کیونکہ جلد ہی

سب کو پتہ چل جانے والا تھا کہ گولی کس کی بندوق

سے نکلی

تھی پھر آگے جو داراب سے اسکا سامنا ہونے والا تھا

اسکا تو بالاج

خان آفندی سوچ بھی نہیں سکتا تھا

وہ عین کا حساب آنے والے وقت پر چھوڑتا سر پر شال

لئے ملازم

کے ہمراہ باہر نکل گیا

اسی نے زریاب خان پر گولی چلائی تھی تا کہ ایک بھائی

کے دنیا سے

رخصت ہوتے باقی دو اپنے آپ کمزور پڑ جائیں پھر

بالاج خان کے

قہر کی لپیٹ میں دونوں ہی آسانی سے آجاتے

زریاب خان پر حملہ کرنا بہت مشکل تھا کیونکہ وہ

پٹھان بعد میں

پہلے ایک معروف شخصیت تھے جن کی سکیورٹی پر دن

بھر

لاکھوں ڈالرز لگائے جاتے تھے

لیکن وہ رات کے اندھیرے میں حویلی سے اکیلے نکلنے

کی غلطی کر

کر خود اسے موقع دے گئے

عین کمرے میں آتے اپنے موبائل سے کسی کو کال

کرنے لگی یہ کوئی

ہزارویں بار کال کی جارہی تھی مقابل تیسری رنگ پر

اسکی کال

اٹھالی

س۔۔۔سنو۔۔۔زریاب کیسا ہے اب۔۔۔؟وہ

ٹھیک تو ہے ناں۔۔۔؟استفسار

کرتے اسکے لہجے میں بے اختیار نمی اتر آئ مقابل نے

اسے جو اطلاع

دی اسے سن کر عین کی رنگت جیسے ایک دم سے سکڑ

سی

گئی

ام۔۔۔ام اسکو دیکھنے آسکتا ہے۔۔۔؟ صرف ایک

نظر۔۔۔" وہ بے چین سی

روتی ہوئی مقابل سے التجا کرنے لگی جس پر اس نے

اسے اجازت

دے کر عین کی سانسوں میں جیسے سانس ڈال دی تھی

وہ اسکا

شکریہ ادا کرتی جلدی سے اپنی شال وارڈروب سے

نکال کر خود کو

اچھے سے ڈھانپنے لگی وہ جانتی تھی ایسے حالات میں

اسکا وہاں

جانا رسکی تھا لیکن دل کے آگے کب کچھ دیکھا جاتا

ہے

ـــــــــــــــــــــــــــــــ

ہوسپٹل کا ماحول سنگین تاثر دے رہا تھا باقی مریضوں

کیلئے دوسرا

وارڈ خالی کروا دیا گیا تھا سارا اسٹاف اس وقت زریاب

خان کیلئے

موجود تھا

یاقوت نے بے چین ہوتے اٹھ کر آئی سی یو کے

دروازے میں لگے

ٹرانسپیرنٹ مرر میں سے اندر زریاب کو دیکھا جن

کے سینے جو اس

وقت تاروں میں جکڑا ہوا ہوا چہرے پر آکسیجن ماسک

لگا تھا

مشین میں انکی سانسوں اور دھڑکنوں کی لائن نارمل

رفتار سے بھی

کم میں چل رہی تھی

یاقوت بوجھل دل سے پیچھے مڑنے ہی لگا تھا جب اسکی

نظر

راہداری میں چیکنگ کے درمیان کھڑی سیماب پر

پڑی آج یہاں کسی

کی بیوی کو بھی نہیں دیکھا جارہا تھا سب کی چیکنگ ہو

رہی تھی

یاقوت اسے دیکھ فوراً اسے اسکی جانب گیا اور اپنے

ساتھ بنا

چیکنگ کے اندر لے آیا اسکے لئے آج قدم اٹھا پانا

نہایت مشکل ہو رہا

تھا

داراب نے نگاہ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا اسکے چہرے پر

چھائی بے

بسی سیماب کا دل ایسے ہی بند کر گئی تھی

وہ پٹھانوں کی عورت تھی جن کو اپنے آپ کو ایسے
موقعوں کیلئے
پہلے سے تیار رکھنا پڑتا تھا لیکن یہاں معاملہ عشق کا تھا
وہ بے
جان سی کھڑی ایک اجازت کی منتظر تھی یاقوت نے
ڈاکٹرز کو باہر
نکلنے کا کہتے سیماب کیلئے آئی سی یو بلکل خالی کروا دیا
وہ بند دل کے ساتھ جیسے ہی اندر داخل ہوئی نظر
زریاب پر پڑتے دل

کو دھکا سا لگا

وہ مرے مرے سے قدم اٹھاتی ہوئی انکے قریب آ کر

رکی اور انکو

دیکھنے لگی آج اپنے خان کو ایسے دیکھ اسے اچھا نہیں لگا

تھا بلکل

بھی نہیں دو موتی ٹوٹ کر آنکھوں کی باڑ سے باہر نکلے

اور پھسل

کر زریاب کے ہاتھ پر جا گرے

"ام کو کچھ دیر اکیلا رہنے دو۔۔۔"سیماب کی سماعتوں

میں انکے

الفاظ گونجنے لگے

اس لئے تم نے ام کو اکیلا رہنے کا بولا تھا۔۔۔"وہ

زریاب کے سفید

چہرے کو دیکھتی کرب سے بولی ناک لال ہو رہی تھی

آنکھیں بھیگتی

ساتھ چہرے کو بھی بھیگا رہی تھیں

تا کہ تم ۔۔۔ام کو اکیلا چھوڑ دے ۔۔۔"آج اسکے

الفاظ درد میں ڈوبے تھے

دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا سیماب نے کانپتے

ہوئے ہاتھوں

سے زریاب کا ہاتھ تھاما اور بے جان ہوتی وہی فرش پر

بیٹھ کر اسکے

ہاتھ پر پیشانی ٹکا کر سسک سسک کر رو پڑی

اٹھو۔۔۔خان ۔۔۔اٹھو۔۔۔تم ایسے نہیں کر سکتا

۔۔۔ام نہیں جی سکتا

تمارے بغیر۔۔۔ام مر جائے گا خان۔۔۔ام کو اکیلا

مت چھوڑو۔۔۔"وہ

تڑپتی ہوئی مزید بے جان ہوگئی پورے روم میں مشین

کی آوازوں

میں سیماب کی سسکیاں شامل ہونے لگی تھی یاقوت

باہر کھڑے

اسے دیکھ رہا تھا اسکی تڑپ کر یاقوت کا دل گہرائی میں

جاڈوبا

تھا محبت کرنے والے بھی کتنے بزدل ہوتے ہیں ذرا

بھی جدائی کی

بات آئے تو وہی گھٹنے ٹیک دیتے ہیں ان سب میں

ایک خون تھا وہ

آفندیز تھے عشق میں جان وار دینے والے

سیماب نے روتے ہوئے سر اٹھا کر زریاب کی جانب

دیکھا جن کی

آنکھیں بند تھیں وجود میں کوئی حرکت نہیں تھی

صرف ایک

مشین تھی جس سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ سانس لے

رہے ہیں انکا دل

کام کر رہا ہے لیکن یہ سب سیماب کے دل کو بند کر رہا

تھا وہ تڑپ

کر اٹھی اور زریاب کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی

آنکھوں سے گرم

سیال تیزی سے بہہ رہا تھا

خان۔۔۔خان۔۔۔دیکھو۔۔۔تمارا خانی تم سے کہہ

رہا ہے خان۔۔۔اٹھو۔۔۔

خان ام کو ایسے مت مار وام تمارے بغیر جی نہیں پائے

گا خان۔۔۔۔

خان تم سن رہا ہے۔۔۔خان اٹھوناں۔۔۔"وہ روتے

ہوئے انکے سینے پر سر

رکھ گئی آنسوں تواتر بہتے انکے برہنہ سینے پر گر رہے

تھے

ام کیسے تم کو اٹھائے۔۔۔ام کیسے بتائے تم کو ایسے دیکھ

کر ام کیسے

مر رہا ہے۔۔ام کو سانس نہیں آرہی خان۔۔۔امارا

زندگی تو تم ہے۔۔۔

اور تم کیا کر رہا ہے۔۔۔کیوں بولا۔۔کیوں بولا کہ ام

کو اکیلا چھوڑ دو

ہاں۔۔۔بولو۔۔۔''وہ سر اٹھائے روتی ہوئی کس

تڑپ سے پوچھ رہی

تھی اسے جی بھر کر پچھتاوہ ہو رہا تھا کہ اس نے کیوں

مانی تھی

انکی بات ضد کر کر انکے ساتھ رہ لیتی لیکن رہ تو لیتی

اسکی ضد

اسکے خان کو اس حال میں آنے سے بچا لیتی

تم بہت ظالم ہے۔۔۔بہت ظالم۔۔۔تم کو سب کی فکر

ہے۔۔۔ایک ام کو

چھوڑ کر۔۔۔تم کو اپنی دو بیٹیاں بھی یاد نہیں

۔۔۔" بیٹیوں کا سوچ کر

ہی سیماب کا دل گہرائی میں ڈوبنے لگا تھا

ان پر ایک بیوی اور دو بیٹیوں کی زمے داری تھی لیکن

آج وہ اس

زمے داری کو بھی نہیں دیکھ رہے تھے وہ تو کسی اور کا

انتظار کر

رہے تھے اور کسی کی آواز سننا چاہتے تھے محبت تو آج

زریاب خان

آفندی ثابت کر رہے تھے

خان۔۔۔بس کرو۔۔اٹھو۔۔۔ام کہہ رہا ہے ناں

۔۔۔اٹھو۔۔۔ورنہ ام بھی تم

سے ناراض ہو جائے گا۔۔۔اٹھو۔۔۔ چلو۔۔۔"وہ

ایسے ڈانٹ رہی تھی

جیسے وہ سن کر ابھی اٹھ جائیں گے اور کہیں گے "جو

میری خانی

کا حکم "لیکن آج تو وہ اسے دیکھ بھی نہیں رہے تھے

خان اٹھ جاؤناں۔۔۔خان۔۔۔ایک زی کے ناراض

ہونے سے کیا تم ام سب

سب سے ناراض ہو جائے گا۔۔۔"وہ سسک کر روتی

ہوئی مدھم سی

پڑنے لگی کتنی ہی دیر وہ ان پر جھکی روتی رہی جب

مشین اچانک

ٹوں ٹوں کرنے لگی

سیماب نے تڑپ کر سر اٹھاتے اسے دیکھا جہاں

سانسوں کی لائن

دھیرے دھیرے سیدھی ہی رہی تھی اسے دیکھ

سیماب کرنٹ کھا

کر سیدھی کھڑی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی

اسی وقت یاقوت کی آواز سنائی دی تھی وہ باہر ہی کھڑا

دیکھ رہا

تھا جب زریاب کی طبعیت بگڑتی دیکھ وہ ڈاکٹرز کو بلاتا

ایک ہی

جست میں اندر دوڑا آیا ڈاکٹرز بھاگتے ہوئے آئی سی یو

میں جمع

ہوتے چلے گئے تھے

آپ پلیز باہر جائیں پلیز۔۔۔" ایک نرس نے سیماب

کا ہاتھ تھام کر اسکا

رخ باہر کی جانب کر دیا

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں ام نہیں جائے گا۔۔۔ام خان

کو چھوڑ کر نہیں جائے گا

خان۔۔۔ خان" وہ روتی ہوئی زریاب کو پکارنے لگی

تھی

بھابھی۔۔۔ باہر چلیں پلیز۔۔۔"زریاب کی بگڑتی

طبعیت دیکھ یاقوت

بمشکل ہی خود پر ضبط کرتے سیماب کو باہر لے جانے

لگا لیکن وہ

نہیں جارہی تھی

نہیں۔۔ نہیں ام خان کو نہیں چھوڑے گا۔۔۔خان

۔۔۔خان کیا کر رہا ہے

تم۔۔۔تم ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔"وہ اپنا آپ چھڑواتی

زریاب کی جانب

لپکی دو نرسوں نے اسے بازوؤں سے تھام کر وہی

روک لیا ڈاکٹرز

میں ہڑبڑی سی مچ چکی تھی

نہیں چھوڑوام کو۔۔۔ام خان کے پاس رہے گا۔۔

امارا خان ہے وہ۔۔۔خان

تم سن رہا ہے۔۔۔ چھوڑوام کو۔۔۔"

بھابھی۔۔۔"اسکی حالت دیکھ یاقوت کی آنکھیں نہ

چاہتے ہوئے بھی

برس پڑی تھی داراب بھی وہی آگیا وہ تھوڑی دیر کیلئے

باہر گیا

تھا جب واپس آتے اسے زریاب کی طبعیت بگڑ جانے

کی اطلاع

ملی

خان۔۔۔کیا کر رہا ہے تم۔۔۔تم ام کو نہیں چھوڑ سکتا

خان۔۔۔خان تم

سن رہا ہے ناں۔۔۔ام کو سن کو خان۔۔۔ام مر جائے

گا۔۔۔ام کو مت

چھوڑ کر مت جاؤ۔۔۔۔خا۔۔۔۔ن۔۔۔"وہ ہزیانی

سی ہوتی چیخنے لگی تھی

مشین پر سانسوں کی لائن دھیرے دھیرے سیدھی

ہوتی چلی جا

رہی تھی

خا۔۔۔ن۔۔۔"

داراب نے مشین کی جانب دیکھا اس لائن کو دیکھ آج

اسکی اپنی

سانس رک گئی تھی

داراب۔۔۔سمبھالیں انکو۔۔۔پلیز۔۔۔"یاقوت

نے روتے ہوئے اسے مدد کو

پکارا داراب نے کرب بھری نظروں سے سیماب کی

جانب دیکھا جو

کسی کے قابو میں نہیں آرہی تھی اس نے دھیرے

سے آگے آتے اسکے

بازو تھامے

چھوڑو۔۔۔وہ امارا خان ہے۔۔۔ام نہیں جائے گا اس

سے دور۔۔۔۔"وہ

زار و قطار ہچکیوں میں روتی ہوئی چیخنے لگی تھی

داراب نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا اور زبردستی باہر

لے جانے

لگا

خان۔۔۔خان تم نہیں جانا۔۔۔خان۔۔۔تم کوزی

چاہئے۔۔۔ناں۔۔۔ام لاکر

دے گا خان۔۔۔ام تم کوزی لاکر دے گا۔۔۔تم

نہیں جانا خان۔۔۔ام

لائے گا اسکو۔۔۔"وہ چیختی ہوئی داراب کے ساتھ باہر

ہی آگئی تھی

لیکن اسکی صدائیں اسی طرح بلند تھی گلا تک سوکھتے

کھانسی

ہونے لگی تھی داراب نے اسے پوری طرح سے قابو

کرلیا تھا وہ اسکی

مضبوط گرفت میں پھڑ پھڑاتی بے جان سی آئی سی یو

کے باہر

گرگئی تھی

خا۔۔۔ن۔۔۔ سن لوام کو۔۔۔ام مر جائے گا

۔۔۔خان۔۔۔ ''کاش وہ سن لیتے

کاش وہ اسے اپنے سینے سے لگا لیتے وہ واقعی مرنے کے

قریب ہو

گئی تھی ہوسپٹل میں آئی سی یو کے باہر فرش پر بیٹھی وہ

زارو

قطار روتی ہوئی چیخ رہی تھی انکی پکار رہی تھی جو آج

انکی کسی

پکار کا جواب نہیں دے رہے تھے

داراب اسکے سر کے ساتھ سر جوڑے اپنا ضبط توڑ کر

روپڑا تھا اس

کی بس تھی یہاں دل تکلیف کی شدّت کے باعث بند

ہورہا تھا

یاقوت انکی حالت دیکھ بے جان سا دیوار سے ٹیک لگا

گیا یہ منظر

قیامت تھا دلوں کو دہلا دینے والا

سیماب تڑپ کر یکدم سے اٹھی اور خود کو داراب کی

گرفت سے

چھڑوا کر دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگنے لگی اسکی شال

بھی

اس دوران راہداری میں ہی گر چکی تھی اسے ایسے

جاتے دیکھ داراب

ایک ہی جست میں اسکے پیچھے گیا جب نظر اسکی شال

پڑی

وہ اسے اٹھاتے باہر نکل گیا

وہ گاڑی کے بجائے پیدل ہی سڑکوں پر نکل گئی تھی

داراب بھی

اسکے پیچھے بھاگا جا رہا تھا بازو پر اسکی شال لپیٹے تر

آنکھوں اور

بند دل کے ساتھ

وہ جنونی ہوتی بس بھاگتی چلی جارہی تھی ہر ایک نے مڑ

مڑ کر

اس دیوانی کو دیکھا تھا جس کو آج کسی چیز کا ہوش نہیں

رہا

تھا سوائے اپنے خان کے

سیماب رکیں ۔۔۔۔ سیماب ۔۔۔ "داراب اسے

پکارتے اپنی پوری رفتار سے

اسکے پیچھے تھا لیکن وہ آج کسی کی پکار نہیں سن رہی

تھی

بھا۔۔۔بھی۔۔۔رک جائیں۔۔۔پلی۔۔۔یز

۔۔۔"وہ پوری قوت سے بلند آواز

میں چلتا ہوا اسے پکار رہا تھا

لیکن وہ اپنے آنسوں صاف کرتی بس بھاگتی چلی جارہی

تھی جب

اسکا دوپٹہ بھی ہوا میں اڑتا کہیں پیچھے رہ گیا تھا دار اب

کی

نظر اس دوپٹے پر گئی تھی کتنا کرب بھرا لمحہ تھا اسکے

گھر کی

عزت اس طرح سڑک پر بے پردہ بھاگ رہی تھی اور

وہ بے بس کچھ

بھی نہیں کر رہا تھا

بھا۔۔۔بھی۔۔۔رک جائیں یار۔۔۔پلیز۔۔۔"وہ

اسکے برابر آنے ہی والا تھا

جب بولنے کی وجہ سے پھر پیچھے رہ جاتا وہ اپنے آنسوں

صاف

کرتی بس ایک ہی سمت میں بھاگ رہی تھی جب

داراب کی نظر

سامنے پاشاولا پر پڑی یہ ہو سپٹل وہی قریب ہی تھا

لیکن پھر بھی

یہ فاصلہ پیدل طے کرنا بہت مشکل تھا وہ پندرہ منٹ

مسلسل

بھاگی تھی جب سیدھا پاشاولا کے گیٹ پر آتے رکی

وہاں کھڑے

گارڈز اسے پہلے دیکھ چکے تھے تب ہی خاموشی سے

گیٹ کھول گئے

اسکے اندر داخل ہوتے داراب بھی پہنچ گیا وہ پاشا ولا

کے سامنے

آتے سارا ضبط بھول گیا تھا ٹانگیں بے جان ہو گئی تھی

لیکن ہمت

تھی اس عورت کی جس نے آج اپنا درد بھی نہ دیکھا

زیحال تیار ہو کر ناشتہ کرنے ٹیبل کی جانب آ رہا تھا

بچے لاؤنج

میں کھیل رہے تھے زمل کومل اور مشی کے ساتھ

باتیں کرتی ناشتہ

لگا رہی تھی باقی سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف

تھے جب

سیماب کو ایسے اچانک آتے دیکھ سب اپنی اپنی جگہ

ساکت سے ہو

گئے اصل آنکھیں تب پھٹی جب وہ آتے ساتھ سیدھا

زیحال کے

قدموں میں گر گئی

زیحال نے کرنٹ کھا کر پیچھے مڑتے حیرت زدہ نگا

ہوں سے اسے

دیکھا تب ہی گھر کی دہلیز پر داراب پہنچا

سیماب اسکے قدموں میں پڑی پھوٹ پھوٹ کر روتی

ہوئی اپنے

لرزتے ہوئے ہاتھ جوڑ گئی تھی اسکو ایسے دیکھ داراب

کا دل پھٹنے

کے قریب تھا

وہاں موجود لوگوں پر آج ساتوں آسمان ایک ساتھ

آن گرے تھے

زمل آنکھیں پھاڑے کبھی زیحال کو تو کبھی سیماب کو

دیکھ رہی

تھی

سیماب کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔"زیحال کرنٹ کھا

کر یکدم سے پیچھے

ہٹا اور حیرت زدہ نگاہوں سے اسکو دیکھنے لگا زمل نے

ایک ہی جست

میں آگے آتے سیماب کو کندھوں سے تھام کر اٹھایا

خانم۔۔۔کیا ہوا آپ۔۔۔ایسے۔۔۔"دوپٹے کے
بغیر بکھرے بال اور پھولی
ہوئی سانسیں ساتھ بہتی ہوئی سرخ جھیل سی آنکھیں

وہ اس وقت
بے بس حال تھی

زی۔۔۔زی۔۔۔خان کے پاس چلو۔۔۔زی انکو
معاف کر دو۔۔۔"وہ سسک کر
روتی اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی زریاب کے ذکر پر ہی
زیحال کا دل

یکدم سے مٹھی میں آیا تھا

ام سے۔۔۔امارا خان چھن جائے گا۔۔۔زی

۔۔۔زی ام سے مت چھینو۔۔۔

زی۔۔۔ام تمارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہے

۔۔۔"اسکے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھ

داراب رخ موڑ گیا تھا عنقریب اسکا دل بند ہونے والا

تھا کتنے بے

بس کر دیتے ہیں رشتے

ہوا کیا ہے خانم ۔۔۔ ہبی ۔۔۔ آپ کچھ بول کیوں

نہیں رہے ۔۔۔ "سیماب کو

ہچکیوں میں روتے دیکھ زمل تڑپ کر زیحال کی جانب

مڑی جو

خود پر ضبط کئے پتھر بنا کھڑا تھا

زی ۔۔۔ زی وہ آخری سانسوں پر ہے ۔۔۔ زی انکو بچا

لو ۔۔۔ ام تم سے

بھیک مانگتا ہے ۔۔۔ "اسکی اس بات پر زیحال کی

آنکھیں بے ساختہ

پھیلنے لگی دل جیسے یکدم سے دھڑکنا بھول گیا تھا یہی

حال باقی

سب کا بھی تھا

داراب نے لب بھینچ کر زیحال کی جانب دیکھا جو پتھر

بنا کھڑا

انہیں دیکھ رہا تھا کیا واقعی وہ پتھر بن گیا تھا؟

زی چلو ناں۔۔۔۔"زیحال کو ایک ہی پوزیشن میں

کھڑے دیکھ وہ بے

ساختہ چیخ پڑی آنکھیں مسلسل برس رہی تھیں اسکی

بے بسی کی

انتہا تھی

تم۔۔۔اتنا تو ظالم نہیں ہے۔۔۔تم کیوں نہیں سن رہا

ہمیں۔۔۔"وہ اسکے

منہ پر ہزیانی سے انداز میں دھاڑتی استفسار کرنے لگی

آج اسکے

سوال لوگوں کے دل تڑپا گئے تھے ایک وہی دل نہ تڑپا

جو کسی کے

دل کی دھڑکنوں کو بحال کر سکتا تھا

داراب نے دھیرے سے آکر پیچھے سے دوپٹہ سیماب

کے کندھوں پر

ڈال کر اسے ایک قدم پیچھے کر لیا اسکا سر جھکا ہوا تھا

ایک

بھکاری کی طرح سوالی کب سر اٹھاتے ہیں

زی۔۔۔کچھ بولو۔۔۔تم ایسا نہیں ہے۔۔۔تماری

معافی امارے خان کو

بچا دے گی۔۔۔زی کچھ بولو۔۔۔"وہ داراب سے

خود کو چھڑواتی اس

کی جانب لپک رہی تھی لیکن اس نے نہیں چھوڑا وہ

دیکھ چکا تھا

انکو یہاں سے آج بھیک بھی نہیں ملنے والی تھی

زی امارادو بیٹیاں ہے۔۔۔۔زی وہ یتیم ہو جائے گا

۔۔۔زی ام اجڑ جائے

گا۔۔۔زی۔۔۔تم کو خدا کا واسطہ۔۔۔ز۔۔۔ی

۔۔۔"داراب اسے زبردستی

کھینچتا ہوا واپس لے جا رہا تھا

کومل اور مشی داراب کی یہ حالت دیکھ تڑپ کر روتے

ہوئے منہ پر

ہاتھ رکھ گئیں اس شخص کو ہمیشہ مضبوط چٹان کی

طرح دیکھا

تھا آج وہ چٹان ایک ملبے کے ڈھیر کی مانند لگ رہی

تھی

ہبی۔۔۔ ہبی وہ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔ لالا کو کچھ ہوا ہے

۔۔۔آپ کچھ بول

کیوں نہیں رہے۔۔۔"زمل آگے آتی زیحال کا کندھا
پکڑ کر جھنجھوڑ
گئی
"لالا۔۔۔یہ میرے لالا نہیں ہیں۔۔۔"خواب میں
اسکی چیخیں اب اس
کی سماعتوں میں گونج رہی تھیں
زی۔۔۔۔زی سن لو۔۔۔"سیماب تب ہی روتی ہوئی
چیختی رہی داراب

اسے زبردستی باہر لے گیا دونوں کو ایسے جاتے دیکھ

سب کے دل

پھٹنے کے قریب تھے

داراب۔۔۔داراب تم بولو ناں۔۔۔تم بولو۔۔۔"وہ

تڑپ کر داراب کی جانب

دیکھنے کی کوشش کرتی حواس باختہ سی بولی وہ صرف

سر

ہی دھیرے سے ہاں میں ہلا پایا اسکا دل بند ہو رہا تھا یا

شاید ہو چکا

تھا جو کچھ زیحال کے ساتھ ہوا تھا اسکے بعد اسکی

ناراضگی بجا

تھی اور یہ ایک کڑوی حقیقت تھی خون کے رشتے

روٹھ جائیں تو

ملاقاتیں اکثر جنازوں پر ہوتی تھیں

باہر آکر بھی سیماب تڑپتی اندر جانے کی کوشش کر

رہی تھی لیکن

داراب اسکا ہاتھ تھامے کھینچ کر لے جاتا رہا یہ منظر

قیامت تھا

کومل اور مشی بھاگ کر باہر آئی تھیں اور روتے ہوئے

انکو دیکھ رہی

تھی کیا منظر تھا آنکھیں اشک بار تھیں دل سوگ وار

تھے

یاقوت بار بار ٹرانسپیرنٹ ونڈو سے زریاب کو دیکھ رہا

تھاڈاکٹرز

سر دھڑ کی بازی لگاتے انکی حالت کو کنڑول میں لا

رہے تھے لیکن ان

کی سانسیں دھیرے دھیرے اکھڑ رہی تھیں وہ

دھیرے دھیرے موت

کے قریب جا رہے تھے صرف ایک آواز اس آخری

وقت میں انکی روح

کو سکون دے سکتی تھی

مورے اور داجی بھی وہی آگئے تھے اپنے بڑے بیٹے

کو اس حال میں

دیکھ ان بزرگ ماں باپ کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی

اسکا اندازہ

یاقوت کو بخوبی تھا اس عمر میں اولاد انکے جانے کا دکھ

سہہ جاتی

ہے لیکن ماں باپ نہیں سہہ پاتے وہ تو ختم ہو جاتے

ہیں

ڈ۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔"ایک ڈاکٹر کو باہر جاتے دیکھ یاقوت

نے انکا بازو

تھامتے ایک ہی جست میں روک لیا

لالا کو کیا ہوا ہے۔۔۔"

دیکھیں۔۔۔ ہمیں خود سمجھ نہیں آرہی ایسے وقت

میں پیشنٹ کسی

بات کا زیادہ سٹریس لے لیں تو انکو سانس لینے میں

دشواری ہوتی

ہے اور کافی بار یہی ریزن بن جاتا ہے انکی ڈیتھ کا

۔۔۔" انکی بات پر

یاقوت کی گرفت انکے بازو پر ڈھیلی پڑتی چلی گئی دل

بند ہونے کے

قریب تھا

سٹریس۔۔۔؟بات۔۔۔؟اس نے ٹرانس کی سی

کیفیت میں مڑ کر زریاب

کی جانب دیکھا کوئی کتنی کسی سے جنونی محبت کر سکتا تھا

؟

کہ اسکی ایک آواز ایک معافی انکو زندگی بخش دے وہ

تب سے

زیحال کو ان سے دور رکھ رہا تھا یہ سوچ کر کہ وہ ٹھیک

ہو جائیں

گے لیکن یہاں تو علاج ہی وہ ایک شخص نکلا تھا

وہ بے یقین سا سانس تک روکے کھڑا رہا انکو دیکھتا رہا

داراب اپنی آستین سے اپنی آنکھیں خشک کرتا روتی

بلکتی ہوئی

سیماب کو اسی طرح کھینچ کر لے جاتا رہا

ام کو۔۔۔ بات کرنے دو۔۔۔ داراب امارا خان مر

جائے گا۔۔۔ چھوڑو ام

کو۔۔۔"آج وہ اکیلی عورت سب کے سامنے صرف

اپنے خان کی زندگی

کی بھیک مانگ رہی تھی مرد کے بغیر عورت دنیا کے

سامنے کتنی

بے بس تھی یہ آج پتہ چل رہا تھا وہ اکیلی آج سب کے

پیر پڑ جاتی

کوئی تو اس دیوانی پر ترس کھاتا

تب ہی انکے قریب ایک سیاہ گاڑی آ کر رکی اسے دیکھ

داراب اور

سیماب کے قدم بے اختیار اس ایک جگہ منجمند سے

ہو گئے

گاڑی کے شیشے نیچے ہوتے نظر اندر بیٹھے زیحال پر گئ

تھی لیکن

وہ سامنے دیکھ رہا تھا اسکے ایک بٹن پریس کرتے گاڑی

کے اگلے

پچھلے دروازے کھلتے چلے گئے

سیماب نے تڑپ کر داراب کی جانب دیکھا جس کا اپنا

دل زیحال کو

دیکھ بھاری ہو گیا تھا اس نے سیماب کی جانب دھیرے

سے پلکیں

جھپکائیں اور اسے پچھلی نشست پر بٹھاتے خود اگلی

سیٹ پر آ

گیا انکے بیٹھتے زیحال گاڑی زن سے اڑا لے گیا تھا آج

اسکی سپیڈ

نارمل سپیڈ سے کئ زیادہ تھی

آج اس ایک شخص کا آجانا کتنوں کی نئ زندگی دے گیا

تھا

سیماب نے روتے ہوئے اس بگڑے بچے کو دیکھا

وہ لوگ کچھ ہی دیر میں ہو سپٹل پہنچ چکے تھے سیماب

اترتے سیدھا

اندر بھاگی گئ لیکن زیحال کے لئے ایک بھی قدم اٹھا

پانا پہلے والے

قدم سے منوں بھاری لگ رہا تھا

یاقوت بے چین سا یہاں وہاں چکر کاٹ رہا تھا جب

اس کی نظر

بھاگ کر اس طرف آتی سیماب پر پڑی اس سے زیادہ

اسکے پیچھے

آتے اپنے باپ کو دیکھ اسے حیرت ہوئی آنکھیں بے

اختیار پھیلتی

چلی گئیں وہ آگیا تھا؟ نہیں آج وہ صرف زیحال نہیں

تھا

زریاب خان آفندی کی جاتی ہوئی سانسیں تھا انکی چلتی

پھرتی

زندگی تھا

اسے دیکھتے یاقوت نے ایک ہی جست میں سارا روم

خالی کروادیا

سب ڈاکٹرز کی کوششیں بے کار تھی اب صرف وہ

ایک شخص علاج

تھا زریاب اس وقت اپنی زندگی اور موت کی کشمکش

میں ٹوٹی

پھوٹی سانسیں لے رہے تھے

آئی سی یو کے قریب آتے دائیں جانب داراب اور

سیماب کھڑی تھی

اور دوسری جانب یاقوت اسکے لئے دروازہ کھولے

آنکھوں میں

امید لئے کھڑا تھا

زیحال نے اسے ایک نظر دیکھا اور ہمت کرتے آئ

سی یو میں داخل

ہوا جہاں پہلی ہی نظر اپنے لالا پر گئی تھی انکو تاروں میں

جکڑے

ہوئے دیکھ اسکا دل یکدم سے مٹھی میں آگیا تھا وہ

بوجھل سی

چال چلتا ہوا انکے قریب آتا بے یقین سا سانس روکے

انکو دیکھنے

لگا یہ اسکے لالا تھے ؟ وہ اس وقت ایک ڈرا سہما ہوا سا

بچہ لگ رہا

تھا

اس نے دھیرے سے زریاب کے ہاتھ کو تھام کر انکے

سفید پڑتے چہرے

کو دیکھا اسکی آنکھوں کے سامنے وہی کفن میں لپٹا انکا

چہرہ لہرا نے

لگا تھا اسے یاد کرتے زیحال کی روح جیسے یکدم سے

کانپ اٹھی

تھی اس نے زریاب کا ہاتھ تھامتے انکے چہرے پر ہاتھ

پھیرا

ل۔۔۔لالا۔۔۔۔"اسکی آواز کانپ رہی تھی وہ جب

بھی انکو لالا کہتا وہ

کتنے پیار سے اسکو اپنا زی کہہ کر جواب دیتے تھے آج

وہ چپ کیوں

تھے

لالا۔۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔۔یہ کیا ہے۔۔۔؟وہ اپنی

ہچکیوں کا گلا گھونٹتے

ڈپٹنے والے انداز میں بولا اسکا دل بند ہو رہا تھا اس نے کبھی انکو

اس حال میں نہیں سوچا تھا

کیا اتنا کافی نہیں تھا۔۔۔مجھے توڑنے کیلئے۔۔۔"وہ

جواب دیں اسے وہ

پوچھ رہا تھا ناں لیکن انکی آنکھیں بند تھیں پلکیں تک ہلکی سی

بھی جنبش کرنے سے قاصر تھیں لیکن سانسوں کی

لائن دھیرے

دھیرے ٹیڑھی ہورہی تھی

ڈاکٹرز نے حیران ہوتے یاقوت کو دیکھاان سب کی

نظریں صرف ان

دوپر ٹکی تھیں

ان ڈاکٹرز کے پاس کتنے ہی مریض صرف اس لئے

دم توڑ جاتے ہیں کہ

انکے اندر وہ لفظ ان سے پہلے دم توڑ دیتے ہیں جو انکو

موت کے منہ

تک لے آتے ہیں لیکن وہ زریاب تھے کیسے صرف

اس لئے چلے جاتے

انکے پاس انکازی آگیا تھا

آپ سب کتنے ظالم ہیں۔۔۔ذرا بھی مجھ پر ترس نہیں

آتا۔۔۔؟ وہ کتنے

کرب بھرے لہجے میں یہ پوچھ رہا تھا جب اسے

زریاب کی پلکیں

دھیرے سے جنبش کرتی ہوئی محسوس ہوئی

لالا۔۔۔اٹھیں۔۔۔آپ ایسے نہیں کر سکتے

۔۔۔"وہ کسی بگڑے بچے کی

طرح ضد کر رہا تھا اسکی ضد باہر کھڑے لوگوں کو تڑپا

گئی تھی

مورے روتی ہوئی داراب کے سینے سے لگ گئیں

میں ناراض تھا۔۔۔یہاں آپ خود ناراض ہو گئے

۔۔۔لالا اٹھیں۔۔۔مجھے

منائیں لالا۔۔۔"وہ سر جھکائے اذیتوں کی انتہا پر تھا

جب اسکے

کانوں میں کسی کی ٹوٹی پھوٹی سی آواز سنائی دی

ت۔۔۔تم۔۔۔تم مان۔۔۔جائے۔۔گ۔۔۔ا

۔۔؟انکے سوال پر زیحال نے تڑپ کر

انکے چہرے کی جانب دیکھا جب انکی آنکھوں سے

گرم سیال

خاموشی سے بہتا سائیڈ کان کی لو میں جذب ہو گیا

انکے سوال پر روتے ہوئے زیحال اپنے لب کو دانتوں

تلے دبائے سر

نفی میں ہلا گیا

اسے لگا جیسے زریاب مسکرائے ہیں وہ ہوش میں ہو کر

بھی نیم بے

ہوشی کی حالت میں اسے دیکھنے کی کوشش کر رہے

تھے

میں نہیں مانوں گا۔۔۔اتنی جلدی نہیں مان سکتا

۔۔۔آپ کو بھی تو

میری ناراضگی برداشت کرنی ہے ناں۔۔۔آپ

چیٹنگ نہیں کر سکتے

ایسے مجھے بلیک میل کر کے۔۔۔"آج وہ ایک

سمجھدار سلجھا ہوا

زیحال کہیں سے نہیں لگ رہا تھا آج وہ۔۔۔وہ چھوٹا

بچہ تھا جو گھر

سے ناراض ہو کر باہر کسی ندی کنارے پتھر پر بیٹھا تھا

زریاب نے اٹک کر سانس لینے کی کوشش کی مشین

ٹوں ٹو جب کرنے

لگی تھی زیحال نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا جہاں

سانسوں کی لائن

تیزی سے اوپر نیچے ہو رہی تھی

لالا۔۔۔لالا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔"وہ انکی

حالت بگڑتے دیکھ چیخنے لگا

تھاڈاکٹرز وہی باہر موجود تھے ایک ہی جست میں اندر

آتے زریاب کو

سمبھالنے لگے

ز۔۔۔زی۔۔۔"ڈاکٹرز کے آنے پر زیحال پیچھے

ہونے لگا تھا لیکن اسکا

ہاتھ زریاب کے ہاتھ میں تھا وہ آج اسکا ہاتھ نہیں

چھوڑنا چاہتے

تھے

ام۔۔۔ام گ۔۔۔گل سے۔۔۔۔مم۔۔۔معافی

۔۔۔مانگ لے۔۔۔گا۔۔۔ز۔۔ی۔۔۔"وہ

اٹک اٹک کر سانس لیتے بولنے کی کوشش کر رہے

تھے زیچال نے تڑپ

کر آگے آتے انکے چہرے پر ہاتھ پھیرا

شش۔۔۔ شش۔۔۔ک۔۔۔کچھ مت بولیں

۔۔۔کچھ بھی۔۔۔ نہیں۔۔۔سانس

لیں۔۔۔کوشش کریں لالا۔۔۔۔آپ۔۔۔آپ

مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔۔۔

سانس لیں لالا۔۔۔آپ کے بغیر۔۔۔آپ کا زی مر

جائے گا۔۔۔پلیز۔۔۔اب

تو ترس کھائیں مجھ پر۔۔۔پلیز۔۔۔"آہ یہی تو الفاظ

تھے جو وہ اس

وقت سننا چاہتے تھے کب سے وہ ان لفظوں کے لئے

تڑپ رہے تھے اس

کے یہ الفاظ زریاب کے پورے وجود میں جان سی

بھرتے چلے گئے

وہ کھینچ کر سانس لینے لگے

ڈاکٹرز مشینوں کے زریعے انکو سانس لینے میں مدد

دے رہے تھے

اس عجیب سی گہما گہمی میں انکا ہاتھ زیحال کے ہاتھ

سے چھوٹ

گیا تھا یہ منظر قیامت تھا زیحال خوف زدہ سا قدم پیچھے

اٹھانے

لگا

انکی بگڑتی طبعیت دیکھ سیماب تڑپ کر دروازہ تھام گئی

اور سر

نفی میں ہلاتی ہوئی رونے لگی یہاں کوئی ایسا نہیں تھا

جس کی

آنکھیں بھیگ نہ گئی ہوں

مجھے چھوڑ کر مت جائیں لالا۔۔۔میں ٹوٹ جاؤنگا

۔۔۔لالا۔۔۔"اسکی

آواز دھیمی تھی وہ بے جان سا پیچھے دیوار کے ساتھ جا

لگا اسکی

آنکھوں سے اس وقت گرم سیال تیزی سے بہہ رہا تھا

وہ خوف زدہ

ہوتے وہی سر جھکا کر کھڑا ہو گیا وہ کان بند کر لینا چاہتا

تھا تا کہ

اسے کوئی بھی ایسی آواز سنائی نہ دے جو اسے جیتے جی

مار

دے

کتنی جدوجہد کے بعد جب سب کی سانسیں رک چکی

تھیں تب

مشین نے ان کی سانسیں بحال ہو جانے کا الارم

دیتے سب کی

سانسوں میں جیسے سانس ڈال دی تھی اس آواز کو

سنتے زیحال بے

جان سا ہوتا وہی دو زانوں ہو کر فرش پر بیٹھتا چلا گیا

اوہ تھینک گاڈ۔۔۔ جلدی ڈرپ لگاؤ۔۔۔"ڈاکٹرز کی

اپنی سانسیں پھول

گئی تھیں زریاب کو ڈرپ لگادی گئی تھی ان میں سے

ایک ڈاکٹر

نے زیحال کی جانب دیکھا جو سر جھکا رو پڑا تھا

وہ دھیرے سے اسکے پاس آئے اور اسکے ساتھ ہی بیٹھ

گئے

انسان کو کبھی کبھی علاج سے زیادہ۔۔۔ کسی کی محبت

کی ضرورت

ہوتی ہے۔۔۔" انکی دھیمی آواز پر زیحال نے سرخ

متورم آنکھوں سے

انہیں دیکھا

ویلڈن بوائے کیپ اٹ اپ۔۔۔" وہ اسکے کندھے کو

تھپتھپاتے حوصلہ

دے کر اٹھ کھڑے ہوئے زیحال وہی بیٹھا رہا کتنی ہی

دیر وہ اپنے

اندر اٹھتے اس وبال کو روکنے کی کوشش کرتا رہا سب کو

بظاہر وہ

نارمل دکھ رہا تھا لیکن اندر سے وہ دہل کر رہ گیا تھا

56/3

اس نے وہی بیٹھے بیٹھے کرب بھری نگاہوں سے

زریاب کی جانب

دیکھا جو پھر سے دواؤں کے زیر اثر چلے گئے تھے انکو

اس حال میں

دیکھا دوسری بڑی ازیت میں شمار ہو رہا تھا تکلیف

چاہے جسے بھی

ملے ختم وہ صرف زیحال خان آفندی پر ہی ہو رہی

تھی کیوں اسے

ہی بار بار سب آزمار ہے تھے وہ سینے میں دل نہیں

رکھتا؟ اسکے

احساسات نہیں ہیں رشتوں کی ڈوری تھام کر بچاتے

بچاتے اسکے ہاتھ

کیا اسکا پورا وجود زخمی ہو گیا کوئی تھا جو اسکے ان زخموں

کو

دیکھ لیتا جس کا بچپن کسی کے الزام نے برباد کر دیا جس

کی

جوانی اپنے بھائیوں کا بدلہ لیتے لیتے نکل گئی اسکے

صرف دو

چھوٹے چھوٹے بچے تھے لیکن اب اسے ڈر لگنے لگا تھا

اسکے بچوں کے

سر سے یہ دنیا اسکا سایہ نہ چھین لے وہ نہیں کر سکتا تھا

مزید

تکلیفیں برداشت اس پر رحم کھایا جائے اسے بخش دیا

جائے وہ اندر

ہی اندر چیخنے لگا تھا اسکے اندر کا وہ بچہ چیخ رہا تھا جس نے

اب تک سب کچھ برداشت کیا اب نہیں کر سکتا تھا یار

وہ

زیحال کی آنکھوں سے گرم سیال بہتا اسکے پورے

چہرے کو تر کر

گیا تھا وہ وہی گھٹنوں میں سر دیے سسک سسک کر رو

پڑا کمرے

میں صرف اسکی سسکیاں اسکی تڑپ گونج رہی تھی وہ

ٹوٹ گیا

تھا کتنی ہی دیر وہ وہی فرش پر کونے میں بیٹھا اپنی

قسمت پر

روتا رہا وہ مرد تھا ناں ۔۔۔ برداشت کرنا اس پر فرض

تھا لیکن آج وہ

ایک مرد نہیں تھا آج اسکی جگہ وہ بارہ سال کا بچہ رو رہا

تھا جس

کی زندگی برادری کے اصولوں کی بھینٹ چڑھ گئی

جس کی

اکلوتی بہن کی زندگی اس سے چھین لی گئی آج یہاں وہ

بچہ رو رہا

تھا

____

ہم کب مل سکتے ہیں لالا سے۔۔۔؟ یاقوت بے چین

ہوتے ڈاکٹر سے

پوچھا سب لوگ وہی موجود تھے

ابھی تو چار پانچ گھنٹے نہیں۔۔۔انہیں روم میں شفٹ

کر دیا جائے تو

آپ مل سکتے ہیں۔۔۔ لیکن دھیان رہے فلحال

پیشنٹ کی کنڈیشن

بلکل بھی ایسی نہیں کہ انہیں کسی بات کا سٹریس لینے

دیا جائے یہ

انکے لئے جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے سو بی کیئر فل

۔۔۔"وہ نہایت

خوشدلی سے اسے تاکید کرتے آگے بڑھ گئے یاقوت

نے ایک ایک نظر

سب کو دیکھا سیماب وہی قریب کھڑی تھی جب ڈاکٹر

کی بات

سنتے بے جان سی ہوتی ہوئی بینچ پر ڈھے سی گئی اسکو

ایسے گرنے

والے انداز میں بیٹھتے دیکھ مورے تڑپ کر اسکے

پاس آتی اسے

اپنے سینے سے لگا گئی ان سے لگتے سیماب پھوٹ

پھوٹ کر رو پڑی

تھی اصل قیامت تو اس پر گزری تھی جس کا سہاگ

اجڑتے اجڑتے

بچا تھا

اسی وقت داراب بھی وہی آ گیا جس کے ہاتھ میں

سیماب کا وہ

دوپٹہ تھا جو بھاگتے وقت اڑ کر دور جا گرا تھا

زریاب کے ٹھیک ہو جانے کا سنتے وہ سب سے پہلے یہ

دوپٹہ لینے اس

جگہ بھاگا تھا جہاں وہ گرا تھا یہ صرف دوپٹہ نہیں اسکے

گھر کی

عزت تھی

اس نے آکر خاموشی سے وہ دوپٹہ سیماب کے سر پر

ڈال دیا جس پر

اس نے سرخ متورم آنکھوں سے اسے سر اٹھا کر

دیکھا

آئندہ ایسی غلطی مت کرنا۔۔۔" اسکا لہجہ سخت نہ تھا
لیکن بھی

سیماب اس سے خوف زدہ ہوتی سر جھکا کر دھیرے

سے اثبات میں

سر ہلا گئی

پتہ چلا یہ کام کس نے کیا ہے۔۔۔؟ اس سب میں دا
جی پہلی بار

بولے تھے انداز بوجھل ہونے کے ساتھ ساتھ رعب

دار بھی تھا

پتہ چل جائے گا۔۔۔کہ کس نے کیا ہے۔۔۔پھر

جس نے بھی کیا ہو گا اسے

بھی پتہ چل جائے گا جب اسکی سات نسلیں تک بر باد

ہو نگی۔۔۔"

داراب کا انداز وحشیانہ تھا

یاقوت بھی اسکے ساتھ کھڑا ہو گیا جو اشارہ تھا کہ

صرف پتہ چل

جائے سات کیا چودہ نسلیں تک نہیں بھولیں گی

داراب نے ایک ایک نظر سب کو دیکھا اسے زیحال

کہیں نظر نہیں آیا

تھا اس نے یاقوت سے پوچھا جس نے آئی سی یو کی

جانب اشارہ

کیا داراب دھیرے سے قدم اٹھاتے آئی سی یو کی

جانب گیا جس کا

دروازہ کھولتے نظر سیدھا زریاب پر گئی انکو اس حال

میں دیکھ

داراب کا دل پھر سے ڈوبنے لگا تھا اس نے زیحال کے

لئے پورے کمرے

میں نظر گھمائی جب نظر سیدھا جا کر دیوار کے ساتھ

لگ کر بیٹھے

زیحال پر گئی

وہ اسے ایسے بیٹھے دیکھ پہلے تو چونکا پھر لب بھینچ کر خود

پر

ضبط کرتے اسکے ساتھ ہی وہی فرش پر بیٹھ گیا

زیحال کو سر اٹھا کر اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑی

تھی یہاں

خوشبو سے پتہ چل گیا تھا

تھینکس۔۔۔"وہ ایک لفظ بول کر رکا" یہاں آنے

کیلئے۔۔۔"انداز واقعی

تشکر آمیز تھا زیحال نے بے ساختہ سر اٹھا کر اسے

دیکھا جب اس

کی خوبصورت آنکھوں کا حشر دیکھ ایک پل کیلئے

داراب کا دل

جیسے کٹ کر رہ گیا وہ کچھ بول نہیں سکا

تھینکس ۔۔۔میری تکلیفوں میں ایک اور اضافہ

کرنے کیلیئے۔۔۔"اسکی

آواز اتنا رونے کے باعث گھٹی گھٹی سی آرہی تھی

کہ یہ سب میری وجہ سے ہوا۔۔۔"وہ اس وقت

ازیتوں کی انتہا پر

تھا

نہیں۔۔۔کس نے کہا۔۔۔ایسا نہیں ہ۔۔۔"داراب

اسے گلٹ میں نہیں لانا

چاہتا تھا تب ہی کچھ بولنے کی کوشش کرنے لگا لیکن

زیحال نے

اسے خاموش کروا دیا

کسی کے کہنے کی ضرورت رہتی ہے لالا۔۔۔بولیں

۔۔۔"اسکے سوال پر

داراب چند پل جیسے سانس بھی نہیں لے سکا اسکی نظر

زیحال کی

ناک کی سرخ ٹپ پر رک گئ آنکھوں سے گرم سیال

تیزی سے بہہ

رہا تھا داراب نے ہاتھ اٹھا کر اسکے آنسوں صاف

کرنے کی کوشش کی

مگر زیحال نے آج اسے یہ حق بھی نہ دیا

آپ سب کو مجھ پر ترس نہیں آتا۔۔۔؟ ایسا کونسا گناہ

کر دیا میں نے

جو آپ سب میرے اوپر ظلم کرنے سے تھک نہیں

رہے۔۔۔" اسکے ان

سوالوں کا جواب ہی تو اسے آج تک مل نہیں پایا تھا

ورنہ آدھی

تکلیف تو یہی ختم ہی جاتی

آج اگر۔۔۔اگر لالا کو کچھ ہو جاتا۔۔۔تو میں۔۔۔تو

میں جی سکتا

تھا۔۔۔؟اسکا دل چاہا پھر سے رو دے لیکن کب تک

روتا اسے خود پر

ضبط کرنا تھا لیکن پھر بھی اسکے منہ سے سسکی نکل گئی

داراب اسے اپنے سینے سے لگا لینا چاہتا تھا لیکن اس

وقت وہ ٹوٹا

ہوا تھا اسے وقت چاہیے تھا اپنی ذات کے ٹکڑے

سمیٹنے

کیلئے

میں اب اکیلا نہیں ہوں۔۔۔میرے دو بچے ہیں

۔۔۔نہ سمجھ۔۔۔میری

بیوی ہے۔۔۔میرے بغیر وہ تینوں جی نہیں پائیں گے

لالا۔۔۔اب بس کر

دیں آپ لوگ۔۔۔نہیں کر سکتا میں مزید برداشت

۔۔۔بب۔۔۔بس کر

دیں۔۔۔" وہ ضبط کرتے کرتے بھی رو پڑا تھا داراب

نے تڑپ کر اسے

اپنے سینے سے لگا لیا بڑے بھائی کی آغوش میں آتے وہ

مزید بچوں

کی طرح سسک کر رو پڑا تھا

نہ کریں۔۔۔پلیز۔۔۔پلیز۔۔۔۔"

بس۔۔۔بس میری جان۔۔۔" داراب کا دل اسکی

حالت پر عنقریب بند

ہونے کو تھا وہ زیحال کا سر چومتا پوری شدّت سے خود

میں بھینچ

گیا زیحال جتنا بڑا ہو جاتا زریاب اور داراب اسے کبھی

بڑا نہیں

سمجھ سکتے تھے

اب ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میں وعدہ کرتا ہوں

۔۔۔"وہ اس وقت اپنے

خون سے یہ بات لکھ کر اسے دے سکتا تھا جذبات میں

آ کر نہیں

لیکن وہ مزید اپنے چھوٹے بھائی کو یہ سب برداشت

کرنے نہیں دے

سکتا تھا وہ تو پہلے ہی اسکے لئے اتنی بڑی قربانی دے گیا

تھا بیلا

ولی خان جیسی لڑکی کو اپنا ہمسفر بنا کر جس سے وہ کبھی

سکون

کی امید نہیں کر سکتا تھا بیوی لفظ کا مطلب کیا ہوتا ہے

یہ رشتہ

کیسا ہوتا ہے داراب خان ان سب سے اب تک

ناواقف تھا اور فرخندہ

بیگم کے وعدے کے بعد تو اسکی خوشیوں پر اور پکی مہر

لگ گئی

تھی

وہ کتنی ہی دیر زیحال کو اپنے ساتھ سینے سے لگائے

بیٹھا رہا وہ اب

کچھ نارمل تھا اور داراب کی گود میں سر رکھے لیٹ کر

زریاب کو

دیکھ رہا تھا داراب کی انگلیاں اسکے بالوں میں سر سراتی ہوئی

ایک عجیب سا سرور بخش رہی تھیں

یہ کام کس نے کیا۔۔۔؟ اسکا انداز بے حد سپاٹ تھا

داراب نے نگاہ

جھکا کر اسے دیکھا

پتہ نہیں چلا ابھی۔۔۔ لیکن بہت جلد پتہ کر لیں گے

۔۔۔" وہ نہیں چاہتا

تھااس کام میں زیحال کو خود کوانوالو کرے لیکن ایسا

ممکن

نہیں تھاجو کام اسکے لئے دو دن میں ہوتا زیحال اس

کام کو دو

گھنٹے سے بھی پہلے سر انجام دے سکتا تھا

زیحال دھیرے سے اٹھااور اپنی آنکھوں کو مسلنے لگا

تاکہ باہر کوئی

اسکی آنکھوں کا یہ حشر نہ دیکھ لے

تم نے معاف کیا ہمیں۔۔۔؟ داراب وہی بیٹھا سر

اٹھائے کرب بھرے

لہجے میں استفسار یہ پوچھنے لگا زیحال نے گہری سانس

خود میں

بھر کر اسے دیکھا اور پھر دھیرے سے سر نفی میں ہلا

دیا

میری معافی کوئی معنی نہیں رکھتی لالا۔۔۔میں تو کب

کا معاف کر

چکا تھا میرا یہاں چلے آنا ہی میری معافی تھا لیکن

۔۔۔"وہ بولتے

بولتے رکا دل میں گل کی حالت سوچتے ایک ٹیس سی

اٹھی

لیکن اب گل کی باری ہے۔۔۔وہ جو چاہے فیصلہ

کرے۔۔۔"گل کے نام پر

داراب کا دل ایک بار پھر ڈوبنے لگا

مطلب۔۔۔قیامت تک نہیں۔۔۔؟وہ کتنی ازیتوں

میں رہ کر یہ سوال کر

رہا تھا

شاید۔۔۔ یا ہو سکتا نہیں بھی۔۔۔" کہتے وہ رکا نہیں

لمبے ڈھینگ بھرتا

باہر نکل گیا باہر بھی اس نے کسی کو نہیں دیکھا اسے

ایسے جاتے

دیکھ یاقوت تھوڑا بے چین سا ہوتے اسکے پیچھے گیا

دارا ب وہی بیٹھا سر جھکائے اپنے لب کو دانتوں میں

بھینچ گیا اور

پھر ایک زخمی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر بکھر گئی

نہیں ۔۔۔؟ کیسے نہیں ۔۔۔" اسے یہ نہیں لفظ سمجھ

نہیں آیا تھا

میں جانتا ہوں ۔۔۔ میری گل زندہ ہوتی ۔۔۔ تو اپنے

بھائیوں کو ایسے

ٹوٹنے نہ دیتی ۔۔۔ ہیں ناں گل ۔۔۔" وہ اوپر سر

اٹھائے کرب بھرے لہجے

میں پوچھنے لگا جیسے اب اسے جواب آئے گا

تم کیوں چلی گئی ۔۔۔ کیوں ۔۔۔ دیکھو ۔۔۔ تمہارے

بھائی کیسے بکھر گئے

تمہیں نہیں جانا چاہئے تھا۔۔" وہ دیوار سے سر

ٹکائے ان ہی لمحوں کو

یاد کرنے لگا جن میں وہ چاروں بہن بھائی ایک ساتھ

تھے

____

زیحال اکیلا ہی ہوسپٹل سے باہر نکل آیا تھا یا قوت

اسکے ایسے جانے

پر سمجھ گیا تھا کہ وہ اکیلا رہنا چاہتا ہے تب ہی وہ بوجھل

دل کے

ساتھ واپس سے اندر آگیا اور سب کو دیکھنے لگا ساری

رات اور اب

سارا دن گزر گیا تھا کسی کے منہ میں ایک نوالہ تک

نہیں گیا

آپ چلیں مورے۔۔۔میں آپ کو گھر چھوڑ دوں

۔۔۔کافی وقت ہو گیا

آپ کو یہاں آئے۔۔۔" وہ دھیرے سے فرخندہ بیگم

کا ہاتھ تھامے انہیں

اپنے ساتھ کھڑا کر گیا اور دا۔جی کی جانب دیکھنے لگا

آپ بھی چلیں۔۔۔" وہ انکی بہت عزت کرتا تھا لیکن

آج اسکے انداز

میں انکے لئے خفگی ظاہر ہوئی تھی

آپ چلیں گی بھابھی۔۔۔؟اس نے خیالوں میں گم

ہوئی سیماب کو

مخاطب کیا اسکی آواز پر سیماب کی پلکیں دھیرے سے

جھپکی اور

سر نفی میں ہلا

ام ادر ہی رہے گا۔۔۔ تمارے لالا کے پاس۔۔۔"وہ

اب تک اس قیامت کے

اثر سے باہر نہیں نکلی تھی

یاقوت اسے چھوڑ کر داجی اور مورے کو لے کر حویلی

کیلئے نکل

گیا تھا پیچھے زریاب کے پاس داراب اور سیماب تھیں

تین گھنٹے مزید گزر گئے تھے شام کے سائے گہرے

ہوتے سورج ڈھلنے

کے قریب آگیا تھا زریاب کو بھی ایک الگ کمرے

میں شفٹ کر دیا

گیا تھا جب ایک عورت کسی ڈاکٹر کے ساتھ انکے

کمرے میں داخل

ہوئی چہرہ ڈھکا ہوا تھا یہاں کسی کو بھی بنا چیکنگ کے

آنے کی

اجازت نہ تھی لیکن اسے لے کر آنے والے ڈاکٹر

یہاں کے اسپیشلسٹ

تھے تب ہی اتنی جانچ پڑتال نہیں کی گئی

کمرے میں آتے ہی عین نے دوپٹہ چہرے سے ہٹا کے

زریاب کو دیکھا

انکی یہ حالت دیکھ اسکی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے

بھرتی

چلی گئیں وہ تڑپ کر انکے قریب آئ

کیا کر دیا تم نے بالاج۔۔۔خدا پوچھے تم سے

۔۔۔"زریاب خان کی حالت

دیکھ اسکے دل سے بالاج کیلیئے بے تحاشہ بددعائیں نکلنے

لگی

زری۔۔۔"اسکی آواز بے حد دھیمی تھی دل خوف

سے سوکھے پتے کی

طرح کانپ رہا تھا

پلیز جلدی کریں۔۔۔کسی کو پتہ چل گیا تو مسلہ ہو

جائے گا۔۔۔"ڈاکٹر

کی اپنی جان سولی پر اٹکی ہوئی تھی جو اسے اپنی گھر والی

بتا

کر اندر لے آئے تھے

تم چپ کرو۔۔۔ تم کو اتنا پیسہ اس جلد بازی کیلئے نہیں

دیا۔۔ابھی تو

امارا آنکھ بھی ٹھنڈا نہیں ہوا۔۔۔اپنے زری کو دیکھ کر

۔۔۔"وہ

دھیرے سے زریاب کا ہاتھ تھام کر انہیں کن اکھیوں

سے دیکھنے لگی

کتنے برسوں سے یہ خواہش تھی انکو اتنے قریب سے

دیکھنے اور

چھونے کی لیکن قسمت نے ہی موقع آج دیا تھا

وہ ہمت کرتی دھیرے سے جھک کر اپنے کپکپاتے

ہوئے لب زریاب کے

ماتھے پر ثبت کرتی آنکھیں موند گئی یہ عمل کرتے اسکا

اپنا دل

ہزار بار دھڑکا تھا

تم کیوں ہے ایسا۔۔۔کیوں۔۔۔" وہ زریاب کی

ساکت پلکوں کو دیکھتی

کرب سے استفسار کرنے لگی

کیوں تم وقت کے ساتھ امارے دل کو اپنی مٹھی میں

کر رہا ہے۔۔

۔کیوں زری۔۔۔"اسکے انداز میں تڑپ تھی وہ سوں

سوں کرتی اپنے

دوپٹے کی اوٹ سے اپنا دوسرا ہاتھ نکال کر اس میں

پکڑا تعویز نکال

کر جلدی سے زریاب کے بازو پر باندھنے لگی

یہ۔۔۔یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔"اسکی اس حرکت

پر ڈاکٹر یکدم سے

بوکھلا سے گئے

ام جو بھی کر رہا ہے۔۔۔تم کو صرف ایک کام کرنا ہے

اس کو کیسے

بھی کر کے چھپا دو۔۔۔یہ کھلنا نہیں چاہئے۔۔۔"وہ

ہڑ بڑاہٹ سی کا

شکار لگ رہی تھی

دیکھیں۔۔۔میں ایسا نہیں کر سکتا پلیز۔۔۔آپ سمجھنے

کی کوشش

کریں۔۔۔"وہ جیسے عاجز آ گئے تھے اس عورت کے

پاگل پن

سے

کیوں نہیں کر سکتا تم۔۔۔ام تم کو اسکے بدلے اتنا

دے گا کہ تمارا

سات نسلیں بیٹھ کر کھائے گا۔۔۔"اسکی بات پر ڈاکٹر

کی چلتی زبان

کو ایک دم سے بریک لگی اور دل میں لالچ سا جاگ

گیا کیونکہ وہ

پہلے ہی انکو بہت کچھ دے چکی تھی
عین نے آخری ستائشی نظروں سے زریاب کو دیکھتے
انکے چہرے پر
ہاتھ پھیرا
ام کو امید ہے۔۔۔اس بار اماری منت رائیگاں نہیں
جائے گی۔۔۔"وہ
اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرتی پیچھے ہٹ
گئ ڈاکٹر

اسے لے کر جلدی سے باہر آئے اور پولیس کی

نظروں سے بچا کر

ہوسپٹل سے باہر نکال گئے

اسکے جاتے خود واپس آکر جلدی سے زریاب کے بازو

پر بندھے سیاہ

دھاگے پر بینڈج کرنے لگے ساتھ ہی ساتھ انکی ایک

آنکھ پیچھے

دروازے پر لگی ہوئی تھی جیسے ڈر تھا کوئی آنہ جائے

تب ہی داراب ہاتھ میں ایک پیکٹ لئے اس روم میں
داخل ہوا اسے
دیکھتے ڈاکٹر ہڑبڑا کر یکدم سے پیچھے ہٹ گئے
سیماب کہاں ہیں۔۔۔؟ وہ اسکے لئے کچھ کھانے کی
چیزیں لایا تھا
لیکن وہ نہ باہر تھی اور نہ ہی یہاں اندر
آ۔۔۔وہ۔۔۔وہ میرے خیال سے نماز پڑھ رہی تھیں
۔۔۔"ڈاکٹر کے اڑے
ہوئے رنگ کو دیکھ داراب یکدم تھوڑا چونک سا گیا

توآپ کے پسینے کیوں چھوٹ رہے ہے۔۔۔؟وہ کڑی
سخت جانچتی نظروں
سے انکو دیکھنے لگا
ن۔۔۔نہیں تو۔۔۔وہ اے سی۔۔۔اے سی بند تھا
ناں۔۔۔بس اس لئے۔۔۔"وہ
جیب سے رومال نکال کر اپنے پسینے خشک کرنے لگے
داراب ایک قدم
آگے آتے انکے عین مقابل کھڑا ہوا جس پر ڈاکٹر کی
گویا سانس رک

گئی

گرمی میں کانپتا ہوا شخص میں نے پہلی بار دیکھا ہے

"وہ کیسے۔۔۔

بھول گئے تھے وہ پولیس والا تھا دو آنکھوں کی جگہ چار

اور ایک

دماغ کی جگہ دو دماغ رکھتا تھا اپنی چوری تقریباً پکڑے

جانے پر

ڈاکٹر کی حالت ابتر ہونے لگی تھی

س۔۔۔سوری۔۔۔"وہ جھٹ سے سر جھکا کر

معذرت کرتے روم سے باہر

نکل گئے انکے جاتے داراب نے زریاب کی جانب

دیکھا جو دواؤں کے

زیر اثراب تک سو رہے تھے

وہ انکے قریب آکر ہر چیز کا بغور جائزہ لینے لگا اسے ایسی

کوئی

چیز نہیں دکھی جس پر اسے شک کرنا چاہئے تھا وہ اپنا

وہم

سمجھتے سیماب کا انتظار کرنے لگا

وہ تھوڑی ہی دیر بعد نماز پڑھ کر انکے کمرے میں آئ

اسے دیکھتے ہی

داراب فورا سے اٹھ کھڑا ہوا

یہ آپ کیلئے ہے۔۔۔آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا

ی کھالیں۔۔۔۔"وہ

فکر مند سا پیکٹ سیماب کی جانب بڑھا گیا

بھوک نہیں ہے ام کو۔۔۔"اسکے جواب پر داراب

نے گہری سانس خارج

کی اور پیکٹ ٹیبل پر رکھتے گھوم کر اسکی جانب آیا

بہن مانتا ہوں آپ کو۔۔۔اس لئے ڈانٹ دیتا ہوں

۔۔۔ایم سوری۔۔۔اگر

آپ کو۔۔۔"اسکی بات پر سیماب نے تڑپ کر اسے

دیکھا آنکھوں میں

نمی بھر گئی

نہیں۔۔۔تم ام کو ڈانٹ سکتا ہے۔۔۔ام کو برا نہیں

لگتا بھائی ہے تم

امارا۔۔"اسکی بات پر داراب مبہم سا مسکراتے اسکے

سر پر ہاتھ

رکھ گیا

سیماب اور زریاب کو اکیلا چھوڑتے وہ خود باہر نکل آیا

تھا اسکے

جاتے سیماب کی نظر اپنے خان پر پڑی وہ دھیرے

دھیرے سے قدم

اٹھاتی انکے قریب آئی یہ سب اسکے لئے ایک بھیانک

خواب تھا وہ اب

اس سے جاگ جانا چاہتی تھی

____

زرتشم کو باہر لان میں گھما کر نرس اسے اندر لا ہی رہی

تھیں جب

باہر سے آتے ڈاکٹر برہان کی نظر ان پر پڑی وہ اندر

جانے کے بجائے

وہی انکے پاس آ گئے انکو دیکھتے نرس پیچھے ہٹ گئی

آپ جائیں۔۔۔" انکے حکم پر نرس فوراً اسے اندر چلی

گئی زرتشم اب

تک اپنے بدن کو پوری طرح سے حرکت نہیں دے پا

رہی تھی اس

وقت اس سے اتنا بھی نہیں ہوا کہ گردن موڑ کر ڈاکٹر

برہان کو ہی

دیکھ لیتی

وہ اسکے آگے آتے تھائز سے پینٹ اوپر کھینچتے عین اسکی

نظروں

کے سامنے بیٹھ گئے زرتشم اب انہیں ہی دیکھ رہی

تھی

کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ۔۔۔اب۔۔۔"وہ شریر

لہجے میں استفسار

کرتے اس ٹھنڈی ہوا کو خود میں بھرنے لگے زرتشم

خاموش

تھی

آپ کو پتہ ہے۔۔۔میری کبھی کوئی خواہش نہیں رہی

۔۔۔میں نے ہمیشہ

صبر و شکر سے جو ملا لے لیا لیکن۔۔۔"وہ بولتے

بولتے رکے ساتھ ہی

زرتشم کی آنکھیں بے ساختہ سکڑ سی گئیں

لیکن اب میری ایک خواہش ہے۔۔۔ کہ ان ٹھنڈی

شاموں میں آپ مجھ

سے ڈھیر ساری باتیں کریں۔۔۔۔اور میں صرف

خاموشی سے آپ کو

سنوں۔۔۔" اسکے لہجے میں حسرت سی تھی اور

آنکھوں میں

چمک

اپنے ٹھیک ہونے سے پہلے میری یہ خواہش پوری

کریں گی ناں۔۔

۔زرتشم۔۔۔؟وہ کتنی آس لئے اس سے پوچھ رہے

تھے لیکن اسکے وجود

میں کوئی جنبش نہیں ہوئی ڈاکٹر برہان کا دل بجھ سا گیا

لیکن وہ

پھر بھی مسکرا دیے

اٹس اوکے۔۔۔ضروری نہیں ہر خواہش پوری ہو

۔۔۔اور مجھے تو ان

ادھوری خواہشوں کی عادت ہے۔۔۔"وہ مبہم سی

مسکراہٹ مسکراتے

اٹھ کھڑے ہوئے

آپ کچھ دیر یہاں رکیں اور موسم کو انجوائے کریں

طبعیت میں

مزید بہتری آئے گی۔۔۔"وہ اسے نارمل لہجے میں

تاکید کرتے اندر کی

جانب جانے ہی لگے تھے جب انکے کانوں میں ایک

باریک سی آواز

گونجی

ادھ۔۔۔وری۔۔۔خواہ۔۔۔شیں۔۔ج۔۔۔جان

لیوا۔۔ہ۔۔۔ہوتی ہے۔۔۔"اس آواز

پرڈاکٹر برہان کرنٹ کھا کر ایڑھی کے بل اسکی جانب

مڑے اور

آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگے وہ بے یقین سے تھے

یہ آواز۔۔۔؟اس

آواز میں ایسا کیا تھا جو انکا دل تک رک گیا

وہ یکدم سے مسکراتے اپنے سر کی پشت پر ہاتھ

پھیرنے لگے ایک

شریر مسکراہٹ انکے لبوں کو چھو گئی

مطلب آپ بول سکتی ہیں۔۔۔" انکے اندازے پر

زرتشم نے کوئی تاثر نہ

دیا بس انکو دیکھتی رہی جیسے اسکی آنکھوں کے سامنے

ایک

خوبصورت نظارہ ہو بلاشبہ ڈاکٹر برہان کو قدرت نے

بڑی فرصت سے

بنایا تھا لیکن حیرت تھ کہ وہ اب تک سنگل کیسے رہ

گئے

مجھے انتظار رہے گا محترمہ۔۔۔میری خواہش کے

پورے ہو جانے

کا۔۔۔" وہ شریر مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتے اندر

کی جانب بڑھ

گئے زر تشم انکو جاتے ہوئے دیکھتی رہی جب اسی

وقت ایک بڑی سی

سیاہ گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی زر تشم کا رخ اسی

جانب تھا جب

گاڑی سے اترنے والی شخصیت کو دیکھ اسکی آنکھیں

بے اختیار

چمک اٹھیں

وہ اسکا زی تھا جو اندر جا رہا تھا لیکن گل کی آواز پر اسکی

جانب

مڑ گیا

زی۔۔۔"اب وہ زی بہت صاف بولنے لگی تھی اسے

دیکھ تو مسکرانے
بھی لگتی تھی

زیحال اسکے پاس آتے محبت بھری نظروں سے دیکھنے

لگا

یہاں کیا کر رہی ہے میری گل۔۔۔"وہ اسکے سامنے

نرم گھاس پر
بیٹھتے محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا گل جواب دینا

چاہتی

تھی لیکن زبان اسکا ٹھیک سے ساتھ نہیں دے رہی تھی

مو۔۔۔سم۔۔۔ان۔۔۔انجوائے۔۔۔"اسکے انداز میں چہچہاہٹ تھی جو اپنے
زی کو دیکھتے اسکی روح میں گھل سی جاتی تھی اسی وقت ڈاکٹر
مبشر جو مسواک کرتے یہاں وہاں کندھے پر ٹاول لئے گھوم رہے تھے

یکدم سے آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو سے اسے

آمنے سامنے بیٹھے

دیکھنے لگے اس بھوت کو دیکھ کر تو ویسے ہی سانس اٹک

جاتی

تھی وہ جلدی سے اندر بھاگے گئے

زیحال کو اسکے جواب پر اپنی ساری پریشانیاں ختم ہوتی

ہوئی

محسوس ہوئی وہ گل کی وہیل چیئر لئے یہاں وہاں ٹہلتے

اس سے

باتیں کرنے لگا وہ خاموشی سے مسکراتی ہوئی انکی

باتیں سننے

لگی

رات کی تاریکی گہری ہوتی ہر جانب سکون کا لبادہ سا

اوڑھا گئی

لیکن اس سکون میں بھی ایک عجیب سی دہشت تھی

پاشا ولا اس

وقت گہری تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا لیکن اصل دہشت

پاشاولا کے

اندر چھائی ہوئی تھی پاشا کی پاشی کی دہشت بچے تک

چپ ہوئے

منہ پر انگلی رکھے بیٹھے تھے

جب عبدلباری کی آواز لاؤنج میں گونجی

ہ۔۔۔تا۔۔۔" وہ ہاتھ مارتے ذرا سا چہکا

عبدلباری چپ۔۔۔"زمل کے آنکھیں دکھاتے وہ

معصوم جان آنکھیں

ٹمٹماتے اسے دیکھنے لگا کومل نے جلدی سے عبد لباری

کو گود میں

کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھ لیا

چپ ہو جاؤ۔۔۔ورنہ تمہاری ساس تمہیں بھی گھر

سے باہر نکال دے

گی۔۔۔" وہ سرگوشی نما انداز میں اپنے بیٹے کے

ساتھ بات کرنے لگی

جب ساتھ بیٹھے زامل نے اسکی بات سن لی

گل۔۔۔شے۔۔۔بال۔۔۔(گھر سے باہر)۔۔۔؟وہ

کس معصومیت سے خود

ہی سر گوشی کرتے پوچھنے لگا بچہ بچہ اب تک سہما ہوا

بیٹھا

تھا

یس۔۔۔یور مماازویری ڈینجرس۔۔۔"کومل کی

بات پر زامل کو تو

جیسے صدمہ سالگ گیا

ناہ۔۔۔ مما۔۔۔بے بی۔۔۔" وہ ہاتھ کی انگلی اور

انگوٹھے سے چھوٹے کی

جانب اشارہ کرنے لگا ٹھیک ویسے جیسے اسکے باپ نے

کیا

تھا

بے بی۔۔۔؟ ہیں۔۔۔وہ کیسے۔۔۔؟ کومل مزید جھکتی

اس سے دلچسپی

سے پوچھنے لگی

مما۔۔۔یو بی۔۔۔ناں۔۔۔باہ۔۔۔شید۔۔۔یو

(مما آپ بے بی ہو ناں بابا کہہ

رہے)"اسکا باقی کا جملہ منہ میں ہی رہ گیا جب زمل

نے اسے

آنکھیں دکھائی

میں نے کہا ناں۔۔۔چپ منہ پر فنگر رکھو جلدی

۔۔۔"وہ کلاس میں

کھڑی کوئی ٹیچر لگ رہی مشی نے بمشکل ہی اپنی ہنسی

دبائی

زالے اسکی گود میں تھی سب لوگ سانس روکے بیٹھے

تھے جب باہر

سے گاڑی کے ٹائر چرچرانے کی آواز آئ

سب نے گردن جھکا جھکا کر باہر کی جانب دیکھا جہاں

سے بالا آخر

وہ صورت نظر آہی گئ تھی جس کی وجہ سے آج یہاں

عدالت

لگی ہوئی تھی

زیحال اپنی دھن میں گاڑی لاک کرتا اندر آ ہی رہا تھا

جب اچانک

دہلیز کے بیچوں بیچ اپنے سینے تک آتی چھوٹی سی اپنی

وائفی سے

ٹکرا گیا وہ کسی مارنی بیل کی طرح کمر پر دونوں ہاتھ

رکھے اسے

کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی

زیحال نے ٹھٹھک کر اسے اور پھر اسکے پیچھے کھڑے

سب گھر

والوں کو دیکھا یہاں تک کہ اسکے بچے بھی اس میں
شامل
تھے
کیا ہوا۔۔۔؟ سب۔۔۔ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں
۔۔۔؟ وہ کچھ ٹھٹھکتے
استفسار یہ پوچھنے لگا
آپ نے آج نماز پڑھی۔۔۔؟ برلاس کے سوال پر
زیحال کو تھوڑا جھٹکا
سا لگا کیا یہ پوچھنے کیلئے سب یہاں کھڑے تھے

ن۔۔۔نہیں۔۔۔"اس نے اٹک کر جواب دیا

لو۔۔۔جنت میں کیا میں اکیلا جاؤنگا۔۔۔؟اسے واقعی

زیحال کی فکر

لگ گئی تھی

تجھے جہنم میں بھی جگہ مل جائے تو غنیمت جان لینا میسنا

کہیں

کا۔۔۔"پامیر نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے

دانت پیس کر کہا جس

پر برلاس اسے ہی گھور کر دیکھنے لگا

آپ کیوں جل رہے ہیں۔۔۔میں نے پوری الحمدللہ
ایک بھی نماز نہیں
پڑھ۔۔۔ی۔۔۔"آخر میں آتے آتے اسکی زبان کو
بریک لگ گئی پامیر
نے اسے کچا چبا لینے والی نظروں سے گھور کر دیکھا

پامیر نے سرتاپیر اس مسجد کے امام کا جائزہ لیا جو

آنکھیں

پٹپٹاتے ہوئے خیالی ٹوپی سر پر رکھے شرافت کی ہر حد

عبور کر

گیا تھا

حاجی صاحب منہ دھو لیں یہ شکل دیکھ کہیں حوروں کو

ہی ہارٹ

اٹیک نہ آجائے۔۔۔" پامیر نے دانت پیس کر برلاس

کے کان میں

سرگوشی کی اس وقت تیز آواز میں بات کرنا اس بیل

کو اپنی جانب

بلانے کے مترادف تھا اور جس سے انکا باپ ڈرے

اس سے وہ تینوں

نہ ڈریں؟ایسا ہو سکتا بھلا

کومل ۔۔۔ذرا ہاتھ تو صاف کریں ان پر۔۔۔زبان

بہت چلنے لگی ہے

انکی ۔۔۔ہنہ ۔۔۔آئے بڑے۔۔۔" برلاس کہاں

پیچھے رہنے والا تھا حساب

وہ بھی اسی وقت بے باک کرتا تھا

ہاتھ بھی بہت چلتے ہیں کہے تو صاف کر کے بتاؤں

۔۔۔"پامیر کے ہاتھ

کا مکا بنتے دیکھ برلاس کی بتیسی فورا سے باہر آئی

ہی ہی۔۔۔کومل دیکھیں۔۔۔"وہ چیخ کر کومل کو

بلانے لگا تھا جب

پامیر نے اسکا منہ فوراً اسے بند کر دیا اس سے پہلے کومل

کی جگہ ان

کی چھوٹی سی ماں آجائے

چپ کر جا۔۔۔ورنہ تیرے ساتھ میں بھی

گھسیٹا جاؤنگا۔۔۔"وہ

سرگوشی نما انداز میں اسے آگے کے خطرناک حالات

سے پہلے ہی

خبر دار کرنے لگا

تب ہی پیچھے سے یاقوت کی گاڑی آر کی اسے گاڑی

سے اترتے دیکھ

سب کی نظر اس پر ٹک گئی جب وہ بھی سب کو یہاں

دہلیز پر

جمع ہوئے دیکھ اچھا خاصا حیران ہوا

لو جی۔۔۔یہ نواب اب آرہے ہیں۔۔۔آجاؤ بچو

۔۔۔آج تم بھی نہیں بچتے

کہاں آوارہ گردیاں کر کے آرہے ہے۔۔۔؟کومل نے

تیور ماتھے پر چڑھاتے

تڑخ کر پوچھا زیحال نے گردن موڑ کر یاقوت کو دیکھا

دونوں کی

پریشان زدہ نگاہیں ملیں

آوارہ گردی۔۔۔؟کس خبیث نے یہ کہا

۔۔۔؟یاقوت جورات سے ہوسپٹل

کے چکر کاٹتا مر رہا تھا اب تو بدن کا انگ انگ جیسے

ٹوٹ رہا تھا

اور اسکی ساری محنت آوارہ گردی بن گئی واہ یاقوت

صاحب یہ

کہنے والے کو الٹا نہ لٹکا دیں

میں کہہ رہی ہوں۔۔۔"کومل کے اپنے اوپر بات

لیتے یاقوت فوراً سے

استغفر اللہ پڑھتا زیحال کے پیچھے ہو گیا

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔؟ وہ دھیمی سرگوشی کرتے

اسی سے پوچھنے لگا

جو بچارا خود اپنا جرم سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن
کوئی

اسے بتا ہی نہیں رہا تھا کہ آخر اس معصوم نے کیا کیا

ہے
مجھے بھی نہیں پتہ۔۔۔خاموشی سے کھڑے رہو ورنہ
بھری جوانی
میں تم پر قل پڑھنے پڑ جائیں گے۔۔۔"زیحال کی اتنی
صاف گویائی پر

یاقوت نے گردن آگے کو کرتے آنکھیں پھاڑ کر اسے

دیکھا بس بھئی

لگ گئی واٹ یہاں تو اسکا اپنا باپ چوہا بنا کھڑا تھا وہ اپنے

بچاؤ

کی کیا امید کر سکتا تھا وہ گہری سانس لیتے اپنی گردن کی

پشت

سہلانے لگا

مشی کا شدّت سے دل چاہا یاقوت کو اندر بلا لے لیکن

زمل کے آگے

اسکی بھی ہمت نہیں ہورہی تھی

ببا۔۔۔ایم۔۔۔تم۔۔۔؟(بابامیں آؤں۔۔۔)؟اپنے

باپ کو کھڑے دیکھ زامل

جھٹ سے بولا جب اپنی ماں کی گھوری ملتے فوراسے

اپنی چھوٹی

سی انگلی منہ پر رکھ کر ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگا

ماہ۔۔۔فندل۔۔۔اپش۔۔۔(ماما فنگر لپس پر ہے)"

بچوں پر چھائی پاشی

کی دہشت دیکھ مشی کا پھوٹ کر پھوارہ نکلا جسے وہ ہر

وقت منہ

میں دوپٹہ دیے وہی روک گئی زامل کی شرارتیں اور

رک جائیں

قیامت نہ آجائے

وائفی۔۔۔کیا ہوا بولو تو۔۔۔"زیحال اپنے لہجے میں

دنیا بھی کی محبت

لئے استفسار یہ پوچھنے لگا جس پر پیچھے کھڑا امیر

شیطانی

مسکراہٹ مسکرایا تھا اسکے ذہن میں جھما کے سے کچھ

گھوم

گیا

خیال۔۔۔۔۔۔

زمل بچوں کو انکے کھلونے پکڑا کر خود روم کی صفائی کر

رہی

تھی جب اسکے کمرے کا دروازہ ناک ہوا یہ انداز بہت

مختلف تھا

زیحال کے دروازہ ناک کرنے کا انداز وہ اچھے سے

جانتی تھی تب ہی

دوپٹہ ٹھیک کر کر سیدھی کھڑی ہو گئی جب پامیر

دھیرے سے

دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا

تاہ۔۔۔"اسکو دیکھتے زامل زالے دونوں نے چیخ ماری

کب سے ماں نے

فل ڈسیپلین میں بٹھایا ہوا تھا فائنلی انکا کوئی تو تاہ انکو

لینے

آیا تھا لیکن جلد ہی انکی خوش فہمی دور ہو گئی جب پامیر

دونوں

کو اٹھا کر باہر لے جانے کے بجائے وہی بیڈ پر لم لیٹ ہو

گیا

تاہ۔۔۔بال۔۔۔پیج۔۔۔(تاہ باہر پلیز)"زامل

آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت

سے اس سے التجا کرنے لگا

زامی۔۔۔نو۔۔۔تاہ کو ریسٹ کرنا ہے۔۔۔"وہ یہی

سمجھی تھی کہ پامیر

یہاں ریسٹ کرنے آیا ہے تب ہی اپنا کام کرنے میں

پھر سے مگن ہو

گئی

پا میر بھائی۔۔۔ پتہ چلا کچھ۔۔۔؟سیماب کیوں آئی

تھیں ایسے۔۔۔وہاں

سب ٹھیک ہے۔۔۔؟اسے فورا اسے صبح والی بات یاد

آئی

نہیں۔۔۔ابھی تک تو نہیں۔۔۔ لیکن بھائی گئے ہیں

ناں۔۔۔سب ٹھیک ہو گا

۔۔۔"ایک یقین سا اسکے انداز میں تھا

بہنا کیا تمھیں پتہ ہے۔۔۔زیحال بھائی آج کل کیا

کرتے پھر رہے ہیں۔۔۔"

وہ زالے کے نرم و ملائم گال سہلاتا دھیمی آواز میں

مخاطب ہوا

زمل جو اس میں تازہ پھول بدل رہی تھی اسکی بات پر

چونک کر

اسکی جانب مڑی

اسکی آنکھوں کے سامنے گزری رات پھر سے لہرانے

لگی وہ زیحال کا

گھبرانا بے وقت محبت کا اتنی شدّت سے اظہار کرنا اور

حواس

باختہ سا ہونا وہ سب زمل کو بھی چونکا گیا تھا

نہیں۔۔۔ کیا ہوا پامیر بھائی۔۔۔سب ٹھیک ہے

۔۔۔؟ وہ فکر مند سی ہو

کر پوچھتی اسکے پاس آئی پامیر اٹھ کر بیٹھتے اسے دیکھنے

لگا اور

کچھ دیر اپنے اندر کے الفاظوں کو ترتیب دیتے گہری

سانس

لی

ادھر بیٹھو۔۔۔"اس نے بیڈ پر ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ

کیا وہ

خاموشی سے وہاں بیٹھ گئی اور اسکے بولنے کا انتظار

کرنے لگی

کیونکہ یہاں بات اسکے ہبی کی تھی اسکا روم روم اس

وقت سماعت

بن چکا تھا

بھائی نے۔۔۔ گل کی وجہ سے۔۔۔ سب سے قطع

تعلق کر لیا۔۔۔" اسکی یہ

بات سنتے زمل کی آنکھیں یکدم سے پھٹ گئے وہ بے یقین

سی نظروں

سے پامیر کو دیکھنے لگی جس کے تاثرات بے حد سپاٹ

تھے

مم۔۔۔ مطلب۔۔۔؟ وہ مطلب اسکا بہت اچھے سے

جانتی تھی لیکن اس

کے ہبی ایسا کیوں کرتے اسے یہی سمجھ نہیں آئی اتنے

سال وہ

پاکستان رہا بزنس کی دنیا میں اپنا نام بنایا سب بھائیوں

نے مل کر

اپنی خواب گاہ بنائی اور پھر وہ اپنے گھر والوں کے لئے

وہ سب

چھوڑ کر یہاں آگیا کیا صرف قطع تعلق کیلئے؟ نہیں

زمل کے لئے یہ

بات نا قابل قبول تھی

مطلب یہ کہ ۔۔۔ وہ اب کبھی حویلی نہیں جائیں گے

نہ کسی سے

ملیں گے یوں کہہ لو کہ وہ ان سب کیلئے مر چکے ہیں

۔۔۔" اسکے اس

آخری لفظ پر زمل کا دل دھک سے رکا وہ فق رنگت

کے ساتھ پامیر

کو دیکھنے لگی

ڈونٹ وری ۔۔۔ صرف انہوں نے یہ کہا ۔۔۔ تاکہ

سب سے ہر طرح کا رشتہ

ختم ہو جائے۔۔۔"وہ سمجھ چکا تھا کہ زمل اسکے اس

لفظ پر کتنی

ڈر چکی ہے

ل۔۔۔لیکن کیوں۔۔۔وہ ایسا۔۔۔ایسا کیوں کریں

گے۔۔۔"وہ ہک دک سی

حیران کن انداز میں پوچھ رہی تھی

کیونکہ۔۔۔گل کے ساتھ بہت غلط ہوا سب نے اسے

مل کر اس جہنم

میں دھکیلا۔۔۔"وہ ایک ایک کر کر وہاں ہوئی ساری

باتیں زمل کے

غوش اتارتا گیا جسے سن کر وہ صرف حیران پر حیران ہو

رہی تھی

اتنا سب ہو گیا تھا اور ہبی نے ایک بات بھی اسے بتانا

ضروری نہیں

سمجھا تھا وہ ذہن میں یہی سوچتی آبدیدہ سی ہونے لگی

دیکھو۔۔۔مجھے لگتا ہے۔۔۔زریاب لالا اور داراب

لالا ان سب میں

قصوروار نہیں ہیں۔۔۔انکی صورت بتارہی تھی

۔۔۔انکی حالت دیکھ

کر مجھے ان پر ترس آرہا تھا۔۔۔زریاب لالا۔۔۔بھائی

کی محبت میں

سات سمندر پار آگئے۔۔۔تو کیا وہ یہاں رہتے اپنی

بہن کے ساتھ یہ

سب ہونے دیتے۔۔۔؟وہ زمل سے تائید مانگ رہا تھا

اس نے دھیرے سے

سر نفی میں ہلا دیا ہاں ایسا ممکن ہی نہیں تھا انکی محبت

نے چیخ

چیخ کر یہ بتایا تھا دنیا کو کہ وہ اپنے بھائی سے کتنی محبت

کرتے

ہیں

اور داراب لالا۔۔۔ان جیسا تو بندہ ہی نہیں دیکھا میں

نے۔۔۔ مینٹلی

اتنے سٹرونگ اور ٹھنڈے بندے۔۔۔ لیکن

دشمنوں میں انکا نام لو تو

انکی طاقت کا اندازہ ہوتا ہے کیسے بڑے سے بڑا چور

انکے نام سے

کانپتا ہے۔۔۔وہ کیسے اپنی بہن کے ساتھ ایسا ہونے

دے سکتے تھے۔۔۔"

وہ اس دن سے اسی بارے میں بار بار سوچ رہا تھا

زیحال کے علم

میں یہ باتیں آنے کے بعد اسے صرف انہی باتوں کا ڈر

تھا کہ وہ اپنے

گھر والوں سے دور نہ ہو جائے اور اسکا ڈر سچ ثابت ہو

گیا تھا

زمل بھی اسکے ہی نظریے سے سوچنے لگی تھی

پھر اب۔۔۔؟ ہم کیا کریں بھائی۔۔۔؟ وہ اتنا تو سمجھ

چکی تھی کہ

پا میر اب جو بھی چاہتا ہے اسی سے چاہتا ہے اور اپنی

طاقت کا

اندازہ اس بے وقوف لڑکی کو بھی تھوڑا سا ہو گیا

تھا ایک

ایسے بندے کو قابو کرنا جسے دنیا کی کوئی طاقت اپنے

قابو میں

نہیں کر سکتی تھی اسے زمل فہد خانزادہ کر سکتی تھی

اسکے سوال پر پامیر کی آنکھیں یکدم سے چمک اٹھی وہ

یہی تو

چاہتا تھا کہ زمل اس سے یہ کہے

دیکھو اب تمہیں کرنا یہ ہے کہ ۔۔۔۔" وہ اسکے کان

میں دھیرے دھیرے

سب بتاتا چلا گیا جسے سنتے زمل آنکھیں پھاڑے اسے
دیکھنے
لگی
مم۔۔۔میں۔۔۔میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں۔۔۔؟وہ
یکدم سے پریشان
سی ہوئی پا میرا اسکی حالت پہلے ہی پتلی ہوتے دیکھ سر پر
ہاتھ
مار گیا

تم کر سکتی ہو میری ماں۔۔۔ تم ہی کر سکتی ہو۔۔۔ ہم میں سے کسی

نے بتایا ایسا سوچا بھی تو بندوق بھائی کی اور گولی۔۔۔وہ بھی انکی

ہی۔۔۔بس نشانہ ہم معصوم بن جائیں گے

۔۔۔"اسکی اتنی معصومیت

پر اتنے پریشان زدہ ماحول میں بھی زمل کی ہنسی چھوٹ

گئی

آپ بھی ناں۔۔۔"انکی باتیں چھوڑ انکی ہنسی دیکھ

زامل زالے بھی

کھی کھی کر کر ہنسنے لگے

آپ دونوں کو بات سمجھ آرہی ہے جو دانت دکھا رہے

ہو دونوں۔۔۔"

وہ دونوں کو دیکھ مصنوعی ساڈ پٹنے لگی زالے زامل

دونوں نے

ٹمٹماتی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھا

ماہ۔۔۔ببا۔۔۔فائیت۔۔۔(ماما بابا سے فائٹ لیں گے

ہم)؟اسکے سوال پر

زمل یکدم دنگ سی رہ گئی یہ بچہ ہی تھاناں۔۔۔؟کیسے

ہر بات

سمجھ رہا تھا وہ بھول رہی تھی کہ یہاں ڈھشم ڈھیشم کا

ذکر ہوا

ہوا اور ایسی باتوں پر تو اس افلاطون کے خرگوش جیسے

کان منٹ

سے پہلے کھڑے ہو جاتے تھے

نو۔۔۔چپ۔۔۔بری بات۔۔۔"وہ زامل کے منہ پر
ہاتھ رکھتی اسے آنکھیں
دکھا گئی
اوکے۔۔۔میں کروں گی۔۔۔"وہ رضامندی دیتی
چہک کر بولی
لیکن ایک بات کا دھیان رکھنا۔۔۔یہ بات سب کے
سامنے نہیں بولنی
ورنہ بھائی پھر سے ہرٹ ہونگے۔۔۔بس تھوڑی سی
سزا دے کر بعد

میں انکو پیار سے سمجھا لینا اوکے ۔۔۔" وہ نہایت سمجھ

داری سے

اسے سمجھانے لگا جس پر زمل فوراً سے سر اثبات میں

ہلا

گئی

پا میر اٹھ کر چلا گیا تھا لیکن پیچھے زمل پورے کمرے

میں چکر

کاٹتی اپنے ہبی کو گھر سے باہر نکالنے کی پریکٹس کرنے

لگی بنا یہ

دیکھے کہ اسکے دونوں تیز دماغ بچے اسے دیکھ رہے تھے

ماہ۔۔۔بابا۔۔۔فائٹ۔۔۔؟(ماما بابا سے فائٹ لیں گے)؟زامل کی ایک ہی رٹ تھی زمل نے جان چھڑوانے کیلئے اسے "ہاں بابا ہاں" بول دیا جس پر زامل فورا اسے بیڈ کے پاس رکھی چھوٹی سیڑھیوں سے

ٹم ٹم کرتا نیچے فرش پر آیا بیڈ کے دونوں اطراف

زیحال نے

آرٹی فیشل سیڑھیاں رکھ رکھی تھیں جس سے زامل

زالے دونوں ہی

بیڈ پر چڑھ اتر سکتے تھے

زامل جلدی سے بھاگ کر اپنے کھلونوں میں سے پانی

والی بندوق

نکال کر لے آیا

مما۔۔۔باہ۔۔۔د ھیشم۔۔۔د ھیشم۔۔۔"وہ بندوق

اپنی ماں کو دکھاتا

شرارت سے پوچھنے لگا جب اپنے بیٹے کی اس حرکت پر

زمل کا

ہنسی کا پھوارہ یکدم سے پھوٹ کر نکلا

میری جان۔۔۔اممما۔۔۔۔"اس نے وہی جھک کر

اپنی چھوٹی سی جان

کے گال چومے جب زالے یکدم سے چیخ پڑی اسے

اب سمجھ آئ تھی

اتنی دیر سے کہ وہ اسکے بابا سے فائٹ لے رہے ہیں

موجودہ وقت

وائفی۔۔یواوکے۔۔۔؟میں اندر آجاؤں۔۔۔؟وہ

اسے ایسے خیالوں میں

گم دیکھ اجازت مانگ کر اندر آنے لگا جب زمل نے چیخ

کر اسے

وہی روک دیا

نہیں ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ آپ اندر نہیں آ سکتے ۔۔ باہر

۔۔۔" وہ فل لڑاکا بیویوں

کی طرح دونوں ہاتھ اسکے کسرتی سینے پر رکھے دہلیز

سے باہر کر

گئی زیحال ہڑ بڑا کر اسے تو کبھی اسکے ہاتھوں کو دیکھے

ارے ۔۔۔ لیکن کیوں ۔۔۔ ہوا کیا ہے بتاؤ تو ۔۔۔ میں

نے کچھ کیا ۔۔۔ ؟ وہ بچارا

ہکا بکا سا اپنا جرم سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن زمل

کو

سمجھ نہیں آئی کہ کیا کہے سب کے سامنے وہ وجہ تو بتا

نہیں سکتی

تھی

وائفی۔۔۔کچھ کیا میں نے۔۔۔؟ایم سوری۔۔۔اگر

میں نے کوئی غلطی

کی ہے تو۔۔۔"وہ بنا غلطی کے بھی کان پکڑنے لگا تھا

اسکے اس

خوبصورت عمل پر زمل کا دل زور سے دھڑکا مرد میں

انا ہوتی ہے؟

وہ بے ساختہ سوچنے لگی ہاں کیوں نہیں ہوتی لیکن

سامنے جب

پسندیدہ عورت ہو تو کونسی انا کونسا غرور تب وہ صرف

محبوب

ہوتا ہے

بہنا۔۔۔"زمل کو پگھلتے دیکھ پامیر نے پیچھے سے ذرا سا

اسکا بازو

ہلا کر اسے ہوش دلایا زمل بھی یکدم سے سٹپٹا کر گلا

کھنکار کر

اسے دیکھنے لگی

آ۔۔۔ن۔۔۔نو سوری۔۔۔نو تھینک۔۔۔آ

۔۔۔آئی مین نو سوری۔۔۔میں کہہ رہی

ہوں ناں۔۔۔بس باہر جائیں۔۔۔گھر میں آنے کی

ضرورت نہیں۔۔

۔اوکے۔۔۔"انداز گل دہشت گردوں والا تھا پامیر

نے دل ہی دل میں

اسے داد دی

پھر میں بھی باہر ہی ٹھیک ہوں ۔۔۔"یاقوت کی بات

پر سب سے پہلے

مشی کی آنکھیں پھٹی وہ تیزی سے سر نفی میں ہلانے

لگی

اوہ نہیں یار ۔۔۔اس جمیل کی جمیلہ کو اندر کھینچو

۔۔۔انکو پہلے

ہول پڑے گے اپنے جمیل کو مشکل میں دیکھ

۔۔۔"پامیر سر پر ہاتھ

مارتا رخ ہی موڑ گیا برلاس نے ان دونوں معشوقوں کو

دیکھا

میں بھی باہر آؤں۔۔۔؟ برلاس کے اندر بھی عشق کا

بھوت جاگ گیا

تھاوہ بھی اتاولا ہوتا تیزی سے باہر نکلنے ہی لگا تھا جب

پامیر نے

اسے اسکی شرٹ سے پکڑ کر اتنی ہی تیزی سے اندر

کھینچ

لیا

دو کان کے نیچے لگے گے۔۔۔پکنک منار ہے وہ لوگ

۔۔۔۔میں بھی آؤں۔۔۔"

آخر میں پامیر نے منہ بسورتے بر لا اس کی نقل اتاری

وہ پیر پٹخ کر

اسے دیکھتا جل کڑھ کر رہ گیا

یہ جمیل کون ہے ویسے۔۔۔؟کومل کو ان میں سے

کوئی بھی جمیل

نامی بندہ نظر نہیں آیا تب ہی وہ پامیر سے استفسار یہ

پوچھنے

لگی

تمہارا سسر۔۔۔"اسکے دانت پیس کر سسر بولنے پر

کومل نے ہونٹ

گول کرتے "اووو" والے انداز میں اسے دیکھا اور

کندھے اچکاتے اپنی

ہنسی روکنے کی کوشش کرنے لگی

نائس ہڈن نیم۔۔۔مجھے آج پتہ چلا۔۔۔"اسکی بات

پر پامیر کا شدّت

سے دل چاہا اپنا سر پھوڑ لے اس نے دانت بھینچ کر

اپنی بیوی کو

دیکھا دل تو چاہا اسے ہی اٹھا کر پٹخ دے لیکن کیا کرتا

آگے بھی اس

کی جلاد بیوی تھی بدلہ لینے پر آتی تو اسکا ہی الٹا دیتی

یہ پاگلوں کا گھر ہے سب کے سب پاگل بھرے پڑے

ہیں۔۔۔" اسکی

واقعی بس ہونے لگی تھی اسکی بات پر مشی منہ میں

دوپٹہ لئے

ہنستی ہوئی منہ دیوار میں دے گئی ہنسی دباتے دباتے

اسکے پیٹ میں

درد ہونے لگا تھا

باہ۔۔۔نات۔۔۔یو تمیل۔۔۔(بابا نہیں آپ جمیل

ہو)"زامل نے اپنی

چھوٹی سی انگلی اپنے باپ کی جانب کی جس پر زیحال

نے اسے

گھور کر دیکھا

چپ کرو چھوٹے فتنے۔۔۔"اس نے گھوری دیتے

زامل کو چپ کروایا

لیکن وہ کہاں ہونے والا تھا چپ وہ وہی کھڑا کھڑا

اچھل اچھل کر

اسے تمیل پکارنے لگا وہی زالے کھڑی تھی دونوں کی

آپسی جنگ پھر

سے شروع ہو گئی وہ کہے بابا جمیل ہے زالے کہے نہیں

وہ میرے بابا

ہیں انکی اپنی ٹرین ٹریک سے اتر گئی تھی

وائفی۔۔۔پلیز۔۔۔ایسا کیوں کر رہی ہو۔۔۔میں

کیسے رات تمہارے

بغیر گزارونگا۔۔۔''وہ زمل کے قریب آتے نہایت

دھیمی آواز میں

سرگوشی کرنے لگا اسکی اس بات پر زمل نے آنکھیں

پھاڑے اسے

دیکھا پھر جلد ہی خود کو کمپوز کر گئی

صرف یہ رات نہیں اس سی اگلا دن اگلی رات اس سے

اگلی رات اس

سے بھی اگلی۔۔۔"بولتے بولتے اسکی سانس تک

پھول گئی

رکو۔۔۔رکو سانس لو۔۔۔ایسا کیوں۔۔۔میری غلطی

کیا ہے۔۔۔؟وہ کس

بچارگی سے پوچھ رہا تھا اب تک سر پھوڑنے جا دل چاہ

رہا

تھا

ٹیکسٹ پر بتاؤنگی۔۔۔"اسکی اس بات پر زیحال کے

سر پر بجی وہ

حیرت سے اسے آنکھیں پھاڑے دیکھنے لگا

واٹ۔۔۔یہ کیسی غلطی ہے۔۔۔جو ٹیکسٹ پر بتائی

جائے گی۔۔۔؟وہ

عنقریب پاگل ہونے والا تھا

ڈیجیٹل مسٹیک ہو گی بھائی۔۔۔"یاقوت نے پیچھے

سے ٹکڑا لگایا

شٹ اپ۔۔۔"زیحال کے شٹ اپ کال دیتے وہ

فوراً سے تیر کی طرح

سیدھا ہو گیا وہی پامیر اور برلاس کی بے ساختہ ہنسی

چھوٹ

گئی

دیکھو۔۔۔" وہ دونوں ہاتھ کھڑے کرتا نہایت تحمل

سے اس سے بات

کرنے ہی والا تھا جب زمل نے اپنے دونوں نازک

ہاتھ اسکے سینے پر

رکھے اور باہر لے گئی

نو۔۔۔کچھ نہیں دیکھنا۔۔۔جائیں۔۔۔باہر جائیں

۔۔۔"وہ زیحال کو باہر

کرتے جلدی سے اندر سے دروازہ بند کرنے لگی جب

یکدم سے مشی

بول پڑی

ی۔۔۔یاقوت کو تو۔۔۔اندر۔۔۔بلا۔۔۔لو

۔۔۔"وہ جتنی تیزی سے بولنے لگی

تھی سب کی نظریں خود پر جمتی دیکھ زبان بے اختیار

خود کو

بریک لگا گئی

ای۔۔۔ایسے ہی بولا میں نے۔۔۔ باہر رہنے دو

۔۔۔نو پرابلم۔۔۔"وہ جلدی سے

ہاتھ جھاڑتی زبان دانتوں میں دبائے زالے کو لے کر

اندر آگئی سب

لوگ لاؤنج میں آکر پھر سے ڈیرہ جما گئے زالے

ٹھسک کر اپنے بابا کے

پاس جانے کی ضد کرنے لگی تھی

ویسے تم بتانا پسند کرو گی اپنے شوہر شریف کو گھر سے

باہر کرنے

کی وجہ۔۔۔''کومل جو تب سے ساتھ تو دے رہی

تھی لیکن وجہ

معلوم نہ تھی اب پیٹ میں شدید درد اٹھ رہا تھا صرف

ایک یہ وجہ

جاننے کیلئے

وہ صرف شوہر ہیں۔۔۔شریف نہ بولیں۔۔۔''زمل

صوفے پر ٹھاٹھ سے

بیٹھتی کس ادا سے بولی کہ کومل اور مشی ہکا بکا سی اسکو
دیکھتی رہ گیئں

زیحال ہکا بکا سا اپنے ہی گھر کے بند دروازے کو دیکھ

رہا تھا

مجھے۔۔۔مجھے گھر سے نکال دیا۔۔۔؟مجھے۔۔۔؟وہ

ہکا بکا سا جیسے

خود کو ہی یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا یا قوت نے

ایک نظر

اسے دیکھا

نہیں۔۔۔میرے باپ کو۔۔۔"اس نے منہ بسور کر

جواب دیا جیسے اس

کے دماغی حالت بگڑ جانے کا خدشہ ہوا ہو

مجھے گھر سے نکال کیسے دیا۔۔۔"زیحال کو غصّہ آنے

لگا تھا اس نے

پوری قوت سے اپنا بوٹ فاؤنٹین کو دے مارا اور

دونوں ہاتھوں کی

مٹھیاں بھینچے اپنے گھر کے دروازے کو دیکھنے لگا

ایسے ۔۔۔" یاقوت نے منہ سے پھونک مار کر بتایا کہ

صرف پھونک ماری

اور پاشا گھر سے سیدھا باہر کیونکہ اتنی طاقت اس

نازک سی

لڑکی میں تو نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ صرف ہلکا سا دھکا

دیتی اور

وہ چٹان گھر سے باہر ہوتا یہ محبت تھی جس نے صرف

پھونک

ماری تھی

زیحال نے کچا چبا لینے والی نظروں سے یاقوت کو دیکھا

جو جھٹ

سے فاؤنٹین کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا دونوں آمنے

سامنے کھڑے

تھے

دنیا کو پتہ چلا تو کیا بولے گی۔۔۔" اسے اب یہی سوچ

سوچ کر ہول

اٹھ رہے تھے

کہ پاشا کو اسکی بیوی نے گھر سے نکال دیا چچ۔۔۔چچ

۔۔۔"وہ باقائدہ

افسوس کرتے سر پر ہاتھ مارنے لگا زیحال نے گردن

پوری جھکا کر

اسے خون خوار نظروں سے دیکھا جس پر یاقوت یکدم

سے سیدھا

ہو گیا

دد۔۔۔دنیا۔۔۔دنیا کی بات بتائی۔۔۔ایم سوری

۔۔۔"وہ کمازکم اسکے

نشانے پر اس وقت آکر مشی کو بیوہ نہیں کروانا چاہتا تھا

زیحال

وہی کھڑا کھڑا کوئی حل سوچنے لگا کمرہ بھی دوسری

بلڈنگ پر تھا

جہاں چڑھ پانا نہایت مشکل تھا اب یہ بھی سوچ سوچ

کر زیحال کو

غصّہ آرہا تھا

اس بیکار انجنئیر کو پکڑ کر لاؤ۔۔۔ جس نے نقشہ بنایا تھا

۔۔۔کیا

ضرورت تھی یہ پہاڑ کھڑا کرنے کی۔۔۔اب کیسے

جاؤں میں اندر۔۔۔۔"

اسکا بس چلتا وہ ایک ایک مزدور کو بھی اس وقت

گھسیٹ لیتا

جس نے پاشا ولا میں ایک اینٹ رکھنے کی بھی غلطی

کی

تھی

رر۔۔۔رات۔۔۔"یاقوت نے ڈرتے ڈرتے انگلی

آسمان کی جانب کی جیسے

کہنا چاہتا ہو رات ہے وہ سوچ چکا ہو گا آپ بھی ٹھنڈے
ہو جائیں لیکن
نہیں وہ کیسے ہوتا وہ تو پاشا تھا پاشا کو اسکے ہی گھر سے
نکال
دیا نہیں۔۔۔۔۔"اسکا دل چاہا چیخے اور رو دے
۔۔۔ایسا کیسے کر سکتا
ہے کوئی۔۔۔کوئی؟او بھئی یہ کوئی اسکی بیوی تھی بیوی
جیسی
بلا کے آگے کس گستاخ نے آج تک چلائی ہے اپنی

کچھ دیر بعد دونوں لان میں نرم گھاس پر الٹی پلٹی مار کر
بیٹھے

تھے دونوں ہی بے حال تھکے ہوئے شکلوں پر بھی تیرہ
بج گئے تھے

لیکن انکی بیویوں کو ان پر ترس نہ آیا

رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب زریاب کے وجود میں
دھیرے سے

حرکت ہونی شروع ہوئی وہ دھیرے سے کسمسانے

لگے پلکیں بہت ہی

آہستگی سے کھلنے کی کوشش کررہی تھیں لیکن کمرے

میں جلتی

لائٹس کی وجہ سے انکو اس عمل میں بھی بہت

دشواری پیش آرہی

تھی وہ پھر بھی ہمت کرتے دھیرے دھیرے آنکھیں

کھولنے لگے انکو

سب سے پہلے ہوسپٹل کی چھت نظر آئی جہاں سے

نگاہ ہو کر نیچے

آتی پورے کمرے کا جائزہ لینے لگی وہ ایک دم سے سمجھ

نہیں پائے

کہ وہ کہاں ہیں انکو کیا ہوا ہے پورا وجود شل ساکت تھا

پچھلے کتنے

گھنٹوں سے انہوں نے کوئی حرکت نہیں کی تھی

وہ دھیرے دھیرے ہوش میں آرہے تھے جب

گزری رات کی ایک جھلک

انکی آنکھوں کے پردے پر لہرا گئی

لیکن انکو صرف یہ یاد تھا کہ وہ گل کی قبر پر تھے اسے

جگانے کی

کوشش کر رہے تھے

گ۔۔۔گل۔۔۔"انکے لب دھیرے سے

پھڑ پھڑاتے اسکا نام پکارنے لگے لیکن

وہ نہیں سن رہی تھی ان تکلیفوں کو یاد کرتے نمکین

پانی قطرے کی

صورت میں جمع ہوتا سائیڈ کان کی لو میں جذب ہو گیا

دل جیسے مٹھی میں آگیا تھا وہ دھیرے سے اٹھنے کی
کوشش کرنے

لگے جب ایک شدید درد کی لہر پورے بدن میں دوڑتی
چلی گئی

اور وہ بے دم سے ہوتے پھر سے تکیے پر سر ٹکا گئے

وہ دھیرے سے اپنے وجود کو حرکت میں لانے کی
پوری کوشش کر

رہے تھے جب انکو اپنے قدموں پر کوئی بھاری چیز
محسوس ہوئی

انہوں نے ٹانگیں ہلا کر محسوس کرنی چاہی جب انکی

اسی کوشش

کے دوران انکے قدموں پر سر رکھے سوتی ہوئی

سیماب کی آنکھیں

کھل گئیں وہ ایک ہی جست میں اٹھ کھڑی ہوئی اور

اپنے خان کو

دیکھنے لگی جو اسے اپنے قدموں پر ایسے سر ٹکائے دیکھ

جی بھر

کر حیران ہوئے

خان۔۔۔خان تم اٹھ گیا۔۔۔"وہ نیند کے حصار سے

نکلتی یکدم سے

ہوش میں آئی اور تڑپ کر زریاب کا ہاتھ تھام گئی

تم۔۔۔تم۔۔۔ادر۔۔۔ک۔۔۔کیا کر۔۔۔رہا

۔۔۔تھا۔۔۔"وہ پوری جان لگاتے بولنے

کی کوشش کرنے لگے آواز میں بھی لرزش سی تھی

سیماب سمجھ چکی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں تب ہی

اسکا دل

گہرائی میں ڈوبنے لگا

تو کدر جائے۔۔۔امارا جگہ ہی وہ ہے۔۔۔"اسکا لہجہ

یکدم سے بھیگ سا

گیا آنکھوں کے آگے دھندلاہٹ سی چھانے لگی جسے

وہ انگوٹھے کی

پورسے صاف کر گئی اور زریاب کو دیکھنے لگی انکی

رنگت ایک ہی

دن میں کتنی نچڑسی گئی تھی

ک۔۔۔کیوں۔۔۔ای۔۔۔ایسے کیوں۔۔۔۔بول

۔۔۔رہا۔۔۔ہے۔۔۔ت۔۔۔تم خانی۔۔۔"

انکے خانی بولنے پر سیماب نے تڑپ کر سر اٹھایا اور

انہیں دیکھنے

لگی یہ صرف ایک لفظ نہیں تھا یہ آج ایک بے جان

جسم میں جان

بھر گیا تھا سیماب کی آنکھوں سے تیزی سے گرم

سیال بہہ نکلا وہ

تڑپ کر زریاب کے سینے پر گرتی پھوٹ پھوٹ کر

رونے لگی اسکے اس

طرح رونے پر زریاب بے چین سے ہوتے اپنا ہاتھ اٹھانے کی کوشش

کرنے لگے

خ۔۔۔خانی۔۔۔ک۔۔۔کیا ہوا۔۔۔جان تم

۔۔۔ایسے۔۔۔کیوں۔۔۔۔"وہ بروقت

کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھے لیکن وہ بھی کیا

کرتی

کب سے بے آسرا روتی پھر رہی تھی ایک بھی کندھا

ایسا نہیں تھا جو

اسے سہارا دے دے بھلا اسکے خان جیسا کندھا کسی کا
ہو سکتا تھا

اب وہ بھی تو رو کر بتاتی کہ وہ کس قیامت سے گزری
تھی کیسے
وہ بھی مر کر زندہ ہوئی تھی

زریاب اسکے سر پر ہاتھ رکھتے دھیرے سے اپنے لب
بھی ٹکا گئے یہ
سکون تھا بے شک صرف یہی سکون تھا

57/2

وہ کتنی ہی دیر اسکے سینے سے لگی ہچکیوں میں روتی رہی

بنایہ

دیکھے کہ انکا زخم بھی سینے پر ہی تھا لیکن اس وقت انکی
خانی

انکے قریب تھی روح سے بھی زیادہ قریب تو کیسے
کوئی درد

محسوس ہو سکتا تھا وہ دھیرے دھیرے سیماب کے
بالوں میں

انگلیاں پھیرتے اسے پر سکون کرتے رہے تا کہ وہ
خون رو کر اپنا دل

ہلکا کر لے اور یہی ہوا تھا وہ زار و قطار رو کر پھر

دھیرے دھیرے

چپ ہوتی وہی لیٹی لیٹی سوں سوں کرنے لگی

زریاب نے ذرا سا سر اٹھاتے اپنی معصوم سی خانی کو

دیکھا جو

کسی معصوم بچے کی طرح ان سے لپٹی خود ہی رو کر

خود ہی چپ

ہو گئی پھر انہی کی شرٹ سے ناک کے بہتے پانی کو

صاف کرنے

لگی

یہ۔۔۔یہ کیا ہے۔۔۔؟زریاب اسکی حرکت پر ہکا بکا
سے رہ گئے لیکن

کمزوری کی وجہ آواز پھر سے دھیمی رہ گئی

تو۔۔۔کس نے بولا تھا ام کو رلانے کا۔۔۔"وہ ڈھٹائی

سے بولتی اپنی

آنکھیں رگڑنے لگی اسکی اتنی کیوٹنیس پر زریاب کے

لبوں پر دلکش

سی مسکراہٹ بکھر گئ وہ تو ایسے ہی بولے تھے ورنہ

اسکی ہر

حرکت پر زریاب خان صدقے واری تھے

بس۔۔۔؟ یا اور بھی رونا ہے۔۔۔؟ وہ بے حد محبت

بھرے انداز میں اسکے

چہرے پر آئ لٹوں کو پیچھے کرنے لگے انکی اس حرکت

پر سیماب کا

دل زور سے دھڑکا وہ خود میں جز بزسی ہوتی سمٹ نے

لگی

تم کو رلانا ہے۔۔۔ تو ام رولیتا ہے۔۔۔" وہ سر

جھکائے نہایت دھیمی

آواز میں بولی اسکی اسی ادا پر تو زریاب خان مر مٹتے تھے

انہوں نے

دھیرے سے اپنا ہاتھ سیماب کی خم کھاتی کمر پر رکھا اور

دھیرے

سے جھٹکا دیتے اسے اپنے قریب کر گئے سیماب کا چہرہ

عین انکے

چہرے کے قریب آگیا تھا

ام تمارا آنکھیں پھوڑ دے گا۔۔۔اگر ایک بھی

آنسوں مزید نکلا۔۔۔''ان

کے رومان ٹک انداز پر سیماب حیا سے سمٹنے ہی لگی تھی

لیکن تب

ہی لفظوں پر غور کرتے وہ یکدم سے آنکھیں پھاڑے

انکو دیکھنے

لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے پھر سے ہونٹ گول کرتی ایک

مکا انکے

سینے پر جڑ گئی

ظالم عورت۔۔۔ تھوڑا تو خیال کرو۔۔۔ام کو چوٹ

لگی ہے۔۔۔"وہ اسکے

چڑنے سے محفوظ ہوتے مزید چھیڑنے لگے سیماب کا

دل چاہا ایک اور

لگائے

اور جو ام کو لگی ہے۔۔۔دل پر۔۔۔اسکا کیا خان

۔۔۔"وہ نم لہجے میں

پوچھتی انکو دیکھنے لگی زریاب خان کی آنکھوں میں اس

وقت بے

پناہ محبت تھی وہ ایسے ہی کچھ دیر اسے دیکھتے رہے جب

سیماب

کو انکے ارادوں میں کچھ گڑبڑ سی لگی جلد ہی اس پر یہ

انکے

ارادے ظاہر بھی ہو گئے

وہ ایک جھٹکے میں سیماب کو اپنے ساتھ ہی بیڈ پر لٹا گئے

وہ اس

اچانک افتاد پر آنکھیں کھولے انہیں دیکھنے لگی وہ پہلو

میں لٹے اسے

ہی جان لٹاتی نظروں سے دیکھ رہے تھے پھر دھیرے

سے کہنی کے بل

اٹھنے کی کوشش کرنے لگے جب ایک شدید درد کی لہر

سی انکے

چہرے پر دوڑ گئی

خان۔۔۔کیا کر رہا تم۔۔۔''انکو یہ کرتے دیکھ سیماب

ایک ہی جست میں

اٹھنے لگی تھی جب زریاب نے اسے بازو سے پکڑتے

واپس سے لٹا

دیا

تم کو کیا مرض ہے۔۔۔چپکے سے لیٹو۔۔۔"انکی شادی

کو اتنے سال گزر

گئے تھے انکی محبت کی داستان سنی جاتی تو سب سے الگ

اور

انوکھی معلوم ہوتی اب اتنے عرصے سے ساتھ رہ رہ

کر دونوں کے

بیچ کی دیوار مزید مضبوط ہو گئی تھی سادہ الفاظ میں

دونوں کچھ

بھی کہیں ڈھیٹ بن چکے تھے جو منہ میں لفظ آتا بول

دیتے

ام کیوں ۔۔۔ تم کو لیٹنا ہے ۔۔۔ سکون سے ۔۔۔ لیکن

نہیں ۔۔۔ تم کو مزہ آتا ہے

ام کو بلوانے ۔۔۔ "وہ نان اسٹاپ بولنے لگی تھی جب

زریاب نے جھک کر

اپنے لبوں سے ذرا سا اسکے لبوں کو چھوا اس عمل پر

سیماب کی

آنکھیں یکدم سے پھٹی اور دل بے اختیار کانوں میں

دھڑکنے

لگا

تمارا زبان کبھی بند بھی ہو گا۔۔۔ہر وقت تم پٹر پٹر

کرتا ہے۔۔۔"وہ

اٹھنے کی پوری کوشش کرتے اسے مصنوعی ساڈپٹنے

لگے لیکن

سیماب وہ کیا بولتی اب وہ اپنے بلیوں سے اچھلتے دل کو

ہی

سمبھال لیتی تو بہت تھا وہ حیا سے لبریز اپنی بھاری

پلکوں کی

جھالر جھکا گئی

زریاب ہمت کرتے بالا آخر کہنی کے بل آدھے بیٹھے

اور آدھے لیٹ

چکے تھے اس تھوڑی سی جگہ والے بیڈ نے دونوں کو

قریب کرنے

میں خاصا کردار ادا کیا تھا

زریاب نے ان جھکی ہوئی پلکوں کو دیکھا بیوی کی یہ

ادائیں

شوہروں کو پاگل کر دینے کیلئے کافی ہوتی ہیں پھر عمر

چاہے جو

بھی ہو

تم آج بھی ایسا ہی ہے۔۔۔شرمیلا۔۔۔"انکی دھیمی

سرگوشی پر سیماب

نے پلکیں اٹھا کر انہیں دیکھا

تو کیا تمارے جیسا بے شرم بن جائے۔۔۔اب امارا عمر
نہیں ہے۔۔۔یہ
کرنے کا۔۔۔"وہ زریاب سے عمر میں اتنی چھوٹی نہ
تھی لیکن آج بھی
دونوں اتنی عمر میں آکر بھی آج کے جوانوں کو پیچھے
چھوڑ دیتے
تھے
نہیں۔۔۔یہ سیٹ ام سمبھال لے گا۔۔۔تم بس ایسے
شرماؤ۔۔۔تا کہ۔۔

۔ تیسرے کے آنے کے امکان بن جائیں۔۔۔" انکی

بات سمجھتے سیماب کی

آنکھیں یکدم سے کھلی اسکی حالت دیکھ زریاب کا

قہقہہ پورے روم

میں گونج پڑا سیماب کا شدّت سے دل چاہا یہاں سے

بھاگ جائے کہیں

دور بہت دور جہاں یہ بے شرم خان نہ دیکھ سکیں

تم۔۔۔" وہ کچھ بولنے لگی تھی لیکن احساس ہوا اس

ڈھیٹ پٹھان

کو کچھ کہنے سے بہتر اپنا سر پھوڑ لینا تھا زریاب اسے

کتنی ہی

دیر یوں شرماتے ہوئے دیکھتے رہے جب دھیرے سے

جھک کر اپنے

دہکتے لب سیماب کے دل کے مقام پر رکھ گئے انکے

اس جان لیوا

عمل پر سیماب کا ہاتھ انکے سر سے آلپٹا

وہ اسی طرح جھکے اسکی دھڑکنوں کو بری طرح سے

منتشر کرتے

سیماب کی رنگت سرخ انار سی کر گئے پھر دھیرے

سے پیچھے ہوتے

اسکی بند آنکھوں اور لرزتی پلکوں کو دیکھنے لگے

وہ تیز سانسیں لیتی اپنے کانوں میں دھڑکتے دل کو قابو

کر رہی

تھی

تمارے دل کے زخم بھرنے کا حق صرف زریاب

خان کو ہے خانی۔۔۔

اور تا قیامت صرف اسی کو رہے گا۔۔۔" انکے انداز

میں جنون تھا شدّت

تھی سیماب نے لرزتی پلکوں کی جھالر اٹھاتے انہیں

دیکھا جن کی

آنکھوں میں اسے اپنے لئے دنیا جہاں کی بے پناہ محبت

عشق جنون

نظر آیا تھا

وہ بے اختیار انکے سینے میں چھپ گئی اسکے ایسے چھپ

نے پر

زریاب خان کے مونچھوں تلے عنابی لب گہری دلکش مسکراہٹ میں

ڈھل گئے وہ اسکی نازک سی کمر تھامتے اسے مزید اپنے آپ میں

سمیٹ گئے

میری پانڈا۔۔۔"وہ صحت میں پہلے سے ٹھیک ہو گئی تھی گلو گلو

سی اسی کو دیکھتے زریاب نے اسے جس نام سے پکارا

اس پر سیماب

نے فوراً اسے اپنا چہرہ باہر نکالتے انکو گھور کر دیکھا

تم ہو گا پانڈا۔۔۔وانڈا۔۔۔"وہ دو بدو جواب دیتی پھر

سے اپنی سکون

بھری جگہ میں چھپ گئی اسکے تیزی سے جواب دینے

پر زریاب

خان بے ساختہ ہنس دیے اور اسکے سر پر اپنے لب

ٹکاتے سکون بھری

سانس خارج کر گئے یہ ایک وجود ان تکلیفوں کا اثر کم

کرنے کی

طاقت ضرور رکھتا تھا لیکن پھر بھی وہ ٹین ایجر نہ تھے

کہ صرف

بیوی کی پناہوں میں آ کر سب بھول جاتے انکے ذہن

میں اس وقت

بھی زیحال اور گل ہی گھوم رہی تھی انکا خیال ہی انکا

دل بری طرح

سے جکڑ گیا تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

وہ دونوں لان میں بیٹھے اپنے ہی گھر کو ستائشی نظروں

سے دیکھ

رہے تھے بارشوں کی وجہ سے ٹھنڈا موسم مزید

شدّت اختیار کر رہا

تھا جیسے جیسے رات گہری ہوتی جا رہی تھی ویسے ویسے

ٹھنڈ

بھی بڑھتی چلی جا رہی تھی یاقوت تو باقاعدہ کانپنے لگا

تھا

ہم کو تو یہ دل کی حسرت لے ڈوبی صنم ۔۔۔۔"وہ

کانپتی ہوئی آواز

میں صدا لگاتا اپنے بازو اپنے ہی ہاتھ سے مسلنے لگا پھر

ایک نظر

زیحال کو دیکھا جو بلکل نارمل بیٹھا تھا ٹھنڈ وہ کیا ہوتی

اسکو پتہ

ہی نہیں تھا ہاں کیسے پتہ چلتا جو خود آگ کا بنا ہوا تھا

ایسی ظالم بیویاں ملی ہیں اللہ پوچھے ۔۔۔ بھلا ہم

معصوموں نے کیا

کر دیا۔۔۔خود گرم کمبل میں سو رہی ہو نگی۔۔۔اور

ہمیں۔۔۔یہاں

ٹھنڈ میں مار رہی ہیں۔۔۔ خیر کوئی نہیں۔۔۔لگے

ایک بار ہاتھ اسکے

سکر و تو میں ٹائٹ کر و نگا۔۔۔"وہ مشی کو ذہن میں

رکھتا دانت پیس

کر اسے دھمکی دینے لگاہاں یہ بیویاں چاہے جو سزا

دے لیں لیکن

اپنے شوہروں کی جانب سے ملنے والی سزاؤں جیسی

سزا تھوڑی

دے سکتی ہیں ہی ہی ہی۔۔۔یہی سوچ کر یاقوت کو

دل ہی دل میں

ہنسی آنے لگی

اس نے پھر سے زیحال کو دیکھا جو سر جھکائے گھاس

توڑ توڑ کر

پھینک رہا تھا

پلیز۔۔۔آپ کے دو بچے ہیں۔۔۔یہ گھاس کھا کر خود

کشی نہ کریں۔۔۔"

اسکی بات پر زیحال نے گردن موڑ کر اسے دیکھا انداز

ایسا تھا جیسے

اسے ہی کچا چبا جائے گا

اپنا منہ بند کرو گے۔۔۔؟ یا مشی سے کہوں سفید

ساڑھی پہن کر دل

پر پتھر رکھ لے۔۔۔"اسکی صاف دھمکی پر یاقوت

یکدم سے تیر کی

طرح سیدھا ہو گیا

مم۔۔۔میں تو نیندوں میں بول رہا تھا۔۔۔" اسکے

سفید جھنڈی دکھانے

پر زیحال کلس کر رہ گیا وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اس

نے ایسا

کیا کر دیا کہ اسے گھر سے ہی نکال دیا گیا تب ہی اسکی

نظر یاقوت

پر پڑی جو اپنے دونوں کی سیلفی لے کر انسٹا پر اپلوڈ

کرتے ہیش

ٹیگ ظالم بیویاں ہیش ٹیگ شوہر گھر سے دربدر

استعمال کر کر

فوٹو اپ لوڈ کرنے ہی والا تھا کہ زیحال نے اسکے ہاتھ

سے موبائل

چھین لیا

یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔عزت کا بھر کس نکلوانا

ہے کیا بے وقوف

آدمی۔۔۔" وہ دانت پیس کر کلستے ہوئے بولا

دنیا کو بھی تو پتہ چلے ہم کتنے مظلوم ہیں بیویاں کتنی

ظالم۔۔۔گھر

سے ہی نکال دیا واہ۔۔۔"وہ اس وقت پورا پاگل لگ

رہا تھا زیحال

نے گہری نظروں سے اسے دیکھا

تم ٹھیک ہو۔۔۔؟اسکے سوال پر پہلے تو یاقوت اسے

دیکھتا رہا دیکھتا

رہا پھر سر اثبات میں ہلاتے ہلاتے نفی میں ہلا کر

ہونٹ بچوں کی

طرح گول کر گیا

مجھے اپنے کمرے میں جانا ہے۔۔۔۔"وہ رونے کی

ایکٹنگ کرتا زیحال

کی بازو پر سر ٹکا گیا اسکی اس حرکت پر اتنے غصّے میں

بھی

زیحال کی ہنسی چھوٹ گئی وہ جان بوجھ کر ایسی حرکتیں

کر رہا

تھا تاکہ زیحال ہنس دے اور وہ ہنس پڑا تھا

آج تو موڈ بھی تھا میرا۔۔۔ سارے موڈ کی بینڈ بجا دی

ان بیویوں

نے۔۔۔" وہ منہ بسورتا اندر ہی اندر جلنے کڑھنے لگا

زیحال کیا کہتا اس

کا اپنا موڈ تھا سارا اسٹریس ریلیز کرنے کا لیکن اب کیا

اب تو انکے

ارمانوں پر بیویوں کے حقوق پھر گئے تھے ہائے

ظالموں۔۔۔۔

وہ دونوں بچاری شکل بنائے بیٹھے ہی تھے جب کہیں

سے انکو گانے

چلنے کی آواز آئی دونوں نے جھٹ سے سر اٹھا کر یہاں

وہاں دیکھا یہ

آواز جس سمت سے آرہی تھی وہاں کوئی نظر نہیں آرہا

تھا لیکن

جلد ہی نظر آبھی گیا اور جو نظر آیا اسے دیکھتے زیحال

یاقوت

دونوں کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی

برلاس کندھے پر سپیکر رکھے ناچتا ہوا اسی جانب آرہا تھا اسکے

پیچھے اسکا بچپن کا پارٹنر پامیر سلطان دونوں ناچتے ہوئے مزے

مزے کے منہ بناتے انکی جانب آرہے تھے انکو دیکھ یاقوت اور زیحال

دونوں سیدھے ہو بیٹھے

تو انکھیا ملا کے۔۔۔۔ہو میرے کول آجا۔۔۔۔

عشق دیا گلاں۔۔۔۔تو مینو سمجھا جا۔۔۔۔

اس لائن پر برلاس نے پامیر کی انگلی پکڑ کر اسے گول گول گھمایا

وہ بھی گھوم کر ان دونوں ترس کے ماروں کے سامنے آکر ٹھمکے

لگانے لگا برلاس اسکے گرد گول گول گھوم کر پورا گانے میں مست

ہونے لگا تھا

یاقوت اور زیحال ہکا بکا سے انکو منہ کھولے دیکھنے لگے

وہ کر کیا

رہے تھے جو بھی تھا لیکن یاقوت کو سمجھ نہیں آرہا تھا

وہ ہنسے

یا دونوں کو آڑے ہاتھوں لے

تو گلا بڑی کردا۔۔۔۔۔وے کر کے وکھا جا۔۔۔

نیڑے نیڑے آتو آجا۔۔۔۔ سوہنیا۔۔۔۔

برلاس ہاتھ سے اشارہ کرتا زیحال کو اپنے پاس بلاتا پھر
آنکھیں بند
کر کر جھومنے لگا یا قوت نے گردن موڑ کر زیحال کو
دیکھا جیسے
اجازت مانگ رہا ہو دھرتی سے دو بوجھ ہلکے کرنے کی
لیکن زیحال
تو خود انکو دیکھ رہا تھا کسی مخلوق تھی یہ اسکی اولاد تھی ؟

بم۔۔۔ڈگی بم بم۔۔۔

اس لائن پر وہ دونوں اپنے ٹھمکے ملاتے گول گول

گھومنے لگے انکے

اس عمل پر یاقوت کی ہنسی کا پھوٹ کر پھوار انکلا

برلاس اور پامیر اس وقت فل ٹن ہوتے یہ بھول

رہے تھے کہ انکا باپ

ابھی یہاں موجود ہے جس نے مار مار کر انکی یہی بم پھوڑ

دینی

تھی لیکن جب دماغ گھاس چرنے چلا جائے

نیڑے۔۔۔ نیڑے تو آنا۔۔۔ سوہنیا

برلاس اس لائن پر ہاتھ کے اشارے سے زیحال کو

اپنے پاس بلا رہا تھا

جس پر یاقوت ہنس ہنس کر پاگل ہوتا وہی پیچھے گر گیا

زیحال اس

وقت سخت چٹان معلوم ہو رہا تھا خاموشی یقیناً وہ اپنے

ہاتھوں کو

شانت کر رہا تھا اسکو کسی حرکت میں نہ آتے دیکھ

برلاس سپیکر

بند کرتا اپنے موبائل کا کیمرے اآن کر گیا

گائزوہ دیکھیں۔۔۔گھر سے در بدر ہوئے دو شخص

۔۔۔جن پر کیا انکی

اپنی بیویوں نے ظلم و ستم۔۔۔ان کی شکل دیکھ آپ

بلکل یہ مت

سمجھئیے گا کہ یہ دونوں شریف ہیں۔۔۔"وہ پورا

رپورٹر بنا ان دونوں

کی ویڈیو بنا رہا تھا جس پر یا قوت کرنٹ کھا کر یکدم سے

اٹھ

بیٹھا

اوئے۔۔۔ڈیلیٹ کر۔۔۔"اسکی ویڈیو میں خود کو

ایسے لوٹ پوٹ ہوتے

آتے دیکھ وہ یکدم سے چیخ پڑا

انکی شکلیں بے شک معصومانہ ہیں لیکن یہ شیطان سر

کے ٹاپ

سٹوڈنٹ رہ چکے ہیں۔۔۔انکی شکلیں مجھ معصوم

جیسی ہیں۔۔۔لیکن

حرکتیں ابلیس بھیا سے ملتی۔۔۔"وہ تیزی سے بول

کر سب کو ریکارڈ

کر رہا تھا جب زیحال یکدم سے اٹھ کھڑا ہوا بر لا اس

اسکے اٹھتے

بھاگ کر فاؤنٹین کے پیچھے کھڑا ہو گیا

یہ دیکھیں۔۔۔اب یہ مجھ پر حملہ کرنے آرہے ہیں

۔۔۔یہ شخص بہت

بڑے راخشص ہیں۔۔۔"

یہ مرے گا آج پکا۔۔۔"پامیر کی ہنس ہنس کر حالت
بری ہو گئی تھی

زیحال سچ میں جوتا لئے اسکے پیچھے لپکا لیکن بر لا اس
بھی چھپاک
کر کے دور بھاگ گیا

پکڑیں اسکو۔۔۔اسکی رپورٹنگ ہم کرواتے ہیں
۔۔۔"یاقوت بھی جلد سے

اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس سے پہلے وہ بھی معصوم برلاس کو پکڑتا

پامیر نے اسے پیچھے سے اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا

برلاس بھاگ جا۔۔۔ارجن بھاگ جا۔۔۔"وہ چیخ کر برلاس کو بھگانے لگا

جس کے پیچھے خود پاشا لگا تھا

ارجن بھاگ۔۔۔میں کہتا ہوں بھا۔۔۔" پامیر چیخ ہی رہا تھا جب یاقوت

نے پوری قوت سے اسکے بازو کھولتے اسے گردن

سے دبوچ لیا

اب چیخ ارجن کے کرن ۔۔۔"پامیرا اسکی گرفت میں

پھڑ پھڑانے کی

پوری کوشش کررہا تھا

ان چاروں کو رات کے آدھے پہر ایسے بھاگتے مستی

کرتے دیکھ اوپر

کھڑی ان کی بیویاں ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوگئی

تھیں وہ کب

سے انکو دیکھتی ہنس رہی تھیں لیکن اب تو انکی بس ہو گئی تھی

پیٹ میں درد ہونے لگا تھا

آج یہ کرن ارجن کیلئے جان بھی دے دے گا کالیا

۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔۔"

پامیر کی ایکٹنگ پر یاقوت کی ہنسی چھوٹ گئی لیکن پھر بھی وہ

اسے قابو کئے کھڑا رہا پامیر چاہتا تو خود کو چھڑوا سکتا تھا لیکن

اپنے بڑے بھائی کے سامنے اپنی طاقت دکھانا

خطرناک ثابت ہو سکتا

تھا

آؤتم۔۔۔بتاؤں تمہیں۔۔۔رپورٹنگ کیسے کرنی

۔۔۔"زیحال اسکے پیچھے

بھاگتاایک جگہ آکررک گیااسکی سانس پھولنے لگی

تھی اسکو

رکتے دیکھ برلاس بھی فوراسے رک گیااور تیز تیز

سانس لینے

لگا

ہاہ۔۔۔ہوہ۔۔۔۔آپ۔۔۔آپ مجھے۔۔۔مجھے

ماریں گے۔۔۔میں۔۔۔میں نہیں

آؤ ننگا ہاتھ۔۔۔"برلاس کی پھولی ہوئی سانسیں اسے

ٹھیک سے بولنے

کی اجازت بھی نہیں دے رہی تھیں

نہیں۔۔۔بیٹا۔۔۔میں تمہیں لوری سناؤں گا۔۔۔آنا

ذرا یہاں۔۔۔"زیحال کی

بات پر یاقوت پامیر دونوں کا قہقہہ پھوٹ کر نکلا

نہیں نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ آپ جھوٹ بول رہے

ہیں۔۔۔ آپ ماریں گے۔۔۔'' وہ

اپنے باپ کو اچھے سے جانتا تھا یقیناً وہ ایسا ہی کرنے والا

تھا اصل

آنکھیں سب کی تب پھٹی جب زیحال کے ہاتھ میں

شوٹ گن دیکھی

وہ سب کیسے بھول گئے وہ باپ تھا چھوٹی موٹی چیزوں

سے

تھوڑی ڈرا سکتا تھا

اسکو گن اٹھائے دیکھ زمل چیخ پڑی اور آنکھیں پھاڑے

اپنے ہبی کو

دیکھنے لگی

اب بولنا۔۔۔کیا بول رہے تھے۔۔۔بولنا۔۔۔"وہ

نشانے پر برلاس کو

رکھتے تڑخ کر اسے پاس بلانے لگا برلاس چیخ کر

موبائل پھینکتے

سانس روک گیا

ن۔۔نہیں۔۔۔نہیں میں مذاق کر رہا تھا۔۔بھائی

۔۔۔بھائی ایم سوری

مذاق تھا۔۔۔سچی میں ممی قسم۔۔۔"ساری رپورٹنگ

گئی تیل لینے

یہاں برلاس شاہ کے طوطے اڑ گئے تھے

میرا پیارا بھائی تھا ایک۔۔۔۔آا۔۔۔۔"پامیر

عورتوں کی طرح رونے کی

ایکٹنگ کرنے لگا برلاس نے اسے کچا چبا لینے والی

نظروں سے

دیکھا

آپ کو تو بعد میں دیکھوں گا۔۔۔"وہ پامیر کو وارن

کرتے زیحال کی

جانب دیکھنے لگا جس نے ایک ہی نشانے پر برلاس کے

قدم پکے

زمین پر جما دیے تھے

بھائی۔۔۔میری توبہ۔۔۔میرے باپ کی توبہ

۔۔۔معافی۔۔۔معافی۔۔۔۔"

ہبی۔۔۔" برلاس جھک کر اپنی جان بخشی مانگ

رہا تھا جب

بیچ میں زمل آتی اپنے ہی ہبی کو گھور کر دیکھنے لگی

بہنا۔۔۔۔ میری بہنا۔۔۔۔ تمہارا کیا ہی کہنا۔۔۔ کتنے صحیح وقت پر انٹری

ماری ہے۔۔۔ دیکھو اپنے جلاد شوہر کو۔۔۔" برلاس

فورا سے زمل کا

سہارا لیتے چوہا بن گیا

وائفی۔۔۔تم پیچھے ہو جاؤ۔۔۔اسکو میں نے آج نہیں

چھوڑنا۔۔۔"وہ

فل جوش میں برلاس کو گھورتا مزید اپنی گرفت

بندوق پر مضبوط

کر گیا

نو۔۔۔یہ میرا بھائی ہے۔۔۔خبر دار جو اسکو کچھ کیا

۔۔۔"زیحال نے

اسکی بات پر اس سالے کو گھور کر دیکھا اسی وقت زمل

کی نظر

پامیر پر پڑی جس نے آنکھوں سے کچھ اشارہ کیا زمل

فورا سے

سمجھتی زیحال کی جانب مڑی

ہبی۔۔۔اسکو معاف کریں میں آپ کو معاف کروں

گی۔۔۔"وہ ڈیل والے

انداز میں بات کو ختم کرنے لگی زی حال اسکی بات

سنتے فورا سے

ٹھنڈا پڑتا گن نیچے کر گیا

پکا۔۔؟ وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے یقین نہ ہو زمل نے

گھور کر اپنا

سر ہاں میں ہلایا انکی ڈیل بنتے دیکھ برلاس کی جان میں

جیسے

جان سی آگئی تھی

بھائی۔۔۔ڈیجیٹل مسٹیک تو بتائی نہیں۔۔۔"یاقوت

کے مسٹیک کے ذکر

پر زیحال نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو" منہ

بند رکھو

جلاد آدمی "بیوی مان گئی غلطی گئی اب بھاڑ میں

ہاہاہا۔۔۔کونسی مسٹیک یہ میں نے کیا۔۔۔۔" پامیر

کالر کھڑے کرتے شوخ

ہونے لگا تھا جب ایک دم سے اپنی غلطی کا احساس

ہوتے زبان کو

فوراً سے بریک لگا گیا لیکن کہتے ہیں ناں آنکھ سے نکلا

آنسوں اور

زبان سے نکلا لفظ واپس نہیں ہو سکتا

یاقوت نے ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن موڑ کر

اسے ایسے دیکھا

جیسے وہ کسی اور ہی دنیا کی مخلوق ہو

پامیر بمشکل ہنس کر اسے ٹال نے لگا لیکن اب کیا

---کیا بھئی

یاقوت سمجھ چکا تھا کہ جو بھی کیا ہے پامیر نے کیا ہے وہ

سب

سمجھتے اسے گھورنے لگا صرف نظریں ہی پامیر کے چھکے

چھڑوا

گئی تھیں

زمل زیحال کو لے کر اندر چلی گئی باقی سب بھی اندر

آتے اپنے اپنے

کمرے کا رخ کر گئے کیونکہ رات پہلے ہی بہت ہو چکی

تھی

کمرے میں آتے زیحال نے اپنے دو معصوم بچوں کو

سوتے ہوئے دیکھا

اور جھک کر دونوں کو پیار کیا زمل کمرے میں آتے

سیدھا باتھ روم

چلی گئی تھی

زیحال کتنی ہی دیر بیٹھا اسکا انتظار کرتا رہا اتنی دیر میں

بیڈ

کراؤن پر سر ٹکائے وہ نجانے کیا کیا سوچ بیٹھا تھا

پورے دن کا

منظر اسکی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا اسے زریاب

کا خیال آیا جس

پر وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھا کر کسی کو کال

کرنے

لگا رنگنگ ہو رہی تھی مقابل نے فوراہی اسکی کال اٹھا

لی

لالا کی طبعیت کیسی ہے اب۔۔۔؟ انکے کال اٹھاتے

اس نے نہایت

سنجیدگی سے پوچھا

صبح پراپر چیک اپ کے بعد پتہ چلے گا۔۔۔ لیکن آپ

کو جو میں نے

کہا تھا اس پر آپ ضرور سوچیں۔۔۔" انکی کہی بات کو

یاد کرتے

زی حال کے چہرے پر کرب کا سایہ سا لہرا گیا

باتیں رشتوں سے زیادہ اہم نہیں ہوتی پاشا۔۔۔ان

باتوں کو رکھ کر

کیا کریں گے جب رشتے ہی نہ بچیں۔۔۔"انکی

بات۔پر زیحال کا دل

جیسے مٹھی میں آگیا تھا اس نے ضبط سے آنکھیں بند کر

لیں

اور جو باتیں مجھے ہی ختم کر دیں۔۔۔وہ۔۔۔؟اسکے

سوال پر مقابل

کی جانب مکمل خاموشی چھا گئی جیسے وہ بھی اس بات کا

جواب

نہ جانتے ہوں

دل برڑار کھیں۔۔۔"انکے پاس یہی الفاظ تھے جو وہ

اس وقت بول

سکتے تھے زیحال نے کال کٹ کر دی اسکے لئے یہ

الفاظ سوچنا ہی

بہت مشکل تھے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اپنی ہی

سوچوں میں

گم ہونے لگا تھا جب اسکی سماعتوں میں چوڑیوں کی

چھنک سنائی

دی زیحال دھیرے سے آنکھیں کھول کر اس آواز کی

سمت دیکھنے

لگا جب سامنے سے پہلے چوڑیوں سے بھرا ہاتھ اور پھر

وہ خود

پوری کی پوری باہر آئی

زیحال کی نظر نیچے سے ہوتی اوپر چلی جاتی اسکے چہرے

پر جا

ٹکیں

وہ ریڈ کلر کی آدھی ٹانگوں تک آتی سکرٹ پہنے نیم

برہنہ بازو جو

بازو تو کہاں تھے دو ڈوریاں تھیں بازو کے نام پر

کندھے پر چمکتی

ہوئی کھلے بال اور ہلکے ہلکے میک اپ میں تیار ہوئی

زیحال اسے ایسے تیار ہوئے دیکھ جیسے سانس بھی لینا

بھول گیا تھا

کہاں وہ اپنی غلطی پوچھنا چاہتا تھا اور کہاں اب اپنا آپ
بھی
بھول گیا تھا

یہ ایک گہری تاری کی میں ڈوبا ہوا ایک کمرہ تھا جہاں کی
دیواروں
میں ہلکے ہلکے چھید ہوئے تھے جس سے باہر کی روشنی
چھنک کر

اندر آرہی تھی اتنی سی روشنی میں بھی اس کمرے کے

فرش پر پڑا

ساکت وجود دکھائی دے رہا تھا جس میں اس وقت

ہلکی سی بھی

جنبش نہیں تھی لیکن تب ہی اسے اپنے پیروں پر کوئی

جیتی جاگتی

چیز لپٹتی ہوئی محسوس ہوئی وہ دھیرے سے کسمساتی

اس چیز

کو خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن وہ

مزید اسکے

بدن سے لپٹتی چلی جارہی تھی

وہ لڑکی ہمت کرتی اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس

چیز کو پکڑ کر

دور کر کی کوشش کرنے لگی جب وہ چیز یکدم سے

پھنکارا اٹھی

کمرے میں آتی روشنی اس چیز پر پڑی جب پتہ چلا وہ

کوئی زہریلا

سانپ تھا اسے دیکھتے زرتشم کرنٹ کھاتی اسے خود

سے دور

پھینکتی خوف سے بری طرح لرزنے لگی تھی

وہ سانپ بھی اسے ہی دیکھتا اس ایک جگہ بیٹھا پھنکار

رہا تھا اس

کی موجودگی دیکھ زرتشم کا رنگ ایک مردے کی طرح

سفید پڑ

گیا

تب ہی اسے پیچھے سے اسے کسی کا جاندار قہقہہ سنائی دیا

اب تو

قہقہے سے بھی اسکی جان نکل جاتی تھی ایک طرف وہ

خوفناک

قہقہہ اور دوسری جانب اس سانپ کی پھنکار زرتشم

کانوں پر ہاتھ

رکھے بری طرح سے رونے لگی تھی

نہیں۔۔۔نہیں مجھے۔۔۔مجھے کچھ مت کرنا

۔۔۔نہیں۔۔۔" وہ لرزتی ہوئی

ان دونوں سے رحم کی بھیک مانگنے لگی تھی

کیا ہوا۔۔۔ مس زرتشم۔۔۔"نرس اسے بے چین

ہوتے دیکھ اٹھ کر اسکے

پاس آئ وہ نیندوں میں بری طرح سے کرلانے لگی

تھی

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔"اسکے لبوں صرف

ایک یہی لفظ تھا

مس زرتشم۔۔۔آپ ٹھیک ہیں کیا ہوا آپ کو

۔۔۔وہ اسکی حالت بگڑتی

دیکھ مزید پریشان سی ہو گئی اور بھاگ کر ڈاکٹر برہان کو

بلانے

گئی

زرتشم خواب میں اس حد تک پھنس چکی تھی کہ اسے

سمجھ نہیں

آرہی تھی وہ کہاں ہے اسی بھیانک وقت میں جس نے

اسکی زندگی

برباد کردی یا اب میں جب سب کچھ ٹھیک ہو چکا تھا

وہ گردن دائیں سے بائیں مارتی خود پر رحم کیلئے رونے
لگی تھی
آنسوں آنکھوں سے نکلتے سائیڈ کان کی لو میں جذب
ہونے لگے تھے
تب ہی نرس کے ہمراہ ڈاکٹر برہان اسکے کمرے میں
آئے
زرتشم۔۔۔"آتے ساتھ انہوں نے بے حد نرمی سے
اسے پکارا لیکن وہ
جیسے ہوش میں نہیں تھی

ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔''اسکی ایک ہی رٹ

تھی ماتھے پر پسی نے کی

بوندیں تک چمکنے لگی تھیں

زرتشم۔۔۔کیا ہوا۔۔۔آنکھیں کھولیں۔۔۔مجھے

دیکھیں۔۔۔''انکی اتنی

مہربان آواز اسکی سماعتوں میں سفر کرتی اسکے ذہن

میں گھومتے

اس بھیانک وقت میں چلی گئی تھی جہاں کسی نے اس

سانپ کو

جس طرح کچلا تھا ویسے ہی اس ہنس نے والے کی آواز

بھی بند کر

دی تھی

زرتشم۔۔۔دیکھیں مجھے۔۔۔کچھ نہیں ہوا

۔۔۔آنکھیں کھولیں

شاباش۔۔۔"وہ دھیرے دھیرے اسکا سر تھپکتے

اسے نیند سے اٹھانے

کی کوشش کرنے لگے جب زرتشم کی آنکھیں

دھیرے دھیرے سے

کھلنے لگی سامنے ہی وہ مہربان چہرہ نظر آتے باقی

آنکھیں یکدم

سے کھل گئیں

کیاہوا۔۔۔کچھ بھی تو نہیں ۔۔۔آپ بلکل۔۔۔"وہ

اسے بچوں کی طرح

بہلاتے چپ کروا رہے تھے جب اگلے ہی پل انکا

سانس تک رک گیا

کیونکہ زرتشم تڑپ کر انکا کالر کھینچتی سینے سے آلگی

تھی

ڈاکٹر برہان اس اچانک افتاد پر زر تشم کے اوپر گرنے

ہی والے تھے

جب بر وقت وہ اپنی ہتھیلیاں زر تشم کے پیچھے بیڈ پر ٹکا

گئے

57/3

زرتشم انکی شرٹ زور سے جکڑے ڈاکٹر برہان کے
کندھے سے لگے بری
طرح سے کانپ رہی تھی جیسے اب تک اسی خواب
کے حصار میں
گھوم رہی ہوا تنے بھیانک خواب تو آج آ رہے تھے وہ
تو یہ بھیانک

لمحات گزار آئی تھی جس کا اندازہ بھی کوئی اگر کرنا

چاہتا تو نہیں

کر سکتا تھا نرس خود بھی وہی کھڑی تھی جب اس نے

ڈاکٹر برہان

کو دیکھا وہ دونوں ہاتھ پیچھے بیڈ پر ٹکائے جیسے سانس

روکے اس

پر جھکے ہوئے تھے ایسی حالت نرس نے بھی انکی پہلی

بار دیکھی

تھی تب ہی وہ اپنی مسکراہٹ چھپانے کی بھرپور

کوشش کرنے لگی

ڈاکٹر برہان نے ایک ہاتھ بیڈ سے اٹھاتے زر تشم کے

کندھے پر رکھنا

چاہا لیکن وہ جز بز سے ہوتے اسے چھونے سے پہلے بھی

ہزار بار

سوچنے لگے تھے وہ نروس ہوتے کبھی ہاتھ اسکے

کندھے پر لاتے تو

کبھی اپنا چشمہ ٹھیک کر کر اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے

کی کوشش

کرتے

ز۔۔۔زرتشم۔۔۔۔آ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں بلکل

۔۔۔"وہ نہایت دھیمی آواز میں

اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگے لیکن اسی وقت

زرتشم کی

جانبسکیاں انکے کانوں میں گونجی وہ رو رہی تھی اسکا

بدن بھی

بری طرح سے کانپ رہا تھا شاید اس برے خواب کی

شدّت کے

باعث اسے بخار تک ہونے لگا تھا

نرس دونوں کو ایسے قریب دیکھ چپکے سے کمرے سے

باہر آگئی

لیکن برہان وہ کیسے جاتے

انہوں نے ہمت کرتے زرتشم کا کندھا تھاما اور اسے

دھیرے سے خود

سے دور کرتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگے وہ اس وقت

انکے بے

حد قریب تھی اتنے مہینوں میں یہ پہلی بار تھا جب وہ

ان گرے

جھیل آنکھوں کو اتنے قریب سے دیکھ پائے تھے

واقعی یہ آنکھیں

سحر انگیز تھیں انکا جادو سبز آنکھوں میں گھلتے انہیں

مسمرائز

سا کرنے لگا تھا

ن۔۔ نہیں۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔س۔۔۔سا

۔۔۔سانپ۔۔۔"زرتشم روتی ہوئی معصوم

سے بولی اسکے الفاظ ٹوٹ کر نکلتے تھے زبان میں جیسے

لکنت سی

آگئی تھی

اسی وقت ڈاکٹر برہان نے محسوس کیا کہ اس نے اپنے

ہاتھوں کو

حرکت دی ہے وہ ذرا سی بیڈ سے اٹھی تھی وہ بے یقین

سے اسکے

اس عمل کو دیکھنے لگے جب زرتشم روتی ہوئی پھر سے

انہیں

بتانے لگی

شش ۔۔۔ شش ۔۔۔ کچھ نہیں ہے ۔۔۔ ریلیکس

۔۔۔ میں ہوں ناں ۔۔۔ " وہ اسے

پیار سے بچوں کی طرح بہلاتے اپنی موجودگی کا

احساس کروانے

لگے انکی اس بات پر زرتشم کو جیسے حال میں ہونے کا

احساس

ہوا وہ اور غور سے ڈاکٹر برہان کو دیکھنے لگی اور دیکھتے ہی

دیکھتے سارا خوف دھیرے دھیرے زائل ہونے لگا

میں ہوں ناں۔۔۔آپ کے پاس۔۔۔کوئی بھی نہیں

آئے گا۔۔۔جو بھی آیا

میں اسے مار دونگا۔۔۔"انکی اس بات پر زرتشم کی

آنکھیں بے ساختہ

پھیلنے لگی

مم۔۔۔مار۔۔۔دد۔۔۔دیں گ۔۔۔ے۔۔۔؟وہ

اٹک اٹک کر نہایت دھیمی آواز

میں پوچھنے لگی ڈاکٹر برہان نے اسکے سوال پر اپنا سرا

ثبات میں

ہلایا اور انکی دونوں آنکھوں میں دیکھنے لگے جو رونے

کے باعث

اتنی سی دیر میں لال ہو گئی تھیں یہ سرخی اس تکلیف

کی تھی جو

اس نے برداشت کی تھی تب ہی ڈاکٹر برہان اپنی

مٹھیاں زور سے

بھینچ گئے اس لڑکی کو جب جب دیکھتے انکو ایک نئے

سرے سے

تکلیف ملنی شروع ہو جاتی

آپ ریلیکس ہو جائیں او کے۔۔۔اور اب ڈرنا نہیں

ہے۔۔۔ورنہ میں ناراض

ہو جاؤنگا کہ میرے ہوتے ہوئے بھی آپ ڈر گئیں

۔۔۔''وہ ذہنی طور پر

اب بھی جوان ہی تھی لیکن کتنی تکالیف سے وہ گزر کر

آئی تھی ان

سب کے بعد ڈاکٹر برہان ہو لگتا تھا کہ یہ لڑکی ذرا بھی

سختی

برداشت نہیں کر پائے گی اسے اب کوئی ایسا شخص

چاہئے تھا جو

اسے بچوں کی طرح ٹریٹ کرے جو اسکے زخموں کو

اپنی محبت سے

بھر دے اور وہ زرتشم نوشیر وال کیلئے ایسے شخص ملنے

کے دعا گو

تھے

زر تشم کو واپس سے تکیے پر لٹاتے وہ خود سیدھے

کھڑے ہو گئے وہ

پھر بھی انکو دیکھتی رہی وہ اسکی رپورٹس اٹھا کر وہی

کاؤچ پر

آ گئے زر تشم کی نگاہیں بھی انکے ساتھ ہی حرکت کر

رہی تھی وہ

وہی بیٹھے رہے جب تک وہ پھر سے پر سکون ہو کر

گہری نیند میں

نہیں چلی گئی

کچھ دیر بعد برہان نے ذرا سا سر اٹھا کر اسے دیکھا جیسے

یقینی بنا

رہے ہوں کہ وہ سو چکی ہے واقعی وہ اس بار پر سکون

نیند سوئی

تھی اسے دیکھ ڈاکٹر برہان بنا قدموں کی بھی آواز کئے

کمرے سے

باہر آ گئے

جائیں آپ۔۔۔اور خیال رکھئے گا اب۔۔۔"وہ باہر

بیٹھی نرس کو سختی

سے تاکید کرتے اپنے کمرے میں آ گئے اور آتے

انہوں نے اپنی وارڈ

روب کو دیکھا اسے دیکھتے انکا دل جیسے رک رک کر

چلنے لگا تھا

وہ بوجھل سی چال چلتے وارڈروب کے قریب آئے

زرتشم کے مکمل

صحت یاب ہونے تک انکو یہی رہنا تھا اسی لئے ملازم

نے انکا سارا

سامان بیگ سے وارڈروب میں شفٹ کر دیا تھا

وہ وارڈروب کھولے سامنے رکھے اپنے کپڑوں کو

دیکھنے لگے بے شک

یہاں انہیں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں تھی کپڑے ملا

زموں نے

سلیقے سے پریس کر کر تہہ جما کر رکھ رکھے تھے

انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ان کپڑوں کے نیچے سے ایک

لفافہ نکالا اور

اسے دیکھتے ہوئے اپنی انگلیاں اس پر پھیرنے لگے

لفافے کی شکل سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کافی پرانا تھا

برہان اسے لے کر اپنے بیڈ پر آ بیٹھے اور کچھ دیر اسے

یوں ہی بند

دیکھتے رہے اس لفافے کی خوشبو ہی ایسی تھی جوان کو

اپنے

سحر میں جکڑنے لگی تھی

انہوں نے ہمت کرتے اس لفافۂ کو کھولا جس کے اندر

ایک کاغذ تھا

اسکا رنگ بھی سفید سے پیلا ہو گیا تھا انہوں نے کاغذ

باہر نکال کر

اسے کھول کر دیکھا جہاں پہلی نظر سب سے اوپر لکھے

حروف پر

گئی

"Cintaku yang belum ۔(

selesai)

ان الفاظوں کو دیکھتے ہی دیکھتے انکی آنکھوں کے سامنے

دھندلاہٹ

سی چھانے لگی آنکھوں میں جمع ہوتا عرق قطرہ بن کر

اسی کاغذ

پر جا گرا اور ٹھیک وہاں جہاں پہلے سے کسی کے آنسوں

نے کچھ

حروف سے انکی پہچان چھین لی تھی

ڈاکٹر برہان نے اپنی آستین سے اپنی آنکھوں کو رگڑ کر

صاف کیا

اور پھر اس کاغذ کو دیکھنے لگے شروعات کے الفاظ کی

اتنے

تکلیف دہ تھے کہ وہ آگے کے حروف پڑھ ہی نہیں

پائے اور وہ کاغذ

بند کر دیا

انکی سانسیں اس وقت دھیمی رفتار میں چل رہی تھیں

دل وہ تو

گویا بند ہی ہو گیا تھا

آئی ایم مسنگ یو سوچ۔۔۔"انکی آواز یکدم سے

کانپنے لگی اور

آنکھوں سے تیزی سے گرم سیال بہتا انکے رخسار کو

تر گیا

انہوں نے تڑپ کر اس کاغذ کے ٹکڑے کو اپنے لبوں

سے لگا گیا یہ

صرف کاغذ کا ٹکڑا نہیں تھا ڈاکٹر برہان ورک کی پوری

زندگی انکی

آتی جاتی سانسیں تھا یہ نہ ہو تو شاید انکا وجود بھی باقی

نہ

رہے

زیحال موبائل چھوڑے ٹرانس کی سی کیفیت میں بیڈ

سے اٹھ کھڑا

ہوا اسے ایسے شاک ہوئے دیکھ زمل جو پہلے سے ہی

اس ڈریس میں

گھبرائی ہوئی تھی مزید اسکی ہتھیلیاں گھبراہٹ کے

مارے پسیج

سی گئی اس نے پہلوں میں پڑے اپنے کانپتے ہوئے

ہاتھوں سے اپنی

ڈریس تھامی اور پلکیں جھکائے زیحال کے قدموں کی

چاپ اپنے

قریب آتی محسوس کرنے لگی

وہ قدم قدم چلتا ہوا اسکے قریب آنے لگا اس وقت

پوری دنیا اسکے

لئے فراموش ہو چکی تھی کونسی تکلیف کونسے درد اس

وقت وہ

اپنا آپ بھی بھول رہا تھا کتنے دنوں بعد اسکی گلالے

اس ہوش ربا

روپ میں اسکے سامنے آئی تھی

پامیر کا پلان صرف زیحال سے بات کرنا تھا لیکن اب

وہ کیسے یہ

زمل جانتی تھی اور یہی طریقہ سب سے بیسٹ تھا وہ

بھی اپنے ہبی

جان کی رگ رگ سے واقف تھی کیسے اسے شانت

رکھ کر اسے ساری

بات سمجھانی تھی

زیجال نے قریب آتے اسے سر تا پیر ایک بار پھر

گہری لو دیتی نظروں

سے دیکھا اور پھر یقین کرتے اسے کمر سے تھامے

ایک جھٹکے میں

اپنے قریب کر گیا زمل اسکے اتنے سے عمل پر ہی

کانپنے لگی

تھی

کیا بات ہے مسسز آفندی۔۔۔میری غلطی کی اتنی

خوبصورت سزا دے

رہی ہیں آپ۔۔۔؟ وہ بے یقین تھا شریر لہجے میں

استفسار یہ پوچھتے

وہ زمل کے چہرے پر جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے

پیچھے لے جاتے

اسکے چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈ کے جھمکے چھونے لگا

زمل نے ہمت کرتے اسکی جانب اپنی حیا سے لبریز

پلکیں اٹھائی

میرے خان بھی تو اتنے خوبصورت ہیں۔۔۔" اسکی

آواز بے حد دھیمی

اور کانوں میں رس گھول دینے والی تھی

اففف۔۔۔مار دیا ظالم نے۔۔۔"زیحال گردن پیچھے

پھینکے کس ادا سے

بولا تھا وہ سچ میں اسکی اس بات پر پاگل سا ہو گیا تھا

اتنی

خوشی کہ لفظوں میں بیاں نہ کی جا سکے

اللّٰہ نہ کرے۔۔۔آپ ایسے کیوں بول رہے ہیں

۔۔۔"وہ فورا سے آبدیدہ

ہوتی اسکے سینے پر مکا جڑ گئی جس پر زیحال نے پہلے تو

اسے

غور سے دیکھا پھر یکدم سے اسکی ہنسی نکل گئی وہ زمل کو

چھوڑے ایک قدم پیچھے ہٹتا کھل کر ہنسنے لگا

زمل اسکے ہنستے پر تعجب بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے

لگی کیونکہ

اسے ہنسی والی کوئی بات نہیں دکھی تھی لیکن وہ پھر

بھی ہنستا

رہا اسکے ہنسنے کا انداز اتناد لکش تھا کہ جو بھی اسے دیکھتا تو

بس

دیکھتا ہی رہ جاتا وہ بہت کم ہنستا تھا کیونکہ اسکی ہنسی

بہت

نایاب تھی ہر کوئی اس نایاب چیز کو نہیں دیکھ سکتا تھا

وائفی۔۔۔سچ سچ بتاؤ۔۔۔نشہ تو نہیں کیا۔۔۔؟ وہ ہنسی

روک کر اس

سے پوچھتا پھر سے ہنس پڑا نشے کے نام پر ہی زمل کی

آنکھیں بے

ساختہ پھیلنے لگی

ک۔۔۔کیا مطلب۔۔۔؟وہ ہڑ بڑاسی کر استفسار یہ

پوچھنے لگی

مطلب کے۔۔۔پہلے بنا بات کے مجھے گھر سے باہر

نکال دیا۔۔۔پھر خود

ہی گھر لے آئ۔۔۔اور اب۔۔۔اب یہ سب

۔۔۔"اس نے زمل کی تیاری کی

جانب اشارہ کیا جسے دیکھتے اسکی اپنی آنکھوں اور لہجے

میں پل

میں خماری گھلنے لگی تھی وہ یکیم سے سیدھا کھڑا ہوتے

اسے خمار

آلود نظروں سے دیکھتا ایک قدم آگے آیا بہت ہی

دھیرے سے اور

آتے ہی ایک جھٹکے میں زمل کو پھر سے اپنی جانب

کھینچ

گیا

میں اتنے دن سے تمہارے پیچھے پڑا رہا۔۔ لیکن مجال

ہے جو مجھ

معصوم پر تھوڑا بھی ترس کھایا ہو تم نے۔۔۔" اسکی

آواز دھیمی

جذبوں سے چور تھی زمل نے جزبز سے ہوتے اسکے

سوال کا جواب

ڈھونڈنا چاہا لیکن ایک دم سے کوئی بھی جواب ذہن

میں آہی نہیں

رہا تھا کیسے وہ وہ شخص اپنی قربتوں سے اسکے حواس

ایسے ہی

باختہ کر دیتا تھا زمل اسکے اندر سے اٹھتی کلون کی خوشبو کے

سحر میں اتنے قریب سے بری طرح جکڑنے لگی تھی

بتاؤناں۔۔۔وائفی۔۔۔ماجرا کیا ہے آخر۔۔۔۔"وہ

بھنویں مٹکاتے مزید

جانے کیلئے بے چین سا ہونے لگا زمل نے گھور کر اسے دیکھا اور

دونوں ہاتھ اسکے کسرتی سینے پر رکھتی خود سے دور کر

گئی

زیحال جسامت اور وزن میں اس چڑیا کے آگے

ہاتھی معلوم ہو سکتا

تھا لیکن وہ ذرا سا اسے دھکیلتی تو زیحال خان آفندی سو

قدم

دور جا کھڑا ہوتا

آپکو۔۔۔آپ کو شک ہے مجھ پر۔۔۔؟ وہ ہڑبڑا کر

پوچھنے لگی پہلے ہی

جان ہتھیلی پر اٹکی ہوئی تھی

نہیں۔۔۔اپنی قسمت پر شک ہے۔۔۔وہ اتنی مہربان

نہیں ہو سکتی۔۔۔"وہ

یہ بات شریر انداز میں بولتا اسے دیکھ رہا گیا لیکن زمل

کے ذہن میں

پامیر کی وہ باتیں جو اس نے بتایا زیحال کا رونا ہر ایک

سے منتیں

کرنا اور پھر ٹوٹ کر وہی زمین پر ڈھیر ہو جانا وہ قسمت

میں ان

سب باتوں کو بھی گھسیٹ لائی تھی جن کو سوچتے ہی

دل جیسے

کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ دیا تھا

کیوں اسکے ہی کی قسمت ایسی تھی نہیں وہ ایسی ہی

نہیں رہنے

دے سکتی تھی وہ زمل کا زیحال تھا صرف اسکا زیحال

اسکی

قسمت میں بھی بہت ساری خوشیاں لکھی تھیں اور

اب زمل فہد

اسے وہ خوشی دے گی

وا۔۔۔ئفی۔۔۔۔"زمل کو گہری سوچوں میں گم دیکھ

زیحال نے اسکے

چہرے پر پھونک مارتے دھیمی آواز میں پکارا جس پر

زمل یکدم سے

ہوش کی دنیا میں آتی اسے سٹپٹا کر دیکھنے لگی

آ۔۔۔ک۔۔۔کیوں نہیں ہو سکتی۔۔۔مم۔۔۔میں

ہوں آپ کی قسمت اور میں

میں بہت مہربان ہوں۔۔۔" وہ اپنی فراک کے

سرے پکڑتی چہک کر بولی

اسکے اس انداز پر زیحال نے گہری لو دیتی نظروں سے

اپنی اتنی

خوبصورت قسمت کو دیکھا اور اسکی جانب بڑھنے لگا

جب یہ دیکھ

اسکے قدم وہی رک گئے بلکہ آگے کے بجائے پیچھے کی

جانب بڑھنے

لگے کہ وہ خود اسی کے انداز میں دھیرے دھیرے

اسکی جانب آ

رہی تھی یہ منظر بے حد حسین اور مدہوش کر دینے

والا تھا اسکا

صرف اپنی طرف آنا زیحال کو پاگل کر رہا تھا وہ پیچھے

ہوتے

سیدھا کاؤچ سے جا ٹکرایا اور دھڑام سے اسی سے

گرنے والے انداز

میں گر گیا

زیحال گرتے اٹھنے ہی والا تھا جب زمل دھیرے سے

اسکی لی پ پر آ

بیٹھی اسکے یوں بیٹھنے پر زیحال کا گویا سانس تک رک

گیا وہ شل

ساکت سا بنا کوئی حرکت کرے اسے دیکھنے لگا

زمل اسکے سینے پر کہنی ٹکاتی اسکے چہرے پر نرم و ملائم

انگلیاں

پھیرنے لگی

کیا مجھے خود سے آپ پر پیار نہیں آسکتا ہی۔۔۔" وہ

نہایت دھیمی

آواز میں سرگوشی کرتی زیحال کی ناک سے اپنی ناک

ملا کر دھیرے

سے حرکت دینے لگی

کیا میں خود آپ کے قریب نہیں آسکتی۔۔۔آپ

میرے ہی ہیں ناں۔۔۔

میرے صرف میرے۔۔۔" اسکی آواز اور انداز میں

جنونیت شامل

ہونے لگی تھی وہ جنونیت جس کا متمنی زیحال خان

آفندے کتنے

وقت سے تھا

ہر رشتہ اسے توڑ گیا تھا واحد یہ ایک رشتہ تھا جس کے

بارے میں وہ

کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں اسے توڑا جائے گا

ایک مان

سا تھا اس رشتے پر خدا اس مان کو سلامت رکھے

زیحال نے اسکی کمر پر ذرا اساد باؤ دیتے اسے اپنے مزید

قریب کر

لیا

تو بتاؤ ناں۔۔۔ تمہارا خان بے چین ہے۔۔۔ یہ جاننے

کیلئے کہ تمہیں کب

کیسے مجھ پر یہ پیار آسکتا ہے کب تم مجھ پر اس طرح

مہربان

ہو سکتی ہو تم نہیں جانتی تمہارا یہ وجود تمہارے خان

کیلئے دنیا

کی سب سے بڑی نعمت ہے۔۔۔"اسکا ہر لفظ محبت

میں ڈوبا ہوا کسی

بھی بے جان وجود میں جان بھر دینے کی طاقت رکھتا

تھا زمل کا

دل اسکی باتوں پر ایک الگ ہی لے پر دھڑکنے لگا

تم بتاؤ میں ایسا کیا کروں کہ تمہیں مجھ پر اسی طرح پیار

آتا رہے

ہر وقت ہے لمحہ ہر گھڑی میں صرف تمہارے وجود کی

دنیا میں

رہنا چاہتا ہوں وائفی۔۔۔مجھے قید کر لو خود میں

مجھے اپنا بنا کر

۔۔۔

رکھو۔۔۔مجھے اور کوئی نہیں چاہیے۔۔۔"وہ ہوش

کھو رہا تھا دھیرے

دھیرے اسکے ہاتھ زمل کی مرمری کمر کا طواف

کرتے اسکی زپ تک

آگئے

عنقریب وہ ان پردوں کو ہٹا دیتا جب اسکے کانوں میں

کچھ ایسے

الفاظ گونجے ججس سے اسکا ہاتھ وہی رک گیا

آپ نے سب سے قطع تعلق کرلیا ہبی۔۔۔"اسکی

بات سنتے زیحال کو

مسرور ہوئی بند آنکھیں بے اختیار کھلی سارا

خوبصورت منظر ایک

ہی جھٹکے میں تحلیل ہوگیا اب کچھ نہیں تھا وہاں نہ

کوئی جذبہ

نہ کوئی محبت صرف ازیت اور ازیت

زیحال نے دھیرے سے اپنا چہرہ زمل کے بالوں سے

نکالتے اسکی

آنکھوں میں دیکھا ماحول میں ایک فسوں خیزی سی

چھا

گئی

تمھیں کس نے بتایا۔۔۔؟ وہ نہایت سنجیدگی سے

استفسار کرتا زمل کی

سانسیں روک گیا وہ خاموش اسکی آنکھوں میں دیکھتی

رہی

میں نے پوچھا تمہیں کس نے بتایا وائفی۔۔۔"اپنی
سنجیدگی پر اسے
اس طرح سہمتے دیکھ زیحال اپنے لہجے میں بے حد نرمی
لے
آیا
ک۔۔۔کسی نے بھی نہیں۔۔۔"وہ چاہ کر بھی پامیر کا
نام نہیں لے سکتی
تھی

کیا میں تم سے سچ سننے کی امید کر سکتا ہوں گلا لے

کتنی

وہ؟۔۔۔

بے بسی سے اس سے پوچھ رہا تھا زمل کا سر نفی میں

ہلتے ہلتے خود

ہی اثبات میں ہلنے لگا

پپ۔۔۔پا میر بھائی نے بتایا۔۔۔ل۔۔۔لیکن آپ

انکو کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔

پرامس کریں ہبی۔۔۔"زیحال کے لب بھنچتے دیکھ وہ

پہلے ہی تڑپ

کر بولی زیحال نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا

پرامس نہیں کر سکتا۔۔۔''اسکی بات سن کر زمل کا

چہرہ یکدم سے

رونے والا ہو گیا ہیزل آنکھوں میں اتنی تیزی سے پانی

جمع ہوا کہ

بس

اچھا پرامس۔۔۔نہیں کہتا اسے کچھ۔۔۔''وہ فوراً سے

زمل کی آنکھوں

کی نمی اپنے انگوٹھے کی پور سے صاف کرتا نرمی سے بولا

بس یہ

آنسوں اسے نہ دکھیں کبھی یہ زیحال خان آفندی کی

سب سے بڑی

کمزوری تھی

صرف اس عورت کے آنسوں؟ اگر اسکی زندگی پر غور

کیا جاتا تو

وہ کسی بھی اپنے کی آنکھ میں آئے آنسوں کیلئے پوری

دنیا تباہ کر

سکتا تھا لیکن جب وہی اپنے اسے بری طرح سے توڑ کر

رکھ دیں

تو؟ لیکن یہ عورت اسے نہیں توڑ سکتی تھی ایک بار پھر

اس مان

نے زیحال کے دل میں اپنا سر پورے فخر سے اٹھایا

لیکن بات یہ نہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا۔۔۔ بات یہ

ہے کہ آپ نے

مجھ سے چھپائی ہبی۔۔۔ وہ بھی اتنی بڑی بات

۔۔۔" اسکے لہجے میں

پھر سے نمی سی گھلنے لگی زیحال نے اسکے چہرے پر ہاتھ

رکھتے

فورا سے اسے ریلیکس کیا

میں تمہیں پریشان نہیں کرنا۔۔۔"وہ بے حد محبت

سے اسے سمجھانے

لگا تھا جب زمل اسکے ہاتھ ایک جھٹکے میں پیچھے کر گئی

خود آپ جتنے مرضی پریشان ہوں بس مجھے پریشان

نہیں کرنا۔۔۔اسکو آپ محبت کہتے ہیں ہبی۔۔۔؟

صرف پیار بھرے لمحات کو ایک

ساتھ گزارنا محبت ہوتی ہے۔۔۔؟جب مشکل وقت

آئے تو دودھ میں

سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔۔۔"وہ آبدیدہ

ہوتی بس بولتی

چلی جارہی تھی جب زیحال اپنے دونوں ہاتھوں میں

اسکے

چہرے کو تھامتے اسکے لبوں کو خود میں قید کرلیا

کمرے میں ایک دم سے خاموشی سی پھیل گئی جب

زیحال نے اسے

دھیرے سے چھوڑ کر اسکے چہرے کو دیکھا وہ ہکا بکا سی

اسے

دیکھنے لگی

تم زندگی ہو میری۔۔۔میری آتی جاتی سانسیں

۔۔۔تمہیں کیسے میں

نکال سکتا ہوں۔۔۔میں بس تمہیں پریشان نہیں کرنا

چاہتا تھا ٹرسٹ

می میں تم تینوں کو صرف خوش دیکھنا چاہتا ہوں

۔۔۔" وہ ایک

دیوار کی طرح اپنی اس چھوٹی سی فیملی کے آگے کھڑا تھا
جس کے

دوسری طرف چاہے کتنے ہی زخم کیوں ناں لگ چکے
ہوں

لیکن۔۔۔آپ کو وہ بھی نہیں کرنا چاہیے تھا

۔۔۔زریاب لالا اور داراب لالا
کو کتنا برا لگا ہو گا مورے۔۔۔انکو کتنے عرصے بعد انکا

بیٹا ملا تھا ان

پر کیا گزر رہی ہو گی ہی۔۔۔آپ نے صحیح نہیں کیا

۔۔۔داجی اور

مورے اب ویسے نہیں رہے کہ اولاد کی ایسی جدائی

برداشت کر

سکیں۔۔۔"وہ اتنے پیار سے اسے سمجھا رہی تھی

اتنے پیار سے کیا

کوئی اسکے آگے مر کر بھی یہ بات سمجھاتا تو شاید وہ نہ

سمجھتا

لیکن اس عورت کے آگے اتنی بے بسی

میں نے اگر کچھ کیا بھی تھا تو۔۔۔گل کی کیا غلطی تھی۔۔۔اسے

کیوں سزا دی گئی۔۔۔؟وہ استفسار یہ پوچھ رہا تھا زمل

اس پر گہری

سنجید گی سے اسے دیکھتی رہی

سزا دینے والے کون تھے۔۔۔؟اسکے سوال پر زیحال یکدم سے ٹھٹھک

گیا

مم۔۔۔مطلب۔۔۔؟استفسار یہ پوچھا

مطلب صاف ہے ہبی۔۔۔ گل کو یہ سزا کس نے دی

۔۔۔؟ وہ بے حد نارمل

انداز میں پوچھ رہی تھی لیکن اسکے الفاظ نارمل ہر گز نہ

تھے

اور کون دے سکتا ہے۔۔۔ وہی سب تھے

۔۔۔"اسکے جواب پر زمل

استہزائیہ ہنسی

اچھا۔۔۔ آپ کا مطلب ہے۔۔۔ جوزریاب لالا

۔۔۔ اپنے چھوٹے بھائی کے لئے

پاکستان آگئے جو داراب لالا چن چن کر دشمنوں کو

مارتے ہیں لوگوں

کو انصاف دلواتے ہیں وہ اپنی ہی بہن پر اتنا ظلم ہونے

دے سکتے

تھے۔۔۔؟اب کی بار اسکے سوال پر زیحال دھک

سے رک گیا

سوچیں بھی۔۔۔آپ ہر معاملے کو بہت ٹھنڈے

دماغ سے سوچتے ہیں۔۔۔

یہاں جذباتی کیوں۔۔۔؟ وہ بے حد محبت سے اسے
احساس کروا رہی
تھی اور زیحال کے چہرے کے بدلتے تاثرات اس
بات کا ثبوت تھے کہ
یہ باتیں اس پر کتنی گہرائی سے اثر کر رہی ہیں
گل کے ساتھ جو ہوا اس میں اصل قصور وار وہ برادری
ہے۔۔۔ جس نے
ایسا فیصلہ کیا۔۔۔ اگر کوئی برادری کے ساتھ نہ چلے تو
یہ لوگ اسے

جینے نہیں دیتے۔۔۔آپ کو یہاں داجی کو بھی سمجھنا

چاہیے۔۔۔اور

اس برادری کو یہی روکنا چاہئے تاکہ پھر کسی گل کیلئے

ایسا فیصلہ

نہ کیا جائے۔۔۔''آج وہ کوئی چلبل سی زمل نہیں تھی

وہ جتنی

سمجھ داری سے یہ باتیں کر رہی تھی وہ ایک اکتیس

سالہ مرد کا

دماغ گھما دینے کو کافی تھی

اور آپ کو زریاب لالا اور داراب لالا سے پہلے گل کی

ایسی حالت کرنے

والوں کو پکڑنا چاہئے۔۔۔ ہبی۔۔۔"وہ آخر میں

دھیرے سے زیحال کے

مزید قریب ہوئی جو اسکی باتوں پر سانس روکے انکو

سن اور سمجھ

رہا تھا اسکے پکارنے پر اسکے چہرے کی جانب دیکھنے لگا

میں آپ کو ان کاموں سے روکتی ہوں۔۔۔ لیکن اب

میں آپ سے کہہ رہی

ہوں۔۔۔زیحال خان آفندی کی بہن پر ایسا ظلم

کرنے والے عبرت بننے

چاہئے پوری دنیا کیلئے۔۔۔آپ ایسا کریں گے ناں ہبی

۔۔۔بولیں۔۔۔"وہ

کتنے مان سے اس سے پوچھ رہی تھی اسکے یہ الفاظ

زیحال کے

پورے بدن میں جیسے کرنٹ سا دوڑا گئے آج وہ خود

بولی تھی

مجھے دکھائیں گے ناں۔۔۔ ہبی۔۔۔ میں دیکھنا چاہتی

ہوں۔۔۔"کاش وہ

چپ ہو جاتی کاش وہ جان لیتی کہ اسکے الفاظ کسے جگا

رہے تھے

اسکے سامنے اسکا شوہر بیٹھا تھا لیکن وہ اسکے اندر کی

درندگی کو

جگا رہی تھی

زیحال نے سر اثبات میں ہلایا آج یہ سر ہلانا نجانے

کس برے وقت

کو دعوت دے گیا تھا

زمل اسکے ہاں پر اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی گل کی

حالت

دیکھ اسکا اپنا دل شدّت سے چاہ رہا تھا کہ وہ اسکے

مجرموں کو

اپنے ہاتھوں سے پھانسی دے

کتنی معصوم تھی وہ اور کیا کر دیا تھا اسکے ساتھ

زیحال اسے خود کے سینے سے لگائے سامنے ہلتے

ہوئے پردے کو دیکھتا

رہااسکے ذہن میں اب صرف دو چہرے ہی گھوم رہے

تھے دو نام

گھوم رہے تھے

" بالاج خان وہاج خان "

ہبی۔۔۔"اس نے بے حد دھیمی آواز میں اسے پکارا

ھمم۔۔۔"جواب بھی اسی انداز میں آیا تھا وہ جانتی

تھی ان باتوں کو

یاد کر کر بھی اس نے زیحال کو اس وقت کتنی تکلیف

دی تھی

آپ سب کو معاف کر دیں۔۔۔" وہ نم لہجے میں التجا

سی کرنے لگی

زیحال کی آنکھوں کے ڈورے گہرے گلابی پڑنے

لگے

مشکل ہے۔۔۔" دل کسی گہری کھائی میں جاڈوبا تھا وہ

ٹوٹ گیا تھا

زخموں میں ٹیس سی پھر اٹھنے لگی تھی

میرے لئے۔۔۔؟ کہنے کو یہ لفظ میرا تھا صرف لیکن

وہ چاہتی تھی اب

اسکے ہبی مزید تکلیفوں میں نہ رہیں اپنے ماں باپ بہن

بھائیوں کے

بغیر انسان کتنا کھوکھلا ہوتا ہے وہ اچھے سے جانتی تھی

زیحال نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے یہ اس کی بے بسی

کی انتہا تھی

زمل اسے ایسے دیکھ دھیرے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور

سست روی سے

رخ دوسری جانب کرتے انگلی کی مدد سے اپنے

سارے بال آگے کو

کر گئی

دل تیزی سے کانوں میں دھڑکنے لگا تھا بات وہ کر چکی

تھی اور وہ

جانتی تھی وہ ہرٹ ہو گا لیکن وہ زخموں پر مرہم رکھنا

بھی جانتی

تھی

زیحال تڑپ کر اسے پیچھے سے خود میں زور سے جکڑ

گیا اور

چہرہ اسکی گردن میں چھپائے گہری سانسیں لینے لگا

جیسے خود کو

مزید رونے سے باز رکھنا چاہتا ہو یہ تکلیف اسکی روح

میں رچ بس

گئی تھی اتنی جلدی اسے نکالنا بہت مشکل تھا

زمل آنکھیں بند کئے اپنا آپ اسکے حوالے کر گئی جس

کے بعد وہ

پوری رات اپنے زخموں کو اسکے مرمری سے بدن

سے بھرتا گیا تھا

زامل زالے رات کے سوئے اب صبح ہی اٹھنے والے

تھے

صبح ہوتے زامل سب سے پہلے اٹھا تھا وہ اٹھ کر بیٹھتے

اپنی مٹر

سی آنکھوں سے پورے کمرے کا جائزہ لینے لگا جب

اس کی نظر گھوم

کر اپنے ماں باپ پر گئی آج وہ دونوں بیڈ کے بجائے

وہی کاؤچ پر

ایک دوسرے سے لپٹے سو رہے تھے انکو وہاں دیکھ

زامل جھٹ سے

گھٹنوں کے بل اپنی بیڈ کے ساتھ رکھی سیڑھیوں

تک آیا اور دھیرے

سے اتر کر چھوٹے چھوٹے قدموں سے انکے پاس جا

کر کھڑا

ہو گیا

مما۔۔"اس نے کس معصومیت سے اسے پکارا لیکن

آج کہاں مما اٹھنے

والی تھی جس کو اسکے بابا نے ہی سونے نہیں دیا تھا

مم۔۔۔ مماااا۔۔۔۔" وہ چیخ کر زمل کی کلائیوں میں

دکھتے سونے کے

کنگن پکڑ کر کھینچنے لگا

مما۔۔۔ فیدو۔۔۔" اسے بھوک لگی تھی شدید اس

وقت پہلے دونوں

نمو نے فیڈ لیتے تھے پھر تیار ہو کر نیچے جانے تک اچھی

طرح کھیل

کود کر اسے ہضم کرتے جوس پیتے تھے

جب اسکی ماں نہ اٹھی تو وہ خود ہی دوسری جانب جا کر

ان دونوں

کے کمبل کو کھینچ کر اوپر چڑھنے لگا اور جلد ہی اپنے

مشن میں

کامیاب ہوتا مٹک مٹک کر دونوں کے بیچ پھنس کر

لیٹ گیا

اس نے ایک ایک نظر اپنے ماں باپ کو دیکھا پھر

زیحال کے چہرے

پر اسکی بئیرڈ کو چھونے لگا

ببا۔۔۔باؤووو۔۔۔۔" وہ اور زالے بئیرڈ کو ہمیشہ باؤ

وو ہی کہتے کیونکہ

زیحال کے پیار کرتے وقت وہ ان دونوں کو ہی بری

طرح سے چبھتی

تھیں

باہ۔۔۔مالننگ۔۔۔۔" وہ نہایت کیوٹ انداز میں اسے

مارننگ وش کرنے لگا

جب اسکی اتنی انتھک محنت کے بعد زیحال کی پلکیں

دھیرے سے

لرزی وہ کسمسا کر آنکھیں کھولتے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگا
پہلا ہی اتنا پیارا چہرہ نظر آگیا صبح تو اسی سے خوشگوار ہو
گئی

تھی پھر وہی نظر اپنے بازو پر سوتی ہوئی گلالے پر پڑی

58/1

وہ پوری گہری نیند میں ڈوبی اس وقت بھی شب خوابی
کے مزے
لوٹ رہی تھی کیسے نہ اتنی پر سکون نیند آتی اس وقت
بھی وہ
زیحال کی خوشبو میں مہک رہی تھی اسکے پور پور پر
صرف زیحال

کی محبت کی نشانی دکھائی دے رہی تھی زیحال ذرا سا

اس پر

جھکتے اسکے بالوں کو پیچھے کی جانب سمیٹتا اسکی پیشانی پر

شدّت بھرا بوسہ دے گیا ایک سکون سا سکون تھا

اسکے وجود میں

اسکی روح میں ہر بار اس برے وقتوں کو یاد کرتے وہ

تکلیفوں سے

دوچار ہوا تھا لیکن آج جیسے ان تکلیفوں کی کوئی وقعت

ہی نہیں

رہی تھی واقعی زمل فہد اپنی موجودگی سے اسکے

زخموں پر

مرہم رکھنے میں کامیاب ہوگئی تھی

وہ اس وقت زیحال کی ہی شرٹ پہن کر گہری نیند

میں سوتی

زیحال کو ایک بار پھر جنونی ہونے پر مجبور کر رہی تھی

لیکن اب

انکے بیچ ایک افلاطون بیٹھا تھا اپنے کیمرے جیسی

آنکھیں لے کر

اور یو ایس بی جیسا دماغ لے کر سارا کچھ ایک جھٹکے میں

ریکارڈ

کرلیتا

زامل نے اپنے باپ کی نظریں اپنی ماں پر ٹکی دیکھ خود

بھی اسے ہی

دیکھنے لگا اور پھر جھک کر دھیرے سے اسکے گال

چومنے لگا اسکے

اس عمل پر زیحال نے فورا سے پہلے اسے گھورا

اوئے۔۔۔ کیا کر رہے ہو۔۔۔" وہ جیلس ہوتے

زامل کو زمل سے تھوڑی دور

کر کر بٹھا گیا

تشی۔۔۔" وہ نہایت کیوٹ انداز میں بولتا ایک بار پھر

اسی عمل کو

دھرانے لگا تھا جب زیحال نے بیچ میں ہی اسے روک

دیا

نو تشی۔۔۔ تو تلی عوام۔۔۔ یہ میری وائفی ہے

۔۔۔اوکے۔۔۔" وہ بھول رہا تھا

کہ سامنے پندرہ ماہ کا تیز ترار اسی کا بیٹا ہے جو اپنے باپ

کی بات

سن کر اسے ہی الٹا گھورنے لگا

ناہ۔۔۔میئ۔۔۔ مما۔۔۔اوتے۔۔۔"وہ وہ اپنی

چھوٹی سی انگلی دکھاتا

اسے ہی بتانے لگا کہ نہیں وہ میری مما ہے اوکے اسکی

بات پر زیحال

آنکھیں پھاڑے اس دو فٹیے کو دیکھنے لگا

میری وائفی۔۔۔ صرف میری۔۔۔" وہ پوری فارم

میں آتا زامل کے قریب

ہو کر اسکی چھوٹی سی انگلی چوم گیا مطلب فائٹ چل

رہی تھی

لیکن پیار پھر بھی کرنا تھا

ناہ۔۔۔میئ مما۔۔۔(نہیں میری مما)۔۔۔" وہ اب

اپنے اموشنل کارڈیوز

کرتے اپنے ہی باپ کو زیر کرنے والا تھا

تمہاری مماہاں۔۔۔؟تمہاری ممایہ میری وجہ سے

ہے۔۔۔''اسکی بات

سنتے زامل کی بٹن سی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی پھر

جلد ہی

وہ زیحال کو چہرہ نیچے جھکائے دیکھنے لگا اسکے پہلے تاثر

سے

لگا جیسے وہ بات سمجھ گیا لیکن اگلے ہی پل وہ پھر سے

مستی کرنے

لگا

اور کمبل میں گھس کر زمل کے سینے میں چھپ کر

کھلکھلا کر

ہنسنے لگا جب اسکی اسی ہنسی کو سنتے زمل دھیرے سے

کسمساتی

کروٹ بدلنے لگی لیکن تب ہی صحیح طرح سے زامل کی

آواز نیندوں

میں پہچانتے وہ صحیح ہوش میں آتی دھیرے سے

آنکھیں کھول کر

اسے دیکھنے لگی جو اپنے ہی باپ سے چھپنے کی
کوشش کر رہا
تھا
نکلو تم باہر چھوٹے فتنے۔۔۔" وہ اپنی ہنسی دباتا اسے
جان بوجھ کر
چھیڑتے ہوئے باہر نکالنے لگا جب نظر زمل کی کھلی
ہوئی آنکھوں پر
پڑی دونوں کی نگاہیں ایک ساتھ ملی اور اسی وقت
زیحال کو شرٹ

کے بنا دیکھا اسکی ہیزل آنکھوں کے سامنے پوری رات

وقت تیزی سے

دوڑ گئی وہ جھٹ سے کمبل سر تک لیتی خود کو اور زامل

کو چھپا

گئی

یہ۔۔یہ کیا۔۔۔اب اس افلاطون کو پیدا کرنے کے

بعد بھی تم

شرماؤ گی۔۔۔"زیحال کی بس تھی وہ منہ بناتا بچار گی

سے اسے

دیکھنے لگا جب اسکی نظر زالے پر پڑی وہ وہی ٹی ڑھی

ہو کر لیٹی

ان سب کو دیکھ رہی تھی

ارے۔۔۔اٹھ گیا میرا چاند سا بیٹا۔۔۔"وہ اسے دیکھتے

فورا اسے کاؤچ

سے اترا اور جا کر زالے کو گود میں لے لیا وہ بھی اسکی

گود میں

آتے ہی انگڑائیاں لیتی پوری طرح سے نیند سے بیدار

ہونے لگی زیحال

نے اسکے چھوٹے سے معصوم چہرے کو چوم کر ڈھیر

سارا پیار

کیا

باہ۔۔۔مالننگ۔۔۔(بابا مارننگ)"زمل نے دونوں

بچوں کی یہ عادت

بنائی تھی کہ جب بھی دونوں اٹھتے تو مارن نگ ضرور

وش کرتے

اس نے پہلے سلام کرنا سکھایا تھا لیکن دونوں ہی

لفظوں کو ٹھیک

سے ادا نہ کر پانے کی وجہ سے سلام لفظ کو ہی تام بنا

دیتے تھے اسی

لئے وہ انتظار میں تھی کہ کب دونوں کی زبان تھوڑی

سی لفظوں پر

ٹھیک ہو

مارننگ۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔اٹھ گیا۔۔۔ بابا کی جان بابا کا

سب کچھ۔۔۔"وہ

اپنی گڑیا کے بال ٹھیک کرتے محبت بھرے لہجے میں

بولا زالے کے

بال ابھی بہت چھوٹے چھوٹے سے تھے اتنے کہ زمل

پونی کرتی تو

کھجور کے دو پیڑ معلوم ہوتے تھے اور وہ انہی کھجور کے

پیڑوں میں

بے حد کیوٹ لگتی تھی

باہ۔۔۔می فشت۔۔۔(بابا میں فرسٹ ہوں)''زامل

دودھ پیتا پیتا ایک

دم سے منہ باہر نکال کر جھٹ سے بولا زمل نے اسے

جلدی سے کمبل

میں پھر چھپالیا

یس یو آر میرا بیٹا۔۔۔۔بٹ زالے نے پہلے مجھے کسی

دی ہے۔۔۔"وہ زالے

کے روئی جیسے گالوں کو نرمی سے چھوتا جان بوجھ کر

زامل

کو چڑانے لگا وہ بھی جھٹ سے اٹھ بیٹھا اور اپنے بابا کو

گھورنے

لگا

ناہ۔۔۔می فشت۔۔۔ مما۔۔۔(نہیں میں فرسٹ

ہوں ناں مما)'' وہ ٹھسک

کر اپنی ماں سے پوچھنے لگا

یس میری جان آپ فرسٹ ہو جلدی سے ددو (دودھ

) ختم کرو۔۔۔ پھر

مما کو اٹھنا ہے۔۔۔'' وہ جلدی جلدی کرتی اسے پھر

سے اپنے ساتھ

لٹا گئی لیکن اب کہاں زامل آفندی ہار تھوڑی سکتا ہے

ممما۔۔۔تمی۔۔۔بد۔۔بد۔۔۔(ماما ٹمی بڑی بڑی ہو گئی

)"اسکے کہنے کا

مطلب تھا کہ اسکی ٹمی فل ہو کر بگ یعنی کے بڑی ہو

گئی اب وہ

جلدی سے کمبل پکڑ کر بلی کے بچے کی طرح نیچے اترتا

اپنے چھوٹے

چھوٹے قدموں سے ٹم ٹم کرتا بیڈ کے پاس گیا اور اپنی

چھوٹی

چھوٹی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جانے لگا

آرام سے بیٹا۔۔۔" زمل وہی بیٹھی ہنستی ہوئی اسے
دیکھ رہی تھی

تب ہی اس نظر زیحال پر پڑی جو خمار آلود نظروں سے

اسے ہی

دیکھ رہا تھا جو اس وقت صرف اسکی شرٹ میں ملبوس
تھی گزری

حسین رات کے حسین لمحوں نے دونوں کو دلکش

انداز میں مہکا

دیا تھا

اسے خود کو ایسے دیکھتے دیکھ زمل شرم سے پانی پانی

ہوتی خود

کو مزید کمفرٹر میں چھپا گئی

می فسٹ۔۔۔باہ۔۔۔(میں فرسٹ ہوں بابا)"زامل

نے آتے ساتھ یکدم سے

زیحال پر دھاوا بولتے اسکے گالوں پر اپنے خرگوش

جیسے دانتوں

سے پھول بنا کر صبح صبح یہ حسین سوگات دے دی

زیحال نے گھور کر اسے دیکھا ساتھ اپنا ایک ہاتھ اپنے

گال پر بھی

رکھا

اس خرگوش کے دانت دکھنے میں چھوٹے تھے لیکن

جب بھی بائیٹ

کرتا تھا پوری دنیا کو پتہ چل جاتا تھا کہ آج پھر چھوٹے

پاشا کو

بڑے پاشا پر شدّت والا پیار آیا تھا وہ الگ بات تھی کہ

پیار بھی

غصّے میں کیا جاتا تھا

ہی ہی۔۔۔مالننگ نا۔۔ببا۔۔۔(ہاہاہامارننگ ناں بابا

)"وہ اپنے ہی باپ کو

چڑاتا اسے دیکھ شرارت سے کھلکھلا کر ہنسنے لگا

مارننگ۔۔۔ہاں۔۔۔تمہاری مارننگ میں کرواتا

ہوں۔۔۔"وہ زالے کو پیار سے

ایک سائیڈ بٹھاتے زامل کو اٹھا کر بیڈ کراؤن کے اوپر

بٹھا گیا وہ

اتنی اونچائی پر بیٹھ کر چیخنے لگا تھا لیکن اس خوشی میں
بھی
چیخ تھی اسے ڈر نہیں لگتا تھا کیونکہ سامنے اسکا باپ تھا
جو
جانتا تھا کہ اسے کبھی گرنے نہیں دے گا
زمل اسی موقعے کا فائدہ اٹھاتی جلدی سے اٹھتی باتھ
روم میں جا
گھسی

اسکے فریش ہو کر آنے تک بیڈ کی حالت تباہ کن منظر

پیش کر رہی

تھی کمبل نیچے فرش پر بے ترتیب پڑا تھا کشن ایک

کہیں پڑا تھا

تو دوسرا کہیں زیحال لیٹ کر زامل کو گدی گدی کرتا

اس ریس میں

ہرا رہا تھا اور زالے فل چستی سے اپنے بابا کے لئے تالیا

ں بجا رہی

تھی

اللہ جی۔۔۔یہ کیا حال کر دیا۔۔'' وہ اپنے بیڈ کی

ایسی حالت دیکھ

یکدم سے چیخ پڑی اسکی چیخ پر تینوں تیر کی طرح

سیدھے ہوتے

اسے دیکھنے لگے جن کی اب شامت پکی تھی اور وہی ہوا

وہ جب

تک پورا بیڈ اپنی اصلی حالت میں نہیں لے آئی تب

تک ان تینوں کو

آڑے ہاتھوں لیتی سخت سست سناتی رہی

ششش۔۔۔میری بات سنو۔۔۔"زیحال نے وہی

فرش پر بیٹھتے زامل زالے

کو اپنے قریب کیا جیسے کان میں کوئی سرگوشی کرنے

والا ہو وہ

دونوں بھی مشن سننے کیلئے جھٹ سے اپنے چھوٹے

چھوٹے کان آگے

لے آئے

مما نے ہمیں ڈانٹا ناں۔۔۔اب بابا مما کو ڈانٹیں گے

۔۔۔اس لئے آپ دونوں

اپنے ٹوائز کے ساتھ کھیلو اور یہاں نہیں دیکھنا او کے نو

چیٹنگ

ورنہ بابا ناراض ہو جائیں گے۔۔۔" وہ دونوں کو بلکل

سمجھداری سے

سمجھاتا رہا دونوں نے ہی جھٹ سے سر ہاں میں ہلاتے

اور بھاگ کر

اپنے چھوٹے سے ہاؤس میں گھس گئے جہاں انکے

سارے ٹوائز پڑے

تھے

انکو جاتے دیکھ زیحال ایک ہی جست میں اٹھ کھڑا ہوا

اس وقت وہ

صرف پینٹ میں ملبوس تھا زمل کا رخ دوسری جانب

تھا وہ بس کام

کرتی ہوئی بولتی جارہی تھی

میرا کوئی احساس ہی نہیں۔۔۔بس ہر وقت مستی

۔۔۔ مستی ۔۔۔اور

مستی۔۔۔اور کوئی کام ہے تینوں کو۔۔۔میں۔۔۔"وہ

نان اسٹاپ بس

بولتی چلی جارہی تھی جب پیچھے سے زیحال نے آتے

اسے بازو سے

پکڑ کر سیدھا اور ڈروب سے پن کر لیا

وہ اس اچانک افتاد پر آنکھیں پوری طرح سے کھولے

اسے دیکھنے

لگی

زیحال مخمور نگاہوں سے اسکے گیلے لٹوں کی صورت

میں چپکے

بالوں سے لے کر اسکے مرمری سے بدن کے ایک

باتھ روب میں لپٹنے

تک کے منظر کو گہری لو دیتی نظروں سے دیکھنے لگا

اپنی اور اپنے بچوں کی طرف سے سوری میں کر دیتا

ہوں میری

زڑگیہ۔۔۔" وہ شریر لہجے میں بولتے اپنے آتش لب

زمل کے چہرے کے

قریب کر گیا

آ۔۔۔ن۔۔۔نو سوری۔۔۔بب۔۔بس کوئی بات

نہیں۔۔۔"وہ اسے رات والے

موڈ آتے دیکھ جھٹ سے حواس باختہ سی بولی اس

وقت جان

لبوں پر آرہی تھی

کیوں۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔۔ابھی تو اتنا ڈانٹ رہی

تھی۔۔۔اب سوری

کرنے دو ناں۔۔۔"زیحال اپنی ہنسی دباتے زمل کی

بگڑتی حالت سے

لطف اندوز ہونے لگا وہ بچاری خود میں سمٹتی یہاں سے

غائب ہو

جانا چاہتی تھی لیکن اس وقت تو وہ اس چٹان وجود

کے پیچھے

چھپی دکھائی بھی نہیں دے رہی تھی

ہ۔۔۔ہبی۔۔۔نہ کریں ناں۔۔۔"وہ عنقریب رو

دینے کو تھی زیحال کے ہاتھ

مسلسل اسکے نازک سے بدن کو معتبر کر رہے تھے

اسکی حالت

ایسی ہوتے دیکھ زی حال کا پھوٹ کر قہقہہ نکلا وہ پیچھے ہٹتے

دل کھول کر ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا زمل نے اس بد تمیز کو

گھور کر دیکھا یہ صحیح تھا غصّہ بھی وہ ہوتی تھی اور سزا بھی

اسے ہی ملتی تھی

وائفی۔۔۔۔تم۔۔۔تم کتنا شرماتی ہو۔۔۔ہاہاہا

۔۔۔۔دو بچے ہو گئے ہمارے

کم آن۔۔۔" وہ بیڈ پر بیٹھا جاندار قہقہہ لگائے زمل کی

جانب اشارہ

کرنے لگا زمل جلتی کڑھتی پیر پٹخ کر اپنے کپڑے لئے

اسکی نظروں

سے غائب ہوگئ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی تیار ہو کر جیسے ہی مرر کے سامنے آئ اپنے گی

لے بالوں کو ٹاول

سے صاف کرتے ہئیر ڈرائیر ڈھونڈنے لگی جو اسے

ڈریسنگ ٹیبل پر

کہیں بھی نظر نہیں آرہا تھا اس نے ٹاول کرسی پر رکھتے

یہاں وہاں

تیزی سے نظر گھمائی لیکن پھر بھی ناکام ہی رہی اس

نے ایک دراز

کھول کر دیکھا جہاں وہ سامنے ہی پڑا تھا مشی نے چڑ کر

اسے

اٹھایا اور اپنے بالوں کی جانب کر گئی

بالوں کی آج اس نے صرف ایک پونی بنائی تھی حلانکہ

وہ ہمیشہ

کوئی نہ کوئی سٹائل بالوں کا بنا کر رکھتی تھی لیکن اس

وقت اسے

اپنے آپ سے بھی نجانے کیوں چڑھ سی محسوس ہو

رہی تھی

وہ بال باندھتی اپنی آنکھوں میں ڈالنے کیلئے کاجل

ڈھونڈنے لگی

لیکن اب تو وہ بھی نہیں مل رہا تھا یا شاید وہ صحیح سے

دیکھ

نہیں پا رہی تھی اسے اب کی بار غصّہ آیا اس نے

یہاں وہاں ہاتھ

مارتے ساری چیزوں کو تہس نہس کر دیا جب بالا آخر

وہ ایک کاجل

ڈھونڈنے میں کامیاب ہو ہی گئی

ہوہ۔۔۔آج سب چیزیں کہاں غائب ہو رہی ہیں

۔۔۔؟ وہ غصّے سے خود

کو ہی خود مخاطب کر کر پوچھنے لگی

باہر یاقوت عین بیڈ کے کنارے پر پہنچا کمبل میں لپٹا

فل گہری

نیند میں تھارات دیر سے سونے کے باعث اور پچھلی

دوراتوں سے

جاگ کر اسے اب اتنی شدید نیند آئی تھی کہ دنیا یہاں

کی وہاں ہو

جائے یاقوت مرزا کو گھنٹہ فرق نہیں پڑنے والا تھا

لیکن جب دنیا ہی

صرف ایک عورت ہو تو بندہ کیا کرے

اسے اسی وقت مشی کی اتنی زور کی چیخ سنائی دی کہ وہ

نیند

میں ہڑ بڑا کر دھڑام سے نیچے فرش پر جا گرا اور

آنکھیں یکدم سے

کھولے کمرے کی چھت دیکھتے یہ سوچنے لگا کہ اسکے

ساتھ ہوا کیا

تھا وہ بعد میں اسکی اپنی چیخ نکلنے لگی

میری کمر۔۔۔۔" وہ درد سے کراہتا اپنی کمر تھام گیا

یاقوت۔۔۔"اسے نیچے گرے دیکھ مشی فوراً سے

بھاگتی ہوئی اس کے

پاس آکر بیٹھی اسے اٹھنے میں مدد دینے لگی

یاقوت ڈھیر سے اٹھ کر خود کے بجائے اسے دیکھنے

لگا

کیا۔۔۔؟اسے خود کو ایسی سپاٹ نظروں سے دیکھتے

دیکھ مشی

یکدم سے ٹھٹھک گئی

تم بھاگ کر آئی ہو۔۔۔؟ وہ اتنی گہری نیند سے یکدم

بیدار ہونے پر اپنا

ہوش کرے نہ کرے اسکا بھاگ کر آنا نوٹ کر گیا تھا

ہ۔۔۔ہاں کیوں۔۔۔؟ وہ اسکے سوال پر تھوڑی گڑ بڑا

سی گئی

اٹھو۔۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔۔" وہ مشی کا ہاتھ

تھامے اسے اپنے ساتھ

اٹھانے لگا جب مشی نے اسے وہی روک دیا

لیکن کہاں۔۔۔کہاں جائیں گے۔۔۔؟اتنی صبح صبح

اسکے ذہن میں کوئی

جگہ ایسی نہیں تھی کہاں یاقوت صاحب اسے لے کر

جائیں

تمہیں بھاگ دوڑ میں حصّہ دلواؤں ناں۔۔۔"اسکی

بات پر مشی یکدم

ٹھٹھکتی

اسے اسے دیکھنے لگی

واٹ۔۔۔؟اسے شاک لگا تھا ساتھ ہی ساتھ یاقوت

کے سر پر چوٹ لگ

جانے کا خدشہ بھی لاحق ہونے لگا

کیا واٹ۔۔۔ تم سے کتنی بار بولا ہے۔۔۔ کہ ایک

ایک قدم بھی دیکھ

دیکھ کر رکھو۔۔۔اور تم۔۔۔ تم بھاگتی پھر رہی ہو

۔۔۔"اسے واقعی مشی

پر غصّہ آیا تھا مشی اب سمجھی تھی کہ چوٹ اسکے دماغ

پر نہیں

دل پر لگی تھی وہ کندھے ڈھیلے چھوڑے اسے دیکھنے

لگی

یاقوت نے دھیرے سے اسے کندھوں سے تھام کر

اٹھاتے بیڈ پر بٹھایا

اور خود اسکے سامنے بیٹھ گیا مشی اسکے چہرے کو دیکھتی

رہی

جہاں نجانے کون کونسا احساس اس وقت ایک ساتھ

امڈ آیا تھا

یاقوت نے دھیرے سے مشی کے دونوں ہاتھ تھامے

اور اسکی آنکھوں

میں دیکھا

دیکھو۔۔۔میں نے دن رات دعاؤں میں رو رو کر

اسے مانگا ہے پلیز اسکا

دھیان رکھو۔۔۔"اسکی آواز میں التجا تھی مشی اسے

دیکھ کر

رہ گئی

سوری۔۔۔میرے ذہن میں نہیں رہا۔۔۔"وہ فورا

اسے نادم ہوتی سر

جھکائے معذرت کرنے لگی جب یاقوت نے اسکے اسی

جھکے ہوئے سر

کو چوم لیا

ذہن میں رکھو۔۔۔ہر وقت ہر سیکنڈ اب تم اکیلی نہیں

ہو تمہارے ساتھ

یاقوت مرزا کی پوری کائنات ہے۔۔۔"اس نے ایک

نظر اسکی بیلی

کو دیکھا اسے مشی کی روح اسکے وجود سے بے پناہ محبت

تھی

لیکن اب اسے اسکی بیلی سے شدّت والا عشق ہو گیا تھا

جہاں اسکی

کل کائنات کل جہاں اپنے وجود میں آ رہی تھی

تم چیخی کیوں تھی ویسے۔۔۔؟اسے اب یاد آیا اور یاد

آتے جیسے کمر

میں بھی ایک بار پھر درد ہونے لگا تھا

وہ۔۔۔وہ میں۔۔۔موٹی ہو گئی۔۔۔"مشی کو فورا

سے یاد آیا وہ مر رکے

سامنے کھڑی خود کو دیکھ ہی رہی تھی جب اسکی نظر

اپنی بیلی

پر پڑی اس نے فٹ فراک کر کر دیکھا جہاں اسکی بیلی

تھوڑی تھوڑی

واضح ہونے لگی تھی

اسکی بات پر یاقوت نے شا کی نظروں سے اسے دیکھا

موٹی۔۔۔؟ وہ بے یقینی سے پوچھنے لگا مشی نے تیزی

سے سرہاں میں

ہلادیا یاقوت اسکے ہاں کرنے پر دائیں بائیں دیکھتا اپنی

گردن کی

پشت مسلنے لگا

اچھا۔۔۔ تو پھر۔۔۔؟

تو پھر۔۔۔؟ مشی نے اسکے سوال پر سوال کیا

پھر کیا۔۔۔؟ یاقوت نے پھر سے وہی سوال دہرایا

ڈائٹ۔۔۔" مشی آگے بولنے ہی لگی تھی جب

یاقوت نے ایک دم سے

اپنے دانت بھینچے اور اس ڈفر کو دیکھا

صبح صبح پٹنے کے ارادے میں ہو۔۔۔؟ اسکے سوال پر

پہلے تو مشی

چونکی پھر جھٹ سے سر نفی میں ہلانے لگی

میرا سوہنا ماہی۔۔۔ایسے ہوتا ہے۔۔۔اوکے

۔۔۔آگے آگے تم اور بھی گول

گپا بن جاؤ گی۔۔۔"اسکی بات پر مشی کو آنکھیں بے

ساختہ پھیلنے

لگی

نہیں۔۔۔مم۔۔۔مجھے موٹا نہیں ہونا۔۔۔"وہ

جھٹ سے دو بدو بولی آج

تک اس نے خود کو اتنا فٹ رکھا تھا اب آکر کیسے موٹی

ہو جاتی

بھلا

اس میں حرج کیا ہے۔۔۔مجھے تو تم اس روپ میں بھی

اچھی لگو

گی میرا اٹیڈی بئیر۔۔۔"اس نے مشی کے دونوں گال

چٹکی میں لیتے

کوچی کوچی کی جس پر مشی جھٹ سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ

مار

گئی یاقوت کچھ دیر اسے دیکھتا رہا مشی اسے دیکھتی رہی

پھر

یاقوت نے ایک بوسہ اسکے ماتھے پر اور دوسرا اسکی بیلی

پر دیتے

اپنی صبح کو بے حد حسین بنایا

چلو تیار ہو جاؤ۔۔۔" وہ اپنی شرم چھپاتی جلدی سے

اسے اٹھانے لگی

لیکن یاقوت اٹھنے کے بجائے بیڈ پر دھم سے گر گیا

نو۔۔۔مجھے سونا ہے۔۔۔" وہ نیند میں اب بھی تھا

گرتے ساتھ جیسے

نیند پھر سے آنے لگی تھی

یاقوت۔۔۔ صبح ہو گئی۔۔۔اٹھو۔۔۔"وہ یاقوت کا کمبل کھینچتی اسے

اٹھانے کی کوشش کرنے لگی تھی اس کمبل پر یاقوت

جیسا چٹان

پڑا تھا کیسے تھوڑا سا بھی سرک جاتا

نو۔۔۔یہ ٹھیک ہے۔۔۔آدھی رات کو گھر سے باہر

نکال دیا اور اب۔۔۔

اب سونے بھی نہیں دے رہی۔۔۔یہ ظلم ہے

۔۔۔"وہ عنقریب رونے والا

تھا مشی کو اسکے حال پر ہنسی آئی تھی لیکن وہ پھر بھی

ظالم بنی

اسے زبردستی اٹھا کر باتھ روم تک لے گئی یاقوت

مرزانہ چاہتے ہوئے

بھی مجبور ہو گیا تھا

اندر بھی آجاؤ ناں۔۔۔"یوزا اپنے ساتھ باتھ روم تک

آتے دیکھ وہ جھٹ

سے شریر لہجے میں بولا مشی اسکی بات پر آنکھیں

پھاڑے اسے

دیکھنے لگی

بد تمیز۔۔۔ جلدی جاؤ۔۔۔"وہ اسے اندر دھکیلتی باہر

سے دروازہ بند کر

گئی اندر سے یاقوت کا جاندار قہقہہ باہر بھی صاف سنائی

دے رہا

تھا زندگی یہاں مکمل تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زامل زالے اپنے بابا کے ساتھ ہی آج روم سے تیار ہو

کر نکلے تھے زیحال

ہمیشہ کی طرح تھری پیس سوٹڈ بوٹڈ اور زامل جس نے

وائٹ رنگ

کا گھٹنوں تک آتا کھلا ٹراؤزر اور اوپر بٹنوں والی وائٹ

ہی شرٹ

پہنے زالے جس نے چھوٹی سی پھولدار خوبصورت

فراک پہن رکھی

تھی سر پر دو کھجور سی پونیاں بنی اسے مزید کیوٹ بنا

رہی تھیں

وہ تینوں شششکے مارتے لاؤنج میں آئے جہاں عبد لباری

پہلے سے ایک

نرم میٹرس پر بیٹھا اپنے کھلونے پھیلائے ہوئے تھا

زالے زامل کو دیکھتے وہ خوشی سے یکدم چہک اٹھا

باہ۔۔۔ادااا۔۔۔" وہ اپ کیوٹ سی زبان میں دونوں

کو اپنے پاس بلانے

لگا

بائی۔۔۔" زالے چہک کر اسکے پاس آکر بیٹھ گئی زامل

عرف شیطان

کا چیلا اسکے پیچھے پیچھے آگیا اور آتے عبدلباری کے

سارے کھلونے

ٹھائیں بائیں کر کر یہاں وہاں گرا گیا

زامی۔۔۔یہ کیا کیا۔۔۔" پیچھے سے آتی زمل نے اسکی

حرکت پر فورا

سے اسے ڈانٹا جبکہ زالے چپکے سے اپنے ننھے

ہاتھوں سے عبدل

باری کے کھلونے سمیٹ کر اسکے پاس رکھنے لگی

بائی۔۔۔تواںج۔۔۔دندے۔۔۔مما۔۔۔(باری کے

ٹوائز گندے ہیں مما)" اصل

مرض تو اسکا اپنی بہن کو اسکو ساتھ کھیلتے دیکھنے کا تھا وہ

دونوں ہمیشہ اتنے پیار سے کھیلتے اور کھیل بھی بلکل

شانت والا

ہوتا کوئی فائٹ نہیں کوئی شور نہیں بس خاموشی سے

کھلونوں کو

ایک ترتیب میں سارا دن رکھتے رہتے

اورزامل خان آفندی۔۔۔اسکو جب تک ڈھیشم

ڈھیشم کا موقع

نہ ملتا تب تک اسے سکون نہیں آتا تھا

اسکی صحیح جوڑی بس اپنے تاہ کے ساتھ ہی بنتی تھی جو

اسی

وقت فریش فریش سا پیچھے سے آکر زامل کو زور سے

اپنے ساتھ

لگا گیا

مارننگ۔۔۔۔پارٹنر۔۔۔"برلاس کے چیخ کر

مارننگ وش کرنے کر زامل

بھی خوشی سے چیخ پڑا سب نے باقائدہ انکی چیخوں پر

کانوں میں

انگلیاں دی تھیں

برلاس نے زالے عبدلباری کو بھی پیار کیا اور انکے

ٹوائز انکو اٹھا

اٹھا کر دینے لگا

بڑا ہو جا۔۔۔بھائی بڑا ہو جا۔۔۔اب تو تیری اپنی عمر

بچے پیدا کرنے

کی آگئی۔۔۔" پامیر ہاتھ میں اخبار لئے صوفے پر بیٹھتا

برلاس کو

بچوں کے ساتھ بیٹھے دیکھ شریر ہوتے چھیڑنے لگا

اسکی بات پر اسی وقت برلاس کی نگاہ اٹھتی سامنے

ناشتے میں

مشی والوں کی ہیلپ کرتی آئرہ پر اٹھی وہ ہاتھ میں

ڈش پکڑے

کھڑی تھی جب پامیر کی بات سنتے برلاس کو دیکھنے

لگی

ان نگاہوں کے ملتے ایک کرنٹ سا دونوں کے بدن

میں دوڑتا چلا گیا

آئرہ جھٹ سے ڈش ٹیبل پر رکھتی اندر بھاگ گئی

اسکے جاتے برلاس یکدم سے اس ہوش کی دنیا میں آ

ٹپکا

جی نہیں۔۔۔ابھی میں خود بچہ ہوں۔۔۔"وہ زامل کو

اٹھا کر اپنے

کندھے پر بٹھاتے صوفے پر آگیا

کومل۔۔۔اس بچے کیلیئے فیڈر لے کر آنا ذرا۔۔۔بچہ

رو رہا ہے۔۔۔"اسکی

بات سنتے کچن میں کھڑی چاروں کی ہنسی چھوٹ گئ

یہ نہیں سدھر سکتے۔۔۔بھئ آئرہ تم ہی کچھ کر دکھاؤ

اب۔۔۔ہمیں

شدّت سے چھوٹا برلاس دیکھنا ہے۔۔۔"پیچھے سے

کومل کی آواز پر

چائے بناتی آئرہ کے ہاتھ بے اختیار لرزا اٹھے وہ شرم سے سرخ پڑتی

اپنا دھیان چائے پر لگانے لگی

مشی نے کومل کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے اسے چپ رہنے کی تنبیہہ کی

اسے پتہ نہیں کیوں آئرہ پہلے جیسی نہیں لگی تھی جیسی

معصومیت پہلے اسکے چہرے پر ہوتی تھی ایک مخصوص مسکراہٹ

لیکن اب۔۔۔اب تو وہ ہر وقت سنجیدہ گہری سوچوں
میں گم رہتی

وہ سب اپنے کاموں میں مصروف ہی تھے جب یکدم
سے پامیر کی
چیخ سنائی دی

زریاب لالا کو گولی لگی ہے۔۔۔"وہ نیوز پیپر پر نیوز
پڑھتا بے ساختہ
شاک کے مارے چیخنے لگا

بس۔۔۔بس۔۔۔ریلیکس۔۔۔میرا بچہ۔۔۔وہ

ٹھیک بھی ہو گئے۔۔۔"یاقوت

جو کب سے صوفے پر بیٹھا بیٹھا اونگھ رہا تھا اسکی چیخ پر

ہڑ بڑا کر اٹھتے اسے دیکھنے لگا جب اسکی بات سمجھ آتے

اسے دانت

بھینچ کر کلستے ہوئے تسلی دینے لگا

اچھا۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔۔بتایا بھی نہیں کسی نے

۔۔۔بھائی کو پتہ ہے۔۔۔؟

اسے فوراً سے زیحال کا خیال آیا جو کانوں میں ائیر پوڈز

لگائے

موبائل کی سکرین پر نجانے کیا دیکھتا ہوا یہاں سے

وہاں ٹہل رہا

تھا

ھمم۔۔۔انہوں نے ہی جا کر دیکھا تھا انکو۔۔۔"وہ

سنجیدگی سے بتاتے

ہوئے اپنی آنکھیں مسلنے لگا

اس جنم میں ناشتہ ملے گا خواتین یا میں اپنی حوروں

سے جا کر

فرمائش کروں۔۔۔" برلاس کب سے بھوک ہڑتال

کر کر بیٹھا تھا اب

تو اسکی بس تھی

بھکڑ۔۔۔ صبر کر لے۔۔۔ ٹرین نہیں نکل رہی تیری

۔۔۔" پامیر کی بات پر

برلاس نے گھور کر اسے دیکھا

آپ کو کیوں ہول پڑ رہے ہیں آپ کی بیوی کو جلدی

ہاتھ چلانا پڑے

گا اس لئے۔۔۔توبہ توبہ۔۔۔۔ بھئی کیسا دور آگیا

۔۔۔شرم تو رہی نہیں

ایک ہمارا زمانہ تھا لوگ دیواروں میں منہ چھپاتے

پھرتے۔۔۔"وہ

پوری پہلے والی عورت بنا آگ رہا تھا جب پامیر کا جوتا

اڑتے ہوئے

اپنی جانب آتے دیکھ وہ جھٹ سے اپنی زبان کو بریک

لگا گیا

آجاؤ۔۔۔آجاؤ۔۔۔فڈ مونسٹر۔۔۔"کومل ناشتہ

ٹیبل پر لگتے سب سے

پہلے ان دو جنوں کو بلانے لگا زامل بھی جلدی سے اپنے

تاہ کے ساتھ

ہی آکر اسکی گود میں بیٹھ گیا باقی سب بھی دھیرے

دھیرے

اپنی اپنی جگہوں پر آگئے جب خود کو برلا اس کی گود میں
دیکھ
زامل کے شرارتی ذہن میں کچھ جھماکے سے گھوم گیا
ماہ۔۔۔یو بیا۔۔۔بے بی۔۔۔(ماما آپ بابا کے بے بی ہو
)"وہ زمل کو
دیکھتے اپنی چھوٹی سی انگلی سے اشارہ کرنے لگا
اسکی بات سنتے زمل اور زیحال دونوں کی آنکھیں بے
ساختہ پھٹی

زمل دل ہی دل میں زامل کے چپ جو جانے کی
دعائیں کرنے
لگی

ممما۔۔۔یو۔۔۔باہ۔۔۔دودی۔۔۔(ماما آپ بابا کی
گودی میں آجاؤ)" اسکی

یہ بات سنتے زیحال اور زمل کی سانس تو جہاں رکی ہی
رکی تھی

باقی سب بھی آنکھیں پھاڑے اس چھوٹے فتنے کو
دیکھنے لگے

زیحال نے جھٹ سے اپنے چہرے کے آگے ہاتھ

کرتے ایسے شو کیا

جیسے وہ سر کھجارہا ہو

یاقوت نے پورا جھک کر اپنے باپ کو دیکھا دوسری

جانب مشی

اور کومل نے زمل کو جس کا شدّت سے دل چاہ رہا تھا وہ

یہاں سے

کہیں دور بھاگ جائے

پامیر اور برلاس سر جھکائے عورتوں کی طرح پھنس

پھنس کر

ہنسنے لگے ساتھ ہی برلاس نے زامل کے منہ پر ہاتھ

رکھ دیا

آہمم۔۔۔گودی۔۔۔ہاں۔۔۔"یاقوت کی آواز

بے حد دھیمی سرگوشانہ

تھی وہ بھنویں مٹکاتے زیحال کو چھیڑنے لگا جس پر

اس نے دانت

بھینچ کر اسے دیکھا وہ فورا اسے تیر کی طرح سیدھا ہو

گیا

وہ۔۔۔میں زریاب لالا سے ملنے جاؤنگا۔۔۔"یاقوت

نے ماحول میں

چھائی خاموشی کو توڑتے یہ بات کی اور سب کی توجہ

اپنی جانب

مبذول کروالی

میں بھی چلونگا۔۔۔"پامیر جھٹ سے نوالہ چباتے

خود بھی بول

پڑا

زمل نے گھور کر زامل کو دیکھا آج یاقوت نے ان

دونوں کو سب کے

سامنے اشر مندہ ہونے سے بچالیا تھا اب صیحیح غصّہ

زمل کو زیحال

پر آرہا تھا جس کی شامت آج پکی تھی اور اسکے سامنے

بولے

جانتا بھی تھا اسکا بیٹا کتنا تیز ہے

سب لوگ اپنے ناشتے میں مگن تھے جب زیحال کی
فون سکرین پر
رات والی فارم ہاؤس کی فوٹیج چل گئی جس میں دکھنے
والے
منظر کو دیکھتے ہی دیکھتے زیحال کی آنکھیں پھٹتی چلی
گئیں

58/2

وہ آنکھیں پوری کھولے اس سکرین پر چلتی رات کی
فوٹیج دیکھنے

لگا ایک سیکنڈ ایسا نہیں تھا جس میں وہ فارم ہاؤس کے

حالات سے

بے خبر رہا ہو دور دور تک اس کی باز جیسی نظریں سخت

پہرا دے

رہی تھی یوہی تو اسکی بہن ایک الگ جگہ نہیں تھی

وہاں زیحال

خان آفندی نہ ہو کر بھی ہر وقت ہر پل وہی موجود تھا

لیکن صرف

رات۔۔۔ صرف ایک رات وہ اس منظر سے او جھل

ہو گیا اور اب۔۔۔؟اب

کیا دیکھ رہا تھا جو بھی اسے دکھا تھا وہ زیحال کی رگوں

میں

دوڑتے خون کو کھولا کر رکھ گیا تھا

زیحال نے ہاتھ میں پکڑا کانٹا جتنی سختی سے پھینکا تھا

سب نے

بے ساختہ گردن موڑ کر اسکی جانب دیکھا

زیحال کا چہرہ اس وقت شدید طیش کے عالم میں سرخ

ہوئے جا

رہا تھا زمل اسے اتنے شدید غصّے میں دیکھ فوراً اسکی

جانب

متوجہ ہوئی

بھائی۔۔۔کیا ہوا۔۔۔؟ ساتھ بیٹھے یاقوت نے اسکی

حالت دیکھ فکر

مندی سے پوچھا لیکن وہ جواب دینے کے بجائے ایک

ہی جست میں

اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور کرسی غصّے سے پیچھے کی

جانب

سر کاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا

کیا ہوا اسے ۔۔۔اتنا غصّہ ۔۔۔؟سب ٹھیک ہے

۔۔۔؟کومل کو اسے اتنے طیش

میں دیکھ وہ اڑتی ہوئی گاڑیاں یاد آگئ تھیں تب ہی وہ

جھرجھری

سی لیتی اس بندے کے بارے میں سوچنے لگی جو اس

غصّے کی

وجہ بنا تھا شاید زندگی پیاری نہیں تھی

میں دیکھتی ہوں۔۔۔"زمل فوراً سے اٹھ کر زیحال

کے پیچھے گئی وہ

سیڑھیاں چڑھتے اوپر کمرے میں گیا تھا زمل بھی اسکے

پیچھے

پیچھے کمرے میں گئی جب اسکی نظر زیحال کے ہاتھوں

پر پڑی وہ

سائیڈ دراز سے اپنی گن نکالے کھڑا اس کی میگزین

فل کر رہا تھا

یہ دیکھ زمل کی آنکھیں یکدم سے پھٹی وہ ایک ہی

جست میں

اس تک آتی اسکا کندھا تھام گئی

ہبی۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔؟ وہ

اسے اب اتنے غصّے میں

دیکھ ہڑبڑا سی گئی تھی

چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔" وہ زمل کے ہاتھ پیچھے کرتا پھر

سے میگزین

فل کرنے لگا

نہیں ۔۔۔ یہ ۔۔۔ یہ کیا ہے آپ اتنے غصّے میں کیوں

ہیں ہبی ۔۔۔ پلیز ۔۔۔

بتائیں کیا ہوا ہے ۔۔۔" اتنی پریشانی میں اسکا دل بیٹھا

چلا جا رہا تھا

وہ زیحال کے ہاتھ تھام کر کھڑی ہو گئی

میں نے کہا میرے ہاتھ چھوڑو ۔۔۔" وہ یکدم سے

دھاڑتے اپنے ہاتھ

زمل کے ہاتھ سے چھڑوا گیا جب اسکے زندگی میں پہلی

دفع دھاڑنے

پر زمل سہم کر یکدم سے اس سے دور ہو گئی اسے خود

سے خوف

زدہ ہوتے دیکھ زیحال کو فورا اسے اپنی غلطی کا احساس

ہوا وہ

جھٹ سے زمل کے قریب آتے اسکے چہرے کو

ہاتھوں میں تھامنے لگا

لیکن زمل اسکے ہاتھ خود سے دور جھٹک گئی وہ چیخا تھا

اس پر

اسکے ہی چیخے تھے اپنی زمل پر وہ بے یقین سی کھڑی

اسے لبا

لب نمکین پانی سے بھرتی ہیزل آنکھوں سے دیکھ

رہی تھی

ایم سوری۔۔۔ایم سو۔۔۔سوری میں غصّے میں تھا

وائی۔۔۔"وہ اپنی

صفائی پیش کرتے اسکے قریب پھر سے آنے لگا تھا

جب زمل اسے

ہاتھ کھڑا کرتے وہی روک گئ

غصّہ ۔۔۔؟غصّہ ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھ سے زیادہ ضروری

تھا ۔۔۔؟وہ شاک تھی

اسے جھٹکا لگا تھا وہ ایسی نہیں تھی کہ زیحال کی ذرا سی

بھی

اونچی آواز برداشت کرلیتی من چاہی عورت میں اتنی

برداشت

نہیں ہوتی اسکا مان بہت نازک ہوتا ہے مرد کی ذرا سی

غلطی اس مان

کو توڑنے کیلئے کافی ہوتی ہے اور ایک بار وہ مان ٹوٹ

جائے تو

پھر پوری زندگی لگ جاتی ہے اس مان کے پھر سے

زندہ ہونے میں

اسکی بات پر زیحال نے ضبط سے لب بھینچے وہ پیشانی

مسلتے ہوئے

گہری سانسیں لینے لگا تھا

یقیناً اسکا غصّہ ایک بار پھر اسکے اندر وبال بن کر اٹھ رہا

تھا

زمل اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ پہلی بار اسے اتنے غصّے

میں زیحال

کو دیکھ رہی تھی

تم سے ضروری کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔میں خود بھی

نہیں۔۔۔۔یہ بات

یاد رکھو۔۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں زمل کی جانب انگلی

کر کر بولا

زمل ہکا بکا سی کبھی اسے تو کبھی اسکی انگلی کو دیکھے

لیکن اس وقت میرا دماغ گھوما ہوا ہے۔۔۔میرے

آگے سے ہٹ جاؤ۔۔۔"

وہ عین اسکے راستے کے بیچ میں کھڑی تھی لیکن اب تو

زمل ایک

انچ بھی نہیں ہل سکتی تھی

آپ۔۔۔پاگل ہو گئے ہیں۔۔۔"وہ ضبط کرتی کرتی

بھی بلند آواز میں

چیخ پڑی

ہاں ہو گیا ہوں۔۔۔"اس سے بلند آواز آج زیحال
خان آفندی کی تھی
جسے سنتے زمل کا دل یکدم سے لرز اٹھا اسے اس وقت
زیحال کی
آنکھوں میں خون اترتا ہوا دکھائی دے رہا تھا
زمل کا دل کسی گہری کھائی میں ڈوبنے لگا تھا وہ ایک
چھوٹے سے
بچے کی طرح دل ہی دل میں سہمی کھڑی تھی اسکی
آنکھوں کی

معصومیت اسکے اس قدر ڈر جانے کی نشانی تھی

یہ۔۔۔یہ بب۔۔۔بندوق۔۔۔یہ رکھ دیں۔۔۔"وہ

کانپتی ہوئی آواز میں اس

سے التجا کرنے لگی

نہیں رکھوں گا۔۔۔اس کی ایک ایک گولی میں اسکے

سینے میں اتار

دونگا۔۔۔"اسکی بات سنتے زمل کا دل دھک سے رکا

وہ کس کے بارے

میں بول رہا تھا لیکن اس سے پہلے وہ کچھ پوچھ پاتی

زیحال اسکے

سائیڈ سے نکلتا کمرے سے باہر چلا گیا اسکی خوشبو خود

سے دور

جاتے دیکھ وہ ہوش میں آتی اسکے پیچھے بھاگی

ہبی۔۔۔ ہبی رک جائیں۔۔۔" وہ چیختی ہوئی اسکے

پیچھے لپکی لیکن

وہ نہیں رکا وہ لمبے ڈھینگ بھرتا باہر کی جانب بڑھتا گیا

اسکے

پیچھے زمل کو ایسے آتے دیکھ سب لوگ پریشان

ہوتے ایک دم اٹھ

کھڑے ہوئے وہ تینوں بھائی ایک ساتھ اسکی جانب

دوڑے آئے

کیا ہوا۔۔۔؟یاقوت نے آتے ساتھ از حد فکر مندی

سے پوچھا

ہبی کو۔۔۔ہبی کو روکیں بھائی۔۔۔وہ۔۔۔وہ گن

لے کر جا رہے ہیں۔۔۔"اس

کی بات سنتے یاقوت کے ساتھ ساتھ پامیر اور برلاس

نے بھی گھر

سے باہر نکلتے زیحال کی جانب دیکھا یاقوت ایک ہی

جست میں

اسکے پیچھے بھاگا گیا ساتھ ہی اسکے پیچھے پیچھے پامیر اور

برلاس بھی نکل گئے

انکو جاتے دیکھ زمل کی آنکھوں سے گرم سیال اور

تیزی سے بہنے لگا

اس سے پہلے وہ بے جان ٹانگوں سے گر جاتی کومل اور

مشی نے اسے

بے ساختہ تھام لیا

کچھ نہیں ہوگا زمل۔۔۔ریلیکس۔۔۔"وہ دونوں

اسے سمبھالتی نرمی

اور پیار سے سمجھانے لگی وہ کیا جانیں آج وہ بے جان

کیوں ہوئی

تھی آج اسکا دل کیوں پھٹنے کے قریب تھا اسکے کانوں

میں صرف

زی حال کی دھاڑ گونج رہی تھی

بھائی۔۔۔بات سنیں۔۔۔پلیز۔۔۔رک جائیں

۔۔۔"یاقوت بلند آواز میں چلاتا

ہوا ایکدم سے اسکی گاڑی کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا

اسے دیکھ

زیحال کی جھیل سی آنکھوں کے ڈورے مزید گہرے

گلابی پڑتے چلے

گئے اس نے ایک بٹن پریس کیا جس سے اسکی گلاس

ونڈو نیچے

ہوتی چلی گئی

آج پیچ میں آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

اسکی بات پر"۔۔۔

یاقوت کے ساتھ ساتھ پامیر اور برلاس نے بھی ایک

دوسرے کی

جانب دیکھا وہ شدید طیش کے عالم میں گیس پیڈل اور

بریک پر

پاؤں رکھے گاڑی کے پچھلے ٹائر سے دھواں نکال رہا

تھا جو اسکے

شدید غصّے کی اس وقت نمائش کر رہا تھا پا میر نے

یاقوت کو

پیچھے ہٹنے کا آنکھوں سے اشارہ کیا وہ لب بھینچ کر

دھیرے سے

پیچھے ہو گیا اسکے ہٹتے زیحال زن سے گاڑی اڑا لے گیا

اور وہ تینوں

وہی کھڑے اسے آنکھوں سے اوجھل ہوتے دیکھتے

رہے

میں جاؤں پیچھے۔۔۔؟ پامیر کچھ سوچتے دونوں سے

پوچھنے لگا

نہیں۔۔۔" یاقوت اسے منع کرتے اسی گیٹ کو دیکھتا

رہا جہاں سے

زیحال کو گاڑی نکل کر گئی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرتشم کو صبح سویرے کی تازہ ہوا دلوانے کیلئے نرس

اسے وہیل

چیئر پر بٹھائے پورے لان میں گھما رہی تھی جہاں ہر

جانب ہریالی

ہی ہریالی تھی وہ اس تازہ ہوا کو خود میں بھرتی پر سکون

سی

آنکھیں بند کئے اسے محسوس کر رہی تھی جب اسی

وقت ڈاکٹر

برہان بھی واک سے واپس آئے وہ اس وقت ٹریک

سوٹ میں ملبوس

تیز تیز سانس لیتے پسینے میں شرابور ہورہے تھے انکے ہلکے بھورے

سلکی بال ماتھے پر پسینے سے چپکے ہوئے تھے وہ زرتشم کو دیکھ

وہی راہداری میں رک گئے جب زرتشم کی نظر بھی ان پر پڑی

دونوں کی نگاہیں ملتے رات والا منظر پل میں آنکھوں کے سامنے لہرا

گیا زر تشم کو احساس ہوا جیسے اس نے بہت بڑی غلطی کر دی

وہ یہی سوچتی گھبرا کر جلدی سے پلکیں جھکا گئی

ڈاکٹر برہان اس ایک جگہ کھڑے اسے جن نگاہوں سے دیکھ رہے تھے

صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ رات والی بات کو ہی ذہن میں رکھے اسے

دیکھ رہے تھے

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے اس کی جانب چلے آئے انکو آتے دیکھ

نرس زر تشم سے پیچھے ہٹ گئی

ڈاکٹر۔۔۔آپ یہاں ہیں۔۔۔؟میں انکے لئے ناشتہ بنادوں۔۔۔؟وہ کب سے

ڈاکٹر کا ہی انتظار کر رہی تھی انکے آتے فورا سے پوچھنے لگی

اسکی بات پر ڈاکٹر برہان نے سر سری سا سر اثبات میں ہلادیا وہ

نرس مسکراتی ہوئی اندر چلی گئی جب اسکے جاتے ڈاکٹر

برہان

نے موسم کا جائزہ لیا

موسم آج اچھا ہے ویسے۔۔۔"زرتشم جوان سے

نظریں چراتی بری

طرح سے گھبرا رہی تھی انکی بات پر بے ساختہ انکی

جانب دیکھنے لگی

مجھے صبح کا وقت بہت ہے خاص طور پر وہ جب چاروں

جانب

اندھیرا ہو ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہوں صبح کی آمد ہو

اور ہر جانب

اذانوں کی آواز گونج رہی ہو۔۔۔ایسا لگتا ہے جیسے

جنت میں ہوں اتنا

سکون۔۔۔آپ نے کبھی محسوس کیا۔۔۔؟وہ زرتشم

کو دیکھتے خوش

گواریت سے پوچھنے لگے

زرتشم نے بے اختیار سر نفی میں ہلا دیا دل میں ایک

درد کی ٹیس

سی اٹھی وہ تو بھول چکی تھی کہ وہ زندہ بھی ہے

ڈاکٹر برہان نے گہری نظروں سے اس معصوم چہرے

کو دیکھا وہ

جانتے تھے زر تشم اپنی رات والی حرکت پر بہت

شرمندہ ہے اسی لئے

وہ اسے دھیرے دھیرے اس احساس سے باہر اپنی

باتوں سے لا رہے

تھے

چلیں کوئی نہیں۔۔۔ابھی تو آپ کے علاج تک ہوں

میں یہاں۔۔۔ہم کل

فجر کے وقت باہر آئیں گے او کے۔۔۔"ان کی بات کا

جواب دینے سے

پہلے انکے چلے جانے کا سن کر ہی زر تشم کا دل یکدم

سے مٹھی میں

آگیا تھا وہ کوئی جواب نہیں دے سکی بس انہیں

دیکھتی

رہی

ویسے آپس کی بات ہے۔۔۔آپ کی آواز بہت

خوبصورت ہے۔۔۔''انکی

اس بات پر زرتشم کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی اور

دل وہ تو

جیسے سیدھا کانوں میں دھڑکا تھا

یہ شخص کیا تھا کون تھا جس کی موجودگی ہی سکوں

دیتی تھی

جس کے لفظ دلاسہ دیتے تھے کہ اب کچھ برا نہیں

ہوگا شاید اس

لئے کہ وہی تھے جو زر تشم نوشیر وال کو اس جہنم سے

نکال کر لائے

تھے ہاں صرف یہی تو وجہ تھی

مذاق کر رہا ہوں۔۔۔آپ تو شرمانے ہی لگی ہیں

۔۔۔"انکی شریر

مسکراہٹ پر زر تشم یکدم سے ہڑ بڑا کر یہاں وہاں

دیکھنے لگی اسکی

حیا اس وقت ڈاکٹر برہان کو دل سے لبھائی تھی

وہ آگے پیچھے چکر لگاتے اس کھلی فضا کو محسوس کرنے

لگے جب

اسی وقت ایک گاڑی برق رفتاری سے گیٹ کے اندر

داخل ہوتی عین

انکے سامنے آر کی زر تشم اور ڈاکٹر برہان نے بیک

وقت انکی جانب

دیکھا اور اس وقت انکے چہروں کی مسکراہٹ ہی سب

سے بڑی

تباہی کو دعوت دے گئی تھی

گاڑی سے اترتے زیحال کی نظر سید ھاڈاکٹر برہان پر

گئی انہیں

زرتشم کے پاس وہ بھی مسکراتے کھڑے دیکھ اسکے

غصّے کو مزید

ہوا مل گئی تھی

اسکی موبائل سکرین پر وہ منظر صاف دکھائی دے رہا

تھا جس میں

ڈاکٹر برہان اپنے دونوں ہاتھ پیچھے رکھے زرتشم پر جھکے

ہوئے تھے

اور وہی منظر تھا جو اس کے خون کو گرما گیا تھا

آپ۔۔۔اتنی صب۔۔۔"اسے دیکھتے ڈاکٹر برہان

نہایت خوش گواریت

سے مخاطب ہوئے ہی تھے جب ایک زوردار گھونسہ

ان کے منہ پر

آپڑا وہ بروقت خود کو سمبھال نہ پانے کے باعث لڑ

کھڑا کر بے

اختیار دو قدم پیچھے چلے گئے

زرتشم اسکے اس اچانک عمل پر آنکھیں پھاڑے سانس

روکے اسے

دیکھنے لگی جس نے ڈاکٹر برہان کو سمبھلنے کا موقع دیے

بغیر ہی

ایک دوسرا زبردست پنچ انکے چہرے پر دے مارا جس

کے باعث

ڈاکٹر برہان کی ناک سے خون بہتا تیزی سے انکے

ہونٹوں پر آ

گیا

زیحال۔۔۔مم۔۔۔میری بات۔۔۔"انکی بات سنے

بغیر ہی زیحال نے ان کو

کالر سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے عین اپنے مقابل کھڑا

کر

لیا اور کرتے اپنے پیچھے سے بندوق نکالتے اسکی نال

ڈاکٹر برہان کی

گردن پر رکھ دی جسے دیکھتے زرتشم کی چیخ نکل گئ

زی۔۔۔"وہ بلند آواز میں یکدم سے چلا اٹھی

کیا سنوں ہاں ۔۔۔ کیا سنوں ۔۔۔ '' وہ ڈاکٹر برہان

کے منہ پر دھاڑتے نال

اور سختی سے انکی گردن پر دباگیا

ہمت کیسے ہوئی میری بہن کے قریب آنے کی

۔۔۔ بول ۔۔۔ '' اسکے دھاڑتے

بندوق کی بیک سائیڈ ڈاکٹر برہان کے سر پر دے ماری

جس سے

خون کا پھوارہ پھوٹ کر نکلتے انکے چہرے کو سرخ کر

گیا وہ لڑ کھڑا

کر بے اختیار پیچھے جا گرے انکے گرتے زیحال انکے

سینے پر گھٹنے

ٹکائے انکو سختی سے اپنی گرفت میں جکڑ گیا

زی۔۔۔"زرتشم روتی ہوئی اسے پکارتی ہوئی آگے

آنے کی کوشش کرنے

لگی

بول۔۔۔ہمت کیسے کی ہاں۔۔۔وہ میری بہن ہے

میری۔۔۔"وہ دھاڑتے ہوئے

جنونی انداز میں انکو مارتا چلا گیا اسکے سر پر جیسے خون

سوار

ہو گیا تھا نرس بھی اندر تھی جب وہ ناشتے کیلئے ان

دونوں کو

بلانے باہر آئی لیکن سامنے کا منظر دیکھ اسکی آنکھیں

یکدم سے

پھیل ی اور ہاتھ پیر پھول سے گئے وہ جلدی سے

بھاگ کر مبشر کو

جگانے گئی جواب تک سو رہے تھے وہ دن نکلے ہی

جاگتے تھے اور

نیند بھی انکی بہت گہری تھی

مم۔۔۔ میری۔۔۔ میری بات۔۔۔ س۔۔۔ سن لیں

۔۔۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔" وہ درد

سے بری طرح کراہتے کچھ بولنے کی کوشش کرنے

لگے لیکن اس نے

انہیں اس قدر زخمی کر دیا تھا کہ ڈاکٹر برہان کے ماتھے

ناک اور

منہ سے خون بہتا جا رہا تھا وہ ٹھیک سے بول تک نہیں

پا رہے

تھے

تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسکے قریب آنے کی میں جان

لے لونگا۔۔۔

تمہاری۔۔۔"اس سے پہلے وہ بندوق کے ٹریگر پر انگلی

رکھتے دباؤ دیتا

پیچھے سے زرتشم کی دلخراش چیخ پر بے ساختہ پیچھے کی

جانب

مڑا وہ وہیل چیئر سے منہ کے بل سیدھا زمین پر آ گری

تھی

اسے ایسے گرے دیکھ زیحال برہان کو چھوڑے

زرتشم کی جانب بھاگا

گیا

اسکے اٹھتے ایک تیز کھانسی کا دھسکا سا اٹھتا ڈاکٹر برہان

کی ساری

جان لرزا گیا وہ بری طرح سے کھانستے ہوئے اٹھ بیٹھے

اور زرتشم کو

دیکھنے لگے گرنے کے باعث اسکے ہونٹ کا کنارہ پھٹ چکا تھا

گل۔۔۔گل کیا ہوا۔۔۔"وہ بندوق پھینکے گل کو اٹھائے اپنی گود میں

اسکا سر رکھ گیا اسکی ریڈ کی ہڈی بری طرح سے متاثر ہوئی تھی

درد کی شدّت اتنی تھی کہ وہ بری طرح سے چیختے ہوئے رونے لگی

تھی اسکی جان نکل رہی تھی اتنا شدید درد تھا

گل۔۔۔" اسکی چیخیں زیحال کے پورے وجود کو لرزا

کرر کھ گئ

تھیں

ڈاکٹر برہان اسے دیکھ ہمت کرتے لڑکھڑا کر اٹھ

کھڑے ہوئے انکے

اپنے زخم پہلے ٹھیک نہیں ہوئے تھے اب یہ والے

بھی انہیں مل گئے

تھے لیکن وہ کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر زرتشم کی جانب

چلے

گئے

انہیں۔۔۔انہیں اندر لے کر چلیں۔۔۔پلیز

۔۔۔"وہ اپنے منہ سے بہتی

سرخی کو ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے رگڑ کر

صاف کرتے

التجائیہ انداز میں بولے

پلیز۔۔۔زیحال۔۔۔انکو لے کر چلیں۔۔۔ان کی

طبعیت بگڑ جائے گی۔۔۔"وہ

اتنے عاجز آ گئے تھے کہ صرف ہاتھ جوڑنے کی کسر

باقی رہ گئی

تھی زیحال گل کی حالت دیکھتے اسے اپنے بازوؤں

میں اٹھا کر

بھاگتے ہوئے اندر لے گیا جہاں کمرے میں سارا

سیٹ اپ موجود تھا

ڈاکٹر برہان بھی انکے پیچھے ہی جانے لگے تھے جب

درمیان میں ہی

مبشر نے آتے انکا بازو تھام لیا

یہ۔۔۔یہ کیا ہوا آپ کو۔۔۔" وہ از حد فکر مندی سے پوچھتے انکی

خستہ حالت دیکھنے لگے

چھوڑو۔۔۔" وہ اپنا ہاتھ چھڑواتے اندر کی جانب بڑھنے ہی لگے تھے کہ

مبشر نے پھر سے انہیں روک لیا

بس کر دیں آپ۔۔۔کب تک اس لڑکی کے پیچھے خود کی جان رسک

میں ڈالیں گے خدا کے لئے بس کر دیں یار۔۔۔اب

بس کر دیں۔۔۔"وہ

آج ہے لحاظ بھولے چیخ پڑے تھے

شش۔۔۔شش۔۔۔"ڈاکٹر برہان نے منہ پر انگلی

رکھتے ان کو چپ

کروانے کی کوشش کی کیونکہ اندر آواز زیحال تک

بھی جا رہی

تھی

نہیں ہو نگا میں چپ۔۔۔اب نہیں ہو سکتا۔۔۔ ہم

اپنی فیملی سے دور

یہاں انکی بہن کیلیئے اتنے دن سے قید ہیں۔۔۔انکا

علاج کر رہے ہیں

انکے لئے مار کھا رہے ہیں۔۔۔اور کیا کریں۔۔۔ کیا

کریں ہم۔۔۔"ان کی

آواز پہلے سے اور بھی بلند ہو گئی

جان سے مارنا ہے ناں۔۔۔تو مار دیں ختم کریں ہمیں

۔۔۔یہ طاقتور لوگ

اور کیا کر سکتے ہیں ہم غریبوں اور کمزور لوگوں پر اپنی

طاقت کی

نمائش کے علاوہ۔۔۔"انکا ہر لفظ کرب میں ڈوبا ہوا

تھا وہ اذیتوں

کی انتہا پر تھے اپنے بھائی جیسے ساتھی کی یہ حالت انکو

تکلیف

دے رہی تھی

پلیز۔۔۔پلیز۔۔۔چپ ہو جائیں۔۔۔زرتشم کی

حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔"

وہ عاجز آتے انکو شانت کرنے لگے مبشر نے کرب

بھری نگاہوں سے ان

کو دیکھا اور اپنے کندھے بے اختیار ڈھیلے چھوڑ گئے

جیسے کہنا چاہتے ہو جائیں۔۔۔جا کر دے دیں اپنی

جان

ڈاکٹر برہان انکے راستے سے ہٹتے فوراً اسے اندر کی

جانب گئے اور

جاتے ساتھ زرتشم کیلئے انجکشن ریڈی کرنے لگے وہ

اب تک درد میں

بری طرح سے چیختی زیحال کا بازو تھامے ہوئے تھی

جس کی آدھی

جان ہی گل کو اتنی شدید تکلیف میں دیکھ نکل گئی تھی

کچھ۔۔۔کچھ نہیں ہوا آپ کو۔۔۔یہ دیکھیں

۔۔۔" برہان اسے بہلاتے اسکی

بازو پر انجکشن لگا گئے جس میں اتنا تیز ڈوز تھا کہ زرتشم

کا نہ

صرف کچھ ہی دیر میں درد ٹھیک ہو جاتا بلکہ اسے نیند

بھی آنے

لگتی وہ روتی ہوئی اب بھی زیحال کا بازو نہیں چھوڑ

رہی تھی جب

اس پر نیند کا غلبہ جلد ہی طاری ہونے لگا وہ دھیرے

دھیرے نیند

کی گہری وادیوں میں گم ہونے لگی تھی

زرتشم کو سوتے دیکھ برہان نے زیحال کی جانب دیکھا

جو گل کے

پاس بیٹھا اسے کرب بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا

میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔۔۔" وہ دھیمی آواز

میں بولنا شروع ہوئے

زیحال نے کوئی جواب نہیں دیا وہ بس گل کو دیکھتا رہا

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔جو آپ کے یقین کو

ٹھیس پہنچادے

یہ کیمرے آپ کے لگائے ہوئے ہیں۔۔۔لیکن مجھے

ان سے زیادہ اپنے

رب کی نگاہوں سے ڈر لگتا ہے جو ہر وقت مجھ پر رہتی

ہیں۔۔۔" ان

کا دل بھاری ہونے لگا تھا وہ سر جھکا گئے کرب سا کرب
انکے چہرے
پر چھا گیا تھا
رات جو ہوا۔۔۔وہ اچانک تھا۔۔۔نہ میرا کوئی ایسا
ارادہ تھا اور نہ
آپکی بہن کا۔۔۔یہ بیوی ہیں کسی کی۔۔۔میں کسی کی
بیوی پر نگاہ
اٹھاؤں اتنا بے غیرت نہیں ہوں۔۔۔"یہ بات
کرتے ہوئے انکو جو تکلیف

ہوئی تھی سو ہوئی تھی زیحال کی بھی مٹھیاں زور سے
بھینچ
گئی یہ بات ہی تو اسے اب تک اندر ہی اندر مار رہی تھی
کہ اسکی
بہن اب تک اس خبیث انسان کے نکاح میں تھی
اور میں۔۔۔میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں۔۔۔اپنی
دنیا میں نے صرف
اسی پر تمام کی ہے۔۔۔اسکے علاوہ ہر عورت میرے
لئے غیر ہے۔۔۔"

انکا لہجہ بھیگا ہوا سا تھا کیوں نہ ہوتا اپنی محبت کو یاد کرتے

انکا

دل گہرائی میں ڈوبنے لگا تھا

میں پھر سے آپ سے معافی چاہتا ہوں۔۔۔میں

یہاں سے چلا جاؤنگا۔۔۔"

وہ آگے بھی بول رہے تھے جب زیحال کا موبائل

رنگ کرنے لگا اس

نے اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کر کر موبائل

کی سکرین پر

جگمگاتا ہوا نام دیکھا

"بلیک شیڈو" یہ نام دیکھتے ہی اس نے کال اٹھا کر

موبائل کان سے

لگا لیا

بولو۔۔۔" اسکا لہجہ یکدم سے سپاٹ ہوا تھا

بالاج کو ڈھونڈنے کیلئے برلاس کو نہیں کہنا چاہئے تھا

۔۔۔وہ بچہ ہے

بالاج بہت خطرناک ہے اسی نے آپ کے بھائی پر

رات کے اندھیرے

میں گولی چلائی تھی۔۔۔"بلیک شیڈو کی بات سنتے

زیحال کی

آنکھیں یکدم سے پھٹی وہ بے اختیار بیڈ سے اٹھتا چلا

گیا اسے اتنا

حیران دیکھ پیچھے کھڑے ڈاکٹر برہان بھی اسے فکر مند

نگاہوں

سے دیکھنے لگے

وہ اکیلا نہیں ہے۔۔۔اس کے ساتھ ابراھیم ان سب

میں شامل ہے۔۔۔اور

وہ اتنا خطرناک ہے کہ ایک بار بر لا اس اسکی نظروں

میں آگیا تو ہم

سوچ بھی نہیں سکتے وہ کیا کرے گا اسکا۔۔۔" اسکی

باتیں سن کر

زیحال کی رگوں میں دوڑتے خون کی گردش ایک پل

کو رکی اور

ہاتھ کی رگیں پوری طرح سے نمایاں ہوئی

تم اتنے کمزور کب سے ہو گئے۔۔۔؟ وہ سرد مہری

سے پوچھ رہا تھا

میں کمزور نہیں ہوا۔۔۔کیونکہ میرے ساتھ آپ ہیں

لیکن ابراھیم
۔۔۔

کبھی سامنے نہیں آتا۔۔۔وہ دوسروں کے زریعے

اپنے کام کرواتا ہے۔۔۔

اور جو اس کے لئے کام کریں وہ اپنی جان دے سکتے

ہیں لیکن کبھی

ابراھیم کا پتہ نہیں بتائیں گے۔۔۔اگر اس سے پتہ لگالیا

تو جب تک اس

تک پہنچیں گے تب تک اپنا بہت کچھ گواہ چکے ہونگے

۔۔۔ جس میں

سب سے پہلے فیملی آئے گی۔۔۔" فیملی کے نام پر کسی

نے جیسے

زیحال کا دل مٹھی میں لیا تھا اسکے ماتھے کی رگیں تک

پھڑ پھڑانے

لگی تھیں

میری مانیں تو بالاج کے پیچھے سے برلاس کو ہٹادیں

۔۔۔ وہ راتوں کو

دیر تک باہر رہتا ہے اسکے لئے رسکی ہے۔۔۔"وہ

برلاس کے پیچھے

پیچھے کتنے دنوں سے گھوم رہا تھا

زیحال نے گہری سانس خارج کرتے اپنی پیشانی

مسلی

ویسے وہاج کا کیا کریں گے۔۔۔وہ تو سڑ جائے گا ایسے

۔۔۔*اپنی ہی

بات پر وہ خود ہی مسکرا دیا

اسکی بند آنکھوں کے سامنے ان دونوں کا چہرہ تھا جو رہ

رہ کر ا سکے

دماغ کی رگ وں کو پھڑ پھڑ انے پر مجبور کر رہا تھا

دونوں کے قدموں تلے سے ایسی زمین کھینچوں گا کہ

ہوائیں انکا

نام ونشان تک بھول جائیں گی۔۔۔" اسکے انداز میں
چھلکی
دہشت

تھی اس نے جھٹ سے کال کٹ کی اور سامنے دیکھنے

لگا

پیچھے کھڑے ڈاکٹر برہان وہاں سے جانے کا سوچنے

لگے لیکن بنا اسے

بتائے جانا ان کو مناسب نہیں لگا تھا انہوں نے گہری

سانس لیتے

زیحال کی پیٹھ دیکھی

میں ۔۔۔ چلا جاؤں ۔۔۔؟ وہ اجازت مانگ رہے تھے

صرف اس کمرے سے

جانے کی نہیں بلکہ ہمیشہ کیلیئے سب کی زندگیوں سے

زیحال نے کوئی جواب نہیں دیا اسکا کچھ نہ کہنا ہی کافی

تھا ڈاکٹر

برہان کیلیئے

وہ خاموشی سے پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گئے اور

سیدھا اپنے

کمرے میں جاتے اپنا اٹیچی اٹھا کر کپڑے ڈالنے لگے

تب ہی مبشر انکے روم میں داخل ہوئے جب انکی نظر

برہان کے سامان

پر پڑی

اچھا فیصلہ ہے۔۔۔میرا ابھی سامان پیک ہے

۔۔۔ساتھ چلیں گے۔۔۔"وہ

کہہ کر واپس اپنے کمرے میں چلے گئے ان کے جاتے

ڈاکٹر برہان کو

زرتشم کا خیال آیا اسکا علاج ادھورا تھا وہ وہی کھڑے

اسکے بارے

میں سوچنے لگے پھر سائیڈ ٹیبل پر رکھی نوٹ بک اٹھا

کر بیڈ پر

بیٹھتے اسکے لئے آگے کا سارا ٹریٹمنٹ لکھنے لگے جو

کومل خود

بھی کر سکتی تھی

وہ سب کچھ لکھ کر آخر میں آ کر رک سے گئے اور پھر
کچھ سوچ کر
وہاں ایک سمائلی اموجی بنا دی
نوٹ پیڈ رکھتے وہ اٹھ کر اپنا سامان لئے باہر آ گئے اس
روم کا
دروازہ کھلا تھا جہاں سے سوتی ہوئی زرتشم دکھائی دے
رہی تھی
نجانے کیوں اسے دیکھ انکا دل بھاری ہونے لگا تھا وہ
خود پر ضبط

کرتے باہر آگئے

____

پورے کمرے میں اس وقت گہری خاموشی تھی ایک

ٹرانسپیرنٹ

ونڈو کھلی تھی جس سے باہر کی ٹھنڈی ہوا اندر آتی

کرٹنز کے ساتھ

میٹھا سا رقص کر رہی تھی وہی ہوا پورے کمرے میں

گھوم کر آسکے

ساکت بدن سے ٹکرا کرا سکی حالت دیکھ اس پر ماتم کر
رہی تھی
جو اس وقت بیڈ کراؤن سے سر ٹکائے مسلسل نظریں
ان ہلتے ہوئے
پردوں پر مرکوز کئے ہوئے تھی پورا وجود ساکت تھا
ایسے جیسے وہ
سانس بھی نہ لے رہی ہو ہیزل آنکھوں سے گرم
سیال خاموشی سے

تیزی سے بہتا گردن سے ہوتے فراک کے گلے میں

جذب ہو رہا تھا

دوپٹہ سائیڈ بیڈ پر پڑا تھا اسے اسکی بھی خبر نہیں تھی وہ

ہر چیز

سے بے خبر تھی

"ہاں ہو گیا ہوں پاگل" ایک دھاڑ زمل کے کانوں

میں گونجی اسے

یاد کرتے وہ سیدھی ہو کر بیٹھتی زار و قطار رونے لگی

تھی اسکا

پھوٹ پھوٹ کر رونا پورے کمرے کی درو دیوار کو

لرزا کر رکھ گیا

تھا اسکے سل کی بال کھلے تھے جن کو وہ پیچھے کرنے

کے بجائے

دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر روتی

رہی اسکی

سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھی

"میرے راستے سے ہٹو۔۔۔ چھوڑو میرا ہاتھ" اسکا

یوں جھٹک کر ہاتھ

چھڑوانا یاد کرتے زمل نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ

دیکھے اور مزید

شدّت سے سسکسسک کر رو پڑی

نہیں کرنی چاہیے مرد کو عورت سے اتنی محبت نہیں

بڑھانا چاہیے

اسکو پلکوں پر اسے جتنی محبت ملتی ہے وہ اتنی ہی نازک

بن جاتی

ہے پھر مرد کی ذرا سی غلطی اسے توڑ کر رکھ دیتی ہے

اور ایسا

توڑتی ہے کہ پھر کبھی نہیں جڑ پاتی

دنیا ایسے مردوں سے بھری پڑی ہے جو عورت کو

عورت نہیں اپنا

پنچنگ بیگ سمجھتے ہیں جب دل چاہا اس پر چیخے چلائے

اس پر

ہاتھ اٹھا دیا لیکن پھر بھی اسکے وجود سے راحت لیتے

ہوئے اسی

بات کی گردان رٹتے رہے کہ انکو اس عورت سے

محبت ہے ہاں وہ

ہو سکتا ہے انکے محبت کا انداز لیکن صرف اپنا انداز

کیوں عورت کے

انداز محبت کو بھی دیکھے اسے کیوں دنیا فراموش کر

دیتی ہے

محبت عورت کو بھی آتی ہے لیکن جب وہ مرد اس پر

اپنی آواز بھی

اونچی کر لیتا ہے تب اسکی محبت اس عورت کے دل

میں کمزور

پڑ جاتی ہے اور اگر وہ مرد ہاتھ اٹھا لے تو وہ محبت وہی

دم توڑ

دیتی ہے پھر وہ عورت ساتھ تو رہتی ہے لیکن اسکا

وجود نہ کہ اس

کی روح جو پہلے ہی پرواز کر چکی ہوتی ہے کیا کرنا اس

خالی خولی

وجود کا ایسے وجود جنگلوں میں بھرے پڑے ہیں جن

کو درندے

نوچتے ہیں پھر ان درندوں اور ان مردوں میں کوئی

فرق نہیں رہتا

لہٰذا عورت کو انسان سمجھا جائے

اور زمل فہد خانزادہ جسے پلکوں پر بٹھایا گیا تھا جسے ملکہ

ہونے

کا تاج پہنایا گیا تھا آج صرف اونچی آواز پر ہی پہلے

آسمان پر آ

گئی تھی

وہ زیحال کا دھاڑنا یاد کرتے کتنی ہی دیر روتی رہی جب

دھیرے سے

اسکے کمرے کا دروازہ کھلا اسکے کھلنے کی آواز پر ہی زمل

جلدی

سے اپنے آنسوں صاف کرنے لگی لیکن ناک اور

آنکھیں رو رو کر لال

ہو چکی تھیں

کچھ دیر تک جب کوئی اندر نہیں آیا تو زمل خود اس

جانب دیکھنے

لگی جب اسکے دونوں بچے اپنے چھوٹے چھوٹے

قدموں سے کمرے

میں داخل ہوئے اور دھیرے دھیرے گر نہ جائیں

اسی ڈر سے بہت

احتیاط سے قدم رکھتے اپنی سیڑھیاں چڑھ کر بیڈ پر

آئے اور اپنی

ماں کو دیکھنے لگے

وہ بچوں کو دیکھ چہرہ دوسری جانب کر کر رونے لگی تھی

اسکا

خیال تھا کہ وہ دونوں کھیلیں گے لیکن وہ دونوں اپنی

ماں کے

پاس آکر چپکے سے بیٹھ گئے

زمل کتنی ہی دیر سسکیوں میں روتی رہی جب اسے

اپنے بازو پر

ایک چھوٹا سا نرم لمس محسوس ہوا زمل نے دھیرے

سے گردن موڑ

کر انکی جانب دیکھا جب دونوں کو ایسے بیٹھے دیکھ اسکا

دل

دھک سے رکا

ممما۔۔۔یو۔۔تائینگ (ماما آپ رو رہے ہو)؟ زامل از

حد معصومیت سے

اپنی ماں کی آنکھوں میں آنسوں دیکھ پوچھنے لگا اسکے

سوال پر

زمل کا دل چاہا پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دے لیکن

وہ لب بھینچ

کر سر نفی میں ہلا گئی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں گود

میں گر

رہے تھے زالے نے ذرا سا اوپر ہوتے اپنے ننھے

سے ہاتھوں سے اپنی

ماں کے رخسار صاف کیئے جس پر زمل اور بھی شدّت

سے رونا

آیا

ماہ۔۔۔ہوج۔۔۔ہپ۔۔۔می۔۔۔دھیشم

۔۔۔دھیشم۔۔۔(ماما کس نے مارا میں

اس کو مارونگا)"زامل بظاہر بہت سٹرونگ بن رہا تھا

لیکن اسکا اور

زالے کا چہرہ ایسا تھا جیسے ابھی اپنی ماں کے ساتھ رو

دیں گے

ماہ۔۔۔می۔۔۔ہپ۔۔۔ہپ۔۔۔یو تائینگ

۔۔۔ مما۔۔۔(ماما میں بھی مارونگی

آپ رو رہے ہو)"زالے نم آواز میں بے حد

معصومیت سے بولی

زمل انکی اتنی محبت اپنے لئے دیکھ سسک سسک کر

روتی دونوں

کو اپنے سینے سے لگا گئی اور مزید تیزی سے رونے لگی

اسکی باقائدہ

رو رو کر ہچکیاں بندھ چکی تھیں اتنا تو شاید وہ پوری

زندگی میں

ہی روئی ہو گی جتنا اب کچھ گھنٹوں میں رو چکی تھی

آپ کی مما۔۔۔بہت۔۔۔بہت۔۔۔بری ہیں

۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔" وہ روتی ہوئی

ہچکیوں میں بول بھی نہیں پا رہی تھی

ناہ۔۔یو دد۔۔۔دد ممما(نہیں آپ گڈ گڈ ہو ماما)"

زالے کو اپنی ماں کا

خود برا کہنا اس سے زیادہ برا لگا تھا

ماہ۔۔۔می دھیشم دھیشم۔۔۔دون۔۔۔تائی ممما(ماما

میں اسکو مارونگا

آپ نہیں روناں)"وہ عنقریب اب بس رو دینے والا

تھا زالے تو ہونٹ

تک نکالنے لگی تھی

آپ کی ۔۔۔ آپ کی مما پاگل ہیں ۔۔۔ کچھ بھی

۔۔۔ کچھ بھی تصور کر

لیتی ہیں ۔۔۔ اب ۔۔۔ اب وہ تو غصّہ کریں گے

۔۔ ناں ۔۔۔ "وہ سوں سوں

کرتی کرب سے بولی

دوشہ مما ۔۔۔ (غصّہ مما)؟ زامل زالے کو غصّہ لفظ

نہیں پتہ تھا کبھی

کسی نے ان پر کیا ہی نہیں تھا نہ ہی آج تک کبھی اپنے

باپ کو اپنی

ماں پی کرتے دیکھا تھا وہ بس ہپ ہپ لفظ جانتے
تھے

آپ کے۔۔۔آپ کے بابا نے۔۔۔مم۔۔۔مجھ
۔۔۔پر۔۔۔مجھ پر غصّہ کیا۔۔۔مم
میری۔۔۔میری غلطی تھی۔۔۔''وہ ہچکیوں میں
روتی سر جھکائے
چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی
اسکو

ایسے روتے دیکھ زالے تو روہی پڑی تھی زامل کے

ہونٹ بھی نکل

آئے تھے وہ اٹھ کر بیڈ کے ساتھ رکھی سیڑھیوں سے

اتر کر کمرے

سے باہر چلا گیا زمل اسے دیکھ ہی نہیں پائی

زالے روتی ہوئی اپنی ماں کے ساتھ ہی لپٹ گئی زمل

بھی اسے زور

سے اپنے سینے سے لگائے خود میں بھینچ گئی

زامل پر کسی بھی بھی نظر نہیں گئی تھی ان دونوں کو

پہلے تو

ملازمہ چھوڑ کر گئی تھی لیکن اب آس پاس کوئی نہیں

تھا وہ خود

ہی سیڑھیوں کی جانب آتا ایک ایک کر کر احتیاط سے

سیڑھی اترنے

لگا اگر اس وقت اسے سیڑھیاں خود سے اترتے دیکھ

اسکا باپ

دیکھ لیتا تو سب سے پہلے یہاں سے سارے ملازم

فارغ ہوتے اور پھر

گھر کے ایک ایک فرد کو کٹہرے میں کھڑا کر دیا جاتا

زامل آخری کی دو سیڑھیوں پر پہنچ کر وہی بیٹھا پورے

لاؤنج میں

اپنی مٹر سی آنکھیں گھمانے لگا جب اسے کوئی نظر

نہیں آیا تو

وہ باقی دو سیڑھیاں بھی اتر کر وہ مشی کے کمرے کی

جانب دوڑ

لگا گیا بیچ میں تیز بھاگنے کی وجہ سے وہ دھڑام سے آگے

کو جا

گرا دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اتنی زور سے فرش پر

لگی کہ باقائدہ

آواز لاؤنج میں گونجی

وہ رویا اب رویا۔۔۔انتظار تھا اسکے رونے کا لیکن وہ

بس وہی بیٹھے

اپنی لال ہوئی ہتھیلیوں کو دیکھ ہونٹ نکال گیا ان میں

بری طرح

سے جلن محسوس ہو رہی تھی

وہ معصوم جان اپنا درد بھولے اٹھنے لگا تھا جب مشی

اپنے کمرے

سے باہر نکل آئی باہر آتے اسکی نظر بے اختیار فرش پر

بیٹھے زامل

پر گئی

زامی۔۔۔میرا بچہ۔۔۔کیا ہوا۔۔"وہ اسے ایسے

بیٹھے دیکھ لپک کر

اسکی جانب آئی اور اسکے پاس بیٹھ کر اسکی سرخ ہوئی
چھوٹی
چھوٹی ہتھیلیاں دیکھنے لگی
آپ گر گئے۔۔۔کیسے۔۔۔"وہ از حد فکر مند سی ہوتی
اسکی ہتھیلیوں
کو مسل کر درد کم کرنے کی کوشش کرنے لگی
مش۔۔۔ماہ۔۔۔تائینگ باہ۔۔دوشہ۔۔۔(مشی ماما
رو رہی ہیں بابا نے غصّہ

کیا)''وہ کتنی معصومیت سے نم لہجے میں اسے بتا رہا تھا

جیسے

خود بھی اب رو دے گا لیکن آج وہ رو نہیں رہا تھا بس

پریشان

تھا

واٹ۔۔۔بابا نے غصّہ کیا۔۔۔نہیں زامی۔۔۔ایسا

نہیں ہو گا۔۔۔''مشی مر

کر بھی اس بات پر یقین نہیں کر سکتی تھی

ناہ۔۔۔مما۔۔تائینگ۔۔۔مش۔۔۔" وہ اپنے ہاتھ

اپنی ہی گود میں مارتا زور

دے کر بولا

اچھا اچھا۔۔۔چلو دیکھتے ہیں۔۔۔" وہ زامل کو گود میں

اٹھا کر

سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی اور آہستہ آہستہ سے

اسے گود میں

لئے سیڑھیاں چڑھنے لگی اوپر آتے زامل بے چین

ہوتے ضد کر کر اسکی

گود سے نیچے اترا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے کے

پاس لے جانے

لگا کمرے کے قریب آتے زامل اندر چلا گیا لیکن مشی

وہی کھڑی

دروازے کی اوٹ میں اندر جھانکنے لگی جب زمل کی

سسکیاں اسکی

سماعتوں میں گونجی وہ رو رو کر پاگل ہو گئی تھی اسے اتنا

روتے

دیکھ مشی دھک سے پیچھے ہٹ گئی وہ بے یقین تھی

اسے شاک

لگا تھا زامل کی بات اسے اب سچ لگ رہی تھی

وہ تھوڑی دیر زمل کو روتے ہوئے دیکھتی اندر جانے

کے بجائے نیچے

آگئی اور آتے سیدھا یاقوت کو کال کی جسے وہ فورا اسے

پک کر

گیا

کہاں ہو تم اور لالا کہاں ہیں۔۔۔؟ وہ از حد فکر مند لگ

رہی تھی

میں آفس میں ہوں اور بھائی کا پتہ نہیں شاید فارم

ہاؤس میں ہوں

کیوں کیا ہوا۔۔۔؟ وہ سب تفصیل سے بتاتا آخر میں

استفسار یہ پوچھنے

لگا

لالا نے زمل کو ڈانٹا ہے۔۔۔ وہ رو رہی ہے

۔۔۔" اسکی بات سنتے یاقوت

کو چار سو والٹ کا جھٹکا آ لگا تھا

ہمارے کمرے میں بھانگ تو نہیں رکھی تھی تم کہاں

سے پی کر آ

گئی۔۔۔" وہ تڑخ کر پوچھتے مشی کو ہی چونکا گیا

بھانگ۔۔۔؟ وہ نہ سمجھی سے پوچھنے لگی

جی ہنی۔۔۔ اگر تم کہو کہ ہاتھی تار پر بیٹھا ہے تو میں

آنکھ بند کر

کر یقین کر لونگا لیکن یہ بات میں مر کر بھی نہیں مان

سکتا بھائی

اور زمل پر غصّہ کر دیں جاؤ بیگم ۔۔۔ نیند پوری کرو

۔۔۔" وہ اپنی

بات کرتے فون بند کرنے ہی والا تھا جب مشی کی

آواز پر کال کٹ

ہوتے ہوتے رہ گئی

رکو۔۔۔ میں نے کہا کہ زمل رو رہی ہے اور بہت زیادہ

اسکے بچے بھی

پریشان ہیں ۔۔۔ تم لالا کو کال کرو اور انکو بتاؤ۔۔۔ اگر

انہوں نے زمل

کوڈانٹا ہوا تو تم اپنی خیر منانا کیونکہ میں تمہیں تار پر بٹھا

دونگی

سمجھے تم۔۔۔" وہ الٹا اسی پر چیختی کال ٹھک سے بند کر

گئی

یاقوت حیران ہوتے اپنے ہی موبائل کو دیکھنے لگا

بھائی نے ڈانٹا۔۔۔؟ وہ خود سے خود ہی مخاطب ہو کر

پوچھنے لگا

نہیں نہیں۔۔۔ یہ پکا نیندوں میں ہے ایسے کیسے یار

۔۔۔" وہ زیحال کا

نمبر ڈائل کرتے کال ملاتا ہوا ابھی پر عزم تھا کہ مشی

غلط ثابت

ہو گی واقعی ہاتھی تار پر بیٹھ سکتا تھا لیکن زیحال خان

آفندی

آنکھیں ہی غصّے والی زمل فہد کو دکھا دے وہ نہیں مان

سکتا تھا

کال جا رہی تھی دوسری رنگ پر اسکی کال اٹھائی گئ

بولو۔۔۔" ہمیشہ کی طرح سپاٹ لہجہ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مش ماما۔۔۔کدل۔۔۔دئی۔۔۔(مشی ماما کدھر گئی

)"زامل جو اپنے

پیچھے مشی کو آتے ہوئے سمجھتا خود اتنی مشکلوں سے بیڈ

پر

چڑھا تھا اپنے پیچھے کسی کو نہ پا کر وہ معصومیت سے

پوچھنے

لگا

لیکن مشی نہیں دکھی زامل کا دل ٹوٹ گیا وہ کتنی

مشکلوں سے

بلا کر لایا تھا لیکن اب کیا کرتا اس کی نظر اپنی ماں کے

موبائل پر

پڑی وہ جھٹ سے اسکے موبائل کی جانب لپکا اور

تیزی سے اس

پر انگلیاں چلانے لگا ان دونوں کو موبائل میں صرف

کارٹون چلانی

آتی تھی لیکن اپنی ماں کو کتنی ہی بار اپنے باپ کے پاس

کال کرتے

دیکھا تھا اب اسی کو یاد کر کر اس نے سب سے اوپر والا

نمبر ملا

دیا

کال جارہی تھی لیکن اسے نہیں پتہ تھا کہ کال مقابل

اٹھاتا ہے تو

بات ہوتی ہے وہ پہلے ہی بولنا شرع ہو گیا

باہ۔۔۔ ممما۔۔۔تائینگ۔۔۔یو۔۔۔ تم (بابامار و رہی

ہیں آپ آجاؤ) '' آگے

سے ٹوں ٹوں ہو رہی تھی زامل کے جملے کے آدھے

میں ہی زیحال

کال اٹھا چکا تھا جس میں اس نے یوتم مطلب یو کم ہی سنا

تھا

یس میری جان ایم کمنگ۔۔۔" وہ اپنے لہجے سے ہی

بہت پریشان لگ

رہا تھا یقیناً یاقوت نے اس سے پوچھ لیا تھا اور وہ اسی

وقت فورا

فارم ہاؤس سے نکل گیا تھا

زامل۔۔۔ماما کو اور نہیں رونے دینا بیٹا۔۔۔ بابا ابھی آ

رہے ہیں۔۔۔بس۔۔"

اسکی بات پر زامل سرہاں میں ہلانے لگا اسے نہیں پتہ

تھا یہ ویڈیو

کال نہیں ہے اسکا باپ اسکے سر کو ہلتے نہیں دیکھ سکتا

تھا

کال زیحال نے بند نہیں کی تھی اور زامل کو کرنی آتی

نہیں تھی

وہ موبائل بیڈ پر پھینکتا اپنی ماں کے پاس آ کر بیٹھ گیا

اس چھوٹی سی جان نے اپنی ماں کیلئے کتنی جد وجہد کی
تھی

لیکن کوئی آیا ہی نہیں وہ اب رونا چاہتا تھا لیکن اسکے
باپ نے کہا

تھا کہ ماما کو نہیں رونے دینا وہ سمجھ داری سے زمل کے
قریب

بیٹھ کر اسکے ہاتھ کو تھپکنے لگا

"ماہ۔۔۔پیج۔۔۔تائنگ۔۔۔ناہ (ماما پلیز روئے نہ)"

وہ عرق آنکھوں میں

لئے کس معصومیت سے بولا تھا

آ۔۔آپ۔۔کے آپ کے۔۔۔بابا۔۔۔نے

۔۔۔مم۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے ڈانٹا ہے۔۔۔''وہ

ہچکیوں میں روتی ہوئی زامل کے چہرے پر ہاتھ

پھیرنے لگی زالے

اسکے سینے میں چھپی تھوڑی سی آواز میں رو رہی تھی

اسکی بات سنتے فون پر دوسری جانب زیحال نے ضبط

سے لب

بھنچے اور سپیڈ مزید تیز کر گیا اسکے ذہن میں اپنا وہی

رویہ بار

بار گردش کر رہا تھا جو اسے رہ رہ کر اب خود پر ہی غصّہ

دلا رہا

تھا اس نے زور سے اپنا ہاتھ سٹیر نگ پر دے مارا

ممما۔۔۔ می۔۔۔ فائیت ببا۔۔۔ (مما میں بابا سے لڑونگا

)"اس نے ساتھ ہی

زالے کا ہاتھ بھی تھام کر اپنے ننھے سے لب اسکے

ہاتھ پر

رکھے

دالے۔۔۔تائنگ ناہ۔۔۔تپ۔۔۔(زالے روؤنہ

چپ)"وہ آج اپنی بہن کے

لئے بھی ایک بڑا بھائی بن رہا تھا لیکن وہ معصوم جان

اپنی ماں کے

رونے پر رو رہی تھی

اسکی اتنی کوششوں کو دیکھ زمل کو خود پر غصّہ آنے لگا

تھا اسکا

بیٹا کتنا خود پر ضبط کر رہا تھا وہ زالے کو بیڈ پر بٹھاتی اپنی

آنکھوں کو بے دردی سے مسل نے لگی پھر زا لے کے

ننھے سے چہرے

کو اپنے دوپٹے سے صاف کیا

بس۔۔۔بس میرا بیٹا۔۔۔اب مما نہیں روئیں گی

اوکے۔۔۔"اس نے باری

باری دونوں کے گال چومے اور دونوں کو اپنے سینے

سے لگا گئی مرد

جیسا بھی ہو اس سے ملی یہ نعمت عورت کی زندگی کیلئے

کافی

ہوتی ہے وہ اپنے بچوں سے اپنے بوجھل دل کو راحت

پہنچاتی رہی

جب کمرے کا دروازہ دھیرے سے کھلتے زیحال

کمرے میں داخل

ہوا زمل سے پہلے زامل کی نظر اس پر پڑ گئی تھی

بابا۔۔۔" وہ اپنے باپ کو دیکھتے ایک دم سے چیخ پڑا

زیحال کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا بکے اور دوسرے

میں دو چھوٹے

چھوٹے بکے تھے سب میں تازہ گلاب کے پھولوں

کے بیچ ڈھیر

ساری چاکلیٹس بھری پڑی تھیں ساتھ ہی دو چار اور

پیکٹس بھی

تھے جس میں آئس کریم اور باقی کھانے پینے کی چیزیں

تھیں

وہ پیکٹس ٹیبل پر رکھتے تینوں بکے لے کر ڈھیرے سے

بیڈ کی

جانب آیااور سب سے پہلے اپنے بچوں کو ایک ایک

بکے تھمایا جسے

لے کر وہ دونوں بے انتہا کے خوش ہوئے

زمل نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا وہ

چہرے کا رخ

موڑتی اٹھ کر وہاں سے جانے ہی لگی جب اسکی نازک

سی کلائی

زیحال کی گرفت میں آگئی

زیحال کی بے بس سی نگاہیں اسکے چہرے پر ہی مرکوز

تھیں اسکی

لال آنکھیں اور ناک اس وقت زیحال کو شدید ازیت

میں مبتلا کر

رہی تھیں

اس نے بنا کچھ کہے ہکے زمل کی جانب بڑھا دیا جسے

لینے کا وہ

قطعی کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی تب ہی چہرہ مزید

دوسری جانب

موڑے خاموشی سے اپنی کلائی چھڑوانے لگی

کیا میں۔۔۔ مم۔۔۔ معافی مانگ سکتا ہوں۔۔۔؟ لہجہ

دھیما اور کرب سے

بھرا تھا

زمل کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں پھر سے بہنے

لگے اس نے اب بھی

زیحال کی جانب نہیں دیکھا تھا

پلیز۔۔۔ مجھے منانے کا موقع تو دو۔۔۔" وہ کتنی

عاجزی اور بے بسی

سے صرف یہ ایک موقع مانگ رہا تھا لیکن وہ کیا جانے

آج اسے یہ

موقع بھی نہیں دیا جانے والا تھا

زمل اپنی کلائی سختی سے چھڑوا کر جانے ہی لگی تھی

جب زیحال

نے ایک ہی جست میں اسے اپنی جانب کھینچ لیا زمل

بے اختیار

اسکے کسرتی سینے سے آ کر ٹکرائ تھی زیحال نے بکے

پیچھے بیڈ

پر رکھتے زمل کی کمر دونوں ہاتھوں میں تھام لی

ایم سوری ناں۔۔۔کان پکڑ کر سوری۔۔۔میں غصّے

میں تھا۔۔۔نہیں۔

۔سوری میں پاگل ہو گیا تھا۔۔۔"غصے میں ہوتا بھی تو

وہ اس طرح

زمل سے بات نہیں کر سکتا تھا یہ وہ خود بھی جانتا تھا وہ

صرف

اپنے حواس کھو بیٹھا تھا اپنی بہن کو اتنے سال کسی کے

تشدد

کا نشانہ بنتے دیکھنا کہ وہ موت کے منہ تک آجائے کسی
بھی
بھائی کیلئے موت کا لمحہ بن سکتا ہے وہ بھی زرتشم کیلئے
حساس
ہو رہا تھا لیکن زمل پر چلانا اپنی آواز بلند کرنا وہ کبھی مر
کر بھی
نہیں سوچ سکتا تھا ہاں اس نے کی تھی بہت بڑی غلطی
لیکن

غلطی کا احساس ہو جانا ہی سب سے بڑی معافی ہوتی

ہے

تم کہو تو میں۔۔۔میں ہر طرح سے معافی مانگ لونگا

۔۔۔"اسکی بات

پر زمل کا دل یکدم سے بھاری ہوتا آنکھوں سے ٹپ

ٹپ آنسوں بہنے

لگے اب تو اسے زیادہ رونا آرہا تھا

آپ۔۔۔مم۔۔۔مجھ پر۔۔۔چلائے۔۔۔"وہ بھی

گے لہجے اور کانپتی ہوئی

آواز میں بولی زیحال نے لب بھینچ لئے وہ نادم سا

ہوتے سر جھکا

گیا

قدموں میں گر جاؤں تو معافی دو گی۔۔۔؟ اسکی اس

بات پر کسی

نے یکدم سے زمل کی روح کو جھنجھوڑ ڈالا تھا اس

بات پر وہ

خود بھی شک نہیں کر سکتی تھی کہ اگر وہ قدموں میں

گرانا چاہتی

تو وہ گر بھی جاتا لیکن اس سے پہلے وہ اپنی نظروں میں

گر

جاتی

کیوں چاہیے آپ کو معافی۔۔۔؟ وہ جواب سننا چاہتی

تھی آج وہ چلایا

تھاناں۔۔۔اس سے پہلے کب کب کتنی کتنی بار وہ اس

پر چلائ

تھی لیکن اسے نہیں یاد کہ اس نے آکر زیحال سے

کبھی معافی

مانگی تھی

تمہیں روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔"اسکا لہجہ

کرب جیسے احساس

سے لبریز تھا

میں نے تو کبھی آپ پر چلانے کی معافی نہیں مانگی

۔۔۔"

تم صرف معاف کرنے کیلئے بنی ہو۔۔۔"دوبدو

جواب آیا زمل کی ہیزل

آنکھیں طوفانی برسات کی طرح برسنے لگی

صرف چلائے ہی تو ہیں۔۔۔کونسا ہاتھ اٹھایا۔۔۔"وہ

بتا نہیں رہی تھی

وہ اسے بلوانا چاہتی تھی یا شاید خود کو اسکے لئے بھی تیار

کر

رہی تھی یہ سب باتیں اسکا دل بند کر رہی تھیں

اسکی بات پر زیحال کی آنکھیں جب کہ ساختہ پھیل

سی گئیں

میں ایسا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔"وہ حیران تھا وہ

کیسے یہ

سب کہہ سکتی تھی

جو مرد چلا سکتا ہے۔۔۔وہ ہاتھ بھی اٹھا سکتا ہے

۔۔۔اور آپ ایسا کر

چکے ہیں۔۔۔" وہ خود کو زیحال سے دور کرتی کس

کرب اور ازیت

سے بولی تھی زیحال اسے دیکھتا رہ گیا وہ باتھ روم میں

غائب ہو

گئی لیکن وہ اپنی جگہ سے ہل تک نہیں پایا

"جو مرد چلا سکتا ہے وہ ہاتھ بھی اٹھا سکتا ہے" آج یہ

صرف الفاظ

نہیں تھے زیحال خان آفندی کے مرد ہونے پر تمانچہ

تھا زمل کے الفاظ

اسکے ذہن میں ہتھوڑے کی طرح بجنے لگے تھے وہ بتا

گئی تھی کہ

مرد کی درندگی جگانے کیلئے سب سے پہلی سیڑھی اسکی

بلند

آواز تھی

وہ باتھ روم کا دروازہ بند کرتے وہی بیٹھتی روتی چلی گئی

دل اب

تک اسکی دھاڑ پر لرز رہا تھا آنکھوں سے آج پانی

نجانے کہاں سے

آرہا تھا وہ وہی بیٹھی سسک سسک کر رونے لگی

پورے کمرے میں صرف اسکے بچوں کی آواز گونج

رہی تھی دونوں

کو یقین تھا اب کہ انکا باپ آگیا اب انکی ماں نہیں

روئے گی بس

اسی لئے دونوں خوشی خوشی اپنی چاکلیٹس کھانے

لگے پھول توڑ

کر بیڈ پر ہر جگہ پھیلا دئے

59/1

زیحال وہی کھڑا کتنی ہی دیر اسکی بات کو سوچتا رہا کیا
اسکی
اب تک کی گئی محبت اتنی نہیں تھی کہ اسکی ذرا سی
غلطی کو
نظرانداز کر دیا جاتا وہ اکیلا شخص کتنوں کی غلطی معاف
کر دیتا

تھا لیکن یہاں اسے ایک ہی غلطی پر سزائے موت سنا

دی گئی تھی

کم از کم اسے غلطی سدھارنے کا موقع دیا جانا چاہیے

تھا

وہ کیسے یہ سوچ بھی سکتی تھی کہ وہ اس پر کبھی ہاتھ اٹھا

سکتا

ہے لیکن اسے ایسا لگا تھا تو اس میں زیحال کی غلطی تھی

اسے ہی

اس غلطی کو سدھارنا تھا

باہ۔۔۔یم۔۔۔یم۔۔۔"زامل اور زالے مزے سے

چاکلیٹ انجوائے کرتے اسے

بھی ساتھ ہی بلانے لگے لیکن وہ انکو دیکھ کر بھی آگے

نہیں بڑھ

پاپا اس نے باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھا جہاں

اس وقت زمل

کی سسکیاں گونج رہی تھیں یقیناً وہ پھر بہت زیادہ رو

رہی تھی

زیحال نے کچھ دیر خود پر ضبط کیا لیکن وہ ہار گیا وہ یہاں

ہمیشہ

ہار جاتا تھا وہ بے بس ہوتے بوجھل قدموں سے باتھ

روم کے قریب

آیا اور دھیرے سے اسے ناک کرنے لگا

وائفی۔۔۔"آج اسکا یہ لفظ جان دار نہیں تھا آواز بے

حد دھیمی

تھی اسکی آواز سنتے زمل منہ پر ہاتھ رکھتے اور بھی

شدّت سے رونے

لگی

گلا لے۔۔۔ایم سوری۔۔۔"وہ کرب بھرے لہجے

میں معافی مانگتا بے بس

سا کھڑا تھا زمل نے کوئی جواب نہیں دیا

جانتا ہوں۔۔میرا سوری کرنا میری غلطی کا ازالہ نہیں

ہو سکتا۔۔۔

لیکن۔۔۔مجھ پر اتنا تو یقین کرو گی ناں۔۔۔کہ میں

معافی مانگ کر

دوبارہ ایسی غلطی مر کر بھی نہیں کرونگا۔۔" اسکی
بات پر زمل نے
نگاہ بے ساختہ اوپر کی جانب اٹھائی لیکن خاموشی مکمل
برقرار رہی
زامل زالے بھی کھیل روک کر اپنے بابا کو دیکھنے لگے
زیحال دھیرے سے دروازے کا ناب گھماتے اندر
داخل ہوا اسے دیکھ
زمل رخ موڑ کر بیٹھ گئی وہ دیوار سے لگی بیٹھی بچوں کی
طرح

ہچکیوں میں رو رو کر اپنی آنکھوں کا برا حشر کر گئی تھی

زیحال اسے ایسے بیٹھے دیکھ اپنی تھائی سے پینٹ اوپر

کھینچتے

اسکے پاس ہی ال تی پلتی مار کر بیٹھ گیا اور اسکے چہرے

کو

دیکھنے لگا

اس سے بڑھ کر اور کیا سزا ہو گی میرے لئے۔۔۔کہ

تم نے اپنی آنکھوں

کا یہ حال کر لیا۔۔۔"زمل کی سو جھی ہوئی سرخ

آنکھیں دیکھ وہ

کرب بھرے لہجے میں بولا زمل بے دردی سے اپنے

آنسوں صاف کرتی

مزید رخ موڑنے لگی جب زیحال نے اسے کھینچ کر

اپنے قریب کرتے

سینے میں چھپالیا

ایم سوری۔۔۔ایم سو سوری میرا بچہ۔۔۔ایسا پھر کبھی

نہیں ہو گا

کبھی بھی نہیں۔۔۔"وہ زمل کو پوری شدّت سے خود

میں بھینچے

دیوانگی سے بولا جس پر زمل کا دل مزید بھاری ہوتے

وہ اسی کے

سینے میں چھپی سسک کر رو پڑی

بس۔۔۔پلیز۔۔۔پلیز۔۔۔بس کیوں اتنی ازیت

دے رہی ہو۔۔۔میں آج کل

پہلے ہی بہت ازیتوں میں گھر چکا ہوں۔۔۔تم رحم

کرو پلیز۔۔۔"وہ

آنکھیں بند کئے کرب اور اذیتوں کی انتہا پر پہنچ گیا

تھا

آ۔۔۔آپ نے۔۔۔۔آپ نے ڈ۔۔۔ڈانٹا تھا

۔۔۔مم۔۔۔مجھ پر۔۔۔مجھ پر چلائے

تھے۔۔۔"ہچکیوں کے باعث اس سے ٹھیک سے

جملہ تک ادا نہیں ہو

پا رہا تھا

میں معافی مانگ رہا ہوں ناں۔۔۔میری جان۔۔۔تم

بتاؤ کیسے مانگوں

معافی کیسے یقین دلاؤں کہ ایسا پھر کبھی زندگی میں

نہیں ہوگا

میری آخری سانس تک۔۔۔"وہ زمل کو اپنی گود میں

بٹھاتے اسکے

سر کو سہلاتے ہوئے پیار سے پوچھنے لگا زمل کا رونا بند

ہی نہیں ہو

رہا تھا پہلے اسکے دھاڑنے پر رو رہی تھی اور اب اسکی

اس شدید

انتہا کی جنونی محبت پر وہ شخص جو کہتا تھا وہ کرتا تھا اسکے

الفاظ اسکی گارنٹی ہوتے تھے لیکن وہ کیا کرے اب لاڈ

اور نخرے بھی

تو دکھانے تھے آج یہ انداز لاڈ والا نہیں تھا آج وہ واقعی

دکھی تھی

شدید تکلیف میں مبتلا تھی

آپ۔۔۔ آپ۔۔۔ مجھ سے دور ہو جائیں۔۔۔"وہ

روتی ہوئی سوں سوں

کرتی بولی

جان مانگو دے دونگا۔۔۔دوری نہیں بناؤنگا۔۔۔کبھی

بھی نہیں۔۔۔"وہ

دوبدو جواب دیتے اسے دیکھنے لگا زمل بھی اسے ہی

دیکھ رہی تھی

جس نے جان بوجھ کر یہ بات کی تھی اب ایسے جواب

بار بار سن کر

ہی وہ اپنی کچھ دیر پہلے ہی یاداشت بھلا سکتی تھی

آپ کا مسلہ کیا ہے۔۔۔چھوڑ کیوں نہیں رہے مجھے

میرے حال پر۔۔۔"

وہ یکدم سے چڑ کر بولی

میرا مسلہ تم ہو۔۔۔"اسکا جواب سنتے زمل کا دل

دھک سے رکا وہ بے

یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی

تم سب سے بڑا مسلہ ہو میری زندگی کا۔۔۔ جس وقت

کوئی مجھے

قابو نہیں کر سکتا تھا اس وقت تم نے اپنی معصومیت

سے مجھے

قابو کر لیا تھا۔۔۔جب ہر کسی سے نفرت تھی تب تم

سے شدید محبت

ہو گئی تھی۔۔۔ تمہیں تو تب ناک بھی صاف نہیں

کرنی آتی تھی۔۔۔"

زمل اسکی باتوں کو غور سے سنتی اسکے جنون کو محسوس

کر رہی

تھی جب آخر میں اسکی بات سمجھتے دھک سے رک گئی

اور آنکھیں

پھیلائے اسے دیکھنے لگی لیکن زیحال از حد سنجیدہ تھا

مذاق کے

موڈ میں کہیں سے نہیں لگ رہا تھا

تم وہ ہو جو مجھ سے ہر وہ کام کروا سکتی ہے جو میرا باپ

بھی

نہیں کروا سکتا۔۔۔باقی دنیا تو گئی بھاڑ میں۔۔۔میں

کبھی یہاں نہ

آتا میں سب سے خود کو الگ سمجھ چکا تھا اتنے سال خود

کو یتیم

سمجھ کر گزار دیے صرف تمہارے کہنے پر میں یہاں آ

گیا۔۔۔"یہ

سچ تھا اسکا ایک ایک لفظ جنون میں ڈوبا ہوا سچ تھا

زریاب خان

آفندی جو سات سمندر پار ہو کر بھی اس پر ہر وقت ہر

پل نظر

رکھتے تھے اس نے چھوٹی عمر میں جتنے بھی جرائم کئے

سب کو

زریاب خان آفندی نے چھپایا

وہ اپنے تین بھائیوں تک اپنی دنیا محدود کر گیا تھا پھر یہ

لڑکی

آئی جس نے اسکی حدود پورے حق سے پار کی اور خود

اسکی پوری

دنیا بن گئی وہ کیسے سمجھاتا اسے اسکا مقام وہ اسکے چیخنے

پر

اتنا کم ری ایکٹ کر رہی تھی؟

تمہیں کیسے سکون آئے گا مجھ پر چلا کر مجھے تھپڑ مار کر

کیسے۔۔۔

بتاؤ۔۔۔میں ویسے کرلونگا۔۔۔''اسکے دیے گئے

آپشنز پر زمل اسے

ایسے دیکھنے لگی جیسے سوچ رہی ہو کونسے والا بیسٹ ہے

لیکن پھر

کچھ سوچ کر اس کی گود میں سے اٹھنے کی کوشش

کرنے لگی

جس پر زیحال اسے مزید سختی سے بٹھا گیا

کہا ناں۔۔۔جیسے مرضی سزا دو۔۔۔تو دے کیوں

نہیں رہی۔۔۔''وہ اسے

پوچھ لینے والے انداز میں تڑخ کر پوچھنے لگا زمل کو اب

یہ بھی

زیادہ لگا تھا اسکے ہونٹ پھر سے نکلتے دیکھ زیحال یکدم

سے تیر

کی طرح سیدھا ہو گیا

مذاق تھا وائفی۔۔۔قسم سے۔۔۔صرف مذاق تھا

۔۔۔"اسے صفائی دیتے

دیتے بھی زمل پھر سے شروع ہو چکی تھی اب زیحال

کا شدّت

سے دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے

وہ کتنی ہی دیر اسے چپ کروانے کی کوشش کرتا رہا

جب اسکے رونے

میں ذرا کمی آتے دیکھ وہ زمل کا ہاتھ تھامے اٹھ کھڑا

ہوا

چھ۔۔۔ چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔"وہ زبردستی اپنا ہاتھ

چھڑوانے کی

کوشش کرنے لگی لیکن وہ اب کہاں چھوڑنے والا تھا

وہ پکڑ کر اپنے

پیچھے پیچھے اسے بھی گھسیٹ لایا باہر آتے اس نے اپنے

دونوں

بچوں کو دیکھا جو پورے چاکلیٹ میں بھرے بندر

بندریا بنے ہوئے

تھے

یہ کیا کیا دونوں نے۔۔۔؟ وہ ہکا بکا سا اپنی اولاد کے

کارنامے دیکھنے

لگا شاید بہت کم ہی وہ دونوں کو ایسے بھوت بھوتنی بنے

دیکھتا

تھا تب ہی حیران ہوتا گردن موڑ کر زمل کو دیکھنے لگا

جس نے اسے

دیکھ نگاہیں پھیر لی اور خاموشی سے اپنی کلائی

چھڑوانے لگی

جس میں پھر ناکام رہی

زیحال گھوم کر ٹیبل کے پاس آیا اور وائپس نکال کر

اسکے منہ صاف

کرنے لگا یہ کام وہ ایک ہاتھ سے کر رہا تھا پیچھے سے

زمل اپنی

کلائی اسکے دوسرے ہاتھ سے چھڑوانے کی بھرپور

کوشش کررہی

تھی لیکن بھول رہی تھی وہ زیحال خان آفندی کی

گرفت میں تھی

جوتا قیامت اسکا ہاتھ نہیں چھوڑنے والا تھا

باہ۔۔۔چھاپ۔۔۔چھاپ۔۔۔(باباصاف صاف

)"زالے بے حد کیوٹ انداز

میں بولی زامل تو خود ہی ڈھیر سارے وائیس نکال کر

اپنے منہ پر

مسلنے لگا تھا لیکن وہ الگ بات تھی کہ صاف ہونے کے

بجائے چاکلیٹ

اور اسکے چھوٹے سے منہ پر پھیل چکی تھی

زامل نو۔۔۔ بابا کر رہے ہیں۔۔۔" وہ بچارا ایک ہاتھ

سے ان دونوں کو

اچھی طرح سے صاف کر گیا اور کرتے زامل کو بیڈ سے

اٹھا کر نیچے

کھڑا کیا اور زالے کو اٹھا کر گود میں لے گیا

زامل۔۔۔آگے چلو۔۔۔"اپنے باپ کی بات سنتے

زامل جلدی سے خوش

خوش سا اپنے ننھے قدموں سے آگے چلنے لگا

زیحال بھی اسی

کے پیچھے تھا لیکن زمل اپنے پیر سختی سے فرش پر جما

گئی

زیحال نے مڑ کر اسے دیکھا وہ بضد تھی کہ ایک قدم

بھی آگے نہیں

بڑھائے گی

چلو۔۔۔" زیحال نے ذرا سا اسکا ہاتھ کھینچا جس پر زمل

نے شدید
غصّیلی نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو" میں

ایک قدم
بھی اور نہیں اٹھاؤں گی"

اوکے۔۔۔ جیسی تمہاری مرضی۔۔۔" یہ کہتے زیحال

نے زمل کا ہاتھ

چھوڑ دیا اور زا لے زامل کو گود میں اٹھائے کمرے سے

باہر نکل گیا

اسکے ایسے جاتے زمل کا دل دھک سے رک گیا بس ؟

اتنا ہی لاڈ اٹھا

سکتا تھا؟ہاں اب کیوں اٹھائے گا اب تو وہ بری لگنے لگی

تھی اس

پر چلا یا جانے لگا تھا یہ سب سوچتے زمل کا دل پھر سے

بھاری

ہونے لگا

وہ خود پر ضبط کرتی اس خالی کمرے کو دیکھنے لگی کیا واقعی

وہ

اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا کیا اب وہ اسکے نخرے بھی نہیں

اٹھائے

گا اسے ہر بات کو گہرائی سے سوچنے کی بیماری لگ رہی

تھی

وہ اپنی نم آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرتی اندر کی

جانب مڑ

گئی اور جا کر بیڈ پر بیٹھنے لگی جب اچانک اپنے پیر زمین

سے ہوا

میں اٹھتے دیکھ اسکے منہ سے چیخ بر آمد ہو گئی

وہ آنکھیں پھاڑے سانس روکے اس جن کو دیکھنے لگی

زیحال نے واپس آتے اسے ایک ہی جست میں اپنی

بانہوں میں اٹھا

لیا تھا

یہ۔۔۔یہ کیا ہے۔۔۔؟ وہ اب تک اپنی سانسوں کو

ٹھیک نہیں کر پائی

تھی

میرا بچوں کو گود میں اٹھانے کا انداز۔۔۔"وہ کندھے

اچکا کر لا

پرواہی سے بولتا اسے ایسے ہی اٹھائے کمرے سے باہر
آگیا زمل اسکی

بانہوں میں بری طرح سے بے چین ہوتی خود کو نیچے
اتارنے کیلئے تگ

ودو کرنے لگی

آرام سے۔۔۔دونوں گریں گے اور سیدھا جنت میں
جائیں گے۔۔۔پھر

مجھے ستر حوروں کے ساتھ دیکھ خود ہی جیلس بھی

ہو گی۔۔۔"

زمل باقی سب بھولے اسکی ستر حوروں والی بات پر

اسے غصّیلی

نظروں سے دیکھنے لگی لیکن مجال ہے جو وہ ڈھیٹ

مسکرایا بھی

ہو

لاؤنج میں ہی کومل اور مشی موجود تھیں دونوں ہی

زیحال کو

ایسے دیکھ یکدم سے ٹھٹھک گئی وہی انکی نظریں خود

پر دیکھ

زمل شرم سے پانی پانی ہوتی اپنا چہرہ زیحال کے سینے
میں چھپا
گئی
زیحال نے انکو بھی نہیں دیکھا بس اسے اٹھائے گھر
سے باہر آگیا
پیچھے وہ دونوں زمل کو لے کر جتنی پریشان تھیں یہ
دیکھ اب اتنی
ہی پر سکون بھی ہو گئی تھی
وہی باہر سے اسی وقت پامیر آتا ٹکرایا گیا

سبحان اللہ۔۔۔ماشاءللہ۔۔۔الحمدللہ۔۔۔''وہ

دور سے اپنی گاڑی پورچ

میں کھڑی کرتے زور زور سے صدائیں لگاتا آگے آیا

اسکی بات سن کر

زمل کا چہرہ شرم سے سرخ قندھاری سا ہو گیا

زیحال نے اسے اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھاتے

دروازہ فوراً سے

لاک کر دیا

مولانا پامیر صاحب خطبہ پورا ہو گیا ہو تو ذرا آفس کا

چکر لگا کر

آ جائیں مجھے آنے میں دیر ہو جائے گی۔۔۔"زیحال

کے منہ سے مولانا

سنتے پامیر کی شرارتی آنکھیں یکدم سے چمک اٹھی

یالا۔۔۔حبیبی۔۔۔تم فکر کیوں کرتی۔۔۔ہم ہیں ناں

۔۔۔تم مہینہ باہر

گھوم کر آؤ۔۔۔نو ٹینشن۔۔۔پامیر سلطان از ہئیر فار

یو بے بی۔۔۔"وہ

عنقریب زیحال سے پٹنے والا تھا اندر کھڑی کومل اور

مشی اسکی

باتیں سنتی بلند قہقہہ مار کر ہنسنے لگی

یہ نہیں سدھر سکتے کبھی بھی۔۔۔"مشی ہنستی ہوئی

سر نفی میں

ہلا کر بولی

الحمدللہ۔۔۔"کومل کے منہ سے بے ساختہ یہ

خوبصورت لفظ نکلا وہ

چاہتی بھی نہیں تھی اسکا میر بدلے کیونکہ وہ ایک زندہ دل شخص

تھا وہ ہر وقت دعائیں کرتی تھی کہ وہ زندہ دل ہی

رہے

زیحال نے آنکھیں دکھاتے پامیر تیر کی طرح سیدھا

ہوتا اپنی بتیسی

چھپا کر فورا اسے اندر آگیا اسکے جاتے زیحال گھوم کر

ڈرائیونگ

سیٹ پر آبیٹھا

یہ سب کیا تھا۔۔۔سب لوگ کیا سوچیں گے

۔۔۔آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔"

زمل کب سے جلی کڑھی بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی اسکے

گاڑی

میں آتے ہی پھٹ پڑی

یہی کے زیحال خان آفندی بیوی کے نخرے نہیں اٹھا

رہا وہ پوری کی

پوری بیوی ہی اٹھا رہا ہے۔۔۔"ڈھٹائی سے جواب

دیتے زیحال نے

گاڑی سٹارٹ کرتے باہر کے گیٹ کی جانب ٹرن لے

لیا

آپ ۔۔۔ آپ بہت بد تمیز ہیں ۔۔ میں کیسے سب کو

فیس کرونگی ۔۔۔ کیسے

ہاں ۔۔۔ کیسے ۔۔۔ "وہ جنونی ہوتی اپنے ہاتھ کے مکے

بنائے زیحال کے

پھولے ہوئے ٹھوس بائسپس پر زور زور سے مارنے

لگی جب پیچھے

سے اسے ایک میٹھی سی آواز سنائی دی

ممما۔۔۔یو فائیٹ ببا۔۔۔(ماما آپ فائیٹ کر رہے ہو

بابا سے)" پیچھے

بیٹھے زامل نے کتنی معصومیت سے پوچھا تھا زمل

دھک سے رکتی

آنکھیں پھاڑے ان دونمونوں کو دیکھنے لگی جو پہلے سے

گاڑی میں

موجود تھے

دیکھ لو دونوں۔۔۔اپنی ظالم ماں کو۔۔۔" زیحال کے

فورا سے مظلوم

بننے پر زمل نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا

زامل نے ذرا سا اٹھ کر اپنے بابا کے بائیسپس پر بوسہ

دیا

باہ۔۔۔ہاپی ہاپی۔۔۔(بابا ہیپی ہیپی)" وہ پوچھنا چاہتا

تھا کہ اب درد

تو نہیں ہے اس نے علاج کر دیا ناں

اسکے اتنے خوبصورت علاج پر زیحال کو ٹوٹ کر اپنے

بچے پر پیار

آیا ڈرائیونگ کرتے کرتے اس نے پیچھے کو جھک کر

زامل زالے کے

نرم و ملائم سے گال چومے

میری جان کے ٹکڑے۔۔۔بابا آپ دونوں سے بہت

پیار کرتے ہیں۔۔۔"وہ

دونوں اپنے باپ کے چہرے پر پیار دیتے خوشی سے

پھولے نہیں سما

رہے تھے زمل تینوں کو خوش دیکھ چہرے کا رخ باہر

کی جانب موڑ

گئی وہ غصّے میں نہیں تھی اب اپنے شوہر اور بچوں کو

ایسے دیکھ

اسکے دل کو سکون پہنچا تھا لیکن تب ہی اسے اپنے گال

پر کچھ نرم

نرم سا محسوس ہوتے ساتھ کچھ چبھتا ہوا بھی محسوس

ہوا

وہ فوراً اسے گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی زیحال نے

اسکے گال پر

پھر سے ایک شدّت بھرا لمس چھوڑا

ہی۔۔۔" وہ غصّے سے سرخ ہوتی یکدم چیخ پڑی جس

پر زامل زالے

دونوں اپنے کانوں میں چھوٹی چھوٹی انگلی دے گئے

اس گاڑی کی چھت تلے۔۔۔ ہم ایک ہیں۔۔۔ ہم

ایک ہیں۔۔۔" وہ ڈھٹائی

سے نغمہ پڑھتا ڈرائیونگ کرتا رہا

میں آپ کا سر پھوڑ دونگی۔۔۔"

حاضر میڈم۔۔۔" زیحال نے باقائدہ سر اسکے آگے

پیش کر دیا جب زمل

نے غصّے نے اسکے خوبصورت سلکی بال اپنی نرم و ملائم

مٹھی

میں جکڑ لئے

اوہ بیگم ۔۔۔ کیا کر رہی ہو ۔۔۔ اتنے اچھے بال بنائے

تھے میں نے ۔۔۔ لڑکیاں

کیسے پٹیں گی اب ۔۔۔ "وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر تا

یک سیکنڈ میں

پھر سے ویسی حالت میں لے آیا اسکی ہنسی پھوٹ کر

باہر آنا چاہتی

تھی لیکن زمل کی جلی حالت سے محسوس ہوتے وہ خود

پر ضبط

کیسے رہا

لڑکیوں کے نام پر زمل کے اندر باقی نہیں رہی تھی وہ

غصّے سے لال

بھبھوکا ہوئے اسے ایسے مارنی بیل کی طرح دیکھنے لگی

جیسے ابھی

مار دے اور مر جائے اسکی یہ حالت دیکھ زیحال کا بلند و

بانگ

قہقہہ پوری گاڑی میں گونجنے لگا اسکے ساتھ ہی زامل

زالے بھی

ہنسنے میں شامل ہو گئے تینوں کو ہنستے دیکھ زمل باہر کی

جانب

چہرہ کئے مسکرانے لگی

آئرہ شاور لے کر ٹاول سے اپنے گیلے بال صاف کرتی

باتھ روم سے نکلی

ہوئی تھی جب برلاس سی سی کرتا سردی سے

ٹھٹھرتے ہوئے اپنے

دونوں ہاتھ مسلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا کمرے میں

آتے ہی اسکی

گرمائش ملتے سردی دھیرے دھیرے کم ہونے لگی

اس نے بنا آئرہ کی

جانب دیکھے اپنا جیکٹ اتار کر کاؤچ پر رکھ گیا

آئرہ وہی کھڑی اسے دیکھنے لگی

کپڑے نکال دیں میرے۔۔۔" وہ اسے کہتا باتھ روم

میں گھس گیا اس

وقت وہ ٹریک سوٹ میں ملبوس تھا

آئرہ اسکے باتھ روم جاتے اسکے جیکٹ کے پاس آئی

اور اسے اٹھا کر

دیکھنے لگی اس پر جگہ جگہ مٹی لگی تھی اسے اندازہ ہوا کہ

وہ

ٹریک سوٹ نہیں تھا بلکہ وہ بائیک رائیڈنگ کر کر آ رہا

تھا یہ مٹی

اس کا ثبوت تھی کہ وہ کہیں گر بھی چکا تھا لیکن آئرہ

اسے نظر

انداز کرتی نجانے کیا سوچ کر اسکی پاکٹس میں ہاتھ

ڈالنے لگی

جب اسکے ہاتھ پر عجیب سی چیز لگی

اس نے وہ چیز باہر نکالی وہ ایک الائٹر تھا اسے دیکھ آئرہ

یکدم سے

ٹھٹھک گئی وہ سموکنگ کرنے لگا تھا؟ وہ بے اختیار

سوچنے لگی

اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کتنی دیر اس بارے میں

سوچتی رہی

برلاس ہی شاور لے کر باتھ روب میں لپٹا باہر نکل آیا

جب اسکے ہاتھ

میں اپنا جیکٹ اور باقی سامان دیکھ وہ وہی رک گیا

یہ۔۔۔؟ آئرہ اسے دیکھتی بے یقینی کی حالت میں پورا

سوال بھی

نہیں کر پائی برلاس نے گہری سانس اپنے اندر بھری

اور دھیرے سے

آگے آتے اسکے ہاتھ سے اپنا جیکٹ لے لیا

کپڑے۔۔۔؟ایک لفظی سوال لیکن وہ جواب نہیں دے سکی

برلاس خود ہی وارڈروب سے اپنی پینٹ شرٹ نکالنے لگا

آپ۔۔۔س۔۔۔ سموکنگ کرنے لگے ہیں۔۔۔؟وہ بے یقین تھی برلاس نے

کوئی جواب نہیں دیا آئرہ ایک قدم آگے آگئی

آپ سے پوچھ رہی ہوں۔۔۔" اسکی خاموشی آئرہ کو

بہت بری لگ رہی

تھی

تھوڑی بہت۔۔۔" سرسری سے لہجے میں جواب

دیتے وہ اپنی شرٹ

پہننے لگا

تھوڑی بہت۔۔۔؟ یہ آپ کے لئے ٹھیک نہیں ہے

چاہے تھوڑی ہو یا

زیادہ۔۔"اسے غصّہ آیا تھا اس پر وہ جب سے آئی

تھی تب سے وہ

عجیب سا بیہیو کر رہا تھا

برلاس نے ایک نظر اسے دیکھا اور دھیرے سے قدم

اسکی جانب

بڑھانے لگا اسے اپنے قریب آتے دیکھ آئرہ گھبرا کر

پیچھے کی جانب

قدم اٹھانے لگی اور جاتے ہی پیچھے دیوار سے جا لگی

برلاس اسکے

قریب آتے آتے بے حد قریب آگیا تھا آئرہ کے ہاتھ

سے ٹاول گھبراہٹ

کے مارے چھوٹ کر نیچے فرش پر جا گرا

برلاس نے دھیرے سے اسکے چہرے پر آئی گیلی

آوارہ لٹوں کو دلکش

انداز میں چھوا

ٹھیک تو یہ بھی نہیں کہ بیوی کے ہوتے ہوئے مجھے

اپنے حق سے

محروم رہنا پڑتا ہے۔۔۔ کبھی اسکا سوچا۔۔۔؟ اسکے

سوال پر آئرہ کا

سانس جیسے سینے میں ہی اٹک گیا وہ اتنے قریب سے

اسکی آنکھوں

میں جھانک رہا تھا لہجہ گھمبیر تھا

وہ آئرہ کی رکی ہوئی سانسوں کو محسوس کرتے

استہزائیہ ہنسا

اور پیچھے ہٹتے اپنی شرٹ پہننے لگا اسکی ذرا سی نزدیکی اس

نازک

جان کی حالت بری کر دیتی تھی جس دن حق لیتا اس

دن نجانے کیا

حال ہوتا اسکا

میں ۔۔۔ میں زیحال بھائی سے شکایت کرونگی

۔۔۔"وہ ہمت کرتی

ڈھٹائی سے بولی برلاس نے اسکی جانب نگاہ اٹھاتے

سرد مہری سے

دیکھا

تو پھر۔۔۔اگلے دن کمرے سے باہر نہیں نکل پاؤ گی

۔۔۔"اسکی دھمکی

پر آئرہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی وہ پوری

طرح سے تیار ہو کر

خوشبو میں نہاتا ایک دم سے فریش ہو گیا پھر اس پتھر

بنی مورت

کو دیکھا اسکے بال گیلے تھے

وہ بے ساختہ ہنسنے لگا اسکی ہنسی سے آئرہ کو نجانے کیوں

خوف

سا محسوس ہونے لگا تھا

ہاہاہاہا۔۔۔آپ بہت معصوم ہیں۔۔۔"اسکی بات

بہت نارمل تھی لیکن

اسکا مطلب بہت خوفناک تھا آئرہ کا دل کسی گہری

کھائی میں

ڈوبنے لگا تھا

اُفف۔۔۔گاڈ۔۔۔اتنا کوئی معصوم کیسے ہو سکتا ہے

۔۔۔"وہ ہنستے ہوئے

بمشکل ہی بولا پارہا تھا آئرہ اسے دیکھتی رہی یہ سب

بہت خطرناک

تھا اسکا دل سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا تھا

پھر یکدم سے برلاس کی ہنسی تھمی چہرے پر گہری

سنجید گی

نے اپنی جگہ بنالی اسکے سنجیدہ ہوتے مزید فسوں خیزی

سی کمرے

میں چھاگئی وہ قدم اٹھاتے اسکے قریب آیا اور اسکے

چہرے کے

نین نقوش کو بغور دیکھنے لگا

محبت کریں گی۔۔۔تو محبت کی انتہا کردونگا۔۔۔"وہ

نہایت گھمبیر

لہجے میں بولتا آئزہ کے بازو کو چھونے لگا اسکے ذرا سا

چھونے پر ہی

آئزہ کے رونگٹے کھڑے ہوگئے وہ بری طرح سے

کانپتی چہرہ دائیں

جانب موڑ گئی

اور اگر۔۔''اپنا جملہ ادھورا چھوڑتے اپنے ہاتھ کا

لمس اسکے نرم

وملائم ہاتھ کے لمس سے ملانے لگا آئرہ کی مٹھی بند تھی

جسے

دھیرے سے کھولتے برلاس اسکے ہاتھ میں پکڑی چیز

بہت نرمی سے

اپنے ہاتھ میں لے گیا

اسکے ہاتھ میں برلاس کا مخصوص کٹر تھا جو اس نے

اسکے جیکٹ

سے نکالا تھا

آئرہ اسے چھپائے کھڑی تھی لیکن اس نے کب میں

دیکھا یہی سوچتے

آئرہ مزید خوف زدہ سی ہو گئی

برلاس نے اسکے جھکے سر پر دھیرے سے بوسہ دیا اور

پیچھے ہو گیا

اسکے اس عمل پر آئرہ کے دل کی دھڑکن بے اختیار

بے ترتیب

ہوئی

برلاس پیچھے ہوتے اپنے شوز پہننے لگا اتنی دیر آئرہ

خاموش کھڑی

رہی جب برلاس کے کمرے سے باہر جاتے اسکی

دھیمی آواز برلاس

کے کانوں میں گونجی

یہ۔۔۔یہ چھوڑدیں۔۔۔"وہ کانپتی ہوئی دھیمی آواز

میں التجا سی

کرنے لگی برلاس بنا اسکی جانب مڑے مبہم سا

مسکراتے کمرے سے

باہر نکل گیا اسکے جاتے جیسے آئرہ نے کھل کر سانس لیا

جو کب

سے اسکی موجودگی میں بند تھی

وہ لوگ اس وقت تیسرے ریسٹورنٹ پر آئے تھے یہ

کوالالمپور کا سب

سے بڑا اور مہنگا ریسٹورنٹ تھا جہاں اس وقت الگ

سے پورا ایریا

زیحال نے اپنی فیملی کیلئے بک کروایا تھازامل زالے

صوفے پر بیٹھے

مزے سے آئس کریم کھا رہے تھے زیحال نے کتنی

ہی چیزوں کا آرڈر

دیا تھا سب کی سب زمل کی پسند تھیں لیکن وہ تب بھی

منہ پھلا

کر بیٹھی تھی

وائفی۔۔۔مان جاؤناں یار۔۔۔''وہ کب سے اسکی

منتیں کر رہا تھا اسکے

پیچھے پیچھے گھوم رہا تھا اسے پہلے دو ریسٹورنٹ پسند

نہیں

آئے تھے اسی لئے زیحال انکو لے کر اس ریسٹورنٹ

پر لے آیا تھا

زمل رخ موڑ کر دوسری جانب دیکھنے لگی

یہ پورا ایریا بے حد خوبصورت اور حسین تھا ہر جانب

سٹائلش

پودے اور ان پر گولڈن ٹمٹماتی لائٹس لگی انہیں مزید

خوبصورت

بنا رہی تھیں دور دور تک صوفہ ٹیبل سیٹ رکھے تھے

یقیناً یہ

فیملی کیلئے سٹنگ ایریا تھا

ویٹر ساری ڈشز ٹیبل پر ایک ایک کر کر سجانے لگا زمل

ان انوکھی

ڈشز کو دیکھ حیران سی ہوئی کیونکہ سب پر کسی نہ کسی

طریقے

سے سوری وائفی بڑے ہی خوبصورت انداز میں لکھا

ہوا تھا

اس نے بے اختیار زیحال کی جانب دیکھا جو بچاری

نظروں سے

اسے دیکھ رہا تھا

وہ جھٹ سے پھر ناراض ہوتی دوسری جانب رخ موڑ

گئ

زیحال اٹھ کر کہیں چلا گیا تھا جب اسکے جاتے زمل

بے چین سی

ہوتی اسکی ہی راہ تکنے لگی

اسی وقت ایک تیز فائر ورک ہوتا ایک شر ڑلی اڑتی

ہوئی سیدھا

آسمان میں گئی زمل اور دونوں بچے ہو نقوں کی طرح

اسے دیکھنے

لگے اس کے پھٹتے پورے آسمان میں رنگ برنگی

چنگاریاں سی

پھیلتی ایک بہت بڑا دل بناتی چلی گئیں ان میں بھی آئی

ایم سوری

وائفی بڑا سا کر کر لکھتا چلا گیا زمل آنکھیں پھاڑے

سانس روکے

اسے دیکھے گئی زامل زالے خوشی سے تالیاں بجاتے

چیخنے لگے

تھی کیونکہ ان دونوں کو ہی اس ریسٹورنٹ کی اونچائی

پر اپنا

باپ کان پکڑے کھڑا نظر آگیا تھا اسے اس جگہ

کھڑے دیکھ زمل

بھی اپنی جگہ سے بے ساختہ کھڑی ہوتی چلی گئی

زامل زالے بھی اسکے ساتھ ہی صوفے پر کھڑے
ہوتے زور زور سے
تالیاں بجانے لگے آسمان پورا صرف آئی ایم سوری
وائفی سے جگمگ

جگمگ کر رہا تھا سارے لوگ جن کو دور دور تک یہ

نظر آرہا تھا

سب دیکھ رہے تھے اور دیکھتے حیران ہو رہے تھے جو
ملیشئیں
پیور

تھے وہ تو اس جملے کو باقائدہ گوگل کر کر ٹرانسلیٹ کر

رہے تھے

جن کو پتہ چل رہا تھا وہ اس وائفی نامی لڑکی پر رشک کر

رہے تھے

جن میں زیادہ تر عورتیں تھیں ہر کسی کی آنکھ میں

چمک تھی دل

میں آس پیدا ہو رہی تھی عورت ذات تو ہوتی ہی کاپی

کیٹ ہے اب

یہ دیکھ وہاں موجود شوہروں کے عنقریب بینک

اکاؤنٹ خالی ہونے

والے تھے کیونکہ ایک ایک عورت نے ایک بار

ناراض ہو کر خود کو

ایسے تو ضرور منوانا تھا کہ سارا شہر دیکھ لیتا

لیکن کیسے ؟ ہر کوئی زیحال خان آفندی نہیں بن سکتا

تھا ایک وہی

پاگل تھا پوری دنیا میں اپنی گلا لے کیلئے اسکی ناراضگی

سے اپنی

جان دینے والا اپنا سب کچھ اس پر وار دینے والا

وائف ۔۔۔ی ۔۔۔آئی ایم سور ۔۔۔ی ۔۔۔''وہ

اس بلند جگہ پر کھڑا منہ پر

دونوں ہاتھ رکھے بلند آواز میں چلا یا اسکے چلانے پر

زمل بے چین

سی اس جگہ کو دیکھنے لگی آیا کہ کہیں وہ گر نہ جائے

مان جاؤناں۔۔۔پلیز۔۔۔۔آیندہ نہیں کرونگا

۔۔۔پرامس گلے۔۔۔"وہ اپنی

پوری طاقت لگا کر چلاتا جارہا تھا زمل آس پاس کے

لوگوں کو

دیکھنے لگی جو اسکے قریب ویٹرز کھڑے تھے وہ اسے

دیکھ دیکھ کر

اپنی ہنسی روک رہے تھے کچھ اسکی فکر میں پاگل ہو

رہے تھے

باہ۔۔۔ چھوپل مین۔۔۔۔۔"زامل صوفے پر اچھلتا

ہوا تالی بجاتے اسی ایک

لفظ کی گردان رٹنے لگا

زمل نے جلدی سے اسے پکڑا کہیں صوفے سے گر نہ

جائے یہ باپ بیٹا

دونوں پاگل تھے

زامی۔۔۔ سکون سے بیٹھو۔۔۔ ورنہ مماڈانٹیں گی

۔۔۔"وہ اسے مصنوعی

سے انداز میں ڈپٹنے لگی

ماہ۔۔۔می۔۔۔ببا۔۔۔پاش۔۔۔(ماما مجھے بابا کے

پاس جانا ہے)"زالے

ٹھسکتی ہوئی ضد کرنے لگی

نو۔۔۔بلکل بھی نہیں چپ کر کے بیٹھو۔۔۔تمہارے

بابا تھوڑا پاگل کر

رہے ہیں مجھے۔۔۔جو تم دونوں کی بھی کسر رہ گئی

۔۔۔"وہ اب عاجز

آچکی تھی اس نے اوپر کی جانب دیکھا جہاں زیحال

کھڑا تھا لیکن

اب وہ وہاں نہیں تھا زمل حیران سی آگے پیچھے نظر
گھمانے لگی

جب اسکے ساتھ کھڑے زیحال پر نظر ٹکتے دل بھی

دھک سے رک

گیا

آپ۔۔۔آپ پاگل ہیں۔۔۔؟ وہ بے یقین سی تڑخ

کر پوچھنے لگی بچے

اپنے بابا کو دیکھ پھر سے بے قابو ہوتے اچھلنے لگے

تم نے ہی کیا ہے۔۔۔اب نہیں مانو گی تو ایسی جو کر

جیسی حرکتیں

تو کرو ناں۔۔۔ بھلا مجھ پر جچتی ہیں یہ حرکتیں

۔۔۔"وہ گردن کی

پشت پر ہاتھ پھیرتا اپنی بات سے زمل کو ہی حیران کر

گیا

تو کس نے کہا کریں۔۔۔"یکدم سے تڑخ کر بولی

میری جان۔۔۔تو مان جاؤ ناں۔۔۔"زیحال اسکے

قریب ہوتے لئے دیے

سے انداز میں بولا

لے دے کے معافی دیوناں سرکار۔۔۔ام پر ترس

کھاؤ۔۔۔" وہ پیور پشتو

لب و لہجے میں بولتا ایک پل کیلئے زمل کو مبہوت سا کر

گیا لیکن

وہ ہڑ بڑا کر جلد ہی خود کو کمپوز کر گئی

ہٹیں پیچھے۔۔۔اور سمبھالیں اپنی اولاد کو۔۔۔" وہ

دونوں بچوں کو

چھوڑے خود اس ایریا سے باہر نکلنے والے راستے پر

نکل گئ

یار۔۔۔"زیحال اسکے پیچھے نکلنے ہی لگا تھا جب زامل

زالے دونوں

مما لک ساتھ چیخ پڑے

باہ۔۔۔وی نالاج۔۔۔"زامل سچ میں گول گپا سا منہ

بناتے گگو بن کر

بیٹھ گیا

چپ کرو لڑاکا ماں کی اولاد۔۔۔ تمہاری ماں کم ستا رہی

ہے جو تمہاری

کسر بھی رہ گئی۔۔۔" وہ دونوں کو ایک ایک بازو پر

اٹھاتے جلدی سے

باہر نکل گیا یہ تھا حال شادی شدہ مرد کا آگے بیوی

ساتھ میں بچے

اور دونوں تینوں ناراض

وائفی۔۔۔ بات سنو۔۔۔ پلیز۔۔۔ ایک بار۔۔۔" وہ

اسکے پیچھے تیز رفتار میں

چلتا ہوا اسکی منتیں کر رہا تھا لیکن وہ ایک بات نہیں سن

رہی تھی

ہار وہ بھی نہیں مان رہا تھا

یار اسن لو ناں۔۔۔ معاف کر دو۔۔۔ نہیں کرونگا

آئندہ۔۔۔ میرا اباپ بھی

توبہ کر لے گا۔۔۔ پلیز۔۔۔۔"اسکی بات پر اس

خوبصورت کپل کو

دیکھنے والے بے اختیار ہنسنے لگے زمل نے رک کر یل

نظر سب کو

دیکھا و دیگر پھر مڑ کر اپنے ہبی کو آنکھوں میں بے

اختیار عرق اتر

کر جمع ہونے لگا جیسے وہ دور کھڑا ابھی بھانپ چکا تھا

اوئے چپ کر و سب ۔۔۔ ناراض ہے میری بیوی

۔۔۔ سب کو ہنسنے کی پڑی

ہے ۔۔۔" وہ سب کو وہی کھڑا اکھڑا اڈانٹنے لگا سب ہی

اسکی ڈانٹ پر

سچ میں اپنی بتیسی چھپا گئے

وہ سب بھری مارکیٹ کے بیچوں بیچ کھڑے تھے

جہاں اس وقت

لوگوں کی ریل پیل چل رہی تھی لیکن اب ان دونوں

کو دیکھ رک

چکی تھی ہر کوئی انکو دیکھ آہیں بھر رہا تھا

زمل رو پڑی تھی وہ پھر سے رخ موڑے آگے بڑھ

گئی

یار۔۔۔گلا لے۔۔۔۔رکو۔۔۔"زیحال اسکے پیچھے

بھاگنے ہی لگا تھا جب اپنے

بائسپس پر کچھ بھاری سا محسوس ہوا غور کیا تو اسی کے

دو

نمونے بیٹھے ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہے تھے انکو دیکھ

زیحال نے ضبط

سے لب بھینچے

تم دونوں کو ابھی ہی ٹپکنا تھا۔۔۔؟ تھوڑی لیٹ نہیں

آ سکتے تھے۔۔۔"

وہ جل کڑھ کر دونوں معصوموں کو دیکھ دھیرے

دھیرے چلنے

لگا

باہ۔۔۔می تپکا۔۔۔یودودی۔۔۔(بابامیں ٹپکا تھا آپ

نے گودی میں دیا

تھا)"زامل کی بات سنتے زیحال کے قدموں کو تیزی

سے بریک لگی

وہ آنکھیں پھاڑے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگا"اس نے یہ

بھی سن لیا

تھا"؟وہ بے اختیار سوچنے لگا

یار ررر۔۔۔۔ تم ۔۔۔ تم بچے ہی ہو ناں ۔۔۔" وہ اب

چیخنے لگتا لیکن کیا کرتا

بچارا بس دیوار میں سر مارنے کا دل چاہ رہا تھا

مجھے پتہ ہوتا تم جیسی اولاد پیدا ہو گی تو اس رات میں

بھانگ پی

کر سڑکوں پر گھوم لیتا ۔۔۔"اسکی حالت ترس کے

قابل تھی بچارا

پاشا کیا حال کر دیا تھا اسکے بیوی بچوں نے وہ واقعی اب

اپنا

سر پھوڑنے والا تھا

وائفی۔۔۔وائفی۔۔۔؟زیحال نے آگے نظر گھمائی

لیکن بھرے مجمعے میں

وہ کہیں نہیں دکھی زیحال یکدم سے بے چین ہوتے

اسے یہاں وہاں

ڈھونڈنے لگا

وائفی۔۔۔گلالے۔۔۔"وہ ایک پل کیلئے نظر نہیں

آئی تھی اور اسی پل

میں زیحال خان آفندی یکدم سے بوکھلا سا گیا تھا وہ

یہاں وہاں

لوگوں کے پیچھے آگے ہر جگہ اسکو تلاش کرنے لگا

لیکن وہ کہیں نہیں

دکھ رہی تھی اتنی سی دیر میں اسے زمین کھا گئی تھی یا

آسمان

زیحال کا دل پھول کر یکدم سے اسکڑنے لگا

زمل۔۔۔۔۔ل۔۔۔۔" وہ پوری قوت سے چلا کر

اسے پکارنے لگا اس وقت

وہ مجمعے کے بیچوں بیچ کھڑا تھا ہر کوئی اسے دیکھ رہا تھا

اسکی

دیوانگی دیکھ رہا تھا اسکے چہرے پر اب پریشانی نمایاں

ہونے لگی

تھی

وائف۔۔۔ی۔۔۔"زیحال چاروں جانب گھوم کر

اسے زور زور سے پکار

رہا تھا جب اسکے بچوں نے بھی اپنے باپ کے ساتھ

حصّہ ڈالا

ہائف۔۔۔۔ی۔۔۔۔"زامل اپنی پوری چھوٹی سی

جان لگا کر چیخا

مما۔۔۔۔"زالے اتنی دیر سے سب سمجھ رہی تھی

سمجھ آتے وہ بھی

اپنے بابا بھائی کے ساتھ لگ گئی

زیحال نے اتنی پریشانی میں ایک بار بھی نوٹ نہیں کیا

کہ اسکا

نمونہ کیا کہہ کر زمل کو پکار رہا ہے لیکن باقی سب نے

سنا تھا اور

سب کی ہی ہنسی چھوٹ گئی تھی

گلا لے۔۔۔ کہاں ہو۔۔۔؟ زیحال کے ماتھے پر اب

ننھے پسینے کی بوندیں

چمکنے لگی تھیں

لیکن وہ نہیں دکھی کہیں بھی نہیں اب پریشانی مزید

بڑھنے لگی

تھی کتنی ہی دیر مجمع سانس روکے اسکے ساتھ کھڑا رہا

پھر اسی

وقت اس فضا میں کچھ خوبصورت سی دھن بکھرنے

لگی سب نے

اس دھن کی سیدھ میں دیکھا اور سب کے سر بے

اختیار جھک گئے

وہاں ایک صاف چمکتی جگہ پر وہ الٹی پلٹی مارے ہاتھ

میں گٹار

لئے اپنی انگلیوں کو اسکی تاروں پر بڑے ہی خوبصورت

انداز میں

حرکت دے رہا تھا

اسکے لبوں سے نکلنے والے لفظ سب کو اپنے سحر میں

جکڑ چکے

تھے "تیری سانسوں کی سانس میں۔۔۔۔جو ہوں

۔۔۔تو میں ہوں "

وہ بڑے ہی خوبصورت انداز میں اپنے لہجے میں وہ

درد

لا رہا تھا جو اس وقت اسکی غیر موجودگی میں اسکے دل

میں سر

اٹھا رہا تھا

اسکے بچے بھی اسکے پاس ہی بیٹھے تھے اور بڑے ہی

شریفانہ انداز

میں ایسے بیٹھ کر وہ جسکے تک نہیں اور جو کیوٹ لگ

رہے تھے وہ

الگ

زیحال ساتھ ساتھ میں نظر گھماتے ہوئے اسے بھی

دیکھ رہا تھا کہیں

سے تو وہ نکل کر آتی لیکن وہ نہیں آرہی تھی

"تو جو ہے تو میں ہوں۔۔۔یوں جو ہے تو میں ہوں

"

وہ کتنے خوبصورت انداز میں اسے بلا رہا تھا کیسے ممکن

تھا کہ وہ

نہ آتی وہ آگئ تھی ایک عورت کے پیچھے اسکے ذرا سی

شال

زیحال کو نظر آگئ تھی اسے دیکھتے ہی اسکی آنکھوں

میں چمک

سی اتر آئ

وہ اسے لے کر کتنی گہری نظریں رکھتا تھا اسے دیکھتے

زیحال مزید

جوش و خروش سے اپنے احساسات اس تک پہنچانے

لگا

"بن تیرے صحرا سا ہوں۔۔۔بن تیرے قطرہ بھی

نہیں"

اسکے ان الفاظوں کو سنتے ہی زمل بے اختیار اس

عورت کے پیچھے

سے نکلتی اسے دیکھنے لگی

زیحال نے آنکھوں کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا لیکن وہ نہیں

آئی زیحال پھر سے دھن بجاتا اسکے لئے اپنے جذبات کو خوبصورت

لفظوں کی مالا میں پروتے اس تک پہنچانے لگا

وہ جب خود نہ آئی تو زیحال خود ہی اٹھ کر اسکے پاس جانے لگا اسے

اٹھتے دیکھ زامل زالے بھی جھٹ سے اٹھ کر اپنے چھوٹے چھوٹے

قدموں سے باپ کے پیچھے لگ پڑے

وہ زمل کے گرد گھومتا ایسے ہی اپنے انداز سے سب کو

پاگل کرتا رہا

یہاں تک کے زمل کو بھی لیکن اسے بھی مزہ آ رہا تھا

اپنے ہی جان

کو ایسے ستانے میں

وہ کچھ دیر وہی کھڑی رہی پھر نخرے دکھاتی وہاں سے

بھی چلی

گئی زیحال نے آسمان کی جانب ایسے دیکھا جیسے کہنا

چاہتا

ہو "اسکے دل میں رحم ڈال دے اللہ جی" وہ خود بھی

اسکے پیچھے

پیچھے لگ پڑا

زامل زالے اپنے ماں باپ کی لڑائی میں فری میں پس

رہے تھے وہ

دونوں بھی اپنے باپ کے پیچھے لگ گئے وہ ایک لائن

بنائے پوری

مارکیٹ میں تینوں کو گھمار ہی تھی سب لوگ انکو

ایسے دیکھ اب

ہنس ہنس کر پاگل ہو گئے تھے

زمل مارکیٹ سے نکل کر سڑک پر آگئی تھی جہاں

یکدم سے تین

گاڑیاں اسکے آگے پیچھے آکر کھڑی ہوتی سڑک کو بیچ

سے بلاک کر

گئیں انکو دیکھ زمل ڈر کر یکدم سے پیچھے ہٹنے لگی اور

زیحال کی

جانب مڑ گئی

اتنے میں زیحال بھی وہی آگیا جب اسکی نظران

گاڑیوں پر پڑی

لیکن حیرت زمل کو یہ دیکھ ہوئی تھی کہ وہ ان گاڑیوں

کو دیکھ

پہلے مسکرایا پھر رکا اور پھر زور سے ہنسنے لگا وہ تینوں

گاڑیاں

کیسے نہ پہچانتا جس میں اسکی اپنی اولاد موجود تھی

تاہ۔۔۔"زامل بھی انکو دیکھ چیخ پڑا

یاقوت مرزا۔۔۔پامیر سلطان۔۔۔برلاس شاہ

۔۔۔

تینوں اپنی گاڑیوں کو زمل کے ارد گرد گھمانے لگے

تینوں کی گاڑیوں

کی روف پر غبارے لٹک رہے تھے جن پر لکھا تھا

ہمارے باپ کو

معاف کر دو

زیحال پاگلوں کی طرح ہنستا چلا گیا وہ گٹار وہی چھوڑے

کمر پر

ہاتھ رکھے ان کو دیکھنے لگا

باہ۔۔۔بونش۔۔۔(بابابالونز)"زالے ان غباروں کو

دیکھ خوشی سے

چہکنے لگی

پوری سڑک ان لوگوں نے جام کر رہی تھی صرف

اپنی ماں کو منانے

کیلئے

مان جاؤ۔۔۔نہیں تو پورا شہر بند کر دیں گے

۔۔۔"برلاس روف ونڈو

اوپن کرتے اوپر بیٹھتا نیچے سے اپنے پیروں کی مدد سے

سٹیرنگ

بڑی مہارت سے گھماتا گیا

جو کرنا کرلیں۔۔۔میں نہیں مانوں گی۔۔۔"زمل کو

اسکی بات مذاق

لگی تھی تب ہی وہ ہوا میں اڑاتی وہاں سے جانے لگی

لیکن تینوں نے

ہی اسکے راستے کو ہر جانب سے بلاک کر دیا تھا

میڈیا بھی اتنی دیر میں وہاں پہنچ چکی تھی چاروں

جانب سے

کیمروں کو روشنی زمل کے چہرے پر پڑ رہی تھی ہر

رپورٹر مرچ

مصالحہ لگا کر اس نیوز کو پیش کر رہا تھا

زیحال زامل زالے کو ایک ایک اپنی انگلی پکڑاتے اس

گھیرے میں

داخل ہوا اور زمل کو شریر نگاہوں سے دیکھنے لگا

وہ دھیرے سے اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا اپنے

کان پکڑ کر

میسنی شکل بنا گیا

اب تو معاف کر دو۔۔۔ نہیں کرونگا آئندہ۔۔۔ کبھی

بھی نہیں۔۔۔۔"اسکی

بچاری شکل اور کیوٹ حرکت پر زمل کو ہنسی اور محبت

ایک ساتھ

اس پر آیا لیکن ڈھیٹ کو ستانے میں مزہ بھی آرہا تھا

انہوں نے کر دکھایا جو کہا پورا شہر بند کر دیا گیا تھا ہر

جانب سے

گاڑیوں کے ہارن بج رہے تھے وہ نہیں جانتی تھی وہ

کس شخص کی

معافی ٹھکرا رہی تھی جس سے دنیا معافی مانگتی تھی وہ

اس کے

آگے گھٹنے ٹیک رہا تھا یہ محبت کی انتہا تھی

زمل یہ دیکھ ہکا بکا سی رہ گئی لوگ اس سے منتیں کرنے

لگے تھے

کہ ماں جاؤ بی بی۔۔۔وہ پریشان سی کبھی لوگوں کو
دیکھے تو کبھی

اپنے ہبی کو جس کی اولاد اسکے ساتھ پاگل ہونے کا

ثبوت دے
رہی تھی

مم۔۔۔ماں گئی۔۔۔ماں گئی۔۔۔" وہ یکدم سے چیخ
پڑی اسکے چیخ

برلاس اور پامیر نے خوشی ان غباروں کو چھوڑ

ڈالا اور خود

بھی خوشی سے چیخنے لگے

زیحال کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں بچا تھا وہ یکدم

سے

زمل کو اپنے حصار میں لیتے زور سے سینے میں بھینچ گیا

آئی لوو یو آئی رئیلی رئیلی ڈو۔۔۔" زمل مسکرا کر اس

کے سینے میں

چہرہ چھپا گئی زامل زالے انکی ٹانگوں سے لپٹ کر

خوشی سے

اچھلنے لگے

برلاس نے گاڑی سے اترتے جلدی سے دونوں کو اٹھا

کر خوب شدّت

والا پیار کیا وہ دونوں لگ ہی اتنے کیوٹ رہے تھے

زریاب خان کو ابھی ہوسپٹل سے تین دن بعد

ڈسچارج کیا جانا تھا

لیکن وہ خود ہی ضد کرتے آج ہی ہوسپٹل سے حویلی

آگئے تھے

تھوڑی دیر پہلے ہی ڈاکٹرز نے انکا کمپلیٹ چیک اپ
کیا تھا جس میں
انکے ریکوری فیصد ابھی صرف پندرا سے بیس فیصد
ہوئی تھی
سیماب انکے لئے گرما گرم سوپ بنا کر لے آئی بیلا
بھی وہی تھی
باقی سب بھی لاؤنج میں موجود تھے جب بیلا نے دیوار
گیر بڑی سی
سکرین آن کرتے نیوز چلالی

سامنے ہی مارکیٹ میں ہونے والے مناظر میڈیا بڑھ

چڑھ کر دکھا رہا

تھا

توبہ۔۔توبہ۔۔۔شرم نام کی تو چیز ہی نہیں رہی

۔۔۔"وہ کب سے اپنے

موبائل میں یہ سب دیکھ رہی تھی جب دا جی کو دیکھ

اس نے جان

بوجھ کر ایل ای ڈی آن کر دی

اسے دیکھتے داجی بے اختیار سیدھے ہوتے چلے گئے

زریاب جو

سیماب کے ہاتھوں سے سوپ پی رہے تھے سکرین پر

اپنے زی کو دیکھ

وہ بھی رک سے گئے

ہر کوئی حیران سا سامنے زمل اور زیحال کو دیکھ رہا تھا

بیلا نے داجی کی جانب دیکھا جن کا چہرہ شدید غصّے کے

مارے

سرخ ہوتا چلا جارہا تھا موورے انکو غصّے میں دیکھ یکدم

سے

پریشان ہوئیں لیکن زریاب بلکل نارمل بیٹھے تھے

کبھی توبہ مصلے پر بیٹھ کر کی ۔۔۔؟ کی ہوتی تو شکل پر پچھ

نور

ہوتا یہ کریم وریم کا تم کو ضرورت نہ پڑتا

۔۔۔"زریاب کی بات سن کر

بیلا نے بے اختیار انکی جانب دیکھا زریاب کا انداز

طنزیہ ہی تھا

جسے محسوس کرتے بیلا کے اندر باقی نہیں رہی

خان۔۔۔"سیماب نے انکا ہاتھ تھام کر پر سکون

کروانا چاہ جو وہ پہلے

سے تھے بس کسی کار کھ نہیں سکتے تھے بیلا جیسی لڑکی

کا تو

ہر گز نہیں جو انکے زی پر بولے

یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔زی کا دماغ خراب ہو گیا ہے

۔۔۔؟ دا جی غصّے سے

یکدم بپھر سے گئے

اسکا دل دماغ بلکل ٹھیک ہے بابا۔۔۔ تم اپنا بتیجی کو

دیکھو۔۔۔ جس

کی نیت خراب ہو رہی۔۔۔ داراب اسکو ایسے نہیں

منانے والا۔۔۔"ان

کی بات پر بیلا آنکھیں پھاڑے انکو دیکھنے لگی انکو کیسے

پتہ چلا

کہ وہ جیلس ہو رہی تھی لیکن ان کو نہ صرف پتہ چلا

بلکہ سب کے

سامنے اس کی پول بھی کھول دی

سونے پر سہاگہ اسی وقت داراب بھی ڈیوٹی سے واپس

آگیا تھا

اسکے آتے جیسے یہ خوبصورت ٹیم بیلا کو پوری ہوتی

ہوئی محسوس

ہوئی وہ الگ بات تھی کہ وہ انکو ساتھ دیکھ برداشت

نہیں کر سکتی

تھی

اسکو بلاؤ ادر۔۔۔یہ کیا کر رہا ہے۔۔۔سب لوگوں

کے بیچ۔۔۔"داجی کو

نہایت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی جسے وہ غصّے کی

آڑ میں

چھپانے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے

بابا وہ آ بھی گیا تو سنے گا ایک بھی نہیں۔۔۔آپ کو یاد

نہیں۔۔۔آغا

نے آپ کو کیا بولا تھا یہ تیسرا بیٹا سب سے الگ نکلے گا

تو دیکھو۔۔۔

وہ نکل گیا سب سے الگ۔۔۔عورت کا وجود کیا اہمیت

رکھتا اس نے

دنیا کو بتا دیا۔۔۔کہ وہ صرف بھیڑ بکری نہیں ہوتی

۔۔۔اس میں بھی

دل ہوتا ہے۔۔۔"داراب انکی بات سن کر سکرین پر

نظر آنے والے زیجال

زمل کو دیکھنے لگا

اس نے اپنا موبائل نکال کر کسی کو کال کی جس نے

فورا اسے اٹھا

لی

یہ نیوز ہر چینل سے فوراڈیلیٹ کرواؤ۔۔۔ کہیں بھی

مجھے یہ نظر

نہ آئے۔۔۔"اسکے سختی سے حکم دیتے مقابل نے

"اوکے سر"پر جوش

ہوتے جواب دیا کل بند کرتے داراب نے دھیرے

سے داجی کے ہاتھ

پر ہاتھ رکھ کر انکو پر سکون کیا

بیلا انکے بیچ سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی اس کی

رنگت

پہلی کیوں تھی یہ آج زریاب کو پتہ چل گیا تھا بچاری

جلتی ہی

اتنی تھی

تم لوگ کیسے آ گئے ویسے۔۔۔" ریسٹورنٹ میں بیٹھے

کھانا کھاتے ہوئے

زیحال نے یاقوت کو مخاطب کیا پامیر زمل کے ساتھ

باتوں میں

مشغول تھا اور باقی تین بچہ لوگوں کی اپنی پارٹی چل
رہی تھی
بر لاس انکو کھلا بھی رہا تھا اور خود بھی کھا رہا تھا
یاقوت نے گہری سانس خود میں بھر کر اسے دیکھا
کوئی نظر رکھ رہا تھا آپ پر۔۔۔"یاقوت کی بات سنتے
زیحال کی
جھیل سی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی ایک عجیب سا
تاثر اسکی
آنکھوں میں لہر بن کر دوڑ گیا

پورا ایریا اس وقت ہماری نظر میں ہے آپ جیسے

مرضی چاہیں بچوں

کو لے کر گھومیں۔۔۔" وہ اسے پرسکون کرنے کی

غرض سے بولا لیکن

زیحال کے ذہن میں وہی الفاظ گونج رہے تھے "اس

تک پہنچنے سے

پہلے ہم بہت کچھ کھو سکتے ہیں جس میں سب سے پہلے

فیملی آ

سکتی ہے"

بلیک شیڈو نے کبھی کوئی بات بنا کسی تحقیق کے نہیں

کی تھی وہ

کمپیوٹر جیسا دماغ رکھتا تھا اسکی پیشن گوئی سچ ہو رہی

تھی

ہبی۔۔۔دیکھیں پامیر بھائی مجھے چڑا رہے ہیں

۔۔۔"زمل خود کو ہارتے

دیکھ جھٹ سے احکام اعلی کو میدان میں گھسیٹ لائی

جس پر

پامیر بچارے نے تڑپ کر اسے دیکھا

واہ۔۔بہنا۔۔۔تمہارا کیا کہنا۔۔۔"پامیر کی حالت پر

زمل کو ہنسی آنے

لگی جو اسکے ہبی کی ایک گھوری پر یکدم سے سیدھا ہو گیا

تھا

بلیک شیڈو کو میسج بھیج دو۔۔۔"زیحال کی بات پر

یاقوت نے فورا

سے سر خم کر دیا

وہ لوگ کتنی ہی دیر وہاں بیٹھے انجوائے کرتے رہے

لیکن ابھی انکو

شاپنگ کرنی تھی اسی لئے وہ تینوں ان سے پہلے چلے
گئے تھے اور
زی حال زمل اور بچوں کو لے کر شاپنگ مال کیلئے نکل
گیا تھا
زمل نے آج خوب شاپنگ کی تھی اتنی تو پوری زندگی
میں نہیں کی
ہو گی کتنی وہ آج کر چکی تھی اور خوش بھی بے انتہا کی
تھی

ہی۔۔۔آپ دوبارہ کب ڈانٹیں گے۔۔۔"وہ ایک
ڈائمنڈ سیٹ دیکھتی
جھک کر پوچھنے لگی زیحال نے جھٹ سے اسے گھور کر
دیکھا
پٹ نہ جانا اب۔۔۔"وہ تڑخ کر بولتے خود بھی اسکے
لئے جیولری
دیکھنے لگا ساتھ ہی زالے کی رنگ بھی چینج کروالی
جسے دیکھتے
ہی زامل کا اس چمکتی چیز کو دیکھنے کا دکھ جاگ گیا

باہ۔۔۔می دش تم تم۔۔۔(بابا مجھے بھی یہ ٹم ٹم کرتی

چیز چاہیے)"

اسکے مانگنے کے کیوٹ انداز پر زیحال بے ساختہ ہنس

پڑا

یہ اسے عبدلباری نے دی ہے۔۔۔آپ کو بھی کوئی نہ

کوئی دے دے

گی میری جان۔۔"عبدلباری کے نام پر زامل پھر سے

چڑنے لگا اور ضد

کر کر زیحال کی گود سے نیچے اتر گیا

اب یہ روٹھ جائے گا۔۔۔ میں ایسے ہی بوڑھا ہو جاؤں

گا مناتے مناتے۔۔۔"

زیحال سر کھجاتے ہوئے اس ڈیڑھ فٹیے کو دیکھنے لگا

ہبی یہ دیکھیں۔۔۔ کیسا ہے۔۔۔" زمل نے ایک

خوبصورت سا نیکلیس

سیٹ زیحال کو دکھایا

ھمم بہت خوبصورت۔۔۔ لیکن یہ نہ لو۔۔۔" اسکی

پہلی بات پر خوش

ہوتی زمل آخری بات پر ٹھٹھک گئی

کیوں۔۔۔؟اتناتوپیاراہے کیا کمی ہے۔۔۔"اسے

واقعی سمجھ نہیں آئی

تھی زیحال آس پاس کے لوگو۔لوگو۔کودیکھتاذرا سا

اسکے کان

کے قریب جھکا

تمہاری دھڑکنوں کے قریب آنے کا حق صرف مجھے

ہے میری جان۔۔۔"

اسکی بات اور گھمبیر لہجہ زمل کوپل میں سرخ ہونے پر

مجبور کر

گیا وہ ہڑ بڑا کر اسے دیکھنے لگی دونوں اس وقت ایک
دوسرے کی
آنکھوں میں دیکھ رہے تھے
زالے تو وہی تھی دونوں کے بیچ البتہ زامل پر کسی کی
نظر نہیں
گئی وہ کہاں چلا گیا تھا
مم۔۔۔میں۔۔۔یہ لے کر رہی ہوں۔۔۔"وہ جھٹ
سے اس نیکلیس کو پیک
کروانے لگی

ٹھیک ہے پھر۔۔۔ میری جب جب اس پر نظر پڑے

گی میں تب تب اس

سے بدلہ لونگا۔۔۔" وہ بھنویں مٹکاتے اپنے خطرناک

ارادوں سے اسے

خبر دار کرنے لگا

وہ دو چار اور چیزیں لیتے رہے جب زالے کو اپنا بھیا نظر

نہیں آیا وہ

یہاں وہاں دیکھتی اسے ڈھونڈنے لگی جب وہ نہ دکھا تو

اپنے باپ

کی پینٹ کھینچنے لگی

باہ۔۔۔بیا۔۔۔کدل۔۔۔(بابا بھیا کدھر گئے)''وہ

کتنی معصومیت سے

پوچھ رہی تھی جب اسکے پوچھتے زیحال اور زمل

دونوں کا دھیان

اس جانب گیا زیحال کے ذہن میں جھماکے سے

ابراھیم کے بندے

گھوم گئے تھے وہ جھٹ سے زامل کو آس پاس

ڈھونڈنے لگا

زمل نے زالے کو بھی گود میں اٹھالیااور پریشان سی

خود وہی زامل

کو ڈھونڈنے لگی

59/3

یہ مال اتنا چھوٹا نہ تھا کہ وہ لوگ کچھ ہی پل میں ڈھونڈ

لیتے لیکن

اس وقت وہ لوگ تیسری منزل پر موجود تھے اور نیچے

جانے کیلئے

لفٹ کا استعمال کیا جا رہا تھا اس لئے دونوں سوچ بھی

نہیں سکتے

تھے کہ زامل یہاں سے نیچے گیا ہو گا زیحال وہاں کے

ہر سیکشن میں

پاگلوں کی طرح گھوم گیا تھا ایک ایک کونا چھان مارتے

وہ چیزوں

کو تہس نہس کر رہا تھا

زامل۔۔۔ کہاں ہو بیٹا۔۔۔ بابا کے پاس آؤ۔۔۔" وہ

اسے ناراض سمجھ کر

بلند آواز میں بلانے لگا لیکن زامل کہیں سے نکل کر

نہیں آیا یہ تھوڑی

سی اپنے بیٹے سے دوری زیحال کی سانسیں پھلا گئی تھی

نہیں وہ

اتنا بڑا رسک نہیں لے سکتا اپنے بیوی بچوں پر تو ہر گز

نہیں

زامی۔۔۔میری جان کہا ہو۔۔۔؟زمل زالے کو گود

میں لئے خود بھی از

حد پریشان سی اسے ڈھونڈنے لگی وہ دونوں کچھ ہی

دیر میں تقریباً

پورا تیسرا فلور چھان مار چکے تھے آخر میں آپس میں ہی
ٹکرا
گئے

ہبی۔۔۔ ہبی زامی کہاں گیا۔۔۔؟ وہ اب تقریباً رو
دینے کو تھی اپنے بچے
کو نہ دیکھ پانے کی وجہ سے اسکی حالت غیر ہو رہی تھی

ڈونٹ وری۔۔۔ یہی ہو گا۔۔۔ وہ کہاں جا سکتا ہے
۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔"

وہ زمل کو دلاسہ دیتے خود جلدی سے دوسرے فلور پر

آگیا جہاں

معمول کے مطابق لوگ شاپنگ کر رہے تھے ہر چیز

بہت ترتیب سے

چل رہی تھی بس ایک اسی کے دل کی دھڑکنیں بے

ترتیب ہو گئی

تھیں جس کا جگر کا ٹکڑا اس سے دور ہو گیا تھا

زامل۔۔۔زامل۔۔۔ بابا کو سنو بیٹا۔۔۔" وہ بلند آواز

میں چلاتے ہوئے

چاروں جانب نظر گھمانے لگا چہرے پر از حد پریشانی

تھی

زامل۔۔۔ کہاں ہو۔۔۔ جلدی آؤ۔۔۔ بابا آپکو ٹوائز

دلائیں گے۔۔"ٹوائز ایک

ایسا لفظ تھا جس سے وہ افلاطون جہاں کہیں بھی چھپا

ہوتا فورا

سے بھاگ نکل آتا لیکن وہ نہیں آرہا تھا مطلب وہ

یہاں تھا ہی نہیں

جو اپنے باپ کی آواز سن سکے

زمل اسی فلور پر بار بار ہر سیکشن کو چھان مارتی رہی

ماہ۔۔۔بیا۔۔۔کدل۔۔۔(ماما بھیا کدھر گئے)"

زالے معصومیت سے اپنی

ماں سے پوچھنے لگی جو جواب دینے تک کی سکت میں

نہیں

تھی

زامل۔۔۔۔"زمل نے چیخ کر اسے پکارا آس پاس کے

لوگ باقائدہ رک رک

کر اسے دیکھنے لگے

نیچے زیحال پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا تھا

گم ہونے والا بچہ کوئی عام بچہ نہ تھا وہ سلطنت کی کرسی

پر

بیٹھنے والا آفندیز کا اکلوتا وارث تھا وہ زیحال خان

آفندی کا بیٹا

تھا جس کے باپ کے ساتھ اسکے تاہ کی دہشت

کے الگ ڈنکے

بجتے تھے جس کے بڑے بابا پولیس میں ڈی ایس پی

کے عہدے پر

فائز تھے جس کے دوسرے بڑے بابا یہاں کی کرسی

پر براجمان تھے

اس سے جڑا کوئی بھی رشتہ چھوٹا نہیں تھا یقیناً اگر یہ

کسی کی

حرکت تھی تو اس نے خود اپنی موت کو دعوت دی

تھی

یہ مال کی سب سے پہلی منزل تھی جس کے دائیں

جانب ایک

راہداری نکلتی تھی اس میں کئی سیکشن موجود تھے جن

میں بچوں

کے بڑے بڑے ٹوائز دور سے دکھائی دیتے تھے سب

سے بڑھ کران

میں کارز رکھی تھیں اورزامل آفندی کے پسندیدہ سپر

مین

لیکن یہاں فلحال سناٹا تھا اتنے لوگ اس سیکشن سائیڈ

نہیں تھے

کیونکہ یہاں صرف امیر پارٹی آتی تھی جو ایسے ٹوائز

اپنے بچوں

کیلئے افورڈ کر سکتے تھے

ان سیکشنز سے نکل کر ایک ایریا ایسا آیا تھا جہاں دور

دور تک

صرف چینجنگ رومز بنے تھے سب ایک لائن میں

لمبی قطار میں

تھے اور تھے بھی سب ایک جیسے

جن میں سے ایک سے اسی وقت کسی بچے کی آواز سنائی

دی

وہ واش بیسن پر بیٹھے مرر میں خود کو دیکھتا ہوا با۔۔۔ با

کر رہا تھا

اسکے پیچھے ایک شخصیت کھڑی تھی جس نے بادامی

رنگ کی

پینٹ شرٹ اور چہرا رومال سے ڈھانپ رکھا تھا

اسکی تیکھی نظریں مسلسل اس بچے پر ٹکی تھیں جو خود

کو دیکھ

دیکھ کر خوش ہو رہا تھا

جامی۔۔۔بو تیفل۔۔۔(زامل بیوٹیفل ہے)"وہ

دونوں ننھے ہاتھ اپنی

ٹھوڑی کے نیچے رکھے چہک کر بولا اسی وقت اسکے پیچھے

موجود

شخص نے ہاتھ میں پکڑے چاقو کو بٹن دباتے جھٹ

سے کھول لیا

اسکی نظریں زامل کی ننھی سی گردن پر ٹکی تھیں

توائیج۔۔۔کدل۔۔۔(ٹوائز کہاں ہیں)" وہ مڑ کر اس

بندے سے پوچھنے

لگا وہ بندہ تھا یا بندی اسکے ڈریسنگ سے پتہ کر پانا مشکل

تھا

ٹوائز بھی ملیں گے بیٹا۔۔۔وہ دیکھو۔۔۔کتنا پیارا بے

بی۔۔۔"اس نے

زامل کا دھیان پھر سے مرر میں نظر آتے اسی کے

عکس پر لگا دیا

زامل زی حال سے ناراض ہو کر آگے پیچھے گھومنے لگا

تھا جب ایک

سیکشن میں دیوار کے قریب اس سے لگ کر کھڑے

شخص نے ایک

چمکتی چیز اسکی جانب لہرائی جس پر زامل کی فوراً سے

نظر پڑ

گئی وہ پہلے تو اسے دیکھتا رہا پھر اس شخص نے مزید اسکے

سامنے

کر کر ایسے لہرائی کہ زامل اسکے پاس جانے کیلئے مجبور

ہو گیا

تھا وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ٹُم ٹُم کرتے قدموں سے

چل کر اسکے پاس

گیا جب اسکے آتے اس شخص نے جھپٹ کر اسکے

چھوٹے سے منہ کو

دبوچ لیا اور اپنے بڑے سے جیکٹ میں چھپا کر اسے

سب سے نیچے

والے فلور پر لے آیا

زامل روتے ہوئے اسکی گود میں بے چین ہونے لگا تھا

لیکن اس شخص

نے اتنی سختی سے اس معصوم جان کا منہ دبوچا کہ اسکی

سانس

تک لینے کی آواز نہیں آرہی تھی

اس نے آتے ساتھ زامل کو اس ٹوائز سیکشن میں کھڑا

کر دیا جہاں دکھتی گاڑیاں دیکھ وہ یکدم سے چپ ہو گیا

اور اپنی بٹن سی

آنکھوں کو متحیر انداز میں پھیلائے سب ٹوائز دیکھنے

لگا

سرپرائز۔۔۔زامل۔۔۔"اسکے پیچھے موجود شخص نے

اسکے کان میں

سرگوشی کی

تو انج۔۔۔"وہ اپنی ننھی سے انگلی ایک کار کی جانب

کرنے لگا

یس۔۔۔آپ کو پسند ہیں ناں۔۔۔آپ لو گے یہ

۔۔۔؟وہ بے حد پیار سے

پوچھنے لگا اندھا کیا مانگے دو آنکھ زامل کو توٹوائز چاہئے
تھے پھر
دلانے والا چاہے کوئی بھی ہو اس نے جھٹ سے سر
ہاں میں
ہلایا
چلو۔۔۔لیتے ہیں۔۔۔" یہ کہتے اس شخص نے زامل کو
گود میں اٹھایا
اور اس سائیڈ لے آیا جہاں اس وقت کوئی بھی موجود
نہیں تھا

وہ ایک چینجنگ روم میں آ گئے تھے

آپ کو ٹوائز چاہئے ناں۔۔۔"وہ مرر میں دکھتے زامل

کے چہرے کو

دیکھ کس مکاری سے پوچھنے لگا

جامی۔۔۔شید۔۔۔وانت تواَئج۔۔۔(زامی نے بولا

اسے ٹوائز چاہئے)

یو ڈندے بے۔۔۔بی (تم گندے بچے ہو)"اسکی

آخری بات سنتے اس

شخص کی آنکھیں بے ساختہ پھیلی اسے اس بچے سے

اس جملے کی

توقع نہیں تھی

یو۔۔۔چی۔۔۔تل۔۔۔باہ۔۔۔ہپ۔۔۔ہپ (تم

چیٹر ہو۔۔۔بابا تمہیں ماریں گے)"

وہ اتنی دیر سے اسکے ٹوائزنہ دینے پر اسے اپنی ننھی سی

انگلی

دکھا کر ڈپٹنے لگا وہ شخص جتنا حیران ہوتا کم تھا یہ واقعی

بچہ

تھا؟ وہ بھی اتنا چھوٹا سا مگر ذہنی طور پر بڑے بڑوں کو

مات

دینے والا

بہت بول رہے ہو۔۔۔ یہ زبان پیاری نہیں ہے

۔۔۔"وہ شخص اسکی زبان

دیکھ درشتگی سے بولا

زامل کو اتنا مشکل جملہ سمجھ نہیں آیا کیسے آتا انکو مشی

نے

سارے باڈی پارٹس نیم انگلش میں یاد کروائے تھے

اوہ ہاں۔۔۔پاشا کے بیٹے ہو۔۔۔اتنا بولنا بنتا ہے بھئی

۔۔۔''وہ یاد کرتے

خود پر ہی ہنسنے لگا

ناہ۔۔۔یو ڈندا۔۔۔می۔۔۔ببا۔۔۔بے بی

۔۔۔(نہیں گندے بچے میں بابا کا بے

بی ہوں)''وہ کیا جانے کون پاشا وہ تو اپنے بابا کا بے بی

تھا

اسکے اتنے کیوٹ نخریلے انداز پر وہ شخص نہ چاہتے

ہوئے بھی ہنس

دیا

با۔۔۔با۔۔۔پاش(بابا کے پاس جانا ہے)"اپنے بابا

کی یاد آتے وہ ٹھسک

کر جانے کی ضد کرنے لگا

بابا پاش جانا ہے۔۔۔اووے۔۔۔لے۔۔۔میلا بے

بی۔۔۔ابھی بھیج دونگا۔۔۔

ذرا صبر تو کرو۔۔۔"وہ زامل کے منہ کو سختی سے

دبوچتے اسکے

منہ پر غرلایا زامل اسکے اس بے رحم عمل پر تیز آواز

میں رونے لگا

تھا

چپ۔۔۔ایک دم چپ۔۔۔ورنہ یہی تیرا کام تمام ہو

جائے گا۔۔۔ایک تیرا

باپ ہے۔۔۔جس نے ہماری ناک میں دم کر رکھا

ہے۔۔۔اور ایک تو۔۔۔"

اسے زامل میں پاشا کی جھلک نظر آئی تھی وہ بچہ کہیں

سے بھی

ایک پل کیلئے بھی خوف زدہ نہیں لگا تھا الٹا اسے ہی

دھمکیاں دے

رہا تھا

تب ہی اسکی جیب میں پڑا موبائل بجنے لگا اس نے

جلدی سے کال

اٹھاتے فون کان سے لگا لیا

غلطی سے بھی اس بچے کو ایک خروچ بھی نہ آئے

۔۔۔یہ ذہن میں

رکھنا یہ عام بچہ نہیں ہے۔۔۔" مقابل جیسے دیکھ رہا تھا

کہ وہ یہاں

کیا کر رہا ہے اس بچے کے ساتھ

اسکی زبان تو کاٹ ہی سکتا ہوں ناں۔۔۔" اسکا غصّہ

شدّت اختیار کر

رہا تھا اس لیے نہیں کہ وہ بچہ تھا اس لئے کہ وہ پاشا بے

کا خون

تھا

ابے۔۔۔ کہاناں۔۔۔یہ کوئی عام بچہ نہیں ہے
۔۔۔ جس کام کیلئے گئے ہو
وہ کرو۔۔۔"اسکے بے وجہ کے غصّے پر مقابل کو غصّہ
آیا
اوکے۔۔۔"ایک لفظی جواب دیتے ٹھک سے کال
بند کردی اتنی سی دیر
میں زامل رو رو کر ہچکیوں میں پاگل ہو گیا تھا اس شخص
اور بس

تو نہیں چلا تو زور سے اسکے گال پر تھپڑ دے مارا جس پر

زامل

سانس لینا بھی بھول گیا تھا وہ رو رو کر پاگل ہو گیا تھا

وہ شخص اسے اٹھائے چپکے سے باہر آیا اور سب کی

نظروں سے بچ

کر زامل کو ایک کونے میں بٹھاتے دھیرے سے مال

سے باہر بھاگ گیا

جہاں سامنے ہی ایک گاڑی پہلے سے موجود تھی وہاں

اور بھی لوگوں

کی گاڑیاں کھڑی تھیں جن میں زیادہ تر یہاں شاپنگ

کرنے آنے والے

تھے

با۔۔۔ با۔۔۔ "زامل کو سانس آتے وہ بری طرح

سے زیحال کو پکارنے لگا

اس معصوم بچے کو اس وقت کوئی بھی روتے دیکھ لیتا تو

اسکا دل

مٹھی میں آجاتا یا وہ خود بھی اسکے ساتھ بیٹھ کر رو دیتا

زیحال دونوں فلور اچھے سے چیک کرتا سب سے نیچے
والے پر آگیا
تھا جہاں وہ ایک ایک بندے کو زامل کی تصویر دکھا کر
پوچھ رہا
تھا کوئی کیسے بتاتا وہ شخص اسے چھپا کر ہی اس طرح
سے
لایا تھا کہ کسی کی نظر اس پر نہیں پڑی
زیحال کا دل کسی گہری کھائی میں ڈوبنے لگا تھا چہرے
کی رنگت

نچڑ سی گئی تھی

کہاں ہو بیٹا۔۔۔ بابا کے پاس آجاؤ۔۔۔" وہ دل ہی دل میں اسے پکارتا

نڈھال سا چاروں طرف نظر گھمانے لگا جب اسکی نظر ایک لڑکی پر

پڑی اسے دیکھتے زیحال کی آنکھیں بے ساختہ پھٹتی چلی گیں وہ

دیوانہ وار اسکی جانب بھاگا

اور جاتے اسکی گود سے اپنے بیٹے کو لیتے پاگلوں کی

طرح چومنے

لگا

زامل اپنے باپ کی گود میں آتے مزید شدّت سے

رونے لگا وہ لڑکی وہی

کھڑی اسے دیکھنے لگی جو اس کیوٹ سے بچے کو اس

کونے سے

روتے ہوئے اٹھا کر لائی تھی

میری جان ۔۔۔ میرا بچہ ۔۔۔ کہاں چلے گئے تھے ہاں ۔۔۔"زیحال کبھی اسکے

چہرے کو چومتا کبھی اسکے ننھے ہاتھوں کو

اپنے بیٹے کو کھو دینے کے خوف سے وہ بے جان سا ہوتا

اسے لئے فرش

پر بیٹھتا چلا گیا

آنکھوں سے گرم سیال خاموشی سے بہنے لگا

زامل پھر سے سانس بھول گیا تھا زامل بھی اسی وقت

انکے پاس آ

گئی اپنے بیٹے کو دیکھتے وہ تڑپ کر زالے کو گود سے

اتارتی اسے

اپنے سینے سے لگا گئی

زامی۔۔میری جان۔۔۔کہاں تھے۔۔۔کہاں تھا یہ

۔۔۔" وہ تڑپ کر زامل کی

پیٹھ سہلاتی اسے سانس لینے میں مدد دینے لگی جلد ہی

وہ چھوٹی

چھوٹی سی کھانسی کرتا ہوا تیز آواز میں رونے لگا

زیحال اس وقت کچھ کہنے کی سکت میں نہیں تھا وہ بس

زامل کو

دیکھے گیا

وہ دونوں ہی سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ وہ اتنا زیادہ

کیوں رو رہا

ہے

کہیں دور سڑک کے اس پار سے یہ منظر ایک کیمرے

میں ریکارڈ کیا

جا رہا تھا ریکارڈ کرنے والی گاڑی میں چار لوگ تھے جو

سب کچھ

ریکارڈ کرتے فوراً وہاں سے نکل پڑے کیونکہ سارا

ایریا اس وقت

پاشا کے لوگوں کی نظر میں تھا وہ لوگ چاہ کر بھی زیادہ

دیر وہاں

رک نہیں سکتے تھے زامل کو لے جا پانا تو بہت دور کی

بات

تھی

تب ہی زیحال کی نظر زامل کے گال پر پڑی وہاں

انگلیوں کے سرخ

نشان بنے ہوئے تھے زیحال نے ایک ہی جست میں

زامل کو اپنی گود

میں لیتے اسکے گال کو دیکھا لیکن وہاں جلن اتنی زیادہ

ہو رہی تھی

کہ وہ معصوم سا بچہ اسے ہاتھ بھی لگانے نہیں دے رہا

تھا

ہبی گھر چلیں۔۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔۔" زمل روتی

ہوئی زالے کو اپنی

گود میں لے گئی کیونکہ اب زامل اسکے پاس نہیں آنے

والا تھا اسے

اس وقت صرف اپنا باپ چاہئے تھا زامل زیحال کے

سینے میں اپنا

ننھا سا چہرہ چھپائے بس زار و قطار روتا گیا

وہ اپنی فیملی کو لے کر گھر کے کیلئے نکل گیا تھا سارے

راستے زامل

ڈرائیونگ کرتے ہوئے بھی زیحال کے کسرتی سینے

سے چپکا رہا

زیحال نے ایک نظر جھکا کر اسے دیکھا وہ سو چکا تھا

زیحال نے

دھیرے سے اسکے سر کو چوما

تھوڑی ہی دیر میں گاڑی پاشا ولا میں داخل ہو چکی تھی

آتے زمل

جلدی سے اتری اور زامل کو دیکھنے لگی

سب لوگ لاؤنج میں ہی موجود تھے اور سب خوش

بھی لگ رہے

تھر لیکن زمل اور زیحال ستے ہوئے چہرے دیکھ

یاقوت سب سے پہلے

کھڑا ہوا تھا

گھڑی کو سوئی ٹک ٹک کر رہی تھی ایک عجیب سی

خاموشی اس

وقت کمرے میں تھی

زمل زالے کو تو فیڈ کروا کر سلا چکی تھی لیکن زامل کے
بھوکے
سونے پر اس سے زیادہ زمل بے چین تھی اس نے
ایک نظر زیحال کو
دیکھا جو مسلسل زامل کے گال پر نظریں گاڑھے بیٹھا
تھا
ہماری غلطی ہے۔۔۔ ہمیں دھیان دینا چاہیئے تھا لیکن
مجھے سمجھ

نہیں آرہی زامی خود کیسے پہلے فلور پر آگیا۔۔۔"زمل

اب تک صرف

اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی کیونکہ اسکا بچہ اس

کام کیلئے

فلحال بہت چھوٹا تھا

ہوسکتا ہے یہ خود چلا گیا ہو۔۔۔تم پریشان مت ہو

۔۔۔اور سو جاؤ۔۔۔"

زیحال نے دھیرے سے زمل کے سر پر بوسہ دیا اور

اسے سلانے کیلئے

لٹادیا

لیکن۔۔۔ز۔۔۔زامی بھوکا ہے ہبی۔۔۔"وہ ماں تھی

بچے کی بھوک اسے

ساری رات جگاکر رکھ سکتی تھی

میں ہوں ناں۔۔۔تم سو جاؤ۔۔۔"وہ پیار اور نرمی

سے زمل کے سر کو

تھپکنے لگا جو کچھ دیر تو زامل کو ہاتھ لگا کر محسوس کرتی

اپنے دل کو سکون پہنچاتی رہی پھر اسے بھی گہری نیند

نے آلیا

رات کے تقریباً ڈھائی بجنے کے قریب تھے زیحال

اس وقت تک جاگ

رہا تھا وہ بیڈ کراؤن سے سر ٹکائے اپنے بیٹے کو ہی دیکھ

رہا تھا

اسکے چہرے کے نشان وہ زمل سے چھپا چکا تھا وہ دیکھ

لیتی تو

شاید حقیقت جان لیتی کہ اسکا بیٹا گیا نہیں لے جایا گیا

تھا

____

یہ ایک آباد جزیرہ تھا جہاں اس وقت سیکڑوں لوگ آ
جا رہے تھے
جن میں عورتیں اور مرد دونوں برابر تھے یہ کوالالم
پور کی ایک
اونچی بلڈنگ تھی جو اس وقت رنگ برنگی لائٹس
سے جگمگا رہی
تھی رات کی تاریکی میں یہاں۔ یہاں۔ لوگوں کے
شوروغل میں ڈی

بجے بھی پوری اپنی فارم میں آیا ہوا تھا عورتوں کی
ڈریسنگ دیکھی

جاتی تو یہ کہنا زیادہ آسان ہوتا کہ یہ لباس لفظ کی ہی
توہین تھی

ہر جانب جام عام جام چل رہا تھا یہ ایک بہت بڑی
پارٹی تھی

تب ہی وہاں ایک گاڑی آکر رکی اس سے اتر کر وہ اندر
کی جانب

بڑھا

اور لوگوں کے مجمعے کو چیرتے ہوئے وہ ایک مخصوص

جگہ پر آیا

جہاں پورا سیٹ اپ ساری پارٹی سے الگ تھا یہ

پورے علاقے کا ایک

خاص ایریا تھا جہاں بڑے لوگ آئے ہوئے تھے

وہ وہی کھڑا ان میں کسی کو تلاش کرنے لگا جب اسے

اپنا مطلوبہ

انسان نظر آ ہی گیا تھا اسے دیکھتے اسکی آنکھوں میں

ایک عجیب

سی چمک اتر آئ وہ اپنا موبائل نکالے ایک ویڈیو اسے

واٹسپ کرتے

آگے بڑھا اور جا کر کس شان بے نیازی سے صوفے پر

بیٹھ گیا

تم صحیح تھے۔۔۔وہ ڈر گیا ہے۔۔۔اسکی سب سے

بڑی کمزوری اسکے

بیوی بچے ہیں۔۔۔"اسکے ویڈیو بغور دیکھنے پر اس نے

مزید ٹکڑا

لگایا

وہ ویڈیو دیکھ مقابل کے چہرے پر الوہی سی چمک اتر

آئی

اور پھر وہ ایک زوردار قہقہہ مارے ہنسنے لگا

پارٹی۔۔۔یووووو۔۔۔" وہ موبائل پھینکے پورے جوش

سے چیختے ہوئے

اٹھ کھڑا ہوا اب پارٹی میں پہلے سے زیادہ جان بھر گئی

تھی

اس شخص نے منہ بسور کر اپنا اتنا مہنگا موبائل اٹھایا

جس کی

سکرین اسے الوداع کر چکی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسی پل زامل نیند میں رونے لگا آنکھیں بند تھی زیحال

نے فوراً اسے

اس ننھی سی جان کو اپنی گود میں لے لیا باپ کی آغوش

ملتے

وہ رونا بھولے ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگا

زیحال اسے لے کر کمرے سے باہر سیدھا لاان میں ہی

لے آیا وہ اس

وقت زیحال کی شال میں اسکے سینے سے چپکا ہوا تھا

باہ۔۔۔"کتنی ہی دیر بعد اس نے اپنے باپ کو پکارا تھا

یس بابا کی جان۔۔۔"زیحال کا جواب محبت سے لبریز

تھا

بوبو۔۔۔"وہ بھوکا تھا تب ہی دودھ مانگنے لگا زیحال

اسے لے کر اندر

کچن میں آیا اور اسے لئے لئے ہی اسکے لئے فیڈر

بنانے لگا زامل

اسکا ہر عمل خاموشی سے دیکھ رہا تھا

تھوڑی دیر بعد وہ ٹیبل پر بیٹھ کر گٹ گٹ اپنی فیڈر پیتے

ہوئے اپنے

باپ کو دیکھنے لگا جب اسکے ننھے سے ذہن میں آج والا

واقعہ

گھوما

زامل۔۔۔آپ کس کے پاس گئے تھے بابا کو چھوڑ کر

۔۔۔؟ وہ کچھ سوچ

کر زامل سے نرم لہجے میں سوال کرنے لگا

زامل نے جھٹ سے فیڈر چھوڑ دی اور یاد کرنے لگا

باہ۔۔۔ہیج۔۔۔باؤو۔۔۔"وہ اپنی مٹر سی آنکھیں

پھیلائے اور ہونٹ گول

کرتے زیحال کو بتانے لگا

وہ آپ کو کیسے لے کر گیا تھا۔۔۔؟زیحال اسکی بات

اچھے سے سمجھ

رہا تھا زامل پھر سے یاد کر کر بتانے لگا

باہ۔۔۔شید۔۔۔تو انج (بابا اس نے بولا ٹوائز لیتے ہیں

)"اسکے جواب پر

زیحال نے ضبط سے لب بھنچے پہلی بار اسے اپنے بیٹے

کے ذہن پر

فخر محسوس ہوا تھا جو باتوں اور منظر کو فورا اسے کیچ کر

لیتا

تھا ورنہ اتنا سا بچہ اتنا سب ہو جانے کے بعد خوف سے

ہی رو رو

کر پاگل ہو جائے اور کچھ بتا نا نہ آئے وہ الگ

آپ کو ٹوائز چاہیے تھے انہوں تو بابا کو بتانا تھا ناں

۔۔۔"زیحال نے

جان بوجھ کر اسے ناراضگی دکھائی

باہ۔۔۔یونالاج ناہ(بابا آپ ناراض نہیں ہو)'' وہ

اپنے ننھے سے ہاتھ کو

زیحال کے چہرے پر پیار سے پھیرنے لگا جب اسی

وقت اسکو کچھ

اور یاد آگیا اسے یاد کرتے زامل فیڈر چھوڑے ہونٹ

گول کر

گیا

باہ۔۔۔ہیچ۔۔۔ہپ۔۔۔می (بابا اس نے مجھے مارا تھا

)''عرق اسکی

معصوم سی آنکھوں میں تیزی سے جمع ہونے لگا اسے

ایسے دیکھ

زی حال کا دل کٹ کر رہ گیا اس نے تڑپ کر اپنے بیٹے

کو اپنے سینے

سے لگالیا

ڈونٹ وری بیٹا۔۔۔ بابا اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں

گے۔۔۔''وہ ضبط کی

انتہا پر تھا اس وقت وہ کیسے یہاں بیٹھا تھا یہ وہی جانتا

تھا

وہ کتنی ہی دیر زامل کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھا رہا

زامل۔۔۔آپ پرامس کرو۔۔۔یہ باتیں مما کو نہیں

بتاؤ گے۔۔۔" وہ اپنے

باپ کی بات پر اسکے سینے سے باہر نکل کر اسے دیکھنے

لگا

پامش۔۔۔"اس نے جھٹ سے اپنا ننھا سا ہاتھ اپنے

باپ کے ہاتھ پر رکھا

زیحال نے شدّت سے اسکے چہرے پر پیار کیا جہاں وہ

نشان اب

مدھم پڑ رہے تھے کیونکہ زیحال نے پہلے ہی اسکے

سونے کے دوران

اسکے گال پر ٹیوب لگادی تھی جس کی وجہ سے اب

اسے درد

نہیں ہو رہا تھا

وہ دونوں کتنی ہی دیر باتیں کرتے رہے جب پیچھے سے

ایک آہٹ سی

محسوس ہوئی زیحال نے مڑ کر دیکھا سامنے سے ہی

برلاس گھر کا

مین گیٹ بند کرتے اندر آرہا تھا وہ ڈیلی ہی اتنی لیٹ آ

رہا تھا اب

تو نظر بھی زیحال کی پڑ چکی تھی

وہ فوراً سے اٹھ کر کچن سے باہر آیا جب اسکے ایسے

اچانک نمودار

ہو جانے پر برلاس کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی

یار بھائی۔۔۔"وہ اپنے خوف سے کانپتے دل کو تھامے

بمشکل ہی بول

پایا

ایسے کون آتا ہے سامنے۔۔۔ڈرا دیا مجھے۔۔۔"ڈر

؟ برلاس شاہ کو؟ ذرا

وہ تاریکی میں ڈوبا منظر وہ خوفناک حویلی وہ بھیانک

بھوری

آنکھیں اور سنسان قبرستان زیحال نے کڑی نظر اسے

سر تا پیر

دیکھا

اتنی رات کو گھر واپس۔۔۔" وہ نہایت سپاٹ لہجے میں

پوچھتے ہوئے

چند قدم آگے آیا برلاس کے قریب جس کی سانسیں

ہی اسے پاس

آتے دیکھ سینے میں اٹک گئی تھی وہ بے حد قریب آکر

برلاس کی

آنکھوں میں دیکھنے لگا جنہیں چراتے وہ یہاں وہاں نظر

گھمانے

لگا

وہ بائیک جو ٹرک کے نیچے دی تھی اسکی کاپی نہیں ملی

کہیں ۔۔۔؟

اسکے سوال پر برلاس نے کرنٹ کھا کر اسے دیکھا

سانس؟ یہاں تو

دل بھی دھڑکنا بھول گیا تھا رنگت یکدم سے لٹھے کی

مانند سفید

پڑ چکی تھی

زامل اپنے چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلتا ہوا اپنے

باپ کی ٹانگ سے

آلپٹا

نہیں ملے گی۔۔۔کیونکہ وہ سنگل پیس میں نے خود

ڈیزائن کیا تھا۔۔۔"

شان بے نیازی سے برلاس کے سر پر بم پھوڑا وہ

آنکھیں پھاڑے اسے

دیکھنے لگا یہ تو وہ جانتا تھا لیکن یہ سب جان بوجھ کر کیا

باپ

تو پھر باپ ہوتا ہے ناں

اب منہ سے پھوٹو کہ اتنی دیر اور کہاں لگائی

---"اب جواب دینا تھا

اسے وہ جواب دیے بغیر یہاں سے ایک انچ نہیں ہل

سکتا تھا

دوستوں کے ساتھ تھا---" دھیمی آواز میں سر جھکا

کر جواب دیا

بیوی کہاں گئی---؟ اگلا سوال داغا

مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔۔۔''وہ سر

جھکائے منہ ہی منہ

میں بڑبڑایا اسکے باپ نے وہ بھی سن لیا

آئندہ تمہارے لبوں پر یہ الفاظ نہ آئیں وہ بیوی ہے

تمہاری اسے وقت

دو۔۔۔''یہاں برلاس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ

کچھ کہہ سکے

اسکی ضبط سے مٹھیاں بھنچ گئی

جی بھائی۔۔۔" مؤدبانہ انداز میں جواب دیا جس پر

زیحال اسے آخری

نظر سے دیکھتا خود زامل کو اٹھائے اپنے کمرے کی

جانب بڑھ گیا

برلاس نے اسکے جاتے اپنے کمرے کی جانب دیکھا

جہاں وہ موجود

تھی وہ لمبے ڈھینگ بھرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ

گیا اور جاتے

دھاڑ سے دروازہ کھولتے بیڈ پر سوئی ہوئی آئرہ کو دیکھنے

لگا جو

اسکے ایسے آنے پر ڈر کر نیند میں ہی اچھل کر پڑی تھی

اب بیٹھی آنکھیں پھاڑے غصّے سے اسے دیکھ رہی

تھی

یہ۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے اندر آنے کا۔۔۔وہ بھی اس

ٹا۔۔۔" اسکا سوال پورا

ہوا بھی نہیں تھا کہ برلاس نے ایک ہی جست میں

آتے اسے کندھوں

سے سختی سے تھامے اپنے قریب کر لیا

تم سے میں نے کہا تھا بھائی کو مت بتانا۔۔۔ کہا تھا ناں

۔۔۔ تم نے پھر

بھی جا کر انکو بتا دیا۔۔۔ کیوں ۔۔۔؟ وہ تقریباً اسکے منہ

پر دبی

آواز میں غرلایا تھا

60/1

آئرہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی جسے اصل بات ہی نہیں پتہ تھی

اور وہ آگ بگولہ ہو کر سیدھا اس پر آ کر پھٹ پڑا تھا آئرہ کی کانچ

سی بھوری آنکھوں میں نمکین پانی تیزی سے جمع

ہونے لگا وہ بنا

کسی حرکت کے برلاس کو دیکھنے لگی جب برلاس کی

نگاہیں اسکی

نگاہوں سے ملی

وہ ایک پل کیلئے جیسے سٹک ہو کر رہ گیا تھا کمرے میں

گہری

فسوں خیزی سی چھا گئی تھی لیکن ایک اسکے دل کی

دھڑکنیں بے

ترتیب ہو رہی تھیں جس نے نجانے کتنے دنوں بعد

ان آنکھوں میں

جھانکا تھا

بر لاس دھیرے سے اسکا چہرہ چھوڑے پیچھے ہٹ گیا

اور زور سے پیر

فرش پر دے مارتے باتھ روم میں جا کر بند ہو گیا آئ

رہ کتنی ہی

دیر بیٹھی اس بند دروازے کو دیکھتی رہی

دونوں کے بیچ کی دیوار صرف بڑھ رہی تھی اب تو

خطرہ لاحق ہونے

لگا تھا کیونکہ پھر یہ دیوار نہیں اسے گرانے والے گر

سکتے تھے

وہ کتنی ہی دیر باتھ روم میں بند رہا پھر شاور لیتے باہر

نکل کر مرر

کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا آئرہ اب بھی اسی پوزیشن

میں بیٹھی

تھی جب اس نے دھیرے سے بولنے کی ہمت کی

مم۔۔۔میں نے۔۔۔ب۔۔۔بھائی کو کچھ نہیں کہا

۔۔۔"اسکی آواز میں

دھیمی سی لرزش بھی شامل تھی برلاس خود پر سپرے

کرتا کرتا

رک کر مرر میں سے ہی اسے دیکھنے لگا کہیں سے بھی

نہیں لگ رہا

تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے

تو پھر سوال یہ تھا زیحال اتنی رات کو کمرے سے باہر

کیسے آگیا

تھا وہ بہت کم اس وقت کمرے سے نکلتا تھا لیکن آج

اسکے ساتھ

زامل بھی تھا مطلب وہی تنگ کر کر اپنے باپ کو لایا

ہو گا یہی

سوچتے بر لاس خود کو ریلیکس کرنے لگا لیکن آئرہ سے

معافی نہیں

مانگی جناب کی ناک آڑے آرہی تھی

وہ فریش ہوتا کاؤچ پر جا کر بیٹھتے کم فرٹر ٹھیک کرنے

لگا آئرہ

اسی طرح بیٹھی جیسے منتظر تھی کہ وہ اب کچھ کہے گا

لیکن وہ

کہاں کچھ کہنے والا تھا چپ چاپ لیٹ کر آنکھیں موند

گیا

یہ بے رخی آج ایک لڑکی نہیں ایک بیوی کے دل کو مار

گئی تھی

صبح کا سورج آج بہت مدھم سا نکلا تھا فضا میں پھیلی

گہری

ٹھنڈ نے اس کی روشنی اور تپش کو بری طرح سے مات

دی تھی ہر

کوئی گرم کپڑے پہنے اپنے کمروں سے باہر نکلا تھا

زامل زالے بھی

ٹیڈی بئیر والے کسٹم پہنے بے حد کیوٹ لگ رہے

تھے

ماہ۔۔۔ بائی۔۔۔(ماما عبدلباری)؟ زالے نیچے آتے

صبح صبح ہی اپنے

گڈے کو تلاش کرنے لگی جواب تک اپنے کمرے

سے باہر نہیں نکلا

تھا

آتا ہو گا بیٹا۔۔۔آپ اپنا جوس فنش کرو جلدی سے

۔۔۔"زمل نے پیار سے

فیڈر اسکے منہ میں دی اور کافی کے پتے چن چن کر

الگ پلیٹ میں

رکھنے لگی بچوں کو کل سے ہلکی ہلکی کھانسی شروع ہو گئ

تھی

جس سے بچنے کیلئے وہ گھریلو دیسی ٹوٹکا ہی تیار کر رہی
تھی

زامل ہاتھ میں فیڈر پکڑے یہاں وہاں با۔۔۔با
۔۔۔کرتا گھوم رہا تھا زمل

جتنا اسے دیکھتی اتنا اسکا دل اپنے بچے کیلئے بے چین ہو
رہا تھا وہ

چاہ کر بھی کل گزری قیامت اب تک بھول نہیں پائی
تھی

کومل عبدلباری کو تیار کر کر باقی چیزیں اسکی وارڈ میں

رکھ رہی

تھی جب اسے پیچھے سے عبدلباری کی چیخ سنائی دی وہ

کرنٹ

کھا کر جیسے ہی پیچھے مڑی نظر عبدلباری پر پڑی جو صبح

صبح

اس ریچھ کے چنگل میں پھنس گیا تھا

میر۔۔۔کیا کر رہے ہو۔۔۔اٹھو۔۔۔اور اسے چھوڑو

۔۔۔ابھی تیار کیا ہے

اسکو میں نے۔۔۔"وہ پہلے ہی اتنی مشکل سے اسے یہ

اونی کپڑے پہنا

پائی تھی وہ اچھل کود ہی اتنی کر رہا تھا

تو۔۔۔کیا ہوا۔۔۔اگلی بار بابا کر دیں گے۔۔۔اپنے

شہزادے کو۔۔۔"وہ پیار

سے بولتا عبدلباری کے روئی جیسے گالوں کو چومنے لگا

وہ پہلے تو

رویا تھا پھر اب خود اپنے باپ کے ساتھ مستیوں میں

شامل ہو گیا

تھا

ب۔۔۔اہ۔۔۔با۔۔۔ب۔۔۔ا۔۔۔"وہ وہ اپنے
پیروں کے دونوں انگوٹھے پکڑ کر
منہ میں لینے کی کوشش کرتا کی اپنی ب ت کی زبان
میں پہلی بار
بابا بول سکا
اسکے منہ سے بابا سنتے پامیر اور کومل جہاں تھے وہی
کے وہی رہ

گئے پامیر کا تو گویا سانس ہی رک گیا تھا اسکے بیٹے نے

بابا کہا؟

وہ بے یقین سا اسے دیکھتا رہا کومل نے ایک ہی جست

میں آ گے

آتے عبدلباری کو گود میں اٹھا لیا

میری جان۔۔۔ پھر سے۔۔۔ پھر سے بابا کہو۔۔۔" وہ

نم آنکھوں سے اسے

گود میں لئے بے حد محبت سے پھر سے بلوانے لگی

لیکن عبدلباری

جیسے بھول گیا تھا کہ اس نے ابھی کیا کہا ہے وہ ابھی

چھوٹا سا

بچہ تھا ایسے بات سمجھنے سے بلکل قاصر

لیکن تب ہی پامیر بھی اٹھ بیٹھا جب عبدلباری کی نظر

اپنے باپ

پر پڑی

با۔۔۔ہ۔۔۔ب۔۔ا۔۔۔با۔۔۔" اسے دیکھتے ہی وہ

پھر سے بابا بابولتے اسکے

پاس جانے کی ضد کرنے لگا کومل نے حیران ہوتے

پامیر کو دیکھا

وہ عبدلباری کو اپنی گود میں لیتے خوشی سے پاگل

ہونے لگا

تھا

میری ۔۔۔ جان ۔۔۔ میر امان ۔۔۔ میرا چاند ۔۔۔ پھر

سے بولو ۔۔۔ پھر سے ۔۔۔" وہ

خوشی سے چیختے اسے پھر سے بولنے پر اکسانے لگا

با۔۔۔ب۔۔۔ا۔۔۔"عبدلباری کو یہ ایک دلچسپ

کھیل لگا وہ بار بار یہی

لفظ دہراتے ہوئے زور سے کھلکھلانے لگا پا میر خوشی

سے پاگل ہوتا

اسے گود میں لئے بیڈ سے اتر کر گول گول گھوم گیا

کومل ان دونوں

کو اتنا خوش دیکھ خود بھی خوشی سے پاگل ہونے لگی

تھی

پاپا میرا ایسے ہی عبد لباری کو لئے کمرے سے باہر نکل

آیا

بھائی۔۔۔بھائی اس نے مجھے بابا بولا۔۔۔۔واللہ اس

نے مجھے بابا

بولا۔۔۔"وہ پورے لاؤنج میں عبد لباری کو اٹھائے

خوشی سے چیخنے

لگا اسی وقت باقی سب بھی فریش ہوتے کمروں سے

باہر نکل آئے

جونہ آتا اسے پامیر سلطان کی خوشی زبردستی کھینچ باہر

لائی

تھی

زیحال کے نیچے آتے پامیر اسکا بازو پکڑے گول گول

گھوم گیا وہ

بچارا جو اپنی دھن میں آرہا تھا ایسے گول گھومتے سر

تھام کر

رہ گیا

اس نے۔۔۔اس نے مجھے بابا بولا۔۔۔" وہ رک کر

بے یقینی سی کیفیت

میں زیحال کو بتانے لگا جو جلد ہی معاملہ سمجھتے

عبدلباری کو

دیکھنے لگا جو اپنے سسر صاحب کو دیکھتے ہی اس پر آنے

کی

کوشش کرنے لگا

ماشاءللہ۔۔۔یہ تو خوشی کی بات ہے۔۔۔" زیحال

اسے گود میں لیتے

اس کے نرم وملائم گال پر پیار کرنے لگا اپنے باپ کو

غداری کرتے

دیکھ زامل دور سے بھاگتا ہوا فورا اسے آ ٹپکا

باہ۔۔۔ بائی۔۔۔ ناہ می۔۔۔ دودی۔۔۔(بابا باری کو

نہیں مجھے گودی لیں)"

وہ چھوٹا سا جل ککڑ تھا کیسے برداشت کرلیتا اپنے باپ

کی گود

میں کسی اور کو اور وہ تو تھا ہی عبدل باری اسکی بہن کا پکا

پارٹنر

دونوں اسکو چڑاتے تھے ناں ساتھ کھیل کر

تم ادھر آؤ۔۔۔میرا چھوٹا پٹاخا۔۔۔آپ کو پتہ

۔۔۔عبدلباری نے مجھے بابا

بولا۔۔۔"پا میرا اسے گود میں لیتے پیار اور خوش سے

بتانے لگا

باقی سب بھی خوش ہوئے اسے دیکھ رہے تھے آج

واقعی سب کیلئے

خوشی کا دن تھا زیحال عبدل باری کو ڈھیر سارا پیار

دینے لگا زمل

بھی اسکے پاس ہی آگئی بھئی وہ اسکا بھی داماد لگتا تھا

چچچ۔۔۔آپ بوڑھے ہو گئے۔۔۔" برلاس نے

جھٹ سے میدان میں انٹری

مارتے عبدلباری کو لے کر اپنی طرف سے چنگاری

پھینکی جس پر

پامیر کے گھورتے اسکا زوردار قہقہہ پورے لاؤنج میں

گونج

پڑا

کوئی نہیں بیٹا۔۔۔ تیرے بھی دن آنے ہیں۔۔۔"وہ

صوفے پر لم لیٹ ہوتا

حساب فوراً سے بے باک کر گیا جس پر برلاس نے زرا

بھی کان نہ

دھرے وہ کبھی یہ سوچتا ہی نہیں تھا کہ اسکی اپنی بھی

کوئی

اولاد ہو گی اسکی ساری محبت صرف انہی بچوں پر تمام

تھی لیکن

ایک حقیقت یہ بھی تھی کہ جو شخص اپنے بھائی کے

بچوں پر

جان وار تھا اسکے اپنے بچے دنیا کے خوش قسمت ترین

بچے ثابت

ہونے والے تھے

ویسے سیکھنا تو اسے زالے کا نام چاہئے تھا اب دیکھنا یہ

کیسے اس

سے فائٹ کرے گی ہاہاہا۔۔" برلاس کی بات پر

سب کی بے ساختہ

ہنسی چھوٹی

ناہ۔۔۔می۔۔۔ڈُد گل (نہیں میں اچھی لڑکی ہوں)"

زالے پہلی بار کسی

بات کو اتنی جلدی سمجھ پائی تھی کیسے نہ سمجھتی بات

اس

کے گڈے کی تھی اسکی بات پر سب مزید ہنسنے لگے

صدقہ نکال دینا۔۔۔" زیحال کی بات پر یاقوت نے

بے ساختہ اسکی

جانب دیکھا جس کے چہرے پر اپنے بچوں کو خوش

دیکھ ایک الگ

ہی الوہی سی چمک تھی وہ بے یقین تھا کہ جن کو اپنے

ہاتھوں سے

پالا آج انکو بابا کہنے والے آ گئے اس احساس کا کوئی نام

نہیں تھا یہ

بس مسرور کر دینے والا احساس تھا

زالے اور عبدل باری آپس میں مل چکے تھے زامل

نے ایک نظر انکو

دیکھا اور پھر اپنے تاہ کے پاس آگیا

تاہ۔۔۔می۔۔۔چھید۔۔۔چھید۔۔۔(تاہ میں سیڈ سیڈ

ہوں)" برلاس کو

موبائل میں گھسے دیکھ وہ اسکے قریب آتے باقائدہ منہ

پھلا کر

بولا

ارے میرا بیٹا۔۔۔شیڈ کیوں ہے۔۔۔ہاں۔۔یہاں

آؤ۔۔" برلاس نے اسے گود

میں لیتے اسکے پھولے ہوئے گالوں پر ڈھیر سارا پیار کیا

جب اسے

اپنے ہونٹوں پر ایک الگ ہی عجیب سا لمس محسوس ہوا

وہ دھیرے

سے پیچھے ہٹ کر زامل کو دیکھنے لگا جو اسکے پیار کرنے

پر آج

پہلی بار اسے دور کر رہا تھا

تاہ۔۔۔دد۔۔۔دد۔۔۔(تاہ درد ہو رہا ہے)'' اسکے گال

پر ہلکی ہلکی جلن اب

بھی باقی تھی برلاس اسکی بات پر اسکے چہرے کو ب

غور دیکھنے

لگا اس چہرے کو وہ شروع دن سے چومتا ہوا آرہا تھا

کب اس پر

ہلکی سی بھی خروچ آتی وہ محسوس کر سکتا تھا آج تو زامل

خود

ہی اسے دور کر رہا تھا

کیوں میری جان۔۔۔درد کیوں ہے۔۔۔دکھاؤ

۔۔۔''وہ دونوں جانب سے

اسکے گال دیکھتا دھک سے یکدم رک سا گیا زامل کے

چہرے پر ہلکی

ہلکی سوجن آچکی تھی جسے غور کرنے پر ہی محسوس کیا

جاسکتا

تھا یہاں تو پھر اسکا تاہ تھا جسے اسکے گالوں سے عشق تھا

ان میں

ہوئی ذرا سی بھی تبدیلی وہ جھٹ سے بھانپ سکتا تھا

یہ۔۔۔یہ کیا ہوا۔۔۔زامل۔۔۔؟ وہ یکدم سے سیدھا

ہوتے بے چین سا اور

غور سے اسکی سوجن کو دیکھنے لگا تب ہی زیحال کی

نظر

ان دونوں پر پڑ گئی برلاس کے چہرے کے تاثرات

سے صاف پتہ چل

رہا تھا کہ وہ سوجن دیکھ چکا ہے تب ہی وہ موبائل

رکھتے یکدم

سیدھا ہو بیٹھا

کیا ہوا یہ۔۔۔ آپ کہیں گرے ہو۔۔۔ زمل

۔۔۔" وہ ایکدم سے بے چین ہوتے

زامل کو گود میں اٹھائے کھڑا ہو گیا اسکے ایسے اٹھنے پر

سب نے

بے ساختہ اسکی جانب دیکھا

یہ اسکے چہرے پر سوجن کیوں ہے۔۔۔ کہیں گر گیا تھا

یہ۔۔۔؟ اسکی

بات پر یاقوت اور پامیر بھی فوراً سے زامل کے پاس

آئے اور اسکے

گال کی سوجن دیکھنے لگے

یہ کیسے آگئی۔۔۔اور بتایا کیوں نہیں۔۔۔بھائی

۔۔۔؟یاقوت حیران سا

زیحال کی جانب مڑا یہاں ان بچوں کو ایک خروچ بھی

آجائے تو

ڈاکٹرز کی لائن لگ جاتی تھی اور سوجن جسے کسی کو بتایا

بھی

نہیں گیا زامل انکے ذرا سے چھونے پر رونے لگا تھا

زیحال نے

خاموشی سے اٹھ کر زامل کو اپنی گود میں لے لیا

کل یہ۔۔۔" وہ بولتے بولتے ایک پل کو رکا سوچ

سوچ کر ہی اسکا خون

کھول رہا تھا

زامی کل پتہ نہیں کیسے مال میں گم ہو گیا تھا اور ملا بھی

ہمیں

پہلے فلور پر تھا۔۔۔" زمل کی بات سنتے سب حیران

سے اسکی جانب

دیکھنے لگے کل وہ دونوں پریشان ضرور دکھے تھے لیکن

زامل کی

نیند خراب نہ ہو جائے اس لئے زیحال بنا کسی کو جواب

دیے کمرے

میں چلا گیا تھا

ایسے کیسے۔۔۔اور بتایا کیوں نہیں۔۔۔"اسکے تین

چاچوؤں کیلئے یہ

بات کتنی بڑی تھی اسکا اندازہ بھی شاید ہی کوئی لگا سکتا

تھا

ناشتہ کرواؤ اسے۔۔۔میں ڈاکٹر کے پاس لے کر

جاؤنگا۔۔۔بتانا تو چاہیے

تھاناں۔۔۔ایسے چپ کون رہتا ہے۔۔۔یہ درد میں
کیسے بلک رہا ہے۔۔۔"
برلاس پہلی بار زمل پر ناراض ہوا تھا جو خود بھی نہیں
جانتی
تھی کہ زامل کہیں گر بھی چکا تھا وہ زیحال کی گود سے
زامل کو
لے کر روم میں فیڈ کروانے چلی گئی تھی
باقی سب ناشتے کیلئے میز پر آچکے تھے برلاس کا موڈ
اب بھی

قدرے آف تھا وہ بار بار زمل کے آنے کے انتظار

میں ٹھیک سے ناشتہ

بھی نہیں کر پا کہ رہا تھا وہی دوسری جانب زیحال اپنی

سوچوں

میں گم تھا جب اسکا موبائل ٹیبل پر رکھا رنگ کرنے

لگا

نمبر دیکھتے ہی فورا اسے پہلے زیحال نے موبائل کان

سے لگا

لیا

پاشا یہ گاڑی سیف کے نام پر رجسٹر ہے جس بندے

نے مال میں آپ

کے بیٹے کو اٹھایا تھا اسے اسی گاڑی میں آخری بار بیٹھتے

دیکھا

گیا ہے۔۔۔" وہ رات سے پورے مال کی ایک ایک

سی سی ٹی وی فوٹیج

چھان مار چکا تھا جس میں کہیں بھی اس شخص کا چہرہ

نظر

نہیں آرہا تھا بس اسکا ایک پہناوہ ہی تھا جو زیحال کی

سکین

کرتی نظروں سے اوجھل نہ رہ سکا

کہاں ملے گا یہ۔۔۔؟ اسکے لہجے میں انتہا کی سرد مہری

تھی آنکھوں

میں ڈورے گہرے گلابی پڑتے آنکھیں تپش کے

باعث جلنے لگی تھیں

اسکا یہ روپ بہت کم دیکھنے کو آتا تھا لیکن جب آجائے

تب۔۔۔

وہ تینوں زیحال کی جانب دیکھنے لگے جو اسکے اس سرد

انداز

سے اچھی طرح واقف تھے

اس بندے نے بلکل گہرائی سے ایک جگہ کا اسے بتایا

جو یہاں سے

کافی دور تھی صرف جگہ معلوم ہو گئی تھی اور یہی پاشا

بے کیلئے

کافی تھا

زامل کے آتے اس نے ٹھک سے کال بند کر دی

باہ۔۔تاشتہ۔۔ فنچھ (بابا ناشتہ فنش)''زالے اپنے

بابا کی گود میں

کب سے بیٹھی ایک ہی بریڈ کو مشکل سے ختم کر رہی

تھی پیٹ

بھرتے اس نے وہ بریڈ کا ٹکڑا ازیحال کی پلیٹ میں رکھ

دیا سارا دن

بھلے ماں چاہیے ہو لیکن ناشتے کے وقت اور رات کو

سوتے وقت انکو

صرف اپنا باپ چاہیے ہوتا تھا

زامل بھی آتے ساتھ ضد کر کر زیحال کو گود میں آگیا

وہ ان دونوں

کو اپنی لیپ پر بٹھائے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروانے

لگا

باہ۔۔۔یو۔۔۔فائت۔۔۔ہ۔۔نا (بابا آپ فائٹ لو

گے ہے ناں)"زامل رات والی

بات یاد کرتے کس معصومیت سے پوچھ رہا تھا

زیحال نے اسکے گال پر نرمی سے اپنے لب رکھے اور

سر کو دھیرے

سے اثبات میں جنبش دی

آپ پرامس نہیں توڑو گے ناں۔۔۔ورنہ بابا ناراض

ہو جائیں گے۔۔۔"اس

نے سر گوشی نما انداز میں پوچھا زالے دونوں کو ہی

دیکھ رہی

تھی

ناہ۔۔۔می پامش۔۔ناہ۔۔۔"اسکے کہنے کا مطلب تھا

کہ وہ پرامس نہیں

توڑے گا بس زامل سے ناراض نہ ہو وہ اپنے باپ کی

ناراضگی برداشت

نہیں کر سکتا

"بابا۔۔۔می پاپا مش۔۔۔(بابا میں بھی پر امس کروں)"

زالے جھٹ سے اپنا

ننھا سا ہاتھ اپنے بابا کے چہرے پر رکھ گئی جسے زیحال

نے محبت

سے چوم لیا

یس میرا بیٹا۔۔۔ہم ایک ٹیم ہیں او کے۔۔۔"اس

نے اپنے دونوں بچوں

کو پیار کیا اور ناشتہ کرواتے زمل کے حوالے کر دیا اب

اسکی اپنی

ناشتہ کرنے کی باری تھی

کومل ہوسپٹل جانے کیلئے تیار ہونے کمرے میں چلی

گئی تھی

عبدلباری مشی کے پیچھے پیچھے اسکو تنگ کرنا شروع ہو

گیا تھا اور

وہ خوشی خوشی اس سے تنگ بھی ہو رہی تھی

سب ٹھیک ہے۔۔۔؟ گھر کی خواتین کے اٹھتے یاقوت

نے دھیرے سے

ٹھہرے لہجے میں استفسار یہ پوچھا

زیحال اپنی پلیٹ پر ہی نظریں گاڑھے بیٹھا رہا تب ہی

زمل نے آکر

اسکے سامنے چائے کا کپ رکھا جسے وہ ناشتے کے بعد ہی

بناتی تھی

باقی سب ناشتے کے وقت ہی پی لیتے تھے دوسرا کپ

کافی کا برلاس

کے لئے تھا جس کا مسکرا کر وہ شکریہ ادا کرتے اپنے

بھائی کو

دیکھنے لگا جو یقیناً زمل کی موجودگی کے باعث چپ تھا

اسکے جاتے

ہی زیحال نے گہری سانس خود میں بھری

زامل کو کل کسی نے کڈنیپ کر لیا تھا۔۔۔" اسکی بات

سنتے یاقوت

پامیر کی آنکھیں بے ساختہ پھیلی وہی برلاس جس کے

لبوں کی

جانب کافی کا مگ جاتے لبوں لگنے ہی والا تھا ہاتھ کی

مٹھیاں زور

سے بھنچتے کافی اسکے لبوں کو چھو چکی تھی

تھپڑ بھی مارا ہے اس نے زامل کو۔۔۔" یہاں خود

برلاس کرنٹ کھاتے

پھٹی پھٹی سی نظروں سے زیحال کی جانب دیکھنے لگا

وہ تینوں جیسے ایک پل کیلئے سکتے کے عالم میں چلے گئے

تھے

اس بچے کو تھپڑ جس کی طرف آج تک کسی نے غصّیلی

نظروں تک

سے نہیں دیکھا تھا

وہ زندہ ہے اب تک ۔۔۔؟ سوال پامیر کی جانب سے

آیا تھا جس کے

ضبط کی انتہا تھی

زیادہ دیر نہیں رہے گا۔۔۔" کہتے وہ ایک پل نہیں رکا

اپنا کوٹ اٹھاتے

باہر کی جانب بڑھ گیا اسکے ایسے جاتے برلاس نے

کپ ٹھک سے ٹیبل

پر رکھ دیا زیحال گھر سے باہر نکلا ہی تھا کہ برلاس بھی

کرسی

غصّے سے پیچھے سرکاتے ایک ہی جست میں اٹھ کھڑا

ہوا

اسکے پلٹتے یاقوت کی آواز پر قدم اس ایک جگہ

رک سے گئے

برلاس۔۔۔"اسکے پکارنے پر آج برلاس نے ضبط

سے آنکھیں بند کی

تھی جوانتہا کی اسے جلتی ہوئی محسوس ہورہی تھیں وہ

دھیرے

سے یاقوت کی جانب پلٹا

کیا آپ آج بھی روکیں گے۔۔۔؟سرد مہری سے

استفسار یہ پوچھا

یاقوت اسکی جانب کچھ پل دیکھے گیا
اگر بھائی کے دل میں ذرا بھی رحم آجائے تو خود آ گے
ہو جانا۔۔۔"
اسکی بات پر پامیر نے بے ساختہ گردن موڑ کر اسے
دیکھا جس نے
آج خود برلاس کے اندر چھپی شخصیت کو بیڑیوں سے
آزاد کر دیا
تھا اور یہاں اب بس تھی

برلاس ایک گہری مبہم سی مسکراہٹ مسکرایا اور ایسے

ہی قدم

پیچھے کی جانب اٹھاتا گیا آج اسکا ایک ایک قدم بھاری

تھا تب ہی

زامل بھی زالے کے ساتھ کھیلتا ہوا لاؤنج میں آ گیا

اسکے چہرے کو

دیکھتے برلاس نے اس منظر کو اپنے ذہن پر نقش کر لیا

تھا

وہ بھی نکل چکا تھا اسکے جاتے ہی پامیر نے یاقوت کی

جانب

دیکھا

ہم یہاں کنچے کھیلیں گے۔۔۔؟ انداز طنزیہ تھا

نہیں۔۔۔ ہم بھی انکے والا کھیل کھیلیں گے

۔۔۔ لیکن الگ طریقے سے

سب لوگ ایک کھیل کھیلیں تو مزہ نہیں آئے گا

۔۔۔" اسکی بات پر پامیر

تھوڑا متجسس سا ہوا یا قوت کی مسکراہٹ تھوڑی الگ

تھی عجیب

بہت عجیب وہ بھی اپنا کوٹ اٹھائے باہر نکل گیا پامیر

پہلے تو

دیکھتا رہا پھر یکدم سے ہوش میں آتے اسکے پیچھے ہو

لیا

زامل زالے ان سب کو جاتے دیکھ گھر کی دہلیز تک

بھاگے آئے تھے جب

کسی نے انکو نہ اٹھایا تو وہ روتے ہوئے اپنی ماں کے پاس

چلے گئے

وہ ڈھیلی سی بلیک ٹراؤزر پر وائٹ گول گلے والی شرٹ

جس سے

انکے سکس ایبز صاف طور پر واضح ہو رہے تھے اسکے

اوپر ہی

لیدر کی جیکٹ بھی پہن رکھی تھی وہ بلکل رف سے

حلیے میں

بکھرے بال جو ماتھے پر پر کشش انداز میں بکھرے

پڑے تھے کچن

میں کھڑے کافی بنا رہے تھے ایک جانب شرٹ کی آواز

آ رہی تھی

آملیٹ بنتے اسے پلیٹ میں نکالا اور کافی کا مگ اٹھا کر

باہر آتے

کرسی پر بیٹھ کر ٹانگیں سیدھی ٹیبل پر رکھ لیں اور چمچ

کانٹے

سے آملیٹ کا ٹکڑا کاٹ کر منہ میں ڈالتے سامنے کا

منظر دیکھا

سامنے اسکے سارے ساتھی اپنے اپنے کاموں میں

مشغول دکھائی دے

رہے تھے

تب ہی اسکا ایک قریب بندہ اسکے ساتھ والی کرسی پر آ

کر بیٹھ

گیا اور اسی کے انداز میں سامنے دیکھنے لگا

یہ علاقہ بے حد خوبصورت تھا درمیانے قد کے کھجور

کے درخت

جگہ جگہ لگے بے حد سٹائلش لگ رہے تھے

بندہ ایک عدد بیوی رکھ لے کم از کم آملیٹ بنا بنایا تو

نصیب ہو

جائے گا۔۔۔" وہ منہ بسورتے بنا بلیک شیڈو کی جانب

دیکھے اسکے

خود سے ناشتہ بنانے پر چوٹ کی

اسکا چلتا ہوا منہ ایک پل کو رکا صرف نگاہیں آرسن کی

جانب

گھومی

بلیک شیڈو نے گہری سانس خارج کی اور اپنے ہاتھ میں

پکڑے کانٹے

چمچ کو غور سے دیکھنے لگا اسکے اس انداز پر ہی آرسن

یکدم سے

تیر کی طرح سیدھا ہو بیٹھا

لیکن بلیک شیڈو نے اتنے آرام سے اگلا آملیٹ کا ٹکڑا

کاٹا اور منہ میں

ڈال لیا اسکے اس عمل پر آرسن نے سینے پر ہاتھ رکھتے

گھور کر

اس ڈھیٹ کو دیکھا جو اپنی خاموشی سے ہی اسکی سانس

تک روک

گیا تھا

آرسن جھنجھلا کر اٹھتے جلدی سے منظر سے غائب ہو

گیا اسکے جاتے

ہی بلیک شیڈو نے اپنا ناشتہ ختم کرتے موبائل اٹھایا اور منہ میں

انیچ آملیٹ کے ٹکڑے زبان سے چنتے ہوئے کسی کو کال کی

اسکی کال ہمیشہ کی طرح جلدی اٹھائی گئی

اسکا کام جو جائے گا۔۔۔جیسا آپ نے کہا تھا۔" مقابل کی بات سنتے

اس نے بنا کچھ کہے کال کاٹ دی اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

اٹھتے ہوئے نظر پلیٹ میں رکھے کانٹے چمچ پر گئی کچھ تھا

جو

اسکو اس منظر میں کھٹک رہا تھا

برلاس بیڈ پر بیٹھے زامل کو گود میں لئے اس کے گال کو

دیکھ رہا

تھا جسے ڈاکٹر مکمل چیک کرتے اسے لگانے کیلئے

انجکشن دوامیں

بھر رہا تھا

اسکے بغیر تم لوگوں کا علاج نہیں ہوتا۔؟ برلاس کو

انجکشن دیکھ اس

ڈاکٹر پر غصّہ آیا جس پر وہ ڈاکٹر ہی یکدم سے ہڑ بڑا گیا

س۔۔۔ سر یہ جلدی ٹھیک کرنے کا واحد راستہ ہے

بچے کی سوجن

جھٹ کے سے ختم ہو جائے گی۔" انکے دیے گئے

دلاسے پر برلاس نے لب

بھینچ لیے یہ ذہر کی گھونٹ اسے بھرنی ہی تھی

تاہ۔۔۔می ناہ۔۔۔(تاہ مجھے نہیں لگانا)" وہ روتے

ہوئے ٹھسکنے لگا

تھا۔

زامل وہ دیکھو۔۔۔بمم۔" برلاس نے اس دیوار پر لگی

پینٹنگ کی

جانب انگلی کی جس میں کسی جنگ کا منظر پیش کیا جارہا

تھا

زامل ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہا تھا

تھاہ۔۔۔تھاہ (ٹھاہ ٹھاہ)؟زامل کو اس پینٹنگ کی فورا

سے سمجھ آ

گئی تھی وہ غور سے دیکھنے لگا۔

یس۔۔۔ایک بار ایک پرنس تھا جو" برلاس اسے

بہت ہو پیار سے اس

پینٹنگ کا پس منظر بتانے لگا اتنی سی دیر میں ڈاکٹر نے

دوسری

جانب سے سرنج بہت ہی نرمی سے زامل کی بازو پر لگا

دی جس پر

وہ تو دھیان نہیں دے سکا لیکن برلاس کو صاف پتہ

چل رہا تھا تب

ہی وہ ضبط سے آنکھیں مینچ گیا اتنی تکلیف اسے کبھی

اپنی چوٹ

پر محسوس نہیں ہوئی تھی جتنی اس وقت صرف ایک

انجکشن

سے ہو رہی تھی

زامل کو بیسٹ ٹریٹمنٹ دلوا کر وہ اسے لئے مال آ گیا اور

خوب سارے

ٹوائز دلوائے جب ایک لڑکی اس کے پاس آکر رکی

شاید وہ بھی

شاپنگ کرنے آئی تھی اس نے کہا وزامل کو نہیں دیکھا

البتہ وہ

دیکھتے ہی پہچان گیا تھا

تاہ۔۔۔بوتیفل۔۔۔(تاہ یہ بیوٹیفل ہے)" اسکی بات

پر برلاس نے گردن

موڑ کر اسکی نگاہوں کو سیدھ میں دیکھا تب تک اس

لڑکی کی نظر

بھی اس پر پڑ چکی تھی۔

ن "وبری بات۔۔۔مار پڑ جائے گی دونوں کو۔"

برلاس نے جلدی سے اسکی

بٹن سی آنکھوں پر ہاتھ رکھا لیکن زامل بضد تھا اس

لڑکی کو

دیکھنے پر

"ناہ۔۔۔دد گل (نہیں وہ اچھی لڑکی ہے) "

"ہیلو ہینڈ سم۔"اس سے پہلے برلاس زامل کو پھر سے

چپ کرواتا وہ

لڑکی انکے قریب آکر بول پڑی اسکے ہینڈ سم لفظ پر

برلاس نے چونک

کر اس لڑکی کو دیکھا

"ایکسیوزمی۔؟ برلاس کے حیران ہونے پر وہ لڑکی

اسکے چہرے کی

جانب متوجہ ہوئی

"آپ کو نہیں اس بے بی کو کو کہا ہے۔" وہ زامل کے

گال کو چھو کر

اسے پیار کرتی بولی۔یہ وہی لڑکی تھی جو زامل کو روتے

ہوئے اٹھا

کرلائی تھی

"بچے پر لائن مار رہی ہیں۔۔۔چچچ۔۔۔ہمارا لڑکا چھوٹا

ہے ابھی رشتہ

کینسل" برلا اس کی بات پر اس لڑکی کی آنکھیں یکدم

سے پھٹی

لیکن پھر وہ ہنسنے لگی

"بہت فنی ہیں آپ میرے خیال سے یہ وہی بچہ ہے جو کچھ وقت

پہلے گم ہو گیا تھا مجھے وہی ملا تھا روتے ہوئے بہت

کیوٹ ہے یہ

ماشاءاللہ "اب کی بار چونکنے کی باری برلاس کی تھی

"آپ نے بچایا تھا اسے۔؟ وہ حیران تھا

لڑکی نے سر اثبات میں ہلایا اور اتنی سی دیر میں وہ لڑکی

برلاس

شاہ کیلئے اسکے پسندیدہ لوگوں کی لسٹ میں شامل ہو

گئی

تھی

برلاس نے صرف منہ سے تھینکس نہیں کیا بلکہ اسے

مہنگا ڈائمنڈ

سیٹ دلوا کر دل سے اسکا شکریہ ادا کیا

کبھی زندگی میں برلاس شاہ کی مدد کی ضرورت پڑے

تو بلا

جھجھک آپ یاد کر سکتی ہیں۔" اسکی اتنی شکر گزاری پر

وہ لڑکی

حیران تھی اسے ہونا تھا حیران کیونکہ ان چچا بھتیجا کی

بے مثال

محبت سے ناواقف تھی

تب ہی اسکی پاکٹ سے چوں چوں کی آواز آئی اس نے

جھٹ سے

اپنی پاکٹ کھولی جہاں سے ایک معصوم سا ننھا سا چوزہ

اسے ٹکر

ٹکر دیکھ رہا تھا

اٹھ گئے ہو گئی نیند پوری۔؟ وہ ایسے اس کے ساتھ

بات کر رہی تھی

جیسے وہ کوئی انسان کا بچہ ہو اسکے ایسے کسی ہوائی مخلوق

سے

بات کرنے پر برلاس اور زامل نے ایک دوسرے کو

دیکھا پھر دونوں ہی

ایک ساتھ اسکے پاکٹ پر جھکے جہاں دکھتے چوزے کو

دیکھ زامل

نے یکدم سے چیخ ماری

تاہ۔۔۔ باؤووو۔۔۔(تاہ جن ہے)"اسکے باؤووو

بولنے کا انداز اتنا کیوٹ

تھا کہ وہ لڑکی بے ساختہ ہنس پڑی

یہ باؤووو نہیں ہے یہ بہت ہی کیوٹ سا بے بی ہے

آپ کے جیسا "

چوزہ اور وہ بھی بے بی برلا اس عجیب سی نظروں سے

اس سرپھری

لڑکی کو دیکھنے لگا

بے۔۔۔بی۔۔۔تاہ وانت دش (بے بی ؟تاہ مجھے یہ

بے بی چاہئے)''وہ

اس چوزے کو لینے کیلئے ضد کتنے لگا

نو۔۔۔زامی۔۔۔یہ اچھا نہیں ہے ہم دوسرا لیں گے ''

وہ کیا بتاتا اب کہ

اسے ایسے چھوٹے چھوٹے جانوروں سے ڈر لگتا تھا وہ

اچھا خاصا

قد کاٹھ کا مالک ڈیلی جم کر کر ڈولے شولے بنانے والا

ہینڈسم

چارمنگ بندہ ایک پیاری سی لڑکی کے سامنے یہ کہہ

کر اپنی عزت کا

جنازہ تو نہیں نکلوا سکتا تھا ناں کہ اسے ان سے کتنا ڈر

لگتا ہے

ناہ۔۔۔جامی۔۔۔وانت دش (نہیں زامی کو یہی

چاہیے)" وہ روتے ہوئے

اسکی گود سے اترنے کی تگ ودو کرنے لگا

بر لاس تڑپ کر اسے تھام کر قابو کرتے پریشان کن
نظروں سے اس

لڑکی کو دیکھنے لگا جو اسکے سامنے کھڑی خود بھی کنفیوز

سی ہو

رہی تھی تب ہی اسکی دوسری پاکٹ سے دوسرا چوزہ

بھی نیند سے

بیدار ہو گیا اور چی چی کرنے لگا بر لاس آنکھیں

پھاڑے کبھی اسے

دیکھتا تو کبھی اس چوزے کو

"کیا یہ ساتھ رکھنے والی چیز تھی" وہ بے اختیار سوچ

سکا

"جامی۔۔۔وانت دش (زامی وانٹ دس)"زامل

ضد کرتے ہوئے اب رونے

لگا تھا اتنا اندازہ اسے بھی تھا کہ اسکا تاہ اسے رونے نہیں

دیتا بچے

کو جو چیز بار بار محسوس ہوتی ہے وہ اسے ذہن نشین کر

لیتا ہے

برلاس سر کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے زامل کو

دیکھنے لگا

"آپ لے جائیں ایک۔۔۔دل پر پتھر رکھ کر دے

رہی ہوں" وہ لڑکی

نہایت بجھے ہوئے سے لہجے میں بولتی ایک چوزہ باہر

نکال کر

ہتھیلی پر بٹھاتے جیسے ہی برلاس کے قریب لے کر گئی

وہ بدک کر

یکدم سے اچھلتا پیچھے ہٹ گیا

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔آپ اپنے دل پر سے پتھر اٹھالیں

۔۔۔ہمیں نہیں چاہیے۔۔۔

خوامخواہ معصوم دل پر ظلم کر رہی ہیں" برلاس کی

بات پر اس

لڑکی کو اچھا خاصا حیرت کا جھٹکا لگا

لیکن زامل۔ وہ کہاں اب پیچھے ہٹنے والا تھا فوراً اسے

برلاس کی گود

میں ہی اچھل کر لپکتے اس چوزے کو گردن سے پکڑ کر

اپنی جانب

کھینچ گیا

"زامی" برلاس چوزے کو اپنی گود میں دیکھ ڈر کر اپنا

سانس تک

روک گیا اسکی گود میں اپنے بچوں کے علاوہ دنیا کا کوئی

بھی بچہ

ہوتا تو وہ اسے فورا اچھینک دیتا لیکن یہاں بچارا مجبور تھا

"آپ ڈر رہے ہیں؟ چوزوں کی ممی کو اس پر حیرت

ہوئی

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ تو۔۔۔ اس سے ک۔۔۔ کون ڈرتا

ہے چھوٹا سا تو" برلاس اس

کی بات پر جھٹ سے بہادر بننے کی ایکٹنگ کرتا بولنے

ہی والا تھا

کہ وہ چوزہ چی چی کرتا اسکی شرٹ سے چپک گیا

اور یہاں برلاس شاہ کی بس ہو گئی تھی وہ تیر کی طرح

سیدھا

کھڑا ہوتے ایک دم سے پتھر بنتا سانس روکے بلکل

ساکت

اسکی حالت پتلی دیکھ وہ لڑکی بے اختیار ہنستی چلی گئی

اسکے

ساتھ ہی زامل بھی ہنسنے لگا دونوں کو ہی برلاس کو دیکھ

مزہ

آرہا تھا

"تاہ۔۔۔یونات۔۔۔بیومی۔۔۔بیو (تاہ آپ بریو

نہیں ہو میں بریو ہوں)"

زامل کو یہ دیکھ خوشی ہو رہی تھی کہ پہلی بار کوئی ایسی

چیز

ہاتھ لگی تھی جس سے اسکا تاہ ڈرتا ہو

''آپ انجوائے کریں میں چلتی ہوں'' وہ سبز آنکھوں
والی لڑکی اپنے
چوزے کو لئے فیڈ سیکشن کی جانب چلی گئی جہاں سے
اسے اپنے
بچوں کیلئے فیڈ لینی تھی
اسکے جاتے برلاس نے جھٹ سے زامل کو ڑالی میں
بٹھاتے چوزہ
نیچے فرش پر پھینک دیا اور ایسے خود کو جھاڑنے لگا جیسے
اور

بھی چوزے اسکی شرٹ کے ساتھ چپکے ہوئے ہوں

"تاہ۔۔۔می۔۔۔ہش" زامل روتے ہوئے اس سے

کٹی کر گیا برلاس یکدم

سے سیدھا ہوا اسے احساس ہوا کہ اس نے اپنے زامل کا

چوزہ پھینک

دیا

"وہ اچھا نہیں ہے میری جان دوسرا لیں گے ناں" وہ

اسے نقلی چوزہ

لینے پر امادہ کر رہا تھا لیکن زامل رو کر صرف اسی کے

لئے ضد کر

رہا تھا اور برلاس جانتا تھا وہ اسے نہ ملا تو وہ گھر بھی نہیں

جائے

گا

وہ پریشان سا اسے یہاں وہاں دیکھنے لگا اسکی نظر کاؤنٹر

کے نیچے

سے چوزے کے گورے گورے پنجوں پر گئی

وہ فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھتے جھک کر اس چوزے

کو دیکھنے

لگا جو ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہا تھا

"ہش۔۔۔۔ ہشش۔۔۔" وہ بلانے کے بجائے غلطی

سے اسے بھگا رہا تھا وہ

لڑکی جو ہاتھ میں فیڈ کے پیکٹس لئے گزر رہی تھی

برلاس کو ایسے

دیکھ قہقہہ مار کر ہنس پڑی اسکی ہنسی کی آواز سنتے زامل

اور

برلاس نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا

''آپ بھگا رہے ہیں یا بلا رہے ہیں'' وہ ہنستی ہوئی اسکے

پاس آئی اور

اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھتی خود بھی اپنے چوزے کو

دیکھنے لگی

وہ دونوں سے دور بھاگتا کاؤنٹر کے دوسری پار نکل گیا

جسے دیکھتے کاؤنٹر پر موجود شخص چیخ مار کر کرسی پر

کھڑا

ہو گیا

"واٹس دیٹ (وہ کیا ہے)؟ وہ چیخ مارتا ہکا بکا سا کھڑا تھا

برلاس کا دل چاہا ایک جھاپڑ لگائے اسے اسکی چیخ پر

برلاس بھی

ڈر گیا تھا

وہ سبز آنکھوں والی لڑکی اسکے پیچھے پیچھے بھاگی برلاس

وہی

کھڑا تھا جب زامل نے چیخ مارتے اسے بھی اسکے پیچھے

لگا دیا

دونوں پورے فلور پر اس چھوٹے سے چوزے کے

پیچھے گھوم گئے

وہاں موجود لوگ جن میں کچھ ڈر رہے تھے اور کچھ

ہنس ہنس کر

پاگل ہو گئے تھے

اتنی محنت کے بعد بالا آخر وہ چوزہ اس لڑکی کے ہاتھ

میں آہی

گیا تھا جسے ھانپ تے ہوئے وہ برلا اس اور زامل کے

پاس لائی اور زامل

کی گود میں بٹھا دیا

"ہوہ۔۔۔اب۔۔۔اب اسکو سمبھال کر رکھو

۔۔۔" وہ اپنے ماتھے کے پسینے

کو صاف کرتی وہی بیٹھ کر گہرے سانس لینے لگی یہی

حال برلاس

شاہ کا بھی تھا

کتنی ہی دیر اسے اپنی سانسوں کو نارمل کرنے میں لگی

وہ لڑکی تو

جا چکی تھی اب برلاس کو بھی جلدی یہاں سے کھسکنا

تھا کہیں

اسکا پارٹنر پھر سے کسی کتے بلے کو اپنا دل نہ دے بیٹھے

گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر زامل گود میں چوزے کو

بٹھائے پیار سے

پچکار رہا تھا برلاس اسے دیکھ کلس کر رہ گیا

"اسکی چوزی اور تمہاری چوزی کو پتہ چل گیا ناں تم

دونوں کے اس

چکر کا تم دونوں کو گھما کر رکھ دیں گی" وہ تڑخ کر بولتا

ترچھی

نظروں سے دونوں چوزوں کو گھورنے لگا

برلاس کا بس نہ چلتا ڈر کے مارے گاڑی کا دروازہ توڑ

کر ہی گاڑی

سے باہر نکل جاتا

حویلی کے ملازمین سب اس وقت اپنے اپنے کاموں

میں مشغول تھے

ایک کا دھیان بھی یہاں وہاں نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ

اس وقت خود

زریاب خان لان میں ٹہل رہے تھے انکو بینڈج کھل

چکی تھی اب

ان ہیں صرف ورزش کی ضرورت تھی سیماب خان

طور پر انکو

ڈپٹ کر ایک گھنٹہ اچھے سے یہاں ٹہلنے کا آرڈر دے

کر گئی تھی

تب ہی نوشیر وال صاحب بھی آکر کرسی پر براجمان ہو گئے انکے

پیچھے ہی ایک ملازم چائے کی ٹرالی پکڑے کھڑا تھا انکے بیٹھتے وہ

ایک ایک کر کر سارے لوازمات ٹیبل پر رکھنے لگا

"بات کی تم نے زی سے۔۔۔؟ وہ کب آئے گا ادر۔۔۔؟ انکے استفسار پر

زریاب بے ساختہ انکی جانب مڑے

"بابا آپ کو لگتا ہے وہ آئے گا اب؟ انکے لہجے میں

کرب شامل تھا اسی

وقت سیماب بھی وہی آگئی

"اسکو آنا ہے۔۔۔ کیوں نہیں آئے گا" صاف واضح

تھا کہ وہ کس کیلئے

اتنے بے چین تھے سیماب بھی سمجھ رہی تھی

"کیونکہ اسکو ادر سے سوائے دکھ کے کچھ نہیں ملا اور

آپ کو بھی

صرف اپنا پوتا چاہئے جس کیلئے آپ بے چین ہو رہا ہے

"انکی اتنی

صاف گوئی پر وہ سر تا پیر سیخ پا ہوئے انہیں دیکھنے

لگے

سیماب نے نرمی سے زریاب کا ہاتھ دبایا

"تو غلط کیا ہے اس میں۔۔۔وارث ہے وہ امارا اب

اسکو ایسے غیروں

میں رہنے نہیں دے سکتا، تم زی سے بات کر و بولو

اسکو ادر آ کر

رہے امارا آنکھوں کے سامنے "وہ اٹل لہجے میں بولتے

اٹھ کھڑے

ہوئے اور لاٹھی کے سہارے اندر چلے گئے

سیماب نے زریاب کی جانب دیکھا جو کرسی پر بیٹھے

یک ٹک چائے

کے کپ کو دیکھ رہے تھے پھر گہری سانس خود میں

بھرنے لگے

"تم کر لے ناں دوسری شا"سیماب بولنے کے لئے

منہ کھول ہی رہی

تھی جب زریاب کی سخت گھوری پر اسکی زبان کو
بریک لگی

"تم کٹا ہوا زبان کے ساتھ بھی ام کو منظور ہے" انکی
بات سمجھتے

سیماب نے تڑپ کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھا اور الٹا اپنے
خان کو گھورنے
لگی

"تو ام کیا کرے ام سے داجی کو ایسے نہیں دیکھا جاتا
خان۔۔۔وہ

پرانی سوچ رکھتے ہیں انکا یہ مطالبہ بلکل درست ہے

کیسا لگتا ہوگا

جب برادری میں ان کو اس بات پر کہا جاتا ہوگا کہ انکی

نسل کدھر

ہے "

"بک بک بند کرو۔۔۔چائے بناؤ" وہ سیماب کو چپ

کرواتے ملازم کو

اشارہ کر کر سگار منگوانے لگے

"ہاں تم کو امارا بات بک بک ہی لگے گا ناں ام اب پرانا
جو ہو گیا
پہلے تم کو امارا ہر بات پھول لگتا تھا" وہ جلتی کڑھتی انکے
لئے
چائے بناتی بولتی چلی گئ
جب زریاب نے بنا کسی کا لحاظ کئے اسے بازو سے پکڑ
کر اپنے قریب
کر لیا وہ اس اچانک افتاد پر یکدم سے بوکھلا اٹھی
تھی

"نہ تم بدلا ہے نہ ام۔۔۔اور اب ام بلکل ٹھیک ہے تم

کو اس بات کا

ثبوت دینے کیلیۓ تو کھا پی کے جان بناؤ کیونکہ تم سے

اپنا خان آج

بھی برداشت نہیں ہو گا" انکی دھیمی بے باک

سرگوشی پر سیماب

کی کان کی لوئیں تک سرخ پڑ گئیں

وہ سرخ کندھاری ہوتی پیچھے ہٹ کر جلدی سے

کپکپاتے ہاتھوں سے

انکے لئے چائے کپ میں انڈیلنے لگی

کہ تب ہی ایک گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی

دونوں نے پلٹ کر اس

جانب دیکھا جب دیکھتے ہی دیکھتے سیماب چیخ کر اٹھ

کھڑی

ہوئی

سامنے سے ہی مہرام اور مہروز بھاگتی ہوئی آکر اپنی ماں

کے گلے

سے لگ کر اس سے لپٹتی خوشی سے چیخنے لگی اپنی

بیٹیوں کو

دیکھ زریاب بے یقین اور شاکڈ سے اٹھ کھڑے

ہوئے

وہ دونوں لمبی گھٹنوں سے نیچے تک آتی خوبصورت

ویلوٹ کی

فراک پہنے بالوں پیروں میں وائٹ جو گرز

مہرام نے بالوں کو اونچی پونی کی شکل میں قید کر رکھا

تھا جبکہ

مہروز کے شولڈر رکٹ بال جو آگے سے باربی کٹنگ

سٹائل میں ماتھے

پرپر کشش انداز میں بکھرے پڑے تھے

دونوں ہی بے حد کیوٹ اور خوبصورت تھیں

آنکھوں کے رنگ ہیزل

گرے تھے دور سے ہی انکی کیوٹنیس گواہ تھی کہ وہ

دونوں

پٹھان کی اولاد ہیں

"بابا" مہرام اپنی ماں کو چھوڑے زریاب کے ساتھ آ

کرانکے سینے سے

لپٹ گئی

"میرا بچہ۔۔۔کیسا ہے تم" وہ خوشی سے تمتماتے اسے

زور سے خود

کے سینے میں بھینچ گئے اتنے مہینوں بعد اپنی بیٹیوں کو

دیکھ

دونوں کے چہرے کی چمک اور خوشی دیکھنے کے قابل

تھی

"میں آپ سے ناراض ہوں بابا آپ نے وارڈن کو

منع کیا اپنی طبعیت

کے بارے میں بتانے سے "وہ تیرا سالہ بچی اپنے باپ

سے خفا سی

محسوس ہوئی

مہروز بھی آ کر ان سے لپٹ گئی

"تو بچے ام ٹھیک ہو گیا ناں تم کو ایسے ہی پریشان کر دیتا

ام "وہ

پیار سے دونوں کو اپنے ساتھ لئے اندر کی جانب بڑھ گئے

جہاں سے ملازم پہلے سے ہی فرخندہ بیگم کو انکے آنے کی اطلاع دے

چکا تھا وہ تب ہی بھاگتی ہوئی جلدی سے باہر آئیں اور آتے ہی

دونوں سے بے حد خوش دلی سے ملیں

امارا بچہ۔۔۔کیسا ہے تم دونوں۔۔۔کتنا کمزور ہو گیا ماڑا تم کو کیا

ملتا ہے امارا بچوں کو دور رکھ کے "وہ دونوں کے

چہروں کو بے

تحاشہ چومتی ہوئی زریاب پر خفا سی ہوئیں جن کی اپنی

مجبوری

تھی یہاں رہتے وہ ڈیلی دونوں کو اسکول پک اینڈ

ڈراپ نہیں دے

سکتے تھے انکی سیکیورتی کیلئے دونوں کو ایک بورڈنگ

اسکول بھیج

دیا تھا

اب آگیاناں۔۔۔کچھ دن ادر ہی ہے تم کھلاؤ پلاؤ

۔۔۔"

ان دونوں کے آنے سے حویلی میں ایک رونق سی لگ

گئی تھی دونوں
ہی کم عمر تھیں مہرام کی نسبت مہروز خاصی چلبلی سی

تھی

دونوں میں پانچ سال کا فرق تھا مہرام نہ صرف پانچ

سال بڑی

تھی بلکہ اس سے سمجھداری میں بھی چار ہاتھ آگے

تھی

دا جی دونوں کو دیکھ بے حد خوش ہوئے انہیں پوتے

کی چاہ ضرور

تھی لیکن اپنی پوتیوں سے بھی بے حد محبت کرتے

تھے نجانے پھر

بھی کیا تھا کو انکو یہ محبت ظاہر کرنے سے روک دیتا تھا

زمل کالج سے واپس آکر سانس لینے کیلئے بیٹھی ہی
تھی

جب اسے عبد لباری اور زالے کی چیخ سنائی دی وہ

جھٹ سے صوفے

سے ٹیک ہٹاتی آواز کی سمت میں دیکھنے لگی

سامنے سے ہی عبدلباری اپنی گاڑی میں اور زالے

اسکے ساتھ ہی اپنے
ننھے قدموں سے بھاگتی ہوئی آرہی تھی

وہ شیطان کا چیلہ دونوں کو اپنے چوزے سے ڈراتا ہوا آ

رہا تھا

"زامی۔۔۔یہ کیا ہے" وہ زالے اور عبدلباری کی

جانب بڑھنے ہی لگی

تھی جب زامل نے وہ چوزہ اپنی ماں کی جانب اچھال

دیا جس پر

وہ بچوں کو بھولے خود چیخ مارتی وہی کھڑے ہو کر

اچھلنے لگی

اسکی چیخ پر سب لوگ جہاں کہیں تھے سب لاؤنج

میں

آگئے

"کیا ہوا" زیحال جو اس وقت اپنے آفس روم میں کسی

ڈیزائن پر

اپنا ذہن لگانے کی کوشش کر رہا تھا زمل کی چیخ کر ہڑ بڑا

کر بنا

چپلوں کے ہی باہر نکل آیا

زمل جھٹ سے بھاگ کر صوفے پر چڑھتی فرش پر

اشارہ کرنے لگی

جہاں ایک معصوم سا چوزہ ڈرا سہما سا کھڑا تھا

زیحال کو اسے دیکھ جھٹکا سا لگا

"چوزہ۔۔۔؟ یہ کہاں سے آیا؟ وہ ہکا بکا سا تھا زامل

اپنے چوزے کو

ایسے پھینکے جانے پر اسے گود میں لئے رونے لگا کہ

اسکے چوزے کو

چوٹ لگ گئی

پاپا میر نے جھٹ سے دونوں کو اٹھا کر اپنی گود میں لے

لیا

"آاا۔۔۔میرا بچہ۔۔۔بس روتے نہیں۔۔۔یہ کہاں

سے آیا آپ کے پاس؟وہ

پیار سے اسے بہلاتے پوچھنے لگا تب ہی برلاس سیٹی

بجاتا ہوا

گھر میں داخل ہوا اور یہ اسکی شامت کو دعوت دینا تھا

اس وقت

انٹری مارنا

"واؤ۔۔۔آج سب لوگ میرے ویلکم کیلئے یہاں

کھڑے ہے انٹرسٹنگ۔۔۔

تھینک یو تھینک یو" وہ جھک جھک کر سب کے بیچ سے

شاہی

انداز میں گزرنے ہی لگا تھا کہ پامیر کے ہاتھ اسکے کان

لگ گئے

یہ تیرے کام ہیں ناں۔۔۔اسکو چوزہ لا کر دیا

"چوزے کے نام پر برلاس

تیر کی طرح سیدھا ہوتے آنکھیں پھاڑے کبھی

چوزے کو دیکھے تو

کبھی زامل کو

پچھلے تین دن سے وہ اس چوزے کو سب سے چھپاتا

پھر رہا تھا

لیکن زامل کو بتانا بھول گیا کہ اس نے یہ چوزہ کسی کو

نہیں دکھانا

زالے روتی ہوئی زیحال کو ٹانگوں سے آکر لپٹ گئی

ببا۔۔۔بیا۔۔۔ ہپ۔۔۔ ہپ (بابا بھیانے مارا ہے

)"وہ بات کو اپنے کیوٹ

طریقے سے بتاتی رونے لگی زیحال نے جلدی سے

اسے گود میں اٹھا

لیا

"میرا بیٹا۔۔۔ بابا بھیا کو ڈانٹیں گے اوکے۔۔۔بس

چپ"زیحال اسکے

موٹے موٹے آنسوں صاف کرتا اسکے گال پر پیار

کرنے لگا زمل بھی

چوزہ پامیر کے ہاتھ میں دیکھ نیچے اتر آئ

تھوڑی دیر بعد

سب لوگ صوفوں پر براجمان سامنے چلتی تھرل

مووی دیکھ رہے

تھے جس میں زیحال صوفے پر گود میں زالے

عبدلباری کو لئے سامنے

کھڑے بڑے اور چھوٹے افلاطون کو دیکھ رہا تھا

برلاس نے جھک کر اپنے گھٹنے تک بھی نہ آتے پدے

سے پارٹنر کو

دیکھا زامل نے بھی اسی وقت سر اٹھا کر اپنے تاہ کو دیکھا

دونوں

الٹا دماغ لے کر پیدا ہوئے تھے

مشی اور زمل پیچھے بیٹھی اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر

رہی

تھیں

"مجھے یقین تھا۔۔۔یہ باز نہیں آئے گا چوزہ لا کر دے

دیا اسے۔۔۔چوزہ"

پا میرہ کا بکا سا تھا مطلب چوزہ وہ بھی جاندار زامل کے

فتنے کے

ہاتھ میں تین دن رہ کیسے گیا وہ تو اسکے تکا بوٹی بنانے کا

انتظار

بھی نہ کرتا بس اٹھا کر منہ میں لے جاتا

برلاس نے بچت طلب نظروں سے یاقوت کی جانب

دیکھا جو

تھوڑی دیر پہلے ہی آکر بیٹھا تھا اور چوزے کو دیکھ سارا

معاملہ

سمجھ گیا تھا اصل اسکی ہنسی تب چھوٹی جب پہلے برلاس کو پھر

زامل کو اور پھر اسکے ساتھ کھڑے چوزے پر نظر پڑی

وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہونے ہی لگا تھا کہ زیحال کی گھوری پر

فوراً سے اپنی بتیسی اندر کر گیا

"یہ کل کو ہاتھی مانگے گا۔۔۔ تو تم اس گھر میں وہ بھی لے آؤ گے ؟"

زیحال کے سوال پر برلاس نے سر جھٹ سے بھول

کر اثبات میں

ہلا دیا جس پر احساس ہوتے "نہیں نہیں" کرتے نفی

میں ہلانے

لگا

زیحال نے ایک نظر تینوں کو دیکھا ایک پل دو پل اور

پھر اسکی

اپنی ہنسی چھوٹ گئی سب اسکے ہنسنے پر اپنی ہنسی کو بھی

آزاد کر گئے برلاس اور زامل نے سب کو دیکھا پھر خود

بھی ہنسنے

میں شامل ہو گئے

"تم نہیں سدھرو گے۔۔۔ بڑے ہو جاؤ" زیحال کے

یہ کہنے کی دیری تھی

کہ وہ دونوں اف لاطون زیحال کے ساتھ لپٹ گئے

زالے عبدلباری نے

بھی دونوں سے پھر دوستی کر لی

آئرہ تب ہی وہاں آکر کھڑی ہوئی تھی جب برلاس کی

نظر اس پر

پڑی وہ بے حد محبت بھری نظروں سے ان بچوں کو

دیکھ رہی

تھی وہ گلا کھنکھارتے تھوڑا سیدھا ہوتے شرٹ ٹھیک

کرنے لگا جیسے

بتا رہا ہو "وہ بچہ نہیں ہے"

اسکے اس عمل پر زیحال نے جونہی کان کھینچے برلاس کا

سارا

بڑا اپن پھرررر ہوتے وہ پھر سے زیحال کا بگڑا اچہ بن

گیا اور سب

میں خوشی کی لہر سی دوڑ گئ

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے ٹھنڈ بھی اسی

کے ساتھ بڑھ رہی

تھی لیکن آج وہ نہ وقت دیکھ رہی تھی نہ ٹھنڈ محسوس

کر رہی

تھی اسکے آگے ماہر ڈاکٹرز کی پوری لائن کھڑی تھی

جن کے آگے

زیحال خان آفندی تھا سینے پر ہاتھ رکھے ٹکٹکی باندھے

سامنے گل

کو دیکھ رہا تھا جو پیچھے رکھے تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھی

اسے

دیکھ تک نہیں رہی تھی

نرس ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لئے کب سے کھڑی

تھی لیکن وہ کھا

بھی نہیں رہی تھی

''آپ جب آتے ہیں تب یہ آنکھیں بند کر لیتی ہیں

جیسے سو رہی ہیں

آج اس لئے آپ کو اچانک بلایا ہے کہ پلیز ان سے

پوچھیں یہ بلکل بھی

اپنا علاج ٹھیک سے نہیں کروا رہیں'' ڈاکٹر اتنی محنت

کے بعد

بالا آخر عاجز آتے اسے ہی بلا چکے تھے

جو دن میں ستر بار یہاں آتا تھا اسے دیکھنے اور وہ ہر بار
ایسے ظاہر
کر دیتی جیسے وہ سو رہی ہے اور زیحال کتنی ہی دیر بیٹھ
کر اسکے
اٹھنے کا انتظار کرتا جب وہ نہ اٹھتی وہ واپس چلا جاتا
آج اسے پتہ چلا تھا کہ وہ تو ناراض تھی
زیحال کے اشارے پر سب ڈاکٹرز اور نرس کمرے
سے باہر نکل گئے

اسکے جاتے ہی زیحال گہری سانس خود میں بھرتا آگے

آیا اور دھیرے

سے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"یہ سب کیا ہے گل ؟" اسکے استفسار پر بھی گل نے

اسکی جانب

نہیں دیکھا

"مجھ سے کوئی غلطی ہوئی؟ناراض ہو ؟" اسکے لہجہ

بے حد دھیما

اور محبت سے لبریز تھا

اسے فرق پڑتا تھا اپنی بہن کی ناراضگی سے جان نکلتی

تھی اسکی

لیکن گل کو جیسے فرق نہیں پڑا

زیحال کتنی ہی دیر بیٹھا اسے دیکھتا رہا اسکے بولنے کا

منتظر رہا

لیکن وہ خاموش رہی جب زیحال نے اپنا موبائل نکال

کر کسی کو کال

کی اسکے کال کرنے کے ٹھیک دس منٹ بعد ہی کمرے

میں ایک جانی

پہچانی سی آواز ابھری گل نے فوراً نگاہیں موڑتے اس

جانب دیکھا

جہاں دروازے پر ہی ڈاکٹر برہان اور ڈاکٹر مبشر

کھڑے تھے انکے

آگے یاقوت تھا جو زیحال کے حکم دیتے دونوں کو انکے

گھر سے اٹھا

لایا تھا

"بھائی لے آیا" یاقوت کی آواز پر زیحال دھیرے

سے اٹھ کھڑا ہوا

"انکو سمجھادو کیا اور کیسے کرنا ہے" وہ سنجیدگی سے

اسے اگلا

کام سونپتے خود روم سے باہر نکل آیا

یاقوت نے سب کچھ سختی سے دونوں کو سمجھا دیا اس

بار پہلے

سے زیادہ سخت اصول دونوں پر صادر کیئے گئے تھے

انکو سمجھاتے

یاقوت بھی کمرے سے باہر نکل گیا

"یہ آپ کا سالا لگتا ہے؟جو ایسے گھر سے اٹھوا لیا

؟"ڈاکٹر مبشر

انکے جاتے دانت بھینچ کر برہان سے پوچھنے لگے

انکے سالا بولنے پر ڈاکٹر برہان نے کرنٹ کھا کر انکو

دیکھا جو کتنے

دھڑلے سے اس بندے کو اتنا قریبی لقب دے گئے

تھے

"انسان بولنے سے پہلے سوچ لیتا ہے" وہ اچھے خاصے

خفا ہوئے لیکن

دونوں نے ہی گل کی جانب نہیں دیکھا جو ٹکٹکی

باندھے ان دونوں

کو آپس میں سر جوڑے سر گوشی کرتے دیکھ رہی

تھی

"میں کیوں سوچوں حرکتیں آپ کی ایسی ہیں اس نے

آکر بولا اور

آپ چل دیے واہ واہ" انکے تالیاں بجانے کی کسر رہ گئی

تھیں

ڈاکٹر برہان انکو چھوڑے زرتشم کی جانب متوجہ ہوئے

ان سے نگاہیں

ملتے وقت ایک پل کیلئے جیسے رک سا گیا تھا

زرتشم یک ٹک انکی جانب ہی دیکھ رہی تھی اس کی

آنکھوں میں

ڈاکٹر برہان کو دیکھتے ہی ایک چمک سی اتر آئی تھی کیسے نہ آتی

اب یہ شخص اپنا وہ مقام اسکی زندگی میں بنا چکے تھے جو اور

کبھی کسی کا نہیں ہو سکتا تھا

کیسا لگے گا تمہیں اگر کوئی زندہ دفن کرنے کی کوشش کرے اور

کوئی دوسرا شخص آکر تمہیں اس سے بچا کر واپس زندگی کی

طرف لے آئے یقیناً انسان ساری زندگی اسکا شکر

گزار رہے گا وہ بھی

اب زندگی بھر کیلئے ڈاکٹر برہان ورک کی مشکور ٹھہر

چکی تھی

ان کی نگاہیں زرتشم کی نگاہوں سے ملے دیکھ ڈاکٹر

مبشر سے ذرا

سا گلا کھنکار کر دونوں کی نظروں کے ارتکاز کو توڑا

"ویسے یہ شادی شدہ بھی ہے" انہوں نے برہان کے

قریب ہوتے انکے

کان میں دھیمی سی سرگوشی کی جس پر انہوں نے

گردن موڑ کر

مبشر کو دیکھا

"وہ بیوہ ہیں" انکی بات پر ڈاکٹر مبشر کی آنکھیں یکدم

سے پھٹی

اور حیرت سے انہیں دیکھنے لگے

"ک۔۔۔کیا مطلب" وہ سمجھے تھے یا نہیں لیکن

پوچھنا ضرور چاہتے

تھے جیسے اپنی ہی تصیح کرنے کی کوشش میں ہوں

"جس کا بھائی ایک گینگسٹر ہو وہ چھوڑے گا اس شخص

کو جس

نے اسکی بہن کی زندگی برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں

چھوڑی؟ انکے سوال پر ڈاکٹر مبشر کچھ پل کیلئے گہری

سوچ میں

ڈوب گئے لیکن سمجھ آتے پھر سے ڈاکٹر برہان کو

گھورنے لگے

"مطلب آپ چانس بنانا چاہتے ہیں۔۔۔ دیکھا

"انہوں نے ہاتھ پر ہاتھ

مارا اپنا انداز صحیح نکلنے پر جھٹکا ضرور لگا تھا

"میں نے کہا تھا یہاں کچھ تو گڑ بڑ ہے۔۔۔ آپ کے

دل میں ہیں ناں انکے

لئے فی" وہ بے جھجھک نان اسٹاپ بول ہی رہے تھے

جب ڈاکٹر

برہان نے ایک ہی جست میں انکے منہ پر ہاتھ رکھتے

وہی چپ کروا

دیا اور زرتشم کی جانب دیکھا جواب تک ان دونوں کو

ہی دیکھ

رہی تھی

وہ حرکت نہیں کر سکتی تھی لیکن چیزوں کو دیکھ اور انکو

کافی

حد تک سمجھ ضرور سکتی تھی اب بھی وہ یہ سب سمجھنے

کی

پوری کوشش کر رہی تھی

"انکے دماغ کا سکریو باہر کہیں گر گیا ہے رکیں

۔۔۔میں ڈھونڈ کر

ٹائٹ کرلاؤں" وہ جلدی سے ڈاکٹر مبشر کو گھسیٹتے

کمرے سے باہر

لے گئے

"کیا کر رہے ہیں آپ" باہر آتے انکو چھوڑتے جھلا کر

پوچھنے لگے

ڈاکٹر مبشر نے یہاں وہاں فرش پر دیکھا انکی یہ حرکت

برہان کو

ٹھٹھکنے پر مجبور کر رہی

"اب کیا دیکھ رہے ہیں؟" کلس کر استفسار یہ پوچھا

''آپ کی عقل اور سمجھ۔۔۔مجھے یقین ہے پورا یہی
کہیں گری ہو گی
وہی ڈھونڈ رہا ہوں کیونکہ اسکے بغیر مجھے آپ بہت
ادھورے لگ
رہے ہیں'' ڈاکٹر برہان جو سنجیدگی سے انکے ساتھ سچ
میں فرش
پر متلاشی نگاہیں تیزی سے گھما رہے تھے انکی بات پر
یکدم سے
انکو دیکھنے لگے

دل تو چاہا کان کے نیچے ایک لگا دیں

"آپ ناں۔۔۔خود بھی ستر حوروں کی آس پر مریں

گے ساتھ مجھے

بھی لے کر جائیں گے۔۔۔مجھے تو یاد بھی نہیں آخری

نماز کب پڑھی

تھی خود جنت میں جا کر مجھے جہنم میں چھوڑ دیں گے

"

وہ اچھے سے جانتے تھے ڈاکٹر برہان کو جو پانچ وقت

کے پابند اور

روزانہ صبح سویرے تلاوت کے پابند تھے ان کی

شخصیت بھی ایسی

تھی کہ کسی کو بھی انکو دیکھ اللہؑ یاد آجائے

وہ نہایت نرم دل اور سنجیدہ طبعیت کے مالک تھے کوئی

ہی ایسا ہو گا جسے ان سے کوئی شکایت ہو یہ شخص سادگی

کی زندہ مثال

تھا

"ماشاءللہ سے ہاتھ پیر سلامت ہیں سانسیں چل رہی

ہیں تو کیوں

نہیں پڑھتے "ڈاکٹر برہان ہمیشہ کی طرح انہیں نماز کی

تلقین کرتے

اپنی شرٹ ٹھیک کرنے لگے

مبشر ہمیشہ کی طرح "ہاں پڑھ لونگا کل سے" کہہ کر

انکے پیچھے

ہولئے

کمرے میں آتے ہی ڈاکٹر برہان نے زرتشم سے اسکا

حال احوال پوچھا

اور اسکا چلتا ہوا ٹریٹمنٹ دیکھنے لگے انہیں اندازہ ہوا کہ

اب تک

اس میں کوئی خاص بہتری نہیں آئی تھی جو انکے

ہوتے ہوئے تیزی

سے ہو رہی تھی

"یہ کیا۔۔۔!آپ نے ذرا بھی اپنا دھیان نہیں رکھا

؟" وہ تھوڑے خفا

سے ہوئے

"یہ تو غلط ہے ناں۔۔۔آپ کو بلکل بھی اپنا خیال

نہیں" وہ زرتشم

کو بچوں کی طرح ڈانٹتے اسکے کھانے کو دیکھنے لگے جو

نرس یہاں

رکھ کر گئ تھی

انہوں نے اچھا خاصا فاصلہ رکھ کر کھانے کی چھوٹی سی

میز زرتشم

کے آگے رکھی اور اسے اپنے ہاتھوں سے سوپ پلانے

لگے

ڈاکٹر مبشر یہ سب بہت غور سے دیکھ رہے تھے انہوں

نے برہان کو

اب تک تنہا کسی کی یادوں میں روتے ہوئے اسے

پکارتے ہوئے دیکھا

تھا ان کی کوئی ایسی دعا نہیں ہوتی تھی جس میں وہ

شامل نہ ہو

اس ایک کیلئے وہ مرد ہو کر اپنی نگاہوں کی حفاظت کر

تے تھے

ورنہ ان جیسے بندے کو کوئی بھی لڑکی کبھی منع نہیں
کر سکتی
تھی
اس وقت بھی حیا انکی آنکھوں سے صاف جھلک رہی
تھی وہ ایک
اچھے ڈاکٹر کا کردار بخوبی نبھا رہے تھے
وہ خود گھوم کر ٹیبل کے پاس آتے زرت شم کی دوائیں
چیک کرنے
لگے جواب تبدیل ہونی تھیں

رات کی تاریکی گہری سے بھی گہری تر ہوتی جارہی تھی

ٹھنڈ بھی

اپنے جوبن پر تھی ملازم نے حویلی کے سارے کھڑ

کی دروازے

دیکھ دیکھ کر اچھے سے بند کر دیے تھے سب لوگ

اپنے اپنے کمروں

میں آرام کر رہے تھے آج زریاب کے کمرے کی

لائٹس بھی آن تھیں

اور وہاں سے شور بھی آرہا تھا

ایسا شور جس کے لئے حویلی کی در و دیوار ترس چکی

تھیں بچوں

کا شور مہرام اور مہراز کا شور دونوں ہی بیڈ پر سیماب اور

زریاب

کے بیچ بیٹھیں انکو اپنے ہاسٹل کی کہانیاں سنا رہی تھیں

زریاب کے چہرے پر ایک الوہی سی چمک تھی اپنی

بیٹیوں سے بات

کرتے وقت وہ یک ٹک انکو دیکھتے پوری توجہ سے ان

کی بات سن

رہے تھے

جب اسی وقت کمرے کا دروازہ ناک ہوا

"اس وقت کون ہے؟" وہ دونوں بے اختیار چونکے

سیماب دوپٹہ سر

پر لیتی دروازے تک آئی جب کھولتے ہی نظر سامنے

تازہ پھولوں پر

پڑی جن کی خوشبو اسکی ناک کے نتھنو سے ٹکراتی اسکے

چہرے

پر مسکراہٹ لے آئی

وہ داراب کے شوز دیکھ چکی تھی وہ ڈیوٹی سے سیدھا

یہی آیا تھا

یقیناً مہرام مہروز کے آنے کا اسے علم ہو چکا تھا

"سرپرائز" اسکی چیخ کر وہ دونوں بھی خوشی سے اچھلتی

جلدی

سے آکر داراب کے ساتھ لپٹ گئیں

"کیسی ہیں میری دونوں پرنسسز۔۔۔آپ دونوں آ

گئے اور داراب چاچو

کو بتایا بھی نہیں" وہ جان بوجھ کر دونوں سے خفا

ہونے کی

ایکٹنگ کرنے لگا

"نو چاچو ہمیں آپ کو سرپرائز دینا تھا لیکن آپ تو پہلے

سے جان گئے

یہ چیٹنگ ہے" مہروز الٹا اسے ہی لاڈ دکھانے لگی جس

پر داراب کی

ہنسی چھوٹ گئی اس نے دونوں کے سامنے دوزانوں ہو

کر بیٹھتے

باری باری دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیا

"اس چیٹنگ پر چاچو آپ سے سوری۔۔۔ نہیں

کریں گے" وہ کچھ رک

کر دونوں کو جان بوجھ کر چھیڑنے لگا اس سے پہلے

مہروز اسکے

کان پکڑ والیتی داراب نے کمرے کی دیوار کے ساتھ

رکھا ایک بڑا

ساچاکلیٹس سے بنا بکے نکال کر مہروز کے سامنے کر

دیا جسے

دیکھتے ہی وہ چیخ مارتی داراب کے ساتھ لپٹ گئ

"واؤ چاچو۔۔۔ایم سو ہیپی "اسکی خوشی دیکھ زریاب

اور سیماب

بھی ان چچا بھتیجی کو دیکھنے لگے

مہرام کے لئے وہ بک لایا تھا کیونکہ کھانے سے زیادہ

بکس کی شوقین

تھی

دونوں سے خوب اچھے سے ملتے وہ گڈ نائٹ کرتا اپنے

کمرے میں آ

گیا جہاں بیلا ہر رات کی طرح ہر چیز سے غافل گہری

نیند میں

تھی باہر جتنی بھی ٹھنڈ تھی لیکن کمرہ پورا اس وقت

نارمل

ٹیمپریچر پر تھا۔

وہ دروازہ لاک کرتے جیسے ہی پیچھے مڑا نظر بیلا پر گئی

اسکی

گہری نیند کے باعث کمبل آدھا اسکے اوپر اور آدھا بیڈ

سے نیچے

ڈھلک رہا تھا

وہ اکثر ہفتے میں ایک یا دو بار ہی گھر آتا تھا وہ بھی صرف

ایک

رات کیلئے تب ہی بیلا کو اپنی بے ترتیبی حالت کی کوئی

فکر نہیں

تھی وہ کیسے سو رہی ہے دوپٹہ کہاں پڑا ہے۔ دار اب

اسے دیکھتے

ہوئے جیسے کہیں اور ہی پہنچ گیا تھا

وہ دھیرے سے قدم اٹھاتے ہوئے اسکے ذرا قریب آ

کر رکا اور کمبل

نیچے سے اٹھاتے بیلا پر ٹھیک سے پھیلانے لگا اسی

دوران وہ کروٹ

بدل کر دونوں ہاتھ سر کے اوپر کرتی مزید لم لیٹ ہو

گئی

اسے ایسے دیکھ داراب دھک سے رک گیا اور ہو نقو

ں کی طرح اسے

دیکھنے لگا

انکی لمبی گھری پلکیں گوری رنگت کے باعث گال اور

ناک ہلکے ہلکے

سرخ ایسے جیسے بلش آن لگایا ہو ہلکے بھورے ریشمی

بال جس کی

لٹیں اسکے چہرے پر گردن پر پھیلی اس ہوش ربا حسن

کو مزید

بڑھا رہی تھیں۔ وہ بیوی تھی اسکی؟ وہ بے اختیار

سوچنے لگا کبھی

اس نے غور ہی نہیں کیا ایک عورت اسکی زندگی کا
حصّہ تھی
یہ رات کی تنہائی تھی جس میں انسان اپنے نفس کے
بے حد قریب
ہوتا ہے چھوٹی سے چھوٹی بات وہ گہرائی میں سوچتا
ہے
داراب نہ محسوس طریقے سے ان آوارہ لٹوں کو انگلی
کی پوروں سے
پیچھے کرنے لگا

اسکی زندگی صرف ایک نفرت بھی بھینٹ چڑھی تھی

اگر یہ سب

وہ اس وقت ایک طرف رکھ دیتا تو وہ اسکی بیوی تھی

اسکے لئے

راحت کا سامان

وہ گہری سوچوں میں گم نجانے کیا کیا سوچ رہا تھا جب

اسکی

انگلیوں کے پور کو محسوس کرتے بیلا دھیرے سے

کسمساتی ہوئی

کروٹ بدلنے لگی تھی۔ذرا ہی آنکھیں کھلنے پر سامنے جو نہی کسی

کا عکس نظر آیا وہ نیند میں ہی چیخ مارتی یکدم سے اٹھ بیٹھی

اسکے چیخنے پر داراب بھی یکدم سے بدک کر پیچھے ہٹتا ہونقوں کی

طرح اسے دیکھنے لگا

"یہ۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے؟" وہ ہڑبڑا کر الٹا بیلا کو ہی ڈپٹنے لگا جو بیڈ

کراؤن سے چپکی اسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ کوئی

زگوٹہ

جن ہو

"تم بتاؤ کیا طریقہ ہے یہ۔۔۔ام کو ڈرا دیا تم نے ایسے

کون سر پے کھڑا

ہوتا ہے" وہ اب تک نیند کے خمار میں گھری اس

اچانک ہوئے حملے

کو ہضم نہیں کر پا رہی تھی

داراب نے لب بھینچ کر اسے دیکھا وہ اب بھی دھیان

نہیں کر پائی کہ

دوپٹہ اسکے پاس نہیں ہے

داراب کی نظریں خود ہی پھسل کر اسکے تیز سانس لیتے

مرمری سے

بدن پر گئی دل جیسے دھک سے رک گیا وہ کیا کر رہا تھا

اسے ہو کیا

رہا تھا وہ خود میں ہی الجھتے نگاہیں پھیرتا ڈریسنگ روم

میں

غائب ہوگیا

اسکے جاتے بیلا اسکی ان عجیب نظروں کو سوچنے لگی

جب اسے

احساس ہوا وہ خود کو ایسے دیکھ جھٹ سے لپک کر اپنا دو

پٹہ

اٹھائے کندھوں کے گرد لپیٹ گئی

داراب پولیس کی وردی سے آزاد ہوتا نارمل پینٹ اور

گول گلے والی

بلیک کلر کی شرٹ پہنے واپس روم میں آیا

"چائے بنادو میرے لئے" اسے چائے کا کہتے خود وہ

کاؤچ پر لم لیٹ

ہوتا موبائل چلانے لگا

اس وقت چائے؟ بیلا جھک کر گھڑیال میں ٹائم دیکھنے

لگی رات کا

ایک بج رہا تھا

"اس وقت چائے کون پیتا ہے" یقیناً وہ بنانے کے موڈ

میں نہیں تھی

اسکی بات پر داراب نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"داراب خان آفندی" شان بے نیازی سے کندھے

اچکائے بیلا اسکے انداز

پر تیکھی نظروں سے دیکھنے لگی اب کیا کہتی بالوں کو

جوڑے کی

شکل میں لپیٹتی اٹھ کر اسکے لئے چائے بنانے چلی گئی

اسکے جاتے داراب نے جھٹ سے اٹھ کر باقائدہ جھک

کر دیکھا آیا کہ

وہ ہے یا چلی گئی اسکے جانے کو یقینی بناتے داراب نے

گہری سانس

لی کہ تب ہی اسکا موبائل رنگ کرنے لگا اس نے

جونہی نظر سکرین

پر ڈالی سامنے جگمگاتا نام دیکھ اسکا سانس تک رک گیا

"زی" یہ ایک چھوٹا سا نام اسکی زندگی کا سب سے

خوبصورت اور

اہم حصّہ تھا

داراب نے فوراً سے پہلے کال اٹھاتے موبائل کان سے

لگا لیا اس سے

پہلے وہ کچھ کہتا آگے سے زامل زالے کی آواز سنائی

دی

"ام۔۔۔دم۔۔۔ہ۔۔تا" وہ اپنی مستیوں میں

موبائل پر یہاں وہاں انگلی

مارتے اپنے ہی باپ کے فون سے اپنے ہی باپ کو کال

کررہے تھے

زمل دور بیٹھی اپنے کالج کا کام کررہی تھی اور زیحال

اسٹڈی

روم میں موجود اپنے آفس کا کام ختم کررہا تھا

"زامل" داراب کی آواز پر زامل زالے دونوں نے

ایک دوسرے کو دیکھا

ان سے بھی یہ کال غلطی سے لگی تھی

"بیا۔۔۔ باؤووو" زالے اسے جن کی آواز سمجھتی چیخ

مار کر رونے

لگی

"کیا ہوا زالے" زمل جھٹ سے لپک کر انکے پاس

آئی

زامل تو ڈھیٹ بنا ٹکر ٹکر اس آواز کو سن اور سکرین کو

دیکھ رہا

تھا

"مما۔۔۔ہاؤووو؟" وہ گردن جھٹکتے اپنی ماں سے

پوچھنے لگا اتنے

میں زی حال بھی باہر نکل آیا

"کیا ہوا زاالے کیوں رو رہی ہے" اس نے پریشان کن

لہجے میں پوچھتے

زالے کو اپنی گود میں لیا زمل خود حیران تھی اسے اب

تک داراب کی

چلتی کال نظر نہیں آئ تھی

تب ہی تکیے کے پیچھے سے چوزہ نکل کر چی چی کرتا ہوا

زامل کی

گود میں آگیا چوزے کو دیکھتے ہی زمل جھٹ سے بیڈ

سے نیچے

اترتی زیحال کے پیچھے چھپ گئ

زامل زبردستی اپنے چوزے کو بھی ساتھ ہی بیڈ پر لے

آیا تھا جس

کی وجہ سے زمل مجبور ہوتی کاؤچ پر کب سے بیٹھی

تھی

"مجھ سے بہتر تو یہ چوزہ ہے کم از کم تم ڈر تو رہی ہو اس

سے"

زیحال کے ذومعنی انداز پر زمل نے ذرا سی گردن

آگے کرتے اسے

گھور کر دیکھا

"زالے اسی سے ڈر رہی ہے اور آپ کو مذاق سوجھ رہا

ہے" وہ آنکھیں

دکھاتی سارا ملبہ زالے کے ننھے سے سر پر ڈال گئی

"کیوں ڈرے گا میرا بیٹا بابا ہیں ناں ۔۔۔ چلو اسے

پکڑو" زیحال بیڈ پر

بیٹھتے زالے کو اپنی گود میں اور چوزے کو زالے کی

گود میں رکھ

گیا زمل کو جی بھر کر حیرت ہوئی جو شام تک سارے

گھر میں شور

کرتی پھر رہی تھی اپنے باپ کی گود میں چسکی تک

نہیں

"باہ۔۔۔کوت کوت (بابا کیوٹ کیوٹ)"زالے اسکو

ہاتھ نہیں لگا رہی

تھی بس اپنی گود میں دیکھ خوش ہو رہی تھی زیحال

نے اسکے

سر کو نرمی سے چوما

"یس میری پرنسسز کی طرح "

"باہ۔۔۔می۔۔۔کوت ناہ(بابا میں کیوٹ نہیں ہوں

)"زامل جو گود میں

موبائل رکھے انکو دیکھ رہا تھا جھٹ سے پوچھنے لگا

"آپ بھی ہو۔۔۔اور آپ دونوں کے آنے والے

بھائی بہن بھی" اسکی بات

پر زمل پہلے تو ان تینوں کو دیکھ مسکراتی رہی جب اسکی

بات

سمجھ آئی تو جھٹ سے اسکے کندھے پر دھپ رسید کر

گئی

داراب کال پر دوسری جانب اس کیوٹ سی فیملی کی

نوک جھوک کو

سنتے جیسے سکون کی وادیوں میں اتر گیا تھا پھر زمل

زیحال کی

بات آتے اس نے خاموشی سے کال کاٹ دی

وہ سمجھ گیا تھا کہ کال بچوں سے غلطی سے لگ گئی تھی

لیکن یہ

غلطی کتنی خوبصورت تھی اسکا اندازہ صرف داراب

خان کو ہی

تھا

"باہ۔۔۔بائی(بابا۔۔۔بھائی)"زالے کو سمجھ نہیں آئی

"زامل جیسا کیوٹ سا آپ کو چاہیے ناں۔۔۔"اسکے پوچھنے پر زالے نے

جھٹ سے سرہاں میں ہلایا زامل جو ہمت کرتی کپڑے میں چوزے کو

لپیٹتی ڈرڈر کر نیچے ایک چھوٹے سے پنجرے میں بند کر کر واپس

بیڈ پر آئی ہی تھی دونوں باپ بیٹی کو گھور کر دیکھنے لگی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ملیشیا کی فضاؤں میں ایک نرم سی نمی گھلی ہوئی تھی۔ درختوں کی پتیاں شبنم کے قطروں سے چمک رہی تھیں جیسے کسی نے ان پر موتیوں کی بارش کر دی ہو۔ دور افق پر سورج ابھی پوری طرح ابھرا نہیں تھا، مگر اس کی ہلکی سنہری روشنی بادلوں کے کناروں کو چھو کر آسمان کو نارنجی اور گلابی رنگ میں رنگ رہی

تھی۔ پرندے اپنی چہچہاہٹ سے صبح کو خوش آمدید

کہہ رہے تھے

کوالالمپور کے دل میں، ایک اونچی عمارت کے بیسویں

فلور پر، شیشوں سے ڈھکا ہوا ایک وسیع آفس تھا باہر

سے گزرتی دھوپ جب اس کی نیلی شیشوں پر پڑتی تو

پوری عمارت ایک چمکتا ہوا آئینہ بن جاتی۔

دروازے کے اندر قدم رکھتے ہی ایک ہلکی سی مہک

محسوس ہوتی، جیسے پرفیوم اور لیدر کی خوشبو نے فضا

میں اپنی گرفت جما رکھی ہو۔ آفس کے بیچوں بیچ ایک

لمبا سا گلاس ٹیبل تھا، جس کے پیچھے سیاہ دیوار پر سنہری

حروف میں لکھا تھا

"پاشا برادرز" اس نام میں ایک ایسی دہشت چھپی

تھی جس نے

بہت ہی کم وقت میں بزنس کی دنیا میں اپنا نام بلند کر

لیا

تھا

دیواروں پر مختلف ماڈلز کی لگژری کاروں کی تصویریں

لگی تھیں، اور ایک طرف شیشے کے پار دکھائی دیتا شو

روم، جہاں چمکتی ہوئی کاریں قطار میں کھڑی تھیں
سب کی سب اربوں ڈالرز کی مالیت
رکھتی تھیں جن ہیں خود پاشا بے نے ڈیزائن کیا تھا
کمرے کے اندر ایک گہری خاموشی تھی، مگر اس
خاموشی میں بھی ایک عجیب سا دباؤ محسوس ہوتا جیسے
دیواریں خود اُن بھائیوں کی طاقت، رعب اور رازوں
کی گواہ ہوں۔
اسی دوران لفٹ کی ہلکی سی "ڈنگ" کی آواز گونجی،
اور دروازہ آہستہ کھلا۔ سیاہ سوٹ پہنے یاقوت اندر

داخل ہوا۔ مضبوط قدم، خاموش نگاہیں، اور چہرے پر

وہ وقار جو صرف پاشا برادرز کا خاصہ تھا۔

"لے آیا پاشا" یاقوت کے پیچھے ایک شخص تھا جس

کے ہاتھ میں

ایک بریف کیس تھا

پاشا جو ٹرانسپیرنٹ ونڈو کے قریب کھڑا نیچے سے نظر

آتی چھوٹی

چھوٹی گاڑیوں کو دیکھ رہا تھا یاقوت کی آواز پر مڑ کر

پیچھے

دیکھا

پاشا دھیرے سے ٹیبل کے قریب آتے ہاتھ میں

پکڑی سگار ایش ٹرے

میں مسلتے بنا نگاہ اٹھائے اس سے مخاطب ہوا

"پورے دو دن لیٹ ۔۔۔ جانتے ہو میرے وقت کی

قیمت کتنی زیادہ

ہے ؟" اسکے اتنے سرد انداز پر وہ شخص تھوڑا گھبرا سا

گیا

"میں معافی چاہتا ہوں پ" وہ اپنی صفائی دینے ہی لگا

تھا جب پاشا

نے بیچ میں ہی اسکی بات کاٹ دی

یاقوت صوفے پر بیٹھا اس شخص کو ہی دیکھ رہا تھا

"مجھے بہانے بنانے والوں سے سخت چڑ ہے" بول کر

پیچھے مڑا جہاں

دیوار پر ایک نیا ماڈل سجایا گیا تھا، اسکی جانب اشارہ کیا

"یہ صرف کار نہیں۔۔۔اس کمپنی کی پہچان ہے، اور

میں اس میں ذرا

بھی کوئی کوتاہی معاف نہیں کرونگا"

کمرے میں ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی۔ باہر کی کھڑکیوں سے سورج کی روشنی اندر آرہی تھی، مگر فضا میں تناؤ واضح تھا

ڈینئیل نے بریف کیس میز پر رکھا، پسینہ اس کے ماتھے پر چمک رہا تھا۔

پاشا کی آنکھوں میں ایسا سکون تھا جیسے ہر فیصلہ پہلے سے طے ہو۔ اُس کے ہاتھ میں سگار تھا، مگر اُس نے ایک کش بھی نہیں لیا، بس آہستہ آہستہ گھماتا رہا۔

ڈینئیل نے اپنی فائل کھولی، ہاتھوں میں ہلکی کپکپاہٹ تھی۔ یاقوت

سب کچھ گہری نظروں سے نوٹ کر رہا تھا

"سر۔۔۔یہ وہ ڈیلیوری لسٹ ہے جس کے لیے

ہماری کمپنی آپ سے معاہدہ کر رہی ہے میں نے تمام

ڈاکیومنٹس" پاشا نے بیچ میں ہی

کوفت سے ٹوکا

"کام وہ جس میں زبان سے زیادہ کام خود بولے" اس

بات پر ڈینئیل نے گہرا سانس لیا، آواز میں مزید

کپکپاہٹ سی گھل گئی

"جی سر۔۔۔میں سمجھتا ہوں بس یہ موقع۔۔۔

میرے لیے بہت بڑا ہے۔"

پاشا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سگار رکھ دیا، اور

آگے جھک کر آہستہ آواز میں اس سے مخاطب ہوا

"یہ موقع نہیں، امتحان ہے۔اور ایک بات یادر کھو

پاشا سے ڈیل کرنے والا، غلطی کی گنجائش کھودیتا

ہے۔" اسکا انداز اتنا سرد تھا کہ

ڈینئیل کو اپنا یہاں ہونا اپنی زندہگی کی سب سے بڑی

غلطی لگ

رہی تھی

یاقوت اسکی حالت سے لطف اٹھاتے ساتھ رکھے ٹیبل

پر جلتے لیمپ

کو جلانے بجھانے لگا بزنس سیکھنا تھا تو اپنے بھائی سے جو

اپنے

انداز سے ہی سامنے والے کو خوف زدہ کر دیتا تھا

یاقوت جانتا تھا کہ وہ کیوں ایسا کر رہا ہے

کمرے میں لمحے بھر کے لیے خاموشی چھا گئی۔ صرف

ائیر کنڈیشنر کی ہلکی سی آواز گونج رہی تھی۔ ڈینئیل

نے ہاں میں سر ہلایا، مگر اس کے ہاتھ فائل کے نیچے

پسینہ چھپا نہیں پا رہے تھے۔

پاشا نے قلم اٹھایا، معاہدے پر دستخط کیے، اور قلم

واپس رکھتے

اسکی جانب دیکھا

"اب تم ہمارے ساتھ ہو، مسٹر ڈینئیل لیکن یاد رکھنا

۔۔۔ ہمارے ساتھ ہونا، ہمارے خلاف ہونے سے

زیادہ خطرناک ہے۔" ڈینئیل ضبط سے

اسے دیکھتا رہ گیا مجبوراً اسے سر ہاں میں ہلانا پڑا تھا

ڈیل مکمل ہو چکی تھی مگر اب واپسی کا کوئی راستہ نہیں

تھا۔

اسکے جاتے یاقوت دھیرے سے اٹھ کھڑا ہوا اور پاشا

کی جانب دیکھا

جس کے ہاتھ لیپ ٹاپ پر تیزی سے چل رہے تھے

"وہ ڈر گیا ہے بچارا" اسکا دل کیا ہنسے لیکن کام کے

وقت پاشا کی

سنجید گی ان تینوں کو بھی تیر کی طرح سیدھا رکھتی

تھی

"ڈرنا بھی چاہیے۔۔۔دوبارہ کوئی دھوکہ دینے کے

بارے میں سوچ بھی

نہیں سکے گا" ایک بار کا دھوکہ مطلب زندگی بھر کیلئے

سبق

" جتنی اسکی حالت بری تھی لگ بھی نہیں رہا کہ یہ ایسا

ویسا کچھ

کرے گا" وہ کرسی پر بیٹھتے وہاں رکھے پیپجز کو الٹ

پلٹ کرنے

لگا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو

پاشا نے ذرا سی نگاہ اسکی جانب اٹھائی

"جو کہنے آئے تھے کہہ دو۔۔۔کان فری ہیں میرے

"اپنی انگلیوں کو

لیپ ٹاپ کے بٹنوں پر چلتے دیکھ وہ شائستگی سے بولا

"وہ لوگ ایک نیا پلان بنا رہے ہیں" اسکی بات پر پاشا

کے چلتے ہاتھ

یکدم سے رکے نگاہ یاقوت کی جانب اٹھی

"کچھ خواتین کو بیرون ملک بھیجنے کا پلان،اور یہ سب

بہت

چالاکی سے پردے کے پیچھے کیا جارہا ہے تاکہ پولیس

کو پتہ نہ

چل سکے" پاشا نے ضبط سے جبڑے بھنچے آنکھوں میں

سرد

مہری کی لہر سی دوڑ گئی

"مشکل نہیں ہے کچھ ادارے انکی اس کام میں مدد کر

رہے ہیں جس

پر انکو بھاری معاوضہ ملتا ہے "آگے یاقوت کے لئے

کچھ بھی بولنا

بے حد مشکل تھا پاشا نے آنکھیں مینچتے اپنی انگلی
پیشانی پر
رکھی
"ان میں خوف خدا نہیں رہا؟" وہ سنجیدگی سے پوچھ
رہا تھا
"ہوتا تو شاید نہ کرتے" یاقوت نے سر سری سے انداز
میں کندھے
اچکائے

"کہاں سے گزریں گے وہ لوگ ؟" اسکا انداز نہایت

سرد تھا یاقوت ایک

دم سے سیدھا ہو بیٹھا

"پولیس دیکھ لے گی پاشا۔۔۔ ہم پر پہلے ہی بہت

لوگوں کی نظر ہے"

وہ بے چین ہوا تھا اسے یہی ڈر تھا

"اگر کسی کو دیکھنا ہوتا تو نوبت یہاں تک نہ آتی

۔۔۔ تم سے جو کہا

وہ کرو۔۔۔مجھے وقت اور جگہ جلد از جلد پتہ کر کر دو"

اسکا انداز

اٹل تھا یا قوت اسے دیکھ کر رہ گیا

وہ کتنی ہی دیر پاشا کو ایسے بیٹھے دیکھتا رہا جب اسکے

موبائل پر

اچانک رنگ ہوئی یاقوت نے موبائل جونہی کوٹ کی

جیب سے نکالا

سامنے مشی کا نام دیکھ فوراً سے کال اٹھاتے موبائل

کان سے لگا

لیا۔

"ہاں مشی بولو" اسکے سرسری سے انداز میں پوچھنے پر

آگے سے

مشی رو پڑی تھی اسکی سسکی سنتے ہی یاقوت کرنٹ

کھا کر اپنی

جگہ اٹھ کھڑا ہوا

''کیا ہوا۔۔۔رو کیوں رہی ہو؟ تم ٹھیک ہو؟'' اسکے

تابڑتوڑ سوال کرنے

پر پاشا نے اسکی جانب دیکھا اسکی رنگت چہرے کی پل

میں زرد

پڑ چکی تھی

''میں آیا بس ابھی ڈونٹ وری اوکے'' کال کٹ

کرتے وہ ہڑ بڑی والے

انداز میں پاشا کی جانب مڑا۔ جو پہلے سے ہی اسکی

جانب متوجہ

تھا

"بھائی۔۔۔مم۔۔میں" وہ بری طرح سے گھبرائے

ہوئے اس سے پہلے

پاشا سے اجازت طلب کرتا اس نے بات بیچ میں کاٹ

دی

"بنا پوچھے بھی جا سکتے ہو، جاؤ اور خیریت کیلئے مجھے

فون کر

دینا مجھے آنے میں دیر ہو جائے گی'' اسے کسی بزنس

ڈیل کیلئے

باہر جانا تھا شائستگی سے یاقوت کو جانے کا کہتے خود بھی

اپنا

کام ختم کرتے اٹھ کھڑا ہوا

یاقوت کے جانے کے کچھ دیر بعد تک وہ آفس میں رہا

تھا اسکے بعد

سارا کام پامیر سلطان نے سمبھالا تھا آفس میں صرف

وہی تین

ہوتے تھے برلاس کے زمے اب تک کوئی زمے

داری نہیں لگی تھی نہ

کبھی ان تینوں کا ایسا کوئی ارادہ بننے والا تھا وہ زندگی سے

لطف

اندوز ہونے میں مگن تھا تو اسی میں تینوں کی خوشی

تھی

یاقوت دس منٹ کے اندر اندر پاشا ولا میں موجود تھا

اور اس وقت

ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے وہ سامنے بیڈ پر الٹی پلتی

مارے منہ

پھلا کر بیٹھی مشی کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھیں لال

تھیں اور

ان میں نمی بھی جمع تھی یہ رونے کے باعث نہیں تھا

بلکہ وہ

الٹیاں کر کر پاگل ہو چکی تھی اب کہیں جا کر اسے

سکون ملا تھا

کومل نے اسکا بی پی چیک کیا اور ایک نظر اسکی دواؤں پر

ڈالی

یاقوت از حد بے چین ہوتے کبھی کومل کے ہاتھ میں

پکڑی دواؤں کو

دیکھتا تو کبھی مشی کو جس کی ذرا سی متلی اسکی جان لبوں

پر

لے آئ تھی

کومل اسکی حالت دیکھ بے ساختہ ہنس پڑی

"دونوں اپنی شکل دیکھو آئینے میں۔۔۔ریلیکس
پریگننسی میں یہ
سب نارمل ہے بلکہ آگے آگے اس سے زیادہ طبعیت
بگڑے گی تو ٹینشن
لینے کی ضرورت نہیں" وہ نہایت محبت سے دونوں کو
سمجھاتی
اپنا بیگ بند کرنے لگی

یاقوت نے گہری سانس لیتے آنکھیں زور سے بند کی
اور دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کیا یہی حال
مشی کا بھی تھا
کومل مشی کے رخسار پر ہاتھ رکھتی شریر انداز میں
مسکراہٹ اس
کی جانب اچھالتی آنکھوں سے پیچھے کھڑے یاقوت کی
جانب اشارہ
کرنے لگی

جس پر مشی اسے سمجھ کر فوراسے سرخ گلال ہوئی اور

الٹا اسے

ہی گھورنے لگی کومل کے کمرے سے باہر جاتے ہی

یاقوت نے دروازہ

بند کیا اور مشی کی جانب مڑا جو خود بھی اسے ہی دیکھ

رہی تھی

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی یاقوت ایک ہی جست میں

اسکے قریب

آتے اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا

اسکی تڑپ ہی اس بات کی گواہ تھی کہ وہ کتنا ڈر گیا تھا

مشی ہر

شرم بالائے طاق رکھتی اسکے سینے میں مزید چھپنے لگی

"میں ڈر گیا تھا۔۔۔شکر ہے تم ٹھیک ہو" وہ دھیمی

آواز میں آنکھیں

موندے اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا

"میرے لئے ڈرے تھے؟" وہ بے یقین سی تھی

"ظاہر ہے۔۔۔اور کس کیلئے" یاقوت کو اسکے سوال پر

تھوڑی حیرت

ہوئی کیا وہ یاقوت مرزا کی زندگی میں اپنی جگہ سے

واقف نہیں

تھی

"مم ۔۔۔مجھے لگا بے بی کیلئے "اب کی بار یاقوت نے

اسے خود سے

ذرا دور کرتے اسکا چہرہ دیکھا وہ معصومیت سے ٹکٹکی

باندھے اسے

دیکھ رہی تھی

''ایک لگے گا کان کے نیچے۔۔۔پروڈکٹ سے زیادہ فیکٹری میرے لئے اہم ہے سمجھی۔۔۔ جھلی'' وہ مشی کے سر پر ہلکی سے چپت لگاتے تڑخ کر بولا اسکی فیکٹری والی بات چھوڑے مشی کان کے نیچے لگانے والی بات پر ہونٹ گول کرتی اسے دیکھنے لگی

عنقریب وہ رونے والی تھی لیکن یاقوت اسے پھر سے اپنے کسرتی سینے میں چھپا گیا

"پاگل جان ہو تم میری۔۔۔ سب سے پہلے تم آتی ہو
اسکے بعد یہ" وہ
محبت بھرے لہجے میں مشی کے دل کو گہری سکون کی
وادیوں میں لے گیا کہنے کو یہ صرف الفاظ تھے یہ بچہ
یاقوت مرزا کیلئے کیا معنی رکھتا تھا یہ کوئی اسی سے
پوچھتا اور شاید وہ بھی نہ بتا پاتا کیونکہ اسکی اہمیت اور
اسکی اپنی زندگی میں جگہ سے وہ خود بھی واقف نہیں
تھا بس اتنا جانتا تھا کہ یہ بچہ اب اسکی آتی جاتی سانسوں
کی مالا بن چکا تھا لیکن وہ اسکے آنے کے بعد مشی کو یہ

احساس نہیں کروانا چاہتا تھا کہ اسے اب صرف بچے

سے مطلب ہے وہ اسے ہر وقت ہر پل یہ جتانا چاہتا تھا

کہ یہ خوشی دینے والی وہ

واحد عورت ہے جس کے لئے یاقوت مرزا اپنا آپ

قربان کر سکتا ہے مشی اسکے اندر سے اٹھتی کلون کی

خوشبو میں گم سی ہونے لگی تھی جب یکدم سے منہ بھر

کر تے آتی محسوس ہوئی وہ جلدی سے یاقوت کو پیچھے

دھکیلتی اٹھ کر باتھ روم میں بھاگ گئی

اسے ایسے جاتے دیکھ یاقوت از حد پریشان سا اسکے

پیچھے گیا اور نرمی سے اسکی پیٹھ سہلانے لگا

وہ دو تین بار ایک ہی ساتھ خالی ہوتی نڈھال سی

یاقوت کے سہارے آگئ تھی

"مم۔۔۔میری بس ہو گئی ہے یاقوت" وہ اب رونے

والی تھی اب تو

ایسا لگ رہا تھا جیسے انتڑیاں بھی باہر آجائیں گی

یاقوت اسے دھیرے سے اپنی بانہوں میں اٹھاتے باہر بیڈ تک لایا اور نرمی سے لٹاتے پانی کا گلاس بھر کر اسکے لبوں کے قریب کیا

مشی نے دو گھونٹ پی کر گہرا سانس لیا اور سر پیچھے بیڈ کراؤن سے ٹکا کر آنکھیں موند گئ

بہت مشکل سفر تھا بہت کٹھن راستہ تھا لیکن منزل اتنی خوبصورت تھی کہ کوئی بھی مشکل، مشکل لگ ہی نہیں رہی تھی

اسے کچھ دیر گزری تھی جب ایک نرم سا لمس اپنی
بیلی پر محسوس کرتے فورا اسے آنکھیں کھولی
یاقوت اسکی بیلی پر جھکے جگہ جگہ اپنے لبوں کا لمس ثبت
کر رہا
تھا اسکے اس خوبصورت عمل پر مشی مسرور سی ہوتی
آنکھیں بند کر گئی جب وہی لمس اسکی دھڑکنوں سے
ہوتے ہوئے گردن تک آگیا
وہ مشی کی گردن پر ہلکی سی لو بائیٹ بناتا اسکی بے ساختہ
سسکی

نکلوا گیا

''آئی لو ویو سوہنے'' اسکے یہ الفاظ ہر دوا کو بری مات دے گئے تھے اتنا سکون کہ مشی سرخ قندھاری ہوتی اسکے بالوں میں انگلیاں پھنساتی اسکا چہرہ اپنی گردن میں چھپا گئی

یاقوت وہی سے اسے اپنے ساتھ لپیٹے کمفرٹر دونوں کے اوپر ڈال گیا یاقوت کے مسلسل سر سہلانے کے باعث مشی کو کچھ آرام آیا وہ آنکھیں موندیں نیند کی وادیوں میں گم ہونے لگی تھی

"کچھ کھانے کا دل ہے؟"

"ہمم" مشی اسکے سینے میں چھپی ہنکار ابھر کر کروٹ لیتی پیٹھ یاقوت کی جانب کر گئی جب یاقوت نے کہنی کے بل ذرا سا اٹھ کر اسکے چہرے کو دیکھا اور نرم انگلیوں سے اسکے بکھرے بالوں کو پیچھے کی جانب سمیٹتے اسکی صراحی دار گردن پر اپنے لب ٹکا گیا۔

"حکم کریں سوہنے۔۔۔ کیا کھانے کا دل ہے ابھی لے آتا ہوں "

مشی سچ میں آنکھیں بند کئے ہی سوچنے لگی

"املی" اسکے املی بولنے پر یاقوت چونک کر اسے دیکھنے لگا

"املی؟ یہ کون کھاتا ہے؟" وہ شاید بھول رہا تھا کچھ دن پہلے اس کیلئے باغ سے تازہ پھل جو مشی نے کہہ کر خاص طور پر منگوائے تھے ان میں تازہ پھول اور املی بھی تھی

"تمہارا ابے بی۔۔۔اب جاؤ لے کر آؤ۔۔۔جب آ جاؤ تو مجھے اٹھا دینا" وہ اس پر حکم صادر کرتی سارا کمبل کھینچ

کر خود ساری ل پٹ گئی یاقوت تو اسے بس دیکھ کر رہ گیا

وہ بچارا مجبور ہوتے اٹھ کر اپنے جوتے پہننے لگا اور مشی کے سر پر بوسہ دیتے کمرے سے باہر نکل گیا جہاں بچے اسے دیکھتے بھاگ کر اسکے پاس آ گئے تھے

"قوت۔۔۔ باہ۔۔۔ بیاہپ۔۔۔ می (یاقوت بابا ۔۔۔ بھیا نے مجھے مارا ہے)" زالے بے حد معصومیت سے زامل کی شکایت کرنے لگی یاقوت اسکے اتنے کیوٹ انداز پر جھک کر اسے گود میں اٹھا گیا

"آاا میرے بیٹے کو مارا اس نے۔۔۔ کہاں ہے یہ

۔۔۔زامی" وہ زالے کے پھولے ہوئے گلابی گلابی

گالوں کو چومتا ہوا زامل کو آواز دینے لگا جو پلر کے پیچھے

پڑے زالے کے کھلونوں میں تباہی مچا رہا تھا یا قوت کی

آواز سنتے فورا اسے اسکی جانب بھاگا آیا

"آپ نے ہپ کیا زالے کو۔۔۔ بری بات ہے ناں"

وہ دو زانوں ہو کر بیٹھتے زامل کو پیار سے سمجھانے لگا

" جامی۔۔۔ وانت دش۔۔۔ قوت باہ (زامل کو یہ

چاہئے یا قوت بابا)" وہ لہجے میں عرق لئے زالے کی

ننھی سی انگوٹھی میں چمکتی ہوئی انگوٹھی کو پکڑ کر اسے بتانے لگا

اسی وقت کومل عبدلباری کو فیڈ کروا کر باہر لائی تھی جب اسکی نظر ان تینوں پر پڑی

"یہاں کیا کر رہے ہیں یہ دونوں" وہ عبدلباری کو اسکی گاڑی میں بٹھا کر بیلٹ کے سہارے قابو کرنے لگی

"کچھ نہیں۔۔۔بس زامل کو زالے کی رنگ پسند ہے اسے یہ چاہئے۔۔۔میری جان قوت بابا آتے ہوئے

آپ کے لئے لے کر آئیں گے اوکے "وہ زامل کو ڈھیر

سارا پیار کرتے زالے اور اسے بہلا کر کھیل میں

لگاتے اپنے کام سے باہر چلا گیا

لیکن زامل کو اب وہ انگوٹھی چاہیئے تھی تو مطلب

چاہیئے تھی زمل بھی کالج میں تھی زامل رونے لگا تھا

"میرا بچہ۔۔۔ادھر آؤ" کومل زامل کے پاس آتی

اسے گود میں لے گئی زالے عبدلباری کے ساتھ پھر

سے کھیل میں مصروف ہو گئی تھی

"آپ کو وہ ٹم ٹم چاہئے ناں" وہ انگوٹھی کو ٹم ٹم کہتے

تھے زامل اس کے پوچھنے پر فوراً سے سرہاں میں

ہلانے لگا کومل کون جانے کیوں ہنسی آئی

"یہ ٹم ٹم آپ کو مشی ماما دیں گی جلدی سے جاؤ انکے

پاس اور انکو بولو" زامل کو واپس نیچے اتارتے وہ پیچھے

کھڑی اپنی ہنسی کنٹرول کرنے لگی

زامل اپنے ننھے قدموں سے چلتا ہوا مشی کے

کمرے کی جانب گیا جس کا دروازہ یاقوت کھلا چھوڑ کر

گیا تھا زامل خود ہی کمرے میں داخل ہوا اور اپنی مشی

ماما کو ڈھونڈنے لگا جو جلد ہی بیڈ پر سوتی ہوئی اسے نظر آ گئی تھی

"مش ۔۔۔ماہ (مشی ماما)" اسکی میٹھی سی آواز پر مشی جو پہلے سے جاگ رہی تھی فوراً اسے اٹھ کر اسے دیکھنے لگی

"یس مش ۔۔۔ماما کی جان ادھر آؤ" اسکے اتنے پیار سے بلانے پر زامل دھیرے دھیرے اسکے پاس گیا مشی نے دھیان سے اسے دھیرے سے اٹھا کر اپنی گود میں لیا

"جامی وانت ۔۔۔ تم تم (زامی کو ٹم ٹم چاہیے)" وہ جتنی معصومیت سے اس سے ٹم ٹم مانگ رہا تھا مشی کو پہلے تو اسکے گلو گلو سے گالوں پر ٹوٹ کر پیار آیا

"مشی ماما کیسے دیں آپ کو ٹم ٹم ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ وہ تو آپ کو آپ کی کوئین دے گی ناں ۔۔۔ کیونکہ آپ بھی ایک کنگ ہو" وہ اسے گدی گدی کرتی اپنے انداز میں بہلانے لگی گھر میں سب کو علم تھا کہ زامل کی کتنی تیز نظر ہے زالے کی رنگ پر اور وہ بھی شروع دن

سے

"تو تم کوئین دے دوناں۔۔۔وہ اس سے رنگ لے لے گا" کومل کمرے میں داخل ہوتی شریر انداز میں اسے چھیڑنے لگی اور آتے ساتھ بیڈ پر لم لیٹ ہو گئی یاقوت کے سامنے کتنی تمیز تھی اب ساری ہوا ہو گئی تھی

اس کی بات پر مشی پہلے تو دھک سے رکتی اسے دیکھنے لگی پھر خود میں ہی بلش کرنے لگی

"ان شاءللہ" اسکے دل نے چیخ کر اس دعا پر امین کہا

بچے بھی اسکے کمرے میں آگئے تھے مطلب کے پاشا ولا کی ساری رونق یہاں لگ چکی تھی

وہ کب سے کچن میں گھسی دوپہر کے کھانے کیلئے جد وجہد کر رہی تھی آج نہ کومل کچن میں آئی تھی نہ ہی مشی صرف آئرہ تھی جس نے ایک ملازمہ کے ساتھ مل کر یہ ساری تیاری کی تھیں

بریانی، ملائی بوٹی، کھیر اور سلاد وہ بنا چکی تھی اب آخر میں صرف کباب تلنے رہ گئے تھی اسی کی خوشبو اس وقت پورے گھر میں پھیل رہی تھی

"باجی جی آپ کے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے" ملازمہ خوشبو سے ہی اندازہ لگاتی چہک کر بولی آئرہ اسکی جانب مسکراہٹ پاس کرتی اپنے کام پر دھیان دینے لگی

تب ہی کومل کچن میں آئی اسکے پیچھے عبدل باری بھی
تھا جو اپنی گاڑی پر بیٹھ کر صحیح چل لیتا تھا لیکن اسکے بغیر
وہ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا

"باری آپ ماما کو بہت تنگ کر رہے ہو" وہ اپنے پیچھے
اسکے ننھے سے ہاتھ میں اپنا دوپٹہ پکڑے دیکھ مصنوعی
ساڈپٹنے لگی

جب اسکی نظر آئرہ پر پڑی وہ پوری دل جمعی سے اپنے
کام میں مگن تھی

"ارے۔۔۔یہ کیا تم نے اکیلے سب کر لیا ابھی تو ٹائم تھا مجھے بلا لیتی "اسکی اتنی تیاریاں دیکھ اسے حیرت بھی ہوئی

"نہیں بس کر لیا میں نے آپ ایک نظر دیکھ لیں کچھ رہتا ہے تو بتا دیں میں کر لو نگی "اسکی بات پر کومل نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔

پیازی رنگ کا کامدار سوٹ پہنے ریشمی دوپٹے کو سلیقے سے سر پر جمائے وہ ہلکے سے میک اپ میں بہت پیاری سمجھدار سلجھی ہوئی گھری لو لڑکی لگ رہی تھی آج پہلی

بار کومل کو لگا تھا کہ وہ بھی اس فیملی کا حصّہ ہے ورنہ تو وہ کٹ کٹ کر سب سے دور کمرے میں ہی بند رہتی تھی کوئی بلا بھی لے تو پانچ منٹ مشکل سے سب کے بیچ بیٹھتی تھی

کومل نے نرمی سے اپنی ہتھیلی اسکے رخسار پر جمائی

"یہ سب بھی بہت ہے" اسکے محبت بھرے انداز پر آئرہ کو اپنی محنت وصول ہوتی محسوس ہوئی تھی وہ بھی آگے سے پورے دل سے مسکرا دی

"ویسے آپس کی بات ہے، یہ سب تم نے ویسے ہی بنایا ہے یا کوئی خاص بات ہے؟" اسکے استفسار پر آئرہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جیسے بات سمجھ نہ آئی ہو

"مطلب؟" وہ نہ سمجھی سے پوچھنے لگی

"یہ سب برلاس کی فیورٹ ڈشز ہیں" اسکے بولنے پر آئرہ نے جھٹ سے اپنی ڈشز کی جانب دیکھا پھر ہڑ بڑا کر کومل کو۔ جو اسکے اڑے رنگ کو دیکھ یکدم سے ہنس پڑی

"مذاق کر رہی ہوں پاگل، اور اچھی بات ہے تم نے یہ
سب بنا لیا دیکھنا وہ اتنے پر ہی کیسے خوش ہو جائے گا"
وہ اسکا کندھا تھپتھپاتی خود بھی جوس بنانے لگی
آئرہ نے ایک بار پھر اپنی بنائی ہوئی ڈشز کو دیکھا
نجانے کیوں ان میں اسے ایک عجیب سا احساس
محسوس ہوا دل جیسے ایک الگ انداز میں دھڑکنے کی
کوشش میں ہو۔
تھوڑی ہی دیر میں سب لوگ لنچ پر جمع ہوئے تھے
زیحال اور پامیر یہاں نہیں تھے وہ دونوں ہی شہر سے

باہر کسی بزنس ڈیل کی وجہ سے گئے ہوئے تھے باقی سب تھے جن میں صرف برلاس ہی کافی تھا جو ساری اپنی پسندیدہ چیزیں بنی دیکھ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا

"یہ آج کس کو مجھ پر اتنا پیار آگیا جو سب میری پسند کا بنایا ہے" وہ اپنے دھیان میں بولتا ایک نوالہ ٹیسٹ کرنے کیلئے منہ تک لے جانے ہی لگا تھا کہ زامل نے اسے آواز دی

برلاس نے وہ نوالہ چھوٹا کرتے اسکے منہ میں دے دیا

"تمہاری بیوی کی عنایت ہے، اب انعام دو اسکو اتنی محنت سے سب بنایا ہے اس نے" زمل کالج سے آتے فریشھو کر خود بھی کھانے کی میز پر تھی اسے پتہ چلا تھا آج کی خاص دعوت آئرہ خانزادہ کی طرف سے ہے

تب ہی وہ خوشی سے پاگل تھی

برلاس کی نگاہیں بے ساختہ آئرہ کی جانب اٹھی جو بنا اسکی جانب دیکھے بھی اسکی نگاہوں کو خود پر جمے بخوبی محسوس کر رہی تھی تب اسکے ہاتھ ذرا سے کانپے

برلاس نے خاموشی سے بریانی کھائی باقی سب آپس

میں باتیں کررہے تھے صرف وہی دو خاموش تھے

لیکن آج انکی دھڑکنیں آپس میں محو گفتگو تھیں

"مرد کے دل کا راستہ پیٹ سے ہو کر گزرتا ہے" آج

یہ جملہ کتنا کارآمد ثابت ہو رہا تھا صرف آئرہ ہی جانتی

تھی

آئرہ سب کے کھانا کھاتے اٹھ کر خود کھیر لے کر آئی

سب کو دیتے اس نے بچوں کو بھی چھوٹی سی

باؤل میں کھیر ڈال کر دی جسے پہلے تو تینوں نے غور

سے دیکھا

زالے تو اپنی ننھی سی انگلی ڈپ کر کر پہلے اسے ذرا سا

ٹیسٹ کرنے لگی

"امم۔۔۔یم۔۔۔یم" اسکے اتنے کیوٹ انداز پر سب

بے اختیار ہنس پڑے

زامل بھی جھٹ سے کھانے لگا عبدلباری کبھی زامل کو

دیکھے تو کبھی زالے کو اسکو کھانا نہیں آتا تھا وہ بس انکو

یم یم کرتے دیکھ خوشی تالیاں بجانے لگا

آئرہ نے جو نہی کھیر برلاس کے سامنے رکھی اسکی نظر کھیر میں ڈرائے فروٹس کے ساتھ بنی سیڈ اموجی پر گئی

برلاس نے بے اختیار نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا جواب باقی سب کو سرو کر رہی تھی

"اس میں کچھ اسپیشل ہے کیا، مجھے وہ لینی ہے" زمل دونوں کی نگاہیں ملتے دیکھ جان بوجھ کر برلاس کے حصّے کی کھیر اٹھانے لگی جب وہ اسے یہ کرتے دیکھ جھٹ سے چمچ بھرتے منہ میں لے گیا

''اپنی کھاؤ چھپکلی کہیں کی۔۔۔ خبردار جو میرے پر نظر رکھی'' اسکی اتنی پھرتی دیکھ وہ تینوں قہقہہ مار کر ہنسنے لگی

وہی دوسری جانب جیسے آئرہ کی جان میں جان آئی تھی

''یہ تمہاری اس گھر میں پہلی میٹھی ڈش ہے، تو یہ لو تمہارا انعام'' زیحال کی غیر موجودگی میں یاقوت ان میں بڑا تھا اس نے اپنے والٹ سے نیلے اور سبز رنگ

کے کڑک سو سو ڈالرز والے چار پانچ نوٹ نکال کر
اپنی پلیٹ میں رکھتے آئرہ کی جانب بڑھائی
زمل کو بھی یاد آیا کہ وہ چاہے عمر میں سب سے چھوٹی
تھی لیکن اس وقت اسکا رشتہ سب سے بڑا تھا
اس نے اپنے ہاتھوں میں پہنے گولڈ کے کنگن نکال کر
آئرہ کی کلائی میں ڈال دیے
"عمر آپ سے چھوٹی ہے لیکن اس وقت میں آپ کی
رشتے میں ساسو مام لگتی ہوں" اپنے ہبی والا انداز اپناتی

وہ چہک کر بولی آئرہ نے مسکرا کر ان خوبصورت کنگن کو دیکھا

"مجھے بھی" برلاس نے جھٹ سے اپنا ہاتھ آگے کر لیا

سب اسے دے رہے تھے وہ کیوں پیچھے رہتا

"بیوی تمہاری ہے جا کر کمرے میں حصّہ کر لینا" کو کی بات پر سب بے اختیار ہنسنے لگے

سورج آہستہ آہستہ ڈوبتے کہیں اور نکلنے کی تیاری میں تھا، آسمان پر سنہری اور نارنجی رنگوں کی لکیریں پھیل چکی تھیں۔

ٹھنڈی ہوا کے جھونکے درختوں کے پتوں کو چھو کر سرسراہٹ سی پیدا کر رہے تھے۔ کہیں دور اذانِ مغرب کی آواز گونج رہی تھی، جو فضا میں سکون گھول رہی تھی۔ یہاں اس ایریا میں دو تین مساجد تھیں جن کی اذان کی آواز پاشا ولا کی چھت اور لان میں صاف سنائی دیتی تھی یہ وقت ایسا ہوتا جیسے زندگی بھر کر

سکون خدا نے اس تھوڑے سے حسین لمحے میں رکھ

دیا ہو

"تمہیں کبھی زندگی کی اصل خوبصورتی کو محسوس کرنا

ہو تو کبھی فجر یا مغرب کے وقت جب سب مسجدوں

میں اذان ہو رہی ہو تو اس وقت کہیں کھلے میدان یا

چھت پر کھڑے ہو کر آنکھیں بند کر لو اور سارا

دھیان ان آوازوں پر لگا دو، تم دیکھو گے کہ یہ زندگی

کتنی حسین ہے تمہیں لگے گا کہ تم اپنے رب کی پکار

سن رہے ہو، وہ تمہیں بلا رہا ہے اپنی طرف، ملاقات

کیلئے یہ احساس اتنا خوبصورت ہے کہ اسے بیان کرنے کیلئے آج تک کوئی لفظ نہیں ملا۔

تب ہی ایک گاڑی پاشا ولا میں آکر رکی، اسکے رکتے پہلے پا میر باہر نکلا اس نے فوراً سے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا، زیحال بھی فرنٹ سیٹ سے اترتا پیچھے آیا جہاں دروازہ کھولتے اسکی نظر اندر بیٹھی زرتشم پر گئی۔

وہ یک ٹک گاڑی میں بیٹھی اس خوبصورت جگہ کو دیکھ رہی تھی اندھیری جگہ سے نکل کر وہ ایک دم جیسے کسی جنت میں آگئی تھی اتنا خوبصورت لان جس میں لگے

رنگ برنگے پھول روح تک کو مسرور کر دینے کی طاقت رکھتے تھے، وہ اتنے خوبصورت تھے کہ جیسے آدھی دنیا صرف انکی خوبصورتی کو ہی برقرار رکھنے کیلئے مقرر کر دی گئی ہو۔

سامنے سے ایک فاؤنٹین تھا جس سے نکلتا نیلا پانی چاروں طرف بہہ رہا تھا۔

یہ ولا اتنا بڑا تھا کہ اسکی خوبصورت میں گم ہو کر پورے دو دن لگتے اسے پورا دیکھنے میں۔

''آؤ گل۔۔۔یہ تمہارا گھر ہے'' زیحال کی آواز پر

زرتشم نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا، یہ صرف الفاظ

نہیں تھے اسکی روح کو بخشے جانے والا مان تھا

اسکی آنکھوں میں بے سختی تیزی سے نمی جمع ہونے لگی

دل کسی احساس کے تحت ڈوبنے لگا تھا۔

زیحال نے اسکی جانب ہاتھ بڑھایا اور مسکرا کر اسے

اپنے پاس بلانے لگا۔

وہ حرکت نہیں کر سکتی تھی لیکن آج اس ہاتھ کی طاقت نے ذرا سا سر کنے پر مجبور کر دیا تھا وہ اپنا ہاتھ زیحال کے ہاتھ میں رکھ گئی۔

زیحال اور پامیر نے سہارا دے کر اسے گاڑی سے نیچے اتارا پامیر اسکے پاس ہی وہیل چیئر رکھتے اسے بٹھانے لگا۔

وہ پھر بھی پورے ولا کو دیکھتی رہی ایسے جیسے پہلی بار ایسا گھر دیکھ رہی ہو، جبکہ وہ خود کبھی کسی ریاست کی شہزادی تھی۔

لاؤنج میں سب موجود تھے زمل ایک جانب بیٹھی

اپنے کالج کا کام جلدی سے ختم کررہی تھی تاکہ رات

کو نہ کرنا پڑے۔

مشی بچوں کے ساتھ بیٹھی خود بھی املی کھارہی تھی

ساتھ ان تینوں کو بھی کھلارہی تھی جو آڑے ترچھے

منہ بناتے ہوئے مزے سے کھارہے تھے

"مش ماہ۔۔۔"زامل نے اسے پکارتے ایک آنکھ بند

کرتے زور کا چٹخارہ لیا جس پر وہ زور سے ہنسنے لگی

"نہ کیا کرو ایسی حرکتیں میری جان کے ٹوٹے" وہ اسکے گال پر زور کی بائیٹ کرتی اور بھی انکو کھلانے لگی۔

"لانڈری کیلئے کپڑے نکال دیں ملازمہ کھڑی ہے" آئزہ اپنے کپڑے ایک سائیڈ رکھی بڑی سی جھلی میں رکھتی کومل سے مخاطب ہوئی جو لیپ ٹاپ پر اپنے کسی پیشنٹ کی رپورٹ پر کام کر رہی تھی۔

"اسے بولو کام چوری نہ دکھائے جاکر میرے روم سے لے لے" اسکی بات پر پہلے تو آئرہ یکدم سے چونکی پھر بے ساختہ مسکرا دی

گویا کے سب کسی نہ کسی کام میں مصروف تھے جب زامل زالے یکدم سے چیخ پڑے

"باہ۔۔۔" وہ جھٹ سے صوفے سے اتر کر اپنے ننھے ننھے قدموں سے بھاگتے ہوئے اسکے پاس آئے

زرتشم سب کو دیکھ رہی تھی اسے "باہ" لفظ کی سمجھ نہیں آئی تھی تب ہی نہ سمجھی سے ان دو بے حد کیوٹ بچوں کو دیکھنے لگی

"بھائی کہہ رہے ہیں دونوں" پا میرا اسکی الجھن سمجھتے جھٹ سے زرتشم کے کانوں میں سرگوشی کرنے لگا جس پر زرتشم کی گہرے جھیل سی آنکھیں بے ساختہ پھیل گئیں

"بھائی؟ وہ بھی اسکا زی اور اتنے دو چھوٹے بچوں کا؟

وہ خود میں ہی الجھ کر اسے دیکھنے لگی

"میری جان" زیحال زرتشم کی وہیل چیئر چھوڑے

فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھتے ان دونوں کو اپنے سینے

سے لگا گیا

عبدل باری جسے چلنا آتا نہیں تھا لیکن وہی بیٹھے بیٹھے

اچھل کر آنے کی ضد کرنے لگا

"گل۔۔۔؟" کومل جس نے پہلے تو دھیان دیا نہیں

تھا عبدلباری کے چیخنے پر جیسے ہی پیچھے مڑی گل کو دیکھ

کرنٹ کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی

اسکے اٹھتے زمل اور مشی بھی اٹھ کھڑی ہوئی

"واؤ۔۔۔تم گل کو لے آئے" وہ بے حد خوش اسلوبی سے آگے آتی گل سے گلے ملی

"السلام علیکم گل آپا" زمل بھی ان سے گلے مل کر پیچھے ہٹتی مسکراتے ہوئے انکو دیکھنے لگی

گل نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتے پیچھے کھڑے پامیر کو دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو "یہ یہاں؟"

"یہ ایسی ہی ہے اپنے گھر سے زیادہ یہاں رہتی ہے تاکہ زیحال بھائی کو مزید اپنے جال میں پھنسا سکے" وہ

پوری جلاد پھپھو کا کردار ادا کرتے میسنا بنا اپنی ہنسی پر
کنڑول پانے کی کوشش کرنے لگا

گل نے جھٹ سے زمل کو گھور کر دیکھا جو اسکی ایسی
نظروں سے بلکل انجان اسے یہاں دیکھ بے حد خوش
ہو رہی تھی

زرتشم کے آنے سے سب میں ایک الگ ہی خوشی کی
لہر سی دوڑ گئی تھی

بچے اسکے پاس جا نہیں رہے تھے لیکن اس سے ڈر بھی

نہیں رہے تھے وہ بس اپنے کھیل میں یا تو مگن ہو

جاتے یا تینوں ایک ہی لائن میں معصوموں کی طرح

بیٹھ کر زر تشم کو ٹکر ٹکر دیکھنے لگتے جس کی شکل تھوڑی

بہت انکے "باہ" سے ملتی تھی ویسی ہی آنکھیں ویسی ہی

ناک اور ویسا ہی گورا رنگ ہر چیز زیحال سے ملتی جلتی

اگر کوئی دیکھتا تو اسے یہ چاروں بہن بھائی نین نقش

میں بہت قریب قریب ملتے اور چاروں ہی حسن میں ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔

"السلام علیکم" یاقوت اسی وقت باہر سے آیا تھا جب اسکے سلام کرتے سب نے مڑ کر اسے دیکھا اسکی نظر بھی گل پر تب ہی گئی پہلے تو وہ چونکا پھر زیحال کو دیکھنے لگا۔

"کیسی ہیں گل آپ؟" آگے آتے نہایت خوش اسلوبی سے پوچھا گل اسے دیکھتی بے اختیار مسکرا دی۔

"بہت اچھا کیا آپ یہاں آگئیں۔۔۔اب دیکھنا کتنی جلدی ٹھیک ہوتی ہیں اپنے اکڑو اور کھڑوس بھائی کی نگرانی میں "اسکے آنکھ بچا کر زیحال پر چوٹ کرتے سب نے حیرت سے اسے دیکھا ساتھ ہی اسکی بات سمجھ آتے اپنی ہنسی بھی دبانے لگے۔

وہی دوسری جانب خود کو اکڑو اور کھڑوس بولے جانے پر زیحال نے سپاٹ نگاہوں سے اسکی دیکھا جس پر یاقوت کندھے اچکاتا اسکے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ کو اتنا آپ خود بھی نہیں جانتے جتنا میں آپ کو جانتا ہوں" اسکی سرگوشی پر بھی زیحال سیدھا کھڑا رہا۔

"اس ڈاکٹر پر دوبارہ ٹرسٹ نہیں کر سکتے تھے اس لئے گل کو یہاں لے آئے، لیکن جو علاج انکا ہوسپٹل جیسی جگہ میں ہونا تھا وہ یہاں ممکن نہیں ہو سکے گا" وہ از حد سنجیدگی سے بول رہا تھا

باقی سب اپنی اپنی مستیوں میں گم تھے کسی کا دھیان

انکی جانب نہیں تھا سوائے زرتشم کے کیونکہ وہ دونوں

عین اسی کے پیچھے کھڑے

تھے۔

"میں کر سکتا ہوں" اسکا انداز اٹل تھا

"جیسے آپ خوش" وہ سینے پر ہاتھ رکھتے ذرا سا سر خم

کر گیا بھلا وہ زیحال کی کسی بات کو رد کر سکتا تھا زیحال

خان آفندی کہے کہ دن کو رات کہنا ہے تو یاقوت مرزا

ایک حرف بھی منہ سے نکالے بغیر سر جھکا دیتا۔

گل کافی دیر سب کے بیچ بیٹھی زمل کو ہی عجیب
نظروں سے دیکھتی رہی اسکی یہ نگاہیں کسی نے بھی
کچھ خاص نوٹ نہیں کی

زی حال اسے لے کر ایک روم میں آگیا جسے خاص
زرتشم کے لئے تیار کروایا گیا تھا اتنا خوبصورت ہر چیز
لڑکیوں کے ٹیسٹ کے حساب سے تھی

''آج سے یہ کمرہ تمہارا ہے'' زیحال نے اسے سہارا
دے کر بیڈ پر بٹھایا وہ کمرے میں ہی نظریں دوڑا رہی
تھی۔

"یہ۔۔۔ت۔۔۔تمارا۔۔۔گھر؟" وہ اٹک اٹک کر ادھورا سوال کرتی جواب کا انتظار کرنے لگی

اسکازی واقعی بڑا ہو گیا تھا اتنا بڑا بنگلا بنالیا تھا اس نے لیکن ابھی وہ اس بات سے انجان تھی کہ چھوٹی چھوٹی گاڑیوں سے کھیلنے والا اسکازی آج ایک معروف بزنس مین کے نام سے جانا جاتا تھا اور تو اور وہ اب شادی شدہ دو بچوں کا باپ بھی تھا۔

"ہمارا" زیحال نے اسکے لفظ کی تصیح کی یہ ضروری تھی۔

"ہر چیز پر اب تمہارا حق ہے گل۔۔۔تم جیسے چاہے جو مرضی کرو اب تم بڑی ہو اس گھر کی" وہ مان بخش رہا تھا وہی مان جس پر زرتشم نوشیر وال خان کا حق تھا لیکن اس سے چھین لیا گیا تھا آج اسکا بھائی اسے واپس لوٹا رہا تھا۔

"چلو اب ریسٹ کرو۔۔۔صبح ملتے ہیں ناشتے پر او کے" وہ زرتشم کے سر پر ہاتھ رکھتا اسے دھیرے سے پیچھے تکیے پر لٹا گیا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔بب۔۔۔ بڑاہ۔۔۔ ہوگیا۔۔۔ہے

"زیحال اسکا انداز نہیں سمجھ سکا تب ہی بے ساختہ

مسکرا دیا۔

" بڑا ہونے میں فائدہ بھی ہے یو نو" وہ شریر ہوتے آئ

بلنک کر گیا اسکی اتنی ڈھٹائی پر زرتشم کی جھیل سی

آنکھیں پھیلنے لگی

اسکا زی بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ بے شرم بھی ہو گیا

تھا وہ دل ہی دل میں بے ساختہ سوچنے لگی اس وقت وہ

کوئی بھی بات پوری ٹھیک طرح سے کرنے کی سکت میں نہیں تھی لیکن غصّہ اسے شدید آرہا تھا۔

"ٹرسٹ می۔۔۔جب سے وہ ملی ہے۔۔۔تب سے میری زندگی کی ہر کمی پوری ہوگئی ہے" وہ زرتشم کے قریب بیڈ پر بیٹھا کمبل پر بنے پھولوں کو دیکھتے ہوئے مگن سے انداز میں بولا۔آنکھوں کے سامنے وہ ہیزل آنکھوں والا چہرہ گھوم رہا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے۔۔۔اس نے مجھے دو اتنے خوبصورت گفٹس دیے ہیں جن کے بعد مجھے اب زندگی سے اور

کچھ نہیں چاہئے" اسکے لہجے میں دنیا بھر کی مٹھاس تھی

کیسے نہ ہوتی بات اسکے بچوں کی جو تھی، اتنی بڑی خدا

کی نعمت اسکے پاس تھی جو اسی ہیزل آنکھوں والی کی

بدولت اسے ملی تھی۔

گل بس حیران پر حیران ہو رہی تھی کہ اسکا "زی" کیا

بن گیا تھا ایک لڑکی کے پیچھے اس سے گفٹس بھی لے

رہا تھا وہ سوچ کر ہی دل میں توبہ توبہ کرنے لگی،

زیحال کو دور دور تک اندازہ نہیں تھا کہ اسکے یہ دو

نموں نے میرا مطلب یہ دو گفٹس کتنے بھاری پڑنے

والے تھے۔

"گل۔۔۔"اسی وقت پامیر اور برلاس دروازہ ناک

کرتے اسکے کمرے میں داخل ہوئے

پامیر کو تو وہ جانتی تھی لیکن برلاس کو پہلی بار وہ دیکھ

رہی تھی وہ بھی گل کو پہلی ہی بار دیکھ رہا تھا تب ہی

آنکھوں میں حیرت، بے یقینی اور ناراضگی کا عنصر

شامل تھا۔

"ہوہ۔۔۔ سردی" پامیر دونوں ہاتھ مسلتے ہوئے

دھڑام سے بیڈ پر آتے التی پلتی مار کر مزے سے بیٹھ

گیا

"تو کیوں کھڑا ہے یہاں آ" وہ جان بوجھ کر برلاس کو

اپنے ساتھ لایا تھا

زرتشم کا پہلا تاثر برلاس پر بہت حد تک منفی پڑا تھا اور

یہ بات پامیر اچھے سے جانتا تھا وقت رہتے اس غلط

فہمی کو دور نہ کیا جاتا تو شاید وقت اسے مزید بڑھا دیتا

برلاس کو وہی کھڑے دیکھ زیحال نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"برلاس۔۔۔ کیا ہوا بیٹا یہاں آؤ" اسکے منہ سے بیٹا سنتے برلاس کا دل دھک سے رک گیا وہ بہت کم اسے بیٹا کہہ کر پکارتا تھا لیکن جب پکارتا تھا تب صرف برلاس جانتا تھا کہ وہ کس حسین دنیا میں اڑنے لگتا ہے

وہ ایک ہی جست میں بنا اپنے جو گرز نکالے زیحال کے پیچھے بیٹھتے اسکی پیٹھ سے چپک گیا۔

اسکے اس لاڈ والے انداز پر زر تشم بے ساختہ مسکرا

دی۔

"منہ کیوں لٹکایا ہوا۔۔۔کچھ ہوا ہے؟"زیحال اسکے

ہاتھ اپنے سینے پر بندھے ہوئے تھامتے نرمی اور محبت

سے پوچھنے لگا

"میر و نے جھگڑا کیا میرے ساتھ "اسکی بات پر پامیر

کے کندھوں کے طوطے پھرررر کر کراڑ گئے

"اللہ معاف کرے جھوٹ بولنے والوں کا بھی الگ

ہی جہنم میں بحریہ ٹاؤن ہو گا۔۔۔میں نے اسکو کچھ

بھی نہیں کہا" اسکے تڑپ کر صفائی دینے پر برلاس

چہرے کا رخ موڑتے اپنی ہنسی دبانے لگا جو زیحال

محسوس کر گیا تھا۔

"اس ٹاؤن کے مالک تم ہو گے" یاقوت کی کمی تھی وہ

بھی پوری ہو گئی۔ وہ بھی بیڈ کی پائینتی پر آ کر اپنی جگہ

سمبھال گیا

چاروں کے ایک جگہ جمع ہونے سے منظر کتنا حسین ہو

گیا تھا شاید ہی لفظوں میں بیان کیا جا سکے۔

زر تشم پورے دل سے انکی نوک جھوک پر مسکرائی تھی۔

میرے دو بچے یہ ہیں۔۔۔جن کو آپ نے دیکھا تھا"

زیحال کی بات پر زر تشم نے محبت بھری نظروں سے پامیر اور یاقوت کو دیکھا

برسوں پہلے دونوں چھوٹے تھے اور اب ماشاءللہ سے قد و کاٹھ نکال کر اچھے خاصے ہینڈسم اور چارمنگ بن چکے تھے۔اوپر سے انکی محبت بھی وقت کے ساتھ اتنی ہی گہری بھی ہو گئی تھی۔

"پھر اللہ پاک کو میری زندگی میں تھوڑی کمی لگی جسے پورا کرنے کیلئے۔۔۔ میری سب سے چھوٹی بگڑی اولاد کو بھیج دیا" برلاس کے ذکر پر اسکی مسکراہٹ گہری ہوتی ساتھ لہجے میں بے پناہ محبت شامل ہو گئی تھی۔

"برلاس۔۔۔ تم گل سے نہیں ملے" زیحال کے پکارنے پر اسکی دو بھوری دلکش آنکھیں کندھے کی اوٹ سے نمودار ہوئی

زرتشم واقعی دلچسپی سے اس بگڑے بچے کو دیکھ رہی تھی جو قد میں تینوں کے برابر پہنچ گیا تھا لیکن لاڈ آج بھی ویسے ہی برقرار تھے۔

وہ ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگا اسے رہ رہ کر ہوسپٹل والا منظر یاد آرہا تھا نجانے کیوں اسے وہ لوگ اچھے نہیں لگتے تھے جن کی وجہ سے زیحال کی آنکھ میں ایک آنسوں بھی آیا ہو۔

"ہائے "اسکے ہائے کرنے کا انداز اتنا کیوٹ تھا کہ

یاقوت کو اپنے چھوٹے بھائی پر ٹوٹ کر پیار آیا لیکن

پامیر ہاتھ پر ہاتھ مارتے زور سے قہقہہ مار کر ہنسنے لگا۔

"وہ گل ہے۔۔۔اتنا شرما کیوں رہا ہے "

برلاس نے اسکی بات پر اسے گھور کر دیکھا

"بب۔۔۔برلاس "گل نے دھیرے سے اسکا نام

پکارا جس پر برلاس بھی بے اختیار گردن باہر نکال کر

اسے دیکھنے لگا۔

"نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔اسکا نام بھی مت لیں گل۔۔۔یہ ابھی شر ما رہا ہے ایک بار اسکی شرم کھل گئی تو آپ توبہ کر لیں گی اس افلاطون سے" وہ پہلے ہی گل کو اس فتنے سے خبر دار کر نے لگا۔

واقعی جس کے ساتھ بر لا اس شاہ فری تھا وہ صرف خدا سے توبہ کرتا ہوا ہی اس دنیا سے چلا جاتا تھا۔

زیحال مسکرا کر اسکی میٹھی سی فائٹ دیکھتا رہا یہی اسکی زندگی تھی۔جس میں اسکے یہ تین قیمتی اثاثے شامل تھے۔

وہ تینوں کوئی نہ کوئی بات کرتے کتنی ہی دیر گل کا دل بہلاتے رہے اسے واقعی ان چاروں کے بیچ اپنوں کے ہونے کا شدّت سے احساس ہوا تھا۔وہ خون کے رشتوں کے بغیر ایسے تھے جیسے دو جسم ایک جان۔ان کی محبت واقعی بے مثال تھی۔

"چلو اب ریسٹ کرو۔۔۔صبح اٹھ کر سب سے ملنا اچھے سے "زیحال اٹھ کر زرتشم کے اوپر کمفرٹر ٹھیک کرنے لگا۔یاقوت نے اسکے سائیڈ ٹیبل پر قریب ہی

پانی کا جگ بھر کر رکھ دیا۔ تاکہ پیاس لگے تو وہ آسانی سے پی سکے۔

رات ہوتے ہی ٹھنڈ بڑھ چکی تھی۔ ہوا کے جھونکے ولا کی کھڑکیوں کے شیشوں سے ٹکرا کر سنسناہٹ پیدا کر رہے تھے۔ گویا کہ باہر کی سردی پورے ٹھاٹھ سے اندر آ رہی تھی ملازم نے شاید آج کھڑکیاں بند نہیں کی تھیں۔ برلاس ایک نظر ان ہلتے ہوئے پردوں کو دیکھ اپنے دونوں بازو سینے کے گرد لپیٹے، تیز قدموں

سے کمرے کی طرف بڑھا۔ باقی تینوں تو پہلے ہی جا چکے تھے ایک وہی تھا جس کے موبائل پر کال آ گئی تھی جس کی وجہ سے وہ اب تک باہر تھا اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا، ٹھنڈی ہوا کا ایک اور جھونکا اس کے چہرے سے ٹکرایا، وہ بے اختیار کانپ اُٹھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے جلدی سے دروازہ بند کیا، اور گہری سانس لے کر اپنے ہاتھ رگڑنے لگا۔ سانسوں سے نکلتی بھاپ جیسے سردی کی شدت کا مذاق اُڑا رہی تھی۔

"یہ ونڈو کیوں کھول رکھی ہے" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کھڑکی تک آیا اور جلدی سے اسے بند کرنے لگا۔

"بس ٹھنڈا انجوائے کر رہی تھی" آئرہ جو پیچھے بیڈ پر بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی نادم سی ہوتی بولی برلاس نے مڑ کر اسے دیکھا وہ بہت نارمل تھی برلاس کو وہ سیڈ اموجی یاد آئی

"ٹھنڈا اگر ایسے انجوائے ہوتی ہے تو پھر گرمی کو بھی سخت دھوپ میں کھڑے ہو کر انجوائے کرنا چاہیے"

برلاس کی اس بات کو پہلے تو وہ سمجھی نہیں، لیکن جیسے
ہی سمجھ آئی بے ساختہ ہنس پڑی برلاس نے بے اختیار
مڑ کر اسے دیکھا
وہ کتنی حسین لگ رہی تھی یوں ہنستے ہوئے
اسے اپنی جانب دیکھتے دیکھ آئرہ کی بتیسی فوراً اندر
ہوئی

"آ۔۔۔ایم۔۔ سو سوری۔۔۔وہ میں" وہ اسکی لو دیتی
نظروں سے گھبرا کر جلدی سے بک چہرے کے آگے
کر گئی۔

برلاس سرسری سی نظر اس پر ڈالتے اپنے وارڈروب کی جانب بڑھا اور اسے کھول کر ایک دو چیزیں اٹھا کر اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال لی۔ آئرہ اسے ہی دیکھ رہی تھی اسے محسوس ہوا جیسے وہ کہیں جانے کی تیاری میں ہے۔

"آ۔۔۔آپ کہیں جا رہے ہیں؟" وہ بے اختیار پوچھ بیٹھی۔

"ھمم۔۔۔ جلدی واپس آجاؤں گا" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں جواب دیتا اپنے کام میں مصروف رہا جب اسے اچانک احساس ہوا کہ وہ اسے کیوں بتا رہا تھا

"کب تک واپس آجائیں گے" وہ بے چین سی ہوتی پوچھنے لگی اسکے سوال پر برلاس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اسکے چہرے پر بلا کی معصومیت تھی۔

"کیوں ؟ "

"وہ۔۔۔مم۔۔۔مجھے اکیلے ڈ۔۔۔ڈر لگتا ہے" آج وہ اعتراف کر رہی گئی تھی اتنے دن سے وہ راتوں کو دیر سے آتا تھا اسکی غیر موجودگی میں اتنے بڑے کمرے میں اکیلے اسے خوف آتا تھا۔

بر لا اس کو چند پل کیلئے اپنا دماغ سن ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

دونوں کی زندگی جتنی تیزی سے محبت کے خوبصورت رنگ میں رنگ رہی تھی اتنی ہی تیزی سے اسے دھچکا

بھی لگا تھا اب دونوں ہی سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ
زندگی کو کیسے واپس اسی خوبصورت موڑ پر لے جائیں
"میں جلدی واپس آجاؤنگا" اسے واقعی اب جلدی آنا
تھا اسکے یہ نرم الفاظ آئرہ کو تھوڑا حوصلہ سا دے گئے
جاتے جاتے بھی برلاس نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ وہ
ایسے بیٹھی تھی جیسے ابھی سے اسکی منتظر ہو برلاس کا
پہلی بار دل چاہا کہ اسے چھوڑ کر نہ جائے لیکن آج جانا
بھی ضروری تھا۔

وہ مبہم سی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی جیسے کمرہ یکدم سے خالی ہو گیا اتنی چیزیں وہاں موجود تھیں لیکن پھر بھی وہ ایک شخص سب پر بھاری تھا۔

آئرہ سن دماغ کے ساتھ بیٹھی اپنی گود میں رکھی کتاب کو دیکھنے لگی۔ کتنی ہی دیر وہ اسی طرح بیٹھی رہی

رات پوری آب وتاب سے جگمگا رہی تھی۔ نیون لائٹس کی نیلی، سنہری اور جامنی چمک دیواروں پر پھیل رہی تھی۔ ہوا میں ہلکی سی دھند تیر رہی تھی، اور ڈی جے کی دھنیں دل کی دھڑکنوں سے ہم آہنگ ہو رہی تھیں۔

یہ ایک پارٹی تھی جس میں مرد عورتیں رات کے اس پہر ڈی جے کی دھنوں پر اپنے جسموں کو تھرتھرا رہے تھے انہی میں ایک وہ بھی تھا جوان دھنوں کو

صرف محسوس کرتے ان میں کہیں سکون ڈھونڈ رہا

تھا

بار کے قریب وہ کچھ لوگوں کے ہجوم میں کھڑا ہنس

ہنس کر ان سے باتیں کر رہا تھا۔اسکے ارد گرد خاصی

سخت سیکیورٹی تھی جو شاید ہوا کو بھی اس تک اسکی

مرضی کے بغیر نہ پہنچنے دیتے۔

اسکے سامنے رکھا گلاس برف اور سوڈے سے بھرا

تھا۔اس کی انگلیوں سے اٹھتی ہلکی بھاپ سرد ماحول

میں گھل رہی تھی۔

تب ہی اسکا موبائل رنگ کرنے لگا اس نے ایک نظر
کاؤنٹر پر رکھے موبائل کی سکرین پر ڈالی
"عین وہاج خان" نام دیکھتے ہی اس کے چہرے پر نا
گواری سی چھا گئی
"تم کو سکون نہیں ہے؟" کال اٹھاتے تڑخ کر پوچھا۔
"تم کونسا جنت میں بیٹھا ہے جو تم کو سکون ہے" وہ
بھی جواباً بپھر کر بولی تھی

"ام سے فضول بحث نہ کرو کال کیوں کیا ہے؟" وہ سخت کوفت زدہ لگ رہا تھا تھوڑی دیر پہلے وہ جتنا اس ماحول میں خوش تھا اب اتنا ہی بے چین ہو گیا تھا

"جس کو تم بحث بول رہا ہے وہ تمارا زندگی کی بچت ہے۔۔۔ تم کو کیا لگتا ہے ادر سے بھاگ گیا تو تم بچ جائے گا۔۔۔ وہ زیحال خان کا لوگ تم کو روز ادر دیکھ کر جاتا ہے تم جیسے ہی انکے ہاتھ لگا تمارا نام و نشان وہ مٹا دے گا" وہ لہجے میں از حد پریشانی لئے اسے بتا رہی

تھی جس پر بالاج ایک پل کیلئے سنجیدہ سا ہوا، لیکن اگلے ہی پل اسکا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا

اسکا شیطانی قہقہہ سنتے عین نے بے یقینی سے موبائل سکرین دیکھی

"تم پاگل وا گل ہو گیا ہے ایسے کیوں ہنس رہا؟ "

"پاگل تو تم ہو گیا ہے ماڑا۔۔۔ام کو وہ مارے گا وہ چوہا ؟۔۔۔ہاہاہا" ایک بار پھر وہ زوردار قہقہہ لگانے لگا آس پاس کے لوگوں نے مڑ مڑ کر اسے دیکھا

"ام ادر صرف زریاب خان سے چھپا ہے۔۔۔اسکا کام

تمام کرنا چاہتا تھا لیکن قسمت ہی ڈھیٹ ہے اس

نوشیر وال کے بیٹوں کی۔۔۔پہلے اس چھوٹے کو ذلیل

کرواکر گھر سے نکلوایا اور پھر اس زریاب کو مارنا چاہا

لیکن کمینہ دونوں واپس لوٹ گیا" اسکا بس چلتا اس

مہنگے لگژری بار کی ہر چیز تہس نہس کر دیتا

عین کو افسوس ہوا کہ اس نے اس شخص کو بچانے کیلئے

کال کی

"اسکی قسمت میں کسی کی دعائیں شامل تھی لیکن تم اپنا سوچو۔۔۔ جس کو ساری زندگی صرف ایک معصوم کی بد دعائیں ملی ہیں "اسکی بات پر بالاج کے ماتھے پر تیوریاں پڑی وہ جانتا تھا کہ عین زرتشم نوشیروال کی بات کر رہی ہے

"وہ ایک بار ہاتھ لگ جائے میرے۔۔۔اس بار وہ حال کرونگا کہ خود اسکی روح کانپ اٹھے گی "وہ ٹھک سے کال بند کرتا موبائل تقریباً کاؤنٹر پر پٹخ گیا تھا۔

اسکے ارد گرد کی سکیورٹی پر اس وقت اچھی خاصی رقم

لگ رہی تھی کیسے نہ اسے یقین ہوتا لیکن وہ اس بات

سے بے خبر تھا کہ موت کبھی سکیورٹی نہیں دیکھتی وہ

چار دیواری کے اندر بھی آسکتی ہے

اور اس وقت وہی موت اسکے پیچھے کھڑی تھی

بلیک پینٹ شرٹ پر لیدر کی جیکٹ پہنے سر پر پی کیپ،

گردن سے ہوتا ہوا ایک سیاہ کپڑا جو اسکی ناک تک کے

حصّے کو اچھے سے کوور کر رہا تھا

بار میں جلتی رنگ برنگی ٹمٹماتی روشنیاں اسکے چہرے

پر جو نہی پڑی اسکی بھوری آنکھیں پل میں چمک اٹھیں

جن میں وحشت ناچ رہی تھی

وہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے دوسرے ہاتھ سے

اپنے سامنے رکھے گلاس کے کناروں کو چھو رہا تھا

بالاج کا ایک ایک لفظ اسکے کانوں میں پڑتا سیسہ سا

انڈیل گیا تھا اس نے نگاہیں موڑ کر بالاج کی پیٹھ دیکھی

اگر اس وقت وہ مڑ کر صرف ان آنکھوں کو دیکھ لیتا تو

یقیناً اسکی سانسیں کچھ پل کیلئے باہر آنا بھی بھول جاتی

سامنے ڈانس فلور پر لوگ ہنس رہے تھے، روشنیوں کے رنگ بدل رہے تھے، مگر اُس کی نگاہ صرف ایک شخص پر جمی تھی

اس کے اندر جیسے طوفان بند تھا، مگر چہرہ پر سکون۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ اس کے قدموں کی چاپ بھیڑ کے شور میں دب گئی، مگر اُس کے دل کی دھڑکن کی آواز خود اسے سنائی دے رہی تھی۔

وہاج بار کے پاس کھڑا کسی سے بات کر رہا تھا۔

وہ چند قدم پیچھے رکا، اُس کی آنکھوں میں ایک سرد

چمک تھی

ایک لمحے کو وہ رُکا، سانس بھری، اور سر جھکا کر آہستہ

سے بولا

"تھنگس اینڈ ٹو بگن اگین (چیزیں ختم ہوتی ہیں تاکہ

دوبارہ شروع ہو سکیں"

بالاج چونک کر پیچھے پلٹا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا بس

ہوا کا جھونکا جو موت بن کر اسے چھو کر گزر گیا تھا

اس نے تیزی سے ارد گرد دیکھا۔ ہجوم کے بیچ سب کچھ معمول کے مطابق تھ مگر فضا میں ایک خوف کی بُو گھل گئی تھی۔

پھر اچانک، روشنی کے جھماکے کے ساتھ اسٹیج پر دھواں پھیلا۔ بالاج نے چونک کر نگاہ اٹھائی اس دھند میں ایک سایہ ابھر رہا تھا۔ اونچا، خاموش، اور جانا پہچانا۔

وہ یاد کرتا تو اسے یاد آتا وہ دن جب یہی سایہ خان حویلی میں دھوپ کی روشنی میں بنتا ہوا دکھائی دیا تھا

وہ سایہ کلب سے باہر جاتا ہوا دکھائی دیا بالاج بے چین ہوتے اسکے پیچھے ہو لیا۔اسے باہر جاتے دیکھ اسکے گارڈز بھی اسکے پیچھے ہو لئے

شارع کے کنارے جلتی ہوئی لائٹس کے درمیان کہیں کہیں دھند کے بادل تیر رہے تھے۔

شور شرابے سے بھری وہ جگہ اب ایک دم خاموش تھی

بالاج نے جیب سے فون نکالا، مگر سگنل غائب۔

اس نے بے چینی سے ارد گرد دیکھا، سڑک خالی تھی۔

صرف دور سے ایک بلی کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا سر؟" اسے اس قدر پریشان دیکھ اسکے گارڈز

نے استفسار یہ پوچھا

"یہاں کوئی ہے۔۔۔ڈھونڈو اسکو" وہ ہزیانی سا

ہوتے بوکھلا کر بولا۔اسکے گارڈز ارد گرد پھیل گئے

پھر اچانک ہوا کے ساتھ کچھ سرسراہٹ سنائی دی۔

اس نے چونک کر پیچھے دیکھا۔

اسکے تینوں گارڈز بے سدھ زمین پر پڑے تھے نہ کوئی

آواز نہ کوئی مار دھاڑ سب کچھ اتنی صفائی سے ہو جانے

پر بالاج کی گویا سانسیں تک گئی

وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا

"کون ہے؟" اسکی آواز کانپنے لگی تھی

وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھا اسے اپنی جانب آتے

دیکھ بالاج بے اختیار پیچھے کی جانب قدم اٹھانے لگا،

مگر قدم جیسے زمین میں دھنس گئے ہوں۔

"برلاس زیحال خان آفندی" ایک ایک لفظ اتنا بھاری تھا کہ بالاج کو اسکے دباؤ میں اپنی سانسیں تک رکتی ہوئی محسوس ہوئی

سائیڈ جلتے زرد بلب میں اسکی بھوری آنکھیں پھر سے چمکی

برلاس کا ماسک ہٹتے ہی بالاج کی آنکھیں یکدم سے پھیل گئیں وہ وہی تھا جسے اس نے اس دن حویلی میں سخت سست سنائی تھی

لیکن آج اسکا دیا گیا حوالہ ہی بالاج کی سب سے بڑی تباہی تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اب بھاری بھر کم چیز بالاج کے سر سے آ ٹکرائ جس کے بعد پل میں سب غائب ہو گیا

____

آج کی صبح ہر صبح سے الگ اور منفرد تھی ایسی حسین صبح جو شاید برسوں بعد پاشاولا میں آئ ہو بچے اپنے معمول کے مطابق لان میں کھیل رہے تھے جن پر زرتشم ٹکٹکی باندھے انکو دیکھ رہی تھی اصل آنکھیں

اسکی تب بھٹی جب دور سے ہاتھ میں ٹرے لئے زمل آتی دکھائی دی

دھانی رنگ کے کامدار فراک میں ہلکی سی جیولری اور دھیمے سے میک اپ میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی

گل نے جھٹ سے گردن موڑ کر اپنے زی کو دیکھا جو اسکی توقع کے عین مطابق ہی زمل کو پوری ڈھٹائی سے لتاڑ رہا تھا گل نے اسکی چھچھوری حرکت دیکھ ضبط سے لب بھنچے

"آپ کی چائے" وہ ایک مگ زیحال کے آگے رکھتی دوسرا گل کے پاس لے گئی

تھینک یو سوئیٹ ہارٹ" اسکے منہ سے سوئیٹ ہارٹ لفظ سنتے گل نے چائے چھوڑے زی کو گھور کر دیکھا

"باہ۔۔۔فول (بابا پھول)" زالے ایک ننھا سا پھول توڑ کر اپنے بابا کیلیۓ لائی جسے تھامتے زیحال نے اسکے ننھے سے ہاتھ کو چوما

"تھینکس میری جان" وہ اس معصوم سی کلی پر اپنا پیار لٹاتے اسے اپنی گود میں لے گیا

زمل گل کو چائے دیتی واپس پلٹنے ہی لگی تھی جب اسکی

نظر زیحال پر پڑی وہ آنکھوں سے اشارہ کرتے اسے وہ

پھول بالوں میں لگانے کا کہہ رہا تھا

یہاں گل کی بس تھی وہ چائے کے مگ کو دیکھنے لگی

کبھی زی کو

"چائے انجوائے ہو رہی ہے واؤ۔۔۔میں کیسے پیچھے رہ

گیا" پامیر جو دور سے ان دونوں کے اشارے اور پھر

گل کاری ایکشن دیکھ چکا تھا جلدی سے میدان میں

ٹپکتے اپنی اجگہ سمبھالی

"تم کہاں پیچھے رہ سکتے ہو کباب میں ہڈی" اسکے آنے پر زمل سٹپٹا کر جلدی سے اندر بھاگ گئ

"دیکھا۔۔۔بھائی بھائی نہ رہا۔۔۔آئ تو آپ اپنی معشوقہ کے ساتھ نین مٹکے کر رہے تھے" اسکے منہ سے یہ لفظ سنتے زیحال یکدم سے سٹپٹا کر اسے دیکھنے لگا

"گل اس شخص پر اعتبار نہیں کرنا بہت بڑے ٹھرکی ہیں یہ اپنے حسن سے لڑکیوں کو کیا لڑکوں کو بھی پاگل کر دیتے ہیں آپ کو بتایا تھا ناں؟" وہ آنکھ دباتا

سرگوشی نماانداز میں پوچھنے لگا لیکن زیحال کے کان ہمیشہ کی طرح تیز اسکی یہ سرگوشی بھی سن چکے تھے

"کیا بتایا تھا؟" تڑخ کر پوچھا

"ک۔۔۔کچھ نہیں یہی بس کہ آپ کتنے شریف ہیں بلکل بھی کسی پر نظر نہیں رکھتے بس سوائے ایک کے

" اسکا سوائے ایک صرف زمل تھی اور یہ زیحال جانتا تھا تب ہی مسکرانے لگا لیکن پامیرا اسکی مسکراہٹ کو کسی اور ہی اینگل سے شو کرواتا گل کو اشارہ کرنے لگا

وہ لال بھبھوکا ہوئے زی کو دیکھنے لگی جو بچارا اچھا خاصا
شادی شدہ ٹھر کی بہن کی نظر میں ثابت ہو گیا تھا
پامیر چہرے کا رخ موڑے پھنس پھنس کر ہنسنے لگا تھا
"اب آیا ناں اونٹ پہاڑ کے نیچے، سب کی سانسیں
روک کے رکھتے ہیں اب دیکھتا ہوں گل کیسے آپ کی
سانس روکتی" وہ دل ہی دل میں سوچتے منہ پھاڑ کر
ہنسنا چاہتا تھا لیکن زیحال اسے مسکراتے ہوئے بھی پکڑ
لیتا تو پامیر سلطان کے انجر پنجر ٹائیٹ ہو جانے تھے

زرتشم کا چیک اپ ہونا تھا جس کی وجہ سے زیحال گھر پر ہی رکا تھا اور یاقوت زمل کو کالج ڈراپ کرنے چلا گیا تھا زرتشم اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکی اگر دیکھ لیتی تو شاید اسکی کچھ غلط فہمی کم ہو جاتی

سورج سوا نیزے پر چڑھ آیا تھا کومل ہوسپٹل جا چکی تھی، مشی بچوں کے ساتھ تھی، ملازموں سے کام

آئزہ نے اپنی نگرانی میں کروالیا تھا کیونکہ زرتشم کے

آنے کی خوشی میں پورے پاشا ولا کے کرٹنز تبدیل

کروائے گئے تھے جو وائٹ سے اب ریڈ کلر کے ہو

گئے تھے، ہر ٹیبل پر تازہ گلاب اور چمیلی کے پھول لگا

کر ماحول کو مزید تروتازہ کردیا گیا تھا ایسی خوشبو جو

سانسوں کو بھی صاف کر دیتی۔

"مشی۔۔۔یہاں آنا" زیحال زرتشم کے ساتھ ہی

صوفے پر بیٹھا تھا جب مشی کو سامنے سے آتے دیکھ

آواز دی

"جی لالا" وہ سر پر صحیح سے دوپٹہ لئے فوراً اسے حاضر ہوگئی، گل نے اسکے لالا کہنے پر گہری نگاہوں سے اسے دیکھا

"یہ یاقوت کی وائف ہے۔۔۔مشائم مرزا" زیحال کے اس تعارف پر گل کی آنکھیں یکدم سے چمک اٹھیں وہ یاقوت کی بیوی تھی جو محبت گل کو یاقوت سے محسوس ہوتی تھی وہی اس ایک پل میں اسکی نسبت سے مشی کیلئے بھی اسکے دل میں آگئی تھی

مشی کو کومل نے ساری بات بتادی تھی تب ہی وہ آگے آتے گل کے ساتھ بیٹھ گئی بچے بھی اسی کے ساتھ تھے گل اسکے بچوں کو محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگی

رات وہ تھکی ہاری تھی نہ زیادہ بیٹھ سکتی تھی تب ہی اب سب کو غور سے دیکھ بھی رہی تھی اور انکو جاننے کا تجسس بھی ہو رہا تھا۔

"ب۔۔۔بچے۔۔۔ب۔۔۔بہت کیوٹ" وہ اٹک اٹک کر ادھورا سا جملہ بولی جسے مشی اور زیحال باآسانی سمجھ گئے تھے

"الحمدللہ" مشی نے تینوں کی جانب دیکھ بے ساختہ اپنے رب کا شکر ادا کیا، کبھی کبھی حالات اتنے نارمل ہو جاتے ہیں کہ لفظوں پر غور کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

"برلاس بھی شادی شدہ ہے" زیحال کی اس سرگوشی

پر گل نے جھٹ سے حیرت زدہ نظروں سے اسے

دیکھا، ہاں اسے حیرت ہوئی تھی

برلاس تو ابھی چھوٹا لگتا تھا قد کاٹھ اور جسامت میں

بے شک وہ تینوں کے برابر تھا لیکن اسکی حرکتیں اور

شرارتیں دیکھ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسکی ایک

عدد بیوی بھی ہے۔

زیحال اسکی حیرت پر بے اختیار مبہم سا ہنس دیا۔

"حیران مت ہو۔۔۔ابھی سب نہیں آئے۔۔۔جب آجائیں گے تب ایک ایک سے ملواؤں گا" وہ گل کو حیران دیکھ محبت سے دلاسہ دیتا بچوں کی جانب متوجہ ہو گیا جو بار بار اسکی پینٹ کھینچتے اسکی گود میں آنے کو کوشش کر رہے تھے اسی کوشش کے دوران زامل دو بار گر بھی چکا تھا مگر مجال ہے جو اس نے ایک بار بھی رو کر دکھایا ہو باپ جو سامنے نظر آ رہا تھا۔

"باہ۔۔۔ہوج۔۔۔شی (بابا یہ کون ہے)" سوال زامل کی طرف سے آیا تھا جسے بے چینی لگ جاتی تھی

اپنے گھر میں کوئی بھی نیا چہرہ دیکھ کر اسکے بارے میں

سوال کرنے کی

"یہ۔۔۔یہ میری گل ہے۔۔۔جیسے آپ کی گل

زالے ہے ویسے" بتاتے ہوئے ایک الگ ہی چمک سی

زیحال کے چہرے پر تھی

"ڈُل ناہ۔۔۔باہ۔۔۔ پنچھج (گل نہیں بابا پرنسسز)"

وہ جھٹ سے اپنے ہی باپ کی غلطی نکالنے لگا اب

اسے جو بھی ایک لفظ بتایا جاتا م جال ہے کہ اسکے

چھوٹے سے تیز دماغ سے وہ لفظ نکل جائے اور یا پھر

اسکو کوئی تبدیل کروا سکے ،اسکو بولو کہ سورج رات کو نکلتا ہے تو زامل آفندی ہاتھی کو تار پر بٹھا کر یہ بات منوا لیتا کہ واقعی سورج رات کو نکلتا ہے

"گل بھی پرنسسز کو کہتے ہیں میری جان۔۔۔گل کا مطلب ہوتا ہے فلاور۔۔۔پھول" وہ پیار سے اپنے بیٹے کو سمجھانے لگا زامل منہ میں زیحال کی انگلی لئے معصومیت سے انکی بات سن رہی تھی۔

"فول۔۔۔(پھول)" زامل نے اپنی چھوٹی سی گردن جھٹکی

"چلو دونوں۔۔۔فیڈر پیو اپنی" مشی کے بلانے پر دونوں ہی جلدی سے اتر کر اسکے پاس بھاگ گئے مشی نے انکا ایک چھوٹا سا بیڈ وہی لاؤنج میں لگا دیا تھا یہ بیڈ فولڈ بھی ہو سکتا تھا اور جب وہ تینوں ایک ساتھ فیڈر پیتے تب یہی بیڈ کھول لیا جاتا جو خاص برلاس صرف انکے لئے لایا تھا۔

مشی کے فیڈر پکڑواتے تینوں اس بیڈ پر لیٹتے گٹ گٹ دودھ پینے لگے

زیجال کن محبت بھری نظروں سے ان تینوں کو دیکھ رہا تھا اور گل اپنے زی کو دیکھ رہی تھی

تھوڑی ہی دیر میں پامیر کومل اور ساتھ میں ڈاکٹر برہان کو لے آیا تھا۔

وہ آتے ہی پہلے کن ستائشی نظروں سے اس خوبصورت ولا کو دیکھنے لگے۔پھر نظر جونہی زیجال پر پڑی فوراً سے سیدھے ہو گئے۔

"سلام "ڈاکٹر برہان کی آواز پر زر تشم بے اختیار پیچھے کی جانب مڑ گئی۔اور بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگی۔

وہ بلیک پینٹ، وائٹ شرٹ پر اولیو رنگ کا کوٹ پہنے،

ہاتھ میں چمکتی سلوری رنگ کی گھڑی اور چہرے پر

ٹرانسپیرنٹ گلاسسز پہنے اس ڈیسنٹ سے لک میں دل

دھڑکا دینے والی حد تک خوبصورت لگ رہے تھے۔

کوٹ کا رنگ انکی گوری چمکتی رنگت پر اٹھ کر اٹھا

تھا۔

"آپ بیٹھیں میں چائے بنالوں سر درد کر رہا ہے"

کومل بھی ہوسپٹل سے انکے ساتھ سیدھا گھر ہی آئی

تھی سر ہلکا ہلکا بھاری ہو رہا تھا

"میں ہوں ناں بیگم۔۔۔آپ کیوں تکلف کر رہی ہیں" کومل کو خود جاتے دیکھ پامیر کے اندر کا شریف شوہر ایک دم سے جاگ گیا

کومل حیرت سے اسے دیکھنے لگی وہ ہزار باتوں میں زن مریدی دکھا لیتا تھا لیکن کبھی مر کر بھی کچن کا منہ نہیں دیکھا تھا اور آج خود چائے بنانے کا کہہ رہا تھا۔ ڈاکٹر برہان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کومل کی قسمت کو سراہا جس پر وہ پورے دل سے مسکرا دی

تھی کیوں ناں مسکراتی اس جیسی قسمت دنیا میں بہت ہی کم عورتوں نے پائی تھی

"کتنی ری کووری ہوئی ہے گل کی؟" زیحال کا انداز قدرے سپاٹ تھا

ڈاکٹر برہان دھیرے دھیرے اسے زرتشم کی ساری کنڈیشن بتاتے چلے گئے

"اب صرف انکی ایکسر سائز رہتی ہے اور ساتھ میں تیسر اڈوز۔۔۔اسکے بعد ہمیں پوری امید ہے زرتشم بلکل پہلے جیسی ہو جائیں گی ایک دم فٹ اور باقی

لوگوں کی طرح چلتی پھرتی ہوئی" شروع دن سے انکا کیس صرف برہان کے پاس رہا تھا جتنا وہ زرتشم کو جان سکتے تھے اتنا کومل بھی نہیں جان سکتی تھی۔

"آج اگر ڈاکٹر برہان نہ ہوتے تو شاید ہمیں زرتشم بھی نہ ملتی، انہوں نے بہت بار اپنی جان داؤ پر لگا کر زرتشم کو بچایا ہے" کومل کی بات پر زیحال ٹرانس کی سی کیفیت میں بے ساختہ گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگا ۔یقیناً وہ جان بوجھ کر یہ سب بتا رہی تھی اسے پامیر نے سب بتا دیا تھا جس پر کومل کو ازحد افسوس ہوا تھا۔

برلاس یاقوت کے ساتھ آج کسی کام سے گیا تھا
دونوں ایک ساتھ آکر سامنے والے صوفے پر
براجمان ہو گئے تھے۔
"جب زر تشم کو فارم ہاؤس پر لے کر گئے تھے اس
سے پہلے۔۔۔"
"ڈاکٹر کومل" برہان نرمی سے اسے بے اختیار بیچ میں
ٹوک گئے وہ کبھی خود بھی محسوس نہیں کرتے تھے کہ
انہوں نے اس ایک لڑکی کے لئے کیا کچھ اور کیوں کیا
تھا بس انکا دل کہتا تھا ہمدردی تھی ناں

"کچھ باتوں کو وقت پر کلئیر کر لینا ضروری ہوتا ہے

۔۔۔"وہ جیسے پہلے سے سارے راستے سوچ کر آئی

تھی اور اب انکے روکنے پر بھی بس بولتی چلی گئی، وہاں

موجود سب لوگوں نے ڈاکٹر برہان کی جانب دیکھا

سوائے زیحال کے جس کے چہرے کے تاثرات اب

بھی سپاٹ تھے۔

لیکن اسی وقت زمل کالج کے یونی فارم میں ملبوس اپنی

ناک پر چھوٹا سا غصّہ لئے لاؤنج میں داخل ہوئی۔

"تم آگئی؟" اسے دیکھ یاقوت جھٹ سے اٹھ کھڑا ہوا

آج کام کے چکر میں وہ زمل کو کالج سے لانا تو بھول ہی

گیا تھا۔اب ڈرائیور کے ساتھ آنے پر وہ چاروں کی

کیسی کلاس لگانے والی تھی اس کا تو اندازہ بھی نہیں لگایا

جا سکتا تھا۔

"ہاہ۔۔۔تم آج خود آگئی۔۔۔بھائی کے ساتھ کوئی

ناراضگی چل رہی ہے؟ہاں پکا انہوں نے

تمہیں۔۔۔ڈنگ ڈونگ دینے سے انکار کر دیا ہوگا

"پامیر جلدی سے بات کا رخ پلٹتے اپنے پھپھو والی فارم
میں آگیا تھا
"ڈنگ ڈونگ۔۔۔؟ برلاس منہ ہی منہ میں
بڑبڑاتے زیحال کو گھورنے لگا جو اکیلے ڈنگ
ڈونگ انجوائے کررہا تھا
زیحال نے تیکھی نظروں سے پامیر کی جانب دیکھا۔
تھوڑی دیر بعد کومل اٹھ کر زرتشم کو اسکے کمرے
میں لے گئی تاکہ اسکا چیک اپ ہو سکے ڈاکٹر برہان بھی

اپنی جگہ سے اٹھے ہی تھے جب زیحال کی آواز پر قدم

بے ساختہ وہی منجمند ہو گئے۔

"اس دن میری غلطی تھی۔۔۔سوری فار دیٹ"

اسکے منہ سے اتنے عاجزی والے الفاظ سنتے برہان کو

تھوڑا عجیب لگا لیکن دل جیسے خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔

وہ غلط نہیں تھے سامنے کھڑا شخص اپنی طاقت کی حدود

جانتا تھا۔

"میں سمجھ سکتا ہوں۔۔۔اور مجھے برا بھی نہیں لگا"

ہاں وہ بھی ایک مرد تھے اور مرد اپنی عورت کو لے کر

کس قدر حساس ہوتے ہیں یہ شاید انکو بتانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔

انکے کمرے میں جاتے ہی زیحال پوری طرح سے پامیر کی جانب متوجہ ہوتے اسکی سانسیں روک گیا۔

آ۔۔۔مم۔۔۔میرا مطلب تھا۔۔۔"اس سے بات بنانی سخت مشکل ہوگئی تھی

"ایم سوری۔۔۔میرا بچہ۔۔۔آج گل کے ساتھ وقت کا پتہ نہیں چلا" وہ زمل کا بیگ اسکے ہاتھ سے

لیتے اسکا ہاتھ تھام کر کمرے کی طرف بڑھ گیا لیکن وہ
پھر بھی جلتی کڑھتی بس بولتی چلی گئی

انکے جاتے جو پامیر کا قہقہہ پھوٹ کر نکلا تھا یا قوت اور
برلاس شکی نگاہوں سے اسکی جانب گردن جھکا جھکا کر
دیکھنے لگے۔

"یہ تم پر کونسے دورے پڑ رہے ہیں" ہاں انکو جاننا تھا
تاکہ وہ بھی اس دورے والی بیماری میں شامل ہو
سکیں۔

"مجھے بھی بتائیں یہ ڈنگ ڈونگ کا کیا چکر ہے میرے بغیر کھالی۔۔۔دس از ناٹ فئیر" برلاس کے منہ بنانے پر پا میر ہاتھ پر ہاتھ مارتے اور زور سے ہنسنے لگا

"یہ پاگل ہو گئے ہیں۔۔۔لگتا صبح صبح کومل سے مار کھائی ہے" برلاس ڈنگ ڈونگ نہ ملنے پر کلس کر بولتا اٹھ کھڑا ہوا اور جیکٹ نکال کر اپنی پیٹھ سے باندھنے لگا نیچے اس نے صرف سیاہ رنگ کی ویسٹ پہن رکھی تھی جس میں اسکے گورے اور ٹھوس بائسپس صاف چمک رہے تھے

"تم کونسے شو میں جارہے ہو" یاقوت اٹھ کر اسے

واپس اسکا جیکٹ پہنانے لگا

"ارے۔۔۔بھائی۔۔۔بائیک صاف کرنی" بائیک کا

سنتے یاقوت نے گردن آگے کو جھکاتے اسکا چہرہ

دیکھا۔

"کونسی بائیک؟" وہ بھی جانتا تھا پچھلی بائیک کا بر لاس

شاہ کیا حشر کر کے آیا تھا۔

"ہی ہی۔۔۔آپ دونوں چالاک ہیں تو میں اس سے

زیادہ چالاک ہوں" وہ میسنا زیحال کے لیپ ٹاپ سے

اس ماڈل کو ایک فائل میں پہلے ہی سیو کر چکا تھا آخر کو وہ بھی اسی باپ کی بگڑی اولاد تھا۔

"اب تم پٹو گے" یاقوت اسکے الٹے کام پر اسے گھور کر دیکھنے لگا

"اممماں۔۔۔" برلاس اسکے کیوٹ سے غصّے پر اسکے گال پر کس کرتا جلدی سے باہر نکل گیا جہاں پورٹیکو میں اسکی نئی سپورٹس بائیک کھڑی تھی۔

"چلو تم پر دم کروادوں۔۔۔کسی جن ون کی آتمہ لگ رہی مجھے تمہارے اندر" پامیر کو ہنستے دیکھ یاقوت نے سیدھا چوٹ کی۔

"نہ۔۔۔نہ۔۔۔ جمیل صاحب۔۔۔دم درود اور دعاؤں کی ضرورت آپ کی جمیلہ کو ہے" وہ ہنستے ہوئے برلاس کے پیچھے اسکی مدد کو چلا گیا

یاقوت وہی کھڑا اپنا ذہن لڑانے لگا یہ تو وہ جانتا تھا یہ دو چھوٹے فتنے کبھی نہیں سدھریں گے لیکن اب

کی بار کونسا گل کھلا یا جارہا تھا اسکا دور دور تک یاقوت مرزا کو شبہ نہیں تھا۔

یاقوت بھی انکے ساتھ ہی باہر آگیا بائیک صاف کروانے میں مدد کرنے۔

وہ بائیک برلاس شاہ کی تھی تو سب پر اسے پیار کرنا اولین فرض تھا

یاقوت اور پامیر بائیک کے دونوں اطراف التی پلتی مارے بیٹھے ایک صاف کپڑے سے اسے چمکانے میں

مگن تھے جب برلاس اٹھ کر وہاں بنے کوارٹر میں گیا

جہاں اسکا سامان پڑا تھا۔

واپس آتے ہی اسکے ہاتھ میں ایک فیڈر تھی جسے دیکھ

یاقوت اور پامیر نے ایک دوسرے کی جانب سوالیہ

نگاہوں سے دیکھا پھر برلاس کو

اُس نے اپنی مہنگی بائیک کی فیول کیپ آہستگی سے

گھمائی، جیسے کسی خزانے کا ڈھکن کھولا ہو۔لمحے بھر

میں پیٹرول کی دھاتی خوشبو ہوا میں گھل گئی، برلاس

نے وہ فیڈر اس کے اوپر الٹ دی ایسے جیسے کسی بچے

کو فیڈر دے رہا ہو

اسکے اس عمل کو پہلے تو وہ دونوں ہی نہیں سمجھے، پھر جو

دونوں زور سے پھوٹ کر ہنسے تھے افف پیچھے فرش پر

لوٹ پوٹ ہوتے ہنس ہنس کر پاگل ہوتے چلے گئے۔

پامیر خود تو پیچھے گرا ہی گرا تھا ساتھ یاقوت کو بھی کھینچ

گیا تھا۔

ان دونوں کو بنا بات کے اتنا پھوٹ کر ہنستے دیکھ برلاس

نے گھوری سے نوازا ساتھ اپنی بائیک کو پچ کارنے لگا

جو یقیناً ان دو الٹرا پر و بد تمیزوں کے ہنسنے کا بر امان گئی تھی

"یہ۔۔۔یہ بب۔۔۔ بائیک کو فیڈر دے رہا ۔۔۔ہاہاہا۔۔۔ہوہ۔۔۔میں۔۔۔میں پاگل ہو جاؤنگا" پامیر پیٹ پکڑے لوٹ پوٹ ہو گیا تھا یہی حال یاقوت کا بھی تھا۔

"مجھے اٹھا لے۔۔۔اللّٰہ میاں۔۔۔یہ میری گستاخ آنکھوں نے کیا دیکھ لیا۔۔۔ہوہ۔۔۔ہاہاہا" پامیر کی

دہائیوں پر بھی برلا س جوں کا توں ہی رہا بھلا اسکی بائیک اسکا بچہ تھا وہ کیسے ہنس کر ناراض کر دیتا اسے

"میں آپ دونوں سے ناراض ہوں۔۔۔ میری بائیک کا مذاق بنا رہے ہیں آپ دونوں" وہ صحیح والا منہ پھلا کر دونوں سے مخاطب ہوا جس پر یاقوت تو اپنی ہنسی روکتے فوراً سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن ڈھیٹ پا میر سلطان کو کوئی روک لے ایسا کوئی پیدا نہیں ہوا تھا۔

"اچھا نہیں کرتے۔۔۔ لیکن یہ" یاقوت اپنی ہنسی بمشکل روک کر فیڈر کی جانب اشارہ کرنے لگا۔

اب کی بار برلاس بھی بے اختیار مسکرادیا ساتھ ہی اپنی

بائیک کو کس کی

"وہ تینوں مل کر اس بائیک کو چمچماتے رہے

"بھائی نے جو کام دیا تھا وہ کیا؟" یاقوت کے استفسار

کرنے پر ان دو بھوری آنکھوں کی پلکیں بے اختیار اوپر

اٹھیں جن میں ایک پل کیلئے سرد تاثر سا لہرا گیا۔

"جلدی ہو جائے گا" سرسری سے لہجے میں جواب

دیتے وہ خود کو کام میں مصروف دکھاتا رہا

"یاد ہے ناں۔۔۔ صحیح سلامت چاہیئے" یاقوت نے جیسے یاددہانی کروائی

"تو ایک مہینہ اور لگے گا" بر اس کی بات پر یاقوت، پامیر نے بے ساختہ چونک کر اسے دیکھا

"کیوں؟" سوال دونوں کی جانب سے آیا تھا

"اسکی ہڈیاں توڑ دی میں نے۔۔۔انکو جڑنے میں وقت لگے گا" اسکی آنکھوں کے سامنے اس رات والا منظر لہرا گیا۔ جبکہ اسکی بات پر یاقوت اور پامیر منہ کھولے ہکا بکا سے اسکو دیکھنے لگے

"تو نے ایسا کیوں کیا؟" پامیر کے اس سوال پر وہ ہاتھ

میں "سکرو پانا" لئے اٹھ کھڑا ہوا

چہرے پر جگہ جگہ سیاہی لگی تھی خاص طور پر اسکی

کھڑی ستواں سی ناک پر

"ہاتھوں میں کھجلی ہو رہی تھی تو مٹا لی" وہ سکرو پانا

غور سے دیکھتا جس سرد انداز میں بولا تھا وہ دونوں سمجھ

گئے تھے کہ بالاج خان اس وقت کس حال میں ہو گا۔

"بھائی کو پتہ چلا تو سخت ناراض ہو نگے" یاقوت کو

زیحال کی فکر ستائی

"کیوں۔۔۔اب تو وہ ٹھیک ہونے والا ہو گا" اب کی بات وہ اپنی بات اور انداز سے مزید دونوں کو حیران کر گیا

"کیسے؟ مارا کب تو نے اسے؟" پامیر اچنبھے سے پوچھنے لگا

برلاس کے ذہن میں جھماکے سے وہ دن گھوم گیا جس دن زیحال نے اسے یہ کام سونپا تھا اس سے اگلی رات ہی وہ بالاج خان تک پہنچ چکا تھا جس کے بعد ہر رات گھر سے غائب اسکی راتیں اپنے اس جزیرے پر

گزرتی تھی جہاں اس وقت بالاج خان کو اپنی دھشت کی جیل میں قید کر رکھا تھا۔

یاقوت اسے بس دیکھ کر رہ گیا یہ سب کیسے بھول گئے تھے کہ برلاس کو کوئی کام زیحال دے اور وہ اس میں تاخیر کر دے۔

اسی دوران آئرہ ہاتھ میں چھوٹی سی ٹرے پر کافی کا مگ لئے پورٹیکو میں نمودار ہوئی

اسکے ہاتھ میں کافی کا مگ دیکھ برلاس بے اختیار اٹھ

کھڑا ہوا ساتھ ہی یاقوت اور پامیر بھی۔ جسے یاقوت

آنکھوں سے اشارہ کر کر اپنے ساتھ لے گیا۔

"وہ میں۔۔۔آ۔۔۔آپ کیلئے کافی لے کر آئی تھی"

اس نے زمل کو برلاس کیلئے اس وقت ڈیلی کافی بناتے

ہوئے دیکھا تھا اس لئے آج اسے مصروف دیکھ خود ہی

بنا کر لے آئی

برلاس نے ایک نظر اسکے ہاتھ میں پکڑی کافی کو دیکھا

پھر اپنی بیوی کو

وہ آج بھی ہلکے جامنی رنگ کے سوٹ میں جس پر

گولڈن نغوں سے بہت ہی باریکی کے ساتھ کام کیا گیا

تھا بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

"زمل تھوڑی دیر تک بنانے والی تھی" وہ سرسری

سے لہجے میں جواب دیتے اپنا دھیان بائیک کی جانب

کر گیا۔

"وہ کالج سے تھکی ہوئی آئی تھی" وہ سائیڈ میں کافی کا

مگ رکھے اسکی بائیک دیکھنے لگی، برلاس اسکی موجودگی

کو بلکل فراموش کئے اپنے کام میں مصروف تھا لیکن ایسا آئرہ کو لگا

حقیقت صرف وہ جانتا تھا جس کے ہاتھ اسکی موجودگی میں بلکل سن ہو رہے تھے دھیان بار بار بھٹک رہا تھا نگاہیں زبردستی پیچھے کھڑی لڑکی کی جانب جانے کو بے تاب تھیں۔

"آپ رات کہاں گئے تھے۔۔۔میں سو چکی تھی میں نے آپ کو آتے ہوئے نہیں دیکھا" وہ یہاں آتے ہوئے انکی باتیں تھوڑی بہت سن چکی تھی

"بائیک لینے گیا تھا۔۔۔ صبح کو لاتا تو بھائی دیکھ لیتے" وہ مصروف سے انداز میں جواب دیتے اپنے کام کی جانب ہی متوجہ رہا

"آپ کو خیال رکھنا چاہئے بائیک چلاتے وقت"

نجانے کیوں یہ بات کرتے ہوئے اسکا لہجہ یکدم سے بھیگ سا گیا بر لاس بے اختیار مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ جانتی تھی بائیک والی بات اسکے ستے ہوئے چہرے کو دیکھ صاف پتہ چل رہا تھا۔

کتنے ہی پل وہ اسے دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو بھول گیا تھا پھر نے یکدم سے ہوش میں آتے ہی سٹپٹا سا گیا۔

''آگے سے دھیان رکھونگا'' جواب دیتے وہ واپس پلٹ گیا لیکن آئرہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی کتنی آسانی سے وہ بات مان گیا تھا

اسکا سامان کافی فاصلے پر رکھا تھا جسے اٹھانے میں بار بار برلاس کو مشکل پیش آ رہی تھی۔

"مم میں۔۔۔دے دیتی ہوں" وہ اسے نٹ اٹھانے کیلئے جاتے دیکھ خود بیچ میں آتی بنا اسکے جواب کے اسے سامان اٹھا کر دینے لگی

برلاس شل ساکت سا کبھی اسے دیکھے تو کبھی سامان کو۔اسے سامان پکڑاتے دوران آئرہ کی نظر اسکی ناک پر پڑی وہ سیاہی لگنے کے بعد اور بھی کیوٹ لگ رہا تھا

"آپ مسکرا رہی ہیں؟" اسکے چہرے پر چمک دیکھ وہ اچنبھے سے پوچھنے لگا یقیناً وہ اپنی حالت سے بے خبر تھا

آئرہ اپنی ہنسی روکتی سر نفی میں ہلا گئی برلاس اسکے ہاتھ سے پیچکس پکڑتا اپنے کام میں مصروف ہو گیا

"وہ پکڑا تو دیں اٹھا کر" وہ صرف ہاتھ پیچھے کی جانب بڑھا کر اس سے کپڑا مانگتے جیسے ہی پیچھے پلٹا نظر آئرہ کے چہرے پر گئی۔

اسے دیکھتے ہی برلاس کی بھوری آنکھیں پہلے تو دھیرے دھیرے پھیلنے لگی پھر یکدم اسکی ہنسی کا پھوارا پھوٹ گیا

آئرہ اسے ایسے پاگلوں کی طرح ہنستے دیکھ تھوڑی متجسس سی ہوئی تب ہی اس کی نظر بائیک پر لگے مرر پر پڑ گئی

اسکی ناک اور ہونٹوں کے قریب بھی وہی سیاہی لگی پوری آب و تاب سے جگمگا رہی تھی

"یہ۔۔۔یہ کیسے" وہ ہڑبڑا کر اس سیاھی کو صاف کرنے ہی لگی تھی جب اپنے ہی ہاتھ پر نظر پڑی بر لا اس کو پیچکس پکڑاتے وقت اسکے ہاتھ کی سیاہی آئرہ کے

ہاتھ پر بھی لگ گئی تھی جسے وہ بے دھیانی میں اپنے چہرے پر بھی لگا گئی

اس نے برلاس کی جانب دیکھا جو اتنا ہنسنے کے باعث اپنی آنکھوں سے نکلنے والا پانی صاف کر رہا تھا آئرہ نے بے اختیار اسے گھورا

''آئی ایم سوری۔۔۔مجھے پتہ نہیں چلا'' وہ معذرت کرتا رخ موڑ گیا لیکن اسکے رخ موڑتے آئرہ خود بھی ہنس پڑی۔دونوں کی ایک ساتھ کھلکھلاہٹ ماحول میں خوش گواریت سی پیدا کر گئی تھی

"تاہ۔۔۔" اسی وقت زامل اور اسکی فوج کے سپاہی

اس جگہ میں آدھمکے ماحول میں جو رومانس کی خوشبو

پھیلنے لگی تھی شرما کر جلدی سے ایک کونے میں

چھپ گئی۔

"جی تاہ کی جان" برلاس نے ان تینوں کو ڈھیر سارا

پیار کیا

"تاہ۔۔۔ بمم۔۔۔ بمم" وہ نئی سپورٹس بائیک دیکھ

خوشی سے چہک اٹھا برلاس ان تینوں کو اس بائیک کے

بارے میں بتانے لگا

اسے بچوں کے ساتھ مصروف دیکھ آئرہ خاموشی سے اندر آگئی لیکن اسکے جاتے ہوئے وہی مسکراہٹ برلاس کو اسکے چہرے پر برقرار لگی تھی۔

کمرے میں عجیب سی خاموشی تھی صرف تین لوگوں کی سانس لینے کی دھیمی دھیمی سی ہاآواز شامل تھی۔ کومل ایک جانب کھڑی صرف دیکھ رہی تھی یہاں کام ڈاکٹر برہان کا تھا جو اسٹیتھوسکوپ سے زرتشم کو چیک کر رہے تھے وہ یک ٹک انکو دیکھ رہی تھی۔

آپ ماشاءاللہ سے بہتر ہو رہی ہیں۔۔۔بس اب اپنی ایکسر سائز کو بہتر طریقے سے کرنا ہے" وہ اٹھ کر نرمی سے اسے تاکید کرنے لگے کومل گل کی ایکسر سائز کروانے کیلئے آگے آئی اور اسکا بازو پکڑ کر آگے پیچھے دھیرے دھیرے موو کرنے لگی کہ تب ہی باہر سے عبدلباری کے رونے کی آواز آنے لگی۔

"الہی خیر۔۔۔میں ابھی آئی" وہ یقیناً کہیں گر گیا تھا

کومل بھاگتی ہوئی باہر گئی اسکا اندازہ ٹھیک تھا وہ واقعی

اندر آتے ہوئے گاڑی سے گر گیا تھا۔

کومل کے جاتے کمرے میں صرف وہ دورہ گئے جب

ڈاکٹر برہان نے زرتشم کی جانب دیکھا۔

اسکا ایک بازو اٹھا ہوا تھا ڈاکٹر برہان کو سمجھ نہیں آئی کیا

کرے

وہ کچھ ہچکچاتے ہوئے دھیرے سے آگے بڑھے اور

نرمی سے زرتشم کا بازو تھامنے لگے

اس بار انکے لمس میں ایک الگ ہی تپش زر تشم کو

محسوس ہوئی تھی۔

"اب تو آپ کو دیکھتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے

۔۔۔ بڑے خطرناک ہیں ویسے آپ کے بھائی" وہ بے

ساختہ مسکراتے ہوئے زر تشم کی ایکسر سائز کروانے

لگے۔

"ن۔۔۔ نہیں" گل کے اندر کی فوراً بڑی بہن جاگ

اٹھی۔

"آپ جو بھی کہیں۔۔۔میں جانتا ہوں ناں۔۔۔کیا

پنچ مارا تھا مجھے۔۔۔اب تک درد ہے" وہ درد کی ایکٹنگ

کرتے زرتشم کو مسکرانے پر مجبور کر

گئے کومل کے واپس آنے تک وہ کافی حد تک اسکے

ہاتھ کو حرکت دیتے ٹھیک کر گئے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس وقت خان حویلی میں مہرام اور مہروز کا ہی شور تھا

دونوں نے داجی کے ساتھ مل کر خوب گپ شپ سے

حویلی کی در و دیوار میں جان سی بھر دی تھی بیلا وہی

ایک جانب صوفے پر بیٹھی اپنے لمبے خوبصورت

ناخن تراشتی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی

آج بھی اسے ان دونوں کو دیکھ اتنی خوشی نہیں ہوئی

تھی وہ شروع دن سے ان دونوں سے فاصلہ بنا کر رکھ

رہی تھی۔

آخر میں انکی آوازوں سے تنگ آتے وہ اٹھ کر پیروں

میں چپل اڑستی کچن میں چلی گئی جو سر درد انکی چیخوں پر

ہوا تھا اسے کافی سے مٹانے

لیکن جونہی اس نے کچن کی دیوار پر ہاتھ رکھا اندر سے کسی کے کھسر پسر کرنے کی آواز سنائی دی بیلا جلدی سے اپنے کان دیوار کے ساتھ جوڑ گئی۔

"یہ کام بہت مشکل ہے بی بی جی۔۔۔اگر خان جی کو پتہ چل گیا تو مجھے گولی مار دیں گے" ملازمہ کی آواز میں کپکپاہٹ سی شامل تھی ایسے جیسے وہ اب رو دے گی۔

بیلا حیران سی ہوتی دیوار کی اوٹ سے اسے دیکھنے لگی۔

"پلیز بی بی جی۔۔۔زریاب لالا غصّے کے بہت تیز ہیں
۔۔۔انکو پتہ چلا تو" اس سے آگے وہ کچھ کہتی بیلا نے
دھڑلے سے اسکے ہاتھ سے فون چھین کر اپنے کان
سے لگالیا

ملازمہ کی رنگت اسے دیکھ کسی مردے کی طرح سفید
پڑ گئی وہ آنکھیں پھاڑے اسے ہونقوں کی طرح دیکھنے
لگی۔

"اس سے پہلے ام تم کو گولی مار دے گا۔۔۔تم کو ام نے
اس حویلی میں کام مزے کرنے کیلئے نہیں دلوایا تھا

اس لئے کہ وقت آنے پر تم امارا کام کر سکو اور اب تم

ام کو ڈرامے بازی کر کے دکھا رہا ہے" مقابل کی آواز

پہچاننے کیلئے بیلا کو صرف ایک پل ہی کافی تھا

"وہ تعویز تم آج سے زریاب کو اسکی چائے میں دو گی

ورنہ تم کو ام ایسا سبق سکھائے گا کہ تم رہتی دنیا تک

عین دلدار خان کو نہیں بھولے گی" کتنی جلدی وہ

عین وہاج سے خود خود کو عین دلدار بنا گئی تھی بیلا نے

متحیر آنکھوں سے ملازمہ کے ہاتھ میں پکڑی پڑیا

دیکھی

وہ ملازمہ اسکی آنکھوں میں پھیلی حیرت اور غصّے کی سرخی دیکھ اپنی جگہ کھڑی بری طرح سے کانپ اٹھی تھی

اس نے گھبرا کر جلدی سے وہ پڑیا پیچھے پھینک دی جس میں پڑھا ہوا مواد تھا، بیلا کی آنکھوں میں پھیلتی حیرت

اور غصّے کی سرخی ملازمہ کی رہی سہی جان بھی ہوا کر

گئی تھی۔

"تم سن رہا ہے ام نے کیا بولا، زریاب کو آج سے

چائے تم دے گا۔۔۔اور اس بارے میں کسی کو بتانے

کی غلطی کی تو تمارا نام و نشان ام مٹا دے گا" اسکا لہجہ از

حد تلخ اور سخت تھا اسکی یہ باتیں یقیناً ملازمہ سن لیتی

تو خوف سے بے اختیار کانپنے لگتی لیکن اس وقت اس

سے زیادہ خوف ملازمہ کو بیلا داراب خان سے محسوس

ہو رہا تھا۔

اس نے قہربار نگاہوں سے ملازمہ کی جانب دیکھتے درشتگی سے کال کٹ کی ات موبائل زور سے کاؤنٹر پر پٹخ دیا جس کی آواز پر ہی ملازمہ بدک کر یکدم سے پیچھے ہٹ گئی۔

"مم۔۔۔میری۔۔۔میری کوئی غلطی نہیں ہے ۔۔۔وہ۔۔۔وہ مجھ سے یہ سب" وہ ہڑبڑی اور گھبراہٹ کے مارے جو منہ میں آرہا تھا بولتی چلی جا رہی تھی جب یک دم سے بیلا کی ہتھیلی اپنے سامنے دیکھ زبان کو بریک لگی۔

"ام کودووہ" وہ از حد سپاٹ لہجے میں اس سے وہ پڑیا طلب کرنے لگی جس پر ملازمہ روتی ہوئی سے نفی میں ہلانے لگی۔

"مم۔۔۔ معاف کردیں بی بی۔۔۔ج" وہ رو کر گڑگڑاتی ہوئی اس سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگی تھی جب بیلا کی دبنگ دھاڑ پر بری طرح سے سہم کر رہ گئی اور جھٹ سے وہ پڑیا بیلا کو تھما دی۔

"اگر اس بارے میں حویلی میں کسی کو بھی پتہ چلا تو ام تمارا لاش بھی ایسی جگہ پھینکے گا جدھر کتے بلے بھی تم

ڈھونڈ نہیں سکے گے۔۔۔اب دفع ہو یہاں سے"

اسکی بات پر اس بچاری ملازمہ کی گویا سانس تک رک گئی تھی وہ بنا ایک پل بھی ضائع کئے اسکی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

بیلا نے ہاتھ میں پکڑی وہ پڑیا دیکھی اسکی بھوری کانچ سی آنکھوں میں جیسے سرد مہری سی دوڑ گئی۔ کتنی ہی دیر وہ اس پڑیا کو ہاتھ میں بھینچے اسی طرح شل ساکت کھڑی رہی جب پیچھے سے سیماب کی آواز پر اسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔

"یہ ملازمہ کدر گئی۔۔۔ام نے اسکو چائے بولی تھی"

سیماب اسی ملازمہ کو ڈھونڈنے یقیناً یہاں آئی تھی

لیکن اسے نہ پاکر اسکا غصّہ مزید بڑھ گیا

زریاب کے کاموں میں وہ شروع دن سے کوئی تاخیر

نہیں ہونے دیتی تھی۔

بیلا نے مڑ کر اسے دیکھا وہ واپس جانے ہی لگی تھی

جب بیلا کی آواز پر بے ساختہ اسکی جانب مڑی۔

"اس کو تھوڑا کام آگیا تھا۔۔۔تم جاؤ۔۔۔ام اپنے لئے

بنائے گا تو ساتھ لالا کو بھی دے دے گا" بیلا کے اتنے

نرم انداز پر سیماب بری طرح سے چونکی، اسے شاید یاد نہیں آرہا تھا کہ بیلا کب آخری بار اسکے ساتھ اس نرم لہجے میں مخاطب ہوئی تھی۔

"یہ سورج کدھر سے نکلا ہے آج۔۔۔ کہیں تمارے کمرے سے تو نہیں نکلا" سیماب کا دل چاہا اپنی ہی بات پر خود ہی ہنس دے لیکن ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

وہ بیلا پر چائے چھوڑتی کچن سے باہر نکل گئی چائے بہت چھوٹا سا کام تھا جس پر وہ غور نہ بھی کرتی تو خاص فرق نہ پڑتا لیکن ایسا اسے لگ رہا تھا کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی

باتوں کو نظر انداز کر دینا بہت بڑی تباہی کو دعوت دے دیتا ہے۔

"امارا سورج جدھر سے بھی نکلا ہے سیماب زریاب خان۔۔۔ام تمارا سورج ایسا غروب کرے گا کہ رہتی دنیا تم اسکو طلوع نہیں کر سکے گا" اسکے لہجے پر اس وقت شیطان کو بھی بری طرح سے مات دے دینے والا خطرناک تاثر تھا۔وہ ہاتھ میں پلکی پڑ یاد یکھنے لگی۔

تھوڑی ہی دیر میں ملازمہ زریاب کیلیئے چائے بنا کر انکے کمرے میں لے آئی جہاں وہ اپنی دونوں بیٹوں

کے ساتھ مل کر کوئی کارٹون دیکھ رہے تھے۔ سیماب
مورے کے پاس کچھ کام سے تھی جس کی وجہ سے وہ
چائے پر بھی دھیان نہیں دے پائی

ملازمہ چائے رکھ کر جا چکی تھی دور کہیں کوریڈور میں
کھڑی بیلا کی کیری نگاہیں اس مگ پر جمی تھیں۔
وہ ایک ایک گھونٹ ٹھہر ٹھہر کر اپنے حلق سے اتارتی
اطمینان سے زریاب کے کمرے کے کھلے دروازے
سے انہیں دیکھ رہی تھی، جب کچھ دیر بعد زریاب

نے مگ اٹھاتے اپنے لبوں سے لگا لیا وہاں پہلا سپ

انکے حلق سے نیچے اترا تھا اور یہاں گہری ٹھنڈی

سانس اسکے منہ سے خارج ہوگئی تھی

وہ ہاتھ سے کندھے پر نہ دکھنے والی دھول جھاڑتی دھیمے

قدموں سے اپنے کمرے میں آگئی

اور آتے ہی سیدھی بیڈ پر لم لیٹ ہوگئی

اسکی نگاہیں چھت پر ٹکی تھیں ذہن اس وقت ایک

سے زیادہ باتوں میں الجھا ہوا تھا۔

وہ بچپن سی اس گھر میں رہ رہی تھی سب کے بیچ رہ کر بھی خود کو ہمیشہ تنہا سمجھتی ہوئی صرف ایک ہی احساس تھا جو بچپن سے اسکے ساتھ چلتا ہوا آرہا تھا اور وہ تھا نفرت کا احساس وہ ان حویلی والوں سے اتنی شدید نفرت کرتی تھی کہ جس کی حد اسے خود بھی معلوم نہ تھی اب یہ نفرت اسکی زندگی کا ایک بہت اہم حصّہ بن چکی تھی۔

"ایم سوری۔۔۔عبدل باری کھیلتے ہوئے گر گیا تھا"

کومل جھٹ سے صفائی پیش کرتی آگے آکر اپنا کام

کرنے لگی، ڈاکٹر برہان بنا کچھ کہے پیچھے ہٹتے اپنے بیگ

سے کچھ نکال رہے تھے جب انکا موبائل بیپ کرنے

لگا

"سالے صاحب سے اچھی خاطر و مدارت کروا کر

آئیں۔۔۔اور اس بار اچھے والی۔۔۔کوئی ہڈی ٹوٹی تو

میں نہیں جوڑونگا" ڈاکٹر مبشر کا میسج پڑھتے انکے

چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

''آپ فکر نہ کریں۔۔۔انہوں نے معافی مانگ لی آفٹر آل میرے سالے صاحب ہیں'' وہ شرارتی انداز میں آگے ہنسنے والی اموجی بھیج کر موبائل واپس سے کوٹ کی جیب میں ڈال گئے جس کے بعد انکی توقع کے عین مطابق ایک کے بعد ایک بنا سانس لئے دھڑ دھڑ میسج آتے گئے انکا ایک جملہ کتنی بڑی چنگاری پھینک گیا تھا وہ اچھے سے جانتے تھے۔

اور یہ انہوں نے جان بوجھ کر مبشر کو تنگ کرنے کیلئے کیا تھا۔

کومل کی اتنی پر سکون ورزش کروانے کے باعث

زرتشم دھیرے دھیرے نیند کی گہری وادیوں میں

اترتی چلی گئی۔اسے سوتے دیکھ کومل دھیرے سے

اسکے اوپر کمفرٹر ٹھیک کرتی ڈاکٹر برہان کی جانب

متوجہ ہوئی۔جو ونڈو سے باہر لان میں لگے

خوبصورت پھول دیکھ رہے تھے انکی تازہ مہک ہوا

ساتھ اسکی سانسوں میں گھل رہی تھی

کومل بھی انکے ہی آکر کھڑی ہوتی باہر دیکھنے لگی۔

"میں نے جب پہلی بار یہاں قدم رکھا تو لگا جیسے دنیا وی جنت میں آگیا ہوں" وہ اس ولا کی فضاؤں میں پھیلی محبت کی خوشبو کو محسوس کرتے گھمبیر آواز میں بولے۔ کومل نے بے ساختہ گردن موڑ کر انہیں دیکھا

"کیونکہ یہاں سب کے دل نفرتوں سے پاک ہیں" کومل کی بات پر ڈاکٹر برہان بھی اسکی جانب دیکھنے لگے یہی حقیقت تھی کوئی بھی زمین کا ٹکڑا جنت جیسا تب بن سکتا تھا جب وہاں نفرت جیسی بو کو جگہ نہ مل سکے

اور یہ تو تھی ہی زیحال کی سلطنت جس نے اپنے بھائیوں کو محبت کی اتنی مضبوط ڈوری میں باندھ دیا تھا کہ نفرت جیسے احساس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

"زرتشم بھی اسی جنت کا حصّہ ہے اب" برہان کو باہر دیکھتے پا کر کومل نے فوراً اسے بات شروع کی لیکن اس بار ڈاکٹر برہان نے پلٹ کر اسے نہیں دیکھا۔

"لیکن اسکی زندگی میں ایک ہمدرد کی کمی ہے" ہمدرد کے لفظ پر برہان بے ساختہ گردن اسکی جانب موڑ گئے۔

"مجھے آپ کے ساتھ کام کرتے ہوئے زیادہ وقت تو نہیں ہوا لیکن جتنا ہوا ہے اس میں مجھے آپ کی زندگی میں بھی وہی کمی لگتی ہے "

"چینج داٹا پک پلیز" وہ اس بارے میں جیسے بات کرنے سے خوف کھاتے تھے۔

"چینج یور ڈیسیجن پلیز" وہ بھی دوبدو بولتی برہان کو ایک پل کیلئے چپکی لگوا گئی

"زیحال اسکا بھائی ہے وہ ایسی بات خود نہیں کر سکتا لیکن زرتشم میرے لئے بھی بہنوں کی طرح ہے میں

نے دیکھا ہے وہ کیسے دیکھتی ہے آپ کو، اتنا اس پر دوائیں اثر نہیں کرتی جتنی آپکی موجودگی کرتی ہے ۔۔۔" اسکا ایک ایک لفظ سچ تھا اور ڈاکٹر برہان خود سمجھدار تھے وہ بھی دیکھتے تھے لیکن دیکھ کر اپنی آنکھیں جھکا لیتے تھے۔

"آپ کس کا خط سمبھال کر بیٹھے ہیں؟" اب کی بار اسکے سوال پر ڈاکٹر برہان نے کرنٹ کھا کر مڑتے اسے دیکھا خط کے ذکر پر کسی نے اسکی سانس کی نالی جیسے دبا سی دی تھی۔

"آ۔۔۔آپ کو" اس سے پہلے وہ کچھ پوچھے کومل کاؤچ پر رکھے اپنے بیگ کی جانب بڑھی اور اسکی زپ کھولتے ایک لفافہ نکال کر لائی

یہ وہی لفافہ تھا جسے برسوں سے ڈاکٹر برہان اپنے سینے سے لگا کر رکھ رہے تھے وہ اسکے پاس تھا؟

"یہ لیں۔۔۔یہ کس زبان میں لکھا ہے یہ تو نہیں پتہ ۔۔۔لیکن اسکی خوشبو بتاتی ہے کسی کی ادھوری محبت کی نشانی ہے یہ" وہ لفافہ نرمی سے انکے سامنے کر گئی۔

ڈاکٹر برہان ہک دک سے کبھی اسے دیکھیں تو کبھی لفافے کو۔

نرمی سے وہ لفافہ پکڑتے وہ بے یقین سی نظروں سے اسے دیکھنے لگے

کیا اتنے سالوں میں کوئی ایک ایسا لمحہ گزرا تھا جس میں وہ اسے ایک پل کیلیئے بھی بھول پائیں ہوں پہلی بار وہ اسے بھول گئے تھے تو لگا جیسے اپنے آپ کو بھول گئے

انہوں نے ذہن پر زور دیا تو یاد آیا اس دن خیالوں میں وہ خط والی نہیں تھی بلکہ اس دن صرف زرتشم

نوشیر وال سے دوری انکے حواسوں پر سوار تھی۔

ہمدردی کا رشتہ ٹوٹنے کا افسوس تھا لیکن پھر بھی وہ

سب اتنا طاقتور تو نہ تھا کہ اسے وہ یہ خط بھول جاتے پھر

کیوں ؟

یہ سوال انکے اندر ایک طوفان سا کھڑا کر گئے تھے وہ

اس لفافے کو لبوں سے لگاتے آنکھیں بند کرتے اپنے

رکے دل کو دلاسہ دینے لگے کہ وہ کہیں نہیں گئی وہ

واپس آگئی ہے

"ایک لفافے سے محبت کرنے والے جب کسی
عورت سے محبت کرتے گا تو کیا کمال کرے گا" وہ کن
ستائشی نظروں سے اس شخص کو دیکھنے لگی جن میں
اسے زرتشم نوشیر وال کی قسمت کھڑی دکھائی دے
رہی تھی۔

"پلیز۔۔۔اسٹاپ اٹ۔۔۔میں نہیں کر سکتا یہ" وہ
بے بس سے ہوتے نظر آئے انکی آنکھوں کے
ڈورے گہرے گلابی پڑنے لگے ازیت کی انتہا تھی
یہاں۔

"کیوں نہیں کر سکتے آپ"

"کیونکہ میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں۔۔۔اور بے پناہ کرتا ہوں"کومل کی بات درشتگی سے کاٹتے وہ کس جنونی انداز میں بولے تھے کہ کومل بھی ایک پل کیلئے سہم سی گئی

لیکن یہ سب اتنا خطرناک نہیں تھا جتنا پیچھے نظر آنے والا منظر تھا دو گرے جھیل سی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہتا تکیے میں جذب ہو گیا وہ اپنا دل بند

ہوتا ہوا محسوس کر رہی تھی ایسے جیسے سانس بھی سینے

میں ہی اٹک گئی ہو

زرتشم کے منہ سے بے اختیار ہچکی سی بر آمد ہوئی جس

پر دونوں نے بے ساختہ مڑ کر پیچھے دیکھا۔

"گل" اسے جاگتے دیکھ کومل کے پیروں تلے سے

زمین کھسک گئی تھی

وہ دوڑ کر ایک ہی جست میں اسکے پاس گئی اسے واقعی

ضرورت تھی کسی کی کومل کے کندھے سے لگتے وہ

سسک سسک کر رو پڑی تھی

اسکے لرزتے وجود کو دیکھ ڈاکٹر برہان ایک پل کیلئے بلکل ساکت سے ہو گئے یہ سب انکے لئے اچانک نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ جیسے سانس روک گئے تھے۔

"گل۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ مجھے بتائیں۔۔۔ گل آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ کہیں درد ہو رہا ہے؟" اسے اتنا روتے دیکھ کومل کے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے وہ کپکپاتے ہاتھوں سے اسکے بازو اور پیٹھ سہلانے لگی لیکن گل رونے میں دھیرے دھیرے مزید شدّت اختیار کرتی چلی گئی

"پانی؟" ڈاکٹر برہان نے ہمت کرتے پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا لیکن وہ ہچکیوں میں روتی ہوئی اپنا چہرہ مزید چھپا گئی۔

میں۔۔۔میں زیحال کو بلاتی ہوں" کومل جلدی سے اٹھ کر بھاگتک ہوئی زیحال کو بلانے گئی

ڈاکٹر برہان زر تشم کو ایسے روتے دیکھ از حد پریشان ہوئے۔وہ آگے بڑھ کر اسکے آنسوں پونچھ لینے کا اختیار نہیں رکھتے تھے۔

کومل کے بتاتے زیحال اور زمل دونوں فوراً سے

دوڑے آئے تھے

"گل۔۔۔"زیحال کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول

کر اسے دیکھا اپنے زی کے سینے سے لگتے اسکی ہچکیاں

سی بندھ گئی

"کیا ہوا ہے۔۔۔گل اتنا کیوں رو رہی ہے؟"زیحال

از حد پریشان سا اسکے سر کو تھپکتے ہوئے کومل اور ڈاکٹر

برہان کو دیکھنے لگا

گھر کے باقی افراد بھی اسی کے کمرے میں آ گئے تھے

سب کے چہروں پر پریشانی تھی

"پتہ نہیں۔۔۔بس سو رہی تھی اور اٹھتے ساتھ رونے

لگی "کومل سچ جانتی تھی لیکن زیحال کے سامنے

بولنے کی ہمت وہ بھی نہیں رکھتی تھی جانتی تھی اس

وقت گل کو لے کر وہ دماغ سے کام نہیں لے رہا، اس

وقت گل کا صرف ایک آنسوں اور پوری دنیا تباہی

کے دہانے پر

"گل ۔۔۔ کیا ہوا مجھے بتاؤ ۔۔۔ کہیں درد ہو رہا ہے ؟

کچھ چاہئے تمہیں ؟" وہ فکر مندی سے تابڑ توڑ سوال

کرنے لگا۔ کومل کو ڈر تھا کہیں وہ ڈاکٹر برہان کی جانب

اشارہ نہ کر دے

"گل بتاؤ ناں ۔۔۔ پلیز ۔۔۔ مجھے فکر ہو رہی ہے

تمہاری "

"س ۔۔۔ سر ۔۔۔ سر میں ۔۔۔ د ۔۔۔ درد ۔۔۔ ہو

۔۔۔ رہا ہے" وہ سسک سسک کر روتی زیحال کے

سینے میں مزید اپنا چہرہ چھپا گئی

"کیا۔۔۔؟ سر میں درد؟ تو۔۔۔تو یہ دو دو ڈاکٹرز کیا کر رہے ہیں۔۔۔" اسے ان دونوں پر شدید غصّہ آیا زمل نے فوراً اسے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے پر سکون کرنے کی کوشش کی۔

اس سے پہلے ڈاکٹر برہان یا کومل کچھ کہتی گل خود ہی بول پڑی۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔ت۔۔۔تم۔۔۔تم چ۔۔۔چاہیے" وہ زیحال کی شرٹ مٹھی میں زور

سے جکڑتی اپنے دل میں اٹھتی تکلیف کی لہروں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی

"میں یہی ہوں گل۔۔۔ تمہارے پاس" زیحال کے یہ الفاظ جتنی جان رکھتے تھے اسکا اندازہ گل کے رونے میں کمی آنے سے لگایا جاسکتا تھا

وہ دھیرے دھیرے اسکے سر کو تھپتھپانے لگا اسکا شفقت بھرا لمس گل کو دھیرے دھیرے سکون کی وادیوں میں لے جانے لگا تھا

اس وقت گل میں اور زاملزالے میں کوئی فرق نہیں

تھا وہ بلکل ایک چھوٹی بچی کی طرح ری ایکٹ کر رہی

تھی رونا نہ بھی آتا تو زبردستی اور بھی روتی اور کیوں نہ

روتی۔ اسے یاد تھا؟ کہ کب آخری بات اسکے رونے پر

کسی نے اسے اس طرح گلے سے لگایا تھا اسکے لئے فکر

مند ہوا تھا سارا گھر اسکی ایک ہچکی پر جمع ہو گیا تھا واقعی

اب اسکی زندگی وی سی نہیں رہی تھی اب اسکی زندگی

اسکے زی کے ساتھ تھی اور جہاں اسکا زی تھا وہاں

اسکی تین بڑی اولادیں دنیا ایک کر دیتی۔

''آئیں آپ'' یاقوت ڈاکٹر برہان کو دھیمے لہجے میں

مخاطب کرتے اپنے ساتھ لے کر باہر آگیا۔

پامیر بھی انکے ساتھ ہی تھا وہ تینوں باہر لان میں بیٹھے

سرسری سی باتیں کرنے لگے۔

ڈاکٹر برہان انکی کمپنی ملتے تھوڑے ریلیکس ہو گئے

تھے

زیحال وہی زرتشم کے سرہانے بیٹھا اسکے سر کو

دھیرے دھیرے سہلاتا رہا وہ سو چکی تھی زمل بھی اسی

کے دوسری طرف بیٹھی تھی

زمل نے دھیرے سے زیحال کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور

پلکیں جھپکاتے اسے تسلی دی۔

"گل نہیں جانتی کہ تم کون ہو" اسکی بات پر زمل کی

ہیزل آنکھیں تھوڑی سی متحیر ہوئیں

"رات سے اسکی طبعیت ڈاؤن ہے۔۔۔میں چاہتا تھا

تمہارے کالج سے آنے کے بعد اسے تم سے اور زامل

زالے سے ملواؤں۔۔۔تمہارے بنا ان دونوں کو

ملوانے کا بھی دل نہیں تھا اور اب" گل کی یہ حالت

دیکھ اسکا دل نہ محسوس طریقے سے بھاری ہونے لگا

تھا۔

"اٹس اوکے ہبی۔۔۔یہ بھی یہی ہیں اور میں بھی

۔۔۔یہ اٹھیں گی تو میں خود انکے ساتھ باتیں کرونگی

اور انکو بتاؤں گی کہ۔۔۔"وہ آخر میں منہ پر ہاتھ

رکھتی زیحال کے ذرا سی قریب ہوئی

"کہ میں آپ کی بھائی کی "زوجہ محترمہ "ہوں "اسکے

منہ سے اس رشتے کا اتنا خوبصورت نام سنتے زیحال

ایک پل کیلئے سٹک سا اسے دیکھتا گیا پھر دھیرے سے اسکے ہونٹ اپنے لبوں سے چھو لئے۔

زمل اسکے اس بے باک عمل پر جھٹ سے پیچھے ہٹی اور بوکھلا کر سوئی ہوئی زرتشم کو دیکھنے لگی اسکے سونے کو یقینی بناتے وہ زیحال کو گھورنے لگی۔

"تمہارا تعارف اتنا چھوٹا نہیں ہے۔۔۔ کہنا کہ آپ کے بھائی کی زندگی ہوں جس کے بغیر وہ ایک لمحہ بھی سانس نہیں لے سکے گا" اسکی گھمبیر آواز پر زمل کا دل بے اختیار کانوں میں دھڑکنے لگا۔

زمل نے جھٹ سے اپنا ہاتھ دیکھا جو زیحال کے پر حدت ہاتھوں کی گرفت میں اپنے ہوش کھو رہا تھا ایک کرنٹ سا اسکے لمس سے زمل کے پورے بدن میں دوڑ گیا۔

ـــــــــــــــــــــــــــــ

برلاس شاور لیتے فریش ہو کر جیسے ہی باتھ روم سے باہر آیا نظر آئرہ پر پڑی جو بیڈ شیٹ ٹھیک کر رہی تھی برلاس اسے ایک نظر دیکھتا اپنی وارڈروب کے پاس آ

گیا اور ٹاول پیچھے بیڈ پر پھینکتے اپنی شرٹ دیکھنے لگا جو

اسے پہننی تھی۔

آئرہ نے اسکے ٹاول پھینکنے پر اسکی پیٹھ گھوری اور وہ اٹھا

کر اسٹینڈ پر ڈال کر پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو

گئی۔

''آپ کیلئے میں نے شرٹ نکال دی تھی'' وہ اسے

کپڑوں کے ساتھ گھلتے دیکھ بیڈ پر ایک جانب رکھی

شرٹ کی جانب اشارہ کرنے لگی

برلاس نے اس شرٹ کی جانب دیکھا وہ اسکا پسندیدہ کلر تھا جس پر وہ متحیر سا اسے دیکھنے لگا۔

لیکن خاموشی سے آکر شرٹ اٹھاتے پہن لی

''آ۔۔۔آپ اب مان گئے کہ۔۔۔مم۔۔۔میں نے بھائی کو نہیں بتایا تھا'' وہ اسی دن سے اسی بات میں گھل رہی تھی

برلاس نے بے اختیار اس کی جانب دیکھا وہ تو شاید بھول بھی گیا تھا اور وہ بچاری اسی کو لے کر پریشان تھی

برلاس اسے یک ٹک دیکھتے ہوئے قدم بے اختیار اسکی جانب بڑھانے لگا وہ بیڈ کے سائیڈ سے گھوم کر آئرہ کے قریب آیا اور اسکے چہرے کے نین نقوش کو دیکھنے لگا۔

آئرہ اسکے یوں قریب آنے پر تھوڑی گھبرا سی گئی لیکن قدم جیسے اس ایک جگہ منجمند سے ہو گئے تھے۔

برلاس نے دھیرے سے انگوٹھے کی پور سے اسکے ہونٹوں کے کنارے کو چھوا صرف اتنے میں ہی آئرہ بری طرح سے لرزنے لگی تھی یوں جیسے کوئی بھڑکتی

آگ کا شعلہ اسکے ہونٹوں کو جھلسانے آگیا ہو۔ دل

بے اختیار کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔

برلاس نے اسکی آنکھوں کے سامنے اپنا انگوٹھا کیا جس

پر سیاہی لگی ہوئیthit

آئرہ سیاہی دیکھتی ہڑ بڑا کر اپنے چہرے پر ہاتھ

پھیرنے لگی اسے یاد آیا کہ وہ یہ سیاہی تو صاف کرنا

بھول ہی گئی تھی۔

"اوہ۔۔۔مم۔۔۔میں بھول گئی تھ" وہ نادم سی ہوتی

جلدی سے اپنا منہ صاف کرنے لگی ہی تھی جب نظر

برلاس پر پڑی وہ اپنے لبوں کو سختی سے جوڑے اپنی ہنسی کو بمشکل روکے کھڑا تھا

آئرہ نے جیسے ہی اسے گھورا برلاس کا قہقہہ بے ساختہ پھوٹ نکلا

"آپ ہنس رہے ہیں ؟" وہ عنقریب رو دینے کو تھی کہ وہ اسکا مذاق اڑا رہا تھا

برلاس ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلاتا ہوا اسکا ہاتھ تھام کر مڑ کر سامنے لے گیا جہاں آتے آئرہ کے منہ سے بے ساختہ چیخ برآمد ہوئی

وہ ہاتھوں سے اس سیاہی کو مزید اپنے چہرے پر پھیلا چکی تھی

"ہاہاہا۔۔۔خود کو دیکھیں۔۔۔ کتنی فنی لگ رہی ہیں"

برلاس مزید زور سے ہنستا ہوا اسکا مذاق اڑانے لگا جس پر آئرہ کی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھرتی چلی گئیں

برلاس اسکی آنکھوں میں نمی دیکھ اپنی ہنسی کو یکدم سے بریک لگا گیا۔

آئرہ سر جھکائے اپنی نمی صاف کرنے ہی لگی تھی جب

برلاس نے فوراً سے اسکا ہاتھ تھام لیا اس وقت وہ عین

آئرہ کے پیچھے کھڑا تھا اسکے کسرتی وجود کے آگے وہ

نازک سی جان اسکے دل کے مقام تک پہنچ رہی تھی۔

برلاس اسکے چہرے کو نگاہوں میں بھرے ایک ہاتھ

بڑھا کر ٹیشو پیپر اٹھائے اسکے چہرے پر لگی سیاہی

دھیرے دھیرے صاف کرنے لگا

کمرے کی در و دیوار اس خوبصورت لمحے میں اپنی

سانسیں تک روک گئی تھیں

آئرہ پہلے پہل تو اسے دیکھتی رہی پھر اسکی آنکھوں کی تپش بھانپتے حیا سے اپنی پلکیں جھکا گئی۔

برلاس تھوڑا مزید اسکے قریب ہوا اور نرم ہاتھوں سے اسکے چہرے کو بغور دیکھتا اس سیاہی کو صاف کرنے لگا لیکن اس دوران اس کے اتنے قریب آنے پر آئرہ گھبرا کر لڑکھڑانے لگی تھی جب اسے گرنے سے بچانے کی تگ میں برلاس کا ہاتھ اسکی بیلی کو تھامتے اپنے ساتھ لگا گیا۔

اس لمحے پر دیواریں آپس میں جھوم اٹھی تھیں دلوں

میں طغیانی سا طوفان برپا ہو گیا تھا صرف آئرہ کا نہیں

بر لا اس کا اپنا دل بھی جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا

بر لا اس اسکے بدن کی لرزش بخوبی محسوس کر پا رہا تھا

اور یہی لرزش اسکے جذباتوں کو بری طرح سے بھڑکا

رہی تھی

وہ آنکھیں بند کئے اسکے بالوں کی خوشبو اپنی سانسوں

میں اتارنے لگا اسے چہرے پر چھائی خماری آئرہ کی

دھڑکنوں کو بری طرح سے منتشر کر گئی تھی

اس سے پہلے وہ بے قابو ہوتے کچھ کر گزرتا اسکے

موبائل کی رنگ نے اسے جھٹکے سے ہوش دلایا۔

دونوں اس آواز پر ہڑ بڑا کر دور ہوئے

آئرہ مرر میں اپنے پیچھے کھڑے برلاس کو دیکھتی

یکدم سے سرخ قندھاری سی ہو گئی، برلاس کو بھی

احساس ہوا وہ سر کھجاتے ہوئے اپنے موبائل کے

قریب آیا اور اٹھا کر کال پک کرتے کمرے سے باہر

نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی جیسے آئرہ کی رکی سانس یکدم سے بحال ہوئی وہ بے جان سی ہوتی مرر کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گئی اور گہری سانسیں لینے لگی۔

جذباتوں کا کھیل بہت خطرناک تھا یہ تو دو انجان لوگوں کو نہیں چھوڑتا تھا یہاں تو پھر دونوں کے بیچ جائز رشتہ میاں بیوی کا تھا

کوالالمپور کی صبح آج کچھ زیادہ حسین تھی، شاید اس لیے کہ وہ پاشا ولا کی چھتوں پر اتری تھی۔ دھوپ کی

نرم کرنیں ولا کے سفید پتھروں پر پڑ کر سنہری جھلک پیدا کر رہی تھیں۔ لان میں شبنم کے قطروں نے گھاس کو چمکدار بنا رکھا تھا، جیسے قدرت نے ان پر نوری پھوار برسائی ہو۔ فاؤنٹین کی مدھم آواز، ہوا میں پھیلی کافی کی خوشبو، اور فضا کی ہلکی خنکی سب کچھ کسی نئے احساس کی خبر دے رہا تھا۔

اندر کا منظر اس سے زیادہ حسین تھا جہاں سب لوگ لاؤنج میں موجود تھے آج کوئی بھی کہیں نہیں گیا تھا

اتوار کا دن تھا زمل بھی گھر ہی موجود تھی بچوں نے

الگ مل کر تباہی اٹھا رکھی تھی۔

لیکن کوئی زرتشم کو دیکھتا جو اس لڑکی کو صبح صبح یہاں آ

ٹپکنے پر عجیب سی نظروں سے گھور رہی تھی

"واؤ اس کا ٹیسٹ تو واقعی اچھا ہے" مشی اپنی کچی املی

ٹیبل پر ہی بھول گئی تھی جس پر پامیر کی نظر پڑ گئی اس

نے فوراً سے اچک کر ٹیسٹ کر لی۔ وہ کچھ کھائے اور

برلاس پیچھے رہ جائے ایسا بھلا ہو سکتا تھا وہ زہر کھاتا تو

برلاس شاہ ضد کر کر وہ بھی کھا لیتا

"ھمم۔۔۔واقعی۔۔۔یہ لے کر کون آیا" دونوں مزے سے چٹخارے لیتے کھانے لگے

"بھائی آپ بھی ٹیسٹ کریں ناں" یاقوت جو اپنی کوئی بک لے کر بیٹھا تھا دونوں کی پیش کش پر نظر انکی جانب گھماتے انکو دیکھنے لگا

"اب سارا گھر پریگننٹ ہو جائے گا" انکو ایسے مزے سے املی کھاتے دیکھ کومل کلس کر بولی جس پر مشی کے ساتھ ساتھ زمل اور آئرہ کا ایک ساتھ پھوٹ کر قہقہہ نکلا۔ کہ باقی سب مڑ مڑ کر ان پاگلوں کو دیکھنے لگے

"حد ہے کومل" مشی پیٹ میں درد ہوتے دیکھ بمشکل

اپنی ہنسی روکنے لگی

"نہیں تو دیکھنا ان کو۔۔۔ایسے کھا رہے ہیں جیسے

ساتواں مہینہ چل رہا ہے" صد شکر تھا کہ اس نے یہ

بات بلند آواز میں نہیں کی تھی

زر تشم اپنے ساتھ بیٹھے زی کو دیکھنے لگی۔وہ اور یاقوت

نئے ماڈلز پر پلان کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"تت۔۔۔تم۔۔۔ش۔۔۔شادی

۔۔۔ک۔۔۔کیوں نہیں۔۔۔کر۔۔۔لیتا" گل کی

بات پر زیحال کے لیپ ٹاپ پر تیزی سے چلتے ہاتھ رکے وہی دوسری جانب زمل جو انکے لئے فروٹس کاٹ کر لا رہی تھی زر تشم کی بات پر وہی دھک سے رک گئ

پامیر کو یکدم سے املی اور تیز کھٹی محسوس ہوئی وہ ایک آنکھ بند کئے چور آنکھوں سے زیحال اور زمل کو دیکھنے لگا

یہ بم پھوٹا وہ دل ہی دل میں سوچ کر چٹخارہ بھرتے یہاں وہاں نظر گھمانے لگا جیسے دیکھ رہا ہو بندوق تو

نہیں رکھی کہیں کیونکہ عنقریب اس دھماکے کے بعد وہ خود شرلی کی طرح پورا کوالمپور گھومنے والا تھا اور گھمانے والا خود اسکا باپ ہونے والا تھا یقیناً

زیحال نے ایک نظر لیپ ٹاپ کو دیکھا جہاں ایک گرین لائن تیزی سے پوری ہو رہی تھی وہ کسی کو فائل بھیج رہا تھا اسکا دھیان وہاں بھی تھا لیکن زر تشم کی بات پر اسکے دل میں خوشی کے پٹاخے سے پھوٹنے لگے

تھے کہ اب وہ اپنی بہن کو اپنی بیوی اور اپنے بچوں سے
ملوائے گا۔

"گل۔۔۔اس سے ملو" وہ لیپ ٹاپ سائیڈ میں رکھتے
پوری طرح سے زمل اور زرتشم کی جانب متوجہ ہوا ہی
تھا کہ گل نے بیچ میں ہی ٹوک دیا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔ش۔۔۔شادی کی۔۔۔عمر
۔۔۔مم۔۔۔میں یہ۔۔۔ کن کاموں میں۔۔۔پڑ گیا"

اسکی بات سنتے زمل زیحال دونوں ایک ساتھ حیران
ہوئے

زمل فوراً سے زیحال کو گھورنے لگی بھلا اسکے ہبی کن کاموں میں اسے بتائے بغیر ملوث ہو گئے تھے۔

"کن کاموں میں؟" زیحال نے اچنبھے سے پوچھا

یاقوت اور برلاس فوراً سے اپنے کان اس جانب لگا گئے جیسے انکو پہلے بے چینی ہو یہ جاننے کی کہ آخر انکا باپ چھپ کر کونسے پھول کھلا رہا تھا۔

"یہ۔۔۔ل۔۔۔ لڑکی وڑکی۔۔۔کے۔۔۔چ۔۔۔ چکر میں" آہ یہ گرا تھا آسمان پاشا ولا پر سب کی آنکھیں یکدم سے پھٹی، سب سے زیادہ زمل کی جس

کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے مزید مضبوطی سے جکڑی گئی تھی یاقوت، برلاس، کومل، مشی، آئرہ یہاں تک کے بچے بھی اپنا کھیل چھوڑے سب کو ایسے بت بنے دیکھ اسے کھیل سمجھ کر ویسے ہی حیرت والا منہ کھول گئے کہ تب ہی برلاس کی نظر ان پر پڑ گئی انکو ایسے دیکھ وہ بے ساختہ قہقہہ مار کر ہنسنے لگا

جب ماحول کی سنگینی دیکھ منہ پر ہاتھ رکھتے فوراً اسے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹ لیا اور سیریس ہو کر اپنے باپ کو گھورنے لگا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔ گرل فرینڈ۔۔۔رکھتا ہے۔۔۔ تم کو۔۔۔شرم۔۔۔ نہیں۔۔۔آ۔۔۔آتی" وہ چپ کر بھی جاتی تو بھی آج زیحال کی شامت پکی تھی زمل کی ہیزل آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا

"گرل فرینڈ؟" وہ بھی اسکے ہبی کی یہ الفاظ اسکے کانوں میں گھنٹے کی طرح بجنے لگے تھے

"مم۔۔۔میں۔۔۔میں گرل فرینڈ؟" زیحال ہکا بکا سا انگلی سے اپنی جانب اشارہ کر کر پوچھنے لگا اس وقت اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں

"دیکھا۔۔۔میں نے کہا تھا۔۔۔پکا انکا کوئی چکر چل رہا ہے باہر۔۔۔نہیں ایک آدھ بچے بھی ہوں تو بتادیں" برلاس فل فارم میں آتا ترخ کر ہنسی دباتے پوچھنے لگا جس پھرتی سے وہ اٹھ کر زیحال کی جانب آیا تھا اسکی گھوری پاتے دھڑام سے صوفے پر واپس بیٹھ گیا

"بچے؟" زمل کے لب بے ساختہ بڑبڑائے

"مجھے لگا تھا۔۔۔مجھے لگا تھا آپ مجھے دھوکہ دے رہے ہیں" زمل وہی کھڑی ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھے بے اختیار رونے لگی کومل اور مشی ایک ہی

جست میں آگے آتی اسے تھام گئیں حیران وہ دونوں

بھی تھی اور بہت زیادہ۔

زیحال کو یاد رکھنا چاہئے تھا بیوی، بیوی ہی ہوتی ہے

چاہے مسجد کے امام کی ہو یا ایک ایشین گینگسٹر کی اسے

خواب میں بھی شوہر دوسری عورت کے ساتھ دکھائی

دے جاتا تو اس شوہر پر فرض تھا کہ وہ ناک رگڑ کر

معافی مانگے۔

"کونسے بچے کس کے بچے اور یہ۔۔۔یہ گرل فرینڈ

کہاں سے آ ٹپکی" زیحال بوکھلا کر استفسار یہ کلس کر

پوچھنے لگا بچارے نے کبھی کسی کی طرف نگاہ نہیں اٹھائی اور بچے بھی آگئے۔

"ج۔۔۔جدر سے۔۔۔تم۔۔۔ڈھونڈ کے۔۔۔لایا" زر تشم کہاں پیچھے رہتی اس وقت وہ بڑی بہن کی فل فارم میں تھی

دوائیں بھی لے رکھی تھیں جس سے اس میں ایکسٹرا انرجی آگئی تھی

"مم۔۔۔مجھے دھوکہ دیا۔۔۔یو چیٹر" زمل دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے سچ مچ کی رونے لگی تھی اسے

روتے دیکھ زیحال کے تو مانو قدموں تلے سے زمین کھسک گئی ہو وہ کرنٹ کھا کر اٹھتے ایک ہی جست میں اس تک گیا۔

"زڑگیہ۔۔۔ایسا نہیں ہے میرا یقین کرو۔۔۔گل"

وہ کندھے ڈھیلے چھوڑے بے بسی سے گل کی جانب دیکھنے لگا جس نے اسکی گرل فرینڈ والا سوشہ چھوڑ کر بیوی کے ہاتھوں اسکی شامت کو شاہی دعوت دے دی تھی۔

زمل نے جھٹ سے اسے خود سے دور دھکیل دیا

"دور رہیں مجھ سے۔۔۔آپ چیٹر ہیں" اسکے بپھر نے پر گل بھی حیران سی ہوئی بھلا وہ کیوں رو رہی تھی

"نہیں ہوں میں۔۔۔کیا ہوگیا تم سب کو۔۔۔میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے گلا لے میرا یقین کرو" وہ بچارا ایک دم سے حملہ ہونے پر خود کو سمبھال نہیں پا رہا تھا ہر طرف سے اس پر بے یقینی کے حملے ہو رہے تھے

"اووو۔۔۔تو بنا گرل فرینڈ کے بچے آ گئے ؟"

برلاس نے منہ پر ہاتھ رکھتے حیران ہونے کی ایکٹنگ کی جس پر پامیر سر جھکائے پھنس پھنس کر ہنسنے لگا۔

"شٹ اپ۔۔۔ منہ بند کرو اپنا" زیحال کے شٹ اپ کال دیتے برلاس فوراً سے اچھے بچوں کی طرح منہ پر انگلی رکھ گیا

پامیر ان سب میں میسنا بنا بس املی کے مزے لیتا رہا زور کی ہنسی روکنے میں جیسے پی ایچ ڈی کر کر آیا تھا۔

اگر یا قوت کو دیکھا جاتا تو اسکو الگ اپنی جمیلہ کے

دھوکے پر صدمہ لگ گیا تھا۔

"باہ یو۔۔۔چی۔۔تل (بابا آپ چیٹر ہو) ؟" زامل

اپنی ننھی سی انگلی پر ذرا سی املی لئے مزے سے کھاتا ہوا

پوچھنے لگا

"زامی۔۔۔شش" ایک اسکی کمی تھی زیحال نے فورا

سے اسے گھور کر چپ کروایا

"کیا۔۔۔گ۔۔۔گل۔۔۔؟ت۔۔۔تم کو

۔۔۔شرم۔۔۔آرہی۔۔۔ا۔۔۔اس کے ساتھ

کھڑے۔۔۔ہ۔۔۔ہو" گل اسے زمل کے ساتھ

کھڑے دیکھ سرتا پیر سیخ پا ہو گئی۔اسکی بات پر سب

نے جھک کر زمل زیحال کو ساتھ کھڑے

دیکھا۔

خود زیحال بھی اپنے سینے تک آتی زمل کو دیکھ گل کی

بات پر اچھا خاصا حیران ہوا

"یہ گرل۔۔۔ف۔۔۔۔فرینڈ ہے۔۔۔تمارا" یہ ہوا

اب اصل دھماکہ اب کی بار سب پھٹی پھٹی سی

نظروں سے گل کو دیکھنے لگے۔زمل بھی سٹپٹا کر کبھی

خود کو دیکھے تو کبھی گل کو "وہ تھی اپنے ہبی کی گرل

فرینڈ؟ سب لوگ جتنے بھی حیران ہوتے کم تھے زمل

کو تو گویا اب سانپ ہی سونگھ گیا تھا۔

"استغفر اللہ گل۔۔۔میری حق حلال کی بیوی ہے یہ

"زیحال تپ ہی تو اٹھا تھا لیکن دوسری جانب "بیوی"

لفظ پر اب حیران ہونے کی باری زر تشم نوشیر وال

خان کی تھی جو پھٹی پھٹی سی نظروں سے اپنے زی کے

ساتھ کھڑی انیس بیس سالہ بچی کو دیکھنے لگی جس کا قد

بھی اتنا تھا کہ زیحال کے دل کے مقام تک بمشکل پہنچ

پاتی

میٹل زنک کلر کے کامدار سوٹ میں وہ ہلکی تیار ہوئی

بالوں کو فرنچ سٹائل میں پیچھے کی جانب جوڑا بنائے

بے حد پیاری لگ رہی تھی لیکن اسکے زی کی بیوی تھی

؟اسکا زی شادی شدہ ہو چکا تھا؟ یہ بات آسمان پر بجلی

کڑکانے کے منظر جیسی طاقت رکھتی تھی۔

پامیر نے املی ختم کرتے اطمینان سے ہاتھ جھاڑے اور

ٹوتھ پک اٹھائے اپنے شفاف دانتوں میں مارنے لگا۔

"ب۔۔۔بیوی؟" گل حیرت سی حیرت لئے

استفسار یہ پوچھنے لگی

"اور نہیں تو کیا۔۔۔میرے تو دو بچے بھی ہیں وہ

دیکھو" زیحال کی انگلی کے اشارے پر گل کے ساتھ

ساتھ سب نے مڑ کر ان دو معصوم بچوں کو دیکھا

دونوں ہی ٹکر ٹکر سب کو دیکھ رہے تھے

زیحال کے دو بچے بھی تھے؟ گل کا سر چکرانے لگا تھا

وہ کیسے بھول گئی تھی اسکی عمر تیس سال ہو چکی تھی

شادی تو ہونی ہی تھی لیکن اتنی چھوٹی لڑکی سے اور تو

اور اس سے دو بچے بھی ہو گئے تھے کوئی زر تشم

نوشیر وال کو تھام لے

"اب تم مجھے یہ بتاؤ تم سے کس نے کہا کہ زمل میری

گرل فرینڈ ہے ؟" وہ یہ اچھے سے جانتا تھا کہ گل یہ

اندازہ خود نہیں لگا سکتی

کیونکہ انکی رگوں میں جس خاندان کا خون دوڑتا تھا

انکے باپ دادا نے کبھی اس بے حیائی میں اپنا حصّہ

نہیں ڈالا تھا تو زیحال خان آفندی کیسے سب سے الگ

نکل جاتا

اسے دیکھ کر تو دور سے پتہ چلتا تھا کہ عورتوں سے کتنا چڑتا ہے وہ۔ کوئی اور عورت کبھی اسکے نزدیک سے بھی نہیں گزرتی تھی ایسی بھڑکتی آگ کا شعلہ بن کر رہتا تھا وہ

پامیر دھیرے سے اٹھ کھڑا ہوا اور سب کو ایک نظر دیکھا۔

"میں ذرا واک کر آؤں املی ہضم ہو جائے گی" وہ دھیمے لہجے میں سب کو آگاہ کرتا باہر کی جانب مڑ گیا۔

"ہاں جاؤ۔۔۔ساتویں مہینے میں ویسے بھی واک کی زیادہ ضرورت ہوتی"کومل ایسے حالات میں بھی اسے گھسیٹنے سے باز نہیں آئی تھی اسکے ساتھ کھڑی مشی نے زور سے منہ پر ہاتھ رکھا ورنہ اسکی ہنسی سب کی توجہ کا مرکز بن جاتی

"پ۔۔۔پامیر نے"یہ تھا دوسرا اور سب سے بڑا دھماکہ۔پامیر کے قدم بے ساختہ اس ایک جگہ زنجیر ہو گئے اس نے زور سے آنکھیں بند کر لیں۔

زیحال نے ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن جھکا کر اپنی گندی اولاد کو دیکھا۔

یہی حال کومل کا بھی تھا جو عنقریب بیوہ ہونے کے دکھ میں ابھی سے گھر چکی تھی۔

"پامیر بھائی؟" زمل بھی حیران سی حیران تھی۔

"مجھے پہلے سے ان پر شک تھا۔۔۔ڈنگ ڈونگ کے اندر کچھ تو گڑ بڑ تھی اور وہ یہ تھی۔۔۔؟ چچچ

۔۔۔" برلاس کا اپنا ڈنگ ڈونگ والا دکھ جاگ گیا بھلا

اسے کیوں نہیں دی اب بدلا تو لے گا ناں وہ آخر

"برلاس شاہ" تھا جو اپنا بخار بھی بے وجہ نہ چھوڑے۔

"پامیر؟ گل کیا کہہ رہی ہیں؟" یاقوت ہکا بکا سا اسے

مخاطب کر کر پوچھنے لگا

"آاا۔۔۔میرا پیٹ۔۔۔لگتا ہے۔۔۔املی نے بد ہضمی

کر دی" وہ پیٹ پکڑے ذرا سا جھک کر بیچاری نظروں

سے زیحال کو دیکھنے لگا جو کن خونخوار نظروں سے

اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"بچو اب آپ کے اندر کا سارا نظام درہم برہم ہو گا

۔۔۔بھائی۔۔۔اٹیک" برلاس کے چیختے زیحال کے

ہاتھ سیدھا اپنے جوتے پر گیا تھا اور یہ دیکھ پامیر سلطان

چار سو کی سپیڈ سے پاشا ولا کے باہر

"کمینے۔۔۔مجھے شک تھا تم پر۔۔۔میرے ہاتھ لگو تم

"زیحال اسکے پیچھے چیختے ہوئے لپک پڑا

کومل اور مشی باولیوں کی طرح کبھی یہاں دیکھیں تو

کبھی وہاں۔پاشا ولا ایک دم سے ٹی ٹونٹی کے میچ کے

میدان میں بدل گیا تھا۔

"بھائی۔۔۔بھائی سوری۔۔۔میں نے بس پرینک کیا

تھاممی قسم۔۔۔۔بھائی"آج کونسا بھائی کس کا بھائی وہ

جلاد بنا اسکے خون کا پیاسا بنا بندوق کے اسکی درگت

بنانے کے خطرناک ارادے لئے اسکے پیچھے تھا

"باہ۔۔۔ون۔۔۔۔باہ۔۔۔ون"زامل زالے

دونوں اچھل اچھل کر تالیاں بجاتے انکو ایک

دوسرے کے پیچھے دیکھ خوش ہونے لگے

آج تک ایسے کارٹون میں دیکھا تھا ٹوم اینڈ جیری کو

ایک دوسرے کے پیچھے اور آج وہ سچ میں ایسا منظر

دیکھ رہے تھے۔

"پکڑیں انکو۔۔۔انکے سارے پرینک نکالیں گے

باہر" برلاس ان بچوں سے زیادہ اچھل رہا تھا یا قوت کو

ہنسی بھی آرہی تھی لیکن حیران بھی تھا کہ پا میر نے یہ

کیا کر دیا تھا۔

"اٹس اوکے میں کوئی سفید ساڑھی خرید لونگی" کومل جھٹ سے اپنی طرف سے پوری اجازت دیتی اپنے فرض سے سبک دوش ہوگئی

"با۔۔ہ۔۔۔با" عبدلباری بھی کہاں پیچھے رہتا وہ بھی اچھل اچھل کر خوشی سے چیخنے لگا۔

"میرے ہاتھ لگو تم۔۔۔گندی اولاد" زیحال وہی کھڑا کھڑا غصّے سے پھنکارا یا قوت اور مشی کی اب ہنس ہنس کر بس ہوگئی تھی وہ تو پیٹ پکڑے صوفے پر آ گئی تھی اسکی کوک میں پلتی ایک نئی زندگی ضرور یہ سب

دیکھ کر خوف زدہ ہو رہی ہو گی کہ وہ کس فیملی میں

آنے والی ہے

گل تو بس زمل کو ہی دیکھ رہی تھی جسے اب جتنا دیکھتی

کم تھا "میری حق حلال کی بیوی ہے گل میرے دو بچے

بھی ہیں" یہ صرف الفاظ نہیں تھے اس بے جان سی

لڑکی میں جان سی بھر گئی تھی خوشی کی شدّت اسکے

اندر و بال سا بن کر اٹھنے لگی تھی وہ زمل کو بلانا چاہتی

تھی لیکن خوشی کے آنسوؤں کا گولہ سا اسکے گلے میں

جیسے پھنس گیا تھا۔

پامیر کی قسمت اچھی تھی کہ زیحال وہی کھڑے کھڑے خود سر پکڑ کر اسکے کارنامے پر ہنسنے لگا

"کیا چیز ہو تم میرو" وہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے ہنس کر پوچھنے لگا

"ادھر آؤ" اسکے اتنے پیار سے بلانے پر پہلے تو پامیر تھوڑا ٹھٹھکا بھی قدم قدم اپنی خیر کی دعائیں کرتا زیحال کے قریب گیا اسکی توقع کے عین برعکس اس نے پامیر کو اپنے سینے میں زور سے بھینچ لیا۔ اسکی شرارتیں زیحال کی زندگی تھی

وہ پامیر کو لئے واپس لاؤنج میں آگیا۔

"یہ کیا ڈنگ ڈونگ کے بغیر ڈیل کرلی ایسا نہیں ہو سکت" برلاس دونوں ہاتھ کی مٹھی بھنچے پھر سے شروع ہونے ہی والا تھا کہ یاقوت نے جلدی سے ایک ڈنگ ڈونگ اسکے منہ میں ٹھونس کر اسکا احتجاج بند کروایا

"گل۔۔"زیحال زمل کا ہاتھ تھامے گل کے پاس آیا

"مجھے افسوس ہے میں یہ تعارف کروانے میں لیٹ ہو گیا" دیر تو ہرگز نہیں تھی اگر اسکی اولاد تھوڑی سیدھی پیدا ہوئی ہوتی انکو دیکھ کر نرس نے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ دنیا میں اگلی تباہی یہ مچائیں گے

"میری بیوی ہے یہ زمل زیحال خان آفندی" اسکا نام اتنا خوبصورت تھا کہ خود زمل اسکی جانب دیکھنے لگی تھی دل شکرانے کے سجدے میں گر پڑا تھا۔

گل نے کن نظروں سے اس کم سن مگر پیاری سی لڑکی
کو دیکھا کیوں نہ ہوتی پیاری اسکے زی کی پسند تھی
پوری دنیا سے الگ

گل نے دھیرے سے ہمت کرتے اپنے دونوں بازو وا
کئے جسے دیکھتے زمل نے پہلے زیحال کو دیکھا جس نے
پلکیں جھپکا کر اسے پیچھے سے دھیرے سے پش کیا
زمل خوش ہوتی گل کے کندھے سے لگ گئی وہ
آنکھیں بند کئے اس لڑکی کو نہیں اپنے زی کی محبت کو
اپنے سینے سے لگا گئی تھی۔

انکو ملتے دیکھ ہر آنکھ میں خوشی کی چمک تھی سب انکو

کن اکھیوں سے دیکھ رہے تھے

"ب۔۔۔بہت۔۔۔پیارا۔۔۔ہے۔۔۔ت۔۔۔تم

"وہ زمل کے رخسار پر ہتھیلی جماتی محبت بھرے انداز

میں اسے سراہنے لگی

"پسند جو میری ہے "زیحال جو پہلے سے ہی جان لٹاتی

نظروں سے زمل کو دیکھ رہا تھا شریر لہجے میں بولتے

زمل کے چہرے پر حیا کی لالی بکھیر گیا وہ سرخ پڑتی

حیا سے لبریز پلکیں جھکا گئی

زیحال زامل زالے کو بھی پکڑ کر لے آیا دونوں منہ پر

املی لگنے کی وجہ سے اور بھی مزید کیوٹ لگ رہے تھے

دوسراانکی چھوٹی چھوٹی چائینیز بٹن سی آنکھیں

انکو دیکھتے ہی گل کی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے

بھرتی چلی گئیں وہ کن اکھیوں سے ان کیوٹ سے

بچوں کو دیکھنے لگی

"ڈل (گل)" زیحال کو بار بار اسے گل کہہ کر پکارنے

پر زامل بھی اسکے گل ہی کہنے لگا جس پر زرتشم بے

اختیار ہنس پڑی۔

"نو بری بات۔۔۔آپ کی پھپھو ہیں یہ "زیحال نے پیار سے اپنے بچوں کو زر تشم کا خوبصورت سا تعارف کروایا جس پر اسکا اپنا دل عجیب سے احساس کے تحت بھاری ہونے لگا تھا

"ببو"زالے کتنے کیوٹ انداز میں بولی تھی کہ سب کو اس ننھی سی پر نسسز پر ٹوٹ کر پیار آیا

"ناہ۔۔۔می ڈُل (نہیں میری گل ہے)"زامل ضد کرنے لگا کہ اسے اب گل ہی بلائے گا اور اب کون تھا جو اس کے منہ سے پھپھو بلوادے

"گل۔۔۔ہی۔۔۔ب۔۔۔بولے۔۔۔یہ" زرتشم

اس کیوٹ سے بچے کو اپنے ساتھ لگاتی گال پر ڈھیر

سارا پیار کرنے لگی۔ وہ ایک لڑکی کے پیار کرنے پر

شرما کر اپنے باپ کو دکھانے لگا جو ہکا بکا سا اپنے بیٹے

کے کارنامے دیکھ منہ کھول کر رہ گیا

"یہ۔۔۔تم۔۔۔کو۔۔۔بھائی ک۔۔۔کیوں

۔۔۔بولتا۔۔۔ہے" گل کو فوراً اسے یاد آیا لیکن اس

بات پر پا میر جھٹ سے صوفے پر الٹ گیا

"بھائی۔۔۔؟وہ کب بولا؟"زیحال حیرت سے
پوچھنے لگا

"باہ مطلب؟ "

باہ۔۔۔مطلب بابا۔۔۔ببا"زیحال نے ٹھہر ٹھہر کر
اسے سمجھایا جس پر اب زرتشم نے پامیر کو گھورا تھا
سب لوگ اب کھل کر پامیر کی کارستانی پر ہنسے تھے
زرتشم نے کتنے سالوں بعد زندگی ایسے جی تھی واقعی
اسے اپنا آپ زندہ اب محسوس ہوا تھا

وہ پہلے والے پیشنٹ کو اسکی میڈیسن لکھ کر دیتے

ساتھ ساتھ تاکید بھی کر رہے تھے جب ایک نرس

اندر آئی اور ان سے اگلے پیشنٹ کیلئے اجازت طلب

کرنے لگی انہوں نے مصروف سے انداز میں اجازت

دیتے اپنی بات جاری رکھی

پیشنٹ دروازہ کھول کر دھیرے سے اندر داخل ہوا

اور آتے بنا اجازت کے کرسی پر بیٹھ گیا جب ڈاکٹر نے

ایسے دھڑلے بنا اجازت کے بیٹھنے پر اس پیشنٹ کو

سختی سے گھورنے کیلئے نگاہیں جو نہی اوپر اٹھائی سامنے

بیٹھے ڈی ایس پی داراب خان کو دیکھ انکی سانسیں اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئیں تھی

"جلدی فارغ کرو اسے" اسکے لہجے میں اس قدر صرف مہری تھی کہ ڈاکٹر کو بے اختیار اپنی رگوں میں خون کی گردش دھیمی پڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"آ۔۔۔آپ۔۔۔یہاں" انکی بات درشتگی سے بیچ میں کاٹتے داراب نے اشتعال انگیز نظروں سے اسے دیکھا۔

"جلدی۔۔۔ مطلب جلدی۔۔۔اس سے پہلے میرا میٹر شاٹ ہو اور میں تمہاری زندگی شاٹ کر دوں"

وہ بھڑکتی آگ کا شعلہ بنا بیٹھا اپنے اس خطرناک روپ سے ڈاکٹر کی گویا سانسیں روک گیا۔

وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتے اس پیشنٹ کو پرسکرپشن پکڑا گئے جسے لیتے وہ ڈرا سہما سا مریض اٹھ کر باہر جانے لگا

ڈاکٹر کا دل چاہا اسے روک لے تنہائی میں اس پولیس والے کے سامنے ان کی جان لبوں پر آ گئی تھی۔

مریض کے باہر جاتے ہی داراب ایک جھٹکے میں اٹھ کھڑا ہوا اسے اٹھتے دیکھ ڈاکٹر اچھل کر اپنی کرسی کے ساتھ چپک گئے جب وہ دھیرے سے گھوم کر ٹیبل کے اس پار جاتا بلکل انکے سامنے ٹیبل سے ٹیک لگا گیا نیوی بلیو رنگ کی استری شدہ یونیفارم، جس پر چمکتے ہوئے تمغے روشنی میں جگمگا اُٹھے۔ بازو پر لگا ایمبلم "Royal Malaysia Police" کا نشان فخر سے جھلک رہا تھا۔

سیاہ پالش کیے ہوئے بوٹ فرش پر پڑتے ہی ایک باوقار آواز پیدا کرتے۔ چہرے پر تراشی ہوئی داڑھی، تیکھی آنکھیں اور ہلکی سی مسکراہٹ جو اکثر مجرموں کو خوف میں مبتلا کر دیتی تھی۔

داراب نے اپنی جیب سے جو چیز نکالی تھی اسے دیکھتے ہی ڈاکٹر کی آنکھیں یکدم سے پھٹی اور رنگت کسی مردے کی طرح سفید پڑ گئی

وہ وہی سیاہ رنگ کا تعویز تھا جو اس دن عین وہاج زبردستی انکے سامنے زریاب خان کے بازو پر باندھ کر گئی تھی۔

اس دن کا منظر۔۔۔۔

ڈاکٹر کے باہر نکلتے کمرے میں گہری خاموشی پھر سے چھا گئی صرف مشین کی ٹک ٹک کی آواز پورے

کمرے میں گونج رہی تھی۔دارا ب نے گہری نظروں

سے زریاب کی جانب دیکھا

وہ سیدھے چت لیٹے بے ہوش تھے چہرے پر آکسیجن

ماسک لگا تھا

وہ دھیرے سے آگے آیا اور جانچتی نظروں سے ماحول

کا جائزہ لینے لگا۔اسکی ڈیوٹی نے اسکے اندر فضا تک میں

بدلتی خوشبو یا بو کو سونگھنا سکھا دیا تھا کہتے ہیں پولیس

والے میں اور کتے میں کوئی فرق نہیں ہوتا دونوں کی

حس بہت تیز ہوتی ہے

داراب کو ایسا کچھ نہیں دکھا جس سے وہ اس ڈاکٹر پر

شک کر سکے وہ دھیرے سے پیچھے مڑنے ہی لگا تھا

جب اسکی نظر زریاب کے بازو پر پڑی اس وقت وہ

ہوسپٹل کے خاص لباس میں ملبوس تھے جس کی بازو

ڈاکٹر ہڑبڑی کے بارے ٹھیک سے نیچے نہیں اتار پائے

تھے

داراب اسے دیکھ بے اختیار ٹھٹھک گیا اس نے کچھ

سوچ کر بازو اوپر کی جہاں اسے بینڈج نظر آیا۔

اسے اچھے سے یاد تھا کہ وہ جب لالا کو لایا تھا تب انکے سینے پر زخم تھا باقی پوری باڈی بلکل ٹھیک تھی تو یہ بینڈج؟

وہ کچھ دیر سوچ میں پڑتا اس بینڈج کو کھول کر دیکھنے لگا جب اسکے اندر سے ایک سیاہ رنگ کا تعویز نکلا

اسے دیکھتے داراب کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے کبھی اس تعویز کو دیکھا تو کبھی پیچھے بند ہوئے دروازے کو اسے ڈاکٹر کی غیر حالت کی وجہ سمجھنے میں دوسرا اپل پورا بھی نہ لگا

موجودہ وقت۔۔۔۔

''میرا نہیں خیال لالا تمہارے اتنے قریبی تھے کہ تم انکی خیر کیلئے یہ تعویز لے کر آئے'' اسکی بات پر ڈاکٹر گھبرا کر سر نفی میں ہلانے لگے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کی بوندیں چمکنے لگی تھیں

''تو منہ سے خود پھوٹو کہ یہ کس نے کیا۔۔۔اس سے پہلے تمہارے اسی منہ میں، میں اپنی پوری میگزین خالی

کر دوں" اپنی ریوالور ڈاکٹر کی ٹھوڑی پر ٹکاتے وہ طیش کے عالم میں اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ ڈاکٹر کی جان پوری بری طرح سے لرز گئی۔

"وو۔۔۔وہ۔۔۔وہ مسسسز۔۔۔وہاج آئی تھیں ۔۔۔مم۔۔۔میرے پاس۔۔۔ان۔۔۔انہوں نے ۔۔۔مم۔۔۔مجھے پیسے دیے اور کہا۔۔۔کہ میں انہیں یہ کام کرنے دوں" انکی بات سنتے داراب کی سیاہ کانچ سی آنکھیں بے اختیار متحیر سی پھیلنے لگیں اسکے وہم و گمان میں بھی یہ نام نہیں تھا

"وہاج خان آفندی کی بیوی؟" وہ تائید چاہتا تھا وہ بے یقین تھا۔

ڈاکٹر نے تیزی سے سر ہاں میں ہلایا داراب دھک سے پیچھے ہٹا اور گہری سانس لیتے انکے لفظوں پر یقین کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اسکی آنکھیں سچ اور جھوٹ کو پہچان سکتی تھیں ڈاکٹر سچ کہہ رہا تھا یہ وہ جانتا تھا

عین وہاج خان وہ عورت تھی جس کی طرف داراب خان آفندی نے کبھی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا چاہے وہ

بچپن تھا یا جوانی کی دہلیز پر آیا تھا یا پھر اب جب اسکی عمر پینتیس سال کے قریب ہو گئی تھی۔

تب ہی پوری قوت سے زناٹے دار تھپڑ اس ڈاکٹر کے منہ پر رسید کرتے اسے کالر سے دبوچ کر سیدھا اپنے مقابل کھڑا کر گیا

"تم یہاں مریضوں کے علاج کیلئے تھے یا پیسے لے کر کسی پر کالا جادو کروانے کیلئے" وہ لفظ چباتے ہوئے سیدھا انکے منہ پر دھاڑا تھا ڈاکٹر کی حالت غیر ہونے لگی

"تمہیں سکھانا پڑے گا۔۔۔ کہ اپنے فرض کے ساتھ وفا کیسے نبھائی جاتی ہے۔۔۔ چل تھانے" اس ڈاکٹر کو آگے دھکیلتے وہ ریوالور ان کی پیٹھ میں گاڑھتے اپنے ساتھ اریسٹ کر کر لے گیا

ڈاکٹر کو یہ کام کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا کہ کس کے بھائی کے ساتھ وہ یہ دغا کر رہے ہیں جن کا خون ایک پولیس والے کی رگوں میں بھی دوڑ رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ڈیوٹی سے رات گئے واپس گھر لوٹا تھا لیکن اس وقت تک سب رات کے ڈنر کیلیئے کھانے کی میز پر موجود تھے باہر ٹھنڈ رات کی تاریکی کے ساتھ بڑھ رہی تھی اتنی کہ ہر کوئی شال میں لپٹا صرف ہاتھ باہر نکالے کھانا کھا رہا تھا، ملازم ایک جانب ہاتھ باندھے مؤدبانہ انداز میں کھڑے تھے

لیکن ایک وہ تھا جو صرف وردی میں ہی آگ بنا تیز طوفان کی طرح حویلی میں داخل ہوا تھا اس کا رخ

سیدھا اپنے کمرے کی جانب تھا جب مورے کی آواز پر اس نے پلٹ کر اس جانب دیکھا۔

"داراب۔۔۔کدر جا رہا ہے بچے۔۔۔ادر آؤ" وہ پیار سے اسے اپنے پاس بلانے لگی۔داراب نہ چاہتے ہوئے بھی بجھے دل سے انکی جانب قدم بڑھا گیا باقی سب نے بھی ایک ایک بار اسے ضرور دیکھا تھا مہروز اور مہرام کی تو جیسے آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"بیٹھو بیٹھو۔۔۔کھانا کھاؤ۔۔۔اتنی سردی میں بنا جیکٹ کے تم بیمار ہونا چاہتا ہے؟" وہ ماں تھیں بچوں

کی عمر چاہے جو بھی ہو جاتی لیکن ایک ماں کیلئے بچے

ویسے ہی رہتے جیسے وہ پیدا ہوتے ہوئے تھے۔

داراب نے کوئی جواب نہیں دیا بس خاموشی سے ایک

کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اسکے بائیں جانب بیلا بیٹھی تھی جو

اسکے اتنے سخت تاثرات دیکھ خود ہی احتیاط کرتی اٹھ

کر اسکی پلیٹ بنانے لگی ورنہ اسے یہ توفیق ایسے ہی

کبھی نہ ہوتی

"تم رہے گا یا جائے گا؟" سوال مورے کی جانب سے آیا تھا مگر جواب کیلئے دیکھا سب نے تھا کیونکہ وہ اکثر صرف ڈنر کرنے آتا تھا اور واپس چلا جاتا تھا

"نہیں مورے۔۔۔ریسٹ کرونگا" وہ دھیمے لہجے میں جواب دیتے چمچ سے کھانا کھانے لگا جب اس کی اپنی نظر اپنی انگلی میں موجود انگوٹھی پر گئی یہ انگوٹھی ساتھ بیٹھی لڑکی کے نام کی تھی شاید اسی لئے داراب کو اس وقت اپنی انگلی بری طرح سے جلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"اچھا ہے۔۔۔تم کو گھر بھی اب آتے رہنا چاہئے" دا جی کھانے میں مصروف بیچ میں تھوڑا رک کر اس سے مخاطب ہوئے داراب انکو دیکھے بغیر سمجھ گیا تھا کہ وہ کیوں ایسا کہہ رہے تھے۔

بیلا زرا سا گلا کھنکار کر خود کو کھانے کی جانب متوجہ کرنے لگی

"لالا۔۔۔آپ کا زخم کیسا ہے اب؟" داراب کو ایک دم زریاب کے زخم کا خیال آیا وہ فوراً سے فکر مند ہوتا ان سے نرمی سے پوچھنے لگا

"ٹھیک ہے اب الحمد للہ "

"ڈاکٹر آئے تھے آج؟" وہ صبح مہرام کے ساتھ کال پر

تھا جب پیچھے سے ڈاکٹر کے آنے کا سنا تھا وہی اب تک

ذہن میں تھا

"ھمم۔۔۔آیا تھا۔۔۔لیکن خان نے اسکو بھگا دیا"

جواب زریاب کے بجائے سیماب کی جانب سے آیا تھا

داراب نے چونک کر ان دونوں کو دیکھا

"بھگا دیا۔۔۔؟لیکن کیوں؟" نہ سمجھی سے پوچھا

"خود جو یہ بڑا تیس مار خان ہے۔۔۔پوچھو اپنا بینڈج

کس سے کروایا ہے۔۔۔ام بولتا ہے لیکن انکو خیال ہی

نہیں" وہ پہلے سے ان پر تپی بیٹھی تھی تب ہی اب

پوچھتے ساتھ سلگ اٹھی

"لالا۔۔۔آپ کو خیال کرنا چاہئے" وہ بظاہر نارمل

بات کر رہا تھا لیکن بینڈج والی بات پر اسے وہ تعویز

جھٹ سے یاد آگیا اور موڈ پھر سے سخت خراب ہو گیا

"چاچو۔۔۔ہم زی چاچو کے گھر کب جائیں گے

۔۔۔مجھے زامل زالے کے ساتھ کھیلنا ہے" مہروز صبح

سے بھی ایک ضد پکڑ کر بیٹھی تھی کہ اسے ان دو کیوٹیز کے ساتھ کھیلنا ہے لیکن سیماب بار بار اسکو چپ کروا دیتی مہرام ہوتی تو دوبارہ کبھی نہ دہراتی یہ مہروز تھی اپنے چاچو کی فیورٹ اور ضدی طبیعت کی مالک

"کیوں نہیں۔۔۔کل چلیں گے بیٹا" داراب کے مسکرا کر اجازت دینے پر سب نے اسے تعجب نگاہوں سے دیکھا۔

"انفیکٹ ہم سب چلیں گے" وہ ایسے بول رہا تھا جیسے سب ٹھیک ہو کچھ نہ ہوا ہو وہ قیامت جسے زریاب اب

تک نہیں بھولے تھے اور شاید کبھی بھولتے بھی نہ۔

داراب اسکو بلکل ہی فراموش کر گیا تھا

"کیسے جائے گا سب۔۔۔وہ ادرسے قطع تعلق کر کر گیا تھا" بیلا کو اسکی بات سخت ناگوار گزری تھی اتنی کہ اسے یاد تک نہیں رہا کہ وہ کس کے سامنے اس تلخ لہجے میں بول پڑی تھی

داراب نے سخت کٹیلی نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو "ایک بار پھر بولنا "

"تم اپنی زبان بند رکھو" بیلا کو سختی سے ٹوکتے وہ مہروز

اور مہرام کی جانب متوجہ ہوا۔ بیلا پوری قوت سے

لب بھینچ کر رہ گئی

"میری پرنسسز کا دل ہے تو ضرور چلیں گے ٹھیک ہے

لالا؟" اس نے اجازت طلب نگاہوں سے زریاب کی

جانب دیکھا

"ام کیا بولے۔۔۔ جا سکیں تو ضرور جاؤ" انکا انداز بجھا

بجھا سا لگ رہا تھا سیماب نے کرب بھری نظروں سے

انکی جانب دیکھا۔ وہ بیوی تھی انکی۔ انکی روح سے بھی

زیادہ انکے قریب

وہ گواہ تھی ان پر گزری ہر رات کی جو انکے لئے

صرف ازیتوں اور کرب کا باعث بن رہی تھیں آج

کل یہ وہ زریاب خان آفندی نہیں لگ رہے تھے جو وہ

تھے یہ کوئی چراغ تھا جو نہ پوری طرح سے جل رہا تھا

اور نہ ہی بجھ رہا تھا

"کیوں لالا۔۔۔ ہم سب مل کر چلیں گے وہ زی ہے

۔۔۔ ہمارا زی آپ کیسی بات کر رہے ہیں" داراب کو

انکے حال پر دکھ ہوا تھا لہجے میں کرچیاں سی گھل گئی تھیں

زریاب کچھ کہے بنا ہی اٹھ کھڑے ہوئے کھانا بیچ میں ادھورا رہ گیا اب شاید ایک نوالہ بھی بمشکل ہی انکے حلق سے نیچے اتر سکتا تھا

"امارے اندر مزید وہ بے یقینی والی نگاہیں دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔۔۔ام مزید برداشت نہیں کر سکتا کچھ بھی" کہتے وہ رکے نہیں تھے دھیرے دھیرے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے انکے جاتے سیماب بے

چین ہوتی نم آنکھوں سے انہیں جاتے ہوئے دیکھتی

رہی

مورے انکا کیا جو اپنے بچوں کو ایسے بکھرے دیکھ اپنے

کمزور دل پر بیتتی قیامت کو چھپانے کی لاکھ کوشش کر

رہی تھیں لیکن پھر بھی آنکھوں کی نمی باڑ توڑتی

رخصار پر بہہ گئی

داجی خاموش تھے شاید انکے پاس کچھ کہنے کو الفاظ

نہیں تھے یا شاید آج انہیں اپنی شخصیت ملال میں

ڈوبی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

ماحول اسی طرح سنگین رہا جیسے کوئی کچھ کہنے قابل نہ

رہا ہو کھانا کھاتے ہی سب لوگ دھیرے دھیرے

اپنی جگہ چھوڑتے کمروں میں جانے لگے جب پیچھے

سے مورے کی آواز پر داراب بے ساختہ رک گیا۔

وہاں صرف وہی دو لوگ بچے تھے

"ادر بیٹھو" انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے

اپنے پاس بلا کر بٹھایا

یہ منظر اوپر اپنے کمرے میں جاتی بیلا دیکھ کر

سیڑھیوں میں ہی رک گئی وہ چاہ کر بھی انکے بیچ ہونے

والی گفتگو نہیں سن سکتی تھی لیکن داراب کے چہرے
کے بدلتے تاثرات دیکھ اسے کچھ کچھ اندازہ ہو رہا تھا
کتنی ہی دیر بار داراب ستے ہوئے چہرے کے ساتھ
کمرے میں داخل ہوا بیلا سامنے ہی بیڈ پر بیٹھی اپنے
نرم وملائم پیروں پر لوشن مل رہی تھی جب نظر
داراب پر گئی وہ اپنے ہی دھیان میں شرٹ کے بٹن
کھولنے لگا

بیلا حیران تھی کہ آج اس نے شرٹ اسکے سامنے
نکال کر صوفے پر رکھ دی تھی وہ خود اس وقت

صرف پینٹ اور سیاہ رنگ کی ویسٹ میں ملبوس تھا

جس میں اسکے گورے بدن اور ٹھوس بائسپس کی

بھرپور نمائش ہو رہی تھی

اسکا وجود طلسمی تھا دیکھنے والے کو پل میں اپنی جانب

مائل کر لیتا تھا

داراب اسی طرح صوفے پر بیٹھ کر کچھ سوچنے لگا بیلا

کی نگاہیں مسلسل اس پر ٹکی تھیں جب داراب کے

اسے دیکھنے پر وہ اچھل کر پڑی

داراب نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا پھر کو بغیر شرٹ کے صرف ویسٹ میں اسکے سکس ایبز بھرپور نمایاں ہو رہے تھے۔ داراب نے جھٹ سے اسے گھور کر دیکھا جو بنا اجازت اسے لتاڑ رہی تھی۔ یہ سب کسی اور دن ہوتا تو شاید وہ اسے بتا دیتا لیکن ابھی وہ خود الجھا ہوا تھا۔

"یہ تمہاری بھابھی کو مسلہ کیا ہے" اسکے ایک دم سے ایسا سوال کرنے پر بیلا نے چونک کر اسے دیکھا۔

"مطلب۔۔۔کون بھابھی" وہ واقعی اس بھابھی لفظ پر کسی کو تصور نہیں کر پائی

"عین دلدار خان کے علاوہ بھی تمہارے لالا نے کسی کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی؟" بیلا کے اتنے بے وقوفانہ سوال پر تڑخ کر استفسار یہ پوچھنے لگا

"امارے لالا نے" وہ تڑخ کر اپنے بھائی کی سائیڈ لینے ہی والی تھی

"بس بس ۔۔۔میں نے تمہارے لالا کے نام کے

قصیدے سنانے کو نہیں کہا" اسکے شروع ہونے سے

پہلے ہی داراب نے بیچ میں سختی سے اسے ٹوک دیا

اس کی بات پر بیلا جھٹ سے بیڈ سے نیچے اتر آئی

"لالا ہے وہ امارام کرے گا اسکی بات " وہ کمر پر ہاتھ

رکھے داراب کے ہی انداز میں دوٹوک ہو کر بولی

۔داراب نے ایک نظر اسے سر تا پیر سر سری سا دیکھا

۔وہ خوبصورت تو تھی ہی لیکن اسکا مخملی انچھوا بدن

داراب کو رات کے اس پہر کھلی دعوت دے رہا تھا۔

وہ خود کے اندر سر اٹھاتے شوہر کے پر زور احتجاج کو

فوراً سے وہی روک گیا۔

وہ اٹھ کر دھیرے سے قدم اٹھا کر بیلا کے قریب آیا

بے حد قریب اور اسکی کیری خوبصورت کانچ سی

آنکھوں میں جھانکنے لگا

"پہلی بات۔۔۔ تولا لا بے شک تمہارا ہے لیکن کان

میرے اپنے ذاتی ہیں تو بہتر ہوگا اس کمینے انسان کی

کوئی بات میرے سامنے نہ کرو" وہ ایک ایک لفظ پر

دباؤ دیتے نہایت ٹھہرے لہجے میں مخاطب ہوا۔

بیلا چہرہ اوپر کی جانب کئے اسے دیکھنے لگی چہرے کی رنگت پہلی ہی بات پر بدل گئی تھی۔

"دوسری بات۔۔۔ میرے سامنے کم از کم رات کے پہر ایسے ڈٹ کر کھڑے ہونے سے گریز کیا کرو ۔۔۔ یہ نہ ہو بعد میں پھر کھڑے ہونے لائق بھی نہ بچو" اب کی بار اسکی بات پر بیلا کی کیری آنکھیں بے ساختہ متحیر سی پھیلیں اس نے تڑپ اپنا دوپٹہ کندھے کی سائیڈ سے مضبوطی سے جکڑ لیا

داراب نے اسکا یہ عمل گہری نظروں سے دیکھا تھا۔

گویا کے وہ اپنے اور اسکے بیچ ایک انگلی کی دیوار کھڑی کر رہی تھی بنا یہ جانے کہ سامنے داراب خان آفندی کھڑا ہے۔بھاری پتھروں کی دیوار بھی ایک جھٹکے میں گرا سکتا تھا

"یہ ایک ہاتھ میرے حق کے بیچ میں نہیں آسکتا" وہ صرف ایک انگلی سے بیلا کا مومی ہاتھ نیچے گرا گرا گیا جس میں جکڑا دوپٹہ بھی بے ساختہ ڈھلک کر نیچے پہلو میں آگرا تھا

داراب کی نگاہیں خود ہی بے اختیار پھسل کر اسکی بیوٹی بون تک گئیں اس سے آگے بھی چلی جاتی لیکن وہ پہلے ہی نگاہوں کے ساتھ رخ بھی دوسری جانب موڑ گیا

بیلا ہڑ بڑا کر اس سے دور ہٹ کر کھڑی ہو گئی داراب نے گردن کی پشت مسلتے ہوئے ذرا سی ترچھی نگاہ کر کر اسے دیکھا جو اسکی ان نظروں سے تھوڑا گھبرائی سی ہوئی تھی

"یہ تمہاری بھابھی پر کونسے تعویز کروانے کے

دورے پڑے ہیں لالا پر" وہ سپاٹ نگاہوں سے اسے

دیکھتا تڑخ کر پوچھنے لگا اسکے سوال پر بیلا کو لگا جیسے اسکی

سانس تک رک گئی۔

"تت۔۔۔ تعویز؟" وہ بلکل انجان بن گئی ایسے جیسے

اس بارے میں کچھ نہ جانتی ہو۔

داراب نے ایک آبرو ایسے اٹھائی جیسے کہہ رہا ہو "تم

نہیں جانتی"

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ام کو۔۔۔ک۔۔۔کیسے پتہ ہو گا

"داراب نے اسکی بات پر کندھے بے اختیار ڈھیلے

چھوڑے وہ چاہ کر بھی یہ سوچ نہیں سکتا تھا کیونکہ بیلا

اتنے سالوں سے ولی خان حویلی نہیں گئی تھی نہ وہاں

سے کوئی اس سے ملنے آیا تھا تو وہ کیسے۔

"پتہ ہونا بھی نہیں چاہئے "اس نے لفظوں پر زور

دیتے پہلے ہی باور کروایا

بیلا کو اپنی سانسیں خشک ہوتی محسوس ہوئی آنکھوں

کے سامنے وہ پڑیا سی لہرانے لگی تھی۔

زیحال کب سے اکیلا کمرے میں دائیں سے بائیں چکر

کاٹ رہا تھا اس وقت اسکے وجود کا انگ انگ بے چینی

میں مبتلا تھا وہ کمرے کے دروازے تک کو ہزار بار جا

چکا تھا لیکن پھر دیکھ کر واپس آjata

آج انکی بیڈ شیٹ پر ایک بھی سلوٹ نہیں پڑی تھی

کمرے کی ہر چیز صبح والی ہی ترتیب میں رکھی تھی۔

زیحال نے رک کر گہری سانس لی اور آخر میں ضبط

ٹوٹتے وہ کمرے سے باہر نکلتا سیدھا نیچے گل کے

کمرے میں آیا جہاں پہنچتے اسکے کانوں میں اپنے بچوں کی خوشیوں سے بھری چیخیں گونجنے لگی۔زمل کے زندگی سے بھرپور قہقہے جن میں گل کے قہقہے بھی شامل تھے۔

یہ ایک پل زیحال خان آفندی نے اپنی پوری زندگی سے بڑھ کر جی لیا تھا۔

وہ آنکھیں بند کرتا دیوار سے ٹیک لگائے وہی کھڑا ہو گیا اور اندر سے آنے بھی خوشیوں بھری آوازوں کو

سننے لگا۔وہ نہیں جانتا تھا کب اسکی گہرے جھیل سی

آنکھوں کے سامنے دھندلاہٹ سی چھا گئی۔

اس نے انگلی کی پور سے اپنی بھیگی آنکھوں کے گوشے

صاف کئے اور خود کو نارمل کرتا دھیرے سے کمرے کا

دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا

سامنے ہی زامل زالے بیڈ پر پھیلے اپنے کھلونوں کے

ساتھ کھیل رہے تھے۔زالے تو اپنے کھلونے اٹھا اٹھا

کر گل کو دے رہی تھی۔

گل کے نین نقش انکے باپ سے اتنے زیادہ ملنے کا
ایک فائدہ یہ ہو گیا تھا کہ وہ دونوں ہی اب گل پر اتنی
جلدی جان وارنے لگے تھے

زامل تو رہ رہ کر اپنی گل کے صدقے واری جا رہا تھا وہ
بار بار اٹھنے کی کوشش کرتا اور گل کے گال پر چھوٹی سی
کس کرتا پھر سے دھڑام کر کے پیچھے بیڈ پر گر جاتا
زمل بھی گل کے ساتھ خاصی گپ شپ کر کر پوری
طرح سے کھل چکی تھی۔

زیحال نے ایک نظر گھڑیال کو دیکھا جہاں اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے اور اسکے بیوی بچے اس وقت کمرے سے باہر یہاں جمع تھے

"گل۔۔۔یہ میری بیوی ہے" زیحال نے آتے ذرا تڑخ کر اسے یاد کروایا جو بچارے کی حق حلال کی بیوی پر قبضہ کر کر بیٹھی تھی۔

زمل نے اسکی بات پر اسے فوراً سے گھور کر دیکھا گل بھی بے اختیار مسکرادی۔

"چلو۔۔۔ سو جاؤ سب رات بہت ہو گئی" زیحال کا یہ بولنا تھا کہ زامل جھٹ سے وہی لم لیٹ ہو کر آنکھیں بند کر گیا اسکی اس کیوٹ حرکت پر جہاں زیحال نے اسے گھور کر دیکھا تھا وہی زمل اور گل زور سے قہقہہ مار کر ہنسنے لگی۔

"اوئے۔۔۔ یہاں نہیں۔۔۔ اپنے کمرے میں چل کر سوؤ" وہ بچارا کھل کر کہہ بھی نہیں سکتا تھا کہ انکی ماں کے بغیر ایک سیکنڈ اسے سکون کی نیند نہیں آتی اب بچے جائیں گے تو ہی ماں بھی جاتی ان ڈائریکٹلی بزنس

"ناہ۔۔۔می ڈُل پاش۔۔۔(نہیں میں گل کے پاس

سوؤنگا)"زامل نے جھٹ سے صاف ہری جھنڈی

اپنے باپ کے سامنے لہرادی

"گل کے بچے۔۔۔ادھر آؤ"زیحال نے اسکے ننھے

ننھے پیر پکڑ کر اپنی جانب کھینچ لیا

"ناہ۔۔۔ڈل پاش۔۔۔آااں"وہ زیحال کی گود میں

واپس سے نیچے اترنے کی تگ ودو کرتے رونے لگا

البتہ زالے چپ چاپ اپنے بابا کی گود میں آگئی تھی۔

"اس ۔۔۔سونے دو۔۔۔اسے ۔۔۔ی۔۔۔یہاں"

گل کو اس ننھے فرشتے پر ٹوٹ کر پیار آیا لیکن ابھی وہ

اس کی شرارتوں سے اچھی طرح واقف نہیں تھی

تھوڑی دیر میں اسے ہر چیز میں اپنی ماں کی ضرورت

پڑنے والی تھی آدھی رات کو اسے نیندوں میں اپنی

ماں فیڈ کیلئے چاہیے ہوتی تھی

"اوکے" گل کے کہنے پر زیحال نے دھیرے سے

زامل کو بیڈ پر چھوڑ دیا وہ تیزی سے گل کی گود میں آکر

سر رکھے لیٹ گیا۔

"میں بھی یہی سو جاتی ہوں آج" زمل چہک کر آنکھیں پٹپٹاتی بولی جس پر زیحال کا تو گویا سانس ہی رک گیا تھا وہ آنکھیں پھاڑے اس ظالمہ کو دیکھنے لگا لیکن یہ زمل جانتی تھی کہ وہ زامل کو یہاں اکیلے چھوڑ کر گل کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"ن۔۔۔ نہیں کیسے۔۔۔ تمہیں ہوم ورک بھی تو کرنا ہے" بر وقت زیحال کے دماغ میں اسکا ہوم ورک ہی آیا تھا۔

''آج سنڈے تھا ہی'' وہ آبرو مٹکاتے زیحال کے ضبط

کو مزید آزمانے لگی۔زیحال کا شدّت سے دل چاہا اسے

کندھوں پر اٹھا کر لے جائے۔اور جا کر کمرے میں

اسکی کلاس لے۔لیکن گل کے سامنے وہ خود کے

جذباتوں پر بڑے بڑے تالے لگا رہا تھا

آخر میں زیحال نے کن بچاری نظروں سے زمل کی

جانب دیکھا وہی ترس کھا لے اس پر۔

شام سے وہ لوگ زیحال کی نظروں سے دور گل کے

پاس تھے اب وہ بھی اتنی دیر انکے بغیر نہیں رہ سکتا تھا

رات تو مر کر بھی اکیلے نہ گزارتا

"اوکے گل آپا۔۔۔آپ ریسٹ کر لیں۔۔۔ہم صبح

ملیں گے" زمل گل کے کندھے سے لگتی بے حد

اپنائیت سے بولی۔اسکا تو وجود ہی گل کے لئے راحت

بن گیا تھا۔

زامل اتنی سی دیر میں ہی سوچ کا تھا زیحال اسے بعد میں لے جانے کا کہہ کر زامل کو لئے روم سے باہر آگیا۔

باقی سب اپنے اپنے کمروں میں تھے لاؤنج پورا خالی پڑا تھا زامل آگے آگے اپنے دھیان میں چل رہی تھی جب اسکے منہ سے بے اختیار چیخ نکلتی نکلتی رہ گئی زیحال نے اسے ایک جھٹکے میں اٹھاتے اپنے کندھے پر لٹکا لیا تھا وہ اتنی ہلکی سی تھی کہ زیحال کے ٹھوس بائسیپس آسانی سے اسے اوپر اٹھا گئے تھے۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔ہبی کیا کر رہے ہیں" وہ بوکھلا کر

اسکی پیٹھ پر اپنے نازک مکے برسانے لگی

"تم چلو ایک بار کمرے میں بتاتا ہوں تمہیں میں"

زالے ان دونوں کو ایسے دیکھ کھلکھلا کر ہنسنے لگی

زیحال ایک بازو پر زالے کو اور دوسرے کندھے پر

زمل کو لئے سیڑھیاں چڑھتا سیدھا اوپر اپنے کمرے

میں ہی آیا تھا

کمرے میں آتے زالے کو دھیرے سے بیڈ پر چھوڑا

اور زمل کو بیڈ پر کھڑا کرتے اسکی نازک سی کمر تھام کر

ایک جھٹکے میں اپنے قریب کر گیا

"ہ۔۔۔ہہی کیا کر رہے ہیں۔۔۔زالے دیکھ رہی ہے

"وہ اسکی بے لگام بے باکیوں پر یکدم سے سٹپٹا کر پیچھے

ہٹنے لگی

"تم اسے چھوڑو۔۔۔اب بتاؤ۔۔۔گل کے پاس سونا

تھا ہاں۔۔۔بتا نا ذرا۔۔۔سلاؤں تمہیں وہاں"وہ زمل

کے مرمری سے بدن کو اپنی سانسوں سے بھی زیادہ

قریب کر گیا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔مم۔۔۔میں مذاق کر رہی تھی

ہبی" وہ رات کے اس پہر اس جن سے بچنے کیلئے ہزار

بار بھی سوری کر سکتی تھی

"لیکن میں اب سیریس ہوں میری جان" اسکے لہجے

میں دھیرے دھیرے خماری سی گھلنے لگی تھی زمل

نے گھبرا کر زالے کی جانب دیکھا جب اسے دیکھتے

زمل کی آنکھیں یکدم سے پھیل گئیں

وہ بھی شام سے کھیل کھیل کر اتنی تھک چکی تھی کہ
اپنی ماں کا بھی انتظار نہیں کیا اور وہی لیٹے لیٹ سو گئی
زمل اپنے دونوں ہاتھ زیحال کے کندھوں پر ٹکائے
زور سے آنکھیں موند گئی مطلب اسکی شامت پکی تھی
آج

زیحال اسے پیچھے تکیے پر ڈالتے خود اسکے اوپر سایہ افگن
ہوتے سائیڈ جلتے لیمپ کو پوری طرح سے خاموش
کروا گیا وہاں صرف اب انکی سرگوشیاں باقی تھیں

"تمہیں صرف میرا سوچنا چاہیے" وہ زمل کی گردن میں چہرہ چھپاتے بھاری جذبوں سے چور آواز میں بولا زمل حیا سے سمٹتی اسکے گرد اپنے بازوؤں کا گھیرا تنگ کر گئی

"گل بہت خوش تھی ہبی" وہ گل کا تمتماتا چہرہ یاد کرتی اسے بتانے لگی

"ھمم۔۔۔اب وہ خوش رہے گی۔۔۔میں دنیا کی ہر خوشی اسکے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دونگا" اسکے انداز میں گل کے لئے بے پناہ محبت شامل تھی زمل تھے دل

سے ان دونوں کیلئے بے حد خوش تھی۔ زیحال

دھیرے دھیرے اسکی پناہوں میں سب بھول رہا تھا

"ہبی۔۔۔ کل سب کو بلا لیں ناں۔۔۔ گل سب سے

مل کر اور خوش" وہ بول ہی رہی تھی جب زیحال اسکی

صراحی دار گردن سے چہرہ باہر نکالے اسے دیکھنے لگا

زمل کو اس نیم اندھیرے میں بھی اسکی آنکھوں میں

تپش کی بھانپ محسوس ہوئی

ایک پل دو پل وہ اسے دیکھتا رہا پھر گہری سانس لیتے
اسکے اوپر سے کروٹ لیتے ایک جانب رخ موڑ گیا
جہاں اسکی بیٹی سو رہی تھی۔
زمل نے پریشان ہوتے اسکی پیٹھ دیکھی وہ اس وقت
شرٹ سے اس وقت کوسوں دور تھا اسکی پیٹھ پر
کسرت سے جم کرنے کی وجہ سے بٹر فلائی شیپ پوری
طرح سے واضح ہوئی
زمل دھیرے سے اسکے قریب سرکتی انگلی سے اسکی
پیٹھ کر کچھ لکھنے لگی۔

"اپنوں کے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہبی" وہ سمجھداری سے

اسے سمجھاتی ایک ٹانگ اسکے اوپر رکھتی اسکی پیٹھ کے

ساتھ لگ گئی

"پلیز ہبی۔۔۔کرلیں لالا سے بات" وہ لاڈ دکھاتی

التجائیہ انداز میں بولتی آنکھیں موند گئی زیحال نے اسکا

نرم وملائم ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھامتے اپنے

لبوں سے لگا گیا

اسکے ایک جانب زمل تھی اور دوسری جانب زالے

چھوٹے چھوٹے خراٹے لے رہی تھی زیحال دونوں

کے بیچ کتنی ہی دیر جاگتا اسی بارے میں سوچتا رہا وہ

مکمل تھا؟ ماں باپ بہن بھائی کے بغیر؟ جواب کہیں

دور سی "نہیں" میں آیا تھا

بیوی بچے کسی بھی انسان کیلئے کافی ہو سکتے ہیں اگر اسکی

زندگی میں صرف وہی دو ہوں

لیکن باقی رشتوں کے حیات ہوتے انسان کی کوئی

وقعت نہیں رہتی

اس نے اپنے موبائل پر ٹائم دیکھا جہاں دو بج رہے

تھے وہ دھیرے سے زمل کو اپنے بازو سے نیچے اتارتے

اٹھ کر اپنی شرٹ پہننے لگا

اور بنا قدموں کی آواز کئے ایک نظر زامل کو دیکھنے گل

کے کمرے میں گیا وہ مزے سے گل کے بازو پر سویا

مست خراٹے مار رہا تھا زیحال کو اپنے بیٹے پر شدّت

والا پیار آیا جو اسکی بہن کی زندگی میں ہوئی کمیوں کو

اپنے باپ کے ساتھ مل کر پوری کر رہا تھا

آج کی صبح بھی نہایت خوشگواریت سے ان کی زندگیوں میں شامل ہوئی تھی ہلکی سنہری دھوپ پاشا ولا کے شیشوں سے چھن کر اندر جا رہی تھی، اور لان میں پھیلی اوس کی بوندیں ایسے چمک رہی تھیں جیسے زمین نے موتی اوڑھ رکھے ہوں۔

فضا میں پھولوں کی خوشبو، پرندوں کی چہچہاہٹ، اور بچوں کی ہنسی ایک دوسرے میں گھل کر ایسا سماں بنا رہی تھی کہ دل خود بخود مسکرا اٹھے گل لان کے بیچوں بیچ اپنی وہیل چیئر پر بیٹھی تھی

سفید لباس میں، بال ہوا کے دوش پر ہلکے ہلکے اُڑ رہے تھے۔

اُس کے گرد زامل زالے خود سے چلتے پھرتے کھیل رہے تھے اور عبدلباری اپنی گاڑی پر

کبھی بلبلوں کے پیچھے، کبھی ایک دوسرے کو پکڑتے گل ان سب کے ساتھ خود بھی بچی بن گئی تھی۔ کبھی کسی کے گال تھپتھپاتی، کبھی کسی کی ناک دبا کر ہنس دیتی۔

سورج کی کرنیں اُس کے چہرے پر پڑتی تھیں تو وہ

روشنی جیسے اس کے گرد ہالہ بنا لیتی۔

وہ صبح واقعی حسین تھی

پر سکون، شاداب اور زندگی کی خوشبو سے بھری ہوئی

بالکل ویسی جیسے گل کے دل کی مسکراہٹ تھی اس

وقت زندگی جیسے اب شروع ہوئی تھی اسکی۔

اسی وقت بلیک پینٹ پر سکائے بلیو رنگ کی بٹنوں والی

شرٹ پہنے ماتھے پر پر کشش انداز میں بکھرے بال

چہرے پر اپنی بہن اور بچوں کو دیکھتے ہی آنے والی

خوبصورت مسکراہٹ لئے زیحال گل کے قریب ہی
رکھے صوفوں پر بیٹھ گیا۔
زمل ان سب کو ایک ایک فیڈر دے رہی تھی
"کیا تم سب سے ملنا چاہتی ہو؟" زیحال کے سوال پر
گل نے بے اختیار گردن موڑ کر اسے دیکھا چہرے کی
مسکراہٹ پل میں دھیمی پڑتی محسوس ہوئی

دل میں تکلیف کی ایسی لہر سی اٹھی تھی جسے وہ لفظوں
میں بیان تک نہیں کر پارہی تھی بس اسکی آنکھوں
میں جھلملاتے آنسوں اس بات کی گواہی تھے کہ وہ
اس وقت اذیتوں کی انتہا پر تھی

زیحال کی نگاہیں اسی پر ٹکی تھیں جب اسکی آنکھیں لبا

لب نمکین پانی سے بھرتے دیکھ زیحال ایک دم سے

سیدھا ہو بیٹھا

"گل۔۔۔نہیں" اسکا دل گل کو روتے دیکھ مٹھی میں

آگیا تھا وہ اسے دھیرے سے اپنے سینے سے لگائے اسکا

سر نرم ہاتھوں سے تھپکنے لگا

اس وقت وہ گل کی آنکھوں میں نمی تک برداشت

کرنے کا اہل نہیں تھا اور پھر وہ تو پھوٹ پھوٹ کر

رونے لگی تھی

اسکی آواز میں ایسی تڑپ تھی جیسے محسوس کرتے
زیحال کا دل پھٹنے کے قریب تھا وہ بے بسی کے آخری
مقام پر پہنچتا ضبط سے اپنی مٹھیاں زور سے بھیل بج گیا
گل کی اب ہچکیاں سی بندھ چکی تھی جتنی تکلیف اس
معصوم نے برداشت کی تھیں ان کا کوئی عام انسان
تصور بھی نہیں کر سکتا تھا وہ تو پھر اس موت کے کنویں
سے نکل کر آئ تھی

"گل۔۔۔تمہارے آنسوں بہت تکلیف دے رہے ہیں" اسکا بس چلتا تو وہ بھی اسکے ساتھ مل کر رونے لگتا لیکن وہ خود پر کمال ضبط مہارت رکھتا تھا۔

"وو۔۔۔وہ۔۔۔وہ بب۔۔۔بہت۔۔۔بہت

۔۔۔برا۔۔۔تھا۔۔۔زی ام۔۔۔ام کو۔۔۔مم

۔۔۔مارتا۔۔۔تھا" وہ کس تڑپ سے اپنی آپ بیتی آج اسے بتانے لگی تھی ابھی تو وہ شروع ہی نہیں ہوئی تھی اور پہلے ہی زیحال کا دل اسکی بات پر کانپ کر رہ گیا۔

"ام۔۔۔ام کو۔۔۔ب۔۔۔بھوکا۔۔۔رکھتا۔۔۔تھا

ام۔۔۔رو۔۔۔کر۔۔۔اس۔۔۔سے۔۔۔کھ

۔۔۔کھانا۔۔۔مانگتا۔۔۔تووہ۔۔۔وہ ام کو۔۔۔کسی

چ۔۔۔چیز سے۔۔۔مارنے۔۔۔لگتا" اسکی رو رو کر

ہچکیاں سی بندھ چکی تھی یہ تو بہت چھوٹی بات تھی ان

باتوں کے آگے جب وہ اسے بالوں سے دبوچتا تھا گرم

سلاخوں سے اسکے مرمری سے بدن پر اپنی وحشت

کی چھاپ چھوڑتا تھا کوئی ان زخموں کو بھی تو دیکھتا جو

شاید ساری زندگی اب بھرنے والے نہیں تھے وہ

جب جب انکو دیکھتی اسے وہ درندہ یاد آتا اس نے ایک معصوم کو پوری طرح سے تباہ کر دیا تھا۔

اسی وقت زیحال کی نظر تھوڑے سے فاصلے پر کھڑی زمل پر گئی یقیناً وہ گل کی اتنی درد بھری باتیں سن چکی تھی تب ہی اسکی آنکھوں سے گرم سیال خاموشی سے بہہ نکلا تھا۔

زیحال اسکا سر سہلاتے چہرے کا رخ موڑ کر اپنے حلق میں اٹکا آنسوؤں کا گولہ واپس اندر دھکیلتے اپنے کپکپاتے ہونٹ کو دانتوں میں دبا گیا۔اسکا لب دانتوں

تلے دبے دیکھ زمل کا دل کٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تھا وہ

ضبط کی آخری انتہا پر تھی

اور کتنا زندگی اسے آزمانا چاہتی تھی کتنا؟ وہ شاید قبر

میں جا لیٹتا تب بھی اسے بخشش نہ ملتی۔ اسکی بہن نے

اتنے سال اسکی وجہ سے اتنی جان لیوا تکلیفیں برداشت

کی صرف اسکی وجہ سے بے گناہ تو وہ بھی تھا الزام تو

اس پر بھی لگا تھا لیکن جھوٹا

آج اس الزام کا کیا ان لوگوں کا کیا جنہوں نے وہ

الزام لگایا وہ انکو جتنی بھی دردناک موت دے دیتا

لیکن اپنی بہن کی زندگی سے ان گزرے ازیت ناک

سالوں کو نکال تو نہیں سکتا تھا ناں۔

"ام۔۔ام س۔۔۔سب۔۔۔کو۔۔۔سبکوب

۔۔۔بلاتا تھا۔۔۔۔ک۔۔کوئی۔۔۔کوئی نہیں۔۔آیا

۔۔۔زی۔۔۔۔کوئی۔۔۔۔ب۔۔۔ بھی نہیں" اسکی

معصوم آنکھوں کے سامنے وہ اندھیری رات اور اس

میں ملنے والی دردناک تکلیفیں اس وقت صرف یاد

کرنے سے بھی اسکی روح کو نوچ رہی تھیں کسی

کانٹوں بھری چھال پر باریک کپڑا اچھینک کر بے دردی سے کھینچ لینے کے مانند۔

"ک۔۔۔کبھی۔۔۔کبھی ک۔۔۔کسی نے۔۔۔مم

۔۔۔مڑ کر۔۔۔مڑ کر نہیں۔۔۔دیکھا۔۔۔گل

۔۔۔ک۔۔۔کیسی ہے۔۔۔زندہ۔۔۔بچی

۔۔۔بھی۔۔۔ہے۔۔۔ی۔۔۔یا نہیں" اسکا بس

چلتا تو وہ چیخنے لگتی زور زور سے لیکن اسکی ریڈھ کی ہڈی

میں ہوا زخم اسے اس بات کی قطعی اجازت نہیں دے

رہا تھا وہ اس وقت زیحال کے سینے سے لگی بری طرح سے لرزتی ہوئی رو رہی تھی۔

"وو۔۔۔وہ۔۔۔وہ مم۔۔۔ مجھ پر۔۔۔س

۔۔۔سانپ۔۔۔ چھوڑ د۔۔۔دیتا۔۔۔ تھ۔۔۔ا"

اسکی آواز اسکا رونا زیحال کا دل چیر کر رکھ گیا تھا وہ پوری شدّت سے گل کو اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا اور خود بھی اسکے کندھے پر سر رکھے اذیتوں کی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔

اسکا دل عنقریب پھٹنے کو تھا۔روح کسی نے بے دردی

سے کھینچ لی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے معاف کردو گل۔۔۔میری وجہ سے

سب ہوا۔۔۔میری وجہ سے "اسکے رونے پر فاصلے پر

کھڑی زمل بری طرح سے کانپ اٹھی تھی دل تکلیف

کے باعث بند ہونے کے قریب تھا وہ تڑپ کر بھاگتی

ان دونوں تک آتی زیحال کا ہاتھ تھام گئی۔

"میری وجہ سے ہوا سب۔۔۔کاش میں تمہیں اپنے

ساتھ لے آتا۔۔۔کاش"آج اسکے کاش میں دلوں کو

تڑپا دینے والا احساس تھا

زیحال کے سینے سے لگتے گل کے رونے میں مزید

شدّت آگئی وہ اسکی شرٹ مٹھی میں جکڑے مزید

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ کس منہ سے اپنی بہن کو چپ کرواتا یہ رونا اسکے لئے

نعمت بن کر ثابت ہوتا کچھ درد ان آنسوؤں کے

ذریعے نکل جاتے

"ہبی" زمل نے روتے سے دھیرے سے اسے پکارا

جب اسکی بھیگی آواز پر زیحال نے اسے اٹھا کر اسے

دیکھا وہ بھی رو رہی تھی اسکا رونا زیحال خان آفندی

کی سب سے بڑی کمزوری تھی

وہ گہری سانس بھرتے اسکا ہاتھ دبا کر سر کو نفی میں

جنبش دیتے رونے سے منع کرنے لگا

اور گل کو بھی خود سے الگ کرتے اسکے بہتے آنسوؤں

کو اپنی ہتھیلی سے صاف کیئے۔اسکے منہ سے پھر بھی

وقتاً فوقتاً سسکیاں نکل رہی تھیں

"بس۔۔۔اب رونا نہیں اوکے۔۔۔ تمھارا زی ہے
ناں۔۔۔میں تم سے وعدہ کرتا ہوں" وہ تڑپ کر گل
کا ہاتھ اپنے مضبوط مردانہ ہاتھوں میں تھام گیا
"جتنے لمحے تم نے ازیت میں گزارے ہیں۔۔۔ان
سے کئی زیادہ بڑھ کر میں انکو اس تکلیف سے دوچار
کرونگا۔۔۔اتنی آسان موت نہیں آنے دونگا انکو
۔۔میرا وعدہ ہے تم سے گل۔۔۔ تمھارے زی کا وعدہ
ہے" یہ لفظ نہیں تھے یہ زندگی تھی زرتشم نوشیر وال
خان کی اسے ملی تکلیفیں ختم تو نہیں ہو سکتی تھیں لیکن

اپنے مجرم کو اس سے زیادہ درد میں مبتلا دیکھ ان

اذیتوں کا اثر کچھ حد تک کم ہو سکتا تھا

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم ام کو۔۔۔ادر۔۔۔ج

۔۔۔جانے۔۔۔نہیں دے۔۔۔گا ناں" اسکی اس

بات پر زیحال کے چہرے پر کرب کا سایہ سا لہرا گیا وہ

آج بھی ڈری ہوئی تھی کہ کوئی اسے پھر سے اسی

دلدل میں نہ دھکیل آئے۔

" کبھی نہیں" زیحال تڑپ کر اسکا چہرہ اپنے دونوں

ہاتھوں میں تھام گیا۔

"میں ایسا سب کا حال کرونگا کہ میرے مرنے کے بعد بھی کوئی تمہیں تمہاری مرضی کے بغیر چھو بھی نہیں پائے گا" اسکی آنکھوں میں اترا خون اس بات کی گواہی تھا کہ اب ہر مجرم کٹھرے میں لایا جائے گا پھر ان میں اسکا باپ کی کیوں نہ شامل ہو۔

اسی وقت وہ تینوں بھائی بھی وہی آگئے تھے جب اس منظر کو دیکھا انکے دل دھک سے رکے۔ یاقوت پامیر تو ایک ہی جست میں آگے آگئے تھے لیکن برلاس پھر قدم نہیں بڑھا سکا وہ اس منظر سے خوفزدہ ہوتا تھا۔

زمل زیحال کے کہنے پر گل کو اندر لے گئ تھی اس

وقت اسے سخت آرام کی ضرورت تھی

لان میں وہ چاروں شل ساکت بیٹھے تھے زیحال کی

نگاہیں لان میں جھلملاتی ہری گھاس پر ٹکی تھی۔

"وہاج کو زندہ کیوں رکھا ہے اب تک۔۔۔اجازت

دیں ایک بار ایسا حال کریں گے اسکا پوری دنیا دیکھے گی

"یاقوت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ابھی جا کر اسے

عبرت کا نشان بنادے

زیحال پھر بھی خاموش رہا اسکی آنکھیں اس وقت سرخ انگارا تھی نظروں کے سامنے گل کا وہ رویا رویا سا چہرہ جا ہی نہیں رہا تھا کانوں میں اسکی چیخیں اب تک گونج رہی تھیں

"ک۔۔۔کوئی نہیں۔۔۔آ۔۔۔آیا۔۔۔مم
۔۔۔مجھے بچانے۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ مم۔۔۔مجھے
۔۔۔مارتا تھا۔۔۔" اسکے الفاظ اس وقت ہتھوڑے کی طرح زیحال کے ذہن میں گونج رہے تھے وہ ضبط

سے دونوں ہاتھ کی مٹھیاں بھنچے اپنا سر پیچھے کرسی پر ڈھلکاتے آنکھیں ضبط سے میچ گیا

وہ تینوں اسے ہی یک ٹک دیکھ رہے تھے تکلیف جب بھی زیحال کو ملتی تھی وہ اسی تک محدود نہیں رہتی تھی اسکے یہ تین بچے بھی اسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتے تھے

پامیر نے ذرا سا آگے کھسکتے اسکے ہاتھ کی بند مٹھی پر اپنا ہاتھ رکھا اور کرب بھری نگاہوں سے زیحال کے چہرے کی جانب دیکھا۔

''گل بہن ہے ہماری۔۔۔اسے تکلیف پہنچانے والا

۔۔۔ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔۔۔اجازت دیں

ایک بار صرف ایک بار'' اسکی آواز دھیمی وحشت

سے لبریز تھی

زیحال کی بھاری پلکیں دھیرے سے کھلی اور نگاہ

سیدھی آسمان میں گئی تھی صاف شفاف بادلوں سے

پاک خوبصورت نیلا آسمان جس میں سورج کی کرنیں

بکھری اسے مزید دلکش بنا رہی تھیں لیکن جب انسان

کے اندر سب کچھ تباہ ہو رہا ہو تب باہر یہ خوبصورت نظارے بھی اس پر کچھ اثر نہیں کرتے۔

"اسے جتنا ہو سکے کھلاؤ پلاؤ" اسکی بات پر یاقوت اور پامیر ٹرانس کی سی کیفیت میں سیدھے ہو بیٹھتے چلے گئے۔ البتہ برلاس زیحال کے کندھے پر سر ٹکائے خاموشی بیٹھا رقص کرتے پودوں کو دیکھتا رہا۔

گل لاؤنج میں رکھے لگژری صوفوں پر سامنے کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں گاڑھے بیٹھی تھی سوچوں میں

نجانے کیا چل رہا تھا لیکن اسکے چہرے کے تاثرات
دیکھ لگ رہا تھا کہ وہ کسی اچھی یاد کو یاد نہیں کر رہی
مشی سامنے ہی کھانے کی میز والی کرسی پر بیٹھی بچوں
کو فروٹس کاٹ کاٹ کر دے رہی تھی ساتھ اسکی
نگاہیں بھی زرتشم پر ہی ٹکی تھیں تب ہی زمل زامل اور
زالے کے گندے کپڑے جمع کر کر لے آئی۔
"تم کالج نہیں گئی؟"کومل ہاتھ میں چائے کا مگ
تھامے اسی وقت کچن سے باہر نکلی تھی

"نہیں میرا دل نہیں چاہ رہا" وہ مرجھائے سے انداز میں بولتی ملازمہ کو لانڈری سمجھانے لگی۔

آئرہ عبدلباری کے ساتھ دھیمی دھیمی سی گپ شپ کرتی اسے ہنسا رہی تھی جب اس نے بھی سب کو زرتشم کی جانب متوجہ پا کر اسے دیکھا۔

اسکے ذہن میں جھماکے سے زاملزالے آئے وہ اٹھ کر ان دونوں کے پاس گئی اور نیچے فرش پر بیٹھ کر انکے چھوٹے چھوٹے کانوں میں نجانے کیا کہنے لگی جس پر وہ تینوں تعجب نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

آئرہ چاچی کی بات سنتے زامل کی بٹن سی آنکھوں میں شرارت ابھرنے لگی زالے بھی یکدم سے خوش ہو گئی۔

وہ دونوں اپنے ننھے ہاتھوں میں سیب کا کتلے لئے زرتشم کے پاس دوڑے آئے

"ڈُل اپل۔۔۔یمی (گل اپیل بہت مزے کا ہے)"زامل اپنا اپیل گل کی جانب بڑھا کر پیش کش کرنے لگا

جس پر وہ اس کیوٹ سے بچے کو دیکھنے لگی جو اپنے تاہ کی

طرح کسی کو اپنے سر کا بال نہ دے اور وہ آج اپنا پھل

اسے دے رہا تھا

"بو۔۔۔ کوت۔۔۔ کوت (پھپھو کیوٹ کیوٹ ہے

)" زالے اپنے چہرے کے کیوٹ سے زاویے بناتی

گل کی تعریف کرنے لگی لیکن اسکے منہ سے بو لفظ

سنتے ہی گل کی آنکھیں تیزی سے نمکین پانی سے بھر

گئی دل جیسے ڈوب سا گیا تھا

وہ جھک کر زالے زامل کو پیار کرنے لگی یہ دونوں اسے اس ایک دن میں زیحال سے بڑھ کر عزیز ہو گئے تھے اسکے بھائی کا خون تھے ناں کشش قدرتی پیدا ہو گئ تھی

"بو۔۔۔او۔۔۔یو (پھپھو لو و یو)" زالے جیسے اپنے بابا کو لو و یو کہتی تھی ویسے ہی گل کو بھی بولنے لگی جس کی اسے سمجھ نہیں آئ

"یہ لو و یو بول رہی ہے" کومل اسے الجھتے دیکھ ہنس کر اسے بتانے لگی جس پر گل کی آنکھیں بے اختیار پھیلی

وہ پوری دو سال کی بھی نہیں تھی اور سمجھداری ابھی سے اتنی آگئی تھی۔

"لوو۔۔۔ی۔۔۔یوٹ۔۔۔ٹو" گل چہک کر اسے جواب دیتی اپنے ساتھ لگا گئی کونسا دکھ کہاں کا دکھ اب تو جیسے کچھ بچا ہی نہیں تھا زندگی بہت حسین ہو گئی تھی ان بچوں کی موجودگی سے۔

"ناہ۔۔۔می اوو۔۔۔یو (نہیں میں آپ سے پیار کرتا ہوں)" زامل کو جھٹ سے اپنی گل کے عمل پر جیلسی محسوس ہوئی

"یہ دیکھو جل ککڑ باپ کی جل ککڑی اولاد" زمل کو اپنے بیٹے کی اس حرکت پر اسکا باپ ہی یاد آیا تھا اسکے زیحال کو یوں بے وجہ گھسیٹنے پر وہ تینوں بے اختیار ہنس پڑی

گل انکے بیچ انکو ہنستے دیکھ خود بھی مسکرا دی۔

"گل یہ بہت جلاد ہے۔۔۔آپ کے زی کو بہت تنگ کرتی ہے" مشی نے جان بوجھ کر اسکی شکایت لگائی لیکن وہ بھول رہی تھی گل کا نند والا رشتہ صرف زمل کے ساتھ نہیں باقی تینوں کے ساتھ بھی تھا۔

"کون تنگ کرتا ہے مجھے ؟" زیحال اسی وقت باہر سے آیا تھا اسکے پیچھے ڈاکٹر برہان بھی تھے جو اپنے وقت پر زرتشم کا ٹریٹمنٹ کرنے آئے تھے

"بابا۔۔۔مششش۔۔۔ماہ۔۔۔شید (زامل نے جھٹ سے اپنے باپ کو بتایا جس پر مشی کی شہد رنگ آنکھیں یکدم سے پھٹی

"یہ جھوٹا ہے لالا۔۔۔دو فٹ کا فتنہ "مشی تڑپ ہی تو اٹھی تھی زیحال کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھر گئی

۔

"ناہ۔۔۔می جامی (نہیں میں زامی ہوں)" وہ خود کو

فتنہ بولنے پر جھٹ سے بتانے لگا کہ وہ زامل ہے فتنہ

اسکا نام نہیں ہے۔اپنے بیٹے کے تیز دماغ پر زیحال

مسکرا کر اسے اپنی گود میں الٹ پلٹ کرنے لگا۔

وہی دوسری جانب اپنے سینئر کو دیکھ کومل جھٹ سے

انسان بنتی سیدھی کھڑی ہو گئی۔

"کومل۔۔۔ جاؤ گل کا چیک کروالو اور کسی چیز کی

ضرورت ہو تو بتا دینا میں یہی ہوں" زیحال کے

شائستگی سے بولنے پر کومل سر کو جنبش دیتی گل کو اپنے ساتھ لے کر کمرے میں چلی گئی۔

ڈاکٹر برہان بھی اپنا بیگ لئے انکے پیچھے ہی کمرے میں چلے گئے تھے۔زیحال انکو دیکھتا تھا وہ جب بھی یہاں آتے تھے گھر کی کسی عورت کی طرف غلطی سے بھی اپنی نگاہ نہیں جانے دیتے تھے بس اپنے کام سے کام رکھتے۔

"اللہ اللہ۔۔۔آئرہ چلو ہم اپنا کام کریں کتنی دیر ہو گئی گل کیلئے سوپ بھی بنانا تھا"مشی کو جیسے ہی یاد آیا کہ

گل کے چیک اپ کے بعد اسے سوپ دینا ہے تاکہ وہ دوائیں لے سکے۔وہ جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی

''آپ ریسٹ کریں مشی میں بنادونگی'' وہ اسکے تیسرے مہینے کو خاص طور پر ذہن میں رکھتی احتیاط سے بولی یہ دن مشی کی کیئر کے زیادہ تھے لیکن وہ اچھل کود سے باز ہی نہیں آتی تھی۔

''نہیں مل کر کرلیں گے'' وہ نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتی اٹھ کھڑی ہوئی۔نند کی دہشت کیسی ہوتی ہے وہ اب ان چاروں کو دیکھ پتہ چل رہی تھی۔

کمرے میں اس وقت مکمل خاموشی چھائ ہوئی تھی

صرف ہاتھوں کی ہلچل کی آواز تھی

ڈاکٹر برہان گل کے ہاتھ پر بی پی بیلٹ باندھتے اسکا بی

پی چیک کر رہے تھے لیکن نگاہیں یک ٹک زر تشم کے

چہرے پر ہی ٹکی تھیں جو خفا خفا سی چہرے کا رخ

موڑے دوسری جانب کر کر بیٹھی تھی۔اسکا یوں

رخا پن نجانے کیوں برہان کو تکلیف دے رہا تھا۔

"آپ نے صبح ساری میڈیسنز لی تھیں؟ وہ اپنے ڈاکٹر والے پروفیشنل انداز میں اس سے مخاطب ہوئے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا

کومل ان دونوں کو دیکھ بس خاموش کھڑی تھی وہ چاہتی تھی وہ دونوں بات کریں اور بیچ میں حائل ہوئی یہ دیوار گر جائے

"میں آپ سے پوچھ رہا ہوں زرتشم" اب کی بار وہ تھوڑے سخت لہجے میں گویا ہوئے جس پر زرتشم نے سپاٹ نگاہوں سے انکی جانب دیکھا۔

"پپ۔۔۔پوچھ رہا ہوں۔۔۔کہ لی تھی دوائیں" وہ

جھٹ سے لہجہ دھیما کرتے بہت نرمی سے پوچھنے لگے

یہ منظر کومل کے لئے حیران کن تھا وہ گردن جھکائے

حیرت سے ان کو دیکھنے لگی

کتنی ہی دیر سب کچھ خاموشی سے چلتا رہا جب ڈاکٹر

برہان کی دھیمی آواز کمرے میں گونجی

"میں۔۔۔ک۔۔کل کیلئے معذرت خواہ ہوں" وہ

نجانے کیوں نادم سے اس غلطی کی معافی مانگ رہے

تھے جو انہوں نے کی بھی نہیں تھی۔ لیکن یہ لڑکی ان کی وجہ سے روئی یہ ملال انکو بری طرح سے کھا رہا تھا۔ گل نے پھر بھی انکی جانب نہیں دیکھا اسکے چہرے پر بے رخی صاف چھلک رہی تھی وہ کچھ دیر تو خاموشی سے ان سے اپنا چیک اپ کرواتی رہی لیکن اب اسکی بس تھی وہ دھیرے سے اپنا بازو انکے ہاتھ سے چھڑوا گئی جو اشارہ تھا کہ وہ علاج ان سے نہیں کروائے گی۔

برہان سمجھ چکے تھے تب ہی آنکھوں کے اشارے سے کومل کو پاس بلایا جو انکی جگہ زرتشم کی ایکسر سائز کروانے لگی تھی

جیسے جیسے ڈاکٹر برہان اسے بتاتے جا رہے تھے ٹھیک ویسے اس ایکسر سائز کے بعد زرتشم کے ساکت وجود میں بہت حد تک حرکت کرنے کی طاقت آگئی تھی۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ اچھے سے ہلا سکتی تھی اٹک اٹک کر ہی سہی لیکن بات ضرور کرتی تھی ابھی تک دھڑ کا نچلا

حصّہ بے حس تھا۔ لیکن وہ بھی جلد تیسرے ڈوز کے

بعد ٹھیک ہو جانے والا تھا۔

"آج کا موسم بہت خراب ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی

حسین ہے۔۔۔ہے ناں کومل" وہ کھڑکی کے پاس

کھڑے باہر سے نظر آنے والے خوبصورت نظارے

کو دیکھ ذو معنی سے انداز میں بولے

کومل نے آنکھیں پھاڑے ان کو دیکھا یہ بات موسم

کیلئے نہیں تھی یہ تو وہ جانتی تھی بچی تھوڑی تھی اس

نے کن نظروں سے زر تشم کو دیکھا جو منہ پھلائے سر جھکائے بیٹھی تھی

"بہت حسین ہے واقعی" کومل کی انداز ز چ کرنے والا تھا برہان رخ موڑے گہری مسکراہٹ مسکرانے لگے

پاشاولا کے لان میں موجود ملازم پودوں کو ہاتھ میں نلکی لئے پانی دے رہا تھا پانی کے قطرے جیسے موتی بن کر ان خوبصورت جاندار پودوں پر برس رہے تھے

تب ہی گیٹ کھلتے ایک رینج روور پاشا ولا میں داخل

ہوئی ملازم نے مڑ کر اس جانب دیکھا، گاڑی کے

پورچ میں کھڑے ہوتے اسے پہلے اترنے والا داراب

نظر آیا تھا

آج وہ وردی میں نہیں تھا کیمل رنگ کی پینٹ اور

بلیک کلر کی گول گلے والی شرٹ پر کیمل ہی رنگ کی

جیکٹ پہنے آنکھوں پر سن گلاسسز لگائے وہ اپنی فل

دبنگ پرسنالٹی کے ساتھ پاشا ولا کی سرزمین پر اترا تھا

۔

وردی کے بغیر بھی اسکی شخصیت میں ایک رعب سا

تھا جو دور سے ہی دیکھنے والے کو محسوس ہو جاتا تھا

اس نے ڈرائیونگ سیٹ سے اترتے پچھلی نشستوں کا

دروازہ کھولا۔انکے کھلتے ہی پھولدار لمبی فراک پہنے

مہروز اور اسکے بعد بلیک پینٹ پر مہندی رنگ کی

شرٹ، بالوں کا جوڑا بنائے مہرام گاڑی سے نیچے

اتری

مہرام کا چہرہ سپاٹ تھا ایسے جیسے کسی ریاست کی

شہزادی نے اپنی سلطنت پر قدم رکھا ہو

وہ گاڑی سے نکل کر داراب کے ساتھ کھڑی ہو گئی اس کا پہلا تاثر جتنا خطرناک اور سپاٹ تھا اگلا اتنا ہی کیوٹ اور خوبصورت تھا

"آپ دونوں اندر جاؤ میں ایک کال کر کر آیا" داراب کا موبائل بیپ کر رہا تھا جسے پک کرتے وہ دونوں کے گال تھپتھپاتا کال اٹھا کر ایک جانب ہو گیا۔

"چلو مہرو۔۔۔اندر چلتے ہیں" مہروز کو اتنی بے چینی سی تھی اندر جانے کی کہ وہ اپنے داراب چاچو کا بھی انتظار نہیں کر سکی

"چاچو کے ساتھ چلیں گے ناں مہزی" وہ بڑی بہنوں کی طرح اسے پیار سے سمجھانے لگی

"نو۔۔۔یہ بھی تو زی چاچو کا گھر ہے۔۔۔ چلو ناں" وہ اپنے زی چاچو کا گھر ملیشیہ میں دیکھ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی بلکل فیری ٹیل کی کہانیوں جیسا خوبصورت بنگلا تھا

مہرام کے منع کرنے کے باوجود بھی مہروز اسے زبردستی کھینچ کر اندر لے گئ

جہاں سامنے ہی زیحال لاؤنج میں اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھا تھا باقی سب اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

"چاچو۔۔۔"مہروز کے چیخنے پر زیحال نے بے اختیار مڑ کر گھر کی دہلیز پر کھڑی ان معصوم پریوں کو دیکھا۔ انکو دیکھتے ہی وہ بے یقین سا اپنی جگہ سے اٹھتا چلا گیا جب مہروز بھاگتی ہوئی آکر زور سے اسکے ساتھ لپٹ گئی زیحال بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹا تھا وہ بے یقین سا اپنے ساتھ لگی مہروز کو دیکھنے لگا۔

زیحال کا سانس رکنا بنتا تھا کیونکہ وہ بچی اسکے بھائی کا خون تھی اس بھائی کا خون جو کبھی اسی طرح اسے اسکے بچپن میں اپنے ساتھ لپٹا لیتا تھا۔

زمل اور باقی سب بھی انکی آواز پر لاؤنج میں آگئی ان دونوں کو دیکھ سب سے پہلے زمل کی آنکھیں متحیر سی پھیلی پھر ان میں خوشی کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔

مہرام بھی آگے آتی زیحال کے ساتھ لگ گئی

وہ کبھی مہروز کو دیکھے تو کبھی مہرام کو دل دونوں کو دیکھتے جیسے خوشی سے پاگل ہونے لگا تھا وہ گھٹنوں کے

بل نیچے بیٹھتا دونوں کو تڑپ کر اپنے کندھوں سے لگا گیا۔

"زی چاچو۔۔۔آپ کیسے ہو" مہروز معصومیت سے اسکے چہرے کو دیکھتی رسما پوچھنے لگی لیکن یہ الفاظ بڑوں کیلئے کبھی کبھی کتنے معنی رکھتے ہیں یہ بچیاں نہیں جانتی تھیں

"میں۔۔۔میں بہت اچھا بچے۔۔۔آپ دونوں کو دیکھ کر بہت اچھا" زیحال کی آواز میں نمی سی گھل گئی تھی وہ دونوں کو چہروں سے تھامے انکے ماتھے پر

بوسے ثبت کرتے پھر سے دونوں کو اپنے ساتھ لگا گیا جیسے اپنے خون کے لئے تڑپتے دل کو دلاسہ دینے کی کوشش کر رہا ہو۔

"چاچو ہم نے آپ کو سرپرائز کیا ناں" زیحال کا ایسا شاکڈ ری ایکشن دیکھ مہروز کو شرارت سوجھی جس پر زیحال پہلے تھوڑا چونکا پھر بے اختیار ہنس پڑا

"جی میری جان۔۔۔آپ نے چاچو کو سرپرائز کیا ہے ۔۔۔اور چاچو آپ کے اس سرپرائز پر صدقے واری

جائیں گے" وہ اسکے گال چومتا محبت بھرے لہجے میں
بولا

"نہیں آپ کہیں نہیں جانا۔۔۔ورنہ زمل چاچی آپ
کو کیسے ڈھونڈیں گی" وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی
کس تیزی سے بولی کہ ایک پل کو زیحال بھی دنگ رہ
گیا

زمل اسکی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑی اسکی ہنسی پر
زیحال کی ہنسی بھی چھوٹ گئی۔

"یوناٹی۔۔۔گرل" زیحال کے اسکی ناک دبانے پر

مہروز کھلکھلا کر ہنس پڑی

زامل کو اس لڑکی سے انتہا کی جیلسی فیل ہوئی جو اسکے

باپ سے اسکے حصّے کا پیار لے رہی تھی ہاں اسکے حصّے

کا زیحال خان آفندی صرف زامل خان آفندی کا تھا تو

اسکا سارا پیار بھی صرف اسی کا۔

وہ زور سے مٹھی بھینچے بے وجہ رونے لگا سب نے مڑ کر

حیرت سے اسے دیکھا جو بنا وجہ سے سرخ ہو رہا تھا

"کیا ہوا زامل "زیحال اٹھ کر اسکے پاس آتے گود میں لے گیا لیکن زامل اسکی ناک کھینچتے یا کبھی ہونٹ کھینچتے اپنے کیوٹ سے غصّے کی نمائش کرنے لگا

"ارے۔۔۔میری جان کیا ہوا ابا کو بتاؤ تو" زیحال کو ہنسی آرہی تھی وہ جانتا تھا اسکا بیٹا کیوں اتنے غصّے میں ہے

"یو۔۔۔چی۔۔۔تل (آپ چیٹر ہو)" وہ روتے ہوئے بھی پوری اپنی ماں کی جھلک دے رہا تھا

زیحال بے ساختہ گہرا ہنس دیا اور اپنے بیٹے کو زور سے اپنے سینے میں بھینچے اسکے سر پر بوسہ دے گیا

"نو میرا بیٹا بابا صرف آپ کے ہیں اوکے"

زمل ان دونوں کو آپس میں لگے دیکھ مہروز اور مہرام سے ملی باقی سب بھی نہایت خوشدلی سے ان سے ملیں سب سے مل کر ان دونوں کے چہروں کی چمک دیکھنے لائق تھی ایسی چمک جو شاید اتنے دن حویلی میں رہتے ہوئے انکے چہروں پر نہیں آئی تھی۔

"باہ۔۔۔یو۔۔۔بوتیفل (بابا آپ بیوٹیفل ہو)" اپنے

باپ کو چیٹر ٹھہرائے جانے پر پہلی بار زالے کی جانب

سے اتنا کوئیک ری ایکشن آیا تھا وہ پورے دل سے اپنی

بیٹی کی محبت پر کسی پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

"وہ زامل زالے کو گود میں لئے دروازے کی جانب

دیکھنے لگا جیسے انکی نگاہیں کسی کی بے صبری سے منتظر

ہوں تب ہی زمل نے پیچھے سے اسکے کندھے پر ہاتھ

رکھا

''آپ مان کیوں نہیں لیتے۔۔۔خون کے رشتے کبھی ختم نہیں ہوتے'' وہ موقعے پر چوٹ مارتی ایک جانب ہوگئی جب کہ زیحال اسکی بات پر کچھ دیر جیسے سانس تک نہیں لے سکا

اسی وقت اسے دروازے کی دہلیز پر کھڑا اداراب دکھائی دیا جس کے چہرے پر ایک عاجزی تھی ایک ڈر تھا تھوڑی جھجھک سی تھی دھتکار دیے جانے کی زیحال اسے دیکھ زامل زالے کو بے اختیار نیچے صوفے پر چھوڑ گیا

باقی سب بھی جیسے اس وقت میں اپنا سانس تک روک گئے دو بھائی آمنے سامنے تھے منظر بہت عام لگ رہا تھا لیکن تب تک جب انکے اندر کا حال کوئی نہ جان لیتا

زیحال کی نگاہیں یک ٹک صرف داراب پر ہی ٹکی تھیں رشتے کس قدر دور ہو گئے تھے اسکا اندازہ آج

داراب خان کے چہرے پر پھیلے قرب سے بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔ وہ ایسے کھڑا تھا جیسے کسی در پر سوالی۔

اسے بھی چاہئے تھا اپنا بھائی اسکی محبت اس بھیک میں کاش وہ دے دے۔۔۔ کاش وہ اسے نہ دھتکارے

زمل کچھ دیر اپنے ہبی کو دیکھتی رہی شاید وہ جائے اور داراب کو اندر لائے لیکن وہ تو خود اس وقت شل ساکت اس کشمکش میں مبتلا تھا کہ اس نے خود کو کس دورا ہے پر لا کھڑا کیا ہے کیسی دیوار ان بھائیوں کے بیچ کھڑی ہو گئی ہے

زمل جھٹ سے خود دوپٹہ ٹھیک کرتی داراب کے پاس چلی آئی

"السلام علیکم لالا۔۔۔آپ یہاں کھڑے ہیں" وہ سلام کرتی ساتھ میں تھوڑی خفا بھی ہوئی۔

"ن۔۔۔نہیں ایسے ہی" وہ کیا کہتا کہ وہ اندر آنے کی اجازت کے انتظار میں کھڑا تھا بس ایک کرب اسکے چہرے پر جگہ بنا گیا تھا۔

"ایسے کیسے۔۔۔چلیں اندر آئیں" وہ داراب کو بلکل چھوٹی بہنوں کی طرح ڈپٹ کر اندر لے جانے لگی وہ

منع نہیں کر سکا زریاب نے اسے گل کہا تھا اور داراب

نے اسے گل مانا تھا۔ وہ مجبوراز مل کے کھینچ لانے سے

اندر آ گیا اور سیدھا عین زیحال کے مقابل

دونوں آمنے سامنے آتے جیسے سانس تک روک گئے

زیحال چاہ کر بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا لیکن

داراب عمر میں اس سے بڑا تھا اس پر فرض تھا وہ پہل

کرتا اور اس نے کی بھی

وہ دھیرے سے زیحال کو اپنے گلے سے لگا گیا اسکے

ہاتھ دونوں بے جان سے پہلو میں پڑے تھے لیکن

داراب اسکو سینے سے لگائے یوں آنکھیں بند کر گیا جیسے ایک ٹھنڈی برف کا تودہ اسکے وجود سے آٹکرایا ہو۔

داراب کا دل ہی نہیں چاہا اسے خود سے الگ کرنے کا لیکن باقیوں کی موجودگی میں اسے مجبوراً زیحال سے الگ ہونا پڑا۔وہ محبت بھری نگاہوں سے اپنے چھوٹے بھائی کے رخسار پر ہتھیلی جما گیا۔

زیحال اب بھی ساکت کھڑا خود پر ضبط کر رہا تھا۔

"کیسے ہو زی؟" زیحال کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں لے کر بھینچ دیا ہو

"ٹھ۔۔۔ٹھیک ہوں" اسکی زبان بے ساختہ ہکلائی

داراب اسے دیکھ کر رہ گیا شاید وہ گلٹی تھا ایک بڑے بھائی کا فرض ٹھیک سے نہ ادا کر پانے کی وجہ سے۔

"بیٹھیں ناں لالا۔۔۔آپ کھڑے کیوں ہیں اور یہ پانی" زمل اسکے لئے ٹرے میں پانی کا گلاس بھر کر لائی جسے داراب بے اختیار مسکرا کر اٹھاتے لبوں سے لگا گیا

پیاس واقعی لگی تھی۔زیحال کے غصّے کا خوف اسکی

سانسیں خشک کر رہا تھا

وہ جو بڑے بڑے چوراچکوں کو ڈرا کر رکھتا تھا خود سے

عمر میں چھوٹے بھائی سے ڈر رہا تھا۔

"تمہارے ہبی بیٹھنے نہیں دے رہے" داراب کی

بات سنتے زمل نے جھٹ سے زیحال کو گھورا جو خود پر

بے بنیاد الزام لگتے تڑپ کر اسے دیکھنے لگا۔

"ہبی" زمل کے صرف ہبی بولنے پر ہی زیحال تلملا
کر داراب کو دیکھنے لگا جو میسنا بنا مسکراہٹ تک چھپائے
جان بوجھ کر بچاری شکل بنا گیا۔
"صوفہ یہ رکھا" زیحال ایک دم سے چھوٹے لڑاکا
بھائیوں کی طرح بولا تھا
"لالا آپ بیٹھیں اور یہاں کچھ نہیں لارہی میں آپ
کیلئے۔ کھانے کا ٹائم ہونے والا ہے ہم سب مل کر
کھائیں گے" زمل چہک کر آنکھیں پٹپٹاتی بولی۔ وہ
نہیں چاہتی تھی یہاں میز کو لوازمات سے بھر کر وہ

داراب کو مہمانوں والا احساس کروائے اب تو وہ اور بھی سترک تھی ان بھائیوں کو ایک کرنے کیلئے۔

"میں چاہوں گا بھی نہیں کہ تم ایسی کوئی نوازش کرو"

وہ اس چلبلی سی لڑکی کو دیکھ دل سے خوش ہوا تھا زمل مسکرا کر واپس کچن میں چلی گئی جہاں دو شادی شدہ خواتین اپنی حیا کا گلا گھونٹ کر کیبنٹ میں بند کئے اس ڈی ایس پی کو لتاڑ رہی تھیں۔

"استغفراللہ۔۔۔یہ کیا ہو رہا ہے"اس سے آگے زمل کچھ کہتی مشی نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچتے اپنے ساتھ ہی کھڑا کر لیا۔

"چپ کر کر تم بھی دیکھو۔۔۔خدا کی حسین قدرت کو ۔۔۔کیا بنایا ہے اس شخص کو۔۔۔وردی کے بغیر بھی افف کتنے ہینڈسم اور چارمنگ لگ رہے ہیں۔۔۔یہ پولیس والے آخر اتنے ہاٹ کیسے ہو سکتے ہیں"مشی کی بات پر جہاں کومل کی ہنسی چھوٹی تھی وہی زمل آنکھیں پھاڑے ان دو بد تمیزوں کو دیکھنے لگی

یہ بات سچ تھی ایک تو وردی پولیس کی اوپر سے خوبصورت نین نقش کے ساتھ کسرت سے جم کر کر بنائی گئی باڈی۔بے شک داراب خان آفندی حسن کا شاہکار تھا جس کی خوبصورتی کو اسکی وردی نے مزید ابھار دیا تھا۔

"لاحول ولا قوۃ۔۔۔اگر برلا اس نے دیکھ لیا ناں ۔۔۔تو اپنے طریقے سے بتائے گا یہ بات" وہ دونوں کو تنبیہہ کرتی کھانے کی تیاریاں کرنے لگی وہ داراب

کولالا کہتی نہیں مانتی بھی تھی لیکن وہ دو تو خواب و خیال میں بھی داراب کو بھائی نہیں سوچ سکتی تھیں۔

"میری کافی لے آئے ک" وہ بلیک پینٹ پر بلیک ہی گول گلے والی شرٹ، جس کی آدھی بازوؤں سے اسکے پھولے ہوئے ٹھوس بائسپس بھرپور طریقے سے نمایاں ہو رہے تھے، ماتھے پر بیلٹ پہنے جس سے بال اسکے اوپر سے گزر کر ماتھے پر پر کشش انداز میں بکھرے پڑے، دونوں کلائیوں میں بلیک بیلٹ پہنے اس وقت وہ آوارہ لڑکوں جیسا لگ رہا تھا وہ الگ بات

تھی کہ ایسے لک میں لڑکیاں اس پر اور بھی لٹوں ہوتی، وہ اس وقت ریکٹس کھیل کر آرہا تھا جب آگے داراب کو دیکھتے باقی کا جملہ منہ میں ہی رکھ گیا۔

یہ پہلی بار تھا شاید کہ داراب کو دیکھ اسکا چہرہ کھلنے کے بجائے بجھ سا گیا تھا۔

لیکن پھر بھی داراب کے ساتھ بیٹھے زیحال کو دیکھ وہ مجبوراً آگے آتا اس سے سرسری سے انداز میں بغلگیر ہوا

"آ گئے تم آوارہ گردی کر کر" زیحال اسکے واپس

آتے مصنوعی سے ڈپٹنے والے انداز میں پوچھنے لگا۔

برلاس اسکی بات پر جواب دینے کے بجائے ریکٹس

ایک طرف رکھتا صوفے پر لم لیٹ ہو کر زیحال کی گود

میں سر رکھے اسکا ہاتھ اپنے سر پر رکھ گیا۔ جو اشارہ تھا

کہ مالش کریں

برلاس کو دیکھتے ہی مشی اور کومل جھٹ سے اپنے

کاموں میں لگ گئیں۔

"اوہ شٹ۔۔۔میں زرتشم کو تو بھول ہی گئی" ڈاکٹر برہان کے واپس جاتے وہ اسکے لئے سوپ لینے کچن میں آئی تھی لیکن سامنے ڈی ایس پی کو دیکھ کونسا سوپ کہاں کا سوپ

"اور دیکھیں لالا کو۔۔۔وہ جن بھی آگیا نظر پڑ گئی ناں آپ دونوں پر۔۔۔تو پورا گھر سر پر اٹھا لے گا" زمل کی بات پر اپنے کام میں مصروف آئرہ نے بے ساختہ سر اٹھا کر اسے دیکھا

''ہم تو خدا کی بنائے ہوئے شاہکار کو دیکھ کر سبحان اللہ بول رہے ہیں اس میں کیا غلط ہے'' کومل کی ڈھٹائی پر مشی کی ہنسی کا پھوارہ پھوٹ کر نکلا۔

''الحمد للہ۔۔۔ ہمارے پاس بھی کم نہیں ہیں'' مشی کی آنکھوں کے سامنے یاقوت کا سراپا لہرا گیا جو اس وقت آفس میں موجود اپنے کام میں مصروف تھا۔

''ہاں ناں ہم تو بس شغل میلے کیلئے دیکھتی ہیں'' کومل شرافت سے ساری بدمعاشی وہی کچن میں چھوڑتی زرتشم کیلئے سوپ لے گئی۔

زیحال دھیرے دھیرے برلاس کے سر میں ہاتھ سے مالش کرنے لگا اتنے پر سکون لمس پر برلاس کی وہی لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی۔

"لاڈلا ہے ناں تمہارا" داراب یک ٹک برلاس کو دیکھتے ایک آس سی لہجے میں لئے پوچھنے لگا۔

برلاس چھوٹا تھا تو سامنے بیٹھا زیحال بھی اسکا چھوٹا بھائی تھا۔

"چھوٹے بھائی کے لاڈ اٹھانے کا ارمان بھی ارمان ہی رہ گیا" اپنی بات پر وہ زخمی سا مسکراتے چہرے کا رخ

موڑ کر اپنی آنکھوں میں جمع ہوتے عرق کو واپس پی گیا۔

زیحال کے لئے یہ لمحہ موت تھا اسکا دل تکلیف کی شدّت کے باعث بند ہونے کے قریب تھا وہ سر جھکائے گہری سانسیں لینے لگا۔

"کچھ خواہشیں اسی دنیا میں پوری ہونی چاہیے ۔۔۔انکے لئے آخرت کا صبر نہیں ہوتا" آج یہ وہ داراب نہیں تھا آج وہ زیحال کے سامنے اس داراب

کو لا رہا تھا جو اندر سے بلکل کرچی کرچی ہوا پڑا تھا وقت

اور حالات نے اسکے الفاظ چھین لئے تھے

وہ نہ سب سے بڑا تھا بہن بھائیوں میں نہ سب سے

چھوٹا وہ درمیانہ تھا۔

اور درمیان میں پیدا ہونے والے نہ پورے ہوتے

ہیں اور نہ ادھورے انکی زندگی میں ہوئی کمیوں کو کوئی

محسوس نہیں کر سکتا کبھی بھی نہیں یہاں تک کہ انکے

ماں باپ بھی نہیں

حالات نے کو توڑا تھا لیکن سب کو بھی بڑے اور چھوٹے نظر آرہے تھے لیکن داراب خان آفندی کا کیا جس کی زندگی کی اصل رونق ہی ان سب کی بھینٹ چڑھ گئی تھی

وہ ہفتوں ہفتوں ڈیوٹی کا بہانہ کر کر گھر سے باہر رہتا زیحال کے گھر سے نکل جانے کے بعد وہ بھی گھر سے نکل گیا تھا بس ایک الگ طریقے سے

زیحال کواس وقت اس میں اپنا آپ نظر آرہا تھا جو باقی سب کی موجودگی میں خود پر کڑا ضبط کر کر بیٹھا تھا ورنہ عنقریب تھا کہ وہ کھل کر رو دیتا۔

زیحال کچھ دیر اسکے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتا رہا پھر برلاس کے سر کو دھیرے سے صوفے پر رکھتے اٹھ کھڑا ہوا

"چلیں" اسکے بولنے پر داراب نے استفساریہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

زیحال نے کچھ نہیں کہا وہ خاموشی سے داراب کا ہاتھ

تھامے اپنے ساتھ اپنی اسٹڈی روم میں لے گیا جہاں

اس وقت گہری خاموشی تھی اتنی کہ دل کی دھڑکنیں

بھی صاف سنائی دیں

دونوں کے بیچ کتنی ہی دیر خاموشی رقص کرتی رہی

آخر میں داراب نے ہی اس خاموشی کو توڑنے کی

ہمت کی۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔ ہم بہن بھائیوں کی زندگی میں

کچھ نارمل نہیں ہوا" داراب کی بات پر ٹرانسپیرنٹ

ونڈو کی دیوار پر ہتھیلی جمائے دوسرا ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈال کر کھڑے باہر دیکھتے زیحال کی آنکھوں میں کرچی سی بھر گئی۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہماری جتنی زندگی رہ گئی اسے ہم خوشی سے مل کر گزار لیں" اسکی آنکھوں کے سامنے زریاب خان کا وہ مرجھایا سا چہرہ لہرانے لگا

"میں نہیں کر سکتا ایسا کچھ" یہ صرف ایک جملہ اور زیحال اسی میں مر گیا

داراب نے کرب بھری نگاہوں سے اسکی پیٹھ دیکھی۔

''تو کیا تم اس وقت کے انتظار میں ہو جس میں لالا بھی گل کی طرح'' آگے نہیں بول سکا کچھ دل پھٹنے کو آگیا تھا۔اسکی بات پر زیحال نے ضبط سے آنکھیں زور سے میچ لیں دل کو کسی نے مٹھی میں لے کر زور سے بھینچ لیا تھا۔

"ایسا نہیں ہوگا کچھ۔۔۔میں نہیں ہونے دونگا"اس وقت اس میں پاشا کی جھلک نظر آئی تھی جسے کوئی سمجھ لیتا تو اس سے خوف کھاتا

"لیکن وہ خود اس تکلیف میں دن رات مر رہے ہیں یہاں آنے کا کہا تو خاموش ہوگئے اس قدر تم سے خوفزدہ ہوگئے ہیں" یہ بات زیحال کے لئے کس قدر تکلیف کا باعث بنی تھی کہ اس پر جان لٹانے والا اسے دیکھ کر جینے والا لالا اس کے سامنے آنے سے بھی خوف زدہ ہورہا تھا

"سب ٹھیک کر لو زی۔۔۔ورنہ گل کی طرح ہم لالا کو کھو دیں گے "آخر میں آتے آتے اسکی آواز ایک دم سے گھٹ گئی۔

"کیوں کھو دیں گے۔۔۔میں ایک ایک کو زندہ زمین میں گاڑھ دونگا اگر اب کسی نے میرے گھر کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا بھی "اسکے گھر میں اب ہر وہ شخص شامل تھا جس سے زیحال خان آفندی کا خون کا رشتہ تھا لفظوں میں وہ قطع تعلق بے شک ہو گیا ہو لیکن یہ خون اسکی رگوں میں جب تک دوڑ رہا تھا تب تک

آفندیز کے لئے کوئی برا سوچنے تک کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔

اسکے اشتعال میں آتے داراب ایک پل کیلئے خاموش ہو گیا۔ غلط فہمی کی دیوار بڑھ رہی تھی

داراب کو لگا کسی نے اسکے الفاظوں کا گلا گھونٹ دیا ہو

وہ نڈھال سا صوفے پر بیٹھ گیا آنکھوں کے سامنے وہ کفن وہ قبر لہرانے لگی تھی

"اس دن۔۔۔جب تم حویلی سے نکلے تھے تب" وہ

اس رات کو یاد کرنے لگا جس رات ایک قیامت خان

حویلی پر برپا ہوئی تھی

"لالا اتنے ٹوٹ کر بکھر گئے تھے کہ۔۔۔کہ جو اتنے

سالوں سے گل کی قبر پر جانے کی ہمت نہیں کر سکے وہ

اس رات چلے گئے" داراب کا لہجہ کرچی کرچی تھا

جبکہ اسکی یہ بات سنتے زیحال کی بوجھل پلکیں کرنٹ

کی سی کیفیت میں اوپر اٹھیں نگاہیں ایک ہی نقطے پر

گڑھ سی گئی "گل کی قبر پر" یہ الفاظ اسکی سماعتوں میں ہتھوڑے کی طرح بجنے لگے تھے

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں پیچھے مڑ کر داراب کو دیکھنے لگا

"ک۔۔۔کس کی قبر پر ؟" داراب آگے کچھ کہہ رہا تھا لیکن زیحال کے سوال پر اسکی جانب دیکھنے لگا۔

"گل کی" اسکے بتانے کا انداز بہت نارمل تھا لیکن کوئی آج زیحال خان آفندی کو دیکھتا جس پر اگر ساتوں

آسمان بھی ایک ساتھ گرتے تو کم تھے وہ اس ایک جگہ کھڑے کھڑے پتھر اسا گیا تھا

"اسی لئے لالا تمہیں نہیں بتا رہے تھے گل کی قبر کیونکہ وہ خود وہاں جانے کی ہمت نہیں رکھتے تھے"

داراب بولتا چلا جا رہا تھا جبکہ زیحال کے کان سن بر فیلے ہو چکے تھے وہ کچھ نہیں سن رہا تھا نہ سمجھ رہا تھا۔

اتنے میں باہر سے کسی نے دروازہ ناک کیا یہ ناک بہت چھوٹی تھی

زیحال کی نظروں کا ارتکاز ٹوٹتے اس نے دروازے کی جانب دیکھا

"بو۔۔۔می۔۔۔اندل (پھپھو میں اندر آؤں)" باہر زالے کھڑی تھی جو اپنی پھپھو کو ڈھونڈتی ہوئی یہاں آئی تھی اسکی جگہ زامل ہوتا تو شاید زیحال اسے وہی سے واپس لوٹا دیتا لیکن اسکی بیٹی نازک دل تھی اور اس نازک دل کو سمبھالنے والا زالے آفندی کی زندگی کا پہلا مرد اسکا باپ ہی تھا

زیحال بنا ایک پل کی بھی دیری کئے ایک ہی جست

میں دروازے تک آیا اور کھول کر نیچے دیکھنے لگا جہاں

گھٹنوں تک آتی ننھی سی فراک، ننھے ننھے پیروں میں

اون سے گوندھے کیوٹ سے پنک کلر کے شوز اور

اپنے سر پر چھوٹے چھوٹے بالوں کی سو کھجور سی پونیاں

کئے

وہ ننھی سی پری کھڑی ہوئی اتنی سی تھی کہ زیحال کو

پورا جھک کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا

"یس۔۔۔ باہ کی جان آپ اندر آؤ" زیحال اسے گود میں اٹھانے کے بجائے پورا دروازہ اسکے لئے کھول گیا وہ اپنے ننھے قدموں سے اندر آئی اور داراب کو دیکھنے لگی

اسے دیکھتے ہی داراب کو بھی ہر دکھ بھول گیا

"باہ۔۔۔ ببو۔۔۔ کدل" وہ اپنے ہاتھ سوالیہ انداز میں اٹھاتی اتنے کیوٹ انداز میں پوچھنے لگی کہ اسکی پھپھو کہاں ہے وہ تو اسے ڈھونڈتی ہوئی یہاں آئی تھی لیکن وہ یہاں بھی نہیں تھی۔

اسکے سوال پر زیحال نے داراب کی جانب دیکھا جو اسکا سوال نہیں سمجھ سکا

"بیٹا پھپھو تو۔۔۔اپنے کمرے میں ہونگی ناں" زیحال گھٹنوں لکے بل زالے کے سامنے بیٹھتا دنیا بھر کی محبت اپنے لہجے میں لئے اپنی بیٹی سے مخاطب ہوا

"ببا۔۔۔کدل۔۔۔۔می۔۔۔۔بپو۔۔۔پاش (بابا کدھر ۔۔۔مجھے پھپھو کے پاس جانا ہے)" غلط جگہ پہنچنے پر اس کا معصوم سا ننھا سا دل بجھ سا گیا تھا اس کا ثبوت

اسکی مٹر سی آنکھوں میں جمع ہوتا عرق تھا زیحال کو

اپنی بیٹی پر ٹوٹ کر پیار آیا

داراب پھپھو کے ذکر پر کسی کو تصور نہیں کر پایا

نجانے وہ کس کو پھپھو کہہ رہی تھی۔

"میرے بیٹے کو میں چھوڑ آتا ہوں" زیحال اسے نرمی

سے اپنی گود میں بھر گیا اور داراب کی جانب دیکھنے

لگا۔

"آپ چلیں گے اسکی پھپھو سے ملنے؟" زیحال کے

سوال پر داراب ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگا

"میں ؟" وہ الجھ سا گیا تھا کون تھی جس سے ملنے کیلئے

زیحال خود اسے بلا رہا تھا

"میں کیا کرونگا تم جاؤ"

"چل لیں آپ بھی۔۔۔شاید آپ کا جانا مجھ سے

زیادہ ضروری ہو" زیحال کے لہجے سے داراب بری

طرح سے ٹھٹھک گیا اسکے تاثرات بے حد سپاٹ اور

ایسے تھے جیسے وہ کچھ مزید کہنا چاہتا ہو۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حویلی میں اس وقت گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا اگر ملازموں کی تعداد دیکھی جاتی تو تقریباً بیس سے زائد اس وقت ملازم یہاں سے وہاں گھوم رہے تھے سب کے سب اپنے زمے لگے کاموں میں مصروف تھے داجی آج کتنے دنوں بعد حویلی سے باہر نکلے تھے جب سے زریاب خان نے انکی سیٹ سمبھالی تھی تب کے بعد سے وہ بہت کم حویلی سے باہر جاتے تھے لیکن سیٹ چھوڑنے کے بعد بھی انکی بہت سے لوگوں کے ساتھ ملاقات اب بھی ہوتی تھی۔

سیماب مورے کے ساتھ گم سم سی لاؤنج میں بیٹھی تھی جب بیلا داراب ان پر اپنی موجودگی کی عنایت کرتی خاموشی سے آکر ایک جانب صوفے پر بیٹھ گئی کہ تب ہی اسکی نظر ملازمہ پر پڑی

"ادر آؤ" اسکے بلانے پر وہ ملازمہ ایک ہی جست میں اسکے پاس آتی مؤدب انداز میں کھڑی ہو گئی۔

"تم کو ام نے کل پارلر والی کو بلانے کا کہا تھا تمارا دماغ وماغ کام میں ہے کہ نہیں" اسکا انداز ایک دم تلخ ہوا تھا

سیماب اور مورے نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا جو بنا کسی وجہ سے اس ملازمہ پر پھوٹ رہی تھی۔

"ایم سو سوری میم۔۔۔میں ابھی جا کر آپ کے لئے بکنگ کروا لیتی ہوں" وہ نادم سی ہوتی سر جھکا گئی جبکہ اسے اچھے سے یاد تھا بیلا نے اسے ایسا کوئی کام کرنے کو نہیں کہا تھا۔

"ام کو بکنگ نہیں وہ پارلر والی ہی چاہئے۔۔۔پیسا دو اور اسکو ادر لے کر آؤ" اسکی بات پر سیماب نے ناگوار نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"پیسے کے دم پر انسان نہیں خریدے جاتے تم کو اتنا نہیں پتہ "سیماب کا لہجہ تھوڑا تلخ ہوا

"تم سے رائے مانگا ام نے۔۔۔؟اور پیسے کے دم پر کیا کچھ ہوتا ہے وہ تم کو بہت جلد پتہ چل جائے گا" اسکی بات کے پیچھے کا مطلب بہت گہرا تھا اتنا کہ سیماب بات کا مطلب نہ سمجھ کر بھی ٹھٹھک سی گئی تھی

"بیگم صاحبہ۔۔۔آپ کو خان جی نے بلایا ہے"
سیماب اسے جواب دینے کو منہ کھولنے ہی لگی تھی جب ایک ملازم زریاب کا پیغام لے کر پہنچ گیا۔

وہ اٹھ کر اسکے ساتھ ہی اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"تم تھوڑا تمیز سیکھو۔۔۔سیماب صرف عمر میں نہیں رشتے میں بھی تم سے بڑی ہے"مورے نے پہلی بار بیلا کو اس انداز میں سیماب سے بات کرتے سنا تھا بیلا انکی بات پر دانت کچکچا کر رہ گئی جتنے لفظ منہ کو آئے تھے وہی دم توڑ گئے تھے لیکن وہ کچھ کہہ نہیں سکی جانتی تھی فرخندہ بیگم کو داراب ماں سے بڑھ کر درجہ دیتا تھا دنیا ماں کے قدموں تلے جنت مانتی تھی لیکن وہ اپنی ماں کو ہی اپنی جنت مانتا تھا۔

سیماب جونہی کمرے میں داخل ہوئی زریاب کو بیڈ

کے دوسرے جانب جھکے دیکھ اسکی آنکھیں بے ساختہ

پھیل گئی وہ ایک ہی جست میں دوڑی انکے پاس آئی

"خان۔۔۔خان کیا ہوا تم کو" وہ سینے پر ہاتھ رکھے

جھکے ہوئے بری طرح سے لرز رہے تھے

"خان۔۔۔مم۔۔۔مورے۔۔۔۔مو" سیماب از

حد پریشان سی بلند آواز میں مورے کو پکارنے لگی تھی

کہ زریاب اسکا بازو پکڑ کر اسے وہی روک گئے

کھانس کھانس کر انکا چہرہ بری طرح سے سرخ پڑ گیا تھا آنکھیں یوں سرخ تھی جیسے خون ان میں اتر آیا ہو وہ ٹھیک سے بات تک نہیں کر پا رہے تھے

"ہی۔۔۔ہیلر۔۔۔ہیلر۔۔۔دو" وہ اٹک اٹک کر بولتے تیز سانس لینے کی کوشش کرنے لگے سیماب اٹھ کر سائیڈ دراز میں انکا ہیلر ڈھونڈنے لگی

"ی۔۔۔یہاں۔۔۔ن۔۔۔نہیں ہے۔۔۔ج۔۔۔جلدی" انکی سانس دھیرے دھیرے رک رہی تھی وہ وہ سیماب سے پہلے ہی یہاں اپنا ہیلر ڈھونڈ چکے

تھے لیکن نہ ملنے کی وجہ سے ملازم کے ہاتھ اسکے لئے کہلوا بھیجا۔

سیماب بوکھلائی بوکھلائی سی پورے کمرے میں تلاش کرنے لگی مہروز چیزوں کے ساتھ کھیل رہی تھی اسی نے زریاب کا ہیلر بھی کہیں گم کر دیا تھا۔

"جل۔۔۔جلدی۔۔۔س۔۔۔سانس۔۔۔سانس ن۔۔۔نہیں آرہا ام کو" وہ بے حال سے کہنی کے بل بیڈ پر آدھے لیٹے بری طرح سے کھانستے چلے جارہے تھے۔

"کہاں رکھ دیا اس نے "سیماب کو اپنے ہاتھ پیر
پھولتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے آخر میں اسے
مہروز کے چھوٹے سے ہاؤس میں پڑے ٹوائز سے ہیلر
مل ہی گیا جسے اٹھا کر وہ سیکنڈ سے پہلے زریاب تک آتی
انکے منہ سے لگا کر پنپ کرنے لگی چار بار پنپ کرنے
کے بعد کہیں جا کر انکی سانسیں سمبھلی تھیں
"خان تم ٹھیک ہے "سیماب عنقریب رو دینے کو
تھی۔

زریاب نے گہری سانسیں لیتے اسے دیکھا اور پلکیں جھپکا کر اسے تسلی دینے لگے ساتھ ایک ہاتھ بھی بڑھا دیا

انکا بازو کھلا دیکھ وہ ایک ہی جست میں انکے سینے سے آ لگی۔زریاب اسکی اتنی محبت دیکھ بے ساختہ مسکرا دیے

"تم بہت برا ہے خان۔۔۔ام تم کو بولتا ہے۔۔۔تم علاج کیوں نہیں کرواتا" وہ ضبط کرتی بھی رو پڑی

تھی زریاب بے حد نرم ہاتھوں سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگے

"ک۔۔۔کیا کرے گا ام۔۔۔علاج کرواکر۔۔۔اچھا ہے۔۔۔جلدی۔۔۔اپنی گل کے پاس جائے گا" انکی بات سنتے سیماب کرنٹ کھا کر ان سے دور ہوئی اس بات پر جیسے کسی نے زندہ سیماب کی روح بری طرح سے کھینچ نکالی ہو

زریاب کن زخمی نگاہوں سے اسے دیکھتے مسکرانے لگے ان کی مسکراہٹ بھی زخمی تھی ایسی جو دل کو چیر کر رکھ دے

"تم کو امارا خیال نہیں آتا۔۔۔؟ اپنی دو بچیوں کا خیال نہیں آتا۔۔۔؟ وہ آج کتنے دنوں بعد ان پر چلائی تھی کیسے نہ چلاتی اب تو درد اسکی جان لینے تک کو آگیا تھا

زریاب کے لب بے ساختہ پھڑ پھڑائے وہ لب دانتوں میں بھینچتے خود کو باز رکھنے لگے

تھوڑی دیر پہلے گل کو یاد کرتے ہوئے وہ اس قدر گم ہو گئے تھے کہ انکی سانس تک کب میں اکھڑ گئی انہیں اندازہ ہی نہیں ہوا

"گل میری بہن تھی" یہ الفاظ لبوں سے ادا کرتے انکا دل کسی گہری کھائی میں ڈوب گیا تھا آنکھوں کے سامنے دھندلاہٹ سی چھا گئی

"تو امارا کیا قصور ہے۔۔۔امار ی دو بیٹیوں کا کیا قصور ہے۔۔۔جن کا تمارے سوا کوئی نہیں ہے۔۔۔تم کو امارا خیال نہیں۔۔۔تم کو بس زی چاہئے۔۔۔تم بس

گل کے پاس جانا ہے۔۔۔اور ام۔۔۔؟ام کدر جائے
خان۔۔۔ام کو بھی زندہ دفن کر دو۔۔۔ام نہیں سہہ
سکتا مزید یہ تکلیف'' وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی
اس دن سے خاموش تھی ابھی تو زریاب اس بات
سے انجان تھے کہ کیسے وہ انکے زی کو اس دن
ہو سپٹل لائی تھی کیسے وہ سب کے پیروں میں پڑی
تھی۔بہن بھائی کی محبت ایک الگ مقام رکھتی ہے اور
بیوی بچوں کی محبت ایک الگ مقام۔بہن بھائیوں کی
زندگی میں تو کوئی اور بھی آجاتا ہے جو انکا ہمسفر بنتا ہے

لیکن بیوی بچوں کیلئے تو وہی سب کچھ ہوتے ہیں انکے
بغیر تو وہ بھری دنیا میں بے یار و مددگار ہوتے ہیں۔

وہ ان سے ذرا فاصلے پر کھڑی رو رہی تھی آج اسکا رونا
زریاب خان کو باقی دنوں کی نسبت زیادہ تکلیف دے
رہا تھا شاید اس لئے کہ وہ خود بھی اس وقت گہری

ازیت میں مبتلا تھے وہ دھیرے سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگے۔ سیماب نہیں آئی آگے انکو تھامنے کیلئے اس وقت وہ خود ساکت وجامند ایک جگہ کھڑی بری طرح سے لرز رہی تھی انکی باتوں پر جو کتنی بے دردی سے وہ کر گئے تھے۔

زریاب بیڈ سے اتر کر بوجھل قدم اٹھاتے سیماب کے قریب آئے وہ اگر آگے نہیں آئی تھی تو پیچھے بھی نہیں ہٹی تھی زریاب نے قریب آتے اسے کھینچ کر

اپنے سینے میں زور سے بھینچ لیا۔ انکے سینے سے لگتے

ہی سیماب اور بھی رونے لگی۔

"بس۔۔۔خانی۔۔۔تم ایسے رو کر رام کو اور بھی

پریشان کر رہا ہے" وہ اسکی پیٹھ مسلتے کرب سے

آنکھیں مینچ گئے

"تم بہت برا ہے خان۔۔۔بہت برا۔۔" وہ روتے

ہوئے انکا قمیض پیچھے سے مٹھیوں میں زور سے جکڑ

گئی۔

"نہیں۔۔۔میرے حالات برے ہیں۔۔۔اور شاید میری قسمت بھی" انکا دل تکلیف کی شدّت کے باعث کسی گہری کھائی میں ڈوبنے لگا تھا۔

سیماب نے تڑپ کر سر اٹھاتے انہیں دیکھا جن کی آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو رہے تھے آنکھیں بری طرح سے جل رہی تھیں جن کی تپش سیماب کو اپنے چہرے پر باآسانی محسوس ہو رہی تھی۔

"نہیں خان۔۔۔تم برا نہیں ہے۔۔۔نہ تمارا قسمت برا ہے بس حالات وہ ایسے تھے تم بہن کو بچا لیتا تو باپ

کو کھو دیتا۔۔ تم غلط نہیں تھا خان" وہ کس تڑپ سے انہیں احساس کروا رہی تھی اسکا بس چلتا تو یہ بات انکے دل و دماغ میں زبردستی بٹھا دیتی لیکن یہ بھی نہ ممکن تھا۔

زریاب کرب سے چہرہ دائیں جانب موڑ کر اپنے کپکپاتے لب کو دانتوں میں دبا گئے سیماب انکو ایسے نہیں دیکھ سکتی تھی وہ مضبوط شخصیت تھے لیکن اب۔

"نہیں۔۔۔خان۔۔۔۔خان پلیز نہیں" سیماب کی جیسے جان نکل رہی تھی زریاب بے جان سے ہوتے

وہی فرش پر بیٹھتے اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے سیماب کا دل یہ منظر

نہیں دیکھ سکتا تھا کبھی بھی نہیں

وہ تڑپ کر انکے ساتھ بیٹھتی انکا ہاتھ تھام گئی

"آاااااا۔۔۔۔۔" وہ اسی طرح جھکے جھکے بری طرح

سے چیخ پڑے تھے انکے اندر اٹھتا وبال ایک پل کیلئے

سیماب کو بری طرح سے لرزا کر رکھ گیا تھا۔

"یہ کیا کر دیا ام نے۔۔۔۔۔ کیا کر دیا

۔۔۔۔ گل۔۔۔۔" وہ چیخ کر آج گل کو پکار رہے تھے

کاش وہ آج آجاتی کاش ورنہ ایک اور آفندی اسی

قبرستان میں جالیٹتا

"خان۔۔۔ سمبھالو خود کو۔۔۔ خدا کے واسطے"

سیماب انکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لئے کس

کرب سے التجا کرنے لگی تھی

زریاب کے بال ماتھے پر بکھر چکے تھے آنکھیں سرخ

اور آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی جو سیماب کا دل چیر

کر رکھ گئی

"ک۔۔۔کیسے۔۔۔کیسے سمبھالوں۔۔۔یہ

۔۔۔یہ۔۔۔بات ام کو کھا رہی ہے۔۔۔ام۔۔۔ام

قیامت میں کیا منہ دکھائے گا گل کو۔۔۔اپنے اللہ کو"

صرف ایک اصول ان بہن بھائیوں کی زندگی کس

دورا ہے پر لے آیا تھا کوئی نہیں جانتا تھا

سیماب انکو زبردستی اپنے سینے سے لگا کر زور سے بھینچ

گئی زریاب اسکے سینے پر سر رکھے سسک کر رو پڑے

تھے یہ لمحہ سیماب کیلئے موت کا لمحہ تھا اسکا بس چلتا تو وہ

اس بھیانک وقت کو اپنے خان کی زندگی سے نکال باہر
کرتی

زریاب آج ایک چھوٹے بچے کی طرح سیماب سے
لپٹے ہچکیوں میں رو رہے تھے جب تھوڑی ہی دیر میں
وہی فرش پر بیٹھے بیٹھے سیماب کو انکا وجود تیز بخار میں
تپتا ہوا محسوس ہوا وہ یکدم سے بوکھلا کر انکو دیکھنے لگی
جن کر دھیرے دھیرے نیم بے ہوشی طاری ہونے
لگی تھی

"خان۔۔۔خان تم ٹھیک ہے" اسکے ہاتھ پیر بے

اختیار پھولنے لگے زریاب وہی اسکی گود میں نڈھال

سے بے ہوش ہو کر گر گئے

"خان۔۔۔خان اٹھو۔۔۔مورے۔۔۔۔مورے"

وہ روتی ہوئی بلند آواز میں فرخندہ بیگم کو بلانے لگی جو

اسکی اتنی تیز چیخ و پکار پر بھاگی دوڑی چلی آئی تھیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

داراب زیحال کے ساتھ ہی اسکی اسٹڈی روم سے باہر

نکلا سامنے سب گھر والے موجود اپنے ہنسی مذاق میں

مصروف تھے مہرام اور مہروز زامل کے ساتھ کھیل

میں مصروف تھیں زا لے انکے ساتھ بہت کھیل چکی

تھی اب اسے اپنی ببو پاس جانا تھا جو اپنے باپ کی گود

میں چڑھی اسکے کندھے پر سر ٹکائے پر سکون تھی

"لالا۔۔۔آجائیں کھانا لگ گیا" زمل کھانا میز پر لگتے

ان دونوں کو بلانے آگئی

"بعد میں آکر کھالیں گے" زیحال سرسری سے لہجے

میں بولتے آگے بڑھنے ہی لگا تھا جب زمل نے بیچ میں

ہی روک لیا۔

ابھی چل کر کھائیں پھر ٹھنڈا ہو جائے گا" داراب نے کن نظروں سے زیحال کی جانب دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو" چل لیتے ہیں "

وہ ایسا کبھی نہ کہتا اگر اسے پتہ چل جاتا کہ زیحال آج زالے کی کس ببو سے اسے ملوانے والا تھا۔

" جیسے تم کہو" داراب زمل کی بات پر سر خم کرتے کھانے کی میز پر آگیا آج سر براہی کرسی پر زیحال نے اپنی جگہ داراب کو بٹھایا تھا کیسے ممکن تھا خود سے

بڑے بھائی کی موجودگی میں وہ خود اس کرسی پر بیٹھ

جاتا

"برلاس سو رہا ہے اب تک ؟" زیحال نے بیٹھتے

ساتھ پہلے برلاس کا پوچھا جو یہاں کہیں دکھائی نہیں

دے رہا تھا۔

"اتنا بھاگ دوڑ کر آئے گا تو سوئے گا ہی۔۔۔شوز بھی

نہیں اتار" زمل اسکی حرکت کے بارے میں زیحال کو

بتا ہی رہی تھی جب نظر لاؤنج میں برلاس کے شوز

اتارتے ہوئے یاقوت پر پڑی وہ وہی خاموش ہوئی ان
کو دیکھنے لگی

جب اسکو ایسے سٹک دیکھ باقی سب نے بھی اس جانب
دیکھا

یاقوت برلاس کو ٹھیک سے صوفے پر لٹا تا روم سے
اسکے لئے کمفرٹر لے کر آیا اور اچھے سے اسکے اوپر
ڈالنے لگا

یہ سب دیکھ مشی کو اس پر ٹوٹ کر شدّت والا پیار آیا جو آفس سے آتے ہی پہلے اپنی بھائی کی آؤ بھگت میں لگا

پھر ہلکا سا فریش ہو کر خود بھی کھانے کی میز پر آگیا

جب نگاہ پہلے داراب پر پڑی

"لالا آپ۔۔۔آپ کب آئے" وہ کرسی سے اٹھتا نہایت خوشدلی سے داراب کے ساتھ بغلگیر ہوتے استفسار یہ پوچھنے لگا۔

"جب تم نے دیکھا بس تب ہی" داراب اسکی اتنی

محبت اپنے لئے دیکھ اندر ہی اندر خوشی سے پھول گیا تھا

۔یہ سچ تھا ان تینوں کو دیکھ اسے بھی یہ محسوس نہیں

ہوتا تھا کہ وہ غیر ہیں۔

زیحال خاموشی سے چپاتی منہ میں لئے چباتے ہوئے

اپنی پلیٹ کو دیکھتا رہا

"گل کی قبر پر۔۔۔وہ کبھی نہیں گئے خود۔۔۔وہ

تمہیں کیسے بھیج دیتے۔۔۔وہ اس قدر ازیت میں تھے

"داراب کی باتیں گڈمڈ ہوتی زیحال کی سماعتوں میں گونجنے لگی

"لالا۔۔۔کی طبعیت کیس "زیحال کچھ سوچ کر

داراب کو مخاطب کرنے ہی لگا تھا جب اچانک اسکا

موبائل رنگ کرنے لگا داراب نے "ایک منٹ"

کہتے اپنا موبائل دیکھا جہاں "بیلا ڈائن "نام جگمگا رہا تھا

وہ کبھی اچھے وقت میں کال نہیں کرتی تھی اسی لئے

داراب کو پہلے ہی کچھ برا ہونا کھٹک گیا تھا۔

"بولو۔۔۔کیوں کی ہے کال؟"فون کان سے لگاتے

ساتھ سپاٹ لہجے میں گویا ہوا

جبکہ اسکے اتنے تلخ انداز پر بیلا کا دل چاہا کال کٹ کر

دے لیکن وہ بھی مجبور تھی۔

"ام کو شوق تھا۔۔۔تمارا یہ خوبصورت آواز سننے کا"

وہ یکدم سے طنزیہ بولی لیکن اس سے پہلے داراب اسکو

ٹکا کر جواب دیتا بیلا نے ایسا کچھ کہہ دیا جسے سنتے

داراب کرنٹ کھا کر اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

"زریاب لالا ہوسپٹل میں ہیں۔۔۔تم جلدی پہنچو

ادر"

"ک۔۔۔کیسے۔۔۔کیوں کیا ہوا انکو" وہ بوکھلاہٹ کا

شکار ہوا تابڑ توڑ سوال کرنے لگا اسے اس قدر پریشان

دیکھ باقی سب بھی اپنا کھانا چھوڑے اسے دیکھنے لگے

"سب ٹھیک ہے؟" کال بند ہوتے دیکھ زیحال نرمی

سے مخاطب ہوا

"زریاب لالا ہوسپٹل میں ہیں" وہ بھرائی سی آواز

میں جواب دیتا باہر کی جانب تیزی سے قدم بڑھا گیا

اسکی بات سنتے زیحال کے دل کو دھکا سا لگا تھا چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہوئی۔ وہ خود بھی اٹھ کر داراب کے پیچھے لمبے ڈھینگ بھرتا نکل گیا

"بابا۔۔۔ بابا کو کیا ہوا ہے مہرو" مہروز اپنے بابا کی طبعیت کا سنتے رونے لگی تھی مہرام خود بچی تھی وہ اسے کیا دلاسہ دیتی زمل نے اٹھ کر ان دونوں کو اپنے سینے سے لگالیا۔

"کچھ نہیں ہوا بچے۔۔۔اللہ سے دعا کرو سب ٹھیک ہو گا" وہ خود اس وقت سخت پریشانی میں مبتلا تھی باقی سب بھی حالت ان سے جدا نہ تھی

یاقوت بھی کال پر کسی سے بات کرتا ہو سپٹل کیلئے نکل گیا تھا

۔۔۔۔۔

"دیکھیں۔۔۔وہ ابھی تک پچھلے ملے ہوئے زخموں میں ہی ریکوور نہیں ہو پائے میں نے کہا تھا آپ سے کہ انکو کسی بات کا سٹریس نہ لینے دیا جائے اب دیکھیں

اسکا انجام" ڈاکٹر نہایت عاجزی سے سامنے بے آواز

روتی ہوئی سیماب سے مخاطب تھے

اسکے منہ سے وقتاً فوقتاً سسکیاں نکل رہی تھیں

حویلی میں صرف مورے اور بیلا تھیں مورے میں

اتنی سکت نہیں بچی تھی کہ وہ اتنی جلد بازی میں

سیماب کے ساتھ آسکتیں لیکن انہوں نے بیلا کو کہہ

کر داراب کو فون کروا دیا تھا۔ زریاب کہ ساتھ اس

وقت ہوسپٹل میں کئی گارڈز اور سیماب موجود تھی

اسی وقت دروازہ کھلتے داراب اور زیحال ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔

سیماب نے مڑ کر جیسے ہی پیچھے دیکھا سمنے سے زیحال کو دیکھ اسکی آنکھیں اسی پر جم گئیں لب خود بخود بھینچ گئے

تھوڑی ہی دیر بعد سیماب زیحال کے ساتھ کوریڈور میں بیٹھی تھی اور داراب ڈاکٹر سے زریاب کی کنڈیشن کا پوچھ کر اب باہر آرہا تھا۔زیحال نے اسکے

ستے ہوئے چہرے کی جانب دیکھا جو از حد پریشانی میں گھر چکا تھا۔

"ک۔۔۔کیا۔۔۔کہا ڈاکٹر نے؟"سیماب اسے آتے دیکھ ایک جی جست میں اٹھ کھڑی ہوئی

"کیا کہیں گے۔۔۔لالا کو کسی بھی بات کو لے کر ٹینشن لینے سے منع کیا ہے لیکن۔۔۔انکے ذہن سے جب تک گل نہیں نکلے گی تب تک وہ کیسے ٹھیک ہونگے"داراب اپنی پریشانی میں مبتلا بول رہا تھا جبکہ گل کے ذکر پر زیحال ایک دم ٹھٹھک گیا۔

"گل کی وجہ سے ؟" یہ سوال اسکے لبوں سے بے ساختہ پھسل گیا۔

سیماب بے جان سی پیچھے بینچ پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ گئی اور پھر سے سسک کر رو پڑی

"ام کتنا منع کرتا ہے انکو۔۔۔ لیکن آج بھی وہ گل کو یاد کرتے کرتے بے ہوش ہو گئے۔۔۔ امارا بس چلے تو ام خود گل کی جگہ جا کر لیٹ جائے اور خان کو اسکی گل لوٹا دے۔۔۔ ام کیا کرے" وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بے ساختہ تڑپ کر رو پڑی داراب نے آگے

آتے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے کرب سے چہرے کا رخ

موڑ لیا بے بس تو وہ بھی تھا۔

زیحال اسکی سسکیاں سنتے ایک جھٹکے میں بینچ سے اٹھ

کھڑا ہوا۔اسکے اندر اس وقت ایک توڑ پھوڑ چل رہی

تھی حالات کو نہ سمجھنے کی توڑ پھوڑ وہ بے اختیار قدم

پیچھے کی جانب بڑھانے لگا۔

"وو۔۔۔وہ خود کو گل کا۔۔۔ مجرم سمجھتا ہے۔۔۔ گل

کی موت کا قصوروار "سیماب اب بھی رو رہی تھی بتا

رہی تھی اسکے الفاظ ہتھوڑے کی طرح زیحال کے

کانوں میں بج رہے تھے

وہ تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھتا ہوسپٹل سے

باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے داراب کو اپنا دل مٹھی میں محسوس ہوا وہ

آج بھی دکھی ہو گیا تھا اسکی گل تھی ناں اسے جانا تھا

یہاں سے۔داراب یہ سب سوچتے کھینچ کر سانس لینے

لگا۔

زر تشم دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھی جب اسکے کمرے کا دروازہ پٹ سے کھلا جس کی آواز پر زر تشم کی آنکھیں یکدم سے کھلی۔

"ہبی۔۔۔لالا کیسے ہیں۔۔۔بتائیں ناں۔۔۔آپ کیوں آ گئے انکو چھوڑ کر ہبی" زمل اسے گھر واپس آتے دیکھ پریشان سی اسکے پیچھے آئ لیکن وہ خاموش تھا بہت خاموش

وہ لمبے ڈھینگ بھرتا گل تک آیا اور اسے دیکھنے لگا۔

"گل اٹھو" اسکا انداز سرد بر فیلا تھا گل نہ سمجھی سے

اسے دیکھتی کہنی کے بل اٹھنے کی کوشش کرنے لگی

جب زیحال نے اسے سہارا دیتے خود اٹھا کر اسکی

وہیل چیئر پر بٹھایا

"انکو کہاں لے جا رہے ہیں ہبی" زمل اب تک نہ

سمجھی اسے یہ سب کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی

زیحال وارڈروب سے گل کی شال نکال کر لایا اور

اسکے سر اور کندھوں کے گرد لپیٹنے لگا۔جب زمل کی

بات پر اسکی جانب مڑا

"تم چاہتی تھی ناں۔۔۔سب ٹھیک کر لوں۔۔۔تو کر رہا ہوں سب ٹھیک" اسکی بات اور اسکے انداز پر زمل بری طرح سے چونکی

لیکن وہ آگے کچھ کہے بغیر گل کو لئے پاشا ولا سے باہر آ گیا گاڑی میں پچھلی نشست پر بیٹھی گل اب تک پریشان تھی کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا تھا نجانے کتنے وہم اسکے ذہن میں اب تک آچکے تھے دل الگ پریشان تھا

"بس کریں سیماب ۔۔۔ لالا ٹھیک ہو جائیں گے" وہ

کھوکھلا دلاسہ دیتا خود بھی اس سے ذرا فاصلے پر بینچ پر

بیٹھ گیا سیماب کی آنکھیں لاکھ روکنے پر بھی برسنے

سے باز نہیں آرہی تھی

"کب ۔۔۔ کب ٹھیک ہو گا خان ۔۔۔ جب ام انکو

ایسے دیکھ پورا ہو جائے گا" وہ روتی ہوئی اسے ڈاکٹر کی

کہی باتیں بتانے لگی

جنہیں سن کر ہی داراب کا دل مٹھی میں آگیا تھا بے

بس تو وہ بھی تھا وہ کیسے کیا کرتا تب ہی ڈاکٹر انکے روم

سے نکلتے ان دونوں تک آئے

"پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے لیکن پوری طرح سے نہیں

آپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔ لیکن دھیان رہے کوئی

ایسی بات نہ ہو جس سے انکی طبعیت مزید بگڑ جائے"

وہ پروفیشنل انداز میں انکو تنبیہہ کرتے خود اپنے آفس

میں چلے گئے۔

ان کے جاتے ہی سیماب ایک ہی جست میں اٹھتی زریاب کے پاس دوڑی گئی تھی داراب بھی اٹھا تھا لیکن بوجھل قدموں اور بوجھل دل سے۔وہ مرے مرے سے قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہوا جہاں پہلی نظر زریاب پر گئی تھی وہ سیدھے چت لیٹے نیم بے ہوشی کی حالت میں تھے چہرے پر آکسیجن ماسک لگا تھا

بومشکل تھا اپنے مضبوط لالا کو اس طرح تاروں میں جکڑے دیکھنا۔

وہ گہری سانس خارج کرتے ہمت کر کر آگے آیا اور

اسکے پاس کھڑا انہیں دیکھنے لگا

"گ۔۔۔گل" اتنے سے ہوش میں بھی اسکے

پھڑ پھڑاتے لبوں سے گل کیلئے پکار نکلی تھی جسے سنتے

ہی داراب کا دل دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔وہ جو کچھ

دیر پہلے سیماب کو حوصلہ دے رہا تھا اب اپنا حوصلہ

کھوتے بے جان ساز ریاب کے ہاتھ پر پیشانی ٹکاتے رو

پڑا

اسکو روتے دیکھ سیماب منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہچکی کا گلا وہی گھونٹ گئی۔

"ٹھیک ہو جائیں لالا۔۔۔۔ پلیز ٹھیک جو جائیں آپ ہیں تو ہم ہیں۔۔۔پپ۔۔۔ پلیز لالا" وہ سسک سسک کر روتے انکی منتیں کرنے لگا تھا جب اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا۔ سیماب نے نظر اٹھا کر اس جانب دیکھا جہاں زیحال کھڑا تھا وہ ٹھیک تھا لیکن تب تک جب تک سیماب کی نگاہ اسکے وجود سے ہو کر پھسلتی اسکے آگے رکھی وہیل چیئر پر گئی

لائٹ کلر کے فراک میں کندھوں پر شال لئے شانوں پر بکھرے ریشمی بال جن کی رونق جلد زیحال واپس لے آیا تھا

گہرے جھیل سی آنکھیں، ستواں سی کھڑی ناک اور پنکھڑی سے لب، رنگت ایسے جیسے کوئی سفید مردہ وہ زرتشم نوشیر وال خان تھی زندہ سانس لیتی ہوئی اسے دیکھتے سیماب دھک سے پیچھے دیوار سے جا لگی۔ اسکی آنکھیں پھٹی اور وجود پتھر اسا گیا تھا کیسے کوئی سفید کفن میں لپٹے مردے کو زندہ ہوتے دیکھ لیا ہو

"لالا" زیحال نے دھیمی آواز میں داراب کو پکارا جو

اسکی پکار پر دھیرے سے پیچھے مڑ کر اسے دیکھتے ہی والا

تھا جب اس سے پہلے داراب کی نگاہ اس وہیل چیئر پر

بیٹھی گل پر چلی گئی

پھر کچھ تھا؟ نہیں پھر کچھ نہیں رہا تھا کمرے میں

آکسیجن تک ختم ہو گئی تھی داراب ٹرانس کی سی

کیفیت میں اٹھتا چلا گیا اور پھٹی پھٹی سی نظروں سے

گل کو دیکھنے لگا

یہی حالت گل کی بھی تھی جس کی آنکھوں سے گرم
سیال تیزی سے بہتا اسکے رخصار کو تر کرتا چلا گیا۔وہ
اپنے لالا کے سامنے تھی اس لالا کے جسے دیکھے بھی
برسوں گزر گئے تھے۔دل پھٹنے کے قریب تھا
"د۔۔۔دارا۔۔۔۔ب" اسکی رکی سانس یکدم سے
سینے میں آتی لبوں سے داراب کا نام کس تڑپ سے
پکار گئی تھیں اس پر تو داراب کھڑے کھڑے مر گیا تھا
وہ بے جان سا گل کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا
زمین میں گڑھتا چلا گیا۔آنکھوں سے گرم سیال

طوفانی بارش کی طرح اسکے چہرے کے ساتھ ساتھ اسکی بئیرڈ کو بھی تر کر گیا

کتنی ہی دیر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا پھر سے زمین پر سرکتے تھوڑا سا آگے آیا اور گل کی گود میں پڑے ہاتھوں کو دیکھنے لگا

گل نے گردن موڑ کر کن کرب بھری نگاہوں سے زیحال کی جانب دیکھا جیسے پوچھنا چاہتی ہو "یہ حقیقت ہے؟ سامنے اسکا داراب ہے؟ "

زیحال نے پلکیں دھیرے سے جھپکا کر اسکے کندھے پر

ہاتھ رکھا

اس سے پہلے داراب اسکے ہاتھ تھام لیتا گل نے تڑپ

کر اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے اسکے

چہرے پر جا بجا محبت کی مہریں ثبت کی وہ حواس باختہ

سی بس داراب کو چومتی چلی گئی۔اتنے عرصے بعد

تڑپ اسکے بدن کا روم روم کھڑا کر گئی تھی

"داراب" اسکے لبوں سے اپنا نام سنتے داراب کے بے

جان وجود میں ایک پل کیلئے جان سی بھر گئی وہ گل کے

دونوں ہاتھ تھامے سرخ متورم آنکھوں سے گل کو دیکھنے لگا اسکا دل عنقریب بند ہونے کو تھا سانس تو جیسے پہلے ہی سینے میں اٹک چکی تھی۔

"گل زندہ ہے لالا" زیحال کی بات پر داراب اور سیماب نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا دونوں پر ہی جیسے کسی نے ساتوں آسمان لاڈھائے ہوں داراب پھٹی پھٹی نظروں سے گل کو دیکھنے لگا جو مسلسل روتی ہوئی اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی

کیسے، کب یہ پوچھنے کا وقت نہیں تھا وہ مر جاتا اگر اب

بھی گل کو خود سے نہ لگاتا وہ تڑپ کر گل کے کندھے

سے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ اسکی دھاڑ کمرے کی

در و دیوار کو لرزا کر رکھ گئی لیکن یہ وہ تکلیف تھی جو

وبال بن کر اسکے اندر اٹھ رہی تھی الفاظ تو جیسے آج

گونگے ہو گئے تھے

گل میں اتنی سکت تھی کہ وہ داراب کو خود سے الگ نہ

ہونے دیتی ان بہن بھائی کی تڑپ دیکھنے والوں کو تڑپا

گئی تھیں۔ زیحال کرب سے اپنا رخ ہی دوسری

جانب موڑ گیا۔

تب ہی گل کی نظر بیڈ پر نیم بے ہوش زریاب پر گئی

انکو اس حال میں دیکھ جیسے گل کا سانس تک رک گیا وہ

بے جان سی ڈھیلی پڑ گئی

داراب نے دھیرے سے اسکی نظروں کے تعاقب

میں زریاب کو دیکھا اور اسکی حالت سمجھتے ایک ہی

جست میں اٹھ کر اسکی وہیل چیئر زریاب کے قریب

لے آیا

یہ منظر قیامت تھا۔ جس کے لئے وہ آج اس حال میں

پہنچ گئے تھے وہ انکے پاس تھی انکے قریب مرے

ہوئے زندہ نکل آئیں تو زندہ لوگ آدھے مر جاتے ہیں

یہ حال ابھی داراب کا تھا

جس نے دھیرے سے زریاب کا ہاتھ تھاما

"ل۔۔۔لالا۔۔ا ٹھیں۔۔۔د۔۔۔دیکھیں

۔۔گ۔۔۔گل۔۔۔آئ ہ۔۔۔ہے" اس بات پر

زریاب بعد میں پہلے داراب کا دل تکلیف کی شدّت

کے باعث بند ہوا تھا

زریاب کی پلکوں میں دھیرے سے جنبش ہوئی جو پہلے
بھی ہو رہی تھی لیکن اب جیسے تیزی آگئی تھی۔

"لالا اٹھیں ناں۔۔۔آپ کی گل آگئی لالا" یہ الفاظ
سننے کیلئے انکے کان ترس گئے تھے لیکن آج وہ اس
سکت میں نہ تھے کہ ان لفظوں پر غور کر سکتے

زیحال انکو اس حال میں دیکھ خود پر ضبط کرتا آگے آیا
اور گل کا ہاتھ تھام گیا

"تمہیں یاد کر رہے تھے گل۔۔۔تم ان کو اٹھاؤ" اسکی
بات پر گل نے روتے ہوئے زریاب کی جانب دیکھا

اور ہمت کرتی آگے آنے کی کوشش کرنے لگی

داراب اٹھ کر اسے زریاب کے قریب کر گیا

جب گل نے اپنے مومی ہاتھوں سے زریاب کے

چہرے کو چھوا

"ل۔۔۔لالا" اسکی آواز برسوں بعد سب نے سنی

تھی سیماب تو اب تک بے یقین سی اس سے خوف کھا

رہی تھی

زریاب اسکی آواز باآسانی سن سکتے تھے لیکن اتنی

ہیوی دواؤں اور انجکشنز کے باعث نہ وہ سو پار ہے تھے

نہ جاگ پار ہے تھے

زیحال نے گل کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے تسلی

دی جو زریاب کے ہوش میں نہ آنے کے باعث رو

پڑی تھی

شام کا وقت آن تھا پاشا ولا پر ایک دلکش سکون اتر آیا

تھا۔ آسمان کے کناروں پر سورج کے سنہری رنگ

مدھم ہو کر نارنجی اور گلابی روشنی میں گھل رہے
تھے۔ ہلکی سی ہوا درختوں کی ٹہنیوں سے کھیلتی،
پودوں کے پتوں کو نرمی سے ہلا رہی تھی۔ لان کے
کناروں پر لگے لیمپ ایک ایک کر کے جلنے لگے، جن
کی روشنی نرم سی چمک کے ساتھ پورے ولا کو جگمگا
رہی تھی۔

باہر کا منظر جتنا حسین تھا اندر اتنی ہی گہری سنگینی چھائی
ہوئی تھی سب لوگ لاؤنج میں موجود تھے اور سب

کے سب خاموش ایسے جیسے سانس بھی نہ لے رہے

ہوں

لاؤنج کے ساتھ ہی ذرا فاصلے پر بنے گل کے کمرے

میں اس وقت یہی خاموشی تھی بیڈ پر کراؤن سے ٹیک

لگائے بیٹھی گل سامنے بیٹھے اپنے تینوں بھائیوں کو دیکھ

رہی تھی

اس وقت کمرے میں صرف وہ چار بہن بھائی موجود

تھے اور یہ وقت اتنا حسین تھا کہ لفظوں میں بیان

کرنے کیلئے کوئی لفظ نہیں بچا تھا آنکھیں اس منظر کو

دیکھنے کیلئے ترس گئی تھیں

زیحال دھیرے سے سرک کے گل کے ساتھ جڑ کر

بیٹھتے اسکے کندھے پر سر رکھ گیا بلکل چھوٹے لاڈلے

بھائیوں کی طرح

داراب زریاب یک ٹک گل کو دیکھتے ایک دوسرے

کی جانب دیکھنے لگے

"یہ سچ ہے؟" سوال زریاب کی جانب سے آیا تھا جن

کی جان تھوڑی تھوڑی کانپ رہی تھی دواؤں کا اثر اتنا

گہرا تھا کہ وہ اس وقت نہ کسی خوشی کو محسوس کر سکتے تھے نہ غم کو انکا دماغ ڈاکٹرز نے احتیاط کیلئے سن کر دیا تھا

"مجھے یقین نہیں آ رہا۔۔۔گل تم" داراب خود بے یقینی اور حیرت کی کشمکش میں اب تک ڈول رہا تھا لیکن خوشی اتنی تھی کہ وہ پوری دنیا میں چیخ چیخ کر سب کو بتاتا کہ اسکی بہن زندہ ہے وہ پاگل ہو رہا تھا ہنسے یا روئے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا

زیحال اور گل نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا

"گن وہ رکھی" زیحال نے انگلی سے سامنے دیوار پر
لٹکتی کلاشنکوف کی جانب اشارہ کیا جس پر گل اس
زیحال کو گھورنے لگی جس میں اسے وہی چھوٹا شرارتی
زی نظر آیا تھا۔

گل نے رعایت کرتے پھر سے ان دونوں کو دیکھا وہ
پٹھان تھے بندوق کے بنا یقین دہانی نہیں کروا سکتے
تھے۔

"ام ہاتھ لگا کر دیکھے؟" زریاب نے ڈرتے ڈرتے
اجازت چاہی انکی معصومیت پر زیحال چہرہ جھکائے بے

اختیار مسکرانے لگا وہ جانتا تھا زریاب ہوش میں ہوتے

تو اتنی بچوں والی بات نہ پوچھتے۔

"ابھی نہیں۔۔۔وہ غصّے میں دیکھ رہی ہے

۔۔۔خامخواہ ایک آدھ لگ جائے گا" داراب نے

دھیمی سرگوشی کرتے انکو پہلے ہی خبردار کر دیا ڈرا تو وہ

بھی ہوا تھا کیونکہ جیسے گل انکو دیکھ رہی تھی لگ یہی رہا

تھا ابھی گولی سے اڑا دے گی۔

"ک۔۔۔کیسے۔۔۔مطلب۔۔۔کہاں تھی تم

۔۔۔اور ہمیں اب کیوں ملی بتاؤ گل" یہ کہاں اور کیسے

عام الفاظ تھے لیکن وہ بیان کرنے پر آتی تو شاید تینوں کی روح کانپ اٹھتی لیکن زیحال نے گل کا ہاتھ نرمی سے تھام لیا

"یہ مجھے آپ دونوں سے پوچھنا چاہئے لالا۔۔۔آپ دونوں نے کہا تھا کہ گل کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔۔۔میں نے یقین کر لیا تھا۔۔۔اب جب گل کو آپ دونوں نے بھی زندہ دیکھ لیا آپ دونوں تب بھی بے یقین ہیں کیوں؟ یہ بات گل کو بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی چاروں کی اپنی اپنی الجھیں تھیں

داراب خود گل کی جانب پوری طرح سے متوجہ ہوا

"ام اسکو چھونا چاہتا ہے لیکن ڈرتا بھی ہے کہیں یہ

یہ خواب ٹوٹ نہ جائے" انکی آواز نہ محسوس ---

طریقے سے بھرا سی گئی داراب نے انکے کندھے پر

ہاتھ رکھ کرانہیں تسلی دی

"آپ ریسٹ کریں لالا۔۔ہم پھر بات "زیحال انکی طبعیت کو مد نظر رکھتے نرمی سے مخاطب ہوا لیکن وہ فورا سے سر نفی میں ہلاتے گل کے قریب ہو کے بیٹھ گئے

"ام کہیں نہیں جائے گا۔۔۔ام اسکو دیکھے گا۔۔۔یہ ۔۔۔یہ میری گل جیسی ہے۔۔۔میری۔۔۔میری گل جیسی" انکی آواز دھیرے دھیرے گلے میں ہی گھٹتی سی چلی گئی انکی یہ حالت دیکھ گل ہمت کرتی دھیرے سے سیدھی ہو بیٹھی اور انکا ہاتھ تھام گئی۔

"ت۔۔۔تم ۔۔۔ صحیح کہہ ۔۔۔رہا۔۔۔لالا۔۔۔ام

۔۔۔ت ۔۔۔ تمارا اگل ۔۔۔ جیسا۔۔۔۔۔ہے ۔۔۔اور

۔۔۔ت ۔۔۔ تم ۔۔۔امارا۔۔۔ل ۔۔۔لالا جیسا دکھتا

ہے" اسکی بات پر زیحال اور داراب بے ساختہ مسکرا

دیے صرف ایک بھائی کی صورت اس بے جان لڑکی

میں جان ڈال گئی تھی توتینوں بھائیوں کے اکٹھے

ہوتے کونسی طاقت زر تشم نوشیر وال کو مل رہی تھی

اسکا اندازہ اس وقت ہو رہا تھا

"کدر تھا تم ؟" وہ بے اختیار کندھے ڈھیلے چھوڑ گئے۔ آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر رخسار بہہ نکلے گل نے بے بسی سے انکو دیکھتے انکے رخسار پر بہتے آنسوں انگوٹھے کی مدد سے پونچھے

"ج۔۔۔جدر۔۔۔تم نے۔۔۔ چھوڑا تھا ام کو" گل کی کانپتی ہوئی آواز پر زریاب کو اپنا دل بے اختیار بند ہوتا ہوا محسوس ہوا

"بب۔۔۔بہت برا ہے ناں ام" انکی بات پر گل نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔آنکھوں سے سیلابی ریلا تیزی سے بہہ رہا تھا

"بب۔۔۔بہت برا۔۔۔" گل کا انداز ایسا تھا کہ زریاب سر جھکائے زخمی سا مسکرا دیے

"ل۔۔۔لیکن ہے تو۔۔۔تمارا لالا ناں" انکے لہجے میں ڈر خوف ایک ساتھ چھلکا تھا اتنے برسوں بعد کہیں وہ ان سے زیحال کی طرح قطع تعلق نہ کر لے۔

"ام۔۔۔سے۔۔۔ام سے رشتہ تو نہیں۔۔۔توڑے
گاناں۔۔۔بولو۔۔۔" انکی اس بات پر زیحال کی
نگاہیں بے ساختہ انکی جانب اٹھی انکے چہرے پر
چھائے کرب کو دیکھتے اسکا دل کٹ کر رہ گیا۔اسکی
اپنی یہ حرکت آنکھوں کے سامنے پل میں لہرا گئی
زریاب خان شروع دن سے بڑے بھائی ہونے کے
ناطے ان تینوں کو کتنی محبت کرتے آئے تھے اس سے
وہ چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ بھی سچ تھا کہ
حالات نے انکو اتنا مجبور کر دیا تھا کہ وہ نہ چاہتے ہوئے

بھی اپنے ہی بہن بھائیوں کی نظر میں مجرم ٹھہر گئے۔
یہ احساس انکے لئے کس قدر جان لیوا تھا یہ انہوں نے
دوبارہ ہوسپٹل جا کر ثابت کر دیا تھا۔
"تت۔۔۔تم ام۔۔۔کو۔۔۔ام کو اپنے پیروں میں
گرال۔۔۔"اس سے پہلے وہ یہ قیامت خیز عمل
کرتے اسکے پیروں کو ہاتھ لگاتے گل تڑپ کر انکے
سینے سے لگتی پھوٹ کر رو پڑی
زریاب کو لگا جیسے کسی نے انکے اندر پھر سے جان بھر
دی ہو انکے ہاتھ پر کینولا لگا تھا گل کو جتنی شدّت سے

وہ اپنے سینے میں بھینچ گئے تھے اس پر انکے ہاتھ کی
رگ سے سرخ لکیر بہنے لگی تھی لیکن وہ کسی قسم کا
کوئی درد محسوس نہیں کر رہے تھے آج ہر درد، رد تھا
آج کسی تکلیف کی کوئی وقعت نہیں رہی تھی

"لالا آپ کا ہا۔۔۔" زیحال کی نظر جو نہی انکے ہاتھ
پر پڑی وہ تڑپ کر بولنے ہی والا تھا جب زریاب کی
سسکیاں اسکی سماعتوں میں گونجی

انکی شدّت سے درد میں ڈوبی سسکیاں داراب اور
زیحال کی جیسے جان نکال گئیں

وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے تھے۔اندر چھپی برسوں کی تکلیف آنسوؤں کے ذریعے بہہ نکلی تھی یہ رونا انکے لئے نعمت ثابت ہو رہا تھا۔

"ام کو معاف کردو۔۔۔گل۔۔۔۔ام کو معاف کردو" انکی آواز میں ایسی تڑپ تھی کہ دیواریں تک لرز اٹھی تھیں۔گل انکے سینے میں چہرہ چھپائے سر نفی میں ہلانے لگی۔

وہ بہن تھی بھائیوں سے ناراضگی زیادہ دیر نہیں رکھ سکتی تھی بہن کو ناراض ہونے میں لمحے لگتے ہیں جبکہ معاف کرنے میں صرف لمحہ

داراب نم آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھتا رہا پھر ضبط ٹوٹتے آگے ہوتا ان دونوں کے ساتھ لپٹ گیا آنکھوں سے گرم سیال بہت خاموشی سے بہنے لگا تھا۔

زیحال ان سے ذرا فاصلے پر بیٹھا انکو دیکھتا رہا جب زریاب کی سرخ متورم نگاہیں اس پر پڑی کلیجہ جیسے منہ کو آگیا تھا وہ کس کرب سے اپنا لرزتا ہوا کمزور سا

ہاتھ زیحال کی جانب بڑھا گئے جسے وہ ایسے دیکھ رہا تھا

جیسے کوئی ڈرا سہما سا بچہ ہو

وہ کیوں نہ ڈرتا وہ ڈر گیا تھا اس منظر کے تحلیل ہونے

سے اس منظر کے کسی خواب میں بدل جانے سے بلا

شبہ وہ اس منظر میں جی اٹھا تھا دل جو تکلیف سے بند ہو

رہا تھا اب خوشی کی شدّت اسے بند کر رہی تھی۔

زریاب کا ہاتھ ویسے ہی اسکی جانب ہوا میں معلق تھا

اس میں اتنی جان نہ تھی کہ اتنی دیر وہ اسکی جانب رہتا

وہ ہاتھ بے جان سا ہوتا نیچے گرنے ہی والا تھا کہ

زیحال نے تڑپ کر آگے آتے انکا بھٹی کی مانند جلتا

ہاتھ تھام لیا

یہ ہاتھ بہت انمول تھا وہ بھی تڑپ کر ان تینوں سے

لپٹ گیا منہ سے بے ساختہ سسکی نکلی

آج تک وہ مضبوط بنا اپنے تینوں بھائیوں کو اپنی آغوش

میں لیتا تھا آج زریاب خان اپنے تینوں بہن بھائیوں کو

اپنی آغوش میں لے گئے تھے۔

انہوں نے پہلے اپنے بگڑے زی کا سر شدّت سے چوما

پھر گل اور داراب کا

"تم۔۔۔سچ میں۔۔۔بب۔۔۔ برا ہے لالا۔۔۔لیکن

۔۔۔بس امارا لالا ہے" گل کی بار پر اسکے سر پر ٹھوڑی

ٹکائے بے آواز روتے ہوئے زریاب کے لبوں پر

دلکش مسکراہٹ بکھر گئی

"ہاں۔۔۔بس تمارا "

آج وہ لوگ آکر زرتشم نوشیر وال کو دیکھتے جنہوں نے

اسے لاوارث سمجھ کر اسکی زندگی جہنم بنانے میں کوئی

کسر نہیں چھوڑی تھی آج اسکے پاس اسکے تین تین

بھائی تھے اب کوئی ذرا اس لڑکی کو میلی آنکھ سے دیکھنے

کی ہمت تو کرلے پھر زرتشم نوشیر وال بھی دیکھتی وہ

منظر جب اسکے یہی تین دلیر بھائی اسے پوری دنیا کیلئے

عبرت بنا کر رکھ دیتے

اس کمرے کی فضا میں آج وہ سکون تھا جو شاید پہلے

کبھی ان دیواروں کو یہ سکون نصیب نہیں ہوا تھا

زیحال نہیں رکھ پایا برقرار اپنی ناراضگی کو مزید اگر

ناراض رہتا تو آج زریاب خان اسے منائے بغیر نہ

چھوڑتے۔

انہوں نے تینوں کو خود سے الگ کیا اور گل کو دیکھنے

لگے اسے دیکھ دیکھ کر تو دل جیسے بھر ہی نہیں رہا تھا

اسکے چہرے کو چھوتے وہ اب بھی بے یقین سے تھے

"کدر تھا تم۔۔۔۔آخر کدر تھا گل" انکی آواز ایک بار

پھر بھرا سی گئی

جب ان سوال پر زیحال نے بے ساختہ انکی جانب

دیکھا

ایک منٹ لالا۔۔۔۔پہلے مجھے میرے سوال کا جواب

دیں" وہ یکدم سے سپاٹ لہجے میں مخاطب ہوا اسکا یہ

طرز دیکھ دار اب اور گل بھی اسکی جانب دیکھنے لگے۔

اب کوئی بھی بات نارمل نہ ہوتی

"آپ لوگ گل کو کیسے مرا ہوا سمجھ سکتے ہیں۔۔۔ مجھ سے بھی آپ نے یہی کہا تھا کہ گل کی موت ہو گئی ہے جبکہ وہ زندہ تھی اور اب جب یہ ہمیں مل گئی ہے تو آپ دونوں اب بھی اتنے حیران ہیں جیسے آپ دونوں بھی نہیں جانتے تھے؟ یہ وہ سوال تھا جو تب سے کتنی ہی بار اسکے ذہن میں آچکا تھا لیکن پھر کچھ نہ کچھ ایسا ہو جاتا کہ وہ جواب نہ لے پاتا

اسکے سوال پر زریاب اور داراب نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا

واقعی یہ بات تو انہوں نے بھی نہیں سوچی تھی گل اور زیحال ان دونوں کے چہرے کے بدلتے تارات دیکھ رہے تھے

کچھ سال پہلے۔۔۔

خان حویلی کی صبح ہمیشہ کی طرح مصروف اور گہما گہمی سے بھری ہوئی تھی۔ بڑے گیٹ کے کھلتے ہی اندرونی لان میں زندگی دوڑنے لگی تھی۔ کوئی ملازم جھاڑو لیے کوریڈور کے کناروں کی صفائی کر رہا تھا، تو کوئی ہاتھ میں پانی کا چھڑکاؤ لیے پھولوں کی کیاریوں کو تر کر رہا تھا۔ باورچی خانے سے تیز چائے کی خوشبو اور تڑکے کی آواز فضا میں گھل رہی تھی۔ یہ وقت سارے وقتوں پر بھاری تھا کیونکہ اس وقت وہ حویلی میں موجود تھے۔ ملازم روبوٹک انداز میں اپنے کام

کرتے یہاں وہاں بھاگ رہے تھے کہ کہیں فرخندہ
بیگم کے قدموں کی چاپ سنائی نہ دے جائے۔ کیونکہ
یہ وہ وقت تھا جس میں وہ سب کے سروں پر کھڑی
چیختی چلاتی ہر کام اپنی نگرانی میں کروا رہی تھیں
لان ہر طرف سے ہرا ابھرا اور تازگی سے چمک رہا تھا۔
صبح کی نرم دھوپ لان کے تر گھاس پر موتیوں کی
طرح جھلملاتے شبنم کے قطروں سے کھیل رہی
تھی۔ گلاب، موتیے اور چنبیلی کے پھول اپنی خوشبو
سے ہوا کو معطر کر رہے تھے۔ اتنی حسین صبح لیکن

تب ہی سیڑھیوں سے بھاری بوٹوں کی ٹک ٹک کی

آواز سنائی دی جیسے کوئی نیچے اتر کر آرہا ہو

وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی وقت پر تیار ہو کر آئے تھے

۔ گہرے نیلے رنگ کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس،

کلائی پر چمکتی ہوئی گھڑی، اور ہاتھ میں موبائل زریاب

خان کی شخصیت میں ایک خاص وقار اور نفاست

جھلک رہی تھی، جیسے ہر چیز ان کے سلیقے اور مضبوط

مزاج کی گواہی دے رہی ہو۔

سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ان کے قدموں کی ہلکی

آہٹ سنگِ مرمر کی سیڑھیوں سے ٹکرا کر پورے

ہال میں گونج رہی تھی۔ چھت سے لٹکے بڑے جھاڑ

فانوس کی نرم روشنی ان کے چہرے پر پڑتی انکی

سنجیدگی کو صاف واضح کر رہی تھی

ڈائننگ ٹیبل پر پہلے ہی ناشتہ سجا ہوا تھا کرسٹل کے

گلاسوں میں جوس، چمکتے برتنوں میں آملیٹ اور

خوشبودار کافی کی مہک پورے ہال میں پھیلی ہوئی

تھی۔

وہ سیدھا آکر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے اخبار کھولا، اور کانٹے کی مدد سے آملیٹ کا ٹکڑا میں لے کر چبانے لگے۔

نوشیر وال صاحب ہمیشہ کی طرح اپنی سربراہی کرسی پر بیٹھے انہیں دیکھ رہے تھے جب انکی اتنی لاپرواہی دیکھ سیماب نے ڈرتے ڈرتے فرخندہ بیگم کی جانب دیکھا جو پوری طرح سے اپنے بڑے بیٹے کے سامنے بے بس نظر آرہی تھیں۔

"کام کیسا جارہا ہے؟"نوشیر وال صاحب کی جانب سے پہلا سوال آیا تھا

"اچھا ہے" وہ سرسری سے انداز میں جواب دیتے اخبار میں آج کی تازہ خبر دیکھتے رہے

جب یہاں ان کی ڈھٹائی پر نوشیر وال صاحب کی بس ہوئی تھی وہ لب بھینچ کر اپنے سب سے بڑے بیٹے کو دیکھنے لگے جسے آج پورا ایک سال ہونے کو تھا گھر میں اس طرح بے حس رہتے ہوئے جیسے انہیں کسی سے کوئی مطلب نہ رہا ہو

"ام کو بتائے گا کہ مسلہ کیا ہے ؟" نوشیر وال ضبط سے استفسار یہ پوچھنے لگے

تب ہی گرے جھیل سی آنکھیں اوپر اٹھیں اور گھوم کر نوشیر وال صاحب کی جانب گئیں

"آپ کو امارے مسلے سے مسلہ کیوں ہے بابا؟" وہ کس ضبط سے پوچھ رہے تھے کہ نوشیر وال بھی ایک پل کو خاموش ہو گئے مورے اور سیماب نے پریشان کن نظروں سے دونوں کو دیکھا۔

''تم ایسے ہو گیا ہے جیسے امارا کچھ رہا ہی نہیں'' آج وہ

جیسے بولنا چاہتے تھے

ایک سال سے شاید زیادہ ہی ہونے کو تھا جو زریاب

خان غیروں کی طرح سب کے ساتھ پیش آ رہے

تھے اور ایسا تب سے تھا جب سے زرتشم یہاں سے ونی

ہو کر گئی تھی

''آپ برادری کا سوچیں بابا'' وہ دوٹوک لہجے میں

بولتے اٹھ کھڑے ہوئے جب ان کے منہ سے

برادری کا سنتے نوشیر وال صاحب کچھ کہنے ہی والے

تھے کہ تب ہی ایک ہانپتا ہوا ملازم ان تک آیا اور کچھ
بتانے کی کوشش کرنے لگا

"تم کیوں مر رہا ہے۔۔۔ کیاہ" اسے ایسے ھانپتے
ہوئے دیکھ زریاب خان تڑخ کر پوچھنے ہی والے تھے
جب انکے کانوں میں ایمبولنس کی آواز گونجی سب
نے بیک وقت حویلی کے شاہی گیٹ کی جانب دیکھا
جہاں سے دو گارڈز ہاتھوں میں ویپنز لئے پہلے داخل
ہوئے اور پھر انکے پیچھے ہوسپٹل کے دو لوگ سٹریچر
پر پڑے مردے کو لئے اندر آئے

سفید کفن میں لپٹی لاش کا منہ دیکھے بغیر ہی فرخندہ بیگم

دل پر ہاتھ رکھتے کھڑے کھڑے ڈھے سی گئی تھیں

سیماب نے تڑپ کر انکو تھاما

اس وقت داراب گھر موجود نہیں تھا ذہن میں نجانے

کس کس کے چہرے اس ایک پل میں گھوم گئے تھے

نوشیر وال صاحب اور زریاب بیک وقت بوجھل

قدموں سے اسکی جانب آئے

حویلی کی فضا میں ایک گھٹن سی پھیل گئی تھی عجیب سی

گھبراہٹ ،زریاب خان اس سٹریچر کے قریب آتے

جونہی اس کفن کو ہٹا کر دیکھنے لگے ان سے پہلے سیماب کے منہ سے زوردار چیخ برآمد ہوتی حویلی کی درودیوار کو ہلا کر رکھ گئی۔

باقی سب پھٹی پھٹی سی نظروں سے اس بری طرح سے جھلسی ہوئی ڈیڈ باڈی کو دیکھنے لگے

کہ تب ہی داراب بھی حویلی آن پہنچا جب اپنے لان کے بیچوں بیچ رکھے جنازے کو دیکھ اسکا دل دھک سے رکا قدم وہی اس ایک جگہ زنجیر سے ہو گئے۔

"د۔۔۔داراب۔۔۔داراب۔۔۔امارا بچہ "مورے

تڑپ کر اٹھتی اسکے پاس دوڑی گئیں اور اسکے چہرے

ہاتھوں کو پاگلوں کی طرح چومنے لگیں

وہ ٹھیک تھا صحیح سلامت اور اسکا ٹھیک ہونا سب میں

جان سی بھر گیا تھا۔

"ک۔۔۔کون ہے یہ؟" یہ سوال کرتے ہوئے آج

زریاب خان کو کتنی مشکل درپیش آئی اسکا اندازہ شاید

ہی کوئی لگا سکتا تھا۔

"زر تشم نوشیر وال خان "اس آدمی کی دھیمی آواز میں لیا گیا نام بھی سب کی روحوں کو جیسے ایک ہی پل میں قبض کر گیا تھا

زریاب خان جھٹکا سا کھاتے اس میت سے پیچھے ہٹ گئے اور پھٹی پھٹی سی نظروں سے اسے دیکھنے لگے

یہی حال نوشیر وال صاحب کا بھی تھا۔داراب تو گویا سکتہ میں ہی چلا گیا تھا

آج اس حویلی پر قیامت برپا ہوئی تھی ایسی قیامت جو اب قیامت تک نہ بھولی جاتی اس کفن میں لپٹی لڑکی

نے صرف آنکھیں بند نہیں کی تھیں اپنے سرہانے

بیٹھے اپنے دو جوان بھائیوں کو زندہ مار دیا تھا۔

حویلی اس وقت چیخ و پکار سے لرزا ٹھی تھی جوان لڑکی

کی موت نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا مگر مجال ہے جو

زریاب خان کی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے ایک بھی

آنسوں نکلا ہو۔

"گل۔۔۔گل اٹھو۔۔۔گل تم نہیں جا سکتی" داراب

اس کی میت سے لپٹا رو رہا تھا گڑ گڑا رہا تھا جبکہ زریاب

خان صرف اسے دیکھ رہے تھے اس وقت گل میں اور ان میں کوئی فرق نہیں رہا تھا۔

"گل۔۔۔۔۔"فرخندہ بیگم کا رو رو کر برا حال ہو گیا تھا ان پر بار بار غشی کے دورے پڑتے لیکن ہوش میں آتے وہ پھر چیخ کر اسے پکارتی لیکن آج وہ سب سے روٹھ گئی تھی۔

وہ دن خان حویلی پر گزری قیامت کا دن تھا اس دن دو جنازے ایک ساتھ اٹھے تھے زرتشم نوشیر وال کے

ساتھ زریاب خان بھی زندہ زمین میں دفن ہو گئے

تھے۔

"یہ سب کیسے ہوا وہاج" اوطاق میں اس وقت سب

بڑے بزرگ موجود تھے ایک جانب مرد حضرات دعا

میں شامل ہونے کیلئے اکٹھے ہوئے تھے باہر حویلی کے

بڑے سے صحن میں سیاہ دوپٹوں میں لپٹی عورتیں

ہاتھوں میں سپارے لئے جانے والی کیلئے پڑھ رہی

تھیں

"ام باہر کے لوگوں کے بیچ یہ بات نہیں کرے گا"

وہاج مونچھوں کو تاؤ دیتے کس رعب سے بولے تھے

نہ موقع دیکھا نہ لمحہ

سامنے ہی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے گم سم سے

سفید شلوار قمیض میں ملبوس کندھوں پر سیاہ رنگ کی

شال لئے زریاب نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا

دیکھتے ہی دیکھتے انکی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

وہ تن فن کرتے وہاج کو سختی سے بازو سے دبوچ کر

اپنے ساتھ گھسیٹتے حویلی کے اندر لے گئے تھے۔

"زریاب۔۔۔ کیا کر رہا ہے تم۔۔۔ چھوڑو ہمارا بازو"

سب کے بیچ خود کے ساتھ ہوئے اس سلوک پر وہاج

خان کی تو گویا روح ہی تڑپ اٹھی تھی

لیکن زریاب خان اسے چھوڑنے کے بجائے سیدھا

نوشیر وال خان کے کمرے میں جاتے انکے قدموں

میں دھکیل گئے تھے۔

وہ سب سے الگ اپنے کمرے میں بند تھے جوان بیٹی

کے غم نے انکو وقت سے پہلے توڑ دیا تھا ان میں اتنی

بھی سکت نہیں بچی تھی کہ وہ سب کے ساتھ دعا میں ہی شامل ہو سکتے۔

"بولو۔۔۔بولو یہ سب کیسے ہوا۔۔۔ورنہ خدا کی قسم ۔۔۔اگلا اعلان تمارا ہو گا وہ بھی قضا الہی کا۔۔۔کرو بکواس "آخر میں انکی آواز ایک دم سے اونچی ہوتی ایک پل کیلیئے وہاج کو سہمنے پر مجبور کر گئی

نوشیر وال صاحب سیدھے ہو بیٹھتے نہ سمجھی سے انکو دیکھنے لگے

"کیا بات ہے زری۔۔۔ تم اتنا غصّے میں کیوں ہے ؟"

وہ پریشان سے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگے

"ام بتاتا ہے کاکا۔۔۔ ہر کوئی گل کی موت کی وجہ پوچھ

رہا ہے۔۔۔ام بتاتا ہے آپ کو"اس سے پہلے زریاب

کچھ کہتے وہاج نے اپنی جیب سے عجیب سی چیز نکال کر

نوشیر وال صاحب کے آگے کر دی وہ دھیمے سے اسے

تھام کر دیکھنے لگے

کمرے میں گہری سنگینی کا راج تھا زریاب یک ٹک دا

جی کی جانب دیکھ رہے تھے جب انکے چہرے کے

بدلتے تاثرات دیکھ وہ یکدم سے ٹھٹھک گئے دیکھتے ہی دیکھتے انکی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا تھا۔

"کیا ہوا بابا "

"ہو گا کیا۔۔۔ تم ام سے ایسا سلوک کیسے کر سکتا ہے"

وہاج موقعہ دیکھتے ان کے اس عمل پر بپھر
گئے۔زریاب نے انکو نہیں دیکھا وہ بس اپنے باپ کو دیکھ رہے تھے

''تم سے ام بعد میں نمٹے گا۔۔۔پہلے بابا سے بات کر لے ام'' وہ درشتگی سے انگلی کھڑی کرتے وہاج کو وہی چپ کرواگئے۔

'' وہ بھی آج کچھ نہیں بولیں گے۔۔۔گل نے انکو اس لائق چھوڑا ہی ن ''اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتے ایک زناٹے دار تھپڑ انکے گال پر اپنی انگلیوں کے نشان چھوڑ گیا۔

''زری''نوشیر وال صاحب طیش بھری نگاہوں سے اپنے بڑے بیٹے کو دیکھنے لگے جو وہاج کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے مار دیں یا مر جائیں۔

''اسکی ہمت کیسے ہوئی اماری بہن کے بارے میں ''نوشیر وال صاحب بیچ ہی انکی بات کاٹ گئے۔

''وہ صحیح کہہ رہا ہے''یہ آج صرف الفاظ نہیں تھے جیتے جی زریاب خان کو کسی نے کوڑوں سے زخمی کر دیا تھا وہ ہک دک سے اپنے باپ کو دیکھنے لگے۔

"اگر وہ خود نہ مرتی تو ام مار دیتا اسکو۔۔۔اپنے ہاتھوں سے مارتا" وہ لفظ چباتے ہوئے کس طیش سے بولے تھے زریاب خان کھڑے کھڑے جھٹکا سا کھاتے پیچھے دیوار سے جا لگے۔آج جو انکے دل میں باپ کے لئے احساس بچا تھا وہ بھی رخصت ہو گیا تھا

اس دن کے بعد سے زریاب خان صرف چلتی پھرتی لاش رہ گئے تھے کسی سے کوئی سروکار نہیں بس اپنے کام سے کام رکھنے والے۔

موجودہ وقت۔۔۔۔

وہ چاروں ایسے تھے جیسے کوئی پتھر کی مورت زیحال نے گردن موڑ کر گل کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں سے گرم سیال خاموشی سے سیلابی ریلے کی طرح بہہ رہا تھا

وہ بے چین ہوتے اسکے قریب ہو کر اسکا سر اپنے کندھے سے ٹکا گیا وہ پھر بھی بے آواز روتی رہی۔

"ام کو آج تک بابا نے وہ چیز نہیں دکھائی۔۔۔جس کو دیکھ کر انہوں نے اپنا دل اتنا سخت کر لیا" زریاب خان کا لہجہ بوجھل تھا ایسے جیسے وہ اب تھک چکے ہوں

لیکن کوئی اگر آج زیحال خان آفندی کی جانب دیکھتا جس کی آنکھوں کے ڈورے اس قدر سرخ ہو گئے تھے جیسے ابھی ان سے سرخی چھلک پڑے گی۔ وہ ضبط سے آنکھیں مینچتا اس سرخی کو واپس اپنے اندر انڈیل گیا

"گل اتنے عرصے میں تم نے اپنی ناک زیادہ کھینچ لی

کیا۔۔۔پہلے سے اور بڑی ہوگئی۔۔۔بلکل میڈم مم

جیسی" زیحال کی بات پر گل رونا بھولتے تڑپ کر اپنی

ناک چھو کر دیکھنے لگی

داراب اور زریاب نے ایک دوسرے کو دیکھا جب

زیحال کی شرارت سمجھتے دونوں بے ساختہ ہنس پڑے

۔

انکو ہنستے دیکھ گل نے زیحال کو گھور کر دیکھا اور پھر

دے دھڑا دھڑ اس پر مکوں کی برسات کر دی

"ارے۔۔۔مم۔۔۔مذاق تھا۔۔سچ میں" زیحال دونوں ہاتھ ہلکے سے اپنے آگے کرتا جان بوجھ کر اس سے مار کھاتا رہا ایسی مار وہ ساری زندگی کھا سکتا تھا۔

"تم ہو گا۔۔۔بب۔۔۔ بڑی ناک والا۔۔۔لمبوا کڑو" وہ یاقوت کے دیے گئے لقب یاد کرتی دانت پیس کر بولی لیکن وہ اپنے قد پر چوٹ کئے جانے پر گل کو آنکھیں دکھانے لگا

"اب تم پدی رہ گئی اس میں میرا کیا قصور" گل عمر میں بھلے اس سے بڑی تھی لیکن قد اور جسامت میں

زیحال کے سامنے بچی لگ رہی تھی۔زریاب انکو ایسے

مستی کرتے دیکھ انکے بچپن میں کھو سے گئے

اسی طرح تو وہ گل کو رنگ کرتا تھا اور وہ شکایت لے

کر بابا کے بجائے زریاب لالا کے پاس آتی

وہ خوبصورت پل جیسے پھر سے واپس آ گئے تھے۔

اسی وقت کمرے پر چھوٹی سی دستک ہوئی

زیحال سمجھ چکا تھا یہ کس کی دستک ہے وہ دھیرے

سے اٹھ کر دروازے کے پاس گیا اور کھول کر

دروازے کے پیچھے ہی چھپ گیا۔

زالے اپنے ننھے قدموں سے اندر آئی اور بیڈ پر بیٹھے لوگوں میں اپنے بابا کو تلاش کرنے لگی۔

"می۔۔ باہ۔۔۔ کدل؟" وہ معصومیت سے ہاتھ اٹھائے بے حد کیوٹ انداز میں پوچھ رہی تھی

اسے زمل نے جان بوجھ کر بھیجا تھا تاکہ اندر کا ماحول اسے دیکھ مزید خوشگوار ہو سکے۔

اسے رہ رہ کر اپنے ہبی کی فکر ستا رہی تھی وہ کہیں پھر
سے دکھی نہ ہو جائے اگر وہ دکھی ہوتا تو باقی تین اسکے
بھائی بہن چاہ کر بھی خوش نہ ہو پاتے وہ سب سے چھوٹا
ضرور تھا لیکن سب کو جوڑ کر ایک مالا میں پرو کر رکھنے
والی کڑی تھا اسکے بغیر یہ چاروں ایک سمندر کے ہی
چار کنارے تھے

زالے کتنی معصومیت سے یہاں وہاں اپنے بابا کو اپنی مٹر سی آنکھوں سے ڈھونڈنے لگی جب داراب نے مسکرا کر آگے کو جھکتے زالے کو نرمی سے گود میں اٹھالیا

۔

وہ ننھی سی کلی جیسے ڈر کر سہم سی گئی تھی بس ٹکٹکی باندھے داراب کو اور باقی دو کو دیکھنے لگی۔

"یہ رہے آپ کے بابا" داراب نے جان بوجھ کر زریاب کی جانب اشارہ کیا جن کی آنکھوں کا رنگ

زیحال کی آنکھوں سے بلکل میچ کردہ تھا وہی کشش

وہی سحر۔

زالے نے ٹکر ٹکر زریاب کو دیکھا جب اسے سمجھ آئ

کہ یہ تو اسکے بابا نہیں ہیں تو فورا اسے اپنی ماں کی طرح

ہونٹ گول کر گئ

"ناہ۔۔۔می بابا۔۔۔ناہ" آاا تنی کیوٹنیس اتنی کہ دل

چاہا اسے ایسے ہی کھا جائے وہ ایک تو گول گپہ سی اپنے

ماں باپ کی طرح گوری چٹی سی گرے مٹر سی چائینز

آنکھیں، گال کیوٹ انداز میں لٹکے ہوئے اور سر پر دو کھجور سی پونیاں کئے۔

"نہیں یہ ہیں آپ کے بابا۔۔۔دیکھو انکی آنکھیں"

داراب کی بات پر زریاب نے کن محبت بھری نگاہوں سے اس معصوم کو دیکھا۔ باپ کا بھائی بھی باپ جیسا ہی درجہ رکھتا ہے اس رشتے میں ملی محبت زریاب کو ان بچوں میں بخوبی محسوس ہوتی تھی۔

"ناہ۔۔۔می۔۔۔می ببا۔۔۔ناہ" اب وہ رونے والی تھی مٹر سی آنکھوں میں آنسوں جھلملانے لگے یہ دیکھ

زریاب، داراب اور گل دنگ رہ گئے اتنی ننھی سی تھی اور کتنی معصومیت سے بول رہی تھی۔

دروازے کے پیچھے چھپے زیحال کو اپنی بیٹی پر ٹوٹ کر پیار آیا ساتھ میں ہنسی بھی کیونکہ وہ جانتا تھا زالے کی جگہ زامل ہوتا اور اسے یہ کہا جاتا تو وہ سیدھا دہشت گردی پر اتر آتا اور ایسے اپنی بات منواتا کہ سامنے والا ٹانگوں کے نیچے سے ہاتھ گزار کر اپنے کان پکڑتا۔

زیحال دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا بیڈ پر آیا اور زالے کے پیچھے بیٹھ کر اسکے چھوٹے سے کندھے کے قریب اپنا چہرہ لے کر گیا۔

زالے کو کچھ سیکنڈز لگے تھے کہ وہ بابا کرتی پیچھے مڑ کر زیحال کو دیکھنے لگی اور تیزی سے اسکی گود میں چڑھ کر اسکے کندھے سے لپٹ گئی ایسے جیسے باپ کے کندھے سے لگتے وہ پوری دنیا سے چھپ گئی ہو۔

"ماشاءللہ۔۔۔ سبحان اللہ" داراب کے منہ سے یہ بیک وقت نکلتے زریاب اور گل بے ساختہ ہنس دیے وہ

تینوں خوش اور حیران ایک ساتھ ہوئے تھے۔ کیسے ایک چھوٹی سی بچی نے بنا باپ کی آواز کے صرف اسکی آہٹ سے اسے پہچان لیا تھا۔

"یہ رہے میرے بیٹے کے ببا۔۔۔ کیا ہوا میری جان کو "وہ زالے کی پیٹھ مسلتے اسے اپنی موجودگی کا احساس کروانے لگا

"باہ۔۔۔شید۔۔۔یونات (ببا انھوں نے بولا ببا نہیں ہیں)" وہ اسی معصومیت سے اپنے باپ کو داراب بابا

کی شکایت لگانے لگی جس پر زیحال کا زندگی سے

بھرپور قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔

اسکے ساتھ ہی وہ تین بھی اسی طرح جاندار قہقہہ لگا کر

ہنس پڑے۔

"آاا۔۔۔داراب بابا نے یہ کہا۔۔۔اب انکو کونسی

پنشمنٹ دے گا میرا بیٹا" زالے سچ میں زیحال کو

دیکھتی پنشمنٹ سوچنے لگی تھی

"باہ ہپ۔۔۔ناہ۔۔۔دندی۔۔۔(بابا ہپ نہیں کرنا

گندا ہوتا ہے)" وہ پنشمنٹ کے بجائے اپنے ہی باپ کو

سمجھداری سے سمجھاتی سب کو ایک ساتھ حیران کر

گئی۔

داراب کو اسکی اتنی کیوٹنیس پر ٹوٹ کر پیار آیا

"یہ ہوتی ہے بیٹیاں" اسکی کوئی بیٹی نہیں تھی لیکن

پھر جیسے اسے اس میں اپنی بیٹی کا احساس محسوس ہوا تھا

۔

وہ ہاتھ مسل کر ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"پہلے تو میں نے اسکے یہ پھولے ہوئے کیوٹ کیوٹ

سے گال کھانے ہیں ادھر لا۔۔۔ؤ" اسکے مستی میں

چیخنے پر زالے جلدی سے جو پہلے سے اپنے باپ کی گود میں تھی اور بھی اسکی آغوش میں چھپ کر کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

یہ سکون بھرے لمحات کچھ ہی وقت کے تھے جب تک وہ افلاطون اس کمرے میں نہیں آگیا تھا وہ بجلی کی سی رفتار میں اندر آتا بیڈ کے سائیڈر رکھی خاص اپنے لئے چھوٹی سیڑھیاں چڑھتا سیدھا چھپاک سے زیحال کے سامنے بیٹھ گیا نہ گل کو دیکھا نہ زریاب داراب کو۔

"باہ۔۔۔می۔۔۔چھو۔۔۔پل مین۔۔۔ہ۔۔نا؟(بابا

میں سپر مین ہوں ناں)"اسکے اس سوال پر زیحال

نے مڑ کر بظاہر دروازہ گھورا لیکن گھورنا اسے چاہتا تھا

جس نے اس مکھیوں کے جھنڈ میں یہ کہہ کر ہاتھ ڈال

دیا تھا کہ وہ سپر مین نہیں ہے اور یہ کام سوائے اسکی

بڑی بگڑی اولاد کے اور کوئی نہیں کر سکتا تھا۔

زیحال نے بجائے اسکو جواب دینے کے سیدھا برلاس

کو ہی آواز لگادی

"برلاس۔۔۔ تم باز نہیں آؤ گے" اسکے بلند آواز میں

ڈپٹنے پر باہر پھنس پھنس کر ہنستے ہوئے برلاس نے زرا

سا جھک کر اپنے باپ کو دیکھا ساتھ اسکے سامنے کیوٹ

انداز میں الٹی پلتی مار کر بیٹھے زامل کو۔

"یہاں آؤ" زیحال اسکو شیشے میں دیکھ چکا تھا۔

"ماریں گے تو نہیں؟" وہ باہر کھڑا اکھڑا پہلے کنفرم

کرنے لگا

"نہیں بیٹا۔۔۔ تمہیں پیار کرونگا بس ادھر آؤ ایک بار

۔۔۔ یہ تم تیلی لگانے سے باز نہیں آؤ گے؟ اسکے سوال

پر برلاس جھٹ سے پیچھے سے آکر اس سے لپٹ گیا۔

یہی تولاڈ دکھا کر وہ ہر بار اپنے باپ سے بچ جاتا تھا

"میں نے بس یہ بولا کہ سپر مین ہوا میں اڑتا ہے

تمہاری طرح زمین پر نہیں رینگتا۔۔۔یہ اسی میں

میری شکایت لے کر آگیا" ساتھ اپنے چھوٹے ورژن

کو گھور کر دیکھا جو بدلے میں آبرو سکیڑے اپنا نچلا

ہونٹ اپنے خرگوش جیسے دو دانتوں میں دبا کر اسے

ہی دیکھ رہا تھا۔

"باہ۔۔۔می فو۔۔۔ہ۔۔۔"وہ ہونٹ گول کرتا ہاتھ کا جہاز بنا کر ہوا میں اڑاتا یہ کہنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ بھی اڑ سکتا ہے ناں

اسکے آدھی بات منہ سے اور آدھی بات اشاروں میں بتانے پر کمرے میں موجود تقریباً سب ہی ہنس پڑے تھے سوائے زیحال کے جو جانتا تھا یہ معاملہ اسکے بیٹے کیلئے کتنا سیریس ہے

"ہوا میں ڈونکی بھی اڑتے ہیں۔۔۔میرا بیٹا تو ڈونکی نہیں ہے ناں" یہاں اسکی بات پر داراب بیڈ پر لیٹ

کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہونے لگا تھا۔ بر لا اس بھی زیحال کے پیچھے بیٹھا پھنس پھنس کر ہنستا لال ہو گیا تھا۔

زامل نے تابعدار بچوں کی طرح سر تیزی سے نہ میں ہلا دیا

اب بس اسکے باپ نے کہہ دیا تھا کہ ڈونکی ہوا میں اڑتا ہے تو اب بس وہی اڑتا ہے اب کوئی مائی کا لال اس بات کو بدل کر دکھادے زامل آفندی اس کو پاگل خانے چھوڑ کر آئے گا

زامل کو اسی وقت اپنی گل بھی ہنستی ہوئی نظر آ گئی وہ جھٹ سے اٹھ کر گرتا پڑتا بیڈ کے نرم میٹرس پر چلتے ہوئے اس تک گیا اور جا کر اسکے گال پر ایک کسی دے دی

"ڈُل می۔۔۔ ہش۔۔۔ (گل میں کٹی ہوں)" وہ کیوں ہنسی بھلا زامل کی بات پر اب وہ تو روٹھے گا ناں

زیحال اپنے بیٹے کی حرکتیں دیکھ چہرہ دوسری جانب موڑ کر اپنی زور سے امڈ کر آنے والی ہنسی کو واپس اندر دھکیلتا سیریس ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"اوئے یہ کیا کر رہے ہو؟" زریاب نے جان بوجھ کر

اسے اور بلوانے کیلئے ہلکا سا گھورا یہ بچہ خود میں ایک

کشش رکھتا تھا دیکھنے والا بس اسے دیکھتے ہی رہنے کا

متمنی رہتا سننے والا بس سنتا ہی رہتا

"تشی۔۔۔ہی ہی (کسی ہاہاہا)" وہ آنکھیں پٹپٹاتا

چھپاک سے اپنے باپ کے بازو میں گھس گیا اسکے

ٹھوس بائسپس اب اسکے بچوں کے چھپنے میں کام

آتے تھے ایسے جیسے اس نے جم ہی انکے لئے کی تھی۔

"باپ بننا آسان نہیں ہوتا۔۔۔ ہنسی روکنی پڑتی ہے"

زیحال اب بھی نہایت سنجیدگی سے داراب کو خبردار کر رہا تھا۔اسکی بات سن کر داراب کی ہنسی دھیرے دھیرے مدھم سی ہونے لگی

کہتے تھے اس نے ان سب میں کیا کھویا؟ تو اس نے اپنا احساس کرنے والا ہمسفر کھویا تھا کوئی جتنا مرضی ٹوٹا لیکن زریاب اور زیحال اس معاملے میں خوش نصیب نکل آئے تھے جن کے پاس احساس کرنے والی انکی شریک حیات تھیں لیکن داراب۔

''اوزی کا بگڑا بچہ۔۔۔ادر آؤ ماڑا۔۔۔تم ام کو ناراض ناراض لگتا ہے''زریاب کی نظر جونہی برلاس پر پڑی۔اسکے چہرے پر سب آفندیز کیلئے ذرا سی خفگی نظر آئی۔

زیجال نے مڑ کر برلاس کو دیکھا اور پلکیں جھپکاتے اسے جانے کا اشارہ کیا برلاس فوراً اسے جھجھکتا ہوا بیڈ کے گرد گھوم کر زریاب کے پاس آیا جب انہوں نے اسے بازو سے پکڑ کر دھڑام سے اپنے پاس بٹھالیا۔

"تم کیوں تنگ کرتا ہے امارے زی کو" گل پھر اسے اتنی ہی محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگی اسکے سامنے برلاس جب جب آیا تھا ایسے ہی سنجیدہ ہو کر آیا تھا لیکن پھر بھی شرارتوں کا ٹیگ اسے اسکے ماتھے پر لگا صاف نظر آجاتا تھا۔

"کیونکہ وہ امارا باپ ہے مارا" برلاس نے انکے ہی پشتون لہجے میں دبک کر جواب دیا جس پر زریاب کا زوردار قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا وہ برلاس کو اپنے ساتھ لگائے کتنی ہی دیر ہنستے رہے

زندگی کیا ہوتی ہے یہ آج کوئی پاشا ولا میں آکر دیکھتا

۔زرتشم نوشیر وال ایک ایک سانس پر اس وقت

زندگی جی رہی تھی

تب ہی زیحال کی نظر داراب پر پڑی جو زامل زالے

کے ننھے ہاتھوں کو چھوتا جیسے کسی گہری سوچ میں پڑ گیا

تھا۔

"زندگی کو جس موڑ پر لے جائیں گے وہ اسی موڑ پر

دوڑنے لگے گی" وہ دونوں اس وقت بیک یارڈ میں

دھیمے قدموں سے ٹہل رہے تھے زیحال داراب کو

لے کر یہاں آگیا تھا جہاں اس وقت گہری خاموشی تھی اس خاموشی میں ایسا سکون تھا جو رگ رگ میں اتر کر روح میں رچ جائے۔

"اور جب زندگی ہی میرے ہاتھ میں نہ ہو تو؟" وہ زیحال کو دیکھتے کس کرب سے بولا تھا زیحال کو اس پر ترس آتا محسوس ہوا۔

"نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہے ایک بار کوشش تو کریں" اسکی بات پر داراب نے اسے دیکھنے کے بجائے رخ ہی موڑ لیا

"لالا۔۔۔صرف کوشش" وہ جو سمجھ رہا تھا ویسا کچھ نہیں رہا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ سامنے کھڑا شخص اس وقت کتنے رشتوں میں پھنس چکا تھا کتنے وعدے اسے گھیر چکے تھے

"لالا۔۔۔وہ بری نہیں ہے۔۔۔اسے بھی حالات نے برا بنا دیا تھا آپ ایک بار اسے موقع"

"کیسے دوں موقع۔۔۔ہاں۔۔۔مورے نے مجھ سے وعدہ لیا ہے۔۔۔وہ نہیں چاہتی کہ میرا اس سے ایسا کوئی بھی رشتہ بنے اس سے میری اولاد ہو" وہ زیچال

کی بات کاٹتے جذبات میں آکر وہ بات بول گیا جو جب

سے اپنے اندر زبردستی دبا رہا تھا۔

زیحال کو گنگ دیکھ اسے یکدم سے اپنی غلطی کا احساس

ہوا لیکن اب الفاظ اسکے منہ سے نکل چکے تھے۔

لان میں موجود رنگ برنگی چڑیوں کی چہچہاہٹ نے

ماحول کی سنگینی کو توڑا۔ وہ دونوں سوئمنگ پول کے

کنارے بیٹھے آدھی ٹانگیں پانی میں ڈبوئے شل

ساکت تھے

"تو آپ اس وعدے کو نبھا رہے ہیں" وہ خود ہی مبہم سا طنزیہ ہنسا۔ بیوی کے ہوتے ہوئے ایک ہی کمرے میں وہ اب تک اس سے دوری بنا رہا تھا ایک طرح سے یہ خود کے وجود کا ایک حصّہ مارنا تھا۔

"مجھے بھی اسکی کوئی ضرورت نہیں" داراب کے رکھا سا پن دیکھتے زیحال کچھ دیر خاموش ہو گیا پھر گہری سانس لیتے اٹھ کھڑا ہوا

"چلیں پھر اسکا پتہ آج رات کو چل جائے گا۔۔۔ ذرا ایک بار اسے بیوی کی نظر سے دیکھنے کی کوشش کیجیئے

گا۔۔اندر چلیں" کہہ کر وہ اسکے جواب کا انتظار کئے
بغیر ہی اندر کی جانب بڑھ گیا لیکن داراب جیسے کچھ پل
کیلئے اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا

۔۔۔۔۔۔۔

اندر آتے ہی لاؤنج میں داخل ہونے سے پہلے ہی ایک
شور سازیحال کی سماعتوں میں گونجنے لگا یہ شور سننے
کیلئے اسکے کان ترس گئے تھے وہ دھیرے سے لاؤنج
میں آیا جہاں اس وقت سب لوگ آپس میں بیٹھے ہنسی
مذاق کررہے تھے گل بھی ان سب کے بیچ ہی موجود

تھی سیماب اسکے پاس بیٹھی اسکا ہاتھ تھامے نم آنکھوں سے بار بار اسے دیکھ رہی تھی۔ آج یہ صرف اسکی نند نہیں تھی بلکہ اسکے خان کو ملی پھر سے ایک زندگی تھی۔

مہرام اور مہروز زریاب کے دونوں اطراف بیٹھیں ان کے سینے سے لگی ہوئی تھیں جواب اپنا بخار تک بھی نظرانداز کر رہے تھے۔

"تم سب حویلی چلو ناں" انکی بات پر مشی، کومل اور آئرہ نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"یہ جان ذرا حویلی میں بھی بھر جائے گی" وہ کتنی آس لئے لہجے میں بول رہے تھے سیماب جانتی تھی وہ ایسا کیوں کہہ رہے تھے واقعی پاشا کی فیملی کے ساتھ مل کر سب کو زندگی، زندگی لگ رہی تھی

"باہ۔۔۔می۔۔۔ددا (بابا میں دادا کے پاس جاؤں)"

وہ ایک بار حویلی گیا تھا اور ایک بار داجی یہاں آئے تھے اور اسے ان دو بار میں ہی اپنے ددا کا پتہ چل گیا تھا سب لوگ اس کی بات پر محبت سے اسے دیکھنے لگے۔

زیحال نے ایک نظر یہاں وہاں دیکھا اسے اس منظر میں تھوڑی کمی دکھائی دی وہ کچھ متجسس سا ہوتے سب کی نظروں سے بچ کر کچن میں آیا جہاں سے پہلے ہی ٹھک ٹھک کی آواز آ رہی تھی۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا سامنے اسکی آنکھوں کی ٹھنڈک سب کیلئے چائے اور گرما گرم کباب تل رہی تھی اب وہ دھیرے دھیرے ماہر شیف بن رہی تھی۔

زمل نے جونہی ایک کباب اٹھا کر فرائی پین میں ڈالا اسے اپنی بیلی پر کچھ انگلیاں رینگتی ہوئی محسوس ہوئی

لیکن وہ چیخنے کے بجائے مسکرا کر اپنے کندھے پر ٹکے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"میرا بچہ اتنا کام کر کر تھک نہیں جاتا" زیحال اسکے گال کو چومتے محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا۔

"نہیں۔۔۔جب خوشی اتنی ہو تو کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی" خوشی سے واقعی اسکا چہرہ تمتما رہا تھا

"میں نے تمہاری بات مانی اب مجھے کیا ملے گا" وہ کسی معصوم بچے کی طرح لاڈ سے اپنا انعام مانگنے لگا زمل کو اسکے اس انداز پر ٹوٹ کر اس پر پیار آیا۔

"یہ ملے گا" اس سے پہلے زیحال خود کوئی بے باک سی فرمائش کرتا زمل نے ہلکا گرم کباب کا ٹکڑا اسکے منہ میں ڈال دیا۔ گرم گرم کباب ہونٹوں سے لگتے وہ بدک کر پیچھے ہٹا

"ہاہاہا۔۔۔اور چاہیئے" اسکی حالت دیکھ زمل کو ہنسی آنے لگی زیحال نے بجائے وہ ٹکڑا نکالنے کے اسکی ہنسی دیکھ دھیرے سے منہ میں لے لیا اور کن جان لٹاتی نظروں سے اپنی چلبلی سی بیوی کو دیکھنے لگا۔

زمل ہنستی ہوئی واپس سے اپنے کام میں لگنے ہی لگی تھی جب اسکے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی زیحال نے اسے ایک جھٹکے میں اٹھا کر سلیب پر بٹھا لیا۔

"ہبی۔۔۔ک۔۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔۔نیچے اتاریں مجھے "وہ کسی کے آجانے کے ڈر سے اسے آنکھیں دکھانے لگی۔

"بڑی شرارتیں سوجھ رہی ہیں ناں اب کرو کوئی شرارت "وہ قریب آتے اس کے دونوں اطراف اپنی ہتھیلیاں جما گیا۔

"مم میں نے بس مذاق کیا۔۔۔ تھا۔۔۔ ہبی۔۔۔ کوئی آجائے گا سب ہیں با" وہ آگے بھی بول ہی رہی تھی لیکن وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں سے جوڑ کر چپ کروا گیا۔ اسکی شدّت پر زمل تڑپ کر اسکی شرٹ مٹھی میں جکڑ گئی۔ وہ پوری طرح سے اپنا حق اسکے پنکھڑی سے لبوں سے چھین کر پیچھے ہٹا اور زمل کا حیا سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھنے لگا

"مجھے سب نے یہاں آتے ہوئے دیکھ لیا تھا اب کوئی جان بوجھ کر یہاں آنے کی غلطی نہیں کرے گا جانتا ہے میں اسکا پھر کیا حال کرونگا" اسکی بات پر زمل نے آنکھیں چھوٹی کر کر اسے گھور کر دیکھا۔

زیحال پھر اسکے لبوں کو چھونے کی کوشش میں تھا جب زمل نے چپکے سے اس بار اصلی والا گرم گرم کباب اسکے منہ میں ٹھونس دیا اور گھور کر دیکھنے لگی

"آپ اگر ابھی یہاں سے نہ گئے تو میں آپ کا یہ حال کردونگی" وہ فل لڑاکا بیویوں کی طرح اسے انگلی دکھا

کر بولی۔ زیحال نے ایک نظر اسکی انگلی کو دیکھا اور دھیرے سے اسے چوم کر زمل کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا

پاشا بے کو یہ انگلی دکھانی کی ہمت بھی صرف زمل فہد خانزادہ ہی کر سکتی تھی۔ اسی وقت زالے بھی وہی آتی زیحال کی ٹانگ سے چپک گئی۔

اس نے جھک کر اپنے بیٹے کو دیکھا اور سائیڈ میں رکھی اسکی فیڈر اٹھا کر اسکے منہ میں دے گیا۔

وہ جب پاس ہوتا تھا تب زالے کو صرف باپ چاہئے

ہوتا تھا۔

"میں ہیلپ کر دیتا ہوں حویلی کے باقی سب بھی یہی

آنے والے ہیں" وہ زمل کو سلیب سے نیچے اتارتا

مصروف سے انداز میں بول کر خود باقی کام کرنے لگا

جب اسکی بات سنتے زمل سٹک ہوئی اسے دیکھنے لگی۔

مم۔۔۔مطلب۔۔۔باباسائیں اور مورے۔۔۔؟"

وہ حیران سی منہ کھولے اسے دیکھنے لگی

''ھمم'' وہ سرسری سے انداز میں جواب دیتے سلاد

بنانے ہی لگا تھا جب نظر اس پدی سی لڑکی پر پڑی جس

کے چہرے پر صاف پریشانی جھلکنے لگی تھی۔

''کیا ہوا۔۔۔تم ٹھیک ہو؟'' وہ سب کچھ چھوڑے

اسکے پاس آیا

''مم میں۔۔۔تو تیار بھی نہیں ہوئی۔۔۔میرے

کپڑے بھی گندے ہو گئے۔۔۔میں۔۔۔میں کیا

کروں'' وہ کب سے کچن میں تھی اپنے حال کو بے

حال سمجھتی از حد پریشان سی ہوئی

زیحال اسکی بات سمجھتے اسے بازو سے تھام کر ایک
جھٹکے میں اپنے قریب کر گیا۔

"تم جس بھی حال میں رہو۔۔۔مجھے اچھی ہی لگو گی
اور باقی سب کو بھی" اسکے شریر لہجے پر زمل ایک پل
کے لئے سب بھولنے ہی لگی تھی جب اسکے اندر ہی
سلیقہ مند بہو پھر سے جاگ اٹھی وہ جھٹ سے زیحال
کو خود سے دور کر گئی

"چپ کریں آپ کو نہیں پتہ۔۔۔آپ یہ دیکھیں

میں جلدی سے تیار ہو کر آئی" وہ زیحال کو کام پر لگاتی

خود جلدی سے اپنے کمرے میں چلی گئی

زیحال ہکا بکا سا کبھی دروازے کو دیکھے تو کبھی ہاتھ

میں پکڑے چمچے کو۔پھر کندھے جھٹکتا باقی کے کباب

فرائی کرنے لگا

"آپ عبدلباری پر ایسا ظلم نہیں کرنا اوکے" وہ کام

کرتے ہوئے جھک کر زالے کو بڑی سمجھداری سے

سمجھانے لگا۔ لیکن اسے یہ سوچ کر ہنسی بھی آئی کہ وہ چھوٹا سلطان تو ابھی سے اسکے پیچھے پیچھے گھومنے لگا تھا باہر سب لوگ اسی طرح اپنی باتوں میں مصروف تھے جب زیحال نے سب کے بیچ ایک خوبصورت سی کھانے کے لوازمات سے سجی ٹرالی اور دوسرے بازو پر زالے کو لئے آکر کھڑا ہوا اسکے ہاتھ میں بھی ایک ننھی سی پلیٹ تھی جو اس نے ضد کر کر لی تھی کہ وہ بھی اپنے بابا کے ساتھ کام کروائے گی۔

"لالا۔۔۔آپ۔۔۔کیوں کر رہے ہیں" مشی اور آئزہ اسے کام کرتے دیکھ شرمندہ سی اٹھنے ہی لگی تھیں جب زیحال نے ہلکی سی گھوری دونوں کو دیتے واپس بٹھا دیا

"پکا زمل کا حکم ہے" پامیر نے آنکھ بچاتے سب کے بیچ اسکی پول کھول دی سب لوگ اسے دیکھ قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔

"تو آپ بھی کم تھوڑی ہیں سلطان صاحب۔۔۔اب آپ کو حکم ملے اور سیدھا کچن میں چائے بنانے کیلیئے"

زیحال نے اسکی بات یاد کرتے فوراً سے چوٹ کر کر حساب بے باک کر لیا۔

سب لوگ انکی آپس کی نوک جھوک پر دل کھول کر ہنسے تھے۔ جب سیڑھیوں پر سے ٹک ٹک کی آواز سنائی دی سب نے مڑ کر پیچھے دیکھا

سیڑھیوں کے اوپر سے وہ آہستہ آہستہ نیچے اتر رہی تھی۔ ہر قدم کے ساتھ چاندی کے کڑے ہلکے سے بج رہے تھے زمل فہد آج عام دنوں کی طرح نہیں تھی۔ آج وہ پشتون لباس میں تھی گہرے مرجان رنگ کا

گھگہ، جس کے دامن پر سنہری دھاگے سے باریک نقش و نگار بنے تھے۔ بازوؤں پر نفیس کڑھائی چمک رہی تھی، اور لمبی شال کندھے سے سرک کر سیڑھیوں کی لکیر کو چھو رہی تھی۔

نیچے لاؤنج میں بیٹھے سب لوگ ایک لمحے کو خاموش ہو گئے۔ ٹیبل پر چائے کے کپوں سے اٹھتی بھانپ جیسے ٹھہر سی گئی تھی۔ زمل فہد کے قدموں کی چاپ کے ساتھ فضا میں ایک عجیب سا ٹھہراؤ آ گیا تھا جیسے وقت نے بھی اس لمحے کو قید کر لیا ہو۔

وہ آخری سیڑھی پر رکی، نگاہ اٹھائی تو سب کی نظریں اُسی پر تھیں۔ وہ تھوڑی گھبرا سی گئی اور جلدی جلدی قدم اٹھاتی اپنے ہبی کے پاس آ کر رک گئی جو کب سے بنا پلک جھپکائے سانس روکے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"ماشاءللہ بہت پیاری لگ رہی ہو زمل" مشی نے دل سے اسکی تعریف کی جو باقیوں کی نگاہوں کو بھی بیان کر گئی تھی

"ہاں بلکل خان حویلی کی بہو لگ رہا ہے تم" سیماب کو واقعی آج وہ پوری اپنی دیورانی لگی تھی زمل ان سب

کی اتنی تعریفوں پر بلش کرتی اپنے ساتھ کھڑے اپنے دیوانے کو دیکھنے لگی

"آپ کچھ نہیں بولیں گے؟" وہ دھیمی سرگوشی کرتی شریر ہوتی اس سے بھی تعریف سننے کیلئے بے چین سی ہوئی

"میں کیا بولوں۔۔۔مجھے تو آج بھی صرف میری ہی لگ رہی ہو" اس کے اتنے خوبصورت الفاظ پر زمل نے نگاہ اٹھا کر اسے پھر دیکھا اس بار اسکے چہرے پر چھائی خماری بھانپتے زمل کے گال پل میں شرم سے

دہک اٹھے وہ جھٹ سے اپنی بھاری پلکوں کی جھالر جھکا گئی

اتنے میں باہر سے ایک ساتھ تین چار گاڑیوں کے رکنے کی آواز آئی سب نے اس جانب دیکھا جب ایک ساتھ چھ سات گارڈز ہاتھ باندھے ان گاڑیوں کے باہر کھڑے ہوئے ایک نے ان میں سے آگے بڑھ کر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا

جب بھاری پشاوری بوٹوں نے پاشاولا کی زمین پر اپنا نقش چھوڑا پھر دھیرے سے وہ خود گاڑی سے باہر نکلے

وائٹ کاٹن کے شلوار قمیض میں کندھوں پر بھاری شال لئے نوشیر وال صاحب نے نگاہ اٹھا کر اس شان سے کھڑے پاشاولا کو دیکھا

دوسری جانب سے یاقوت کے دروازہ کھولنے پر فرخندہ بیگم بھی باہر نکلیں۔زیحال نے یاقوت کو بھیج کر خاص طور پر ان دو بڑے بزرگ کو لانے کی تنبیہہ

کی تھی وہ بھی فوراً اسکے حکم کو بجالاتے ان دونوں
کو لینے چلا گیا تھا

زیحال سب کچھ چھوڑے ان دونوں کے لینے خود باہر
آیا تھا جب اپنے باپ پر نظر پڑتے اسکی نگاہیں خود بخود
جھک گئیں یہ لمحہ بہت مشکل تھا ان سے نگاہیں ملانے
کا

لیکن تب ہی پیچھے سے ایک اور سیاہ گاڑی آکر رکی تھی
جس میں سے اسکے ہی دو بندے پہلے اترے انکے

اترتے کچھ بیڑیوں کی آواز سنائی دی ایسے جیسے کسی
مجرم کو لایا گیا ہو
اس آواز کے کانوں میں گونجتے وہ گرے جھیل سی
آنکھیں ایک بار پھر اٹھیں اور اس بار اس میں سرخ
انگارے لوٹ رہے تھے

اس وقت وہ بلیک پینٹ پر وائٹ رنگ کی بٹنوں والی شرٹ پہنے جس کے اوپر کے دو بٹن کھلے ہمیشہ کی طرح اسکی ہیئر لیس چوڑی چھاتی کو واضح کر رہے تھے ،فولڈ کف جس سے اسکے مضبوط بازو کی رگیں صاف ظاہر ہو رہی تھیں۔اس وقت وہ زیحال کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھااور وہ زیحال بن بھی نہیں سکتا تھا اس وقت اسکے سامنے کھڑا شخص اسکی بہن کا مجرم تھا

"وہاج خان آفندی "

اس سے پہلے نوشیر وال صاحب یا فرخندہ بیگم مڑ کر پیچھے دیکھتیں زیحال نے آگے آتے انکو آواز دے کر اپنی جانب متوجہ کرلیا

"سلام بابا۔۔۔سلام مورے" اس نے بیک وقت دونوں کو سلام کیا اور باپ سے بغلگیر ہوتے اپنی ماں کو اپنے سینے سے لگا کر انکے سر پر بوسہ ثبت کر گیا وہ دونوں تو اسکے اتنے نارمل ہونے پر ہی باقی سب بھول چکے تھے۔نوشیر وال صاحب اپنے بیٹے کو دیکھتے بے اختیار مسکرا اٹھے۔اسکی صورت ہی دل پر ٹھنڈی

پھوار سی گرا گئی تھی۔ لیکن تب ہی انکے ذہن میں
جھماکے سے کچھ گھوم کر ساری مسکراہٹ پل بھر
میں بے جان کر گیا۔

"زی۔۔۔گ۔۔۔گل" مورے نے نم لہجے میں
اس سے ادھورا سوال کیا یقیناً یاقوت ان دونوں کو پہلے
ہی ان سب کیلئے تیار کر کر لایا تھا کیونکہ گل پہلے ہی
بہت رو چکی تھی زیحال نہیں چاہتا تھا وہ پھر سے
روئے تب ہی یاقوت کو حکم دیا تھا کہ وہ ان دونوں کو
گل کے بارے میں سب بتا کر لائے

"حوصلہ کریں مورے۔۔۔وہ اب یہی ہے ہمیشہ کیلئے

ہمارے پاس" وہ اپنی ماں کو اسی طرح اپنے ساتھ

لگائے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ یاقوت نے آگے بڑھ کر

داجی کے لیے گویا اپنی پلکیں بچھادی۔ لیکن وہ پھر بھی

بوجھل قدموں سے آگے بڑھے ہر قدم منوں بھاری

لگ رہا تھا۔ دونوں ان بزرگوں کو لئے پاشاولا میں

داخل ہوئے جب پیچھے سے یاقوت نے اپنے بندوں کو

سر کے اشارے سے وہاج کو کہیں لے جانے کا حکم دیا

وہ لوگ کسی روبوٹک انداز میں سر خم کرتے وہاج کو کسی بے جان شے کی طرح اپنے ساتھ لے گئے۔

مورے اور دا.جی کو دیکھ زرتشم سانس لینا تک بھول گئی تھی کتنا یاقوت سمجھا بجھا کر انکو لایا تھا لیکن وہ ماں تھیں ممتا کی ماری ہوئی گل سے لپٹتے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ دونوں ماں بیٹی کی تڑپ پر اس وقت ہر دل بوجھل تھا۔

داراب اٹھ کر داجی کے پاس آگیا جو بے یقین سی نگاہوں سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے یقیناً انکو بھی بہت بڑا جھٹکا لگا تھا اسے زندہ دیکھ کر۔ انکے چہرے کے تاثرات سے خوشی یا غمی کسی بھی چیز کا اندازہ کر پانا نہایت مشکل تھا۔ انکے ذہن میں اس وقت کتنی ہی چیزیں گڈمڈ سی ہو رہی تھیں۔

"گل۔۔۔ امارا گل۔۔۔ کدر تھا تم بچے" مورے اسکے ہاتھوں کو چومتی کبھی دیوانہ وار اسکے چہرے اور سر کا بوسہ لیتی وہ بھی اپنی ماں کو کس تڑپ سے چھو کر

محسوس کر رہی تھی جیسے یہ سب صرف ایک حسین خواب ہو ایسا خواب جس کا اس نے کبھی سوچا تک نہیں تھا اور اب یہ سب ایک حقیقت بن چکا تھا۔

"مم۔۔۔موورے" گل کے لبوں سے تڑپ کر یہ لفظ نکلا جس پر مورے کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا وہ ایک بار پھر گل کو اپنے سینے میں چھپا کر رو پڑی زمل کیا باقی سب کی آنکھوں سے کب آنسوں ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ پتہ ہی نہیں چلا زمل نے مدد طلب نظروں سے زیحال کی جانب دیکھا، جس نے پلک

جھپکا کر اسے تسلی دی وہ چاہتا تھا گل جتنا رونا چاہتی تھی اب رو لے۔اسکے بعد اسکی آنکھیں صرف خشک رہنے والی تھیں اسکے بعد وہ صرف ان آنکھوں میں آنسوں دیکھنے والی تھی جن آنکھوں نے اسے رلایا تھا زیحال خان آفندی کی بہن کو رلایا تھا۔

مورے سے اچھی طرح مل کر وہ دھیرے سے ڈرتے ڈرتے باباسائیں کی جانب دیکھنے لگی۔جن کے چہرے کے تاثرات از حد سپاٹ تھے۔

انکو دیکھتے ہی گل کو جیسے اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا

وہ ہمت کرتی جیسے ہی اپنی وہیل چیئر انکی جانب

موڑنے لگی انہوں نے ہاتھ اٹھاتے اسے وہی درشتگی

سے روک دیا۔ انکا اس طرح روکنا ایک پوری قوت

سے اٹھتے طوفان کا پہاڑ سے ٹکرا جانے کی مانند تھا اتنا

بڑا جھٹکا زرتشم نوشیر وال کو لگا تھا۔

سب حیرانگی سے انکی جانب دیکھنے لگے گل کو لگا جیسے

کسی نے اسکی روح بے دردی سے کھینچ لی ہو۔ وہ بیٹی

تھی باپ کے چہرے پر چھائی ناراضگی دیکھ سکتی تھی۔

"بابا" داراب نے بے اختیار دھیرے سے انکو پکارا

جیسے پوچھنا چاہتا ہو "کیا ہوا" لیکن اس سے پہلے خود

نوشیر وال صاحب ہی بول پڑے

"یہ زندہ ہے اب تک ؟" انکے آج الفاظ ، الفاظ نہیں

تھے صور تھا جو گویا وہاں موجود سب لوگوں میں

پھونک دیا گیا تھا سب پھٹی پھٹی سی نظروں سے انکو

دیکھنے لگے۔ان سب سے الگ تھلگ کھڑا زیحال

سپاٹ نگاہوں سے اپنے باپ کی پیٹھ تک رہا تھا۔

"بابا۔۔۔یہ آپ کیا کہہ رہا ہے؟" زریاب ایک ہی

جست میں کھڑے ہوتے بے یقین سے نوشیر وال

صاحب کی جانب دیکھنے لگے

گل ایسے تھی جیسے کوئی نمک کا مجسمہ ابھی ہاتھ لگا یا جاتا

اور وہ ابھی وہی ڈھیر ہو جاتی۔آنکھوں سے گرم سیال

لکیر بن کر ٹھوڑی تک آتا گود میں پڑے ہاتھوں پر ٹپ

ٹپ گرنے لگا۔

"بیٹیوں کا زیور شرم و حیا ہوتی ہے۔۔۔اسکے بغیر

بیٹیاں، بیٹیاں نہیں رہتی" وہ کس سفاکیت سے آج

بھی اسی طرح بول رہے تھے جیسے اس دن زرتشم کے

لئے دعا والے دن وہ پتھر بن گئے تھے انکا دل آج بھی

وہی تھا اس میں آج بھی کوئی احساس اجاگر نہیں ہوا

تھا

سب شل ساکت سے انکو دیکھنے لگے جیسے پاشا ولا میں

کوئی ڈائن پھر گئی ہو۔

"بس کریں بابا۔۔۔آج بس کریں" زریاب خان اس

وقت تیز بخار میں بری طرح سے ھانپ رہے تھے

کمزوری اس قدر تھی کہ وہ ٹھیک سے کھڑے بھی

نہیں رہ پا رہے تھے وجود بری طرح سے بھٹی کی مانند جھلس رہا تھا۔

"اب آپ گل کیلئے ایک لفظ نہیں بول سکتا" وہ پوری کوشش کرتے اپنی آواز کو دھیما رکھ کر بات کر رہے تھے۔

"زریاب" انکی کھل عام بغاوت پر نوشیر وال صاحب کی دھاڑ پاشاولا کی درودیوار کو ہلا کر رکھ گئی تھی ہر کوئی جیسے سانس تک روک گیا تھا۔ گل سہم کر اپنے بابا بھائی کو دیکھنے لگی۔

"تم بڑا بیٹا ہے تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم اپنے باپ کے سامنے بولے گا" انکی آواز میں طیش چھلک رہا تھا کومل، مشی اور آئرہ پہلی بار اپنے ولا میں اتنی اونچی آواز سن رہی تھیں۔ نوشیر وال صاحب کو دیکھا ہی صرف دو تین بار تھا اسی لئے انکا یہ روپ زمل سمیت ان تینوں کا بھی خون خشک کر رہا تھا۔

مورے نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا اور اپنی پتھر کی مورت بنی بیٹی کو پیچھے سے کندھوں سے تھام گئیں۔

داراب خاموش تھا اس وقت وہ صرف اپنے باپ کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا اسکی ڈیوٹی نے اسے وہ تک دیکھنا سکھا دیا تھا جو عام انسانی آنکھ بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ پھر گہری سانس خود میں بھرتے انکے قریب ہوا۔

"بابا آپ کس بات پر اتنے ناراض ہیں۔۔۔ وہ بات تو بتائیں" داراب صرف ایک باپ کے سامنے بے بس تھا لیکن اپنی بہن کیلئے آج اس میں یہ زبان بھی نجانے کہاں سے لگ گئی تھی کہ زندگی میں پہلی بار وہ اپنے

باپ کے سامنے کھڑا ہوا تھا نہ صرف کھڑا بلکہ انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان سے سوال بھی کر رہا تھا۔

"تم سب ام سے کرے گا سوال؟" ایک ٹھیس سی نوشیر وال صاحب کے دل کو پہنچی تھی لیکن آواز میں وہی دہشت اب بھی برقرار تھی پٹھان تھے ناں نہ کندھے جھکانا سیکھے تھے نہ آواز دبانا۔

کوالالمپور کی شام اپنے رنگ بکھیر رہی تھی۔ فضا میں
ہلکی سی نمی اور بارش کے بعد مٹی کی خوشبو گھلی ہوئی
تھی۔ ''لیک ویو ریزیڈنشل سوسائٹی'' کے اندر جاتی
سڑک پھولوں اور نخلستانی درختوں سے گھری ہوئی
تھی۔ دونوں جانب قطار میں کھجور اور پام کے
درخت، نیچے ہلکی روشنی میں چمکتی اینٹوں والی
راہداریاں، جیسے ہر موڑ پر سکون سانس لے رہا ہو۔
اسی پر سکون سڑک کے آخر میں ایک چھوٹا سا مگر
نہایت خوبصورت گھر تھا۔ سفید اور خاکی رنگ کی

دیواروں والا، سامنے نیچے جھکتی بیلوں کے بیچ چھوٹی سی بالکنی اور دروازے کے ساتھ لگا لکڑی کا نیم سایہ۔

دروازہ کھلے تو ٹھنڈی خوشبو بھری ہوا اندر آتی، اور ساتھ ہی وہ نفاست جھلکنے لگتی جو صرف ذوق رکھنے والے لوگوں کے گھروں میں ملتی ہے۔

اندر قدم رکھتے ہی ہر چیز ترتیب میں تھی۔ نیوڈ رنگ کے پردے، چھت سے لٹکی ہلکی روشنی والی لیمپ، اور فرش پر رکھا نرم قالین جو پاؤں کے نیچے بادل سا لگتا تھا۔ ایک جانب چھوٹا سا اوپن کچن، جس کے کاؤنٹر پر

رکھی کافی مشین اب بھی تازہ کافی کی خوشبو پھیلا رہی تھی۔

ڈائننگ ٹیبل کے اوپر دیوار پر سجی سادہ سی پینٹنگ، اور سامنے لگے بڑے شیشے کے دروازے کے پار چھوٹا سا لان۔

یہ گھر چھوٹا ضرور تھا، مگر اس میں ایک عجیب سا سکون بسا ہوا تھا۔ جیسے دنیا کی ساری ہلچل سے دور، کسی نرم خواب کی آغوش میں ہو۔

مبشر ہر چیز کا بغور جائزہ لیتے اندر آئے جہاں فرش پر کچھ سامان بکھرا پڑا تھا۔

انکی نظر گھوم کر دراز کا سامان اتھل پتھل کرتے برہان پر پڑی۔

"کیا کر رہے ہیں؟" وہ سرسری سے لہجے میں سوال کرتے آگے آئے جب انکو جواب خود ہی مل گیا۔

سامنے فرش پر وہی لفافہ پڑا تھا اور اسکے ارد گرد فریم کرنے کا سامان۔ یقیناً وہ اس لفافے کو فریم کر کرا اپنی دیوار پر لگا رہے تھے۔

"واؤ۔۔۔ پچھلے دور میں صرف پڑھا تھا کہ ہیر رانجھا
ایک دوسرے سے اتنی محبت کرتے تھے لیکن آج
یہاں دیکھ بھی لیا وہ بھی ہیر کے بغیر ایک رانجھا" انکے
کلس کر بولنے پر برہان نے ایک نظر مڑ کر ان کو دیکھا
"کچن میں سارا سامان رکھا ہے۔۔۔ میرے لئے فرائڈ
رائس" ان کے دھڑلے سے کام سونپنے پر مبشر گویا
تڑپ ہی تو اٹھے تھے۔

"نہیں۔۔۔میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔۔یہ رکھیں آپ

۔۔۔جیسے بھی رکھنا۔۔۔میں تو اپنی قبر کے سرہانے

بھی رکھوا دونگا "

"لیکن میری بھوک سچ مچ کی ہے۔۔۔کچن اس طرف

ہے "انکے انگلی سے اشارے کرنے پر مبشر دانت

پیس کر رہ گئے

اب کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا وہ مرتے کیا نہ کرتے کچن

میں چلے گئے

انکے جاتے ہی ڈاکٹر برہان نے کن نظروں سے اس لفافے کو دیکھا۔ یہ سچ تھا وہ مرنے کے بعد بھی اسے اپنے ساتھ ہی لے کر جاتے

وہ پھر سے پوری دل جمعی سے اپنے کام میں لگ گئے کتنی کاوشوں کے بعد انہوں نے وہ لفافہ بالا آخر فریم کر کرا اپنے بیڈ کے اوپر والی دیوار پر لگا لیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

تب ہی گل کی آنکھیں ٹرانس کی سی کیفیت میں پاشا ولا کی دہلیز پر گئیں جہاں نظر پڑتے آنکھیں بے ساختہ پھٹی۔

باقی سب نے بھی پھٹی پھٹی نظروں سے پیچھے کی جانب دیکھا

زنجیروں کی آواز پاشا ولا میں گونجتی ایک وحشت سی طاری کر رہی تھیں۔اس سے بھی زیادہ خوف ناک اس وقت وہ لگ رہا تھا جس کی آنکھیں جان لیوا حد تک سرخ اور جبڑے پوری قوت سے بھنچے ہوئے تھے

اس نے اپنے آگے کھڑے وہاج کو پیچھے سے اتنی زور سے لات ماری کہ وہ لڑکھڑا کر سیدھا گل کے قدموں میں جا گرا تھا۔

اسکو اپنے قدموں میں گرتے دیکھ زرتشم پوری قوت سے پیچھے جھکتی اپنا سانس تک روک گئی چہرے کی رنگت سفید مردہ جیسی، وہ بری طرح سے لرزنے لگی تھی ایسے جیسے سامنے اپنی بھیانک موت دیکھ لی ہو

"کرو ماڑا۔۔۔ تم کو جو کرنا ہے۔۔۔ یہ اب تمارا ہے!

"اپنے قدموں میں پڑے شخص کے الفاظ گل کو اپنی سماعتوں میں باز گشت کرتے محسوس ہوئے۔

"ہاہاہا۔۔۔یہ ہے کون۔۔۔ صرف ایک رکھیل!" یہ الفاظ ایسے تھے جن کو صرف یاد کر کر بھی زرتشم کی روح قبض ہو رہی تھی، وہ اس وقت زرتشم نوشیر وال کے خدا بن چکے تھے آج اس وقت فرعونی خدا کو اسکا بھائی اسکے قدموں میں لے آیا تھا یہ احساس ہی اس

قدر بھاری تھا کہ زر تشم کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس

ہوا۔

وہ بھول چکے تھے ہر فرعون کیلئے کوئی نہ کوئی موسیٰ

ضرور آتا ہے اسکی فرعونیت ختم کرنے کیلئے، اور وہاج

خان کا بھیانک انجام اسکے پیچھے کھڑا تھا "پاشادا

بیسٹ" کے روپ میں۔

وہاج کا کُرتا کہیں سے پھٹا ہوا، بال بری طرح

سے بکھرے اور رنگت پوری طرح سے نچڑی ہوئی۔

یہ وہ وہاج خان نہیں تھا جو کاٹن کا سوٹ پہن کر کندھوں پر شال لے کر زمین پر اکڑ کر چلتا تھا۔ جس کے پاس دھن دولت تھی جسے اکٹھا کرنے کیلئے اس نے اپنی پوری زندگی لگا دی تھی۔ آج وہ دولت ہی اسکی صورت میں زرتشم کے قدموں میں پڑی تھی۔

"یاقوت" پاشا کے دھاڑتے یاقوت فوراً سے باہر نکل گیا سب نہ سمجھی سے انکو دیکھ رہے تھے جب یاقوت ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کے لحاف میں لپٹی چیز لے کر پاشا کے پاس آیا۔

اسے دیکھتے جیسے وہاج کا سانس تک رک گیا وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

یاقوت نے لحاف کھولتے اسکے اندر سے جو چیز نکالی تھی اسے دیکھتے سب سٹک سے ہو گئے۔ سب سے زیادہ گل جو یاقوت کے ہاتھ میں اپنی ڈائری دیکھ پتھرا سی گئی تھی۔

"یہ ہے ناں وہ چیز بابا۔۔۔ جس کی وجہ سے آپ نے اس کمینے انسان کو میری بہن پر ترجیح دی تھی؟" وہ

سوال کر رہا تھا جبکہ نوشیر وال صاحب گنگ سے اسے دیکھتے رہ گئے

اس ڈائری کو انہوں نے برسوں سے سمبھال کر رکھا تھا زریاب، داراب بھی آج تک اس ڈائری تک نہیں پہنچ پائے تھے اور وہ۔۔۔ انکا چھوٹا بیٹا جسے بچپن میں ہی گھر سے دربدر کر دیا تھا اسے صرف چند منٹ لگے تھے اس فساد کی جڑ کو ڈھونڈ نکالنے میں۔

"یہ۔۔۔یہ تمارے پاس کیسے" وہ حیرت کے مارے پورا سوال تک نہیں کر پائے۔

پاشا کے کہنے پر جب یاقوت دا.جی اور مورے کو لے

کر حویلی سے نکل گیا تھا تب پیچھے سے اسکے بندوں نے

حویلی میں تباہی مچادی تھی ہر چیز تہس نہس کرتے یہ

سرخ رنگ کے کپڑے میں لپٹی ڈائری وہ لوگ بالا

آخر ڈھونڈ نکال ہی لائے تھے۔آج اگر یہ زمین کی

تہوں میں بھی چھپی ہوتی تو جتنے شدید غصّے میں اس

وقت وہ کھڑا تھا اسکے بندے ان زمین کی تہوں میں

بھی پہنچ جاتے۔

"صرف ایک ڈائری۔۔۔صرف ایک ؟اور آپ باپ سے پتھر دل انسان بن گئے ؟"اسکا سوال نوشیر وال صاحب کوایک پل کیلئے لاجواب سا کر گیا۔انکی آنکھوں میں تیزی سے سرخی چھلکنے لگی۔

"یہ بے حیائی کی علامت ہے"وہ پوری جان لگاتے زور سے دھاڑے سب پر جیسے سکتہ سا طاری ہو گیا۔

گل سر جھکائے خوفزدہ سی بری طرح سے کانپنے لگی تھی وہ صرف ایک ڈائری نہیں تھی وہی اسکی زندگی کی تباہی کی سب سے بڑی وجہ بنی تھی

"اتنا بھی نہیں کہ میری بہن کی بے وقت موت کو آپ نے اسکی سزا بنا دیا بابا" آج اسکی آواز بھی اتنی ہی اونچی ہوئی تھی جتنی نوشیر وال صاحب کی۔

یہ ہمت اس وقت وہی کر سکتا تھا اسکا چھوٹا ہونا آج یہاں کارآمد ثابت ہو رہا تھا بڑوں کو انکی مجبوریاں یاد

کروا کر چپ کروایا جا سکتا تھا لیکن وہ چھوٹا تھا اور چھوٹے ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہوتے ہیں

"اگر ام یہ سب خود دیکھ لیتا تو اپنے ہاتھوں سے مار دیتا اسکو" انکی یہ بات گویا صور تھی جو سب میں اپنا سحر سا پھونک گئی تھی۔

زریاب اور داراب بے یقینی سے اپنے باپ کو دیکھنے لگے۔وہ شدید غصّے کے باعث ہوش سے زیادہ جوش میں بول رہے تھے۔

"یہ ۔۔۔یہ ۔۔۔س ۔۔سچ ہے" ان سب میں وہاج کی آواز پہلی بار سب کو سنائی دی تھی وہ ہمت کرتے دھیرے سے اٹھے اور زیحال کے سامنے کھڑے ہوئے

"یہ ۔۔ک ۔۔۔کسی کے ۔۔۔ساتھ مم ۔۔۔ملوث تھ"

"اے" سرعام گل پر اتنا گھٹیا الزام لگائے جانے پر آج بیک وقت گل کے پانچوں بھائی بولے تھے سب

کی آنکھوں سے اس وقت انگارے پھوٹ رہے تھے
وہاج گویا سانس تک روکے سب کو دیکھنے لگا۔اس
وقت اسے اپنا آپ شیروں کے جھنڈ میں محسوس ہو
رہا تھا۔

لیکن چھٹے بھائی نے عمل کر کر دکھایا تھا پاشا کا بھاری
ہاتھ اسکے جبڑے پر پڑتا اسکے چودہ طبق روشن کر گیا تھا
۔

''آج ایک بھی لفظ اپنی گندی زبان سے میری بہن
کیلئے نکالا تو اتنی گولیاں مارونگا کہ پتہ نہیں چلے گا جسم

کا کونسا حصّہ کہاں لگے گا" وہ وہاج کو کالر سے دبوچ پر اپنے مقابل کرتا اسکی گردن پر اپنی ریوالور پوری قوت سے گاڑھ دی۔

"بول۔۔۔یہ جھوٹ ہے۔۔۔بول۔۔۔" اسکی دھاڑ پر وہاج بری طرح سے سہم کر خوف زدہ سی نظروں سے یوز دیکھنے لگا۔اسکا بیسٹ والا روپ تو وہ پہلی بات ہی حویلی میں دیکھ چکا تھا۔

"زی۔۔۔کیا کر رہا ہے۔۔۔ت" نوشیر وال صاحب اسے دیکھ طیش میں آتے بولنے ہی لگے تھے جب پاشا

نے سرخ متورم آنکھوں سے انکی جانب دیکھا اسکی
آنکھوں میں اس قدر سرد مہری تھی کہ وہ آگے ایک
لفظ نہیں بول سکے

"آج بیچ میں کوئی نہیں بولے گا۔۔۔آپ بھی نہیں"
اسکے انگلی اٹھا کر درشتگی سے بولنے پر فضا میں سنسنی
سی پھیل گئی

اسکے سر پر جیسے خون سوار تھا اسے اس بیسٹ کے
روپ میں دیکھ وہ چاروں ڈر کر بے ساختہ پیچھے ہٹ
گئیں صرف زمل تھی جو اپنی جگہ جم چکی تھی

آج اسے سامنے اپنا ہی نہیں بلکہ وہ درندہ دکھائی دیا تھا جس سے اسے خوف آتا تھا

"میری بہن کی عزت پر ایک حرف بھی اپنی غلیظ زباں سے نکالنے کی جرات کی تو چیر کر رکھ دونگا بول کہ یہ جھوٹ تھا بول" وہ وہاج پر پوری قوت سی دھاڑتے اسکی روح تک فنا کر گیا۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔یہ۔۔۔یہ س سچ ہے۔۔۔یہ۔۔۔یہ۔۔۔یہ ڈ۔۔۔ڈائری گ۔۔۔گل کی ہے۔۔۔ل۔۔۔لیکن اس میں۔۔۔ج۔۔۔جو لکھا۔۔۔تا وہ۔۔۔وہ ام نے

لکھا تھا" انکے منہ سے اطراف سنتے نوشیر وال صاحب کو اتنی زور کا جھٹکا لگا تھا کہ وہ بے ساختہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئے انکے گر جانے کے ڈر سے داراب آگے بڑھتے بے اختیار انکو تھام گیا۔

گل نے پتھرائی نظروں سے اس ڈائری کی جانب دیکھا۔تب ہی یاقوت کی نظر بھی اس پر پڑی اس نے کچھ سوچ کر وہ ڈائری لا کر اسکی گود میں رکھ دی۔

گل کتنی ہی دیر اس ڈائری کو دیکھتی رہی ہاتھ کانپ رہے تھے وہ ہمت کرتی دھیرے سے اس ڈائری کو

کھول کر دیکھنے لگی جب اس میں پہلے صفحے پر اسے اپنے ہی لکھے ہوئے الفاظ دکھائی دیے

وہاں لکھی باتیں پڑھ کر اس نے داجی کی جانب دیکھا۔ ایک باپ کیلئے بیٹی کے دل کی ایسی باتیں پڑھنا کتنی شرمندگی کا باعث تھیں اسکا اندازہ اسے خود بھی تھا جس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اسکے مجرموں نے اسے اسکے باپ کی نظر میں گرادیا۔ اسکا دل عنقریب تکلیف کی شدّت کے باعث پھٹنے کو تھا

ایک پنے پر اتارے گئے دل کے الفاظ اسکی زندگی کی اتنی بڑی تباہی کو دعوت دے دیں گے اسے اندازہ تک نہیں تھا۔

پاشا نے طیش بھری نگاہوں سے وہاج کو دیکھا اور پھر جو اسکا مار مار کر حال کر دیا یہ دیکھ سب لوگ اپنی جگہ برف ہو چکے تھے وہ آج کسی کے رکنے سے نہیں رک رہا تھا عنقریب تھا کہ وہاج موت کے حوالے ہو جاتا داراب، یاقوت اور پامیر نے آگے آتے اسے زبردستی بازو سے جکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔میں اسے جان سی مار دونگا

۔۔۔اسکی ہمت کیسے ہوئی میری بہن پر ایسا الزام

لگانے کی" وہ خود کو پوری قوت سے چھڑواتا پھر وہاج

کی جانب لپک کر اسے اندھادھند مارنے لگا۔

زمل اسے اس روپ میں دیکھ خوفزدہ سی اس جگہ

پتھرا سی گئی۔اسکا دل بری طرح سے ٹوٹ کر کرچی

کرچی ہوا تھا

"زی چھوڑو اسے۔۔۔یہ گل کا مجرم ہے اسکے خون

سے اپنے ہاتھ گندے مت کرو۔۔۔اسے قانون سزا

دے گا" وہ پہلے ہی اپنی فورس کو انفارم کر گیا تھا جب

وہاج نے اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا

وہاں اسکا ایک کلک اور یہاں اسکی پوری فورس اکٹھی

تھی۔

وہاج کو اسی خستہ حالت میں پولیس کے حوالے کرتے

ماحول میں ایک ٹھہراؤ سا آگیا تھا، انصاف کی خوشبو سی

ہر سو پھیل گئی تھی لیکن تب ہی ایک زناٹے دار تھپڑ

پورے لاؤنج میں گونج اٹھا۔

سب نے حیران کن نظروں سے وہاج کی جانب دیکھا جسے پڑنے والا یہ تھپڑ آج نوشیروال خان آفندی کا تھا۔

"تم امارے بھائی کا خون ہے۔۔۔یہ سوچ کر ہی ام کو شرمندگی ہو رہی ہے" وہ اسکے منہ پر دھاڑتے کالر کے دبوچ گئے۔

"ام سے جھوٹ بولا۔۔۔ام سے۔۔۔؟ام نے ساری زندگی تم لوگوں کا احساس کیا کیونکہ تم امارا مرحوم بھائی کی نشانی تھا اور تم۔۔۔؟تم امارے جذبات سے

کھیلتا رہا۔۔۔ کیوں ؟" وہ دھاڑ رہے تھے پوری جان جیسے لرز رہی تھی۔

"دل تو چاہتا ہے خود تم کو اپنے ہاتھوں سے زندہ دفن کر دے مارا۔۔۔ دفع ہو جاؤ ادر سے خبیث انسان" وہ اسے ایک جھٹکے میں چھوڑتے پیچھے ہٹ گئے انکے کندھے بے اختیار ڈھیلے پڑ گئے۔

ساری عمر جن بچوں کا احساس کیا اس لئے کہ وہ انکے بھائی کی اولاد تھیں انہی نے انکی پیٹھ توڑ دی تھی۔

زریاب آگے آتے انکو کندھوں سے تھام کر صوفے پر لے گئے۔

داراب کے اشارے پر اسکی فورس وہاج کو اپنے ساتھ ہی اریسٹ کر کر لے گئی۔داراب نے نگاہ موڑ کر زیحال کی جانب دیکھا۔جو شدید غصّیلی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"یہ ضروری تھا۔۔۔زمل کو دیکھو" اس کی دھیمی سرگوشی پر زیحال نے زمل کی جانب دیکھا۔

زمل اسکی نظر خود پر پڑتے دیکھ زامل زالے کا ہاتھ تھامے دونوں کو لے کر کمرے میں چلی گئی۔

زیحال نے تشکر آمیز نگاہوں سے داراب کی جانب دیکھا جس نے بروقت اسے اتنی بڑی غلطی سے بچالیا تھا۔

زریاب کی نظر جیسے ہی داجی پر پڑی انکی بوڑھی آنکھوں سے گرم سیال بہتے دیکھ روح جیسے یکدم سے لرزا اٹھی۔

وہ تڑپ کر انکے ساتھ بیٹھ کر انکا سر اپنے کندھے پر ٹکا گئے۔

"ام۔۔۔ کتنا بڑا گناہ کر گیا زری" انکی آواز میں تڑپ سی تھی۔ آج زریاب کو ان پر بے اختیار ترس آیا تھا۔ داراب دھیرے سی گل کی وہیل چیئر لے کر انکے قریب آیا وہ خوف زدہ سی سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔ اس نے پلکیں جھپکائی جیسے کہنا چاہتا ہو " بابا کو ضرورت ہے تمہاری "

گل نے دھیرے سے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ دا جی کے
جھریوں والے ہاتھ پر رکھے
جس پر انہوں نے نم پلکیں اسکی جانب اٹھائی۔

کمرے کا دروازہ کھلتے اسکی نظر سامنے بیٹھے زامل
زالے پر پڑی جو اپنے اپنے پیروں کے انگوٹھے پکڑے
بڑی ہی معصومیت سے اپنے سامنے کھڑی اپنی ماں کو
دیکھ رہے تھے۔ جس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ
آنسوں بہتے ہی چلے جا رہے تھے۔ وہ بار بار دردی سے
انکو رگڑ کر صاف کرتی اور سوں سوں کرتی اپنے بچوں
کو دیکھنے لگی۔ جو آج پہلی بار اپنے باپ کو اتنے غصّے میں
دیکھ اب تک سہمے ہوئے تھے۔

زیحال انکو دیکھ گہری سانس خود میں بھرتا دبے قدموں سے کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ اندر سے لاک کرتے زمل کو دیکھا اسکی پیٹھ زیحال کی جانب تھی۔

ایک تو آج وہ اس لباس میں لگ اتنی خوبصورت رہی تھی کہ زیحال سب بھولے بار بار اسکے اس روپ کو دیکھ پاگل ہو رہا تھا۔

وہ دھیرے سے آگے آیا اور آتے ہی زمل کی بیلی پر نرمی سے اپنے بازو باندھتے ٹھوڑی اسکے کندھے پر ٹکا

گیا۔ اس اچانک افتاد پر زمل یکدم سے ڈری ضرور تھی مگر پھر اسکی سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتی جز بز سی ہوتی دھیمی پڑنے لگی۔

"ایم سوری" وہ اپنی غلطی نہیں جانتا تھا پھر بھی سوری کر رہا تھا

زمل نے چہرہ جونہی اسکی جانب موڑا اسکے اتنے قریب ہونے پر دونوں کی نگاہیں ایک دوسرے سے ملیں۔ ایک پل دو پل وہ دیکھتی رہی پھر خود کو چھڑوانے کی تگ ودو کرنے لگی۔

زیحال نے اسے نرم مگر اتنی سختی سے ضرور اپنے
حصار میں جکڑ لیا تھا کہ وہ چاہ کر بھی اس سے ایک انچ
بھی دور نہیں ہو سکتی تھی

"چھوڑیں مجھے" وہ زبردستی زیحال کے ہاتھ اپنے
مومی ہاتھوں سے کھولنے کی پوری کوشش کرنے لگی
۔اس دوران اسکی کلائیوں میں موجود چوڑیوں کی
کھنک کمرے میں زور سے گونجنے لگی،زامل زالے
کس معصومیت سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔انکے

لئے یہ بھی ایک دلچسپ کھیل تھا جیسے نیچے انکے بابا نے

اس گندے آدمی کو ٹھاہ ٹھاہ کر کر مارا تھا۔

زیحال نے ایک ہاتھ سے زمل کو بیلی سے تھامے

دوسرے ہاتھ سے پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا

اور یاقوت کے نمبر پر کال کی۔

"جی بھائی" وہ پہلی ہی رنگ پر کال اٹھا گیا تھا۔

"میرے کمرے میں آؤ فورا" اسے حکم دیتے کال

کٹ کی۔ زمل اسکی بات سن کر ایک پل کیلئے رکی کہ

تب ہی انکے کمرے کا دروازہ ناک ہونے لگا۔

زیحال زمل کو چھوڑے زامل زالے کو گود میں لئے

کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور دونوں کو یاقوت

کے حوالے کرتے خود واپس کمرے کا دروازہ لاک کر

کر زمل کی جانب مڑ گیا۔

اسکے اس عمل پر زمل بے ساختہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔

ایک جانب ہیزل آنکھوں میں ناراضگی اور غصّہ ایک

ساتھ چھلک رہا تھا۔اور دوسری جانب کمرے کی گہری

خاموشی میں اسے اسے اپنے سامنے دیکھ دل گویا ہتھیلی

پر آدھڑکنے لگا تھا۔

"ان۔۔۔انکو۔۔۔کیوں بھیجا باہر۔۔۔اور۔۔۔دد
۔۔۔دروازہ کیوں بند کیا" وہ ہکلا کر بمشکل اپنے لہجے
کو سخت بناتی استفسار یہ پوچھنے لگی۔

زیحال دو قدم آگے آتا اسکے ہوش ربا سراپے کو کن
نظروں سے دیکھنے لگا۔

وہ اسکی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر خود ہی رخ پلٹ
کر وہاں سے جانے لگی تھی جب زیحال نے اپنی
مسکراہٹ دباتے اسے ایک ہی بازو سے کسی ہلکی سی
چھوٹی سی بچی کی طرح اپنی جانب کھینچ لیا۔

"میں نے کہاناں۔۔۔دور ہٹیں مجھ سے "

"اور ایسا کبھی ہو گا نہیں۔۔۔یہ تم بھی اچھے سے جانتی ہو وائفی" وہ شریر لہجے میں بولتا اسکے ریشمی بالوں کی خوشبو اپنے اندر سمانے لگا۔

زمل بے آواز روتی ہوئی مزید کوششیں بڑھا گئی ۔لیکن زیحال کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔وہ زمل کو چھوڑنے کے بجائے ایک ہی جست میں اپنی جانب موڑتا اسکے لبوں کو خود میں قید کر گیا۔

کمرے میں کچھ پل کیلئے گہری خاموشی سی چھا گئی۔

جیسے کوئی سانس بھی نہ لے رہا ہو۔

پھر کچھ ہوش کرتے زمل اسکے کسرتی سینے پر اپنے
نازک مکے برساتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔ پھر
بھی ناکام رہی وہ ڈھیٹ بنا اسکے لبوں کے ذریعے جیسے
ساری ناراضگی نچوڑ لینا چاہتا تھا۔

پھر ہوا بھی یہی تھا وہ خود کو پوری طرح سے ڈھیلا چھوڑ
گئی اسکے یہ کرتے ایک دلکش مسکراہٹ زیحال کے

لبوں پر بکھر گئی۔ وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتا اپنے

جنون میں مزید شدّت لے آیا۔

زمل پہلے سے زیادہ بے بس سب بھول گئی۔

زیحال دھیرے سے پیچھے ہٹتا اسکے حیا سے سرخ

پڑتے چہرے کو دیکھنے لگا۔

پھر باری باری دونوں آنکھوں کو چومتے جیسے اسکے

آنسوں کھینچ کر اپنے حلق میں اتار کر سکون کی وادیوں

میں چلا گیا۔

"کتنے ٹائم بعد ایسی رومانٹک لڑائی ہوئی ہے ناں ہماری" وہ ماحول کو تھوڑا ہلکا بنانے کیلیئے اسکے چہرے پر آئی آوارہ لٹوں کو پیچھے کرتے شریر لہجے میں اسے چھیڑنے لگا۔ مگر مجال ہے جو اس نے زیحال کی جانب دیکھا بھی ہو۔

"اچھا بتاؤ۔۔۔کیوں ناراض ہو۔۔۔اتنا تو میں جانتا ہوں وہاج کو مارنے پر تم ناراض نہیں ہو۔۔۔اسکی اجازت تم نے خود دی تھی ناں" وہ اسے نرمی سے یاد

دہانی کروانے لگا۔ زمل نے پلکیں اوپر اٹھاتے خفگی بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"لیکن میں نے یہ سب زامل زالے کے سامنے کرنے کو تو نہیں کہا تھا ناں۔۔۔ آپ جانتے ہیں۔۔۔ انکا دماغ کتنا تیز ہے پھر بھی" وہ نم لہجے میں بولتی اسے احساس کروانے لگی۔ اسکی بات پر زیحال کو بھی محسوس ہوا جیسے اس سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ لیکن وجہ تو ایک اور بھی تھی اجازت خود دے کر بھی اسے

ان مار پیٹ کے کاموں میں ملوث دیکھنا اسکے لئے بہت مشکل تھا۔

"لیکن میری جان کے ٹوٹے۔۔۔وہ ابھی بچے ہیں ۔۔۔ہم چاہیں تو انکو بھلا سکتے ہیں یہ بات" وہ اس بات کو بہت نارمل انداز میں اسے دکھانے لگا۔

زمل یک ٹک اسے دیکھتی رہی پھر اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور دھکیل گئی۔اس بار وہ اپنے دھیان میں کھڑا تھا تب ہی اسکے دھکیلنے پر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"کب تک؟ کب تک انکے ذہن سے یہ سب خود مٹائیں گے۔۔۔اس دن بھی جب زامل نے بتایا تھا تب بھی میرا بیٹا سچ بول رہا تھا۔۔۔ہیں ناں۔۔۔آپ ۔۔۔آپ اس دن بھی یہی سب کر کر آئے تھے" اسکا لہجہ زخموں سے چور تھا آنکھوں سے آنسوں پھر تیزی سے بہنے لگے۔اسے یوں روتے دیکھ زیحال کو اپنا دل مٹھی میں آتا ہوا محسوس ہوا۔

"آپ اب بھی باہر ہر کسی سے دشمنی لیتے ہیں ۔۔۔آپ اب بھی دوسروں کیلئے اپنی جان مشکل میں

ڈال دیتے ہیں۔۔۔کیوں ہبی۔۔۔کیوں؟" وہ اتنے
دن سے خاموش تھی صرف اپنا وہم سمجھ کر
لیکن آج وہاج کو اس جنونی انداز میں مارتے دیکھ وہ ڈر
گئی تھی وہ پیچھے ہٹ چکی تھی۔آج اسے خود سے اس
طرح خوف زدہ ہوتے دیکھ کسی نے زیحال کی جان
مٹھی میں لے لی تھی۔پاشا سے لوگ خوف کھائیں یہ
بات اسے سکون دیتی تھی لیکن یہ ایک عورت اس
سے خوفزدہ ہو تو یہ پاشا کو اپنی توہین لگتی تھی۔

وہ دھیمے قدموں سے زمل کے قریب آیا اس بار وہ پیچھے نہیں ہٹی وہ ہٹ ہی نہیں سکی۔ دل اس قدر بھاری تھا جیسے ابھی پھٹ جائے گا۔

زیحال نے نرمی سے اسکا سر اپنے سینے پر ٹکاتے دھیرے سے سہلایا۔ اسکے سینے سے لگتے ہی زمل کو جیسے اور رونے کا موقع مل گیا تھا وہ زیحال کی شرٹ مٹھی میں جکڑے اسکے کسرتی سینے میں مزید اپنا چہرہ چھپا کر رونے لگی۔

زیحال لب بھینچ کر خود پر ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ انتظار میں تھا اسکے چپ ہونے کے اور وہ کھل کر روتے آخر میں دھیرے دھیرے خود ہی چپ ہونے لگی۔

زیحال نے نرمی سے خود سے الگ کرتے اسکی ہیزل آنکھوں میں دیکھنے لگا جو اتنی سی دیر میں ہی رو رو کر لال ہو چکی تھیں لیکن یہ بات الگ تھی کہ اب وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

روئی روئی سی آنکھیں، سرخ ناک اور ہونٹوں پر جمی سفیدی کی پرت اسے مزید جاذب نظر بنا رہی تھی۔

زیحال نے اسے کندھوں سے تھام کر پیچھے بیڈ پر بٹھایا اور خود اسکے سامنے دوزانوں ہو کر فرش پر بیٹھ گیا۔

اسکی گہری سانس لینے کی آواز بھی کمرے کی دیواروں نے بخوبی سنی۔ زمل یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔

"سر رکھ لوں؟" وہ کتنی آس لہجے میں لئے اس کی گود میں سر رکھنے کی اجازت مانگ رہا تھا زمل اسے دیکھتی

رہ گئی۔ پھر نہ چاہتے ہوئے بھی اسکا سر زبردستی اثبات میں ہلنے لگا۔

زیحال نے تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھتے اپنا سر دھیرے سے اسکی گود میں رکھ لیا۔

"اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھو گی؟" اسکا انداز ایسا تھا کہ زمل تڑپ اٹھی وہ دھیرے سے اپنا ہاتھ اسکے سر پر رکھ گئی۔ زیحال پر سکون سا آنکھیں موندے جیسے سکون کی گہری وادیوں میں اتر گیا۔

ایک گرم قطرہ اسکی گرے جھیل سی آنکھوں سے نکل کر ناک کی سیدھ میں بہہ کر زمل کی گود میں گر گیا۔

یہ دو پل۔ آنکھیں بند کرتے جیسے گزری زندگی اسکے سامنے کی فلم کی طرح دوڑ گئی تھی وہ پٹ سے آنکھیں کھول گیا۔ لیکن سر پھر بھی اسکی گود میں ہی تھا۔

اسے اس قدر گہری سوچ میں ڈوبے دیکھ زمل کو کچھ کھٹک سا گیا۔

"پیدائشی کبھی بھی۔۔۔کوئی بھی ایسا پیدا نہیں ہوتا

۔۔۔جیسا ہم اسے دیکھتے ہیں یا وہ ہمیں دکھتا ہے" وہ

گھمبیر آواز میں بولنا شروع ہوا۔زمل کا روم روم

سماعت بن گیا۔

"یہ حالات ہوتے ہیں جو انکو ایسا بناتے ہیں۔۔۔مجھے

بھی میرے حالات نے ایسا بنا دیا تھا" اسکی آواز اس

قدر بوجھل تھی کہ زمل کو لگا وہ اب رو دے گا لیکن وہ

ضبط کر رہا تھا۔

"میری قسمت میں وہ الزام لکھا گیا۔۔۔تاکہ میں یاقوت، پامیر اور برلاس کو زندگی میں شامل ہو سکوں ۔۔۔زمل میرا ان سے خون کا رشتہ نہیں ہے" وہ سر اٹھائے نہایت سنجیدگی سے بتانے لگا پھر بھی کہیں دور اسکے انداز میں کرب چھلکا تھا۔

"لیکن۔۔۔خون سے بڑھ کر انکی رگوں میں میری محبت دوڑتی ہے خون رگوں سے نکل سکتا ہے لیکن محبت مرنے کے بعد بھی نہیں نکل سکتی" اسکے انداز سے ان تینوں کیلیئے بے پناہ محبت چھلکی تھی۔

"اور ایسا کیوں ؟ کیونکہ میں نے انکے ماں باپ کے مجرموں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارا تھا" ایک دم سے اسکے انداز میں وحشت سی گھل گئی

"وہ سب بے موت صرف انا کی دشمنی میں مارے گئے تھے۔۔۔ان درندوں نے ان معصوموں کا بھی نہیں سوچا جو انکے جانے کے بعد۔۔ق۔۔۔ قبرستان اور سڑکوں پر رہنے لگے تھے" اسے وہ منظر یاد آنے لگا جس میں ایک بچہ اپنی ماں کی قبر سے لپٹا رو رہا تھا اس سے کھانا مانگ رہا تھا۔ پھر وہ بچہ جو رات کو سخت

ٹھٹھرتی سردی میں سڑک پر بغیر کسی چادر کے بے یار و مددگار پڑا تھا۔

"تم کہتی ہو میں ایسا کیوں کرتا ہوں؟ میں اور ایسے یا قوت پا میر بننے نہیں دینا چاہتا۔۔۔بنا ماں باپ کے زندگی کیسی ہوتی ہے یہ میں نے دیکھا ہے۔۔۔وہ بھی آپ پر بھونکتا اور آپ کو کاٹتا ہے جس کی اپنی کوئی اوقات نہیں ہوتی "

زمل اسکی اس بات کو رد نہیں کر سکتی تھی کیونکہ ایسی زندگی تو اس نے بھی گزاری تھی۔اندازہ تھا اسے۔

"میں نے کبھی بے گناہ کو نہیں مارا۔۔۔نہ کبھی کسی کو اسکی غلطی سے بڑھ کر سزا دی۔۔۔میں صرف انصاف کرتا ہوں۔۔۔ٹرسٹ می۔۔۔میرے بچوں کی قسم" اسکے قسم اٹھانے پر زمل یکدم سے تڑپ اٹھی تھی وہ کتنا اسے خوف زدہ کر گئی تھی کہ اسے قسم اٹھانے کی ضرورت محسوس ہو گئی۔

"ل۔۔۔لیکن یہ۔۔۔یہ سب کرنے سے۔۔۔آپ کی جان کو بھی" وہ نہ کہہ پائی اپنی بات پوری دل پہلے ہی وہ سوچ کر بند ہو گیا۔آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر

زیحال کے ہاتھوں پر گر گئے وہ سر جھکائے بے آواز سسک کر رو پڑی۔

"مجھے۔۔۔مجھے خوف آتا ہے۔۔۔کہ کہیں کوئی ۔۔۔کوئی آپ کو مم۔۔۔مجھ سے چھ۔۔۔ین لے"

وہ زور سے آنکھیں بند کرتی اپنے منہ سے بر آمد ہونے والی ہچکی کا گلا گھونٹ گئی۔

وہ وقت ہی سوچ کر دل جیسے بند ہو جاتا تھا جس وقت میں اسکے ہبی اسکے ساتھ نہیں ہونگے۔

زیحال لمحے کے پہلے حصّے میں ہی اسکی آنکھوں میں خود کو کھونے کا خوف بھانپ گیا تھا۔وہ دھیرے سے اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتا اپنے قریب جھکا گیا۔

"پہلے اس زندگی کی کوئی وقعت نہیں تھی۔۔۔کوئی بھی آکر مار جاتا۔۔۔لیکن اب" وہ ان ہیزل آنکھوں میں دیکھتا کس دیوانگی سے بولا تھا۔

"اب کسی نے اسے چھین لینے کا سوچا بھی تو نسلیں اجاڑ کر رکھ دونگا اسکی" اسکے انداز میں دھشت بھانپتے زمل

تڑپ کر اسکے کندھے سے لگ گئی وہ کیسے اس چیز کو فراموش کر دیتی کہ اکثر دوسروں کیلیئے قربانیاں دینے والوں کے اپنے یونہی خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔ جیسے سرحدوں پر کھڑے نوجواں

"پلیز گلا لے۔۔۔ میری طاقت بنو۔۔۔ پلیز" اس بھری دنیا میں وہ واحد اسکی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ کسی کو اگر پاشا بے کی جان چاہیے ہوتی تو صرف اس لڑکی سے کہلوا دیتا۔ وہ سارے ہتھیار پھینک کر اپنا آپ وہی انکے سامنے ڈھیر کر دیتا۔

لاؤنج میں اس وقت سب خاموش تھے ہر کوئی آبدیدہ نظروں سے انکی جانب دیکھ رہا تھا۔نوشیر وال صاحب کن زخمی نگاہوں سے گل کو دیکھ رہے تھے جس کی اپنی آنکھیں کسی آبشار کی مانند بہہ رہی تھیں۔

"تم۔۔۔تم کدر۔۔۔تھا؟" یہ پہلا سوال تھا جو انہوں نے خود کیا تھا لیکن وہ کہاں تھی یہ سوچ کر کسی نے زرتشم کو پھر اسی وقت میں دھکیل دیا تھا۔

"و۔۔۔ولی خان۔۔۔کی۔۔۔ک۔۔۔کوٹھڑی میں

"اسے جب وہاں پھینکا گیا تھا تب اس نے وہ جگہ
دیکھی تھی لیکن وہ جگہ اب اسکی مقدر بن جائے گی یہ

اسے نہیں پتہ تھا۔

"وہ۔۔۔وہ لاش کس کا تھا؟"نوشیر وال صاحب کو

اب بھی جنازہ یاد آرہا تھا۔ باقی سب کو بھی وہ قیامت

خیز دن یاد آنے لگا۔

"وہ انکی ملازمہ تھی۔۔۔جسے گل بنا کر ہمیں بھیجا گیا تھا کہ ہم سمجھیں کہ گل" داراب ان سب کے بیچ موجود ہو کر بھی ساتھ اپنی ڈیوٹی نبھا رہا تھا۔

"ل۔۔۔لیکن۔۔۔لیکن یہ خانہ خرابہ کا بچہ۔۔۔ایسا کر کے کیوں گیا ہے۔۔۔وہ۔۔۔وہ بالاج کدر ہے؟"

انکو فورا اسے بالاج یاد آیا انکے بالاج کا نام لینے پر یاقوت اور پامیر نے بیک وقت برلاس کی جانب دیکھا۔جو بظاہر بچوں کے ننھے ہاتھوں کو چھوتا ان سے پیار کر رہا

تھا لیکن بالاج کے نام پر اسکے شارپ کان تیزی سے کھڑے ہو گئے۔

"وہ لا پتہ ہے۔۔۔ پتہ نہیں کدر باگ گیا بزدل آدمی "زریاب کو رہ رہ کر اس پر طیش آ رہا تھا اصل گل کا مجرم وہ تھا اور وہی اس وقت لا پتہ تھا۔

"اس نے ہی زی پر الزام لگوایا تھا شروع دن سے وہ بہت چالاک ہے "مورے کی بات پر وہ دو بھوری آنکھیں بے ساختہ اوپر اٹھیں اور جبڑے زور سے بھینچ گئے۔

"کھ۔۔۔کھانا۔۔۔لگاؤٹائم ہو گیا" یاقوت برلاس کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ فوراً سے ماحول کا رخ ہی موڑ گیا۔

مشی آئرہ اور کومل کو لے کر کچن میں چلی گئی اب مزید نیوڈشز بنانی تھیں آخر کو داجی اور مورے بھی آئے تھے۔آج پاشاولا میں سب لوگ موجود تھے سوائے بیلا ولی خان کے جو حویلی میں ہی اپنے کمرے میں اس طرح پیک تھی کہ باہر کونسا آندھی طوفان آ کر چلا گیا

اسے خبر تک نہ ہوئی اور ہوتی بھی کیسے۔۔۔یہ کام کیا ہی بڑی صفائی سے گیا تھا۔

برلاس اٹھ کر تینوں بچوں کو دیکھ کر لمبے ڈھینگ بھرتا کمرے میں چلا گیا

"اب بھول جائیں بالاج کو" پامیر ٹرانس کی سی کیفیت میں بولتا سر کی پشت سہلانے لگا۔

یاقوت اسکی بات سے متفق تھا برلاس اب تک رکا تھا تو صرف لئے کہ زیحال کا حکم تھا۔وہ دونوں کو اتنی جلدی انکے انجام تک نہیں پہنچانا چاہتا تھا وہ گل کے

انتظار میں تھا تاکہ وہ ٹھیک ہو کر خود انکو جو چاہے سزا دے۔ لیکن اب وہ صرف برلاس شاہ کا مجرم تھا صرف اسکا۔ اور کوئی سوچے تو اس بات پر رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔

"زمل کدر ہے۔۔۔ داجی اور مورے سے ملی نہیں"

سیماب لاؤنج میں اکیلی تھی وہ بھی اٹھ کر ان تینوں کے پاس آگئی۔

مشی اور کومل بچتی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتی اپنی مسکراہٹ دبانے لگیں

"وہ کمرے میں ہے۔۔۔ل۔۔۔لالا کے ساتھ"

انکے شوخ پن پر سیماب پہلے تو نہ سمجھی سے انکو دیکھتی

رہی پھر خود ہی بات سمجھنے پر یکدم سے خوش ہو گئی۔

"پھر ام کو بھی کوئی کام بتاؤ ناں۔۔۔امارا دیورانی بڑی

ہے۔۔۔ام اسکا کام کر لے گا" وہ کہہ کر خود بھی ان

تینوں کے ساتھ لگ گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرہ اس وقت گہری پر سکون خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا

گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز تک صاف سنائی دے رہی

تھی۔ نظر ذرا بیڈ پر گھمائی جاتی تو دل کسی باغ کی طرح جگمگ جگمگ کرنے لگتا۔

زیحال بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا اپنی دونوں ٹانگیں فولڈ کئے گود میں بیٹھی زمل کو دیکھ رہا تھا جو کسی معصوم کلی کی طرح اسکے کسرتی سینے سے لپٹی بلکل چپ تھی۔

"وائفی۔۔۔ تھوڑا بریک ملے گا؟" اسکے شریر لہجے میں پوچھتے زمل نے ٹھوڑی ذرا سی اوپر اٹھائی اور اسکا چہرہ دیکھا۔

"میری نیت خراب ہو رہی ہے" آہ کس معصومیت سے وہ یہ بات بولا تھا کہ زمل کو سمجھ نہیں آئی شرمائے یا پھر اسے گھور کر دیکھے۔

وہ جھٹ سے اسکی گود سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب زیحال نے اسے پھر سے اپنی آغوش میں سمیٹ لیا۔

"کہاں چلی میری خانی۔۔۔اتنی دیر میری گود میں بیٹھ کر میرے جذبات اچھے خاصے بھڑکا کر اب بھاگ رہی ہو۔۔۔ تھوڑا تو وصول کرنے دو" وہ اسکی گردن

میں چہرہ چھپاتے زمل کی سانس لینی بھی دو بھر کر گیا۔

وہ تڑپ کر اسکے سر میں ہاتھ دیے اسکے لمس پر آنکھیں بند کرتی مسرور سی ہونے لگی۔

اصل جان تب نکلی جب کندھے سے بازو دھیرے سے سرکتی محسوس ہوئی۔

وہاں زیحال کے لبوں کا لمس پاتے زمل بے اختیار اسکی بانہوں میں جھول گئی۔اسے چاہئے تھا یہ لمس ہاں اسے اب چاہئے تھا۔

رات کی اندھیری دھیرے دھیرے چاروں سوں پھیل رہی تھی اسی اندھیری کے ساتھ جیسے ٹھنڈ بھی بڑھ چکی تھی۔ پاشاولا کے باہر اس وقت گھری خاموشی کا راج تھا لیکن اندر آج اتنا ہی شور تھا دا.جی کے کمرے میں جاکر آرام کرتے باہر سب کو کھل کر ہنس بولنے کی جیسے اجازت مل گئی تھی ہر کوئی آپس میں گپ شپ میں مصروف تھا۔

زمل اب کمرے سے نکل کر آ رہی تھی اس کی نظر جیسے ہی اس خوبصورت لاؤنج پر پڑی دل باغ باغ ہو گیا۔

وہ مسکرا کر کچن میں چلی گئی اسکے پیچھے ہی زیحال بھی نکل آیا جسے اسکی وائفی نے حکم دیا تھا۔ کہ جب تک وہ غائب نہ ہو جائے تب تک وہ باہر نہیں آئے گا اپنی طرف سے اس بچاری نے بہت کوشش کی تھی لیکن کچن میں آتے اتنی شریر نگاہوں کا اسے سامنا کرنا پڑے گا اس نے سوچا تک نہیں تھا۔

مشی کومل تو اسے ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے وہ اپنے

بوائے فرینڈ کے ساتھ مل کر آئی ہو۔

"اھمم ۔۔۔ آگئی تم ۔۔۔ منہ گلابی کر کر" کومل کے

گلابی منہ پر تو مشی بھی نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگی

"گلابی منہ ۔۔۔ یا کالا ؟" اسکے تصیح کرنے پر کومل نے

دھپ اسکے کندھے پر رسید کی

"بدتمیز حق حلال کے شوہر کے ساتھ تو منہ گلابی ہی

ہوگا ناں ۔۔۔ دیکھو اسے " وہ زمل کے خفت سے

سرخ پڑتے چہرے کی جانب اشارہ کر کر بولی

انکی بات پر زمل کا شدّت سے دل چاہا یہاں سے غائب ہو جائے۔ وہ مزید شرم سے سرخ پڑتی جلدی سے کسی کام میں لگ گئی۔

"یہ تو ایسے ہی بول رہا ہے۔۔۔ تم بہت پیار الگ رہا ہے نیچرل بلش آن کے ساتھ" کسر سیماب نے بھی نہیں چھوڑی تھی جان بوجھ کر اسے چھیڑتی سب کا بے ساختہ قہقہہ بلند کروا گئی۔ زمل زمین پھٹے یا آسمان کھلے بس ان بدتمیزوں کی باتوں سے بچ کر وہ کہیں بھی چھپ جائے

اس نے نظریں بچاتے کچن سے نظر آتے اپنے نیچرل بلش آن کو دیکھا جو لاؤنج میں سب کے بیچ صوفے پر بیٹھا ایک کہنی صوفے کے ہتھے پر ٹکائے اسے ہی کن جان لٹاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا

زمل کو بے ساختہ اپنے کندھے پر جلن سی محسوس ہوئی وہ دوپٹہ ٹھیک سے لیتی اسکے دیے ہوئے لو بائیٹ کو چھپانے لگی

رات کا وقت تھا جیل کی دیواروں پر لگی پیلی بتیوں کی مدھم روشنی پتھریلی زمین پر پڑ کر لمبے لمبے سائے بنا رہی تھی۔

فضا میں باسی پسینے، زنگ آلود لوہے اور نمی کی بھینی بھینی بو گھلی ہوئی تھی۔ دور کہیں سے زنجیروں کے ہلنے کی آواز گونجی، پھر خاموشی چھا گئی۔ ایسی خاموشی جو دل پر بوجھ بن جائے۔

سیل کے ایک کونے میں ایک قیدی بیٹھا تھا۔ اُس کی داڑھی بڑھی ہوئی، کپڑے مٹی اور وقت کی گرد سے

اٹے ہوئے۔ اُس کی آنکھوں میں نیند نہیں، صرف انتظار تھا۔ شاید رہائی کا، شاید کسی کی آہٹ کا لیکن آج ہر انتظار رد تھا۔

سلاخوں کے پار چاند کی ہلکی روشنی اندر آ کر اُنکے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ وہ چپ چاپ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، انگلیوں میں ایک پرانی انگوٹھی گھماتے ہوئے۔ کبھی کبھار وہ اوپر دیکھتے، جیسے کسی ان دیکھے آسمان سے بات کر رہے ہوں۔

جیل کے اندر کا ماحول بوجھل تھا، ہر سانس میں تھکن

اور ہر نظر میں ایک کہانی چھپی تھی۔ لیکن دل کے

کہیں دور کونے میں ایک سکون کی لہر چھوٹی تھی وہ

سیدھے ہو لیٹتے چھت دیکھنے لگے

وہاج خان کو یہاں ایک سکون سا محسوس ہو رہا تھا کیسے

نہ ہوتا انکو یہ سزا ساری زندگی کیلئے بھی منظور تھی

بنسبت اسکے جو انکو "پاشا بے" کی قید میں ملتی۔

اسکے دیے زخموں میں اب تک چس چس ہو رہی تھی

اتنی بری طرح سے اس درندے نے مارا تھا۔

تب ہی ایک کانسٹیبل ہاتھ میں چابی لئے سیل کے قریب آیا اور بڑے ہی مصروف انداز میں تالا کھولتے اندر داخل ہوا۔

وہاج خان اسے نہ سمجھی سے دیکھنے لگے جب اس کانسٹیبل نے انکو بازو سے تھام کر سیدھا کھڑا کیا اور زبردستی باہر لے جانے لگے۔

"ک۔۔۔ کیا کر رہا ہے۔۔۔ تم۔۔۔ کدر لے جا رہا ہے ام کو۔" وہ گرتے پڑتے اسکے ساتھ کھنچتے چلے گئے۔ وہ سب کی نظروں سے بچا کر انکو باہر لے آیا

جہاں اس واقت دور کہیں ایک زرد بلب راہداری کے

نکڑ پر جل رہا تھا

تب ہی وہاں ایک سایہ سا بنتا ہوا دکھائی دیا۔۔۔ لمبا

چوڑا اور سحرا انگیز سایہ

اسے دیکھتے ہی جیسے وہاج خان کا سانس تک گیا ایک

ٹک ٹک کی آواز سی انکی سماعتوں میں گونجی۔ جو

دھیرے دھیرے انکے قریب آرہی تھی وہ بے اختیار

خوف زدہ سے پیچھے ہٹ گئے جب پیچھے دیوار سے

ٹکراتے دل جیسے تیز رفتار سے دھڑکتا منہ کے ذریعے باہر آنے کو ہو گیا تھا۔

"تھینکس ویول تمہاری بیٹی صحیح سلامت تمہارے گھر ملے گی" اسکی آواز ایک صور تھی ویول اسکا شکریہ ادا کرتے سر خم کرتا واپس چلا گیا۔

وہاج خان آنکھیں پھاڑے پتھر کی مورت بنے اس شخص کو دیکھنے لگے جب اسکے ایک قدم قریب آنے پر پیچھے لگے ایک اور بلب کی روشنی اسکے چہرے پر پڑی

بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس ہڈی سے سر ڈھانپے پی کیپ میں اسکی گہرے جھیل سی وحشت بھری آنکھیں دیکھتے وہاج خان کا سانس گویا سینے میں ہی اٹک گیا۔

"Say hi to God " ۔

وہ ایک شیطانی مسکراہٹ انکی جانب اچھالتے جیسے رہی سہی جان بھی نکال گئے۔

"اس نے اُنکے کندھے اور گردن کے بیچ نرمی سے ہاتھ رکھا، ایک دباؤ... اور اگلے ہی پل وہ بے حس سا لڑھک گئے"

"پاشا بے کے انصاف سے بچنے والا۔۔۔ آج تک کسی ماں نے پیدا نہیں کیا" وہ زمین پر ڈھیر ہوئے وہاج کو کندھوں پر ڈال گیا اور یہاں سے شروع ہوا تھا ہر گناہ کا انجام۔

64/1

سب لوگ کھانے کی میز پر موجود تھے سوائے زیحال
کے، زمل نے متلاشی نگاہوں سے ہر کرسی پر نظر

دوڑائی لیکن وہ کہیں نہیں دکھا وہ مڑ کر کچن میں جانے لگی جب پیچھے سے یاقوت کی آواز سنائی دی۔

"بھائی بڑی دیر لگا دی۔۔۔ایک سائن ہی تو کرنا تھا"

اسکی بات پر زمل نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا جب نظر اس سے پہلے پیچھے سے آتے اپنے ہبی پر پڑی۔ وہ سب پر ایک نظر دوڑاتا اپنی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ پہلے سب مرد حضرات رات کے کھانے کے لئے بیٹھے تھے۔

"ام۔۔۔وہ بس پین خراب تھا اسکا اس لئے" وہ صاف گویائی سے جھوٹ بولتا ایسے ظاہر کر گیا جیسے واقعی وہ اس ڈیل کیلیئے ہی گیا تھا۔

ساتھ میں یاقوت کو گھوری سے نوازا جس نے اس سے پہلی بار زندگی میں جھوٹ بلوایا تھا۔

"وہ دیکھ رہی تھی آپ کو کب سے" وہ تب ہی زمل کی نگاہوں کو نوٹ کر رہا تھا وقت رہتے اسکی الجھن سمجھ کر اپنے باپ کو بچا گیا۔

"اوہ تھینک گاڈ۔۔۔پوچھا تو نہیں؟" اسکی بات پر زیحال کو نئی فکر لاحق ہوئی کیونکہ زمل نے ابھی اسے پوری طرح سے اجازت نہیں دی تھی زیحال چاہتا تھا وہ دھیرے دھیرے اسے اپنے کام کیلئے منا لے۔اب ایک دم سے پھر ایسا کوئی کام کر کر وہ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

آج رات کے کھانے پر دا جی بھی موجود تھے صحیح معنوں میں فیملی پورا ہونا کسے کہتے ہیں یہ آج پتہ چل

رہا تھا۔ زیحال نے ایک نظر بابا سائیں سے لے کر

سب کو دیکھا۔

اسکے عین سامنے زریاب لالا اور داراب بیٹھے تھے

انکے ساتھ ہی پامیر جس کے ساتھ زریاب کچھ باتیں

کر رہے تھے ، برلاس زیحال کے ساتھ ہی اسکی بائیں

جانب خاموش بیٹھا تھا وہ تب سے ہی خاموش تھا۔

زیحال نے پھر بابا سائیں کو دیکھا جن کر ارد گرد زامل ،

زالے اور عبدلباری تھے وہ اتنے خوش تھے تینوں کے

ساتھ ، خود بھی کھانا کھا رہے تھے ساتھ ان تینوں کو

بھی دیکھ رہے تھے جو خود سے کھانا کھانے کی کوشش میں آدھا کھا اور آدھا گرا رہے تھے۔

مشی نے زامل زالے کے آگے ایک چھوٹی سی ٹیبل رکھ دی تھی جس پر انکی مخصوص پلیٹ میں بوائل ہوئی سبزیاں اور بوائل چکن لیگ پیس رکھے تھے۔

عبدلباری یہ سب ابھی کھا نہیں سکتا تھا تب ہی اسکے ہاتھ میں فیڈر تھی جسے وہ بڑے ہی مصروف انداز میں پیٹ بھی رہا تھا ساتھ گٹ گٹ پی بھی رہا تھا۔ اسکی بھی حرکتیں تھوڑی نہیں بہت حد تک زامل سے مل رہی

تھیں۔بس دعا تھی ایک اور زامل گھر میں نہ ہو جائے ورنہ باقی سب عنقریب گھر سے باہر ہوتے۔

"بائی۔۔۔یم۔۔۔یم"زالے اپنے ننھے سے ہاتھ میں لیگ پیس لئے بڑے پیار سے عبدلباری کو کھلانے لگی وہ ٹکر ٹکر کبھی زالے کو دیکھے تو کبھی اس عجیب سی چیز کو جسے لوگ لیگ پیس ہی کہتے تھے۔

"زالے۔۔۔بچے عبدلباری بھیا ابھی چھوٹا ہے ۔۔۔تم کھاؤ یہ"سیماب وہی قریب تھی وہ اس گلو گلو سی کیوٹ بچی کو پیار کرتی بے حد نرمی سے بولی جب

اسکے منہ سے عبدلباری کے لئے بھائی لفظ سنتے وہ تینوں گویا سکتہ میں ہی چلی گئی تھیں۔

"اھمم" زیحال نے ذرا سا اپنا گلا کھنکارا جس پر سب لوگ اسکی جانب متوجہ ہو گئے۔

"میں نے۔۔۔زالے کی منگنی کر دی ہے" یہ گویا سب پر دھماکہ تھا سب اسے حیرت زدہ پھٹی پھٹی سی نظروں سے دیکھنے لگے خان حویلی کے تقریباً ہی افراد کو اس بارے میں علم نہیں تھا۔

داجی کے تاثرات بھی سب سے ذرا مختلف نہ تھے

مورے منہ کھولے اپنے بیٹے کو حیران سی دیکھ رہی تھیں۔

"ک۔۔۔کس کے ساتھ؟"سوال زریاب کی جانب سے آیا تھا۔

"عبدلباری کے ساتھ"اس کے جواب دیتے سب نے بیک وقت اس چھوٹے سلطان کی جانب دیکھا جو منہ میں فیڈر لئے بڑے مزے سے میٹھی میٹھی نیند کے جھونکوں کے ساتھ جھول رہا تھا۔

وہ ننھی سی جان تو اب تک اس بات سے پوری طرح ناواقف تھی کہ جس کے ہاتھ سے عجیب سے ٹیسٹ کا لیگ پیس وہ کھالیتا ہے، جس کے مارنے پر کبھی روتا نہیں ہے، جس کے علاوہ کبھی کسی اور کے ساتھ کھیلتا نہیں ہے، جسے دیکھ کر فوراً سے رونا بند کر دیتا ہے وہ لڑکی اسکا خوبصورت مستقبل تھی اس سے بڑھ کر اسکا تعارف اور کیا ہوتا کہ وہ ایک ایسے شخص کی بیٹی تھی جو اس پر اپنی سانسیں وارتا تھا۔ جس کے لئے اسکی بیوی

کے بعد سب سے زیادہ چاہے جانے والی عورت اسکی بیٹی تھی "زالے زیحال خان آفندی"

"اتنی جلدی؟" داراب خوش تھا لیکن حیران بھی اسے ان سب کی سمجھ نہیں آئی۔ یا شاید وہ ابھی صحیح طرح سے زیحال کی بڑی اولادوں کے عشق سے واقف نہیں تھا۔

"میری خواہش تھی۔۔۔میں چاہتا تھا میری بیٹی ابھی سے کسی ایسے شخص کے ساتھ جڑ جائے جو میرے بعد اسے وہی محبت دے جس کی وہ اصل حقدار ہے" اسکی

بات پر داجی کی آنکھوں میں جیسے کرچیاں سی بھرنے لگیں

مورے اور باقی سب پر جیسے سکوت سا طاری ہو گیا یہ بات بہت نارمل تھی لیکن اس وقت حالات نارمل نہیں تھے خاص طور پر گل کیلئے۔

جو اس وقت اپنے کمرے میں تھی۔آج وہ بہت بیٹھ چکی تھی اب تو باقائدہ بیک پین ہونے لگا تھا۔ڈاکٹر برہان اسے سختی سے منع کرتے تھے مسلسل دس منٹ سے ایک سیکنڈ بھی اوپر بیٹھنے سے۔

"میرا ہر گز وہ مطلب نہیں تھا" زیحال بابا سائیں کے
چہرے پر کرب بھانپتے فوراً سے اپنی بات کی تصحیح
کرنے لگا۔

"لیکن کم از کم بیٹیوں کے رتبے کو ضرور سمجھنا چاہیے
۔۔۔وہ کسی بھیڑ بکری کی طرح نہیں ہوتی جسے کسی
کے ساتھ بھی باندھ دیا جائے بیٹی دینے سے پہلے اس
شخص کو اور اس سے جڑے لوگوں کو ضرور دیکھ لینا
چاہیے جنہیں آپ اپنے جگر کے ٹکڑے کو سونپتے

ہو۔۔۔اور مجھے "اس نے سامنے بیٹھے پامیر اور اسکے

پیچھے ذرا فاصلے پر کھڑی کومل کو دیکھا۔

"اپنے بھائی پر پورا یقین ہے"

یہ یقین اسے عبدلباری پر بھی تھا جو اس وقت

چھوٹے چھوٹے خراٹے لیتا مزے سے سو رہا تھا۔

پامیر کے چہرے پر ایک الوہی سی چمک آگئی وہ محبت

بھری نگاہوں سے اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔

"اور اگر کل کو اسکی چوائس کچھ اور ہوئی تو؟" داراب

کچھ سوچ کر یہ سوال کر رہا تھا

اس سوال پر کومل کا چہرہ یکدم سے بجھ سا گیا زمل بھی جیسے اس بات پر تھوڑی پریشان سی ہوئی لیکن ایک زیحال تھا۔ جس کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا اس وقت۔ اس نے عبدلباری کی جانب دیکھا۔

"وہ میری بیٹی ہے۔۔۔ جیسا وہ چاہے گی ویسا ہی ہو گا" اسکے لہجے میں زالے کیلیئے دنیا بھر کی محبت ایک ساتھ امڈ آئی تھی

زمل نے اپنے ساتھ کھڑی کومل کو دیکھا جو بمشکل ہی مسکرا کر وہاں سے کچن میں چلی گئی یقیناً اسکا دل اس

بات پر دکھی ہوا تھا۔ لیکن پا میر بہت نارمل تھا وہ

دونوں بھائی کی بہت نارمل تھے انکی بانڈنگ کوئی سمجھ

جائے ایسا تو کبھی انکی بیویاں بھی نہیں کر سکتی تھیں۔

"لیکن ایک اصلی مرد کو پہچاننے میں باپ کی نظریں

دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔۔۔مجھے عبدلباری پر اتنا یقین

ہے جتنا خود پر"

کیا مان تھا کیا محبت تھی اسکے الفاظ کچن میں داخل

ہوئی کومل کی سماعتوں میں گونجے ساتھ ہی اسکے لبوں

پر دلکش مسکراہٹ سی بکھر گئی۔

"وہی پسند بنے گا میری بیٹی کی۔۔۔معاشرہ چاہے جو کہے۔۔۔مرضی ان دونوں کی ہو گی" وہ ذو معنی لہجے میں بولتا ساتھ میں سلاد کا ایک ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال کر اطمینان سے چبانے لگا۔

"دیکھا جائے تو نہ معاشرہ ہمیں کھانے کو دیتا ہے نہ یہ برادری۔۔۔تو کیوں ہم انکا سوچ کر بیٹیوں کے ساتھ ناانصافی کر دیتے ہیں؟" اسکا سوال سنتے دا جی نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا

یاقوت اور پا میر جانتے تھے وہ جان بوجھ کر اس بات

چھیڑ رہا ہے وہ کرے گا وہی بات جو وہ کرنا چاہتا تھا

لیکن سامنے موجود شخص کو مد نظر رکھتے وہ ادب کے

دائرے میں رہ کر ان باتوں کو ان پر واضح کر رہا تھا۔

"لیکن برادری کے کچھ اصول بھی ہوتے ہیں "

داجی اسکی ان باتوں کا مطلب سمجھ چکے تھے تب ہی

سیدھا اسی بات پر آگئے جو بات وہ کرنا چاہ رہا تھا

زیحال کے لبوں پر ایک ٹھنڈی مسکراہٹ بکھر گئی۔

وہ ذرا سی اپنی انگلیوں کو مسلتے انکی جانب مڑا۔

"بابا یہ اصول بنانے والا کون تھا؟ "

اسکے سوال پر وہ کچھ دیر سوچ میں پڑ گئے۔ باقی سب اس سوالوں کے کھیل کو بڑی دلچسپی سے سن اور دیکھ رہے تھے۔

"امارے بڑے بزرگ "وہ سرسری سے لہجے میں گویا ہوئے۔

"انکا نام؟ "

"ام کو اتنا یاد نہیں۔۔۔وہ بھی برادری کے ہی تھے

امارے چاچا دادا" داجی کے ذہن میں واقعی انکے نام

نہیں تھے۔

"واؤ۔۔۔جن کے نام نہیں یاد۔۔۔آپ انکے اصول

یاد کر کر بیٹھے ہیں؟" اس سوال پر سب لوگ کھانا

چھوڑ گئے اور یک ٹک اسے دیکھنے لگے۔داجی کے

چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہوئی۔

"آپ نے اپنی بیٹی کی چھوٹی سی غلطی پر اسے برادری

کے اصولوں کی خاطر اس جانور کو سونپ دیا جبکہ آپ

اسکی فطرت سے پہلے ہی واقف تھے بس برادری آپ

سے ناراض نہ ہو جائے۔۔۔آج کہاں ہے وہ برادری

بابا؟ آئے وہ لوگ ایک بار بھی گل کو دیکھنے۔۔۔مجھ

سے ملنے۔۔۔لالا موت کے منہ سے واپس آئے

تب؟" وہ بول رہا تھا جبکہ نوشیر وال صاحب کی

برداشت یہاں ختم ہو رہی تھی لیکن کچھ کہہ نہیں

سکے

"سب کے ساتھ مل کر چلنا بری بات نہیں ہوتی بابا لیکن ایک اگر غلط فیصلہ کردے تو اپنی سمجھ اور عقل کو بند کر ایک سائیڈ میں نہ رکھیں "

کھانا تقریباً سب لوگ کھا چکے تھے لیکن آج پیٹ آج زریاب خان کا بھرا تھا ایسا پوری زندگی نہیں ہوا تھا، وہ سینا چوڑا کرتے اٹھے اور سکون بھری سانس خارج کر کر لاؤنج میں آ گئے۔

ان سب کے اٹھتے سب عورتوں نے بیٹھ کر ہنسی مذاق والے ماحول میں کھانا کھایا۔ مورے بھی انکے ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔

"وہ۔۔۔داراب لالا کی وائف نہیں آئی؟" مشی نے ایک نظر سب کو دیکھا لیکن اسے وہ نظر نہیں آئی۔

اسکے ذکر پر مورے اور سیماب نے بے ساختہ ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"وہ۔۔۔تھ۔۔۔تھوڑی بیمار تھی"سیماب کے جھوٹ پر مورے نے ٹھنڈا سانس خارج کیا کاش اس نام کے ساتھ انکے بیٹے کا نام نہ لگتا۔

آج سب لوگوں کا یہی رہنے کا ارادہ تھا یہ دیکھ دار اب تھوڑا بے چین ہوا اس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی دیکھی جہاں اس وقت رات کے دس بج رہے تھے اور محفل اب تک ویسی ہی تھی۔

"میں۔۔۔چلتا ہوں۔۔۔ صبح ڈیوٹی پر بھی جانا ہے"وہ سب کے بیچ نہایت عاجزی سے بولتا اٹھ کھڑا

ہوا۔اسکے اٹھتے ہی مورے بھی یکدم سے سیدھی ہو گئیں۔

"ہاں تم کو جانا چاہئے بیلا اکیلی ہے گھر پر "زریاب کو فوراً سے بیلا کا خیال آیا جس پر داراب تھوڑا نروس سا ہوتے فرخندہ بیگم کی جانب دیکھنے لگا۔

زیحال اٹھ کر اس سے ملنے کیلئے قریب آیا اور زور سے گلے لگتے اپنا منہ اسکے کان کے قریب لے گیا۔

"مورے کو نہ دیکھیں۔۔۔موقع اچھا ہے" وہ سرگوشی کرتے پیچھے ہٹا اور مسکراتی نگاہوں سے

داراب کو دیکھنے لگا جو مورے کی وجہ سے کافی پریشان لگ رہا تھا۔

"یار کیوں تم مجھ معصوم کی معصومیت کے پیچھے پڑے ہو" وہ واقعی زیحال کو ترس کے قابل لگا لیکن اسکے اتنے معصوم انداز پر اسکی ہنسی چھوٹ گئ۔

"ایسی باتوں میں معصوم رہ کر گناہگار ہی بنیں گے"

داراب اسکی بات پر اسے گھورتا داجی سے ملا اور پھر ڈرتے ڈرتے مورے کے قریب آکر انکے سامنے جھک کر انکے گھٹنے پر ہاتھ رکھا۔

"صبح آؤنگا مورے" وہ بمشکل ہی مسکرا کر بول پایا۔

"ام کو امید ہے۔۔۔کہ تم صرف ڈیوٹی کیلئے جارہا ہے" وہ ایسے بول رہی تھیں جیسے جان گئیں ہوں کہ وہ ڈیوٹی سے پہلے کسی اور کیلئے جارہا تھا۔

داراب ایک بے جان سی مسکراہٹ انکی جانب اچھالتا اٹھ کھڑا ہوا۔

سب سے مل کر وہ سیدھا باہر نکل آیا تھا اسکے پاس اپنی جیپ تھی جسے لے کر وہ حویلی کیلئے نکل گیا تھا۔

سارے راستے اسکے ذہن میں صرف بیلا گھومتی رہی تھی وہ ہر ٹرن پر گرم سانس خارج کر کر اپنے سر کی پشت سہلاتا۔

اس وقت وہ صرف اسکے ذہن میں ایک بیوی کے روپ میں گھوم رہی تھی اور یہی سوچ اس وقت اسکی حالت خراب کر رہی تھی وہ بے اختیار جیپ سڑک کے کنارے روکتا سٹیر نگ پر نظریں گاڑھ گیا۔ ہوا اتنی ٹھنڈی تھی جیسے جسم کو چیر کر گزر رہی ہو۔ وہ

جیپ سے اتر کر سامنے آکر بونٹ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

بال ہوا کے دوش پر اڑ رہے تھے، ہونٹ نہ محسوس طریقے سے نیلے پڑتے چلے جا رہے تھے جیسے ساری ٹھنڈ ہی صرف انکو لگ رہی ہو باقی پورا وجود بھٹی کی مانند جھلس رہا تھا۔

"یہ کیا کر دیا تم نے زی کیوں میرے سوئے ہوئے جذباتوں کو جگانے کی کوشش کر رہے ہو" وہ آسمان کی

جانب دیکھنے لگا جب اندر سے اسکے دل کی آواز کانوں
میں سنائی دی۔اس آواز میں ایک تڑپ سی تھی۔
وہ آنکھیں موندے بیلا کے سراپے کو یاد کرنے لگا وہ
اس وقت اسکے پاس نہیں تھی پھر بھی جیسے اسکے
حواسوں پر سوار ہو رہی تھی۔اسے یاد کرتے داراب
کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔
وہ کچھ سوچ کر سیدھا ہوا اور اپنی پینٹ کی جیب سے
موبائل نکال کر اسکی سکرین دیکھنے لگا۔انگلیاں جیسے

انکاری تھی وہ کرنے سے جو ذہن اس وقت سوچ رہا تھا اور دل اسے کر دینے پر زور دے رہا تھا۔

ان دونوں کی جنگ میں بالا آخر انگلیاں دل کی بات مانتی اسے کال کرنے لگی۔ٹوں ٹوں ہو رہی تھی کال جا رہی تھی جب تیسری رنگ پر اس نے کال اٹھائی لیکن اسکے تیسری بار پر اٹھانے پر داراب کے ماتھے پر تیوریاں چڑھ گئی

"کہاں تھی تم۔۔۔کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھی؟"

اسکے لہجے میں ناگواری سی چھلکی تھی۔

"نیچے چائے بنارہا تھا ام اپنے لئے" وہ نارمل لہجے میں بولتی اسکی ناگواری ایک جھٹکے میں ہی ختم کر گئی
داراب نے پیشانی انگوٹھے اور انگلی میں پکڑی۔
"ت۔۔۔تم۔۔۔تیار ہو سکتی ہو؟" کتنی مشکل سے یہ بات اس نے بولی تھی یہ وہی جانتا تھا دل اس وقت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔
"کیوں۔۔۔تم ام کو باہر لے کر جائے گا؟" بیلا کے انداز میں شوخی سی چھلکی۔منہ میں جیسے کچھ تھا شاید بادام جسے وہ چبا رہی تھی۔

داراب نے جھٹ سے نگاہ اوپر اٹھائی اور دانت پیسے

۔یہ بھی ڈفر ہی تھی وہ بے اختیار سوچ سکا۔

"گھر رہ کر تیار ہونا گناہ ہے؟" وہ صاف طنز کر رہا تھا۔

"ہاں تو امارے لئے تو گناہ ہے تم خود ام کو منع کرتا ہے

ام کیا کرے" اسکی بات سن کر یکدم سے داراب کے

سر پر بجی۔وہ تھکن زدہ سا آنکھیں بند کرتا دانت بھینچ

گیا۔دل کیا خود کو ہی ایک لگائے کیا ضرورت تھی کال

کرنے کی۔

"تم رہنے دو" وہ جھلا کر ایک دم سے کال کاٹ گیا

سارے رومانٹک موڈ کا ستیاناس ہو گیا تھا وہ یہاں

وہاں دیکھتے ہوئے کچھ سوچنے لگا جب اسکے ذہن میں

کچھ جھماکے سے آیا وہ بنا دیری کئے جیپ میں بیٹھتا

زن سے اڑا لے گیا۔

____

"کس کی کال تھی؟" بیلا کے سامنے کاؤچ پر بیٹھی

عین کی آواز کمرے میں ابھری وہ گہری سانس لیتی بیڈ

پر الٹی پلتی مار کر بیٹھ گئی۔

"داراب تھا۔۔ کہہ رہا تھا تیار ہو جاؤ" اسکا انداز بہت سرسری سا تھا لیکن اس بات پر عین بری طرح سے ٹھٹھکی تھی۔

"تیار کیوں؟" اسے جو سمجھ آئی تھی وہ کھل کر بیلا کو نہیں کہہ سکتی تھی۔

"ام کو کیا پتہ بس کہا کہ تیار ہو جاؤ جب وجہ پوچھی تو چپ کر گیا" وہ کندھے اچکاتے بے حد نارمل انداز میں بولتی چائے کے گھونٹ بھرنے لگی۔

"اسکو چھوڑو تم ام کو بتاؤ۔۔۔ تم امارا دوست ہے یا دشمن" اسکے تڑخ کر پوچھنے پر عین نے اس کی جانب دیکھا ایسے جیسے آنکھوں کی چمک بڑھ گئی ہو۔

"تم کو کیا لگتا ہے؟" الٹا سوال داغا بیلا نے آنکھیں چھوٹی کر کر گہری تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ایک طرف تم نے زریاب خان کو تعویز دیے جس سے تم ام کو اپنا دشمن لگتا ہے لیکن دوسری طرف تمارا یہی کام ام کو دوست بنانے پر مجبور کرتا ہے"

وہ سچ میں اس وقت الجھی ہوئی تھی اس کی بات پر عین کے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی۔

"تو تم دوست سمجھو ناں۔۔۔دشمنی کر کر ویسے بھی تمہارا نقصان ہو گا" اسکا انداز نہایت شاطرانہ تھا بیلا اسے دیکھ رہی تھی وہ عمر میں عین سے چھوٹی تھی اور شاید دماغ میں بھی اس وقت اسکے ذہن میں صرف خان حویلی کے لوگوں کیلئے نفرت گھوم رہی تھی۔

"نفع نقصان بیلا ولی خان نہیں دیکھتی۔۔۔وہ صرف اپنے سامنے بیٹھے بندے کو دیکھتی ہے"اسکا زو معنی انداز عین کو ایک پل کیلئے گڑ بڑانے پر مجبور کر گیا وہ اتنی بھی معصوم نہیں تھی جتنا عین اسے سمجھنے کی غلطی کر رہی تھی وہ یاد رکھتی کہ وہ بالاج اور وہاج کی ہی بہن تھی۔

چالاک اور تیز دماغ۔

"تو بس پھر۔۔۔ تم ام کو دیکھو۔۔۔ تم امارا کام کردو ام تم کو اس حویلی پر راج کروادے گا" اسکے شیطانی دماغ پر بیلا نے دلفریب مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی۔

وہ اسکے ذریعے اپنے لالا کو انکی گرفت سے بازیاب کروانے کے خیالات بھن رہی تھی۔

"تم کو اب جانا چاہیے ادر سے وہ لوگ کسی بھی وقت آ جائیں گے" وہ چائے ختم کرتی فوراً اسے اٹھ کھڑی ہوئی

۔

آج اس نے خود ملازم کو بھیج کر عین کو بلوایا تھا جو شاید اس سے زیادہ بے چین تھی اس حویلی میں آنے کیلئے

"سر کلر سلیکٹ کر لیں آپ" اس سیکشن میں موجود ورکر اسے اسکی مطلوبہ چیز تک لاتے نہایت مؤدب انداز میں سر خم کرتا واپس چلا گیا

اسکے جاتے داراب نے ایک نظر سامنے رنگ برنگی خوبصورت نائٹ ڈریس کو دیکھا سب ہی ایک سے بڑھ کر ایک تھیں وہ ہر ایک میں اسکے خوبصورت مخملی

سے بدن کو تصور کرتا گیا جب ایک گاڑھے سرخ رنگ کی ڈریس اسکے دل کو بھا گئی

داراب نے اس پر ہاتھ رکھا بظاہر وہ ایک بت تھا لیکن اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے داراب کو زور کا کرنٹ سا لگا ایسے جیسے وہ بت نہیں بلکہ بیلا کھڑی ہو۔

"سر یہ پسند آیا آپ کو؟" اسکی چوائس بلاشبہ سب سے الگ تھی۔ داراب نے کچھ سوچ کر سر اثبات میں ہلایا۔ وہ ورکر اس ڈریس کو لے کر کاؤنٹر تک آگیا۔

داراب نے دو تین اور خوبصورت جوڑے پیک کروائے اور آتے ہوئے کچھ چاکلیٹس اور کھانے پینے کی چیزیں لی۔ سب کچھ گاڑی کی پچھلی نشست پر رکھتے وہ سیٹ پر آکر جیسے ہی بیٹھا۔ ذہن میں مورے کی باتیں گونجنے لگی

"تم ام سے وعدہ کرو داراب۔۔۔ تم اسے کبھی بیوی کا حق نہیں دے گا" یہ الفاظ یاد آتے جیسے ایک پل کیلئے اسکی سانس تک رک گئ

"ام جانتا ہے بچے۔۔۔ تم اسکو چھوڑ دو۔۔۔ تم دوسری شادی کر لو" اس رات جب انہوں نے داراب کو سب کے جانے کے بعد روک لیا تھا تب وہ یہی کہہ رہی تھیں

"ام کو تمارا وارث ولی خان کی بیٹی سے نہیں چاہیے تم سمجھ رہا ہے ناں دری" ہاں وہ سمجھ رہا تھا وہ خوب سمجھ رہا تھا لیکن صرف اپنے نصیب کو جو صرف ایک کھیل بن کر رہ گیا تھا اس نے پیچھے رکھے شاپنگ بیگز کو دیکھا

"وعدہ بھول کر ایک بار صرف اسے بیوی کی نگاہوں سے دیکھیں لالا۔۔۔حالات نے اسے بھی ایسا بنادیا"

زیحال کے الفاظ اسکے ذہن میں گونجتے پچھلی ہر بات کو جیسے نیچے کر گئے۔وہ اس وقت گہری کشمکش میں مبتلا ہوا

پھر کچھ سوچ کر گاڑی سٹارٹ کرتے رخ اپنی حویلی کی جانب کر گیا۔

۔۔۔۔۔۔

عین کندھوں پر شال لئے اپنا پرس اٹھا کر اٹھ کھڑی

ہوئی اسکے ساتھ ہی بیلا بھی کھڑی تھی جو اسے

چھوڑنے کیلئے باہر تک آئی تھی

وہ دونوں جیسے ہی باہر کی دہلیز تک پہنچی سامنے سے

داراب کی جیپ رکتے دیکھ عین کی آنکھیں بے ساختہ

پھٹی گویا سانس تک سینے میں اٹک گئی۔ وہ لپک کر پلر

کے پیچھے چھپنے ہی لگی تھی کہ بیلا نے سختی سے اسکا بازو

تھام لیا۔

"ک۔۔۔کیا کر رہا ہے تم۔۔۔چھوڑو امارا بازو" وہ جلد بازی میں اپنا بازو اسکی گرفت سے چھڑوانے لگی لیکن وہ ڈھیٹ بنی کھڑی تھی۔

جب اندر آتے داراب کی نظر ان دونوں پر پڑی اسکی نظر پڑتے عین جیسے پتھرا سی گئی

وہی دوسری جانب اسے اپنی حویلی میں دیکھ داراب کی آنکھیں متحیر سی پھیلیں اور اسکی حرکت یاد کرتے ان میں جیسے سرخی اتر آئی تھی۔

"یہ۔۔۔؟ یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟" وہ ضبط سے مٹھی بھنچے ایک قدم آگے آیا۔

"ام نے بلایا تھا" وہ کس اطمینان سے بولی تھی داراب کو جھٹکا سا لگا وہ بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیوں؟" لب بھینچ کر استفسار یہ پوچھا۔

"کیوں؟ یہ تم ام سے پوچھ رہا ہے؟ جب تم سب ام کو اکیلا چھوڑ کر جائے گا تب ام اپنے ہی گھر والوں کو

بلائے گاناں" وہ کس ڈھٹائی سے بولی تھی کہ داراب ایک پل کیلئے لاجواب ہو گیا

وہی عین کو اپنا دل خوشی سے جھومتا ہوا محسوس ہوا وہ ایک دم سے کندھے تان کر کھڑی ہو گئی۔

"ام چلتا ہے بیلا۔۔۔ تم اپنا خیال رکھنا" وہ اس سے گلے ملتے سر اٹھائے حویلی سے باہر نکل گئی جہاں اسکا ڈرائیور کھڑا انتظار کر رہا تھا

اسکے جاتے ہی داراب ایک جست میں بیلا کے قریب آتے اسکا بازو پکڑتے اپنے قریب کر گیا۔

"تو تم مجھے کال کر سکتی تھی ناں۔۔۔اس تیج عورت کو

بلانے کی کیا ضرورت تھی؟"وہ لفظ چباتے ہوئے

جیسے اسکے منہ پر غرایا تھا۔بیلا اسکی آنکھوں میں

جھانکنے لگی

وہ ایک جھٹکے میں اپنا بازو چھڑواتی اوپر اپنے کمرے میں

چلی گئی داراب نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔گہری

سانس خود میں بھرتے وہ خود بھی لمبے ڈھینگ بھرتا

اسکے پیچھے کمرے میں چلا آیا۔بیلا بیڈ پر پیر زمین پر

لٹکائے فل طیش میں آئی بیٹھی تھی۔غصّہ اسے واقعی

آیا رتھا جب سب لوگ خود چلے گئے اور اسے ایسے ہی
چھوڑ گئے۔

داراب کمرے میں داخل ہوتے کڑی سخت نگاہوں
سے اسے دیکھنے لگا

"تم صرف یہ بات سن لو۔۔۔ کہ یہ عورت ٹھیک
نہیں ہے دور رہو اس سے" آخر میں آتے آتے اسکی
آواز بلند ہو گئی

بیلا اسکی جانب دیکھتی دھیرے سے اٹھی اور اسکے
قریب آکر کھڑی ہوئی

"صحیح صرف تمہارا گھر والا ہے؟ بولو؟" وہ درشتگی سے

پوچھ رہی تھی داراب خاموش کھڑا رہا۔اس وقت

اسے اپنے ہی جذبات پر لعنت بھیجنے کا شدّت سے دل

چاہا وہ تو صد شکر تھا کہ وہ سامان اندر نہیں لایا تھا۔

کہ تب ہی داراب کے ذہن میں جھماکے سے گل آئی

وہ یکدم سے سیدھا ہو کھڑا ہوا اور بیلا کو دیکھنے لگا۔

"تم مجھے یہ بتاؤ۔۔۔ کیا تم جانتی تھی کہ گل زندہ ہے

؟" اسکے سوال پا بیلا کا دل دھک سے رکا وہ بظاہر نارمل

انداز میں اسے دیکھ رہی تھی لیکن اسکے سوال پر بیلا کو
اپنی سانس سینے میں ہی اٹکتی محسوس ہوئی

داراب شدت سے اسکے جواب کا منتظر تھا اسکا دل چیخ
چیخ کر دعا کر رہا تھا کہ کاش وہ نہ کہہ دے کاش
۔۔۔آج اسکا دل زندہ رہ جائے کم از کم صرف آج۔

64/2

وہ اس وقت بلکل داراب کے قریب کھڑی تھی وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بس ایک ہی دعا کر رہا تھا صرف ایک دعا۔ اس وقت اسکی خاموشی داراب کی سانسیں روک رہی تھی۔

"بولو بیلا۔۔۔تم۔۔۔تم جانتی تھی یہ بات؟"

اسکا دل چاہا وہ کہہ دے "تم نہیں جانتی تھی ناں "

بیلا کے چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہوئی اس نے

لعاب گٹکا اور دھیرے سے پلکیں جھپکائی جب

آنکھوں میں جمع ہوا عرق قطرہ بن کر اسکے ملائم

رخسار پر پھسل گیا۔

"وہ۔۔وہ زندہ ہے؟" وہ اٹک کر بمشکل ہی پوچھ پائی

تھی جبکہ اسکے اس سوال پر داراب کے تنے اعصاب

ایک دم سے ڈھیلے پڑے۔آنکھیں تھکن زدہ سی بند

ہوتی شکر کے سجدے میں گرتی چلی گئیں۔اس نے بے ساختہ اسکی کیری آنکھوں میں دیکھا۔

"ہاں۔۔۔زندہ ہے گل۔۔۔اور بلکل ٹھیک ہے" بتاتے ہوئے اسکے لہجے میں گل کیلیئے کتنی محبت جھلکی تھی یہ بیلا کو بخوبی محسوس ہوئی تھی۔

وہ چہرہ دوسری جانب کرتی زخمی سا مسکرادی اور انگلی کی پور سے اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کیئے۔

"بب۔۔۔برسوں ہو گیا ام کو۔۔۔اپنی حویلی جائے"

اسکا انداز زخموں سے چور تھا۔ داراب اسکے چہرے پر پھیلی ازیت دیکھ یکدم سے ٹھٹھک گیا۔

"تم پھر بھی ام سے پوچھتا ہے کہ ام؟" اسکا دل داراب کے سوال پر از حد دکھی تھا داراب اسکے بوجھل لہجے پر یکدم سے سیدھا کھڑا ہوا۔

"مم۔۔۔میں تو ایسے ہی پ" وہ اپنے حق میں کمزور سی صفائی دینے لگا تھا جب بیلا نے ہاتھ کھڑا کرتے اسے وہی روک دیا۔ آنکھوں میں مزید کرچیاں سی بھر گئیں۔

"صرف ایک نکاح ہے جو ام کو ادر قید کر کے رکھ رہا ہے۔۔۔وہ بھی اتنا کھو کھلا۔۔۔اتنا؟"کاش کوئی اسے سمجھتا۔اسے سنتا وہ بھی بہت کچھ کہنا چاہتی تھی۔

"میں نے صرف پوچھا ہے۔۔۔کیا ہو گیا" داراب کو سمجھ نہیں آئی وہ ایسا کیوں کر رہی تھی ہاں اس نے صرف پوچھا ہی تو تھا۔

"تو تم کو نظر نہیں آتا۔۔۔ہاں؟" وہ یکدم سے داراب پر بپھر پڑی وہ اسکے اس طرح بے مطلب چلانے پر جیسے دم بخود رہ گیا۔

"پہلے اتنے سال ام کو ادر اس زیحال کے نام پر رکھا

۔۔۔اسکے خواب دکھائے پھر اس نے آکر امارے منہ

پر طلاق کے پیپر دے مارے۔۔۔پھر ام کو تمارے

حوالے کر دیا۔۔۔کسی کوڑے میں پڑے بیکار سامان

کی طرح۔۔۔ام کو ادر قید رکھا۔۔۔ام کو بھول گیا ہے

کہ امارا حویلی کیسا تھا۔۔۔اور تم ام سے پوچھ رہا ہے کہ

ام جانتا تھا یہ بات؟" کیری آنکھیں طوفانی برسات

کی طرح برسنے لگی تھیں

داراب کو ایک پل کیلئے محسوس ہوا جیسے واقعی وہ غلط کر گیا تھا اسے نہیں پوچھنا چاہئے تھا۔ وہ کچھ کہنے کو منہ کھولنے ہی لگا تھا جب بیلا وہی سے مڑ کر اپنی جگہ جا کر لیٹ گئی۔

داراب وہی کھڑا جیسے جم سا گیا تھا کہ تب ہی اسکے کانوں میں سسکیاں سنائی دی وہ رو رہی تھی اور اسکے رونے میں آج واضح تڑپ تھی۔

داراب لب بھینچ کر ضبط سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ تب سے اس حویلی میں تھی جب سے زیحال کے ساتھ اسکا نکاح ہوا تھا اور پھر زیحال کے طلاق دینے کے کچھ مہینوں بعد وہ داراب کے نکاح میں آ گئی تھی ۔ولی خان حویلی جانا تو دور کی بات تھی وہ اتنے سالوں میں اس خان حویلی کے گیٹ تک سے باہر نہیں گئی تھی۔تو کیسے وہ یہ سوچ بھی سکتا تھا۔

اس وقت اسے اپنے آپ پر شدید غصّہ آیا۔

وہ مٹھیاں بھینچے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن قدم جیسے انکاری تھے ایک زنجیر سی اسکے قدموں میں بندھ گئی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر اسکی سسکیاں سنتا رہا آخر میں اپنا ضبط توڑتے بوجھل قدموں سے بیڈ کے قریب آیا۔ بیلا تکیے میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی جب اسے اپنے قریب ایک آہٹ سی محسوس ہوئی اس نے دھیرے سے چہرہ باہر نکال کر دیکھا

داراب نادم سا اسکے قریب کھڑا تھا جیسے اس کے قریب موجود جگہ پر بیٹھنے کی اجازت چاہتا ہو۔ وہ خود ہی دھیرے سے تھوڑی آگے سرک گئی۔

داراب گہری سانس خارج کرتے اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھ گیا۔

یہ شاید زندگی میں ہی پہلی بار تھا کہ وہ ایک بیڈ پر موجود تھے پھر چاہے وہ کیسے بھی ہوئے ہوں۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔ تمہارے ساتھ بھی اچھا نہیں ہوا" وہ گھمبیر آواز میں بولنا شروع ہوا جب بیلا اپنے رونے میں خود ہی کمی لے آئی اور اسکی پیٹھ دیکھنے لگی۔

"قسمت نے سب کو ہی کڑی آزمائش سے گزارا ہے ۔۔۔ لیکن اگر یقین اللّٰہ پر ہو تو سب ٹھیک ہو جائے گا اور ہو بھی رہا ہے" اسکے ذہن میں اس وقت گل اور زیحال گھوم رہے تھے جو اس آزمائش کا سب سے اہم حصّہ رہے تھے لیکن آج دونوں ہی کتنے خوش باش تھے۔ سوچ کر ہی دل کو جیسے تسکین سی مل رہی تھی۔

"تھوڑا وقت لگے گا۔۔ ہم بھی" بیلا اپنی بیلی پر
دونوں ہاتھ رکھے انگلیوں کو آپس میں الجھا رہی تھی
جب داراب کے "ہم" بولنے پر اس نے بے اختیار
اسکی جانب دیکھا۔

"مم۔۔۔میرا مطلب ہے۔۔۔تم۔۔۔ بھی ٹھیک ہو
جاؤ گی اور میں بھی" اس نے واضح طور پر دونوں کو
الگ کر دیا وہ نہیں چاہتا تھا بیلا اس بات کو لے کر اس
وقت مزید پریشان ہو۔ شاید پہلی بار داراب کو اسکے
رونے پر اچھا محسوس نہیں ہوا تھا۔

"ام نہیں ہو گا ٹھیک۔۔۔جب تک ادر ہے تب تک

کبھی نہیں" وہ نم لہجے میں بولتی چھت دیکھنے لگی اسکی

بات پر داراب نے بے اختیار مڑ کر اسے دیکھا۔

دونوں کی نگاہیں مل کر چار ہوئی۔اور جیسے جم سی گئیں

۔

"ت۔۔۔تم جانا چاہتی ہو یہاں سے؟" وہ جیسے بے

یقین سا تھا انداز میں حیرت سی حیرت تھی۔اور کچھ

ٹوٹ جانے کا درد بھی۔

بیلا نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ اسکا سر اثبات میں ہلتے دیکھ داراب جھٹ سے رخ موڑ کر سانس تک روک گیا۔ ایک دھچکا سا اسکے دل کو لگا تھا ایسے دھچکے تو قسمت اسے دیتی رہتی تھی لیکن آج؟ آج وہ اس قسمت کے کھیل سے تھوڑا آزاد ہوا تھا۔

وہ بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں تمہاری خواہش کا احترام کرونگا" وہ نہایت دھیمے لہجے میں بولتا بنا اسکی جانب

دیکھے کاؤچ پر چلا گیا۔اور جا کر بیٹھتے اپنے شوز اتار نے

لگا۔

بیلا یک ٹک اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکے چہرے کی

چمک بجھتے دیکھ وہ تھوڑی ڈھیلی سی پڑ گئی ایسے جیسے

اسے برا لگا ہو۔

لیکن تب ہی اسکے ذہن میں جھما کے سے عین کی

باتیں گھوم گئی۔

"اس حویلی سے تم کو ملا ہی کیا ہے۔۔۔ سوائے طعنوں

اور طلاق کے۔۔۔اب تم ادرر رہے گا تو یہ تمارا نفس کا

توہین ہے بیلا" یہ الفاظ یاد کرتے جیسے اسکے تن بدن میں آگ سی لگ گئی سارا احساس پل میں ہوا ہوگیا۔ وہ کروٹ بدل کر سونے کیلئے آنکھیں موند گئی

لیکن آج ایک وہ تھا جس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔ ایک کوشش، ایک قدم اور ایک پہلی خواہش جو اس نے اپنے لئے پہلی بار کی تھی اور وہ بھی یوں ادھوری نہیں رہی بلکہ پوری ہونے سے پہلے ہی بلکل ختم ہوگئی۔ اسکی قسمت بہت ظالم تھی وہ بے اختیار سوچنے لگا۔

رات کے تین بجنے کے قریب تھے جب اسکی آنکھ لگی۔

"تمارا دماغ خواب ہے؟ یہ کیا کیا تم نے؟"

وہ کمرے کی بالکونی میں کھڑی کندھوں پر شال لئے باہر لان میں گھومتے پھرتے ملازموں کو دیکھ رہی تھی۔ آج دھند کل سے زیادہ گہری تھی تب ہی بیلا کے ہونٹ نہ محسوس طریقے سے اس سخت سردی میں ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔

"کیا کیا ام نے ؟" اس نے الٹا ترخ کر سوال کیا جس پر
عین نے دانت کچکچا کر فون کی سکرین گھوری، وہ ایسے
ہی اسے اتنی عقلمند سمجھ رہی تھی۔

"تم کو کیا ضرورت تھی داراب کو وہ سب بولنے کی
۔۔۔ تھوڑا عقل سے کام لو لڑکی "

"ایک منٹ۔۔۔ پہلی بات تو ام سے تمیز کے دائرے
میں رہ کر بات کرو مارا۔۔۔ یہ بد تمیزی ام کو ایک آنکھ
نہیں بھاتا" بیلا کو اب واقعی عین کے تلخ انداز پر شدید
غصّہ آیا تھا۔

عین اسے اتنے غصّے میں دیکھ بے اختیار ڈھیلی پڑی

اسے پڑنا ہی تھا وہ کہتے ہیں ناں کچھ پانے کیلیئے کچھ کھونا

پڑتا ہے تو یہاں کھونے کو اپنی عزت ہی صحیح لیکن پانے

کو صرف ایک شخص عین دلدار کیلیئے کافی تھا۔

" بیلا میری جان تم بہت معصوم ہے۔۔۔ تم کو نہیں

پتہ کیسے تم اس حویلی والوں سے اپنا بدلہ لے سکتا ہے

اب امارا بات سنو "

وہ سرگوشی نما انداز میں بولتی چلی گئی جبکہ یہاں بالکونی

میں کھڑی بیلا کو لگا جیسے اتنی ٹھنڈ میں بھی اسکے کانوں

سے دھواں نکلنے لگا ہو وہ سٹپٹا کر وہی بالکونی میں ٹہلنے لگی۔

"یہ تم کیا بول رہا ہے۔۔۔ام۔۔۔ام ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ وہ جیسے عین کی باتوں پر بوکھلا سی گئی تھی۔

"تم کیا چاہتا ہے ان سے بدلہ لینا ناں۔۔۔؟ تو کیا تم کو وہ تھالی میں سجا سجایا ملے گا؟" عین کو اسکی بے وقوفانہ بات پر طیش آیا۔ کتنا ذہن لگا کر اس نے یہ پلان بھنا تھا۔

"ل۔۔۔لیکن۔۔۔لیکن یہ سب"

"تم سوچ لو۔۔۔اس سے بہتر طریقہ تم کو نہیں ملے گا" وہ ساری بات اس پر چھوڑتی کسی گہری کشمکش میں مبتلا کر گئی۔ بیلا ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے سے فون پکڑے بوکھلائی سی یہاں وہاں چکر کاٹنے لگی۔

"مت بھولو۔۔۔ تمارا دونوں لالا ان بھائیوں کے قبضے میں ہے" اب کی بار بیلا کے قدم یکدم سے اس ایک جگہ جم سے گئے۔

"ک۔۔۔کیا۔۔۔؟ بب۔۔۔ بالاج بھی؟" وہ سب اس بات سے انجان تھی کہ بالاج بھی انکے قبضے میں چلا گیا ہے۔

"ہنہ۔۔۔تم کو پتہ ہی نہیں۔۔۔وہ زیحال خان اسکو لے جا چکا ہے۔۔۔اور وہاج کو تمارا نامدار شوہر اریسٹ کر چکا ہے"

اس بات پر بیلا کا سر بے اختیار اوپر اٹھا وہ سانس روکے اس ٹھٹھرتی سردی میں جیسے جم سی گئی اندر کا سارا نظام ایک پل کیلیئے رک سا گیا تھا

"اب تم سوچنا کہ تم کو یہ کرنا ہے یا نہیں" کہہ کر عین

دوسری جانب سے کال کاٹ گئی تھی یہاں بیلا اسی

طرح پتھر بنی فون کان سے لگائے کھڑی رہی جبکہ

دوسری جانب ایک شیطانی مسکراہٹ عین دلدار کے

لبوں پر بکھر گئی۔

"اسکو کہتے ہیں۔۔۔دوسرے کے کندھے پر رکھ کر

بندوق چلانا۔۔۔ ٹھاہ" وہ دو انگلیوں کو آپس میں

جوڑتی ایک آنکھ بند کر کر نشانہ باندھتی اپنا تیر چھوڑ

گئی۔ جس کے بعد اسکا ایک جاندار قہقہہ ولی خان حویلی کی درودیوار کو سنائی دیا تھا۔

یہاں بیلا پر اب تک سکتہ ساطاری تھا وہ بوجھل قدموں سے اندر کی جانب آئی جہاں نظر سامنے کاؤچ پر کشن بازوؤں میں دبوچے گہری نیند میں ڈوبے داراب پر گئی۔ اسکی گردن تکیے پر ایک جانب ڈھلکی ہوئی تھی۔

اسے دیکھتے ہی دیکھتے بیلا کی آنکھوں میں جیسے سرخی اتر آئی وہ ہاتھ میں پکڑے فون کو مضبوطی سے جکڑے

یوز دیکھتی گئی جیسے ابھی اسے زندہ سالم نگل جائے
گی۔

"افسوس کہ ام کو تمارے افسوس پر افسوس ہوا" وہ
رات داراب کے بجھے ہوئے چہرے کو دیکھ تھوڑی
افسردہ ہوئی تھی لیکن اب جیسے اسے خود پر ہی شدید
غصّہ آیا تھا۔

وہ اس غصّے کو گھونٹ گھونٹ پیتی اپنے آپ کو نارمل
کرتی بیڈ تک آئی اور بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا کرتے پھر
داراب کی جانب مڑی۔

صبح کے سات بجنے کے قریب تھے اور آٹھ بجے تک سب لوگ ناشتے کی میز پر ہوتے تھے وہ دھیرے دھیرے داراب کے قریب آئی اور اسے دیکھتے لگی۔

کمرے میں اس وقت گہری خاموشی تھی۔

بیلا نے جھک کر دھیرے سے اسکا بازو پکڑ کر ہلایا اور وہ صدا نیند کا کچا اسکے ذرا سے ہلانے پر ہی بوکھلا کر یکدم سے ایسے اٹھا جیسے ڈر گیا ہو۔

"مم۔۔۔میں ہوں" اسکے یوں اچانک نیند سے بیدار ہونے پر بیلا دھیمی آواز میں گویا ہوئی۔

داراب کی آنکھیں یکدم سے کھلنے کے باعث سرخ

تھیں وہ کشن سائیڈ پر رکھتے دونوں ہتھیلیوں سے

آنکھیں مسلتا اٹھنے ہی لگا تھا جب اسکی نظر سامنے دیوار

پر لگے گھڑیال پر گئی

"سات بج گئے۔۔۔؟اوہ شٹ۔۔۔میری نماز" وہ

پابندی سے پانچ وقت کی نماز پڑھتا تھا یہ بیلا کو آج پتہ

چلا تھا جو صبح کو اسکے بعد جاگتی تھی

لیکن رات وہ اتنی دیر سے سویا کہ صبح بیلا کے اٹھانے پر ہی اٹھا خود تو وہ شاید دن کے ایک بجے تک بھی نہ اٹھتا آج۔

وہ اٹھ کر باتھ روم فریش ہونے چلا گیا تب تک بیلا نے اسکے کمفرٹر کو ٹھیک سے فولڈ کر کر رکھتے اسکے کشن ٹھیک کئے جب باتھ روم سے نکلتے داراب کی نظر اس پر پڑی۔

اسکے ایک ہاتھ میں ٹاول تھا اور بال تھوڑے سے گیلے ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔یقیناً وہ وضو کر کر آیا تھا

۔پہلی بار آج بیلا اسکے بستر کو ٹھیک کر رہی تھی۔یہ دیکھ داراب کو عجیب سا لگا لیکن وہ ٹاول اسٹینڈ پر رکھتے بنا کچھ کہے جائے نماز بچھائے نیت باندھ گیا۔

وہ دونوں قریباً ساتھ ساتھ ہی کمرے سے باہر آئے تھے۔سامنے ہی مورے صوفے پر براجمان تھیں انکو دیکھتے داراب تھوڑا چونک سا گیا پھر خود کو کمپوز کرتے انکے پاس آیا۔

"مورے۔۔۔سلام۔۔۔آپ آ گئیں۔۔۔مجھے کہہ دیا ہوتا میں لے آتا آپ کو" وہ انکے ساتھ بیٹھتا محبت

بھرے لہجے میں شکوہ سا کرتے انکی ٹانگیں دبانے لگا۔

تب ہی سیماب انکے لئے بھانپ اڑاتی چائے کا مگ لے آئی وہ دو مگ تھے یقیناً ایک داجی کیلئے تھا جو واک کیلئے باہر لان میں موجود تھے۔

"ام نے بولا تھا۔۔۔ لیکن مورے کو پتہ نہیں کس بات کی جلدی تھی۔۔۔ ابھی تو وہ لوگ اٹھا بھی نہیں تھا زی دیکھے گا تو کیا سوچے گا" سیماب اپنے دھیان میں بولتی چائے کے مگ ٹیبل پر رکھ گئی۔

داراب نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں داراب انکی نگاہوں کو سمجھتے تھوڑا متذبذب سا ہوا۔

"خان جی۔۔۔یہ بیگز آپ کی جیب میں رکھے تھے۔" ایک ملازم داراب کی جیب سے وہ بیگز نکال کر لایا جن کو دیکھتے داراب کی آنکھیں یکدم سے پھٹی۔

وہ تو ان بیگز کو سرے سے ہی بھول گیا تھا۔

"ک۔۔۔کمرے میں رکھ آؤ" وہ کچھ ہچکچاتے ہوئے

بمشکل بولا ہی تھا جب مورے کی رعب دار آواز پر

بے اختیار انکی جانب مڑا

"ادھر لے کر آؤ یہ سامان" انکے حکم دیتے ملازم فوراً وہ

بیگز لے کر انکے پاس آگیا جو یک ٹک داراب کو ہی

دیکھ رہی تھیں

اسکے چہرے کی رنگت یکدم سے نچڑ کر بلکل سفید

مردے کی طرح ہو گئی تھی۔

مورے نے ایک بیگ کھول کر اس میں سے چاکلیٹس اور کچھ کھانے کی چیزیں نکالیں تب ہی بیلا بھی داراب کی کافی بنا کر لائی تھی جب اسکی نظر بھی ان بیگز پر پڑی

"واؤ۔۔۔تم نے پارٹی کی تھی "سیماب ان چیزوں کو دیکھتی ذرا سی شوخ ہوئی جبکہ داراب کی تو جیسے جان پر بنی ہوئی تھی وہ سانس روکے پتھر بنا بیٹھا تھا۔بیلا نے گھور کر اسے دیکھا چیزیں لا یا تھا تو دی کیوں نہیں۔

جب اگلے بیگ سے نکلنے والی سرخ رنگ کی ڈریس

مورے کے ہاتھ لگ گئی وہ عجیب سی نظروں سے اس

لباس کو دیکھنے لگی جو انکی زبان میں بےہودہ تھا لیکن

سیماب کی نظر جو نہی اس پر پڑی وہ لمحے کے پہلے حصّے

میں سمجھتی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی

"آ۔۔۔ام۔۔۔ام بچوں کو دیکھ لے" وہ سٹپٹا کر بولتی

جلدی سے مہرام اور مہروز کے کمرے میں چلی گئی

جبکہ داراب کی حالت ایسے تھی جیسے زمین پھٹے اور وہ

اس میں سما جائے۔

بیلا کی حالت اس سے ذرا مختلف نہ تھی جس کے ہاتھ میں پکڑا کافی کا مگ بے اختیار لرزنے لگا تھا۔ مورے نے طیش بھری بے یقین سی نگاہوں سے داراب کی جانب دیکھا جو ان سے نظریں چرائے چوروں کی طرح بیٹھا تھا۔

ان کا شک صحیح نکلا تھا اس ایک ڈریس کو دیکھ انکو زور کا جھٹکا سا لگا تھا۔ کہ وہ یکدم تو سنبھل بھی نہیں پائی پھر انہی سرخ متورم آنکھوں سے بیلا کی جانب دیکھا۔ جو خود بت بنی کھڑی تھی۔

"لو۔ تمارے لئے ہے۔۔۔یہ بے ہودہ لباس" وہ باقائدہ اس لفظ پر زور دیتی بیگ اس کی جانب بڑھا گئیں جب انکے منہ سے یہ لفظ سنتے داراب کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ پڑا۔ شرمندگی کے باعث وہ مورے کی جانب چہرے کا رخ تک نہیں کر پا رہا تھا

مورے کو غصّے میں دیکھ بیلا نے اپنے لرزتے ہاتھوں سے وہ بیگ تھام لیا اور تھامتے فوراً سے غائب ہو گئی۔

"مطلب ام صحیح تھا" انکا لہجہ بوجھل تھا اس میں

افسردگی بھانپتے داراب نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا

۔

"تم۔۔۔تم فیل ہو گیا دری" ان کی بات پر داراب

نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا۔

"ای۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے مورے۔۔۔وہ" وہ اپنے

حق میں صفائی دینے ہی لگا تھا کہ مورے کی آنکھوں

میں بے یقینی بھانپتے وہ خود ہی خاموش ہو گیا۔

وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں

پہلی بار انکے ایسے ناراض ہونے پر داراب کی گویا
جان پر بن آئی تھی وہ لب اور مٹھیاں بھینچے انکے
کمرے کی جانب ہی دیکھتا رہا۔

کتنی ہی دیر وہ اکیلا لاؤنج میں بیٹھا رہا پھر ٹائم دیکھتے اٹھ
کر تیار ہونے اپنے کمرے میں چلا گیا جب کمرے میں
داخل ہوتے اسکی نظر بیلا پر پڑی وہ بیڈ پر اس بیگ کو
رکھے اس خوبصورت ڈریس کو بے یقین سی نگاہوں
سے دیکھ رہی تھی۔

آہٹ ہونے پر وہ جو نہی پیچھے مڑی داراب کو دیکھ اس ڈریس کو جھٹ سے بیگ میں بے ترتیبی حالت میں ہی پھینک گئی۔

یہاں بھی داراب شرم سے پانی پانی ہوتا اپنی وردی اٹھائے باتھ روم میں گھس گیا آج بھی صبح ہی بہت خراب شروع ہوئی تھی تو پورے دن کا تو اللّٰہ ہی مالک تھا۔

یہ وہی خوبصورت جزیرہ تھا جہاں اس وقت بلیک شیڈو نامی شخص کا راج تھا جس کی اجازت کے بغیر شاید وہاں کے لوگ سانس بھی نہ لیتے ہو

یہ جزیرہ بے حد خوبصورت تھا

ایک جانب لمبے درخت اور انکے نیچے بہتی آبشار کا نیلا پانی۔ یہاں ایک عجیب سا سکون تھا جیسے اسے ہر چیز اپنی ترتیب میں پسند ہو یہاں کی ہوا بھی پر سکون تھی۔

وہی ایک جانب کمرے سے ٹھک ٹھک کی آواز آرہی تھی جسے سنتے باہر کھڑے یاقوت اور آرسن نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تم بھی وہی سوچ رہے ہو جو میں سوچ رہا ہوں؟"

آرسن نے دھیمی سرگوشی میں استفسار یہ پوچھا۔اس وقت اس کمرے میں پاشا موجود تھا جس کی موجود وہاں موجود لوگوں کا سانس تک روکے ہوئے تھی۔

"ھمم۔۔۔شاید" وہ بھی خاصی دھیمی آواز میں اسکے قریب رہ کر بولا

"میری نظر میں ایک جگہ ہے۔۔۔ بہت اچھی، وہاں کی لڑکیاں بھی بہت خوبصورت ہیں چار چار شادیاں کریں گے اور خوش باش رہیں گے" آرسن کی اس بات پر اب کی بار یاقوت نے تڑخ کر اسے دیکھا "لگتا ہے اگلی باری تمہاری ہو گی" اسکی بات پر آرسن جھٹ سے سیدھا ہوتے اسے گھورنے لگا۔

"پچھلے جنم میں پکا تمہارا قرض دار رہا ہوں جو تم اتنے سنگدل بن رہے ہو" اسکی حالت یکدم سے پتلی ہوتے دیکھ یاقوت کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی۔

وہ ٹیبل پر رکھے کافی میکر میں اپنے اور اسکے لئے کافی

بنانے لگا جب تھوڑی ہی دیر میں کمرے کا دروازہ کھلا

اور پاشا کمرے سے باہر نکلا

اسے دیکھتے آرسن وہاں سے فوراً گم ہو جانا چاہتا تھا لیکن

یاقوت نے اسے دیکھتے ایک اور کپ کا اضافہ کر لیا۔

تب ہی بلیک شیڈو بھی وہی آگیا اسے دیکھتے یاقوت نے

تیسرے کپ کا اضافہ کیا

ساتھ میں ٹیشو باکس دونوں کے قریب رکھا

آرسن جلدی سے پانی کسی بڑی سی چیز میں بھر کر لایا اور ان کے ہاتھ منہ دھلوانے لگا وہ ہاتھ منہ دھو کر واپس کرسیوں پر آکر بیٹھے۔

پاشا نے ایک ساتھ کئی سارے ٹیشوز نکال کر اپنے ہاتھ اور منہ کو صاف کرتے ٹیشوز ڈسٹبن میں پھینک دیے۔

"کپڑے اسکے پہننے پڑیں گے۔۔۔ایسی حالت میں گھر نہیں جاسکتے" یاقوت نے ایک نظر پاشا کے خراب

ہوئے کپڑے دیکھے جن کو دیکھ اسکا دل بری حد تک

خراب ہو رہا تھا

"ہاں کیوں نہیں" بلیک شیڈو کے ایک دم سے ہامی

بھرتے پاشا نے سپاٹ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نیو آجائیں گے آرسن" اس نے

ساتھ ہی آرسن کو آواز دی جو اسکے پیچھے ہی کھڑا تھا۔

ایک پاشا تھا جو اسکی سانسیں روک کر رکھتا تھا۔

"یاقوت اب تمہارا کام رہ گیا۔۔۔ مجھے اسکی قبر اتنی

شاندار چاہئے کہ دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو

۔۔۔پاشا بے کی عزت کی طرف آنکھ اٹھانے والے کا حال اس سے بھی برا ہو گا "

وہاج خان کے جانے کا دکھ اسے نہیں کرنا تھا لیکن پھر بھی جیسے یاقوت کے دل میں اسکے لئے رحم آنے لگا تھا اور ایک وہ شخص تھا جسے رحم جیسے لفظ کا شاید مطلب ہی نہیں پتہ تھا۔اسکی آنکھوں میں ایک وحشت سی تھی جو دیکھنے والوں کو خود سے خوف زدہ کر دیتی تھی۔

"ویسے مجھے اچھا لگا۔۔۔آپ کو اپنے والا کام کرتے دیکھ" بلیک شیڈو کب سے اسے دیکھ خوش ہو رہا تھا

اب تک وہ اکیلا تھا آج اس کے ساتھ اسکا لیڈر بھی اس کام میں شامل ہو گیا تھا

یاقوت اور آرسن سر خم کرتے اس کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

پاشا نے سگار لبوں میں دباتے سلگا کر دھواں ہوا کے سپرد کیا ساتھ منہ سے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی کہ تب ہی اسکا موبائل بج پڑا۔

بلیک شیڈو نے ایک نظر اسکے موبائل سکرین پر ڈالی جہاں "زرگیہ "نام جگمگا رہا تھا۔

"گھر سے کال ہے" اسکے بتاتے پاشا جھٹ سی سیدھا ہوتے سکرین دیکھنے لگا زمل کا نام دیکھتے اس نے سگار اسے پکڑاتے فون کان سے لگالیا۔

"ہبی۔۔۔ کہاں ہیں آپ" اسکے کال اٹھاتے زمل کی فکرمندانہ آواز ابھری

"ک۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیا ہوا؟" اسکے سوال پر کرنے پر پاشا وہ سوری زیحال کی سانس تک رک گئی۔

"آپ سے جو پوچھا وہ بتادیں۔۔۔کہاں ہیں آپ" وہ فل تفتیشی موڈ میں تھی زیحال نے ایک نظر اس جگہ کو دیکھا۔

"بزنس ڈیل کیلئے آیا تھا وائفی" اسکے صاف جھوٹ بولنے پر بلیک شیڈو نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا وہ جھوٹ بول رہا تھا؟ اسے یقین نہیں آیا اتنے سالوں سے وہ پاشا کے ساتھ تھا اسے جھوٹ بولنے والوں سے سخت نفرت تھی اور اب مطلب مقابل اسکی بیوی

تھی سوچ کر ایک دلکش سی مسکراہٹ اسکے لبوں پر بکھر گئی

"اچھا۔۔۔ذرا ایک تو بھیجیں میں بھی دیکھوں" اب کی بار زیحال اپنی جگہ سے ہی یکدم سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تت۔۔۔تصویر۔۔۔یہاں؟" وہ نظر گھما گھما کر اس جگہ کو دیکھنے لگا

"لے لیں۔۔۔اتنی بھی بری جگہ نہیں" بلیک شیڈو کے شریر ہونے پر پاشا نے غصّے سے اسے دیکھا لیکن اب کیا کر سکتا تھا بیوی ثبوت مانگ رہی تھی۔دینا تو تھا

وہ زمل کو ریلیکس کرواتے کال بند کر کر پریشان سا یہاں وہاں دیکھنے لگا جب اسکی نظر سامنے ایک کشتی پر پڑی

اس جزیرے پر آنے کیلئے ایک جانب سے کشتیوں کا استعمال کیا جاتا تھا زیحال وہ دیکھتے اس جانب آیا بلیک شیڈو بھی اسکے پیچھے ہی تھا یقیناً اسے اسکی ضرورت پڑنے والی تھی اور پھر ہوا بھی یہی تھا اس بچارے کو بلیک شیڈو کے ہی کپڑے پہننے پڑے

سکن رنگ کی پینٹ پر وائٹ باریک کپڑے والی شرٹ، جس کے اوپر کے دو بٹن کھلے اور فولڈ ہوئے کف سے جھانکتی گوری بازو پر چمکتی ہوئی سلور گھڑی۔ بال پر کشش انداز میں ماتھے پر بکھرے پڑے وہ دل دھڑکا دینے والی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا بلیک شیڈ وجو ہاتھ میں اپنا موبائل لئے کچھ دیکھ رہا تھا کمرے سے نکلتے پاشا کو دیکھ یکدم سی سیدھا ہو کھڑا ہوا۔ لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ سی بکھر گئی۔

ہوا پورے اپنے جوبن پر تھی ایسے جیسے کانوں کر پردے پھاڑ رہی ہو۔ موسم کافی ٹھنڈا اور خوشگوار تھا۔

"ویسے۔۔۔ آپس کی بات ہے۔۔۔ اس ڈریس میں کچھ زیادہ ہینڈسم لگ رہے ہیں" اسکے شریر انداز سے چھیڑنے پر پاشا نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"اب تم جیسے چھڑے چھانٹ کو کیا پتہ۔۔۔ کہ بیوی کا خوف کیا ہوتا ہے" وہ پہلی بار ایسی میچ رنگ کی

ڈریسنگ کر کر آیا تھا وہ الگ بات تھی کہ یہ کلر

کو مینیشن اسے مزید ڈیشنگ اور چارمنگ بنا رہا تھا۔

"بول لیں آپ۔۔۔آپ کو حق ہے" وہ جن گہری

نظروں سے دیکھ کر یہ بات بولا تھا پاشا کو بے اختیار

اپنے اوپر والے کھلے بٹنوں کو بند کرنے کی نوبت آتی

محسوس ہوئی۔

لیکن اسکے اس طرح خود کو بچانے پر بلیک شیڈو کا زور

دار قہقہہ بلند ہوا وہ پیٹ پکڑے کشتی سے ٹیک لگائے

دل کھول کر ہنستا گیا اسے ہنستے دیکھ پاشا بھی چہرہ
موڑے بے اختیار مسکرا دیا۔
دونوں کو اس وقت کوئی عورت دیکھ لیتی تو بلاشبہ اپنا
سب کچھ وار دیتی بنا سوچے سمجھے وہ اتنے ہینڈسم تھے۔
لیکن وہی دوسری جانب انکا تھوڑی دیر پہلے والا روپ
دیکھتے تو رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔
اس نے پاشا کے الگ الگ پوز بنوا کر دو چار تصاویر
لیں

"اب ایسے بیٹھ جائیں" وہ کھڑا تھا جب بلیک شیڈو کے بیٹھنے کا کہتے اسے گھور کر دیکھنے لگا۔

"لسن یہ میری بیوی کو بھیجنی ہیں۔۔۔نہ کہ گرل فرینڈ کو جسے امپریس کرنے کیلئے میں ایسے پوز ماروں۔" اسکے تڑخ کر بولنے پر اسکی پھر ہنسی نکل گئی۔ وہ پاشا کے گھورنے پر اپنے منہ پر ہاتھ رکھتا زبردستی اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کرنے لگا لیکن پھر بھی ہنسی کے پھوارے کا زور اتنا تھا کہ وہ وہی جھک کر پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا۔

"تم ہنسو اور یہ مجھے دو۔۔۔میں خود بنالونگا" پاشا اپنا موبائل پکڑتا کچھ سیلفی لینے لگا جن میں ایک دلکش مسکراہٹ اسکے لبوں پر تھی ایک خاص مسکراہٹ صرف اسکی گلاله کیلیئے۔

اتنے سال اسکے ساتھ کام کیا تھا کبھی اسے موبائل کو کال کے سوا استعمال کرتے نہیں دیکھا تھا لیکن آج وہ سیلفی لے رہا تھا۔یہ بات بلیک شیڈو کو پاگل کررہی تھی لیکن خوشی والا پاگل۔

پاشا نے سیلفی اور تصویریں زمل کو واٹسپ کرتے

ساتھ ایک وائس نوٹ بھیجا۔

"دیکھ لو شکی عورت۔۔۔ یہاں آیا تھا بزنس ڈیل کیلئے

"وہ جیسے اسی کی منتظر تھی فوراً سے وائس نوٹ سن

لیا۔

"آپ ذرا گھر تو آئیں آپ کو بتاتی ہوں میں" وہ خود کو

شکی عورت بولنے پر فل لڑاکا بیویوں کی طرح تڑخ کر

بولی تھی۔

بلیک شیڈو ایک عورت کے سامنے پاشا بے کو چوہا بنتے دیکھ مزید ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گیا۔

پاشا نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"بیٹا فکر نہ کرو۔۔۔ تمہاری قسمت میں اس سے تیز آئے گی امین" وہ امین کرتا باقائدہ بلیک شیڈو پر انتر منتر پڑھ کر پھونک مار گیا۔

"ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ میری لائف میں کوئی نہیں آسکتی" وہ پر اعتماد تھا پاشا نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو" دیکھتے ہیں "

"اور ایسی تو بلکل نہیں جو مجھے کنٹرول کر سکے نونیور"

وہ ہاتھوں کا کراس بناتا کانوں کو ہاتھ لگا گیا۔

"دیکھ لیں گے ابھی فلحال چائے اور کھانے کا انتظام کرو۔۔۔گھر سے تو آج ملنے کی توقع نہیں ہے" وہ ٹھنڈی سانس منہ سے خارج کرتا کس بچارگی سے بولا تھا کہ بلیک شیڈو پھر ھنسے بغیر نہیں رہ سکا۔

وہ مؤدبانہ انداز میں سر خم کرتا کھانے کی تیاری دیکھنے چلا گیا اسکے بعد وہ لوگ دن نکلنے تک وہی رہے

تھے۔ آفس میں اکیلے میٹنگس اور ڈیلز کرتے کرتے پامیر کی بس ہو گئی تھی۔

وہ بچارا آج اکیلا ہر کام دیکھ رہا تھا۔ یاقوت اکثر ہی پاشا کے ساتھ اسکے کاموں میں رہتا تھا لیکن پاشا چاہتا تھا پامیر صرف بزنس پر فوکس کریں اور وہ اپنے باپ کی بات مان کر دونوں میں ہی اپنی ٹانگ گھسا کر رکھتا تھا۔

گل بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ٹکر ٹکر اپنے سامنے بیٹھی ان خرافاتی دماغوں والی خواتین کو دیکھ رہی تھی

جو لے دے کر اسے صرف الٹی باتیں ہی سکھا رہی تھیں ہاں کسی کے عشق میں پڑنے والی ترغیبیں الٹی بات ہی تھی۔

"دیکھیں گل۔۔میں بس اتنا کہہ رہی ہوں کہ ڈاکٹر برہان جیسا بندہ ہاتھ سے نہ نکلے بائے گاڈ کیا پرسنالٹی ہے کیا لک ہے اور تو اور ہارٹ اسپیشلسٹ بھی ہیں" کومل فل ڈھٹائی سے انکی خوبی گل کے آگے بیان کرنے لگی۔

"اور کومل بتا رہی تھی وہ اکیلے رہتے ہیں اپنے گھر تو مطلب انکو کوکنگ بھی آتی ہو گی کپڑے بھی خود ہی دھو لیتے ہونگے ہیں ناں" مشی کو فوراً اسے اسکی بات یاد آئی وہ کومل سے تائید مانگنے لگی جس پر اس نے تیزی سی سر ہاں میں ہلا دیا۔

لیکن انکی باتوں پر گل کا چہرہ بجھ سا گیا۔

"وو۔۔وہ ک۔۔۔کسی کو پسند کرتے ہیں" کیا معصومیت تھی اسکے چہرے اور لہجے میں مشی کومل

دونوں کو اس پر پیار آیا اور دل میں خواہش کہ کاش وہ لڑکا ہوتی اتنی اچھی لڑکی ہاتھ سے نکل گئی۔

لیکن ایک بات واضح ہو گئی تھی کہ وہ بھی ڈاکٹر برہان کو چاہتی ہے وہ تھے ہی ایسے۔ اور جتنا وہ گل کیلئے کر چکے تھے ایسے میں اسکے دل میں انکے لئے فیلنگس آنا ایک عام سی بات تھی کہ جو شخص انجان رہ کر انکے لئے اپنی جان جوکھم میں ڈال سکتا ہے وہ اپنانے کے بعد کیا کرتا۔

"وہ تو شاید مر چکی ہے۔۔۔انکی یاد سمبھال کر رکھ

رہے ہیں تب ہی تو میں نے آپ کا سوچا۔"ہاں اسے

لگتا تھا جو شخص ایک لفافے سے اتنی محبت کرتا ہو وہ

انسان سے کتنی شدّت والی محبت کرے گا۔

گل کچھ دیر کیلئے سوچ میں پڑی جب کچھ یاد آتے اسکے

چہرے پر کرب کا سایہ سا لہرا گیا

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ام کو نہیں کرنا" وہ واضح انکار

کرتی چہرے کا ہی رخ موڑ گئی جس پر مشی اور کومل

دونوں کے چہرے بجھ سے گئے۔

وہ جانتی تھیں اتنی جلدی کسی کو پسند کر لیناوہ بھی اتنا سب ہونے کے بعد بہت مشکل تھا لیکن کہتے ہیں ناں صحبت کچھ بھی کر وا سکتی ہے۔

وہ دونوں گل کے افسردہ ہونے پر تھوڑی اور یہاں وہاں کی باتیں کرتی اسے ریلیکس کر کرا سکے کمرے سے باہر آ گئیں

"اب کیا کریں کومل "مشی کرسی کی پشست ٹھوڑی ٹکائے کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی جیسے اسے

زیادہ دکھ ہوا ہوا اتنے اچھے بندے کے ہاتھ سے نکل

جانے کا۔

وہ دونوں ہی گل کیلئے بہترن سوچ رہی تھیں

"آئیڈیا" کومل کے چٹکی بجا کر چیختے مشی نے حیرت

سے اسکا خوشی سے تمتماتا ہوا چہرہ دیکھا۔ پھر کومل

اسکے کان میں سارا پلان بتاتی چلی گئی۔ جسے سن کر

مشی کے چہرے پر بے اختیار رونق سی ابھر گئی

"واؤ۔۔۔یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں کیا دماغ لگایا ہے

مسسز سلطان" اسکی تعریف پر کومل نے بے اختیار

فرضی کالر کھڑے کرتے اسکی داد سمیٹی اور دونوں مل کراس پلان پر کام کرنے لگی۔

بچے اپنے کھیل میں تھے اور زمل اپنے کمرے میں آئرہ شاید بچوں کے پاس ہی تھی۔

جب کومل کندھوں پر شال لیتی گل کے کمرے میں آئی۔

وہ ہاتھ میں اپنی ڈائری لئے کچھ دیکھ رہی تھی۔

جب کومل کے آنے پر نگاہیں اسکی جانب موڑی۔

"گل چلیں۔۔۔آپ کا چیک اپ کروانے" اسکے یہ کہنے پر گل نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔

"ک۔۔۔ کدھر؟" استفسار یہ پوچھا کیونکہ اب تک تو اسکا چیک اپ یہی ہو رہا تھا، لیکن کومل کو اسکے چہرے پر ایک خوف سا محسوس ہوا باہر نکلنے کا خوف جیسے پھر کوئی حادثہ اسکے ساتھ پیش آجائے گا۔

"آپ کا چیک اپ کروانے جا رہے ہیں ڈاکٹر آج یہاں نہیں آسکتے" وہ ساتھ ہی گل کی چادر بھی نکال لائی وہ تو بس دیکھتی رہ گئی کومل نے اسے بنا کچھ کہنے کا

موقع دیے چادر اسکے کندھوں پر پھیلا دی اور اسکی

وہیل چیئر لے کر مرر کے سامنے آ گئی۔

گل نے مرر میں سے اسے دیکھا وہ لپسٹکس کے شیڈز

دیکھ رہی تھی جب اسے ایک ہلکا سا گلابی رنگ پسند آیا

وہ اسے اٹھا کر گل کے ہونٹوں پر لگانے لگی

"یہ۔۔۔یہ۔۔ک۔۔۔کیا کر رہا ہے تم؟" وہ اسکے

اس عمل پر ایکدم سے ہڑبڑا سی گئی۔

"باہر ایسے ہی نہیں جاتے۔۔۔ تھوڑا تو لک ہونا

چاہئے" وہ یہ نہیں کہہ سکی کہ ڈاکٹر صاحب کی

پرسنالٹی کے آگے تھوڑی تو اچھی لگیں۔ گل بلاشبہ بہت خوبصورت تھی لیکن یہ میک اپ اس نے شاید برسوں سے نہیں کیا تھا۔

کومل اسے ایسے ہی بولتے ہوئے لے کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ سامنے ہی مشی بیٹھی تھی جس کی آنکھیں ان دونوں کو دیکھ چمک اٹھی۔

کومل اسے آنکھوں سے کوئی اشارہ کر کر گل کو لے کر جیسے ہی باہر آئی اسکی نظر گارڈز پر پڑی اس وقت وہ

گارڈز نہیں بلکہ انکے راستے کی سب سے بڑی دیوار تھی۔

کومل پریشان سی ان کو دیکھتی رہی جب ایک گارڈ انکو دیکھ انکے قریب چلا آیا۔

"جی میڈم۔۔۔" وہ سر جھکائے نہایت مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہوا

"آ۔۔۔وو۔۔۔وہ۔۔وہ ہمیں باہر جانا تھا" وہ کچھ اٹک کر بولی۔

"سوری میڈم۔۔۔آپ ایسے ہی نہیں جا سکتیں جب تک پاشا سر اجازت نہ دے دیں" کومل نے یہ تو کبھی نوٹ ہی نہیں کیا تھا اسکے ہوسپٹل کے ٹائم پر آگے پیچھے چار چار گارڈز اسے پک اینڈ ڈراپ کرتے تھے اسکے علاوہ وہ کبھی گھر سے نکلی ہی نہیں جو اسے پتہ چلتا کہ پاشا نے ان سب پر کتنی سخت پابندی لگا رکھی تھی۔

"میں پاشا سے ہی پوچھ کر آئی ہوں" کومل کی بات پر گل نے گردن موڑ کر اسے ایسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہتی ہو "پاشا کون ہے"

"اوکے میڈم۔۔۔میں بھی پوچھ لوں" گارڈ یہ کہتے اپنے فون سے شاید پاشا کو ہی کال کرنے لگا تھا جب اسے یہ کرتے دیکھ کومل کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی اس نے چیخ کر اسے وہی روک دیا۔

"رر۔۔رکو۔۔۔میں کرتی ہوں" اسے روک کر اس نے خود اپنا موبائل نکالا اور پامیر کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"جی بیگم حکم "ہمیشہ کی طرح محبت سے لبریز لہجہ۔

کومل جلدی سے بائیں جانب جھک گئی ایسے جیسے اپنی آواز ان تک نہ جانے دینا چاہتی ہو۔

"پامیر ایک بار یہ کہنا کہ "جو میری بیگم کہے وہی کرو"

اسکے اس جملے پر پامیر تھوڑا چونک سا گیا لیکن اسکے سامنے مینیجر کھڑا تھا جس کی وجہ سے پامیر بنا کچھ کہے اسکا جملہ دہرا دیا

بچارے کو پتہ نہیں تھا کہ اسکا یہ جملہ سننے والا مقابل انکا گارڈ تھا جس کے قریب کومل کا موبائل سپیکر پر تھا۔

"بس۔۔۔اب گاڑی نکالو" وہ کال بند کرتی اسے حکم دینے لگی گارڈ فورا اسے سر خم کرتا گاڑی نکال لایا۔

پامیر سلطان نہیں جانتا تھا کہ بے بار بیوی کی باتوں میں آنا اسے اب کتنا مہنگا پڑ سکتا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

گل پچھلی نشست پر ایسے دبک کر بیٹھی تھی جیسے کوئی ڈاکو ہو لیکن کوئی اسکو ہاتھ لگا کر دیکھ لیتا تو پتہ چلتا کہ وہ کیسے بری طرح سے لرز رہی تھی۔

اسے اس قدر خوف زدہ دیکھ کومل کو دل سے برا لگا وہ آگے کو ہو کر گل کو اپنے ساتھ لگا گئی۔

کچھ ہی دیر میں ڈرائیور نے گاڑی کومل کی بتائی ہوئی جگہ پر آ کر روک دی۔ انکے پیچھے ایک گاڑی گارڈز کی بھی تھی جو انکے رکتے فوراً سے نیچے اتر آئے۔

گل نے ایک نظر اس جگہ کو دیکھا، وہ ایک پر سکون سی جگہ تھی بلکل خاموشی اور چڑیوں کی چہچہاہٹ۔

یہاں آتے جیسے دل سکون کی گہری وادیوں میں اتر گیا تھا۔

"تم لوگ یہی رکو۔۔۔ ہم تھوڑی دیر تک واپس آتے ہیں" کومل کے یہ کہتے ہی گارڈز سر خم کرتے پیچھے ہٹ گئے۔ کومل گل کو سہارا دے کر وہیل چیئر پر بٹھاتی اسے اندر لے گئی۔

یہ ایک لگژری کاٹیج جیسا گھر تھا بے حد خوبصورت اور سٹائلش باہر لائن میں پودے لگے تھے ایسے جیسے کوئی انکی بڑے دل سے رکھوالی کرتا ہو

کومل نے جونہی اس گھر کا دروازہ کھولا اسکا موبائل بج پڑا۔ وہ ایک نظر سکرین پر دوڑاتی مشی کا نام دیکھ کر ایک جانب اسکی کال سننے چلی گئی۔

گل پر جیسے یہاں کی سکونت سی طاری ہونے لگی تھی وہ ٹرانس کی سی کیفت میں اس سکون بھرے ماحول میں خود بخود آگے بڑھ لگی۔ اسکی وہیل چیئر فنگر سینسر

پر تھی وہ صرف انگلی موو کرتی اور اسکی وہیل چیئر اسی جانب مڑ جاتی۔

وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں اسی طرح اندر لاؤنج میں آگئی جہاں لگژری صوفے رکھے تھے، ٹرانسپیرنٹ دیوار کے دو اطراف باریک سفید پردے ہوا کے ذریعے ہلکے ہلکے اڑ رہے تھے۔ دیواروں پر الگ الگ خوبصورت مناظر کی پینٹنگس چسپاں تھیں۔

کہ تب ہی ایک جانب سے کھٹ کھٹ کی آواز سنائی دی۔ گل نے گھبرا کر جیسے ہی اس جانب دیکھا ڈاکٹر

برہان کا چہرہ نمودار ہوتا دکھائی دیا۔ وہ ایک ہاتھ میں

گملا اور دوسرے ہاتھ میں اس سے نکالا گیا پودا جو شاید

اب کہیں اور لگنا تھا۔ لئے کھڑے تھے

بات یہاں تک بھی نارمل تھی اصل آنکھیں گل کی

انکو نیچے سے اوپر دیکھ کر پھٹی وہ اس وقت صرف باتھ

روب میں ملبوس منہ میں ٹوتھ برش لئے بلکل

ریلیکس موڈ میں کھڑے تھے لیکن یہ سکون بھی گل

سے پہلے کا تھا اب تو اسے دیکھتے ہی انکی بھی سانس اوپر

کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی تھی۔

گل کے فوراً سے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ڈاکٹر برہان کرنٹ کھا کر دیوار کے پیچھے چھپ گئے۔دونوں کے دل جیسے چڑیا کی مانند تیزی سے دھڑک رہے تھے ایسے لگ رہا تھا جیسے اب پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا

۔

یہ احساس نیا تھا بہت نیا ایسا جو دلوں کو مسرور کر دے ۔ڈاکٹر برہان گل کو آنکھوں پر ہاتھ رکھے دیکھ جلدی سے موقع پاتے اپنے کمرے میں گم ہو گئے۔

کومل کال بند کرتی گل کو ڈھونڈتی ہوئی اندر آئی وہ سامنے ہی لاؤنج میں اب تک آنکھیں بند کئے ہوئے تھی۔

"گل۔۔"اس نے دھیرے سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔جس پر گل نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر پہلے سامنے دیکھا جہاں اس وقت کوئی نہیں تھا پھر اس نے کومل کو دیکھا۔

"آپ ٹھیک ہیں ؟ "

"ہ۔۔۔ہاں" وہ ہڑبڑا سی کر ہاں کرتی یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

کومل لاؤنج میں ہی بیٹھ کر ڈاکٹر برہان کا انتظار کرنے لگی۔ مشی نے اسے کال کر کر بتادیا تھا کہ وہ اطمینان سے ہی گھر آئے کیونکہ پاشا بے کی انٹری گھر میں بند ہوگئ تھی انکی ظالم بیوی کے ہاتھوں۔اسے شکی بولا ناں۔اب گھر میں گھس کر دکھادے۔

ڈاکٹر برہان جیسے ہی کمرے سے باہر نکلے کومل انکو دیکھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ اس وقت ڈارک چاکلیٹی رنگ کی پینٹ پر وائٹ شرٹ پہنے بالوں کو ہاتھ سے ہی ہلکا ہلکا سیٹ کئے باہر آ گئے تھے

گل نے ڈرتے ڈرتے انکی جانب دیکھا وہ بھی اسی کی جانب دیکھ رہے تھے دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے ایسے ہچکچا رہے تھے جیسے منگیتر ہوں۔

کومل ان کو ایسے شرماتے دیکھ آنکھیں پھاڑے کبھی ایک کو دیکھے تو کبھی دوسرے کو۔

"جی بولیں "ڈاکٹر برہان کی سحر زدہ آواز نے لاؤنج کی خاموشی توڑی۔

"وہ۔۔۔گل کا چیک اپ ہونا تھا ناں۔۔۔اور ایکسر سائز بھی تو بس اس لئے "کومل نے جلدی سے انکو اپنے یہاں آنے کا مقصد بتایا جس پر وہ تھوڑے حیران سے ہوئے۔

"لیکن ایک گھنٹے بعد تو میں آنے والا تھا "

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔وہ گل کی طبعیت بگڑ رہی تھی تو میں ان کو یہیں لے آئی "اسکے سفید جھوٹ پر گل نے

گڑ بڑا کر اسے دیکھا اسکی طبعیت کب ہوئی خراب۔

اس سے پہلے وہ کومل کو کچھ کہتی ڈاکٹر برہان پریشان

سے ایک ہی جست میں آگے چلے آئے۔

"کیا ہوا آپ کو۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" انکے لہجے میں

از حد فکر مندی تھی جسے بھانپتے گل کی زبان پر جیسے

تالا سا لگ گیا

انکی اتنی فکر دیکھ کومل نے اپنی شریر مسکراہٹ چھپائی

یہ اسکا اور مشی کا دماغ تھا گل کو یہاں لانے کا ورنہ پاشا

ولا میں پاشا جیسے زگوٹہ جن کے ہوتے ہوئے انکی لوو

سٹوری شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتی۔

"بتائیں زرتشم۔۔۔کیا ہوا۔۔۔آپ کیسا فیل کر رہی

ہیں کہیں درد ہو رہا ہے؟" وہ زرتشم کے سامنے

صوفے پر بیٹھتے پریشان کن لہجے میں پوچھنے لگے۔

"ڈاکٹر کیا میں آپ کے لان میں لگے تازہ پھولوں میں

سے کچھ پھول لے لوں؟" کومل نے آنکھیں پٹپٹاتے

اجازت چاہی

"کیوں نہیں آپ پوچھیں مت۔۔۔جتنے مرضی چاہیے لے لیں" انہوں نے فراخ دل سے اسے اجازت دی جس پر وہ خوش ہوتی جلدی سے باہر نکل گئی

ایسے ہی خوبصورت پھول انکے لان میں بھی لگے تھے شاید اس سے زیادہ کیونکہ لان اس سے چار گنا زیادہ بڑا تھا

لیکن اس وقت وہ ان دونوں کو اکیلے وقت دینا چاہتی تھی جس کیلئے یہ بہانہ سب سے بہتر لگا تھا۔

اسکے جاتے جیسے دونوں کو تھوڑی دیر پہلے والی بات یاد آگئ تب ہی ایک حیا کا پردہ سا دونوں کے بیچ حائل ہو گیا۔

ڈاکٹر برہان اپنے کمرے میں گئے اور بیگ اٹھا کر لائے جس اسٹیتھوسکوپ نکال کر پہلے زرتشم کا فیور چیک کیا اور پھر اسکا بی پی۔بی پی نہ محسوس طریقے سے نیچے گر رہا تھا اور ڈاکٹر برہان جانتے تھے یہ اسکی طبعیت کی وجہ سے نہیں ہے۔

''آپ کو اب ہاتھوں کو موو کرنے میں کوئی ایشو ہوتا

ہے؟''انکا انداز پروفیشنل تھا گل نے سر اثبات میں

ہلاتے ہلاتے نفی میں ہلا دیا۔وہ بری طرح سے گھبرائی

ہوئی تھی۔

''زرتشم۔۔۔ریلیکس''اس لفظ کی تو انکو خود بھی

ضرورت تھی بٹ لیڈیز فرسٹ

''چلیں آج ہم تھوڑا چلنے کی پریکٹس کرتے ہیں

اوکے''انکے اٹھتے گل نے گھبرا کر انکو دیکھا چلنے کا سنتے

جیسے اسکا دل رک سا گیا تھا

اسے خود اپنا نچلا دھڑ اس وقت بلکل ساکت محسوس ہو رہا تھا ایسے جیسے وہ اسکے وجود کا حصّہ ہے ہی نہیں

"مم۔۔۔ مجھ سے نہیں۔۔۔ہ۔۔۔ ہو گا" انکی آنکھوں میں آنسوں جھلملانے لگے برہان نے ایک نظر اس معصوم سی لڑکی کو دیکھا جن کی ٹمٹماتی آنکھوں میں زندگی جینے کے دیپ جیسے بجھ سے گئے تھے۔

"ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے ناں" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جیسے اسکے اندر کی بچی کو بہلا رہے

تھے وہ یک ٹک ان کو دیکھنے لگی۔جب انہوں نے دھیرے سے اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا یہ خود ہوا تھا ۔

ورنہ پاشا کی مار کھانے کے بعد وہ اسکی بہن کو دیکھ بھی لیں تو بڑی بات تھی لیکن اس وقت کچھ تھا ایک ایسا بے نام احساس جو انہیں زرتشم کی جانب کھینچ رہا تھا یہ آج نہیں ہوا تھا یہ اسی دن ہو گیا تھا جس دن وہ پہلی بار انکے سامنے مردہ حالت میں آئ تھی۔ورنہ آج تک ہزاروں لاکھوں مریض انکے سامنے آئے اور

گئے تھے کبھی کسی کو نہیں روکا لیکن یہ لڑکی انہیں مجبور کر گئی تھی۔

زرتشم نے ڈر ڈر کر اپنا کانپتا ہوا ہاتھ اسکے مردانہ خوبصورت ہاتھ میں رکھا

رکھتے ہی جیسے ایک کرنٹ سا دونوں کے وجود میں دوڑ گیا وہ ہاتھ پیچھے ہٹانے ہی لگی تھی کہ برہان نے اپنے ہاتھ میں اسکا ہاتھ بند کر لیا۔

"گھبرائیں مت۔۔۔میں ہوں ساتھ" وہ اسکے اس ڈر

کو اسکے ماضی سے جوڑتے خود ہی دلاسہ دینے لگے

لیکن وہ کیا جانیں بات کچھ اور تھی۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر زر تشم کے پیچھے گئے اور اپنا

ایک بازو اسکے شانوں پر پھیلا کر اپنے سہارے کھڑا

کرنے کی کوشش کی

گل کی ٹانگیں بری طرح سے لرز رہی تھیں وہ پوری

کی پوری بری طرح سے کانپنے لگی تھی لیکن ساتھ وہ

تھے جن کے ہوتے ہوئے ہر ڈر بے معنی تھا

وہ گل کو اپنے ساتھ کھڑا کرتے ایک قدم آگے بڑھا گئے لیکن وہ نہیں بڑھا سکی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہہ نکلا ریڈ کی ہڈی میں درد کی شدّت بھری لہر سی دوڑ گئی جس پر وہ لڑکھڑا کر بے اختیار گرنے ہی والی تھی کہ فرش کے بجائے ڈاکٹر برہان نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔

64/4

وہ انکے سینے سے لگی بھی بری طرح سے لرز رہی تھی

ڈاکٹر برہان نے ایک نظر اس معصوم سی لڑکی کو

دیکھا۔ انہیں دکھ ہوا تھا۔

"ریلیکس مس زرتشم کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔ہمت کریں

۔۔۔آپ چل سکتی ہیں" وہ اسے مضبوطی سے تھامے

آگے بڑھنے پر اکسانے لگے جس پر وہ اپنی پوری جان

لگاتی آگے بڑھنے لگی لیکن پھر ناکام ہوگئی۔ٹانگیں کسی

طور بھی ایک انچ ہلنے کیلئے تیار نہیں تھیں۔

برہان نے ضبط سے لب بھنچے اور گل کو واپس سے وہیل چیئر کے بجائے صوفے پر بٹھا دیا اور اسکی ٹانگیں بلکل سیدھی کر دی

اسکو بٹھا کر وہ کمرے میں گئے اور کمفرٹر اٹھا کر لاتے اسکی ٹانگوں پر پھیلا گئے وہ اب تک جیسے خوف زدہ سہمی ہوئی سی تھی جیسے ابھی بیٹھے بھی گر جائے گی۔

ڈاکٹر برہان خاموشی سے کچن میں گئے اور ساس پین گیس پر رکھتے اس میں پانی انڈیلنے لگے

انکا کچن اوپن تھا اس لئے انکی ہر حرکت گل کو صاف دکھائی دے رہی تھی۔

وہ پانی گرم کر کر ایک ہاٹ بوٹل میں ڈالے واپس اسکے پاس آئے اور اسکے قدموں کی جانب بیٹھتے اس سے گل کی ٹانگوں کو ہلکا ہلکا سیکنے لگے۔

"یہ صرف آپ کا وہم ہے۔۔۔آپ پھر سے چلنے کی کوشش کریں گی تو ضرور چل سکیں گی صرف کوشش

"وہ اپنے دھیان میں بولتے ساتھ اسکی ٹانگ کو پیر

سے ذرا اوپر ہلکا سا دبا کر دیکھ رہے تھے جب انکے دباؤ
دینے پر زر تشم تھوڑی بدک کر پڑی۔
ڈاکٹر برہان نے اسکی جانب دیکھا اسکے یوں اچھلنے پر انکو
حیرت کے ساتھ ساتھ جیسے خوشی سی ہوئی مطلب یہ
واقعی اسکا وہم تھا وہ محسوس کر سکتی تھی۔
لیکن وہ کیا جانیں یہ صرف انکے لمس کی طاقت تھی
جو اسکے پورے وجود میں سرسراہٹ سی دوڑا گئی
تھی۔

"آپ کو پتہ ہے۔۔۔میرے پاس جو پیشنٹ آتے ہیں وہ ٹھیک ہوئے بغیر واپس نہیں جاتے۔۔۔تو آپ بھی جب تک ٹھیک نہیں ہوتیں تب تک تو میں آپ کا پیچھا نہیں چھوڑنے والا" گل نے انکی یہ بات نہیں سنی اسے صرف اس بات کا دوسرا پہلو نظر آیا کہ پھر وہ واپس نہیں دکھے گے

"آپ بھی ٹھیک ہو ج" وہ بول ہی رہے تھے جب انکے کانوں میں ایک کانپتی ہوئی آواز ابھری

"بب۔۔۔ برہان" گل کے لبوں سے اپنا نام سنتے وہ ایک جگہ جیسے سٹک سے ہو گئے سبز آنکھیں اس گرے جھیل سی آنکھوں سے ملی اور وقت رو ک گیا ۔

لاؤنج کی کھڑکی پر ایک بلبل آکر بیٹھ گئی جس کی آواز پورے لاؤنج میں پھیلی خاموشی کو خوبصورت انداز میں توڑتی ان دونوں کو ہوش کی دنیا میں واپس لائی۔ ڈاکٹر برہان تیزی سے پلکیں جھپکاتے خود کو نارمل کر گئے

"ج۔۔۔جی زرتشم" اتنا ادب انکے انداز میں۔

مرد اپنی جانب سے ایک عزت دے کر کسی بھی عورت کو اپنا اسیر کر سکتا ہے کیونکہ عورت ذات محبت سے پہلے عزت چاہتی ہے۔اور گل کو جو عزت آج تک بالاج نے نہیں دی تھی وہ اسے ڈاکٹر برہان نے اتنے تھوڑے سے دنوں میں ہی دے دی تھی۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں" وہ گھبرا کر فوراً سے پلکیں جھپکا گئی جب یہ پہلا لمحہ بنا تھا کہ برہان اسکی پلکیں یوں جھکتے دیکھ اسکے چہرے میں کھو سے گئے۔

"آپ جو سوچ رہی ہیں۔۔۔وہ سوچتی رہیں۔۔۔شاید کوئی اور بھی ایسا سوچنے پر مجبور ہو جائے" انکی اس بات پر گل نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا۔

انکاز و معنی لہجہ اس وقت بہت کچھ کہہ رہا تھا بہت ساری ان کہی باتیں بہت سارے ادھورے احساس۔

گل کچھ پل کیلئے جیسے پلکیں تک نہیں جھپکا سکی۔

"ہو گئی؟" کومل نے آتے ہی استفسار یہ پوچھا۔

اسکے آتے دونوں کی نگاہوں کا ارتکاز ٹوٹا۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔آپ۔۔۔بس میڈیسن انکو وقت پر دے دیجئیے گا" ڈاکٹر برہان اسے تاکید کرتے بوتل اٹھا کر فوراً سے کچن میں چلے گئے۔

انکے جاتے ہی کومل نے آنکھیں بچاتے گل کو دیکھا جس کے چہرے پر حیا کی ایک الوہی سی چمک تھی۔ وہ خوش ہوتی اسکے سامنے آکر بیٹھ گئی مطلب کوئی بات ہوئی تھی وہ خود سے اندازے لگاتی اندر ہی اندر بچوں کی طرح خوش ہونے لگی۔

"ڈاکٹر کیا ہم آپ کا گھر دیکھ لیں؟" کومل وہی بیٹھی بیٹھی سر اٹھا کر بلند آواز میں اجازت مانگنے لگی۔

"کیوں نہیں۔۔۔آپ ضرور دیکھ سکتی ہیں" انہوں نے خوشی سے اجازت دی اور خود انکے لئے کچھ لوازمات تیار کرنے لگے۔ وہ پہلی بار انکے گھر آئی تھیں ایسے کیسے بنا کوئی خاطر تواضع کئے انکو بھیج دیتے۔

"چلیں گل ۔۔۔آپ کا گھر دیکھ لیتے ہیں "کومل خود

آگے آگے چلتی ساتھ اسے بھی وہیل چیئر پر بٹھا کر

آنے کی دعوت دے گئی۔

اسکے "آپکا گھر "کہنے پر اس نے سٹپٹا کر کومل کو دیکھا

پھر ڈاکٹر برہان کو کہ کہیں انہوں نے تو نہیں سن لی یہ

بات۔

اگر سن لی ہوتی تو کیا عزت رہ جاتی اسکی سوچ کر ہی

جھرجھری سی آرہی تھی وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے ہولی

لاؤنج میں برہان کی نظروں کے سامنے رہنے سے بہتر
تھا وہ اسکے ساتھ چلی جاتی۔

وہ دونوں ہی پہلے اس کمرے میں آئی تھیں جو اس
وقت ڈاکٹر برہان کے استعمال میں تھا

"واؤ گل۔۔۔کمرہ تو بہت بڑا ہے اور کتنا پیارا ہے ہے
چیز کتنی صفائی سے رکھی ہے" وہ اس کمرے کے سحر
سے میں کھونے سی لگی تھی

وہاں رکھا جہازی سائز بیڈ اور سائیڈ میں رکھا چھوٹا سا
سٹائلش ڈریسنگ ٹیبل، جس پر اس وقت مختلف مہنگے

برانڈز کے پرفیوم رکھے تھے ایک جانب انکی گھڑی رکھی تھی۔

ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ کی بڑی سی ٹرانسپیرنٹ ونڈو تھی جو باہر لان کی جانب کھل رہی تھی باہر کی تازہ خوشبو جیسے اس کمرے میں راج کر رہی تھی۔

وہ ہر چیز کو بڑی غور سے دیکھ رہی تھی جو یہاں رہنے والے کا اعلی زوق بیان کر رہی تھی کہ تب ہی اسکی نظر بیڈ کے اوپر والی دیوار پر چلی گئی۔

جہاں ایک خوبصورت لکڑی سے بنے فریم میں ایک

خط لگا ہوا تھا

اسے دیکھتے ہی گل جیسے اپنی جگہ جم سی گئی آنکھیں یوں

جیسے پتھرا سی گئی ہوں۔ وہ سانس روکے شل ساکت

اسے دیکھتی سب بھول گئی۔

Cintaku yang belum selesai۔

وہاں ایک عجیب سی زبان میں ایسے لفظ لکھے تھے جن

میں سے ایک پر زر تشم کی نظر ٹک سی گئی۔ وہ پٹھان

تھی اسکی زبان پشتو تھی لیکن پھر بھی جیسے وہ الفاظ دیکھ اسکی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا تھا۔

"آجائیں چائے بن گئی" ڈاکٹر برہان کے آواز دینے پر کومل فوراً سے باہر نکل گئی جبکہ گل کچھ سن ہی نہیں سکی۔اسکے کان برف بن چکے تھے۔

"واؤ۔۔۔آپ اور کیا کیا بنا لیتے ہیں؟" کومل خوشی سے اپنا کپ اٹھاتی ساتھ انکے بنائی ہوئی ڈش "ناسی لماک" جو یہاں آنے کے بعد وہ دیکھ ہی پہلی بار رہی تھی اچکھ کر دیکھنے لگی۔

یہ ناریل کے دودھ میں پکے ہوئے خوشبودار چاولوں کی ڈش تھی جس کے اوپر انہوں نے فرائی فش اور بوائل ایگ رکھ رکھا تھا۔یہ ڈش عموماً ملیشیہ میں رہنے والے لوگ شوق سے کھاتے تھے اور برہان جو کہ شروع دن سے رہے ہی یہی تھے تو انکو تو آتی بھی یہی تھی بنانی۔

"زیادہ تو نہیں بس دو چار۔۔۔اپنے گزارے لائق" وہ خوشگواریت سے بتاتے ساتھ انکے لئے بنائے گئے اسپیشل کباب بھی سرو کرنے لگے

''تو کیوں کر رہے گزارا۔۔۔لے آئیں کسی کو۔۔۔وہ آپ کو اچھی اچھی ڈشز بنا کر کھلائے گی'' کومل موقع ملتے فوراً سے تیر نشانے پر لگا گئی

اسکی بات پر برہان مبہم سا ہنس دیے

''نہیں میں انہی سے گزارا کر لو نگا ڈونٹ وری'' وہ اسے خوش اسلوبی سے جواب دیتے گل کو ڈھونڈنے لگے۔

"وہ۔۔وہ رہی" انکی نگاہوں کی طلب بھانپتے کومل نے انگلی سے اشارہ کیا اور پھر کھانے میں ایسے مگن ہو گئی جیسے وہاں ہے ہی نہیں۔

"ڈاکٹر برہان کھلے دروازے سے نظر آتی گل کو دیکھتے ہوئے دھیرے سے اس جانب بڑھے اور جا کر اسکے قریب کھڑے ہو گئے

"میں نے آپ کے لئے اپنی فیورٹ ڈش بنائی ہے ٹرائے نہیں کریں گے؟" وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسے

ساحر نگاہوں سے دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں بولے

تاکہ یکدم آواز سننے پر وہ ڈرے نہ

انکی آواز سنتے گل ہوش میں آتی چہرے کا رخ موڑ کر

اپنے آنسوں پونچھنے لگی جب اسکے اس عمل پر برہان

چونک کر سیدھے ہوئے۔

"زرتشم۔۔۔آریواوکے۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" وہ

یکدم سے پریشان ہوتے فکر مندی سے پوچھنے لگے

لیکن وہ جواب دیے بغیر ہی کمرے سے کیا گھر سے ہی

باہر نکل گئی اسے ایسے جاتے دیکھ کومل نے آدھا باہر

اور آدھا منہ میں رکھا انڈا اسپ کر کر سارا اندر کھینچا اور

جھٹ سے اسکے پیچھے بھاگی گئ۔

گل۔۔۔گل رکیں۔۔۔کیا ہوا۔" وہ اسے آواز دیتی

پیچھے پیچھے باہر نکلی جب نظر اس پر پڑی وہ گارڈ سے مدد

لیتی گاڑی میں بیٹھ گئ تھی

کومل اور برہان ایک ساتھ کھڑے اسے سوالیہ اور

پریشان کن نظروں سے دیکھنے لگے

"گل کو کیا ہوا؟ "

"مجھے نہیں پتہ۔۔۔بس ڈش کا نام لیا اور وہ" برہان پوری بات بھی نہیں بتا سکے بس پریشان زدہ سی نظروں سے اسے دیکھتے رہے

"چلیں۔۔۔میں بھی چلتی" اب کہاں وہ یہ فینس ڈش کھا سکتی تھی وہ بجھے دل سے خود بھی جا کر گاڑی میں بیٹھ گئی انکے بیٹھتے ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی اور دونوں گاڑیاں آگے پیچھے پاشاولا کیلئے نکل گئیں

وہ تو اکیلے اس تنہائی میں پہلے ہی کئ سوچوں میں
گھرے رہتے تھے زر تشم انکو ایک نئ سوچ دے گئ
تھی۔

کومل نے ایک نظر گل کو دیکھا جو چہرے کا رخ باہر کی
جانب کئے بیٹھی تھی کہ تب ہی کومل نے نوٹ کیا کہ
دو گاڑیاں ایک دم سے اڑتی ہوئی آکر انکے مقابل ہو
گئیں

جس رفتار سے ڈرائیور گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا وہ بھی اسی
رفتار سے دوڑ رہی تھیں

کومل پریشان سی نظروں سے ان دونوں گاڑیوں کو دیکھنے لگی ذہن میں عجیب عجیب سے وسوسے آنے لگے۔وہ گلے میں پہنی چین کو انگلی میں لپیٹتی کچھ دیر تو ان گاڑیوں کے ہٹ جانے کا انتظار کرتی رہی پھر مجبور ہوتے اس نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھے گارڈ کو مخاطب کیا "یہ۔۔۔یہ گاڑیاں کس کی ہیں؟" اسکی آواز کانپ رہی تھی اور ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے تھے

گل انکو دیکھتی گھبرا کر کومل کا ہاتھ تھام گئی وہ الگ بری طرح سے خوف زدہ ہو گئی تھی

"فکر نہ کریں یہ ہمارے ہی بندے ہیں۔۔۔" گارڈ کے اطلاع دینے پر کومل اور گل کی جیسے سانس میں سانس آئی

"ل۔۔لیکن ہمارے ساتھ تو بس ایک گاڑی تھی"

اسکا اشارہ پیچھے آنے والی گاڑی کی جانب تھا وہ دو گاڑیاں ان سے علاوہ تھی

"یہ پاشا سر نے بھیجی ہیں" اسکے یہ جواب دینے پر ان

دونوں کا سانس جیسے اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا

پاشا نے؟ یہ نام ہی دونوں کو پہلے سے زیادہ خوف زدہ

کر گیا تھا

ان کی گاڑی سیدھی پاشا ولا کے راستے پر گامزن تھی

اس میں موجود عورتیں عام عورتیں نہ تھیں انکا تعلق

ایک ایسے شخص سے تھا۔ جس کی قدم قدم پر ایسے

لوگوں سے دشمنی تھی جن سی سلام دعا بھی ایک عام

انسان کیلئے نہ ممکن بات تھی۔ وہ لوگ عام انسانی دنیا میں نہیں پائے جاتے تھے انکی اپنی ایک الگ دنیا تھی اور بہت خطرناک دنیا تھی۔ قدم قدم پر موت ملتی تھی وہ بھی دردناک کہ روح بھی لرز اٹھے۔

وہ لوگ سانس سے نہیں اپنے مقصد سے جیتے تھے مقصد ختم تو زندگی بھی ختم۔

ہر برے سے برا کام اس دنیا میں پایا جاتا تھا یا یوں کہہ لیں کہ انکو اچھے کاموں کا ہی علم نہیں تھا لیکن کہتے

ہیں ناں جہاں برائی ہو گی وہاں اسے جڑ سے مٹانے والا بھی موجود ہو گا۔

اور وہ تھا۔۔۔ان سب کا باپ "پاشادابیسٹ" صحیح کاموں کو غلط طریقے سے انجام دے کر انصاف قائم کرنے والا۔

"یہ وہ دنیا تھی جہاں سانس لینا بھی جرم لگتا تھا"... اور انصاف کرنے والے خود سزا کے مستحق ٹھہرتے تھے"...

لیکن اس جیسے لوگوں کو اس دنیا میں رہتے اس اچھائی کے بدلے صرف ایک چیز ملتی تھی وہ تھی "درد ناک "موت۔ اور پاشا بے خود ایک بھیانک موت کا نام تھا اسے موت دینا ان لوگوں کا کھلی آنکھوں سے دیکھا گیا خواب تھا جو شاید ہی کبھی پورا ہو سکتا۔
ہر شخص اس دنیا میں طاقتور تھا لیکن تب جب اسکی کوئی کمزوری نہ ہو وہ لوگ اپنی کوئی کمزوری نہیں رکھتے تھے۔ اگر رکھ لیں تو انکے لئے پھر پوری دنیا تباہ تھی۔

وہ چار گاڑیاں صرف ایک گاڑی کو گھیرے سڑک پر رواں دواں تھیں کتنی ہی بری نظریں ان پر اٹھی تھیں لیکن صرف ایک نظر۔

اس باز کی نظر۔۔۔ جس کے منہ سی دھواں نکل رہا تھا وہ گہرے کش لگاتے اپنے سامنے سکرین پر چلتی ویڈیو دیکھ رہا تھا۔ اسکے سامنے ایک گارڈ ہاتھ میں لیپ ٹاپ لئے کھڑا اسے وہ فوٹیج دکھا رہا تھا جس میں گل اور کومل کی گاڑی دکھائی دے رہی تھیں

ایک بار حملہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن پاشا
بے کے بندوں نے اسے پیچھے ہی گھیر لیا تھا منظر بلکل
صاف تھا وہ جانتا تھا اس گاڑی میں اسکی بہنیں موجود
تھیں جن پر چاہ کر بھی یہ چیز وہ واضح کر کر خوف زدہ
نہیں کر سکتا تھا کہ وہ لوگ اس وقت کتنی خطرناک
نگاہوں کی زد میں تھیں

"وہ دونوں سیف ہیں پاشا" اسکے کانوں میں لگے ایئر
بڈز میں سے بلیک شیڈو کی آواز ابھری

جوانکے پاشاولا کے قریب پہنچتے پیچھے سے اپنی گاڑی

موڑ کر واپس جاچکا تھا

مطلب ان سب کو پتہ چل گیا تھا تب ہی اسکے بندے

یوں الرٹ ہوتے ہے جانب پھیل گئے تھے جن میں

خود بلیک شیڈو بھی شامل تھا۔

گاڑی پاشاولا کے قریب جیسے ہی پہنچی کومل نے گھبرا

کر اپنے ہاتھ مسلے۔پاشا کا سوچ کر ہی اسے خوف آرہا

تھا۔کہ تب ہی اسکی نظر سامنے پورچ میں گاڑی کے

بونٹ پر بیٹھے پاشا پر گئی۔وہ کہنی کے بل آدھا بیٹھا اور

آدھا لیٹا انکی ہی گاڑی کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کومل جھٹ سے نیچے اترتی دوسری جانب سے آکر

گل کو وہیل چیئر پر بٹھاتی اندر جانے لگی اسے اس

دوران بھی پاشا کی سپاٹ نگاہیں خود پر بخوبی محسوس ہو

رہی تھیں۔تب ہی ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک

پڑی

انکے اندر جاتے ہی پاشا کی گاڑی کے پیچھے سے اسکے

بندے نمودار ہوئے جو اسکے ایک اشارے پر پیچھے

چھپ گئے تھے۔وہ گل پر یہ سب کبھی واضح نہیں

کرنا چاہتا تھا شاید آسان لفظوں میں اپنی حقیقت۔وہ

دیکھ لیتی تو اسے زوردار جھٹکا ضرور لگتا کہ اس دن

حویلی سے جو بچہ روتا ہوا نکلا تھا آج وہ کیا بن چکا ہے۔

پامیر نے ایک نظر پاشا کو دیکھا۔جس نے اطمینان سے

سگار اپنی انگلی سے بجھایا اور جمپ لگا کر بونٹ سے نیچے

اترا

اسکے سامنے ہی وہ گارڈز کھڑے تھے جو کومل اور گل

کے ساتھ گئے تھے وہ عین انکے مقابل گیا اور انکی جھکی

ہوئی آنکھوں کو دیکھتے ضبط سے جبڑے بھینچ گیا۔ کہ تب ہی ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے دماغ کی تاریں ہلا کر رکھ گیا۔ اس اچانک عمل پر پیچھے کھڑا پامیر اور بائیں جانب کھڑا یاقوت بے ساختہ اچھل کر پڑے۔

اس سے پہلے وہ گارڈ گر جاتا پاشا نے اسے کالر سے دبوچ کر اپنے مقابل کر لیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔ میری اجازت کے بغیر ان دونوں کو باہر لے جانے کی۔" وہ لفظ چباتے ہوئے اسکے منہ پر غرلایا

"پپ۔۔۔پامیر سر نے کہا تھا پاشا" اسکے منہ سے

پامیر کا نام سنتے پاشا نے ٹرانس کی سی کیفیت میں ہکا بکا

سے کھڑے پامیر کو دیکھا۔جو خود شاکڈ تھا کہ اس نے

کب کہا۔

یاقوت بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا پاشا گارڈ کو ایک جھٹکے

میں چھوڑتے پامیر کی جانب مڑا اور سپاٹ نگاہوں

سے اسے دیکھنے لگا اسکی نظروں کا مطلب سمجھتے ہی

پامیر بے اختیار شرمندہ سا گردن جھکا گیا۔

پاشا نے غصّے سے اپنا پیر گاڑی کے ٹائر پر دے مارا اسکا غصّہ سوانیزے کو چھونے لگا تھا کوئی جانتا تھا؟ کہ یہ کچھ دیر وہ کیسے رہا تھا دل کتنا بے چین ہوا تھا۔ نہیں ہونی چاہیئے تھی اسکی کمزوری۔

کہ تب ہی اس کے کانوں میں باریک سی غصّے سے لبریز آواز سنائی دی۔

"ہبی۔۔۔میں نے آپ کو گھر سے نکالا ہے" اس آواز پر وہ یکدم سے پیچھے مڑا اور اس لڑکی کو دیکھنے لگا

جسے دیکھتے ہی پاشا بے تو ڈر کر جیسے کہیں چھپ گیا تھا
وہاں صرف زیحال تھا۔ پو کی زیحال۔
یاقوت نے جو نہی زمل کو دیکھا اتنی لمبی سانس خارج
کی جیسے پتہ نہیں کتنی بڑی مصیبت انکے سر سے ٹل گئی
ہو اسے ٹوٹ کر اپنی بہن پر پیار آیا۔
"باہ۔۔۔یو دل۔۔۔۔شے۔۔۔بائی (بابا آپ گھر سے
باہر ہو)"زمل کے آگے کھڑے زامل نے بے حد
کیوٹ انداز میں اپنی ننھی سی انگلی دکھائی۔

اور اپنی ماں کے ساتھ ہی اس کا پلو پکڑ کر اندر چلا گیا

زمل کو کومل نے یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ باہر اسکا ہبی ہنسی

مذاق کر رہا ہے مطلب اسے گھر سے نکالے جانے کا

کوئی افسوس ہی نہیں۔

اور لے پھر۔۔۔وہ بھی جھٹ سے آتی اسے بلند آواز

میں بتا کر گئی کہ وہ گھر سے باہر ہے تو زیادہ خوش نہ ہو۔

انکے جاتے زیحال نے ہڑ بڑا کر پا میر یاقوت کو دیکھا

جیسے پوچھنا چاہتا ہو "یہ مجھے کہہ کر گئے ہیں" اسکی

نگاہوں کا معصوم سا مفہوم سمجھتے یاقوت نے اپنی مسکراہٹ اندر ہی دبالی۔

''آپ کو ہی کہا ہے'' یاقوت نے لفظوں پر زور دے کر اسے باور کروایا جس پر زیحال پھر اپنے گھر کے دروازے کو دیکھنے لگا جو جب چاہے وہ پدی سی لڑکی اس پر بند کر دیتی تھی۔اور وہ بے بس کچھ کر نہیں پاتا تھا۔

''پھر دوبارہ؟'' وہ شاکڈ تھا اب بھی۔اسکی حالت پر اس بار پامیر اور یاقوت دونوں کو ہنسی آئی

ہائے۔۔۔۔۔پاشا بے۔۔۔کوئی اسکے دشمنوں کو اسکا

یہ پوکی روپ دکھا دیتا تو شاید دشمنی وہی ختم ہو جاتی۔

"ہاں۔۔۔جی۔۔۔دوبارہ" یاقوت سے اب اپنی

شریر مسکراہٹ چھپا پانا نہایت مشکل ہو رہا تھا

زیحال بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا اپنے ہی گھر کو

ستائشی نظروں سے دیکھنے لگا جب اسکے اپنے لبوں پر

بے اختیار مسکراہٹ بکھر گئی۔وہ انگوٹھے اور انگلی کو

آنکھوں پر رکھتا بے اختیار ہنستا چلا گیا۔

"یاقوت۔۔۔سیڑھی لگاؤ۔۔۔آج باہر نہیں رہونگا"

وہ اوپر اپنے کمرے کی بڑی سی ونڈو دیکھتا ٹھنڈی سانس خارج کر گیا۔یاقوت اور پامیر فوراً اسکے لئے سیڑھی لینے چلے گئے۔

مطلب آج ایک گینگسٹر کو اپنے ہی گھر میں چوروں کی طرح چھپ کر گھسنا پڑ رہا تھا واقعی وہ شخص محبت کی زندہ مثال تھا جس کے ایسے خوبصورت عمل دیکھ اسکے تینوں بھائی آج جہاں بھی جاتے تو اسکی تربیت کے چرچے کروا دیتے۔

یاقوت اور پاپا میر سیڑھی پکڑ کر نیچے کھڑے تھے جب کہ وہ دھیرے دھیرے ایک ایک کر کر سیڑھی چڑھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

زامل زالے بیڈ پر بیٹھے اپنے ٹوائز کے ساتھ کھیل میں مصروف تھے جبکہ انکی ماں غبارے کی طرح منہ پھلائے انکے چھوٹے چھوٹے کپڑے تہہ کر کر اسکی وارڈروب میں رکھ رہی تھی ساتھ ہی کچھ کچھ بڑ بڑا بھی رہی تھی

کان اسکے قریب لے کر جائے جاتے تو سنائی دیتا کہ وہ
کیا بول رہی تھی

"ہنہ ۔۔۔ڈھیٹ ۔۔۔الٹرا پرو ڈھیٹ ۔۔۔گھر سے
بھی نکال دیا۔۔۔ مگر مجال ہے جو تھوڑا بھی اثر ہوا ہو
ہنہ ۔۔۔"وہ سارا غصّہ زامل زا لے کے ننھے ننھے
سوکس پر نکال رہی تھی جو اسکے ہاتھ میں پورے بھی
نہیں آرہے تھے اتنے کیوٹ سے ننھے ننھے سوکس اور
گلوز

"یہ کیا۔۔۔ تھوڑے بڑے پیدا نہیں ہو سکتے تھے

۔۔۔میں ان چھوٹے چھوٹے سوکس کو کہاں

سمبھالتی پھروں" وہ چٹکیوں میں انکے سوکس اٹھائے

دونوں پر چیخی

جو منہ میں ٹوائز لئے اپنی ماں کے غصّے پر فریز ہو گئے۔

"ماہ۔۔۔ چھوکچھ (ماما یہ سوکس ہے)" زامل کو لگا اسکی

ماں کو نہیں پتہ تو اس نے بتا دیا لیکن اسی پر زمل کا پارا

اوراوپر چڑھ گیا اس نے گھور کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"او۔۔۔ہو۔۔۔مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔ڈھیٹ

باپ کی اولاد۔۔۔چپ کرو تم" وہ بلکل بچوں کی

طرح اس سے لڑنے لگی تھی جبکہ دل اور موڈ انکے

باپ سے لڑنے کا تھا اور وہ تو باہر تھا تو اسکے دئے ہوئے

اس کیوٹ سے تحفے سے ہی صحیح

"ماہ۔۔۔شولی (ماما سوری)" زالے اپنی ماں کو غصّے

میں دیکھ اپنے ایک ہاتھ سے کان پکڑ گئی جس پر زمل کا

غصّہ ایک پل میں ہوا ہوا اسے اپنی بیٹی پر ٹوٹ کر پیار

آیا۔

"بھائی بالکنی پکڑ لیں" یاقوت نیچے کھڑا اسے ساتھ ساتھ سمجھا بھی رہا تھا جو شاید زندگی میں پہلی بار ایسے کھڑکی میں چڑھ رہا تھا

"تمہیں بڑا پتہ ہے۔۔۔ تم بھی ایسے گھسے ہو کیا کمرے میں؟" زیحال نے اوپر سے ہی اسے گھور کر تڑخ کر پوچھا

اسکے سوال پر یاقوت اور پامیر نے ایک دوسرے کو دیکھ اپنی ہنسی دبائی وہ کیا جانے اسکی نظر میں "دی الٹرا

پر و معصوم یاقوت "اپنے سسرال بیوی سے ملنے اسی طرح گیا تھا۔

"بھائی۔۔۔یاقوت بھائی ایکسپرٹ ہیں اس کام میں" پامیر نے موقع پاتے فوراسے اسکی شکایت لگادی جس پر یاقوت بچارے کا تو سانس تک سینے میں رک گیا۔

"کیا۔۔۔؟"زیحال کے سوال پر یاقوت نے سٹپٹا کر اسے دیکھاn

وہ انکے سینے سے لگی بھی بری طرح سے لرز رہی تھی

ڈاکٹر برہان نے ایک نظر اس معصوم سی لڑکی کو

دیکھا۔ انہیں دکھ ہوا تھا۔

"ریلیکس مس زرتشم کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔ہمت کریں
۔۔۔آپ چل سکتی ہیں" وہ اسے مضبوطی سے تھامے
آگے بڑھنے پر اکسانے لگے جس پر وہ اپنی پوری جان
لگاتی آگے بڑھنے لگی لیکن پھر ناکام ہو گئی۔ٹانگیں کسی
طور بھی ایک انچ ہلنے کیلیئے تیار نہیں تھیں۔

برہان نے ضبط سے لب بھینچے اور گل کو واپس سے
وہیل چیئر کے بجائے صوفے پر بٹھا دیا اور اسکی ٹانگیں
بلکل سیدھی کر دی

اسکو بٹھا کر وہ کمرے میں گئے اور کمفرٹر اٹھا کر لاتے

اسکی ٹانگوں پر پھیلا گئے وہ اب تک جیسے خوف زدہ

سہمی ہوئی سی تھی جیسے ابھی بیٹھے بیٹھے بھی گر جائے

گی۔

ڈاکٹر برہان خاموشی سے کچن میں گئے اور ساس پین

گیس پر رکھتے اس میں پانی انڈیلنے لگے

انکا کچن اوپن تھا اس لئے انکی ہر حرکت گل کو صاف

دکھائی دے رہی تھی۔

وہ پانی گرم کر کر ایک ہاٹ بوٹل میں ڈالے واپس اسکے پاس آئے اور اسکے قدموں کی جانب بیٹھتے اس سے گل کی ٹانگوں کو ہلکا ہلکا سیکنے لگے۔

"یہ صرف آپ کا وہم ہے۔۔۔آپ پھر سے چلنے کی کوشش کریں گی تو ضرور چل سکیں گی صرف کوشش "وہ اپنے دھیان میں بولتے ساتھ اسکی ٹانگ کو پیر سے ذرا اوپر ہلکا سا دبا کر دیکھ رہے تھے جب انکے دباؤ دینے پر زرتشم تھوڑی بدک کر پڑی۔

ڈاکٹر برہان نے اسکی جانب دیکھا اسکے یوں اچھلنے پر انکو حیرت کے ساتھ ساتھ جیسے خوشی سی ہوئی مطلب یہ واقعی اسکا وہم تھا وہ محسوس کر سکتی تھی۔

لیکن وہ کیا جانیں یہ صرف انکے لمس کی طاقت تھی جو اسکے پورے وجود میں سر سراہٹ سی دوڑا گئی تھی۔

"آپ کو پتہ ہے۔۔۔میرے پاس جو پیشنٹ آتے ہیں وہ ٹھیک ہوئے بغیر واپس نہیں جاتے۔۔۔تو آپ بھی جب تک ٹھیک نہیں ہوتیں تب تک تو میں آپ

کا پیچھا نہیں چھوڑنے والا" گل نے انکی یہ بات نہیں سنی اسے صرف اس بات کا دوسرا پہلو نظر آیا کہ پھر وہ واپس نہیں دکھے گے

"آپ بھی ٹھیک ہوج" وہ بول ہی رہے تھے جب انکے کانوں میں ایک کانپتی ہوئی آواز ابھری

"بب۔۔۔ برہان" گل کے لبوں سے اپنا نام سنتے وہ ایک جگہ جیسے سٹک سے ہو گئے سبز آنکھیں اس گرے جھیل سی آنکھوں سے ملی اور وقت روک گیا

۔

لاؤنج کی کھڑکی پر ایک بلبل آ کر بیٹھ گئی جس کی آواز

پورے لاؤنج میں پھیلی خاموشی کو خوبصورت انداز

میں توڑتی ان دونوں کو ہوش کی دنیا میں واپس لائی۔

ڈاکٹر برہان تیزی سے پلکیں جھپکاتے خود کو نارمل کر

گئے

"ج۔۔۔جی زرتشم" اتنا ادب انکے انداز میں۔

مرد اپنی جانب سے ایک عزت دے کر کسی بھی

عورت کو اپنا اسیر کر سکتا ہے کیونکہ عورت ذات

محبت سے پہلے عزت چاہتی ہے۔اور گل کو جو عزت

آج تک بالاج نے نہیں دی تھی وہ اسے ڈاکٹر برہان نے اتنے تھوڑے سے دنوں میں ہی دے دی تھی۔

''ک۔۔۔کچھ نہیں'' وہ گھبرا کر فوراً سے پلکیں جھپکا گئی جب یہ پہلا لمحہ بنا تھا کہ برہان اسکی پلکیں یوں جھکتے دیکھ اسکے چہرے میں کھو سے گئے۔

''آپ جو سوچ رہی ہیں۔۔۔وہ سوچتی رہیں۔۔۔شاید کوئی اور بھی ایسا سوچنے پر مجبور ہو جائے'' انکی اس بات پر گل نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا۔

انکاز و معنی لہجہ اس وقت بہت کچھ کہہ رہا تھا بہت

ساری ان کہی باتیں بہت سارے ادھورے احساس۔

گل کچھ پل کیلئے جیسے پلکیں تک نہیں جھپکا سکی۔

"ہو گئی؟" کومل نے آتے ہی استفسار یہ پوچھا۔

اسکے آتے دونوں کی نگاہوں کا ارتکاز ٹوٹا۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔آپ۔۔۔بس میڈیسن انکو وقت پر

دے دیجئیے گا" ڈاکٹر برہان اسے تاکید کرتے بوتل اٹھا

کر فوراً اسے کچن میں چلے گئے۔

انکے جاتے ہی کومل نے آنکھیں بچاتے گل کو دیکھا جس کے چہرے پر حیا کی ایک الوہی سی چمک تھی۔وہ خوش ہوتی اسکے سامنے آکر بیٹھ گئی مطلب کوئی بات ہوئی تھی وہ خود سے اندازے لگاتی اندر ہی اندر بچوں کی طرح خوش ہونے لگی۔

"ڈاکٹر کیا ہم آپ کا گھر دیکھ لیں؟" کومل وہی بیٹھی بیٹھی سر اٹھا کر بلند آواز میں اجازت مانگنے لگی۔

"کیوں نہیں۔۔۔آپ ضرور دیکھ سکتی ہیں" انہوں نے خوشی سے اجازت دی اور خود انکے لئے کچھ

لوازمات تیار کرنے لگے۔ وہ پہلی بار انکے گھر آئی تھیں ایسے کیسے بنا کوئی خاطر تواضع کئے انکو بھیج دیتے ۔

"چلیں گل۔۔۔آپ کا گھر دیکھ لیتے ہیں" کومل خود آگے آگے چلتی ساتھ اسے بھی وہیل چیئر پر بٹھا کر آنے کی دعوت دے گئی۔

اسکے "آپکا گھر" کہنے پر اس نے سٹپٹا کر کومل کو دیکھا پھر ڈاکٹر برہان کو کہ کہیں انہوں نے تو نہیں سن لی یہ بات۔

اگر سن لی ہوتی تو کیا عزت رہ جاتی اسکی سوچ کر ہی

جھرجھری سی آرہی تھی وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے ہولی

لاؤنج میں برہان کی نظروں کے سامنے رہنے سے بہتر

تھا وہ اسکے ساتھ چلی جاتی۔

وہ دونوں ہی پہلے اس کمرے میں آئی تھیں جو اس

وقت ڈاکٹر برہان کے استعمال میں تھا

"واؤ گل۔۔۔ کمرہ تو بہت بڑا ہے اور کتنا پیارا ہے ہے

چیز کتنی صفائی سے رکھی ہے" وہ اس کمرے کے سحر

سے میں کھونے سی لگی تھی

وہاں رکھا جہازی سائز بیڈ اور سائیڈ میں رکھا چھوٹا سا سٹائلش ڈریسنگ ٹیبل، جس پر اس وقت مختلف مہنگے برانڈز کے پرفیوم رکھے تھے ایک جانب انکی گھڑی رکھی تھی۔

ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ کی بڑی سی ٹرانسپیرنٹ ونڈو تھی جو باہر لان کی جانب کھل رہی تھی باہر کی تازہ خوشبو جیسے اس کمرے میں راج کر رہی تھی۔

وہ ہر چیز کو بڑی غور سے دیکھ رہی تھی جو یہاں رہنے والے کا اعلی زوق بیان کر رہی تھی کہ تب ہی اسکی نظر بیڈ کے اوپر والی دیوار پر چلی گئ۔

جہاں ایک خوبصورت لکڑی سے بنے فریم میں ایک خط لگا ہوا تھا

اسے دیکھتے ہی گل جیسے اپنی جگہ جم سی گئ آنکھیں یوں جیسے پتھرا سی گئ ہوں۔وہ سانس روکے شل ساکت اسے دیکھتی سب بھول گئ۔

Cintaku yang belum selesai۔

وہاں ایک عجیب سی زبان میں ایسے لفظ لکھے تھے جن میں سے ایک پر زرتشم کی نظر ٹک سی گئی۔وہ پٹھان تھی اسکی زبان پشتو تھی لیکن پھر بھی جیسے وہ الفاظ دیکھ اسکی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا تھا۔

"آجائیں چائے بن گئی "ڈاکٹر برہان کے آواز دینے پر کومل فوراً سے باہر نکل گئی جبکہ گل کیسے کچھ سن ہی نہیں سکی۔اسکے کان برف بن چکے تھے۔

"واؤ۔۔۔آپ اور کیا کیا بنا لیتے ہیں؟"کومل خوشی سے اپنا کپ اٹھاتی ساتھ انکے بنائی ہوئی ڈش "ناسی

لماک "جو یہاں آنے کے بعد وہ دیکھ ہی پہلی بار رہی تھی چکھ کر دیکھنے لگی۔

یہ ناریل کے دودھ میں پکے ہوئے خوشبودار چاولوں کی ڈش تھی جس کے اوپر انہوں نے فرائی فش اور بوائل ایگ رکھ رکھا تھا۔یہ ڈش عموماملیشیہ میں رہنے والے لوگ شوق سے کھاتے تھے اور برہان جو کہ شروع دن سے رہے ہی یہی تھے تو انکو تو آتی بھی یہی تھی بنانی۔

"زیادہ تو نہیں بس دو چار۔۔۔اپنے گزارے لائق"

وہ خوشگواریت سے بتاتے ساتھ انکے لئے بنائے گئے

اسپیشل کباب بھی سرو کرنے لگے

"تو کیوں کر رہے گزارا۔۔۔لے آئیں کسی کو۔۔۔وہ

آپ کو اچھی اچھی ڈشز بنا کر کھلائے گی" کومل موقع

ملتے فوراً سے تیر نشانے پر لگا گئی

اسکی بات پر برہان مبہم سا ہنس دیے

"نہیں میں انہی سے گزارا کر لونگا ڈونٹ وری" وہ اسے خوش اسلوبی سے جواب دیتے گل کو ڈھونڈنے لگے۔

"وہ۔۔۔وہ رہی" انکی نگاہوں کی طلب بھانپتے کومل نے انگلی سے اشارہ کیا اور پھر کھانے میں ایسے مگن ہو گئی جیسے وہاں ہے ہی نہیں۔

"ڈاکٹر برہان کھلے دروازے سے نظر آتی گل کو دیکھتے ہوئے دھیرے سے اس جانب بڑھے اور جا کر اسکے قریب کھڑے ہو گئے

"میں نے آپ کے لئے اپنی فیورٹ ڈش بنائی ہے ٹرائے نہیں کریں گے ؟" وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسے ساحر نگاہوں سے دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں بولے تاکہ یکدم آواز سننے پر وہ ڈرے نہ

انکی آواز سنتے گل ہوش میں آتی چہرے کا رخ موڑ کر اپنے آنسوں پونچھنے لگی جب اسکے اس عمل پر برہان چونک کر سیدھے ہوئے۔

"زرتشم۔۔۔آریواوکے۔۔۔آپ ٹھیک ہیں ؟" وہ یکدم سے پریشان ہوتے فکر مندی سے پوچھنے لگے

لیکن وہ جواب دیے بغیر ہی کمرے سے کیا گھر سے ہی باہر نکل گئی اسے ایسے جاتے دیکھ کومل نے آدھا باہر اور آدھا منہ میں رکھا انڈا اسپ کر کر سارا اندر کھینچا اور جھٹ سے اسکے پیچھے بھاگی گئی۔

گل۔۔۔گل رکیں۔۔۔کیا ہوا۔" وہ اسے آواز دیتی پیچھے پیچھے باہر نکلی جب نظر اس پر پڑی وہ گارڈ سے مدد لیتی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی

کومل اور برہان ایک ساتھ کھڑے اسے سوالیہ اور پریشان کن نظروں سے دیکھنے لگے

"گل کو کیا ہوا؟ "

"مجھے نہیں پتہ۔۔۔بس ڈش کا نام لیا اور وہ" برہان پوری بات بھی نہیں بتا سکے بس پریشان زدہ سی نظروں سے اسے دیکھتے رہے

"چلیں۔۔۔۔میں بھی چلتی" اب کہاں وہ یہ فینس ڈش کھا سکتی تھی وہ بجھے دل سے خود بھی جا کر گاڑی میں بیٹھ گئی انکے بیٹھتے ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی اور دونوں گاڑیاں آگے پیچھے پاشا ولا کیلئے نکل گئیں

وہ تو اکیلے اس تنہائی میں پہلے ہی کئی سوچوں میں گھرے رہتے تھے زر تشم انکو ایک نئی سوچ دے گئی تھی۔

کومل نے ایک نظر گل کو دیکھا جو چہرے کا رخ باہر کی جانب کئے بیٹھی تھی کہ تب ہی کومل نے نوٹ کیا کہ دو گاڑیاں ایک دم سے اڑتی ہوئی آکر انکے مقابل ہو گئیں

جس رفتار سے ڈرائیور گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا وہ بھی اسی رفتار سے دوڑ رہی تھیں

کومل پریشان سی نظروں سے ان دونوں گاڑیوں کو دیکھنے لگی ذہن میں عجیب عجیب سے وسوسے آنے لگے۔وہ گلے میں پہنی چین کو انگلی میں لپیٹتی کچھ دیر تو ان گاڑیوں کے ہٹ جانے کا انتظار کرتی رہی پھر مجبور ہوتے اس نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھے گارڈ کو مخاطب کیا

"یہ۔۔۔یہ گاڑیاں کس کی ہیں؟" اسکی آواز کانپ رہی تھی اور ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے تھے

گل انکو دیکھتی گھبرا کر کومل کا ہاتھ تھام گئی وہ الگ بری طرح سے خوف زدہ ہو گئی تھی

"فکر نہ کریں یہ ہمارے ہی بندے ہیں۔۔۔"گارڈ کے اطلاع دینے پر کومل اور گل کی جیسے سانس میں سانس آئی

"ل۔۔لیکن ہمارے ساتھ تو بس ایک گاڑی تھی"

اسکا اشارہ پیچھے آنے والی گاڑی کی جانب تھا وہ دو گاڑیاں ان سے علاوہ تھی

"یہ پاشا سر نے بھیجی ہیں" اسکے یہ جواب دینے پر ان دونوں کا سانس جیسے اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا پاشا نے؟ یہ نام ہی دونوں کو پہلے سے زیادہ خوف زدہ کر گیا تھا

ان کی گاڑی سیدھی پاشا ولا کے راستے پر گامزن تھی اس میں موجود عورتیں عام عورتیں نہ تھیں انکا تعلق ایک ایسے شخص سے تھا۔ جس کی قدم قدم پر ایسے لوگوں سے دشمنی تھی جن سی سلام دعا بھی ایک عام

انسان کیلئے نہ ممکن بات تھی۔ وہ لوگ عام انسانی دنیا میں نہیں پائے جاتے تھے انکی اپنی ایک الگ دنیا تھی اور بہت خطرناک دنیا تھی۔ قدم قدم پر موت ملتی تھی وہ بھی دردناک کہ روح بھی لرز اٹھے۔

وہ لوگ سانس سے نہیں اپنے مقصد سے جیتے تھے مقصد ختم تو زندگی بھی ختم۔

ہر برے سے برا کام اس دنیا میں پایا جاتا تھا یا یوں کہہ لیں کہ انکو اچھے کاموں کا ہی علم نہیں تھا لیکن کہتے

ہیں ناں جہاں برائی ہو گی وہاں اسے جڑ سے مٹانے والا بھی موجود ہو گا۔

اور وہ تھا۔۔۔ان سب کا باپ "پاشا دا بیسٹ" صحیح کاموں کو غلط طریقے سے انجام دے کر انصاف قائم کرنے والا۔

"یہ وہ دنیا تھی جہاں سانس لینا بھی جرم لگتا تھا"... اور انصاف کرنے والے خود سزا کے مستحق ٹھہرتے تھے"...

لیکن اس جیسے لوگوں کو اس دنیا میں رہتے اس اچھائی
کے بدلے صرف ایک چیز ملتی تھی وہ تھی "درد
ناک "موت۔ اور پاشا بے خود ایک بھیانک موت کا
نام تھا اسے موت دینا ان لوگوں کا کھلی آنکھوں سے
دیکھا گیا خواب تھا جو شاید ہی کبھی پورا ہو سکتا۔
ہر شخص اس دنیا میں طاقتور تھا لیکن تب جب اسکی
کوئی کمزوری نہ ہو وہ لوگ اپنی کوئی کمزوری نہیں
رکھتے تھے۔ اگر رکھ لیں تو انکے لئے پھر پوری دنیا تباہ
تھی۔

وہ چار گاڑیاں صرف ایک گاڑی کو گھیرے سڑک پر رواں دواں تھیں کتنی ہی بری نظریں ان پر اٹھی تھیں لیکن صرف ایک نظر۔

اس باز کی نظر۔۔۔ جس کے منہ سی دھواں نکل رہا تھا وہ گہرے کش لگاتے اپنے سامنے سکرین پر چلتی ویڈیو دیکھ رہا تھا۔ اسکے سامنے ایک گارڈ ہاتھ میں لیپ ٹاپ لئے کھڑا اسے وہ فوٹیج دکھا رہا تھا جس میں گل اور کومل کی گاڑی دکھائی دے رہی تھیں

ایک بار حملہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن پاشا بے کے بندوں نے اسے پیچھے ہی گھیر لیا تھا منظر بلکل صاف تھا وہ جانتا تھا اس گاڑی میں اسکی بہنیں موجود تھیں جن پر چاہ کر بھی یہ چیز وہ واضح کر کر خوف زدہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ لوگ اس وقت کتنی خطرناک نگاہوں کی زد میں تھیں

"وہ دونوں سیف ہیں پاشا" اسکے کانوں میں لگے ایئر بڈز میں سے بلیک شیڈو کی آواز ابھری

جوانکے پاشاولا کے قریب پہنچتے پیچھے سے اپنی گاڑی موڑ کر واپس جاچکا تھا

مطلب ان سب کو پتہ چل گیا تھا تب ہی اسکے بندے یوں الرٹ ہوتے ہے جانب پھیل گئے تھے جن میں خود بلیک شیڈو بھی شامل تھا۔

گاڑی پاشاولا کے قریب جیسے ہی پہنچی کومل نے گھبرا کر اپنے ہاتھ مسلے۔ پاشا کا سوچ کر ہی اسے خوف آرہا تھا۔ کہ تب ہی اسکی نظر سامنے پورچ میں گاڑی کے

بونٹ پر بیٹھے پاشا پر گئی۔وہ کہنی کے بل آدھا بیٹھا اور

آدھا لیٹا انکی ہی گاڑی کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''کومل جھٹ سے نیچے اترتی دوسری جانب سے آکر

گل کو وہیل چیئر پر بٹھاتی اندر جانے لگی اسے اس

دوران بھی پاشا کی سپاٹ نگاہیں خود پر بخوبی محسوس ہو

رہی تھیں۔تب ہی ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک

پڑی

انکے اندر جاتے ہی پاشا کی گاڑی کے پیچھے سے اسکے

بندے نمودار ہوئے جو اسکے ایک اشارے پر پیچھے

چھپ گئے تھے۔ وہ گل پر یہ سب کبھی واضح نہیں

کرنا چاہتا تھا شاید آسان لفظوں میں اپنی حقیقت۔ وہ

دیکھ لیتی تو اسے زوردار جھٹکا ضرور لگتا کہ اس دن

حویلی سے جو بچہ روتا ہوا نکلا تھا آج وہ کیا بن چکا ہے۔

پامیر نے ایک نظر پاشا کو دیکھا۔ جس نے اطمینان سے

سگار اپنی انگلی سے بجھایا اور جمپ لگا کر بونٹ سے نیچے

اترا

اسکے سامنے ہی وہ گارڈز کھڑے تھے جو کومل اور گل

کے ساتھ گئے تھے وہ عین انکے مقابل گیا اور انکی جھکی

ہوئی آنکھوں کو دیکھتے ضبط سے جبڑے بھینچ گیا۔ کہ

تب ہی ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے دماغ کی تاریں ہلا

کر رکھ گیا۔ اس اچانک عمل پر پیچھے کھڑا پامیر اور بائیں

جانب کھڑا یاقوت بے ساختہ اچھل کر پڑے۔

اس سے پہلے وہ گارڈ گر جاتا پاشا نے اسے کالر سے

دبوچ کر اپنے مقابل کر لیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔ میری اجازت کے بغیر

ان دونوں کو باہر لے جانے کی۔" وہ لفظ چباتے ہوئے

اسکے منہ پر غرلایا

"پپ۔۔۔پامیر سر نے کہا تھا پاشا" اسکے منہ سے

پامیر کا نام سنتے پاشا نے ٹرانس کی سی کیفیت میں ہکا بکا

سے کھڑے پامیر کو دیکھا۔جو خود شاکڈ تھا کہ اس نے

کب کہا۔

یاقوت بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا پاشا گارڈ کو ایک جھٹکے

میں چھوڑتے پامیر کی جانب مڑا اور سپاٹ نگاہوں

سے اسے دیکھنے لگا اسکی نظروں کا مطلب سمجھتے ہی

پامیر بے اختیار شرمندہ سا گردن جھکا گیا۔

پاشا نے غصّے سے اپنا پیر گاڑی کے ٹائر پر دے مارا اسکا غصّہ سوا نیزے کو چھونے لگا تھا کوئی جانتا تھا؟ کہ یہ کچھ دیر وہ کیسے رہا تھا دل کتنا بے چین ہوا تھا۔ نہیں ہونی چاہئے تھی اسکی کمزوری۔

کہ تب ہی اس کے کانوں میں باریک سی غصّے سے لبریز آواز سنائی دی۔

"ہبی۔۔۔ میں نے آپ کو گھر سے نکالا ہے" اس آواز پر وہ یکدم سے پیچھے مڑا اور اس لڑکی کو دیکھنے لگا

جسے دیکھتے ہی پاشا بے تو ڈر کر جیسے کہیں چھپ گیا تھا وہاں صرف زیحال تھا۔پو کی زیحال۔

یاقوت نے جو نہی زمل کو دیکھا اتنی لمبی سانس خارج کی جیسے پتہ نہیں کتنی بڑی مصیبت انکے سر سے ٹل گئی ہوا سے ٹوٹ کر اپنی بہن پر پیار آیا۔

"باہ۔۔۔یو دل۔۔۔۔شے۔۔۔بائی (بابا آپ گھر سے باہر ہو)"زمل کے آگے کھڑے زامل نے بے حد کیوٹ انداز میں اپنی ننھی سی انگلی دکھائی۔

اور اپنی ماں کے ساتھ ہی اس کا پلو پکڑ کر اندر چلا گیا زمل کو کومل نے یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ باہر اسکا ہبی ہنسی مذاق کر رہا ہے مطلب اسے گھر سے نکالے جانے کا کوئی افسوس ہی نہیں۔

اور لے پھر۔۔۔وہ بھی جھٹ سے آتی اسے بلند آواز میں بتا کر گئی کہ وہ گھر سے باہر ہے تو زیادہ خوش نہ ہو۔ انکے جاتے زیحال نے ہڑ بڑا کر پامیر یاقوت کو دیکھا جیسے پوچھنا چاہتا ہو "یہ مجھے کہہ کر گئے ہیں" اسکی

نگاہوں کا معصوم سا مفہوم سمجھتے یاقوت نے اپنی مسکراہٹ اندر ہی دبالی۔

"آپ کو ہی کہا ہے" یاقوت نے لفظوں پر زور دے کر اسے باور کروایا جس پر زیجال پھر اپنے گھر کے دروازے کو دیکھنے لگا جو جب چاہے وہ پدی سی لڑکی اس پر بند کر دیتی تھی۔ اور وہ بے بس کچھ کر نہیں پاتا تھا۔

"پھر دوبارہ؟" وہ شاکڈ تھا اب بھی۔ اسکی حالت پر اس بار پامیر اور یاقوت دونوں کو ہنسی آئی

ہائے۔۔۔۔۔ پاشا بے۔۔۔ کوئی اسکے دشمنوں کو اسکا یہ پوکی روپ دکھا دیتا تو شاید دشمنی وہی ختم ہو جاتی۔

"ہاں۔۔۔جی۔۔۔دوبارہ" یاقوت سے اب اپنی شریر مسکراہٹ چھپا پانا نہایت مشکل ہو رہا تھا زیحال بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا اپنے ہی گھر کو ستائشی نظروں سے دیکھنے لگا جب اسکے اپنے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ انگوٹھے اور انگلی کو آنکھوں پر رکھتا بے اختیار ہنستا چلا گیا۔

"یاقوت۔۔۔سیڑھی لگاؤ۔۔۔آج باہر نہیں رہونگا"

وہ اوپر اپنے کمرے کی بڑی سی ونڈو دیکھتا ٹھنڈی سانس خارج کر گیا۔یاقوت اور پامیر فوراً سے اسکے لئے سیڑھی لینے چلے گئے۔

مطلب آج ایک گینگسٹر کو اپنے ہی گھر میں چوروں کی طرح چھپ کر گھسنا پڑ رہا تھا واقعی وہ شخص محبت کی زندہ مثال تھا جس کے ایسے خوبصورت عمل دیکھ اسکے تینوں بھائی آج جہاں بھی جاتے تو اسکی تربیت کے چرچے کروادیتے۔

یاقوت اور پا میر سیڑھی پکڑ کر نیچے کھڑے تھے جب

کہ وہ دھیرے دھیرے ایک ایک کر کر سیڑھی چڑھتا

اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

زامل زالے بیڈ پر بیٹھے اپنے ٹوائز کے ساتھ کھیل میں

مصروف تھے جبکہ انکی ماں غبارے کی طرح منہ

پھلائے انکے چھوٹے چھوٹے کپڑے تہہ کر کر اسکی

وارڈروب میں رکھ رہی تھی ساتھ ہی کچھ کچھ بڑ بڑا

بھی رہی تھی

کان اسکے قریب لے کر جائے جاتے تو سنائی دیتا کہ وہ کیا بول رہی تھی

"ہنہ۔۔۔ڈھیٹ۔۔۔الٹرا پرو ڈھیٹ۔۔۔گھر سے بھی نکال دیا۔۔۔ مگر مجال ہے جو تھوڑا بھی اثر ہوا ہو ہنہ۔۔۔" وہ سارا غصّہ زامل زالے کے ننھے ننھے سوکس پر نکال رہی تھی جو اسکے ہاتھ میں پورے بھی نہیں آرہے تھے اتنے کیوٹ سے ننھے ننھے سوکس اور گلوز

"یہ کیا۔۔۔ تھوڑے بڑے پیدا نہیں ہو سکتے تھے

۔۔۔میں ان چھوٹے چھوٹے سوکس کو کہاں

سمبھالتی پھروں" وہ چٹکیوں میں انکے سوکس اٹھائے

دونوں پر چیخی

جو منہ میں ٹوائز لئے اپنی ماں کے غصّے پر فریز ہو گئے۔

"ماہ۔۔۔ چھو کچھ (ماما یہ سوکس ہے)" زامل کو لگا اسکی

ماں کو نہیں پتہ تو اس نے بتادیا لیکن اسی پر زمل کا پارا

اور اوپر چڑھ گیا اس نے گھور کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"او۔۔۔ہو۔۔۔مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔ڈھیٹ

باپ کی اولاد۔۔۔چپ کرو تم" وہ بلکل بچوں کی

طرح اس سے لڑنے لگی تھی جبکہ دل اور موڈ انکے

باپ سے لڑنے کا تھا اور وہ تو باہر تھا تو اسکے دئے ہوئے

اس کیوٹ سے تحفے سے ہی صحیح

"ماہ۔۔۔شولی (ماما سوری)" زالے اپنی ماں کو غصّے

میں دیکھ اپنے ایک ہاتھ سے کان پکڑ گئی جس پر زمل کا

غصّہ ایک پل میں ہوا ہوا اسے اپنی بیٹی پر ٹوٹ کر پیار

آیا۔

"بھائی بالکنی پکڑ لیں" یاقوت نیچے کھڑا اسے ساتھ ساتھ سمجھا بھی رہا تھا جو شاید زندگی میں پہلی بار ایسے کھڑکی میں چڑھ رہا تھا

"تمہیں بڑا پتہ ہے۔۔۔تم بھی ایسے گھسے ہو کیا کمرے میں؟" زیحال نے اوپر سے ہی اسے گھور کر تڑخ کر پوچھا

اسکے سوال پر یاقوت اور پامیر نے ایک دوسرے کو دیکھ اپنی ہنسی دبائی وہ کیا جانے اسکی نظر میں "دی الٹرا

پر و معصوم یاقوت "اپنے سسرال بیوی سے ملنے اسی طرح گیا تھا۔

"بھائی۔۔۔ یاقوت بھائی ایکسپرٹ ہیں اس کام میں" پامیر نے موقع پاتے فوراً اسے اسکی شکایت لگادی جس پر یاقوت بچارے کا تو سانس تک سینے میں رک گیا۔

"کیا۔۔۔؟" زیحال کے سوال پر یاقوت نے سٹپٹا کر اسے دیکھا

"ک۔۔۔ کچھ نہیں بھائی۔۔۔ یہ بکواس کر رہا ہے ۔۔۔ تم رکو۔۔۔" یاقوت نے پامیر کی جانب دانت

پیسے لیکن وہ صدا کا ڈھیٹ اپنی آبرو مٹکاتے الٹا اسے

چھیڑنے لگا۔

"کیوں۔۔۔آپکو ڈر رہے کہیں۔۔۔آپ کی جمیلہ

ناراض نہ ہو جائے" پامیر شریر ہوتے اپنی ہنسی دبانے

لگا یا قوت کا بس نہیں چلا سیڑھی چھوڑ کر اسے سیدھا

کر دے۔

کتنی محنت اور کاوشوں کے بعد وہ اپنے ہی کمرے میں

داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اگلا لمحہ مزید

سانس اور دل روک دینے والا تھا

کمرے کی کھڑکی سے نمودار ہوتے جن کو دیکھ زامل زالے یکدم سے چیخ پڑے۔

انکی چیخ پر زمل نے کرنٹ کھا کر اس جانب دیکھا جب خود بھی زیحال کو ایسے آتے دیکھ چیخ مار کر پیچھے ہٹ گئی

ان تینوں کی چیخ بچارے زیحال ترا کچھ اس طرح سے نکلوا گئی کہ وہ بچارا کھڑکی سے دھڑام کر کے سیدھا فرش پر آگیا

"ام۔۔۔موررے۔۔۔میں گیا" وہ اپنی کمر تھامے
درد سے دہرا ہوتا آنکھیں بند کرتے کراہنے لگا۔زمل
اور زامل زالے اب تک فریز ہوئے پھٹی پھٹی آنکھوں
اور حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔
"بھائی۔۔۔ہڈیاں جوڑنے والے کو بلاؤں؟" پامیر
نے منہ پر ہاتھ رکھتے بلند آواز میں پوچھا یا قوت تو خود
ہی چڑھ کر اپنی جمیلا کے پیچھے جانے لگا تھا جب پامیر
نے اسکی ٹانگ پکڑ کر واپس کھینچ لیا۔

"شٹ اپ" زیحال نے چیخ اسے شٹ اپ کال دیتے ان کو چپ کروا دیا لیکن وہ پامیر سلطان تھا جس کی ہنسی کو اسکا باپ بھی نہیں روک سکتا تھا وہ وہی نرم گھاس پر بیٹھتا ہنس ہنس کر دھرا ہو گیا اففف پیٹ بھی اب تو درد کرنے لگا تھا۔

یاقوت کو سمجھ نہیں آئی کہ ہنسے یا افسوس کرے اسکی جمیلہ گر گئی تھی۔ آخر میں وہ یہ طے کر پایا کہ

۔۔۔۔ کہ اسے ہنسنا ہے پھر کو جو دونوں پاگلوں کی

طرح مل کر ہنسے تھے کہ بس۔۔۔ڈاکٹر کو بلانا پڑ جانا
تھا وہ بھی پاگلوں کا ڈاکٹر۔

65/2

''ہبی''زمل ہوش میں آتی یکدم سے اسکے قریب بھاگی گئی اور اسے تھام کر اٹھنے میں مدد دینے لگی لیکن وہ مضبوط جان وزن میں اتنا بھاری تھا کہ زمل کی طاقت اسکے سامنے ایک چیونٹی کی طاقت جیسی لگ رہی تھی۔

''کیا ہبی۔۔۔چیخے کیوں تم تینوں''وہ وہی بیٹھ کر دیوار سے ٹیک لگائے کمر تھام کر کلس کر پوچھنے لگا۔

"تو ایسے کون آتا ہے کمرے میں۔۔۔ڈرا دیا آپ نے ہمیں" زمل کا دل اب بھی جیسے دھک دھک کر رہا تھا زامل زالے تو باقائدہ رونے لگے تھے۔

"تو ایسے کون گھر سے نکالتا ہے۔۔۔میں تو ایسے ہی آؤ نگاناں" زیحال تڑخ کر جواب دیتے وہی جھک گیا کمر میں واقعی درد ہو رہا تھا

"زیادہ درد ہو رہا ہے؟" اسے ایسے جھکتے دیکھ وہ فکر مند سی پوچھنے لگی

"نہیں۔۔۔جہاں پناہ۔۔۔ایکٹنگ کر رہا ہوں۔۔۔ٹی وی سیریل میں جانا نہیں میں نے "زیحال کا انداز فل لڑاکا تھا زمل نے دانت کچکچاتے اپنے بد تمیز ہبی کو دیکھا۔

اچھا دکھائیں" وہ فکر مند سی زیحال کی شرٹ پیچھے سے اٹھاتی اسکی کمر دیکھنے لگی۔صاف چمکتی رنگت ایک بھی دانے سے پاک۔ لیکن اسی پر بنائے اسکے اپنے ناخنوں کے نقش و نگار۔

ان پر نظر پڑتے زمل کی آنکھیں پھٹی۔سانس جسے سینے میں اٹک سی گئی۔وہ جھٹ سے اسکی شرٹ ٹھیک کرتی سٹپٹا کر پیچھے ہٹ گئی۔

"کیا ہوا؟زیادہ لگی ہے ناں ؟"زیحال بچارا سا منہ بنائے درد سے کراہنے لگا اب وہ کیا جانے وہ کیا دیکھ کر پیچھے ہٹی تھی وہ تو شکر تھا یہ نشان اسکی پیٹھ پر تھے گردن یا سینے پر ہوتے تو کیا حال ہوتا زمل کا۔سوچ کر ہی وہ جھر جھری سی لینے لگی

"ہاں۔۔۔خون بہہ رہا ہے۔۔۔ہوسپٹل چلیں؟" وہ پلکیں تیز جھپکا کر اس نازک پو کی کا مذاق اڑانے لگی زیحال کے دل چاہا اسکے گال پر زور کی بائیٹ کر کر اسے بتائے کہ اندرونی درد کیا ہوتا ہے لیکن وہ رونے لگتی اور یہی زیحال نہیں چاہتا تھا۔

کہ تب ہی اسکی نظر زیحال کے کپڑوں پر گئی انکو دیکھ وہ ایک دم سے ٹھٹھک گئی۔اور مزید غور سے دیکھتی اسکا بازو اٹھا کر دیکھنے لگی۔

"ایک منٹ۔۔۔آپ تو دوسری پینٹ شرٹ پہن کر گئے تھے تو یہ کیسے چینج ہوئی؟" اسکے سوال پر درد سے کراہتے زیحال کی پیٹھ یکدم سے سیدھی ہوتی آنکھیں پتھر ہوگئی سانس بھی جیسے باہر کا راستہ بھول گئی تھی۔

"شٹ مر گیا" وہ دل ہی دل میں سوچتا فوراً سے باقائدہ بلند آواز میں کراہتے ہوئے زمل کی گود میں سر رکھتے لوٹ پوٹ ہونے لگا

"میری کمر۔۔۔بہت درد کر رہی ہے گلا لے" وہ بچوں کی طرح درد میں کراہنے کی ایکٹنگ کرتا اسکا

دھیان بھٹکانے لگا۔ زمل باقی سب چھوڑے اسکے

درد پر سچ میں پریشان ہونے لگی

"اٹھیں ۔۔۔ چلیں بیڈ پر" وہ زیحال کو سہارا دے کر

اٹھاتی بیڈ تک لائی اور دھڑام سے بیڈ پر گرا گئی اپنے

باپ کو ایسے لیٹتے دیکھ اسے کھیل سمجھ کر زامل زالے

روتے میں بھی ہنستے ہوئے تالیاں بجانے لگے۔

"آپ رکیں میں آتی ہوں ذرا سیک دونگی تو ٹھیک ہو

جائے گا درد" وہ زیحال کے سر پر بوسہ دیتی نیچے کچن

میں چلی گئی اسکے جاتے ہی زیحال نے جھٹ سے

گردن سیدھی کر کر اسکے جانے کو یقینی بنایا۔جب یقین ہوا کہ وہ چلی گئی تو پھر کونسا درد کہاں کا درد۔وہ وہی سے کروٹ بدل کر خوبصورتی میں اپنی ٹوکاپی کو دیکھتا انکے گال انگلی سے چھونے لگا۔

"آپ دونوں کے بابا اتنے بریو ہیں تو آپ دونوں کو بھی ہونا چاہئے ناں" وہ دونوں کو بے حد محبت سے سمجھانے لگا

"باہ می۔۔۔بیوہ۔۔ناہ(بابا میں بریو ہوں ناں)"

زامل جھٹ سے اپنا ننھا سا بازو اٹھائے اپنے تاہ کی طرح بائسپس کی نمائش کرنے لگا۔

زیحال یہ دیکھ عنقریب اپنا سر پیٹ لینے والا تھا۔

"میری جان ایسے بریو نہیں ہوتے۔۔۔اگر سامنے سچی میں جن بھی آجائے تو آپ اسکے ساتھ فائٹ کرو اور اسے بھگا دو"

وہ واقعی چاہتا تھا زامل زالے اسکی طرح بہادر بنیں نہ کہ اپنی ماں کی طرح چڑیا جیسے نازک دل کے مالک۔

"می۔۔۔دن ہپ ہپ (میں جن کو ماروں گا

)"زامل فوراً سے تابعدار بچوں کی طرح اپنے باپ کی

ہاں میں ہاں ملا گیا۔

زیحال نے اسکے گال پر پیار کرتے زالے کو دیکھا

"اور میرا یہ بیٹا کیسے ہپ کرے گا" وہ زالے کو اپنے

قریب کر کر اسکی چھوٹی سی ناک کو اپنی ناک سے

چھوتے اسکے ساتھ لاڈ کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔

زالے نے جلدی سے ایک کسی زیحال کے گال پر

دے دی

"می ہپ۔۔۔ناہ۔۔۔ببا۔۔۔دندی (میں ہپ نہیں کرونگی بابا گندی بات ہوتی ہے)" وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولتی زیحال کو ایک پل کیلیئے چپکی لگوا گئی۔اسے بے حد اپنی بیٹی پر پیار آیا۔لیکن یہ وہ یاد رکھتی کہ وہ پاشا بے کی بیٹی تھی نازک بننا اسکے لئے نہ ممکن تھا۔

وہ اپنے بچوں سے لاڈ کر ہی رہا تھا جب زمل کے قدموں کی آواز سنائی دی۔زیحال سے واپس لیٹتا درد سے کراھنے لگا۔

"ایم سوری۔۔۔پانی گرم کرنے میں دیر ہو گئ چلیں الٹے لیٹ جائیں" وہ زیحال کو کروٹ لینے میں مدد دیتی اسکے قریب ہی بیٹھ گئ اور ہاٹ بوٹل سے اسکی کمر کو سیک دینے لگی۔

"آہ۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔۔ سکون" زیحال آنکھیں بند کئے جیسے سکون کی وادیوں میں اترنے لگا تھا اسکے اس انداز پر زمل نے بے اختیار اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"جادو ہے تمہارے ہاتھوں میں وائفی "

"ہبی۔۔۔یہ گرم پانی ہے" زمل نے اسکی تصیح کی

"ہاں تو گرم بھی تو تم نے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے ناں میری جان میرے لئے یہ بھی بہت ہے" اس وقت وہ زامل کو اپنا دیوانہ لگ رہا تھا جو کہ وہ تھا بھی۔

"درد کچھ کم ہوا؟" کچھ دیر سیک دے کر وہ دھیمے لہجے میں استفسار یہ پوچھنے لگی۔

زامل زالے بھی اپنے ہاتھوں سے ننھے ننھے مکے بنا کر اپنے باپ کی کمر دبانے والے انداز میں پیٹ رہے تھے۔

"ھمم۔۔۔بہت کم ہو گیا" زیحال کی آواز بوجھل ہونے لگی تھی ایسے جیسے اسے نیند آگئی ہو۔

"تواب بتائیں۔۔۔یہ کپڑے کب اور کیوں تبدیل کئے" وہ پھر سے لڑاکا بیویوں کی طرح تفتیش کرنے لگی جس پر زیحال کی آنکھیں یکدم سے کھلی "مارا گیا" سوچ کر ہی اس نے جھرجھری سی لی۔

"آاا۔۔۔میری کمر" وہ پھر سے کمر پر الٹا ہاتھ رکھے درد سے کراھنے لگا تھا جب اس بار زمل نے اسکے درد

کی پرواہ کئے بغیر ایک مکا سیدھا اسکی پیٹھ پر جڑ دیا۔اب کی بار صحیح زیحال کی چیخ نکلی تھی۔

"بتائیں۔۔۔کب اور کیوں کئے۔۔۔ورنہ میں آپ کا سر پھوڑ دونگی" وہ زیحال کے کندھے کو تھام کر اسے سیدھا کرتی تقریباً اس پر جھک کر پوچھ رہی تھی۔

"وو۔۔۔وہ میرے ڈریس پر وہاں چائے گر گئی تھی تو یاقوت سے کہہ کر یہ ڈریس منگوایا تھا" جھوٹ پھر جھوٹ بول رہا تھا اس جھوٹ کی اسے عادت ہو رہی تھی۔

"ہبی۔۔۔زیادہ چالاکی نہ کریں۔۔۔آپ میرے ہاتھ کے علاوہ اور کسی کے ہاتھ کی چائے نہیں پیتے" وہ زیحال کو کالر سے دبوچ کر اپنے قریب کرتی اسکی آنکھوں میں دیکھ تڑخ کر پوچھنے لگی۔

زیحال تو بس یہی رہ گیا اسکی ہیزل آنکھوں کو اتنے قریب سے دیکھتے ہوئے۔ان میں ایک تپش سی تھی جو زیحال کو اتنے قریب محسوس ہوتی دل کے تیز دھڑکنے کا باعث بن رہی تھی۔

"وہ کسی اور کی چائے تھی۔۔۔ تمہارے ہاتھ کے علاوہ تو میں کسی سے زہر بھی نہ لوں میری جان" وہ زمل کی آوارہ لٹوں کو اپنے چہرے پر سے ہٹاتے ذرا سا سر اٹھاتے اسکے لبوں کو چھونے کی کوشش کرنے لگا لیکن زمل اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی اسے پیچھے دھکیل گئی۔ زمل اٹھ کر زامل زالے کے کپڑے اٹھا کر اپنے کام میں لگ گئی۔

"ویسے تم اب کچھ زیادہ ناراض نہیں ہونے لگی؟ پیار چاہیے تو سیدھا بولو میری جان میں ایسے بھی کر لونگا وہ

بھی شدّت وال "اسکا لفظ پورا ہوا بھی نہیں تھا کہ اسکے منہ پر زامل کی چھوٹی سی شرٹ آ لگی۔

اسے چپ کروا کر زمل خود چہرہ وارڈروب میں دیے اپنے گالوں کی سرخی چھپانے لگی

یہ تو اب اسے بھی محسوس ہونے لگا تھا کہ وہ جان بوجھ کر ناراض ہونے کے بہانے ڈھونڈتی تھی جس پر زیحال جتنا اسے مناتا وہ اتنی ہی پہلے سے نکھر جاتی۔

دل اب بھی جیسے کانوں میں دھڑکنے لگا تھا

"وا۔۔۔ت شات (واٹ آ شاٹ)"زامل زالے زور سے بنا آواز والی تالیاں بجاتے کھلکھلا کر ہنسنے لگے یہ بھی اسکی چھوٹی اولاد کی مہربانی تھی جو سارا دن انکو الٹی چیزیں سکھاتا تھا

"بیٹا شاٹ نہیں۔۔۔ تمہاری ماں اب بس نیا ٹیڈی بئیر ڈاؤنلوڈ کرواکر مانے گی"اسکی اتنی دھڑلے سے کی جانے والی بات پر زمل کی آنکھیں یکدم سے پھٹی۔

اس کے یوں ساکت ہو جانے پر زیحال نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی اس وقت وہ جن خمار آلود نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا زمل دیکھ لیتی تو یہی شرم سے پانی پانی ہو جاتی۔

سرخ ٹماٹر تو وہ اب بھی ہو رہی تھی اتنی کہ وہاں کھڑے رہنا مشکل لگ رہا تھا تب ہی سب کچھ چھوڑے کمرے سے باہر بھاگ گئی اسکے اس طرح جانے پر زیحال کا جاندار قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔ ساتھ اسکی وہ دو افلاطون اولادیں بھی شامل تھیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں اس وقت سوں سوں کی آواز گونج رہی تھی وہ کپکپاتے ہوئے ہاتھوں میں ڈائری پکڑے اسکے پہلے صفحے کو دیکھ رہی تھی

Cintaku yang belum selesai۔

ان الفاظ کو یاد کرتے اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں گرنے لگے۔

گل ڈائری چھوڑے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے سسک سسک کر رو پڑی کیا لکھا تھا اسکی قسمت نے اسکے لئے

۔اور کتنی ازیتیں اسکے حصّے کی باقی تھیں۔اب تو اسکی
بھی بس ہونے لگی تھی۔
کبھی یہ ڈائری اسکی تنہائی کا سہارا ہوا کرتی تھی اور آج
یہ ڈائری اسکی تباہی کی وجہ بنی اسکے سامنے موجود تھی
۔وہ اس سے نفرت کرتی یا محبت فلحال اسے اس سے
صرف خوف محسوس ہو رہا تھا۔
تب ہی اسکے کمرے کا دروازہ کھلا۔گل رخ موڑے
اپنے چہرے کو بے دردی سے رگڑنے لگی۔

"گل ؟" زیجال کی آواز اسکی سماعتوں میں گونجی۔ وہ اسکے آنسوں دیکھ چکا تھا تب ہی پریشان سا اسکے قریب آتے بیڈ پر بیٹھ گیا

"گل ۔۔۔ تم رو رہی ہو ؟ کیا ہوا مجھے بتاؤ" وہ یکدم سے پریشان ہوتے اسکے ہاتھ تھام کر نرمی سے استفسار یہ پوچھنے لگا جب اسکی نظر خود اس ڈائری پر پڑ گئی۔

ایک لمحہ نہیں لگا تھا اسے سب سمجھنے میں۔ زیجال نے ضبط سے لب بھینچے اور اپنی بہن کو دیکھنے لگا۔ جو لاکھ کوشش کرتی اپنی آنکھوں کو برسنے سے روک رہی

تھی لیکن پھر گرم سیال تیزی سر بہتا اسکے رخصار تر

کر گیا۔

"آج راز کوئی انسان نہیں رکھ سکتا اور تم نے ایک بے

جان کاغذ پر یقین کر لیا" اسکی بات پر گل نے تڑپ کر

سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

زیحال نے نرم نگاہوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھا

اور دھیرے سے اسکے چہرے پر ہتھیلی جمالی

"تم روؤ گی تو یہ چیز مجھے تکلیف دے گی۔۔۔اور میں

تم سے کسی تکلیف کی توقع نہیں رکھتا گل"

ہاں وہ بہن تھی دنیا کی طرح ظالم سفاک نہیں تھی۔

وہ جھٹ سے اپنے چہرے کو رگڑ کر صاف کرتی یہ

ظاہر کرنے لگی جیسے وہ اب نہیں رو رہی لیکن پھر کچھ

یاد آگیا جس سے دل بے چین ہوتے جیسے مٹھی میں آ

گیا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا خاص طور پر لڑکیوں کو یہ چیز رکھنی

چاہیے۔۔۔ہمارے معاشرے نے ان کی عزت جتنی

نازک بنادی ہے ایسے میں ایک کاغذ کو اپنا راز دار بنانا

خود انکو خود پر انگلی اٹھانے جیسی دعوت دینا ہے کیوں یہ ایک کاغذ کا ٹکڑا اس سے زیادہ اہمیت رکھتا ہو گا "

اسکی بات پر گل کی سانسیں دھیمی ہوئی۔

"ت۔۔۔تو کس کو۔۔۔ر۔۔۔راز بتائے" وہ کانپتی ہوئی آواز میں استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"اللہ کو۔۔۔جو آپ کے راز نہ صرف راز رکھتا ہے بلکہ آپ کے دل کو سکون بھی عطاء کرتا ہے۔۔۔اس سے بہتر راز دار کوئی نہیں ہو سکتا گل "

یہ بات اتنی بھاری تھی کہ گل کی آنکھوں سے برساتی

طوفان برس پڑا تھا۔وہ رونا چاہتی تھی مزید اسے کندھا

چاہئے تھا۔

زیحال اسکی نگاہوں کو سمجھتا دھیرے سے اٹھ کر اسکے

ساتھ بیٹھتا گل کا سر اپنے کندھے پر ٹکا گیا۔اسکے

آنسوں زیحال کو تکلیف دے رہے تھے وہ خود پر ضبط

کئے اسکے سر کو تھپکتا رہا

اسکے یقین کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا تھا کہ اس نے

ایک بار بھی گل سے ڈائری دکھانے کا نہیں کہا اسے

کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا اس میں کیا لکھا ہے۔ وہ صرف اسکی بہن تھی یہی اسکے لئے کافی تھا۔

یہ ایک پرانا علاقہ تھا جہاں اس وقت دور دور تک کسی زی روح کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا اتنی خاموشی جیسے برسوں سے اس جگہ کا کسی نے رخ ہی نہ کیا ہو۔ کیسے کرتا یہ جگہ بہت بھاری تھی یہاں آنے والے اکثر واپس نہیں جاتے تھے۔

اسی ایریا میں کئی کاٹیج بنے تھے لیکن سب کے سب
بوسیدہ برسوں پرانے۔ جیسے یہاں کبھی کوئی آبادی ہوا
کرتی تھی

انہی بند کال کوٹھریوں میں سے ایک کال کوٹھڑی تھی
جس کے اندر گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ چھت سے
لٹکتے جالے جیسے برسوں سے کسی نے یہاں قدم ہی نہ
رکھا ہو۔ مٹی کی تہہ ہر چیز پر جمی ہوئی تھی، فرش سے
ایک باسی سی بو اٹھ رہی تھی۔ دیواروں پر نمی کے
نشان، جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا پلستر اور کونے میں رینگتا

ہوا ایک چوہا۔ جو کھانے کو خوراک تلاش کر رہا تھا مگر

جو وہ کھا سکتا تھا فلحال اس پر کسی اور کی نظر تھی۔

یہ سب منظر خوف اور خاموشی کو اور بڑھا رہے تھے۔

کوٹھری کے بیچوں بیچ ایک لکڑی کی کرسی رکھی تھی،

جس پر ایک شخص بندھا ہوا تھا۔ شخص؟ یہاں کوئی

نہیں آیا تھا وہ خود بھی نہیں آیا تھا اسے تو لایا گیا تھا

رسیوں نے اس کے ہاتھ اور پاؤں اس طرح جکڑے

ہوئے تھے کہ ذرا سا ہلنا بھی ممکن نہ تھا۔ پسینے اور گرد

میں اس کا چہرہ چھپ چکا تھا، لیکن پھر بھی جیسے وہ اسے

پہچان سکتا تھا۔ وہ اپنے دشمن کو اسکے سائے سے بھی
پہچان سکتا تھا۔ بال الجھے ہوئے اور ہونٹ پھٹے
ہوئے۔ ایک بلب اوپر لٹک رہا تھا جو کبھی جلتا، کبھی
بجھتا جیسے کسی اذیت کے لمحے کو گنتا جا رہا ہو۔ وہی
اذیت جو کبھی اس شخص نے ایک معصوم کو دی تھی

اب وقت پلٹا تھا اب یہ وقت اس پر آیا تھا" بالاج خان
آفندی "پر

اس کے سامنے ایک لوہے کا دروازہ تھا، جس کے پیچھے
سے کبھی کبھار کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دیتی

آہستہ، بھاری، جان بوجھ کر دھیمی۔ وہ ہر بار ان قدموں کی آواز پر چونک جاتا، لیکن دروازہ نہیں کھلتا۔ صرف زنجیروں کی ہلکی سی جھنکار گونجتی اور پھر سب کچھ دوبارہ خاموشی میں ڈوب جاتا۔

فضا میں ایک عجیب سا دباؤ تھا، جیسے ہوا بھی قید ہو گئی ہو۔ بالاج کی آنکھوں میں خوف کے ساتھ ساتھ انتظار کی ایک لرزتی چمک تھی——نہ جانے کسی نجات کی یا کسی اور عذاب کی۔

تب تب ہی کچھ بھاری قدموں کی آواز گونجی سامنے اندھیرا تھا گھپ اندھیرا کچھ بھی صاف نہیں دکھائی دے رہا تھا۔ بالاج نے چونک کر اس آواز کی سمت دیکھا۔

جہاں سے دو بھوری آنکھیں نمودار ہوتی دکھائی دی۔ بلب کی روشنی میں چمکتی وہ دو بھوری آنکھیں جن میں اس وقت وحشت ناچ رہی تھی۔

انکو دیکھتے ہی جیسے بالاج کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔

اسکے دو بھاری قدموں آنکھوں کے ساتھ روشنی کی زد میں آئے اور پھر دھیرے دھیرے وہ خود۔

یہ آنکھیں سرد مہری کی جیتی جاگتی علامت تھیں ایک دہشت سی ان میں چھپی تھی ان میں صرف دیکھ لینا ہی آدھی موت کے برابر تھا۔

وہ "شیرو" تھا بھوری آنکھیں، بھورے بڑے بڑے ریشمی بال اور بھاری قد و جسامت ایسے جیسے اب اسکا خیال اور اچھے سے رکھا جا رہا ہو

بالاج کی رنگت اس وقت سفید مردے سے مشابہت کروا رہی تھی

وہ ٹھہر ٹھہر کر بالاج کے قریب آتے اسکے ارد گرد کا چکر کاٹنے لگا ایسے جیسے سونگھ رہا ہو۔

کہ تب ہی دو بھوری آنکھیں اور نمودار ہوئی۔ اس چہرے کو دیکھتے اگر تھوڑا جگرا بالاج خان کا بچا تھا وہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ کیسے ممکن تھا کہ یہ چار آنکھیں کہیں بھی ساتھ نہ چمکیں

اسے دیکھتے ہی شیرو بالاج کے بائیں جانب بیٹھ کر لمبی

جمائی لینے لگا۔

"ہیلو" آج یہ ہیلو بلکل بھی کیوٹ نہیں تھا آج یہ ہیلو

جان نکال دینے والا ہیلو لگ رہا تھا

"ک۔۔۔کون ہو تم۔۔۔ا۔۔۔ام کو۔۔۔ام کو ادر

کیوں بند کیا ہے؟" بالاج کے سوال پر مقابل کی آبرو

اٹھی۔اسے پسند آئی تھی یہ دلیری۔

"میرا تعارف بہت بڑا ہے بتانے میں وقت لگے گا"

دھیما لہجہ سرد آواز اور بھوری سفاک آنکھیں۔

ماتھے پر بکھرے بال، وائٹ رنگ کی پینٹ پر وائٹ
گول گلے والی شرٹ پہنے جس پر سکن رنگ کی جیکٹ
تھی، قد کاٹھ اور جسامت سے وہ ایک اچھا خاصا لمبا
چوڑا مرد تھا جسے دنیا "زیحال کی بڑی بگڑی اولاد"
پکارتی تھی

اسکا چہرہ بالاج نے حویلی کے بعد اب دیکھا تھا اسے
دھیرے دھیرے یاد آنے لگا تب ہی اس نے حیرت
سے اس بچے کو دیکھا۔

"تت۔۔۔تم۔۔۔تم تو وہی ہے ناں۔۔۔جو اس دن خان حویلی میں تھا؟" اسکے سوال پر برلا اس کے کانوں میں اسکا چیخنا سنائی دیا۔

"ام۔۔۔کو۔۔۔ام کو ادر کیوں لایا ہے تم۔۔۔جواب دو" اس جانے پہچانے چہرہ کو دیکھتے اس میں چیخنے کی ہمت آ گئی تھی شاید وہ نہیں جانتا تھا اسکا چیخنا ہی اسے اس بیسٹ کی نظروں میں لے آیا تھا۔

"حساب لینے" مطمئن جواب۔ بالاج نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ک۔۔۔ کیسا حساب ؟" وہ اتنا سب کر کر بھی پوچھ

رہا تھا کیسا حساب وہ ذرا یاد کرتا تو اسے یاد آتا کہ ایک

حساب اسکا زرتشم نوشیر وال کی جانب نکلتا تھا جس

سے باقی کے حساب بھی جنم لے چکے تھے۔

برلاس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم گیا وہ کھلا

میدان جس میں اسکے باپ کی چیخیں گونج رہی تھیں

اسکے آنسوں گر رہے تھے

"ہر اس آنسوں کا حساب۔۔۔جو میرے باپ کی آنکھوں سے تیری وجہ سے نکلا" بالاج اسکی بات پر چونکا جیسے وہ سمجھ نہ سکا ہو

"ک۔۔۔کون ہے تمارا باپ؟"آہ وہ کتنا نادان تھا برلاس نے جن سرد نگاہوں سے اسے دیکھا ان سے خود ہی بالاج کے کانوں میں اسی آواز گونج اٹھی۔

"برلاس زیحال خان آفندی "

یہ نام ہی خود میں اپنی ایک دہشت رکھتا تھا۔

آج سے ہر حساب شروع تھا

رات کے دو بجنے کے قریب تھے جب بھیانک خواب سے ڈر کر اسکی آنکھ پٹ سے کھلی۔ایسے جیسے ہوا کا جھونکا سا اسے چھو کر گزرا ہو۔آئرہ دھیرے سے اٹھ کر بیٹھی اور کمرے میں نظر دوڑانے لگی۔سامنے کاؤچ خالی پڑا تھا مطلب وہ اب تک گھر نہیں لوٹا تھا۔ آئرہ نم آنکھوں سے کچھ دیر بیٹھی رہی پھر دھیرے سے اپنا موبائل اٹھا کر کانپتے ہاتھوں سے نمبر ڈائل کرنے لگی۔

کال جا رہی تھی دل زور زور سے دھڑک رہا تھا خوف سے یا شاید اسکی موجودگی سے جس میں ہر خوف خود ہی بے معنی ہو جاتا تھا۔

"بولیں!" کال اٹھاتے اس کی بھاری خوبصورت آواز ابھری

"ڈ۔۔۔ڈر لگ رہا ہے" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولتی اپنے نچلے لب کو دانتوں میں دبا گئی جبکہ اسکی آواز کی لرزش بھانپتے وہ جیسے تھا ویسے ہی رک سا گیا۔

''آرہا ہوں'' صرف یہ ایک جملہ۔ آئرہ سنتے ساتھ

کال بند کر گئی اور لمبی سانسیں لیتی اسکا انتظار کرنے لگی

۔اس وقت ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑ کھڑکی سے

اندر آرہے تھے اور وہ ڈرپوک اتنا بھی نہیں کر سکی کہ

اٹھ کر کھڑکی ہی بند کر دیتی۔

برلاس کو کال کیئے دس منٹ ہونے والے تھے اور وہ

اب تک گھر نہیں لوٹا تھا۔

آئرہ اب مزید خوف اور ٹھنڈ سے بری طرح کانپنے لگی

تھی وہ ہمت کرتی بیڈ سے نیچے اتری اور دھیرے

دھیرے دھیرے کھڑکی کی جانب گئی۔ پردے فل ہوا کے دوش پر اڑ رہے تھے۔ آئرہ نے کھڑکی بند کرتے گہری سانس لی

جب رہی سہی کسر کمرے کی لائٹس نے بند ہوتے پوری کر دی۔ وہ جھٹ سے دیوار سے چپک کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اندھیرے میں ڈوبے کمرے کو دیکھنے لگی

وہ ایسے پتھرا گئی جیسے ذرا بھی ہلی تو گئی۔

"بب۔۔۔۔ برلاس" یہ نام اسکے لبوں نے

پھڑ پھڑاتے ہوئے خود ہی پکارا تھا آنکھوں سے دو موتی

ٹوٹ کر رخسار پر بہہ نکلے

"بب۔۔۔ برلاس۔۔۔" وہ باقاعدہ روتی ہوئی آواز

میں اسے پکارنے لگی جب کمرے کا دروازہ کھلتے وہ

دھیرے سے اندر داخل ہوا

وہ اپنی دھن میں آیا تھا لیکن اسے دیکھتے ہی وہ بھاگتی

ہوئی سیدھا اسکے سینے سے آلگی یہ اچانک تھا۔ برلاس

کے قدم بے ساختہ لڑکھڑائے وہ پیچھے گرتے گرتے

بچا تھا

آئرہ اسکے گرد بازو سختی سے مائل کئے بری طرح

خوف سے لرزنے لگی تھی برلاس کے ہاتھ پہلوں میں

بڑے ایک عجیب سی گہری کشمکش میں مبتلا ہوئے تھے

۔وہ اس اچانک افتاد پر حیران تھا۔

"ک۔۔۔کہاں تھے آپ۔۔۔مم۔۔میں ڈر گئی

تھی" وہ روتی ہوئی کس معصومیت سے بولی کہ برلاس

نے بے ساختہ سر جھکا کر اپنے سینے سے لگی خوف زدہ

سی لڑکی کو دیکھا

اس وقت کوئی کہہ سکتا تھا کہ وہ اس سے عمر میں چھوٹا

تھا چاہے ایک سال کا ہی فرق کیوں نہ ہو لیکن اس

وقت وہ اس چٹان کے سینے سے لگی کوئی نازک سی کلی

معلوم ہو رہی تھی۔

برلاس نے دھیرے سے اپنا ایک ہاتھ اسکی کمر پر اور

دوسرا اسکے سر پر رکھتے جیسے اپنی موجودگی کا احساس

دلایا۔اس وقت اسکے سر پر صرف بالاج سوار تھا جسے

آج مہلت صرف اس ایک لڑکی کی وجہ سے دی تھی لیکن پھر بھی وہ اپنا آدھے سے زیادہ کام کر کر آیا تھا۔ جسے سوچ کر ہی اسکے منہ سے ٹھنڈی سانس خارج ہوئی۔

"بس ریلیکس۔۔۔میں ہوں ناں" اسکی آواز پر آئرہ نے سر دھیرے سے اثبات میں ہلایا۔خوف کے مارے وہ اس وقت ہر دوری سرے سے بھول رہی تھی۔

برلاس نے ایک نظر اپنے کمرے کو دیکھا جہاں ہر
طرف خاموشی تھی ایک اسکا دل تھا جہاں طغیانی سا
طوفان برپا ہو گیا تھا۔اس نے دھیرے سے آئرہ کو خود

سے الگ گیا لیکن وہ جتنی خوفزدہ تھی اور سہمی ہوئی

۔وہ ذرا بھی اس سے دور نہیں ہونا چاہتی تھی۔

اب بھی وہ اسکے اتنے قریب کھڑی تھی کہ برلاس کا

چہرہ اسکے چہرے پر جھکا ہوا تھا۔دونوں کی سانسیں

ایک دوسرے سے باآسانی ٹکرا رہی تھیں۔

برلاس بے خودی کی کیفیت میں مبتلا اسکے چہرے کو

انگلی کی پوروں سے چھونے لگا ایک عجیب سا سحر اس پر

طاری ہو رہا تھا۔

"ڈر کیوں۔۔۔میں ہوں ناں" لہجے میں دنیا بھر کی نرمی تھی۔آئرہ نے مبہم سا معصوم بچوں کی طرح سر اثبات میں ہلا دیا

برلاس اسے اپنے ساتھ لگائے بیڈ تک لایا اور اسے دھیرے سے لٹا کر اسکے اوپر کمفرٹر ٹھیک کرنے لگا۔ وہ بلکل بے جان سی اسکے ہاتھوں پر حرکت کر رہی تھی۔

نگاہیں یک ٹک اسی پر ٹکی تھیں۔ برلاس جیسے ہی جانے کیلئے پلٹا آئرہ نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔ برلاس

ایکدم سے نہیں مڑا کیسے مڑ سکتا تھا۔اسکا ڈر آج ایک

شوہر کو آزما رہا تھا اسکے ضبط کو۔

برلاس نے سانس روکے دھیرے سے پلٹ کر اسے

دیکھا۔وہ جس معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی

برلاس کا دل وہی زور سے دھڑک اٹھا۔

صاف ظاہر تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس وقت دور

ہو۔

"میں یہی ہوں۔۔۔ریلیکس "اتنا نرم لہجہ آئرہ کی

آنکھوں میں لبا لب نمی بھرنے لگی دل کسی احساس

کے تحت بند ہونے کے قریب تھا۔ برلاس اسکی آنکھوں میں پنپتی بے چینی بھانپ گیا تھا تب ہی خود تھوڑا اسا نروس ہوا۔ سمجھ نہیں آئی کیا کرے لیکن اب مجبوری تھی۔

پھر وہ گھوم کر بیڈ کے دوسرے کنارے پر آ گیا۔

ایک ہی بیڈ پر بیٹھتے دل جیسے کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔ وہ نروس ہوتے ایک نظر پیچھے لیٹی آئرہ کو دیکھنے لگا۔

وہ اسی کی جانب کروٹ لیتی جیسے پر سکون سی ہو گئی۔

برلا اس ایسے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اٹھ کر بھاگ جائے

گا۔

وہ دھیرے سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آدھا بیٹھا

اور آدھا لیٹ چکا تھا۔ دونوں کے بیچ اب بھی دو تکیوں

کا فاصلہ تھا یہ جہازی سائز بیڈ اتنا بڑا نہیں تھا جتنا اب

بن گیا تھا

آئرہ نے جونہی آنکھیں بند کی وہی جنگل وہی اندھیرا پھر سے آنکھوں کے سامنے چھا گیا۔وہ ڈر کر یکدم سے اٹھ گئی۔

برلاس کو بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا اسکے اچانک اٹھ جانے پر اسکی جانب متوجہ ہوا۔

"کیا ہوا۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟"اب اسے آئرہ کی تھوڑی سی فکر ہوئی

"ڈ۔۔۔ڈر لگ رہا ہے"اسکا لہجہ بے اختیار گھٹ سا گیا جیسے ایک آنسوؤں کا گولہ حلق میں پھنس گیا ہو۔

برلاس کو سمجھ نہیں آئی کہ اسے کیسے پر سکون کرے

وہ اس بات سے انجان تھا کہ ایک بھیانک خواب اس

لڑکی کے پیچھے تھا ہر گزرتی رات کو وہ اس بھیانک

خواب سے گزرتی تھی۔

برلاس گہری سانس لیتے تھوڑا سا آگے سرکا اتنا کہ

دونوں کے بیچ صرف ایک تکیے کا فاصلہ رہ گیا۔

آئرہ کے اوپر طاری ہوا لرزا سا اسکے یوں قریب آنے

پر تھوڑا کم ہوا۔

وہ پھر سے آنکھیں بند کئے سونے کی کوشش کرنے لگی جب اسے پھر وہ بھوری آنکھیں اپنے سامنے نمودار ہوتی دکھائی دی۔اس بار شدید خوف کے مارے اسکے پورے بدن نے ایک ہچکولہ سالیا وہ ڈر کر یکدم سے اٹھ بیٹھی۔

برلاس جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکے ایسے اٹھنے پر خود بھی سیدھا ہو بیٹھا۔

"میرے خیال سے آپ کی طبعیت نہیں ٹھیک" وہ اندازہ لگاتے فکرمندی سے بولا آئرہ نے پلٹ کر

کرب بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ چہرہ ضبط کے

مارے لال ہو رہا تھا

وہ یک ٹک اسے دیکھتی رہی بر لا اس کو بھی سمجھ نہیں

آئ جب وہ یکدم سے سینے سے لگتی بری طرح سے

رونے لگی اسکی باقائدہ کمرے میں سسکیاں گونجنے لگی

تھی

اب کی بار اسکے اچانک سینے سے آ لگنے پر بر لا اس ہکا بکا

ہاتھ کھولے سامنے دیکھے گیا۔ آئرہ بری طرح سے

لرزتی ہوئی مزید اس سے لپٹنے لگی۔

"آ۔۔۔آپ۔۔۔آپ مم۔۔۔مجھے چھوڑیں گے تو نہیں ناں۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔۔مجھے۔۔۔مار دے ۔۔۔گا" وہ ہچکیوں میں روتی آنکھیں بند کرگئی بر لا اس اسکے یوں رونے پر اب ٹھاک ٹھیک پریشان ہونے لگا تھا۔اس نے دھیرے سے اپنے بازو آئرہ کے گرد مائل کرتے اسے مزید اپنے قریب کرلیا۔

"کوئی نہیں مارے گا آپ کو" وہ بے اختیار اسے خود میں سماتے جس مان سے بولا تھا آئرہ کو لگا جیسے کوئی ڈر خوف اسکے نزدیک چھو کر بھی نہیں گزرا تھا۔

وہ برلاس کی گود میں ایسے ڈھیلی پڑ گئی جیسے کوئی چھوٹی بچی ہو۔ وہ دھیرے دھیرے نرم ہاتھوں سے اسکی کمر سہلاتے ہوئے بیڈ پر لٹا گیا۔ لیکن آئرہ نے اب بھی سختی سے اپنے بازو برلاس کی گردن کے گرد لپیٹ رکھے تھے۔ جس سے برلاس اس وقت نہ محسوس طریقے سے اسکے اوپر کسی سائے کی طرح پھیلتے اسے خود میں چھپا گیا۔

اسکے اتنے قریب ہونے پر برلاس کے وجود میں جان لیوا ہلچل سی مچ گئی وہ بے اختیار آئرہ کی ٹانگوں میں اپنی ٹانگیں الجھانے لگا۔

سانسوں میں خود تپش پیدا ہوتی آئرہ کے کان کی لو کو جھلسانے لگی تھی۔ وہ اسکی بدن کی خوشبو میں جیسے حواس کھونے لگا تھا

برلاس نے خود پر کڑا ضبط کرتے چہرہ اسکی گردن سے باہر نکالا اور گہری سانسیں لینے لگا۔

وہ اپنے ڈر ڈر کے چکر میں اسکے اندر کے سوئے ہوئے جذبات جگا رہی تھی۔

برلاس کتنی ہی دیر اسی پوزیشن میں لیٹا رہا جب اس نے دھیرے سے جھک کر آئرہ کو دیکھا وہ بھی جاگ رہی تھی شاید اب آنکھیں بند کرتے ہوئے بھی ڈر رہی تھی۔

"نیند نہیں آ رہی؟" برلاس سرگوشی نما انداز میں پوچھنے لگا آئرہ نے بنا اسکی جانب دیکھے سر نفی میں ہلا دیا۔

برلاس نے گردن موڑ کر گھڑی دیکھی جہاں تین بج رہے تھے یہ وقت بھی ایسا تھا کہ ذرا سی تیز دھڑکن بھی صاف سنائی دیتی۔

"ریلیکس۔۔۔سونے کی کوشش کریں" وہ کسی بچے کی طرح اسکے سر اور پیٹھ کو تھپکنے لگا تھا اس وقت آئرہ پر ایک سکتہ سا طاری تھا وہ ڈر کے سوا جیسے کچھ بھی محسوس نہیں کر رہی تھی۔

وہ برلاس کی بات مان کر آنکھیں بند کر گئی اس بار

اندھیرا ضرور تھا لیکن وہ جن باہوں میں تھیں ان میں

ہر اندھیرا بے معنی ہو رہا تھا۔

"آئی نیند ؟" ٹھیک پانچ منٹ بعد اس نے دھیمی آواز

میں پوچھا۔ آئرہ نے پھر سر نفی میں ہلا دیا لیکن

آنکھیں نہیں کھولیں

برلاس نے ضبط سے لب بھینچے

"اوکے۔۔۔اب آئے گی" وہ آئرہ کو چھوڑے اٹھ کر

گھٹنوں کے بل بیٹھتا اپنی شرٹ اتارنے لگا جسے دیکھ

آئرہ چیخ مارتی اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھنے لگی تھی۔جب اسکی چیخ پر برلاس اسکے منہ پر ہاتھ رکھنے کے چکر میں بوکھلا کر اسکے اوپر دھڑام سے آ گرا

"چیخ کیوں رہی ہو پاگل لڑکی۔۔۔کسی نے سن لی تو؟"

ہاں کوئی سن لیتا تو الزام اس بچارے کی معصومیت پر لگ جاتا جو کہ سرے سے ہی بے قصور تھا۔

"آئرہ پھر بھی کچھ نہیں بولی وہ بس آنکھیں بند کئے تھوڑی سی کانپنے لگی تھی۔برلاس اسکی معصومیت دیکھ اپنے جذباتوں پر فاتحہ پڑھتا اس سے تھوڑا فاصلہ بنا

کر دیکھنے لگا لیکن اسے خود سے تھوڑا سا بھی دور کھسکتے محسوس کر کر آئرہ کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔

برلاس نے آنکھیں گھما کر منہ سے لمبی سانس خارج کی اور سر پیچھے تکیے پر گرا گیا۔

وہ خاموش لیٹا چھت دیکھ رہا تھا جب آئرہ ڈرتی ڈرتی تھوڑی سی آگے کھسک کر اسکے بے حد قریب ہو گئی اس سے پہلے برلاس اسے دیکھا وہ جھٹ سے زور سے آنکھیں مینچ گئی۔

برلاس نے واقعی ایک نظر یوز دیکھا لیکن اسکے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ پھیل گئ۔

"اب سوجائیں۔۔۔ورنہ یہ طریقہ اپناتے دیر نہیں کرونگا۔۔۔خوامخواہ میں جاگنے کا کوئی فائدہ تو ہو" اسکی اتنی دھڑلے سے کی جانے والی بے باک بات پر آئرہ کے کان کی لوئیں سرخ پڑی۔ لیکن پھر اس خواب کو یاد کرتی بچاری اسکی بانہوں میں ہی اور زور سے آنکھیں بند کر گئ

پھر کہاں وہ تھوڑی سی بھی ہلی تھی اب تو آئرہ بی بی یہ جاوہ جا۔۔۔ نیند کی گہری وادیوں میں گم ہو گئی تھی برلاس جو اسکے سونے کے انتظار میں تھا اسکی اپنی کب آنکھ لگی اسے خود بھی پتہ نہیں چلا۔

۔۔۔۔۔۔۔

موسم صبح صبح ہی کافی سرد تھا زمل نے بچوں کو موٹے کپڑے پہنا کر لاؤنج میں چھوڑ دیا تھا۔

عبدلباری اور زالے کا ڈریس ایک جیسا تھا کیوٹ سے ٹیڈی بئیر والا کوسٹم۔۔۔ لیکن ایک پاشا کی فتنہ اولاد

تھی جو ڈریگن والا کوسٹم پہنے اپنی ہی پوچھ کو پکڑ پکڑ کر اچھل رہا تھا

"ماہ۔۔۔واش دیت۔۔۔(ماما واٹس دیٹ)"زامل اپنی پوچھ پکڑے زمل کے پیچھے پیچھے گھوم رہا تھا وہ ہزار بار کام کے بیچ اسے بتا چکی تھی کہ یہ اسکی ٹیل ہے لیکن وہ کیا جانے ٹیل کیا ہوتی ہے۔

"زامی۔۔۔اب تم پٹنے کے موڈ میں ہو۔۔۔جا کر زالے باری کے ساتھ کھیلو"وہ مصنوعی ساڈپٹ کر کشن بدلنے لگی۔ایک وہی تھی جو سب سے پہلے جاگ

جاتی تھی بچوں کی وجہ سے۔اور ایک کومل میر تھی
باری کو کمرے سے باہر بھیجتی خود مست نیند پوری کر
رہی تھی۔

"ناہ۔۔۔می۔۔۔نالاج۔۔۔(نہیں میں ناراض ہو
گیا)" وہ وہی ٹھنڈے فرش پر الٹا لیٹ کر بنا آنسوؤں
کے رونے لگا۔اب زامل پوچھ رہا تھا تو بتاؤناں کہ یہ کیا
ہے

"زامی۔۔۔فرش ٹھنڈا ہے اٹھو" وہ اپنی گندی اولاد
سے اب تنگ آچکی تھی۔زمل اسے اٹھا کر جو نہی

صوفے پر چھوڑ کر گئی وہ پھر سے نیچے اتر کر فرش پر لیٹ کر رونے لگا

جیسے ضد تھی کہ روئے گا تو وہ بھی فرش پر ہی ماں نے جو اسکو یہاں لیٹنے سے منع کر دیا تھا۔

"زامی۔۔۔اب میں پٹائی کرونگی آپ کی۔۔۔اٹھو جلدی سے "زمل دور سے اسے ڈانٹنے لگی اس ایک نے زمل کو گھن چکر کی طرح گھما کر صبح صبح اسکا آدھا خون جلادیا تھا

"کیا ہوا۔۔۔کیوں غصّہ کر رہی ہو میرے بیٹے پر"

زیحال جو ابھی واک سے واپس آیا تھا زمل کی آواز پر

روم میں جانے کے بجائے یہی چلا آیا۔

"یہ۔۔۔یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے" وہ فرش پر

لیٹے زامل کی جانب انگلی سے اشارہ کرتی جل کڑھ کر

بولی۔

"ہاں وہ ایک دن میں دو بار جو پیار کیا تھا ہے ناں؟"

زیحال کی اتنی صاف بے شرمی پر زمل کے ہاتھ جھٹ

سے رکے وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی پورے

لاؤنج میں نظر دوڑانے لگی۔جیسے کسی نے سن تو نہیں

لی یہ بات۔

جب کوئی نہ دکھا تو ایک کشن اٹھا کر سیدھا زیحال کو

دے مارا جسے وہ ڈھیٹ بنتا کیچ کر گیا۔

"لو کشن بھی کوئی پھینکنے کی چیز ہے۔۔۔خود آؤ میری

جان۔۔۔ٹرسٹ می گرنے نہیں دونگا" وہ صبح صبح

بے شرمی کی ہر حد پار کرتے زمل کو شرم سے سرخ

ہونے پر مجبور کر گیا۔اسے کل سے زمل کو اس طرح

چھیڑنے میں مزہ آرہا تھا وہ ذرا سی کوئی بات کرتا اور

یہاں زمل فہد کے گال ہیڈ لائٹس کی طرح بلش

کرتے چمک اٹھتے

وہ اس ڈھیٹ کو گھور کر کچن میں گم ہو گئی۔ وہ جانتی

تھی انہوں نے باز نہیں آنا۔

اس کے جاتے زیحال نے زامل کو دیکھا اور پھر اسے

گھور کر ایک ہاتھ سے اسکے کو سٹم سے اوپر اٹھاتے ہوا

میں لہرا گیا۔ ایسے جیسے وہ کوئی ہلکی سی چیز ہو۔ ہاں اسکے

باپ کے ٹھوس بائسپس کے سامنے۔ ورنہ تو دونوں

ماشاءاللہ اتنے صحت مند تھے کہ انکی ماں اٹھا کر سیڑھیاں تک نہیں چڑھ سکتی تھی۔

"یہ تمہارے ساتھ مسلہ کیا ہے ہاں۔۔میری بیوی کو ہر وقت تنگ کرتے ہو" وہ اس ننھے سے ڈریگن کو آنکھیں دکھاتا ڈپٹنے لگا

"ناہ۔۔۔۔می۔۔۔مما (نہیں وہ میری مما ہے)" وہ کیا سمجھے بیوی لفظ وہ تو مما تھی ناں اب اسکے باپ کی نہیں تھی یہ وہ کیا جانے

"مماہے تو۔۔۔؟پہلے میری بیوی بنی ہے۔۔۔سمجھے" دونوں آمنے سامنے کسی دشمن سے کم نہیں لگ رہے تھے۔لیکن جان چھڑکنے والے دشمن۔

"ماہ۔۔۔ببا۔۔۔ہپ۔۔۔می(ماما۔۔۔بابا مجھے مار رہے ہیں)"وہ تیز آواز میں اپنی ماں کو شکایت کرتے زیحال کو بھی سٹپٹا جانے پر مجبور کر گیا۔

"ا۔۔اوئے۔۔۔میں نے کب مارا"زیحال اسے قریب کرتا دودہاتھ ہونے ہی لگا تھا کہ اتنے میں

زمل آگئی۔جوزامل کو ایسے ہوا میں لٹکے دیکھ فورا سے

دوڑ کر اسکے پاس آگئی۔

"ہبی ک۔۔۔کیا کر رہے ہیں" وہ ہڑ بڑا کر زامل کو

پکڑنے لگی تھی کہ زیحال نے اسے اور اوپر کر دیا۔

"اس سے پوچھو کیسے ہپ کیا۔۔۔یہ مجھے ڈانٹ پڑ واتا

ہے۔۔۔آج اسکی باری "

زالے بھی جلدی سے اپنے ببا کے پاس آتی اسکی

ٹراؤزر ننھے ہاتھوں میں جکڑ گئی۔

"باہ۔۔۔بیا۔۔۔دون۔۔۔دون (بابا بھیا ڈاؤن ۔۔۔ڈاؤن)" اس ننھی سی پرنسسز کا مطلب تھا کہ اسکے بھیا کو نیچے اتاریں وہ زالے کا بھیا تھا۔

"ہبی۔۔۔اسکو نیچے اتاریں۔۔۔ گر جائے گا میرا بیٹا" اسے الگ ہی زامل کو ایسے ہوا میں لٹکے دیکھ ہول سے اٹھ رہے تھے۔

"تمہارا۔۔۔؟ہاں۔۔۔ تمہارا۔۔۔ساری رات محنت میری لگی اس پر۔۔۔ تمہارا ہو گیا" زیحال کی بات پر

زمل وہی رکتی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی پھر

جھٹ سے اسکے ٹھوس بائسپس پر مکے جڑنے لگی۔

"چھوڑیں اسکو۔۔۔ چھوڑیں ہبی" اسکی اتنی

معصومیت پر زیحال نے زامل کو نیچے اتارا ایک زمل کی

ہی جان نکل رہی تھی زامل کو تو یہ ایک دلچسپ کھیل

لگا تھا

"باہ۔۔۔ می دونکی۔۔۔ فوہ (بابا میں ڈونکی ہوں)"

اسکی بات پر زمل زیحال دونوں نے آنکھیں پھاڑ کر

اسے دیکھا پھر ایک دوسرے کو اور پھر جو زیحال کی

ہنسی کا پھوارہ پھوٹا تھا وہ پاگلوں کی طرح پیٹ پکڑے زور سے ہنسنے لگا۔

"اوہ۔۔۔اوہ مائے گاڈ۔۔۔یہ۔۔۔میرا بیٹا ہے؟" وہ بے یقین سا ہنستے ہوئے پوچھنے لگا یہاں تک کہ اسکی آنکھوں میں پانی جمع ہوتا سائیڈ آنکھوں سے بہہ نکلا۔ زمل بات سمجھے بغیر بھی اسکی ہنسی دیکھ خود بھی ہنس پڑی۔ وہ کیا جانے ان باپ بیٹا کی پرسنل باتیں جنہوں نے اچھے خاصے گدھے کو ہی ہوا میں اڑا دیا تھا۔

یہ صبح بے حد شاندار تھی زمل کا دل چاہا یہ وقت یہی

رک جائے۔زالے باری بھی زیحال کے پاس ہی آ

گئے وہ تینوں کے ساتھ مگن زمل کو بہت حسین لگا تھا

وہ نظر لگ جانے کے ڈر سے جلدی ہی وہاں سے

غائب ہو گئی۔

سب لوگ دھیرے دھیرے اٹھ کر آنے لگے تھے

پامیر مرر کے سامنے کھڑا اپنے بالوں میں برش پھیرتا

خود پر پرفیوم سپرے کرنے لگا تھا جب اسکے پیچھے

کھڑی ہوسپٹل کے لئے تیار ہوتی کومل کی نظر اس پر پڑی۔

اسکی آنکھوں میں تھوڑی چمک سی ابھری وہ آگے آتی پامیر کے گال پر اپنی لپسٹک کا نشان چھوڑتی اپنے کوٹ کی جانب بڑھ گئی جب اس نے محسوس کیا کہ اسکے اس عمل پر پامیر نے کوئی ری ایکٹ نہیں کیا۔

وہ مڑ کر حیرت سے اسے دیکھنے لگی

"آر یو اوکے ؟" رک کر استفساریہ پوچھا

"یس۔۔۔الحمد للہ" وہ سرسری سے لہجے میں جواب

دیتے بیڈ پر رکھی اپنی ٹائی باندھنے لگا

"نو۔۔۔یو آر ناٹ۔۔۔ کیا ہوا ہے؟" وہ نہ سمجھی سے

پوچھتی اسکے قریب آکر کھڑی ہوئی

پامیر بنا اسکی جانب دیکھے اپنے آفس کی تیاری کرتا رہا

وہ اب سائیڈ ٹیبل سے اپنی گھڑی اٹھا کر کلائی پر باندھ

رہا تھا۔

"میر۔۔۔بتاؤ ناں۔۔۔تم ناراض ہو؟" کومل کا لہجہ بجھ سا گیا تھا اسے اپنی صبح اسکی مسکراہٹ سے حسین لگتی تھی لیکن اب

پامیر بنا جواب دیے جانے ہی لگا تھا جب کومل نے اسکا بازو تھام کر اسے یہی روک لیا۔

"تم ایسے نہیں جا سکتے۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔کیا ہوا ہے کل سے تمہارا موڈ آف ہے" وہ واقعی کل شام سے نوٹ کر رہی تھی پامیر نے نہ زیادہ اس سے بات کی اور نہ ہی کسی بات پر ہنسا تھا

"آف ہے تو رہنے دو آف" لہجے میں بے رخی صاف چھلکی تھی کومل کو لگا جیسے کسی نے اسکے دل کو مٹھی

میں لے لیا ہو۔

"نہیں۔۔۔میں نہیں رہنے دے سکتی جواب چاہیے مجھے" وہ اسکے سامنے کھڑی ڈٹ سی گئی۔

دونوں کا رشتہ شروع دن سے برابری پر چلا تھا اتنا مان پامیر سلطان اسے بخش گیا تھا کہ وہ اسکے سامنے ضدی بن کر کبھی بھی کھڑی ہو جاتی۔

کومل دھیرے سے اسکے قریب آتی پامیر کی آنکھوں

میں دیکھنے لگی۔

"بولوناں میر "لہجہ افسردہ اور دھیما تھا

"تم نے میری محبت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مجھے بھائی کی

نظر میں گرادیا کومل "آج کتنے دنوں بعد پامیر کا لہجہ

بوجھل ہوا تھا

اسے رہ رہ کر زیحال کی وہ نگاہیں یاد آرہی تھیں جن

میں ڈھیروں اسکے لئے شکایتیں تھیں انکی اہمیت کوئی

ان چار بھائیوں سے پوچھتا۔ جن کیلئے صرف نگاہیں

تک ایک دوسرے سے پھیر لینا بھی جان لبوں تک

لے آنے والی بات تھی۔

کومل کے چہرے تاثرات بدلے وہ تھوڑی پریشان سی

ہونے لگی

"ایم سو سوری۔۔۔میر۔۔۔میں صرف گل کو" وہ

دھیرے دھیرے پامیر کو گل اور ڈاکٹر برہان کے

بارے میں سب بتاتی چلی گئی جسے سن کر پامیر کا تو

یکدم سے سر ہی چکرا گیا۔

"واٹ۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔۔۔تم پاگل ہو گئی ہو؟"اسکی آواز نہ محسوس طریقے سے بلند ہوتی کومل کو ایک پل کیلئے حیران کر گئی

"اوہ میرے خدایا۔۔۔تم۔۔۔تم ایسا کیسے کر سکتی ہو اتنی بڑی بے وقوفی۔۔۔کیسے؟"اس بات کی نوعیت کا اندازہ کومل کو پامیر کے ری ایکشن سے بخوبی ہو رہا تھا۔وہ سر پکڑے بیڈ پر بیٹھ گیا چہرے پر از حد پریشانی کے اثرات واضح ہونے لگے تھے۔

"تم یہ بات جانتی ہو؟" اگر بھائی کو یہ پتہ چل گیا تو

گولی مار دیں گے تمہیں" وہ لفظوں پر زور دیتے جس

انداز میں بولا تھا کومل کو ابھی سے ہی دل میں خوف سا

محسوس ہوا۔ یہ بھی کہ اس نے کتنی بڑی بے وقوفی کر

دی تھی۔

"لسن۔۔۔ میری جان" وہ اٹھ کر کومل تک آتے اسکا

چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام گیا۔

"تم۔۔۔ تم بہت اچھا کام کر رہی ہو۔۔۔ کسی کی

زندگی سنوارنے کا کام لیکن یہ یاد رکھو کہ سامنے کون

ہے کس کی بہن ہے "وہ ڈھکے چھپے لفظوں میں کومل کو وہ سب باور کروا رہا تھا جس کا وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

یہی کام کوئی اور سرانجام دینے کی صرف کوشش بھی کرلیتا تو انجام اتنا برا پاتا کہ رہتی دنیا تک کوئی زرتشم نوشیر وال کی جانب دیکھنے تک کی ہمت نہ کرتا۔

"تم سمجھ رہی ہو ناں۔۔۔تو یہ بات جو تم نے مجھ سے کہی ہے غلطی سے بھی گھر میں کسی کے سامنے مت کر

دینا۔۔۔ کسی کے ذریعے غلطی سے بھی یہ بات بھائی
کے کانوں تک پہنچی تو وہ طوفان کھڑا کر دیں گے "

کومل اسکی ہر بات بخوبی سن اور سمجھ رہی تھی اچھائی
بعد میں تھی لیکن اسکے لئے پہلے اپنے میر کا رشتہ اسکے
باپ کیلئے اہم تھا وہ مر کر بھی اس رشتے میں اپنی وجہ
سے کوئی دراڑ پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ پامیر کے سینے سے لگتی اپنے نچلے لب کو دانتوں میں
دبا گئی

''ایم سوری میر۔۔۔ایم سو سوری۔۔۔میں۔۔۔میں کبھی نہیں کرونگی ایسا کبھی بھی نہیں'' اسکی آواز نم اور بوجھل ہونے لگی تھی پامیر نے اسے مزید خود میں زور سے بھینچ لیا۔ سکون تھا اسکے مرمری سے وجود میں۔ اسکی بات پر جو پامیر اندر سے ہل گیا تھا اب اسے خود سے لگائے تھوڑا پر سکون ہونے لگا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

مشی کچھ کام کرتی لیکن زمل نے اسے آج کچھ کرنے کی اجازت نہیں دی اسکا چوتھا مہینہ شروع تھا اور اب

اسے مزید احتیاط کرنی تھی ہر کام میں ہر بات میں۔

ڈاکٹر بھی گھر میں ہی موجود تھی۔ جو ہر وقت اس پر نظر رکھتی تھی اسکی دواؤں پر اسکے چلنے پھرنے پر۔

جتنا کام مشی کے لئے ضروری تھا وہ اتنا ہی اسے کرنے دیتی تھی یہ سب دیکھ یاقوت بلکل پر سکون تھا۔

جس دن سے اسے یہ خوشی کی خبر ملی تھی اس دن سے اسے خود میں ایک مکمل سے ہونے کا احساس سا ہونے لگا تھا۔ اولاد کے بغیر صرف عورت ہی نہیں مرد بھی ادھورا لگتا ہے یہ بات یاقوت مرزا سے بہتر کوئی نہیں

جانتا تھا لیکن اب اسکی جھولی میں بھی وہی نعمت آنے

والی تھی۔

اس وقت وہ آفس کیلئے بلکل تیار بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ پر

کوئی کام کر رہا تھا جب زمل نے سب کو ناشتے کیلئے

آواز دی۔

ساتھ ایک ملازم کے ہاتھ اپنے ہبی کو بلاوا بھیجا جو

کمرے میں آفس کیلئے تیار ہو رہا تھا

اسکے بلاتے ہی سب سے پہلے زامل زالے دوڑے

تھے۔انکو ایسے بھاگتے دیکھ عبدلباری نے ایک نظر

خود کو دیکھا۔ وہ ننھی سی جان اپنے موٹے موٹے گال پھلائے سوچنے لگا اب وہ کیسے بھاگتا۔ وہ وہی بیٹھا بیٹھا پیٹ کے بل لیٹ کر آگے رینگنے کی کوشش کرنے لگا۔

مشی بچوں کو اپنے پاس بلا ہی رہی تھی جب اسکی نظر عبدلباری کی اس کیوٹ سی حرکت پر پڑی۔

پہلے تو جیسے وہ سانس روکے اسے یوں چلتے ہوئے دیکھتی رہی جیسے خود کو یقین دہانی کروا رہی ہو۔ پھر اندر میں خوشی کا وبال سا اتنی زور سے اٹھا کہ وہ چیخ

مارتی اپنی کرسی سے اچھل کر پڑی۔ سب نے حیرت

سے اسکی جانب دیکھا۔

"عبدلباری خود سے چلنے کی کوشش کر رہا ہے" اسکی

چیخ پر سب نے حیران ہوتے پہلے اسے دیکھا پھر

عبدلباری کو۔ جو چلنا بھولے اپنی پاگل مشی ماما کو دیکھنے

لگا تھا۔ اتنا خوش تو وہ نہیں ہوا تھا جتنا اسکی مشی ماما ہو گئی

تھی۔

"تمہارا کوئی حال نہیں" یاقوت اسکے اچھلنے پر آنکھیں دکھاتا عبدلباری کے پاس گیا اور اسے اپنی گود میں اٹھا گیا۔

"ڈونٹ وری بیٹا۔۔۔ یہ عورت تھوڑی سر پھری ہے" یاقوت کے اس طرح سب کے سامنے چھیڑنے پر مشی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی وہی سب کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہو گیا۔

مشی نے ایسے گھور کر دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو "ذرا کمرے میں آؤ بتاتی ہوں"

سب کے بیچ آج گل بھی تھی سربراہی کرسی کے

قریب اپنی وہیل چیئر پر موجود وہ سب کے ساتھ

ناشتہ کرنے بیٹھی تھی۔

اس نے ایک نظر سب کو دیکھا یہ پاشاولا کے مکین

تھے زندگی سے بھرپور ہر سانس پر زندگی جینے والے

۔لیکن پھر بھی کہیں اسکے دل میں کہیں ایک ٹیس سی

اٹھی۔ایک وقت تھا کبھی اس میز پر آفندیز بیٹھتے

تھے

وقت بدلتا ہے انسان پل میں ماضی ہو جاتا ہے بہت کچھ پیچھے رہتا ہے تو بہت کچھ آگے مل جاتا ہے پھر بھی جیسے پیچھے رہ جانے والی چیزوں کا دکھ آگے ملنے والی خوشیوں پر بھاری تھی

"برلاس کہاں ہے؟" زیحال نے ایک نظر ڈائننگ ٹیبل پر دوڑائی۔ وہاں آئرہ اور برلاس دونوں ہی نہیں تھے۔ مشی اور یاقوت نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا دونوں کے ہی چہروں پر شرارتی مسکراہٹ رقص کرنے لگی تھی جیسے کچھ یاد آگیا ہو

یاقوت ایک سادہ طبعیت کا مالک تھا شروع دن سے کم

بولنے والا، ہر چیز میں سادہ اور رحم دل وہ صرف ان

لوگوں پر قہر بن کر ٹوٹتا تھا جن سے اسکے باپ کو

نفرت ہوتی تھی وہ بچپن سے ہی اپنی پڑھائی لکھائی

چھوڑے زیادہ تر زیحال کے ہی نقش قدم پر چلتا آیا تھا

۔وہ لاکھ اسے سمجھاتا کہ وہ پڑھ لے لیکن وہ کبھی

اسکول جاتا تو کبھی نہیں۔بس ہر وقت زیحال کا سایہ

بن کر رہتا تب ہی آج بھی وہ ہر جگہ اسکے ساتھ موجود

ہوتا تھا اسکے لئے اسکا کام ہی سب کچھ تھا جس نے اسے

اس کھڑوس سنجیدہ طبعیت کا مالک بنادیا تھا لیکن کہتے

ہیں ناں محبت کچھ بھی کروا سکتی ہے اسکی محبت نے بھی

یاقوت مرزا کو کچھ وقت کیلئے ٹین ایجر بنادیا تھا۔ جسے

سوچ کراب اسے ہنسی بھی آرہی تھی۔

رات وہ مشی کیلئے نیم گرم پانی لینے کچن میں آیا تھا

جب اسے برلاس کے کمرے سے کسی کی آواز سنائی

دی۔

آواز دھیمی اور بوجھل تھی یاقوت سن کر تھوڑا

پریشان سا ہوا اور واپس اپنے کمرے میں آگیا۔ جب

اسے ایسے بیٹھتے دیکھ مشی بیڈ پر سرک کر اسکے قریب ہو کر بیٹھی۔

"کیا ہوا۔۔۔ تم اتنے سیریس کیوں ہو؟" وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے نرمی سے استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"پتہ نہیں۔۔۔مجھے برلاس اور آئرہ کے بیچ سب ٹھیک نہیں لگ رہا" وہ اپنے انداز سے بھی بے حد پریشان لگ رہا تھا

مشی جو پہلے سے ہی سب جانتی تھی اسکی بات پر مزید
اپنے اندازے پر پختہ ہو گئی اور خاموشی سے اسے
دیکھنے لگی۔

"یہ لڑکا پتہ نہیں کب بڑا ہو گا اسکا بچپنا کبھی کبھی مجھے
ڈرا دیتا ہے یہ اپنی بے وقوفی میں اپنا بہت بڑا نقصان
کروا بیٹھے گا" یاقوت کی بات پر مشی نے تڑپ کر اسے
دیکھا

"اللّٰہ نہ کرے۔۔۔ تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو" اسکے دل کو کچھ ہوا تھا یا قوت نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"میں ایسا نہیں کہنا چاہتا وہ بھائی ہے میرا۔۔۔ لیکن وہ جو کر رہا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے "

وہ بھلے صرف کام میں مصروف رہتا تھا ہر وقت گھر بھی صرف رات کو آتا تھا لیکن وہ دیکھتا تھا اسکی باز جیسی نگاہیں ان دونوں کے بیچ کی بے رخی بھانپ لیتی

تھی لیکن وہ خاموش تھا کیونکہ وہ ان دو میاں بیوی کا

معاملہ تھا

"تو ہم کچھ کر لیتے ہیں ناں" مشی کی بات پر یاقوت کی

آنکھوں میں سوال ابھرنے لگا۔ایسے جیسے پوچھنا چاہتا

ہو

"جیسے کہ ؟" آبرو اچکائے استفسار یہ پوچھا۔

"جیسے کہ ان دونوں کو قریب لانا" آئیڈیا دیتے اسکی

اپنی شہد رنگ آنکھیں چمک اٹھی اور یہ سوچ کر بھی

ہنسی آئی کہ وہ آج کر رشتہ جوڑنے والی آنٹی کا کردار ادا کر رہی تھی۔

مشی یاقوت کی استفساریہ نگاہیں دیکھ اسے دھیرے دھیرے پلان بتاتی چلی گئی جسے سن کر یاقوت حیرت سے اسے تکتا رہا پھر ذرا سا گھور کر اپنی خرافاتی دماغ والی بیوی کو دیکھا۔

"یہ تم نے سٹار پلس کے ڈرامے کب سے شروع کر دیے" اسکے اس طرح کے آئیڈیا دینے پر یاقوت تڑخ

کر پوچھنے لگا جب مشی اسکے کندھے پر زور سے مکا جڑ گئی۔

"تم صرف عمل کرو۔۔۔زیادہ بولو مت" وہ حکمیہ انداز میں بولتی اپنے بال پیچھے جھٹک گئی۔ویسے بھی اسکی طبعیت آج کل یاقوت پر بھاری پڑ رہی تھی۔ یاقوت کو اب بھی خدشہ تھا کہ کہیں اس نے اسکی بات نہ مانی تو وہ رات کے اسی پہر شور کرنا شروع کر دے گی۔

"چلو اٹھو۔۔۔اور جا کر جو کہا وہ کرو" مشی اسے پیچھے سے دھکیلتی اپنے پلان کا پہلا کام سرانجام دینے پر زور دینے لگی۔

یاقوت بچارا بیوی کے آگے مجبور ہوتا اٹھ کر کمرے سے باہر نکلا اور سیدھا پاور روم کی جانب آگیا جہاں اس وقت ایک گارڈ کھڑا تھا۔

"یہ برلاس سائیں کے کمرے کی لائٹس آف کر دو"

یاقوت کے حکم دیتے گارڈ سر خم کرتے فوراً اسکے حکم کی تعمیل کر گیا۔

زیحال کے بعد ان سب کی سانسیں رکتی تھی تو

یاقوت مرزا کو دیکھ کر جس کی پاور زیحال کے بعد ان

سب پر سب سے زیادہ تھی۔

وہ سر کھجاتے واپس اپنے کمرے کی جانب آنے ہی لگا

تھا جب اسکی نظر مین گیٹ سے دبے قدموں داخل

ہوتے برلاس پر پڑی۔

یاقوت آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔اس نے تو

کمرے کی لائٹس اس لئے بند کروائی تھی کہ وہ دونوں

قریب آسکیں کیونکہ آئرہ ڈرپوک تھی یہ مشی نے بتایا تھا۔

لیکن وہ کمرے میں اکیلی تھی یہ تو شاید مشی کو بھی نہیں پتہ تھا۔ یاقوت نے سر پر ہاتھ مارتے اپنی غلطی پر دانت کچکچائے۔ وہ ہڑبڑا کر کبھی برلاس کو تو کبھی اسکے کمرے کی جانب دیکھے۔

وہ وہی کھڑا برلاس کو کمرے میں جاتے ہوئے دیکھتا رہا لبوں پر بس ایک ہی دعا تھی کہ وہ جلدی چلا جائے بچاری وہ اکیلی کتنی ڈر چکی ہو گی

برلاس کے کمرے میں داخل ہوتے یاقوت سکھ کا سانس لے کر واپس اپنے کمرے میں آگیا۔جہاں مشی وہ نیم گرم پانی گھونٹ گھونٹ پیتی اسکاانتظار کر رہی تھی۔

"ڈفر ہو تم۔۔۔یہ کیا کروادیا۔۔۔وہ بچاری اکیلی تھی کمرے میں برلاس تواب گھر آرہاتھا" یاقوت نے آتے ساتھ دانت پیسے

"برلاس آگیا؟"مشی نے تائید چاہی جیسے وہ آتو گیا ناں بس پلان کامیاب ہے۔

یاقوت اسے جواب دیے بغیر کچھ دیر کھڑا اسے گھورتا رہا پھر خود ہی لبوں پر شریر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"میری جان کے ٹوٹے۔۔۔ کیوں ہو تم اتنی کیوٹ"

وہ مشی کو اپنے ساتھ لپٹائے اسکے بھرے ہوئے گال پر پوری شدّت سے بوسہ ثبت کر گیا۔

مشی اسکے لمس پر اندر تک سرشار ہوتی خود کو اسکے حوالے کر گئی۔

ڈائننگ ٹیبل پر اپنی رات والی حرکت یاد کرتے وہ دونوں چوروں کی طرح پھنس پھنس کر ہنسنے لگے

۔جب زامل اپنے تاہ کو یہاں نہ پا کر کر جلدی سے اپنی چھوٹی سی کرسی سے اتر کر برلاس کے کمرے تک گیا۔ سب لوگ اسے ہی دیکھ رہے تھے جب اسکے دروازہ اپنے ننھے ہاتھوں سے ناک کرنے پر سب کا قہقہہ بلند ہو گیا۔

"تاہ۔۔۔می۔۔۔جامی۔۔۔مالنگ (تاہ زامی آپ کو مارننگ کرنے آیا ہے)" وہ ننھی ننھی سی ناک دیتا بے حد کیوٹ انداز میں اپنے تاہ کو جگانے لگا۔

اگر ایک نظر اندر کمرے میں دوڑائی جاتی تو ہر چیز بڑی نفاست سے اپنی جگہ رکھی تھی۔ گہری خاموشی نے چاروں سو راج کر رکھا تھا۔ کاؤچ بلکل خالی تھا وہاں رکھا کمفرٹر ٹھیک اسی طرح جیسے کل صبح آئرہ نے تہہ کر کر رکھا تھا۔

لیکن وہی نظر گھوم کر بیڈ پر گئی جہاں برلاس شاہ ایک ٹانگ اور دوسرا ہاتھ سیدھا کئے سر دائیں جانب ڈھلکائے گہری نیند میں تھا اور ایک آئرہ خانزادہ تھی اسکے قریب ہی دوسرے بازو پر سر رکھے سوتی ہوئی

"تاہ۔۔۔داجا۔۔۔می جامی (تاہ دروازہ کھولو میں

زامی)" وہ اتنا سا کسی سمجھدار بڑے کی طرح پہلے اپنا

تعارف کروا رہا تھا یہ دیکھ زمل کو اپنے بیٹے پر بہت پیار

آیا۔جو اسکی سکھائی باتیں بھولتا نہیں تھا۔

اسکی ہلکی ہلکی ناک پر آئرہ دھیرے سے کسمساتی

کروٹ بدلنے لگی جب اس بار زامل کی آواز پر وہ کسمسا

کر آنکھیں کھول گئی۔ایک نظر چھت کو دیکھا ایسے

جیسے پوری طرح سے ہوش میں نہ ہو۔پھر اگلے ناک

پر وہ پوری طرح سے ہوش میں آتی جھٹ سے اٹھ بیٹھی اور دروازے کی جانب دیکھنے لگی

زامل مسلسل ٹھک ٹھک انکا دروازہ بجارہا تھا۔ آئرہ دوپٹہ لیتی ایک نظر پیچھے سوئے ہوئے برلاس کو دیکھنے لگی۔

گزری رات کی اپنی حرکت یاد کرتے خود میں ہی بری طرح سے گھبرا گئی جب اگلے ناک پر وہ اٹھ کر دروازے کے پاس آئی اور کھول کر نیچے کھڑے چھوٹے کیوٹ سے ڈریگن کو دیکھنے لگی۔

"می۔۔۔تاہ۔۔۔مالننگ (میں تاہ کو مارننگ کرنے آیا

ہوں)" وہ اپنی ایک انگلی دوسرے ہاتھ میں پکڑے

معصوم سا آئرہ کو ایک پل کیلئے مبہوت سا کر گیا۔ وہ

اس کیوٹ سے ڈریگن کو اٹھا کر اندر لے آئی اور بیڈ پر

چھوڑ کر خود باتھ روم میں غائب ہو گئی جانتی تھی اب

زامل اپنے تاہ کو اٹھا لے گا۔

وہ ہوا۔ زامل جھٹ سے برلاس کے قریب کر بیٹھ گیا

اور اسے سوتے ہوئے دیکھنے لگا

''تاہ۔۔۔یو دندا۔۔۔بے۔۔۔بی (تاہ آپ گندے بے بی ہو)'' ہاں وہ گندا تھاناں وہ زامل کی طرح صبح صبح نہیں اٹھتا تھا۔

برلاس ڈھیٹ بنا ٹس سے مس نہ ہوا نیند اتنی گہری تھی کہ زامل نے اسکی ناک پکڑ کر زور سے کھینچ دی وہ تب بھی نہیں اٹھا بس کسمسا کر کروٹ بدلتے زامل کے اوپر آگیا

''تاہ۔۔۔می۔۔۔ناج (تاہ میں ناراض ہوں)'' برلاس کا اس ننھی سے جان کے اوپر آجانا زامل کی

ڈکشنری میں اسے مارنا تھا تب ہی وہ ناراض ہوتے غبارے سے گال پھلانے لگا۔بچارا بچہ بلڈوزر جیسے بندے کے نیچے دب گیا تھا۔

"تا۔۔۔ہ"اس بات زامل نے پکڑ کر برلاس کے بال کھینچ دیے جس پر نیند میں پاگل ہوا برلاس سٹپٹا کر آنکھیں کھولتے اس فتنے کو دیکھنے لگا۔جب اسے احساس ہوا کہ وہ آدھے سے زیادہ اسکے اوپر آگیا ہے۔ وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹتا اس ننھی سی جان کو دیکھنے لگا۔

"یو۔۔۔دندا۔۔۔بے۔۔۔بی۔۔۔می۔۔۔ہش" وہ منہ سے چھوٹی سی پھونک مارتا تھوڑا سا پیچھے کھسک گیا ارادہ یہاں سے ناراض ہو کر جانے کا تھا لیکن ایسا کیسے ممکن تھا اسکاتاہ اسے ناراض ہو کر جانے دے دے وہ زامل کو اسکی ٹیل سے پکڑ کر واپس کھینچتا اپنے سینے پر بٹھا گیا۔

"میرا بچہ ناراض ہو گیا؟" وہ زامل کے گال نرمی سے چھوتا نیند کی وجہ سے ہوئی بھاری آواز میں پوچھنے لگا

زامل نے جھٹ سے اچھے بچوں کی طرح سر اثبات میں ہلا دیا۔

"آاا۔۔۔ادھر آؤ۔۔۔تاہ کو پیار دو" وہ زامل کو اپنے چہرے کے قریب کر گیا جب اس نے ایک ایک کر کر بر لا اس کے دونوں گال پر کس کی ٹھیک ویسے جیسے اسکا تاہ کرتا تھا دونوں کا پیار بے مثالی تھا۔

"آپ کیسے آج تاہ کو اٹھانے آ گئے؟" وہ واقعی حیران تھا یا شاید ہوش میں نہیں آیا تھا کہ وہ اس کاؤچ پر نہیں بیڈ پر تھا۔ یقیناً گزری رات بھی اسے یاد نہیں تھی۔

"ببا۔۔۔بید۔۔۔ام نم۔۔۔نم (بابا بریڈ کھا رہے ہیں)" وہ منہ کے کیوٹ سے زاویے بناتا اسے اشاروں میں بتانے لگا کہ اسکے بابا بریکفاسٹ کر رہے ہیں اور ساتھ اسے بھی بلایا ہے۔

"بید؟" برلاس سمجھ تو چکا تھا کہ وہ بریڈ کہنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اتنی صبح صبح۔اس نے حیران ہوتے ایک نظر گھڑی دیکھی جہاں صبح کے نو بج رہے تھے۔

برلاس ٹائم دیکھتے کرنٹ کھا کر اٹھا اور آنکھیں پھاڑے وقت دیکھنے لگا۔ اسکے اس طرح اٹھنے پر زامل کلا بازی کھاتا پیچھے ہی رہ گیا اور پھر خود ہی بیٹھ کر اپنے تاہ کو گھورنے لگا۔

"اوہ۔۔۔شٹ۔۔۔نو بج گئے؟" اسے اچھا خاصا زور کا جھٹکا لگا تھا وہ زامل کو بیڈ پر بیٹھا تا شاور لینے کیلئے اٹھ کھڑا ہوا کہ تب ہی آئرہ فریش ہوتی باتھ روم سے باہر نکلی

اچانک دونوں آمنے سامنے آتے رک سے گئے آئرہ جس کی پہلے سے حالت اپنی حرکت پر خراب ہو رہی تھی اب تو اسکے سامنے آنے پر جیسے سانس تک رک گئی تھی۔

برلاس بنا اسے نوٹس میں لئے جلدی سے باتھ روم میں گھس گیا۔اسکے جاتے جیسے آئرہ نے سکھ کا سانس لیا اور ہلکا پھلکا سا تیار ہوتی زامل تک آئی جو منہ میں انگلی لئے معصومیت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ میرے ساتھ باہر چلو گے ؟" وہ دونوں ہاتھ

کھولے محبت بھرے لہجے میں اسے بلانے لگی

اصل وجہ تو اکیلے باہر جانا تھا وہ نہیں چاہتی تھی وہ اکیلی

باہر جائے پتہ نہیں سب کیا سوچ رہے ہونگے سوچ

کر ہی جھرجھری سی لی۔

"ناہ۔۔۔می۔۔۔تاہ ویتنگ (نہیں میں تاہ کا ویٹ کر

رہا ہوں)" زامل نے بہت ہی ادب سے اسے انکار کیا

جس پر آئرہ ناراضگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"یو شیڈ۔۔شیڈ (آپ سیڈ سیڈ ہو)؟" اسکے سوال پر آئرہ نے لاڈ سے ہونٹ گول کرتے آنکھیں پٹپٹائی اور بس وہ تاہ کا ٹھرکی ٹوورژن۔اٹھ کر اسکی گود میں چلا گیا۔

آئرہ خوش ہوتی اسے لے کر برلاس کے نکلنے سے پہلے ہی کمرے سے باہر آگئی۔

باہر اسکی توقع کے عین مطابق سب لوگ ناشتہ کر رہے تھے آئرہ زامل کو اپنے آگے کرتی تقریباً چہرہ چھپائے خود بھی اپنی کرسی تک آکر بیٹھ گئی۔

"برلاس نہیں اٹھا؟" زمل کے بے حد نارمل انداز پر آئرہ نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلایا لیکن زمل کے نگاہیں موڑتے وہ پھر سے نارمل ہو گئی۔

کوئی بھی اسکی جانب متوجہ نہیں تھا۔ لیکن یہ تو وہ تینوں جانتی تھیں کہ اندر ہی اندر وہ ان دونوں کیلئے کتنی خوش ہو رہی تھیں بس اس پر ظاہر کر کر مزید نروس نہیں کروانا چاہتی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر میں برلاس بھی تیار ہوتے اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

سب خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے خاموشی کیسے نہ ہوتی آج کھانے کی ٹیبل پر دو آفندیز بیٹھے تھے جب کو کھانے کے دوران خاموش رہنے کی عادت تھی۔

"آج سے تم ہمارے ساتھ آفس چلو گے" نیپکن سے منہ تھپتھپاتے زیحال نے برلاس پر نظر ڈالی۔جو اپنے دھیان میں کافی کے مگ کے کنارے پر انگلی پھیر پڑھ رہا تھا۔

یاقوت اور پامیر نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا۔

"اور ساتھ ہی رات کو گھر واپس آؤ گے جس کے بعد
گھر سے نکلنا بند" وہ نہایت سپاٹ لہجے میں بول رہا تھا
۔ برلاس نے فق رنگت سے اسے دیکھا یہی حال
یاقوت کا بھی تھا۔

وہ حیران تھے کہ وہ کمرے میں ہو کر بھی باہر کے
حالات سے واقف تھا۔

"جی بھائی" برلاس دھیمی آواز میں سر خم کرتے اپنی
کافی ختم کرنے لگا اب آفس جانا تھا تو ناشتہ جلدی ختم
کرنا تھا۔

"یہ آفس جا کر کرے گا کیا؟ مکھیاں تو ہیں نہیں جن کو مارلے۔۔۔ایسا کرتے ہیں کہیں سے ایک جار میں مکھیاں بند کر کر لے چلتے ہیں۔۔۔وہاں جا کر کمرے میں چھوڑ دیں گے۔۔۔پھر وہ جانیں یا یہ چھوٹا فتنہ" پامیر کی بات پر یاقوت نے ترچھی نظروں سے اسے گھورا لیکن برلاس کو مکھیاں مارتے امیجن کر کر پامیر کو ویسے ہی ہنسی آرہی تھی۔

وہ چاروں ایک ساتھ آج آفس کیلئے نکلے تھے انکو جاتے دیکھ بچے روتے ہوئے انکے پیچھے آگئے۔

جب گاڑی میں بیٹھتے ان چاروں نے زامل زالے کو دیکھا۔

"گلالے۔۔۔انکو لے کر جاؤ" زیحال کی آواز پر زمل سب کام چھوڑے جلدی سے باہر آئی اور دونوں کو پکڑ گئی۔

برلاس کا دل ان کو روتے دیکھ بری طرح سے بے چین ہوا تھا لیکن اب کیا کر سکتا تھا زیحال کی سنجید گی اسکی جان نکال رہی تھی۔وہ چاروں ایک ہی گاڑی میں آفس کیلئے نکل چکے تھے۔

نہ وہ وصال ہوا، نہ جدائی مکمل ہوئی،

ہیر رانجھا کی کہانی بس دلوں میں ادھوری رہی۔

"واہ۔۔۔واہ۔۔۔واہ کیا کہنے ہیں۔۔۔اگلے شعر میں

شاعر صاحب فرماتے ہیں۔۔۔کہ !

"آہا۔۔۔۔۔ہاہ۔۔۔کیا بات ہے بھئی شاعر صاحب

لگتا ہے بیوی سے پٹ کر شاعری کرنے بیٹھے

تھے۔۔۔اتناد کھ۔۔۔اتنا۔۔۔میری ناک سے

آنسوں بہنے لگے ہیں" واقعی اس وقت مبشر کی ناک

ہی بہہ رہی تھی وہ صوفے کے ایک طرف ٹیشوز کا

انبار لگا چکے تھے

ٹھنڈ نے جیسے سیدھا ان کی ناک پر ہی سارا اثر کیا تھا۔

اپنے کپڑے پریس کرتے ہوئے ڈاکٹر برہان نے ایک

نظر مڑ کر صوفے پر اچھی خاصی جگہ گھیرے بیٹھے مبشر

کو دیکھا۔وہ صبح صبح ہی انکے گھر آدھمکے تھے۔

"اگلا شعر شاعر صاحب فرماتے ہیں" ٹھہر کر سوں

سوں کی پھر لفظ غور سے دیکھے

"ہوہ۔۔۔ایک تو یہ سردی۔۔۔مجھ پر اتنی فدا ہو گئی ۔۔۔کیا ہوتا اگر اسکی جگہ کوئی لڑکی ہو جات" وہ اپنی دھن میں بولتے جا رہے تھے جب برہان نے مڑ کر پھر سے انکو دیکھا۔انکی چلتی زبان ایک دم سے بریک لگاتی رک گئی۔

"ام۔۔۔مم۔۔میرا مطلب تھا کہ۔۔۔میری ناک بچاری صاف کرتے کرتے دو انچ لمبی ہو گئی" وہ ٹیشوز کی جانب اشارہ کرتے معصومیت سے بولے

برہان پھر سے اپنے کام میں مصروف ہوتے اپنی ہی سوچوں میں گم ہوگئے۔

"آپ کب تک اس لڑکی کے بارے میں سوچیں گے" اب مبشر صحیح پوائنٹ پر آئے تھے جس کے لئے تب سے وہ پاپڑ بیل رہے تھے۔

"پتہ نہیں۔۔۔لیکن مجھے اچھا نہیں لگا۔۔۔وہ ایسے رو کر یہاں سے گئی ہیں۔۔۔اور کیوں؟" برہان اب تک اسی کشمکش میں مبتلا تھے انہیں رہ رہ کر زر تشم کے آنسوں پریشان کررہے تھے۔

"اسکے بھائی کو پتہ چلا تو جو حال وہ آپ کا کرے گا یقیناً پھر آپ کو اور مجھے اچھا نہیں لگے گا" وہ صاف گویائی سے بتا رہے تھے کہ وہ کتنے بڑے چوہے ہیں۔

"گھر کی ڈسٹنگ نہیں ہوئی کافی دن سے۔۔۔وہ سٹور روم میں ویکیوم کلینزر رکھی ہے۔۔۔اٹھائیں اور شروع ہو جائیں" وہ اطمینان سے مبشر کو کام سونپتے اپنے کام میں مگن ہو گئے

لیکن کام کے نام پر تو مبشر کا گویا سانس ہی رک گیا تھا

"مم۔۔۔میں۔۔۔میں کیسے؟" وہ ہکا بکا سے پوچھ رہے تھے۔

"جیسے زبان چلا رہے ویسے ہاتھ چلا کر" برہان کی باپر مبشر دھم سے ایسے صوفے پر لیٹ گئے جیسے بے ہوش ہو گئے ہوں۔ کون کیا کہہ رہا ہے انکو کیا پتہ لیکن تب ہی ان پر ایک شرٹ آکر لگی۔

"آاا۔۔۔" وہ ایک شرٹ کو پکڑ کر چیختے ایسے ایکٹنگ کرنے لگے جیسے میزائل آلگا ہو۔ ڈاکٹر برہان انکی

ایکٹنگ پر چہرے کا رخ موڑ کر اپنی مسکراہٹ دبانے لگے۔

وہ اب کیا کرتے مجبوراً اٹھ کر کونوں میں چھپے کیڑے مکوڑے کھینچ کر جمع کرنے لگے۔

"واؤ آج تو چائنیز فڈ بنے گا۔۔۔ایو۔۔۔اخ۔۔۔" وہ خود ہی اپنی بات پر ناک کے آگے ہاتھ لہراتے منہ بسورنے لگے۔

اگر ڈاکٹر برہان کی زندگی میں کسی سے رونق تھی تو وہ یہ ایک شخص تھا ڈاکٹر مبشر۔ جو ہر وقت انکو ہنسانے

کیلئے جگتیں چھوڑتے لیکن وہ صرف مسکرا کر رہ لیتے۔ مبشر کا خواب تھا انکو کھل کر ہنستے دیکھنا۔ لیکن اب لگتا تھا یہ خواب خواب ہی رہ جائے گا۔

آفس کا ماحول ہمیشہ کی طرح باوقار اور پُر سکون تھا۔ شیشے کی دیواروں سے نرم سنہری روشنی اندر پھیل رہی تھی، کمرے میں مہنگی عطر کی خوشبو تیر رہی تھی۔ لمبی میز کے گرد سب اہم ممبران خاموشی سے

بیٹھے تھے، فائلیں کھلی تھیں، نظریں پاشا پر جمی تھیں۔

پاشا اپنی مخصوص وقار بھری چال سے میز کے سرے پر آکر رُکا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی، لیکن اس کی آنکھوں میں فیصلہ لکھا ہوا تھا۔

"ہم غلطی برداشت کر سکتے ہیں، کمزوری نہیں..."

پاشا کی آواز گہری اور پُراثر تھی۔

"جو میرا بندہ ہے، وہ میری طرح سوچے، اور جو نہیں... اُس کے لیے دروازہ کھلا ہے۔"

کمرے میں ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی۔ سب کی نظریں جھک گئیں، صرف پاشا کے قدموں کی آہٹ باقی رہی۔

وہ دو تین دن میں آفس آتا تھا لیکن جب بھی آتا سب کی سانسیں روک دیتا۔ اسے اپنے کام میں سوئی برابر بھی کوتاہی برداشت نہیں تھی۔

ایئر کنڈیشنر کی مدھم آواز کے ساتھ پاشا کی موجودگی پورے آفس میں ایک عجیب سا دبدبہ پھیلا رہی تھی۔

"اب سب سنیں۔۔۔آگے کیا کرنا ہے" وہ بولنا شروع ہوا سب کے کان جیسے یکدم سے کھڑے ہو گئے

اس روم میں یاقوت پامیر بھی موجود تھے۔ کام کے وقت دونوں از حد سنجیدہ۔

لیکن ایک نظر اگر برلاس شاہ پر ڈالی جاتی تو وہ پاشا کی کرسی پر بیٹھا اپنے سامنے رکھی فائل کے ایک صاف پیج پر کچھ نقش و نگار بنانے لگا۔

پاشا بول کر جیسے ہی پیچھے ہٹا اس نے برلاس کے

سامنے رکھی اپنی فائل دیکھی۔

وہ صرف ایک فائل نہیں تھی وہ سادہ سے پیجز پر

مشتمل اربوں ڈالرز تھے جسے وہ اپنی بے دھیانی میں

خراب کر رہا تھا۔

پاشا اسے دیکھتے رک سا گیا۔پھر لمبی سانس خارج

کرتے ایک ہلکی سی چپت برلاس کے سر پر رسید کی۔

"یہ فائل ٹھیک کر کر میرے روم میں رکھ دینا" وہ

فائل پامیر کو تھماتے وہ خود اپنا کوٹ پہننے لگا۔اس سے

پہلے وہ بلیک اور وائٹ رنگ کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا کوٹ نکالے صرف اندر پہن ویسٹ کوٹ اور وائٹ شرٹ کے فولڈ ہوئے کف سے اسکی بازو پر ابھری رگیں صاف واضح ہو رہی تھی۔

سب لوگ دھیرے دھیرے روم چھوڑ کر جانے لگے جس برلاس کی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں بھی جاؤں؟" اس نے دھیمی آواز میں اجازت چاہی۔

"ضرور۔۔۔ لیکن میں میرے آفس روم میں۔"

اسکی بات پر برلاس نے بچارا سا منہ بنایا

"بھائی" وہ رونے کی ایکٹنگ کرتا زیحال سے لپٹ گیا

۔اب یاقوت اور پامیر جانتے تھے وہ یہ لاڈ دکھا کر

زیحال کو ضرور پگھلا دے گا

زیحال رخ موڑے باہر جانے ہی لگا تھا جب برلاس نے اسے پیچھے سے آکر زور سے جکڑ لیا اور اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکائے اسے لاڈ دکھانے لگا۔

یاقوت اور پامیر نے ایک ساتھ اپنی مسکراہٹ روکی اور اس خوبصورت منظر کو دیکھنے لگے۔ کمرے میں اس وقت صرف وہی چار تھے۔

"میرے آفس میں" زیحال نے ڈھٹائی سے پھر وہی بات دہرائی جس پر برلاس کا چوہی سامنہ نکل آیا۔

لیکن وہ بھی اسکی بگڑی اولاد مشہور تھا وہی نیچے دھم سے بیٹھ گیا۔

"گھر" ایک لفظ اور ضد۔ زیحال نے مڑ کر حیرت سے اسے دیکھا۔ پامیر کی تو ہنسی چھوٹ گئی تھی۔

زیحال تھائیز سے پینٹ اوپر کھینچتا برلاس کے قریب بیٹھا اور اسکے ماتھے پر پر کشش انداز میں بکھرے بالوں کو انگلی کی مدد سے سیٹ کرنے لگا۔

"جتنی مرضی ضد کر و بیٹا۔۔۔آج یہی رہنا ہے" وہ بھی اسکا باپ تھا برلاس کا گال تھپتھپاتے وہ آبرو سے اٹھنے کا اشارہ دے کر خود باہر جانے لگا۔ لیکن تب ہی برلاس نے اس کی ایک ٹانگ پکڑ لی اور اس سے لپٹ کر آنکھیں بند کئے ضد پر اتر آیا۔

"نہیں۔۔۔نہیں مجھے۔۔۔گھر جانا۔۔۔ہے" اسکے بچوں کی طرح ضد کرنے پر زیحال نے چہرے کا رخ دوسری جانب موڑے اپنی ہنسی دبائی۔وہ جان بوجھ کر تھوڑی کوشش کرتا اپنی ٹانگ چھڑوانے لگا لیکن برلاس جیسے اس سے چپک ہی گیا تھا۔

زیحال کو اسکے وہ دن یاد آگئے جب وہ ہاسٹل میں اسے ملنے جاتا تھا اور برلاس کو پتہ چلتا تھا کہ وہ صرف ملنے آیا ہے نہ کہ اسے لینے تو پھر وہ اسی طرح زمین پر بیٹھ کر اسکی ٹانگوں سے لپٹ جاتا تھا۔

آج بھی وہ ایسا ہی تھا بس وقت بدل گیا تھا تب وہ قد
میں اور عمر میں چھوٹا تھا آج وہ عمر میں وہی چھوٹا لیکن
قد میں زیحال کے تقریباً برابر ہی آگیا تھا۔ باڈی
وغیرہ بھی اچھی خاصی بنالی تھی۔ لیکن وہ بچپنا نہیں گیا
تھا شاید زیحال بھی نہیں چاہتا تھا کہ برلاس بڑا ہو۔ وہ
جب ایسے لاڈ دکھاتا تھا تو زیحال کو اس پر مزید پیار آتا۔
"اٹھو" زیحال نے ایک لفظ کہا لیکن برلاس نے جیسے
سنا ہی نہیں۔ وہ سننا چاہتا تھا کہ "اچھا ٹھیک ہے جاؤ
گھر" لیکن باپ تھا اسکا اس سے بھی الٹرا پرو ڈھیٹ۔

"نہیں۔۔۔پہلے بولیں کہ برلاس جاؤ گھر چلے جاؤ" وہ خود ہی اچھے بچوں کی طرح اسے بتانے لگا جس پر زیحال نے زبردستی اپنے لب بھینچ کر امڈ کر آتی مسکراہٹ روکی۔

"کہیں سے لگتا ہے یہ لمبے قد کا ٹھ والا بندہ ایک بیوی شدہ ہے؟" پامیر کی بات پر یاقوت نے جھٹ اسے دیکھا

یہ شادی شدہ تو لفظ سنا تھا بیوی شدہ لفظ کب ایجاد ہوا وہ اسی سوچ میں پڑ گیا۔

"برلاس اٹھو بچے" زیحال کے لہجے میں دنیا بھر کی محبت امڈ آئی تھی۔ایک خواب ہی تھا اسے برلاس شاہ پر چیختے یا غصّہ کرتے دیکھنا۔

کوئی اگر غلط کام کردے تو پاشا کے قہر سے بچتا نہیں تھا ۔اگلی بار سانس بھی جیسے ڈر ڈر کرلیتا تھا اور یہ برلاس شاہ تھا جو جتنا بڑا ارائتہ پھیلا دے لیکن زیحال کو غصّہ آ کر ہی نہیں دیتا تھا وہ بس اسے ڈرانے کیلئے خود کو سنجیدہ کرلیتا تھا۔

"نہیں۔۔۔گھر بھیجیں مجھے" وہ ضد پر اڑ چکا تھا۔

"مکھیاں تیرے لئے میں یہاں بھی لایا ہوں دیکھ"

پاپا میر نے ٹیبل کے نیچے رکھا بھیں بھیں کرتا جار اٹھا کر دکھایا۔ جس میں واقعی اچھی خاصی مکھیاں بھری ہوئی تھیں

یاقوت اور زیحال نے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا۔ یہ پاشا کی اولاد تھی؟ اسکی؟ جو خود تو ہر کام میں سیریس تھا اور یہ۔۔۔ایک سے بڑھ کر ایک شیطانی کاموں میں ماہر۔

"تم سچ میں لے آئے؟" یاقوت منہ کھولے حیرت

سے پوچھنے لگا۔

جب پامیر نے ایک مکھی کھلی چھوڑ دی وہ بھی سیدھا

یاقوت کی ناک سے جا ٹکرائی جس پر وہ بدک کر پیچھے

ہٹا

"اب آیا یقین؟" پامیر آبرو اٹھاتے شرارت سے

پوچھنے لگا جب یاقوت نے دانت پیس کر کھا جانے والی

نظروں سے اس افلاطون کو دیکھا

"تمہاری تو" یاقوت اسکے انچر پنچر ڈھیلے کرنے ہی لگا تھا کہ زیحال بیچ میں بول پڑتے اس مہاجنگ کو یہی روک گیا۔

"ا۔۔ایک منٹ۔۔۔اچھا اٹھو" زیحال کی اجازت ملتے برلاس جھٹ سے اٹھا اور خوشی اور جوش کے مارے دے دھڑا دھڑ اسکے گال پر کسسز کرتا چلا گیا۔ اتنی کسسز جتنی آج تک زمل نے بھی نہیں کی ہونگی یہ بھی پامیر کا ہی خرافاتی دماغ سوچ رہا تھا۔

"آئی لو یو۔۔۔آئی رئیلی لو یو بھائی" وہ خوشی سے جھوم اٹھتا زیحال کے ساتھ لپٹ گیا۔زیحال خود کو بمشکل گرنے سے بچاتے اسکے بازو تھام گیا۔اور خود بھی ہنسنے لگا۔

یاقوت اور پامیر محبت بھری نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھنے لگے۔یہ منظر کبھی کبھی ہی دکھائی دیتا تھا۔

"اچھا بابا۔۔۔بس۔۔۔زیادہ مکھن نہ لگاؤ یہ صرف آج کیلئے ہے کل سے پورا دن آفس میں دینا ہوگا"

زیحال اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسے اپنے سینے سے

لگا گیا۔

برلاس کے لئے یہ پل زندگی کے ہر پل پر بھاری تھا وہ

جان بوجھ کر ایسے ضد کرنے کے موقعے ڈھونڈتا تھا۔

تاکہ زیحال کے قریب آسکے اسکی آغوش میں ایک

ماں کی ممتا محسوس کر سکے۔

"یہ کیا۔۔۔یہ اکیلے اکیلے سارا پیار لے جاتا نو

۔۔۔دس از ناٹ فیئر۔۔۔ایم ناراض" پامیر سچ میں

گال پھلا کر زیحال کو گھور کر دیکھنے لگا۔ جس پر اسکی پھر بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"ادھر آؤ نوٹنکی باز" زیحال کے دوسرا بازو کھولتے پامیر جھٹ سے اسکے کندھے سے آ کر لگا۔ وہ دونوں کو زور سے خود میں بھینچے پر سکون سا آنکھیں بند کر گیا ۔کوئی دنیا والا انکو ایسے دیکھ لیتا تو شاید پاگل ہی سمجھتا انکی محبت کا کوئی نام جو نہیں تھا یہ محبت بے نام اور بے مثالی تھی۔

"تم ناراض ہو؟" یاقوت وہی کھڑا ان دونوں کو اکیلے سارا پیار لوٹتے دیکھ رہا تھا جب زیحال نے محبت سے استفسار یہ پوچھا۔

"ایسا کبھی ہو سکتا ہے؟" وہ تو جمیل تھا جس کیلئے اپنی جمیلہ سے ناراضگی موت کا دوسرا نام تھا۔ یاقوت ایک ہی جست میں آتے ان سے لپٹ گیا۔ بلاشبہ یہ وقت اور منظر بہت حسین تھا دیواریں انکو دیکھ جھوم اٹھی تھیں۔

زیحال کتنی ہی دیر تینوں کو اپنے ساتھ لگائے کھڑا رہا

جن کے قدوں میں فرق آگیا تھا لیکن اپنے باپ کے

سامنے بچپنا نہیں گیا تھا۔

لیکن ان تینوں کو اپنے ساتھ لگے دیکھ اسکا دل نہ

محسوس طریقے سے بھاری ہونے لگا تھا۔وہ چہرہ اوپر

کیئے گہری سانس خارج کر گیا۔

اسے زندگی کی تمنا ہرگز نہیں تھی۔اسکا بس چلتا تو

کھل عام اپنے دشمنوں کو للکارتا اور انکو ختم کرتے خود

بھی ختم ہو جاتا لیکن اسکے بعد، اسکے ساتھ کتنے ہی لوگ زندہ مر جاتے جن میں پہلے تو یہ تین آتے۔

زیحال کو وہ وقت سوچ کر ہی خوف آتا تھا وہ تینوں ایک سیکنڈ بھی اسکے بغیر سانس نہیں لے سکتے تھے اور کچھ بعید نہ تھی کہ زندہ ہی اسکے ساتھ اسکی قبر میں لیٹ جاتے۔

"اچھا۔۔۔بس۔۔۔اب بڑے ہو جاؤ" وہ تیز تیز پلکیں جھپکاتے انکی نمی کو ختم کرتا لہجہ سپاٹ کر کر بولا۔

"کبھی بھی نہیں" جواب دوبدو آیا وہ بھی پامیر کی
جانب سے۔
"شرم کرو بچے ہو گئے ہیں تم سب کے" وہ کسے شرم
دلا رہا تھا ان تین ڈھیٹوں کو جو پوتے پوتیاں ہونے
کے بعد بھی اسکے سامنے ایسے ہی رہتے۔
"ہاں تو۔۔۔بچے ہونگے اپنے گھر۔۔۔یہاں کچھ
بولے تو میں نے پھینٹی لگانی ان سب کی" ہاں ان کی
محبت پر ایک بھی لفظ انکی بیویوں تک کو بولنے کا اختیار

نہیں تھا تو باقی سب تو آتے ہی بعد میں تھے یا شاید آتے ہی نہیں تھے۔

"یاقوت برلاس کو گھر چھوڑ آؤ۔۔۔اور تم گھر میں ہی رہو گے مجھے پتہ نہ چلے تم باہر نکلے ہو" زیحال لہجے میں تھوڑی سختی لاتے اسے تنبیہہ کرنے لگا۔

"ل۔۔۔لیکن میں خود چلا جاؤنگا ناں" برلاس آنکھیں پٹپٹاتے کس معصومیت سے بولا تھا پامیر کا دل چاہا اسکے کان کے نیچے ایک لگائے۔

"یاقوت" زیحال نے نظریں برلاس پر گاڑھے یاقوت کو مخاطب کیا وہ جھٹ سے سیدھا ہوتے برلاس کا ہاتھ پکڑ کر لے گیا۔جب سے اس نے بائیک کا وہ حشر کیا تھا تب سے زیحال کو اسکی ڈرائیونگ پر بھی یقین نہیں رہا تھا

سورج سروں پر آگیا تھا ہر کوئی اپنے کام میں دل وجان سے مگن دکھائی دے رہا تھا پھر چاہے وہ سڑک کے کنارے پر چلتا ہوا کوئی شخص ہو، ڈھابے پر کام کرتا

کوئی انگریزی چھوٹو ہو، ہوٹل کے باہر بیٹھ کر ایک
کپ چائے کے ساتھ فری میں ٹرانسپیرنٹ ونڈو سے
اندر چلتا دکھائی دینے والا ٹی وی ہو، سبزی والے کے
ساتھ بحث کرتی ہوئی ایک انگریز عورت ہو یا پھر وہ
شخص جو اس وقت سیاہ رنگ کی ہڈی میں ملبوس سر پر
پی کیپ سے مزید خود کو ڈھانپے ہوئے ٹاور سے ٹیک
لگائے کھڑا وہ شخص ہو جس کی چیل سی نگاہیں یک ٹک
صرف اس بیگ پر جمی تھی۔ جو سامنے بیٹھی لڑکی کے

سائیڈ شولڈر سے ہوتا بینچ پر رکھا تھا۔ اور وہ خود اپنے

موبائل میں کچھ دیکھ رہی تھی۔

پرس جتنا بڑا تھا مال بھی اس میں اتنا ہی بھرا ہوا تھا یہی

سوچ کر وہ شخص تقریباً دو گھنٹے سے وہی کھڑا تھا۔

سڑک عام جام تھی لوگ چل پھر رہے تھے اسے

موقع ہی نہیں مل رہا تھا کہ کیسے اس بیگ کو ہتھیا لے۔

کہ تب ہی اس کی نظر تھوڑی سی دور فٹ بال کھیلتے

ہوئے لڑکے پر پڑی وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل

میں مصروف تھا لیکن وہ اسے نہیں اسکی

سائیکل پر نظریں جمائے کھڑا تھا۔

موقع پاتے وہ ذرا سا کھسکا اور آگے بڑھتے بڑھتے اس سائیکل کے پاس جا کر ایسے کھڑا ہو گیا جیسے وہ کوئی انجان ہے چلتے ہوئے رکا ہے۔

جب اس لڑکے نے نہیں دیکھا تو وہ وہ شخص اس سائیکل کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اس لڑکے کی نظر اس پر پڑی لیکن ایک انجان کو تھوڑی دیر اپنی سائیکل پر بیٹھے دیکھ وہ ریلیکس ہوتا اپنے کھیل میں مصروف ہو گیا۔

جب تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ وہاں نہ اسکی سائیکل تھی اور وہ شخص۔ وہ لڑکا بھاگ کر اس جگہ آیا لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔

وہی دوسری جانب وہ دور سے سائیکل پر بیٹھا اس لڑکی کے بیگ پر نشانہ باندھنے لگا۔

پیڈل پر پاؤں رکھا اور زور دیتے یہ جا وہ جا۔ وہ سیدھا اس لڑکی کے قریب سے گزرتا اسکے ہاتھ سے وہ بیگ چھین کر ہوا کے جھونکے کی طرح اڑ گیا۔

"اے۔۔۔میرا پرس۔۔۔چور۔۔۔چور۔۔۔کوئی میرا پرس بچاؤ" وہ لڑکی بوکھلا کر اٹھتی زور زور سے چیخنے لگی جب اسے چیختے دیکھ آس پاس کے چند لوگ جمع ہونے لگے۔

"اوئے رک۔۔۔" وہ خود اسکے پیچھے بھاگ پڑی کتنی دور تک وہ اسکا پیچھا کرتی رہی لیکن وہ شخص جیسے چوری میں ماہر تھا ہاتھ ہی نہ لگا۔

وہ لڑکی دور تک اسکا پیچھا کرتی بالا آخر تھک کر رکتی تیز سانسیں لینے لگی۔

"چ۔۔۔چور۔۔۔چور۔۔۔میرا پرس لے گیا" وہ پیٹ پکڑے نڈھال سی صدا لگاتی وہی سڑک پر بیٹھ گئی۔

اسکی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہہ نکلا شاید پہلی بار تھا کہ وہ ایسے روئی تھی۔

تب ہی اسکے قریب ایک جیپ آکر رکی اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

پولیس کی وردی ملبوس، سر پر کیپ لئے اور آنکھیں پر سن گلاسسز لگائے وہ ڈی ایس پی داراب خان آفندی

تھا۔اس نے گردن موڑ کر اس چوزہ ممی کو دیکھا جو معصوم سے سڑک پر بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"اب اٹھا کر بٹھاؤں یا آپ خود زحمت کر لیں گی آپ ؟" انداز تڑخ کر بولنے والا تھا۔وہ لڑکی جلدی سے اٹھ کر اسکی جیپ میں بیٹھ گئی۔

اور پھر اسے اپنا آپ جیسے ہوا میں محسوس ہونے لگا تھا آگے تو ایک سائیکل تھی اگر کوئی جہاز بھی ہوتا تو بھی ایک پولیس والے کی گاڑی کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ جیپ اسکے پیچھے زن سے اڑا لے گیا۔

وہ شخص اب تک کافی دور چلا گیا تھا لیکن دار اب فل سپیڈ میں اسکے پیچھے تقریباً قریب ہی پہنچ گیا تھا جب وہ پولیس کو اپنے پیچھے آتے دیکھ اور تیز سائیکل بھگانے لگا۔

اب مقصد پرس بچانا نہیں خود کو بچانا تھا اس پولیس والے کے ہاتھ چڑھ کر وہ اپنی اچھی خاصی درگت بنوانے سے خوفزدہ ہو رہا تھا۔

وہ سائیکل ایک پارک میں گھسا لے گیا جہاں لوگ بیٹھے دھوپ سیک رہے تھے سب چیخ مارتے یہاں وہاں بکھر گئے۔

دوسری جانب سے داراب اس پر نظریں گاڑھے سڑک پر تقریباً ساتھ ہی ساتھ اپنی جیپ بھگا رہا تھا۔

"یہاں سے۔۔۔یہاں سے گھمائیں" وہ اچھلتی ہوئی داراب کو راستہ بتانے لگی۔

اس نے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا جیسے اسے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ یہاں سے گاڑی نکالنی ہے۔

داراب نے پھر بھی اس راستے پر گاڑی ڈال لی

وہ شخص ایک برتج پر جان بوجھ کر اپنی سائیکل لے گیا

کیونکہ وہاں سے جیپ کا نکلنا نہ ممکن تھا۔

داراب نے برتج کے قریب آتے جیپ روک دی

۔وہ شخص کمینی مسکراہٹ انکی جانب اچھالتا دور نکل

گیا۔

"وہ۔۔۔وہ چلا گیا۔۔۔میرا پرس بھی" وہ لڑکی ایسے

بولی جیسے اب رو دے گی۔

داراب نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اس چور کو اور زور

سے جبڑے بھینچ گیا۔

" صحیح نہیں چلا سکتے تھے جیپ۔۔۔نکل گیا ناں وہ

میرا پرس لے کر۔۔۔اتنا ضروری سامان تھا میرا

۔۔۔لاکھوں کا" اسکی بات پر داراب کو حیرت ہوئی اتنا

مہنگا سامان وہ کیوں لے کر باہر نکلی تھی۔

"آپ ناں۔۔۔آپ جا کر ڈرائیونگ کرنا سیکھیں

۔۔۔ہنہ" وہ تڑخ کر اس پر چیختی جیپ سے اترنے لگی

تھی

جب اسکی نازک کلائی داراب کے ہاتھ میں آگئی۔
اس نے کھینچ کر اس لڑکی کو واپس سیٹ پر بٹھاتے
زبردستی اس کا سیٹ بیلٹ باندھ دیا۔
"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں" وہ بوکھلا کر اسے یہ
کرتے دیکھنے لگی جب داراب نے ریس دیتے جیپ
کے پیچھے سے دھواں نکالا اور جیپ پیچھے لے جاتے
اور تیز ریس دینے لگا
"ک۔۔۔کیا کریں گے آپ۔۔۔نہیں۔۔۔ایسا
نہیں" وہ بولنے والی تھی کہ ایسا نہیں کرنا لیکن اس

سے پہلے ہی داراب جیپ آگے بڑھاتا سیدھا برتج پر
ہی چڑھا گیا۔ یہ دیکھ وہ لڑکی چیخ مارتی کانوں پر ہاتھ
رکھتی آنکھیں زور سے بند کر گئی۔

وہ بھی اسکی چیخوں کی پرواہ کیئے بغیر ڈھیٹ بنتا جیپ
اسی برتج کے اوپر چڑھاتا وہاں سے نکال لے گیا اور پھر
پہلے سے ڈبل سپیڈ پر وہ اس شخص تک جا پہنچا تھا نہ
صرف پہنچا بلکہ اسکو سیدھا جیپ ہی جا کر دے ماری
وہ چور یکدم سے ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا۔

"دوبارہ میری ڈرائیونگ پر سوال اٹھایا تو ہاتھ توڑ دونگا سمجھی" دانت پیس کر غراتے داراب جیپ سے اتر کر اسکے قریب گیا اور کالر سے دبوچ کر کھڑا کرتے اسکے چہرے پر زوردار تھپڑ رسید کر گیا۔

وہ لڑکی جلدی سے بھاگ کر سائیکل کے پاس کھڑے اپنے بیگ کے پاس آئی اور تڑپ کر اسے اٹھاتی کھول کر دیکھنے لگی۔

اسکا دل دھک سے رک گیا۔ آنکھوں سے آنسوں

ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ ہاتھ بے اختیار لرزے اور وہ

بے جان سی وہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

اسے ایسے بیٹھتے دیکھ اس چور کے ہوش ٹھکانے لگاتا

داراب ایک پل کو رکا اور اسے دیکھنے لگا۔

وہ بے آواز روتی ہوئی شل ساکت سی اس بیگ کے

اندر دیکھتی رہی

داراب اس چور کو گھسیٹتے ہوئے اپنی جیپ تک لے کر گیا اور ہتھکڑی کا ایک سرا اسکے ہاتھ میں اور دوسری جیپ میں لگے پائیپ سے باندھ گیا

پھر خود واپس پلٹا اور اس لڑکی تک آیا۔

"کیا ہوا۔۔۔سامان یہاں وہاں ہو گیا؟" وہ فکر مندی سے پوچھتا اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھا

"مم۔۔۔مر گیا" اسکے منہ سے بے اختیار سسکی نکلی۔

لیکن اسکی یہ بات سنتے داراب دھک سے رکا اور حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"ک۔۔کون مر گیا؟"

"مم۔۔۔میرا۔۔۔میرا بے بی" وہ بیگ چھوڑتی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

داراب نے کچھ جھجھکتے اسکا بیگ اٹھا کر دیکھا جس کے اندر ایک چوزہ اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا۔

باقی پورا پرس خالی تھا صرف ایک چوزہ تھا اس میں

"میرا لاکھوں کا سامان ہے اس میں" اس لڑکی کی بات داراب کو یاد آئی۔تو لاکھوں کا سامان یہ تھا۔اسے اس لڑکی کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"یہ مرا نہیں ہے رکو" داراب اسے دلاسہ دیتے اس

چوزے کو بیگ سے باہر نکال کر گھاس پر ڈال گیا اور

یہاں وہاں کچھ ڈھونڈنے لگا

جب جلد ہی اسے اپنی مطلوبہ چیز مل گئی وہ اٹھ کر

جلدی سے اس ندی کنارے گیا جہاں اس وقت

صاف پانی بہہ رہا تھا

وہ اپنی کیپ اتار کر اس میں پانی بھرتا واپس آیا اور اس

چوزے پر تھوڑا تھوڑا کر کر ڈالنے لگا

ایک آس سی اس لڑکی کی آنکھوں میں ابھری تھی لیکن اگلے ہی پل وہ چوزہ سسکی لیتا دم توڑ گیا۔

"ن۔۔۔ نہیں" اسے مرتے دیکھ وہ چیخ مارتی تڑپ اٹھی جو آس دل میں جگی تھی وہ بھی دم توڑ گئی۔

داراب نے پھر بھی ہمت نہیں ہاری وہ اس چوزے کو الٹ پلٹ کر کہیں سے کوئی حل دیکھنے لگا۔ لیکن وہ مر چکا تھا۔

داراب نے اس لڑکی کو دیکھا۔ جو زاروقطار روتی ہوئی اپنا چہرہ چھپا گئی

چور بیگ سے چوزہ نکلتے دیکھ اپنا سر جیپ کے پائیپ پر زور زور سے مارنے لگا۔

اس میں چوزہ تھا؟ بے اختیار سوچا۔ خزانہ تو کوئی ہاتھ لگا نہیں الٹا وہ ایک پولیس والے کے ہاتھ لگ گیا جو اب پولیس تھانے جا کر اسکی خال اتار دینے والا تھا چوری کرنے پر۔

"ریلیکس ایک چوزہ ہی تو تھا" وہ اب کیا کہتا یہی بات صحیح لیکن اس پر اس لڑکی نے اسے پھاڑ کھا جانے والی

نظروں سے اس سنگدل بے رحم پولیس والے کو دیکھا

"میرا بچہ تھا وہ" وہ روتی ہوئی یکدم سے بپھری داراب نے اسکی بات پر دانت بھینچ لئے۔

"بی بی۔۔۔میرے خیال سے تمہیں شادی کر لینی چاہیے۔۔۔کم از کم تمہیں یہ پتہ چل جائے گا کہ اصل بچے کسے کہتے ہیں" اسکی بات پر وہ لڑکی رونا بھولے اسے دیکھنے لگی۔

"ک۔۔۔کون کرے گا شادی۔۔۔مم۔۔۔میرا تو کوئی نہیں ہے" وہ یہ بات کرتے ہوئے اتنی معصوم اور حالات کی ماری لگی تھی کہ داراب ساکت ہوئے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"یہ چوزہ ہی تو تھا۔۔۔جو کچھ مہینے پہلے ملا تھا یہ بھی چھوڑ کر چلا گیا"

وہ بتاتی ہوئی پھر سے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔داراب بے چین ہوتے ہاتھ بڑھا

کر اسے چپ کروانے ہی لگا تھا جب کچھ جھجھکتے ہوئے

وہ اپنے ہاتھوں کو وہی روک گیا۔

وہ کتنی ہی دیر وہی بیٹھی روتی رہی داراب نے اسکے

سامنے اسکے چوزے کو مٹی میں دفناتے اسکے سر کی

سائیڈ ایک پتھر کھڑا کر دیا۔

اب اس پر فاتحہ کیا پڑھتا۔ایک لڑکی کیلئے اسے یہ

پاگلوں والا کام کرنا پڑ رہا تھا

"اب ہر صبح اس پر فاتحہ پڑھ کر جانا" وہ مذاق تو ہر گز نہیں اڑا رہا تھا مل کن اس لڑکی کو ایسا لگا تب ہی گھور کر اسے دیکھنے لگی۔

داراب اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ جھاڑے

"چلو تمہیں گھر چھوڑ دوں" وہ نہیں جانتا تھا اس نے یہ پیش کش کیوں کی لیکن اب کر ہی دی تھی تو پوری بھی کرے

وہ لڑکی روتی ہوئی اسکی جیپ میں بیٹھنے ہی لگی تھی

جب اسکی نظر اس چور پر پڑی جس کی وجہ سے آج اسکا

بچہ مر گیا تھا۔

وہ بیٹھنے کے بجائے اسکے پاس چلی آئی

اور پھر داراب نے آنکھیں ہی بند کرلی تھی کیونکہ اس

نے لاتیں گھونسیں مارتے اس چور کے اچھے خاصے

ہوش ٹھکانے لگا دیے تھے

وہ لڑکی تھی؟ وہ واقعی یہ سوچنے لگا لیکن اسے خود میں

بے اختیار ہنسی بھی آئی۔

ایسی بھی لڑکیاں دنیا میں موجود تھیں جو ایک چوزے سے اتنی محبت کرتی تھیں کسی شخص سے کر لیتی تو کیا کمال کرتی۔

اسے بے اختیار بیلا یاد آنے لگی۔

"اچھا بس۔۔۔بس۔۔۔یہ قانون کا مجرم ہے وہ سمبھال لے گا بیٹھو گاڑی میں" وہ اسے بیٹھنے کا کہتا خود جیپ سٹارٹ کرتے اسے لے کر زن سے اڑا لے گیا۔

وہ راستے میں بھی بس روتی ہوئی سوں سوں کرتی رہی

۔داراب نے ضرورت محسوس کرتے اپنا رومال نکال

کر اسکی جانب بڑھا دیا

جسے پکڑ کر وہ سیدھا ناک پر رکھتی اندر کا سارا سامان

اسکے رومال پر نکال گئی۔

داراب نے سٹپٹا کر اپنے رومال کو دیکھا پھر اس لڑکی کو

گھورا جواب اسکا رومال واپس کر رہی تھی۔

66/2

داراب نے دانت کچکچاتے اپنے رومال کو دیکھا جسے
گندا کر کر وہ اسے تھمارہی تھی۔
"نو تھینکس۔۔۔اپنے پاس رکھو"تڑخ کر بولتے وہ
آگے دیکھ کر ڈرائیو کرنے لگا۔جب پھر سے اسکی

سوں سوں کی آوازا سکی سماعتوں میں گونجی وہ پھر سے روئے لگی تھی۔دکھ تھا کہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

"کب تک روؤ گی۔۔۔تمہارے پاس ایک چوزہ تھوڑی تھا" اسے وہ دن یاد آیا جب اسکے چوزوں کے خاندان نے ٹریفک ہی جام کر دی تھی۔

"ایک ہی تھا وہ سب تو اسکے دوست تھے" اب کی بار اسکی بات پر داراب نے کرنٹ کھا کر اسے دیکھا۔یہ سچ میں پاگل تھی آہ وہ کس سے ٹکرا گیا تھا۔داراب کا

دل چاہا سٹیرنگ پر سر دے مارے لیکن اسکا سر نہ کہ اپنا۔ اتنا اچھا نہیں تھا وہ کہ اسکے لئے اپنا سر پیٹ لیتا۔

وہ اسے اپنے گھر کا راستہ روتے ہوئے بھی سمجھاتی گئی جب گھر کے باہر پہنچتے داراب اسے گاڑی سے اترتے ہوئے دیکھنے لگا۔

اسکا گھر باہر سے بہت چھوٹا اور خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔

چھوٹا سا ہرا ابھرا سالان جس میں رنگ برنگے پودے لگے ہوئے تھے۔ یقیناً اسے ان سے بہت محبت تھی

سامنے سیڑھیوں کے اوپر والی دیوار پر چھوٹی چھوٹی

بالٹیاں لٹک رہی تھیں جن میں پودے لگے تھے۔

باہر سے یہ کاٹیج نما گھر اتنا خوبصورت اور سکون بھرا

تھا اندر نجانے دنیا کا کونسا سکون چھپا تھا۔

وہ بنا اسکی جانب پلٹے روتی ہوئی اندر چلی گئی داراب کو

جیسے اچھا نہیں لگا وہ ایسے روتی ہوئی گئی

اس نے مڑ کر اس چور کو خونخوار نظروں سے دیکھا اور

پھر سے پولیس تھانے لے جا کر اسکا حال کیا اب رہتی

زندگی وہ کبھی چوری کرنے کا سوچنے بھی نہیں والا

تھا۔

"جب میں نہ کہوں یہ یہاں سے نکلنا نہیں چاہئے"

داراب کے سختی سے دیے جانے والے حکم پر کانسٹیبل

نے در خم کر دیا۔

وہ بھیگی ہوئی کیپ دوسرے کانسٹیبل کی جانب اچھالتا

خود اپنے کیبن کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا جب اسکے

ذہن میں جھماکے سے کچھ گھوم گیا وہ کیبن کے

بجائے ایک لمبی راہداری سے ہوتا ہوا تہہ خانوں میں

بنی جیلوں کے ایریا میں آیا جہاں وہ قیدی تھے جن کو
عمر قید کی سزا تھی۔

وہ رعب دار چال چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا جب ایک
جیل کے پاس آکر رکا نظر دوڑائی اندر باہر، دائیں بائیں
لیکن اسے وہاج کہیں نہیں دکھا۔داراب کی آنکھیں
بے ساختہ پھیلتی چلی گئی۔اس نے پاس کھڑے
کانسٹیبل کو گردن سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے خونخوار
نظروں سی دیکھا۔

"کہاں گیا وہ؟" وہ لفظ چباتے ہوئے اسکے منہ پر غرایا۔

ویول نے ڈرتے ڈرتے اسے دیکھا

"پپ۔۔۔پاشا لے گیا تھا اسے" اسکی بات سنتے داراب نے جھٹکے سے اسے چھوڑا اور پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

اسے جیسے یقین سا نہیں آیا تھا لیکن ایسا ممکن تھا یہ وہ خود بھی جانتا تھا۔

"تم نے لے جانے کیوں دیا؟" وہ تقریباً دھاڑا اٹھا تھا۔

ویول نے خوف زدہ ہوتے اسے سب بتادیا جسے سن کر داراب کا سر جیسے گھوم کر رہ گیا وہ کمر پر ہاتھ رکھے ضبط سے آنکھیں میچ کر چہرہ آسمان کی جانب اٹھا گیا۔ جیسے یہاں اس کے ضبط کی انتہا تھی۔

وہ کمرے میں چکر کاٹتی کبھی رک جاتی کبھی بیٹھ جاتی تو کبھی پھر اٹھ کر چکر کاٹنے لگتی۔ مشی نے ہاتھ پھیر کر اپنی بڑھتی بیلی کو دیکھا یہ وقت جتنا خوشیوں بھرا تھا اتنا ہی تکلیف دہ بھی تھا مشی کا دل چاہا ان موڈ سوئنگس

پر روپڑے کہ تب ہی اسکے کمرے میں اپنے ننھے قدموں سے چلتا ہوا زامل داخل ہوا۔

"مش۔۔۔ماہ۔۔۔یوایت۔۔۔ایت (مشی ماما آپ کھاؤگے)" وہ ہاتھ میں املی لئے اسکے پاس آگیا مشی نے حیرت سے اسے دیکھا یہ اسے کہاں سے ملی

"زامی۔۔۔یہ کس نے دی آپکو بیٹا؟" وہ اسکے ہاتھ سے املی پکڑتی منہ میں لے کر پوچھنے لگی

"تشی۔۔۔بی۔۔۔نئ (کسی نے بھی نہیں)" وہ خود بھی اپنی مشی ماما کی طرح چٹخارے لیتا مزے سے بولا

ملازمہ کچن کی صفائی کر رہی تھی جب زامل کو ٹیبل پر یہ املی رکھی نظر آگئی وہ جلدی سے اسے اٹھا کر مشی کے پاس آگیا کیونکہ پہلی بار اسی کے پاس دیکھی تھی

"امم۔۔۔یمی۔۔۔مجھے اسکی ضرورت تھی؟" مشی خوشی سے زامل کے گال چٹکی میں لیتی چٹخارے بھرتی کھانے لگی اسکا موڈ تیزی سے بدل رہا تھا خوشی کے ہارمونز ایکٹو ہو رہے تھے۔

"می۔۔۔وانت دول (مجھے ڈول چاہئے)" اسکی یہ بات سنتے مشی ایک دم رکی اور اسے دیکھنے لگی۔

"کیا۔۔۔؟کیا چاہئے ؟"مشی جیسے سمجھ کر بھی نہ سمجھی سے پوچھنے لگی

"دول۔۔۔ تمل۔۔شید(ڈول۔۔۔ کومل نے بولا تھا)"وہ کومل کی بات یاد کرتے آنکھیں پٹپٹا کر بولا۔

وہ کومل اور زمل دونوں کو ہی تمل کہتا تھا۔

مشی اسکے ذہن پر دنگ رہ گئی کومل اسے یہ باتیں سکھاتی تھی اور وہ انکو ذہن نشین کرلیتا تھا۔

"وہ آپ کو کچھ دن بعد ملے گی او کے" وہ اپنے گالوں کی لالی چھپاتی دل ہی دل میں خوشی سے جھوم اٹھی لیکن تب ہی اسکے دل میں ایک خوف سا پنپنے لگا اگر بیٹا ہو گیا تو؟ وہ تو خوش ہو جاتے سب لیکن اس ننھی سی جان کا کیا جو اسکی ڈول کے انتظار میں کب سے بیٹھا تھا مشی کو زامل پر پیار کے ساتھ ساتھ ترس بھی آیا۔

بچوں کی ذہن سازی بڑے خود کرتے ہیں زالے باری کو لے کر زامل کے ذہن میں بھی وہی چیز جسے

مذاق سمجھ کر ڈالا تھا اب وہ اسے سیریس لے کر بیٹھا

تھا اور اگر بیٹا ہو جاتا تو اسکا ننھا سا دل ٹوٹ جاتا کیونکہ

تب تک اسے گڈا اور گڈی میں تھوڑا فرق بھی شاید

معلوم ہو جاتا۔

وہ زامل کو اپنی انگلی پکڑائے کمرے سے باہر آئی

زمل کالج تھی اور کومل ہوسپٹل۔گھر میں صرف

ملازم تھے یا پھر مشی آئرہ اور انکے ساتھ یہ بچے۔

سامنے ہی آئرہ لاؤنج میں بیٹھی ہاتھ میں اون لئے کچھ

بھون رہی تھی اسکے پاس ہی زالے صوفے کے

قریب کھڑی اسکے اون کو اپنی انگلی پر لپیٹتی ہوئی کھیل رہی تھی عبدلباری اپنے کاٹ میں سو چکا تھا یہ اسکے سونے کا ہی ٹائم تھا۔

"مشی۔۔۔آپ کو کچھ چاہیئے؟" مشی کی طبعیت صبح سے ہی کچھ بوجھل تھی اسے باہر آتے دیکھ آئرہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

مشی اب پہلے سے زیادہ کھلے فراک پہننے لگی تھی گھر میں سب ہوتے تھے اس لئے احتیاط کے طور پر

کندھوں پر الگ سے شال لے کر خود کو پورا اچھے سے
ڈھانپ کرر رکھتی تھی۔

"نہیں بس۔۔۔اندر تھوڑا دل گھبرا رہا تھا تم کیا کر رہی
ہو؟" وہ اسکے ہاتھ میں اون دیکھتی استفسار یہ پوچھنے
لگی۔

"میں۔۔۔آپ کے بے بی کیلئے چھوٹے چھوٹے شوبنا
رہی تھی یہ دیکھیں" وہ خوشی سے پنک کلر کے شوز
اسکی جانب کر کر دکھانے لگی

مشی اسکی بات پر دل سے مسکراتی وہ شو تھام کر دیکھنے لگی جو دکھنے میں ہی بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔

"زمل کو بھی آتے ہیں ناں یہ تو" اس نے زامل زالے کے وقت بھی انکے لئے ایسے شوز اور شرٹ بنائے تھے۔

"جی ہماری دادو ہمیں یہ سکھاتی تھیں کہتی تھیں ایسے کام عورت کو آنے چاہیئے" آئرہ اسے بتاتی پھر سے اس شو کو بھننے لگی مشی نے ایک نظر اسے دیکھا ان اسے

کہیں سے بھی یہ وہ تھوڑے دن پہلے والی آئرہ نہیں لگی تھی اجنبی اجنبی سی۔

اتنے میں زامل اپنی انگلی چھڑواتے زور سے چیخ پڑا۔

"تاہ" وہ چیختے ہوئے دروازے کی جانب بھاگا گیا جہاں سے برلاس گاڑی سے اترتا ہوا دکھائی دیا تھا۔

"یس تاہ کا بیٹا۔۔۔" وہ بھی اسی طرح چیختا ہوا اسکے قریب آتے ہوا میں لہراتا اپنی گود میں اٹھا گیا۔ اسکی آواز پر زالے بھی بھاگتی ہوئی اسکے پاس آگئی۔ لیکن

اسے برلاس نے ایسے نہیں اٹھایا وہ اسکے لئے باقاعدہ

گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا تھا۔

"میرا پرنسسز بیٹا" دونوں کا صبح والا رونا یاد کرتے

برلاس کو اب بھی برا لگ رہا تھا تب ہی وہ آفس میں

بھی سیڈ تھا اور گھر آنے کی ضد کر رہا تھا ان بچوں کو

روتے چھوڑنا اسکے لئے نہ ممکن تھا۔

برلاس نے زالے کا ننھا سا ہاتھ تھام کر اس پر ڈھیرے

سے بوسہ دیا اور اس ننھی سی کلی کو اپنے کندھے سے لگا

گیا۔

"تاہ آپ دونوں کے پاس پھر سے آگئے" وہ دونوں کے گال باری باری چومتا محبت سے بولا۔

"اور یہ تیسرا افلاطون کہاں ہے" عبدلباری کے نظر نہ آنے پر اسکا پوچھا۔

"اسکے سونے کا ٹائم ہے لیکن جتنا تم تینوں شور کر رہے ہو وہ یقیناً اٹھنے والا ہے" مشی نے تینوں کو گھور کر مصنوعی سا ڈپٹا

"چلو بیٹھو۔۔۔تاہ آپ دونوں کو چاکلیٹ کھلائیں گے" وہ آتے ہوئے انکے لئے چاکلیٹس لایا تھا جسے

بیٹھ کر دونوں کو خود اپنے ہاتھوں سے کھلایا کہ تب ہی اسکی نظر آئرہ پر پڑ گئی۔

جو کب سے اسی ہی دیکھے جا رہی تھی اس سے نگاہیں ملتے وہ سٹپٹا کر اپنے کام پر جھک گئی۔

صبح سے ہی وہ ٹھیک سے اس سے نگاہیں نہیں ملا پا رہی تھی۔

مشی کھڑی دونوں کو دیکھ رہی تھی جب کسی نے پیچھے سے آکر اسکے گال کو پوری شدّت سے چوما اور آگے بڑھ گیا۔

"ہیلو بچوں" یاقوت کے ہاتھ میں کچھ پیکٹس تھے جن کو اٹھانے کیلیئے وہ باہر رہ گیا تھا مشی نے گھور کر اسے دیکھا ساتھ اسکی حرکت پر سٹپٹا کر سب کو کہ کہیں کسی نے دیکھا تو نہیں۔

جب برلاس بچوں کیلیئے چاکلیٹ لینے رکا تھا تب یاقوت نے سب کیلیئے کچھ کھانے پینے کی چیزیں پیک کروالی تھیں۔

"تم کھڑی کیوں ہو؟" مشی کو کھڑے دیکھ یاقوت فکر مند سا اسکی جانب چلا آیا

"ایسے ہی" اس نے کندھے اچکائے

"ایسے ہی کی بچی۔۔۔بیٹھ جاؤ سکون سے تھک جاؤ گی" وہ مشی کو کندھوں سے تھام کر صوفے تک لایا۔

"نہیں۔۔۔میں کب سے بیٹھی تھی" وہ منہ بسور کر بولی۔

"تو لیٹ جاتی" یاقوت کی بات پر مشی نے اسے گھور کر دیکھا وہی آئرہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

''بس یہی سب رہ گیا'' وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی ہاتھ کی مٹھی میں چھپائی املی یاقوت سے چھپ کر تھوڑی سی کھانے لگی۔

اس نے سختی سے مشی کو مزید املی کھانے سے منع کیا تھا لیکن اسکا چھوٹا سا داماد زندہ باد

''اوکے میں نکلتا ہوں'' یاقوت بچوں سے پیار کر کر واپس جانے ہی لگا تھا جب مشی کی آواز پر رک گیا۔

''کہاں جارہے ہو ''

''آفس۔۔۔بس برلاس کو چھوڑنے آیا تھا'' وہ مشی کے سر پر بوسہ ثبت کرتے محبت سے جواب دیتا آفس کیلئے نکل گیا۔

برلاس کے گھر واپس آتے جیسے بچوں میں بھی پھر سے جان سی بھر گئی تھی عبدلباری بھی اٹھ گیا تھا اور پھر اپنے تاہ کے ساتھ مل کر تینوں نے لان کی صفائی کی تھی۔ وہ الٹے کام سکھاتا تھا تو سیدھے کام بھی دسکھاتا تھا دنیا نے ماں باپ کو بچوں کی تربیت کرتے دیکھا تھا اب وہ ایک ایسے شخص کو دیکھ رہے تھے جوان کا

صرف چا چو تھا لیکن کردار ماں باپ اور استاد سب کا ادا

کر رہا تھا۔

کوئی زامل زالے سے کلرز کے نام پوچھتا وہ بتاتے

یا جانوروں کے نام، باڈی پارٹس ابھی سے وہ دونوں

بہت کچھ جان چکے تھے۔

"تم کرسی واپس کب لے گا زری" نوشیر وال

صاحب کب سے بیٹھے انکو دیکھ رہے تھے جو چائے کے

گھونٹ گھونٹ پیتے ہوئے سامنے آئی پیڈ پر کچھ پڑھ رہے تھے۔

"ابھی تو کوئی ارادہ نہیں۔۔۔ام کو کچھ دن ان سب سے الگ رہنا ہے" وہ نرم لہجے میں جواب دیتے انکی جانب دیکھنے لگے

دونوں اس وقت لان میں موجود دھوپ سیک تھے ملازم یہاں وہاں گھومتے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

"همم۔۔۔اور گل کو کب لے کر آئے گا تم" انکے اس سوال پر زریاب خان نے پھر سے انکی جانب دیکھا چہرے کی رنگیت یکسر تبدیل ہوئی۔

"کیا ام اسکو ادرلانے کا حق رکھتا ہے؟" انکے سنجیدگی سے پوچھنے پر نوشیر وال صاحب کی آنکھوں میں کرچیاں سی بھر گئیں۔وہ خود بھی کب ہمت کر پائے تھے گل کو یہ کہنے کی کہ اب حویلی چلو۔وہ جیسے یہ کہنے کے لائق نہیں رہے تھے۔

''آپ فکر نہیں کرو بابا۔۔ام ان سے کرے گا

بات'' اپنے باپ کے چہرے پر احساس جرم بھانپتے وہ

آگے بڑھ کر انکے جھریوں والے ہاتھ تھام گئے۔انکا

یہ تھوڑا سا دلاسہ بھی نوشیر وال صاحب کو سکون کی

وادیوں میں اتار گیا تھا۔

وہی دور ٹرانسپیرنٹ دیوار کے اس پار کھڑی بیلا جس

کی کیری نگاہیں زریاب خان کے ہاتھ میں پکڑے

چائے کے مگ پر ٹکی تھی اس نے پہلو میں پڑے اپنے

ہاتھ کو اوپر کرتے اس میں پکڑی خالی پڑیا دیکھی اور

پھونک مار کر اسے قریبی گملے میں ڈال گئی۔ چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ تھی ایسی جسی دیکھ کر خوف آئے کیونکہ وہ ایک عورت کے اندر چھپے شیطان کا عکس تھا

"یہ تم ام کو چائے آج کل کچھ عجیب نہیں دینے لگا؟" سیماب جو داجی کیلئے قہوہ بنا کر لائی تھی زریاب کی بات پر انکی جانب مڑی

"عجیب؟ ام نے تو ویسے ہی بنایا جیسے بناتا تھا" وہ انکی بات پر اچھی خاصی حیران تھی۔

"پتہ نہیں پہلے تو یہ میٹھی لگتی تھی اب کیا چینی کڑوی ہو گئی؟ "

"تو آرام سے پوچھو۔۔۔اس میں سیماب کا کیا قصور ہے "زریاب کا لہجہ تھوڑا سخت محسوس کرتے دا جی نے فوراً اسے ٹوک دیا

جبکہ سیماب خود حیران تھی آج تک کھانے میں بھی چاہے جتنے مرضی مصالحے وہ تیز کر دیتی لیکن انہوں نے شکایت نہیں کی اور آج بغیر اسکی غلطی کے اس پر ناراض ہو رہے تھے

"بابا سوری۔۔۔ام کو پتہ نہیں چلا" وہ اپنے لہجے پر

نادم ہوتے کپ ٹیبل پر رکھ گئے سیماب انکا کپ

اٹھاتی بنا انکی جانب دیکھے اندر چلی گئ

اسکا لہجہ سرخ ہونے لگا تھا جسے دور کھڑی بیلا نے بخوبی

نوٹ کیا تھا

اسکی شیطانی مسکراہٹ تھوڑی مزید گہری ہو گئ۔

"یہ تو شروعات ہے خانم۔۔۔ابھی تو تم خون کے

آنسوں روئے گا" وہ پاس رکھے گملے کے خوبصورت

پتوں کو بری طرح سے مروڑ گئ

وہ پاور چیئر سے ٹیک لگائے بیٹھا تیزی سے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہا تھا دماغ صرف وہاں نہیں تھا سامنے کرسی پر بیٹھے داراب کی جانب بھی تھا جس سے صبر نہ ہوا تو وہ یہی زیحال کے آفس ہی پہنچ گیا تھا۔

"تم سے میں نے کہا تھا۔۔۔اسے میں دیکھ لونگا تم پھر بھی اسے لے گئے ؟" وہ جیسے بے یقین سا تھا۔

زیحال خاموش رہا

"زی۔۔۔میں تم سے بات کر رہا ہوں بتاؤ" وہ اس ڈھیٹ کا جواب نہ پاتے تھوڑا سخت لہجے میں گویا ہوا جس پر زیحال نے رک کر یوزد یکھا۔

"سوواٹ ؟" دو لفظ جملہ اور داراب دنگ رہ گیا

"سوواٹ ؟ تم مجھ سے پوچھ رہے سوواٹ ؟ میں نے تمہیں ایک غلط کام سے بچایا تھا زی" وہ آخر میں جیسے زیحال کے سامنے بے بس ہوا۔

"میرے لئے وہ صحیح تھا" کیا مان تھا اسے خود پر وہ صحیح کاموں کو غلط طریقے سے انجام دے کر دنیا کی نظر

میں مجرم ضرور ٹھہرتا تھا لیکن اپنی ڈکشنری میں وہ بلکل صاف تھا۔

"تمہاری وجہ سے لالا نے سیٹ چھوڑ دی کیونکہ وہ مجبور نہیں ہونا چاہتے تھے اب تم کیا چاہتے ہو میں بھی یہ جاب چھوڑ دوں؟" اسکے لہجے میں عاجزی بے بسی ایک ساتھ جھلکی تھی۔

زیحال نے ایک سپاٹ نگاہ اس پر ڈالی اور پھر گہری سانس لے کر پیچھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

''میں نے ان سے بھی کسی قسم کا کوئی فیور نہیں مانگا اور نہ ایسا کوئی ارادہ مستقبل میں رکھتا ہوں'' اسکے لہجے میں ایک ٹھہراؤ سا تھا کچھ پل کیلئے آفس میں صرف ایئر کنڈیشنر کی آواز رہ گئی۔

''تو تم چاہتے ہو دو بھائی ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں؟'' وہ بے یقین سے لہجے میں استفسار یہ پوچھنے لگا۔

"نہیں ۔۔۔ایسا ہوا تو پاشا بے وہی گھٹنے ٹیک دے گا"

دو بدو جواب آیا داراب اسے دیکھتا رہ گیا کیا تھا سامنے

بیٹھا اسکا بھائی

"تو تم ابھی کیوں نہیں چھوڑ دیتے" گھوم پھر کر بات

وہی آگئی۔

زیحال نے ٹھنڈی سانس خارج کی اور ساتھ ہی مبہم

سا ہنس دیا

" میں نے آپ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کا کہا ہے کرپٹ

لوگوں کے سامنے نہیں" وہ اپنی بات تقریباً ختم کر ہی

چکا تھا لیکن داراب پھر بھی اسے دیکھتا رہ گیا اسکے پاس

جیسے الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے سامنے بیٹھا شخص باتوں

کی بازی جیتنے کا پرانا کھلاڑی تھا

سورج اپنی آخری کرنوں کو آسمان کے کناروں پر بکھیر

چکا تھا،

اور سنہری روشنی آہستہ آہستہ پاشا ولا کی سفید

دیواروں پر مدھم پڑتی جا رہی تھی۔ ہوا میں ہلکی سی

ٹھنڈک گھل چکی تھی،

درختوں کے پتوں سے ٹکراکر آتی ہوئی نسیم میں ایک عجیب سا سکون تھا۔

ولا کے بڑے لان میں نرم پیلے بلبوں کی قطاریں جل اٹھیں، جن کی روشنی نے پورے احاطے کو کسی خوابناک جگہ میں بدل دیا۔ فوارے کے پانی کے ساتھ چھن چھن کی مدھر آواز گونج رہی تھی،

اور اس کے قریب رکھی سنگ مرمر کی بینچ پر چند کتابیں اور ایک ادھ بھرا کافی کپ رکھا تھا

جیسے کسی نے لمحہ بھر پہلے اٹھ کر خاموشی میں کھو جانے کا فیصلہ کیا ہو۔

کچن کے اندر سے چائے کی خوشبو آ رہی تھی،

جبکہ ولا کے اندرونی حصے سے پاشا فیملی کی ہلکی باتوں اور قہقہوں کی گونج فضا میں رس گھول رہی تھی۔

شام کے رنگ، بلبوں کی روشنی، اور ٹھنڈی ہوا سب نے مل کر پاشا ولا کو ایک ایسا منظر بنا دیا تھا

جہاں وقت جیسے رک گیا ہو، بس احساسات، یادیں،
اور سکون باقی رہ گئے ہوں۔ یہ سب اب زرتشم
نوشیر وال کی زندگی کا حصّہ بن چکے تھے۔

لیکن پھر بھی اس کے اندر کا جہاں بلکل ویران تھا جو
شاید ہی اب کبھی آباد ہو سکے

وہ شام سے یہی بیٹھی بک پڑھ رہی تھی اب تو مغرب
ہونے کو آگئی تھی

جب اسے اپنی پیٹھ میں درد کی ٹیسیں سی اٹھتی ہوئی
محسوس ہوئی۔ وہ کافی دیر بیٹھ چکی تھی اور اب اسکی

بس تھی وہ وہیل چیئر موڑتی اندر کی جانب بڑھنے لگی

جب سیڑھیوں کے پاس آکر رک گئی یہاں سے اسے

ہمیشہ مدد کی ضرورت پڑتی تھی۔

کہ تب ہی کسی نے پیچھے سے اسکی وہیل چیئر کو تھام کر

اوپر کی جانب پش کیا زرتشم نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا

کندھوں پر کوٹ لٹکائے کف مڑے ہوئے اور ماتھے

پر دلکش انداز میں بکھرے سنہری بال۔

اسکے چہرے کی مسکراہٹ زرتشم کے بنجر دل کو جیسے

پل میں ہرا ابھرا سا کر گئی۔

"میری گل یہاں کیا کر رہی ہے ؟" زیحال اسے اندر

لے کر آتے ساتھ خوش اسلوبی سے پوچھنے لگا

"اندر بیٹھا بیٹھا ام پک گیا تھا تو سوچا باہر جا کر قدرت

کے نظارے دیکھ لے" یہ بات کرتے ہوئے اسکا اپنا

دل جیسے بند ہونے لگا تھا

کبھی ایک وقت تھا کہ وہ اس روشنی کو بھی بھول گئی

تھی اور اب جیسے یقین ہی نہیں آتا تھا کہ وہ جب چاہے

خود سے ان قدرت کے نظاروں کو دیکھ سکتی ہے،

کہیں بھی آجا سکتی ہے وہ اب آزاد تھی زر تشم

نوشیر وال آزاد تھی۔

اندر آتے ہی سب لاؤنج میں نظر آئے وہ تینوں کو بھیج

کر اب آفس سے گھر آرہا تھا اسے دیکھ زمل کو اپنے ہبی

پر ٹوٹ کر پیار آیا

کتنا اچھا لگتا تھا وہ ایسے عام انسانوں کی طرح آفس

جاتے ہوئے پھر کام کر کر واپس گھر آتے ہوئے۔ اس

عام سی انسانی زندگی سکون بھری۔

بچے زیحال کو دیکھتے دوڑ کر اس سے لپٹ گئے۔

"باہ۔۔۔یو۔۔۔ایو۔۔۔می ہ۔۔نا (بابا آپ مجھے چھوڑ

گئے تھے ہے ناں)" وہ انگلش کے "لیو" لفظ کو "ایو"

بے حد کیوٹ لگ رہا تھا

"آاا۔۔۔سوری میرا بیٹا۔۔۔بابا کو آفس جانا تھا ناں"

وہ زامل کے بھرے بھرے گالوں پر پیار کرتے محبت

سے بولا

"باہ۔۔۔یو۔۔۔دیشم۔۔۔دیشم۔۔۔اپچھ (بابا آپ

ڈھیشم ڈھیشم کرتے ہو آفس میں)" اسکے معصومانہ

سوال پر زیحال نے سٹپٹا کر اپنی بیوی کو دیکھا جو زامل کے سوال پر ناراضگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"نو۔۔۔ بابا وہاں آپ کی فیورٹ کار بناتے ہیں پھر انکو سیل کر کر آپ کے لئے ٹوائز لاتے ہیں" وہ اسکی چھوٹی سی ناک پکڑ کر اسے کیوٹ سے انداز میں بتانے لگا

"باہ۔۔۔ می دول ناہ (بابا میری ڈول نہیں بناتے)"

زالے کو اپنی ڈول کیلیئے برا سا لگا باقی سب اسکے اتنے کیوٹ انداز پر کھلکھلا کر ہنسنے لگے

گل کیلئے واقعی یہ بچے اب زیحال سے زیادہ اہم ہو گئے تھے انکے ساتھ تو الگ ہی قسم کی محبت محسوس ہوتی تھی۔

"آپ کی ڈول بھی بنائیں گے اب سے" وہ اپنی پرنسسز کے چہرے کے نقوش پر پیار دیتا لاڈ سے بولا زالے اتنے میں ہی خوش ہوتی اپنے بابا کے گلے لگ گئی

عبدلباری دونوں کے بیچ کس معصومیت سے دیکھ رہا تھا وہ شاید سوچ رہا تھا کہ وہ کیسے بولے کہ تب ہی اسکی آواز وہی سب کو سنائی دی

"بب۔۔۔بب۔۔۔ا" وہ دونوں ہاتھ مارتے زیحال کو دیکھ کچھ بولنے کی کوشش کرنے لگا جسے سنتے زیحال سمیت سب جیسے ساکت سے ہو گئے۔

"بب۔۔۔ببا" آہ اس نے بلکل صحیح ببا بولا تھا اور وہ بھی پہلی بار

اسکے منہ سے بابا سنتے زیحال جیسے دھک سے رک گیا

۔اس نے دھیرے سے زامل زالے کو گود سے اتارا

اور عبدل باری کو گود میں اٹھا گیا

"عبدلباری۔۔۔میری جان پھر سے بولو" اسکا لہجہ

خوشی کے مارے آبدیدہ ہونے لگا تھا۔

"بب۔۔۔بابا" لو اس نے سیکھ لیا بابا اسکے قریب پامیر

اور اسکے چاچو زیادہ رہتے تھے تب ہی اس نے سیکھا

بھی بابا ہی تھا کومل خوش تھی بے حد خوش لیکن اسے

اب تک عبدل باری کے منہ سے ماں کا لفظ سنائی نہیں

دیا تھا جس پر اسے شدّت سے اپنی لاپرواہی کا احساس

ہوا تھا

سب لوگ عبدلباری کو لے کر بہت خوش تھے

برلاس تو باقائدہ کیک اور کوکیز سب کیلئے لایا تھا یہ

ایک چھوٹی سی پارٹی عبدلباری کے نام تھی۔

"آج ڈاکٹر چیک اپ کیلئے آئے تھے؟" ڈنر کرتے

ہوئے زیحال نے یاقوت کو مخاطب کیا

"نہیں۔۔۔ گل نے منع کر دیا تھا انکو لانے سے" اسکی

بات پر سب کے ساتھ زیحال نے بے ساختہ گل کی

جانب دیکھا جو اسکے ساتھ ہی بیٹھی تھی لیکن چہرے پر کرب کی ایک داستان رقم تھی

66/3

زیحال کی نگاہیں استفسار یہ تھیں جیسے وہ وجہ جاننا چاہتا تھا کیونکہ وہ ابھی پوری طرح سے ریکوور نہیں ہوئی تھی ابھی تو اسکا تیسرا ڈوز رہتا تھا جس کے بعد پتہ چلنا تھا کہ وہ ٹھیک ہو سکتی ہے یا نہیں۔

"کیوں گل۔۔۔ابھی تو آپ کا علاج رہتا ہے" کومل خود نہ سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی ایک وہی جانتی تھی کہ اب علاج پہلے سے زیادہ ضروری ہو گیا تھا اور وہ کیوں یہ بھی وہ جانتی تھی۔

گل نے نگاہ تک اٹھا کر کسی کو نہیں دیکھا اسکی آنکھوں کے سامنے سب دھندلانے لگا تھا۔اس سے پہلے اسکی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گرتے وہیل چیئر پیچھے لیتی اپنے کمرے میں چلی گئی

سب اسکے یوں اچانک چلے جانے پر حیران تھے

زیحال کھانا چھوڑے اسے دیکھنے لگا۔

پھر اٹھ کر اسکے پیچھے چلا گیا اسکے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اس نے گل کا دروازہ ناک کیا جس پر

وہ جو بے آواز رو رہی تھی۔ جھٹ سے آنسوں صاف

کرتی پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی۔

جب زیحال دھیرے سے دروازہ کھول کر اندر داخل

ہوا۔ زیحال کو دیکھتے اس نے سر جھٹکا

"زی۔۔۔ جا دور سے۔۔۔ ام کو کسی سے بات نہیں

کرنی" وہ زیحال کے ساتھ باقی سب سے زیادہ

کمفرٹیبل تھی وہ آج بھی اسکے لئے اسی چھوٹے زی کی

طرح تھا۔ جو اسکول سے آکر اسکے کمرے میں زبر

دستی گھس آتا تھا۔

"تم جانتی ہو میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑتا" ہمیشہ کی طرح آج بھی وہی جو۔ جسے سن کر گل کو غصّہ نہیں آیا بس اپنا پرانا زی یاد آ گیا۔

اسکا دل مزید بھاری ہونے لگا تھا۔ کبھی کبھی کوئی کہے کہ اسے اکیلا چھوڑ دو تو اسے اکیلا نہ چھوڑو کیونکہ اس وقت میں اسے تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

زیحال دھیرے سے دو قدم لیتا اسکے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ گل نے نگاہ موڑ کر یوز دیکھا

مکمل خاموشی دونوں کے بیچ تھی ایسے جیسے صرف آنکھیں بات کر رہی ہوں۔

زیحال گھٹنوں کے بل اس کی وہیل چیئر کے قریب بیٹھ گیا۔ گل اسے دیکھتی رہی پھر دھیرے سے اسکے سر پر اپنا سر ٹکاتی آنکھیں بند کر کر بے آواز رونے لگی ۔اسے دل ہلکا کرنا تھا پہلے یہ سہارا چھوٹا تھا آج یہ بڑا ہو گیا تھا لیکن وہ تو جیسے وہی رک سی گئی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر سسکیوں میں روتی رہی جب دل ہلکا محسوس ہوا تو دھیرے سے پیچھے ہٹ گئی۔ زیحال نے

خاموشی سے ٹیشو باکس اٹھا کر پاس کیا جس میں سے ایک اٹھا کر وہ ناک صاف کرتی اسی کے اوپر رکھ گئی۔

زیحال خاموشی سے اٹھ کر اسے ڈسٹبن میں پھینک کر واپس اس تک آیا اور اسے دیکھنے لگا۔

"اب بلالوں اس ڈاکٹر کو؟" دھیمی آواز میں پوچھا گل نے سرد انداز میں اسے دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو

"نہیں "

"وہ اچھا ڈاکٹر ہے" وہ کھل کر برہان کی تعریف نہیں کر سکا وہ جیسے اب بھی شرمندہ سا تھا لیکن پھر بھی

ایک جملہ اسکی تعریف میں اپنے منہ مبارک سے نکال ہی لیا۔

"اگر نہ ہوتا تو اس وقت دنیا بھر کے ڈاکٹرز تمہارے سامنے ہوتے۔۔۔ لیکن سب وہ وہ بات نہ ہوتی جو اس ڈاکٹر میں ہے" اس بات میں کوئی شک نہ تھا کہ زرتشم نوشیروال کی رپورٹ وہ اب تک کتنے ہی اسپیشلسٹ کو دکھا دکھا تھا جنہوں نے دیکھتے ساتھ ہی ڈاکٹر برہان کو جانے بغیر انکی تعریفوں کے پل باندھ دیے تھے۔

زرتشم کی کنڈیشن بہت نازک تھی ایسے میں اتنی

جلدی ریکوور ہو پانا تقریباً نہ ممکن ہی تھا لیکن اسکی دیکھ بھال ڈاکٹر برہان نے جتنی اچھی کی اور بیسٹ ٹریٹمنٹ دیا تو ایسے میں اسکا ٹھیک ہونا بنتا بھی تھا۔

گل خاموش رہی اسکی خاموشی کافی تھی زیحال کیلئے وہ دھیرے سے کمرے سے باہر نکلا اور سیدھا اپنی کرسی پر آگیا

جہاں سب بیٹھے اسی کا انتظار کر رہے تھے۔

"گل کیسی ہے؟" زمل نے فکرمندی سے پوچھا۔

"ٹھیک ہے وہ۔۔۔یاقوت "زمل کو نرمی سے جواب

دیتے اس نے یاقوت کو پکارا

" اس ڈاکٹر کو لے آؤ "انداز بے حد سپاٹ تھا یاقوت

سر خم کرتے کھانا جلدی ختم کرنے لگا۔

رات کی تاریکی گہری ہونے لگی تھی اس وقت ہر کوئی

اتنی دھند میں اپنے گھروں میں چھپا بیٹھا تھا لیکن بات

جب زرتشم نوشیر وال کی آجائے تو پھر کون ہے ایسا جو

اپنے آرام کی فکر کر سکے۔

ابھی۔۔۔مم۔۔۔میں دیکھ لیتی ہوں۔۔۔ڈاکٹر صاحب صبح آجائیں گے "کومل یاقوت کو نکلتے دیکھ تھوڑی ہچکچا کر بولی

یاقوت نے اجازت طلب نظروں سے زیحال کی جانب دیکھا جیسے اجازت چاہتا ہو "آگے کیا کروں"

اس نے دھیرے سے پلکیں جھپکاتے اجازت دی

اور پھر کومل نے ہی گل کو ساری دوائیں دے کر اسکا اچھے سے پراپر چیک اپ کر لیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پاشاولا کی فضا میں ایک گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ دور کہیں برفانی ہوا کے جھونکے درختوں کی سوکھی شاخوں کو ہلا کر مدھم سرسراہٹ پیدا کر رہے تھے۔ لان کے کونے میں لگے بڑے پودوں پر اوس کے قطرے چمک رہے تھے، جیسے کسی نے چاندنی کو موتیوں کی شکل میں بکھیر دیا ہو۔

چاند بادلوں کے پیچھے کبھی چھپتا، کبھی جھانکتا، اور جب روشنی لان پر پڑتی تو ہر چیز پر چاندی جیسا جادو پھیل

جاتا۔ گھاس پر اوس اتنی تھی کہ جیسے ابھی ہلکی برف گری ہو۔

ولا کے اندر سے روشنی صرف ڈرائنگ روم کی بڑی کھڑکیوں سے باہر آرہی تھی، جہاں پردے آدھے کھلے تھے اور زرد روشنی لان کے ایک حصے کو روشن کر رہی تھی۔

درمیان میں لگا فوارہ بند تھا مگر اس کے ارد گرد بنچوں پر اوس کے قطرے چمک رہے تھے۔ لان میں ایک طرف وہ ہاتھ جیبوں میں ڈالے ہوا کے رخ پر نظریں

جمائے کھڑا تھا۔ پہلو میں پڑے ایک ہاتھ میں سگار جل رہی تھی۔ اس کی سانس کی بھاپ دھند میں تحلیل ہو رہی تھی۔ وہ چپ تھا، مگر اس کی خاموشی میں کہانیوں کی گہرائی تھی جیسے اس رات نے اس کے راز سن رکھے ہوں۔

کیسے نہ سنتی وہ گواہ تھیں اسکے اندر کی ویرانیوں کی وہ اسے اس وقت دیکھتی اسکی آنکھوں کو ویرانی چیخ چیخ کر اسکے ماضی کو بیاں کر رہی تھی جسے وہ آج تک نہیں بھولا تھا

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ کرنے کی

۔۔۔بولو" چٹاخ ایک تھپڑ کی آواز لاؤنج میں گونج

اٹھی جسے سن کر ایک کم عمر بچہ جو کب سے انکو دیکھ رہا

تھا ڈر کر صوفے کے پیچھے بیٹھ گیا۔آنکھوں سے ٹپ

ٹپ آنسوں گرنے لگے تھے

وہ بری طرح سے لرز رہا تھا ایک کپکپاہٹ سی اس پر

طاری تھی۔

"چھوڑو مجھے" ایک اور درد میں ڈوبی آواز مگر اس میں

باغی پن جھلک رہا تھا وہ آگ تھی جس کی لپیٹ میں

کوئی اور آرہا تھا جھلس رہا تھا وہ لیکن کوئی اسے دیکھ نہیں رہا تھا۔

وہی جلن وہی تپش آج بھی اسے محسوس ہوتی تھی جو رات رات بھر اسے جھلساتی رہتی تھیں۔

وہ اب کوئی چھتیسویں بار کروٹ بدل رہی تھی اور اسکے ساتھ لیٹا یاقوت اسکی کروٹوں کو بخوبی گن بھی رہا تھا۔ مشی آخر میں سیدھی لیٹتی چھت دیکھنے لگی۔

کمرے میں اس وقت گہری خاموشی تھی۔ جیسے ہر چیز انکو بغور دیکھ رہی ہو۔ یا اس خوبصورت خاموشی کو محسوس کر رہی ہو۔

یاقوت خاموشی سے اسے بائیں جانب کروٹ دیتا اسکی کمر میں ہلکی ہلکی انگلیاں پھیرنے لگا جس سے مشی کو کچھ دیر آرام سا محسوس ہوا لیکن پھر سے وہی بے چینی ۔وہ ٹھسک کر سیدھی ہوتی یاقوت کو دیکھنے لگی۔

"یہ کب آئے گا؟" وہ بے بی کا پوچھ رہی تھی لہجے میں ایک تھکاوٹ سی تھی۔

"چار مہینے ہیں ابھی" یاقوت نے ایمانداری سے اسے پورا وقت بتایا جسے سنتے مشی کے ماتھے پر تیوریاں چڑھی اس نے پوری گردن موڑ کر یاقوت کو گھورا

"تو کیا ہر رات ایسے جاگوں گی؟" وہ تڑخ کر پوچھ رہی تھی۔

"میں بھی جاگ لوں گا ناں" محبت سے جواب آیا لیکن مشی ذرا امپریس نہیں ہوئی الٹا جواب گھما کر دینے پر اسے گھورنے لگی۔

"یہ جب آجائے گا تب بھی مجھے ایسے ہی تنگ کرے گا رات کو؟" کیا معصومانہ سوال تھا یاقوت کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"نہیں۔۔۔میں سمبھال لونگا بس فیڈ تم کروا دینا وہ آپشن صرف تمہارے پاس ہے" اسکی اتنی صاف بے باکی پر مشی پہلے تو اسے دیکھتی رہی جب بات سمجھ آئی تو جھٹ سے اسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگی۔ یاقوت نے اسکے تاثر پر بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی

اولاد کی خوشی بہت تھی اتنی کہ شاید ہی لفظوں میں

بیاں کی جاسکے لیکن اس دورانیے میں ملنے والی تکلیفیں

اسکی جان الگ الگ انداز میں نکال رہی تھیں

مشی جس طرح یاقوت کو دیکھ رہی تھی اسے اسکے

یوں دیکھنے پر پیار سا آنے لگا وہ ذرا سا آگے ہوتا اسکے

چہرے کے نقوش نرمی سے چومنے لگا۔ مشی اسکے ہر

لمس پر جیسے پہلے سے معتبر بنتی جارہی تھی۔

دوسری جانب یاقوت کا ہاتھ بے حد نرمی سے اسکی

بیلی کا طواف کرتا اسکی فراک اوپر کرتے براہ راست

اپنے بے بی کو محسوس کرنے لگا۔

مشی اسکے لمس پر سرخ قندھاری سی پڑتی اسکی گردن

کے گرد بازو مائل کرتی خود کو اسکے سینے میں چھپا گئی۔

یاقوت کے لب اسکی حیا پر گہری مسکراہٹ میں ڈھلے

وہ مزید نرمی سے اسے اپنے ساتھ لپٹا گیا۔

"یہ بہت چھوٹی تکلیف ہے اس خوشی کے مقابلے جو

اللہ پاک نے ہمیں دی ہے" اسکی محبت بھری آواز پر

مشی کو فوراً اسے اس بات کا احساس ہوا وہ دل ہی دل میں اس بے اولادی کو تصور کرنے لگی۔ہاں واقعی اس تکلیف کے آگے یہ تکلیف تو کچھ بھی نہیں تھی وہ کیسے اس پر بول سکتی ہے۔

"اور تم نے دیکھا نہیں ہمارا ابے بی اب تک آیا بھی نہیں ہے اور سب اس کا کتنا خیال رکھتے ہیں جب یہ آ جائے گا تب تم خود کہو گی کہ مجھے بھی اسکی شکل دکھا دو" اسکی بات پر مشی مبہم سا ہنس دی۔اسے برلاس اور باقی سب کا پیار بچوں کے لئے یاد آیا۔

لیکن پھر اسے اپنا دل بری طرح سے گھبراتا ہوا محسوس ہوا ایک عجیب سی بے چینی جو کب سے اسے جگائے رکھی تھی۔

وہ بچوں کی طرح یاقوت کی بانہوں میں مزید قریب ہوتی جیسے اپنے بے چین دل کو راحت محسوس کروانے لگی۔ دل یوں بچہ بن رہا تھا جیسے اب رو دے گا۔

"یاقوت" دھیرے سے پکارا

"جی سوہنے" محبت بھرا جواب آیا۔

"تم مجھے سے کتنی محبت کرتے ہو؟" یہ سوال اس وقت اچانک تھا لیکن یاقوت حیران نہیں ہوا وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اسے اب یہ بات سکون دے گی وہ مشی کو خود سے الگ کرتا اسکے چہرے پر جھکا بے حد قریب سے اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"اتنی کہ میرے روم روم پر مشائم قدیر قابض ہے، میری ایک ایک آتی جاتی سانس پر اس کا حق ہے، اتنی کہ یہ کہے یاقوت تم سانس لینا چھوڑ دو تو یاقوت مرزا وہی اپنی سانسیں روک دے گا" وہ لبوں سے اسکے

چہرے کا طواف کرتا دھیرے دھیرے مخمور لہجے میں

اپنی شدّت بھری محبت کا اعتراف کرنے لگا

جبکہ مشی اسکے ایک ایک لفظ پر اپنی ایک ایک سانس

کو الوداع کر رہی تھی وہ مسرور ہو رہی تھی۔

"تم پہلی عورت ہو جسے میں نے پوری شدّت سے چاہا

ہے اور اتنا چاہا ہے کہ اب مجھ میں کچھ باقی نہیں رہا جو

تمہارے علاوہ کسی اور کو مل سکے میں پوری طرح سے

خالی ہوں مجھ میں صرف تم بھری ہو صرف تم" وہ

مدہوش ہو رہا تھا مشی کے نازک ہاتھ کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسائے وہ اسکے کان کی لو سرخ کر رہا تھا

"یاقوت تم پر جان وارتا ہے مشی تم اسکی من چاہی عورت ہو جسے اسکی زندگی کا ہر اختیار حاصل ہے"

مشی کو اسکی سانسوں میں ایک عجیب سی تپش محسوس ہوئی۔

وہ مزید بے باکیاں کرتے کسی اور ہی دنیا میں پہنچ رہا تھا کہ تب ہی مشی بول پڑی

"اور اگر میں نہ ہوتی تو؟" اسکے اس سوال پر یاقوت بے اختیار آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگا۔

"مطلب؟" وہ واقعی نہیں سمجھا تھا۔

"مطلب میں تمھیں نہ ملی ہوتی تو؟ "

"تو؟" یاقوت اس سوال کا جواب سوچنے لگا مشی کی آنکھوں میں عرق اترتے ہوئے وہ دیکھ چکا تھا یاقوت کا اظہار محبت اسے آبدیدہ کر گیا تھا جس پر اب وہ ایسے سوال کر رہی تھی۔

"تو میں تمہیں ڈھونڈ لیتا" بچ گیا مشی اسکے جواب پر
مسکرا دی

"اور اگر میں پیدا ہی نہ ہوتی تو؟" اب کی بار یا قوت کا
دماغ اسکے سوال پر بھک کر کر اڑا
مشی آنکھیں پٹپٹاتے اسکے جواب کا انتظار کر رہی
تھی۔

"تو میں اللہ پاک سے دعا کر کر تمہیں دنیا میں بلا لیتا"
بچ گیا یہاں بھی مشی بچوں کی خوشی ہوتی انعام کے
طور کر اسکے گال پر لب رکھ گئی۔

"اور اگر میں کوئی پتھر ہوتی تو؟ "

"کیا۔۔؟ کیا ہوتی؟" یاقوت واقعی نہیں سمجھا تھا

"پتھر۔۔۔" مشی نے اپنے لفظ پر زور دیا ساتھ سنجیدہ بھی ہو گئی اسکی سنجیدگی یاقوت کی شامت تھی۔

"پتھر؟ پتھر کیسے ہو سکتی تھی پاگل عورت" وہ تڑخ کر بولتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا جو ایک ہی پل میں ضبط سے لال ہونے لگا تھا آنکھوں میں تیزی سے عرق اترا

"کیا۔۔؟ کیا ہوا؟" یاقوت اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ یکدم سے ٹھٹھک گیا۔

"تم۔۔۔ تم ہو ہی بدتمیز۔۔۔ تمہیں مجھ سے پیار ہی نہیں ہے" وہ یاقوت کو خود سے دور دھکیلنے کی ناکام سی کوشش کرتی خود ہی دوسری طرف رخ موڑ گئی۔

"واٹ داف۔۔۔" یاقوت کے جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی مشی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"آ۔۔۔آئی مین" وہ اپنی کمزور سی صفائی پیش کرنے ہی لگا تھا کہ مشی آنکھیں گھماتی پھر رخ موڑ گئی۔

یاقوت کو اپنے آپ پر غصّہ آیا مطلب تھوڑی دیر پہلے جو اتنی محبت بھری باتیں کی تھیں وہ سب گئیں تیل لینے بس یہ بات پکڑی گئی۔

"اچھا ادھر آؤ" یاقوت نے بے حد پیار سے اسے اپنے پاس بلایا لیکن مشی اسکے قریب آنے کے بجائے پیچھے کھسک گئی۔

"یہاں آئیں ناں سوہنے ناراض ہو گئے" وہ خود سے

اسے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ گیا۔

"میرا سوہنا ماہی۔۔۔ تم اگر پتھر ہوتی تو میں اس پتھر

کو اپنے سامنے وہاں ڈریسنگ ٹیبل پر سجا لیتا اور اپنی

آنکھوں کے سامنے ہر وقت دیکھتا رہتا" اندر ہی اندر

اس کا دل چاہا خود کو ایک لگا دے۔

"وہاں کیوں۔۔۔؟ اتنی دور مطلب پیار نہیں ہے" وہ

ہونٹ گول کرتی پھر سے یاقوت کا دماغ گھما گئی۔

"نہیں اسے اپنے پاس یہاں رکھتا یہاں۔۔۔بیڈ پر ۔۔۔پھر سارا رومانس بھی اسکے ساتھ کرتا" آہ اسکا دل چاہا یہ بات منہ سے بول دے لیکن بچارا دل میں سوچ کر رہ گیا۔

مشی پھر ناراض ہوتی رخ موڑ گئی اسے اب ناراضگی کے بہانے چاہئے تھے اور یاقوت اسے دے رہا تھا۔

یاقوت نے اپنا سر تکیے میں دے مارا ابھی تو چار مہینے تھے اور ابھی سے نوبت اسکے سر پیٹنے تک آ گئی تھی آگے تو پھر خدا ہی اسکا حافظ تھا۔

یہ سب اسکی اولاد کی وجہ سے ہو رہا تھا جس کی وجہ سے مشی اس قدر حساس ہو رہی تھی۔

ورنہ وہ کبھی اتنی بات بھی نہیں کرتی تھی مطلب اسکی بتونی اولاد تھی چاہے اب یہ بیٹا تھا یا بیٹی خوب تیز ترار پیدا ہونا تھا زامل کی ٹکر کا

"اچھاناں۔۔۔ایم سوری میں اسے یہاں اپنے پاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتا" وہ اسے بچوں کی طرح بہلا کر اپنے قریب کر گیا لیکن اب وہ ناراض تھی بس تو خود ہی دور دور ہوتی بلکل بیڈ کے کنارے پہنچ گئی

یاقوت اسکے گرنے کے ڈر سے زبردستی اپنے قریب

جکڑ گیا اور پھر کتنی ہی دیر اسے وہ مناتا رہا۔

"اور کتنا دن لگے گا اب کیا ام ساری زندگی یہ ایک

گولی کھا کر گھر بیٹھ جائے؟"اب زریاب کو غصّہ آنے

لگا تھا تب ہی وہ ڈاکٹر پر ہی بپھر کر پڑے

داراب وہی سینے پر ہاتھ باندھے پیچھے کھڑا تھا اسکی

نگاہیں یک ٹک زریاب پر ٹکی تھیں

وہ اس وقت گھر کے کپڑوں میں ملبوس تھا آج چھٹی

تھی اسکی تب ہی ڈاکٹر کو بلوا کر زریاب کا سارا چیک

اپ اپنی نگاہوں کے سامنے کروا رہا تھا ایک ایک ڈاکٹر

جو زریاب خان تک آیا تھا اسکی جنم کنڈلی تک اس سے

پہلے داراب خان تک پہنچی تھی جس کے بعد اسے

زریاب خان کا علاج کرنے کا موقع ملا تھا

کہ تب ہی دو کیری آنکھیں کھڑکی کے اس پار سے

نمودار ہوئیں جن میں ایک الگ ہی چمک تھی

داراب خان جتنا مرضی سیکیورٹی سخت کر دیتا لیکن اس بار وار اسکے اپنے گھر سے ہو رہا تھا یہی سوچ کر ان کیری آنکھوں میں شیطانی مسکراہٹ ابھرنے لگی۔

"لالا۔۔۔آپ غصّہ کیوں ہو رہے ہیں۔۔۔آپ موت کے منہ سے واپس آئے تھے ایسے میں کم از کم چھ مہینے آپ کو بیڈ ریسٹ لینا چاہیۓ" وہ نرمی سے زریاب کی حالت سمجھتے انہیں سمجھانے لگا لیکن وہ حیران تھا کچھ دنوں سے اس نے بھی نوٹ کیا تھا کہ زریاب بنا بات کے بھی غصّہ جلدی کرنے لگے تھے۔

"ام بلکل ٹھیک ہے۔۔۔ نہیں مرتا ور تا اتنی جلدی
۔۔۔اسکو بھیجوا مارا میٹر شاٹ ہو رہا ہے" وہ ڈاکٹر کے
بیگ سے آتی دواؤں کی سمیل سے کوفت زدہ ہو رہے
تھے

داراب کی آنکھوں کے اشارے پر ڈاکٹر سر خم کرتا
ملازم کے ہمراہ باہر نکل گیا۔اسکے جاتے داراب کچھ
دیر انکو دیکھتا رہا پھر دھیرے سے قدم اٹھاتے انکے
قریب آکر بیٹھا

"لالا" اسکے پکارنے پر زریاب نے ایک نظر اسے دیکھا

"آپ ٹھیک ہیں؟ مطلب کوئی پریشانی؟" اسکے سوال پر زریاب کی گہری بھنویں تھوڑی سکڑی جیسے وہ خود اس بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہو۔

"نہیں تو ام کو کیوں ہوگی کوئی پریشانی۔۔۔تم کیوں پوچھ رہا ہے؟" الٹا نرمی سے سوال داغا

"ایسے ہی۔۔۔آپ کچھ دنوں سے بہت روڈ بیہیو کر رہے ہیں"

اس سے پہلے وہ جواب دیتے کمرے کا دروازہ ناک ہوا دونوں نے اس جانب دیکھا جہاں بیلا سر پر سلیقے سے دوپٹہ لئے ہاتھ میں ٹرے لئے چائے کا مگ رکھے کمرے میں داخل ہوئی۔

"لالا۔۔ تمارا چائے۔۔۔اور کچھ چاہئے تو بتادیں ام لے آئے گا" وہ کپ ٹیبل پر رکھتی نہامیت مؤدب انداز میں مخاطب ہوئی

داراب نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا وہ پہلی بار اسے تھوڑی اپنی اپنی سی لگی تھی یوں اسکے گھر والوں کو

عزت دیتی ہوئی۔اور مرد کو خریدنے کی قیمت تو ہوتی ہی اسکے گھر والوں کی عزت ہے۔

"کیوں۔۔۔تم کیوں کرے گا۔۔۔سیماب کدر ہے زریاب کو وہ آج بھی ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی تب ہی تڑخ کر پوچھنے لگے۔

داراب نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا اسکی آنکھوں میں جیسے بے یقینی سی تھی وہ اتنے ادب سے پوچھ رہی تھی اور زریاب اسے کیسے جواب دے رہے تھے یہ شاید پہلی بار داراب کو محسوس ہوا تھا

"جاؤ جا کر بھابھی کو بھیج دو" وہ بیلا کے ستے ہوئے

چہرے کو دیکھ نرمی سے بولتا اسے باہر جانے کا اشارہ

کرنے لگا

بیلا نے بمشکل اپنے حلق میں اٹکا آنسوؤں کا گولہ واپس

پیا اور کمرے سے باہر نکل گئی اسکو یوں جاتے دیکھ

داراب کی نگاہیں جیسے اسی پر ٹک سی گئیں وہ یک ٹک

دروازے کی جانب دیکھے گیا

"جا کر اسکے پلو سے لگ جاؤ" اسکے یوں دیکھنے کے انداز پر زریاب تڑخ کر بولے داراب تو تقریباً انکی آواز پر اچھل ہی پڑا تھا۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں کیوں کروں ایسا" اسکے جواب پر زریاب نے غور سے اسے دیکھا۔

"جی؟" انکے یوں دیکھنے پر داراب ٹھٹھک سا گیا "پہلی بار تم نے استغفراللہ لالا نہیں بولا" وہ یہ تک نوٹ کر گئے داراب کی رنگت انکی بات پر یکسر تبدیل

ہوتی ہوتی رہ گئی وہ سٹپٹا کر خود کو کمپوز کرتا اپنی جگہ سے

اٹھ کھڑا ہوا

"مم۔۔۔میں۔۔۔بھابھی کو بھیج دیتا ہوں" انکی تیکھی

سپاٹ نظروں سے بچنے کا بر وقت یہی ایک بہانہ اسے

سوجھا تھا وہ فوراً اسے کمرے سے باہر نکل گیا۔

نیچے آتے اس نے سیماب کو ڈھونڈا جب ایک ملازمہ

سے پوچھنے پر اسے پتہ چلا کہ وہ باہر لان میں ہے وہ بھی

وہی چلا گیا جہاں اسے سامنے ہی سیماب نظر آگئی تھی

جو اس وقت دھوپ میں بیٹھی مورے کے ساتھ اچار

کو صحیح سے دھوپ میں پھیلانے میں مدد دے رہی تھی۔

"بھابھی۔۔۔لالا یاد کر رہے تھے آپ کو"اس نے آتے ہی زریاب کا پیغام اسے دیا اور خود مورے کے سامنے بیٹھ گیا۔سیماب ہاتھ جھاڑتی فوراً اسے اٹھ کر اندر چلی گئی

"یہ کیا کر رہی ہیں مورے۔۔۔یہ سب مارکیٹ سے بھی ملتا ہے"اپنی ماں کو اتنی محنت کرتے دیکھ وہ تھوڑا خفا سا ہوا

"ام کو پتہ ہے تم کو وہ اچار بلکل پسند نہیں اس لئے ام خود اپنے ہاتھوں سے تمارے لیے بناتا ہے" وہ پیار سے جواب دیتی اپنے کام میں لگی رہیں انکی اتنی محبت پر داراب نے مسکرا کر انکو دیکھا

"لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا ناں کہ میری ماں کے اتنے پیارے ہاتھ خراب ہوں" وہ انکے ہاتھ تھامے نرمی سے دبا گیا جب اسکے ذہن میں جھماکے سے انہی ہاتھوں پر کیا گیا وعدہ یاد آگیا وہ جیسے اندر ہی اندر کانپ اٹھا ہو

وہ جھری زدہ ہاتھوں کو کتنی ہی دیر دیکھتا رہا وہ ایک وعدہ اس اچھے خاصے بندے کو اس قدر ہلا کر رکھ گیا تھا کہ وہ کچھ دیر تو جیسے پتھر اسا گیا تھا۔ مورے پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی تھیں لیکن وہ یک ٹک صرف انکو ہی دیکھتا رہا

پھر خود پر ضبط کرتے اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گیا سیدھا کمرے میں آتے وہ بیڈ پر سر پکڑ کر بیٹھ گیا جب کمرے کی خاموشی میں اسے کچھ سسکیاں سنائی دی۔

داراب نے مڑ کر پیچھے دیکھا بیڈ کے دوسرے کنارے پر بیلا رخ موڑے بیٹھی سسکیوں میں رو رہی تھی جن کو سنتے داراب بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ بار بار سوں سوں کرتی خود کو رونے سے باز رکھ رہی تھی لیکن پھر سے رونا آتا اور وہ ہچکیوں میں رونے لگتی

داراب ایک پل تو اسے یونہی دیکھتا رہا پھر ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے قدم بیلا کی جانب بڑھے وہ دھیرے دھیرے گھوم کر اسکے سامنے آیا اور اسے دیکھنے لگا۔

اسکی آہٹ پر بیلا نے جونہی سر اٹھایا سامنے کھڑے
داراب کو دیکھ وہ یکدم بری طرح سے چونک سی گئ
اور جھٹ سے اپنی آنکھوں کو رگڑ کر صاف کرنے لگی
۔لیکن داراب تو جیسے اسکی سرخ متورم آنکھوں کو
دیکھ کر ہی سٹک ہو گیا تھا۔

"کیا ہوا۔۔؟روکیوں رہی ہو" لہجہ کسی بھی احساس
سے عاری تھا

بیلا نے خفا خفا سی نظروں سے اسکی جانب دیکھا جیسے کسی اجنبی کو دیکھ رہی ہو اسکا لہجہ ایسا تھا تو کم وہ بھی نہیں تھی دونوں جانب نفرت کی آگ برابر تھی۔

"تم کو اس سے کیا۔۔۔ تم صرف اپنا گھر والوں کا سوچو" وہ بپھر کر جواب دیتی چہرے کا رخ موڑ کر اپنی بھیگی آنکھوں کے گوشے صاف کرنے لگی۔داراب کو اب بھی جیسے کچھ محسوس نہیں ہوا اسکی آنکھوں کے سامنے وہی جھری زدہ ہاتھ بار بار آرہے تھے۔

"یہ کیا بات ہوئی؟میرے گھر والے ہیں وہ، انکی فکر کا

تمہیں مجھ سے کہنے کی ضرورت نہیں" انداز بے حد

سپاٹ تھا بیلا نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔ جیسے

بے یقین سی ہو اس شخص سے اسکا میاں بیوی کا رشتہ

تھا؟

وہ خاموشی سے سر جھکا گئی اسکا یہ معصومانہ انداز جیسے

داراب کو یکدم سے چونکا گیا اسے تو لگا تھا وہ جواب

دے گی لیکن یہ؟

"اس حویلی کے لوگوں سے بدلہ ادر سے نکل کر نہیں لے سکتا تم بیلا" عین کی سرگوشانہ آواز اسکی سماعتوں میں گونجی وہ سر جھکائے آنکھیں بند کئے اسکے چہرے کو یاد کرنے لگی۔

"اسی حویلی میں رہ کر کچھ ایسا کرو کہ یہ سب تمہارا غلام بن جائے اور تم انکی ملکہ" اسکی بات میں اتنا اثر تھا کہ بیلا وہی برف ہو چکی تھی۔ شل ساکت پتھر بنی اسے سنتی ہوئی۔

"ایسا کیا کرے ام؟" وہ نہ سمجھ تھی اسکا ذہن دور دور تک وہ سب نہیں سوچ سکتا تھا جو عین دلدار کا شیطانی دماغ سوچ سکتا تھا۔

"تم پاگل ہے۔۔۔ آدھی سے زیادہ زندگی ادر گزار کر بھی ام سے پوچھتا ہے کہ تم کیا کرے۔۔۔ اوماڑا ۔۔۔اس حویلی کے لوگوں کی سب سے کمزور رگ دباؤ" بیلا اسکی بات پر تھوڑی حیران سی ہوئی کمزور رگ؟ اسکے ذہن میں دور دور تک ایسا کچھ نہیں تھا جو اس حویلی کے لوگوں کی کمزوری بن سکے

"آج تک دا جی نے کیا مانگا ہے زریاب سے ؟" وہ سوال کر رہی تھی لیکن بیلا کا ذہن پوری طرح سا ماؤف تھا

عین شدّت سے اسکے جواب کے انتظار میں تھی لیکن اسکی خاموشی اسے بری طرح سے مایوس کر گئی تھی۔

"بے وقوف لڑکی۔۔۔وہ آج تک زریاب خان سے صرف ایک پوتا مانگتے آئے ہیں" پوتے کے نام پر بیلا کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں وہ ہک دک سی حیران رہ

گئی۔اس نے کیوں نہ سوچا جب کہ وہ تو ہر آئے دن دا جی کے منہ سے یہ بات سنتی تھی۔

"ل۔۔۔لیکن تن یہ ام سے۔۔۔ک۔۔۔کیوں کہہ رہا ہے؟" وہ مطلب سمجھ کر بھی جیسے انجان رہنا چاہتی تھی۔

"کیونکہ اب تم انکا یہ خواہش پورا کرے گا" اب کی بار بیلا کو اتنی زور کا جھٹکا لگا کہ وہ سانس تک روکے عین کو دیکھے گئی اسکے دماغی حالت پر اسے شبہ سا ہونے لگا

"تم پاگل واگل ہو گیا ہے۔۔۔ایسی بکواس کی بھی کیسے تم نے ؟" وہ یکدم سے بپھر چکی تھی عین نے ضبط سے آنکھیں مینچ لیں یہ لڑکی بے وقوف تھی اس نے اعتراف کر لیا تھا۔

"تم پاگل ہو گیا ہے۔۔۔ سوچو اگر ایک پوتا تم انکو دے دو تو دا جی کی نظر میں تم سیماب سے اوپر چلا جائے گا وہ تو پہلے سے اپنا سب کچھ اپنے پوتے کے نام کرنا چاہتے یہ سارا حویلی یہ دھن دولت فیکٹریاں سب تمارا ہو گا یہ داراب بھی تمارا غلام بن جائے گا"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتی اسے بتا رہی تھی جبکہ اسکی باتوں پر بیلا کے چہرے کی رنگت یکسر بدلتی جا رہی تھی۔

"صرف ایک وارث تم اس حویلی کو دے دو پھر دیکھو تم سب کیسے تمارا مٹھی میں آجائے گا" وہ ہاتھ کی مٹھی بند کرتی بیلا کی آنکھوں کے سامنے کر گئی جسے فق رنگت کے ساتھ وہ بھی دیکھ رہی تھی عین کو اسکے چہرے کے تاثرات سے صاف لگ رہا تھا کہ اسکی باتیں اس پر اثر کر رہی تھیں

"لیکن ۔۔۔وارث تو انکو مل گیا ناں ۔۔۔وہ زیحال

خان کا بیٹا" اسے زامل آفندی یاد آیا جس کے نام ابھی

سے سب ہونے جا رہا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔اسکو بھول جاؤ۔۔۔وہ کبھی اس حویلی نہیں

آئے گا "

کیوں ؟" بیلا نے فورا پوچھا

"کیونکہ اسکے باپ کے پاس اس سے زیادہ دولت ہے

اسکو اپنے بیٹے کیلئے یہ سب نہیں چاہئے نہ وہ انکو مٹھی

میں کرنا چاہتا ہے وہ یہاں سے جا چکا ہے وہ اب کبھی

نہیں لوٹے گا" اسکی بات میں سو فیصد سچائی تھی اگر

زیحال کو آنا ہوتا تو اب تک آچکا ہوتا

ان باتوں کو یاد کرتے بیلا نے پٹ سے آنکھیں کھولی

اور دھیرے سے سامنے کھڑے داراب کو دیکھا۔

عین کی باتیں اور داراب کا چہرہ اسکے دل کی کیفیت

عجیب سی کر گیا تھا ایسے جیسے وہ کسی عجیب سی کشمکش

میں مبتلا ہو گئی ہو۔

"کچھ بولو گی؟ یا منہ میں دہی جما لی؟" اسے مسلسل

خاموش دیکھ داراب کا لہجہ تھوڑا سخت سا ہوا۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر اسکے مقابل کھڑی ہوئی

قد میں وہ داراب کے آگے اتنی تھ کہ اسے تھوڑا سر

جھکا کر اسے دیکھنا پڑتا، بدن میں نازک جان گوری

رنگت اور خوبصورت نین نقوش وہی اسکے سامنے

کھڑا لمبے قد و قامت اور بھری ہوئی ٹھوس کسرتی

جسامت والا مرد۔

داراب کے سکس ایبز اس وقت اسکی شرٹ کے باہر

بھی صاف نمایاں ہو رہے تھے اوپر سے اسکے فولڈ

ہوئے کف سے جھانکتی ہری نیلی رگوں والی گوری

بازواسکا وجود خوبصورتی کا ایک شاہکار تھا بلاشبہ وہ خوبصورتی میں اپنی بیوی کو بھی بری طرح سے مات دیتا تھا۔

لوگ سیاہ کانچ سی انکھوں کو عام سمجھتے ہیں کوئی اس شخص بھی سیاہ آنکھوں میں جھانکتا تو اسے ان آنکھوں سے عشق ہو جاتا۔

وہ داراب کو اس وقت کسی اور ہی نظر سے دیکھ رہی تھی جب اس نے بیلا کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرا کر اسے ہوش دلایا

وہ سٹپٹا کر آنکھیں دوسری جانب پھیر گئی

داراب کو لگا جیسے وہ وقت ضائع کر رہا ہے تب ہی وہاں سے جانے لگا جب اسکا ہاتھ بے اختیار نرم مومی سے ہاتھوں میں آگیا

داراب نے بے اختیار مڑ کر پہلے اپنے ہاتھ کو دیکھا پھر بیلا کو۔

"ام معافی مانگتا ہے۔۔۔ام دوبارہ ایسا نہیں بولے گا"

اسکی بات پر داراب کی آنکھیں بے ساختہ متحیر سی پھیلیں وہ معافی مانگ رہی تھی یہ پہلی بار تھا۔

"اورام کوشش کرے گا کہ سب کے دلوں میں اپنا جگہ بنا لے" یہ دوسرا دھماکہ تھا حیرت کا جو اس نے داراب پر کیا تھا وہ تو جیسے سانس بھی نہ لے سکا اتنی بے یقینی

بیلا اسکے بے حد قریب کھڑی تھی داراب نے ایک نظر اسکے مرمری سے وجود کو دیکھا پھر اسکی کیری آنکھوں میں جھانکنے لگا جہاں پہلی بار اسے ایک بیوی نظر آئی تھی۔

وہ اپنی حیرت پر قابو پاتے پلکیں جھپکا کر بنا کچھ کہے ہاتھ چھڑواتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی بیلا کتنی دیر تک دروازے کو دیکھتی رہی اتنی دیر سے بند سانس جیسے اب آئی تھی۔

وہ گھبرا کر اپنے گلے پر ہاتھ پھیرتی ہونٹوں کو دانتوں تلے دبا گئی۔

وارث۔۔۔وارث۔۔۔وارث اسکے ذہن میں یہ الفاظ بار بار گونج رہا تھا اور گونجتا ہی رہا تھا وہ بے چین سی ہوتی بیڈ پر بیٹھ کر ٹانگ تیز تیز ہلانے لگی۔

وہ کیسے کر سکتی تھی یہ ؟سوچ کر جان لبوں پر آرہی تھی

۔

وارث دینے کیلئے اسے داراب خان کے قریب ہونا تھا بے حد قریب اسکی قربتوں میں خود کو پگھلانا تھا اور یہ کام ایک طرح سے بیلا آفندی کیلئے موت کے مترادف تھا۔ لیکن اس سے آگے اسے سب کچھ واقعی اپنی مٹھی میں آتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا جو آج خالی تھا لیکن کل اس مٹھی میں یہ

سلطنت آنے والی تھی جواب تک کسی کو نہیں مل سکی

سب لوگ لان میں بیٹھے دھوپ کے مزے لے رہے تھے یہ ہلکی ہلکی دھوپ کی کرنیں بدن میں جیسے ہیل کا کام کر رہی تھی ایک عجیب سا سکون تھا سردیوں کی اس نرم دھوپ میں۔

وسط میں رکھی ٹیبل کو ملازمہ نے سردیوں کے خاص لوازمات سے بھر دیا تھا جس میں بچوں کے لیے بوائل

ایک اوران پر شہد کا الگ سے چھڑکاؤ بے حد

خوبصورت لگ رہا تھا۔

کومل نے تینوں کو ایک ایک اگ پکڑایا زامل زالے تو

اچھے سے توڑ پھوڑ کرتے آدھا کھا اور آدھا گرانے

لگے تھے لیکن عبدلباری کو توتوڑنا بھی نہیں آرہا تھا

کومل خود اسے کھلانے لگی لیکن اس نے منہ موڑ لیا اور

ٹھسک کر ضد کرتے اپنے ہاتھ میں مانگنے لگا۔

امم۔۔۔نم۔۔نم" وہ اپنی ہی خاص زبان میں رو کر غصّہ دکھا رہا تھا یہ پہلی بار تھا کہ وہ خود سے کسی چیز کیلئے ضد کر رہا تھا

"نو۔۔میں کھلا رہی ہوں ناں آپ کو" کومل اسے ذرا سی آنکھیں دکھاتی خود سے کھلانے لگی

لیکن وہ لاڈلا بچہ اپنے ننھے ہاتھ آنکھوں پر رکھے رونے لگا

"می۔۔ددا۔۔۔تائینگ۔۔۔ببا(میرا گڈا رو رہا ہے

بابا)"زالے نے جھٹ سے پاس بیٹھے اپنے لیپ ٹاپ

پر کام میں مصروف اپنے باپ کا بازو پکڑ کر کھینچا

"نہیں رلاؤ بھئی میرے بیٹے کے گڈے کو"وہ بنا

لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائے مخاطب ہوا۔

کومل نے ہنس کر ایک عبدلباری کے ننھے سے ہاتھ

میں پکڑا دیا جسے وہ اپنی گاڑی کے آگے رکھتا ڈھڑ ڈھڑ

مارتا کر چکنا چور کر گیا۔

"لو۔۔۔اس لئے چاہئے تھا اسے "کومل باقاعدہ سر
پکڑ کر رہ گئی۔
لیکن تب ہی اسکی نظر زامل پر پڑی جو باقاعدہ اپنی
گاڑی کے ٹائر کے نیچے ایک رکھ کر اسکا کچومر نکال رہا
تھا۔
"اچھا۔۔۔تو یہ اسے دیکھ کر یہ کر رہا ہے زامی
۔۔۔بچے بری بات۔۔۔وہ کھانے کی چیز ہے ناں اللّٰہ
پاک ناراض ہونگے "وہ پیار سے اسکے گال چٹکی میں
لیتی اسے سمجھانے لگی۔

"اللہ۔۔۔می۔۔۔نالاج (اللہ مجھ سے ناراض ہو گا

)؟" وہ بٹن سی آنکھیں پھیلائے کس معصومیت سے

پوچھ رہا تھا کومل نے سر ہاں میں ہلاتے اسے جواب

دیا۔

"جامی۔۔۔نالاج۔۔۔ناہ۔۔۔(زامی سے ناراض

نہیں ہو ناں)" وہ سر اٹھائے آسمان کی جانب کرتے

بولا ناراض تو وہ انسانوں کو نہیں کرتا تھا اپنے اللہ کو

کیسے کرتا جس سے ہر رات اسکے بابا دوستی کرواتے

تھے اللہ کی محبت اسے سکھاتے تھے۔

"ہہی۔۔۔ میں اٹھ جاؤں ؟" زمل منہ بسورتی بیچارگی

سے اجازت مانگنے لگی

وہ گھنٹے سے اس کرسی پر بیٹھی کل ہونے والے اکزام

کی تیاری کر رہی تھی اس کی تیاری کیلئے خاص زیحال

آج گھر پر رکا تھا

"نو۔۔۔پہلے یہ فنش کرو" وہ ڈھیٹ بنتا اسے پکڑ کر

واپس کرسی پر بٹھا گیا۔

اسکے چکر میں وہ خود بھی اپنے آفس کا کتنا کام نپٹا چکا تھا

صرف اس لئے تاکہ زمل کو اکیلا فیل نہ ہو۔

"ہبی جی۔۔۔بس ناں" وہ بچوں کی طرح ضد کرتی اس کے بازو پر سر رکھ گئی۔

"نہیں ناں۔۔۔میرا بچہ۔۔۔کل پورے سال کے پڑھے ہوئے کا پیپر ہے اس میں فیل ہوئی تو دوبارہ پڑھنا پڑے گا" وہ اسے آگے کے خوفناک دن دکھانے لگا جس میں وہی بکس اسے دوبارہ پڑھنی پڑ رہی تھیں۔

"میں آپ کو معاف نہیں کرونگی" وہ کتاب چہرے کے آگے کرتی ناراضگی سے بولی۔

زیحال نے نگاہ اٹھا کر اپنی وائفی کو دیکھا اور پھر سب کو

۔سب کے سب کہیں نہ کہیں مصروف تھے جس کا

فائدہ اٹھاتے وہ ذرا سا زمل کے قریب جھکا۔

"کرلو یہ امتحان پاس ورنہ میرا شدّت سے دل ہے

تمہیں نو مہینے کے امتحان میں ڈالنے کا" اسکی اتنی

صاف بے باکی پر زمل آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے

لگی۔

زیحال نے ذرا سی آنکھ ماری جس پر وہ بلش کرتی پوری

کتاب پر جھک گئی

اس امتحان سے بہتر یہ ایک ہفتے کے امتحان تھے اس نے اعتراف کر لیا تھا۔

کہ ب ہی زیحال کے موبائل پر رنگ ہونے لگی اس نے آگے کو ہو کر ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل دیکھا جہاں یاقوت کا نام جگمگا رہا تھا وہ کال اٹھا کر ایک جانب چلا گیا۔

کومل اور آئرہ وہی بیٹھی تھی دونوں آپس میں مشی کے بے بی کیلئے آنلائن چیزیں دیکھ رہی تھیں جبکہ وہ

میڈم خود پودوں کے پاس انکی خوشبو میں گم خود کو
سکون محسوس کروا رہی تھی۔

اب تو پیٹ باقاعدہ دکھنے لگا تھا

جسے وہ شال کے نیچے چھپا کر پھرتی تھی لیکن ان دنوں
کا اثر اسکے چہرے پر بخوبی محسوس ہوتا تھا جو پہلے سے
زیادہ گول مٹول ہوتا اور خوبصورتی کے رنگ میں
مزید نکھر گیا تھا

"ویسے مشی کو دیکھ کر لگتا ہے انکو بے بی گرل ہو گی
چہرہ دیکھا انکا کتنا گلو کر رہا ہے "آئرہ کی بات پر کومل
نے مشی کی جانب دیکھا
واقعی سورج کی روشنی میں اسکا رنگ مزید چمک رہا
تھا
"ھمم بولو" اسکے پوچھنے پر دوسری جانب پھیلا سکوت
ٹوٹا

"جس نے زامل پر ہاتھ اٹھایا تھا وہ ابراہیم کا بندہ تھا"

اسکی بات سن کر بھی زیحال خاموش کھڑا رہا وہ یہ بات جانتا تھا۔

"اور اب اسکی نظر ہماری فیملی پر ہے اسکے بندے آگے پیچھے گھوم رہے ہیں" اب کی بار اسکی آنکھوں میں پاشا کی جھلک ابھری تھی اسکے ہاتھ کی مٹھی بھنچ گئی۔

"ہمیں اس چیز کا خاص خیال رکھنا پڑے گا "

"بلیک شیڈو کو کام پر لگا دو" اسکے لہجے میں سرد مہری تھی یہ سننے اور کہنے میں صرف ایک عام جملہ تھا لیکن بلیک شیڈو کو کسی کے پیچھے لگانا جس کا مطلب اسکی زندگی کی آخری سانسوں کو گننا تھا۔

بلیک شیڈو دردناک موت کا دوسرا نام تھا کیونکہ پہلا ہمیشہ "پاشا بے" آتا تھا جس کے پاس کوئی آجائے تو بچ کر نکل پانا ایسے تھا جیسے نیا جنم لے لینا۔

یاقوت اس سے دو تین باتیں اور کرتا فون رکھ گیا لیکن یہاں ان گرے جھیل سی آنکھوں میں تپش بڑھ گئی تھی

تب ہی ایک گاڑی پاشا ولا میں داخل ہوئی جسے گارڈز نے دیکھتے ساتھ اندر آنے کی اجازت دے دی تھی وہ گاڑی کو پورچ میں کھڑی کرتے نیچے اترے اور کوٹ کے بٹن بند کرنے لگے

سامنے سے ڈاکٹر برہان کو دیکھ کومل کرنٹ کھا کر

کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی وہ بھی انہی کی جانب آرہے

تھے۔

آتے ساتھ انہوں نے زیحال کو مخاطب کر کر سلام کیا

جس پر وہ پوری طرح سے انکی جانب مڑا

"وعلیکم سلام" سرسری سے لہجے میں جواب دیتے

ایک نظر انہیں سر تا پیر بغور دیکھا

لیمن رنگ کی پینٹ کوٹ میں وائٹ گول گلے والی

شرٹ، کلائی پر بندھی بلیک واچ جو انکے گورے ہاتھ

پر بے حد خوبصورت لگ رہی تھی اور سلیقے سے جمے سلکی سیاہ بال یقیناً وہ نہا دھو کر فریش پہلے یہی آئے تھے ان میں سے ایک الگ ہی پرفیوم کی مہک اٹھ رہی تھی جو سامنے والے کو انکا گرویدہ کئے بغیر نہ رہ سکے۔

"کومل" انہیں ب

غور دیکھتے زیحال نے کومل کو پکارا وہ جھٹ سے انکے پاس آگئی اور زیحال کا مطلب سمجھتے ڈاکٹر برہان کو لے

کر اندر چلی گئ کیونکہ گل صبح سے کمرے میں ہی
موجود تھی

ڈاکٹر برہان کے گھر سے آنے کے بعد وہ کمرے سے
نکلنا بہت کم کر گئ تھی۔

کومل کے ہمراہ وہ گل کے کمرے پر جیسے ہی آئے کومل
وہی دروازے کے باہر ہی رک گئ

''آ۔۔۔آپ ایسا کریں آپ جا کر چیک اپ شروع
کریں میں ذرا عبدلباری کو دیکھ آؤں'' وہ عبدلباری کا

بہانہ لگاتی جلدی سے انکی اجازت ملتے وہاں سے غائب ہو گئی۔

گھر میں زیحال موجود تھا مطلب موت ڈاکٹر برہان کے سر پر منڈلا رہی تھی اسے اسی کو قابو کرنا تھا جس کے لئے سب سے بڑا ہتھیار زمل فہد خانزادہ تھی۔

وہ کسی بہانے سے زمل کو بلا کر ایک جانب لے گئی اور پھر جو اسکے کانوں میں باتیں پھونکی انہیں سن کر زمل کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی

"یہ۔۔۔یہ آپ کیا کر رہی ہیں" اسکی آواز بلند تھی جیسے کومل جھٹکے سے دبا گئی

"شش۔۔۔پاگل لڑکی۔۔۔آہستہ بولو۔۔۔دیکھو۔۔۔یہ گل کیلئے سب سے بہترین آپشن ہے۔۔۔پلیز تم اپنے ہی کو تھوڑا خود میں الجھالو۔۔۔میں تمہیں سب تفصیل سے بتادونگی" اسکے ذہن میں پامیر کی باتیں گردش کر رہی تھیں لیکن وہ اپنے سواد کیلئے ایک معصوم لڑکی کی زندگی خوشی سے محروم نہیں کر سکتی تھی۔

"میں کیسے؟" زمل کو بروقت سمجھ نہیں آئی اس نے

کام میں مصروف زیحال کو دیکھا

"ایک آنکھ مار دو وہ اسی میں لٹو ہو جائے گا" کومل کی

تجویز پر زمل آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

"یار مطلب۔۔۔ تھوڑی پیار بھری باتیں کرو۔۔۔وہ

تمہارے پیچھے اتنا دیوانہ ہے کہ کچھ پل کیلئے خود کو بھی

بھول جائے گا۔۔۔بس کیسے بھی اپنے جوہر دکھاؤ"

کومل جلد بازی میں جو منہ میں آرہا تھا زمل کے گالوں

کی لالی کو نوٹس میں لئے بغیر بس بولتی چلی جا رہی تھی۔

"اچھا۔۔۔ مم۔۔۔ میں کرتی ہوں کچھ" وہ اسے دلاسہ دیتی واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی اب کومل پوری طرح سے ریلیکس ہو گئی تھی۔

"ہبی جی" اس نے دھیرے سے ڈرتے ڈرتے اس جن کو پکارا جس کے منہ سے ہبی جی سن کر ہی وہ دیوانہ ہو جاتا ہو جاتا تھا

"جی ہبی کی جان حکم "محبت بھرا جواب جسے سن کر

زمل کے گال سرخی سے دہک اٹھے

"مجھے۔۔۔و۔۔۔وہ چاہئے "اسکے ادھورے جملے پر

زیحال نے بے اختیار نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"وہ؟"اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ایسا کچھ

اس وقت خود سے چاہ رہی ہے

کام کو تقریباً کر چکی تھی اس لئے اب ڈیمانڈ کا حق بڑھ

گیا تھا۔

"وو۔۔۔وہ۔۔۔ مم۔۔ مطلب۔۔۔"زمل بری طرح سے گھبراتی اپنے ہاتھوں کو مسلنے لگی دل میں گدگدی سی ہونے لگی تھی۔

"وہ۔۔۔مجھے۔۔۔ناں۔۔۔آپ۔۔۔پر"وہ ہچکچاہٹ کے مارے ٹھیک سے بول تک نہیں پارہی تھی

"کیا چاہئے میری وائفی کو"وہ اسکے ہاتھ تھامتے نرمی اور محبت سے پوچھنے لگا۔

"آپ" اسکا ایک لفظی جواب اور زیحال اسی پر سٹک ہو گیا

"مطلب ؟" ہاں اسے واقعی ضرورت تھی یہ پوچھنے کی۔

زمل کا دل چاہا رو دے کیوں تھی وہ اتنی ڈفر سامنے بیٹھا شخص اسکا شوہر ہی تو تھا اور یہ بات وہ ہر دن ہر رات اسے یاد کرواتا تھا۔

"رر۔۔۔روم میں چلیں؟" اب صحیح زیحال کی آنکھیں پھیلی تھیں وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگا

"آر۔۔۔یو شیو؟" اسکے جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی زمل اسکے گال پر ایک مہر ثبت کرتی اندر اپنے کمرے میں بھاگ گئ اسکے اس شرارتی عمل پر زیحال کیسے پاگل سا ہونے لگا تھا وہ خود چاہ رہی تھی یہ؟ وہ یقین نہیں کر سکا لیکن اب چاہتی تھی تو وہ انکار کیسے کرتا نہ بلکل نہیں۔ وہ لیپ ٹاپ رکھتے اسکے پیچھے ہو لیا۔

۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں مکمل خاموشی تھی گل چہرے کا رخ
دوسری جانب موڑے بیٹھی تھی جبکہ اسکے قریب
کھڑے ڈاکٹر برہان ایسے تھے جیسے بھری عدالت میں
مجرم پیش ہو

چہرے پر معصومیت اور سنجیدگی وہ کب سے صرف
اپنے سلام کا جواب ملنے کے انتظار میں تھے جو وہ دینے
کیلئے بلکل تیار نہ تھی۔

''آپ پلیز مجھے بتائیں گی۔۔۔ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی

؟میں معافی لونگا'' انکی اتنی عاجزی پر گل کا دل یکدم

سے بھر آنے لگا وہ اپنی آنکھوں سے بہتے خاموش

آنسوں چپکے سے صاف کرنے لگی

اس سے کب کسی نے پوچھا تھا کہ وہ غلط ہے تو وہ معافی

مانگ لے گا وہ بھی زرتشم نوشیر وال سے وہ تو قصوروار

ہو کر بھی خدا بنے رہے

اور ایک یہ شخص جو صرف ایک جواب کے انتظار میں

تب سے کھڑا تھا۔ وہ کیسے نہ ایسے مرد کو اپنے لئے چن

لیتی لیکن اب بات وہ نہیں تھی۔

"زرتشم۔۔۔ میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں" وہ

دھیمی آواز میں بولتے اسکے چہرے کو دیکھتے رہے اسکے

آنسوں اب بھی وہ دیکھ چکے تھے

گل خاموش رہی

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں بھی تب تک آپ کا چیک اپ

نہیں کرونگا جب تک آپ مجھے جواب نہیں دے دیتی

ایسے تو اب ایسے صحیح" وہ بھی اسکی طرح بچہ بنتے بیڈ

کے بلکل آخری کنارے پر بیٹھ پر بیٹھنے ہی لگے تھے

جب انکے کانوں میں ایک جملہ سنائی دیا

Cintaku yang belum selesai۔

اسکے منہ سے یہ جملہ سنتے ڈاکٹر برہان جیسے ہوا میں ہی

معلق رہ گئے وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن موڑ

کر زرتشم کی جانب دیکھنے لگے۔ آنکھیں بے اختیار

پھیلنے لگی تھیں وجود جیسے ہر حرکت چھوڑتا بلکل بے

جان سا ہونے لگا تھا

جب ایک زخمی نگاہ انکی جانب اٹھی

آج ان نگاہوں میں جان لیوا اثر تھا ایسا جس سے ڈاکٹر

برہان وہی بیڈ پر دھم سے گرنے والے انداز میں

بیٹھتے چلے گئے۔

ان سبز آنکھوں کر گردن حیرت، تجسس بے یقینی

نجانے کون۔۔۔کونسا احساس منڈلانے لگا تھا جو سب

ایک قطرے کی صورت میں بہتا انکے گال پر پھسل

گیا

وہ زندہ تھے؟ نہیں کوئی انہیں اس وقت دیکھ کر زندہ نہیں کہہ سکتا تھا۔

67/1

کمرے میں جان لیوا خاموشی دونوں کے بیچ رقص کرنے لگی تھی۔ وہ بول کر پتھرا گئی تھی تو وہ سن کر ساکت ہو گئے تھے

برسوں سے یہ خاموشی کا رشتہ چل رہا تھا آج یہ خاموشی شدّت اختیار کر گئی تھی

ڈاکٹر برہان نے بے ساختہ کندھے ڈھیلے چھوڑے جیسے ایک فقیر اپنی بے بسی کا اظہار کر رہا ہو جیسے ایک بے بس انسان اپنی بے بسی کی انتہا پر پہنچ چکا ہو۔ جیسے

کوئی اپنی آخری سانسوں پر ہو اور زندگی کی بھیک مانگ رہا ہو آج وہ کیا نہیں تھے آج تو وہ زندہ بھی نہیں تھے۔

"امی۔۔۔ایک بار۔۔۔پھر سے" انکی آواز میں تڑپ تھی التجا تھی اتنی کہ وہ نہ کہتی تو شاید وہ اگلی سانس بھی نہ لے پاتے۔

زرتشم نے انکے چہرے کو بغور دیکھا اسے افسوس ہوا اسے نہیں کھولنی چاہئے تھی اپنی زبان۔ اس نے ایک زندہ شخص کو آج گویا مار دیا تھا۔

"پ۔۔۔ پلیز" اسے ترس کھانا چاہیے تھا اس فقیر پر

وہ اس وقت ترس کے قابل تھا۔

یہ وہی برہان تھے؟ سنجیدہ، خاموش اور صرف

مسکراتے رہنے والے؟

اس وقت انکے ماتھے پر بکھرے بال اور نڈھال سا

وجود دل کو تڑپ کرر کھ گیا تھا آہ وہ کیوں خاموش

نہیں رہی۔ زرتشم کے دل نے شدّت سے مرنے کی

دعا کی

اسکی آنکھوں سے ابل ابل کر آنسوں بہنے لگے لب بے ساختہ پھڑپڑائے کچھ الفاظ ان پر مچلنے لگے تھے۔

Cintaku yang belum selesai۔

"(میری ادھوری محبت)"اس ملک کی خاص "ملے" زبان کا وہ جملہ جو خود میں ایک پورا جہاں آباد کئے ہوئے تھا۔

وہ اپنی کانپتی ہوئی دھیمی آواز میں بولتی انہیں دیکھنے لگی ۔انکی آنکھوں سے مزید تیزی سے گرم سیال بہنے لگا

"پ۔۔۔پھر سے" پھر ایک التجا۔

"Cintaku yang belum selesai"۔

اسکے لبوں سے ٹوٹ کر نکلتے الفاظ سن کر وہ آنکھیں ضبط سے مینچ گئے۔

"پھر سے "

"پھر سے"

"Cintaku yang belum selesai"۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولتی گئی ایک نہیں کئی بار

یہی الفاظ کسی دیوانی کی طرح کسی محبت میں پور پور

ڈوبی ہوئی لڑکی کی طرح

"پھر سے"

یہ الفاظ کسی سحر کی طرح ڈاکٹر برہان پر اپنا جادو کرتے

انہیں بے جان سے کرتے چلے گئے

برسوں پرانا وقت اور وہ ایک آواز

Cintaku yang belum selesai۔

آج یہ آواز اس آواز جیسی لگ رہی تھی بلکل ویسی جس کے سہارے وہ زندہ تھے۔

"پھر سے "

دونوں جانب لبوں پر ایک ہی جملہ جیسے دونوں کو دھیرے دھیرے زندہ کرتا چلا جارہا تھا۔ وہ دیوانوں کی طرح بس "پھر سے" بولتے چلے جارہے تھے۔

انکی سماعتوں میں وہ آواز اور یہ آواز ایک ساتھ گونجنے لگی تھیں

زرتشم بے آواز رونے لگی تھی انکے حال پر اسے رونا آ رہا تھا

وہ وہی سر جھکائے اس کرب بھرے احساس سے پگھلتے چلے گئے۔وجود بے جان سا ہو گیا تھا وہ بیڈ سے بے اختیار فرش پر آتے سیدھا سجدے میں چلے گئے۔انکو یوں دیکھ کسی نے جیسے زرتشم کی روح کھینچ لی تھی وہ تڑپ کر انکو دیکھنے لگی۔انکے وجود پر ایک لرزا سا طاری ہو گیا تھا۔

وہ تڑپ کر بے اختیار سیدھی ہو بیٹھی۔ اور سرخ متورم آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگی۔ آنکھوں سے سیلابی ریلا بہنے لگا تھا۔

"بب۔۔۔ برہان" اسکے لبوں نے بے حد کمزور سا انکا نام پکارا جس پر وہ کس تڑپ سے سر نفی میں ہلاتے کرب اور ازیتوں کی انتہا کو پہنچ گئے تھے

"الحمد للہ" اس نے بخوبی انکے منہ سے یہ لفظ سنا لیکن وہ تڑپ اٹھی، وہ مر گئی زرتشم نوشیر وال کیلئے آج یہ

لفظ موت بن گیا تھا۔ وہ جو اسے اذیتوں بھری زندگی

سے نکال کر جنت کی دنیا میں لے جائے ایسی موت۔

وہ چیخ نہیں سکتے تھے لیکن چیخنا چاہتے تھے تاکہ انکے

اندر اٹھتا وبال تھم سکے جو اس وقت انکی سانسیں

روک رہا تھا وہ اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس کر رہے

تھے۔

لیکن اگلے ہی پل کسی نے زرتشم نوشیروال کی روح

جیسے قبض کرلی جب اسکے کانوں میں انکی سسکیاں اور

تڑپ سنائی دی وہ تڑپ کر آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ کس طرح لرز رہے تھے جیسے ابھی مر جائیں گے زرتشم ہمت کرتی آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اسکی ٹانگیں جواب دے گئیں وہ تڑپ کر وہی رہ گئی۔ لیکن آنکھوں سے جیسے طوفانی برسات برسنے لگی تھی۔

"بب۔۔۔ برہان" وہ انہیں پکارتی عین کنارے پر آ پہنچی تھی جب اسکی پکار پر انہوں نے سر اٹھا کر اسے

دیکھا اس سے پہلے وہ گر جاتی انکے مضبوط ہاتھ نے

اسے کندھوں سے تھام لیا تھا۔

دونوں آمنے سامنے آتے جیسے وقت روک گئے

نگاہیں ملتے سمندروں نے کچھ دیر لہروں پر کڑی

پابندی لگادی

دیواروں نے اس خوبصورت منظر کو خود میں قید کر لیا

فضا میں ایک خوشبو سی پھیلتی دونوں کے بیچ رقص

کرنے لگی تھی۔ان سبز نگاہوں کا گہرے جھیل سی

آنکھوں سے مل جانا اس کائنات کی بکھری دھنوں کو

سمیٹ کر ایک نہیں سُر بکھیر گیا تھا

انہوں نے کس تڑپ سے اپنی ہتھیلی زر تشم کے

رخسار پر جمائی اور اسے ذرا سا چھو کر محسوس کرنے

لگے۔

یہ خواب نہیں تھا یہ حقیقت تھی سوچ کر انکی آنکھوں

سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا وہ اس کی پیشانی سے

پیشانی جوڑ گئے۔

یہ لمحہ۔۔۔کاش یہی رک جاتا اس ایک لمحے نے زرتشم نوشیر وال کو پھر سے زندگی کے احساسات سے بھر دیا تھا وہ تڑپ کر اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر ٹکے برہان کے ہاتھ پر رکھ گئی

"ک۔۔۔کہاں تھے ؟" درد میں ڈوبی آواز اور لہجے میں چھلکتا کرب۔انکا دل عنقریب تکلیف کی شدّت کے باعث بند ہونے کے قریب تھا۔

"کتنا ڈھونڈا میں نے آپ کو" زرتشم سسک سسک کر روتی سر نفی میں ہلانے لگی دل بند ہو رہا تھا۔

"مم۔۔۔میری غلطی کی۔۔۔اتنی بڑی سزا۔۔۔کہ مجھے زندہ مار گئے "انکی باتوں پر زرتشم کا دل عنقریب پھٹنے کو تھا

وہ کیا کہتی وہ کچھ کہنے لائق نہیں تھی اسکی خاموشی بھی آج جان لیوا تھی برہان کیلئے اسے اپنی خاموشی توڑ لینی چاہئے تھی۔

"i will never forgive you ۔
for this "

"(میں کبھی آپ کو اسکے لئے معاف نہیں کرونگا)"

اسے تو معافی بھی نہیں چاہیئے تھی اسے کچھ نہیں چاہیئے تھا سوائے اس ایک شخص کے۔

برسوں پرانی ادھوری محبت مکمل آج بھی نہیں تھی لیکن اسکا اثر بہت جان لیوا تھا۔

"برہان ورک کو زندہ لاش بنادینے پر خدا بھی آپ کو معاف نہیں کرے گا" انکی اس بات پر زرتشم کی روح لرز اٹھی تھی۔

اسکی برسوں پرانی خاموشی ایک جیتے جاگتے شخص کو
تباہ کر گئی تھی

وہ تڑپ کر اس کے کندھے سے لگتے سسک سسک کر
رو پڑے زر تشم کے لرزتے ہوئے ہاتھ اس قدر بے
جان تھے کہ وہ ان کے کندھے پر آکر بھی انکو دلاسہ نہ
دے سکے۔

یہ سارا منظر باہر کھڑی کومل کی نگاہوں نے بخوبی
نوٹ کیا تھا وہ جیسے اپنی جگہ پتھرا سی گئی تھی شل
ساکت سانس روکے وہ ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ بے یقین تھی جو وہ دیکھ رہی تھی اسکے سچ ہونے پر۔
کہاں زرتشم نوشیر وال اور کہاں ڈاکٹر برہان ورک
ایک ہارٹ اسپیشلسٹ۔کتنے برس وہ کسی کی قید میں
رہی تو کیا مطلب۔۔۔وہ ماضی میں ؟کومل کے ذہن
میں یہ سوال کسی طوفان کی طرح اٹھ چکا تھا۔

وہ دھک سے دروازے والی دیوار کے ساتھ لگ گئی۔
بے یقینی نے کچھ پل اسے کسی حرکت کے قابل نہیں
چھوڑا تھا

برہان زرتشم کے کندھے سے سر اٹھائے کس تڑپ سے انکے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگے تھے جبکہ انکی آنکھوں کو اجڑا حال دیکھ زرتشم کا دل گویا کٹ کر رہ گیا تھا۔

وہ ایسے دیکھ رہے تھے جیسے یہ کوئی معجزہ ہو ہاں کوئی اس شخص سے پوچھتا جس نے گزرے پل کتنی ازیت میں گزارے تھے

"کیا محبت میں عدالت صرف یک طرفہ لگتی ہے؟"

انکے سوال پر زرتشم نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا۔

"کیا مجرم کو اپنی صفائی کا موقع نہیں ملتا؟" وہ پوچھ

نہیں رہے تھے وہ جان نکال رہے تھے اس لڑکی کی جو

پہلے سے کتنے پچھتاوؤں میں گھری ہوئی تھی۔وہ روتی

ہوئی سر نفی میں ہلاتی رہی۔

"آپ تو موت کی سزا سنا کر چلے گئے۔۔۔اور میں آج

تک پل پل ازیت کی موت مرتا رہا۔۔۔ک

۔۔۔کیوں۔۔۔کیوں کیا" آخر میں وہ رو پڑے تھے

پیشانی بیڈ پر ٹکائے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے

تھے۔

زرتشم بری طرح سے لرزا ٹھی وہ انکے کندھے تھامے
خود کو گرنے سے بچانے لگی

"کیو۔۔۔ں" وہ بالا آخر چیخ پڑے تھے۔ان کی چیخ
پر زرتشم کے ساتھ ساتھ باہر کھڑی کومل بھی جیسے
کانپ سی اٹھی تھی اس نے جلدی سے کمرے کا
دروازہ بند کر دیا اور اپنے آنسوں صاف کرتی آگے
پیچھے دیکھنے لگی۔

زیحال کو بھیج دینا اسکا کتنا صحیح فیصلہ تھا اسکا اندازہ اسے
اب ہو رہا تھا۔

زمل سیدھی اندر بھاگی گئ تھی جب اس نے ذرا سا مڑ کر پیچھے دیکھا وہ بھاگ نہیں رہا تھا لیکن چہرے پر دلکش مسکراہٹ لئے وہ لمبے ڈھینگ بھرتا خطرناک ارادے لئے اسکے پیچھے تھا۔اور اسکی یہی رفتار زمل کی دوڑ کے برابر تھی۔

اسے دیکھ زمل کے چہرے پر شرم کی لالی سی بکھر گئ۔ وہ اپنی کھلکھلاہٹ پورے لاؤنج میں بکھیرتی آگے دیکھ سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئ۔زیحال بھی اسی

وقت گھر میں داخل ہوا جب اسکی پیاسی نگاہیں سیدھی
اسکے پیچھے اس سے پہلے دوڑی گئی تھیں۔
پاشاولا کی بڑی شاہی کھڑکیوں پر لگے کرٹنز پوری
طرح سے ہوا کے دوش پر اڑ رہے تھے جن میں سے
ایک باریک پردہ زیحال کے راستے میں حائل ہوتا
ایک بہت بڑی رکاوٹ بننے کی کوشش کرنے لگا تھا
جسے وہ ایک ہی جھٹکے میں دور کرتا زمل کے قدموں پر
قدم رکھے اسکے پیچھے کھنچتا چلا گیا۔ وہ کتنا دیوانہ تھا اسکا

اس وقت خوب پتہ چل رہا تھا۔ وہ کسی ڈور میں

بندھنے کے انداز میں اس وقت بس چلتا جا رہا تھا۔

زمل نے ٹھہر کر اوپر جالیوں سے اس عاشق کو دیکھا۔

جو پہلی سیڑھی پر پہنچا ہی تھا کہ نگاہ زمل پر پڑ گئی وہ وہی

دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے پیچھے گرنے کی ایکٹنگ

کرنے لگا۔

اسے ایسے گرتے دیکھ زمل منہ پر ہاتھ رکھتی کھلکھلا کر

ہنس پڑی اور "ہبی آپ بھی ناں" والا ہاتھ اپنے ماتھے

پر مارتی آگے بھاگ گئی۔

زیحال تو اسکی اسی ادا پر پاگل ہو گیا تھا وہ غش کھا کر عنقریب سیج میں گرنے والا تھا وہ دشمن جان ان اداؤں سے اس معصوم کو الجھا رہی تھی۔

کتنا متمنی رہتا تھا وہ کہ یہ لڑکی خود اسکے قریب آئے یہ نوازش بھی زیحال کی قسمت نے آج کر ہی دی تھی۔

کمرے میں آتے ہی زمل نے رک کر تیز تیز سانس لی اور اپنی مسکراہٹ سمیٹتے گھبرا کر پیچھے دیکھنے لگی جہاں سے زیحال کے قدموں کی چاپ بخوبی سنائی دے رہی تھی مطلب وہ آرہا تھا۔

یہ کہاں کومل نے اسے پھنسا دیا تھا لیکن اب جب پھنس گئی تھی تو اسے بھگتنا بھی تھا. وہ وہی کھڑی یہ سوچ ہی رہی تھی جب پیچھے سے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی اس آواز نے زمل کا دل گویا ہتھیلی پر دھڑکا دیا تھا۔

وہ ڈر کر بے ساختہ پیچھے مڑی جہاں وہ دیوانہ ایک ہاتھ لاک پر رکھے کن خمار آلود نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

زمل کیلئے اس وقت ڈر، خوف اور اپنے گالوں کی سرخی ایک ساتھ سمبھالنا بے حد مشکل ہو رہا تھا۔

وہ آنکھوں میں جان لیوا خماری لئے اسکی جانب قدم بڑھانے لگا۔

نگاہیں پوری ایمانداری سے اسکے مرمری سے بدن کے ساتھ انصاف کر رہی تھیں۔ جن کی تپش وہ اتنی دور کھڑی بھی بخوبی محسوس کر پا رہی تھی۔

زمل اسکے قدم اپنی جانب بڑھتے دیکھ گھبرا کر پیچھے کی جانب قدم اٹھانے لگی جسے دیکھ زیحال وہی رک گیا۔

اور دھیرے سے سر نفی میں ہلایا جیسے کہنا چاہتا ہو

"اب نہیں جاناں اب آگے آؤ"

ہاں کیوں چھیڑا اسے اب کہا تھا تو پوری بھی کرو۔

زمل پھر بھی پیچھے بڑھتی گئ یہاں تک کہ پیچھے دیوار سے جا لگی تھی۔اس نے گھبرا کر پیچھے کھڑی دیوار کو دیکھ کر دانت کچکچائے یہ دیوار بھی اسکی دشمن لگ رہی تھی۔

زیحال اسے دیوار کے ساتھ لگے دیکھ مزید آنکھوں میں بے باکی لئے اس کے قریب جو نہی آیا زمل نکل

کر وہاں سے بھاگنے لگی تھی کہ اسی وقت اس جن کی پکڑ میں آ گئی۔

وہ اسے واپس دیوار سے پن کرتا دونوں جانب سے لاک کرتے اسکے چہرے پر جھک گیا۔

"کہاں چلی میرا جان قرار" وہ جھک کر عین اسکے چہرے کے مقابل ہوا۔

اور وہ اسی پر بری طرح سے کانپ اٹھی تھی

زیحال اسے کمر سے تھام کر اپنے قریب کر گیا۔

"ڈر کیوں رہی ہیں مسسز آفندی۔۔۔دلیر بنیں

۔۔۔جیسے فرمائش کی ویسے اب مجھے پوری بھی کرنے

دیں "

زمل اسکی سانسوں کی تپش پر بلش کرتی شرما کر اسکے

سینے میں چھپ گئ کانپ تو وہ اب بھی رہی تھی

اور اسکا یوں کانپنا ہی زیحال کو جیسے مدہوش سا کر رہا

تھا۔

اسے اپنے سینے سے یوں لگتے دیکھ زیحال کے اندر جذباتوں کا ایک طوفان سا برپا ہو گیا تھا۔ وہ اسے اپنے کسرتی وجود میں چھپائے بانہوں میں بھر گیا۔

"بتاؤ ناں۔۔۔ کیا چاہئے میرے بے بی؟" اسکے سوال پر زمل نے آنکھوں اور زور سے بند کر لیں

"وو۔۔وہ" اس نے اپنی انگلی سے وارڈروب کے اوپر رکھے بیگ کی جانب اشارہ کیا

زیحال بیگ کو دیکھ یکدم سے چونکا

"بیگ۔۔۔؟وہ کیوں؟" اسے واقعی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"ک۔۔۔کچھ کپڑے رکھنے تھے بب۔۔۔بچوں کے "بروقت اسے یہی بہانہ ملا تھا اس جن سے بچنے کیلئے۔

زیحال نے بیگ چھوڑے اس چھوٹی سی لڑکی کو گھورا جو وقت کے ساتھ پھر سے پہلے جیسی ہو گئی تھی لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ دو بچوں کی ماں ہے۔

"اچھا۔۔۔وہ بیگ ہاں۔۔۔"وہ زمل کو تھوڑی سی گدگدی کرتے شرارت سے پوچھنے لگا اور وہ تو تھی ہی

پاگل ذرا سی انگلی لگنے پر ہی اچھل کر پڑتی تھی۔اب
بھی وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی

زیحال نے اس لڑکی کو دیکھا جو کیا تھی اسکے لئے۔

اسے بیاں کرنے کو آج تک الفاظ تو اسے خود بھی نہیں
ملے تھے

"لیکن اب تو کچھ اور ملے گا" وہ شریر لہجے میں بولتا
زمل کی رہی سہی جان بھی لبوں پر لے آیا۔

"ن۔۔۔نہیں" اسکی نہیں میں بھی زیحال کو ہاں
سنائی دی تھی۔

وہ اسے لئے بیڈ تک لایا اور دھیرے سے اسے لٹاتے اس پر سایہ افگن ہو گیا۔

وہ اس پہاڑی وجود کے نیچے دبی دکھائی تک نہیں دے رہی تھی۔

"ہ۔۔۔ہبی" زمل کی کمزور سی آواز پر زیحال نے چہرہ باہر نکال کر اسے دیکھا۔

"جی جان۔۔۔حکم" اسکے جواب پر زمل کے دل میں پھر سے گدگدی سی ہوئی۔

"آ۔۔۔آپ تھوڑا سا پیار ک۔۔۔۔کریں گے ناں

؟" اسکے معصومانہ سوال پر زیحال دھک سے رکا اور

اسکی جھکی ہی لرزتی پلکوں کی جھالر دیکھنے لگا جب اسکے

لبوں پر بے اختیار دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔

"میرا ارادہ تو بڑا خطرناک ہے۔۔۔اب میری وائفی

نے پہلی بار خود سے فرمائش کی ہے تو تھوڑے میں تو

نہیں ٹرخا سکتا ناں" اسکی اتنی سی بات پر زمل نے

جھٹ سے پلکوں کی جھالر اٹھاتے اس ظالم خان کو

دیکھا

"نو" بچوں کی طرح ہونٹ گول کئے وہ بے حد کیوٹ لگ رہی تھی

"یس آج نان اسٹاپ سب ہو گا" کہتے وہ اسکی ٹانگوں کو ایک جھٹکے میں لاک کر گیا۔ اسکے وجود کی سختی محسوس ہوتی زمل کی جان جیسے لبوں پر آگئی تھی

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔ہبی" وہ تقریباً رونے والی شکل بناتی اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔ اس وقت زامل زالے اور اس میں کوئی فرق نہیں تھا

اسکی اتنی کیوٹ حرکت پر زیحال کا جو قہقہہ پھوٹ کر

نکلا تھا وہ ہنستا ہوا اسکے ایک جانب بیڈ پر گر گیا

"اوہ گاڈ۔۔۔ تم مجھے کچھ کرنے دو گی کبھی؟" وہ ہنسی

روک کر گردن موڑے پوچھنے لگا۔

وہ ہمیشہ یہی کیوٹ حرکتیں کر کر اسکے جذباتوں کو

بریک لگوا دیتی تھی۔ زمل اسکے ساتھ لیٹی اسے دیکھتی

رہی

اسکا پسندیدہ نظارہ اس شخص کو یوں ہنستے ہوئے دیکھنا تھا۔ وہ کتنی ہو دیر اسے یونہی تکتی رہی دل خوشی سے چور تھا

"ہبی۔۔۔" اسکے پکارنے پر زیحال نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا

"آئی لو ویو" یہ الفاظ خود نکلے تھے لیکن زیحال کیلیئے یہ کتنی اہمیت رکھتے تھے یہ صرف وہی جانتا تھا وہ بہت کم اعتراف کرتی تھی لیکن جب کرتی تھی زیحال کو زندہ کر دیتی تھی۔

وہ ایک جھٹکے میں اٹھتا زمل کو وہی گراتے اسکے اوپر آ گیا

ہاتھ کی انگلیاں آپس میں الجھ گئیں نگاہیں دو سے چار ہو گئیں۔

"لیکن مجھے صرف محبت نہیں ہے۔۔۔مجھے عشق ہے تم سے۔۔۔ جنون کی حد تک۔۔۔دیوانگی کی حد تک"

اسکا ایک ایک لفظ محبت میں پور پور ڈوبا ہوا تھا۔

زمل اسکی آنکھوں میں دیکھتی مسمرائز سی ہونے لگی۔

جب بے خود سا ہوتے وہ اسکے لبوں پر جھک کر وقت

اور سانس ایک ساتھ روک گیا۔

کمرے میں ہلکی ہلکی سی ہلچل کی آواز رہ گئی تھی باقی

سب ان کے وجود کی طرح ساکت ہو گیا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تھا کومل نے اسکی آواز پر مڑ کر

پیچھے دیکھا جہاں سے نکل کر ڈاکٹر برہان سیدھا باہر

چلے گئے تھے

آج انکو ایسے جاتے دیکھ کومل کا دل کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا وہ جلدی سے زرتشم کے کمرے تک آئی جب اس کی نظر اندر بیڈ پر گئی۔

وہ تکیے میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی

۔

گل کو ایسے روتے دیکھ کومل جلدی سے ڈاکٹر برہان کے پیچھے گئی لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی وہ اپنی گاڑی لے کر نکل چکے تھے پیچھے صرف دھواں باقی رہ گیا تھا۔

وقت نے پلٹا لیا تھا اور پہلے سے زیادہ سفاک ہو گیا تھا۔

وہ عام دنوں کی نسبت اندھا دھند ڈرائیو نگ کرتے جا

رہے تھے جیسے آس پاس کچھ دکھائی نہ دے رہا ہو ہر

چیز سن اور خاموش ہو گئی تھی

آنکھوں سے آنسوں ابل ابل کر اب تک بہہ رہے

تھے جنہیں وہ بے دردی سے رگڑ کر صاف کرتے

سٹیرنگ مضبوطی سے تھام گئے۔

انھوں نے سرخ متورم آنکھوں سے کھڑکی کے باہر

دوڑتے منظر دیکھے

سب کچھ وہی تو تھا جو برسوں سے وہ دیکھتے آ رہے تھے

پھر آج کیوں سب انہیں تکلیف دے رہا تھا۔ انہیں

پہلے سے زیادہ ازیت کی موت مار رہا تھا

وہ کتنی ہی بار راستے میں آنے والی گاڑیوں سے

ٹکراتے ٹکراتے بچے تھے۔

آخر میں اپنے گھر پہنچتے وہ سیدھا اپنے کمرے میں گئے

جہاں سامنے ہی وہ خط فریم ہوا دیوار پر چسپاں دکھائی

دیا

"کب تک اسے یاد کرتے رہیں گے؟" مبشر کی بات
انکے ذہن میں گھومی
"جب تک مجھ میں سانسیں باقی ہیں" دوبدو جواب دیا
گیا تھا۔
"وہ مر چکی ہو گی" انہوں نے پھر ناکام سی کوشش کی
اس دیوانے کو بچانے کی
"وہ زندہ ہے میرے اندر" انکا جواب مبشر کو لاجواب
کر گیا تھا وہ خاموش ہو گئے تھے۔
"وہ نہ ملی تو؟" پھر سے کمزور سا سوال

"ملے گی۔۔۔مجھے اپنے اللّٰہ پر یقین ہے۔۔۔وہ ملے گی"

آہ وہ مل گئی تھی آج وہ مل گئی تھی لیکن کس حال میں ؟کسی کی بیوی کی صورت میں ؟کوئی جان سکتا تھا اس بات کے پیچھے چھپی ازیت

برسوں جس کے انتظار میں سانسیں لے رہے تھے اسکی سانسوں پر تو کسی اور کو حق مل گیا تھا اور وہ؟

وہ برسوں بعد بھی خالی ہاتھ رہ گئے۔

وہ بے جان سے فرش پر بیٹھتے چلے گئے سامنے لگے

خط کو دیکھ انکے اندر ایک وبال سا اٹھنے لگا تھا جس کا زور

آنسوؤں پر بڑھنے لگا

وہ وہی سر جھکائے کس تڑپ سے رو پڑے تھے

تب ہی باہر ایک گاڑی آر کی جس سے اترتے ڈاکٹر

مبشر سیتی بجاتے ہوئے پچھلی نشست پر رکھے کچھ

کھانے کے پیکٹس اٹھانے لگے

آج وہ انکو سرپرائز کرنا چاہتے تھے گھر کا کام ہو چکا ہو گا بس کھانا باقی تھا جو وہ باہر سے لے آئے تھے اب کیسے وہ ان سے کام کرواتے۔

سوچ کر ہی انکو ہنسی آرہی تھی

وہ خوشی خوشی سب کچھ لئے اندر گئے اور جاتے ساتھ سب کچھ ٹیبل پر رکھا بس ایک گلاب کا پھول ہاتھ میں تھما لیا

جو وہ خاص اپنے ڈاکٹر صاحب کیلئے لائے تھے

"ہیلو مائے لوو۔۔ کہاں چھپے ہیں ذرا" وہ خوشی سے

چہکتے ہوئے اپنی ہی دھن میں بولتے چلے جا رہے تھے

جب کمرے میں آتے انکی نظر فرش پر بیٹھے پھوٹ

پھوٹ کر روتے برہان پر پڑی

انکو ایسے بکھرے دیکھ مبشر کے ہاتھ سے پھول بے

اختیار فرش پر جا گرا

وہ خود اپنی جگہ پتھرا سے گئے تھے۔ نہیں یہ نہیں ہونا

چاہئے تھا۔ نہیں انکا دل چیخنے لگا تھا۔ وہ اسی وقت سے

خوف زدہ تھے جو آج آ گیا تھا

وہ برہان کو یوں ٹوٹے بکھرے دیکھ کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل تک نہیں سکے

کیسے ہل سکتے تھے اس ازیت کا کھیل تب شروع ہوا تھا
جو بہت کچھ ایسا نہیں تھا جواب ہو چکا تھا لیکن وہ ایک
شخص تو جیسے اسی وقت میں رہ گیا تھا
آج تک وہ ایک گمنام شخص کی طرح رہا جس کا وجود تو
تھا لیکن روح اسی وقت پرواز کر چکی تھی۔
انکی تکلیف اتنی تھیں کہ کوئی اور ہوتا تو کب کا خود کو
ختم کر چکا ہوتا لیکن وہ خود کو ختم نہ کر سکے کیونکہ ان پر
فاتحہ پڑھنے والا کوئی نہیں تھا۔

ڈاکٹر مبشر کی آنکھوں سے کب گرم سیال بہتا نکلے رخصار کو تر کر گیا انہیں محسوس ہی نہیں ہوا۔

کہ تب ہی انکی درد بھری چیخ کمرے کی ایک ایک چیز سمیت ڈاکٹر مبشر کو بھی لرزا کر رکھ گئی تھی وہ سہم کر انہیں دیکھنے لگے جو اپنے ہاتھوں سے اپنے بال نوچتے بری طرح سے حواس کھو رہے تھے، چیخنے لگے تھے۔ مبشر نے تڑپ کر آگے بڑھتے انکو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ لیکن وہ جیسے آج قابو میں ہی نہیں آرہے تھے۔

"بھائی۔۔۔بھائی کیا کر رہے ہیں" برہان ان کے

ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑواتے بے قابو ہونے لگے

تھے اتنے کہ مبشر کیلیئے انکو سمبھال پانا مشکل ہونے لگا

تھا

"بھائی سمبھالیں خود کو۔۔۔پلیز" مبشر کو اپنی

سانسیں سینے میں ہی اٹکتی محسوس ہو رہی تھیں۔لیکن

برہان وہ تو جیسے سانس لے ہی نہیں رہے تھے بے

حال نڈھال سا وجود مبشر کے کندھے سے لگتے وہی

ڈھیر ہو گیا تھا۔

مبشر انہیں کسی بچے کی طرح اپنے سینے میں بھینچ کر انکی پیٹھ تھپکنے لگے پر سکون کرنے لگے لیکن نہیں انکا وجود کسی بھڑکتی بھٹی میں جھلس رہا تھا

"آاااا۔۔۔۔"وہ مبشر کے کندھے سے لگے اتنی زور سے چیخے کہ خود مبشر بھی خوف زدہ ہوتے اپنے چہرے کا رخ موڑ کر سانس لینے کی کوشش کرنے لگے

کمرے کی فضا میں آکسیجن جیسے ختم ہو گئی تھی۔ مبشر کو ان خوف آنے لگا تھا۔

برہان اذیتوں کی انتہا پر پہنچتے مبشر کے بازو پر لوٹتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔انکا رونا مبشر کی جان نکال گیا تھا۔

"ک۔۔۔۔کیوں۔۔۔" انکے اس کیوں لفظ میں اتنا کرب اتنی اذیت چھپی تھی کہ سننے والے کی روح تک کو لرزا کر رکھ دے۔

وہ کیا جواب دیتے کہ "کیوں؟" اس کیوں سے تو خود مبشر کو خوف آرہا تھا

''آپ کو اپنا خیال رکھنا چاہئے ناں۔۔۔وہ بھی تو یہی

چاہتی ہو گی ''ایک بار کہی اپنی بات مبشر کو اس وقت

یاد آئی۔تب وہ ساحل کے کنارے برہان کے ساتھ

بیٹھے تھے جن کی نگاہیں یک ٹک لہروں پر جمی تھیں۔

''وہ صرف مجھے مارنا چاہتی ہیں وہ بھی زندہ رکھ کر''وہ

بظاہر نارمل بیٹھے تھے لیکن ایک تکلیفوں کا طوفان

انکے اندر بھی تھا جو بار بار ازیتوں کی لہرا نکے وجود میں

دوڑا رہا تھا ہر لہر پر انکو پہلے سے زیادہ اپنے ساحل سے

ملنے کیلئے تڑپا کر رکھ دیتا۔

"اتنی محبت ؟" وہ پوچھے بنا نہ رہ سکے

ڈاکٹر برہان نے ایک نظر انہیں دیکھا مبشران کی

آنکھوں کی ویرانی اور گہرے گلابی ڈورے دیکھ اندر

سے جیسے کانپ اٹھے تھے

برہان کے بال ہوا کے دوش پر اڑتے ماتھے پر بکھر

رہے تھے ٹھنڈ نے ان کے ہونٹوں پر سفیدی کی ایک

پرت جمادی تھی۔اس وقت وہ وائٹ پینٹ اور بٹنوں

والی آف وائٹ شرٹ میں ملبوس تھے سادہ سا حلیہ

جیسے کوئی عاشق ہوں جیسے کسی پیر پر بیٹھا کوئی فقیر ہو

جو ہر آتے جاتے بندے کے سامنے ہاتھ کر دے اور کہے۔

"مجھے بھیک میں کوئی اسے دے دے۔۔۔دے دے ناں کوئی۔۔۔کیوں نہیں دے رہا۔۔۔وہ مر رہے ہیں انکے بغیر کیا کسی کو ان پر ترس نہیں آرہا"

"محبت لفظ عام لوگوں کیلیئے بنا ہے" ایک سرسری سا جملہ اور مبشر کی زبان گنگ رہ گئی۔

"ان کے لئے تو عشق جنون جیسے لفظ بھی چھوٹے
ہیں۔۔۔انکے لئے تو کوئی لفظ ہی نہیں بنا جو انکو بیاں کر
سکے ان سے ملی کیفیت کو "

مبشر کو ان پر ترس سا رہا تھا ساتھ اس پر غصّہ بھی جیسے
کر جاتے ہیں لوگ کسی معصوم کے ساتھ ایسا کیا مل
جاتا ہے انکو کسی کی مسکراہٹ چھین کر۔
لیکن یہ بھی صرف یک طرفہ نظریہ تھا جانے والے
کو ہر کوئی قصوروار ٹھہرا دیتا ہے لیکن لاکھوں

کروڑوں میں کوئی ایک ایسا نکلتا ہے جو یہ کہہ دے کہ

"جانے والے کی بھی مجبوری ہو سکتی ہے"

ہر چلے جانے والا شخص بے وفا نہیں ہوتا دھوکے باز

نہیں ہوتا اسے بھی سمجھا جائے

دنیا میں اگر کسی کے ساتھ سب سے زیادہ ناانصافی

ہوتی ہے تو اس کے ساتھ جو خاموشی سے چلا جائے اور

پھر وہ الزام خود پر برداشت کرے جو وہ تھا بھی نہیں

"کب تک ایسے رہیں گے ۔۔۔ صبر کریں "انکو اپنے
ہی الفاظ برہان کی کیفیت کے آگے کھوکھلے لگے
تھے۔
"کیسے کروں ۔۔۔ مرنے والوں کا صبر آجاتا ہے
۔۔۔ زندہ چھوڑ کر چلے جانے والوں کا نہیں "آخر میں
انکا لہجہ بھیگ سا گیا وہ رخ موڑ کر اپنی آنکھوں کے
بھیگے گوشے صاف کرنے لگے
یہ دیکھ مبشر کا دل جیسے کٹ کر رہ گیا

"وہ واپس آگئی تو؟" یہ سوال انہیں خود سے خوف زدہ

کر رہا تھا

برہان نے ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن موڑ کر انکی

جانب دیکھا انکی یہ کرب بھری سرخ نگاہیں مبشر کا

دل چیر کر رکھ گئی

"تو قدموں میں گر جاؤ نگا انکے۔۔۔تا کہ رحم کی

بھیک مل جائے" آہ یہاں مبشر کا دل تقریباً پھٹ چکا

تھا وہ نہیں کر سکے برداشت وہ اٹھ کر وہاں سے چلے

گئے مزید بیٹھتے تو انکی حالت دیکھ مبشر کا دل بند بھی

ہو جاتا۔

آج وہ وقت آ گیا تھا وہ آ گئی تھی واپس لوٹ کر یہ خوشی

کی بات تھی لیکن خوف اس میں یہ تھا کہ وہ برہان کو وہ

بھیک نہیں دے سکی جس کی آس پر وہ آج تک

سانسیں لے رہے تھے جسے ہر دعا میں مانگا تھا۔

برہان کا رونا مبشر پر عجیب سی کیفیت طاری کر گیا تھا وہ

کتنی ہی دیر بلک کر بچوں کی طرح روتے رہے

تھے

اب کہیں جا کر انکے وجود میں ایک ٹھہراؤ آیا تھا وہ بیڈ کی پائینتی سے ٹیک لگائے گم سم سے بیٹھے تھے اتنا رونے کے باعث انکے منہ سے اب بھی وقتاً فوقتاً سسکیاں نکل رہی تھیں جنہیں دیکھ مبشر کا دل کٹ کر رہ گیا

وہ اٹھ کر بوجھل قدموں سے پانی کا گلاس لے کر آئے اور واپس آ کر بیٹھتے گلاس انکی جانب بڑھا گئے۔ لیکن آج تو انہوں نے گلاس دیکھا بھی نہیں تھا وہ ایک ہی نقطے پر نظریں ٹکائے نجانے کن سوچوں میں گم

تھے۔ مبشر خاموشی سے انکے گلاس لینے کے انتظار

میں بیٹھے رہے۔

برہان کی آنکھوں کے سامنے وہ پہلا دن گھومنے لگا

جب وہ انکے پاس علاج کیلئے آئی تھی اسکا حال سوچ کر

انکا دل جیسے مٹھی میں آرہا تھا۔

پھر وہ دوبارہ آئی اور آنے لگی اسکا ڈاکٹر برہان کو دیکھنے کا

انداز، انکی سب باتیں مان لینا انکو دیکھ بے وجہ رونے

لگ جانا

وہ سب اس وقت برہان کو اذیتوں کی انتہا پر لے گیا تھا ۔انکی آنکھیں جلنے لگی تھیں ایسے جیسے کسی بھڑکتی آگ کا شعلہ۔

"پانی پی لیں "مبشر نے دھیمی آواز میں انہیں پکارا لیکن انکی سماعتیں پتھرا چکی تھیں

"کہاں ملی وہ؟" وہ نڈھال سے گلاس رکھتے انکی جانب متوجہ ہوئے۔

"زرتشم نوشیر وال" انکے لبوں سے ادا ہونے والا نام سنتے مبشر کتنے ہی پل سانس تک نہ لے سکے شل ساکت بلکل پتھر بنے انکو دیکھنے لگے۔

جبکہ برہان کی آنکھوں سے تکلیف ایک بار پھر بہنے لگی تھی

"میری قسمت نے مجھ پر ترس نہیں کھایا موبی" وہ کس کرب بھرے لہجے میں بولے تھے جبکہ مبشر اب تک ساکت تھے بنا سانس لئے۔

"وہ ملی بھی تو کس حال میں ؟" آہ یہ احساس ان کی جان نکال رہا تھا آنکھوں سے ابل ابل کر آنسوں تیزی سے بہنے لگے۔

"انکا چار بار مسکیرج ہوا ہے" انکے اپنے الفاظ انکی سماعتوں میں گونجنے لگے تھے ایک ایک لفظ خبجر کی طرح انکی روح میں آگ رہا تھا وہ ایسے محسوس کر رہے تھے جیسے کوئی انکی روح کو چھلنی کر رہا ہو

"اتنی بار زیادتی ہوئی انکے ساتھ کیا یہ بھی آپکے گھر کی عورتوں کے ساتھ عام ہے" سامنے وہاج تھے اور وہ

ڈاکٹر تھے لیکن بات کس کی ہو رہی تھی ؟انکی اپنی محبت کی ؟

وہ نہیں کر پا رہے تھے برداشت ان کی جان نکل رہی تھی وہ پھر سے سر جھکائے بلک بلک کر رو پڑے تھے

"بھائی۔۔۔یار حوصلہ کریں "مبشر تڑپ کر انہیں کندھوں سے تھام گئے جب برہان کے سینے میں اٹھتا وبال کھانسی کی صورت میں ان کی حالت مزید بگاڑ گیا

وہ وہی فرش پر جھکے بری طرح سے کھانستے سرخ ہو گئے

"بھائی۔۔۔بھائی کیا ہوا آپ کو" برہان کو اس قدر تکلیف میں الجھتے دیکھ وہ تڑپ کر انکی پیٹھ مسلنے لگے لیکن انکی کھانسی تھمنے کے بجائے مزید بڑھ گئی منہ سے گاڑھا پانی نکلنے لگا تھا آنکھوں سے آنسوں تواتر بہنا شروع ہو گئے تھے

"بھائی۔۔۔بھائی پانی پیئیں۔۔۔پلیز" وہ زبردستی گلاس انکے لبوں تک لے گئے لیکن وہ ہاتھ سے پیچھے کرتے اپنے سینے کو مسلنے لگے جیسے سانس نہ آ رہی ہو

"پی لیں پانی۔۔۔پلیز۔۔۔پلیز" انکے ہاتھ جوڑنے کی کسر باقی رہ گئی تھی لیکن انکو سانس ہی نہیں آ رہی تھی تو پانی کیسے پی لیتے تکلیف کی شدّت انکی جان نکال رہی تھی۔

"پانی پی لیں۔۔۔اب مرنا چاہتے ہیں اسکے پیچھے۔۔۔ترس کھائیں خود پر۔۔۔ترس کھائیں" وہ

بالا آخر غصّے سے چیخ پڑے تھے۔ انکی چیخ کا بھی جیسے
کوئی اثر نہ ہوا کتنی دیر انکی کھانسی انکی حالت بری کرتی
رہی بالا آخر مبشر کو زبردست انکو پانی پلانا پڑا تھا
ان کی یہ حالت دیکھ انکو خود رونا آرہا تھا دل جیسے پھٹنے
کے قریب تھا کیا حال ہو اس شخص کا جس کی محبت
برسوں پہلے اس سے بچھڑ جائیں اور جب ملے تو اس
حال میں کہ کوئی اسے موت کے منہ تک لے آیا ہو
اسکے وجود کا کیا اسکی روح تک کو اس قدر چھلنی کر گیا

ہو کہ اس شخص کو اپنی پوری زندگی لگ جائے ان زخموں کو سینے میں

"پلیز۔۔۔۔پلیز سمبھالیں خود کو" وہ برہان کی تھوڑی طبیعت سمبھلتے دیکھ کس کرب سے بولے تھے۔

"ایک لڑکی کیلئے اور کتنا خود کو ختم کریں گے یار۔۔۔اب تو وہ کسی اور کی ہو چکی ہے" ان کی بات پر برہان نے ٹرسنس کی سی کیفیت میں انکی جانب دیکھا

انکے دیکھنے کا انداز جیسا تھا مبشر کو اپنی رگوں میں دوڑتا
خون جمتا ہوا محسوس ہوا وہ مرہم کے بجائے انکے زخم
ادھیڑ گئے تھے لیکن یہ حقیقت تھی
"یہ سچ ہے۔۔۔ ہم اس سچ کو نہیں جھٹلا سکتے "
وہ خود بھی زرتشم کی رپورٹس سے واقف تھے اگر
صرف نکاح ہوا ہوتا تو بات اور ہوتی لیکن اسکا چار بار
مسکیرج اور مسلسل اسکے ساتھ ہوئی زیادتی یہ سب
ہونے کے بعد ڈاکٹر مبشر کی نظر میں وہ لڑکی کسی ایسے
شخص کے قابل تو ہر گز نہیں رہی تھی جو ہر طرح سے

پاکیزہ ہو جسے اس طرح کی ہوا ابھی آج تک چھو کر

نہیں گزری جو اس قسم کے احساسات سے بلکل

انجان تھا۔ جس کا وجود آج تک ان چھوا تھا۔

"وہ اب آپ کی نہیں ہو سکتی" کڑوی حقیقت جس

سے برہان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ

دیا ہو

"ک۔۔۔ کیوں؟" ان کا کیوں سن کر مبشر نے ضبط

سے لب بھنچے مطلب یہ شخص اب بھی اسکا متمنی تھا۔

سوچ کر ہی مبشر کو غصّہ آنے لگا تھا

"کیونکہ وہ کسی اور کے نکاح میں ہے" انہوں نے

ایک ایک لفظ پر زور دیا انکو ذرا اپنے ڈاکٹر صاحب پر

ترس نہیں آیا جس کے لیے یہ الفاظ گویا موت کے

مترادف تھے۔

وہ صاف الفاظ میں یہ نہ کہہ سکے کہ وہ شخص کسی

درندے کی طرح اس معصوم لڑکی کو نوچ چکا ہے وہ

اب کسی قابل نہیں تھی اسکے زخم اتنے گہرے تھے

کب اس کے لئے جان لیوا مرض بن جائے کچھ پتہ

نہیں تھا اور وہ ہر گز نہیں چاہتے تھے کہ برہان ایک بار

پھر اس جان لیوا تکلیف سے گزریں

"وہ۔۔۔وہی تھی۔۔۔اسکی خوشبو بتاتی تھی" آہ آج

انہوں نے اپنے آپ سے اعتراف کیا تھا۔

وہ جو اسے بار بار بلاتے تھے صرف اس لئے کہ آج

بھی اس لڑکی کے بدن کی خوشبو ویسی تھی جیسی اسکے

ہاتھ سے قلم کے ذریعے اتر کر اس خط میں سما گئی تھی

وہ اسے بار بار بلاتے تھے تا کہ وہ اس خوشبو کو محسوس

کر سکیں۔

"اسے بلاؤں ؟" مبشر کے سوال پر انہوں ے سرخ متورم آنکھوں سے انکی جانب دیکھا پھر نگاہیں موڑ گئے۔

"نہیں۔۔۔وہ پریشان ہو گی "

"بعد میں پتہ چلا تو خفا بھی ہو گی۔۔۔آپ جانتے ہیں آپ پر جان دیتی ہے وہ۔۔۔آپ کی آنکھوں میں ایک آنسوں برداشت نہیں کر سکتی "

انکے انداز میں ہی مقابل کی ڈاکٹر برہان کیلئے شدید محبت جھلکی تھی

"اسے نہ بتانا کچھ۔۔۔وہ ہرٹ ہو گی" وہ اب بھی اسکا سوچ رہے تھے مبشر انکو دیکھ کر رہ گئے

"جو خود مر رہے ہیں اسکا کیا؟" انکی بات پر برہان نے کندھے جھٹکے اور دھیرے سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگے جس دوران انکے بے جان وجود میں جان سی نہ رہی اور وہ بے اختیار ڈھے گئے اس سے پہلے مبشر نے انکو تھام لیا تھا۔

"زندگی میں یوں گرتے رہے تو زندگی نہیں چلے گی"

وہ نہایت سنجیدگی سے بولتے اٹھے اور ساتھ برہان کو بھی اٹھا گئے

اور دھیرے دھیرے بیڈ تک لے گئے۔

وہ بیڈ پر بیٹھ کر بھی اس خط کو ہی دیکھ رہے تھے بار بار زرتشم کا چہرہ یاد کرتے ان کے وجود میں جھٹکے سے لگ رہے تھے وہ جیسے پھر سے سر جھکائے رونے لگے تھے

جب انکو اپنے بازو پر کچھ چبھن سی محسوس ہوئی۔

انہوں نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا جہاں مبشر پہلے ہی اپنا

کام کر چکے تھے

"سوری۔۔۔ لیکن میں آپ کو کھو نہیں سکتا" انہوں

نے انجیکشن برہان کے بازو سے نکال کر سائیڈ ٹیبل پر

اطمینان سے رکھ دیا

"اچھا نہیں کیا یہ؟" انکی آواز گھٹی ہوئی تھی مبشر نے

لب بھینچ لئے۔

انہوں نے نیند کا ہیوی ڈوز برہان کو دے دیا تھا

"کیا کریں۔۔۔ڈاکٹر ہونے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ہم ہر سچویشن کو ہینڈل کر لیتے ہیں" وہ مطمئن سے جواب دے کر پیچھے ہو گئے

ڈوز اتنا تیز تھا کہ برہان کو پانچ منٹ بھی مشکل لگے تھے کہ ان پر نیند کا غلبہ سا طاری ہونے لگا تھا۔وہ نیم بے ہوش ہوتے دھیرے دھیرے پیچھے گر گئے انکو گرتے دیکھ مبشر فورا سے آگے آئے اور انکو دھیرے سے سیدھا کر کر سر تکیے پر ٹکایا اور اوپر کمفرٹر ٹھیک سے ڈالنے لگے۔

کمرے میں بلکل خاموشی تھی مبشر کتنی ہی دیر برہان
کو دیکھتے رہے پھر کمرے سے باہر نکل کر کچن میں آ
گئے جہاں انکا لایا ہوا گرم گرم کھانا ٹھنڈا ہو چکا تھا۔
اب تو جیسے بھوک بھی ختم ہو چکی تھی

وہ بوجھل دل سے اپنے لئے ایک کافی کا مگ تیار کرتے
بالکنی میں آکر بیٹھ گئے جہاں ایک ٹیبل اور دو کرسی
رکھی تھیں

بڑی سی ٹرانسپیرنٹ ونڈو کے اس پار لان میں لگے
خوبصورت پودے دکھائی دے رہے تھے۔ لیکن

جب اندر میں ویرانی ہو تو باہر کے رنگ کچھ اثر نہیں رکھتے

ولی خان حویلی کے وسیع لان میں عاس وقت ٹھنڈی ہوا درختوں کے پتوں سے ٹکرا کر ایک سرسراہٹ پیدا کر رہی تھی۔لان کے ایک کونے میں مالی جھک کر پودوں کو پانی دے رہا تھا، کہیں دور باورچی چائے کے برتن سجا رہا تھا،اور کتنی کی خادمائیں ایک ساتھ حویلی کے بڑے سے لاؤنج کی مل کر صفائی کر رہی تھیں

مگر اس ساری مصروف فضا میں ایک بے چینی نمایاں تھی عین دلدار کی

وہ لان میں آہستہ آہستہ قدم رکھے، بار بار رک کر کچھ سوچنے لگتی۔ کبھی سامنے کے درختوں کی قطار کو دیکھتی، کبھی دائیں ہاتھ کی راہداری کی طرف نظریں دوڑاتی جیسے کسی کا انتظار ہو۔

اس کے چہرے پر ایک ہلکی سی بے چینی تھی، آنکھوں میں الجھن، اور ماتھے پر فکر کی لکیر۔ دوپٹے کا پلو بار بار ہاتھ میں لپیٹتی اور پھر کھول دیتی۔

"بیگم صاحب، چائے لادوں؟" ملازمہ نے قریب آ

کر ادب سے پوچھا۔

عین چونکی، جیسے کسی خیال سے باہر آئی ہو۔

"نہیں... رہنے دو، اپنا کام کرو۔"

یہ کہہ کر وہ دوبارہ لان کے بیچ آکر کھڑی ہو گئی،

نظریں حویلی کے بڑے دروازے پر ٹک گئیں۔

آنے والا شخص اس کے صبر کا کڑا امتحان لے رہا تھا وہ

جیسے سیکنڈ کی سوئی کے ساتھ قدم رکھ رہی تھی۔

تب ہی ایک شخص جس کے تن پر خاص لباس جیسے

یونیفارم تھا وہ سر پر پی کیپ لئے نظر آیا

عین نے فوراً اسے اسکو اشارہ کر کر اپنی جانب بلا لیا۔

"اتنی دیر کر دی۔۔۔نوکری پیارا نہیں ہے تم کو" وہ

سخت لہجے میں مخاطب ہوتی اس کے ہاتھ سے پارسل

تقریباً چھین گئی۔

"سوری میڈم ٹریفک زیادہ تھا" وہ اپنی کمزور دی

صفائی پیش کرتا ایک نوٹ بک اسکے آگے کر گیا جس پر

ایک خانے میں عین نے جلدی سے سائن کئے اور اس لڑکے کو بھگا کر خود اندر آ گئی۔

"عجیب ہے یہ عورت گھر کے دونوں مرد اس وقت مشکل میں ہیں اور یہ پتہ نہیں کن الٹے سیدھے کاموں میں لگی ہیں" مالی جو کب سے عین کو دیکھ رہا تھا ایک دوسرے ملازم کو مخاطب کر کر بولا۔

"پتہ نہیں ایسی عورتوں کا کیا بنے گا جن کو اپنے شوہر تک کی فکر نہیں" وہ بھی اپنی رائے دیتے سر جھٹک کر اپنے کام میں لگ گئے

عین سیدھی اپنے کمرے میں آئی اور آتے ہی بیڈ پر

باکس رکھتے کھولنے لگی۔

اسکے اندر سے کئی پیکٹس ایک ساتھ نکلے سب میں

ایک خاص پاؤڈر بھر رکھا تھا انکو دیکھ عین نے ایک

پیکٹ اٹھا کر دیکھا

اس کے لبوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ سی بکھر گئی

آنکھوں میں وہ چمک جسے دیکھ کسی کو بھی خوف آئے

"ام نے تم سے زریاب مانگا۔۔۔ لیکن تم نے ام کو

نہیں دیا اب ام تم سے چھین کر بتائے گا کہ اس پر کس

کا حق ہے" وہ سرد لہجے میں بولتی اس پڑیا کو سونگھنے لگی

تب ہی اسکی نظر اپنے موبائل پر پڑی وہ فون اٹھاتے کسی کو کال کرنے لگی۔

"وہاج اور بالاج کا کچھ پتہ چلا؟" مقابل کے فون اٹھاتے گھمبیر لہجے میں استفسار یہ پوچھا

"نہیں میڈم ۔۔۔ بالاج کا کچھ پتہ نہیں ہے لیکن وہاج صاحب اس وقت پولیس کی کسٹڈی میں ہیں ہم آپ

کے حکم کے منتظر ہیں جب کہیں گی انکی بیل کروادیں گے "

اسکی بات پر عین کی آنکھیں مزید چمکی۔

"نہیں۔۔۔ابھی رہنے دو اسکو وہی۔۔۔ تم بس فیکٹریوں کا کام سمبھالو۔۔۔ام تم کو جلدی بتائے گا" کہتے وہ مقابل کی بات سنے بغیر کال کاٹ گئی۔ اور ٹھنڈی سانس خارج کرتے پیچھے بیڈ پر لیٹ گئی۔

اس وقت وہ اس سلطنت کی اکیلی ملکہ تھی اسکے پاس
ساری پاور تھی جسے حاصل کرنے کیلئے وہ دونوں بھائی
اپنے آپ کو آج اس مقام پر لے آئے تھے۔
ولی خان کی جائیداد پر عاس وقت صرف عین دلدار کا
حق تھا لیکن اسے اس سے بڑھ کر چاہیئے تھا۔ اسے
زریاب خان آفندی چاہیئے تھے جو اس دولت سے کئی
زیادہ بڑھ کر تھے۔

ــــــــــــــــ

یہ صبح بہت الگ تھی ایسی کہ فضا میں بھی عجیب سا بوجھل پن اور تھکاوٹ۔ یہ باقی دنوں کی طرح خوشگوار تو ہر گز نہ تھی۔ بچے اپنے کھیل میں مصروف تھے جب کومل کی نظر ان پر پڑی اسکے ذہن میں کچھ گھوما

وہ جلدی سے بچوں کے پاس آئی اور انکو پکڑ کر زرتشم کے کمرے تک لے گئی۔

"ڈُل مالننگ (گل کو مارننگ کرنا ہے)؟" زامل نے معصومیت سے پوچھا

"جی میرا بیٹا آپ اپنی گل کو پیارے والا مارننگ کرنا اوکے۔۔۔وہ ہیپی ہیپی ہو جائیں گی"

"ہپی۔۔۔ہپی؟"اب زالے نے معصومیت سے پوچھا"یس۔۔۔بھاگو بھاگو"وہ دونوں کو اندر بھیجتی خود واپس آگئی۔

جہاں عبدلباری اسکے سامنے ہی اپنے کاٹ میں لیٹا اسے دیکھ رہا تھا منہ میں پیسیفائر لئے معصومیت سے دیکھتا ہوا۔

"باہ" اسکے منہ سے باہ سن کر کومل کو خوشی اور دکھ

ایک ساتھ ہوا۔

"بڑے ہو جاؤ اب۔۔۔زالے چاہیئے تو قد بڑا کرو

اپنا" وہ اپنے بیٹے کی ناک دباتی مصنوعی ساس سی بنی۔

لیکن پھر چہرہ بجھ سا گیا

"کیا بات ہے کومل۔۔۔کل سے پریشان ہو سب

ٹھیک ہے؟" مشی اسکی وقت کمرے سے باہر نکلی تھی

جب نظر کومل پر پڑی

"ہمم سب ٹھیک ہے" یہ وہی جانتی تھی کل سے وہ کتنی بجھی ہوئی تھی۔نہ ڈاکٹر برہان کال اٹھا رہے تھے نہ گل کسی سے مل رہی تھی

"بچے کہاں گئے؟" زمل ہاتھ میں فیڈر پکڑے کچن سے نکلی آج وہ ذرا جلدی میں تھی اسکا پیپر تھا زیحال نے رات بھر اسکی تیاری اچھی کروائی اور اب بھی وہ وقت سے پہلے اٹھ گیا تھا۔

"یہ مجھے دے دو میں دے دیتی ہوں تم تیار ہو جاؤ
لیٹ نہ ہو جاؤ کہیں" کومل نے اسکے ہاتھ سے فیڈر پکڑ
لی
زمل تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھتی جلدی سے
کمرے میں بھاگ گئی جہاں زیحال اسے چھوڑنے
جانے کیلئے تیار ہو رہا تھا
"بو؟" زالے نے بو پکارنے پر گل نے بے اختیار
کمفرٹر سے چہرہ باہر نکالا اور بیڈ کے پاس کھڑے دو
پیارے پیارے بچوں کو دیکھنے لگی

"می مالننگ۔۔۔یوڈل (میں آپ کو مارننگ کرنے آیا ہوں گل)" اسکے کہنے کا مقصد تھا اسے اوپر اٹھاؤ وہ اچھے سے مارننگ کرے

67/3

زرتشم کی آنکھیں سوجھ کر سرخ ہوئی پڑی تھیں یقیناً وہ رات بھر بہت روئی تھی اور اب بھی سو نہیں جاگ رہی تھی۔

زامل زالے کو دیکھ وہ اپنی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑ کر دھیرے سے اٹھی اور انکی جانب ہاتھ کر گئی زامل اور زالے کو اب صرف ایک ایک ہاتھ کے سہارے کی ضرورت پڑتی تھی وہ خود ہی محنت کر کر

بیڈ یا صوفے پر چڑھ جاتے تھے۔وہ دونوں بیڈ پر آئے
اور گل کے سامنے بیٹھ گئے۔

"ڈل۔۔۔جامی مالننگ یو(گل زامی آپکو مار ننگ کرتا
ہے)"وہ بول کر بیڈ پر کھڑا ہوا اور گرتے پڑتے اس
تک آتے گل کے رخصار پر اپنے لب رکھ گیا
اسکی دیکھا دیکھی زالے وہی اٹھ کر آگے آئی اور گل
کے دوسرے گال پر اپنے چھوٹے لب رکھ
گئی۔

دونوں کی اتنی محبت پر گل نے ضبط سے آنکھیں میچ لی جب دو گرم قطرے ٹوٹ کر اسکے رخسار پر بہہ گئے۔

"ببو۔۔۔یو تائنگ (پھپھو آپ رو رہی ہیں)؟" اسکی آنکھ سے نکلتے آنسوں دیکھ زالے معصومیت سے پوچھنے لگی جس پر گل نے سر نفی میں ہلایا لیکن اسکا دل تکلیف کی شدّت کے باعث بند ہو رہا تھا ہونٹ ضبط کرنے کی وجہ سے پھڑ پھڑا رہے تھے جن کو وہ دانتوں میں دباتی خود پر کڑا ضبط کرنے لگی۔

"ڈل۔۔۔تائنگ۔۔۔ناہ(گل روؤمت)"زامل نے پوچھا نہیں سیدھا ڈانٹا تھا اسے نہیں اچھا لگا اسکی گل رو رہی ہے اور اتنی سمجھ ان بچوں کو تھی کہ کب کون کیسے روتا ہے پھر اسکو چپ بھی کروانا ہے۔

"آ۔۔۔آپ کی گل۔۔۔آپ کی گل تکلیف میں ہے زامی۔۔۔یہ مر رہی ہے" اسکے منہ سے بے اختیار سسکی نکل گئی وہ سر جھکائے تڑپ کر رو پڑی۔

"یہ۔۔۔ختم ہو رہی ہے۔۔۔یہ برباد ہو رہی ہے" وہ بلک بلک کر روتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔

اسکی سسکیاں پورے کمرے میں گونجنے لگی تھی۔

زامل اور زالے کا چہرہ بھی جیسے رونے والا ہو گیا تھا۔

ان دونوں کو ہی اسکی اتنی مشکل باتیں سمجھ نہیں آرہی تھیں اگر وہ یہ لفظ انگلش میں کہتی فنش تو دونوں سمجھ جاتے لیکن اب ختم ہونا کسے کہتے ہیں اس سے دونوں ہی انجان تھے

دونوں بچے اسے ایسے دیکھ جیسے سہم سے گئے لیکن زالے ہمت کرتی تھوڑی سے آگے ہو کر گل کے ہاتھ پر بوسہ دے گئ

ان بچوں کی محبت دیکھ گل کا دل مزید پھٹنے کے قریب تھا۔

"وائفی تم جا کر گاڑی میں بیٹھو میں گل سے مل کر آیا"

زیحال لاؤنج میں پہنچتے اپنے آفس کا بیگ اور زمل کا بیگ صوفے پر رکھتے جلد بازی میں بولتا گل کے کمرے کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا جب پیچھے سے کومل کی نظر اس پر پڑ گئی

وہ اسے گل کے کمرے کی جانب جاتے دیکھ کر سی سے گرنے ہی لگی تھی کہ خود کو سمبھالتی وہ جلدی سے چیخ پڑی

"زیحال۔۔۔رکو" اسکے چیخ کر پکارنے پر زیحال کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی مڑ کر اسے دیکھا۔

"وو۔۔وہ زمل کو آلریڈی دیر ہو گئی ہے۔۔۔مزید دیر کی تو اسکا پیپر رہ جائے گا ناں" اسکی بات پر زمل چونکی ابھی تو پورا آدھا گھنٹہ تھا اس نے نہ سمجھی سے

کومل کی جانب دیکھا جو زیحال کی نظریں خود پر سے ہٹتے دیکھ جلدی سے زمل کو اشارہ کرنے لگی۔

زمل پہلے تو سمجھی نہیں نہ بعد میں بس اسے یہ سمجھ آیا تھا کہ اسے زیحال کو لے کر جانا ہے۔

"ہ۔۔۔ہیں۔۔۔سچ میں دیر ہو گئی ہے۔۔۔آپ واپس آکر مل لینا گل سے چلیں جلدی" اسکے جلدی مچانے پر زیحال نے عجیب سی کشمکش میں خود کو پایا لیکن پھر واپس آنے کے ارادے سے زمل کو لے کر باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی کومل نے سکھ کا سانس خارج کیا مشی

کب سے اسے دیکھ رہی تھی ایک عجیب سی کیفیت

کومل پر طاری تھی جیسے وہ کسی بات سے گھبرائی ہوئی

ہو۔

"می۔۔۔ببا۔۔۔پاش (مجھے بابا کے پاس جانا ہے)"

گل کو اتنا زیادہ روتے دیکھ وہ ڈر کر بیڈ سے نیچے اتر گئی

اور اپنے ہونٹ نکالے کمرے سے باہر آگئی۔زالے کو

چپ کروانے کیلئے اب اسکے ببا چاہئے تھے۔

لیکن زامل وہی بیٹھا رہا گل کو دیکھتے ہوئے اسکے چپ ہونے کا انتظار کرتا کرتا رہا۔

لیکن آج وہ کیسے ہو جاتی چپ اب شاید ہی کبھی ہو سکتی تھی زندگی نے اسے ایسے مقام پر لا کر توڑا تھا۔ جہاں وہ چاہے بھی تو نہ جڑ سکے

"تیاری اچھی ہے ناں" ڈرائیونگ کرتے زیحال کی آواز گاڑی کی خاموش فضا میں ابھری

زمل کو کومل کا سوچ رہی تھی زیحال کی آواز پر ہڑ بڑا سی گئی۔

"ج۔۔جی۔۔۔کیا کہا؟" اسکے سوال پر زیحال نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اسکے چہرے پر پریشانی بھانپنے کیلئے اسے ایک لمحہ کافی تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔تم تھوڑی پریشان لگ رہی ہو" اسکے سوال پر زمل کو اپنا سانس اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔ جھوٹ وہ اس شخص کے سامنے بول نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ اسکی آنکھوں کو پڑھ لینے کا ہنر رکھتا تھا اور سچ بول کر وہ کومل اور گل کیلئے پریشانی کھڑی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔بس پیپر کی ٹینشن ہے" وہ ہچکچا کر جھوٹ بولتی نگاہوں کا رخ ہی باہر موڑ گئی۔

"پکی بات ہے؟" زیحال نے اسکی تھائی پر نرمی سے ہاتھ رکھا

"ھمم" وہ اب بھی اسے نہیں دیکھ سکی جب اسے اپنی تھائی پر ہلکا سا دباؤ محسوس ہوا وہ بے اختیار گردن موڑے زیحال کو دیکھنے لگی۔

جس کی آنکھوں میں اسے اپنے لئے بے پناہ محبت نظر آئی تھی۔

"ڈونٹ وری۔۔۔یہ امتحان بہت آسان ہے بمقابلہ اسکے جو ہم ہر رات پاس کرتے ہیں" ساتھ ذرا سی آنکھ دبائی اسکی اتنی صاف بے باکی پر زمل کے کان کی لوئیں سرخ پڑی وہ ہڑ بڑا کر باہر دیکھنے لگی ساتھ ہی اپنے لبوں کی مسکراہٹ دبانے لگی۔

لیکن زیحال کی مسکراہٹ سمٹ گئی وہ اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

گاڑی سیدھی کالج کے باہر رکی تھی

زیحال نے اتر کر زمل کی جانب کا دروازہ کھولا اسکے اترتے ساتھ زیحال اس کے پیچھے پیچھے چلتا گیا یہاں تک کے وہ کلاس میں پہنچ گئی جہاں بہت سارے سٹوڈنٹس آپس میں شغل میلا لگا رہے تھے۔

جب زمل کے پیچھے آتے لمبے چوڑے ہینڈسم شخص کو دیکھ سب جلدی جلدی اپنی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے۔

"گڈ مارننگ سر" سب نے بیک وقت اسے گڈ

مارننگ کہا جس پر زمل نے بے اختیار مڑ کر اپنے پیچھے

دیکھا

جہاں اس کے ہبی جان دروازے پر کھڑے تھے اسکا

ایک قدم کلاس کے اندر آ ہی رہا تھا جب ان کے منہ

سے گڈ مارننگ سنتے وہ خود چونک گیا اور پیچھے مڑ کر

دیکھنے لگا۔

وہاں تو کوئی نہیں تھا اس نے جھٹ سے سب کو ایک

نظر دیکھا جن کی نگاہیں اسی پر ٹکی تھیں

"می؟"اس نے اپنی جانب انگلی سے اشارہ کیا

جس پر زمل کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔

زیحال نے گھور کر اسے دیکھا پھر سب کو۔

"آئی ایم ناٹ یور ٹیچر اوکے "وہ تڑخ کر جس انداز

میں بولا تھا زمل کو اس کے جیلس ہونے پر اور ہنسی آئی

وہ ایسی ٹین ایجر حرکت کرتے وقت زمل کو بہت

کیوٹ لگتا تھا۔

"I am that girl's teacher, ۔

only for the night-time"

آخر میں اس نے آواز ذرا سی دھیمی کر کر زمل کے کان میں سرگوشی کی جس پر وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی گال یکدم سے تپ اٹھے تھے۔

"اب نائٹ میں کیا پڑھاتا ہوں۔۔۔وہ بتاؤں؟" وہ عین زمل کے پیچھے کھڑا اپنے لفظوں سے اسکی جان لبوں پر لا رہا تھا اس سے پہلے زمل کچھ کہتی آگے بیٹھی ایک لڑکی نے آہ بھر کر زیحال کو سر تا پیر گہری نظروں سے دیکھا

by the way your teacher is -

so hot zamal"

اسکے منہ سے یہ بات سنتے زمل نے کرنٹ کھا کر اس

لڑکی کو دیکھا جس کے دیکھنے کا انداز ہی ایسا تھا جیسے

زیحال کوئی خوبصورت لڑکی ہو اور وہ اسے ترسی

نگاہوں سے دیکھتا ہوا کوئی لڑکا۔

زیحال نے آنکھیں پھاڑے کبھی اسے تو کبھی زمل کو

دیکھا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی

"آ۔۔۔مم۔۔۔میں کر ہی رہا تھا بند" وہ جلدی سے اپنی شرٹ کے اوپر والے بٹن بند کرنے لگا جن سے اسکا ہیئر لیس گورا کسرتی سینا پوری طرح سے واضح ہوتا اسے مزید ہینڈسم اور چارمنگ دکھا رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔اسے بھی اتار دیں۔۔۔کیا ضرورت ہے پہننے کی۔۔۔دکھا دیں سب کو اپنے ڈولے شولے" وہ پوری طرح سے جل ککڑ بیوی بنتی یہ تک بھول گئی کہ وہ دونوں کھڑے کہاں ہیں اس وقت۔

"دیکھ لو۔۔۔میں نے اتار دی تو ایک آدھ یہی مولوی

بلالے گی" وہ زمل کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ اسے مزید زچ

کرنے لگا

"آپ۔۔۔آپ ہیں ہی ٹھرکی ہنہ" وہ کلس کر

سیدھی اپنی سیٹ پر چلی گئی اسکا یوں جیلس ہونا زیحال

کے مونچھوں تلے عنابی لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھیر

گیا۔

اس نے زمل کے جاتے اس لڑکی کو دیکھا جواب تک

اسے ندیدی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"بی اِن یور لمٹ" لہجہ ایک دم سے سخت آنکھوں میں ایسا سرد تاثر کہ وہ لڑکی وہی ٹھٹھک کر نظریں جھکا گئی۔ وہ اپنی عورت کے علاوہ ہر عورت کیلئے بھڑکتی آگ کا شعلہ تھا۔

زمل کو چھوڑ کر وہ واپس باہر آ گیا جہاں اسکی نظر باہر کھڑے ٹیچر پر کھڑی جو اسے دیکھ فوراً اسے نظریں جھکا گیا زیحال ایک سپاٹ نگاہ اس پر ڈالتا لمبی راہداری عبور کرتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

وہ بلیک جینز اور شرٹ پہنے ہڈی سے چہرہ ڈھانپے ایک لمبی گلی میں سیدھا چلتا جا رہا تھا ہاتھ اسکے پہلوؤں میں پڑے حرکت کر رہے تھے ایک ہاتھ میں ایک لفافہ تھا جسے لئے وہ کسی خاص مقام پر پہنچنے کی تگ و دو میں تھا۔

ہریالی سے ڈھکی گہری وادیاں، دور تک پھیلے پہاڑوں کی قطاریں اور فضا میں بسی ٹھنڈی ہوا یہ علاقہ پہلی نظر میں جنت کا ٹکڑا محسوس ہوتا تھا۔ صبح کے وقت سورج جب پہاڑوں کی چوٹیوں سے جھانکتا تو سنہری روشنی

پورے علاقے کو کسی خواب کی طرح روشن کر دیتی تھی۔ دریا کے کنارے بہتا صاف شفاف پانی نیچے پتھروں سے ٹکرا کر مدھم سا میوزک بنا رہا تھا۔

لیکن اس خوبصورت منظر کے پیچھے ایک عجیب سا خوف چھپا تھا۔

گلیوں میں خاموشی سے چلنے والوں کی نظریں ہمیشہ جھکی ہوئی ہوتیں۔ ہر موڑ پر کسی بندوق بردار کی دھیمی آواز، کسی خفیہ حکم کی گونج، یا موٹر بائیکوں کے اچانک رکنے کی آواز ہر دل کو دھڑکا دیتی۔ لوگ یہاں

آس پاس کے علاقوں میں رہتے تو تھے، مگر اپنی

مرضی سے نہیں صرف اپنی ضرورت کے تحت۔

خوبصورت راستوں، رنگین پھولوں اور چمکتے دریا کے

بیچ ایک عجیب سی کڑواہٹ گردش کرتی تھی جیسے

فطرت نے تو سب کچھ بہترین بنا دیا تھا، مگر کچھ

انسانوں نے اسے خوف کی بستی میں بدل دیا تھا

یہ جگہ خوبصورت ضرور تھی، مگر یہاں ڈریگن سکواڈ

کا راج تھا۔ اور ہر شخص جانتا تھا کہ اس خوبصورتی کی

قیمت سکون نہیں، خاموشی میں ادا کرنی پڑتی ہے۔

یہ سکواڈ بظاہر پر سکون دکھتا تھا لیکن صرف انہی کے لوگ جانتے تھے کہ اندر کتنی ہلچل رہتی تھی۔

وہ شخص ایک خاص کاٹیج میں پہنچا جہاں پہلے سے اسکے ساتھی موجود تھے سب کسی نہ کسی کام میں مصروف۔

"ابراہیم سے ملنا ہے" اسکی آواز میں ایک سرد مہری سی تھی۔

"ہاہاہا" سامنے بیٹھا ایک شخص بے اختیار ہنس پڑا باقی سب بھی اسکے تابع ہو گئے۔اس شخص نے عجیب نظروں سے ان سب کو دیکھا۔

"ابراہیم کوئی راہ چلتا انسان ہے؟ جو اس سے کبھی بھی

کوئی بھی آکر مل جائے" اسکے سوال پر اس شخص کی

آنکھوں میں سرد مہری دوڑ گئی۔

"اور اگر بات پاشا کی ہو تو بھی وہ سامنے نہیں آئے گا

؟" اب کی باران سب کی جیسے سانس تک رک گئی

ایک دوسرے کو دیکھا

منظر بدلا تھا یہ ایک کمرہ تھا جس میں صرف چند لوگ

موجود تھے وہ شخص سانس روکے بیٹھا تھا کیونکہ

سامنے آج کوئی عام شخص نہیں بلکہ ڈریگن سکواڈ کا لیڈر خود ابراہیم بیٹھا تھا

سر پر تھوڑے سے بال، بھوری آنکھیں، کھڑی ناک اور سیاہ ہونٹ جن سے اس وقت بھی دھواں نکل رہا تھا۔

ہاف سلیوس والی شرٹ جن سے اسکے بازو پر بنے ڈریگن والے ٹیٹو صاف دکھائی دے رہے تھے ایک ٹیٹو اسکی گردن سے ہوتا ہوا کان تک جا رہا تھا

کلائی میں ایک ساتھ بندھے کئی سارے بیلٹ اسکی حالت دیکھ کر ہی اس شخص کو خوف سا آنے لگا۔ جو برسوں سے اسکی ٹیم کا حصّہ ہو کر بھی آج اسے پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

"آ۔۔۔آپ نے کہا تھا۔۔۔کہ پپ۔۔۔پاشا کی کوئی خاص ڈ۔۔۔ڈیٹیل" اس نے اٹک اٹک کر بولتے وہ لفافہ اس کے سامنے رکھا

جسے اس کے ساتھ کھڑے بندے نے اٹھا کر کھول کر دیکھا

اس میں ایک ہیزل آنکھوں والی لڑکی کندھے پر بیگ لئے کھڑی تھی جس کے ساتھ ایک لمبی قدو قامت والا شخص موجود تھا اور اسے مافیا ورلڈ میں کون نہیں جانتا تھا اسکی پہچان عام انسانی دنیا سے زیادہ اس دلدل والی دنیا میں زیادہ تھی۔

ابراہیم کے ہونٹوں پر ایک مکرو مسکراہٹ بکھر گئی۔

"بیوی ہے یہ پاشا کی"

"چچچ۔۔۔ کمزوری ہے یہ اسکی" اسکی آواز بھی بھاری تھی وہ شخص اپنے یہاں ہونے پر افسوس کرنے لگا تھا۔

"یہ کچھ نہیں کر سکے گا۔۔۔ کمزور ہے یہ" ہاں انکی اس دنیا میں ہر وہ شخص کمزور تھا جس کی کوئی کمزوری تھی یہاں یہ لوگ محبت بھی وقتی کرتے تھے جسے علم ہوتا تھا کہ اسے کبھی بھی دان کر دیا جائے گا

"پھر بھی۔۔۔ہمیں محتاط" اسکا جملہ پورا ہوا بھی نہیں تھا کہ اسکی آواز ہمیشہ کیلیئے بند کر دی گئی صرف ایک سیکنڈ کے کھیل میں

"ابراہیم کو نفرت ہے ان سے۔۔۔جو اسے خوف کی باتیں بتائیں" وہ سامنے پڑے بے جان وجود پر اپنا سگار پھینکتا وہ تصویر لیئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور ابراہیم کو محبت ہے۔۔۔ایسی بیوٹی سے" سامنے تصویر میں کھڑی لڑکی کو دیکھ اسکے لہجے میں ہوس سی ابھرنے لگی

''کام شروع کرواپنا''اسکے حکم پر اسکے بندے باہر نکل گئے لیکن ساتھ اس شخص کو لے جانا نہ بھولے۔

انکا وجود بلکل ساکت تھا کتنی ہی دیر سے اب تو جیسے وجود کے اندر کا نظام بھی خاموش ہو گیا تھا ڈوز اتنا ہیوی تھا کہ وہ کل شام سے اگلی صبح تک نیند میں صرف ایک ہی پوزیشن میں رہے

اب تو ڈاکٹر مبشر کو بھی انکی فکر ہونے لگی تھی وہ کب سے باہر اپنے اور برہان کیلئے ناشتہ بنا رہے تھے لیکن وہ تھے کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

مبشر کچھ سوچ کر اندر آئے جہاں نگاہ سیدھا برہان پر پڑی

انکی گردن سیدھی، ایک ہاتھ پیٹ پر اور دوسرا پہلو میں سیدھا پڑا انکو اسی پوزیشن میں دیکھ مبشر کچھ ٹھٹھک سے گئے

وہ دھیرے سے آگے آئے اور برہان کو دیکھنے لگے

"بھائی؟" بے حد دھیمی آواز میں پکارا لیکن وہ تو جیسے ٹس سے مس نہ ہوئے

"بھائی اٹھ جائیں۔۔۔ صبح ہو گئی" کوئی جواب نہیں آیا یہاں تک کہ انکی پلکیں بھی بلکل ساکت تھیں۔ مبشر نے چونک کر انکا ہاتھ تھاما جب انہیں خود میں ایک کرنٹ سا محسوس ہوا وہ ہاتھ چھوڑے پھٹی پھٹی نظروں سے برہان کو دیکھنے لگے جن کا وجود کسی تیز بھڑکتی بھٹی کی مانند جل رہا تھا

ڈوز ہیوی تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ وہ اتنے گھنٹوں بعد

بھی نہ اٹھتے۔ یقیناً وہ رات کے ہی کسی پہر بے ہوش ہو

گئے تھے

مبشر نے ضبط سے انہیں دیکھا اور گہری سانس بھر کر

رہ گئے

یہ تکلیف انکے لئے برداشت سے باہر تھی جبکہ وہ

صرف دیکھ رہے تھے تو جن پر گزر رہی تھی ان کی

کیفیت کا اندازہ لگا پانا تو نہایت مشکل تھا

وہ ٹھنڈے پانی میں پٹیاں ڈال کر لائے اور برہان کے سہارے بیٹھ کر انکے ماتھے پر ایک ٹھنڈی پٹی رکھ گئے۔

وہ بری طرح سے بخار میں پھنک رہے تھے اتنا شدید بخار جس کا بنا چیک کئے ہی مبشر کو اندازہ ہو رہا تھا یہ کسی بھی قسم کے بخار کی انتہا تھی ایک اچھے بھلے انسان کو اس حال میں دیکھ کون ترس نہ کھاتا۔

وہ تقریباً دو گھنٹے بیٹھے رہے جب بخار کی شدّت ٹوٹی اور برہان کی پلکیں لرزی جسے دیکھ مبشر یکدم سے سیدھے ہو بیٹھے

"بھائی۔۔۔اٹھیں "انکی آواز پر برہان کے وجود میں بھی ہلچل سی ہونے لگی وہ دھیرے دھیرے آنکھیں کھولنے کی کوشش کرنے لگے

"اٹھیں۔۔۔آرام سے "مبشر انکے پیچھے تکیے سیٹ کرتے انکو سہارا دے کر ٹھیک سے بٹھانے لگے۔

برہان کا سر اس قدر بھاری تھا جیسے کوئی بھاری پتھر

انکے سر پر آن گرا ہو۔

آنکھیں بری طرح سے سوجی ہوئی سرخ ایک اجڑے

ویرانے کی طرح۔

انکی یہ حالت دیکھ مبشر کا دل سیدھا مٹھی میں آیا تھا۔

وہ انکو نہیں دیکھ سکے یوں اس حال میں تب ہی ناشتے

کے بہانے کمرے سے باہر نکل گئے

اور باہر آتے کرسی تھامے گہری سانسیں لینے لگے

آنکھوں کے سامنے سب دھندلانے لگا تھا۔ وہ اپنی

آنکھوں کے عرق کو صاف کرتے ناشتے کی ٹرے
سیٹ کرنے لگے۔

آدھے گھنٹے بعد جب وہ کمرے میں گئے
نظر برہان پر پڑی جن کے ہاتھ میں وہ فریم ہوا خط تھا
جس پر ایک ساتھ کتنے ہی نمکین پانی کے قطرے
گرے ہوئے تھے۔

مبشر کو دیکھتے انھوں نے اس فریم کو تکیے کے نیچے چھپا
لیا اور اپنی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑ کر صاف
کرنے لگے۔

مبشر لب بھینچ کر آگے آئے اور انکے سائیڈ ٹیبل پر ٹرے رکھتے ان کے مقابل بیٹھ کر ان کے چہرے کو بغور دیکھنے لگے

"ک۔۔۔کیا؟" انکو خود کی جانب ایسی نظروں سے دیکھتے دیکھ وہ ذرا ٹھٹھک سے گئے۔

"آپ ایسے نہیں تھے۔۔۔کیا ہو گیا ہے آپ کو؟" انکے سوال میں ہی ایک درد تھا جسے محسوس کرتے برہان کا دل بھاری ہونے لگا۔آنکھوں میں تیزی سے نمی بھر گئی۔

"اتنے برسوں سے بھی تو رہ رہے تھے ٹھیک "

"ٹھیک ؟" مبشر کے ٹھیک بولنے پر وہ بے ساختہ سوچنے لگے وہ ٹھیک تھے ؟ دن رات پل پل اسکی یادوں میں مرنے والا شخص ٹھیک تھا؟

"اتنے برسوں سے وہ ملی نہیں تھی" آواز یکدم گھٹ سی گئی۔

"تو اب بھی یہی سوچیں۔۔۔وہ نہیں ملی" انکے لئے کہنا کتنا آسان تھا کاش برہان کیلئے یہ سوچنا بھی آسان ہوتا۔

"ک۔۔۔کیسے ؟" انکے کیسے لفظ میں اتنا درد تھا کہ مبشر کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"کیسے سمجھ لوں کہ وہ۔۔۔نہیں ملی" انکی آنکھوں سے تیزی سے گرم سیال بہنے لگا تھا

انکا درد بہت گہرا تھا اتنا کہ اسکی شدّت عنقریب ان کی جان نکال دیتی۔

کیا حال ہو گا اس شخص کا جس نے برسوں اپنی محبت کا انتظار کیا اور پھر وہ مل جائے لیکن کسی اور کے نکاح میں صرف نکاح؟ انہیں زرتشم کی رپورٹس یاد آئی۔

چار بار مسکیرج اور اسکے وجود پر ٹھہرے اس درندے کے گہرے زخم
سوچ کر ہی فل پھٹ رہا تھا اگر برداشت زرتشم نوشیر وال نے کیا تھا تو ازیت میں ڈاکٹر برہان ورک وہی رہے تھے۔اس کے امتحان تو شاید ختم ہو چکے تھے لیکن برہان کے امتحان؟ وہ اصل ازیتوں کے گھیرے میں تو اب آئے تھے۔اب تو ایک ایک سانس ظالم لگ رہی تھی رک ہی نہیں رہی تھی رک جاتی تو شاید وہ اس دنیا کی تکلیفوں سے آزاد ہو جاتے۔

"آپ ریسٹ کریں۔۔۔آج آپ کہیں نہیں جا رہے "مبشر اٹھ کر ان پر کمفرٹر ٹھیک کرنے لگے

"انکا ٹریٹمنٹ "وہ کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ مبشر نے ضبط سے ہاتھ جوڑ دیے آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا تھا

"بس کر دیں۔۔۔بس۔۔۔اپنی حالت دیکھیں ۔۔۔مر جائیں گے اسکو اب دیکھا تو" ان کی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہہ نکلا

برہان نے اپنے لب بھینچ لئے جیسے خود کو رونے سے

باز رکھ رہے ہوں

"تو مرنے دو۔۔۔میں مرنا چاہتا ہوں" وہ اذیتوں کی

انتہا پر تھے مبشر کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا وہ انہیں

اس حال میں دیکھ خود کتنی تکلیف میں گھر چکے تھے۔

وہ بیگ اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گئے آج زرتشم

کے ٹریٹمنٹ کیلئے وہ خود گئے تھے لیکن جانے سے پہلے

گھر باہر سے لاک کرنا نہیں بھولے تھے

۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں پچھلے ایک گھنٹے سے سر جوڑے بیٹھی تھیں

پہلے ان میں آئرہ بھی شامل تھی لیکن بچے اکیلے تھے

جس کی وجہ سے وہ مشی اور کومل کی ٹیم چھوڑ کر بچوں کے پاس چلی گئی تھی

لیکن وہ دونوں ایسے بیٹھی تھیں جیسے کوئی سانپ سونگھ گیا ہو کومل نے ساری بات مشی کو آئرہ کی موجودگی میں ہی بتادی تھی لیکن کچھ کچھ۔

"آئی کانٹ بیلیو۔۔۔ڈاکٹر برہان اور گل؟اسکا مطلب انکا کوئی ماضی ہے؟"مشی اب تک شاکڈ تھی کومل تو جیسے بتا کر پھر سے پتھر بن گئی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ کہاں وہ ایک ہارٹ
اسپیشلسٹ ایک بڑے ڈاکٹر اور کہاں گل ایک گھریلو
لڑکی۔۔۔ کہاں ملیں ہونگے دونوں اور کیسے۔۔۔اور
یہ بھی کہ اگر وہ دونوں ایک دوسرے کو جانتے تھے تو
یہ بات اب کیوں کی۔۔۔پہلے کیوں نہیں؟"
مشی کے ایک ساتھ کئی سوالوں پر کومل کا دماغ جیسے
مزید گھوم سا گیا۔وہ حیرانگی سے مشی کو دیکھنے لگی۔

"میں بھی اس بارے میں کچھ نہیں جانتی سوچ سوچ
کر ہی میرا سر پھٹ رہا ہے" وہ نڈھال سی سر ٹیبل پر
گرا گئی۔

"سر درد سے کچھ نہیں ہوگا ہمیں اسکی تہہ تک جانا
ہوگا تب ہی یہ سب پریزنٹ میں سارٹ آؤٹ
ہوگا "

ہاں جب تک ماضی سا سلجھ جاتا حال اسی طرح الجھا
رہتا جس کی سب سے زیادہ تکلیف برہان اور زرتشم کو
ہو رہی تھی

"تو اب کیا اور کیسے کریں ؟" سوال کومل کی جانب سے آیا تھا

"ابھی کیلئے فلحال ہم خاموش ہونگے کیونکہ بات بہت بگڑی ہوئی ہے ذرا سا وقت گزرے تو ہم کچھ کری"

اسکا یہ دلاسہ کومل کو تھوڑا ریلیکس کروا گیا تھا وہ جو کل سے سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی مشی سے بات کر کر اب کافی حد تک پر سکون بھی تھی۔

"اور مجھے نہیں لگتا آئرہ کے سامنے ہمیں ایسی باتیں کرنی چاہئے "

مشی کی گھمبیر آواز پر کومل کی نظروں کا ارتکاز ٹوٹا اس

نے ایک نظر مشی کو پھر پیچھے بچوں کے ساتھ

مصروف آئرہ کو دیکھا۔

"کب تک اسے الگ رکھیں گے۔۔۔وہ بھی تو ہماری

فیملی کا حصّہ ہے" وہ اسے مشی سے الگ نظروں سے

دیکھ رہی تھی

مشی نے کندھے جھٹکے اور پیچھے کرسی سے ٹیک لگا

گئی۔

"تمہیں اس پر بھی دھیان دینا چاہئے کہ وہ بھی اسی مسئلے سے گزر رہی ہے اسکا اور برلاس کا رشتہ ایک کچی ڈوری سے بندھا ہے کبھی بھی ٹوٹ سکتا ہے" مشی کی بات پر کومل یکدم سے سیدھی ہوئی۔

"کیوں ٹوٹے گا اللہ نہ کرے برلاس کتنی محبت کرتا ہے اس سے"

مشی نے گہری سانس بھری اور آئرہ کو دیکھنے لگی۔

"محبت کرتا ہے لیکن اعتراف نہیں کرتا اور جس محبت
میں اعتراف نہ ہو وہ محبت کسی بنجر زمین کی طرح ہوتی
ہے" اسکی بات بہت گہری تھی۔

"ھمم۔۔۔تو چلو پہلے انکو سیدھا کرتے ہیں" اسے خود
میں ہنسی بھی آ رہی تھی کہ وہ دونوں کیا کر رہی تھیں
لیکن جو بھی تھا یہ عمل انہیں سکون دے رہا تھا
تب ہی وہ پاشا ولا میں طوفان کی طرح داخل ہوا تھا
جسے ہمیشہ کی طرح دیکھتے بچوں میں سے زالے ایکدم

سے کھل اٹھی وہ اپنے ننھے قدموں سے اپنے برلاس
چاچو کے پاس آنے لگی

خواتین و حضرات ایک کپ کافی ملے گا؟" وہ زالے

کے گال چومتا اسے گود میں لیتے ہانک سی بھرنے لگا

"تم آ کہاں سے رہے ہو سارا دن آوارہ گردیاں ختم

نہیں ہوتی؟" کومل نے وہی بیٹھے بیٹھے گردن موڑ کر

اسے ڈپٹا

"استغفر اللہ۔۔۔۔ توبہ کریں۔۔۔ آپ دونوں کے

ظالم شوہروں نے آفس میں بٹھا رکھا تھا صرف اپنے

نورانی چہرے تکنے کیلئے "ہاں اسکے علاوہ وہ اس

افلاطون سے اور کروا بھی کیا سکتے تھے۔ جو اربوں

ڈالرز کی فائل بے دھیانی میں یونہی خراب کر آئے۔

"تو اچھا ہے۔۔۔ کچھ سیکھو۔۔۔ آفس تمہیں بھی

سمبھالنا ہے" انکی باتوں کے دوران آئرہ خود ہی اٹھ

کر برلاس کیلئے کافی بنانے کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"میں خود کو سمبھال لوں وہی کافی ہے، ہے ناں بھئی

تمہارے ہینڈسم چاچو پر خامخواہ پہلے ہی اتنا ظلم کر دیا

شادی کرواکراب کسی لڑکی پر ٹھرک بھی نہیں مار سکتا" اسکا اپنا دکھ جاگ اٹھا۔

اسکی بات پر مشی اور کومل دونوں کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی

کچن میں کھڑی آئرہ یہ بات سنتے بے اختیار وہی سے برلاس کو دیکھنے لگی

"فون لگاناذرا زیحال کو" کومل کی دھمکی پر برلاس تیر کی طرح سیدھا ہوتے اسے گھور کر دیکھنے لگا

"ڈرپوک۔۔۔ہمت ہے تو خود جوابی گولہ باری کرو انکو کیوں لا رہے بیچ میں" دنیا میں کوئی برلاس شاہ کی سانس روک دینے کی سکت رکھتا تھا تو وہ تھا اسکا باپ۔

"تم کمرے میں جاؤ بچوں۔۔۔ تمہیں تو تمہاری بیوی بم سے اڑائے گی" کومل کی دھمکی پر برلاس کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی اسکو ہنستے دیکھ زالے بھی ہنس پڑی

"یہ میرا پارٹنر کہاں گم ہے دکھائی نہیں دے رہا"

زامل اسے کب سے دکھائی نہیں دیا تھا اسکے پوچھنے پر

ان دونوں نے بھی زامل کی متلاشی نگاہوں سے

دیکھا

یہ باہر لان کی جانب کونے میں بنا ایک چھوٹا سا کوارٹر

تھا سب کوارٹرز سے الگ کچھ ضروری سامان رکھنے

لیکن اس وقت وہاں کسی کے چیخنے کی آواز آرہی تھی۔

"یوشت۔۔۔اپ۔۔۔جامی۔۔۔شید یوشت اپ (یو

شٹ اپ زامی نے بولا تم شٹ اپ ہو جاؤ)" وہ اپنے

سامنے بیٹھے اس چھوٹے سے چوزے کو گردن سے

پکڑ کر دیوار سے چپکائے بیٹھا تھا۔

جبکہ چوزے بچارے کی سانسیں سینے میں اٹکی ہوئی تھیں۔

"چیں۔۔۔چیں" چوزے نے پھر سے کمزور سی مزاحمت کی جس پر زامل نے اپنی ننھی سی انگلی سے اسکو ہلکا سا تھپڑ مارا

"یو ندا۔۔۔بے بی۔۔۔نات اندل شتیند (یو گندا بے بی انڈر اسٹینڈ نہیں کر رہے)" اسکی باتیں سن کر اسکے پیچھے کھڑے دونوں گارڈز کی ہنسی چھوٹ گئی

وہ کب سے اپنے چھوٹے صاحب کو اس چوزے کے ساتھ لڑتے ہوئے دیکھ رہے تھے وہ یہاں آیا تھا اپنی چھوٹی سی کار کا سکریو ٹائیٹ کرنے والے اوزار لینے جیسے اپنے چاچو کو دیکھتا تھا۔

اب اسے کیا پتہ وہ کھلونوں کیلئے نہیں ہوتا لیکن اب زامل کو چاہئے تھا تو بس چاہئے تھا۔

لیکن انکا یہاں رکھا چوزہ اسکو دیکھتے چیچی کرنے لگا تھا تو بس پھر پکڑ لیا زامل آفندی نے۔

"بابا اندر چلیں۔۔۔یہ چپ ہو گیا" ایک گارڈ نے بے

حد نرمی سے اسے پکارا

وہ بھلے بچہ تھا لیکن جس شخص کا بیٹا تھا اسکا خون ہی

سب کی سانسیں روک کر رکھنے کی طاقت رکھتا تھا۔

"ناہ۔۔۔می وانت۔۔۔اُشکلو (نہیں مجھے سکریو

چاہئے)" وہ منہ بسورتے غصّے سے بولا ایک پل کیلئے

گارڈز کو اس میں اپنے پاشا کی جھلک نظر آئ تھی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں ؟" پیچھے سے برلاس کی آواز پر دونوں گارڈز جھٹ سے تیر کی طرح سیدھے کھڑے ہو گئے۔

وہ زامل کو ڈھونڈتا ہوا آیا تھا اور اسکی توقع کے عین مطابق وہ یہی ملا تھا۔

"تاہ" برلاس کو دیکھتے ہی زامل چیخ پڑا اور بھاگ کر اسکی گود میں چڑھ گیا۔

"کیا کر رہا تھا میرا بیٹا یہاں ؟" وہ اسکے گال چٹاچٹ چومتے بے حد محبت سے پوچھنے لگا ایسے اگر وہ آئرہ

سے پیار کرے وہ تو بچاری آدھی ہو جائے۔یہ جنون ابھی بچوں تک تھا۔

"می اشکلو۔۔۔بت۔۔۔ہی۔۔۔شید۔۔۔ناہ(میں نے اسکریو مانگا لیکن اس نے بولا نہیں ہے)"اسکی شکایت پر دونوں گارڈز کی آنکھیں پھٹی کتنا تیز تھا یہ بچہ وہ تو دنگ رہ گئے۔

برلاس نے سپاٹ نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا انکو پہلا ڈر پاشا کا تھا تو دوسرا اسکی اس بڑی بگڑی اولاد کا

جس میں اپنے بھائیوں والی تمیز انسٹال ہونا بھول گئی

تھی شاید۔

"ن۔۔۔ نہیں سائیں۔۔۔ ہم زامل بابا کو دے ہی

رہے تھے "گارڈ جلدی سے پورا سیٹ اٹھا کر لایا جسے

تھام کر برلا اس نے آخری گھوری دی اور زامل کو لے

کر اندر چلا گیا

وہ اپنے تاہ کو بتاتا گیا کہ اسکی گاڑی میں کیا فالٹ ہے

اسکے تاہ نے پوری ایمانداری سے اسکی گاڑی کا گمشدہ

فالٹ صحیح کیا جو کہ تھا بھی نہیں لیکن اسکے پارٹنر نے

بولا ہے تو مطلب ہے۔

"کچھ سوچو مشی کچھ سوچو" وہ دونوں سامنے بیٹھے

برلاس کو دیکھتی کھسر پسر اب بھی کر رہی تھیں

جب آئرہ برلاس کی کافی اسکے پاس لے کر گئی دونوں

ایسے تھے جیسے ایک دوسرے کو جانتے ہی نہیں۔ یہ

دیکھ مشی اور کومل کا دل بجھ سا گیا۔

کہ تب ہی باہر ایک گاڑی رکتی دکھائی دی

گاڑی میں مدھم سا میوزک گونج رہا تھا لیکن وہ

میوزک انجوائے کرنے کے بجائے کھڑکی سے باہر

دیکھتا ضبط سے آنکھیں زور سے مینچ گیا۔اس کا ایک

ہاتھ سٹیرنگ پر تھا اور دوسرا اسید ھا اسکے ڈریگن جیسے

دانتوں میں

وہ صحیح صبح والے بدلے نکال رہی تھی۔

زیحال نے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا جسے ایک غیر

لڑکی کی نظر تک اپنے ہبی پر برداشت نہیں ہوئی تھی

"کیسے دیکھا اسے۔۔۔ہاں۔۔۔ہمت کیسے ہوئی" وہ زیحال کی بازو پر اپنے دانتوں کا ایک نیا پھول جیسا نشان چھوڑتی تڑخ کر بولی

زیحال نے اس درد میں بھی اپنی مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں پر رقص کرتی مسکراہٹ دبائی۔

"دیکھا اس نے تھا وہ بھی گندی نظروں سے" وہ لڑاکا انداز میں بولتا تھوڑا سنجیدہ ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

"غلطی آپ کی تھی۔۔۔کیا ضرورت تھی اتنا ہینڈسم بن کر جانے کی" ایک اگلا تحفہ۔زیحال کے کف اس

وقت پورے اوپر اٹھے ہوئے جگہ جگہ زمل کے نوکیلے
دانتوں کے نشان پوری آب و تاب سے چمک رہے
تھے۔

"ویسے نظر تو اسکی یہاں پڑی تھی تو سزا دینی ہے تو
یہاں دوناں" زیحال نے اپنے کسرتی سینے کی جانب
اشارہ کیا۔

زمل یہ دیکھ یکدم سے سٹک ہو گئی اور اسکے سینے کی
جانب دیکھنے لگی جہاں وہ مزے سے اپنی شرٹ کے
بٹن کھول رہا تھا۔

"واؤ ایسی سزا تو میں ہر روز لینا چاہوں گا۔۔۔ کم بے بی ۔۔۔ کھا جاؤ مجھے سارا۔۔۔ کسی کیلئے بچوں ہی ناں کم کم ۔۔۔" وہ زمل کو پورا زور لگائے اکسانے لگا جبکہ وہ بچاری نروس ہوتی اس سوچ میں پڑ گئی کہ بات تو صحیح تھی سبق تو اسے ان بٹنوں کے کھولنے کا سکھانا تھا لیکن وہ زیحال کی مخمور نگاہیں دیکھ اسکے خطرناک ارادے جان گئی تھی۔

وہ جان بوجھ کر اسے اکسا رہا تھا لیکن کیوں کھولے اس نے بٹن زمل یہی سوچ کر اپنی سیٹ سے اٹھتی اسکی

گردن پر جھکتی اپنے دانت پوری شدّت سے گاڑھ گئی۔

زیحال نے ڈرائیونگ کرتے آنکھیں زور سے میچ لی
بڑی ظالم تھی اسکی بیوی
لیکن رومانٹک ظلم وہ ہر روز برداشت کر سکتا تھا۔

"اوہ۔۔۔۔یہ کیا کیا" وہ مرر میں اپنی گردن پر بنے سرخ نشان دیکھتا دہائیاں سی بھرنے لگا۔
زمل کی ہیزل آنکھیں بے ساختہ پھیل گئیں۔

"میری عزت لوٹ لی ایک چلتی گاڑی میں۔میں کیا

منہ دکھاؤں گا دنیاوالوں کو۔۔۔کون مجھے اپنی بیٹی

دے گامیں تو چھڑا چھانٹ ہی مر جاؤں گااوہ میرے

خدایامیں کہاں جاؤں" وہ فل ایکٹنگ کے موڈمیں

زمل کو ہی ہکا بکا سا کر گیا

جو پہلے تو منہ کھولے حیرت سے اسے دیکھتی رہی جب

اسکی لڑکی والی بات پر وہ کھا جانے والی نظروں سے

دیکھتی دے دھڑا دھڑ اسکے بائسپس پر مکے برسانے

لگی۔

"یو بدتمیز ہبی میں جان سے ماردونگی آپ کوااگر ایک

بار اور بولا ایسے "

"کیسے ؟ مطلب لڑکی والی بات۔۔۔لو۔۔۔میں ابھی

گاڑی سے اتر کر کسی کو دیکھ لوں تو اسی وقت وہ" وہ

زمل کو زچ کرنے کے ارادے سے نان اسٹاپ بس

بولتا ہی چلا جارہا تھا جب زمل کو کسی مارنی بیل کی طرح

اپنی جانبدیکھتے دیکھ وہ بھی اپنی زبان کو بریک لگا گیا۔

"ہاں۔۔۔ہاں بولیں۔۔۔کیا وہ اسی وقت بولیں" وہ

فل طیش میں آتی بازو اوپر کرنے لگی

زیحال نے بمشکل تھوک نگلا وہ کم از کم اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو یتیم نہیں کروانا چاہتا تھا۔

"ا۔۔۔اسی وقت وہ گ۔۔۔ گالیاں دیتی اور کیا" وہ مقعے پر اپنی جان بچا گیا زمل کے تنے اعصاب پل میں ڈھیلے پڑے وہ یک ٹک اسے دیکھتی رہی جب زیحال کے چور نگاہوں سے دیکھنے والے انداز پر اسکی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی

"ہبی باز آجائیں" وہ سر نفی میں ہلاتی ہوئی کھڑکی سے باہر دیکھنے ہی لگی تھی جب زیحال اسے گردن سے پکڑ

کر ایک جھٹکے میں اپنی جانب کھینچتا اسکے لبوں کو اپنے

دانتوں میں قید کر گیا۔

زمل اس اچانک افتاد پر اسکے سینے پر مکے برساتی خود کو

چھڑانے لگی

لیکن وہ ڈھیٹ بنا ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا اسکے

پنکھڑی سے لبوں کی ساری نمی نچوڑ کر اپنے حلق میں

اتار گیا

"انصاف ہونا چاہئے ناں بے بی۔۔۔ایک ظلم تم نے

مجھ پر کیا اور ایک میں نے تم پر۔۔۔ باقی کی لین دین

رات کو" وہ ایک آنکھ دباتا ٹرن لیتے زمل کو سرخ قندھاری سا کر گیا۔

وہ شرم سے لال ہوئی اپنے نم ہونٹوں پر جلن سی محسوس کرتی خود میں سمٹ سی گئی۔

یہ شخص ہر بار اس سے اس طرح لڑائی جیت لینے کا ہنر رکھتا تھا۔

کمرے میں گہری خاموشی تھی اسکی نگاہیں یک ٹک
اس سیکنڈ والی سوئی کے ساتھ گھوم رہی تھی کہ ہی
ایک آہٹ ہوئی۔
کمرے کا دروازہ کھلتے گل نے تڑپ کر اس جانب دیکھا
جیسے وہ کب سے اسی آہٹ کی منتظر ہو۔ لیکن
دروازے سے اندر داخل ہونے والے شخص کو دیکھ
اسکی سانسیں مدھم پڑ گئیں۔
وہ ڈاکٹر مبشر تھے ہاتھ میں بیگ لئے ستے ہوئے
چہرے کے ساتھ۔ یہ وہ نگاہیں نہیں تھیں جو پہلے گل

کو دیکھتی تھیں آج ان میں بہت بدلاؤ تھا ایک شکایت ایک التجا اور تھوڑا غصّہ۔

انکے چہرے پر کرب صاف ظاہر تھا جس شخص کو وہ گھر چھوڑ کر آئے تھے سامنے موجود لڑکی کو دیکھ انکو وہ یاد آگئے تھے انکا رونا بلکنا اور تکلیف کی شدّت کے باعث چیخنا۔

یہ سب مبشر کیلئے بھی شدید تکلیف کا باعث تھا۔وہ بوجھل سی چال چلتے ہوئے آگے آئے انکے پیچھے ہی کومل بھی تھی

جس کی نگاہیں بار بار ڈاکٹر برہان کو تلاش کر رہی تھیں لیکن وہ شاید آئے ہی نہیں تھے۔

"ڈاکٹر برہان نہیں آئے؟" وہ عجیب سی کشمکش میں بالا آخر پوچھ بیٹھی۔یہ سوال جیسے گل کے منہ سے نکلنے کو بے تاب تھا لیکن وہ پوچھ نہیں سکی۔

"نہیں۔۔۔ان کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی" انکی بات سن کر گل نے تڑپ کر ان کی جانب دیکھا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔

انکو آنا چاہئے تھا کسی کو انکا شدّت سے انتظار تھا لیکن وہ نہیں آئے

"ک۔۔۔کیوں۔۔۔کیا ہوا انکو؟" کومل یکدم پریشان سی استفسار یہ پوچھنے لگی اسکے سوال پر مبشر نے ایک نظر گل کو دیکھا

ان کی نگاہوں میں پنپتے کرب کو بھانپتے وہ جیسے وہی برف ہو گئی

"جان لیوا بیماری لگ گئی ہے انکو" انکی آواز بوجھل اور لہجہ بھاری تھا جیسے حلق میں کچھ پھنس گیا ہو۔

زرتشم کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں بہنے لگے تھے۔وہ شل ساکت سی انکو دیکھے گئ۔سانس جیسے اندر جاکر باہر آنا بھول گئ تھی۔

"یہ۔۔۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں وہ تو بلکل ٹھیک تھے"کومل کی کیفیت زرتشم سے ذرا مختلف نہ تھی۔

"ایسی بیماریاں انسان کو اندرونی لگتی ہیں۔۔۔جو دکھائی تو نہیں دیتی لیکن انسان کو کسی دیمک کی طرح کھا جاتی ہیں "

انکے انداز میں بوجھل پن انکی کیفیت کو چیخ چیخ کر بیان کر رہا تھا زرتشم سر جھکا گئی آنکھوں سے موتی ایک کے بعد ایک تیزی سے ٹوٹ کر گود میں پڑے ہاتھوں پر گرنے لگے۔

"آپ مجھے انکی رپورٹس دکھادیں۔۔۔آج سے یہ کیس میں ہینڈل کرونگا" وہ اپنی آنکھوں کو ضبط سے میچ کر ان میں ٹھہرا عرق واپس پیتے سپاٹ لہجے میں بولے۔

کومل نہ چاہتے ہوئے بھی بوجھل دل سے زرتشم کی رپورٹس اٹھا کر لے آئی اسکے لئے یہاں رکنا محال تھا زرتشم کی حالت اور مبشر کی باتیں ناقابل برداشت تھیں وہ لمبے ڈھینگ بھرتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

مبشر نے ایک نظر گل کے لرزتے وجود کو دیکھا وہ سر جھکائے بے آواز تڑپ رہی تھی رو رہی تھی انکو اس پر غصّہ آنا چاہئے تھا لیکن وہ نہیں رکھ پائے اپنا غصّہ برقرار۔ تکلیف ان دو کو برابر ملی تھی اور مل رہی تھی

۔

کچھ دیر گزری تھی جب مبشر نے گل کے بازو پر بی پی

بیلٹ باندھا اور اسکا بی پی چیک کرنے لگے جو پہلے سے

زیادہ لو تھا۔

انہوں نے اس کمزور سی لڑکی کو دیکھا جو اب بھی سر

جھکائے بیٹھی تھی

انہوں نے ضرورت محسوس کرتے انجیکشن تیار کیا

جب انجکشن دیکھ گل کی سرخ متورم آنکھیں پھیلی۔

وہ نہ محسوس طریقے سے بیڈ شیٹ مٹھی میں تھامے

خوف زدہ سی اس سوئی کو دیکھنے لگی۔ آنکھوں سے ٹپ
ٹپ آنسوں پھر بہنے لگے

آج یہ انجکشن لگانے والا وہ شخص نہیں تھا جو پہلے اسکا
خوف ختم کرتا تھا اور کوئی اسکے جیسا چاہ کر بھی نہیں ہو
سکتا تھا۔

وہ خوف زدہ سی ہوتی چہرہ دوسری جانب موڑ کر بری
طرح سے کانپنے لگی تھی

وہ دھیرے سے اسکا بازو تھام کر انجکشن جو نہی اسکے
بازو پر رکھنے لگے گل مزید بری طرح سے کانپتی اپنے

منہ سے برآمد ہونے والی سسکی روکنے لگی۔ کہ تب ہی کسی اور نے اسکا بازو تھام کر نرمی سے دبایا

نہیں یہ لمس وہ نہیں تھا اس لمس میں نرمی تھی اس لمس میں ہدت تھی گل نے تڑپ کر سر اٹھایا نظر جونہی سامنے کھڑے شخص پر گئی۔ سانس جیسے سینے میں ہی اٹک گئی

سوجھی ہوئی سرخ متورم آنکھیں جن سے نکلتی تپش دور سے ہی زرتشم کو اپنا آپ جھلساتی ہوئی محسوس ہوئی

ماتھے پر بکھرے بے ترتیب بال جیسے سفر کی فضا میں گھلی ہلکی ہلکی نمی نے گیلے کر دیے ہوں۔

وہ کل کوالے لباس میں ہی ملبوس تھے وہ ڈاکٹر برہان ورک تھے جن کو دیکھ جہاں زرتشم سانس لینا بھول گئی تھی وہی ڈاکٹر مبشر انکو دیکھ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکے

حویلی کی پر سکون فضا میں ملازم اپنے کام سے فارغ ہو کر کوارٹرز میں چلے گئے تھے مہروز اور مہرام کے واپس

ہاسٹل جانے کے بعد حویلی کی دیواریں جیسے پھر سے

سنسان ہو گئی تھیں ہر کوئی اپنی روبوٹک زندگی میں

مصروف ہو گیا تھا۔زریاب بھی آج ضد کرتے آفس

کا ایک چکر لگانے کے بہانے اپنا سارا کام دیکھنے کیلیۓ

وہی رک گئے تھے

"کیا بات ہے۔۔۔تم ادر کیوں کھڑا ہے؟" بیلا کو کتنی

ہی دیر سے باہر کے دروازے پر نظریں گاڑھے دیکھ

سیماب بالا آخر پوچھ بیٹھی

جب اسکی آواز پر وہ بے ساختہ اچھل کر پڑی

اسکے یوں ڈر جانے پر سیماب کی بھنویں سکڑی اسے

عجیب لگا تھا بیلا کا یوں بے وجہ ڈر جانا

"ت۔۔۔ تم کو کیا ہے۔۔۔اپنے کام سے کام رکھو" وہ

تڑخ کر جواب دیتی اپنے کمرے میں چلی گئ۔

سیماب اسے جاتے دیکھ تھوڑی الجھ سی گئ پچھلے کچھ

دنوں سے وہ نوٹ کر رہی تھی کہ بیلا میں اتار چڑھاؤ

کچھ زیادہ ہی آرہا تھا

کبھی حد سے زیادہ اچھی تو کبھی حد سے زیادہ کڑوی۔

وہ اپنے دھیان میں کھڑی اوپر کی جانب دیکھ ہی رہی تھی جب کسی کی گرم سانسوں کی تپش اسے اپنے کان پر محسوس ہوئی

وہ ڈر کر جیسے ہی پیچھے مڑی سامنے کھڑے اپنے عنابی لبوں پر دلکش مسکراہٹ لئے زریاب کو دیکھ ٹھٹھک سی گئی۔

"ام ادر ہے خان ۔۔۔ تم کدر دیکھ رہا ہے؟" وہ کبھی کبھی پیار سے اسے خانی کی جگہ خان بھی بلا لیتے تھے

لیکن خان صرف تب جب انکو سیماب پر حد سے زیادہ

پیار آتا۔

"ام کدر بھی دیکھے تم کو کیا مسلہ ہے" وہ انکا اس دن

والا غصّہ یاد کرتی ناراضگی سے بولی

زریاب ایک گہری نظر اسکے خفا سے چہرے پر ڈالتے

اسے کمر سے تھام کر اپنی جانب کھینچ گئے۔

"ام کو ہے مسلہ۔۔۔ام کو تمارا نظر بھی اپنے علاوہ کسی

پر برداشت نہیں۔" وہ جنونی انداز میں بولتے سیماب

کی کمر پر تھوڑا دباؤ دیتے اپنے مزید قریب تر کر گئے

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہا ہے تم۔۔۔ک۔۔۔کوئی آجائے گا" وہ مورے اور داجی کے ڈر سے انکو خود سے دور دھکیلنے لگی۔

"آجائے۔۔۔امارا بیوی ہے تم۔۔۔پوری برادری کے سامنے تم کو اٹھا کر زبردستی نکاح کیا تھا وہ بھی بندوق کی نوک پے آج بھی ام وہی زریاب خان ہے مت بھولو" وہ کتنے فخر سے اپنا کارنامہ بتا رہے تھے جسے سن کر سیماب ایک پل کیلئے دنگ رہ گئی

اسکی آنکھوں کے سامنے وہ شلوار قمیض میں ملبوس

کندھوں پر شال لئے اور ہاتھ میں کلاشنکوف پکڑے

سب کے پیچ دھاڑتے ہوئے زریاب گھوم گئے۔

"ام آج بھی وہی خان ہے تمارا" وہ مخمور سے لہجے میں

بولتے آس پاس کسی کو نہ پاکر اسکے کپکپاتے لبوں کو

چھونے ہی لگے تھے جب عقب سے کسی کی نسوانی

آواز ابھری

سیماب اچھل کر پیچھے ہٹ گئی جب اسکے ایسے بدک

کر پیچھے ہٹنے پر زریاب نے پہلے اسے دیکھا پھر پیچھے مڑ

کر دخل اندازی کرنے والے گستاخ کو۔

لیکن سامنے کھڑی عین دلدار کو دیکھ انکے ماتھے پر

تیوریاں چڑھ گئیں۔

جبکہ ان دونوں کو اتنا قریب دیکھ عین لال بھبھوکا

ہوئی پوری جل چکی تھی۔

اس سے زیادہ زریاب کے تیور سخت ہو گئے تھے وہ

سیماب کو چھوڑے اسکی جانب مڑ گئے

جن کی پوری نگاہیں خود پر جمی دیکھ عین کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا۔

برسوں بعد یہ شخص سامنے آیا تھا اور اتنی طاقت وہ صرف نگاہوں میں رکھتا تھا کہ عین کو اسکے علاوہ سب کچھ فراموش ہوتا ہوا دکھائی دیا۔

یہی حالت سیماب کی تھی جو سامنے کھڑی عین کو دیکھ ساکت رہ گئی تھی۔

"تم ادر۔۔۔؟ تم کو کسی نے عدت میں رہنے کے آداب نہیں سکھائے؟" انکی بات پر جہاں سیماب کی

آنکھیں پھٹی تھیں وہی عین کو لگا جیسے کسی نے اسکی جان اپنی مٹھی میں لے لی ہو

زریاب کے اعصاب تنے ہوئے تھے ایک آبرو ہمیشہ کی طرح ماتھے پر چڑھی جوانی کے دنوں کی طرح۔ وہ اتنے دلکش عام وقت میں نہیں لگتے ہونگے جتنے غضب غصّے کے وقت لگتے تھے۔ کوئی اس دیوانی سے پوچھتا جو انکے ایک ایک عمل سے ان سے زیادہ واقف تھی خاموش محبت کرنے والوں کے رنگ ڈھنگ بھی سب سے نرالے ہوتے ہیں۔

وہ یک ٹک انکو دیکھ رہی تھی جب زریاب نے اسکی آنکھوں کے سامنے اپنا ہاتھ لہرایا۔

"ام تم سے مخاطب ہے خاتون" انکے غصّے میں بھی ایک عورت کیلئے ادب تھا لیکن اپنے اور سیماب کے بیچ دخل اندازی کرنے والے کیلئے غصّہ بھی صاف جھلک رہا تھا۔

"خان۔۔۔" زریاب کو اس قدر سپاٹ لہجے میں بات کرتے دیکھ سیماب جھٹ سے آگے آتی دونوں کے بیچ میں کھڑی ہوگئی۔

"تم۔۔۔ تم آج کیسے آگیا ادر؟"عین کو سالوں بعد وہ آج دیکھ رہی تھی وہ تو شاید اسکی شکل بھی بھول چکی تھی

خاندانی دشمنی نے دلوں میں کس حد تک سب کیلئے نفرت بھر دی تھی کہ کوئی کسی کو یاد تک نہیں رکھ پایا۔ لیکن کبھی انہی رشتوں میں باپ دادا کی جان ہوتی تھی جنہیں آنے والی نسل اپنی انا میں بلکل فراموش کر گئی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ زریاب کیا بول رہے ہیں؟" عین کے لہجے میں کپکپاہٹ سی شامل تھی جیسے اسے ایسی کسی بات کی توقع نہ ہو

"وہی جو سچ ہے۔۔۔اس گستاخ کی اب تک قبر بھی مٹ چکی ہو گی" انکا لہجہ از حد تلخ ہو چکا تھا

جو اس وہاج نے کیا تھا اسکے بعد اب اگر وہ زریاب کے ہاتھ بھی لگتا تو ساری دنیا دیکھتی زرتشم نوشیروال کے تماشائیوں کا تماشہ۔

"اور زریاب لالا بولو۔۔۔ عمر میں بڑا ہے ام تم سے"

وہ اسکے صرف زریاب بولنے پر اچھے خاصے بھڑکے

تھے جس پر سیماب نے انکا بازو پکڑ کر اپنی جانب رخ

موڑلیا

"کچھ بھی نہیں۔۔۔ تم ادر کیسے آگیا۔۔۔ داجی نے تم

کو آنے کا نہیں کہا" سیماب زریاب کا ہاتھ تھامے

سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ یہ زریاب کا ہاتھ نہیں ان کی

زبان تھی۔

جو ولی خان حویلی کے ہر فرد کیلئے صرف گولے برساتی تھی اور کچھ نہیں۔انہیں ان سب سے خاص رغبت کبھی جوانی میں بھی نہیں رہی تھی اب تو پھر انکی عمر ہو چکی تھی

گھر کا بڑا بیٹا ہونے کے ناطے رشتوں کے ہر اتار چڑھاؤ کو انہوں نے بخوبی دیکھا تھا۔تب ہی ان میں داراب اور زیحال کے مقابلے ان سب کے لئے کڑواہٹ زیادہ بھر چکی تھی۔

"ام تو بیلا سے ملنے آیا تھا۔۔۔اسکی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں تھی" وہ بوجھل دل سے جواب دیتی سیماب کو ہکا بکا سا کر گئی

بیلا کب ان سب سے رابطے میں آئی اور کسی کو پتہ تک نہیں۔ وہ اسی کشمکش میں مبتلا تھی کہ عین آگے کچھ کہے بغیر سیدھی اوپر چلی گئی جس جانب بیلا کا کمرہ تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہی ہے بیلا۔۔۔وہ کیسے "سیماب کو سمجھ نہیں آئی۔ گل کے زندہ ہونے کے بعد سے تو دا

جی نے بھی اس حویلی اور اسکے لوگوں کی بات چھوڑ دی تھی تو یہ سب ؟ نہیں یہ نارمل نہیں تھا۔ وہ سخت پریشان ہوئی

"اسکو تھوڑی ٹیوننگ کی ضرورت ہے پھیل رہا ہے اوقات سے زیادہ" بیلا کیلئے انکے لہجے میں نفرت سی بھر گئی تھی۔ اب جو ہو جاتا اس لڑکی سے نفرت اب ان پر فرض ہو چکی تھی۔

"وہ اسکا گھر والا ہے۔۔۔ شاید ملنے کا دل ہو" سیماب گہری سوچ میں ڈوبے یہاں بھی کچھ سیدھا مطلب ہی

نکالنے کی کوشش کرنے لگی جب اسکی نظر زریاب پر

پڑی

زریاب انہی سیڑھیوں کو غصّے سے دیکھ رہے تھے

جہاں سے عین دلدار گزر کر گئ تھی۔

انکے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی اسے گولی مار دیں

گے۔سیماب انکے انداز پر یکدم سلگ اٹھی۔

"خان کیا ہوگیا ہے تم کو۔۔۔آنکھوں سے کھانے کا

ارادہ ہے اسکو؟"اسکے سوال پر زریاب نے سپاٹ

نگاہیں اسکی جانب پھیر لیں

"امارا ٹیسٹ اتنا بھی برا نہیں" وہ تڑخ کر جواب دیتے
اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے
اور کوئی وقت ہوتا تو وہ قربان جاتی اس غصّے والی ادا پر
لیکن اب اسے خود ان پر طیش آیا تھا۔
سیماب کو ایسے جواب کی توقع نہیں تھی وہ انکی پیٹھ
گھورتی انکے پیچھے ہولی۔
"یہ کیا بولا تم نے۔۔۔ہاں" وہ کسی لڑاکا بیوی کی
طرح کمر پر ہاتھ رکھے انکو کوٹ نکالتے ہوئے دیکھ
تڑخ کر بولی۔

وہ کوٹ بیڈ پر رکھتے واچ اتار رہے تھے۔

"وہی جوام نے دیکھا۔۔۔ام مرد ہے۔۔۔عورت کی نگاہ کو پہچان سکتا ہے"اب وہ اپنے کف لنکس نکال کر ٹیبل پر رکھتے نہایت سپاٹ لہجے میں بولے تھے جبکہ سیماب انکے لفظوں پر جیسے وہی برف سی ہو گئی تھی

"مم۔۔۔مطلب؟"

اسکے مطلب پوچھنے پر زریاب نے شرٹ کے بٹن کھولتے اپنے ہاتھ روکے اور مڑ کر اپنی خانی کو دیکھا۔جو

بنی ہی محبت کی مٹی سے تھی اسکا معصوم دل کب ان چالاکیوں کو سمجھ سکتا تھا۔

ایک گہری نظر اسکے مرمری سے بدن پر اوپر سے پھسلتی ہوئی نیچے چلی گئی۔

"ادر آؤ" انکے لہجے میں سنجیدگی بے اختیار اتر آئی تھی جسے بھانپتے سیماب یکدم سے ٹھٹھک گئی۔

"ک۔۔۔کیوں؟" وہ بجائے آگے آنے کے ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ارادے نیک نہیں لگ رہے تھے۔

"بھوک لگی ہے۔۔۔اپنا پسندیدہ ٹیسٹ دیکھنا ہے کہیں خراب وراب تو نہیں ہو گیا" انکی بات پر سیماب کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیل گئیں۔

اسے بت بنے دیکھ وہ خود ہی دھیرے سے قدم اٹھاتے اسکے قریب آنے لگے

شرٹ کے آدھے بٹن کھلے ہوئے جس سے انکا کسرتی سینا صاف واضح ہو رہا تھا

عمر انکی چالیس کے قریب ہو چکی تھی لیکن آج بھی وہ اپنی عمر سے بہت کم ایکدم فٹ اور ہینڈ سم لگتے تھے

کوئی انہیں دیکھ آسانی سے انکی عمر کا اندازہ نہیں لگا سکتا

تھا۔

انکی پٹھانوں والی خوراک آج کے برگر بچوں کو مات

دینے میں پیش پیش تھی

سیماب انکو اس طرح اپنی جانب آتے دیکھ گھبرا کر اور

پیچھے ہٹ گئی

وہ قریب آرہے تھے بے حد قریب یہاں تک کہ

سیماب خود کی دروازے کے ساتھ جا لگی۔

زریاب اسکے چہرے کو آنکھوں میں بھرے اسکے ذرا
قریب ہو کر دونوں آنکھوں میں جھانکنے لگے۔
سیماب کی جھکی پلکیں بار بار اسکے طلسمی وجود کو دیکھنے
کی گستاخی کر رہی تھیں۔

"اس زریاب خان پر اور اسکے وجود پر حکمرانی صرف
ایک عورت نے کی ہے" انکی آواز نہ محسوس طریقے
سے بھاری ہونے لگی تھی۔

"جبکہ اس پر نظر اور بھی بہت سی تھیں۔۔۔لیکن ام
کو صرف ان نظروں سے عشق ہوا تھا "

وہ انگلی کی پوروں سے سیماب کے چہرے کو چھوتے اسکی آنکھوں پر باری باری بوسہ ثبت کرنے لگے سیماب انکی شرٹ دونوں اطراف سے مٹھی میں جکڑ گئی۔

اسے زیر کرنے کو اس شخص کا ایک لمس کافی تھا۔

"اب آگے اسکو بچا کر رکھنا تمہارا کام ہے۔۔۔ورنہ جس زمین کی رکھوالی نہ ہو اس پر غیر قبضہ کر لیتے ہیں "

وہ سیاست میں رہ کر لوگوں کے مکار چہرے پڑھ لینے میں ذرا دیری نہیں لگاتے تھے۔

آخر میں سیماب کے ماتھے پر اپنے پیاسے لب رکھتے آنکھیں موند گئے

دونوں کے دل اتنی زور سے دھڑک رہے تھے جیسے ابھی نکل کر باہر آجائیں گے۔

"تم کیوں ہے ایسا۔۔۔کیوں؟" وہ لبوں سے اسکے چہرے کا دھیرے دھیرے طواف کرنے لگے۔

"کیوں ام کو تمارے علاوہ کچھ دکھتا نہیں

۔۔۔ کیوں ؟" انکے انداز میں جنون تھا

"کیونکہ تم دیکھنا نہیں چاہتا کچھ" وہ آنکھیں بند کئے دو

بدو بولی

"تم دیکھنے نہیں دیتا۔۔۔ بڑا چالاک ہے تم ماڑا" ان کی

بات پر سیماب کے لب گہری مسکراہٹ میں ڈھل

گئے

وہ انکے کندھے سے لگتی آنکھیں موند گئی

"ایسا نہ کرو۔۔اس عمر میں خوشخبری دیتا ہوا ام اچھا نہیں لگے گا" وہ کوئی موقع نہیں چھوڑتے تھے سیماب کو زچ کرنے کا

وہ بھی چالاک تھی انکی پیٹھ پر اپنے ہلکے ناخنوں سے بدلہ پورا کرنے لگی۔اسکی یہ حرکت زریاب کو مزید بے باکیاں کرنے پر اکسا رہی تھیں۔

اس سے پہلے وہ مزید مدہوش ہوتے کچھ کر بیٹھتے انکے سر میں شدید درد کی لہر سی اٹھی وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹتے بے ساختہ اپنا سر تھام گئے

"خان۔۔۔خان کیا ہوا تم کو؟" انکو اس طرح جھکے دیکھ سیماب ایک ہی جست میں انکا بازو تھام گئی

"امارا اسر" انکو لگ رہا تھا جیسے کسی نے انکے سر میں کیلیں ٹھوک دی ہوں درد کی شدّت. پورے وجود کو ایک ہی جھٹکے میں جکڑ سی گئی تھی۔

"ادر بیٹھو۔۔۔۔پانی پیو" وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر انکی جانب بڑھا گئی۔

وہ گلاس دوسری جانب کر کر گہری سانسیں لینے لگے

ایسا درد انہیں آج پہلی بار ہو رہا تھا اور پہلی بار میں ہی

جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

بیلا باتھ روم سے ہاتھ میں ٹاول لئے جو نہی باہر نکلی

اسکی نظر سامنے بیڈ پر بیٹھی عین پر پڑی جو سامنے کسی

غیر مرئی نقطے پر نظریں گاڑے بیٹھی تھی

ایک ہاتھ بیگ کے اندر حرکت کر رہا تھا جیسے وہ کچھ کر

رہی ہو۔ آنکھوں میں گہرا گلابی پن تھا جسے دیکھ بیلا

ایک پل کیلئے سٹک سی ہو گئی لیکن جلد ہی خود کو کمپوز کرتی گلا کھنکارا اسکے سامنے آ بیٹھی

"اتنی دیر کیوں لگادی۔۔۔ام کب سے تمارا انتظار کر رہا تھا" وہ اپنے گیلے بالوں کو جھاڑتی سرسری سے لہجے میں بولی

"یہ باتیں چھوڑو۔۔۔ تم سے جو کہا تھا وہ کیا؟" وہ بے حد سپاٹ لہجے میں سیدھا مدعے کی بات پر آئی

بیلا پہلے تو اسکے انداز پر ٹھٹھکی لیکن اسکی بات ہی ایسی تھی کہ اور کوئی بات پر دھیان ہی نہیں گیا۔وہ جیسے گھبرا سی گئی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں" کچھ اٹک کر جواب دیا۔

"کیوں؟ تم کو کہا تھا۔۔۔کہ اس داراب کو پھنساؤ ۔۔۔ایک کام دیا تھا وہ بھی نہیں ہوا" وہ جیسے کسی اور بات پر بھڑکی بیٹھی تھی اور اب سارا طیش بیلا پر اتر رہا تھا

"کیسے کرے ام۔۔۔یہ اتنا آسان نہیں ہے "

"کیوں نہیں ہے آسان۔۔۔شوہر ہے وہ تمارا حق ہے تمارا اس پر" وہ اٹھ. کر بیلا کے سامنے آ کھڑی ہوئی

اس نے سر اٹھا کر عین کو دیکھا جس کے چہرے پر گہری سنجیدگی نے جگہ بنا رکھی تھی۔

"تمارا ایک لالا باہر آ سکتا ہے۔۔۔کیا تم اپنے لالا کیلئے بھی نہیں کرے گا یہ ؟" اپنے لالا کے ذکر پر بیلا کا دل جیسے مٹھی میں آیا تھا

وہ یک ٹک عین کو دیکھے گئی۔

"تم آج ہی یہ کام کرو۔۔۔ تم کو صرف یہ کرنا ہے ۔۔۔ باقی ام دیکھ لے گا" ہاں اب اسے ہی باقی سب دیکھنا تھا کیونکہ جو وہ نیچے دیکھ چکی تھی اسکے آگے یہ سب بہت چھوٹا کام رہ گیا تھا۔ایک اس شخص کو پانے کی خاطر وہ کچھ بھی کر گزرتی۔

کہہ کر وہ رکی نہیں تھی اسکے جاتے ہی بیلا کی نظر بیڈ پر پڑی جہاں کچھ پیکٹس رکھے تھے اور ان میں کیا تھا یہ وہ اچھے سے جانتی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

مبشر کے ہاتھ سے انجیکشن لیتے ڈاکٹر برہان نے گل کے بازو پر کاٹن سے دوا لگائی تاکہ وہ جگہ تھوڑی سن ہو سکے لیکن وہ یک ٹک انکو دیکھتی جیسے یہ بھی بھول گئی تھی کہ اسے انجکشن لگنے والا ہے۔

"وہ۔۔۔وہ دیکھیں۔۔۔آپ کے فیورٹ فلارس"

ان کی آواز گھٹی ہوئی از حد بھاری تھی ایسی جیسے حلق میں آنسوؤں کا گولہ پھنس گیا ہو۔آنکھیں بری طرح سے جل رہی تھیں

انکی تکلیف کی شدّت محسوس کرتے گل کی آنکھوں

سے بے حد خاموشی سے گرم سیال بہنے لگا۔

اس نے نہیں دیکھے فلارس وہ نہیں ہٹا پائی اپنی نگاہیں

ان سے

لیکن آج ان کے اپنے ہاتھ کانپ رہے تھے سر نج

کبھی دائیں چلی جاتی تو کبھی بائیں۔ کتنا مشکل تھا یہاں

کھڑے رہ پانا بھی۔

انکی کیفیت دیکھ مبشر کچھ دیر خود پر ضبط کرتے رہے

پھر نرمی سے انکے ہاتھ سے انجیکشن لے کر زرتشم

کے بازو میں اتار گئے

آج کونسا درد کہاں کا درد۔

گرے جھیل سی آنکھیں ان سبز آنکھوں سے مل کر

سب بھول چکی تھیں وہ دونوں تو جیسے سانس بھی نہیں

لے رہے تھے۔ انجکشن لگ چکا تھا لیکن وہ دونوں

ایک دوسرے سے نگاہیں نہیں ہٹا پائے

مبشر نے ایک ایک نظر دونوں کو دیکھا

"مجھے باہر انتظار کرنا چاہئے" مبشر اپنی موجودگی غیر اضافی ٹھہراتے خود ہی کمرے سے باہر نکل گئے۔

جب ان کے دروازہ بند کرنے کی آواز پر ڈاکٹر برہان کے لبوں سے گہری سانس خارج ہوئی۔ایسے جیسے کب سے سینے میں ہی اٹکی ہوئی ہو۔

"بب۔۔۔بیٹھ جاؤں؟" وہ اس سے بیڈ پر بیٹھنے کی اجازت چاہ رہے تھے یہ انتہا تھی انکے عشق کی۔

گل کا سر بے اختیار اثبات میں ہلنے لگا

برہان ڈھے جانے والے انداز میں اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھ گئے اب بھی نہ بیٹھتے تو شاید گر جاتے بخار سے انکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔رنگ کسی مردے کی طرح سفید جیسے کسی نے ان کے وجود سے خون کا آخری قطرہ بھی نکال لیا ہو۔

کندھے ڈھیلے، چہرہ مرجھایا ہوا سا یہ وہ برہان کہیں سے نہیں لگ رہے تھے

ڈاکٹر برہان ورک ایک ہارٹ اسپیشلسٹ، خوبرو جاذب نظر دکھنے والی پرسنالٹی کتنی ہی سیکڑوں لڑکیوں

کے دلوں کی دھڑکن۔آج وہ صرف ظالم محبت کے ہاتھوں تباہ ہوئے شخص تھے جن کو دیکھ کر ہی مقابل کی روح کانپ اُٹھتی تھی۔

وہ خاموشی سے فرش تکتے جیسے الفاظ ڈھونڈ رہے تھے لیکن آج الفاظ بھی ان سے ناراض ہو گئے تھے۔

"کیا میں۔۔۔آ۔۔۔آپ کو۔۔۔چھو سکتا ہوں؟"

انکی اجازت مانگنے کے انداز پر گل کا دل جیسے کانپ اٹھا تھا۔وہ نہیں دے سکی کوئی جواب

اسکا جواب نہ دینا برہان کے دل کو چیر کر رکھ گیا تھا۔

"یہ حق تو میرا تھا ناں" ان کی آواز یکدم گھٹ سی گئی

گل کو لگا کمرے میں آکسیجن ایک دم سے ختم ہو گئی

ہو۔ وہ سانس روکے انکو دیکھ رہی تھی۔

"صرف۔۔۔ای۔۔۔ایک بار کہا ہوتا۔۔۔تو شاید

آج یہ سب یوں نہ ہوتا" آہ انکا وہ ایک بار

انسان زندگی میں کتنے ہی کام صرف اس ایک بار میں

نہیں کرتا جس کا پچھتاوہ کچھ انسانوں کیلئے جیتے جی

موت بن کر رہ جاتا ہے وہ تو آج بھی اس موت میں مر

رہے تھے۔

گل بے اختیار سر جھکا گئی کتنے ہی خاموش آنسوں اسکے ہاتھ پر آ گرے تھے۔

"نہیں۔۔۔یہ نہیں۔۔۔آپ مجھے اور تکلیف دے رہی ہیں" اسکے آنسوں آج انکے دل پر گر رہے تھے وہ اسکا ہاتھ تھامنا چاہتے تھے لیکن ایک انجانی طاقت انکو روک رہی تھی۔

اس سے بڑھ کر کونسی جان لیوا تکلیف ہو سکتی تھی کہ سامنے بیٹھی لڑکی انکی محبت ہو کر بھی کسی اور کے نکاح میں تھی۔

"میں۔۔۔میں آپ کو۔۔۔اپنانا چاہتا ہوں" انکی بات پر گل نے تڑپ کر سر اٹھایا اسکی آنکھیں ازحد سرخ تھیں۔دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر دبا دیا تھا۔وہ بےیقین سی تھی

برہان نے اپنا خالی ہاتھ دھیرے سے اسکے سامنے کر دیا گل نے کس تڑپ سے اس ہاتھ کو دیکھا تھا جو بظاہر تو خالی تھا لیکن اس میں اسکے لئے ایک نئی زندگی کی پیشکش تھی۔خوشیوں بھری زندگی کی پیشکش جسے وہ ٹھکرادے تو بہت بڑے خسارے میں چلی جائے۔

"نہ مت کہنا۔۔۔آج یہ نہ میری جان لے لے گا"

انکی آنکھوں سے موتی کی طرح آنسوں ٹوٹ کر گر

گئے۔زرتشم کو لگا جیسے اسکی سانسیں رک رہی ہوں۔

"میں مزید آپ سے دوری نہیں کر سکتا

برداشت۔۔۔میں مر جاؤنگا زرتشم۔۔۔میں مر

جاؤنگا" وہ سر جھکائے شدّت سے تڑپ کر رو پڑے

تھے انکو روتے دیکھ زرتشم کی جان نکل گئی تھی۔

ایک مرد کو اپنے لئے روتے دیکھنا اس عورت کیلئے

موت اور زندگی دونوں کے مترادف ہوتا ہے۔جان

نکل جاتی ہے جب ایک مرد رو کر محبت کی بھیک مانگتا

ہے

وہ کل سے جس ازیت سے گزر رہے تھے یوں لگ رہا

تھا جیسے ابھی سانسیں نکل جائیں گی لیکن وہ زندہ تھے

صرف اس لڑکی کیلئے جس سے برسوں سے وہ خاموش

محبت نبھاتے ہوئے آئے تھے۔اب اگر منزل سامنے

ہو کر بھی وہ ناکام ہو جائیں تو پھر جان نکلنے کے سوا کوئی

آپشن نہیں بچتا تھا۔

وہ اب کوئی چھتیسویں بار دائیں سے بائیں چکر کاٹ رہا

تھا اور کتنے ہی کانسٹیبل اسکے ارد گرد کھڑے اسکے حکم

کے منتظر تھے پورے پولیس سٹیشن پر اس وقت ایک

سکتہ سا طاری تھا۔

ڈی ایس پی داراب خان آفندی جس کا عہدہ اس وقت

یہاں سب سے بڑا تھا۔

اسکی ڈیوٹی کے فرائض ان سب میں سب سے زیادہ

تھے

ڈی ایس پی ہونے کے ناطے پورے ایریا کے امن و امان کی زمے داری اسکے سر تھی۔ وہ سب کی کارکردگی بھی خود دیکھتا تھا اور بڑے معاملات جیسے دہشت گردی۔ سمگلنگ اور ڈکیتی جیسے کیسسز بھی خود ہی ہینڈل کرتا تھا۔ اسکے کاموں میں اہم کیسسز عدالتوں میں پیش کرنا اور پراسیکیوشن ٹیم کے ساتھ کام کرنا بھی شامل تھا۔

یہی سب کام تھے کہ وہ ہفتوں گھر تک نہیں جا پاتا تھا۔ یاد شاید اسے خود ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

اب بھی اسکے پاس ایسی کئی علاقے میں ہوئی واردات

کے کیسسز آرہے تھے جو دن بہ دن صرف بڑھتے

چلے جارہے تھے۔

"سر ہمیں جلد از جلد کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔ان لوگوں

کو جب سے اندر کیا ہے انکے گینگ کو سکون کا سانس

نہیں آیا ہے" ایک کانسٹیبل نہایت مؤدب انداز میں

مخاطب ہوا

اسکی بات پر داراب نے رک کر اسے دیکھا اسکے

جبڑے کی رگیں تک تن گئی تھیں

"انکو یہ نہیں چاہئے ۔۔ انکو اس بات کا ڈر ہے کہ یہ لوگ کہیں اپنا منہ نہ کھول دیں "

وہ منہ سے انگارے برساتا اس جیل کی جانب دیکھنے لگا

جہاں اس وقت دو لوگ قید تھے انکو بھی داراب نے ہی اریسٹ کیا تھا ورنہ ڈریگن سکواڈ کے کسی بندے پر ہاتھ ڈالنا ایسا تھا جیسے اپنی موت کو خود دعوت دینا۔

"تو سر ہم کیا کریں گے یہ لوگ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے اگر ہم نے انکو نہ چھوڑا تو" ویول کے لہجے

میں ڈر بھانپتے داراب نے سرخ طیش بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تمہیں چاہیے کہ اگلی بار اپنی بیوی کے ساتھ اپنے لئے بھی چوڑیاں خرید لو لیکن اسکے بعد مجھے نظر مت آنا ورنہ تم کسی کو نظر آنے کے قابل نہیں رہو گے گاٹ اٹ ؟" اسکے منہ سے برستے انگاروں پر اس کانسٹیبل کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی جیسے سہم سے گئے

سامنے کھڑے شخص کو ڈی ایس پی کا عہدہ تھالی میں

سج کر نہیں ملا تھا۔

بلکہ اسکی پرفامنس ایسی ہوتی تھی کہ بڑے بڑے

ڈکیتوں کی چیخیں نکل جاتی تھیں

مافیا کی دنیا میں اگر برے لوگوں کا نام تھا تو وہاں ایک

اور نام گونجتا تھا جو انکی طرح برا نہیں تھا بلکہ وہ

انصاف کر کرا اپنے نام کے ڈنکے بجواتا تھا۔اور وہ نام تھا

"ڈی ایس پی داراب خان" خوف وہراست کا دوسرا

نام۔

"اب کیا حکم ہے سر"

"ڈی آئی جی سے میٹنگ فکس کرواؤ اب مزید دیر نہیں ہو گی" اسکے سپاٹ لہجے پر وہ کانسٹیبل سر خم کرتا فوراً سے اس حکم کی تعمیل کرنے پہنچ گیا تھا۔

"ویل۔۔۔ذرا آئل لے کر آنا" اسکی نگاہیں سلاخوں کے پیچھے نظر آنے والے ان دو چہروں پر تھیں

"سر کونسا آئل؟" اسکے آئل کے پوچھنے پر داراب نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"تم کونسا استعمال کرتے ہو؟" داراب کے سوال پر

جہاں ویول کی آنکھیں پھٹی تھیں وہی باقی سب کی

بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی جسے داراب کے خوف سے

اپنے منہ میں ہی سب دبا گئے۔

"سر میں استعمال کرنے والے آئل کا پوچھ رہے ہیں

داراب سر" ویول کو ہکا بکا سا دیکھ دوسرے نے اسکے

کان میں دھیمی سی سرگوشی کی

"اہ۔۔۔مم۔۔۔مجھے لگا"

"تمہیں بہت گندا لگا۔۔۔ جا کر اب وہ آئل اٹھا کر لاؤ

جسے ہم گرپ آئل بولتے ہیں" اسکی بات پر ویول

نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور جلدی

سے جا کر المیرا میں رکھا گرپ آئل اٹھا کر لایا

اس آئل کی مہک پولیس والوں کو جتنی پسند تھی اتنی

ہی ڈکیتوں کی جان نکال دیتی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیوں ناں ہم شاپنگ پر چلیں۔۔۔گھر بیٹھے بیٹھے بور
ہو گئے ہیں" مشی کو واقعی ان پانچ مہینوں میں یہ گھر
قید لگنے لگا تھا
"ہماری قسمت میں یہ بوریت پہلے سے لکھ دی گئی ہے
۔۔۔مزے ہیں عام لوگوں کے جن کو کسی بات کا ڈر
نہیں ہوتا اور ایک ہم ہیں" کومل کو عام عورتوں پر
رشک محسوس ہوا
جن کے اکثر خوابوں میں گینگسٹرز آتے تھے جن کو
پانے کی وہ دن رات خواہش کرتی تھیں لیکن بھول

جاتی تھیں کہ ان کے ساتھ ساتھ اور کتنی ہی قربانیاں انکو دینی پڑ جائیں گی۔ جیسے وہ چاروں دے رہی تھیں جن کی دنیا ہی صرف پاشا ولا کی چار دیواری کے اندر تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ لیکن ان میں بھی ان چاروں نے اپنی بیوی پر اپنی محبت تمام کر دی تھی کہ باہر کی دنیا کی ضرورت ہی نہ محسوس ہو۔

"اندر کیا ہو رہا ہو گا؟" مشی کو اب اندر کی فکر ستائی وہ کب سے نظریں گاڑھے اس دروازے کو دیکھ رہی تھی

''بس دعا کرو وہ دونوں سب کچھ حل کر لیں۔۔۔ مجھ سے انکو ایسے دیکھا نہیں جا رہا'' کومل کا لہجہ اب بھی بجھا بجھا سا تھا

وہ کب سے یک ٹک سامنے بیٹھے ڈاکٹر مبشر کو دیکھ رہا تھا

جب ان کی نظر بھی خود کو گہری نظروں سے دیکھتے دیکھ برلاس شاہ پر پڑی۔ انہوں نے ایک آبرو اچکائی جیسے کہنا چاہتے ہوں ''کیا؟''

"آپ بھی تو ڈاکٹر ہیں۔۔۔تو اندر جا کر کیوں نہیں بیٹھتے" صاف ظاہر تھا اسے برہان کا اکیلے اندر ہونا نہ مناسب لگا تھا۔وہ تو تھا بھی اس معاملے میں تھوڑا سخت

"میں انکا اسسٹنٹ ہوں۔۔۔میرا کام پورا ہو گیا" وہ خود پر ضبط کرتے اس کم سن لڑکے کو گھور بھی نہ سکے۔ وہ شکل سے ہی کوئی بڑی توپ چیز معلوم ہوتا تھا۔

"اہ۔۔۔میں نہیں مانتا کوئی اسسٹنٹ۔۔۔میں اندر جا رہا ہوں" وہ کب سے برلاس کو روک کر بیٹھے تھے جو

انکو کیا سب کو باہر دیکھ گل کو اندر اکیلے محسوس کرتے خود جانے لگا تھا لیکن مبشر نے اسے اپنی باتوں میں الجھا لیا تھا۔

"رکو لڑکے۔۔۔ تمہیں ہڈیوں کے علاج کی ضرورت ہے سکون کی نہیں ہے تمہیں" وہ دانت پیستے کلس کر بولے۔

برلاس نے ایک نظر انکو غور سے دیکھا جو اسے بچہ سمجھ کر ملکے میں لئے جا رہے تھے۔

"یقیناً آپ کو اپنی ہڈیاں نہیں پیاری" وہ دو بدو جواب دیتے ایک آبرو اٹھا کر باہر کی جانب اشارہ کرنے لگا جہاں ایک گاڑی اسی وقت آ کر رکی تھی مبشر نے بے ساختہ اس جانب دیکھا

جہاں گاڑی سے اتر کر گھوم کر دوسری جانب آتے گاڑی کا دروازہ کھولتے زیحال خان آفندی پر نظر پڑی۔

اسکے بعد زمل اتری تھی اپنا بیگ کندھے پر لئے دلکش مسکراہٹ کے ساتھ۔زمل آگے آگے اور زیحال اسکے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوا

جب اسے دیکھتے مبشر کی گویا آنکھیں پھٹی وہ کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے وہ حیران تھے تو ان سے زیادہ حیرت انکو یہاں دیکھ کر زیحال کو ہوئی تھی۔

وہ زمل کو آگے بھیج کر انکی جانب چلا آیا

"آپ یہاں ۔۔۔؟ خیریت ؟" اسکے سوال کرنے پر مبشر تھوڑے گڑ بڑا سے گئے بر لا اس بھی انکو ہی یک ٹک گھورے جا رہا تھا۔

"ج۔۔۔جی وہ مس زرتشم کا چیک اپ کرنے آیا تھا" انکے ہکلا کر جواب دینے پر زیحال کی گرے جھیل سی آنکھوں میں سرد مہری سی دوڑ گئی۔

"ڈاکٹر برہان بزی تھے ؟" اگر اس نے ایک پر یقین کیا تھا تو وہی بہت تھا اسکا یقین کرنا کسی شخص پر نہایت مشکل تھا یا تقریباً نہ ممکن۔

"ن۔۔۔ نہیں انکی طبعیت تھوڑی خراب تھی" انکی اندر موجود کا احساس مبشر کی سانسیں روک رہا تھا۔ وہ اپنی ہتھیلی پر جمع ہونا پسینہ خشک کرنے کی ہمت تک نہیں کر پا رہے تھے۔

"برلاس انکی خاطر و مدارت اچھی کرو۔۔۔ خاص ہیں یہ ہمارے لئے" وہ سپاٹ لہجے میں برلاس کو مخاطب کرتا گل کے کمرے کی جانب بڑھ گیا

اگر آج یہاں مبشر کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو شاید اس خاطر و مدارت کا مطلب بہت خطرناک نکلتا لیکن ڈاکٹر برہان کا ساتھ انہیں آج بچا گیا تھا

زرتشم نوشیر وال کو اب چھونے والی ہوا کو بھی "زیحال خان آفندی" کی اجازت کی ضرورت در پیش تھی۔

"چلیں۔۔۔۔کچھ کھا پی لیں۔۔۔ہڈیاں جڑوانے کیلئے بھی وہاں تک پہنچنے میں انرجی لگے گی" برلاس کی زو

معنی بات پر مبشر رک کر ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگے

جب ایک اڑتا ہوا زامل کا ٹیڈی بئیر بر لاس کو آ کر لگا یہ حملہ کومل کی جانب سے ہوا تھا جو کب سے انکو دیکھ رہی تھی

زیحال کو یہاں دیکھ انکی جو رنگت کسی سفید مردے کی طرح ہو چکی تھی وہ تو الگ تھی۔

"بولیں زرتشم۔۔۔مجھے مرنے نہیں دیں گی ناں؟"
انکے لہجے میں جان لیوا تڑپ تھی ایسی کہ زرتشم کو اپنی سانسیں مدھم پڑتی محسوس ہو رہی تھیں۔
"پلیز بولیں۔۔۔آپ کی خاموشی نے پہلے ہی ہم دونوں کو زندگی کے کس دہانے پر لا کھڑا کیا ہے اب خدا کے واسطے اس خاموشی کو توڑ دیں پلیز" وہ کس تڑپ سے التجا کر رہے تھے جیسے کوئی بھیک مانگ رہے ہوں

باہر سے قدموں کی چاپ کمرے کے قریب آتی محسوس ہو رہی تھی۔ یہ چاپ آج کتنی ہی سانسیں روک چکی تھیں

کومل نے بری طرح سے کانپتے ہوئے مشی کا ہاتھ تھام لیا۔ جان جیسے سیدھا لبوں پر آ گئی تھی

جب زیحال کے دروازہ کھول لینے پر وہ باقاعدہ مشی کے بازو پر سر ٹکا گئی۔

کومل کے ساتھ ساتھ باقی سب میں مشی اور ڈاکٹر مبشر بھی شامل تھے جن کی سانسیں اس وقت سینے میں اٹکی ہوئی اور سامنے صاف موت دکھائی دے رہی تھی۔

مبشر تو باقائدہ پلر میں گھسنے کو ہو گئے تھے۔ انکو ایسے

دیکھ برلاس اور آئرہ دونوں حیران سے ہوئے۔ کہ

اسی وقت ایک پیاری سی کیوٹ آواز ابھری۔

"ببا" زالے اپنے ہاتھ میں ٹیڈی بئیر پکڑے دور سے

چلائی جب اسکی آواز پر زیحال دروازہ کھولتے بے

اختیار اسکی جانب دیکھنے لگا۔

"می۔۔۔ددا۔۔۔د ھیشم د ھیشم بیا (میرے گڈے

کو بھیا نے مار دیا)" وہ جو ٹیڈی بئیر کومل نے پھینک کر

مارا تھا وہ زامل کا نہیں زالے کا تھا جسے سفید چمکتی

ماربلوں سے اٹھا کر لاتی اپنے بابا کو دیکھ روہانسی ہوتی بولی

آنسوں تو اپنی ماں کی طرح آگے ہی رکھے ہوتے تھے اسکو اپنی جانب آتے دیکھ زیحال وہی بیٹھ گیا جب زالے اپنے ننھے قدموں سے چلتی اسکی گود میں آگئی۔

"میرا پیارا بیٹا۔۔۔ بابا بھیا کو ڈانٹیں گے او کے ۔۔۔ رونا بند، میرا اچھا بیٹا ہے ناں یہ تو" وہ اسکی مٹر سی ہیزل آنکھوں سے نکلتے موٹے موٹے آنسوں

صاف کرتا محبت بھرے لہجے میں اسے چپ کروانے

لگا۔

اس وقت وہ کمرے کی بلکل دہلیز پر بیٹھا تھا۔

زالے کو اٹھائے وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا نظر

سامنے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر قریب ہی بی پی بیلٹ فولڈ

کرتے ڈاکٹر برہان کی پیٹھ پر پڑی۔

انکو یہاں دیکھ زیحال یکدم سے چونکتے اس ایک جگہ

جم سا گیا۔ آنکھوں میں حیرت سی حیرت امڈ آئی تھی۔

اس نے ایک نظر گل کو دیکھا جو رخ موڑے دوسری جانب منہ کر کر لیٹی ہوئی تھی شاید سو رہی تھی۔

"آپ یہاں؟" زیحال کے استفسار پر برہان نے خود پر ضبط کرتے ترچھی نگاہوں سے لیٹی ہوئی گل کو دیکھا۔

"بولیں زرتشم۔۔۔ آپ نہ نہیں کریں گی ناں ۔۔۔ پلیز" وہ کتنی امید لہجے میں لئے اس سے اسکی ہی بھیک مانگ رہے تھے جب کہ اس میں اتنی ہمت

نہیں تھی کہ وہ اپنا ہاتھ ہی انکے خالی ہاتھ میں رکھ دیتی۔

"پلیز۔۔۔پلیز یہ خاموشی توڑ دیں۔۔۔میرے لئے پلیز" اسکی خاموشی پر آج بھی انکا دل بیٹھا چلا جارہا تھا ایک خوف سا انکے دل میں جیسے گڑھ گیا تھا اسے پھر سے کھو دینے کا خوف۔

اور اس بار صرف اسے نہ کھوتے بلکہ اپنا آپ ہمیشہ کیلئے کھو دیتے۔ جتنی تکلیف میں وہ اس وقت مبتلا تھے عنقریب انکا دل بند ہو جاتا۔

تب ہی باہر سے کچھ قدموں کی چاپ سنائی دی زرتشم نے بے ساختہ بند دروازے کی جانب دیکھا

اس آواز پر وہ تھوڑی گھبرا سی گئی تھی۔ کیونکہ اسے ان کچھ دنوں میں کم از کم اس آواز کی پہچان ہو گئی تھی جو دن میں ہزار بار اسکے کمرے میں آتی تھی۔

"ک۔۔۔کوئی آرہا ہے" اسکے لہجے میں ڈر صاف جھلکا تھا لیکن ڈاکٹر برہان کو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا

''آنے دیں۔۔۔جو بھی آتا ہے۔۔۔آپ مجھے بتائیں

۔۔۔آپ ہاں کررہی ہیں ناں''انہیں اس قدر نڈر

دیکھ زرتشم ایک پل کیلئے ساکت سی ہو گئی کیا محبت

کرنے والے واقعی صرف محبوب سے ڈرتے ہیں وہ

بے اختیار سوچنے لگی۔

لیکن قدموں کی آواز مزید قریب آتی محسوس ہوئی

بے حد قریب۔یہ آواز اسکی جان لبوں پر لے آئی تھی

"پ۔۔۔پلیز۔۔۔آپ اٹھ جائیں یہاں سے
۔۔۔زی دیکھ لے گا" اسکے چہرے پر زیحال کا ڈر
صاف واضح ہو رہا تھا
"نہیں کریں گے وہ کچھ۔۔۔میں ان سے بھی آپ کا
ہاتھ مانگوں گا۔۔۔میں آپ کی پوری فیملی کو راضی کر
لونگا۔۔۔پلیز آپ ایک بار ہاں کر دیں"
وہ کچھ نہیں سن رہی تھی اسے خوف صرف زیحال
کے آجانے کا تھا

اسکے ذہن میں وہ دن بار بار گھوم رہا تھا جس دن صرف چھوٹی سی غلطی پر زیحال نے ڈاکٹر برہان کا حال برا کر دیا تھا۔

اب وہ ایسا کچھ ہر گز نہیں چاہتی تھی مر کر بھی نہیں۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ آپ اٹھ جائیں پلیز" وہ انکے بازو کو تھامتی اپنے سامنے سے اٹھنے پر زور دینے لگی جبکہ برہان بے بسی سے اسکے چہرے کی جانب دیکھتے رہے کتنی سنگدل تھی انکی محبت اسے ذرا ترس نہیں آ رہا تھا ان پر، انکی حالت پر انکی التجا پر۔

"اٹھ جائیں پلیز۔۔۔آپ کو میری قسم" اسکے منہ

سے ایسے الفاظ سنتے ڈاکٹر برہان یکدم ساکت سے ہو

گئے جیسے سانس بھی نہ لے رہے ہوں

انکی آنکھوں میں بے یقینی انتہا کی تھی کرب میں مزید

اضافہ ہوا۔جیسے کسی نے انکے ہاتھ پیر کسی مضبوط رسی

سے باندھ دیے ہوں

اب وہ ٹیبل کے پاس کھڑے اپنے سامان میں بے وجہ

ہاتھ مارتے خود کو مجبورا مصروف دکھا رہے تھے ساتھ

شکوہ کن نگاہیں اس لڑکی پر تھیں جو زیحال کے خوف

سے کمفرٹر سر تک تانے سونے کا بہانہ کرتے لیٹ چکی تھی

زیحال کی آواز پر وہ دھیرے سے پیچھے مڑے

جہاں وہ گود میں اپنی تقریباً دو سال کی بیٹی کو لئے کھڑا تھا۔

چہرہ یکدم سپاٹ اور نگاہیں سرد بر فیلی تھیں

"وو۔۔وہ میں ۔۔۔انکو دیکھنے آیا تھا" آدھا سچ انکی بات میں صاف جھلک رہا تھا

ان کی بات پر بند آنکھیں کئے زرتشم بری طرح سے کانپ اٹھی وہ بیڈ شیٹ مٹھی میں تھامے آنکھیں اور زور سے بند کر گئی دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"کیوں؟ آپ کی تو طبعیت خراب تھی ناں" انکی زرد رنگت اور سرخ آنکھیں دیکھ اسے خود بھی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کس قدر شدید بخار میں تپ رہے تھے۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔آئی ایم ٹوٹلی فائن" وہ سرسری سے لہجے میں جواب دیتے نظریں چرانے لگے۔ انکی

نظریں چرا نازیحال کو کسی عجیب سی کشمکش میں مبتلا کر رہا تھا

آج ڈاکٹر برہان اس سے خوف زدہ نہیں تھے وہ اب کسی سے نہیں ڈر سکتے تھے۔انہیں تو صرف زرتشم کی قسم مار گئی تھی وہ آج بھی ان پر ترس نہیں کھا سکی۔

آج بھی انہیں ایک نئی تکلیف دے دی۔

"جب مبشر آہی گئے تھے تو آپ کو ریسٹ کرنا چاہیے تھا۔۔۔خیر۔۔۔ہو گیا چیک اپ؟"آخر میں گہری

سانس خارج کرتے استفسار کیا جس پر برہان صرف سر اثبات میں ہلانے پر اکتفا کر گئے۔

زیحال نے ایک نظر گل کو دیکھا وہ شاید سو رہی تھی ایسا اسے خود لگا اسکی نیند خراب نہ ہو جائے اس لئے وہ ڈاکٹر برہان کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا۔

انکے روم سے نکلتے گل کی آنکھیں پٹ سے کھلی اس نے اٹھ کر بیٹھتے اپنے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔ دل اب تک جیسے بے ترتیب سا دھڑک رہا تھا

ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے چمکتے اس کے خوف کی شدّت بیان کر رہے تھے

وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتی تیز تیز سانس لینے لگی تھی۔

زیحال کا خوف اور ڈاکٹر برہان کی باتیں۔

اسکے دل کو ایک نئ مشکل میں ڈال گئ تھیں۔

وہ اٹھ کر باہر خود سے نہیں جاسکتی تھی اس لئے بس وہی بیٹھی بیٹھی باہر سب خیر ہونے کی دعا کرنے لگی۔

وہ سامنے رکھے چائے کے کپ کو چھوڑے سامنے بیٹھے ڈاکٹر برہان کو بڑی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جن کی نگاہیں جھکی ہوئی اپنے ہاتھ میں پکڑے کپ پر تھیں صاف ظاہر تھا وہ یہاں موجود ہو کر بھی یہاں نہیں تھے۔

جبکہ زیحال کو اس انداز میں ڈاکٹر برہان کی جانب دیکھتے دیکھ مبشر کی سانس سینے میں ہی اٹک گئی تھی۔

"اھمم۔۔۔آپ کا ویسے کام کیا ہے آئی مین بزنس؟"

انہوں نے اپنی جانب سے زیحال کا دھیان اپنی جانب

مبذول کرنے کی ناکام سی کوشش کی۔ لیکن ساتھ
بیٹھا جن انکی یہ کوشش اسی وقت ناکام بنا گیا۔
"شوروم ہے ہمارا۔۔۔ بچوں کی گاڑیاں سیل کرتے
ہیں" برلاس کے جواب پر مبشر کی آنکھیں خطرناک
حد تک پھیلی

انہوں نے جھٹ سے اس بڑے سے بنگلو کو دیکھا وہ
لوگ اس وقت لان میں بیٹھے چائے سے لطف اٹھا
رہے تھے یہاں سے پاشا ولا کی پوری شان سے کھڑی
دیواریں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ جیسا یہ بنگلہ

تھا ویسے اس کی مالیت کا اندازہ کر پانا بھی تقریباً نہ ممکن

تھا۔ یہ اپنے آپ میں ایک الگ پہچان رکھتا تھا

ملیشیہ کے ٹاپ ٹین لگژری گھروں میں آفندیز مینشن

کے ساتھ ساتھ اب پاشا ولا کا بھی شمار ہو گیا تھا جس کی

خوبصورتی نے چند ہی دنوں میں یہاں کی میگزین میں

اپنی جگہ بنالی تھی۔ وہ بھی بڑے سنہری الفاظ میں۔

ڈاکٹر مبشر یہ دیکھ کر حیران تھے کہ بچوں کے کھلونے

بیچ کر کوئی کیسے اتنا شاندار اور لگژری بنگلہ بنا سکتا ہے۔

انکو پاگل بنتے دیکھ برلاس کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔وہ ہاتھ پر ہاتھ مارتے زور سے ہنسنے لگا۔اسکی ہنسی پر مبشر کو اسکی شرارت کا اندازہ ہو گیا تھا تب ہی زیحال کی اس بگڑی اولاد کو ایک گھوری سے نوازا اس سارے سے زیحال کو کوئی مطلب نہیں تھا وہ صرف ڈاکٹر برہان کو یہاں غائب دماغی سے بیٹھے دیکھ رہا تھا۔

اگر زر تشم اسے صرف ان نظروں سے برہان کو دیکھتے دیکھ لیتی تو شاید اتنے میں ہی خوف سے مر جاتی۔

"آج تو آپ کو خود ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے۔۔۔ پھر کیوں آئے آپ؟" لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

ڈاکٹر برہان اسکے پھر اسی سوال پر اپنی سوچوں سے نکل کر اسے دیکھنے لگے لبوں سے ٹھنڈی سانس خارج ہوئی تھی۔

"میرے لئے میرا مریض پہلے آتا ہے باقی سب بعد میں" دھیمے ٹھہرے لہجے میں جواب دیتے وہ چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے اٹھ کھڑے ہوئے

چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی بلکل انکی قسمت کی طرح۔

"یہاں بات آپ کی ہو رہی تھی" زیحال کی ایک آبرو اچکی جیسے انکا جواب پسند نہ آیا ہو۔

"میں بھی سب میں ہی شمار ہوتا ہوں" ان کا یہ جواب سنتے مبشر نے بے اختیار انکی جانب دیکھا۔

وہ عام سے لہجے میں بہت گہری بات کر گئے تھے۔

" اجازت دیں۔۔۔پھر آؤنگا" وہ زیحال سے اجازت چاہتے پیچھے اپنی گاڑی کی جانب مڑ گئے۔

"آپ کے لئے بستر لگواؤں؟" ڈاکٹر مبشر جو برہان کو

جاتے دیکھ سٹک بیٹھے تھے برلاس کے سوال پر بے

اختیار اسکی جانب مڑے

"نہیں۔۔۔اپنے لئے لگالو۔۔۔پھر اسی میں لپٹ کر

اس فاؤنٹین میں ڈوب کر مر جانا" وہ تڑخ کر دو بدو

جواب دیتے خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے

اور زیحال کے آگے سر خم کرتے ایک آخری نظر

برلاس پر ڈال کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئے۔

"لے۔۔۔میں بھلا اس میں آؤنگا پورا۔۔۔اندھے نہ ہوں تو۔۔۔انکا تو علاج ہونا چاہیے آنکھوں کے ساتھ ساتھ زبان کا بھی، بہت چلتی ہے"

اسکی باڈی پر بات کیسے کی یہ تو برلاس شاہ کی دکھتی رگ تھی کوئی اسکے جی جان سے کسرتی بنائے گئے سکس ایبز پر کوئی بات کر دے وہ خود سے زیادہ اپنے ان ڈولے شولے سے محبت کرتا تھا(سمجھ رہے ہو ناں)

زیحال پھر بھی انکی جانب ہی دیکھ رہا تھا ایسے جیسے

ذہن میں کچھ اور چل رہا ہو

تب ہی آئرہ ہاتھ میں ایک ٹرے لئے ان کی جانب

آئی

برلاس اپنے ساتھ بیٹھی زالے کے ہاتھ سے ٹیڈی بئیر

چھین کر اسے کیوٹ سا غصّہ دلانے کی کوشش کر ہی

رہا تھا جب اسکی اٹھتی نگاہ آئرہ پر پڑ گئی۔

"یہ۔۔۔ مم میں نے سب کیلئے بنائے تھے آ۔۔۔آپ بھی ٹیسٹ کر لیں" وہ برلاس کو دیکھ مدھم سی آواز میں بولی

برلاس نے ایک نظر دھوپ میں چمکتے اسکے چہرے کو دیکھا۔

اسکی ناک میں پہنا ڈائمنڈ کا نغ صاف چمک رہا تھا جس سے اسکی خوبصورتی مزید بڑھ گئی تھی۔

"سوری۔۔۔میں ڈائیٹ پر ہوں" وہ بناٹرے میں نظریں ڈالے اٹھ کر جانے ہی لگا تھا جب زیحال کی صرف ایک آواز پر اسکے قدم وہی جم سے گئے۔

"کھاؤ بیٹھ کر" صرف اتنا سا حکم۔

برلاس جس سے کوئی اپنی کوئی بات منوا نہیں سکتا تھا یہاں یہ شخص ایک سیکنڈ میں اسے تیر کی طرح سیدھا کر دیتا تھا

"جی بھائی۔۔۔کھا رہا ہوں" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی واپس بیٹھ گیا

"اسکا تو سر پھوڑ دونگی میں" اندر کھڑکی سے جھانکتی

مشی نے اپنے دانت پیسے کومل بھی اسکے ساتھ ہی

کھڑی تھی دونوں نے جان بوجھ کر آئزہ کو بھیجا تھا۔

"ریلیکس۔۔۔آئزہ کی غلطی یاد رکھو۔۔۔ برلاس کا

ایساری ایکٹ اسکا حق ہے مشی۔۔۔وقت لگے گا اسے

آئزہ کو معاف کرنے میں" وہ سنجیدگی سے اسکا ہاتھ

دباتی حوصلہ دینے لگی۔

"پہلے وہ معافی چاہتا تھا اب آئرہ چاہتی ہے۔۔۔زندگی ایسے ہی کٹ جائے گی؟"مشی کے انداز میں دونوں کیلئے ازحد فکر تھی

"تم فکر نہ کرو۔۔۔تمہیں ٹینشن لینے سے منع کیا ہے ناں سب ٹھیک ہو گا"کومل اسکا ہاتھ تھامے واپس لاؤنج میں لے آئی

مشی اب ذرا بھی چلتی تو سانس جیسے پھولنے لگتی وہ دن بہ دن صحت مند ہوتی جارہی تھی رنگ پہلے سے زیادہ نکھر رہا تھا ایسے لگتا تھا جیسے وہ ایک بیٹی کو جنم دے گی

سارے اشارے اسی کی طرف تھے آگے خدا جانتا

تھا۔

اور اگر بیٹی تھی تو سب کیلئے یہ خوشی دو بالا ہو جانی تھی

سب سے زیادہ زامل کیلئے اس ننھی سی جان نے تو

زمین پر ہی نہیں رہنا تھا۔

وہ کمرے کے چکر کاٹتی بار بار رک کر بیڈ پر رکھے اس

بیگ کو دیکھتی جو اس دن داراب کی جیب سے ملے

تھے اس میں موجود سرخ رنگ کا ڈریس دیکھ بیلا کو بار
بار جھرجھری سی آ رہی تھی
وہ رک کر ایک نظر اسے دیکھتی لیکن گھبرا کر پھر سے
کمرے میں یہاں سے وہاں چکر کاٹنے لگتی۔
"ک۔۔۔کیسے کرے ام یہ۔۔۔عین۔۔۔تم کیا
کروانا چاہتا ہے ام سے" وہ اپنے ناخن چباتی بری طرح
سے گھبرائی

"اپنے لالا کو دیکھنا چاہتی ہو تو ایسا تم کو کرنا پڑے گا"

اسکے ذہن میں عین کے سرگوشی نما الفاظ گونجے۔

قدم وہی بے ساختہ رک سے گئے۔

اپنے لالا کا سوچ کر اسکا ذہن جیسے ماؤف ہونے لگا

تھا۔

کتنی ہی دیر وہ یہ سب سوچتی رہی۔جب خود میں لاکھ

ہمت باندھتے اس نے موبائل اٹھایا

ہاتھ بری طرح سے کانپ رہے تھے وہ بار بار اپنے

لبوں کو دانتوں میں دبانے لگتی۔

بالا آخر اسے سکرین پر داراب کا نمبر دکھائی دے ہی

گیا تھا۔اس پر لکھا نام دیکھے بغیر بے دھیانی میں سیدھا

کال کے بٹن پر کلک کر دیا

کال لہروں میں سفر کرتی ہوئی کسی سنسان ایریا میں گئ

تھی جہاں اس وقت وہ اپنی ٹیم کے ساتھ کسی سرچ

آپریشن پر تھا۔

بیلا فون کان سے لگائے کمرے میں عجیب سی گھٹن

محسوس کرتی لمبی سانسیں لینے لگی۔

وہ کال اٹھالے گا تو وہ کیا بولے گی یہی سوچ کر جان ابھی سے لبوں پر آرہی تھی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کال کٹ نہیں کرسکی

ایک کانسٹیبل نے جونہی دیوار کے اس پار سے اشارہ کیا داراب سرہلاتے یکدم سے نکل کر ان دو بندوں پر ٹوٹ پڑا جو یہاں کی پہرے داری کیلئے کھڑے تھے دونوں ایک جھٹکے میں اسکے شکنجے میں آتے بری طرح سرپھڑپھڑانے لگے تھے لیکن داراب نے دونوں کو

گردن سے پکڑ کر اپنی ریوالور کی پشت انکے سروں پر دے مارتے موقع پر ہی بے ہوش کر دیا تھا۔

ان پر حملہ ہوتے پورے ایریا میں ایک سائرن بجنے لگا تھا جس سے وہاں موجود ڈریگن سکواڈ یک دم سے چوکنا ہوتے یہاں وہاں پھیل گیا تھا۔

یہ علاقہ اس سکواڈ کے قبضے میں پچھلے کئی مہینوں سے تھا جسے وہ اپنے منشیات کے غلط کاموں میں استعمال کر رہے تھے۔اور یہ بھی آج ہی داراب کو ان دو بندوں

سے پتہ چلا تھا جن کو اس نے کچھ دن پہلے اریسٹ کیا تھا۔

ہر جانب گولیوں کی بوچھاڑ گونج رہی تھی پولیس کی ایک بھاری نفری چاروں سو پھیلتی بنا انکو سمبھلنے کا موقع دیے اپنے قبضے میں لے گئی تھی۔

کچھ دو چار بچ کر بھاگ نکلے تھے۔

"ڈالو سب کو گاڑی میں" وہ سب پر دھاڑتے کچھ کو خود اپنی گاڑی میں پھینک گیا تھا۔

ان سب کو لے کر پولیس کی گاڑیاں آگے پیچھے پولیس سٹیشن کیلئے نکل گئی تھیں۔

جب راستے میں ہی داراب کا موبائل بج پڑا۔اس نے ڈرائیو کرتے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ پر سے اپنا موبائل اٹھایا۔

اسکی ناک پر شدید غصّہ اب بھی ٹھہرا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ نام دیکھے بغیر کال اٹھا کر موبائل سیدھا کان سے لگا گیا۔

''کدھر تھا تم۔۔۔ام کب سے کال کر رہا ہے'' وہ یہ
کوئی چھتیسویں بار اسے کال کر رہی تھی تب جا کر
داراب نے اٹھائی۔اب بیلا کا غصّہ بھی بجا تھا
داراب نے فون ہٹا کر سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا۔
اور واپس فون کان سے لگا گیا۔
''تم کچھ بولے گا اب؟'' وہ جتنی ڈر کر کال کر رہی تھی
داراب کے فون نہ اٹھانے پر اب اتنی ہی بھڑک بھی
اٹھی تھی۔
داراب نے عجلت میں اپنی کن پٹی سہلائی

"تمھاری سوکن کے ساتھ رومانس کر رہا تھا بس" جل کر جواب دیتے وہ بیلا کو ہکا بکا سا کر گیا

اسکی جانب چند پل کیلئے گہری خاموشی سی چھا گئی۔

جیسے سوکن کے نام پر اسکی بولتی بند ہو گئی ہو۔

"ڈیوٹی پر ہوں۔۔۔بولو کیا کام تھا" اسکی خاموشی محسوس کرتے وہ خود ہی دھیما پڑ گیا۔ جتنا غصّہ اسے ان لوگوں پر تھا اب پانی کے بلبلے کی طرح پھوٹ گیا تھا۔

"ک۔۔۔کچھ بس۔۔۔ایسے ہی کال کیا تھا" وہ بے حد دھیمی آواز میں بولتی سر جھکاتی اپنے ناخنوں کو دیکھنے لگی۔

داراب چند پل جیسے کچھ بول نہیں سکا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔پھر ہوتی بات" وہ سرسری سے لہجے میں بولتے کال بند کرنے ہی والا تھا کہ وہ بے اختیار بول پڑی

"ت۔۔۔ تم گھر آ سکتا ہے آج؟" کتنی مشکل سے اس نے یہ الفاظ اپنے منہ سے ادا کئے تھے دل بڑی بری طرح سے تیز دھڑک کر بند ہونے کے قریب تھا۔ داراب کو بھی جیسے چپکی سی لگ گئی تھی۔ رشتہ جن حالات میں بھی جڑا تھا نکاح کی طاقت اسے اس عورت کی جانب کھینچنے سے باز نہیں آ سکتی تھی۔

"آ جاؤنگا" بیلا کو اس سے اس جواب کی توقع نہیں تھی لیکن اب جب اس نے یہ کہہ ہی دیا تھا تو وہ فوراً سے کال کاٹ گئی

دل جو بند ہو رہا تھا اب تیز تیز دھڑک کر ساری

پسلیاں توڑ ے باہر آنے کے قریب تھا۔

"ناہ۔۔۔ می تواتج ناہ (نہیں میرے ٹوائز نہیں لو)"

زالے اپنا ننھا سا ہاتھ مارتی زامل کو اپنے کھلونوں سے

دور کرنے لگی

لیکن وہ لے دے کر پھر سے اس کے کھلونوں میں

ہاتھ مارنے لگتا زالے نے اتنے پیار سے اپنی ڈول کیلئے

جو گھر بنایا تھا اسے وہ افلاطون ہاتھ مار کر ایک جھٹکے میں ڈھیر کر گیا۔

"ممما۔۔۔بیا۔۔۔ہپ۔۔۔می دول (ماما بھیا میری ڈول کو مار رہے ہیں)" زامل کو نہ ہٹتے دیکھ وہ بالا آخر اپنی ماں کو ہی چیخ کر پکارنے لگی۔

حلانکہ بیڈ پر اسکا باپ بھی موجود تھا جو اپنے لیپ ٹاپ پر آفس کے کچھ ضروری کام نمٹا رہا تھا لیکن نہیں ۔۔۔ان دونوں کی جب جنگ لگتی تھی تب صرف ماں ہی یاد آتی تھی۔

جو اس وقت مرر کے سامنے بیٹھی نجانے کن خیالوں میں گم اپنے سنہری بالوں میں برش پھیر رہی تھی۔

دونوں کی آواز پر سوچوں سے باہر مڑ کر انکے بجائے انکے باپ کو گھورا

"ہبی۔۔۔آپ پاس بیٹھے ہیں۔۔۔پھر بھی یہ دونوں چوہے بلی کی طرح جھگڑ رہے ہیں" اسکی ڈانٹ پر زیحال نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر اپنے دونوں پروڈکٹس کو جو جھگڑا چھوڑے اپنے باپ کو ڈانٹ پڑتی دیکھ رہے تھے۔

"نہیں بری بات۔۔۔پیار سے کھیلو دونوں" وہ

دونوں کو ہلکا سا ڈپٹ کر پھر سے اپنے کام میں لگ گیا

زمل کا دل چاہا سر پیٹ لے اپنا۔وہ اب تک اپنے بچوں

کو ڈانٹنا نہیں سیکھا تھا۔

وہ دونوں پھر سے آپس میں جھگڑنے لگے زمل نے خود

آ کر دونوں کو باری باری اٹھا کر سمجھایا اور انکے سونے

والی جگہ لٹا کر تھپکنے لگی

انکے کمرے کی خوبصورتی انکے بیڈ پر پھیلے چھوٹے

چھوٹے کھلونوں سے بڑھ گئی تھی۔

کہیں زامل زالے کے ننھے ننھے شوز پڑے تھے کہیں

سوکس تو کہیں انکے کھلونے

اولاد کے ساتھ کیا ملتا ہے؟ تو اولاد کے ساتھ زندگی کی

یہ خوبصورتی ملتی ہے

وہ کومل اور مشی کی باتیں سوچ کر زیحال کی جانب

دیکھنے لگی

وہ پوری طرح سے ہر چیز سے بے گانہ اپنے کام میں

مصروف تھا زامل کو صرف ایک موقع چاہئے تھا اس

سے بات شروع کرنے کا اور اسے وہی موقع ملنے میں ہی نہیں آرہا تھا

"ہبی" دھیرے سے پکارا

"جی جان" اس نے جان بولا تو تھا لیکن انداز مصروف تھا

"مجھے سونگ سنائیں کوئی" اسکی رات کے اس پہر اچانک فرمائش پر زیحال نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا

"مطلب؟" وہ واقعی نہیں سمجھا تھا اسکی یہ فرمائش پہلی بار تھی زیحال کا حیران ہونا بنتا تھا۔

"مطلب کیا۔۔۔ کوئی سونگ سنائیں۔۔۔ جلدی" وہ بیڈ سے اتر کر گھومتی زیحال کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

زیحال نے ایک شریر نگاہ اسکے سر سے لے کر پیروں تک دوڑائی وہ اس وقت سلیپرز کے بغیر تھی ایک تو قد پہلے سے ہی ماشاءاللہ تھا اوپر سے بنا جوتوں کے وہ اور چھوٹی لگتی تھی۔

زیحال کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ خود بخود بکھر گئی۔

"مجھے سونگ نہیں آتے" وہ کبھی سنتا ہی نہیں تھا تو کیسے سنا دیتا لیکن اسکی آواز اتنی بھاری تھی کہ وہ کوئی ایک لائن بھی بول دے تو لڑکیاں اسکے پیچھے لٹو ہو جائیں۔ اسکی آواز وہ تھی جو لڑکیوں کی کمزوریوں میں سب سے اول آتی تھی۔

"ہبی۔۔۔سنائیں ناں" وہ پیر پٹختی ضد کرنے لگی۔

"اچھا۔۔۔ تو پھر" وہ رک کر لیپ ٹاپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر تھوڑا ٹھیک ہوا۔

"یہاں بیٹھو" اشارہ اپنی لیپ کی جانب تھا

اسکی فرمائش پر زمل کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی وہاں بیٹھنا مطلب اپنی شامت کو آسان لفظوں میں دعوت دینا

"ن۔۔۔ نہیں میں یہاں بیٹھ کر سن لو نگی" وہ بیڈ پر بیٹھنے ہی لگی تھی جب زیحال نے ایک جھٹکے میں اسے کھینچ کر اپنی گود میں بٹھالیا

"کیوں جان۔۔۔اپنی پرسنل پلیس پر بیٹھو ناں جو صرف تمہاری ہے" اسکی بات پر زمل کے گال سرخی سے دہک اٹھے تھے

زیحال نے گلا کھنکارا اور کوئی سونگ سوچا اسے کوئی بھی زمل کے مطابق نہیں لگا تھا لیکن کچھ الفاظ تھے جو اس نے غلطی سے اپنے موبائل میں سن لئے تھے

"تیرے تے میں واری جاواں۔۔۔ تیرے گن گاوا میں"

"تیرے بن جی لگدا نئی اے۔۔۔بس تینوں چاوا

میں"

اسکی آواز اس قدر بھاری تھی کہ زمل کو اپنا دل ڈوبتا کر

پھر سے ابھرتا ہوا محسوس ہوا

"ہن تے روز تینوں چان جاندے۔۔۔

تیرے حسن تے مردے۔۔۔

اسی روز کی کریئے سجناں۔۔۔

وہ اپنی آواز کے جادو سے زمل کو تیزی سے اپنے سحر

میں جکڑنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

وہ زیحال کے کندھے سے لگتی اپنی مسکراہٹ اور گالوں کی سرخی چھپانے میں بری طرح سے ناکام ہو رہی تھی

زیحال اسکی کمر تھامے مزید اپنے ساتھ لپٹا گیا۔

"یہ کیا۔۔۔ابھی تو میں نے شروع کیا تھا" وہ اپنی شریر مسکراہٹ پر قابو پاتے زمل کو مزید تنگ چھیڑنے لگا۔

"تم ایسے گلے لگو گی تو میری نیت خراب ہونے میں دیر نہیں لگے گی سوچ لو "

وہ کیا جانے وہ اتنے میں ہی پگھل گئی تھی۔ لیکن
زیحال کی اس خطرناک دھمکی پر وہ جھٹ سے اس
سے الگ ہوتی اسے گھورنے لگی

اسکے کیوٹ سے گھورنے کے انداز پر زیحال سر پیچھے
پھینکتے زور سے ہنسنے لگا

اس دوران اسکے گلے میں ابھرتی گلٹی زمل کو مزید
پاگل کرنے لگی تھی وہ یک ٹک اسکی شفاف گردن کو
دیکھے گئی جب بے خودی میں وہ اپنے پنکھڑی سے لب
اسکی گردن پر رکھ گئی

زیحال اسی طرح ٹھہر کر اپنے سانسیں روک گیا۔

زمل دھیرے دھیرے اسکی گردن پر اپنے لب رکھتی
چلی گئی۔

زیحال کی گرفت اسکی کمر پر اور مضبوط ہو گئی

زمل کے پیچھے ہٹتے زیحال نے گردن سیدھی کرتے
اسے دیکھا

جو اپنے عمل پر جیسے ہوش میں آتی یکدم سے سٹپٹا سی
گئی۔

"وو۔۔وہ میں ۔۔۔میں سونے لگی" وہ اٹھ کر بھاگنے ہی لگی تھی لیکن زیحال نے اسکی یہ کوشش ناکام بنا دی

"کہاں چلی میری بلبل۔۔۔ایسا کرنے پر میں تمہیں چھوڑ دو نگاہاں" زمل نے زور سے آنکھیں بند کر لیں ہاں وہ یہ کیسے بھول گئی تھی۔

وہ زمل کو اپنے حصار میں جکڑے پیچھے سے بالوں کو سمیٹ کر اپنے لب ٹکا گیا

بچے دونوں سو چکے تھے وہ آزاد تھا اپنی ہر قسم کی بے باکیاں کرنے کیلئے

تھوڑی دیر گزری ہی تھی جب زمل کو پھر سے کومل کی بات یاد آئی

"تم کر لینا زیحال سے بات۔۔۔یہ وقت ہے ہمیں گل کو ڈاکٹر برہان سے ملانا ہے زمل۔۔۔ٹرسٹ می وہ بہت ٹوٹ چکے ہیں۔۔۔یہ دونوں ہی ایک دوسرے کیلئے مرہم ہیں پلیز تم ہی ہماری امید ہو۔۔۔تمہارے علاوہ یہ بات زیحال کے سامنے کرنے کی کوئی ہمت

نہیں رکھتا" اسکی باتیں یاد کر کر زمل کی کھلکھلاہٹ

سمٹی

"داجی بھی اس وقت کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں

ہیں" مشی کیا سب کو اس بات کا اچھے سے اندازہ تھا

کہ زیحال گل کو لے کر کس قدر حساس ہو گیا ہے

شاید اب وہ داجی کو بھی اس معاملے میں بولنے کا کوئی

اختیار نہ دیتا۔

"اچانک اتنی خاموشی کیوں؟" اپنے لب زمل کے

کندھے پر ٹکاتے دھیمی سرگوشی کی

زمل کو اسکے لہجے میں اترتی خماری کے ساتھ ساتھ
سنجیدگی بھی محسوس ہوئی۔

وہ تھوڑا سا پیچھے ہوئی تو زیحال نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا

"کچھ ہوا ہے گلالے؟"

اس بار آواز میں شرارت نہیں تھی ایک خطرناک ٹھہراؤ تھا، وہی ٹھہراؤ جو زیحال کے اندر چھپی طوفانی حساسیت کو ظاہر کر رہا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔بس میں کچھ سوچ رہی تھی" اس
نے کندھے اچکاتے مدھم سی سرگوشی کی۔
"اور کیا سوچ رہا تھا میرا بے بی" وہ زمل کو اٹھا کر صحیح
سے بٹھاتے محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا
زمل کیلئے الفاظ کا چناؤ بے حد مشکل ہو رہا تھا۔

جبکہ زیحال منتظر تھا اسکے بولنے کا۔ وہ جانتی تھی باقیوں کے مقابلے میں وہ اسکے ساتھ بہت مختلف پیش آتا ہے۔ وہ جوزمل کیلئے تھا وہ کسی اور کیلئے چاہ کر بھی نہیں بن سکتا تھا۔

"و۔۔۔وہ۔۔۔ ہہی۔۔۔ کیا ہم گل کیلئے۔۔۔ کسی کو ڈھونڈیں۔۔۔آ۔۔۔آئی مین انکی شادی کروادیں"

زیحال کی آنکھوں میں اترتی گہری سنجیدگی کو بھانپتے اسکی زبان خود بخود ہکلانے لگی تھی۔

اس نے اب بھی زیحال کے گلے میں ابھرتی گلٹی معدوم ہوتے دیکھی۔ سارا خمار ایک جھٹکے میں اتر گیا تھا۔وہاں اب صرف سرد مہری بچی تھی

جیسے اس نے کوئی کڑوا گھونٹ پیا ہو۔

زیحال نے اپنی ناک رب کرتے دائیں بائیں دیکھا اور لمبی سانس خارج کی۔

"ہمیں سونا چاہئے۔۔۔ صبح تمہارا دوسرا پیپر ہے" وہ بے حد نرمی سے زمل کو اپنے پہلو میں لٹا کر کمفرٹر ٹھیک کرنے لگا جب زمل اسکے حرکت کرتے ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہبی۔۔۔ایم سوری" اسے اندازہ ہوا تھا کہ یہ بات اس وقت اسے نہیں کرنی چاہئے تھی یا شاید اس بات کیلئے کوئی وقت اب بچا ہی نہیں تھا۔

اسے زیحال کی سنجیدگی سے خوف محسوس ہوا تھا۔

وہ رک کر اپنے بے حد قریب لیٹی لڑکی کو دیکھنے لگا۔

پھر ذرا سا جھک کر اسکے ماتھے پر اپنے دہکتے لب رکھے

۔یہ سکون تھا دونوں کیلیئے۔زمل بے اختیار آنکھیں

موند گئی۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ریلیکس" پھر اسکی ناک کی ٹپ

چومتے اسے اپنے کسرتی سینے کے ساتھ لپٹا گیا وہ ہر

رات اسی طرح سوتی تھی ایک بازو اور ایک ٹانگ

زیحال کے اوپر رکھ کر

کبھی کوئی ایسی رات آتی تھی جس میں وہ یہ کرتا تھا اور اسی رات کی صبح اسکی پھر کلاس لگتی تھی۔

دونوں جانب مکمل خاموشی تھی زمل نے سے ذرا سے سر اٹھا کر اسے دیکھا اسے لگا تھا وہ حرکت نہیں کر رہا تو سو چکا ہوگا لیکن وہ بھی جاگ رہا تھا آنکھیں کھلی اور چھت پر ٹکی ہوئی تھیں۔

"ہبی" اس کے بے حد دھیمی آواز سے پکارنے پر زیحال نے فورا اسے اسے دیکھا

"جی" اسکے جواب میں صرف "جی" سن کر زمل کا
چہرہ اس نیم اندھیرے میں بھی بجھ سا گیا تھا۔
"جی ہبی کی جان" اب زمل کا چہرہ کھل اٹھا تھا وہ اور
بھی اسکے ساتھ لپٹتی اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی
اتنا اب اسے خود بھی اندازہ تھا کہ وہ اس بندے کا
سکون تھی اسکا وجود زیحال خان آفندی کیلئے راحت
تھا جتنے مرضی بڑے طوفان اسکی زندگی میں آجاتے
۔یہ لڑکی اسکے ساتھ کھڑی ہو تو وہ ہر طوفان میں کسی

مضبوط چٹان کی طرح کھڑا رہتا جسے توڑ پانا تقریباً نہ ممکن تھا۔

زیحال اپنی گردن پر اسکی گرم سانسوں کی تپش محسوس کرتے بے اختیار مسکرا دیا۔

"نہ کرو" وہ جانتا تھا زمل جان بوجھ کر کر رہی ہے۔

"کیوں۔۔۔یہ صرف آپ کر سکتے ہیں؟" وہ دو بدو بولتی اسے گھور کر دیکھنے لگی

اپنے اوپر لیٹی اس نازک سی لڑکی کو دیکھ زیحال نے گہری سانس بھری جس کی باقاعدہ زمل کو آواز بھی

آئی۔ وہ دھیرے دھیرے اسکے چہرے پر آئی آوارہ

لٹوں کو انگلی کی مدد سے کان کے پیچھے اڑسنے لگا۔

"نہیں۔۔۔ لیکن جو میں کر سکتا ہوں وہ تم نہیں کر

سکتی" بات کے آخر میں پلکیں اس شریر انداز میں

جھپکائی کہ زمل کے کان کی لو تک سرخ پڑ گئی۔

"اور اس وقت میں وہ کر نہیں سکتا تو بہتر ہے سو جاؤ

۔۔۔ صبح پیپر ہے لیٹ ہوئی تو پٹو گی" وہ زمل کا سر

واپس اپنے سینے پر ٹکاتے دھیرے دھیرے تھپکنے لگا

زمل کے ذہن میں کومل کی باتیں پھر سے گردش کرنے لگی تھیں وہ زیحال کو ریلیکس تو کر گئی تھی مطلب اب اسکے پاس موقع تھا

"ہبی "

"جی میرا بچہ " وہ آنکھیں موندے ہوئے ہی گویا ہوا

اب زمل کو عادت تھی اسکے ان محبت بھرے جوابوں کی۔ جس دن وہ صرف جی بول دے اس دن اگر زمل نہ مانے تو زیحال کا پورا دن نکل جائے اسے "جی ہبی کی جان "جملہ بولتے ہوئے۔

"گل نے بہت دکھ دیکھے ہیں ناں۔۔۔تو اب ہمیں انکی خوشیوں کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے "اسکی بات پر زیحال کی آنکھیں دھیرے سے کھلی۔کمرے میں گہری خاموشی نے کچھ دیر اپنی جگہ بنائی۔

"انکو اس وقت صرف میڈیکل ٹریٹمنٹ کی ضرورت نہیں ہے ایسا کوئی ہو جو انکو اندر سے بھی ہیل کرے انکے دل پر بہت سے زخم اس عرصے میں لگے ہیں جن کو صرف ایک ہمسفر ہی ٹھیک کر سکتا ہے ہبی"

وہ سر اٹھائے کہنی زیحال کے سینے پر رکھ گئی وہ تکیے پر سر ٹکائے اسے دیکھتا رہا

"جوان سے رشتہ انکے شوہر کا ہو گا وہ تو کسی کا نہیں ہو سکتا ناں" ہاں اس وقت وہ اپنی بیوی کے پاس تھا اس سے بہتر کون جان سکتا تھا کہ ایک اس لڑکی کے آنے سے اسے زندگی میں کتنی خوشیاں ملی تھیں یا شاید ساری خوشیاں ہی صرف اس لڑکی سے ملی تھیں۔

زیحال خاموش رہا جیسے ذہن میں بہت سے طوفان گردش کرنے لگے ہوں

"بولیں۔۔۔چپ کیوں ہیں؟"اسکی خاموشی زمل کو خوف زدہ کررہی تھی۔

زیحال گہری سانس خود میں بھرتے کہیں اور نگاہیں موڑ گیا جیسے بولنے کیلئے الفاظ مجتمع کررہا ہو۔

"میری بہن نے بہت دکھ دیکھے ہیں وائفی۔۔۔اتنی جلدی میں کسی پر اسکے معاملے میں اعتبار نہیں کر سکتا"اسکی آواز بھاری اور کرب سے لبریز تھی۔زمل اسے دیکھتی رہی۔

"ساری دنیا کے مرد بھی آکر اسکے سامنے کٹ کر گر جائیں میں تب بھی کسی پر اعتبار نہیں کر سکتا "

زرتشم کیلئے خوف اسکی آنکھوں میں صاف چھلک رہا تھا ۔وہ جو پوری دنیا کو خوفزدہ کر کر رکھتا تھا اسے اسکی بہن کی قسمت ڈرا گئی تھی۔

زمل کو لگا جیسے آگے اسکے پاس الفاظ ختم ہیں زرتشم پر گزری قیامت کا سوچ کر ہی زیحال کی آنکھوں میں اترتی نمی زمل کو چپکی لگوا گئی۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔زندگی اکیلے نہیں کٹ سکتی ۔۔۔اور جو احساس اسے اسکے شوہر سے ملے گا وہ اور کسی سے نہیں مل سکتا۔۔۔لیکن۔۔۔جو کچھ بالاج نے اسکے ساتھ کیا اسکے بعد اتنی جلدی شاید ہی وہ کسی پر خود بھی اعتبار کر سکے"

اسکی بات پر زمل کی ہیزل آنکھیں دھیرے سے پھیلی دل دھک سے رک گیا

کیا یہ موقع تھا ڈاکٹر برہان کی بات کرنے کا؟ وہ بے اختیار سوچنے لگی دل تیز دھڑک رہا تھا

وہ اندر ہی اندر یکدم سے بے چین ہوتی اس بارے

میں سوچنے لگی جیسے الفاظ اسکے لبوں پر مچل رہے ہوں

ادا ہونے کیلئے۔

"ہبی۔۔۔اگر وہ خود کسی کو پسن "اسکا جملہ بیچ میں ہی

رہ گیا جب زامل کے ٹھسکنے کی آواز پر زیحال نے سر

اٹھا کر اس جانب دیکھا

زالے زامل بیڈ پر ایک جانب سوتے تھے اور وہ دونوں

ایک جانب

زامل آنکھیں بند کئے نیند میں ہی رونے لگا تھا اسے

یقیناً بھوک لگی تھی۔زمل نے زور سے آنکھیں میچ لی

اور اٹھ کر زامل کے قریب کھسک گئی

"نیند میں بھی سکون سے نہیں رہنا" اسکے بے وجہ

کے غصّے پر زیحال نے بے ساختہ اسکے چہرے کی

جانب دیکھا

"اسے بھوک لگی ہے وائفی" وہ جیسے اسے احساس کروا

رہا تھا زمل کو بھی فوراً اسے محسوس ہوا اس نے ایک

نظر گٹ گٹ دودھ پیتے ہوئے زامل کو دیکھا جس کا

ہاتھ نیند میں بھی زمل کے گلے میں پہنی چین کے

ساتھ کھیل رہا تھا وہ اپنے بیٹے کے سر پر بوسہ دیتی اسے

محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگی

زیحال سائیڈ ٹیبل پر رکھے ڈرائے فروٹس اٹھا کر منہ

میں رکھتے چبانے لگا ساتھ زامل کے پھر سے سونے

کے انتظار میں تھا تاکہ زمل کی ادھوری بات پوری سن

سکے۔

زامل اگلے دس منٹ میں پھر سے گہری نیند میں چلا گیا

تھا زمل اسے ٹھیک سے کمفرٹر میں دبوچتی واپس سے

زیحال کے پاس آئی جو پہلے سے باہنیں کھول کر اسکا

منتظر تھا یہ دیکھ زمل کے لب بے اختیار مسکراہٹ

میں ڈھلے وہ جلدی سے اسکے چٹان وجود کے ساتھ

لپٹ گئی۔

"اب بولو۔۔۔کیا کہنا چاہتی تھی" زمل اسکے سوال پر

اسکا چہرہ دیکھنے لگی

اسے کیوں ناں اس بندے پر پیار آئے وہ اسکی

ادھوری باتیں بھی یاد رکھتا تھا۔

"ہبی۔۔۔میں پوچھنا چاہتی تھی کہ اگر گل آپا کسی کو پسند کرتی ہوئی تو کیا آپ انکی شادی ان سے کر دیں گے؟" اسکے سوال پر زیحال کا بادام چباتا ہوا منہ رکا ساتھ ہی زمل کا دل بھی دھک سے رک گیا اس نے یک ٹک زیحال کے چہرے کی بدلتی رنگت دیکھی یہ سوال کرنے والی ہی وہ تھی کوئی اور ہوتا تو شاید اب تک پاشا کے ہاتھوں زندہ ہی نہ بچتا

"ایسا کچھ نہیں ہو گا" ہاں اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ خان حویلی کی کوئی عورت باہر کے کسی مرد کو پسند کر سکتی ہے

"ا۔۔۔ اگر ایسا ہوا تو؟" زمل کی زبان بے ساختہ لڑکھڑانے لگی۔ اصل خوف تو اب محسوس ہوا تھا

"تو میں جان لے لو نگا اسکی" لہجہ یکدم سے سرد اور برفیلا ہوا تھا یوں کے زمل کو اپنی رگوں میں دوڑتا خون جمتا ہوا محسوس ہوا۔

"ل۔۔۔لیکن کیوں۔۔۔ہبی" وہ تڑپ کر اسکے ساتھ اٹھ بیٹھی

زیحال اسے واپس لٹا کر سونے کا حکم دیتے خود اسٹڈی روم میں چلا گیا

اسکا یوں جانا زمل کو بے چین کر گیا تھا وہ تقریباً رو دینے کو تھی اب خوف برہان اور زرتشم کو لے کر اور بڑھ گیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کمرے میں رات کی پر سکون خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔ ہلکی ہلکی مدھم روشنی دیواروں پر نرمی سے بکھر رہی تھی، جیسے روشنی بھی آج آرام سے سانس لے رہی ہو۔ کمرے کا پیارا اسا سجا ہوا ماحول دل کو فوراً سکون دیتا تھا صاف ستھرا، نرم سا، اور بہت ہی آرام دہ۔

ڈریسنگ ٹیبل کے بالکل اوپر لگی ہوئی خاص سی وائیٹ گولڈ روشنی کمزور مگر خالص چمک کے ساتھ پورے

میز کو ایک جادوئی سا گلو دے رہی تھی۔ جیسے آج
آئینہ بھی کسی خواب کی دنیا کا حصہ بن گیا ہو۔

کمرے میں ہر طرف ایک خوشبو کی نرم لہر سی پھیلی
ہوئی تھی

وہ aroma machine کمرے کے کونے
میں رکھی تھی، اور اس سے نکلتی خوشبو کمرے کو ایک
مہکتے ہوئے، گرم، اور بہت دلکش احساس میں لپیٹے
ہوئے تھی۔

یوں لگ رہا تھا جیسے یہ کمرہ نہیں، آج ایک پر سکون پناہ گاہ ہو۔ جہاں روشنی، خوشبو اور رات مل کر ایک ہی کہانی بنا رہے ہوں خاموشی کی، سکون کی، اور خوبصورتی کی۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی خود کو ایک نظر دیکھتی ڈارک ریڈ کلر کی لپسٹک اٹھا کر ہونٹوں کے قریب لے گئی۔

اور اپنے پنکھڑی سے لبوں کو مزید گاڑھے رنگ سے مزین کرتی اپنی قیامت ڈھاتی خوبصورت کو بڑھا گئی تھی

کمر پر آبشار کی مانند بکھرے سنہری سلکی بال اور مرمری ساوجود اس سرخ رنگ کے ڈریس میں مقید بلاشبہ وہ اس وقت کسی پر بھی قیامت ڈھانے کو تیار تھی۔

لیکن پھر سے داراب کا سوچ کر وہ اپنے آپ کو دیکھتی بری طرح سے کانپ اٹھتی۔یہ اسکی زندگی کا پہلا لمحہ

تھا جس میں وہ کسی کے لئے اس طرح تیار ہوئی تھی

اور اس کسی میں اسکا شوہر آتا تھا جس سے جڑا رشتہ

ایک عجیب سا دل موہ لینے والا احساس رکھتا تھا۔

تب ہی اسے باہر سے ایک بھاری خوبصورت آواز

سنائی دی جو یقیناً داراب خان کی ہی تھی

اسے سنتے بیلا کا دل بے اختیار زور سے دھڑک اٹھا وہ

جلدی سے لپسٹک ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتی اٹھ کھڑی

ہوئی۔

گھبراہٹ کے مارے اسکے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے وہ نروس ہوتی خود کو دور سے مرر میں دیکھنے لگی۔

گھٹنوں تک آتی ریڈ ڈریس میں اسکی باقی دودھیا ٹانگیں صاف چمک رہی تھیں پہلی بار ایسی ڈریسنگ وہ بھی داراب کے سامنے سوچ کر ہی اسکی جان نکل رہی تھی۔اسکا دل چاہا بھاگ جائے یہاں سے لیکن اب تو ہر راستہ صرف اس ایک شخص تک جا رہا تھا۔

داراب گارڈ کو جیپ کی چابی پکڑاتے خود اندر آ گیا

لاؤنج پورا خالی تھا سب لوگ سردی کی وجہ سے اپنے

اپنے کمروں میں جا چکے تھے

اسکی عادت تھی آتے ہی پہلے فرخندہ بیگم اور داجی سے

ملنے کی لیکن وہ سو چکے ہونگے یہی سوچتے وہ ہاتھ میں

کیپ گھماتا ہوا سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔

کہ تب ہی کچن سے آتی کھٹ پٹ کی آواز سے اسکے

قدم وہی رکے اس نے گردن موڑ کر اس جانب

دیکھا۔

باہر کی ساری لائٹس آف مگر کچن میں ایک زرد بلب

جل رہا تھا

یقیناً وہاں کوئی تھا لیکن کون؟ یہ سوچ کر داراب اس

جانب جانے لگا جنوں والی بات پر وہ یقین کرتا نہیں تھا

اور اگر کر بھی لیتا تو وہ ایک پولیس والا تھا رات کی

اندھیری میں ایسے لاکھوں بار وہ چھاپا مار چکا تھا

کچن کے قریب پہنچتے اس نے مٹھیاں بھینچی اور جیسے

ہی اندر داخل ہوا سامنے کھڑی سیماب کو دیکھ مٹھی

یکدم سے کھلی اور آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگی۔

"بھابھی آپ؟" اسکے چونک کر پوچھنے پر سیماب مڑے بغیر اپنی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑتی اس کی جانب مڑی

لیکن وہ پھر بھی اتنی دور سے اسکی بھیگی پلکیں دیکھ چکا تھا۔

وہ قدم اٹھاتے دھیرے سے اسکے جانب آیا اور غور سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا۔۔۔رو کیوں رہی ہو؟" لہجے میں از حد فکر مندی تھی سیماب سر جھکاتی اپنے لب دانتوں میں دبا گئی جیسے خود کو رونے سے باز رکھ رہی ہو۔

"مجھے بتاؤ۔۔۔کوئی بات ہے؟" وہ بہت کم اوقات میں اسے ایک بھابھی کے طور پر ٹریٹ کرتا تھا ورنہ زیادہ تر وہ اسے گل کی طرح ہی سمجھتا تھا کبھی زریاب اور سیماب کی نوک جھوک ہوتی تو وہ ہمیشہ سیماب کی سائیڈ لیتا۔

سیماب کا دل مزید بھاری ہونے لگا وہ کھڑے کھڑے

وہی سسک کر رو پڑی۔اسکے یوں رونے پر داراب از

حد بے چین سا ہوتے اسکے قریب آتا اسکے سر پر ہاتھ

رکھ گیا

"سیم۔۔۔بتاؤ ناں۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔ایسے کیوں

رو رہی ہو" وہ بے حد پریشان ہونے لگا تھا سیماب کچھ

کہے بغیر ہچکیوں میں روتی رہی۔داراب اسکے لئے پانی

کا گلاس لے کر آیا اور دھیرے سے اسے تھما کر اسکے

پینے کا انتظار کرنے لگا

"پانی پیو اور بس رونا بند مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔۔لالا

نے ڈانٹا ہے؟ مورے نے کچھ کہا؟ بیلا نے کچھ کیا؟"

اسکے تابڑتوڑ سوالوں پر سیماب یک ٹک اسے دیکھنے

لگی

اسکی آخری بات پر سیماب کا دل ڈوب کر ابھرا وہ اسے

بہن کہتا نہیں مانتا بھی تھا اگر اسے پتہ چل جائے کہ

بیلا اسکے ساتھ کیسا رویہ رکھتی ہے تو ایک پل نہ لگے

اسے اس لڑکی کو سیدھا کرنے میں۔

سیماب گھونٹ پیتی گلاس واپس سلیب پر رکھ گئی۔

داراب نے اسکے لئے کرسی آگے کر دی اور خود

سلیب سے ٹیک لگا کر کھڑا اسکے بولنے کا انتظار کرنے

لگا۔

"وہ۔۔۔وہ تمار الالا" زریاب کے ذکر پر داراب کے

کان فوراً سے کھڑے ہوئے

"ام کو سمجھ نہیں آتا انکے ساتھ ہو کیا رہا ہے وہ بہت

عجیب ہو گیا ہے" اسکی آواز گھٹی گھٹی سی تھی۔

"کیسے عجیب؟" وہ پریشان سا ہوا کیونکہ اس نے بھی

زریاب میں بہت سی تبدیلیاں محسوس کی تھی۔

"وہ کبھی کبھی بنا بات کے ام پر غصّہ کرنے لگتا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔۔۔اور آج "

"آج؟" داراب نے ترنت پوچھا

"آج انکے سر میں شدید درد اٹھا جس پر ام نے انکو سمبھالنے کی کوشش کی تو وہ" وہ بات بیچ میں ادھوری چھوڑتے سسک کر رو پڑی۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ زریاب کو پانی کا گلاس تھماتی انکا کندھا تھامے ہوئے تھی جب انہوں نے اپنے کندھے پر رکھا سیماب کا ہاتھ خود سے دور جھٹک دیا۔

"دور رہو ام سے۔۔۔ دکھ نہیں رہا ام کو درد ہے؟"

انکا لہجہ بے حد سخت تھا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ اپنی خانی پر چلائے تھے

وہ ہک دک سی سانس روکے انکو دیکھنے لگی وہ سر تھامے درد کی لپیٹ میں بری طرح سے آ گئے تھے۔

"خان۔۔۔خان تم کو پانی کی ضرورت ہے یہ پی لو" وہ خود کو سمبھالتی پھر سے انکی جانب گلاس بڑھاتی پیار سے بولی جب وہ طیش میں آتے پوری قوت سے گلاس اسکے ہاتھ سے چھین کر دیوار پر دے مارگئے

"تم کو سمجھ نہیں آتا؟" انکی دھاڑ پر سیماب دھک سے رکتی دو قدم پیچھے ہٹ گئی رنگت یوں جیسے روح فنا ہو گئی ہو۔آنکھوں میں بے یقینی اور لب بے ساختہ پھڑ پھڑائے

آج وہ زندگی میں پہلی بار اس پر یوں دھاڑے تھے

جس پر سیماب بری طرح سے لرزتی انکو دیکھنے لگی

آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا تھا۔

کہ تب ہی ایک شدید درد کی لہر اٹھتی انکو پوری طرح

سے اپنی لپیٹ میں لے گئی

وہ بے اختیار پیچھے بیڈ پر ڈھے جانے والے انداز میں

بیٹھ گئے۔

"خان" انکوا یسے بیٹھتے دیکھ وہ تڑپ کر انکی جانب بڑھنے ہی لگی تھی کہ وہ ہاتھ کھڑا کرتے اسے وہی روک گئے

ایک عجیب سی چڑ انکو سیماب کے وجود سے محسوس ہو رہی تھی۔یہ عجیب سی کے وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہے تھے۔

سیماب پہلے انکی تکلیف اور پھر انکے یوں چلانے کو دیکھ بری طرح سے ٹوٹ گئی تھی آنکھوں سے سیلابی ریلا بہنے لگا تھا۔

داراب اسکی باتیں سن کر کچھ پل اپنی جگہ سے ہل

نہیں سکا چہرے پر بے یقینی سی بے یقینی تھی انکار شتہ

تب ہوا تھا جب داراب کالج میں تھا اس سے پہلے بھی

وہ اتنا ہوش رکھتا تھا کہ وہ ان دونوں کی لو وسٹوری کو

سمجھ سکے سارا خاندان گواہ تھا

کہ زریاب خان اس لڑکی کو کس جنونی انداز سے چاہتا

تھا راستے میں لاکھ رکاوٹیں آتی گئیں لیکن وہ رکاوٹ

کو چیر کر سیماب تک پہنچے تھے اور نہ صرف پہنچے بلکہ

اسکا ہاتھ تھام کر پوری دنیا کو بھی بتایا کہ وہ صرف زریاب خان آفندی کی ہے اس پر اسکے وجود پر اسکی روح پر اگر اس پوری دنیا میں کوئی حق رکھتا ہے تو وہ صرف زریاب خان ہے اسکے بعد اگر کسی کو مخالفت کرنی ہو تو آئے اسے زریاب خان خود دیکھے گا

یہ وہ الفاظ تھے جو انہوں نے خود بھری محفل میں پوری برادری کے سامنے ڈٹ کر کہے تھے اور پھر وہ دن تھا جس کے بعد سے سب سیماب کی جانب پلکیں تک اٹھانا گناہ کبیرہ سمجھ چکے تھے۔

وہ انکا جنون تھی محبت لفظ تو بہت چھوٹا تھا

اتنے عرصے میں آج تک کبھی انہوں نے سیماب کو

گھور کر نہیں دیکھا تھا تو یہ دھاڑنا چند پل کیلئے داراب کو

بھی چپکی سی لگوا گیا۔

"ام نہیں جانتا۔۔۔وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔۔۔کچھ تو

ہے جو ام کو نہیں پتہ" وہ اب بھی رو رہی تھی جبکہ

داراب کا دماغ سن تھا۔

"آج اس عین کو دیکھ کر انکو غصّہ آیا تھا لیکن"

"عین ؟" اسکی بات بیچ میں کاٹتے داراب کے منہ سے
بے ساختہ عین کا نام نکلا
اسکے یوں چونکنے پر سیماب نے حیرت سے اسے دیکھا
کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ بیلا اپنے گھر والوں سے ملنے لگی
ہے ؟ بے ساختہ سوچنے لگی
"وہ یہاں آئی تھی ؟ پھر دوبارہ ؟" اسکے پھر لفظ پر اب
سیماب چونکی تھی

"وہ پہلے بھی آیا تھا؟" حیرت سے استفسار یہ پوچھا

جبکہ داراب ضبط سے مٹھیاں بھینچے گہری سانس خارج

کر گیا

اسکا ذہن تیزی سے گھومنے لگا تھا زریاب کا وہ ری

ایکشن اور عین کا حویلی آنا یہ چالا کی ایک پولیس والے

کے سامنے کتنی الٹی پڑ سکتی تھی یہ شاید ہی خود عین

دلدار نے بھی نہ سوچا ہو

جو اتنے دھڑلے سے خان حویلی میں آنے لگی تھی بنا

یہ سوچے کہ یہ حویلی ایک پولیس والے کی تھی جو

اپنے گھر میں ہوئی فضا کی تبدیلی کو بھی بخوبی محسوس کر سکتا تھا

وہ جبڑے بھینچے اسکے بارے میں سوچنے لگا جب سیماب کی اگلی بات پر بے اختیار اسے دیکھا۔

"وہ بیلا سے ملنے آیا تھا۔۔۔ پتہ نہیں وہ کب سے اس سے ملنے لگی ہے داجی کو بھی اس بات کا علم نہیں "

وہ کیا بول رہی تھی آگے داراب کو جیسے کچھ سنائی نہیں دیا اگر کچھ سنا تھا تو یہ کہ عین بیلا سے ملی تھی

یہاں اسکے ضبط کی انتہا تھی وہ جبڑے اور مٹھیاں زور
سے بھنچے تن فن کرتا کچن سے باہر نکل گیا
اسے یوں جاتے دیکھ سیماب اپنی جگہ سے اٹھی اور ملتجی
نگاہوں سے اسے دیکھتی گئی جو دو دو سیڑھیاں پھلانگتا
اپنے کمرے کا رخ کر گیا تھا
سیماب کو دل میں ڈر سا محسوس ہوا کہ کہیں اسکی وجہ
سے بیلا اور داراب کے بیچ مزید دوریاں نہ آجائیں

اس دن داراب کی لائی ڈریس کو دیکھ اب وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ ان دونوں کے درمیان بالا آخر میاں بیوی والا رشتہ قائم ہو چکا ہے۔

وہ کب سے اپنے ڈریس کو کھینچ کھینچ کر لمبا کرتی اپنی ٹانگوں کو ڈھکنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ جتنی چھوٹی تھی اب اس سے زبردستی بڑی تو نہیں کی جاسکتی تھی اور یہ بات اب کون اسے سمجھاتا جو پہلی بار زندگی میں ایسا لباس پہن کر بیٹھی تھی

اوپر سے داراب تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا
کب اسکی آواز اس نے اپنے کمرے کی شاہی ونڈو سے
آتی سنی تھی جس میں وہ کسی ملازم سے بات کر رہا تھا
ایک کار پورچ اور کمرے کے بیچ کا راستہ اس نے
صدیوں پر حیط ایک طویل راستہ بنا دیا تھا
بیلا کو اس پر شدید غصّہ آیا کہ تب ہی کمرے کا دروازہ
دھاڑ سے کھلنے پر وہ ڈر کر بے ساختہ اچھل کر پڑی
دروازے کی ناب تھامے داراب سے پہلے اسکی نگاہ
بیلا تک گئی تھی جو اسے اپنے سامنے دیکھ بری طرح

سے گھبرانے لگی لیکن تب ہی اسکی نگاہیں داراب کی

سرخ متورم آنکھوں سے ملی

وہ نہ سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی جب وہ دھاڑ سے

دروازہ بند کرتا ایک ہی جست میں اسکے قریب آتے

اسے بازو سے تھام کر اپنے قریب کر گیا۔ وہ حیران

تھی اسکے اچانک اس رویے پر

کہاں اس نے کمرے کا ماحول رومانٹک بنا رکھا تھا اور

کہاں اب سب کچھ ایک ہی پل میں بھسم ہوتا ہوا

محسوس ہوا۔

"عین تم سے ملی تھی ؟" اسکی گرم سانسیں بیلا کے

چہرے سے ٹکراتی کم اثر کر رہی تھی جتنے اسکے الفاظ

بیلا ولی خان کی سانسیں روک گئے تھے۔

وہ فق رنگت کے ساتھ اسے دیکھنے لگی۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔بولو" بیلا کی خاموشی پر وہ

اسے جھٹکا دیتے اسکے منہ پر دھاڑا تھا

بیلا تو ایسے تھی جیسے کسی نے اسکے بدن سے قطرہ قطرہ

خون نچوڑ لیا ہو، زرد پڑتی رنگت اور ضبط کے مارے

اعصاب تنے ہوئے

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔وہ آ۔۔۔آئی تھی" وہ ہکلا کر بمشکل بولتی لعاب گٹکنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کیوں۔۔۔؟ بولو کیوں؟" اسکی دھاڑ پر بیلا آنکھیں ضبط سے مینچ گئی اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں بہنے لگے تھے۔

"منع کیا تھا ناں میں نے۔۔۔ سمجھ نہیں آئی تھی میری بات؟" اسے رہ رہ کر اس وقت بیلا پر شدید غصّہ آ رہا تھا جس کی وجہ سے عین جیسی عورت کو اسکی حویلی میں داخل ہونے کا موقع ملا۔

"کہیں تم بھی تو اسکے ساتھ ان سب میں نہیں شامل
؟" وہ بیلا کا بازو جھٹکتے تیکھی گہری نظروں سے اسے
دیکھنے لگا

جب اسکے سوال پر بیلا کی رنگت فق سے اڑی
سانس تو جیسے اندر جا کر باہر آنا بھول گئی تھی اس نے
کب داراب سے اس سوال کی توقع کی تھی لیکن اسکا یہ
سوال بیلا ولی خان کی زندگی کو کس موڑ پر لے جاتا یہ وہ
چاہ کر بھی نہیں سوچ سکتی تھی دل سوچنے سے پہلے ہی
کانپ اٹھا تھا

کمرے میں بیلا کو ایک دم سے گھٹن سی محسوس ہوئی سانس کی آمد ورفت میں بھی مشکل درپیش آنے لگی تھی وہ بمشکل ہی خوف زدہ سی اپنا سر نفی میں ہلانے لگی

"منہ میں زبان نہیں رہی؟" اسکا سر نفی میں ہلتے دیکھ داراب کو اس پر اور بھی طیش آیا

وہ اسکے دھاڑنے پر آنکھیں مینچتی خود پر ضبط کرنے لگی یہاں اسے عین کی فکر نہیں تھی وہ جاتی تھی بھاڑ

میں تو جائے لیکن اسکی وجہ سے بیلا ولی خان اس
سنگدل شخص کی گرفت میں آگئ تھی۔

جس میں شاید اب احساس نامی عنصر ہی نہیں رہا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ا۔۔۔ام کیوں کرے گا ایسا"

اسکی زبان کی لغزش پر داراب کی سیاہ کانچ سی آنکھوں
میں مزید سختی در آئ۔

بیلا نے کرب سے اسے دیکھا کہ اس نے ایک بار بھی
اسے نہیں دیکھا وہ کتنے نک سک سے تیار ہو کر اسکے

سامنے کھڑی تھی لیکن وہ آج بھی اپنی فیملی کیلئے اس پر چلا رہا تھا یہ وقعت تھی اسکی داراب کی زندگی میں۔

"میں دن بھر سیکڑوں زبانوں کو ایسے لڑکھڑاتے ہوئے دیکھتا ہوں اور جانتی ہو۔۔۔وہ سب کے سب مجرم نکلتے ہیں "

اسکی اس بات پر بیلا کے دل کی دھڑکنیں مدھم سی ہوئی۔جیسے اسکی چوری پکڑی گئی ہو۔

"تو تم یہ مت سمجھنا کہ میں تمہاری اس بات پر یقین کر لونگا۔۔۔جس دن مجھے ثبوت ملا کہ ان سب میں تم

بھی ملوث تھی اس دن میں تمہارا وہ حشر کرونگا کہ رہتی زندگی تم داراب خان کو یاد رکھو گی" وہ درشتگی سے وارن کرتا بیلا کو ایک جھٹکے میں خود سے دور کر گیا۔

وہ خوف زدہ سی دو قدم پیچھے ہٹتی اسے دیکھنے لگی آنکھوں سے تیزی سے گرم سیال بہنے لگا تھا وجود پر جیسے لرزا سا طاری ہو گیا تھ۔

وہ اپنی پیشانی مسلتے گہری سانسیں لینے لگا۔ جیسے خود پر کڑا ضبط کر رہا ہو

کیسی قسمت پائی تھی اس نے دن بھر مجرموں کو اس طرح کٹھرے میں کھڑا کرتا تھا اسے نفرت تھی جرم کرنے والوں سے اور آج اسکی نفرت کے اس دائرے میں اسکی بیوی بھی آگئی تھی

یہ تھی اسکی قسمت۔اسکا دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر قہقہہ لگائے اس قسمت پر۔

کہ تب ہی اسکے کانوں میں بیلا کی سسکیاں سنائی دینے لگی

داراب خان نے بے اختیار مڑ کر اسے دیکھا وہ اپنا بازو تھامے سر جھکائے بے آواز رو رہی تھی

اسکے ڈریس کی بازو صرف نام کی ہی تھی اوپر سے اس نے ایک اور اپر پہن رکھی تھی جو صرف ایک ڈوری پر منحصر تھی ذرا سی کھینچنے پر زمین بوس ہو جاتی

داراب جو کرخت نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تھا اسے اپنے لائے ہوئے ڈریس میں دیکھ وہ یکدم سے سٹک ہو گیا۔ اور سانس روکے اسے دیکھنے لگا۔

سر تا پیر وہ حسن میں ڈوبی کوئی ملکہ لگ رہی تھی رشتہ بھی بیوی کا تھا۔ جس سے اسکا یہ روپ داراب کو چند پل کیلئے ساکت کر گیا۔

دونوں کڑ بیچ خاموشی سفر کرنے لگی تھی اس خاموشی میں صرف انکی سانسیں رابطے میں تھیں۔

"یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟" وہ دھیما پڑتے اسکے ڈریس کی جانب اشارہ کرنے لگا

بیلا نے کن شکوہ کن نظروں سے اسے دیکھا لیکن ساتھ ہی دل کی دھڑکنیں بھی بے ربط ہوئیں

وہ اسکی نگاہیں خود پر جمی دیکھ جز بز سی ہوتی اپنا دوسرا ہاتھ بھی اپنے بازو پر پھیلاتی سینے کو ڈھانپنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی۔

اسے نروس ہوتے دیکھ داراب نے لب بھینچے اور کاؤچ پر پڑی اپنی شال اٹھا کر اسکی جانب اچھالتے کمرے سے باہر نکل گیا

جبکہ وہ پتھرا چکی تھی وہ شال اسکے مرمری سے بدن سے ٹکرا کر زمین بوس ہو چکی تھی

انکار شتہ یہ تھا۔ جہاں نکاح کی طاقت بھی کسی کام
نہیں آئی۔

آنسوں پہلے سے زیادہ تیزی سے ٹپ ٹپ بہنے لگے
تھے۔ وہ بے جان سی بیڈ پر ڈھے جانے والے انداز
میں بیٹھ گئی

کتنی ہی دیر اسکے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی پھر
دھیرے سے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھا کر
ایک نمبر پر کال کی

"ہاں بولو" مقابل سے عین کی نیند میں ڈوبی آواز ابھری جسے سن کر بیلا لب دانتوں پر دانت سختی سے جما گئی۔

"آئندہ مجھ سے اپنا کوئی کام مت کہنا۔۔۔ ورنہ اچھا نہیں ہو گا" وہ لفظ چباتی کسی زخمی شیرنی کی طرح غرلائی تھی

عین کی تو اسی پر نیند اڑ چکی تھی وہ بے اختیار اٹھ بیٹھی

"بیلا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ تم ایسے کیوں رو رہا ہے" لہجہ از حد شیریں تھا وہ اتنا تو جان چکی تھی کہ کچھ ہوا ہے پھر

سے حویلی سے بدگمان ہوئی ہے اور وہ اسی کمزور لمحے کا

فائدہ اٹھاتے دنیا بھر کی اپنائیت اپنے لہجے میں لے آئی

تھی۔

"داراب نے کچھ کہا کیا؟"

"شٹ اپ۔۔۔ منہ بند کرو اپنا۔۔۔ام پاگل نہیں

ہے مارا، تم کیا کروانا چاہتا ہے ام سے ام جانتا ہے

۔۔۔ تم امارے کندھے پر بندوق رکھ کر چلا رہا تھا تا کہ

اس زریاب کو حاصل کر لے "

یہ بات سن کر جیسے عین کے طوطے اڑے تھے وہ
سانس نہیں لے سکی۔
"لیکن ام کو بے وقوف مت سمجھو کہ تمارے لئے یہ
سب کیا۔۔۔ام صرف اپنے لالا کے لئے یہ سب کر
رہا تھا اور اب بھی کرے گا لیکن اپنے طریقے
سے۔۔۔ تم اپنا سوچو۔۔۔ وہ داراب خان تمارا ٹکڑے
ٹکڑے کرنے آرہا ہے"
اسکی بات پر عین کی آنکھیں بے ساختہ پھیلی وہ بیڈ
کراؤن سے ٹیک چھوڑتی سیدھی ہو بیٹھی

بیلا کال کاٹ چکی تھی لیکن اسکی نیندیں حرام کر کر۔
جو داراب کے نام پر ہی ایسے ہو چکی تھی جیسے کوئی بے
جان مورت۔
بیلا بیڈ پر فون پھینکتی بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑ گئی۔
آج موت اسے چھو کر گزری تھی وہ جلدی سے اٹھی
اور اپنی وارڈ روب کھول کر وہ سارے پیکٹس نکال کر
سیدھا باتھ روم میں لے گئی اور جاتے ساتھ سب پانی
میں بہا کر ثبوت بھی ہر طرح سے مٹا دیا تھا

''تم ہوسپٹل نہیں جا رہی ؟'' کومل کو آج گھر پر دیکھ

مشی کو حیرت ہوئی تھی اس وقت تک وہ ہوسپٹل

کیلئے نکل چکی ہوتی ہے اور آج لان میں اپنے بیٹے کے

ساتھ کھیل میں مصروف تھی

جو اپنے ٹوائز کی توڑ پھوڑ میں مصروف تھا

زامل ٹوائز توڑ کر جوڑ لیتا تھا اور عبدلباری نے اب تک

انکو آپس میں ٹکرا ٹکرا کر صرف توڑنا سیکھا تھا

"نہیں بس سوچا آج عبدلباری کے ساتھ وقت گزاروں" وہ عبدلباری کے گال چٹکی میں لیتی نرمی سے گویا ہوئی

"اہمم۔۔۔ عبدلباری کے ساتھ یا پھر۔۔۔ میر بھائی کے ساتھ "مشی آبرو مٹکاتی شریر لہجے میں گویا ہوئی۔

کومل نے اسکے سوال پر حیرت سے اسے دیکھا جو آبرو مٹکاتے گیٹ کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔

سامنے ہی پامیر ٹریک سوٹ میں ملبوس گارڈ سے

نجانے کس بارے میں بات کر رہا تھا

بلیک کلر کا ٹریک سوٹ جس کی آستین اوپر کی جانب

مڑی ہوئی اور ہاتھ میں چمکتی سیاہ گھڑی جو اسکی دودھیا

رنگت پر راش کر رہی تھی یقیناً وہ واک کر کرا بھی

واپس لوٹا تھا

بال ماتھے پر پرکشش انداز میں بکھرے پڑے تھے جو

اسے بے حد جاذب نظر بنا رہے تھے۔

"یہ گیا نہیں آفس؟" اسکے انداز میں حیرت کا عنصر

نمایاں تھا

"نہیں۔۔۔آج یاقوت بھی نہیں گیا۔۔۔دونوں کو

شاید شہر سے باہر جانا ہے کسی میٹنگ کے سلسلے میں تو

یہی سے جائیں گے" مشی سرسری سے لہجے میں

جواب دیتی چائے کا مگ اٹھا گئی۔

کومل سرسری سا ہنکارا بھر کر عبدلباری کو مشی کے

حوالے کرتی خود اٹھ کر کمرے میں چلی گئی

جب اسکے تھوڑی ہی دیر بعد پامیر بھی کمرے میں
داخل ہوا

وہ اپنے دھیان میں گنگناتا ہوا شرٹ ریموو کرتے وارڈ
روب سے ایک نئی شرٹ نکال رہا تھا
جب کومل کی نظر اسکی پیٹھ پر پڑی
کسرت سے کی گئی جم سے اسکی پیٹھ پر تتلی سی نمایاں
ہونے لگی تھی۔اسکی ٹھوس جسامت اور سکس ایبز بنا
شرٹ کے کومل کی اس پر نیت خراب کر رہے تھے جو
عین اسکے پیچھے کھڑی بیڈ کے تکیے سیٹ کر رہی تھی

"یہ صیحح ہ" وہ اپنے آپ سے مخاطب ہوتا جیسے ہی پیچھے مڑا سامنے کھڑی کومل کو دیکھ اسکے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی

شرٹ ہاتھ سے گرتے گرتے بچی تھی جسے وہ جلدی سے تھام کر اپنے سینے کو ڈھانپنے کی کوشش کرنے لگا۔

"واٹ دا ہیل۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔ابھی میرا معصوم دل باہر آجاتا" وہ واقعی اپنے دھیان میں تھا اور

اس وقت کومل کی موجودگی اسکے وہم وگمان میں بھی نہیں تھی

وہ کبھی کبھار جم کر کر دیر سے گھر آتا تھا تب تک کومل اپنی ڈیوٹی پر نکل چکی ہوتی تھی۔ پیچھے سے مشی یا آئرہ اسکے لئے ناشتہ بناتی اور ساتھ عبدلباری کو بھی فیڈر دے دیتی۔ وہ دونوں باپ بیٹا کچھ وقت ایک ساتھ گزارتے جس کے بعد پامیر اپنے آفس کیلئے نکل جاتا۔ آج کومل کو یہاں دیکھ اسے حیرت ہوئی تھی اور وہ بھی اچھی خاصی۔

کومل ہکا بکا سی اسکے اس روکھے رویے پر اسے دیکھنے لگی۔

پامیر اسے یونہی چھوڑے باتھ روم چلا گیا۔ جبکہ کومل اب تک حیران کھڑی تھی پامیر نے کب اس سے اس لہجے میں بات کی تھی اسے یاد نہیں تھا لیکن آج۔ نہیں یہ آج سے نہیں تھا۔ وہ نوٹ آج کر رہی تھی یہ الگ بات تھی

وہ اسی پوزیشن میں کھڑی تھی جب پامیر اپنے گیلے بالوں کو ٹاول سے خشک کرتے باتھ روم سے نکل کر سید ھامر ر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"تم سچ میں ڈر گئے تھے ؟" وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگی۔

نگاہیں اسکی پیٹھ پر جمی تھیں

"اور نہیں تو کیا" بنا کومل کی جانب دیکھے مصروف سے انداز میں جواب دیا ساتھ اپنی واچ اٹھا کر کلائی پر باندھنے لگا۔

"لیکن کیوں ؟" انداز الجھا ہوا سا تھا پامیر مڑ کر اپنا کوٹ اٹھا کر پہنتے اسے دیکھنے لگا

"کیوں ؟ اچھا تم پوچھ رہی ہو کیوں تو بھئی تم اس وقت دکھو گی تو یہی ہو گا ناں" اسکی پھیکی مسکراہٹ کومل کو اچھی نہیں لگی تھی۔

جیسے کسی اجنبی کے ساتھ مسکرایا جائے

وہ دھیرے سے قدم اٹھاتی ہوئی چل کر اسکے پاس آئی

۔

جب اسکے یوں اپنے قریب آنے پر پامیر نے رک کر اسے دیکھا۔

"میر۔۔۔ تمہیں ڈرنا نہیں چاہیئے تھا "

اسکی بات پر پامیر نے اسکی آنکھوں میں جھانکا ساتھ ہی مبہم سا مسکرا کر اسکے ماتھے پر اپنے لب ٹکا گیا

"عادت ختم ہو گئی ناں۔۔۔ تمہیں اس کمرے میں زیادہ دیکھنے کی۔۔۔ بس اس لئے باقی تم آج گئی نہیں ہاسپٹل؟" وہ اپنی فائل اٹھانے کیلئے اسٹڈی روم میں

گیا جاتے جاتے ایک سوال بھی کر گیا لیکن اسکے میں

کومل کی زبان گنگ رہ گئی تھی

وہ سوچتی تو یہ بات بہت گہری تھی۔

وہ فائل اٹھا کر واپس آگیا تھا۔ جبکہ وہ وہی کھڑی تھی

اس نے جواب نہیں دیا تو پوچھا دوبارہ پامیر نے بھی

نہیں تھا۔

وہ بیگ لیتا اسکے رخسار پر تھپکی دیتے کمرے سے باہر

نکل گیا۔

"مشی۔۔۔بھنا ناشتہ" باہر نکلتے اس نے بلند آواز میں مشی کو پکارا جو عادت کے مطابق اسکے لئے پہلے سے ناشتہ میز پر لگا رہی تھی۔

"تیار ہے لالا۔۔۔آپ جلدی سے کر لیں ۔۔۔یاقوت آپ کا ویٹ کر رہے ہیں "

"اوہ اچھا۔۔۔ایم سوری۔۔۔آج پارک میں ٹھنڈی ہوا بہت مزے کی تھی اسے انجوائے کرتے وقت کا پتہ ہی نہیں چلا" وہ مسکرا کر گویا ہوتے اپنے ناشتے کے ساتھ انصاف کرنے پر جٹ گیا۔

"بیمار ہو گئے تو اچھے سے پتہ چل جائے گا" وہ آنکھیں دکھاتی مصنوعی ساڈپٹنے لگی

"خیر ہے ذاتی ڈاکٹر ہے ہمارے پاس۔۔۔فری میں علاج کروالیں گے" وہ شرارت سے جواب دیتے یہاں وہاں دیکھنے لگا

"امم۔۔۔یہ عبدلباری کہاں ہے؟" اسکے پوچھتے ہی مشی کی نظر باہر سے آتی آئرہ پر پڑی جو عبدلباری کو گود میں لئے اسی جانب آرہی تھی

"وہ رہے آپ کے صاحب زادے۔۔۔ مجال ہے جو اب تک فیڈر کو ہاتھ لگایا ہو یہ بھی آپ کے انتظار میں تھا" اسکی بات پر پامیر بے ساختہ ہنس دیا

"کیسے لے گا۔۔۔ میرا بیٹا صرف بابا کے ساتھ بریک فاسٹ کرے گا ہے ناں" پامیر اسے اپنی گود میں لیتے فیڈر اٹھا کر اسکے ننھے ہاتھوں میں پکڑا گیا جسے وہ مستی کرتے ہوئے ہاتھ پیر مارتا خود سے پکڑ کر پینے لگا کومل اپنے کمرے کے پاس کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی اسکے دل کو کچھ ہو رہا تھا عجیب سی کیفیت اس پر

طاری تھی پامیر کا وہ لہجہ وہ انداز کومل کو کافی حد تک

پریشان کر گیا تھا۔

"مشی "اسی وقت یاقوت کی آواز آئی جسے سن کر وہ

فورا سے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی

لاؤنج میں صرف پامیر اور عبد لباری تھے آئرہ اسکے

لئے چائے بنا رہی تھی جو وہ اکثر ناشتے کے بعد پیتا تھا۔

وہ آگے آتی آئرہ کے ہاتھ سے چائے لیتی آنکھوں سے

اسے چلے جانے کا اشارہ کرتی خود کھانے کی میز پر آکر

بیٹھ گئی۔

"چائے" وہ باقائدہ بول کر اسکی چائے اسکے سامنے رکھنے لگی

"تھینک یو" اسکی جانب سے آنے والا رسماً جواب کومل کا چہرہ تاریک کر گیا۔

"تم ایسے بیہیو کیوں کر رہے ہو جیسے میں کچھ نہیں ہوں" اسکے استفسار پر پامیر کا منہ کو جاتا ہاتھ رکا۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر کومل کا ستا ہوا چہرہ دیکھا۔

"تمہیں ایسا کیوں لگا"

"تم نے ایسا فیل کروایا" وہ ترنت بولی تھی۔

"اچھا۔۔ سوری تمہیں ایسا لگا" وہ معذرت کرتے نیپکن سے منہ تھپتھپاتا اٹھ کھڑا ہوا

"اوکے بابا کی جان۔۔۔ شام کو ملتے ہیں بابا آپ سے اوکے۔۔۔ آپ آئرہ چاچی کے پاس جاؤ" وہ عبدلباری کو ڈھیر سارا پیار کرتے آئرہ کو بلا کر اسے اسکے حوالے کر گیا

یہ سب اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھ کومل کا دل بے اختیار بند ہو گیا۔ آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"اللہ حافظ بیگم" وہ دور سے ہی اسے مخاطب کرتا باہر نکل گیا جبکہ وہ اسے ایسے جاتے دیکھتی رہی

"میری ٹائی نہیں مل رہی" وہ کالر اوپر کھڑے کئے منہ بسور کر بولا تھا جبکہ مشی کا دھیان وارڈروب میں ڈھونڈتی ٹائی پر ہی تھا

"حد ہے ۔۔۔ تمہیں چشمہ لگوا لینا چاہئے" وہ ہاتھ میں یاقوت کی ٹائی لہراتی تڑخ کر بولی

"واؤ۔۔۔یہ یہاں تھی۔۔۔مجھے دکھی نہیں" وہ اسکے ہاتھ سے ٹائی پکڑتا دل جلی مسکراہٹ اسکی جانب اچھال گیا۔

"اسے پہنتے کیسے ہیں؟" وہ مرر میں دیکھتا ٹائی سیٹ کرنے کی ناکام سی کوشش کرنے لگا جب اسکے اس سٹوپڈ سوال پر اسکا پھیلاوہ سمیٹتی مشی کے ہاتھ رکے

"تمہارا دماغ کل آفس میں ہی رہ گیا تھا؟" اسکے تڑخ کر سوال پوچھنے پر یاقوت نے اپنے لبوں پر امڈ کر آتی مسکراہٹ دبائی۔

"دماغ تواب وہی ہے یہاں تو صرف دل کام کرتا

ہے" وہ ٹائی اوپر کرتے اسے اشارے سے بلانے لگا

جیسے کہنا چاہتا ہو" باندھ دو پلیز"

مشی دانت پیس کر اسکے قریب اور کلس کر ٹائی اسکے

ہاتھ سے چھین کر اسکے گلے میں لپیٹتی تقریباً اسکا گلا ہی

دبا گئی تھی۔

یاقوت سانس رک جانے کی ایکٹنگ کرتا پیچھے کے

بجائے سامنے مشی کے کندھے پر گر گیا

"یاقوت" وہ اسکی اس شرارت پر بے اختیار ہنس پڑی

وہ بھی میسنا بنا موقعے کا فائدہ اٹھاتے اسکی صراحی دار

گردن پر لمس چھوڑ گیا۔

اسکا دوسرا ہاتھ مشی کی ہیلی نرمی سے تھامے اسے اپنے

ساتھ لگا گیا

"کتنے دن ہو گئے تم سے شدّت والا پیار کئے جلدی

سے یہ چار مہینے گزریں تاکہ میں ہر پابندی سے آزاد ہو

سکوں"

وہ مشی کے لبوں کو سرخ کرتے بے حد نرمی سے اسکے
گداز بدن کو سہلانے لگا تھا وہ فوراً سے اسے خود سے
پیچھے کرتی گھوری سے نواز گئی
"باہر میر لالا کھڑے ہیں جلدی کرو" ٹائی باندھتے
اسے اسکا بیگ تھمایا اور باہر کی جانب دھکیلنے لگی وہ ان
دنوں مشی کو زیادہ طاقت کا استعمال نہیں کرنے دیتا
تھا
تب ہی اسکے ہلکا سا دھکیلنے پر کمرے سے باہر نکل گیا۔
دونوں کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی

وہ یاقوت کو اللہ کی امان میں بھیجتی خود واپس کمرے میں آگئی۔اسکے کچھ دیر بعد ملازمہ کمرے کی صفائی کرنے آچکی تھی۔

زمل کا پیپر دو گھنٹے میں تقریباً ختم ہونے والا تھا لیکن یہ دو گھنٹے زیحال کیلئے کڑاامتحان بن کر گزرے تھے جو سامنے کھڑا سینے پر ہاتھ باندھے اپنے ذاتی دو ٹیڈی بئیر ز کو دیکھ رہا تھا سوری اس وقت انکو بندریاں کہنا بہتر تھا۔

زامل زالے دونوں گاڑی کے بونٹ پر بیٹھے آئس کریم کھا رہے تھے۔

جو خود کم کھائی اور گاڑی کو زیادہ کھلائی

"بمم۔۔۔بمم۔۔۔ایم (گاڑی آئس کریم کھاؤ)" وہ گاڑی کو بمم بمم کہتا ہوا زیحال کو بے حد کیوٹ لگا تھا لیکن اسکی حرکت دیکھ اسکا دل چاہا اپنا سر اسی بونٹ پر دے مارے۔

''میرا بیٹا۔۔۔یہ آئس کریم نہیں کھاتی بس پیٹرول پیتی ہے'' وہ بے حد پیار سے زامل کو سمجھاتے اسکے قریب آیا

''می۔۔۔یور۔۔۔ڈول ناں۔۔۔ببا (میں آپ کی ڈول ہوں ناں بابا)'' زالے جو شرافت سے ساری آئس کریم خود کھاتی آدھے سے زیادہ اپنے کپڑے بھر گئی تھی جھٹ سے پوچھنے لگی

جبکہ پوچھنا وہ یہ چاہتی تھی کہ وہ اچھی بیٹی ہے ناں اپنے افلاطون بھائی کی طرح گاڑی کو گندا نہیں کر رہی تھی

"جی بیٹا آپ بھی اچھے ہو" زیحال نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا

ایک تو دونوں کے دونوں گپو سے تھے اوپر سے انکے منہ پر لگی چاکلیٹ آتے جاتے لوگ اس پٹھان کے بچوں کو دیکھ انکے دیوانے ہوئے جا رہے تھے

"یہ سب تم دونوں کی ماں کا کیا دھرا ہے۔۔۔بٹھا گئی ہمیں یہاں "

زمل آج ایک ہی شرط پر آئی تھی کہ وہ زامل زالے کو بھی ساتھ لے کر چلے اور جب تک وہ پیپر دے کر نہ آ جائے تب تک وہ وہی کھڑا رہے

زیحال کو بھی اسی ایریا میں کچھ کام تھا جس کی وجہ سے وہ حامی بھرتا انکو لے تو آیا تھا لیکن اب انکی حالت دیکھ وہ اپنی ڈیل کیلئے نہیں جا سکا

تب ہی اسکے ذہن میں جھماکے سے آئیڈیا آیا

جس پر عمل درآمد کرتے کچھ دیر بعد زامل زالے کے

سامنے انکاتاہ کسی زگوٹہ جن کی طرح حاضر ہوا کھڑا

تھا

بلیک ٹراؤزر پر کچے پیلے رنگ کی گول گلے والی شرٹ

پہنے جس کی آدھی سے بھی کم بازو تھی اسے بھی وہ

فولڈ کرتا اوپر چڑھا گیا جس کے بعد اسکے ٹھوس

بائسپس بھرپور نمایاں ہو رہے تھے یہ بھی اس ٹھرکی

نے جان بوجھ کر گیا تھا

زیحال نے پیچھے سے اسکے سر پر ہلکی سی چپت لگائی

"بیٹا شادی شدہ ہو۔۔۔لڑکیاں نہیں پٹیں گی" وہ اسکی سلیوس نیچے کرتا برلاس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ گیا۔

"کیا بھائی۔۔۔یہی تھپڑ تب مار دیتے کم از کم آج دو چار گرل فرینڈز تو ہوتی میری" اسے دکھ تھا لیکن دکھ سے زیادہ وہ آنکھ بچا کر زیحال کو دیکھ رہا تھا جو اسکی بات پر اسے ہلکا سا گھورنے لگا۔

"کیوں بھئی چاچی چاہئے کہ گرل فرینڈ" وہ زامل کی جانب آنکھ مارتا شرارت سے پوچھنے لگا

"دل فیند (گرل فرینڈ)" اپنے بیٹے کو اتنی تیزی سے

جواب دیتے دیکھ زیحال کا سر گھوم گیا وہ ہکا بکا سا اسے

دیکھنے لگا

جب اسکے جواب پر برلاس کا جو قہقہہ پھوٹ کر نکلا تھا

وہ بونٹ سے ٹیک لگائے ہنستا چلا گیا یہاں تک کہ اسکی

آنکھوں میں بھی پانی آگیا

""بیٹا تمہیں بھی کہیں باندھنا پڑے گا ورنہ ہاتھ سے

نکل جاؤ گے "

زیحال کے موبائل پر پھر سے کالز آنے لگی تھیں

"تم انکو سمبھالو میں آدھے گھنٹے کے اندر تک آیا "

وہ دونوں کو برلاس کے حوالے کرتا خود برلاس کی گاڑی لے کر نکل گیا تھا اسکی اپنی گاڑی تو اس قابل نہیں رہی تھی۔

اور پیچھے برلاس کے حوالے ان بچوں کو کرنا ایسا تھا جیسے بلی کو گوشت کی رکھوالی پر بٹھا دینا۔

بچوں کو دیکھ برلاس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں اور پھر زیحال کی گاڑی ان کی انجوائمنٹ پلیس بن گئی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

دن چڑھ آنے لگا تھا لیکن زریاب اب تک نہیں اٹھے تھے سیماب نے یہ کوئی پانچواں چکر انکے لئے لگایا تھا لیکن وہ اب بھی گہری نیند سو رہے تھے

سیماب کو اب انکی فکر لاحق ہونے لگی تھی۔

"کیا ہوا تم پریشان لگ رہا ہے" مورے کب سے لاؤنج میں بیٹھی سیماب کو اوپر نیچے چکر کاٹتی دیکھ رہی تھی اب خود بھی پریشان ہوتی بالا آخر پوچھ بیٹھیں

سیماب ان کے سوال پر تھوڑی گھبرا سی گئی جب باہر سے آتے داراب نے ان کا سوال بھی بخوبی سنا اور سیماب کو بھی پریشان ہوتے دیکھا۔

وہ شاید بتا دیتی اگر داراسر کے اشارے سے اسے منع نہ کرتا۔

"مورے۔۔۔ذرا میرے سر میں چمپی کر دیں" وہ سیدھا ان کے قدموں میں آکر بیٹھ گیا وہ مسکرا کر اپنے بیٹے کو دیکھتی ملازمہ کو آواز دینے لگیں تاکہ وہ گرم آئل کر کر لے آئے

تھوڑی دیر گزری ہی تھی جب زریاب خود فریش

ہوتے سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے

"زری اٹھ گیا تم۔۔۔آج بڑی دیر کر دی"

مورے حیران تھی کیونکہ وہ صبح سویرے اٹھنے کے

عادی تھے۔

"ہاں ام کو پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔خانی نے اٹھایا ہی

نہیں"انکا لہجہ بے حد نارمل تھا ایسے جیسے انکو کچھ یاد

ہی نہ ہو۔سیماب اور داراب نے حیرت سے انکو دیکھا

"لالا رات کہاں تھے آپ؟" یہ سوال داراب نے

جان بوجھ کر کیا تھا۔

"ام۔۔۔؟ ام تو۔۔۔ ادر ہی تھا کام کر رہا تھا اپنا" انکے

جواب پر سیماب کی آنکھوں میں نمی تیزی سے جمع

ہونے لگی

وہ کیا کر رہے تھے انکو کچھ یاد نہیں تھا کہ کل رات کیا

ہوا تھا اور تو اور وہ کام کرتے ہوئے خود کو تصور کر رہے

تھے۔

تب ہی بیلا ان سب کے لئے چائے کی ٹرے لئے لاؤنج میں داخل ہوئی اور وسط میں رکھی ٹیبل پر ٹرے رکھتے سب کے لئے ایک ایک کپ تیار کرنے لگی۔

جب زریاب کی جانب بڑھتا ہاتھ کسی کی مضبوط گرفت میں آگیا۔

بیلا نے جونہی مڑ کر دیکھا اپنے قریب کھڑے داراب کو دیکھ وہ دھک سے رکی

وہ سرد مہر نگاہوں سے اسے دیکھتا اسکی رگوں میں دوڑتا خون جما رہا تھا ایک دہشت سی اسکی آنکھوں سے چھلکنے لگی تھی۔

"سیم۔۔۔لالا کیلئے چائے تم بناؤ" وہ سپاٹ لہجے میں بولتا بیلا کو اپنی جگہ ساکت کر گیا اسکی آنکھوں کی بے یقینی اور سخت لہجہ بیلا کیلئے کرب کا باعث بنا تھا۔

مورے اور زریاب نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا جس کے چہرے پر از حد سختی نمایاں تھی۔ وہ دونوں ہی اسکی بات کا مطلب نہیں سمجھ پائے

اگر بیلا گھر کے کاموں میں دلچسپی لے رہی تھی تو یہ اچھی بات تھی مورے خود ایسا چاہتی تھیں لیکن داراب کا یہ رویہ دیکھ انکو آگے کچھ سمجھ نہیں آئی۔

بیلا کو اس وقت داراب سے کم زریاب سے خوف
زیادہ آرہا تھا کیونکہ وہ انکے غضب سے اچھی طرح
واقف تھی

داراب آنکھوں دیکھے ثبوت پر یقین کرتا لیکن زریاب
خان آفندی۔ جن کو کسی ثبوت کی ضرورت نہیں
تھی۔ایک بار انکو اپنی خانی کے ساتھ اپنا کیا رویہ یاد آ
جاتا تو بیلا اور عین کا کیا حال ہوتا یہ تو وہ خود بھی نہیں
سوچ سکتی تھی۔

اس وقت اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا کہ کہیں

داراب کچھ کہہ نہ دے۔

"ام ابھی لے کر آیا" سیماب دھیرے سے اٹھتی کچن

کی جانب جانے ہی لگی تھی جب داراب کی آواز پر

اسے مڑ کر پیچھے دیکھنا پڑا۔

"انفیکٹ سب کیلئے بناؤ۔۔۔ اور اس چائے کو پانی میں

بہا دو" اس قدر بے عزتی بیلا کو لگا جیسے کسی نے

بھرے مجمعے میں اسے بے لباس کر دیا ہو

آنکھوں میں تیزی سے پانی جمع ہوتے لائن میں بہتا
اسکے رخصار تر کر گیا

"اس چائے میں زہر ہے؟" زریاب کے تڑخ کر
پوچھنے پر بیلا کی رنگت زرد پڑ گئی۔

"نہیں لالا۔۔۔شوگر زیادہ ہو گئی ہے غلطی سے" وہ
زو معنی لہجے میں نظریں بیلا کے چہرے پر گاڑے
بولا۔

"لیکن تم نے کب چکھا۔۔۔اور ہاں۔۔۔اسکا چائے تھوڑا عجیب ہوتا ہے ام کو لگا وہ خانی بناتا ہے لیکن وہ تو ام کو ملازمہ نے کل بتایا کہ وہ بیلا نے اسکو دیا تھا"

زریاب کی بات سنتے بیلا کی جانب داراب ٹرانس کی سی کیفیت میں مڑا۔آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

جبکہ بیلا کی جیسے کسی نے روح قبض کر لی تھی۔وہ خوف سے لرزتے اپنے ہاتھوں کو آپس میں الجھا کر بمشکل لعاب گٹکنے لگی۔

"کیسا چائے بنانے لگا ہے تم۔۔۔تم کو آتا نہیں ہے بنانا ؟"زریاب کے سختی سے استفسار کرنے پر بیلا اندر ہی اندر سانس روک گئی تھی نگاہیں داراب پر ہی تھیں جو کڑی طیش بھری نگاہوں سے مٹھیاں بھینچے اسے دیکھ رہا تھا

"راشن خراب آگیا ہوگا لالا" اسکی بات پر مورے اور زریاب نے اسکو دیکھا جو یک ٹک صرف بیلا کو دیکھ رہا تھا

یہ الفاظ اسکے سوچے گئے الفاظ سے زیادہ خطرناک

تھے اور یہ بیلا بخوبی محسوس کر گئی تھی

وہ ایک آخری نظر داراب پر ڈالتی سیڑھیوں کی جانب

بڑھ گئی

اسکے جاتے ہی داراب نے ایک کرخت نگاہ اسکی بنائی

ہوئی چائے پر ڈالی دل تو چاہا اسے یہی ڈھیر کر دے

لیکن باقی افراد کی موجودگی میں وہ خود پر ضبط کرتے

مٹھیاں بھینچ کر رہ لیا۔

"کیا ہوا تم لوگوں کو۔۔۔اچھا تھا ناں وہ بھی تھوڑا

عقل کر رہا تھا اس گھر کی زمے داری سمبھالنے میں تم

کو کیا مسلہ تھا" مورے کے خفگی سے بولنے پر داراب

نے ایک نظر انکو دیکھا

شاید پہلی بار زندگی میں اسے اپنی ماں کی بات پچھ حد

تک غلط لگی تھی

"مورے۔۔۔جس عورت کو میں نے بیوی کا حق

نہیں دیا اس سے اس گھر کے کام کیسے کروالوں؟"

اسکے سوال پر مورے کے ساتھ زریاب بھی

اسے دیکھنے لگے۔ جبکہ مورے کے چہرے پر ایک
رنگ آ کر دوسرا جا رہا تھا
انہوں نے ایسا سوال وہ بھی داراب کی جانب سے توقع
نہیں کیا تھا۔
وہ انکو وہی چھوڑے خود بھی سیڑھیاں عبور کرتے
اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا
مورے سیدھی شل ساکت بیٹھی تھیں جبکہ زریاب
پہلے داراب کو اور اب مورے کو دیکھ رہے تھے۔

"بات تو صحیح کی ہے اس نے۔۔۔جب بیوی ہی نہیں مانا تو کام کس حق سے کرے وہ" زریاب کی بھی سوچ داراب جیسی دیکھ فرخندہ بیگم کا چہرہ مزید تاریک ہوا۔

انہیں نفرت زرتشم اور زیحال کی وجہ سے تھی لیکن انصاف کی بات کرتے وقت وہ دشمن یا دوست نہیں دیکھتے تھے صرف انصاف کرتے تھے

"داجی کدر ہیں ۔۔۔ام نے سوچا تھا گل سے ملنے

جائے آج" وہ یہاں وہاں نظر دوڑاتے انہیں تلاش

کرنے لگے

"وہ انکو کسی سے ملنا تھا کافی دیر ہو گئی آتے ہو نگے"

جواب مورے کے بجائے سیماب کی جانب سے آیا تھا

جس کا اجنبی سا لہجہ دیکھ زریاب چونک سے گئے

انہوں نے ایک نظر مورے کو دیکھا جو اپنی ہی

سوچوں میں گم اٹھ کر اندر چلی گئیں

"تم کیوں غبارہ بنا گھوم رہا ہے" وہ اسکی چوڑیوں سے بھری دودھیا کلائی تھامتے محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگے۔

"ہاتھ چھوڑو امارا" وہ فل خانی کے روپ میں آتی سپاٹ لہجے میں بولی۔

"اوہ اتنا غصّہ۔۔۔کیا بات ہے خان۔۔۔بتاؤ ناں"

انکے محبت سے پوچھنے پر سیماب کی آنکھوں میں پھر سے نمی بھر گئی مطلب انکو کچھ یاد نہیں تھا لیکن ایسا کیسے ممکن تھا۔

"تم کو تو جیسے پتہ ہی نہیں۔۔۔ چھوڑو ہاتھ امارا" وہ غصّے سے ہاتھ چھڑواتی انکی نظروں سے اوجھل ہو گئ جبکہ زریاب بیٹھے اس کے بارے میں سوچتے رہے اسکا یہ اچانک رویہ انہیں پریشان کر گیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

سورج سوا نیزے پر چڑھ آیا تھا ہر کوئی اپنے کام میں مصروف تھا زندگی اپنے ڈگر پر چل رہی تھی لیکن ایک وہ تھی جس کی زندگی شاید ایک جگہ رک سی گئ تھی اور برسوں سے صرف وہی اٹکی ہوئی تھی۔

وہ سیدھی چت لیٹی چھت کو دیکھ رہی تھی جب کمرے کا دروازہ ناک ہوتے مشی ملازمہ کے ہمراہ اندر آئی

وہ ناشتے کی ٹرالی سجائے مشی کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی تھی انکو دیکھ زرتشم نے خود سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن فلحال وہ سہارے پر ہی اٹھ سکتی تھی

ملازمہ نے اسکا ہاتھ تھام کر پیٹھ کو سہارا دیتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگوائی

جب مشی نے ایک نظر گل کے چہرے کو دیکھا
آنکھیں اسی طرح سوجھی ہوئی اور چہرے پر بے بسی،
کرب کی جھلک صاف دکھائی دے رہی تھی۔
مشی نے آنکھوں سے ملازمہ کو باہر جانے کا اشارہ کیا
وہ سر خم کرتی فوراً سے کمرہ چھوڑ گئی
اسکے جاتے مشی نے پھر سے گل کو دیکھا اور اس سے
ذرا فاصلے پر بیٹھ کر اسکے لئے چائے بنانے لگی۔

"چکن بریڈ یا ایگ ؟" استفسار یہ پوچھا یہ ڈائیٹ ڈاکٹر برہان کی سیٹ کی ہوئی تھی ہلکا پھلکا ناشتہ مگر طاقت دینے والا

گل نے ایک نظر ٹرالی میں رکھے لوازمات پر ڈالی کیا کچھ ایسا بچا تھا جسے دیکھ اس شخص کی یاد نہ آتی ہو۔

"ام کو نہیں کھانا" وہ بوجھل دل سے منع کرتی چہرے کا رخ موڑ گئی

مشی نے ایک نظر اسے دیکھا اسکی حالت دیکھ مشی کو برا لگا تھا کچھ لوگ بے بسی کی انتہا پر ہوتے ہیں۔ان سے زیادہ قسمت کا ستایا ہوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

"آپ دو دن سے کمرے میں بند ہیں آپ کو اندازہ ہے اب کتنے لوگ ہیں جن کو آپ کی اس لاپرواہی سے تکلیف ہوتی ہے؟" اسکے سوال پر گل نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا آنکھوں میں حیرت در آئی تھی کیا وہ کچھ جانتی تھی؟

"ڈونٹ وری۔۔۔میں جانتی ہوں ڈاکٹر صاحب اور آپ کے بارے میں" اسکی بات سن کر گل کی رنگت یکدم سے اڑ گئی جیسے کسی نے اس میں صور پھونک دیا ہو۔

"آپ ڈریں مت۔۔۔ ہم نے آپ کو بڑی بہن مانا ہے آپ ہم سے کچھ بھی شئیر کر سکتی ہیں" وہ ہاتھ بڑھا کر زرتشم کا ہاتھ تھام کر نرمی سے دبا گئی اس لمس میں واقعی اپنائیت تھی زرتشم کی آنکھوں میں نمی در آئی

پوری دنیا جہاں اس وقت زندگی نارمل چل رہی تھی
وہی اس جگہ زندگی دوڑ رہی تھی ہر کوئی روبوٹ کی
طرح اپنے اپنے کام میں مصروف تھا کیونکہ انکے پیچھے
ایک گرج دار آواز گونج رہی تھی صرف ایک شخص
کی اور وہ تھا" ابراہیم "

وہ جب بھی آتا تھا سب کی سانسیں روک دیتا تھا کوئی
ایسا نہیں تھا جو اسکی موجودگی میں ذرا سی بھی غلطی کر

لے کیونکہ اسکی سلطنت میں غلطی کی گنجائش نہیں

موت کی سزا نکلتی تھی

لمبی راہداری کے دونوں اطراف بنے چھوٹے

کاٹیج سے نکل کر ایک اونچی شاندار بلڈنگ آتی تھی جو

پوری ٹرانسپیرنٹ مرر سے بنائی گئی تھی رات کے

وقت اکثر اس میں جلتے سیکڑوں بلب اسکی خوبصورتی

دیکھنے والوں کو کتنے ہی پلوں کیلئے مبہوت کر دیتے

تھے

یہ بلڈنگ بظاہر جتنی خوبصورت تھی اتنی ہی دہشت
اپنے آپ میں رکھتی تھی کیونکہ یہاں رہنے والا وہ
ایک شخص جسے انسان کی جگہ درندہ کہہ کر پکارا جاتا تو

یہ انسانیت کے ساتھ انصاف ہوتا
لیکن کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اسکے سامنے
سانس بھی لے سکے

اسے کچھ کہہ پانا اور پھر زندہ بچ جانا یہ صرف ایک
مذاق تھا اور مذاق سے ابراھیم ہو سخت نفرت تھی۔

چائے سے بھرے کپ سے اس وقت بھانپ اڑتی اس ٹرانسپیرنٹ ونڈو کو بلر کر رہی تھی جس سے سامنے پہاڑوں کے سر پر کھڑے سورج کی کرنیں چھنک کر اندر آتی اسکے شفاف چہرے کو چھو رہی تھیں۔

دھوپ کی کرنوں میں اسکی آنکھوں کا رنگ بھورا دکھائی دے رہا تھا، لمبی پلکیں ان کرنوں پر دہشت ڈھا رہی تھیں۔ لمبی ستواں ناک اس وقت پوری شان سے کھڑی تھی ہونٹوں کا رنگ گہرا گلابی تھا جن پر ہلکی

ہلکی سیاہی جم چکی تھی جیسے وہ کافی عرصے سے

سموکنگ کرتا رہا ہو۔

بلیک جینز پر گول گلے والی شرٹ پہنے جس سے

اسکے بھرپور سکس ایبز نمایاں ہو رہے تھے فٹ

جسامت دراز قد اور داڑھی سے پاک صاف چہرہ۔

اسکی رنگت صاف ستھری چمکتی ہوئی تھی اور بال جن

کا رنگ ہلکا گولڈن براؤن تھا۔

"یہ صحیح ہے تمہارے غصّے کو ٹھنڈا کرنے کیلیۓ" اسکے

عقب سے ایک بھاری آواز ابھری

جس پر ابراہیم نے مڑ کر پیچھے دیکھا سامنے ہی زارک ولف کھڑا تھا ہاتھ میں ہتھوڑی لئے۔

اسے دیکھ ابراہیم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رنگنے لگی دیکھتے ہی دیکھتے وہ زور سے ہنسنے لگا اسکی ہنسی دیکھ زارک نارمل کھڑا تھا وہ جانتا تھا یہ اس پر کونسی کیفیت طاری ہے

وہ کپ ٹیبل پر رکھتا آگے آیا اور زارک کے ہاتھ سے ہتھوڑی لے کر الٹ پلٹ کر دیکھی۔

"ویسے صرف ایک انگلی سے کیا ہو گا۔۔۔ غصّہ ٹھنڈا کرنا تھا تو پورا بندہ اس دیوار میں چن دیتے "

اسکی تجویز پر ابراہیم پہلے سے زیادہ کھل کر ہنسا تھا۔

"زارک ولف" ابراہیم کا نہ دائیاں ہاتھ نہ بائیاں وہ اسکی پرچھائی تھا اگر ابراہیم گناہ کرنے کا سوچتا تھا تو زارک ولف اسے سرانجام دیتا تھا۔

وہ اسکے ساتھ تب سے تھا جب سے ابراہیم کی پہچان اس ڈارک ورلڈ میں بنی بھی نہیں تھی

اور پھر۔۔۔وہ شیطان راستے کے ہر شیطان کو ہٹاتا اس

مقام پر آ گیا تھا کہ اب اس سے بڑا شیطان کوئی بچا

نہیں تھا۔اور اگر کوئی نکل بھی آئے تو زارک ولف

اسکا وہ حشر کرتا کہ پھر کوئی ابراہیم کا مقابلہ کرنے کا نہ

سوچتا

زرا زارک ولف کی پرسنالٹی پر نظر ڈالی جاتی تو وہ ایسا تھا

جسے دیکھ کر پھر بار بار مڑ کر اسے دیکھا جائے۔

بلیک ٹراؤزر پر بلیک سینڈو پہنے جس سے اسکا باڈی

اسٹرکچر بھرپور نمایاں ہو رہا تھا اسے دیکھ کر لگتا تھا وہ

کئی منوں وزن ایک ساتھ اٹھا لینے کی طاقت رکھتا تھا لمبی قد و قامت رکھنے والا خوبرو نوجوان جس کی آنکھوں کا رنگ اولیو گرین تھا یہ رنگ دنیا میں بہت کم ہی نیچرل پایا جاتا تھا جو زارک ولف کو قدرت نے انعام کے طور پر دیا تھا لیکن یہ خوبصورت آنکھیں خود میں اتنی وحشت رکھتی تھیں کہ کوئی ان کو دیکھنے کی ہمت تک نہیں کر سکتا تھا۔

اسکے تراشے ہوئے نین نقوش بے حد خوبصورت میں تھے لیکن ان پر چوبیس گھنٹوں میں سے چوبیس گھنٹے

غصّہ اور سنجید گی رہتی تھی اسے دیکھ کوئی نہیں کہہ
سکتا تھا کہ اس میں احساس نامی کوئی چیز بھی ہو گی۔
کمرے میں ٹھک ٹھک کی آواز بند ہوئی زارک نے
ایک نظر دیوار کو دیکھا
"اب یہ دیکھو" اس نے ٹیبل پر پھیلے ایک نقشے کی
جانب اشارہ کیا
ابراہیم ہتھوڑی کندھے پر ڈالے اس ٹیبل کے قریب
آیا اور غور سے دیکھنے لگا۔

" یہ سارا وہ ایریا ہے جہاں سے اس پاشا کی بیوی کالج جاتی ہے اور یہاں دور دور تک اسکے بندے چیل کی طرح نظریں گاڑھے ہر وقت موجود ہوتے ہیں صرف یہی نہیں۔۔۔ جس کالج میں وہ جاتی ہے وہاں کا ایک ایک پروفیسر پاشا کی دہشت سے بخوبی واقف ہے پورا کالج اسکے انڈر ہے "

وہ بتاتا جارہا تھا جبکہ ابراہیم غور سے اسکی باتیں سن رہا تھا

پھر یکدم سے قہقہہ مار کر ہنسنے لگا

"کمینا۔۔ سوچ سے زیادہ چالاک ہے" وہ استہزائیہ ہنسا تھا اور ہنستا ہی گیا لیکن زارک کے لبوں پر ذرا سی مسکراہٹ تک نہ آئی

اسے شاید مسکرانا بھی نہیں آتا تھا۔

"لیکن کوئی بات نہیں۔۔۔ جہاں اسکی سوچ ختم ہو گی ۔۔۔ میں وہاں سے سوچوں گا "

"حکم دو۔۔۔ مجھے کیا کرنا ہے" زارک سمجھ چکا تھا اسکے لئے اب نیا حکم جاری ہو گا

ابراہیم صوفے پر جا کر بیٹھتے اپنی دونوں ٹانگوں کی
قینچی بناتا سامنے ٹیبل پر رکھ گیا

"خون" صرف ایک لفظ اور زارک کے اندر کا درندہ
جاگ اٹھا

"کسے مارنا ہے" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا تھا
لیکن ابراہیم جواب میں ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلانے
لگا۔

"نہیں۔۔۔نہیں ریلیکس۔۔۔اس میں ابھی وقت
ہے"

اسکا انداز مکر و فریبی سے لبریز تھا

"پاشا کا وہ خون جو اسکے خلاف ہے۔۔یعنی کے وہ شخص جس کا اس سے خون کا رشتہ تو ہے لیکن وہ سفید ہو چکا ہے "

وہ اٹھ کر گھومتے ٹرانسپیرنٹ ونڈو کے قریب آیا۔

"اس خونی رشتے سے بڑا دشمن کون ہو سکتا ہے" اپنی ہی بات پر وہ تمسخرانہ مسکرایا تھا

وہ سائیڈ لبوں سے مسکراتا تھا جس سے اسکے ایک گال پر گڑھا سا بنتا تھا۔

"جانتے ہو۔۔۔یہ رشتے جتنے قریبی اپنے ہوتے ہیں جب بغاوت پر اتر آئیں تو ان سے زیادہ خطرناک کوئی نہیں ہوتا جو اپنی رگوں سے بخوبی واقف ہوتے ہیں "

"تو اب کیا کرنا ہے" سپاٹ لہجے میں پوچھا

"کیا کرو گے۔۔۔اس بالاج کو پکڑ کر لاؤ۔۔۔وہی ایک شخص ہے جسے پاشا کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے "

"لیکن وہ تو کسی بیسٹ نامی شخص کے قبضے میں ہے

ابراہیم "اسکے جواب پر ابراہیم بے اختیار اسکی جانب

مڑا

اور سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھنا لگا

"کون ہے یہ بیسٹ؟" انداز میں وحشت چھلکی تھی

"پتہ نہیں اسے آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔۔۔ جس

نے دیکھا ہے اسے وہ زندہ نہیں چھوڑتا۔۔۔ وہ زیادہ

بڑی شخصیت نہیں ہے لیکن بڑے بڑوں کو اتنی

خاموشی سے نگلتی ہے کہ کانوں کان کسی کو خبر نہیں ہوتی "

اسکی باتیں سن کر ابراہیم کے جبڑے ضبط سے بھنچے

"وہ خود کو شیطان پکارتا ہے "

اب مٹھیاں بھی بھنچ گئی تھی

"کیا مجھ سے بھی بڑا شیطان ؟" وہ پوچھتے ہوئے کوئی جُنونی شخص لگ رہا تھا جسے اپنے علاوہ یہ نام کسی اور کیلئے پسند نہ ہو یہ صفت صرف اسکی تھی صرف ابراہیم کی۔

"وہ اپنے کاموں سے یہ ثابت کر رہا ہے ابراہیم

۔۔۔ورنہ جو بندے ہم نے بالاج کے ساتھ چھوڑے

تھے وہ سب ہائی ویل ٹرینڈ بندے تھے اور اس اکیلے

نے سب کو ختم کر دیا اور لے گیا بالاج کو "

یہاں ابراہیم کا تنفس بگڑا تھا وہ جبڑے پوری قوت

سے بھینچے اپنے ہاتھ شیشے کی ٹیبل پر جما گیا

"ختم کرو اسے۔۔۔اور بالاج کو لے کر آؤ" یہ حکم تھا

جس پر زارک ولف کو سر جھکانا تھا اور اس نے جھکا لیا

تھا۔

"پاشا کی اور کوئی خبر ؟" سگار سلگاتے استفسار یہ پوچھا

"اسکی کمزوری اسکی بیوی تو ہے ہی لیکن ایک اسکا چھوٹا

بھائی بھی ہے۔۔۔ بہت لاڈلا ہے اسکا، پاشا کے وہ دو

بھائی یاقوت مرزا اور پامیر سلطان، وہ خود کو پروٹیکٹ

کر سکتے ہیں ہم سے کیونکہ وہ پاشا کے ساتھ شروع دن

سے ان کاموں میں ملوث ہیں لیکن اپنے چھوٹے بھائی

کو وہ ان کاموں سے دور رکھتے ہیں "

یہ بات سنتے جتنا غصّہ ابراہیم کو اس بیسٹ کے نام پر آیا

تھا سارا ایک پل میں جھاگ کی طرح بیٹھتا ہوا محسوس

ہوا

"یہ ہوئی ناں کام کی بات" وہ استہزائیہ ہنسا جیسے کوئی

پرائز بانڈ نکل آیا ہو

"لاڈلا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔آسان لفظوں میں پاشا کی شہ

رگ جسے دبا دیں تو۔۔۔چیچیچ۔۔۔وہ تڑپ اٹھے گا

مچلنے لگا گا" وہ انگوٹھے اور انگلی کے بیچ اس لاڈلے کو

مسل گیا تھا۔

"بیوی کی پہرے داری کر لے گا اسکی کیسے کرے گا
۔۔۔ پکڑ واس لاڈلے کو۔۔۔ذرا ہم بھی لاڈ اٹھا لیں
اسکے" دھواں ہوا کے سپرد کرتے گال میں گڑھا سا بنا
تھا

"اور یہ کام جلدی ہونا چاہیے اس ڈیل سے پہلے مجھے
اپنے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں چاہیے "
زارک سر خم کرتے وہ نقشہ سمیٹ کر کمرے سے باہر
نکل گیا

اسکے جاتے ابراہیم نے دیوار پر دیکھا وہ ہنس پڑا تھا وہ ہنستا بہت تھا لیکن شیطان کی طرح کمینی ہنسی۔

وہ چاروں لان میں بیٹھی تھیں گل کو بھی مشی ناشتہ کروا کر اپنے ساتھ باہر لے آئی تھی تا کہ وہ تازی ہوا میں پر سکون محسوس کرے اور ایسا ہی ہوا تھا ان سب کے بیچ گل کا موڈ پہلے سے بہتر ہو گیا تھا۔

"زمل کدھر ہے۔۔۔دکھائی نہیں دے رہا" وہ کب سے زمل کی منتظر تھی لیکن وہ تھی کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"وہ کالج گئی ہے آج پیپر ہے اسکا" مشی ناک کے آگے گلاب کا پھول کرتی سرسری سے لہجے میں بولی کالج کے نام پر گل کا چہرہ فق پڑ گیا جسے مشی اور آئرہ نے بخوبی نوٹ کیا کومل تو جیسے اپنے دھیان میں بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا گل۔۔۔آپ ٹھیک ہیں ؟" آئرہ پوچھے بنا نہ رہ سکی اسکے سوال پر گل نے بمشکل سر کو ہاں میں جنبش دی

"آئرہ تم سیریز دیکھتی ہو؟" اسکے سوال پر آئرہ کے ساتھ ساتھ کومل اور گل نے بھی اسے دیکھا عجیب سوال تھا

"ن۔۔۔نہیں" اسکے جواب پر مشی نے منہ بسورا

"ادھر کان کرو" وہ آئرہ کو قریب کرتی اسکے کان میں کچھ کھس پس کرنے لگی جسے سن کر اسکی بھوری آنکھیں بے ساختہ پھیلی۔

"ل۔۔۔لیکن کیوں؟" اسے سمجھ نہیں آئی کہ مشی اسے یہ کیوں کہہ رہی تھی اب کیا کہا تھا یہ گل اور کومل کو بھی نہیں پتہ تھا

"چپ کرو بونگی لڑکی۔۔۔جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔ورنہ اب تک تم نے میرا جیٹھانی والا روپ نہیں دیکھا"

اسکی بات پر گل بے ساختہ مسکرادی جبکہ کومل نے

اسے گھورا تھا

جو عمر میں بے شک برابر تھی لیکن رشتہ مشی کا اس

سے بڑا تھا

"ایسے میں توز مل تم سب کو لٹکا کے رکھتا ہو گا نئ"

گل کی بات پر وہ بے اختیار ہنس پڑی

"نہیں نہیں۔۔۔ ہماری ساس ہم سب کے ساتھ

سوئیٹ ہے بس ہمارے سسر صاحب اسکے قہر سے

نہیں بچ پاتے" اب کی بار چاروں کا قہقہہ بلند ہوا

"گل آپ بھی ڈاکٹر صاحب کو ایسے ڈرا کر رکھنا ویسے وہ بہت شریف ہیں ڈرانے کی ضرورت ہی نہیں پڑنی" مشی یہ بات اپنے دھیان میں بول گئی تھی لیکن اس بات پر گل کی سمٹتی مسکراہٹ اور چہرے کی بدلتی رنگت کسی نے نہیں دیکھی تھی۔

ڈسکو والے سونگ کی دھمک سے پوری گاڑی ایسے گونج رہی تھی جیسے کوئی زلزلہ سا آگیا ہو

فرنٹ سیٹ پر بیٹھے زامل زالے اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے برلاس نے کود کود کر پوری گاڑی کا حشر نشر کر دیا تھا

وہ خوب اچھل کود کرتے مستی کر رہے تھے اوپر نیچے کھانے پینے کے خالی پیکٹس اور داغ لگے خوب چمک رہے تھے

اگر زیحال اپنی پسندیدہ گاڑی کا یہ حشر دیکھ لیتا تو یقیناً ایک بار ہارٹ اٹیک اسے ضرور آنا تھا

تب ہی دور سے کئی سٹوڈنٹس ایک ساتھ کالج سے نکلتے دکھائی دیے یقیناً پیپر ختم ہو چکا تھا۔

"اوکے۔۔۔ تم دونوں سکون سے بیٹھو میں مما کو لے کر آیا اوکے" وہ دونوں کے گال چومتا گاڑی سے باہر نکلا اور گاڑی لاک کر کر زمل کو لینے چلا گیا

اتنے سٹوڈنٹس میں اسے ڈھونڈنا ایسا تھا جیسے بھیڑوں کے جھنڈ میں اپنی بکری کو ڈھونڈنا

لیکن وہ برلاس شاہ تھا اپنی بہن کو دور سے بھی پہچان گیا تھا۔

"یہاں ہوں میں" برلاس کے ہاتھ ہلا کر بلند آواز

میں چیخنے پر زمل نے بے ساختہ اس کی جانب دیکھا

اسے حیرت ہوئی تھی زیحال کی جگہ برلاس کو دیکھ کر

۔اور اسکا منہ پہلے ہی بگڑا ہوا تھا یہ دیکھ اسے اور غصّہ

آیا

" باپ کہاں ہے تمہارا؟" آتے ساتھ تڑخ کر پوچھا

" وہ میری دوسری ماں تلاش کرنے نکلے ہیں" اسکا

جواب سن کر زمل کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی

وہ میسنا بنا اپنی مسکراہٹ دبانے میں کامیاب ہو رہا تھا

"انکی تو میں" وہ بیگ برلاس کو تھماتی بازو اوپر چڑھا کر

فل طیش میں گاڑی کی جانب بڑھی۔

برلاس آسمان کی جانب دیکھتا "اوہ یس" بولتا اسکے

پیچھے پیچھے لپک گیا

جب گاڑی تک پہنچتے کی اپنی آنکھیں پھٹی

سامنے ہی زیحال ہکا بکا سامنہ کھولے اپنی گاڑی کا حشر

نشر دیکھ رہا تھا

زامل زالے دونوں ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے

تھے یقیناً باپ کی عدالت میں آچکے تھے

"اوہ تیری خیر" برلاس کو سامنے اپنا باپ نہیں اپنی

شامت نظر آئی تھی اس نے جلدی سے ذہن لگا کر

اسکا حل سوچا ورنہ گاڑی سے بری اسے اپنی حالت

ہوتی نظر آرہی تھی۔

زمل نے جھٹ سے پیچھے کھڑے برلاس کو گھورا جس

نے اسکے ہبی کے بارے میں وہ کہا وہ تو شکر تھا زیحال

وقت پر پہنچ گیا تھا ورنہ اسکی کلاس بھی لگ جاتی۔

لیکن یہاں تو برلاس کی اپنی شامت آگئی تھی

زمل آگے بڑھنے کی لگی تھی کہ برلاس نے جھٹ سے اسے روک لیا

"ای۔۔۔ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ میری بہنا کہاں جارہی ہو میری بات سنو "

وہ زمل کے راستے کو روکتا جھٹ سے بولا

"کیا سنوں آپ نے کہا کہ ہبی کہیں گئے ہیں وہ تو وہ رہے بلکل سامنے" ہاتھ سے باقائدہ اشارہ کیا ساتھ ہی اپنے ہبی جان پر ڈھیر سارا پیار بھی آیا جو اسکی بات مان کر اس جگہ سے ہلا تک نہیں تھا۔

"سامنے تو وہ تمہارے ہیں۔۔ لیکن انکے سامنے تم نہیں ہو" اسکی بات پر زمل نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا

"دیکھو انکو۔۔۔ کیسے اپنی گاڑی کو دیکھ رہے ہیں جیسے پہلا عشق ہی انکا وہ گاڑی ہو" برلاس نے زمل کو آگے کرتے غور سے دکھایا وہ بھی آنکھیں چھوٹی کئے زیحال کو دیکھنے لگی

واقعی وہ ندیدی نظروں سے اپنی گاڑی کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اسکا پہلا اور آخری عشق ہی وہ گاڑی ہو

"اب دیکھو کارہو یا لڑکی۔۔۔ بھائی کی محبت پر حق تو
صرف تمہارا ہے ناں۔۔۔ لیکن یہاں دیکھو ایک
گاڑی تمہاری جگہ کھڑی ہے اور وہ کیسے اسے دیکھ رہے
ہیں"

چنگاڑی پہلے سے لگی ہوئی تھی وہ اب پھونک مار کر
اسے بھڑکا رہا تھا وہ بھی اچھا خاصا
زمل مٹھیاں بھنچے اپنے ہبی کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے
کوئی مارنی بیل ہو

وہ اسی طرح طیش میں آتی سیدھا زیحال کی جانب بڑھ گئی

"اب آئے گا مزہ۔۔۔جب ہو گا بھائی کی پہلی محبت کا حشر نشر" برلاس ایک ادا سے بیگ سائیڈ کندھے پر ڈالتا شریر مسکراہٹ اس جانب اچھال گیا۔

69/2

برلاس نے ساتھ چلتی لڑکی کی جانب ذرا سی آنکھ دبا

دی جسے دیکھ وہ لڑکی صرف اتنے میں ہی اس پر لٹو

ہوتی آگے آنے لگی تھی جب اسے سیریس ہوتے دیکھ

برلاس کی آنکھیں پھیلیں۔وہ جھٹ سے اسے

''السلام علیکم ''بہن بولتا زمل کے پیچھے ہو لیا

چھوٹی سی سکرٹ اور وائٹ شرٹ پہنے بالوں کو دو پونیوں میں قید کئے وہ لڑکی کسی موم کی گڑیا جیسی لگ رہی تھی

جسے خود کواتنے ہینڈسم لڑکے کے منہ سے بہن بولتے سن کر اسے تقریباً ہارٹ اٹیک ہونے کے قریب تھا۔

"تم لوگوں کے باپ کی ہے جو یہ حال کر دیا اسکا؟" وہ دانتوں پر دانت جمائے تڑخ اپنی آدھی ٹانگوں تک بھی بمشکل آتے اپنے دونوں نمونوں کو دیکھ کر بولا تھا

جب اسے احساس ہوا کہ ہاں گاڑی تو واقعی انکے باپ کی ہی تھی اپنی بات سمجھ میں آتے زیحال خود میں ہی سٹپٹا گیا

"کس نے کروایا یہ۔۔۔کہاں ہے تم دونوں کا تاہ اسکی تو میں "زیحال مڑ کر برلاس کو ڈھونڈنے ہی لگا تھا جب سامنے سے زمل کو آتے دیکھ وہ یکدم سے سٹک ہو گیا

جہاں زیحال کی ہوائیاں اڑی تھیں وہی زامل زالے کو
اپنی ماں کسی فرشتے سے کم نہیں لگی تھی جس نے آکر
اپنے دو معصوم بچوں کو اس جلاد شخص سے بچالیا تھا۔
وہ دونوں جھٹ سے بھاگتے ہوئے زمل کی ٹانگوں سے
لپٹ گئے

اس کالج کا یونیفارم ایسا تھا جو جسم کو پوری سے ڈھانپنے
میں فیل ہو کر نمبر ون پر آئے لیکن وہ واحد لڑکی تھی
اس پورے کالج میں جو اپنی مرضی کے پورے لباس یا
یونیفارم پہن کر آتی تھی دور سے پتہ چلتا تھا کہ وہ ایک

پٹھان شخص کی بیوی ہے۔نہ پھر کالج سٹاف کی ہمت

ہوتی کہ اسے کچھ کہہ سکیں

ایک بار زمل نے کالج آتے ہوئے زیحال سے پوچھا

تھا

"ہبی جی "ہمیشہ کی طرح لاڈ سے پکارا

"جی ہبی کی جان "محبت سے بھرپور جواب جسے سن

کر ہی زمل کا دل باغ باغ ہو گیا تھا۔

"کالج کا یونیفارم دیکھا ہے۔۔۔کتنا اچھا ہے" وہ ترچھی آنکھ کر کر ڈرائیو کرتے زیحال کو دیکھ "اچھے" لفظ پر زور دیتی بولی۔

"ھمم۔۔۔لڑکیاں ہاٹ لگتی ہیں سیریسلی" اسکے جواب پر زمل نے کرنٹ کھا کر گردن موڑتے اسے دیکھا۔

"ہبی" گاڑی میں زمل کی چیخ سنائی دی جس پر زیحال نے پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی دبائی وہ جان بوجھ کر

اس سے یہ ذکر چھیڑ رہی تھی اور وہ ہر بار کی طرح اس بار بھی اسکی کوشش پہلے ہی جان گیا تھا۔

"لیس ہبی کا بے بی" وہ ایک دل جلی فلائ کس زمل کی جانب اچھال کر بے حد محبت سے بولا جسے پکڑ کر زمل اسکے ٹھوس بائسپس پر دے مار گئی۔

"یو آر سو بد تمیز "

"رومانٹک بلوانے کیلئے دو چار پروڈکٹ اور کرنے پڑیں گے ہمم" وہ ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے بظاہر گہری

سوچ میں پڑا تھا جبکہ زمل کا چہرہ سرخ پڑتے دیکھ اسکا

دل چاہا جاندار قہقہہ لگائے

"میں وہی یونیفارم پہننا چاہتی ہوں" یہ کیا تھا دھماکہ

لیکن اسکی توقع کے عین برعکس زیحال کا ری ایکشن

ویسا نہیں آیا جیسا زمل نے سوچا تھا وہ خاموش ڈرائیو کر

رہا تھا

"ہبی۔۔۔میں کچھ کہہ رہی ہوں"

"سن رہا ہوں وائفی۔۔۔اور ہاں۔۔۔ضرور پہنو

۔۔۔وائے ناٹ اگر تمہارا دل ہے تو ضرور" اسکے

جواب پر زمل کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی وہ بے یقینی سے اسکو دیکھنے لگی۔اسے امید نہیں تھی کہ وہ ایسا جواب دے گا۔

"مطلب۔۔۔سچی میں پہن لوں آپ کو مسلہ نہیں ہو گا؟"وہ حیرت بھرے لہجے میں استفسار کرنے لگی۔

"نہیں مجھے کیوں مسلہ ہو گا۔۔۔تمہاری خوشی میں میری خوشی"وہ جھک کر اسکے گال پر کس کرتا پھر سے

سیدھا ہو کر ڈرائیو کرنے لگا جبکہ زمل اب بھی ہکا بکا سی تھی۔

"سب مجھے دیکھیں اس ڈریس میں گرلز بوائز آپ کو فرق نہیں پڑے گا؟" زمل کے دل کو کچھ ہوا تھا اس نے کیسے اس بات کی اجازت دے دی تھی۔ وہ یہی سوچ اور سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"نہیں۔۔ فرق انکو پڑے گا۔۔۔ جن کی آنکھیں میں نکال کر ان سے کنچے کھیلوں گا" یہ ہوا تھا اب زمل کے سر پر دھماکہ کہ اب پہلے سے زیادہ حیرت سے اسکا منہ کھلا

تھاہاں اسے اسی جواب کی توقع تھی اس غنڈے سے۔

لیکن کہیں نہ کہیں اسے ٹوٹ کر اپنے خان پر پیار آیا

"رہنے دیں مجھے پہننا ہی نہیں ہے" وہ منہ بسور کر

ونڈو سے باہر جھانکنے لگی تھی ساتھ لبوں پر دلکش

مسکراہٹ بھی تھی۔ عورت کے دل پر راج بھی وہی

مرد کرتا ہے جس کے لئے ہر چیز سے پہلے اپنی عورت

کی عزت آئے اور وہ تو تھی ہی ایک پٹھان کی محبت اسکا

عشق اسکا جنون تو کیسے ممکن تھا کوئی اسے اپنی سوچ

میں بھی لے آتا

زیحال خان آفندی اسکی سوچوں کو ہی تباہ نہ کر دیتا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ؟ کیوں ڈانٹا میرے بچوں کو؟"
زمل اسکی ڈانٹ یہاں آتے آتے سن چکی تھی تب ہی
تڑخ کر پوچھنے لگی
اصل غصّہ تو اسکے گاڑی کو دیکھنے کے انداز پر آ رہا تھا۔

"اس گندی گاڑی کو گندا کر دیا اس لئے۔۔ہاں" وہ

اپنے نازک ہاتھ کا مکا بنا کر گاڑی کے بونٹ پر دے مار

گئی۔

لیکن یہ مکا گاڑی کے بجائے زیحال کے دل پر لگا تھا وہ

پھٹی پھٹی آنکھوں سے کبھی اسے تو کبھی اپنی گاڑی کو

دیکھے۔

"وائفی۔۔۔یہ کیا کر رہی ہو" وہ یہ نہیں کہہ سکا کہ

میری بچاری گاڑی پر یہ ظلم کیوں کر رہی ہو۔

"کیوں۔۔۔درد ہو رہا ہے آپ کو؟" وہ گاڑی کے ٹائر

پر زور سے اپنا بوٹ مارتی زیحال کو حیران و پریشان کر

گئی۔

"گلالے۔۔۔کیا ہوا اس بچاری کو کیوں مار رہی ہو"

اسکے منہ سے بچاری لفظ سنتے زمل کا پارا اب سوا نیزے کو چھونے لگا تھا۔

"بچاری۔۔۔ہاں۔۔۔یہ بچاری ہے۔۔۔کیوں۔۔۔دوسری بیوی لگتی آپ کی" وہ دوسرا بوٹ بھی ٹائر پر مارتی زیحال کو بے ساختہ اچھلنے پر مجبور کر گئی۔ وہ ایسے لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگا تھا جیسے یہ چوٹ اسے لگی ہو۔

"وائفی۔۔۔یہ گاڑی ہے بے جان بے زبان بچاری
۔۔۔اس پر ظلم کرو گی تو اللّٰہ پاک ناراض ہو جائیں
گے" وہ اپنی طرف سے بچوں کی طرح زمل کو
بہلانے لگا تھا لیکن وہ بھی ایک پٹھان کی بیوی تھی کیسے
اسکی باتوں میں آجاتی

"میں اسکا حشر نشر کردونگی۔۔۔رکیں آپ۔۔۔اسکو
دیکھا بھی کیسے محبت سے ہاں" وہ یہاں وہاں نظر
گھماتی یقیناً کوئی پتھر یا اینٹ تلاش کررہی تھی

جب اسکے اتنے خطرناک ارادے بھانپتے زیحال کی

آنکھیں پھٹی وہ بے اختیار تڑپ ہی تو اٹھا تھا

یہ گاڑی اسکے لئے زاملزالے جیسی تھی بلکل بچوں کی

طرح وہ اسکا خیال رکھتا تھا ایک بھی نشان اس پر آنے

نہیں دیتا تھا۔اور اسکی شریک حیات اسکی توڑ پھوڑ کا

ارادہ بنا رہی تھی اوہ یہاں زیحال کی جان ہی گویا لبوں

پر آگئی تھی

جبکہ اس نے ایک بار بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا جہاں

اسکی بڑی بگڑی اولاد ہنس ہنس کر پاگل ہو رہی تھی

زامل زالے بھی برلاس کے پاس ہی جا کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"وائفی۔۔۔میری جان۔۔۔میرا امان۔۔۔دیکھو ۔۔۔گاڑی ہے یہ بے زبان اس پر ظلم کر کر تمہیں کیا ملے گا" وہ فوراً سے زمل کے پیچھے پیچھے گیا جو یہاں وہاں اب تک کسی ہتھیار کی تلاش میں تھی۔

"سکون۔۔۔سکون ملے گا مجھے۔۔۔آپ کی ہمت کیسے ہوئی اسکو ندیدوں کی طرح دیکھنے کی ہاں "

ہاں اگر جیلس زیحال ہوتا تھا تو وہ بھی اس سے کم

تھوڑی تھی

"واٹ۔۔۔کس کمبخت نے کہہ دیا۔۔۔میں تو ایسی

گستاخی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔میں محبت سے

صرف تمہیں دیکھتا ہوں" اسکی حالت اس قدر پتلی

ہوتے دیکھ برلاس کے ساتھ ساتھ وہاں آس پاس

موجود سٹوڈنٹس بھی اس خوبصورت نظارے سے

لطف اٹھانے لگے تھے۔

"میں اندھی نہیں ہوں۔۔۔دیکھا میں نے آپ کو

۔۔۔کیسے دیکھ رہے تھے اسکو۔۔۔جیسے آپ کی

معشوقہ ہو اسکی تو میں "اسکے ہاتھ بالا آخر ایک ادھ

ٹوٹی ہوئی اینٹ کا ٹکڑا آتے دیکھ زیحال کی گویا سانس

ہی رک گئی

"نہیں۔۔۔نہیں وائفی۔۔۔میری بات سنو" اتنی

ہمت نہیں تھی اس میں کہ وہ زمل کے ہاتھ سے اینٹ

لے لیتا۔

زمل فل طیش میں آتی وہ اینٹ سیدھا گاڑی کے شیشے پر

دے مارنے والی تھی کہ تب ہی۔

"ارے۔۔۔رے۔۔۔رکو۔۔۔میری بہنا" عین

وقت پر برلاس اسکے راستے میں آتا دونوں ہاتھ

کھڑے کر کر زمل کو وہی روک گیا

اس وقت زیحال کو وہ کسی فرشتے سے کم نہیں لگا تھا۔

وہ کن بچاری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اتنا غصّہ۔۔۔اپنی صحت دیکھو۔۔۔کیوں خود پر ظلم کر رہی ہو" وہ اس وقت پورا زور لگا کر اپنے جاندار قہقہے کو روک رہا تھا

"برلاس۔۔۔۔ پیچھے ہٹو" وہ کسی جنگلی بلی کی طرح اس پر غرائی تھی۔

زیحال نے سر تیزی سے نفی میں ہلایا جیسے کہنا چاہتا ہو کہ "نہیں نہیں۔۔۔۔ پیچھے نہ ہٹنا پلیز"

"میں پیچھے ہٹ گیا تو تمہیں مشورہ کون دے گا کہ اس
گاڑی کا ایسا کونسا پارٹ توڑو کہ بھائی کے دل پر سیدھا
ٹھاہ کر کے وہ چوٹ لگے"

زیحال کو رحم طلب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اسکی بات
سنتے جھٹ سے گھور کر دانت پیسے۔

"شٹ اپ۔۔۔میں نے تمہیں وہاں مارنا جہاں تم
نے باپ بننے کی سعادت بھی کھو دینی"

یہ بات اس نے دانت بھینچ کر خاصی دھیمی آواز میں
بولی تھی جو صرف بر لا اس ہی سن سکے

وہ ڈھیٹ اس بات پر ڈرنے کے بجائے الٹا قہقہہ مار کر ہنسنے لگا تھا۔

"دیکھو اگر تم نے اس گاڑی پر یہاں وہاں مارا تو یہ گاڑی تم پر الٹا اٹیک بھی کر سکتی ہے" برلا اس کی یہ بات سن کر زمل نے بے ساختہ زیحال کی جانب دیکھا۔

"جب سے مشی آپی نے انکی گاڑی کی وہ حالت کی اسکے بعد سے زیحال بھائی نے اپنی گاڑی کو ایسا

موڈیفائے کر لیا ہے کوئی اس پر اٹیک کرنے کی کوشش کرے تو یہ الٹا اس پر اٹیک کر دے گی "

برلاس کی بات پر زیحال کی گویا جان ہی لبوں پر آگئی تھی

یہ تو سچ تھا لیکن یہ سب تب ہوتا جب زیحال اپنی گاڑی کے قریب نہ ہوتا تب بھی وہ ان ہلکے پھلکے حملوں پر صرف ریس دے کر ڈراتی لیکن کچھ نشانہ ہی اسے ایسی تھیں کہ زیحال کے کچھ دشمن دیکھتے ہی ان پر گولیاں تک برسا دیتی۔

اس وقت زیحال بھی سامنے کھڑا تھا جس کی وجہ سے گاڑی خاموشی سے خود کی جانب آتا وار صرف دیکھ رہی تھی۔

"بٹ تم یہاں اٹیک کر سکتی ہو۔۔۔ تو پھر۔۔۔ بہنا۔۔۔اٹیک" بر لاس کے چیخ کر اشارہ کرتے زمل نے سیدھا گاڑی کے سائیڈ شیشے پر وار کیا اور جھٹ سے توڑ کر زمین بوس کر دیا۔ شیشہ گرتے زیحال کے دل کا ایک ٹکڑا ابھی گر چکا تھا

وہ سانس روکے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ برلاس کی بھی آنکھیں پھٹی تھیں اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ زمل سیریس ہو کر واقعی اتنا بڑا نقصان کر دے گی۔اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں مڑ کر زیحال کو دیکھا

لیکن یہ بڑا صرف زیحال اور برلاس کیلئے تھا اپنے ہبی کی وہ نظریں اپنے علاوہ کسی اور پر چاہے گاڑی ہی ہو ان پر جمی دیکھ وہ کیسے برداشت کر لیتی بلکل بھی نہیں۔

زمل نے زیحال کی جانب دیکھا وہ ایسے تھا جیسے ابھی زمین پر بیٹھ کر بچوں کی طرح دھاڑے مار کر رو دے گا

کیسی گھڑی آگئی تھی ایک طرف پسندیدہ کار تھی اور دوسری جانب پسندیدہ عورت۔

زمل نے اینٹ پھینک کر لمبی سانس لی جیسے کوئی بڑا کام کر کر تھک گئی ہو۔

زیحال نے مشکل لعاب گٹکا اور دھیرے سے بوجھل

چال چلتا ہوا اپنی گاڑی کے قریب آیا اور جھک کر اس

شیشے کو اٹھا کر کن نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

اسکی حالت واقعی ایسے عاشق جیسی لگ رہی تھی جس

کی محبوبہ اسکی بانہوں میں دم توڑ گئی ہو

برلاس کو اسے یوں دیکھ خود پر غصّہ آیا۔اسکی وجہ سے

اسکے باپ کی فیورٹ گاڑی ٹوٹ گئی تھی۔

زیحال نے خاموشی سے وہ شیشہ گاڑی کے اندر رکھا اور دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا جیسے زمل کے بیٹھنے کا انتظار کر رہا ہو۔

زمل کو اسکا اترا ہوا چہرہ دیکھ اپنی غلطی کا احساس ہوا تب تک زیحال زامل زالے کو گاڑی میں بٹھا چکا تھا۔

وہ دھیرے سے گھوم کر گاڑی میں آ کر بیٹھی اور اپنے ہبی کو دیکھنے لگی جو خاموشی سے ڈرائیو کرنے لگا تھا۔

سارے راستے گاڑی میں صرف زامل زالے کی آواز سنائی دیتی رہی یہاں تک کہ وہ لوگ پاشا ولا میں بھی

داخل ہو گئے گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے زیحال

نے نکل کر زمل کی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

وہ گاڑی سے نکل کر بھی اسے دیکھتی رہی جب زیحال

جانے ہی لگا تھا کہ زمل نے بے اختیار اسکا ہاتھ تھام

لیا

"ہبی" اسکے ہبی بولنے پر زیحال نے کن نظروں سے

اسے دیکھا تھا

"ایم سوری" ہاں اسے لگا اسے معذرت کرنی چاہئے

زیحال کا اترا چہرہ اسے تکلیف دے رہا تھا

اسکے منہ سے سوری سنتے ایک مبہم سی مسکراہٹ

زیحال کے لبوں کو چھو گئی وہ آگے ہو کر اپنے لب

اسکے ماتھے پر ٹکا گیا

"اٹس اوکے۔۔۔یہ گاڑیاں کیا۔۔تم پر تو خود زیحال

خان قربان ہے "اسکی بات پر زمل کا دل اش اش کر

اٹھا تھا آنکھوں میں بے اختیار چمک سی اتر آئی۔

"پکا ناں۔۔۔آپکو ہرٹ ہوا؟ بٹ۔۔۔آپ اسکو ایسے

کیوں دیکھ رہے تھے۔۔۔مجھے تو جیلسی ہو گی ناں"

اسکی بات پر زیحال کے ماتھے پر شکنیں پڑی

"کیسے دیکھ رہا تھا؟" نہ سمجھی سے پوچھا۔

"ایسے جیسے یہی آپ کا سب کچھ ہو برلا اس نے دکھایا مجھے اور مجھے غصّہ بھی آیا "

وہ دھیرے دھیرے سب بتاتی چلی گئی جسے سن کر اب کی بار زیحال کی صحیح آنکھیں پھیلی تھیں وہ بے یقین سازمل کو دیکھ رہا تھا مطلب یہ کارنامہ اسکی گندی اولاد کا تھا وہ بے اختیار لب بھینچ کر رہ گیا

"نہیں۔۔۔میں صرف تمہیں ایسے دیکھ سکتا ہوں

۔۔۔چلو تم زامل زالے کو اندر لے کر جاؤ۔۔۔میں

ذرا اسکریو ٹائیٹ کر آؤں "

اس نے یہ نہیں بتایا گاڑی کے سکریو یا پھر۔۔۔

زمل خوشی خوشی اندر چلی گئی زامل زالے بھی اسکے

پیچھے پیچھے ہی تھے صبح سے گھر سے باہر تھے اب اپنے

گھر کو دیکھ دونوں کی گویا باچھیں کھل گئی تھیں

زالے تو سیدھا اپنے گڈے کے پاس گئی تھی جو انکے

بغیر کب سے بے چین اکیلا رو رہا تھا

اب تینوں کو ایک دوسرے کی عادت ہو چکی تھی کوئی ایک بھی تینوں میں سے کسی کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

"ہے برو۔۔۔واٹسپ" پیچھے سے برلاس کی گاڑی آ کر رکی وہ باہر نکل کر سامنے کھڑے زیحال کو دیکھ خوشی سے چہکا

جو اسے دیکھتا اپنے کف اوپر فولڈ کرتا ہوا دھیرے سے آگے آیا اور کیاری کے کنارے پر پڑے ڈنڈے کے

سرے پر ایک پیر مارتا اسے ہوا میں اچھال کر کیچ کر گیا

"یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟" اپنے باپ کے خطرناک ارادے بھانپتے برلاس وہی رک گیا

"یہ گاڑی میری معشوقہ ہے ہاں؟" تڑخ کر پوچھا

"میں اسکو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا واؤ "

وہ ڈنڈے پر گرفت مضبوط کرتا آگے بڑھتا گیا

"ن۔۔۔نہیں تو۔۔۔کس گستاخ نے بولا" برلاس کا صحیح تراا ب نکلا تھا۔وہ بے اختیار پیچھے ہٹتا گیا۔

''نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسا ہی ہے۔۔۔ تمہاری

دوسری ماں اسی نے تو بننا۔۔۔ گندی اولاد۔۔۔ رکو

تم'' وہ جو نہی برلاس کے پیچھے لپکا وہ چھپاک سے

گاڑی کے دوسری جانب چلا گیا

''برلاس ہاتھ لگ جاؤ میرے۔۔۔ نہیں تو ہڈیاں توڑ

دینی ہیں میں نے تمہاری ''

''ہاں تو پکڑ کر کونسا پچکاریں گے آپ۔۔۔تب بھی تو

ہڈیاں ہی ٹوٹنی'' اسکے حاضر دماغ پر زیجال نے لب

بھینچے

"زمل۔۔۔زمل بچاؤ" وہ چیخ کر زمل کو بلانے لگا تھا

جب زیحال نے ایک ہی جست میں اسے دبوچ لیا اور

پھر جو اسکے انچر پنچر ٹائیٹ کئے برلاس شاہ سوچ کر

بھی اب اپنے باپ سے پنگے نہیں لے سکتا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملازم پھلوں کی ٹوکری اٹھا اٹھا کر گاڑی میں رکھ رہے

تھے۔دو گاڑیاں تیار تھیں باہر گارڈز کھڑے انتظار کر

رہے تھے

"سب رکھوالیا گاڑی میں ؟" مورے شال اپنے کندھوں پر پھیلاتی فکر مندی سے پوچھنے لگیں

"جی مورے۔۔۔آپ نے جو جو بولا تھا سب رکھوا لیا" وہ خود بھی کندھوں پر شال لئے انکے پیچھے آئی جب اسکی نگاہ کچن کے قریب پلر کے پاس کھڑی بیلا پر گئی۔

وہ سردی کی وجہ سے شال میں لپٹی کھڑی تھی بال کھلے کچھ کندھوں سے آگے سینے پر پڑے تھے۔

"تم کیوں نہیں چل رہا؟" وہ اتنے رف سے حلیے میں
دیکھ سیماب پوچھے بنا نہ رہ سکی

"امادر ہی ٹھیک ہے" وہ سرسری سے لہجے میں
جواب دیتی اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھنے ہی لگی تھی
کہ مورے کی آواز پر قدم بے ساختہ وہی رک گئے۔

"تھوڑا اس گھر پر دھیان دو۔۔تاکہ لگے کہ تم بھی
کچھ ہے" انکا انداز بے حد سپاٹ تھا
اتنے برس وہ بیلا کو ایک بیٹی کی طرح رکھتی ہوئی آئی
تھیں۔ کبھی اسے اس حویلی سے الگ نہیں سمجھا لیکن

جب سے حقیقت انکے سامنے آئی تھی تب سے انہوں نے ایک بار بھی بیلا کی طرف محبت سے نہیں دیکھا تھا۔

سیماب اور مورے ایک ساتھ باہر نکلی جن کو دیکھ گارڈز نے آگے بڑھ کر گاڑی کے دروازے کھول دیے۔

انکے بیٹھتے ہی زریاب داجی کا ہاتھ تھامے خود بھی باہر نکلے جن کو دیکھ گارڈز فورا سے سیدھے کھڑے ہو گئے

وہ دونوں ایک گاڑی میں تھے اور زریاب اکثر خود

ڈرائیو کرنا پسند کرتے تھے۔

سب سے پیچھے والی گاڑی میں گارڈز تھے دونوں

گاڑیاں ایک ساتھ حویلی سے نکلی تھیں

جب انکو نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھ بیلا کے

چہرے پر ایک رنگ آکر گزرا

"ام کیا ہے یہ تو آپ کو جلد بتائے گا "

اسکی آنکھوں میں باغی پن صاف جھلکا تھا وہ سرخ آنکھوں سے اسی جانب دیکھتی کتنی ہی دیر وہی کھڑی رہی۔

ہاں داراب۔۔۔کدر رہے تم۔۔۔تم کو بولا تھا زی کی طرف چلے گا" ڈرائیو کرتے ہوئے زریاب نے کانوں میں ایئربڈز لگائے

آگے سے داراب نے کچھ کہا جس پر سرسری سا ہنکارا بھرتے وہ کال کاٹ گئے تب ہی نگاہ گاڑی سے باہر جھانکتے دا.جی پر پڑی

انکے چہرے پر کرب اور ازیت صاف دکھائی دے رہی تھی کیسے نہ ہوتی وہ خود کو گل کا مجرم سمجھ رہے تھے جو کہ کافی حد تک وہ تھے بھی۔اب تو جب بھی گل کے سامنے جاتے جو احساس جرم ہونا تھا

زریاب نے دھیرے سے انکا ہاتھ تھاما

"ہم اپنے ہی گھر جا رہا ہے بابا۔۔ادر زی اور زرہی ہے" وہ نرمی سے انہیں مخاطب کرتے گویا ہوئے۔

پیچھے بیٹھی مورے اور سیماب نے بے اختیار انکی جانب دیکھا

"ام کو اس بات کی شرمندگی رہے گی۔۔۔ام کیسے

اپنے بچوں سے آنکھ ملائے گا" انکا ٹوٹا ہوا لہجہ دیکھ

سیماب کے دل کو کچھ ہوا تھا

اس نے آنکھوں کے اشارے سے زریاب کو داجی کو

پر سکون کرنے کا اشارہ کیا

"بچوں سے غلطی ہو جائے تو ماں باپ معاف کر دیتا

ہے تو جب ماں باپ سے غلطی ہو جائے تو بچوں کو بھی

معاف کر دینا چاہئے "

انکی بات پر کچھ حد تک نوشیر وال صاحب کو تسلی ہوئی تھی۔ لیکن پھر بھی ملال جیسے اب ساری زندگی انکے ساتھ رہتا۔

"اور وہ زی ہے۔۔۔ام کو یقین ہے کہ وہ ایسا ویسا کچھ نہیں سوچے گا" ہاں انہیں اپنے چھوٹے بھائی پر پورا یقین تھا

وہ بے شک عمر میں ان سے چھوٹا تھا لیکن حالات اور وقت نے اسے تجربہ زندگی سے زیادہ دے دیا تھا۔ اسے رشتے سمبھالنے آتے تھے

۔۔۔۔۔۔۔

خان حویلی کے لوگوں کے آنے سے پاشا ولا میں خوشیوں کے نئے رنگ سے بکھر گئے تھے ہر کسی کے چہرے پر خوشی بے حد نمایاں تھی بچے تھے وہ الگ خوشی سے بھاگے پھر رہے تھے۔

آئزہ اور کومل نے مل کر ٹیبل کو لوازمات سے بھر دیا تھا داجی کے آنے سے پاشا ولا کی شان جیسے بڑھ سی گئی تھی۔

"آپ کو پتہ ہے۔۔۔ ہم کتنا مس کر رہی تھیں آپکو"

مشی کی پٹر پٹر کب سے بند ہی نہیں ہو رہی تھی

سیماب کو اتنے دن بعد دیکھ تینوں کے چہرے خوشی

سے دمک رہے تھے پچھلی بار حالات جیسے تھے ان میں

سیماب سے کوئی بھی ٹھیک سے نہیں مل پایا تھا۔نہ

آئرہ کا انٹروڈکشن صحیح ہوا تھا۔جسے اب زمل اور مشی

اچھے سے ملا رہی تھیں

"یہ تو بہت پیارا ہے۔۔۔برلاس کی تو قسمت کھل گئی

مارا" وہ آئرہ کی ٹھوڑی چٹکی میں بھرتی محبت سے بولی

"داراب لالا کی وائف کیوں نہیں آتی؟"لالا لفظ کا

اضافہ کرتے دیکھ زمل کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی۔دل

پر منوں بھاری پتھر رکھ کر مشی نے داراب کیلئے لالا

لفظ اپنے منہ سے نکالا تھا۔

"وہ۔۔۔بس کدر بھی آتا جاتا نہیں ہے۔۔۔اگلی بار

اسکو لائے گا ام۔۔۔تم سب بھی آؤ ناں حویلی۔۔۔ام

تم کو پورا حویلی گھمائے گا"

اب تک زیحال کے علاوہ کوئی بھی حویلی نہیں گیا تھا

تب ہی اس پیشکش پر انکی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"ضرور میں ہبی سے بولوں گی"

بس زمل کا کہہ دینا مطلب وہ لوگ حویلی ضرور جائیں گے

دوسری جانب لاؤنج میں حویلی کے بڑے بزرگ بیٹھے تھے جن میں گل اور زیحال بھی شامل تھے۔

گل سب کو دیکھ بے حد خوش تھی لیکن ایک عجیب سی ہچکچاہٹ اسے سب سے محسوس ہو رہی تھی

ان برسوں میں ایک لمبا دورانیہ انکے بیچ آگیا تھا جس کے بعد وہ چاہ کر بھی انکے ساتھ ویسے نہیں گھل مل سکتی تھی جیسے اس حادثے سے پہلے تھی۔

"ڈاکٹر کیا کہتا ہے۔۔۔گل کب تک اپنے پیروں پر کھڑا ہوگا" زریاب گل کو وہیل چیئر پر دیکھ فکر مندی سے گویا ہوئے۔

"بہت جلد انشاءللہ" زیحال کے لہجے میں اعتمادی دیکھ زریاب کے ساتھ ساتھ دا.جی اور مورے بھی کافی حد تک پرسکون ہو گئے تھے

زریاب یہاں وہاں کی باتیں کرتے گل کے ساتھ اپنی دوریاں مٹانے کی کوشش کرنے لگے

جب زامل اپنے ہاتھ میں ٹوٹی ہوئی گاڑی لے کر زیحال کے پاس آیا

"باہ۔۔۔می بمم بمم۔۔۔ہپ (بابا میں نے گاڑی کو ہپ کر کے توڑ دیا)" اسکی بات پر زیحال نے ایک ھنظر اسکی گاڑی کو دیکھا۔

اس نے گاڑی کا وہی شیشہ توڑا تھا جو اسکی ماں نے کالج سے آتے وقت اسکے باپ کی گاڑی کا توڑا تھا۔

اپنے بیٹے کا تیز ذہن دیکھ زیحال کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں۔

"ادر آؤ۔۔۔بچے۔۔۔امارا جان" زامل کو دیکھ داجی نے اپنی بانہیں پھیلا دی جن کو دیکھ زامل نے زیہلکی جانب ایسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہتا ہو کہ جاؤں یا نہیں زیحال نے گاڑی اسکے ہاتھ سے لیتے اسے داجی کے پاس بھیجا

جو اسے گود میں بٹھا کر محبت سے دیکھتے کھل اٹھے تھے۔انکی برسوں سے پوتے کی خواہش اس بچے کے زریعے پوری ہو گی انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا۔

یہ بچہ آفندیز کا واحد وارث تھا جس پر پوری سلطنت قربان تھی

مورے انکو زامل کے ساتھ کھیلتے دیکھ بے اختیار مسکرا دی اور زیحال کی جانب مڑ کر اسے دیکھنے لگی

"صرف دو ہی ہوا تم سے؟" انکے سوال پر زیحال نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا

"مطلب ؟" وہ واقعی نہیں سمجھا تھا

"شادی کو تمارا تین سال ہونے کو ہے اور اب تک صرف دو جڑواں بچے" انکی بات پر زیحال کی بے ساختہ آنکھیں پھیلیں

"صرف ؟" یہ صرف ہے مورے ؟" اسکا اشارہ ان دو افلاطون کی جانب تھا وہ تو جیسے دو میں ہی پورا ہو گیا تھا ایسی کسر ان دو نے پوری کی تھی کہ زیحال اب چاہ کر بھی اور بچوں کا سوچ نہیں سکتا تھا۔

"ہاں تو ابھی تم دونوں جوان ہے۔۔۔ کرو جتنے ہو سکیں۔۔۔ آٹھ دس" انکے منہ سے آٹھ دس سن کر زیحال کو اپنا سر بے اختیار چکراتا ہوا محسوس ہوا۔

"مورے۔۔۔ رحم کریں۔۔۔ سارے پوتا پوتی آپ کو مجھ سے ہی چاہئے۔۔۔ داراب لالا سے بھی کچھ فرمائش کر لیں "

داراب کے ذکر پر انکا چہرہ پل میں تاریک ہوا جسے زیحال نے بھی بخوبی نوٹ کیا تھا۔ وہ جانتا تھا ایسا کیوں ہوا ہے۔

"اللہ اسکو بھی دے گا بہت جلد" ان کے منہ سے نکلتی دعا سن کر زیحال نے بے اختیار آمین کہا

"کس بات پر امین کہا جا رہا ہے" پیچھے کھڑے داراب کی آواز پر دونوں نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا وہ پولیس کی وردی میں تھا یقیناً وہ پولیس سٹیشن سے سیدھا یہی آگیا تھا وہ کیسے یہ وقت مس کر دیتا جس میں اسکی پوری فیملی ایک ساتھ اکٹھی ہوئی تھی۔

"آپ کے بچوں پر" داراب جھک کر مورے سے پیار لے رہا تھا جب زیحال کی بات پر وہ اسی طرح جھکے جھکے کبھی اسے تو کبھی مورے کو دیکھے۔

وہ خاموشی سے پھیکی مسکراہٹ ان کی جانب اچھالتے دا جی اور گل کی جانب بڑھ گیا۔

"مورے بچوں کو اتنا مجبور نہیں کرنا چاہئے کہ وہ ماں باپ کے سامنے بولنے کے بجائے خاموش ہو جائیں ---یہاں ان کی خاموشی انکے الفاظوں سے کئی زیادہ

خطرناک ہوتی ہے" زیحال کی بات پر مورے کے

چہرے کے رنگ یکسر تبدیل ہوئے۔

وہ اچھے سے جانتی تھیں کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے وہ کہہ کر

اٹھ گیا تھا لیکن مورے اپنی کتنی ہی دیر ہل نہیں

سکیں۔

کھلے میدان میں ہوا اور تیز چلتی اسکے کانوں کے

پردے پھاڑ رہی تھی وہ گاڑی سے اتر کر اپنی شال لپیٹے

بالوں کو چہرے پر سے سمیٹ کر یہاں وہاں نظر دوڑانے لگی جیسے کسی کو تلاش کر رہی ہو۔

تب ہی سامنے سے ایک گاڑی آ کر رکی جس سے اترتی عورت کو دیکھ بیلا کی آنکھوں میں چمک اتر آئی۔

بیلا کے چہرے پر خوف صاف عیاں تھا۔ایسے جیسے وہ خود کو زبردستی اس جگہ لائی ہو پیچھے اسکے ڈرائیور بھی خوف زدہ سا کھڑا تھا

حویلی کے سب افراد اس وقت پاشا ولا میں تھے جس کا فائدہ اٹھا کر بیلا اس ڈرائیور کے ساتھ یہاں پہنچی تھی اب اسے بھی ڈر تھا کہ کہیں زریاب یادا راب کو پتہ چل گیا تو اپنی حویلی کی عورت کو اس طرح بنا اجازت باہر لے جانے پر اسکی لاش بھی کسی کو نہ ملتی۔یہ خان

لوگ اپنی عورت کو لے کر کتنے شدّت پسند تھے یہ

اتنے سالوں میں وہاں کام کر کر وہ بخوبی سمجھ چکا تھا۔

"کیسا ہے تم" چادر کی اوٹ سے عین کی آواز ابھری

"کام کی بات کرو تم۔۔۔اور نکلتی بنو ادر سے۔۔۔اگر

کسی کو پتہ چل گیا تو تمارے ساتھ سا تھ امارا ابھی وقت

پورا ہو جائے گا" اسکے لہجے میں کپکپی سی تھی

"ڈرو مت۔۔۔وہ سب زی کے گھر گیا ہے تو کسی کو

کچھ پتہ نہیں چلے گا"

وہ پر عزم سی اسے ریلیکس کرتی اپنی گاڑی کی پچھلی
نشست پر آ بیٹھی بیلا بھی اسکے ساتھ ہی تھی۔

"دیکھو۔۔۔بیلا۔۔۔امارا اس داراب کی نظر میں آنا
۔۔۔نہ تمارے لئے ٹھیک ہے نہ امارے لئے" وہ
سر گوشانہ انداز میں گویا ہوئی

بیلا اسی طرح بیٹھی تھی جیسے ابھی اسے موقع ملے اور
وہ اڑ کر حویلی پہنچ جائے کم از کم اس معاملے میں وہ
داراب سے بے حد خوف زدہ رہتی تھی۔

جس نے اسکا ایک قدم بھی اس حویلی سے باہر موت قرار دے دیا تھا اور اتنے برسوں میں وہ اتنا تو اس شخص کو جان گئی تھی کہ وہ ہوا میں تیر چھوڑنے کا قائل بلکل نہیں تھا۔

"سب سے پہلے داراب کا دل جیتو۔۔۔وہ ہو گیا تو سمجھو سب ہو گیا۔۔۔یہ خان لوگ جتنے مرضی اصول بنالیں۔۔۔ لیکن اپنی بیویوں پر صرف انکے اپنے اصول چلتے ہیں۔۔۔ایک داراب کو مٹھی میں کر لیا تو سب کچھ تمہارے ہاتھ میں آجائے گا "

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتی بول رہی تھی جیسے اسکا بس نہیں چلا

وہ گن پوائنٹ پر بیلا کو راضی کر لے

"جو کرنا ہو اام خود کر لے گا۔۔۔ تم آئندہ ام سے کوئی رابطہ نہ رکھو" بیلا اپنے لہجے میں از حد مضبوط کرتی بولی

"افسوس ہوا تم پر بیلا۔۔۔ صرف ایک شک پر تم اپنا مقصد بھول گیا" وہ چہرے پر تمسخر اڑاتی ہنسی لاتی بیلا کو سر تا پیر سیخ پا کر گئی۔

"بکواس بند کرو۔۔۔ام کو اچھے سے پتہ ہے ام کو کیا

کرنا ہے۔۔۔ تم اپنا جان خلاصی کیلئے ام سے یہ سب

کروانا چاہتا ہے۔۔۔ لیکن یاد رکھو۔۔۔ ابھی جو دھمکی

تم نے ام کو دے کر ادر بلایا ہے۔۔۔ وہی سب اپنے

منہ سے داراب خان کو بتا کر اپنی جان سے تو ہاتھ دھو

بیٹھے گا ساتھ تمکو بھی قبر تک لے جائے گا"

اسکی دھمکی پر عین کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ پڑا اسکا

بس نہیں چلا بیلا ولی خان کا خوبصورت چہرہ اپنے

ناخنوں سے نوچ لیتی

بیلا اس میں گویا صور پھونکتی گاڑی سے اتر کر اپنی

گاڑی میں آ بیٹھی جس کے بیٹھتے ہی ملازم زن سے

گاڑی اڑا لے گیا

سب لوگ آپس کے شغل میلے میں مصروف تھے

جب رہ کے موبائل پر بیپ ہوئی اس نے ہاتھ میں پکڑا

مگ ٹیبل پر رکھ کر موبائل اٹھا کر سکرین دیکھی جہاں

ایک انجان نمبر سے میسج آیا ہوا تھا

وہ کچھ متجسس سی ہو کر اس میسج کو کھول کر دیکھنے لگی۔

"تھوڑی کم چائے پیئیں محترمہ اتنی آپ کی صحت کیلئے اچھی نہیں "اس میسج میں اتنی اپنائیت تھی کہ اسے محسوس کرتے آئرہ کا دماغ گھوم کر رہ گیا

اسکے ذہن میں برلاس کی یہی حرکت جھما کے سے گھوم گئی اس نے یہاں وہاں سب کے بیچ برلاس کو تلاش کیا جو اسے اگلے ہی صوفے پر زریاب لالا کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہوئے دکھائی دے گیا تھا۔

لیکن اس سے زیادہ آئرہ کو یہ دیکھ حیرت ہوئی کہ

برلاس کا فون اسکے قریب قریب بھی نہیں تھا جبکہ

اسکی سکرین پر اگلا میسج ٹائپ ہوتا ہوا نظر آ رہا تھا

"پریشان مت ہوں۔۔۔ میرا ارادہ آپ کو پریشان

کرنے کا ہر گز نہیں تھا او کے خدا حافظ" وہ جلد ہی خود

سے بات کرتا تھا آفلائن شو ہونے لگا جبکہ یہاں آئرہ

کے حواس باختہ ہو چکے تھے

وہ کتنے ہی پل پتھر بنی اپنے فون کو دیکھتی رہی جب اسکے پاس آتی زالے کی آواز پر اسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا

وہ کھیلتی ہوئی آئرہ کے پاس آگئی تھ جب دیکھا کہ تو اسکی تاہ کی وائف ہے نہ کہ اسکے ببا کی تو وہ جلدی سے سب کے بیچ زمل کو ڈھونڈنے پھر سے نکل پڑی

آئرہ اور زمل کے نین نقوش کافی حد تک ملتے جلتے تھے جس کی وجہ سے زالے کبھی کبھی دھوکہ کھا جاتی

تھی لیکن زامل وہ ڈھیٹ تھا اپنے باپ کی طرح۔اپنے

ماں باپ کو تو آہٹ سے بھی پہچان لیتا تھا

"کیا دیکھ رہا ہے میرا بیٹا۔۔۔ادھر آؤ بابا کے پاس"

اپنی ننھی سی جان کو پریشان دیکھ زیحال نے محبت سے

اسے اپنے پاس بلایا

زالے جلدی سے بھاگتی ہوئی زیحال کی گود میں آگئی۔

"ببا۔۔۔می۔۔۔فیدو۔۔۔آاا(بابا مجھے بھوک لگی

ہے)"وہ ادھورا جملہ چھوڑ کر اپنی ننھی سی انگلی سے

منہ کھول کر اشارہ کرنے لگی

"آاا۔۔میرا بیٹا بھوکا ہے۔۔۔رکو۔۔۔ابھی مما کو ڈھونڈتے ہیں" وہ زالے کو گود میں لئے اٹھ کھڑا ہوا اور زمل کو ڈھونڈنے لگا

جو اپنے سسرال والوں کی آؤ بھگت میں لگی یہاں وہاں دوڑ رہی تھی۔ملازم اس وقت اسکے ایک اشارے پر سولی پر ٹنگے کھڑے تھے وہ اس وقت کام مصروف نہ خود سانس لے رہی تھی اور نہ کسی کو لینے دے رہی تھی۔

"وائفی۔۔۔زالے کو بھوک لگی ہے"زمل پر نظر پڑتے زیحال اسکے پاس چلا آیا

"ہبی۔۔۔وہ فیڈرر کھی ہے آپ اسے وہ دے دیں"

وہ لاپرواہی سے بول کر کباب فرائی پین میں ڈالنے لگی

"فیڈر کیوں یار۔۔۔تم ہوناں۔۔۔پورے دن میں اس وقت میری بیٹی نے بھوک کا نام لیا ہے"زیحال کے لہجے میں مصنوعی ناراضگی سی چھلکی

وہ زامل کے معاملے میں یہ سب زمل پر چھوڑ دیتا تھا

لیکن زالے کو نہیں۔ اسکی بیٹی اسکے لئے اسکا سب کچھ

تھی جس کے معاملے میں وہ زمل تک کی لاپرواہی

برداشت کرنے کا اہل نہیں رہا تھا

"تو یہ سب کام کون کرے گا؟" واقعی وہ اکیلی لگی

سب کچھ دیکھ رہی تھی باقیوں کو احساس ہی نہیں ہوا

سب اپنی موج مستی میں گم تھے

"تم میری بیٹی کو دیکھ لو باقی سب میں دیکھ لونگا"

زیحال اسکے ہاتھ سے چیزیں پکڑتا اسکی جانب ٹیشو باکس بڑھا گیا

زمل ہاتھ دھو کر اچھے سے سینیٹائز کرتی اسکی گود سے زالے کو لے گئی

جو معصومیت سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

زامل کے مقابلے وہ کم گو اور شرارتوں میں بلکل نہ کے برابر تھی۔

اب بھک اگر اسے اسکی ماں فیڈ نہ کرواتی تو شاید وہ
خاموشی سے اپنے باپ کے ساتھ رہ لیتی لیکن اسکی
جگہ اگر زامل ہوتا تو رو رو کر پورا پاشا ولا اپنے ننھے سے
سر پر اٹھا لیتا

زیحال نے ملازموں سے پوچھ کر باقی کا کام خود سے کیا
جب اسے کام کرتے دیکھ کچن میں پانی کیلئے آئے
یاقوت کی نظر اس پر پڑی
وہ اور پاپا میرا ابھی میٹنگ سے فارغ ہو کر لوٹے تھے۔

"بھائی۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں؟" وہ پانی بھولے دانستہ اسکی جانب چلا آیا۔

اس وقت ڈارک چاکلیٹی رنگ کی پینٹ پر لائٹ براؤن رنگ کی بٹنوں والی شرٹ، لوز ٹائی اور فولڈ کئے ہوئے کف میں یاقوت بے حد جاذب نظر لگ رہا تھا

سفر کی تھکاوٹ علیحدہ اسکے چہرے پر نمایاں تھی۔

"کچھ نہیں بس زمل آرہی ہے تب تک میں دیکھ رہا تھا" وہ سرسری سے لہجے میں جواب دیتے بریانی تیار کرنے لگا

وہ مرد کے ہاتھ تھے خوب مصالحے پتیلے میں گھلتے پورے پاشاولا کو اپنی خوشبو میں جکڑ گئے تھے جس کو بھوک نہ بھی لگتی وہ بھی بے اختیار اس جانب کھنچا چلا آتا

"تو گھر کی باقی خواتین کے کونسے بزنس چل رہے ہیں جو وہ نہیں کررہی" بظاہر وہ ان پر بھڑک رہا تھا لیکن

ساتھ ہی زیحال کے سامل کر خود بھی کام کرنے لگا

تھا

"کیوں۔۔۔یہ کام صرف انکے ہیں؟انسان کو خود بھی

کبھی کبھار ایسے کام کر لینے چاہیئے عاجزی پیدا ہوتی

ہے"اسکی تربیت انہی عادتوں اور باتوں کی وجہ سے

آج لوگوں میں مشہور تھی

یاقوت بھی پوری دل جمعی سے اپنے اندر عاجزی

بھرنے لگا کہ تب ہی پامیر سلطان نے بھی انٹری مار کر

کوٹا پورا کر لیا

"واہ۔۔۔واہ جہاں پناہ۔۔۔ ہم نے آپ کی یاد میں

پورا شہر چھان مارا اور آپ کہاں ملیں۔۔۔یہ پیاز

کاٹتے ہوئے؟" وہ یاقوت کے سامنے رکھے کٹے ہوئے

پیاز اٹھا کر کس ادا سے بولا

لیکن یاقوت نے پھر بھی اسے سپاٹ نظروں سے

دیکھا

"عزت سے واپس رکھ دیں جہاں پناہ۔۔۔ورنہ اسکی

جگہ آپ کی زبان مبارک بھی آسکتی ہے" اس کی اتنی

خطرناک دھمکی کو سیریس لیتے پامیر فوراً سے اپنی

بتیسی کی نمائش کرتا پیاز چھوڑ گیا

"مجھے بھی بتائیں۔۔۔میں بھی اس نیک کام میں حصّہ

لے کر جنت میں اپنی ستر حوریں بک کرواؤں "

وہ کف موڑتا پورے جوش میں آیا

یاقوت اور زیحال نے بے ساختہ ایک دوسرے کو

پہلے دیکھا پھر پامیر کو

"آپ کی بیگم صاحبہ نے سن لیا تو آپ کو جنت کے قابل بھی نہیں چھوڑیں گی" یاقوت کی بات پر زیحال بے ساختہ مسکرا دیا

"جنت۔۔۔ واللہ یہ کون ہے۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔ خوبصورت ہے؟" اپنی بات کو کوئی اور ہی رنگ پیش ہوتے دیکھ یاقوت کے تیزی سے چلتے ہاتھ رکے۔

"سلطان صاحب"

"جی مرزا صاحب" ترنت جواب آیا

"زندگی سے دل بھر گیا ہے تو صاف صاف بولیں

ناں" اسکی بات پر پامیر کے حلق میں زور کا قہقہہ

پھنسا

"اللہ نہ کرے ابھی تو مجھے چار بیویوں کا سکھ دیکھنا

ہے" وہ مستیوں میں یہ بات بولتا زیحال کی دوسری

جانب جاکر اسکے کام میں مصروف ہو گیا

جبکہ کچن میں زمل کو دیکھنے آئی کومل کے کانوں میں یہ

الفاظ کسی سیسے کی طرح کسی نے انڈیل دیے تھے

اس پر جیسے کسی نے فریج سے یخ ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر انڈیل دی تھی۔

بات بھلے مذاق کے موڈ میں کہی گئی تھی لیکن بات پہلی بار کی گئی تھی پاپا میر نے آج تک بھی مذاق میں بھی کہیں دوسری شادی کی بات نہیں کی تھی۔

وہ نہیں رک سکی وہاں وہ الٹے قدموں سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی

"کسی نے دیکھ لیا تو کیا عزت رہ جائے گی ہماری معاشرے میں" پامیر کا اشارہ جس جانب تھا زیحال اور یاقوت بخوبی سمجھے تھے۔

"یہی کہ جو مرد پیاز کے ٹکڑے اتنی اچھی طرح کر سکتے ہیں تو وہ انکا کیا حال کریں گے"

"شش۔۔۔ کتنی بار سمجھایا ہے کہ ایسی باتیں گھر پر مت کیا کرو" زیحال نے دونوں کو گھرکی سے نوازا اور دونوں ہی اپنے باپ کے اچھے تابعدار بچے بن کر اپنے کام میں لگ گئے۔

۔۔۔۔۔۔۔

سب لوگ شام گئے تک پاشا ولا میں ہی رہے تھے خوب موج مستی کر کر سب واپس خان حویلی لوٹے تھے انکے جاتے ہی پاشا ولا میں جیسے پھر سے خاموشی سی پھیل گئی۔

بچے سو رہے تھے پورا دن کھیل کھیل کر وہ بھی تھک چکے تھے جب کہ خواتین کے اپنے ٹائم پاس مشغلے تھے جن میں وہ سر جوڑ کر مصروف دکھائی دے رہیں تھیں۔

لیکن ان میں کومل نہیں تھی وہ تو سیماب کے ہوتے ہوئے ہی کمرے میں چلی گئی تھی اور اسکا یوں جانا مشی کو بھی سمجھ نہیں آیا

اس لئے اس نے سرسری سا کوئی بہانہ بنا کر بات ٹال دی اور آئرہ اور زمل کے ساتھ مل کر سیماب کو خوب اچھی کمپنی دی۔

"میٹنگ کے دوران کوئی مشکل تو نہیں ہوئی؟" وہ چاروں لاؤنج میں بیٹھے تھے جن میں تین بڑے اپنے کام کی باتوں میں مگن تھے جبکہ چھوٹے شاہ صاحب کی

اپنی مصروفیات تھیں فیس بک پر اپنی سلیو لیس شرٹ

میں ایک سے بڑھ کر ایک تصویر اپلوڈ کرنا اور پھر ان

پر سیکڑوں لڑکیوں کے کمینٹس پڑھنا

سب ہی اسکے پیچھے پاگل تھیں اسکے ایک ریپلائے پر

جان دینے والی

انکے کمینٹس اگر آئرہ دیکھ لیتی تو سر چکرا کر رہ جاتا

اتنے بے ہودہ کمینٹس لیکن انکی نظر میں وہ انکا دیوانہ

پن تھا

"تو کیا کر رہا ہے" پامیر کی نظر جونہی برلاس کی کمینی ہنسی پر پڑی وہ پوچھے بنا نہ رہ سکا۔

"میں اپنا بزنس کر رہا ہوں" کیا شان بے نیازی تھی اسکا بزنس وہ تینوں جانتے تھے تب ہو برلاس کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں اس نے غور سے فون کی سکرین دیکھی جہاں کمینٹس سیکشن میں تین سیکنڈ پہلے کا کمینٹ شو ہو رہا تھا

"بیٹا عزت سے ڈیلیٹ کر دے ورنہ مکا مار کر ان سکس ایبز کی ساری ہوا نکال دونگا" وہ پامیر تھا جس کا کمینٹ

دیکھ برلاس نے حیرت سے اسے دیکھا اس نے کیسے

ڈھونڈلی اسکی آئی ڈی وہ تو کسی اور نام سے لڑکیوں میں

مشھور تھا

ملازم نے انکے بیچ گرما گرم کافی کے مگ رکھے کیونکہ

انکا ارادہ رات تک یہی بیٹھ کر اپنے پراجیکٹ کے اوپر

کام کرنے کا تھا۔

باقی سب سے تو یہی دکھائی دے رہے تھے لیکن ایک

کومل تھی جو صبح سے ہی پامیر کو نظر نہیں آئی۔

اس نے عبد لباری کو بھی ڈھونڈا کہ شاید وہ اسے ہی لے کر روم میں ہو لیکن اسے پتہ چلا کہ وہ بھی زامل زالے کے ساتھ ہی کھیلتے کھیلتے سو گیا ہے۔

پامیر کو کچھ اچنبھا سا ہوا وہ لیپ ٹاپ رکھ کر شرٹ ٹھیک کرتے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میری بس ہو گئی اب میں تو چلا ریسٹ کرنے" سفر کی تھکان اسے واقعی تھی لیکن اس وقت اپنی شریک حیات کو دیکھنے طلب اس سے زیادہ شدید تھی۔

"ھمم تمہیں بھی ریسٹ کرنا چاہیے یاقوت۔۔۔میں دیکھ لونگا باقی" زیحال بنا لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائیں تیزی سے کچھ ٹائپ کرتے ہوئے بولا

"اوں۔۔۔ہوں۔۔۔میں نہیں تھکا" وہ صاف منع کرتا ساتھ ہی ساتھ ڈرائے فروٹس کا پھانکی مار گیا۔ ہاں وہ نہیں تھک سکتا تھا جب تک اسکی جمیلہ بیٹھی تھی۔اسے اکیلا چھوڑ کر جانا جمیل کے لئے انتہائی مشکل کام تھا

پامیر کمرے میں جا چکا تھا بر لاس وہی زیحال کی لیپ پر سر رکھے دو چار خراٹے مارنے لگا۔

کمرے کا ماحول باہر کی نسبت خاصا گرم تھا کہ بغیر جیکٹ کے بھی گزارا ہو جاتا پامیر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا نظر سامنے تکیے پر سر ٹکائے بیٹھنے والے انداز میں اکڑو ہو کر لیٹی کومل پر گئی
وہ بنا کمبل کے سردی کی وجہ سے شاید دبکی بیٹھی تھی پامیر کو یہی لگا۔ وہ جیکٹ نکال کر کاؤچ پر رکھتا گھڑی

اتارنے لگا سارے کام بنا آواز کے کئے تھے تاکہ اسکی آنکھ نہ کھل جائے لیکن تب ہی اسکے کانوں میں سوں سوں کی آواز گونجی۔

وہ حیرت سے کومل کی جانب گھوم کر آیا

وہ ناک رگڑ کر جیسے ہی کروٹ بدلنے لگی سامنے کھڑے پامیر کو دیکھ اسکی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں

اسکی غیر متوقع آمد پر وہ بری طرح سے بوکھلا گئی تھی۔

تب ہی جھٹ سے اٹھ کر اپنی آنکھوں کو مسلنے لگی

لیکن پامیر اسکی سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھ چکا تھا یقیناً اسکے آنے سے پہلے وہ رو رہی تھی لیکن کیوں۔یہی پامیر کو سمجھ نہیں آئی وہ فکر مند سا اسکے قریب بیٹھ گیا

"کومل۔۔۔ کیا ہوا؟" وہ اسکا ہاتھ تھامے پریشان کن سے لہجے میں پوچھنے لگا۔

لیکن وہ جواب دینے کے بجائے رخ موڑ گئی رونا اب پہلے سے زیادہ آرہا تھا وہ چاہ کر بھی اپنی آنکھوں کو برسنے سے باز نہیں رکھ پا رہی تھی۔

"جان میر۔۔۔کیا ہوا یہاں دیکھو" اسکے لہجے میں دنیا بھر کی محبت آسموئی تھی۔جسے محسوس کر کر اسکی گرفت میں کومل کے ہاتھ بے اختیار لرزنے لگے انکی لرزش محسوس کرتے پامیر کی عجیب سی کیفیت ہوئی اس نے کومل کی ٹھوڑی چٹکی میں تھامتے چہرے کا رخ اپنی جانب موڑ کر اسکی جھکی بھاری پلکوں کو دیکھنے لگا۔

"مجھے دیکھو" دھیمے لہجے میں محبت سے کہا لیکن اس نے نہیں دیکھا

"کہاناں مجھے دیکھو" اب کی بار لہجے میں حکمیہ عنصر تھا

کومل نے بے اختیار اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا

اسکی سرخ متورم آنکھوں کو آنسوؤں سے بھرے

دیکھ پامیر کے چہرے پر حیرت در آئی

وہ چند پل کیلیئے تو کوئی سوال بھی نہیں کر سکا جب کومل

پھر سے چہرہ جھکائے سسک کر رو پڑی

"یار۔۔۔کیوں پریشان کر رہی ہو بتاؤ ناں کیا ہوا ہے

کیوں رو رہی ہو" وہ واقعی اب زیادہ فکر مند ہوا تھا۔

کومل اپنی مرضی سے خوب رو کر آخر میں دل ہلکا کرتی

اپنی بہتی ناک صاف کرنے لگی پامیر نے ٹیشو باکس

میں سے ایک ایک کر کر ٹیشو اسکی جانب بڑھایا وہ بھی

پکڑ پکڑ کر فرش پر گراتی گئی

آخر میں پامیر نے خالی باکس بھی اسکی جانب بڑھا دیا

کومل اسے بھی پکڑ کر فرش پر پھینک گئی اسکی اس لاڈلی

ادا پر پامیر کے لب دھیرے سے وا ہوئے

اس نے فون اٹھا کر اسکی جانب بڑھایا کومل نے وہ بھی

لے کر دھڑ سے فرش پر پھینک دیا۔

"تمہارا فون تھا وہ" یہ ہوا تھا دھماکہ کومل نے جھٹ

سے فرش پر پڑے اپنے فون کو دیکھا اور پھر پا میر کو جو

میسنا بنا اپنی مسکراہٹ دبا رہا تھا

کومل کو اس پر غصّہ نہیں آیا اسکی یہی دلکش مسکراہٹ

اسکا غصّہ جھاگ کی طرح بٹھا دیتی تھی۔

"فون کی طرح میرا دل بھی توڑ رہی ہو بات نہ بتا کر"

وہ اسکے ہاتھ نرمی سے تھام کر اسکے اور قریب ہوا۔

کومل نے اپنے ہاتھ اسکے شفاف ہاتھوں میں دیکھے آج

بھی اسکے دل میں کہیں نہ کہیں اپنی گندمی رنگت اور

پامیر کی صاف رنگت کو لے کر موازنے کی جنگ چھڑ جاتی تھی۔

"بندہ ناچیز سے کوئی گستاخی ہوئی تو بتائیں۔۔۔ابھی ناک رگڑ کر معافی مانگ لیں گے۔۔۔ لیکن ایسے ناراضگی سے مار کر ظلم نہ کریں" وہ لہجے میں شوخی لئے دیوانہ وار اسکے چہرے کو دیکھ کر بولا۔

"کیا واقعی نہیں پتہ تمہیں، تم نے کیا کیا ہے؟" وہ بے یقین سی تھی کیا وہ اپنا رویہ بھول گیا تھا۔

"اگر پتہ ہوتا تو ایویئیں اپنی ناک رگڑ رہا ہوتا بتاؤ نا جان

میر کیا ہوا ہے؟ "

"تمہارا وہ رویہ۔۔۔وہ مجھے بہت ہرٹ کر رہا ہے

پامیر" بتاتے ہوئے لہجہ پھر سے بھیگ سا گیا۔

پامیر نے خوب زور دے کر اپنا وہ رویہ یاد کیا اور اسے

یاد آ بھی گیا۔

"صبح والی بات؟" مختصر پوچھا

"ھمم" وہ محض سرسری سا ہنکارا بھر کر رہ گئی۔

"اوہ گاڈ تم اس بات کو لے کر بیٹھی ہو لائک سیریسلی

۔۔۔ہمارے بیچ تو بے تکلفی شروع دن سے ہے ناں تو

اب کیوں اتنا فیل کر لیا "

وہ نہ صرف عمر میں اس سے چھوٹا تھا بلکہ کومل جب

سے زیحال کو ملی تھی تب سے اسکی بانڈنگ ان تینوں

کے ساتھ بھی کافی فرینک ہو چکی تھی۔

جسے بیوی کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد بھی پامیر

نے برقرار رکھا

شاید اسکی وہی سوچ تھی جس نے دونوں کی زندگی باقیوں کی نسبت خوبصورت بنارکھی تھی کہ وہ دونوں اپنے رشتے میں بے تکلف تھے۔

"لیکن مم۔۔۔مجھے برا لگا" وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولتی نظریں جھکا گئی

"اور میں بتاؤں کیوں؟" اسکے سوال پر کومل نے بے ساختہ نگاہ اٹھائی

"کیوں؟ "

"کیونکہ تم نے ہمارے بیچ ایک لمبی دیوار کھڑی کر دی

وقت کی۔۔۔جواب دھیرے دھیرے بڑی بھی ہو

رہی ہے" وہ سمجھداری سے گویا ہوا جبکہ اسکی اس

بات پر کومل جی بھر کر حیران ہوئی۔

"ک۔۔۔کیسے؟" تڑپ کر پوچھا

"تمہیں احساس ہے۔۔۔تم مجھے اور عبدلباری کو کتنا

وقت دیتی ہو؟ ہمیں ایک ساتھ وہ حسین راتیں

گزارے کتنا وقت ہو گیا۔۔۔میرے بیٹے کو اسکی ماں

کی ممتا محسوس کیئے کتنا وقت ہو گیا۔۔۔ کبھی کیا

محسوس تم نے؟ ایک بیوی اور ماں کے ہوتے ہوئے

ہم دونوں لاوارثوں کی طرح باقیوں پر بوجھ بن گئے

ہیں۔۔۔میرا ناشتہ، میرے کپڑے پریس کرنا، میری

کافی۔۔۔میرے بیٹے کو سمبھالنا، اسکی فیڈر تیار کرنا،

اسے نہلانا، سلانا، کھلانا پلانا۔۔۔سب کون کر رہا

ہے؟"

اسکی باتوں پر کومل کے چہرے کی رنگت اڑی وہ

ہونقوں کی طرح اسے دیکھے گئی۔

"مشی یا آئرہ کو برا نہیں لگتا لیکن مجھے جھجھک محسوس ہوتی ہے کہ بیوی کے ہوتے ہوئے میں ان سے اپنے کام کیلیئے کہوں۔۔۔ تمہیں یہ فیل نہیں ہوتا؟ "

وہ پوچھ رہا تھا جبکہ کومل ساکت سی کوئی جواب نہیں دے سکی۔

مجھے شرم آتی ہے۔۔۔ الگ گھر ہوتا تو شاید میں اپنے کام بے تکلف ہو کر لیتا۔۔۔ لیکن میرا بیٹا؟ وہ کسی آیا ہو تا ماں کے ہوتے ہوئے بھی" اسکے منہ سے آیا کا نام سنتے کومل کی روح جیسے کانپ اٹھی

وہ بظاہر سنجیدگی سے اسے سمجھا رہا تھا لیکن اسکے لہجے میں جھلکتا کرب کومل بخوبی محسوس کر رہی تھی

وہ خاموشی سے کتنے دنوں سے یہ سب برداشت کر رہا تھا کتنی تکلیف میں اسکا شوہر اور بیٹا تھے اور اس نے محسوس ہی نہیں کیا۔

"تو آپا سے بہتر ہے میں اسے دوسری ماں لا کر دے دوں۔۔۔ کم از کم وہ چوبیس گھنٹے میرے بیٹے کو ایک ماں کا پیار تو دے سکے گی "

اسکی بات پر کسی نے کومل کو بیٹھے بیٹھے بے جان کر دیا تھا۔ وہ فق رنگت کے ساتھ پامیر کو دیکھے گئی

"یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہے ہو" دو موتی ٹوٹ کر اسکے رخصار پر بہہ گئے۔ یہ اسکے کرب کی انتہا تھی۔

یہ وہی الفاظ تھے جن سے خود وہ اتنے دنوں سے اندر ہی اندر لڑ رہی تھی لیکن ماننے سے ڈر بھی رہی تھی۔

"تو اور کیا کہوں۔۔۔ تمہارے لئے ہم دونوں سے ضروری تمہاری ڈیوٹی ہے "

آخر کار اسکے لبوں پر وہ بات آہی گئی جو اتنے دن سے اسکے ذہن میں گھوم رہی تھی لیکن ارادہ صرف کومل کو احساس کروانے کا تھا جو اسی طرح وہ کروا سکتا تھا۔

"مم۔۔۔میں ایک۔۔۔ڈاکٹر ہوں" اس نے اپنے حق میں کمزور سی دلیل دی

"تم ایک بیوی ہو۔۔۔تم ایک ماں بھی ہو" پا میر نے فوراً سے اسکی تصحیح کی

"جب بیوی اپنے فرائض بھول جائے تو انکو پورا کرنے کوئی اور آجاتی ہے جب ایک ماں اپنی ممتا کا احساس

کرواتا بھول جائے تو اور اسے آ کر اس احساس سے بھر

دیتی ہے"

وہ بولتا جا رہا تھا جبکہ کومل کی رنگت زرد پڑ رہی تھی وہ

اندر سے بری طرح سے لرز گئی تھی۔

"دیکھو۔۔۔جب تک میں زندہ ہوں۔۔۔تب تک

تمہارے اخراجات پورے کرنے کی طاقت رکھتا

ہوں۔۔۔اسکے بعد بھی تمہیں یہ کام کرنے کی نوبت

نہیں آئے گی اتنا یقین ہے مجھے اپنے بھائیوں پر "

اب کی بار کومل کی سانسیں رک گئی وہ تڑپ کر پامیر کے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی ہونٹ بے اختیار پھڑ پھڑانے لگے تھے آنکھوں سے ایک کے بعد ایک سیلابی ریلابی ریلا طوفان کی طرح بہہ نکلا۔

"چپ نہ کرواؤ۔۔۔ میں لڑ رہا ہوں تم سے۔۔۔ اپنے لئے۔۔۔ اپنے بیٹے کیلئے۔۔۔ مجھے میری بیوی چاہیئے اور میرے بیٹے کو اسکی ماں۔۔۔ پلیز۔۔۔ ہم سے اسے مت چھینو" آخر میں اسکی آواز دھیمی ہوئی کومل کا دل بھی رک گیا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں۔۔۔ تمہیں بہتر سے بہترین آسائش بھری زندگی دونگا۔۔۔ تمہیں کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی جیسے اب نہیں ہے گاڑی بنگلہ دولت سب ہے تمہارے پاس لیکن تم نہیں ہو ہمارے پاس"

اسکی آخری بات پر کومل تڑپ کر اسکے کندھے سے لگ گئی اسکا یوں لگنا جیسے پامیر کو ایک ہی لمحے میں ان تکلیفوں سے رہا کر گیا وہ اسکی نازک سی کمر کو اپنی گرفت میں لیتے اپنے مزید قریب کر گیا۔

"ایم سوری۔۔۔میر۔۔۔ایم سوسوری۔۔۔مجھے
اندازہ نہیں ہوا۔۔۔میں کتنی بڑی غلطی کر رہی
ہوں" اسکی آنکھوں سے موتی لڑھک کر گال پر تواتر
بہہ رہے تھے
رشتے کی خوبصورتی اسی میں تھی کہ غلطی کرنے والا
اپنی غلطی مان لے نہ صرف مان لے بلکہ اسے ٹھیک
کرنے کی پوری جی جان سے کوشش بھی کرے۔
پا میر اسے دھیرے سے خود سے الگ کرتے اسکے
چہرے پر جھولتی آوارہ لٹوں کو سمیٹنے لگا۔ آنکھوں میں

خماری سی اترنے لگی تھی وہ رو کر پہلے سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔

"تو مطلب۔۔۔آج عبدلباری کو گھر والوں کے حوالے کر دوں؟" اسکے اتنے خطرناک سوال پر کومل کانپ سی گئی

چہرے پر حیا کی لالی سی بکھر گئی جس سے محفوظ ہوتے ایک جاندار مسکراہٹ پامیر کے لبوں پر رقص کرنے لگی۔

وہ ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ کی روشنی دھیمی کرتے کومل کو اپنے حصار میں قید کرتے باقی ہر چیز بھول گیا۔

"آج کی رات جان میر کے نام"

اسکی کان میں کی گئی دھیمی سرگوشی پر کومل نے آنکھیں بند کرلیں یہ اسکی بھی رضا تھی اور یہی زندگی کی خوبصورتی تھی یہ رشتہ یہاں مکمل تھا جہاں کوئی غلط فہمی زیادہ دیر ٹک نہیں پاتی تھی

کیونکہ وہ دونوں باتوں سے زیادہ اہمیت ایک دوسرے
کو دیتے تھے اور جہاں اہمیت انسانوں کی ہو وہاں باتوں
کی کوئی وقعت نہیں رہتی اور رشتے آخری سانسوں
تک قائم رہتے ہیں

69/4

پہاڑوں کی اوٹ سے نکلتے سورج کی نرم کرنوں نے
پورے پاشاولا کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا ٹھنڈ پہلے
سے زیادہ بڑھ چکی تھی عنقریب برف باری بھی
شروع ہونے والی تھی۔ وہ واک سے واپس لوٹ رہا
تھا جب اسکی نظر گیٹ پر بیٹھی ایک بلی پر پڑی۔ اسے
دیکھ زیحال کے قدم وہی رک گئے۔

وہ بلی جھک جھک کر گیٹ کے اندر جھانک رہی تھی

زیحال کو اسکے دیکھنے کے انداز سے کچھ تجسس ہوا وہ نہ

چاہتے ہوئے بھی دھیرے دھیرے دبے پاؤں گیٹ

کے دوسری طرف سے اندر داخل ہوا

"گڈ مارننگ سر" اسے دیکھتے ہی ایک گارڈ نے مؤدبانہ

انداز میں صبح بخیر کی لیکن وہ بلی کے پیچھے اتنا پاگل ہو گیا

تھا کہ اس نے وہ وش بھی نہیں سنی۔

لیکن اسے دیکھتے ہی ان میں سے ایک گارڈ پیچھے ہٹ

کر کھڑا ہو گیا۔

زیحال جیسے ہی اندر داخل ہوا سامنے ہی لان کی نرم
گھاس پر زامل کا چوزہ اپنا دانہ ڈھونڈتا گھوم رہا تھا۔
زیحال کو ایک پل نہ لگا اس بلی کے ارادے سمجھنے
میں۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے ایک گارڈ کو اپنے
پاس بلایا وہ بھی اسکے ایک اشارے پر دوڑا چلا آیا۔
"اس بلی کیلئے دودھ اور گوشت رکھو کسی سیف جگہ
پر" اسے حکم دیتے وہ خود اس چوزے کے پاس آیا جو
اسے دیکھ ڈر کر وہی ایک جگہ جم کر کھڑا ہو گیا۔

زیحال تھائی سے پینٹ اوپر کھینچتے اسکے قریب بیٹھا اور

بے حد نرم ہاتھوں سے اس چوزے کو ہاتھ میں لے

کر اسکے سر کو پچکارنے لگا

وہ بھی شاید بھوکا تھا زیحال اسے لے کر کوارٹر میں گیا

اور وہاں رکھے اسکے دانے اسکے سامنے ڈالے جن کو وہ

جلدی جلدی کھانے لگا۔

"سائیں، زامل بابا سے ڈانٹ کھا کر بیٹھا ہے یہ کچھ دن

پہلے ہی" مالی نے اسے کچھ دن پہلے اسکے بیٹے کی، کی گئی

کارستانی اسکے غوش اتاری جسے سن کر زیحال کے لبوں

پر دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اسے کسی ایسی جگہ رکھو جہاں اس پر کسی جانور کی نظر

نہ پڑے یہ میرے بیٹے کا چوزہ ہے اسکا پورا خیال

رکھو" وہ محبت سے اس چوزے کو اسکے چھوٹے سے

گھر میں چھوڑ کر اٹھتا تنبیہہ کرنے لگا

مالی کاکا نے سر خم کرتے فورا اسے اس حکم کی تعمیل

شروع کردی

زیحال کوارٹر سے باہر نکل کر ایک نظر آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔

وہ اس وقت گرے رنگ کی ٹراؤزر، شرٹ میں ملبوس جس کی ادھ کھلی زپ سے اسکے اندر کی گول گلے والی سفید شرٹ صاف نمایاں ہو رہی تھی بال ماتھے پر پر کشش انداز میں بکھرے ہوئے تھے۔ اسکی فٹ جسامت پر ایسی ڈریسنگ اسے مزید ہینڈ سم اور چارمنگ بنا دیتی تھی۔

جیسے ہی اسکے قدم اندر جانے کی غرض سے آگے کو
اٹھے کہ ایک سرد ہوا کے جھونکے نے اسکے وجود کو
وہی زنجیر کر لیا۔
جھکی گہری پلکیں یکدم سے سیدھی ہوئی جن میں لہراتا
سرد تاثر اسے لمحے سے پہلے پاشا بننے پر مجبور کر گیا تھا۔
اور ایسا تب ہوتا تھا جب اسکی چھٹی حس اسے کچھ غلط
ہونے کا الارم دے دے۔ وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچے
الٹے قدم پیچھے کو آیا یہاں تک کے وہ گیٹ تک پہنچ
گیا۔ اسکے قدم رکتے ہی سارے گارڈز سینا تان کر

سانس تک روک گئے جیسے گلے میں کسی نے سر یافٹ کر دیا ہو۔

پاشا نے ٹرانس کی سے کیفیت میں گردن موڑ کر دائیں جانب دیکھا اسکی ایکسرے کرتی آنکھیں ایک ایک گارڈ کی آنکھوں کا معائنہ کرتی جا رہی تھیں سب کے سب سیاہ ماسک پہن کر کھڑے تھے انہی میں سے ایک پر اسکی نظر ٹک گئی۔

اور یہی نظر اس ایک کی تباہی کو دعوت دے گئی تھی۔

وہ اسے گردن سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے گیٹ سے

باہر نکال لے گیا اور جاتے اسے ایک جانب پھینک کر

ریوالور اسکی گردن تک تان دی

اسکے گارڈز بھی اسکے پیچھے بھاگتے ہوئے آئے تھے

سب کا نشانہ وہ ایک شخص بن چکا تھا۔

"کون ہو۔۔۔کس نے بھیجا؟" یہ دو سوال اور وہ

شخص اسی میں بری طرح سے لرزنے لگا تھا۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔میں آپ کا بب۔۔۔بندہ ہوں پاشا" اس شخص نے ہاتھ جوڑ کر کپکپاتی ہوئی آواز میں اسے یقین دلانا چاہا

پاشا بے قہر بار نگاہوں سے اسکی آنکھوں میں جھانکا اور گریبان سے دبوچ کر اپنی جانب کھینچ گیا۔

"جو کپڑا منہ پر باندھ کر مجھے بے وقوف بنانے آئے ہو ۔۔۔وہ میری دی گئی پہچان ہے" وہ لفظوں پر زور دیتے اسکے چھکے چھڑا گیا۔ جبکہ وہ اس بات پر بھی دنگ رہ گیا تھا کہ اسکے انڈر سیکڑوں گارڈز بیک وقت کام

کرتے تھے اسکی آنکھیں اور حاضر دماغی اتنی تیز تھی

کہ ان سب کو ماسک کے باوجود بھی پہچان لیتا تھا یونہی

تو اسے "پاشا بے" کا نام نہیں ملا تھا۔

"کس نے بھیجا؟" اب کی بار وہ اسکے منہ پر دھاڑا تھا

اسکی دھاڑ اس شخص کی روح تک کو فنا کر گئی۔

"ہ۔۔۔ہمارے کام کی۔۔۔پ۔۔۔پہلی ڈیوٹی وفا

کی ہے۔۔۔ت۔۔۔تم مجھے مار دو گے۔۔۔میں جانتا

ہوں۔۔۔اس لئے مار دو۔۔میں۔۔۔میں نام نہیں

بتاؤنگا"

اسکی بات پر پاشا کے لب آپس میں بھینچے

"وفا بھی ایسی جگہ نبھائی جائے جہاں بدلے میں وفا

ملے نہ کے دردناک موت"

اسکی بات پر اس شخص کا دل خوف سے بند ہونے کے

قریب تھا۔دل جب بزدل ہو تو موت کا خوف لگا رہتا

ہے پھر کوئی وفا کوئی پیسہ یاد نہیں آتا

"اور پاشا کے علاقے میں ایک پرندہ بھی اسکی اجازت

کے بغیر نہیں آسکتا تو جیسے وفاداروں کی کیا اوقات

سوئیٹ ہارٹ۔۔۔

But this was your last ۔
mistake

کہتے ہی بنا آواز کے اسکی میگزین خالی ہوتی چلی گئی۔وہ اٹھ کر پوری قوت سے اس شخص کو ٹھوکر مارتا اپنے غصّے کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔جب اسکی ایک کرخت نگاہ پر اسکے گارڈز خوف زدہ سے ہوتے سانس تک روک گئے۔

وہ چند قدم آگے آتا ان میں سے ایک کو گردن کی پشت سے پکڑ کر اپنے مقابل کر گیا

"ایک انجان شخص تم۔۔۔لوگوں کے بیچ آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔اور تم لوگوں کو اسکی خبر بھی نہیں ہوئی ۔۔۔کیسے ؟" اسکے آخر میں دھاڑنے پر سبھی کی روح ایک ساتھ فنا ہونے لگی تھی۔

فضا میں خطرناک حد تک سکوت پھیل گیا۔

"ہ۔۔۔ہمیں سچ میں علم نہیں ہو سکا پاشا۔۔۔ورنہ ہم اسکا کام پہلے ہی تمام کر دیتے "

وہ گارڈ کانپتی ہوئی آواز میں سب کے حق میں کمزور سی دلیل پیش کرنے لگا جس کا کوئی خاص اثر اس بے حس شخص پر نہیں ہوا

اس وقت اسکا قہر ڈھاتا غضب عنقریب سب کی سانسیں روک دینے والا تھا اسے رہ رہ کر اس بات پر شدید غصّہ آرہا تھا کہ کوئی اسکے گھر تک بھی پہنچ گیا تھا۔

وہ گارڈ کو پیچھے دھکیلتے اپنا موبائل نکال کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا ہمیشہ کی طرح اسکی کال پہلی ہی رنگ پر اٹھالی گئی تھی۔

"مجھے اس بندے کے پیچھے اس گینگ کا نام پتہ کر کر دو جس نے میرے گھر تک آنے کی کوشش کی"

"ٹھیک ہے پاشا" بلیک شیڈو کی آواز نقاہت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

وہ کال بند کر اس بندے نے بے جان وجود کو دیکھنے لگا۔اسے رہ رہ کر ان سب پر شدید طیش آرہا تھا

کھڑے کھڑے اس اپا شا ولا کی سیکیورٹی پہلے والی سے بدل کر اور مضبوط کر دی تھی۔

وہ یہ سارے کام کر ہی رہا تھا جب گیٹ سے باہر نکلتے زامل پر اسکی نظر پڑی وہ بھی اپنے باپ کی طرح صرف ٹراؤزر اور کوٹ میں ملبوس تھا پیروں میں پم پم والے جوتے اور سر پر ہڈی پہنے یقیناً ہر صبح کی طرح اس صبح بھی وہ زمل کے ساتھ جلدی اٹھ کر لان کی سیر کرنے آیا تھا لیکن گیٹ کھلا دیکھ وہ موقع پاتے باہر نکل آیا

اسکے پیچھے پیچھے زالے بھی تھی دونوں بہن بھائی ایک
دوسرے کا ہاتھ پکڑے اپنی مٹر سی آنکھوں سے اپنے
باپ کو دیکھ رہے تھے

ان دونوں کو دیکھ زیحال تھوڑا پریشان سا ہوا اس سے
پہلے انکی نظر اس بندے پر پڑتی وہ دونوں کو گود میں اٹھا
کر اندر لے گیا

سامنے ہی زمل کرسی پر بیٹھی اونگھ رہی تھی۔

"گلالے" زیحال کی آواز پر اسکی آنکھیں پٹ سے
کھلی

"ج۔۔۔جی۔۔۔" وہ ہڑبڑا کر نیند سے بیدار ہوتی

جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بچوں کو تو دیکھتی باہر چلے گئے تھے یہ" اسکے لہجے

میں ازحد نرمی اور محبت بیک وقت در آئی تھی۔

"باہر۔۔۔؟ وہ کیسے گیٹ کس نے کھولا؟" وہ باہر کا سن

کر اچھی خاصی پریشان ہوئی۔

"آپکے نامدار شوہر نے" اس کے جواب پر زمل نے

اسے دیکھا اور بے ساختہ مسکرا دی

"یہ نامدار شوہر رشتے میں انکے باپ لگتے ہیں۔۔۔تو

اسی رشتے کے ناطے اب ان کی رکھوالی کریں میں اندر

چلی" کہتے وہ سیدھا اندر چلی گئ

زیحال نے ایک ایک نظر دونوں کو دیکھا اب انکی

رکھواکی کرنا مطلب ایک اور واک کا چکر اور اب اسکی

ٹانگیں چیخ کر کہہ رہی تھیں "باس آج ہم پر رحم کیا

جائے "

تھوڑی ہی دیر بعد۔۔۔۔

زامل زاالے دونوں اپنے اپنے کھیل میں مصروف تھے

ایک یہاں جارہا تھا تو دوسرا وہاں خوب موج مستی آج

کوئی روک ٹوک نہیں۔ کیونکہ آج انکے ساتھ انکا

باپ تھا ناں

زمل تھوڑی دیر میں زیحال کے لئے چائے کا مگ

ٹرے میں رکھے واپس لان میں آئ جب اسکی نظر

بچوں پر پڑی۔

وہ دونوں کھیل رہے تھے یہ نارمل بات تھی لیکن

ایک حد تک۔۔۔یہ عجیب بات تھی کہ پاشا کی اولاد

اتنی سیدھی کب سر ہو گئی کہ بنا کسی دیوار یار کاوٹ

کے صرف ایک دائرے کے اندر کھیلے۔

وہ حیران سی ہوتی آگے چلی گئی

"ہبی چائے" اسکی آواز پر زیحال نے اخبار پر سے نظر

ہٹاتے اسے دیکھا۔

"تھینکس وائفی۔۔۔اللہ تمہیں دو چار اور تمہارے

شوہر جیسے کیوٹ کیوٹ بچے دے امین" اسکی دعا پر

زمل کی آنکھیں بے ساختہ پھیلی اس نے گھور کر اس

چالاک کو دیکھا۔

"ویسے۔۔۔ایک ہی صبح میں ان میں یہ تابعداری

کہاں سے آگئی "

اسکا اشارہ زامل زالے کی طرف تھا۔

"بس دیکھ لو انکی اپنے باپ سے محبت "زیحال فرضی

کالر کھڑے کرتا شوخ لہجے میں بولا زامل کیلئے تو اچھا ہی

تھا وہ مسکرا کر اندر جانے ہی لگی تھی جب اسکی نظر

زالے پر پڑی

دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھیں بے اختیار پھیلتی چلی گئیں وہ ایک ہی جست میں آگے آکر آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

"ببا۔۔۔وات۔۔۔دش؟(بابا یہ کیا ہے)" وہ ہاتھ میں پکڑی رسی کو اٹھائے معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔

وہ رسی تھی جس سے انکے باپ نے دونوں کے کوٹ کی پوچھ باندھ رکھی تھی۔اور یہی وجہ تھی کہ وہ ایک خاص دائرے سے آگے نکل نہیں پا رہے تھے

اس رسی کا دوسرا سرا ازیحال نے اپنی کرسی کی ٹانگ

سے باندھ رکھا تھا

"دس ازیور ٹیل بیٹا" وہ مزے سے گھونٹ بھرتا

مصروف سے انداز میں بولا

"تیل۔۔۔(ٹیل)؟"زامل کو اب سمجھاؤ ٹیل کس کو

بولتے ہیں

"یس۔۔۔وہ جو سپر مین کے پیچھے لگی ہوتی ہے "سپر

مین کا نام آتے ہی زامل کو بات زبردستی بھی سمجھ آگئی

تھی۔

اسی وقت زمل کا پھوٹ کر نکلتا قہقہہ تینوں کو اپنی
جانب متوجہ کروا گیا۔

وہ جھک کر پیٹ پکڑے پاگلوں کی طرح ہنستی چلی گئ
جبکہ اس پر اس اچانک پڑنے والے دورے پر وہ تینوں
اسے دیکھ رہے تھے

"ہی ہی" بات پتہ بھی نہیں تھی پھر بھی زامل نے
اپنے خرگوش جیسے چار دانتوں کی نمائش کر دی تھی۔

"ہ۔۔۔ہی۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟" اسکا اشارہ اسکی حرکت کی جانب تھا زیحال نے ان دونوں کی پوچھ دیکھی۔

"تم نے ہی بولا تھا انکا خیال رکھو "

اسکی معصومیت پر زمل کو اور زور کی ہنسی آئی وہ اتنا ہنسی کہ اسکی آنکھوں تک میں پانی جمع ہو گیا۔یہ منظر اتنا حسین تھا کہ زیحال نظر لگ جانے کے ڈر سے بے اختیار نگاہیں پھیر گیا۔

وہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ مل کر بنا بات کے بھی پاگلوں کی طرح کھی کھی کرنے لگے زیحال نے ایک نظر اپنی فیملی کو دیکھا۔بے شک یہ تینوں اب اسکی زندگی تھے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"تم پکا ٹھیک ہے ناں۔۔۔چاہے تو کچھ اور دن ریسٹ کرلے۔۔۔ام دیکھ لے گا کام تب تک" کھانے کی میز پر سب نے بیک وقت داجی کی جانب دیکھا

جنہوں نے زریاب کی غیر موجودگی میں اسکے فرائض سرانجام دیے تھے۔

"جی بابا۔۔۔اب بلکل ٹھیک ہے۔۔۔بس آج سے واپس کام پر لگے گا" وہ توس پر جیم لگاتے نرمی سے گویا ہوئے۔

اس وقت وہ آفس کیلئے بلکل تیار بھی تھے سب لوگ ناشتے میں مصروف تھے جب سیماب سب سے پہلے اٹھ کر چلی گئ

اسے ایسے جاتے دیکھ زریاب کو تھوڑا عجیب سا لگا وہ نہ سمجھی سے اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے پھر اپنا ناشتہ ختم کر کر نیپکن سے منہ تھپتھپاتے خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اوکے مورے۔۔۔بابا۔۔۔ام نکلتا ہے" وہ دونوں کے سروں پر پیار دیتے اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے انکے جاتے ہی بیلا نے سکھ کا سانس لیا اور مورے اور داجی کے اٹھتے ہی ملازموں کو کام کی ہدایات دینے لگی۔

کمرے میں آتے ہی انکی طلب گار نگاہوں نے اپنی خانی کو ڈھونڈا جو اسی وقت باتھ روم سے نکلی تھی ہاتھ میں ٹاول تھا جسے کاؤچ پر رکھتے وہ سید ھا مر کے سامنے آگئی۔

وہ کچھ دیر تو اسے دیکھتے رہے لیکن اسکے مسلسل اگنور کرنے پر خود ہی آگے آتے اسکے عین پیچھے کھڑے ہو گئے۔

"ام دیکھ رہا ہے تم ام سے کھنچا کھنچا سا رہنے لگا ہے۔۔۔وجہ بتائے گا تم؟" انکی بات پر سیماب کا دل یکدم سے دھڑکا چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا۔ وہ خاموش رہی اور اپنے بالوں میں برش پھیرتی خود کو مصروف دکھانے لگی۔

"ام تم سے بات کر رہا ہے" انہوں نے سیماب کا بازو تھام کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا جب اسکی آنکھوں میں جھلکتی نمی دیکھ وہ دھک سے وہی رک گئے۔

"تم۔۔۔تم رو رہا ہے؟" وہ بے یقین سے تھے

سیماب سر جھکائے اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے

صاف کرتی سر نفی میں ہلانے لگی

"ام کو دیکھو خان۔۔۔کیا ہوا بتاؤ" وہ اسکی ٹھوڑی

تھامے چہرہ اوپر اٹھا کر نرمی سے پوچھنے لگے ان کے

لہجے میں ہمیشہ والی فکر اور محبت بھانپتے سیماب کا دل

مزید بھاری ہونے لگا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ سسک کر رو پڑی

"یار" اسے یوں روتے دیکھ زریاب کے دل پر بوجھ سا پڑا تھا وہ اسے نرمی سے اپنے سینے سے لگاتے اسکا سر سہلانے لگے۔

"بس چپ۔۔۔ تم تو امارا خان ہے ناں۔۔۔ اور خان روتے ہوئے اچھے نہیں لگتے" انکے کپڑوں سے اٹھتی تیز خوشبو سیماب کو اپنے سحر میں جکڑنے لگی تھی وہ اپنے رونے میں کمی لاتی سوں سوں کرنے لگی۔

"اب بتاؤ۔۔۔ کیوں رو رہا ہے کس نے کیا بولا۔۔۔ ام ابھی اسکو کان سے پکڑے گا "

انکی بات پر سیماب نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا

وہ واقعی اس رات سے انجان تھے لیکن کیسے یہی بات

سیماب کو سمجھ نہیں آرہی تھی

"خان۔۔۔کیا تم ام پر کبھی چلا سکتا ہے؟" وہ کس

معصومیت سے یہ سوال کر رہی تھی۔

"تم پاگل ہے۔۔۔ام تم پر کیوں چلائے گا بھلا" ان کی

اس بات پر سیماب کی آنکھوں میں حیرت در آئی

"کیا تم ام کو کمرے سے باہر نکال سکتا ہے؟"

اب کی بار اسکے سوال پر زریاب کا دماغ بھک سے

اڑا۔

"یہ تم کیسا پاگلوں والا سوال کر رہا ہے۔۔۔پٹنے کا موڈ

ہے تو بتاؤ ام کو "

یہاں سیماب کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ بھول چکے ہیں انکو

کچھ یاد نہیں۔

"ام تو ہے ہی پاگل۔۔۔تم نے کیا ہے ام کو پاگل" وہ

اس وقت عشق میں پور پور ڈوبی زریاب کی خانم لگ

رہی تھی اسکے اس دیوانے پن پر زریاب کے دل کو ڈھیروں سکون نے ایک ساتھ آن گھیرا

زریاب نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگا گئے۔

"تب ہی تو ام عشق کرتا ہے تم سے" وہ اپنے لب اسکے لبوں کے کنارے پر رکھتے سیماب کو کانپنے پر مجبور کر گئے۔

"آئی لو یو خان" انکے لہجے میں بے پناہ محبت تھی۔

سیماب سرخ پڑتی انکے گرد بازو ڈال گئی

زریاب اسکی حیا سے محفوظ ہوتے آنکھیں بند کئے چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئے۔اسکے بدن کی خوشبو انکی سانسوں میں اترتی پورے وجود کو اپنے گھیرے میں لے گئی۔

"ام واپس آئے تو تیار رہنا۔۔۔ تم کو مہرام اور مہروز سے ملوانے لے کر جائے گا" انکی بات پر سیماب کی خوشی دیکھنے والی تھی وہ جھٹ سے سرہاں میں ہلا گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کوئی تیسری فائل تھی اور دوسرا گھنٹہ تھا جو وہ مسلسل بیٹھا ان کیسسز کو اسٹڈی کر رہا تھا۔

پچھلے دو ہفتوں سے وہ اس کیس پر اسٹڈی کر رہا تھا لیکن اب تک اسکے ہاتھ ایسا کچھ نہیں لگا تھا جو اسے اس کیس کو سولو کرنے میں مدد دے۔

کہ تب ہی اسکی فائل پر موجود لفظ یکدم سے ناچنے لگے داراب کی یہ دیکھ آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی۔

وہ یک ٹک حیرت سے ان لفظوں کو دیکھے گیا۔

وہ سارے لفظ جیسے آپس میں مل کر ناچنے لگے تھے اور ناچتے ناچتے ایک جاندار چوزے کی شکل اختیار کر گئے جس کی چیں چیں کی آواز باقائدہ اسے سنائی بھی دے رہی تھی۔

داراب کا دماغ گھوم گیا کیا مطلب اب اسے یہ چوزے ایسے بھی دکھائی دیں گے وہ بے ساختہ سوچنے لگا اور تنگ آکر فائل ہی ٹھک سے بند کر دی

دوسری فائل اٹھا کر وہ جیسے ہی اس پر کچھ لکھنے لگا اسکے سامنے ایک چوزہ بھاگتا ہوا آیا اور وہی لم لیٹ ہو کر چیں چیں کرنے لگا۔

داراب کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی وہ بدک کر پیچھے ہٹ گیا اسکے ہٹتے ہی جیسے وہ چوزہ بھی غائب ہو گیا۔

"یہ کیا بکواس ہے" وہ جھنجھلا کر ہر چیز کو دیکھنے لگا جیسے اسی چوزے کو ڈھونڈ رہا ہو لیکن وہ کہیں نہیں دکھا تب ہی ایک کانسٹیبل اسکے آفس کا دروازہ ناک کر

کر اندر داخل ہوا اور سلیوٹ مار کر اسکے سامنے ایک فائل رکھی۔

"سر اس میں اس گینگ کے خلاف کچھ ثبوت ہے شاید ہمیں ان سے کچھ مدد مل سکے "

داراب نے اسکی فائل پر ایک نظر ڈالی لیکن حیرت کی بات تھی کہ وہ جسے فائل بول رہا تھا وہ فائل نہیں بلکہ ایک چوزہ تھی۔

وہ چوزہ چیں چیں کرتا ہوا داراب کے پاس بھاگتا ہوا آنے لگا جسے دیکھ وہ چیخ مار کر کرسی سے اٹھ کر اسکے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

"ا۔۔۔اسے پکڑو۔۔۔بے وقوف۔۔۔اسے کیوں لے کر آئے؟" وہ اسی کانسٹیبل پر بھڑ پڑا جس پر وہ بچارا کانسٹیبل سر کھجاتے اپنی غلطی ڈھونڈنے لگا۔وہ تو بچارا شاباش ملنے کی سوچ کر آیا تھا یہاں الٹا اسے جھاڑ پڑ گئی۔

"سر۔۔۔آ۔۔۔آپ نے ہی تو بولا تھا" وہ بچارا بیمار مرغے کی طرح گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

"میں نے تم سے چوزہ لانے کا بولا تھا؟" اب کی بار اسکی بات پر کانسٹیبل کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں

"سر چوزہ کہاں ہے؟" وہ حیرت میں ڈوبے پوچھ رہا تھا

"اندھے یہ دیکھو تمہیں" وہ ہاتھ سے ٹیبل کی جانب اشارہ کرنے ہی والا تھا کہ وہاں کسی چوزے کو نہ پا کر

وہ خود ہی چپ ہو گیا۔اور ہو نقوں کی طرح خالی ٹیبل

کو تکنے لگا جو اسکا منہ چڑا رہی تھی۔

"سر آپ ٹھیک ہیں؟"کانسٹیبل اپنی ہنسی دباتے اس

سے پوچھنے لگا جس پر داراب نے اسے غصّیلی نظروں

سے دیکھا لیکن غلطی اسکی اپنی تھی۔

وہ گلا کھنکار کر اپنی شرٹ ٹھیک کرتا کرسی پر واپس آ

بیٹھا

"تم جاؤ۔۔۔میں دیکھ لونگا یہ" اسکے حکم پر کانسٹیبل واپس جانے ہی لگا تھا جب داراب ک آواز پر رک کر پھر سے پلٹا

"ایک چوزہ آرڈر کرو" اسکے حکم پر کانسٹیبل کی آنکھیں پھیلی

"جی سر؟" اسے لگا جیسے سننے میں غلطی ہوئی ہے

"کان خراب ہیں؟سنائی نہیں دیتا؟" وہ تڑخ کر بولتے کانسٹیبل کو ہی سٹپٹا جانے پر مجبور کر گیا۔

"ن۔۔۔نہیں سر میں ابھی کر دیتا ہوں" وہ بول کر جلدی سے اسکے آفس سے باہر نکل گیا

اسکے جاتے ہی داراب نے اپنے چہرے اور گردن پر ہاتھ پھیرا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

اسکے حواسوں پر ایک چوزہ سوار ہوا تھا؟ سیریسلی یہ دن آگئے تھے داراب خان کے۔وہ بے ساختہ سوچ سکا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں یہاں وہاں چکر کاٹتی پریشانی میں مبتلا

نجانے کیا کیا سوچ رہی تھی اسی پریشانی میں وہ اپنا

آدھے سے زیادہ ناخن چبا چکی تھی جسے دیکھتی تو اسے

خود گھن آجاتی

لیکن جو وہ سوچ رہی تھی اسکے آگے اسے کسی اور چیز کا

کوئی دھیان نہیں رہا تھا

وہ جلدی سے وارڈروب کے قریب آئی اور اپنے

کپڑوں میں ہاتھ مار کر اپنا چھوٹا سا بیگ نکالنے لگی اسے

لے کر بیڈ پر جا کر بیٹھی اور کھول کر اس کا سامان باہر

نکالنے لگی۔

سارے سامان میں اسکی نظر ایک پیکٹ پر جا کر اٹک

گئی۔

اس میں کچھ کیپسول تھے جس کے سینے پر درج

حروف کا مطلب تھا" نشہ آور دوا "

بیلا اسے دیکھتی ایک پل کو ساکت سی ہو گئی اسکے ہاتھ

میں پکڑے کیپسول عام نہ تھے۔ انکے پیچھے چھپا اسکا

مقصد بہت خطرناک تھا

"سوری داراب۔۔۔ایکچوئلی ناٹ سوری۔۔۔ تم نے ام کو مجبور کیا ہے۔۔۔جب تمارا جزبات ام کو ویسے دیکھ کر بھی نہیں جاگا تو اب ام کو زبردستی تم سے اپنا حق لینا پڑے گا "

وہ ایک کیپسول کو ہاتھ میں بھنچتی ضائع کر گئی اسکی آنکھوں میں ناچتی وحشت اس وقت خان حویلی کی بہت بڑی تباہی کو دعوت دے رہی تھی۔

وہ دوپٹہ ٹھیک کرتی کمرے سے باہر نکلی اور سیماب کو تلاش کرنے لگی جو جلد ہی اسے نظر بھی آگئی

نک سک سے تیار ہوئی خوش سی سیماب اسکی آنکھوں میں چبھی تھی یہ بات اس پر واضح ہو گئ تھی کہ اسکی زندگی میں کوئی مصیبت لے کر آنا سب سے بڑی بے وقوفی تھی ایسے ہی انکی کہانی پورے خاندان میں مشہور نہیں تھی۔

وہ خود پر ضبط کرتی اسکے پاس گئ

"تم یہ سارا دیکھو۔۔۔باقی مصالحے بعد میں ڈال دینا ابھی دھوپ تیز نہیں ہے" وہ ملازموں کو حکم دیتی جانے ہی لگی تھی جب بیلا کو دیکھ بے ساختہ رک گئ

"ام کو تم سے کچھ بات کرنی ہے "

اسکی بات پر سیماب نے ملازموں کو وہاں سے کھسک جانے کا اشارہ کیا اور پوری طرح سے بیلا کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"وہ۔۔۔وہ ام شاپنگ پر جانا چاہتا ہے تم ام کو لے چلو" اسکی بات غور سے سنتی سیماب کی آنکھیں متحیر سی پھیلیں

"کیوں ؟" وہ کچھ حد تک سمجھ چکی تھی لیکن پھر بھی جیسے انجان بن کر اسکے منہ سے سننا چاہتی تھی۔

بیلا اسکے پوچھنے پر تھوڑی گھبراسی گئی وہ انگلیاں آپس

میں الجھائے لب دانتوں تلے دبا گئی

"وہ۔۔۔وہ ام کو کچھ ضروری سامان لینا تھا"

اب سیماب کو پوری طرح سے اسکا مطلب واضح ہو گیا

تھا اور وہ خوش بھی ہوئی تھی کیونکہ وہ تو چاہتی ہی یہی

تھی کہ وہ خود کی اہمیت سمجھے اور داراب کی جانب قدم

بڑھائے۔

"کیوں نہیں۔۔۔ام ابھی چادر لے کر آیا" وہ خوشدلی

سے بول کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی

۔۔۔۔۔۔۔

"سب کچھ تیار ہے ابراہیم۔۔۔آپ حکم کریں" وہ دھواں ہوا کے سپرد کرتے ابراہیم کو دیکھ مؤدب لہجے میں گویا ہوا

اس وقت دو لڑکیاں ابراہیم کے ارد گرد موجود اسکی عیاشیوں میں اسکا ساتھ دے رہی تھیں جن کو دیکھتے ہی زارک نے نگاہیں دوسری جانب پھیر لیں۔

یہاں یہ سب عام جام تھا لیکن اسکے باوجود بھی زارک کے قریب آج تک بھی ایک عورت تک نہیں آئی

تھی اسے سخت نفرت تھی اس عورت ذات سے جسے دیکھتے ہی اسکا خون کھولنے لگتا تھا۔

اسکی نفرت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا تھا کہ اپنی ماں کو قتل کرنے والا بھی وہ خود ہی تھا۔

اور جس شخص نے اپنی ماں پر رحم نہ کیا ہو اس سے باقی دنیاوی عورتوں کے رحم کی کیا ہی توقعوں کی جا سکتی تھی۔

"دوسری طرف کے پلان پر کام کیا؟ "

"جی۔۔۔وہ بھی ہو گیا۔۔۔پاشا کو علم نہیں ہو سکے گا

اگر ہوا بھی تو اسکی کمزوری پر ہماری نظر ہے"

اسکی بات پر ابراہیم کا جاندار قہقہہ کمرے میں گونجا

"جیو میرے شیر۔۔۔تو کل ہی مال کو یہاں سے نکال

دو"اسکے حکم پر زارک کسی وفادار کتے ہی طرح سر

ہلاتے کمرے سے باہر نکل گیا

باہر آتے وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا اور جاتے ہی

اپنی شرٹ تقریباً پھاڑنے والے انداز میں اپنے تن

سے جدا کر کر فرش پر پھینکی اور جا کر روف شاور کے

نیچے کھڑا ہوا گیا

پانی اسکے وجود پر بنے پیچ و خم سے ہو کر نیچے گرتا اس

ان دیکھی گندگی کو دھو رہا تھا جو ان عورتوں کو دیکھ

زارک کو اپنے وجود سے لگی محسوس ہو رہی تھی

وہ کتنی ہی دیر پانی کے نیچے کھڑا رہا پھر شاور بند کرتے

باہر نکلا اسکی پینٹ سے پانی بہتا فرش پر کئی پانی جمع کر

گیا۔

اس نے خود کو ٹاول میں قید کرتے سائیڈ ٹیبل کے

دراز میں رکھی سگار نکال کر سلگائی جب اسکے کمرے کا

دروازہ ناک ہوا اسکی اجازت سے پہلے ہی ایک لڑکی

جس نے اپنے تن کو ڈھانپنے کی ایک ناکام سی کوشش

میں نازیبہ لباس زیب کیا ہوا تھا۔

"زارک۔۔۔"اس نے دھیمی آواز میں اسے پکارا

جبکہ اسکے طلسمی وجود کو صرف ٹاول میں لپٹے دیکھ

اسکی آواز میں خماری اپنے آپ اتر آئی تھی

اسکے وجود کے پیچ و خم دیکھ اسکی آنکھوں میں کتنے ہی جگنو ایک ساتھ چمک اٹھے تھے وہ جو پہلے ناک کر کر آ رہی تھی اب آگے کچھ کہنا ہی جیسے بھول گئی اگر کچھ یاد

تھا وہ سامنے کھڑا بے حس بے رحم انسان۔ جس میں جزبات تو شاید تھے ہی نہیں۔

وہ بے خودی میں آگے بڑھتی اسکی شفاف پیٹھ کو چھونے لگی۔

زارک نے سگار سے دھواں کھینچ کر سامنے چھوڑا جب اسکی لمبی پلکیں اپنے پیچھے دھیمی سی آہٹ پر اٹھی۔ اسکے شارپ کان سوئی گرنے تک ہی آواز کو بھی سن سکتے تھے۔

"یہ وجود۔۔۔یہ وجود سراپا عشق ہے" وہ مدہوش سی اسکی پیٹھ پر اوپر سے نیچے ہاتھ پھیرتی اسکے مزید قریب ہوئی

زارک نے سپاٹ نگاہیں سامنے دیوار پر گاڑھ لیں اسکی رگیں پھڑکنے لگی تھیں۔

"تم۔۔۔تم بہت خوبصورت ہو ولف۔۔۔بہت زیادہ خوبصورت"

وہ یہاں کام کرنے والوں میں سے ایک تھی اور سب کی طرح زارک کا عورتوں سے دور رہنا اسے بھی اپنی

جانب مائل کئے رکھتا تھا۔ اسکی شعلہ صفت طبعیت لڑکیوں کو جلدی اپنی جانب کسی میگنٹ کی طرح کھینچ لیتی تھی۔

"ولف۔۔۔ آئی لو وی" وہ آنکھیں بند کئے نشیلی آواز میں بولتی اسکے سینے پر دونوں ہاتھ پھیرتی اپنا چہرہ زارک کی پیٹھ پر ٹکانے ہی لگی تھی

جب زارک نے ایک ہی جست میں مڑ کر اسکی گردن سے دبوچ کر اسے تقریباً دیوار میں ہی گھسا دیا تھا اسکی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اسکی کانچ سی آنکھوں میں

نمکین پانی لبالب بھر گیا۔اور دیکھتے ہی دیکھتے چہرے سے سرخی چھلکنے کے قریب ہو گئ۔

"میں نے کتنی دفع کہہ رکھا ہے۔۔۔میرے سائے سے بھی دور رہا کرو۔۔۔تمہیں میری کہی ایک بات سمجھ نہیں آتی؟" وہ لفظ چباتے ہوئے اسکے منہ پر دھاڑتا اسکی روح تقریباً فنا کر گیا۔

"ز۔۔۔زارک۔۔۔مم۔۔۔میں" وہ ٹوٹتی ہوئی سانسوں میں بمشکل کی بول پا رہی تھی آنکھیں تو یوں تھی جیسے ابھی ابل کر باہر آجائیں گی۔

''آج آخری بار کہہ رہا ہوں۔۔۔آئندہ میرے نزدیک بھی بھٹکی تو اتنے ٹکڑے کروں گا کوئی جانور بھی کھانے سے پہلے سو بار سوچے۔۔۔اب دفع ہو یہاں سے''اس نے گردن کے بل اسے باہر کی جانب اتنی زور سے دھکا دیا کہ وہ لڑکھڑا کر سیدھا دروازے سے جالگی۔

اس بے حس شخص سے اسے اسی قسم کے رویے کی امید تھی وہ خاموشی سے اسکے کمرے سے باہر نکل گئی۔باہر آتے ہی اس نے اپنے بال جلدی سے

درست کئے اگر ابراہیم اسکی یہ حالت دیکھ لیتا تو

زارک کی دھمکی سے پہلے وہ اسے کسی درندے کے

آگے ڈال دیتا وہ بھی زندہ۔

اسکے کمرے سے نکلتے زارک نے دھاڑ سے دروازہ بند

کرتے اندر سے لاک کیا اور پیشانی مسلتے گہری سانسیں

لینے لگا

تھوڑی ہی دیر میں رف سی ڈریسنگ لائٹ گرے

پینٹ پر بلیک بٹنوں والی شرٹ پہنے وہ تیار ہو کر باہر

نکل گیا۔

"سر ڈی آئی جی نے آپ کو طلب کیا ہے" ایک کانسٹیبل آتے ہی سیلیوٹ مار کر اسے ڈی آئی جی کا پیغام دینے لگا

داراب نے سر کے اشارے سے جواب دیتے اپنی فائل بند کی اور کچھ دیر بعد وہ انکے سامنے حاضر تھا جو ماتھے پر تیوریاں چڑھائے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہے تھے اگر کوئی داراب سے پوچھتا تو وہ ان کے اس چکر کی گنتی تک بتا دیتا

"ہمیں کسی بھی حال میں اس گینگ کو روکنا ہو گا ورنہ

یہ ہمارے کیریئر پر ایک بہت بڑا دھبہ ہو گا کتنی ہی

لڑکیوں کی زندگی برباد ہو جائے گی" وہ پریشان کن

لہجے میں بول رہے تھے

"سر میری پوری فورس ریڈی ہے۔۔۔آپ بے فکر

رہیں۔۔۔وہ یہاں سے ایک لڑکی بھی کہیں نہیں لے

جا سکتا "

اسکا لہجہ پر اعتماد تھا اور اس میں کسی کو شک نہ تھا کیونکہ

وہ ایک قابل ہونہار پولیس آفیسر تھا جس کے بڑے

بڑے ریکارڈز اسکی وردی پر لگے سٹار بخوبی ظاہر کرتے

تھے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں فضول میں پریشان ہوں

۔۔۔وہ لوگ بہت خطرناک ہیں اتنی آسانی سے رکنے

والے نہیں ہیں اور اگر اتنا بڑا کام کر رہے ہیں تو کوئی

بیک اپ ضرور رکھیں گے"

پچھلے دو سال سے وہ گینگ دھڑلے سے غیر قانونی کام

کر رہا تھا لیکن جب سے داراب کی پوسٹنگ اس

علاقے میں ہوئی تھی تب سے بڑھتے کرائم میں کافی حد تک کمی آگئی تھی۔

لیکن اب بات چھوٹے موٹے کرائم تک محدود نہیں رہی تھی۔

وہ لوگ ایک بہت بڑے مشن پر کام کرنے والے تھے کتنی ہی لڑکیاں انکے قبضے میں تھیں جن کو وہ لوگ یہاں سے نکال کر کہیں اور بھیج رہے تھے۔

اور اس مشن کو کسی بھی طرح روکنا اب پولیس پر فرض ہو چکا تھا

داراب خاموشی سے انہیں سن رہا تھا کیونکہ وہ

عہدے میں اس سے بڑے تھے اس لئے نہ چاہتے

ہوئے بھی اسے خاموش رہنا تھا

اسکے علاوہ یہاں دو تین اور آفیسرز بھی موجود تھے

لیکن ان دو کی موجودگی میں ان سب کو بھی خاموش

ہی رہنا تھا۔

"اس گینگ کو روکنے کیلئے ہمیں کسی اور کی مدد لینی

ہو گی" اسکی بات پر داراب کی آنکھیں متحیر سی

پھیلیں

"کس کی مدد؟" بے ساختہ پوچھا

"اسکی جو اس گینگ کی ٹکر کا ہو۔۔۔جسے انکی رگ رگ کا پتہ ہو۔۔۔جو صحیح وقت پر اسکی صحیح رگ دبا کر انکی چیخ میں نکلوانے کی طاقت رکھتا ہو۔" انکی بات پر داراب بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھتا چلا گیا۔اسکے ذہن میں کہیں دور خطرے کی گھنٹی بجی

"ہماری فورس کم نہیں ہے سر" اس نے دبے لفظوں میں باور کروایا

"لیکن اس فورس کو روکنے کیلئے صرف ایک کال ہی کافی ہو گی داراب یہ بھی ذہن میں رکھو" انکے لہجے میں کچھ تھا کہ داراب کا خون کھولنے لگا۔

"سر یہ ہماری ڈیوٹی ہے کسی کو اس میں دخل اندازی کا حق نہیں" وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔

"جنہوں نے ہمیں یہ وردی دی ہے انکو ہے ۔۔۔ جیسے دی ہے ویسے لے بھی سکتے ہیں"

اب کی بار داراب نے پہلو میں پڑی مٹھیاں بھینچ لیں۔

"میری نظر میں ہے ایک شخص۔۔۔جو کسی کا پابند

نہیں ہو گا۔۔۔نہ اسے کوئی روک سکے گا سوائے اسکے

خود کے" انکی بات پر دار اب فورا اسے ٹھٹھکا۔

"ک۔۔۔کون ہے وہ؟" وہ دل میں لاکھ دعائیں کر رہا

تھا کہ وہ نام نہ لیا جائے جو وہ سوچ رہا تھا

لیکن یہ شاید قبولیت کا وقت نہیں تھا تب ہی اسکے

کانوں میں وہ صور پھونک دیا گیا

"پاشا بے"

"ایک وہی بندہ ہے جو ان لوگوں کو دھڑلے سے نہ صرف روک سکے گا بلکہ دن میں تارے تک دکھا دے گا اس ڈریگن سکواڈ کو "

داراب انکی بات پر ضبط سے کچھ دیر بول تک نہیں پایا یہاں کسی کو دور دور تک بھی کوئی اندازہ نہیں تھا کہ پاشا بے کے ساتھ داراب خان کا بھی کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔

"لیکن مجھے یہ مناسب نہیں لگتا" وہ فوراً اسے انکی بات کی نفی کر گیا۔

"پوچھ سکتا ہوں کیوں؟" وہ تڑخ کر گویا ہوئے

داراب کو سمجھ نہیں آئی کیسے کہیں کہ وہ اپنے بھائی کو اس کام میں نہیں گھسیٹنا چاہتا اسے اس کام میں ساتھ کرنے کا مطلب تھا کہ اس کی طوفان کی زد میں اسے بھی لے آنا جس میں کئی سارے نقصان کا خدشہ بھی لاحق تھا۔

ڈریگن سکوا ڈ اپنے گریبان پر پڑا ہاتھ کبھی نہیں بھولے گا اسکا بدلہ وہ ضرور لے گا جس کے پہلے وار کی لپیٹ میں اسکا بھائی ہی آئے گا۔

"سر میں خود کافی ہوں۔۔۔میں روک لونگا انکوائنڈ

آئی پرامس میں ایسا کرونگا" وہ پراعتماد تھا

ڈی آئی جی کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئی۔

"سوچ لو بہت بڑی کمٹمنٹ کر رہے ہو۔۔۔اگر یہ

مشن انکا کامیاب ہو گیا تو تمہاری وردی پر بات آجائے

گی" بول کر وہ رکے نہیں داراب میں صور پھونک کر

لمبے ڈگ بھرتے باہر نکل گئے

انکے جانے تک کتنی دیر داراب پر سکتہ سا رہا

ایک طرف بھائی کی زندگی اور اسکی خوشیاں تھی اور دوسری طرف اسکا خواب اسکی وردی تھی۔ عجیب سی کشمکش میں حالات نے اسے گھیر دیا تھا

لیکن اسکے دل کا پلڑا ہمیشہ کی طرح اسکے زی کی جانب جھک چکا تھا۔ جس کے بعد اسے کسی بھی قیمت پر یہ مشن روکنا تھا۔

وہ تیزی سے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتا کچھ ٹائپ کر رہا تھا جب اسکے روم کا دروازہ ہلکا سا ناک ہوا اسے اس

ناک کی پہچان تھی تب ہی ہلکی سی مسکراہٹ اسکے لبوں پر بکھر گئی۔

"ڈسٹرب تو نہیں کیا میں نے؟" یاقوت نے ذرا سا جھک کر پوچھا۔

"تم کبھی کر سکتے ہو ڈسٹرب؟" وہ ٹیبل پر کہنیاں ٹکائے پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہوا۔

یاقوت اتنے میں ہی جان بوجھ کر بلش کرنے لگا اسکی اس حرکت پر زیحال نے پین اسکی جانب اچھال دیا جسے وہ کیچ کرتا بے ساختہ قہقہہ لگا گیا۔

"اچھا میری بات سنیں۔۔۔بہت امپورٹنٹ

۔۔۔اس بار ہمارے پاس ایک بہت بڑا چانس آیا ہے

اپنی کمپنی کو اور آگے لے جانے کا" اسکی آنکھوں میں

عجیب سی چمک تھی۔

وہ دھیرے دھیرے اسے ہونے والی دنیا کی سب بڑی

نیلامی کے بارے میں بتانے لگا۔ جسے سن کر زیحال

کے چہرے کے تاثرات کچھ خوشگوار نہ تھے۔

"اچانک یہ نیلامی رکھنے کی وجہ ؟" اسکے اس سوال پر

یاقوت یکدم سے ٹھٹھکا

"مطلب؟"

"مطلب کہ اسکا ذکر پہلے کیوں نہیں ہوا۔۔۔اتنی ہی گرینڈ نیلامی ہے تو کسی میٹنگ میں کوئی تو بات کرتا اسکی "اب کی بار یاقوت بھی اسکی بات پر صحیح گڑبڑا گیا۔

ہاں یہ ایک ہی دن میں اچانک منعقد ہونے والی نیلامی عام نہ تھی بلکہ اسکے پیچھے اسی گینگ کی سازش تھی

۔۔۔۔۔۔۔

"اس نیلامی کیلئے دنیا بھر کی سیکیورٹی بلوائی جائے گی۔۔۔کیوں دنیا بھر کے امیر ترین کھرب پتی لوگ اس میں شرکت کریں گے۔۔۔پولیس کسی طور پر بھی انکو لے کر کوئی رسک نہیں لے گی" زارک کھڑا بول رہا تھا جبکہ اسکے سامنے لگژری صوفے پر بیٹھا ابراہیم اور اسکے پیچھے انکے سکواڈ کے کچھ خاص بندے موجود تھے جو بغور زارک کو سن رہے تھے۔ایسا شیطانی دماغ صرف اسی کا ہو سکتا تھا۔

"اس نیلامی کا دوسرا بڑا فائدہ ہمیں یہ ہو گا۔۔۔

کہ اس نیلامی میں خود پاشا برادرز بھی آئیں گے جن کا سارا دھیان صرف اپنے بزنس پر ہو گا۔۔۔تو معاملہ صاف ہے۔۔۔نہ کوئی پولیس ہمارے راستے کی رکاوٹ بنے گی اور نہ ہی کوئی پاشا کا بندہ۔۔۔ہم آسانی سے اپنا مال یہاں سے پہاڑی راستوں کے زریعے شہر لے جائیں گے وہاں ہمارے بندے پہلے سے موجود ہونگے "

وہ سامنے لگے بورڈ پر نظر آنے والے نقشے پر مارک کرتا سنجیدگی سے ان کو سمجھا رہا تھا۔

"یہ نیلامی کل ہے۔۔۔اور ہم کل رات کو نکلیں گے اندھیری راستے ہمارا ساتھ دیں گے اور ہمیں ہماری منزل تک سکون سے پہنچائیں گے "

اسکی بات پوری ہوتے ہی ابراہیم نے چونگم منہ سے پھینکی اور اٹھ کر بھاری ہاتھوں سے تالیاں بجانے لگا۔

"براوو۔۔۔۔جیو میرا شیر ۔۔۔یہ دماغ۔۔۔اس دماغ سے ہی عشق ہے مجھے "وہ زارک کے پلان کو دل سے سراہتا خوشی سے پاگل ہونے لگا تھا

"جب دن تم مرے۔۔۔ یہ دماغ میں نے نکال لینا ہے یہ دماغ زمین میں گلنے سڑنے کیلئے نہیں بنا جانی"

اسکی بات پر زارک کے چہرے کے تاثرات ذرا نہ بدلے وہ پتھر بنا کھڑا رہا

اسے شک نہ تھا کہ ایسا اسکے ساتھ کر بھی دیا جاتا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سیٹی بجاتے ہوئے اپنی بائیک کی چابی انگلی میں تیز تیز گھماتے جیسے ہی اندر داخل ہوا اسے دیکھ زامل

زالے دونوں مستی کرتے ہوئے صوفے کے پیچھے

چھپ گئے

لیکن انکی کھلکھلاہٹ صاف سنائی دے رہی تھی۔

جسے سن کر برلاس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی

وہ جان بوجھ کر انجان بنا اور دھیرے دھیرے آگے

بڑھا۔

"یہ زامل زالے کہاں گئے۔۔۔ کسی نے انکو دیکھا

کیا؟" وہ دبے دبے پیر آگے چلتا ٹھیک انکی

جانب ہی بڑھ رہا تھا۔

عبدلباری جو اپنے کاٹ میں سو رہا تھا اپنے تاہ کی آواز سن کر فوراً سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"زامی۔۔۔زالے۔۔۔اوہ مجھے تو دکھائی ہی نہیں دے رہے۔۔۔ کہاں گئے۔۔۔ کسی نے ان کو دیکھا ہے کیا؟ "

وہ اپنی مسکراہٹ چھپائے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر آگے آگے کھسکنے لگا نیچے سے ان دونوں کے ننھے ننھے پیر دکھائی دے رہے تھے۔

برلاس اس بار سانس روکے بنا آواز کے ان کے

نزدیک جیسے ہی گیا صوفے کے اس پار سے اپنے

دھیان میں آتی آئزہ اس میں الجھ کر دھڑام سے

برلاس پر ہی جا گری

اسکے منہ سے نکلنے والی چیخ بے ساختہ تھی

"اوہ۔۔۔خیر۔۔۔بھلا ہو تمہارا۔۔۔توڑ دی میری

کمر" برلاس اوندھے منہ پڑا اپنی کمر پر ہاتھ رکھے درد

سے کراہنے لگا

البتہ اس بی بی نے جو چیخ ماری تھی وہ تو گری ہی برلاس کے اوپر تھی اس لئے چوٹ اسے نہ کے برابر ہی آئی تھی وہ جلدی سے سمبھل کر اٹھی اور برلاس کو دیکھنے لگی

زامل زالے اس رومانٹک شاٹ پر اچھل اچھل تالیاں بجانے لگے۔ جن میں عبدلباری بھی پیش پیش تھا۔

"آ۔۔آئی ایم سوری۔۔۔مم۔۔۔میں نے دیکھا نہیں "

وہ نادم سی اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگی لیکن وہ

پہاڑی وجود اسکے بس کا کہاں تھا۔ برلاس خود ہمت

کرتا اسکا ہاتھ پکڑ اٹھنے کی کوشش کرتا اپنا بھاری بھرکم

ہاتھ آئرہ کے نازک کندھوں پر ڈال گیا۔

"آپ کمرے میں چلیں۔۔۔ ٹھنڈ کی وجہ سے درد

بڑھ جائے گا" وہ اسے صوفے کی جانب جاتے دیکھ

فکرمند سی بولی

برلاس نے ایک نظر اپنے بلکل قریب دل کے مقام

تک آتی لڑکی کو دیکھا۔

"محبوب کہے تو سانس روک دو" وہ بھی چل پڑا آئرہ اسے لے کر روم تک آئی اور اسے بیڈ پر لٹا کر کمفرٹر ٹھیک سے پھیلانے لگی۔

"زیادہ درد ہے ؟" برلاس کو تکیے پر جھکتے دیکھ وہ ٹھیک ٹھاک پریشان ہوئی

بدلے میں برلاس نے سر تا پیر اسے غور سے دیکھا جب اسکی اپنے جسم کے آر پار ہونے والی نگاہوں پر آئرہ تھوڑے تذبذب کا شکار ہوئی۔

"گھر میں کونسی گولہ باری ہو رہی تھی جو آپ نے
پورے محلے کے بستر خود سے لپیٹ لئے" یہ کھلا طنز تھا
آئرہ کا چہرہ سرخ ہوا
اس وقت وہ واقعی موٹے لباس میں گلگلا سی لگ رہی
تھی وہ الگ بات تھی کہ ایسے میں بھی اسکے دل پر
چھریاں چلا رہی تھی۔
"وو۔۔۔وہ مجھے زیادہ سردی لگتی ہے" وہ نروس ہوتی
اپنے لب دانتوں سے کاٹنے لگی

برلاس کو اس میں اسی آئرہ کی جھلک دکھی جس سے اس نے کبھی ٹوٹ کر محبت کی تھی لیکن حالات نے اسکی محبت کو بے دردی سے روند ڈالا تھا۔

اسکی نظروں کے حصار میں خود کو پاتے آئرہ گھبرا کر مڑی ہی تھی جب اسکے قدم اور دل دھک سے رک گئے اسکی نازک کلائی برلاس کے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں آگئی تھی۔

"تھوڑی دیر۔۔۔بب۔۔بیٹھ سکتی ہو؟" اسکے لہجے میں کچھ تھا آئرہ کا دل مٹھی میں آگیا۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھ گئی نگاہیں جھکی ہوئی تھی جب کہ اسکی نگاہیں مسلسل آئرہ کے وجود کا احاطہ کر رہی تھیں۔

"اچھی لگ رہی ہو بھالو بنی" وہ جیسے کچھ اور کہنا چاہتا تھا آخر میں بات بدل گیا

اسکے بھالو کہنے پر آئرہ نے بے ساختہ اسے گھور کر دیکھا اور خود میں ہی مبہم سا مسکرا دی۔

یہ مسکراہٹ برلاس کو اپنی قسمت پر ٹھنڈی پھوار کی طرح پڑتی محسوس ہوئی تھی۔

اسکے اندر ایک وبال سا اٹھنے لگا تھا شدید وبال جیسے

اسے ابھی اپنے سینے میں زور سے بھینچ لے ساری

ناراضگی پل میں ختم کر دے

لیکن تب ہی بیچ میں حائل ہوئی دیوار پھر سے دکھائی

دینے لگی

آئرہ کے موبائل کی مترنم گھنٹی بجی اس نے دیکھا

ندرت بیگم کی کال دیکھ وہ تھوڑی گھبرا سی گئی۔

"کیا ہوا۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔ کس کی کال ہے؟"

اسکے چہرے پر پریشانی بھانپتے برلاس نے فکر مندی سے پوچھا

"م۔۔۔ ممی کی "

ممی کے نام پر برلاس کے چہرے کے زاویے بگڑے وہ چہرے کا رخ موڑ گیا آئرہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل کر ایک جانب آگئی۔

"کیسی ہے میری جان" انکا لہجہ اسکی محبت سے لبریز تھا لیکن آئرہ کو پھر بھی جیسے بے سکونی سی محسوس ہوئی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔آپ اور بابا کیسے ہیں؟ "

"وہ تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔۔۔بیٹی کو سات سمندر پار بھیج کر بلکل نڈھال ہو گئے ہیں" انکے لہجے میں راحم صاحب کیلئے از حد فکر نمایاں تھی۔

"میں جلدی چکر لگاؤنگی "

"آئرہ؟" اسکی بات نظرانداز کرتے انہوں نے اسکا

نام پکارا

"جی "

"تم میری بات بھولی تو نہیں ہو ناں؟" انکی اس بات

پر آئرہ کے چہرے پر سایہ سا لہرا گیا اس نے نہ محسوس

طریقے سے اپنا دوپٹہ انگلیوں میں لپیٹ لیا۔

"مم۔۔۔مجھے نہیں لگتا۔۔اس نفرت کو بڑھانے سے

کچھ ملے گا۔۔۔میں نہیں کر سکتی یہ" اسکی آواز میں

ہلکی سی کپکپاہٹ شامل ہو گئی۔

"تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا" وہ ایک دم ہتھے

سے ہی اکھڑ گئیں

نوفل کی موت کے بعد آئرہ کو راحم صاحب زبردستی

پاشا ہاؤس چھوڑ گئے تھے جس کے کچھ مہینے بعد تک وہ

دھیرے دھیرے ان کے بیچ رہ کر سب بھولنے لگی

تھی رہی سہی کسر برلاس نے اپنے کئے کی اس سے

معافی مانگ کر پوری کر لی تھی۔

لیکن جو آگ ندرت بیگم کے اندر لگی تھی وہ صرف

ایک معافیی سے بجھ پانا نہ ممکن تھی

وہ آئرہ کے ذہن کو ترتیب دیتی اسے بھڑکا کر یہاں
سے لے گئی تھیں جس میں انکی جانب سے طلاق کی
دھمکی بھی صاف دی گئی تھی

لیکن پاشا کے بھائی کو طلاق کے پیپرز بھیجنے سے پہلے
کسی بھی کوٹ کا جج ہزار بار ضرور سوچتا۔

برلاس کی اتنی منتیں کرنے کے باوجود بھی ندرت بیگم
نے آئرہ کی ایسی ذہن سازی کی کہ وہ یہاں سے چلی
گئی۔

اور اس دن کے بعد سے برلاس کی طبعیت میں عجیب سا چڑ چڑا پن اور غصّہ مزید بڑھ گیا تھا اس نے مڑ کر آئرہ کا نام تک نہ لیا اسکے غصّے کے ڈر سے گھر میں کوئی بھی اس سے اس بارے میں بات کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔

لیکن زیحال کب تک اسے یونہی رہنے دیتا راحم صاحب کی رضامندی سے وہ آئرہ کو واپس اسکے اپنے گھر تو لے آیا تھا لیکن ندرت بیگم کا اپنے ارادوں سے پیچھے ہٹنے کا بلکل بھی ارادہ نہ تھا۔

اس بار ان کے ارادے پہلے سے زیادہ خطرناک تھے جو پاشا ولا کی در و بام تک کو ہلا کر رکھ دیں۔

آئرہ فون بند کر کر گہری سانسیں لینے لگی آنکھوں میں تیزی سے جمع ہوتی نمی کو انگلی کی پوروں سے چنتی وہ خود کو کمپوز کرتی کمرے میں آئی جہاں وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا آنکھیں موندے ہوئے تھا ایک ہاتھ مسلسل اپنی کمر کو سہلا رہا تھا

"درد ہے ابھی بھی ؟" نرمی سے پوچھا

"ہاں بٹ ڈونٹ وری۔۔۔ہو جائے گا ٹھیک" وہ

ہمت کر کر اوندھے منہ لیٹ گیا آئرہ کچھ سوچ کر اسکے

لئے گرم گرم کاڑھا بنا کر لائی

جسے پی کر برلاس کو اپنے وجود میں واقعی انرجی سی

محسوس ہوئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پہاڑوں نے برفباری کا لحاف اوڑھے منظر مزید دلکش

بنالیا تھا۔لیکن آج وہ منظر اس سے زیادہ دلکش اس

چہرے کی وجہ سے ہوا تھا جو اس وقت ایک گاڑھے

رنگ کی شال میں لپٹا ڈرا سہما ہوا سا تھا۔

انکی شریر نگاہیں اسی کے چہرے کا طواف کر رہی

تھیں۔ جبکہ کومل اور ڈاکٹر مبشر پارک میں ذرا دوران

دونوں کی پہرے داری پر کھڑے تھے۔

"قیامت ہو گی قیامت بھری جوانی میں ایک حسین

بندہ مارا جائے گا" انکو لے دے کر بار بار ایسے ہول

اٹھ رہے تھے

ان سے زیادہ حالت کومل کی خراب تھی جو ڈاکٹر برہان کے لاکھ اسرار کرنے پر زرتشم کو اس پارک میں لے آئی تھی۔

"آپ کیوں ڈرا رہے ہیں۔۔۔کچھ نہیں ہو گا" کومل اپنی بات سے ان سے زیادہ خود کو دلاسہ دے رہی تھی۔

برہان کی نگاہوں کی پیاس جیسے بجھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی جبکہ انکی ان بے باک نگاہوں سے زرتشم آدھی ہو چکی تھی۔

وہ دھیرے سے اسکے سامنے گھٹنوں کے بل آ کر بیٹھ گئے جب ان کو ایسے بیٹھتے دیکھ زر تشم بے ساختہ سرخ پڑی لیکن چہرے پر خوف صاف عیاں تھا۔

"آ۔۔۔آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا" وہ شکوہ کر رہی تھی

"آپ نہیں مانیں گی تو مجھے مجبور ہو کر یہی سب کرنا پڑے گاناں، یہ بھی صرف آپ کی وجہ سے کیا ہے ۔۔۔ورنہ میں سیدھا آپ کے بھائی کے پاس جانے

والا تھا" انکی بات سنتے زرتشم بری طرح سے کانپ اٹھی

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں پلیز آپ انکے پاس مت جایئے گا" وہ بے اختیار رو پڑی تھی آج بھی اسکے آنسوں اس شخص کے دل پر گرتے تھے۔

"کیوں۔۔۔کیوں ڈر رہی ہیں آپ۔۔۔میں ہوں ناں آپ کے ساتھ" وہ بے خودی میں اسکے کانپتے ہوئے ہاتھ تھام گئے۔

ان کے لمس میں کیا کچھ نہیں تھا جسے محسوس کرتے زرتشم کا دل مزید بھاری ہونے لگا یہ لمس پانے کیلئے وہ اتنے برس تڑپی تھی۔

وہ کیسے بتاتی اپنا خوف۔ اسکی ڈائری میں اس نے ڈاکٹر برہان کے بارے میں اپنے دل کی وہ باتیں لکھ رکھی تھیں جو شاید اس نے ان سے بھی ج تک نہیں کہیں تھیں اور وہی ڈائری اسکی تباہی کی وجہ بن گئی

آج وہ ان باتوں کو سچ ہوتے دیکھ اپنی مزید کردار کشی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ سر جھکائے بے اختیار

روپڑی اسکا سر ڈاکٹر برہان کے شانے سے لگا انکی شرٹ بھگونے لگا تھا۔

دور کہیں سے یہ منظر کچھ آنکھوں نے قید کیا تھا۔

"پاشا کی بہن ہمارے سامنے ہے۔۔۔ کیا کرنا ہے؟"

وہ کانوں میں لگے ہینڈز فری میں کسی سے مخاطب تھا۔

"کرنا کیا ہے موقع ہاتھ سے جانے نہ پائے فورا پکڑو انکو" دوسری جانب سے دھاڑتے ہوئے انہیں حکم ملا تھا اور یہاں انکی گاڑیوں سے نکلتا دھواں منظر کو ایک پل کیلئے دھندلا سا گیا۔

ساری گاڑیاں ایک ساتھ آگے پیچھے برق رفتاری سے اس جانب دوڑ گئیں۔

کومل بار بار اپنا موبائل دیکھ رہی تھی کہ کہیں کسی کا کوئی میسج یا کال نہ آیا ہو وہ صرف مشی کو بتا کر آئی تھی اور اب جیسے جان سولی پر اٹکی ہوئی تھی۔

70/2

تب ہی ایک شر ڑلی کی طرح اڑتی ہوئی گولی کہیں دور سے آتی سیدھا زر تشم کے کان کر قریب سے ہو کر پیچھے کھڑے درخت سے جا ٹکرائی۔ جس کے باعث وہ لڑ کھڑا کر سیدھا ڈاکٹر برہان پر جا گری۔

وہ اس اچانک حملے کیلئے بلکل تیار نہ تھے تب ہی لڑکھڑا کر دونوں ایک دوسرے سے لپٹے نرم گھاس پر جا گرے

یہ منظر دور کھڑی دیکھتی کومل کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی اور دل دھک سے رک گیا۔

اس سے پہلے وہ ان کی جانب دوڑ لگاتی ایک اور تیز رفتار بلٹ وہاں موجود گملوں کو چیرتی ہوئی چلی گئ۔

پارک میں موجود لوگوں میں بھگدڑ سی مچ گئ ہر کوئی حواس باختہ سا یہاں وہاں بھاگنے لگا تھا۔

"بھائی۔۔۔ جلدی اٹھیں۔۔۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا "

برہان زرتشم کو خود میں بھینچے پوری طرح سے کوور کئے لوگوں کی ٹھوکروں سے بچا رہے تھے مبشر نے آتے ہی کوور دیتے انہیں اٹھایا وہی دوسری جانب سے کومل نے بھی زرتشم کو سہارا دے کر اٹھانے کی کوشش کی لیکن اسکی ریڈ کی ہڈی گرنے کی وجہ سے بری طرح چیخ چکی تھی وہ درد میں بے ساختہ رونے لگی تھی۔

ڈاکٹر برہان نے اٹھ کر اسے اپنی بانہوں میں اٹھالیا اور
گاڑی کی جانب بڑھ گئے۔

مبشر تقریباً اڑاتے ہوئے وہاں سے اپنی گاڑی نکال
لے گئے تھے لیکن بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ بھی رہے
تھے۔ایک بڑا طوفان انکو اپنی لپیٹ میں لیتا لیتا رہ گیا۔

"یہ۔۔۔یہ کیا ہوا تھا؟" کومل کے حواس اب تک
شل تھے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی لیکن رہ رہ کر پاشا کا
خوف آ رہا تھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔لیکن مجھے نہیں لگتا کسی نے ہمیں مارنے کی کوشش کی ہے"ڈاکٹر برہان کی بات پر مبشر نے بے ساختہ بیک ویو مرر میں سے انکو دیکھا۔

"کیسے ؟ "

"اسکے نشانے پکے تھے۔۔۔اگر چاہتا تو نشانے پر میں یا زرتشم بھی آسکتے تھے لیکن اس نے کہیں اور نشانہ لگایا"انکا اندازہ بلکل درست ثابت ہوا تھا۔

یہ ایک اونچی بلڈنگ تھی جہاں سے اتنی دور کا نشانہ باندھنا کسی عام بندے کے بس کی بات نہیں تھی یہ کسی ماہر شخص کا کام تھا

اور اس ماہر شخص کی آنکھوں میں اس وقت شیطانی جگمگ کر رہی تھی منہ مسلسل چل رہا تھا جیسے چونگم چبائی جا رہی ہو۔

اس نے اپنی اتنی بھاری ایم کے فور سائیڈ میں رکھی اور کہنی اسی کھڑکی پر ٹکائے سامنے کا منظر دیکھنے لگی

اتنی دور سے پارک میں بھاگتے ہوئے لوگ بھی اسے چیونٹیوں کی مانند چھوٹے چھوٹے لگ رہے تھے۔

اس نے چونگم چباتے اپنی جیکٹ سے موبائل نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا۔

"ہیلو" سامنے سے بھاری خوبصورت مردانہ آواز ابھری۔

"دن دہاڑے اپنی محبوبہ کو لے کر نکلنا۔۔۔کسی خطرے سے خالی نہیں یہ بات آپ کیسے بھول گئے

ڈاکٹر صاحب" اسکی آواز میں ایک ٹھہراؤ تھا کشش

تھی۔

"اے ڈی کی بچی۔۔۔یہ تمہاری حرکت تھی؟"

برہان اسکی بات پر خاصا تپ اٹھے

"جی سرکار۔۔۔میری تھی اگر میں نہ کرتی تو ٹھیک

تین منٹ سولہ سیکنڈ بعد پاشا کے دشمن کر دیتے"

اسکی بات میں کچھ تھا کہ برہان فورا ٹھٹھک گئے۔

"ک۔۔۔کیسے؟" نہ سمجھی سے پوچھا

"انکی نظر تھی آپ لوگوں پر اور اب میری نظر ہے

ان پر۔۔۔اے ڈی کی جان پر کوئی بری نظر رکھے

اے ڈی اسکی نظریں ہی نہ نکال دے" اسکی بات پر

ڈاکٹر برہان کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ بکھر گئ

"کس غنڈی سے محبت کرلی میں نے تم باز نہیں آؤ گی

ناں" انکی بات پر اے ڈی خود بھی مسکرا دی

لیکن انکے منہ سے محبت کا لفظ سنتے انکے سینے سے لگی

زرتشم نے بے ساختہ سر اٹھا کر خفا خفا سی نظروں سے

ان کو دیکھا۔

"آ۔۔۔بعد میں بات ہوتی ہے" وہ فون بند کرتے

موبائل ایک جانب رکھ گئے

زرتشم تب سے ہی خوف زدہ سی ڈاکٹر برہان کے سینے

سے لگی ہوئی تھی انکا ایک ہاتھ زرتشم کے شانوں پر

پھیلا اسے خود سے دور ہونے کی قطعا اجازت نہیں

دے رہا تھا

"ڈونٹ وری۔۔۔بہن ہے میری" انہوں نے

جلدی سے صفائی پیش کی مبادہ وہ بیوی بننے سے پہلے

بیویوں والے جوہر دکھادے اور وہ تو تھے ہی شریف

بچارے انکی شرافت پر تو لڑکیاں خود ہی انکو کسی مولانا

کا ٹیگ دینے پر مجبور ہو جاتی تھیں۔

"مجھے شک تھا یہ کام اسی الو کی پٹھی کا ہو سکتا

ہے۔۔۔ملے یہ ایک بار اسکے تو بال سر سے غائب کر

دونگا میں "مبشر جن کے گاڑی بھگاتے ہاتھ

پیر پھول گئے تھے اب خاصے چڑ کر بولے تھے۔

کومل انکی باتوں سے کافی حد تک اندازہ کر چکی تھی تب

ہی اپنی پریشانیوں پر دھیان دینے لگی اس بات کی

بھنک اگر پاشا کو لگ گئی تو اس بار بنا ٹکٹ کے وہ جہنم

واصل کر دیتا اسے۔

وہ لوگ کچھ ہی دیر میں پاشا ولا پہنچ چکے تھے احتیاط

کیلئے مبشر نے پیچھے کا راستہ اختیار کیا تھا جہاں اس

وقت سیکیورٹی گارڈز اپنے کوارٹر میں تھے اور اگر پاشا

کو انکی اس حرکت کا پتہ چلتا تو پاشا کے قہر سے وہ بھی نہ

بچ پاتے

کومل اتر کر ہڑ بڑی میں گل کا انتظار کرنے لگی جیسے

شاید علم ہی نہیں ہو سکا تھا گھر پہنچنے کا۔

وہ آنکھیں بند کئے ڈاکٹر برہان کے اندر سے اٹھتی تیز کولون کی خوشبو میں گم تھی

یہ دیکھ ایک دلکش مسکراہٹ برہان کے لبوں پر بکھر گئی۔انھوں نے ذرا سا اپنے لبوں سے زرتشم کے ماتھے کو چھوا

اسی پر زرتشم کا دل اتنی زور سے دھڑکا جیسے ابھی باہر آ جائے گا

"ابھی کیلئے اندر جائیں۔۔۔بہت جلد ہمیشہ کیلئے اپنے پاس لے آؤں گا۔۔۔پھر آپ خود پناہ مانگیں گی مجھ سے دوری کی" انکی آواز بھاری جذبوں سے چور تھی زرتشم کے گال سرخی سے دہک اٹھے وہ تیزی سے پلکیں جھپکاتی پیچھے ہٹ گئی

ڈاکٹر برہان نے گاڑی سے اتر کر اسے سہارا دے کر وہیل چیئر پر بٹھایا اور خود اندر تک چھوڑ کر آئے

"جلدی کریں۔۔۔بھری جوانی میں آپ کا ارادہ ہو گا مرنے کا میرا نہیں" انکو اندر تک جاتے دیکھ مبشر تپ کر بولے۔

وہ اسکے سر پر ہلکی سی چپت رسید کرتے خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئے۔اور اس بار گاڑی پہلے سے نارمل سپیڈ میں تھی جیسے وہ ہمیشہ ڈرائیو کرتے تھے انسانوں کی طرح۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کے کھانے کی تیاری پر چاروں بہوئیں لگی ہوئی
تھیں مشی اکادکا ہی کام کر رہی تھی اب دھیرے
دھیرے اسکے لئے کام کرنا خاصا دشوار ہونے لگا تھا وہ
جلدی تھک کر ایک جگہ بیٹھ جاتی
آج کل اسے صرف زیادہ بھوک لگنے لگی تھی ہر
تھوڑی دیر بعد وہ کچھ نہ کچھ کھا رہی ہوتی تب ہی وہ
پہلے سے زیادہ گول مٹول سی ہو گئی تھی۔

"تو کل ہم اپنا کونسا ماڈل نکالیں گے بھائی" یاقوت اسے لیپ ٹاپ پر اپنی کمپنی کے تمام جدید ماڈل دکھا رہا تھا

زیحال گود میں کشن رکھے التی پلتی مارے اپنی گہری سوچوں میں گم تھا۔ اسکے ذہن میں ہزار باتیں اس نیلامی کو لے کر چل رہی تھیں اسے پتہ نہیں کیوں یہ ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ جبکہ اس نیلامی میں اسکی کمپنی کو کھربوں کا فائدہ ہونے والا تھا کیونکہ آدھے سے

زیادہ لوگ پاشا کے موڈیفائے کیئے گئے اس نئے

ڈیزائن کے متمنی تھے

اسکی وہ گاڑی بڑے بڑے بزنس مین چاہتے تھے جن

کی آئے دن کی سیکیورٹی پر ہزاروں لاکھوں ڈالر لگتے

تھے جن کی گاڑیاں بلٹ پروف ہوتی تھیں انکے لئے

یہ گاڑی ایک سونے کی چڑیا تھی۔

"بھائی؟" اسے خاموش دیکھ یاقوت نے ذرا سا انکا

کندھا ہلایا۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔کچھ کہا تم نے؟ "

"آپ ٹھیک ہیں؟" اسکی غائب دماغی پر یاقوت کچھ

پریشان ہوا۔

"مجھے کیا ہونا ہے بتاؤ کیا پوچھ رہے تھے" وہ خود کو

کمپوز کرتا اپنا دھیان لیپ ٹاپ کی جانب کر گیا۔

"آپ ماڈل سلیکٹ کر لیں وہی میدان میں اتار دیں

گے" وہ دونوں مل کر اب ماڈل سلیکٹ کر رہے تھے

جبکہ دوسری جانب پامیر شطرنج میں برلاس کو

عنقریب ہرانے والا تھا جس میں اپنی ہار پک ہوتے

دیکھ چینخنا شروع کر دیا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں یہ گیم ہی غلط ہے نو

۔۔۔میں نہیں مانتا" وہ ساری گیم تہس نہس کرتا اٹھ

کھڑا ہوا

پامیر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور اپنا

تھوڑا سا غصّہ کشن کی صورت میں اسے دے مارتے

نکال دیا

"نئ۔۔۔بئ۔۔۔نئ۔۔۔ نئ" زامل صوفوں کے

وسط میں رکھی ٹیبل کے پاس کھڑے ہو کر اس پر اپنی

چھوٹی سی گاڑی چلاتے ہوئے برلاس کی نقل اتارنے لگا۔

"ایشے۔۔۔تیشے۔۔۔(ایسے کیسے)" وہ اپنے دھیان میں بولتا جارہا تھا جبکہ اسکے منہ سے اردو کے صحیح الفاظ نکلتے دیکھ سارے دنگ رہ گئے۔خود زیحال بھی

"یو۔۔۔شا۔۔۔پپ۔۔۔دندا بے بی(یو شٹ اپ گندہ بے بے)" وہ اب اپنی گاڑی کو جھاڑ رہا تھا جس کی بمم کی آواز تھوڑی خراب آنے لگی تھی

"یہ کس سے باتیں کررہا ہے؟" زیحال حیران تھا

سب نے اور غور سے اسے دیکھا یہ بچے کے تیز ذہن ہونے کی نشانی تھی جس میں وہ خود سے زیادہ باتیں کرتا ہے۔

"اپنی ہونے والی منکوحہ سے" برلاس مستی میں بولتا آگے بڑھ کر زامل کو الٹا اٹھا کر اپنی پیٹھ پر لٹکا گیا اسکی چیخ سے پورا پاشا ولا گونج اٹھا دونوں مستی کرتے سب کو کانوں میں انگلی ڈالنے پر مجبور کر گئے

منکوحہ کے نام پر زامل کا مشی کو دیکھا اور پھر مشی کا بلش کرنا بے ساختہ تھا۔

کومل ان سب کے بیچ ہو کر بھی یہاں نہیں تھی اسکا دھیان شام والے قصے پر ہی اٹکا ہوا تھا۔تب ہی زیحال کی موجودگی میں اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

"یہ کہاں گم ہے ؟"مشی اسکی جانب دیکھ کر بولی۔

"پتہ نہیں۔۔۔پامیر بھائی تو سامنے ہیں پھر کس کا سوچ رہی ہیں"زمل نے شریر ہوتے کندھا مار کر اسے چھیڑا جس پر وہ ہوش میں آتی ہڑبڑا کر ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

"ک۔۔۔کیا ہوا؟" اسکے ہڑبڑا کر پوچھنے پر مشی زمل

دونوں حیران ہوئیں

"پامیر بھائی نے بلایا ہے تمہیں" مشی نے شرارتی

انداز میں کہا لیکن کومل سیریس ہو کر سر ہلاتی اسکی

جانب چل دی

"بولو" وہ عین پامیر کے سر پر کھڑی ہوئی

پامیر نے اسے دیکھا "آئی لو ویو"

اسکے دھڑلے سے آئی لو ویو بولنے پر کومل نے سٹپٹا کر

اسے دیکھا اور گھور کر واپس چلی گئی

"یہ کیا تھا؟" یاقوت جو اسے دیکھ رہا تھا ہونقوں کی
طرح پوچھنے لگا
"نیند میں چلنے کی بیماری تو سنی تھی آج دماغ چل
جانے والی بیماری کا بھی پتہ چل گیا" اپنی بات پر پامیر
خود ہی قہقہہ مار کر ہنس پڑا
جبکہ وہاں مشی اور زمل کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا
کومل نے خفا خفا سی نظروں سے دونوں کو دیکھا اور
اپنے کام میں لگ گئیں

''آج کی تاریخ میں ڈنر ملے گا ہم غریبوں کو یا باہر کہیں ڈیٹ ویٹ مار آئیں'' برلاس انگڑائی لیتا خاصی تیز آواز میں شوخ ہوتا بولا

کیوں نہیں بیٹا۔۔۔کیلنڈر ڈرائیونگ سیٹ پر رکھ کر اسکے اوپر بیٹھو اور ڈیٹ پر جاؤ'' پامیر کی بات پر یاقوت کا جاندار قہقہہ یکدم سے پھوٹ کر نکلا اس بار زیحال بھی اپنی ہنسی روکنے میں ناکام ہو گیا تھا۔

سب کے ہنسنے پر برلاس نے باری باری سب کو گھورا۔

آخر میں اپنے باپ پر نظریں ٹک گئی جو سب کے ساتھ ہنسنے میں شامل تھا

اپنی بگڑی اولاد کو ناراض ہوتے دیکھ زیحال نے اپنا ایک بازو وا کیا اور اسے اپنے پاس بلا لیا۔

وہ جھٹ سے صوفے پر چڑھتا زیحال کے ساتھ لگ گیا۔

پھر کیا تھا یہ دیکھ دور سے زامل نے گاڑی پھینکتے زور کی چیخ ماری اور جلدی سے اپنے ننھے قدموں سے بھاگتا ہوا خود بھی صوفے پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن چھوٹو پاشا ابھی اتنا نہیں ہوا تھا کہ ایک دم صوفے پر چڑھ جائے زیحال نے ہنس کر اسے اپنا ہاتھ دیا اور اوپر کھینچ لیا۔اوپر آتے ہی اس نے پہلے بر لا اس کا ہاتھ اپنے باپ کے سینے سے دور کرنے کی کوشش کی۔

"یہ ڈھائی کلو کا ہاتھ ہے کالیا۔۔۔ تمھارے سے نہ ہٹ پائے گا" وہ الٹا زامل کو چڑانے لگا

جو اپنے خرگوش جیسے دانتوں کا استعمال کرتا اسکے ٹھوس بائسپس پر پھول جیسا نقش چھوڑ گیا۔

"می۔۔۔ ببا۔۔۔ یو ناہ۔۔۔ اوتے (میرے بابا ہیں آپ کے نہیں ہیں اوکے)" وہ نزاکت سے اپنی چھوٹی سی انگلی اسے دکھانے لگا

"تم سے پہلے یہ میرا باپ ہے سمجھے۔۔۔اب نکلو یہاں سے" وہ ڈھیٹ بنتا ایک ڈیڑھ سال کے بچے سے ضد لگانے لگا تھا۔

وہ دونوں آپسی جنگ شروع کر چکے تھے جبکہ بیچ میں بیٹھے زیحال نے بے اختیار سر پکڑ لیا۔

ایک جانب بڑی اولاد دوسری جانب چھوٹی ایک جانب سے وہ کھینچے دوسری جانب سے وہ۔

"بس۔۔۔بس کرو"

آخر میں وہ خود ہی چیخ پڑا۔

باقی سب کو اس ریس میں جیتنے والے کے منتظر تھے

اسکے چیخنے پر سب کو جیسے سکتہ سا ہو گیا۔

"ایسا کرو۔۔۔آدھا آدھا کر لو مجھے۔۔۔"وہ تڑخ کر

بول رہا تھا جبکہ اسکی حالت پر سب نے اپنی ہنسی دبائی

زامل برلاس دبک کر بیٹھ گئے لیکن سر جھکائے

جھکائے بھی ایک دوسرے کو جانی دشمنوں کی طرح

گھورنا بند نہیں ہوئے تھے۔

"باہ۔۔۔می۔۔۔بباناہ؟ (بابا میرے بابا نہیں ہیں)"

اتنی دیر میں زا لے پہلے بار بولی تھی

زیحال نے اپنی ننھی پرنسسز کو دیکھا اور اسے گود میں لیتے اسکے نرم روئی جیسے گالوں پر پیار کیا۔

"آج سے بابا صرف آپ کے بابا ہیں" وہ زالے کو پیار کرتے ڈائننگ ٹیبل تک چلا گیا۔ باقی سب بھی رات کے ڈنر پر وہی جمع ہونے لگے۔ وہ دو فتنے تو جیسے آج آنکھوں سے ایک دوسرے کو ہی کھا جائیں گے۔

"گھورنا بند کرو دونوں۔۔۔اور آکر کھانا کھاؤ" اپنے باپ کا حکم ملتے دونوں اٹھے زامل صوفے کی گدی پکڑ

کر نیچے اترنے کی کوشش میں گرنے لگا تھا برلا اس نے

اسے گود میں اٹھا کر نیچے اتارا۔

پھر بھی دونوں ایک دوسرے کو گھورنے سے باز نہیں

آئے۔

وہ تو ابھی چھوٹا تھا اس وقت سے پناہ مانگی جاتی جب اسی

چھوٹے پاشا نے بڑا ہو کر آنا تھا۔

"ہشش۔۔۔ می نالاج (میں ناراض ہوں آپ سے

کٹی)"

زامل جو اس وقت برلاس کی گود میں لیٹا اپنی فیڈر پی رہا تھا رک کر اسے بتانا ضروری سمجھا

"چپ کر جاؤ۔۔۔ چھوٹی آفت۔۔۔ ورنہ نیچے پھینک دونگا" وہ دھمکی دیتے اپنا کھانا کھانے لگا۔

زیحال نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اسکے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ رینگنے لگی

یہ دونوں تا قیامت نہیں سدھر سکتے تھے لڑنا بھی ایک دوسرے سے تھا اور رہ بھی نہیں سکتے تھے ایک دوسرے کے بغیر۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈنر کے بعد آئرہ تھکی ہاری سیدھی اپنے کمرے میں آ کر بیٹھی ہی تھی جب اسکے تھوڑی دیر بعد اسکے موبائل کی بیپ ہوئی۔ جس نے سائیڈ رکھے ٹیبل پر سے اپنا موبائل اٹھا کر دیکھا

جہاں وہی انجان نمبر تھا اسے دیکھ آئرہ کے ماتھے پر سلوٹیں پڑی۔

اس نے مسج کھول کر دیکھا۔

"پانی پی لیں۔۔۔اور گہری سانسیں لیں۔۔۔اتنا کام کر کر تھک گئی ہونگی آپ" اس میسج میں دنیا بھر بھی اپنائیت تھی

لیکن آئرہ کی یہ دیکھ آنکھیں پھٹی کہ اسے کیسے پتہ وہ تھکی ہوئی ہے اور کام کر کر ہی تھکی ہے۔

"پی بھی لیں اب۔۔۔بعد میں گھور لیجئیے گا" اسکے اگلے میسج پر آئرہ کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو ہو گئی تھیں۔

وہ خوف سے بری طرح کانپتی موبائل بیڈ پر پھینک گئ

اور ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔ ایسے جیسے وہ

کوئی ڈراؤنی چیز ہو۔

تب ہی برلاس جیکٹ اتارتا ہوا کمرے میں داخل ہوا

اور اندر سے دروازہ لاک کر کر جیکٹ اسٹینڈ پر

لٹکانے لگا

جب اسکی نظر بت بنی بیٹھی آئرہ پر پڑی اسے ایسے دیکھ

اسے تھوڑی حیرانی ہوئی اس نے دو قدم آگے آکر

اسکے چہرے کو دیکھا جہاں خوف سے ماتھے پر ٹھنڈے

پسینے کے قطرے چمکنے لگے تھے۔

''کیا ہوا۔۔۔؟ کوئی چڑیل دیکھ لی تو جو ایسے بیٹھی ہو

؟'' وہ طنز نہیں کر رہا تھا اسے واقعی جاننا تھا

اسکی آواز پر آئرہ یکدم سے اچھل کر پڑی اور اسے

دیکھنے لگی جو اسکے جواب کا منتظر کھڑا تھا

''ن۔۔۔ نہیں تو'' وہ ہڑبڑا کر ٹھیک ہو کر بیٹھی

لیکن برلاس پھر بھی اسے گہری جانچتی نظروں سے

دیکھتا رہا

''کوئی بات ہے تو بتا سکتی ہو۔۔ یا پھر اسکے لئے بھی
تمہاری ماں نے منع کیا ہے'' اسکی بات پر آئرہ نے
تڑپ کر اسے دیکھا وہ طنز نہیں کر رہا تھا لیکن بات پھر
بھی اسکے دل پر لگی تھی۔

وہ بنا جواب دیے کمفرٹر سر تک تان کر لیٹ گئی۔

برلاس کندھے اچکا کر کاؤچ پر جا کر بیٹھ گیا اور تکیہ
ٹھیک کرتے لیٹ کر کچھ دیر موبائل استعمال کیا جس
کے بعد جلد ہی گہری نیند نے اسے بھی آن لیا۔

یہ نجانے رات کا کونسا پہر تھا جس میں اسکی آنکھ لگی ہوئی تھی جب اسے وہی بھیانک خواب آیا وہ ڈر کر ایک دم سے اٹھ بیٹھی اور بری طرح سے لرزنے لگی۔

سائیڈ جلتے لیمپ کی زرد روشنی میں اسکے چہرے پر نمودار ہوئے قطرے صاف چمک رہے تھے

عنقریب وہ رو دینے کو تھی۔جسے آج تک بھی سمجھ نہیں آئی کہ کیا خواب تھا اسے کیوں آتا تھا اسکا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ رہا تھا۔

کہ تب ہی اسکے موبائل کی مترنم گھنٹی بجی جس پر آئرہ

بے اختیار اچھل کر پڑی

اس نے ڈرتے ڈرتے موبائل کی جانب دیکھا اسی

انجان شخص کا میسج تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔آپ ڈر گئی ہیں؟" یہ میسج پڑھ کر آئرہ کی

آنکھیں اور دل گویا باہر آنے کو تھا وہ سانس روکے

اس میسج کو دیکھے گئی جس نے اسکی قوت گویائی سلب کر

لی تھی۔

اس نے ایک نظر سامنے کاؤچ پر گہری نیند میں ڈوبے

برلاس کو دیکھا۔

یہ وہ نہیں تھا تو پھر کون تھا۔جو بھی تھا آئرہ کی جان

بڑے ٹھہرے انداز میں نکال رہا تھا اگلی بیپ ہوئی ہی

تھی کہ آئرہ فون دور پھینکتی جلدی سے بیڈ سے اتر کر

سیدھا برلاس کے ساتھ جا کر لگ گئی۔

وہ جو مزے سے اپنے خواب میں بائیک رائیڈنگ کر

رہا تھا اچانک لگتی بریک اور اپنی بائیک کی توڑ پھوڑ

ہونے پر ہڑ بڑا کر بے ساختہ اٹھا

آئرہ اسکے سینے سے لگی بری طرح سے کانپ رہی تھی۔ کمرے میں نیم زرد روشنی میں ایک دوسرے کا چہرہ صاف دکھائی دے سکتا تھا۔

وہ تکیے سے سر اٹھا کر اپنے کسرتی وجود سے لگی اس نازک سی لڑکی کو دیکھنے لگا

جو دوپٹے سے بے خبر بے ترتیبی حالت میں آگئی تھی

"بندہ پوچھے۔۔۔ آدھی رات کو اپنے شوہر کی شرافت ٹیسٹ کرنے کا یہ کونسا بد معاش طریقہ ہے"

اسکی بات پر آئرہ نے دھیرے سے اسکے پہلو سے چہرہ

باہر نکال کر اسے دیکھا۔

دونوں کی نگاہیں ملیں زرد لیمپ کی روشنی دونوں کی

آنکھوں میں چمک رہی تھی

وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ ڈری ہوئی ہے ٹھیک اس رات کی

طرح

یہ وقت مضبوط تھا لیکن حالات بہت کمزور اور وہ

حالات کے مارے کچے راستوں کے دو مسافر جن کی

منزل ایک ہی تھی

وہ خوف کی زد میں آئی لڑکی خود کو اس شخص کے آگے بے بس کر گئی۔ جسے قدرت نے اسے اسکا محافظ ٹھہرایا تھا۔

وہ آئرہ کو نرمی سے اپنے ساتھ لگا گیا۔

"پھر سے وہ خواب دکھا؟" اسکے نرمی سے پوچھنے پر آئرہ نے معصومیت سے سرہاں میں ہلایا۔ بر لاس ایک پل کیلئے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"تو ڈرنے کی کیا بات۔۔۔میں ہوں ناں "

وہ اسکے بالوں کو نہ محسوس طریقے سے پیچھے کرنے لگا۔

آئرہ پھر دھیرے سے سر کو جنبش دینے کی کوشش کرنے لگی لیکن خواب کہ اثر اس شخص کے میسجز کا اثر اسے اتنا خوف زدہ کر گیا تھا کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی روپڑی۔

"میری جان۔۔۔کچھ نہیں ہوا بس چپ" وہ اسے اپنے ساتھ لگائے پیار سے چپ کروانے لگا۔

"صبح ہوتے ہی کسی اچھے ڈاکٹر کے پاس چلیں
گے۔۔۔کبھی کبھی ایسا ہونا نارمل ہوتا ہے اوکے" وہ
بچوں کی طرح اسے بہلا کر چپ کروا رہا تھا۔
وہ کیسے بتاتی اسے۔۔۔کہ وہ آج سے نہیں ہوا کتنے
مہینوں سے یہ سب اسکے ساتھ ہو رہا ہے۔
"ل۔۔۔لیکن۔۔۔یہ سب بہت ٹائم سے ہو رہا ہے"
اسکی آواز دھیمی تھی

"اٹس اوکے۔۔۔دو ہفتے زیادہ انجکشن لگوالیں گے"

اسکی بات پر آئرہ نے تڑپ کر اسے دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہونٹ گول کر گئی۔

"اچھا بابا سوری۔۔۔نہیں لگواتے۔۔۔چلو اب سو جاؤ" وہ اسکا سر تھپکتے سونے میں مدد دینے لگا

تھوڑی ہی دیر میں آئرہ کے ساتھ وہ خود بھی گہری نیند میں جا گرا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کا سورج طلوع ہوا تو سب نے اپنے اپنے کاروبار پھر سے سمبھال لئے سب اپنے آشیانوں سے نکل چکے تھے۔

صبح ہوتے ہی خان حویلی کے ملازموں کی دوڑ بھی شروع ہو چکی تھی ہر کوئی یہاں وہاں کوئی نہ کوئی کام کرتا ہوا گھوم رہا تھا۔فرخندہ بیگم نے آدھے ملازموں کو باہر کے کاموں پر اور آدھوں کو اندر کام پر لگا رکھا تھا۔

اتنے میں داراب کی جیپ آکر رکی وہ نڈھال سا کیپ ہاتھ میں پکڑے جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوا نظر اپنی ماں پر چلی گئی جن کو دیکھ تھکاوٹ پل میں زائل ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"سلام مورے "اس نے سلام کر کر انکے سر پر پیار کیا۔

"کیسا ہے تم۔۔۔بہت اچھا کیا آگیا" اسے دیکھ وہ بے حد خوش ہوئی تھیں لیکن ان کی یہ خوشی زیادہ طویل نہ تھی۔

"نکلو نگا مورے۔۔۔بس فریش ہونے آیا تھا ساتھ ایک دو فائلز بھی رہ گئ تھیں وہ بھی لے کر جاؤں گا "

اسکی بات پر فرخندہ بیگم کا چہرہ بجھ سا گیا۔

"لیکن ان سے بھی ضروری۔۔۔آج مجھے ایک مشن پر جانا ہے۔۔۔ جس کیلئے مجھے خاص آپ کی دعائیں چاہئے" وہ پیار سے انہیں اپنے ساتھ لگائے سر پر بوسہ دے گیا۔

"جانا ضروری ہے؟" مشن کے نام پر انکا دل خوف سے دھڑکا۔

"بہت ضروری ہے مورے۔۔۔یہ میرے کیریئر کا سوال ہے۔۔۔ کسی بھی حال میں جانا ہے مجھے" وہ نرمی سے انہیں سمجھانے لگا جانتا تھا وہ ماں ہیں ڈر چکی ہونگی۔

"اللہ تم کو کامیاب کرے گا۔۔۔اور تم خیر خیریت سے گھر واپس آئے" ان کی دعاؤں پر امین کہتے وہ مسکرا کر فریش ہونے چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں سب لوگ کھانے کی میز پر جمع تھے۔جہاں بیلا کی نگاہیں مسلسل اسی پر ٹکی تھیں اسکی

آنکھوں میں جھلکتا باغی پن اگر داراب دیکھ لیتا تو یقیناً اسکے سکریو یہی ٹائیٹ کر دیتا۔

لیکن اس وقت اسکے اپنے ستارے گردش میں تھے۔

آج کا سورج اپنے ساتھ ایک نئی کہانی لے کر طلوع ہوا تھا موسم کافی سرد تھا ہوائیں فل اپنے جوبن پر تھی سورج کا ہونا صرف روشنی کیلئے تھا نہیں تو اسکی کرنیں بہت ہی نرم تھی جو وجود پر پڑتی تو سکون دیتی۔

"زریاب گھر نہیں آیا؟" اس وقت تک وہ آفس سے آچکے ہوتے تھے لیکن آج وہ بھی کہیں بزی تھے

"نہیں مورے۔۔۔یہ جو نیلامی رکھی گئی ہے اس میں

زی بھی ہو گا اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اسکول کے

دنوں کی طرح وہ اسکا کوئی ایونٹ مس کر دیں "

سیماب کو وہ دن یاد آئے جب وہ کبھی یہاں آتی تھی

اور چھپ چھپ کر اس دشمن جان کو دیکھتی تھی جسے

اپنے زی کے علاوہ کچھ دکھتا ہی نہیں تھا

وہ بچپن سے ہی ضدی اڑیل اور چڑ چڑے مزاج کا بچہ

تھا سب اسے ہو بہو نوشیر وال کی کاپی کہتے تھے وہی

ہٹ دھرم اور غصّے کا تیز اسی لئے اس پر زیادہ توجہ دی
جاتی
اگر کب زریاب اسکے اسکول کے کسی ایسے ایونٹ پر
جانا بھول جاتے جس میں پیرنٹس انوائٹڈ ہوتے تو وہ
حویلی واپس آکر جو تباہی مچاتا تھا زریاب اپنے کام سے
توبہ کر لیتے تھے
وہ بہت کم عمر میں داجی کے ساتھ مل کر پڑھائی کے
ساتھ ساتھ کام بھی دیکھنے لگ گئے تھے شاید یہی وجہ

تھی کہ اب ان میں اور داجی میں کوئی خاص فرق نہ تھا سوائے رشتے کے

"یہ تو ہے۔۔۔ لیکن ام کو بھی دیکھنا ہے" مورے کی ضد پر سیماب نے مسکرا کر دیوار میں نسب بڑی سی ایل ای ڈی آن کر دی جہاں ہر چینل پر میڈیا اسکی لائیو کورتج کر رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ گھبرا کر اپنے دوپٹے کو بار بار منہ میں لیتی کبھی خود ہی اجھ کر نکال دیتی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا

کرے کیسے داراب کو گھر بلائے وہ تو فائل لے کر واپس چلا گیا تھا اور بیلا خوش ہو رہی تھی کہ اسے داراب کو بلانے کی محنت بھی نہیں کرنی پڑی۔

لیکن اب جیسے ارمانوں پر اتنی ہی آسانی سے پانی پھر گیا ہو اور اسے اب رہ رہ کر اسی بات پر غصّہ آرہا تھا وہ جلتی کڑھتی یہاں وہاں پھر بے چینی سے چکر کاٹنے لگی جب اسکی نظر مرر میں نظر آتے اپنے ہی سراپے پر پڑی۔

وہ دھیرے سے اس کے قریب آتی خود کو سر تا پیر بغور دیکھنے لگی اسکا انگ انگ اس وقت اس حویلی کی ایک ایک اینٹ تک کیلئے نفرت میں ڈوبا ہوا تھا اتنی نفرت جو شاید ہی کوئی کسی سے کرتا ہو۔

لیکن کیوں ؟اس نفرت کی وجہ ؟ وہ خود کو دیکھ خود سے ہی پوچھ رہی تھی کیا اسکے ساتھ بھی وہی سب ہوا جو ؟ آگے اسکے لئے سوچنا ہی محال تھا۔ لیکن تب وہ بھی تو ایسی نہیں تھی اس نے بھی تو خود کو صرف کمرے تک محدود رکھا وہ تب کسی سے محبت نہیں کرتی تھی تو

نفرت بھی نہیں کرتی تھی لیکن پھر۔۔۔پھر کیا دیا اس حویلی کے لوگوں نے اسے اسکے انتظار کا صلہ۔۔۔وہ جو ایک ایک پل اسے یہ یاد کروایا جاتا رہا کہ وہ واپس لوٹے گا۔۔۔اور لوٹتے ہی اسے اپنا لے گا ایک معصوم شفاف ذہن پر صرف ایک ہی نام لکھا گیا تھا"زیحال خان آفندی "

پھر کیا ہوا وہ واپس تو آیا لیکن اسے اپنا نام دینے نہیں بلکہ دیا ہوا نام بھی واپس چھیننے۔۔۔وہ جو پہلے سے خالی ہاتھ تھی خالی دامن بھی ہو گئی۔

پھر کیا ہوا؟ سامنے مرر میں نظر آتی لڑکی نے پوچھا جس کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔ بیلا نے ضبط سے لب بھینچے۔

اس داراب کے نام کے ساتھ باندھ دیا جو آتے جاتے صرف اس سے نفرت کا دعوے دار تھا نفرت کیسے نہ کرتا اسکی زندگی بے رنگ انہی ولی خان کے بچوں کی وجہ سے ہوئی جس میں اس نے اپنے بہن بھائی دونوں کو کھو دیا۔

اس نے بے اختیار اپنے گال پر ہاتھ رکھ لیا جو آج بھی ویسے ہی سلگتا تھا جیسے اس وقت سلگا تھا جب زریاب نے اسے بنا سچ جانے تھپڑ دے مارا تھا۔

"ام ایک ایک ہوئی ناانصافی کا بدلہ تم سب سے لے گا۔۔۔ایک ایک" وہ لفظوں پر زور دیتی شعلہ بار نگاہوں سے خود کو دیکھتی رہی

کچھ دیر بعد موبائل اٹھا کر کچھ سوچ کر داراب کو کال کی

لیکن اسکا نمبر مسلسل بزی جارہا تھا وہ شاید کام میں

مصروف تھا۔ لیکن آج بیلا سے بڑھ کر اسکے لئے کوئی

کام نہیں ہو سکتا تھا۔

نیلامی شروع ہونے والی تھی برلاس جلدی سے لاؤنج

کی ایل ای ڈی آن کر کر بیٹھ گیا اسکے ساتھ ہی وہ
چاروں بھی آدھمکی
لیکن اس سے پہلے انکی تیاری پوری تھی سامنے رکھی

ٹیبل اس وقت ڈھیروں کھانے پینے کی چیزوں سے

بھری پڑی تھی بچے اپنا پلان کر کر بیٹھے تھے۔ برلاس نے تشکر آمیز نظروں سے اپنی تین بہنوں کو دیکھا جن کی محنت اور کاوشوں سے یہ شو اور دلچسپ ہو گیا تھا۔

"واؤاب آئے گا مزہ" وہ پاپ کارن اچھال کر منہ میں ڈالتا خوشی سے چہک کر بولا

"بس دعا کرو ہمارے والے جیت جائیں" مشی نے باقائدہ ہاتھ اٹھا کر باجماعت دعا کروائی جس پر سب نے امین بولا۔

زیحال یاقوت اور پامیر تینوں ہی گئے تھے اور تینوں کو لے کر ہی برلاس پرجوش تھا کیونکہ جانتا تھا وہ تینوں ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔

سکرین پر بار بار بزنس مین کے بیچ پاشا برادرز کا نام بھی ہائی لائٹ کیا جا رہا تھا جو انکی پہلی بڑی کامیابی تھی کیونکہ باقیوں کو ابھی وقت لگنا تھا میدان میں اپنے نام کے جھنڈے گاڑنے کیلئے لیکن وہ بھائی اپنے نام کا جھنڈا بہت پہلے گاڑھ چکے تھے۔

گل بھی وہی موجود تھی جو اس نیلامی کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔اسے اتنے برسوں میں چیزوں کی پہچان بھی بھول چکی تھی۔

"ویسے ہمیں بھی انکے ساتھ جانا چاہیۓ تھا مزہ ہی آ جاتا" کومل کی بات پر برلاس نے فوراً اسے گردن جھکا کر اسے گھورا

"شرافت سے یہاں بیٹھ کر دیکھنے کومل رہا ہے تو دیکھ لیں۔۔۔جائیں گی یہ وہاں" وہ منہ بسور کر بولتا مشی اور زمل کا قہقہہ بلند کروا گیا۔

کہ تب ہی برلاس کی نظر گل کے ساتھ بیٹھی آئرہ پر

گئی وہ رات سے ہی گم سم سی تھی اسے یوں بیٹھے دیکھ

برلاس فورا اسے سیدھا ہو بیٹھا

کیونکہ اسے اچانک یاد آیا تھا کہ اسے آئرہ کو ڈاکٹر کے

پاس لے کر جانا تھا۔

"اوہ شٹ۔۔۔یہ میں کیسے بھول گیا" وہ سر پر ہاتھ

مارتا جلدی سے اپنا موبائل نکال کر کسی کا نمبر ڈائل

کرنے لگا۔

"ہیلو۔۔۔ڈاکٹر کلثوم ہیں ہوسپٹل میں ؟" اسکے پوچھنے پر مقابل نے اسے کچھ بڑی تفصیل سے بتایا جسے سن کر برلاس کے ماتھے پر تیوریاں چڑھ گئیں۔وہ کال کاٹ کر اٹھتے آئرہ کے پاس آیا جسے دیکھ وہ فورا سے سیدھی ہو گئی۔

"آپ یہی رہیں میں جا کر ڈاکٹر کو یہی لے آتا ہوں" باہر آج معمول سے زیادہ رش تھا وہ جانتا تھا ٹریفک جام ملے گی اور ایسے میں آئرہ کو اپنے ساتھ لے کر اسے مناسب نہیں لگا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔آپ یہ ریس دیکھیں۔۔۔ڈاکٹر کے پاس کل ہو آئیں گے" وہ شائستگی سے بولتی مسکرا کر رہ لی اسکی مسکراہٹ پر برلاس کا دل بے اختیار زور سے دھڑکا وہ اس سے نظریں چراتا واپس اپنی جگہ آ بیٹھا

جہاں اسکے ارد گرد بیٹھی تین آفیشل جاسوسن غور لگا کر انکی باتیں سن رہی تھیں۔

برلاس انکو ایسے دیکھ یکدم سے ٹھٹھک گیا اور آنکھوں میں پوچھنے لگا "کیا ہے؟ "

"ڈاکٹر کے پاس کیوں۔۔۔خیریت تو ہے ناں؟"

کومل منہ میں ایک پاپ کارن پھینکتی کسی سی آئی ڈی کی طرح تفتیش کرنے لگی اسکے ساتھ اسکی دونوں ساتھی بھی شامل تھیں جن کے ذہن میں زلزلے سے اٹھ رہے تھے بنا بتائے نجانے کتنے خیال وہ خود سے بن بیٹھی تھیں۔

"الحمدللہ۔۔۔میں ماں بننے والا ہوں اس لئے" وہ انکو چڑانے کیلئے شوخی سے بولتا بیٹھنے ہی لگا تھا جب کومل کو

یکدم اتنی زور کا کھانسی کا دورہ پڑا کہ پورا لاؤنج اسکی کھانسی کی آواز سے گونج اٹھا

وہی دوسری جانب مشی اور زمل تو گویا پتھر کی مورت بن گئی تھیں آئرہ کا حال ان سب سے جدا جو سانس روکے آنکھیں پھاڑے اپنے مجازی خدا کو دیکھ رہی تھی

پاس بیٹھی گل نے گردن جھکا کر غور سے آئرہ کو دیکھا جب اسکے یوں دیکھنے پر آئرہ سٹپٹا کر خفت سے سرخ پڑتی نظریں چرانے لگی۔

برلاس کو سب کے ری ایکشن سے اندازہ ہوا کہ اس نے کتنا بڑا بلنڈر مار دیا ہے تب ہی وہ زبان دانتوں میں دبائے آنکھیں زور سے میچ گیا لیکن اب کیا تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

"واقعی جدید ٹیکنالوجی آگئی۔۔۔میں مان گئی" زمل پاپ کارن منہ میں رکھتی حیرت سے بولی۔

"بھائی۔۔۔۔بھائی دکھے مجھے" برلاس کے چیخنے پر سب اسی جانب متوجہ ہو گئے وہ سب کا دھیان اس جانب مبذول کروانے میں کامیاب رہا

لیکن آئرہ کا کیا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی برلا اس نے بچت طلب نظروں سے اسے دیکھا بس کان پکڑنے کی کسر رہ گئی تھی۔

رات گہری تھی مگر اس جگہ روشنی دن سے زیادہ تھی۔

اونچی اونچی اسکرینیں جگمگا رہی تھیں، نیون لائٹس کی چمک نے پورے گراؤنڈ کو سلور گلو میں لپیٹا ہوا تھا۔

ہوا میں تیز ٹھنڈک تھی، مگر لوگوں کے جوش نے ماحول کو تپش دی ہوئی تھی۔

لمبی چوڑی پارکنگ لائن میں بڑی بڑی ریس کاریں قطاروں میں سجی کھڑی تھیں۔ کچھ میٹ بلیک، کچھ کروم سلور، کچھ خون جیسے سرخ رنگ میں چمکتی ہوئی۔ ان کے انجن بند تھے مگر ان کی خاموشی کے پیچھے چھپا غرور صاف محسوس ہوتا تھا۔ ہر گاڑی اپنے مالک کی طاقت اور شان کا اعلان کر رہی تھی۔

ایک جانب اسٹیج نصب تھا جہاں نیلامی چل رہی تھی۔

زربفت پردے، سیاہ قالین، اور چمکتے فلڈ لائٹس نے اسے کسی شاہانہ محفل کا منظر دے دیا تھا۔ مشہور بزنس مین، بڑے بڑے انڈسٹری اونرز، اور آسمان کو چھونے والے امارت والے خاندانوں کے وارث اس نیلامی میں بیٹھے تھے۔ ہر شخص کے ساتھ سخت سکیورٹی اور پروٹوکول موجود تھا، اور ان کے انداز سے لگتا تھا کہ یہاں آنے کا مقصد صرف خریدنا نہیں تھا۔ یہ طاقت کی نمائش بھی تھی۔ جو اکثر ان امیر لوگوں کا پارٹ ٹائم مشغلہ ہوتی تھی۔

ہاتھ میں مائیک لیے اینکر کی آواز گونج رہی تھی

"لیڈیز اینڈ جینٹلمین۔۔۔آیئے اگلی گاڑی دیکھتے ہیں،

جو آج کی نیلامی کا سب سے ہاٹ آئیٹم ہے"!

ہجوم کے بیچ ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی، جیسے سب

اپنی سانس روک کر انتظار کر رہے ہوں۔

وہی انتظار جو اس نیلامی سے پہلے کا تھا

کیونکہ اب وہ گاڑی آ رہی تھی جس کی آج کل مارکیٹ

میں دھوم مچی ہوئی تھی

"بلیک رین" پاشا بے کی موڈیفائے کی گئی کار

وہ گاڑی جو سڑک پر نکلتے ہی حکومت کرتی ہے

خطرہ محسوس ہو تو فوراً حملہ جیسے رات کا سایہ دشمن پر

چھا جائے۔ بہت پاور فل اور ایلیٹ کلاس وائب دینے

والی۔

یہ واحد ایسی گاڑی تھی کہ آدھے سے زیادہ ہجوم

صرف اسکے لئے اکٹھا ہوا تھا اور سب کی خواہش تھی یہ

گاڑی اسے ملے۔

پردہ اٹھا اور اسٹیج کے سائیڈ ڈور سے شیشے جیسی باڈی

والی ایک کار دھیرے دھیرے آگے لائی گئی جس کا نام

تھا" بلیک رین "اسکے نام میں بھی اسکے جیسا غرور

چھلکتا تھا۔

اس کی ہیڈ لائٹس رات میں ایسے چمک رہی تھیں

جیسے چاندنی بھی اس کے آگے ماند پڑ جائے۔ ہجوم میں

ہلکی سی سرگوشی پھیل گئی۔

کچھ بزنس مین اپنی جگہ ذرا آگے ہو کر بیٹھ گئے۔

کچھ کی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھیوں کی چمک روشنی

پکڑ کر چمک اُٹھی۔

کچھ کی نظریں گاڑی پر جم گئیں جیسے فیصلہ اسی لمحے ہو گیا ہو کہ یہ گاڑی صرف انہی کی ہونی چاہیے۔

آسمان پر ایک ڈرون سلو موشن میں نیچے اترا اور پورے منظر کی لائیو ویڈیو اسکرینوں پر آنے لگی۔

رات، روشنی، گاڑیاں، اور پیسوں کا کھیل اس لمحے سب کچھ ایک الگ دنیا لگ رہی تھی۔

اینکر نے گہری آواز میں اعلان کیا

"بِڈنگ سٹارٹس فرام۔۔۔۔ ففٹی ملین"!

ہجوم میں جیسے آگ سی بھڑک اٹھی ہو۔

پہلا ہاتھ اٹھا۔

پھر دوسرا۔

پھر کئی ہاتھ...

ہاتھ اٹھانے والے صرف گاڑی نہیں خرید رہے تھے

وہ اپنے نام کا وزن بڑھا رہے تھے، اپنی طاقت کی

قیمت لگا رہے تھے۔

لیکن یہی منظر دیکھ وہ گرے جھیل سی آنکھیں پھٹی وہ

کرسی سے ٹیک ہٹاتا آگے ہو بیٹھا۔ اور ہونقوں کی

طرح دیکھنے لگا

"واٹ ربش۔۔۔۔میری گاڑی" سامنے اپنی بلیک

رین کو دیکھ اسکا خون یکدم سے کھول اٹھا۔

یاقوت اور پامیر نے بھی اس جانب دیکھا اور ان

دونوں کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔

"یہ۔۔۔یہ کس نے انکے بیچ کھڑی کی؟" وہ تینوں ہی

اس سے انجان تھے جبکہ پاشا کا دماغ اپنی گاڑی کی بولی

لگتے دیکھ کھول اٹھا تھا۔

وہ اٹھ کر اس اینکر کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ پامیر

نے بے اختیار اسے روک لیا۔

"بھائی نہیں۔۔۔ایسے نہیں جا سکتے ہم۔۔۔سب کی نظر ہے اس گاڑی پر" وہ سمجھداری سے اسے سمجھنے لگا لیکن پاشا نے ایک جھٹکے میں اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔

"وہ میری گاڑی ہے۔۔۔اسکی بولی لگانے کی ہمت کیسے ہوئی انکی "گاڑی لفظ سادہ تھا وہ جان تھی پاشا بے کی۔

"ہمیں ٹھنڈے دماغ سے یہ مسلہ حل کرنا ہو گا"

یاقوت مسلسل کسی کو کال کر کر اس بولی کو رکوانے کی کوشش کر رہا تھا اس سے پہلے کوئی اس پر اپنا ہاتھ صاف کر جائے۔

دوسری جانب گھر والوں کی بھی یہی حالت تھی سب پر جیسے سکتہ ساطاری ہو گیا تھا۔

رات تیز ہوتی جارہی تھی۔۔۔

نیلامی گرم ہوتی جارہی تھی۔۔۔

اور وہ مقام کسی ہالی ووڈ فلم کا سین لگ رہا تھا، جہاں ہر چیز چمک دار، مہنگی، سنسنی خیز اور بے حد خطرناک ہوتی ہے۔

"کام ہو گیا۔۔۔ پلان کے مطابق وہ لوگ اب کہیں دھیان نہیں دے سکتے۔۔۔ تم لوگ نکلنے کی جلدی کرو" اسکی نگاہیں سامنے بیٹھے ان تینوں پر تھیں جن کا سارا دھیان "بلیک رین" پر تھا

اسکی کال کٹ ہوتے کئ گاڑیاں ایک ساتھ پہاڑوں کی جانب گامزن کر دی گئ تھیں

۔۔۔۔۔۔

"سر۔۔۔ ہمیں نکلنا تھا یہ کس ڈیوٹی پر لگا دیا آپ نے ہمیں؟" داراب کب سے نکلنے کی تگ ودو میں تھا لیکن اسے سخت آرڈرز تھے کہ اس نیلامی کی سخت سکیورٹی کو وہ اپنی نگرانی میں رکھے گا کیونکہ وہی وہاں عہدے میں سب سے بڑا تھا۔

دوسری جانب اسے بار بار انکے نکل جانے کی اطلاع مل رہی تھی۔

"سر اگر وہ لوگ کامیاب ہو گئے تو ہماری وردی اتر جائے گی سر" ویول بھی اسکے ساتھ ہی ان میں شامل تھا تب ہی بوکھلاہٹ کے مارے اسکے پسینے تک چھوٹ رہے تھے

"کچھ سوچنے دو۔۔۔میں جانتا ہوں یہ ساری ایک چال ہے۔۔۔لیکن میں بھی اسے کامیاب نہیں ہونے دونگا" داراب مٹھیاں بھنچے مضطرب سا غرایا

۔۔۔۔۔۔

نیلامی عروج پر تھی۔ اسٹیج کی روشنیاں، ڈرون کی لفٹنگ فوٹیج، بزنس مینوں کا جنون۔۔۔ سب اپنے عروج پر تھے۔

بولی ستر ملین تک پہنچ چکی تھی اور ہر کوئی سوچ رہا تھا کہ اب شاید نیلامی فیصلے کے قریب ہے۔

تبھی پورے گراؤنڈ کی روشنی ایک لمحے کو ہلکی سی مدھم ہوئی، جیسے ہوا نے سانس روکی ہو۔

اسٹیج کے بائیں طرف موجود لمبا، کالا پردہ ہلکا سا ہلا۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہاں سے پاشا داخل ہوا۔

وہ نہ اعلان کے ساتھ آیا، نہ شور کے ساتھ

لیکن جیسے ہی اس کا قدم روشنی میں آیا، پورے ہال پر ایک ایسی خاموشی چھا گئی جیسے کسی نے پورے ماحول کی آوازیں سمیٹ لی ہوں۔

پاشا کی شناخت کسی تعارف کی محتاج نہیں تھی۔

لمبا قد، مضبوط شاندار جسم، سیاہ tailored سوٹ، مضبوط جبڑے، اور آنکھوں میں وہ سرد سپاٹ تاثر۔۔۔ جسے دیکھ کر بڑے بڑے بزنس مین بھی نظریں جھکا لیتے تھے۔

اس کے ساتھ چلتے دو گارڈز اس کے مقابلے میں بالکل دھندلے محسوس ہو رہے تھے۔ اصل وزن خود پاشا کی موجودگی کا تھا۔

سامنے بیٹھے یاقوت اور پامیر نے مسکراتی نگاہوں سے اپنے باپ کو دیکھا۔

اس نے قدم دھیرے دھیرے رکھے، لیکن ہر قدم کے ساتھ فضاء کی تہیں جیسے کانپتی محسوس ہو رہی تھیں۔

ہجوم کے بیچ بیٹھے چند لوگ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

کچھ نے خاموش نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا

رات کی سرد ہوا اس کے کوٹ کے کناروں کو چھو رہی

تھی، مگر پاشا کے چہرے پر ذرا سی بھی حرکت نہیں

تھی۔

وہ چل کر وہاں پہنچا جہاں سب بڑے بیٹھے تھے، اور بنا

کسی لفظ کے پہلی صف کی خالی کرسی پر بیٹھ گیا جیسے وہ

جگہ پہلے دن سے اسی کی ہو۔

اینکر کی آواز ہلکی سی کانپ گئی۔

"س۔۔۔سر۔۔۔ویلکم۔"

پاشانے جواب میں صرف ایک مختصر سا سر ہلا یا۔

پھر اس کی نظریں اس گاڑی پر جا ٹھہریں جس کی

نیلامی ہو رہی تھی۔

ایک ایسی نظر۔۔۔ جس میں ملکیت کا اعلان تھا۔

ہجوم میں کوئی ابھی بولی بڑھانے والا تھا کہ پاشانے

آہستہ سے ایک ہاتھ اٹھایا۔

اینکر کی آواز گونج اٹھی

"سر پاشانے بولی دی ہے۔۔۔نائنٹی ملین"!

ایک لمحہ

پھر پورا ہال جیسے دہک اُٹھا۔

ستر ملین سے سیدھا نوے ملین۔۔۔۔

یاقوت اور پامیر نے اپنی ہنسی بمشکل دبائی کیونکہ سب

کے چہرے دیکھنے لائق تھے۔

یہ دماغ اسکا اپنا تھا گاڑی بولی کے بغیر واپس نہیں آسکتی

تھی لیکن اگر قیمت اتنی بڑھ جائے جو کوئی ادا نہ کر

پائے تو ضرور واپس آسکتی تھی۔

یہ صرف بولی نہیں تھی، یہ اعلان تھا کہ کھیل اب پاشا

کے ہاتھ میں ہے

بہت سے ہاتھ جو اٹھے ہوئے تھے، آہستہ آہستہ نیچے

گرنے لگے۔

کچھ چہروں پر حیرت، کچھ پر ڈر، کچھ پر وہ خاموش

شکست جو صرف پاشا کے سامنے آتی تھی۔

گاڑی کی چمک اب بھی تیز تھی، مگر اس سے بھی بڑھ

کر پاشا کا رعب اس رات کی نیلامی کا اصل مرکز بن چکا

تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

"آئی ایم داونر۔۔۔میں نے کر دکھایا۔۔۔ہاہ۔۔۔"

ابراہیم خوشی سے چور اپنے بندوں کے ساتھ اس خوشی کو سیلیبریٹ کرنے میں مگن تھا جبکہ جس کی ساری محنت تھی وہ ایک طرح ٹیبل سے ٹیک لگائے کھڑا اپنے ہاتھ میں آئی پیڈ لئے سامنے کا منظر دیکھ رہا تھا

اسکا شیطانی دماغ ایک وقت میں نجانے کتنی جگہوں پر ایک ساتھ لگا ہوا تھا۔

اس وقت وہ نیلی جینز پر وائٹ شرٹ پہنے کف

موڑے خاصا جاذب نظر لگ رہا تھا وہ ہاتھ میں سینسر

پین لئے کچھ بہت گہرا سوچ رہا تھا جب اسے خود پر کسی

کی گرم نگاہیں محسوس ہوئی

زارک نے جبڑے بھینچ کر پین کان کے پیچھے اڑسا اور

آئی پیڈ بند کر کر کمرے سے باہر نکل گیا

اسے ان پارٹیز سے بھی کوئی لینا دینا نہیں تھا

اسکی طبعیت اتنی کھڑوس اور اڑیل تھی اسے آج تک

مسکراتے ہوئے بھی کسی نے نہیں دیکھا تھا

باہر آتے وہ سیدھا گاڑی نکال کر لے گیا۔

____

داراب نے جیسے تیسے کر کر بات کرلی تھی یہاں سکیورٹی پر اسکی جگہ کسی اور آفیسر کو بلالیا گیا تھا جس کے آتے ہی داراب موقع پاتے اپنی فورس لے کر یہاں سے نکل پڑا۔

راستے میں ہی اسکا موبائل بیپ کرنے لگا داراب نے بنا دیکھے کال اٹھالی جب آگے سے گونجنے والی چیخ پر اسکے پیر بے ساختہ بریک پر جا لگے۔

"بیلا۔۔۔بیلا کیا ہوا؟" اسکی چیخ سنتے وہ ٹھیک ٹھاک

پریشان ہوا۔

"امارا پیر۔۔۔۔۔داراب" وہ فرش پر بیٹھی اپنا پیر
تھامے بری طرح سے رو رہی تھی

"کیا ہوا پیر کو۔۔۔رونا بند کرو مجھے بتاؤ" وہ فکر مندی

سے پوچھتا پھر سے گاڑی سٹارٹ کر گیا
اسے پتہ ہوتا کہ یہ بریک اسکی زندگی کی سب سے بڑی
غلطی تھی تو وہ کبھی مر کر بھی نہ لگاتا۔

"داراب" وہ ہچکیوں میں روتی ہوئی ٹھیک سے بول تک نہیں پا رہی تھی۔

"گھر والے سب کہاں ہیں۔۔۔فون دو کسی کو "

"ک۔۔۔کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔مورے اور سیماب۔۔۔۔زی کے گھر گیا ہے

۔۔۔داراب۔۔۔ام۔۔۔ام کو بہت درد ہو رہا ہے"

وہ اب اور تیز رونے لگی تھی

داراب نے کال بند کر کر حویلی کی لینڈلائن پر کال کی

جسے کسی نے نہیں اٹھایا اس نے غصّے سے جھنجھلا کر

فون ہی ڈیش بورڈ پر دے مارا

اور پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتا اسکا حل سوچنے لگا۔

آخر میں مجبور ہوتے اس نے اپنی فورس کو کال کی اور

انہیں کچھ ہدایات دیتے گاڑی کا رخ حویلی کی جانب

موڑ دیا۔

بولی کے بعد اب ریس کی باری تھی ساری گاڑیاں

لائن قطار کھڑی تھی سب کے انجن اپنی اپنی دہشت

بیان کر رہے تھے اور بولی لگانے والوں کی نظریں ان ٹکی تھی

گاڑیوں کے شیشے جیسے ہی اوپر ہوئے ہوائی فائر کر دیا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری گاڑیاں دھول اڑاتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

وہ جلد ہی حویلی پہنچ چکا تھا لیکن آتے ہی اسکا دماغ مزید کھولن کی زد میں آگیا یہ دیکھ کہ سارے ملازم چھٹی پر

چلے گئے تھے حویلی کے باہر صرف گارڈز پہرے پر
کھڑے تھے اندر سے بلکل سناٹا تھا

داراب دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا جیسے ہی کمرے میں
پہنچا سامنے کا منظر دیکھ اسکی آنکھیں بے اختیار پھیلتی
چلی گئیں۔

بیلا فرش پر بکھرے کانچ کے بیچ بیٹھی اپنا زخمی پیر
پکڑے سوں سوں کرتی رو رہی تھی۔

داراب ایک ہی جست میں اپنا پیر بچاتے اس تک پہنچا
جو اسے دیکھ مزید رونے لگی تھی۔

"بیلا۔۔۔کیسے ہوا یہ ؟" وہ اسکا زخمی پیر تھام کر دیکھنے لگا زخم واقعی گہرا تھا

"ام۔۔۔ام سے یہ گر کر پیر میں لگ گیا" اس نے مرر لیمپ کی جانب اشارہ کیا جو وہ اکثر میک اپ کرتے ہوئے استعمال کرتی تھی۔

"پاگل تھی دھیان سے نہیں کر سکتی تھی اب لگوا لی ناں" وہ مصنوعی سا ڈپٹ کر اسے گود میں اٹھا کر بیڈ تک لایا

اور دھیرے سے بٹھا کر جلدی سے فرسٹ ایڈ باکس ڈھونڈا۔

اس دوران بیلا سوں سوں کرتی مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھی جس کا یہ روپ اسکے لئے نیا تھا اسکی فکر کرنا بیلا کو کہیں نہ کہیں اچھا لگا۔

داراب نے اسے بینڈج کر کر درد سے تھوڑا آرام دلایا۔ کہ تب ہی اسکا فون بج پڑا

"ہاں بس آرہا ہوں" مقابل کی بات پر وہ جلد بازی میں بولا ایسے جیسے کسی ریس کے بیچ سے آیا ہو۔

"اب ٹھیک ہے درد؟" اس نے نرمی سے پوچھا بیلا نے دھیرے سے سرہاں میں ہلا دیا۔ اسکی معصومیت پر داراب چند پل تو پلکیں نہیں جھپکا سکا۔

"اچھا میں چلتا ہوں۔۔۔ اپنا دھیان رکھنا او کے" وہ اگلی کال ٹون سنتے فوراً سے اٹھ کھڑا ہوا اس سے پہلے بیلا نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

داراب نے مڑ کر اسے دیکھا جس کے چہرے پر خوف عیاں تھا اسکی آنکھوں میں اترتی نمی داراب کو بے چین کر گئی۔

"ام کو چھوڑ کر مت جاؤ" لہجے میں عرق اپنے آپ اتر آیا تھا جس پر داراب پر جیسے سکتہ سا ہو گیا کمرے کی خاموشی میں دونوں کی سانسوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی

"میرا جانا ضروری ہے بیلا" اتنی نرمی اور محبت۔ بیلا کا دل بے اختیار زور سے دھڑکا یہ بے ساختہ تھا جس پر وہ خود بھی گڑبڑا گئی۔

"ام کو چھوڑ کر؟" وہ بچوں کی طرح ضد پر اتر رہی تھی

"نہیں۔۔۔مجھے ایک ضروری مش" وہ آگے کچھ کہتا

اسکا موبائل بج پڑا جو دائیں پاکٹ میں تھا بیلا نے ہاتھ

بھی داراب کا دائیاں ہی پکڑ رکھا تھا۔اسے خیال تھا

داراب ہاتھ چھڑوا لے گا

لیکن اسے حیرت ہوئی

داراب نے دوسرے ہاتھ سے اپنا موبائل نکال کر

کال اٹینڈ کی

"ہاں بولو" اسکے پوچھنے پر سامنے سے جو خبر ملی اسے

سن کر داراب ہل کر رہ گیا وہ لوگ نکل چکے تھے

"کیسے۔۔۔ تم لوگ جھک مار رہے ہو" وہ بے اختیار ان پر چیخا جب بیلا کو ڈرتے دیکھ اپنی آواز میں کمی لے آیا اور کچھ ہدایات انکو دینے لگا

کال بند کرتے وہ سر پکڑ کر وہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔

اسے یوں دیکھ بیلا کی آنکھوں میں چمک اتر آئی تھی۔

اس نے سائیڈ رکھا پانی کا گلاس اٹھا کر داراب کی جانب بڑھا دیا جسے پکڑ کر وہ ایک ہی گھونٹ میں سارا پی گیا بنا یہ دیکھے کہ پانی کا رنگ کچھ بدلا بدلا سا تھا۔

بیلا کی نگاہیں مسلسل داراب کے ہاتھ پر تھی دل میں
ایک انجانا سا خوف بھی کہ کہیں وہ رک کر بیچ میں پانی

کا رنگ نہ دیکھ لیتا جو ہلکا گلابی تھا۔ پانی ختم ہوتے بیلا نے سکھ کا سانس لیا اور گلاس اسکے ہاتھ سے لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

داراب کو ایک کے بعد ایک کال آ رہی تھی وہ کبھی ایک کا جواب دیتا تو کبھی دوسری کا اسے کیسے بھی کر کر نکلنا تھا اس مشن کی ناکامی اسکی زندگی بھر کی جمع پونجی کو برباد کر سکتی تھی۔

بیلا دھیرے سے بیڈ سے نیچے پاؤں لٹکائے اترنے لگی جب داراب نے بے ساختہ روک لیا۔

"کیا کر رہی ہو۔۔۔ تمہیں چوٹ لگی ہے کہا جا رہی ہو؟" وہ مصنوعی انداز میں ڈپٹ رہا تھا۔

"وو۔۔۔واش روم" وہ ہکلا کر بمشکل بولی

داراب نے ذرا ہٹ کر اسے راستہ دیا اتنے میں اگلی کال نے اسکی ساری توجہ اپنی جانب مبزول کروالی۔

بیلا جلدی سے لڑکھڑاتی باتھ روم میں آئی جہاں پہلے سے اس نے آج رات کے لئے خوبصورت ساڈریس تیار کررکھا تھا وہ مرر میں خود کو ایک نظر دیکھتی بے اختیار گہرا مسکرادی۔

"اب دیکھتی ہوں۔۔۔اس سلطنت کو میری مٹھی میں آنے سے کون سے روکتا ہے" وہ لہجے سے ہی کوئی فاتح لگ رہی تھی

ڈریس اٹھاتی وہ شاور لینے لگی تیار ہونے کا باقی سامان بھی ڈریسنگ روم میں ہی موجود تھا اسے اب یقین تھا داراب کہیں نہیں جائے گا وہ سکوں سے اپنی تیاریاں مکمل کرنے لگی۔

باہر داراب ایک پیر پر کھڑا یہاں وہاں چکر کاٹتے ہوئے مسلسل اپنی فورس کے ساتھ رابطے میں تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

نیلامی ختم ہوتے ہی اسٹیڈیم میں اچانک ایک نئی ہلچل سی پھیل گئی۔ اسٹیج کے پیچھے لگی بڑی بڑی ایل ای ڈی اسکرینوں پر اب ریس ٹریک کی ویڈیو چلنے لگی تھی۔ موسیقی کی بیس بڑھ چکی تھی وہی دھڑکنوں کے ساتھ قدم ملاتی ہوئی۔ لوگ اپنی اپنی سیٹوں سے اٹھ کر آگے جھک رہے تھے۔ ہر کوئی اپنی پسند کی گاڑی پر نظریں گاڑے بیٹھا تھا۔

نیچے پارکنگ لائن سے اندر داخل ہوتی گاڑیوں کے انجن ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہوئے دھاڑ رہے تھے۔

چمکتی ہوئی باڈی، ہائی وولٹیج لائٹس، اور رات کے اندھیرے سے ٹکرا کر نکلتی تیز روشنی پورے ماحول کو فلمی بنا رہی تھی۔

"ریسسٹ سٹارٹر لائن پر گاڑیاں بندھی جا رہی ہیں۔" اینکر کی پرجوش آواز فضا میں گونجی تو ہجوم نے سیٹیاں بجادیں۔

کیمرے ٹریک کے اوپر گھوم رہے تھے۔

ڈریگ سٹریپ پندرہ فٹ اونچے میٹل آرچ سے

شروع ہوتی تھی جس کے اوپر جلتی روشنیوں میں لکھا

تھا

"دانائٹ بیسٹ ریس"

پاشا کی جیتی ہوئی Black Reign گاڑی ایک

سائیڈ میں الگ سے کھڑی تھی،

اس کا انجن بند مگر اس کے گرد جلتی ہلکی نیون لائنز

اسے باقی سب سے الگ اور زیادہ خطرناک بنا رہی

تھیں۔ لوگ اس پر فخر، حسد اور خوف سب ساتھ ساتھ محسوس کر رہے تھے۔

"جینٹل مین! اگلے بیس منٹ میں ریس کا آغاز ہو گا" اسٹیج ماسٹر کی آواز گونجی۔ ہجوم میں جیسے بجلی دوڑ گئی۔ کئی لوگ جلدی جلدی اپنے فون آن کر کے لائیو سٹریمنگ لگا رہے تھے۔ بزنس مین اپنی نشستوں کے کناروں پر آگے کو جھک کر کمنٹ کر رہے تھے۔

"آج کی ریس تاریخ بنائے گی۔"

"سناؤ، کون سا ڈرائیور فیورٹ ہے تمہارا؟"

"یار، رات کی ریس میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

ہر کوئی اپنی اپنی بات کر رہا تھا

ٹریک کے کنارے کھڑے میکانکس اپنی آخری چیکیں کر رہے تھے۔ ٹائر گرم کیے جا رہے تھے، انجنوں کی بے ربط دھاڑ بے قابو درندوں کا شور بن چکی تھی۔

لائٹنگ ٹیم نے اسٹیڈیم کی مرکزی لائٹس کم کر دی تھیں

اب صرف ٹریک پر روشنی تھی، جیسے رات کی
سٹریٹ لیمپ کے نیچے موت اور رفتار کا کھیل ہونے
والا ہو۔

ہجوم میں ایک عجیب سا تجسس تھا۔
جیسے ہر کوئی کسی بڑے لمحے کا انتظار کر رہا ہو۔
پسینے اور پٹرول کی ملی جلی خوشبو ہوا میں تیر رہی تھی۔
"بیسٹ آف لک بھائی" پامیر آگے بڑھ کر پاشا کے
کندھے سے لگا۔

"پلیز۔۔۔اپنا دھیان رکھئے گا" یاقوت کو یہاں آکر

اندازہ ہوا تھا کہ یہاں کے لوگ جیت کو لے کر کتنے

جنونی ہیں ہار وہ کسی صورت تسلیم نہیں کریں گے پھر

چاہے جیت انکو کسی بھی قیمت پر ملے۔

"ڈونٹ وری۔۔۔سب ٹھیک ہو گا" پاشا اسے تسلی

دیتے مسکرا کر آگے بڑھا

ان پر دور کہیں سے کسی کی نظر تھی

"ریس میں پلان کے مطابق پاشا جا رہا ہے۔۔۔اور

اب ہمارا کام اور آسان ہو گیا ہے یہ ریس اگلے دو گھنٹے

ختم نہیں ہو گی "

وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا جگہ جگہ انکے بندے

پھیلے ہوئے تھے۔

"ڈرائیورز !اپنی پوزیشن پر آجائیں" !

یہ اعلان ہوتے ہی پورا اسٹیڈیم جیسے اپنی سانسیں

روک گیا۔

کالی شیلڈ ماسک پہنے ڈرائیور اپنی اپنی گاڑیوں میں اترنے لگے۔

ہر قدم مضبوط، ہر حرکت ناپ تول کر کی گئی جیسے وہ انسان نہیں، مصنوعی طور پر تیار کیے گئے ریسنگ مشینز ہوں۔

کیمرے زوم کرتے گئے۔ اینکر کی آواز پھر ابھری "پانچ گاڑیاں۔۔۔ ایک رات۔۔۔ ایک ٹائٹل۔ خیر مقدم ہے نائٹ بیسٹ ریس کا" ہجوم چیخ اٹھا۔

اور اسی شور میں پاشا نے اپنے ہاتھ جیب میں ڈال کر ٹریک کی طرف دیکھا

اسٹیڈیم کی لائٹس اچانک مزید دھیمی ہو گئیں۔

صرف ٹریک کے دونوں طرف کی سفید پٹیاں چمک رہیں تھیں

سب لوگ اپنی سانسیں روک کر کھڑے تھے

"آن یور مارکس۔۔۔۔"

پانچ گاڑیاں اپنی لائن پر آ کھڑی ہوئیں۔

انجنوں کی گڑ گڑاہٹ سے زمین ہل رہی تھی

بلیک رین کی نیون سٹرپس آہستہ آہستہ پلس کر رہی تھیں،

جیسے اس کے اندر بھی کوئی درندہ سانس لے رہا ہو۔

"سیٹ۔۔۔" !

کیمروں نے زوم کیا ڈرائیوروں کی سانسیں، ہاتھوں کی گرفت، ہر لمحہ سست محسوس ہونے لگا۔

ہجوم مکمل خاموش۔

جیسے پوری رات اس ایک سیکنڈ کی قید میں ہو۔

"گو۔۔۔"

ریس شروع ہوتے ہی سب گاڑیاں گولی کی طرح

ٹریک پر دوڑ پڑیں۔

ٹائروں نے ایک دم سلپ مار کر سفید دھواں چھوڑا۔

شور اتنا تیز تھا جیسے جہاز رن وے چھوڑ رہا ہو۔

ایل ای ڈی اسکرینوں پر اسپیڈ ریڈنگز چھلانگیں مارنے

لگیں

KMH280...260...240...200۔

۔ Black Reign پیچھے نہیں، سیدھا درمیان
کی لائن سے آگے نکل کر دو گاڑیوں کے بیچ سے اپنا
راستہ بنا رہی تھی۔ ہجوم پاگل ہو چکا تھا۔

"اوئے دیکھو! بلیک رین کے اکسلریشن کو"!

"یہ گاڑی چیز ہی اور ہے"!

لوگ ستائشی نظروں سے اسی ایک گاڑی کو دیکھ رہے
تھے۔

یاقوت اور پامیر بے اختیار آگے کو جھک گئے۔

ٹرن نمبر 1 پر سب گاڑیاں ایک ساتھ مڑیں

رفتار کی وجہ سے کئی گاڑیاں سائیڈ کو پھسل گئیں، لیکن بلیک رین اس طرح مڑی جیسے اسے ٹریک یاد ہو۔

"میرا دل پتہ نہیں کیوں گھبرا رہا ہے" پامیر جو کب سے ایک عجیب سی کشمکش میں گھرا کھڑا تھا بالآخر بول پڑا۔

"فکر مت کرو۔۔۔بھائی جیت جائیں گے "

"مجھے اسکی فکر نہیں۔۔۔ لیکن دل میں عجیب سے وسوسے آرہے ہیں" وہ خود اپنی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھا۔

یاقوت نے پانی کی بوٹل اسکی جانب بڑھائی جسے تھام کر میرو نے ایک ہی سانس میں پی لیا

"طبعیت ٹھیک نہیں ہے؟" اسکی رنگت زرد پڑتی دیکھ یاقوت نے فکر مندی سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ اسکی ضرورت نہیں بس بھائی واپس آجائیں" وہ چھوٹا تھا اور زیحال کی غیر موجودگی

میں یاقوت کو ہی اسے سمبھالنا تھا۔ وہ پامیر کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ لگا گیا۔

سب لوگ جیتنے والے کے منتظر تھے لیکن ایک بات تھی سب کو یقین تھا جہاں "بلیک رین" آئے گی وہاں کوئی اور گاڑی کبھی ٹک نہیں سکتی تھی۔

بیلا جیسے ہی شاور لے کر تیار ہو کر نکلی سامنے خالی کمرہ اسکا منہ چڑا رہا تھا اسکا دل دھک سے رکا وہ بے اختیار آگے آئی اور داراب کو تلاش کرنے لگی۔

تب ہی اسکے کمرے کا دروازہ ناک ہوا

"بیلا۔۔۔ام ادر ہی ہے۔۔۔تم کو کچھ چاہئے تو ام کو بتا دینا" یہ سیماب کی آواز تھی جسے سن کر بیلا کو یکدم جھٹکا لگا۔

داراب سیماب کو بلا کر خود ڈیوٹی پر چلا گیا تھا یہ سوچتے ہی بیلا کا فشار خون ابلنے لگا۔

وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر تیز تیز سانس لینے لگی۔

"داراب۔۔۔یہ تم نے اچھا نہیں کیا" اسکا بس نہیں چلا سارے کمرے کو تہس نہس کر کر رکھ دیتی۔

وہ ضبط کرتی لڑکھڑاتی ہوئی بیڈ تک آئی

اور دھپ سے بیٹھ کر اپنے پیر کو دیکھنے لگی جان بوجھ کر

لگوائی گئی چوٹ بھی بے کار گئی۔اسکا پورا پلان ہی بے

کار ہو گیا تھا۔

اسکی جیپ فل رفتار سے بھاگ رہی تھی جب اچانک

داراب کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا وہ بے اختیار

جیپ سڑک کے کنارے پر لگا گیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے مجھے"

وہ جھر جھری سی لیتا خود کو جیسے ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگا۔

ان دوائیوں کا اثر دھیرے دھیرے اسکے سر چڑھ رہا تھا داراب کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ یہ اچانک ہونے کیا لگا تھا

تب ہی اسکے موبائل کی گھنٹی بجی ویول کی ہی کال تھی

"سر۔۔۔ سر کہاں ہیں آپ۔۔۔ وہ لوگ نکل رہے ہیں سر" اسکے لہجے میں از حد پریشانی تھی وہ لوگ اس

وقت انھی کے پیچھے تھے لیکن انکو کمانڈ دینے والا

صرف داراب ہی تھا۔

"میں آرہا ہوں" وہ فون بند کرتے ایک بار پھر جیپ

سٹارٹ کر گیا لیکن تھوڑی دور تک گیا ہی تھا کہ اسکے

ہاتھ سٹیرنگ پر اپنے آپ پھسلنے لگے

جیپ سڑک پر دائیں بائیں ہوتی اپنا بیلنس کھو رہی

تھی۔

داراب راستہ دھندلاتے دیکھ بریک پر پاؤں رکھ گیا۔

اسکے اندر عجیب سی گھٹن کا احساس بڑھنے لگا تھا۔ وہ نہ

محسوس طریقے سے اپنی شرٹ کے اوپر والے دو بٹن کھول گیا

ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اسکے اندر بڑھتی گھٹن کو ایک پل کیلئے کم کیا لیکن اسکے ماتھے پر چمکتی پسینے کی بوندیں مزید بڑھ رہی تھیں۔

"یہ۔۔۔یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔میرا سر" وہ سر دونوں ہاتھوں میں تھامے سٹیرنگ پر گر گیا۔

وہ جیپ سے اتر کر یہاں وہاں دیکھنے لگا پوری سڑک

رات کے اس پہر سنسان پڑی تھی دور دور تک کوئی

دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

بڑھتے وقت کے ساتھ اس پر دواؤں کا اثر سٹرونگ

ہوتا جا رہا تھا۔

داراب کچھ سوچ کر آگے بڑھا جب اسکے قدم بے

ساختہ لڑکھڑا گئے۔وہ گرنے ہی لگا تھا کہ کسی کے

مضبوط ہاتھوں نے اسے تھام لیا۔

داراب نے بے اختیار سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

بلیک جینز اور شرٹ پر گاڑھے پیلے رنگ کی ہڈی پہنے شولڈر تک آتے سلکی بال۔اور سبز ویران پر کشش آنکھیں۔جن کی سرخی گواہ تھی وہ شاید رو کر آئی تھی۔

"کیا بات ہے انسپکٹر صاحب۔۔۔رات کے اس وقت لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ کہاں کے ارادے ہیں؟"وہ ہمیشہ کی طرح اپنے مخصوص منہ

پھٹ سٹائل میں بولی تھی۔ خود کو چٹکیوں میں کمپوز کرنا اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

جبکہ داراب تو جیسے اسے رات اس پہر یہاں دیکھ ہی دنگ رہ گیا تھا اس نے ہاتھ ہلا کر داراب کو ہوش دلانے کی کوشش کی۔ وہ ہڑبڑا کر کھڑا ہونے کی کوشش کرنے لگا لیکن ناکام ہو گیا۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے مشن پر جانا ہے" وہ بمشکل بولتے سیدھا ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ سر بری طرح سے گھوم رہا تھا۔

"مشن ۔۔۔ تم اگلے چوک تک جانے کے قابل تو ہو نہیں آئے بڑے مشن پر جانے والے" وہ منہ بسور کر بولی

داراب اس وقت کوئی بھی جوابی حملہ کرنے سے بری طرح قاصر تھا اسکے ذہن میں صرف وہی مشن گھوم رہا تھا جس پر پہنچنا سب سے زیادہ ضروری تھا۔

"میرا۔۔۔ میرا جانا ضروری ہے" اسکی ایک ہی رٹ تھی اس نے ناک بھنویں چڑھا کر اسے دیکھا۔

"اس وقت اپنا آپ سمبھال لو کافی ہے ویسے ایک

کیس اب تم پر بنتا ہے۔۔۔ایسی حالت میں سڑک پر

نکلنا خطرے سے خالی نہیں" وہ سمجھداری سے اسے

سہارا دے کر جیپ تک لائی

اتنا اسے اندازہ تھا کہ دارا ب ڈرائیونگ کی حالت میں

نہیں ہے۔

وہ اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر آس پاس دیکھنے لگی جیسے

اسی کے کسی ساتھی کو ڈھونڈ رہی ہو لیکن اسکے ساتھ

کوئی نہیں تھا

مجبوراً وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گئی اسکا گھر یہاں سے پانچ منٹ کی دوری پر تھا وہ احتیاط کیلئے اسے اپنے گھر لے آئی کیونکہ داراب کو وردی میں اس نشے کی حالت میں کوئی دیکھ لیتا تو اسکا کیریئر خطرے میں آ سکتا تھا۔

گھر پہنچتے اس نے داراب کو سہارا دیا اور ڈرائنگ روم تک لے آئی

جہاں صوفے پر بٹھاتے وہ خود اسکے لئے گرم کافی بنانے گئی ٹھنڈا اتنی تھی جیسے ہڈیوں کو چیر کر جسم میں

داخل ہو رہی ہو لیکن اسکے باوجود داراب پر اسے
حیرت تھی۔

وہ پسینے میں اس طرح بھیگ رہا تھا جیسے جون کی تپتی
ریت پر سورج کے نیچے کھڑا ہو۔

وہ بار بار اپنے گلے پر ہاتھ مارتا بری طرح سے بے چین
ہو رہا تھا۔

وہ کچھ ہو دیر میں اپنے اور اسکے لئے کافی بنا کر لے
آئی۔ جسے وسط میں رکھی ٹیبل پر رکھتے اس نے
داراب کو دیکھا

"کہاں سے آرہے تھے؟" سرسری سے لہجے میں

پوچھا لیکن جواب ندارد

داراب کی کیفیت وہ سمجھنے سے قاصر تھی کیونکہ اسے

ہیوی ڈوز دیے گئے تھے جس کی وجہ سے وہ اپنے

حواس کھو رہا تھا۔داراب صوفے سے اٹھنے کی کوشش

میں لڑکھڑانے لگا تھا جب اسے بچانے کی تگ میں اسکا

ہاتھ داراب کے سینے پر آگیا۔

اتنے قریب سے دونوں نے پہلی بار ایک دوسرے کو دیکھا تھا اسکی آنکھوں میں جھانکتے داراب چند پل کیلئے تو سانس لینا بھی بھول گیا۔

وہ دھیرے سے داراب کو واپس بٹھا کر پیچھے ہٹنے ہی لگی تھی جب داراب نے اسکی کلائی مضبوطی سے تھام لی۔

"تم۔۔۔تم روئی ہو؟" اسکے سوال پر وہ چونکی داراب بے چینی سے اسکے جواب کا منتظر تھا وہ بے اختیار نظریں چرا گئی۔

"ن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ میں کیوں روؤں گی" وہ باقی دنوں کی نسبت اسے سنجیدہ لگی ورنہ تو مسکراہٹ اس لڑکی کا شیوہ تھی۔

"ج۔۔۔ جھوٹ۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ کیا بات ہے؟" وہ مشن بھول رہا تھا اسے یاد تھا تو بس اپنے قریب موجود لڑکی۔ اس پر خماری طاری ہو رہی تھی وہ جس پر بیلا کا حق تھا جسے بیلا نے اپنے لئے اجاگر کیا تھا۔ ڈوز اپنا کام کر رہے تھے لیکن غلط جگہ پر خطرناک طریقے سے۔

"مجھ جیسی کی قسمت میں رونا ہی ہے۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔اپنی فکر کرو۔۔۔اور جلدی سے ٹھیک ہو کر جاؤ یہاں سے" وہ نظریں چراتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن ناکام رہی۔

"نہیں۔۔۔غ۔۔۔غلط۔۔۔مجھے فکر ہے تمہاری" یہ بے خودی میں کہا تھا وہ بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"تمہاری۔۔۔ان خوبصورت آنکھوں میں آنسوں اچھے نہیں لگ رہے" وہ اسکی نم پلکوں سے موتی چن کر اپنے دامن میں سمیٹ گیا۔

"ت۔۔۔تم غلط کر رہے ہو" وہ اسکے ارادے کچھ کچھ بھانپ گئی تھی لیکن یہ بھی جانتی تھی کہ وہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے ورنہ داراب اس وقت یہاں بھی نہ ہوتا۔

"تم صحیح کروادو۔۔۔میں صحیح کرناچاہتاہوں" اسکے لہجے میں اترتابوجھل پن اس لڑکی کادل بے ربط کر گیا۔

وقت داراب کی حالت کی طرح کمزور ہورہاتھاوہ دھیرے دھیرے اسکی دونوں آنکھوں کی نمی اپنے لبوں سے چنتااسے کانپنے پر مجبور کر گیا۔

"د۔۔۔داراب۔۔۔" وہ اسکے سینے پرزوردیتی اسے خود سے دوردھکیل گئی۔

وہ اس سے زیادہ خود سے خوف زدہ ہو گئی تھی وہ

حالات کی کمزوریوں کی بھینٹ خود کو نہیں چڑھا سکتی

تھی لیکن جب قسمت میں کچھ لکھ دیا جائے تو انسان

بے بس ہو کر اسکے آگے گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہو ہی

جاتا ہے۔

داراب سرخ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا آج شیطان کو

صرف کونے میں کھڑے ہو کر تماشہ دیکھا تھا آج اسکا

کام بیلا ولی خان نے کر دیا تھا۔

یہ رات آج بہت سی تباہیوں کو اپنے دامن میں دفن کرنے جا رہی تھی۔ جن میں پہلی تباہی کی نظر داراب خان اور اسکا پورا کیریئر ہو رہا تھا۔

ٹیبل پر پڑا داراب کا موبائل بج بج کر بند ہو چکا تھا۔

وہ لوگ طاقت کے نشے میں چور اپنی منزل کی جانب گامزن تھے ہر کسی کے چہرے پر کمینی مسکراہٹ تھی یہاں ان کی گاڑیاں دوڑ رہی تھیں وہاں اسکی بلیک

رین ریس میں دوڑ رہی تھی جس کی بجلی کی سی رفتار ہر گاڑی کو بری طرح سے مات دے رہی تھی۔

بڑی ایل ای ڈی پر ایک ایک گاڑی دوڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ پامیر اور یاقوت پر جوش سے آگے کو گرل پر جھک گئے۔ سکرین پر زیحال کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا

جسے ایک گاڑی اوورٹیک کرنے کی کوشش میں بری طرح سے ہٹ کر رہی تھی

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہا ہے" پامیر کو اس ڈرائیور پر شدید غصّہ آیا پریشان تو یاقوت بھی ہو گیا تھا لیکن وہ خود پر ضبط کر رہا تھا۔

لاؤنج میں بیٹھے سب لوگوں کو سانپ سونگھ گیا۔

کیونکہ ٹکر لگنے کے باعث زیحال کی گاڑی خاصی پیچھے رہ گئی تھی۔

"اب کیا ہو گا" پامیر پریشان کن لہجے میں پوچھنے لگا۔

"اللّٰہ پر یقین" یاقوت کا تین لفظی جواب اور پامیر واقعی ریلیکس ہو گیا تھا۔

"یہ کیا دیکھ رہے ہیں ہم ۔۔۔ بلیک رین پیچھے رہ گئی ہے وہ گاڑی جس پر سب سے زیادہ بولی لگی تھی وہ ہار رہی ہے" سپیکر پر گونجتی اس آواز پر یاقوت اور پامیر دونوں کی رنگت سپید پڑ گئی۔

دونوں پریشانی سے اس منظر کو دیکھنے لگے

وہی دوسری جانب زمل کا دل دھک سے رک گیا۔

اسکی نظر اپنے ہبی پر ہی ٹکی تھی جس کی صرف آنکھیں بار بار بلیک رین کے ساتھ دکھائی دے رہی تھیں۔

"بلیک رین ہار رہی ہے۔۔۔اور اسکے مقابل آئرن فینٹم نے جگہ لے لی۔۔۔۔جی ناظرین آپ دیکھ سکتے ہیں سب کے دلوں کی دھڑکن ۔۔۔۔بلیک رین کو بری شکست مل چک "

اسکا جملہ ادھورا ہی رہ گیا جب سٹیڈیم ایک بار پھر شور سے گونج اٹھا

کیونکہ بلیک رین اپنے ٹائروں سے دھول اڑھاتی سامنے سے آتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی کیمرا بار بار اسے ہی فوکس کر رہا تھا۔

اس وقت سب پر ایک سکتہ سا طاری ہو گیا تھا وہ گاڑی واقعی کسی بیسٹ کی روح لگتی تھی دیکھنے والوں کو اپنے سحر میں ایسا جکڑتی کہ پھر کوئی آسانی سے نہ نکل پاتا۔ چاروں گاڑیاں جو آگے آگے بھاگ رہی تھیں انکو دھول چٹاتے پلک جھپکنے سے پہلے بلیک رین بہت آگے نکل گئی تھی۔

زیحال نے بیک ویو مرر میں سے پیچھے رہ جانے والی گاڑیوں کو دیکھا اور پھر سٹیرنگ پر ہاتھ پھیرتے ایک ادا سے مسکرا دیا۔

"یس۔۔۔یس۔۔۔" پامیر چیختے ہوئے اچھلنے لگا تھا

ابھی بھی کافی فاصلہ تھا جسے طے کیا جانا تھا یہ صرف فاصلہ نہیں کئ لوگوں کی ہار بھی تھی کیونکہ جیت تو صرف ایک ہی شخص کی مقدر بنی تھی اسکی جو مقدر کا سکندر تھا اور وہ کون تھا یہ سب کو دکھائی دے رہا تھا۔

دوسری جانب برلاس نے پورا پاشا ولا سر پر اٹھا رکھا تھا وہ اور بچے ایسے چیخ رہے تھے جیسے انکی چیخیں سٹیڈیم تک پہنچ رہی ہو۔

تب ہی زیحال کا موبائل بج پڑا اس نے کان میں لگے

ایئربڈز پر لگے بٹن کو کلک کیا۔

"پاشا۔۔۔وہ لوگ نکل چکے ہیں اور انکو روکنے کیلئے

داراب لالا کی ڈیوٹی لگی تھی لیکن وہ اب تک نہیں پہنچے

پاشا" یہ خبر ملتے اسکا پیر بے اختیار بریک پر جا پڑا لیکن

وہ تو اچھا تھا ٹرن آگیا تھا

وہ گاڑی پھر سے ٹریک پر لے آیا تھا۔

"کیا مطلب۔۔۔لالا کہاں گئے ؟" اسکے لہجے میں از

حد فکر نمایاں تھی

وہ اس ڈیل کے بارے میں جانتا تھا لیکن یہ بھی جانتا تھا کہ اسکے لئے داراب کی ڈیوٹی لگی تھی اور وہ اپنی ڈیوٹی کو لے کر کبھی لاپرواہ نہیں ہو سکتا تھا۔

"پتہ نہیں پاشا وہ لوگ نکل رہے ہیں۔۔۔بوگی ویل کو عبور کرتے وہ لوگ ہاتھ سے نکل جائیں گے پاشا ہم کچھ نہیں کر سکیں گے "

اسکی بات زیحال کے رہے سہے اوسان خطا کر گئی تھی۔

ساری بات سمجھنے میں اسے ایک پل نہ لگا تھا انکو ٹریپ
کیا گیا تھا اور وہ لوگ ہو بھی چکے تھے۔

ریس کے بیچ سے نکل کر جانا مطلب جیتی ہوئی بازی
ہار کر کسی اور کی جھولی میں ڈال دینا۔

اس سے بڑھ کر "بلیک رین" جو زیحال کو اپنے ہاتھ
سے نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

کھیل کے اصولوں کے مطابق اگر وہ درمیان سے
نکل جاتا تو بلیک رین کو مقابل پارٹی آسانی سے لے

سکتی تھی اور کون تھا اس بھرے مجمعے میں جو اس گاڑی

کو چھوڑ دیتا

آہ وہ صحیح مشکل میں آچکا تھا اسکے دشمنوں نے ایک

جانب کنواں تو دوسری جانب کھائی کھود دی تھی۔

پاشا نے اتنی زور سے سٹیرنگ پر ہاتھ مارا کہ بلیک رین

بر امان کر الارم دینے لگی اور سپیڈ پہلے سے زیادہ بڑھا

دی۔

دور کسی بلڈنگ پر کھڑے "زارک ولف" نے یہ

منظر دیکھ گہری سانس لی تھی اسکی چال کامیاب ہوئی

تھی وہ فاتح بن چکا تھا۔اس کامیابی کی وقعت ایک دھوئیں برابر تھی۔

71/1

وہ سموکنگ کرتا ہوا کھڑکی سے پیچھے ہٹا اور صوفے پر آ کر دھم سے بیٹھ گیا کلائی پر بندھی ایک ایک سوئی پر اسکی نظر تھی اسکے لوگ بوگی ویل سے ایک بار نکل جاتے تو اسکا کام پورا ہو جاتا تب تک وہ اسی انتظار کی سولی پر اٹکا رہتا۔

تب ہی اسکا موبائل بیپ کرنے لگا اس نے کال اٹھا کر موبائل کان سے لگا لیا۔

"کب تک نکلیں گے وہ لوگ؟" ابراہیم کا اشارہ اسی جانب تھا

زارک نے گہرا سانس لیا اور کن پٹی سہلاتے کمرے میں ایک نظر دوڑائی۔

"صرف پندرہ منٹ" شائستگی سے جواب دیا وہ جانتا تھا جب تک وہ لوگ اس پوائنٹ کو کراس نہیں کر لیں گے تب تک خطرہ ٹلے گا نہیں۔

لیکن اسکے مطابق اب کوئی خطرہ نہیں تھا وہ موبائل پاور آف کرتے سائیڈ میں پھینک کر خود وہی صوفے پر پھیل گیا۔

اسکے چہرے پر مکمل اطمینان تھا۔ جیسے بازی اپنے نام کرلی ہو۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-

پورا ہجوم صرف بلیک رین پر نظریں گاڑھے بیٹھا تھا جو اس وقت پورے ایل ای ڈی کی طرح انکے دلوں پر بھی قابض ہو چکی تھی وہ جس طرح بھاگتی ہوئی دھول اڑاتی آرہی تھی یہ منظر ایک ہالی ووڈ کی مووی سے کم نہیں لگ رہا تھا

سپیکر میں بلیک رین کا نام پورے جوش سے گونج رہا

تھا

"پاشا۔۔۔پاشا" کراؤڈ اسکے نام کے نارے لگانے لگا

تھا۔ ہر کوئی پر جوش و خروش دکھائی دے رہا تھا۔

فائر ورکس ہونے لگے تھے۔ ہجوم پاگل ہو رہا تھا جو ہار

رہے تھے وہ بھی اور جو جیت رہے تھے وہ بھی۔ اب

سکرین کے بجائے ساری گاڑیاں سامنے ٹریک پر

دوڑتی ہے نظر آرہی تھیں جسے دیکھ شور اور جان پکڑ

گیا تھا۔

یاقوت اور پامیر بھی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

دوسری جانب برلاس تو سکرین سے ہی لپٹ گیا تھا وہ

سب الگ چیخ کر سب انجوائے کر رہے تھے۔

زمل کا دل دھک دھک کر رہا تھا اسے اپنی ہبی کی

گاڑی دکھائی دے رہی تھی جو اس وقت پوری دنیا کی

نظر میں تھی۔

وقت بڑھ رہا تھا فنشنگ لائن تک آتے آتے وقت

پلٹ بھی تو سکتا تھا یہی دھڑ کا سب کو لگا ہوا تھا لیکن

کوئی بھول کیسے سکتا تھا کہ وہ بلیک رین تھی جسے بنانے والا خود پاشا بے تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے سب سانس روک گئے فضا میں برپا شور بند ہو گیا سب جیسے پتھر کے ہو گئے ہوائیں بھی کچھ دیر تھم کر یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

"اور یہ بازی ہوتی ہے "بلیک رین" کے نام" سپیکر میں گونجتی آواز کے ساتھ شور ایک بار پھر برپا ہو گیا تھا گرل کے کناروں سے چنگاریاں بلند کر دی گئیں

آسمان میں فائر ورک ہوتے رات کو دن کے سماں میں
بدل گئے۔
پا میرا اچھلتا ہوا خوشی سے یاقوت کے ساتھ لپٹ گیا
وہاں برلاس نے پورا پاشا ولا سر پر اٹھا لیا تھا وہ سب
بھی آپس میں گلے ملتی ایک دوسرے کو مبارک دینے
لگیں ہر طرف خوشی کا ماحول بن چکا تھا لیکن یہ کیا۔
ہر جانب سناٹا پھر سے چھا گیا سب کی آنکھیں متحیر سی
پھیلنے لگی کیونکہ بلیک رین فنشنگ لائن پر آ کر رکی

نہیں بلکہ اسی طرح دھول اٹھاتی ہوئی سب کی آنکھوں سے اوجھل ہوتی سٹیڈیم سے باہر نکل گئی۔

"یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔۔۔بلیک رین ریس جیت کر بھی نہیں رکی۔۔۔کیا یہ کوئی غلطی تھی یا کوئی نیا ایکشن" سپیکر پر گونجتی آواز سب کو تشویش میں مبتلا کر گئی۔ہر کوئی باتیں کرنے لگا تھا وہی یاقوت اور پامیر پریشان ہوتے یہ منظر دیکھنے لگے۔

وہ لوگ اپنی دھن میں جا رہے تھے جب اچانک انکی

گاڑیوں میں الارم بجنے لگے خطرہ ڈیٹیکٹ کیا جا رہا تھا

ہر کوئی پریشان سا موبائل ہاتھ میں پکڑ گیا سب میں

ایک ہلچل سی مچ گئ۔

"ہیلو۔۔۔ ہمیں ریڈ الرٹ ملا ہے۔۔۔ معلوم کرو کیا

ہے یہ" وہ بندہ پیچھے کال پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

جس کی کال نے بوال سا مچا دیا تھا۔

ان کی ان گنت گاڑیاں ایک ہی لائن میں پہاڑی

راستے سے ہو کر اپنی منزل کی جانب رواں دواں

تھیں جب انہی میں سے ایک گاڑی میں بلاسٹ ہوتا

سب کو ہلا کر رکھ گیا۔اس سے پہلے وہ لوگ گاڑیاں

روکتے دوسری گاڑی بھی اسی زد میں آتی تباہ ہو گئی۔

"ہیلو۔۔۔الرٹ ہو جاؤ۔۔۔حملہ ہوا ہے ہم پر ہیلو

۔۔۔کوئی سن رہا ہے؟" وہ موبائل پر چیخ رہا تھا لیکن

موبائل بھی ٹوں ٹوں کی آواز دیتا دم توڑ گیا۔

اسے دم توڑنا تھا کیونکہ اسکا وقت اتنا ہی تھا اب وقت

اسکا تھا جو رشتے میں ان سب کا باپ لگتا تھا۔

دور کہیں پہاڑی پر موجود دو گہرے جھیل سی آنکھوں میں دہشت جاگی تھی۔ہاتھ میں پکڑے الائٹر سے نکلتی چنگاری نے اسکے ہونٹوں میں دبے سگار کو سلگا کر دہشت کی ایک نئی رقم قائم کر دی تھی۔

جس کے بعد ایک ایک کر کر انکی گاڑی اسی تباہی کی زد میں آتی گئیں۔ان لوگوں کو سمبھلنے کا موقع ہی نہیں مل سکا تھا ہر جانب ایک ہلچل سی ہونے لگی تھی۔

یہاں زارک اپنا موبائل بند کئے پر سکون نیند سو رہا تھا

بنا یہ جانے کہ وہاں اسکے لوگوں کی تباہی اٹھ رہی

تھی۔ سارا اپلان دیکھتے ہی دیکھتے ہوا ہو گیا تھا۔

وہ دور سے ایک ایک گاڑی کے ٹائر کو نشانہ بنا رہا تھا اور

تاریخ گواہ تھی اسکے نشانے کبھی چوکتے نہیں تھے۔ ہر

نشانہ عین نشانے پر لگ رہا تھا۔

دور کہیں سے پولیس کی گاڑیاں بھی آتی دکھائی دی

جن کو دیکھ وہ لوگ مزید پریشان ہو گئے

انتظام پولیس اور پاشا دونوں کا کیا تھا لیکن عین وقت پر دونوں ہی آجائیں گے وہ بھی ایک ساتھ یہ تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

"کوئی کال نہیں اٹھا رہا۔۔۔پولیس ہم تک پہنچ رہی ہے۔۔۔ کیا کریں ہم؟" وہ لوگ بری طرح سے بوکھلا گئے تھے ہاتھ پیر الگ پھول رہے تھے۔

"رکو مت۔۔۔ سپیڈ بڑھا دو" ایک نیا کمانڈ جاری کیا گیا جس پر عمل کرنے کی پہلی کوشش کی ناکام گئی تھی کیونکہ بوگی ویل کے چیک پوائنٹ پر وہ کھڑا تھا

اسے دیکھتے آگے والی گاڑی نے اختیار بریک لگائی تھی اسکی بریک لگتے پیچھے والی گاڑیاں اپنے آپ رکتی چلی گئیں۔

وہ بلیک رین تھی جس نے انکی گاڑی سے خطرہ ڈیٹیکٹ کرتے اتنی زور کی ریس دی کہ اسکی دھاڑ پر وہ لوگ بے اختیار خوف زدہ ہوتے گاڑی پیچھے لے گئے۔

آج کوئی وفادار کتا یا گھوڑا کام نہیں آیا تھا آج تاریخ میں لکھا جانا تھا کہ ایک گاڑی نے اپنے مالک سے وفا نبھائی

تھی اس میں لگایا گیا اسکا دماغ اچھے اچھوں کے پرخچے

اڑا کرر کھ گیا تھا۔

وہ بونٹ سے ٹیک ہٹاتے شعلہ بار نگاہوں سے انکو

دیکھنے لگا جن کے اس وقت پسینے چھوٹ رہے تھے۔

"اٹیک" کوئی راستہ نہ ملنے پر وہ لوگ بوکھلا کر اٹیک

کرنے ہی والے تھے جب چاروں اطراف سے

پہاڑوں کو چیر کر نکلتی گاڑیاں انکو ایک جھٹکے میں قابو

کر گئیں

ہر جانب سے سیاہ گاڑیاں انکو اپنے گھیرے میں لے گئی تھیں۔ان لوگوں کو کہیں سے بھی سمبھلنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔پولیس بھی پہنچ چکی تھی اور اصل دنگل اب شروع ہونے جا رہا تھا۔

وہ لوگ ڈر کر بھاگنے کی تگ ودو کرنے لگے اور جس گاڑی میں مال تھا نظر بچا کر اس گاڑی کو بھی نکال لے گئے۔

انکو نکلتے دیکھ پاشا چہرے پر ماسک پہنتا اپنی بلیک رین میں آ بیٹھا اور بیٹھتے ہی وہ دھول اڑاتی انکے پیچھے ہو لی

تھی۔ پیچھے پولیس نے انکی باقی گاڑیوں اورلوگوں کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو کوئی ہمیں سن رہا ہے۔۔۔ ہمارے پیچھے پاشا ہے۔۔۔ ہیلو۔۔۔ وہ ہمیں مار دے گا کوئی سن لے" وہ شخص ایک آنکھ پیچھے آنے والی پاشا کی گاڑی پر جمائے پھولے ہوئے تنفس کے ساتھ کسی کو مخاطب کر رہا تھا۔

وہاں ابراہیم نے ادھم مچادیا تھا جس کا خواب اتنی بری طرح سے چکنا چور ہو رہا تھا لیکن زارک اسکا فون نہیں

اٹھا رہا تھا یہی بات رہ رہ کر ابراہیم کو طیش دلا رہی تھی

"پاشا کی گاڑی ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہے۔۔۔وہ ہمیں مار دے گا ہمیں بچاؤ" وہ خوف زدہ سے کسی کو پکار رہے تھے لیکن یہاں انکی آواز سننے والا کوئی نہیں تھا۔

یہ کام جتنے دھڑلے سے کیا جا رہا تھا اب اتنا ہی خوف ان سب کو اپنے گھیرے میں لے گیا تھا۔ کیونکہ بھیانک موت انکے تعاقب میں تھی۔

"لالا کا کچھ پتہ چلا؟" وہ کانوں میں لگے ایئربڈز کنیکٹ کرتے کسی سے مخاطب ہوا۔

"نہیں۔۔۔ شاید ان لوگوں نے ہی ان کے ساتھ کچھ کیا ہے" مقابل کی بات پر پاشا کی آنکھوں میں خون اترنے لگا تھا وہ سٹیرنگ پر گرفت مضبوط کرتے جبڑے زور سے بھینچ گیا۔

"مجھے ایک بھی ان میں زندہ بچتا نہیں دکھنا چاہئے ختم کردو سب کو" وہ یکدم سے چنگھاڑا تھا اسکے حکم پر بلیک شیڈو سر خم کرتا نکل پڑا تھا۔

اسکی کال بند ہوتے اگلی کال آگئی۔

"پاشا پولیس آچکی ہے۔۔۔ ہمیں کیا کرنا ہے؟ "

پاشا کی نظر اپنے آگے بھاگتی گاڑیوں پر بھی تھی اور دوسری جانب تیزی سے ہاتھ موبائل پر بھی چل رہے تھے۔

"پولیس ہے وہاں۔۔۔ انکی نظر میں آئے بغیر نکلو وہاں سے" اسکے حکم پر اسکے بندے فورا اسے وہاں سے نکل آئے تھے وہ کسی پر بھی یہ واضح نہیں کرنا چاہتا تھا کہ یہ مشن روکنے والا داراب خان نہیں بلکہ پاشا تھا۔

وہ لوگ سائے ہی طرح اپنا کام کرتے ایک جانب ہو لئے تھے۔

وہ گاڑی کو ٹیک اوور کرتا ایک جھٹکے میں اس سے آگے نکل گیا اسے آگے نکلتے دیکھ ڈرائیور نے بوکھلا کر ٹریک بدل دیا۔ جب اچانک اسکے آگے ایک گاڑی برق رفتار سے آٹکرائی تھی۔

دونوں کے بونٹ آپس میں ٹکرانے کے باعث اچھا خاصا ڈینٹ آچکا تھا۔

اس میں موجود شخص کو دیکھ پاشا نے بے اختیار اپنی گاڑی روکی اور غور کرنے پر اسکی آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔ کیونکہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ خود "داراب خان" تھا اپنے پورے ہوش و حواس میں شعلہ بار نگاہوں سے ان لوگوں کو دیکھتے ہوئے۔

اس سے پہلے وہ لوگ اپنی گاڑی ریورس لیتے داراب نکل کر آگے کے شیشے توڑتا انکی گاڑی میں داخل ہوتا ڈرائیور کو اپنے شکنجے میں دبوچ گیا۔ اس ایکشن پر پاشا

نے سٹیرنگ پر ہاتھ مار کر خوشی سے براوو کہا اور مزے سے انکی دھلائی ہوتے دیکھنے لگا۔

براوو۔۔۔لالا۔۔۔۔کیا انٹری دی ہے۔۔۔مزہ آ گیا" وہ مزے سے ڈیش بورڈ پر رکھی زامل زالے کی چاکلیٹ کھاتا ان سب کو دیکھنے لگا اسکے بندے پہلے ہی اسکے حکم پر غائب ہو چکے تھے

باہر سے اسکی گاڑی جتنی دہشت ظاہر کرتی تھی اندر سے اتنی ہی پوکی تھی کیونکہ اس پر جگہ جگہ اسکے بچوں نے سٹکرز لگا دیے تھے ڈیش بورڈ میں ان کی چاکلیٹس

اور باقی چیزیں پڑی تھیں جن کو اب وہ خود مزے سے انجوائے کر رہا تھا۔

تب ہی اسکا موبائل رنگ کرنے لگا۔

اس نے نمبر دیکھا انجان تھا اور وہ جانتا تھا اس وقت کس کی کال ہو سکتی تھی

اس نے فون کان سے لگایا اور نزاکت سے قہقہہ لگا کر ہنس پڑا

اسکے قہقہے پر مقابل ابراہیم کا فشار خون ابل پڑا تھا وہ غصّے میں ضبط کے مارے ہاتھ میں پکڑا گلاس توڑ گیا۔

"چچچ۔۔۔۔ہاہاہاہا" پاشا کا قہقہہ بہت کچھ سنا رہا تھا جس میں اول ابراہیم کی تباہی تھی۔

will the dj please turn up ۔

the base on the max۔

وہ دلکش انداز میں سونگ گاتا اسے مزید بھڑکا گیا۔

ابراہیم کا بس نہیں چلا وہ فون سے ہی نکل کر پاشا کا اگلا سانس روک دے

please just rewind ۔

let me shake it to the max۔

یہ الفاظ نہیں ابراہیم کا مذاق اڑ رہا تھا

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا پاشا" وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔

جس پر پاشا نے فون کان سے ہٹا کر انگلی سے اپنا کان

جھاڑا جیسے اسکے الفاظ اسکے کان میں پھنس گئے ہوں۔

"آرام سے یار۔۔۔کانوں کے پردے پھاڑنے کا ارادہ

ہے؟" وہ ڈھٹائی سے پوچھتا اسے مزید سلگا گیا۔

"میں تمہیں چھوڑونگا نہیں" وہ اور قوت سے دھاڑتا

پاشا کو ایک لطف سا دے گیا۔

"پہلے سامنے آنے کی ہمت پیدا کرو۔۔۔ پھر اس بارے میں بات کریں گے" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کرتا ابراہیم کو پاگل کر رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے دوسری جانب سے اسکی آواز بھی بلند ہوئی لیکن قہقہے کی صورت میں۔

اسکے قہقہے پر بھی پاشا کے چہرے کے تاثرات وہی رہے ٹھہرے ہوئے مطمئن رہے

"بہت غلط کیا ہے۔۔۔۔ میرے راستے میں آکر"
اسکے لہجے میں کچھ تھا جس سے ٹھٹھکا جاتا لیکن وہ ڈھیٹ تھا کمال ضبط رکھتا تھا خود پر۔

"میں نے سوچا تھا تم کام کے بندے ہو۔۔۔ تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہئے لیکن۔۔۔" اسکا لیکن اس وقت بہت کچھ کہہ رہا تھا پاشا کا چلتا منہ پل بھر کو رکا۔

"تم نے مجھے خود للکارا ہے اسکا خمیازہ تمہیں اپنے گھر سے بھگتنا پڑے گا پاشا" اسکے منہ سے اپنے گھر کا ذکر

سنتے پاشا کے ڈھیلے اعصاب ایک دم تن گئے جبڑے

بھینچے وہ فون پر گرفت مضبوط کر گیا۔

اس سے پہلے ابر ہیم کال بند کرتا پاشا کی آواز پر اسکے

ہاتھ وہی رک گئے۔

"اے۔۔۔"اسکے انداز سے دہشت چھلکی تھی۔

"میری فیملی کو اگر اس نگاہ سے دیکھا بھی۔۔۔تو یاد

رکھنا۔۔۔پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا اور پھر وہ

موت دونگا کہ موت بھی دیکھ کر کانپ اٹھے گی"اسکا

لہجہ اس وقت انگارے برسا رہا تھا ابراہیم کچھ دیر

خاموش ہو گیا اور آخر میں اسی خاموشی کے ساتھ کال بھی بند کر دی۔

پاشا نے موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکتے گہری سانس لی اور گاڑی سٹارٹ کرتے زن سے اڑا لے گیا۔

وہ لوگ زیحال کے اچانک یوں چلے جانے پر حیران و پریشان کھڑے تھے مجمعے میں اسے لے کر باتیں ہونے لگی تھیں کئی لوگ کہہ رہے تھے کہ اسکی بریک فیل ہو گئی جس کی وجہ سے وہ یہاں رک نہیں سکا تو

کچھ لوگ اسے کوئی اور ہی رنگ دے رہے تھے جسے

مخالف پارٹی نے بطور ہتھیار استعمال کر کر بلیک رین کو

ہتھیانے کی کوشش کی تھی۔

"یہ غلط ہے اصولوں کے مطابق پاشا کو یہاں ہونا

چاہئے تھا اسکی ریس فیل ہوئی ہیں اسے گیم سے آؤٹ

کیا جائے "

ان کی بات سن کر پامیر نے پریشانی سے یاقوت کی

جانب دیکھا جو خود پریشان کھڑا تھا۔

"ہمیں انکے آنے کا انتظار کرنا چاہئے" انتظامیہ نے بات کیسے بھی سمبھالنے کی کوشش کی لیکن وہ لوگ کیسے اس موقعے کو ہاتھ سے جانے دے سکتے تھے جس میں پکی پکائی کھیر کی طرح اتنی شاندار گاڑی انکو مل رہی تھی۔

"یہ لوگ ٹھیک کہہ رہے ہیں" دور کہیں سے ایک جانی پہچانی آواز پر یاقوت اور پامیر نے بے اختیار اس جانب دیکھا

سامنے ہی کوٹ کندھے پر ڈالے آنکھوں پر سلور گلاسسز اور چہرے پر ہمیشہ کی طرح اپنی مخصوص مسکراہٹ لئے "زریاب خان آفندی" کھڑے تھے جن کے ساتھ دو باڈی گارڈز بھی تھے۔

ان کو دیکھتے ہی سب نے جگہ دے دی کیونکہ وہ کوئی عام شخصیت نہ تھی

اتنے دن بعد انکو اپنے مخصوص فام میں دیکھ یاقوت اور پامیر کی آنکھیں چمک اٹھیں

وہ رعب دار چال چلتے ہوئے ان تک آئے اور انتظامیہ کے مقابل کھڑے ہوئے۔

"اصول، اصول ہوتا ہے۔۔۔ سب کے لئے ایک جیسا" انکی آواز میں بھی وہی رعب چھلک رہا تھا جو اپنے آگے کسی کو نہ ٹکنے دے۔

مخالفین نے خوش ہو کر ان کی بات میں اپنی بھی ہاں ملائی۔ جبکہ یاقوت اور پامیر کو سمجھ نہیں آئی کہ کیا کہیں

"لالا۔۔۔وہ بھائی کی گاڑی ہے" پامیر نے دبے لفظوں میں انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔

"تو۔۔۔؟ام ادر اصول کی بات کرے گا بھائی کی نہیں" انہوں نے سپاٹ نگاہوں سے پامیر کی جانب دیکھا۔

یاقوت خاموش کھڑا تھا جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"نائنٹی فائیو ملین" یہ ہوا تھا سب پر دھماکہ۔ سب کو
جیسے سانپ سا سونگھ گیا ہو۔ یاقوت کو پل لگا تھا یہ
سب سمجھنے میں
ابھرتی خوشگوار صبح کے ساتھ یاقوت کا دل بھی
خوشگوار سے احساس میں گھر گیا تھا
ایسا کیسے ممکن تھا زریاب خان کے زی کو کوئی چیز پسند
ہو اور وہ کوئی اور لے جائے۔

انہوں نے کھڑے کھڑے بازی اپنے نام کرلی تھی اور پوری جیت زیحال خان کے حصّے میں لکھ دی گئ تھی۔

اگلی صبح کا آغاز بھی ہو چکا تھا لیکن گزری رات کسی نے بھی ایک پل کیلئے بھی سو کر نہیں دیکھا تھا سب کی نیندیں اس نیلامی نے اڑا کر رکھ دی تھیں۔

"اب جلدی سے کچھ اچھا سا ناشتہ دے دو مجھے کوئی تاکہ میں کمبل تان کر سو جاؤں" بر لاس کو اب جا کر

سکون آیا تھا وہ کپڑا لے کر وہی صوفے پر کچھ دیر کے لئے لیٹ گیا جب اسکی آنکھوں کے سامنے پچھلی رات کسی فلم کی طرح دوڑ گئی۔

اس نے ذرا اس آنکھوں پر سے کپڑا ہٹا کر سامنے بیٹھی آئرہ کو دیکھا۔

جو مورے اور گل کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔جب اسے خود پر کسی کی گرم نگاہوں کی تپش محسوس ہوئی۔

اس نے جیسے ہی برلا اس کی جانب دیکھا وہ جھٹ سے آنکھیں پھیر کر سونے کی ایکٹنگ کرنے لگا

ایک انجانی سی مسکراہٹ نے آئزہ کے لبوں کا احاطہ کیا۔

تھوڑی دیر گزری ہی تھی کہ اسے پھر انہی نگاہوں کی تپش محسوس ہوئی اس بار وہ پہلے ہی بڑی مہارت سے آنکھیں بند کر گیا۔

برلاس کو اسے ایسے زچ کرنے میں مزہ آنے لگا تھا وہ یہی حرکت پھر سے دہرانے لگا تھا جب اس نے دیکھا آئرہ وہاں ہے ہی نہیں۔

وہ بے اختیار اٹھ بیٹھا اور متلاشی نگاہوں سے اسے ڈھونڈنے لگا جب اسکے کندھے پر پیچھے سے کسی نے دستک دی۔ برلاس جیسے ہی پیچھے مڑا وہاں کھڑی آئرہ کو دیکھ اسکی سانس رک گئی۔

"اگر آپ مجھے ڈھونڈ رہے ہیں تو میں یہاں ہوں" وہ آنکھیں پٹپٹاتی اب اسے زچ کرنے لگی تھی۔

"آ۔۔۔ن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔میں کیوں ڈھونڈونگا آپ کو۔۔۔پاگل تھوڑی ہوں "

یہ شخص کبھی تم کہہ کر بے تکلفی کی ساری دیواریں توڑ دیتا تھا تو کبھی آپ کہہ کر مخاطب کرتے عقیدت کی انتہا کر دیتا تھا۔

آئرہ سر پر ہاتھ مارتی کچن میں چلی گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں ان سب نے مل کر ناشتہ تیار کر لیا تھا۔

"یہ کیا۔۔۔ جلدی جلدی کا راگ الاپتے اب خود سو گیا" کومل ناشتہ ٹیبل پر لگا رہی تھی جب اسکی نظر

برلاس پر پڑی

جس کا ایک ہاتھ صوفے سے نیچے ڈھلک رہا تھا اور

گردن دائیں جانب وہ پورا نیند میں ڈوبا ہر چیز سے بے

گانہ چھوٹے چھوٹے خراٹے مار رہا تھا۔

مشی کو تب ہی ایک شرارت سوجھی اس نے زامل کو

اپنے پاس بلایا اور اسکے کان میں کچھ کہا جسے سن کر وہ

کھلکھلا کر ہنسنے لگا

"بھاگو بھاگو" وہ زامل کو اسکے ہتھیار پکڑاتی آگے دھکیل گئی۔

زمل اس وقت اپنے کاموں میں مصروف تھی تب ہی اسکا دھیان اپنی افلاطون اولاد پر نہیں گیا۔

اصل زلزلہ تب آیا جب برلاس کی چیخ نے پورا پاشا ولا سر پر اٹھالیا۔

زامل نے سٹیل کا برتن برلاس کے منہ پر رکھتے اوپر سے چمچہ دے مارا جس کے شور سے برلاس بدک کر سیدھا صوفے سے نیچے آگرا تھا۔

"اوہ میری کمر" کمر جو پہلے سے درد کر رہی تھی گرنے
کی وجہ سے تو اسکی چیخیں ہی نرالی گونج رہی تھیں۔
وہاں مشی کومل کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا یہاں
زامل اپنے تاہ کی پٹائی کے ڈر سے صوفے کے نیچے
چھپ گیا تھا۔
"چھوٹے فتنے۔۔۔ تم نکلو باہر" اسے گرے دیکھ آئرہ
بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی
"آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ لگی تو نہیں؟" وہ اسکا بازو پکڑ کر
فکرمندی سے پوچھنے لگی۔

"میری کمر ٹوٹ گئی" وہ وہی جھک کر درد سے کراہنے

لگا تب ہی یاقوت اور پا میر ایک ساتھ لاؤنج میں داخل

ہوئے۔ برلاس کو گرے دیکھ وہ دونوں ایک ہی

جست میں اسکے پاس دوڑے آئے

"برلاس۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" دونوں کی مدد سے

صوفے پر بیٹھتے برلاس کا سرہاں تک میں نہیں ہلا۔

"یہ اب پٹے گا مجھ سے "

اسکی انگلی کے اشارے پر یاقوت نے جھک کے صوفے کے نیچے دیکھا جہاں زامل الٹا لیٹ کر منہ میں انگلی لئے دبی دبی ہنسی ہنس رہا تھا۔

"بس۔۔۔ ہوگئی تم دونوں کی شروع۔۔۔ زامی ۔۔۔ باہر آؤ کیا کیا آپ نے؟" اپنے یاقوت بابا کے مصنوعی ساڈپٹنے پر وہ شرافت سے سر جھکائے باہر نکل آیا۔

یاقوت نے صحیح دونوں کی طبعیت صاف کی۔

"ابھی نہیں آئے؟" ان کی آواز سن کر زمل فورا سے باہر نکل آئی۔

"نہیں وہ کچھ کام نمٹا کر آئیں گے" پامیر کے بتانے پر زمل کا چہرہ بجھ سا گیا وہ کب سے اسکے لئے اسپیشل تیاریاں کر رہی تھی تاکہ وہ آتے ہی خوش ہو جائے

پولیس سٹیشن میں اس وقت خوشی کا سماں تھا ہر کوئی مٹھائیاں بانٹتا پھر رہا تھا دشمنوں کی اتنی بڑی چال جو ناکام کی تھی جس کے چرچے اتنے مہینوں سے ہو

رہے تھے جس کی روک تھام کیلئے اتنی زور و شور سے

تیاریاں ہو رہی تھی بالا آخر وہ بازی انکے نام ہو چکی

تھی۔

جس کی خوشی میں آج رات ڈی آئی جی کے گھر میں

سب کی دعوت کی گئی تھی۔

دعوت میں سب ہی اپنی اپنی فیملی کے ساتھ مدعو

تھے۔جب فیملی کے نام پر داراب کا ذہن بے اختیار

بیلا کی جانب گیا۔

وہ اس وقت سب سے الگ تھلگ اپنے آفس میں بیٹھا گزری رات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

"میں حویلی گیا۔۔۔اسے چوٹ لگی۔۔۔میں نے بینڈج کیا پھر مجھے کال آئی اور میں نکل آیا۔۔۔اسکے بعد میں اسکے گھر کیسے پہنچا؟" وہ اس پوائنٹ پر آکر کوئی چھتیسو کں بار الجھا تھا

ذہن پر لاکھ زور دینے کے باوجود اسے یاد نہیں آرہا تھا کہ وہ اس لڑکی کے گھر کیسے پہنچا لیکن اسے جب ہوش آیا تب وہ بھیگا ہوا تھا۔

گزری رات۔۔۔۔

وہ سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا جو اسکی آنکھوں میں اتری خماری دیکھ ٹھٹھک گئی تھی۔

"تم۔۔۔تم ہوش میں نہیں ہو" وہ اس کے ارادوں سے خوف زدہ لگ رہی تھی۔داراب نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا جیسے گرمی کی شدّت سے اسکی حالت غیر ہو رہی ہو۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے ضرورت ہے تمہاری" وہ حواس باختہ سا اس لڑکی کے ہوش اڑا گیا۔

اسے ڈوز میں غلط کیپسول دیے گئے تھے جس کا اثر اب سر چڑھ کر بول رہا تھا داراب دھیرے سے اسکا ہاتھ تھام گیا۔

"مم۔۔۔مجھے کچھ ہو رہا ہے۔۔۔میں۔۔۔میں ہوش کھو رہا ہوں۔۔۔مجھے سمبھال لو۔۔۔پلیز"

وہ بے بسی کے آخری مقام پر تھا اندر بڑھتی گھٹن سے اس وقت سانس لینے میں بھی دشواری آرہی تھی۔

مشن کہیں دور نکل رہا تھا جس کا احساس داراب کی بری طرح سے بے بس کر گیا۔

ظاعنہ نے اس شخص کو دیکھا جس کے چہرے پر سچ صاف دکھائی دے رہا تھا وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کسی کے غلط نشانے پر آیا ہے۔

دونوں اس وقت بے حد قریب تھے داراب کی بے ربط سانسیں ظاعنہ کے بدن میں کرنٹ سا دوڑا گئی۔

اس سے پہلے داراب آگے بڑھتا وہ اسے خود سے دور دھکیل کر اٹھی اور سیدھا باتھ روم میں گئی۔

جہاں سے واپسی پر اسکے ہاتھ میں پانی سے بھری بالٹی تھی جسے ایک ہی جھٹکے میں وہ داراب کے منہ پر مار گئی۔

وہ ایک ہی پل میں پوری طرح سے بھیگ گیا اور پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"سمبھل گئے؟"تڑخ کر پوچھا

وہ مضبوط اعصاب کی حامل لڑکی تن کر کھڑی تھی۔

داراب نے ہاتھ سے منہ جھاڑتے خود کو جھرکا۔اور پوری آنکھیں کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ اندر گئی اور جا کر اسکے لئے ٹاول لے کر آئی۔

داراب ہکا بکا سا اب تک اسکو دیکھ رہا تھا جب خود آ کر

داراب کے بال ٹاول سے خشک کرنے لگی۔

وہ کسی معصوم بچے کی طرح بیٹھا اسکی حرکت دیکھ رہا

تھا۔

"تمہارا مشن رہ جائے گا۔۔۔اب تمہیں نکلنا چاہیے"

اسکے منہ سے مشن کا سنتے داراب کی آنکھیں بے

ساختہ پھیلیں اس وقت تک وہ ہوش میں پوری طرح

سے نہیں آیا تھا لیکن مشن کا نام سنتے ہی جیسے اسکے

بدن میں لہر سی دوڑ گئی۔

اگلے پانچ منٹ میں وہ پوری طرح سے مشن پر جانے

کیلئے تیار تھا۔

جاتے جاتے اس لڑکی کو تشکر آمیز نگاہوں سے دیکھا

اور باہر نکل گیا۔

داراب کے نکلتے ہی ظاعنہ کا بدن بے جان سا ہونے لگا

وہ بالٹی چھوڑتی بے اختیار فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔

اسکی بے جان ٹانگیں اس بات کی گواہ تھی کہ وہ
داراب کے ارادوں سے کتنی خوف زدہ ہو گئ تھی اگر
اس وقت وہ بھی حالات کے آگے گٹھنے ٹیک دیتی تو
شاید آج اپنی عزت گنوا بیٹھتی۔

وہ موبائل اٹھا کر سرعت سے اپنے آفس سے نکلا اور
سیدھا جیپ میں بیٹھ کر زن سے اڑا لے گیا۔اسکا رخ
ظاعنہ کے گھر کی جانب تھا

سارے راستے اسکے ذہن میں کئی الجھنیں چلتی رہی
تھیں جن میں اول اسکا اس لڑکی کے گھر پہنچنا تھا۔ وہ
سپیڈ اور تیز بڑھاتا اگلے دس منٹ میں اسکے گھر موجود

تھا لیکن باہر سے تالا لگے دیکھ داراب نے ضبط سے
مٹھیاں بھینچ لی

"یہ آوارہ لڑکی بھی کبھی گھر نہیں ٹک سکتی" وہ وہی
کھڑا اس تالے کو دیکھ جل کڑھ کر جیسے ہی پلٹا ان سبز
آنکھوں کو خود پر جمے دیکھ بے اختیار ٹھٹھک گیا۔

ایک پل کو تو دل بھی منہ کو آگیا تھا۔

وہ ہاتھ میں کچھ بیگز پکڑے کھڑی تھی جن سے
جھانکتی سبزی اس بات کی گواہ تھی کہ وہ گھر کا راشن
لینے گئی تھی۔

وہ خاموشی سے آگے آئی اور بیگ نیچے رکھ کر دروازہ انلاک کرنے لگی۔اس نے ایک بار بھی داراب کو کچھ نہیں کہا وہ اسی خاموشی پر بے چین ہوتا اسکے پیچھے دھیرے سے اندر داخل ہوا۔

وہ اب سبزیاں ایک ایک کر کر سلیب پر رکھ رہی تھی۔

داراب کو اسکی خاموشی عجیب سی لگی ایسے جیسے وہ ناراض ہو اور اسکی خفگی بھری ناراضگی داراب کو اچھی نہیں لگی تھی۔

"تم واقعی اکیلی رہتی ہو یہاں ؟" وہ پہلی بار اسکے گھر کو

اچھے سے جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اسکے سوال

پر ظاعنہ ایک دم رکی اور اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں۔۔۔ پوچھ رہے ہیں آپ۔۔۔؟" اسکا انداز

اجنبی سا تھا۔ داراب کو اسکے لہجے پر پریشانی سی ہوئی۔

"ایسے ہی۔۔۔" اسے اسی وقت یاد آیا کہ اس نے بتایا

تھا وہ اکیلی ہے اسکا کوئی نہیں ہے

"لیکن آپ کیوں آئے ہیں یا پھر سے کوئی نشہ کر لیا"

اسکے تڑخ کر کئے گئے سوال پر گھر میں نظریں دوڑاتا

داراب ایک دم سٹک ہو گیا۔اور پھٹی پھٹی نظروں

سے اسے دیکھنے لگا

ہمیشہ کی طرح اپنے مخصوص مستی کے موڈ میں تو وہ

لگ نہیں رہی تھی۔اسکے چہرے کے تاثرات بتا رہے

تھے کہ وہ کس قدر سنجیدہ ہے

"نشہ۔۔۔؟تمہارا دماغ درست ہے؟"اس وقت وہ

پولیس کی وردی میں کھڑا تھا۔اور یہ بات اسکی وردی

کو نا قابل برداشت تھی۔

"میرا تو درست ہے۔۔۔آپ اپنا سوچیں" وہ آپ کہہ کر مخاطب کرتی داراب کو حیران کر رہی تھی۔ ورنہ اس لڑکی کی بے تکلفی شروع دن سے داراب کو اچھی نہیں لگی تھی۔

"مجھے رات کے بارے میں پوچھنا تھا۔۔۔میں یہاں کیسے پہنچا تھا اور بھیگ کیوں گیا تھا؟" وہ بالآخر وہی سوال پوچھ بیٹھا جو اسے ڈیوٹی کے دوران مجبور کر کر یہاں تک لے آئے تھے۔

اسکے سوال پر اس لڑکی نے داراب کو ایسے دیکھا جیسے اسکے دماغی حالت پر شبہ ہو۔

"یہ مجھے آپ سے پوچھنا چاہئے کہ آپ یہاں کیا کرنے آئے تھے "اب حیران ہونے کی باری داراب کی تھی وہ متحیر سی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں۔۔۔میں آیا تھا؟ "

اسکے سوال پر ظاعنہ نے سر اثبات میں ہلایا اسکا سوال داراب کو مزید گہری کشمکش میں ڈال گیا۔

"میرے گھر سے پانچ منٹ کی دوری پر آپ اپنی گاڑی کے ساتھ نشے کی حالت میں موجود تھے۔۔۔وہ تو آپ کی وردی پر بات نہ آجائے اس لئے آپ کو یہاں لے آئی تھی لیکن یہاں آکر" وہ بولتے بولتے بے ساختہ رکی لہجہ جیسے بھیگ سا گیا

داراب کے ہاتھ بے اختیار پہلو میں آگرے وہ نہ سمجھی اور بے چینی سے اسکے آگے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

اسے سرے سے ہی کچھ بھی یاد نہیں تھا تو وہ کیسے
اندازہ کر لیتا کہ رات اس نے ایک لڑکی کی عزت پر
ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ یہ بات داراب خان
آفندی کیلئے چھوٹی ہر گز نہیں تھی۔ جسے ہوش میں رہ
کر وہ مر کر سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

لیکن نشے کی حالت میں ایسا کر گیا تھا۔

"یہاں آکر کیا؟" وہ وہ بے چین سا ایک قدم جیسے ہی
آگے آیا ظاعنہ بے اختیار پیچھے ہٹ گئی اسکا پیچھے ہٹنا
داراب کو چونکا گیا

"آ۔۔آپ دور رہ کر بات کریں" وہ تھوڑی گھبرائی ہوئی سی داراب کو جھٹکے پر جھٹکے دے رہی تھی۔

"تم ایسے بیہیو کیوں کر رہی ہو جیسے میں نے کچھ غلط کیا ہو" اسکی بات پر ظاعنہ نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا

"آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ نکلیں میرے گھر سے" وہ آگے آتی بپھر کر بولی داراب حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا طریقہ ہے کیا ہوا مجھے کچھ بتاؤ گی تو مجھے پتہ چلے گا ناں۔۔۔ پلیز۔۔۔ میرے لئے جاننا ضروری ہے میں یہاں کیسے آیا اور کیوں۔۔۔ میں نے کیا کیا تھا مجھے"

"میری عزت پر آنکھ اٹھائی تھی" وہ یکدم چلائی تھی اسکی بات پر دارا ب بے اختیار اپنی سانسیں روک گیا۔ اسکی رنگت کسی مردے کی طرح سفید پڑ چکی تھی جیسے کھڑے کھڑے کسی نے اس پر کھولتا ہوا تیل ڈال دیا ہو۔

"بس۔۔۔اور کچھ جاننا؟اب جا کر خود پتہ کریں کہ آپ کہاں سے آ رہے تھے" وہ بول کر رکی نہیں داراب میں صور پھونکتی کمرے میں بند ہو گئی۔

آنکھوں سے آنسوں ابل ابل کر بہہ رہے تھے وہی باہر کھڑا داراب جیسے زمین میں گڑھ سا گیا تھا۔ کتنی ہی دیر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ہل نہیں سکا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے سگار سے دھواں کھینچ کر ہوا کے سپرد کیا دیکھتے دیکھتے ہی پوری ایش ٹرے سیگریٹ سے بھر چکی تھی۔

اسے اتنی سموکنگ کرتے دیکھ بلیک شیڈو نے آرسن کی جانب دیکھا جو پاشا کی موجودگی میں سانس روکے دبک کر بیٹھا تھا۔

اس سے پہلے وہ نئی سیگریٹ پھونکتا بلیک شیڈو نے آگے بڑھ کر نرمی سے اسکے ہاتھ سے سیگریٹ لے کر سائیڈ میں پھینکی۔ یہ دیکھ آرسن دل ہی دل میں آل تو جلال تو کا ورد کرنے لگا کیونکہ پاشا اس وقت سرخ طیش بھری نگاہوں سے بلیک شیڈو کو دیکھ رہا تھا۔

"مزہ یہ دھواں نہیں اس دھوئیں میں دشمن کو اڑانے کا آتا ہے۔" اسکی بات پر پاشا سر جھٹک کر پیچھے کرسی سے ٹیک لگا گیا۔

"اس نے اگر ایسی کوئی دھمکی دی ہے تو ضرور اسکا کوئی پلان ہو گا۔۔۔ ورنہ اتنی بڑی بات وہ ہوا میں تیر چھوڑنے کیلئے نہیں کرے گا پاشا۔۔۔ بات فیملی کی ہے" وہ سمجھداری سے اسکے چہرے کی جانب دیکھتا بولا۔

پاشا خاموش رہا اسکے ذہن میں اس وقت زلزلے سے

اٹھ رہے تھے۔

"کل جو اسکو دھول چٹائی ہے اسکے بعد وہ چپ کر کر

نہیں بیٹھے گا اس مشن میں اسے اربوں ڈالرز کا نقصان

ہوا ہے۔۔۔اسکی بھرپائی کرنے کا وہ کوئی نہ کوئی

طریقہ ضرور نکالے گا" بلیک شیڈو کی بات پر پاشا نے

نگاہ گھما کر اسکی طرف دیکھا وہ عین سامنے والی کرسی پر

بیٹھا تھا۔

تینوں اس وقت بہتی ندی کے کنارے پر بیٹھے ہلکی دھوپ سیک رہے تھے۔

"یہ ملے گا کہاں۔۔۔آپ کو پتہ ہے؟" آرسن ان سب میں پہلی بار بولا تھا۔

"میرا سالا لگتا ہے جو مجھے پتہ ہو گا" اسکی بات پر آرسن یکدم گڑبڑا سا گیا۔ لیکن ہنسی بھی آئی جسے وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر وہی دبا گیا۔

"ویسے کہا جا سکتا ہے۔۔۔ جس حساب سے اب وہ چل رہا ہے" آرسن کی مستی پر پاشا نے سپاٹ نگاہوں

سے جونہی اسکی جانب دیکھا وہ سٹپٹا کر نئی نویلی دلہن کی طرح سر جھکا گیا۔

"آپ پہلی فرصت میں اپنے گھر کی سکیورٹی تبدیل کریں اسکے بعد دیکھتے ہیں آگے کیا کرنا ہے "

اسکی بات پر پاشا اپنی شرٹ کھینچ کر ٹھیک کرتے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔کل سے ڈیوٹی پر آجانا" کہہ کر وہ رکا نہیں بلکہ لمبے ڈھینگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔

لیکن پیچھے اسکی بات پر بلیک شیڈو کو یکدم سے اچھولگا

آرسن کو تو گویا سانپ ہی سونگھ گیا وہ دونوں ہونقوں کی طرح پاشا کی گاڑی کو دور جاتے دیکھتے رہے۔

"واللہ انکی ایک بہن بھی ہے۔۔۔ رشتہ پکا" آرسن کی بات پر بلیک شیڈو نے اسے کچا چبا لینے والی نظروں سے دیکھا

"آ۔۔۔ مم۔۔۔ میں تو نیندوں میں بول رہا تھا" وہ سچ میں ہواؤں میں ہاتھ مارتا کرسی پر لم لیٹ ہو گیا۔

بلیک شیڈو کیلئے تو اب چائے حرام ہو گئی تھی یہ آئیڈیا اسکے گلے پڑ جائے گا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

"تم کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟ ایسے جلے پیروں والی بلی بنا کیوں گھوم رہا ہے؟" سیماب کب سے بیلا کو لان کے چکر کاٹتے دیکھ رہی تھی آج وہ زریاب کی فرمائش پر افغانی پلاؤ بنانے کی تیاری کر رہی تھی جو کچن کے بجائے حویلی کے پچھلی سائیڈ ملازم شیف سے بنواتے تھے اور اتنی زیادہ مقدار میں جو حویلی کے افراد کے ساتھ ساتھ باقی ملازم بھی پیٹ بھر کر کھاتے۔

"بی بی جی۔۔۔ بکرا ذبح کر لیا۔۔۔ کام کب کرنا ہے شروع" ایک ملازم آکر نہایت مؤدب انداز میں پوچھنے لگا۔

"تم چلو۔۔۔ ام آتا ہے۔۔ یہ باقی سامان بھی لے کر جاؤ" وہ پلاؤ میں گرنے والے ڈرائے فروٹس ایک تھال میں الگ کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

بیلا نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ وہ جواب دینے سے بچ گئی۔

اسے رہ رہ کر داراب کی فکر ہو رہی تھی جو رات حویلی
سے نکل گیا تھا بیلا کو اتنا اندازہ تھا کہ اسکی دی ہوئی دوا
کا اثر کچھ دیر بعد شروع ہو چکا ہو گا لیکن اس حال میں
داراب کہیں کسی کے ساتھ۔ سوچ کر ہی بیلا کی جان
لبوں پر آرہی تھی۔

اتنے میں داراب کی جیپ پورٹیکو میں آکر رکی
اسے دیکھ بیلا بے چین سی ہوتی اسے دیکھنے لگی جو
فرخندہ بیگم کو دیکھ اسی طرف آرہا تھا۔

"داراب۔۔۔ادر آؤ۔۔۔"مورے اسکے لئے قہوہ تیار کرنے لگی۔

داراب پریشان سا انکے ساتھ بیٹھ گیا لیکن خاموش اسکا چہرہ اترا ہوا تھا۔ بیلا جیسے اسکے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔منہ کیوں اترا ہوا ہے؟"مورے اسکے بجھے سے چہرے کو دیکھ پوچھے بغیر نہیں رہ سکی۔

"کچھ نہیں مورے۔۔۔تھک گیا ہوں آرام کرنا ہے"وہ شائستگی سے بول کر اٹھنے ہی لگا تھا جب اسکی

نظر بیلا پر پڑی۔ اسکی تو گویا اتنے میں ہی روح فنا ہو گئی۔

"تمہارا پاؤں کیسا ہے؟" اسکا لہجہ سرسری سا تھا جو اس بات کی گواہی تھی کہ اسے ابھی تک کچھ نہیں معلوم۔

"ص۔۔۔ صحیح ہے" وہ ہکلا کر جواب دیتی نہ محسوس طریقے سے پیر پیچھے کر گئی۔

"کیا ہوا تمہارے پیر کو۔۔؟" مورے کو اب تک اسکے زخم کا علم نہیں ہو سکا تھا تب ہی فکر مندی سے پوچھا

داراب انکو چھوڑ کر کمرے میں آگیا پیچھے بیلا بھی آنا چاہتی تھی لیکن مورے نے اسکے زخم کو دیکھ اسے چلنے کی بلکل اجازت نہیں دی اور تو اور خود سے دیسی دوائیاں بھی لگانے لگیں۔

کمرے میں آتے ہی وہ پیشانی پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

ظاعنہ کی بات نے اسکا سارا اسکون غارت کر دیا تھا۔ یہ

اسکی مردانگی کی سب سے بڑی توہین تھی وہ اتنی گری ہوئی حرکت کر گیا۔۔۔کیسے

سوچ سوچ کر اب عنقریب اسکا سر پھٹنے کو تھا۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے اسکا نمبر ڈائل کیا

تیسری رنگ پر اسکی کال اٹھائی گئی۔

وہ کچھ نہیں بولی لیکن اسکی سوں سوں کی آواز اس بات کی گواہ تھی کہ وہ اب تک رو رہی ہے۔

داراب کو سانس لینے میں بے اختیار دشواری پیش آنے لگی۔

"کیوں کی ہے کال؟" اسکی آواز بوجھل تھی جیسے

حلق میں کوئی نمکین گولہ پھنس گیا ہو۔

"تم ٹھیک ہو؟" اسکا دل یہ سوال کرتے ہوئے ازحد

بے چین ہوا۔

"ھمم۔۔۔ٹھیک ہوں" صاف پتہ چل رہا تھا وہ

جھوٹ بول رہی ہے داراب کو اب پہلے سے زیادہ

پریشانی نے آن گھیرا تھا وہ کھل کر پوچھ نہیں سکا تھا کہ

اس نے نشے کی حالت میں کیا کیا تھا۔

"جو پوچھنا ہے صاف صاف پوچھو" اسکی بات پر

داراب یکدم سے گڑ بڑا گیا۔

"یہی پوچھنا چاہتے ہو کہ کس حد تک بہک گئے تھے"

اب کی بار داراب کو صحیح جھٹکا لگا وہ کیسے اتنے صحیح

اندازے لگا رہی تھی۔

"تو آپ فکر نہ کریں۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہوا تھا آپ کی

ڈیوٹی آپکو بچا گئی تھی"

ہاں پولیس ڈپارٹمنٹ میں رہ کر اسکی طبعیت اتنی ڈھیٹ ضرور ہو گئی تھی کہ وہ خود پر کڑے سے کڑا ضبط کر لے۔

داراب کی جان میں جیسے جان آئی تھی وہ بے اختیار گہری سانس بھر کر رہ گیا جس کی آواز دوسری جانب بھی باقائدہ صاف سنی گئی۔

"تو رو کر پریشان کیوں کر رہی ہو "

"اب میں روؤں بھی نہ۔۔۔اگر میں وقت پر آپ کو چلو بھر پانی میں نہ ڈبوتی تو کیا منہ دکھاتی میں خود کو"

اسکے جملے پر داراب یکدم سے سٹپٹا گیا اس نے فون کان سے ہٹا کر اس منہ پھٹ لڑکی کو دیکھا۔

لیکن نہ کہیں وہ اسکا مشکور تھا اس نے داراب خان کو اتنے بڑے گناہ سے بچالیا تھا ورنہ وہ ساری زندگی اپنی ہی نظروں میں اٹھ نہیں سکتا تھا۔

"اب آپ کال بند کریں گے۔۔۔مجھے کھانا بنانا ہے میرے گھر آپ کے جتنے ملازم نہیں ہیں" وہ اسکی صبح والی نگاہیں یاد کرتی طنزیہ بولی۔

داراب کال بند کر کر کتنی ہی دیر اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا۔ وہ تو صد شکر تھا کہ آگے اس جیسی لڑکی تھی کوئی اور ہوتی تو اب تک کتنی بڑی تباہی داراب خان کی زندگی میں آچکی ہوتی وہ تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

تب ہی اٹھتے ہوئے اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلاس پر گئی۔

اسکے ذہن میں جھماکے سے گزری رات گھومی اس نے کچھ کھایا نہیں تھا صرف پانی پیا تھا تو کیا پانی میں کچھ تھا؟ اسکا ذہن بری طرح سے الجھ گیا تھا جس پر وہ سر

جھٹکتے فریش ہونے چلا تھا کیونکہ وہ دور دور تک ایسا

اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا کہ بیلا ایسی کوئی حرکت کر

سکتی ہے اگر کرے بھی گی تو کیوں اسے کیا ضرورت

پڑی۔

وہ شوہر تھا اسکا جب چاہے اسکے قریب آ سکتی تھی وہ۔

____

پاشا ولا پر آج کا سورج خوشیوں بھرا طلوع ہوا تھا ہر

کوئی خوشی سے پاگل ہوا یہاں وہاں گھوم رہا تھا سب

لوگوں نے اس جیت کو گھر میں ہی سلیبریٹ کیا تھا وہ

بھی بڑے دھوم دھام طریقے سے۔ جن میں مشی بھی پیش پیش تھی یاقوت نے اٹھ کر اسے بازو سے پکڑ کر صوفے پر بٹھا دیا۔

"سکون سے بیٹھ جاؤ۔۔۔ میرے بچے کو تھوڑا سانس بھی لینے دے دیا کرو "

اسکے سارا دن پھر کی طرح یہاں وہاں گھومنے پر وہ منہ بسور کر چوٹ کرنے لگا

اسے ڈاکٹر نے جب سے کہا تھا کہ جب ماں چلتی پھرتی ہے تب بچہ سوتا ہے اور جب وہ لیٹ جاتی ہے تو بچے تو پورا گراؤنڈ مل جاتا ہے کھیل کود کیلئے۔

تب سے ہی یاقوت اسے زیادہ تر لٹا کر رکھتا تھا اور وہ اسی بات پر اس سے چڑنے لگتی تھی۔

''اسی کی فکر ہے۔۔۔میری تو ہے ہی نہیں'' وہ تڑخ کر بولتی غباری طرح منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔

یاقوت نے محبت پاش نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا جو پہلے سے زیادہ اسکے لئے اہم ہو گئی تھی۔

"یہ بھی تو ہمارا بے بی ہے ناں" اس نے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن مشی پر گھنٹہ فرق نہ پڑا۔

برلاس ان سب کے بیچ اسی ہلے گلے میں شامل تھا جب اسکے موبائل کی مترنم گھنٹی بجی

نمبر دیکھ کر وہ ایک جانب آ گیا۔

"بالاج کے ارد گرد کچھ نامعلوم لوگوں کو دیکھا گیا ہے" مقابل کی اطلای پر برلاس کی بھوری آنکھیں بے اختیار پھیلنے لگی

"کس کی موت کا پروانہ جاری ہوا ہے ؟" اسکا لہجہ کاٹ دار تھا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی شخص تھا جس کی تھوڑی دیر پہلے اپنے ڈیڑھ سال کے بھتیجے کے ساتھ تو تو میں میں ہو رہی تھی۔

"یہ معلوم نہیں۔۔۔ لیکن آپ حکم کریں" وہ شخص اس جگہ پر گارڈ تعینات تھا جن میں اسکی پہچان صرف بیسٹ کے نام سے ہوتی تھی۔

برلاس کال بند کر کر ایک غیر مرئی نقطے پر نظریں گاڑھ گیا جب اسکا ذہن اور نگاہ بیک وقت اپنے بھائیوں پر گئی۔

زیحال بھی سب کے بیچ تھا اور برلاس جانتا تھا اسے بالاج تک پہنچنے میں ایسے سہاروں کی ضرورت نہیں ہو سکتی تو پھر کون۔۔۔وہ اسی کشمکش میں گھرا تھا جب زامل نے آکر اسکی انگلی پر اپنے خرگوش جیسے دانتوں کا نشان چھوڑ دیا۔

"سیی۔۔۔کیا ہے؟" تڑخ کر پوچھا۔

''می ایکیم۔۔۔وانت (مجھے آئس کریم چاہئے)''کیا معصومیت تھی برلا اس کے ذہن سے ساری سوچ ہوا ہوگئی وہ زامل کو گود میں اٹھا کر اسکے گالوں کو چٹاچٹ چومنے لگا۔

''کوئی کہہ سکتا ہے انکو دیکھ کر کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں'' پامیر ان دونوں کو ایسے دیکھ دل سے مسکرایا۔

''کومل۔۔۔گل کو لے کر چیک اپ کروانے تم جاؤ گی'' یہ بم پھوٹا تھا سب پر کومل کے ہاتھ سے چائے

چھلکتی چھلکتی بچی جب اسکے یوں یکدم سے حیران

ہونے پر سب حیران ہوئے

"مم۔۔۔میں؟" وہ بری طرح سے چونکی دل خوف

سے سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا تھا یہی حال گل کا

بھی تھا جس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

"کیوں۔۔۔تم اتنی حیران کیوں ہو۔۔۔کیا اس سے

پہلے تم گل کو لے کر نہیں گئی" اب صحیح اسکی بات پر

کومل اور گل کی جان نکلی۔وہ جانتا تھا یہ بات؟ اس

وقت ان دونوں میں اور مردے میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔

وہ کیسے بھول گئی تھیں کہ اسکے گھر میں بدلی ہوا بھی اسکے علم میں فوراً آتی ہے تو یہ کیسے نہیں پتہ ہو گا کہ اسکے گھر کی عورتیں کہیں باہر گئی تھیں تو کیا اسے حملے کا بھی پتہ تھا؟

کومل کے لئے وہاں بیٹھنا حال لگنے لگا تھا وہ سانس لینے کی بے اختیار کوشش کرنے لگی۔

"اس بار سکیورٹی گارڈ ساتھ ہو گا تمہارے" وہ بے حد

سرسری سے لہجے میں بولتا اٹھا اور اندر چلا گیا۔

"سکیورٹی گارڈ کون آگیا؟" یاقوت اور پامیر کے

دوسرے کی جانب دیکھ سوچ ہی سکے۔

اگلے دن ٹھیک بارہ بجے کومل گل کو لے کر جیسے ہی

باہر نکلی انکی نظر سامنے کھڑی گاڑی پر گئی نہیں۔۔۔تم

غلط ہو

انکی نظر اس گاڑی کے ساتھ کھڑے ہینڈسم باڈی گارڈ

پر گئی تھی جس نے بلیک پینٹ پر فان رنگ کی شرٹ

پہن رکھی تھی اسی شرٹ سے اسکی بھرپور جسامت عین واضح ہورہی تھی چہرے پر ماسک تھا اور نگاہیں جھکی ہوئی۔

انکو دیکھ اس نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

وہ دونوں خاموشی سے آکر پچھلی نشست پر بیٹھ گئیں۔

وہ بہت نارمل ڈرائیو کر رہا تھا۔

"تھینک گاڈ۔۔۔زیحال نے اور کچھ نہیں کہا

۔۔۔میری تو جان نکل گئی تھی"کومل اپنے ماتھے کو

ٹیشو سے صاف کرتی بولی

گل خاموش تھی نجانے کس چیز نے اسے خاموش

کروایا تھا۔

بلیک شیڈ و دونوں کو لے کر ہوسپٹل پہنچا اور ڈاکٹر کے

روم تک انکا ساتھ دیا۔

"اب اندر بھی آؤ گے؟"اسکو دیکھ کومل تڑخ کر بولی

اسکی موجودگی میں اب ڈاکٹر برہان سے بھی ملاقات

نہیں ہو سکتی تھی۔ ورنہ کچھ بعید نہ تھی یہ کھڑوس باڈی گارڈ ان دونوں کو گولی مار دیتا۔

بلیک شیڈو سر خم کرتے پیچھے ہٹ گیا۔

"آپ یہاں ویٹ کریں۔۔۔ میں ڈاکٹر کو دیکھ کر آتی ہوں" کومل گل کی وہیل چیئر وہی چھوڑ کر روم سے باہر نکل گئی۔

وہ گہری نظروں سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی جب اچانک اسے شدت سے پانی کی طلب ہوئی۔

وہ یہاں وہاں پانی ڈھونڈ رہی تھی جب ایک خوبصورت مردانہ ہاتھ نے پانی کا گلاس اسکے سامنے ٹیبل پر رکھا اور واپس کمرے سے باہر نکل گیا۔

گل دانت پیس کر اس باڈی گارڈ کو دیکھنے لگی۔

کمرے میں اس وقت گہرا سناٹا سا چھایا ہوا تھا اتنی خاموشی کہ بالاج کو اپنی سانسیں بھی اجنبی محسوس ہو رہی تھیں اس نے پریشان کن نظروں سے یہاں وہاں

دیکھا جیسے کسی کو تلاش کر رہا ہو مگر اسکے علاوہ وہاں کوئی نہیں تھا

یہ سوچ کر اس نے گہرا سانس لیا اور اپنے پیچھے بندھے ہاتھوں کو کھولنے کی تگ و دو کرنے لگا۔

"ام کو ادر زیادہ عرصہ نہیں رکھا جا سکتا۔۔۔ام ادر سے نکلے گا" وہ خود میں غراتے اپنے ہاتھوں کو پوری قوت لگا کر کھولنے کی کوشش کرنے لگا جب اسے پیچھے سے کسی کے غرانے کی آواز آئ

اس غراہٹ پر بالاج کا رنگ یکدم سے سفید پڑ گیا سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔

بھاری قدم فرش پر تھرتھراہٹ پیدا کرتے آگے آئے۔

وہ بھوری آنکھیں عین قریب سے بالاج کی روح فنا کر رہی تھیں۔

شیر و بالاج کو حرکت کرتے دیکھ اپنی وحشی روپ میں آگیا تھا۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔میں۔۔۔ایسے ہی خارش کر رہا تھا" وہ کانپتی ہوئی آواز میں اپنے وجود کو ڈھیلا چھوڑ گیا۔

موت کو قریب سے دیکھنا کیسا ہوتا ہے یہ اسے ان دنوں صاف پتہ چل رہا تھا وہ شخص نجانے کون تھا جو اسے مار بھی نہیں رہا تھا اور پوری طرح سے زندہ بھی نہیں چھوڑ رہا تھا۔

اسکا یہ پالتو یہاں ایک ایک پل بالاج خان پر موت بن کر گزار رہا تھا۔

"میں تمہیں اتنی جلدی نہیں ماروں گا۔۔۔تم ایک ایک پل اپنی بھیانک موت کو اپنے قریب آتے دیکھو گے۔"اسکے الفاظ بالاج کے کانوں میں گونجنے لگے تھے۔وہ صحیح تھا اس نے بالاج کو زندہ چھوڑ کر زیادہ ازیت میں مبتلا کر دیا تھا۔

تیسرا چوتھا پانچواں۔۔۔وہ تھپڑوں سے زارک کے چہرے کو لال کر گیا تھا لیکن وہ پتھر بنا اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا بس سر جھکائے ابراہیم کے تھپڑ

کھاتا رہا جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کھڑے

کھڑے زارک کو زندگی سے فارغ کر دے۔

"وہ کیسے یہ بازی لے گیا۔۔۔کیسے ؟" وہ دھاڑ رہا تھا

جب کہ زارک نے صرف پلک جھپکائی

اس وقت کوئی اسکے اندر جھانکتا تو اسے شدید زلزلے

طوفان اٹھتے دکھائی دیتے۔

اسے یہاں آکر پتہ چلا تھا کہ اسکی بازی نہ صرف پلٹی

بلکہ انہیں بری شکست سے دوچار بھی کیا گیا تھا۔

"میرا۔۔۔میرا کھربوں کا نقصان ہو گیا۔۔۔وہ ۔۔۔وہ اتنی آسانی سے سب لے گیا۔۔۔سب؟"

ابراہیم اب تک بے یقین سا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔انسان ہی ہے ناں۔۔۔ایک وقت میں کیسے ریس بھی جیت لی اور۔۔۔اور وہاں بھی پہنچ گیا؟" اسے کوئی ان سوالوں کے جواب دے دیتا ورنہ ابراہیم عنقریب پاگل ہونے والا تھا۔

"اسکی گاڑی آٹو ہے۔۔۔اس نے روٹ فکس کر دی تھی جس سے گاڑی اپنے آپ فنشنگ لائن تک پہنچ گئی" زارک نظریں جھکائے سپاٹ لہجے میں بولا

ابراہیم نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو

"تو الو کے پٹھے جب پتہ تھا تو یہاں دماغ کیوں نہیں لگایا"

"اسکی گاڑی۔۔۔۔وہ گاڑی تباہ کرو۔۔۔۔اتنا برا حشر کر دو۔۔۔کہ اسکا نام و نشان تک مٹ جائے" وہ جبڑے بھینچے پھنکارا تھا۔

زارک اسکے حکم پر سر خم کرتے باہر نکل گیا باہر آتے

اس نے اپنی گاڑی کے ٹائر کو اتنی زور سے شوز مارا کہ

الٹا اسی کے پاؤں میں درد کی لہر دوڑ گئی۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ سب ہوا کیسے۔

"اگر آنا تھا تو مجھے پہلے بتا دیتے" وہ گل کا چیک اپ کر

کر خفا خفا سے اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گئے اور اسکی باقی

رپورٹس لکھنے لگے۔

گل نے گہری نظروں سے انکا چہرہ دیکھا وہ ناراض ناراض سے لگ رہے تھے۔

"زی نے کہا تھا" وہ دھیمی آواز میں بولی۔

"یہ سالے صاحب کونسے جنم کے بدلے لے رہے ہیں" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگے انکی آواز خاصی دھیمی تھی جو گل نہیں سمجھ سکی۔

"اگلی بار کسی کے ساتھ آنے کی ضرورت نہیں ۔۔۔میں خود آجاؤنگا آپ کا چیک اپ کرنے" وہ نرس کو پرسکرپشن تھما کر گل کی جانب مڑے۔

"زی جیسے بولے گا۔۔۔ام تو ویسے ہی کرے گاناں"

"تو کیا اب میں باڈی گارڈ بھی بن جاؤں آپ کا؟" وہ یکدم سے جل کڑھ کر بولے

"سانپ لوٹ رہے ہیں میرے سینے پر۔۔۔اتنا ہینڈسم باڈی گارڈ بھلا کون رکھتا ہے" آہ اب انکے لبوں پر اصل بات آئی تھی انکو جلتے کڑھتے دیکھ پہلے تو گل کی گرے جھیل سی آنکھیں پھیلیں پھر وہ بے اختیار مسکراتی ہنس پڑی۔

ڈاکٹر برہان اسکو ہنستے دیکھ بے اختیار رک گئے اور سانس روکے اسے دیکھنے لگے۔

وہ ہنسی ہوئی کسی پرتان کی شہزادی لگ رہی تھی دھیمی اور زندگی سے بھرپور ہنسی۔

"آ۔۔۔آپ بھی ناں۔۔۔" وہ سر پر ہاتھ مارتی نفی میں ہلانے لگی

جب اسکی نظر ڈاکٹر برہان پر پڑی وہ جان لٹاتی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔انکی نظروں سے خفت ہوتے وہ نظریں چرانے لگی۔

"ویسے وہ بلکل بھی ہینڈ سم نہیں ہے "

گل نے انکو تسلی دینی چاہی۔ڈاکٹر برہان نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں "اچھا؟واقعی اچھا نہیں ہے"

"آپ ذرا نگاہیں نیچی رکھ کر جائیں۔۔۔میں دیکھوں گا آپ کو" وہ تنبیہ کرتے اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور گل کو چھوڑنے باہر تک آئے۔

کومل اپنے ایک دو کام نمٹا کر تب تک خود بھی گاڑی میں آکر بیٹھ چکی تھی۔

بلیک شیڈ وانکو لے کر پاشا ولا کیلئے نکل گیا تھا۔

اس ایک کے ہوتے ہوئے پاشا بلکل ریلیکس تھا کیونکہ

وہ جانتا تھا ایک اکیلا بلیک شیڈ واسکے دشمنوں کے

پورے گروہ پر بھاری پڑ سکتا ہے۔

71/3

جب تک گاڑی ہوسپٹل کی حدود سے باہر نہیں نکل گئی تب تک گل کو لگا جیسے وہ کسی کی گہری نظروں کے حصار میں ہے اور وہ جانتی تھی وہ شخص کون ہے انہیں سوچ کر ہی گل کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھر

گئی۔ڈاکٹر برہان کی یہ جیلسی اسے لطف دے رہی تھی۔

وہ یہ چیز ہرگز برداشت نہیں کر سکے کہ زرتشم کیلیئے زیحال نے کسی اور کو باڈی گارڈر کھا ہے وہ بھی اتنا ہینڈسم باڈی بلڈر۔آنکھوں سے ہی دشمن کو آدھا مار دینے والا۔

ڈاکٹر برہان کے بس میں ہوتا تو وہ باڈی گارڈ بھی ضرور بن جاتے لیکن وہ ایک عام شخصیت تھی

جبکہ بلیک شیڈ واسی گناہوں کی دنیا میں پلا بڑا ایک سفاک درندہ تھا کب کہاں کس کا شکار کرنا ہے وہ بخوبی جانتا تھا۔

"تم کیوں پریشان ہے؟" کومل کو مسلسل ٹانگ ہلاتے دیکھ بالا آخر گل پوچھ بیٹھی۔

"مجھے ٹینشن ہو رہی ہے اگر زیحال کو ہمارے اس دن جانے کا علم تھا تو کیا اسے آپ کے اور ڈاکٹر برہان کے بارے میں بھی پتہ ہوگا؟" اسکے سوال پر گل کو اپنی

سانسیں دھیمی پڑتی محسوس ہوئی جیسے ہاتھ ایک دم سے ٹھنڈے پڑ گئے ہوں۔

پریشانی سی پریشانی تھی وہ مر کر بھی ایسا سوچ نہیں سکتی تھی کہ زیحال کو اسکے بارے میں ایسا کچھ پتہ چلے وہ بھی اس طرح سے۔

"اب پتہ نہیں جب تک یہ بات پوری معلوم نہیں ہو گی تب تک میری تو جان سولی پر اٹکی رہے گی"

کومل کو پامیر کی بھی رہ رہ کر ستا رہی تھی۔

تب ہی بلیک شیڈ و نے گا ی کو ا تنی ز و ر سے بر یک لگا ئی

کہ وہ د و نوں بے اختیا ر آ گے و ا لی سیٹ سے ٹکر ا

گئیں۔

"کیا ہے۔۔۔اند ھے ہو۔۔۔د یکھ کر نہیں کر سکتے

ڈ ر ا ئیو ؟" ا سکے ا یکد م سے بر یک لگا نے پر کو مل نے

صحیح ا سکی طبعیت صا ف کی۔

بد لے میں ا س بے حس ا نسا ن نے ا یک لفظ نہیں کہا

بس د و با ر ہ ڈ ر ا ئیو کر نے لگا و ہ بڑ ی مہا ر ت سے ا تنی

ٹریفک کے بیچ سے گاڑی نکال کر دوسری سڑک پر لے آیا۔

"اللّٰہ۔۔۔اللّٰہ۔۔۔مجھے تو پیاس لگ گئی" کومل یہاں وہاں پانی تلاش کرنے لگی جب بلیک شیڈ و نے گاڑی ایک سڑک کے کنارے پر لگائی اور خود اتر کر قریبی سٹور میں چلا گیا۔

"بڑا ہی کوئی بد تمیز باڈی گارڈر کھا ہے۔۔۔میری کہنی بھی دے ماری۔" کومل کو اب تک اسکی بریک پر غصّہ آرہا تھا۔

جبکہ زرتشم نے پوری ایمانداری دکھائی تھی۔ڈاکٹر برہان نے کہا تھا کہ اس باڈی گارڈ کی طرف مت دیکھنا ،وہ سچ میں نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

واپسی پر بلیک شیڈو کے ہاتھ میں پانی کی بوتل اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں تھیں۔

گاڑی میں بیٹھتے اس نے بیگ پیچھے کی جانب بڑھا دیا جسے دیکھ وہ دونوں چونکی۔اور کومل نے وہ سب تھام لیا۔

تب پہلی بار زرتشم کی نگاہ بلیک شیڈو کے ہاتھ کی جانب

اٹھی اسکی کلائی پر بندھی گھڑی کے ساتھ بیلٹ سے

اسے کراہت سی محسوس ہوئی۔ وہ دل ہی دل میں

اسے لوفر کا لقب دیتی نگاہیں پھیر گئی۔

گاڑی پھر سے پاشا ولا کی جانب بڑھ گئی تھی کومل کو تو

جیسے رشوت سی مل گئی اتنی ساری چاکلیٹس اور آئس

کریم دیکھ کر۔ اتنا بھی برا نہیں تھا یہ باڈی گارڈ وہ دل

میں سوچ سکی۔

رات کے وقت ٹھنڈ مزید بڑھ چکی تھی چرند پرند ہر

کوئی اپنے اپنے آشیانے میں چھپ چکا تھا باہر پہرے پر

موجود گارڈز کی تو تقریباً قلفی سی جم چکی تھی سب بھالو

بنے آگ جلا کر بیٹھے تھے۔

انہیں ویسے تو اس ٹھنڈ کی عادت تھی لیکن آج کچھ

زیادہ ہی ٹھنڈ نے سب کی ہڈیاں سیک رکھی تھی۔

وہی اندر تک اس ٹھنڈ کا اتنا اثر تھا کہ زامل زالے کھیل

چھوڑ کر کمبل میں دبکے بیٹھے اپنا بابا کے موبائل پر ٹوم

اینڈ جیری دیکھ رہے تھے۔

وہی دوسری جانب زیحال گود میں لیپ ٹاپ رکھے مسلسل سامنے دیکھ رہا تھا۔

سامنے والے کاؤچ پر اسکی شریک حیات ایک پین کانوں میں اڑسے دوسرے سے بڑے مصروف انداز میں اپنی اسائمنٹ بنا رہی تھی۔

ابراہیم کی باتوں کے بعد وہ نجانے کیوں زمل اور زالے کو ہی دیکھتا تھا اسے کہیں نہ کہیں ان دونوں کی فکر زیادہ ہونے لگی تھی۔

"وائفی" زیحال نے دھیرے سے اسے پکارا۔

لیکن اس نے شاید سنا نہیں تب ہی بس اپنے کام میں مصروف رہی۔

"وائفی۔۔۔ بات سنو" اس نے پھر پکارا لیکن اس نے پھر نہیں سنا۔ اسکی جگہ اسکی افلاطون اولاد نے سن لیا۔

"ہائفی" زامل اپنا چھوٹا سا منہ باہر نکالے تیز آواز میں چیخا کہ زیحال کے ساتھ ساتھ زمل نے بھی حیرت سے اس جانب دیکھا۔

"اوئے۔۔۔ یہ کیا بولا تم نے؟" اسکے ہائفی بولنے پر زیحال نے اس فتنے کو گھورا۔

"ہی ہی۔۔۔یوشید۔۔۔ہائفی" وہ جلدی سے رنگ

بدلتا زیحال کو مزید حیران کر گیا۔

"ہاں تو میری وائفی ہے۔۔۔میں بولوں گا۔۔۔تم

کس خوشی میں اپنی چھوٹی سی چونچ گھسارہے ہو

۔۔۔اپنی وائفی کو بولنا سمجھے" وہ فل لڑاکا انداز میں

میدان میں اترا تھا۔

زمل نے دور سے اپنے مجازی خدا کو گھور کر دیکھا۔

"می۔۔۔ہائفی کدل؟ (میری وائفی کہاں ہے)"

زامل کو نئ فکر نے آن گھیرا اسکی بات پر زیحال زمل

دونوں کی آنکھیں پھٹی۔ وہ باتوں کو کچھ نہیں کرتا تھا

بلکہ انکو سمجھ کر تھرو بھی کر دیتا تھا۔

"چوزے زمین میں سے پوری طرح اگے نہیں اور

وائفی چاہئے ہاں۔۔۔" زیحال اسے پکڑ کر آرام سے

گرانے والے انداز میں بیڈ پر لٹا گیا۔

ان دونوں کی ریس شروع ہوتے دیکھ زالے نے

جھٹ سے تالیاں بجائی

"می۔۔۔ ببا۔۔۔ ون (میرے بابا جیتیں گے)"

ہمیشہ کی طرح اسکا اپنے باپ پر ہی مان تھا۔ جو اسکا مان

کبھی توڑتا نہیں تھا اپنی بیٹی کی خوشی کیلئے وہ اپنے بیٹے کو بھی ہرا دیتا تھا جس سے پوری دنیا میں وہ چاہ کر بھی جیت نہیں سکتا تھا۔

زمل دور بیٹھی انکی مستیوں کی ویڈیو بناتی خوش ہونے لگی جب زیحال کی نظر اس پر پڑی۔

"بنواؤں تمہاری ویڈیو؟ پڑھو چپ چاپ" اسکی ڈپٹ پر زمل منہ پھلاتی واپس سے اپنے کام میں لگ گئی اور پھر جو لگی تو سارا کام ختم کر کر ہی اٹھی۔

تب تک زامل زالے سو چکے تھے۔

زمل کو بھی اب اباسیاں آنے لگی تھیں وہ سب چیزیں
خود سے دور کرتی بیڈ پر آگئی۔

زیحال اب بھی لیپ ٹاپ پر کوئی کام کر رہا تھا جب
زمل کو آتے دیکھ اس نے خاموشی سے لیپ ٹاپ
سائیڈ میں رکھ کر اپنے بازو وا کر دیے۔

وہ کسی معصوم سی کلی کی طرح اس پہاڑی وجود میں
سمٹ گئی جس نے دھیرے دھیرے بے حد نرمی سے
اسکے چہرے کے نقوش نہارے۔

اور اپنے ساتھ لپٹائے اسکی کمر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"ہبی "

"یس بے بی "

"آئ لو ویو" اسکی بات پر زیحال چونکا وہ بہت کم یہ جملہ بولتی تھی شاید جانتی تھی ایک ہی جملے کا اثر اس بندے کو پاگل کر دیتا ہے۔ہمیشہ بولتی تو وہ تو کہیں کا نہ رہتا۔

"آئ لو ویو مور دین اینی تھنگ" وہ شدّت سے اسکے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا۔

"اب جلدی سے بتائیں۔۔۔ کس بات پر پریشان ہیں" وہ کب سے زیحال کو نوٹ کر رہی تھی شاید شام سے جب سے وہ واپس لوٹا تھا اسکا انداز ہی عجیب سا تھا۔

زیحال کو اس بات پر حیرت کم ہوئی۔ وقت کے ساتھ دونوں کی محبت شدّت اختیار کر رہی تھی اس میں اب لفظوں کی گنجائش نہیں بچی تھی۔ کس کا دل کتنی بار کب دھڑکا وہ یہ تک جان لیتے تھے۔

"ایسے ہی بس۔۔۔کام کی پریشانی تھی" وہ بات کو گول مول کرتا اسکے چہرے پر چھوٹے چھوٹے مہر ثبت کرنے لگا

اس وقت زامل زالے ایک طرف تھے اور وہ دونوں ایک طرف کمبل میں ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے۔

"جھوٹے۔۔۔سچ بولیں" وہ چٹکیوں میں اسکی چالاکی بھانپتی کسرتی سینے پر دھپ رسید کر گئی۔

زیحال کے لئے یہ پریشان کن بات تھی وہ زمل کو چاہ کر بھی اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔ یہ بات بہت بڑی تھی زمل خوف زدہ ہو سکتی تھی۔

"گلالے۔۔۔اگر میں تم سے کچھ کہوں تو مانو گی؟" وہ پوچھ رہا تھا زمل جھٹ سے اچھے بچوں کی طرح سر ہاں میں ہلا گئی۔

"میں چاہتا ہوں تم سٹرونگ بن جاؤ" یہ فرمائش تو وہ پہلے بھی کرتا تھا زمل کو اس لئے خاص نہیں لگی۔

"اتنی سٹرونگ کہ کبھی کوئی تمہاری طرف بری نظر سے بھی دیکھے تو تم اسکی آنکھیں نکال دو" اسکی بات پر اب کی بار زمل کی اپنی ہیزل آنکھیں بے ساختہ پھیلی "پھر وہ میری آنکھیں کیا جان بھی نکال دے گا" اس نے پہلے ہی صاف ہری جھنڈی دکھا دی۔

"ایسے ہی۔۔۔ تمہیں کوئی چھو کر تو دکھا دے" اس میں ایک دم سے پاشا کی جھلک ابھری تھی

"تم صرف سٹرونگ بنو۔۔۔میں تمہیں ایک بوس لیڈی دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔جو تمہارا اصل مقام ہے تم

اسے پہچانو۔۔۔ تم چاہو تو پوری دنیا کو آگے لگا کر رکھ سکتی ہو" وہ اسے ٹرینڈ کر رہا تھا۔

"آپ کو بھی؟" اسکی بات پر زیحال بولتے بولتے رکا اور گھور کر اس پدی کو دیکھنے لگا۔

"مجھے تو ویسے ہی لٹکا کر رکھتی ہو" اسکی اس بات پر زمل کا بے ساختہ قہقہہ گونجا جس پر زیحال جھٹ سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔

"چپ کرو پاگل لڑکی۔۔۔کیوں رنگ میں بھنگ ڈلوانا چاہتی ہو۔۔۔یہ میرا ٹائم ہے" وہ زامل زالے کے اٹھ جانے کے ڈر سے دھیمی سرگوشی کرنے لگا زمل اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتی ہاتھ پیچھے ہٹا گئی۔

"واہ۔۔۔واہ۔۔۔دن میں بچوں کا ٹائم رات میں آپ کا ٹائم۔۔۔میرے لئے میرا کوئی ٹائم نہیں" وہ تڑخ کر بولی تھی

زیحال نے گہری لو دیتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا کرو گی ٹائم لے کر۔۔۔میں ہوں ناں" وہ ٹریک

سے اترنے لگا تھا جب اسکے لہجے میں اترتی خماری

بھانپتے زمل اسکے پیٹ میں مکا جڑ گئی۔

یہ ایسے تھا جیسے ایک ننھا سا مکا بڑی سی دیوار پر لگا ہو۔

" صبح کالج جانا ہے" اسے یاد دہانی کروائی

"میں اٹھا دونگا۔" وہ ارادہ کر چکا تھا جس پر زمل کی

ہیزل آنکھیں پھیلنے لگی وہ جلدی سے رخ موڑ کر

بھاگنے کی تیاری میں تھی کہ زیحال نے اسے وہی سے

کمبل میں اپنے ساتھ لپیٹ کر اسکی پیٹھ خود سے جوڑ لی

اور اسکی گردن کے قریب چہرہ رکھ کر نرمی سے اپنے

حصار میں لے گیا۔

انہی لمحوں میں دونوں کا سکون تھا وہ بظاہر زمل کے

ساتھ تھا لیکن ذہن پھر سے ابراہیم کی باتوں میں الجھ

گیا تھا اسے اب کیسے بھی کر کر زمل کو سٹرونگ بنانا تھا

اور وہ یہ طے کر چکا تھا

وہ سونے کیلئے آنکھیں بند کرنے ہی لگی تھی اسکے بیڈ کے سائیڈ رکھے ٹیبل پر بیپ ہونے لگی گل نے مڑ کر دیکھا اسکا موبائل وائبریٹ کر رہا تھا

رات کے اس وقت وہ اسکی وائبریشن پر تھوڑی خوف زدہ ہوتی دھیرے سے اٹھی اور موبائل دیکھنے لگی جہاں ایک ساتھ تین چار میسج دھڑا دھڑ آنے لگے

"گھر خیریت سے پہنچ گئی تھیں آپ؟ اس باڈی گارڈ نے آپ کو مخاطب تو نہیں کیا؟ زیحال نے اسے بدلنے کا سوچا؟ "

یہ ساری باتیں پڑھ کر گل کو نمبر والے کا اندازہ ہو گیا تھا تب ہی اسکے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

"آپ فکر کیوں کر رہے ہیں وہ تو بچارا بہت شریف تھا" اسے نہیں پتہ تھا اسکا یہ میسج تیر کی طرح ڈاکٹر برہان کے سینے پر لگے گا

"شریف؟ میرا بس چلتا میں اسے زمین سے ہی غائب کر دیتا۔۔۔اور آپ نے اسکے بارے میں سوچا بھی کیوں؟" اسکی جیلسی آخری حدوں کو چھو رہی تھی

"دیکھیں میں اپنا ایک رقیب بھی برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔میں کل ہی آپ کے روم میں ساری سیٹنگ کروادونگا۔۔۔کوئی ضرورت نہیں اسکے ساتھ ہوسپٹل آنے کی"اب انکا میسج دیکھ گل کی صحیح آنکھیں پھیلنے لگی تھیں

وہ شخص واقعی اسے لے کر جنونی تھا وہ محبت کا ایک سمندر تھا جسے خدا نے زرتشم نوشیر وال کے نام کر دیا تھا۔

وہ موبائل رکھ کر انہیں جلتا کڑھتا چھوڑ کر پر سکون نیند سو گئی۔اب محبت کی آگ پر جلنے کی باری انکی تھی ٹھیک ویسے جیسے برسوں پہلے وہ جلی تھی اور جلانے والے یہی دشمن جان تھے۔

"ویسے میں نہیں مان سکتی۔۔۔تم سچ میں زریاب خان کی بہن ہو؟ وہی جو ابھی الیکشن جیتے تھے؟" وہ پاکستانی لڑکی تھی جو یہاں پڑھنے کیلئے آئی تھی جواب تین ماہ لیٹ ایڈمیشن لینے والی زرتشم پر حیران ہو رہی تھی۔

"تم اتنا حیران کیوں ہو رہا ہے۔۔۔ام نہیں پڑھ سکتا ادر؟"گل کے چہرے پر معصومیت حد درجے کی تھی۔اس وقت وہ سیاہ رنگ کی چادر میں لپٹی خود کو اچھے سے کوور کئے ہوئے تھی

وہ آج ہی اس یونیورسٹی میں آئی تھی زریاب خان کی سپورٹ کے ساتھ ورنہ داجی نے اسکے کالج ایڈمیشن لینے پر ہی اتنا واویلا کیا تھا اب تو یونیورسٹی کے نام پر خان حویلی میں گویا قیامت ہی آچکی تھی۔

لیکن زریاب خان نے ہمیشہ کی طرح اپنی بہن کی پسند

کو آگے رکھا اور سب کے خلاف جا کر اسے میڈیکل

کالج میں ایڈمیشن دلوایا یہ کالج اتنا بڑا تھا جتنی بڑی ایک

یونیورسٹی۔ کوالالمپور کا سب سے مہنگا میڈیکل کالج

جہاں سب امیروں کے بچے پڑھنے آتے تھے۔

"بھئی اتنے بڑے بندے کی بہن ہو اور حلیہ دیکھو"

اسکا اشارہ گل کی بڑی سی چادر کی جانب تھا۔

"ام اسی میں خوش ہے" وہ شائستگی سے جواب دیتی

اپنی کتاب پر جھک گئی۔

جب اس نے پھر اس لڑکی کی جانب دیکھا اسکی زبان اچانک بند کیسے ہو گئی تھی یہ بھی اس پر جلد ہی انکشاف ہو گیا تھا

وہ منہ کھولے آنکھیں پھاڑے سامنے سے آتے ہوئے شخص کو دیکھ رہی تھی۔

گرے رنگ کی پینٹ پر بلیو رنگ کی گول گلے والی شرٹ، جس سے انکی بھرپور کسرتی جسامت واضح ہو رہی تھی ہاتھ میں بلیک برانڈڈ واچ اور پیروں میں وائٹ جوگرز۔

گل کو یہ دیکھ حیرت ہوئی کہ صرف وہی نہیں اسکے آس پاس کی سب ہی لڑکیاں اس شخص کے آنے پر فریز ہو چکی تھیں جبکہ وہ چہرے پر ماسک لگائے اپنا کام کر رہے تھے۔

"آپ نیو ایڈ میشن ہیں؟" اسکی آواز اپنے اتنے قریب سے آنے پر زر تشم تقریباً اچھل کر پڑی۔

"ج۔۔۔جی" بمشکل ہکلا کر جواب دیا۔

"یہ نوٹس ہیں۔۔۔آپ کو تین مہینے کا کام کور کرنے میں ہیلپ ملے گی" وہ عجلت میں اسے نوٹس تھماتے

فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے بنا زرتشم کو دیکھے
آگے بڑھ گئے
"پہنچا دیے نوٹس۔۔۔اب بھی کچھ کرنا ہے؟" اسکے
یقیناً ایچ او ڈی نے یہ کام زمے لگایا تھا جسے بڑی بے
زاری سے سرانجام دے کر وہ واپس جا چکا تھا۔
زرتشم نے ہاتھ میں پکڑے نوٹس دیکھے اصل حیرت کا
جھٹکا اسے لڑکیوں کو اپنی جانب دیکھ کر لگا۔
وہ نروس ہوتی سب کو اپنی دیکھتے ہوئے دیکھنے لگی۔
"کیا ہوا؟ "

"مان گئی تمہاری پاور" وہ لڑکی ستائشی نظروں سے اسے دیکھ آہیں بھرنے لگی۔

زرتشم کو اسکی بات سمجھ نہیں آئی۔

"تم جانتی ہو یہ کون تھے؟" اسکے سوال پر زرتشم نے عجیب نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا بھلا پہلے ہی دن وہ کیسے جان لیتی۔

"یہ سینئر ہیں ہمارے پورے کالج کے ٹاپر اور سب سے کھڑوس سٹوڈنٹ لیکن ہینڈسم افف بلا کے ہیں

۔۔۔کالج کی کوئی ایسی لڑکی نہیں جو اسکے عشق میں

گرفتار نہ ہو لیکن یہ کسی کو منہ ہی نہیں لگاتے "

وہ خاصی تفصیل سے اسے سب بتا رہی تھی زرتشم نے

ہاتھ میں پکڑے نوٹس دیکھے

یہ بھی اسکے بھائی کی پاور تھی جو پہلے دن ہی اتنے

کھڑوس ڈاکٹر کو اسکے آگے جھکا دیا تھا۔

"اتیچ او ڈی کا فیورٹ اب لڑکیوں کو نوٹس پہنچائے گا

ہاہاہاہا۔۔۔"موبی کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا۔

جبکہ اسکے سامنے بیٹھے برہان نے تیکھی نظروں سے اسے گھورا۔

واللہ۔۔۔قدرت نے کیا انتقام لیا ہے۔۔۔جن لڑکیوں سے دور بھاگتا تھا اب انکو ہی پارسل کیا کرے گا واہ واہ۔۔وا" اس سے آگے وہ کچھ بولتا برہان نے کاغذ گول مول کر کر اسکے منہ میں ٹھونس دیا۔

"بکواس بند کرو۔۔۔اور چلو ہوسپٹل میں ڈیوٹی ہے ہماری" وہ اٹھ کر اپنا سامان بیگ میں ڈالنے لگے انکا پریکٹس ایئر سٹارٹ ہو چکا تھا۔

اس دن کے بعد زرتشم کو دوبارہ وہ کھڑوس ڈاکٹر نظر نہیں آئے تھے لیکن اسکی آنکھیں نہ محسوس طریقے سے ایک بار پھر اسے دیکھنا چاہتی تھی جو کالج میں اپنی بے زار طبعیت کی وجہ سے اتنے فیمس تھے

وہ پیشانی مسلتے گہری گہری سانسیں لے رہے تھے۔انکا بس نہیں چل رہا تھا کچھ کر گزرتے ان کی کیفیت ہاتھ میں پکڑی چھڑی پر زور دینے سے معلوم ہو رہی تھی۔

مورے نے پریشان کن نظروں سے نوشیر وال صاحب کی جانب دیکھا۔ جو دو ہفتوں میں واپس آئے تھے انکی میٹنگس کبھی کبھی اتنی طویل ہو جاتی تھی کہ وہ شہر سے باہر دو دو ہفتے تک نہیں لوٹتے تھے۔

اب جب سے وہ آئے تھے حویلی کو ایک ٹانگ پر کھڑا کر رکھا تھا۔

انکے سامنے صوفے پر عین چادر میں چہرہ چھپائے سوں سوں کرتی رو رہی تھی بیلا دروازے سے ٹیک

لگائے کھڑی اسکے ڈرامے دیکھ رہی تھی۔سیماب بھی پریشان سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"کدر رہے یہ زریاب۔۔۔اب تک آیا کیوں نہیں؟"

وہ کب سے ان کے انتظار میں تھے اب توانکے صبر کا پیمانہ بھی چھلکنے کے قریب تھا۔

"ام نے کیا ہے کال وہ آفس میں تھے آتے ہونگے"

سیماب ڈر کر دھیمی آواز میں بولی لیکن جیسے ہی اسکی بات مکمل ہوئی کمرے میں داخل ہوتے زریاب کے سلام پر سب نے بیک وقت انکی جانب دیکھا۔

جو پوری طرح سے عین کو اگنور کر کر سید ھادا جی کے ہاتھ پر جھکے تھے۔

وہ غصّے سے نگاہیں پھیر گئے لیکن زریاب نارمل تھے انکو ایسی سچویشنز کی عادت تھی۔

"جی بولیں"

"کیا بولنا ہے۔۔۔ تم بولے گا۔۔۔ یہ تمارا دونوں چھوٹا بھائی کیا کرتا پھر رہا ہے" انکی بات پر فرخندہ بیگم کا چہرہ سرخ پڑا۔

"امارا بھائی سے پہلے آپ کا اولاد محترم ہے۔۔۔آپ کو بہتر پتہ ہو گا" وہی ہمیشہ کی طرح مخصوص دوٹوک جواب جو نوشیر وال صاحب کو سلگا کر رکھ گیا۔

"یہ ام کیا سن رہا ہے۔۔۔وہاج کو کدر غائب کیا ہے ان دونوں نے" اب وہ صحیح مدعے کی بات پر آئے تھے زریاب بظاہر نارمل تھے لیکن اندر سے انہیں ٹھنڈک کا احساس سا ہوا۔

"اسکے ٹھکانے پر پہنچایا ہے" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائے۔

"اونچی آواز میں بولو مارا" داجی کو انکا منہ میں بڑبڑانا

ناگوار گزرا تھا

"کیا بولے ام۔۔۔یہ آپ کو بھی پتہ ہے وہ جیل میں

ہے" انکا انداز سرسری سا تھا۔

"نہیں۔۔۔وہ نہیں ہے۔۔۔ام نے معلوم کیا تھا

امارے وہاج کو انہوں نے مار دیا" یہ گویا بم پھوٹا تھا

اسکے بلک بلک کر رونے پر سیماب کا دل یکدم سے

مٹھی میں آگیا تھا۔وہ آگے بڑھ کر اسے چپ کروانا

چاہتی تھی لیکن زریاب کی موجودگی میں اسکی ہمت
نہیں بندھ سکی۔

"پتہ کرو۔۔۔یہ سچ ہوا تو امام تم تینوں کو گولی مار دے گا
۔۔۔وہاج کا قصور صرف اتنا تھا کہ اس نے بالاج کو
غلط تربیت دی اسکا یہ ہر گز مطلب نہیں کہ اسکی جان
لے لی جائے" وہ بول نہیں پھنکار رہے تھے انکو اتنے
غضب میں دیکھ زریاب کو بھی کچھ بولنا مناسب نہیں
لگا انہیں بھی اب ٹھیک ٹھاک پریشانی ہونے لگی تھی۔

"مجھے ایسا نہیں لگتا۔۔۔کہ زی ایسی کوئی بے وقوفی کرے گا" کیا مان تھا یہ مان اس وقت انکا سر غرور سے اٹھائے ہوئے تھا۔ کیونکہ اسکی تربیت کرنے والے خود زریاب خان تھے تو کیسے اس میں کہیں کوئی کمی رہ جاتی۔

"ایسا ہونا بھی نہیں چاہئے۔۔۔ورنہ اسکا خمیازہ تم کو بھگتنا پڑے گا۔۔۔ویسے بھی تم کو اسکا اشد ضرورت ہے" وہ بول کرر کے نہیں تقریباً سب میں صور پھونک کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

سیماب انکی بات پر دہل کر رہ گئی یہی حالت باقی سب کی بھی تھی۔

زریاب کو اپنے گلے میں پھندا سا اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔

انہوں نے خون خوار نظروں سے عین کی جانب دیکھا جو سر جھکائے رو رہی تھی۔انکی آنکھوں میں اس وقت حقارت سی حقارت تھی۔

صبح کا سورج آج بادلوں کے پیچھے چھپ کر نکلا تھا ہر طرف گہری دھند کا راج تھا ٹھنڈ رات والی ہی برقرار

تھی۔بچے اس ٹھنڈ میں سب سے زیادہ پریشان تھے
جن کے باہر نکلنے پر پابندی لگ چکی تھی اور تو اور وہ
تینوں بھالو بنے گھوم رہے تھے
اصل آنکھیں سب کی تب پھٹی جب نظر ان کے
کارناموں پر پڑی
زامل اپنی ٹیل پر زالے کو بٹھا کر پورے فرش کے چکر
لگوا رہا تھا۔
"یہ دیکھو۔۔۔ان صاحب زادے کو" مشی سر پیٹ کر
رہ گئی

اب کون روک سکتا تھا ان دونوں کو عبدلباری کا بھی

بس نہیں چل رہا تھا وہ بھی زامل کی پوچھ سے لٹک

جائے۔

لیکن وہ اپنے کاٹ میں بیٹھا بیٹھا خوشی سے اچھل رہا تھا

اسکی زالے جو گھوم رہی تھی۔

تب ہی برلاس فریش فریش سا کمرے سے باہر نکلا

اسکے پیچھے ہی آئرہ بڑی سی چادر میں لپٹی نکلی تھی۔

"تم دونوں کہیں جا رہے ہو؟" ان کو کہیں کی تیاری

کرتے دیکھ کومل نے پوچھا

"ڈاکٹر کے پاس اپائیٹمنٹ تھیں" برلاس کے نیوز
بریک کرنے پر سب نے حیرت سے ایک دوسرے کو
دیکھا۔زمل کی تو باقائدہ آنکھیں پھٹی تھیں۔
گل کو خوشگوار احساس نے آن گھیرا
"ماشاءاللہ۔۔۔تو تو نہاؤ پو تو پھلو" اسکی دعا پر بچوں کو
پیار کرتے برلاس کی آنکھیں پھٹی
اور اسی دوران زامل نے اسکے سٹیچو ہونے کا فائدہ
ہوتے اسکی ناک پکڑ کر کھینچ دی۔

دوسری جانب آئرہ کا بدن کاٹو تو لہو نہیں وہ بری طرح

سے سٹپٹا کر سب سے نظریں چرانے لگی۔

"زمل۔۔۔مٹھائی لے کر آؤ۔۔۔میں صدقے

۔۔۔میری جان بہت بہت مبارک ہو" کومل آئرہ کو

تین بار گلے لگاتی پرجوش سی مبارکباد دینے لگی مشی کا

چہرہ بھی خوشی سے تمتمانے لگا تھا سب میں خوشی کی

ایک لہر سی دوڑ گئی تھی

وہ بھی اٹھ کر آگے آتی آئرہ کو جھٹ سے خود سے لگا

کر اسکا سر چومنے لگی۔

"بہت۔۔۔بہت۔۔۔بہت ساری مبارک ہو" وہ

بت بنی آئرہ کے بدن میں کرنٹ سا دوڑا گئی اس نے

پریشان کن نظروں سے برلاس کی جانب دیکھا

جو خود ہکا بکا سا یہ سب دیکھ رہا تھا۔

"ای۔۔۔ایک منٹ۔۔۔یہ کس بات کی مبارک باد

دی جارہی ہے؟" برلاس جھٹ سے کھڑا ہو کر تڑخ

کر بولا۔

اسکے تڑخ کر پوچھنے پر تینوں نے ایک دوسرے کو

دیکھا

"تمہاری گڈ نیوز کی مبارک باد" یہ اگلا بم پھوڑا تھا بر
لاس اور آئرہ نے سٹپٹا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔
سونے پر سہاگہ لاؤنج میں داخل ہوتے زیحال کو دیکھ
برلاس کو رہی سہی کسر بھی پوری ہوتی دکھائی دے
رہی تھی۔

وہ باقی سب کو تو ہینڈل کر سکتا تھا لیکن زیحال کو دیکھ برلاس شاہ کو اپنی جان لبوں پر آتی محسوس ہو رہی تھی وہ دل ہی دل میں ڈھیروں دعائیں کرنے لگا تھا کہ کوئی اسے کچھ نہ بتا دے لیکن اسکے اپنے ستارے اس وقت گردش میں تھے جو سب کو اتنا خوش دیکھ زیحال نے خود ہی پوچھ لیا۔

"کیا ہوا۔۔سب اتنے خوش کیوں ہیں خیریت؟"

اسے دیکھ بچے اسکی ٹانگوں کے ساتھ آکر لپٹ گئے

تھے بظاہر وہ انکو بیٹھ کر پیار کرنے لگا تھا لیکن جواب کا

انتظار بھی تھا۔

"گڈ نیوز ہے لالا "مشی کے منہ پھٹ انداز پر زیحال

نے کرنٹ کھا کر زمل کی جانب دیکھا۔جو سب کے بیچ

اس بات پر اسکے اپنی جانب دیکھنے پر صحیح خفت کا شکار

ہوئی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔برلاس کی طرف سے ہے" اس سے پہلے وہ خوشی سے پاگل ہو جاتا کومل نے جلدی سے تصحیح کی۔

اور یہاں برلاس سر جھٹک کر اپنے تیزی سے دھڑکتے دل کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگا۔اس وقت جان سولی پر لٹکنا کسے کہتے ہیں یہ اس سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔

"برلاس ؟" بے یقینی سی بے یقینی نے زیحال کو آن گھیرا تھا وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں ایسے کھڑا ہوا تھا جیسے انجانی سی طاقت نے اسے کھینچ کھڑا کیا ہو۔

کوئی برلاس کو یہاں سے غائب کر دیتا

"یہ۔۔۔یہ سچ ہے ؟" یہ خبر اسے پامیر یا یا قوت کی ملتی تو اسے اتنا بڑا جھٹکا نہ لگتا لیکن برلاس شاہ وہ چھوٹا بچہ جس نے ہوش سمبھال کر اپنے ماں باپ کی جگہ دیکھا ہی صرف اس ایک شخص کو تھا جس نے راتیں اسکے لئے ایک ماں کی طرح قربان کی تھی جس نے

دن اسکے لئے ایک باپ کی طرح صرف کئے تھے۔

اگر وہ زندہ ہوتے تو شاید برلاس شاہ کو اتنی محبت وہ

بھی دے پاتے جتنی محبت زیحال خان نے اسے دی

تھی۔یونہی تو دنیا اسے اسکی بڑی بگڑی اولاد کہہ کر

نہیں پکارتی تھی۔وہ تھا بھی۔

اسکی طرف سے ایسی گڈ نیوز آنے پر زیحال خوشی سے

مر نہ جائے اسکی کیفیت اس وقت بلکل ایسی تھی لیکن

وہ خود کو کمپوزڈ کر کر کھڑا تھا۔

"یہ سچ ہے ؟" وہ اب بھی بے یقینی سے پوچھ رہا تھا

برلاس کا شدّت سے دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں

سما جائے۔ کم از کم اپنے باپ کو اس وقت نگاہ اٹھا کر

دیکھنے کی ہمت وہ نہیں کر سکتا تھا۔ تب ہی سر جھکائے

جھکائے نفی میں ہلا دیا۔

کاش یہ سر ہاں میں ہلا سکتا وہ شدّت سے سوچ سکا ان

اسکی طرف سے لال جھنڈی ملنے پر سب کے منہ ایک

ساتھ اتر گئے

جبکہ زیحال کے اندر کچھ ٹوٹا تھا شاید ایک خوشی کی آس۔جو اسے برلاس کی جانب سے چاہیئے تھی۔

وہ بمشکل ہی مسکرا پایا اور آگے بڑھ کر برلاس کے کندھے پر ہاتھ رکھ گیا۔برلاس نے کن کرب بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"اٹس اوکے۔۔۔اللّٰہ دے گا" وہ مسکرا کر اسکا کندھا تھپتھپاتے اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا۔وہ کسی کام سے گھر آیا تھا جسے کرتے ہی وہ واپس آفس کیلئے نکل گیا تھا۔

برلاس نے ایک خفا خفا سی نظر سب پر ڈالی۔

"چلیں؟رات کو نیند میں ڈرنے کا علاج کروانے؟"

وہ خاصی تیز آواز میں آئرہ سے مخاطب ہوا جیسے سب کو اپنے ڈاکٹر کے پاس جانے کا مقصد واضح کرنا چاہتا ہو۔

آئرہ اسکے نکلتے ہی گھبرا کر سب کو دیکھتی اسکے پیچھے ہو لی۔

"یہ تو اخیر قسم کی چول ماردی ہم نے۔۔۔زیحال بھی کیا سوچ رہا ہوگا" کومل کو ٹھیک ٹھاک پریشانی نے آن گھیرا تھا۔

"ہبی کی تو خیر ہے۔۔۔اس چھوٹے فتنے کا منہ پھول گیا تو سمجھو ہم تینوں تو گئی کام سے" زمل کا اپنا دکھ جاگ گیا۔

تینوں اسے بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتی تھیں وہ ناراض ہو جائے ایسا ان میں سے کوئی بھی برداشت نہیں کرسکتی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے آئرہ سے کچھ سوالات کئے جن کے جواب میں وہ صرف اٹکی تھی ایک بھی جواب ٹھیک سے نہیں دے پائی تھی۔

"دیکھیں مسسز شاہ۔۔۔آپ مجھے کلئیرلی بتائیں گی تو میں کوئی سولوشن آپ کو بتا سکو نگی ناں۔۔۔میرا مطلب ہے۔۔۔آپ آج کل کوئی تھرل مووی دیکھ رہی ہیں جس کی وجہ سے آپ نیند میں ڈسٹرب ہیں یا پھر۔۔۔پاسٹ میں آپ کے ایسا کوئی واقعہ گزرا جو

آپ اب تک بھول نہیں سکی؟" اسکی ساری باتیں سننے کے بعد ڈاکٹر اب اپنے اندازے لگا رہی تھی۔

برلاس نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی آئرہ کو دیکھا جس کے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے چمکنے لگے تھے۔

"میں باہر چلا جاتا ہوں۔۔۔آپ کمفرٹیبل ہو کر بات کریں"

وہ اپنی موجودگی کو مسلہ سمجھتا اٹھنے ہی لگا تھا جب آئرہ نے بے اختیار اسکا بازو تھام لیا وہ دیگر خوف زدہ سی

نظروں سے برلاس کو دیکھنے لگی جیسے کہنا چاہتی ہو کہ

"مت جائیں"

"اوکے۔۔۔ریلیکس میں یہی ہوں" وہ اسکے ہاتھ پر

نرمی سے دلاسہ دیتا واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ صرف دوائیں دیں۔۔۔باقی سوال چھوڑ دیں"

آئرہ کو خوف زدہ دیکھ وہ سپاٹ لہجے میں ڈاکٹر سے

مخاطب ہوا۔

"دیکھیں مسٹر شاہ۔۔۔جب تک ہمیں بیماری کی جڑ

معلوم نہیں ہو گی تب تک علاج کیسے ممکن ہے۔۔۔

لیکن ٹھیک ہے آپ کہتے ہیں تو میں ابھی وقتی انہیں کچھ میڈیشن دے رہی ہوں۔۔۔ لیکن انکے کچھ سیشنز ہوں گے۔۔۔ آپ وہ ضرور اٹینڈ کروائیں مجھے انکے ساتھ کچھ دماغی مسلہ لگ رہا ہے لیکن ہم سارٹ آؤٹ کرلیں گے"

وہ نہایت پروفیشنل انداز میں اسے ایک پرسکرپشن تھماتی مسکرا کر بولی۔

برلاس آئرہ کو لے کر انکے کلینک سے جیسے ہی باہر نکلا۔ سامنے سے دو پر کشش اولیو گرین نظروں نے ان پر اپنا ڈیرہ جما لیا۔

وہ اپنی ہونڈا بائیک پر بیٹھا کلچ تھامے گہری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ بلیک پینٹ اور ہاف سلیوس والی گرے شرٹ جس میں سے اسکے ٹھوس بائسپس بھرپور نمایاں ہو رہے تھے۔

ہیلمنٹ پہن کر اسکی آنکھیں مزید سرد وحشی لگ رہی تھیں۔

"آپ بیٹھیں گاڑی میں۔۔۔میں آپ کی میڈیسن لے آؤں" وہ آئرہ کیلئے گاڑی کا دروازہ کھول کر اسکے بیٹھے کا انتظار کرنے لگا۔

"ج۔۔۔جلدی" وہ اٹک کر بمشکل بولتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

برلاس کے جاتے ہی کچھ ہی فاصلے پر کھڑے زارک نے اتنی زور سے ریس دی کہ آس پاس کے کتنے ہی لوگ اسکی جانب متوجہ ہوئے۔

ایسا ہی طوفان اسکے اندر بھی اٹھ چکا تھا جسے اٹھانے والا شخص اسکے سامنے موجود بچے کا باپ تھا۔

اسے بائیک پر دیکھ تو کتنی ہی لڑکیوں کو کھڑے کھڑے اس باڈی بلڈر پر کرش ہونے لگا تھا۔ وہ بھی ایسا اتنی سخت سردی میں بھی بنا جیکٹ کے قیامت ڈھا رہا تھا۔

اس سے پہلے زارک اپنی بائیک آگے بڑھاتا ایک لڑکی اچانک سے اسکے سامنے آگئی۔

زارک نے اشتعال انگیز نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا جو چلبلی سی آگے آتی اسکے ہیلمنٹ پر عین ہونٹوں کے اوپر کس کرنے لگی۔اسکے اسکے پورے ڈھکے ہوئے چہرے کو نہیں دیکھ سکی دیکھ لیتی تو شاید اس درندہ صفت انسان کو دیکھ یہی بے ہوش ہو جاتی۔

اسکی اس حرکت پر زارک کی آنکھیں بے اختیار پھیلیں۔اس لڑکی کی سہیلیاں شاید دور کھڑی تھیں جو اسکے ٹاسک پورا کرنے پر اب کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔

زارک کا بس نہیں چلا وہ یہی کھڑے کھڑے اس خوبصورت لڑکی کا گلا دبا دے۔اسکے چکر میں بر لاس بھی اپنی گاڑی لے جا چکا تھا۔

زارک نے لب بھینچتے گردن موڑ کر خود سے دور جاتی ہوئی اس لڑکی کو دیکھا۔اور ٹھیک دس منٹ بعد ان لڑکیوں کی گاڑی کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہو چکا تھا۔

وہ ڈرائیو کرتے ہوئے بار بار گردن موڑ کر اپنے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی آئرہ کو دیکھ رہا تھا جو اسکے بار باریوں

دیکھنے پر خفت کا شکار ہوتی چادر آگے تک کر گئی۔ اسکی

اس حرکت پر برلاس کی بھنویں اچکی۔

"ایسے کیوں بیہیو کر رہی ہیں جیسے میں کوئی لفنڈر

ہوں اور آپ کو لتاڑ رہا ہوں؟" اسکا انداز تڑخ کر

بولنے والا تھا جس پر آئرہ صحیح سٹپٹا گئی۔

"ن۔۔۔نہیں تو۔۔۔ایسا کب کہا میں نے" وہ ہکلا کر

اپنے نچلے لب کو دانتوں سے کچلنے لگی

اسکی یہ حرکت دیکھ برلاس نے دل پر کئی بڑے بڑے

تالے لگا لئے۔

آئرہ کو اسکی نگاہیں اس وقت شدید الجھن میں الجھا رہی تھیں۔

"آ۔۔۔آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟"ہمت کر کر بالا آخر پوچھ بیٹھی۔

"کیسے؟نہیں مطلب کیسے۔۔۔؟بری نظروں سے ؟"آئرہ کے سوال پر الٹا تڑخ کر سوال کیا بات تو یہی تھی تب ہی اسے آئرہ کی ذرا ذرا سی بات پر مرچی لگ رہی تھی۔

کیا ہو جاتا اگر آج یہ گڈ نیوز سچ ہو جاتی اسکے باپ کی
خوشی کا پوری دنیا میں کوئی ٹھکانہ نہ ملتا پوری دنیا میں وہ
اس خوشی کے ڈنکے بجواتا۔ لیکن نہیں ایسی خوشیاں تو
جیسے برلاس شاہ کے گھر کا راستہ ہی بھول چکی تھیں۔
"مم۔۔۔ میں نے ایسا کب کہا" حالانکہ وہ ایسا ہی کہنا
چاہتی تھی یا شاید اس سے بھی بڑھ کر کہ اپنی گندی
نظریں دوسری سائیڈ گھماؤ میں ابھی دو سے تین
ہونے کے موڈ میں ہرگز نہیں ہوں۔

"کہہ بھی نہیں سکتی۔۔۔شوہر ہوں تمہارا۔۔۔ایسی

گندی نظروں سے دیکھنے پر الٹا ثواب ہی ملے

گا۔۔۔ورنہ یہی نظریں باہر اٹھیں گی" اسکی آخری

بات پر آئرہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا۔

اسکا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔

"اللہ نہ کرے آپ کسی کو دیکھیں" اسکے منہ سے بے

ساختہ نکلا اور پھر اسکے بعد برلاس کے دیکھنے کے انداز

پر وہ پاشا ولا پہنچنے تک شرم سے آدھی ہو چکی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں پریشان سی چکر کاٹ رہی تھی جب

اچانک آتے داراب سے بری طرح سے ٹکرا گئی۔ وہ تو

اسکی قسمت اچھی تھی جو اسکا بازو داراب کی پکڑ میں آ

گیا اور وہ اسے پیچھے کے بجائے اپنی جانب کھینچ گیا۔

"کیا کر رہی ہو۔۔۔ سکون نہیں ہے تمہیں؟" اسکے

پیروں میں لگی چوٹ پر چوٹ مارتے وہ ڈپٹنے والے

انداز میں بولا

جبکہ اسکے اتنے قریب سے اٹھنے والی تیز خوشبو بیلا کو

کسی انجانے سے سحر میں جکڑنے لگی تھی۔

داراب نے اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلا کر اسے ہوش کی دنیا میں لا پٹخا جس پر وہ ہڑبڑا کر اس سے دور ہو گئی۔

"سکون سے بیٹھ جاؤ۔۔۔تاکہ یہ زخم ٹھیک ہو سکے۔۔۔میں واپس آکر بینڈج تبدیل کر دونگا" وہ نرمی سے بول کر باتھ روم میں فریش ہونے چلا گیا۔

بیلا نے ایک نظر بند دروازے کو دیکھا یہ کیا تھا؟ وہ چلا گیا تھا لیکن اسکی خوشبواب بھی بیلا کے ارد گرد منڈلا رہی تھی وہ بے دم سی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

دل میں بار بار گزری رات کے بارے میں عجیب سے انکشاف آرہے تھے۔ وہ جب تک یہ نہ جان لیتی کہ داراب نے وہ رات کیسے اور کہاں گزاری تب تک وہ اسی طرح ازیت کے انگاروں پر لوٹتی رہتی

داراب ٹھیک دس منٹ بعد گیلے بالوں کو ٹاول سے خشک کرتا مرر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

بلیک پینٹ پر بلیک ہی سینڈو پہنے جس سے اسکے گورے بدن کی نمائش بیلا کو پاگل کرنے لگی تھی

پولیس ٹرینگ نے اسکی جسامت خاصی فٹ اور پر

کشش بنادی تھی۔اور بغیر شرٹ کے تو کمبخت

لڑکیوں کے دلوں پر بجلیاں گراتا تھا یہاں تو بات حق

حلال بیوی کی تھی۔

"گھورنا بند کرو" وہ بنا دیکھے بھی صحیح نشانے پر اندازہ لگا

کر بیلا کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔

"ت۔۔۔تم کو شرم نہیں آتا۔۔۔ایسے ہی۔۔آگیا

باہر" وہ نظریں چراتی گود میں رکھے ہاتھوں کو آپس

میں الجھانے لگی۔

داراب کا بال برش کرتا ہاتھ پل بھر کو رکا اس نے مرر میں نظر آنے والا اسکا نازک سراپا دیکھا۔

"شریعت میں بیوی سے کوئی پردہ نہیں رکھا گیا" کیا شان بے نیازی تھی بیلا نے آنکھیں پھاڑ کر اسکی اس بات پر اسے دیکھا۔

"انفیکٹ میاں بیوی تو ایک دوسرے کا لباس ہیں یہ تو ساری وقتی رکاوٹیں ہیں" وہ اپنی باتوں سے بیلا کو حیران پر حیران کر رہا تھا اسے لگا جیسے کیپسول کا اثر اب تک نہیں گیا تھا۔

وہ فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر بیڈ کے سائیڈ سے گھوم کر بیلا کے قدموں میں دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا جب اسکے پیر چھونے پر بیلا ولی کو کرنٹ سا لگا۔

اسکے بدک کر پیچھے ہٹنے پر داراب نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

وہ جیسی بھی تھی انکے بیچ نکاح جیسا پاک رشتہ تھا جس میں ہر لمس طاقتور ثابت ہو سکتا تھا

"کرنٹ تو نہیں مار رہا میں" وہ منہ بسور کر سیدھا طنز کر رہا تھا۔

بیلا نے منہ ہی منہ میں صحیح اس پولیس والے کو القابات سے نواز کر اپنا پیر آگے کر دیا۔

وہ سر جھکائے اسکے پیر کی بینڈج بدلنے لگا۔ وہی سوال کہ وہ اس رات کہاں گیا تھا بیلا کے لبوں پر مچلنے لگا تھا۔

وہ اپنی انگلیوں کو آپس میں الجھائے اس بارے میں سوچتی رہی کہ پوچھے یا نہیں لیکن پوچھے بغیر بھی سکون نہیں آ رہا تھا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔کل رات کدر گیا تھا؟" اسکے سوال

پر داراب نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا یہاں بیلا کو اپنی

جان حلق میں اٹکتی محسوس ہوئی۔

"تم کیوں پوچھ رہی ہو؟" داراب کی حالت اس سے

ذرا مختلف نہ تھی دل کے مسلے دونوں جانب تھے۔

"کیوں۔۔۔ام نہیں پوچھ سکتا؟ "

داراب اٹھ کر اسکے ساتھ ہی بیڈ پر پریشان سا بیٹھ گیا

بیلا کو لگا اسکا دل بیٹھ رہا ہے۔

"مجھے کسی نے نشے کی دوا دے دی تھی۔۔۔لیکن ایسا کون کر سکتا ہے جو مجھے اس مشن سے روکنا چاہتا ہو"

مشن کے نام پر بیلا کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں۔

اسے مشن پر نہ جانا ہوتا تو اب تک شاید بیلا کا بھانڈا پھوٹ سکتا تھا لیکن وہ تو شکر اسکے دشمنوں کا جن کی وجہ سے داراب کا ذہن چاہ کر بھی اسکی طرف نہیں آیا۔

"وہ تو شکر ہے اس لڑکی نے مجھے ہوش دلا دیا ورنہ ۔۔۔میں اسکے ساتھ" وہ آگے کچھ کہہ نہیں پایا۔ جبکہ

اسکی ادھوری بات بیلا ولی کو بیٹھے بیٹھے زندہ مار گئی۔

اسکی رنگت اس وقت کسی سفید مردے جیسی ہو گئی تھی۔

داراب اٹھ کر شرٹ پہننے لگا تھا لیکن بیلا وہ تو پلکیں تک نہیں جھپکا سکی۔ اسکی چال قدرت اسی پر الٹ دے گی وہ بھی اتنے بھیانک طریقے سے یہ تو اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

وہ میٹنگ سے فری ہو کر ابھی اپنے آفس میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ اسکے موبائل کی مترنم بیل نے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔

زیحال نے ایک نظر اس نمبر کو دیکھا جس پر لکھے نام کو دیکھتے ہی اسکے چہرے پر جاندار مسکراہٹ رینگنے لگی۔

فون کان سے لگاتے ایک چہکتی ہوئی آواز نے اسکے کان کے پردے تقریباً ہی پھاڑ دیے تھے۔

"واللہ حبیبی۔۔۔ کیسی ہے تم۔۔۔ام کو بھول تو نہیں گئی اگر ایسا ہے تو تم چلو بھر پانی کے گلاس میں ڈوب

مرو" اسکی آج بھی ٹوٹی پھوٹی اردو پر زیحال ہنسے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

"ویسے کب ارادہ ہے اپنی نورانی شکل دکھانے کا؟"

اسکی بات پر دوسری جانب سے عثمان کا جاندار قہقہہ گونجا تھا۔

"جب ہماری بیگم حکم کریں۔۔۔ہم تو ٹھہری فرمانبردار شوہر" اسکی آج بھی مذکر مؤنث سیدھی نہ ہونے پر زیحال سر پکڑ کر ہنس پڑا اسکا یہ جملہ اگر پا میر سن لیتا تو عثمان کی یہی اچھی خاصی کر دیتا اسے تو ویسے

ہی کھجلی ہوتی تھی اسکی زبان کے مذکر مؤنث سیدھے

کروانے کی۔

"اچھا تم کھی کھی بند کرو اور حکم کرو" اسے زیحال کا

پیغام پہنچا تھا۔ وہ اگلا ماڈل چائنہ میں انٹروڈیوس

کروانے جارہے تھے جس میں اہم کام رائے عثمان

لاشاری کا تھا۔ وہی انکا خاص بندہ تھا جو بزنس میں

آدھے سے زیادہ انکا پارٹنر رہ چکا تھا۔

رائے عثمان لاشاری بزنس کی دنیا میں برسوں پہلے

ابھر چکا ایک کامیاب نام۔ جس کی زندگی کا مقصد ہی

پیسوں کا کھیل تھا۔ بزنس میں آج تک اسکی کوئی ڈیل ناکام نہیں گزری تھی۔ دنیا بھر میں اس نے اپنی برانچز کھول کر اپنا ایک نام بنا رکھا تھا۔

زیحال اور اسکی اگلے دو گھنٹے تک کام پر بات جاری رہی جس کے اختتام پر طے ہوا کہ عثمان کو یہاں آنا پڑے گا تب ہی انکا یہ پراجیکٹ کامیاب ہو سکتا ہے۔

اور ایسا کیسے ممکن تھا کہ زیحال خان اسے بلائے اور عثمان دوڑا دوڑا نہ چلا آئے انکی دوستی ایک مثالی بن چکی تھی۔ جس میں جان تک حاضر تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

"نہیں مجھے یہ بتادیں۔۔۔کہ دودو ہو کر بھی آپ کو تیسرا چاہئے"وہ یہ بات کوئی چوتھی دفع دہرا رہی تھی اور چوتھی دفع بھی بلکل اچھے شوہروں کی طرح مظاہرہ کرتے زیحال نے بغیر اکتائے سنی تھی وہ تو الٹا اسے جان لٹاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ببا۔۔۔ماہ۔۔۔اج اینگلی (بابا ماما غصّہ ہیں)؟"زامل کی زبان کی کھجلی اسے کہاں چپ رہنے دے سکتی تھی۔

"شش۔۔۔کمرے سے نکال دیے جائیں گے"

زیحال نے حالات کے پیش نظر اسکی چھوٹی سی چونچ بند کی تو دوسری چونچ کھل گئ۔

"باہ۔۔۔می وانت۔۔۔تائنگ (بابا میں رونا چاہتی ہوں)"زالے کی معصومیت پر زیحال کو جی بھر کر اپنی بیٹی پر پیار آیا دونوں ہی ماں کے ڈر سے ڈرے سہمے زیحال کے دائیں بائیں بیڈ پر پیر لٹکائے بیٹھے تھے۔

"نو میرا بیٹا۔۔۔ بابا ہیں ناں۔۔۔ مما کا غصّہ یوں ختم کر دیں گے" اس نے چٹکی بجا کر دکھائی

"ایشے؟" زامل نے بھی بنا آواز والی چٹکی بجانے کی کوشش کی۔

"یس۔۔۔ بس آپ دونوں جلدی سے آنکھیں بند کر کر سو جاؤ" انکے سونے کا ٹائم دیکھ زیحال نے ڈھیروں شکر ادا کیا ایسی ناراضگی تو وہ چٹکیوں میں ختم کر سکتا تھا بشرطا اسے یسا سنہری موقع ملے۔

اور وہ بے وقوف بھی رات کے وقت ناراض ہو کر اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی مار گئی تھی۔ایسا کیسے ممکن تھا شیر کو شکار ملے اور وہ بھوکا رہ جائے۔زیحال کا دل تو بلیوں کی مانند اچھلنے لگا تھا۔

اس نے جیسے ہی زامل زالے کو دیکھا اسکا بے اختیار سر پیٹ لینے کا دل چاہا وہ دونوں اچھے بچوں کی طرح وہی اپنے باپ کے بازو سے لپٹ کر آنکھیں موند گئے۔

"اے چھوٹی پارٹی۔۔۔یہ سونے کی جگہ ہے؟" اسکے کلس کر پوچھنے پر زامل کھی کھی کرنے لگا

زیحال انکو اسی طرح باز و پر لٹکائے انکی اصل جگہ پر

لایا اور اچھے سے کمبل میں دبوچ کر تھپکی دے کر

سلانے لگا۔

زمل آج سارا دن اس لیڈیز گینگ کے ہاتھوں اسی

بات پر تنگ ہوتی رہی تھی وہ جانتی تھی کیسے بچ کر اب

بھی کمرے میں آئی تھی ورنہ تو انکا ارادہ زیحال کی

نظروں کو ہی سچ ثابت کرنے کا تھا۔

اب وہ سارا بدلہ زیحال سے لے رہی تھی۔

جو بچوں کو سلا کر دھیرے سے اٹھا اور دروازہ اندر سے لاک کرنے لگا۔

زمل نے اسکی اس حرکت پر غور سے اسے دیکھا جب اسکا ہاتھ شرٹ کے بٹنوں کی جانب جاتے دیکھ اسکی ہیزل آنکھیں یکدم سے پھٹی۔

وہ خطرناک ارادے لئے اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟" وہ ذرا سی پیچھے ہٹتی ہکلا کر بمشکل پوچھ سکی۔

''''تمہیں منانے کا رومانٹک طریقہ ''یہ دیکھ زمل کی

جان لبوں پر آ گئی وہ جھٹ سے صوفے سے اتر کر اسکے

پیچھے جا کھڑی ہوئی۔

''د۔۔۔دور۔۔۔دور رہیں مجھ سے ''وہ ہاتھ میں پکڑا

پین ہی بطور ہتھیار اسے دکھانے لگی۔

زیحال نے بمشکل ہی اپنی امڈ کر آنے والی ہنسی دبائی۔

وہ جو ساری دنیا کو خطرناک ہتھیاروں سے ڈراتا تھا

اسکی بیوی اسے پین سے ڈرا رہی تھی۔کیا قسمت پائی

تھی اس ایشین گینگسٹر نے۔

"اب کیوں دور رہوں۔۔۔ تم ناراض ہو۔۔۔اور میں تمہاری ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے ذرا پاس آؤ اچھے سے مناؤں" وہ اسکی حالت سے لطف اٹھانے لگا

یہاں تو زمل کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو ہو گئی تھیں۔ وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔

یہاں زیحال کا شدّت سے دل چاہا وہ پھوٹ کر قہقہہ لگائے۔

"نہیں۔۔۔میں جان لے لونگی آپ کی" اسے اپنی جانب بڑھتے دیکھ وہ بھاگنے ہی لگی تھی کہ زیحال نے لپک کر ایک ہی جست میں اسے پکڑ لیا۔

"اب ہو جاؤ ناراض" وہ گدی گدی کر تا زمل کا قہقہہ بلند کروا دیا وہ اسکی پکڑ میں لوٹ پوٹ ہوتی ہنس ہنس کر پاگل ہو گئی۔

"ہ۔۔۔ہی۔۔۔ہی نہ کریں۔۔۔ہی" وہ اسکے ہاتھ پکڑنے کی تگ و دو میں پاگل ہو چکی تھی زیحال نے رک کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

اس کی خوشبو آج بھی اسکی فیورٹ تھی جس میں گم ہو کر وہ اپنا آپ تک بھول جاتا تھا۔

"تیسرا چوتھا پانچواں جتنے مرضی آجائیں۔۔۔تم میرے لئے میرا جان قرار ہی رہو گی وائفی" اسکی دیوانگی اس بات کی گواہی تھی۔

زمل پر سکون سی آنکھیں بند کرتی پلٹ کر اس دشمن جان کے ساتھ لگ گئی۔

"سب نے آج مجھے بہت تنگ کیا ہے" وہ لاڈ دکھاتی زیحال کو بہت کیوٹ لگی تھی۔

"تو میری جان رات کیا کہا تھا تم لیڈی بوس ہو
۔۔۔سب کو اچھا سبق سکھاتی" وہ موقع ملتے اسے پھر
کلاس دینے لگا زمل نے چہرہ باہر نکال کر اسے دیکھا۔
"وہ تو باہر بنوں گی ناں۔۔۔ان سب سے کیسے مقابلہ
کروں" وہ کس معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔
زیحال کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔انکی محبت دیکھ تو یہ
بھائی بھی کبھی آپس میں دنگ رہ جاتے تھے۔
ان چاروں کا رشتہ تو خیر بچپن سے تھا اس لئے محبت
بھی بے مثالی تھی لیکن یہ سب آپس میں اپنے

شوہوں کی وجہ سے اتنی کلوز ہو جائیں گی یہ بات قابل رشک اور خوشی کا باعث بنی تھی۔

پاشا ولا پر آج کی صبح جیسے آہستہ آہستہ اُتری تھی۔ ہوا میں ہلکی سی ٹھنڈک تیر رہی تھی، وہ ٹھنڈک جو جلد کو چھو کر دل میں ایک عجیب سی تازگی بھر دیتی تھی۔ سردیوں کے موسم نے پورے ولا کو اپنے خفیف آغوش میں لے رکھا تھا۔

لان کے کناروں پر شبنم کی ننھی بوندیں موتیوں کی طرح چمک رہی تھیں، جیسے کسی نے زمین پر نازک چاندنی بکھیر دی ہو۔

ہوا میں خاموشی تھی، مگر ایسی خاموشی جو دل کو سکون دے۔ دور سے پرندوں کی مدھم سی چہچہاہٹ صبح کا سلام پیش کر رہی تھی۔

سورج ابھی پوری طرح نکلا نہیں تھا،
لیکن اس کی روشن نارنجی کرنیں آسمان کے کنارے پر ہولے سے رنگ گھول رہی تھیں۔

ولا کی بالکونی کے سامنے سفید دھند کے ہلکے ہلکے بادل تیر رہے تھے، جیسے آس پاس کی پہاڑیاں نیند میں مست ہوں اور دھند ان کے اوپر نرم کمبل بن کر بچھ گئی ہو۔

پاشا ولا کے دروازے اور کھڑکیاں ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے برفیلے ہو رہے تھے، اور اندر سے آتی ہلکی سی کافی کی خوشبو پوری صبح کو مزید جاندار بنا رہی تھی۔ سب سے زیادہ برلاس کیلئے جو مزے دار کافی

کے کپ کے ساتھ مان گیا تھا۔ آخر کو منانے والی اتنی سوئٹ سوئیٹ بہنیں تھیں۔

یہ صبح صرف خوبصورت نہیں تھی یہ زندہ تھی، خاموش مگر دل کو چھو لینے والی، ایسی جو انسان کو بے اختیار گہری سانس بھر کر اس لمحے کا حصہ بن جانے پر مجبور کر دے۔

گل کے چہرے پر بھی الگ ہی چمک تھی لیکن یہ کچھ دیر تک جب تک ڈائننگ ٹیبل پر اس میں صور نہ پھونک دیا گیا ہو۔

"میں نے گل کیلئے ایک رشتہ دیکھا ہے" زیحال کی بات پر گل کے چہرے کی رنگت سفید پڑ گئی وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔ چاروں بھائی نارمل تھے کیونکہ وہ اصل حقیقت سے بے خبر تھے جبکہ ان چاروں کا رنگ بھی تقریباً اُڑ چکا تھا سب کی سب

زیحال کو ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے اس نے کوئی انوکھی بات کر دی ہو انوکھی تو تھی۔

"ک۔۔۔کون ہے وہ؟" زمل کو بھی اس وقت بولنا بے حد مشکل لگ رہا تھا۔

"میرے بزنس میں ہے جلد ہی اسکی فیملی دیکھنے آئے گی، گل کو تیسرا ڈوز ملتے ہی وہ ان شاء للہ بلکل صیح ہو جائے گی میں چاہتا ہوں وہ لائف میں آگے بڑھے" وہ بولتے ہوئے بے حد سنجیدہ تھا زمل سمیت سب کے

چہرے اتر گئے۔ جیسے سب میں صور پھونک دیا گیا

ہو۔

"عثمان بھی آرہا ہے۔۔۔اسکے ہوتے ہوئے میں چاہتا

ہوں گل کی شادی دھوم دھام سے ہو" یہ ایک طرح

سے سب کیلئے خوشی کا باعث تھی۔

رائے عثمان لاشاری کی آمد ایک طرح سے پاشا ولا

میں نئی خوشی کی آمد۔کیونکہ جتنے دن وہ یہاں رہ کر گیا

تھا ایک طرح سے وہ بھی اسی گھر کا فرد بن چکا تھا جس

کے بغیر پاشا فیملی ادھوری تھی۔ لیکن اب عنقریب مکمل ہونے جا رہی تھی۔

"واؤ۔۔۔وہ چائنہ کا بکرا ابھی آئے گا۔۔۔اس بار اچھا شکار ہو گا" پامیر دونوں ہاتھ مسلتے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا اسکی بات پر برلاس اور یاقوت دونوں کی ہنسی چھوٹ گئی۔

جانتے تھے پامیر ہی سب سے زیادہ عثمان کی خاطر و مدارت کرے گا۔

لیکن دوسری جانب گل کی آنکھوں میں تیزی سے نمی جمع ہوتی ہر چیز کو دھندلا گئی اسے یہاں بیٹھنا محال لگنے لگا تھا۔تب ہی وہ ناشتہ چھوڑ کر کمرے میں چلی گئی۔

اسکا یوں جانا عجیب تھا جس پر سب نے حیرت سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

"گل کو کیا ہوا؟کیا وہ راضی نہیں ہیں؟"یاقوت پریشان کن لہجے میں پوچھنے لگا۔

"مجھے نہیں لگتا۔۔۔شاید ہمارے سامنے انکمفرٹیبل ہوں"پامیر سنجیدگی سے اپنا اندازہ لگانے لگا۔

جبکہ زیحال خاموش تھا اسکی خاموشی بھی اس وقت

بہت کچھ کہہ رہی تھی۔

اس نے زمل کی جانب دیکھا جو اس کی طرف تو نہیں

دیکھ رہی تھی لیکن اس سمیت ان سب کے اترے

چہرے دیکھ اسکی آنکھوں کی سرد مہری مزید گہری ہو

گئی۔لب بھینچ گئے۔

"ڈیل کا کیا بنا ہو گئی؟" یاقوت اب بزنس کی بات کر

رہا تھا جبکہ کومل کی معنی خیز نگاہیں اپنی دھن میں کافی

پیتے ہوئے برلاس پر تھی۔اس وقت وہ چھوٹا بھائی کم اور تمام مسائل کا حل زیادہ لگ رہا تھا۔

"میں تو چلا جم۔۔۔واپسی پر آفس کا چکر لگالونگا"

برلاس تقریباً اپنی کافی ختم کر چکا تھا اسے اٹھتر دیکھ کومل کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

"بب۔۔برلاس۔۔۔مجھے مارکیٹ جانا ہے آج لے جاؤ گے؟" وہ پوچھ ایسے رہی تھی جیسے ڈر ہو کہیں وہ منع نہ کر دے۔

"یہ فارغ عوام ہے۔۔۔لے جائے گا" پامیر نے

ٹوسٹ پر جیم لگاتے مزے سے ٹانکا لگایا۔ جبکہ اسکی

بات پر برلاس اسے گھور ہی سکا تھا۔

"اوکے واپسی پر چلیں گے" کہہ کر وہ رکا نہیں اپنا جم

والا بیگ اٹھا کر باہر نکل گیا۔

زیحال بھی اٹھ کر جا چکا تھا اسے کمرے میں جاتے دیکھ

زمل جلدی سر اسکے پیچھے لپکی

جب کمرے میں آتے ہی کوٹ پہنتے پایا۔ اسکی سنجید گی

اس وقت زمل کی جان بھی نکال رہی تھی۔

"ہبی"اس نے ڈرتے ڈرتے اسے پکارا

"ھمم" وہ ہنوز ہنکارا بھر کر اپنے بالوں میں برش پھیرنے لگا

"آپ گل کے رشتے کو لے کر سیریس ہیں؟" اگر وہ زمل نہ ہوتی تو اسکی جگہ یہ سوال کرنے والا اسکے اندر کے درندے کو دیکھ چکا ہوتا۔

"ہاں" مختصر جواب دے کر وہ ہاتھ پر گھڑی باندھ رہا تھا۔

زمل کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ پڑنے لگا وہ اتنی بھی نڈر نہیں ہوئی تھی کہ ایسے وقت میں زیحال سے بات کرنے کی ہمت کرلے۔

"مم۔۔۔میں آپ کو رشتہ بتاؤں؟" اسکی بات پر زیحال لمحہ بھر کو رکا جبکہ اسکا رکنا ہی زمل کا حلق خشک کر گیا تھا۔

"ضرور۔۔۔تمہارے والا بہتر ہوا تو اسے دیکھ لیں گے" وہ سرسری سے لہجے میں بول کر زمل کو پرسکون

کر ہی گیا تھا کہ اگلی بات پر زمل کی گویا جان لبوں پر آ گئی تھی۔

"اگر وہ وہی ہوا۔۔۔ جسے گل پسند کرتی تھی۔۔۔ تو یاد رکھنا۔۔۔ کھڑے کھڑے اتنی گولیاں اسے ماروں گا کہ کوئی پہچان بھی نہیں سکے گا" وہ سرد مہری سے زمل میں صور پھونکتا فائل اٹھا کر لمبے ڈھینگ بھرتے کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ وہ اپنی جگہ پتھر بنی جیسے سانس تک نہیں لے سکی۔

مشکل وقت اب آیا تھا جس میں مقابل ان کے زیجال خان آفندی کھڑا ہوا تھا۔اور زمل جانتی تھی وہ اکیلا اب پورے خاندان پوری برادری پر بھاری ہو گا۔

پورے گھر میں اس وقت کھیر کی میٹھی میٹھی سی مہک اٹھی ہوئی تھی ساتھ ہی دوسری جانب کباب فرائی ہوتے کچن سے نکل کر شر ڑ کی آواز لاؤنج میں بھی بکھیر رہے تھے۔اتیسری طرف بریانی دم پر لگی تھی اور وہ خود بڑی مہارت سے کوفتے تیار کر رہی تھی۔

اس خوشبو نے آج قسمت سے ان دو کو بھی یہی کھینچ لیا تھا۔ جن کو دیکھ ظاعنہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔

"ویسے کوئی کہہ سکتا ہے یہ چڑیل شکل سے جتنی معصوم لگتی ہے۔۔۔ اتنا ہی انسانوں کا خون بھی پیتی ہے" مبشر نے کا جو منہ میں رکھتے مزے سے چبا کر اپنی رائے کا شاندار اظہار کیا جس کے بدلے میں اس پر ظاعنہ کا جوتا آ کر لگا تھا لیکن وہ تو جیسے پہلے سے کیچ کرنے کیلئے تیار بیٹھا تھا۔

برہان نے اسکی بنائی ہوئی چائے کی مزے سے گھونٹ

بھری۔

"بھائی اتنا معصوم اور بہن۔۔۔توبہ توبہ۔۔۔آئے

دن اتنے بندے پھڑ کاتی ہے جتنی دن میں سانسیں

بھی نہیں لیتی ہو گی" وہ باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگا کر بولا

تھا اسکی بات برہان نے نہایت سنجیدگی سے سنی اور

کچن میں کام کرتی ظاعنہ کو دیکھا۔

جو اس سے عمر میں چھوٹی ضرور تھی مگر اسکے ہاتھ میں

نہیں تھی۔

ماں باپ گزرنے کے بعد وہ دونوں بہن بھائی بھری دنیا میں ایک دوسرے کا سہارا رہ گئے تھے۔

لیکن قسمت جس پر ظلم و ستم ڈھانے لگے تو کب اس پر رحم کرتی ہے ان دونوں کی زندگی بھی اسی بے رحم قسمت کی زد میں آچکی تھی۔

کہ دنیا میں اکیلے ہو کر بھی دونوں ایک دوسرے سے جدا رہ رہے تھے۔

"تم اپنی چونچ بند کروگے خبیث انسان ۔۔۔جب دیکھو تیلی لگاتے رہتے ہو" ظاعنہ کی طرف سے ہمیشہ کی طرح تڑخ کر جواب آیا تھا

اور ہمیشہ کی طرح ڈھیٹوں کا ڈھیٹ ابن ڈھیٹ مبشر اس کی بات کو سر کے اوپر سے گزار گیا تھا۔

"تیلی۔۔۔؟اس بار تو میرا سیدھا بومب فٹ کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔بس تمہاری معصوم شکل دیکھ تھوڑا ترس آرہا ہے حلانکہ میں جانتا ہوں۔۔۔ تم معصوم

ہونے کا ڈھونگ کرتی ہو" وہ کہیں سے بھی اسکی طبعیت صاف کرنے میں کسر نہیں چھوڑ رہا تھا۔

ظاعنہ نے پریشان کن نظروں سے اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔

جو ہمیشہ کی طرح لبوں کو سیئے خاموش بیٹھا تھا شاید اب اسے عادت ہو چکی تھی اس خاموشی کی یا شاید اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسکے الفاظ یہاں بے معنی ہیں۔ یہ بات ظاعنہ کو تکلیف دیتی تھی لیکن وہ بھی اپنی طبعیت کے آگے مجبور تھی۔

دنیا کی نظر میں دکھنے والی ایک معصوم لڑکی جسے

چوزوں سے عشق تھا۔ جو عام کال سینٹر میں کچھ

پیسوں کیلئے نوکری کرتی تھی اپنے اخراجات خود اٹھاتی

تھی۔

شکل و صورت میں ایسی کہ دیکھنے والا بس دیکھتا ہی رہ

جائے۔

"ظاعنہ ورک" متوازن قد، صاف ستھری رنگت،

خوبصورت نین نقوش اور بلا کی بہادر پلس معصومیت

کی کوالٹی رکھنے والی ویل ایجوکیٹڈ لڑکی۔ جس کا بھائی

نیشنل ہوسپٹل میں ایک ہارٹ اسپیشلسٹ تھا۔ لیکن وہ پھر بھی اس پر بوجھ نہیں تھی۔ وہ نہایت خوددار لڑکی تھی۔

برہان کی خاموشی ظاعنہ کو تکلیف دے رہی تھی اس نے مبشر کو خفاسی نظروں سے دیکھا۔

"ایسے مت دیکھو۔۔۔ تمہارے بھلے کیلیئے کہہ رہا ہوں۔۔۔ تم یہ کام چھوڑ کیوں نہیں" وہ بول ہی رہے تھے جب برہان نے درمیان میں ہی انکی بات کاٹ دی۔

"چھوڑو موبی۔۔۔اسکی اپنی لائف ہے۔۔۔وہ جو چاہے کرے" یہ خالی الفاظ نہیں تھے انکی تکلیف کی شدّت تھی۔

"بھائی" ظاعنہ کے لبوں سے بمشکل ہی اسکا نام نکل سکا۔

"میں باہر لان میں ہوں" وہ بول کر رکے نہیں تھے ظاعنہ انہیں جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔دیکھ تو مبشر بھی رہے تھے لیکن اس لڑکی کو جس کے چہرے پر اس وقت اذیت رقم تھی۔

اس نے سخت خفا سی نظروں سے مبشر کو دیکھا جو

دھیرے سے اٹھ کر اسکی جانب چلے آئے۔

وہ ان سے رخ موڑ کر دوسری جانب جانے ہی لگی تھی

جب اسکی کلائی مبشر کی گرفت میں آگئی۔

"کیوں کرتی ہو اسے دکھی۔۔۔اسکی زندگی میں پہلے

دکھ کم تھے؟" وہ پوچھ رہے تھے جبکہ بنا رخ موڑے

یہ بات ظاعنہ کے چہرے کی رنگت سرخ کر گئی

تھی۔

"ہاتھ چھوڑو میرا" اسکی آواز گھٹی گھٹی سی تھی مبشر

نے دھیرے سے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا

جب وہ پلٹ کر سرخ متورم آنکھوں سے انہیں دیکھنے

لگی۔

"میں کیوں کرتی ہوں یہ تم بھی اچھے سے جانتے ہو"

ہاں وہ جانتے تھے لیکن یہ بات زیادہ تکلیف کا باعث

تھی۔

"تمہارا بھائی شریف ہے اور تم اسے دنیا کی نظر نہیں

ہونے دینا چاہتی اس لئے تم اسکی حفاظت کرتی ہو"

یہی جملے آگے پیچھے ترتیب کر کر ہر بار دہرائے جاتے تھے۔

"لیکن وہ تمہیں ایسے نہیں دیکھنا چاہتا۔۔۔وہ ایک پر سکون زندگی چاہتا ہے جو اسے نصیب نہیں ہو رہی تمہاری وجہ سے" وہ نرمی سے اسے سمجھا رہے تھے لیکن ہر بار کی طرح یہ الفاظ تکلیف بن کر ظاعنہ کی آنکھوں سے چھلک پڑے

"یو نو واٹ۔۔۔آئی ہیٹ یو" وہ کپکپاتے لہجے میں بولتی کچن سے باہر نکلتی سیدھا لان میں چلی گئی۔جبکہ

اسکے الفاظ ہمیشہ کی طرح مبشر کا چہرہ تاریک کر گئے۔

لفظ ایک جیسے ہوتے تھے لیکن تکلیف پہلے سے زیادہ

"بٹ یو نو واٹ۔۔۔آئی"آگے کے الفاظ انکے لبوں

پر آتے آتے وہی دم توڑ گئے انہیں دم توڑنا تھا۔شاید

اپنی وقعت جانتے تھے اس لئے رد نہیں ہونا چاہتے

تھے۔

وہ لان میں بیٹھے ان پھولوں کو دیکھ رہے تھے جو

خوبصورتی کے ساتھ فضا میں جھومتے ہوئے بے حد

حسین لگ رہے تھے۔

ظاعنہ انکو دیکھ وہی آگئی اور دھیرے سے انکے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔جب پلک جھپکاتے ڈاکٹر برہان نے اسے دیکھا۔

"کھانا بن گیا؟" غیر متوقع سوال آیا

"نہیں ۔۔۔ تھوڑی دیر لگے گی" وہ بھی اسی سرسری لہجے میں بولی۔

"وہ کیسی ہے؟" وہ جانتی تھی اس وقت یہ سوال کتنی تیزی سے انکے موڈ کو بدل دے گا۔اور وہی ہوا

تھا۔ اسکے ذکر پر ایک دلکش مسکراہٹ انکے لبوں کو چھو گئی۔

"بہت پیاری۔۔۔پوری دنیا سے زیادہ" انکا لہجہ محبت سے لبریز تھا ظاعنہ کے دل پر جیسے ٹھنڈی پھوار سی پڑی۔

"تو کب لے کر آرہے ہیں اسے اپنے پاس۔۔۔آپ کو اب دیر نہیں کرنی چاہئے آلریڈی آپ دونوں کی لائف کے اتنے سال برباد ہو چکے ہیں" وہ سمجھداری سے انہیں سمجھا رہی تھی۔

انہوں نے کپ پر انگلی پھیرتے گہری سانس لی

"اب ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میں اب انہیں کہیں

نہیں جانے دونگا" انکا لہجہ گواہ تھا وہ اب ایسا کر

گزرتے۔

"اسکے گھر والے مان جائیں گے؟ "

"نہیں مانے تو پیروں میں پڑ کر منالیں گے" دوبدو

جواب آیا ظاعنہ نے لب بھینچ لئے

"اتنی محبت ؟"حیرت سے پوچھا

"نہیں۔۔۔اس سے کئی زیادہ" وہ جیسے جواب سوچ کر بیٹھے تھے نہیں۔۔۔عاشقوں کو سوچنا نہیں پڑتا انکا دل پاگل ہوتا ہے جو منہ میں آتا ہے بول دیتا ہے۔

"ویری بیڈ" وہ مسکرا کر اب اسے چھیڑ رہی تھی اور وہ محفوظ بھی ہو رہے تھے دونوں کے بیچ کا رشتہ یہی تھا اختلافات زیادہ دیر ٹکتے نہیں تھے اگلے پل دونوں ایسے ہی مسکرا رہے ہوتے تھے۔

وہ مرر کے سامنے کھڑا اپنی ٹائی باندھ رہا تھا جب کہ اسکے پیچھے بیڈ پر بیٹھی مشی اسکی پیٹھ تک رہی تھی جب یاقوت نے مرر میں اسکا اترا ہوا چہرہ دیکھا وہ بے اختیار اسکی جانب مڑ گیا۔

"کیا ہوا مشی۔۔۔یو اوکے ؟" اسکے اترے ہوئے چہرے کو دیکھ وہ پریشان سا اسکے پاس چلا آیا۔

مشی نے ایک نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا آنکھوں میں تیزی سے نمی جمع ہونے لگی جسے دیکھ یاقوت کے صحیح ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔

ان دنوں تو وہ اسکے ماتھے پر ایک شکن بھی برداشت نہیں کر رہا تھا۔ایک ایک سیکنڈ اسکا اتنا خیال رکھ رہا تھا پھر یہ آنسوں

"میری جان۔۔۔کیا ہوا مجھے بتاؤ" وہ اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھتے اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

"یاقوت" اس نے نم آواز میں پکارا

"جی جان یاقوت۔۔۔بولیں حکم کریں" محبت سے لبریز لہجہ محسوس کرتے مشی کا دل مزید بھاری ہونے لگا تھا

"مجھے ڈر لگ رہا ہے "

"ڈر۔۔۔؟ لیکن کس سے ؟" اسکی بات یاقوت کو مزید پریشان کر رہی تھی۔

"ایک مہینہ رہ گیا۔۔۔بے بی کے آنے میں" وہ بے حد دھیمی آواز میں بول رہی تھی۔

"پھر کیا ہو گا یاقوت۔۔۔میں۔۔۔میں کیسے کرونگی سب" بولتے ہوئے وہ رو پڑی تھی یاقوت کو ساری بات سمجھنے میں اب ایک پل نہیں لگا تھا وہ آنکھیں زور

سے مینج کر دل ہی دل میں شکر ادا کرنے لگا کہ بات
یہی تھی۔
"میری جان۔۔۔تم اکیلی تھوڑی ہو۔۔۔میں بھی تو
ہوں۔۔۔آئی پرامس۔۔۔تمہاری جگہ اسکے لئے
راتوں کو میں جاگ لونگا۔۔۔دن میں اسکے لئے آفس
سے دس بار آنا پڑے میں آجاؤنگا" اسکی بات پر مشی
کو ذرا بھی شک نہ تھا بے شک وہ ایک اچھا شوہر ثابت
ہونے کے بعد ایک اچھا باپ بھی ثابت ہونے والا تھا

لیکن وہ کیسے اسے سمجھاتی کہ وہ کیا محسوس کر رہی ہے۔

"بس یہی پریشانی تھی؟" وہ محبت سے پوچھ رہا تھا۔

"پتہ نہیں کیوں۔۔۔مجھے ہر وقت کچھ برا ہونے کا دھڑکا سا لگا رہتا ہے۔" اب اصل بات اسکی زبان پر آئی تھی۔

"ایسے جیسے بہت کچھ برا ہو جائے گا۔۔۔یہ۔۔۔یہ نعمت ہم سے چھن جائے گی" اسکا دل چاہا پھوٹ

پھوٹ کر رودے دل میں یہ دھڑکا سا لگا اسکی جان ہر وقت لبوں پر رکھتا تھا

اب کی بار یاقوت کو بھی پریشانی سی ہوئی۔

"اللہ نہ کرے۔۔۔ایسا کیوں سوچتی ہو" وہ اسے خود سے الگ کرتا اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے گیا۔

"دل میں آجاتا ہے" اسکی آواز مزید گھٹ گئی۔

"اچھا سوچو۔۔۔اللہ پاک سے گمان جتنا اچھا رکھو

۔۔۔اتنا ہی اچھا ہوتا ہے۔۔۔اینڈ ایسا کچھ نہیں ہو گا"

وہ نرمی سے اسکے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

مشی اس لمس پر پر سکون سی آنکھیں موند گئی۔

یہ نعمت ان کو جتنی مشکل سے ملی تھی اسے لے کر

خوف بھی اتنا ہی بڑھ گیا تھا۔

"میں آفس کیلئے نکلوں۔۔۔بھائی انتظار کر رہے

ہونگے۔۔۔اینڈ ڈونٹ وری کومل گھر ہی ہے

۔۔۔اگر کچھ بھی فیل ہو فوراً اسے بتانا اوکے" وہ اسے پیار سے سمجھا کر اٹھا اور اپنی فائلیں سمیٹ لگا۔

"ماہم بھی آرہی ہے۔۔۔دو دو ذاتی ڈاکٹرز ہو جائیں گی ہر وقت دیکھنا۔۔۔کیسے تمہارا خوف ختم کرتی ہیں یہ دونوں" وہ اسکی بات پر دھیرے سے مسکرا دی۔

واقعی انکے آنے سے پاشا ولا میں جان سی بھرنے والی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں اس وقت صرف ایئر کنڈیشنر کی آواز گونج رہی تھی۔ باقی تو جیسے ان تینوں کو سانپ سونگھ گیا تھا تینوں ہی سانس روکے بیٹھے ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔

"ام کو یقین نہیں آتا۔۔۔ تم دونوں اتنا بے وقوف کیسے ہو سکتا ہے؟" زریاب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ گھما کر ان دونوں کو ایک ایک دیتے دنیا کی نظر میں ایک چاہے ڈی ایس پی ہو اور دوسرا ایک ایشین

گینگسٹر لیکن اس وقت زریاب خان کے سامنے

دونوں ہی بھیگی بلی بنے بیٹھے تھے۔

"اس کو لگائیں ناں ایک۔۔۔ جس نے یہ کارنامہ سر

انجام دیا ہے" داراب ہاتھ جھاڑتا سارا ملبہ زیحال پر

ڈال گیا جو انگلیوں میں پین گھماتا بڑی مہارت سے

ڈھیٹ بنا بیٹھا تھا۔

"لگنا تو تم کو چاہیے ایک، ایک قیدی نہیں سمبھالا گیا

تم سے؟"

وہ اب داراب پر بھڑک رہے تھے زیحال کے لئے تو

منہ سے کبھی غصّے والے الفاظ نکل نہیں سکتے تھے وہ تو

آج بھی انکا وہی چھوٹا لاڈلا زی تھا جو محلے پڑوس میں

جتنے مرضی سر کھول کر آ جائے زریاب خان کہتے کہ

قصور اینٹ کا تھا۔

"یہ صحیح ہے۔۔۔اسکو سر چڑھا لیں آپ "

اس کے جلنے کڑھنے پر زیحال نے بھنویں مٹکا کر

داراب کو چھیڑا ایک لمحے کیلئے وہ دونوں جیسے اسی وق

میں چلے گئے تھے جس میں اسکول سے شکایت آتی

زیحال کی تھی اور ڈانٹ داراب کو پڑتی تھی کہ اس سے اپنا چھوٹا بھائی نہیں سمبھالا گیا۔

وہ تو بچپن سے ہی خرافاتی دماغ والا بچہ تھا۔

"جلو شریکوں" وہ ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے داراب کو اور بھی تیلی لگا گیا۔

"دیکھیں اسکو۔۔۔لالا اب یہ مجھ سے پٹ جائے گا"

وہ سچ میں اپنے کف موڑنے لگا تھا

زریاب نے دونوں کو ایک ایک گھوری سے نوازا۔

"فلحال تم دونوں ام سے پٹ جائے گا۔۔۔ادردا.جی

امارا خون کا پیاسا بنا گھوم رہا ہے ام نے انکو جواب نہیں

دیا" وہ سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گئے۔

"کیا فرمان جاری کیا ہے بابا نے؟" انکو اس قدر

پریشان دیکھ زیحال اب اپنی فارم میں آگیا تھا۔

سنجیدہ اور سپاٹ۔

"یہی کہ وہاج خان کو کچھ ہوا تو وہ اس خون پیتی چڑیل

کو امارے پلو سے باندھ دے گے۔۔۔ان کو پوتا جو

چاہئے۔۔۔اس خبیث سے ایک پوتا اب تک نہیں دیا

گیا انکو" وہ سارا ملبہ داراب پر ڈالتے اس بچارے کو سٹپٹانے پر مجبور کر گئے

"انہوں نے ٹرائے ہی نہیں مارا انہیں تو اب تک خان حویلی میں پولیس ہی پولیس بھرتی ہو چکی ہوتی"

زیحال کی بات پر داراب نے دانت کچکچائے

جبکہ اسکی بات پر زریاب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ اب تک اس بات سے انجان تھے جواب انہیں زیحال کے منہ سے پتہ چل

رہی تھی داراب سر جھکائے کسی مجرم کی طرح بیٹھا تھا

اور کرتا بھی کیا۔

"یہ کیا کیا مورے نے سارا ٹبر ہی پاگل ہو گیا ہے کیا"

وہ حیران سے حیران تھے۔

"ام بات کرے گا ان سے" وہ اپنا مسلہ بھولے

داراب کے مسلے میں الجھ گئے تھے۔ لیکن غور کرتے تو

ایک بہت بڑی تلوار انکے اپنے سر پر لٹک رہی تھی۔

خان حویلی میں اس وقت سناٹے کا راج تھا ہر کوئی ایک دوسرے سے خفا کمرے میں دبکا بیٹھا تھا جن میں اول سیماب خانم تھی جس نے داجی کے فیصلے کے بعد کمرے سے باہر جھانک کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

عین بھی یہی تھی جب تک کوئی فیصلہ نہیں آجاتا تب تک وہ خان حویلی میں ہی رک سکتی تھی ایسا داجی کا حکم تھا۔ جس پر عین کی تو تقریباً لاٹری نکل آئی تھی وہ بھی صبح سے سوگ مناتی کمرے میں بند تھی جب اچانک شدید بھوک نے اسے کمرے سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔

وہ کمرے سے باہر کسی کو تلاش کر رہی تھی جو اسے کھانا دے سکے لیکن وہاں صرف ملازم تھے اور وہ بھی اس سے بچ کر اپنا کام ایسے کر رہے تھے جیسے وہ وہاں موجود ہی نہیں ہے۔

"ادر آؤ" ایک ملازمہ جو اسکے ہتھے چڑھ گئی تھی انگلی کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا۔

"جی بی بی جی" نہایت ادب سے پوچھا۔

"یہ بی بی جی کیا ہوتا ہے۔۔۔ بیگم صاحبہ بولو" وہ اسکی طبعیت درست کرتی تڑخ کر بولی تھی ملازمہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

بیگم صاحبہ تو اس حویلی کی عورتوں کو کہا جاتا تھا اور وہ کیا جانے عین دلدار کے شیطانی دماغ میں یہ حویلی شروع دن سے ہی اسکی تھی۔ وہ تو قسمت نے اسکے ساتھ کھیل کر دیا تھا۔

اصل اسے جھٹکا تب لگا جب ملازمہ اسکے بغیر کچھ کہے وہاں سے چلی گئی۔

"بلی کے خواب کے چیتھڑے" بیلا کی آواز پر وہ بے اختیار پیچھے پلٹی۔

"کیا ہوا عین بیگم۔۔۔کچھ غلط کہا؟" اسکا انداز طنزیہ تھا جو عین کو بری طرح سے سلگا گیا۔

"جو خواب لے کر ادر آیا ہے ناں تم۔۔۔ایک بار زریاب خان کو سچ پتہ چل جائے۔۔۔وہ خواب سمیت تمارا ابھی نشان صفحہ ہستی سے مٹادے گا" اس حویلی میں اتنے سالوں رہ کر اسے زریاب خان کی شدّت کا اندازہ تو بخوبی ہو چکا تھا۔

"کون بتائے گا اسکو۔۔۔ تم؟ جو اس میں برابر کی شریک تھی؟" اسکی بات پر صحیح اب بیلا کی آنکھیں پھیلی تھی۔

"ادرا اگر زریاب کو سچ پتہ چلا تو ادرداراب بھی سچ جان جائے گا" وہ صور پھونک رہی تھی جس کا اثر بیلا کے چہرے کی بدلتی رنگت سے بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔

"ہنہ۔۔۔ عین دلدار کوئی بھی پتا ایسے ہی نہیں پھینکتی ۔۔۔ تو آئندہ ام کو سوچ سمجھ کر للکارنا یہ نہ ہو ام تم کو بھی کہیں کا نہ چھوڑے" وہ بول کر رکی نہیں تھی۔

جبکہ بیلا کو لگا جیسے کسی نے اسکے منہ پر کیچڑ اچھال دے

مارا ہو وہ کتنی صفائی سے اسے اپنے جال میں پھنسا گئی

تھی بیلا کو شدّت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

اصل تو داراب خان کا خوف اسکی جان لبوں پر لے آیا

تھا

وہ صبح سے رو رو کر آدھی ہو چکی تھی زمل مشی اور

کومل تینوں اسکے کمرے میں موجود تھیں اور تینوں کی

گل کیلئے سخت پریشان بیٹھی تھیں۔

"گل۔۔۔ہمت کریں" کومل کو اپنے ہی الفاظ جیسے کھوکھلے لگے تھے۔

"ک۔۔۔کیسے۔۔۔کیسے کرے ہمت۔۔۔ام بزدل ہے۔۔۔ام کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔امارا قسمت بہت برا ہے بہت برا" وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے مزید پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

اسے ایسے روتے دیکھ تینوں کی شکلیں بھی رونے والی بن گئی تھیں

"ڈاکٹر برہان کو فون کر لیں۔۔۔وہ آکر انکو سمبھال لیں گے ورنہ انکی طبعیت خراب ہو جائے گی" جتنی تکلیف میں وہ اس وقت تھی مشی کو یہی لگ رہا تھا۔

کومل نے ہامی بھرتے جلدی سے نمبر ملا کر فون کان سے لگا لیا۔

لیکن اس وقت ان سب کے ستارے گردش میں تھے جو پیچھے سے کسی نے کومل کے ہاتھ سے موبائل تقریباً چھین لیا تھا۔

کمرے میں جیسے کوئی ڈائن سی پھر گئی تھی اسے دیکھ تینوں کی رنگت کسی سفید مردے کی طرح نچڑ چکی تھی۔

پیچھے کھڑے برلاس کی نظر کومل کے موبائل پر جگمگاتے ہوئے ڈاکٹر برہان کے نام پر تھی جبکہ اسکی آنکھوں میں اترتی سرخی دیکھ تینوں کی جان لبوں پر آ گئی تھی۔تینوں کی ہی جیسے روح فنا ہو گئی تھی کیا وہ باتیں سن چکا تھا۔

"بب۔۔۔برلاس۔۔۔تم۔۔۔تم کب آئے؟"

مشی کی زبان کی لغزش اس بات کی گواہ تھی کہ بات نارمل نہیں تھی۔ برلاس نے طیش بھری نگاہوں سے ان سب کو دیکھا۔

وہ جتنا چھوٹا تھا گھر میں اتنا ہی اسکا خوف تھا سب پر کیونکہ وہ بدتمیز اول درجے کا مشہور تھا۔

"آپ میرے کمرے میں آئیں" وہ کومل پر حکم صادر کرتا رکا نہیں تھا بلکہ لمبے ڈھینگ بھرتا باہر نکل گیا

تھا۔ کومل بڑی تھی اس لئے سولی پر بھی پہلے اسے ہی چڑھنا تھا۔

وہ مرے مرے قدموں سے چل کر کمرے سے نکلی لیکن برلاس کے کمرے کی طرف قدم بڑھنے سے جیسے انکاری تھے دل خوف سے سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

"اب کیا ہوگا؟" مشی کی حالت خراب ہونے لگی تھی۔

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔بے بی کیلئے ٹھیک نہیں ہے"

زمل باقی باتیں بھولیں اسکے بے بی کی فکر میں لگ گئی

آٹھواں منتھ شروع ہو چکا تھا جس میں سب لوگ ہی

مشی کیلئے پہلے سے مزید محتاط رہنے لگے تھے۔

"یہ۔۔۔یہ برلاس کسی کو بتائے تو نہیں گا ناں کچھ؟"

گل اسکی طبعیت سے اتنی واقف نہیں تھی تب ہی

خوف زدہ سی پوچھنے لگی۔

"مجھے نہیں لگتا اس نے کچھ سنا ہو گا اور اگر سن لیا تو

۔۔۔وہ کبھی بھی زیحال کے خلاف نہیں جائے گا" یہ

بات گھر کا ہر فرد بخوبی جانتا تھا کہ اگر زیحال کوئی فیصلہ کر دے تو دنیا یہاں کی وہاں ہو سکتی تھی لیکن برلاس شاہ اس فیصلے سے انکاری کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ کب سے ٹکٹکی باندھے موبائل کی سکرین تکے جا رہا تھا اسکی تیز سانسیں اس بات کی گواہ تھی کہ وہ اس وقت کتنے شدید غصّے میں ہے۔

اس کے سامنے کاؤچ پر بیٹھی کومل بری طرح سے گھبراتی ہاتھوں کو آپس میں الجھانے لگی۔

"کب سے چل رہا ہے یہ ؟"اسکا انداز بے حد سپاٹ
تھا کومل بے اختیار اچھل کر پڑی
"ک۔۔۔کیا؟"نہ سمجھی سے پوچھا
"میں اپنے افیئر کا پوچھ رہا ہوں"اسکے بے وقوف
سوال پر برلاس یکدم سے برہم ہوا تھا جس پر کومل کی
آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں۔وہ سٹپٹا کر اسکے طنز پر
غور کرتی جواب سوچنے لگی۔ ہتھیلیوں کا پسینہ سوکھنے
میں ہی نہیں آرہا تھا۔
"مم۔۔۔مجھے نہیں پتہ"

''آپ کو سب پتہ ہے بھابھی۔۔۔آپ چھپا کر کسے بچا رہی ہیں؟'' وہ جب حد سے زیادہ سیریس یا خفا ہوتا تھا تب ان تینوں کو انکے صحیح رشتے سے ہی پکارتا تھا ورنہ انکا ان تینوں کے ساتھ بھائی بہنوں والا رشتہ سب سے اوپر تھا۔

کومل نے بے چینی سے لب کاٹے دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔

وہ دل ہی دل میں خود کو حوصلہ دیتی الفاظ مجتمع کرنے لگی اور دھیرے دھیرے سب کچھ برلاس کے غوش

اتارتی چلی گئی۔ جسے سن کر یک ٹک برلاس کے

چہرے کے زاویے بدلتے گئے وہ جیسے بے یقین سی

پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ای۔۔۔ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔۔۔کیا تم چاروں

بھائیوں کی شادی پسند کی نہیں ہے؟" اسے برلاس کی

یہ حیرت اور اسکے چہرے پر جھلکتی سرخی شدید بری

لگی تھی۔

"آپ ہم سے ملا رہی ہیں انکو؟" وہ بے یقین تھا اسکی

بے یقینی کومل کو اور غصّہ دلا گئی۔

"تو ہم میں سے کون راضی تھی تم چاروں کے لئے؟

کسی کو گھر سے اٹھایا تو کسی کو کلب سے۔۔۔اب اپنی

بہن کی باری آئی تو تم لوگوں کی غیرت للکارنے لگی"

اسکے الفاظ اس قدر سخت تھے کہ برلاس کا چہرہ شدید

غصّے کے باعث سرخ پڑ گیا۔اسکی بھوری وحشی

آنکھوں میں انگارے سے لوٹنے لگے تھے۔

کومل اور مشی کو زمل نے زیحال کا حکم بتا دیا تھا جس

کے بعد وہ مزید خوف زدہ ہو چکی تھیں کیونکہ اگر وہ

اس رشتے کی مخالفت کر رہا تھا تو دنیا میں ایسا کوئی نہیں

تھا جو زر تشم نوشیر وال کی شادی ڈاکٹر برہان سے کروا سکے۔

"وہ بھی گل سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔اور محبت کرنا جرم تو نہیں ہے" وہ بے اختیار روپڑی تھی۔انکی حالت کا سوچ کر۔

پر اس نے ضبط سے لب بھنچے اسکا بس نہیں چلا کو مل کو یہی گولی مار دیتا وہ کیسے انکی غیرت پر بات کر سکتی تھی یہ انکے مرد ہونے پر تمانچہ تھا۔کہ کسی باہر کے

مرد کیلئے انکی اپنی عورت اپنے مردوں کی غیرت پر بات لے آئے۔

"ہم میں سے کوئی نامرد نہیں تھا" اسکے الفاظ اس قدر سرد تھے کہ کومل کو اپنی رگوں میں دوڑتا خون جمتا ہوا محسوس ہوا۔لبوں پر قفل لگ گئے۔

"محبت کرنا جرم نہیں ہے۔۔۔ محبت کر کر اپنی محبت کیلئے اسٹینڈ نہ لینا جرم ہے۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے ۔۔۔ بھائی یونہی مخالفت کریں گے کسی چیز کی؟" وہ

برلاس شاہ تھا اپنے باپ کی رگ رگ سے واقف، ایسا جیسے ممکن تھا کہ وہ زیحال کی سوچ کو نہ سمجھ سکے۔

کومل نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگی اسے واقعی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"وہ مرد تھے ناں۔۔۔کیوں چھوڑا گل کو۔۔۔وہ تب مردانگی دکھا لیتے تو شاید گل کو وہ سب فیس نہ کرنا پڑتا جو ہم سوچ بھی نہیں سکتے" وہ آئینہ دکھا رہا تھا وہ حقیقت جو یہ تینوں چاہ کر بھی خود سے سوچ نہیں سکتی تھیں۔

"آپ ہمیں ان سے ملا رہی ہیں؟سیریسلی؟میرے باپ نے محبت کی تو عزت سے پوری دنیا کو جوتے کی نوک پر رکھ کر زمل کو اپنایا۔۔۔یاقوت بھائی نے مشی کو اس جہنم سے نکال کر یہ عزت والی زندگی دی جبکہ انکے باپ بھائی نے بھی مخالفت کی تھی۔اور آپ ۔۔۔آپ تو کیا ہی کہیں گی۔۔۔کہاں ہے آپ کا بھائی ۔۔۔آیا واپس؟دیکھا اس نے پلٹ کر؟"اسکے سخت الفاظ کومل کی روح تک کو زخمی کر گئے تھے اسکی آنکھوں سے ابل ابل کر آنسوں بہنے لگے۔

ہاں یہ حقیقت بھی تو کڑوی تھی جس سے وہ روز منہ

چھپاتی تھی۔ لیکن اس وقت بر لا اس کے منہ سے یہ

حقیقت بہت بری لگی تھی۔

"یہ میرے بھائی تھے۔۔۔ جنہوں نے آپ لوگوں

کیلیۓ اسٹینڈ لیا۔۔۔یہی اسٹینڈ زر تشم نوشیر وال بھی

ڈیزرو کرتی تھیں "

اسکی باتیں عین نشانے پر لگ رہی تھیں کومل فق

رنگت کے ساتھ اسے دیکھے گئی۔ آنکھوں سے

آنسوں خاموشی سے بہہ رہے تھے۔ وہ ایک ہی جست میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"بات یہاں غیرت سے پہلے مردانگی کی ہے۔۔۔ اور اب ہم اتنے بھی بے غیرت نہیں ہوئے جو اپنی بہن کو ایسے شخص کے ساتھ رخصت کریں جو اسکے لئے اسٹینڈ ہی نہیں لے سکتا" بول کر وہ جانے ہی لگا تھا جب کومل کی کھائی سے آتی آواز پر اسکے قدم وہی منجمند ہو گئے۔

"اگر بات کچھ اور ہوئی تو؟" وہ گردن موڑ کر اسکی پیٹھ تک رہی تھی جب برلاس ایڑھی کے بل گھوم کر اسے دیکھنے لگا

"کیا مطلب ؟ "

"مطلب اگر اس میں انکی کوئی غلطی نہ ہوئی تو کیا تم ساتھ دو گے انکو ملانے میں ؟" یہ بات ہر گز بھی چھوٹی نہیں تھی۔ وہ صاف لفظوں میں اسے اسکے باپ کے سامنے کھڑا کر رہی تھی۔ جو وہ اپنی زندگی میں کبھی آج تک نہیں ہوا تھا۔

وہ تو اتنا جنونی تھا کہ اسکا باپ صحیح کو غلط کہے تو برلا اس

شاہ.جی جان لگا کر اس بات کو ہی غلط ثابت کر دے۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا" صاف لفظوں میں انکاری

کومل کا دل توڑ گئی وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اٹھی اور

ایک استہزائیہ مسکراہٹ اسکی جانب اچھال گئی۔

"تو صاف بولو۔۔۔تم اپنے باپ کو دکھ پہنچانا چاہتے

ہو۔۔۔کیونکہ وہ لڑکی اسکی بہن ہے وہ بہن جس کی

آنکھ سے نکلا ایک آنسوں اسکے لئے شدید تکلیف کا

باعث بنے گا۔۔۔اور تم وقت دکھ سے زیحال کو

بچانے کیلئے ہمیشہ کا دکھ دے رہے ہو" بول کر اب وہ

نہیں رکی تھی۔ برلاس شاہ پر کھولتا تیل ڈال کر وہ

یہاں سے جا چکی تھی۔

لیکن برلاس جیسے اپنی جگہ منجمند ہو چکا تھا۔ آگے

کنواں پیچھے کھائی والا معاملہ آج اسے اچھے سے سمجھ آ

رہا تھا۔ وہ بیڑیاں اسکے پیروں میں ڈال پر یہ کہہ گئی

تھی کہ وہ آزاد ہے۔

ٹوتھ پک سے دانتوں میں پھنسا گوشت نکال کر پھینکتے اس نے فرصت سے انگڑائی لی اور ایک نظر سامنے کو ڈالی جہاں وہ سر جھکائے آس پاس سے بلکل بیگانہ ہو کر اپنے کھانے کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔

"تم غصّے میں ہو؟" ابراہیم کی نظریں یک ٹک زارک پر تھیں اس نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا اتنے دن بعد اس نے زارک کو مخاطب کیا تھا۔

"نہیں۔۔۔ مجھے یہ حق نہیں ہے" اسکا لہجہ کسی بھی قسم کے احساس سے عاری تھا وہ جیسے انسان نہیں ایک

روبوٹ تھا جس میں کسی بھی قسم کا کوئی احساس پایا نہیں جاتا تھا۔

بس اسکے پیچھے ایک چابی لگی تھی جسے گھمانا صرف ابراہیم جانتا تھا۔اور وہ گھما کر اسے جس بھی طرف موڑ دیتا زارک ولف اسی جانب مڑ جاتا۔

"اوہ کم آن۔۔۔ تم تو میرے جگر ہو۔۔۔ تمہارے بغیر میں کچھ بھی نہیں۔۔۔ تمہیں ہر حق ہے میرے دوست"

اسکے لہجے سے ٹپکتی شیریں میں چھپا مطلب زارک کیلئے سمجھنا بلکل بھی مشکل نہیں تھا۔

"آپ حکم کریں۔۔۔کیا کرنا ہے "اسے اکتاہٹ محسوس ہوتی تھی جب کوئی ایسے گھما کر اپنے مطلب کی بات پر آتا تھا

اسکے پوچھنے پر ابراہیم کی آنکھیں ایسے چمکی جیسے کوئی لاٹری نکل آئی ہو یہی تو وہ چاہتا تھا کہ وہ پوچھے۔

"مجھے پاشا کی عزت چاہیئے "اسکی بات پر زارک کا منہ کو جاتا ہاتھ رکا دوسرا ٹیبل پر رکھا ہاتھ مٹھی کی صورت

میں بند ہو گیا جس کی ہری نیلی رگیں ابھرتی اس بات

کی گواہ تھیں کہ اسکی بات زارک کے تن بدن میں

آگ بھڑکا گئی ہے۔

"میں عزتوں پر ہاتھ نہیں ڈالتا" صاف انکار تھا اس

نے پاشا کے چھوٹے بھائی کی انفار میشن اسی لئے

نکلوائی تھی تاکہ ابراہیم کا ذہن اس جانب چلا جائے

لیکن اسکا شیطانی دماغ پھر بھی یہی آکر اٹکے گا اسے کچھ

کچھ اندازہ تھا۔

"تو میرے لئے ڈالنا ہو گا" اسکے انداز میں چمک اتر آئی تھی۔

"اسے بہت شوق ہے ناں۔۔۔دوسروں کی عزت بچانے کا۔۔۔اب ہاتھ سیدھا اسکی عزت پر پڑے گا " اسکی باتیں زارک کو شدید ناگوار گزر رہی تھی۔

وہ کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم کرو گے ناں یہ کام؟" وہ پوچھ نہیں رہا تھا اسکے تیور بتا رہے تھے کہ وہ سیدھا حکم دے رہا ہے لیکن

زارک کے کڑے تیور اسے اپنی حدود میں رکھ کر

بات کو گھمانے پر مجبور کر رہے تھے

"جی۔۔۔ جیسے آپ کا حکم" وہ سر خم کرتے اپنی

شرٹ اٹھا کر پہنتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ اکثر صرف پینٹ اور سینڈو میں ہی رہتا تھا یہی اسے

باقیوں کی نظر میں اسے جاذب نظر بناتی تھی۔

وہ چلتے ہوئے نیچے پورٹیکو میں آگیا جہاں جیسمین اسکا

انتظار کر رہی تھی اسے دیکھ وہ فورا سے آگے آتی اسکی

گاڑی پر ہاتھ رکھ گئی۔

"مجھے آگے تک ڈراپ کر دو گے ؟ "

اسکی بات کو نظر انداز کیے زارک نے جبڑے بھینچ کر اسکے ہاتھ کو دیکھا۔

اس درندے کی آنکھوں کی تپش ہی اتنی تھی کہ وہ خود ہی ڈر پر ہاتھ اسکی گاڑی سے پیچھے کر گئی۔

زارک نے دھاڑ کر ملازم کو بلایا جس نے اسکی گاڑی کو دھو کر اچھے سے صاف کر دیا تھا

جیسمین کا مارے بے عزتی کے چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو ہنہ "وہ زارک کی گاڑی

نکلتے دیکھ دانت بھینچ کر بولی تھی۔

"ایک رات کی مار ہے۔۔۔اگلے دن خود میرے

قدموں میں پڑا ہو گا۔۔۔آخر کو ہے تو مرد ہی ناں"وہ

ایک ادا سے بال جھٹکتی اس وقت اپنے عورت ہونے

پر ناز کر رہی تھی

جبکہ وہ جانتی تھی وہ زارک ولف ہے اس پر عورتوں کا

خمار کبھی حاوی نہیں ہو سکتا تھا۔وہ روبوٹ سمجھتا ہی

نہیں، تھا بھی۔

۔۔۔۔۔۔

کمرہ گھپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ایسے جیسے ہر چیز آنکھ کان لپیٹ کر کسی لمبے چلے پر چلی گئی ہو۔ ہر چیز پر سوگواری سی چھا گئی تھی۔ بلکل اسکے دل کی طرح۔ لیکن تب ہی دروازہ کھلتے کسی نے تیزی سے ہاتھ سوئچ بورڈ پر دے مارا جس سے کمرہ تیزی سے روشنی میں نہا گیا یہی روشنی اسکی آنکھوں میں خنجر کی طرح چبھنے لگی تھی جس پر وہ ہاتھ آنکھوں پر رکھتی اس روشنی سے بچنے لگی۔

زریاب نے ایک نظر اسکے بے دم سے وجود پر ڈالی۔

"یہ تم کونسا چلہ کاٹ رہا ہے ادر بیٹھ کر؟" زریاب تڑخ کر پوچھنے لگے۔

سیماب نے بنا انکی جانب دیکھتے رخ موڑ کر بیٹھ گئی اسکی یہی ادا شروع دن سے زریاب کو اسکے لئے پاگل کرتی تھی۔

وہ ناراض ہو کر انہیں ایسے لاڈ دکھاتی تھی۔اور وہ دیکھ بھی لیتے تھے نہ صرف دیکھتے تھے بلکہ اٹھاتے بھی تھے۔

"ام تم سے پوچھ رہا ہے خان۔۔۔کمرے سے باہر کیوں نہیں نکلا۔۔۔مورے اکیلا سب کام دیکھ رہا ہے "وہ محبت سے بولتے قدم قدم آگے آئے اور اسکے ساتھ بیٹھ گئے۔

"ام اکیلا نہیں ہے ادر۔۔۔وہ بھی اسی گھر کا بہو ہے" اسکا اشارہ بیلا کی طرف تھا جس کے ذکر پر زریاب کو ان دونوں کی بات یاد آئی۔

"بہو تواب کوئی اور بھی بنے گا" وہ آنکھ بچاتے شریر انداز میں بولے جب انکی بات پر سیماب نے کن کرب بھری نگاہوں سے انکی جانب دیکھا آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں۔

"ہاں۔۔۔ تمہارا تو لاٹری نکل آیا۔۔۔ایک اور جو بیوی تم کو مل جائے گا۔۔۔ لیکن صرف ایک" وہ سوں سوں کرتی بولتی ہوئی زریاب کو بے حد کیوٹ لگی تھی تب ہی وہ دلکش مسکراہٹ لئے اسے دیکھ رہے تھے۔

جب اسکی اگلی بات انکے چہرے کا تقریباً رنگ ہی اڑا گئی تھی۔

"ام تم کو چھوڑ کر چلا جائے گا۔۔۔ہمیشہ کیل" اسکا جملہ پورا ہوا بھی نہیں تھا کہ زریاب جنونی ہوتے اسے گردن سے پکڑ کر اپنے قریب کر گئے۔

"تمارا ہمت کیسے ہوا یہ بکواس کرنے کا خان" انکا ایک ہاتھ اسکی نازک کمر کو اپنی گرفت میں لے گیا۔درد کی شدّت اتنی تھی کہ سیماب آنکھیں زور سے بند کئے انکے خوف سے تھر تھر کانپتے لگی تھی۔

"ام جان لے لے گا تمارا اگر دوبارہ یہ بکواس اپنے ذہن میں بھی سوچی۔۔۔ سمجھا تم" وہ ایک جھٹکے میں اسے چھوڑتے گہری سانس لینے لگے۔

جیسے خود پر کڑا ضبط کر رہے ہوں۔

سیماب نے سرخ متورم آنکھوں سے انکو دیکھا اور دیکھتے ہی انکے ساتھ لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ام تم سے بہت محبت کرتا ہے خان۔۔۔ بہت زیادہ ۔۔۔ام تم کو کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ کبھی

نہیں۔۔۔ام مر جائے گا خان۔۔۔ام مر جائے گا"

اسکی طلب اس بات کی گواہ تھی کہ وہ سچ میں زریاب کو کسی کا نہیں دیکھ سکتی تھی سوائے اپنے۔

زریاب نے ایک بازو وا کرتے اسے مزید خود سے لگا لیا۔

"بس چپ۔۔۔تم پاگل ہے خان۔۔۔تم کیسے سوچ سکتا ہے ام ایسا کچھ ہونے دے گا" وہ اسکے سر پر پیار دیتے محبت سے بولے

"لیکن داجی کا حکم ہے "

"ایسے حکم اب تک وہ ہزار بار دے چکے ام کو۔۔۔ام نے انکا یہ حکم مانا ہوتا تو خان حویلی ساری مسسز زریاب سے بھر چکی ہوتی" ان کی بات پر سیماب نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"ہاں۔۔۔آج پہلی بار انہوں نے نہیں بولا" یہ بات وہ آج پہلی بار اسے بتا رہے تھے۔جسے سن کر سیماب کو ڈھیروں حیرت نے ایک ساتھ آن گھیرا تھا۔

"لیکن اس بار ہاتھ تو امارے اپنے خون نے ام پر ڈالا ہے خان" اسکے لہجے میں چھپی ازیت اس بات کی گواہ

تھی کہ اسے تکلیف دا جی کے حکم سے زیادہ عین کی چال پر ہوئی تھی۔

"لگتا ہے وہ سگی بہن ہے میری؟" اسکا دل چاہا ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔اسے یہ تکلیف ملی بھی تھی تو کس کی طرف سے عین دلدار کی طرف سے سیماب دلدار کو۔

"وہ آج بھی نہیں بدلی وہ آج بھی امارا خوشیوں کا دشمن ہے خان" وہ ضبط کرتے کرتے بھی رو پڑی تھی۔

زریاب اسکی تکلیف کی شدّت سے واقف تھے تب ہی

اسے اپنے ساتھ لگائے گہری سانس بھر گئے۔

یہی وجہ تھی کہ وہ آج تک زریاب کے قہر سے محفوظ

رہی تھی کہ اسکی رگوں میں دوڑتا خون انکی اپنی خانی

کے خون سے ملتا تھا۔

ورنہ وہ کب کے اس لڑکی کا کام تمام کر چکے ہوتے

جس نے ان کی خانی کو تکلیف دی۔

تب ہی دروازے پر ناک ہوا جس پر سیماب زریاب

سے الگ ہوتی سائیڈ میں پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر کندھوں پر

پھیلا گئی۔

"سائیں آپ کو بڑے سائیں نے بلایا ہے" ملازم سر

جھکائے مؤدب انداز میں بول کر باہر نکل گیا۔

خانم نے تڑپ کر انہیں دیکھا تھا۔

"فکر مت کرو۔۔۔ام اس سالی آدھی گھر والی کا کام

تمام کر دے گا اگر اس میں اسکا کوئی ہاتھ ہوا تو" وہ اسکا

ہاتھ نرمی سے تھام کر دلاسہ دیتے اٹھ کھڑے

ہوئے۔ آفس سے آکر سانس لیا بھی نہیں تھا کہ یہ سارے مسلے مسائل منہ کھولے انکے منتظر کھڑے تھے۔

"کیا سوچا تم نے؟" وہ لاٹھی پر زور دیے اپنے شاہی صوفے پر آکر بیٹھ گئے۔

زریاب انکے سامنے کھڑے تھے نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے ڈرائے فروٹس پر تھی وہ کچھ بادام اٹھا کر ایک ایک کرتے منہ میں ڈالنے لگے

"زریاب" انکی بے نیازی نوشیر وال صاحب کو سخت ناگوار گزری تھی۔

"امارا آج بھی وہی فیصلہ ہے۔۔۔ام اس ولی خان کے خاندان سے نفرت کرتا ہے" وہ دوٹوک لہجے میں گویا ہوتے نوشیر وال صاحب کو سلگنے پر مجبور کر گئے۔

"ام بھی اسی خاندان کا حصّہ ہے" وہ جیسے لفظوں پر زور دیتے انکو باور کروا رہے تھے بڑی اولاد سے کسی چیز کی توقع رکھنا سراسر بے وقوفی تھی اسکا اندازہ انہیں بخوبی ہو رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔آپ صرف امارا باپ ہے۔۔۔اس شخص
نے شروع دن سے دولت کیلئے آپ کی محبت کا ناجائز
فائدہ اٹھایا اور آج بھی اسکا خاندان یہی کر رہا ہے
۔۔۔خدا کا واسطہ بابا۔۔۔ تھوڑا ہوش سے کام
لو۔۔۔دو بیٹیاں ہے امارا۔۔۔کچھ سال بعد انکی
شادی ہو جائے گی۔۔۔ام اس عمر میں خود دوسری
شادی کرتا ہوا عجیب نہیں لگے گا "

وہ انہیں بھیانک آئینہ دکھا رہے تھے جو شاید وہ دیکھنا
ہی نہیں چاہتے تھے۔

''کیا عجیب۔۔۔خاندان کا نام بیٹوں سے چلتا ہے بیٹیوں سے نہیں'' وہ بولے نہیں پھنکارے تھے جس پر باہر کھڑی سیماب کی روح تک کانپ اٹھی تھی۔

''آپ کو کتنا باپ دادا کا نام یاد ہے بابا۔۔۔جن کی یہی سوچ تھی کہ امارا بیٹا نام چلائے گا ام نے تو کبھی نہیں سنا اپنے پردادا کا نام۔۔۔جن کی ہڈیاں بھی ختم ہو چکی ہو گی قبر میں۔۔۔بابا''

آخر میں وہ انہیں پکارتے ایک قدم آگے آئے

نوشیر وال صاحب کا چہرہ ذلت کے احساس کے باعث

سرخ ہو چکا تھا۔

"نام بیٹوں سے نہیں اچھے کاموں سے چلتا

ہے۔۔۔ بہتر ہو گا آپ بھی اس پر فوکس کریں

۔۔۔ام مر کر بھی دوسری شادی نہیں کرے گا "

وہ فیصلہ کن لہجے میں بولتے دھاڑے تھے کمرے کا

ماحول مزید گرم ہو گیا تھا۔

"تو ٹھیک ہے۔۔۔اب یہ کام داراب کرے گا" انکی بات پر زریاب کی آنکھیں پھٹ کر گویا باہر آنے کو ہو گئی تھیں

پوری خان حویلی جیسے زریاب خان کے سر پر آن گری تھی۔وہ بے یقین سے کھڑے تھے کبھی کبھی آزمائش ماں باپ کی صورت میں بھی آسکتی ہے اسکا اندازہ آج انہیں شدّت سے ہو رہا تھا

وہ اچھے سے جانتے تھے کہ زریاب خان ایسی کوئی آزمائش اپنے بہن بھائیوں پر نہیں آنے دیں گے

تب ہی انہوں نے آج انکی محبت کو گہری آزمائش میں

ڈال دیا تھا

خان حویلی کی فضاؤں کا رخ ایک دم سے بدل گیا تھا

کسی کو ڈھیروں خوشی نے آن گھیرا تھا تو کسی کی پوری

دنیا الٹ گئی تھی۔

لاؤنج میں سب پلک جھپکتے بدل گیا تھا صوفوں کے

کوور بدل کر شاہی سرخ کوور چڑھا دیے گئے تھے۔

آس پاس کے برادری والوں کو جمع کر دیا گیا تھا حویلی

کی عورتیں سب پردے کے ایک جانب تھیں۔

داراب کو بھی بڑی عجلت میں بلایا گیا تھا۔جو یہ سب دیکھ حیران و پریشان سا کھڑا زریاب کو دیکھ رہا تھا جو مردوں کے بیچ خاموش بیٹھے تھے وہ اندر گیا تو سیماب کو بے ہوش دیکھ اسکے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔

مورے اور دو ملازمائیں مل کر اسکے ہاتھ پیر کی مالش کرتی اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھیں

"مورے۔۔۔یہ۔۔۔یہ سب کیا ہے؟" وہ حواس باختہ سا انکے قریب آ کھڑا ہوا۔

"ٹینشن لے لی۔۔۔کب سے ہوش میں لانے کی کوشش کررہا ہے ام" مورے کا لہجہ بھیگا ہوا پریشانی سے لبریز تھا۔

"یہ سب ہو کیا رہا ہے۔۔۔داجی کیا کررہے ہیں؟" اسے یہ سب اتنی عجلت میں ہوتا دیکھ اپنے ہاتھ پیر پھولتے ہوئے محسوس ہونے لگے تھے۔

"تم ڈاکٹر کو بلاؤناں۔۔۔ام کو اسکی فکر ہورہی ہے" سیماب کو ہوش میں نہ آتے دیکھ مورے خود عنقریب بے ہوش ہونے کو تھیں۔

داراب نے جلدی سے ایک فیملی ڈاکٹر کو فون کر کر

طلب کر لیا۔

پردے کے اس پار سے بیلا کی نظر زریاب پر ٹکی تھیں

آج ان میں اور ایک بے جان مردے میں کوئی فرق

نہیں رہا تھا۔ وہ سب کے بیچ گم سم بیٹھے تھے۔

"ہنہ۔۔۔ایک تمانچہ تم نے ام کو مارا تھا زریاب خان

۔۔۔آج ایک تمانچہ زندگی نے تم کو مار دیا۔۔۔امارا

بدلہ پورا ہوا" وہ حقارت سے بولتی تنفر نگاہوں سے

انکو دیکھے گئی جن کی نچڑی رنگت اسے لطف دے رہی تھی۔

72/3

زندگی میں اسے اتنا سکون کبھی محسوس نہیں ہوا تھا
جتنا آج ہو رہا تھا اسکی زندگی کا پہلا بدلہ یہاں پورا ہوتا
تھا۔اور اسی پر اسکی روح پر سکون تھی۔
عورت قصوروار ہو تو برداشت کر جاتی ہے لیکن بے
قصور تو وہ کسی اپنے کو نہیں بخشتی تو غیر کی اسکے سامنے
کیا اوقات تھی۔

وہ ہاتھ جھاڑتی دوسری جانب چلی آئی جہاں داراب کو دیکھ اسکی مسکراہٹ خود بخود سمٹ گئی۔

وہ پریشان کن نظروں سے مورے کو سیماب کے ہاتھ پیر مسلتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

ڈاکٹر کے آنے تک تو یہاں موجود لوگوں کی اپنی حالت سیماب کو دیکھ عنقریب بگڑنے والی تھی۔

"تم کھڑی کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔ مورے کی مدد کرو"

بیلا کو کھڑے دیکھ وہ یکدم سے برہم ہوا تھا وہ اسکے

یکدم سے دھاڑنے پر بوکھلا کر آگے آتی سیماب کے

پیروں کو مسلنے لگی۔

داراب بار بار زیحال کو کال ملا رہا تھا لیکن قسمت آج

کسی کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اسکا فون مسلسل بند جا

رہا تھا۔

داراب کا دل چاہا فون دیوار پر پھینک کر دے

مارے۔

"آپ سمجھنے کی کوشش کریں نوشیر وال صاحب۔۔۔ایک ہی شخص سے دو بہنوں کا نکاح اسلام نے حرام قرار دیا ہے"مولوی صاحب کی بات سن کر نوشیر وال صاحب کے ماتھے پر ایک ساتھ کئی شکنیں نمودار ہوئیں یہ بات تو انہوں نے سوچی ہی نہیں تھی بس عجلت میں فیصلہ سنا دیا۔

وہ بھی کیسے اس سنہری موقعے کو ہاتھ سے جانے دے سکتے تھے۔پوری برادری میں صرف ایک ہی بات ہوتی تھی انکے وارث کو لے کر۔زامل آفندی کے

بارے میں کوئی بھی اتنا خاص نہیں جانتا تھا کیونکہ
زیحال نے اب تک اسے خان حویلی کا وارث قرار
نہیں دیا تھا اسکا قطع تعلق خان حویلی سے بیٹے کے
ساتھ ساتھ انکا اکلوتا وارث بھی چھن چکا تھا۔
"تو نکاح کے ساتھ طلاق کے پیپرز بھی تیار کرواؤ" یہ
گویا حکم جاری ہوا تھا۔ وہ اتنی بڑی بات اتنے دھڑلے
سے نہیں کر سکتے تھے اگر زریاب خان یہاں موجود
ہوتے۔ وہ صرف اپنے بھائیوں کی وجہ سے مجبور
ہوئے تھے۔ جو اپنے باپ کا یہ ستم کبھی برداشت نہ

کرتے۔ایسی قربانیاں ہمیشہ بڑوں کے مقدر کا حصّہ بنتی تھیں۔

لیکن سیماب سے طلاق کی بات پر جو طوفان زریاب خان حویلی میں کھڑا کرتے اسے تو خود داجی بھی نہیں سمبھال سکتے تھے۔

اس وقت وہ کمرے میں مولوی صاحب کے ساتھ اکیلے موجود تھے تب ہی ہر بات اتنی آرام سے کی جا رہی تھی۔

"تو آپ پہلے طلاق والا معاملہ حل کروا لیتے" انہوں نے ڈرتے ڈرتے نوشیر وال صاحب کے سامنے تجویز پیش کی۔

جس پر انہوں نے طیش بھری نگاہوں سے انکو دیکھا۔

"ام کو پتہ ہے کیا، کیسے کرنا ہے۔۔۔ بہتر ہوگا آپ اپنا کام کریں" سپاٹ لہجے میں بولتے وہ اپنا موبائل نکال کر کسی کو کال کر رہے تھے۔ دوسری جانب سے رنگنگ ہو رہی تھی اور تیسری بیل پر جا کر کہیں کال اٹھائی گئی تھی۔

"ام کو طلاق کے پیپرز تیار کر کر دو ابھی اور اسی وقت" مقابل شاید انکے فیملی لائیر تھے تب ہی وہ انکے ساتھ اتنے نارمل تھے۔

"جی نوشیر وال صاحب کس کے نام سے پیپرز تیار کرنے ہیں؟" وہ نہایت مؤدب انداز میں پوچھ رہے تھے۔جب دا جی کے منہ سے نام سنتے وکیل صاحب بھی ایک لمحے کیلئے ششدرہ گئے۔

"تم سن رہا ہے؟" انکی خاموشی نوشیر وال صاحب کو شدید زہر لگی تھی۔

"ل۔۔ لیکن۔۔۔زریاب سائیں۔۔۔راضی ہیں اسکے لئے؟" وہ ہکلا کر بمشکل ہی پوچھ سکے تھے کیونکہ انکا ساتھ خان حویلی سے برسوں کا تھا۔

وہ زریاب کی فطرت سے بخوبی واقف تھے دونوں کے بیچ کافی دوستانہ تعلق تھا اتنا کہ وہ اچھے سے جانتے تھے یہ شادی کیسے ہوئی تھی کتنے لوگوں کی مخالفت کے باوجود زریاب خان نے ڈنکے کی چوٹ کر سیماب خانم کو اپنایا تھا۔ آج اس جوڑے کا طلاق عرش سے پہلے اس شخص کا دل دہل گیا تھا۔

"ام نے تم کو جو کہا تم وہ کرو۔۔۔ام تم کو اسکی منہ مانگی قیمت دینے کو تیار ہے۔۔۔بس اسکا علم زری کو نہیں ہونا چاہئے" اب صحیح وکیل صاحب کے بھی اوسان خطا ہوئے تھے۔

زریاب خان سے چھپ کر وہ بھی اتنا بڑا قدم گویا اپنی موت کو سرعام دعوت دینا تھا۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کرتے تو زریاب خان سے پہلے انہیں نوشیر وال صاحب کو فیس کرنا پڑتا۔

انہوں نے مشکل سے ٹیشو اٹھا کر اپنے ماتھے پر چمکتے ٹھنڈے پسینے کے قطرے صاف کئے تھے۔

"مم۔۔۔میں کچھ کرتا ہوں "

"ام کو یہ کام اگلے پندرہ منٹ میں چاہئے "یہ نیا حکم جاری ہوا تھا وکیل صاحب کو اپنی سانسیں دھیمی پڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"ل۔۔۔لیکن "وہ کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ نوشیر وال صاحب کی اگلی بات اسکے رہے سہے ہوش بھی اڑا گئی۔

"اگر اپنی زندگی پیاری ہے تو یہ کام اتنے ہی وقت میں ہونا چاہیے ورنہ ام خود کی گارنٹی نہیں دیتا" کہہ کر وہ کال بند کر چکے تھے اور انکی سفاکیت کے قصّے تو آج بھی بڑے مشہور تھے کیسے ممکن تھا لوگ انہیں بھول جاتے۔

عمر انکی زیادہ ہو چکی تھی لیکن رعب اور دبدبہ آج بھی ویسا ہی تھا۔ لوگوں کے پرخچے اڑا دینے والا۔

"اگر زریاب سائیں راضی نہیں ہوئے تو طلاق کیسے ہوگی خان صاحب؟" مولوی صاحب کی بات پر

نوشیر وال صاحب نے ترچھی نگاہوں سے انکی جانب ایسے دیکھا جیسے وہ وقت کے فاتح بن چکے ہوں۔

"اس کو بتائے گا کون؟" یہ سوال مولوی صاحب کے لئے حیرانی کا باعث بنا تھا کیا وہ ایک باپ کو دیکھ رہے تھے؟ جو بات بھی اپنی ہی اولاد کی کر رہے تھے۔

"پہلے طلاق کے پیپرز سائن ہونگے پھر نکاح کے" یہ گویا فرمان جاری ہوا تھا اس شخص کیلئے جو باہر بیٹھا مر چکا تھا۔ کون اس سے کیا پوچھ رہا تھا انہیں کچھ علم نہیں تھا۔

اس وقت زریاب کا ذہن تقریباً مفلوج ہو چکا تھا وہ کچھ

بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھے۔ سب کے بیچ وہ اپنے

بے جان وجود کو لے کر زبردستی بیٹھے تھے۔

ایک طرف انکی خانی تھی اور دوسری طرف انکے

بھائی۔ جنہوں نے پہلے ہی زندگی میں بہت کچھ

برداشت کر لیا تھا اگر یہ آزمائش بھی ان پر آجاتی تو

خان حویلی پھر کبھی نہ جڑ پاتی کیونکہ خاندان کو ایک

رکھنے کی سکت صرف بڑوں میں ہوتی ہے۔ یونہی تو

بڑے ہر سولی بلا جھجک نہیں چڑھا دیے جاتے۔ اور

یہاں تو یہ ستم ڈھانے والے خود انکے باپ تھے۔

جس کا درد ہی لفظوں میں بیان ہونے سے قاصر تھا۔

"خ۔۔۔خان۔۔۔خان" ذرا سے ہوش میں آنے پر

اسکے لبوں سے ٹوٹتی سانسوں کے ساتھ اپنے خان

کیلئے پکار نکلنے لگی تھی جسے سنتے فرخندہ بیگم کا کلیجہ منہ کو

آگیا تھا۔

ڈاکٹر نے اسے بی پی بیلنس ہونے کا انجکشن دے دیا

تھا جس کے تھوڑی ہی دیر بعد اسے ہوش آنے لگا تھا

لیکن ہوش میں آتے ہی اسکے لبوں پر وہی پکار آگئی تھی جو بے ہوش ہونے سے پہلے تھی۔

"سیماب۔۔۔بچے ہوش کرو۔۔۔سمبھالو خود کو"

مورے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتی محبت سے فکر مند لہجے میں بولیں

لیکن اس نے جیسے سنا ہی نہیں تھا کچھ۔وہ بند آنکھوں کے ساتھ بھی کپکپاتے لبوں سے صرف ایک ہی نام پکار رہی تھی۔

"خ۔۔۔خان۔۔۔" اسکی آنکھیں دھیرے سے کھلنے لگی جب پہلے اسے چھت نظر آئی تھی اور پھر دھیرے دھیرے سب یاد آنے لگا۔ وہ کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھتی اپنے آس پاس کے لوگوں کو دیکھنے لگی۔ لیکن ان میں کہیں بھی اسکے خان نہیں تھے۔

"خان۔۔۔خان کدر ہے مورے؟" وہ انکا ہاتھ تھامے تڑپ کر پوچھنے لگی تھی۔

فرخندہ بیگم کا سر مارے کرب کے جھک گیا وہ کیا کہتی کہاں ہے وہ۔

"نہیں ۔۔۔نہیں مورے ۔۔۔ایسا ظلم مت کریں ۔۔۔مورے ام مر جائے گا ۔۔۔خان ۔۔۔خان کدر ہے" وہ خود پر پڑی چادر دور پھینکتی ایک ہی جست میں اٹھنے لگی تھی جب سر چکرانے کے باعث دھم سے بیڈ پر گرنے والے انداز میں بیٹھ گئی۔

"سیماب ۔۔۔بچے سمبھالو خود کو" وہ اسے کندھوں سے تھام کر اسے دلاسہ دینے لگی تھیں لیکن وہ انکے ہاتھ جھٹکتی ایک ہی جست میں کمرے سے باہر نکل گئی۔

اسکی بے دھیانی کی وجہ سے گرنے والے دوپٹے پر داراب کی نظر جیسے ہی پڑی ضبط سے اسکے ہاتھ کی دونوں مٹھیاں بھنچ گئی۔ کیسا وقت آگیا تھا۔

"خان۔۔۔خان" وہ زور سے چلاتی اوطاق میں ہی آ گئی تھی جب اسکی آواز پر بت بنے زریاب کے وجود میں ہلچل سی ہوئی انہوں نے نگاہ اوپر اٹھا کر سامنے سے آتی سیماب کو دیکھا اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتے وہ ان تک پہنچتی انکا بازو تھام چکی تھی۔

وہ بے یقینی سے اسکے اجڑے حال کو دیکھنے لگے یہ انکی خانی تھی؟ جس نے تھوڑی ہی دیر میں رو رو کر اپنی آنکھیں سوجالی تھیں۔

"خان۔۔۔خان تم ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔۔خان تم امارا ہے" وہ ہزیانی سی ہوتی بنا کسی بڑے کی موجودگی کا احساس کئے چیخ پڑی تھی۔

زریاب کی آنکھوں میں جھلکتا کرب مزید گہرا ہو گیا۔ دو گرم آنسوں کے قطرے آنکھوں کی باڑ سے ٹوٹ کر رخسار پر بہہ نکلے تھے۔

وہ کرب کی آخری انتہا پر تھے۔ کوئی انکی سانسیں چھین لے وہ اف تک نہ کرتے۔

وہ مرد جو اپنی سگی بہن کو مٹی تلے دفنا کر بھی نہیں رویا تھا اسے ایک پسندیدہ عورت کی تکلیف رلا گئی تھی کیا اس سے بڑھ کر کوئی آزمائش انکے لئے ہو سکتی تھی؟

"خان۔۔۔ تم چپ کیوں ہے۔۔۔ بولتا کیوں نہیں"

وہ انکی خاموشی پر پوری قوت سے چیخ پڑی تھی۔

زریاب نگاہیں پھیرتے لب بھینچ گئے۔ وہ بے بس تھے پوری طرح سے۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں خان۔۔۔ایسے مت کرو۔۔۔خان ام مر جائے گا۔۔۔امارے ساتھ ایسا مت کرو۔۔۔خان۔۔۔ام کو سن لو"

اسی وقت داراب اسکا دوپٹہ اٹھائے وہاں آیا تھا مردوں کی موجودگی میں سیماب کا یوں آنا اسکے ضبط کی انتہا کروا گیا تھا۔وہ سرخ پڑتے چہرے سے انکو دیکھے گیا جب اسکے اشارے پر ملازم نے سب کو وہاں سے دوسرے کمرے میں تھوڑی دیر کیلئے بھجوا دیا تھا وہاں صرف داجی اور حویلی کے چند افراد بچے تھے۔

"خان۔۔۔خان کچھ بولو۔۔۔ تمہارا خاموشی ام کو مار ڈالے گا تم کیسے کسی اور کو اپنا سکتا ہے خان۔۔۔کیسے" وہ ہزیانی سی ہو کر چیختی زریاب کا گریبان پکڑتی انکو بری طرح سے جھنجھوڑ گئی تھی جب زریاب نے کرب بھری نظروں سے داجی کی جانب دیکھا۔
ضبط کرتے کرتے بھی انکی آنکھیں سرخ متورم ہوتی تیزی سے چھلک پڑی تھیں ان میں جمع ہوئے آنسوں اس بات کے گواہ تھے کہ وہ کرب کی آخری حدوں کو چھو رہے ہیں۔

انکی نظروں میں آج کیا کچھ نہیں تھا کتنے گلے تھے کتنے شکوے تھے لیکن وہ پتھر بنے بے حس کسی بھی شکوے کو سمجھ نہیں پا رہے تھے۔

وہ پکڑ کر انکو جھنجھوڑتی رہی تھی جبکہ وہ اپنے باپ کو دیکھتے رہے یہ منظر قیامت تھا داراب کا دل عنقریب پھٹنے کو تھا۔وہ ایک ہاتھ بڑھا کر سیماب کو خود سے لگا گئے تھے۔

داراب دھیرے سے قدم اٹھاتے ہوئے نوشیر وال صاحب کی جانب آیا تھا۔

"دیکھ لیں۔۔۔" اسکی انگلی پیچھے کھڑے زریاب سیماب کی جانب تھی داجی نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا۔

"اور کتنا خود کو پتھر بنائیں کے بابا۔۔۔کتنا؟" اسکے لہجے میں جھلکتا کرب اس بات کی گواہی تھی کہ وہ بھی انکے درد میں برابر کا شریک ہے۔

"کیا اس لڑکی کو دیکھ آپ کا دل نہیں پھٹ رہا؟ کیا آپ کو ذرا بھی خوف خدا نہیں ہے؟ ایسے مت کریں

بابا۔۔خدا کا خوف کریں۔۔۔اس معصوم کی آہ لگ گئی تو آپ برباد ہو جائیں گے "

سیماب زریاب کے سینے سے لگی بلک بلک کر رو رہی تھی انکے پاس آج الفاظ نہیں تھے جن سے وہ اپنی خانی کو چپ کروا سکتے۔

" سمبھل جائیں بابا۔۔۔ سمبھل جائیں۔۔۔مت کریں ایسا۔۔" وہ کسے احساس دلا رہا تھا ایک پتھر کو۔

زریاب نے دھیرے سے بنا سیماب کی جانب دیکھے اسے خود سے الگ کر دیا۔

جس پر وہ چند پل تو جیسے سانس بھی نہیں لے سکی تھی یہاں زریاب کا سر جھکانا اسے مار گیا تھا سیماب خانم کو زندہ مار گیا تھا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں تم کیسے ایسا کر سکتا ہے۔۔۔ خان" اسکا ٹوٹنا تو یہی سے شروع ہو چکا تھا اسکی قسمت کی تباہی تو یہی سے لکھ دی گئی تھی۔

"داراب۔۔۔ خانم کو لے کر جاؤ۔۔۔ اور آپ۔۔۔ مولوی کو بلائیں" وہ کسی بھی احساس سے عاری

پتھر بنے بولے تھے جبکہ انکی بات پر سیماب سر نفی

میں ہلاتی تڑپ اٹھی تھی۔

اس سے پہلے داراب آگے کر سیماب کو لے کر جاتا وہ

زریاب کے قدموں میں آ گری تھی۔

اسے یوں قدموں میں پڑتے دیکھ کسی نے جیسے

زریاب کی جیتے جی روح کھینچ لی تھی۔وہ کرنٹ کھا کر

"نہیں۔۔۔نہیں خان۔۔۔ام پر ایسا ظلم مت کرو

۔۔۔خان ام مر جائے گا۔۔۔" وہ ہاتھ جوڑے انکے

پیر پکڑ گئی تھی۔زریاب نے اسے کندھوں سے تھام

کر اٹھاتے تڑپ کر خود سے لگالیا تھا۔ یہاں انکا اپنا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔

داراب نے نوشیر وال صاحب کی جانب سرخ متورم آنکھوں سے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو "بس کر دیں یہ فرعونیت ترس کھائیں اپنی اولاد پر "

"آپ نے ہمیں گود تو نہیں لیا؟ ایک بار بتادیں ۔۔۔ ہم آپ کا ہی خون ہیں ناں؟" یہ صرف سوال نہیں تھا یہ تمانچہ تھا انکے باپ ہونے پرا گرتو وہ محسوس کرتے۔

"وہ بھی آپ کا ہی خون تھا ناں ۔۔۔ جس نے سڑک سے لاوارثوں کو اٹھا کر خون سے بڑھ کر بنا لیا اور ایک آپ ۔۔۔ اپنے ہی خون کے رشتوں کا خون کر رہے ہیں ۔۔۔ آپ نے ثابت کیا بابا ۔۔۔ رشتے خون سے نہیں احساس سے بنتے ہیں ۔۔۔ ورنہ یہ خون کے رشتے آپ کو وہاں لا مارتے ہیں جہاں آپ کو پانی بھی نصیب نہیں ہوتا "

"ایک مرد چار شادیاں کر سکتا ہے تم لوگوں کو ہو کیا گیا ہے ؟" وہ بولے نہیں پھنکارے تھے ۔

داراب نے تمسخر اڑاتی نظروں سے انکو دیکھا

"ہماری تربیت میں محبت صرف ایک ہی عورت تک محدود ہے بابا" اسکے الفاظوں میں دم تھا۔

یہ ایک ہی کہانی کے دو رخ بن چکے تھے جہاں خون کے اور احساس کے رشتوں کی ایک الگ ہی جنگ چھڑ چکی تھی۔اور جیت صرف احساس کے رشتوں کی ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔

"خان ام سچ میں مر جائے گا" وہ زریاب کو پوری قوت سے تھامے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

اسے اتنی تکلیف میں دیکھ زریاب کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

"بس۔۔۔چپ" وہ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے کس کرب سے بولے تھے۔

"نہیں۔۔۔نہیں ام چپ نہیں ہو گا۔۔۔تم بولو تم یہ نکاح نہیں کرے گا" اسکی بات پر وہ جیسے خاموش ہو گئے تھے اس بات کا وہ کیا جواب دیتے جب انکے پاس کوئی الفاظ ہی نہیں بچے تھے۔

"داراب۔۔۔اسکو لے کر جاؤ یہاں سے "نوشیر وال صاحب کا لہجہ نہایت سفاک تھا داراب بے یقینی سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔

ان کی تڑپ دیکھ تو پتھر بھی پھوٹ کر رو پڑتے اور انہیں کوئی فرق نہیں پڑا تھا کیسے بے حس بن چکے تھے وہ۔

وہ مرے مرے سے قدموں سے آگے آتا سیماب کا بازو تھام گیا۔

"نہیں۔۔۔نہیں خان۔۔۔خان تم ایسا نہیں کر سکتا" وہ سختی سے قدم فرش پر جماتی وہاں سے جانے سے بلکل انکاری ہو چکی تھی

زریاب کا نگاہیں جھکا لینا سب ختم کر چکا تھا۔

داراب ضبط سے لب بھینچے سیماب کو زبردستی وہاں سے نکال لایا تھا لیکن اسکی چیخیں اب تک زریاب کے کانوں میں گونجتی رہی تھیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ ہے وہ جگہ یہاں سے پانچ کلو میٹر کی دوری پر وہ کاٹیج ہے جہاں اس وقت بالاج قید ہے" وہ شخص نہایت سنجیدگی سے بتا رہا تھا جب اسکے ساتھ کھڑے زارک ولف نے سڑک پر بنی وہ پیلی لائن دیکھی۔ وہ وہاں تک جارہی تھی جہاں اس وقت انکے کام کا بندہ قید تھا۔

"یہ علاقہ اکثر سنسان رہتا ہے۔۔۔ یہاں سے آگے ایک بھی قدم رکھا تو۔۔۔" اسکے خاموش ہونے پر

زارک نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہنا

چاہتا ہو "تو؟ "

"تو اس بیسٹ کو علم ہو جاتا ہے اور پھر وہ ان قدموں

کو ہی کاٹ ڈالتا ہے " اسکی بات پر زارک نے سر

جھٹک کر گہرا سانس لیا بھلا ایک شیر بھی شیر سے کبھی

ڈر سکتا تھا۔

اگر بیسٹ آگ سے بنا تھا تو انگارے اسکے اپنے وجود

میں بھی لوٹتے تھے وہ خود چلتی پھرتی تباہی تھا۔

"اسکے بارے میں معلوم کرو۔۔۔کون ہے یہ اور اسکی کمزوری کیا ہے" وہ سیگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑتے اپنی گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"سوری ولف۔۔۔اسکے بارے میں تب تک کچھ نہیں جان سکتے جب تک وہ خود نہ چاہے اور وہ ایسا کبھی نہیں چاہے تھا" اسکی بات پر زارک کے ماتھے پر ناگواری سے بل پڑے۔

"تو لکھو آج کی تاریخ۔۔۔اب اس شیطان سے یہ شیطان ٹکرائے گا" اس کے لہجے سے ہی شیطانی

چھلک پڑی تھی۔ وہ دونوں کھڑے دیکھ ہی رہے تھے جب انکے کانوں میں ایک معصوم سی آواز بھری۔

"نوہنی۔۔۔ وہاں نہیں جانا" ان دونوں نے ہی اس آواز پر پلٹ کر دیکھا جہاں ایک شولڈر کٹ بالوں والی لڑکی ایک چوزے کے گلے میں رسی ڈالے واک کر رہی تھی۔

یہ دیکھ زارک کو بھی اچھو لگا ایک چوزہ کتے کی جگہ اپنی پوچھ ہلا یا ہوا ٹھمک کر چل رہا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ ایک چوزے کو کہہ رہی ہے؟" وہ بے یقین سا اپنے بندے سے مخاطب ہوا تھا جو خود بھی منہ کھولے حیرت سے اس دنیا کے آٹھویں عجوبے کو دیکھ رہا تھا۔

"لگ تو یہی رہا ہے بوس۔۔۔کیونکہ اسکے ساتھ کوئی کتا نہیں ہے" وہ جیسے غور سے ہر چیز کا جائزہ لے رہا تھا۔

"چھوڑو اسے۔۔۔کوئی پاگل گھر سے بھاگ کر آگئی ہوگی" وہ سے جھٹک کر اپنی گاڑی میں آبیٹھا اگر کوئی

غور کرتا تو اسکی گاڑی اس بیسٹ کی حدود میں ایک انچ بھی داخل نہیں ہو سکی تھی۔ اسکا خوف تو یہی سے شروع ہو چکا تھا۔

مولوی صاحب نے آنکھوں ہی آنکھوں میں نوشیر وال صاحب کی جانب دیکھا۔ جو پوری برادری کے بیچ سر بلند کئے بیٹھے تھے انہوں نے پلک جھپکا کر انہیں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا جب مولوی صاحب

دھیرے سے کچھ پیپرز لے کر زریاب کے قریب ہو کر بیٹھے ہر ایک کی نظر ان پر تھی۔

زریاب کی سماعتوں میں صرف سیماب کی چیخیں گونج رہی تھیں وہ بت بنے بیٹھے اپنے سامنے رکھے جانے والے پیپرز بھی نہیں دیکھ سکے تھے۔

"زریاب سائیں۔۔۔یہاں پر سائن کر دیں" انہوں نے نہایت مؤدب انداز میں پین انکی جانب بڑھایا۔

انکا ذہن اس قدر مفلوج ہو چکا تھا کہ وہ سامنے طلاق

کے پیپرز ہونے کے باوجود بھی غور نہیں کر سکے

تھے۔

انہوں نے بے جان ہاتھوں سے پین تھام لیا۔

داراب نے ایک نظر پردے کے اس پار سے نظر آنے

والی سیماب کو دیکھا

اس پر بار بار غشی کے دورے پڑ رہے تھے۔یہ منظر

واقعی قیامت تھا۔

"لالا۔۔۔سوچ لیں ایک بار" اسکی آواز دھیمی اور درد سے چور تھی جو اس وقت ہو رہا تھا ایسے میں کسی کا بھی دماغ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا۔اور اگر اس عین موقعے پر کوئی سوچ بھی لیتا تو وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

مولوی صاحب نے ایک خانے پر انگلی رکھ کر وہاں سائن کرنے کا اشارہ کیا۔

جس پر زریاب نے ضبط سے آنکھیں مینچ لی انکی جلتی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہہ نکلا۔

"خا۔۔۔ن۔۔۔۔خان تم ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔۔خان" اسے مورے اور بیلا سے سختی سے جکڑ رکھا تھا لیکن اسکی دلخراش چیخوں کا گلا کوئی نہیں گھونٹ سکتا تھا۔

وہ ایک بیوی تھی اور بیوی کی ایسی تڑپ تو دلوں کو لرزا کر رکھ دیتی ہے۔

وہ بے جان ہاتھوں سے سائن کرنے ہی والے تھے جب ایک تیر کی طرح بندوق سے نکلتی گولی انکے ہاتھ میں پکڑے پین سمیت شیشے کی ٹیبل بھی ہوا میں

اڑا گئی تھی۔ زریاب سمیت تقریباً سب ہی اپنی جگہ
سے بے اختیار اچھل کر پڑے تھے۔

72/4

سب پھٹی پھٹی نظروں سے اس غائبانہ چلنے والی گولی کو دیکھنے لگے۔ گولی کہاں سے آئی تھی یہ کسی کو نہیں پتہ تھا لیکن آکر لگی کہاں تھی یہ دیکھ سب شاکڈ رہ گئے تھے۔

داراب نے ایک ہی جست میں آگے آتے حویلی کی دہلیز سے باہر دیکھا۔ جہاں سے گولی سیدھا نشانے پر آ کر لگی تھی۔

دور سے ہی حویلی کی سڑک پر دھول اڑاتی ہوئی برق
رفتار سے آتی بلیک رین پر داراب کی نظر پڑی تھی۔
اس گاڑی کو اب کون نہیں جانتا تھا۔ لیکن اسکے آگے
دوڑتے اپنی ٹاپ سے اٹھاتا چنگاریوں کو بھی پیچھے
چھوڑتا ایک سیاہ رنگ کا گھوڑا نظر آیا تھا۔ وہ آگے
آگے دوڑ رہا تھا اور بلیک رین اسکے پیچھے تھی۔ ایسے
جیسے دونوں کی ریس لگی ہو۔

دونوں کا اٹھایا ہوا دھواں فضا میں کتنی ہی دیر تحلیل
نہیں ہو سکا تھا۔

داراب کی کانچ سی آنکھوں میں حیرت در آئی

"یہ کس نے کیا ہے؟" داجی کا خون یکدم سے بھڑک

اٹھا تھا۔

جبکہ ایک مظبوط مسکراہٹ داراب کے لبوں پر

رقصاں ہو چکی تھی۔ انکا خون کیوں بھڑکا تھا یہ وہ اچھے

سے جانتا تھا۔ کیونکہ دوسری جانب بھی انہی کا خون

جوش مارتا ہوا آرہا تھا۔

جس کا نشانہ ہی بتا گیا تھا کہ وہ آگیا ہے۔

"بابا۔۔۔ذرا یہاں آکر دیکھ لیں۔۔۔جواب مل جائے گا" اسکا لہجہ یوں تھا جیسے مرتے کو آخری میں سانسیں مل گئی ہوں۔وہ فاتح بن گیا ہو کیونکہ آنے والا انکے باپ کا بھی باپ تھا۔پوری برادری اسکے جوتے کی نوک پر تھی اور یہ بات خود نوشیر وال صاحب بھی اچھے سے جانتے تھے۔

نوشیر وال صاحب سمیت باقی بزرگان بھی اوطاق سے باہر نکل آئے تھے۔سب کی آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں

کیونکہ خان حویلی کا بڑا سالان اس وقت کسی ریس کا میدان بن چکا تھا۔

حویلی کے بڑے سے لان میں اس وقت ایک گھوڑا دوڑ رہا تھا اصل آنکھیں سب کی انکے پیچھے بندھی رسی دیکھ پھٹ چکی تھیں۔

اس رسی سے نظر گھوم کر سیدھا اس شخص پر گئی تھی جسے وہ گھوڑا گھسیٹ کے مار رہا تھا۔

نہیں وہ نہیں گھسیٹ رہا تھا بلکہ اسکے پیچھے دوڑتی بلیک

رین اسے اس قدر ڈرا رہی تھی کہ وہ خوف زدہ ہو کر

چاہ کر بھی رک نہیں پا رہا تھا۔

"وہاج؟" داجی کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔

حویلی کی بڑی سی ٹرانسپیرنٹ ونڈو سے نظر آنے والا یہ

منظر عین دلدار نے بھی بخوبی دیکھا تھا۔

جس کی گویا سانس تک رک گئی تھی۔

داراب کو بھی حیرت ہوئی تھی وہاج زندہ تھا؟

لیکن کیسے اسے تو مار دیا گیا تھا لیکن ان سب سوالوں کا جواب اب خود آ رہا تھا۔

"اسکو۔۔۔اسکو روکو" وہاج کی چیخ و پکار پر دا.جی یکدم سے ہوش میں آئے تھے۔

"یہ صرف ایک روکنے سے رکے گا بابا۔۔۔اور وہ یہاں ہے ہی نہیں" وہ خالی بلیک رین دیکھ چکا تھا۔

اسے اپنے چھوٹے بھائی پر ٹوٹ کر پیار آیا جس کا بچپنا اور گاڑیوں سے عشق آج سب کے پرخچے اڑا گیا تھا۔

یہ گاڑی صرف ایک شخص کے اشارے کی محتاج تھی۔اور وہ تھا خان حویلی کا چھوٹا بگڑا خان

"زیحال خان آفندی" جو اس وقت اس وکیل کو گردن سے پکڑ کر گھسیٹ کر لا رہا تھا۔اسکے ایک ہاتھ میں سنائپر تھی جس کا نشنہ سب لوگ پہلے ہی دیکھ چکے تھے۔

یہ منظر دیکھ سب کی آنکھیں مزید پھیل چکی تھیں۔

لیکن اصل جھٹکا تب لگا جب نظر سب کی اسکے آگے چل کر آتے اس بچے پڑی جس کے نام یہ سلطنت

اسکے پیدا ہونے سے پہلے لکھی جا چکی تھی۔ یہ منظر کسی ہالی وڈ کی مووی جیسا لگ رہا تھا۔

دونوں گیٹ کھلے اور اڑتی دھول کے بیچ سے نمودار ہونے والے دو دہشت گرد۔ ایک حویلی کا چھوٹا بگڑا خان اور دوسرا اسی حویلی کا اکلوتا وارث۔

بلیک پینٹ شرٹ پر ڈارک چاکلیٹی رنگ کا کوٹ پہنے آنکھوں پر چشمہ لگائے پیروں میں وائٹ جوگرز۔ وہ "زامل خان آفندی" تھا۔

پوری ٹھاٹھ سے اپنے چھوٹے چھوٹے قدم حویلی کی فضاؤں میں رکھتا ہر چیز اپنے نام کرتا ہوا۔

کیا ٹھاٹھ تھا گیا بھی تو اپنے باپ پر تھا۔

"باہ۔۔۔می شکائے تیچ تیچ (بابا میں سکائے کو پکڑوں)؟" وہ رک کر اپنے پیچھے آتے اپنے باپ کو دیکھ پوچھنے لگا۔

اس نے ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"یس میرا بیٹا جاؤ پکڑو" اس نے بلا جھجھک اپنے بیٹے کو اس گاڑی اور سکائے کی جنگ کے بیچ چھوڑ دیا تھا۔ وہ

اپنے ننھے قدموں سے ان کے پیچھے بھاگنے لگا تھا جو

اسکے باپ کے پالتو تھے انکا نیا مالک یہی ننھی سی جان

تھا۔

تو کیسے ممکن تھا کہ اسے انہی سے خوف زدہ کر دیا جاتا۔

زریاب بھی اٹھ کر باہر آ گئے تھے جواب سب کی

طرح حیران سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ زیحال نے

قریب آتے اس وکیل کو سیدھا زریاب کے قدموں

میں پھینک دیا تھا جواب بے یقین اور نہ سمجھی نگاہوں

سے اسے دیکھ رہے تھے۔

زیحال اوہ سوری۔۔۔اس وقت اس میں زیحال کہیں

نظر نہیں آرہا تھاوہ پاشا بے تھا سفاک بے رحم درندہ۔

اس نے جیب سے سگار نکال کر ہونٹوں میں دبایااور

سلگا کر دھیرے دھیرے دھواں فضا میں چھوڑنے

لگا۔

"یہ۔۔۔یہ سب کیا ہے زی؟" وہ حیرت کے مارے

یہی پوچھ سکے تھے۔

"آپ کا طلاق نامہ "کیا شان بے نیازی تھی لیکن

اسکی بات پر زریاب کی گویا سانسیں بند ہوگئی تھیں

انہوں نے اپنے قدموں میں پڑے وکیل کو دیکھا جس
کا وجود انکے خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا بس ہاتھ
جوڑنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔
نوشیر وال صاحب کی نگاہیں توزامل پر ہی ٹکی تھیں
جسے ایک نیا دلچسپ کھیل مل چکا تھا۔
"زی۔۔۔اسے پکڑو۔۔۔چوٹ لگ سکتی ہے"
داراب کو یکدم سے زامل کی فکر ستائی

زیحال نے ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا اور ایک دلفریب مسکراہٹ مونچھوں تلے اسکے عنابی لبوں کو چھو گئی۔

"ڈونٹ وری۔۔۔وہ میرا بیٹا ہے۔۔چوٹ کھا کر بھی اٹھ جائے گا" کیامان تھا واقعی زامل ایک سخت جان تھا۔وہ اتنی جلدی چوٹ لگنے پر زالے کی طرح روتا نہیں تھا۔

"یہ۔۔۔یہ سب کیا ہے۔۔۔اسکور و کو۔۔۔وہ مر جائے گا" وہاج کی حالت دیکھ دا.جی کے لہجے میں فکر در آئی تھی۔

"تو مر جانے دیں۔۔۔جی کر اس نے کیا اکھاڑ لیا مر کر لوگوں کا فائدہ تو کرے گا" اسکا سپاٹ لہجہ جہاں دا.جی رنگت فق کر گیا تھا

وہی داراب کے جلتے دل پر جیسے ٹھنڈی پھوار سی پڑی تھی۔

پاشا نے اپنی کلائی پر بندھی برانڈڈ گھڑی کے گلاس کو

اس انداز سے ٹچ کیا کہ بلیک رین آگے جانے کے

بجائے وہی ایک جگہ کھڑی دھاڑنے لگی تھی۔

اسکی دھاڑ پر سب نے اپنے کان بے اختیار بند کر لئے۔

سکائے بھی رک چکا تھا کیونکہ اسے ڈرانے والی بلیک

رین اب شرافت کا لبادہ اوڑھ کر کھڑی تھی۔

وہاج کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ چکے تھے وہ خستہ

حالت میں لان کی گھاس پر پڑا درد سے کراہنے لگا

تھا۔

زیحال کے اشارے پر دو ملازموں نے آکر اسکی

رسیاں کھولیں اور کھول کر اسے اندر لے گئے۔

تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر صاحب بھی کمرے میں

موجود تھے جو اتنی دیر لگا کر چیک اپ کرنے کے

باوجود بھی کوئی جواب نہیں دے پا رہے تھے۔

باہر لاؤنج میں اس وقت تقریباً سب ہی موجود تھے۔

جن کی نظریں زیحال کی گود میں بیٹھے زامل پر ٹکی

تھیں۔

"یہ کون ہے شیرو؟" برادری کے ایک بزرگ نے

اس بچے کی جانب اشارہ کیا۔

جسے دیکھتے ہی نوشیروال صاحب کا سینا چوڑا ہو گیا تھا۔

وہاج کی فکر بھی کہیں دور رہ گئی تھی۔

"یہ زامل خان آفندی ہے۔۔۔اس حویلی کا وارث"

بتانے والا زیحال خود تھا لیکن پہلی بار اسکے منہ سے

ایسے الفاظ سن کر سب لوگ ششدر رہ گئے تھے اسکا

کسی کو علم کیوں نہیں تھا۔

لیکن آج جب ہوا تھا تب سب میں ہی خوشی کی ایک لہر سی دوڑ گئی تھی سب نے ہی نوشیر وال صاحب کو اٹھ اٹھ کر مبارک باد پیش کی۔

داراب کو ان سب سے ہی نفرت محسوس ہو رہی تھی جن کی دقیانوسی سوچ نجانے کتنے گھر برباد کر دیتی ہے جبکہ اسلام میں صاف بتایا گیا تھا اولاد مرد کی قسمت سے ملتی ہے لیکن یہ بات ان لوگوں کو کون سمجھاتا۔

اور نوشیر وال صاحب کو تو چاہیئے ہی یہ تھا انکا پوتا اسی حویلی میں جہاں اسکی اصل جگہ تھی۔

"آج ہم اپنے پوتے کو۔۔۔ یہ پوری سلطنت تحفے میں دیں گے "نوشیر وال صاحب کی جانب سے گویا دھماکہ کیا گیا تھا۔

جس کا اثر سب سے زیادہ اندر کھڑی بیلا پر ہوا تھا جو آنکھیں پھاڑے انکو دیکھ رہی تھی۔

اسے جیسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا کیسے آتا کسی کو چاہنے سے بھی کچھ نہیں مل رہا تھا اور جسے کچھ چاہیے بھی نہیں تھا اسکے قدموں میں سب خود ہی آ رہا تھا۔

اسے اس بچے پر شدید غصّہ آیا جو اپنے باپ کی گود میں بیٹھا معصومیت سے سب کو دیکھ رہا تھا وہ تو جانتا بھی نہیں تھا کہ اسکے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔

ملازم ایک تھال لے کر آئے جس میں ایک وائٹ کلر کا بڑا سا فریم رکھا تھا۔ بلکل صاف کسی بھی داغ سے پاک اسکے ساتھ ہی سرخ مائع کی بھری تھال تھی۔

یہ سب دیکھ زیحال نے ضبط سے لب بھینچ لئے۔ اسے خاموش رہنا تھا انہی سب کے لئے تو وہ آج اپنے بیٹے کو

لا یا تھا وہ جانتا تھا اتنے بڑے طوفان کو آسانی سے یہی

ایک ننھی سی جان بنا کسی رکاوٹ کے روک سکتی تھی۔

زیحال نے زریاب اور داراب کی جانب دیکھا۔

جیسے پوچھنا چاہتا ہو "کوئی اعتراض تو نہیں "

لیکن وہ دونوں تو جیسے خود زامل کے صدقے واری جا

رہے تھے اس دولت کی انکی محبت کے آگے کیا

اوقات تھی۔

زامل کے ننھے ہاتھوں کی چھاپ اس کورے پنے پر

لگوا دی گئی تھی جس کے بعد اسے حویلی کی سب سے

بڑی دیوار جہاں باپ دادا کی تلواریں اور انکی تصویر لگی تھی انکے بیچ آج اسے بھی جگہ دے دی گئی تھی یہ اس ننھے فرشتے کی موجودگی کے احساس کیلئے کیا گیا تھا یہاں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ سب آج بھی پرانے دور میں ہی جی رہے تھے۔

کچھ پیپرز پر بھی زامل کے آڑھے ترچھے ہاتھوں کی چھاپ لگوائی گئی تھی جن میں آدھے سے زیادہ تو اس نے اپنے کھیل میں خراب کر دیے تھے لیکن حیرت کی بات تھی دا.جی کو اس پر ذرا بھی غصہ نہیں آرہا تھا۔

اور یہ سب دیکھ بیلا کو اس بچے پر شدید غصّہ آ رہا تھا جو اتنی بڑی شخصیت کو اپنی ننھی سی انگلی سے کیسے منٹوں منٹ نچا گیا تھا۔

''آج سے امارا ابھی ایک وارث ہے۔۔۔زامل خان آفندی''نوشیر وال صاحب سب کو بتاتے ہوئے کتنے چوڑے ہو گئے تھے۔سب نے ایک بار پھر مبارک باد دی

اور دھیرے دھیرے سب حویلی چھوڑتے چلے گئے۔
کیونکہ جس مقصد کیلئے یہاں آئے تھے اب وہ کبھی
پورا نہیں ہو سکتا تھا۔

ان سب کے جاتے ہی زیحال نے گردن موڑ کر پیچھے
کھڑے وکیل کو دیکھا۔جو اسکی نظر خود پر پڑتے دیکھ
ہی کانپ اٹھا تھا۔

"لالا۔۔۔ذرا ان پیپرز پر بھی نظر دوڑا لیں۔۔۔جو بابا
سائیں نے آپ کو نکاح کا تحفہ دیا تھا۔"زیحال کی

نظریں وکیل پر تھیں لیکن وہ مخاطب سیدھا زریاب

سے ہوا تھا

وہ حیران ہوتے دھیرے سے آگے آئے اور فرش پر

بکھرے پیپرز کو دیکھنے لگے۔

داراب نے جلدی سے ایک پیپر اٹھا کر دیکھا جب اس

پر دوڑتی اسکی نظریں تیزی سے پھیلنے لگیں اسکے

چہرے کا اڑا رنگ دیکھ زریاب کو مزید بے چینی سی

ہونے لگی تھی۔

"ط۔۔۔طلاق کے پیپرز؟"اس نے یہ الفاظ خاصی بلند آواز میں کہے تھے جسے سن کر پوری خان حویلی زریاب خان کے سر پر آن ڈھی تھی۔وہ داراب کے ہاتھوں سے پیپرز چھین کر جیسے جیسے پڑھتے گئے ویسے ویسے انکی سانسیں کم پڑتی گئیں آس پاس آکسیجن کی شدید کمی محسوس ہوئی۔

اصل داراب اور زیحال کی آنکھیں تب پھیلیں جب وہی ایک پیپر سیماب کے ہاتھوں میں نظر آیا۔

وہ تو کھڑے کھڑے فرش پر ڈھے گئی تھی۔ کیسی قیامت ان دونوں پر ٹوٹ پڑی تھی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ پیپر تیار کرنے کی"

داراب کی طرف سے ایک زناٹے دار تھپڑ سیدھا وکیل صاحب کے رخسار پر پڑتا اپنی چھاپ چھوڑ گیا تھا

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔نوشیر وال صاحب نے کہا تھا ۔۔۔کہ زریاب سائیں کو بتائے بغیر میں یہ کام کر

دوں" انہوں نے بغیر کسی لگی لپٹی کے سچ سب کو بتا

دیا۔

انکی بات سنتے ہی زریاب نے بے یقین سی پھٹی پھٹی

نظروں سے نوشیر وال صاحب کی جانب دیکھا جو

بظاہر نارمل کھڑے تھے لیکن انکے اندر جلتے بھا بھڑ

اس وقت شدّت سے اس وکیل کو اپنی لپیٹ میں لینا

چاہتے تھے۔

فرخندہ بیگم نے جلدی سے آکر سیماب کو تھام لیا۔

جس کی آنکھیں خشک ہوئی انہیں دگنی تکلیف دے

رہی تھی اسکی نگاہیں یک ٹک صرف طلاق کے پیپرز

پر ٹکی تھیں۔

"بابا۔۔۔واٹ دیٹ (باباواٹس دیٹ)؟" زامل ان

پیپرز میں سے ایک اٹھا کر زیحال کے پاس لے آیا۔

"یوز لیس پیپر میرا بیٹا" زیحال کی سپاٹ نگاہیں

نوشیر وال صاحب پر ہی ٹکی تھیں

زامل اس پیپر کو موڑ تروڑ کر بر لاس کا سکھایا ہوا جہاز

بنانے لگا تھا۔ زیحال کی آنکھوں میں تمسخر اڑاتی

مسکراہٹ در آئی تھی جیسے کہنا چاہتا ہو کہ "دیکھ لیں ان پیپر کی اوقات "

نوشیر وال صاحب کا چہرہ مارے ذلت کے سرخ پڑ گیا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ سب کیا ہے بابا؟" داراب خود ششدر رہ گیا تھا وہ اس حد تک گر جائیں گے یہ تو اس نے خود بھی نہیں سوچا تھا۔

"سیماب۔۔۔بچے"سیماب کا ٹھنڈا وجود پڑتے دیکھ فرخندہ بیگم چیخ پڑی تھی زریاب پیپر پھینکتے ایک ہی جست میں انکے پاس دوڑے چلے آئے۔

"خان۔۔۔خان کیا ہوا" وہ اسکے چہرے کو تھپتھپاتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے لیکن اسکی آنکھیں دھیرے دھیرے بند ہوتی اسے تاریکی میں لے گئیں

ڈاکٹر اب تک وہی موجود تھے تب ہی اسکا چیک اپ بھی فوراً ہی کروادیا گیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

بیلا کا دل چاہا قہقہہ لگا کر ہنسے عین کی حالت دیکھ کر وہ نچڑی رنگت کے ساتھ سر پر اب تک سرخ چنزی لے کر بیٹھی تھی۔

"تمارے ساتھ تو صحیح والا موئے ہو گیا۔۔۔ہاہاہا" وہ ضبط کرتی کرتی بھی ہنس پڑی تھی عین کو اس وقت وہ سخت زہر لگی تھی۔ لیکن وہ شاکڈ تھی اس نے کتنا پانی کی طرح پیسہ بہایا تھا وہاج کی خبر نکالنے کیلئے سب نے ایک ہی اطلاع دی تھی کہ وہاج

مر چکا ہے لیکن وہ زندہ ہے اور وہ بھی عین موقعے پر

نکل آئے گا یہ تو اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔وہاج زندہ کیسے ہے"

وہ بیلا کی موجودگی کا احساس کئے بغیر بے دھیانی میں یہ

بات بول گئ

جس پر بیلا کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں وہ بے

یقین سے اسے دیکھ رہی تھی۔جب دیکھتے ہی دیکھتے

اسکی آنکھوں میں اس عورت کیلئے نفرت در آئی۔

"تم اب اپنا خیر مناؤ۔۔ وہاج لالا جو تمہارا حشر کرے گا یہ گھٹیا حرکت سرانجام دینے پر برسوں کی عاشقی کو ایک جھٹکے میں باہر نکال کرے گا" اسکی بات پر عین کے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے چمکنے لگے تھے۔

خوف تو اسے اسی چیز کا تھا کیونکہ وہاج بھی یہ بات جانتے تھے کہ عین کی نگاہ زریاب پر سے ہٹی ہی نہیں تھی۔اب اسکی جان تو وہاج خان نکالنے والے تھے۔

"انہوں نے زیادہ ٹینشن لے لی ہے اور اتنی سی عمر میں

اتنا بی پی گر جانا بلکل بھی صحیح نہیں ہے" ڈاکٹر کے

لہجے میں از حد فکر مندی تھی۔

زریاب سیماب کے سرہانے بیٹھے اسکے بالوں میں ہاتھ

پھیرتے ہوئے پریشان سے بیٹھے تھے۔

"آپ کوشش کریں یہ اب کسی بات کی ٹینشن نہ لیں

ورنہ بات انکی جان تک بھی آسکتی ہے" انکی اس بات

پر زریاب نے تڑپ کر انہیں دیکھا۔

وہ بے یقین سے کبھی ڈاکٹر کو دیکھیں تو کبھی سیماب کو۔

زریاب ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر ایک ہی جست میں اٹھے اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

جہاں نوشیر وال صاحب بھی موجود تھے۔زریاب کو آتے دیکھ وہ ایک ہی جست میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ کیا تھا؟"انہوں نے طلاق کے پیپرز انکی آنکھوں کے سامنے لہرائے۔

"ام پوچھ رہا ہے یہ کیا ہے ؟"انکی خاموشی پر نہ چاہتے ہوئے بھی زریاب دھاڑ اٹھے تھے انکی دھاڑ پر جیسے حویلی کی درودیوار بھی کانپ اٹھی تھی۔

"ایسا ضروری تھا۔۔۔ورنہ یہ نکاح نہ ہوتا "

ڈھٹائی اب بھی عروج پر تھی۔زریاب کو یقین نہیں آیا۔

""" نکاح نہ ہوتا؟تو آپ اس نکاح کیلئے میرا پہلا نکاح ختم کروانے چلے تھے۔۔۔یہ ارادہ تھا آپ کا؟"انکی آواز پہلے سے زیادہ بلند ہو گئی تھی۔

داراب نے پریشانی سے ان دونوں کو دیکھا جبکہ زیحال کی ڈھٹائی کی داد دینی بنتی تھی اسے جیسے اس گرم ماحول سے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔وہ صرف آنکھوں سے وکیل کی جان نکال رہا تھا۔

"ام کو یقین نہیں آتا۔۔۔آپ۔۔۔آپ ایسی گری ہوئی حرکت پر اتر آئے آج شرم آرہی ام کو۔۔۔آپ کو اپنا باپ کہتے ہوئے" انکے الفاظ اتنے ترش تھے کہ نوشیر وال صاحب کا ضبط ٹوٹتے دیر نہیں لگی تھی

"زریاب" دھاڑتے ہوئے ان کا ہاتھ اٹھتے ذرا دیر نہیں لگی تھی۔

ایک تیز تھپڑ کی گونج نے حویلی کی ایک ایک اینٹ کو لرزا دیا تھا

"بابا" داراب یکدم سے کرنٹ کھا کر اٹھا تھا یہاں تو زیحال بھی ششدر رہ گیا تھا۔فرخندہ بیگم یہ دیکھ بے جان سی ہوتی صوفے پر ڈھے گئی تھیں۔

انکا دل دہل کر رہ گیا تھا۔

لیکن زریاب اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہل سکے تھے۔ وہ ضبط سے لب بھینچے فرش تکتے رہے۔

"تم اتنا بڑا ہو گیا کہ اپنے باپ کے سامنے ایسی بکواس کرے گا؟" وہ اب بھی دھاڑ رہے تھے۔

زیحال نے آگے آتے زریاب کو کندھوں سے تھام کر پیچھے کیا اور سپاٹ نظروں سے نوشیر وال صاحب کو دیکھنے لگا۔

"بابا ہوش کریں" داراب کو آج اپنے ہی الفاظ
کھوکھلے لگے تھے ہل تو وہ بھی گیا تھا یہ تھپڑ خان حویلی
پر ایک اور قیامت ڈھا گیا تھا۔

"ام ہوش کرے۔۔۔؟ ام؟ ام نے تم تینوں سے کیا
مانگا تھا ہاں؟" صرف ایک وارث۔۔۔وہی تم سب
کیلئے رائی کا پہاڑ بن گیا مارا۔۔۔کس کی ایسی خواہش
نہیں ہوتی "

وہ بھی آج پھٹ پڑے تھے۔

زریاب نے ایک سپاٹ نظر انکے وجود پر ڈالی

کچھ چھن کر کے ٹوٹا تھا انکے اندر شاید انکا دل جس کا درد زندہ بکرے کی خال اتار دینے کے مترادف تھا۔

"ل۔۔۔لیکن آج ایک وارث آپ سے چھن گیا" ان کی آواز میں ایک لرزش تھی جس پر داراب اور زیحال نے بے اختیار مڑ کر انہیں دیکھا اصل جان تب نکلی جب ان کی آنکھوں سے ٹوٹ کر نکلتے آنسوں پر نظر پڑی۔ زیحال کے دل پر گویا ہاتھ سا پڑا تھا۔

"لالا۔۔۔" وہ بے اختیار انکے ساتھ آ کر لگ گیا۔

"ارے باپ ایسا ہوتا ہے؟" وہ درد سے چور آواز میں

پھٹ پڑے تھے۔

فضا میں گہرا سکوت سا پھیل گیا۔ جیسے کوئی مرگت ہو

گئی ہو۔ نوشیروال صاحب شل ساکت کھڑے تھے۔

"جو اپنے بیٹوں کو اس طرح ذلیل کر کے رکھ دے

۔۔۔ انکو اور وارث چاہیئے۔۔۔ یہ وارث سمبھالے

گئے ان سے؟ گئے سمبھالے؟" وہ کرب سے پوچھ

رہے تھے زیحال نے مضبوط سے انکو تھام لیا لگا جیسے وہ

بے جان ہو کر گر پڑیں گے۔

"ام کو جوانی سے بڑھاپے تک بھگو بھگو کر مارتے ہوئے آئے ہیں"

"خدا کی قسم آج امارا برداشت ختم ہو گیا ہے۔۔۔ مر گیا ام آپ کے لئے" یہ الفاظ نہیں تھے گویا اعلان تھا لیکن کسی فوتگی کے اعلان کو سن کر یت تکلیف نہیں ہوتی ہو گی جتنی اسے سن کر ہو رہی تھی۔

زیحال نے چہرے کا رخ موڑ کر اپنے حلق میں امڈ کر آنے والے آنسوؤں کے گولے کے پیچھے دھکیلا۔

"لالا سمبھالیں خود کو" وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح فریاد کر رہا تھا۔ زریاب نے قمیض کی آستین سے اپنی آنکھوں کو خشک کرنے کی ایک ناکام سی کوشش کی۔ لیکن آج ان سے نکلنے والے آنسوں انکے دل کا خون تھے۔

"لوگ کہتے ہیں کہ اولاد جب جوان ہو جائے تو باپ کو فیصلے کرنے میں نرمی برتنا چاہیے انکا ایک انکار آپ کا مان توڑ دے گا۔۔۔ ارے ام نے تو آج تک آپ کے سامنے سر نہیں اٹھایا۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ دونوں" انہوں

نے اپنی کانپتی ہوئی انگلی داراب اور زیحال کی جانب

کی۔

"یہ دونوں آپ کے سامنے نہ کھڑے ہو جائیں

۔۔۔اس لئے ام نے قربانی دے دی۔۔۔تا کہ یہ

حویلی نہ ٹوٹے۔۔۔ادر امارا اپنا گھر برباد ہو رہا تھا"

انہیں سیماب کی چیخیں پھر سے یاد آنے لگی۔

داراب کا چہرہ ضبط کرتے کرتے بھی سرخ پڑ گیا تھا

آنکھیں عنقریب چھلکنے کو تھیں اس نے داجی کی

جانب دیکھا انکی رنگت تو گویا چڑ چکی تھی۔

"لیکن آپ کو کیا۔۔۔آپ کو اس برادری کے سامنے سر اٹھانا تھا۔۔۔آج لعنت بھیجتا ہے ام اس برادری پر ۔۔۔جو گھروں کو ایسے اجاڑ کر رکھ دے "

انکا دل تکلیف کی شدّت سے ڈوب رہا تھا درد اپنی آخری انتہا کو پہنچ گیا تھا وہ چاہ کر بھی اپنے چھوٹے بھائیوں کے سامنے کھل کر رو نہیں سکتے تھے ورنہ تکلیف اتنی تھی کہ دل چاہا یہی بیٹھ کر دھاڑے مار مار کر رو لیں۔

''آج سے امارا اس حویلی سے کوئی رشتہ نہیں'' وہ زیحال کو خود سے الگ کرتے فیصلہ کن لہجے میں بولے تھے۔

''لالا نہیں'' زیحال بے اختیار تڑپ اٹھا تھا۔

''آج ام کو مت روکنا۔۔۔ورنہ خدا کی قسم اسی حویلی کے کسی پنکھے سے لٹک کر جان دے دے گا اپنی ''

انکی بات پر زیحال اور داراب کو اتنی زور کا دھچکا لگا جیسے ان سے پہلے کھڑے کسی نے انکی روح قبض کرلی ہو۔

نوشیر وال صاحب بے یقین سی پھٹی پھٹی نظروں سے ان کو دیکھ رہے تھے۔ مورے نے تڑپ کر سر اوپر اٹھایا۔ وہ اس حالت میں نہیں تھیں کہ کچھ بھی کہہ سکے یا مزید ایسا کچھ سن سکیں۔ انکا پورا وجود شدید درد کی لپیٹ میں آگیا تھا۔

زریاب اس بار رکے نہیں تھے وہ دونوں بھائی بھی اس قدر خوف زدہ ہو چکے تھے کہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہل سکے۔

"خان۔۔۔خان اٹھو" انہوں نے کمرے میں آتے

سیماب کو پکارا جو اب تک نیند کے زیر اثر گہری نیند

میں تھی۔

"خان اٹھو۔۔۔ام کو نکلنا ہے "

وہ نہیں اٹھی۔اسے نہ اٹھتے دیکھ زریاب نے آگے

بڑھ کر اسے نرمی سے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔اور

لے کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

سب اب تک اسی پوزیشن میں شل ساکت کھڑے

تھے۔

"ام ادر سے صرف اپنی بیوی کو لے جا رہا ہے۔۔۔اور باقی ہر چیز پر ام لعنت بھیجتا ہے" وہ اب لگے تھے اصل "زریاب خان" رعب اور دبدبے والے یہی انکی اصل پہچان تھی سب کو ٹکا کر رکھنے والی۔

وہ سیماب کو لے کر باہر کھڑی اپنی گاڑی میں آ بیٹھے۔ انہیں اس دولت شہرت کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ انکا اپنا عہدہ اتنا بڑا تھا کہ انہیں کسی کی ضرورت نہیں تھی۔

وہ سیماب کو لے کر حویلی سے نکل چکے تھے۔انکے جانے پر جیسے حویلی سنسان ہو گئی تھی۔سب پر اب تک سکتہ ساطاری تھا۔نوشیر وال صاحب بے دم سے صوفے پر بیٹھ گئے۔

آج تو الفاظ بھی ختم ہو گئے تھے۔

داراب نے شکوہ کن نظروں سے انکی جانب دیکھا و دیگر زندگی میں پہلی بار وہ اپنے ماں باپ کو اس حالت میں چھوڑ کر کمرے میں چلا گیا تھا۔

پیچھے زیحال بچا تھا جسے اور کچھ نہیں صرف ان پر ترس آرہا تھا انکی عقل پر۔اب اسے اس برادری کا جھنجھٹ ہی ختم کروانا تھا۔

وہ دھیرے سے مورے کے پاس آکر بیٹھ گیا۔
"کمرے میں چلیں مورے۔۔۔آرام کر لیں" اسکا
لہجہ شکستہ خوردہ سا تھا۔آسان نہیں ہوتا اپنوں کو ایسے
ٹوٹ کر بکھرتے دیکھنا۔

فرخندہ بیگم اٹھنے کے بجائے اسکے کندھے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھیں۔زیحال کو اپنا دل بے اختیار ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

انکو روتے دیکھ زامل جو اپنے کھیل میں مصروف تھا زیحال کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

"باہ وائے شی تائنگ (بابا یہ کیوں رو رہی ہیں)؟"اس ننھی سی جان کو اپنے باپ کے آس پاس والے لوگ روتے ہوئے اچھے نہیں لگتے تھے کیونکہ انکی وجہ سے اسکے بابا سیڈ ہوتے تھے۔

"نتھنگ میرا بیٹا۔۔انکو چوٹ لگی ہے دل پر"اس نے آخری لفظ نوشیر وال صاحب کو دیکھ خاصی تیز آواز میں بولا تھا۔

"می تشی۔۔تلوں (میں کسی کروں)؟"وہ پوچھ رہا تھا کہ اسکے کسی کرنے سے انکا درد ٹھیک ہو جائے گا؟

جیسے اسکے ماما بابا کا ہو جاتا تھا

جب بھی زیحال یا زمل،زامل زالے کو کہتے کہ انکو چوٹ لگی ہے اور کس کرو تو وہ دونوں فوراً سے کس کرنے لگ جاتے تھے۔

"بس میرا بیٹا کر و آپ" اسکی اجازت ملتے اب زامل

دل ڈھونڈ رہا تھا اس معصوم جان کو کیا پتہ دل کیا ہوتا

ہے اور یہ انسان میں کہاں فٹ ہوتا ہے۔ وہ اپنے

اندازے سے مورے کے جھریوں والے ہاتھ پر اپنے

ننھے ننھے پنکھڑی سے لب رکھے کس کرنے لگا۔

" باہ۔۔۔پین۔۔۔فوہ فوہ۔۔۔ہی۔۔۔ہی " وہ درد کو

ہوا میں اڑتے دیکھ کھلکھلا کر ہنسنے لگا

زیحال نے اپنے بیٹے کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

جسے تھوڑی ہی دیر بعد اپنی ماں کی یاد ستانے لگی تھی

"بابا۔۔۔جامی وانت فیدو (بابا زامی کو فیڈ وچاہئے)"

وہ ٹھسک کر اس سے دودھ مانگنے لگا تھا اب تک اسکے بچوں کا زور صرف دودھ پر ہی تھا باقی چیزیں تو گھر والوں کو دیکھ ضد میں کھالیتے تھے۔

زیحال اٹھ کر مورے اور داجی کو کمرے میں چھوڑ کر خود واپس آیا اور زامل کو لے کر حویلی کے کچن میں آ گیا۔

جہاں کھڑی بیلا پر نظر پڑتے وہ فوراً نگاہیں پھیر گیا
ایسے جیسے اسکی موجودگی سے اسے کوئی فرق ہی نہ پڑا
ہو۔

بیلا اسکی پیٹھ دیکھنے لگی یہ وہی تو شخص تھا جس کے نام
سے وہ اتنے سال منصوب رہی تھی اور اب وہ اسکے
لئے نامحرم بن چکا تھا۔

لیکن کسی بھی قسم کا احساس اسکے دل میں نہیں جاگا تھا
شاید کمرے میں بیٹھے اس شخص سے جڑے رشتے کی
طاقت تھی۔ کہ دل بھی ایمانداری پر اتر آیا تھا۔

اتنے میں زیحال کا موبائل رنگ کرنے لگا اس نے سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا جسے دیکھتے ہی اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"جی جان" مقابل شاید اسکی بیوی زمل تھی۔ بیلا ابلتی چائے کو دیکھ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

"نہیں۔۔۔میں آج یہی پر ہوں زامل بھی ساتھ ہی رہے گا صبح ہوتے ہی آجائیں گے ہم دونوں" وہ تفصیل سے اسے سمجھا رہا تھا شاید وہ پریشان ہو رہی تھی۔

"لیکن ہبی۔۔۔زامی کیسے رہے گا۔۔۔یہ آپ کو تنگ کرے گا ناں"

"اٹس اوکے۔۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میں سمبھال لو نگا تم بس اپنا اور زالے کا خیال رکھنا" اسکے لہجے میں دنیا بھر کی محبت تھی اس لڑکی کیلیئے جس کی متمنی شوہر کی طرف سے دنیا کی ہر لڑکی رہتی تھی۔

بیلا نے ابلتی ہوئی چائے کو دیکھا۔وہ داراب کیلیئے چائے بنا رہی تھی جس کا سر شدید درد سے پھٹ رہا تھا۔اور اسی میں وہ اس سے چائے کی فرمائش کر گیا۔

"تم بولے تو یہ ام کر دے گا۔۔ تم باہر جا کر بیٹھ جاؤ" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہمت کرتی بول پڑی اس نے کب حویلی کے مردوں کو اس طرح کام کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

لیکن وہ کیا جانے وہ زیحال کی فیملی تھی جس میں بیویوں کا احساس کرتے کرتے وہ چاروں بھائی آدھے سے زیادہ خود شیف بن چکے تھے۔اور کام میں کبھی فرق نہیں کرتے تھے۔

"نہیں۔۔۔میں کرلونگا" دوسری جانب زمل نے اسکی بات بخوبی سنی تھی تب ہی اسکے ماتھے پر بل پڑنے لگے۔

"یہ بیلا ہے؟" ناگواری سے پوچھا۔

"داراب لالا کی وائف ہے" اس نے لفظوں پر زور دے کر کچھ باور کروایا۔

"تو آپ کے پاس کیا کر رہی ہے" زمل کی جیلسی زیحال کو اتنی دور کھڑے بھی بخوبی محسوس ہو رہی تھی۔

"اچھا بابا۔۔۔میں ہی چلا جاتا ہوں" وہ اچھے شوہروں کی طرح کوارٹر سے ایک ملازم کو بلا کر اسے یہ کام سونپتا خود اپنے کمرے میں آگیا جو بچپن سے لے کر اب تک صرف اسی کا تھا۔

"باہ۔۔۔می مما۔۔۔پاش (بابا مجھے ماما کے پاس جانا ہے)" زامل کو زمل کی شدّت سے یاد آئی۔ بھلا اتنی دیر اتنا چھوٹا سا بچہ ماں کے بغیر آج تک نہیں رہا تھا۔

"بابا ہیں ناں زامی کے پاس آج بابا آپ کو سٹوری سنا کر سلائیں گے اوکے" وہ پیار سے اسکے گال چومتا سٹوری سنانے لگا۔

اسے کچھ دیر گزری ہی تھی کہ اسکے دروازے کا کمرہ ناک ہوا وہاں ملازم کھڑا تھا ٹرے میں زامل بابا کی فیڈر لئے۔زیحال انکا شکریہ ادا کرتے واپس بیڈ پر آ گیا۔

"یہ دیکھو۔۔۔زامی کی فیڈ و آئی ہے" وہ فیڈر کو اسکی آنکھوں کے سامنے لہراتا اسے دودھ کا لالچ دینے لگا

لیکن زامل جوں کا توں ہی رہا وہ ٹکر ٹکر اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔

"فیڈر نہیں پینی؟" اسے کوئی حرکت نہ کرتے دیکھ زیحال کو اچھولگا۔

زامل نے جھٹ سے سر نفی میں ہلا دیا چہرے پر بلا کی معصومیت تھی۔

"میری جان ابھی تو آپ کو بھوک لگی تھی ناں۔۔۔ٹمی خالی ہے میرے بیٹے کا۔۔۔ چلو شاباش فیڈر

ختم کرواپنی" وہ لاڈ سے فیڈر جو نہی اسکے منہ تک لے کر گیا زامل نے منہ ہی پھیر لیا۔

"اب کیا چاہیے میرے باپ ؟" وہ اس کی توتلی زبان سمجھنے سے قاصر تھا زامل ہوتی تو فوراً سے اپنے بچے کو سمجھ جاتی

زامل نے اسکے ہاتھ سے فیڈر لی اور خود زیحال کی گود میں ٹھیک سے لیٹنے لگا۔ زیحال چپکے سے اسکی کاروائی دیکھ رہا تھا کہ وہ کرنا کیا چاہتا ہے آخر۔

اصل آنکھیں اسکی تب پھٹی جب زامل نے فیڈر

زیحال کے سینے سے لگا کر اپنے منہ میں لی

"ابے۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟" وہ تقریباً بوکھلا ہی تو

گیا تھا۔

زامل ڈسٹربنس ہونے پر رونے لگا تھا جسے دیکھ زیحال

کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے

"جامی۔۔۔فیدو۔۔۔وانت ناں (زامی کو فیڈر چاہیئے

ناں)" وہ دونوں دونوں آنکھیں زور سے میچتا ضد پر

اتر آیا تھا۔اس سے پہلے اسکا ریڈیو آن ہوتا اور وہ پوری

خان حویلی کو اپنے سر پر اٹھا لیتا زیحال نے فوراً سے ہتھیار پھینک دیے۔

"اچھا اچھا یہ لو۔۔۔یہ لو" وہ پاگل ہوتا سر کھجانے لگا تھا زامل اچھے بچوں کی طرح فیڈر غٹ غٹ پینے لگا زیحال کو بے ساختہ ہنسی آنے لگی۔وہ اپنی ہی آنکھوں پر ہاتھ رکھے ایک آنکھ سے زامل کو دیکھنے لگا۔باپ سے ماں بننے کیلئے کیا کیا کرنا پڑ سکتا تھا۔

اور اولاد بھی کیا پائی تھی اس نے۔اسکو ماں نہیں ملی تو باپ کو ہی ماں کی طرح لاڈ دکھانے لگا۔

تھوڑی دیر لگی تھی زامل کو گہری نیند میں جانے میں زیحال اسے دھیرے سے اپنے پہلو میں لٹا کر خود بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر گہری سوچوں میں گم ہو گیا۔

جتنا سب بکھر گیا تھا اسے سمیٹنے تک زیحال کو اپنا آپ خالی خالی سا لگ رہا تھا۔ جو بھی تھا خون کے رشتوں کو ایسے بکھرتے دیکھنا سب سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔

وہ کتنی ہی دیر یونہی سوچوں میں گم رہا اب تو کروٹ بدل بدل کر بھی تھک چکا تھا لیکن نیند تھی کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

اس نے تنگ آکر اپنا موبائل اٹھایا اور نمبر ڈائل کر کر کال کرنے لگا۔

دوسری جانب بھی جیسے اسی کال کا انتظار تھا جو فوراً سے اٹھالی گئی۔اسکا چہرہ نظر آتے ہی زیحال نے پر سکون سی سانس خارج کی۔

"زامی سو گیا؟"زمل کی آواز بھی نیند سے بوجھل تھی۔

"ھمم۔۔۔لیکن اسکے باپ کو اسکی ماں کی یاد میں نیند نہیں آرہی"وہ چہرہ اپنے بازو پر ٹکائے ایک ادا سے بولا

تھا اسکی بات پر زمل کے گال فوراً سے بلش کرنے

لگے۔

"میں تو دو سال سے آئی ہوں اس سے پہلے بھی تو آپ

سوتے تھے اکیلے" وہ مسکراہٹ دباتی شرارت سے

بولی۔

"لیکن مجھے یہ دو سال ہی یاد ہیں۔۔۔جن میں ایک

بھی رات تمہارے بدن کی خوشبو لئے بغیر نہیں

گزری۔۔۔گلا لے۔۔۔آجاؤ ناں" اس پر یکدم سے

خمار چھانے لگا تھا زمل کو لگا جیسے اسکا بس چلتا تو وہ زمل کو اسی ویڈیو کال سے نکال لیتا۔

"ہبی۔۔۔شٹ اپ۔۔۔سو جائیں "

"شٹ اپ کال ہی دینا۔۔۔بس کبھی پیار نہ دینا" وہ منہ بسور کر بچارگی کی انتہا کر گیا زمل کو اسکے یوں لاڈ دکھانے پر ٹوٹ کر شدّت والا پیار آیا تھا۔

اسکا دل کیا ساری شرم بالائے طاق رکھ کر اسے پیار دے ہی دے لیکن مشرقی عورتوں کا شیوہ ہی اصل شرم ہوتی ہے۔

"ابھی آپ نے بتایا نہیں وہاں کیا ہوا ہے۔۔۔آپ کو ایسے اچانک وہاں کیوں رہنا پڑا سب ٹھیک ہے ناں؟" یاد آنے پر فوراً پوچھا۔

اسکے یہ پوچھنے کی دیری تھی کہ زیحال کے چہرے پر افسردگی سی چھاگئی۔

"وہاں آکر بتاؤں گا فلحال تم موبائل سامنے رکھو تاکہ مجھے تم اور زالے نظر آؤ اور اچھے بچوں کی طرح خود بھی سوجاؤ" وہ یقیناً اس بارے میں ابھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا اور زمل کے بغیر بھی نیند آنا نہ ممکن تھی۔

زمل نے موبائل اس طرح سے سیٹ کیا کہ اسکے پہلو میں دبکی اسکی چھوٹی سی پرنسسز کا چہرہ بھی نظر آ گیا۔

اس نے سکرین پر ہی زالے کو ڈھیر سارا پیار دیا اور پھر کتنی ہی دیر زمل کو آنکھوں سے ہی دیکھتے وہ اپنے بھڑکتے جذباتوں کو چین کی نیند سلاتا رہا اور پھر آخر میں خود بھی نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

آج کی رات آسمان بھی ہر قسم کے بادل سے پاک صاف تھا جس پر پوری آب و تاب سے چمکتا چاند بھی

خاموشی سے انکے درد میں برابر کا شریک تھا جس کا عکس سوئمنگ پول کے پانی پر پڑتا انکے اداس چہرے کو چھو رہا تھا۔

سوئمنگ پول کے کنارے پر رکھی ایش ٹرے اس وقت جلی ہوئی سیگرٹوں سے بھر چکی تھی۔ لیکن پھر بھی جیسے انکے اندر کی آگ بجھ نہیں پائی تھی۔

وہ کھانستے ہوئے بار بار سینا مسلتے سیگریٹ پر سیگریٹ پیتے رہے۔ جب آخر میں انکے پھیپھڑوں کی ہی بس

ہو چکی تھی اتنی زور کی کھانسی کا دھچکا لگا کہ کھانس کھانس کر انکا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

وہ بری طرح سے سینا مسلتے پانی پر ہی جھک گئے تھے کتنی ہی دیر انکو خود کو سمبھالنے میں لگی تھی۔

اس وقت وہ اپنے ذاتی فارم ہاؤس پر موجود تھے۔

جہاں اس وقت سیماب اور انکے علاوہ کوئی نہیں تھا ملازموں کو بھی وہ یہاں آتے ہی بھیج چکے تھے۔ اس فارم ہاؤس پر اکثر انکی سیاسی پارٹیز ہوتی تھیں۔ لیکن

اس وقت یہ لگژری فارم ہاؤس انکے دکھ میں برابر کا
شریک اندھیرے میں ڈوبا ہوا درد کا مسکن بنا ہوا تھا۔
سیماب اب تک دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھی۔
زریاب اکیلے پچھلے کتنے ہی گھنٹوں سے یہی بیٹھے
تھے۔جب انکے کانوں میں کسی کی بڑبڑاہٹ سی سنائی
دی۔
وہ ایک ہی جست میں اٹھ کر اندر کمرے میں آئے
جہاں سیماب نیم بے ہوشی کی حالت میں کچھ بڑبڑا

رہی تھی۔اپنی خانی کواس حال میں دیکھ انکے دل پر جیسے ہاتھ ساپڑا تھا۔

وہ دھیمے قدموں سے اسکے پاس چلے آئے اور اسکے سرہانے بیٹھتے آنکھوں سے نکلتے گرم سیال کو دیکھنے لگے۔

"خ۔۔۔خان۔۔۔خان۔۔۔ن۔۔۔ نہیں کرو۔۔۔ام۔۔۔ام مر۔۔۔جائے۔۔۔گا" وہ ٹوٹے لفظوں میں وہی صدا پھر سے لگانے لگی تھی۔زریاب

تکلیف کی شدّت کے باعث اسکے چہرے کو چھوتے گہرا سانس لے کر رہ گئے۔

"خ۔۔۔خان۔۔۔خان تم۔۔۔امارا ہے۔۔۔خان"

وہ نیند میں ہی ہوش میں آئے بغیر سر دائیں سے بائیں مارتی چیخنے لگی تھی۔

زریاب میں اتنی بھی ہمت نہ ہوئی کہ اسکے ہاتھ تھام لیتے وہ بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑے اسی بھیانک وقت میں گردش کرنے لگی تھی۔

"خ۔۔۔خان۔۔۔خان"

ادر دیکھو خان۔۔۔ادر ہے ام" وہ مجبور ہو کر ہمت

کرتے آخر میں اسکے ہاتھ تھام گئے۔وہ پھر بھی اسی نیم

بے ہوشی حالت میں چیختی رہی

"خان۔۔۔ام مر جائے گا۔۔۔تم۔۔۔امارا ہے

خان" روتے ہوئے ایک ہی رٹ اسکی زبان پر تھی

یہاں زریاب کی بس ہوئی تھی وہ اسے بازو سے کھینچ

کر سیدھا بٹھاتے اپنے سینے میں زور سے بھینچ گئے۔

"ہاں۔۔۔ام صرف تمارا ہے۔۔۔صرف تمارا" انکی

اپنی آواز درد میں ڈوبی ہوئی تھی۔

سیماب چپ ہوتی دھیرے دھیرے آنکھیں کھولنے لگی جب اسے اپنی آنکھوں کے سامنے گھپ اندھیرا سا دکھا۔ لیکن ناک کے نتھنوں سے ٹکرانے والی خوشبو سے پتہ چل گیا تھا کہ اس وقت وہ اپنے خان کی بانہوں میں ہے۔

"خان" اسکے پھڑ پھڑاتے لبوں سے بے یقین سی پکار نکلی

"جی خان۔۔۔ام ادر ہی ہے" وہ اسکے بالوں کو سہلاتے پیار سے اپنی موجودگی کا احساس کروانے لگے

اصل جان تو تب نکلی جب وہ انکی قمیض مضبوطی سے مٹھیوں میں جکڑے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ کمرے میں موجود ہر چیز اسکی سسکیوں کی آواز سے لرز اٹھی تھی۔ پورا وجود جیسے کسی زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔

زریاب کے پاس گویا الفاظ نہیں تھے وہ کیسے اسے چپ کرواتے اسکی اس حالت کے زمے دار تو وہ خود بھی تھے۔

"بس۔۔۔بس چپ ہو جاؤ۔۔۔ورنہ ام بھی رو پڑے گا" انکی دھمکی پر سیماب ان سے الگ ہوتی ان کے سینے پر زور زور سے مکے برسانے لگی۔

"تم۔۔۔تم کیسے کر سکتا ہے۔۔۔کیسے۔۔۔ہاں۔۔۔ام تم کو جان سے مار ڈالے گا" وہ خاموشی سے اسکی مار سہتے اسکے چہرے کو دیکھتے رہے۔

کاش وہ انکی چھلنی روح کو ایک بار دیکھ لیتی تو مزید درد دینے کے بجائے انکے زخموں کا مرہم بنتی۔

"وہ۔۔۔وہ ط۔۔۔طلاق۔۔۔طلاق کے

پیپرز۔۔۔اس۔۔پر۔۔۔اس پر امارا نام تھا۔۔۔امارا"

اسکے ان پیپرز کو یاد کرنے پر زریاب نے کرب سے

سر جھکالیا۔

"تم۔۔۔تم ایسا کیسے کر سکتا ہے" وہ انکا گریبان پکڑ کر
بری طرح سے جھنجھوڑ گئی تھی۔

"بولو۔۔۔چپ کیوں ہے تم۔۔۔خان۔۔۔بولو"

انکے پاس الفاظ نہیں تھے۔

آج انکو توڑنے والے انکے باپ تھے تو کیسے وہ کچھ کہنے کے قابل رہتے سیماب ایک جھٹکے میں اٹھی اور انکا ہاتھ پکڑ کر باہر کی جانب کھینچنے لگی زریاب نے کی قسم کی کوئی مزاحمت نہیں کی وہ کسی مجرم کی طرح خاموشی سے کمرے سے باہر آ گئے۔اس پہاڑی وجود کو انکے درد نے ہلا دیا تھا ورنہ اس نازک لڑکی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ انہیں ایک انچ بھی اس جگہ سے ہلا پاتی۔

سیماب دروازہ بند کرتی وہی بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔اسکی آواز زریاب کے کانوں میں

گو نجتی انہیں دھیرے دھیرے کسی گہری کھائی میں دھکیلتی چلی گئی۔وہ بھی بے جان سے قدموں سے وہی دروازے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔

کتنی ہی دیر اسکی سسکیوں کی آوازیں زریاب کا کڑا امتحان لیتی رہیں پھر دھیرے دھیرے اسکے رونے میں کمی آتی گئی۔

''ام جانتا ہے۔۔۔ام گناہگار ہے تمارا۔۔۔اس گناہ کی کوئی معافی بھی نہیں ہو گی'' انکی آواز درد سے چور تھی۔

"لیکن ام مجبور تھا خان۔۔۔ تم بیوی ہے امارا۔۔۔ام کو یقین تھا تم امارے پاس رہے گا زندگی بھر۔۔۔ لیکن اگر بھائیوں کو کھو دیتا۔۔۔ تو انکو کدر سے لاتا ام"

سیماب کو لگا جیسے وہ رو رہے ہیں انکی آواز بوجھل ہوتی جا رہی تھی۔

ہاں بھائیوں کو ایک بار کھو دیا جائے تو وہ دوبارہ زندگی بھر نہیں ملتے لیکن بیوی تو ہوتی ہی شوہر کا لباس ہے وہ جانتی ہے شوہر کے علاوہ پوری دنیا میں اسکا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

"تو تم ام کو انکے لئے طلاق بھی دے دے گا یہ اوقات ہے امارا اتماری زندگی میں؟" وہ بولی نہیں دھاڑی تھی زریاب نے ضبط سے آنکھیں زور سے میچ لی۔

"ام اس ہوش میں نہیں تھا کہ طلاق کے پیپر زدیکھ سکے۔۔۔ام سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔۔۔ام تم سے معافی مانگتا ہے" وہ اور کتنا خود کو جھکا لیتے اسکے سامنے لیکن اب پتھر بننے کی باری سیماب خانم کی تھی جواب تک قیامت کے سحر سے نکل نہیں پائی تھی۔

"تم مرد ذات کو کیوں لگتا ہے۔۔۔ ہر بات کی معافی ہو سکتی ہے۔۔۔ جاؤ ادر سے۔۔۔ ام تم کو کبھی معاف نہیں کرے گا" وہ بول کر شاید اٹھ چکی تھی لیکن زریاب لب بھینچ کر وہی بیٹھے رہ گئے۔

اس تھوڑی سی دیر میں ان کے چہرے کی رنگت نچڑ کر کسی سفید مردے جیسی ہو چکی تھی۔

یہاں بھی آزمائش انکے ہی حصّے میں آئی تھی ایک جانب باپ نے توڑ دیا تھا تو اب بیوی نہ سمجھ کر توڑ رہی تھی۔

صبح کا سورج آج معمول کی طرح طلوع ہوا تھا۔ اسکی نرم کرنوں نے خان حویلی کو دھیرے دھیرے اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا تھا ملازم اندر باہر اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے لیکن صرف دو لوگوں کے نکل جانے سے حویلی سنسان لگ رہی تھی۔ مورے تو کمرے سے نکلی ہی نہیں تھیں۔ داجی لاؤنج میں بیٹھے آج کے اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے۔

زیحال ابھی کمرے سے باہر نکلنے ہی لگا تھا جب

دیکھتے ہی دیکھتے اسکے کمرے میں ملازموں کی ایک فوج اکٹھی ہو چکی تھی ایک کے ہاتھ میں اسپیشل وائپس تھے دوسرے کے ہاتھ میں ٹاول اور برانڈڈ شیمپو تیسرے کے پاس سکن پروٹیکشن کا پورا سامان جبکہ چوتھے شاید کوئی بے بیز کے ڈاکٹر تھے۔

سب کے سب سارا سامان تھالیوں میں لئے کھڑے تھے۔زیحال نے اچنبھے سے انکو دیکھا۔

"یہ کیا ہے؟" وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔

زامل بیڈ پر پڑے برش اور لوشن کو چھوڑے انکو دیکھنے لگا۔

"خان جی۔۔۔زامل بابا کے نہلانے کا وقت ہو گیا ہے "ایک ملازم نے نہایت مؤدب انداز میں اسے بتایا زیحال کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں اس نے مڑ کر اپنے بیٹے کو دیکھا

وہ کیسے بھول سکتا تھا کہ وہ اب اس خان حویلی کا بننے والا نیا سردار تھا اسے لے کر کسی بھی چیز میں کوئی کومپر ومائز نہیں کیا جا سکتا تھا۔

زیحال بیڈ پر بیٹھتا سر پکڑ گیا۔

ایک ملازم نے آکر جیسے ہی زامل کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی وہ چیخ مار کر زیحال کے بازو سے چپک گیا۔

"ہششش۔۔۔دندا۔۔۔بے بی" وہ آنکھ دکھاتے اسی ملازم کو ڈرانے لگا۔

زیحال نے لب بھینچ کر اپنی مسکراہٹ دبائی اور اپنے بیٹے کو گود میں لے گیا۔

"زامی۔۔۔بیٹا یہ آپ کو نائی نائی کروائیں گے "

"ناہ می ۔۔۔ مما ۔۔۔ پاش ۔۔۔ نائی نائی (نہیں مجھے ماما کے پاس جانا ہے نائی نائی کرنے)" وہ صاف انکار کرتا اپنے باپ کے کسرتی سینے میں چھپ گیا زیحال جانتا تھا اب اسکی بس ہونے والی ہے اب اسے اسکی ماں ہی چاہئے تھی۔

"یہ سب لے جائیں ۔۔۔ میرا بیٹا عام لوگوں کی طرح نہانا پسند کرتا ہے" وہ سرسری سے لہجے میں بولتا زامل کو لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"لیکن خان جی نے حکم دیا ہے" ملازم بھی جیسے انکے حکم کے آگے مجبور تھے۔

"میں بول دونگا۔۔۔جائیں آپ سب "اب وہ برہم ہونے لگا تھا۔اسے ذرا بھی یہ شاہی پروٹوکول اچھا نہیں لگا تھا۔

وہ زامل کو لے کر جیسے ہی باہر نکلا اسے دیکھ دا جی اٹھ کھڑے ہوئے لیکن انکے مخاطب کرنے سے پہلے ہی زیحال کی نظر ڈاکٹر پر پڑ گئی جو وہاج کے کمرے سے نکل رہے تھے۔

"دیکھیں نوشیر وال صاحب۔۔۔وہاج کے سر پر گھری چوٹ آئی ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ کومہ میں چلے گئے ہیں اور یہ بھی نہیں پتہ کب تک کومہ سے باہر آئیں گے "

"شکر "زیحال کے منہ سے بے ساختہ نکلا

اسکی بات پر نوشیر وال صاحب نے غصّیلی نظروں سے اسے دیکھا۔

"آگیا تم کو سکون۔۔۔؟" وہ لفظ چبا کر بولے تھے

"ابھی سے کہاں۔۔۔جب تک اسکی آخری سانسیں

بھی نہ نکال دوں تب تک نہیں آئے گا سکون"

ڈھٹائی عروج پر تھی نوشیروال صاحب کا تن بدن

سلگ کر رہ گیا۔

"زیحال "

"مجھے پتہ ہے میرا نام۔۔۔اور یہ گند اب تک یہاں

کیوں ہے۔۔۔اٹھا کر پھینکوا سے ولی خان کی حویلی میں

۔۔۔دوبارہ مجھے یہ آس پاس دکھائی بھی نہ دے

۔۔۔ورنہ اب کومہ میں بھیجا ہے اگلی بار سیدھا اوپر بھیج

دونگا" وہ آج بھی وہی منہ پھٹ زیحال ہی تھا جس کے آگے نوشیر وال صاحب خود کو بے بس محسوس کرتے تھے۔

نوشیر وال صاحب لب بھینچ کر رہ گئے۔

کمرے سے نکلتی عین نے یہ الفاظ بخوبی سنے تھے وہ تو اسی دن سے اس درندے سے خوفزدہ رہنے لگی تھی جس دن سب کے بیچ سے وہ وہاج کو گھسیٹتے ہوئے لے کر گیا تھا اور کوئی اسکا کچھ بگاڑ نہیں پایا تھا۔

"تم کدر جا رہا ہے ؟" زیحال کو نکلنے کی تیاری میں دیکھ وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکے۔

"اپنے گھر" دوٹوک جواب آیا

"تم۔۔۔ تم ادر نہیں رکے گا؟" وہ تڑخ کر بولے

"کیوں۔۔۔ کیوں رکوں میں یہاں۔۔۔ ولی خان کی بیٹی کم پڑ گئی آپ کو۔۔۔ جو اپنی اولاد بھی یہی چاہیے۔۔۔ ویسے بابا بتائیں تو صیحح۔۔۔ یہ ولی کاکا نے آپ کو کوئی رشوت تو نہیں دی جو آپ انکی اولاد کی اتنی حمایت کرتے ہیں" وہ واقعی جواب چاہتا تھا۔ لیکن وہ

کیا کہتے وہ تو اسکے اتنے صاف گویائی سے سوال کرنے پر دنگ رہ گئے تھے۔انہیں واقعی اب زریاب کی قدر محسوس ہوئی تھی جو بڑے ہو کر زبان پر کنٹرول تو جانتے تھے۔

انکو خاموش دیکھ وہ زامل کو اپنی انگلی پکڑاتے حویلی سے باہر نکل آیا۔موورے سے وہ پہلے ہی مل چکا تھا ارا ب سے بعد میں مل سکتا تھا اور باقی کوئی یہاں ایسا تھا نہیں جسے وہ اپنے جانے کی اطلاع دیتا

"پاشا اس وکیل کا کیا کرنا ہے؟" ڈرائیو کرتے ہوئے اسے اپنے بندے کی کال آئی تھی۔

پاشا نے گہری سانس بھر کر ٹرن لیا۔

"لائسنس کینسل کروا دو۔۔۔اور کسی ایسی جگہ پھینک دو جہاں سے اسکی شکل دوبارہ نظر نہ آئے" وہ کہیں سے بھی رحم کے موڈ میں نہیں تھا۔

لیکن دوسری جانب انکے بندے کو حیرت ہوئی جس نے تھوڑی ہی مار میں اس وکیل کو بخشش دے دی

تھی کیسے نہ دیتا وہی تو تھا جس نے پاشا کو فون کر کر اس طلاق کے بارے میں بتایا تھا۔

وہ وردی پہن کر جانے کے لئے تیار کھڑا تھا جب اسے اپنی گھڑی ڈریسنگ ٹیبل پر دکھائی نہیں دی وہ یہاں وہاں نظر دوڑانے لگا جب اسے یاد آیا رات اس نے بے دھیانی میں بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر ہی رکھ دی تھی۔ وہ جو نہی ٹیبل کے پاس آیا وہاں صرف بیلا کی ہیئر پنز رکھی تھیں

"گھڑی کہاں گئی؟" داراب منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے

دراز کھول کر ڈھونڈنے لگا جب سامنے ہی اسے اپنی

گھڑی نظر آگئی۔ اسکی آنکھیں بے اختیار پھیلنے لگیں۔

گھڑی کو دیکھ کر نہیں اسکے ساتھ پڑے کیپسول کو دیکھ

کر۔

وہ گھڑی چھوڑے وہ کیپسول اٹھا کر پھٹی پھٹی نظروں

سے دیکھنے لگا اسی وقت بیلا شاور لے کر نکلی تھی جب

اسکی نظر داراب سے ہوتی ہوئی اسکے ہاتھ پر گئی۔ ایک

لمحہ نہیں لگا تھا اسکے چہرے کی رنگت سفید پڑنے

میں۔

وہ تو انکو یہاں سے اٹھانا ہی بھول گئی تھی وہ بری طرح
سے گھبرا کر داراب کو دیکھنے لگی جو بڑی غور سے اس
کیپسول کا نام پڑھ رہا تھا اسکے چہرے کی گہری ہوتی
سرخی سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ انکا مقصد اچھے سے
سمجھ رہا ہے۔

تب ہی دروازہ ناک ہوتے ملازم کی آواز پر بیلا کو اپنی جاتی سانسیں پھر سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"خان جی۔۔۔آپ کو بڑے صاحب ناشتے پر بلا رہے ہیں" وہ نہایت مؤدبانہ انداز میں مخاطب ہوا تھا لیکن داراب نے جیسے سنا ہی نہیں اسکے کانوں سے اس وقت شدید قسم کا دھواں نکل رہا تھا۔

"مم۔۔۔ملازم۔۔۔بلا رہا ہے" بیلا نے کانپتی ہوئی آواز میں اسکا دھیان باہر کی جانب موڑنے کی کوشش

کی جب دار اب باہر کے بجائے خونخوار نظروں سے اسے ہی دیکھنے لگا تھا۔

اسکے دیکھنے کا انداز ہی اتنا خطرناک تھا کہ بیلا کا چڑیا سا دل دھک سے رک گیا۔ وہ بمشکل ہی تھوک نگل سکی تھی اس میں بھی بیچ میں ہی ناکام ہو گئی۔

"یہ کیا ہے؟" وہ کیپسول کو ہوا میں بلند کرتے اشتعال انگیز لہجے میں پوچھنے لگا۔

بیلا کو لگا جیسے اسکا آخری وقت آگیا ہو۔ وہ پہلو میں پڑے ہاتھ کی مٹھیوں میں اپنا فراک زور سے جکڑ گئی۔

"خان جی؟" اسکی جانب سے کوئی جواب نہ پاکر ملازم نے پھر سے اسے پکارا۔

"جسٹ گیٹ لاس فرام ہیئر (دفع ہو جاؤ یہاں سے)" وہ حلق کے بل سیدھا ملازم پر ہی دھاڑا اٹھا تھا جس کا اثر اندر کھڑی بیلا پر اس قدر ہوا کہ اسکا پورا وجود کسی زلزلے کی زد میں آگیا ہو۔

وہ پھنکار کر پھر سے بیلا کی جانب مڑ گیا۔ جو اسکے دیکھنے پر ہی بے اختیار اچھل کر پڑی تھی ہاتھ سے ٹاول چھوٹ کر فرش پر جا گرا تھا۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔یہ کیا ہے؟" وہ لفظوں پر زور دیتے غضب ناک انداز میں سوال کرتا اپنے بھاری قدم اسکی جانب اٹھانے لگا۔

"ا۔۔ام کو۔۔۔ک۔۔۔کیا پتہ؟" بیلا کو اپنی سانسیں سینے میں ہی اٹکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

"اس کمرے میں تمہارے اور میرے علاوہ کوئی نہیں رہتا۔۔۔یہ میں نہیں لایا تو پھر تم" وہ آخر میں نہ چاہتے ہوئے بھی دھاڑا اٹھا تھا۔

یہ صرف کیپسول نہیں تھے اسکی زندگی بھر کی محنت کو ضائع کرنے کا سامان تھا ایک جانب اسکی وردی تھی جسے پانے کیلیۓ اس نے راتوں کی نیند حرام کی تھی۔ اور دوسری جانب وہ لڑکی جس کے ساتھ مدہوشی کی حالت میں وہ ایک ایسا گناہ سرانجام دینے جانے والا تھا جس کے بعد وہ خود بھی مرتے دم تک اپنی نظروں میں اٹھ نہ سکے۔

"میں تم سے مخاطب ہوں بیلا" وہ دھیرے دھیرے اسکے قریب آچکا تھا۔ بیلا اس سے خوفزدہ ہوتی پیچھے

دیوار سے جا لگی جب داراب نے ایک ہاتھ اسکے سر کے عین قریب دیوار پر مضبوطی سے ٹکا لیا۔

بیلا کے چہرے پر نمودار ہوتے پسینے کے قطرے اس بات کی گواہی تھے کہ مجرم وہ تھی۔اور ایک پولیس والے کے سامنے اگر مجرم ایک بار میں دو بار بھی سانس لے لے تو وہ انکے شک کے دائرے میں آتے دیر نہیں لگاتے۔

"ا۔۔ام۔۔۔ام سچ میں "

"جھوٹ مت بولو" وہ اسکی بات بیچ میں ہی درشتگی

سے کاٹتے پھنکار اٹھا تھا۔ بیلا نے زور آنکھیں مینچتے

چہرے کا رخ ہی دائیں جانب موڑ لیا۔

"تم۔۔۔ تم اس حد تک گر سکتی ہو میں نے کبھی

خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔۔ کب سے ملی ہوئی

ہو میرے دشمنوں سے ہاں؟" وہ اسکا نازک بازو اپنی

گرفت میں لیتے اسکے منہ پر دھاڑا تھا جب اسکی بات پر

بیلا نے ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھا

"ک۔۔۔کیا؟ کیا کہا تم نے؟" اسے لگا جیسے اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

"کیوں۔۔۔اب کم سنائی دینے لگا ہے؟" وہ یکدم سے برہم ہوا تھا۔

"نہیں۔۔۔لیکن تم نے یہ کیا بکواس کیا ابھی؟ ام تمارے دشمنوں سے ملا ہوا ہے۔۔۔تم یہ کہنا چاہتا ہے ام سے؟" وہ اب اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی پوچھ رہی تھی۔

"تو اور کیا مقصد ہو گا۔۔۔مجھے ایسی پلز دینے کا ہاں؟"

اسکی بات بیلا کو مزید حیران کر گئی وہ ششدر سی اسکا منہ دیکھے گئی

"آر یو آؤٹ آف یور مائنڈ۔۔۔ام تمارے دشمنوں سے ملے گا؟ جو اس حویلی سے ایک قدم باہر نہیں رکھتا وہ تمارے دشمنوں سے ملے گا؟ تم نے ام کو سمجھا کیا ہے؟ جب دل چاہتا ہے ام کو کٹہرے میں لا کھڑا کرتا ہے؟ "

وہ ہتھے سے اکھڑتی دوسرا ہاتھ داراب کے سینے پر رکھتی اسے دور دھکیلنے لگی۔

نہیں یہاں وہ سچی تھی اس بات کی گواہی اسکا مضبوط لہجہ خود تھا۔

"تو بتادوناں۔۔۔ان پلزز کا مقصد کیا تھا؟" اتنا وہ اب سمجھ چکا تھا کہ انکو لانے والی وہ خود تھی اب وہ لائی کیسے تھی اور دی کیوں تھی انکا جواب جاننے کے لئے وہ شدّت سے بے چین تھا۔

بیلا ایک زخمی شیرنی کی طرح جیسے اسے دیکھ رہی تھی اسکے سوال پر اسکے تنے اعصاب ایک دم سے ڈھیلے پڑ گئے۔

"بولو" اسے خاموش دیکھ داراب کے اندر شدید بھابھڑ جلنے لگے تھے۔ بیلا جو ہچکچاہٹ کا شکار ہونے لگی تھی اسکے کرخت لہجے پر پھر سے اپنی فارم میں آگئی۔

"تاکہ تم امارے قریب آسکے۔۔۔اس لئے کیا ام نے بس۔۔۔اور کچھ سننا ہے؟" وہ بولی نہیں پھنکاری

تھی داراب اسکے جواب پر ششدر رہ گیا۔وہ آنکھیں

پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔

بیلا جواب دے کر جانے ہی لگی تھی جب داراب نے

اسے بازو سے پکڑ کر واپس دیوار سے پن کر لیا و دیگر

خود اسکے چہرے کے بے حد قریب آگیا۔

اتنا کہ اسکی تپش زدہ سانسیں بیلا کو اپنا چہرہ جھلساتی

ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔

"تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتی سمجھی۔۔۔ تم ایسا کبھی نہیں چاہ سکتی" اسکا لہجہ اٹل تھا وہ بیلا کے تن بدن میں مزید آگ لگا گیا۔

"کیوں نہیں چاہے گا ام۔۔۔ شوہر ہے تم امارا۔۔۔ حق رکھتا ہے ام تم پر" وہ جیسے اپنے حواسوں میں نہیں رہی تھی ان جوابوں سے وہ داراب کے ہوش اڑا رہی تھی۔

"لیکن اسی رات کیوں؟ "

اب یہ سوال اسکے ذہن میں کھلبلی مچانے لگا تھا۔ انداز اب بھی تلخ تھا۔

"تم اپنا وردی اتار کر رکھ دو۔۔۔ تم کو عادت ہو گیا ہے ہر بات میں شک کرنے کا۔۔۔ ام کو تم بتاتا ہے کب تم کیا کرنے والا ہے ہاں؟"

ہاں اسے واقعی اسکے مشن کا علم نہیں تھا لیکن اتنا ضرور جانتی تھی کہ وہ اپنے فائدے کے لئے داراب کے قریب ہونا چاہتی تھی اب وہ فائدہ اتنی ڈھٹائی سے وہ اسکے سامنے نہیں بتا سکتی تھی۔

"ہنہ۔۔۔قریب آکر اپنے بھائی کو رہا کروانا چاہتی تھی؟" اسکے ٹکا کر نشانہ لگانے پر بیلا کی رنگت پل میں زرد پڑ گئی۔

وہ دنگ تھی کہ وہ کیسے اتنی آسانی سے اسکا ذہن پڑھ گیا تھا۔

لیکن اب پڑھ ہی لیا تھا تو کیا۔۔۔وہ پہلے سے زیادہ تن گئی تھی۔

"ہاں۔۔۔کیاام نے۔۔اسی لئے۔۔۔اور کچھ؟"وہ تلخ لہجے میں پوچھ رہی تھی داراب کو اسکے اچانک بدلتے تیور کچھ عجیب لگے تھے

"ہوش میں ہو؟"وہ اسکی اتنی ہمت پر دنگ تھا لیکن خود کو کمپوزڈ کر کر کھڑا تھا اسکے سوال پر بیلا کی آنکھوں میں مزید سرخی اترنے لگی۔

"ہوش میں تو اب آیا ہے ام۔۔۔جب ام کو پتہ چلا۔۔۔کہ جن کو ام نے اپنا سمجھا وہ تو امارا کبھی تھا ہی نہیں"اسے عین کے دھوکے نے جھٹکا دیا تھا چاہے

چھوٹا صحیح لیکن وہ اسے ہوش میں لائی تھی کہ اسکے اپنے ہی اسے اپنے مفاد کیلئے استعمال کرتے رہے تھے۔

"وہ وہاج خان۔۔۔وہ صرف تمارا مجرم نہیں ہے۔۔۔ تم سے پہلے وہ امارا مجرم ہے۔۔۔ارے لعنت بھیجتا ہے ام ایسے بھائیوں پر۔۔۔ جنہوں نے امارا بچپن برباد کر دیا۔۔۔اپنی دولت کے چکر میں امارا معصومیت کا فائدہ اٹھالیا" وہ تقریباً پھٹ پڑی تھی اسکی آنکھیں بے اختیار چھلک پڑی تھیں یہ وہ باتیں تھیں

جو اتنے برسوں سے اسکے اندر دفن تھیں لیکن آج اسکی بس تھی۔ آج اسے بولنا تھا نہ بولتی تو شاید انہی باتوں کو اپنے اندر رکھ کر گھٹ گھٹ کر مر جاتی۔

"ایک بارہ سال کی بچی۔۔۔ کیا کروایا اس سے ؟" وہ کرب سے پوچھ رہی تھی دا راب خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔ یہ وہ بیلا نہیں تھی جو اسکے ساتھ رہتی تھی یہ وہ بارہ سال کی بچی تھی جس کے ساتھ ناانصافی ہوئی تھی۔

"جس کو ابھی دنیا سمجھنی تھی اسکو اپنے لالچ کے

بھینٹ چڑھادیا۔۔۔ چھوڑے گا ام انکو؟ ہاں۔۔۔ام

بولتا ہے آج۔۔۔ام کو چاہیے وہاج بالاج۔۔۔ لیکن

اس لئے تاکہ انکو خود گولی مار سکے" اسکی آنکھوں سے

سیلابی ریلا بہنے لگا تھا۔

"ام کرے بھی گا ایسا۔۔۔اور تم" وہ داراب کے سینے

پر زور سے ہاتھ مارتی پھنکاری تھی وہ نہ محسوس

طریقے سے ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تم بھی کم ہے ؟۔۔۔تم سب نے کیا کیا۔۔۔ام کو پہلے ایک بھائی کی جھولی میں ڈال دیا۔۔۔اتنے برس ام کو اسکے خواب دکھائے پھر کیا کیا۔۔۔اس نے آکر امارے منہ پر طلاق مار دیا۔۔۔یہ تھا امارا اوقات ؟" ہاں ؟" اسے وہ جواب دے ورنہ وہ یہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتی۔

"پھر ام کو تمارے گلے میں ڈال دیا۔۔۔تم نے کبھی ام کو سمجھا اپنی بیوی ؟اس حویلی کے لوگوں نے سمجھا ام کو اس حویلی کا حصّہ ؟ "

داراب اسکے لہجے میں چھپا کرب واضح محسوس کر رہا تھا اسکا دل جیسے کسی کی سخت پکڑ میں آرہا ہو۔

"تمارا تو ماں تم سے وعدہ لیتا ہے۔۔۔کہ تم ام کو بیوی ہی نہ سمجھے" یہاں اسکی بات پر داراب کو اپنی سانسیں دھیمی پڑتی محسوس ہوئی۔

وہ جانتی تھی یہ بات؟ ہاں اس رات اگر وہ سیڑھیوں کی جانب دیکھ لیتا تو اسے علم ہو جاتا کہ یہ الفاظ بیلا ولی خان نے اپنے پورے ہوش وحواس میں سنے تھے۔

"یہ تھا او قات امارا۔۔۔ کیا بگاڑا ہے ام نے تم سب کا ۔۔۔ جو تم سب نے ام کو ایسا بنا دیا؟ جس کا دل چاہا ام کو آ کر تھپڑ مار دے۔۔۔ ام کو کسی بھی نا کردہ گناہ کا مجرم ٹھہرا دے کیوں۔۔۔؟ کیوں۔۔۔؟" وہ ہزیانی سی ہوتی چیخ پڑی تھی وہ داراب کا گریبان پکڑ گئی تھی۔

وہ ششدر کھڑا تھا وہ آج ایک الگ ہی بیلا کو دیکھ رہا تھا

"تم سب امارا مجرم ہے۔۔۔ تم سب۔۔۔ ام کسی کو نہیں بخشے گا۔۔۔ کسی کو بھی نہیں۔۔۔ آج نہیں تو خدا کے سامنے حشر میں تم سب کو کھڑا کرے گا۔۔۔ امارا

باپ ہوتا تو ایسا کبھی نہ ہونے دیتا۔۔۔ام یتیم ہے تو
جس کا دل چاہے گا ام کو استعمال کرے گا؟" وہ ٹوٹ
چکی تھی اسے توڑنے والوں میں اسکے بھائی بھی شامل
تھے

بھائی تو بہنوں کا مان ہوتے ہیں ناں ان کے ہیر و باپ
کے دنیا سے جانے کے بعد بھائی ہی تو ہوتے ہیں جو
بہنوں کے سرپرست بنتے ہیں وہی اگر ایسے نکل آئیں
تو بہنیں کہیں کی نہیں رہتی۔

"تم جانتی تھی گل کے بارے میں؟" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا تھا

اسکی کیفیت آج بھی ویسی تھی اسکا ایک ہاں یا نہ اسے داراب کے دل سے ہمیشہ کیلئے اتار سکتا تھا۔

بیلا ساکت سی اسے دیکھے گئی۔یہ کچھ دیر کی خاموشی داراب کو صدیوں پر محیط لگی تھی۔

زیحال کے واپس آنے سے پاشا ولا پھر سے مکمل لگنے لگا تھا ورنہ اس ایک شخص کے بغیر یہ گھر نا مکمل تھا۔

اب سب لوگ خوشی خوشی لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

برلاس تو زیحال کو چھوڑ ہی نہیں رہا تھا وہ بڑا بگڑا بچہ اس بات پر ناراض تھا کہ وہ اسے بتائے بغیر کیسے وہاں رہ سکتا ہے اسے برلاس کو تو بتانا چاہئے تھا ناں اور ایسا کیوں یہ بھی سب جانتے تھے۔تاکہ وہ صاحب بھی رات کو ہی خان حویلی پہنچے ہوتے۔کیونکہ جہاں زیحال خان وہاں برلاس شاہ۔آدھی بیوی تو اسکی وہ بن کر رہتا تھا۔

اب وہ منہ پھلا کر بیٹھا بھی زیحال کے ہی پہلو میں تھا تاکہ وہ اسے منا لے یہ دیکھ زیحال کو بے اختیار ہنسی آئی۔

"مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔۔کیوں؟" وہ ٹانگ زور سے مگر دھیمے انداز میں ٹیبل پر مارتا تھوڑے غصّے سے بولا۔سب نے اس بگڑے بچے کو دیکھا۔زمل تو سیدھا گھور رہی تھی۔

"میں نہیں۔۔۔اب میں ناراض ہوں۔۔۔مجھے منائیں" وہ گول گپا سا منہ پھلاتا دونوں ہاتھ سینے پر باندھ گیا۔

اسکا یہ بچپنے والا روپ دیکھ آئرہ کا دل بری طرح سے دھڑک اٹھا۔ گرے پینٹ پر گرے ہی گول گلے والی شرٹ جس کی سلیوس بھی ہاف تھی جس سے اسکے ٹھوس بائسپس صاف نمایاں ہو رہے تھے۔ماتھے پر بکھرے سنہری بال اور لاڈ سے تمتماتا ہوا چہرہ یہ بگڑا

بچہ اسکا شوہر تھا سوچ کر ہی دل میں گدی گدی ہونے لگی تھی۔

"یہ اب پٹنے کے موڈ میں ہے۔۔۔کومل میرا جوتا لاؤ۔۔۔وہی جو پچھلے دو مہینے سے سڑ رہا ہے" پامیر کی بات پر کومل نے منہ سکوڑ کر اسے دیکھا وہ جانتی تھی اسکی شاہی خوشبو سے وہ برلاس کو ایک جھٹکے میں سیدھا کر دیتا۔

"بیٹا باز آجاؤ چھوٹا ہے وہ" ساتھ بیٹھے یاقوت نے فورا سے اسکی طبعیت صاف کی۔

"ہی ہی۔۔۔مذاق تھا۔۔۔ویسے۔۔۔آپ کیوں سڑے ہوئے بیٹھے ہیں۔۔۔ مشی سے پٹ کر آئیں ہیں؟" وہ اب جھک کر اسے چھیڑ رہا تھا۔

یاقوت نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو "ایک لفظ اور بولا تو منہ توڑ دونگا تمہارا "

زیحال نے سامنے بیٹھی زمل سے اجازت چاہی کہ وہ پہلے برلاس کو منا لے؟اس نے بھی فراخ دل سے اجازت دے دی

زی حال نے اپنے پہلو میں بیٹھے گول گپے کو دیکھا۔اور دیکھ کر اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"اچھاناں۔۔۔میری شیمپی۔۔۔مان جاؤ" زیحال نے یہ لفظ بھی انکے ہی منہ سے سنا تھا جسے اب وہ برلاس پر اپلائے کرتا لاڈ سے منارہا تھا۔

لیکن اسکے منہ سے شیمپی کا لفظ سنتے پامیر کا قہقہہ زور سے پھوٹ کر نکل پڑا اسے ایسے ہنستے دیکھ باقی سب بھی ہنس پڑے۔زمل تو اسکے اس کیوٹ انداز پر ہی سرخ پڑ گئی تھی۔

"بھائی نہ کریں" برلاس اسے گد گدی کرتے دیکھ خود کو زبردستی سنجیدہ رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"مان جاؤ ناں میری جان" وہ مزید اسکے انڈر آرمز میں گدی گدی کرتا برلاس کا ہانسا نکلوا گیا وہ اسی کی گود میں لوٹ پوٹ ہوتے ہنس ہنس کر پاگل ہونے لگا

"بھائی۔۔۔بھائی نہ کریں" ہنستے ہوئے بولنا بھی حال لگ رہا تھا۔

"ہی ہی۔۔۔شیپی۔۔۔۔مئی شیپی۔۔۔ددی ۔۔۔ددی (ہاہا میری شیمپی۔۔۔گدی گدی)"

زامل بھی اپنے باپ کے ساتھ ملتا برلا اس کو اپنے ننھے ہاتھوں سے گدی گدی کرنے لگا۔

اتنے میں زالے بھی سو کر اٹھ چکی تھی زمل نے اسے ایک علیحدہ کمرے میں سلار کھا تھا جو مخصوص زامل زالے اور عبدلباری کیلئے سیٹ تھا اسکا دروازہ زمل کھلا چھوڑ آئی تھی تا کہ وہ اٹھے تو باہر آجائے۔

وہ نیند سے بیدار ہوئی ڈھیلی سی چال چلتی ہوئی لاؤنج میں آرہی تھی جب اسکی نظر سامنے اپنے بابا پر پڑی

"با۔۔۔با" وہ دور کھڑی اتنی زور سے چیخی کہ سب بے اختیار اسکی جانب مڑ گئے۔

"ارے۔۔۔۔میرا بیٹا" اسے دیکھتے ہی زیحال سب چھوڑے اسکی جانب لپک گیا تھا اس نے آتے ہی زالے کا پوچھا تھا اور تب سے اسکے جاگنے کا منتظر تھا۔

دونوں باپ بیٹی ایسے مل رہے تھے جیسے صدیوں کے بچھڑے ہوئے ہوں۔

"میرا بیٹا۔۔ بابا کی جان" وہ زالے کے روئی جیسے گالوں پر ڈھیر سارا پیار دیتے اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

لیکن زالے پھر بھی رونے لگی تھی کہ وہ اسے کیوں چھوڑ گیا اسے نہیں جانا چاہئے تھا اسکی یہ پوزیسیو سائیڈ زیحال کیلئے اتنی زیادہ سب پہلی بار دیکھ رہے تھے۔ کیسے نہ دیکھتے وہ بنا بتائے جو چلا گیا تھا ورنہ پاکستان جاتے ہوئے وہ پتہ نہیں کتنی بار اپنے بچوں کو سمجھا کر گیا تھا۔

"بس ناں میرا بیٹا۔۔۔ بابا آ گئے" زمل کے بعد اسے

زالے کا رونا سب سے زیادہ تکلیف دیتا تھا۔

وہ زالے کو اپنے سینے سے لگائے صوفے پر آ گیا تھا۔

جہاں زامل بھی اپنی "دالے" مطلب اپنی زالے کے

ساتھ لپٹ گیا تھا۔

"دالے۔۔۔ یو ندا بے۔۔۔ بی۔۔۔ نات

تائنگ (زالے گندی بچی روؤ مت)" اسے چپ

کروانے کے چکر میں اسکا اپنا لہجہ بھیگ گیا تھا دونوں

چاہے جتنے مرضی جھگڑیں لیکن وہ الگ بات تھی کہ دونوں کی ایک دوسرے میں جان بستی تھی۔

سب نے زامل کی محبت پر اسے محبت سے دیکھا زامل کو اپنے بچے پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔

زامل زالے کو چپ نہ ہوتے دیکھ جلدی سے صوفے سے اترنے کی تگ ودو کرنے لگا سب اسے ہی دیکھ رہے تھے وہ زیحال کی ٹانگ سے لپٹ کر نیچے اترتا جلدی سے کچن کی جانب دوڑ گیا۔

"یہ کہاں جا رہا ہے؟" اسے اتنی جلت میں بھاگتے دیکھ سب نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا زمل جلدی سے اسکے پیچھے پیچھے بھاگی گئی۔

وہ کچن سلیب کے پاس کھڑا اوپر رکھی فیڈر اتار نے کی کوشش کر نے لگا تھا لیکن اسکا ہاتھ وہاں تک پہنچنا تقریباً نہ ممکن تھا۔

"میری جان مما دیتی ہیں آپ کو" اسے لگا زمل کو بھوک لگی ہے وہ پیار سے اسے فیڈر بنا کر تھما گئی جسے خود پینے کے بجائے زامل لے کر باہر بھاگ گیا۔

"ارے۔۔۔آرام سے چندا" زمل کو ڈر تھا کہیں وہ گر نہ جائے۔

لیکن باہر آتے اسکی آنکھیں بے اختیار پھیلنے لگی کیونکہ وہ فیڈر اپنے لئے نہیں بلکہ زالے کیلئے بنوا کر لے کر گیا تھا۔ وہ جا کر زیحال کے گھٹنے سے لگ کر کھڑا ہو گیا سب کی نظر اسی پر ٹکی تھی۔

"باہ۔۔۔دالے۔۔۔فیدو۔۔۔ تمی (بابا زالے کو فیڈر پلاؤ اسکا ٹمی خالی ہے)" وہ فیڈر آگے کرتا معصومیت سے بولا تھا۔

"آآا۔۔۔میرا بچہ "زمل دور کھڑی اس کی بلائیں لینے لگی بہن کی کتنی فکر تھی اسے۔

لیکن یہاں زیحال کی سانس رک رہی تھی وہ دل ہی دل میں شدّت سے دعائیں کرنے لگا کہ زامل کے ذہن سے رات والی بات نکل جائے۔

لیکن ایسا کیسے ممکن تھا بھلا کہ زامل خان آفندی کوئی بات بھول جائے۔

اصل آنکھیں سب کی تب پھٹا جب زامل نے وہی فیڈر زیحال کے سینے سے لگا کر زالے کے منہ میں دی۔

اوہ یہاں سب کی آنکھیں ایک دم سے پھٹی تھی کومل مشی کی آنکھیں تو گویا باہر آنے کو ہو گئی تھیں۔ جبکہ وہ تینوں بھائیوں پر گویا صور ہی پھونک دیا گیا تھا۔ زیحال کی شکل اس وقت دیکھنے لائق تھی۔ جو سرخ پڑتی خون چھلکانے کے قریب ہو رہی تھی۔

"آ،ہمم۔۔۔مم۔۔۔میں ذرا۔۔۔پودے دیکھ لوں"

مشی سر کھجاتی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں بھی۔۔۔عبدلباری کو دیکھ لوں۔۔۔اسے فیڈ

۔۔۔آ۔۔۔آئی مین۔۔۔ٹوائز چاہیے ہونگے" وہ

دونوں ایک ساتھ وہاں سے تتر بتر ہو گئیں۔بچی تھی

آئرہ وہ تو سٹیچو بنی کھڑی تھی انکو وہاں سے پُھٹتے دیکھ

خود بھی جلدی سے کھسک لی۔مبادہ زیحال سے پہلے وہ

شرم کے ساتھ بہہ جاتی۔

یاقوت پامیر اور برلاس تینوں کے چہرے دیکھنے والے

تھے۔

زیحال جلدی سے فیڈر جھٹکتے اٹھ کھڑا ہوا۔

زمل منہ کھولے آنکھیں پھاڑے اپنے ہبی کو دیکھ رہی

تھی۔

"واٹ از دس ہبی؟" وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی

اسکے سوال پر زیحال کا شرم سے ڈوب مرنے کا

شدّت سے دل چاہا

"یور سنس لیجنڈری سٹنٹ۔۔۔اووو" وہ کشن منہ پر رکھتے اپنا غصّہ اس پر نکالنے لگا۔اصل ماحول تو ان دونوں کے بے شرم قہقہوں نے گرما دیا تھا وہ ساری حیرت اور شرم بالائے طاق رکھتے بے شرموں کی طرح پھوٹ کر ہنس پڑے تھے

"ہاہاہا۔۔۔۔یہ۔۔۔۔یہ فیڈ کروا رہا تھا" پا میر تو پاگلوں کی طرح ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتا صوفے پر بیٹھا بیٹھا دھڑام سے نیچے آ گرا تھا۔

"اوہ۔۔۔ ممی۔۔۔۔ ہاہاہاہا" لیکن ڈھیٹ تھا ہنسنے سے

تب بھی باز نہیں آیا تھا وہاں برلاس گدھے کی طرح

صوفے پر پیٹ پکڑے الٹ پلٹ چکا تھا۔

زیحال نے سرخ پڑتے چہرے سے یاقوت کو ایسے

دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو "تم بھی ہنس لو نہیں اڑا لو تم بھی

میرا مذاق "

لیکن اسے کیا پتہ تھا اپنے باپ کی آنکھوں کا اشارہ

سیریس لیتے وہ بھی ہنس پڑے گا یاقوت کا قہقہہ بھی

ضبط کرتے کرتے پھوٹ پڑا تھا۔

زیحال نے تینوں کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا

"تم۔۔۔تینوں کی تینوں ہو ہی گندی اولاد" اسکا بس

نہیں چلا تینوں کی بتیسی نکال باہر کرتا زمل کا بھی دل

شدّت سے چاہ رہا تھا ہنس دے لیکن وہ اپنے ہبی کے

دکھ میں برابر کی شریک تھی۔

وہ جل بھن کر اپنے کمرے میں جانے ہی لگا تھا جب

زمل کی آواز پر رک گیا۔

"ہبی۔۔۔کمرہ اوپر ہے" اسے غلط ڈائریکشن میں

جاتے دیکھ وہ بمشکل اپنی ہنسی کا گلا گھونٹ کر بولی تھی۔

"جانتا ہوں" وہ جل کڑھ کر بولتا اوپر چلا گیا حلانکہ وہ بھی جانتا تھا کہ غصّے میں وہ غلط ڈائریکشن لے رہا تھا۔ لیکن عزت نام کی کسی چڑیا کو وہ بھی جانتا تھا بھئی۔

اسکے جاتے ہی زمل نے ان تین الٹرا پروڈ ھیٹوں کو دیکھا اور جلدی سے وہاں سے کھسک لی۔

لیکن وہ تینوں ہنسنے سے باز نہیں آئے تھے پا میر تو باقاعدہ فیڈر اٹھا کر دکھا دکھا کر زیحال کو چڑا رہا تھا۔

"ممی۔۔۔فیڈر" وہ خاصی تیز آواز میں بولا تھا

"منہ توڑ دونگا تمہارا" آخری سیڑھی پر پہنچ کر بھی وہ

جلنے سے باز نہیں آیا تھا

اسکے کٹیلے جواب پر پامیر کا قہقہہ مزید گہرا ہو گیا۔ اسکے

ساتھ ہی برلاس اور یاقوت بھی برابر کے شریک

تھے۔

"زامل۔۔۔۔ تم نے کر دکھایا" اب زامل صاحب کو

داد مل رہی تھی جو بات تو سمجھ نہیں آئی تھی لیکن

اپنے خرگوش جیسے دانتوں کی نمائش بھرپور کرتا اچھل

رہا تھا۔

زمل جلدی سے زیحال کے پیچھے ہو لی یقیناً اسے دلاسے کی ضرورت تھی عزت کا فالودہ جو ہوا تھا۔

73/3

داراب شدّت سے اسکے جواب کا منتظر تھا۔ کمرے میں گہری خاموشی چھاگئی صرف ان دونوں کی سانسیں آپس میں محو گفتگو تھیں۔

"ام کو ادر پھینک کر میرے بھائیوں نے کبھی مڑ کر نہیں دیکھا۔۔۔ام کو اپنی حویلی کا نقشہ بھول گیا ہے ۔۔۔اور تم ام سے پوچھتا ہے کہ ام کو گل کے بارے

میں علم تھا؟" اسکے لہجے میں بے اختیار کرب امڈ آیا

تھا۔

یہ بھی تکلیف ملنے کا ایک نیا انداز تھا کہ اسکے ناکردہ گناہ

کو زبردستی اسی کے منہ سے سچ کروایا جارہا تھا

نکاح کے بعد سے وہاج بالاج نے ایک بار بھی مڑ کر

اسے نہیں دیکھا تھا اور گل کو لے جانے کے بعد تو جیسے

بیلاول خان کا وجود ہی انکے لئے ختم ہو گیا تھا۔ وہ یہاں

سڑ رہی ہے مر رہی ہے دونوں کو ہی جیسے فرق نہیں

پڑتا تھا۔

اور اسے گل سے نفرت کیوں ناں ہوتی۔۔۔ خان حویلی والوں نے اسے دو کوڑی کا کیا بھی تو اسی لئے تھا کہ انکی بیٹی ونی ہو کر اسکے بھائی کے ساتھ چلی گئی تھی۔ وہ کب جانتی تھی کہ وہاں جا کر اسکے ساتھ کیا ہوا کیا نہیں لیکن وہ اتنا ضرور جانتی تھی کہ اسکے وہاں جانے سے بیلا کی یہاں زندگی جہنم بن گئی تھی۔ وہ کچھ نہ کر کر بھی مجرم ٹھہرا دی گئی تھی۔

"تم ام پر یقین نہیں کر پایا۔۔۔ نہ اب ام کو ایسی توقع ہے تم سے۔۔۔ اس لئے۔۔۔ تم کو یقین کرنا ہے کرو

۔۔۔ورنہ بھاڑ میں جاؤ" وہ اسکے منہ پر پھنکارتی ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آگئی۔بال تقریباً سوکھ چکے تھے۔

لیکن دل آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔وہ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی ہیئر ڈرائیر اٹھا کر اپنے بالوں کی جانب موڑ کر کھڑی ہی تھی کہ ہاتھ بے اختیار لرزنے لگے۔مشین ہاتھ سے چھوٹ کر ڈریسنگ ٹیبل پر گر گئی۔اور وہ خود پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

داراب نے بے اختیار مڑ کر اسے دیکھا وہ بے جان سی روتی ہوئی دھیرے دھیرے فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔

اسکا رونا داراب کا دل بند کر گیا آج اسکے رونے میں وہ تڑپ تھی جو داراب کے دل کو بھی تڑپا گئی تھی۔ وہ بے بسی آخری مقام پر آتی ٹوٹ چکو تھی۔

اسے آج شدّت سے اپنے ماں باپ یاد آرہے تھے یتیمی ایک بہت بڑا امتحان ہوتی ہے یہی ماں باپ جب تک زندہ ہوتے ہیں اولاد کو انکی قدر معلوم نہیں ہوتی لیکن یہی جب دنیا سے چلے جائیں تو لگتا ہے جیسے پیچھے

رہا باقی سب بھی لے گئے ہوں دنیا بلکل خالی ہو جاتی ہے۔

"بابا۔۔۔تم۔۔۔کدر چلا گیا۔۔۔ تمارا بیٹی اس دنیا میں رل گیا بابا۔۔۔ام کو لے جاؤ ادر سے۔۔۔ام کو لے جاؤ" وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے شدّت سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔داراب نے ضبط سے لب بھینچ لئے اسکے قدم جیسے اس ایک جگہ منجمند سے ہو گئے تھے۔

"امارا کوئی نہیں ہے اس دنیا میں ۔۔۔ام کو اکیلا کر گیا

تم ۔۔۔کیو۔۔۔۔ں۔۔۔۔ کیوں بابا" وہ اپنے بال

نوچتی کس کرب اور ازیت میں مبتلا ہو گئی تھی اسکا

اندازہ شاید داراب بھی نہیں کر سکتا تھا۔

کیسے کرتا اسکے ماں باپ زندہ تھے اسے ان بچوں کا دکھ

سمجھ نہیں آسکتا تھا جن کے ماں باپ اس دنیا سے

رخصت ہو چکے ہوں۔ دنیا انکو اپنی ذاتی پراپرٹی سمجھنے

لگتی ہے جیسے چاہا جب چاہا استعمال کر لیا۔ پھر نہ کوئی

بھائی رہتا ہے نہ کوئی اور رشتہ۔

داراب وہی کھڑے کھڑے اسے دیکھتا رہا جب اسکے
چیخنے پر وہ یکدم سے لرز اٹھا تھا اور بے اختیار اسکے پاس
بیٹھتے اس کا سر اپنے سینے سے لگا گیا۔ اسکا سہارا ملتے
جیسے بیلا کے رونے میں مزید شدّت آگئی تھی۔ وہ اسکی
شرٹ مٹھی میں جکڑے مزید پھوٹ کر رونے
لگی۔

"امارا۔۔۔ماں باپ کیوں چلا گیا داراب۔۔۔وہ کیوں
ام کو دنیا کے رحم و کرم پر چھوڑ گیا" وہ اس سے پوچھ
رہی تھی جو خود بھی اس سوال کا جواب نہیں جانتا تھا۔

لیکن اتنا ضرور جانتا تھا کہ آج اس بارہ سال کی بیلا نے

اس مضبوط پہاڑی وجود کو بھی لرزا کر رکھ دیا تھا۔

"امارا تو کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔کوئی بھی نہیں

۔۔۔امارا تو سگا بھائی امارا سودا کر گیا

۔۔۔کیوں؟؟؟؟"

اسے جواب چاہئے تھا ورنہ وہ پاگل ہو جاتی تکلیف کی

شدّت آج اسکی جان لے لیتی۔

داراب نے مزید اسے اپنے سینے میں زور سے بھینچ

لیا۔

"بس۔۔۔بس چپ "

لیکن وہ نہیں ہوئی تھی اسے آج رونا تھا کھل کر رونا تھا

کوئی تو اسے سننے والا ملا تھا ورنہ آج تک یہ ساری باتیں

اسکے اندر رہ کر زہر بنتی گئی تھی جسے وہ انجانے میں باقی

سب پر نکالتی گئی۔

"اس میں رب کی مرضی تھی۔۔۔ہر ایک کو دنیا سے

جانا ہے" وہ نہایت نرمی سے بچوں کی طرح اسے

سمجھانے لگا۔

جب اسکی بات پر بیلا نے سر نکال کر اسے دیکھا اسکی آنکھوں کا اجڑا حال دیکھ داراب کے دل پر جیسے ہاتھ سا پڑا تھا۔

"تو امارا وقت کب آئے گا۔۔۔؟ ام کب ان آزمائشوں سے آزادی پائے گا" اسے نہیں پوچھنا چاہئے تھا یہ سوال، جس پر داراب کو اپنا سانس بے اختیار رکتا ہوا محسوس ہوا۔

"تم۔۔۔تم ام کو اپنی گولی سے مار دو۔۔۔ہاں۔۔۔تم ایسا کرو۔۔۔ام۔۔۔ام تم کو کچھ نہیں کہے گا۔۔۔ل

۔۔۔لیکن ام کو آج آزاد کر دو۔۔۔ام کو اپنے ماں باپ کے پاس جانا ہے" اسکی بات پر داراب نے ضبط سے چہرے کا رخ موڑ لیا۔

اسکی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کے رخسار پر بہہ نکلے۔

"داراب۔۔۔داراب تم کرو ناں یہ۔۔۔ کرو نا۔۔۔ں" اسے کچھ نہ بولتے دیکھ وہ چیخ پڑی تھی داراب نے تڑپ کر اسے پھر سے خود میں بھینچ لیا۔

"پاگل مت بنو۔۔ سمبھالو خود کو" وہ اسکے بازو کو سہلاتے اسکے سر پر اپنے لب ٹکا گیا۔ آج یہ سہارا اس ڈوبتی ہوئی لڑکی کو کنارہ دے گیا تھا وہ مزید داراب سے لپٹ کر ہچکیوں میں روتی رہی تھی۔ داراب کو وہاج اور بالاج پر بے اختیار شدید غصّہ آیا۔

جن درندوں نے اپنی بہن کو نہیں بخشا تھا وہ اسکی بہن کو کیسے بخش دیتے وہ انہی سوچوں پر مٹھی زور سے بھینچ گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔

زالے اپنے بابا کو دائیں سے بائیں چکر کاٹتے ہوئے ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی اسی وقت زمل بھی آگئی جب کمرے میں داخل ہوتے اسکی نظر اپنے ہبی جان پر پڑی۔

وہ بلیک پینٹ اور بلیک ہی بٹنوں والی شرٹ میں بلا کا ہینڈسم اور جاذب نظر لگ رہا تھا۔اوپر سے اسکی ستواں سی ناک پر بیٹھا اسکا کیوٹ سا غصّہ۔اسکے دو فٹ کے بیٹے نے صحیح ابھی سے اسے ناکوں چنے چبوا دیے تھے۔

"کسی نے بڑے غرور سے کہا تھا کہ میں سمبھال لونگا

۔۔۔اب کیوں خون جلا رہے ہیں" وہ دونوں ہاتھ

پیچھے باندھتی شرارت سے بولتی ہوئی اندر آئی۔

زیحال نے وہی کھڑے کھڑے گھور کر اسے دیکھا۔

"یہ تمہارا بیٹا اب مجھ سے پٹ جائے گا۔۔۔ساری

عزت کا کچرا کر دیا سب کے سامنے" وہ سچ میں اب

اس چھوٹے پاشا کی ٹیوننگ کرنے والا تھا۔

"خبردار۔۔۔جو میرے بیٹے کو اس نظر سے دیکھا

بھی۔۔۔مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" وہ عین تن کر

اسکے مقابل آتی انگلی دکھا کر بولی تھی۔

زیحال نے ایک نظر اسے اوپر سے نیچے ایسے دیکھا

جیسے کہنا چاہتا ہو "ایک پھونک ماری تو اڑتی ہوئی یہاں

وہاں جاتی دکھو گی "

"ہنہ۔۔۔زمل خان آفندی سے پنگا از ناٹ چنگا

۔۔۔اوکے "

اس نے کہا تھا لیڈی باس بنو وہ اسی پر اپلائے کرنے لگ جائے گی یہ اسے اندازہ نہیں تھا۔

"اچھا۔۔۔ تمہیں تو میں" وہ زمل کی کلائی تھام کر اسے ایک جھٹکے میں اپنی جانب کھینچتا اسکی گردن پر پوری شدّت سے اپنے دانت گاڑھ گیا۔

اسکی اس اچانک جان لیوا جسارت پر زمل نے تڑپ کر اسکا کالر مٹھی میں جکڑ کر اپنا سانس روک لیا تھا۔

"بیٹا نہ سہی تو اسکی ماں تو ہے ناں" وہ ایک ساتھ ہی تین چار ایسی گھری سوغاتیں دیتا زمل کے خفت سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگا۔

وہ دیکھتی رہی دیکھتی رہی آخر میں اسکے سینے پر دے دھڑا دھڑ مکوں کی برسات شروع کر دی۔

"یو۔۔۔گندے ہبی۔۔۔میں جان لے لونگی آپ کی" وہ بے رحم بنی اس پر اپنا غصّہ نکالنے ہی لگی تھی جب زیحال کا اچانک پیر پھسلتے دونوں دھڑام سے بیڈ پر جا گرے۔

وہی زالے بھی بیٹھی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی جب انکو ایسے گرتے دیکھ وہ اپنے ننھے ہاتھوں سے تالیاں بجانے لگی۔

"بیا۔۔۔ون۔۔۔ماہ۔۔۔بیا۔۔۔ون (میرے بابا جیت گئے)" حلانکہ وہ زمل کے نیچے تھا اور وہ اسکے اوپر پھر بھی زالے آفندی کیلئے اسکے بابا ونر تھے اور رہیں گے۔

"تھینک یو میرا بیٹا۔۔۔ بابا یہ جیت اپنی پرنسسز کے نام کرتے ہیں۔۔۔اممماں" وہ زالے کے گال پر چٹکی بھرتا زمل کی جانب دیکھنے لگا۔

جو اتنے قریب سے اس دشمن جان کو دیکھ سب بھول گئی تھی کبھی کبھی تو وہ اس لئے بھی اسے نظر بھر کر نہیں دیکھتی تھی کہیں اسکی اپنی ہی نظر نہ لگ جائے۔ لیکن وہ تو جیسے سارا حسن کی اپنے حصّے میں لکھوا آیا تھا۔اسے دیکھ کر دل ہی نہیں بھرتا تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہے میری وائفی" پیار سے اسکے چہرے پر جھولتی لٹ پیچھے کی۔

"یہی کہ مجھے بچپن سے پتہ ہوتا کہ میری قسمت میں آپ جیسا شخص لکھا ہے تو میں کبھی سیڈ ہی نہ ہوتی"

اسکے ذہن کے پردے پر وہ دن وہ پل ایک ایک کر کر نقش ہو چکے تھے۔

زیحال اسکے چہرے کو دیکھے گیا۔

وہ بارہ سال کی تھی جب اسکی نظر اس لڑکی پر پڑی تھی وہ تو بے رحم درندہ مشہور تھا۔ جس کے اندر دل نہیں

پتھر فٹ تھا۔ جو اپنے بھائیوں کا بدلہ لیتے لیتے اپنے آپ کو بھول گیا تھا پھر وہی بارہ سال کی بچی تھی جس کے چہرے نے اسکے اندر کے زیحال کو جگا یا تھا۔

لیکن تب وہ خود اپنے جذباتوں سے واقف نہیں تھا بھلا ایک بارہ سال کی بچی کو دیکھ وہ سب سوچا فضول تھا تب ہی وہ خود اس سے دور چلا گیا تھا۔ لیکن یہ بھی اسکی سوچ تھی اس دن کے بعد سے ایک بھی رات ایسی نہیں گزری تھی جس میں اس نے اس معصوم چہرے کو یاد نہ کیا ہو۔

اسکے بھائیوں کو ماں چاہئے تھی وہ یہ نہیں بتا سکا کہ اسکا دل خود ایک بچی پر آگیا ہے۔

اسکے اٹھارہ سال کی ہوتے قدرت نے پھر سے اسے پاشا کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ جسے دیکھ وہ اپنا ضبط توڑ چکا تھا اور آج وہ اسکے پاس اسکے پہلو میں تھی۔

"ماہ۔۔۔یو دھج دھج۔۔۔ببا (ماما آپ بابا کے ساتھ فائٹ کر رہے ہو)" وہ ننھا فرشتہ ان دونوں پر جھکے معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

جب زیحال کی نظر اس پر پڑی وہ زمل کو چھوڑے زامل کو پکڑ گیا وہ اس شیر کی کھچار میں پھنستے بری طرح سے چیخنے لگا تھا۔

"ہاں تم بتاؤ۔۔۔ تمہارا دنیا میں آنے کا مقصد ہی اپنے باپ کی عزت کا کچرا کرنا ہے ہاں؟" وہ زامل کو نرمی سے بیڈ پر پٹختا تڑخ کر پوچھ رہا تھا۔

"ناہ۔۔۔ می نالاج (نہیں میں ناراض ہوں)" وہ پہلے ہی ہتھیار پھینکتا منہ پھلا گیا۔

زمل، زالے کے ساتھ مل کر ان دونوں کی فائیٹ مزے سے انجوائے کرنے لگی۔ وہ صرف کہتی تھی کہ اسکا بیٹا ہے لیکن جب بھی ان باپ بیٹا کی ایسی کیوٹ سی تو تو میں میں ہوتی تھی تو وہ اسی طرح انجوائے کرتی تھی۔

"ناراض میں ہوں آپ سے۔۔۔آپ نے سب کے سامنے بابا کے ساتھ برا کیا" وہ اب اس چھوٹی پارٹی کو اپنے سامنے بٹھا کر اختلافات دور کر رہا تھا۔

"ناہ۔۔۔جامی۔۔۔نالاج۔۔۔ناہ(نہیں زامی سے ناراض نہیں ہوناں)"اپنے باپ کی ناراضگی سے تو اسکی جان نکلتی تھی۔

"تو پھر آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا ناں۔۔۔اب سب بابا کو ڈانٹیں گے"وہ جان بوجھ کر یہ بات کہہ رہا تھا تاکہ اسکا ری ایکشن دیکھ سکے۔اسکی توقع کے عین مطابق اس نے وہی جواب دیا تھا۔

"می۔۔۔دھشم دھیشم۔۔۔یومی ببا(میں ماروں گا سب کو آپ میرے بابا ہو)"

"تو آپ سوری کرو ورنہ میں جا رہا ہوں)" وہ واقعی بیڈ سے اترنے لگا تھا لیکن زامل لپک کر چھپکلی کی طرح اسکے سینے سے چپک گیا۔

ایک تو ننھی سی جان اس پہاڑی وجود کے آگے دکھتی بھی اور چھوٹی تھی۔

"شوئی۔۔۔می بابا شوئی (سوری میرے بابا سوری)" وہ زیحال کے گال چومتا محبت سے بولا۔زالے بھی اٹھ کر اسکی دوسری جانب آتی اپنے بابا کو پیار دینے لگی۔

ان تینوں کو ایسے دیکھ زمل کیوں پیچھے رہتی وہ بھی جھٹ سے انکے ساتھ لپٹ گئی۔ زیحال نے بازو پھیلا کر تینوں کو اپنی آغوش میں بھر لیا۔ یہاں زندگی مکمل تھی۔ اسے اور کسی کی خواہش نہیں رہی تھی۔

فارم ہاؤس پر اب تک وہی خاموشی برقرار تھی کیونکہ ایک بھی ملازم واپس نہیں آیا تھا یا شاید زریاب نے کسی کو آنے نہیں دیا تھا۔ ایک گہرے سناٹے نے

پورے فارم ہاؤس کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔یہی سناٹا تو انکے اندر بھی تھا لیکن کوئی سمجھے تو صحیح۔

تب ہی خاموش فضا میں دروازے کے چرچرانے کی آواز آئی۔وہ کندھوں پر شال لے کر جیسے ہی کمرے سے باہر نکلی اسکی نظر دروازے کے ساتھ والی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے زریاب پر گئی۔

وہ گردن دائیں جانب پھینکے گہری نیند میں تھے شاید رات بھر وہ یہی رہے تھے۔

انکو ایسے بیٹھے دیکھ سیماب کا دل حلق میں آ گیا تھا وہ

تڑپ کر انکی جانب بڑھنے ہی لگی تھی جب کچھ

الفاظوں نے اسکے قدم وہی جکڑ لئے۔

"خان تم ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔ تم کسی اور کا نہیں ہو

سکتا خان"

"کیا ہے یہ۔۔۔ طلاق کے پیپرز۔۔۔ سیماب اور

زریاب کے طلاق کے پیپرز" بات چھوٹی تھی؟ یہ

ایسے الفاظ تھے جن کو یاد کرتے ہی انکی روح پھر سے

کانپ اٹھی تھی وہ بے اختیار پیچھے کی جانب قدم بڑھانے لگی۔

آنکھوں سے سیلابی ریلا بہنے لگا تھا۔وہ پیچھے ہٹتی ہوئی سیدھا صوفے سے جا ٹکرائی جب اسکا ہاتھ لگتے ٹیبل پر رکھا فلاروااس زمین پر گر کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

اس آواز پر زریاب بدک کر پڑے تھے وہ سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے ابھی نیند سے پوری طرح بیدار ہوئے نہیں تھے کہ ذہن میں وہی باتیں گردش کرنے لگی تھی۔

"خان؟" انکے لبوں سے اپنے لئے خان سنتے سیماب کا دل بری طرح سے پھٹنے کے قریب ہوا تھا وہ سر نفی میں ہلاتی رخ ہی پلٹ گئی۔

وہ دھیرے سے لڑکھڑا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگے رات بھر ایک ہی پوزیشن میں رہ کر پورا وجود جیسے اکڑ سا گیا تھا۔ وہ پھر بھی ہمت کرتے اٹھے اور آنکھیں مسلتے خود کی حالت تھوڑی بہتر کرنے لگے۔ لیکن اگر وہ دیکھتے تو انکا پورا وجود سخت سردی کے باعث شدید بخار میں ھانپ رہا تھا۔

''خان تم'' وہ کچھ کہنے ہی لگے تھے جب سیماب کی کانپتی ہوئی آواز انکے کانوں میں گونجی۔

''تم کب تک آئے گا۔۔۔ام کو انتظار ہے تمارا'' وہ لینڈلائن پر کسی سے مخاطب تھی لیکن اسکی بات سن کر زریاب کے ماتھے پر شکنیں ابھری۔

''تم کدر جارہا ہے خان؟'' اسکے سوال پر سیماب نے زخمی نگاہوں سے انکو دیکھا۔

"اللہ کی زمین بہت بڑی ہے۔۔۔ کدر بھی چلا جائے گا ام۔۔۔ تم فکر مت کرو" وہ صرف بولی نہیں تھی وہ اپنے لفظوں سے زریاب کی روح چھلنی کر رہی تھی۔ انہوں نے بمشکل مسکرانے کی کوشش کی

"ام کو بتاؤ۔۔۔ ام لے چلتا ہے تم کو۔۔۔ جدر بھی تم بولے" وہ سر جھکائے عاجزی سے پوچھ رہے تھے۔ انکا یہی انداز تو سیماب کیلئے تکلیف کا باعث بن رہا تھا وہ ایک طرف ٹوٹے ہوئے حالات کے مارے لگ رہے تھے۔

لیکن وہ قیامت جو انہوں نے اس پر ڈھائی تھی اسکا اثر

ان سب سے زیادہ طاقتور تھا۔

"تم رہنے دو۔۔۔زریاب خان۔۔۔تم مجبور ہے اپنے

گھر والوں کے آگے۔۔۔اضافی تو امار او جود تھا تمارے

لئے۔۔۔توام چلا جائے گا کہیں بھی "

وہ کیوں رحم نہیں کر رہی تھی ان پر۔وہ تو سمجھ لیتی۔

زریاب کو اپنی سانسیں بے اختیار اٹکتی ہوئی محسوس

ہوئی وہ پھر بھی خود کو نارمل شو کرتے رہے۔

"تم غصّہ ہے ناں۔۔۔ام معافی مانگ لے گا۔۔۔بتاؤ ۔۔۔کیسے معاف کرے گا تم" وہ ہر عمل کرنے کو تیار تھے وہ قدموں میں گرنے کا کہتی تو آج زریاب خان اسکے قدموں میں بھی ڈھیر ہو جاتے۔

سیماب نے گہری نظر انکے بکھرے وجود پر ڈالی ڈارک براؤن پینٹ پر بلیک بٹنوں والی شرٹ جس کے اوپر والے دو بٹن کھلے تھے گریبان بے ترتیب تھا شرٹ کا ایک سرا پینٹ سے باہر منہ چڑا رہا تھا۔

ماتھے پر بکھرے سلکی سیاہ بال اور بے رونق چہرہ یہ وہ تو زریاب نہیں تھے جو اپنے کف تک کھلے نہیں نہیں چھوڑتے تھے۔آج وہی کف بے ترتیب سے مڑے پڑے تھے۔

وہ بے ساختہ نظر چرا گئی۔زریاب آگے بڑھ کر اس سے کچھ کہنے ہی والے تھے جب لاؤنج میں داخل ہوتے داراب پر انکی نظر پڑی۔

اسکی نظر بھی زریاب پر جو نہی پڑی اسکا کلیجہ منہ کو آگیا یہ اسکے لالا تھے؟وہ تڑپ کر ان کی جانب بڑھنے ہی لگا

تھا جب اسکی سماعتوں میں سیماب کے کچھ دیر پہلے

والے الفاظ گونجے۔

"آج تم امارا بھائی بن کر ام کو لے کر جائے گا۔۔۔ایسا

کر سکتا ہے ام کو ادر سے لے جاؤ۔۔۔ورنہ ام خود

کہیں چلا جائے گا "

وہ بے اختیار اپنے دل کو قابو کر گیا۔ لیکن کیسے سامنے

اسکے لالا تھے اور وہ بھی مجبور تھا

"چلیں سیم ؟" وہ سیماب کی جانب مڑ کر اس سے

مخاطب ہوا

"کدر۔۔۔کدر جا رہا ہے تم؟" وہ سچ میں سیماب کو داراب کے ساتھ جاتے دیکھ تڑپ کر آ گے آئے۔

"ام کوزی کے گھر چھوڑ دو داراب۔۔۔ایک وہی جگہ ہے جہاں کوئی نفرت نہیں کرتا کسی سے۔۔۔اور نہ ناانصافی کرتا ہے"

اسکے الفاظ خنجر کی طرح زریاب کے دل پر لگے تھے داراب اسے لے کر باہر نکل گیا جب اسے جاتے دیکھ زریاب تڑپ کر اسکے پیچھے گئے۔

"خان۔۔۔امارا بات سنو" وہ نہیں رکی تھی وہ شال اچھے سے لپیٹتی داراب کی جیپ میں بیٹھ چکی تھی۔

"خان۔۔۔ام تم سے کہہ رہا ہے۔۔۔مت جاؤ ۔۔۔ام کو ضرورت ہے تمارا" انکے لہجے میں واضح تڑپ تھی داراب نے سیماب کی جانب دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو "میرے بھائی پر رحم کریں"

لیکن وہ پتھر بنی نگاہیں پھیر گئی اسکا جواب مل چکا تھا

تب ہی داراب نے بند دل کے ساتھ جیپ سٹارٹ کر لی۔

"خان۔۔۔مت جاؤ۔۔۔خان سن لوام کو" انکی سانسیں سینے میں ہی اٹک رہی تھیں لیکن وہ ہمت کرتے بول رہے تھے داراب نے جیپ کی سپیڈ کم رکھی تھی شاید اس لڑکی کا پتھر دل پگھل جاتا لیکن وہ تو جیسے آج قسم کھا کر بیٹھی تھی۔

"خان۔۔۔ام تم سے ہاتھ جوڑ کے معافی مانگتا ہے ۔۔۔ام کو سن لو۔۔۔ام گھٹ گھٹ کے مر جائے گا خان" آنکھوں سے خاموش گرم سیال بہنے لگا تھا۔ آواز میں کپکپاہٹ تھی۔

"خا۔۔۔ن۔۔۔ام مر جائے گا۔۔۔ام کو سن لو" وہ
آخر میں دھیمے پڑتے بے جان سے ہوتے وہی بیٹھتے
چلے گئے۔ لیکن جیپ نہیں رکی دارا ب روکنا چاہتا تھا
لیکن سیماب نے اسکی جانب جن نظروں سے دیکھا تھا
وہ مجبور ہوتے جیپ فارم ہاؤس سے نکال لے گیا۔
وہ وہی بیٹھے اپنی قسمت کا ماتم کرنے لگے تھے یہی تو
اب انہیں کرنا تھا۔ لیکن جو آنسوں نکل چکے تھے وہی
تھے آگے تو جیسے آنکھیں بھی خشک ہوتی ایک بھی
آنسوں بہانے سے قاصر تھیں وہ شل ساکت بیٹھے

رہے جب کہ ٹھنڈی ہواؤں کے سرد جھونکے انکے
جلتے وجود کو مزید جھلسانے لگے تھے۔

شام کی مدھم روشنی فارم ہاؤس کے پچھلے لان میں
پھیل رہی تھی۔ گھاس پر لگی فیری لائٹس پورے
ماحول کو نرم سنہری چمک میں نہلا رہی تھیں۔
درمیان میں رکھی لمبی لکڑی کی میز پر رنگ برنگی موم
بتیاں جل رہی تھیں، جن کی خوشبو ہوا کے ہر جھونکے

کے ساتھ پھیل کر ایک خاص سا سکون دے رہی تھی۔

برلاس ہمیشہ کی طرح سب سے پہلے پہنچا تھا۔ ہاتھ میں کیتلی پکڑے، وہ چائے بنا رہا تھا جو گھر میں کسی کام کو ہاتھ تک نہیں لگاتا تھا وہ یہاں بسب کیلیئے الیکٹرک کیتلی میں چائے بنا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اپنی مخصوص شرارت بھری مسکراہٹ تھی۔

"آخر کار تم لوگ آ ہی گئے!" وہ بلند آواز میں بولا جب باقی دوست ایک ساتھ لان میں داخل ہوئے۔

منہا ہنستے ہوئے آگے بڑھی۔

"مجھے لگ رہا تھا آج ک دعوت میں تمہارے ہاتھ کی چائے ملے گی"

برلاس نے مصنوعی سا اسے گھورا وہ اسکے دوست کی جی ایف ہونے کے عہدے پر فائز تھی۔تب ہی وہ اسے عزت سے پکارتا تھا۔

"ہنہ۔۔۔خوش قسمتی ہے تم لوگوں کی جو برلاس شاہ کے ہاتھ کی چائے مل رہی ہے ورنہ میں اپنے ہاتھ کا

زہر بھی نہ دوں کسی کو" وہ سر جھٹکتے ایک شان سے بولا تھا

سب نے بیک وقت "اووووو" کا شور مچایا۔

حارس ہاتھ میں چپس کا بڑا پیک لیے آیا اور زور سے بیچ میں بیٹھ گیا۔

"یہ بتاؤ کہ آج پلان کیا ہے؟ تم نے تو واٹس ایپ پر صرف یہی لکھا تھا کہ 'آج سب کے چہرے خوش ہونے چاہئیں اب یہ کس قسم کا فلسفہ ہے بھئی؟"

برلاس کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"خواتین و حضرات۔۔۔بتانا یہ تھا کہ آج برلاس شاہ

۔۔۔ریس اپنی بائیک سے جیتے گا "

اسکی بائیک کا سنتے ہی سب کی آنکھیں چمک اٹھی تھی

کیونکہ وہ بھی اسپیشل اسکے باپ نے اسکے لئے خود

موڈیفائے کی تھی۔

ماحول ایک دم نرم سا ہو گیا۔

اسی لمحے ایک اور دوست اسپیکر آن کر کے آیا،اور ہلکی

مگر مزے دار بیٹ بجنے لگی۔سب کے چہرے مزید

کھل گئے۔

برلاس نے چائے کے کپ سب کے سامنے رکھے،

اور خود اپنا کپ اٹھالیا

"دوستوں کے نام... جو ہمارے ہر اچھے برے دن کو

قبول کرتے ہیں، اور پھر بھی ساتھ چلتے ہیں۔ "

سب نے یک زبان ہو کر کپ ٹچ کیے۔

ٹھنڈی شام، ہلکی موسیقی، ہنسی، ٹھنڈی ہوا اور مٹی کی

خوشبو... اور درمیان میں بیٹھے وہ پانچ لوگ جن کے

درمیان دوستی ایسی تھی جیسے کسی کہانی کا سب سے

خوبصورت موڑ۔

لیکن تب ہی ایک شخص ہڈی میں چہرہ چھپائے زرد بلب کی روشنی میں نمودار ہوا اسکی آنکھوں کا رنگ اس زرد بلب میں مزید وحشت کا لبادہ اوڑھ گیا تھا۔

"یہ تو واقعی عام سا چھوٹا بچہ ہے۔۔۔اسے پکڑنا آسان ہے" زارک کی نگاہیں برلاس کے چہرے پر ہی ٹکی تھیں کسرت سے کی گئی جم نے بھلے اسکے جسم کو مکمل کر دیا تھا کہ وہ لمبے قد کاٹھ والا خوبصورت نوجوان لگتا تھا لیکن اسکے شغل میلے اب بھی بچوں جیسے تھے

زارک کی بات پر اسکے کانوں میں لگے ایئربڈز سے
ابراہیم کی پر سکون سی سانس خارج ہوئی۔
"اسے عام نہ سمجھو۔۔۔وہ ہماری کامیابی کی چابی
ہے"
"تو پھر رکھیں فون۔۔۔میں ذرا اس چابی کا اچھے سے
جائزہ لے لوں" وہ تیکھی سپاٹ نگاہوں سے برلا اس کو
دیکھتا کال بند کر گیا۔

73/4

وہ فون رکھتے اپنی گاڑی سے ایک اسٹینڈ اٹھا کر سائیڈ
کندھے پر لٹکا گیا اس میں کچھ چپس کے پیکٹ تھے جو
اس نے راستے میں آتے ہوئے خرید لئے تھے۔ یقیناً

وہ انہی کے ذریعے برلاس شاہ کے قریب جانا چاہتا

تھا۔

وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھتا انکے قریب ہوتا گیا۔
وہ سب آپس میں بیٹھے ہنسی مذاق کر رہے تھے جب
ان سب کو اس کی آواز سنائی دی۔
"صاحب یہ چپس لیں گے آپ؟" وہ ایک دوست
سے پوچھ رہا تھا۔ جو برلاس کے ہی گینگ کا حصّہ تھا
سب خاموشی سے اسے دیکھنے لگے حیران اس لئے

تھے کہ وہ کھلے گیٹ سے کیسے اندر آگیا تھا وہ بھی چپس

بیچنے۔

"واٹ۔۔۔۔ یہاں بھی یہ سب ہونے لگا ہے؟" وہ

لڑکا واقعی بہت حیران ہوا تھا۔ باقی سب کی تو ہنسی

چھوٹ گئی تھی جب اس دوران وہ اولیو گرین نگاہیں

اوپر اٹھتی برلاس پر گئیں۔

وہ بھی ہنسنے میں سب کے ساتھ ہی شامل تھا۔

"لے لیں۔۔۔۔ صاحب گھر پر میرے بیوی بچے

بھوکے ہیں" وہ بچارگی کی ہر حد پار کر گیا تھا اب سب

کی ہنسی تقریباً سمٹ چکی تھی۔ سب ہی سنجیدہ ہو چکے تھے۔

برلاس نے اپنا والٹ نکالا اور چند کڑک ڈالرز کے نوٹ نکال کر اس کے اسٹینڈ پر رکھ دیے۔

"آپ یہ بھی لے جائیں۔۔۔ ہمیں نہیں چاہیے" وہ نرمی سے مسکرا کر اسکا کندھا تھپتھپا کر ہٹا ہی تھا جب زارک کے موبائل پر رنگ ہونے لگی سب نے بیک وقت اسے دیکھا۔ وہ ہڑبڑا کر فون کٹ کرنے ہی لگا تھا

جب اسکے ہاتھ میں اتنا مہنگا فون دیکھ سب حیران رہ گئے۔

ایک چپس بیچنے والے کے پاس اتنا مہنگا فون ہونا یقیناً بہت ہی عجیب بات تھی۔ بر لاس نے پھر بھی سر جھٹک کر اسے باہر جانے کا راستہ دیا زار ک سیدھے قدموں باہر نکل گیا اور جاتے سائیڈ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھتے زن سے اڑا لے گیا۔ مبادہ وہ سب اس سے پہلے اس کے پاس اتنی مہنگی گاڑی بھی دیکھ لیں۔

"واؤیار۔۔۔ایک چپس بیچنے والے کے پاس مجھ سے

مہنگا فون" منہا سب سے زیادہ حیران تھی شاید دکھی

بھی وہی لڑکیوں کے دکھ کہ ہم سے کوئی اچھا نہ دکھے

نہ چیز اچھی رکھے۔

"کیونکہ۔۔۔وہ کیوں نہیں لے سکتا۔۔۔محنت سے

کما کر لے لیا ہو گا۔۔۔خواب سب کے ہوتے ہیں اور

انہیں پورا کرنے کا حق بھی سب کو ہی ہوتا ہے"

برلاس نے بنا لگی لپٹی اسکی طبعیت صاف کی۔

"یہ صدا کا چڑ کر ہی بیٹھا ہوتا ہے۔۔۔ شادی نہ ہوئی ہوتی تو دیکھتا میں۔۔۔ کیسے لڑکیوں سے شیریں بن کر بات کرتا" اس کی بات پر سب ہی بیک وقت قہقہہ لگا کر ہنس پڑے

برلاس نے کافی کا مگ لبوں سے لگا کر پر سکون سا گھونٹ بھرا۔ اور پھر اگلے ہی پل صرف ایک ہی گردن اسکے ہاتھ میں آتے باقی سب کی سانسیں وہی رک گئی۔

"میں حرام نہیں کھاتا۔۔۔مائے ڈئیر بیسٹ فرینڈ" وہ لفظوں پر زور دیتے کافی ٹھہرے لہجے میں مخاطب ہوا تھا۔

سب اسکے یوں یکدم سے بدل جانے پر کبھی کبھی بے حد حیران ہوتے تھے لیکن کوئی بھی آج تک حقیقت نہیں جان پایا تھا صرف اتنا پتہ تھا کہ اسے اونچی آواز سے سخت نفرت تھی۔

"و۔۔۔وہ۔۔۔۔ تم نے پارٹی تو دی نہیں تمہارے بابا ریس جیت گئے تھے ناں" منہا نے اسکا دھیان

بھٹکانے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب بھی ہوگئی کیونکہ اس ایک شخص کے نام سے ہی برلاس شاہ کو سکون مل جاتا تھا۔

"کیوں نہیں۔۔۔اسکے لئے یہ روکھی سوکھی پارٹی نہیں ہوگی۔۔۔کسی فائیو سٹار ہوٹل میں پورے زورو شور سے کریں گے" یہ بھی صرف ایک فارمیلٹی تھی ورنہ جس فارم ہاؤس میں اس وقت وہ لوگ موجود تھے وہ بھی کسی لگژری ہوٹل سے کم نہیں تھا۔

"یہ ہوئی ناں بات۔۔۔ویسے ایک بات بتاؤ

۔۔۔تمہارے بابا اتنے ینگ کیسے ہیں آئی مین

۔۔۔جب میں نے انکو ریس میں دیکھا میں تو شاکڈ رہ

گئی۔۔۔وہ تو تمہارے بھائی لگ رہے تھے سیریسلی"

وہ ازحد حیران ہوتی وہ سوال پوچھ ہی گئی جو اسکے پیٹ

میں درد کر رہا تھا۔

"اس بات پر نو کمنٹ" وہ مسکرا کر بات کو رفع دفع کر

گیا کیونکہ وہ اپنی حقیقت کسی کو نہیں بتاتا تھا۔اس

شخص کو لے کر اسکی پوزیشن کا لیول یہ تھا کہ اسکی

بات بھی کوئی اور نہ کرے۔وہ حق بھی صرف برلاس شاہ کو تھا۔

"یار اپنے چھوٹے بھائی کو لے کر آنا۔۔۔سیریسلی اتنا کیوٹ ہے دل کرتا ہے کھا جاؤں اسکو"شیری کو زامل صرف ایک بار ملا تھا تب سے وہ اس انوکھے بچے کو بھولا نہیں تھا۔

"وائے ناٹ نیکسٹ ٹائم اسے بھی ساتھ لاؤں گا"وہ مسکرا کر اپنے موبائل پر جھکنے ہی لگا تھا جب گیٹ سے ایک گاڑی نمودار ہوتی دکھائی دی۔

سب نے بیک وقت اس جانب دیکھا جب ایک ہینڈ سم باڈی گارڈ گاڑی سے اترتا ہوا دکھائی دیا۔

سادہ سی بلیک پینٹ شرٹ جس کی آدھی بازو سے اسکے ٹھوس بائسپس بھرپور نمایاں ہو رہے تھے۔

اسے اس وقت لڑکیوں میں مزید جاذب نظر بنا رہے تھے۔

وہ ہمیشہ کی طرح ایک مغرور سی چال چلتا ہوا آگے آیا اور برلاس کے سر پر کھڑا ہو گیا۔

"گھر چلو" بلیک شیڈو کی بات پر برلاس کو اچھو لگا۔

"آپ کیوں لینے آئے ہیں مجھے۔۔۔میں خود آ جاتا

گاڑی تھی میرے پاس" اسے تو ابھی دوستوں کے

ساتھ مزید آوارہ گردی کرنی تھی۔

"پاشا کا حکم ہے وقت کافی ہو گیا ہے" برلاس کی

بھنویں سکڑ گئی۔اب اس پر بھی سکیورٹی نافذ ہو گی اوہ

گاڈ وہ سر بے اختیار ٹیبل پر گرا گیا لیکن یہ جو باڈی گارڈ

تھا اسے صرف ایک حکم چاہیئے تھا پاشا کا۔اب برلاس

کے انکار کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا اس لئے اسے جانا

تھا۔

"اوکے گائیز۔۔۔پھر ملتے ہیں" وہ سب سے مل کر گاڑی کی جانب بڑھ گیا جب بلیک شیڈو نے اسکی گاڑی کے بجائے اپنی گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

برلاس نے جل بھن کر اسے دیکھا۔

"میرے پاس بھی ہے گاڑی "

"لیکن جانا اس میں ہے" وہ تابعداری کی ہر حد عبور کر رہا تھا۔ برلاس نے جھٹ سے دانت پیسے۔

"میری گاڑی یہاں انڈے دے گی؟ میں کیوں چھوڑ کر جاؤں اسے؟" اسے غصّہ آرہا تھا بھئی۔

لیکن اگلے ہی پل اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں بلیک شیڈو نے اسکی بائیک اٹھا کر اپنی گاڑی کی چھت پر رکھتے رسی سے باندھ دی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر دیا؟" برلاس کو اپنی جان کی یہ بے حرمتی ہوتے دیکھ عنقریب ہارٹ اٹیک ہونے والا تھا۔

"اب چلیں؟" وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا جبکہ برلاس دنگ رہ گیا تھا کیا تھا یہ بندہ کتنی آسانی سے ہیوی بائیک اٹھا گیا تھا وہ تو تھا بھی جم لوور اسے ایسے لوگ بھی

پسند تھے۔ وہ بلیک شیڈو کے قریب آتے اسکے بائسپس کے ساتھ اپنے بائسپس کو ملا کر دیکھنے لگا۔

"نووو و۔۔۔ مجھ سے زیادہ کیسے ہو سکتے ہیں؟" اسے تو تقریباً صدمہ ہی لگ گیا تھا۔ وہ تو اپنے بھائیوں کو نہیں بخشتا تھا اسے کیسے بخش دیتا۔ "بچے ہوا بھی" وہ برلاس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔

برلاس نے سارے راستے اسکے کانوں سے بول بول کر ریشہ نکال دیا تھا کہ وہ جیسے برلاس شاہ سے زیادہ

باڈی بنا سکتا تھا بلیک شیڈ و کو اسکا یہ بچپنا بے حد کیوٹ لگا تھا۔ وہ اپنی دھیمی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسکے کلمے سارے راستے سنتا گیا۔

"ڈونٹ وری۔۔۔ وہ حرکتوں سے بھی بچہ ہی ہے کافی نرم دل ہے" زارک کی بات پر ابراہیم دل کھول کر قہقہہ مارنے لگا اسے خوشی ہو رہی تھی ایسی اپڈیٹس پر جو اس کے مطابق اسے مل رہی تھی۔

"ہاہاہا۔۔۔یہی چیز چاہئے تھی مجھے۔۔۔بے وقوف ہے یہ تو۔۔۔اسے پکڑنا آسان ہے بس نظر رکھو ۔۔۔وہاں پاشا کی نظر اس سے ہٹی اور یہاں یہ ہمارے قبضے میں" وہ ہاتھ کی مٹھی میں بر لا اس کو بند کرتا اسے کچل گیا تھا۔

کتنا آسان تھا اسے کچل دینا لیکن ہر آسانی سے ہو جانے والی چیز حقیقت میں اسکے کافی بر عکس ہوتی ہے یہ بھی کوئی کوئی ہی سمجھ سکتا تھا۔

"تو آپ اب بے فکر رہیں۔۔۔ جلد ہی ہر چیز کلئیر ہو گی" وہ ابراہیم کو دلاسہ دیتے کال بند کر گیا۔اس وقت وہ اپنی گاڑی میں ہی موجود تھا جب اسکی نظر اپنی گاڑی کے سامنے گھومتے ہوئے چوزے پر گئی۔

وہ رات کے اس پہر یہاں وہاں سڑک پر گھوم رہا تھا لیکن زارک کو وہ چوزہ دیکھنے سے زیادہ اسکی باڈی شیپ پر حیرت ہوئی۔وہ عام چوزوں سے بے حد مختلف تھا لیکن حرکتیں بلکل ویسی ہی تھیں۔جیسے اس جانور کی ہوتی ہیں۔

زارک گاڑی سے اتر کر اسکے قریب چلا آیا اور اسے ہاتھ میں اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"رات کے اس وقت کونسی معشوقہ ڈھونڈنے نکلے ہو میاں" اسکا لہجہ کافی سرسری سا ہلکا پھلکا تھا شاید زندگی میں پہلی بار اس نے کسی سے اتنے نرم لہجے میں بات کی تھی۔

"چیں چیں۔۔۔" وہ چوزہ اسکی بات پر برا مانتا اسکی ناک پر زور سے اپنی چونچ مار گیا زارک اسکے حملے سے

پہلے ہی سر پیچھے پھینک گیا تھا۔کیسے ممکن تھا ایک چوزہ اس شیطان کو نقصان پہنچادے۔

"آ۔۔۔آں۔۔۔بری بات۔۔۔زندگی پیاری نہیں ہے تمہیں" وہ اسکے سر کو پچکارتے نرمی سے بولا۔

اسکے انداز میں کچھ چھلکا تھا اسکی انگلی دھیرے دھیرے اس چوزے کے سر پر دباؤ دینے لگی تھی۔

"اے۔۔۔کون ہو تم۔۔۔چھوڑو میرا چوزہ" اسی وقت ظاعنہ وہاں پہنچ گئی۔اور جھپٹ کر اس درندے سے اپنا چوزہ چھین کر پاکٹ میں ڈالا۔

"ہمت کیسے ہوئی اسے ہاتھ لگانے کی مسٹر

۔۔۔ تمہیں اپنے ہاتھ پیارے نہیں ہیں؟" اپنے

چوزے پر بات آنا مطلب ظاعنہ ورک کی جان پر

بات آنا۔

"تو آپ بھی اسے قابو میں رکھیں۔۔۔ خامخواہ کسی کی

گاڑی کے نیچے آکر لقمہ بن جاتا" وہ سنجیدگی سے بولتا

اپنی گاڑی کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا جب وہ اچانک بیچ

میں آتی اسکا راستہ روک گئی۔

"لقمہ بنانا اتنا آسان نہیں۔۔۔راستہ ناپو اپنا" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی درشتگی سے وارن کرتی سر جھٹک کر وہاں سے غائب ہو گئی۔

زارک نے مڑ کر اس لڑکی کو دیکھا۔جواب کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی زمین کھا گئی تھی یا آسمان لیکن وہ حیران نہیں ہوا۔

"عجیب" وہ بس ایک لفظ بول کر اپنی گاڑی میں آ بیٹھا جب اسکی گاڑی سٹارٹ ہوتے انہی دو سبز آنکھوں

نے اسے دیکھا۔ایک سرد تاثر سا اسکی آنکھوں میں لہرا گیا۔

سب لوگ خاموشی سے بیٹھے تھے کسی کی سانس تک کی آواز بھی نہیں آرہی تھی سب کی نظریں سیماب پر ٹکی تھیں جو سب کے بیچ ہو کر بھی گم سم سی بیٹھی تھی گل تو اسے دیکھ کر ہی بہت خوش ہوئی تھی۔

"خانم۔۔۔آپ کچھ لیں گی؟"اس نے ڈنر بھی نہیں کیا تھا اس ایک کی وجہ سے باقی سب بھی بھوک ہڑتال کر کر بیٹھے تھے۔

"نہیں۔۔۔ام کو کوئی کمرہ بتاؤ۔۔۔ام سونا چاہتا ہے"

اسکے جواب پر سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"وائفی۔۔۔ڈنر لگاؤ۔۔۔سب ڈنر کریں گے پہلے"

لاؤنج میں داخل ہوتا زیحال اسکی بات سب چکا تھا تب

ہی سنجیدگی سے حکم صادر کرتے اپنے کمرے میں فریش ہونے چلا گیا۔

اب جب اس نے کہہ دیا تھا تو ایسا ہونا تھا کیونکہ یہاں وہ سربراہ تھا۔ سیماب مجبوراوہی بیٹھی رہی اور سب کے ساتھ ہی ڈنر کر کر اپنے کمرے میں گئی تھی۔

"لگتا ہے۔۔۔ کچھ ہوا ہے لالا اور خانم کے بیچ ورنہ وہ اتنی سیڈ نہ ہوتیں ناں" مشی کو سیماب کا غم کھائے جا رہا تھا۔

جھگڑا تو ہر میاں بیوی میں ہوتا ہے "

"نہیں تو۔۔۔ ہبی تو مجھ سے نہیں لڑتے" زمل کی زبان کے بریک فوراً سے کومل کی بات پر فیل ہو گئے۔

مشی اور کومل نے بیک وقت اسے دیکھا

"بہن تم ہو ناں کافی ان سے لڑنے کیلئے۔۔۔ وہ تو بچارے معصوم سے ہیں" مشی کی بات پر زمل نے اسے گھور کر دیکھا معصوم اور اسکے ہبی؟ توبہ توبہ وہ کانوں کو ہاتھ لگا گئی تھی۔

"یہ آئرہ میڈم کہاں گم ہیں۔۔۔ کھانا کھاتے کمرے میں چلی گئی" کومل کو آج تک آئرہ کے ساتھ تھوڑے مسلے پیش آتے لگ رہے تھے۔

"برلاس کیلئے تیار ہو رہی ہو گی" مشی کہاں پیچھے رہنے والی تھی اسکی بات پر وہ تینوں بے شرموں کی طرح ہنسنے لگیں۔

اسی وقت برلاس کی انٹری نے ان تینوں کے ہوش اڑا دیے تھے۔

"کون تیار ہو رہا ہے میرے لئے؟" وہ انکا یہ جملہ بخوبی سن چکا تھا تب ہی بھنویں مٹکاتے پوچھنے لگا۔ زمل مشی اور کومل نے ایک دوسری کو دیکھا جیسے پوچھ رہی ہوں کیا جواب دیں۔

"تم کہاں سے آوارہ گردیاں کر کر آرہے ہو؟" زمل نے بات گول مول کرنے کے چکر میں اسکے کان پکڑ لئے۔

"اوہ مائے مدر انڈیا۔۔۔ میں دوستوں میں تھا" اپنے کان پر درد محسوس کرتے وہ تڑپ کر بولا تھا۔

"توگھر آنے کا خیال تمہیں تھا یا نہیں "

"تھا ناں ۔۔۔نہ بھی ہوتا تو آپ کے نامدار شوہر نے چھوڑ دیا ایک سایہ میرے پیچھے "اسکے جل کڑھ کر بولنے پر زمل اور باقی سب کو حیرت ہوئی برلاس اب سیدھا کھڑا اپنے کان کو پچکار رہا تھا۔

"کون سایہ ؟"بیک وقت پوچھا۔

" وہی باڈی گارڈ۔۔۔وہ ناں ۔۔۔پکا اپنی باڈی میں ہوا بھر کر رکھتا ہے ۔۔ بھلا اتنی زیادہ جم۔۔۔مجھ سے زیادہ۔۔۔کیسے "اوہ اسکا دکھ پھر سے جاگ گیا تھا وہ

پریشان سا سر کھجاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ تینوں اسی طرح سٹپچور ہیں۔

"یہ نہیں سدھرے گا" زمل سر جھٹکتی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کومل اور مشی نے اسکا سر کھالیا تھا کہ جا کر پتہ کرو سیماب اور لالا کے بیچ کیا ہوا ہے۔

وہ سارا کام ختم کروا کر اب آرام سے کمرے میں آئی تھی سامنے ہی زالے اور زامل بیڈ پر اپنا جہیز پھیلائے

کھیل میں مصروف تھے اور زیحال اسے کہیں نہیں دکھا تھا۔

یقیناً وہ اسٹڈی روم میں ہوگا یہی سوچ کر وہ اسی جانب چلی گئی۔ اسکی توقع کے عین مطابق وہ وہی تھا اور لیپ ٹاپ پر تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے اپنا کام کر رہا تھا۔ زمل ایک نظر اسے دیکھتی رہی پھر دھیرے سے جا کر اسکے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

زیحال کی انگلیاں رکی نگاہیں اٹھی اور اسے دیکھا وہ لڑکی اسکی آنکھوں اور دل کی ٹھنڈک تھی دیکھتے ہی زیحال کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"سونا نہیں ہے؟" وہ نرمی سے استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"تم چلو میں تھوڑا کام ہے وہ ختم کر کر آیا" وہ اسکے ہاتھ چومتا محبت سے بولا زمل سر ہلاتی باہر نکل گئی۔ وہ کام میں مصروف نہ ہوتا تو وہی پوچھ لیتی لیکن اب اسے انتظار کرنا تھا اسی دوران وہ زامل زالے کے کھلونے سمیٹ کر ان دونوں کو بستر پر ڈال گئی۔

"ممما۔۔۔می نینی۔۔۔ببا تشی (ماما میں سو جاؤں تو بابا آپ کو کسی کریں گے)؟" زامل کا سوال سنتے زمل کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی۔یہ اس نے کیا پوچھ لیا تھا۔

"یہ کس نے کہا آپ سے؟" تڑخ کر پوچھا

"می آئج (میری آنکھوں نے دیکھا)" آہ ایک تو اسکی بٹن سی آنکھیں کیا سوتے ہوئے بھی کھلی ہوتی تھیں

زمل کا شرم سے ڈوب مرنے کا دل چاہا۔

"نو۔۔۔ایسی باتیں نہیں کرتے سو جاؤ" وہ اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھتی گھور کر بولی۔

"کیا کہہ رہا ہے یہ ؟" زیحال اسی وقت اپنے موبائل پر کچھ کام کرتے ہوئے آیا تھا

"کچھ نہیں۔۔۔ آپ ناں۔۔ آج سے وہاں سوئیں گے" اس نے کلس کر کاؤچ کی جانب اشارہ کیا۔

زیحال نے ایک نظر اسے اور پھر کاؤچ کو دیکھا جب اسکے ذہن میں کچھ خوبصورت یادیں گردش کر گئیں۔

"وہاں سونا کس نے ہے وہ تو پنشمنٹ دینے کیلئے ہے" وہ بات کو مذاق میں اڑا رہا تھا جبکہ اسکی بات پر زمل کا چہرہ یکدم سے سرخ قندھاری پڑ گیا۔

"شٹ اپ ہبی۔۔۔آپ آج سے وہاں سوئیں گے خبردار جو ہمارے بیڈ کے قریب آئے بھی" وہ فل لڑاکا بیوی کے موڈ میں تھی زیحال کو یکدم سے اچھو لگا۔

"ہمارا بیڈ؟ کیوں خریدا ہے تم تینوں نے؟ پورا گھر اپنے نام کرلو یہ بیڈ ہمارا رہے گا" ہاں یہاں اسکی وائفی جو پاس ہوتی تھی۔

"ہبی۔۔۔نہ کریں۔۔۔میں سیریس ہوں۔۔۔"

"میں بھی سیریس ہوں" وہ صاف لفظوں میں یہ نہیں کہہ سکا کہ یہاں مجھے تمہارے قریب آنے کا موقع ملتا ہے۔

"آپ کو پتہ ہے یہ کیا کہہ رہا تھا ابھی؟"

"اب کیا فرمادیا تمہارے صاحبزادے نے؟" دوبدو پوچھا۔

"یہی کہ یہ سو جائے تو آپ" وہ بولتے بولتے یکدم سے رک گئی ڈھیروں شرم نے ایک ساتھ اسے آن گھیرا۔ زیحال بھی اسکے چہرے پر آتے حیا کے رنگ بخوبی دیکھ رہا تھا۔

"تو میں؟" وہ آبرو اچکائے اسکی حیا سے محفوظ ہوتے پوچھنے لگا۔

"توآپ اپنی بے شرمی دکھائیں گے" وہ جان چھڑانے والے انداز میں اتنے کیوٹ طریقے سے بولی تھی کہ زیحال کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہو گیا اسکے ہنستے ہوئے نظارہ اور دلکش ہو گیا تھا۔

"یہ تو میرے بیٹے نے بلکل صحیح فرمایا۔۔۔تو پھر صبح آفس اور کالج لیٹ؟" اسکی بات پر زمل کی طرف سے کشن کا خطرناک حملہ ہوا تھا لیکن وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا کشن کیچ کر کر الٹا اسے فلائے کس دینے لگا۔

زامل زاالے باری باری فیڈ کر کر سو گئے تھے زیحال

انکی نیند کا خیال کرتے سائیڈ میں آکر زمل کو اپنے

ساتھ لگائے لیٹ گیا۔ہاں یہ صرف ایک بیڈ نہیں تھا

اس پر موجود چار لوگوں کا کل جہاں تھا ہر رات یہاں

انکے قہقہے گونجتے تھے اسکی محبت بھری آواز گونجتی

تھی۔

"ہبی "

"یس ہبی کا بے بی" اسکی گردن میں چہرہ چھپائے

محبت سے جواب دیا۔

"اب بتائیں حویلی میں کیا ہوا تھا" وہ رخ پلٹ کر اب
اسکی جانب متوجہ تھی زیحال کے چہرے پر سرد تاثر
سا لہرا گیا۔اس نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی اب
زمل اسکے بازو پر تھی اسکا ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ
پورے حق سے زیحال پر رکھی تھیں اور وہ منتظر تھی
زیحال نے دھیرے دھیرے اسے سب بتا دیا جسے سن
زمل جیسے کچھ دیر تو بولنے کے قابل نہیں رہی تھی
اتنی بڑی قیامت سیماب پر گزری تھی ایسے میں اسکا
پتھر بننا اسکا حق تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی۔۔۔بابا آخر چاہتے کیا ہیں وہ

کیوں اپنے بچوں سے ایسے امتحان بار بار لیتے ہیں جس

میں وہ خود تو جیت جاتے ہیں لیکن اپنی اولاد کو ہار دیتے

ہیں" اسکا لہجہ شکستہ خوردہ تھا زمل کو اسکا دکھ محسوس

ہوا۔

"ان کی عمر ہو چکی ہے ہبی۔۔شاید انکی سمجھ میں یہ

سب ٹھیک ہو "

"نہیں۔۔۔وہ ہر بار صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ انکی

اولاد انکی کتنی فرمانبردار ہے۔۔۔ماں باپ یہی تو سب

سے بڑی غلطی کرتے ہیں۔۔۔اولاد کو اپنے تابع رکھنے کیلئے ان پر ناجائز باتوں کا بھی بوجھ ڈال دیتے ہیں تاکہ اولاد انکے ہی فیصلوں کی عادی رہے۔۔۔جبکہ اولاد وہ پرندہ ہے جسے ناحق قید کرو تو وہ کیسے بھی کر کر اڑان بھی جاتی ہے اور پھر کبھی ہاتھ نہیں آتی "

وہ سنجیدہ تھا جبکہ زمل اسکی باتوں میں اپنے بچوں کا مستقبل سوچ رہی تھی۔

"تو زریاب لالا وہ کہاں ہے اس وقت "

"ہونگے اپنے فارم ہاؤس پر۔۔۔مجھے انکی فکر ہے

گلالے۔۔۔وہ ٹوٹ چکے تھے" اسکا لہجہ بے ساختہ نم

ہوگیا

"میں کیا کروں۔۔۔کیسے سمبھالوں سب۔۔۔میری

آنکھوں کے سامنے میرے سب اپنے بکھر رہے ہیں

۔۔۔مجھے تکلیف ہورہی ہے" اسکی بات پر زمل نے

اسے اپنے ساتھ لگالیا۔یہ دلاسہ زیحال کیلئے بہت

ضروری تھا۔

کبھی جن کے ساتھ بچپن میں ایک تھالی میں کھایا ہو اور آج وہ سب بھیانک وقت کی زد میں آگئے ہوں تو ایسی تکلیف کا کوئی نام بھی نہیں ہوتا لیکن یہ انسان کو اندر ہی اندر ختم کر دیتی ہے۔

"حوصلہ کریں ہبی۔۔۔ ہم مل کر کوئی حل نکال لیں گے" وہ زیحال کو مزید اپنے قریب کر گئی۔

لیکن کوئی تھا جس نے دروازے کے اس پاس سے یہ سب سنا تھا اور اسکا سننا نجانے اب کس تباہی کو دعوت دے گیا تھا۔

خاموش ویران سنسان رات جہاں کسی جانور تک کے

بولنے کی آواز بھی نہیں آرہی تھی یوں جیسے تھوڑے

ہی پلوں میں اس جگہ پر کسی آسیب کا راج ہو گیا ہو۔

لیکن اسکے قدم صرف آگے بڑھ رہے تھے وہ پیچھے

مڑنے سے اب قاصر تھے کیونکہ انکو کنڑول دل کر رہا

تھا جو کسی کے لئے بے چینی سے دھڑک رہا تھا وہ اسی

دھڑکتے دل کو تھام کر اس اندھیرے بھرے راستے

سے ہوتی آگے بڑھتی گئی۔

دور کہیں فارم ہاؤس کی باؤنڈری پر ایک الو بیٹھا تھا جس کی بھیانک آواز نے ماحول کو مزید سنسنی خیز بنادیا تھا۔

وہ جلدی جلدی قدم اٹھاتی اندر آئی۔

اندر بھی دل دہلا دینے والی خاموشی تھی اتنی خاموشی سے سیماب کو خوف آنے لگا تھا وہ بمشکل تھوک نگلتی آگے آئی اس کمرے کے قریب جہاں اسے یقین تھا کہ اسکے خان ہونگے۔

لاکھ اختلافات صحیح وہ خانی تھی انکی ان سے زیادہ دیر
ناراض رہنا اسکے لئے نہ ممکن تھا۔

وہ اپنے آنسوں بمشکل واپس پیتی اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ
دروازے کے ناب پر رکھ کر گہری سانس لینے لگی۔

دل عجیب سی بے چینی کا شکار تھا۔وہ پھر بھی ہمت
کرتی اپنے آنسوں صاف کرتی دروازہ کھول کر اندر
داخل ہوئی۔

جب سامنے بیڈ پر ذرا اوپر ہوا میں مہلک پیروں کو دیکھ
اسکے منہ سے دلخراش چیخ بلند ہوتی دور کہیں پہاڑیوں
پر موجود پرندے اڑا گئی تھی۔

74/1

وہ بری طرح سے لرزتی ہوئی پیچھے دروازے سے جا لگتی بے جان سی ہوتی فرش پر بیٹھتی چلی گئی آنکھیں بلکل ساکت سی جن سے بہتا سیلاب شدید تھا اور دھیرے دھیرے مزید شدّت اختیار کر رہا تھا لیکن وجود کی طرح اسکے لب بھی کچھ کہنے سے قاصر تھے۔ سامنے موجود شخص یہ کیا کر گیا تھا؟ وہ زریاب خان تھے؟ سیماب کے خان؟ وہ یقین نہیں کر پا رہی تھی۔

وہ بے جان ہو چکے تھے وہ جا چکے تھے اسے چھوڑ کر ہمیشہ کیلیۓ یہی سوچیں اسکے ذہن میں زلزلے سے اٹھانے لگی تھی۔وہ پورا زور لگا کر بلند آواز میں چیخ پڑی تھی۔اسکی دلخراش چیخیں فضاؤں میں گونجتی ہر چیز پر لرزا ساطاری کر گئ تھی۔

"خا۔۔۔۔ن" وہ اپنے کانپتے ہوۓ ہاتھوں کو لبوں پر رکھتی بری طرح سے کانپ اٹھی تھی۔اسکے وجود میں ہلچل سی ہونے لگی وہ ہمت کرتی اٹھ کر دیوانہ وار انکی جانب بھاگی اور جاتے اسکے پیروں سے لپٹ گئ۔

"خان۔۔۔۔خان۔۔۔یہ کیا کیا۔۔۔" وہ سن رہے تھے؟ وہ بول سکتے تھے؟ وہ ناراض تھی تو رہے اب بھی اب انہیں فرق نہیں پڑے گا کسی کی ناراضگی سے اب وہ ناراض تھے سب سے اور ایسے ناراض ہوئے تھے کہ اب کبھی نہیں مان سکتے تھے۔

وہ پاگلوں کی طرح انہیں نیچے اتارتے کی کوشش کرنے لگی جب انتھک محنت کے بعد وہ انہیں اتارنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ انکا بے جان سا بھاری بھر کم پہاڑی وجود اسکے قدموں میں بیڈ پر آ گرا تھا۔

وہ تڑپ کر انکے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

"خان۔۔۔خان اٹھو۔۔۔خان کیا ہوا تم کو۔۔۔یہ ۔۔۔یہ کیا کیا ہے خان؟" وہ انکی گردن پر پڑے سرخ نشان دیکھ بری طرح سے لرز اٹھی تھی۔اسکے ہاتھ بری طرح سے کانپنے لگے تھے لیکن اصل دل تو تب پھٹا جب زریاب کی کھلی آنکھیں دیکھی۔

انکی پلکیں شل ساکت تھیں آنکھیں ادھ کھلی رہ گئی تھیں شاید جاتے جاتے بھی وہ اسکے منتظر رہے تھے۔

آج یہ ٹھہری نگاہیں سیماب کو زندہ مار گئی تھیں پہلے بھی تو وہ اسے دیکھتے تھے آج کیوں انکا دیکھا اسے برا لگا تھا۔

"خا۔۔۔ن۔۔۔خان اٹھو۔۔۔تم ام کو ایسے کیوں دیکھ رہا ہے۔۔۔خان" وہ انکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتی انکی پلکیں جھپکانے کی کوشش کرنے لگی لیکن وہ ناکام رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔نہیں تم اتنا ظالم نہیں ہو سکتا۔۔۔خان نہیں۔۔۔ام۔۔۔ام واپس آگیا خان۔۔۔ام کو

دیکھو" وہ دیکھ تو رہے تھے لیکن یہ اسے دیکھنا کب مانگا

تھا سیماب نے۔

"خان اٹھو نا۔۔۔ں" وہ انکے چہرے پر بری طرح

سے دھاڑا اٹھی تھی۔ لیکن آج انہیں کوئی فرق نہیں

پڑا تھا وہ مسکراتے رہے تھے

سیماب انہیں اپنے سینے سے لگائے آسمان کی جانب

چہرہ اٹھائے چیخ پڑی تھی۔

اسکی دلخراش چیخوں نے پورے عرش کو ہلا کر رکھ دیا

تھا۔

"خا۔۔۔ن" وہ بری طرح سے چیختی یکدم سے اٹھ بیٹھی تھی تنفس بگڑ چکا تھا پورا بدن لرزتا ہوا پسینے میں یوں بھیگ چکا تھا جیسے وہ ابھی نہا کر آئی ہو۔

سیماب نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر ہونقوں کی طرح اپنے بیڈ کو دیکھا آج وہ اکیلی تھی ورنہ ہر رات یہاں اسکے ساتھ اسکے خان ہوتے تھے۔آج وہ تنہا تھی۔

اس خواب نے اسے اس قدر ڈرا دیا تھا کہ اسے لگا جیسے اسکی جان نکل گئی ہو وہ خالی کمرے سے خوف زدہ ہوتی

بلینکٹ دور پھینک کر جلدی سے اٹھی اور کمرے سے باہر بھاگتی گئی۔

لاؤنج میں اس وقت گہری خاموشی کا راج تھا۔ہر کوئی اپنے کمرے میں دبکا گہری نیند سو رہا تھا سیماب جلدی سے سیڑھیاں چڑھتی اوپر زیحال کے کمرے کی طرف بھاگی گئی۔

زمل زیحال کے سینے سے لپٹی سو رہی تھی چاروں ہی گہری نیند میں تھے جب اچانک کوئی زور زور سے دروازہ بجانے لگا۔

زیحال کی نیند آج بھی کچی تھی وہ ہڑ بڑا کر پریشان سا سر اٹھائے دروازے کی جانب دیکھنے لگا پھر ان تینوں کو دیکھا زامل زالے ایک دم سے اتنے شور ہونے پر اٹھ کر رونے لگے تھے۔

"کون ہے ہبی؟" زمل نے جلدی سے زامل زالے پر ہاتھ رکھ کر اپنی موجودگی کا احساس کروایا

"دیکھتا ہوں۔۔۔اللہ خیر کرے" وہ اٹھ کر شرٹ پہنتا جلدی سے دروازے کی جانب آیا جسے کھولتے سامنے کھڑی سیماب پر نظر پڑی۔

اسکی آنکھیں اتنی سی دیر میں رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں۔ بال بھی بے ترتیبی حالت میں بکھرے پڑے تھے۔

"آپ۔۔۔؟ ! کیا ہوا۔۔۔ سب ٹھیک ہے؟" وہ اسکی یہ حالت دیکھ ٹھیک ٹھاک پریشان ہوا تھا۔

"زی۔۔۔زی ام کو خان کے پاس چھوڑ آؤ۔۔۔ پلیز" وہ روتے ہوئے اسکی منتیں کرنے لگی تھی جیسے وہ لے جانے سے انکار کر دے گا اور وہ خود اکیلے جا نہیں سکتی تھی رات کے اس پہر نجانے وقت بھی کیا ہو رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔ لیکن آپ رو کیوں رہی ہیں" اسکا رونا زیحال کو تکلیف دے رہا تھا۔وہ بول کر خود اندر گیا اور وارڈروب سے زمل کی ایک گرم شال نکال کر لے آیا

"یہ لیں۔۔۔میں گاڑی کی چابی لاتا ہوں آپ چلیں"

اسکا سردی میں ٹھٹھرتا وجود وہ دیکھ چکا تھا تب ہی زمل کی شال تھما کر خود واپس کمرے میں آیا۔

"کیا ہوا ہبی۔۔۔خانم رو کیوں رہی ہیں؟" وہ بھی

پریشان کن لہجے میں پوچھ رہی تھی بچوں کی وجہ سے

اٹھ نہیں سکی تھی۔

"شاید احساس ہو گیا ہے۔۔۔اچھی بات ہے میں انکو

لالا کے پاس چھوڑ کر آ جاؤنگا۔۔۔تم سو جانا اوکے" وہ

زمل کا ماتھا چومتا محبت سے بولتا گاڑی کی چابی لے کر

باہر نکل گیا

سیماب اس سے پہلے ہی گاڑی کے پاس کھڑی بے

چینی سے لب کاٹتی اسکا انتظار کر رہی تھی۔

زیحال نے آتے ہی گاڑی سٹارٹ کی اور زن سے اڑا لے گیا سارے راستے وہ انتظار اور ازیت کی سولی پر لٹکی رہی تھی گلے میں پہنی زریاب کی دی ہوئی چین کو بار بار انگلی میں لپیٹتی وہ انکی خیریت کی دعائیں کرتی رہی تھی۔

اسکا بس چلتا تو اڑ کر اپنے خان کے پاس پہنچ جاتی۔

"تھ۔۔۔ تھوڑا تیز چلاؤ" زیحال نے اسکی بات پر اسے ایک نظر دیکھا سیماب کے چہرے کی اڑی رنگت بہت کچھ کہہ رہی تھی۔

"آپ ریلیکس رہیں وہاں سب ٹھیک ہے" اسکا لہجہ پر سکون تھا سیماب نے بے اختیار اسے دیکھا۔

"ت۔۔۔ تم کو کیسے پتہ؟" وہ سوال پوچھتی بری طرح سے بے چین ہوا ٹھی تھی۔

زیحال نے نگاہیں پھر سے راستے کی جانب مبذول کر لی۔ وہ شاید ابھی جانتی تھی اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو۔ وہ یونہی اتنی پر سکون نیند نہیں سو سکتا تھا جبکہ اسے پتہ تھا کہ وہاں اسکے لالا تنہا ہیں اور اس وقت کتنی ازیت

میں ہیں۔وہ شخص اپنوں کو لے کر کبھی لاپرواہ نہیں

ہوا تھا نہ ہو سکتا تھا۔

زیحال نے سپیڈ مزید بڑھالی اور آدھے گھنٹے کا راستہ

دس منٹ میں طے کرتے وہ فارم ہاؤس پہنچ گیا تھا

جہاں کا گیٹ اسکی گاڑی کو ڈیٹیکٹ کرتے آٹو میٹیکلی

کھل گیا تھا اندر موجود گارڈز نے زیحال کو دیکھتے

سلیوٹ مارا۔

بلیک ریں فارم ہاؤس کے طویل راستوں سے ہوتی مین گیٹ تک پہنچی تھی جہاں سے اندر لاؤنج سے کچھ آوازیں آرہی تھیں۔

سیماب نے حیرت سے زیحال کی جانب دیکھا جو اتر کر اسکی جانب گھوم کر آیا اور اسکے لئے دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ سیماب دھیرے سے شال سمبھالتی گاڑی سے نیچے اتری اور زیحال کے ساتھ ہی قدم اٹھانے لگی۔

اندر ان سے پہلے انکی نگاہ گئی تھی سامنے ہی زریاب صوفے پر بلکل ٹھیک حالت میں موجود تھے لیکن انکے ساتھ دو اور بھی لوگ تھے ایک جوان کے لئے شاید کوئی ڈش بنا کر لا رہا تھا اور دوسرا انجیکشن تیار کر رہا تھا۔

"کھالیں۔۔۔رات کی نیند تو آپ کے بھائی نے ویسے ہی حرام کر دی۔۔۔ حرام تو ہماری زندگی بھی ہو گئی ہے جب سے وہ غنڈہ پلے پڑا ہے"ڈاکٹر مبشر ایپرن پہنے کھانے سے زیادہ خود جل بھن رہے تھے۔

ڈاکٹر برہان نے انہیں گھور کر دیکھا۔

"موبی آپ کیوں چاہتے ہیں ایک انجیکشن میں آپ کی زبان میں بھی لگادوں؟" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھ نہیں رہے تھے انہیں وارن کر رہے تھے

مبشر نے فوراً سے دانت پیسے۔

"آپ ناں۔۔۔آپ اس غنڈے کے ساتھ رہ رہ کر آدھے غنڈے بن گئے ہیں۔۔۔اتنے شریف ہوا کرتے تھے کسی زمانے میں "

وہ ڈش زریاب کے آگے رکھتے تڑخ کر بولے زریاب

نے ایک تیکھی نگاہ ان پر ڈالی جیسے کہہ رہے ہوں "

بات امارے زی کی ہورہی ہے "

زیحال نے سینے پر ہاتھ باندھ کر پر سکون سی نگاہ مبشر

پر ڈالی جو اسکی موجودگی سے بلکل بے خبر تھا اگر جان

لیتا کہ وہ غنڈہ انکی یہ باتیں سن رہا ہے تو مجال ہے وہ اگلا

سانس بھی لے لیں۔

"لو۔۔۔ بھلا اتنی مہنگی ڈگری راتوں کو جاگنے کے لئے

لی تھی ؟" مبشر کو جب سے زیحال کی کال گئی تھی تب

سے انکی نیند حرام تھی کیونکہ اب سو تو سکتے نہیں تھے ورنہ اس گینگسٹر نے انہیں ہمیشہ کی ابدی نیند سلا دینی تھی۔

زیحال نے سیماب کو دیکھا جو سامنے کا منظر بڑی غور سے دیکھ رہی تھی۔

"انکو اگنور کریں آدھی نیند سے اٹھ کر آئیں ہیں تو کچھ بھی بول رہے ہیں" ڈاکٹر برہان نے زریاب خان کو تسلی دی۔

جو ڈاکٹر مبشر کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے ابھی کچا

چبا جائیں گے۔ بات انکے زی کی ہو رہی تھی ناں

"نیند میں۔۔۔؟ سیریسلی۔۔۔ میں اپنے پورے

ہوش و ہحواس میں ہوں" آخری کے الفاظ آتے آتے

وہ دھیمے پڑ گئے

ڈاکٹر برہان نے جھٹ سے انہیں دیکھا جس پر مبشر کی

ہنسی چھوٹ گئی۔

"آپ کو کیا لگا تھا میں یہ کہوں گا کہ میں اپنے پورے

ہوش و حواس میں آپ کو طلاق دیتا ہوں۔۔۔نہ

۔۔۔کبھی نہیں جب تک آپ کی بیوی نہیں آتی آپ
میرے حصّے میں رہیں گے "
انکی بات پر ڈاکٹر برہان کا ہاتھ جوتے تک جاتا جاتا رہ گیا
تھا کیوں مبشر فوراً سے کچن میں رول گول ہو گئے
تھے۔
"آپ کو یہ دوا لینی پڑے گی خان صاحب۔۔۔ ورنہ
آپ کی طبعیت خراب ہو جائے گی" زیحال انہیں
زریاب خان کی ساری رپورٹس پہلے ہی دکھا چکا تھا اور
اب انکا کیس ڈاکٹر برہان کے پاس تھا جو اپنے پروفیشن

کو لے کر خاصے سیریس تھے۔اور اس خاندان کیلئے تو
کچھ زیادہ ہی سیریس ہو جاتے تھے آخر کو انکے
سسرالی تھے یہ سب۔

"ام کو نہیں لینا کچھ۔۔۔دور کرو اسکو" وہ انجکشن دور
جھٹک گئے۔

"آپ کو میری قسم۔۔۔یہ انجکشن لگوالیں ورنہ میں
کسی کو نیلا تھو تھا کھلا دینا ہے"

مبشر کی زبان انہیں سکون سے بیٹھنے کیسے دے سکتی
تھی۔

"کسی کو کیوں۔۔۔؟ تم خود کیوں نہیں کھائے گا؟"

زریاب پوچھے بنا نہ رہ سکے ڈاکٹر برہان نے چہرے کا رخ موڑ کر بمشکل اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا۔

"اللہ معاف کرے۔۔۔میں چھڑا چھانٹ ضرور ہوں لیکن بے وقوف نہیں جو خود کو کچھ کر لوں۔۔۔مجھے خود سے بہت پیار ہے "

وہ اپنی زندہ دل طبعیت سے زریاب کے چہرے پر مسکراہٹ لے ہی آئے تھے۔

"موبی۔۔۔اب میں سیریس ہوں۔۔۔اگر آپ چپ نہیں ہوئے تو میں نے آپ کو اٹھوا کر باہر پھینکوا دینا ہے"ڈاکٹر برہان نے ایک آخری ناکام سی کوشش کی انکی زبان کو بریک لگوانے کی لیکن ایسا بھلا ہو سکتا تھا کیا۔وہی بریک پھر سے فیل ہو گئی۔

"بول لیں۔۔۔بول لیں۔۔۔سسرالی جوا تنے تگڑے مل گئے"ان کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ پھسل گئے جس پر زریاب نے انکو جھٹ سے گردن موڑ کر دیکھا۔

یہاں برہان کو اپنی سانسیں سینے میں اٹکتی ہوئی
محسوس ہوئیں انہوں نے گھور کر مبشر کو دیکھا۔

"آں۔۔۔میں ذرا دم پر رکھی بریانی دیکھ لوں" وہ
جلدی سے کچن میں غائب ہو گئے۔

زریاب خان کی نظروں سے اتنا ڈر لگ رہا تھا تو جب
پیچھے کھڑے بیسٹ کو دیکھ لیتے تو یقیناً انکی روح پرواز
کر جاتی۔

"وہ مذاق کرتے رہتے ہیں" برہان نے بات کو رفع
دفع کرنے کی کوشش کی

"تمہاری شادی ہو چکا ہے؟" انہوں نے برہان کو غور سے دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں۔۔۔الحمدللہ میں کنوارہ ہوں" کنوارہ تو اتنے فخر سے کہہ رہے تھے جیسے شادی شدہ ہو کر بچوں کی ٹیم بنالی ہو۔

"تو کیا بڑھاپے میں کرے گا۔۔۔تم کو کر لینی چاہئے" وہ نجانے کیوں اس سے یہ کہہ گئے انکی جانچتی نگاہوں سے برہان تھوڑے جزبز سے ہونے لگے۔

لیکن وہاں ڈاکٹر مبشر پر پھر سے اپنی نیند قربان ہونے

کے دورے پڑنے لگے تھے۔

حکم تو ایسے دیتے ہیں جیسے بیگم ہو میری۔۔۔قسم

سے ہے تو بلا کا ہینڈسم اگر لڑکی ہوتا تو اب میں نے

اسے کڈنیپ کر اس سے شا"

باقی کا جملہ لبوں سے پہلے زبان پر ہی بریک لگاتے انکا

سانس بھی روک گیا سامنے وہی غنڈہ جو نظر آگیا تھا۔

جو سینے پر ہاتھ باندھے آبرو چڑھائے ایسے دیکھ رہا تھا

جیسے کہہ رہا ہو "شادی کر لیتے ؟ پھر کیا؟ بچے پیدا

کرتے ؟ "

مبشر نے بمشکل سانس لینے کی کوشش کی لیکن ناکام

رہے اس غنڈے کی جھیل سی پر کشش گرے

آنکھیں ہی انکا سانس روک دینے کو کافی تھی۔

سیماب نے آنکھوں سے اجازت چاہی زیحال نے

پلکیں جھپکا کر اسے آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا جب وہ ہر

ایک کو بھولے سیدھا جا کر اپنے دھیان میں بیٹھے

زریاب سے جا لپٹی تھی

اور خوف زدہ سی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

"خان۔۔۔کیا ہوا تم کو؟" وہ اسے یہاں اس وقت

ایسے دیکھ ٹھیک ٹھاک پریشان ہوئے تھے لیکن وہ

نہیں بتا رہی تھی وہ بس کھل کر دیا رو رہی تھی۔

زیحال نے انگلی کے اشارے سے مبشر کو اپنے پاس

بلایا۔

وہ تو اسی پر ٹھٹھک گئے تھے اور ترچھی نظروں سے اس غنڈے کو دیکھ اشارے سے پوچھنے لگے

"کہ واقعی میں آؤں؟"

زیحال نے ان کو اس انداز سے دیکھا کہ وہ جھٹ سے تیر کی طرح سیدھے ہوتے اسکے چلے آئے۔

"کہو تو مولوی بلاؤں؟" اسکے سوال پر مبشر کو اپنی جان حلق میں اٹکتی محسوس ہوئی۔

"ک۔۔۔کیوں نہیں" وہ اور بھلا کیا جواب دیتے

"جنازہ پڑھوانے کیلئے ایک چھڑے چھانٹ ڈاکٹر کا"

اسکی اگلی بات پر ڈاکٹر مبشر بے اختیار اچھل کر پڑتھے۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ سر مجھے معاف کر دیں گستاخی ہو گئی۔۔۔ معاف کر دیں۔۔۔ میں اپنی زبان کو سیدھا کر لونگا پلیز۔۔۔ میرے فیوچر بچوں کا سوچ لیں" وہ آنکھیں بند کئے جیری کی طرح بلبلانے لگے تھے۔

زیحال نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔وہ سنجیدہ چہرہ بنائے انہیں دیکھتا رہا جب ان کے کندھے پر صرف ایک

ہاتھ رکھا تھا اور مبشر اسی میں بری طرح سے کانپ

اٹھے تھے۔

"ایسے ہی رہو۔۔۔اچھے لگتے ہو$ وہ بول کر آگے

بڑھ گیا لیکن مبشر کو جیسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا

تھا۔وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھتے رہے

ڈاکٹر برہان سیدھے کھڑے چہرے کا رخ موڑے

ہوئے تھے۔

وہ ہمیشہ زیحال کے گھر کی عورتوں کو دیکھ ایسے ادب

سے نگاہیں جھکا لیتے تھے اور یہی ادا انکی انہیں زیحال

خان کی نظروں میں قابل عزت بنا گئی تھی۔ ورنہ یونہی انہیں اسکی بہن تک آنے کی رسائی نہیں ملی تھی۔ خدا اس مان کو سلامت رکھے۔

"تھینک یو ویری مچ۔۔۔ ڈاکٹر برہان۔۔۔ آپ میرے کال کرنے پر یہاں آئے" اس نے پرجوش سا ان سے مصافحہ لیا۔

"اینی تھنگ فار یو۔۔۔ سالے صاحب" آخری لفظ انہوں نے دل میں کہا منہ پر کہہ کر زرتشم کو پہلے ہی بیوگی کا صدمہ نہیں دے سکتے تھے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔آپ بے شک چلے جائیں میں ہوں یہاں۔۔۔ضرورت پڑی تو آپ کو کال کر دونگا"

"ہاں سرکاری داماد مل گیا ناں۔۔۔فون کھڑکاؤ اور یہ زگوٹہ جن کی طرح مجھے بھی لے کر حاضر"مبشر کی زبان کنٹرول میں آئی تھی لیکن شیطانی دماغ کبھی باز نہیں آسکتا تھا۔

برہان اس سے مل کر مبشر کے ہمراہ نکل لئے تھے۔

زیحال بھی زریاب اور سیماب کو اکیلے چھوڑ کر باہر

نکل آیا اسکے کال پر کوئی تھا شاید کوئی اسکا بندہ جس سے وہ سنجیدگی سے بات کر رہا تھا۔

"خان۔۔۔بس بھی۔۔۔چپ ہو جاؤ۔۔۔ام کو بتاؤ کیا ہوا ہے؟"زریاب کو اسکا یوں بے وجہ رونا شدید تکلیف دے رہا تھا۔

"خ۔۔۔خان۔۔۔خان ام نے دیکھا۔۔۔تم۔۔۔تم ام سے دور چلا گیا" وہ ہچکیوں میں ٹھیک سے بول تک نہیں پا رہی تھی۔

"کیسے؟"زریاب کو اسکی بات عجیب لگی۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔۔نے۔۔۔تم نے خود کو پھانسی لگا لیا" یہاں زریاب کی آنکھیں بے اختیار پھیلی تھیں

"تم پاگل ہو گیا ہے۔۔۔پھانسی لیں امارے دشمن ۔۔۔یا ام ان کو خود لٹکا دے گا۔۔۔ام ایسا کیوں کرے گا بھلا"

انہیں سیماب کا خواب بے ڈھنگا سا لگا ہاں وہ سخت طبعیت کے مالک تھے وہ جان دینے نہیں لینے والوں میں سے تھے۔انکے زندگی کا تجربہ تھا وہ ایسی بچکانہ حرکتوں کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

لیکن انکا یہ مزاج تو بچپن سے تھا سب کو ٹکا کر رکھنا اور خود کی طبعیت کو سخت رکھنا تا کہ کوئی انہیں ہلکے میں لینے کی غلطی نہ کرے۔

لیکن انکے غصّے میں کہے الفاظ سیماب نے سن لئے تھے وہی ذہن نے رات کو حقیقت بنا کر اسے دکھا دیا لیکن کچھ خواب بھیانک ہو کر بھی اچھے ثابت ہوتے ہیں تب ہی وہ یہاں تھی۔

"تم اس لئے آیا ہے ؟اوہ خدایا۔۔۔ تم پاگل وا گل ہو گیا ہے ؟" رات کو اس وقت سخت سردی میں سیماب

کی بے وقوفی انہیں تھوڑا غصّہ دلا گئی تھی انہوں نے

جلدی سے اسے شال میں لپیٹ کر اپنے قریب کر لیا۔

بخار میں تو ویسے ہی انکا وجود تپ رہا تھا بھٹی کی مانند

جلتے وجود کے ساتھ لگتے سیماب کو راحت سی محسوس

ہوئی۔

سیماب انکی بات پر دیکھتی رہی دیکھتی رہی آخر میں

انکے کسرتی سینے پر مکا جڑ گئی

"تم بہت برا ہے خان۔۔۔بہت برا۔۔۔ام خود تم کو

جان سے مار دے گا"

وہ دے دھڑا دھڑ انکے سینے پر مکے برساتی گئی۔اور وہ خاموشی سے یہ درد سہتے رہے۔

"تم توام کو پہلے ہی مار چکا ہے۔۔۔اب مزید کیا مارے گا خان" وہ کرب بھرے لہجے میں پوچھ رہے تھے۔

سیماب کو انکی بات پر اپنا دل مٹھی میں آتا ہوا محسوس ہوا۔

"ام قسم کھاتا ہے۔۔۔ام کو دا جی کے فیصلے کا دکھ تھا ۔۔۔اس لئے ام وہ پیپرز نہیں دیکھ پایا۔۔۔تم یقین

کروامارا۔۔۔ورنہ ام وہ پیپرز سب کے سامنے پھاڑ دیتا" انکا لہجہ گواہ تھا کہ وہ سچ بول رہے ہیں۔

سیماب اس وقت انکی لیپ پر بیٹھی تھی فورا اسے اٹھتی انکے مقابل کھڑی ہو گئی۔

"مگر تم نے ام کو ایک بار پھر اپنوں کے پلڑے میں ہلکا کر دیا خان" اسکے لہجے میں واضح کرب تھا۔

زریاب نے شرمندہ ہوتے سر جھکا لیا۔

"ام کدر جائے۔۔۔؟ایک طرف باپ دوسری طرف بھائی۔۔۔اور تیسری طرف تم۔۔۔اب تم

سب کے بیچ پس گیا ہے۔۔۔ایسے میں ام کو پھر یہی
کرنا چاہئے جو تم نے خواب میں دیکھا"
وہ بظاہر خود کو نارمل دکھا رہے تھے لیکن کوئی انکے
اندر جھانک لیتا کتنی توڑ پھوڑ چل رہی تھی انکے اندر۔
سیماب ان کی بات پر بے اختیار تڑپ اٹھی۔
خواب اکثر بھول جاتے ہیں لیکن آج دیکھا گیا خواب
وہ مرتے دم تک نہیں بھول سکتی تھی۔

"آپ صرف اپنی بیوی کو دیکھیں لالا۔۔۔جو اپنا سب
کچھ چھوڑے آپ کے آسرے پر اپنے ماں باپ سے
دور آئی ہے"

پیچھے کھڑے زیحال کی آواز پر دونوں نے اسکی
جانب دیکھا۔

یقیناً وہ انکی باتیں سن چکا تھا۔

"بھائی کل کو اپنی زندگی میں مگن ہو جائیں
گے۔۔۔لیکن یہ عورت جب تک قبر میں نہیں اتر
جاتی تب تک آپ کے سہارے ہے"

اسکے الفاظ بھاری تھے ایک کڑوی حقیقت جسے قبول کرنا دنیا والوں کیلئے بے حد مشکل تھا۔

"آپ کو رشتے بیلنس کرنے آنے چاہئے۔۔۔نہ صرف ایک عورت کے پیچھے آپ باقی رشتوں کو بھولیں اور نہ ہی سب کے لئے اس رشتے کو رد کر دیں۔۔۔زندگی جینے کیلئے دونوں ہی بہت اہم ہیں "

وہ کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ یہ وہی چھوٹا بچہ ہے انکا زی جسے وہ ہاتھ پکڑ کر کبھی چلنا سکھاتے تھے اسکے اسکول کے پہلے دن سے لے کر ہر دن انہیں حفظ تھا۔

اسکے ایک ایک کھلونے کا نام وہ یاد رکھتے تھے

اسے کب کیا کھانا ہے کتنی دیر سونا ہے وہ سب ایک

ماں کی طرح جانتے تھے۔شاید یہی وجہ تھی کہ

زیحال شکل وصورت کے ساتھ ساتھ عادات میں

بھی ان پر گیا تھااور زریاب خان کی تربیت وہاں جا کر

تین لاوارث بچوں کے کام آگئی تھی۔

"میرے خیال سے آپ دونوں کو بیٹھ کر آپس میں

سب سارٹ آؤٹ کر لینا چاہئے۔۔۔میں چلتا

ہوں "

وہ نہایت سنجیدگی سے بولتا جانے کیلئے مڑا ہی تھا جب زریاب کی آواز پر اسکے قدم وہی رک گئے۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر اسکے قریب آئے اور اسے ایک جھٹکے میں اپنے سینے سے لگا گئے۔

"ام کو یقین نہیں آتا۔۔۔ تم امارا وہی چھوٹا سازی ہے۔۔۔ جو ام کو ہر وقت تنگ کر کے رکھتا تھا"

انہیں زامل کو دیکھ زیحال کا بچپن یاد آتا تھا وہ ہو بہ ہو اپنے باپ جیسا تھا حرکتیں بھی اس جیسی بس تھوڑی اپگریڈ ہو گئی تھیں۔

کیونکہ زیحال نے راتوں کو اپنی آنکھیں بند رکھی

تھیں ہاہاہا

"اور آپ بھی خوشی خوشی تنگ ہوتے تھے" اسے

بھی ہر چیز یاد تھی

"اچھا آپ سیماب کو وقت دیں۔۔۔ تھوڑا اچھے سے

منائیں یو نو" وہ ذرا سی آنکھ دباتا آخر میں شریر ہوا۔

اسکی بات سمجھتے زریاب نے اسکے کندھے پر دھپ

رسید کی

''تم آج بھی شرارتی ہے ماڑا'' وہ ہنس کر بولے تھے

زیحال کو اپنا دل پر سکون سا محسوس ہوا وہ ان سے مل کر واپس نکل آیا باہر کی سکیورٹی اس نے اپنے حساب سے بدل دی تھی کیونکہ اسے یقین صرف اپنے بندوں پر تھا۔

سوئی کی ٹک ٹک گزرتے وقت کا پتہ دے رہی تھی یہی کہ رات بہت گہری ہو چکی ہے چرند پرند سب ہی سو چکے ہیں کیونکہ قدرت نے یہ اندھیری راتیں

سکون کیلئے بنائی تھیں لیکن ایک وہ تھی جس کا سکون
سے کہیں دور دور تک کوئی لینا دینا نہیں تھا۔
وہ کروٹ بدل بدل کر بھی تھک چکی تھی اس نے ذرا
سا سر اٹھا کر کاؤچ پر لیٹے برلاس کو دیکھا جس کا رخ
دوسری جانب تھا۔
''آنا ہے تو آجائیں۔۔۔لیکن ایسے دیکھ کر میری نیت
خراب ہونے کے چانسسز زیادہ مت بڑھائیں'' وہ میسنا
رخ موڑ کر بھی لیٹا اسکی حرکت بخوبی نوٹ کر گیا تھا۔

ورہ کا دل بے اختیار اچھل کر حلق میں آگیا رہی سہی جان برلاس کے رخ پلٹ کر اسکی جانب مڑنے پر نکل گئی تھی۔

"کاؤچ چھوٹا ہے آپ کی طرح۔۔۔ لیکن ایڈ جسٹ ہو جائیں گے" وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کرتے اسکی حالت کے مزے لے رہا تھا ورنہ جا وہ بھی سکتا تھا بیڈ پر لیکن کوئی بھی سیدھا کام وہ سیدھے طریقے سے کر لے ایسا ہو سکتا تھا بھلا؟

وہ اس وقت جن گہری لو دیتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا آئرہ کو اپنا دل بے اختیار ہتھیلی پر دھڑکتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ بچاری تو پہلے سے ہی اپنے خواب کی وجہ سے خوف زدہ تھی اوپر سے اب وہ دو بھوری نگاہیں جس انداز میں اسے دیکھ رہی تھیں آئرہ کو وہ نگاہیں اپنے وجود کے آر پار ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اسکا شدّت سے دل چاہا یہاں سے بھاگ جائے لیکن ایسا بھی کرنا نہ ممکن تھا۔وہ کیا کہہ کر کمرے سے باہر جاتی۔

وہ دھیرے سے سارا کمبل اپنے ارد گرد اچھے سے لپیٹ کر خود کو اس میں چھپانے لگی۔ جب آنکھیں بند کرنے کی کوشش میں اسے پھر سے وہی گھنا جنگل و دیگر وہ بھیانک آوازیں سنائی دینے لگتیں۔

برلاس اسکی ہر حرکت بخوبی نوٹ کر رہا تھا اور جیسے اسے بھی مزہ آرہا تھا اسکے یوں بے چین ہونے سے۔

رات کے دو بج رہے تھے اور وہ دونوں جاگ رہے تھے۔ دونوں کے بیچ کا جائز رشتہ ایک الگ ہی جنگ پر آچکا تھا۔

آئرہ تنگ آکر آخر میں اٹھ ہی بیٹھی جب نظر سیدھا اس میسنے پر گئی۔ وہ اپنے ہاتھ پر چہرہ ٹکائے اسے دلفریب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

آئرہ کا دل دھک سے رک گیا۔ وہ سانس روکے ہڑ بڑا کر پلکیں جھکا گئی۔ اسکی یہ ادا ابرلا اس کا دل مزید اسکے لئے بے چین کر گئی تھی۔

"میرے دل کی طرح میرا کاؤچ بھی بڑا ہے۔۔۔ آ جائیں" وہ کمبل اٹھائے فراخ دل سے اسے اپنے پاس آنے کی دعوت دے رہا تھا۔

جب کہ اسکی تپش زدہ نگاہیں دور سے ہی آئرہ کو اپنا

وجود جھلساتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

وہ اپنا آپ ایک مشکل وقت میں گھرا ہوا محسوس کر

رہی تھی۔

"آفر محدود مدت تک ہے حضرات" وہ بول کر رخ

پلٹ گیا۔اسکے صرف رخ پلٹے پر ہی آئرہ کا دل اچھل

کر حلق میں آگیا تھا وہی سب جو اسے خواب میں سنائی

دیتا تھا وہ آوازیں اسے اس وقت جاگتے میں بھی سنائی

دینے لگی تھیں

اوپر سے رہی سہی کسر تیز ہوا کے جھونکے سے کھلنے والی ونڈو نے پوری کر دی تھی آئرہ چیخ مارتی ایک ہی جست میں کاؤچ پر برلاس کے ساتھ جا لگی تھی۔

برلاس نے سر اٹھا کر اپنے سینے پر لپٹا اسکا ہاتھ دیکھا وہ اسکی پیٹھ سے چپکی بری طرح سے لرز رہی تھی۔ایک دلکش سی مسکراہٹ نے برلاس کے عنابی لبوں کا احاطہ کیا۔

"وہ دھیرے سے مڑ کر ایک نظر اس ڈری سہمی سی لڑکی کو دیکھنے لگا جو اب اپنی حرکت پر بے چینی سے لب کاٹ رہی تھی

"ایم۔۔۔ایم سوری وہ۔۔۔وہ ونڈو" وہ اپنی نازک سی انگلی سے کھڑکی کی جانب اشارہ کرنے لگی لیکن اس سے پہلے آگے کچھ کہتی برلاس کی آنکھوں میں اترتی سرخی اسکا دل دھک سے روک گئی تھی۔

نہیں وہ غلطی کر گئی تھی اسے اس طرح نہیں آنا چاہئے تھا لیکن اب وقت نکل چکا تھا۔

آئرہ کو لگا اسکا آخری وقت چل رہا ہے۔ وہ نظریں چراتی یہاں وہاں دیکھنے لگی اسکا ڈر نجانے اور کیا کیا اس سے کروانے والا تھا اس سے پہلے وہ برلاس سے ذرا دور ہوتی ہوا کے جھونکے نے اسکے کانوں میں ایسی سرسراہٹ سی پیدا کر دی کہ وہ ڈر کر یکدم سے برلاس کے کسرتی سینے میں چھپ گئی۔

"مم۔۔۔مجھے بچالیں۔۔۔" معصومیت انتہا کی تھی آواز میں لرزش بخوبی محسوس ہو رہی تھی۔

برلاس کا دل دھک سے رک چکا تھا وہ سانس روکے

خود سے لگی لڑکی کو دیکھنے لگا۔

وہ دن بھر اپنے سرکل میں سیکڑوں لڑکیاں دیکھتا تھا

لیکن اسکا دل کبھی کسی کی جانب مائل نہیں ہوا تھا وہ

ٹھرک جھاڑتا تھا لیکن دل کبھی مطمئن نہیں ہوا تھا وہ

اسے صرف شغل سمجھتا تھا اس نے کبھی نہیں چاہا کوئی

عورت اسکے قریب آئے وہ کبھی کسی کیلئے کچھ محسوس

نہیں کرتا تھا۔

لیکن یہاں۔۔۔؟ یہاں معاملہ اب دل کا تھا یہ لڑکی

ہمیشہ اسے زیر کر دیتی تھی

شروع دن سے وہ اسے دیکھ کر سب بھول جاتا تھا اسکا

دل گلاٹیاں مارنے لگتا تھا خوشی سے جھوم اٹھتا تھا۔ آج

بھی اسکے لئے اسکے دل کی کیفیت وہی تھی۔

"ریلیکس۔۔۔ میں ہوں ناں" وہ دھیرے سے اسکے

کندھے پر ہاتھ رکھتا نرمی سے بولا۔

آئرہ کو اسکے یہ الفاظ ایسے سکون دیتے تھے جیسے ایک ماں اپنے چھوٹے سے بچے کو اپنی آغوش میں بھر لے اور وہ بچہ سب بھول جائے۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے کچھ۔۔۔آوازیں سنائی دے رہی ہیں" اس وقت وہ ہوا کی آواز سے بھی خوف زدہ ہو رہی تھی ایک کپکپی سے اسکے وجود پر طاری تھی۔

برلاس نے ایک نظر کھڑکی پر لگے پردے دیکھے جو ہوا کے دوش پر اڑ رہے تھے وہ اسے بند کرنے کی غرض سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ آئرہ مزید اسکے قریب ہو گئی۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں آپ نہ جائیں" وہ اسکی شرٹ زور سے مٹھی میں جکڑ گئی۔

"ونڈو بند کر دوں۔۔۔ سردی لگے گی آپ کو" اس نے نرمی سے سمجھانا چاہا لیکن وہ نہ مانی۔ بس چھوٹی بچی کی طرح ضد کرنے لگی۔

برلاس مجبور ہوتے واپس لیٹ گیا۔ دونوں اتنے نزدیک تھے کہ ایک دوسرے کی سانسیں بھی باآسانی گن سکیں۔ اگر وہ جان لیتی کہ رات کو ڈر کر وہ، وہ بھی کر جاتی ہے جو وہ ہوش میں مر کر بھی نہ

کرے تو وہ خود ہی بھاگ بھاگ کر اپنا علاج کرواتی لیکن جواب قسمت میں لکھا جا چکا ہوا سے تو ہونا طے تھا۔

آئرہ کی آنکھیں بند تھیں جب اسے اپنے کان پر کسی گہری تپش کا احساس ہوا۔ وہ آنکھیں کھولے بغیر ہی بری طرح سے کانپ اٹھی تھی۔ وہی تپش دھیرے دھیرے اسے اپنے رخسار سے ہوتی لبوں کے قریب آتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ جیسے کسی زلزلے کی زد میں آ چکی تھی دل بری طرح سے دھڑک دھڑک کر پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہو چکا تھا۔ وہ جانتی تھی یہ کیا ہے لیکن اس وقت آنکھیں کھولنے کی ہمت ذرا بھی نہیں تھی۔

"اب آ رہی ہے وہ آواز؟" اسکی آواز بھاری ہو رہی تھی۔ آئرہ نے تیزی سے سر نفی میں ہلا دیا کوئی اسے یہاں سے لے جائے ورنہ آج اس نے فوت ہو جانا تھا۔

"اور میرے دل کی؟" وہ نہ کرے وہ کیوں ایک معصوم لڑکی کی جان لے رہا تھا لیکن وہ کیا کرتا دل نے اسے یہ سب کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

آئرہ کے گال سرخی سے دہک اٹھے تھے یوں جیسے سرخ ٹماٹر ہو دل کی دھڑکنیں کانوں میں بجتی محسوس ہونے لگی تھیں۔

"مم۔۔۔مجھے سونا ہے" وہ بول کر زور سے آنکھیں بند کر گئی ایک گہری مسکراہٹ نے برلاس کے

چہرے پر ڈیرا جما لیا۔ وہ پر سکون سی سانس خارج کرتا اسے اپنے کمفرٹر میں چھپا گیا۔

کچھ ڈر اچھے ہوتے ہیں اس نے اعتراف کر لیا تھا۔

وہ کوئی چھتیس بار سیماب سے معافی مانگ چکے تھے لیکن وہ ڈھیٹ بنی انکی کسی بات پر کان نہیں دھر رہی تھی۔

زریاب بچارے سر کھجا کر رہ گئے۔ وہ کیسے زیحال کی بات پر عمل کرتے انکی یہ بیوی تو راضی ہوتی جو غبارے سے بڑا منہ پھلا کر بیٹھی تھی۔

"بندہ پوچھے ام نے کونسا قتل کر دیا۔۔۔ جو امارے لئے معافی ہی نہیں" وہ جل بھن کر بولے تھے۔

سیماب نے ایک سپاٹ نگاہ ان پر ڈالی وہی ادا جو اسکی زریاب خان کو بے حد پسند تھی کہ وہ شیر تھے تو ان کی خانی شیرنی تھی جو اپنے خان کو آنکھوں سے ہی چپ کروا دینے کی طاقت رکھتی تھی۔

"دل کا بھی قتل ہوتا ہے اور تم نے وہی کیا ہے" وہ سپاٹ لہجے میں بولتی کمبل سر تک تان گئی۔

ڈھیٹ تھے دونوں۔ تھے بھی ایک ہی بیڈ پر لیکن درمیان میں سیماب کے خوبصورت ہاتھوں سے بنائی گئی تکیوں کی لائن نے زریاب خان کو اپنی حد میں رکھ رکھا تھا۔

انکوان تکیوں سے شدید قسم کی جلن محسوس ہوئی۔ وہ پوری دنیا کو ہٹانے کی طاقت رکھتے تھے لیکن یہ چند

ڈالرز کے تکیوں نے انکو بتادیا تھا کہ وہ ان سے زیادہ طاقتور ہیں۔

وہ دل پر پتھر رکھ کر خود بھی لیٹ گئے تھے لیکن نیند کہیں فجر کے وقت جا کر آئی تھی وہ نماز ادا کر کر اپنے اور سب کیلئے بہتری کی دعا کر کر آتے سو گئے تھے۔

کمرے میں دھیما دھیما میوزک چل رہا تھا اور وہ خود ہاتھ میں بوتل پکڑے اس میوزک کے دم پر مدہوش ہوئے جھوم رہا تھا اسکے باوردی بندے اسکے آس پاس

سینا تان کر کھڑے اسے دیکھ رہے تھے کوئی بھی جیسے سانس تک نہیں لے رہا تھا کیونکہ اسے کسی کی سانسوں کی دخل اندای بھی پسند نہیں تھی۔

لیکن ایک کی قسمت کے ستارے شاید گردش میں تھے جو لاکھ کوششوں کے باوجود بھی اپنی پرزور کھانسی کو روک نہیں پایا تھا۔

اسکی آواز پر ابراہیم کے قدم بے ساختہ رکے اس نے نگاہیں ترچھی کر کر اس بندے کو دیکھا۔

یہی نگاہ اتنی خطرناک تھی کہ سب اسی پر بری طرح سے کانپ اٹھے تھے۔

زارک اپنے کف موڑتا ہوا کچھ ہی دیر میں اس کمرے میں داخل ہوا جب اسکے آگے سے دو بندے ایک کے بے جان وجود کو لے کر باہر جا رہے تھے وہ سمجھ چکا تھا کسی نے پھر گستاخی کی تھی وہ گہری سانس خود میں بھرتا اندر آیا اور آتے ہی پہلا ہاتھ سپیکر پر پڑا تھا اور کمرہ گہری خاموشی کا مسکن بن گیا۔

اتنی ہمت پورے راج میں صرف زارک ولف ہی کر سکتا تھا ابراہیم نے رک کر اسے دیکھا۔

"کام کی بات کرنی ہے" اسکے یہ کہتے ہی دیری تھی کہ ابراہیم کی آنکھیں پھر سے چمک اٹھیں اس نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو باہر نکل جانے کا حکم دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا کمرہ خالی ہوگیا۔

"ہمیں ان، ان جگھوں پر اپنا جال بچھانا ہے کیونکہ پاشا اپنی فیملی کو کہیں نہیں چھوڑتا وہ کہیں بھی ہو ان پر نظر رکھتا ہے۔۔۔ایسے میں اسکے بھائی کو پکڑنا مشکل

ہے۔۔۔تو اب ہمیں اس بچے کو اسکی نظر سے دور لانا ہے۔۔۔ جس کیلئے اسکی ایک کمزوری میرے ہاتھ لگی ہے" وہ لیپ ٹاپ پر ایک تصویر دکھا رہا تھا۔

ابراہیم نے غور سے دیکھا بائیک پر رعب اور دبدبے کی جیتی جاگتی صورت میں بیٹھا" برلاس زیحال خان آفندی" اسکا تو نام بھی اتنا بڑا تھا کہ ایک سانس میں ادا بھی نہ ہو سکے۔

ابراہیم ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔

"ہاہاہا۔۔۔واؤ۔۔۔کتنا مزہ آئے گا۔۔۔یہ ٹام اینڈ جیری کا کھیل کھیلتے ہوئے۔۔۔لیکن یہاں جیری اس پاشا کا بھائی ہو گا۔۔۔اور ٹام ہو گا۔۔۔ابراہیم ۔۔۔شیطانوں کا شیطان" وہ اور زور سے قہقہہ لگا کر ایڑھی کے بل جھومنے لگا تھا۔

وہ لوگ اگر غور کرتے تو کارٹون میں جیری ٹام کی کیا حالت کر کر رکھتا تھا سوچ لیتے تو کبھی اس بچے کو جیری کا نام نہ دیتے۔

"جلدی لاؤ اسے۔۔۔ میرے پاس بہت بھوک لگی ہے مجھے" وہ لبوں پر زبان پھیرتا اس بچے کی تصویر دیکھ رہا تھا۔

آنکھوں پر سیاہ چشمہ لبوں پر جاندار مسکراہٹ اور کمال کی ڈریسنگ جس سے اسکی کسرتی باڈی بھرپور نمایاں ہوتی تھی۔

منظر پلٹنے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

یہ ایک تاریک کمرے کا منظر تھا جہاں وہی شخص اسی
حالت میں قید تھا شکل کی حالت بگڑ چکی تھی پہلے سے
زیادہ کمزور خستہ حالت کوئی بھی اسے دیکھ کر نہیں
کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی بالاج خان آفندی ہے جس کے
کپڑوں پر کبھی مٹی کا زرہ تک نہیں ٹھہرتا تھا اور اب
اسکے وجود سے بدبو آتی تھی۔

وہ اس وقت اپنے سامنے رکھی کرسی پر براجمان شخص
کو دیکھ اپنی سانسیں روک کر بیٹھا تھا۔

جس سے وہ شیر ایسے لاڈ کر رہا تھا جیسے وہ اسکی ماں ہو۔

اس بیسٹ نے شیرو کے لمبے گھنے بالوں میں ہاتھ

پھیرا جس پر شیرو اپنا سر اسکے بائسپس سے جوڑ کر

رب کرنے لگا۔

اس نے سیگریٹ سے کھینچ کر دھواں ہوا کے سپرد کیا

اور ایک ادا سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شیرو۔۔۔ بھوک لگی ہے؟" اسکے پوچھنے کی دیری

تھی کہ وہ پوری طاقت سے دھاڑ اٹھا اسکی دھاڑ پر ہی

بالاج کی آدھی روح فنا ہو گئی تھی۔ وہ سفید رنگت کے

ساتھ اسے دیکھے گیا۔

"اوکے۔۔۔کچھ دیر اور بھوکے رہو پھر یمی کھانا ملے گا" وہ بول کر آگے آیا اور بالاج کی بیڑیاں کھولنے لگا

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم کیا کرے گا؟" وہ خوف کے مارے بری طرح سے لرزنے لگا تھا اس نے کچھ نہیں کہا بس بیڑیاں کھولتے بالاج کو آگے کھڑا کرتے پیچھے سے اتنی زور سے دھکیلا کہ وہ سیدھا دروازے کے باہر جا گرا۔

وہ پر سکون سا سٹے مارتا ہوا اسے اسی طرح گھسیٹ کر اپنی گاڑی تک لے آیا اور کسی بے جان سامان کی طرح اندر پھینک دیا۔

کتنے ہی دنوں بعد بالاج نے یہ سورج کی روشنی دیکھی تھی۔اس روشنی کو تو جیسے وہ بھول ہی گیا تھا۔اب تو یہ آنکھوں میں بھی چبھنے لگی تھی۔وہ نجانے اسے کہاں لے جارہا تھا۔لیکن بالاج کو اتنا پتہ تھا کہ اب اسکی موت اسکے قریب ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی ملازموں کو سارا کام سونپ کر خود کمرے میں
آئی تھی جہاں کی ملازم صرف جھاڑ پونچھ کرتے تھے
اپنی چیزوں کو درست کر کر وہ خود رکھ لیتی تھی اب
بھی وہ بیڈ شیٹ ٹھیک کر رہی تھی جب کمرے کا
دروازہ کھلتے سامنے سے آتا داراب دکھائی دیا۔

بیلا کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی وہ جھٹ سے سیدھی
ہوتی دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی۔

داراب نے ایک نظر اسے دیکھا اسکا خود کو اس سے
یوں چھپانا اسے اچھا نہیں لگا تھا لیکن وہ خاموشی سے

اپنی گھڑی اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتا ڈریسنگ روم کی جانب چلا گیا۔

اسکے جاتے ہی بیلا نے گہرا سانس لیا وہ حیران تھی وہ اس وقت بہت کم ہی گھر آتا تھا

تھوڑی دیر میں وہ شاور لے کر ڈارک بلیو رنگ کی پینٹ پر وائٹ بٹنوں والی شرٹ پہنے باہر نکلا اور سیدھا مرر کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

بیلا اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ پہلے کم حیران تھی اب تو اسے تیار ہوتے دیکھ اسکے ذہن میں الگ الگ خیالات آنے لگے تھے۔

وہ خود پر سپرے کرتا گھڑی اٹھا کر پہننے لگا۔

"تم کدر جا رہا ہے؟" وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکی تھی داراب کی نگاہ اوپر اٹھی لیکن بیلا کو ایک بار بھی نہیں دیکھا

"مشن سکسیزفل ہونے پر ڈی آئی جی نے سب کو فیملی کے ساتھ پارٹی میں دعوت دی ہے وہی جا رہا ہوں"

وہ مصروف سے انداز میں جواب دیتا پھر سے اپنی

برنڈڈ گھڑی باندھنے لگا۔

"فیملی کے ساتھ ؟ لیکن تم تو اکیلا جا رہا ہے" اسے

تعجب ہوا تھا اب کی بار دارا ب نے اسے گردن موڑ کر

دیکھا آنکھوں میں ایک سرد تاثر سا لہرا گیا تھا۔

جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو۔

"فیملی میں بیوی آتی ہے۔۔۔اور میری کوئی بیوی

نہیں ہے" سادہ سے لہجے میں بول کر وہ کوٹ کی

جانب مڑ گیا تھا جبکہ بیلا شل سا کت سی اسے دیکھے گئی۔

گزرا دن۔۔۔۔۔

وہ رو کر اب تھک چکی تھی جب اسے احساس ہوا کہ وہ داراب کے اس وقت کتنے قریب تھی وہ ہوش میں آتی فورا اسے پہلے اس سے الگ ہو گئی اور اپنے بے ترتیب بالوں کی لٹ کان کے پیچھے اڑ ستی بری طرح سے نروس ہوئی۔

داراب اسکے چہرے کی جانب ہی دیکھ رہا تھا اسکی فکر میں وہ اتنا ہلکان تھا کہ ایک بار بھی اسکا اپنے سینے سے لگنا محسوس نہیں ہوا تھا۔

"پانی پیو" وہ اٹھ کر اسکے لئے پانی کا گلاس لایا تھا۔

جب کاؤچ پر بیٹھی بیلا نے خاموشی سے گلاس تھام کر لبوں سے لگا لیا لیکن نظریں وہ اب بھی چرا رہی تھی۔

"اب ٹھیک ہو؟" بیلا کے منہ سے سسکیاں نکلتے دیکھ اس نے فکر مندی سے پوچھا بیلا نے سر دھیرے سے

اثبات میں ہلایا۔کچھ دیر وہ خاموش بیٹھی رہی جب اسے داراب کی آواز سنائی دی۔

"جانتا ہوں۔۔۔تمہارے ساتھ بہت کچھ غلط ہوا ہے ناانصافی ہوئی ہے لیکن۔۔۔ہر جگہ ٹھیک تم بھی نہیں تھی"

اسکی بات پر بیلا نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا اسے اس بات کی توقع نہیں تھی لیکن وہ ہمیشہ کی طرح دو ٹوک انداز میں ہی بات کر رہا تھا۔

"میرے گھر والوں کے تمہارا رویہ ہمیشہ روڈ رہا ہے جبکہ تم نے اس ظلم کا ایک حصّہ بھی نہیں سہا جو میری بہن نے تمہارے گھر میں رہ کر سہا ہے "

اسکی بات پر بیلا کے چہرے کی رنگت زرد پڑنے لگی۔

"میں اسکا تمہیں قصوروار نہیں ٹھہرا رہا میں صرف یہ احساس کروا رہا ہوں کہ تمہارے ساتھ غلط کرنے والے تمہارے بھائی تھے۔اگر میرے بھائی نے تمہیں طلاق دی تو وہ اسکا حق تھا وہ ایسی عورت کے ساتھ نہیں رہ سکتا تھا جس نے اسکی کردار کشی کی ہو "

بیلا کو اپنی سانسیں اٹکتی ہوئی محسوس ہوئیں

"میں نے بھی کبھی تمہارے ساتھ ناحق کی نہیں کی

۔۔۔اگر تمہیں بیوی ہونے کا حق نہیں دیا تو۔۔۔اس

میں بھی تمہاری مرضی شامل تھی" اسے بیلا کی وہ

بات یاد آئی

"ام ادر سے آزاد ہونا چاہتا ہے ام کو چھوڑ دو" یہ الفاظ

بظاہر نارمل تھے لیکن داراب خان کی قسمت میں

آخری کیل اسی جملے کے ذریعے ٹھوک دی گئی تھی۔

وہ بول کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آج بھی میں تمہارے فیصلے کا احترام کرتا ہوں۔۔۔تم جب تک نہیں چاہو گی میں تب تک تمہیں اس نگاہ سے دیکھو نگا بھی نہیں" بیلا کو لگا اسکا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔وہ فق رنگت کے ساتھ اسے دیکھے گئی۔

"توام کو طلاق دے دو" وہ بے ساختہ بول پڑی داراب جانے کے لئے مڑا ہی تھا جب اسکی اس بات پر ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔آنکھوں میں بے یقینی سی در آئی تھی۔

"آزاد کردوام کو" وہ کیا بول رہی تھی وہ شاید خود بھی نہیں جانتی تھی۔

داراب چندپل کیلئے کچھ بول بھی نہیں سکا تھا۔

"تم واقعی طلاق چاہتی ہو؟" وہ بے یقین سا تھا یہ لفظ بھی اس نے نجانے کتنی مشکل سے ادا کئے تھے۔

کیا اسکی قسمت نے فیصلہ کر لیا تھا اس پر رحم نہ کرنے کا؟ وہ بے ساختہ سوچ سکا۔

بیلا نے صرف سر اثبات میں ہلا دیا

"ٹھیک ہے" کہہ کر وہ رکا نہیں تھا پیچھے بیلا اپنی تمام تر سوچوں کے ساتھ اکیلی رہ گئی تھی۔

موجودہ وقت۔۔۔۔۔

ہاں وہ اس لڑکی کو بیوی کیسے کہہ سکتا تھا جو اسے شوہر ہی نہ مانتی ہو۔

"تم اکیلا جائے گا؟" بے ساختہ پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ سڑک پر کچھ کرائے کی بیویاں کھڑی ہوتی ہیں سوچ رہا ہوں ان میں سے اکٹھی چار لے

جاؤں۔۔۔ایک آدھ نے طلاق مانگ لیا تو پیچھے بھی کچھ رہ جائیں گی "

یہ لگا تھا ڑکا کر۔ بیلا اسکے جواب پر آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

"مورے سو رہی تھیں۔۔۔وہ اٹھیں تو بتا دینا میں کہاں گیا ہوں" وہ تیاری مکمل کرتا اسے بول کر خود کمرے سے باہر نکل گیا۔ پیچھے اسکی تیز خوشبو کمرے میں اگلے کتنی ہی گھنٹوں تک گردش کرتی رہی تھی۔

اتنا ہینڈ سم اور ڈیشنگ بن کر گیا تھا کوئی عورت اس سے کرایہ بھی نہ لیتی ایسے ہی چپک جاتی سوچ کر ہی بیلا کو اپنے اندر بھا بھڑ سے جلتے محسوس ہوئے۔

"آپ ٹینشن نہ لیں سب ٹھیک ہو گا" کومل نے گل کو کھو کھلے لفظوں میں دلاسہ دیا اس وقت اسکی اپنی حالت اس سے ذرا مختلف نہ تھی۔

وہ دونوں اس وقت فارم ہاؤس میں موجود تھیں جہاں باہر پورچ میں ایک گاڑی آکر رکی تھی اسکے رکتے

برلاس نیچے اترا اور بالاج کو گردن سے پکڑ کر سیدھا اندر لایا اور لاتے ہی زرتشم کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔

وہ اچھل کر خوف زدہ سی ہوتی اپنی وہیل چیئر کی پشت سے چپک گئی۔

اور پھٹی پھٹی نظروں سے اس شخص کو دیکھنے لگی جس سے وہ اس حد تک ڈرتی تھی کہ وہ اگر اسکے خوابوں میں بھی آجائے تو وہ خوف سے اگلی کتنی ہی راتیں سو نہ سکے۔

لیکن اسکے پیچھے برلاس شاہ کھڑا تھا جس کی موجودگی اسکے دل کو ایک الگ ہی مضبوطی دے گئی تھی۔ وہ بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

جو خفا خفا سا کھڑا تھا لیکن آج اس نے اسکے لئے وہ کیا تھا جو اور کوئی نہیں کر سکا تھا۔

بالاج نے ہمت کرتے سر اٹھا کر اسے دیکھا اسکی سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی تھی۔

وہ کس کے قدموں میں تھا؟ وہ جسے اتنے برسوں اپنے قدموں میں گراتے ہوئے آیا تھا؟ جسے کبھی رتی برابر

بھی اہمیت نہیں دی تھی۔ آج وہ اس سے اوپر تھی۔
جس کے چہرے کی رونق دھیرے دھیرے واپس آ
رہی تھی اسکی وہ خوبصورتی جو بالاج خان کے ظلم و ستم
نے ختم کردی تھی اب وہ واپس لوٹ کر آرہی تھی۔
وقت بدلتا ہے اور ایسا بدلتا ہے کہ وقت کے طاقتور
فرعونوں کو بنا پانی کے بھی ڈبو دیتا ہے۔
زرتشم نوشیروال کی آنکھوں سے گرم سیال تیزی
سے بہنے لگا۔

"گل۔۔۔ہمت کریں" کومل نے دھیرے سے اسکے

کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"اس۔۔۔نے۔۔۔ام کو۔۔۔ط۔۔۔طلاق دے دی

تھی" اسکے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہی گئی بات پر

برلاس اور کومل کی آنکھیں بے اختیار پھٹنے لگی۔

دونوں شل ساکت سے انکو دیکھے گئے۔

جو یہاں اسے لائے ہی اس لئے تھے تاکہ اس درندے

کے نام سے آزادی دلوا سکیں۔لیکن آج اس نے یہ

راز بھی کھول دیا تھا وہ تو برسوں پہلے اسکے نام سے آزاد ہو گئی تھی۔

برلاس نے کومل کی جانب دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو "طلاق ہو گئی تھی تو پھر یہاں آنے کا مقصد؟ "

کومل جھٹ سے زرتشم کے پاس بیٹھی اسکا ہاتھ تھام گئی۔

"گل۔۔۔یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔طلاق ہو گئی تھی تو آپ وہاں کس حیثیت سے رہ رہی تھیں؟"

اسکے ذہن میں زلزلے سے اٹھنے لگے تھے اس بات کا

جواب جاننے کیلئے لیکن وہ اس حالت میں بلکل نہیں تھی تب ہی سر جھکائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"گل نہیں پلیز۔۔۔آپ روئیں مت۔۔۔ ہمیں بتائیں "

"ا۔۔اس نے۔۔۔ام کو۔۔۔ط۔۔۔طلاق دے کر ۔۔۔اپنی رکھیل رکھا تھا" اسکے رونے میں شدّت آتی کومل کا دل تڑپا کر رکھ گئی۔

برلاس کا وجود یکدم سے پتھر اسا گیا ایسے جیسے ساتوں آسمان اسکے سر پر ایک ساتھ آن گرے ہوں وہ پھٹی

پھٹی نگاہوں سے زرتشم کے قدموں میں پڑے بالاج کو دیکھنے لگا۔

جس کا چہرہ ہی بتا رہا تھا کہ اس نے اس معصوم پر کتنے ظلم کئے تھے۔ وہ ضبط سے جبڑوں کے ساتھ ساتھ مٹھیاں بھی زور سے بھینچ گیا۔ اسکے اندر شدید قسم کے بھابھڑ جلنے لگے تھے۔

کومل نے اٹھ کر زرتشم کو اپنے ساتھ لگا لیا۔ اس کا اپنا دل اس انکشاف پر بری طرح سے کانپ اٹھا تھا۔ اتنا بڑا گناہ ہو رہا تھا اور کسی نے اسے روکا نہیں کیا اسکا دل

نہیں پھٹ گیا روح نہیں تڑپی اتنا بڑا گناہ سرانجام

دیتے ہوئے۔

"ام۔۔اس لئے خود کو کسی کے قابل نہیں سمجھتا

۔۔۔اس نے ام کو کہیں کا نہیں چھوڑا" وہ کومل کے

ساتھ لگی چیخ پڑی تھی اسکی دلخراش چیخ پر برلاس کو اپنا

دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ان بھوری آنکھوں سے

گرم لاوا خاموشی سے بہہ نکلا۔

اصل آسمان تو تب گرا جب زرتشم کا ہاتھ دو مضبوط

ہاتھوں نے تھاما اس نے دھیرے سے اس ہاتھ کی

سیدھ میں اوپر دیکھا جہاں سامنے کھڑے ڈاکٹر برہان
ور ک کو دیکھ اسکا دل دھک سے رک گیا۔ سانس اوپر
کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔

74/3

انکے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ اندازہ ہو رہا تھا کہ

انہوں نے ساری بات بخوبی سن لی تھی تب ہی چہرہ

سرخی چھلکانے کے قریب تھا وہ دھیرے سے گھٹنوں

کے بل زرتشم کے قریب بیٹھ گئے۔

انکی آنکھوں کی سرخی سے جھلکتا کرب دیکھ زرتشم کا

دل پھٹنے کے قریب ہوا تھا۔

"مجھے لگا۔۔۔آپ کو فیملی کی رضامندی نے روکا

ہے۔۔۔لیکن آپ یہ سب چھپا رہے تھے مجھ سے ؟"

وہ کرب سے پوچھ رہے تھے زرتشم بے اختیار سر جھکا گئی اسے شدّت سے پھوٹ پھوٹ کر رونا آرہا تھا لیکن اس وقت صرف آنکھیں تیزی سے برس رہی تھیں ہونٹ کپکپا رہے تھے۔

"میری محبت کو آپ نے جسمانی طور پر سمجھ کر اسکی توہین کی ہے واللہ میں نے آپ کی روح سے محبت کی تھی نہ کہ آپ کے وجود سے" انکے لفظوں میں اور لہجے میں دلوں کو چیر دینے والی تڑپ تھی۔

کومل منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔ جن محبت کرنے والوں میں

برسوں بعد بھی اتنی تڑپ تھی تو اس وقت کیا حال ہوا

ہو گا جب اس ظالم دنیا نے اس محبت کرنے والے

جوڑے کو الگ کیا ہو گا سوچ کر ہی روح کانپ رہی

تھی۔

برلاس کی نگاہیں بالاج پر ہی ٹکی تھیں جو زرتشم

نوشیر وال کے پاس ایک مکمل شخص دیکھ دنگ رہ گیا

تھا وہ شاکڈ تھا جس لڑکی کو اس نے دو کوڑی کا کر دیا تھا

اسکے پاس زندگی دھیرے دھیرے اپنی ہر نعمت لا رہی

تھی اور اسکے پاس کچھ بھی نہیں رہا تھا چند سانسیں تھیں وہ بھی اس بیسٹ کے رحم کی محتاج تھیں۔

''آپ کو نہیں کرنا چاہئے تھا یہ۔۔۔'' وہ تڑپ کر اپنی پیشانی زر تشم کی پیشانی سے جوڑ گئے جو پر اسکا رہا سہا ضبط بھی ختم ہو گیا وہ بلک بلک کر روتی انکے کندھوں کو تھام گئی۔

دونوں جانب تڑپ ایک جیسی تھی دونوں کی روحیں ایک دوسرے کی شدّت سے طلبگار تھیں۔انکو مکمل ہونا تھا ایک دوسرے سے۔

"کومل۔۔۔گل کو گھر لے کر جائیں" برلاس کی سپاٹ آواز پر سب نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا جس کی نگاہیں بالاج پر ٹکی تھیں وہ تڑپ کر سر نہ میں ہلانے لگا۔

"کومل سنا نہیں میں نے کیا کہا؟" اب کی بار وہ پوری قوت سے دھاڑا تھا جس پر کومل کے ساتھ ساتھ زرتشم بھی بری طرح سے سہم کر اس سے خوف زدہ سی ہو گئی۔

اس نے کب اسکا یہ روپ دیکھا تھا اسے غصّے میں اب تک ایک بار بھی زرتشم نے نہیں دیکھا تھا اور آج اسکا چہرا یوں تھا جیسے اب سرخی چھلک پڑے گی۔

بالاج کو اسکی آنکھوں میں اپنی دردناک موت دکھائی دے رہی تھی۔ وہ بری طرح سے کانپتے ہوئے سر نفی میں ہلانے لگا۔ اسے یہاں اس بیسٹ کے ساتھ اکیلے نہیں رہنا تھا اسکے خوف سے انگ انگ بری طرح سے کانپنے لگا تھا۔

کومل جلدی سے زرتشم کی وہیل چیئر آگے لے گئی

ڈاکٹر برہان نے رک کر برلاس کو دیکھا انہوں نے

بھی اسے صرف بچے کے روپ میں دیکھا تھا لیکن

جس کا باپ ایسا تھا تو بیٹے پر وہ کیسے تعجب کر سکتے تھے

وہ بھی دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے باہر کی جانب

بڑھ گئے۔

جب انکے دہلیز تک پہنچنے کی دیری تھی کہ پیچھے سے

زور سے شیشہ چکنا چور ہونے کی آواز سنائی دی جس پر

کومل تو ڈر کر دروازے سے ہی لگ گئی تھی زرتشم پھٹی

پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی جس کا ایک ہی وار اتنا خطرناک ثابت ہو گیا تھا۔

وہ برلاس شاہ تھا؟ وہی چھوٹا بگڑا بچہ جسے صرف اپنے بھائیوں کے سامنے ان سے لاڈ اٹھواتے دیکھا تھا جسے گھر میں صرف شور مچاتے دیکھا تھا۔ آج اسکا ایک الگ ہی روپ دیکھنے کو ملا تھا

کومل جلدی سے زرتشم کو لے کر باہر نکل گئی۔

"پلیز جلدی چلیں" وہ ڈاکٹر برہان کو بھی ساتھ آنے کی تلقین کرنے لگی جو برلاس کو اس روپ میں دیکھ دنگ رہ گئے تھے۔

وہ ان دونوں کو لے کر گھر کل نکل چکے تھے پیچھے اس بالاج خان کو اسکی موت کے حوالے کر کر۔

برلاس اسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا اپنے قدموں میں لے آیا تھا۔ آج وہ اس پر حاکم تھا۔ جو اسکے باپ کا مجرم تھا۔

"تیری وجہ سے میرے باپ کی آنکھوں میں ایک بار اور آنسوں آئیں گے۔۔۔ تیرا پورا خاندان میرے باپ کا مجرم ہے کمینے "اسکے اندر اٹھتا وبال بالاج کی حالت بری کر گیا اس نے آج بالاج خان کو لاؤنج کی ایک ایک چیز میں چن دیا تھا۔

"تم سب سے مجھے نفرت ہے۔۔۔ جن کی وجہ سے میرا باپ اتنی بار رویا۔۔۔ "وہ آخر میں اسکے منہ پر دھاڑا اٹھا تھا۔ وہ اٹکتی سانسوں میں اسکے سامنے ہاتھ جوڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔میں۔۔۔معافی مانگتا ہوں۔۔۔"

آج معافی؟ آج اسے کوئی معافی نہیں ملنی تھی آج اسکے سامنے وہ جنونی بچہ تھا جس کی آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر کوئی نہیں ہٹا سکتا تھا۔ جس میں اس نے اپنے باپ کو کھلے میدان میں روتے ہوئے دیکھا تھا۔ کاش وہ منظر اسکی آنکھوں سے کوئی نوچ لیتا تو شاید بالاج خان کی جان بخشی ہو جاتی۔

"وہ۔۔۔وہ میرا باپ ہے۔۔۔میرا۔۔ برلاس شاہ کا۔۔۔اسکی آنکھ سے نکلے ایک آنسوں پر میں ہر چیز تباہ

کر سکتا ہوں۔۔۔تو تم لوگوں کا خاندان کیا چیز ہے" وہ لفظ چباتے اسکے منہ پر پھنکارا تھا۔

بالاج نے روتے ہوئے سر نفی میں ہلایا اب تو وہ ہاتھ جوڑنے کی پوزیشن میں بھی نہیں رہا تھا۔

"لیکن اب۔۔۔۔میں ہر اس شخص کو رلاؤں گا جس کی وجہ سے ایک بھی آنسوں میرے باپ کی آنکھ سے نکلا تھا" یہ بول کر وہ رکا نہیں تھا فارم ہاؤس کی درو دیوار نے اسکے بھیانک روپ پر آنکھیں بند کرلی تھیں۔

۔۔۔۔۔۔۔

"یہ دودھ پی لیں گرم گرم ہے" زمل گرم کپڑے میں دودھ کا گلاس لپیٹے مشی کیلئے لے کر آئی تھی جو درد میں بری طرح سے کراھتی صوفے پر کروٹ بدل بدل کر بیٹھ رہی تھی۔

"کومل کب تک آئیں گی۔۔۔ مجھ سے درد برداشت نہیں ہو رہا"

وہ لمبی لمبی سانسیں لینے لگی تھی زالے عبدلباری تو اپنے کھیل میں مصروف تھے لیکن اپنی مشی ماما کو ایسے

روتے دیکھ زامل کو فکر ہونے لگی تھی وہ زمل کے

ساتھ ساتھ گھوم رہا تھا۔

"ماہ۔۔۔وائے مش۔۔۔تائینگ (ماما مشی کیوں رو

رہی ہیں)؟" وہ نہ روزامل کو اچھا نہیں لگ رہا تھا اسکا

رونا۔

"انکا بے بی آنے والا ہے ناں۔۔۔چندا" وہ پیار سے

جواب دے کر مشی کے لئے فروٹس کٹ کرنے لگی

تھوڑی دیر پہلے اس نے مشی کو لان کی سیر کروائی تھی

جس کی وجہ سے اسکی سانسیں پھولی ہوئی تھیں۔

"بے بی۔۔۔ تیشے مما (بے بی کیسے مما)؟"اب اسے بتاؤ کہ ایک اور بے بی کیسے آنے والا تھا زمل کی جگہ اسکی بات پر مشی کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"جیسے آپ کو پری لے کر آئی تھی ویسے اس بے بی کو بھی لے کر آئے گی ہمارے گھر"وہ پیار سے جواب دیتی ایک پھل کا ٹکڑا اسکے ننھے سے ہاتھ میں تھما گئی۔

"می۔۔۔بے بی۔۔۔دول ناں مما(میری ڈول ہو گی وہ بے بی ہیں ناں ماما)"اسے کومل کی باتیں یاد آئی

اسکی بات پر مشی اور زمل نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔

"یاقوت بھائی کو چیک کروانا چاہئے تھا ویسے۔۔۔یہ نہ ہو میرے بیٹے کا دل ٹوٹ جائے" یاقوت نے اب تک الٹرا ساؤنڈ نہیں کروایا تھا اسکا کہنا تھا یہ ایک پردہ ہے اور سرپرائز خدا کی طرف سے وہ جو بھی ہمیں دے بیٹا یا بیٹی ہمیں دل و جان سے قبول ہو گی یہ نعمت۔

لیکن گھر میں سب سے زیادہ زامل ایکسائیٹڈ تھا جس

اس ڈول آنے والی تھی اس نے تو اسے ٹم ٹم دینی تھی

جو اسکی بہن کے پاس تھی لیکن اسکے پاس نہیں حلانکہ

وہ چار منٹ بڑا تھا اس سے۔

"میں دعا کرونگی۔۔۔میں داماد کا دل نہ ٹوٹے"

مشی اسکے روئی جیسے گال چٹکی میں بھر کر محبت سے

بولی وہ اسی پر معصوم بلی کی طرح اسکے ساتھ لپٹ کر

لاڈ کھانے لگا جب اسکی اس حرکت پر زمل اور مشی

کے قہقہے بند ہی نہیں ہو رہے تھے مشی تو اپنا درد بھی بھول چکی تھی۔

"می۔۔۔ فید و۔۔۔ مش (میری فیڈر لے لیں مشی) "

وہ اب دھیرے دھیرے اسے مشی ماما سے مش کہنے لگا رہا اور وہ خوشی خوشی کہلوا بھی لیتی تھی۔

"تو مشی کی جان آپ پیو" وہ اسے دودھ نہ پیتے ہوئے دیکھ چکا تھا تب ہی اپنی فیڈر آفر کر رہا تھا جس پر اسکی ہنسی مزید گہری ہو گئی۔

وہ بیٹھے ہی تھے جب ہڑ بڑی سی حالت میں کومل لاؤنج میں داخل ہوئی وہ زرتشم کو لے کر سیدھا کمرے میں چلی گئی۔

"انکو کیا ہوا؟" وہ دونوں انکو دیکھ ٹھیک ٹھاک پریشان ہوئی تھیں۔

"آپ بچوں کو دیکھیں میں آتی ہوں" زمل جلدی سے اٹھ کر انکے پیچھے پیچھے کمرے میں چلی گئی۔

ڈاکٹر برہان باہر سے ہی واپس جا چکے تھے کیونکہ یہ وقت یہاں آنے کیلئے انکو مناسب نہیں لگا تھا۔

"سب ٹھیک ہے کیا ہوا؟" زمل نے آتے ساتھ فکر مندی سے پوچھا۔

زرتشم کے چہرے کی تو اب تک ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں اسے رہ رہ کر برلاس کا وہ روپ اور بالاج کی وہ حالت یاد آرہی تھی۔

"پانی پیئیں آپ اور پلیز ریلیکس رہیں "

کومل کو ڈر تھا کہیں زیحال اس وقت گھر نہ آجائے آج تو اسکی ٹانگیں پامیر کے ہاتھوں ٹوٹنی طے تھیں۔

"وہ۔۔۔وہ برلاس؟" وہ برلاس کو ہی دیکھ کر اتنی خوف زدہ تھی جواب تک اپنے خود کے بھائی کی اصل حقیقت سے واقف نہیں تھی۔ جس پاشا کا نام وہ اب تک ہزار بار سن چکی تھی وہ پاشا اصل حقیقت میں کون تھا وہ نہیں جانتی تھی۔

"کیا ہوا برلاس کو؟" زمل کو یکدم سے اسکی فکر ستائی لیکن کومل بھی کیا بتاتی اسے کہ اب کیا دیکھ کر وہ دونوں آرہی تھیں۔

فارم ہاؤس کے باہر کا نظارہ اس وقت بے حد حسین لگ رہا تھا ہر چیز جیسے پہلے سے زیادہ نکھر گئی تھی سورج کی روشنی میں چمکتی اوس پودوں کو دلکش منظر میں ڈال گئی تھیں۔

وہ اندر بھی اس سے کم خوبصورت نظارہ نہیں تھا اگر کوئی زریاب خان کی آنکھوں میں دیکھ لیتا۔

وہ صوفے پر بیٹھے کن جان لٹاتی نظروں سے سامنے اوپن ایریا کچن میں کام کم برتن زیادہ پٹختی ہوئی سیماب کو دیکھ رہے تھے۔

''آرام سے خان۔۔۔ام نے حق حلال کی کمائی سے
خریدا ہے'' وہ شریر لہجے میں اسے تنبیہ کرنے لگے
جس پر اس نے زریاب کو کھا جانے والی نظروں سے
دیکھا۔
اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک پلیٹ اٹھا کر نیچے پٹخ دی وہ
گرتے ساتھ بچاری شہادت کے رتبے پر فائز ہو گئی
تھی۔اسکے ساتھ ہی زریاب خان اچھل کر پڑے
تھے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کیا۔۔۔تم پاگل واگل تو نہیں ہو گیا؟"

انکے پوچھنے کی دیری تھی جب سیماب نے یہی عمل

دوبارہ دہرا دیا

اس بار تو زریاب خان تڑپ کر صوفے سے ہی اٹھ

کھڑے ہوئے تھے۔

"خان۔۔۔کیا کر رہا ہے تم۔۔۔امارے دل کو کچھ ہو

رہا ہے۔۔۔ایسے مت کرو۔۔یہ بہت محنت سے کما کر

لیا تھا ام نے" وہ واقعی جیسے اپنی محنت کے ضائع ہونے

پر افسردہ تھے۔

"اچھا۔۔۔تو پھر یہ ل" وہ کہہ ایک ساتھ دو تین پلیٹیں زمین بوس کر گئی۔وہاں زریاب کے دل پر سیدھا ہاتھ ساپڑا اتھاوہ آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ذرا سی آنکھ کھول کر اسے دیکھنے لگے۔

"تم تو بڑا ظالم نکلا۔۔۔امارا حق حلال کا کمائی حرام کر دیا واللہ یہ تم نے بلکل اچھا نہیں کیا "

وہ چپ نہیں ہو رہے تھے تو رک وہ بھی نہیں رہی تھی پلیٹوں کے بعد گلاس کی باری آگئی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔خان نہیں۔۔۔دیکھو ۔۔۔ام تم سے معافی مانگتا ہے۔۔۔ان بچارے برتنوں کا کیا قصور ہے" وہ چند قدم آگے لیتے پھر سے بولے۔

لیکن وہ ڈھیٹ بنی پھر بھی اپنے دل کی کر گئی اور ایسے دیکھنے لگی جیسے کہہ رہی ہو "ہمت ہے تو روک لیں" "ماڑا۔۔۔تم اتنا خطرناک ہے" ان کے جملے پر اگلا برتن بھی ڈھڑ سے ٹوٹ گیا لیکن اسی دوران انہوں نے ایک ہی جست میں اسے جا لیا۔

سیماب انکی پکڑ میں کسی بن آب مچھلی کی طرح

پھڑ پھڑانے لگی تھی۔ لیکن اسکی گرفت مضبوط تھی وہ

اسے سیدھا کیبنٹ سے پن کر گئے۔

"چھوڑو ام کو۔۔۔یہ کیا ہے؟" وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گئی

تھی۔

لیکن زریاب کے مونچھوں تلے عنابی لبوں کو دیکھ وہ

یکدم سے رک گئی وہ مسکرا رہے تھے لیکن یہ

مسکراہٹ عجیب تھی اسے سمجھنے کیلئے صرف ایک پل

لگا تھا۔

مطلب انہوں نے جان بوجھ کر اسے اکسایا تھا ایسا

کرنے پر تاکہ اسکا غصّہ برتنوں پر نکل جائے اور ایسا

اسے خود بھی محسوس ہو رہا تھا۔

"اور بھی غصّہ ہے تو ایک آدھ امارے سر پر بھی مار لو"

انہوں نے کھلے دل سے آفر کی تھی

سیماب دانت کچکچا کر اپنی کلائی چھڑوانے کی تگ ودو

کرنے لگی

"تم دور رہو ام سے۔۔۔ورنہ ام پٹھان کا بیوی

ہے۔۔۔برتنوں سے سر نہیں چھوڑے گا"

کیا ادا تھی زریاب خان سر پیچھے پھینکے اس پر لٹو ہو گئے تھے۔

"تم اور کتنا پاگل کرے گا ام کو اپنے پیچھے۔۔۔ واللہ زریاب خان تباہ ہے تمارے پیچھے" وہ جس لہجے میں بولے تھے سیماب کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔

"اچھا ناں۔۔۔ ام کو معاف کر دو۔۔۔ امارا دو چھوٹا چھوٹا بچہ ہے۔۔۔ تیسرا ابھی راستے میں ہے۔۔۔ ان پر ترس کھاؤ "

وہ مزے سے ان کی بات سن رہی تھی جب ان کی آخری بات پر اسکی آنکھیں یکدم سے پھٹی۔

"ک۔۔۔کیا مطلب؟"ہاں اسے مطلب سمجھاؤ۔

"مطلب یہ کہ اب ام۔۔۔مہرام مہروز کو ایک اور گفٹ دے گا۔۔۔"

انکی بات پر سیماب یوں تھی جیسے کسی نے اس پر یخ برف والا پانی انڈیل دیا ہو۔

"دور ہٹو۔۔۔بے شرمی تو تم پر ختم ہے دنیا کی" وہ پوری طاقت لگا کر انکو خود سے دور کرتی اپنے کام میں

لگ گئی جبکہ اسے ڈر اپنے گالوں کی سرخی کا انکی

نظروں میں آجانے کا تھا۔

"کیوں۔۔۔اپنی بیوی سے فرمائش کی ہے تو شرم

کیسی۔۔۔ابھی تو امارا بڑی بیٹی بھی چودہ سال کا ہے تو

مشکل کدر ہے" وہ جیسے سارا حساب کتاب کر کر بیٹھے

تھے۔

"ام بھی اتنا بڑا ہو گیا تھا جب زی آیا تھا" وہ اپنے

دھیان میں تھے جب اس بات پر سیماب نے ہونقوں

کی طرح انکو دیکھا

"وہ پرانا دور تھا۔۔۔اب ایسا نہیں ہوتا" وہ بول کر جھٹ سے اپنے کام پر جٹ گئ جب اسے اپنا آپ انکے حصار میں آتا محسوس ہوا۔

"محبت تو وہی ہے ناں خان" انکے لہجے میں اترتی خماری سیماب کی جان لبوں پر لے آئ تھی۔وہ ہڑ بڑا کر دور ہٹ گئ۔

"تم منہ بند رکھو اپنا۔۔۔اور اپنا دماغ درست رکھو" وہ تڑخ کر انہیں ڈپٹتی کچن سے ہی غائب ہو گئ۔

"ماڑا یہ شک کرتا ہے ام پر ؟" وہ کھڑے خود میں ہی بڑبڑانے لگے تھے۔

تب ہی انکے موبائل کی رنگ ٹون بجی سامنے زی کا نام دیکھ انکے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔

" تو مجھے پھر کب چاچو بننے کی خوشخبری مل رہی ہے میرے کان ترس گئے لالا" اسکی بات پر زریاب کا زوردار قہقہہ بلند ہوگیا۔

اسکی ہنسی پر زیحال کے لبوں سے بے ساختہ اس ہنسی کے قائم رہنے کی دعا نکلی۔

"پٹھانی سے شادی کرنے کا ایک نقصان بھی ہوتا ہے

وہ امارا ٹیڑھی پسلی سے کچھ زیادہ ہی ٹیڑھا پیدا ہو جاتا

ہے" وہ ہنستے ہوئے بول رہے تھے

"تو پھر میں شکر ادا کروں؟ کہ مجھے معصوم بیوی مل

گئی؟" وہ بول ہی رہا تھا جب اسکے موبائل پر ٹوں ٹوں

ہونے لگی اس نے سکرین پر نام دیکھا

"وائفی" نام جگمگا رہا تھا۔

"لالا میں آپ کو تھوڑی دیر میں کال کرتا ہوں زمل کی کال آ رہی" وہ اچھے شوہر ہونے کا بھرپور مظاہرہ کر رہا تھا۔

"بس بیٹا۔۔۔ تم بنا پٹھانی کے ہی دب کے رہتا ہے اچھا ہے لگے رہو" وہ ہنس کر کال بند کر گئے جبکہ زیحال سوچتا رہ گیا کہ کیا وہ واقعی دب کر رہتا ہے اسکا جواب زمل کی اگلی کال نے ہی دے دیا تھا جو اس سے فوراً سے پہلے اٹھالی تھی۔

"ہبی۔۔۔کہاں تھے آپ میری کال کیوں نہیں اٹھائی؟" وہ تڑخ کر پوچھ رہی تھی۔

"کال پر تھا وائفی"

"تو میری کال ضروری تھی یا وہ؟" وہ بپھر رہی تھی لیڈی بوس جو بننا تھا اسے۔

"اچھا ناں سوری۔۔۔بتاؤ۔۔۔کیا بات ہے"

"گھر پہنچیں ابھی اور اسی وقت" وہ حکم دے رہی تھی اور زیحال کو اسکا یہی انداز سب سے زیادہ بھایا تھا۔اسی

وقت اسکے سامنے دو بڑے بڑے بزنس مینز آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

زیحال نے ہاتھ کے اشارے سے انکو وہی رک جانے کا حکم دیا۔

"اوکے وائفی۔۔۔ابھی آیا" کہتے زمل کال کٹ کر گئی تھی وہ ان دونوں کی ڈیل کو پینڈنگ پر رکھ کر گاڑی کی چابی اٹھاتے گھر کیلئے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے لان میں سر پکڑ کر کھڑا تھا جس کے سامنے وہ چھوٹا سر جھکائے ہاتھ باندھ کر کھڑا تھا۔

"اس سے پوچھیں اس نے کس کمپنی کو چوزے کے سائز کے پیمپر زبناتے دیکھ لیا"زامل کب سے ضد کر رہا تھا کہ اسکے چوزے کو پیمپر لگاؤ اسی پر زمل ابل گئی تھی۔

زیحال تھائی سے پینٹ اوپر کھینچ کر اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"آپ کو یہ آئیڈیا کس نے دیا؟"

وہ جانتا تھا اس چھوٹے دماغ کے پیچھے وہ بڑا شیطانی دماغ ہو گا۔

"تاہ۔۔۔شید۔۔۔وی چوچو۔۔۔پم پم۔۔۔موکت (تاہ نے بولا تھا ہم مارکیٹ سے چوچو مطلب چوزے کیلئے پیمپر لے کر آئیں گے)"اب وہ جیسے جیسے بڑا ہو رہا تھا پورا جملہ بول کر اپنی بات سمجھانے کی کوشش کرتا تھا۔

زیحال نے سر جھٹک لیا اسکی بڑی اولاد کبھی نہیں سدھر سکتی تھی اس نے اعتراف کیا تھا۔

"اسکے سائز کے پم پم نہیں ملتے بیٹا۔۔۔"وہ پیار سی سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔

"باہ۔۔۔ می پم پم۔۔۔ چوچو (بابا میرا پیمپر لگا دیں چوچو کو)" وہ فراخ دل سے اپنا پیمپر اتارنے کی کوشش کرنے لگا جب زیحال نے کرنٹ کھا کر اسکے ہاتھ پکڑے ادھر زمل ہکا بکا رہ گئی تھی۔

"یہ میری اولاد ہے۔۔۔؟ نہیں اب تو مجھے شک ہے۔۔۔ پکا بھانگ پی تھی اس دن جو یہ ایسا پیدا ہو گیا" اسکا دل چاہ رہا تھا سر پیٹ لے اپنا۔

"اس پم پم میں اس پدے سے چوزے نے نظر بھی نہیں آنا"

زامل اسی پر منہ پھلائے اب ناراض ہو گیا تھا اسکی ناراضگی بھی اپنے تاہ جیسی تھی وہ ناراض ہو کر زیحال سے دور جانے کیلئے اسکی گود میں ہی ناچنے لگا تھا کہ اسے اسکے چوچو کا پم پم لا کر دو۔

"خود سمبھالیں اسکو" وہ سارا ملبہ زیحال کے سر ڈالتی خود اندر چلی گئی۔

زیحال کتنی ہی دیر اسے مناتا رہا لیکن وہ اب کہاں ماننے والا تھا اس نے مجبوراً یاقوت کو کال کی جو میٹنگ کے سلسلے میں باہر ہی تھا۔

زیحال کی بات سنتے اسکی تقریباً چیخ بلند ہوئی تھی۔

"واٹ۔۔۔چوزے کیلئے پیمپر؟ یار بھائی۔۔۔بچوں کے پیمپر لینے کا وقت آیا تو آپ چوزے کے پیمپر منگوا رہے ہیں" اس بچارے کی بچارگی عروج پر تھی۔

"پیمپر والی کمپنی سے رابطہ کرو۔۔۔اب میں اسکے لئے کم از کم پیمپر نہیں بنا سکتا" وہ جھلا اٹھا تھا بچوں کی گاڑی تک تو ٹھیک تھا لیکن اب وہ گینگسٹر پیمپر بھی بنائے گا؟ وہ بھی چوزے کے؟

نہیں۔۔۔!!!!!

وہاں یاقوت کی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔اسکے ساتھ
پامیر تھا شکر اسکے کانوں میں نہیں پڑی یہ بات ورنہ
اس نے تو پورے کوالالمپور کو اپنے جاندار قہقہے سے یہ
بات بتادینی تھی کہ ایک ایشین گینگسٹر ہر کام چھوڑ کر
اب پیمپر کی فیکٹری کھولنے والا ہے۔

۔۔۔۔۔۔

ڈی آئی جی کے گھر اس رات روشنیوں کی بہار تھی۔
لان میں جگمگاتی فیری لائٹس، سفید اور نیلے غباروں

کی قطاریں، اور نرم موسیقی کی مدھم لے ہر شے مشن کی کامیابی کا اعلان کر رہی تھی، میزوں پر نفیس کھانے سجے تھے، اور خوشبوؤں کا ایسا امتزاج تھا کہ قدم خود بخود وہیں رُک جائیں۔

داراب گیٹ سے اندر داخل ہوا تو ایک لمحے کو ٹھٹھک گیا۔ ہر طرف وردیوں کے بجائے مسکراہٹیں تھیں۔ وہی سخت چہرے، جو فیلڈ میں حکم بن کر گونجتے تھے، آج اپنی فیمیلیز کے ساتھ عام انسانوں کی طرح قہقہے لگا رہے تھے۔ کہیں بچوں کی ہنسی، کہیں

خواتین کی باتوں کی سرگوشیاں، اور کہیں سینئر آفیسرز کے باوقار انداز میں ایک دوسرے کو مبارکبادیں۔

ڈی آئی جی صاحب خود لان کے وسط میں کھڑے تھے۔ چہرے پر اطمینان، آنکھوں میں شکر گزاری۔

وہ ہر آنے والے سے گرم جوشی سے مل رہے تھے۔

داراب کو دیکھتے ہی آگے بڑھے، مضبوط ہاتھ سے مصافحہ کیا۔

"یہ آیا میرا شیر۔۔۔آج کی پارٹی کا کریڈٹ سارا تمہیں جاتا ہے داراب۔۔۔تم نے کر دکھایا" وہ اس سے بڑی محبت اور جوش سے پیش آرہے تھے

داراب مسکرا کر باری باری سب سے ملا۔

داراب نے گردن جھکا کر شکریہ ادا کیا۔اس کی نظر اپنے ساتھیوں پر پڑی کوئی اپنی بیٹی کو کاندھوں پر اٹھائے، کوئی بیوی کے ساتھ تصویریں بنواتا، کوئی دوستوں کے جھرمٹ میں پرانی یادیں تازہ کر رہا تھا۔

اسے شدّت سے اپنی تنہائی کا احساس ہوا۔

"کیاہوا۔۔تم اکیلے ہواور فیملی؟"اسے اکیلا دیکھ

انہیں تعجب ہوا وہ جو سمجھ رہا تھا کہ کوئی نوٹ نہیں

کرے گا تو ایسا کیسے ممکن تھا۔

"میری ف"اس سے پہلے وہ کچھ کہتا پیچھے سے ایک

نسوانی آواز ابھری

"ہیلو سر"انکے ساتھ ساتھ داراب نے بھی پلٹ کر

دیکھا اور دیکھتے ہی ششدر رہ گیا۔سب کی نگاہیں انکی

جانب اٹھ چکی تھیں۔

ڈارک بلیو رنگ کے ویلوٹ سوٹ میں جس پر
گولڈن جری کے ساتھ بڑی ہی نفاست سے کام کیا گیا
تھا۔بے حد خوبصورت لگ رہا تھا ہاتھوں میں گولڈ کی

چوڑیاں اور کانوں میں چھوٹے چھوٹے بوندے،

کندھوں پر شال اور سر پر سلیقے سے دوپٹہ جمائے ہلکے ہلکے میک اپ میں وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی داراب تو اسے دیکھتا رہ گیا۔

وہ آگے آتی اسکے پہلو میں کھڑی ہو گئی۔

ڈی آئی جی صاحب نے اسے استفساریہ نگاہوں سے دیکھا جیسے پوچھنا چاہتے ہوں "آپ کون ؟"

"ام داراب کی وائف ہے" وہ مسکرا کر داراب کی جانب دیکھ کر بولی تھی

"اوہ اچھا۔۔۔ مسسز داراب۔۔۔ نائس ٹو میٹ یو

۔۔۔ابھی آپ کی بات ہو رہی تھی" وہ خوش دلی سے

اسکی جانب ہاتھ بڑھا گئے بیلا نے ایک نظر انکے ہاتھ کو

دیکھا۔

اس نے آج تک کسی نامحرم سے ہاتھ نہیں ملایا تھا یہ

پہلا ایسا لمحہ آیا تھا اس نے داراب کی جانب دیکھا جیسے

جاننا چاہتی ہو اسکی سوچ کیسی ہے لیکن اسکے چہرے

سے لگ رہا تھا اسے ڈی آئی جی صاحب کا ہاتھ بڑھانا

بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔

"وعلیکم سلام" وہ سر ذرا سا خم کرتی سلام کا جواب

دے گئی جبکہ انہوں نے تو سلام کیا ہی نہیں تھا اسکی

اس بے وقوفی پر داراب نے چہرے کا رخ موڑ کر

بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی

"ا۔۔اسلام علیکم" ڈی آئی جی مسکرا کر تھوڑے

نروس ہوتے اس پر بھی سلامتی بھیج گئے۔

"چلیں آئیں سب سے ملیں" وہ ان دونوں کو لے کر

آگے بڑھ گئے جہاں سب لوگ موجود تھے۔

اور تقریباً سب ہی داراب کے ساتھ اسکی بیوی کو دیکھ حیران رہ گئے تھے جو اسے اب تک کنوارہ سمجھ رہے تھے وہ تو شادی شدہ نکلا تھا۔

"واؤ سر۔۔۔یور وائف از سو کیوٹ" ایک نے شوخ ہوتے کمنٹ پاس کیا جس پر داراب سے پہلے بیلا نے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ کر اسکی بولتی بند کروا دی۔

"ہمیں یقین نہیں آرہا آپ پہلی بار کسی پارٹی میں اپنی وائف کے ساتھ آئیں ہیں انٹرو تو کروادیں" سب کو

ہی بے چینی سے اس لڑکی سے بات کرنے کی طلب ہو رہی تھی۔

کیونکہ یہاں آئی تقریباً عورتیں کھلے ماحول کو تھیں ایک دوسرے سے گپ شپ وہ کمفرٹیبل ہو کر کر رہی تھیں لیکن وہ پٹھانی تھی پہلی بار کسی ایسی پارٹی میں گئی تھی جہاں اسے اتنا کھلا ماحول ملا تھا تب ہی وہ نروس سی ہو تو داراب کے قریب کھڑی ہوتی اور اسکے کوٹ کا سرا معصومیت سے تھام گئی۔

داراب نے جھک کر اسکا ہاتھ دیکھا پھر اسکی آنکھوں میں جہاں اسکی گھبراہٹ صاف واضح ہو رہی تھی۔

داراب نے دھیرے سے اسکے ہاتھ کی انگلیوں میں باہم انگلیاں پھنسا لیں اور ہاتھ بھی دائیاں پکڑا تھا تاکہ وہ کسی سے ہاتھ نہ ملا سکے۔

"میٹ مائے وائف۔۔۔ بیلا داراب خان" اس نے مسکرا کر سب سے اسکا تعارف کروایا۔

کچھ نے ہاتھ ملانے کیلئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ داراب کے ہاتھ میں اسکا ہاتھ دیکھ خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔

"بہت پیارا کپل ہے دونوں کا" انکی تعریف پر داراب اور بیلا دونوں کی نگاہیں بیک وقت ملی تھیں۔اسی لمحے انکے دل دھڑکن کان کے پردے پھاڑنے کے قریب ہوئی تھی۔وہ بے ساختہ ایک دوسرے سے نظریں چرا گئے۔

تھوڑی ہی دیر میں سب کھانے کی میز پر آ چکے تھے داراب نے کرسی کھینچ کر بیلا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔تب ہی کسی کو داراب نے آواز

دی وہ جانے ہی لگا تھا کہ بیلا نے بے اختیار اسکا ہاتھ

تھام لیا۔

"تم کدر جا رہا ہے۔۔۔؟" اکیلے سب کے بیچ اسے

بہت عجیب محسوس ہو رہا تھا۔

"میں ایک دوست سے مل کر آیا تم بیٹھو" وہ اسے

دھیرے سے پلکیں جھپکا کر تسلی دیتا آگے بڑھ گیا۔

اس کے جاتے بیلا نے بے چینی سے لب کاٹے وہ

یہاں وہاں بیٹھے لوگوں کو دیکھنے لگی۔

یہ ایک الگ دنیا تھی اسکے لئے اتنے لوگ سب انجان چہرے۔ وہ داراب کے جاتے کچھ دیر اسکی بات سوچتی رہی تھی اس رات کے بعد داراب کیلئے ایک عجیب سا ڈر اسکے دل میں بیٹھ گیا تھا اس ڈر کو کوئی بھی نام دینے سے وہ خود بھی قاصر تھی لیکن صرف اتنا پتہ تھا کہ وہ داراب کے قریب کسی دوسری عورت کو قطعی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ تب ہی ڈرائیور کے ساتھ اب یہاں پہنچی بیٹھی تھی۔

تھوڑی دیر گزری ہی تھی کہ اسکے قریب ہی ایک بھاری خوبصورت آواز ابھری۔

"ہیلو مس بیوٹی" اس آواز پر بیلا نے بے ساختہ نگاہ اٹھا کر اوپر دیکھا۔

لمبے قد کاٹھ اور خوبصورت نین نقوش والا ہینڈسم نوجوان اسکے قریب ہاتھ بڑھائے کھڑا تھا۔

بیلا نے تعجب سے یوں دیکھا کون تھا وہ جو اتنے دھڑلے سے آکر اس سے بات کر رہا تھا۔

"سوری میں نے دیکھا آپ اکیلی ہیں تو سوچا کمپنی دے دوں" اسکے بولنے کا انداز بھی اسکی طرح ہی بے حد خوبصورت تھا بیلا نے اسے غصّیلی نظروں سے دیکھا اس سے پہلے وہ اسکا ہاتھ جھٹکتی کسی نے آکر اپنا ہاتھ اس نوجوان کو دے دیا تھا۔

دونوں نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا وہ "داراب خان" تھا جس کی آنکھوں میں اس وقت سرد تاثر لہرا رہا تھا اس لڑکے کے چہرے سے ہی لگ رہا تھا داراب کی گرفت ہر گز بھی ڈھیلی نہیں تھی۔

"ہیلو۔۔۔داراب خان۔۔۔ہز ہز بینڈ" اس نے ہز بینڈ لفظ پر زور دیا اس لڑکے نے بیلا کی جانب دیکھا وہ تو اسے سنگل سمجھ کر آیا تھا لیکن وہ تو شادی شدہ وہ بھی ایک پولیس آفیسر کی بیوی نکلی تھی۔

"اوہ آئی سی۔۔۔نائس ٹو میٹ یو" وہ بمشکل مسکرا کر وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا اسکے جاتے ہی داراب کوٹ کے بٹن کھولتا بیلا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

وہ حیرت سے اسے دیکھ ہی رہی تھی جب داراب نے اسکی کرسی پکڑ کر اپنی جانب کھینچ لی وہ اسکے بے حد

قریب آگئی تھی جبکہ اسکی اس حرکت پر بیلا کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں۔وہ مکمل طور پر اسے اپنے قریب رکھ کر اگنور کر رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں سب لوگ کھانا شروع کر چکے تھے لیکن بیلا ہونقوں کی طرح سب کو دیکھ رہی تھی کیونکہ اس نے کبھی چاپ سٹکس یوز ہی نہیں کی تھیں۔

"آپ نیولی میرڈ کپل ہیں تو آپ دونوں ایک دوسرے کو کیوں نہیں کھلاتے" ایک آفیسر کی بیوی خاصے شوخ لہجے میں بولی تھیں۔

داراب نے بیلا کی جانب ایسے دیکھا جیسے اسکا جواب سمجھنا چاہتا ہو۔ یہ تو وہی دونوں جانتے تھے کہ وہ کیسے نیولی میرڈ کپل ہیں جن کی شادی شدہ زندگی ہی اب تک شروع نہیں ہوئی تھی۔

داراب نے چاپ سٹکس سے چاؤمن اسے کھلایا وہ بھی مسکرا کر اداکاری کرتی اچھی بیویوں کی طرح کھانے

لگی۔ لیکن وہ سپائسی ہی اتنے تھے وہ بے اختیار کھانسنے لگی

داراب نے فورا اسے پہلے پانی کا گلاس اسکے لبوں سے جونہی لگایا سب کی بیک وقت "اووو و" کی آواز نے ماحول کو ایک دم سے رومانٹک بنادیا۔

اسکا یہ کیرنگ انداز بیلا کو اچھا لگا تھا۔

کھانے کے بعد سب لوگوں نے ڈانس کیا تھا وہ دونوں ہی ایک جانب کھڑے سب کو دیکھ رہے تھے جب

ایک آفیسر کی وائف جو سب کے ساتھ خاصی فری

تھیں شاید ڈی آئی جی کی ہی بیوی تھیں۔ چلی آئیں

"ویسے بڑے کوئی بورنگ ہیں آپ دونوں

۔۔۔ڈانس نہیں کررہے ویری بیڈ چلیں جلدی سے

جائیں سٹیج پر" وہ دونوں کو پیچھے سے پش کرتی ڈانس

کرنے پر اکسانے لگی۔

اس پر تو خوددار اب بھی ہڑبڑا گیا تھا بیلا کی کنڈیشن کے

تو کیا ہی کہنے لیکن اب وہ سب پر یہ واضح نہیں کر سکتے

تھے کہ وہ صرف نام کے میاں بیوی ہیں۔

داراب نے دھیرے سے ہاتھ اسکی جانب بڑھا دیا جسے دیکھ بیلا جھٹ سے پیچھے ہٹ گئی۔

''آجاؤ۔۔۔ کھا نہیں جاؤنگا تمھیں میں'' بیلا کا یوں پیچھے ہٹنا اس میں مصنوعی خفگی سی بھر گیا وہ ہچکچا کر بمشکل اپنا ہاتھ اسکے مردانہ خوبصورت ہاتھ میں دے گئی۔

وہ اسے لے کر سٹیج پر آگیا جہاں اور کپلز بھی ڈانس کیلئے کھڑے تھے لیکن وہ دونوں چونکہ نیو تھے تو سب ان دونوں کو ہی خاص پروٹوکول دے رہے تھے۔

داراب نے ہچکچاتے ہوئے بیلا کی نازک سی کمر پر ہاتھ رکھ لئے جو اسکے ذرا سے لمس پر ہی بری طرح سے کانپ اٹھی تھی۔

"ہ۔۔۔ہاتھ ہٹاؤ "

"کیوں؟"تڑخ کر پوچھا۔

"سب دیکھ رہا ہے ام کو۔۔۔کیا سوچے گا" اسکی سوچ پر داراب کو بے اختیار افسردگی ہوئی کتنی ان رومانٹک بیوی ملی تھی اسے۔

"تو میں نے بھی صرف ہاتھ رکھے ہیں اور یہ نارمل ہے یہاں" یہاں کے ماحول کے مطابق ہاتھ رکھنا بے حد معمولی سی بات تھی۔

"سوچیں گے تو تب جب انکو پتہ چلے گا کہ میں بیوی کے ہوتے ہوئے بھی اب تک چھڑا چھانٹ گھوم رہا ہوں" اسکی بات پر بیلا کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔ کہ تب ہی اسے اپنے گالوں پر گہری تپش سی محسوس ہوئی۔

"واؤ۔۔۔ تمہیں شرمانا بھی آتا ہے؟" وہ پہلی بار اسے اپنی کسی بات پر یوں شرماتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"تم تو بہت بے شرم ہے" وہ نگاہیں جھکائے صرف اتنا ہی بول سکی۔ دل تو چاہ رہا تھا یہاں سے غائب ہو جائے۔

"ویسے یہاں آنے کا خیال کیسے آگیا تمہیں؟" وہ اب تک اسی بات پر حیران تھا لیکن ڈرائیور کو وہ دیکھ چکا تھا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ تم واپس اس چڑیل کو لے کر آئے گا؟" اس انداز میں وہ بلکل ایک لڑاکا بیوی لگی تھی۔

داراب اسکی جیلسی محسوس کرتے بے ساختہ مسکرا دیا تھا لیکن بیلا کے سامنے نہیں۔ وہ بیلا کی انگلی پکڑ کر اسے گول گھماتے بے اختیار اپنے بازو پر لے گیا اس دوران دونوں کے چہرے بے حد قریب آئے تھے بیلا اسکی آنکھیں میں جھانکتی نجانے اس دوران کتنے رنگ دیکھ چکی تھی۔

لائٹس آن ہوتے سب نے بیک وقت تالیاں بجائیں جن کی آواز سے ہوش میں آتے وہ ہڑبڑا کر اس سے پیچھے ہٹا بیلا کا دل چاہا یہاں سے کہیں دور بھاگ جائے۔ وہ اسکے ساتھ ہی سٹیج سے نیچے اتر آئی۔

"ریلیکس یہ سب یہاں عام ہے" وہ بیلا کو کمف ٹیبل کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اب تو جیسے اسکی اڑی ہوائیاں ٹھیک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔

پاشاولا میں اس وقت کوئی سانس بھی نہیں لے رہا تھا
سب کے سب چپکی سادھے سامنے لگی عدالت دیکھ
رہے تھے۔ جس میں ایک بڑا مجرم اور ایک چھوٹا مجرم
سر جھکائے کھڑا تھا دونوں کا ہی جرم ایک تھا۔ تب ہی
ایک دوسرے کو دیکھ کر گھور رہے تھے۔ کوئی مجرم
اگر کوٹ میں بار بار پیش ہونے لگے تو اسکے اندر سے
کوٹ کا خوف ختم ہو جاتا ہے لیکن جج کا پھر بھی رہتا
ہے۔ اور یہاں تو جج ہی انکا باپ تھا۔

"تم دونوں مجھے یہ بتاؤ۔۔۔ کس کمپنی نے تم دونوں کو چوزے کے پیمپر زبنانے کی اطلاع دی ہے" زیحال کے تڑخ کر پوچھنے پر برلاس نے اپنے چھوٹے پارٹنر کو دانت کچکچا کر دیکھا

پامیر تو پھنس پھنس کر ہنس رہا تھا اسے پہلے کسی نے یہ نیوز کیوں نہیں بتائی تاکہ وہ کھل کر ہنس سکتا اب تو باپ کے خوف سے اپنی ہنسی کا مشکل سے گلا گھونٹ رہا تھا۔

زامل کے چھوٹے سے پیٹ میں کوئی بات نہیں رہتی
برلاس نے کہا بھی تھا وہ خود ہی بنوا لے گا لیکن نہیں۔
اسے زیادہ جلدی تھی۔

"بھائی یہ مذاق کر رہا تھا" برلاس نے بچنے کی ناکام سی کوشش کی۔

"یہ ٹڈا مذاق بھی سیکھ گیا؟ "

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔بٹ" برلاس کو ہڑبڑاہٹ کے مارے سمجھ نہیں آئی کہ کیا کہے۔

"تم دونوں ایک بات دونوں کام کھول کر سن لو۔۔۔یہ الٹے کاموں سے باز آجاؤ ورنہ تم دونوں کو میں نے الٹا لٹکا دینا ہے سمجھے "

"باہ۔۔۔التا تیشے (بابا الٹا کیسے)؟" زامل کی چھوٹی سی زبان میں کھجلی ہوتے دیر نہیں لگی تھی

"ایسے۔۔۔" اس سے پہلے زیحال کوئی جواب دیتا برلاس نے اسے سچ میں الٹا دیا جس پر سب کے قہقہے بے ساختہ گونجنے لگے

"برلاس چھوڑواسکو" زیحال کے ڈپٹنے پراس نے فورا
سے زامل کو چھوڑدیا وہ روتے ہوئے زیحال کی ٹانگ
سے چپک گیا

"یودنداب بی (آپ گندے بچے ہو)" وہ اب برلاس
سے ناراض ہورہا تھا سب جانتے تھے ان کی ناراضگی
صرف ایک سیکنڈ کی تھی اگلے سیکنڈ دونوں نے سر جوڑ
کر بیٹھ جانا تھا۔

"تم ایک کام کرو۔۔۔کوئی ڈگری لینے میں بزی ہو
جاؤ۔۔۔آفس تو تم نے آنا نہیں ہے ایٹ لیسٹ کچھ

بن تو جاؤ گے" یاقوت کی بات پر برلاس فوراً اسے زیحال کے پیچھے ہو لیا۔

"یہ گناہوں کی بات نہ کریں۔۔۔ مشی آپی اکیلی جنت میں کیا کریں گی" وہ ہمیشہ کی طرح اپنے منہ پھٹ انداز میں بولا تھا جس پر یاقوت کے علاوہ سب ہنسے تھے۔

وہ سب اٹھ کر رات کے ڈنر کی تیاری کرنے لگی تھیں جب زیحال کی نظر گل پر پڑی وہ ب کیظاہر تو مسکرا رہی تھی لیکن زیحال کو ان مسکراہٹوں کا فرق اچھے

سے پتہ تھا وہ دھیرے سے اٹھ کر اسکی وہیل چیئر کے

قریب آتے دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا۔

اسکو دیکھتے ہی نجانے کیوں گل کا دل بھرانے لگا تھا۔

"میری گل اتنی اداس کیوں ہے؟" محبت بھرے

لہجے میں پوچھتے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

جس پر گل کو تقریباً اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا اسکا

دل چاہا وہ اسے سب بتا دے تب ہی اسکی آنکھیں لبا

لب نمکین پانی سے بھر گئیں۔

"گل۔۔۔" زیحال اسکے آنسوں دیکھ بے اختیار پریشان ہو گیا تھا۔وہاں سب وہی دو تھے باقی سب اپنے اپنے کام میں لگ گئے تھے۔

"زی تم کدر تھا؟ام کو اتنی دیر سے کیوں ملا" اسکی آنکھوں سے آنسوں ابل پڑے تھے زیحال کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں لے لیا ہو۔

"مجھے علم ہوتا کہ میرے پیچھے سے یہ لوگ ایسا کچھ کریں گے تو قسم خدا کی میں تمہیں کبھی نہ چھوڑتا دنیا

میں کہیں بھی لے جاتا'' ہاں وہ زی کی زرتھی جیسے وہ گرم ہوا بھی نہیں لگنے دے سکتا تھا۔

''تمہارا مجرم تو میں ہوں۔۔۔میری غلطی کی سزا تمہیں مل گئی'' اس بات کا افسوس اسے اب ساری زندگی رہنے والا تھا۔

وہ نہ چاہ کر بھی اسکے کندھے سے لگتی مزید پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''نہیں۔۔۔تم نہیں ہے مجرم۔۔۔امارا قسمت ہی ایسا ہے'' وہ صاف لفظوں میں اسے اصل بات بتا نہیں پا

رہی تھی۔زیحال نے اسکے سر پر بوسہ دیا اور کندھے

پر ہاتھ رکھتے اپنی موجودگی کا احساس کروایا وہ اب اسی

ہاتھ کے سائے تلے تھی جہاں کوئی بری نگاہ بھی

زرتشم نوشیروال کی جانب نہیں اٹھ سکتی تھی۔

"اب بس چپ۔۔۔مجھے تمہارے آنسوں تکلیف

دیتے ہیں گل۔۔۔کیا ایسا نہیں ہو سکتا یہ آنسوں تم

مجھے دے دو" اسکی بات پر گل نے تڑپ کر اسے دیکھا

اسکا بھائی التجا کر رہا تھا اور اس میں کوئی شک نہ تھا کہ وہ

انکے بدلے اپنی زندگی کی ایک ایک خوشی اسے دے دیتا۔

"بابا" اسی وقت زالے اپنے ننھے قدم اٹھاتی اسکے پاس آگئی جب اس نے گل کو اس طرح روتے دیکھا۔

"بو۔۔۔یو تائینگ (پھپھو آپ رو رہی ہے)؟" اسے اچھا نہیں لگا تھا وہ اپنے ننھے ہاتھوں سے اسکے آنسوں صاف کرنے لگی۔

زیحال کو اپنی بیٹی پر ٹوٹ لکر پیار آیا۔

"تم کو خدا نے اتنا پیارا بیٹی دیا ہے۔۔۔ تم اسکی قدر کرنا" آخر میں اسکی آواز بھرا سی گئی۔

زیحال زالے کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

"ان شاءاللہ دنیا رشک کرے گی۔۔۔ زیحال خان کی بیٹی پر میں اپنی بیٹی کی قسمت ایسی بنادونگا" وہ زالے کو اپنے سینے سے لگائے زور سے بھینچ گیا۔ لیکن کرب بھری نگاہ زر تشم کی جانب اٹھی تھی۔

"لیکن اپنی بہن کیلئے نہیں کر پایا کچھ " اسکی تڑپ پر گل نے سر نفی میں ہلایا۔

"لیکن میں وعدہ کرتا ہوں۔۔۔میں اب تم پر ایک

آنچ بھی نہیں آنے دونگا چاہے مجھے کچھ بھی کرنا

پڑے" آہ یہ الفاظ وہ تھے جن کو سننے کیلئے وہ برسوں

تڑپی تھی لیکن اب یہ صرف الفاظ نہیں تھے وہ جانتی

تھی اب ایسا ہونے والا تھا۔

"یقین ہے ناں مجھ پر؟" وہ جس بات کیلئے یہ پوچھ رہا

تھا زرتشم اچھے سے جانتی تھی تب ہی اسے اپنی

سانسیں سینے میں اٹکتی محسوس ہوئی ایک اور آزمائش

منہ کھولے اسکی منتظر تھی

لیکن سامنے اسکا بھائی تھا اسکا زی وہ کیسے انکار کر سکتی تھی وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گئی یہ جانتے ہوئے بھی کہ اب اسکی زندگی پھر ایک بھیانک موڑ لے گی

زیحال سے بات کر کر وہ اپنے کمرے میں آئی تھی جہاں پہلے سے اسکا موبائل رنگ کر رہا تھا وہ ٹیبل کا پاس جو نہی آئی اسکی نظر سکرین پر جگمگاتے نام پر پڑی۔

وہ فون اٹھا کر دھیرے سے کان کے ساتھ لگا گئی۔

خاموشی دونوں طرف تھی۔

"رونا کب چھوڑیں گے آپ؟" وہ پوچھ رہے تھے لیکن یہاں گل حیران ہوئی تھی اس نے تو ایک لفظ نہیں کہا تھا تو وہ کیسے جانتے ہیں کہ وہ رو کر آئی ہے۔

"آپ کو بھی شاید مزہ آتا ہے اپنے سے جڑے لوگوں کو کو اس آزمائش سے گزارنے میں "

"ن۔۔۔نہیں تو۔۔۔ام نے کب بولا ایسا" وہ بے ساختہ بول پڑی آواز سے بھی لگ رہا تھا کہ وہ رو کر ہی آئی ہے۔

"آپ میری پسلی سے بنے ہیں اس لئے میں آپ کو آپ سے زیادہ بہتر جانتا ہوں" انکی اس بات پر گل کا دل پھر سے بھر آنے لگا۔ وہ سر جھکائے اپنے لب کاٹنے لگی۔

"اب یہ کر کر آپ مجھ سے میرا حق چھین رہی ہیں "

ان کی بات پر گل نے بے ساختہ سر اٹھایا۔

"ک۔۔۔کیا کر کر؟" اسے واقعی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"ان خوبصورت لبوں پر یہ ظلم کر کر "

اب کی بار گل کا دل سیدھا کانوں میں زور سے دھڑکا

تھا۔

"شرما بھی رہے ہیں۔۔۔ تھوڑا تو میرے معصوم دل

پر رحم کریں "

اب زرتشم عنقریب پاگل ہونے کو تھی وہ کیسے اتنے

صحیح اندازے لگا رہے تھے کہیں کوئی کیمرا تو فٹ نہیں

وہ سچ میں یہاں وہاں کیمرا ڈھونڈنے لگی۔

"اپنے دل پر بھی ایک نظر ڈال لیں وہاں ایک کیمرا

ضرور ملے گا جو سیدھا میرے دل سے کنیکٹ ہے" وہ

مسکرا رہے تھے شاید اسکی حالت انہیں لطف دے رہی تھی وہ جتنی دکھی تھی اب سارا دکھ بھول چکی تھی۔

"تم کدر رہے ؟" بالا آخر وہ پوچھ ہی بیٹھی۔

"آپ کے دل میں "شریر لہجے میں جواب دیا آج وہ کچھ زیادہ ہی رومانٹک ہو رہے تھے لیکن آگے بھی پیور پٹھان تھی اتنی جلدی اثر نہیں لے سکتی تھی۔

"ڈونٹ وری۔۔۔ایسے ہی مسکراتے رہیں۔۔۔باقی سب مجھ پر چھوڑ دیں میں سب سمبھال لونگا

۔۔۔یہاں تک کے اپنے ہونے والے سالے صاحب
کو بھی" وہ یہ بھی جانتے تھے کہ وہ ابھی زیجال سے
بات کر کر آئی ہے اور کیا بات یہ بھی انکو پتہ تھا اب تو
زرتشم پکا غش کھا کر گرنے کے قریب تھی وہ ڈر کر
کال ہی کٹ کر گئی۔
کہ اگلے چند منٹوں میں اسکا موبائل پھر بج پڑا لیکن
اس بار کال کے بجائے میسج کی رنگ ٹون تھی۔
"ڈونٹ وری۔۔۔ابھی نگاہیں صرف آپ کے
چہرے تک کی حد میں رہیں گی۔۔۔اپنا باقی کا حق میں

بعد میں پورے حق سے دیکھوں گا" اس بات پر زرتشم کا چہرہ یکدم سے سرخ پڑتا خون چھلکانے کے قریب ہو گیا تھا وہ موبائل دور پھینک کر اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔

آج وہ سب اپنی مخصوص جگہ پر اپنی اپنی بائیک کے ساتھ جمع ہوئے تھے مقابل پارٹی نے انکے گینگ کو چیلنج کیا تھا۔ جسے ایکسیپٹ برلاس شاہ نے کیا تھا۔

"ویسے ہیں کون یہ لوگ پہلے تو کبھی نہیں دیکھا" شیری کب سے آنکھوں سے ان سب کا ایکسرے کر رہا تھا۔

"ہونگے کوئی قریب گینگ کے۔۔۔ خیر ہمیں کیا۔۔۔ ہمارے پاس انکا باپ ہے ناں" منہا کا اشارہ برلاس کی جانب تھا جو اپنی بائیک پر بیٹھا کسی سے ہنس ہنس کر بات کر رہا تھا۔

"ویسے مجھے ان پر شک ہو رہا ہے۔۔۔ ایسے ہی کوئی اچانک سے آکر اتنی بڑی رقم پر شرط نہیں لگائے گا کچھ

تو گڑبڑ ہے" وہ آنکھیں چھوٹی کر کر ان سب کو جانچ رہا تھا منہانے ایک مکا سیدھا اسکے بائسپس پر جڑ دیا۔

"تمہیں عادت ہو گئی ہے۔۔۔ شک کی۔۔۔ ناؤ شٹ اپ" وہ اسے شٹ اپ کال دے کے اپنے گروپ کی جانب بڑھ گئی اسکی بات پر شیری کو بھی لگا کہ واقعی اسکا شک بے بنیاد ہے لیکن کبھی کبھی چھٹی حس کے دیے الارم بھی سن لینے چاہئے۔

دور کہیں سے دواولیو گرین نگاہوں میں شیطانیت ابھری تھی وہ دربین نیچے کرتا گہری سانس ہوا کے سپرد کر گیا۔

-“Welcome, child, to our sinful world.”

)ہماری گناہوں کی دنیا میں خوش آمدید بچے" وہ نگاہیں سامنے ہنستے مسکراتے ہوئے چہرے پر تھیں جس کی بھوری آنکھوں میں اس وقت بلا کی معصومیت تھی

بے شک وہ اپنے باپ کا لاڈلا معصوم بچہ تھا۔

وہ سب لوگ ہنسی مذاق میں مصروف تھے جب وہی
گینگ پلاننگ کر کرا نکے قریب آگیا ایک کے ہاتھ میں

بیگ تھا جس میں شاید کرڑک ڈالرز کے نوٹوں کی گدیاں تھیں وہ آتے ہی اس بیگ کو ٹیبل پر سب کے سامنے رکھ گیا۔

"یہ پیسے ہیں۔۔۔اور یہ بائیکس۔۔۔ہم یہ سب لگانا چاہتے ہیں "فراخ دلی تو اس گینگ پر تمام تھی برلاس نے ایک گہری نظر بیگ پر ڈالی پھر باری باری سب کو دیکھا۔

"ایک بہن کی کمی تھی وہ بھی پیش کر دیتے" اسکی بات ٹکا کر ان سب کو لگی تھی لیکن وہ سب کے سب نان

مسلم تھے یہ بات انکی ایگو پر آنا ایک سوچ ہی ہو سکتی تھی کیونکہ انکے لئے یہ سب عام تھا۔

"تو کیا تم اپنی بہن" ان میں سے ایک بولنے ہی والا تھا جب اسکے جملہ پورا ہونے سے پہلے وہ اپنی ناک کو پکڑ کر جھکتے ہوئے بری طرح سے درد میں بلبلانے لگا تھا۔

بر

لاس نے ایک پھونک اپنے مضبوط فولادی مکے پر ماری اور اس لڑکے کو دیکھا۔

"برلاس شاہ کے گھر کی کسی عورت کو اپنی زبان پر مت لانا۔۔۔ ورنہ جان سے مار دونگا" وہ سپاٹ لہجے میں بولتا سب کو حیران کر گیا وہ لوگ اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی اور ہی مخلوق ہو۔ انہیں تو اسے ایک معصوم شریف بچہ بتا کر بھیجا گیا تھا اور اس نے ایک ہی وار میں اس لڑکے کی حالت بری کر دی تھی۔ زارک ونڈو سے ہٹ چکا تھا تب ہی یہ منظر نہیں دیکھ سکا جب تک وہ واپس آیا تب تک وہ لوگ یہاں وہاں بکھر چکے تھے۔

"کیا تیر مارا ہے۔۔۔مجھے تو ویسے ہی کھٹک رہے ہیں یہ لوگ۔۔۔ بھلا پہلی بار میں اتنی بڑی رقم کون لگاتا ہے۔۔۔میں تو کہتا ہوں اپنی جگہ پر چلو اور چھوڑو انکو"

شیری کی اب پکا بائیں آنکھ پھڑک رہی تھی۔

"اب تو یہ ریس ہو کر رہے گی"اس نے کہہ دیا اور اب اسکا کہا ہوا پورا ہونا ہی تھا۔

سب لوگ اپنی اپنی جگہ آچکے تھے پانچ لڑکوں کی ریس لگنی تھی اور برلاس کے گینگ سائیڈ سے صرف وہ خود اکیلا آیا تھا جبکہ اسکے مقابلے میں وہ چار تھے۔

ریس اگلے تین منٹ میں شروع ہونی تھی برلاس اس وقت ہیلمنٹ لگائے بائیک پر بیٹھا تھا تین منٹ پورے ہوتے فائر کی آواز پر انکی بائیکس پیچھے دھواں چھوڑتی آگے جانے والے راستے پر غائب ہو گئی تھیں۔

باقی پیچھے سب کھانستے رہ گئے۔ سٹارٹ ہی اتنا خوفناک ہوا تھا آگے تو پھر اللہ مالک تھا۔

وہ سب اپنے موبائل سکرین پر ان سب کو دیکھ رہے تھے۔

وہ پانچوں بائیکس آگے پیچھے جنگلی راستوں کو چیرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں۔ برلاس نے دیکھا ایک لڑکا اسے اوورٹیک کرنے کی کوشش میں ہے اس نے یکدم سے بریک جو نہی لگائی وہ پیچھے سے آکر سیدھا درخت سے ٹکرا گیا۔

"ہاہاہا۔۔آیا بڑا" اسے ہرا کر برلاس کو جیسے سکون سا آگیا تھا وہ پھر سے آگے بڑھ گیا وہ تقریباً سب کو پیچھے چھوڑ رہا تھا۔

تب ہی شیری کا موبائل بج پڑا اس نے سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا جسی دیکھ اسے اپنی سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہتی محسوس ہوئی۔

"برلاس کے باپ کی کال اور وہ بھی اس وقت "یقیناً برلاس خود فون نہیں اٹھا رہا تھا تب ہی زیحال شیری کو کال کر رہا تھا۔اس نے مرتے مرتے کال اٹھا کر فون کال سے لگا لیا۔

"برلاس کہاں ہے شیری۔۔۔فون کیوں نہیں اٹھا رہا وہ؟"اسکی آواز میں پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ تو واش روم گیا ہے" اس نے جلدی سے جھوٹ گھڑا۔

"جا کر اسے فون دو" اب تو شیری کی بے اختیار چیخ نکلتی نکلتی رہ گئی تھی۔

"ک۔۔۔کیا۔۔۔میں۔۔۔میں وہاں جا کر کیسے دوں؟" وہ صحیح میں ہڑبڑا گیا تھا

"کیوں؟ واش روم گیا ہے یا لندن جو وہاں جا کر نہیں دے سکتے۔۔۔مجھے اس سے بات کرنی ہے" شیری نہیں جانتا تھا کہ جو بات اسے یہاں۔ یہاں۔ صرف

کھٹک رہی تھی وہ وہاں بیٹھے برلاس شاہ کے باپ کو پوری معلوم ہو چکی تھی تب ہی وہ برلاس کو کالز پر کالز کر رہا تھا۔

"مم۔۔۔میں اسے بلا کر لاتا ہوں" کہتے وہ کال کٹ کئے فون یہی ٹیبل پر رکھ کر خود اس سے دور ہو گیا کیونکہ فون کاٹنے کی ہمت اس میں تھی نہیں اور یہ برلاس اتنی خطرناک ریس میں شامل ہوا ہے یہ بتانے کا حوصلہ کر کر وہ بھری جوانی میں مرنا نہیں چاہتا تھا۔

وہ اب چار کی جگہ دو بائیکس رہ چکی تھیں کیونکہ باقی دو کا بھی برلاس شاہ نے وہی حال کر دیا تھا۔

وہ سارا دھیان راستوں پر لگا ہی رہا تھا جب اچانک اسکے سامنے ایک گاڑی زن سے اڑتی ہوئی آکر رکی جس سے ٹکرا کر برلاس کی بائیک سیدھا دور جا گری تھی وہ تو شکر تھا کہ وہ اس وقت رائیڈنگ سوٹ میں ملبوس سر پر، ہیلمنٹ پہنے ہوئے تھا تب ہی اسے چوٹ نہ کہ برابر آئی تھی۔

لیکن اس سے پہلے وہ اٹھ کر ان لوگوں کو دیکھنے کی کوشش کرتا اس سے پہلے دو طاقتور باڈی بلڈرز نے اسے اپنے شکنجے میں دبوچ لیا تھا۔

برلا اس نے خود کو چھڑوانے کیلئے سامنے درخت کا سہارا لیتے دونوں کو آپس میں پوری قوت سے بھڑا دیا۔

وہ اب بھی ہیلمنٹ میں تھا اس سے پہلے وہ ان دونوں کی حالت بری کرتا پیچھے سے پورے گینگ نے اسے

دبوچ لیا تھا وہ چاہ کر بھی اب کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا تھا۔

ان میں سے ایک نے کوئی نوکیلی چیز برلاس کی گردن میں دے ماری تھی جس کے لگتے وہ فورا سے نڈھال ہوتا انکے سہارے پر آگیا۔

''گاڑی میں ڈالو اسکو'' ایک ہی آواز دھاڑ بن کر جنگل میں گونجی تھی۔

شیری اور باقی سب بے صبری سے ان سب کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ ٹائم نکلا جارہا تھا۔ موبائلوں کی

سکرین بھی آف ہو چکی تھی۔ تب ہی اب سب

پریشان کھڑے تھے۔

"کچھ کرو۔۔۔مجھے ٹینشن ہو رہی بر لا اس اب تک آیا

کیوں نہیں؟" منہا اپنے دھیان میں تھوڑی بلند آواز

میں بول گئی تھی جو کال کے اس پار زیحال کو بخوبی

سنائی دی تھی وہ یکدم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے تو پہلے ہی ان لوگوں پر شک تھا کہ یہ لوگ ریس

لگانے نہیں آئے ہیں ضرور وہاں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے

چلو دیکھتے ہیں" وہ سب مل کر اپنی گاڑی لے کر ساتھ

ہی جنگل میں نکل پڑے تھے شیری کال بند کرنا سرے سے ہی بھول گیا تھا وہاں وہ اپنی گاڑی اڑاتا ہوا اس جگہ پہنچ چکا تھا۔

جہاں صرف برلاس کی بائیک پڑی تھی وہ بھی ٹوٹی بکھری حالت میں۔

زیحال نے ایک ایک چیز کو بغور دیکھا وہ دھیرے سے برلاس کی بائیک کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

وہ ساکت تھا بلکل ساکت۔اسکا شک صحیح نکلا تھا وہ لوگ اب اسکی کمزوریوں پر وار کریں گے اور پہلا وار

ہی اس شخص پر ہوا تھا جس میں زیحال خان آفندی کی جان بستی تھی۔

اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ آنکھوں میں سرخی اترنے لگی تھی۔

"ان لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی برلاس کو ہاتھ لگانے کی؟" یاقوت کا پارا سوا نیزے کو چھونے لگا تھا۔ پامیر بھی پریشان حال سا کھڑا تھا۔

"ہمیں اب کیا کرنا ہے؟" بلیک شیڈ واسکے پیچھے کھڑا تھا۔ جواب اجازت مانگ رہا تھا

"صبر" ایک لفظی جواب اور وہ سب زیحال کی جانب دیکھنے لگے کیا وہ واقعی صبر کا کہہ رہا تھا؟

"بھائی ایسے کیسے۔۔۔اگر برلاس کو کچھ کر دیا تو؟ "

پامیر کے دل میں عجیب سے وسوسے آرہے تھے ان دونوں میں چاہے عمر کا فرق تھا لیکن عادتوں اور باتوں سے وہ دونوں جڑواں بھائیوں جیسے تھے۔ایک تکلیف میں تھا تو دوسرا کیسے سکون میں آسکتا تھا۔

"وہ لوگ ۔۔۔ میرے بیٹے کا ایک بال بھی باکا نہیں کر سکتے ۔۔۔ ورنہ ایسی قیامت ڈھاؤں گا کہ انکی نسلیں یاد رکھیں گی "

وہ لفظ چباتے ہوئے سرخ آنکھوں سے غرلایا تھا اس وقت اسکا دل دھڑکنا بھول چکا تھا انکی یہ حرکت بہت غلط ثابت ہونے والی تھی۔

شیری اور باقی سب ڈرے سہمے سے ایک جانب کھڑے تھے۔

"ان سب کو باحفاظت انکے گھروں کو پہنچادو"

کہہ کر وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔ بلیک شیڈو

ان بچوں کو لے کر انکے ایڈریس پر پہنچانے نکل پڑا تھا

پامیر یاقوت پاشا کے ساتھ ہی چلے گئے تھے

وہ مفلوج ذہن کے ساتھ خالی سڑک پر کتنی ہی دیر

گاڑی گھماتا رہا لیکن دل کی کیفیت وہی رہی وہ نہیں

جانتا تھا پامیر اور یاقوت کی گاڑی بھی اسکے پیچھے ہی

تھی۔

برلاس کا انکی قید میں ہونا آسان لفظوں میں زیجال
خان آفندی کی سانسوں کو اپنی قید میں کرنا تھا انکو نہیں
کرنا چاہیے تھا یہ۔ وہ اسکا بیٹا تھا اسکا برلاس۔

وہ گاڑی روک کر پیچھے سر گرا گیا گہری سانسیں لینے
کے باوجود بھی اسکے وجود میں اٹھتے زلزلے قابو میں
نہیں آرہے تھے۔

برلاس کو کڈنیپ کرنے پر ہاتھ سیدھا پاشا کے کلیجے پر
پڑا تھا۔

"مجھے فکر ہو رہی ہے بہت "یاقوت سٹیرنگ تھامے

پریشان کن لہجے میں بولا تھا

"ہاں۔۔۔پتہ نہیں کس حال میں ہو گا برلاس "

"برلاس ؟ "یاقوت اسکی بات پر حیران ہوا۔

"ہاں تو کڈنیپ تپ وہی ہوا ہے ناں "پامیر کو اسکا یہ

انداز عجیب لگا تھا

"اب مجھے ان لوگوں کی فکر ہو رہی ہے جن کے پاس

وہ آفت ہے۔۔پتہ نہیں بچاروں کا کیا حال کرے گا"

اسے واقعی ان کڈنیپرز کی فکر ہو رہی تھی۔

وہ کب سے اسکا انتظار کر رہی تھی لیکن وہ تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اب تو اسکے بغیر نیند بھی نہیں آتی تھی ایک خوف سا رہتا تھا کہ آنکھ بند کرتے ہی وہی سب پھر سے دکھائی دینے لگے گا اسی ڈر سے وہ کب سے بر لاس کے انتظار میں بیٹھی تھی اب تو دو گھنٹے ہونے والے تھے اسے ٹینشن ہونے لگی تھی۔

وہ مجبوراً اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی سخت سردی کی وجہ سے کومل اور زمل تو بچوں کو لے کر اپنے اپنے

کمرے میں چلی گئی تھیں اور مشی کی طبعیت ویسے ہی اب ڈاؤن رہنے لگی تھی کیونکہ اسکا نواں مہینہ شروع ہو چکا تھا

ہر گزرتا دن اسکے لئے چیلنج بن رہا تھا۔ جیسے جیسے دن قریب آرہے تھے ویسے ویسے اسکا ڈر بھی بڑھتا چلا جا رہا تھا

وہ خالی لاؤنج کو دیکھ مزید پریشان ہوئی کچھ کچھ آوازیں اسٹڈی روم سے آرہی تھیں وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اسکی جانب بڑھ گئی۔

وہاں اس وقت وہ تینوں موجود تھے زیحال کے ہاتھ تیزی سے لیپ ٹاپ پر چل رہے تھے یاقوت کسی سے فون پر بات کر رہا تھا اور پامیر کچھ پرنٹ ڈاکومنٹس دیکھ رہا تھا جو کچھ فوٹیج کی تھی۔

"یہ فون کیوں نہیں اٹھا رہے لالا" یاقوت کا دل چاہا فون پھینک کر دے مارے۔

"وہ تو آج پارٹی میں گئے ہیں شاید" پامیر کو یاد آیا وہ صبح ہی داراب سے کسی سلسلے میں مل کر آیا تھا تب شاید اس نے اسے بتا دیا تھا۔

زیحال تب سے ہی خاموش تھا۔اسکی خاموشی سے ان

دونوں کو ہی خوف آرہا تھا۔

آئرہ نے دھیرے سے دروازہ ناک کیا جب تینوں نے

ہی بیک وقت اسے دیکھا۔

"وو۔۔۔وہ میں۔۔۔ برلاس کا پوچھنے آئی تھی۔۔۔وہ

اب تک نہیں آئے"اس نے پورے کمرے کا جائزہ

لے کر بات شروع کی

تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا

"وہ شہر سے باہر گیا ہے کل تک آجائے گا" پامیر نے اسے پریشانی سے بچاتے جھوٹ گھڑ دیا۔

جس پر آئرہ کے چہرے پر پریشانی مزید بڑھ گئی۔ وہ نروس ہوتی اپنے ہاتھ سلنے لگی وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ وہ اس لڑکی کے لئے کتنا اہم تھا۔

"تم مشی کے پاس جاکر سو جاؤ۔۔۔میں آج یہی سو جاؤنگا" یاقوت اسکے چہرے پر پریشانی بھانپ چکا تھا تب ہی نرمی سے کہا۔

آئرہ کو اب پہلے سے زیادہ پریشانی نے آن گھیرا تھا اسے ڈراؤنے خواب کا اب تک صرف برلاس کو ہی پتہ تھا لیکن اب کیا سب کو علم ہو جائے گا؟

"کیا ہوا؟" اسے وہی سٹک دیکھ پا میر بول پڑا۔

"ن۔۔۔نہیں میں جاتی ہوں" وہ جلدی سے باہر نکل گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔

رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب موبائل کی رنگ ٹون سے اسکی آنکھ کھلی۔ سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل مسلسل

میسجز کی ٹون سے بج رہا تھا۔وہ اٹھ کر موبائل کھول کر دیکھنے لگی"موبی "

"کہاں ہو جواب کیوں نہیں دے رہی ؟"انکے اب اس طرح کے کوئی تیس سے زائد میسج آچکے تھے۔

"اس وقت غالباً لوگ سوتے ہیں آپ کو اتنا بھی نہیں پتہ ؟"جواباً وہ بھی بپھری تھی۔

"اوہ تم جیسی چڑیل بھی سوتی ہے مجھے آج پتہ چلا"وہ شوخ ہوتے اپنی ہنسی نہیں روک سکے تھے ظاعنہ نے موبائل کی سکرین دیکھی۔

"آپ نے مجھے میری یہ خاصیت بتانے کیلئے اس وقت کال کی ہے؟" وہ جیسے خفا سی ہوئی۔

"نہیں۔۔۔ کچھ اور بتانے کیلئے "

"ہاں آپ کے محلے سے کوئی لڑکی کسی عیاش لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی اور اسے آپ جیسا شریف انسان نہیں دکھا ہیں ناں؟" اسکی بات پر مبشر کی بتیسی مزید نمایاں ہوئی

"میں چاہتا بھی نہیں کوئی دیکھے مجھے۔۔۔اس دل ناچیز کو تو صرف ان دو نگاہوں کی تمنا ہے۔۔۔اور لگتا

ہے یہ تمنا لئے یہ دل قبر میں اتر جائے گا" وہ ایک دم سے سنجیدہ ہوئے۔ ظاعنہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"ان شاءللہ" اسکا یہ لفظ سیدھا ڈاکٹر مبشر کے دل پر لگا تھا انکے چہرے کی رونق جیسے بجھ سی گئی۔

"پھر ایک کام کرنا۔۔۔فاتحہ پڑھنے ضرور آنا۔۔۔اسی سے میرا معصوم دل خوش ہو جائے گا" وہ بظاہر ہنس کر بولے تھے لیکن انکے اندر کچھ بہت شدّت سے دکھا تھا کہتے ہیں جو ہر وقت ہنستے رہیں زندگی انکو بڑا گہرا دکھ دیتی ہے۔

"پڑھ دونگی فلحال سو جاؤں؟" اس نے اجازت چاہی۔

"نہیں۔۔۔ سنو اب جو میں کہنے والا ہوں" وہ دھیرے دھیرے جو کچھ اسے بتاتے گئے اسے سن کر تو ظاعنہ کی نیند اس سے کوسوں دور چلی گئی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

آج کا سورج کوالالمپور پر ایک نئی کہانی لے کر طلوع ہوا تھا۔ جہاں ساری دنیا اپنی زندگی میں مگن ہو گئی تھی وہی جیسے پاشا ولا میں زندگی رک سی گئی تھی۔ لاؤنج میں اس وقت تقریباً سب پر ہی سکتہ سا طاری ہو گیا

تھا۔زیحال کے ساری رات کمرے میں نہ جانے کی وجہ سے زمل شدید پریشان ہوئی تھی۔زیحال نے اسے سچ بتادیا تھا وہی سچ زمل کے منہ سے باقی سب کے سامنے نکل گیا اور اب سب پر ایک قیامت سی ٹوٹ گئی تھی۔

"تم کچھ کر کیوں نہیں رہے ؟"کومل ساتھ بیٹھے پامیر کے کندھے پر ٹھوکا مار کر بولی۔

"جا کر سڑک پر مجرہ کرنے لگ جاؤں ؟ "

وہ یکدم سے جل بھن کر بولا تھا کومل کسمسا کر رہ گئی

"بھائی اگر ایسے بیٹھے ہیں تو ضرور انکے ذہن میں کوئی پلان چل رہا ہے ورنہ وہ اتنے سکون میں نہ بیٹھے ہوتے"

اس نے زیحال کی جانب اشارہ کیا

جو زامل زالے کے معصوم سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔

"ہاں یہ بھی ہے۔۔۔لیکن مجھے فکر ہو رہی ہے" وہ پھر سے پریشان کن لہجے میں بولی

آج اب تک کسی نے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔کیسے کرتے اتنی پریشانی کے عالم میں کسی کے حلق سے ایک نولہ بھی نہیں اتر سکتا تھا۔

"یہ آئرہ اب تک اٹھی نہیں؟" یاقوت نے سب پر ایک نظر ڈالی لیکن اسے آئرہ کہیں دکھائی نہیں دی۔

"نہیں شاید۔۔۔اسے پتہ نہیں ہے۔۔۔زمل اسکے کمرے میں جاکر دیکھو" کومل کے کمرے کے زکر پر یاقوت سمیت تینوں کو اچھو لگا۔

"اسکے کمرے میں کیوں ۔۔۔ مشی ۔۔! وہ تمہارے

ساتھ نہیں سوئی؟"اب کی بار پریشان ہونے کی باری

ان سب کی تھی۔

"ن ۔۔۔ نہیں میں تو رات میڈیسن لے کر جلدی سو

گئی تھی صبح اٹھی تو میرے پاس کوئی بھی نہیں تھا"

مشی کے لہجے میں فکر چھلکی

زمل جلدی سے اٹھ کر آئرہ کے کمرے کی جانب گئی

جہاں جاتے کمرے کا دروازہ پہلے سے کھلا ہوا ملا تھا۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی اسکی سسکیوں کی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی اور زمل کا دل دھک سے وہی رک گیا وہ اس آواز کی سمت میں اپنے قدم بڑھاتی جیسے ہی آگے آئی سامنے نظر آئرہ پر پڑی وہ بیڈ سے ٹیک لگا کر ٹھنڈے فرش پر اکڑو بیٹھی گھٹنے پیٹ سے لگائے ان میں سر دے کر زار و قطار رو رہی تھی۔

زمل ایک ہی جست میں اسکے پاس آ بیٹھی۔

"آئرہ آپی۔۔۔کیا ہوا؟" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فکر مندی سے پوچھا

اسکی آواز پر آئرہ نے سر اٹھا کر سوجی ہوئی سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"پلیز بتائیں "اسکے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ برلاس کے بارے میں ایسا کچھ جانتی ہو گی۔ لیکن وہ جانتی تھی کیسے؟

رات جب وہ ان تینوں کے ورک پلیس سے باہر آئی تھی تب۔۔۔۔

"اسے پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ برلاس کو کسی نے کڈنیپ کیا ہے خامخواہ پریشان ہو گی" زیحال سنجید گی سے دونوں کو تنبیہہ کرتے اپنے کام میں لگ گیا تھا۔ وہ واپس کچھ کہنے آ رہی تھی جب زیحال کے الفاظ اسکی سماعتوں میں گونجنے لگے وہ دھک سے وہی رک گئی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں۔کان جیسے سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔

"پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ برلاس کو کسی نے کڈنیپ کیا ہے" یہ الفاظ ہتھوڑے بن کر آئرہ کی سماعتوں میں گونجنے لگے تھے۔

اور اب تک گونج رہے تھے وہ ہر رات کسی معصوم بچے کی طرح اس شخص کی آغوش میں پناہ لیتی تھی اب جس کے بغیر صرف ایک ہی رات میں اسکا رو رو کر برا حال ہو گیا تھا۔

ڈر اور وسوسے منہ کھولے اسے ایک ہی رات میں نوچ گئے تھے۔

زمل نے تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگالیا۔

"ز۔۔۔زمل۔۔۔و۔۔۔وہ

۔۔۔برلاس۔۔۔۔برلاس کہاں گیا" اسکی آواز گھٹی گھٹی سی زمل کا دل چیر گئی اسکی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں۔

"وہ آجائیں گے گھر۔۔۔آپ فکر نہ کریں" وہ کن الفاظ میں اسے حوصلہ دیتی اب تو ہر الفاظ کھوکھلا تھا۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔وہ چاہئے۔۔۔مجھے برلاس چاہئے۔۔۔مجھے دوناں لاکر" اسکا دل پھٹ رہا تھا جس

شخص کے سامنے ہوتے وہ خود کو ریزرو رکھتی تھی اسکی غیر موجودگی ایک ہی رات میں اسکی اہمیت آئرہ خانزادہ پر اچھے سے واضح کر گئی تھی۔

"پلیز۔۔۔آپ سمبھالیں خود کو" اسکی بات پر آئرہ مزید پھوٹ کر رونے لگی تھی۔اسے اس قدر شدّت سے روتے دیکھ زمل نے آواز دے کر زیحال کو بلایا کو اسکی ایک پکار پر چلا آیا تھا۔

"ہبی دیکھیں ناں۔۔۔آئرہ آپی چپ ہی نہیں ہو رہیں۔۔۔یہ جانتی ہے برلاس کے بارے میں" اسکی

بات پر زیحال کے ماتھے پر فکر مندی کی شکنیں ابھری

اسے اسی بات کا ڈر تھا۔

آئرہ کا دل یہ سوچ سوچ کر بے چین ہو رہا تھا کہ

برلاس کو کہیں وہ لوگ کچھ کر نہ دیں۔وہ ٹھیک تو ہو گا

ناں نجانے کس حال میں ہو گا۔

۔۔۔۔۔۔۔

75/2

وہ نہیں چاہتا تھا گھر میں کسی کو پتہ چلے پھر بھی نہ چاہتے ہوئے سب کو علم ہو چکا تھا اور یہ گھڑی زیحال کیلئے ان سب کو ایسے دیکھ اور مشکل ثابت ہو رہی تھی۔ وہ دھیرے سے ایک بڑے بھائی کی طرح شفقت بھرا ہاتھ آئرہ کے سر پر رکھ گیا۔

"فکر مت کرو۔۔۔وہ آجائے گا" ان الفاظوں میں کوئی احساس نہیں تھا سوائے درد کے جس سے وہ اس وقت خود گزر رہا تھا۔

"ہبی نے کہا ہے ناں۔۔۔ برلاس بھائی آجائیں گے" زمل روتی ہوئی اسے تسلی دینے لگی۔اس سے آئرہ کی یہ حالت دیکھنا مشکل ہو رہی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔وہ چاہیئے" ہاں اب اسے وہ شخص چاہیئے تھا۔اسکا رونا زیحال کیلیئے برلاس کی تڑپ مزید بڑھا گیا۔

وہ نہیں رک سکا تھا وہاں کمرے سے نکل کر سیدھا گھر سے ہی باہر چلا گیا تھا اسے ایسے جاتے دیکھ پامیر اور یاقوت اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہمیں جانا چاہیئے؟"

پامیر اجازت مانگ رہا تھا اسکا بس چلتا زیجال کے ساتھ جا کر لپٹ جاتا جیسی اس وقت اسکے دل کی کیفیت تھی۔ برلاس کیلئے سب سے زیادہ بے چینی پامیر کو لگی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔انہیں وقت چاہئے اور ہمیں یہ وقت دینا ہے تب ہی برلاس آسکے گا واپس" اس کے سرد انداز میں ایسا کچھ تھا جو پامیر کو ٹھٹھکا گیا تھا۔

انکی دشمنی چوہے بلی کا کھیل نہیں تھی یہاں جان کی قیمت ردی سے بھی کم تھی انکا ایک غلط قدم انکے چھوٹے بھائی کو ہمیشہ کیلیۓ ان سے دور لے جا سکتا تھا۔

جسے دور بھیجنے والوں کا کوئی نقصان نہ ہوتا لیکن یہ بھائی برباد ہو جاتے جن کی ہنسی جن کی خوشی سب اپنے چھوٹے بھائی سے جڑی تھی اسکے بغیر تو زندگی کا

تصور بھی بہت بھیانک تھا۔اس لئے وہ ایسا سوچ بھی نہیں رہے تھے۔ہر قدم پھونک پھونک کر رکھ رہے تھے۔

باہر آتے ہی اسے کھلی فضا ملی تھی لیکن اندر جو گھٹن کا سماں برپا تھا وہ اس کھلی فضا سے بھی کم نہیں ہوا تھا۔ اس نے انگلی کی پور سے اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کیئے اور اپنا موبائل نکال کر کسی کو کال کرنے لگا۔ہمیشہ کی طرح اسکی کال پہلی ہی رنگ پر اٹھالی گئی تھی۔

"مجھے ڈریگن سکواڈ کے ایک ایک اڈے کا پتہ کر کر دو۔۔۔جہاں کہیں اسکا ایک بھی بندہ اس وقت موجود ہو" وہ حکم دے رہا تھا مقابل فوراسے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے پاشا۔۔۔جیسا آپ کہیں" وہ اپنی جگہ سیکنڈ سے پہلے چھوڑ کر اس کام پر لگ گیا تھا کال بند کرتے زیحال نے سگریٹ سلگائی۔اسکے دماغ کی شانتی کیلیے یہ ضروری تھا۔

وہ بظاہر پر سکون دکھ رہا تھا لیکن برلاس کی غیر موجودگی سے اسکے اندر رات سے زلزلے سے اٹھ رہے تھے۔

یہ کوالمپور کی سب خوبصورت بلڈنگز میں شمار ہونے والی ایک بلڈنگ تھی۔ جو پوری نیلے شیشے سے بنی شان سے اس شہر کے دامن میں کھڑی تھی دور دور تک سارا ایریا صرف اسی بلڈنگ کے حصّے میں آتا تھا۔

باہر کا نظارہ بھی دل کو لبھا دینے والا تھا۔ پودوں کی سٹائلش کٹنگ اس جگہ کو مزید دلفریب بناتی تھیں مگر اس جیسی اور کئی جگہیں جو دیکھنے میں بہت خوبصورت تھیں مگر اپنے اندر ایک بھیانک کہانی چھپا کر رکھتی تھیں کیونکہ یہاں راج کرنے والا ڈریگن سکواڈ تھا۔

ابراہیم کو شیشہ بے حد پسند تھا تب ہی وہ اپنی ہر بلڈنگ اسی سے ڈیزائن کرواتا تھا اسے خوبصورتی پسند تھی تب ہی وہ ہر چیز بڑی نفاست سے رکھتا تھا اس جگہ

کوئی سفید جرابیں پہن کر اگر پورے ایریا کا چکر لگاتا تو مجال ہے ایک مٹی کا زرہ بھی اسکی سفید جرابوں پر لگ جاتا۔اور اگر ایسا ہو جاتا تو ابراہیم سے بچ پانا نہایت مشکل ہو سکتا تھا۔

اس وقت سورج کی روشنی کئی کرنوں میں بٹ کر اندر کی جانب آتی اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی جو ایک کرسی سے بندھا سر دائیں جانب پھینکے بے ہوش پڑا تھا۔سر سے سرخی کی ایک لکیر بہتی ہوئی اسکے داڑھی سے

پاک صاف چہرے پر ہوتی ہوئی گردن تک آگئی تھی۔

مگر وہ درد محسوس کیسے کرتا اس وقت تو وہ صرف دھیمی دھیمی سانسیں لے رہا تھا۔

"اب آگے کیا کرنا ہے۔۔۔اسکو تو ہم لے آئے"

ایک نے ہاتھ پر ہاتھ مارتے کچھ سفید سا پاؤڈر منہ میں ڈالا۔

"کرنا کیا ہے۔۔۔انتظار کرو۔۔۔ حکم آئے گا تو مار دیں گے" وہ شخص اتنے آرام سے بول رہا تھا جیسے سامنے موجود شخص کی جان کی قیمت کچھ بھی نہ ہو۔

تب ہی اسے ہلکی سے کھانسی ہونی شروع ہوئی وہ کھانستے ہوئے دھیرے دھیرے ہوش میں آ رہا تھا۔ ہلنے کے باعث ایک شدید درد کی لہر اس کے سر میں دوڑتی چلی گئی۔

وہ دھیرے سے کسمسا کر آنکھیں کھولنے لگا جب سورج کی کرنوں کے چبھنے سے آنکھیں پھر سے بند کر

لیں اور ہاتھ آگے کرنے کی کوشش کی لیکن نہیں ہوئے۔اسے لگا جیسے اسکے ہاتھ باندھ دیے گئے ہیں۔

برلاس نے آنکھیں پوری کھول کر خود کو دیکھا وہ ایک کرسی پر بیٹھا تھا ہاتھ پیچھے کی جانب مضبوطی سے باندھے گئے تھے اس نے سامنے کھڑے لوگوں کو دیکھا یہاں دو سے زائد لوگ تھے اور سب کے سب ہتھیاروں سے لیس تھے۔

برلاس کی بھوری آنکھیں بے ساختہ پھیلیں کیا وہ کڈنیپ ہوا تھا؟اسے یقین نہیں آیا۔

"مم۔۔۔میں کہاں ہوں؟" وہ ادھ کھلی آنکھوں سے جیسے نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا۔

"ہماری دنیا میں۔۔۔جہاں تمہارا وقت بس تھوڑا سا رہ گیا ہے لے لو جتنی سانسیں لینی ہیں" اس آدمی کی بات پر باقی سب زور سے ہنسنے لگے۔

برلاس نے تعجب سے اسے دیکھا کہیں یہ خواب تو نہیں؟ وہ بے یقین تھا۔اور یہ آدمی کیسی باتیں کر رہا تھا؟

"میں کڈنیپ ہو گیا؟" وہ حیرت سے استفسار یہ پوچھ

رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔تو کڈنیپ ہوا ہے" اس آدمی نے فخر سے

بتایا۔ جیسے بڑا کوئی تیر مارا ہو۔

"واٹ۔۔۔میں سچ میں کڈنیپ ہو گیا؟" وہ حیران

کس بات پر تھا یہ وہ لوگ نہیں جانتے تھے۔

"اب کیا تجھے لکھ کر دیں" اس شخص کی آواز نہ

محسوس طریقے سے بلند ہو گئی۔ بر لاس کا دل اسکی تیز

آواز پر دھک سے رک گیا وہ تیز بول رہا تھا؟ اسکے

سامنے ؟

"تو تم لوگوں کو کڈنیپ کرنا نہیں آتا؟ ایسے کون کرتا

ہے میرے کپڑے دیکھو۔۔۔مجھے پتہ ہوتا تو میں اچھے

کپڑے پہن کر ڈیشنگ بن کر آتا "

اسکی بات پر ان سب نے ایک دوسرے کو دیکھا وہ

حیران ہو رہے تھے۔یہ پہلا ایسا شخص ہو گا جو اپنے

کڈنیپرز کو بجائے یہ کہنے کے کہ مجھے کڈنیپ کیوں کیا

یہ کہہ رہا تھا کہ ایسے کڈنیپ کیوں کیا۔

"ابے۔۔۔یہ پاگل ہے؟" وہ آدمی یہی کہہ سکا۔

"مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے ڈر تو کہیں سے اس کے
چہرے پر نہیں ہے لیکن پکا یہ ڈر کر بوکھلا گیا ہے"

اگلے نے بھی ٹکڑا لگایا۔یہ بات کہہ کر وہ خود کو دلاسہ
دے رہے تھے ورنہ ڈر اور برلاس شاہ دونوں ایک
جگہ کبھی جمع نہیں ہو سکتے تھے۔

"چلو اب کر لیا تو اٹس او کے" کیا ادا تھی جیسے وہی
یہاں کا مالک ہو۔کیسے نہ ہوتی پیچھے اسکے دو بھائی تھے

ایک اسکا باپ تھا جن کے ہوتے ہوئے اسے کچھ ہو جائے۔۔۔ہاہ مذاق ہے کیا۔

"صبح ہو گئی ناں؟میری کافی کا وقت ہے جلدی لاؤ کافی اور اچھے والی سستی کافی سے میرا موڈ خراب ہو جاتا ہے" وہ آرڈر ایسے دے رہا تھا جیسے فائیو سٹار ہوٹل میں آیا ہو۔

سب نے دنگ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

""کیوں۔۔۔؟تجھے گود لیا ہے ہم نے جو تیرے نخرے اٹھائیں ہم؟" اگلا آدمی یکدم سے برہم ہوا۔

برلاس نے آنکھیں ایسے گھمائی جیسے اسے اس بات سے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔

"اور وہ بھی مہنگی والی کافی کی فرمائش کر رہے یہ جناب" ان میں سے ایک تو جل کر پورا کالا ہی ہو گیا تھا۔ برلاس کو اس پر ہنسی آئی

"تو جب اوقات ہی نہیں تھی تو کیوں اٹھایا اتنا مہنگا بچہ؟ جانتے ہو میرا باپ مہینے میں کتنے ڈالرز صرف میری کافی پر خرچ کرتا ہے "

وہ ایسے ڈپٹ رہا تھا سب کو جیسے سارے اسکے نوکر

ہوں۔

"ابے۔۔۔زیادہ اچھل مت ورنہ یہی ساری اکڑ نکال

دونگا" ایک کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آرڈر ملنے سے

پہلے کام پورا کر دے۔

اسکی آواز نہ محسوس طریقے سے بلند ہوئی تھی

یہ آواز برلاس کو ہتھوڑے کی مانند لگی تھی۔

"آواز۔۔۔نیچی رکھ" وہ دانت بھینچ کر جیسے الٹا انکو

وارن کر رہا تھا۔

"کیوں۔۔۔ نہیں تو کیا کرلے گا ہاں؟"

"میں۔۔۔نے کہا۔۔۔آواز۔۔۔نیچے"ہاں وہ کہہ رہا تھا تو آواز نیچے کرو۔۔۔ورنہ آگے کا ذمہ دار وہ نہیں تھا۔

"نہیں کرونگا" وہ آدمی بھی اپنی ضد پر اڑ گیا تھا برلاس کے پیچھے بندھے ہاتھوں کی مٹھی بھنچ گئی۔ اگر وہ ان بھوری آنکھوں کی سرخی کا مطلب سمجھ لیتا تو یقیناً اپنے پیدا ہونے کے دن پر پچھتاتا۔

"ایسے کیا دیکھ رہا ہے ہاں۔ اسکی تو میں" ایک آدمی
نے آگے بڑھ کر زوردار تمانچہ بر لا اس کے منہ پر دے
مارا۔ لیکن اسکے جبڑے اتنی طاقت سے بھنچے تھے کہ
اس آدمی کو خود کے ہاتھ پر ہی شدید سرسراہٹ سی
محسوس ہوئی مانو کسی لوہے کی دیوار پر ہاتھ مارا ہو۔
ان بھوری آنکھوں نے ایک گہری نظر سے اسے
دیکھا۔ یہ ہاتھ سلامت تھا کیونکہ ایسا وہ خود چاہتا تھا۔
ورنہ ایک رسی ان ہاتھوں کو روک لے کیا ایسا ممکن
تھا؟

"یہاں ہم تیرے لاڈ اٹھانے کیلئے نہیں ہیں سمجھا

تو۔۔۔ تیرا تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے۔۔۔ اپنی سانسوں

کی الٹی گنتی شروع کر لے" وہ برلاس کے بالوں کو پکڑ

کر اسکا چہرہ اوپر کرتے غرلایا تھا۔

برلاس کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ ہر آواز

پہلے سے زیادہ بلند ہو رہی تھی جو اسکے اندر کے بچے کو

جگا رہی تھی۔ اور اسے نہیں جگانا تھا۔

"ایک ہاتھ کے بغیر تو بلکل اچھا نہیں لگے گا" وہ ٹھہرے لہجے میں اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تھا۔

"مطلب ؟" اس آدمی کو جیسے اسکی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

"میرا باپ تیرا یہ ہاتھ توڑ دے گا جو تونے مجھ پر اٹھایا" اسکی بات پر اس آدمی نے رک کر اسے دیکھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے پیچھے ہٹ کر زوردار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

اسکے ساتھی بھی اسکے قہقہے میں شامل ہو گئے تھے۔

"ابے یہ بچہ تو واقعی بہت معصوم ہے۔۔۔یہ ہمیں جانتا نہیں ہے ہم کس کے آدمی ہیں" وہ برلاس کی بات کو مذاق میں اڑاتے اور زور سے ہنسے۔

کاش وہ چند لفظوں میں یہ بھی کہہ دیتا کہ "ہم اسکے باپ کے دشمن ہیں "

تب ہی ان میں سے ایک کا موبائل بج پڑا

"جی بوس" اس کال پر اسکی ہنسی ساری سٹی پٹی ہو گئی تھی

"اسکی آنکھوں پر پٹی باندھو" وہ حکم دے رہا تھا لہجہ یکدم سپاٹ اور کسی بھی احساس سے خالی تھا۔ وہ اولیو گرین نگاہیں نجانے کہاں سے اس بچے کو دیکھ رہی تھیں۔ یہ پہلا لمحہ تھا جب وہ اسے اتنی غور سے دیکھ رہا تھا۔

اس آدمی نے جلدی سے برلا اس کی آنکھوں پر کس کر پٹی باندھ دی۔

"ہو گیا بوس" وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ خود یہ سب اپنی گناہگار آنکھوں سے دیکھ کر لطف اٹھا رہا تھا۔

اسکے پٹی باندھتے زارک کی کال بھی بند ہو چکی تھی
دروازہ کھلتے وہ دھیرے سے اندر داخل ہوا اسے دیکھ
اسکے سارے بندے آگے پیچھے ہو گئے۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اسکا
ہر قدم اسے اس بچے کے قریب لے جا رہا تھا۔
نجانے کیوں اسے اس کے قریب پہنچنے پر فضا میں
ایک گھٹن سی محسوس ہوئی۔

اسکا ایک بندہ ایک کرسی لا کر اسکے پیچھے رکھ گیا جس پر

وہ پورے رعب سے بیٹھتا بر لا اس کے چہرے کے

ایک ایک نقوش کو دیکھنے لگا۔

"کیسے ہو بچے؟" اسکے لہجے میں بے اختیار نرمی اتر آئی

اسکے بندوں نے حیرت سے اسے دیکھا

وہ تو اپنے دشمن پر پلک جھپکتے اسکی سانسیں اس پر تنگ

کر دیتا تھا۔

اس نے کیوں پوچھا یہ؟ وہ خود ہی سوچنے پر مجبور ہو

گیا۔

تب ہی اسے ابراہیم کی کال آنے لگی جسے وہ فوراً سے اٹھا گیا۔

"ویل ڈن میرے شیر ۔۔۔تم اپنی منزل کے بہت قریب ہو" وہ بے حد خوش تھا خوشی سے اسکی آواز میں چہک پیدا ہو رہی تھی۔

"اب جیسا کہتا ہوں ویسا کرو" وہ اب آگے کچھ کہہ رہا تھا جسے سنتے زارک کی نگاہیں اوپر کوبر لاس کی جانب اٹھیں اور اسے دیکھا۔

"اوکے ۔۔۔ جیسا آپ کہیں" وہ مؤدبانہ انداز میں
بولتا کال کٹ کر کر اٹھ کھڑا ہوا۔
زارک نے صرف ایک ہاتھ اوپر کیا تھا اسکے ایک
بندے نے اسکا مخصوص بیلٹ ہاتھ میں تھما دیا تھا۔
جسے مضبوطی سے تھام کر بھی نگاہیں برلاس شاہ پر ہی
تھیں۔
جو شل ساکت بیٹھا جیسے ڈر گیا تھا۔ لیکن حقیقت اسکے
بلکل بر عکس تھی
تب ہی فضا میں اسکی دردناک کراہ گونج اٹھی

اسکے بندوں نے نگاہیں جھکالیں ایک ان میں سے

سنگدل بناویڈیو بنا رہا تھا۔

ایسے کتنے ہی زخم اس ویڈیو میں ریکارڈ کرتے زارک

نے بیلٹ فرش پر پھینک کر دے مارا۔

وہ حیران تھا اتنی درد بھری چوٹ کے باوجود بھی وہ

رویا نہیں تھا بس ساکت بیٹھا تھا اسکی سلیو لیس بازو پر

نشان ابھرنے لگے تھے۔

زارک کے ایک کلک پر وہ ویڈیو کہیں اور پہنچ گئی تھی۔ جس کے بعد اس نے ایک بھاری بھر کم چیز برلاس کے سر پر دے ماری۔

زیحال ایک ہی وقت میں ایک کال اٹھا رہا تھا تو دوسری بند کر رہا تھا وہ نجانے رات سے کیا کیا کر گیا تھا اب تک جو اتنے سکون میں بیٹھا تھا ایک جھٹکے میں سارا انظام درہم برہم کر گیا تھا

یاقوت اور پامیر بھی اپنا اپنا کام کرنے میں مصروف

تھے جب انکا موبائل بج پڑا پامیر نے جلدی سے

موبائل اٹھا کر دیکھا سامنے ہی اسے ایک ویڈیو

موصول ہوئی تھی۔ وہی یاقوت کو بھی آئی تھی لیکن

وہ لیپ ٹاپ پر کچھ حصّے مارک کر رہا تھا۔

ویڈیو میں برلاس کو لگنے والی ضرب پر پامیر یکدم سے

اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"نہیں" اسکے منہ سے بے اختیار "نہیں" نکلا یاقوت

نے اسکی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا" اس کے چہرے کی اڑی رنگت دیکھ وہ بے ساختہ اسکی جانب چلا آیا۔

"یہ۔۔۔یہ دیکھیں" وہ ویڈیو کیلئے موبائل یاقوت کی جانب بڑھا گیا جسے دیکھ اسکے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا تو دوسرا جارہا تھا۔

وہاں چوٹ اسے مل رہی تھی اور درد یہ بھائی محسوس کررہے تھے یاقوت نے ضبط سے جبڑے بھینچ لئے۔

"میں نے کہا تھا۔۔۔کچھ کر لیں۔۔۔دیکھ لیں اب ۔۔۔وہ لوگ کیسے مار رہے ہیں اسے" وہ کرب سے چیخ پڑا تھا کوئی اسکی ایک نہیں سن رہا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے وہ اسے کسی ایسی جگہ لے کر جائیں گے جہاں ہم آسانی سے پہنچ سکیں؟" وہ پوچھ رہا تھا جبکہ پامیر کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔

"وہ سکواڈ بہت چالاک ہے۔۔۔انکو ذرا بھی بھنک پڑی کہ ہم برلاس کو انکی گرفت سے بازیاب کروانے کی کوشش کر رہے ہیں تو وہ لوگ اسے جانی نقصان

پہنچا سکتے ہیں۔۔۔ کیا تم اپنے بھائی کو کھونا چاہتے ہو؟"
اسکے سوال پر پا میر نے تڑپ کر سر نفی میں ہلا یا۔
"لیکن وہ کچھ کر کیوں نہیں رہا۔۔۔ کیوں کھا رہا ہے
مار؟" وہ کرب سے پوچھ رہا تھا۔ اسکے سوال پر یاقوت
نے کئی فٹ دور کسی سے سخت پریشانی کے عالم میں
بات کرتے ہوئے زیحال کو دیکھا۔
"ہمیں یہ ویڈیو بھائی کو دکھانی چاہیے "

"نہیں۔۔۔یہ ویڈیو ان کو نہیں دکھانی۔۔۔بلکہ انکا چہرہ اسے دکھانا ہے" پامیر کو اسکی بات سمجھ نہیں آئی۔

"کیسے؟"نہ سمجھی سے پوچھا۔

"اس نے آج تک اپنا اصلی روپ جسے بھی دکھایا ہے ۔۔۔ان سب کا تعلق کہیں نہ کہیں بھائی سے بگڑا ہے۔۔۔تو مطلب اگر یہاں بھی ہم ایسا کچھ کر دیں تو"

وہ بول کر پامیر کی جانب دیکھنے لگا جو دھیرے دھیرے اسکی بات پر غور کرتے اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا سمجھ آتے ہی اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے زیحال کو دیکھا

یہ وہ پہلے کیوں نہیں سمجھا تھا؟ سامنے کھڑا شخص ہی تو اس پریشانی کا حل تھا اور یہ بات شاید وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

پامیر اور یاقوت جلدی سے اسکی جانب بڑھ گئے۔

زارک اپنا غصّہ برلاس پر نکال کر پیچھے ہٹ گیا اتنا شاید کافی تھا پاشا بے کو تکلیف دینے کیلئے وہ پیچھے ہٹتا کمرے سے ہی باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے اسکے بندے آگے آئے اور برلاس کی آنکھوں پر سے پٹی اتار کر اسکا چہرہ دیکھنے لگے۔

اسکے سر پر چوٹ لگنے کے باعث چہرہ آدھا سرخ ہو گیا تھا۔

"چچچ۔۔۔امیر باپ کی اولاد کو کافی کی جگہ یہ مل گیا

ہاہاہاہا" وہ سب بلند آواز میں قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔وہ

دیکھ رہا تھا سب کو اسے درد ہو رہا تھا۔

کیوں ہوا درد؟ اتنے درد سہے تھے اس نے لیکن کبھی

محسوس نہیں کئے لیکن آج اسے وہ شخص نہیں دکھا کو

اسکے ہر درد کا مرہم تھا تو درد میں درد ہونا ممکن تھا۔

"آپ کہاں ہیں بھائی۔۔۔مجھے درد ہو رہا ہے" وہ دل

ہی دل میں تکلیف کی شدّت سے اسے پکار اٹھا تھا۔

یہاں اس نے پکارا تھا اور وہاں اسکے باپ کو اسکی پکار پر اپنے دل میں تکلیف کی لہر اٹھتی محسوس ہوئی۔

یاقوت نے کہیں سے کانٹیکٹ نکال کر کال کرنے کی کوشش کی جسے اٹھا بھی لیا گیا۔

"آخر کو اطلاع مل ہی گئی تم سب کو" وہ زارک تھا جس کی خوبصورت آواز بھی اس وقت یاقوت کو بھدی لگی تھی

"ہمیں بات کرنی ہے برلاس سے" وہ دوٹوک لہجے میں بولا تھا مقابل نے گہرا سانس لیا۔

"نہ ممکن۔۔۔جو تحفہ بھیجا ہے صرف وہی ایکسیپٹ کرو"اسکا اشارہ ویڈیو کی جانب تھا یاقوت نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

وہ اس وقت بے بسی کے آخری مقام پر تھا اگر برلاس انکی گرفت میں نہ ہوتا تو اب تک ان پر قیامت آچکی ہوتی۔

"ہمیں بات کرنی ہے اس سے"اب کی بار یاقوت کا لہجہ یکدم سے سپاٹ ہوا۔

کچھ دیر دونوں جانب خاموشی رہی۔ یہ بات زار ک
بھی جانتا تھا کہ وہ بھائی اگر خاموش تھے تو کوئی وجہ
تھی ورنہ۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

برلاس اب تک بیٹھا اپنے دائیں بائیں کی چیزوں کو دیکھ
رہا تھا جیسے جائزہ لے رہا ہو۔ اسے یہاں کی ہر چیز
ایڈوانچر لگ رہی تھی۔ وہ ایسے بیٹھا تھا جیسے اپنے
سسرال آیا ہو۔ فل مزے میں اور اسکے بھائیوں کی
وہاں جان پر بنی ہوئی تھی۔

وہ بھی ڈھیٹ تھا خود یہاں سے نکل سکتا تھا لیکن جو کام اسکے بھائیوں کا تھا وہ کام یہ کام چور برلا اس کیسے کر لیتا۔

۔اسے ایسے دیکھ وہ لوگ شیطانی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

ان میں سے ایک اٹھ کر آگے آیا

"اب بول۔۔۔کہاں ہے تیرا باپ؟آیا نہیں اب تک؟" وہ کھل کر اسکا مذاق اڑا رہا تھا۔لیکن برلا اس کو

اسکا اپنے کا ذکر اتنی بدتمیزی سے کرنا بلکل بھی نہیں بھایا تھا۔

"تمیز سے بات کر" ان سب میں وہ پہلی بار بولا تھا اور اسکا یہ انداز بلکل بھی نارمل نہیں تھا۔

"کیوں۔۔۔نہیں تو کیا کرلے گا بتا؟" وہ تن کر آگے آتا بازو اوپر چڑھانے لگا اسکی آواز بلند تھی جو برلاس کو شدید ناگوار گزری۔

"آواز۔۔۔نیچی" اسے بری لگ رہی تھی یہ آواز

"نہیں کرتا۔۔۔میں اور تیز چیخوں گا۔۔۔۔کیا کر لے گا ہاں۔۔۔بول" وہ برلاس کے کندھے پر ٹھوکا مارتے طیش میں آتا غرلایا تھا۔

اسکی آواز برلاس کو اپنے کانوں میں چبھتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ نہ چیخے۔اس وقت وہ اس چیخ سے صرف خوفزدہ ہو رہا تھا۔

"لگتا ہے اسکو تیز آواز سے مسلہ ہے" دوسرا جو برلاس کو غور سے دیکھ رہا تھا سرگوشی نما انداز میں بولا۔

"تو پھر۔۔۔اسے ایسے ہی سبق سکھاتے ہیں" وہ تنفر سے بول کر بلند آواز میں چیخنے لگا جس کا جواب بھی وہ لوگ چیخ کر ہی دینے لگے تھے انکی آواز ہتھوڑے بن کر برلا اس کے کانوں میں گونجنے لگی تھی۔

وہ آنکھیں بند کر گیا۔پلیز اس آواز کو نیچے رکھو وہ دل ہی دل میں ڈر سا گیا۔

"ہم اسکا وہ حشر کریں گے کہ اسکا باپ دیکھتا رہ جائے گا" وہ جان بوجھ کر یہ بات بلند آواز میں بول رہے تھے۔

برلاس کے ذہن میں اس وقت زلزلے سے اٹھنے

لگے وہ آنکھیں اور زور سے بند کر گیا

"یو بلڈی ہیل۔۔۔میں تمہیں جان سے مار دونگی"

کوئی چیخ رہی تھی اسکی آواز برلاس کے کانوں کے

پردے پھاڑنے لگی تھی۔وہ ہلکا ہلکا سا کانپنے لگا۔

"تم ہو اس قابل؟ کہ کچھ بول بھی سکو۔۔۔مجھے

نفرت ہے تم سے"مقابل بھی پوری جان سے دھاڑ

رہا تھا۔دونوں جانب آگ برابر تھی لیکن دو آنکھیں

انکو ایسے دیکھ خوفزدہ ہو رہی تھی۔رو رہی تھیں۔

برلاس کا وجود اور بری طرح سے کانپنے لگا وہ ہاتھ کھول کر اپنے کانوں کو بند کر لینا چاہتا تھا تاکہ اسے یہ آوازیں نہ سنائی دیں لیکن اسکے ہاتھ مضبوطی سے بندھے تھے۔

"تم جیسے انسان کے مرنے پر دکھ کے بجائے یہ دنیا خوشی منائے گی دیکھ لینا تم" کہیں سے نہیں لگتا تھا کہ انکے بیچ کوئی مقدس رشتہ ہو سکتا ہے۔

وہ لرزتے ہوئے سر جھکا گیا دو موتی تڑپ کر اسکی گود میں آگرے۔

"بھائی۔۔۔بھائی مجھے بچالیں" وہ زیر لب بڑ بڑاتے ہوئے زیحال کو پکارنے لگا تھا۔آنکھوں سے گرم سیال مزید اور تیزی سے بہنے لگا۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے" سن لے آج وہ۔۔۔آج اسے اپنے باپ کی سخت ضرورت تھی وہ لوگ جان بوجھ کر اسکے سامنے چیخ چیخ کر بات کر رہے تھے

جب ایک آدمی موبائل لے کر اسکے سامنے آیا برلاس نے جیسے ہی نگاہ اوپر اٹھائی سامنے اسے اپنے باپ کا نمبر دکھائی دیا جو اسے نجانے کب سے حفظ تھا۔

"برلاس" موبائل اسکے کان سے لگتے ہی زیحال کی آواز ابھری اور یہاں برلاس کی تڑپ بھی مزید بڑھ گئی۔ یہ آواز اسکی رگوں میں یکدم سے طاقت بن کر سرائیت کرنے لگی تھی۔

"بھائی۔۔۔ بھائی مجھے بچالیں۔۔۔ مجھے بچالیں" وہ تڑپ کر مزید پھوٹ کر رونے لگا تھا خوف سے

اسکا انگ انگ لرز رہا تھا۔ وہاں زیحال بے اختیار

سٹیرنگ مضبوطی سے تھام گیا

"یہ۔۔۔یہ لوگ۔۔۔چیخ رہے ہیں مجھ پر" وہ روتے

ہوئے معصومیت سے شکایت لگا رہا تھا۔

زیحال نے ضبط سے لب بھینچ لئے۔

"تم میرے بیٹے ہو۔۔۔تمہیں ڈرنا نہیں چاہیئے" وہ

بظاہر خود کو سنجیدہ رکھ رہا تھا لیکن برلاس کے رونے پر

جیسے کسی نے اسکا دل چیر دیا تھا۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے "

"تم جانتے ہو یہ کون لوگ ہیں؟" اسکے سوال پر

برلاس یکدم سے فریز ہوا ہونٹوں کی کپکپی رک گئی۔

"ک۔۔۔ کون ہیں؟" وہ نہ پوچھے اگر سامنے کھڑا

شخص جان لیتا کہ اس سوال کے بعد کیا ہونے والا تھا تو

شاید وہ موبائل بھی توڑ دیتا

"ان سے میری دشمنی ہے۔۔۔" یہاں برلاس کو

اپنے کان سائیں سائیں کرتے محسوس ہوئے۔

اس کی سرخ متورم نگاہیں اوپر کی جانب اٹھیں

اگراس شخص کواس بچے کی حقیقت معلوم ہوتی تو وہ ان آنکھوں میں جاگتے بیسٹ کو پہچان لیتا۔ لیکن جو اسکی قسمت۔

وہ بیسٹ جاگ رہا تھا جوان سب پر بھیانک وار کرنے کی سکت رکھتا تھا۔

"اسے فون دو" اسکے کہنے پر برلاس خاموش رہا وہ صرف اس بندے کو دیکھ رہا تھا اور اس کا یہ انداز غضب تھا

اس آدمی نے فون اپنے کان سے لگا لیا

"بول" نہایت بدتمیزی سے پوچھا۔

"تجھے گالیاں آتی ہیں؟" زیحال کے سوال پر وہ آدمی بری طرح سے مشتعل ہوا

"تو کیوں پوچھ رہا ہے؟" وہ برہم ہوتے الٹا سوال کرنے لگا پاشا کو اپنے دماغ کی رگیں پھڑپھڑاتی ہوئی محسوس ہوئیں

"جو پوچھا وہ جواب دے بکواس کرنے کو نہیں کہا" اسکے لہجے میں غضب تھا

"ہ۔۔۔ہاں آتی ہیں "

"چل اب چیخ۔۔۔اور چیخ کر مجھے گالیاں دیں" اب

کہ وہ شخص صحیح گڑ بڑایا تھا

"کیوں۔۔۔میں ایسا کیوں کروں"

"جو۔۔۔کہا۔۔۔ہے۔۔۔وہ کر۔۔۔چیخ۔۔۔اور

مجھے گالیاں دے" اب کی بار وہ دھاڑا تھا جس کی دھاڑ

پر فون کے اس پار اس شخص کے کان کے پردے پھٹنے

کے قریب ہو گئے تھے ایک خوف کی لہر سی اسکے بدن

میں دوڑ گئی۔

وہ کسی روبوٹ کی طرح اسکے حکم پر عمل کرتا اس پر چیخ کرنا گزیر القابات سے نوازنے لگا۔

جسے سنتے ان دو بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہی دیکھتے سرخی اترنے لگی۔

وہ چپ ہو جائے کاش وہ چپ ہو جائے وہ برلاس شاہ کا باپ تھا اس کا باپ اسکی ہمت کیسے ہوئی اس پر چیخنے کی ایسے غلیظ الفاظ استعمال کرنے کی اسے نہیں کرنا چاہئے تھا ناں

وہ رسی جو اتنے درد میں بھی نہیں کھلی تھی جو اس کے

خوف پر بھی ایک انچ نہیں ہلی تھی وہ ایک جھٹکے میں

پوری طاقت لگا کر ٹوٹ کر کھلتی چلی گئی۔ جس کرسی پر

وہ بیٹھا تھا اس نے وہی کرسی سیدھا اس شخص پر توڑ

ڈالی تھی۔

اس آواز کو سنتے پاشا نے سٹیرنگ پر زور سے ہاتھ

دے مارا۔

"یہ ہے میرا بیٹا اب" اسکے لہجے میں فخر در آیا تھا اب

وہ جانتا تھا وہاں کیا ہو گا۔اس نے گاڑی کی سپیڈ اور

بڑھا دی

75/3

بلیک رین اس وقت ہواؤں میں اڑتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی اسکے پچھلے ٹائرز سے نکلتے دھوئے نے کتنوں کو اندھا کر دیا تھا وہ جہاں جہاں سے گزر رہی تھی وہاں وہاں سے لوگ مڑ مڑ کر اسے دیکھ رہے تھے اور تب تک دیکھتے رہے تھے جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو جاتی اب تو اسکی بھی ایک پہچان بن چکی تھی وہ جہاں سے گزرتی تھی لوگ پاگل ہو جاتے تھے

ہسٹری میں پہلی بار ہیرو کے ساتھ اسکی گاڑی بھی لوگوں کے کرش کی لسٹ میں پہلے نمبر پر آرہی تھی۔

تب ہی اسکے پیچھے دو گاڑیاں نمودار ہوئی تھیں یوں جیسے تین باز ایک ہی لائن میں اپنے شکار پر ہوں لیکن وہ پاشا برادرز تھے جن کا راستہ ڈریگن سکواڈ کی منزل تک تیزی سے جا رہا تھا۔

زیحال کے یہاں سے نکلنے کے بعد سے وہ ایک پیر پر

یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی اسے شدّت سے

ان کے واپس لوٹنے کا انتظار تھا تب ہی نہ نگاہیں

دروازے کی جانب سے ہٹ رہی تھیں اور نہ ہی وہ

خود۔

اسکا بس چلتا تو وہ خود اڑ کر برلاس کے پاس پہنچ جاتی اور

اسے گریبان سے پکڑ کر لے آتی۔

وہ تینوں لاؤنج میں بیٹھی اسے ہی یک ٹک دیکھ رہی

تھیں ساتھ انکے بچے بھی تھے

عبدلباری تواب بیٹھنے لگا تھا اسکی ہائیٹ تیزی سے بڑھ رہی تھی وہ تھا پورے ایک سال کا بھی نہیں اور قد سے وہ سال بھر سے اوپر کا بچہ لگنے لگا تھا۔

اسکا اندازہ اسکی حرکتوں سے لگایا جا سکتا تھا مثلا اسکے خرگوش جیسے نکلنے دو دانت ،اور صرف ماہ باہ بولنے کی کوشش باقی سب الفاظوں کو منہ میں ہی گھول دیتا تھا اممم ممممم کر کر۔

وہ بھی اس وقت زامل زالے کے بیچ میں بیٹھا سامنے دیکھ رہا تھا۔

زامل کو وہاں کوئی مووی چلتی نہیں دکھائی دی جو اسکی

مما دیکھ رہی تھی۔

"ماہ۔۔۔دیش نات۔۔۔موئی(ماما دیٹس ناٹ

مووی)" وہ اپنی ننھی سی انگلی اٹھا کر اپنی چھوٹی سی

ناک سکوڑ کر بولا۔

کیسے نہ بولتا ایسے خاموش بیٹھ کر تو سب مووی دیکھتے

تھے۔تو اب بھی ان بچوں کو یہی لگ رہا تھا۔

زمل نے کومل اور مشی کی جانب دیکھا اگر لمحہ یہ نہ ہوتا

تو یقیناً انکا ہنس ہنس کر برا حال ہو جاتا۔

"بیا۔۔۔دیش۔۔۔تاہ موئی(بھیاڈیٹس تاہ مووی)"

زالے معصوم ساچہرہ بناکراسے بتانے لگی کہ یہ اسکے

تاہ والی مووی ہے۔

"بت ویش تاہ پنچھج (بٹ وئیر ازتاہ پر نسسز)" اب وہ

پوچھ رہاتھا کہ اس مووی میں انکاتاہ کہاں ہے اب وہ

ننھی سی پرنسسز پریشان ہوکراپنی ماں کی طرف دیکھنے

لگی کہ کیاجواب دے۔

"دا۔۔دا"تب ہی اس سے پہلے زمل بولتی

عبدلباری زالے کے چہرے پر ننھا سا ہاتھ مارتا شاید

اسکا نام پکارنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسکے منہ سے دا سنتے کومل سمیت مشی اور زمل کا بھی

سانس رک گیا

کیا وہ زالے کہنے کی کوشش کر رہا تھا؟

"فووہ۔۔۔داہ۔۔۔"وہ اب پرنسسز کہنے کی

کوشش کر رہا تھا کومل اپنے بیٹے کو بولتے دیکھ عنقریب

پاگل ہونے کو تھی

وہ اسے گود میں لیتی اسکے چہرے کو بے پناہ چومنے لگی۔ اسکی آنکھیں بھرا سی گئ تھیں۔

"میرا بچہ "اپنے بچے کے بڑے ہونے کا احساس ایک ماں کیلئے کتنا خوش گوار یت بھرا لمحہ ہوتا ہے یہ کوئی صرف ایک ماں سے ہی پوچھے۔

آئرہ انکی جانب دیکھ ہی نہیں رہی تھی نہ اسکی آنکھیں اب تک خشک ہوئی تھیں۔

اسے ایسے دیکھ ان میں سے کوئی بھی یہ خوشی سلیبریٹ نہیں کر پایا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہاں انکے صاحبزادے نے الگ سب کو ہلار کھا تھا۔ وہ ان سب پر برس پڑا تھا جو اپنے ایک ساتھی کو پٹتے دیکھ برلا اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش میں آگے آئے تھے لیکن وہ بڑی مہارت سے ایک ایک کو نمٹا گیا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔میرے باپ کو گالی دینے کی۔۔۔بول" وہ واپس سے اسی شخص پر جھپٹ پڑا تھا اسکے سر پر جیسے جنون سا سوار ہو گیا تھا

اسکے باپ کیلئے کیسے وہ ایسے الفاظ استعمال کر سکتا تھا وہ تو اسکی طرف کسی کی غصّیلی نگاہ تک برداشت نہیں کر سکتا تھا اسے تو وہ زندہ گاڑھ دیتا۔

"وہ میرا باپ ہے۔۔۔ میرا۔۔۔ برلاس شاہ کا۔۔۔ میں تجھے جان سے مار دونگا" دو بندوں نے پیچھے سے آکر اسے بازوؤں سے دبوچ کر پیچھے کھینچ لیا۔ لیکن اس وقت وہ، وہ نہیں تھا جو آرام سے بیٹھا اپنے باپ کا انتظار کر رہا تھا وہ اب صرف بلڈی بیسٹ تھا۔ جسے روکنے کیلئے پورا اسکواڈ بھی انکا کم پڑ جاتا۔

لیکن اسے غصّہ صرف اس ایک شخص پر تھا جس نے

یہ گناہ کرنے کی گستاخی کی تھی وہ ان سب کو چھوڑے

صرف اسکی جانب لپک رہا تھا۔

ان میں سے ایک شخص نے فائر کی کوشش کی۔

برلاس نے اسکے ہی ساتھی کو آگے کر دیا جس سے

برلاس کی جگہ وہ زخمی ہو گیا

نیچے والے فلور پر جتنے بھی لوگ تھے وہ سب کے

سب بھاگ کر اوپر آرہے تھے

وہ سب کے بیچ سینا تان کر کھڑا تھا بال ماتھے پر کچھ حد تک چپکے ہوئے تھے جن سے ٹپکتا پسینا بگڑے تنفس کی وجہ سے تیز تیز آتی جاتی سانسیں۔

یہ تھوڑی دیر پہلے والا برلاس شاہ بلکل نہیں تھا بے شک وہ اب اپنے اصلی روپ میں آیا تھا۔

"آؤ۔۔۔میں ایک ایک کو دیکھونگا۔۔۔ایک ۔۔ایک کو" وہ لفظ چباتے ہوئے سرخ متورم آنکھوں سے دھاڑا تھا۔

اس وقت کوئی بھی آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کر پا رہا
تھا تب ہی انہوں نے فون کر کرا اپنے اور بندے
طلب کر لئے تھے۔

جو دیکھتے ہی دیکھتے پھر سے بلڈنگ میں بھرتے چلے
گئے۔

ان سب کو آج انکی موت یہاں لا رہی تھی اور خود اس
لڑکے کی صورت میں منہ کھولے کھڑی تھی۔

"ہمارے بندے کو چھوڑ دو۔۔۔ ہم تمہیں جانے دیں
گے" وہ اسکے پاس اپنے اس ساتھی کو دیکھ جس نے

اسکے باپ کو گالی دینے کی گستاخی کی تھی۔ برہمی سے

بولے۔

" یہ مجھے پسند آگیا "

وہ اگر جان لیتے کہ وہ اپنے پسندیدہ کھلونوں سے کیسے

کھیلتا ہے تو یقیناً ان میں سے ایک بھی یہاں ایک سیکنڈ

بھی نہ ٹک پاتا۔

"تو کیا چاہتا ہے ؟" ایک آدمی اسے بس یہاں سے

نکالنا چاہتا تھا کیونکہ اتنا نقصان انکا کبھی نہیں ہوا تھا

اس ایک نے جھٹکے میں سب کے ہوش اڑا دیے تھے

"تیرا مالک۔۔۔جس کے تم سب پالتو کتے ہو" وہ ڈھٹائی سے بول رہا تھا اسکی اتنی ہمت پر سب دنگ رہ گئے۔

"تمیز سے بات کر" اپنے مالک کا اتنی بدتمیزی سے ذکر جیسے ان سے برداشت نہیں ہوا تھا۔

اسکی بلند آواز پر برلاس نے چہرہ دائیں جانب کر کر آنکھیں بند کی۔

"چیخ۔۔۔مت" وہ بند آنکھوں کے ساتھ وارن کر رہا تھا۔

"کیوں۔۔۔میں چیخوں گا۔۔۔کیا کرل" وہ آگے نہیں بول پایا تھا وہ اب بول ہی نہیں سکتا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں ناں۔۔۔چلاؤ مت "

"ولف کو فون کیوں نہیں کیا؟" ایک نے دوسرے کے کان میں سرگوشی کی کیونکہ اس وقت وہی ایک اس لڑکے کی ٹکر کا ثابت ہو سکتا تھا۔

"فون ڈیڈ آرہا ہے انکا۔۔۔وہ یہاں سے کچھ دیر پہلے نکل چکے ہیں "

اسکی بات پر وہ آدمی سر جھٹک گیا مطلب کیا انکی قسمت اتنی بری تھی اب یہی ہونا تھا .

یہ سب لوگ اب تک آئے کیوں نہیں۔۔۔"کسی کو بھی واپس نہ لوٹتے دیکھ آئرہ تڑپ کر استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"پلیز آپ ریلیکس ہو جائیں آئرہ آپی وہ لوگ آجائیں گے"زمل کو اسکی یہ حالت دیکھ اسکی فکر ستائے جا رہی تھی۔

"میں۔۔۔میں کیسے ریلیکس ہو جاؤں۔۔۔برلاس اب تک نہیں آئے" وہ اپنے حواسوں میں رات سے ہی نہیں تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا بول رہی ہے۔اسکی اتنی فکر برلاس کیلئے کہیں نہ کہیں ان سب کو اچھی لگی تھی۔

وہ بچہ پارٹی مووی میں اپنے ٹام اینڈ جیری کو نہ دیکھ خود کی کارٹون بنانے چلے گئے عبدلباری بھی اب تو گھٹنوں کے بل چلنے کی کوشش میں تھوڑی آگے تک چلا جاتا تھا لیکن وہی گر جاتا اور پیٹ کے بل رینگنے لگتا۔

مشی سکون سے بیٹھی تھی جب اسے اپنے وجود میں

ہلچل سی محسوس ہوئی۔

وہ بے اختیار اپنی بیلی تھام گئی جہاں اسے ہلکا ہلکا درد سا

اٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

زامل کی بٹن جیسی آنکھیں پلر کے پاس سے گزرتی

چیونٹی پر پڑی جو اپنے منہ میں چاول کا دانہ دبائے شاید

اپنے بل میں لے جا رہی تھی۔

"پیچھ۔۔۔آنت کوت کوت (پرنسسز آنٹ کیوٹ

کیوٹ)" وہ زالے کو بلا کر وہ چیونٹی دکھانے لگا وہ بھی

اپنا ننھا سا فراک پھیلا کر دھم سے وہی بیٹھ گئی۔

زامل شرارت کرتے اپنی ننھی سی انگلی کی مدد سے اس

چیونٹی کو پکڑ کر آگے لے جانے لگا

"می۔۔۔اوم۔۔۔داپ (میں اسکو گھر ڈراپ

کروں)" وہ نیک نیت سے اسے پکڑ کر آگے لے

جانے لگا بنا اپنے ہاتھ کا دباؤ دیکھے جس میں اس چیونٹی

بچاری کا سر گھومنے لگا تھا۔

"آاا۔۔۔اے۔۔۔آنت۔۔۔اُتھو(ہاہ۔۔۔اے چیونٹی اٹھو)" اسے لگا وہ چیونٹی سو گئی لیکن وہ نہیں اٹھی

وہ جلدی سے لے کر زمل کے پاس بھاگ گیا

"ممما۔۔۔مما۔۔۔شو۔۔۔گئی۔۔۔۔(مما مما یہ سو گئی۔۔۔)"

"کیا کر رہے ہو۔۔۔چھوڑو اسے" زمل نے اسکے ہاتھ جھاڑتے چیونٹی نیچے گرادی۔

"می۔۔۔آنت۔۔مما۔۔۔ہشش (میری آنٹ تھی مماب کٹی آپ سے)" وہ ناراض ہوکر وہی فرش پر پھیل گیا کہ اسکی چیونٹی کو کیوں پھینکا اب اسے واپس اٹھاکر دو ورنہ وہ پاشا ولا کو اپنے ننھے سے سر پر اٹھالے گا۔

زمل بے ساختہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔کیا کرتی اپنے بیٹے کا اسے جانوروں سے بے پناہ عشق تھا

خود ننھا سا تھا تو اپنے جیسے ننھے جانور ہی پسند آتے تھے۔

مشی ذرا سی جھک کر اس درد پر قابو پانے کی 1
کوشش کرنے لگی جب گل کی نظر اس پر پڑ گئی۔
"مشی۔۔۔ کیا ہوا تم کو" وہ اسے ایسے دیکھ کر ٹھیک
ٹھاک پریشان ہوئی۔
کومل نے اسکی جانب دیکھا اور جھٹ سے اسکے پاس آ
گئی۔
"کیا ہوا مشی۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟ "

"مم۔۔۔مجھے پین ہو رہا ہے۔۔۔بہت زیادہ" وہ اب رونے لگی تھی اسکے رونے پر کومل کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

وہ مشی کو اٹھا کر دھیرے دھیرے کمرے میں لے گئی اور تھوڑی دیر بعد مشی کو چیک کرتے وہ بوکھلائی ہوئی کمرے سے باہر آئی۔

"ہمیں ہسپتال جانا پڑے گا ارجنٹ" اسکے چہرے کے اڑے رنگ دیکھ زمل بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ل۔۔۔لیکن ابھی کیسے۔۔۔وہ گارڈ بھی نہیں ہے ساتھ۔۔۔"زمل باہر اسے دیکھ کر آچکی تھی۔

"ہم کس کے ساتھ جائیں گے کومل؟"وہ صرف عورتیں ہی گھر پر موجود تھی مردوں میں صرف زامل اور عبدلباری تھے اور وہ خود ابھی چھوٹے تھے۔

"ہمیں خود لے جانا ہوگا ورنہ دیر ہو جائے گی "

کومل کی بات پر زمل مزید پریشان ہوئی وہ بچوں کو آئرہ اور گل کے حوالے کر کر مشی کو لئے کومل کے ساتھ باہر نکل گئی۔

آئرہ اکیلی اس وقت بچوں کو سمبھالنے کی سکت میں نہیں تھی تب ہی گل ہی انکو اپنے ساتھ لگا گئی۔

دور کہیں سے لمبی سڑک پر بلیک رین کا دھواں اڑتا ہوا نظر آرہا تھا۔

یقیناً وہ بھی آچکا تھا جس سے وہاں رہی کسر اب پوری ہونے والی تھی۔اسکے پیچھے یاقوت اور پامیر ان بندوں کو گرتے دیکھ چکے تھے تب ہی وہ سٹیر نگ پر ہاتھ مارتے فل جوش میں آگئے تھے۔

"یہ ہے۔۔۔ ہمارا بھائی" خوشی کی لہر سی یاقوت اور پامیر کی رگوں میں تیزی سے دوڑ گئی تھی۔

مطلب اب پاشا برادرز مکمل تھے۔

"بھاگو۔۔۔ پاشا آگیا" بلیک ماسک سکواڈ کو بلڈنگ کے قریب پہنچتے دیکھ ان لوگوں میں بھگدڑ سی مچ چکی تھی۔

کیونکہ بیٹا ایک ایک سے ہاتھ کر رہا تھا تو باپ تو پوری سلطنت ایک ساتھ نگل جاتا اور اسکا یہ ریکارڈ بھی رہا تھا کہ وہ اگر آتا ہے تو پورے سکواڈ کو لے کر جاتا ہے۔

بلیک ماسک سکواڈ دیکھتے ہی دیکھتے اس نیلی بلڈنگ پر قابض ہوتا چلا گیا۔

پاشا بڑی مہارت سے اپنا راستہ صاف کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اسکی ساری کوشش صرف بر لاس تک پہنچنے کی تھی۔

پیچھے یاقوت اور پامیر بھی اپنے بھائی کو پکڑنے پر اپنے غصّے کا پورا پورا ثبوت دے رہے تھے۔

ان میں سے کچھ سیاہ ماسک پہنے لوگوں کی لپیٹ میں آ گئے تھے تو کچھ وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

زارک نے اپنی گاڑی سے فون کنیکٹ کرتے تھوڑا چارج کیا اور ایک بندے کو وائس میسج بھیجا۔

"اس لڑکے کو اب مزید درد نہ دینا اتنا کافی ہے اسکے بھائیوں کے لئے"

وہ وائس میسج کر کر ہٹا ہی تھا کہ اسے کالز پر کالز آنے لگی یہ دیکھ زارک کے ماتھے پر بل پڑے۔

اس نے بے زاریت سے کال اٹینڈ کرتے فون کان

سے لگالیا۔

"بوس۔۔۔بوس پاشا کے بندوں نے بلڈنگ پر قبضہ

کرلیا۔۔۔وہ ہمارے بندوں کو ختم کر رہا ہے بوس "

اسکا آدمی چیخ رہا تھا اور وہاں سے آتا شور اس بات کا

ثبوت بھی تھا کہ اس پاشا نے کسی قیامت ڈھادی ہے

اسکے بندوں پر

زارک بنا کچھ بولے وہی سے گاڑی واپس بلڈنگ کی

جانب گھما گیا

اسے ابراہیم نے ایک نیا کام سونپا تھا جسے کرنے کیلئے وہ تھوڑی دیر پہلے ہی بلڈنگ سے نکلا تھا اور اتنی ہی دیر میں وہاں یہ پورا پاسا ہی پلٹ گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔

پاشا اپنے راستے کو صاف کرتا اس فلور پر پہنچا تھا جہاں اس وقت برلاس موجود تھا وہ اپنے کھلونے کے قریب بھی کسی کو نہیں آنے دے رہا تھا

سامنے سے آتے زیحال کو دیکھ وہ یکدم سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی بھوری آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں۔ وہ دوڑ کر سید ھا زیحال کے سینے سے جالگا

یہ اتنی زور سے تھا کہ زیحال بے ساختہ دو قدم پیچھے گیا تھا مضبوطی سے پیر فرش پر جماتے اس نے خود کو گرنے سے بمشکل روکا۔

اور برلاس کو زور سے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

وہ کسی معصوم بچے کی طرح اسکے ساتھ لگے ھانپنے لگا تھا وہ پوری دنیا کیلیئے بے رحم اور سفاک درندہ ہو سکتا

تھا لیکن اپنے بھائی کے سامنے اسکے اندر کا بچہ خود جاگ جاتا تھا

"کیسے ہو تم۔۔۔زیادہ مارا تو نہیں؟" وہ برلاس کو خود سے الگ کرتا اسکے سر پر لگی چوٹ کا جائزہ لینے لگا جو حد سے زیادہ گہری تھی۔

زیحال اسکے زخم دیکھ بے ساختہ ضبط سے لب بھینچ گیا۔

"میری جان" وہ تڑپ کر اسے پھر خود کے ساتھ لپٹا گیا

"بہت مارا انہوں نے مجھے" وہ معصومیت سے نم لہجے میں سب کی شکایت لگانے لگا اور یہ نہیں بتایا کہ خود اس نے انکی کیا حالت کر دی تھی۔

"بس۔۔۔تم تو میرے شیر ہو۔۔۔ہم ڈاکٹر کے پاس چلیں گے" وہ پیار سے اسکے رخسار پر ہاتھ رکھتا محبت سے بولا تھا۔

وہ برلاس شاہ تھا جس پر کوئی چیخے تو وہ خوف زدہ ہو کر رونے لگتا تھا اسکے اندر کا بچہ خوفزدہ ہو جاتا تھا لیکن وہ بھی تب تک خوف زدہ رہتا تھا جب تک اسے اپنا باپ

نہ دکھے تب تک وہ یا تو خوف زدہ رہتا تھا یا خوف میں آ کر سامنے والے کو نقصان پہنچا دیتا تھا اور اپنے باپ کے سامنے پھر کمزور پڑ جاتا تھا۔

پامیر اور یاقوت بھی وہی آ گئے تھے بر لا اس کو دیکھتے دونوں تڑپ کر اسکے ساتھ لپٹ گئے۔

پامیر تو اسکا سر چومتے زور سے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔

"کیسا ہے تو۔۔زیادہ لگی ہے ناں" وہ ایک ماں کی طرح اسے سارے کو ٹٹولتے آگے پیچھے لگی چوٹ دیکھ کر آبدیدہ ہو گیا

"ایک رکھ کر دو نگا کان کے نیچے۔۔۔کیوں گیا تھا رات کو وہاں" بر لاس کو اتنی چوٹ نہ لگی ہوتی تو شاید وہ ایک دو اسے لگا بھی دیتا مگر نہیں ابھی وہ خود ان سے لاڈ اٹھوا رہا تھا۔

"اسکو گھر لے کر چلیں۔۔۔میں اسکی ٹانگیں پہلے توڑوں گا پھر اسکی بائیک کو آگ لگادونگا" پامیر کا غصّہ سوا نیزے کو چھو رہا تھا۔

"ہاں ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔۔۔انکے اور بندے ضرور آئیں گے" یاقوت از حد پریشانی سے بولا ساتھ ہی زیحال کی گہری جھیل سی آنکھوں میں سرد مہری کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔

"اسے کہو۔۔۔ہمت ہے تو خود آگے آئے مجھے یہ چوہے بلی کا کھیل پسند نہیں" وہ سپاٹ لہجے میں کسی زخمی شیر کی طرح غرلایا تھا۔

وہ لوگ ایک ساتھ بلڈنگ سے باہر نکلے تھے زیحال برلاس کو لے کر پہلے نکلا تھا یاقوت اور پامیر پیچھے رہ جانے والے بندوں سے نمٹ رہے تھے۔

انکے نکلتے وہاں دیوار پر کسی کی سرخی سے لکھا تھا۔

"آئ ول۔۔۔بی بیک۔۔۔(میں واپس آؤنگا) "

اور کسی کو شک نہ تھا یہ شیطان کون تھا اور کتنا بھیانک تھا۔

زیحال اور برلاس کے گاڑی میں بیٹھتے پیچھے سے یاقوت اور پامیر بھی بلڈنگ سے باہر نکل آئے تھے انکے بندے وہی ساتھ ہی تھے جب پیچھے سے وہ نیلی بلڈنگ یکدم سے ڈھیر ہوتی چلی گئی۔

کومل خود ڈرائیو کر رہی تھی زمل مشی کو لئے پیچھے بیٹھی تھی جو درد سے کراہتی زمل کا ہاتھ مضبوطی سے تھام گئی۔

"ک۔۔۔کومل۔۔۔جلدی چلو" وہ ٹھیک سے بول تک نہیں پا رہی تھی زمل نے اسے اپنے سے گرم شال میں لپیٹ دیا۔

"زمل۔۔۔تم نے ضروری سامان رکھ لیا تھا ناں؟" کومل پریشان کن لہجے میں استفسار کرنے لگی۔

"جی سب رکھ لیا تھا۔۔۔میں یاقوت بھائی کو کال کرنے کی کوشش کر رہی ہوں لیکن وہ اٹھا نہیں رہے "

اسکی بات پر کومل کے ماتھے پر شکنیں ابھر گئی۔

"بس فکر نہ کرو۔۔۔ہم ایک بار صحیح وقت پر ہوسپٹل پہنچ جائیں پھر میں خود سب ہینڈل کر لونگی" وہ دلاسہ دیتی گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا گئی۔لیکن اتنی کہ کوئی جھٹکا نہ لگے

مشی زمل کے سینے پر سر ٹکائے مزید جھک گئی۔اسکی

آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا تھا دل

عجیب سے وسوسوں میں گھر چکا تھا۔

زارک تھوڑی ہی دیر میں اس جگہ پہنچ چکا تھا جہاں

اب کچھ باقی نہیں رہا تھا وہ ضبط سے جبڑے بھینچے ایک

ایک چیز کا جائزہ لینے لگا۔

اور خود پر ضبط کرتے واپس گاڑی میں آ بیٹھا۔

اسکے گاڑی سٹارٹ کرتے رخ اسی سڑک کی جانب گھوم گیا تھا جہاں سے وہ بھائی گزر کر گئے تھے۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔۔۔ بلکل بھی نہیں" وہ لب بھینچے سٹیرنگ مضبوطی سے تھام گیا۔

یاقوت نے بالا آخر فون اٹھا ہی لیا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ یاقوت بھائی۔۔۔ کہاں تھے آپ۔۔ آپ کو پتہ ہے" زمل بنا سانس لئے ساری بات بتاتی چلی گئی۔ جسے سن کر یاقوت کو اپنی سانس سینے میں اٹکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"کہاں ہو تم لوگ؟ "

زمل نے اسکے پوچھنے پر اسے اپنی موجودہ لوکیشن بتا دی جسے سن کر یا قوت یکدم سے بے چین ہوا اٹھا کیونکہ وہ بھی اس وقت اسی سڑک پر تھا۔

اسی سڑک پر سامنے سے کومل کی گاڑی آرہی تھی یہ سڑک کافی لمبی تھی انکے درمیان پاشا کی گاڑی تھی۔

اور پیچھے زارک ولف کی۔

ے

مشی کی اب بس ہونے لگی تھی رو رو کر اسکا حال الگ تھا وہ زمل کے ساتھ لپٹی مسلسل یاقوت کو پکار رہی تھی کیونکہ اس مشکل گھڑی میں پوری دنیا میں سب سے بہتر ایک وہی اسے سمبھال سکتا تھا۔ اور وہی اس

وقت اسکے قریب نہیں تھا یہ احساس اسے مزید رلا رہا تھا۔

"بس۔۔۔ تھوڑی سی ہمت کرو مشی۔۔۔ ہم ابھی پہنچ جائیں گے" کومل اسکا ہاتھ تھام کر دلاسہ دینے لگی

وہ اس سے مزید تیز گاڑی نہیں بھگا سکتی تھی کیونکہ اس سے مشی کو ہی مزید تکلیف ملتی وہ تو پہلے سے ہی درد میں آدھی ہو چکی تھی۔

سامنے ہی زیحال اور تینوں کی گاڑی آرہی تھی لیکن یہ صرف دیکھنے میں تھا ورنہ دونوں کے بیچ اس وقت خاصا لمبا فاصلہ تھا۔

یاقوت نے گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھادی۔ ساتھ ہی زیحال کو کال کرنے لگا۔

"ہیلو۔۔۔ بھائی۔۔۔"

"کیا ہوا۔۔۔ تم ٹینشن میں کیوں ہو؟" زیحال کو اسکی آواز شدید پریشانی میں ڈوبی ہوئی محسوس ہوئی۔

یاقوت نے اسے جلدی سے بتا دیا جسے سن کر اب اسکے

والی حالت زیحال کی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا اس وقت

اس سڑک پر انکے کتنے دشمن گھوم رہے ہونگے۔ جس

وہ اکیلے تو نمٹ سکتے تھے لیکن اپنی بیویوں کے ساتھ

ہر گز نہیں۔

"تم فکر مت کرو۔۔۔اپنی گاڑی آگے نکالو اور ان

تینوں کو لے کر ہوسپٹل پہنچو یہاں میں دیکھ لونگا

سب" وہ سپیڈ دھیمی کرتے سمجھداری سے بولا۔

"آپ اکیلے کیسے بھائی" یاقوت کو یکدم سے اسکی فکر ستائی۔

"تم سے جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔ جاؤ اور ان کو سمبھالو ۔۔۔ جلدی" وہ جلدی لفظ پر زور دیتا اسے باور کروا رہا تھا کہ یہ عمل جلدی کرنا کتنا ضروری ہے۔

یاقوت اسکے حکم پر عمل کر اپنی گاڑی تیزی سے آگے نکال گیا اسکے ساتھ ہی برلاس تھا اور پامیر اس وقت زیحال کے ہی ساتھ تھا اسکی گاڑی اس جگہ کافی ڈیمج ہو چکی تھی۔

زیحال نے گاڑی جان بوجھ کر آہستہ کر لی تاکہ وہ لوگ اگر آئیں بھی تو یہی تک رہ جائیں اس سے آگے انکی نگاہ تک نہ جائے۔

"ہمیں بھی نکلنا چاہئے بھائی" پامیر کی سمجھ میں یہ بات آتے اس نے زیحال کو کہی۔ جس پر وہ کچھ دیر خاموش رہا۔

"نہیں۔۔۔ ہم جتنی دور تک جائیں گے اتنی دور تک انکو آنے کا راستہ ملے گا۔۔۔ اگر ہم یہی رک جائیں تو وہ لوگ بھی آگے نہیں جائیں گے" اسکی نگاہ سامنے تھی

اسکی گلا لے جو سامنے تھی جس تک وہ گرم ہوا کو بھی نہ پہنچنے دے اسکے درمیان بھی خود آکر کھڑا ہو جائے۔

پیچھے سے تابڑتوڑ گاڑیاں اب انکا پیچھا کر رہی تھیں جن میں ایک زارک ولف بھی تھا جس کے تیور ہی بتا رہے تھے کہ ان بھائیوں نے اسے کتنا شدید غصّہ دلا دیا تھا۔

"بوس۔۔۔اطلاع ملی ہے یہی پر اس بھائیوں کی بیویاں بھی ہیں بولیں تو ان پر نشانہ باندھیں؟" اسکا

ایک آدمی اجازت مانگ رہا تھا لیکن اس سے پہلے زارک کچھ کہہ پاتا اسکا فون ٹوں ٹوں کر کر پھر سے ڈیڈ ہو گیا

"شٹ۔۔۔اسے بھی ابھی ہونا تھا ڈیڈ" وہ چاہتا تو غصّے سے اس فون کو باہر پھینک دینا تھا لیکن بس برداشت کر کر رہ گیا۔اس نے جلدی سے وائر کنیکٹ کی اور موبائل آن کرنے لگا

"لگتا ہے بوس نے ہاں کر دی ہے۔۔۔ چلو نکلو جلدی" اسکے بندے خود سے حکم فرض کرتے نکل

پڑے تھے وہ لوگ اس وقت دوسرے راستے پر

تھے۔جو کومل کی گاڑی کے بے حد قریب تھی۔

یاقوت نے جلدی سے زمل کے نمبر پر کال ملائی جو اس

نے فورا سے اٹھا بھی لی۔

"مشی سے بات کرواؤ میری" اسکے کہتے زمل نے

فون مشی کے کان سے لگادیا جس میں پہلے ہی اسکی

سسکی یاقوت کی سماعتوں میں گونجی تھی اسکا دل فورا

سے مٹھی میں آگیا۔

"ی۔۔۔یاقوت۔۔۔کہاں ہو تم" وہ ضبط کھوتی رو پڑی تھی۔

یاقوت مزید مظبوطی سے سٹیرنگ تھام گیا۔

"تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔تمہارے قریب" وہ ڈرائیو کرتے ہوئے نگاہیں سامنے انہی کی گاڑی پر گاڑھے ہوئے تھا۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے بہت درد ہو رہا ہے "

"بس۔۔۔ تھوڑا سا میری جان۔۔۔ جہاں اتنے دن تم نے ہمت دکھائی ہے وہی آج بھی دکھالو میرے لئے پلیز"

اسکا بس نہیں چل رہا تھا اڑ کر مشی کے پاس پہنچ جائے اسکے حصّے کا سارا درد خود لے لے۔

"فون کٹ مت کرنا۔۔۔ جب تک تمہارے پاس نہ پہنچ جاؤں فون پر کنیکٹ رہو مجھ سے" وہ اسے دلاسہ دیتے بے حد محبت سے بولا

وہ سر اثبات میں ہلاتی اپنے آنسوؤں پر ضبط کرنے لگی

لیکن آج اسے اچھے سے پتا چل رہا تھا کہ ماں بننے والی

عورتیں کس طرح اپنی جان داؤپر لگا کر یہ جنت اپنے

قدموں میں لیتی ہیں۔

"کومل۔۔۔کیا یہ ڈلیوری کا ٹائم ہے؟ "

سپیکر پر اسکی آواز گونجتی کومل کی سماعتوں سے ٹکرائی

اسکے لہجے میں ایک انجانا سا ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ یہ نہ

کہہ دے کہ یہ اس سے کی کوئی آزمائش ہے۔

"میرے مطابق ابھی دن پورے نہیں ہیں۔۔۔لیکن پھر بھی میں کوشش پوری کرونگی" وہ پریشان کن لہجے میں بولی

اسکی بات پر یاقوت کا دل یکدم سے مٹھی میں آیا تھا۔

اسکے ساتھ بیٹھا برلاس نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا اسے جو دوا دی گئی تھی وہ دھیرے دھیرے پھر سے اس کے سر چڑھ رہی تھی۔

یاقوت کی گاڑی سپیڈ سے اس جانب دوڑ رہی تھی جب اسکی نظر اسی سڑک کے درمیان سے نکلتی سڑک سے آتے ٹرک پر پڑی۔

وہ بھی تیزی سے اسی جانب آ رہا تھا۔ یاقوت کو ساری سچویشن سمجھنے میں ذرا دیر نہ لگی تھی۔

"کومل سپیڈ کم کرو۔۔۔ کومل" وہ یکدم سے چلانے لگا تھا۔

دونوں جانب سے ایک ہی رفتار میں ٹرک اور گاڑی آ رہی تھی۔

"کومل مجھے سن رہی ہو ؟" اسکے چیخنے پر برلاس ہڑ بڑا

کر زرہ سا ہوش میں آیا۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔ ہمارے پاس وقت

نہیں ہے" وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی ایک تو کسی مرد کے

بغیر اس حالت میں اکیلے سب دیکھنا اسکے ہاتھ پیر پھلا

رہا تھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں کرو۔۔۔ سپیڈ کم کرو گاڑی کی "

"کیا ہوا ابھ " برلاس اس سے پہلے کچھ پوچھتا اسکی اپنی

بھوری آنکھیں سامنے سے آتے ٹرک پر پڑ گئیں۔

"اوہ شٹ۔۔۔یہ۔۔" وہ آنکھیں پھاڑے اس منظر کو دیکھنے لگا

"کومل۔۔۔ تم کیوں نہیں سن رہی؟" یاقوت کا بس نہیں چل رہا تھا وہ انکی گاڑی کو ہی سڑک سے غائب کر دیتا

زمل بوکھلا کر آگے پیچھے دیکھنے لگی

مشی کی حالت تو پہلے ہی غیر تھی یاقوت کی دھاڑ سن کر تو اسکا دل گویا رک ہی گیا تھا۔ وہ کچھ بھی سمجھنے سے بلکل قاصر تھی۔

کومل نے سپیڈ ذرا نارمل کی لیکن وہ کم ہوتی ٹرن تک آ چکی تھی۔

جہاں سے تیز ہارن دیتا ٹرک اپنی پوری رفتار سے انکی گاڑی سے سیدھا جا ٹکرایا تھا

"نہیں۔۔۔" یاقوت کے ہاتھ سٹیرنگ سے چھوٹ چکے تھے سانس جیسے اندر جا کر باہر آنا بھول گئی تھی یہی حالت برلاس کی بھی تھی۔

انکی گاڑی سلپ ہوتی سڑک کے سائیڈ لگے کھمبے سے بری طرح جا ٹکرائی تھی

اس سے پہلے اس ٹرک کے دباؤ میں اس گاڑی کی حالت بگڑتی ایک دوسری گاڑی اڑتی ہوئی کہیں سے آ کر اسے پش کرتی بیچ میں سے نکال لے گئی تھی۔

جس سے گاڑی کے بجائے وہ ٹرک ایک بڑے حادثے کا شکار ہوتا چلا گیا۔

وہ بلیک رین تھی اور اس میں موجود شخص وہ تھا. جو کبھی کسی بات سے بے خبر نہیں ہوا تھا۔

دور سے یہ منظر دواولیو گرین نظروں سے دیکھا تھا

۔وہ جانتا تھا اسکا آدھا کام تو یہی ہو چکا تھا تب ہی وہ وہی

سے گاڑی موڑ گیا۔

زیحال اور پامیر جلدی سے گاڑی سے اتر کر انکی گاڑی

کی جانب بھاگے گئے وہاں سے یاقوت اور برلاس پہنچے

تھے۔

پامیر کے گاڑی کا دروازہ کھولتے کومل کا سرخ ہاتھ بے

جان سے نیچے آڈھلکا تھا۔

"کومل۔۔۔کومل۔۔۔آنکھیں کھولو" وہ اسکے سر

سے بہتے خون کو دیکھ حواس باختہ سا اسکا سیٹ بیلٹ

کھولنے لگا۔

وہاں سے یاقوت اور زیحال نے زمل اور مشی کو گاڑی

سے باہر نکالا

گاڑی کی حالت اس وقت خاصی بگڑ چکی تھی۔

"ی۔۔۔ی۔۔یق۔۔۔یاقوت۔۔۔"مشی بمشکل

اٹک اٹک کر سانس لیتی اسکا نام پکارنے لگی جس کا دل

عنقریب بند ہونے کو تھا۔

"مم۔۔۔میرا۔۔۔میرا۔۔۔۔بے۔۔۔بی" اسکی اپنے سانسیں ٹوٹ رہی تھیں لیکن دل یہ سوچ کر پھٹنے کے قریب تھا کہ وہ یہ خوشی نہ کھودے ورنہ وہ تو زندہ بھی مرجاتی۔

"ک۔۔۔۔کچھ نہیں ہوگا" یہ وقت اس پر قیامت بن کر ٹوٹا تھا زخمی حالت میں اسکا وجود اور اس میں پلتی اسکی ننھی سی زندگی۔

"یاقوت مشی کو لے کر نکلو۔۔۔فورا" زیحال کے

چیخنے پر ہوش میں آتا وہ ضبط کرتے اپنے آنسوں واپس

پیتا اسے گود میں بھر گیا۔

"برلاس گاڑی لاؤ" اسکے دھاڑنے پر برلاس جلدی

سے گاڑی کی جانب بھاگا

یاقوت اسے گود میں اٹھائے اپنی گاڑی میں لیتا زن

سے اڑا لے گیا۔ پیچھے پامیر کومل کو گاڑی سے نکال کر

اس پر پانی کا چھڑکاؤ کرتے ہوش میں لانے کی کوشش

کر رہا تھا اسکا سر سٹیرنگ پر لگنے کی وجہ سے وہ بے

ہوش ہو چکی تھی۔

یہی حالت زمل کی تھی لیکن اسکے صرف سر پر چوٹ

آئی تھی جسے زیحال اپنے رومال سے دبا کر بہتے خون کو

وہی روک گیا۔

"پانی پیو" وہ پانی کی بوتل اسکے لبوں سے لگا کر نرمی

سے بولا اس وقت وہ زیادہ ہائپر ہوتا تو وہ مزید پریشان

ہو جاتی وہ خود پر کڑا ضبط کئے اسے چھوٹے بچے کی

طرح سمبھال رہا تھا۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔مم۔۔۔ مشی آپی" اسکے ذہن میں صرف مشی گھوم رہی تھی۔

"وہ ٹھیک ہو گی۔۔۔تم ریلیکس ہو ناں زیادہ درد تو نہیں ہو رہا؟" وہ فکر مندی سے اسکے بال پیچھے سمیٹتے نرمی سے پوچھنے لگا

"نہیں۔۔۔لیکن مشی آپی کے پاس چلیں پلیز"

"اوکے۔۔۔اٹھو" وہ اسکا ہاتھ تھام کر دھیرے سے اٹھا لیکن اسکے پیر میں بھی خاصی زبردست چوٹ لگی

تھی جس سے اسے چلنے میں مشکل درپیش آ کر رہی تھی۔

زیحال اسے گود میں اٹھا کر گاڑی تک لے گیا اور اسے بٹھاتے خود پامیر کے پاس واپس آیا۔

اس نے ایک نظر اس ٹرک پر ڈالی اور ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔

کبھی کبھی خاموشی بھی بہت بڑے طوفان کی پیشن گوئی ہوتی ہے

یہ حملہ انکے گھر کی عورتوں پر ہوا تھا جس کی معافی کم از کم صرف آسان موت ہو سکتی تھی۔

"کومل کو ہوسپٹل لے کر چلو۔۔۔ورنہ دیر ہو جائے گی" اسکے کہنے پر پامیر نے سر تیزی سے اثبات میں ہلایا اور اسے اٹھا کر گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ بلیک رین خود کو بہت سمو تھ کر چکی تھی لیکن آج جو ضرب لگی تھی اس سے اسکا بونٹ اچھا خاصا ڈیمج ہو چکا تھا جو کروڑوں کے نقصان کے مترادف تھا۔

وہ لوگ آگے پیچھے ایک ساتھ ہوسپٹل پہنچے تھے جہاں ڈاکٹر برہان پہلے سے ہی موجود تھے زیحال نے راستے میں ہی انکو کال کر دی تھی تب ہی وہ ہر چیز پہلے سے تیار کروا چکے تھے۔

"ڈاکٹر کومل کی حالت خود ٹھیک نہیں ہے۔۔۔یہ کیس انکے علاوہ کون ہینڈل کرے گا؟"ڈاکٹر مبشر انکے ساتھ کھڑے عجیب سی کشمکش میں مبتلا ہوئے۔

"دیکھنا پڑے گا۔۔۔انکی رپورٹس شروع دن سے انکے پاس تھیں"یہ ایک لگ پریشانی بن چکی تھی۔

تب تک نرس نے مشی کے سر پر بینڈج کرتے

بروقت اسے ٹریٹمنٹ دے دیا تھا لیکن اسکا بے ہوش

ہونا اس کیس کو مزید الجھا گیا تھا۔

"ڈاکٹر پلیز جلدی کریں۔۔۔ شی از پریگننٹ۔۔۔اور

اس کنڈیشن میں انکو زیادہ دیر نہیں رکھ سکتے "

نرس حواس باختہ سی ان تک آئ تھی۔

"ایک منٹ۔۔۔ صبح ہی ایک نئ ڈاکٹر کی پوسٹنگ

ہوئی ہے یہاں کچھ مہینوں کیلئے۔۔۔میں ان سے

رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں" کہتے ساتھ ڈاکٹر مبشر باہر نکل چکے تھے

اس وقت تھیٹر میں ڈاکٹرز کی پوری ٹیم موجود تھی۔

کومل خود بے ہوشی کی حالت میں روم میں شفٹ تھی جبکہ زمل کو سر پر بینڈج لگ چکا تھا وہ مشی کی فکر میں ضد کر کر زیحال کے ساتھ ہی کوریڈور میں رک گئی تھی۔

"ہبی۔۔۔سب ٹھیک ہو گا ناں؟" ڈاکٹرز کے ستے ہوئے چہرے دیکھ اسکی جان پر بنی ہوئی تھی

زیحال نے اسے نرمی سے اپنے ساتھ لگا لیا۔

"ریلیکس اور دعا کرو۔۔۔ان شاءللہ سب ٹھیک ہو گا" وہ دلاسہ دیتے خود گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

اس وقت وہ خود اندر سے ہل گیا تھا

یہ انکے گھر کی سب سے بڑی خوشی تھی اسکے بھائی کے گھر میں پہلی اولاد کی خوشی جسے اس نے رو کر تڑپ کر اپنے رب سے مانگا تھا۔

اور وہ آج اس نہج پر آگئی تھی کہ بچے یا نہ بچے۔

یاقوت ڈاکومنٹس پر سائن کرتا بے حال سا انکے پاس چلا آیا۔

اسے دیکھ زیحال زمل کو دھیرے سے خود سے الگ کرتا اسکے قریب چلا آیا جب یاقوت نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

اسکا دل یکدم سے جکڑا گیا تھا ایسے جیسے وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے گا۔

"ریلیکس۔۔۔سب ٹھیک ہو گا" زیحال کے الفاظ دلاسہ دینے کیلئے آج بہت کم تھے یاقوت جیسے اپنی آخری سانسیں گن رہا تھا۔

یاقوت نے سر دھیرے سے اثبات میں ہلایا اسکی حالت دیکھ زیحال کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

وہ اسے نرمی سے اپنے ساتھ لگا گیا۔

پامیر برلاس کا مکمل بینڈج کرواتے اسے ساتھ ہی لے آیا تھا ورنہ وہ بے چین ہڈی یہاں بھی نہ ٹکتا اور پہنچ جاتا اسی ٹرک کو آگ لگانے۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا لیکن اسکی ایک ایک گھڑی یاقوت پر مشکل بن کر گزر رہی تھی۔ اتنی کہ وہ اپنی ایک ایک سانس گن لے۔

جس ڈاکٹر کی پوسٹنگ ہوئی تھی اسے ڈاکٹر مبشر لے آئے تھے اور اس نے آتے ساتھ ہی آپریشن شروع کر دیا تھا۔

کتنے گھنٹے مزید گزر چکے تھے۔ لیکن اندر سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔

آئرہ رات سے جاگ رہی تھی اوپر سے رونے کے باعث اسکا سر اب پھٹنے کے قریب تھا وہ تھوڑی دیر کیلئے بنا کچھ کھائے میڈیسن لے کر وہی صوفے پر ریسٹ کرنے کیلئے لیٹی تھی جب اسکی وہی لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی۔

لیکن یہ بچوں کی فوج نے تو قسم کھائی تھی صبح ایک بار آنکھ کھول کر دوبارہ رات سے پہلے آنکھ نہ بند کرنے کی۔

اب تو عبدلباری بھی صرف رات کو سوتا تھا باقی سارا دن زامل زالے کے ساتھ کھیلتا رہتا۔

"دل۔۔۔می فیدو (گل مجھے فیڈ وچاہیئے)"زامل کے ننھے سے پیٹ سے کھیل کھیل کراب گرڑ گرڑ کی آواز آنے لگی تھی۔

"آاا۔۔۔ام تم کوابھی فیڈر دیتا ہے" وہ وہیل چیئر پر ہی کچن تک گئی تھی وہ تینوں بھی ایک ہی لائن میں اسکے پیچھے پیچھے کچن میں آ گئے۔

لیکن دودھ کے ڈبے سلیب کے اوپر بلکل دیوار سے

چپک کر رکھے تھے

گل نے ہاتھ بڑھا کر انہیں اتارنے کی کوشش کی لیکن

بیٹھے بیٹھے اسکا ہاتھ جا ہی نہیں رہا تھا۔

"دل۔۔۔یو بے بی (گل آپ بے بی ہو) "اسکو بھی

اپنی طرح اس چیز میں فیل ہوتے دیکھ زامل بول پڑا۔

"نہیں۔۔۔ام بچہ نہیں ہے۔۔۔بس لاچار ہے"

کہیں کچھ چھن سے ٹوٹا تھا اسکے اندر

وہ وہیل چیئر سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی دباؤ دینے کی وجہ سے اسکے ہاتھ بری طرح سے کانپ رہے تھے۔

اسی دوران اٹھنے کی کوشش میں اسکا ہاتھ پھسل گیا وہ منہ کے بل سیدھا فرش پر جا گرنے لگی تھی کہ تب ہی دو مضبوط بازوؤں نے اسے تھام کر اتنا برا گرنے سے بچا لیا۔

وہ ڈر کر سہمی سہمی سی اس شخص کو دیکھ لگی جس نے گرے پینٹ پر بلیک ٹی شرٹ پہن رکھی تھی اسکے سر پر ہمیشہ کی طرح پی کیپ تھی

اسکی باڈی سے معلوم ہوا کہ وہ وہی باڈی گارڈ تھا۔

وہ خاموشی سے گل کو سیدھا چیئر پر بٹھاتے خود بچوں کے لئے فیڈر بنانے لگا۔ اسکی پیٹھ گل کی جانب تھی۔ لیکن گل کو اسکا یوں خود کو چھونا سخت غصّہ دلا گیا تھا۔

"تم امارا بات سنو۔۔۔ام سے دور رہا کرو۔۔۔ورنہ زی کی ایک گولی کا مار ہو تم" وہ بپھر کر انگلی اٹھائے اسے وارن کر رہی تھی۔

بلیک شیڈو نے نگاہ اوپر اٹھائی مگر مڑا نہیں وہ حیران تھا وہ کب اسکے قریب گیا؟

یہ لڑکیاں اتنی سر پھری کیوں ہوتی ہیں؟ وہ بے ساختہ سوچ سکا۔

وہ بڑی مہارت سے ہاتھ چلاتا ہوا تین فیڈر تیار کر گیا

گل کو لگا جیسے اسکی پریکٹس ہے ہونگے کوئی دس بارہ

بچے وہ سوچنے لگی۔

لیکن ڈاکٹر برہان کی بات اسکے ذہن میں گھوم رہی

تھی

"اسے دیکھنا نہیں۔۔۔نہ اسکے پاس بیٹھنا۔۔۔میں اپنا

ایک بھی رقیب برداشت نہیں کر سکتا "

وہ ایمانداری سے چہرہ نیچے جھکا گئی۔

بلیک شیڈو فیڈر اٹھائے ان بچوں کی فوج کے پاس آیا
اور ان کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا۔
ورنہ وہ چھوٹے بونے اس آئفل ٹاور کے
سامنے دکھ بھی نہیں رہے تھے۔
زامل گھر کا مرد بنتے ہوئے غصّے سے اسے دیکھ رہا تھا۔
"می۔۔۔دل۔۔۔اوتے (میری گل ہے اوکے)" وہ
اپنی ننھی سی انگلی اسے دکھاتا آنکھیں سکوڑ کر بولا۔
بلیک شیڈو تو اسکی حرکت پر دنگ رہ گیا۔

وہ دکھنے میں چھوٹا سا بچہ تھا لیکن اسکی دہشت ابھی سے اتنی تھی کہ وہ انگلی دکھائے تو پورا لشکر رک جائے۔

اسکا نام "زامل خان آفندی" تھا لیکن وزن میں یہ سب پر بھاری تھا۔

"او کے بیٹا۔۔۔ میں کب اسے بھگا کر لے جا رہا ہوں میری توبہ" وہ دھیمی سرگوشی کرتے بڑبڑا کر اپنی بھڑاس نکالنے لگا۔

پہلے ہی اسکی ڈیشنگ پرسنالٹی کا ستیاناس ہو گیا تھا۔
بھلے اتنے اچھے خاصے ہینڈسم بندے کو رکھوالی پر بٹھا
دیا۔
لیکن خیر تھی اسے حکم ملا تھا اور وہ اس شخص کا کوئی
حکم ٹال نہیں سکتا تھا جس کے ساتھ اس نے اپنی
زندگی کا اہم وقت صرف کیا ہو۔
گل اسکی بڑبڑاہٹ پر اسے گھورنا چاہتی تھی لیکن نہیں
اسے اس چیز کی بھی اجازت نہیں تھی۔

بلیک شیڈو تینوں کو انکے کوٹ سے پکڑ کر لٹکائے ایک

ساتھ باہر لے آیا۔

اس عمل پر توگل بھی دنگ رہ گئی۔اسکی ہاف سلیوس

سے بائسپس پھولے ہوئے نظر آئے

"یو ندا۔۔۔بے بی۔۔۔می ببا ہپ ہپ (گندے

بچے میرے بباتمہاری پٹائی کریں گے)"زامل کہاں

چپ رہنے والا تھا

زالے اور عبدلباری تو اس جن کو دیکھ سانس بھی نہیں

لے رہے تھے۔

"او میرے باپ معاف کر دے" وہ ہاتھ بھی جوڑ گیا

تھا

گل کا دل چاہا پھوٹ کر قہقہہ لگائے۔

بلیک شیڈو سر صوفے سے ٹکائے اسکے آگے جھک گیا۔

وہ مان گیا تھا کہ یہ واقعی پاشا کا خون ہے چھوٹا پاشا۔

۔۔۔۔۔۔

یاقوت بے چینی سے یہاں۔یہاں۔سے وہاں چکر

کاٹ رہا تھا۔پامیر پھر سے کومل کے پاس چلا گیا تھا

جسے ہوش تو آ گیا تھا لیکن درد کی وجہ سے وہ اٹھنے میں بری طرح سے ناکام ہو گئ تھی۔

"م۔۔۔مشی کیسی ہے "ہوش میں آتے اسے مشی کی فکر ہونے لگی تھی۔

"ڈاکٹرز ہیں اندر آپریشن تھیٹر میں شفٹ کر رکھا ہے "اسکی بات سن کر کومل کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی۔

"واٹ۔۔۔اسکی تو۔۔۔اسکی تو نارمل ڈلیوری تھی پامیر۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا ہو گیا "

سوچ کر ہی اسکی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر

گئیں۔

"بس۔۔۔ جیسے رب کو منظور تم دعا کرو بے بی اور

مشی دونوں سیف ہوں یاقوت کی حالت بھی ٹھیک

نہیں ہے "

وہ پریشان کن لہجے میں بتارہا تھا

اسکی بات سن کر کومل اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن

بری طرح سے سر چکرانے کی وجہ سے رہ گئی۔

"تم کیوں اٹھ رہی ہو۔۔۔حالت دیکھو اپنی" وہ
مصنوعی سا اسے کندھوں سے تھام کر ڈپٹنے لگا
"مجھے اسکے پاس جانا ہے۔۔۔وہ کتنی مشکل میں ہے"
اسکا دل چاہا رو دے۔
"چلتے ہیں تم تھوڑی ریلیکس رہو" وہ دھیرے سے
اسے تھام کر اپنے ساتھ لگائے اسے کمرے سے باہر
لے آیا۔
سامنے کی کوریڈور میں سب انتظار کی سولی پر لٹک
رہے تھے۔

"کوئی کچھ بتا کیوں نہیں رہا؟" یاقوت بے چینی سے زیحال کے پاس آگیا۔

"ریلیکس جیسے ہی کچھ ہو گا وہ بتائیں گے" زیحال کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کن الفاظ میں اسے حوصلہ دے

"کومل کو تم گھر لے جاؤ۔۔۔لیڈیز میں زمل یہی رہ جائے گی" وہ کومل کی حالت دیکھ فکر مندی سے بولا۔

"نہیں۔۔۔میں کہیں نہیں جاؤ نگی۔۔۔مجھے مشی کے پاس جانا ہے" وہ یکدم سے بضد ہوتی جم کر کھڑی ہو گئی۔

"تمہیں ریسٹ کی ضرورت ہے حالت دیکھو اپنی" لیکن وہ کسی کی نہیں سن رہی تھی وہ ضد کر کر اپنے سٹاف کو بلا کر اپنا کوٹ پہنتی آپریشن تھیٹر میں چلی گئی۔

اسکے جانے کے بعد بھی دو گھنٹے مزید لگے تھے۔انکو۔

کہ ایک نرس ہاتھ میں کپڑے میں لپٹی ننھی سی جان کو لے کر آپریشن تھیٹر سے باہر نکلتی بنا رکے دوسری جانب چلی گئی اسکے ساتھ دو ڈاکٹرز بھاگے چلے جا رہے تھے

جب اسکے ہاتھ میں ایک بچے کو دیکھ یاقوت کا سانس تک رک گیا۔ یہ اسکا بچہ تھا؟ یاقوت مرزا کا؟ وہ سوچ بھی نہیں سکا تھا

"یہ۔۔۔ یہ ہمارا بے بی تھا ناں۔۔۔؟ ہمیں کیوں نہیں دیا؟" ب لاس بے چین ہوتے غصّے میں آگیا

وہ لوگ کب سے اس پل کا شدّت سے انتظار کر رہے تھے۔ حالات ایسے بن چکے تھے کہ کسی کو سمجھ نہیں آ رہی تھی خوشی منائیں یا دکھ۔

قریباً ایک گھنٹہ مزید لگ چکا تھا اور یہ وقت پہلے سے زیادہ مشکل ہو گیا تھا۔

جب ایک ڈاکٹر باہر آئیں وہ نرس سے بات کر کر انکے پاس چلی آئیٔ تھیں اسے دیکھتے ہی یاقوت ایک ہی جست میں آگے آیا۔

"ک۔۔۔کیسی ہے میری وائف "

"شی از آؤٹ آف ڈینجر "انکے الفاظ سحر کی طرح یاقوت کے اوپر پھونکے گئے تھے وہ لبوں سے شکر ادا کرتے آنکھیں بند کر گیا باقی سب نے بھی شکر کا سانس خارج کیا تھا۔

لیکن انکے اگلے الفاظ جیسے سب کے پیروں تلے سے زمین کھینچ گئے تھے۔

"آپ کی وائف بلکل ٹھیک ہیں۔۔۔لیکن وی آر سوری۔۔۔آپ کے بچے کی ڈیتھ ہو گئی "

انکی بات سنتے یاقوت کا دل دھک سے رک گیا تھا سانسوں کے ساتھ آنکھیں بھی ٹھہر چکی تھیں۔

76/1

یہاں صرف ایک یاقوت نہیں تھا جس کی سانسیں رکی تھی زیحال، پامیر، برلاس اور زمل کا بھی یہی حال تھا وہ یکدم سے زیحال کا بازو تھام گئی جو شل ساکت سا اس ڈاکٹر کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ جس نے چند لفظوں میں اتنی بڑی قیامت ان پر ڈھادی تھی۔

وہ خوشی جس کے زندگی میں آنے سے پہلے وہ لوگ اسے جینے لگے تھے اسکے لئے دعائیں کرنے لگے تھے وہ ہاتھوں میں آنے سے پہلے واپس چلی گئی؟

اس بات پر یقین کرنا ایسا تھا جیسے مردے کو واپس زندہ دیکھنا۔

اس نے کرب بھری نگاہوں سے یاقوت کی جانب دیکھا جو پتھر بنا کھڑا اسی ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا۔ برلاس تو گویا پھٹ پڑا تھا وہ حواس باختہ سا ان ڈاکٹرز کا ہی گریبان پکڑ گیا تھا۔

پا میرا سے چھڑوانے کی تگ ودو میں آگے آیا۔

لیکن وہ تو جیسے قابو میں ہی نہیں آرہا تھا

وہاں یاقوت زیحال اور زمل اسی طرح پتھر بنے

کھڑے تھے۔ یاقوت کو ایسے دیکھ زیحال کو اپنا دل

پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ دھیرے سے آگے بڑھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ

گیا۔ جس پر اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن

موڑ کر زیحال کو دیکھا

آہ اسکی آنکھوں کی بے بسی اور اجڑی ویرانیت دیکھ

زیحال کا دل تقریباً ڈوب چکا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کہہ رہی ہے۔۔۔ مم۔۔۔میرا بچہ نہیں رہا" آنسوں باہر نہیں نکل رہے تھے لیکن آنکھوں کی سرخی بتا رہی تھی کہ اسکے اندر کتنا بڑا طوفان اٹھ چکا ہے۔وہ برباد ہو گیا ہے۔

"س۔۔۔سچ میں۔۔۔؟۔ا ی۔۔۔ایسا ہو گیا؟ "

نہیں اسے یقین نہیں آرہا تھا اسکا رب کیسے کر سکتا تھا یہ؟ایک بچے کے ہاتھوں اپنے ماں باپ بہن کو کھونے کے بعد آج اتنے برس گزرے تھے کہ اسے ایک خوشی نصیب ہوئی تھی۔

اسے بھی وہی چھوڑ دے؟ کیا اسکی قسمت میں اسکے

اپنے صرف اسی جگہ رہنے والے تھے؟

نہیں۔۔۔اب اس پر رحم کیا جائے ورنہ اسے بھی اس

زندگی سے آزادی دے دی جائے۔ وہ شدّت سے دعا

کررہا تھا۔

خوشی آنے سے پہلے اس سے روٹھ کر چلی گئی۔

وہ تو اپنے پہلے بچے کی قبر کو تصور کرتا تھا کیا آج اسے وہ

بھی دیکھنی پڑے گی؟

یاقوت کے ہونٹ بے ساختہ پھڑپھڑائے اور وہاں زیحال دھک سے رہ گیا۔ کیا وہ کچھ بدل سکتا تھا؟ وہ بے ساختہ سوچنے لگا۔

"میں۔۔۔میں مشی کو کیا کہوں گا؟" وہ نہ بولے وہ خاموش رہے اسکا بولنا زیحال کی جان نکال رہا تھا وہ رو لے ورنہ اسے یوں دیکھنے والوں کے دل پھٹ جائیں گے۔

"برلاس چھوڑ دے انکو" اسے اتنے غصّے میں دیکھ پامیر پورا زور لگا کر اسے پیچھے کھینچ گیا۔

"انکی ہمت کیسے ہوئی یہ بکواس کرنے کی۔۔۔وہ ہمارا بچہ تھا۔۔۔انکی لاپرواہی چھین گی اسے ہم سے ۔۔۔میں آگ لگادونگا اس ہوسپٹل کو چھوڑیں مجھے" پامیر اگر اسے چھوڑ دیتا کچھ بعید نہ تھی کہ وہ میں یہ کر جاتا۔

پورا اسٹاف اس سے خوف زدہ کھڑا تھا۔

"چھوڑ دے انکو۔۔۔انکا کیا قصور ہے۔۔۔جیسے خدا کی مرضی" پامیر نے اسے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی۔

لیکن مرضی ؟خدا کی مرضی ؟تو یہ تھی اسکے خدا کی

مرضی ؟اسے پھر سے اس قبرستان کا منہ دکھانے کی

جہاں اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنوں

کو دفنایا تھا؟ یاقوت کا سر بھاری ہونے لگا تھا وہ بے

اختیار پیچھے بینچ پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ گیا۔

"یاقوت" اسے ایسے بیٹھتے دیکھ زیحال نے اسے

سمبھالا تھا وہ پتھر بن رہا تھا اسے نرم ہو جانا چاہئے تھا

ورنہ پتھر ٹوٹتے دیر نہیں لگتی۔

"یاقوت۔۔۔ سنبھالو خود کو" زیحال کو اسکی خاموشی سے خوف آرہا تھا۔

"کیسے۔۔۔ مم۔۔۔میں۔۔۔میں مشی کو کیا کہوں گا۔۔۔وہ نہیں کر سکے گی برداشت۔۔۔وہ مر جائے گی بھائی" اسکی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہتے اسکے رخسار کو تر کرنے لگا۔

یاقوت نے سرخ متورم آنکھوں سے زیحال کی جانب دیکھا۔

"وہ مر جائے گی۔۔۔وہ نہیں کر سکے گی برداشت"

اسے خود سے زیادہ مشی کی فکر ہو رہی تھی۔

جو آپریشن تھیٹر میں اس وقت بے ہوش پڑی تھی

موت جتنا درد جس ننھی سی جان کیلئے سہا تھا وہ تو اسکی

گود میں آنے سے پہلے ہی چھوڑ کر چلی گئ تھی تو وہ

کیسے نہ مرتی۔

"میں۔۔۔میں کیا کہونگا اسے؟"

زیحال ضبط سے چہرہ اوپر کرتے اسے اپنے ساتھ لگا گیا

۔

یاقوت کی تکلیف کی شدّت اتنی تھی کہ وہ کھل کر رو
تک نہیں پارہا تھا۔
زمل زیحال کے کندھے پر سر ٹکائے رونے لگی تھی
جب کومل نڈھال سی تھیٹر سے باہر آئی اسکی سوچ
سے بڑی قیامت اسکے گھر والوں پر ٹوٹ چکی تھی انکو
ایسے دیکھ اسکا دل مزید جکڑا گیا تھا۔
"میرے۔۔۔میرے ساتھ کیوں بھائی۔۔۔کیوں؟
میں نے تو کوئی رات نہیں چھوڑی اسکی خیریت کی

دعاؤں کی۔۔۔پھر کیسے بھائی کیسے۔۔۔؟" وہ اب صحیح

معنوں میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا

اسکا وجود بری طرح سے لرزنے لگا تھا زیحال کو لگا وہ

کھڑے کھڑے گر جائے گا۔

"کیو۔۔۔۔۔ں۔۔۔کیوں بھائی" اسکی درد بھری

آواز پر دیواریں کانپ اٹھی تھی۔

برلاس غصّہ چھوڑے اسکی جانب دیکھنے لگا اسکی حالت

دیکھ سب کی آنکھیں نہ چاہتے ہوئے بھی برس پڑی

تھیں۔

برلاس بھی آکر زیحال کے کندھے سے لگ گیا۔ وہ اپنوں کے بیچ گھرا کھڑا پوری طرح سے بے بس ہو چکا تھا۔

گرے جھیل سی آنکھوں سے پانی کسی سیلابی ریلے کی طرح بہنے لگا تھا۔ وہ ضبط کرتے کرتے بھی ہار گیا تھا۔ وہ اولاد صرف کہتا نہیں تھا وہ ان کے درد کو ایک باپ کی طرح محسوس بھی کرتا تھا۔

"یار بھائی۔۔۔ حوصلہ کریں" پامیر کو اس وقت الفاظ نہیں مل رہے تھے وہ کن لفظوں میں اسے کہتا کہ وہ صبر کرے۔

جو نعمت ان دونوں کو اتنی ترسا کر ملی وہ جھٹکے میں چھن گئی تو کیا صبر آ سکتا تھا۔

کومل اس بے بی سیکشن میں آگئی تھی جہاں نرس اس بچے کو سفید کپڑے میں لپیٹ رہی تھی۔

وہ مرے مرے قدموں سے اسکے کاٹ کی جانب چلی آئی۔اور سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ ہے وہ؟"وہ کتنی مشکل سے پوچھ سکی تھی۔

نرس نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلا دیا اور یہاں کومل کا دل تقریباً ڈوب چکا تھا وہ بے جان سی اسکے کاٹ کے پاس بیٹھتی اسے دیکھنے لگی چہرے کی زردی اور سفید کپڑے میں لپٹی وہ ننھی سی جان۔

وہ اسکے کاٹ سے سر ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی کیا کبھی کوئی صرف چند منٹوں کے ساتھ پر ایسے رویا تھا؟ ہاں وہ رو رہے تھے کیونکہ انکے لئے یہ چند منٹوں کا ساتھ ان سب کی کل کائنات تھا۔

"میم۔۔۔ سمبھالیں خود کو۔۔۔" وہ نرس نم لہجے میں اسے کندھوں سے تھام کر اٹھا گئی کومل نے اپنے آنسوں بے دردی سے صاف کئے اور اس ننھی سی جان کو گود میں بھر لیا۔

کیسے لے کر جاتی وہ اسے باہر اسکی تو سب کلکاری سننا

چاہتے تھے یہ خاموشی تو سب کو زندہ مار دیتی۔

لیکن اسے لے کر جانا تھا وہ لاکھ ہمت جٹاتی اسے لئے

روم سے باہر نکل گئی۔

کومل اپنے بوجھل قدموں سے اسے لئے انکے پاس

چلی آئی جب پہلے پامیر کی نظر اس پر پڑی تھی پھر

برلاس اور پھر زیحال کی۔

سب کا دل یکدم سے مٹھی میں آگیا تھا۔

"لو۔۔"اس نے زیحال کی جانب اس بچے کو بڑھا دیا جس کا اپنا وزن تو کچھ بھی نہیں تھا لیکن اسکا غم اتنا بھاری تھا کہ وہ ساری زندگی نہ اٹھا سکے۔

وہ پھر بھی ہمت سے اس ننھی سی جان کو تھام گیا۔آہ یہاں اسکا دل ایک بار پھر غم کی شدّت سے نڈھال ہوا تھا۔

یاقوت نے نگاہ اٹھا کر اپنے بچے کو دیکھا اور دیکھتے ہی جیسے وہی مر گیا۔وہ بے جان سا اٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

"لے لو۔۔۔چاہے بے جان ہے تمہارا ہے"زیحال

کے الفاظ یاقوت کو موت کے مترادف لگے تھے ہاں

وہ تھی تو اسکی اولاد ناں اسکے وجود کا حصّہ پھر چاہے

ایسے ہی صحیح۔

وہ بے جان ہاتھوں میں اس سفید کپڑے میں لپٹے ننھے

سے وجود کو لے تو گیا لیکن نہیں سمبھال پایا خود کو اسکا

غم اتنا بھاری تھا کہ وہ اسکے گود میں آتے ہی یاقوت

بے جان سا فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔

"یا۔۔۔اللہ" اسکے منہ جس تڑپ سے یہ پکار اپنے رب کیلئے نکلی تھی سب کے دلوں کو چیر گئی تھی زمل تو خوف زدہ سی کومل کے ساتھ لپٹ گئی۔

زیحال پامیر اور برلاس بھی یاقوت کے ساتھ بیٹھتے چلے گئے۔

"بھائی۔۔۔بھائی سمبھالیں خود کو" پامیر کو ڈر لگ رہا تھا کہیں یہ غم ان سے انکا بھائی بھی نہ چھین لے۔

جس کی گود آج بھی بھرتے بھرتے سونی رہ گئی تھی۔

یاقوت پاگلوں کی طرح اپنے بچے کو چومنے لگا کاش
۔۔۔کاش کوئی اسکی سانسیں واپس ڈال دے
بس ایک بار۔۔۔صرف ایک بار۔۔۔وہ اٹھ
جائے۔۔۔وہ تو اسکی آواز تک نہیں سن پایا تھا۔
یاقوت اسے اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا اور مزید
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔اسکا رونا دیکھ سب کی
آنکھیں برس پڑی تھیں۔

وہ گود میں اپنے بچے کو لئے زیحال کے سینے سے لگ گیا تھا۔ جس کے بازو آج اسے سمیٹنے میں بری طرح سے ناکام ہو رہے تھے۔

وہ اپنے لب بھینچتے خود پر کڑا ضبط کرنے لگا۔ وہ یہاں اکیلا کس کس کو سمبھالتا۔ پامیر نے داراب اور زریاب کو بھی کال کر دی تھی جو بر وقت وہاں پہنچے تھے۔ سامنے ٹوٹی قیامت تو انکے دل پہلے ہی جکڑ گئے تھی۔

"لالا۔۔۔" زریاب پر نظر پڑتے زیحال کی آنکھیں تڑپ کر ابل پڑی تھیں وہ اس سے بھی بڑے تھے اور ایسے موقعے پر خود کو مضبوط رکھنا جانتے تھے۔

وہ دھیرے سے آگے آتے یاقوت کو اپنے ساتھ لگا گئے۔

داراب نے پامیر اور برلاس کو سمبھال لیا تھا۔ یہ بھائی اتنے قریب تھے کہ درد ایک کو ملتا تھا و دیگر تکلیف میں چاروں مبتلا ہو جاتے تھے۔

جو کبھی کبھی ایسے بھی جان لیوا ثابت ہوتا تھا۔

"بس بچے۔۔۔حوصلہ کرو۔۔۔جس میں رب کا مرضی" وہ یاقوت کا کندھا سہلاتے نرمی سے سمجھانے لگے۔

زریاب کے اشارے پر داراب اسکے ہاتھ سے اس ننھی جان کو لینا چاہتا تھا لیکن یاقوت اسے مزید اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

وہ لوگ کتنی ہی دیر اسے سمبھالتے رہے تھے جس کی پوری دنیا اجڑ گئی تھی۔

اصل جان سب کی تب نکلی تھی جب ڈاکٹر نے اطلاع دی تھی کہ مشی کو ہوش آگیا ہے اور وہ پہلے اپنے بچے کا ہی پوچھ رہی ہے جسکی فکر میں ہلکان ہوتی وہ بے ہوش ہوئی تھی۔

"جاؤ۔۔۔اور اسکو سمبھالو۔۔۔اسکو اس وقت صرف تم ہی سمبھال سکتا ہے" زریاب اسے حوصلہ دیتے اٹھانے کی کوشش کرنے لگے

لیکن وہ کیسے اٹھتا وہ کیسے سامنا کرتا اسکا۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔کیسے جاؤں۔۔۔میں اسے نہیں دیکھ سکتا روتے ہوئے" اسکی سوچ کر پہلے ہی جان نکل رہی تھی۔

"تم کو دیکھنا پڑے گا۔۔۔تم مرد ہو" انکی بات پر یاقوت ضبط سے لب بھینچ گیا۔

تب تو وہ بچہ تھا تب بھی تو صبر کیا تھا جب اپنے ماں باپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دنیا چھوڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تھا تو کر لے آج بھی ہمت۔

وہ ڈھیر سے اٹھا اور اپنی گود میں زرد پڑتے چہرے کو دیکھنے لگا کتنے ہی آنسوں ایک ساتھ اسکے ننھے سے چہرے پر آ گرے تھے۔

وہ بے جان سے قدم اٹھاتے ہوئے تھیٹر کی جانب بڑھ گیا باقی سب باہر آ چکے تھے۔

جب پردے کے اس پار سے یاقوت کو اسکے ہاتھ میں اپنے بچے کو دیکھ مشی تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی

لیکن اسکے سٹچز نے اسے اس بات کی اجازت نہیں دی تھی۔

"آرام سے۔۔۔ تم اٹھ نہیں سکتی ابھی" یاقوت نے اسے سمبھال کر دھیرے سے پیچھے ٹیک لگوا کر تکیوں کی ایک لائن بنائی۔

نرس اسے پہلے سے اسکی ضد پر آدھا بٹھا کر جا چکی تھی۔

وہ اپنے بچے کو دیکھ اتنی خوش تھی کہ یاقوت کی سوجی ہوئی آنکھیں تک نہیں دیکھ سکی۔

"مم۔۔۔مجھے دوناں" وہ تڑپ کر اسکے ہاتھ سے بے حد نرمی سے اپنے بے بی کو لے گئی۔

"یق۔۔۔یاقوت۔۔۔یہ۔۔۔یہ ہمارا بے بی ہے؟" وہ بے یقینی سے پوچھ رہی تھی آنکھیں تیزی سے نمکین پانی سے بھر گئی

یاقوت کو لگا اسکا دل پھٹ جائے گا۔

اس نے سر دھیرے سے اثبات میں ہلا دیا۔ مشی کتنی ہی دیر اسے دیکھتی خود کو یقین دلاتی رہی کہ وہ آگیا اسکا بے بی آگیا۔

وہ پاگلوں کی طرح اسکے ننھے سے چہرے کو چومنے لگی تھی اس کی ممتا کو ابھرتے دیکھ یاقوت چہرے کا رخ ہی موڑ گیا وہ نہیں دیکھ سکتا تھا یہ سب۔

"یہ۔۔۔یہ میرا بچہ ہے۔۔۔میرا۔۔۔مجھے۔۔۔ماں کہنے والا۔۔۔ہیں ناں۔۔۔یہ۔۔۔یہ بولے گا ناں؟"

دوسرے بچوں کو ماں پکارتے دیکھ اسکی ممتا کتنی ترستی تھی کہ کوئی اسے بھی پکارلے لیکن وہ پل آج اسکے لئے آیا تھا۔

"مشی۔۔۔یہ "یاقوت کو لگا وہ آج گونگا ہو گیا ہے

اسے بولنا بھی بھول چکا تھا۔

"یہ۔۔۔مجھے دیکھ کیوں نہیں رہا۔؟ یاقوت "اس نے

تڑپ کر یاقوت کو پکارا جس کی اجڑی حالت پر اسکی نظر

اب گئی تھی

اسکا دل اور نگاہیں دھک سے تک گئی۔ان شہد رنگ

آنکھوں سے تیزی سے سیلابی ریلا بہنے لگا۔

اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنے بچے کو دیکھا اور

دیکھتی رہی۔

نجانے کیا سوچ کر اس نے کانپتے ہوئے ہاتھ کی انگلیاں اسکی چھوٹی سی ناک کے آگے کرتے اسکی سانسیں محسوس کرنے کی کوشش کی۔

اسکی رکی سانسیں محسوس کرتے اسکی اپنی سانسیں رک چکی تھی۔

اسے یکدم سے پتھر ہوتے دیکھ یاقوت اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

"اسے پیار کرو۔۔۔ جتنا ہوسکے۔۔۔ہ۔۔۔ ہمیں ۔۔۔اسے واپس لوٹانا ہے۔۔۔یہ ہمارا نہیں ہے"

اسکی بات پر مشی نے کن ازیت بھری نگاہوں سے

اسے دیکھا تھا

"اٹس اوکے۔۔۔ مشی۔۔۔یہی اللّٰہ پاک کی مرضی

تھی"نہیں وہ چپ ہو جائے اسے ترس نہیں آرہا تھا

اس عورت پر جسے اتنا تڑپا کر یہ خوشی ملی اور وہ اسے

ایسے کہہ رہا تھا۔

"کچھ بولو۔۔۔چپ کیوں ہو؟"مشی کی خاموشی سے

یاقوت کو خوف آنے لگا تھا وہ کتنی ہی دیر ساکت بیٹھی

اپنے بچے کو دیکھتی رہی۔

یاقوت اسے اپنے سینے سے لگا گیا جہاں لگتے اسکا ضبط ٹوٹا تھا اور ایسا ٹوٹا تھا کہ خود یاقوت مرزا ہل کر رہ گیا تھا اسکی دلخراش چیخیں اسے جیتے جی مار گئی تھیں۔

وہ اسکی شرٹ مٹھی میں جکڑے بری طرح سے کانپتی ہوئی چیخ پڑی تھی۔یاقوت بے بسی سے اسے خود میں بھینچ گیا۔

وہ انکاری تھی اس بھیانک سچ کو اپنانے سے جو اسکی جان نکال رہا تھا۔

"ک۔۔۔کیسے۔۔۔کیسے یہ چھن گیا مجھ سے

۔۔۔کیسے" وہ اس ننھی جان کو کس تڑپ سے اسے

دکھا رہی تھی

یاقوت روتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اللہ کو۔۔۔ی۔۔۔یہی منظور تھا" اسکے الفاظ سن کر وہ

پھر سے ہزیانی ہوتی حواس کھونے لگی۔

"کیوں۔۔۔کیوں یہ منظور تھا اگر چھیننا تھا تو دیا

کیوں۔۔۔کیوں" وہ نہیں جانتی تھی وہ کیا کہہ رہی

ہے۔

"مشی۔۔۔کفر کے لفظ مت بولو۔۔۔اللّٰہ پاک کے

ہر کام میں کوئی بہتری ہوتی ہے "

نہیں اسکا غم چاہے جتنا بڑا ہوتا وہ اس رب کو نہیں

بھول سکتا تھا جو اسکی تنہائیوں کا ساتھی تھا جس نے

اب تک اسے سمبھال رکھا تھا اسکا تو دنیا میں کوئی نہیں

تھا سوائے اسکے۔اس نے ہی تو اسے بھائی بیوی جیسی

نعمتیں دی کیا ہوا ایک نعمت سے محروم کر دیا۔

"میں کیسے رہونگی اسکے بغیر۔۔۔۔کیسے۔۔۔مم

۔۔۔مجھے میرا بچہ چاہئے۔۔۔مجھے چاہیے میرا بچہ "وہ روتی ہوئی بے قابو ہونے لگی تھی

یاقوت نے اسے مضبوطی سے تھامنے کی کوشش کی۔

"مشی۔۔۔تمہارا آپریشن ہوا ہے۔۔۔کیا کر رہی ہو"

وہ سب بھولے اسکی فکر میں بوکھلا گیا تھا۔

"مجھے میرا بچہ دو۔۔۔۔میں مر جاؤنگی یاقوت

۔۔۔میں مر جاؤنگی "اسکے الفاظ یاقوت کو تڑپا کر رکھ گئے تھے۔

"میں ہوں زندہ؟ لگ رہا ہے تمہیں؟ مر گیا ہوں میں بھی۔۔۔اسی کے ساتھ دفن بھی ہو جاؤنگا" اگر اسکے الفاظ کوئی غیر بھی سن لیتا تو تکلیف کی شدّت سے مر جاتا۔

"شکر پڑھو۔۔۔وہ خدا اور دے دے گا "

نہیں وہ نہیں کر سکی شکر وہ کچھ نہیں کر سکی وہ بس چیخ چیخ کر رونے لگی تھی یاقوت کو مجبوراً ڈاکٹرز کو بلانا پڑا تھا۔ جنہوں نے آتے مشی کو سمبھالنے کی پوری کوشش کی لیکن وہ بھی ناکام ہو رہے تھے

آخر میں وہی تکلیف کی شدّت سے پھٹ پڑا تھا۔

"بس۔۔۔" اسکے ایک لفظ پر مشی ساری مزاحمت چھوڑے اسے دیکھنے لگی

ڈاکٹرز بھی شل ساکت سے اسے دیکھنے لگے۔

"بس کرو۔۔۔ ورنہ اسکے ساتھ مجھے بھی کھودو گی رحم کرو مجھ پر۔۔۔ یہ صرف تمہارا بچہ نہیں تھا۔۔۔ باپ تھا میں اسکا۔۔۔" اسکی حالت دیکھ مشی سانس نہیں لے سکی۔

اسے واقعی ترس کھانا چاہئے تھا ناں اس شخص پر جو بچپن سے اب تک اپنوں کو صرف قبرستان میں دیکھتا آیا ہے۔

مشی کی آنکھیں مزید تیزی سے ابل پڑی یاقوت اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکائے تڑپ کر رو دیا تھا دونوں اس وقت ایک دوسرے کا واحد سہارا تھے جن کی پوری دنیا اجڑ گئی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر ایک دوسرے سے لپٹے روتے رہے تھے اس ننھی سی جان کو کیا خبر تھی وہ اتنا بڑا دکھ دے جائے گی انکو۔

زمل اور مشی کی ایسی حالت دیکھ زیحال نے ان دونوں کو ہی گھر بھجوا دیا تھا باقی وہ سب یہی تھے پورا کوریڈور انکے لئے خالی تھا۔ایک ویرانیت سی ہر طرف پھیل گئی تھی۔

"ادھر اور بھی بچہ ہو گا۔۔۔تم کسی کو لے کر اسکی جھولی میں ڈال دو" زریاب کچھ سوچ کر سنجیدگی سے بولے۔

زیحال سر تک نہیں اٹھا سکا بر لاس اسکے کندھے پر سر ٹکائے خاموش ساکت بیٹھا تھا۔

"اولاد کا بدل نہیں ہو سکتا لالا۔۔۔جو چلا گیا صرف وہی سب کچھ تھا" اسکا کرچی لہجہ محسوس کرتے زریاب کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"لیکن لالا کی بات بھی ٹھیک ہے۔۔۔یہ غم ان دونوں کیلئے بہت بڑا ہے۔۔۔ ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہئے" داراب کیلئے بھی یاقوت کو ایسے دیکھتا بہت مشکل تھا۔

زیحال نہیں بول پایا کچھ وہ بس خاموش بیٹھا تھا اسے وہ بلاسٹ والا لمحہ یاد آنے لگا

آج دل کی کیفیت بلکل ویسی تھی اجڑی ویران سی

گھر پہنچتے ہی انکی آہٹ پر آئرہ یکدم سے اٹھی تھی

لیکن ان کی حالت دیکھ اسکا دل دھک سے رک گیا وہ

کھڑی ہونقوں کی طرح ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

روئی روئی سی سوجی ہوئی آنکھیں اور سروں پر بینڈج

وہ دونوں اس وقت اجڑا بیا باں لگ رہی تھی۔

"آئرہ۔۔۔پانی لاؤ انکے لئے" پامیر کے کہنے پر آئرہ

دوپٹہ سمبھالتی جلدی سے دو پانی کے گلاس لینے

گئی۔

گل اندر بچوں کو اپنے کھیل میں مصروف رکھ رہی تھی جب باہر سے آتی آوازوں کو سن کر بچے اور گل جلدی سے باہر آئے۔

"مما۔۔۔"سب سے تیز دوڑ زامل کی تھی جو آتے ساتھ زمل کی ٹانگ سے لپٹ گیا تھا اسکے بعد زالے اور عبدلباری بھی۔

زمل اور کومل کے سروں پر لگی چوٹ دیکھ گل کا دل دھک سے رک گیا وہ ہونقوں کی طرح ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

"ممما۔۔۔ویش ما۔۔۔ پیچھج (ماما وئیر از مائے

پرنسسز)"اسکے سوال پر زمل کی نگاہوں کا ارتکاز ٹوٹا

اس نے ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا وہ اس پرنسسز کا

انتظار کر رہا تھا؟

ہاں جب یہ بچے زمل کیلئے ضد کرنے لگے تھے تب

گل نے انکو یہ کہہ کر چپ کروا دیا تھا کہ انکی ماما ایک نئ

پرنسسز لینے گئ ہے جو صرف زامل کی ہو گی اور اسے

ٹم ٹم گفٹ کرے گی۔

"مما۔۔۔می پیچھ۔۔۔(مما میری پرنسسز)"وہ دے کیوں نہیں رہی تھی وہ کتنی شدّت اور لاڈ سے مانگ رہا تھا۔

زمل اسے گود میں اٹھاتی اپنے سینے میں زور سے بھینچ گئی تھی یہاں اسکا ضبط پھر سے ٹوٹ گیا تھا اور وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"آپ کی پرنسسز واپس چلی گئی زامی۔۔۔وہ ہمیں چھوڑ کر واپس چلی گئی "

اسکے الفاظ سن کر کومل تکلیف کی شدّت سے آنکھیں بند کر گئی لیکن گل اور آئرہ پر تو جیسے ساتوں آسمان آ گرے تھے۔ وہ اپنی اپنی جگہ پتھرا چکی تھیں۔

"ممما۔۔۔ وائے یو تائینگ (ماما آپ رو کیوں رہی ہیں)" اب اس ننھی سی جان کو کیا پتہ واپس جانا کسے کہتے ہیں وہ تو اپنی ٹم کیلئے ضد کر رہا تھا۔

"وہ۔۔۔ وہ اللّٰہ پاک کے پاس چلی گئی"

اسکی بات پر زامل خاموش ہوئے اسکو دیکھنے لگا۔

"اللّٰہ۔۔۔پاش۔۔۔؟ تیشے مما(اللّٰہ کے پاس کیسے

مما)" وہ معصومیت سے پوچھنے لگا۔

"پری اسکو واپس لے گئی اپنے ساتھ۔۔۔اب وہ کبھی

نہیں آئے گی۔۔۔ کبھی بھی نہیں" اپنی بات پر اسکا اپنا

دل بھر آیا تھا وہ زامل کے ساتھ لگی شدّت سے رو دی

تھی

"مما۔۔۔جامی وانت دول (ماما زامی کو اسکی ڈول

چاہئے)" وہ پہلی بار اپنی ماں کو بھی روتے ہوئے نہیں

دیکھ رہا تھا۔

"ممما۔۔۔می وانٹ پرنسسز ممما۔۔۔می وانٹ (ماما مجھے پرنسسز چاہیے ماما۔۔۔مجھے چاہئے)" اسکی بات پر زمل کو خود پر ضبط کرنا بھی مشکل لگ رہا تھا۔

زمل نے مشکل سے اسے سمبھالتے زیحال کو کال ملا لی تھی وہ رونے سے ہی باز نہیں آرہا تھا اور ایسا وہ کبھی نہیں بگڑا تھا۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔ہبی زامی رو رہا ہے۔۔۔اسے ڈول چاہئے اسکی" زیحال کے کال اٹھاتے وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی۔

وہاں اسکی بات پر زیحال نے لب بھینچ لئے۔

"میں آتے ہوئے اسکی ڈول لے آؤنگا" اسکی بات سن کر زمل کا دل دھک سے رک گیا۔

"ک۔۔۔کیسے؟" کاش وہ کہہ دے معجزہ ہو گیا کاش وہ کہے وہ ہمارا نہیں تھا

"میں ایڈاپٹ کروا رہا ہوں" اور یہاں ساری امیدیں پھر سے ٹوٹ گئی تھیں۔

زمل کچھ نہیں کہہ سکی وہ کال بند کر گئی۔ زامل کا رونا اسے تکلیف دے رہا تھا پا میر کتنی کوشش کر کر اسے

چپ کروا رہا تھا لیکن وہ بس ایک ہی ضد پر اڑا تھا اسکی ڈول دوا سے۔

۔۔۔۔۔۔

وہ لوگ اس وقت قبرستان میں موجود تھے جہاں دارب ایک چھوٹی سی جگہ بنا رہا تھا۔
یاقوت خالی ہاتھ کھڑا بس دیکھ رہا تھا اسکی پلکیں تک جھپکنے سے انکاری تھی خشک آنکھیں پہلے سے زیادہ ازیت اور کرب کی تصویر بن گئی تھی۔

زیحال نے اس ننھی سی جان کو اٹھا رکھا تھا۔جب داراب کے اشارے پر وہ اسے آگے لے جانے لگا جب جاتے جاتے اسکے قدم رکے اور مڑ کر یاقوت کو دیکھا۔

"دیکھو گے نہیں اسے ؟" اسکے سوال پر یاقوت نے کن کرب بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

کیوں پوچھا اس نے ؟ اسکے سوال پر ضبط کرتے کرتے بھی وہ سر جھکا کر رو پڑا تھا۔اسکی بے بسی دیکھ سب کی آنکھیں نمی سے بھر گئیں

وہ دھیرے سے آگے آتا اپنے کپ کپاتے لب اپنی بیٹی کے ماتھے پر رکھ گیا۔

"میرا بیٹا" کس تڑپ سے یہ الفاظ اسکے لبوں سے نکلے تھے کہ زیحال بے اختیار اسکے چہرے سے نگاہیں پھیر گیا۔ وہ نہیں دیکھ سکا اسے ایسے۔

"اللّٰہ کی امان میں" کہہ کر وہ پیچھے ہٹ گیا اسے سہارے کی ضرورت تھی جو زریاب خان نے آگے بڑھ کر اسے دیا تھا۔

زیحال نے دھیرے سے اس جگہ اس خزانے کو رکھ

دیا جس کی جگہ انکے دلوں میں ہمیشہ رہنے والی تھی۔

وہ اسکے ننھے سے چہرے کو دیکھتے ہوئے اسکے

چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا جب اسکے منہ سے نکلتا لاب

زیحال کے ہاتھ پر لگ گیا۔

وہ کن کرب بھری نظروں سے اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا

اسکی حالت دیکھ داراب نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ

کر پلک جھپکاتے اسے تسلی دی۔

اوراس خزانے کوہمیشہ کیلئے سب کی نظروں سے چھپا

دیا۔

ایک تختی بھی لگائی گئی تھی جس پر خوبصورت ہینڈ

رائٹنگ سے لکھا گیا تھا۔

"فلاں بنت یاقوت مرزا "

"تاریخ پیدائش 23 دسمبر"

"تاریخ وفات 23 دسمبر "

اسکی ضرورت نہ تھی لیکن کوئی ان سے ہی پوچھتا جن

کا یہ خزانہ ان سے چھن گیا تھا۔

اس بچے کو ٹم جسے نو مہینوں سے اسکا انتظار تھا۔

زیحال مسلسل اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا اس نے
دھیرے سے اپنی مٹھی بند کرلی۔

"کاش میں اس نشانی کو ہمیشہ اپنے پاس رکھ سکتا بچے"
مٹھی پیشانی سے ٹکائے دو موتی اسکی جھیل سی آنکھوں
سے ٹوٹ کر بہہ نکلے تھے۔

وہ لوگ ایک ساتھ ہی قبرستان سے واپس آئے تھے
مشی دواؤں کے زیر اثر پھر سے سو گئی تھی اسکا ہوش
میں رہنا اسکی طبیعت کیلئے مناسب بھی نہیں تھا۔

"کیا سوچا تم نے۔۔۔ کرے ام ڈاکٹر سے بات؟"

زریاب کی بات پر یاقوت کے علاوہ سب نے انکی جانب دیکھا۔

"یاقوت "زیحال کے پکارنے پر اس نے گہرا سانس لیا۔

"وہ نہیں کرے گی کسی کو قبول "اسکا لہجہ کسی بھی احساس سے عاری تھا۔

"اس کے بغیر بھی نہیں رہ سکے گی" زیحال کی بات پر یاقوت نے کرب بھری نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

"تو عادت ڈال لے۔۔۔خالی گود کی" آج اسکی ہر بات زیحال کو تکلیف دے رہی تھی۔

وہ نگاہیں پھیر کر وہاں سے اٹھتا چلا گیا وہ نہیں دیکھ سکتا تھا اسے ایسے۔

یہاں صرف ایک یاقوت نہیں تھا جس کی سانسیں
رکی تھی زیحال، پامیر، برلاس اور زمل کا بھی یہی حال
تھا وہ یکدم سے زیحال کا بازو تھام گئ جو شل ساکت

سا اس ڈاکٹر کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ جس نے چند لفظوں
میں اتنی بڑی قیامت ان پر ڈھا دی تھی۔

وہ خوشی جس کے زندگی میں آنے سے پہلے وہ لوگ
اسے جینے لگے تھے اسکے لئے دعائیں کرنے لگے تھے
وہ ہاتھوں میں آنے سے پہلے واپس چلی گئی؟

اس بات پر یقین کرنا ایسا تھا جیسے مردے کو واپس زندہ
دیکھنا۔

اس نے کرب بھری نگاہوں سے یاقوت کی جانب
دیکھا جو پتھر بنا کھڑا اسی ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا۔ بر لا اس تو

گویا پھٹ پڑا تھا وہ حواس باختہ سا ان ڈاکٹرز کا ہی گریبان پکڑ گیا تھا۔

پا میرا اسے چھڑوانے کی تگ ودو میں آگے آیا۔

لیکن وہ تو جیسے قابو میں ہی نہیں آرہا تھا

وہاں یاقوت زیحال اور زمل اسی طرح پتھر بنے کھڑے تھے۔یاقوت کو ایسے دیکھ زیحال کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ دھیرے سے آگے بڑھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ گیا۔ جس پر اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن موڑ کر زیحال کو دیکھا

آہ اسکی آنکھوں کی بے بسی اور اجڑی ویرانیت دیکھ زیحال کا دل تقریباً ڈوب چکا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کہہ رہی ہے۔۔۔مم۔۔۔میرا بچہ نہیں رہا" آنسوں باہر نہیں نکل رہے تھے لیکن آنکھوں کی سرخی بتا رہی تھی کہ اسکے اندر کتنا بڑا طوفان اٹھ چکا ہے۔ وہ برباد ہو گیا ہے۔

"اس۔۔۔سچ میں۔۔۔؟۔ای۔۔۔ایسا ہو گیا؟"

نہیں اسے یقین نہیں آرہا تھا اسکا رب کیسے کر سکتا تھا یہ؟ایک بچے کے ہاتھوں اپنے ماں باپ بہن کو کھونے کے بعد آج اتنے برس گزرے تھے کہ اسے ایک خوشی نصیب ہوئی تھی۔

اسے بھی وہی چھوڑ دے؟کیا اسکی قسمت میں اسکے اپنے صرف اسی جگہ رہنے والے تھے؟

نہیں۔۔۔اب اس پر رحم کیا جائے ورنہ اسے بھی اس زندگی سے آزادی دے دی جائے۔ وہ شدّت سے دعا کررہا تھا۔

خوشی آنے سے پہلے اس سے روٹھ کر چلی گئی۔

وہ تو اپنے پہلے بچے کی قبر کو تصور کرتا تھا کیا آج اسے وہ بھی دیکھنی پڑے گی؟

یاقوت کے ہونٹ بے ساختہ پھڑپھڑائے اور وہاں زیحال دھک سے رہ گیا۔ کیا وہ کچھ بدل سکتا تھا؟ وہ بے ساختہ سوچنے لگا۔

"میں۔۔۔میں مشی کو کیا کہوں گا؟" وہ نہ بولے وہ

خاموش رہے اسکا بولنا زیحال کی جان نکال رہا تھا وہ رو

لے ورنہ اسے یوں دیکھنے والوں کے دل پھٹ جائیں

گے۔

"برلاس چھوڑ دے انکو" اسے اتنے غصّے میں دیکھ

پامیر پورا زور لگا کر اسے پیچھے کھینچ گیا۔

"انکی ہمت کیسے ہوئی یہ بکواس کرنے کی۔۔۔وہ ہمارا

بچہ تھا۔۔۔انکی لاپرواہی چھین گی اسے ہم سے

۔۔۔میں آگ لگا دونگا اس ہوسپٹل کو چھوڑیں مجھے"

پامیر اگر اسے چھوڑ دیتا کچھ بعید نہ تھی کہ وہ میں یہ کر جاتا۔

پورا اسٹاف اس سے خوف زدہ کھڑا تھا۔

"چھوڑ دے انکو۔۔۔انکا کیا قصور ہے۔۔۔جیسے خدا کی مرضی" پامیر نے اسے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی۔

لیکن مرضی؟خدا کی مرضی؟تو یہ تھی اسکے خدا کی مرضی؟اسے پھر سے اس قبرستان کا منہ دکھانے کی جہاں اس نے اپنے چھوٹے ہاتھوں سے اپنوں

کو دفنایا تھا؟ یاقوت کا سر بھاری ہونے لگا تھا وہ بے اختیار پیچھے بینچ پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ گیا۔

"یاقوت" اسے ایسے بیٹھتے دیکھ زیحال نے اسے سمبھالا تھا وہ پتھر بن رہا تھا اسے نرم ہو جانا چاہیئے تھا ورنہ پتھر ٹوٹتے دیر نہیں لگتی۔

"یاقوت۔۔۔ سمبھالو خود کو" زیحال کو اسکی خاموشی سے خوف آرہا تھا۔

"کیسے۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ میں مشی کو کیا کہوں گا۔۔۔ وہ نہیں کر سکے گی برداشت۔۔۔ وہ مر جائے

گی بھائی" اسکی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہتے اسکے رخصار کو تر کرنے لگا۔

یاقوت نے سرخ متورم آنکھوں سے زیحال کی جانب دیکھا۔

"وہ مر جائے گی۔۔۔وہ نہیں کر سکے گی برداشت"

اسے خود سے زیادہ مشی کی فکر ہو رہی تھی۔

جو آپریشن تھیٹر میں اس وقت بے ہوش پڑی تھی موت جتنا درد جس ننھی سی جان کیلئے سہا تھا وہ تو اسکی

گود میں آنے سے پہلے ہی چھوڑ کر چلی گئی تھی تو وہ کیسے نہ مرتی۔

"میں۔۔۔میں کیا کہونگا اسے ؟"

زیحال ضبط سے چہرہ اوپر کرتے اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔

یاقوت کی تکلیف کی شدّت اتنی تھی کہ وہ کھل کر رو تک نہیں پا رہا تھا۔

زمل زیحال کے کندھے پر سر ٹکائے رونے لگی تھی جب کومل نڈھال سی تھیٹر سے باہر آئی اسکی سوچ

سے بڑی قیامت اسکے گھر والوں پر ٹوٹ چکی تھی انکو

ایسے دیکھ اسکا دل مزید جکڑا گیا تھا۔

"میرے۔۔۔میرے ساتھ کیوں بھائی۔۔۔کیوں؟

میں نے تو کوئی رات نہیں چھوڑی اسکی خیریت کی

دعاؤں کی۔۔۔پھر کیسے بھائی کیسے۔۔۔؟" وہ اب صحیح

معنوں میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا

اسکا وجود بری طرح سے لرزنے لگا تھا زیحال کو لگا وہ

کھڑے کھڑے گر جائے گا۔

"کیو۔۔۔۔ں۔۔۔۔کیوں بھائی" اسکی درد بھری آواز پر دیواریں کانپ اٹھی تھی۔

برلاس غصّہ چھوڑے اسکی جانب دیکھنے لگا اسکی حالت دیکھ سب کی آنکھیں نہ چاہتے ہوئے بھی برس پڑی تھیں۔

برلاس بھی آکر زیحال کے کندھے سے لگ گیا۔وہ اپنوں کے بیچ گھرا کھڑا پوری طرح سے بے بس ہو چکا تھا۔

گرے جھیل سی آنکھوں سے پانی کسی سیلابی ریلے کی طرح بہنے لگا تھا۔ وہ ضبط کرتے کرتے بھی ہار گیا تھا۔ وہ اولاد صرف کہتا نہیں تھا وہ ان کے درد کو ایک باپ کی طرح محسوس بھی کرتا تھا۔

"یار بھائی۔۔۔ حوصلہ کریں" پامیر کو اس وقت الفاظ نہیں مل رہے تھے وہ کن لفظوں میں اسے کہتا کہ وہ صبر کرے۔

جو نعمت ان دونوں کو اتنی ترسا کر ملی وہ جھٹکے میں چھن گئی تو کیا صبر آسکتا تھا۔

کومل اس بے بی سیکشن میں آگئی تھی جہاں نرس اس بچے کو سفید کپڑے میں لپیٹ رہی تھی۔

وہ مرے مرے قدموں سے اسکے کاٹ کی جانب چلی آئی۔اور سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ ہے وہ؟" وہ کتنی مشکل سے پوچھ سکی تھی۔

نرس نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلا دیا اور یہاں کومل کا دل تقریباً ڈوب چکا تھا وہ بے جان سی اسکے

کاٹ کے پاس بیٹھتی اسے دیکھنے لگی چہرے کی زردی اور سفید کپڑے میں لپٹی وہ ننھی سی جان۔

وہ اسکے کاٹ سے سر ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی کیا کبھی کوئی صرف چند منٹوں کے ساتھ پر ایسے رویا تھا؟ ہاں وہ رو رہے تھے کیونکہ انکے لئے یہ چند منٹوں کا ساتھ ان سب کی کل کائنات تھا۔

"میم۔۔۔ سمبھالیں خود کو۔۔۔" وہ نرس نم لہجے میں اسے کندھوں سے تھام کر اٹھا گئی کومل نے اپنے

آنسوں بے دردی سے صاف کئے اور اس ننھی سی جان کو گود میں بھر لیا۔

کیسے لے کر جاتی وہ اسے باہر اسکی تو سب کلکاری سننا چاہتے تھے یہ خاموشی تو سب کو زندہ مار دیتی۔

لیکن اسے لے کر جانا تھا وہ لاکھ ہمت جٹاتی اسے لئے روم سے باہر نکل گئی۔

کومل اپنے بوجھل قدموں سے اسے لئے انکے پاس چلی آئی جب پہلے پامیر کی نظر اس پر پڑی تھی پھر برلاس اور پھر زیحال کی۔

سب کا دل یکدم سے مٹھی میں آگیا تھا۔

"لو۔۔۔" اس نے زیحال کی جانب اس بچے کو بڑھا دیا جس کا اپنا وزن تو کچھ بھی نہیں تھا لیکن اسکا غم اتنا بھاری تھا کہ وہ ساری زندگی نہ اٹھا سکے۔

وہ پھر بھی ہمت سے اس ننھی سی جان کو تھام گیا۔ آہ یہاں اسکا دل ایک بار پھر غم کی شدّت سے نڈھال ہوا تھا۔

یاقوت نے نگاہ اٹھا کر اپنے بچے کو دیکھا اور دیکھتے ہی جیسے وہی مر گیا۔ وہ بے جان سا اٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

"لے لو۔۔۔ چاہے بے جان ہے تمہارا ہے" زیحال کے الفاظ یاقوت کو موت کے مترادف لگے تھے ہاں وہ تھی تو اسکی اولاد ناں اسکے وجود کا حصّہ پھر چاہے ایسے ہی صحیح۔

وہ بے جان ہاتھوں میں اس سفید کپڑے میں لپٹے ننھے سے وجود کو لے تو گیا لیکن نہیں سمبھال پایا خود کو اسکا

غم اتنا بھاری تھا کہ وہ اسکے گود میں آتے ہی یاقوت

بے جان سا فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔

"یا۔۔۔اللہ" اسکے منہ جس تڑپ سے یہ پکار اپنے

رب کیلئے نکلی تھی سب کے دلوں کو چیر گئی تھی زمل تو

خوف زدہ سی کومل کے ساتھ لپٹ گئی۔

زیحال پامیر اور برلاس بھی یاقوت کے ساتھ بیٹھتے

چلے گئے۔

"بھائی۔۔۔بھائی سمبھالیں خود کو" پامیر کو ڈر لگ رہا

تھا کہیں یہ غم ان سے انکا بھائی بھی نہ چھین لے۔

جس کی گود آج بھی بھرتے بھرتے سونی رہ گئی تھی۔

یاقوت پاگلوں کی طرح اپنے بچے کو چومنے لگا کاش

۔۔۔کاش کوئی اسکی سانسیں واپس ڈال دے

بس ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار۔۔۔وہ اٹھ

جائے۔۔۔وہ تو اسکی آواز تک نہیں سن پایا تھا۔

یاقوت اسے اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا اور مزید

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔اسکا رونا دیکھ سب کی

آنکھیں برس پڑی تھیں۔

وہ گود میں اپنے بچے کو لئے زیحال کے سینے سے لگ گیا تھا۔ جس کے بازو آج اسے سمیٹنے میں بری طرح سے ناکام ہو رہے تھے۔

وہ اپنے لب بھینچتے خود پر کڑا ضبط کرنے لگا۔ وہ یہاں اکیلا کس کس کو سمبھالتا۔ پامیر نے داراب اور زریاب کو بھی کال کر دی تھی جو بر وقت وہاں پہنچے تھے۔ سامنے ٹوٹی قیامت تو انکے دل پہلے ہی جکڑ گئی تھی۔

"لالا۔۔"زریاب پر نظر پڑتے زیحال کی آنکھیں تڑپ کر ابل پڑی تھیں وہ اس سے بھی بڑے تھے اور ایسے موقعے پر خود کو مضبوط رکھنا جانتے تھے۔

وہ دھیرے سے آگے آتے یاقوت کو اپنے ساتھ لگا گئے۔

داراب نے پامیر اور برلاس کو سمبھال لیا تھا۔یہ بھائی اتنے قریب تھے کہ درد ایک کو ملتا تھا و دیگر تکلیف میں چاروں مبتلا ہو جاتے تھے۔
جو کبھی کبھی ایسے بھی جان لیوا ثابت ہوتا تھا۔

"بس بچے۔۔۔ حوصلہ کرو۔۔۔ جس میں رب کا
مرضی" وہ یاقوت کا کندھا سہلاتے نرمی سے سمجھا
نے لگے۔

زریاب کے اشارے پر داراب اسکے ہاتھ سے اس
ننھی جان کو لینا چاہتا تھا لیکن یاقوت اسے مزید اپنے
سینے میں بھینچ گیا۔
وہ لوگ کتنی ہی دیر اسے سمبھالتے رہے تھے جس کی
پوری دنیا اجڑ گئی تھی۔

اصل جان سب کی تب نکلی تھی جب ڈاکٹر نے اطلاع دی تھی کہ مشی کو ہوش آگیا ہے اور وہ پہلے اپنے بچے کا ہی پوچھ رہی ہے جسکی فکر میں ہلکان ہوتی وہ بے ہوش ہوئی تھی۔

"جاؤ۔۔۔اور اسکو سمبھالو۔۔۔اسکو اس وقت صرف تم ہی سمبھال سکتا ہے" زریاب اسے حوصلہ دیتے اٹھانے کی کوشش کرنے لگے

لیکن وہ کیسے اٹھتا وہ کیسے سامنا کرتا اسکا۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔کیسے جاؤں۔۔۔میں اسے نہیں دیکھ سکتا روتے ہوئے" اسکی سوچ کر پہلے ہی جان نکل رہی تھی۔

"تم کو دیکھنا پڑے گا۔۔۔تم مرد ہو" انکی بات پر یاقوت ضبط سے لب بھینچ گیا۔

تب تو وہ بچہ تھا تب بھی تو صبر کیا تھا جب اپنے ماں باپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دنیا چھوڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تھا تو کر لے آج بھی ہمت۔

وہ ڈھیر سے اٹھا اور اپنی گود میں زرد پڑتے چہرے کو دیکھنے لگا کتنے ہی آنسوں ایک ساتھ اسکے ننھے سے چہرے پر آ گرے تھے۔

وہ بے جان سے قدم اٹھاتے ہوئے تھیٹر کی جانب بڑھ گیا باقی سب باہر آ چکے تھے۔

جب پردے کے اس پار سے یاقوت کو اسکے ہاتھ میں اپنے بچے کو دیکھ مشی تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی

لیکن اسکے سٹچز نے اسے اس بات کی اجازت نہیں دی تھی۔

"آرام سے۔۔۔ تم اٹھ نہیں سکتی ابھی" یاقوت نے اسے سمبھال کر دھیرے سے پیچھے ٹیک لگوا کر تکیوں کی ایک لائن بنائی۔

نرس اسے پہلے سے اسکی ضد پر آدھا بٹھا کر جا چکی تھی۔

وہ اپنے بچے کو دیکھ اتنی خوش تھی کہ یاقوت کی سوجی ہوئی آنکھیں تک نہیں دیکھ سکی۔

"مم۔۔۔مجھے دوناں" وہ تڑپ کر اسکے ہاتھ سے بے حد نرمی سے اپنے بے بی کو لے گئی۔

"یق۔۔۔یاقوت۔۔۔یہ۔۔۔یہ ہمارا بے بی ہے؟" وہ بے یقینی سے پوچھ رہی تھی آنکھیں تیزی سے نمکین پانی سے بھر گئی

یاقوت کو لگا اسکا دل پھٹ جائے گا۔

اس نے سر دھیرے سے اثبات میں ہلا دیا۔ مشی کتنی ہی دیر اسے دیکھتی خود کو یقین دلاتی رہی کہ وہ آگیا اسکا بے بی آگیا۔

وہ پاگلوں کی طرح اسکے ننھے سے چہرے کو چومنے لگی تھی اس کی ممتا کو ابھرتے دیکھ یاقوت چہرے کا رخ ہی موڑ گیا وہ نہیں دیکھ سکتا تھا یہ سب۔

"یہ۔۔۔یہ میرا بچہ ہے۔۔۔میرا۔۔۔مجھے۔۔۔ماں کہنے والا۔۔۔ہیں ناں۔۔۔یہ۔۔۔یہ بولے گا ناں؟"

دوسرے بچوں کو ماں پکارتے دیکھ اسکی ممتا کتنی ترستی تھی کہ کوئی اسے بھی پکارلے لیکن وہ پل آج اسکے لئے آیا تھا۔

"مشی۔۔۔یہ"یاقوت کو لگا وہ آج گونگا ہو گیا ہے

اسے بولنا بھی بھول چکا تھا۔

"یہ۔۔۔مجھے دیکھ کیوں نہیں رہا۔؟یاقوت"اس نے

تڑپ کر یاقوت کو پکارا جس کی اجڑی حالت پر اسکی نظر

اب گئی تھی

اسکا دل اور نگاہیں دھک سے تک گئی۔ان شہد رنگ

آنکھوں سے تیزی سے سیلابی ریلا بہنے لگا۔

اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنے بچے کو دیکھا اور

دیکھتی رہی۔

نجانے کیا سوچ کر اس نے کانپتے ہوئے ہاتھ کی انگلیاں اسکی چھوٹی سی ناک کے آگے کرتے اسکی سانسیں محسوس کرنے کی کوشش کی۔

اسکی رکی سانسیں محسوس کرتے اسکی اپنی سانسیں رک چکی تھی۔

اسے یکدم سے پتھر ہوتے دیکھ یاقوت اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

"اسے پیار کرو۔۔۔ جتنا ہو سکے۔۔۔ہ۔۔۔ ہمیں ۔۔۔اسے واپس لوٹانا ہے۔۔۔یہ ہمارا نہیں ہے"

اسکی بات پر مشی نے کن ازیت بھری نگاہوں سے

اسے دیکھا تھا

"اٹس اوکے۔۔۔مشی۔۔۔یہی اللّٰہ پاک کی مرضی

تھی" نہیں وہ چپ ہو جائے اسے ترس نہیں آرہا تھا

اس عورت پر جسے اتنا تڑپا کر یہ خوشی ملی اور وہ اسے

ایسے کہہ رہا تھا۔

"کچھ بولو۔۔۔چپ کیوں ہو؟" مشی کی خاموشی سے

یاقوت کو خوف آنے لگا تھا وہ کتنی ہی دیر ساکت بیٹھی

اپنے بچے کو دیکھتی رہی۔

یاقوت اسے اپنے سینے سے لگا گیا جہاں لگتے اسکا ضبط ٹوٹا تھا اور ایسا ٹوٹا تھا کہ خود یاقوت مرزا ہل کر رہ گیا تھا اسکی دلخراش چیخیں اسے جیتے جی مار گئی تھیں۔

وہ اسکی شرٹ مٹھی میں جکڑے بری طرح سے کانپتی ہوئی چیخ پڑی تھی۔یاقوت بے بسی سے اسے خود میں بھینچ گیا۔

وہ انکاری تھی اس بھیانک سچ کو اپنانے سے جو اسکی جان نکال رہا تھا۔

"ک۔۔۔۔کیسے۔۔۔کیسے یہ چھن گیا مجھ سے

۔۔۔کیسے" وہ اس ننھی جان کو کس تڑپ سے اسے

دکھارہی تھی

یاقوت روتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اللہ کو۔۔۔ی۔۔یہی منظور تھا" اسکے الفاظ سن کر وہ

پھر سے ہزیانی ہوتی حواس کھونے لگی۔

"کیوں۔۔۔۔کیوں یہ منظور تھا اگر چھیننا تھا تو دیا

کیوں۔۔۔کیوں" وہ نہیں جانتی تھی وہ کیا کہہ رہی

ہے۔

"مشی۔۔۔کفر کے لفظ مت بولو۔۔۔اللہ پاک کے ہر کام میں کوئی بہتری ہوتی ہے "

نہیں اسکا غم چاہے جتنا بڑا ہوتا وہ اس رب کو نہیں بھول سکتا تھا جو اسکی تنہائیوں کا ساتھی تھا جس نے اب تک اسے سمبھال رکھا تھا اسکا تو دنیا میں کوئی نہیں تھا سوائے اسکے۔اس نے ہی تو اسے بھائی بیوی جیسی نعمتیں دی کیا ہوا ایک نعمت سے محروم کر دیا۔

"میں کیسے رہو نگی اسکے بغیر۔۔۔۔کیسے۔۔۔مم

۔۔۔مجھے میرا بچہ چاہئے۔۔۔مجھے چاہیے میرا بچہ" وہ روتی ہوئی بے قابو ہونے لگی تھی

یاقوت نے اسے مضبوطی سے تھامنے کی کوشش کی۔

"مشی۔۔۔تمہارا آپریشن ہوا ہے۔۔۔کیا کر رہی ہو" وہ سب بھولے اسکی فکر میں بوکھلا گیا تھا۔

"مجھے میرا بچہ دو۔۔۔۔میں مر جاؤنگی یاقوت ۔۔۔میں مر جاؤنگی" اسکے الفاظ یاقوت کو تڑپا کر رکھ گئے تھے۔

"میں ہوں زندہ؟لگ رہا ہے تمہیں؟مر گیا ہوں میں بھی۔۔۔اسی کے ساتھ دفن بھی ہو جاؤنگا" اگر اسکے الفاظ کوئی غیر بھی سن لیتا تو تکلیف کی شدّت سے مر جاتا۔

"شکر پڑھو۔۔۔وہ خدا اور دے دے گا"

نہیں وہ نہیں کر سکی شکر وہ کچھ نہیں کر سکی وہ بس چیخ چیخ کر رونے لگی تھی یاقوت کو مجبوراً ڈاکٹرز کو بلانا پڑا تھا۔ جنہوں نے آتے مشی کو سمبھالنے کی پوری کوشش کی لیکن وہ بھی ناکام ہو رہے تھے

آخر میں وہی تکلیف کی شدّت سے پھٹ پڑا تھا۔

"بس۔۔۔" اسکے ایک لفظ پر مشی ساری مزاحمت

چھوڑے اسے دیکھنے لگی

ڈاکٹرز بھی شل ساکت سے اسے دیکھنے لگے۔

"بس کرو۔۔۔ ورنہ اسکے ساتھ مجھے بھی کھو دو گی رحم

کرو مجھ پر۔۔۔ یہ صرف تمہارا بچہ نہیں تھا۔۔۔ باپ

تھا میں اسکا۔۔۔" اسکی حالت دیکھ مشی سانس نہیں

لے سکی۔

اسے واقعی ترس کھانا چاہئے تھا ناں اس شخص پر جو بچپن سے اب تک اپنوں کو صرف قبرستانیں دیکھتا آیا ہے۔

مشی کی آنکھیں مزید تیزی سے ابل پڑی یاقوت اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکائے تڑپ کر رو دیا تھا دونوں اس وقت ایک دوسرے کا واحد سہارا تھے جن کی پوری دنیا اجڑ گئی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر ایک دوسرے سے لپٹے روتے رہے تھے اس ننھی سی جان کو کیا خبر تھی وہ اتنا بڑا دکھ دے جائے گی انکو۔

۔۔۔۔۔۔۔

زمل اور مشی کی ایسی حالت دیکھ زیحال نے ان دونوں کو ہی گھر بھجوادیا تھا باقی وہ سب یہی تھے پورا کوریڈورا نکے لئے خالی تھا۔ایک ویرانیت سی ہر طرف پھیل گئ تھی۔

"ادھر اور بھی بچہ ہو گا۔۔۔تم کسی کو لے کر اسکی جھولی میں ڈال دو" زریاب کچھ سوچ کر سنجیدگی سے بولے۔

زیحال سر تک نہیں اٹھا سکا بر لاس اسکے کندھے پر سر ٹکائے خاموش ساکت بیٹھا تھا۔

"اولاد کا بدل نہیں ہو سکتا لالا۔۔۔جو چلا گیا صرف وہی سب کچھ تھا" اسکا کرچی لہجہ محسوس کرتے زریاب کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"لیکن لالا کی بات بھی ٹھیک ہے۔۔۔یہ غم ان دونوں کیلئے بہت بڑا ہے۔۔۔ ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہئے" داراب کیلئے بھی یاقوت کو ایسے دیکھنا بہت مشکل تھا۔

زیحال نہیں بول پایا کچھ وہ بس خاموش بیٹھا تھا اسے وہ بلاسٹ والا لمحہ یاد آنے لگا

آج دل کی کیفیت بلکل ویسی تھی اجڑی ویران سی

گھر پہنچتے ہی انکی آہٹ پر آئرہ یکدم سے اٹھی تھی

لیکن ان کی حالت دیکھ اسکا دل دھک سے رک گیا وہ

کھڑی ہونقوں کی طرح ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

روئی روئی سی سوجی ہوئی آنکھیں اور سروں پر بینڈج

وہ دونوں اس وقت اجڑا بیابان لگ رہی تھی۔

"آئرہ۔۔۔ پانی لاؤ انکے لئے" پامیر کے کہنے پر آئرہ

دوپٹہ سمبھالتی جلدی سے دو پانی کے گلاس لینے

گئی۔

گل اندر بچوں کو اپنے کھیل میں مصروف رکھ رہی تھی جب باہر سے آتی آوازوں کو سن کر بچے اور گل جلدی سے باہر آئے۔

"مما۔۔۔"سب سے تیز دوڑ زامل کی تھی جو آتے ساتھ زمل کی ٹانگ سے لپٹ گیا تھا اسکے بعد زالے اور عبدلباری بھی۔

زمل اور کومل کے سروں پر لگی چوٹ دیکھ گل کا دل دھک سے رک گیا وہ ہونقوں کی طرح ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

"ممما۔۔۔ویش ما۔۔۔ پیچھ (ماماوئیر ازمائے

پرنسسز)"اسکے سوال پر زمل کی نگاہوں کا ارتکاز ٹوٹا

اس نے ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا وہ اس پرنسسز کا

انتظار کر رہا تھا؟

ہاں جب یہ بچے زمل کیلئے ضد کرنے لگے تھے تب

گل نے انکو یہ کہہ کر چپ کروادیا تھا کہ انکی ماما ایک نئ

پرنسسز لینے گئ ہے جو صرف زامل کی ہو گی اور اسے

ٹم ٹم گفٹ کرے گی۔

"ممما۔۔۔می پیچھ۔۔۔(مما میری پرنسسز)"وہ دے کیوں نہیں رہی تھی وہ کتنی شدّت اور لاڈ سے مانگ رہا تھا۔

زمل اسے گود میں اٹھاتی اپنے سینے میں زور سے بھینچ گئی تھی یہاں اسکا ضبط پھر سے ٹوٹ گیا تھا اور وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"آپ کی پرنسسز واپس چلی گئی زامی۔۔۔وہ ہمیں چھوڑ کر واپس چلی گئی "

اسکے الفاظ سن کر کومل تکلیف کی شدّت سے آنکھیں بند کر گئی لیکن گل اور آئرہ پر تو جیسے ساتوں آسمان آ گرے تھے۔ وہ اپنی اپنی جگہ پتھرا چکی تھیں۔

"مما۔۔۔ وائے یو تائینگ (ماما آپ رو کیوں رہی ہیں)" اب اس ننھی سی جان کو کیا پتہ واپس جانا کسے کہتے ہیں وہ تو اپنی ٹم کیلیئے ضد کر رہا تھا۔

"وہ۔۔۔ وہ اللّٰہ پاک کے پاس چلی گئی "

اسکی بات پر زامل خاموش ہوئے اسکو دیکھنے لگا۔

"اللہ۔۔۔پاش۔۔۔؟ تیشے مما(اللہ کے پاس کیسے مما)"وہ معصومیت سے پوچھنے لگا۔

"پری اسکو واپس لے گئی اپنے ساتھ۔۔۔اب وہ کبھی نہیں آئے گی۔۔۔ کبھی بھی نہیں"اپنی بات پر اسکا اپنا دل بھر آیا تھا وہ زامل کے ساتھ لگی شدّت سے رو دی تھی

"مما۔۔۔جامی وانت دول(مامازامی کو اسکی ڈول چاہیے)"وہ پہلی بار اپنی ماں کو بھی روتے ہوئے نہیں دیکھ رہا تھا۔

"ممما۔۔۔می وانٹ پرنسیز ممما۔۔۔می وانٹ (ماما مجھے پرنسسز چاہیے ماما۔۔۔مجھے چاہئے)" اسکی بات پر زمل کو خود پر ضبط کرنا بھی مشکل لگ رہا تھا۔

زمل نے مشکل سے اسے سمبھالتے زیحال کو کال ملا لی تھی وہ رونے سے ہی باز نہیں آرہا تھا اور ایسا وہ کبھی نہیں بگڑا تھا۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔ہبی زامی رو رہا ہے۔۔۔اسے ڈول چاہئے اسکی" زیحال کے کال اٹھاتے وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی۔

وہاں اسکی بات پر زیحال نے لب بھینچ لئے۔

"میں آتے ہوئے اسکی ڈول لے آؤنگا" اسکی بات سن کر زمل کا دل دھک سے رک گیا۔

"ک۔۔۔کیسے؟" کاش وہ کہہ دے معجزہ ہو گیا کاش وہ کہے وہ ہمارا نہیں تھا

"میں ایڈاپٹ کروا رہا ہوں" اور یہاں ساری امیدیں پھر سے ٹوٹ گئی تھیں۔

زمل کچھ نہیں کہہ سکی وہ کال بند کر گئی۔ زامل کا رونا اسے تکلیف دے رہا تھا پا میر کتنی کوشش کر کرا سے

چپ کروارہا تھا لیکن وہ بس ایک ہی ضد پر اڑا تھا اسکی
ڈول دوا سے۔

وہ لوگ اس وقت قبرستان میں موجود تھے جہاں
دارب ایک چھوٹی سی جگہ بنا رہا تھا۔
یاقوت خالی ہاتھ کھڑا بس دیکھ رہا تھا اسکی پلکیں تک
جھپکنے سے انکاری تھی خشک آنکھیں پہلے سے زیادہ
ازیت اور کرب کی تصویر بن گئی تھی۔

زیحال نے اس ننھی سی جان کو اٹھا رکھا تھا۔جب داراب کے اشارے پر وہ اسے آگے لے جانے لگا جب جاتے جاتے اسکے قدم رکے اور مڑ کر یاقوت کو دیکھا۔

"دیکھو گے نہیں اسے؟" اسکے سوال پر یاقوت نے کن کرب بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

کیوں پوچھا اس نے؟ اسکے سوال پر ضبط کرتے کرتے بھی وہ سر جھکا کر رو پڑا تھا۔اسکی بے بسی دیکھ سب کی آنکھیں نمی سے بھر گئیں

وہ دھیرے سے آگے آتا اپنے کپکپاتے لب اپنی بیٹی کے ماتھے پر رکھ گیا۔

"میرا بیٹا" کس تڑپ سے یہ الفاظ اسکے لبوں سے نکلے تھے کہ زیحال بے اختیار اسکے چہرے سے نگاہیں پھیر گیا۔ وہ نہیں دیکھ سکا اسے ایسے۔

"اللہ کی امان میں" کہہ کر وہ پیچھے ہٹ گیا اسے سہارے کی ضرورت تھی جو زریاب خان نے آگے بڑھ کر اسے دیا تھا۔

زیحال نے دھیرے سے اس جگہ اس خزانے کو رکھ

دیا جس کی جگہ انکے دلوں میں ہمیشہ رہنے والی تھی۔

وہ اسکے ننھے سے چہرے کو دیکھتے ہوئے اسکے

چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا جب اسکے منہ سے نکلتا لاب

زیحال کے ہاتھ پر لگ گیا۔

وہ کن کرب بھری نظروں سے اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا

اسکی حالت دیکھ داراب نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ

کر پلک جھپکاتے اسے تسلی دی۔

اوراس خزانے کو ہمیشہ کیلئے سب کی نظروں سے چھپا

دیا۔

ایک تختی بھی لگائی گئی تھی جس پر خوبصورت ہینڈ

رائٹنگ سے لکھا گیا تھا۔

"فلاں بنت یاقوت مرزا "

"تاریخ پیدائش 23 دسمبر"

"تاریخ وفات 23 دسمبر "

اسکی ضرورت نہ تھی لیکن کوئی ان سے ہی پوچھتا جن

کا یہ خزانہ ان سے چھن گیا تھا۔

اس بچے کو ٹم جسے نو مہینوں سے اسکا انتظار تھا۔

زیحال مسلسل اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا اس نے

دھیرے سے اپنی مٹھی بند کرلی۔

"کاش میں اس نشانی کو ہمیشہ اپنے پاس رکھ سکتا بچے"

مٹھی پیشانی سے ٹکائے دو موتی اسکی جھیل سی آنکھوں

سے ٹوٹ کر بہہ نکلے تھے۔

وہ لوگ ایک ساتھ ہی قبرستان سے واپس آئے تھے

مشی دواؤں کے زیر اثر پھر سے سوگئی تھی اسکا ہوش

میں رہنا اسکی طبیعت کیلیۓ مناسب بھی نہیں تھا۔

"کیا سوچا تم نے۔۔۔ کرے ام ڈاکٹر سے بات ؟"

زریاب کی بات پر یاقوت کے علاوہ سب نے انکی جانب دیکھا۔

"یاقوت" زیحال کے پکارنے پر اس نے گہرا سانس لیا۔

"وہ نہیں کرے گی کسی کو قبول" اسکا لہجہ کسی بھی احساس سے عاری تھا۔

"اس کے بغیر بھی نہیں رہ سکے گی" زیحال کی بات پر یاقوت نے کرب بھری نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

"تو عادت ڈال لے۔۔۔خالی گود کی" آج اسکی ہر بات زیحال کو تکلیف دے رہی تھی۔

وہ نگاہیں پھیر کر وہاں سے اٹھتا چلا گیا وہ نہیں دیکھ سکتا تھا اسے ایسے۔

اسکا دل یہ سب تسلیم کرنے سے انکاری تھا کیسے؟
کیسے اتنا بڑا صدمہ ان لوگوں کو ایک دم سے مل سکتا
تھا جس کیلئے ذہنی طور پر ایک بھی شخص تیار نہ تھا۔

وہ چند منٹوں کی ننھی سی جان ان سب کی زندگی تھی کیسے ایک جھٹکے میں سب سے ان کی زندگی چھینی جا سکتی تھی۔

اس نے اپنے ہاتھ کی بند مٹھی دیکھی اور دھیرے سے کھول کر اس پر لگا لعاب دیکھنے لگا یہ آخری نشانی تھی جو وہ ننھی سی جان اسے دے گئی تھی لیکن وہ کب تک اسے سمبھال کر رکھتا۔

یہ نہ ممکن تھا لیکن وہ پھر بھی مٹھی بند کر گیا تا کہ ہوا لگنے سے وہ خشک نہ ہو جائے۔

وہ سارے راستے اس مٹھی کو بند کر کر لا یا تھا ڈرائیو بھی ایک ہاتھ سے کی تھی سٹیر نگ اور گئیر سب ایک ہاتھ سے سمبھالا تھا کاش وہ اب اس مٹھی کو زندگی بھر ایسے بند رکھ سکتا کاش۔۔۔کاش۔

وہ نہیں کر پایا تھا ضبط اسکی آنکھیں جھلک پڑی تھیں وہ بہت کم بار زندگی میں رویا تھا وہ صرف رلانا جانتا تھا اور آج ایک چھوٹی سی بچی اسے رلا کر چلی گئی پاشا بے کو رلا کر چلی گئی۔

وہ سر اٹھائے آسمان کی جانب دیکھنے لگا اسکی نگاہ چھت کو چیرتی سیدھا آسمان تک گئی تھی۔

"کوئی معجزہ کر دے۔۔۔کوئی تو معجزہ کر دے" کس تڑپ سے اس نے یہ دعا کی تھی اور بے شک وہ رب خود پر یقین رکھنے والوں کو کبھی مایوس نہیں کرتا کبھی بھی نہیں۔

۔۔۔۔۔۔۔

داراب اپنا آف لے چکا تھا یہاں اسکی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔اس کی نظر برلاس پر پڑی جسکی جگہ

جگہ بینڈج ہوئی تھی اور چہرے پر بھی کئی زخم اب تک ہرے تھے۔

"برلاس۔۔۔بچے کیا ہوا تمہیں؟"اس پر اسکا دھیان اب گیا تھا۔جو یاقوت کے ساتھ لگ کر بیٹھا تھا جس کا غم چاہے جتنا بڑا تھا لیکن یہ بھائی تھا اسکا۔وہ اسے اپنے ساتھ لگائے بیٹھا تھا۔

"کچھ نہیں لالا۔۔۔ایسے ہی لگ گئی تھی چوٹ"وہ کچھ بھی کہنے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا اسے تو بچوں سے اتنی محبت تھی اس بچی کا تو اسے شدّت سے انتظار

تھا لیکن کب جانتا تھا وہ آئے گی اور اسکی ہنسی لے جائے گی۔

"لالا۔۔۔آپ بیٹھیں اسکے پاس۔۔۔میں آتا ہوں"

یاقوت دھیرے سے برلاس کا سر اپنے کندھے سے ہٹا کر اٹھ کھڑا ہوا۔جب اسکا سر ہلکا سا گھوم گیا۔

"کہاں جا رہے ہو۔۔۔حالت دیکھو اپنی" داراب نے ایک ہی جست میں اسے بازو سے پکڑ کر تھاما تھا۔

"ٹھیک ہوں میں۔۔۔بس ابھی آیا" وہ خود کو نارمل کرتے بوجھل قدم اٹھاتے آگے بڑھنے لگا

آج اسکی چال میں فرق تھا آج اسکے کندھے ویسے نہ
اٹھے تھے جیسے ہر وقت ہوتے تھے آج وہ، وہ یا قوت
مرزا تو تھا ہی نہیں جو انکا بھائی تھا جو زیحال کا بیٹا تھا۔ وہ
آج صرف اپنی اولاد کی جدائی کے غم سے نڈھال
ایک باپ تھا جس پر صرف ترس آرہا تھا۔
وہ ہوسپٹل کے اس حصّے میں آگیا جہاں بہت کم لوگ
اپنے رب کو یاد کرنے آتے تھے حلانکہ اس جگہ کا کوئی
حصّہ خالی رہنے کا حق دار نہیں تھا۔

وہ وہی سے فاصلے پر بنے واش روم میں وضو کر کر اس

پاک صاف کمرے میں آگیا جس میں پہلا قدم رکھتے

ہی ایک انجانے سے سکون نے اسے آن گھیرا تھا۔

لیکن آج اس سکون میں بھی اسے رونا آیا تھا اور

شدّت سے رونا آیا تھا۔

وہ ہمت کرتے اپنی آنکھوں کو رگڑ کر صاف کرتے

اپنی جیب سے رومال نکال کر سر پر باندھ گیا

جائے نماز پہلے سے وہاں بچھی ہوئی تھی۔

وہ دھیرے سے آگے بڑھتا اس پر کھڑا ہو گیا۔

"مجھے میرا بچہ لا کر دو یاقوت" وہ چیخ رہی تھی اسکی چیخ اس وقت یاقوت کی سماعتوں میں گونجنے لگی تھی۔

"وی آر سوری۔۔۔ہم آپ کے بچے کو نہیں بچا سکے۔" چند لفظوں میں اسکی دنیا تباہ کردی گئی یہ الفاظ اب اسے مرتے دم تک نہیں بھول سکتے تھے۔

وہ ہمت کرتے نیت باندھنے لگا سینے پر بندھے ہاتھوں پر کتنے ہی آنسوں ایک ساتھ گرے تھے ہر آنسوں اسکی تڑپ کا گواہ تھا۔

رکوع میں جاتے اسکا ضبط ٹوٹنے کے درپا آگیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ رو رہا ہے اسکی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔ اسکی تڑپ عرش ہلا رہی تھی۔

وہ روتے ہوئے سجدے میں چلا گیا اور پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا لبوں پر کلمات جاری تھے لیکن آنکھیں طوفانی برسات کی طرح برس رہی تھیں۔

اس نے پوری رات اس جائے نماز پر گزار رکھی تھیں اسے یاد تھا جب اسے یہ خبر ملی تھی کہ باپ بننے

والا ہے وہ پوری رات اس جائے نماز سے نہیں اترا

تھا۔اپنے رب کا شکر ادا کرتا رہا تھا

اور آج وقت یہ آگیا تھا کہ وہی خوشی اس سے دور چلی

گئی تھی۔اس نے مشکل سے دو نفل ادا کئے اور سلام

پھیرتے وہی بیٹھا سر جھکائے شدّت سے بے اختیار

سسک سسک کر رو پڑا۔

آج ہاتھ اتنی بری طرح سے لرز رہے تھے کہ وہ چاہ کر

بھی نہیں اٹھا پایا۔اس نے بے اختیار اپنی جھولی

اٹھائی۔

خالی جھولی دیکھ اسے مزید رونا آیا تھا دل جیسے پھٹنے کے قریب تھا۔

"مم۔۔۔میرا دل بہت بھاری ہے ربی۔۔۔مجھے حوصلہ دے" کس تڑپ سے اس نے اپنے رب کو پکارا تھا۔

"میں تجھ سے گلہ نہیں کر رہا۔۔۔مم۔۔۔مجھ سے ناراض مت ہونا۔۔۔ل۔۔۔لیکن۔۔۔لیکن میں کیا کروں۔۔۔میں نہیں کر پا رہا برداشت ربی۔۔۔میں نہیں کر پا رہا" تکلیف کی شدّت کے باعث اسکا دل

عنقریب بند ہونے کو تھا۔ آنکھوں سے جیسے آج زندگی بھر کے آنسوں نکل رہے تھے۔

"میری بچی۔۔۔ تیرے پاس ہے۔۔۔ تیری امان میں۔۔مجھے اس بات پر مطمئن کر دے۔۔۔اسے ہمارے لئے نجات کا ذریعہ بنادے۔۔۔ ہمیں صبر دے ربی۔۔۔ ہمیں صبر دے "

آج دے دے اسے صبر ورنہ کچھ بعید نہ تھی وہ بھی آج ختم ہو جاتا اسکی خالی جھولی میں آج اسکے صرف آنسوں تھے اسکی تڑپ تھی اسکی آہیں تھیں۔

وہ وہی سے سجدے میں گر گیا اور لاڈ سے اپنے رب

کے سامنے رونے لگا۔

"وہ نہیں کر پا رہی برداشت ربی۔۔۔وہ مر جائے گی

۔۔۔اسے صبر دے دے۔۔۔اسکے بچے کی جدائی

اسے مجھ سے چھین لے گی ربی۔۔۔مجھے اتنی طاقت

دے دے کہ میں ان سب کا سامنا کر سکوں "

وہ کتنے لاڈ سے باتیں کرتا تھا اپنے رب سے کوئی دیکھے

تو اسے اسکے رب سے محبت ہو جائے جو لگتا تھا اسے

بہت غور سے سن رہا ہے اور بے شک وہ اپنے بندے

کی ہر آہ و پکار کا جواب دیتا تھا اگر انسان پورے یقین سے اسے اسی طرح پکارے۔

وہ کتنی ہی دیر سجدے میں پڑا اسی طرح روتا رہا تھا آج سے یہ تڑپ اسکے مقدر کا حصّہ بن چکی تھی۔

زمل کتنی کوششیں کر چکی تھی زامل کو چپ کروانے کی لیکن وہ آج کہاں چپ ہونے والا تھا اسے صرف اپنی ڈول چاہئے تھی اس سے ملنے والی ٹم ٹم چاہئے تھی

اسکے رونے پر کومل کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

آج اسے شدّت سے اپنی غلطی کا اندازہ ہو رہا تھا کہ

اس نے ایک بچے کے دل میں یہ آس ڈال کر کتنی بڑی

غلطی کر دی تھی۔ وہ تو ویسے ہی باتیں نہیں بھولتا تھا

آج یہ کیسے بھول جاتا جو نو مہینوں سے ڈیلی اسے یاد

کروائی جاتی تھی کہ اسے ٹُم دینے والی آ رہی ہے اور

آج۔۔۔ وہ آکر بھی چلی گئی تھی۔

"میرا بیٹا ہے ناں۔۔۔ مما کی بات مانو۔۔۔ مما آپ کو نیو ڈول لا کر دیں گی" زمل لاکھ سے زائد لارے اسے دے چکی تھی لیکن وہ کسی پر بھی راضی نہیں تھا۔

"نو۔۔۔نو۔۔۔ جامی وانت دول۔۔۔ می دول (نہیں نہیں زامی کو ڈول چاہئے میری ڈول)" رو رو کر اسکی گھگھی سے بندھ چکی تھی۔ زمل کو اپنا آپ ازحد بے بس سا محسوس ہوا۔

وہ اپنی آنکھوں کو بار بار دوپٹے سے صاف کر رہی تھی لیکن آج کسی کی آنکھیں خشک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔

"می۔۔۔دول۔۔۔دوناں۔۔۔ مما(میری ڈول دو ناں مما)"اسکی پکار پر زمل سر جھکائے بے آواز رونے لگی تھی

کومل کیلئے یہ سب دیکھنا محال تھا وہ اٹھ کر کمرے میں بھاگ گئی زامل کو روتے دیکھ عبدلباری اور زالے بھی

رونے لگے تھے آئرہ کو تو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کیا کہے۔

اس نے تو اس جانے والے بچے کو دیکھا تک نہیں تھا پھر بھی یاقوت اور مشی کی حالت سوچ کر اسے رونا آرہا تھا تو انکا کیا حال ہوا ہو گا جن پر یہ قیامت ٹوٹی تھی۔

"زامی۔۔۔مان جاؤناں۔۔۔چندا۔۔۔ مما کو ہیڈک ہے بچے۔۔۔آپ کو مما کی فکر نہیں ہے" وہ اسکا دھیان اپنی جانب مبذول کروانے کی کوشش کر رہی

تھی کیونکہ وہ اپنی ماں کے لئے اپنے باپ کی طرح جنونی تھا۔

لیکن آج اسکی ڈول اسے اتنا بڑا صدمہ دے گئی تھی کہ وہ سب بھول گیا تھا ایک بچے کا لگاؤ ایک ایسی جان سے جو آئی بھی نہیں تھی بے یقین تھا۔بے شک وہ بچی معمولی نہ تھی۔

اس نے سیدھا بلیک شیڈو کا گریبان پکڑا تھا جو سر جھکائے گاڑی کے ساتھ لگ کر کھڑا تھا۔

"کہاں تھے تم ہاں۔۔۔یہاں تمہاری اتنی ضرورت تھی۔۔۔اگر تم یہاں ہوتے تو یہ سب نہ ہوا ہوتا" وہ گویا پھٹ پڑا تھا۔

بلیک شیڈو کا سر مزید جھک گیا۔

"میں پاشا کے کام سے گیا تھا"

ہاں ڈریگن سکواڈ کے ہر اڈے کا پتہ اسی نے نکال کر ان سب کو دیا تھا۔ سڑکوں کو بلاک کروا کر راستہ اس نے صاف کروایا تھا وہ تو کہیں بھی قصوروار نہیں تھا پھر بھی اسکا نہ کردہ جرم اسے مجرم ٹھہرا گیا تھا۔

"میں معذرت چاہتا ہوں۔۔۔لیکن میں بھی مجبور تھا" وہ جانتا تھا ان سب کا غم بہت بڑا ہے اس وقت اسکی کوئی مزاحمت یا کوئی صفائی ان سب کا ہوا نقصان پورا نہیں کر سکتی تھی۔

پامیر ایک جھٹکے میں اسکا گریبان چھوڑ گیا اور گہری سانسیں لینے لگا۔

دماغ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا

وہ سب لوگ اب تک کوریڈور میں ہی موجود تھے سوائے زیحال کے جس کا کچھ اتہ پتہ نہ تھا کہ وہ کہاں گیا ہے۔یاقوت بھی ابھی آ کر ہی بیٹھا تھا اسکی سرخ متورم آنکھیں سوج چکی تھیں جو گواہ تھی کہ وہ غم سے نڈھال ہو چکا ہے۔

"سر آپ کی وائف کو ہوش آگیا ہے"نرس نے آکر اسے اطلای دی جس کی بات پر یاقوت کا دل یکدم سے مٹھی میں آگیا۔

ڈاکٹرز نے تو کہا تھا وہ صبح سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گی لیکن آج یہ دوائیں ایک اجڑی کوکھ کے آگے ناکام ہو چکی تھیں۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر کمرے میں گیا جہاں وہ پہلے سے جاگ رہی تھی اور مسلسل چھت کو گھور رہی تھی۔ یاقوت کی آہٹ پہچان کر وہ اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

اسے دیکھتے ہی نجانے اتنے آنسوں کہاں سے ابل پڑے تھے لیکن اسکا آخری جملہ اسے یاد تھا

"میں باپ تھا اسکا۔۔۔ میرا ابھی بچہ تھا وہ۔۔۔ میں بھی دفن ہو جاؤنگا" نہیں یہ الفاظ نہیں تھے صرف یہ مشی کی جان نکالنے کا سبب بنے تھے۔

وہ دھیرے سے نرس کا سہارا لے کر اٹھ بیٹھتی پیچھے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔

یاقوت خاموش کھڑا تھا بلکل خاموش۔

"چھوڑ آئے اسے۔۔۔؟ اس ویران جگہ پر؟" اسکی بات پر یاقوت کا دل دھڑکنا بھول گیا سانسیں مدھم پڑ گئی۔

"اسکے پاس وہاں کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔میرا بچہ اکیلا ہے وہاں۔۔۔تمہارے ہاتھ نہیں کانپے۔۔۔۔تم نے اسے مٹی تلے دفنا دیا۔۔۔"اسکی آنکھیں شدّت سے چھلک پڑی تھیں۔یاقوت سانس نہیں لے سکا۔ "وہ اللہ ّکی امان میں ہے۔۔۔ایک بہتر جگہ پر"اسکے الفاظ ایک ماں کیلیئے دلاسہ دینے کو کافی نہ تھے۔وہ سر جھکائے شدّت سے رو پڑی تھی۔

"مشی"وہ آگے نہیں بڑھ پایا وہ تو جانتا تھا اسے اب ساری زندگی اس کے لئے رونا تھا۔

وہ روتی رہی تھی مگر تھکی نہیں۔ وہ بے دردی سے
اپنے آنسوں صاف کرتی کمبل ہٹانے لگی۔

"کیا کر رہی ہو۔۔۔ پاگل ہو گئی ہو" یاقوت نے بے
اختیار اسکے ہاتھ پکڑے۔

"مجھے گھر جانا ہے" وہ یکدم سے ضد پر آئی تھی۔

"میم آپ ابھی نہیں جا سکتی۔۔۔ کم سے کم تین دن
آپ یہی ایڈمٹ رہیں گی" نرس اسکی بات سن کر فورا
سے بولی تھی۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔ مجھے نہیں رہنا یہاں "

"مشی وہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔ تمہیں ریسٹ کی شدید ضرورت ہے" یاقوت بے بسی کے آخری مقام پر کھڑا تھا۔

"کیا کروں ریسٹ کر کر۔۔۔ہاں۔۔۔کیوں کروں ریسٹ۔۔۔ کس لئے کروں؟"

وہ یکدم سے پھٹ پڑی تھی۔یاقوت وہی رک گیا۔وہ رو پڑی تھی پھر سے۔

"میرا بچہ چھن گیا مجھ سے۔۔۔میں خالی ہو گئی پھر سے" وہ یاقوت کا گریبان پکڑ گئی تھی یاقوت نے کن

کرب بھری آنکھوں سے اسکے بے رونق چہرے کو دیکھا۔

"اب تم کیوں خود کو مجھ سے چھین رہی ہو" وہ درد سے چور آواز میں بولا تھا۔

"مشی پلیز۔۔۔ترس کھاؤ مجھ پر۔۔۔ہمیں ضرورت ہے ایک دوسرے کی پلیز" وہ بے بسی سے اس سے التجا کر رہا تھا اسکی آنکھوں سے بہتے آنسوں دیکھ مشی کا دل کٹ کر رہ گیا۔

وہ خود کو ڈھیلا چھوڑتی اسکے سینے سے لگ گئی۔

"میں خالی ہو گئی پھر سے یاقوت۔۔۔میں خالی ہو گئی"

اسکی آواز میں تڑپ تھی یاقوت اسے خود سے لگائے ضبط سے آنکھیں بند کر گیا۔

"ہم۔۔۔ک۔۔۔کسی بچے کو ایڈاپٹ کر لیتے ہیں"

اسکی بات پر وہ پیچھے ہٹتی اسے دیکھنے لگی جیسے اس نے نجانے کیا کہہ دیا ہو۔

"ہاں۔۔۔یہاں اور بھی بچے ہیں۔۔۔جن میں کسی کی ماں نہیں رہی تو کسی کے ماں باپ دونوں۔۔۔" یہ

درد تو وہ خود اچھے سے محسوس کر سکتا تھا وہ بھی تو ان
جیسا تھا۔
"تم۔۔۔ تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو۔۔۔ میں کسی کو
قبول نہیں کرونگی۔۔۔ کسی کو بھی نہیں" یاقوت کی
توقع کے عین مطابق اسکا یہی جواب آیا تھا۔
کہ تب ہی اسے اچانک سے درد شروع ہونے لگا وہ
یاقوت سے پیچھے ہٹتی بیڈ شیٹ تھامے گہری سانسیں
لینے لگی۔

"مشی کیا ہوا۔۔۔نرس۔۔۔"اس نے فوراً سے نرس کو بلایا جو اسکی دیکھ بھال کیلیئے وہی کھڑی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے چیسٹ پین ہو رہا ہے"

"بے بی کے فیڈ نہ کرنے کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے"

نرس کی بات پر ان دونوں نے بیک وقت اسے دیکھا۔

اور پھر ایک دوسرے کو۔

یہاں دونوں کے دل تقریباً پھٹنے کے قریب ہوئے تھے۔یاقوت تو چہرے کا رخ ہی موڑ گیا وہ دکھا سکتا تھا خود کو مزید ٹوٹا ہوا۔

مشی کیلئے یہ لمحہ ازیت اور کرب بھرا تھا وہ اب پہلے سے زیادہ بضد ہو چکی تھی یہاں سے جانے کیلئے۔

یاقوت نے ڈاکٹرز سے بات کر کر اسکے ڈسچارج پیپرز ریڈی کروا لئے تھے زریاب اور داراب نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ مزید اپنی بیوی کو ایسے تڑپتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

______

جس بچے کا استقبال شاندار طریقے سے ہونا تھا اسکے چلے جانے پر پاشا ولا میں ایک ویرانیت سی بھر گئی تھی

کوئی بھی کسی سے بات نہیں کر رہا تھا سب کا اپنا غم تھا۔

وہ سب لاؤنج میں ہی تھے جب باہر سے ایمبولنس کی آواز سنائی دی زمل اور آئزہ دونوں کے دل جیسے حلق میں آ گئے تھے وہ بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

ڈاکٹرز کا پورا اسٹاف انکے ساتھ تھا دیکھتے ہی دیکھتے پورا سیٹ اپ یاقوت کے کمرے میں کر دیا گیا تھا مشی کو بھی بیڈ پر ٹھیک سے لٹاتے یاقوت ان سب سے بات

کر رہا تھا۔ایک نرس کومل کی مدد کیلیئے فل ٹائم ہائر کی گئی تھی۔باقی سب بھجوا دیے گئے تھے۔

پر لاس بھی انکے ساتھ ہی گھر واپس آگیا تھا جب اس پر نظر پڑتے آئرہ کا دل دھک سے رک گیا وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی ایک ہی دن میں کیا حال ہو گیا تھا اسکا۔ لیکن وہ اسکی جانب نہیں دیکھ رہا تھا وہ نڈھال سا صوفے پر ڈھے گیا۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر اسکے لئے پانی لے کر آئی جسے وہ انکار کرتا وہی آنکھیں موند گیا۔

آئرہ کا دماغ شل ہونے لگا تھا وہ کیا کرتی وہ تو ان سب سے پہلے ہی اداس تھی۔

زمل نے کتنی کوششوں کے بعد بالا آخر زامل کو سلا ہی دیا تھا۔ سوتے ہوئے بھی اسکے منہ سے وقتاً فوقتاً سسکیاں نکل رہی تھیں۔

ہوسپٹل سے جانے کے بعد وہاں زندگی اپنے معمول پر آگئی تھی جب تک وہ لوگ یہاں تھے کوئی بھی

سانس لینے تک کی ہمت نہیں کر رہا تھا اور اب سب اپنے ڈگر پر چلنے لگا تھا۔

"تم جیسی عورت صرف لڑکیاں ہی پیدا کرنے کیلئے ہوتی ہیں۔۔۔" وہ پھٹ پڑا تھا جس کی بھیانک آواز سے اس عورت کی گود میں سوتی ہوئی معصوم بچی ڈر کر جاگتی بری طرح سے رونے لگی تھی۔

"آہستہ بولیں پلیز۔۔۔ یہ ڈر رہی ہے" وہ عورت اپنے آنسوؤں کا گلا گھونٹتی بمشکل بولی۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"

وہ پہلے سے زیادہ بلند آواز میں دھاڑا تھا۔وہ عورت بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔

"ایک بھی بیٹا پیدا نہیں کر سکی اوپر سے بکواس کرتی ہو میرے سامنے"

وہ برہم ہوتے اس پر ہاتھ اٹھا گیا۔اسکی گود میں موجود بچی کا چہرہ رو رو کر سرخ ہو گیا تھا۔

وہ بری طرح سے اسکے سر پر کھڑا پھنکار رہا تھا۔

تب ہی ایک نرس کام کرتی ہوئی اس روم میں آئی

اس آدمی کا جارحانہ رویہ دیکھ اس نرس کو ازحد افسوس

ہوا۔

ایک وہ تھے جو اپنی بیٹی کھو کر اپنی دنیا اجاڑ بیٹھے تھے اور

ایک یہ لوگ ہیں جو گود میں اس رحمت کو لے کر بھی

نہ شکری کر رہے تھے۔

"میں اسے نہیں رکھونگا" اسکی بات پر وہ عورت تڑپ

کر سر نفی میں ہلانے لگی۔

"نہیں ۔۔۔ نہیں سر دار ۔۔۔ ایسا گناہ نہ کریں" وہ اپنی بچی کو اپنے سینے میں زور سے بھینچ گئ۔

"تم بکواس بند کرو اپنی ۔۔۔ تم سے پوچھ کر نہیں کرونگا" نرس کو اس شخص پر شدید غصّہ آیا وہ اس بچی کو دیکھنے لگی

جو گولو مولو سی چند گھنٹوں کی ننھی سی حور کی مانند لگ رہی تھی۔ اسکے ماں باپ ہر گز خوبصورت نہ تھے لیکن یہ بچی نجانے کس پر چلی گئ تھی جس کے گپو سے ہاتھوں پر بل پڑ رہے تھے وہ پیدائشی صحت میں بہت

زیادہ تھی جیسے نو مہینوں میں اس ماں کی خاصی دیکھ

بھال کی گئی ہو۔ بلاشبہ اس نے اتنی خوبصورت بچی اب

تک نہیں دیکھی تھی۔

"آپ اسے فیڈ کروالیں۔۔۔ بھوک لگی ہے اسے"

نرس کو اس بچی پر ترس آنے لگا تھا۔

اس عورت نے سر اثبات میں ہلاتے اسے فیڈ کروانے

کیلئے جیسے ہی اپنے سینے سے لگایا۔ وہ اور زیادہ سے روتی

منہ پھیرنے لگی

"پہلی بار بچے کو فیڈ لینا نہیں آتا۔۔۔آپ خود کوشش کریں"نرس نے اسے تنبیہہ کی

وہ عورت اسے زبردستی اسے فیڈ کروانے لگی لیکن اس بچی کے ہاتھ میں اپنی ماں کے بال آگئے جو اس کی ننھی سی انگلی میں کچھ اس طرح سے الجھے کہ وہ چاہ کر بھی سلجھا نہیں پا رہی تھی۔

"پلیز آپ ایسے نہ کریں۔۔۔ابھی اس بچی کی حساس جلد ہے"نرس نے اس عورت کی بے وقوفی پر فورا سے ڈپٹا

"میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔" اسکے بال پر برا کھچاؤ پڑ رہا تھا۔

نرس جا کر سیزر لے کر آئی اور اس عورت کے بال ہی کاٹ دیے لیکن وہ بچی اتنے ہاتھ پیر مار رہی تھی کہ نرس کیلئے بال اسکی انگلی سے جدا کرنے مشکل ہو گئے۔

"ماشاءاللہ آپ کی بیٹی بہت ایکٹو ہے میں نے اب تک ایسا بچہ نہیں دیکھا" وہ اس بچی کی حرکت پر دنگ رہ گئی تھی۔

"نہیں دیکھی تو دیکھ لو اسکو۔۔۔اور لے جاؤ ہمیں نہیں چاہئے" سردار کو سخت شدید غصّہ آیا

نرس ایک سپاٹ نظر اس شخص پر ڈالتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اس جگہ آپ کی بچی کو رکھا گیا تھا" ڈاکٹر نے اس کاٹ کی جانب اشارہ کیا زیحال نے ایک نظر اس خالی کاٹ کو دیکھا۔ اسکا دل جیسے یکدم سے مٹھی میں آیا تھا۔

وہ اس کاٹ کو چھو کر محسوس کرنے لگا۔

اس کے اندر پڑی پیسیفائر پر اسکی نظر پڑی وہ دھیرے سے اسے اٹھا گیا۔اور کن اکھیوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا اس نے سانسیں لی تھیں؟" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں مخاطب ہوا۔

"اس بارے میں، میں نہیں جانتا وہاں سے اس بچی کو انڈر آبزرویشن کیلئے بھیجا گیا تھا یہاں آکر اسے سانس لینے میں تکلیف ہوئی اور فوراً اسے" وہ ڈاکٹر آگے کچھ

نہیں کہہ سکتا زیحال نے اس پیسیفائر پر گرفت مضبوط کرتے جبڑے بھینچ لئے۔

اور اگلے ہی پل ڈاکٹر کی گردن اسکے ہاتھ میں تھی۔

"وہ بچہ اتنا معمولی تھا؟ کہ تم لوگوں نے اسے ایسے ہی سانس لینے کیلئے یہاں چھوڑ دیا؟" وہ لفظ چباتے اسکے منہ پر دھاڑا تھا ڈاکٹر کی تو گویا جان پر بن آئی۔

"مم۔۔۔میں معافی چاہتا ہوں" وہ کانپتی ہوئی آواز میں اس کے آگے گڑگڑانے لگے۔

"تیری معافی ہمارے بچے کو واپس نہیں لا سکتی" وہ

دھاڑتے ہوئے اسکا گریبان چھوڑ گیا جب اسکی آواز

پر وہاں موجود بچے رو پڑے

زیحال نے سب کو ایک ایک نظر دیکھا اسکی گرے

جھیل سی آنکھوں میں حیرت در آئی۔

"یہاں اور بھی بچے تھے؟" اسکے سوال پر ڈاکٹر نے

سر جلدی سے اثبات میں ہلایا۔

اسکے جواب پر زیحال کو اپنے خون کی گردش رکتی

ہوئی محسوس ہوئی۔

اس نے جیب میں ہاتھ مار کر ایک چھوٹی سی ڈبی نکالی

جس کی سطح پر اس ننھی سی جان کا لعاب جمع تھا۔

"مجھے ۔۔۔ یہاں موجود ایک ایک بچے کی ڈی این

اے رپورٹ چاہیے صرف آدھا گھنٹہ ہے تمہارے

پاس ۔۔۔" وہ ڈبی اس ڈاکٹر کے ہاتھ میں تھماتے وہ

کسی زخمی شیر کی طرح غرلایا تھا

اسکے حکم پر سب ڈاکٹرز میں ایک بھگدڑ سی مچ گئی۔

اتنے سارے بچے تھے اور وقت بہت کم۔

لیکن اس شخص کی دہشت اتنی تھی وہ آدھے گھنٹے سے ایک سیکنڈ بھی زیادہ نہ کرتے۔

وہ ڈاکٹر کے آفس میں بیٹھا بے چینی سے رپورٹس کا انتظار کر رہا تھا

اس نے جیب سے موبائل نکالتے یاقوت کو کال کی جو اس نے اگلے ہی پل اٹھالی۔

"جی بھائی" پہلی بار اسکی اتنی بوجھل آواز زیحال نے سنی تھی۔

"ہوسپٹل پہنچو" دو لفظی حکم اور کال کاٹ دی گئی۔

وہ اگلے دس منٹ میں اسکے پاس موجود تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔آپ نے مجھے ایسے کیوں بلایا" وہ زیحال کو ایسے دیکھ شدید پریشانی میں مبتلا ہوا تھا۔

تب ہی ایک ڈاکٹر آفس میں داخل ہوئے

زیحال کے اشارے پر وہ یاقوت کو لے کر چلے گئے وہ بے سمجھی سے بس اسکے حکم پر بے جان سے کھنچتا چلا گیا۔

"نہیں سردار۔۔۔ایسا نہ کریں۔۔۔میں پیر پڑتی ہوں آپ کے " وہ اپنے شوہر کو اپنی بیٹی یوں بے دردی سے اٹھاتے دیکھ رو پڑی تھی۔

"بکواس بند کر تو۔۔۔اور چل گھر۔۔۔تجھے تب تک نہیں بخشوں گا۔۔۔جب تک مجھے بیٹا نہیں دے دیتی" وہ درندگی کی ہر حد پار کرتا اس بچی اور عورت کو کھینچتا لے گیا۔

اسی وقت یاقوت اس روم سے باہر نکلا تھا جب اسکے

سامنے سے وہ سردار اپنی بیوی اور بیٹی کو اس طرح لے

جا رہا تھا۔

اسکے دل کو کچھ ہوا تھا جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر

بھینچ دیا ہو۔

کتنا بد بخت تھا یہ شخص۔ خدا کی دی ہوئی رحمت کے

ساتھ ایسا سلوک کر رہا تھا

"میں اسے زندہ در گور کر دونگا" وہ چیختا چلاتا ہوا

ہوسپٹل سے باہر نکل گیا۔

یاقوت انکے نظروں سے اوجھل ہوتے واپس آفس

میں آگیا جہاں زیحال پاور چیئر پر بیٹھا اسی کا منتظر تھا۔

"اس سیمپل لینے سے کیا ہوگا؟" وہ کسی بھی احساس

سے عاری لہجے میں پوچھ رہا تھا

زیحال نے اس شخص کو دیکھا جس کا یقین اپنے رب پر

اتنا پختہ تھا کہ وہ مان ہی نہیں سکتا تھا وہ اسکا یقین اس

طرح ٹوٹنے دے گا۔

وہ کرسی چھوڑ کر قدم قدم لیتا اس تک آیا اور اسکے

کندھے پر ہاتھ رکھ گیا۔

"وہ رب معجزے کرتا ہے" اسکے جملے پر یاقوت کی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں ہونٹ بے ساختہ پھڑ پھڑانے لگے۔

"ک۔۔۔ کیا اب بھی کوئی معجزہ ہو گا؟" وہ کس کرب سے پوچھ رہا تھا سیاہ کانچ سی آنکھیں برس پڑی تھیں۔

"بے شک۔۔۔ ہو بھی سکتا ہے" وہ جیسے پر اعتماد تھا اور یاقوت کو پتہ تھا وہ کبھی کوئی بات تکے پر نہیں کرتا تھا۔

وہ تڑپ کر اپنے باپ کے سینے سے لگ گیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

"مجھے میری بیٹی دلا دیں۔۔۔ میں نہیں جی سکونگا اسکے بغیر بھائی۔۔۔ میں نہیں جی سکتا" وہ اس سارے میں پہلی بار زیحال کے سینے سے لگ کر کھل کر رو یا تھا۔

وہ یاقوت کو مزید خود میں بھینچ گیا۔

"میں اپنی جان لگا دونگا۔۔۔ آئی پرامس" اسکے الفاظ یاقوت کی تڑپ مزید بڑھا گئے وہ ہچکیوں میں رو دیا تھا۔ زیحال اسکی پیٹھ مسلتے دلاسہ دیتا رہا پھر دھیرے

سے خود سے الگ کر کر اسکے رخصار پر بہتے آنسوں صاف کئے۔

"تم گھر جاؤ۔۔۔اور دعا کرو۔۔۔ تمہاری دعامیں بہت طاقت ہے" اسکی بات پر یاقوت نے سر جھکا کر اپنی آنکھیں رگڑ کر صاف کیں اور سر اثبات میں ہلاتے بوجھل قدموں سے باہر نکل گیا

اسکے جاتے زیحال کے چہرے سے کرب اور تکلیف غائب ہوتے شدید طیش نے اپنی جگہ بنالی تھی

وہ پوری قوت سے جبڑے بھنچے پیچھے سے اپنی بندوق نکال گیا۔

76/3

وہ شدید طیش مے عالم میں کمرے سے باہر نکلتا سیدھا لیبارٹری کی جانب گیا تھا جہاں اس وقت سب ڈاکٹرز کی ٹیم موجود تھی اور سب کے سب انہی ٹیسٹ کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

اسکے دھاڑ سے دروازہ کھولنے پر وہ سب بدک کر یکدم سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اسے اشتعال انگیز روپ میں دیکھ سب کی تقریباً سانسیں رک چکی تھیں اور سب ہی اسے ہونقوں کی طرح دیکھ رہے تھے۔

وہ قدم قدم اٹھاتا اس ڈاکٹر کی جانب چلا آیا جسے اس نے یہ حکم دیا تھا۔

"صرف کچھ سیکنڈ بچے ہیں۔۔۔مجھے رزلٹ پازیٹیو چاہئے۔۔۔کسی غلطی کی گنجائش نہیں نکلتی کہیں" وہ جس غضب ناک انداز میں کہہ رہا تھا ڈاکٹر کو اس سے بے اختیار خوف آتا محسوس ہوا۔ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے چمکنے لگے تھے۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔میں دیکھ رہا ہوں" وہ جلدی سے اپنے لرزتے ہاتھوں میں مزید تیزی لے آئے جو

پر اس سزدو گھنٹے کا تھا وہ اس شخص کے خوف میں

صرف آدھے گھنٹے کے اندر کر دیا گیا تھا۔

پاشا نے دو قدم پیچھے لیتے اپنا موبائل نکالا اور نمبر ملا کر

کان سے لگا لیا کال مسلسل جا رہی تھی جو آگے سے فورا

اٹھالی گئی۔

"بچوں کو فون دو" اسکے کہنے پر زمل نے بچوں کو ایک

نظر دیکھا وہ دونوں گہری نیند میں تھے۔

لیکن زیحال کا سپاٹ انداز دیکھ زمل نے فورا دونوں کو

اٹھا دیا۔

"سوہنا۔۔۔ بابا کی کال۔۔۔ ہیلو کرو" اس نے دونوں کو اٹھا کر بٹھاتے فون سپیکر پر ڈال دیا۔

"ایلو۔۔۔ ببا (ہیلو بابا)" پہلے زالے بولی تھی بے حد کیوٹ انداز میں۔

زامل کو تو اٹھتے ساتھ ہی اپنی ڈول یاد آ گئی تھی۔

"مما۔۔۔ می دول۔۔۔ وانت (ماما مجھے ڈول چاہئے)" اسکی ضد پر زمل کا دل یکدم سے مٹھی میں آ گیا۔ دوسری جانب زیحال نے بھی انکی بات غور سے سنی تھی۔

"بابا لے کر آئیں گے اپنی جان

کیلئے۔۔۔ چلو۔۔۔ دونوں کاؤنٹنگ کرو" برلاس نے

ان دونوں کو اب سے پہلے کافی کچھ سکھا دیا تھا جس میں

کاؤنٹنگ بھی آتی تھی۔

"ببا۔۔۔ چھچی۔۔۔ یومی۔۔۔ دول ناں۔۔۔ ببا (بابا

سچی؟ آپ میری ڈول لاؤ گے ناں بابا)" زامل کی

خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا وہ خوشی سے یکدم چھک

کر بولا۔

"یس میرا بیٹا۔۔۔ چلو کاؤنٹنگ کرو۔۔۔ جلدی

سے"

"اوتے۔۔۔ببا(او کے بابا)" دونوں کی بیک وقت

پیچھتی پر زیحال کے چہرے پر سمائل آگئی۔

"ون۔۔۔۔"

"تو۔۔۔(ٹو) "

"تھی۔۔۔(تھری)"

ان دونوں کی کاؤنٹنگ پر زیحال نے فون سپیکر پر ڈال دیا یہ صرف معمولی سی کاؤنٹنگ نہیں تھی یہ ان سب کی آخری گھڑی میں دوڑتی سوئی تھیں۔

جسے دوڑانے والے پاشا بے کے بچے تھے۔

"فول۔۔۔(فور)"

"ہائیو۔۔۔(فائیو)"

"اکچھ۔۔۔(سکس)"

ڈاکٹرز کے ہاتھ پیر مزید پھولنے لگے تھے وہ جلدی جلدی تیزی سے اپنے عمل کو اختتام تک لے جانے لگے۔

"اون۔۔۔(سیون)"

"ایت۔۔۔(ایٹ)"

آخری کے دو نمبر اور پاشا کی گرفت اور مزید مضبوط ہوتی جبڑے بھی بھینچ گئے۔یہی لمحہ تھا جب اسے سننا تھا یا تو سکون یا پھر اس سکون کی بربادی۔

"آئن۔۔۔(نائن) "

"تین۔۔۔(ٹین) "

ان کے ٹین کرتے کال کے دوسری جانب ایک زوردار آواز پر زمل کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر بے ساختہ بیڈ پر جا گرا۔

وہ ہونقوں کی طرح اس موبائل کو دیکھنے لگی جہاں کال کٹ ہونے کی وجہ سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"ممما۔۔۔ تھاہ۔۔۔۔ ممما (ماماٹھاہ ہوئی ہے ممما)"

زامل کولگااسکی ماں نے نہیں سنی وہ اسکی گود میں چڑھ کراسے بتانے لگا

زمل بلکل ساکت بیٹھی اب تک جیسے یقین کرناچاہتی تھی کہ اس نے بھی یہی آواز سنی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے فائر کرنے پر سب کے سب یکدم سے لرزاٹھے اوراپنی اپنی جگہ پتھر ہوگئے۔

"ٹائم پورا ہوا۔۔۔اب بتاؤ۔۔۔" وہ عین وقت پر بولا تھا نہ ایک سیکنڈ بھی کم اور نہ زیادہ۔ وہ ڈاکٹر دھیرے سے اٹھا اور مشکل سے تھوک نگل نے کی کوشش کرنے لگا

یہ دورانیہ زیحال کو موت لگا تھا۔ کاش وہ کہے کہ وہ بچی آپ لوگوں کی نہیں تھی کاش اسکا دل آج شدّت سے دعائیں کر رہا تھا۔

"ای۔۔۔ایم سو۔۔۔ سوری۔۔۔وہ۔۔۔وہ بچی آپ لوگوں کی نہیں تھی" یہ الفاظ سنتے کچھ پل تو زیحال

اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا اسے جیسے پہلی بار اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

"اس بچی کا جو سیمپل آپ نے دیا تھا اور اسکی یوز کی گئی چیز سے ٹیسٹ ہونے پر پتہ چلا ہے کہ ۔۔۔اسکا ڈی این اے آپ کے بھائی کے ساتھ میچ نہیں ہوا"

وہ بول رہا تھا جبکہ زیحال کو لگا جیسے وہ اسے کہہ دے کہ بولتے رہو پھر سے بولو بار بار بولو۔

"تو پھر کہاں ہے ہماری بچی؟" وہ سرد مہری سے غراتا اس ڈاکٹر کی رگوں میں دوڑتا خون جما گیا۔

"ج۔۔۔جس بچی سے۔۔۔آ۔۔۔آپکے بھائی کا سیمپل میچ ہوا ہے وہ بچی ایک سردار کے پاس ہے ۔۔۔جو۔۔ا۔۔۔ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنی بیوی اور اس بچی کو لے کر نکلے ہیں"

اسکی اس بات پر زیحال کو اپنے کان سائی کرتے محسوس ہوئے۔

وہ ایک جھٹکے میں اس ڈاکٹر کو اپنی گرفت میں لے گیا۔

"اگر۔۔اس بچی کو کچھ بھی ہوا۔۔تو تیرے

پورے سٹاف سمیت اس ہوسپٹل کا نام ونشان بھی مٹا

دونگا۔۔تو دعا کر وہ مجھے مل جائے "

اسکا ایک ایک لفظ کسی بھڑکتی آگ کا شعلہ تھا

اس ڈاکٹر نے خوف زدہ ہوتے سر اثبات میں ہلایا۔

اسے ایک جھٹکے میں چھوڑتے زیحال لمبے

ڈھینگ بھرتا لیبارٹری سے باہر نکل گیا تھا ساتھ ہی

کسی کو فون کی کھڑکاتا ہوا جارہا تھا۔

"ایک بھی گاڑی اس شہر سے باہر نہیں جانی چاہئے

سارے راستے بند کروادو"

اسکے حکم پر مقابل نے سر خم کیا اور اسکے حکم کی تعمیل کرنے نکل پڑا۔

وہ یک دیگر ایک کے بعد ایک کال کھڑکا رہا تھا اس وقت اسکے لوگ پورے شہر میں پھیل چکے تھے۔

جس میں داراب اور اسکی ٹیم بھی شامل تھی پولیس ہر چیک پوائنٹ پر کھڑی تھی کسی بھی گاڑی کو نہ تو باہر

جانے کی اجازت تھی نہ ہی کسی کو شہر میں داخل

ہونے کی۔

ہوسپٹل سے اس سردار کے گھر کا پتہ نکلوا لیا گیا تھا۔

اتنی افراتفری صرف ایک ننھی سی جان کیلئے ہو رہی

تھی۔

جو معمولی تو بلکل نہ تھی آج پورے شہر کو پتہ چلتا کہ وہ

"یاقوت مرزا" کی بیٹی تھی وہ "زامل خان آفندی"

کی ہونے والی شریک حیات تھی جس کے باپ کو

پوری دنیا جانتی تھی۔

کسے پتہ تھا وہ بچی اپنے ساتھ اتنے بڑے رشتے لے کر پیدا ہو گی جو اس وقت ایک بد بخت کے ہاتھ میں اپنی ناقدری برداشت کر رہی تھی۔

وہ گاڑی میں بیٹھا بولتا ہوا جا رہا تھا اس عورت نے کان لپیٹ لینے میں آفیت جانی۔ اور اپنی بچی کو مزید اپنے سینے میں چھپا لیا جو تب سے ہی رونے سے باز نہیں آ رہی تھی نہ ہی اسکے دودھ پلانے پر دودھ پی رہی تھی۔

اتنی سخت جان وہ عورت پہلی بار دیکھ رہی تھی ورنہ اتنا

سا بچہ کب جانتا تھا کہ اسے دودھ پلانے والی اسکی ماں

ہے یا کسی اور کی۔ لیکن یہ بچی بہت عجیب تھی۔

وہ عورت اسکے صدقے واری جانے سا ہی نہیں رک

رہی تھی۔

اسکی کوئی بھی بیٹی اتنی پیاری نہ تھی جتنی اب یہ ہوئی

تھی یہ تو دیکھنے سے ہی کوئی حور معلوم ہوتی تھی

چھوٹے چھوٹے نین نقش دودھ جیسی سفید رنگت اور

سیاہ سلکی بال صحت میں ماشاءاللہ گپو سی تھی جبکہ اس

عورت نے اتنا کچھ ان نو مہینوں میں کھایا بھی نہیں تھا تو پھر کیسے اتنی پیاری اور صحت مند بچی پیدا ہو سکتی تھی وہ یہی سب سوچتی جا رہی تھی جب اس سردار نے گاڑی ایک جگہ روک دی۔

اس عورت نے اس جگہ کو ایک نظر دیکھا وہاں سوائے ویرانیت کے اور کچھ نہیں تھا دور دور تک کوئی آبادی نہیں کوئی ایک گھر بھی نہیں یوں لگتا تھا جیسے یہ کوئی ریگستان ہو۔

وہ سردار کے ارادے بھانپتی اپنی بچی کو اپنے سینے میں مزید چھپا گئی۔

"نہیں ۔۔۔ نہیں سردار ۔۔۔ آ ۔۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے ۔۔۔ پلیز ۔۔۔ یہ گناہ نہ کریں" وہ روتی ہوئی اسکے سامنے گڑگڑانے لگی لیکن اس پر اس وقت مکمل شیطان حاوی تھا۔

"تو چپ کر ۔۔۔ ورنہ تجھے بھی یہی گاڑھ دونگا سمجھی"

وہ یکدم سے پھنکارتا اسکے ہاتھ سے اس بچی کو چھین گیا

اور اسے زمین پر اسے چھوڑتے خود اس زمین کی مٹی

کھودنے لگا۔

"نہیں۔۔۔آپ کو خدا کا واسطہ۔۔۔ایسا نہ کریں

۔۔۔سردار۔۔۔میں آپ کے پیر پڑتی ہوں"

وہ گاڑی سے اترتی اسکے قدموں سے آلپٹی تھی۔

جسے وہ بے دردی سے دور جھٹک گیا اور اپنے کام میں

مشغول رہا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ دواؤں کے زیر اثر گہری نیند میں تھی جب اچانک دل کے بری طرح سے گھبرانے پر بوکھلا کر یکدم سے اٹھ گئی۔

اتنا برا خواب جیسے کوئی اسے مٹی تلے زندہ دفنا رہا ہو وہ گھٹن جیسے اسکی سانسیں بند ہو گئی ہوں۔ مشی تیز تیز سانس لیتی چھت دیکھنے لگی۔

اس وقت وہ خود سے اٹھ کر بیٹھنے سے بلکل قاصر تھی تب ہی لیٹے لیٹے چھت دیکھتی ان گزرے پلوں کو سوچنے لگی۔

کیا واقعی اسکی زندگی میں اب کچھ نہیں رہا تھا؟

وہ بے اختیار اپنی بیلی تھام گئی۔

نو مہینوں میں جتنے سیکنڈ تھے ان سے زیادہ بار وہ اسے محسوس کرتی تھی اسکے آنے کا انتظار کرتی تھی۔اور آج یہ کوکھ بلکل خالی ہو چکی تھی ایسے جیسے یہاں کبھی کوئی جان بنی ہی نہیں۔

سوچ کر اسکی شہد رنگ آنکھیں طوفانی برسات کی طرح برس پڑی۔وہ تکیہ پوری قوت سے تھامے چہرہ چھپا کر بے آواز رونے لگی۔

کتنی ہی دیر وہ اپنی قسمت پر روتی رہی لیکن تھکی نہیں اب کبھی تھک بھی نہیں سکتی تھی۔ یہ غم تو اب زندگی بھر کا تھا۔

تب ہی کمرے کا دروازہ کھلا۔ یاقوت دھیرے سے اندر داخل ہوتے دروازہ بند کر گیا۔

اسے دیکھ مشی سوں سوں کرتی اپنی ناک صاف کرنے لگی۔ یاقوت کی حالت اسے بھی دکھ رہی تھی۔

اس سے زیادہ اس بچے کا خواہشمند وہ تھا اس سے بڑھ کر مشی کو اسکا صبر کھا رہا تھا۔

جتنا کچھ اس شخص نے کھویا تھا کوئی اور انسان ہوتا تو

رب سے گلے شکوے کرتا نہ تھکتا۔

لیکن یہ شخص ن جانے کس مٹی کا بنا تھا بس جو ہوتا تھا

اسے رب کی رضا مان کر قبول کر لیتا تھا۔

وہ خاموشی سے بیڈ کے اطراف سے گھوم کر اسکے پاس

آ کر بیٹھا۔

اسکے ہاتھ میں ایک باکس تھا مشی اسے ہی دیکھ رہی

تھی۔

"یہ۔۔۔ بریسٹ پمپ ہے۔۔۔ تمہیں پین فیل ہو تو یہ یوز کر لینا" اسکی بات پر مشی کو اپنا دل مٹھی میں آتا ہوا محسوس ہوا۔

آنکھیں نہ چاہتے ہوئے بھی لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں۔ وہ بھی بے بس بیٹھا تھا مسکراہٹ تو جیسے روٹھ چکی تھی اس سے۔

"تم کر لو یوز۔۔۔ میں اسٹڈی روم میں چلا جاتا ہوں"

وہ اسکے کمفرٹ کیلئے اٹھ کر اسٹڈی روم میں چلا گیا۔

وہ اسکے جاتے اپنی آنکھوں سے نکلتے آنسوں صاف

کرتی اس پمپ کو نکال نے لگی لیکن لیٹے لیٹے یوز کرنا

تقریباً مشکل کام تھا۔

"ی۔۔۔یاقوت "اس نے دھیرے سے اسے پکارا

دروازہ کھلا تھا وہ فوراً سے باہر آگیا۔

"کیا ہوا۔۔۔ "

وہ مشی کے بتائے بغیر سمجھ گیا تھا تب ہی دھیرے سے

آگے آتا اسے اٹھا کر بیٹھنے میں مدد دینے لگا۔

"آرام سے بیٹھو۔۔۔" وہ یاقوت کی موجودگی میں

ہمپ پوز کرنے میں خاصی خفت کا شکار ہو رہی تھی۔

"کومل کو بلاؤں؟" وہ اپنی موجودگی میں اسے

انکمفرٹیبل فیل کرتے خود سے پوچھنے لگا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔کافی ٹائم ہو گیا۔۔۔اسکی بھی

طبعیت ٹھیک نہیں تھی" وہ اسکی حالت کا سوچ کر خود

ہی نہ کر گئی۔

یاقوت "ھمم" میں جواب دیتے وہی بیٹھے بیٹھے رخ موڑ گیا۔ مشی بری طرح سے نروس ہوتی اپنا عمل کرنے لگی۔

تھوڑی دیر اسے لگی تھی یاقوت سارا سامان سمیٹ کر اسے واپس دھیرے سے بیڈ پر لٹاتے اس پر کمفرٹر ٹھیک کر گیا۔

"تم آرام کرو۔۔۔اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بلا لینا" وہ اسے نرمی سے تاکید کرتے اسٹڈی روم میں چلا گیا۔

مشی نے چہرہ اوپر اٹھا کر ٹیبل پر رکھی فیڈ بوٹل دیکھی۔ یہ سب اسے ازیت کے آخری مقام تک لے جارہے تھے۔

وہ کتنی چیزیں اس بچے کیلئے جمع کر چکی تھی۔ کب پتہ تھا کچھ بھی استعمال نہیں کرسکے گی۔

وہ بے آواز روتی پھر سے سو گئی۔

اسٹڈی روم میں اس وقت گہری خاموشی کا راج تھا گویا کہ وہ سانس بھی نہ لے رہا ہو۔

اسکے ہاتھ میں سونے کے دو چھوٹے چھوٹے

خوبصورت کنگن تھے جب پامیر کے ساتھ وہ میٹنگ

کے سلسلے میں باہر گیا تھا تب اس نے یہ کنگن اپنی بیٹی

کیلئے خریدے تھے۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ بیٹا ہو گا یا بیٹی لیکن اسکا دل شدّت

سے بیٹی کا خواہشمند تھا۔

آج یہ کنگن یونہی رہ گئے تھے وہ کس تڑپ سے ان

کنگنوں کو اپنے لبوں سے لگاتے بے آواز رو پڑا تھا۔

اسے مشی کا خیال تھا و دیگر اسے یاقوت کا۔

دونوں کا غم بہت گہرا تھا لیکن محبت کی شدّت اس سے زیادہ گہری تھی۔

وہ سارے شہر کو چھان مارتا اس وقت سردار کے گھر پر موجود تھا جہاں اس وقت تین بچیاں اور ایک بوڑھی عورت موجود تھیں ان سے پتہ کرنے پر اسے پتہ چلا تھا کہ وہ لوگ تو ہوسپٹل سے اب تک گھر ہی نہیں پہنچے۔

زیحال بے ساختہ پیشانی تھام گیا اس نے سیدھا

داراب کو کال ملائی جو اس نے فوراً سے اٹھا لی تھی۔

"کچھ پتہ چلا؟" اس کا پہلا سوال ہی یہی تھا۔

"نہیں لیکن فکر مت کرو۔۔۔وہ لوگ شہر سے باہر

نہیں جا سکتے" اسکی بات پر زیحال کو کچھ تسلی سی ہوئی

۔

کہ تب ہی اسکے نمبر پر کسی اور کی کال آنے لگی۔

زیحال اس انجان نمبر کو دیکھ بری طرح سے چونکا۔

اسے یوں ہی انجان نمبرز سے کال نہیں آتی تھی۔وہ

داراب کی کال کٹ کرتے اس کال کو پک کرتا

خاموشی سے فون کان سے لگا گیا۔

"ہ۔۔۔ہیلو۔۔۔"ایک انجانی خوف سے لرزتی آواز

جو وہ پہلی بار سن رہا تھا۔

"کون؟"ایک لفظی سوال اور لہجہ اتنا کاٹ دار کہ

بولنے والا بولنے سے پہلے ہزار بار سوچے۔

"آپ۔۔۔اس بچی کو ڈھونڈ رہے ہیں ناں۔۔۔جو

اس سردار کے پاس ہے۔۔۔وو۔۔۔وہ میں جانتی

ہوں کہاں ہے اس وقت" اسکی بات پر زیحال کی
گرے جھیل سی آنکھیں پھیلنے لگی۔
"تم کون ہو؟" وہ یونہی کسی کی بات پر یقین نہیں کر
سکتا تھا۔

"میں اسی ہوسپٹل کی ایک نرس ہوں جس سے یہ
غلطی ہوئی ہے۔۔۔مم۔۔۔میں بہت شرمندہ ہوں
۔۔۔لیکن آپ پلیز اس بچی کو بچا لیں۔۔۔وہ ظالم
شخص بہت بڑا گناہ کرنے والا ہے" اسکی بات پر زیحال

کو لگا جیسے ساتوں آسمان ایک ساتھ اسکے سر پر آن گرے ہوں۔

"پلیز۔۔۔پلیز اسے بچالیں۔۔۔" وہ اب رونے لگی تھی وہ اسی سے خوف زدہ تھی

جس شخص نے ہر چیز اتنی باریکی سے دیکھ لی تھی ہر چیز الٹ پلٹ دی تھی تو کچھ بعید نہ تھی کہ وہ اس تک بھی پہنچ جاتا جس سے یہ گستاخی سرانجام ہوئی تھی۔

لیکن وہ اپنی جان بچانے کے ڈر سے اس معصوم بچی کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتی تھی۔

زیحال نے فورا سے کال کٹ کرتے اپنے بندوں کو کال کھڑکا دی تھی۔

"سارے سنسان ایریاز میں پھیل جاؤ۔۔۔فورا"

اسکے حکم پر سب میں ہلچل سی مچ چکی تھی۔

وہ گھر سے باہر نکلتا خود بھی اپنی گاڑی بھگا گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔

ان لوگوں کیلئے یہ موقع کسی غنیمت سے کم نہ تھا انھوں نے پورا پورا فائدہ اٹھاتے اپنے بندے نکال دیے تھے۔جو خود بھی اسی سردار کو ڈھونڈ رہے تھے

جن کے پاس وہ خزانہ تھا جس کا نام اس نے سونے کی چڑیا رکھا تھا چڑیا بھی وہ جس میں پاشا بے کی جان تھی۔

وہ کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتا تھا جس سے پاشا کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکے۔ لیکن وہ شخص اسے کہیں سے کوئی موقع ہی نہیں دیتا تھا۔

وہ اپنے کام میں مشغول تھا اس عورت کے بار بار پیروں میں پڑنے کی وجہ سے وہ اپنا کام ٹھیک سے

سرانجام نہیں دے پارہا تھا تب ہی اس پکڑ کر گاڑی میں بند کرتے باہر سے لاک کر گیا۔

وہ اندر سے شیشہ پیٹتی اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر گڑگڑاتی رہی۔ لیکن اسے کسی پر ترس نہ آیا۔

کہ تب ہی دور کہیں سے ایک ساتھ اتنی ساری گاڑیاں دھول اڑاتی ہوئی اس جانب آتی دیکھائی دی۔

انکو دیکھ سردار کی آنکھیں متحیر سی پھیلی اس جگہ بھلا کون آسکتا تھا یہاں تو دور دور تک کسی کا بسیرا نہ تھا۔

وہ کسی پھینک کر جلدی سے اس بچی کو اٹھا گیا اور اس گڑھے میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈالنے لگا۔

"بوس۔۔۔وہ سامنے ہی ہے"

ایسی گناہوں والی جگہ کا پتہ ان سب کو اچھے سے پتہ تھا۔

کہ تب ہی دوسری جانب سے صرف ایک گاڑی آتی ہوئی دکھائی دی تھی جس کی ہیڈ لائٹس ہی اسکی پہچان کروانے کو کافی تھی جو دن کی روشنی میں بھی جلتی تھیں تو نظریں اس سے نہیں ہٹتی تھیں۔

وہ "بلیک رین" تھی پاشا بے کی کار۔

جو پہلے ہی ڈریگن سکواڈ کے بندے دیکھ چکا تھا۔

انکو دیکھ اسکے جبڑے بھنچ گئے۔

"کتے کی دم سیدھی نہیں ہو سکتی" وہ جل کر بے

ساختہ بڑبڑایا۔

لیکن سامنے سردار کو مٹی پھینکتے دیکھ اسکی آنکھیں پھٹی

جیسے کسی نے اسکی سانسوں پر منوں مٹی ڈال دی ہو۔

وہ سپیڈ فل کر گیا۔ اگر ان لوگوں سے نمٹتا تو وہ ننھی سی جان چلی جاتی اور اسے بھی بچا لیتا تو وہ اکیلا اس وقت اس بچی کے ساتھ بے بس تھا۔

اسکا ذہن تیزی سے جمع تفریق کرنے لگا۔

بالآخر اسکی گہری جھیل سی آنکھوں میں سرد مہری دوڑ گئی۔

اس نے ایک نظر سٹیرنگ کو دیکھا۔

"ایم سوری۔۔۔" اسکے لبوں سے یہ لفظ نجانے کس تڑپ سے نکلا تھا۔ لیکن وہ دل مضبوط کرتا اپنے لب سٹیرنگ پر ٹکا گیا۔

اس نے ڈیش بورڈ پر تیزی سے ہاتھ چلاتے ایک ٹائم سیٹ کیا۔

پانچ سیکنڈ۔۔۔ سوئی ٹک ٹک کرتی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی جب اس سردار کی گاڑی تک پہنچتے اس نے دروازہ کھول کر سیدھا نیچے جمپ لگادی تھی۔

بلیک رین آٹو دوڑتی ہوئی ان گاڑیوں کے نیچے جاتی بلاسٹ ہو گئی تھی نہ صرف خود ان سب کی بھی کتنی ہی گاڑیوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے گئی تھی۔

باقی بچتی گاڑیاں تیزی سے اس آگ سے گزرتی یہاں وہاں پھیل گئیں۔

چلتی گاڑی سے جمپ لگانے کا باعث زیحال کا سر سیدھا پتھر سے جا ٹکرایا تھا۔ وہ پھر بھی خود کو سمبھالتا فورا سے اٹھتا اس سردار کو اپنے شکنجے میں لے گیا۔

اسکی بیوی سانس روکے یہ سب دیکھ رہی تھی۔

"ک۔۔کون ہو تم؟" وہ خود پر اچانک حملہ ہونے
کے باعث سمجھ ہی نہیں پایا تھا کہ یہ ہوا کیا ہے۔

اسے ایک زوردار گھونسہ مارتے زیحال اس گڑھے
کے پاس آگیا جہاں مٹی کافی حد تک اس بچی پر بھری جا
چکی تھی۔

وہ پاگلوں کی طرح اس مٹی کو دور کرتا اس بچی کو نکال
گیا۔جو مٹی سے لدپد ہو چکی تھی۔

زیحال نے اپنی شرٹ ایک جھٹکے میں پھاڑتے اس
ننھے سے وجود کے ساتھ لپیٹ دی۔

وہ جو کب سے بس روئے جا رہی تھی اس شخص کی گود میں آتی ایسے چپ ہوئی جیسے اسے اپنی ماں مل گئی ہو۔

وہ کن اکھیوں سے اسے دیکھنے لگا۔

یہ یاقوت کی بیٹی تھی اسکے بھائی کی۔۔۔وہ یقین نہیں کر پا رہا تھا وہ تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔وہ سانس لے رہی تھی وہ بلکل ٹھیک تھی یہ احساس اسکا دل بھاری کر گیا۔

وہ کن اکھیوں سے اس ننھی سی جان کے ماتھے پر اپنے لب ٹکا گیا۔

"ویلکم۔۔۔میرابیٹا" اسکی گہری جھیل سی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر اس حسین بچی کے چہرے پر آ گرے۔

وہ انگڑائی لیتی زبان سے اپنے ہی ہونٹ منہ میں لینے لگی جیسے اسے بھوک لگی ہو۔

تب ہی ڈریگن سکواڈ کے راستے کے بیچ ایک ساتھ کتنی ہی بلیک رینج روور آرکی تھیں۔

جن میں ایک گاڑی سے نکلتا شخص آنکھوں پر گلاسسز لگائے اور منہ میں ٹوتھ پک دبائے ان سب کے راستے میں آڑے کھڑا تھا۔

"میری جگری یار تک آنے کیلئے پہلے "رائے عثمان لاشاری" سے ملاقات کرنی پڑے گی" وہ سپاٹ نظروں سے سب کو دیکھتا کھل عام آگے آنے کی دعوت دے رہا تھا اسکے ساتھ اتنا ہائی پروٹول دیکھ وہ سکواڈ خود ہی پیچھے ہٹ گیا۔

"ہنہ۔۔۔تم تو بڑی بزدل نکلی" ان سب کو پیچھے ہٹتے دیکھ وہ استہزائیہ ہنسا لیکن بخشا پھر بھی نہیں اسکے ایک اشارے پر اس کے بندے آگے بڑھ گئے۔

داراب بھی تب ہی پہنچا تھا اسکی ٹیم اسکے ساتھ تھی سردار کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ یہ سب کیا ہو گیا۔

داراب نے آتے ایک زناٹے دار تھپڑ سردار کو دے مارا۔

جو پولیس کو دیکھ بری طرح سے بوکھلا گیا تھا۔

"خبیث انسان۔۔۔" وہ دو چار اور القابات سے نوازتا اس سردار کے چودہ طبق روشن کر گیا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔ایک معصوم بچی کے ساتھ ایسا گناہ کرنے کی۔۔۔اب چل۔۔۔تجھے بھی دکھاؤں تیری قبر۔۔۔سالے سڑ جائے گا لیکن جیل سے باہر نہیں آسکے گا۔۔۔لگاؤ ہتھکڑی اسے۔۔۔"

اسکے حکم پر اسکی ٹیم سردار کی اچھی خاطر وتواضع کرتی گاڑی میں ڈال گئی۔

زیحال وہی زمین پر بیٹھا اس بچی کو اپنے ساتھ لپٹائے

اس تک پہنچنے والی ہر سرد ہوا کو روکے ہوئے تھا۔ جب

اسے اپنے سر میں شدید درد کی لہر اٹھتی محسوس ہوئی۔

وہ ایک ہاتھ سے بے اختیار اپنا سر تھام گیا نجانے کونسا

پل آخری تھا کہ وہ بے دم سا اس بچی کو لئے نیم تاریکی

میں جا گرا۔

ہوش آنے تک اس نے خود کو ہوسپٹل میں پایا تھا

گہرے جھیل سی آنکھیں ہوسپٹل کی چھت دیکھ بے

ساختہ پھیلتی گئیں اس نے نگاہیں گھما کر اپنے ارد گرد کھڑے داراب اور عثمان کو دیکھا۔

"بچی تمہارے پاس ہی ہے" اسکی نگاہوں کی طلب محسوس کرتے داراب نے نرمی سے بتایا زیحال دھیرے سے اٹھ کر بیٹھتے اپنے پہلو میں دبک کر سوتی ہوئی اس ننھی سی پری کو دیکھنے لگا۔

"ویسے۔۔۔ڈیلوری میں زیادہ درد تو نہیں ہوئی؟" عثمان کے پوچھنے پر زیحال نے اسے گھور کر دیکھا۔

عثمان کے آنے کا علم اسے پہلے سے تھا لیکن اسی نے منع کیا تھا کیونکہ وہ سب کو سرپرائز کرنا چاہتا تھا ئی اپائنٹ ہونے والی ڈاکٹر بھی ماہم ہی تھی جسے لے کر زیحال مطمئن تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" داراب کی نظریں اپنے زی پر ہی تھیں۔

جس کے سر پر گہری چوٹ آنے کے باعث اب بینڈج ہو چکا تھا۔

"ھمم۔۔۔ ٹھیک ہوں" وہ اس بچی کو ہی دیکھے جا رہا تھا جیسے جتنا دیکھے کم تھا۔ وہ آنکھوں کی ٹھنڈک تھی بلکل زالے کی طرح۔

"تمھیں کوئی دماغی مسلہ ہے؟" داراب کے سوال پر زیحال نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔

"نہیں تو" دوبدو جواب آیا۔

داراب اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے کہنا چاہتا ہو "میں بھائی ہوں تمہارا "

"ٹیک کیئر آف یور سیلف۔۔۔" وہ آگے بڑھ کر زیحال کے ماتھے پر لب ٹکا گیا۔وہ آنکھیں موندے اسکے لمس پر مسکرا دیا۔

"گھر چلو۔۔۔میرے پیٹ میں چوہے دوڑ لگا لگا کر تھک چکی ہے" عثمان کو اب باقاعدہ اسکا پیٹ دھائیاں دینے لگا تھا۔

"تمہاری مذکر مؤنث اس زندگی میں ٹھیک ہو گی بھی یا نہیں" داراب کی بات پر وہ بے ساختہ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔وہ عثمان کو بہت اچھے سے جانتا تھا اسکے

ذریعے ہی تو اسے زیحال کی پل پل کی خبر ملتی تھی۔

کوئی ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں وہ زی حال سے بے خبر

رہا ہو۔

"نہیں۔۔۔ میں ایسا ہی رہونگا" اس نے رک رک کر

سارے لفظ ٹھیک ادا کئے وہ جب ٹھہر ٹھہر کر بولتا تھا

تب سب الفاظ ٹھیک نکلتے تھے۔

"اب نیو مدر۔۔۔ تم اٹھو گے یا درد کی وجہ سے اٹھا

نہیں جا رہا" وہ پھر سے زیحال کی ٹانگ کھینچنے لگا

جس نے اسکے پیٹ میں مکا مارتے ساری مستی نکال دی۔

"شٹ اپ۔۔۔" وہ اسے شٹ اپ کال دیتے اس ننھی سی پری کو گود میں اٹھا گیا۔

"تم مانو یا نہیں مانو۔۔۔یہ تمہیں اپنی ماں سمجھ رہی ہے ۔۔۔وللہ۔۔۔تم ماں بن گئی۔۔۔یاہو" عثمان تھا وہ جسے چپ کروانا زیحال خان آفندی کیلئے بھی تقریباً نہ ممکن تھا

داراب کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا وہ عثمان اور زیحال کو خود گھر ڈراپ کرنے گیا تھا۔

76/4

داراب نے ایک گرم جیکٹ زیحال کو دے دیا تھا جو اکثر وہ ٹھنڈے علاقوں میں آپریشن کے وقت استعمال کرتا تھا۔ آج وہ زیحال پر اس سے زیادہ سوٹ کر رہی تھی یوں جیسے بنی ہی اسکے لئے ہو اور یہ بات وہ خود جانتا بھی نہیں تھا۔

وہ بس گاڑی سے باہر دیکھ رہا تھا آگے والی سیٹ پر داراب کے ساتھ بیٹھا عثمان اپنی موجودگی کا احساس کروانے میں ذرا بھی پیچھے نہیں ہٹ رہا تھا۔ لیکن زی

حال کے لبوں پر ایک پھیکی مسکراہٹ تک نہیں آئی
تھی۔

اسکے ذہن میں وہی دھماکہ گونج رہا تھا جو بلیک رین
میں ہوا تھا اسکی بلیک رین نہیں رہی تھی وہ جا چکی تھی
ہمیشہ کیلئے دور۔

اتنی دور کہ اب کبھی واپس نہ آسکے۔ سوچ کر ہی اسکی
گرے جھیل سی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں
جنہیں وہ انگوٹھے کی پور سے صاف کرتا اپنے سینے سے
لگی اس ننھی سی جان کو دیکھنے لگا۔

وہ زیحال کے کوٹ میں بند اسکے سینے سے چپکی سو رہی تھی اتنی پر سکون نیند جیسے واقعی ایک ماں کی آغوش میں آگئی ہو۔

زیحال نے اسے اپنے جیکٹ کی زپ بند کر کر اندر اتنا قابو کر رکھا تھا کہ وہ کہیں سے نہ نکل پائے نہ ہی کوئی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اسے چھو کر گزرے۔

وہ اپنے بڑے بابا کے پاس تھی جسے اس ننھی سی جان سے بے حد محبت تھی۔

داراب نے بیک ویو مرر سے اسے دیکھا وہ گم سم سا اس بچی کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری بلیک ٹرین واپس آسکتی ہے؟" اسکے اترے چہرے کی وجہ جان گیا تھا۔

اس کے سوال پر زیحال نے کن نظروں سے اسے دیکھا تھا۔اور سر دھیرے سے نفی میں ہلا دیا۔

داراب کو وہ وقت یاد آگیا جب بچپن میں اسکی ایک گاڑی ٹوٹ گئی تھی اور پھر پوری حویلی نے اسکا جنون اس کھلونے کیلئے دیکھا تھا

آج ایک یہ دن آگیا تھا کہ وہ اتنی بڑی گاڑی قربان کر کر خاموش بیٹھا تھا بے شک وہ شخص اپنوں کیلئے خود کو بھی قربان کر سکتا تھا۔ یہ گاڑی تو بہت چھوٹی سی بات تھی۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ تم ہو ناں اس سے اچھی کار بناؤ گے مجھے یقین ہے" وہ کسی بچے کی طرح اسے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن زیحال سر جھکا گیا۔

"میں اب کوئی گاڑی نہیں بناؤں گا" اسکا لہجہ بلکل کھوکھلا تھا ایسے جیسے وہ اب رو دے گا۔

داراب اور عثمان کے چہرے پر مایوسی سی پھیل گئی۔
اس شخص کو اداس دیکھنا بہت مشکل تھا۔
وہ لوگ تھوڑی ہی دیر میں پاشا ولا کے قریب پہنچ چکے تھے۔

سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں بند تھے کسی کا دل نہیں تھا کسی سے ملنے کا یا شاید کسی میں ہمت نہیں تھی کہ ایک دوسرے کا سامنا کر سکے۔ ایسی سنسناہٹ پاشا ولا پر اس وقت قابض تھی۔

کہ تب ہی پاشاولا کی فضا میں تیز ڈھم ڈھم کی آواز

گونجنے لگی جس نے وہاں کی درو دیوار تک کو

جھنجھوڑتے جگا کر رکھ دیا۔

"ممما۔۔۔دھم دھم (مماڈھم ڈھم)"سب سے پہلے

زامل اٹھا تھا جس نے اٹھتے ساتھ زمل کے کندھے پر

اپنا ننھا سا ہاتھ رکھ کر اسے جگایا اسکی تھوڑی دیر پہلے ہی

آنکھ لگی تھی۔

زمل اٹھ کر بوکھلائی ہوئی سی اس آواز کو سننے لگی بھلا

اس وقت کون یہ ڈھول بجا سکتا تھا وہ بھی اس وقت

جب سب تک ایک قیامت ٹوٹی ہوئی تھی۔

"آپ دونوں بیٹھو۔۔۔ مما دیکھ کر آتی ہے اوکے" وہ

دونوں کو بٹھا کر جانے ہی لگی تھی کہ زامل اسکے ساتھ

چپک گیا۔

"نو۔۔۔ می پاش اوکے (نہیں میں پاس رہونگا

اوکے)" وہ کہاں پیچھے رہنے والا تھا اسکو تو اپنی ماں سے

بھی پہلے جانا تھا بھلا ایسی حرکتیں تو اسکا تاہ ہی کرتا تھا اور

ایسا کیسے ممکن تھا اسکا تاہ اکیلا اکیلا ڈھم ڈھم بجا لے اور زامل خان آفندی پیچھے رہ جائے۔

"می۔۔۔ مما (میں بھی مما)" زالے آنکھیں ٹمٹماتی معصومیت سے بولی۔زمل دونوں کو لے کر کمرے سے باہر نکل آئی۔

وہاں پامیر برلاس گل اور آئرہ سب لاؤنج میں آچکے تھے۔

"یہ کس کی موت آئی ہے جو اس وقت یہ ڈھول بجا دیے" پامیر کو اس شخص پر شدید غصّہ آیا تھا جس

نے یہ گستاخی کی تھی اس سے پہلے وہ باہر جاتا اسکی نظر
سامنے پورچ میں کھڑی گاڑی کے بونٹ سے ٹیک
لگائے کھڑے زیحال پر پڑی
جو اپنی پیشانی پکڑے اپنی ہنسی کا مشکل سے گلہ گھونٹ
رہا تھا اسی کوشش میں اسکا چہرہ تک سرخ پڑ گیا تھا جبکہ
داراب کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا وہ پیٹ پکڑے
بونٹ پر ہی جھک گیا تھا۔
برلاس اور پامیر ایک ساتھ باہر نکل آئے جہاں انکی
نظر انکی ہنسی کی وجہ پر پڑی تھی۔

"رائے عثمان لاشاری" اور اسکے ساتھ جھومتے ہوئے گارڈز وہ سب کو اپنے ساتھ نچا رہا تھا سب کے سب ٹن ہو چکے تھے۔

"یما۔۔۔۔یما۔۔۔۔یہ خوبصورت سما" وہ چھوٹا سا سپیکر اپنے سر پر رکھے اس میں گونجتے لفظوں پر لب کشائی کرتا جھوم رہا تھا۔ پامیر کی تو اسے دیکھ آنکھیں ہی چمک اٹھی تھیں بھلا اسے عثمان کے نام سے کون جانتا تھا وہ تو کومل کی سوکن مشہور تھی۔

جبکہ برلاس کے چہرے پر ذرا مسکراہٹ نہیں آئی وہ تو الٹا حیران تھا کہ اتنا سب ہو جانے کے بعد اسکا باپ کیسے یہ سب ہونے دے سکتا تھا نہ صرف ہونے دے رہا تھا بلکہ خود بھی ہنس رہا تھا۔

"ابے بس کر دے۔۔۔میرے باپ" داراب کو اب پیٹ میں درد ہونے لگا تھا لیکن عثمان کہاں رکنے والا تھا وہ تو ٹن تھا۔

سب کو بتا رہا تھا کہ وہ صرف خود نہیں آیا بلکہ اس ولا کے لوگوں کی جان بھی لایا ہے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ؟"اسی وقت زمل بھی نکل آئی تھی

اسکے ساتھ اسکی انگلی تھامے زامل زالے ہکا بکا سے

کھڑے تھے۔

"بابا۔۔۔می دول (بابا میری ڈول)؟"زیحال پر نظر

پڑتے زامل کو اپنی ڈول یاد آگئی جسے لانے کا وعدہ اسکے

باپ نے کیا تھا۔

جبکہ اسکے سر پر لگی چوٹ دیکھ زمل کے ہاتھ پیر پھول

گئے تھے وہ حواس باختہ سی اسکے پاس چلی آئی جسے اپنی

جانب آتے دیکھ وہ یکدم سے سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"ہبی۔۔۔یہ۔۔۔یہ چوٹ کیسے آئی آپ کو؟" وہ اسکے سر پر ہوئے بینڈج کو چھو کر محسوس کر محسوس کرتی رونے لگی تھی۔ان میں سے کسی کی بھی نظر اسکے جیکٹ پر نہیں پڑی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔اندر چلو" وہ نرمی سے اسکا ہاتھ تھام کر اندر لے گیا

پامیر کو لگا جیسے عثمان کو اب تک علم نہیں جو کچھ یہاں ہو چکا تھا۔وہ سب لاؤنج میں آ گئے۔

آئرہ دوڑ کر انکے لئے پانی لے کر آئی

"بھائی۔۔۔یہ کیسے لگی چوٹ" پامیر نے بھی اب غور کیا تھا تب ہی یاقوت بھی کمرے سے باہر نکل آیا اسے مشی نے باہر ہونے والے شور کے بارے میں بتایا تھا۔

آتے ہی اسکی نظر زیحال کی چوٹ پر پہلے گئی تھی وہ سب کو دلاسے دیتا ریلیکس رہنے کی تاکید کرنے لگا۔

سپیکر کے بند ہوتے اسکے چہرے کی مسکراہٹ بھی مدھم پڑ چکی تھی بار بار بلیک رین کی یاد اسکے دل کو مٹھی میں لے رہی تھی۔

"آپ کہاں تھے کیسے لگی یہ چوٹ ؟" زمل کو کسی طور بھی سکون نہیں آرہا تھا۔

"ریلیکس گلا لے۔۔۔ بتاتا ہوں" وہ محبت سے اسے تسلی دیتے سب کو دیکھنے لگا

"کچھ پتہ چلا؟" یاقوت کے سوال پر زیحال نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

اسکا بے رونق چہرہ اس بات کا گواہ تھا کہ وہ اسکے مثبت جواب کا کتنا منتظر ہے۔

"مشی کہاں ہے ؟" اسکے سوال پر سب چونکے۔

"وہ تو کمرے میں ہے ریسٹ کر رہی ہے" جواب زمل نے دیا تھا

کومل بھی نکل آئی تھی سب کے بیچ کھڑی اب دیکھ رہی تھی سب کے چہرے ستے ہوئے تھے کہ تب ہی کسی کی دھیمی سی منمناہٹ سنائی دی۔

سب نے اس آواز پر بچوں کی جانب دیکھا۔ جو بلکل خاموش کھڑے تھے۔

"یہ آواز کس کی ہے ؟" برلاس بچوں کو چپ کھڑے دیکھ بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔

"شاید تم سب بھول گئے ہو۔۔۔ یہاں ایک اور مہمان آئی ہے جواب اسی پاشا ولا حصّہ ہے" عثمان کی بات پر سب نے سانس روکے ایک دوسرے کو دیکھا۔

داراب نے عثمان کی جانب دیکھ اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"کیا مطلب۔۔۔ صاف صاف بتائیں ناں؟" برلاس سب سے زیادہ اور پہلے بے چین ہوا تھا۔

یاقوت تو شل ساکت زیحال کے ساتھ بیٹھا اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔اس آواز پر تو اسکا دل گویا بند ہی ہو گیا تھا۔

"ٹن۔۔۔ٹنا۔۔۔۔۔ن" عثمان نے جھٹ سے زیحال کے جیکٹ کی زپ کھول دی جس کے اندر سے انگڑائی لیتی ہوئی ننھی سی جان بر آمد ہوئی پیارا سا وائٹ سوٹ جس پر ریڈ کلر کے پھول بنے تھے سر پر ریڈ کلپ اور ہاتھ پیروں میں ننھے ننھے گلوز اور سوکس

وہ پوری طرح سے تیار ہوئی ایک حور نکلی تھی اوپر سے جمائی لیتی ہوئی اور زیادہ کیوٹ لگ رہی تھی۔

یاقوت اسے دیکھ اگلا سانس نہیں لے سکا باقی سب کا بھی یہی حال تھا اس بچی کو سب ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کوئی انوکھا عجوبہ ہو۔

"یہ۔۔۔یہ کس کی بچی ہے؟"کوئی یہ غلطی سے بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ یاقوت مرزا کی بیٹی ہے ایسا تو کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"ہماری زیحال کی ابھی ابھی ڈلیوری ہوئی ہے حبیبی"

عثمان کی بات پر سب سے پہلے زمل کی آنکھیں پھٹی

تھی۔

"ہبی" اسکے منہ سے بے ساختہ پکار سنتے زیحال نے

ایک مکا سیدھا عثمان کے پیٹ میں دے مارا۔

"ایک بار تم اور بولی مم۔۔۔ مطلب بولے تو میں

تمہارا منہ توڑ دونگا حبیبی کے بچے" زمل کی نظروں

سے الجھتے اسکی اپنی زبان کے مذکر مؤنث بگڑ گئے

تھے۔

"واللہ۔۔۔سچائی کے ساتھ ظلم کب بند ہو گی آخر

ک" اسکی چلتی زبان کو داراب نے منہ پر ہاتھ رکھتے

بند کر دیا۔

"تم بے بی ایڈاپٹ کر لائے؟" کومل کا انداز بجھا بجھا سا

تھا۔

"کس نے کہا۔۔۔" زیحال کے سوال پر سب مزید

چونکے۔

"تو پھر یہ۔۔۔کس کی بیٹی ہے؟" وہ بتادے اب تو جلدی سے بتادے اس ننھی سی جان نے سب کی جان سولی پر لٹکادی تھی۔

"یہ۔۔۔" وہ ذرا ٹھہرا یاقوت کی ہارٹ بیٹ فاسٹ ہو گئی "یاقوت مرزا کی سگی بیٹی ہے" اسکے چپ ہونے پر سب کے سروں پر گویا آسمان آ گرا تھا سب کے سب ساکت ہوئے پتھر کی مورت بن گئے۔

یاقوت نے بند دل اور رکی ہوئی سانسوں کے ساتھ اس بچی کو دیکھا جسے پھر سے بھوک لگنے لگی تھی اور وہ

اب اتنی زور سے روئی تھی کہ سب کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ آگئی ہے۔

"لو۔۔۔یہ تمہاری بیٹی ہے۔۔۔کوئی گود لی ہوئی نہیں۔۔۔میں نے کہا تھا ناں۔۔۔تمہاری دعائیں طاقت ہے۔۔۔تو دیکھو۔۔۔تمہاری دعا کی طاقت اور صبر کا میٹھا پھل "

وہ اس ننھی سی پری کو یا قوت کی گود میں دے گیا جو باپ کی گود میں آتے چپ ہوتی ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگی۔

وہ اب تک سانس نہیں لے سکا تھا یقین کرنا تو بہت دور کی بات تھی۔

"نو۔۔۔یہ تو پوری فروٹ چاٹ ہے" عثمان موقع ملتے ہی ٹکڑا لگا گیا۔

سب کی حالت یاقوت سے ذرا بھی مختلف نہ تھی۔

"ل۔۔۔لیکن وہ تو" برلاس میں پورا سوال کرنے تک کی ہمت نہیں بچی تھی۔

"وہ ہماری بچی نہیں تھی کسی بدبخت کی تھی۔۔۔ جس کی قسمت میں عزت سے آخری آرام گاہ تک پہنچا لکھا تھا۔۔۔ ورنہ پتہ نہیں وہ اسکے ساتھ بھی کیا کرتا "

زیحال کو رہ رہ کر اس پر شدید غصّہ آ رہا تھا۔ لیکن اب قانون اسے خود سبق سکھا دیتا۔

یاقوت تو اب بھی کچھ بول نہیں پایا تھا وہ بس اپنے ہاتھ میں خود کو دیکھتی بچی کو دیکھتا رہا سیاہ کانچ سی آنکھیں برس پڑی تھیں ہر آنسو اس بچی پر گر رہا تھا۔

جو ایک بار بھی زور سے رونے لگی اسکے اس طرح

رونے پر زیحال کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

یاقوت اسکے چہرے کو چومنے لگا دھیرے دھیرے

اسکا دل اتنا بھاری ہوا جیسے اب پھٹے گا۔ وہ حواس باختہ

سا بس اسے چومتا گیا۔

برلاس تو اسکے پاس ہی آ بیٹھا تھا اور کن اکھیوں سے

اسے دیکھنے لگا۔

"سچ میں یہ۔۔۔ یہ ہماری ہے؟" اسے جیسے اب بھی

یقین نہیں آ رہا تھا۔

زیحال نے اسے بازو سے تھام کر اپنے ساتھ لگالیا۔

"یس یہ ہماری ہے" وہ اسکے اتاولے پن پر بے اختیار گہرا مسکرادیا۔

زامل بھی دوڑ کر یاقوت کے پاس جاتا اس بے بی گرل کو دیکھنے لگا جو رونے سے ہی باز نہیں آرہی تھی۔

"ببا۔۔۔می دول۔۔۔ہنا (بابا یہ میری ڈول ہے ناں)" وہ خوشی سے پاگل ہوتے چہک کر پوچھنے لگا۔

"یس۔۔۔یس۔۔۔یس۔۔۔یہ آپ کی ڈول ہے" وہ اب ایک ایک کو کیسے یقین دلاتا سب کی خوشی دیکھ

اسکے ذہن سے بلیک رین کا دکھ قدرے مدھم پڑ گیا تھا۔

زمل تو سیدھا کومل سے ہی لپٹ گئی تھی اب سب کے بیچ اپنی ہبی جان کو تو گلے لگا نہیں سکتی تھی۔ لیکن دل تو شدّت سے چاہ رہا تھا اس سے ل پٹ کر خوب پیار کرے۔

"یہ۔۔۔یہ سچ میں۔۔۔مم۔۔میری؟" یاقوت کے لرزتے ہاتھ اور ہونٹ اسکی تڑپ کی گواہی تھے اسے اس قدر آبدیدہ دیکھ زیحال کی مسکراہٹ کم ہوئی۔

وہ ایک ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے کندھے سے لگا گیا۔

"ہاں۔۔۔ تمہاری۔۔۔ بیٹی۔۔۔"

بس اب اسے یقین کرنا تھا اس شخص کا کہنا ہی یاقوت کے لئے کافی تھا۔ وہ اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ لپٹا گیا تھا اور اب پہلے صرف عثمان جھوم رہا تھا اب پامیر بر لاس اور یہاں تک کے زامل بھی اسی اچھل کود میں شامل ہو گیا تھا۔

وہ تو سب سے زیادہ پاگل تھا جس کی ڈول آ گئی تھی۔

"یہ بہت دیر سے بھوکی ہے پہلے جا کر اسے مشی سے ملواؤ۔۔۔پھر ہم سب ملیں گے" زیحال کی بات پر یاقوت سر اثبات میں ہلاتے دھیرے سے اٹھا۔

اسکا دل اب تک بھاری تھا مشی کا سوچ کر وہ کیسا ری ایکٹ کرے گی"

"می دول۔۔۔ناں۔۔۔ببا (میری ڈول ہے بابا)"

یاقوت کو اپنی ڈول دور لے جاتے دیکھ زامل کے موٹے موٹے آنسوں نکل آئے۔

"میری جان وہ فیڈ ولے گی ناں۔۔۔پھر آپ کے پاس آئے گی" زیحال نے اسے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ بپھر کر وہی اسکے قدموں میں لیٹ گیا۔

"نو۔۔۔نو۔۔۔می فیدو۔۔۔(نہیں نہیں۔۔۔میں اسکو فیڈ دونگا)" اسکی بات پر سب کے بے ساختہ قہقہے گونج اٹھے۔

زیحال بے اختیار سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔اسکی اولاد بہت ٹیڑھی تھی وہ مان گیا تھا آج تو زالے بھی ضد کر رہی تھی کہ اسے بھی یہ ڈول دو۔

عبدلباری تو پریشان سا بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ یہ سب ہو کیا گیا۔

"اچھاناں میرا بیٹا۔۔۔ہم لے کر آتے ہیں چلو" وہ مجبوراً دونوں کو گود میں اٹھا گیا لیکن اب لے کر کہاں جاتا بھلا۔

۔۔۔۔۔۔

کمرے میں اس وقت گہری خاموشی تھی صرف مشین کی ٹوں ٹوں کی آواز گونج رہی تھی۔ مشی آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی آہٹ پر اس بار اس نے یاقوت کی جانب نہیں دیکھا۔

اس کا دل بھاری تھا سائیڈ آنکھوں سے گرم سیال بہتا جا رہا تھا۔

"کیا سب کو میرے بچے کے چلے جانے کی اتنی خوشی ہے؟" وہ بنا دیکھے کس کرب بھرے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ یاقوت ہنوز خاموش رہا۔

وہ ننھی پری بھی خاموش تھی۔

"تمہیں ایسا لگتا ہے کہ وہ سب اس بات پر خوشی منائیں گے؟" یاقوت بے یقین سا تھا اسکی بات پر۔

"تو پھر یہ ڈھول" وہ یکدم سے بپھر کر اسکی جانب مڑی ہی تھی کہ اسکے ہاتھ میں ایک بچے کو دیکھ اپنا سانس تک روک گئی دل جیسے مٹھی میں جکڑا گیا تھا۔

"ہاں۔۔۔وہ اسکے آنے کی خوشی میں بج رہے تھے"

وہ دھیرے سے بیڈ پر آکر بیٹھتا اپنے اور اسکے بیچ اس ننھی سی جان کو لٹا گیا

مشی سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ت۔۔۔ تم۔۔۔ تم اسے ایڈاپٹ" اسکے جملہ پورا کرنے سے پہلے یاقوت نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

"نہیں۔۔۔ یہ ایڈاپٹڈ نہیں ہے۔۔۔ یہ میری اور تمہاری بیٹی ہے۔۔۔ ہم دونوں کی سگی بیٹی مشی" وہ بتا رہا تھا لیکن آواز میں لرزپن خود کی میں آگیا تھا۔

وہ ہونقوں کی طرح اس بچی کو دیکھنے لگی جو ایک بار پھر زور سے رونے لگی۔

"پلیز۔۔۔اسے لو۔۔۔میری بیٹی بھوکی ہے" اسکے رونے پر یاقوت کو اپنا دل مٹھی میں آتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

مشی کو سہارا دے کر بٹھاتے اس نے اپنی بیٹی اسکی گود میں دی جو بے یقین سی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔ہماری۔۔۔بیٹی؟" نہیں اسکا دل بند ہو جائے گا اسے سہارے کی ضرورت تھی۔

"تمہیں یقین نہیں آرہا" یاقوت اسکی کیفیت سے بخوبی واقف تھا تب ہی مسکراکراپنی بیٹی کو اسکے سینے سے لگا گیا۔

وہ جو اتنی دیر سے اپنی ماں کی آغوش کیلئے تڑپ رہی تھی جھٹ سے اپنی خوراک تلاش کرنے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ کیوں رو رہی ہے اب۔۔۔اسے کہو ناں ۔۔۔یہ" وہ اسے روتے دیکھ یکدم سے بوکھلائی شاید اسے اب تب ہی یقین آتا کیونکہ بڑوں کو اس ثبوت کی ضرورت تھی کہ وہ بچہ کس کا ہے لیکن بچوں

کو خدا کی طرف سے یہ پتہ ہوتا ہے کہ کون اسکی ماں ہے اور کون اسکا باپ۔

یاقوت نے اپنے ہاتھوں سے اپنی ننھی پرنسسز کو اسکی خوراک تک پہنچایا۔

اس احساس کو محسوس کرتے مشی نے بے ساختہ یاقوت کی جانب دیکھا۔ جس کے چہرے پر آج مسکراہٹ ہی الگ تھی۔

"اب آیا یقین۔۔۔؟ یہ ہماری بیٹی ہے" وہ اسے ہی
اپنی نظروں میں بھرے کس محبت سے پوچھ رہا تھا
مشی کو اب تک یقین نہیں آیا تھا

یاقوت نے دھیرے دھیرے اسے سب بتا دیا اور آج
اسکے دل میں زیحال کیلئے پہلے سے زیادہ عزت و
احترام بڑھ گیا تھا۔

"میں خوش نصیب ہوں۔۔۔ جو مجھے ایسا باپ ملا ہے
۔۔۔ جس نے ہمیں ہماری خوشی ڈھونڈ کر دی ورنہ

میں "اسکی آنکھیں بے ساختہ چھلک پڑی مشی اسکے سینے سے لگتی بے آواز رونے لگی۔

لیکن اسکی پرنسسز کو کوئی مطلب نہیں تھا وہ بس سیر ہونے میں مصروف تھی۔

"ہماری بیٹی ہے یہ۔۔۔ ہماری بیٹی "اسکا بس چلتا تو وہ چیخ چیخ کر ساری دنیا کو بتاتی کہ اسکی بیٹی زندہ ہے اسکا بچہ اسکی گود میں ہے وہ آج مکمل ہو گئی ہے۔

وہ ننھی سی گڑیا منہ باہر نکال کر ٹکر ٹکر اپنی ماں کو دیکھنے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ مجھے دیکھ رہی ہے۔۔۔یاقوت اس نے مجھے دیکھا" وہ تو واپس فیڈ لینے میں لگ گئی تھی لیکن اس کی ایک نظر مشی کو جیسے ایک نئی زندگی دے گئی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ اب کہیں نہیں جائے گی ناں۔۔۔ہیں ناں" اسکے دل میں ایک ڈر سا بیٹھ چکا تھا

یاقوت نے دھیرے سے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔

آئی پرامس اب یہ کہیں نہیں جائے گی" وہ کس یقین سے کہہ رہا تھا مشی کو یقین تھا ہاں اب وہ کہیں نہیں جائے گی۔ وہ اپنی بیٹی کو دیوانوں کی طرح چومنے لگی جو پیٹ بھرتے انگڑائی لیتی اب سونے کی تیاری میں تھی۔

"یہ۔۔۔ یہ ایسے کیوں"

"ریلیکس۔۔۔ یہ سوگئی ہے" یاقوت اسے تھام کر پر سکون کرتے محبت سے بولا۔ یہ پہلا احساس کتنا بھاری تھا یاقوت کو اندازہ تھا۔

مشی اسکے ساتھ لگی پلکیں تک نہیں جھپکا رہی تھی جیسے اسے ڈر تھا کہیں وہ پلک جھپکے تو وہ غائب ہو جائے۔

وہ دونوں ایک انچ بھی نہیں ہلے تھے بس نظر بھر بھر کر اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے آج وہ دونوں مکمل تھے آج یاقوت مرزا کی مشائم جیلانی مکمل تھی

"ہمیں سو جانا چاہیئے یہ وقت ان تینوں کے ملنے کا ہے ہم سب صبح ملیں گے" کومل کو پتہ تھا اندر اس وقت

کیا ہو رہا تھا تب ہی وہ سب کو مسکرا کر تاکید کرتی عبدلباری کو لے کر کمرے میں چلی گئی۔

برلاس کا بھی زامل کی طرح چھوٹا سا منہ نکل آیا تھا۔ لیکن خیر ایک رات کا صبر اور صحیح۔

داراب سب سے مل کر اپنی ڈیوٹی کیلیئے نکل گیا تھا۔

ماہم اپنی ڈیوٹی دے کر اب کل ہی آتی لیکن عثمان کو اکیلے چھوڑنا پامیر کو ہر گز گوارہ نہ تھا وہ کومل سے اجازت لیتا آج اسکے ساتھ ہی سو گیا تھا۔

"ناہ می۔۔۔ دول وانت ببا (نہیں مجھے ڈول چاہئے
بابا) "زامل قطعی اپنے کمرے میں جاکر سونے کے
موڈ میں نہیں تھا لیکن اب زیحال ساتھ تھا اسی لئے
زمل بے فکر ہو کر زامل کو لئے جاکر لیٹ گئی۔
زیحال زامل کو کوٹ سے پکڑ کر لٹکائے کمرے میں
لے آیا وہ پھر بھی ہاتھ پیر مارنے سے باز نہیں آیا تھا۔
"کہاناں۔۔۔۔ وہ صبح ملے گی" وہ کتنی بار اسے یہ بات
کہہ چکا تھا۔
"نو۔۔۔ می وانت دول (نہیں مجھے ڈول چاہئے) "

زمل نے ہنستے ہوئے زیحال کی جانب دیکھا۔

"مجھے تو ڈر ہے کہیں یہ کل کو یہ نہ کہہ دے کہ اسے سلائے گا بھی اپنے پاس "اسکی بات پر زی حال گہرا مسکرا دیا۔

"پھر کل دینی پڑے گی عرضی یاقوت صاحب کو۔۔۔کہ اپنے لئے اور لے آئیں۔۔۔یہ والی میرے بیٹے کو پسند آگئ "وہ آنکھ مارتا زمل کو شریر انداز میں چھیڑنے لگا

جویہ سوچ کر دل ہی دل میں ہنس رہی تھی کہ وہ تینوں چاروں تو پہلے سے ہی پلاننگ بنا کر بیٹھی تھیں۔

"اچھا بابا سے چاہئے ڈول؟" وہ پوچھ زامل سے رہا تھا لیکن سوال پر زمل کی آنکھیں پھیلی تھی۔

"بس۔۔۔ٹک کے رہیں آپ۔۔۔اسکے پاس اپنی ایک ڈول ہے۔۔۔وہ اب اسی ڈول کو لینا چاہتا ہے" وہ جانتی تھی اپنے ہبی کے سارے مطلب۔

زیحال کا جاندار قہقہہ کمرے میں گونجتا وہاں کی در و دیوار کو بھی مہکا گیا۔

آخر میں زمل کی ہی آنکھوں کی پاور کام آئی تھی اس
نے آنکھیں دکھا کر فیڈ کرواتے اسے سلادیا تھا یہ
رات جو ایک ایک سیکنڈ سب پر بھاری پڑ رہی تھی اب
اتنے سکون میں آگئی تھی جس کی کوئی حد نہیں تھی۔
بچوں کے سوتے ہی زمل کی نظر اپنے ہبی پر پڑی۔
وہ اپنے بازو پر ہوئے بینڈج کو اتار کر سائیڈ ٹیبل پر
رکھ رہا تھا۔

"خامخواہ چلتی پھرتی ممی بنادیا مجھے" اسے اتنے بینڈج

بلکل بھی پسند نہیں تھے۔اول تواسے مریضوں کی

طرح دکھنا ہی پسند نہیں تھا۔

زمل اٹھ کر دھیرے سے اسکے پیچھے آ بیٹھتی اسکے

کندھے سے لگ گئی۔

اسکے یوں اچانک خود سے آلگنے پر زیحال کا دل سیدھا

کانوں میں زور سے دھڑکا تھا۔

"کیا بات ہے۔۔۔ بڑا پیار آرہا ہے" اسکا لہجہ شریر

ہوا

زمل کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ بکھر گئ۔

وہ اس شخص کی بیوی تھی جس سے ہر کوئی محبت کرتا

تھا۔ جو ہر رشتے میں پرفیکٹ تھا۔

"ہبی۔۔۔"

"جی ہبی کی جان "

اسکے جواب پر زمل کا دل باغ باغ ہوا۔

"سچ بتاؤ۔۔۔ آرہا ہے ناں مجھ پر؟" اسکے پوچھنے پر

زمل کا دل بے ساختہ زور سے دھڑکا۔ وہ ہاں نہیں کر

پا رہی تھی لیکن آج تو منہ سے نہ بھی نہیں نکل رہی
تھی۔

77/1

زیحال نے گردن موڑ کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا
اس کے چہرے پر ایک دلفریب مسکراہٹ تھی۔
"پیار دینے میں بھی کنجوسی" اسے اس عورت کی ہر ہر
ادا پورے دل سے بھاتی تھی

جہازی سائز بیڈ تھا پھر بھی ان دونوں کو تھوڑی تھوڑی
جگہ ملتی تھی کیونکہ رات بھر زامل زالے پورے بیڈ
پر یہاں سے وہاں کروٹ بدل کر سوتے تھے

"ہبی۔۔۔آپ کو چوٹ کیسے آئی" وہ اسکے سر پر نرمی
سے انگلی پھیرتی نم لہجے میں پوچھنے لگی۔

زیحال نے دھیرے دھیرے اسے سب بتادیا
ہوسپٹل سے لے کر سردار سے بیٹی لینے تک۔
جسے سن کر زمل کے تقریباً رونگٹے ہی کھڑے ہو گئے
تھے آنکھیں بے ساختہ چھلک پڑی تھیں۔
"وہ۔۔۔وہ ہمارے بے بی کے ساتھ" سوچ کر ہی
جیسے روح کانپ اٹھی تھی وہ ذرا بھی دیر سے پہنچتا تو
آج کیا قیامت ان سب پر ٹوٹ چکی ہوتی۔

"داراب لالا نے کر لیا اسے اریسٹ ۔۔۔اب عقل ٹھکانے وہ خود ہی لے آئیں گے" وہ نرمی سے اسکی آنکھوں سے نکلتی نمی اپنے لبوں سے چنتے محبت سے بولا۔

زمل پھر بھی اسکے سینے سے لگ گئی۔

"دنیا کتنی ظالم ہے ہبی "

"ھمم۔۔۔اللہ پاک خیر کرے گا" وہ اسکے بازو کو سہلاتے اسے ریلیکس کرنے لگا۔

"ظالم تو آج کل کی بیویاں بھی ہیں۔۔۔پیار بھی آتا ہے مگر مجال ہے جو دے دیں "اسکی بات پر زمل جھٹ سے منہ باہر نکال کر اسے گھورنے لگی

وہ ڈھیٹ بنا اپنی ہنسی دبائے اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کہنا چاہتا ہو "کچھ غلط کہا میں نے؟"

"شٹ اپ "وہ شٹ اپ کال دیتی اسکے کسرتی سینے پر مکا جڑ گئی۔

"میں کہتا ہوں کل ہی مورے کو۔۔۔دوسری بیوی کا "

اسکی بات پر زمل کی ہیزل آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئی اور پھر جو وہ ناراض ہوئی زیحال کے منائے سے بھی نہیں مان رہی تھی۔اسے ہنسی بھی آ رہی تھی۔

"اچھاناں۔۔۔میری بلبل۔۔۔میری لڑاکا بچہ۔۔۔مذاق کر رہا تھا "

اسے پورا ایک گھنٹہ لگا تھا اسے منانے میں۔اس دوران اپنے گلے پر اسکا غصّہ بھی برداشت کر گیا تھا۔

"اب۔۔۔سو جائیں صبح جلدی اٹھنا ہے۔۔۔مجھے تو بے بی سے ملنے کی اتنی ایکسائیٹمنٹ ہے" وہ خوشی سے عنقریب پاگل ہونے کو تھی۔

زیحال کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔وہ اس خوشی پر خود کو بھی قربان کر دے۔

وہ دونوں آنکھیں موندے نیند کی پر سکون وادیوں میں اتر گئے۔انکی زندگی بلاشبہ بہت حسین تھی کیونکہ اس میں لاڈ دکھانے والی عورت تھی اور مان رکھنے والا

مرد۔بے شک مان رکھنا صرف مرد کو ہی آتا ہے
عورت تو بنی ہی صرف لاڈ دکھانے کیلیئے تھی

آج کا سورج ایک نئ کہانی لے کر بیدار ہوا تھا پہاڑوں
کی اوٹ سے نکلتی اسکی کرنیں پورے جوش و خروش
سے پورے شہر پر قابض ہو رہی تھی لیکن اسی میں
ٹھنڈ بھی بلا کی تھی اتنی کہ سورج کی تپش ذرا بھی
محسوس نہیں ہو رہی تھی۔لوگ وہی موٹے کپڑے
پہنے اپنے اپنے کاموں کی جانب رواں تھے۔

آج سب کیلئے خوشی کا سماں تھا پھر چاہے وہ دوست ہو یاد شمن۔ سب کی زندگی میں ایک خوشی کی بہار سی آ گئی تھی۔

ابراہیم کیلئے یہ لمحہ اسکی فتح کے مترادف بنا تھا جس میں وہ سامنے کرین سے لٹکتی بلیک رین جیسی گاڑی کو دیکھ جھوم رہا تھا۔

اسکے ہاتھ میں بوتل تھی جسے وہ سر پر رکھے ڈانس کرتا ہوا اسکے ارد گرد گھوم رہا تھا۔

"آئی ایم داونز۔۔۔" وہ خود میں خوشی سے جھومتا ٹن

ہو رہا تھا۔

اسکی ایسی حرکتیں کبھی کبھی اسے کسی پاگل سے

مشابہت دیتی تھیں جسے دنیا کی کوئی سمجھ نہ ہو۔ دماغ

سے پیدل بس اپنی دنیا میں مگن۔

لیکن وہ الگ بات تھی کہ جتنا اسے دنیا کا پتہ تھا اتنا شاید

ہی کسی کو پتہ ہو۔ وہ خاموشی طوفان تھا ٹھہرا سمندر جو

خاموشی سے سب نگلتا تھا اور کسی کو کانوں کان خبر تک

نہیں ہوتی تھی۔

پاشا بے کی یہ گاڑی جلی ہوئی دیکھ وہ خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔ کیا ہوا اگر اسکی بھتیجی ہاتھ نہیں لگی۔

یہ گاڑی برباد کرنا بھی اسکی جیت کا ایک بہت بڑا حصّہ تھی کیونکہ کہیں نہ کہیں یہ گاڑی بھی پاشا بے کی پاور کا حصّہ تھی اب جس کے برباد ہونے کا مطلب تھا پاشا بے کی آدھی پاور ختم ہو گئی۔

یہ شاید پہلی بار ہوا ہو گا کہ ایک بے جان گاڑی خود کی پاور سے بڑے بڑے مگرمچھ کو خوف زدہ کر گئی۔

زارک بھی وہی ایک ٹائر پر بیٹھا گہرے کش لگا رہا تھا اسکی نگاہیں اس گاڑی پر ہی جمی تھیں لیکن ذہن کہیں اور الجھا تھا۔

"آئی ول بی بیک" یہ جملہ دیوار پر لکھا وہ دیکھ چکا تھا۔ لیکن یہ لکھ کون سکتا تھا۔ کون تھا جو سامنے نہیں آرہا تھا۔

پاشا بے کبھی یہ نہ کرتا کیونکہ وہ چھپ کر وار کرنے والوں میں سے نہیں تھا وہ پہلے للکارتا تھا مقابل کو۔ پھر میدان میں اترتا تھا۔

لیکن یہاں کوئی مسنگ تھا جو پیچھے رہ کر بھی آگے والوں کو بری مات دے رہا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔ ہمارے بندوں کو اتنا برا کس نے مارا؟" وہ ان بندوں کی حالت دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کسی ویل ٹرینڈ بندے کا کام ہے یہ۔

"وہ بچہ یہ نہیں کر سکتا۔۔۔ اور پاشا بے اتنی دیر یہاں رکا نہیں تھا۔۔۔ تو پھر؟" وہ جتنا سوچ رہا تھا اتنا ہی مزید الجھ رہا تھا۔

"بناؤ ویڈیو۔۔۔ بھیجو اس پاشا کو۔۔۔اور

بتاؤ۔۔۔اسکی گاڑی کا کیا حشر ہو گیا" اسکے حکم پر اسکے

بندے نے گاڑی کی ویڈیو بنائی اور سیدھا پاشا بے کو

بھیجی تھی۔

زارک اٹھا اور اس گاڑی کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔

"یہ زیادہ دیر نہیں رکے گی ہمارے پاس "

اسکی بات پر ابراہیم نے اسکی جانب دیکھا

"کیا مطلب ہر تمہارا؟" وہ واقعی نہیں سمجھا تھا۔

"اسے بنانے والا پاشا بے ہے۔۔۔اتنی جلدی اسکی بنائی ہوئی چیز ہم برباد نہیں کر سکتے "اسکے لہجے میں جیسے کچھ تھا۔ جس نے ابراہیم کو چونکا دیا تھا۔

وہ اس گاڑی کو دیکھنے لگا۔اور دیکھتے ہی دیکھتے زور سے قہقہہ مار کر ہنسنے لگا۔

"ہاہاہا۔۔۔۔ تمہارا کیا مطلب ہے۔۔۔اب اس میں کسی کی روح آئے گی؟ یا یہ خود سے پھر ریپئیر ہو گی؟"

وہ بات کو مذاق میں اڑاتا اور زور سے ہنسنے لگا۔

"اسے اب میں بناؤں گا۔۔۔اور پھر۔۔۔اسے

استعمال کرونگا اسی پاشا کے خلاف۔۔۔وہ بھی دیکھے گا

میرا بدلہ" وہ حقارت آمیز لہجے میں پھنکارا تھا۔

اور پھر ایک بار زور سے ہنس پڑا۔

زارک پھر بھی اس گاڑی کو ہی دیکھ رہا تھا جب اس نے

نہ محسوس طریقے سے قدم پیچھے لینے شروع کر دیے

وہ پیچھے ہٹ رہا تھا نگاہیں اس گاڑی پر جمی تھی ابراہیم

ہنس رہا تھا۔ یہ منظر عام بلکل نہ تھا کہ تب ہی بلیک

رین میں ایک زوردار دھماکہ ہوتے ابراہیم دور جا
گرا۔

کتنے ہی اسکے لوگ اسکی تپش سے زخمی ہو گئے تھے
ایک کے بعد ایک اس میں چھوٹے چھوٹے بلاسٹ
ہوتے کار کو بلکل ناکارہ بنا گئے۔

ابراہیم حیرت سے اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا
تھا۔ جبکہ زارک نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو
"کیا اب بھی بنائیں گے اسے ؟ "

نہیں وہ وفادار تھی وہ پاشا بے کی کار تھی اسے کوئی اور بنانا تو دور کی بات اسے سوچ میں بھی نہیں لا سکتا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ خود سے بلاسٹ کیسے ہو سکتی ہے؟"

ابراہیم دھاڑا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی

جبکہ دوسری جانب وہ پاشا ولا میں بنے اپنے شاہی کمرے میں بیٹھا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہاتھ میں پکڑے ریموٹ کو بار بار پریس کر رہا تھا۔

ریمورٹ پر پڑتا ہر دباؤ اسکے دل پر بھی پڑ رہا تھا۔

وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بلیک ریِن کو مکمل ختم کر رہا تھا۔

آنکھوں میں سرخی بڑھ رہی تھی جیسے ابھی چھلک پڑے گی لیکن اس شخص کو خود پر کمال ضبط حاصل تھا۔

وہ پھر بھی بٹن پریس کرتا گیا۔

"میں تمہیں بہت مس کرو نگارین۔۔۔آئی ول مس یو الاٹ" وہ ریموٹ کو اپنے لبوں سے لگا گیا۔

اس کی گود میں زمل سر رکھے گہری نیند سو رہی تھی وہ
رات دیر تک جاگتے رہے تھے جس کی وجہ سے بچے
اور وہ اب تک سو رہے تھے مگر بلیک رین کی یاد نے
زیحال کی نیند اور سکون دونوں چھین لئے تھے۔

رات وہ سونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی یاقوت نے
زبردستی مشی کو سلایا تھا وہ پھر بھی اپنی بیٹی کا ننھا سا
ہاتھ تھام کر سوئی تھی جیسے اب بھی اسے اسکے دور
چلے جانے کا ڈر ہو۔

لیکن اسے سلا کر وہ خود ایک سیکنڈ بھی نہیں سویا تھا

بس ساری رات نظر بھر بھر کر اپنی بیٹی کو دیکھتا رہا

تھا۔

اور یقین کر رہا تھا کہ وہ زندہ ہے اور اسکے پاس ہے

زیحال نے سردار والی حرکت اسے اب تک نہیں بتائی

تھی ورنہ یہ سوچ کر ہی اسکا کلیجہ پھٹ جاتا کہ اسکی بیٹی

کے ساتھ اتنا سب کیا جا رہا تھا۔

وہ دھیرے سے جھک کر اپنی ننھی سی کلی کے ماتھے پر
بوسہ دیتے اسکا چھوٹو سا کمفرٹر اس پر ٹھیک کرتے خود
فریش ہونے چلا گیا۔

وہ تھوڑی دیر میں شاور لے کر جیسے ہی نکلا سامنے نظر
مشی پر گئی۔

جو نیند سے بیدار ہوتی اسے دیکھ رہی تھی وہ بھی نیند
سے بیدار ہوئی چھوٹی جمائی لے رہی تھی۔

"اٹھ گئی میری دونوں پرنسسز" وہ بیڈ پر آتے پہلے
مشی کو اور پھر اپنی بیٹی کو مارننگ وش کرنے لگا۔ جو نہ

تو رو رہی تھی نہ مسکرا رہی تھی بس ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ جھک کر اسکی چھوٹی سی ناک کے ساتھ اپنی ناک ملا کر لاڈ کرنے لگا۔

"میرا پیارا بیٹا۔۔۔میرا سوہنا سا بیٹا" وہ دھیرے دھیرے بے حد نرمی سے اسکی بٹن سی آنکھوں پر لب رکھنے لگا۔

وہ بھی اپنے ننھے سے ہاتھ اپنے باپ کے چہرے پر پھیرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

اس نے ٹیسٹ اس لئے نہیں کروائے تھے کہ وہ اپنے رب کے سرپرائز کا منتظر تھا وہ جو بھی اسے دیتا بیٹا یا بیٹی۔

لیکن وہ دل سے بیٹی کا خواہشمند تھا اور آج اسی رب نے اسے ایک پیاری سی پھول جیسی بیٹی سے نواز دیا تھا جو ماں باپ دونوں کی خوبصورتی پورے حق سے لے کر پیدا ہوئی تھی۔

بڑی بڑی آنکھیں گھری پلکیں اور چھوٹی سی ناک گلابی گلابی ہونٹ اور سورج سی مائل چمکتی رنگت جو سرخی پر تھی لال ٹماٹر جیسی۔

اوپر سے زیحال نے اسے اتنا پیاا فراک پہنایا تھا رہی کسر اسکے سر پر کلپ لگا کر پوری کر دی تھی۔

یاقوت نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جن کا رنگ نہ مشی پر تھا شہد جیسا نہ یاقوت پر سیاہ کانچ سا چمکتا رنگ وہ اپنی ہی خوبصورت آنکھیں لے کر پیدا ہوئی تھی جن کا رنگ ہی عجیب تھا

یاقوت کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں۔وہ جھک کر غور سے دیکھنے لگا۔

وائیلٹ سلور مسٹ کلر جو دنیا میں تقریباً نہ ممکن حد تک پایا جاتا ہے۔

وہ جب دور تھا تو اسکی آنکھیں سوفٹ گرے شیڈ دے رہی تھی وہ پاس آیا تو لائٹ وائیلٹ رنگ میں اسکی آنکھیں بدل گئیں کہ تب ہی ونڈو سے سورج کی چمکتی روشنی اسکے ننھے سے چہرے پر پڑی وہ بلی کے بچے کی

طرح اپنے منہ پر اپنے ننھے ہاتھ مسلنے لگی لیکن جب

آنکھیں کھلی تو وہ سلور سا گلو دے رہی تھیں۔

"یہ۔۔۔یہ کس پر چلی گئی۔۔۔اسکی آنکھیں دیکھو"

اسکے حیران ہونے پر مشی بھی غور سے اسے دیکھنے

لگی۔

دونوں اب ایک دوسرے کو ہکا بکا سے دیکھ رہے تھے

اور وہ خود پر جھکے اپنے ماں باپ کو۔

"یہ تو عجیب سے کلر ہیں" وہ خود بھی اب حیران تھی۔

"جو بھی ہے۔۔۔ میری بیٹی کی آنکھیں ہیں

خوبصورت" یاقوت کے اندر کا باپ فوراً سے جاگا۔

"تو کیا مطلب۔۔۔ میری آنکھیں نہیں ہیں

خوبصورت؟" وہ جیسے جیلس ہوئی۔ یاقوت کو اسکی

جیلسی پر ہنسی آئی تھی لیکن اس وقت بیوی کے عتاب

کا نشانہ نہیں بننا چاہتا تھا۔

"نہیں نہیں۔۔۔ تمہاری بھی ہیں لیکن میری بیٹی کی

تھوڑی سی زیادہ ہیں "

اسکی بات پر مشی نے غبارے کی طرح منہ پھلا لیا۔

اور یہاں یاقوت اس ہنسی کو روکنے میں بری طرح سے

ناکام ہوا تھا۔

لیکن وہ اپنی ماں کا پورا پورا بدلہ لے رہی تھی ابھی تو

ایک دن کی تھی پھر بھی اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے

ٹکر ٹکر اپنے باپ کو گھور رہی تھی۔

"ان نو مہینوں میں کم گھورا ہوتا تو یہ بھی مجھے اب پیار

سے دیکھ رہی ہوتی" وہ لگے ہاتھ مشی کی کلاس لینے

لگا۔

"میری بیٹی ہے۔۔۔کیسے برداشت کرے گی" وہ فرضی کالر اٹھاتی اپنے بیٹی کو جی بھر کر چومنے لگی۔

"اچھا تم ریسٹ کرو۔۔۔میں اسے تیار کر کر باہر لے جاؤں۔۔۔سب اس سے ملنے کے لئے شدّت سے بے تاب ہیں" مشی خود ابھی نہیں اٹھ سکتی تھی یاقوت خود ہی اسکے پیارے سے کپڑے اٹھا کر لایا۔ اور بے حد نرم ہاتھوں سے اسے تیار کرنے لگا۔

"یہ وائیپس ٹھن ڈے ہونگے ناں۔۔۔" مشی کو یکدم سے اسکی فکر ستائی۔

"ڈونٹ وری۔۔۔روم ٹیمپریچر بلکل نارمل ہے" وہ پیار سے اسے سمجھاتا اپنی پرنسسز کو پورا تیار کر کر کمبل میں اچھے سے ڈھانپ گیا۔

وہ اب بھوک کی وجہ سے اتنی تیز روئی کہ یاقوت کو اپنے کان کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔

مشی کو اسکی حالت دیکھ ہنسی آگئی۔

"اپنے جیسی دہشت گرد بیٹی پیدا کر دی۔۔۔دودھ کیلئے اتنا تیز کون روتا ہے"

لیکن ایک بات تھی اپنی بیٹی کی تیز آواز بھی اسے سریلی دھن جیسی لگی تھی۔

کتنی مشکل سے انکے کمرے کی درودیوار کو یہ آواز سننی نصیب ہوئی تھی وہ شدّت سے اسکی لمبی خیریت والی زندگی کی دعا کرنے لگا۔

وہ تیار کر کر بے بی کو لئے کمرے سے باہر نکلا ہی تھا کہ سیکڑوں غبارے ایک ساتھ اسکے سر پر آ گرے اور ہر جانب سب نے ایک شور سا برپا کر دیا۔

"ویلکم۔۔۔بنت یاقوت مرزا۔۔۔ویلکم" اب نے

بیک وقت چیخ کر اسے ویلکم کیا۔

جس پر اس بے بی کے بجائے یاقوت ایک دم سے ڈر

گیا تھا۔ لیکن چہرے پر جاندار حیرت بھری مسکراہٹ

بکھر گئی۔

وہ سب کو دیکھنے لگا سب کے سب اسکے سامنے کھڑے

ہاتھوں میں بکے لئے ہوئے تھے۔

اتنی خوشگوار اور خوبصورت صبح آج تک یاقوت کی

زندگی میں نہیں آئی تھی۔

صبح صبح پاشا ولا میں رونق ہی الگ لگ چکی تھی خان حویلی سے دا جی کے علاوہ سب لوگ آج پاشا ولا آئے تھے یہاں تک کے داراب بیلا کو بھی پہلی بار یہاں لایا تھا جو مورے کے ساتھ بیٹھی سب کو دیکھ رہی تھی ابھی کسی کا دھیان اسکی جانب نہیں گیا تھا۔

پورا پاشا ولا اس وقت گلابی گلابی ہو چکا تھا سارے کرٹنز پنک کلر میں تبدیل کر دیے گئے تھے پلرز اور دیواروں پر گلابی غبارے بھر دیے گئے تھے ہر طرف

سفید چمکتی ماربلیں ان غباروں میں دکھ تک نہیں رہی تھیں۔

لان میں بھی ہر جانب گلابی پھول رکھے گئے تھے ایسے جیسے یہ کوئی فیری ٹیل کا کوئی محل ہو۔ آج یہاں صرف چیزیں نہیں بلکہ لوگ بھی پنک پنک ہو چکے تھے۔

مردوں میں سب نے وائٹ پینٹ شرٹ پر پنک کلر کا کوٹ پہنا تھا لیڈیز نے سب نے پنک رنگ کی ایک

جیسی ڈریسنگ کرلی تھی زامل اور عبدلباری مردوں

میں شامل تھا اور زاالے پر نسسز عورت میں۔

سارے ملازم یہاں سے وہاں بھاگ دوڑ کرتے کام

میں مصروف دکھائی دے رہے تھے۔

یہ سارا انتظام مشی اور یاقوت کو بتائے بغیر کیا گیا تھا وہ

دونوں تو ابھی نیند سے بیدار بھی نہیں ہوئے ہونگے

اور باہر انکی بیٹی کیلئے پورا گھر ہی بدل چکا تھا سب کے

چہرے خوشی سے دمک رہے تھے

اور اب یاقوت کی آنکھوں سے خوشی نمی کی صورت میں بہہ نکلی تھی وہ انگلی کی پور سے اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرنے لگا۔

زیحال نے آگے بڑھ کر اسکے سر پر بوسہ دیا۔اسکی گود میں پیارا سا بے بی فراک پہنے زالے بھی تھی۔

"اس خوبصورت زندگی کی پہلی حسین صبح بہت بہت مبارک ہو "

اسکے الفاظ یاقوت کے لئے سب کچھ تھے وہ اپنی بیٹی کو دھیرے سے اسکی گود میں دے گیا۔

"میری بیٹی آپ کی وجہ سے ہماری زندگی میں آئی ہے

۔۔۔تو اس پر زیادہ حق بھی آپ کا ہے" زیحال اسکی

بات پر گہرا مسکرا دیا۔

زالے پہلے اپنے بابا کو دیکھتی پھر اس چھوٹی سی ڈول کو

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے

آنسوں آگئے۔

"کیا ہوا میرا بیٹا" زیحال کے ساتھ ہی سب پریشان

سے ہو گئے۔

"یومی۔۔۔ببابش (آپ میرے باباہو بس)"وہ بے حد کیوٹ انداز میں بولتی اسکے کندھے سے لگ کر رونے لگی۔

جبکہ باقی سب اسکی بات پر ہکا بکا سے یکدم سے قہقہ مار کر ہنس پڑے۔وہ جیلس ہوئی تھی۔

"میرا بیٹا۔۔۔یہ بھی بابا کی جان ہے جیسے زالے ہے" وہ پیار سے اسکے روئی جیسے گال پر پیار دیتا محبت سے سمجھانے لگا۔

"بس تم اسٹاپ لگادو۔۔۔ورنہ تمہارے بچے اصل والی دہشت گرد بن کر دکھادیں گے "

عثمان کی بات پر جہاں سب کا زوردار قہقہہ گونجا تھا وہی زیحال اور زمل کی نگاہیں ملتے دل سیدھا کانوں میں دھڑکے تھے۔

"دیکھ بھائی۔۔۔جب دو لوگ آپس میں ملتے ہیں تو" پامیر کی بات پر زمل کی ہیزل آنکھیں بے ساختہ پھیلتی چہرہ سرخ پڑ گیا۔

نجانے وہ کیا کہنے والا تھا یہی حال زیحال کا بھی تھا لیکن

بچت ہو گئی۔

"تو وہ والے لفظ میں آتے ہیں۔۔۔نہ کہ

والی۔۔۔خدا کیلئے اپنے مذکر مؤنث ٹھیک کر لے ورنہ

ماہم نے کھڑے کھڑے تیرا سر پھوڑ دینا ہے "

پامیر کہاں پیچھے رہنے والا تھا وہاں وہ بنا داڑھی والا بکرا

بات کرنے کو منہ کھولتا تھا اور یہاں پامیر صاحب کے

کان بھی خرگوش کی طرح کھڑے ہو جاتے تھے

رائے عثمان لاشاری ایک خوبصورت نین نقوش کا مالک تھا جس کے اچھے نین نقش اپنے پاکستانی باپ پر ملتے تھے تو آدھے اپنی چینی ماں سے۔

چھوٹی چھوٹی سیاہ پرکشش آنکھیں، سواں سی کھڑی ناک اور عنابی کٹاؤ دار ہونٹ۔

رنگت دودھ جیسی سفید اور جیل کے ساتھ جمائے سلیقے سے خوبصورت بال۔

وہ قد کاٹھ اور جسامت میں بھی ایک دم فٹ تھا وہ اتنا پرکشش تھا کہ چلتی راہ پر لوگ دوبارہ مڑ مڑ کر اسے ضرور دیکھتے۔

لیکن یہاں وہ پامیر کے ہاتھوں پھنس جاتا تھا کہ اسکے چہرے پر داڑھی مونچھ کے نام پر ایک بال بھی نہیں تھا۔ بلکل پاک صاف چہرہ جو اس پر جچتا بھی تھا۔

عثمان نے گھور کر اس پاشا ولا کی پھپھی کو دیکھا۔

"زی۔۔۔ تم کو کیسا لگے گا اگر تمہاری ایک گندی اولاد کم ہو جائے" وہ ترچھی آنکھوں سے اجازت مانگ رہا تھا۔

زیحال کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی یہ دونوں نہیں سدھر سکتے تھے۔

بچی اسکی گود میں آنے کی دیر تھی کہ برلاس اور زامل دونوں اس پر جھک گئے۔

"می۔۔۔ دول۔۔۔ دوناں۔۔۔ ببا (میری ڈول دو ناں بابا)" وہ ضد کرتا زیحال کی ٹانگ سے چپک گیا۔

"نو۔۔پہلے بڑوں کا حق ہے" برلا اس صاف ہری جھنڈی دکھاتا اس ننھی سی پرنسسز کو ڈھیر سارا پیار کرنے لگا۔

"نو۔۔۔می ڈول۔۔۔۔اوتے (نہیں یہ میری ڈول ہے او کے)" وہ کسی کو بھی اپنی ڈول کو ہاتھ لگانے نہیں دے رہا تھا۔

"چلو بھئی ٹکٹ رکھو۔۔۔سب ٹوکن پر دیکھیں گے" پامیر کی بات پر سب کے قہقہے بلند ہو گئے۔

کہ تب ہی ماہم بھی آگئی اسے دیکھ تو خواتین میں جوش کی عجیب سی لہر دوڑ گئی۔

وہ ویلوٹ کا بلیو سوٹ پہنے ہلکی جیولری میں بے حد حسین لگ رہی تھی باقی سب تو اسے اتنے دن بعد دیکھ رہے تھے لیکن عثمان صاحب جن کی صبح ہی اپنی بیگم کو دیکھ کر ہوتی تھی وہ بھی اسے دیکھ باقی سب بھول گئے تھے۔

"بہت پیاری ہو گئی ہو" اسکے چہرے پر نکھار دیکھ کومل اسے سراہے بغیر نہیں رہ سکی۔

ماہم کی نگاہ بھی اسی وقت عثمان سے جا ملی تھی جو جان لٹاتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"لگتا ہے عثمان بھائی کچھ زیادہ ہی خیال رکھتے ہیں اھم۔۔۔" کومل گلا کھنکار تیبھنویں مٹکا کر بولی۔

ماہم کے گال یوں تپ اٹھے جیسے سارے وجود کا خون سمٹ کر ان گالوں پر ہی جمع ہو گیا ہو۔

زمل مشی کو بھی تیار کروا کر باہر لے آئی تھی وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔

سب لوگ لاؤنج میں موجود موج مستی میں مصروف ہو گئے تھے ایک زیحال تھا جس کی نگاہیں اپنے گھر کی دہلیز پر ہی ٹھہری ہوئی تھیں۔

اسے شدّت سے زریاب خان کے آنے کا انتظار تھا جو اب تک نہیں آئے تھے۔

"ہبی چلیں ناں۔۔۔بے بی کو گفٹ دیتے ہیں" وہ رشتے میں یہاں سب سے بڑی تھی مورے کے بعد اب اسے ہی پہلے بے بی گرل کو اس دنیا میں آنے کا تحفہ دینا تھا۔

زیحال مسکرا کر اسکے ساتھ آگیا بے بی مشی کے ساتھ

ہی صوفے پر رکھے کاٹ میں سو رہی تھی۔

اور زامل اسکی پہرے داری پر بیٹھا تھا۔

"یہ میرے اور ہبی کی طرف سے "

زمل نے ایک باکس کھول کر اس میں سے بے حد

خوبصورت ڈائمنڈ کے چھوٹے چھوٹے قیمتی بریسلیٹ

نکالے۔

اور بے بی گرل کی ننھی سی کلائی پر پہنا دیے افف اسکی گپو سی کلائی میں وہ بریسلٹ مزید خوبصورت لگ رہے تھے۔

"یہ جان بوجھ کر لئے ہیں اوکے۔۔۔میری بہو کے ابھی ہاتھ چھوٹے ہیں خاندانی کنگن کیلیئے" زمل مشی کے کان میں سرگوشی کرتی جیسے ہی پیچھے ہٹی دونوں کے بے ساختہ قہقہے گونج اٹھے۔

"بڑی سیکریٹ باتیں ہو رہی ہیں" انکے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسنے پر زیجال نے فوراً چوٹ کی تھی۔

زمل نے اسے گھور کر جیسے ہی دیکھا اسکی اپنی آنکھیں
بے ساختہ پھیل گئیں۔
وہ زیحال کا ہاتھ پکڑ کر سب کے بیچ سے کھینچتی ایک
جانب لے گئی۔
"کیا کر رہی ہو وائفی۔۔۔سب دیکھ رہے ہیں
۔۔۔میں بہت شریف ہ" وہ جان بوجھ کر اسے چھیڑ رہا
تھا جب پلر کے پیچھے آتے زمل نے اسکے منہ پر ہاتھ
رکھ دیا۔
"چپ۔۔۔ایک دم چپ "

زیحال آنکھیں پٹپٹاتے اپنی جنگلی بلی کو دیکھنے لگا پوری دنیا میں واحد ایک یہ لڑکی تھی جو اسے انگلی دکھانے کی ہمت رکھتی تھی۔

"یہ دیکھیں" وہ اسکی گردن پر اپنے دانتوں کے نشان دکھانے لگی۔

"کیا دیکھوں۔۔۔میں نے تو رات ہی دیکھ لئے تھے"

وہ یکدم سے شریر ہونے لگا تھا کہ زمل نے اسکے جذباتوں پر یکدم سے بریک لگادی۔

"اب باقی سب بھی دیکھ لیں گے"

"ہاں تو دیکھ لیں۔۔۔انکو بھی تو پتہ چلے رات کتنی

ہمت دکھائی ہے تم نے "

اسکے لہجے میں اترتی خماری پر زمل کا دل بے اختیار زور

سے دھڑک اٹھا۔

"یو۔۔۔آر سو" وہ بولنے ہی والی تھی جب زیحال کے

اندر سے اٹھتی تیز خوشبو پر یکدم سے رک گئی۔

اور نہ محسوس طریقے سے آنکھیں بند کئے اسے

سونگھتی ہوئی اسکے قریب ہونے لگی۔زیحال اسکی

حرکت پر یکدم سے ہیڈ لائٹس کی طرح بلش کرتے ایک قدم پیچھے ہٹتا پلر سے جا ٹکرایا۔

زمل کو پتہ ہی نہ چلا وہ ایڑھیاں اٹھائے اسکی گردن کے قریب ہوتی چلی گئی۔

"عثمان کو انعام دینا پڑے گا جس کا پلان کام کر گیا"

زیحال کی آواز پر زمل ایکدم سے ہوش میں آتی ہڑ بڑا کر پیچھے ہٹ گئی۔

"ک۔۔۔کیسا پلان اور یہ خوشبو۔۔۔آپ نے کونسا پرفیوم لگایا ہے۔۔۔کیونکہ یہ آج الگ ہے" وہ اسکی ہر

خوشبو اچھے سے پہچانتی تھی لیکن آج یہ نئی خوشبو تھی۔

"عثمان لایا ہے۔۔۔وہ اسے لانچ کرنے جارہا ہے پاشا برادرز کے نیم سے" وہ خوشی سے بتاتا زمل کو کمر سے تھامے اپنے قریب کر گیا۔

"لیکن مجھے کیا پتہ تھا یہ خوشبو اتنی جادوئی ہے کہ تمہیں ہی میرے قریب لے آئے گی "

وہ گھوم کر زمل کو اسی پلر سے پن کر گیا۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔کوئی آجائے گا" وہ ہڑبڑا کر لرزتی آواز میں بولی۔

"آنے دو لیکن مجھے اسکا جواب دو۔۔۔تمہیں پسند آیا یہ پرفیوم؟" اسکے سوال پر زمل کے گال سرخی سے تپ اٹھے۔

وہ کیسے بتاتی اس شخص نے ذرا سی دیر میں اسکے دل کی دنیا ہلا دی تھی وہ حیا سے لرزتی پلکیں جھکا دی چہرہ دھیرے سے اثبات میں ہلا اور وہاں زیحال کے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔

زیحال کے چھوڑنے کی دیری تھی کہ وہ فورا اسے بھاگ نکلی اسکے جاتے زیحال نے خود بھی وہ خوشبو محسوس کی اور موبائل نکالے کسی کو کال کرنے لگا۔

"عثمان کا پراجیکٹ آج ہی اپرووہونا چاہیئے" اسکی نگاہیں اپنی گلالے پر تھیں کیسے ممکن تھا کہ اسکی وائف کو کچھ پسند آئے اور زیحال خان آفندی اسے چھوڑ دے۔اب تو یہ برانڈ لانچ ہو کر ہی رہنا تھا۔

77/2

وہ سب کے بیچ ہو کر بھی خود کو اسکی بے باک نظروں
میں الجھا ہوا محسوس کر رہی تھی وہ شخص اسے اتنی

گہری محبت بھری نظروں سے دیکھتا تھا کہ زمل کو بے ساختہ اپنا آپ اسکی نگاہوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔اسے کبھی کبھی حیرت بھی ہوتی تھی کہ اس میں ایسا کیا تھا جو وہ شخص اس پر اتنا مر مٹا ہے۔یہ تو اب وہی بتا سکتا تھا جس نے اس لڑکی کو اپنی سانسوں کا مسلہ بنا لیا تھا یہ نہ دکھے تو لگے دنیا میں اندھیری ہو گئی۔اسکی آواز کے بغیر وہ بہرا ہونے لگتا تھا۔

زمل موبائل نکال کر اسے ٹیکسٹ میسج کرنے لگی۔

"آنکھیں نیچی کریں" اسکا میسج پڑھ کر زیحال کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔

"آن یور لپس" آگے ایک کس والی ایموجی تھی اسکی ڈھٹائی پر زمل کے بدن کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آگیا۔

وہ ہڑ بڑا کر سب سے بمشکل مسکرا کر بات کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن ایسا کیسے ممکن تھا۔

"میں مورے کو شکایت کردونگی آپ کی"اب کی بار اس نے کھلی دھمکی دی جس پر زیحال کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہو گیا۔

سب نے مڑ مڑ کر اسے دیکھا وہ خود بھی سب کو اپنی جانب دیکھتے پا کر گڑ بڑا سا گیا۔

"یہ کس کے ساتھ لگی ہے" عثمان کو سب سے پہلے جاننا تھا یقیناً زیحال کی کوئی گرل فرینڈ ہو گی ایسا عثمان کا کہنا تھا لیکن وہ بچارا اپا میر کے ہاتھوں اپنی مذکر مؤنث میں مارا گیا۔

"آج سے زیحال خان آفندی میری ماں ہے" پامیر کے نئے اعلان پر سب حیران تھے لیکن اسکے اگلے جملے پر سب کے ایک ساتھ پھوٹ کر قہقہے نکلے۔

"اس چینی بکرے کے مطابق میرا باپ "لگا" ہے نہیں بلکہ "لگی" ہے" یہ باز نہیں آسکتا تھا سب کے پیٹ اب ہنس ہنس کر درد کرنے لگے تھے۔

عثمان نے کچا چبا لینے والی نظروں سے میرو کو دیکھا۔

"اب لگتا ہے۔۔۔ عثمان بھائی کومل کی سوکن ہیں" برلا اس کی بات پر عثمان کی اپنی ہنسی چھوٹ گئی۔

"ہاں تم کہہ ٹینیو کروان سب کا چلتا رہے گا" زیحال
کے اگلے میسج پر زمل کی آنکھیں پھیلی۔
"تم کہہ رہی تھی مورے کو بتاؤ گی۔۔۔تو مجھے بھی
بتاؤ یہ احکام اعلی کو کونسی شکایت لگائیں گی میری بیگم
صاحبہ "
اسکے دلفریب انداز پر زمل کا دل بے اختیار زور سے
دھڑکا۔
"میں کہوں گی اپنے بیٹے کو سمجھالیں۔۔۔بہت بے
شرم ہیں" اس کی معصومیت پر زیحال نے نگاہ اٹھا کر

اسے دیکھا وہ پل کیں جھکائے صرف فون پر شیر نی بن

رہی تھی اسکے سامنے تو بھیگی بلی سے بھی کم تھی n

"وہ کہیں گی زی بیٹا۔۔۔ تھوڑا اور بے شرمی دکھاؤ

ناں۔۔۔ام کو زامل زالے جیسا پیارا پیارا بے بی

چاہیے "اسکے پٹھانوں والے لب ولہجے پر اب کی بات

زمل ہنسی تھی اور سب نے اسے دیکھا تھا اب تو اسکی

حالت پتلی ہوتے دیکھ خود زیحال کی بھی ہنسی چھوٹ

گئی۔

"ان سے فون لو۔۔۔یہ لوو برڈز ذرا ایک دوسرے سے دور نہیں رہ سکتے" پامیر کے سیدھا تیر نشانے پر لگانے سے زیحال زمل دونوں ہکا بکا رہ گئے۔

یاقوت نے تو دل ہی دل میں دونوں کی نظر اتاری۔

انکا کپل بلاشبہ سب میں حسین تھا۔

بیلا نے داراب کی جانب دیکھا جو سب کے بیچ بیٹھا ہنس بول رہا تھا۔

اسے اس بے بی گرل کو گفٹ دینا تھا لیکن اکیلے جانا اسے عجیب بھی لگ رہا تھا اس لئے وہ چاہتی تھی

داراب اسکے ساتھ آئے لیکن وہ تو دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔

بیلا نے فون نکال کر اسے کال کی جسے اٹھانے کے بجائے داراب نے وہی سے آنکھوں کے اشارے سے پوچھ لیا۔

"ام کو گفٹ دینا ہے" وہ بنا آواز کے لبوں کو حرکت دیتی گفٹ دکھانے لگی۔

قسمت ایسی تھی کہ اسی وقت مورے کی نظران

دونوں پرپڑی تھی انکو ایسے اشارے کرتے دیکھ انکے

چہرے پر ناگواری سی پھیل گئی۔

داراب سب سے ایکسیوز کرتا اسکے پاس چلا آیا سب کی

باتوں کی وجہ سے اسے جھک کر بیلا کی بات سننی پڑ

رہی تھی اور یہی پل تھا جب سب نے پہلی بار داراب

خان آفندی کو ایک لڑکی کے اتنے قریب دیکھا تھا اور

وہ کون ہو سکتی تھی یہ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں

تھی اس لڑکی کے پہناوے سے ہی علم ہو رہا تھا کہ وہ خان حویلی کی بہو ہے۔

ہاتھوں میں بھاری سونے کے کنگن، گلے اور کانوں میں بھاری جیولری اور پیازی رنگ کے سوٹ پر سلوری تار سے بڑی نفاست سے بنایا گیا ڈیزائن۔

وہ دکھنے میں بھی داراب خان کی ٹکر کی لگ رہی تھی آخر کو تھی بھی تو پٹھانی۔پٹھان کی پٹھانی۔

"اور کچھ بھی دینا ہے ؟" وہ اسکے ہاتھ میں بیگ دیکھ نرمی سے پوچھنے لگا حلانکہ یہ گفٹ بھی اسی نے بیلا کو لا کر دیا تھا۔

"نہیں۔۔۔ام کو اکیلے جانا بہت عجیب لگ رہا ہے۔۔۔ تم چلو ناں ساتھ" اسکے لہجے میں جھجھک محسوس کرتے داراب نے بے ساختہ اسکے چہرے کی جانب دیکھا

گھبرائی گھبرائی سی آئی لائنز سے مزین آنکھیں اتنی حسین لگ رہی تھی کہ داراب کو اپنا دل بے ساختہ ان میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

"ا۔۔اوکے۔۔۔ چلو" وہ جلدی سے خود کو کمپوز کرتے اسکے ساتھ آگے آیا۔

"یہ تمارا بیٹی کیلئے" بیلا پہلی بار مشی سے مخاطب ہوئی تھی اس نے غور سے بیلا کو دیکھا۔

"آپ۔۔۔داراب لالا کی وائف ہیں؟" وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی

اسکے دوبارہ کنفرم کرنے پر زمل اور کومل کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ گئے "کومل کے اس گانے پر زمل پاگلوں کی طرح ہنسی تھی۔

"شرم کریں آپ دونوں۔۔۔میرے بھائیوں کو پتہ چلا ناں۔۔۔آپ دونوں کو بہادیں گے کسی گنگا جمنا میں "

اسکی بات کو کومل پھونک سے اڑا گئی لیکن قسمت کے تارے ہر بار گردش میں رہتے تھے جو وہ گھر کا چھوٹا نواب نظر آجاتا تھا برلاس شاہ۔

انکے شوہر تو پھر بھی تھوڑی رحم دلی دکھا کر ایک ساتھ بہاتے لیکن یہ فتنہ تو قطرہ قطرہ کر بہاتا جب تک دونوں کی نیت بلکل صاف نہ ہوتی اور توبہ نہیں کر لیتی۔

"بہت پیاری ہے آپ کی چوائس" مشی کی تعریف پر داراب نے بے ساختہ بیلا کی جانب دیکھا۔

جو اسکی تعریف پر کم اور داراب کی لو دیتی نظروں پر زیادہ جز بز سی ہو گئی تھی۔

یہ سارا اہتمام صرف بے بی کے گھر آنے کی خوشی میں تھا اسکا نام کرن اور چھ دن مکمل ہونے کی تقریب ابھی باقی تھی۔

اور اتنی تیاریاں صرف ویلکم پر دیکھ سب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ پاشا ولا میں اس نئی فیملی ممبر کے آنے کو کتنا جوش و خروش سے سلیبریٹ کیا جانا تھا۔

زیحال اب بھی صرف زریاب کا منتظر تھا جواب تک نہیں آئے تھے اور کیوں نہیں آئے یہ وہ اچھے سے جانتا تھا

فارم ہاؤس پر وہی مخص وہی خاموشی کا راج تھا دو لوگ تھے وہ بھی نہ کے برابر۔

سیماب کو غصّہ اس بات کا بھی تھا کہ اسکی دو بیٹیاں تھیں وہ بھی زریاب خان نے ہاسٹل بھجوادی تھیں۔

اور آج وہاں سب لوگ یاقوت کی بیٹی کی اتنی خوشی

منا رہے تھے اور وہ یہاں بیٹھی تھی کیونکہ انکے خان کا

حکم تھا وہ اس جگہ نہیں جانا چاہتے تھے جہاں خان

حویلی کے افراد موجود ہوتے۔

"تم کو مسلہ حویلی کے لوگوں سے ہے ناں۔۔۔تو ام کو

کیوں روک رہا ہے۔۔۔وہ خوشی یاقوت کی ہے"

سیماب کے اندر کا وبال بڑھنے لگا تھا

اسکی تو پاشا ولا کی عورتوں سے ہی اتنی محبت تھی کہ وہ

قطعی انکے معاملے میں یہ چیز برداشت نہ کرتی۔

"تو ام تم کو رات کو لے جائے گا۔۔۔ مل لینا تم اس سے" وہ شان بے نیازی سے بولتے اپنا ناشتہ ختم کر کر اٹھے وہ اس وقت آفس جانے کیلئے بلکل تیار کھڑے تھے۔

باہر گاڑیوں کی ایک لائن لگی تھی وہی پر وٹو کول جو انکے ساتھ ہوتا تھا وہ طے کر چکے تھے کہ اس صرف اپنے جنون پر فوکس کریں گے۔

"نہیں ام کو ابھی جانا ہے" وہ ان کے راستے میں آتی اڑ کر بولی

"خان تم" اس سے پہلے وہ کچھ کہتے باہر ایک گاڑی آ کر رکی دونوں نے بیک وقت مڑ کر دیکھا۔

جہاں گارڈز آنے والے خان کو جھک کر سلام کر رہے تھے۔

زیحال کو دیکھ زریاب بے ساختہ اسکی جانب مڑے۔

"زی۔۔۔تم ادر؟" وہ اسے اچانک یہاں دیکھ تھوڑے شاکڈ ہوئے تھے لیکن سیماب جانتی تھی اسکے یہاں آنے کا مقصد کیا ہو سکتا تھا۔

"کیوں۔۔۔کیا میں نہیں آ سکتا؟ یا مجھ سے بھی قطع تعلق کر لیا" اسکے لہجے میں دکھ تھا۔

اسکے گھر کی اتنی بڑی خوشی تھی اور اسکے لالا اسی میں شریک نہیں ہوئے تھے۔

"تم پاگل ہے۔۔۔ایسا کیوں سوچتا ہے" وہ آگے بڑھتے اسکا کندھا تھام نے ہی لگے تھے کہ زیحال بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"آپ نے مجھے سوچنے پر مجبور کیا ہے۔۔۔آپ سب کبھی میری خوشی میں خوش نہیں ہوئے۔۔۔نہ مجھے

کبھی ایسا احساس ہونے دیا کہ میرے اپنے بھی اس دنیا میں ہیں "

اسکا لہجہ کاٹ دار تھا جس نے زریاب خان کے دل کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

کہہ کر وہ رکا نہیں تھا جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا بھی گیا تھا لیکن اپنے لفظوں کا ایسا اثر چھوڑ گیا کہ زریاب اپنی جگہ سے کتنی ہی دیر ہل نہیں سکے۔

"وہ ٹھیک کہتا ہے۔۔۔تم سب اپنی انا میں ہمیشہ اسکے ساتھ ناانصافی کرتا ہے۔۔۔ام تو عورت

ہے۔۔۔اپنے مرد کے آگے مجبور۔۔۔ لیکن تم کسی کے آگے مجبور نہیں سوائے اپنی انا کے" وہ بھی کہہ کر لمبے ڈھینگ بھرتی اندر چلی گئی تھی۔

زریاب خان کو پہلی بار اپنا آپ کسی گہری کھائی میں محسوس ہوا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

پاشا ولا کی رونق اسی طرح جاری وساری تھی ملازمین نے ناشتے کی شاہی ٹیبل بھی تیار کردی تھی آج ایک سے بڑھ کر ایک پکوان تیار کیا گیا تھا۔

جس کی خوشبو نے پورے پاشاولا کو مہکار کھا تھا۔

"آپ سے مل کر بہت اچھا لگا بیلا۔۔"کومل کو واقعی وہ اچھی لگی تھی جس طرح مسکرا کر وہ سب سے پیش آ رہی تھی۔

اسکے گالوں کی سرخی کی اصل وجہ تو وہ دشمن جان تھا جس کے نام سے وہ یہاں پہچانی جارہی تھی۔ہر کوئی اسے داراب کی وائف کہہ کر پکار رہا تھا۔

"تمہیں زیادہ دیر نہیں بیٹھنا چاہئے سٹچز میں مسلہ ہو سکتا ہے اس لئے اب ریسٹ کیلئے چلو"ماہم مشی کو

نرمی سے تاکید کرتی اپنے ساتھ اٹھا کر کمرے میں لے گئی۔

"ببا۔۔۔دول۔۔۔می۔۔۔وانت (بابا مجھے ڈول چاہیئے)"

زیحال کی گود میں بیٹھی زالے کو برلاس اور زامل کے پاس سوتی ہوئی ننھی سی پرنسسز چاہیے تھی۔

"اوکے میرا بیٹا۔۔۔ابھی لیتے ہیں" وہ زالے کو پیار کرتا برلاس کو اشارے سے اپنے پاس بلا گیا۔

"زامل کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کچھ کر جائے اسکی ڈول کی نیند خراب نہ ہو بس۔

"اگر آپ کی اجازت ہو تو۔۔۔ ہم آپ کی ڈول لے لیں؟" زیحال اجازت لے رہا تھا وہ بھی زامل سے۔

سب بے ساختہ قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"شی۔۔۔ شیپند ببا (شی از سلیپنگ بابا)" وہ قدرے زیحال کے کان میں جھک کر ایسے بول رہا تھا جیسے وہ اسکی ہی آواز سے اٹھ جائے گی جبکہ یہاں سب کا شور تھا۔

لیکن مجال ہے جو بنت یاقوت مرزا کو کوئی فرق پڑا ہو۔

اسے اپنی نیند پوری کرنی تھی اس لئے وہ ٹس سے مس

نہ ہوئی۔

"اچھا زامی کو یہ ڈول پسند آئی؟ "

پامیر کے پوچھنے پر زامل نے جھٹ سے سر اثبات میں

ہلایا۔

"لو بھئی۔۔۔اب ڈن کرو۔۔۔یہ صرف زامل کی

ہے "

وہ سب اپنی گپ شپ کے دوران یہ بات کہہ گئے تھے لیکن کبھی کبھی قبولیت کی گھڑی بھی ہوتی ہے۔

"ویسے اب ماشاءاللہ سے داراب بھی شادی شدہ ہو ہی گیا" عثمان نے لگے ہاتھوں داراب کی ٹانگ کھینچ دی۔

"ویسے مجھے تو لگتا ہے جتنا ترسا کر انکو بیوی ملی ہے اگلے سال ہمارے بیچ تین چار مینی داراب کے ورژن ملیں گے" پامیر کی بات پر سب بے ساختہ ہنس پڑے

داراب تو ہنستے ہوئے سر کھجا کر رہ گیا

ساری عورتیں ایک جانب تھی تب ہی سب مرد حضرات کو کھل کر موج مستی کرنے کا موقع مل گیا تھا۔

"نو مہینے کی گیپ تو رکھ لے" عثمان ایک سال میں چار بچوں والا کونسیپٹ اپنے دل گردے پھیپھڑوں پر ہی لے گیا تھا۔

"میں تو گیپ لے آؤنگا لیکن بھائی تو گیپ کا جینڈر نہ بگاڑ" سب کا ایک ساتھ جاندار چھت پھاڑ قہقہہ پورے پاشاولا میں گونجا۔

"اصل مزے تو ان مردوں کے ہوتے ہیں پتہ نہیں کونسی جگتیں مارتے ہیں کہ پوری چھت ہلا کر رکھ دیتے ہیں"

کومل کو جیلس ہوتے دیکھ ماہم اور زمل ہنس پڑی۔

"ویسے لالا اب تو آپ کو اپنے چھوٹے بھائی سے کچھ ٹپس لینی چاہیئے۔۔۔ جنہوں نے کچھ ہی مہینوں میں چوکے کے بجائے سیدھا چھکا مار لیا"

زیحال خود کی ٹانگ کھنچتے دیکھ پہلے ہی پا میر کو سیدھا کر گیا آخر کو باپ تھا۔

عثمان نے آنکھوں کے اشارے سے اجازت چاہی
زیحال کے پلکیں جھپکاتے وہ کوٹ کی اندرونی جیب
سے ایک باکس نکال کر لایا۔
جس کے نکلتے ایک خوشبو سی سب کے بیچ پھیل گئی۔
وہاں صرف مرد حضرات بیٹھے تھے جن کے بیچ ایک
خوشبو رقص کرتی سب کو مسحور کر گئی۔
"یہ کیا ہے؟" سب پوچھے بنا نہ رہ سکے
"یہ ٹپس میں پہلا سٹیپ۔۔۔بیویوں کو اپنے پیار میں
پاگل کرنے والا جادوئی نسخہ" عثمان نے سب پر ایک

ایک چھڑکاؤ ہوا۔ جس سے وہ خوشبو مزید تیز ہوتی

سب کے نیچ گھوم گئی۔

"واؤ۔۔۔انٹرسٹنگ "سب نے ایک ایک سپرے ہی

خود پر کیا تھا لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی اور ہی خوشبو

کی دنیا میں آ گئے ہوں۔

"پاشا برادرز کے نیم سے ہمارا نیو بزنس "

ان بھائیوں کی مثالی محبت اس معمولی سی چیز کو بھی

خاص بنا گئی تھی۔

زیحال کو جو چیز پسند آجاتی جیسے ممکن تھا کہ وہ معمولی

رہ جائے۔ برلاس تو خود کو اس خوشبو میں نہلا گیا تھا۔

"پہلی بار کوئی اچھا کام کیا ہے اس چائنا کے پراڈکٹ

نے" ان سب کی نوک جھوک ماحول کو مزید خوشگوار

بنا گئی تھی۔

وہ سب لوگ اپنی موج مستی میں بیٹھے تھے جب باہر

ایک ساتھ کئی گاڑیاں آکر رکی۔

زیحال کے ساتھ ہی باقی سب نے بھی اس جانب دیکھا جہاں گاڑی سے اترتے گارڈ نے پچھلا دروازہ کھولا اور خود مؤدب انداز میں کھڑا ہو گیا۔

گاڑی سے اترتے برانڈڈ بوٹوں نے پاشا ولا کی زمین پر اپنا مضبوط نقش چھوڑا تھا۔

وائٹ کاٹن کے سلوٹوں سے پاک سوٹ میں کندھوں پر شال لئے آنکھوں پر گلاسسز لگائے زریاب خان اترے تھے۔

ان کی پرسنالٹی ہی اتنی رعب دار تھی کہ اجنبی بھی انکو دیکھ کر تھم جائے۔انہوں نے اتر کر خود سیماب کی جانب کا دروازہ کھولا یہ حق انکا تھا جو کسی گارڈ کو بھی نہیں مل سکتا تھا۔

وہ بھی نک سک سے تیار ہوئی کندھوں پر شال لئے اپنے خان کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر اتری تھی۔

ان دونوں کو دیکھ مورے بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

جس دن سے زریاب خان نے حویلی چھوڑی تھی اس دن کے بعد وہ آج انہیں دیکھ رہی تھیں بچے چاہے جتنے مرضی ہو جائیں لیکن جو مقام بڑی اولاد کا ہوتا ہے وہ اور کوئی نہیں لے سکتا تھا۔

انکو دیکھ زیحال کے چہرے پر گہری مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

وہ آگے بڑھ کر جوش سے انکے ساتھ ملا

"تم آج بھی ڈرامے باز ہے مارا" وہ اسکے کندھے پر دھپ رسید کرتے بے ساختہ ہنس پڑے۔

"گیا کس پر ہوں" وہ بھنویں مٹکاتے شوخی سے بولا۔

باقی سب بھی اٹھ کر ان سے آکر ملے انکے آنے سے جیسے پاشا ولا کی رونق سی بڑھ گئی تھی۔

سیماب دوڑ کر پہلے مورے سے ملی تھی جو اسکے گلے سے لگتی رو پڑی تھیں انکی بے بسی ساتھ ہی سیماب کو بھی آبدیدہ کر گئیں۔

"بس مورے۔۔۔نہ روئیں" وہ کیسے انکو چپ کرواتی اتنے سال سے سیماب ہی تو انکا سہارا تھی اور آج وہی ان سے دور چلی گئی تھی۔

''ام کیا کرے۔۔۔ام تو مجبور ہے۔۔۔اپنی اولاد کو ایسے بٹے دیکھ ام کو موت بھی نہیں آتی'' انکی بات پر سیماب یکدم سے لرز اٹھی تھی

اس نے زریاب کی جانب دیکھا جو بے حس بننے کی کوشش کر رہے تھے لیکن سامنے روتی ہوئی عورت ماں تھی انکی۔

وہ بے ساختہ انکو اپنے سینے سے لگا گئے یہاں مورے کا رہا سہا ضبط بھی ٹوٹ گیا تھا۔

"بس مورے۔۔۔ام تم کو روتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا" وہ انکے سر پر بوسہ دیتے ریلیکس کروانے لگے لیکن وہ اتنے دن سے اکیلی گھٹ گھٹ کر جیتی آج ساری تکلیف اپنے اندر سے نکال دینا چاہتی تھیں۔

داراب اور زیحال بھی انکے پاس آگئے۔

کتنے سالوں بعد یہ خوبصورت لمحہ آیا تھا کہ انکے پاس انکے تینوں بیٹے موجود تھے۔

تینوں انکے قدموں میں بیٹھے انکے ہاتھ پر بوسہ دینے لگے

کتنا اچھا ہوتا اگر یہاں نوشیر وال صاحب بھی ہوتے

ماں باپ کو الگ دیکھنا بھی ایک ازیت ہوتی ہے۔

"یہ خوشی کا موقع ہے مورے۔۔۔ خدا نے یاقوت کو

اولاد سے نوازا ہے۔۔۔ ہم کو خوش ہونا چاہیئے "

وہ ہر طرح سے ناراضگی اپنے دل سے نکال گئے تھے۔

"تو اسی خوشی کے موقعے پر تم آجاؤ واپس۔۔۔ ام

نہیں رہ سکتا تمارے بغیر زری۔۔۔ ام بہت اکیلا پڑ گیا

ہے" وہ سر جھکائے پھر سے رونے لگیں

"تم تینوں ام سے دور رہتا ہے کسی دن تم تینوں کو امارا

بے جان وجود ملے گا۔۔۔تب پتہ چلے گا ایک ماں کو

کتنا تڑپایا ہے تم تینوں نے" انکی یہ بات سن کر تو جیسے

تینوں کے دل حلق میں آ گئے تھے۔

"مورے کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ"

زیحال انکے ساتھ لپٹ گیا تھا اسے پہلی بار اپنی ماں

کے ساتھ اس طرح لپٹے ہوئے سب دیکھ رہے تھے وہ

جتنا بڑا بن جاتا لیکن اپنی ماں کے سامنے عادتا وہ چھوٹا

ہی رہتا۔

اور ایسا کیسے ممکن تھا کہ جہاں زیحال ہو وہاں ناراضگی برقرار رہے۔

سیماب سیدھا مشی کے پاس آئ تھی اسکی بیٹی وہی بیڈ پر سو رہی تھی اور باقی تینوں بچے بھی اسکے پاس ہی بیٹھے تھے۔

"ام کو بہت بہت خوشی ہوئی۔۔۔ تمارا ابھی جولی بھر گیا" وہ پٹھانی لب و لہجے میں بولتی مشی کو ہمیشہ سے کیوٹ لگی تھی۔

وہ سب کے ناشتے کے بعد خاموشی سے ملازموں کو کام سمجھا رہی تھی جب وہ اچانک پیچھے سے آ کر کھڑا ہو گیا۔

وہ اسکے اتنا قریب تھا کہ آئرہ جیسے ہی پیچھے مڑی اسکی کہنی بے ساختہ برلاس شاہ کے چٹان سینے سے ٹکرا گئی۔

اسے اچانک دیکھ آئرہ بری طرح سے گھبرائی تھی

"میں کب سے نوٹ کر رہا ہوں۔۔۔ تم مجھ سے

بھاگ رہی ہو۔۔ کیوں؟" اسکے سوال پر آئرہ نے

بے ساختہ اسکی جانب دیکھا

دو دن سے اسکی غیر موجودگی میں تڑپتی وہ لڑکی اسے

اپنے اتنے قریب دیکھ اپنی آنکھوں پر ضبط نہیں کر پائی

تھی۔

ان بھوری آنکھوں سے آنسوں چھلک کر بے اختیار

رخسار پر بہہ نکلے۔ جنہیں دیکھ برلاس یکدم سے بے

چین ہوا اٹھا تھا۔

وہ کب سے اسے دیکھ رہا تھا وہ سب کے ساتھ نہ اتنا ہنس بول رہی تھی اور نہ ہی برلاس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

آنکھوں کی ویرانیت تو میک اپ میں چھپالی تھی مگر چہرے کی رونق نہ چھپا سکی جو اس شخص سے بہتر اور کوئی نہیں بھانپ سکتا تھا اور وہ بھانپ بھی گیا تھا۔

"مجھے بتاؤ کیا ہوا" وہ اسکے آنسوں صاف کرنے کے لئے ہاتھ بڑھانے ہی لگا تھا کہ آئرہ بے ساختہ پیچھے ہٹ گئی۔

برلاس کو اسکا یہ رویہ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اسکی نظروں کے سامنے سے ہٹتی سیدھا کمرے کی طرف بھاگ گئی اسکا یوں جانا برلاس کو اسکے لئے شدید بے چین کر گیا تھا۔

وہ کمرے میں آتے اپنا ضبط توڑتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

سب کے سامنے خود کو نارمل ظاہر کرتی کرتی اب تھک چکی تھی۔ برلاس کے واپس لوٹنے پر وہ ٹھیک سے اسے دیکھ بھی نہیں پائی تھی ملنا تو بہت دور کی

بات تھی۔ ورنہ جتنی وہ روئی تھی اسے ایک پل بھی نہ چھوڑتی۔

مشی کے بے بی والا قصّہ برلاس کے ذہن سے یہ تو بلکل ہی نکال گیا کہ وہ کڈنیپ ہوا تھا اور اسکے پیچھے اسکے گھر والوں کا کیا حال ہوا ہو گا۔ سب سے بڑھ کر اسکی بیوی کا۔

وہ نہیں کر پائی مزید برداشت اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلتے برلاس اندر داخل ہوا۔

جس کی آہٹ پر آئرہ جلدی سے اپنے آنسوں صاف کرتی بیڈ کی چادر ٹھیک کرنے لگی۔ وہ اسکے سامنے نہیں رونا چاہتی تھی لیکن دل بھاری ہوتا چلا جارہا تھا۔ اسکی سسکیاں کمرے میں بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

آئرہ نے تکیہ اٹھانے کیلئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ برلاس نے بےساختہ اسکی کلائی تھام لی۔ وہ اسکی اسی حرکت پر بری طرح سے گھبرا گئی۔

برلاس نے دھیرے سے اسکا رخ اپنی جانب پلٹا۔

وہ پلکیں جھکائے اب بھی بے آواز رو رہی تھی۔

"مجھے یہ آنسوں تکلیف دیتے ہیں"

اسکی بات پر آئرہ نے بے اختیار نگاہیں اسکی جانب اٹھائی۔

ان آنکھوں کے ملتے دلوں میں ایک طغیانی سا طوفان برپا ہو گیا تھا۔

برلاس کے سر پر ہوا بینڈج اور چہرے پر دو چار خراشیں دیکھ آئرہ کا دل مٹھی میں آیا تھا یہ تو ظاہری زخم تھے۔

وہ بے خود سی ان زخموں کو چھو کر دیکھنے لگی ایک دن میں اسکے چہرے کی رنگت کتنی پھکی پڑ گئی تھی۔

جب برلاس اسے چھوڑ کر دھیرے سے اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔اسکے اس عمل پر آئرہ کے چہرے پر تمام تر سرخی سمٹ آئی تھی۔

برلاس نے اپنے ایک کندھے سے شرٹ کا سرا نیچے ڈھلکایا جہاں کتنے ہی سرخ نشان پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے۔

"یہ زخم بھی ہیں" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا تھا۔

آئرہ تڑپ کر ان زخموں کو دیکھنے لگی بھوری آنکھیں ایک بار پھر برس پڑی تھیں۔

وہ بے خودی میں اسکے سینے سے آ لگی اور سسک سسک کر رو پڑی۔ برلاس پہلو میں ہاتھ گرائے اسکے خود سے لگنے پر بے یقین تھا۔

وہ دونوں ہاتھ پہلو میں گرائے بے یقین تھا وہ خود آئی تھی اسکے قریب؟ خود؟ وہ کہاں جاتا کس کو کہتا کہ اسے چٹکی کاٹ کر بتائے کہ وہ ہوش کی دنیا میں ہے وہ سو نہیں رہا۔

پھر جلد ہی اسکی سسکیاں برلاس شاہ کو ہوش میں لے آئی تھیں وہ رو رہی تھی اپنی خاموشی سے اسے بتا رہی تھی کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر گیا ہے۔

''آپ کیوں گئے تھے باہر۔۔۔کیوں۔۔۔نہ جاتے تو ایسا نہ ہوتا'' وہ روتی ہوئی اسے ڈانٹ بھی رہی تھی۔

لیکن آواز میں لرزش اس بات کی گواہ تھی کہ وہ اسکے لئے کتنا تڑپی تھی۔

برلاس ہکا بکا سا اب اسکی اس بات پر یقین کرنا چاہتا تھا کہ وہ روئی تھی وہ بھی اسکے لئے اسے فرق پڑا تھا اسکے

یہاں ہونے یا نہ ہونے سے۔

لیکن وہ کیسے بتاتی کہ کتنا فرق پڑا تھا۔

"کون کرتا ہے ایسے۔۔۔جب پتہ تھا یہ نہیں رہ سکتی

میرے بغیر۔۔۔پھر بھی گئے۔۔۔پھر بھی" وہ پیچھے

ہٹتی اسکے سینے پر مکے برسانے لگی۔

وہ رات کبھی نہیں بھول سکتی تھی جس میں وہ تنہا تھی

کوئی اسکے پاس نہیں تھا۔

برلاس اسے دیکھتا رہا اس کا یہ کیوٹ لڑا کا انداز برلاس کو بے حد کیوٹ لگا تھا۔ وہ چپ چاپ اسکی مار سہتا گیا۔ نجانے کیوں اسے وہ آج بیوی لگی تھی۔ اصلی والی بیوی۔

جو کہیں کھو گئی تھی جسے برلاس شاہ نے بہت مس کیا تھا۔ آج وہ اسے دکھائی دے رہی تھی۔

"آپ بہت برے ہیں۔۔۔ بہت برے۔۔۔ پتہ ہے میں کتنا ڈر گئی تھی" اسکی بات پر برلاس جیسے ہوش

میں واپس آیا تھا وہ ہمت کرتے دھیرے سے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

یہ ایسے تھا جیسے جلتے الاؤ کو ایک پھونک سے بجھا دیا گیا ہو۔ وہ کسی کلی کی طرح خود میں سمٹنے لگی۔

"مجھے پتہ ہوتا کسی کو میری اتنی فکر ہے تو میں خود پر ایک کھروچ بھی نہ آنے دیتا" وہ جس لہجے میں بولا تھا آئرہ کو اپنا دل بے اختیار تیز دھڑکتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ پیچھے ہٹنا چاہتی تھی لیکن یہ اتنا بھی آسان نہ تھا۔

"کتنی فکر ہوئی تھی میری۔۔۔ذرا بتائیں تو" وہ اسکے

سر پر اپنی ٹھوڑی ٹکائے شریر لہجے میں پوچھنے لگا۔

آئرہ اسکے اس انداز پر عنقریب پاگل ہونے کو تھی۔

"مم۔۔۔میں خواب سے ڈر گئی تھی" وہ ٹھاہ کر کے

اسکے سارے اندازے ختم کر گئی۔وہ جو اپنی غیر

موجودگی کی تڑپ سے خوش ہو رہا تھان

برلاس کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آئی تھی جیسے سچ

وہ جانتا ہو۔

آئرہ دھیرے سے پھر پیچھے ہٹی۔اسے شدّت سے اپنی

بے وقوفی کا احساس ہوا۔

"تم واقعی ڈر گئی تھی؟" وہ جھک کر شریر لہجے میں

پوچھ رہا تھا۔

آئرہ گھبرا کر سر دھیرے سے اثبات میں ہلا گئی۔

برلاس نے نرمی سے اسکے ہاتھ تھام لئے

وہ اب پلکیں تک نہیں اٹھا سکی تھی۔

"مجھے اندازہ ہوتا کہ تم اتنی ڈر جاؤ گی۔۔۔تو میں کبھی نہ جاتا" اسکے اعتراف پر آئرہ نے بے اختیار اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

وہ سچ کہہ رہا تھا وہ اب کہیں جا بھی نہیں سکتا تھا یہ لمحہ عام نہ تھا

کاش وہ پہلے یہ شدّت اسے دکھا دیتی وہ کتنے دن سے ازیت میں تھا سب کو لگتا تھا وہ ہنستا بولتا ہوا برلاس شاہ ہے۔ لیکن کوئی اسکے اندر بھی جھانک کر دیکھتا جہاں اپنے رشتے کا خالی پن اسے پل پل ختم کر رہا تھا۔

ہمسفر کا ایک الگ مقام ہوتا ہے اور وہ اسی مقام سے

اسے محروم رکھ رہی تھی لیکن اب انکی نگاہیں ملی تھی

دل تیزی سے کانوں میں دھڑکے تھے ایک

سنسناہٹ سی دونوں کے وجود میں سرائیت کر گئی۔

آئرہ اپنے ہاتھ چھڑوانا چاہتی تھی لیکن اب اتنا آسان

نہ تھا۔وہ برلاس کی لودیتی نظروں سے جزبز سی

ہونے لگی۔

"مم۔۔۔میرے ہاتھ۔۔۔چھ۔۔۔چھوڑیں "

برلا اس کو اسکا شرمایا روپ کتنے دن بعد دیکھنے کو ملا تھا۔ وہ چھوڑنے کے بجائے اپنی جانب کھینچ گیا۔

"کیوں؟ اگر اب چھوڑ دیا اور پھر چلا گیا تو؟" اسکی بات پر آئرہ نے تڑپ کر اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔ کتنا سنگدل تھا یہ شخص کتنی بے دردی سے یہ بات کہہ گیا تھا اسے ذرا بھی احساس نہیں تھا۔

آئرہ اس سے ہاتھ چھڑوا کر اس سے دور ہو گئی۔

آنکھوں سے تیزی سے آنسوں بہنے لگے۔

"جائیں۔۔۔چلے جائیں۔۔۔مجھے نہیں چاہئے آپ"

اسکا یہ رویہ برلاس کے لیے شاکنگ تھا لیکن آج جیسے

وہ جانتا تھا کہ وہ یہ بات دل سے نہیں کہہ رہی۔

اسکے آنسوں برلاس کے ضبط کو کڑا آزما رہے تھے وہ

ایک جھٹکے میں آگے آتا اس روتی ہوئی لڑکی کو اپنے

سینے سے لگا گیا۔

وہ دور ہونا چاہتی تھی لیکن اب ایسا ممکن نہیں تھا۔

"آئرہ اسکے سینے پر تابڑ توڑ مکے برسانے لگی لیکن مجال ہے جو اس ڈھیٹ ل نے اپنی گرفت ذرا بھی ڈھیلی چھوڑی ہو وہ اسے مزید خود میں بھینچ گیا۔

"ایم۔۔۔سوری۔۔۔میں اب کبھی ایسا نہیں کرونگا کبھی نہیں" وہ دنیا جہاں کی محبت اپنے لہجے میں لئے اس کلی کو خود میں سمیٹ گیا۔

وہ ساری مزاحمتیں چھوڑ کر خود کو ڈھیلا چھوڑ گئی اور بے آواز رونے لگی۔

اگر برلاس شاہ کو واقعی علم ہوتا کہ اسکے ایک رات باہر رہنے سے اسکے گھر کی دنیا بدل سکتی تھی تو وہ ایسی ہزار راتیں گھر سے باہر رہ سکتا تھا انکی مار سہہ سکتا تھا۔

اب بھی مسکراہٹ اسکے لبوں سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہ فلفریب مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اسکا منتظر تھا لیکن اسے بھی جیسے اسکے سینے سے لگ کر سکون آگیا تھا۔

"رات ہونے میں کچھ گھنٹے باقی ہیں تب تک رحم کریں سرکار" اسکی بات پر آئرہ کی آنکھیں پھٹ سے کھلی۔

وہ جھٹ سے پیچھے ہٹتی ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی ایسے جیسے کوئی انوکھی بات کر دی ہو۔

اسکی حیرت بھانپتے بر لاس دھیرے سے ایک قدم آگے آیا اور اسکی آنکھوں میں جھانکتے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لے گیا۔

"کیا اب بھی مزید دور رہنا ہے؟" اسکے بھاری ہوتے لہجے محسوس کرتے آئرہ کو اپنا گلا خشک ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ لیکن جس انداز میں اس نے پوچھا تھا وہ بے اختیار سر نفی میں ہلا گئی بھوری آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں۔

برلاس کو اب اسی جواب کی توقع تھی وہ جاندار مسکراہٹ اسے پاس کرتا دھیرے سے اسکے چہرے پر جھکتا اسکے لبوں کو اپنے لبوں سے چھو گیا۔

سب لوگ تقریباً جا چکے تھے نیو بے بی ڈول بھی اب آرام کر رہی تھی پورا دن اس نے سب سے پیار بھرے بیش بہا قیمتی گفٹ سمیٹے تھے اور اس وقت بھی اسکے ہاتھ میں کتنے بریسلیٹ تھے گلے میں کتنی چین تھی اور اسکے بڑے بابا نے تو اسکے وزن سے چار گناہ سونا ولا کے ملازموں میں تقسیم کروا دیا تھا۔اس ایک ہی دن میں اسکے سر سے کتنی ہی بار صدقے کے جانور وار دیے گئے تھے۔

اتنا صدقہ جو آج تک شاید ہی کسی بیٹی کے پیدا ہونے پر دیا گیا ہو۔

جس دور میں بیٹیوں کو بوجھ سمجھا جاتا تھا اس دور میں وہ لوگ اسی بیٹی کو سر آنکھوں پر بٹھا رہے تھے۔

مشی نے دھیرے دھیرے بے حد نرم ہاتھوں سے اسکی ساری جیولری اتار کر ایک جانب رکھی۔

اتنے میں وہ ٹھسک کر رونے لگی اسے یوں روتے دیکھ مشی کے ہاتھ پیر یکدم سے پھول گئے۔

"ک۔۔۔کیا ہوا۔۔۔کہیں لگی۔۔میرا بیٹا۔۔۔بتاؤ"

وہ گھبرا کر اسکے ننھے ننھے ہاتھ دیکھنے لگی۔

لیکن وہ تو جیسے بنا بات کے گلا پھاڑ کر رو رہی تھی۔

"میں کیا کروں؟"مشی سے اس کا رونا ذرا بھی

برداشت نہیں ہو رہا تھا اس نے جھٹ سے کومل کے

پاس کال کی۔

"یہ۔۔۔یہ رو رہی ہے میں کیا کروں۔۔۔یہ بتا نہیں

رہی اسکو کیا چاہیئے"وہ گھبراہٹ کے مارے کیا بول

رہی تھی اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا تب ہی کومل کی

جاندار ہنسی سنائی دی۔

"ڈفر ہو تم۔۔۔ماں بن گئی ہو اب" اسکی بات پر مشی

کو سکون سا دل میں اترتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ چاہتی تھی دنیا کا ایک ایک شخص آکر اسے بتائے کہ

وہ ماں بن گئی ہے اسے یقین دلائے۔

"اسے فیڈ کرواؤ۔۔۔اتنا سا بے بی ہر دس منٹ بعد

فیڈ مانگتا ہے اور ساتھ ہی اسکا ڈائپر بھی چینج کرتی

رہو" وہ مصروف سے انداز میں اسے سب سمجھا رہی

تھی جب اسکی اپنی جانب سے عبدلباری کا کیوٹ سا مما لفظ سنائی دیا۔

"جی بیٹا یہ لو" وہ اسکے ہاتھ میں پاؤڈر پکڑاۓ اسے کھیل میں مصروف کر رہی تھی۔

مشی دھیرے سے کال کٹ کرتی اپنی بے بی گرل کو دیکھنے لگی جو فون جیسی چمکتی چیز کو دیکھ چپ ہو گئ تھی۔

"میرا بیٹا بھوکا ہے" وہ پیار سے اسے گود میں لے کر بیٹھ گئ۔

وہ بھی جیسے جانتی تھی اب اسے فیڈ ملے گی تب ہی جلدی جلدی اپنے کیوٹ سے چھوٹے چھوٹے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔

مشی نے اسے اپنے سینے سے لگایا ہی تھا کہ دروازہ کھلتے یاقوت کمرے میں داخل ہوا۔

اسے اس وقت یکدم سے ژگوٹہ جن کی طرح حاضر ہوتے دیکھ مشی بے ساختہ اچھل کر پڑی تھی۔

''آرام سے ۔۔۔ کیا ہوا'' اسکی بیٹی اب بلند آواز میں روتی ہوئی اپنے باپ کو اپنی ماں کے کارنامے بتا رہی تھی۔

''ت ۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو'' وہ یکدم سے لڑاکا عورتوں کی طرح بولی

یاقوت نے جواب دینے کے بجائے کمرہ غور سے دیکھا کہ یہ اسی کا کمرہ تھا ناں؟ تو وہ کیوں یہ پوچھ رہی تھی۔

مشی اسکی حرکت سمجھتی ایک کشن اسکی جانب اچھال گئی جس سر یاقوت تو بچ گیا تھا لیکن دروازہ کھلا ہونے کے باعث وہ باہر سے گزرتے زیحال کو جا لگا تھا۔

یاقوت پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے کھڑے اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔

"شرم کرو۔۔۔ایک بیٹی کے باپ بن گئے ہو" وہ ہاتھ میں پکڑا کشن یاقوت کی جانب اچھالتا دانت بھینچ کر بولا۔

یاقوت بچارا تو سر کھجا کر رہ گیا اتنی شرمندگی کہ اسکا چہرہ تک سرخ پڑ گیا۔

زیحال کو اسکی حالت دیکھ ہنسی آئی تھی لیکن وہ اسکا اندر ہی گلا گھونٹتے سپاٹ نظر اس تازہ تازہ باپ کے رتبے پر فائز ہونے والے شخص کو دیکھ آگے بڑھ گیا۔

یاقوت نے باقاعدہ جھک کر باہر دیکھا آیا کہ اسکا باپ گیا یا پھر یہی ہے۔

اسکے جاتے وہ جھٹ سے اندر ہو لیا۔

"تم میری عزت کا کچرا کرنا نہ چھوڑنا چاہے میں دس بچوں کا باپ بن جاؤں" یاقوت کے جل بھن کر بولنے پر مشی نے الٹا اسے گھورا۔

"یہ۔۔۔یہ میری محنت سے آئی ہے۔۔۔میری ۔۔۔تو میرے ہی سامنے فیڈ کروانے میں کیسی شرم؟" اسکا بس نہیں چل رہا تھا ہاتھ میں پکڑا کشن توڑ مروڑ دیتا۔

مشی اسکی بات پر سرخ پڑتی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

یاقوت کو احساس ہوا کہ اب وہ دو سے تین ہو گئے تھے

اور وہ چھوٹی مشی تو دیکھ بھی اسے ہی رہی تھی۔

"سوری۔۔۔ تم کروالو فیڈ میں نہیں دیکھ رہا" وہ نرمی

سے بولتا چہرے کا رخ پلٹ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

مشی سکھ کا سانس لیتی اپنی بیٹی کو سینے سے لگا گئی۔ جو

اب فرصت سے دونوں کو چپ کروا کر مزے سے

سیر اب ہو رہی تھی۔

وہ جتنی جلدی بھوکی ہوتی تھی اتنی جلدی اسکی چھوٹی

سی ٹمی بھی بھر جاتی تھی۔

وہ اب بیڈ پر لیٹی مزے سے ہاتھ پیر مارتی خود سے نجانے کیا باتیں کر رہی تھی لیکن یاقوت اور مشی یہ دیکھ کر حیران تھے کہ انکی بیٹی کتنی ایکٹو ہے اتنا سا بچہ سونے سے ہی نہیں تھکتا اور یہ۔

"یاقوت۔۔۔ ہم اسکا نام کیا رکھیں گے؟" وہ یاقوت کو اس سے لاڈ کرتے دیکھ فکر مندی سے پوچھنے لگی۔

"جو بھائی بولیں گے۔۔۔وہی رکھیں گے" وہ اپنی بیٹی کی چھوٹی سی ناک پر پیار کرتا محبت سے بولا۔

"ل۔۔۔ لیکن۔۔۔ تم نے ایک بار مجھے کہا تھا کہ تمہاری بیٹی ہوئی تو تم اپنی بہن کا نام رکھو گے" اسکی بات پر یاقوت لمحہ بھر کو رکا۔

اسکا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔

"نہیں۔۔۔ بس بھائی جو چاہیں رکھ دیں" وہ مشکل سے ہی بول پایا تھا۔

مشی نے اسکے چہرے کو دیکھتے دھیرے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"یاقوت" وہ اسکے دل کی کیفیت سے جیسے واقف تھی

۔اسے نہیں پکارنا چاہئے تھا اسے اس وقت۔

وہ چہرے کا رخ موڑ کر اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے

صاف کرنے لگا۔

"میں نہیں چاہتا۔۔۔میری بیٹی کی قسمت ویسی ہو" وہ

کس کرب سے بولا تھا مشی کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس

ہوا۔

"ایسا کیوں سوچ رہے ہو۔۔۔تم تب چھوٹے تھے

اس لئے اسکے لئے کچھ نہیں کر پائے لیکن اب وہ

وقت نہیں رہا" وہ پیار سے اسکے رخصار پر ہاتھ رکھتی محبت سے بولی۔

"یہی تو گلٹ رہے گا ساری عمر۔۔۔ کہ میں کچھ نہیں کر پایا" اسکی آواز یکدم سے بھرا گئی۔

"اسکی چیخ و پکار مجھے آج بھی راتوں کو سونے نہیں دیتی میں چاہے جتنا اپنے رب سے سکون مانگ لوں"

وہ راتوں کو اٹھتا تھا اپنے رب کے حضور پیش ہوتا تھا کیونکہ اسے آج بھی اپنی بہن دکھائی دیتی تھی اسکی آواز سنائی دیتی تھی۔

مشی بے ساختہ اسے اپنے سینے سے لگا گئی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ تم قصور وار نہیں ہو"

اسے الفاظ نہیں مل رہے تھے جن میں وہ یا قوت کا دل بہلا سکتی۔ اسکا غم بڑا تھا۔

"میری زندگی میں اب تم ہو۔۔۔ میری بیٹی ہے۔۔۔ لیکن میرا دل ہمیشہ اپنے ماں باپ اور بہن کیلئے خالی رہے گا میں انکو اپنی آخری سانسوں تک اپنے دل سے بھلا نہیں سکتا "

اپنے لوگ بھلائے نہیں جاتے لیکن انکی یادیں مدھم ضروری ہو جاتی ہیں لیکن ان سے ملی تکلیف اور زخم وہ کبھی مدھم نہیں ہوتے یہاں تک کے انسان قبر میں جا پہنچتا ہے۔

"تم حیران ہوتی ہو۔۔۔ کہ زیحال بھائی کے ساتھ اتنی محبت کیسے۔۔۔اور کیوں۔۔۔ تمہیں پتہ ہے" وہ سیدھا بیٹھ کر مشی کا ہاتھ تھام گیا

اسکے لرزتے ہونٹ دیکھ مشی کو اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا۔

آج یہ اسکا شوہر یا قوت نہیں تھا آج یہ وہی بچہ تھا آٹھ سالہ۔ معصوم ڈرپوک اور خوف زدہ۔

"اس شخص نے ایک بچے کو تب اپنایا تھا جب وہ اپنی ماں کی قبر سے لپٹ کر رو رہا تھا اس سے بھوک کی وجہ سے کھانا مانگ رہا تھا۔۔۔ مجھ پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔۔۔ محلے والے تدفین کے بعد چلے گئے تھے کسی نے مڑ کر نہیں دیکھا۔۔۔ پھر اللہ پاک نے میرے لئے اس فرشتے کو بھیجا۔۔۔ وہ مجھ سے زیادہ بڑے نہ تھے۔۔۔ انکو حالات میں بڑا بنا دیا

تھا۔۔ ہماری وجہ سے انہوں نے اپنا بچپن ختم کیا اور ہمارے مجرموں کو سزا دیتے دیتے وہ اس دنیا میں قدم رکھ گئے جہاں انکی جان کو ہر پل خطرہ رہتا ہے" وہ روتے ہوئے اسے بتا رہا تھا اور وہ روتے ہوئے اسے سن رہی تھی۔

وہ کتنی بار اسے بتاتا ہر بار اسکے لہجے میں اپنے بھائی کیلئے محبت بڑھی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

وہ آج بھی اسی طرح تڑپ کر اپنی تڑپ بیان کرتا تھا اور وہ لرز اٹھتی تھی یہ ایک چھوٹا بچہ کیا کچھ سہن کر چکا ہے۔

"ایسے شخص دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں یا میرے مطابق ہیں ہی نہیں میرا باپ صرف ایک ہے صرف ایک "

اگر اس وقت زیحال اسے دکھ جاتا تو یا قوت اس سے لپٹ کر خوب روتا اسکی آغوش میں اسے آج بھی ایک ماں والی ممتا ہی محسوس ہوتی تھی۔

"شش۔۔۔ریلیکس۔۔۔اگر وہ تمہیں ایسے روتا ہوا دیکھیں گے تو اور ہرٹ ہونگے۔۔۔دیکھو۔۔۔بے بی بھی تمہیں دیکھ رہی ہے" اس نے اپنی بیٹی کی جانب اشارہ کیا۔

وہ سچ میں ٹکر ٹکر اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔

جب اسکی نظر پڑتے وہ کھلکھلا کر ہنسی اسکی ہنسی کی باقاعدہ آواز آئی تھی۔

لیکن اس سے زیادہ حیرانی اسکے گال پر پڑنے والے گڑھے پر ہوئی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ اسکی سمائل؟" مشی اب بھی حیران ہوئی تھی وہ کس پر چلی گئ تھی۔سب کچھ ماں باپ کا لے کر بھی ایکسٹرا فیچرز لے آئ تھی۔

"میری بیٹی ہے۔۔۔ایسی سمائل تو ہو گی" وہ جھک کر اسے پیار کرنے لگا کہ تب ہی کسی نے ہلکا سا دروازہ ناک کیا۔

"اس وقت کون ہو گا" اس انداز پر وہ دونوں چونکے۔

یاقوت اٹھ کر جیسے ہی گیا دروازہ کھولتے اس نے دائیں بائیں دیکھا کوئی نہیں تھا۔پھر نظر نیچے پڑی

جہاں ایک کیوٹ سا بھالو ہاتھ میں فیڈر پکڑے کھڑا

تھا۔

"قوت۔۔۔ببا۔۔۔می اندل (یاقوت بابا میں اندر

آؤں)" اسکے کیوٹ انداز میں اجازت مانگنے پر یاقوت

کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"لیس میرا بیٹا۔۔۔ویلکم"

یاقوت نے جھک کر اسے گود میں اٹھاتے اسکے گپو

سے گالوں پر پیار کیا۔

"می فیدو۔۔۔بے بی (میں فیڈر بے بی کو دے دوں)؟" وہ دینے بھی یہی آیا تھا

"اممم۔۔۔میرا سوہنا بیٹا۔۔۔ابھی تو بے بی کے پاس اپنی پرسنل فیڈر رہے" وہ آنکھ بچاتے جیسے ہی بولا مشی کے چہرے پر سارا خون یکدم سے سمٹ آیا۔

وہ اس بدتمیز کو صرف گھور ہی سکی تھی۔

"تیشے (کیسے)" ہاں اسے اب بتاؤ وہ کیا جانے حلانکہ پرسنل فیڈر تو اسکے پاس بھی تھی لیکن وہ جانتا نہیں تھا۔

"وہ دیکھو۔۔۔یہ ہے بے بی کی فیڈر" وہ مشی کی جانب اشارہ کرنے لگا اس نے کشن پھینک کر دے مارا۔

یاقوت اور زامل کا پھوٹ کر قہقہہ نکلا تھا۔

جبکہ وہ غور سے زامل کو ہی دیکھ رہی تھی جب اسکے دیکھنے کے انداز پر یاقوت یکدم سے ٹھٹھک گیا۔

"کیا ہوا؟" استفسار یہ پوچھا

"تمہارے ہاتھ میں پتہ ہے کون ہے ؟" اسکے الٹا سوال کرنے پر یاقوت چونکا اس نے زامل کی جانب دیکھا

"زامی ہے" انداز بے حد سرسری سا تھا

"نہیں ۔۔۔ تمہاری گود میں مستقبل کا پاشا ہے" اسکی بات پر یاقوت نے ٹرانس کی سی کیفیت میں زامی کی جانب دیکھا جو گود میں بیٹھے بیٹھے بھی غٹ غٹ فیڈر پی رہا تھا۔

"ماضی میں ایک پاشا نے تمہاری حفاظت کی

تھی۔۔۔اور مستقبل میں یہ پاشا تمہاری بیٹی کی

حفاظت کر سکتا ہے۔۔۔ سوچنا ضرور "

اسکی بات میں دم تھا یا قوت کا ذہن ایک بار بھی اس

جانب نہیں گیا تھا۔

ہاں اسے اپنی بہن کو دیکھ اب ان قسمت کے کھیلوں

سے ڈر لگنے لگا تھا لیکن جو بات مشی نے کہی تھی اس

کے آگے جیسے اس ڈر کی کوئی اوقات نہیں تھی۔

وہ زامل کی جانب دیکھتا رہا

"یہ اپنے باپ پر صرف نین نقش میں نہیں
ملتا۔۔۔یہ اسکی طرح کا ایک اعلی پر وقار شخص بنے گا
جسے تاریخ میں ہر کوئی یاد رکھے گا۔۔۔اس میں تمہاری
بیٹی کیلیئے دنیا تباہ کرنے کا حوصلہ ہو گا۔۔۔اور یہ کر بھی
دے گا"

مشی کا ایک ایک لفظ یاقوت کے ذہن میں ہتھوڑے
بن کر گونجنے لگا تھا۔وہ زامل کو ہی دیکھتا رہا
وہ بھائی کیا سوچتے تھے پتہ نہیں لیکن ان عورتوں نے
انکی اتنی بڑی پریشانی حل کر دی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

"میرا بیٹا تو ابھی سے بہو کے ساتھ لگ گیا" زمل اپنے دھیان میں سامان سمیٹ کر وارڈ میں رکھتی خود سے باتیں کر رہی تھی اور زارا لے فیڈر لئے بیڈ پر بیٹھی اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

"مما۔۔۔آر۔۔۔یو شیور۔۔۔شیور (ماما آپ سیڈ سیڈ ہو)؟" اس کے معصومانہ سوال پر زمل نے رک کر اسے دیکھا۔

"نو میری جان مما سیڈ نہیں ہے مما خوش
ہے۔۔۔آخر کو ساس بن گئی مما" وہ واقعی خوشی سے
چہک کر بولی تھی۔
"کون بن گئی ساس" اسی وقت وہ ژگوٹہ جن ہاتھ میں
لیپ ٹاپ پکڑے کام کرتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔
"آ۔۔۔ک۔۔۔کوئی بھی نہیں۔۔۔آپ کیوں بھٹکی
آتمہ کی طرح گھوم رہے پورے گھر میں "
اسکے تڑخ کر پوچھنے پر زیحال کے مونچھوں تلے عنابی
لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"مجھے نیٹ ورک نہیں مل رہا میری جان کے ٹوٹے

۔۔۔ورنہ جہاں تم وہاں میں"

وہ موقع ملتے اسکی چھوٹی سی ناک چوم گیا۔

"ٹھرکی نہ ہوں تو" وہ اپنی ناک رگڑتی جل بھن کر

بولی۔

"اب ٹھرکی بول ہی دیا ہے تو تھوڑا ٹھرک بھی

جھاڑنے دو" وہ لیپ ٹاپ رکھتے واقعی ارادہ بنا گیا تھا۔

"خبردار۔۔۔جو ایک قدم بھی آگے آئے" وہ انگلی کی طاقت پر اس بھاری بھرکم پہاڑی وجود رکھنے والے شخص کو وہی روک گئی۔

"ایک تو یہ انگلی۔۔۔یہ۔۔۔ چھوٹی سی انگلی مجھے نچا کر رکھتی ہے "

وہ جھنجھلا اٹھا تھا زمل کو زور کی ہنسی آئی تھی لیکن وہ منہ میں ہی دبا گئی۔

"ہاں تو۔۔۔میں موڈ میں نہیں ہوں" وہ صاف اعلان کر گئی مطلب آج چپ چاپ سب نے سونا ہے وہ بھی جلدی۔

"تمہارے موڈ کی ایسی کی تیسی۔۔۔زالے۔۔۔کلوز یور آئز میرا بیٹا" اسکے بولنے کی دیری تھی کہ زالے "اوتے ببا" کہہ کر جلدی سے اپنے ننھے ننھے گپو ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ گئی۔

"اے۔۔۔بباکی بچی۔۔۔آنکھیں کھولو"

زمل کو اسکی باپ سے محبت کبھی کبھی حیران کر جاتی تھی۔

"نو۔۔۔می ببا۔۔۔شید۔۔۔آئج۔۔۔کوج(نومائے بابا سیڈ آئز کلوز)"

اسکے سیدھا جواب پر زمل ہکا بکا رہ گئی۔وہی زیحال کا جاندار قہقہہ کمرے میں گونجتا درو دیوار کو ہلا کر رکھ گیا۔

وہ پاگلوں کی طرح ہنستا ہوا بیڈ پر آ بیٹھا اور لوٹ پوٹ ہوتے ہنسنے لگا۔

"اوہ۔۔۔اوہ مائے گاڈ۔۔۔یہ میری بیٹی

ہے۔۔۔زیحال خان کی "اسے اپنی بیٹی پر ٹوٹ کر پیار

آیا

"صرف آپ کی ہی ہے میرا تو بیٹا ہے" وہ الگ بات

تھی بیٹا ابھی سے شریک حیات کے پیچھے لگ گیا تھا۔

زمل کپڑے رکھ کر باقی چیزیں سمیٹنے لگی

"دیکھو یہ عورت ہماری مالکن ہے" زیحال زالے

کے قریب ہوتا سرگوشی نما انداز میں بولا۔

"ہم اسکے گھر میں رہتے ہیں اگر ہم اسی کی بات نہیں مانیں گے تو یہ ہمیں گھر سے نکال دے گی"

زالے اتنی غور سے "ھمم ہمم" کرتی اسکی بات سن رہی تھی۔

"اب بھاگو۔۔۔ سوری کرو" اسکے کہنے پر زالے بھاگتی ہوئی زمل کے ساتھ جا لپٹی اور بے حد کیوٹ انداز میں سوری کرنے لگی۔

اس نے بے ساختہ اپنے ہبی کی جانب دیکھا جو بیٹھا پر بیٹھا مسکرا رہا تھا

کیسے ممکن تھا جس عورت کے اشاروں پر وہ سانس لیتا تھا اسکے بچے اسی کی کوئی بات رد کر دیں۔

آج کی صبح بے حد خوشگوار تھی خوشیوں نے جیسے پاشا ولا میں ڈیرہ ہی جما لیا تھا۔ ہر کوئی چہک رہا تھا سب سے زیادہ بچے خوش تھے جن کو نیا ٹوائے مل گیا تھا۔

زامل زالے اور عبدلباری اس نیو بے بی گرل کے آگے پیچھے گھوم رہے تھے۔

لے دے کر کبھی اسے اپنا کوئی ٹوائے دیتے تو کبھی کھانے پینے کی چیز اور وہ ٹکر ٹکر تینوں کو دیکھتی۔

کومل کے حکم پر ملازمہ سارا سامان اٹھا کر لان میں لے گئی جہاں بے بی کو صبح کی تازہ دھوپ کی کرنیں دلوائی جارہی تھیں۔

"اب ہو گی میری جان کی ایکسر سائز" وہ اسے بے حد نرم ہاتھوں سے کھول کر اسکی ایکسر سائز کروانے لگی کہ تب ہی گیٹ کھلتے ایک گاڑی پاشا ولا میں داخل ہوئی وہ کس کی تھی یہ تو کومل کو جیسے رٹ چکا تھا تب

ہی وہ سب کچھ چھوڑے گاڑی سے اترنے والے شخص کو دیکھے گئے۔

77/4

گاڑی سے پہلے ڈاکٹر برہان اترے تھے پھر ڈاکٹر مبشر اور پھر انکے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی جو گاڑی سے اتر کر پاشاولا کو بڑے انہماک سے دیکھ رہی تھی ہاتھ میں بکے پکڑے شولڈر کٹنگ بالوں والی لڑکی کو کومل پہلی بار دیکھ رہی تھی۔

وہ ہلکے رنگ کا ڈھیلا ساٹراؤزر اور اوپر کھلی سی شرٹ پہنے ہاتھ میں گھڑی اور کوئی ایسا لک نہیں جو خاص لڑکیوں سے اسے مشابہت دیتا ہو پوری لڑکوں والی لک دے رہی تھی۔

کومل کو اسے دیکھ حیرت ہوئی۔ مطلب کسی کے گھر جانے پر بھی اسکا لک ایسا تھا تو گھر میں وہ کیسے رہتی ہو گی۔

"اندر چلو زُنو" ڈاکٹر برہان نے ہاتھ آگے بڑھاتے اسے راستہ بتایا وہ قدم جما جما کر رکھتی آگے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"ویسے ہمیں کل آنا چاہئے تھا اس بے بی کا پہلا دن کل تھا" ڈاکٹر مبشر کو آج آنا بے حد عجیب لگ رہا تھا۔

"کل انکا فیملی ڈے تھا ہم کیا کرتے آکر" وہی اصل وجہ تھی کہ ڈاکٹر مبشر کے لاکھ کہنے پر بھی وہ کل نہیں آئے تھے آج اگر آئے تو ساتھ ظاعنہ کو بھی لے کر آئے تھے۔جواب بھی پاشا ولا کا ایک ایک کونہ بڑی غور سے دیکھ رہی تھی۔

"لو۔۔۔تو آپ نے ادھر انڈے بیچنے۔۔۔؟ آپ بھی تو رشتہ دار ہی ہونگے فیوچر میں اس گھر کے اکلوتے داماد" لگے ہاتھوں انکی زبان کے بریک بھی فیل ہو ہی گئے

برہان نے ظاعنہ کی طرف ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتے ہوں "اس کو چپ کروا رہی ہو یا نہیں "

اس نے بھی فوراً تابعداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر مبشر کو گھور کر دیکھا جو اسکے دیکھنے پر تیر کی طرح سیدھے ہو گئے۔

"آپ کو تو اکیلے میں پوچھونگا" وہ دانت بھینچ کر ڈاکٹر برہان کو وارن کرنے لگے جو انکی دھمکی کو خاص نوٹس میں نہ لیتے ہوئے ڈھیٹ بن کر مسکرا دیے۔

"اسلام علیکم" سامنے سے زیحال کو رف کپڑوں میں آتے دیکھ ڈاکٹر برہان نے نہایت مؤدب انداز میں سلام کیا۔

لیکن وہی دوسری جانب مبشر کی ساری ہوا نکل گئی تھی آج وہ گھر پر ہی تھا ورنہ وہ تو خوش ہو رہے تھے کہ یہ جن آفس جا چکا ہو گا۔

"سوری کل نہیں آ سکے۔۔۔آپ کو بہت بہت مبارک ہو" وہ آگے بڑھ کر پوری دلجمعی سے ملے زیحال نے بھی گرمجوشی کا ہی مظاہرہ دکھایا تھا۔

"یہ سسٹر ہیں میری ظاعنہ ورک "انہوں نے اپنے ساتھ کھڑی لڑکی کا تعارف کروایا۔

زیحال نے غور سے اس لڑکی کو دیکھا جو اسکی جانب دیکھتی مسکرا رہی تھی۔

"مینی مینی۔۔۔کا نگر یچولیٹ "وہ بکے آگے بڑھاتی نہایت خوش دلی سے ملی۔

اسکا انداز جذبے والا ایسا تھا جیسے باپ زیحال بنا ہو زیحال کا چہرہ غصّے سے سرخ پڑتے دیکھ برہان کی تو گویا سانس رک گئی۔

وہی مبشر پھنس پھنس کر ہنسنے لگے۔ مگر مجال ہے جو ہنسی باہر آنے دی ہو۔

"یہ۔۔۔بے بی کے بڑے بابا ہیں۔۔۔ان کے چھوٹے بھائی کے ہاں بیٹی ہوئی ہے "ڈاکٹر برہان نے جلدی سے تصیح کی مبادہ وہ بے وقوف لڑکی اور کچھ نہ کہہ دیتی

انکے سالے صاحب کا میٹر تو ویسے بھی گھوما رہتا تھا

ظاعنہ اپنی بے وقوفی پر خاصی شرمندہ ہوئی اسے اب زیحال کے کڑے تیور سمجھ آئے تھے بندے کو غصّہ جلدی آتا ہے اسے سمجھ آگیا تھا۔

"بیٹھ جائیں ہم؟"

مبشر سے مزید پاشا بے کے سامنے کھڑے رہ پانا ممکن نہ تھا یقیناً انکی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔

"ضرور بیٹھیں۔۔۔ شیر دل۔۔۔ مہمانوں کیلئے پانی لاؤ" اس نے ایک ملازم کو آواز دی جو بھاگ کر سب کے لئے پانی لینے گیا۔

شیر دل کے مرنے کے بعد اس نے اسکا ہم نام ہی ملازم رکھ لیا تھا جس کا بدلہ ابھی باقی تھا۔ وہ جب جب اسکا نام لیتا تھا تب تب اسے شیر دل کا بدلہ یاد آتا تھا جو اسکی وجہ سے ناحق مارا گیا تھا۔

"بے حد خوشی ہوئی اینڈ سوری میں آپ لوگوں کے ہوسپٹل سے نکلتے وقت آپ سب سے مل نہیں پایا"

وہ اس وقت ایمرجنسی وارڈ میں تھے تب ہی ان سب کو جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکے ورنہ مشی کا علاج وہ ہوسپٹل میں ہی بہترین طریقے سے کرواتے۔

اور جتنی مشی اور کومل انہیں زرتشم کیلیئے پسند کرتی تھیں تو انکی بات کسی بھی حال میں رد نہیں کر سکتی تھی۔

"ھمم "زیحال صرف ہنکارا بھر کر رہ گیا گھر کے باقی افراد یہاں وہاں اپنے کاموں میں مصروف تھے کسی کو بھی ڈاکٹر برہان کے آنے کا علم نہیں تھا۔

زامل باہر سے کھیل کر اندر آیا ہی تھا جب اسکی نظر سامنے بیٹھی چوزے کی ممی پر پڑ گئی۔

اسکے چھوٹے سے ذہن سے تیزی سے گھوم کر اسکی تصویر اپنے پردے پر ظاہر کر دی۔

"چوچو ممی۔۔۔۔" وہ وہی سے چیختا ہوا بھاگ کر اسکے پاس آگیا۔

باقی سب تو زیحال سمیت ہی ہکا بکا سے اسے دیکھ رہے تھے۔زیحال نے اپنے بیٹے کو دیکھا جو کبھی اجنبی کو اتنی جلدی گھاس نہیں ڈالتا تھا۔

"ارے۔۔۔آپ یہاں ؟ "

اسے زامل کو دیکھ دھچکا لگا پھر اس نے بے ساختہ

زیحال کی جانب دیکھا

اسے ایک پل نہیں لگا تھا اس مال والا قصّہ یاد کرنے

میں تو یہ لوگ اسکے اتنا قریب تھے ؟

وہ حیران تھی مگر ظاہر نہیں کیا۔

تب ہی برلاس بھی اٹھ کر آگیا اسکی نظر بھی سیدھا

ظاعنہ پر گئی تھی

"تاہ۔۔۔چوچومی" زامی نے اپنے تاہ کو بھی بتانا

ضروری سمجھا

''آپ یہاں کیسے۔۔۔اپنا چوزہ واپس لینے آئی ہیں تو سوری ہم نہیں دیں گے''

اسکی بات پر زیحال نے گردن موڑ کر اسے دیکھا مطلب اس لڑکی سے اسکی یہ دونوں اولادیں چوزہ ہتھیا کر لائی تھیں۔

''میرا تو ایسا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔اگر آپ واپس کر دیں گے تو مجھے خوشی ہو گی'' وہ نہایت خوش مزاج لڑکی معلوم ہی رہی تھی۔

"بلکل نہیں۔۔۔" دونوں کی جانب سے دوبدو جواب آیا۔

ظاعنہ نے مسکراتی آنکھوں سے ان دونوں کی یک جہتی دیکھی اسی وقت آئرہ کچھ کام کرتی ہوئی وہاں آئی تھی جب اسکی نظر برلاس پر پڑتی سفر کر کر ظاعنہ تک گئی۔

اس نے جھٹ سے برلاس کو دیکھا اس ٹھرکی سے اور امید بھی کیا کی جاسکتی تھی وہ پیر پٹخ کر کچن میں چلی گئی۔

برلاس کے تو اسے ایسے جاتے دیکھ چودہ طبق ہی روشن ہو گئے تھے وہ فوراً سے منظر سے ہٹ گیا کیونکہ وہ دیکھ کر ہی اس انداز میں گئی تھی جیسے ابھی برلاس کی آنکھیں نکال دے گی۔

وہ سیدھا کچن میں چلی گئی۔ جہاں زمل پہلے سے موجود تھی وہ آئرہ کو زور زور سے برتن پٹختے دیکھنے لگی۔

"آئرہ آپی۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟ "

وہ حیران ہوتی استفسار یہ پوچھنے لگی جب آئرہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ تب ہی برلاس بھی اسکے پیچھے پیچھے وہی آگیا۔ جسے دیکھ اب صحیح آئرہ گڑبڑائی تھی۔

زمل نے برلاس کو اوپر سے نیچے ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو "آپ یہاں کیسے ؟ "

لیکن وہ کب اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ تو اپنی بیگم کی خفا نظروں سے ہی اتنا گھبرایا ہوا تھا کہ اسے زمل کا بھی خیال نہیں رہا۔

زمل اب سینے پر ہاتھ باندھے سیدھا سیدھا اسے گھور رہی تھی۔

"آ۔۔۔مم۔۔۔میں ٹیبل سیٹ کر دیتی ہوں۔۔۔"آئرہ وہاں سے رفو چکر ہونا چاہتی تھی لیکن تب ہی برلاس اسکا بازو تھام کر اپنی جانب کھینچ گیا۔

"میں اسے نہیں جانتا یار وہ مال میں ملی تھی بس اس نے ایک چوزہ زامل کو گفٹ کیا تھا "

وہ خود سے صفائی دینے لگا اسکی حرکت پر آئرہ کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

جبکہ زمل اسے آئرہ کے قریب دیکھ حیران ہو رہی تھی یہ حیرت بھی خوشی والی تھی وہ جلدی سے دبے قدموں کچن سے باہر نکل گئی۔

"کیا کر رہے ہیں چھوڑیں میرا بازو۔۔۔زمل دیکھ رہی تھی" وہ پوری جان لگا کر بھی اپنا بازو چھڑوانے میں ناکام ہو گئی تھی۔

"سب کو چھوڑو۔۔۔ تم مجھ سے بات کرو۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں ناں وہ لڑکی انجان ہے" وہ واقعی کسی کی پرواہ نہیں کر رہا تھا۔

"تو میں نے کچھ کہا؟" وہ یکدم سے بپھر گئی۔

"تو ایسے کیوں دیکھا جیسے وہ میری گرل فرینڈ ہو "

وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ شخص اڑتی چڑیا کے پر بھی گن سکتا تھا تو تیزی سے گزرتے شخص کی نگاہوں کو نہیں سمجھیں گا۔

آئرہ بے اپر سر جھکا گئی جیسے کوئی معصوم سی بچی ہو اب وہ کیسے بتاتی اسے تو اس شخص سے گزرنے والی ہوا بھی کسی غیر تک جانتی برداشت نہیں ہوتی تھی وہ الگ بات تھی کہ وہ اپنے جذبات اس پر عیاں نہیں کرتی تھی انکے بغیر ہی یہ شخص اس پر مرمٹتا تھا۔

"مجھے اچھا نہیں لگا تھا" وہ منہ ہی منہ میں منمنائی۔

"اور مجھے اچھا لگا کہ تم جیلس ہوئی" اسکے شریر انداز پر آئرہ نے جھٹ سے اسے گھورا۔

"نو۔۔ایسا نہیں ہے" جھٹ سے بولی۔

"ایسا ہی ہے" دوبدو وہ بھی بولا

"نو۔۔۔میں نے ک" وہ بول ہی رہی تھی جب وہ

ایک جھٹکے میں اسے کمر سے تھام کر اپنے سینے سے

لگاتے اسکے ہونٹوں پر قابض ہوتا ساری نمی نچوڑ گیا۔

"میں اگر تمہاری جگہ ہوتا تو اس شخص کی آنکھیں

نکال کر رکھ دیتا" وہ سرگوشی نما لہجے میں بولتے مسکرا

کر کچن سے باہر نکل گیا

جبکہ وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی نہیں ہل سکی تھی اس نے

دھیرے سے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا

جن کی نمی اسے پاگل کر گئی تھی اسے لگا وہ یہی کھڑے کھڑے شرما شرما کر ہی فوت ہو جائے گی

ڈاکٹر برہان اس بے بی گرل کو ہاتھوں میں لئے غور سے دیکھ رہے تھے دیکھ تو وہ بھی رہی تھی انکو ٹکر ٹکر ایسے جیسے انکو پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔

"ماشاءللہ بہت پیاری بچی ہے"

انہوں نے کھلے دل سے اسکی معصومیت اور

خوبصورتی کو سراہا جس پر وہ حلق پھاڑ کر یکدم سے اتنی

تیز روئی کہ پورا پاشاولا اسکے رونے کی آواز سے گونج

اٹھا۔

"ارے اسکو کیا ہوا؟"ڈاکٹر برہان کے ہاتھوں سے وہ

گرتے گرتے بچی تھی

"آپ پسند نہیں آئے اسکو"مبشر ہنس کر انکی ٹانگ

کھینچنے لگے۔

زیحال نے اٹھ کر اسے اپنی گود میں لے لیا۔وہ اسی

وقت چپ ہوتی اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔

یہ دیکھ زیحال اب خود حیران تھا کہ وہ اسکے پاس آکر

کیوں چپ ہوتی ہے۔

"واؤ۔۔۔نائس ممی" مبشر کی بات پر زیحال نے

سپاٹ نظروں سے انکو دیکھا وہ جھٹ سے شریف بن

کر سر جھکا گئے۔

"آپ آہی گئے تھے تو زرتشم کا بھی چیک اپ یہی کر

دیتے آپ "

کومل کی بات پر زیحال نے اسکی جانب دیکھا۔ وہ تو پہلے سے ڈری ڈری سی تھی اسکے دیکھنے پر تو دل ہی دھک سے رک گیا۔

"نہیں۔۔۔ آپ انہیں ہوسپٹل لے آیئے گا۔۔۔ بس سفر کرنے میں انکو مسلہ ہو گا باقی چیک اپ وہاں ہو جائے گا" برہان کا دل چاہا مبشر کے منہ میں سامنے رکھے سارے سموسے ٹھونس دیں۔

زیحال انکو باری باری دیکھ رہا تھا۔اسکے چہرے کے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ مبشر کی بات اس پر اثر کر رہی ہے۔

''آپ یہی اسکا چیک اپ کر لیں'' وہ سر سری سے لہجے میں بول کر خاموش ہو گیا۔

ڈاکٹر مبشر کے اندر تو ٹھاٹھیں مارتا سمندر جاگ گیا تھا انکا دل چاہا یہی کھڑے ہو کر ناچنے لگ جائیں۔

کومل انکو لے کر زرتشم کے کمرے کی جانب چلی گئ

بے بی گرل بھی ٹھسکنے لگی تھی جسے لے کر زیحال بھی

لاؤنج سے نکل گیا۔

اب وہ ماں سمجھ رہی تھی تو کیا وہ سچ میں ماں بن جاتا

عزت کا جنازہ نکل جاتا اسکی۔

سب کے جاتے ہی ظاعنہ نے مبشر کی جانب دیکھا جو

سب کے سامنے کچھ اور تھے اور اب اکیلے میں۔

ظاعنہ کیلئے وہاں بیٹھنا محال ہونے لگا تھا۔

وہ کیوں ایسے نظریں چراتی تھی کیا وہ انکے دل کی کیفیت سے واقف نہیں تھی؟

"دنیا میں بہت سے ظالم لوگ دیکھے ہیں۔۔۔ لیکن عورت سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہوتا،"

ان کی بات پر ظاعنہ نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا۔

"کسی نے کیا خوب کہا ہے۔۔۔ عورت بھی بڑی عجیب خطرناک چیز ہے۔۔۔نہ ملے تو عاشق بنا کر مارتی ہے اور مل جائے تو شوہر"

انکا انداز سحر زدہ تھا ظاعنہ کچھ پل کیلئے تو ساکت سی رہ گئی۔

"مطلب ہماری قسمت میں مرنا ہی لکھا ہے" وہ زخمی سا ہنسے تھے انکی یہ ہنسی کوئی دیکھ لیتا تو رو پڑتا۔

وہ اٹھ کر باہر لان میں چلے گئے یہ تازہ ہوا تو انکی ساتھی تھی۔

کمرے میں داخل ہوتے نظر سامنے سوتی ہوئی زرشم پر گئی وہ دوپٹے سے بے خبر لیٹی گہری نیند میں تھی

جب اسے ایسے دیکھ ڈاکٹر برہان بے اختیار چہرے کا رخ موڑ گئے۔

کومل نے جلدی سے زرتشم کو جگایا وہ نیند سے بیدار ہو کر اچانک انکو سامنے دیکھ صحیح معنوں میں گڑ بڑا گئی تھی

وہ جھٹ سے اٹھ کر دوپٹہ ٹھیک سے کندھوں پر لینے لگی۔

"آپ دیکھیں میں ذرا کام کر آؤں" کومل دونوں کو اکیلے چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

اسکے جاتے ڈاکٹر برہان کی نگاہیں اس دشمن جان سے ملی تھی۔

جو نیند سے مخمور آنکھیں مسل رہی تھی بکھرے بال اسے مزید دلکش بنارہے تھے۔

اگر مرد کا دل نیند سے بیدار ہوئی عورت کی خوبصورتی دیکھ کر بھی نہ دھڑکے تو یقیناً اسے دل کا کوئی مسلہ ہے۔

"سلام "گل کے سلام پر وہ یکدم سے ہوش میں آئے۔

"و۔۔۔وعلیکم سلام" وہ ہڑبڑا کر سلام کرتے نظریں چرانے لگے۔

زرتشم کو سمجھ نہیں آئی کہ ہوا کیا ہے۔ لیکن انکی نظروں کی حیا اسے اپنی جانب مائل کر رہی تھی۔

"کیسی طبعیت ہے اب "

انکے پوچھنے پر زرتشم نے سر اثبات میں ہلا یا۔

"اب آپ کو زیادہ سے زیادہ چلنے کی کوشش کرنی ہے۔۔۔میں جاؤنگا آؤٹ آف کنٹری آپکے لئے

آخری ڈوز لینے۔۔۔ان شاء اللہ اسکے ملتے ہی آپ

بلکل ٹھیک ہو جائیں گی "

انکے جانے کا سنتے زر تشم کو اپنا دل جیسے مٹھی میں آتا

ہوا محسوس ہوا۔

"ام ایسے ہی کوشش کرلے گا" وہ جیسے نہیں چاہتی

تھی وہ جائیں۔اسکی بات پر وہ بے ساختہ مسکرا دیے۔

"میں زیادہ دن نہیں رکونگا بس جاؤنگا اور آؤنگا" وہ

اسے نرمی سے تسلی دیتے اسکی رپورٹس کا جائزہ لینے

لگے۔

"آتے ہی آپ کیلئے رشتہ لے کر آؤنگا" انکی اس بات

پر گل نے بے اختیار انکی جانب دیکھا

نگاہیں دو سے چار ہوتی دلوں میں طغیانی سا طوفان برپا

کر گئیں۔

"میں اب مزید نہیں رہ سکتا آپ کے بغیر "

انکے لہجے میں بے ساختہ بوجھل پن شامل ہوا تھا گل کو

اپنا دل مٹھی میں آتا ہوا محسوس ہوا گرے جھیل سی

آنکھیں برسنے کو بے تاب ہوئی تھیں۔

"نہیں۔۔۔ام نہیں چاہتا تم ادر آئے "

اسکی بات پر وہ جی بھر کر حیران ہوئے وہ رپورٹس
چھوڑے اسے دیکھنے لگے۔

"کیا کوئی بات ہے جو آپ مجھ سے چھپا رہے ہیں ؟" وہ
اب پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ تھے۔

گل گھبرا کر سر جھکائے اپنی ہتھیلیاں مسلنے لگی۔

"بولیں زر۔۔۔خاموش کیوں ہیں" اسکی خاموشی
ڈاکٹر برہان کو بہت بری لگی تھی

"ام زی کو بول چکا ہے۔۔۔وہ جدر بولے گا ام کرنے کو تیار ہے" اسکی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر رخسار پر لڑھک گئے تھے۔

ڈاکٹر برہان کو اپنے کان سائیں سائیں کرتے محسوس ہوئے۔

"تو جب انکو کرنی ہی ہے تو میں کیوں نہیں۔۔۔آپ کیا چھپا رہے ہیں مجھ سے" وہ بے خودی کے عالم میں اسکا ہاتھ تھامتے زرتشم کو کانپنے پر مجبور کر گئے۔

"بولیں پلیز" انداز التجائیہ تھا۔

زر تشم کے ذہن میں زمل کے الفاظ گردش کرنے لگے تھے۔

"ہبی انکے لئے کبھی نہیں مانیں گے وہ تو اتنے غصّے میں ہیں اگر انکو پتہ چلا وہ شخص ڈاکٹر برہان ہیں تو نجانے وہ انکے ساتھ کیا کر دیں۔۔۔مجھے انکے لئے بہت ڈر لگ رہا ہے "

گل کی آنکھیں مزید تیزی سے برسنے لگی۔

"نہیں۔۔۔نہیں یہ نہیں پلیز "

وہ اسکے مقابل بیٹھتے اسکے آنسوں اپنے انگوٹھے کی پور سے چننے لگے۔

"آپ کو اپنی فیملی کا ڈر ہے ناں لیکن زیحال کی نیچر سب سے مختلف ہے وہ جذباتی نہیں ہے وہ سمجھے گا مجھے" انکے انداز میں ایک یقین سا تھا۔

"ام آپ سے شادی کرنا ہی نہیں چاہتا" وہ یکدم سے بپھری تھی۔اب کی بار ڈاکٹر برہان کی زبان پر سکتہ سا چھا گیا تھا۔وہ کچھ نہیں بول سکے۔

"ایسا۔۔۔ایسا نہیں ہے" یہ آواز جیسے کسی کھائی سے آئ تھی۔

ہاں وہ کیسے نہیں چاہتی تھی اس شخص کا ساتھ پانا جو اسکے لیے دن رات تڑپا تھا جو اسے دعاؤں میں مانگ مانگ کر تھکتا نہیں تھا۔

"مجھے بتائیں کس نے کیا کہا ہے۔۔۔میں سب سے بات کرونگا۔۔۔میں سب کو منالونگا" انکو خود پر پورا اعتماد تھا لیکن زرتشم کا دل پھٹ رہا تھا۔

"بتائیں ناں۔۔۔کیوں نہیں چاہتے آپ۔۔۔آپ جانتے ہیں ناں۔۔۔میں کتنی محبت کرتا ہوں آپ سے"

انکی محبت کا پیمانہ یہی سے کیا جا سکتا تھا کہ وہ محبت سے بڑھ کر اس لڑکی کو عزت دیتے تھے انہوں نے آج تک اسے تم کہہ کر نہیں پکارا تھا یقیناً ایسے مرد کو کھونے کا خسارہ بہت بڑا ثابت ہوتا۔

"میری برداشت یہی تک تھی۔۔۔میرا رب مجھے مزید نہیں آزمائے گا" انکی بات پر زرتشم نے تڑپ کر سرخ متورم آنکھوں سے دیکھا۔

وہ دھیرے سے اپنا ہاتھ انکی گرفت سے چھڑوا گئی۔

"تم جا سکتا ہے" وہ کس بے رحمی سے اپنا ہاتھ انکی گرفت سے چھڑوا گئی تھی اسے ذرا ترس نہیں آیا اس شخص پر ذرا بھی نہیں؟

ڈاکٹر برہان کو اپنا دل تکلیف کی شدّت سے بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"مم۔۔۔میری بات سنیں میں" انکے لب بے ساختہ
پھڑ پھڑائے۔
"ام نے کہاناں۔۔۔تم جاؤ یہاں سے" وہ سفاکیت کی
حد پار کر رہی تھی اور اس حد کے اس پار صرف موت
تھی۔ڈاکٹر برہان کا چہرہ شدّت کی آمیزش سے سرخ
پڑ گیا۔
"نہیں جا سکتا" اسکی آواز بے ساختہ لڑ کھڑا گئی۔
زرتشم کیلئے یہ لمحہ موت تھا لیکن وہ خود کو پتھر کر گئی
تھی۔

"زر" وہ اسے پکارنے ہی لگے تھے جب اس نے کاٹ دار نظروں سے انہیں دیکھتے وہی چپ کروادیا۔

"مم۔۔۔میں نہیں رہ سکتا آپ کے بغیر "

وہ کس تڑپ سے بولے تھے۔وہ چپ نہیں رہ سکتے تھے اب۔اتنے برسوں سے وہ اسکے لئے تڑپے تھے اب اسکے سامنے ہوتے ہوئے بھی وہ دور ہو جائے نہیں ایسا ممکن نہیں تھا۔

"اپ سن رہے ہیں؟" وہ چہرے کا رخ ہی موڑ گئی تھی دل تکلیف کی شدّت سے پھٹنے کے قریب تھا۔

گرے جھیل سی آنکھیں بے ساختہ برس پڑی تھیں۔

اسکے لئے یہ لمحہ موت ثابت ہو رہا تھا۔

"ٹھیک ہے" اسکا ایک لفظ جیسے ڈاکٹر برہان کی جاتی سانسیں واپس کر گیا تھا۔

وہ یکدم سے جی اٹھے تھے۔

"ام کو پہلے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہے" اسکی بات سن کر وہ کچھ حیران سے ہوئے لیکن اسکا صرف ہاں

کہہ دینا ہی ڈاکٹر برہان کے لئے ایک نئی زندگی کی مانند ثابت ہوا تھا۔

"مم۔۔۔میں کرونگا آپکو پیروں پر کھڑا۔۔۔میں لے کر آؤنگا ڈوز" وہ جس شدّت سے بولے تھے زرتشم انکو دیکھتی رہ گئی۔کیا کوئی اتنا بھی کسی کو چاہ سکتا تھا؟

ہاں یہ شخص چاہ رہا تھا۔

"تو جاؤ پھر۔۔۔امارے پاس تب ہی آنا جب امارا ڈوز تمارے ہاتھوں میں ہو" وہ فیصلہ کن لہجے میں بولی تھی۔

"اوکے۔۔۔اوکے میں آج ہی جاؤنگا۔۔۔مجھے واپس آنے میں کچھ دن لگے گے بس بٹ آئی پرامس میں لے کر آؤنگااوکے" وہ پرجوش سے ہوتے مسکرا پڑے۔

زرتشم کوانکی مسکراہٹ پر رونا آیا تھا۔

"آئی لو یو زر۔۔۔میں جلدی آؤنگا۔۔۔"کاش وہ ان شاءاللہ کہہ کر جاتے کچھ کاموں میں برکت نہ بھی ہو تو یہ لفظ ڈال دیتا ہے۔

وہ آخری محبت بھری نگاہ اس پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

انکے جاتے ہی اسکا ضبط ٹوٹا تھا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ نہیں زیادہ چاہنے والے چھوڑ جانے والوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔

وہ کمرے سے نکلتے سیدھا گھر سے ہی باہر نکل گئے تھے۔

"ارے۔۔۔ہمیں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں

۔۔۔"مبشرا انکو ایسے جاتے دیکھ انکے پیچھے پیچھے گئے

ظاعنہ بھی انکے پیچھے ہی نکل گئی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمیشہ کی طرح شان سے کھڑی اس خان حویلی میں

اب بھی سناٹے کا ہی راج تھا یہ جتنی بڑی اندر سے تھی

اتنی ہی خالی بھی تھی یہاں رہنے والے لوگ نہ کے

ہی برابر تھے۔

بیلا دوپہر کے کھانے کا سمجھا کر کچن سے نکلی ہی تھی

جب باہر داراب کی جیپ آکر رکتی دکھائی دی۔

وہ پولیس کی وردی میں تھا شاید کچھ دیر کیلئے گھر آیا

تھا۔

سامنے ہی مورے اور داجی لاؤنج میں تھے وہ انکو دیکھ

وہی چلا گیا۔

"سلام مورے۔۔۔داجی "اس نے جھک کر دونوں

سے پیار لیا ایک یہی تو تھا جو کسی بھی حال میں اپنے

بوڑھے ماں باپ کو چھوڑ کر نہیں گیا تھا ناانصافی اسکے

ساتھ بھی ہوئی تھی لیکن وہ مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔اسکے دل میں ماں باپ کی محبت کسی بھی چیز کی نفرت کم نہیں کر سکتی تھی۔

"تم نے زری سے بات کی ؟وہ کب آئے گا واپس"

فرخندہ بیگم کی بات پر داراب نے دا جی کی جانب دیکھا۔

جو ناک پر چشمہ دھرے اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے۔

"داجی خود بات کر لیں تو بہتر ہو گا مورے۔۔۔انکی بات وہ جلدی سمجھیں گے" وہ نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے محبت سے بولا۔

فرخندہ بیگم نے انکی جانب دیکھا

"ام کسی سے کوئی بات نہیں کرے گا۔۔۔جس کو آنا ہے اس جائے" اسکا لہجہ دوٹوک تھا

"تو پھر زیحال کیلئے کیوں روز پیغام بھیجتے ہیں۔۔اس لئے کہ اس نے آپکو وارث دے دیا؟" وہ کس کرب سے پوچھ رہا تھا۔

داجی اور مورے اسکی جانب دیکھنے لگے پہلی بار وہ اس شکوہ کن لہجے میں بولا تھا۔

اسکی بات پر ان کا چہرہ زلت کے باعث سرخ پڑا تھا وہ چھڑی اٹھاتے اسٹڈی روم میں چلے گئے۔

اسی وقت بیلا اسکے لئے ٹرے میں پانی کا گلاس رکھ کر لائی تھی اور ٹیبل پر رکھتے واپس بھی ہو لی تھی۔

جب پیچھے سے سننے والے چند الفاظ جیسے اسکے قدم وہی زنجیر کرتے پوری خان حویلی اسکے سر پر ڈھا گئے تھے اسے لگا جیسے وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گی۔

یہی حال داراب کا بھی تھا جس کا سانس جیسے اندر جا کر باہر نہیں آ سکا تھا وہ شل سا ساکت بیٹھا اپنی ماں کو دیکھنے لگا۔

"تم دوسری شادی کرلو۔۔۔اپنے بابا جان کو ایک وارث دے دو" انکی بات پر داراب کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔

کچھ فاصلے پر کھڑی بیلا کو باقائدہ دیوار کا سہارا لینا پڑا تھا دل تو جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا وہ پھٹی پھٹی نظروں سے فرخندہ بیگم کو دیکھنے لگی۔

یہاں کیوں جیتے جی لوگوں کی خواہشیں نہیں دیکھی جاتی تھی یاتو مرنے والے کا احترام ہوتا تھا یا پھر جواب تک پیدا نہیں ہوا اسکی قدر۔

جیتے جی لوگ کہاں جاتے ؟

بیلا کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں بہنے لگے۔

داراب نے بھی اسی وقت اسکی جانب دیکھا تھا جو اسکی نگاہوں سے نگاہیں ملتے لب بھینچ گئ تھی۔

داراب اسے دیکھتا رہ گیا اسکے چہرے کی سرخی بتارہی تھی کہ وہ کتنا ضبط کر کر کھڑی ہے۔

وہ نہیں رہ سکی اسکی نگاہوں کے سامنے وہ اپنا آنچل سمبھالتی اوپر اپنے کمرے کی طرف تیزی سے بڑھ گئی۔

اسکو ایسے جاتے دیکھ داراب بے چینی سے یکدم اٹھنے ہی لگا تھا کہ مورے کا خیال کرتے خود کو بمشکل وہی روک گیا۔

"ام کر لے گا بات تمہارے بابا جان سے۔۔۔اسکو اعتراض نہیں ہو گا" وہ ایسے کہہ رہی تھیں جیسے یہ بہت چھوٹی بات ہو ہاں انکے لئے چھوٹی تھی۔

لیکن ان دونوں کی طرف بھی کوئی دیکھتا جن کے بیچ پہلے ہی ایک بڑی دیوار حائل تھی۔

"مورے۔۔۔ کیا میری زندگی مذاق ہے۔۔۔؟" وہ کس کرب سے استفسار یہ پوچھ رہا تھا جبکہ فرخندہ بیگم کو اسکی بات پر یقین نہیں آیا کہ اس نے یہ کہا ہے۔

"یا آپ دونوں نے ہمیں ہی مذاق سمجھ لیا" وہ ضبط کی آخری انتہا پر تھا۔ اسکی آنکھوں کی سرخی مزید بڑھنے لگی۔

"پہلے زیحال۔۔۔پھر لالا۔۔۔اور اب میں۔۔۔کیا ہم تینوں کی زندگی کی کوئی وقعت نہیں؟ جو آپ سب کو صرف وارث چاہئے اسکے لئے ہماری زندگی جیسے مرضی تباہ ہو جائے "

"دری" اسکا نام بے یقینی کی سی کیفیت میں انکے لبوں سے نکلا۔

"میں کر لونگا۔۔۔ایک یا دو نہیں چار کر لونگا۔۔۔لیکن لکھ کر دے دیں کہ ان سے آپ کو

وارث ہی ملے گا۔۔۔اور میری زندگی خوش حال ہو جائے گی"

وہ بول کر رکا نہیں تھا۔

اسکی باتیں فرخندہ بیگم کے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح بجنے لگی تھیں وہ شل ساکت کتنی ہی دیر اپنی جگہ بیٹھی سانس تک نہیں لے سکیں۔

۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں خاموشی سے داخل ہوا تھا جب اسکی سماعتوں میں کسی کی سسکیاں سنائی دی۔

داراب کے قدم بے ساختہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئے۔ جہاں سے یہ آواز آ رہی تھی۔

دروازہ کھولتے اسکی نظر مرر کے سامنے کھڑی روتی ہوئی بیلا پر پڑی۔

داراب کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں۔ وہ رو رہی تھی اور اتنی کہ اسے داراب کے آنے کا بھی علم نہیں ہو سکا۔

وہ اپنے دوپٹے سے آنسوں پونچھنے لگی تھی جب کسی نے اسکی جانب ٹیشو بڑھا دیے بیلا کی نظر بے اختیار اسکے ہاتھ سے ہوتی ہوئی اسکے چہرے پر گئی

وہ اتنے قریب کھڑا تھا کہ وہ ذرا سی مڑتی تو اسکا کندھا با آسانی داراب کے سینے سے ٹچ ہوتا۔ بیلا اسکے اندر سے اٹھتی تیز خوشبو پر جز بز سی ہوتی ذرا آگے کھسک گئی۔

"لے لو۔۔۔میری حق حلال کی محنت سے خریدا گیا ہے" اسکا اشارہ ٹیشو کی جانب تھا۔ بیلا نے اسکے حق حلال کہنے پر کڑی نظروں سے اسے دیکھا

وہ پولیس والا تھا اس لئے اسکا تصور وہ کچھ زیادہ ہی غلط رکھتی تھی اور یہی بات داراب کو چبھتی تھی۔ وہ ایک ایماندار پولیس آفیسر تھا اپنی ڈیوٹی کیلئے جان ہتھیلی پر رکھنے والا ایک جانباز سپاہی۔

"اپنے پاس رکھو۔۔۔ اپنا حق حلال کا کمائی"

وہ تڑخ کر بولتی وہاں سے جانے لگی تھی جب داراب کی بات پر اسکے قدم بے ساختہ وہی زنجیر ہوئے۔

"یا پھر اپنی دوسری بیوی کو دے دوں۔۔۔ یہی کہنے والی تھی رائیٹ؟"

وہ آبرو اٹھائے ایسے بولا تھا جیسے اسے یقین ہو اسکا تکا

ٹھیک نشانے پر لگا ہے

بیلا نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم چاہے جس کو بھی دے۔۔۔ اماری طرف سے

بھاڑ میں جاؤ" وہ پھنکار کر ڈریسنگ روم سے باہر نکل

گئی۔

اسکا یہ لڑاکا انداز دیکھ داراب نجانے کیوں مسکرا دیا تھا

مورے کی باتوں کا اثر اب قدرے کم ہو گیا تھا۔

وہ بھی پیچھے پیچھے ڈریسنگ روم سے باہر نکل آیا۔

"تم کیوں جل رہی ہو۔۔۔میری ایک بیوی ہو یا دس ۔۔۔ تمہیں کونسا فرق پڑتا ہے" وہ اسے زچ کرنے کے ارادے میں تھا اور وہ ہو بھی رہی تھی صاف پتہ چل رہا تھا۔

"تو جاؤ ناں۔۔۔ کر لو دس شادیاں۔۔۔لگا دو وارثوں کے ڈھیر" وہ جل بھن کر بولتی صحیح رکھے تکیے کو بھی ٹھیک کر کر رکھنے لگی جب اسکا ہاتھ بیچ میں روکتے داراب نے اسے کسی کٹی ڈال کی طرح اپنی جانب کھینچ لیا۔

وہ بے دھیانی میں سیدھا اسکے چوڑے سینے سے آ ٹکرائی تھی قد چھوٹا ہونے کے باعث وہ پورا سر اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی اور وہ پورا سر جھکا کر اسکی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"اگر تم ساتھ دے دو۔۔۔تو ڈھیر لگانے کو ہم دونوں بھی کافی ہیں "

اسکی آواز نہ محسوس طریقے سے بوجھل سی ہونے لگی۔

بیلا کو اپنے وجود میں ایک کرنٹ سا دوڑتا محسوس ہوا وہ سانس روکے اسے دیکھے گئی۔

"میں پٹھان ہوں۔۔۔تو پٹھانی تم بھی ہو۔۔۔دونوں مل کر آگ لگا دیں گے" وہ جس انداز میں بول رہا تھا بیلا کے بدن کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آگیا۔جیسے اب چھلک پڑے گا۔

وہ جھٹ سے اپنی کلائی چھڑوا گئی۔

"بب۔۔۔بہت بے شرم ہے تم۔۔۔شرم کرو مارا"

وہ ہڑبڑاہٹ کے مارے چہرے کا رخ پھیرے کیا

بول رہی تھی اس خود بھی نہیں پتہ تھا۔

"میں تو رومانٹک بھی ہوں۔۔۔بس بیوی نے اب

تک موقع نہیں دیا یہ ٹیلنٹ دکھانے کا"

یہ آج وہ داراب خان نہیں لگ رہا تھا۔جو چپ رہتا تھا

جس کی طبعیت میں خاموشی اسکا زیور تھی ہر وقت

ماتھے پر تیوریاں چڑھا کر چلتی پھرتی بھڑکتی آگ۔

آج تو یہ اپنا الگ ہی روپ دکھا رہا تھا۔اور بیلا کو یہ روپ اپنی شامت سے کم نہیں لگا۔

"ان شاء اللہ تم کو یہ موقع کبھی ملے گا بھی نہیں "

"خیر ہے۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔۔باہر ملتی ہیں کرائے پر یہ موقع بھی دینے"

وہ آگے بول نہیں سکا کیونکہ وہ کسی مارنی بیل کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔

"مم۔۔۔مذاق تھا" وہ شرافت کا لبادہ اوڑھے جھٹ سے شریف بن گیا۔بیلا کو اپنی آنکھوں کی طاقت پر

حیرانگی ہوئی لیکن وہ پاگل کہاں جانتی تھی بیوی بیوی ہوتی ہے پھر چاہے سامنے پولیس والا ہی کیوں نہ ہو اسکے اوپر تھانے دارنی ہمیشہ اسکی بیوی ہی رہتی ہے۔

مشی کچھ دن تک دواؤں کے زیر اثر ٹھیک سے بے بی گرل کو سمبھال نہیں پا رہی تھی اسکی دیکھ بھال ابھی کومل، زمل اور آئرہ کے ہی زمے تھی۔

اور وہ تینوں بھی اچھے سے ان دونوں کا خیال رکھ رہی تھیں سب سے بڑھ کر بچے۔

جن کو اپنی چھوٹی بہن کی اپنے سے زیادہ فکر ہو گئی تھی۔

"ممما۔۔۔می تم تم (ماما میری ٹم ٹم)" زامل کی نظریں زالے کی ننھی سی انگلی میں جگمگاتی ٹم ٹم پر تھی اسکے بولنے پر زمل اور کومل نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔

"ابھی تو بے بی بہت چھوٹو سی ہے ناں۔۔۔یہ تھوڑی بڑی ہو گی تو آپ کو ٹم گفٹ کرے گی"
کومل نے اسے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی۔

"مجھے تو ہبی سے بات کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔۔۔وہ کبھی بھی اس بات کیلئے ابھی نہیں مانیں گے "اسکے لہجے میں از حد فکر مندی تھی۔

"کیوں نہیں مانے گا؟"کومل حیران ہوئی تھی ساتھ آئرہ بھی۔

""یہ یاقوت بھائی کی بیٹی ہیں۔۔۔اس فیصلے کا اختیار انکے پاس ہے اور ہبی کبھی خود سے یہ بات نہیں کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں یہ تینوں بھائی انکی کسی بات کو منع نہیں کریں گے "

اسکی بات پر کومل اور آئرہ دونوں نے بیک وقت اکتفا کیا اور جیسے خوشی بھی ہوئی۔

کہ وہ اپنے بھائیوں کو کسی بات کیلئے مجبور نہیں کرنا چاہتا تھا حلانکہ وہ تینوں اس سے اتنی محبت کرتے تھے کہ وہ کہے کہ اگلا سانس نہ لو تو وہ تینوں وہی اپنا سانس روک لیں۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔زیحال کی سوچ غلط نہیں ہو سکتی۔۔۔ہم زامی کو کسی طریقے سے بہلا دیں

گے۔۔۔ مستقبل میں اللہ پاک دونوں کیلئے بہتر کرے گا"

کومل کی بات پر سب نے بیک وقت آمین کہا۔

"امین۔۔۔"زامل نے سب کی سن کر دانتوں کی نمائش کرتے خود بھی جس کیوٹ انداز میں کہا تھا سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"ممما۔۔۔می فیدو(مما مجھے فیڈ چاہیئے)"زالے کھیل کھیل کر تھک چکی تھی تب ہی زمل کی گود میں آتی اپنی ماں سے لپٹ گئی۔

"میرا بچہ۔۔۔"زمل کو اسکی معصومیت پر ٹوٹ کر

پیار آیا۔

"ویسے زالے کے لئے زیحال بھائی کا فیصلہ بلکل

ٹھیک تھا "

آئرہ کی نظریں عبدلباری پر تھیں۔

جو بے حد معصومیت سے زالے کے پھیلائے ہوئے

ٹوائز کو ایک لائن میں رکھ رہا تھا وہ الگ بات تھی کہ وہ

لائن بھی ٹیڑھی میڑھی تھی۔

"ہاں ناں۔۔۔میرا زن مرید بچہ۔۔۔دیکھو

تو۔۔کیسے اپنی منگیتر کی چیزیں سمبھال رہا ہے"

کومل کہاں بخشتی تھی کسی کو۔چاہے پھر وہ اسکا بیٹا ہو یا

شوہر۔

"ویسے ایک ہی ہے آپ کب کر رہی ہیں دوسرا

پلان؟"زمل کی بات پر باہر سے سیٹی بجاتا ہوا پامیر آتا

آتا رک گیا۔

اس بات پر تو خرگوش کی طرح ایسے کان کھڑے

ہوئے جیسے سپرنگ ڈل گیا ہو

"ایک ہی کافی ہے۔۔۔جتنا اسکے باپ کو مجھ سے پیار ہے" وہ چائے کے گھونٹ بھرتی اپنے دھیان میں بولی تھی

جبکہ اسکی بات پر پامیر کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

کیا مطلب وہ نہیں کرتا تھا پیار؟ وہ حیران ہوا تھا وہ بھی اچھا خاصا۔تب ہی گھور کر اپنی زوجہ محترمہ کو دیکھنے لگا۔

"بیٹا تم لکھو ہاتھ۔۔۔اب کی بار توبہ نہ کروائی تو میرا نام پامیر سلطان نہیں" وہ چھوٹی آنکھیں کر کر اسے گھورتا

جو فائل لینے آیا تھا خاموشی سے لے کر واپس نکل گیا۔

اگر کومل کو ہوتا کہ اسکی بات اس جن نے سن لی ہے تو وہ کچھ بھی کر کرا اپنے الفاظ واپس لے لیتی لیکن اب کیا جب چڑیا چگ گئی کھیت۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا مطلب۔۔۔ تم ہمارے ساتھ نہیں رہ رہے؟"

وہ تقریباً اسکی بات پر چیخ پڑا تھا عثمان نے باقائدہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں۔

وہ سب اس وقت میٹنگ روم میں میٹنگ سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے اور پیون ابھی ابھی سب کے لئے گرم گرم چائے لے کر آیا تھا سوائے زیحال خان آفندی کے جو اپنی بیگم کے ہاتھ کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ کی چائے نہیں پیتے تھے۔

"ہاں تو اس میں کیا حرج ہے۔۔۔ میرے ساتھ ماہی بھی ہیں۔۔۔ تو میں ایک الگ اپارٹمنٹ لے لونگا"

وہ کندھے اچکا کر سرسری سے لہجے میں بولا۔

وہ اپنے اور ماہم کیلئے ایک الگ اپارٹمنٹ خرید رہا تھا جب تک وہ ملائشیا میں تھا۔اور اسکی یہ بات سب سے پہلے پامیر کو ناگوار گزری تھی۔

"اسکو پہلی فرصت میں ہمارے بھائی چارے سے عاق کریں۔۔۔"اسکی بات پر برلاس کی پھنس پھنس کر ہنسی چھوٹ گئی۔

"کیوں بھئی ایسا بھی کیا بات کر دیا میں نے"اسکے ہڑبڑی میں مذکر مؤنث تک بگڑ گئے۔

"تم نے ایک جھٹکے میں ہمیں پرایا کر دیا۔۔۔آج سے

میری دوستی تم سے ختم"

پامیر کے منہ پھلانے پر عثمان کی گویا سانس رک گئی وہ

اٹھ کر اسکے ساتھ لپٹ گیا۔

"اوہ میری جان ناراض ہو گئی۔۔۔الے۔۔۔میلا

بچہ "

اسکے لاڈ کرنے پر پامیر کا پھوٹ کر قہقہہ نکل گیا اس پر

وہ چاہ کر بھی بریک نہیں لگا سکتا تھا۔

یاقوت اور زیحال خود بھی ہنس پڑے۔

"شٹ اپ۔۔۔یار "

"ٹھیک ہے۔۔۔تم لے لو اپارٹمنٹ "زیحال کی اجازت اتنی آسانی سے ملتے سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بھائی" یاقوت کچھ کہنے ہی والا تھا کہ زیحال کی اگلی بات پر وہ کیا سب کو ہی چپکی لگ گئی۔

"گڈ نیوز پھر جلدی چاہئے ہمیں "

یہ بات سمجھنے میں عثمان کے علاوہ سب کو تھوڑی دیر لگی تھی لیکن سمجھ آنے پر جو شور ان سب نے مچایا تھا پورا آفس انکے شور سے گونج اٹھا تھا

رائے عثمان لاشاری بھلے ایک مکمل شخص تھا جس کے پاس رب کی دی ہوئی ہر نعمت تھی لیکن پھر بھی ان بھائیوں کے بغیر وہ خود کو ادھورا محسوس کرتا تھا انکے ساتھ مل کر تو زندگی کے رنگ ہی بدل جاتے تھے۔

وہ جس جس فلور سے گزر رہا تھا وہاں وہاں سے اسکے

بندے اسکے آگے سر جھکا رہے تھے لیکن اسکی سپیڈ

اتنی تیز تھی کہ کوئی اسے ایک نظر دیکھتا تو اگلی نظر میں

وہ غائب ہو جاتا۔

اسکا رخ سیدھا اوپر کی جانب تھا جہاں صرف چند

مخصوص لوگوں کو جانے کی اجازت تھی۔اور ان میں

پہلا نام "زارک ولف کا آتا تھا۔

وہ لمبے ڈھینگ بھرتا جلد ہی اس کمرے میں پہنچا تھا

جہاں کا حال ذرا بھی دیکھنے لائق نہیں تھا۔

ابراہیم کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر چکا تھا۔

زارک نے ہر چیز کا غور سے جائزہ لیا۔اسکا چہرہ غصّے کی آمیزش سے سرخ ہو چکا تھا۔

"ریلیکس۔۔۔میں دیکھ لونگا یہ کس کا کام ہے" وہ نرم لہجے میں گویا ہوا

جس پر ابراہیم نے پھنکار کر اسے دیکھا۔

"صرف دیکھو گے؟ مجھے اسکا نام ونشان اس دھرتی سے مٹتا ہوا چاہیے" اسکے دھاڑنے پر زارک نے آنکھیں ضبط سے بند کی۔

"ایسا ہی ہو گا" وہ کچھ اور مزید نرمی سے بولا۔

"اسے ان سب جگھوں کا علم کیسے ہوا۔۔۔" اسے اب تک سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ سب کوئی اتنی آسانی سے کیسے کر گیا۔

ایسی ایسی جگہیں جن کا علم صرف اسے تھا ان جگھوں پر وہ قابض ہو گیا تھا کیسے۔

"ہو سکتا ہے جسے علم ہو پہلے سے۔۔۔ یا ہو سکتا ہو ۔۔۔ یہ پاشا کا کام ہو"

زارک کے تکے پر ابراہیم نے اسے طیش بھری نگاہوں سے دیکھا۔

"شش اسکا نام بھی مت لو۔۔۔ورنہ اس بار ایسا جال پھینکونگا کہ زندگی بھر نکل نہیں پائے گا"

اسکے لہجے میں غضب تھا زارک کو اندازہ تھا کہ اس بار وہ گیم چھوٹی نہیں کھیلنے والا تھا۔

پہلے ہی اسکے سر پر بینڈج لگ چکا تھا اس بلیک رین کی وجہ سے۔

یہ تواب طے تھا وہ دور بیٹھے بیٹھے بھی اس شخص کو تگنی کا ناچ نچا رہا تھا۔

اسکا قہقہہ پہلے سے مزید جاندار ہو گیا تھا۔ جس پر اے ڈی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"سر آپ ہنستے ہوئے اچھے لگتے ہیں"

اسکی تعریف پر مقابل کی ہنسی کو بریک لگی اور یکدم سے سنجیدگی نے اپنی جگہ بنالی۔

"سوری۔۔۔ غلطی سے منہ سے نکل گیا "

اے ڈی کو اندازہ تھا کہ اس وقت اس شخص کے ماتھے پر کتنی تیوریاں چڑھ چکی ہو نگی۔

"تم کام اچھا کرتی ہو "

آگے کا جملہ وہ خود ہی سمجھ گئی تھی تب ہی سر اثبات میں ہلا گئی۔

وہ سب کی زبان بند رکھنے کا ہنر رکھتی تھی سوائے اس ایک شخص کے جس کے آگے اسکی اپنی زبان نہیں کھلتی تھی۔

"گائیڈ کرنے والا آپ کے جیسا جینئس ہو تو کام پرفیکٹ کرنا فرض ہو جاتا ہے" وہ کھلے دل سے اسکے تیز دماغ کو سراہنے لگی۔

بدلے میں اس نے ایک جاندار مسکراہٹ فضا کر سپرد کی اور کال بند کر گیا۔

کمرے میں اس وقت ایک شور برپا تھا بچے تینوں بے بی گرل کے ارد گرد ہجوم لگائے بیٹھے تھے اسی لئے

اسکی خاص دیکھ بھال کیلیئے زمل نے یہ زمے داری زیحال کے سر لگائی تھی۔

وہ ساتھ لیپ ٹاپ پر بھی کام کر رہا تھا اور بچوں کو بھی دیکھ رہا تھا جب کمرے میں داخل ہوتی گل پر نظر پڑی۔

"گل۔۔۔تم یہاں کیسے۔۔۔مجھے کہا ہوتا میں آجاتا"

اسے خود سے یہاں دیکھ زیحال لیپ ٹاپ چھوڑے اسکی جانب لپکا تھا اور دھیرے سے بیڈ کے قریب لے آیا تھا۔

"ام کونسا پیروں پر چل کر آیا ہے۔۔۔جو تھک گیا ہو گا" اسکا لہجہ زخمی تھا زیحال نے اسکے چہرے کی جانب دیکھا جس کی رونق کہیں غائب تھی۔

"کوئی بات ہے۔۔۔؟ مجھے بتاؤ" وہ اسکے مقابل بیٹھتے پیار سے مخاطب ہوا۔

گل نے بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

وہ بھلے چھوٹا تھا لیکن اسکے ہونے سے زرتشم نوشیر وال کو سب سے زیادہ حوصلہ تھا۔

وہ بمشکل اپنے آنسوں پیتی گلا صاف کرنے لگی۔

"تم نے ام سے کہا تھا ناں۔۔۔ کہ تم امارا شادی کروانا چاہتا ہے"

اسکے استفسار پر زیحال نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلایا۔

"تو ام تیار ہے۔۔۔ تم جس سے مرضی بولے گا ام کر لے گا لیکن ایک شرط پر" اسکے شرط والے لفظ پر زیحال بری طرح سے چونکا اس بات میں شرط وہ بھی گل رکھ رہی تھی وہ حیران تھا مگر خاموش رہا اور خود کو کمپوزڈ کر گیا۔

جب اسکی شرط سنتے زیحال کو اپنے کان سائی سائی کرتے محسوس ہوئے وہ چند پل کیلئے تو جیسے گونگا ہو گیا۔

78/2

وہ شل سا ساکت سا اسے دیکھتا رہا۔

"ام کو اس ایک ہفتے کے اندر اندر شادی کرنی ہے۔۔۔" اسکی بات زیحال کچھ دیر کیلئے جیسے کچھ بول ہی نہیں سکا تھا یہ بات اچانک تھی وہ مینٹلی اپنی بہن کی طرف سے اس بات کیلئے تیار نہیں تھا۔

لیکن اسکے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اب ایسا ہی چاہتی ہے اور ایسا ہی ہو گا۔

"لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے گل۔۔۔ تمہارا علاج باقی

ہے وہ آخری ڈوز "

زیحال کا لہجہ بے حد نرم تھا گل سے بات کرتے ہوئے

اتنی نرمی لہجے میں ہوتی تھی کہ وہ شاید ہی زمل کے

بعد کسی اسے لہجے میں بات کو ہو گی۔

"ام کہہ رہا ہے ناں۔۔۔ تم جس سے مرضی کر دو

ہماری شادی لیکن اسی ایک ہفتے کے اندر

اندر۔۔۔ ورنہ ام زندگی بھر ایسے ہی بیٹھا رہے گا "

وہ اٹل لہجے میں بولتی تھی زیحال کو اپنا آپ ایک عجیب سی کشمکش میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔میں کل ہی بلالونگا ان لوگوں کو" وہ نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے محبت سے اسے ریلیکس کرنے لگا۔

لیکن اپنے اندر کا حال تو وہی جانتی تھی۔ کتنی توڑ پھوڑ کا شکار ہو رہی تھی اسے یہ کرنا تھا یہ قربانی اسے دینی تھی محبت صرف پالینے کا نام نہیں ہوتی اس میں قربانی

دے دینا پا لینے سے بڑی دلیل ہوتی ہے کہ وہ سچی تھی۔

وہ کمرے سے باہر جانے لگی تھی لیکن اس بار زیحال اسے خود چھوڑ کر آیا تھا اور یہی اسکی غلطی تھی کہ وہ بچوں کو بے بی گرل کے پاس اکیلا چھوڑ گیا۔

زامل نے بے دھیانی میں اپنی فیڈر اسکے منہ میں ڈال دی جس کے صرف چٹ ہوتے اس چھوٹی سی آفت نے پورا کمرہ ایسے سر پر اٹھالیا جیسے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہو۔

زمل اسکی آواز پر دوڑتی ہوئی آئی تھی۔

"زامی۔۔۔کیا کیا تم نے" وہ بے بی گرل کو گود میں
لے کر چپ کرواتی زامی سے پوچھنے لگی۔
اسے بھی ڈانٹ نہیں سکتی تھی اسکے بچوں کو ڈانٹ
سننے کی عادت نہیں تھی۔

"می۔۔۔فیدو مما (میں نے فیڈ ردی مما) "
وہ جلدی سے آنکھیں بڑی بڑی کرتا سنجیدگی سے بولا۔
"دندا بے بی۔۔۔می ہششش (گندا بے بی اب میں کٹی
ہوں)" وہ اتنی سی بات پر اس سے کٹی ہو کر بیٹھ گیا۔

"بس ناں میرا بیٹا۔۔۔بس کچھ نہیں ہوا بھیا کو ڈانٹیں

گے ہم "

وہ پیار سے اسے چپ کروانے لگی لیکن وہ تھی کہ چپ

ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

اتنے میں زیحال بھی وہی آگیا اور یہ اسکی قسمت تھی

کہ بچوں کی جگہ اسکی شامت آگئی۔

"میں نے آپ کو بولا تھا۔۔۔کہ انکو اکیلا نہیں چھوڑنا

آپ پھر بھی چھوڑ گئے "

اسکے ہاتھ پیر پھول رہے تھے کیونکہ وہ روا یسے رہی تھی جیسے زامی نے اسکی پٹائی کی ہو۔

"میں گل کو چھوڑنے گیا تھا یار "

وہ نرمی سے بولتا اسے ریلیکس کرنے لگا زمل نے بے بی گرل کو اسکے ہاتھ میں دے دیا۔

اور یہاں زیحال کے اسے گود میں لینے کی دیری تھی کہ وہ جھٹ سے چپ ہو گئی۔

زمل ہکا بکا سی کبھی بے بی گرل کو تو کبھی اپنے ہبی جان کو دیکھے۔

یہاں توزیحال خود بھی حیران تھا وہ زمل کی نظروں پر
صحیح سٹپٹا گیا۔
"ایک منٹ ۔۔۔ آپ میں کونسی اسے ماں نظر آتی
ہے جو یہ آتے ہی ایسے چپ ہوتی ہے ؟" وہ کمر پر ہاتھ
دھرے تڑخ کر پوچھنے لگی۔
"مجھے کیا پتہ ۔۔۔" وہ صحیح میں ہڑ بڑا گیا تھا۔
"کہیں اسکور شوت تو نہیں دی "

"استغفراللہ وائفی۔۔۔یہ چھوٹی بچی ہے۔۔۔دانت

بھی نہیں نکلے ابھی "زمل نے جیسے اسے تپتے توے پر

بٹھادیا تھا۔

"باہ۔۔۔یو۔۔مما۔۔۔بے بی (بابا آپ اس بے بی کی

ماماہو) "

زامل کے سوال پر جہاں زمل کا پھوٹ کر قہقہہ نکلا تھا

وہی زیحال ہکابکارہ گیا تھا۔

"شٹ اپ۔۔۔اپنی ماں کی ٹوکاپی "

ہاں وہ بھی اسے ایسے ہی زچ کرتی تھی۔زمل ہنس ہنس کر پاگل ہو گئی تھی

اور یہاں اسکے اندر کا عاشق جاگا تھا جسے اپنی محبوبہ ہنستی ہوئی دنیا میں سب سے حسین لگتی تھی۔

وہ اسکی کلائی تھامتے اسے ایک جھٹکے میں اپنے قریب کر گیا اور یہاں زمل کی ہنسی کے ساتھ ساتھ اسکی سانسوں کو بھی بریک لگ گئی تھی۔

وہ اچھے سے اسے پنکھڑی سے لبوں کو سرخ کر کر پیچھے ہٹا تھا۔

"وات۔۔۔آشات(واٹ آشاٹ)"زامل زالے

زور زور سے تالیاں بجانے لگے۔انکے ساتھ ہی عبدل

باری بھی شامل ہو گیا۔

زمل یوں تھی جیسے ابھی گدھے کے سر سے سینگوں

کی طرح غائب ہو جائے

"اور ڈانٹوانکے سامنے جواب میں یہی ملے گا"وہ زمل

کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ شریر ہونے لگا۔

زمل کا بس نہیں چلا کچھ کر جائے۔

"آئی ہیٹ یو" وہ جل بھن کر بولتی بیڈ پر بیٹھے سامان کو سمیٹنے لگی۔

"آئی لو و یو ٹو" وہ ڈھیٹ پن کا پورا پورا مظاہرہ کر رہا تھا۔ زمل نے ایک کشن اٹھا کر اسے دے مارا۔

جسے کیچ کرتے زیحال نے اس بے بی گرل کو دیکھا جو اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی۔

"ممی۔۔۔اؤ و یو (ممی لو و یو)" زالے کہاں پیچھے رہتی اسے تو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنا تھا زیحال کو اپنی

بیٹی پر ٹوٹ کر پیار آیا وہ زالے کو دوسرے بازو پر لیتا ڈھیر سارا پیار کرنے لگا۔

وہ لوگ اس وقت ایئر پورٹ پر کھڑے تھے انہوں نے اس وقت کریمی رنگ کی پینٹ شرٹ پر اسی رنگ کے جیکٹ کو پہننے کے بجائے کندھوں پر لٹکا رکھا تھا اور ایک ہاتھ پہلو میں پڑا تھا جبکہ دوسرے سے اپنے اٹیچی کا اسٹینڈ تھام رکھا تھا۔

وہ آنکھوں پر گلا سسز لگائے ہاتھ پر بندھی برانڈڈ واچ

میں ٹائم دیکھنے لگے دس منٹ اور انہیں انتظار کرنا تھا۔

اس فلائیٹ کا جس میں بیٹھ کر وہ یہاں سے سات

سمندر پار سفر کرنے والے تھے صرف ایک

ڈوز کیلئے

یہ سفر اتنا آسان نہ تھا وہ ڈوز حاصل کرنا آسان نہ تھا

لیکن اس شخص کیلئے کچھ بھی مشکل نہیں تھا چہرے پر

ایک دلفریب مسکراہٹ تھی۔ یہ ڈوز وہ آخری چیز

تھی جو انکی محبت کو حاصل کرنے میں رکاوٹ بن رہی تھی اور اب وہ اس رکاوٹ کو ہی ہٹا دینے والے تھے۔

دل میں جذبہ اور چہرے پر مسکراہٹ اس شخص کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔

ڈاکٹر مبشر بھی انکے ساتھ ہی کھڑے تھے لیکن چہرے پر پورے جہاں کی ناراضگی لئے جسے ایک بار بھی ڈاکٹر برہان نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے انکی ناراضگی کی وجہ۔

"آپ مجھے سن رہے ہیں یا نہیں" وہ ایک بار پھر بپھر کر بولے تھے۔

لیکن ڈاکٹر برہان نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا۔ وہ اسی طرح مسکراتے رہے مبشر کو اسکی مسکراہٹ پر اپنا دل خون کے آنسوں روتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"نہ کریں۔۔۔ کچھ حاصل نہیں ہو گا۔۔۔ بس کر دیں" وہ جیسے اب عنقریب ہاتھ جوڑ لینے والے تھے لیکن برہان پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔

"آٹھ منٹ رہ گئے" وہ بتا ایسے رہے تھے کیسے مبشر کو انکے جانے کی ان سے زیادہ خوشی ہو۔

"بس کر دیں۔۔۔وہ نہیں ملے گی آپ کو۔۔۔دیکھ لینا" انکی اس بات پر اب کی بار برہان نے ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن موڑ کر انکو دیکھا تھا۔

درمیان میں چشمہ نہ ہوتا تو انکو لگتا پتا اس بات پر انکی آنکھیں یکدم سے سرخ ہوئی تھیں۔

"میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کو نہیں

مارا۔۔۔ لیکن عنقریب آپ میرے ہاتھوں مرنے

والے ہیں موبی" وہ ضبط کے آخری مراحل پر تھے۔

اور کوئی وقت ہوتا اور بات کسی اور کی ہوتی تو مبشراب

تک اس بات کو مذاق میں اڑا چکے ہوتے۔

لیکن آج یہاں نہ وقت عام تھا نہ وہ لڑکی۔

"مار دیں۔۔۔ جیسے مرضی بے دردی سے مار

دیں۔۔۔ لیکن خود کو ایسے پل پل ازیت کی موت نہ

ماریں۔۔۔یہ لڑکیاں بہت بے حس ہوتی ہیں۔۔۔آپ کو نہیں پتہ "

ہاں وہ خود بھی تو کسی کے در کے فقیر تھے انکو بھی آج تک یہ بھیک نہیں ملی تھی۔

"آپ کو ایسی لڑکی ملی ہے اس لئے "

ظاعنہ ورک بے شک برہان ورک کی بہن تھی ایک ہی ماں باپ کا خون جس وجود سے انہوں نے جنم لیا تھا اسی سے اس لڑکی نے بھی لیا تھا۔

لیکن یہاں سامنے کھڑا شخص دوسرا خون ہو کر بھی

انکے دل کے اتنا قریب تھا کہ انہوں نے کبھی اپنی

بہن کا نہیں سوچا یا اپنے اندر بھائیوں والی غیرت آنے

دی

ہاں ایسا تب کرتے جب مقابل کوئی اور ہوتا لیکن

یہاں انکو اس شخص پر پوری دنیا سے زیادہ یقین تھا کہ

اگر وہ اسکی بہن کو چاہتے تھے تو ان سے بہتر اسے

پوری دنیا میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتا تھا اور

شاید وہ پہلے ایسے بھائی تھے جو بہن کو چھوڑ کر ایک

بھائی جیسے دوست کی طرف تھے اسکے حق میں ہمیشہ بولتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ انکو اسکی بہن مل جائے۔

"میری خیر ہے۔۔۔میری کونسا بہن ہے پیچھے۔۔۔جو میرے مرنے سے اکیلی ہو جائے گی۔۔۔"

انکی بات پر برہان کو اپنا دل دھک سے رکتا ہوا محسوس ہوا۔

"لیکن اپنا سوچیں آپ" یہاں بھی یہ شخص اس لڑکی کا سوچ رہا تھا وہ اکیلی نہ جائے اس بیگ کا ڈر تھا وہ کس کس بات سے ڈرتا

اپنے دوست کو کھونے سے اپنی محبت کے دنیا میں تنہا رہ جانے سے۔

اگر ڈر نہیں لگتا تھا تو صرف اپنی موت سے۔

"بکواس بند کریں اپنی" برہان کو واقعی موبی پر غصّہ آیا تھا۔

"میں کرلونگا۔۔آپ نہ جائیں پلیز یا مجھے بھی ساتھ لے جائیں "اب کی بار وہ ضد پر اڑے تھے۔

"نہیں آپ کی ضرورت یہاں سب سے زیادہ ہے" وہ بول کر چہرے کا رخ موڑ گئے۔

"نہیں ہے میری ضرورت یہاں۔۔۔میں بھی آپ کے ساتھ آؤنگا "

"موبی یہ ٹرین نہیں ہے جو ساتھ آجائیں گے۔۔۔آپ کی ٹکٹ بھی کنفرم نہیں ہے "ڈاکٹر برہان اب نرمی سے انہیں بہلا رہے تھے۔

لیکن تب ہی مبشر کے اپنی پاکٹ سے ٹکٹ نکال لے آنے پر وہ ششدر رہ گئے۔

"نہ سوہنیوں۔۔۔ یہ بہانہ نہیں۔۔۔ ہم عاشق مزاج لوگ عشق میں کہیں چوکتے نہیں ہیں" وہ اپنی حرکتوں سے کبھی کبھی برہان کو حیران کر جاتے تھے کوئی ایسا شخص بھی دنیا میں ہو سکتا تھا دوستی کے نام پر جان ہتھیلی پر رکھ دینے والا۔

"نہ کریں یار۔۔۔ چلے جائیں" وہ اب ہاتھ جوڑ گئے تھے۔

"نہیں جارہامیں۔۔۔اگر میں نہیں جارہاتوآپ بھی نہیں جائیں گے" وہ اٹل ہوتے انکے راستے میں اڑ گئے تھے۔

"آپ کو ہماری دوستی کی قسم۔۔۔مجھے جانے بھی دیں گے اور یہاں اسکا خیال بھی رکھیں گے" انکی اس بات پر مبشر کو لگا وہ سانس نہیں لے سکتے۔

وہ شل سا کت سے اس ماہر گیر بندے کو دیکھنے لگے جس نے ایک جملہ بول کر انکو زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔وہ بے ساختہ لب بھینچ گئے۔

"زنو اپنا خیال بہتر رکھ سکتی ہے۔۔۔آپ بس میری زر کا خیال رکھنا۔۔۔میں کسی بھی حال میں ڈوز لے کر جلدی آنے کی کوشش کرونگا "

فلائیٹ میں دو منٹ تھے وہ اٹیچی گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

"وہ ڈوز لانا اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔رک جائیں یارا۔۔۔وہ لوگ اچھے نہیں ہیں۔۔۔"وہ خود بھی ایک ڈاکٹر تھے جانتے تھے ایسی قیمتی چیز لینے کیلئے وہ

لوگ برہان کی ناک رگڑوا لیتے اور شاید پھر بھی نہ دیتے بھلے وہ اپنے آپ کو ہی کیوں نہ بیچ دیں۔

"میں لے کر آؤنگا۔۔۔" وہ بلند آواز میں ہاتھ ہلاتے ہوئے آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ مبشر کو وہ نظر آنا بند ہو گئے۔

وہ وہی کھڑے رہ گئے۔ یہاں انہیں محبت سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

یہ چائے کے اندر اب چوتھا ابال تھا وہ پک پک کر لال ہو چکی تھی لیکن اسے کوئی ہوش نہیں تھا وہ اس پر نظریں ٹکائے ہوئے بھی دھیان اس پر نہیں دے پا رہی تھی۔ ذہن میں الگ ہی کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔

یہی حال باہر لیونگ روم میں بیٹھے مبشر کا تھا جو کرسی پر بیٹھے کہنی ٹیبل پر ٹکائے نجانے کن سوچوں میں گم تھے چہرے پر از حد سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

جب تک ظاعنہ نے چائے دیکھی تب تک وہ دو کپ

کی جگہ ایک آدھا کپ ہی رہ چکی تھی اس نے پھر سے

دودھ ڈال کر اسے پکانا شروع کیا۔

اور اس بار دھیان سے بنا کر دو بڑے کپوں میں انڈیل

کر خود بھی اسی ٹیبل کرسی پر آکر براجمان ہو گئی۔

"چائے" صرف ایک لفظ سے مخاطب کر کر وہ اپنا کپ

اپنے لبوں سے لگا گئی۔

گھر چھوٹا تھا مگر خوبصورت تھا اور تھا بھی خوبصورت

ایریا میں جہاں سب ہی جیسے امن پسند لوگ رہتے

تھے ہر گھر میں خاموشی ہوتی تھی۔اسلئے یہاں کی فضا میں بھی سکونت چھائی رہتی تھی۔

"اب ٹھنڈی ہوئی تو میں دوبارہ نہیں بناؤں گی"

وہ سپاٹ لہجے میں اسے وارن کر رہی تھی۔

مبشر نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر کپ کو۔

"تم نہ بھی دیتی بنا کر تو میرے ہاتھ سلامت تھے" وہ بنا لگی لپٹی سرسری سے لہجے میں بولے۔

"بھائی کب نکلے تھے یہاں سے" وہ انکی بات چھوڑے اصل مدعے کی بات پر آگئی۔

"ابھی ایئرپورٹ سے آرہاہوں "

اسکی بات سن کر ظاعنہ کے تن بدن میں جیسے آگ سی بھڑک اٹھی وہ لب بھینچے انکو دیکھنے لگی۔

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا جانے کیوں دیا انکو۔۔۔جانتے بھی ہو وہاں کے حالات کیسے ہیں۔۔۔اور میرے بھائی جیسے لوگوں کے لئے تو اور بھی مشکل ہوسکتے ہیں "

وہ یکدم سے مبشر پر ہی بپھر کر پڑی تھی۔وہ بے بس سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔

"توتم کیوں نکل گئی ہماری اس معصوم دنیا سے" انکے سوال پر ظاعنہ کچھ پل کیلئے گنگ رہ گئی۔

"میں اس دنیا کیلئے کبھی بنی ہی نہیں تھی" لہجہ اٹل ہوا تھا۔اس جیسی سنگدل لڑکی مبشر نے کبھی نہیں دیکھی تھی

"اس لئے اپنے بھائی کو بھی چھوڑ کر چلی گئی تھی؟ جانتے ہوئے کہ اسکا تمہارے علاوہ اس دنیا میں کوئی نہیں ہے "

انکا لہجہ درد میں ڈوبا ہوا تھا ظاعنہ کو نجانے کیوں اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا۔

"آپ کو انہیں نہیں جانے دینا چاہئے تھا وہ بہت معصوم ہیں" وہ اب اپنے بھائی کیلئے فکر مند ہو رہی تھی

"تم دونوں بہن بھائی ایک ہی ماں کی اولاد ہو۔۔۔ایک محبت کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتا تو دوسرا محبت کو رد کرنے سے نہیں تھک رہا فرق تو کچھ نہیں ہے" موقعے پر چوٹ سید ھا ظاعنہ پر لگی تھی

وہ ایک پر اعتماد لڑکی تھی لیکن انکی باتیں اسے جیسے بزدل لڑکی بنا رہی تھیں۔ وہ لب بھینچ کر غصّے سے انہیں دیکھنے لگی۔

"تو انکے ساتھ تو تھے ناں آپ۔۔۔ پھر بھی نہیں سمبھالے گئے وہ۔۔۔ بات کرتے ہیں میری" وہ پھر کر اٹھ کر جانے لگی تھی جب مبشر نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے میں اپنی جانب کھینچ لیا۔

وہ اس اچانک افتاد کیلئے بلکل بھی تیار نہ تھی۔

"ایک بات میری کان کھول کر سن لو لڑکی۔۔۔میری محبت اپنی جگہ ہے۔۔۔لیکن میری دوستی پر ایک لفظ نہ بولنا۔۔۔سنا تم نے۔۔۔"

وہ لفظ چباتے اسکے منہ پر غرلائے تھے ظاعنہ کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا پہلی بار اسے ان سے خوف محسوس ہوا تھا۔

"جب تم اسے اکیلا چھوڑ گئی تھی جانتے ہوئے بھی کہ وہ کتنی بڑی جان لیوا بیماری میں مبتلا تھا تب میں نے اسے سمبھالا تھا اور آج بھی سمبھالتا ہوا آرہا ہوں

۔۔۔آگے بھی میرے جیتے جی اسے تمہاری ضرورت نہیں پڑے گی "

نہیں آج یہ وہ مبشر نہیں تھے جو اس لڑکی سے بے پناہ محبت کرتے تھے آج یہ صرف برہان کے موبی تھے۔

ظاعنہ انکی آنکھوں میں دیکھتی رہ گئی۔

وہ اسے چھوڑ کر لمبے ڈھینگ بھرتے اسکے گھر سے باہر نکل گئے۔

ان کے پیچھے انکے الفاظ کا اثر کتنی ہی دیر رہا تھا وہ شل ساکت سی اپنے گھر کے بند دروازے کو دیکھتی رہی۔

وہ جتنی مرضی خود کو سٹرونگ رکھ لیتی لیکن اندر جو
ازیتیں گڑھ کر بیٹھی تھیں وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی
تھیں وہ خود کو ان چیزوں سے دور رکھتی تھی جو اسے
کمزور بناتی تھیں ان میں پھر چاہے اسکا بھائی ہی کیوں
نہ آگیا ہو۔

لیکن آج ڈاکٹر مبشر جو بھیانک رخ اسے دکھا گئے تھے
وہ کچھ پل کیلئے ہی صحیح لیکن ظاعنہ کو لرزا کر رکھ گیا
تھا۔

اسکی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گال پر لڑھک گئے۔

آج پاشا ولا میں سب کی چہل پہل تھی زیحال نے خان حویلی سے مورے اور دا جی کو انوائٹ کیا تھا لیکن دا جی اپنے کام کے سلسلے میں مہینے کیلئے شہر سے باہر تھے تب ہی صرف فرخندہ بیگم آئی تھیں اور وہاں سے زریاب خان سیماب کو لے کر آئے تھے۔

وہ اس وقت گل کے کمرے میں تھی جو بت بنی بیڈ پر بیٹھی کوئی بھی حرکت نہیں کر رہی تھی نہ کچھ بول رہی تھی۔

کومل آئرہ تو اسے دیکھ کر گئیں۔

آئرہ نے اسکی وارڈروب سے ایک خوبصورت ڈریس نکال کر بیڈ پر رکھا۔ ساتھ میں کچھ ہلکی پھلکی سی ڈریس بھی۔

"گل خدا کیلئے کچھ بولیں۔۔۔یہ سب کیوں کر رہی ہیں آپ" کومل سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے اور کیسے روکے اسے۔

زیحال نے آج رشتے والوں کو بلا لیا تھا جو کچھ ہی دیر میں پاشا ولا پہنچنے والے تھے۔ اسی لئے سب آج پاشا

ولا میں ہی تھے وہ خود چاروں بھائی بھی آج آفس سے چھٹی کر کر گھر ہی تھے۔

"میں مشی کو دیکھ کر آتی ہوں" آئرہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

زمل کو آج کسی سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا وہ ملازموں کے ساتھ مل کر کچن میں لگی کام کر رہی تھی۔

"ام کو بتائے گا تم سب کہ ہو کیا رہا ہے" سیماب کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ سب کیا بات کر رہی ہیں۔

لیکن کومل کو اس سے کوئی پردہ نہیں تھا سیماب بے شک حویلی میں تھی لیکن اسکی ان سب سے زیادہ بنتی تھی۔

"مجھے خود نہیں آ رہی سمجھ۔۔۔ گل خود بتا دیں تو بہتر ہے" کومل کو ڈاکٹر برہان کیلئے بہت برا لگ رہا تھا جو اسکے ڈوز کیلئے سات سمندر پار بھٹک رہے تھے اور وہ یہاں اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کرنے جا رہی تھی۔

"ام کو کچھ نہیں کہنا۔۔۔ جس میں امارا بھائی خوش اس میں ام خوش" وہ خود کو پتھر کر گئی تھی۔

"پوچھ سکتی ہوں اسکی وجہ؟ "

"جو شخص تب نہیں آیا ام کو اپنانے وہ اب کیا اپنائے گا ام کو" وہ یکدم سے بپھر پڑی تھی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں بہنے لگے۔ کرب کی آخری انتہا تھی۔

"کیا تھا ناں تب انتظار۔۔۔ آئے وہ ام کو لینے۔۔۔ جب ام کو رتی کے بھاؤ کسی کے سر تھوپ دیا گیا "

اسکا وجود بری طرح سے لرزنے لگا تھا آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

کومل اور سیماب کی سانس جیسے سینے میں ہی اٹک گئیں۔

"محبت کرنے والے ایسے بیچ راستے چھوڑ کر نہیں جاتے۔۔۔ جیسے اس نے کام کو چھوڑا تھا۔۔۔ آج اگر امارا بھائی امارے لئے کوئی فیصلہ کر رہا ہے تو وہ سب سے بہتر ہے امارے لئے "

وہ وقت اس میں ملی تکالیف اسکے بدن سے نوچ نکالنا ایسے تھا جیسے روح کو بدن سے جدا کر دینا۔

اسکے کانوں میں آج بھی وہی آواز گونج رہی تھی۔

"زرتشم نوشیر وال ولد نوشیر وال خان آپ کا نکاح

بالاج خان ولد ولی خان کے ساتھ طے پایا جاتا ہے کیا

آپ کو یہ نکاح قبول ہے "

اسکی نگاہیں حویلی کی دہلیز پر ہی ٹکی تھیں دل شدّت

سے انکا منتظر تھا وہ روتی ہوئی سرخ دوپٹے کے اس پار

سے انکو دیکھ رہی تھی

لیکن وہاں کوئی نہیں آیا کوئی بھی نہیں یہاں تک کہ

اس سے قبول ہے بلوالیا گیا تھا۔

کومل کو اسکی حالت دیکھ رونا آیا تھا

مورے کے آنے کے بعد زمل کے اندر کی بہو خود بخود
جاگ جاتی تھی وہ ہر کام اتنی سمجھداری سے کرتی تھی

کہ خود زیحال بھی دنگ رہ جاتا تھا اسکے سامنے یہ لڑکی

ایک چھوٹی بچی تھی معصوم اور پارٹ ٹائم لڑاکا

عورت۔

لیکن اس کے گھر والوں کے آنے کے بعد وہ ایک

گھریلو سگھڑ بہو بن جاتی تھی۔اب بھی وہ ایک ملازم کو

حکم دے کر ہٹ رہی تھی تو دوسرا آرہا تھا۔

"ہبی۔۔۔آپ بچوں کو لے جائیں میں نے آپ کے

اور انکے کپڑے نکال دیے ہیں میں بھی بس کام سے

فری ہو کر آئی "

وہ جلد بازی میں اسے بھی کام سونپ کر واپس کچن میں چلی گئی۔

زیحال بنا کچھ کہے بس سر ہلا کر زامل زالے کو لے کر اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا زامل اسکے بازو پر لٹکا اسکے سینے پر ہاتھ مارتا ہوا انجانے کیا گیت سا گا رہا تھا اور زالے صرف بابا بابا کرتی اپنی کوئی داستان سنا رہی تھی۔

زیحال نے دونوں کو بیڈ پر چھوڑا اور انکے کپڑے نکالنے لگا جو زمل پہلے سے الگ کر کر گئی تھی۔

"ببا۔۔۔می نائی۔۔۔نائی ناہ" بابا میں نائی نائی نہیں کرونگا)"زامل جلدی سے بیڈ پر دوڑ لگاتا بیڈ کراؤن سے چپک گیا۔

اب زیحال کو اس میں بھی محنت کرنی تھی۔

"زامی۔۔۔بیٹا شرافت سے آگے آؤ۔۔۔ورنہ بابا ناراض ہو جائیں گے" وہ جانتا تھا اسکے بچے اسکی ناراضگی سے سب سے زیادہ ڈرتے تھے بس انکے بابا ناراض نہ ہوں۔

"ناہ۔۔جامی نالاج ناہ (نہیں زامی سے ناراض نہیں ہوناں)" وہ یکدم سے بپھر گیا تھا۔ لیکن آگے پھر بھی نہیں آیا اسکی جگہ زالے خاموشی سے آگے آتی اپنے بابا کے سینے سے لپٹ گئی۔

"باہ یو پنچھ۔۔۔نائی نائی (بابا آپ کی پرنسسز نائی نائی کرے گی)" وہ جس کیوٹ انداز میں بولی تھی زیجال کے چہرے پر خود ہی دلکش مسکراہٹ بکھر گئی اس نے جھک کر اپنی جان سے عزیز بیٹی کا ماتھا چوما۔ پھر اسکے روئی جیسے گالوں پر ڈھیر سارا پیار کیا۔

"میری پرنسسز سب سے اچھی ہے" وہ محبت بھرے لہجے میں بولتا اسے شاور دلوانے کیلئے باتھ روم میں لے گیا۔

"زامی اچھا بیٹا نہیں ہے بس۔۔۔ بابا اب اس سے ناراض ہیں" وہ جان بوجھ کر تیز آواز میں اسے سنا رہا تھا اسکی بات پر زامل کے خرگوش جیسے کان فورا سے کھڑے ہو گئے۔

"ببا۔۔۔ می۔۔۔ نائی نائی (بابا میں بھی کرونگا)"

زامل ان دونوں کو ایک پارٹی بنتے دیکھ جلدی سے

بولا۔اور بیڈ کے ساتھ ہی اپنی چھوٹی چھوٹی سیڑھیوں سے اتر کر انکے پیچھے ہو لیا۔

زیحال نے ان دونوں کو انکی چھوٹی چھوٹی نکر پہنا کر باتھ ٹب میں چھوڑ دیا۔وہ دونوں ہمیشہ کی طرح جھاگ بنا کر ایک دوسرے کے.ببلز پر پھونک مار کر چھوڑ دیتے پھر اپنے باپ کو ایک دوسرے کی شکایت لگاتے۔

"ببا۔۔۔ببا۔۔۔فوہ۔۔۔فوہ(بابا بھیا پھونک مار رہے ہیں)"وہ آدھی بات زبان سے اور آدھی اشاروں میں سمجھانے لگی۔

"نو۔۔۔بیٹا۔۔۔"زیحال کا ذہن ان دونوں کی جانب سے ہٹ کر بار بار کہیں اور الجھ رہا تھا وہ دونوں کو پیار سے نہلا کر چھوٹے چھوٹے باتھ روب میں لپیٹ کر باہر لے آیا۔

وہ بیڈ پر آتے اسے جمپنگ جھولا سمجھ کر وہی اچھلنے لگے

زیحال کو اچھے سے سمجھ آگئ تھی کہ زمل کتنی مشکل

سے روز یہ کام سرانجام دیتی تھی۔

زامل تو پاؤڈر اٹھا کر اسے کھانے ہی لگا تھا زیحال نے

اسکے ہاتھ سے پاؤڈر لے کر سائیڈ میں رکھا۔

"یاجوج ماجوج کی قوم۔۔۔یہ کھانے کی چیز ہے۔؟"

وہ کیا کہتا اب اس چھوٹی آفت کو۔بس دانت پیس کر

رہ گیا۔ماں بننا آسان نہیں تھا وہ اعتراف کر گیا تھا۔

"بابا۔۔۔یمی یمی۔۔۔" زامل کا انداز ایسا تھا جیسے اسے ایکسپیرینس ہو ہاں وہ ہر بار زمل سے چھپا کر تھوڑا سا تو چکھ لیتا تھا۔

زیحال نے دونوں کو اچھے سے کپڑے پہنا کر انکی باڈی کیئر پروڈکٹس دیکھے جو اسکی سمجھ سے بالاتر تھے۔

پاؤں کا الگ پروڈکٹ ہاتھوں کا الگ تو منہ اور گردن کا الگ "پوری کمپنی کھول کر رکھی ہے میڈم نے" وہ دل ہی دل میں سوچ کر مسکراتا ایک ایک کا نام پڑھ کر

ان دونوں کے ہاتھ پیروں پر نرم و ملائم لوشن لگانے لگا۔

"باہ۔۔۔می کوم کوم (بابا میرے ہیئرس کومب کومب)" زالے بالوں والا برش اٹھائے بیڈ پر ہی کھڑی ہوگئی زیحال کو تو یاد ہی نہیں رہا تھا کہ زالے کی پونیاں بھی بنانی ہیں۔

اسے بے اختیار وہ بلاسٹ والا وقت یاد آگیا۔جب اسے زالے کی پونی بنانی پڑی تھی۔اسکی زندگی کا وہ وقت سب سے بھیانک تھا کاش وہ وقت کبھی نہ آیا

ہوتا کاش۔ یا اسکی یاداشت ایک بار تو ضرور چلی جاتی۔

وہ اپنے دل پر ضبط کے بند باندھتے اسے بیڈ کی پائینتی پر بٹھا کر خود اسکے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا۔

"ابھی بنادیں گے میرے بیٹے کا ہیئر سٹائل" وہ یوٹیوب کھول کر اس میں چھوٹی بچیوں کے ہیئر سٹائل نکال کر دیکھ دیکھ زالے کے بال بنانے لگا۔ وہ چپ کر کر بیٹھی اتنے کیوٹ طریقے سے بال بنوا رہی تھی کہ زیحال کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"ببامی کوم کوم (بابا میرے بھی بناؤ)" زاامل کو ہر وہ
چیز چاہئے تھی جو زالے لیتی تھی لیکن زالے کبھی اسکی
چیزوں میں ضد نہیں کرتی تھی یہی عادت زیحال کو
اپنی بیٹی سے مزید محبت کرنے پر مجبور کرتی تھی
بیٹیاں واقعی صابر و شاکر ہوتی ہیں اسے اندازہ ہوا تھا۔
اسی لئے وہ ابھی سے اپنی زندگی کے قیمتی اثاثوں میں
سے ایک بہت بڑا حصّہ زالے کے نام کر چکا تھا جس
سے اسکی پوری زندگی سکیور ہو سکتی تھی لیکن یہ

صرف محبت میں ایک پہلا قدم تھا ورنہ اسکی بیٹی کیلئے ابھی پوری دنیا کی خوشیاں حصّے میں آنا باقی تھیں۔

زیحال نے زامل کے بال بنادیکھے خود سے ہی بڑے ڈیشنگ بنادیے تھے جو اکثر اسکے خود کے بالوں کا سٹائل رہتا تھا سارے بال پیچھے جن کی کچھ زلفیں آگے ماتھے پر پڑی ہوتی تھیں اور اسی سے وہ جان لیوا حد تک ڈیشنگ اور چارمنگ لگتا تھا۔

"لڑکوں کے ہیئر سٹائل کا تو تمہارے باپ کو بچپن سے ایکسپیرینس ہے بیٹا" وہ شوخ ہوتے اسے بتانے

لگا۔ہاں وہ پامیر اور برلاس کے ہیئر سٹائل ہر بار خود

بناتا تھا پامیر جب اسکے پاس آیا تھا تب حد درجے کا بیمار

تھا زیحال نے اسکی دن رات ایک ماں کی طرح دیکھ

بھال کی تھی۔

اور برلاس وہ تو تھا ہی بچپن سے ضدی کہ اسکا باپ

اسکے علاوہ اور کسی کو ہاتھ نہ لگائے

زیحال کو بے ساختہ وہ حسین وقت یاد آنے لگا۔

میر و خاموشی سے بیٹھا اپنے دھیان میں سامنے پڑے کاغذ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا جو زیحال تھوڑی دیر پہلے ہی رکھ کر خود کچن میں گیا تھا اور وہ دونوں نہا کر باہر پہاڑوں کے خوبصورت مناظر دیکھتے ہوئے دھوپ کی سیک لینے کیلئے بیٹھے تھے۔

برلاس جو اپنی گاڑیوں کو آپس میں ٹکرا ٹکرا کر وہاں بہتے جھرنے میں گرا رہا تھا میر و کو آئی نے سکوں میں بیٹھے دیکھ جگنو جیسی آنکھوں میں شرارت مچلنے لگی۔

وہ اٹھ کر اسکے پاس آکر بیٹھتا ان کاغذ کو اٹھا کر دور

پھینک گیا۔

"یہ کیوں کیا تم نے" میر و کو اس پر غصّہ آیا۔

"ہی ہی۔۔۔ یہ میرے بھائی کے تھے" وہ آنکھیں

پٹپٹاتا دل ج لے انداز میں بولا

اور اسی میں دونوں کی لڑائی شروع ہو گئی۔ انکی گھما

گھمی دیکھ دور سے اپنا پیپر دے کر آتا یا قوت یکدم سے

رک گیا۔

جب تک اسے سمجھ آتی تب تک وہ دونوں آفت ایک دوسرے سے الجھے فرش پر آچکے تھے

یاقوت نے دوڑ کر ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ لیا۔

"کیا کر رہے ہو۔۔۔پاگل ہو دونوں" وہ دونوں کو باری باری ڈانٹنے لگا

برلاس تو اسی میں دھاڑیں مار کر ایسا رویا جیسے اس نے اسکی پٹائی کر دی ہو۔یاقوت سر نفی میں ہلاتا اسے پیار سے اپنے ساتھ لگا گیا۔

"میری جان۔۔۔میرو کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے تمہیں اسکے ساتھ پیار سے رہنا چاہئے۔" وہ نو عمر لڑکا اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار لگتا تھا۔

زیحال کچن میں ہی اپنی ڈش بنانے میں اتنا مگن تھا کہ اسے باہر ہونے والی جنگ کا علم ہی نہیں ہو سکا۔

میرو جاکر کچن میں ہی اسکے ساتھ لپٹ گیا۔

"ارے۔۔۔کیا ہوا؟" وہ انڈا باؤل میں توڑ رہا تھا جب میرو کے ایسے اچانک خود سے لگنے پر ذرا سا چونکا۔

"برلاس بہت برا ہے۔۔۔ مجھ سے فائیٹ کرتا رہتا ہے" اسکی شکایت پر زیحال کو زرا دیر نہ لگی معاملہ سمجھنے میں اور اسکا پھر اگلا ایک گھنٹہ دونوں کو سمجھانے میں ہی گزر گیا لیکن پتہ یہ بھی تھا کہ انکی کتے بلے والی لڑائی کبھی نہیں رکے گی۔

تب ہی برلاس شیشے کے آگے کھڑا ایکدم سے چیخا۔

زیحال نے کچن میں سے یاقوت نے باہر گاڑی صاف کرتے ہوئے اور میرو نے اپنی پڑھائی چھوڑ کر اسے دیکھا۔

"میرا ہیئر سٹائل بھی خراب کر دیا" اسے از حد دکھ

تھا۔

زیحال کا دل چاہا سر پیٹ لے اپنا وہ ہاتھ دھو کر صاف

کرتا کچن سے باہر آیا اور اسکے بالوں کا ڈیشنگ سا

سٹائل بنانے لگا۔

اسکی دیکھا دیکھی میرو نے بھی بنوالیا انکے بال تک بھی

زیحال ہی بناتا ہوا آیا تھا تو کیسے ناں وہ تینوں اسے ماں

باپ سے بڑھ کر سمجھتے جس شخص نے بچپن سے خود

کو انکے لیے صرف قربان ہی کیا ہو۔

"آپ کو یہ تین بچے ملے۔۔۔یہ تو اور بھی اسی طرح ملیں گے۔۔۔کیا آپ سب کو ایسے رکھیں گے؟"میر بخش اسکے ساتھ کھڑا یا قوت کو باقی دو چھوٹوں کو پڑھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

زیحال کے ذہن میں ان تین کے علاوہ انکے جیسے بے سہارا بچے گھومنے لگے۔

"میں سب کا سہارا بنونگا۔۔۔لیکن ان تین کی جگہ اب اور کوئی نہیں لے سکتا" اسکے انداز میں ان تینوں کیلئے بے ساختہ محبت چھلکی تھی وہ تینوں کو جان سے

عزیز رکھتا تھا لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ آنے والے وقت میں یہ تین اس سے زیادہ اسکے لئے پاگل ہو جائیں گے

"چلو اب دونوں بھاگو۔۔۔" وہ دونوں کو بیڈ سے نیچے اتار کر خود سارا سامان سمیٹنے لگا تب تک وہ دونوں بھی باہر چلے گئے۔ جن کو اب اپنے کمرے سے زیادہ نیو بے بی گرل کے کمرے میں مزہ آتا تھا۔

وہ اب خود شاور لے کر تیار ہو رہا تھا جب زمل تھکی تھکی سی کمرے میں تیار ہونے آئی۔

کمرے میں داخل ہوتے نظر سامنے اس دشمن جان پر پڑی۔ جو قمیض پہن کر اسکے بٹن بند کرنے میں مصروف تھا۔

سفید رنگ کے شلوار قمیض میں اسکی پٹھانوں جیسی گوری رنگت صاف نمایاں ہو رہی تھی اوپر سے قمیض کے باہر سے ظاہر ہوتے اسکے سکس ایبز اور ٹھوس

باسپس۔زمل کو بے ساختہ اپنا دل کانوں میں دھڑکتا

ہوا محسوس ہوا۔

وہ ساری تھکاوٹ بھولے قدم قدم چلتی ہوئی آگے آ

کر پیچھے سے زیحال کی پیٹھ سے لگ کر آنکھیں موند

گئی۔

سکون۔۔۔ایسا سکون جو لفظوں میں بیان نہ ہو

سکے۔زیحال اسکی خوشبو محسوس کرتے بے اختیار

مسکرانے لگا۔

"اتنے کام روز کیا کرو۔۔۔میرا فائدہ ہوگا" اسکی بات

پر زمل نے آنکھیں بند کئے ہی اسکے سینے پر مکا جڑا۔

زیحال نے مسکرا کر اسکے ہاتھوں کو چوما

"تھک گیا ناں میرا بے بی" اسکے پیار سے پوچھنے پر

زمل نے سر اثبات میں ہلایا مگر اسی طرح چپکی رہی۔

"تو اتنے ملازم کیوں رکھے ہیں۔۔۔جب میری وائفی

کو ہی کام کرنا پڑے"

اسے اچھا نہیں لگتا تھا جب وہ زیحال کی ننھی سی جان

پر ظلم کرتی تھی۔

''آپ کو نہیں پتہ۔۔۔جب ساس آتی ہے تب سیدھا
رہنا پڑتا ہے'' اسکی بات پر زیحال کی بے ساختہ دھیمی
سی ہنسی چھوٹ گئی۔

''کم آن گلا لے۔۔۔میری ماں اتنی بھی ظالم نہیں
ہے''

وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنا رخ موڑ رے ڈریسنگ
ٹیبل سے ٹیک لگا گیا اور اسے بھی کمر سے تھامے اپنے
قریب کر گیا۔

"ساس ساس ہوتی ہے۔۔۔میں انکو یہ احساس نہیں کروانا چاہتی کہ بیلا مجھ سے بہتر چوائس تھی آپ کے لئے "

اب کی بار زیحال کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی چھا گئ۔

زمل کو لگا اس نے کچھ الٹا کہہ دیا

"کیا ہوا؟" وہ ڈر ڈر کر پوچھ رہی تھی۔

"آئندہ اپنا موازنہ دنیا کی کسی عورت سے نہ کرنا۔۔۔وہ عورت اب تک بنی ہی نہیں جو میری بیوی کے سائے برابر بھی آ سکے "

وہ کس جنونی انداز میں بولا تھا کہ زمل کا دل زور سے دھڑکتا یکدم سے بند ہو گیا۔ وہ اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔

زیحال نے جھک کر اسکی صراحی دار گردن پر اپنے لب رکھے۔ وہ بے ساختہ اسکے کندھے تھام کر آنکھیں بند کر گئی۔

"تم وہ واحد لڑکی ہو۔۔۔ جس نے زیحال خان آفندی پر حکومت کی ہے۔۔۔ اور اسکی آخری سانسوں تک کرتی رہو گی" ہاں وہی تھی خوش نصیب جس کے

حصّے میں وہ مرد آیا تھا جس نے چار کے بجائے ایک ہی بیوی کو چاروں کی محبت دے کر خود کو اس پر تمام کر لیا تھا۔

وہ آنکھیں بند کر کر بے ساختہ مسکرانے لگی

"اچھا اب میں تیار ہو جاؤں۔۔۔" وہ جلدی سے پیچھے ہٹتی وارڈروب سے اپنے کپڑے سلیکٹ کرنے لگی۔

زیحال دھیرے سے آگے آتا عین اسکے پیچھے کھڑا ہو گیا وہ اسکے آگے کھڑی پیچھے والوں کو نظر بھی نہ آتی وہ اتنی مضبوط جان لگتا تھا اسکے سامنے۔

زیحال اپنا ہاتھ ایک ڈریس تک لے جاتے اسے باہر نکال لایا۔

"مجھے اچھا لگے گا اگر میری گلا لے آج میرے لئے میری خانی بنے گی تو" اسکے ہاتھ میں ایک ملٹی رنگ کا گھیر دار بے حد خوبصورت فراک تھا جس کے کناروں پر آستین پر گولڈن سکے لگے اسکی آواز چھن چھن والی بنا رہے تھے پورے فراک پر مررورک اور الگ الگ لگے رنگ اس فراک کو بے حد خوبصورت بنا رہے تھے۔

زمل مسکرا کر اسکے ہاتھ سے ڈریس لے کر باتھ روم

کی جانب بڑھ گئی۔

"وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔میں آنکھیں

بند کر لیتا ہوں" وہ اپنی مسکراہٹ دبائے شریر انداز

میں اسے چھیڑنے لگا

"شٹ اپ" وہ اسے جھٹ سے چپ کرواتی خود باتھ

روم میں گھس گئی۔

اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی زیحال کے

چہرے سے بھی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اسکی جگہ

گہری سنجیدگی نے لے لی تھی۔

کومل کے کہنے کے باوجود بھی زرتشم نے ہلکا پھلکا سا

سوٹ پہن لیا تھا جیولری کے نام پر اسکے کانوں میں

چھوٹے چھوٹے بوندے تھے اور بالوں کو فرنچ سٹائل

میں پیچھے کی جانب باندھ لیا تھا۔

اس سادگی میں بھی وہ بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی سب سے زیادہ اٹریکٹیو اسکا بے رونق چہرہ تھا وہ ذرا سا بھی نہیں مسکرا رہی تھی۔

لڑکے والے آچکے تھے انکو آئے آدھے گھنٹے کے قریب وقت ہو چکا تھا جب کومل اور آئرہ زرتشم کو لے کر لاؤنج میں آئیں۔

"سلام" یہ بھی کومل اور آئرہ کی جانب سے کیا گیا تھا دونوں نے گھبرا کر زرتشم کو دیکھا۔ وہ چپ بیٹھی تھی۔

"کچھ لیں ناں آپ شیرازی صاحب" زیحال نے ماحول کا سکتہ توڑنے کیلئے انکو اپنی جانب مخاطب کیا۔

"تم کرتا کیا ہے مطلب کام وام کیا ہے؟" سوال زریاب کی جانب سے آیا تھا۔

"ہماری پروڈکشن فیکٹریز ہیں۔۔۔اینڈ امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار ہے" لڑکے نے خاصے پر اعتماد ہو کر بتایا تھا۔اسکی عمر لگ بھگ تیس کے قریب تھی لیکن ہینڈسم تھا تو عمر سے کم ہی معلوم ہو رہا تھا۔

"ھمم۔۔۔کبھی جیل گیا ہے تم؟"اب کی بار زریاب

کے سوال پر خود زیحال بھی چونک گیا۔

"زری۔۔۔یہ کیسا سوال ہے؟ "

مورے نے ساتھ بیٹھے زریاب کا بازو پکڑ کر اپنی

جانب متوجہ کیا۔

"پوچھنا پڑتا ہے مورے۔۔۔کہ کریکٹر کیسا

ہے۔۔۔اب دوبارہ گل کیلئے ایسی کوئی غلطی نہیں کرنا

چاہتا اس لئے ساری تفتیش کرے گا اگر مسلہ ہے تو

اٹھ کر ابھی جا سکتا ہے "

وہ فیصلہ کن لہجے میں بولے تھے جیسے انکو سوالات سے پہلے ہی یہ لوگ پسند نہ آئے ہوں لیکن پسند زیحال کی تھی تو وہ کچھ نہیں کہہ سکے تھے۔

لڑکے والے انکے اتنے سخت تیور دیکھ تھوڑی پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ باقی سب خاموش تھے

"نہیں الحمد للہ۔۔۔ میرا ریکارڈ بلکل صاف ہے آپ چاہیں تو کہیں سے بھی معلوم کروا سکتے ہیں۔۔۔ میں ایک شریف خاندان سے بلانگ کرتا ہوں "

وہ نہایت عاجزی سے بولا تھا۔

زیحال نے گہری سانس خارج کر پیچھے صوفے سے

ٹیک لگالی۔اسے کیا ضرورت تھی کچھ بولنے کی اسکے

لالا تھے ناں۔

لیکن داراب خاموش تھا جس کی نگاہیں مسلسل زرتشم

کے چہرے کا ہی احاطہ کر رہی تھیں۔وہ چہرے پڑھتا

تھاوہ چہرے پڑھنے جانتا تھا۔

"یہ بات تو چور بھی بولے گا۔۔۔اب ام اسکی بات

مان کر اسکو مسجد کا مولوی تھوڑی کہہ دے گا"

زریاب کا انداز وہی ہمیشہ والا دوٹوک تھا جس سے
سامنے والا ایک دفع ہی صحیح لیکن ان کے سامنے گڑبڑا
ضرور جاتا تھا

"آپ کو جو پوچھنا ہے آپ پوچھ سکتے ہیں۔۔۔کیونکہ
ہماری طرف سے تو ہاں ہے کہ یہ ہماری خوش نصیبی
ہے جو آپ جیسے بڑے لوگوں سے رشتہ جڑنے جا رہا
ہے،"

شیرازی صاحب کی نیچر بہت دھیمی مگر پرسنالٹی بہت
دبنگ تھی۔

"لیکن ہماری طرف سے نہ ہے"

یہ بات داراب نے کی تھی جس پر سب نے مڑ مڑ کر اسے دیکھا۔

وہ پہلی بار بولا تھا وہ بھی چھپڑ پھاڑ بولا تھا

"مجھے اچھا لگے گا اگر آپ اس انکار کی وجہ بھی بتا دیں گے"

شیرازی صاحب کو یہ نہ کی کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

"میرے خیال سے آپ کیلئے بس نہ ہی کافی ہونی چاہئے آپ لوگ کھائیں پئیں اور گھر کو روانہ ہو جائیں"

مورے لب بھنچے اپنے بیٹوں کو دیکھ رہی تھیں۔

لیکن وہی دوسری جانب جیسے کومل کی پوری ٹیم کو جاتی سانسیں مل گئی تھیں۔

زیحال نے ایک نظر سامنے وہیل چیئر پر بیٹھی گل کو دیکھا۔

"اسی ہفتے میں اماری شادی کرواؤ" اسکی بات اسکے ذہن میں گردش کرنے لگی تھی۔

"مجھے یہ رشتہ منظور ہے" وہ فیصلہ کن لہجے میں بولتا صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا فضا رک گئی ساتھ ہی سب کی سانسیں بھی۔کیونکہ اب آگے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا یہاں تک کہ زریاب خان بھی نہیں۔

"شیر دل سے کہو سب کو مٹھائی کھلائے۔۔۔اور اسی ہفتے میں سارے فنکشنز ہوتے نکاح اور رخصتی بھی ہو گی "

اب کی بار زمل نے بھی اپنے ہبی جان کی طرف دیکھا جو فیصلہ کن لہجے میں سب پر حکم صادر کرتا باہر چلا گیا شیر دل نے سب کو مٹھائی کھلائی جو کچھ کے حلق سے خوشی خوشی نیچے اتری تھی تو کچھ کے گلے میں جیسے پھنس سی گئی۔

انکو یہاں بیٹھے تقریباً چھ گھنٹے ہو چکے تھے کمر تو جیسے تختہ بن کر رہ گئی تھی۔ وہ اپنی اکڑی ہوئی کمر کو سیدھا کرنے کیلئے وہی بینچ سے پیچھے ٹیک لگا گئے۔

انکو یہاں ایک ڈاکٹر سے اپائمنٹ لے کر انکے پیپرز پر سائن لینے تھے جس کے بعد انکو ایک ٹیم سے رابطہ کرنے کا موقع ملتا وہ لوگ انہیں لے کر اس ڈاکٹر کے پاس جاتے جن کے پاس انکو وہ ڈوز مل سکتا تھا۔ جس کے لگتے ہی زر تشم اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکتی تھی۔ انہوں نے موبائل کوٹ کی جیب سے نکال کر سکرین آن کی جہاں سامنے ہی اسے ایک خوبصورت چہرہ نظر آیا تھا

یہ زرتشم کی فوٹو تھی جو اس وقت انکے والپیپر کی زینت
بنی ہوئی تھی

اسکا چہرہ دیکھتے انکے چہرے پر جیسے یکدم سے جاندار
مسکراہٹ دوڑ گئی کونسی تھکن کونسی پریشانی انکو کچھ یاد
نہیں رہا تھا۔

"اتنی چھوٹی سی شرط تھی آپ کو پانے کی۔۔۔تو پہلے
کہہ دیا ہوتا۔۔۔میں جان کی بازی لگا کر آپ کے لئے
یہ لے آتا "

وہ اس کی تصویر سے مخاطب ہوئے خود میں بولنے لگے

یہ تصویر اسکی اچانک لی گئی تھی جب وہ بیڈ پر اپنے دھیان میں بیٹھی چہرے پر آئے بال پیچھے کر رہی تھی۔

"آپکو حاصل کرنے کیلئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں لیکن اب آپ کو کھونے کا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں زر" وہ انکی آتی جاتی سانسوں سے جڑ چکی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر بیٹھے اسکی تصویر دیکھتے خود میں ہی مسکراتے رہے جب ایک ڈاکٹر نے آکر انہیں اطلاع دی کہ وہ ڈاکٹر آج جا چکے ہیں اب وہ کل ہی ملیں گے۔

"واٹ۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔میں صبح سے یہاں بیٹھا ہوں" انہیں غصّہ آنے لگا تھا لیکن یہاں انکو خود پر ضبط کرنا تھا۔

"ایسے کاموں میں انتظار کرنا پڑتا ہے سب کچھ پانا آسان نہیں ہوتا" وہ جس انداز میں بولے تھے ڈاکٹر

برہان کو لگا جیسے یہ بات انکے اور زرتشم کیلئے ہے وہ خاموش ہوئے انکو دیکھتے رہے پھر بے ساختہ مسکرا کر سر ذرا سا ہلا گئے۔

انہوں نے یہاں ایک ہوٹل میں سٹے کیا تھا وہ آرام کرنے کیلئے وہی چلے گئے تھے پورے دن کی بھاگ دوڑ اور اسکے چہرے کی ایک جھلک۔اب یہ آرام نہ بھی ملتا تو وہ خوش تھے۔

وہ پورے دن کے تھکے ہارے ابھی کمرے میں آکر
سکون سے بیڈ پر لیٹے ہی تھے کہ انکی جیکٹ میں پڑا

موبائل بج پڑا۔ وہ اٹھ کر بیٹھتے اسکی سکرین پر جگمگاتا موبی کا نام دیکھنے لگے اور بے ساختہ مسکرا اٹھے۔

''آپ کو چین نہیں ہے میرے بغیر؟''کال اٹھاتے پہلے مصنوعی ساڈپٹا لیکن اس میں بھی انکی محبت چھلکی تھی۔

''پہلے کبھی آیا ہے؟جواب آجائے گا''انہوں نے الٹا سوال داغا جس پر برہان کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی وہ واپس سے لیٹتے سر اپنے بازو پر ٹکا گئے۔

"دیکھ لیں میری بیوی سے سوکن برداشت نہیں ہو گی" بیوی کے ذکر پر تو جیسے زبان میں دنیا بھر کی مٹھاس گھل جاتی تھی۔

"اس سے تو میں خود ہی کروا لونگا۔۔۔آپ نیت صاف رکھیں۔۔۔جنت میں بھی اکیلے نہیں جانے دونگا" وہ اٹل لہجے میں بولتے انہیں ہمیشہ کی طرح چپکی لگوا گئے تھے۔

"اچھا آپ کا کام کب تک ہو گا؟" اب کی بار وہ سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔

"دیکھنا پڑے گا وہ ڈاکٹر ہی نہیں مل رہے وہ مل جائیں تو دو تین دن کے اندر اندر کام ہو جائے گا" وہ اب ساری تھکاوٹ پھر سے یاد کرتے فکر مند سے ہوئے۔

"تو کیا ضرورت ہے جلدی کی آرام سے کر کر آئیں ۔۔۔اس نے یہی کہا ہے ناں ۔۔۔ صرف پیروں پر کھڑی ہو جائے تو وہ آپکو قبول کر لے گی؟"

یہاں اپنی بات پر مبشر کا اپنا حلق خود ہی کڑوا ہو گیا تھا۔ ان سے یہ بات برداشت کر پانا بہت مشکل ہو رہا تھا

کہ وہ ایک طلاق یافتہ لڑکی ہو کر ایک پاکیزہ مرد کے سامنے شرط رکھ رہی تھی۔

جس نے اب تک کسی عورت کا سایہ بھی اپنے قریب سے گزرنے تک نہیں دیا تھا جو دنیا جہاں کی محبت اسکی جھولی میں ڈال دینا چاہتا تھا۔

وہ پھر بھی اسکے سامنے شرط رکھ رہی تھی کیا وہ شرط رکھنے کی پوزیشن میں تھی؟ یہ سوچ سوچ کر ہی مبشر کو غصّہ آرہا تھا۔

"لیکن میں اب مزید دیر نہیں کرنا چاہتا۔۔جب
سے انہوں نے یہ شرط رکھی ہے تب سے میرے
لئے ایک ایک لمحہ صدیوں کے برابر گزر رہا ہے۔ "
انکی نگاہیں اب سیکنڈ کی سوئی پر اٹک گئی تھیں۔ایک
گزرتا سیکنڈ انکو انکی زر کے قریب لے جا رہا تھا ان جیسا
ملنگ بندہ مبشر نے اب تک نہیں دیکھا تھا۔تب ہی انکو
غصّہ آتا تھا جب کوئی انکی معصومیت کا یوں فائدہ اٹھاتا
تھا۔

"اتنے رشتے آج تک آپ نے ریجیکٹ

کیئے۔۔۔یہاں تک کے ایم ڈی کی بیٹی تک کو آپ نے

ریجیکٹ کر کر اپنی نوکری تک گنوادی

تھی۔۔۔۔ صرف اس لڑکی کیلیئے۔۔۔کیا ہے اس میں

ایسا "

ہاں وہ جاننا چاہتے تھے یہ فیری ٹیل کی کہانی نہ تھی

جہاں شہزادے کو شہزادی سے محبت ہو جاتی تھی باقی

سب کوئی معنی نہیں رکھتا تھا یہ اسکے برعکس تھا یہاں

لوگ ہر چیز دیکھتے تھے

عورت کا کردار کورے کاغذ جیسا ہوتا ہے جس پر لگا

ایک داغ بھی دنیا کو نظر آ جاتا ہے اور یہاں تو برہان

زرتشم اور بالاج کی ساری حقیقت جانتے تھے۔

انکے سوال پر برہان گہری سوچ میں پڑ گئے۔

نگاہوں کے سامنے چھت نہیں تھی بلکہ وہ نگاہیں

تھیں جن سے ایک وقت میں انہیں ایسا عشق ہوا تھا

کہ اسکا اثر بڑھتے وقت کے ساتھ صرف بڑھا ہی تھا نہ

کہ کم ہوا۔

اس وقت کلاس روم پوری خالی تھی۔ سارے سٹوڈنٹس باہر تھے لیکن وہ دوا بھی بھی وہی تھے موبی سامنے برہان کو یہاں سے وہاں چکر کاٹتے ہوئے دیکھ رہے تھے ان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کلاس کی ساری کرسیاں اٹھا کر ونڈو سے باہر پھینک دیتے۔

''کیا مطلب ہے اب۔۔۔ میں اس لڑکی کا اسسٹنٹ بن جاؤں۔۔۔ وہ لیٹ آئی ہے تو میرا کیا قصور'' وہ جلتے توے پر جیسے بٹھا دیے گئے تھے

موبی نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کا بمشکل گلا گھونٹ لیا۔

"یہ بد دعائیں ہیں ان لڑکیوں کی۔۔۔جن کے معصوم دل اس چنگیز خان نے توڑے ہیں" وہ انگلی سے برہان کی جانب اشارہ کرتے شوخ ہو کر بولے۔

انہوں نے لب بھینچ کر انہیں دیکھا ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑا اپین انکو دے مارا وہ جھٹ سے نیچے جھک کر انکے وار سے بچ نکلے۔

"کر لیں آپ۔۔۔ان شاء اللہ ایک دن ایسے ہی جوابی

حملے آپ پر ہونگے اور آپ بچنا بھی چاہیں گے تو نہیں

بچ پائیں گے" وہ انہیں آنے والے وقت سے خبر دار

کر رہے تھے

"اور ایسا کبھی نہیں ہو گا" وہ دو بدو بول کر ہٹے ہی تھے

کہ کسی نے کلاس روم کا دروازہ ناک کیا۔

دونوں نے مڑ کر بیک وقت اس جانب دیکھا جہاں

آدھے ٹرانسپیرنٹ دروازے کے پار کھڑا کوئی نظر

آیا۔

"آجائیں" برہان نے اجازت جیسے ہی دی۔ وہ دروازہ کھول کر اندر آگئی۔ سیاہ عبایا گھیر دار اور سر پر عربی نقاب جس سے آنکھیں بھی پوری طرح سے واضح نہیں ہو رہی تھیں مبشر نے سر تا پیر اس آنے والی لڑکی کا جائزہ لیا۔ اوراووو کی صورت میں ہونٹ گول کرتے برہان کی طرف دیکھا۔

جنہوں نے ایک نظر بھی اسکی جانب نہیں دیکھا تھا بس سر جھکائے اسکے قدموں کو دیکھ رہے تھے وہ اسی میں کنفیوز سی ہوتی ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"جی فرمائیں۔۔۔کس نے آپ کو بھٹکاتے ہوئے یہاں ہم شریفوں کے حجرے میں بھیج دیا"موبی کے منہ پھٹ انداز پر برہان نے انکی جانب گھور کر دیکھا۔

"جی بولیں"اور خود سنجیدگی سے اس لڑکی کو مخاطب کیا۔

"وو۔۔۔وہ ام کو۔۔۔س۔۔۔سر نے بھیجا ہے۔۔۔پپ۔۔۔پڑھنے کیلئے"

وہ بری طرح سے گھبرائی ہوئی اپنی نوٹ بک کو بری طرح سے توڑ مروڑ رہی تھی۔

"تو محترمہ یہاں کونسے پروفیسر نظر آرہے ہیں جو آپ

یہاں آئی ہیں ؟"

برہان کی بات پر اس لڑکی کا دل چاہا رودے دل تو

پہلے سے ہی بھاری تھا۔اوپر سے یہ کھڑوس بندہ ٹکرا

گیا تھا۔جس کے سامنے جیسے سانس بھی لینے میں

دشواری سی ہورہی تھی۔

"و۔۔۔وہ۔۔۔آ۔۔۔آپ سے پڑھنے کا بب

۔۔۔بولا ہے"وہ سر جھکائے بے حد معصومیت سے

بولی۔ یہ پل تھا جب پہلی بار ڈاکٹر برہان ورک کی نگاہ اس لڑکی کی جانب اٹھی تھی۔

مبشر کا زوردار قہقہہ پوری کلاس میں گونج اٹھا۔

برہان نے گھور کر انہیں دیکھا دل تو چاہا اس بار انکو ہی اٹھا کر ونڈو سے باہر پھینک دیں۔

"بیٹھ جائیں" انکے سپاٹ لہجے سے خوف زدہ ہوتی وہ لڑکی جلدی سے ایک کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔

برہان کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کریں آج تک انہوں نے کبھی یہ کام نہیں کیا تھا انکے سینئر ہونے کی

وجہ سے کتنی ہی لڑکیاں ان سے پڑھنا چاہتی تھیں پڑھنا تو ایک بہانہ تھا اصل مقصد تو اس کھڑوس اور اڑیل شہزادے کے قریب آنا تھا۔

جو آگ کا شعلہ بن کر گھومتا تھا۔

"میں ذرا کچھ کھانے کو لے آؤں۔۔۔ محترمہ کو بھوک لگی ہو گی" مبشر آنکھ بچا کر جان بوجھ کر آنکھ دباتے کلاس سے باہر نکل گئے۔

انکے جانے پر برہان خود بھی اکیلے ایک لڑکی کے ساتھ ایک کمرے میں ہونے پر گڑ بڑا سے گئے انہوں نے

اس لڑکی کو دیکھا جو سر جھکا کر بیٹھی اپنی نوٹ بک پر

کچھ لکھ رہی تھی۔

وہ مجبور ادا نت بھینچ کر ایک کرسی اٹھاتے اسکے پاس

بیٹھ گئے۔

اتنی بھاری کرسی انکے ایک جھٹکے میں اتنی آسانی سے

اٹھانے پر اس لڑکی نے حیرت سے اس بندے کا بازو

دیکھا

کسرت سے کی گئی جم سے انکے ٹھوس بائسپس بھرپور

نمایاں ہو رہے تھے تو ایک کرسی کیا وہ تو اسے بھی اٹھا

کر اسی طرح پٹخ سکتے تھے وہ سوچ کر ہی جھر جھری سی لے کر رہ گئی۔

"لیٹ ایڈمیشن لینے کا مقصد؟" وہ تیزی سے پیچ پلٹتے سخت لہجے میں استفسار کرنے لگے

"ا۔۔۔ام کو اجازت نہیں مل رہی تھی" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بے حد دھیمے لہجے میں بولی۔

"ہاں میرے ٹائم پر جو ملنی تھی ہنہ" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگے۔

"جی؟" زرتشم کو لگا جیسے اس سے کچھ کہا ہے۔

"کچھ نہیں۔۔۔پرسنل اسسٹنٹ ہی سمجھ لیا

ہے۔۔۔ کبھی نوٹس پہنچاؤ۔۔۔تو کبھی ایکسٹرا کلاس دو

امیر باپ کی اولاد ہیں تو کیا ایسے کسی کا بھی فائدہ اٹھائیں

گے" وہ جل بھن کر بولتے ایک ٹاپک نکال کر لے

آئے۔

اس شخص سے زرتشم کو بے حد خوف محسوس ہو رہا

تھا۔لیکن اس سے زیادہ ان کی بات تکلیف دہ تھی۔

اسکا دل چاہا یہاں سے بھاگ جائے لیکن یہ بھی ممکن نہیں تھا وہ بس سر جھکائے خود پر ضبط کرنے لگی۔

آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں بہنے لگے تھے

وہ اپنے دھیان میں اسے سمجھاتے جا رہے تھے تقریباً آدھے سے زیادہ ٹاپک کلئیر کرنے کے بعد انہوں نے اس سے پوچھا

"سمجھ آئی؟" انکے پوچھنے پر زرتشم نے دھیرے سے سر نفی میں ہلا دیا

یہی سے برہان کے کانوں سے شدید غصّے کے باعث

دھواں نکلنے لگا تھا۔ مطلب اس نے اتنا پڑھا دیا تھا اس

محترمہ کے کچھ پلے نہیں پڑا تھا آہ وہ کہا جاتے اور کس

کو کہتے کہ انہیں یہاں سے لے جائے

"مطلب سب سر کے اوپر سے گزر گیا۔۔" وہ بے

یقین سے تھے۔

زرتشم مزید سر جھکا گئی

"میں اب آخری بار پڑھا رہا ہوں۔۔۔ پھر کل کو

ٹیسٹ لونگا۔۔۔ اگر غلطی ہوئی تو دیکھنا پھر" وہ

پورے ٹیچر بنے اسے ڈانٹ رہے تھے

وہ اچھے بچوں کی طرح سر اثبات میں ہلاتی پورا دھیان

دے کر سمجھنے لگی۔

"یہاں لکھیں یہ لائن" انہوں نے نوٹ بک پر اشارہ

کیا زرتشم اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے لکھنے کی

کوشش کرنے لگی لیکن ڈر میں لکھا تک نہیں جا رہا

تھا۔

برہان نے خود پر کڑا ضبط کرتے اسکے ہاتھ سے پین لیا اور خود لکھ کر دینے لگے زرتشم نے انکی رائٹنگ دیکھی ڈاکٹر بننے سے پہلے ان سے بری رائٹنگ تھی۔

"ٹاپک یہی کلئیر ہوتا ہے" وہ بول کر اٹھنے ہی لگے تھے جب زرتشم کے ہاتھ سے پین چھوٹ کر یکدم سے فرش۔پر جا گرا۔

برہان سر نفی میں ہلاتے وہی جھک کر پین اٹھانے ہی لگے تھے جب وہ بھی دوسری جانب سے اسی وقت

پین اٹھانے کیلئے جھکی تھی دونوں کی نگاہیں بیک وقت ملی تھیں۔

اسکی آنکھوں کی چمک اور معصومیت دیکھ وہ ایک پل کیلئے جیسے سب بھول گئے تھے۔یہ پہلا لمحہ تھا جس میں انکی نگاہیں کسی سے یوں براہ راست ملی تھی اور وہ اسی پل میں سب بھول گئے تھے۔

اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلتے موبی اندر داخل ہوئے تھے جو ہاتھ میں ٹرے لئے اپنے اور انکے لئے کھانا لے کر آئے تھے۔

"اہمم۔۔۔" وہ گلا کھنکار کر دونوں کو اپنی جانب متوجہ کر گئے۔ڈاکٹر برہان کی حالت تو یوں تھی جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو

زرتشم اپنی بکس سمبھال کر جلدی سے کلاس روم سے باہر نکل گئی۔

"اوئے ہوئے۔۔۔۔ نین مٹکے ہو رہے تھے۔۔۔وہ بھی پہلی ہی ملاقات میں۔۔۔آگے تو خدا ہی خیر کرے" وہ اپنی مستی میں بول رہے تھے جبکہ برہان

اسے گھور رہے تھے کاش وہ قبولیت کی گھڑی نہ ہوتی

کاش اس سے اگلی ملاقات نہ ہوئی ہوتی۔

وہ آج بھی ان معصوم نگاہوں کو نہیں بھولے تھے آج

بھی انکا اثر ویسا ہی تھا کہ وہ ساری دنیا بھول جاتے

تھے۔

''میری آواز آرہی ہے؟'' مبشر نے انکا دھیان اپنی

جانب مبذول کروایا۔

"ہ۔۔ہاں سن رہا ہوں۔۔۔کیا کہا آپ نے؟" وہ ہڑبڑا کر پوچھنے لگے جس پر مبشر نے لب بھینچ لئے۔

"آپ ایسا کریں آرام سے اپنا کام کر کر آئیں یہاں میں سب دیکھ لونگا" وہ انہیں ریلیکس کر کر دو چار اور باتیں کر کر کال کٹ کر گئے۔ نگاہیں پاشا ولا کی جانب اٹھی تھیں جہاں کے ملازم پاشا ولا کو دلہن کی طرح سجانے میں مصروف تھے۔

وہ اس وقت گاڑی میں موجود پاشا ولا کے باہر ہی کھڑے تھے۔

جہاں آج زور و شور سے شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور شادی بھی کس کی؟ یہ انہوں نے ایک گارڈ سے پوچھ لیا تھا۔ جس نے بڑے پیار سے بتایا تھا۔ کہ پاشا بے کی اک لوتی بہن کی شادی ہے۔

یہ لمحہ تھا جس میں مبشر کو زر تشم نوشیر وال سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔

اور برہان ورک پر ترس آیا تھا کاش انہیں اس لڑکی سے محبت نہ ہوئی ہوتی۔

"اگر ایسے تو پھر ایسے ہی صحیح محترمہ۔۔۔اب میں بھی تمہاری شادی کسی اور سے ہی کروا کر رہونگا"

وہ سنجیدگی سے اس خوبصورت ولا کو دیکھتے اپنے اندر جلتے شعلوں پر لوٹنے لگے تھے۔انہوں نے جان بوجھ کر برہان کو ریلیکس کر دیا تھا تاکہ جب تک وہ واپس آتے تب تک زرتشم نوشیروال کسی کے نام ہو جاتی۔

اس بار نہ معاملہ پہلے جیسا رہتا اور نہ وہ خود ڈاکٹر برہان ورک

اب ایسا طوفان اٹھنے والا تھا جو نجانے کس کس کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا۔

یاقوت اور پامیر ایک ساتھ پوری ارینجمنٹ دیکھ رہے تھے پورا اسیٹ اپ میوں کے حساب سے کیا جارہا تھا بچے الگ اتنی ساری لائٹس دیکھ خوشی سے چہک رہے تھے۔زیحال نے دور دور سے انکو بھی انوائٹ کیا تھا جن سے اسکی یا نوشیر وال صاحب کی صرف بول چال بھی تھی۔

اور یہ سب کومل اور باقی سب کے لئے حیران کن تھا

لیکن اب یہ بات صرف وہ خود جانتا تھا کہ زرشم

نوشیر وال اسکی اکلوتی بہن تھی جس کی شادی وہ سادگی

سے بلکل نہیں کرنا چاہتا تھا اور اسکا اندازہ اسکی زورو

شور سے کروائی گئی تیاریوں کو دیکھ لگایا جارہا تھا۔

برلاس کے زمے آفس کا کام لگایا گیا تھا جو وہ

سمجھداری کے ساتھ سرانجام دے بھی رہا تھا کیونکہ

اسکے ساتھ زیحال نے اپنا مینیجر چھوڑ رکھا تھا۔

منظر بدلا تھا حویلی میں بھی اس وقت ہنگامی خیز ماحول تھا۔داراب اور داجی لاؤنج میں بیٹھے تھے جبکہ مورے انکے سامنے بیٹھی اپنے نامدار شوہر کو دیکھ رہی تھیں۔ جو غصّے سے لال بگولہ ہوئے بیٹھے تھے۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا یہ لڑکا کب باز آئے گا اپنی حرکتوں سے۔۔۔" وہ جلتا انگارا بنے لوٹ رہے تھے۔بس نہیں چل رہا تھا کچھ کر جائیں۔

"میری برادری میں سب کو بتانے کی کیا ضرورت تھی سو سو طرح کے سوال ہونگے۔۔۔ام کس کس کو

بتاتا پھرے گا کہ اپنی بیٹی کی دوبارہ شادی کس واسطے کر

رہا ہے ام"

انکی بات پر داراب نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا

"کیوں بابا۔۔۔کیوں کریں گے سوال۔۔۔اور اگر کر

بھی دیں گے تو آپ دیں جواب سب کو۔۔۔بتائیں کہ

کیوں ہمیں گل کی دوبارہ شادی کرنی پڑی ہے "

وہ سیدھا دوٹوک لہجے مخاطب ہوا تھا۔

"ضرورت ہی کیا تھی۔۔۔ سادگی سے بیاہ دیتے" وہ اسی لئے مہینے سے پہلے واپس حویلی آگئے تھے اور تب سے جل کڑھ رہے تھے۔

برادری میں سو طرح کے سوال اٹھتے اور یہ بات انکے لئے شرمندگی کا باعث بنتی کہ انکے فیصلے اور خاندان کو لے کر باتیں بنتی۔

"کیوں سادگی سے۔۔۔ بہن ہے ہماری۔۔۔ پوری دنیا کو بتا کر اسکو رخصت کریں گے۔۔۔ کہ وہ ہماری بہن ہے۔۔۔ اب اگر میلی نگاہ بھی اسکی جانب اٹھی تو

نوچ نکال پھینکیں گے۔۔۔اور رہی بات برادری کے

سوالات کی۔۔۔تو آپ کو سر اٹھا کر بتانا چاہئے سب

کو۔۔۔کہ آپ کی تربیت کیسی نکلی اور آپ کے اد

نامدار بھائی ولی خان کی کیسی نکلی "

وہ بول کر رکا نہیں تھا لمبے ڈھینگ بھرتا لاؤنج سے ہی

نکل گیا۔

"یہ۔۔۔یہ ام سے ایسے بات کر کر گیا؟" انکو حیرت

داراب پر تھی جس کی آواز پیدا ہونے سے لے کر اب

تک انکے سامنے بلند نہیں ہوئی تھی

اور آج وہ کیا کچھ بول گیا تھا

"اس کو زبان آپکے فیصلوں نے لگائی ہے۔۔۔وہ آپ
کا خون ہے زیادہ دیر چپ نہیں بیٹھے گا "

آج تو وہ بھی ہمت کر گئی تھیں جن کی ہمت سب کی
ہمتوں پر بھاری پڑ گئی تھی نوشیر وال صاحب دنگ رہ
گئے۔ کبھی وقت تھا کہ انکے سامنے کوئی سانس تک
نہیں لیتا تھا اور آج بیوی اور بیٹے انکے مقابل آ گئے
تھے۔

فرخندہ بیگم کے جانے کے بعد وہ کتنی ہی دیر سکتہ کے عالم میں بیٹھے رہے یہ سب انہیں گہری سوچ میں ڈوبنے پر مجبور کر گیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ رات سے کمرے میں بند تھی لیکن اب ایسا ممکن نہیں تھا کیونکہ شادی اسکی تھی اسکے کمرے میں سب کا آنا جانا لگا ہوا تھا۔

"گلالے۔۔۔مارکیٹ چلنا ہے۔۔میں باہر انتظار کر رہا ہوں" وہ گل کے کمرے میں موجود زمل کو مخاطب کر

کر سیدھا باہر نکل گیا۔ سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

مشی بھی آج ہمت کرتی کمرے سے باہر گل کے کمرے میں تھی بے بی گرل گود میں لیٹی سو رہی تھی۔ جس کے چھوٹے چھوٹے خراٹے اس بات کے گواہ تھے کہ وہ یاقوت مرزا کی بیٹی ہے۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی یہ سب ہو کیا رہا ہے۔۔۔ ہبی نے کہا ہے گل کیلئے ایک سے بڑھ کر ایک ڈریس لینے کیلئے وہ بھی ہر فنکشن کا"

وہ کمرے میں ہونے والی زیحال کے ساتھ بات پر
اب تک پریشان تھی۔
"اتنی خوشی تو اسے اپنی شادی کی نہیں تھی جتنی اب گل کی ہو رہی ہے" کومل کو اب صحیح معنوں میں سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔
"اور تو اور بلایا بھی سب کو ہے پوری برادری کو"
مشی کی بات پر سب نے پریشان کن نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔ سیماب بھی انکے درمیان میں ہی بیٹھی

تھی۔شادی تک وہ اور زریاب یہی تھے یہ بھی زیحال کا ہی حکم تھا۔

"تم اسکو منع کرو۔۔۔ام سادگی سے سب کچھ چاہتا ہے۔"ان سب میں پہلی بار زرتشم بولی تھی جس کی آواز میں نقاہت تھی۔

"میں بات کروں بھی تو کیسے۔۔۔گل کے معاملے میں ہی کسی کی نہیں سن رہے"یہاں تو وہ خود بھی زیحال سے بات کرتے ہوئے بری طرح سے گھبرا رہی تھی۔

"اچھا کچھ سوچتے ہیں فلحال تم جاؤ۔۔۔ یہ نہ ہو
تمہارے خان صاحب کا خون جوش مارنے لگے اور ہم
سب کو یہی دھن کر رکھ دے "
کومل پیچھے سے جتنی زیحال پر جل کڑھ سکتی تھی وہ
بولتی تھی لیکن اسکے آگے سے اس میں بھی زیحال
کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں تھی۔
زمل سر جھٹک کر بیڈ سے اتر گئی۔
سیماب کو کومل جیسی لڑکی اسی شوخ پن کی وجہ سے
بے حد اچھی لگتی تھی۔

"زامی۔۔۔زالے۔۔۔ چلو بیٹا۔۔۔ تمہارے بابا کا دماغ درست کرتے ہیں" وہ ان دونوں کو بلانے لگی جو بیڈ پر بے بی گرل کے پاس بیٹھے تھے۔

"اھم۔۔۔وہ تو رات کو ہو سکتا ہے" کومل کے اندر کی شرارت کہاں اسے ٹکنے دیتی تھی اسکی بات پر زمل ایک دم سے سرخ ہو گئی۔

"اس وقت تو جو مرضی منوالو لالا سے۔۔۔" مشی اپنی ہنسی دباتی ٹکڑا لگانے لگی۔

"شرم کریں آپ دونوں" زمل شرم کے مارے سرخ ایسے پڑ رہی تھی جیسے وہی نویلی دلہن ہو۔

"کیوں کریں ہم شرم۔۔۔وہ اتنا پاگل ہے تمہارے پیچھے۔۔۔اتنی آسانی سے بات منوا سکتی ہو" کومل کسی طور اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"تو پھر آج رات زمل خانزادہ اپنے مشن پر نکلیں گی یسسسس "

مشی کے نارا لگاتے کومل بھی اسکے ساتھ لگ پڑی۔

سیماب کیلئے اب اپنی ہنسی روک پانا نہایت مشکل ہو رہا تھا خود گل بھی مسکرا اٹھی تھی۔

"وہ تو یہ بھائی تینوں ایک جیسا ہے"

سیماب کے مہر لگانے پر زمل جھٹ سے خود ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔ وہ خود بھی تو ایک خان کی بیوی تھی۔

زامل زالے اپنی ماں کے پیچھے پیچھے جلدی سے نکل لئے ورنہ وہ انکو چھوڑ کر باہر چلی جاتی۔

اسکے یوں بھاگنے پر سب کی ہنسی بے ساختہ چھوٹ گئی۔تب ہی آئرہ انکے کمرے میں داخل ہوئی جس بچاری کے اپنے ستارے گردش میں تھے۔وہ آئی تو

اپنا ڈریس دکھانے تھی لیکن اس سے پہلے کومل کی نظر
اس کے ہونٹ پر پڑ گئی۔
جہاں دائیں جانب ایک چھوٹا سا زخم بنا تھا کومل نے
جھٹ سے مشی کی جانب دیکھا جس نے اسکے
اشارے پر آئرہ کے چہرے کی جانب دیکھا۔
"یہ دیکھیں میرے پاس یہ سوٹ ہے جواب تک میں
نے نہیں پہنا۔۔۔مایوں پر یہ پہن لوں؟"
وہ اپنے دھیان میں گھاگرا چولی بیڈ پر پھیلائے
آنکھیں پٹپٹا کر پوچھنے لگی۔

لیکن وہ دونوں شیطانی دماغوں والی عورتیں اسکا سوٹ چھوڑ کر اسکے چہرے اور گردن کا غور سے جائزہ لے رہی تھیں۔

"بتائیں بھی۔۔۔یا پھر مجھے بھی شاپنگ کرنی پڑے گی؟ وہ دونوں کی نظروں سے الجھ کر معصومیت سے پوچھنے لگی۔

"تم اب شادی شدہ ہے تم کو تھوڑا ڈارک رنگ پہننا چاہئے جو برلاس کو اچھا لگے "

سیماب اپنی رائے دیتی اسکے ڈریس کو اٹھا کر دیکھنے لگی جو دکھنے میں بے حد حسین لگ رہا تھا

"لیکن۔۔۔مایوں پر تو پیلے رنگ کا ہی ہو گا ناں" اسکو نئی فکر ستانے لگی تھی۔

"ضروری تھوڑی ہے۔۔۔۔وہ تو گل کو پہننا ہے۔۔۔تم برلاس کے ساتھ جا کر اور خرید لاؤ۔۔۔جاؤ"

وہ جیسے اسے برلاس کے ساتھ ہی بھیجنا چاہتی تھی اور یہ بات کومل اور مشی سمجھ رہی تھیں۔

"شادی شدہ۔۔۔اا ھمممم۔۔۔وہ تو ایسے بھی پتہ چل رہا"

کومل کے گلا کھنکارنے پر جہاں آئرہ نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا تھا وہی مشی اپنے ہونٹ دبائے ہنسی روکنے لگی

"بات تو صحیح کہی۔۔۔ "

"کونسی بات کیا کہہ رہی ہیں آپ دونوں" آئرہ کو انکی شریر نگاہوں کا مطلب ہی سمجھ نہیں آرہا تھا وہ میسنی بنی قہقہہ مار کر ہنسنے لگیں

"تمہارے لپس پر جگمگاتا ہوا زخم۔۔۔اس بات کی نشاندہی کررہا ہے کہ کسی نے بڑی شدّت سے اپنا حق وصول کیا ہے "

انکی بات پر آئرہ نے جھٹ سے اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیا اور پھٹی پھٹی نظروں سے ان سب کو دیکھنے لگی۔

"ہاں ہاں چھپالو۔۔۔ہم تو جیسے چھڑی چھانٹ بیٹھی ہیں ناں "کومل کی بات پر سیماب بھی ہنس پڑی۔

"ن۔۔۔نہیں یہ۔۔۔یہ سردی کی وجہ سے ہونٹ پر زخم ہوگیا تھا"

آئرہ نے کتنی معصومیت سے اپنی صفائی دینے کی کوشش کی تھی بنایہ جانے کہ سامنے بیٹھی عورتوں کے دماغ کتنے خرافاتی ہیں۔

"بیٹا سردی کے زخم اور انکے۔۔۔زخم میں فرق ہوتا ہے "مشی نے "ان کے "لفظ پر زور دیا

آئرہ کو برلاس پر شدید غصّہ آیا

وہ دونوں اب ساتھ ہی بیڈ پر سونے لگے تھے جہاں اس نے اپنے ہونے کا حرجانہ مانگا تھا وہ بھی اس کس کی صورت میں۔

آئرہ کو سمجھ نہیں آئی اب کرے کیا وہ اپنا سوٹ اٹھا کر فوراً سے کمرے سے بھاگ گئی پیچھے ان سب کی کھل کھلاہٹ گونجتی رہ گئی۔

گل اوپرے دل سے ان سب کو دیکھ رہی تھی اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی مگر جھوٹی۔

دل میں ایک تکلیف کی شدید لہر سی دوڑ گئی تھی اس سے پہلے ہوئی شادی کو اس نے کب محسوس کیا تھا اس خوبصورت رشتے کو تو اسکے لئے عذاب بنا دیا گیا تھا۔

اصل موقع تو اب آیا تھا جب وہ دنیا کی لڑکیوں کی طرح رخصت ہوتی اپنی ایک نئی زندگی شروع کرتی۔

لیکن اب بھی کہاں وہ خوشیاں نصیب ہوتی اب تو شاید زندگی پہلے سے بھی زیادہ بھیانک ہو جاتی۔

کوئی اسے محبت سے دیکھے گا لیکن وہ نگاہیں برہان کی نہیں ہونگی کوئی اسے آپ کہہ کر نہیں پکارے گا کیونکہ اتنی عزت صرف ایک وہی شخص دیتا تھا

کوئی اسکے قریب پھر سے آئے گا لیکن وہ اس بار بھی وہ

دشمن جان نہ ہو گا۔ یہ غم بہت بڑے تھے بہت

بڑے۔ سوچ کر ہی اسکی سانسیں سینے میں اٹکنے لگی

تھیں۔

لیکن وہ وقت بھی بھیانک ہوتا جب زیحال کپ اسکے

بارے میں پتہ چلتا وہ جتنا خاموش لگتا تھا اندر سے اتنا

ہی غصّہ دبا کر رکھتا تھا۔

زرتشم میں معاملے میں اب وہ ہر اس شخص کو پکڑتا

جن کی وجہ سے اسکی بہن نے اتنے سال ازیتوں میں

گزارے اور ان میں پہلا نام ہی ڈاکٹر برہان ورک کا آتا تھا جو محبت کے دعوے دار ہو کر بھی اپنی محبت کی حفاظت نہیں کر پائے تھے۔

وہ وہی لیٹ گئی۔ وہ تینوں بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

سیماب بھی اب سب جانتی تھی کومل نے اسے بھی سب بتادیا تھا۔

"آر یو آؤٹ آف یور مائنڈ ڈاکٹر مبشر "

وہ انکی بات سن کر اب صحیح معنوں میں بپھری تھی

ایک ہی جھٹکے میں جیسے دماغ میں شدید زلزلے سے

اٹھنے لگے تھے وہ بے یقین سی نگاہوں سے انکو دیکھ

رہی تھی

جو اسکے گھر میں اسکی کرسی ٹیبل پر مزے سے بیٹھے اسی

کے پیسوں سے آئے دودھ کی خود اپنے ہاتھوں سے

مزے دار چائے بنا کر پی رہے تھے۔

ظاعنہ کے ری ایکشن پر انہیں کچھ خاص فرق نہیں پڑا

تھاوہ جیسے پہلے سے ذہنی طور پر اسکے لئے تیار تھے تب

ہی اب پر سکون بیٹھے تھے۔

"میں آپ سے بات کر رہی ہوں "انکواپنا آپ اگنور

کرتے دیکھ اسکے تن بدن میں جیسے آگ سی لگ گئ۔

یہ بھی تھا جس مرد کی صرف محبت بھری نگاہوں کی

عادت ہو عورت سے اسکی خفا نگاہیں یالاپرواہی ذرا

بھی برداشت نہیں ہوتی تھی

یہی شاید اب ظاعنہ ورک کا حال تھا۔

"کان کھلے ہیں میرے" وہ بولے ایسے جیسے احسان کر رہے ہوں اس پر اسکی بات سن کر۔

"تو دماغ بھی کھول لیں۔۔۔ورنہ میرے بھائی کو اتنا بھی معصوم نہ سمجھیں کہ آپ ان سے اتنی بڑی بات چھپا لیں گے اور وہ آپ کو اس پر زندہ چھوڑ دیں گے" وہ جیسے انکو وارن کر رہی تھی لیکن مبشر کو کہاں ان باتوں سے فرق پڑتا تھا

وہ بے شک انکی جان لے لیں۔۔۔لیکن اب اس لڑکی کی طرف وہ انہیں واپس لوٹنے نہیں دے سکتے تھے۔

"" مجھے فرق نہیں پڑتا" انداز اب بھی لاپرواہ سا تھا۔

" مجھے سمجھ نہیں آرہی۔۔۔وہ لڑکی شادی کیسے کر سکتی ہے۔۔۔میرا بھائی اسکے لئے سات سمندر پار بھٹک رہا ہے۔۔۔لوگوں کی منتیں کر رہا ہے اور یہ یہاں کسی اور سے شادی کر رہی ہے۔۔۔ "

ظاعنہ کو اب سارا غصّہ زرتشم نوشیر وال پر آرہا تھا جس سے اسکے بھائی نے اپنی زندگی کی تمام خوشیاں جوڑ لیں تھیں اور وہ انہی خوشیوں کو برباد کرنے جا رہی تھی۔

"ہر کام میں کوئی نہ کوئی بھلائی ہوتی ہے "

مبشر کی بات پر اس نے تیکھی کاٹ دار نظروں سے انکو دیکھا۔

"اور یہاں کیا بھلائی ہے" ہاں وہ نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

"دیکھو۔۔۔اگر تمہارا بھائی یہاں ہوتا۔۔۔تو اب تک تمہیں اپنی فیملی کے طور کر اسکے گھر لے جا چکا ہوتا اسکا ہاتھ مانگنے۔۔۔جو سٹیٹس تمہارے بھائی کا ہے کوئی بھی اسے اپنی بیٹی دینے سے انکار نہیں کرے گا لیکن

اس میں تمہارے بھائی کو مل کیا رہا ہے ؟ایک گینگسٹر

کی بہن ؟ایک طلاق یافتہ لڑکی ؟ "

انکی بات پر ظاعنہ ایک پل کیلئے جیسے گنگ رہ گئی وہ آج

کیا کہہ رہے تھے اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی وہ تو

ہمیشہ گل کے حق میں بولے تھے

اور آج ایک ہی پل میں اس سے اتنی نفرت کرنے لگ

گئے۔

"اچھا ہوا جو وہ یہاں سے چلے گئے۔۔۔پیچھے سے اس

لڑکی کی شادی کسی کے ساتھ ہو جائے گی۔۔۔اور اب

تمہارا بھائی اتنا بھی پاگل نہیں ہے کہ باقی کی زندگی

اسکے پھر سے طلاق ہونے کے انتظار میں بیٹھے تو

ڈیفینیٹلی وہ بھی غصّے میں کسی اور سے نکاح کرے گا

۔۔۔اسی غصّے میں دو چار بچے بھی پیدا کر لے گا یا اس

سے کچھ زیادہ۔۔۔ جنونی ہے ویسے تمہارا بھائی"

وہ جیسے انکی رگ رگ سے واقف تھے لیکن اپنے

سامنے اس قسم کی باتوں پر زنو کی آنکھیں بے ساختہ

پھیلنے لگیں۔

"شرم کریں۔۔۔میرے سامنے کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں" وہ کسے شرم دلا رہی تھی وہ تو ڈھیٹ تھا اس لفظ سے بھی واقف نہیں تھا۔

"شرم کیسی۔۔۔فیوچر میں ہم نے بھی یہی کرنا ہے چار میرے چار تمہارے مل کر آٹھ کی ٹیم بنائیں گے"

انکے شوخ ہونے پر زنو کے کانوں کی لو یکدم سے سرخ پڑی وہ پہلے تو بے یقین سی انکو دیکھتی رہی اپھر جھٹ سے ہوش میں آ گئ

"شٹ اپ "شٹ اپ اتنی زور سے بولا کہ مبشر کو باقاعدہ اپنے کانوں جھاڑنے پڑے تھے۔

"آپ اپنا سوچیں اگر یہ سب بھائی کو پتہ چلا تو انکا مان جو آپ پر ہے وہ ٹوٹ جائے گا دو دو جگہ سے وہ بھی اتنے گہرے دکھ وہ کیسے برداشت کریں گے"

وہ اب صیحح پوائنٹ پر آئی تھی اب کی بار تو ڈاکٹر مبشر بھی سیریس ہو کر اسے دیکھنے لگے۔

ہاں قریبی تو دونوں تھے ایک محبت تھی تو ایک دوست سے بڑھ کر بھائی تھا

ایک کسی اور کو اپنا لیتی اور دوسرا یہ جانتے ہوئے بھی
ان سے جھوٹ بولتا رہتا تو یہ بات انکے لئے گہرے
دکھ کا باعث بن سکتی تھی۔

وہ یہ سب سوچ کر سر جھٹکتے زنو کو دیکھنے لگے۔

"خیر ہے میری۔۔۔میں کیسے بھی منا لونگا" وہ جیسے
اس بات کو ہلکے میں لے رہے تھے۔

"ہنہ۔۔۔جیسے وہ مان جائیں گے۔۔۔بٹ ایک بات
یاد رکھیں۔۔۔وہ یہ غلطی کبھی معاف نہیں کریں گے

یہ نہ ہو اس نفرت کی آڑ میں آپ ایک بہتر بھائی جیسا

دوست کھو دیں "

اب کی بار اسکی بات میں مبشر کو دم لگا تھا لیکن وہ پھر

بھی مسکرانے لگے۔

"کیا؟" زنو کو انکی مسکراہٹ کا مطلب سمجھ نہیں آیا

تھا۔

"یہ بات تو صرف تمہیں پتہ ہے۔۔۔کہ مجھے پتہ ہے

گل کی شادی کہیں اور ہو رہی ہے۔۔۔تو تمہارے

بھائی کو کچھ پتہ چلنے والا قصّہ ہی ختم"

وہ آبرو ایسے مٹکانے لگے جیسے سارا مسلہ ہی ختم ہو گیا

ہو

زنو نے گھور کر انکو دیکھا۔

"اور آپ کو اتنی خوش فہمی کیوں ہے۔۔۔ کہ میں

آپ کیلیئے ان سے جھوٹ بولوں گی؟"

وہ بھی تڑخ کر گویا ہوئی۔

"آفٹر آل تمہارے بچوں کا ہونے والا باپ ہوں

میں" وہ کس ڈھٹائی سے یہ بات بول گئے تھے کہ زنو

کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ لب بھینچے اس شخص کو دیکھنے لگی جو مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ دھیرے سے آگے آئی اسکے آگے آنے پر ڈاکٹر مبشر نے گویا اپنا سانس روک لیا۔

وہ آگے آرہی تھی؟ انکی طرف؟ وہ بے یقین سے تھے۔ اس ایک ہی پل میں ان سبز آنکھوں نے انکی سیاہ پرکشش آنکھوں میں کتنے ہی دیپ جلا دیے تھے

زنو نے قریب آکر دھیرے سے انکا ہاتھ تھام لیا یہاں انکا سچ میں دل ہی دھک کرنا بھول گیا تھا وہ

پاگل دیوانوں کی طرح اسکی آنکھوں میں دیکھتے

رہے۔

وہ اطمی نان سے انکی دونوں آنکھوں میں جھانک کر

اندر چلی گئی۔

مبشر نے مسکرا کر اس پل پر یقین کرنا چاہا کہ وہ واقعی

قریب آئی تھی انکے؟ کہ تب ہی انکو اپنی انگلیوں پر

جلن سی محسوس ہوئی۔

انہوں نے جیسے ہی اپنا ہاتھ دیکھا منہ سے بے ساختہ چیخیں نکلنے لگی جن کو سن کر اپنے کمرے میں سکون سے بیٹھی زنو کی ہنسی بند ہی نہیں ہو رہی تھی۔

وہ جان بوجھ کر انکا ہاتھ انکی ہی گرم چائے میں ڈپ کر آئ تھی۔ جس کا انکو تب تو علم نہیں ہو سکا لیکن جیسے ہی یہ دشمن جان نظروں سے اوجھل ہوئی انکی چیخیں بھی بلند ہو گئیں۔

اندر بیٹھی زنو کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا

وہ تقریباً آدھے سے زیادہ مال چھان مار چکی تھی لیکن ایک بھی چیز اسے اپنے مطابق نہیں لگی تھی۔

زیحال بھی اسکے پیچھے ہی تھا جس کی ہمت کو سلام تھی کہ وہ بنا ایک حرف بھی بے زاریت کا منہ سے نکالے اسکے پیچھے پیچھے گھوم رہا تھا۔

"ممما۔۔۔می وانت۔۔۔بم بم (ماما مجھے گاڑی چاہیے)"

زامی کی نظر ایک گاڑی پر پڑ گئی۔

"بیٹا گھر میں سارے اپنے ٹوائز ہی بھر لو۔۔۔ ہم باہر سڑک پر رہ لیں گے۔۔۔ چپ کرو۔۔۔ بم بم کے بچے"

وہ اسے ڈپٹ کر خود آگے بڑھ گئی۔

ٹرالی میں بیٹھے زامل نے مڑ کر اپنے بابا کو دیکھا اور وہ بھی بہت معصومیت سے

جو انکو شاپنگ والی ٹرالی میں بٹھائے گھما رہا تھا۔

"ہبی۔۔۔ہم یہاں گروسری لینے نہیں آئے جو آپ
نے یہ اٹھالی" زمل اسکے ارادوں سے اچھی طرح
واقف تھی

وہ لپکا اس ٹرالی میں موجود اپنی اولاد کی فرمائشیں پوری
کرنے کیلئے یہ ٹرالی لایا تھا۔
"وائفی لینے دوناں۔۔۔میں کماتا بھی تو انکے لئے ہی
ہوں جب انہی پر خرچ نہ کروں تو کیا فائدہ"
وہ اپنے بچوں کی طرف سے انکے حق میں نہایت
عاجزی سے بولا تھا۔

"تو پھر میں بھی بیوی ہوں۔۔۔ کریں مجھ پر بھی خرچ" وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

زیحال نے ایک گہری نظر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

"آر یو شیور۔۔۔ کہ تم پر خرچ کروں؟" وہ پوچھ ایسے رہا تھا جیسے وہ اپنی بات پر ایک بار پھر نظر ثانی کرے گی۔

"جی۔۔۔جی میں شیور ہوں" اسے یہ کہنے سے پہلے سوچ لینا چاہئے تھا کہ وہ کس شخص کو کہہ رہی ہے

اپنے ہبی کو جس کا دماغ ہی اسکے معاملے میں بس الٹا چلتا تھا۔

"اوکے۔۔۔" وہ کندھے جھٹک کر اس پر خرچ کرنے کیلئے آگے بڑھ گیا۔

زمل انکو انکے حال پر چھوڑ کر اپنے اور باقی سب کے لئے ہر فنکشن کے کپڑے سلیکٹ کرنے لگی جسے وہ سب ویڈیو کال پر ڈیسائیڈ کر کر بتا رہی تھیں۔

اسے تقریباً دو گھنٹے لگے تھے سب کے لئے شاپنگ
کرنے میں اتنی دیر میں اسکے بچے اور شوہر کہاں تھے
پتہ نہیں۔

وہ گھوم کر کاؤنٹر تک آئی۔ جہاں پہلے سے کسی نے اتنی
ساری چیزوں کا ڈھیر لگا رکھا تھا۔

زمل نے گھور کر ساری چیزیں دیکھی کس سٹوپڈ نے
پورا مال خرید لیا تھا اتنے سارے کپڑے ٹوائز اور تو اور
اتنی واہیات چیزیں جن میں پرسنل یوز کے سامان سے
لے کر خوبصورت نائٹ ڈریسسز بھی تھیں۔ جن کے

ڈیزائن اتنے بولڈ دیکھ اس کے کانوں سے دھواں نکل
نے لگا تھا
نہایت کوئی حد درجے کا بے باک شخص معلوم ہو رہا
تھا۔ وہ سوچ کر سر جھٹک کر اپنے بیگز کاؤنٹر پر جمع
کروانے لگی۔
"اوکے میم "اس لڑکے نے اسکے ایک ایک بیگ کو
الگ رکھتے پورا ایک بل بنا کر اسکے سامنے کر دیا جو
کروڑ سے اوپر پہنچ چکا تھا

زمل نے اپنے پرس سے موبائل نکال کر ہبی کے نمبر

پر کال کی کال کر کر وہ اپنے دھیان میں کھڑی ہی تھی

کہ اسکے قریب سے ہی اسکے موبائل کی رنگ ٹون

سنائی دینے لگی۔

زمل نے حیرت سے پہلے فون کو اور پھر ان چیزوں کے

پیچھے کھڑے اس شخص کو دیکھا۔

یہ دیکھ اسکی آنکھیں پھٹی تھیں کہ وہ کوئی اور نہیں

اسکے ہبی جان تھے۔

جس کے سامنے گاڑیوں سے لدپدوہ چھوٹا پاشا اپنے

خرگوش جیسے دو دانتوں کی نمائش کر رہا تھا۔زمل نے

انہی پھٹی پھٹی نظروں سے اپنے ہبی کو دیکھا جس کا

چہرہ ہی پہچان میں نہیں آرہا تھا۔

پورے چہرے گردن اور شرٹ پر باربی والے سٹکرز

چپکے پڑے تھے۔جو اسکی اکلوتی بیٹی بڑے مزے سے

چپکا رہی تھی اور تو اور بالوں تک کی ٹیڑھی میڑھی

پونی کر رکھی تھی۔

"ایلو۔۔۔ ممی (ہیلو ممی)" زامل نے آنکھوں پر رکھا چشمہ درست کرتے کس ادا سے ہیلو کیا تھا۔

زیحال نے ترچھی نگاہوں سے اپنے دو نمونوں کو دیکھا۔

زمل ہونقوں کی طرح اسے دیکھے گئی دیکھے گئی پھر جو پھوٹ کر پاگلوں کی طرح ہنسی تھی کہ آس پاس کے لوگوں نے مڑ مڑ کر اسے دیکھا تھا۔

"ہ۔۔۔ ہبی۔۔۔ آپ" وہ پیٹ پکڑے زور زور سے ہنستی چلی گئی۔

زیحال نے کاؤنٹر پر بیٹھی معصوم سا چہرہ بنائے زالے کو دیکھا۔

"ببا۔۔۔ می دول (بابا میری ڈول ہیں)" زالے کی بات پر زیحال کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے بیٹی کا باپ ہونا کونسا آسان تھا یہ آج پتہ چل رہا تھا۔

"اف اوہ گاڈ۔۔۔ ہبی یہ کیا بن گئے ہیں۔۔۔ ایک پک ہاں پلیز ایک" وہ جلدی سے اپنے موبائل میں اسکی پک بنانے لگی۔

"نو وائفی۔۔۔کیوں بچی بچی عزت کا فالودہ کر رہی ہو" وہ دانت بھینچ کر اسے بازو سے پکڑے اپنے قریب کر گیا وہ موبائل سائیڈ پہلو میں بھولے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

وہ گہرے جھیل سی آنکھیں قریب سے سامنے والے کو سحر زدہ کر دیتی تھیں یوں کے مقابل کو دنیا کا ہوش ہی نہ رہے۔ ہیزل آنکھیں ان سے مل کر سب بھول گئی تھیں۔

"نائس کپل "لوگ اس خوبصورت کپل کو بہت

انجوائے کر رہے تھے لمبے دراز کا مالک وہ شخص اور

اسکے دل کے مقام تک آتی وہ نازک سی لڑکی۔

"وات آشات (واٹ آشاٹ)"زامل زالے زور

سے تالی بجانے لگے۔

"ایک تو انکے شاٹ ہی پورے نہیں ہوتے "زیحال

اپنے نمونوں کو دیکھ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

زمل سر جھکا کر ہنسنے لگی۔

"ویسے لگ آپ کیوٹ رہے ہیں" وہ بڑبڑاہٹ کرتی اپنی ہنسی دبانے لگی۔

"تم بھی لگو گی کیوٹ۔۔۔جب میرے لئے ڈریسسز رات کو پہنو گی" اسکی بات پر زمل کے کان کی لو سرخ پڑی اسے وہ ڈریسسز یاد آ گئے۔

وہ جھٹ سے پیچھے ہٹ گئی۔

"بے شرم" ایک ہی لقب جسے وہ دل و جان سے قبول کرتا تھا۔

"ابھی تو پروف کرونگا" وہ ڈھیٹ بنا اسے زچ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا۔ زمل کا دل چاہا اڑ کر گھر چلی جائے۔

وہ کارڈ سے پیمنٹ کرتا ان سب کو لے کر گھر کیلئے نکل گیا۔

۔۔۔۔۔۔

رات ہوتے ہی پاشا ولا میں لگی جگمگاتی لائٹس نے پورے ولا کو جگمگا دیا تھا۔ انکے بیچ لگے گیندے کے

پھول اسکی خوبصورتی کو مزید چار چاند لگا رہے تھے۔

ملازمین یہاں سے وہاں دوڑ لگا رہے تھے۔
جتنے بھی مہمانوں کو دعوت دی گئی تھی دھیرے

دھیرے سب ہی پاشا ولا میں جمع ہو رہے تھے۔
ہر ایک چہرا از مل کیلئے نیا تھا۔ پہلی بار وہ اپنے اصل

سسرال والوں سے مل رہی تھی اتنی بڑی بڑی سفید

داڑھی والی شخصیات اس سے مل رہی تھیں جن کا

کبھی اس نے سوچا بھی نہ تھا۔

"ڈونٹ وری ہم پٹھان ہیں۔۔۔ہمارا خاندان اسی طرح بڑا اور پھیلا ہوا ہوتا ہے الحمدللہ "

اسکے ساتھ ساتھ سب سے ملواتے زیحال نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے تسلی دی۔

"اؤ۔۔۔ماڑا۔۔۔تاسو سنگا یئ (او جانی جگر کیسا ہے تم)" زیحال کا ایک دور دراز چچازاد کزن جو کبھی اسکے ساتھ بچپن میں کھیلتا تھا اب خود بھی بال بچوں والا ہو کر مل رہا تھا۔

"الحمد للہ خیم ۔۔۔چرتا گرزی را گرزی... ماشاءاللہ اُس دی خزا اونجی دی (میں ٹھیک ہوں ۔۔۔ کہاں ہوتے ہو۔۔۔ماشاءللہ اب تو بیوی بچے والے ہو گئے ہو)" زیحال بھی پر جوش انداز میں اسکے گلے ملا تھا۔

زمل ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی وہ پشتو بول رہا تھا؟ اسکی اردو جتنی صاف تھی لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ پٹھان ہے لیکن جب پشتو بولتا تھا تو اتنا خوب لگتا کہ دیکھنے والا اسے بس دیکھتا ہی رہ جاتا۔

زمل کو اپنے ہی جان پر ٹوٹ کر پیار آیا جس کا آج

پٹھان روپ کھل کر اسکے سامنے آرہا تھا کیونکہ وہ

سب سے مل کر پشتو میں ہی بات کر رہا تھا۔

سب ہی اسے پھر سے یہاں دیکھ خوش اور حیران

دونوں ایک ساتھ ہو رہے تھے اوپر سے اب وہ اکیلا

نہیں تھا اسکی بیوی بچے بھی ساتھ تھے۔

اور زمل کیلئے اس سے بڑی فخر کی بات تھی کہ جن

حالات میں ان کی شادی ہوئی تھی۔ کوئی بھی ان جیسا

معزز بڑا خاندان آسانی سے اسے قبول نہ کرتا۔ لیکن

یہاں اسکے ہبی سے بات کرتے ہوئے بھی سب

جھجھک رہے تھے یہ رعب اور دبدبہ تھا اسکا کہ اسکی

بیوی کو سب سر آنکھوں پر بٹھا رہے تھے۔

اور زیحال خان آفندی کی ہی دہشت تھی کہ اب تک

کسی نے زرتشم کے بارے میں بھی کوئی سوال نہیں کیا

تھا۔ ورنہ نوشیر وال صاحب تو پہلے ہی شہر سے باہر

چلے گئے تھے وہ شادی میں شریک ہو کر کسی کر

سوالوں کا نشانہ نہیں بننا چاہتے تھے۔

گھر کے باقی افراد بھی مایوں کیلئے تیار ہونے میں مصروف تھے۔

مشی کی طبعیت تھوڑی ناساز تھی تب ہی وہ بیڈ پر پھیلائے اپنے لہنگے کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔طبعیت نہیں ٹھیک؟" یاقوت ابھی ابھی سادہ سا سفید شلوار قمیض پہن کر کف موڑتے ہوئے اسکی جانب آیا تھا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا لالا کا خاندان اتنا بڑا ہے۔۔۔میں کیسے سب کے بیچ بیماروں کی طرح بیٹھوں گی "

اسکی پریشانی سن کر یاقوت بے ساختہ مسکرا دیا۔

"یہ تو ہے۔۔۔بھائی نے کسی کو نہیں چھوڑا۔۔۔اپنے باپ دادا کے ہر رشتے کو انوائٹ کیا ہے۔۔۔وہ پوری دنیا کے سامنے گل کو عزت سے رخصت کریں گے بتا کر کہ اب انکے پیچھے انکے بھائی کھڑے ہیں"

وہ اسکا ہاتھ تھامے محبت سے سمجھانے لگا

مشی کو اپنا دل ایک پل کیلئے ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

اسکا شدّت سے دل چاہا یاقوت سے کہہ دے۔

"امی۔۔۔ایک بات کہوں" وہ یاقوت کو اپنی سوئی ہوئی بیٹی کے ساتھ پیار کرتے دیکھ جھجھک کر بولی۔

"تم سو کہو میری جان "

وہ بول اسکے ساتھ رہا تھا لیکن پیار سارا اپنی پر نسسز پر لوٹا رہا تھا۔

جس کو تھوڑی دیر پہلے مشی نے پیلے رنگ کی چھوٹی سی فراک پہنائی تھی اس میں وہ ایک ننھی سی کیوٹ سی پر نسسز معلوم ہو رہی تھی اوپر سے مشی نے اسکے

چٹکی بھر بالوں کی پونی بنا دی تھی جنہوں نے اب جلد
ہی کٹ چھٹی پر کٹ جانا تھا۔

79/2

مایوں کیلئے سب لوگ تیار ہو کر ہال میں آ گئے تھے باہر
سردی اتنی تھی کہ جیسے ابھی برف باری ہو گی اور
ہونے بھی والی تھی لیکن اندر اسکے بر عکس ماحول تھا
نارمل ٹیمپریچر اور ریلیکس ماحول۔

سب عورتیں کندھوں پر ویلوٹ کی شال لئے ہوئے
تھیں اور مرد حضرات میں زیادہ تر نے شلوار قمیض پر
شال لے رکھی تھی تو کچھ تھری پیس سوٹ میں ملبوس

تھے خاندان چاہے کتنا ہی امیر ترین تھا لیکن وہ اپنی پٹھانی روایتیں نہیں بھول سکتے تھے وہ لوگ آج بھی وہی رعب اور دبدبے والے پٹھان لگتے تھے جو مٹی سے نہیں آگ سے بنے تھے۔

مایوں تھوڑی ہی دیر میں شروع کر دیا گیا تھا۔

آئرہ، کومل، سیماب اور زمل مل کر زرد چادر کے نیچے گل کو سٹیج تک لے کر گئی تھیں

جہاں اسکے لیے ایک شاندار سیٹ اپ کیا گیا تھا۔ سب لوگ زیحال کی چوائس کو داد دے رہے تھے جو اپنی بہن کی شادی میں کسی چیز کی کمی نہیں کر رہا تھا۔

یہ ساری تیاریاں سب کو حیران کر رہی تھیں زرتشم کے لئے اس نے ایک باپ کی طرح کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی تھی۔

زرتشم اس وقت بلکل سادہ سے پیلے رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھی چہرے پر بھی جیسے زردی سی پھیلی ہوئی تھی۔

وہ اس سادگی والے لک میں بھی بے حد حسین لگ رہی تھی۔ لیکن چہرے پر ذرا بھی مسکراہٹ نہ تھی اسکے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھ وہ تینوں ہلکان ہو رہی تھیں۔

"مورے۔۔۔ شروع کریں" سٹیج سامنے کے صوفے پر بیٹھی فرخندہ بیگم نے زیحال کے مخاطب کرنے پر اسکی جانب دیکھا۔

نوشیروال صاحب نہیں تھے تو یہاں بڑی وہی تھیں اور رسم انکو ہی شروع کرنی تھی۔

وہ بمشکل مسکرا کر اٹھیں اور سٹیج پر آ گئیں۔

رسم شروع ہوتے ہال کے بیچوں بیچ کئے گئے انتظام

میں بلائی گئی ڈانسرز کیلئے سٹیج لگایا گیا تھا۔

انہوں نے رسم کے شروع ہوتے ہی خاص پشتون

اتن شروع کر دیا تھا جس نے گویا پوری محفل ہی لوٹ

لی تھی۔اتنا خوبصورت ڈانس تھا جو ایک طرح سے

پٹھانوں کی پہچان تھی۔

ان رقاصاں عورتوں کو خاص طور پر زیحال نے

پاکستان سے بلوایا تھا کیونکہ اتنی دلچسپی اور پیورٹی کے

ساتھ یہ ڈانس یہاں کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ سب ہی ان عورتوں کو دیکھ دیکھ کر لطف اندوز ہو رہے تھے۔

فرخندہ بیگم کے بعد زریاب اور سیماب نے رسم کی تھی گل ایسے بیٹھی تھی جیسے کوئی بے جان شے ہو۔ آنکھیں خشک مگر سوجی ہوئی تھیں جیسے رات بھر وہ بہت زیادہ روئی ہو۔

کومل نے اسکے کہنے پر بیوٹیشن سے اسکا ہلکا پھلکا میک اپ اس انداز میں کروایا تھا کہ اسکی آنکھوں کی ویرانیت کچھ حد تک چھپ جائے۔

"خدا تم کو خوش رکھے۔۔۔ سارے جہاں کی خوشیاں تمارے نصیب میں لکھ دے" سیماب کے لفظوں پر گل نے کن اکھیوں سے اسکی جانب دیکھا۔

"کیا کسی کی دعا سے نصیب بدل سکتا ہے؟" اسکے لہجے میں تڑپ صاف واضح تھی سیماب کا دل جیسے مٹھی میں آ گیا تھا۔

"دعائیں تو کچھ بھی کروا سکتی ہیں۔۔۔ اگر بندہ دل سے پورے یقین سے اس رب سے مانگے۔۔۔ اور

مانگ کر پھر اسکے قبول ہونے میں کوئی شک نہ

کرے "

اسکی بات زیادہ گل کے دل پر لگی تھی۔

آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر اسکی گود میں رکھے

ہاتھوں پر گر گئے۔

اگر دعاؤں سے نصیب بدلتے ہیں تو انسان روتا کیوں

ہے اسے تو خوش ہونا چاہئے تھا کہ رب نے اسے اتنی

چھوٹ دے دی تھی کہ وہ دعا کر کر کچھ بھی جائز چیز

مانگ سکتا تھا لیکن اسکے لئے پھر ایک شرط بھی رکھی تھی یقین کی شرط۔

اس رب سے ایسے مانگو کہ پھر شک کی کوئی گنجائش نہ بچے۔

زریاب کسی سے بات کر کر اسکی جانب مڑے ہی تھے جب نظر گل کی بھرائی ہوئی آنکھوں پر پڑی۔

"یہ کیا۔۔۔ تمارا آنکھ میں آنسوں کیوں ہے؟" وہ اپنے انگوٹھے کی پور سے اسکی آنکھوں کو صاف کرتے فکر مند سے ہوئے۔

"اپنے سسرال جا رہا ہے ناں۔۔۔رونا تو آئے گا"

سیماب بات پھیر کر بمشکل مسکرا دی۔

زریاب کے ذہن میں اسکا پہلا سسرال گھوم گیا تھا جس کی یادیں اتنی اچھی نہ تھی انکو یاد کر کر صرف تکلیف ہی ہوتی تھی۔وہ بمشکل خود پر ضبط کرتے مسکرا دیے۔

"تو سسرال ہی ہے ناں بچے۔۔۔اچھا سوچو اچھا ہو گا۔۔۔ام نے دیکھا ہے انکو۔۔۔بہت اچھا لوگ ہے۔۔۔اور اب تم خوش رہے گا اسکی گارنٹی تمارا لالا

دیتا ہے۔۔۔" اسکے گل کے سر پر رکھا گیا ہاتھ گل کا دل بھر آگیا تھا وہ تڑپ کر انکے سینے سے لگ گئی۔اور سسک سسک کر رو پڑی۔

وہ بھی جانتی تھی کہ تب اسکے لالا کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائے تھے لیکن آج یہ ہاتھ اور یہ زبان کھلی تھی اور انکا کھلنا عام بات نہ تھی۔

"ابھی چپ کرو۔۔۔اور خوشی خوشی یہ ہلدی لگواؤ سالن میں ڈلتا تھا اب منہ پر بھی لگتا ہے واہ "

وہ سامنے رکھے ابٹن کو دیکھ ناک سی کوڑ کر بولے۔

انہیں کیا پتہ وہ کیا بلا تھی اور لڑکیاں کیوں لگاتی تھیں لیکن انکی معصومیت پر گل بھی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکی۔

سیماب نے گھور کر اپنے مجازی خدا کو دیکھا۔

"یہ ہلدی نہیں ہے ماڑاا سکو ابٹن کہتے ہیں تم کو کیا پتہ۔۔۔تم کو تو بس سالن سے مطلب ہے "

وہ کھانے کے شوقین تھے وہ بھی لذیذ ڈشز کے جو سیماب انکے لئے بناتی تھی۔

"ہاں سرکار یہ بھی صحیح ہے۔۔۔پھر آج ایک ڈش تمہارا خوبصورت ہاتھوں کا ہو جائے "

وہ شوخ ہوتے فرمائش کررہے تھے سیماب نے انکے ہاتھ پر ہاتھ مار کر گھوری سے نوازا گل انکی نوک جھوک پر اب دل سے مسکرا رہی تھی

جو اصل مقصد زریاب خان کا تھا اسے مسکراتے ہوئے دیکھنا۔وہ دل سے خوش ہوتے سٹیج سے اتر گئے۔

باقی سب نے بھی آکر رسم ادا کی۔ سب کی رسم دنیا تھی ظاہری چمک اصل اندھیری تو اسکے اندر بڑھ رہی تھی ہر پل ہر وقت ہر لمحہ وہ ازیت میں ڈوب رہی تھی۔

وہ صبح ہوتے ہی ہوسپٹل آ گئے تھے جہاں بیٹھ کر آج پھر انکو انتظار کرنا تھا اس ڈاکٹر کا جو ایک طرح سے انکے لئے زرشم کو حاصل کرنے کی چابی تھی۔

انکے سائن ڈاکٹر برہان کیلئے آگے کی منزل میں پہلی سیڑھی تھی۔اور کسی بھی طرح انکو یہ سیڑھی عبور کرنی تھی۔

وہ پچھلے دو گھنٹے سے انتظار کر رہے تھے لیکن وہ تھے کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔اب تو ڈاکٹر برہان کو بھی غصّہ آنے لگا تھا۔وہ اٹھ کر ریسپشنسٹ کے پاس گئے اور اس ڈاکٹر کے بارے میں معلومات لینے لگے۔

جب انہیں پتہ چلا کہ وہ تو آج آ ہی نہیں رہے۔ بلکہ آف لے کر ایک کلب کی پارٹی میں گئے ہیں۔

"واٹ۔۔۔؟ میں یہاں کل سے انکا انتظار کر رہا ہوں اور وہ آئے ہی نہیں۔۔۔ یہ کیسے ڈاکٹر ہیں وہ؟" انکا غصّہ سوا نیزے کو چھونے لگا تھا۔

"سر ہم کیا کر سکتے ہیں" رسپشنسٹ انکے غصّے سے تھوڑی گھبرا سی گئی۔

ڈاکٹر برہان نے لب بھینچ کر اس کم سن لڑکی کو دیکھا۔

"کس کلب میں ملیں گے وہ مجھے انکا ایڈریس دیں

ابھی کے ابھی" وہ جس اشتعال انگیز لہجے میں بولے

تھے لڑکی نے فوراً اسے پہلے فون پر پتا کر کرا انکو اس

ڈاکٹر کا ایڈریس دے دیا تھا۔

ڈاکٹر برہان بنا دیری کئے اس ایڈریس پر نکل لئے تھے

جو ہوسپٹل سے خاصے لمبے فاصلے پر واقع تھا۔

اس کلب میں پہنچتے انہوں نے باہر کھڑے گارڈز کو

دیکھا جو بنا کارڈ کے انہیں اندر جانے نہ دیتے

تب ہی وہاں ایک لمبر گینی آ کر رکی۔

"آپ اندر نہیں جا سکتے جب تک آپکے پاس ریفرل کارڈ نہیں ہو گا" اس گارڈ نے سخت لہجے میں پہلے ہی انکو تنبیہہ کر دیا۔

"مجھے صرف ایک ڈاکٹر سے ملنا ہے صرف پانچ منٹ کے لئے" انکو صرف اس ڈاکٹر کے سائن چاہیئے تھے جس کیلئے پانچ منٹ بھی زیادہ تھے لیکن انہیں یہ پانچ منٹ ملنا بھی محال ہو گیا تھا۔

"نو سر وی آر رئیلی سوری" اس گارڈ کا لہجہ پیور انگریزوں والا تھا ڈاکٹر برہان بھی اس سے اسی زبان میں بات کر رہے تھے

کیونکہ اردو بولنا اور سمجھنا ان کے بس کی بات نہیں تھی تب ہی ڈاکٹر برہان نے زیر لب ان دونوں کو ناگزیر القابات سے نوازا۔

ڈاکٹر برہان عجیب سی کشمکش میں اندر جانے کیلئے سوچ ہی رہے تھے جب نظر اس ویل سوٹڈ بوٹڈ گارڈ پر پڑی

جس نے گاڑی سے اترتے نہایت مؤدب انداز میں
گاڑی کا درواذہ کھولا۔
اسکے کھلتے بلیک ہائی ہیلز پہنے ایک پیر زمین پر پڑا اور
پھر پوری ایک لڑکی نمودار ہوئی
جس نے بلیک کلر کی چھوٹی سی جسم کے ساتھ چپکی
شرٹ اور سکرٹ پہن رکھی تھی کندھوں پر ہلکا سا
اونی مفلر جس سے سردی کو روکنا تو نہ ممکن تھا لیکن
لڑکیوں کے فیشن کے آگے یہ سردی کیا چیز تھی۔

کانوں اور کلائی میں بے حد نازک مگر بے حد قیمتی جیولری زیب کر رکھی تھی۔

سلکی لائٹ گولڈن بال کھلے ہوا کے دوش پر اڑتے ہوئے اور ناک پر لگے سن گلاسسز۔ وہ لڑکی دور سے ہی کسی رویئل فیملی سے تعلق رکھنے والی لگ رہی تھی جس نے نہ کارڈ دکھایا نہ کچھ اور بس سیدھی اپنی ہیلز کی ٹک ٹک کرتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

گارڈز اسے دیکھتے ساتھ پیچھے ہٹ گئے اور راستہ بلکل صاف ہو گیا۔

یہ سب دیکھ ڈاکٹر برہان کا دماغ بھک کر کے اڑا تھا۔ وہ ششش و پنج میں مبتلا اسے دیکھنے لگے اور لب بھینچ کر ان گارڈز کو دیکھا۔

"وہ لڑکی تھی اس لئے جانے دیا اسے وہ بھی بنا کارڈ کے؟" وہ آؤ دیکھتے نہ تاؤ سیدھا ان ٹھرکی گارڈز پر برس پڑے انکی آواز اتنی بلند تھی کہ کوریڈور سے گزرتی اسی لڑکی نے بے ساختہ مڑ کر اس شخص کو دیکھا۔

اور دھیرے سے چشمہ ناک پر نیچے کرتے غور سے انکو سکین کیا۔

لائٹ سکن رنگ کی پینٹ کوٹ پر بلیک ہائی نیک پہنے اور سردی کی شدّت سے سرخ ہوئی اس شخص کی ستواں سی ناک۔ دیکھنے میں وہ شخص بلاشبہ اتنا حسین تھا کہ ایک بار دیکھنے والا اسے دیکھتا ہی رہتا۔

سب سے زیادہ اسکی سبز آنکھیں جن میں غصہ ابھر آئے تو واللہ قیامت ڈھاتی تھیں۔

"آپ جانتے ہیں وہ کون تھی ؟"گارڈ نے تیوری چڑھا کر پوچھا

"ایک لڑکی اور کون ؟"آہ انکی معصومیت۔وہ لڑکی اب پوری انکی جانب مڑ چکی تھی اور دلچسپی سے انکو دیکھ بھی رہی تھی۔

"اس کلب کے مالک کی بیٹی ہے وہ"گارڈ کے بتانے پر ڈاکٹر برہان نے اس لڑکی کی جانب دیکھا

تب ہی اسے اتنی آرام سے جانے دیا گیا وہ سوچ کر تھوڑے نرم پڑے لیکن پھر ماتھے پر تیوریاں چڑھ گئی۔

"رول رول ہوتا ہے پھر چاہے کوئی بھی ہو" وہ تڑخ کر ایسے بولے تھے جیسے مالک وہ خود ہی ہوں۔

"سر" گارڈ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ لڑکی پیچھے سے بول پڑی اسکے بولنے پر گارڈز فوراً اسے سر جھکا کر ایک جانب ہو گئے۔

وہ لڑکی اپنی ہیلز کی ٹک ٹک بجاتی انکے قریب آکر
کھڑی ہوئی اور گہری نظروں سے اس خوبرو نوجوان کا
جائزہ لینے لگی۔

"آپ اندر آسکتے ہیں" اسکا لب ولہجہ بھی پیور
انگریزوں والا تھا خوبصورت بھی بلا کی تھی۔

اسکی بات پر ڈاکٹر برہان کے ماتھے پر پڑی تیوریاں کچھ
حد تک کم ہو گئیں۔ لیکن اس لڑکی کی اگلی بات پر پہلے
سے زیادہ ناگواریت انکے چہرے پر چھا گئی۔

"لیکن ایک شرط پر۔۔۔اندر میرا بوائے فرینڈ بن کر رہنا پڑے گا" وہ آنکھوں میں حوس لئے انکو بغور دیکھ رہی تھی یقیناً برہان ورک کی جگہ اگر اور کوئی ہوتا تو اس لڑکی کو دیکھ دل میں ضرور لل چا جاتا اور اس آفر کے بعد تو ہواؤں میں اڑنے لگتا لیکن وہ مرد تھے جن کی آنکھوں میں حیا تھی کردار میں پاکیزگی تھی اور دل میں خوف خدا۔

وہ آنکھوں میں طیش لئے اسے دیکھنے لگے۔

"اپنی آفر اپنے پاس رکھو" وہ لفظ چباتے خود پر کڑا ضبط

کر رہے تھے۔

انکے جواب پر اس لڑکی کے چہرے کی مسکرا غائب ہو

گئی وہ سنجیدگی سے انکے چہرے کا احاطہ کرنے لگی۔

"اوکے ایزیووش۔۔۔گارڈز۔۔۔اٹھا کر باہر پھینکو

اسے" وہ کہہ کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔

جب کہ اسکے حکم کی تعمیل کرنے کیلئے وہ دونوں گارڈز

جھٹ سے آگے آگئے ڈاکٹر برہان نے دونوں کے

ہاتھ دور جھٹکے لیکن وہ دونوں اچھے خاصے باڈی بلڈر تھے۔

"ہاتھ مت لگانا مجھے" وہ گویا پھنکارے تھے لیکن وہ گارڈز انکی ایک بھی سنے بغیر انکو زبردستی باہر لے جانے لگے۔

"بہت بد قسمت ہو۔۔۔وہ لڑکی کبھی کسی کو منہ نہیں لگاتی تمہیں لگایا تو اسے جھٹک دیا" وہ گارڈ انکی قسمت پر ماتم کرتا برا سا منہ بنا رہا تھا۔

ڈاکٹر برہان نے غور سے اس لڑکی کو دیکھا انکو اس کی جگہ زر تشم دکھائی دینے لگی تھی اسے حاصل کرنے کی چاہی۔

وہ خود کو پوری قوت لگا کر ان دونوں کی گرفت سے آزاد کروا کر آرام سے کھڑے اس لڑکی کو دیکھنے لگے جو مڑ مڑ کر انکو دیکھ رہی تھی۔

جیسے اسے امید ہو اسکی آفر ٹھکرائی نہیں جائے گی۔

ڈاکٹر برہان نے اس لڑکی کو دیکھا ذہن مختلف خیالات بھننے لگا تھا وہ اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ کر گئے۔

"اوکے۔۔۔ منظور ہے مجھے" انکی بات سن کر جہاں

گارڈز نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا وہی اس لڑکی کی

آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

وہ قدم قدم لیتے آگے آئے وہ لڑکی وہی کھڑی انکی

منتظر تھی اور چہرے پر بلا کی سنجیدگی لئے انہیں دیکھ

رہی تھی جیسے کچھ بہت بڑا فتح کر لیا ہو لیکن یہ بھی اسکی

سوچ تھی جو یہ نہیں جانتی تھی کہ مقابل کھڑا شخص

کھرا مرد تھا جسے فتح صرف وہی عورت کر سکتی تھی

جسے وہ خود چاہے اور وہ یہ بہت سال پہلے چاہ چکے

تھے۔

وہ لڑکی انکے بازو میں ہاتھ ڈال کر اندر کی جانب بڑھ

گئی۔ جہاں پہلے سے بہت سے لوگ جمع تھے سب کی

ہائی ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھنے والے تھے یہ کلب

بھی یہاں سے سب کے ایکسپینسیو کلبز میں شمار ہوتا تھا

جہاں صرف بڑے لوگوں کو آنے کی اجازت تھی۔

وہ لڑکی سب سے ایک ایک کر مل رہی تھی ساتھ ہی

ڈاکٹر برہان کو بھی اپنے بوائے فرینڈ ہونے کے طور پر

انٹروڈیوس کروا رہی تھی۔

وہ اسکی ہمت پر دنگ رہ گئے کتنی تیز تھی وہ لڑکی ذرا

بھی اسکی زبان نہیں لڑکھڑائی۔

لیکن وہ اسے چھوڑ کر اس ڈاکٹر کو متلاشی نگاہوں سے

یہاں وہاں دیکھنے لگے وہ اب بھی کہیں نظر نہیں آ

رہے تھے۔

رسم پوری کرتے سب لوگ رات کا ڈنر کرنے لگے تھے لیکن گل طبعیت خرابی کا بہانہ بنا کر کمرے میں چلی گئی تھی باہر سب مہمان بیٹھے آپس میں گپ شپ میں مصروف تھے۔

بیلا کو بھی اب سب نے کافی عرصے بعد دیکھا تھا وہ بھی داراب کی بیوی کی حثیت سے یہ بات سب کے لئے حیران کن تھی لیکن چونکہ اس معاملے میں زیحال خان آفندی کا آرہا تھا تو کوئی بھی اس بات کو کر کرا اپنی شامت کو دعوت نہیں دینا چاہتا تھا وہ سب

جتنی عزت زمل کو دے رہے تھے اتنی ہی بیلا ولی خان

کو بھی دے رہے تھے۔

"ہبی" زمل کے پکارنے پر اپنے کزنس کے درمیان

کھڑے زیحال نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔

"میں ابھی آیا" وہ سب سے معذرت کر کر اسکی

جانب مڑ گیا

"اوئے ہوئے بیوی کا رعب۔۔۔کیسے کھنچتا چلا گیا"

اسکے دوست پیچھے سے قہقہہ لگا کر ہنس پڑے

زیحال نے پیچھے مڑ کر ان بد تمیزوں کو گھوری سے
نوازا۔
"جاؤ بھئی جاؤ۔۔۔ ورنہ رات کو کمرے میں نہیں
گھسنے دے گی" وہ کہاں باز آنے والے تھے وہ سب
پھر بھی ڈھیٹ بن کر قہقہہ مارتے رہے
"جی وائفی" اس نے قریب آ کر جتنی محبت سے اسے
جواب دیا تھا زمل کا دل گویا کانوں میں آ دھڑکا تھا۔
"اتنے غصّے میں کیوں گھوم رہے ہیں" اسکی بات پر
زیحال تھوڑا متجسس سا ہوا

"میں ؟" اسکی انگلی اپنی جانب تھی وہ حیران تھا کہ وہ کب غصّے میں آیا۔ یہ تو الزام تھا ایک اچھے خاصے خوبرو نوجواں پر۔

"اور نہیں تو کیا۔۔۔سب دیکھ کر پتہ ہے کیا کہہ رہے ہیں کہ یہ تو بچپن سے چلتی پھرتی آگ ہے" وہ اپنی چھوٹی سی ناک سکوڑ کر بولی۔

زیحال نے کن اکھیوں سے اسکے چہرے کو دیکھا اسکی نظریں اتنی گہری ہوتی تھیں کہ زمل کو اپنے وجود کے آرپار ہوتی محسوس ہوتی تھیں

لیکن وہ بے شرم سب کے بیچ بھی اسے ایسے بے باک

نظروں سے دیکھے گا اسکا تو اسے اندازہ ہی نہیں تھا۔

"ک۔۔۔کیسے دیکھ رہے ہیں۔۔۔سب ہمیں ہی دیکھ

رہے ہیں" وہ تھوڑی جز بز سی ہوتی اسے گھورنے لگی۔

"تو دیکھ لیں بھلے۔۔۔میں خود کو تم پر وار کر صدقہ

دے دونگا "

وہ بے حد رومانٹک انداز میں اسکی آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کر بولا زمل کا شدّت سے دل چاہا یہاں

سے بھاگ جائے۔

"یو آر سو بد تمیز ہبی" اسکی آواز سو گوشانہ انداز میں زیحال کو سنائی دی تھی لیکن اسکا قہقہہ جاندار تھا اتنا کہ جو نہیں بھی دیکھ رہا تھا وہ بھی اب انکی جانب متوجہ ہو چکا تھا

" واللہ یہ بد تمیزی اور بے شرمی مجھے بہت پسند ہے کیونکہ یہ صرف تمہارے سامنے ہے" اسکا لہجہ یکدم سے شریر ہوا۔

"آ۔۔۔آپ میری بات کا جواب دیں۔۔۔ شکل پر تھوڑی مسکراہٹ باقیوں کیلئے بھی لے آئیں "

وہ اب اسے دیکھ رہی تھی مگر مجال ہے جو اس ڈھیٹ
کی مسکراہٹ میں کوئی فرق آیا ہو اب تو مسکراہٹ
جیسے اسکے چہرے سے چپک ہی گئی تھی۔
"مجھے کسی کو دیکھ خوشی نہیں ہوتی سوائے
تمہارے۔۔۔اس میں اب میرا کیا قصور؟"وہ
کندھے اچکا کر معصوم ایسا بنا کہ خودزمل بھی دنگ رہ
گئی۔

اس بندے سے کوئی بات منوانا اپنا سر دیوار میں دے مارنے کے مترادف تھا وہ دانت بھینچ کر زیحال کو گھورتی وہاں سے غائب ہو گئی۔

اسکے جاتے ہی وہ زیحال سے جیسے یکدم پاشا بے کے روپ میں آگیا تھا وہی بلا کی سنجیدگی اور چہرہ یکدم سے سپاٹ وحشی آنکھیں جو ہر کسی کو اسکی لمٹ میں رکھیں۔ہاں وہ واقعی چلتی پھرتی آگ تھا۔

______

وہ ٹیبل کے پاس کھڑی سامنے رکھے ابٹن کو غور سے دیکھ رہی تھی اس وقت وہ خود بھی ایک زرد رنگ کے لباس میں ملبوس تھی۔ کانوں میں گیندے کے پھول سے بنی خوبصورت جھمکیاں جھول رہی تھی بال کرل ہوئے آدھے آگے اور آدھے پیچھے پڑے تھے۔

سامنے اس ٹیبل والی دیوار کے ایک مرر بھی لگا تھا جس میں اسکا بے رونق چہرہ بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"میڈم آپکو بھی یہ خوشبو پسند ہے؟" تب ہی اسکے کانوں میں ایک ملازمہ کی آواز گونجی۔

بیلا نے مڑ کر اسے ایک بار بھی نہیں دیکھا وہ بس اس ابٹن کو دیکھ رہی تھی۔

"ھمم۔۔۔پسند ہے اسکی خوشبو" وہ بے دھیانی میں بول رہی تھی۔جب اسکے عین پیچھے اسی وقت داراب آ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ نے مایوں کو تو بہت انجوائے کیا ہو گا" وہ زرتشم کے اترے چہرے کو دیکھ اندازہ کر رہی تھی اسکی سوچ

صرف خوشبو تک تھی وہ کب جانتی تھی وہ لڑکی کتنی مشکلات میں سب کے بیچ گھری بیٹھی تھی۔

"اماری قسمت میں کہاں ہے یہ رسمیں۔۔۔ام کو تو نکاح پر بھی زبردستی اکسایا گیا تھا "

اسکی ازدواجی زندگی ادھوری تھی اور یہی اس بات کی گواہی تھی کہ وہ کتنا خود کو ادھورا اور کم تر محسوس کرتی تھی۔

وہ ملازمہ ہمدرد نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی

جب داراب کے اشارے پر وہ فوراً اسے وہاں سے نکل لی بیلا اب بھی ابٹن ہی دیکھ رہی تھی جب اسے اپنے رخصار پر تھوڑی ٹھنڈک سی محسوس ہوئی۔

وہ تڑپ کر جیسے ہی پیچھے مڑی بے اختیار داراب کے کسرتی سینے سے ٹکرا گئی جس کا ہاتھ اسکی ہڑ بڑی میں رخصار سے سیدھا گردن پر آگیا تھا۔

اتنے قریب سے دونوں کی نگاہیں ملتی دلوں میں طغیانی سا طوفان مچا گئی تھی۔

داراب نے اسکی بھوری آنکھوں میں باری باری اتنی گہرائی سے جھانکا کہ بیلا کے بدن میں کرنٹ سا دوڑ گیا

۔

وہ برف ہوتی پیچھے ٹیبل سے چپک کر ہو نقوں کیطرح اس پہاڑی وجود کو دیکھنے لگی جس کے دل کے مقام تک آتی وہ نازک سی لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔

اتنے قریب کھڑے اسکے اندر سے اٹھتی کلون کی
خوشبو بیلا کے وجود میں لہروں کی طرح سرائیت
کرنے لگی تھی وہ بری طرح سے نروس ہوتی نظریں

جھکا گئی جب داراب کی نظریں اپنے ہاتھ پر سفر کرتی

اسکی بیوٹی بون تک گئی۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا یہ لمحہ عام نہ تھا انکے بیچ کا جائز

رشتہ یہ تھوڑے سے پلوں سے بھی دونوں

کو قریب لانے میں تیزی سے کار آمد ثابت ہو رہا تھا۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھتے ہوئے اس ابٹن

کو دھیرے دھیرے اسکی گردن پر نرم ہاتھوں سے

لگانے لگا۔

اسکی انگلیوں کی حدت سے بیلا کو وہ حصّہ بری طرح سے جلتا ہوا محسوس ہوا وہ بے ساختہ آنکھیں بند کر گئی۔

داراب کا ہاتھ اسکی پیچھے بندھی ڈوریوں تک جانے کی دیری تھی کہ بیلا نے زور سے آنکھیں میچ لیں وہ نرمی سے اسکے آگے پیچھے ابٹن لگاتے اسے پاگل کرنے لگا تھا وہ بری طرح سے بے چین ہوتی تڑپ کر اسکے کندھے سے لگ گئی سانسوں کا تنفس بگڑ چکا تھا۔

داراب نے ایک نظر خود سے لگی اس لڑکی کو دیکھا جس سے اسکا پوری دنیا میں سب سے قریبی رشتہ تھا مگر آج تک محسوس نہیں کیا تھا۔ آج اسکے دل کی کیفیت الگ تھی نکاح جیسے پاکیزہ رشتہ اپنی طاقت دکھا رہا تھا۔

وہ اسے دھیرے سے الگ کرتا اسکے چہرے پر بکھری زلفوں کو سمیٹ کر اسکے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔ ہلکے ہلکے میک اپ میں بھی وہ قیامت ڈھانے جیسا حسن رکھتی تھی۔

"تم بہت حسین ہو بیلا" وہ دھیمی سر گوشی کرتے اسکے کان میں امرت گھولنے لگا تھا بیلا نے اب بھی پلکیں تک اوپر نہیں اٹھائی تھیں۔بس چہرے پر ایک دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی۔کچھ گھبراہٹ کچھ بے چینی اور کچھ دل کی کیفیت سارے احساسات مل کر ایک ایسا احساس بنا رہے تھے جو داراب کو اسکے لئے پاگل کر رہے تھے۔

"یہ رسم میں خود ادا کرنا چاہتا ہوں۔۔۔اجازت ہے؟" وہ جس بھاری لہجے میں اس سے اجازت مانگ

رہا تھا بیلا کے دل میں ادھم سی مچ چکی تھی وہ ہاں نہیں
کر سکی تو نہ بھی نہیں کیا تھا وہ بس حیا سے لبریز پلکیں
جھکائے کھڑی رہی جب داراب نے جھک کر اسے
اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔

اور لے کر وہی موجود کمرے کی جانب بڑھ گیا بیلا
شرم سے سرخ پڑتی اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی شدّت
کے باعث اسکی آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا تھا

جو رشتے کئی مشکلات کے بعد بنیں ان میں ایک الگ ہی طاقت بھر جاتی ہے ایک الگ جنونیت جو شاید ہی دنیا کے کسی رشتے میں پائی جا سکے۔

ڈاکٹر برہان بے چینی سے یہاں وہاں اس ڈاکٹر کو تلاش کر رہے تھے جب کچھ کپلز ڈانس فلور کی جانب بڑھ گئے اس لڑکی نے ڈاکٹر برہان کی جانب دیکھا اور بازو پر ذرا سا دباؤ دیتے اپنی جانب متوجہ کرنے لگی۔

"ڈانس کریں" اسکی بات پر ڈاکٹر برہان کی آنکھیں
بے ساختہ پھیلنے لگیں انہوں نے فلور کی جانب دیکھا
جہاں ایک سے بڑھ کر ایک کپل آیا تھا انہوں نے
ٹرانس کی سی کیفیت میں اس لڑکی کو دیکھا۔
کیا اب انکو اب یہ بھی کرنا تھا؟ جس شخص نے آج تک
کسی عورت کی خوشبو تک سے خود کو دور رکھا وہ آج
ایک عورت کو حاصل کرنے کیلئے دوسری عورت کے
پہلو میں کھڑا تھا کیا یہ چھوٹی بات تھی۔

وہ کہنے ہی والے تھے کہ "نو ایم سوری" لیکن اس سے پہلے اس لڑکی نے انکو اس نگاہ سے دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو "یہی آپشن ہے آپ کے پاس ورنہ یہاں سے باہر" یقیناً وہ احساس جتا رہی تھی اور یہ احساس ڈاکٹر برہان کے لئے بہت قیمتی تھا۔

وہ لعاب نہیں گویا کڑوا گھونٹ بھر گئے تھے۔

وہ ضبط کرتے پیشانی مسلنے لگے وہ لڑکی اسی کو انکی رضا سمجھتی ایک دلفریب مسکراہٹ انکی جانب اچھال گئی۔

وہ دونوں فلور کی جانب بڑھ گئے۔ جہاں پہلے سے

ڈی جے کی مدھم سی دھن پر سب دھیرے دھیرے

جھوم رہے تھے۔ مردوں کے ہاتھ اپنی عورتوں کی کمر

پر تھے اور عورتوں کے ہاتھ انکے کندھوں پر

اس لڑکی نے بھی اسی طرح اپنے نازک دودھیا ہاتھ

برہان کے کندھوں پر رکھ دیے۔

وہ پہلی بار کسی دوسری لڑکی کو اتنے قریب سے دیکھ

رہے تھے اسکی آنکھیں بلا کی حسین تھی لیکن یہ وہ

آنکھیں نہ تھیں جن پر برہان ورک نے دل ہارا تھا اور ایسا ہارا کہ اپنا آپ بھی ہار گئے۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا تھا انکے ذہن میں زلزلے سے اٹھنے لگے تھے۔

وہ لڑکی منتظر تھی انکے ہاتھ رکھنے کی لیکن وہ کیا جانے سامنے کھڑا شخص اس وقت کس بڑی آزمائش میں گھر چکا تھا۔

سب لوگ ڈانس میں مصروف تھے جب کچھ لوگوں کے کہنے پر زرتشم کو بھی وہی بلالیا گیا تھا وہ وہیل چیئر پر بیٹھی سب کے بیچ سب کو دیکھ رہی تھی سب لوگ اسکے ارد گرد گول گھومتے ہوئے اپنا خاص اتن ڈانس کر رہے تھے۔

یاقوت پامیر عثمان برلاس سب کے ساتھ مل کر پہلے سے جھوم رہے تھے فل اس رسم کو انجوائے کر رہے تھے۔

ماحول جوش پر تھا ہر کوئی جھوم رہا تھا قہقہہ مار رہا تھا اور ایک وہ تھی جس کے اندر گھٹن مسلسل بڑھتی جا رہی تھی۔

اسکا دل چاہا رو دے چیخ چیخ کر یا یہاں سے بھاگ جائے کہیں دور بہت دور لیکن کوئی اسے نہ دیکھ پائے کوئی بھی نہیں۔

ایسا بھی ممکن نہیں تھا کیونکہ وہ ٹانگوں سے اب بھی اپاہج تھی۔اور یہی اسکی زندگی کا سب سے بڑا غم تھا۔

زریاب زیحال کو بھی بیچ میں ہی کھینچ لائے تھے۔

"ل۔۔۔لالا نہیں۔۔۔مجھے ڈانس نہیں آتا" وہ زر یاب کے ہاتھ پکڑنے پر بری طرح سے گڑ بڑا سا گیا۔

یاقوت پامیر عثمان برلاس سب خان حویلی والوں کے ساتھ اتن ڈانس کر رہے تھے

اپنے باپ کو بلانے پر وہ سب ہی پر جوش ہو گئے۔

سب سے زیادہ برلاس۔

"واؤ۔۔۔بھائی بھی کریں گے ڈانس" برلاس کا جوش آسمان چھونے لگا تھا۔

جبکہ اپنی اولاد کے سامنے اسے ایسی حرکتیں ذرا بھی پسند نہ تھیں وہ سنجیدہ رہتا تھا ایک رعب کا موکوٹہ پہنے نرمی شفقت کا سایہ کیے۔

یہ بچکانی حرکتیں اسے صرف اپنی اولاد کی دیکھنی پسند تھیں نہ کہ خود کرنی تب ہی اب بری طرح سے گڑ بڑا گیا تھا

"کچھ نہیں ہوتا آؤ۔۔۔" زریاب خان اسے زبردستی کھینچ کر سب کے بیچ لے گئے۔ وہ وہاں آکر بھی صرف

کھڑا ہوا تھا مجال ہی تو اس نے ذرا بھی ہاتھ ہلائے

ہوں۔ کہ تب ہی اسکی نظر زمل پر پڑ گئ۔

زمل کو تو وہ عورتیں پہلے ہی لے گئ تھیں جو نروس

ہوتی تھوڑے بہت ہاتھ ہلا رہی تھی لیکن زیحال کے

آجانے سے اسے جیسے ہمت سے مل گئ تھی وہ اب

کھل کر سب کے ساتھ ڈانس کرنے لگی تھی اور وہ

پاگل دیوانوں کی طرح اسکے پیچھے کھڑا اسکو دیکھ رہا تھا۔

"ہبی۔۔ڈانس کریں" وہ اس ڈھیٹ کی ہمت پر بری

طرح سے جھینپنے لگی تھی وہ کسی چھوٹے بڑے کا لحاظ

کئے بغیر بس اپنی گلا لے کو بے باک نظروں سے دیکھ

رہا تھا۔

"تم کرو۔۔۔میں تمہیں دیکھ لونگا" وہ شریر ہوتے

اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

"ہبی" وہ دبی دبی آواز میں چیخی۔

"اوکے۔۔۔اوکے محترمہ۔۔۔کر لیتے ہیں" وہ بیوی

کے ڈر سے اپنے ذرا سے ہاتھ اوپر اٹھا گیا وہ پٹھان تھا اپنا

مخصوص ڈانس کیسے نہیں جانتا ہوگا وہ زمل کو ہی

نظروں میں بھرے ان سب کے ساتھ زرتشم کے
ارد گرد گھومنے لگا تھا۔

ایک تو شلوار قمیض اور کندھوں پر شال اوپر سے اسکا یہ
ڈانس افف آج تو زمل فہد خانزادہ کے ساتھ کتنے ہی
دل اس پر لٹ گئے تھے وہ اتنا حسین لگ رہا تھا کہ بس
دل چاہے اسے ہو دیکھتے رہیں۔چہرے پر خوبصورت
مسکراہٹ اور ڈیشنگ پرسنالٹی زمل کو ڈر لگنے لگا تھا
کہیں اسکی اپنی ہی نظر نہ لگ جائے۔

سب اپنی اپنی خوشی میں مگن تھے سب مکمل تھے ایک
وہ تھی جو پہلے بھی ادھوری تھی اور اب بھی ادھوری
ہی رہنے والی تھی۔

وہ لڑکی چاہتی تھی کہ برہان اسکی کمر پر ہاتھ رکھیں
لیکن وہ پہلو میں دونوں ہاتھ گرائے جیسے سٹیچو ہو گئے
تھے باقی سب انکے ارد گرد ڈانس کر رہے تھے۔
منظر الگ تھے لیکن لمحہ ایک جیسا تھا وہاں وہ ادھوری
تھی تو یہاں وہ خود کو ادھورا محسوس کر رہے تھے گناہ

گار جیسے کسی کا حق مار رہے ہوا نکے ہر لمس پر حق

صرف ایک ہی عورت کو تھا زر تشم نوشیر وال کو۔

"ہاتھ رکھیں "اس لڑکی نے جیسے یاددہانی کروائی لیکن

برہان کیلئے یہ بہت مشکل تھا انہوں نے ذرا سے ہاتھ

اٹھانے کی کوشش کی لیکن نہیں وہ ناکام ہو گئے وہ

پیچھے ہٹ گئے۔

"سوری۔۔۔"وہ ایک لفظ بول کر فلور سے ہٹ

گئے۔انکے اس عمل پر اس لڑکی کے اندر شدید وبال

سے اٹھنے لگے تھے

اسکا بس نہیں چلا اپنی اس بے عزتی پر اس شخص کو یہی گولی مار دے۔ لیکن وہ مٹھیاں بھینچ کر خود پر ضبط کر گئی آنکھیں سرخ انگارا ہو گئی تھیں۔

کہ تب ہی ڈاکٹر برہان کی نظر اس ڈاکٹر پر پڑ گئی جو ایک لڑکی کے ساتھ کھڑے بے حیائی میں مصروف تھے انکو دیکھتے ہی برہان ورک کا خون کھولنے لگا تھا وہ مٹھیاں بھنچے ان کو دیکھتے رہے۔

بہت خوار کروایا تھا انہوں نے اب جا کر ہاتھ لگے تھے اس سے پہلے وہ آگے بڑھ کر انہیں پکڑتے وہ لڑکی دھاڑا اٹھی سب نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

"گارڈز" اسکے چلانے پر گارڈز دوڑتے ہوئے اندر آئے۔

"اسے اٹھا کر باہر پھینکو" وہ ڈاکٹر برہان کو دیکھتی دانت بھینچ کر غرائی تھی انہوں نے دونوں گارڈز کو دیکھا جو تیزی سے انکی جانب بڑھ رہے تھے۔

لیکن اب نہیں۔۔۔اب سامنے وہ شخص تھا جو انہیں زرتشم کو حاصل کرنے میں مدد کر سکتا تھا وہ کیسے انہیں اب ہاتھ سے نکلنے دے سکتے تھے وہ پھرتی سے دونوں گارڈز کے نیچے سے نکل کر اسکی جانب لپک گئے۔

"کہاں تھے۔۔۔آپ مجھے آپ کے سائن چاہیے مسٹر سین" وہ جلدی جلدی اپنی پاکٹ سے وہ پرچہ نکال کر انکے سامنے کر گئے۔

وہ ڈاکٹر ہکا بکا سے انہیں دیکھنے لگے جو پہلی بار ان کے سامنے آئے تھے۔

"کون ہیں آپ۔۔۔اور یہ کیا طریقہ ہے یہاں سائن لینے کا؟" وہ گویا درشتگی سے پھنکارے تھے وہ یہاں کے ایک جانے مانے ڈاکٹر تھے جن کا نام بے حد مشہور تھا اپنے ساتھ کھڑی لڑکی کی تشویش ناک نظریں انہیں برہان پر طیش دلا گئیں۔

"آپ سکون سے اپنی جگہ ملتے تو مجھے یہاں آنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی" برہان نے بنا لگی لپٹی انکے منہ پر جوتا بھگو کر مارا تھا۔

"ہاؤ ڈیئر یو مسٹر" وہ پھنکار آگے بڑھے ہی تھے کہ وہ گارڈز ڈاکٹر برہان کو پیچھے سے پکڑ گئے۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔آپ پلیز سائن کر دیں۔۔۔مجھے آپ کا صرف ایک سائن چاہیے پلیز" وہ پیپر آگے کرتے انکی منت کرنے لگے تھے۔

وہ لڑکی تیوریاں ہٹائے غور سے انکو دیکھنے لگی کونسے سائن اور کس کیلئے وہ اس طرح گڑگڑا رہے تھے اسے سمجھ نہیں آئی۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے بدتہذیب آدمی "

اس ڈاکٹر کا پارا سوا نیزے کو چھونے لگا تھا۔ انکا بس چلتا تو ہاتھ صاف کرنے میں دیری نہ کرتے۔

"پلیز۔۔۔پلیز صرف ایک سائن۔۔۔مجھے میری زندگی مل جائے گی پلیز "

گارڈز انکو کھینچ کر باہر کی جانب لے جا رہے تھے لیکن وہ پہاڑی وجود تھا اتنی آسانی سے اس جگہ سے ہلا پانا نہ ممکن تھا۔

"پلیز۔۔۔میری بات سن لیں۔۔۔میں آپ کو منہ مانگی قیمت دینے کو تیار ہوں پلیز یہ سائن کر دیں" ہاں وہ اسکے لئے اپنا سب قربان کر سکتے تھے۔

"گارڈز۔۔۔اٹھا کر باہر پھینکو اس پاگل آدمی کو" اس ڈاکٹر کے چلانے پر گارڈز نے مزید اپنی حرکت میں پھرتی دکھا دی

وہ لڑکی وہی کھڑی گہری تیکھی نظروں سے خود کو ان

دونوں سے بازیاب کروانے کی تگ ودو میں گھرے

شخص کو دیکھ رہی تھی

کہ تب ہی اچانک کسی نے ایک زوردار پنچ ایک گارڈ

کے منہ پر دے مارا تھا۔جب تک وہ سمبھلتا وہی پنچ

دوسرے گارڈ کی ناک پر بھی آپڑا تھا

دونوں اپنا بیلنس کھوتے فرش پر جا گرے

ہر کسی نے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا جس کے

ہاتھ کا دم دو ہٹے کٹے گارڈز جھٹکے میں گرا گیا۔

ڈاکٹر برہان کی اپنی آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگی تھیں سامنے کھڑی ظاعنہ ورک عرف اے ڈی کو دیکھ۔

"تم ایسا ہرگز نہیں کروگی سمجھی" وہ زنو کا بازو پکڑے اسے اپنی جانب کھینچ کر غصّے سے پھنکارے تھے زنو نے مبشر کی آنکھوں میں باری باری جھانکا۔اور درشتگی سے اپنا بازو چھڑوا کر پوری انکی جانب گھوم گئی۔

"میں وہ ہوں جس کے ماں باپ بچپن میں گزر

گئے۔۔۔اور جوانی کسی سرپرست کے بغیر۔۔۔میں

۔۔۔ظاعنہ ورک۔۔۔اپنی مرضی کی مالک لڑکی ہوں

سمجھے آپ۔۔۔تو آیندہ اپنا یہ رعب اور دبدبہ کسی اور

کو دکھایئے گا ورنہ میں اسے آپ کے منہ پر مارتے دیر

نہیں کرونگی "

وہ سیدھا انکے منہ پر غرلائی تھی مبشر اسے دیکھ کر رہ

گئے۔

ہاں وہ اپنی مرضی کی مالکن بچپن سے تھی جو چاہا وہ کیا لیکن اب جو وہ چاہ رہی تھی وہ کبھی اسے نہیں کرنے دے سکتے تھے۔

"وہ لڑکی کسی سے شادی کرنا چاہتی ہے تو کرے تمہیں کیا تکلیف ہے جانتی ہو ناں تمہارے بھائی کو پتہ چلا تو فورا اسے واپس آجائے گا۔ "

"تو آجائیں۔۔۔ لیکن میں انکو دھوکے میں نہیں رکھ سکتی۔۔۔ میں انکو جاکر بتاؤں گی سمجھے آپ "

وہ پھنکار کر باہر کی جانب مڑی ہی تھی کہ وہ پھر سے اسکے راستے میں آ گئے۔

"میری بات سنو۔۔۔ تم بہت بڑی غلطی کر رہی ہو۔۔۔"

وہ بے چین ہوتے اسکا راستہ کاٹ گئے زنو نے کاٹ دار نظروں سے انکو دیکھا۔

"میں غلط کر رہی ہوں یا صحیح یہ مجھے بہتر پتہ ہے آپ میرے راستے سے ہٹیں "

وہ لفظ چباتی اس انداز میں غرلائی تھی کہ مبشر کو سوائے راستے سے ہٹنے کے اور کوئی چارہ نہیں دکھا انکے ہٹتے ہی وہ لمبے ڈھینگ بھرتی گھر سے باہر نکل گئی۔

اس نے گارڈز کے اٹھنے سے پہلے وہی جھک کر دونوں کی اچھی خاصی درگت بنا ڈالی۔

"ہمت کیسے ہوئی۔۔۔میرے بھائی کو ہاتھ لگانے کی خبیث آدمی" وہ کسی جنگلی بلی کی طرح دونوں پر

جھپٹی تھی اور اپنے ناخنوں سے دونوں کے منہ بری طرح سے بگاڑ گئی تھی۔

سب ہی اسے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے ایک لڑکی ہو کر اس نے اتنے مضبوط دو نوجوان زیر کر دیے تھے وہ کیا جانے وہ کیا بلا تھی شکل سے معصوم اور حرکتوں سے شیطان کی بھی ماں۔

وہ لڑکی خود شل ساکت سی ہکا بکا اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔

"زنو چھوڑ انکو" برہان نے جلدی سے اپنی بلی کے ہاتھ

پکڑ کر اسے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ کہاں قابو آتی

تھی وہ تو پیدا ہی ہاتھ پیر مارتی ہوئی، ہوئی تھی

"کیوں چھوڑوں۔۔۔ سالے لگتے ہیں آپ

کے۔۔۔ انکو تو میں" وہ پھر ان پر جھپٹ پڑی۔

ڈاکٹر برہان کا دل چاہا سر پیٹ لیں اپنا وہ نہیں بدل

پائے تھے اسے۔ ایک بھی اس میں لڑکیوں والی

عادت نہیں تھی غنڈہ گردی میں تو وہ لڑکوں کو بھی

پیچھے چھوڑ جاتی تھی۔

اسے ایسے دیکھ ڈاکٹر برہان کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔وہ سر نفی میں ہلاتے "اسکا کچھ نہیں ہو سکتا" سوچ کر اسے پھر سے قابو کر گئے اور اس بار انکا ایک ہاتھ زنو کا ایک ہاتھ تھامے ہوئے تھا وہ اسے ہی چھڑوا کر انکی جانب لپک رہی تھی لیکن سامنے بھی اسی کا بھائی تھا جو اسکی ایک انگلی بھی پکڑ لے تو مجال ہے زنو میڈم ہل بھی جائیں وہاں سے۔

"اور یہ چڑیل۔۔۔کیا کہہ رہی تھی؟"

اسکا رخ اپنی جانب ہوتے دیکھ وہ لڑکی بری طرح سے گھبرا گئی۔

جس کے گارڈز کو اس نے نہیں چھوڑا وہ اسے کیا چھوڑتی سوچ کر ہی وہ لڑکی اپنے منہ پر ہاتھ رکھ گئی کہ کہیں وہ اسی کا نقشہ نہ بگاڑ دے۔

"چھوڑو انکو تم۔۔۔ تم یہاں کیسے۔۔۔ کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں" وہ اب اسے ریلیکس کرتے اپنی جانب موڑ گئے۔

وہ غور سے اپنے معصوم بھائی کو دیکھنے لگی۔

"ظاعنہ ورک آپ سے بے خبر رہ سکتی ہے لیکن اے ڈی نہیں" اسکے دھیمے لہجے پر ڈاکٹر برہان کا دل مٹھی میں آیا تھا۔

"تو چھوڑ کر ہی نہ جاتی جب پیچھے سے بھی نظر رکھنی ہی تھی تو" انکی بات پر زنو کے چہرے کی رنگت زرد پڑنے لگی

"س۔۔سائن۔۔۔سائن کروانے تھے ناں؟" وہ بات بدل کر پیپر دیکھنے لگی جو برہان کے ہاتھ سے

چھوٹ کر وہی گر گیا تھا وہ اسے ڈھونڈتی ڈھونڈتی

آگے آتی اسی ڈاکٹر تک پہنچ گئی

جو اسے اپنی جانب آتے دیکھ لپک کر ایک قدم پیچھے

ہٹ گئے۔یہ خوف تھا اس لڑکی کا

جسے دیکھ برہان نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی زنو نے جھک

کر وہ پیپر اٹھایا اور اس ڈاکٹر کی آنکھوں کے سامنے لہرا

دیا۔

"سائن کر۔۔۔"وہ سپاٹ لہجے میں غرلا کر بولی تھی۔

"سائن کرے۔۔۔ ورنہ انگلیاں سلامت نہیں بچیں گی"

وہ اب سیدھا دھمکی پر اتر آئی تھی اس ڈاکٹر نے جلدی سے سر ہاں میں ہلاتے اس پیپر پر سائن کر دیے۔

اور اپنی ٹائی ٹھیک کرتے اسے دیکھنے لگے چہرہ ایک دم سپاٹ تھا لیکن دل میں جیسے تھوڑا خوف سا پنپنے لگا تھا اس لڑکی کا نہیں اپنی عزت کا۔

وہ کسی صورت رسک نہیں لینا چاہتے تھے۔

سائن ہوتے ہی اے ڈی برہان کی جانب بڑھ گئی جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

انکے قریب آتے ہی اس نے گہری نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھا جو اس بات سے انجان تھا کہ جس کیلئے وہ اتنی دور آئے اور لوگوں کی منتیں کر رہے تھے۔ وہ تو کسی اور کی ہونے جا رہی تھی۔

"یہ کس کیلئے ہے ویسے؟" وہ پیپر اوپر کرتی انہیں دکھانے لگی۔

"تم اچھے سے جانتی ہو" وہ بھی اسے اچھے سے جانتے تھے کہ اتنی دور وہ سیر کرنے نہیں آئی تھی بلکہ کچھ تھا جو اسے یہاں تک لے آیا تھا۔

"مجھے کچھ بتانا ہے آپ کو؟" اسکی بات پر ڈاکٹر برہان اسی طرح کھڑے رہے بلکل خاموش جیسے کہنا چاہتے ہوں کہ "کہو کیا کہنا ہے"

79/4

ظاعنہ انکا ہاتھ تھام کر باہر لے جانے ہی لگی تھی کہ تب ہی سامنے سے پولیس آگئ یقیناً وہ اسی کی غنڈہ گردی کو روکنے کیلیئے وہاں بلائی گئی تھی۔انکو دیکھ زنو کے ماتھے پر ناگواریت کے بل پڑے جیسے کہنا چاہتی ہو "ابھی نہیں یار"

"اریسٹ کریں اسے" پیچھے کھڑی وہ لڑکی پوری قوت سے دھاڑی جس کے کلب کی اس نے یہ حالت کر دی تھی۔

زنو نے مڑ کر اتنے سپاٹ انداز میں اسے دیکھا کہ وہ وہی کھڑی کھڑی بری طرح سے گڑ بڑا گئی۔ اور اگلے ہی پل ڈاکٹر برہان اور ظاعنہ کے ہاتھ ہتھکڑیوں میں جکڑے گئے تھے۔ پیچھے رہ جانے والوں نے سکھ کا سانس لیا۔

وہ دونوں سلاخوں کے پیچھے بند ایک بینچ پر بیٹھے تھے جب زنو نے گردن موڑ کر اپنے ساتھ بیٹھے اپنے بھائی کو دیکھا۔

وہ بھی اسے ہی گھور رہے تھے زنو نے ایسے کندھے اچکائے جیسے اس نے تو کچھ کیا ہی نہیں۔

"کیا۔۔۔ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟" اسکی ڈھٹائی پر زنو اس معصومیت سے پوچھ رہی تھی کہ جیسے اس نے تو کچھ کیا ہی نہیں۔

"مل گیا سکون؟ بٹھا دیا یہاں؟" وہ لب بھینچ کر ضبط سے جل کڑھ کر بولے۔

"ہاں یہ تو میرا اسسرال ہے اچھی جگہ ہے ناں ؟" وہ کیسے نہ اس بات کو مذاق میں اڑاتی اسکا یہاں آنا جانا لگا رہتا تھا اس لئے اسکے لیے یہ بڑی بات نہ تھی۔

"چپ کرو۔۔۔سائن ہو گئے تھے تو میں آسانی سے ڈوز لینے جا سکتا تھا لیکن تمہاری وجہ سے یہاں بیٹھ گیا" انکو ایک الگ ہی بے چینی سی لگی ہوئی تھی جیسے ابھی اڑ کر چلے جائیں۔

زنونے بغور انکا چہرہ دیکھا اسکا بھائی بہت معصوم تھا یہ وہ اچھے سے جانتی تھی اسی معصومیت کا تو دنیا فائدہ اٹھاتی تھی۔

"کس کے لئے لے کر جائیں گے" اسکے پھر سے اسی سوال کے دہرانے پر برہان نے تعجب سے اسے دیکھا یہ بات دوبارہ دہائی گئی مطلب یہ بات چھوٹی نہ تھی۔

"اپنی ہونے والی ہمسفر کیلئے" کس مان سے انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ ایک پل کیلئے ہی صحیح زنو لاجواب ہو گئی تھی محبت کی جیتی جاگتی شکل کیسی ہوتی ہے

کوئی آکر ڈاکٹر برہان ورک کو دیکھ لیتا۔ جنہوں نے ثابت کیا تھا کہ محبت میں محبوب کے عیب نہیں دیکھے جاتے۔ وہ جیسا بھی ہو سر جھکا کر قبول کرو

"وہ ہمسفر جو اپنا یہ سفر کسی اور کے ساتھ طے کر رہی ہے؟" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی تھی ڈاکٹر برہان اسے دیکھتے رہ گئے

انکے چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہونے لگی جیسے ازیت اور کرب کے سائے ایک ساتھ انکے چہرے پر لہرا گئے۔

"ک۔۔۔کیا مطلب؟" یہ پوچھنا انکو کتنا محال لگا تھا یہ صرف وہی جانتے تھے۔

"یہ تو پہلے کی بات ہے۔۔۔" ہاں انکے لئے پہلی کی بات تھی جب وہ ان سے قسمت کے ہاتھوں دور ہوئی تھی اب تو انکے وہم و گماں میں بھی نہیں تھا کہ قسمت وہ گھناؤنا کھیل انکے ساتھ پھر سے کھیلے گی اور اس بار بازی بھی لے جائے گی۔

"کل اسکی مہندی ہے بھائی۔۔۔" یہ الفاظ نہیں تھے سیدھا خنجر بن کر برہان کے دل پر لگے تھے وہ اسکی

بات پر پھٹی پھٹی نظروں سے شل ساکت اسے دیکھے
گئے۔

انکا یوں برف ہو جانا زنو کا دل تڑپا کر رکھ گیا تھا اسے

بے اختیار ان پر ترس آیا
وہ آگے ہوتی انکا برف ہوا ہاتھ تھام گئی۔
"وہ لڑکی کسی اور سے شادی کر رہی ہے بھائی" نہیں
اسے نہیں کہنا چاہیے تھا وہ کیسے اتنا بڑا جھوٹ بول سکتی
تھی کیا اسے ذرا بھی اپنے بھائی پر ترس نہیں آیا وہ بے
اختیار اپنا ہاتھ چھڑوا گئے۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم بہن نہیں ہو میری" یہ آواز جیسے کھائی سے آئی تھی۔زنو کے لئے یہ لمحہ، لمحہ موت بنا تھا۔

"میں جھوٹ نہیں کہہ رہی" کہہ کر اس نے اپنے موبائل میں تصویریں کھول کر دکھادی جو اس نے خود وہاں جا کر لی تھیں لیکن کسی بھی نظروں میں آئے بغیر۔

کیونکہ وہ تب ہی کسی کو دکھائی دیتی تھی جب وہ خود چاہتی تھی۔ورنہ دنیا تو اسے انسان بھی نہیں کہتی تھی۔

انہوں نے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے فون چھین لیا اور تیزی سے فوٹوز بدلتے زوم کر کر زرتشم کا چہرہ دیکھنے لگے اسکے چہرے کی زردی بتارہی تھی کہ یہ تصویریں جھوٹی نہیں ہے۔

ایک ساتھ ساتوں آسمان جیسے برہان ورک کے سر پر آن گرے تھے وہ ہونقوں کی طرح ان تصویروں کو

دیکھے گئے آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہتا اس سکرین پر گر گیا۔
کیا انکی قسمت اتنی ظالم تھی اتنی بے رحم تھی کہ اب بھی اس پر ترس نہیں کھا رہی تھی اب وہ ساحل پر پڑے ایک بوند کے لئے ترسنے والا شخص تھا کیا اسے اب وہ ایک بوند بھی نہیں مل سکتی تھی۔
انکی گرفت موبائل پر مضبوط ہوتی گئی۔ جیسے اب موبائل ٹوٹ جائے گا اور وہی ہوا موبائل سکرین

جھٹ سے بجھ گئی اور سکرین پر ایک ساتھ مختلف کریکس آ گئے۔

تب تک زنوا اٹھ کر آگے بڑھ گئی اس نے پولیس والے سے نجانے ایسا کیا کہا کہ اس نے بنا ایک پل کی بھی دیری کئے تالا کھول دیا۔ زنو نے مڑ کر برہان کی جانب دیکھا۔

"جائیں۔۔۔پوچھ لیں جا کر۔۔۔وہ ایسا کیوں کر رہی ہے" اسکی آواز پر ڈاکٹر برہان نے ٹرانس کی سی کیفیت میں سر اٹھا کر اسے دیکھا

انکی آنکھوں کی سرخی بتا رہی تھی کہ وہ کس قدر ازیت میں مبتلا تھے وہ اٹھ کر لمبے ڈھینگ بھرتے جیل سے باہر نکل گئے انکے پیچھے پیچھے زنو بھی نکل گئی۔

جاتے جاتے اس نے اپنی جیکٹ سے ڈنگ ڈونگ نکال کر اس حولدار کے ہاتھ پر رکھ دی "چل کر و بچے"

بول کر وہ بھی آگے بڑھ گئی۔

سب لوگ رات گئے اپنے اپنے کمروں میں ریسٹ کرنے چلے گئے تھے۔ صبح ہوتے ہی سب کافی دیر سے جاگے تھے کیونکہ رات بھر رسم چلتی رہی تھی اور آج سب نے مہندی کی تیاری کرنی تھی۔

انہی میں سے ایک کمرہ تھا جو اس وقت ابٹن کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا ایک ٹانگ سیدھی کیئے اور دوسری آدھی فولڈ کر کر گود میں تکیہ رکھے سامنے شرم وحیا کا پیکر بنی بیلا ولی خان کو دیکھ رہا تھا۔

وہ مرر کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھی اپنے گیلے بالوں
کو ٹاول سے صاف کر رہی تھی ہاتھ چیونٹی سے بھی
آہستہ چل رہے تھے وہ ٹھنڈ سے کانپ رہی تھی یا پھر
پیچھے بیٹھے اس شخص کی بے باک نظروں سے۔
لیکن جو بھی تھا اسے ایک سانس پر اٹکائے ہوئے تھا
اس میں نگاہ تک اٹھانے کی ہمت نہیں تھی داراب کن
اکھیوں سے اسکے ڈیپ گلے سے نظر آتی کمر کو دیکھے
گیا۔

وہ شادی سے پہلے بھی ایسے ڈریس پہنتی تھی لیکن دوپٹہ اس طرح رکھتی کہ کبھی کسی کی نظر نہ پڑتی لیکن اب وہ چاہ کر بھی خود کو اسکی نگاہوں سے بچا نہیں سکتی تھی

جس کو یہ حق پوری طرح سے حاصل تھا کہ وہ جیسے چاہے اسے دیکھ سکے پوری دنیا میں واحد وہ ایک شخص تھا جسے اسکی شہ رگ کے قریب پہنچنے کا اختیار ملا تھا۔

"میں نے تو صرف ابٹن لگایا ہے۔۔۔تو اس میں اتنا کیوں شرما رہی ہو جیسے ابھی اسی شرم میں بہہ جاؤ گی"

داراب کی اتنی صاف گویائی پر بیلا یکدم سے کانپ سی اٹھی

چہرے پر پورے بدن کا خون سمٹ کر آگیا وہ مرر میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھ جھٹ سے پلکیں جھکا گئی۔

"چ۔۔۔چپ کرو۔۔۔ تم بہت بے شرم ہے" وہ کانپتی ہوئی آواز میں صرف اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ داراب کا جاندار قہقہہ پورے کمرے میں گونجتا کمرے کی درو بام کو مہکا کر رکھ گیا۔

وہ بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کو قابو میں لایا تھا وہ بھی بیلا کے گھورنے پر۔

"اوہ مائے گاڈ۔۔۔اتنی شرم۔۔۔ویسے اس دن تو تم نے فوت ہی جانا ہے جس دن میں نے شوہر ہونے کا حق لیا تو"

وہ یکدم سے شریر ہوتا اسکے چودہ طبق روشن کروا گیا داراب کسی بھی طرح اسے زچ کرنے سے باز ہی نہیں آرہا تھا۔اور وہ پاگل حیا سے سمٹ کر آدھی ہو گئی تھی۔

اسے بدن کے کئی حصّوں پر اب بھی داراب کی

انگلیاں سرسراتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس کی

یہ رسم نہیں ہوئی تھی اور اب جب ہوئی تھی تو سب

سے الگ اور سب سے نرالی۔

اس سے حسین طریقے سے یہ رسم اور کوئی ادا نہیں کر

سکتا تھا۔

وہ بالوں کو ہیئر ڈرائر سے جلدی جلدی خشک کرنے

لگی تھی جب وہ دھیرے سے بیڈ سے اتر کر اسکی جانب

بڑھا

اسے اپنی جانب آتے دیکھ بیلا کے ہاتھ مشین پکڑے ہی لرزنے لگے تھے وہ جان بوجھ کر اپنا سارا دھیان اپنے کام پر لگانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اب ہر کوشش ناکام ہو رہی تھی۔

وہ اسکے قریب آتے مشین اسکے ہاتھ سے لے گیا۔ اور خود اسکے بالوں کو خشک کرنے لگا لیکن نگاہیں مسلسل اسکے وجود کا ہی احاطہ کر رہی تھیں۔

بیلا کے بس میں ہوتا تو وہ اڑ کر یہاں سے غائب ہو جاتی لیکن اب جہاں بھی جاتی ہر راستے کے آخر میں اسے "داراب خان آفندی" ہی کھڑا ملتا۔

وہ ذرا سا اسکے کان کے قریب جھکا

"مجھے اس رات کا شدّت سے انتظار ہے جس رات میں میں تمہیں مکمل حاصل کر لونگا "

اسکی دھیمی سرگوشی پر بیلا نے بے اختیار پلکیں اٹھائی دونوں کی نگاہیں ملیں۔

دل اتنی زور سے دھڑ کا مانو ابھی پسی لیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔

وہ اسکے باز نہ آنے پر آدھے میں ہی تیاری چھوڑ کر کمرے سے باہر بھاگ گئی۔ اسکے یوں بھاگ جانے پر داراب کے لبوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی۔

بیلا پیچھے دیکھتی بھاگ ہی رہی تھی جب آگے سے آتی مورے کے ساتھ بری طرح سے ٹکرا گئی۔

انہوں نے کاٹ دار نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا جو انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔

تب ہی اسی کمرے سے داراب اور دوسری جانب سے زیحال کا آنا ہو گیا تھا دونوں نے بخوبی مورے کے سخت تیور دیکھے تھے

"یہ ایسے بھاگتا ہوا کدر سے آ رہا ہے تم؟" وہ کاٹ دار لہجے میں مخاطب ہوئیں

بیلا کے چہرے کی رنگت یکدم سے فق پڑ گئی وہ پہلو میں پڑے اپنے ہاتھوں میں فراک مضبوطی سے جکڑ گئی۔

"کچھ پوچھا ام نے تم سے؟" وہ اب کی بار پہلے سے زیادہ سختی سے گویا ہوئی کہ بیلا کا دل دھک سے رک گیا۔

"و۔۔وہ ام" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی داراب اسکے ساتھ ہی آکر کھڑا ہوا تھا۔

فرخندہ بیگم نے دونوں کو باری باری دیکھا۔ وہ عمر

رسیدہ تھیں تجربہ تھا انکو دونوں کے چہرے کی بدلی

چمک انہیں سمجھ آسکتی تھی۔

تب ہی انہیں ایک زوردار جھٹکا لگا تھا وہ بےیقین سی نگا

ہوں سے داراب کو دیکھے گئیں۔

"بیلا جاکر ریڈی ہو جاؤ" اس نے بنا بیلا کی جانب دیکھے

اسے مخاطب کیا۔

وہ اسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کہنا چاہتی ہو" جیسے

چلی جاؤں مورے کے سامنے "

"تمھیں سنائی نہیں دیا؟" اب کی بار وہ داراب کے سختی سے بولنے پر بے اختیار اچھل کر پڑی تھی اور تیزی سے سرہاں میں ہلاتی اندر کمرے میں بھاگ گئی۔

اسکے جاتے ہی داراب سر جھکائے مورے کے سامنے آگیا۔

"ام کو یقین نہیں آتا۔۔۔کہ تم" وہ مارے دکھ کی کیفیت کے جملہ تک پورا نہیں کر سکی تھیں۔

"کیا میں مورے۔۔۔؟" وہ پوچھ رہا تھا پہلی بار زندگی میں وہ سوال کر رہا تھا۔ اب تو بہت کچھ وہ پہلی بار کرنے لگا تھا

شاید محبت بھی پہلی بار ہی کر رہا تھا تب ہی راستے میں آئی رکاوٹوں کو ٹھیک سے سمبھال نہیں پا رہا تھا۔

"بیوی ہے وہ میری مورے۔۔۔ نکاح کیا ہے میں نے اس سے" اسکے لہجے میں دکھ کا تاسف تھا سامنے کھڑی عورت اگر اسکی ماں نہ ہوتی تو شاید اتناد کھ نہ

ہوتا۔ یہاں تو اسکی اپنی ماں نے اسے کڑی مشکل میں ڈال دیا تھا۔

"وہ ولی خان کا خون ہے یاد رکھو۔۔۔ جس کے بیٹے نے تمہاری بہن کی زندگی برباد کی۔۔۔ جس کی بیٹی نے تمہارے بھائی کو گھر سے دربدر کروا دیا"

وہ سخت مگر کرب کے احساس سے غرلائی تھیں پہلی بار وہ گویا پھٹ پڑی تھیں آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر رخسار پر بہہ نکلے۔

داراب نے آگے بڑھ کر دھیرے سے بے حد نرم ہاتھوں سے انکے آنسوں سمیٹے۔

"اس میں مجھے بیلا کا قصور بتائیں مورے۔۔۔اگر اسکے بھائی نے گل کے ساتھ غلط کیا تو اس میں بیلا کہاں غلط ہے؟اور اگر اس سے زیحال پر الزام لگوایا گیا تو وہ تب بچی تھی بچکانہ ذہن تھا جو اس سے کہا گیا کرنے کو اس نے وہ کر دیا"

وہ بے حد ٹھہرے لہجے میں ان سے مخاطب ہوا تھا جبکہ فرخندہ بیگم شل رہ گئیں کہ یہ سب داراب کہہ رہا تھا۔

"اسے کیا پتہ عزت کسے کہتے ہیں اگر وہ بدکردار ہوتی تو اتنے سال صرف ایک ہی نام پر ہمارے گھر قید نہ رہتی میں بھی تو رہتا تھا وہاں۔۔۔مجھے اس نے کبھی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا"

وہ اسکے ایک ایک دن کا گواہ تھا ایک ہی حویلی ایک ہی چھت کے نیچے رہتے ہوئے وہ لڑکی اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتی تھی

ایک ایسے شخص کا انتظار کرتی تھی جس کے نام سے صرف باندھا گیا تھا

"لالا۔۔۔ وہ ذرا آپ کھانے کا انتظام دیکھ آئیں گے۔۔۔ مجھے ذرا ضروری کام سے جانا ہے "

اسی وقت زیحال کے مخاطب کرنے پر دونوں نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا۔

زیحال کو دیکھ فرخندہ بیگم کو مجبوراً اپنے چہرے کے تاثرات ڈھیلے چھوڑنے پڑے تھے۔ جیسے وہ نہیں چاہتی تھیں یہ بات زیحال کو پتہ چلے۔

"ھمم" داراب سرسری سا ہنکارا ابھر کر وہاں سے نکل گیا۔

زیحال نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا تھاV

وہ اس خوف سے کھڑی تھیں کہ کہیں اسے بات پتہ نہ چل گئی ہو۔

"مورے گل آپ کو یاد کر رہی تھی دیکھ لیں ذرا
اسے" وہ مسکرا کر انکو ایک کام سونپ گیا جب انکے
منظر سے ہٹنے پر اسکی نظر سامنے دروازے کے ساتھ
کھڑی بیلا پر پڑی

آنکھیں شدّت کے باعث سرخ متورم ہو چکی تھیں
یقیناً وہ وہی کھڑی ساری باتیں سن چکی تھی۔

زیحال کی نظر پڑتے وہ کمرے میں غائب ہو گئی۔

آج پاشا ولا میں جیسے میلہ لگ چکا تھا۔لان میں پیلے اور ہرے رنگ کے کپڑے لہرا رہے تھے، ہر جانب جگمگاتی لائٹس ایسے چمک رہی تھیں جیسے تارے زمین پر اتر آئے ہوں۔ایک کونے میں ڈھولکی رکھی تھی اور پاس ہی مہندی کی کونیں، جن کی خوشبو پورے ماحول میں پھیلی ہوئی تھی۔

یہ زرتشم کے لئے سسرال والوں کی جانب سے خاص نیگ آیا تھا

مہمان ایک کے بعد ایک آرہے تھے۔ خاندان والے پہلے سے یہی موجود تھے کوئی سلام دعا میں مصروف تھا تو کوئی سیدھا اسٹیج کی طرف بھاگ رہا تھا کہ پہلے سیلفی لے لی جائے۔

کیونکہ سیٹ اپ اتنا حسین کیا گیا تھا کہ ہر کوئی بس دو گھڑی کھڑا اسے دیکھتا رہ جائے۔

بچے ادھر اُدھر دوڑ رہے تھے اور عورتیں ہنستے ہوئے ایک دوسرے کو تازہ خبریں سنا رہی تھیں۔

زامل زالے اور عبدل باری کے ششکے کی پورے نہیں ہورہے تھے وہ تینوں اپنے پیچھے کومل کو بھگا بھگا کر تھکا چکے تھے۔

"نہ می۔۔۔ مندی (نہیں مجھے بھی مہندی لگوانی ہے)"

زالے کے ہاتھ پر چھوٹی چھوٹی کیوٹ سی مہندی کے ڈیزائن کو دیکھ وہ ضد کرنے لگا تھا۔

"لڑکے نہیں لگواتے میری جان۔۔۔اف اللّٰہ یہ زمل کہاں بڑی ہو گئی۔۔۔اس چھوٹے فتنے نے میرے دماغ کا رائتہ کر دیا پورا "

وہ جھن جھلا کر تینوں کو اپنے ایک ہی دوپٹے سے باندھ کر اس جگہ لے گئی جہاں گل سب لڑکیوں کے بیچ بیٹھی تھی

دو لڑکیاں اسکے ہاتھ پر خوبصورت مہندی ڈیزائن بنا رہی تھیں۔

"کیا ہوا؟" مشی اسے پریشان دیکھ تھوڑی فکر مند ہوئی۔

"یہ اپنی اس چڑیا کو ذرا جلدی بڑا کر و پکا یہ آفت اسی کے کنڑول میں آئے گا ٹھرکی نہ ہو تو"

وہ زامل کو ایک کے بعد ایک کسسز اس بے بی گرل کو کرتے دیکھ جل بھن کر بولی

کہ مشی کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئ وہ ابھی دودھ پی کر سوئی تھی۔اور سوتی اتنی گہری نیند تھی کہ کوئی

چاہے اسکے سامنے ڈھول بجادے اسے ذرا فرق نہیں پڑتا تھا۔

"دیکھو تو۔۔۔کیسے باپ کی طرح ٹھرک پن جھاڑ رہا ہے" زامل اب تک اسکے ساتھ کوچی کو کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔

"می تھلکی۔۔۔ناہ۔۔۔می جامی (میں ٹھرکی نہیں ہوں میں زامی ہوں)" وہ جس تیزی سے اور کیوٹ انداز میں بولا تھا ساری لڑکیاں بے ساختہ قہقہہ مار کر ہنسنے لگی۔

"میرا چھوٹا سا داماد۔۔۔لو ویو" مشی کو وہ ابھی سے اتنا

پسند تھا کہ بس

"یہ بھی سئی ہے۔۔۔ تم سب پہلے ہی بک کر دو انکو

۔۔۔ام تو سوچے ہی نہ ایسا کچھ "

سیماب نے لگے ہاتھوں ان دونوں کی کلاس لی

"ہم نے کہاں۔۔۔انکو دیکھیں۔۔۔ایسا لگتا پیدا ابھی

ایک دوسرے کیلئے ہوئے ہیں "

مشی ہنستی ہوئی زامل کی جانب اشارہ کرنے لگی جو اپنی

ڈول کے ساتھ پیار کرنے میں مصروف تھا۔

اچانک کسی نے ڈھولکی پر تیز تھاپ چھیڑ دی اور دو تین لڑکیاں ناچنے لگیں۔ کسی نے تالیاں بجائیں تو کسی نے شرارت سے آواز لگائی،

سب ہی اس منظر کو بہت ان جوائے کر رہے تھے۔ ہر کوئی زرتشم کے ہاتھوں پر مہندی لگانے کے لیے بے تاب تھا، تو کوئی اس کے ساتھ تصویریں بنوانے کے چکر میں تھا۔

پاشا ولا آج پھر خوشیوں، ہنسی اور شرارتوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر لمحہ یادگار بننے کے لیے بے قرار ہو۔

وقت اپنی رفتار سے چل رہا تھا دیکھنے میں اتنا سکون لیکن کبھی کبھی یہ خاموشی کسی طوفان کے آنے کی پیشن گوئی کرتی ہے۔

"جوکر لگو نگا اس میں یار۔۔۔یہ کیا بنا دیا؟" مہندی رنگ کے شلوار قمیض پر پیلے رنگ کا مفلر ٹائپ چنری

کندھوں پر لئے وہ مرر کے سامنے کھڑا چیخ رہا تھا۔

لیکن لگ بلا کا ہینڈ سم رہا تھا۔

"ہبی۔۔۔ شرافت سے اسکو پہن کر رکھیں۔۔۔ ورنہ میں ناراض ہو جاؤنگی" وہ سیدھا دھمکی پر اتر آئی

"یہ صحیح ایموشنل ہتھیا چارہے" وہ ہاتھ کھڑے کرتا بچارگی سے بولا

زمل نے ایک نظر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا

اس شخص پر پینٹ شرٹ اتنی کھلتی تھی کہ بس لیکن جب بھی شلوار قمیض میں آتا تھا تو بلا کا ہینڈ سم لگتا تھا۔

وہ دھیرے سے اسکے نزدیک آتی ایڑھی اٹھا کر اسکے

ماتھے پر اپنے لب رکھ گئی۔

"یو آر سو ہینڈسم ہبی "

اسکی تعریف پر زیحال کا دل بے اختیار زور سے دھڑکا

اس سے پہلے وہ اسے پکڑ کر اس تعریف پر شکریہ ادا

کرتا وہ فورا سے باہر بھاگ گئی۔

پاشا ولا کی دہلیز کے بیچوں بیچ کھڑے انکی نگاہ سامنے بیٹھی زرتشم پر تھی جو پتھر کی مورت بنی مہندی لگوا رہی تھی۔

اس نے دھوکہ دیا تھا؟ یہ بات ناقابل قبول تھی برہان کیلئے لیکن اپنی آنکھوں سے وہ سب دیکھ وہ کیسے جھٹلا سکتے تھے۔

"میری بات سنیں۔۔۔ چلیں یہاں سے۔۔۔ کرنے دیں اسے شادی" مبشر ایئرپورٹ سے ہی انکے پیچھے پیچھے یہاں آگئے تھے۔

"ہاں۔۔۔میری بات" وہ آگے کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ برہان نے سرخ طیش بھری نگاہوں سے انکو دیکھ انکی بولتی بند کروادی

سیماب مہندی لگوا کر ہٹی ہی تھی کہ نظر سامنے کھڑے زریاب پر پڑ گئی جو اسے جان لٹاتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر انہیں اپنی مہندی دکھائی جس پر وہ آبروایسے اکچکا گئے جیسے کہہ رہے ہو "واہ بھئی واہ"

کہ تب ہی انکی نظر سب کے بیچ سے راستہ چیر کر گزر

ڈاکٹر برہان پر پڑی تھی۔

وہ بجلی کی سی رفتار کی طرح سب کے بیچ سے گزرتے

سید ھا زرتشم تک گئے تھے جس کا جاتے ہی مہندی والا

ہاتھ مضبوطی سے تھام گئے۔

سب لوگ مڑ مڑ کر انہیں دیکھنے لگے جب کہ زرتشم تو

یوں تھی جیسے بدن کاٹو تو لہو نہیں۔

دل دھڑکنا بھول گیا تھا تو سانس اندر جا کر باہر آنا بھول

گئی تھی۔

کومل انکو دیکھ کر کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔
برہان کی طیش بھری سرخ نگاہیں زرتشم کی گرے
جھیل سی آنکھوں میں گڑھ چکی تھیں۔

80/1

"آ۔۔۔آپ" زبان بے ساختہ لڑکھڑا سی گئی۔تب ہی داراب اور زریاب انکی جرات میں بے اختیار آ گے آتے پھٹی پھٹی نظروں سے انہیں دیکھنے لگے۔

"کیا ہے یہ سب؟" وہ پوچھ رہے تھے آواز اتنی بھاری تھی جیسے خود پر کڑا ضبط کر رہے ہوں۔وہاں سے یہاں تک کا سفر جیسے پل صراط کی طرح گزرا تھا۔

اور یہ لڑکی سنگدل بنی کسی اور کے نام کی مہندی لگوا رہی تھی؟ یہ دیکھ برہان کا دل تکلیف کی شدّت کے باعث بند ہونے کے قریب تھا۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں بولیں "

وہ اسکی خاموشی پر سیدھا دھاڑا اٹھے تھے زرتشم بے ساختہ کانپنے لگی تھی۔ نہیں وہ یہی تو نہیں چاہتی تھی وہ جنونی شخص اس طرح ایک دم سے اسکے سامنے آ جائے۔

"مجھ سے کہا تھا۔۔۔کہ آپ صرف میرے
ہیں۔۔۔کہا تھاناں۔۔۔تو یہ مہندی؟ کیا ہے یہ سب
بولیں "
انکی دھاڑ پر زرتشم کی روح فنا ہو رہی تھی
اسے اس قدر خوف زدہ ہوتے دیکھ داراب ایک ہی
جست میں آگے آنے لگا تھا کہ زریاب بے اختیار اسکا
ہاتھ تھام گئے۔
انکی کڑی نگاہیں برہان پر جمی تھی یاداشت میں ایک
چہرہ گردش کرنے لگا تھا کس کا؟ کون تھا وہ؟ وہ اندر

میں ایک جنگ سی لڑنے لگے تھے کوئی تھا برہان کو

دیکھ انہیں یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ چہرہ پہلے بھی

کبھی دیکھا ہو۔

پہلے بھی تو انہوں نے اس ڈاکٹر کو دیکھا تھا لیکن آج

زرتشم کے ساتھ دیکھ ذہن کے پردے پر کچھ لہرانے

لگا تھا۔

"دھوکہ دیا مجھے۔۔۔؟ جھوٹ بولا مجھ سے؟" وہ

کرب کے کس مقام پر کھڑے تھے شاید ہی وہ اندازہ

کر سکتی تھی انکی آنکھوں کی سرخی دھیرے دھیرے
بڑھ رہی تھی۔

داراب اور زریاب انکی بات پر شل ساکت کھڑے
تھے لوگوں میں آپس میں سرگوشیاں ہونے لگی تھیں
کیسے نہ ہوتی اس لڑکی کی دوسری بار شادی ہو رہی تھی
اس میں بھی کوئی شخص آکر اسکا ہاتھ یوں تھام لے یہ
رسوائی کی ایک نہایت بدصورت تھی۔

موورے سب کو آپس میں باتیں کرتے دیکھ شرم سے سر جھکا گئیں۔یہ سب کیا ہو رہا تھا نہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

کومل نے تو ڈر کر پامیر کا ہاتھ ہی تھام لیا تھا جس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"میں اس دن سے ڈرتا تھا" اسکی بات پر کومل نے بے ساختہ تڑپ کر اسے دیکھا۔

زریاب کا چہرہ مارے زلت کے سرخ پڑ گیا تھا۔

یاقوت برلاس اور باقی سب بھی یہی آ چکے تھے۔

جب کسی نے ایک جھٹکے میں برہان کو پیچھے گردن سے
دبوچ کر ایک زوردار گھونسہ انکے سینے پر دے مارا
تھا۔

"نہیں "ڈاکٹر برہان کو فرش پر گرتے دیکھ زرتشم بے
ساختہ بری طرح سے لرزتی چیخ پڑی تھی

اسکے منہ پر رکھے ہاتھ کی طرف سب نے دیکھا تھا۔

اور اب سرگوشیاں بڑھ گئی تھیں کیونکہ اسکی تڑپ مقا
بل کے لئے عشق کی گواہی تھی۔

مبشر تڑپ کر آگے آتے فرش پر جھکے برہان کو
کندھوں سے تھام کر بے یقین سی پھٹی پھٹی نظروں
سے سامنے کھڑے زیحال خان آفندی کو دیکھنے لگے۔
جس کے سخت تیور اور آنکھوں کی سرخی ان میں
خوف کی شدید لہر سی دوڑا گئی تھی وہ مٹھیاں پوری
قوت سے بھنچے پھنکارتے ہوئے جبڑے بھینچ کر ایسے
دیکھ رہا تھا جیسے ابھی انہیں جان سے مار دے گا۔

جب تک ڈاکٹر برہان خود کو سمبھال کر اٹھے تب ہی

ایک دوسرا گھونسہ انکے منہ پر پڑا تھا کہ وہ لڑکھڑا کر پھر

سے جا گرے۔

"نہیں۔۔۔نہیں سر پلیز نہیں" مبشرا سے اس قدر

جلال میں دیکھ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئے تھے

بے شک وہ کمزور تھے اور وہ طاقتور۔

برہان نے نہیں دیکھا تھا نگاہ اٹھا کر زیحال کو انکی نگاہیں

صرف زر تشم پر جمی تھیں

وہی تو تھی انکو اس مقام تک پہنچانے میں شامل۔

اسکے لئے آج اگر یہ زلت سہنی تھی تو یہ بھی صحیح۔

وہ خود کو بے اختیار ڈھیلا چھوڑ گئے۔

"زی۔۔۔رکو"زریاب آگے بڑھ کر اسے روکنے ہی لگے تھے لیکن وہ اشتعال انگیز نظروں سے انکو دیکھتا انکے قدم وہی منجمند کرواگیا

زیحال نے کسی کی بھی ایک سنے بغیر برہان کو گریبان سے پکڑ کر اٹھاتے اپنے مقابل کھڑا کیا۔

"ہمت کیسے ہوئی۔۔۔میری بہن کا ہاتھ پکڑنے کی"

وہ پوری قوت سے جبڑے بھینچ کر دھاڑتے انکی

پسلیوں میں زوردار ضرب لگا گیا۔

وہ خود کو ڈھیلا تو پہلے ہی چھوڑ چکے تھے تب ہی لڑکھڑا

کر دو قدم پیچھے ہوتے نیچے جھک گئے۔

"نہیں۔۔۔رک جائیں۔۔۔زیحال۔۔۔"مبشر کیلئے

یہ لمحہ موت تھا وہ اپنی فکر کئے بغیر آگے بڑھ کر اسے

روکنے لگے

جب یاقوت نے بیچ میں آتے انکا بازو تھام کر پیچھے کھینچ لیا اور اس انداز میں دیکھا کہ وہ وہی سہم گئے۔

"ایک۔۔۔قدم۔۔۔ بھی آگے نہیں" وہ ٹھہر کر لفظوں پر زور دیتے انکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر بولا تھا۔

ہاں وہ یہاں صرف پاشا کا رائیٹ ہینڈ تھا جس کیلیئے اپنے بوس کا حکم پہلے تھا وہ حکم جس میں الفاظ نہیں ہوتے تھے وہ خود ہر بات سمجھتا تھا۔

"پلیز انہیں روکیں۔۔۔ہان کا قصور نہیں ہے پلیز"

وہ پھڑ پھڑاتے ہونٹوں سے ہاتھ جوڑتے اسکی منت

کرنے لگے تھے لیکن آج یاقوت مرزا کا بھی وہ سنگدل

روپ دیکھنے کو مل رہا تھا جو کبھی مشی تک نے نہیں

دیکھا تھا۔

زیحال مارتا گیا تھا اسکے سر پر جیسے خون سوار تھا لیکن وہ

مار کھا رہے تھے ایک لفظ بھی انکے لبوں سے ادا نہیں

ہوا تھا۔

صرف نگاہیں تھیں جو اس بے وفا پر جمی تھیں نہیں یہ منظر قیامت تھا وہ بے قصور تھے قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے سچا عشق کیا تھا۔

کومل اور مشی تو رو پڑی تھیں وہ آگے بڑھ کر زیحال کو روکنا چاہتی تھیں لیکن یہاں کوئی نہیں تھا جو اسکو روک سکے۔

"میں جان لے لونگا تمہاری۔۔۔کیسے آیا قریب میری بہن کے بول" وہ دھاڑ رہا تھا۔

نہیں اسے روکے کوئی۔ڈاکٹر برہان کی ناک سے سرخ لکیر بہتی لبوں کو بھی تر کر گئی تھی۔

"زی رک جاؤ" وہ بولی تھی اسکی کانپتی ہوئی آواز سب نے سنی تھی۔

اسکا بولنا عام نہ تھا یہ مہر تھا اس الزام پر جو اس پر اب لگنا تھا وہ اسکا عاشق تھا؟ مطلب برسوں پہلے بالاج خان کا الزام لگایا ہوا سچ تھا؟

وہ کسی سے محبت کرتی تھی کوئی اسکا عاشق تھا وہ ایک ایسا الزام تھا جو اس لڑکی کو باپ کی نظروں میں بھی زندہ مار گیا تھا۔

اس دن کے بعد اس پر خان حویلی کے دروازے تک بند کر دیے گئے تھے۔

زیحال نے غضب ناک نظروں سے پیچھے بیٹھی زرتشم کو دیکھا۔

جو اسکی سرخ نگاہوں کو دیکھ بری طرح سے سہم گئی تھی۔زیحال کی نگاہیں آج وہ نہیں تھیں ان میں رحم نہیں تھا صرف ایک چیز تھی وہ تھی

"سفاکیت"

وہ زرتشم کو دیکھتا مسلسل ڈاکٹر برہان کو مارتا گیا۔کیا عالم تھا مارنے والے کو اس لڑکی کا چہرہ جنون دلا رہا تھا تو مار کھانے والے کو ہمت دلا رہا تھا۔

"وہ میری بہن ہے۔۔۔میری۔۔۔زیحال خان آفندی کی"

وہ جنونی انداز میں برس رہا تھا

ہر کوئی اسکا جنون اپنی بہن کیلئے دیکھ حیران ہو رہا تھا۔

"مم۔۔۔ محبت کرتا ہوں آپ کی بہن سے" وہ بمشکل بول سکے تھے زبان میں اتنی سکت بھی نہیں بچی تھی۔

"آج س۔۔۔ سے نہیں۔۔۔ بب۔۔۔ برسوں پہلے سے" انکی بات پر زیحال کا ہاتھ بے اختیار رک گیا وہ پھٹی پھٹی نظروں سے انکو دیکھنے لگا۔

آنکھوں میں دھیرے دھیرے بے یقینی بڑھ رہی تھی۔ جیسے ساتوں آسمان آج زیحال خان آفندی آ گرے ہوں۔

"میں نہیں رہ سکتا انکے بغیر۔۔۔" انکی آواز لڑکھڑائی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہہ نکلا۔

"میں مر جاؤنگا۔۔۔مر جاؤنگا میں" سن لے وہ آج اس شخص کو وہ ہاتھ جوڑے کھڑا تھا

زیحال نے ایک نظر انکے جڑے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر بے یقین سی نگاہیں انکے چہرے کی جانب اٹھ گئیں

کومل نے مضبوطی سے مشی کا ہاتھ تھام لیا روتے ہوئے اسکا دل تڑپ کر دعا کر رہا تھا آج صرف آج زیحال کے دل میں رحم آجائے۔

ایک یہی شخص تھا جو مخالف تھا تو سارا زمانہ مخالفت پر اتر آتا اور اگر یہ ساتھ تھا تو کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا تھا جو

زرتشم نوشیر وال کو برہان ورک کا ہونے سے روک سکے۔

"مما۔۔۔ مما" زامی بھاگتا ہوا کمرے میں آیا تھا جہاں زمل مہندی کیلئے خود تیار ہو رہی تھی اسکا کمرہ اوپر تھا تب ہی وہ باہر ہونے والے شور سے اب تک بے خبر تھی۔

"یس مما کی جان "

وہ لپسٹک لگا کر ہٹی ہی تھی کہ زامل کے ٹکرانے سے اسکے ہاتھ سے لپسٹک چھوٹ کر فرش پر جا گری۔

"کیا ہوا چندا۔۔۔ایسے کیوں بھاگ رہے ہو چوٹ لگے گی ناں میرا بیٹا" وہ وہی بیٹھ کر اسکے ننھے سے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھر گئی۔

"ممما۔۔۔باہ۔۔۔دیشم دیشم۔۔۔ہان (ماما بابا مار رہے ہیں ہان کو)"

اس نے مبشر کے منہ سے ہان سنا تھا اسکا تیز ذہن اتنی تیزی سے یہ نام کیچ کر گیا تھا لیکن اسکی ماں پھر بھی نہیں سمجھ سکی تھی۔

"کیا۔۔۔ بابا کس کو مار رہے ہیں)"اسے یہ بات سمجھ آئ تھی اور وہ بھی بہت تیزی سے۔

"ہاں۔۔۔"زامی کا ہاں اسے اب بھی سمجھ نہیں آرہا تھا

تب ہی وہ زامل کو لے کر اپنی تیاری آدھے میں ہی چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔اسکے قدم تیزی سے باہر کی جانب اٹھ رہے تھے۔

"یار چھوڑ دیں انکو۔۔۔ قصور کیا ہے انکا "

مبشر ضبط کرتے کرتے اب پھٹ پڑے تھے انکی بلند
آواز پر یاقوت نے کاٹ دار نظروں سے انکو دیکھا اور
ایک زوردار پنچ انکے منہ پر دے مارا۔
"آواز نیچے "
اسکی حرکت پر مشی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے
لگی آج وہ اپنے شوہر کو نہیں دیکھ رہی تھی
آج وہ یاقوت مرزا تھا مشہور گینگسٹر سنگدل سفاک
آدمی اپنے بوس کے اشاروں پر چلنے والا۔

مان ٹوٹ گیا تھا جو اس پر ایک بیوی کو تھا۔ وہ اچھا نہیں

تھا بلکل بھی نہیں وہ اعتراف کر گئی تھی۔

"تم کچھ کیوں نہیں کر رہے اسے روکو "

کومل کو پامیر کے ہاتھ ڈھیلے چھوڑ کر کھڑے ہونے پر

غصّہ آرہا تھا۔

"سوری۔۔۔ میں کچھ نہیں کر سکتا" وہ صاف گویائی

سے جواب دیتا یا قوت کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔

"برسوں پہلے ان سے محبت کی تھی میں نے "

ڈاکٹر برہان کی بات پر زیحال کی شریانوں میں دوڑتا خون جیسے یکدم سے ابل پڑا تھا وہ جھٹ سے اپنی ریوالور نکالتے ان پر تان گیا۔

"ہبی" اسکی دھاڑ پر سب نے مڑ مڑ کر اسے دیکھا تھا زمل کو دیکھ کومل اور مشی کی جان میں جیسے جان آئی تھی دونوں امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگیں زمل تیزی سے آگے آتی زیحال کے ہاتھ سے ریوالور چھین کر دور پھینک گئی

"پاگل ہو گئے ہیں آپ کیا کر رہے ہیں یہ ؟" وہ بولی نہیں آج سید ھا دھاڑی تھی۔

پورے مجمعے نے اس لڑکی کو دیکھا تھا جس نے آج وہ ہمت دکھائی تھی جو اور کسی میں دکھانے کی ہمت نہیں تھی۔

"چھوڑیں انکو" وہ ڈاکٹر برہان کا گریبان چھڑواتی دونوں کے بیچ آ کھڑی ہوئی تھی۔

اس نے ایک نظر انکی حالت دیکھی دل بے اختیار مٹھی میں آگیا تھا لیکن وہی زیحال کے لئے دل میں غصّہ بڑھتا چلا گیا۔

وہ مڑ کر خونخوار نظروں سے زیحال کو دیکھنے لگی۔

"یہ کیا حرکت ہے۔۔۔کوئی مارتا ہے ایسے جانوروں کی طرح؟" وہ کسی کا لحاظ نہیں کر رہی تھی۔

"وائفی۔۔۔درمیان سے ہٹ جاؤ" وہ ضبط کرتے نہایت دھیمے مگر سپاٹ لہجے میں بولا تھا

"آپ دور ہو جائیں۔۔۔اور خبر دار جواب دیکھا بھی انکی طرف" وہ کسی زخمی شیرنی کی طرح اسکے منہ پر غرلائی تھی۔

"جانتی ہو اس نے "

"ہاں۔۔۔جانتی ہوں" وہ اسکی بات بیچ میں ہی درشتگی سے کاٹتے پھنکاری تھی زیحال کی آنکھیں اسکی بات پر بے ساختہ پھیلنے لگیں

آج اگر پوری حویلی، ساتوں آسمان بھی اسکے سر پر
گرتے تو کم تھے بے یقینی کا عالم اتنا تھا۔ کہ وہ کھڑے
کھڑے لڑکھڑا جاتا۔

"ت۔۔۔ تم جانتی تھی؟" بے یقینی کی کیفیت میں
آواز جیسے کسی گہری کھائی سے آئی تھی۔

زمل کو اپنا دل بے اختیار رکتا ہوا محسوس ہوا یہ وہ
جذبات میں آکر کیا کر گئی تھی۔

"بولو وائفی۔۔۔۔ تم جانتی تھی؟" اسکے دل کی عجیب
سی کیفیت ہونے لگی تھی۔

"ہاں" اسکا ایک ہاں زیحال کے دل کو کسی گہری کھائی میں دھکیل گیا تھا وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

اور زمل کو دیکھتا رہا بے یقینی کی شدّت سے دل بھی رک رک کر دھڑک رہا تھا لیکن پھر وہی گرے جھیل سی آنکھیں پیچھے کھڑے ڈاکٹر برہان کی جانب اٹھ گئیں۔

"نکلو یہاں سے۔۔۔" وہ دبی دبی آواز میں غرلایا تھا لیکن ڈاکٹر برہان کو جیسے سنائی ہی نہیں دیا وہ منت کرتی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتے رہے۔

"ہاں پلیز چلیں یہاں سے "مبشر جلدی سے انکا بازو پکڑ کر یہاں سے نکل جانا چاہتے تھے۔

"مم۔۔۔میں نہیں جاسکتا۔۔۔پلیز۔۔۔مم ۔۔۔میری بات سن لیں" وہ اب بھی خاموش نہیں ہوئے تھے زر تشم روتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹنے لگی۔

"ہاں۔۔۔چلیں۔۔۔میں کہہ رہا ہوں ناں" اب کی بار مبشر کی آواز بھی بے اختیار بلند ہوئی تھی۔

"مجھے سن لیں ایک بار "ڈاکٹر برہان کے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھ زمل کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"یاقوت "زیحال کی دھاڑ پر یاقوت آگے آتا برہان کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے جانے لگا۔

"میں ان سے محبت کرتا ہوں۔۔۔"

"میری بات سن لیں پلیز۔۔۔"

"میں نہیں رہ سکتا انکے بغیر۔۔۔"

برہان کی ہر صدا ارد ہو رہی تھی۔ یاقوت کان لپیٹے انکو باہر لے گیا۔ انکے باہر نکلتے زمل جیسے ہی مڑی زیحال پر نظر پڑ گئی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ بنا کچھ بولے دوسری جانب مڑ گیا جب اسکی نگاہ پڑتے زر تشم کا گویا سانس تک رک گیا۔

زیحال کی نگاہوں میں کچھ عجیب تھا بہت عجیب وہ نہیں سمجھ سکی۔

"میں کسی کے منہ سے۔۔۔اس بارے میں ایک حرف بھی نہ سنوں۔۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"

وہ انگلی اٹھا کر درشتگی سے وارن کرتا ایک ایک کو دیکھ کر لفظ چباتے غرلایا تھا

اور پھر لمبے ڈھینگ بھر کر باہر نکل گیا تھا۔

پامیر نے سارا ماحول پھر سے ویسا کر دیا جیسے کچھ دیر پہلے تھا سب لوگ اسکی دھمکی پر اتنے سنجیدہ ہو گئے تھے کہ جیسے لگ رہا تھا وہاں کچھ ہوا ہی نہیں۔

مہندی آرٹسٹ نے زرتشم کے ہاتھوں پر نقش و نگار بنانے شروع کر دیے تھے۔ باقی سب بھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ کب سے سامنے ٹیبل سے ٹیک لگائے کھڑی اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی جو بیڈ پر شل ساکت بیٹھے فرش تک رہے تھے

مبشر نے آتے ساتھ ہی انکے سر کی بینڈج کرنیشروع کر دی تھی غصّے کی کیفیت کے مارے وہ ایک لفظ نہیں بول رہے تھے۔

ظاعنہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل کر گئی اور جا کر تینوں کیلئے گرما گرم الائچی والی چائے بنانے لگی۔

اسکی یہ سنجیدگی مبشر کو بھی حیران کر رہی تھی وہ کیسے اتنی خاموش ہو سکتی تھی ایک لفظ نہیں بولا تھا اس نے اپنے بھائی کیلئے ان لوگوں کیلئے

یہاں تک کہ وہاں بھی انکوا کیلیے اس نے جانے دیا یہ
سب مبشر کے لئے حیران کن تھا۔

"اس لڑکی کی وجہ سے ایک زخم مہینوں پہلے سینے پر ملا
تھا آج تک یہ بھی نہیں بھر پایا کہ اور زخم مل گئے"
وہ کرب کے مارے نہایت دھیمے لہجے میں بولے لیکن
برہان نے جیسے سنا ہی نہیں تھا۔
"کب تک خود کو اس آزمائش میں ڈال کر رکھیں
گے۔۔۔ کب تک۔۔۔ آج تو اسکے بھائی نے بھی

صاف جواب دے دیا۔۔۔ بلکہ رشتے کی جگہ اور اور

حسین تحفہ دے دیا ان زخموں کا۔۔۔ کیا اب بھی کوئی

کسر باقی ہے؟"

وہ انکا دکھ ایک سگے بھائی کی طرح محسوس کر رہے

تھے۔

"میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا" انکا لہجہ غیر ہوا تھا مبشر

نے بے اختیار انکے چہرے کی جانب دیکھا جہاں انکی

آنکھوں کا رنگ تیزی سے بدل رہا تھا۔

"اب گئے تو جان سے مار دے گا وہ "

مبشر کی بات پر انہوں نے نگاہ کر انکی جانب دیکھا۔

"تو جان بھی دے دونگا" وہ اس وقت ایک جنونی شخص لگ رہے تھے جس کے دل میں محبت کے احساس کے علاوہ اور کوئی احساس نہ ہو۔

دروازے پر کھڑی زنوا انکی بات سن رہی تھی تب ہی چائے کی ٹرے پر گرفت مضبوط ہو گئی۔

عنقریب وہ بڑے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرنے والی تھی کہ تب ہی کمرے میں کسی چیز کے زوردار ٹکرانے کی آواز آئی مبشر اور زنو پھٹی پھٹی نظروں سے انکی جانب دیکھنے لگے جو حواس باختہ سے کمرے کی ہر چیز توڑتے جا رہے تھے

مبشر خود کو لگ جانے کے ڈر سے پیچھے ہٹتے گئے لیکن وہ نہیں ہٹی اگر کچھ لگنا تھا تو لگ جائے اسے پرواہ نہیں تھی اسکے سامنے اس کا اکلوتا بھائی تباہ و برباد ہو رہا تھا وہ خود کو ختم کر رہا تھا کیا اس ازیت سے بڑھ کر کچھ ہو سکتا تھا؟

نہیں کبھی نہیں۔

"آاااا۔۔۔" وہ ہر چیز تباہ کر کر بھی سکون میں نہیں آئے تھے انکی چیخ پر کمرے کی در و بام تک لرز کر رہ

گئے تھے۔ وہ وہی فرش پر دھیرے دھیرے بے جان ہوتے بیٹھتے چلے گئے۔

انکی دھیمی سسکیوں پر مبشر آگے بڑھ کر انہیں تھامنے ہی لگے تھے کہ زنو نے انکا بازو تھام لیا۔

اور دھیرے سے سر نفی میں ہلاتے انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا۔

وہ کیسے رک جاتے انکا بھائی جیسا دوست تکلیف میں تھا آج تکلیف بھی اتنی تھی کہ جان نکل جاتی۔

"کیوں۔۔۔۔۔۔کیو۔۔۔۔ں" انکو آج تک اس کیوں

کا جواب نہیں ملا تھا ایک بیج بویا جائے تو وہ وقت کے

ساتھ جڑ پکڑتا ہے مضبوط ہوتا ہے اور ایک دن اتنا

مضبوط ہو جاتا ہے پوری دنیا مل کر بھی اسے اسکی جگہ

سے نہیں ہلا سکتی تھی جب تک اسے جڑ سے کاٹ

پھینک نہ دیا جائے

انکی محبت تو اس بیج سے بھی زیادہ خطرناک تھی جو

کاٹ دی جائے تو پوری دنیا روئے لیکن اب تو کاٹ دیا

جائے کیونکہ تکلیف اب سر چڑھ چکی تھی۔

"ہاتھ چھوڑو میرا" مبشر کیلئے اب ضبط کرنا موت تھا

زنو نے ایک نظر انہیں دیکھا وہ جس سرد انداز میں

بولے تھے وہ بے اختیار انکا بازو چھوڑ گئی۔

مبشر فورا سے ایک ہی جست میں برہان تک پہنچتے ان

ہیں اپنے سینے سے لگا گئے۔

انکے سینے سے لگتے ڈاکٹر برہان کے رونے میں مزید

روانی آگئی تھی۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے تھے۔

مبشر انہیں مزید اپنے سینے میں بھینچ گئے انکی اپنی

آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔کیسے موبی" وہ جس

تڑپ سے بولے تھے مبشر کا دل کانپ کر رہ گیا تھا

محبت بہت ظالم تھا انہوں نے آج اعتراف کر لیا تھا۔

برہان اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھنے لگے جہاں

زرتشم کی مہندی لگی تھی وہاں وہ صرف نقش و نگار

بگڑے تھے یہاں تو پوری زندگی ہی بگڑ چکی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ ک۔۔۔کسی اور کے۔۔۔کسی اور کے

نام کی مہندی۔۔۔ک۔۔۔کیسے۔۔۔کیسے لگا سکتے

ہیں" انکی وہ چکیاں بندھنے لگی تھیں

زنوا نکی حالت پر خود پر ضبط کرتے کرتے تھک گئی تھی کتنے برسوں بعد آج اے ڈی کی آنکھوں سے آنسوں نکلے تھے

ورنہ وہ تو ویران کنواں تھے اور آج، آج وہ بھی طوفانی برسات کی طرح برس پڑی تھیں۔

"کیسے۔۔۔موبی۔۔۔۔کیسے" وہ آنکھیں زور سے مینچتے مبشر کے سینے میں بھنچ گئے۔

"بس۔۔۔بس حوصلہ کریں۔۔۔وہ آپ کے قابل نہیں ہے"

انکی بات پر برہان نے روتے ہوئے ہی سر نفی میں ہلایا تھا

"وہ کبھی آپ کے قابل تھی ہی نہیں کبھی بھی نہیں اسی لئے قسمت نے پہلے بھی اسے کسی اور کے ہاتھوں میں سونپ دیا تھا اور آج پھر"

انکی باتیں اتنی تکلیف دہ تھی کہ برہان کی سانسیں اٹکنے لگی تھی۔

وہ سر پھر بھی نفی میں ہلاتے رہے کیسے وہ انکی قسمت میں نہیں تھی اگر نہ ہوتی تو انکار واسے انکے دل میں نہ ڈالتا۔

"وہ بے وفا ہے۔۔۔اور بے وفا لوگوں کو رب خود سزا دیتا ہے" انکی اس بات پر برہان نے ٹرانس کی سی کیفیت میں سر باہر نکالتے انکے چہرے کی جانب دیکھا

آنکھیں رو رو کر سوجھ چکی تھیں چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا یہ اجڑی حالت ویران شخصیت دیکھ مبشر کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"وہ بے وفا نہیں ہے۔۔۔" وہ سرد مہری سے مبشر کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر بولے تھے

"اور اگر بے وفا ہے تو۔۔۔یہ برہان ورک۔۔۔آج سے۔۔۔ابھی سے۔۔۔اس لڑکی سے نفرت کرتا ہے" انکی بات پر مبشر کا دل دھک سے رک گیا وہ یک

ٹک برہان کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھنے لگے

نہیں یہ نہیں ہونا تھا بلکل نہیں۔

محبت ہوتی ہے خطرناک لیکن اگر وہی محبت نفرت

میں بدل جائے تو دنیا میں اس سے زیادہ خطرناک اور

بھیانک اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا کبھی نہیں۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ہاں۔۔۔میری بات سنیں

۔۔۔وہ بے وفا نہیں ہے۔۔۔میں نے ایسے ہی کہہ

دیا"

وہ ڈر چکے تھے اس لڑکی کیلئے جو انجانے میں ہی عشق سے جنون کے سفر پر آتے آتے نفرت کے مقام پر پہنچ رہی تھی۔ وہ معصوم تھی وہ یہ ڈیزرو نہیں کرتی تھی مبشر کو زرتشم نوشیر وال سے ہمدردی محسوس ہو رہی تھی۔

برہان انہیں دیکھتے رہے وہ پلکیں تک نہیں جھپکا رہے تھے اور یہی تاثر انکا مبشر کو مزید خوفزدہ کر گیا تھا وہ سر نفی میں ہلاتے رہے کاش وہ اپنے الفاظ واپس لے سکتے کاش۔

۔۔۔۔۔۔۔

پاشا ولا میں مہندی کی رسم اسی طرح چل رہی تھی لیکن یہ جگمگاہٹ صرف باہر تھی باقی سب کے اندر تو شدید زلزلے سے اٹھ رہے تھے ہر کوئی بے دل ہو کر اس رسم میں شریک تھا۔

"آپ کے ساتھ چھوٹا بے بی ہے آپ ابھی لگوا لیں مہندی۔۔۔ ورنہ بعد میں اسکا اثر بے بی پر ہو گا اسے ٹھنڈ لگ جائے گی" ایک لڑکی نے پاس بیٹھی مشی کو دیکھ نہایت نرمی سے مخاطب کیا۔

جو روتی ہوئی اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی لیکن سوچوں کے محور میں اس سنگدل شخص کا چہرہ گھوم رہا تھا اس لڑکی کی آواز پر اس نے پلک جھپکاتے اسے دیکھا۔

"ج۔۔۔جی۔۔۔کچھ کہا آپ نے؟" وہ نہیں سن پائی تھی اسکی بات اس لڑکی نے مسکرا کر پھر سے اپنی بات دہرائی جس پر مشی نے اپنی گود میں لیٹی ٹھس مس کرتی بیٹی کو دیکھا وہ بھوک سے بل بلا رہی تھی۔

"ھمم۔۔۔" وہ اسے اپنے کندھے سے اسے لگاتی چپ

کروانے لگی جب وہاں سے گزرتے یاقوت کی نظر

اس پر پڑی۔وہ بے اختیار اسکی جانب چلا آیا۔

"اسے مجھے دے دو۔۔۔تم مہندی لگوالو" اسکے

سونے ہاتھ دیکھ وہ ہاتھ بڑھا کر اپنی بیٹی کو گود میں لینے

لگا۔

لیکن مشی کی آنکھوں میں سرد مہری دیکھ وہی ٹھٹھک

کر رک گیا۔وہ اسے ایک نظر دیکھ دھیرے سے اٹھ

کر کمرے میں چلی گئی

اسکی آنکھوں کی اجنبیت یاقوت کو چونکا گئی تھی وہ وہی

کھڑا کچھ پل سوچتا رہا پھر خود بھی اسکے پیچھے ہو لیا۔

وہ بیڈ پر دوسری جانب رخ کئے اپنی بیٹی کو تھپک کر فیڈ

کروا رہی تھی جب کمرے کے دروازے کے کھلنے پر

بے بی گرل کو خود سے الگ کرتی زپ بند کر گئی اور

اسے تھپکی دے کر سلانے لگی

اسکی ٹمی ابھی فل نہیں ہوئی تھی شاید اسی لئے وہ ٹھسکنے

لگی تھی۔

"اسے بھوک لگی ہے اچھے سے فیڈ کرواؤ" یاقوت

اپنی بیٹی کی آواز پر بے چین ہوا تھا

مشی نے گردن موڑ کر کاٹ دار نظروں سے اسے

دیکھا جس پر یاقوت ایک بار پھر ٹھٹھکا تھا

"کیا ہوا۔۔۔ تم اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو؟ "

وہ جانتا تھا کہ مشی کی نگاہیں بدلی ہیں لیکن کیوں اور

کس کے لئے یہ نہیں جانتا تھا۔

"میں آپ سے بہتر جانتی ہوں۔۔۔اس لیے

نکلیں یہاں سے"۔۔۔

وہ سیدھا باہر کی جانب اشارہ کر گئی۔

یاقوت نے تعجب سے اسکا یہ بدلا ہوا روپ دیکھا

اب تو اسکی اس بات پر ششدر رہ گیا تھا۔

"واٹ۔۔۔یہ تم کیسے بات کر رہی ہو مجھ سے ؟"

وہ حیرانگی سے آگے بڑھ کر استفساریہ مخاطب ہوا

اسکے سوال پر مشی نے ضبط سے لب بھینچے اور اپنی بیٹی

کو بیڈ پر لٹا کر اسکے مقابل آگئی۔

"وہی۔۔۔جو آپ ڈیزرو کرتے ہیں مسٹر یاقوت مرزا" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی کاٹ دار لہجے میں بولی تھی۔

"مشی۔۔۔تم ٹھیک ہو؟ کچھ ہوا ہے؟" وہ آگے بڑھ کر اسکے کندھے تھام کر نرمی سے پوچھنے لگا تھا لیکن اس سے پہلے ہی مشی اسکے ہاتھ پوری قوت سے جھٹک گئی تھی۔

"مجھے ہاتھ بھی مت لگانا۔۔دور رکھو مجھ سے اپنے یہ

ناپاک گندے ہاتھ" وہ یکدم سے پھنکارتی اسے

حیران کر گئی تھی

یاقوت شل سا ساکت سا اسکا اچانک بدلا رویہ دیکھنے لگا۔

وہ کیوں ایسا کر رہی تھی اسے سمجھ نہیں آئ۔

"ریلیکس۔۔میں نہیں لگا رہا ہاتھ۔۔۔لیکن مجھے بتاؤ

کیا بات ہے۔۔۔کیوں پریشان ہو؟" وہ اتنی محبت

سے گویا ہوا تھا کہ مشی کا دل یکدم سے بھر آنے لگا

تھا

کتنی نرمی تھی اس شخص کے لہجے میں لیکن کیا صرف اس کمرے کی حد تک؟ باہر اس میں انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں تھی؟ وہ بے اختیار سوچنے لگی ڈاکٹر برہان کی حالت سوچ کر اسکے اندر غصّہ پھر سے ابھرنے لگا۔

"یہ نرمی کا ڈرامہ۔۔۔ کسی اور کے سامنے کرنا آئی سمجھ" وہ انگلی دکھاتی درشتگی سے بولی یاقوت نے انگلی سے سفر کرتے اسکے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔

"کیسا ڈرامہ کیا بول رہی ہو کھل کر بتاؤ گی؟" اب وہ

سچ میں پاگل ہونے کو تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی

تھی۔

"تم۔۔۔انسان نہیں ہو۔۔۔حیوان ہو

۔۔۔تمہارے سامنے۔۔۔ایک بے قصور شخص پٹتا رہا

اور تم نے ایک لفظ نہیں کہا۔۔۔الٹا مبشر کو بھی قابو

کر لیا۔۔۔اتنے گرے ہوئے انسان ہو تم اور زیج "

"مشی" اسکے نام پورا کرنے سے پہلے ہی وہ ضبط سے

دھاڑ اٹھا تھا۔

اسکی بلند آواز پر مشی یکدم سے سہم سی گئی

پیچھے لیٹی بے بی گرل بھی اسکی آواز پر ڈر کر رونے لگی تھی۔

یاقوت کی آنکھوں میں اترتی سرخی دیکھ مشی کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا

وہ ایک ہی جست میں اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ گیا۔

"زبان سمبھال کر بات کرو۔۔۔میرے باپ کا نام

عزت سے لو" وہ بولا نہیں غرلایا تھا مشی کو اپنی بازو

میں اسکی انگلیوں کا دباؤ محسوس ہونے لگا

اسکی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئی

"اور جو تم لوگ دوسروں کی عزت سے کھیلتے ہو وہ؟"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی کس کرب سے بولی تھی۔

"تم کچھ نہیں جانتی اس بارے میں" وہ ٹھہرے لہجے

میں سرد مہری سے گویا ہوا

اسکے دل کو دھچکا لگا تھا کہ کبھی مشائم بھی اسکے باپ کیلئے ایسا لہجہ اختیار کر سکتی تھی وہ دکھی ہوا تھا

"سب تم لوگ جانتے ہو؟ ہاں۔؟ وہ شخص اتنی محبت کرتا ہے گل سے۔۔۔اور کیا ملا اسے۔؟ ذلت رسوائی؟ تم بھائی کونسا پاکیزہ ہو؟ "

اسکا لہجہ پہلے سے زیادہ غیر ہونے لگا تھا وہ بے یقینی سے اسکے چہرے کو دیکھتا رہا۔

"تم لوگوں نے کیسے شادیاں کی ہیں بتاؤں؟ بھول گئے اپنی باری؟" وہ آج اپنے حواس میں نہیں تھی یاقوت کو حیران پر حیران کر رہی تھی۔

اس نے دھیرے سے آگے بڑھ کر اسکے ماتھے کا بوسہ لیا یہ ایسے تھا جیسے بھڑکتی آگ پر کسی نے یک برف والا پانی ڈال دیا ہو۔

"تم نہیں سمجھو گی۔۔۔ ریلیکس وقت آنے پر سمجھا دونگا" وہ محبت بھرے لہجے میں بول کر اپنی بیٹی کی

جانب بڑھا اور اسے گود میں اٹھا کر ڈھیر سارا پیار

کرنے لگا۔

"میرا بیٹا۔۔۔اپنی ماما کو سمجھاؤ آپ کے معصوم بابا کو

بہت ڈانٹتی ہیں" وہ لاڈ سے اپنی بیٹی کو شکایت لگا رہا تھا

جو ہن۔۔۔ ہن کرتی جیسے اسکی باتیں سمجھ بھی رہی

تھی۔

مشی نے غصّے سے نگاہیں پھیر لی۔

۔۔۔۔۔۔

پاشا ولا کے باہر کی سکیورٹی بڑھا دی گئ تھی اب کوئی بھی بنا اجازت کے اندر نہیں آسکتا تھا اور یہ سب کروانے والا خود پامیر سلطان تھا جس نے پاشا کے کہنے پر یہ سکیورٹی سخت کروائی تھی۔

اور اسی بات پر کومل کو غصّہ آرہا تھا۔

"کس بات کا ڈر ہے تم بھائیوں کو۔۔۔ جتنا مارا ہے انکو لگتا ہے کہ وہ آسکیں گے ؟" وہ اسکے مقابل آتی حقارت سے بولی تھی

پامیر نے ٹھنڈی سانس خارج کرتے اپنے کان کی پٹی سہلائی۔

"تم میرے منہ ہی مت لگو۔۔۔اگر لگنا ہے تو رات کو لگنا۔۔۔بہت اچھا جواب دونگا اسکا" وہ زو معنی انداز میں اسکی بات کو اپنے طریقے سے رفع دفع کر گیا۔

کومل کو وہ سخت زہر لگا تھا

"زہر لگ رہے ہو،" وہ بنا لگی لپٹی صاف زہر خند لہجے میں بولی تھی کہ پامیر کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔

وہ ذرا سا اسکے قریب آتے اسکی آنکھوں میں جھانک نے لگا۔

"یقین مانو۔۔۔ کھا کر مرو گی نہیں۔۔۔ چاہے تو ٹرائے کرلو" وہ شریر ہوتے اسکے ہونٹوں کا گہری نظروں سے جائزہ لینے لگا۔

کومل اسکی بات اور انداز پر یکدم سے تپ اٹھی تھی اسکا دل چاہا کوئی چیز اٹھا کر اسکے سر پر دے مارے۔

وہ دائیں جانب مڑ کر اسکی نظروں سے غائب ہو گئی اور وہ سر کھجاتا اپنی روکھی سوکھی بیوی پر کڑھ کر رہ گیا

سب لوگ رسم پوری ہوتے تھوڑا آرام کرنے کمروں کی جانب بڑھ گئے تھے ان میں ایک وہ بھی تھی جو پہلے سے اپنے کمرے میں موجود اپنی خراب مہندی کو دیکھ رو رو کر ہلکان ہو چکی تھی۔

یہ خراب ہوئی مہندی تو ٹھیک ہو جاتی لیکن اسکی خراب ہوئی قسمت کا کیا ہوتا۔

اس نے سوکھی مہندی والے ہاتھوں سے موبائل اٹھا کر ڈاکٹر برہان کے میسجز کھولے۔

جہاں آخری میسج ہفتے پہلے کا تھا وہ بھی مسکراتے ہوئے۔

کتنے خوش تھے وہ کتنے پر امید تھے آج ساری امیدیں ٹوٹ چکی تھیں۔ کل اسکا نکاح تھا وہ کسی اور کی ہونے والی تھی اور اس بار واپسی کے ہر دروازے بند ہونے والے تھے۔

اسکے لرزتے ہاتھ بار بار کال کے آپشن کی جانب بڑھ رہے تھے

لیکن آج یہ ہمت بھی جواب دے رہی تھی۔ وہ روتے ہوئے اپنے آنسوؤں پر ضبط کرتی ہمت کر کر کال کے بٹن پر پریس کر گئی۔

اسکی ٹوں ٹوں کی آواز نے زرتشم کے دل کی دھڑکنیں روک دی تھی کمرے میں گہرا سناٹا سا چھا گیا۔ اتنا کہ اسکے دل کی دھڑکن کانوں میں بھی صاف سنائی دیتی اس مسلسل ٹوں ٹوں پر زرتشم نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہچکی کا گلا گھونٹا جب سامنے سے کال اٹھاتے کسی کا "ہیلو" سنائی دیا

اس آواز پر وہ سانس بھی نہیں لے سکی

مقابل نے ایک بار پھر "ہیلو" کہا اور خود بھی خاموش ہو گیا دونوں جانب گہری خاموشی چھا گئی۔ زرتشم کو یہ سناٹا موت کا لگا تھا۔

"جس کیلئے آپ نے کال کی ہے اسکی آواز اب آپکو کبھی سنائی نہیں دے گی "

یہ ڈاکٹر مبشر تھے جن کی بات پر زرتشم کی رنگت زرد پڑ گئی۔

"ک۔۔۔کیا مطلب ؟" کتنی مشکل سے ہمت جمع کر کر اس نے یہ ایک لفظ اپنے لبوں سے ادا کیا تھا اسکی آواز کی کپکپاہٹ محسوس کرتے مبشر کے دل کو کچھ ہوا تھا وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔

"اور کتنا آزمانا چاہتی ہیں آپ انکو۔۔۔آپ کے بھائی نے بتا تو دیا کہ بہن کا رشتہ تو دیں گے نہیں موت چاہئے تو وہ حاضر ہے "

انکی بے رخی پر زر تشم کا دل دھک سے رک گیا آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہہ نکلا۔

"میں اپنے بھائی کو نہیں کھو سکتا۔۔۔اس لئے آپ

جس سے مرضی چاہیں نکاح کریں اور نکل جائیں ہان

کی زندگی سے۔۔۔میں انکی آپ سے بہتر لڑکی سے

شادی کرواؤں گا "

وہ کیوں ایسے بات کر رہے تھے انکو ذرا بھی اس لڑکی پر

ترس نہیں آرہا تھا وہ رات بھر انکے لئے روتی رہی

تھی۔

"جس لڑکی پر الزام لگ جائے وہ لڑکی کچھ بھی کہنے کا

حق کھو دیتی ہے "

یہ آواز کسی گہرے کنویں سے آئی تھی مبشر بھی اسکی

بات پر خاموش ہو گئے۔

"معاشرہ اسے جینے نہیں دیتا" آہ وہ بے شک ترس

کے قابل تھی اور مبشر کو اس پر ترس آ بھی رہا تھا۔

"تو آپ معاشرے کیلئے کان بند کر لیں ناں۔۔۔یہ

چار دن بول کر ہٹ جائے گا لیکن جس شخص کو آپ

نے کھو دیا پھر وہ ساری زندگی آپ کو نہیں ملے گا "

انکی بات بہت گہری تھی زرتشم کے لئے اگلا سانس لینا

دو بھر ہو گیا تھا۔

"آپ جس سے مرضی اب نکاح کریں۔۔۔ہاں
واپس نہیں آئیں گے۔۔۔اللّٰہ حافظ "
دوسری جانب سے ٹوں ٹوں کی آواز نے زرتشم کے
دل کے کئی ٹکڑے کر ڈالے تھے وہ پتھر کی مورت
بنی کتنی دیر ہاتھ میں موبائل پکڑے بیٹھی رہی
"ہاں واپس نہیں آئیں گے" یہ الفاظ اسکی سماعتوں
میں ہتھوڑے بن کر گونجنے لگے تھے۔
وہ کتنی ہی دیر اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی

تھوڑی دیر بعد اسکے کمرے میں چار ملازمائیں اپنے ساتھ اسکے دلہن بننے کا سامان اور بیوٹیشن کو لے آئی تھیں

کیا صرف اتنا سا کھیل تھا محبت کا جسے چاہنے میں برسوں لگ جائیں اور ختم ہونے میں صرف لمحہ؟ لمحہ تو اتنا چھوٹا تھا کہ وہ اگلے لمحے سٹیج پر سرخ رنگ کے لہنگے میں دلہن بنی بیٹھی تھی

زیورات سے آراستہ اسکا حسن قیامت ڈھا رہا تھا ہر کوئی اسے مبارک باد دے رہا تھا۔

انکا پانچوں کا گروپ تھا جو اسکے غم میں صحیح شریک ہوا تھا۔

زمل خانزادہ، کومل میر، مشائم جیلانی، سیماب خانم اور آئرہ خانزادہ۔

باقی کسی کو تو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا زریاب خان بھی خاموش تھے لیکن داراب زرتشم کو دیکھ دیکھ کر بے چین ہو رہا تھا۔

"آپ اسے جانتے ہیں۔۔۔ لیکن کیسے؟" وہ زریاب خان کی بات پر حیران ہوا تھا۔

"بس جانتا ہوں۔۔۔وہ ام کو شروع سے اپنی جانب
مائل کرتا ہے۔۔۔پتہ نہیں کیا ہے اس بندے میں "
وہ داراب کو کیا جواب دیتے وہ خود اپنے آپ میں الجھے
ہوئے تھے۔

"مجھ سے گل کو ایسے نہیں دیکھا جا رہا۔۔۔میں
زیحال سے بات کرتا ہوں "

وہ کہہ کر جانے ہی لگا تھا جب دروازے پر کھڑے
زیحال پر اسکی نظر پڑ گئی

زریاب اور داراب دونوں اسے یہاں کھڑے دیکھ حیران ہو گئے کیا اس نے ساری بات سن لی تھیں؟

"لالا۔۔۔مولوی آچکا ہے۔۔۔آپ بھی آجائیں" وہ سپاٹ لہجے میں بولتا کمرے کی دہلیز سے ہی واپس لوٹ گیا۔

"یہ۔۔۔یہ کیوں کر رہا ہے۔۔۔اسے گل کا چہرہ نظر نہیں آرہا؟" داراب کی برداشت سے سب باہر ہو رہا تھا مگر زریاب اس معاملے میں بلکل خاموش کھڑے تھے۔

"وہ زی ہے۔۔۔دنیا میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو اسے کچھ کرنے سے روک دے۔۔۔ لیکن ام جانتا ہے۔۔۔وہ کبھی غلط فیصلہ نہیں کرے گا "

انکے لہجے میں ایک یقین سا تھا لیکن داراب پھر بھی بے چین رہا۔

وہ دونوں ایک ساتھ کمرے سے باہر آ گئے۔جہاں سب مہمان موجود تھے سب کے سامنے مسکراتے رہنے کا ڈھونگ کرتے کرتے داراب تھک چکا تھا

اسے زیحال سے بات کرنی تھی لیکن وہ کسی کی ایک نہیں سن رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں شاہ زین کو بھی سٹیج پر بلا دیا گیا تھا جس کے ساتھ زر تشم کا نکاح ہونے والا تھا مولوی صاحب نے نکاح سے پہلے کے کلمات پڑھنے شروع کر دیے

گھڑی کی ٹک ٹک کرتی سوئی ہر ایک کو جیسے موت کے قریب لے کر جا رہی تھی۔

زمل نے نم آنکھوں سے اپنے ہبی کو دیکھا جو زر تشم

کے ساتھ بیٹھا تھا نکاح کے پیپر زا سکے ہاتھ میں تھے۔

شاہ زین کے چہرے کی خوشی دو بالا ہو گئی تھی۔

"شاہ زین شیر ازی۔۔۔ولد نعمان شیر ازی آپ کا

نکاح زرتشم نوشیر وال ولد نوشیر وال خان کے ساتھ

حق مہر ایک کروڑ طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح

قبول ہے "

مولوی صاحب کے پوچھنے پر اس نے فوراً سے

"قبول ہے" کہا تھا

"شاہ زین شیرازی۔۔۔ولد نعمان شیرازی آپ کا نکاح زرتشم نوشیر وال ولد نوشیر وال خان کے ساتھ حق مہر ایک کروڑ طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے "

"جی قبول ہے" دوسری دفع اسکے قبول کہنے پر زر تشم کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

تیسری بار مولوی صاحب کے پوچھنے پر اس نے قبول ہے کہا تھا

ان سب کی آنکھوں سے آنسوں ٹپ ٹپ بہنے لگے

مولوی صاحب اب زرتشم کی جانب اپنا رخ کر چکے

ہیں ہے

"زرتشم نوشیر وال۔۔۔ولد نوشیر وال خان آپ کا

نکاح شاہ زین شیر ازی ولد نعمان شیر ازی مے ساتھ

حق مہر ایک کروڑ میں طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ

نکاح قبول ہے "

انکے پوچھنے پر زرتشم بری طرح سے لرزا ٹھی تھی پورا

وجود جیسے کسی زلزلے کی زد میں آگیا تھا۔

زیحال نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

اور دھیرے سے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"قبول کرو گل "زیحال کی آواز پر گل نے سرخ جالی کے پار سے اسکا چہرہ دیکھا آنکھوں سے آنسوں ابل پڑے تھے۔

"ق۔۔۔قبول ہے" پھڑ پھڑاتے ہونٹوں نے یہ لفظ ادا کرتے موت چن لی تھی۔

80/3

وہ قبول کر سکتی تھی؟ کسی کو جا سکتی تھی کسی کی زندگی
میں اپنے محبوب کو اجاڑ کر اسے چھوڑ کر نہیں وہ کیسے
جا سکتی تھی لیکن سامنے بھی اسکے وہ شخص بیٹھا تھا جس
نے اسے اسکی زندگی لوٹائی تھی وہ نہ ہوتا تو یہ دنیا اسے

اب تک نوچ چکی ہوتی یہ لوگ جو اسے دیکھ رہے تھے صرف اپنے لفظوں سے ہی اسے زندہ مار دیتے وہ کیا کرتی۔

ایک جانب ایک زندگی بچانے والا تھا تو دوسری طرف زندگی کو محفوظ کرنے والا۔ زرتشم کو اپنے لئے آگے کنواں اور پیچھے کھائی نظر آرہی تھی۔

اسکی آنکھوں سے بے اختیار آنسوں ابل پڑے۔

زیحال یک ٹک اسکے چہرے کی جانب دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں سے بہتے آنسوں دیکھ اس نے نرمی سے اسکے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر پلکیں جھپکائی۔

"مجھ پر یقین ہے؟" وہ پوچھ رہا تھا پوچھنے کا انداز بے حد نرم تھا کہ زرتشم کا دل مزید بھر آنے لگا وہ سر جھکائے سسک کر رو پڑی۔

کیا یہ یقین اسے اسکے محبوب سے ملا سکتا تھا؟ نہیں ناں لیکن پھر بھی اسکا دل زیحال کو دیکھ نجانے کیوں مطمئن ہو جاتا تھا وہ شخص ایسا تھا جس کو دیکھ یہ شک

پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ کوئی غلط فیصلہ کر سکتا

ہے۔

زرتشم بے ساختہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

"قبول ہے کہو" زیحال کے لفظوں پر زرتشم نے

آنکھیں زور سے میچ لیں۔

باہر سخت سکیورٹی نافذ کی جا چکی تھی یاقوت اور پامیر

خود اس سکیورٹی کو گائیڈ کر رہے تھے اتنی سکیورٹی دیکھ

زمل نے کرب سے ان کو دیکھا

کس بات کا ڈر تھا انکو وہ شخص اب آ سکتا تھا؟

آ بھی جاتا تو وہ اتنا طاقتور تو نہ تھا کہ اسے روکنے کیلئے اتنی سکیورٹی رکھنی پڑتی۔

وہ اپنی آنکھ سے بہتے گرم سیال کو صاف کرتی اندر کمرے میں چلی گئی اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ یہ سب ہوتے ہوئے دیکھ سکتی۔

پاشا ولا کی فضا میں گہرا کوت چھا گیا ہر کوئی روبوٹ بنا یہاں سے وہاں گھوم رہا تھا ہاتھوں میں جدید اسلحے لئے۔

اتنے ہیوی سکیورٹی گارڈز تھے جن کو دیکھ کر مقابل

پیچھے ہٹ جاتا انکوٹرینڈ کرنے والا خود پاشا بے جو تھا تو

کیسے وہ صرف دکھنے میں ہی خطرناک لگتے۔

کچھ کے ہاتھ میں سگار تھا اور سکیورٹی پر کھڑے تھے

اندر نکاح کی تقریب چل رہی تھی باہر وہ سب

پہرے داری پر کھڑے تھے جب سامنے سے ایک

تیز رفتار گاڑی پاشا ولا کا گیٹ توڑتی ہوا میں اڑتی ہوئی

اندر داخل ہوئی تھی اسکے ٹائر کے زور پر گھاس دور

تک اکھڑتی گئی تھی۔

ایک زبردست دھول اٹھی تھی اور سب کی آنکھوں میں جھونکتی جھک جانے پر مجبور کر گئی تھی۔ وہ گارڈز سارے ہکا بکا سے اس آنے والے کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگے جواب تک ٹھیک سے دکھائی تک نہیں دیا تھا۔

گاڑی کے ٹائر چرچراتے فضا میں ایک وحشی دھن بکھیر گئے ایسی دھن جو اسے پسند تھی اس جیسے لوگوں کو پسند تھی۔

وہ بریک اور اسیلیٹر پر ایک ساتھ پاؤں رکھے دھول اڑاتا سب کی آنکھیں اسی طرح پھوڑ گیا کہ تب ہی اچانک دھڑا دھڑ فائرنگ کی آواز فضا میں گونجنے لگی۔ سارے سکیورٹی گارڈز خوفزدہ ہوتے نیچے بیٹھتے جھکتے چلے گئے کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس طوفان سے اٹھ کر مقابلہ کر سکے۔ وہ خطرناک تھا یہ دور سے ہی پتہ چل رہا تھا۔

گاڑی کے رک جانے پر بھی دھول اسی طرح برقرار رہی تھی اس میں کوئی بھی اسے ٹھیک سے دیکھ نہیں

پاپایا تھا جب تک وہ سیدھے ہوتے تب تک وہ غائب ہو

چکا تھا ٹھیک اس ڈھول کی طرح۔

سامنے ہی مولوی صاحب زر تشم سے اسکی مرضی

پوچھ رہے تھے جب ایک گولی سیدھا شاہ زین کے

بلکل قریب سے ہو کر گزری وہ ڈر کر خوف زدہ ہوتا

یکدم کرسی سے نیچے آگرا۔

سب نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس سمت دیکھا

جہاں پاشا ولا کی دہلیز کے بیچوں بیچ وہ کھڑا تھا باغی

شخص جس کی آنکھیں سفاکیت سے بھری تھیں موت جیسے نام سے تو وہ جیسے واقف ہی نہیں تھا۔

اسکے پیچھے ایک اور تھا اسی کی طرح دراز قد اور سوٹڈ بوٹڈ شخصیت کا حامل لیکن چلتی پھرتی آگ۔

اسے دیکھ زیحال ایک ہی جست میں اٹھ کھڑا ہوا۔

پامیر یاقوت اور باقی بھی اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

بلیک پینٹ وائٹ بٹنوں والی شرٹ اور کندھوں پر بندھے بیلٹ ایسا لباس جو اسکی اصل پہچان تھی

فٹ کسرتی جسامت جیسے باقائدگی سے جم کی گئی ہو۔
دراز قد اور جاذب نظر دکھنے والی پرسنالٹی کتنی ہی
عورتوں نے اسے دیکھ اپنے دل پر ہاتھ رکھے تھے بلا
شبہ وہ چلتی پھرتی قیامت تھا۔
زیحال کو خاموش دیکھ یاقوت پامیر اور برلاس بھی
آگے نہیں آئے تھے۔
وہ بڑے بڑے قدم لیتا سیدھا سٹیج تک گیا تھا ہر کسی کی
نظر اسی پر جمی تھی جب اس نے جاتے ہی نظریں

زیحال کی نظروں میں گاڑھے شاہ زین کو کالر سے پکڑ کر اٹھایا اور ایک گھما کر اسکے منہ پر دیا۔

وہ اسی میں لڑکھڑا کر گرنے لگا تھا لیکن وہ شخص جیسے اسے گرنے نہیں دینا چاہتا تھا تب ہی اسے واپس اپنی جانب کھینچ لیا اور دوبارہ ایک زبردست پنچ اسکے منہ پر دے مارا۔

وہ دیکھ زیحال کو رہا تھا اور مار شاہ زین کو رہا تھا یا قوت کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

جبکہ زرتشم کے ساتھ مشی کومل اور آئرہ غش کھا کر گرنے کے قریب تھیں وہ آنکھیں پھاڑے ان سب کو دیکھ رہی تھی یہ کسی تھرل مووی جیسا منظر بن چکا تھا۔

شاہ زین کو زیر کرتے وہ اسے پیچھے دھکیل گیا کہ وہ سیدھا سٹیج سے نیچے آ گرا۔ اسکے ماں باپ دوڑ کر اس تک آتے اسے تھام گئے۔

"میرا بیٹا۔۔۔کون ہے یہ جانور روکو اسے" مسسز شیرازی اس جانور صفت انسان کو دیکھ پھٹ پڑی تھیں

اس شخص کے ساتھ آئے اسکے ساتھی نے شاہ زین میں رہی سہی کسر پوری کر کر اسکی ماں کو بتایا

"ایک لفظ نہیں" وہ اپنے مالک کا وفادار تھا یہ صاف پتہ چل رہا تھا۔

زریاب اور داراب تو خود شل ساکت کھڑے تھے

سب سے زیادہ حیرانی سب کو زیحال کو دیکھ ہو رہی

تھی جو ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ ڈالے اس شخص کو

دیکھ رہا تھا چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔

وہ دھیرے سے آگے آیا زر تشم کے پاس کھڑے

زیحال کے مقابل اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے

جبڑے بھنچے اور سخت تاثرات چہرے پر لئے۔

زی حال کو دیکھتے ہوئے اس نے ریوالور کا منہ سیدھا

مولوی کی جانب کر دیا۔

"نکاح دوبارہ پڑھانا شروع کر۔۔۔اس سے

پہلے۔۔۔میں تیرا جنازہ پڑھوں" وہ ٹھہرے لہجے میں

جیسے ایک صور سا سب میں پھونک گیا تھا۔

زرتشم نے سانس روکے اس شخص کو دیکھا کون تھا یہ

وہ اسے نہیں جانتی تھی پہلی بار زندگی میں اسے دیکھ

رہی تھی۔

کومل اور مشی کا بھی یہی حال تھا اس انجان شخص کو

دیکھ۔وہ پہلی بار انکے سامنے آیا تھا اور ایسا آیا تھا کہ وہ

رہتی زندگی اسے نہ بھول سکیں۔

مولوی نے جلدی جلدی نکاح کے کلمات پڑھنے شروع کردیے۔اسکی تیزی میں زبان تک لڑکھڑانے لگی تھی۔

" صحیح پڑھ۔۔۔ہر لفظ۔۔۔ایک بھی لفظ غلط نہیں ہونا چاہئے "وہ اب بھی زیحال کو ہی دیکھتا اس مولوی سے مخاطب ہوا تھا

"گواہ تو آپ بنیں گے ناں سالے صاحب "یہ کمینہ اپنی مسکراہٹ پر بھی کتنی ہی عورتوں کے دل جلا گیا تھا مرد حضرات کی جلن اس سے بجا تھی۔

اسکے ساتھی نے مولوی صاحب کو ہر چیز سمجھا دی تھی۔

"زرتشم نوشیر وال۔۔۔ولد نوشیر وال صاحب آپ کا نکاح برہان ورک ولد اعجاز ورک کے ساتھ حق مہر دس ارب میں طے پایا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟ "

برہان ورک کے نام پر زرتشم نے نگاہ اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا

برہان ورک؟ یہ نام اسکی سماعتوں میں ہتھوڑے بن کر گونجنے لگا تھا نہیں اس شخص کا نام یہ نہیں تھا پھر کیوں وہ یہ نام لے رہے تھے یہ شخص تو کوئی اور تھا۔

اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن دائیں جانب جھکا کر اپنی کیوٹی پائی کو دیکھا جس کے چہرے کے اڑے رنگ اسے لطف دے رہے تھے

"قبول کرو سوئٹی۔۔۔" وہ بولتا بھی کمبخت اتنا میٹھا تھا کہ اب کومل اور مشی سچ میں گرنے والی تھیں وہ کیا ہو رہا تھا۔

"دیکھیں ناں سالے صاحب۔۔۔آپ کی بہن قبول نہیں کر رہی۔۔۔تو مجبوراً مجھے"

اس نے جملہ ادھورا چھوڑ کر ریوالور کا رخ مولوی کی جانب کر دیا۔

"نہیں،"اس سے پہلے وہ فائر کرتا وہ ہزیانی سی ہوتی چیخ پڑی تھی۔

"ق۔۔۔قبول ہے"اسکی کانپتی ہوئی آواز میں قبول ہے سن کر اس شخص نے آنکھیں ایسے بند کی جیسے کانوں میں کسی نے شہد گھول دیا ہو۔

اس نے مسکرا کر زیحال کو دیکھا اسکے سکون میں ذرا بھی فرق نہیں آیا تھا اور یہی سب کیلئے حیرانگی کی بات تھی۔

مولوی نے دوبارہ پوچھا اور زرتشم نے دوسری تیسری بار بھی جلدی جلدی قبول کر لیا مبادہ یہ جانور کچھ کر گزرتا۔

اب باری اسکی اپنی تھی مولوی صاحب نے جیسے ہی بولنا شروع کیا وہ آدھے میں پہنچے ہی تھے کہ وہ خود بولتا انکی بولتی بند کروا گیا۔

"قبول ہے۔۔۔قبول ہے۔۔۔پورے دل وجان

سے یہ دشمن جان مجھے قبول ہے "

ایساانوکھا نکاح آج تک کسی کا ہوا تھا جیسا اس شخص نے

کرلیا تھا ہر کوئی آپس میں سرگوشیاں کرنے لگا تھا

وہ شخص مڑکر سٹیج پر کھڑا سب کو دیکھنے لگا

"آج سے۔۔۔ابھی سے۔۔۔یہ لڑکی۔۔۔زرتشم

نوشیروال۔۔۔میری ہے۔۔۔برہان ورک

کی۔۔۔"

یہ اعلان پوری دنیا کیلئے تھا اب اس سے آگے کسی مائی
کے لال میں ہمت نہیں بچی تھی کہ اس لڑکی سے اپنی
نسبت بھی ظاہر کر سکے۔

وہ واپس مڑ تازیحال کو دیکھنے لگا۔

جب اسکے اسکی بے ساختہ ہنسی چھوٹی اور وہ لب بھینچتے
اس ہنسی کو روک کر سر جھکا گیا۔

"یہ۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"
مشی عنقریب پاگل ہونے کو تھی

"میں بھی نہیں جانتی۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا ہے"

کومل خود پاگل ہو رہی تھی

وہ قدم قدم لیتے زیحال کے قریب آگیا۔دونوں کے قد عین برابر تھے دونوں میں آگ برابر تھی۔

"کوئی شکایت،؟"تازہ تازہ بنے سالے سے پوچھنا تو بنتا تھا ناں

زیحال نے گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے ایک قدم آگے لیا اور دھیرے سے اپنا بھاری ہاتھ اسکے کندھے پر رکھ دیا۔

"میری بہن کی آنکھ میں ایک بھی آنسوں آیا۔۔۔تو وہاں لے جا کر ماروں گا جہاں پانی بھی نصیب نہ ہو۔۔۔ڈئیر مائے لیفٹ ہینڈ۔۔۔"بلیک شیڈو "

اسکے منہ سے اپنا نام سن کر بلیک شیڈو کے دل پر ٹھنڈ سی پڑ گئی تھی۔وہ زور سے آئی مسکراہٹ دباتے زیحال کو دیکھے گیا۔

یہ پہچان بھی دنیا پر ظاہر ہونی تھی اس نے کبھی سوچا تک نہیں تھا لیکن اگر ہو گئی تھی تو کیا کر سکتے تھے۔

"آپ کیلئے جان بھی حاضر بوس" وہ سر جھکا کر

تابعداری کی ہر حد عبور کر گیا تھا

یاقوت نے جتاتی نظروں سے مشی کی جانب دیکھا

جس نے اسی وقت یاقوت کی جانب دیکھا تھا۔

اسکی آنکھوں میں ایسا تاثر تھا جیسے کہنا چاہتا ہو "میں

جانتا تھا اپنے باپ کو"

"ویسے بہت مارا ہے آپ نے" وہ درد کی ایکٹنگ کرتا

بچارگی سے بولا تھا کہ زیحال کی پھر ہنسی چھوٹ گئی۔

"تو تمہاری مردانگی بھی تو نہیں نکل رہی تھی پہلے یہ ہمت دکھاتے۔۔۔کیونکہ وہ میری بہن ہے۔۔۔کسی بزدل کے ساتھ رخصت نہیں کر سکتا تھا"

"میں پہلے دن ہی تمہاری نظر پہچان گیا تھا۔۔۔لیکن ڈھیل دے رہا تھا۔۔۔اگر آج بھی برسوں پرانا روتا ہوا برہان آتا۔۔۔تو بائے گاڈ۔۔۔اپنے ہاتھ سے گولی مار دیتا"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر بولا تھا

"بچ گئے" ہاں وہ بچ گئے تھے انکی ہمت و جرات انکو بچا گئی تھی ورنہ جو شخص اتنی نرمی سے کھڑا تھا اب تک طوفان لا چکا ہوتا۔

وہ خاموش تھا کیونکہ اسے اب تک انکے اندر وہ برسوں پرانا برہان ورک نظر آیا تھا جو دوسروں کے سامنے روتے گڑگڑاتے ہوئے اپنی محبت مانگ رہا تھا ایسے کیسے ممکن تھا کہ زیحال خان آفندی کی بہن ایک ایسے شخص کے ساتھ بیاہی جاتی جو اپنے دم پر اسے حاصل کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

"آج نظر آئی ہے مجھے۔۔۔اپنی بہن کیلئے محبت "

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"ورنہ کیا نظر آتا تھا؟" دلچسپی سے پوچھا

"معاشرے کا ڈر" یہ تین لفظ برہان اور سوری بلیک

شیڈو کو اپنے لئے توہین لگے تھے۔

"تو آج اجازت ہے ؟" وہ نہایت ادب سے اجازت

مانگ رہا تھا۔

زیحال نے دھیرے سے پلک جھپکائی بس یہ کھیل اتنا ہی تھا لیکن یہ کچھ لوگوں کو لگتا تھا کیونکہ اصل کھیل تو اب شروع ہوا تھا۔

"موبی۔۔۔اوہ سوری۔۔۔آرسن۔۔۔بھابھی کے لئے وہیل چیئر لاؤ" اسکے حکم پر مبشر عرف آرسن بھاگ کر اسکی وہیل چیئر لایا تھا۔

"یہ امانت ہے میری۔۔۔پھر آؤنگا اسے لینے" وہ مؤدب انداز میں بول کر سر جھکائے اجازت طلب کر رہا تھا آرسن زرتشم کو اسکے کمرے میں چھوڑ آیا تھا

کیونکہ بلیک شیڈو کو اس پر کسی کی نگاہ تک برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

"گڈ۔۔۔ سمجھدار ہو "

یاقوت اور باقی سب نے نکاح کی ایک دوسرے کو مبارک باد دی کیونکہ اصل نکاح تو اب ہوا تھا اور اصل شادی تو اب شروع ہوئی تھی جو اب تک ہوا تھا وہ صرف ڈرامہ تھا۔

پاشاولا کے ایک کمرے میں اجتماعی سرگوشیاں ہو رہی
تھیں جس کے نتیجے میں دو چار یقیناً ٹپک کر باہر موجود
اچھے خاصے ہینڈسم اور ڈیشنگ بندوں کو بیوہ کرنے
والی تھیں مطلب کسی کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آرہا

تھا وہ صرف ایک دوسرے کو تک رہی تھیں جن میں
زرتشم نوشیر وال جو کہ اب مسسز برہان ورک بن
چکی تھیں وہ بھی شامل تھیں اور اچھی خاصی حیران
بھی تھیں۔

"نہیں مطلب کیا تھا یہ ؟"کومل ہاتھ کھڑے کئے
حیرانگی سے پوچھ رہی تھی

زمل کی زبان کو تو بڑے بڑے تالے لگ چکے تھے
جس نے اتنا تھرل سین مس کر دیا تھا مطلب دلہے
راجہ آئے تھے وہ بھی اتنے دبنگ سٹائل میں کیسے ؟

کوئی اسے بتادے یا تھوڑی دیر پہلے گزرے وقت میں

لے جائے تاکہ وہ بھی وہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ

سکے۔

"جھک تھی اور کیا تھا" مشی اسکے بے ڈھنگے سوال پر

جل کڑھ کر بولی تھی۔

"ام کو بھی یقین نہیں آرہا یہ بندہ اتنا بہادر کیسے بن گیا

ایک ہی رات میں کہ اگلی صبح سیدھا بندوق ہی لے

آیا" سیماب کی حیرت پر زرتشم نے بے ساختہ اسکی

جانب دیکھا

ان سب کی حیرت اتنی معنی نہیں رکھتی تھی جتنی وہ

حیران اور سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی کیونکہ

زندگی اس نے اس شخص کے ساتھ گزارنی تھی جس کا

یہ روپ تو پورا شاکنگ تھا۔

"میں مان گئی۔۔۔ محبت بندے سے کچھ بھی کروا سکتی

ہے مطلب اتنے معصوم ڈاکٹر صاحب اپنی زر کیلیئے

زیحال سے ٹکرا گئے۔۔۔ براوو۔۔۔۔ بھئی براوو"

کومل اٹھ کر گول گول گھومتی خوشی میں جھومنے لگی

تھی۔

"نہیں بھئی نہیں۔۔۔مجھے اپنی آنکھوں سے دیکھنا

ہے سب کیسے کیا ہوا۔۔۔آئی کانٹ بلیو۔۔۔آپ

سب جھوٹ بول رہی ہیں۔۔۔ڈاکٹر صاحب تو بہت

معصوم ہیں وہ کیسے ایسا کر سکتے ہیں"

ہاں زمل کیلئے یقین تقریباً نہ ممکن تھا جب تک وہ خود

اپنی آنکھوں سے ہی نہ دیکھ لیتی۔

"تو آنکھیں پھوڑ لو اپنی۔۔۔اتنا مزے کا سین مس کر

دیا اففف گل آپ بہت لکی ہیں ایک تو بندہ اتنا ہینڈسم

اوپر سے آپ کیلئے اتنا پاگل کہ سیدھا بندوق ہی اٹھا لایا"

کومل کے منہ سے اتنی تعریف اگر پا میر صاحب سن لیتے تو یقیناً اس ڈاکٹر کی دو چار ہڈیاں توڑ چکے ہوتے۔ زرتشم تو اب بھی خاموش تھی اسکا خاموش رہنا بنتا تھا۔ باقی سب جو اسے وقتی بہادری سمجھ رہی تھیں وہ شاید بے خبر تھیں کہ وہ شخص وقتی صرف معصوم تھا اسکی اصل حقیقت، حقیقت کے بلکل برعکس تھی۔

وہ ایک سایہ تھا جو صرف لوگوں کو انکے آخری بار میں ہی نظر آتا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

"ام تم سے کچھ پوچھ رہا ہے زی۔۔۔ سب کو کیوں بھیج دیا؟" فرخندہ بیگم ہال میں ہونے والے واقعے کو اب تک قبول نہیں کر پا رہی تھیں سب کیسے اور کیوں ہو گیا سب ان کی سوچ سے بالا تر تھا۔

وہ کمرے میں موجود اب اس ڈھیٹ سے پوچھ رہی تھیں جس کے سکون میں اب بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

وہ دھیرے سے آگے آتا فرخندہ بیگم کو کندھوں سے تھام کر بیڈ پر بٹھا گیا اور خود انکے گھٹنوں سے لگ کر بیٹھ گیا۔

"آپ کسی چیز کی فکر نہ کریں مورے۔۔۔سب ہو جائے گا" وہ انکے سوال کا جو تھا جواب دیتا انکا پارا مزید ہائی کروا گیا۔

"ام تم سے کیا پوچھ رہا ہے اور تم کیا بول رہا ہے ؟"

اس بار وہ سلگ کر بولی تھیں زیحال کے چہرے پر مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لے لی

"کیونکہ ان سب کا کام ہو گیا مورے "پر سکون انداز میں جواب دیا

"کیسا کام ام کو بتاؤ؟" پھر استفسار یہ پوچھا۔

زیحال کچھ دیر خاموش رہا جیسے جواب نہ دینا چاہتا ہو لیکن اب جواب بھی دینا ضروری تھا تب ہی وہ گہری سانس خود میں بھرنے لگا۔

"میں چاہتا تھا جن آنکھوں نے میری بہن کو جانوروں کی طرح کسی کے کھونٹے سے بندھتے ہوئے دیکھا تھا وہی آنکھیں آج یہ بھی دیکھ لیں کہ وہ زرتشم نوشیروال ہے۔۔۔نوشیروال خان کی بیٹی۔۔۔زریاب خان۔۔۔داراب خان اور زیحال خان آفندی کی بہن۔۔۔جس کی قیمت وہ نہیں تھی جو لگائی گئی تھی اسکی قیمت وہ ہے جو کوئی نہیں چکا سکتا کیونکہ وہ زرتشم نوشیروال خان ہے"

وہ لفظوں پر زور دیتے بنا سانس کے جس انداز میں جواب دے گیا تھا فرخندہ بیگم تو اسکا منہ دیکھتی رہ گئی زبان جیسے گنگ رہ گئی تھی۔

"گل کو آپ سب نے بہت ہلکے میں لے لیا تھا مورے۔۔۔بہت ہلکے میں" اسکے لہجے میں بے اختیار کرب امڈ آیا تھا۔

"مجھے علم ہوتا کہ میری بہن میرے نہ کردہ گناہ کی اتنی بری سزا بھگتے گی تو خدا کی قسم اسے ایک سیکنڈ بھی آپ سب کے پاس نہ چھوڑتا "

فرخندہ بیگم اب بھی شل ساکت سی خاموش بیٹھی تھیں۔

وہ بول رہا تھا اسکے اندر وہ گڑھی ہوئی ازیتیں پھر سے سر اٹھا رہی تھیں جن کی گواہ اسکی آنکھوں کی سرخی تھی۔

"میں در در بھٹکا ہوں۔۔۔راتوں کو بھوکا سویا ہوں۔۔۔بچوں کے پاس انکے ماں باپ کو دیکھ اندر ہی اندر ختم ہوتا رہا ہوں لیکن کبھی میں آپ سب سے گلا نہیں کیا۔۔۔لیکن زرتشم کے ساتھ جو آپ سب نے

کیا۔۔۔وہ قابل معافی نہیں ہے مورے۔۔۔میں کبھی آپ سب کو معاف نہیں کرونگا "

کیا کبھی ایسا ہو سکتا تھا کہ وہ یہ باتیں بھول جائے نہیں کبھی نہیں یہ جسم سے روح کھینچ لینے کے مترادف تھا۔

زیحال کے چہرے کے تاثرات یکدم سے بدلے انکی جگہ سرد مہری نے لے لی تھی۔وہی سرد مہری جو صرف اسکے دشمنوں کو نظر آتی تھی۔

"آج ایک ایک شخص نے دیکھ لیا اور جان لیا۔۔۔ کہ زر تشم نوشیر وال کون ہے۔۔۔اب اگر۔۔۔اس برادری میں کسی نے بھی۔۔۔ایک بھی حرف میری بہن کے خلاف بولا۔۔۔تو آج کہتا ہوں "

"قسم خدا کی انکا انجام وہ کرونگا کہ لوگ عبرت حاصل کریں گے اور جانیں گے کہ بیٹیوں کا مقام کیا ہوتا ہے"

بول کر وہ ساتھ ہی کھڑا ہو گیا مورے اسکی بات پر خوف زدہ سی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"آج کے بعد۔۔۔خان حویلی کا ہر فیصلہ آپ اور بابا کریں گے اور اگر آپ دونوں سے نہ ہوا۔۔۔تو ہر فیصلہ میرے قلم سے ہوگا"

بول کر وہ رکا نہیں لمبے ڈھینگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا لیکن جاتے جاتے اپنے لفظوں کا ایسا اثر چھوڑ گیا کہ فرخندہ بیگم کتنی ہی دیر اسکے لفظوں کے اثر میں رہی تھیں۔

ہاں اس نے جان بوجھ کر ان لوگوں کو بھی بلایا تھا جن سے نوشیر وال صاحب کا دور دور کا رشتہ تھا اتنے

لوگوں کے بیچ صرف ایک اعلان ہونا تھا کہ زرتشم

نوشیروال بے وقعت نہیں ہے۔

اسکی طرف میلی نگاہ یا اسکے خلاف کوئی براحرف اب

کوئی بولے تو اپنی سانسوں کا وہ خود زمے دار ہوگا

ملازم ابھی ابھی گرما گرم چائے اور ساتھ کچھ لوازمات

ٹرالی میں سجائے باہر لان میں ہی لے آیا تھا جہاں سب

مرد حضرات بیٹھے سخت سردی میں ہلکی ہلکی دھوپ کا

مزہ چکھ رہے تھے ساتھ میٹھی میٹھی نوک جھوک بھی

کررہے تھے

جس میں سب سے آگے پیش پیش پاشاولا کا بگڑا بچہ تھا

اور پھر اسکے بعد آتے تھے پامیر صاحب اور انکی محبوبہ

رائے عثمان عرف مان لاشاری۔

سب کے جانے کے بعد بھی جیسے اصل رونق پاشاولا

میں ان سب کے ساتھ بیٹھنے پر لگی تھی۔

ماحول یکدم سے خوشگوار ہوا تھا۔

"واہ بھئی واہ" موبی ملازم کو ٹرالی لاتے دیکھ بے اختیار بول اٹھے۔

"جب تک صرف ڈاکٹر تھے تب تک کوئی چائے کا بھی نہیں پوچھتا تھا اور آج اتنی خاطر و مدارت کیا بات ہے"

وہ ٹیڑھے طریقے سے ان سب کی ٹانگ کھینچنے کی کوشش کر رہے تھے۔

یاقوت نے ترچھی نظروں سے انکی جانب دیکھا اور مسکرا کر اپنے کف فولڈ کرنے لگے۔

"شیر دل گھر میں زہر رکھا ہے؟" وہ اتنے اطمینان سے پوچھ رہا تھا کہ موبی کا بے اختیار چائے کے کپ تک جاتا ہاتھ رک گیا۔

پامیر اور عثمان نے بے ساختہ اپنی ہنسی دبائی۔

""جی سائیں رکھا ہے" وہ بھی جھٹ سے بولا تھا۔

"ز۔۔۔زہر کیوں؟ "

موبی کو اگلا سانس لینے میں دشواری پیش آ رہی تھی انکی اڑی ہوائیاں دیکھ یاقوت لطف اندوز ہونے لگا تھا اس نے مشکل سے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا

"وہ دراصل بہن تو ہماری ایک ہی ہے جس کی شادی ڈاکٹر صاحب سے کر دی۔۔۔اب بہن ہے نہیں تو آپکے لئے زہر سے کام چلانا پڑے گا"

اسکی بات پر جہاں مبشر کی آنکھیں پھٹی تھیں وہی پامیر اور عثمان کا پھٹ کر قہقہہ نکلا تھا دونوں کو منہ پھاڑ سر جھاڑ لوگوں کی طرح ہنستے دیکھ مبشر نے گھور کر دیکھا۔

"دیکھ لیں ہان۔۔۔یہ عزت ہے آپ کے سسرال میں میری" وہ لہجے میں جان بوجھ کر نمی بھرتے ایکٹنگ کرنے لگے۔

"الے۔۔۔الے میرا بچہ۔۔۔" پا میر نے جان بوجھ کر انکو اپنے گلے لگا لیا لیکن وہ دور ہوتے ناراض بچے کی طرح بیٹھ گئے۔

"ویسے تمہیں وائٹ کوٹ میں دیکھ کر بڑی ہنسی آتی تھی سچ میں۔۔۔تم پر صرف ایک ہی رنگ اچھا لگتا ہے وہ ہے سیاہی کا "

یاقوت کی بات پر برہان نے اسکی جانب دیکھا اور مبہم

سا مسکرا دیا۔

"ھمم۔۔۔ لیکن کبھی کبھی اور رنگ بھی حسین لگتے

ہیں۔۔۔ جیسے اب یہ محبت کے رنگ" انکی بات پر

یاقوت بھی مسکرا دیا۔

بلیک شیڈو کے منہ سے بات سننا عجیب ہو سکتی تھی

لیکن ڈاکٹر برہان کے منہ سے یہ بات بہت

خوبصورت لگ رہی تھی وہ شخص محبت کا پیکر تھا یہاں

بیٹھ کر وہ صرف ایک عام شخص تھا دنیا جسے صرف

ڈاکٹر کی حیثیت سے جانتی تھی ورنہ تو وہ اندھیروں کا شہزادہ تھا۔ یہ دنیا کی روشنی اسکے لئے نہیں تھی۔

"نہیں مطلب میں اب تک چپ تھا یہ واقعی میرا کمال ہے لیکن آج بتادیں کہ آپ نے میری بائیک کو کیسے اٹھالیا تھا؟ "

برلاس کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگے تھے وہ چیخ کر پوچھتا عنقریب رونے کو تھا

اسکی حالت پر سب کی ہنسی بے ساختہ چھوٹ گئ جس پر اس نے باری باری سب کو گھورا

"میرا باپ آپ سب کے دانت توڑ دے گا" ہاں
اسے واقعی ان کی ہنسی زہر لگی تھی۔
"زیادہ نہ صحیح تھوڑی بہت جم تو ہم بھی کرتے ہیں
سالے صاحب "
آہ اسکے منہ سے سالے صاحب کا لقب برلا اس کیلئے
سن کر موبی کو تو بہت مزہ آیا تھا۔
"میں آدھا دن جم میں گزارتا ہوں۔۔۔تب بھی
بائیک نہیں اٹھا پایا اور آپ نے ایسے اٹھا لی جیسے وہ
میری نہیں زامی کی ہو "

وہ بچوں کی طرح بے یقینی سے پوچھ رہا تھا۔

"تمہیں دکھ اپنی بائیک پر ہے یا انکے بائسپس پر وہ بتا دو"

یاقوت اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتا پیار سے پوچھنے لگا

"انکے بائسپس پر یہ مجھ سے زیادہ کیسے ہو سکتے ہیں ہاؤ۔۔۔۔"

اسکی اتنی حیرت اور بچکانہ باتوں پر سب کے پیٹ میں ہنس ہنس کر درد ہونے لگا تھا۔

"تو پھر اسکے بائسپس کا ہوا نکالو"

عثمان ہنستے ہوئے اپنی رائے پیش کر رہا تھا جب اسکے مذکر مؤنث پر پامیر اور پھوٹ کر قہقہہ مار کر ہنسنے لگا۔

"یار اس چائنہ کے بکرے کے منہ میں کوئی گھاس ڈالو اس نے الگ مذکر مؤنث کا جینڈر بگاڑ رکھا ہے افففف"

اپنی بات پر وہ خود تو پاگلوں کی طرح ہنس ہی رہا تھا یاقوت تو ہنستے ہنستے باقائدہ نیچے گر گیا تھا جس سے اسکی کمر میں اچھی خاصی چوٹ بھی آگئی تھی۔

"میرے منہ میں گھاس ہاں" عثمان نے اسے گردن سے پکڑ لیا تھا دونوں کی نوک جھوک دیکھ باقی سب پاگل ہی گئے تھے انکے قہقہے باقاعدہ اندر تک سنائی دے رہے تھے۔

کہ تب ہی باہر سے ایک گارڈ اپنے ساتھ کسی کو لے کر آیا اس شخص نے سر پر پی کیپ لے رکھی تھی اور ہاتھ میں ایک باکس تھا وہ کسی پیپر پر گارڈ کے سائن لے رہا تھا اور وہ اسے منع کر رہا تھا۔

اسے دیکھ برلاس اٹھ کر اسکے قریب چلا گیا اور جا کر اس شخص سے پوچھ تاچھ کرنے لگا۔

"سر یہ پارسل ہے مس آئرہ خانزادہ کے نام سے"

اس نے پیپر پر نام دیکھ دھیمے لہجے میں بتایا۔

وہ یقیناً کوریئر والا لڑکا تھا۔

"آئرہ؟" برلاس کے منہ سے بے ساختہ یہ نام نکلا۔

آئرہ نے کچھ منگوایا تھا اور اسے بتایا بھی نہیں برلاس کی حیرت بنتی تھی اس پر وہ حیران ہوتے پارسل پکڑ کر پیپر پر سائن کر گیا

اوراس باکس کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

وہ اسے لے کر بنا کچھ کہے اندر کی جانب بڑھ گیا اسکا رخ سیدھا اپنے کمرے کی جانب تھا جہاں اسکی توقع کے عین مطابق وہ موجود تھی۔

"نہیں۔۔۔بری بات۔۔۔یہ آپ کیلئے نہیں ہے"

زامی کو لپسٹک اٹھاتے دیکھ آئرہ نے تھوڑی سی آنکھیں دکھائی۔

بچے سارے اسکے پاس تھے جن کو وہ صبح سے سمبھال سمبھال کر تھک چکی تھی انکی مائیں تو ایسے بھولی بیٹھی تھیں جیسے انکے بچے ہی نہ ہوں۔

سب سے زیادہ زامل نے آئزہ کی ناک میں دم کر رکھا تھا اسکے سارے میک اپ کی واٹ لگا کر رکھ دی تھی

"نا۔۔۔می۔۔۔دالے اوتے (نہیں میں زالے کو لگاؤں گا او کے" وہ زالے کا بہانہ کرتے الٹا اپنی چاچی کو ہی لارے لگانے لگا تھا۔

وہ اس سے پہلے اسے کچھ کہتی بر لا اس کمرے میں

داخل ہوتا اسکے مقابل آگیا آئرہ نے اسے تعجب بھری

نگاہوں سے دیکھا پھر اسکے ہاتھ میں پکڑے پارسل کی

جانب

"تم نے کچھ منگوایا تھا؟" وہ اس سے سپاٹ لہجے میں

پوچھ رہا تھا۔ آئرہ نے گڑ بڑا کر اس پارسل کو دیکھا۔

وہ دیکھ اس انداز سے رہی تھی جیسے وہ بھی اس پارسل سے انجان ہو برلاس نے بغور اسکا چہرہ دیکھا جس کے بدلتے رنگ اسے بھی حیران کر رہے تھے۔

وہ جھک کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسے گڑبڑانے پر مجبور کر گیا۔

"بولو بھی۔۔۔کیا ہے یہ ؟" وہ بے چین ہوتے استفسار کرنے لگا

"مم۔۔۔میرا" اس سے پہلے وہ اسے کچھ کہتی اسکی نظر اس پارسل پر موجود نمبر پر پڑ گئی اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہی دیکھتے حیرت ابھرنے لگی تھی۔

ایک دو تین چار ایک کے بعد ایک نمبر کسی کے کانٹیکٹ سے مل رہا تھا لیکن کس کے یہ بھی اسکے ذہن میں جلدی ہی گردش کر گیا تھا تب ہی آئرہ کو جیسے سانس لینے میں دشواری سی ہونے لگی۔

وہ اپنے ماتھے پر آئے پسینے کے ٹھنڈے قطرے قابو نہیں کر سکی۔

برلاس اب صرف اسکے جواب کا منتظر تھا جبکہ آئرہ کی تو جیسے روح فنا ہو گئی تھی کیونکہ وہ اور کسی کا نمبر نہیں بلکہ اسکا تھا جو اسے راتوں کو میسج کرتا تھا جو اسے دیکھے بغیر بھی ہمیشہ صحیح تکے لگاتا تھا۔ لیکن وہ اس طرح کی کوئی حرکت کرے گا یہ آئرہ بھی نہیں جانتی تھی۔

"تمہارے چہرے کا رنگ کیوں اڑ گیا۔۔۔کہیں مجھے مارنے کا تو کوئی سامان نہیں منگوالیا؟" وہ شریر انداز میں چھیڑتا اسکے پسینے کے قطرے انگلی کی پور سے چننے لگا۔

آئرہ نے بے ساختہ اسکے چہرے کی جانب دیکھا مارنے کا سامان ہی تو تھا وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ کوئی اس کی بیوی کی اتنی خبر رکھتا ہو جتنی خود برلاس کو بھی نہیں تھی۔

"اوکے۔۔۔میں خود ہی کھول لیتا ہوں" وہ بیڈ پر رکھ کر کھولنے لگا تھا کہ آئرہ نے ایک ہی جست میں اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔میں۔۔۔میں کھول لونگی" وہ خوفزدہ سی اسکے دونوں ہاتھ تھامے کھڑی تھی برلاس نے حیرت سے اسکے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دیکھے۔

پھر ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی آنکھوں میں جھانکا

"ازایوری تھنگ اوکے۔۔۔؟"ہاں اسکا پوچھنا بنتا
تھا۔وہ یونہی نہیں گڑبڑا سکتی تھی

اسکے سوال پر آئرہ نے بمشکل تھوک نگلا۔

"ایسا کیا منگوالیا جو مجھے نہیں دیکھنے دے رہی؟"وہ
تجسس سے پوچھ رہا تھا۔

آئرہ نے اس باکس کی جانب دیکھا جس میں کیا ہو سکتا
تھا اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔

بتاؤ بھی" اسکے خاموش رہنے پر اس بے چین ہڈی نے ایک بار پھر پوچھا۔اب اسے بھی ہلکا ہلکا غصّہ آنے لگا تھا

"آ۔۔۔مم۔۔۔میرا پرسنل سامان ہے" بروقت اسے یہی جھوٹ سوجھا تھا جو اس نے جھٹ سے بول دیا لیکن بول کر اتنی بری پھنسے گی یہ تو کہیں خواب وخیال میں بھی نہیں تھا۔

برلاس کی آنکھوں میں یکدم سے اترتی چمک کو دیکھ وہ گڑبڑا سی گئی اس سے پہلے احساس ہونے پر اس سے دور ہوتی وہ کمر سے تھامے اپنے قریب کر گیا۔

"کہیں۔۔۔اسکا تو ارادہ نہیں؟" اسکی اچکی بھنویں کس جانب اشارہ کر رہی تھی یہ آئرہ خانزادہ بخوبی جانتی تھی تب ہی بدن کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آ گیا۔

وہ آنکھیں پھاڑے اس بے شرم کو دیکھنے لگی۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔۔بچے ہیں یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

وہ بچوں کے بہانے اسکا دھیان بھٹکانے کی کوشش کرتی اس سے دور ہو رہی تھی لیکن وہ ڈھیٹ جان تھا اسے دور کرنا ذرا بھی آسان نہ تھا۔

"یہ میں بھی سننا چاہتا ہوں۔۔۔ صرف اب نہیں ۔۔۔ہر رات ہر صبح" اسے ٹریک سے اترتے دیکھ آئرہ کی جان گویا لبوں پر آگئی تھی وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

برلاس کالہجہ بھاری تھا جس سے ایک کرنٹ سا آئرہ

کے بدن میں دوڑ گیا وہ مبہوت سی ہوئی اسے دیکھے گئی

جیسے آس پاس وقت رک سا گیا ہو۔

دونوں کی آنکھوں کے ملنے پر دلوں میں جیسے طغیانی سا

طوفان برپا ہو گیا تھا دل سیدھا کانوں میں دھڑکنے لگے

تھے۔

برلاس نے باری باری اسکی دونوں آنکھوں میں جھانکا

جب دیکھتے ہی دیکھتے اسکا پھوٹ کر قہقہہ نکلا اور وہ زور

سے ہنستے ہوئے پیچھے ہٹ گیا

"اوہ مائے گاڈ اپنا چہرہ دیکھو لڑکی۔۔۔ہاہاہا" وہ پیٹ پکڑے زور زور سے ہنستا چلا جا رہا تھا جس سے آئرہ کو اپنی حیا پر انسلٹ فیل ہوئی۔

وہ بری طرح سے جھلملا کر اسے دیکھنے لگی۔اندر میں جیسے کچھ ٹھاہ کر کر ٹوٹا تھا۔

اسکی بھوری آنکھوں میں نہ محسوس طریقے سے نمی جمع ہونے لگی تھی جو برلاس نے بھی بخوبی محسوس کی تھی وہ ہنسی روک کر اسے دیکھنے لگا۔

"آ۔۔۔آئی ایم سوری میں صرف مذاق کر رہا تھا میں

خود ابھی بچہ ہوں۔۔۔بچوں کا کیا کرونگا "

وہ نادم ہوتا اسکے قریب آنے لگا تھا کہ آئرہ اس سے

پہلے ہی باتھ روم کی جانب بڑھ گئی اور اندر سے دروازہ

بند کر گئی۔

اسکی آنکھوں کے آنسوں بر لاس کو اچھے خاصے بے

چین کر گئے تھے وہ پیچھے آیا تھا لیکن ناکام ہو گیا۔

"ایم سوری ناں۔۔۔مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا" وہ دروازے کے باہر کھڑا پوری ایمانداری سے کان پکڑ رہا تھا۔ حلانکہ اس نے کہا بھی نہیں تھا۔

کہ تب ہی زامل بھی اسکے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

وہ اسکی آدھی ٹانگ سے بھی چھوٹا تھا۔

"اوئے چٹکے چل بھاگ یہاں سے" برلاس کی جھاڑ پر اس چھوٹے فتنے نے گھور کر اپنے پارٹنر کو دیکھا۔

"می۔۔۔نات۔۔۔ باگ یو باگ اوتے(میں نہیں بھاگ رہاآپ بھاگیں اوکے)"وہ تیزی سے دوبدو جواب دیتابرلاس کی ایک پل کیلئے بولتی بند کرواگیا۔

"استاد کے سامنے دادا گیری۔۔۔رک تو چوہے"وہ زامل کواٹھاکر کمرپرالٹا گیا

"بابا۔۔۔۔"زامل کوایسے وقت میں اپنا باپ ہی یاد آتا تھاجواپنی دونوں بگڑی اولادوں کی لڑائی ختم کرواتا تھا۔

"اب بابا ہاں۔۔۔ پہلے یہ چھوٹی سی زبان رکتی نہیں پھر بابا یاد آ گئے" برلاس اسے بیڈ پر لٹاتا ہلکے ہلکے ہاتھ چلانے لگا۔ زامل بھی پوری ٹکر کی فائٹ لے رہا تھا۔ زالے دونوں کو لڑتے دیکھ جلدی سے بیڈ سے اتر کر کمرے سے باہر بھاگ گئی۔

پیچھے عبدلباری اکیلا بچ گیا تھا وہ معصومیت سے کبھی زالے کو خود سے دور جاتے دیکھے تو کبھی ان دو افلاطونوں کو جھگڑتے دیکھے۔

آخر میں اسکے ننھے سے ذہن نے اسے آگے کا عمل انجام دینے کا سگنل دیا۔ وہ آگے آتا اسی فائٹ میں شامل ہو گیا۔

"تاہ۔۔۔" اسے بس تاہ ہی آتا تھا کہنا جو کہہ کر اس نے برلاس کے کان پر اپنے خرگوش جیسے ایک دانت سے بائٹ کر لی۔

"اوہ تیری خیر جلادوں کی اولاد" وہ جن بچوں کو ملکے میں لے رہا تھا ان دونوں نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ کس کی اولاد ہیں۔

۔۔۔۔۔۔۔

اس جگہ میں ہمیشہ سے برقرار رہنے والی خاموشی تھی آج بھی صرف چڑیوں کے چہچہانے کی آواز گونج رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا لان میں لگے پودوں کے ساتھ اٹکلیاں کرنے میں مصروف تھیں چائے کی دھیمی دھیمی سی خوشبو نے ماحول کو مزید خوشگوار بنا دیا تھا سب سے زیادہ آرسن کی باتوں نے جس کی زبان کبھی تھکتی ہی نہیں تھی۔

"ویسے۔۔۔چس کروادی آپ نے۔۔۔مطلب کیا انٹری ماری ہے اپنے سسرال میں۔۔۔اپنے آنے والی نسلوں کو وہ سب یہ انٹری بتا کر بڑا کریں گے دیکھ لینا آپ" وہ ٹیبل پر بیٹھا پکوڑوں کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔

بلیک شیڈو نے آج پھر کھانا خود بنایا تھا وہاں سے آنے کے بعد دونوں نے ریسٹ کیا تھا لیکن آرسن کے پیٹ کے چوہوں پر آرام حرام تھا تب ہی وہ ان کو کچن میں لے آئے۔

ہان نے کچن میں سے ہی اسے گھور کر دیکھا۔ جس کا اس نے ابھی کوئی خاص نوٹس نہیں لیا۔

"دیکھتے رہیں بے شک۔۔۔اس وقت آپ صرف میرے ہان ہیں اور ڈر مجھے صرف بلیک شیڈو سے لگتا ہے آپ سے نہیں" وہ پکوڑوں کا مزہ لیتے لطف سے بولے۔

ہان بے اختیار سوچ میں پڑ گئے کہ کیا واقعی اس نے آج اپنی اصل پہچان دنیا کو بتا دی تھی؟ وہ پہچان جو اس

دنیا میں آکر وہ خود بھی بھول جاتے تھے اور آج پوری

دنیا نے دیکھ لی تھی۔

وہ ٹرے میں ساری چیزیں رکھ کر ٹیبل پر سجانے لگے

اور خود بھی وہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے

مبشر عرف آرسن کو کھانے سے ہی فرصت نہیں تھی

کہ وہ کچھ اور دیکھتے۔

"اونہہ۔۔۔ کیا سوچ رہے ہیں۔۔۔ کھائیں ناں

۔۔۔ آپ کے سسرال والے تو بہت کنجوس ہیں بھلا

داماد کو بھی کوئی صرف چائے اور دس بارہ لوازمات پر

ڑ خاتا ہے۔۔۔ ہنہ۔۔۔۔آپ ایسا نہ کرنا جب میں

اس گھر کا داماد بن کر آؤں او کے "

انکی بات پر برہان نے گردن گھما کر انکو دیکھا اور دیکھا

بھی ایسے جیسے کہہ رہے ہوں "یہ زبان بول کر اور کھا

کھا کر تھکتی نہیں ہے "

"تو کیا پوری دیگیں لے کر آتے آپ کے سامنے

موبی "انکے جل کڑھ کر پوچھے گئے سوال پر موبی کی

بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"ایسا نہیں لیکن کم از کم چھتیس مشہور پکوان تو ہونے

چاہیئے ناں "

واقعی انکی زبان کے بریک فیل تھے برہان نے

اعتراف کر لیا تھا وہ خاموشی سے اپنے کھانے کے

ساتھ انصاف کرنے لگے۔

"ویسے۔۔۔اب کیا کریں گے۔۔۔ مطلب اپنی بیگم

کو کب لائیں گے گھر "

وہ نیپکن سے منہ تھپتھپاتے مصروف سے انداز میں پوچھنے لگے جس پر برہان کا کھانا کھاتے ہوئے ہاتھ رک گیا۔

"جب زیحال کہے تب ہی" سرسری سے انداز میں بول کر وہ پھر سے کھانے میں مصروف ہوگئے ایسے جیسے مزید اس بارے میں بات نہ کرنا چاہتے ہوں مبشر نے بغور انکا چہرہ دیکھا جو بے حد سنجیدہ تھا۔

"ایک بار کہوں۔۔۔وہ لڑکی اچھی ہے ویسے۔۔۔بس بے وقوفی کر گئی تھی"

انکی بات پر برہان کی نگاہ اوپر اٹھی تھی آج ان سبز آنکھوں سے مبشر کو پہلی بار خوف آیا تھا جہاں اس لڑکی کے نام پر نرمی کی جگہ سختی نے لے لی تھی۔

"ہاں۔۔۔آپ سن رہے ہیں ناں؟" وہ بے چین ہوتے انکا ہاتھ تھام کر بولے ہی تھے جب انہیں آج ان سبز آنکھوں میں ہاں نہیں "بلیک شیڈو" دکھائی دیا تھا

"میں بے وفائی معاف نہیں کرتا "

بول کر وہ رکے نہیں تھے اٹھ کر باہر نکل گئے

مبشر کا شدّت سے دل چاہا اپنی زبان کرائے پر کسی کو دے دیں۔

وہ کچھ دیر بیٹھے انکے بارے میں سوچتے رہے پھر اٹھ کر خود بھی انکے پیچھے گئے جہاں انکی نظر سامنے کھڑے ہان پر پڑی وہ سگار کے گہرے کش لگاتے از حد سنجیدہ تھے

یہ دھواں اب تک بلیک شیڈو کے منہ سے نکلتا دیکھا تھا اور آج برہان ورک کے منہ سے نکلتے دیکھ رہے تھے۔

وہ ایک شخص دو شخصیت رکھتا تھا اور دونوں کے رخ
بہت مختلف تھے ایک کو دیکھ کر انسان اس سے محبت
کرنے پر مجبور ہو جاتا تو دوسرے کو دیکھ کر خوف سے
آدھا مر جاتا۔

کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جو آپریشن تھیٹر میں
لوگوں کی جان بچاتا تھا اپنی دنیا میں انہی کے ساتھ کیا
کرتا تھا۔

ـــــــــــــ

زیحال لاؤنج میں بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ پر تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے کوئی کام کر رہا تھا جب زالے دور سے پکارتی ہوئی اسکے نزدیک آنے لگی

اپنی شہزادی کو آتے دیکھ زیحال کے چہرے سے سنجیدگی ہٹتی مسکراہٹ نے جگہ لے لی وہ لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھتا صوفے اٹھ کر گھٹنوں کے بل فرش پر بیٹھ گیا جب زالے دوڑ لگاتی اپنے باپ کے سینے سے لگ گئی۔

ایک ٹھنڈی پھوار جیسے زیحال کے سینے میں اتر گئی تھی وہ اپنے مضبوط بازوؤں میں اس ننھی سی کلی کو سمیٹے آنکھیں موندے سکون کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔

"بپا۔۔۔یو۔۔۔نو۔۔۔بیاہپ ہپ۔۔۔تاہ(بابا آپ کو پتہ ہے بھیاتاہ کے ساتھ لڑائی کر رہے ہیں)" وہ معصومیت سے اپنے باپ کو ان دونوں کی شکایت لگانے لگی۔

جبکہ انکی بات سے زیادہ زیحال کو اپنی بیٹی کی

معصومیت بھائی تھی وہ اسکے نرم و ملائم گال پر لب

رکھتے انکا بوسہ لے گیا۔

"بابا کی جان۔۔۔میرا بیٹا" وہ اتنی دیر سے یہاں تنہا

بیٹھا خود کو جان بوجھ کر کام میں مصروف رکھ رہا تھا

تاکہ اسکا ذہن ماضی سے نکل سکے۔

لیکن اندر میں جو ایک جنگ چھڑ چکی تھی وہ جیسے رکنے

کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

لیکن سلام تھی اس باپ بیٹی کی محبت کو جس کا معصوم سا چہرہ اسے ایک جھٹکے میں پر سکون کر گیا۔

"بیا۔۔۔فائیٹنگ۔۔۔ببا(بھیافائٹ کر رہے ہیں بابا)" وہ معصوم کلی کیا جانیں اس کے باپ کو اسکی باپ کیوں سمجھ نہیں آئی وہ تو اسکی معصومیت میں کھو گیا تھا۔

"اوکے میرا بیٹا۔۔۔ چلو دونوں کی پٹائی کرتے ہیں"

وہ زالے کو اپنے کندھے پر لیتا انکے کمرے کی جانب

بڑھ گیا وہ بہت خوش ہوئی تھی کہ اب اسکے ہیر و بابا

انکی فائٹ ختم کروادیں گے۔

زیحال نے جاکر تینوں کو الگ کیا اور اب تینوں ہی

اسکے سامنے کسی مجرم کی طرح کھڑے تھے۔

"دالے۔۔۔می ہشش (زالے میں کٹی ہوں)" اسکی

شکایت پر زامی نے فوراً اسے زالے کے ساتھ بائے

کاٹ کرلیا۔

"تمہاری ہشش میں نے کروادینی ہے۔۔۔سوری

کہو"

زیحال نے فوراً اسے اسکی سوری کروائی اور انکے

سامنے بیٹھ گیا۔

"زالے کون ہے؟" وہ نرمی سے زامل سے پوچھ رہا

تھا۔

"دالے۔۔۔جان" وہ جان بہت صحیح بولتا تھا

"اور۔۔۔"زیحال نے بھنویں اچکا کر مزید پوچھا۔

"ھمم" زامل نے ذرا سا ہنکارا ابھرا۔

"اور۔۔۔"زیحال نے پھر نرمی سے پوچھا۔

"ب۔۔۔چھ (بسسسسس)"اس نے کھینچ کر بس کہا جس پر زیحال کو اپنے بیٹے پر ٹوٹ کر پیار آیا یہ پریکٹس وہ تقریباً ہر صبح اور رات اسے کرواتا تھا کہ زالے کون ہے وہ زامل کی جان ہے اور کیا ہے پھر وہ سوچتا اور تیسری بار پر بڑے ہی کیوٹ انداز میں کہتا بسس۔

"داہ۔۔۔"عبدلباری نے سر جھٹک کر کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"یہ۔۔۔یہ زالے کا نام لینے کی کوشش کر رہا ہے؟"

سب سے پہلے برلاس چیخ پڑا تھا

واقعی وہ زالے کو ہی پکارنے کی کوشش کر رہا تھا۔

زیحال کی اپنی آنکھوں میں چمک اتر آئی اس نے

عبدلباری کے باری باری دونوں گال چومے وہ گپوسا

دن بہ دن اور بھی کیوٹ ہو رہا تھا

اسکی نرالی بات یہ بھی تھی کہ وہ عمر میں کچھ مہینے زامل

سے بھلے چھوٹا تھا لیکن قد اور صحت میں تیزی سے

اسکے برابر آرہا تھا۔

زیحال ان چاروں کے بیچ گھرا ہنستا مسکراتا رہا۔ یہ وقت

بہت حسین تھا آئرہ نے ذرا سے دروازے کی اوٹ

سے سامنے بیٹھے برلاس کو دیکھا جو انکے ساتھ بیٹھا

ہنس رہا تھا۔

وہ سب ہی زیحال کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئے

کیونکہ زیحال کو ان تینوں کی شادی کے بعد سے ان

کے کمرے میں جانا تھوڑا عجیب لگتا تھا

ان سب کے جاتے ہی آئرہ جھٹ سے باہر نکلی اور

کمرے کا دروازہ لاک کر کر اس پارسل کے پاس آگئی

اور سیز را ٹھا کر اسے انبا کس کرنے لگی۔

دل میں بے چینی اور خوف ایک ساتھ بڑھ رہے تھے۔

نجانے اندر سے کیا نکلتا لیکن یہ بھی اس پر جلد ہی واضح ہو گیا تھا کہ اندر سے ڈھیر ساری چاکلیٹس ایک چھوٹے سے سٹکی نوٹ کے ساتھ بر آمد ہوئی۔

آئرہ نے دھک سے رک کر اتنی ساری چاکلیٹس کو دیکھا۔اور پھر دھیرے سے اس سٹکی نوٹ کو اٹھا کر دیکھا جہاں پہلی نظر ایک سمائلی اموجی پر گئی تھی۔

"میٹھا کھانے سے انسان میں خوشی کے ہارمونز بڑھتے ہیں ایسا میں نے سنا تھا اس لئے آپ کیلئے بھیج دی کھائیں اور خوش ہو جائیں اداسی آپ کے لئے نہیں بنی "

وہ تیزی سے اسکے لکھے نوٹ کو پڑھتی یکدم سے خوف زدہ ہوتی اسے دور پھینک گئی اور آنکھیں پھاڑے ہونقوں کی طرح کمرے کو دیکھنے لگی
جیسے ابھی کہیں سے کوئی کیمرا نظر آجائے گا۔

لیکن ایسا کچھ نہیں تھا پھر کون تھا یہ کیوں جانتا تھا اسکے
بارے میں اتنا اور کیسے۔

ان سب پر ایک سوالیہ نشان تھا لیکن اب اسے ہٹانا
کیسے تھا وہ نہیں جانتی تھی۔

رات ہوتے ہوتے سردی کی شدّت بھی بڑھ گئی تھی
ہر چیز نے جیسے خود پر لحاف اوڑھ کر خود کو چھپا لیا تھا
باہر گلیوں میں گہرا سناٹا سا چھا گیا تھا ہر کوئی اپنے اپنے
گھر میں دبک کر بیٹھ گیا تھا ایسے میں ایک وسیع رقبے پر

پھیلا خوبصورت پاشا ولا رات کے اس پہر بھی پوری شان سے کھڑا جگمگا رہا تھا۔

اسکے دور دور کر اور کوئی گھر نہیں تھا صرف ایک لمبی سڑک نکلتی تھی جو آگے جا کر باقی سڑکوں کے ساتھ مل جاتی تھی۔

اس ایریا میں چڑیا بھی اجازت لے کر پر مارتی تھی۔

پاشا کے اندر بھی باہر جیسی خاموشی تھی ہر کوئی کمروں میں جا چکا تھا۔ایک وہ تھا جو باہر کھڑا اسگریٹ پر

سگریٹ پھونک رہا تھا ہر طرف خاموشی تھی اسی

خاموشی کا ایک بڑا حصّہ اسکے اندر بھی موجود تھا۔

وہ اپنے دھیان میں کھڑا تھا جب اپنے عقب سے اسے

کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔زیحال نے مڑ کر

پیچھے دیکھا۔

جہاں وہ کندھوں پر شال لئے کھلے بالوں میں کھڑی

تھی آنکھیں نیند کے خمار سے مخمور تھیں۔یقیناً

زیحال کی غیر موجودگی کا اسے احساس ہو گیا تھا۔

زمل کو دیکھتے ہی اس نے سگریٹ نیچے پھینکتے اپنے

خاص پشاوری جوتوں سے مسل دی۔

اور پورا اسکی جانب مڑ کر اپنی شال کھول کر کھڑا ہو گیا

زمل نے اسکے وا ہوئے بازو دیکھے۔

اور دھیرے سے آکر اسکے سینے سے لگ گئی۔

زیحال نے اپنی شال اسکے گرد لپیٹ کر اسے خود میں

چھپالیا۔

81/2

وہ کسی معصوم کلی کی طرح اسکے سینے میں چھپ گئی

تھی۔اسے کبھی یہ ڈر نہیں ہوا تھا کہ وہ اسے جھٹک

دے گا۔

وہ جتنی بڑی غلطی کر کر آجائے اسے یقین تھا وہ اسے

اپنی محبت کی آغوش میں لے لے گا۔

زیحال نے آسمان کی جانب دیکھا کیا یہ ایک عورت

اس پر یقین نہیں کر سکتی تھی؟اسے پوری دنیا میں

صرف اس عورت کا یقین چاہئے تھا اور یہی تھی جو

حالات بدلتے سب سے پہلے اس پر یقین کرنا چھوڑ دیتی تھی

بنسبت اسکی اولاد کے جن کو اگر وہ طوفان میں بھی کھڑا کر دیتا اور کہتا تمہیں کچھ نہیں ہو گا تو وہ تینوں اف تک نہ کرتے اتنا یقین ان تینوں کو اپنے باپ پر تھا۔

"ان سب نے بتایا مجھے۔۔۔اور مجھے اب تک یقین نہیں آرہا کہ ایسا ہوا ہے" وہ بے یقینی کی سی کیفیت میں اسے بتا رہی تھی۔

"تمہارا یقین تو میں آج تک حاصل نہیں کر پایا تو وہ سب کون ہیں "

زیحال کی بات پر زمل نے سر باہر نکالتے اسکے چہرے کی جانب دیکھا وہ قد میں اتنی تھی کہ زیحال کو پورا سر جھکا کر اسے دیکھنا پڑتا تھا۔

"آپ ناراض ہیں ؟" اسکی آواز یکدم سے بھرا گئی زیحال خاموش رہا نگاہیں اسکی ہیزل آنکھوں میں باری باری جھانک رہی تھیں۔

اسکی خاموشی پر زمل کا دل بھاری ہونے لگا تھا وہ دھیرے سے پیچھے ہٹ گئی اور بھرائی آنکھوں سے اپنے ہبی کو دیکھنے لگی۔

پھر بچوں کی طرح ہونٹ گول کرتے ایک قدم اور پیچھے ہٹ گئی زیحال اسکے آگے کے ارادوں سے واقف تھا تب ہی اسکے مڑنے سے پہلے کلائی سے پکڑ کر پھر سے اپنے سینے سے لگا گیا۔

"ڈرامے باز" وہ کسی بچی کی طرح پھر سے اسکی شال میں گم ہو گئی تھی۔

زیحال نے مسکرا کر سر جھکاتے اسکا سر دیکھا اور

دھیرے سے اسکا بوسہ لیا

یہ واحد عورت تھی جو خود لڑائی کرتی تھی خود ہی

ناراض ہوتی تھی اور پھر خود ہی آ بھی جاتی تھی جس کی

باتیں زیحال کو کبھی بری نہیں لگتی تھیں اگر دنیا کہتی

تھی کہ اس نے اس لڑکی کو بگاڑا ہے تو ہاں وہ اسے بگاڑ

رہا تھا۔

اسے ایک مان بخش رہا تھا کہ اس دنیا میں ایک مرد ایسا

ہے جو اسے اسکی غلطیوں کیلئے معاف کر سکتا ہے جو

اپنی غلطی پر ہزار بار گھٹنوں پر بیٹھ کر سب کے سامنے معافی مانگ سکتا ہے۔

اس نے غلطی کی تھی جس محفل میں کسی نے اسکے سامنے آنے کی ہمت نہیں کی تھی وہاں اس لڑکی نے اس پہاڑی وجود کو ایک آواز سے روک دیا تھا۔

جس کے بعد زیحال نے اسے وقت دیا اور اب وہ خود احساس ہوتے اسکے پاس آگئی تھی۔

"ہبی" لاڈ سے پکارا۔

"یس ہبی کا بے بی۔۔۔ حکم "ہمیشہ کی طرح اسکی جانب سے بھی محبت بھرا جواب گیا تھا جسے سن کر زمل کی روح تک پر سکون ہو گئی تھی۔

"سوری" صرف ایک لفظ اور زیحال کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"تم سوری نہ کہا کرو۔۔۔" اسکی بات پر زمل نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ سردی کی شدّت اسکے وجود کی گرماہٹ سے خاصی کم ہو گئی تھی۔

لیکن ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے جیسے ساری ٹھنڈ ان سے ہی چپک گئی ہو۔

"کیوں ؟ "

"کیونکہ مجھے تمہاری غلطیوں سے بھی محبت ہے ہر غلطی ایڈوانس میں معاف ہے" وہ محبت سے اسکی ناک کی ٹپ چومتا پیار سے بولا۔

زمل کو اس وقت اپنے ہبی جان پر ٹوٹ کر پیار آ رہا تھا۔

"اچھا۔۔۔کیا کبھی ایسی کوئی غلطی ہو سکتی ہے جو آپ
معاف نہ کر سکیں"
وہ تجسس سے پوچھ رہی تھی تاکہ اس غلطی سے بچ
سکے زیحال اس کے سوال پر کچھ دیر سوچ میں پڑ گیا
زمل کو بے چینی سے اسکے جواب کا انتظار تھا۔
"ھمم۔۔۔وہ غلطی جو تم سے جڑی ہو یعنی کہ تمہیں
مجھ سے دور کرے۔۔۔میں وہ غلطی کبھی معاف
نہیں کر سکتا "

زمل مسکرا کر اسکی گردن میں باہیں ڈالے سوچ میں پڑ گئی کہ اب تک کیا اس نے ایسی کوئی غلطی کی تھی؟

کچھ لمحے سوچ میں پڑنے پر اسکے ذہن کے پردے کچھ تلخ یاد لہراسی گئیں۔

دھیرے دھیرے زمل کے چہرے کی مسکراہٹ یکدم سے سمٹی چہرے پر یک ٹک ایک رنگ آکر دوسرا گیا۔

ایسی غلطی سے وہ بچ سکتی تھی تب تک جب تک زندہ تھی لیکن تب کا کیا جب وہ ایسی غلط کر گزری ہو۔

اسکے ذہن میں اس وقت زلزلے سے اٹھنے لگے تھے۔

زیحال نے یک ٹک اسکے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھے ایک تو اسکی آنکھیں ایکسرا کر لیتی تھیں۔

"کچھ ہے کیا گلالے" وہ بے حد نرمی سے پوچھنے لگا۔

"ن۔۔۔نہیں تو" وہ فورا سے جھوٹ بول گئی بنا یہ سوچے کہ اس شخص کے سامنے جھوٹ ایک پل بھی نہیں ٹکتا تھا

وہ دھیرے سے اسکے قریب کرتے اسکے نیلگو لبوں کو

نرمی سے چومنے لگا زمل اسکی بے باکی پر فوراً سے سب

بھول گئی تھی وہ مزید اس میں چھپنے کی کوشش

لگی۔

______

فارمہاؤس کے باہر گارڈز پہرے داری پر تھے یہ فارم

ہاؤس ایک بلند جگہ پر واقع تھا جہاں سے پورا شہر

صاف دکھائی دیتا تھا اصل رونقیں رات کو لگتی تھیں

ہر جانب جگمگاتی لائٹس اور ٹریفک کا شور پھر بھی یہ

جگہ سب سے الگ اور پر سکون تھی۔

جہاں ایک خواب دیکھنے والی لڑکی رہتی تھی جس کے

خواب میں کبھی شہزادہ نہیں آیا تھا لیکن حقیقت میں

پھر بھی اسے ایک شہزادہ لے گیا تھا وہ کبھی کبھی یہاں

بیٹھ کر اس حسین دور کو سوچتی تھی جس میں وہ

کنواری تھی اور کالج جاتی تھی وہ وقت بھی کتنا حسین

تھ۔

جب ایک دن اسکے کالج کی چھٹی ہوئی اور وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ گھر واپس آرہی تھی کہ تب ہی ایک کلاس کی لڑکی نے اسے آکر بتایا۔

"سیم۔۔۔ تمہارا کزن لینے آیا ہے تمہیں" اسکی اطلاع پر سیم نے اسکی جانب دیکھ کر ماتھے پر تیوریاں چڑھالی۔

"کتنی بار تم کو بولا ہے۔۔۔ بابا ہے وہ امارا اب ینگ ہے تو کیا تم اسکو امارا کزن بھائی بنادو گی۔۔۔ بے وقوف" وہ اسے جھاڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

لڑکیاں اکثر اسے چھیڑتی تھیں جب بھی دلدار

صاحب اسے کالج سے لینے جاتے تھے وہ اب بھی کم

عمر ہی لگتے تھے خاصے نوجوان اور ہٹے کٹے

اب تو سیماب پک چکی تھی ان سب کے ایسے کمنٹس

سن سن کر۔

"ارے نہیں۔۔۔سچ میں تمہارے وہ ہینڈسم والے

کزن آئے ہیں "اب کی بار اسکی بات پر سیماب سے

پہلے باقی سب کے کان کھڑے ہو گئے تھے

اس نے بے یقینی سے اس لڑکی کی جانب دیکھا

"کیا مطلب۔۔۔زری لالا آیا ہے؟" وہ حیرانگی سے

پوچھ رہی تھی

جس پر ساری لڑکیاں ہنسنے لگی۔"او۔۔۔ہو

۔۔۔زری۔۔۔اور ساتھ لالا بھی"

سیماب ان سب کی باتوں پر جھینپ سی گئی وہ جلدی

سے بیگ پیک کر کر کلاس روم سے باہر نکل گئی۔لیکن

کچھ لڑکیاں بھی اسکے ساتھ ہی آگئی تھیں اس حسین

ظالم سردار کا کچھ دیر دیدار کرنے کیلئے۔

زریاب خان سیماب کے وہ کزن تھے وہ باہر سے پڑھ کر آئے تھے اچھے خاصے بلا کے ہینڈسم اور ڈیشنگ پرسنالٹی رکھنے والے اس گاؤں کے نئے سردار منتخب ہوئے تھے ولی خان نے انہیں یہاں روکنے کیلئے یہ زمے داری انکے سر پر ڈال دی تھی۔

لیکن وہ کیا جانیں کہ زریاب خان کو یہ ایک پگڑی بھی نہیں روک سکتی تھی لیکن وہ ایک لڑکی۔

جس کیلئے وہ گھنٹے سے کالج کے باہر دھوپ میں کھڑے اسکا انتظار کر رہے تھے۔

سیماب نے دور سے ہی انکو غصّے سے دیکھا۔

اسکی چھوٹی سی ناک پر زریاب دور سے ہی غصّہ بھانپ گئے تھے وہ مسکرا کر آنکھوں پر سے سن گلاسسز اتار کر سیدھے کھڑے ہو گئے۔

وائٹ رنگ کے شلوار قمیض میں کندھوں پر سکن رنگ کی شال لپیٹے وہ قیامت ڈھانے کی حد تک ہینڈسم اور جاذب نظر لگ رہے تھے قمیض سے نمایاں ہوتا انکا کسرتی سینا اور دھوپ میں چمکتی دودھ جیسی سفید رنگت۔

کتنی ہی لڑکیاں ان پر دیکھتے ہی اپنا دل ہار گئی تھیں۔اور وہ پاگل دیوانوں کی طرح اس ایک لڑکی پر فدا ہو رہے تھے۔

"ام نے مورے کو منع کیا تھا کہ گل شیر کو ہی بھیجنا "

وہ منہ پھلا کر خفگی سے بولی۔

"میرا کام گل شیر کیوں کرے گا۔۔۔ام اسکو گولی نہ مار دے"

انکی بات پر سیماب نے بھنویں سکیڑ کر باقائدہ انکو ناک اور پھلا کر دکھائی۔

"بیٹھ جاؤ۔۔۔دھوپ میں کالا رنگ ہو گیا تو کریمیں

لگاتا پھرے گا" وہ اسکے دھوپ کی حدت سے سرخ

پڑتے گال دیکھ شریر ہوتے بولے

جبکہ انکی بات پر سیماب کا خون جل کر رہ گیا۔

"ام نہیں جائے گا تمارے ساتھ "

وہ منہ موڑ کر کھڑی ہو گئی جیسے کوئی روٹھی ہوئی

معصوم سی بچی ہو

زریاب نے اسکا سر تا پیر بغور جائزہ لیا۔ انکے چہرے پر ایک دلفریب مسکراہٹ سی بکھر گئی۔ یہ لڑکی ان کے دل کو ہر روپ میں بھاتی تھی

"ویسے تو عمر میں ام تم سے بڑا ہے تو ام کو "تم" کہہ کر مخاطب کرتے تم کو شرم نہیں آتا" وہ اسے زچ کرنے کے پورے پورے ارادے میں تھے۔

سیماب نے فوراً اسے انکی جانب رخ پلٹا اور کھا جانے والی نظروں سے انکو دیکھا۔

"تم کو شرم آتا ہے ام کو ایسے گھورنے میں" اسکے "ایسے" لفظ کا مطلب بہت گہرا تھا جس کو اپنے منہ سے ادا کرتے سیماب کو خود میں بھی شرم محسوس ہو رہی تھی۔

"تو تم امارا ہے ام پورے حق سے دیکھے گا تم کو" وہ ایسی بات کرنے میں ذرا بھی نہیں جھجھکتے تھے جبکہ وہ آنکھیں پھاڑے انکو دیکھتی رہ جاتی تھی زریاب نے ایک دل جلی مسکراہٹ انکی جانب اچھال کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔

جو اشارہ تھا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ بنا دیری کئے انکی بے باک

نظروں سے غائب ہوتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

زریاب آنکھوں پر گلاسسز لگاتے خود بھی ڈرائیونگ

سیٹ پر آکر بیٹھ گئے

ایک تو کمبخت کرتے بھی ایک ہاتھ سے ڈرائیو تھے

جس پر سیماب کا دل دھڑکے بغیر نہیں رہتا تھا وہ بار

بار اسکا نظروں سے طواف کرتے ڈرائیو کرتے

سیماب کو اپنا آپ انکی گہری نظروں کے حصار میں قید ہوا محسوس ہو رہا تھا اسکا شدّت سے دل چاہا یہاں سے بھاگ جائے۔

ڈرائیو کرتے کچھ فاصلے پر آ کر انہوں نے گاڑی روک دی جس پر سیماب نے گردن موڑ کر سوالیہ نظروں سے انکو دیکھا۔

وہ خاموشی سے اتر کر سامنے گول گپے والے کو نجانے کیا کہہ کر واپس آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئے۔

"یہ کیا کر کر آیا ہے تم؟" وہ بے چینی سے پوچھنے لگی۔

"اسکی بیٹی کا رشتہ مانگا ہے لیکن کہتا ہے تم بہت خوبصورت ہے امارا بیٹی تمارے ساتھ نہیں چل سکتا "

وہ ہمیشہ کی طرح سیدھی بات کا ٹیڑھا جواب دیتے سیماب کو اندر تک سلگا کر رکھ گئے وہ دانت بھینچ کر انکو کسی مارنی بیل کی طرح دیکھنے لگی۔

"گول گپے والا ہے تو وہی دے گا۔۔۔اب رشتہ تو دینے سے رہا" وہ کندھے اچکا کر شان بے نیازی سے بولے

یہ دشمن جان محبت کا اعتراف لفظوں سے بہت کم کرتا

تھا لیکن وہ خود جیسے بنا ہی صرف محبت سے تھا

انکی ہر حرکت سے محبت جھلکتی تھی جسے جان بوجھ کر

وہ اگنور کر دیتی تھی یہ بات زریاب خان کیلئے خاصی

تکلیف کا باعث بنتی تھی لیکن وہ بھی اسے محبت کے

انعام سمجھ لیتے تھے۔

وہ آدمی تیکھے پانی کے ساتھ دو پلیٹیں تیار کر کر انکی

گاڑی میں ہی لے آیا۔

زریاب خان اپنی اوٹ کرتے اسکے ہاتھ سے پلیٹ تھام گئے۔ وہ کچھ اس طرح آگے ہوئے کہ اس آدمی کی نظر سیماب پر نہ پڑ سکے یہ بات بھی سیماب نے نوٹ کی تھی۔

"یہ لو۔۔۔ریس لگائے گا اب ام "

یہ سیماب کا پسندیدہ گول گپے والا تھا جو اکثر وہ اپنے کزنس کے ملائشیا سے آنے پر انکے ساتھ مل کر یہاں آ کر کھاتی تھی

لیکن جب سے زریاب خان نے اسے اپنے دل کی بات بتائی تھی تب سے وہ ان سے دور دور سی ہو گئی تھی۔اور یہ بات زریاب خان کو بھی سمجھ نہیں آتی تھی کیونکہ وہ خاندان کے وہ لڑکے تھے جن پر پورے خاندان کی لڑکیاں مرتی تھیں لیکن انہوں نے کبھی کسی کی جانب نگاہ تک اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔

"ام کو نہیں کھانا" وہ منہ موڑ کر بیٹھ گئی۔

زریاب نے کچھ سوچ کر کندھے اچکائے اور "او کے ام کھالیتا ہے" کہتے خود کھانا شروع کر دیے۔

"تم کیوں کھا رہا ہے۔۔۔" وہ مڑ کر مصنوعی خفگی غصّے سے بولی۔

"کیونکہ یہ امارا حق حلال کی کمائی سے آیا ہے" وہ ڈھٹائی سے بولتے کھانا شروع ہو گئے۔

پہلا گول گپہ منہ میں جانے کی دیری ہی تھی کہ انکو تیکھے کی وجہ سے زوردار کھانسی نے آن گھیرا۔

سیماب جو انکی ضد پر جل کڑھ رہی تھی کھانسی ہوتے انکی جانب مڑ گئی۔

"ام نے بولا تھا لیکن تم سنتا کدھر ہے" وہ انکی پی ٹھ مسلتی غصّے سے چیخنے لگی تھی۔

جبکہ زریاب کا کھانس کھانس کر برا حال تھا سیماب نے ڈیش بورڈ پر رکھی پانی کی بوتل اٹھا کر انکے لبوں سے لگائی پانی پی کر انہیں کچھ آرام آیا لیکن آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

وہ کچھ دیر انکو دیکھتی رہی جب انکو دوبارہ ایک گول گپہ منہ میں لیتے دیکھ بے ساختہ انکا ہاتھ تھام گئی۔

"تم باز نہیں آئے گا؟" دھیمے لہجے میں استفسار یہ

پوچھا۔

"تم نہیں کھائے گا تو ام کھالے گا" وہ بھی ضد پر آتے

اسکے روکنے کے باوجود ایک گول گپہ منہ میں لے گئے

اس بار کھانسی کو پورا زور لگا کر دبانے کی کوشش

کرتے رہے

آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا وہ ڈھیٹ تھے وہ جانتی تھی

لیکن اتنے تھے یہ اب پتہ چل رہا تھا۔

وہ ایک کے بعد ایک کر کر گول گپہ کھاتے رہے

بالا آخر سیماب کو مجبورا انکے ہاتھ سے پلیٹ لینی پڑی اسکی اپنے لئے فکر دیکھ زریاب کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی۔

وہ بہت ہی نارملی سارے گول گپے ختم کر گئی۔تب تک وہ نظروں سے اسکے حسن کا طواف کرتے نہیں تھک رہے تھے۔

"ایک بات بتاؤ۔۔۔تم ام کو ریجیکٹ کس لئے کر رہا ہے؟"ہاں وہ جانتے تھے کہ وہ بھی ان سے محبت کرتی

ہے اسکے ہر عمل سے اسکی محبت ثابت ہوتی تھی لیکن پھر بھی وہ منہ سے اعتراف نہیں کرتی تھی۔

"پتہ نہیں" وہ پانی پی کر ونڈو سائیڈ چہرے کا رخ کر گئی۔

گاڑی میں ایک پل کیلئے گہری خاموشی چھائی تھی۔ جب زریاب نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ لیا وہ بے ساختہ اسکے قریب آ گئی تھی دونوں کی آنکھیں ملتے وقت تھم گیا تھا۔

سیماب نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی لیکن وہ زریاب خان کی گرفت میں تھا کیسے اتنی آسانی سے چھوٹ جاتا۔

"امارا بازو چھوڑو" وہ دانت بھینچ کر ضبط سے بولی تھی کانچ سی آنکھیں برسنے کو بے تاب تھیں۔زریاب نے باری باری دونوں آنکھوں میں جھانکا۔

"تم امارے سوال کا جواب دو۔۔۔ورنہ ادرہی بیٹھا رہ جائے گا تم "

وہ لہجہ سنجیدہ کرتے دھیمے سرگوشانہ انداز میں بولے۔

سیماب کو لگا وہ سانس نہیں لے رہی

کیوں یہ شخص اسے خاموش رہنے نہیں دیتا تھا۔

سب کے سامنے وہ دل پر پتھر رکھ کر انکو لالا تو کہہ

دے تھی لیکن اتنے سالوں سے انکی آنکھوں میں

اپنے لئے عیاں ہوتی جنونی محبت کو اب کیسے ٹال دیتی

جو چیخ چیخ کر کہتی تھی کہ انہیں محبت ہے اس لڑکی

سے۔اور بے پناہ محبت ہے۔

"ام کو کوئی جواب نہیں دینا" وہ کسی بھی طرح اپنی جان چھڑانا چاہتی تھی۔

"تو ٹھیک ہے۔۔۔اب ام سیدھا پھوپھا جان سے بات کرے گا"

کہہ کر وہ گاڑی سٹارٹ کر گئے جبکہ ان کی بات پر سیماب کی گویا جان لبوں پر آگئی تھی۔وہ ہونقوں کی طرح دیکھنے لگی۔

"ک۔۔۔کیا بات کرے گا تم؟" اسکے اپنے ذہن میں جو آیا تھا وہ تو چاہ کر بھی زبان پر نہیں لا سکتی تھی۔

"یہی کہ ام دنیا کی ہر لڑکی کا بھائی بن سکتا ہے لیکن تماری بیٹی کا نہیں" وہ ڈھٹائی سے بولتے سگار سلگا گئے

"تم ایسا کچھ نہیں کریگا "

"کیوں۔۔۔" وہ درشتگی سے اسکی جانب دیکھ بولے تھے سیماب کے منہ سے تو آواز تک نہیں نکل رہی تھی۔

"تم کسی اور کو پسند کرتا ہے؟" انکی بات پر سیماب کی آنکھیں پھٹی وہ کیسے اس پر الزام لگا سکتے تھے؟

"نہیں" فوراً اسے جواب دیا وہ ہر جھوٹ بول سکتی تھی لیکن یہ جھوٹ نہیں۔

"تو بس پھر۔۔۔اگر پسند بھی کر لیتا تو کیا ہوتا" وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولے۔

"کیا ہوتا۔۔۔کیا ہوتا مطلب" انکی بے نیازی سیماب کو اندر تک سلگا کر رکھ گئی تھی۔وہ تڑخ کر سینے پر ہاتھ باندھ کر پوچھنے لگی۔

"سمپل ہے۔۔۔جان سے جاتا" وہ بولے ایسے تھے جیسے یہ کوئی چھوٹی بات ہو جبکہ وہ آنکھیں پھاڑے انکو

دیکھ رہی تھی وہ گاؤں کے سردار تھے انکے لئے یہ کام مشکل نہ ہوتا لیکن کیا وہ واقعی اس سے اتنی محبت کرتے تھے؟

وہ ہر بار سوچ کر پھر سے خیال جھٹک دیتی اور ایسے ہو جاتی جیسے محبت نام سے واقف ہی نہ ہو۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرے گا "

"تم سے پوچھا نہیں بتایا ہے ام نے" وہ بھی دوبدو بولتے گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا گئے سیماب بے چین ہوتی پہلو بدل کر رہ گئی۔

زریاب کو اسکی یہی گھبراہٹ سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ کیوں انکو منع کرتی تھی جب محبت تھی تو اعتراف کیوں نہیں کرتی تھی انہیں اب یہ وجہ جاننی تھی وہ منع کرتی رہ گئی لیکن وہ ایک بھی سنے بغیر حویلی پہنچ گئے تھے جہاں آتے وہ سیماب سے پہلے اتر کر دھاڑ سے گاڑی کا دروازہ بند کرتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"لالا۔۔۔لالا۔۔۔بات سنیں" وہ ان کے پیچھے آواز لگاتی دوڑ کر انکے برابر ہونے کی کوشش کرنے لگی

جب اسکے منہ سے اپنے لئے لالا لفظ سنتے زریاب کے قدم وہی زنجیر ہوگئے وہ پلٹ کر شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے

جس پر سیماب کا دل اور قدم دھک سے وہی رک گئے وہ خوف زدہ سی اس جن کو دیکھنے لگی جسے غلطی سے ہی صیح وہ جگا گئی تھی۔

وہ اسکی جانب آتے بازو زور سے اپنی گرفت میں لے گئے۔

"بات سنو لڑکی۔۔۔ام صرف گل کا لالا ہے

۔۔۔ سمجھا تم۔۔۔آیندہ ام کو اس رشتے سے مخاطب

کرنے کی غلطی کی تو زبان کاٹ دے گا تمارا "

ان کو اس قدر غضب میں دیکھ سیماب کی کانچ سی

آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنکھوں بہنے لگے تھے۔

آس پاس لان میں کام کرتے ملازم ان دونوں کو دیکھ

آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے تھے۔

زریاب اسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر کی جانب بڑھ گئے۔

جب ان کے جاتے سیماب کی نظر سامنے کھڑی عین

پر پڑ گئی۔

اسکی آنکھوں میں اس وقت شدید غصّہ پنپ رہا تھا جسے

دیکھ سیماب میں خوف کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔وہ

جلدی سے اندر اپنے کمرے میں بھاگ گئی جبکہ عین کا

بس نہیں چلا کہ وہ اپنے آس پاس کی ہر چیز تہس نہس

کر دے۔

کمرے میں آتے ہی انہوں نے شال بیڈ پر زور سے

پھینک ڈالی۔

"تم سمجھ کیوں نہیں رہا عین۔۔۔زری تم سے عمر میں بہت بڑا ہے" وہ کچن میں ملازموں کو ہدایات کرتی باہر آگئیں عین بھی انکے پیچھے پیچھے ہی باہر نکل آئی تھی۔

"مورے۔۔۔ عمر سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ تم باباجان سے بات کرو بس۔۔۔ام کو نہیں پڑھنا ام کو شادی کر کر زریاب کے ساتھ ملائشیا جانا ہے"

وہ ایک ہی بات اب کوئی چھتیسویں بار کر رہی تھی۔ مسسز دلدار کے کان اب پک چکے تھے۔

"شرم کرو۔۔۔اپنا عمر دیکھو۔۔۔ابھی سے تم کو شادی کی سوجھ گئی"

اسے شرم نہیں آرہی تھی اسکی ماں نے ہی جھڑپ دلاتے اسے شرم محسوس کروانی چاہی۔

"مورے تم کرتا ہے بابا سے بات یا نہیں؟ "

وہ تڑخ کر پوچھ رہی تھی کہ تب ہی سیماب فریش ہو کر نیچے آگئی وہ یقیناً عین کی بات سن چکی تھی مگر خاموشی سے آکر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئی۔

"تم بھی بیٹھو یا باتوں سے ہی تم کو پیٹ بھرنا ہے؟"

مسسز دلدار کی ٹون خاصی سخت تھی۔ عین نے دانت بھینچ کے سیماب کو دیکھا

وہ اسکے مقابلے کم گو اور سلجھی ہوئی لڑکی تھی جسے پڑھائی اور گھر کے کاموں میں یکساں دلچسپی تھی۔ عین کے مقابلے وہ زیادہ خوبصورت بھی تھی جس کی وجہ سے عین کا لہجہ زیادہ تر اسکے ساتھ تلخ ہی رہتا تھا۔

دھیرے دھیرے سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر جمع ہونے لگے تھے عین پہلے سے اس کرسی پر بیٹھی تھی جس کے ساتھ والی کرسی پر زریاب خان آکر بیٹھتے۔ لیکن ہوا اسکے برعکس وہ جیسے ہی آئے سیدھا سیماب کے سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے۔ جہاں سے وہ اس دشمن جان کو اچھے سے دیکھ سکیں اور یہی بات عین کو اندر تک سلگا گئی تھی۔

"تم ادر کب تک ہے زری؟" دل دار صاحب کھانا کھاتے ہوئے ان سے مخاطب ہوئے۔

"بس ادر سے زمین کے اور کچھ مسلے حل ہوں تو بس نکلے گاام" وہ سیماب کو کن اکھیوں سے دیکھتے سرسری سے لہجے میں بولے۔

"زمین کے علاوہ بھی کوئی مسلہ ہے؟" انکو یہ سن کر حیرت ہوئی تھی۔

"ہاں۔۔۔دل کا مسلہ" انکے منہ سے بے ساختہ یہ بات نکل گئی جس پر سیماب کا دل جہاں دھک سے رک گیا تھا وہی باقی سب پر حیرانگی سی طاری ہو گئی تھی۔

"کیا ہوا دل کو۔۔۔ تم ٹھیک ہے؟ ڈاکٹر کے پاس گیا ہے؟"۔ مسسز دلدار کے چہرے پر یکدم سے پریشانی سی نمایاں ہونے لگی تھی۔

"گیا تھا۔۔۔ بولتا ہے پہلے شکل دھو کر آؤ۔۔۔ تم علاج کے قابل نہیں ہے"

انکے جواب پر عین کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی جبکہ سیماب غصّے سے لال پیلی ہو رہی تھی۔

"یہ کونسا ڈاکٹر ہے۔۔۔ام دیکھتا ہے نام بتاؤ" دلدار صاحب کا انداز بھی فکریہ تھا وہ انکی ٹیڑھی بات سمجھ نہیں پائے تھے۔

"سیماب خانم "انکے نام لینے پر فضا میں خاموشی سی جیسے مہلک ہو گئی ہر کوئی سکتہ میں جاتا نہیں دیکھنے لگا سیماب کو تو اپنا آپ کسی بھری محفل میں بے لباس لگ رہا تھا۔

"اسکو پتہ ہے اس ڈاکٹر کا" وہ بات بدل کر جیسے سب کی جان میں جان ڈال گئے تھے لیکن اب سیماب کیلئے وہاں ایک بھی پل ٹھہرنا محال تھا۔

"یار۔۔۔اب شادی ہو رہی ہے تو یہ کلرز تو پہننے پڑیں گے ناں؟"

مبشر ہاتھ میں ہلکے زرد رنگ کا کرتا لئے ڈاکٹر برہان کے پیچھے پیچھے گھوم رہے تھے جو اپنے سادہ سے پینٹ

شرٹ میں ملبوس ہاتھ میں مسواک پکڑے اپنے

دودھیادانتوں کومزید چمکارہے تھے۔

"شادی ہورہی ہے اسکایہ ہرگز مطلب نہیں میں

جوکربن جاؤں۔۔۔ہوش سے کام لیں موبی۔۔۔یہ

لڑکیوں کے کلرز ہیں"

وہ پھر سے انہیں ڈپٹ کر کچن میں چلے گئے لیکن مبشر

کہاں ہارماننے والے تھے۔

"نام تو نہیں لکھا۔۔۔یا دنیا کی لڑکیوں نے اس رنگ

کو خرید تو نہیں لیا ناں۔۔۔آج مایوں ہے آپ کا" وہ

اب زچ ہونے لگے تھے۔

"ہو جائے میں اپنے سادہ کپڑوں میں چلا جاؤں گا

۔۔۔اور ایک منٹ میرا کیا کام یہ بھی لڑکیوں کے ہی

کام ہیں "

وہ یاد آنے پر اس بات کی بھی نفی کر گئے مبشر کا دل

چاہا اپنا یا ان کا سر پھوڑ لیں۔

"شادی کے بعد کا رومانس بھی آپ کا کام
نہیں۔۔۔وہ بھی زر خود کر لے گی "

اب کی بار انکی بات پر برہان پھٹی پھٹی نظروں سے انکو دیکھنے لگے جب مبشر کو یاد آیا کہ وہ کس کے سامنے یہ بات کر گئے۔

ایک تو انکے اندر چھپا وہ شیطان "بلیک شیڈو "ہر وقت انکو ان سبز آنکھوں میں اپنی جھلک دکھا کر خوفزدہ کرتا رہتا تھا۔

"مسٹیک ہو گیا بھائی۔۔۔" اس سے پہلے انکے چہرے کا نقشہ بگڑتا مبشر فورا سے صوفے کے پیچھے بھاگ لئے۔

"موبی۔۔۔ایک بار ہاتھ لگ جائیں" وہ بول ایسے رہے تھے جیسے وہ اچھے بچوں کی طرح آکر انکی مار کسی پرائز بانڈ کی طرح کھالیں گے۔

"چچچ۔۔۔مارنے کیلئے بھی کوئی اتنے پیار سے بلاتا ہے میرا معصوم بھائی۔۔۔ چل اب یہ کرتا پہن "

وہ بات بدل کر قمیض برہان کی جانب اچھال گئے جسے وہ کیچ کرتے الٹا انکو گھورنے لگے

"میں نہیں پہن رہا مطلب نہیں پہن رہا" وہ دو ٹوک انداز میں جواب دیتے قمیض صوفے پر رکھ کر چلے گئے۔

لیکن وہ بھی ڈاکٹر مبشر تھے جنہوں نے ہار ماننا تو سیکھی ہی نہیں تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد آئنے میں ایک خوبصورت شخص کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔

"ڈاکٹر برہان ورک" ہلکے زرد رنگ کے سوٹ میں ملبوس چہرے کی سادگی کے ساتھ آنکھوں میں ڈھیروں غصّہ لئے پیچھے کھڑے بدتمیزوں کو گھورتے ہوئے۔

یاقوت پامیر مبشر اور عثمان۔۔۔چاروں ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے کمینی مسکراہٹ چہرے پر سجائے انکو دیکھ رہے تھے۔

"اب آئی ناں اونٹ پہاڑ کے نیچے" عثمان برہان کو مکمل تیار دیکھ شوخی سے بولا

جب اسکے اونٹ کے مذکر مؤنث کے بگاڑنے پر پامیر

نے گردن جھکا کر اسے دیکھا۔

"اسے آنا ہی تھا پہاڑ کے نیچے بچارے کی مردانگی جو

شک میں ڈال دی"

اسکی بات پر مبشر اور یاقوت کا ایک ساتھ پھوٹ کر

قہقہہ نکلا اس بات پر تو برہان بھی ہنسی نہیں روک

پائے تھے۔

اور پھر جو عثمان پامیر کے پیچھے بھاگا تھا دونوں نے گھر کا

حشر نشر کر کر رکھ دیا تھا۔

"تم میرے ہاتھ لگو۔۔۔ گندی اولاد" وہ ہاتھ میں جوتا پکڑے اسکے پیچھے بھاگ رہا تھا۔

"یہ میرے باپ سے پوچھ کے دیکھ۔۔۔ کتنی منتوں سے مانگا ہے مجھے لیٹ آیا ہوں لیکن سارے فیچرز ٹھیک لے کر۔۔۔ تیری طرح۔۔۔ آدھا چینی اور آدھا پاکستانی "

عثمان کا بس نہیں چلا اسے اٹھا کر باہر پھینک دے۔

"تم کو کیا مسلہ ہوتی" وہ دانت بھینچ کر پوچھ رہا تھا۔

"ہم کو مسلہ ہوتی کیونکہ تم باز نہیں آتی حبیبی" آگے بھی پامیر سلطان تھا اپنے نام کا ایک اور نرالا جہاں وہ ہوتا تھا وہاں خوشیاں اسکے تعاقب میں بھاگی بھاگی چلی آتی تھیں۔

"زیحال۔۔۔" عثمان کو یاد نہیں رہا تھا کہ یہاں صرف انکا ٹولا آیا تھا وہ تو پاشا ولا میں مایوں کے انتظامات سمبھال رہا تھا۔

"افففف بس کردو تم دونوں" یاقوت اور مبشر کے پیٹ میں باقاعدہ ہنس ہنس کر درد ہونے لگا تھا۔

"اپنی پھوپھی کو بس کرواؤ تم" عثمان کی بات پر ایک بار پھر وہ بدتمیزوں کا طرح گلا پھاڑ کر ہنسنے لگے

وہ کتنے دل سے فرخندہ بیگم کے آنے پر بیگ تیار کر کر بیٹھی تھی لیکن زریاب کے واپس آنے پر اسکی ساری خوشی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔وہ منہ پھلائے اب انکو دیکھ رہی تھی۔

"زری۔۔۔تم کب تک ناراض رہے گا بچے" فرخندہ بیگم کا لہجہ نم تھا وہ آج ان دونوں کو فارم ہاؤس سے

خان حویلی کیلئے لینے آئی تھیں لیکن زریاب نے آکر
جانے سے صاف انکار کر دیا۔

"ناراضگی بنتی ہی نہیں مورے۔۔۔ام اس حویلی میں آنا ہی نہیں چاہتا" وہ صاف گویائی سے انکار کر گئے۔

جب فرخندہ بیگم کی آنکھیں یکدم سے برستے دیکھ انکا دل مٹھی میں آ جکڑا تھا وہ لب بھینچ کر ضبط کرتے اٹھ کر انکے پاس جا کر بیٹھ گئے۔

"مورے تم ایسا کیوں کرتا ہے؟"

ایک ماں کے آنسوں کسی بھی اولاد کیلئے کمزوری کا باعث بن سکتے تھے۔ انکا دل بھی اپنی ماں کے آنسوؤں پر برف کی طرح پگھل گیا تھا۔

پاشا ولا کو ایک بار پھر مایوں کے فنکشن کیلئے سجادیا گیا تھا اس بار اسکی خوبصورتی ہی نرالی تھی جس میں سب کی چہچہاہٹ شامل تھی اس بار مہمان بہت کم تھے لیکن اسکے باوجود سکون اور لمحے خوشیوں سے بھرے تھے۔

وہ سب آپس میں تیار ہوتی باتیں کر رہی تھیں چونکہ نکاح پہلے ہو چکا تھا اس لئے اب سارے فنکشنز دلہا دلہن کو ساتھ بٹھا کر ہونے والے تھے۔ سب ہی دھیرے دھیرے لان میں پہنچنے لگے

جہاں لگے پودوں پر ٹمٹماتی زرد لائٹس لگی ہوئی تھیں۔

رات کے اس پھر ہلکی ہلکی دھن کے ساتھ رسم کا آغاز کیا گیا تھا سامنے ہی زرتشم کو ایک تختے پر بٹھا دیا تھا جس

کے عین سامنے سفید جالی نما پردہ لگا تھا جس کے پار ایک اور تختہ رکھا تھا یقیناً وہ دلہے میاں کے لئے تھا۔ جو اب تک تشریف نہیں لائے تھے نہ یاقوت اور باقی سب آئے تھے۔

"یہ لڑکے کو کونسی تیاری کرنی ہوتی جو اب تک نہیں آئے؟" سب سے زیادہ بے چینی کومل کو لگی تھی۔

"پامیر بھائی سے پوچھنا وہ اچھا جواب دیں گے" مشی کے آنکھ دبانے پر کومل نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ایک بچی کی ماں نہ ہوتی تو اب تک میرے ہاتھوں

شہید ہو چکی ہوتی" وہ صاف دھمکی دیتی سب کے

قہقہے بلند کرواگئی۔

81/4

"ویسے اب لگ رہی ہے ناں شادی تو" کومل نے سب کا تفصیلی نظروں سے جائزہ لیا ہر کوئی پیلے رنگ کے لباس میں ملبوس خوش باش سا گھوم رہا تھا۔ سوائے بر لاس کے جو تیار تو ہو گیا تھا لیکن اسکے چہرے پر وہ رونق نہیں تھی۔ کومل اسے دیکھ سب سے ایکسیوز کر کر اسکی جانب بڑھ گئی۔

ڈاکٹر برہان کے چاہنے والے اتنے تھے لان بھرا پڑا تھا

لوگوں سے زیادہ تر ہوسپٹل کا سٹاف تھا جس میں

سب ہی جونیئرز اور سینئیر ڈاکٹرز تھے۔ سب ہی ڈاکٹر

برہان کی شادی دیکھ بے حد خوش تھے واحد ایک یہ

تھے جو اتنی عمر تک آکر بھی غیر شادی شدہ تھے۔

اب جا کر کہیں قسمت نے ان پر رحم کیا تھا اب کہیں

خوشیوں کو یہ شخص نظر آیا تھا۔

"ویسے آپس کی بات ہے۔۔۔یہ ڈاکٹرز کمبخت ہوتے بڑے خوبصورت ہیں" مشی کی بات پر زمل نے بھی ٹیبلز کے ارد گرد کھڑے ڈاکٹرز کو دیکھا۔

سب کی فٹ کسرتی جسامت کچے پیلے رنگ کے اونچے قمیض اور فٹ ٹراؤزر گردنوں میں ڈارک پیلے رنگ کی چھوٹی چنری اور آنکھوں پر لگے نظر کے چشمے ۔۔۔ہر کوئی ایک سے بڑھ کر ایک ڈیشنگ پرسنالٹی رکھتا تھا۔

"شرم کریں آپ۔۔۔یاقوت بھائی نے دیکھ لیا
ناں۔۔۔سب کی بینڈ بجادیں گے" وہ اپنے بھائی کا نام
جتنے فخر سے لے رہی تھی اتنی ہی دھماکہ دار انٹری اس نے
سامنے سے اسی وقت ماری تھی۔

وہ بھی سامنے سے سیم ڈریسنگ کئے چہرے پر دلفریب
مسکراہٹ لئے عثمان کے ساتھ باتیں کرتا ہوا ہال میں
داخل ہوا تھا۔

مشی اسے دیکھ ٹرانس کی سی کیفیت میں اٹھتی چلی تھی کیونکہ وہ یہاں سے سادہ کپڑوں میں گیا تھا لیکن وہاں سے دلہے میاں کے ساتھ فل تیار ہو کر آیا تھا۔

زمل نے مڑ کر مشی کو دیکھا جو اس دشمن جان کو دیکھ آس پاس کی ہر چیز بھول گئی تھی زمل کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی۔

"دیکھا۔۔۔یہ ہیں میرے بھائی" وہ شوخ ہوتی یاقوت کی ساری جاذب نظر دکھنے والی پرسنالٹی کا خود کریڈٹ لے گئی۔

"ہاں۔۔۔دیکھ لیا تمہارا بھائی" وہ آنکھوں میں ڈھیر ساری چمک لئے اسکے بھائی کو ہی دیکھتی رہی جو کمبخت ایک ہی جھلک میں اسکے دل کی تاروں میں سنہری دھن بکھیر گیا تھا۔اور رشتے میں اسکی بیٹی کا باپ لگتا تھا۔

"اوئے۔۔۔بیٹی سے یاد آیا۔۔۔لالا نے میری بیٹی کا نام نہیں سوچا۔۔۔" یاد آنے پر وہ فورا اسے زمل کو آڑے ہاتھوں لینے لگی

کیونکہ اتنی ہمت زیحال کے سامنے بولنے کی اسکی آج

بھی نہیں ہوئی تھی۔

"ہبی روز رات کو اسکے لئے نام ڈھونڈ کر سوتے ہیں

۔۔۔پوچھو تو کہتے ہیں ہر نام یاقوت کی بیٹی کے آگے

ہلکا لگتا ہے وہ اتنی قیمتی ہے کہ کوئی بھی نام اس پر جچ

نہیں رہا"

وہ خود بھی تو اتنے دن سے زیحال کا اس بات پر دماغ

خراب کر رہی تھی لیکن وہ تھا کہ ایک بھی نام سلیکٹ

نہیں کر پا رہا تھا۔

"ھمم۔۔۔ خیر ہے ہم بھی انتظار کریں گے۔۔۔ جیسے عبدلباری کا اتنا خوبصورت نام ہے میں چاہتی ہوں میری بیٹی کا نام بھی اتنا ہی خوبصورت ہو "

وہ سامنے کمبل میں لپٹی گہری نیند میں سوئی ہوئی اپنی کیوٹ سی گپو بیٹی کو دیکھنے لگی۔

وہ کاٹ میں سب سے بے خبر ہوئی اپنی نیند پوری کر رہی تھی۔

واقعی وہ اتنی انمول تھی کہ اسکے آگے ہر نام پھیکا لگتا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر برہان کو ایک زرد رنگ کی

چادر کے سائے میں سٹیج تک لایا گیا تھا وہ بار بار مبشر کو

کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے

"اتنی محبت سے نہ دیکھیں یہ کارنامہ میری تقریباً نہ

ہونے والی بیوی کا ہے "

وہ سارا املبہ دوسری جانب سے چادر کا سرا پکڑے آتی

ہوئی ظاعنہ پر ڈال گئے جو چمکتے لہنگے کرتی میں ملبوس

پالر والی کے اتنے اسرار پر ہلکے ہلکے کئے گئے میک اپ

میں بے حد جاذب نظر لگ رہی تھی۔

لیکن بھائی کی طرح اسکے چہرے پر بھی گہری سنجید گی

تھی۔

ڈاکٹر مبشر واحد ایسے شخص تھے جو فل ڈھٹائی سے

اپنے سالے صاحب کے سامنے انکی بہن کے بارے

میں بات کر لیتے تھے ورنہ ایسے عاشقوں کو پہلا ڈر

ہمیشہ انکے بھائیوں کا ہی ہوتا تھا لیکن یہاں الٹا سین تھا

ڈر اپنی محبوبہ کا تھا اور دماغ سارا دن وہ اپنے سالے

صاحب کا کھاتے تھے۔

ڈاکٹر برہان کو سٹیج پر بٹھا کر سارے بوائز اس جانب آ گئے تھے اور گرلز ساری دوسری جانب زرتشم کی ٹیم میں تھیں۔

۔۔۔۔۔۔۔

دونوں جانب ابٹن لگانے کی رسم ایک ساتھ شروع ہوئی تھی۔ قہقہے جیسے آپس میں مقابلہ کر رہے تھے جو ابٹن ڈاکٹر برہان کو لگایا جاتا وہی بعد میں زرتشم کو بھی لگایا جاتا۔

مورے لگا کر ایک جانب ہو چکی تھیں انکے بعد

سیماب اور بیلا نے خان حویلی کی بڑی بہو کی حیثیت

سے یہ رسم نبھائی تھی۔

"تم بہت خوش قسمت ہے گل۔۔۔ تم کو حاصل

کرنے والا اصل مرد ہے"

وہ جالی کے اس پار سے نظر آتے ڈاکٹر برہان کو

دیکھتی سرگوشانہ انداز میں بولی۔

اسکی بات پر گل نے ذرا بھی نظر نہ اٹھائی وہ عجیب سی

کشمکش میں اب تک مبتلا تھی

یہ سب جو ہوا ہے وہ کیسے ہوا ہے وہ اب تک نہیں سمجھ پا رہی تھی۔اسے خوش ہونا تھا یا حیران۔

وہ شخص ایک ہی رات میں اتنا طاقتور کیسے بن کر آ سکتا تھا کہ اسکے اتنے غصّیلے بھائی کے سامنے ڈٹ گیا۔

جس کے غصّے کا سوچ سوچ کر ہی اسکی جان نکل رہی تھی وہ خاموش کھڑا تھا اور تو اور مسکرا بھی رہا تھا۔

وہ کس سے جا کر پوچھتی کہ اسے بتایا جائے یہ سب کیا ہوا ہے اسکا سر گھوم رہا تھا۔

تب ہی بیلا کی نگاہ بھی جالی کے اس پار سے نظر آتے داراب پر پڑی۔ جوان سب کی مستیاں دیکھ ہنس رہا تھا۔

اسے بے اختیار اپنی بیلی پر نرم انگلیوں کا لمس محسوس ہونے لگا کان کی لو پر گرم سانسوں کی تپش جو اسے مدہوش کر رہی تھیں۔

تب ہی داراب نے بھی اسکی جانب دیکھا تھا جو اسکے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ وہی رک گیا۔

وہ رات بہت حسین تھی اتنی کہ دونوں چاہ کر بھی نہیں بھول سکتے تھے۔

وہ گہرے سانس لیتی آنکھیں بند کر کر اسے محسوس کرنے لگی جب سیماب کے پکارنے پر جھٹ سے ہوش کی دنیا میں آ پہنچی۔

"کدر گم ہے تم۔۔۔ مورے تم کو بلا رہا ہے" وہ فرکندہ بیگم کی آواز پر اسکا بازو ہلا کر مخاطب کرنے لگی۔

"ہ۔۔۔ہاں ام جاتا ہے" وہ ہڑ بڑا کر اٹھی اور سٹیج سے نیچے اتر کر بھاگ گئی۔ سامنے ہی مورے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

داراب انکی نظریں خود پر دیکھ جیسے اپنا سانس تک روک گیا وہ بمشکل مسکرا کر ان سب کی جانب مڑ گیا۔ ابھی یہ سب بہت تمیز کے دائرے میں ہو رہا تھا کیونکہ یہاں عورتیں بھی موجود تھیں لیکن جونہی وہ اندر گئی باہر مردوں کا لطف جوش پکڑ گیا سب نے مل

کر ڈاکٹر برہان کی توبہ کروادی تھی وہ اس وقت کسی

پیلے بھوت سے کم نہیں لگ رہے تھے۔

"ویسے آج آپ زیادہ ہینڈسم لگ رہے ہیں سر" ایک

جونیئر ڈاکٹر کی تعریف پر انہوں نے دانت پیس کر

آنکھیں ترچھی کر کر ساتھ کھڑے مبشر کو دیکھا۔

جو منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی پر کنٹرول کر رہے تھے۔

ایک پل دو پل تیسرا پل آتے آتے وہ پیلا بھوت انکے

پیچھے ہولیا۔

"نہیں۔۔۔نہیں ایم سوری" وہ بھاگتے ہوئے کان پکڑ کر ہنس بھی رہے تھے اور اپنی جان بچانے کی بھی کوشش کر رہے تھے۔

"موبی۔۔۔آئی ول کل یو" وہ پورا زور لگا کر ایک جگہ کھڑے انہیں بلانے لگے باقی سب ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے تھے۔

"اوہ گاڈ۔۔۔یہ نہیں سدھریں گے" یاقوت کو مبشر کا یہ ہنس مکھ رخ بہت پسند تھا وہ خاصے زندہ دل آدمی تھے۔

"کہتے ہیں جو زیادہ پیلا ہوتا ہے اس پر محبت کا رنگ بھی اتنا گہرا اثر کرتا ہے" اب کی بار انکی بات پر برہان دھک سے رک گئے دل بے اختیار کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔

انہوں نے اپنے ہاتھ پر لگے ابٹن کو دیکھا جس کی خوشبو بے حد تیز اور خوبصورت تھی۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں ہاتھ اپنی ناک کے نتھنوں سے ٹکرا گئے۔ کیا واقعی محبت اتنی حسین ہوتی ہے؟ وہ بے اختیار سوچنے لگے۔

کہ تب ہی سب نے انکو پھر سے گھیر لیا۔ موج مستی کے بعد سب لوگ کھانے کی ٹیبل پر جمع ہو گئے تھے ایک لمبی میز شاہی کھانوں سے بھری لان میں ہی سجا دی گئی تھی۔

دور دور تک ویٹرز ہاتھ باندھے مؤدب انداز میں کھڑے تھے۔ کل سیدھا بارات تھی کیونکہ مہندی زرتشم کو لگ چکی تھی۔ اس لئے اب سب کی تیاری کل بارات لانے کی تھی۔

وہ ان جان لوگوں کی طرح ایک جانب بیٹھی سب کو دیکھ رہی تھی ایک واحد وہ تھی جس کا ڈاکٹر برہان کے ساتھ خون کا رشتہ تھا انکا کل خاندان صرف یہ ایک لڑکی تھی "ظاعنہ ورک "

سب نے اسے اتنا خاص پروٹوکول دیا تاکہ وہ سب میں گھل مل سکے لیکن وہ خاموش بیٹھی بچوں کو دیکھ رہی تھی۔

جو بڑوں کی نقل میں سارے ابٹن میں بھر چکے تھے زنو کو ہنسی بھی آ رہی تھی لیکن اپنی ہنسی پر اسکا کمال ضبط تھا۔

زمل سب کے ساتھ بیٹھی تھی جب زامل رینگتا ہوا اسکے پاس آ کر بیٹھا۔اور اپنے ہاتھ کی انگلیاں دیکھنے لگا۔

"زامی۔۔۔کیا ہوا بیٹا" زمل چوٹ سمجھ کر اسکے ننھے ہاتھ تھام کر دیکھنے لگی۔

"دیش۔۔۔ تشی۔۔۔ مما(دس از کسی مما)" وہ نہایت سنجیدگی سے بتارہا تھا زمل کو ایک دم سے اسکی بات تو سمجھ بھی نہیں آئی تھی۔

"کیا؟" وہ مزید فکرمندی سے اسکا ہاتھ دیکھنے لگی۔

"نو تچ۔۔۔ مما دیش تشی اوتے (ڈونٹ ٹچ مما دس از کسی اوکے)" وہ پدوسا اپنی بٹن سی آنکھیں مزید گول کر گیا۔

"زامی۔۔۔ اب مما سے پٹائی ہو گی بتاؤ کیا ہوا یہاں"

اسکے دل میں ہول سے اٹھ رہے تھے اپنے بچے کو

چوٹ لگ جانے کا سوچ کر اور اسے الگ ہی کسی کی

پڑی ہوئی تھی۔

زامی نے اپنا ننھا سا ہاتھ زمل کے گال پر لگا دیا اور اٹھ کر

اپنے چھوٹے چھوٹے لبوں سے اپنی ماں کے ماتھے کا

بوسہ لے لیا۔

زمل شل سا کت سی اسکو دیکھنے لگی۔

"بباشید۔۔۔ تشی فال یو (بابا نے بولا یہ کسی آپ کے

لئے ہے)" وہ اب صحیح معصومیت سے اپنی ماں کو

سمجھا رہا تھا زمل بھی اسکی بات سمجھتی جی بھر کر حیران

ہوئی۔

مطلب اسکے باپ نے اسکے ہاتھ پر اسکی ماں کیلئے کس

بھیجی تھی وہ دور ہو کر بھی نہیں سدھرا تھا اصل

حیرت تو اسے اپنے بچے پر ہوئی۔

جو نہ دکھنے والی چیز کو بھی اتنی سمبھال کر اس تک لایا

تھا۔

"وات دش ببا(یہ کیا ہے بابا)"زامل گاڑی کے بونٹ پر بیٹھا اپنے ہاتھ پر دیکھ رہا تھا جہاں زیحال نے اسکی ننھی سی انگلیوں پر اپنے لب رکھے تھے۔

"یہ کسی ہے۔۔۔تمہاری ماں کے لئے۔۔۔جا کر اسے دو"

وہ اسے گاڑی سے نیچے اتار کر آگے پش کرنے لگا جب اسکے ذہن میں ایک اور خیال آیا۔

"رک۔۔۔"وہ روک کر اسکے پیچھے کچھ باندھنے لگا زامل چپ کھڑا اپنے باپ کی حرکت دیکھ رہا تھا۔

"ممما۔۔۔ہپ۔۔۔می (ماما مجھے ماریں گی)" وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا یہ کوئی الٹا کام ہے۔

"بیٹا اس عورت سے ڈرنا بنتا ہے جس سے تمہارا باپ بھی ڈرتا ہے"

اسکی بات پر زامل کھی کھی کرتا ہوا ہنسنے لگا جس پر زیحال نے باقائدہ گردن جھکا کر اسے دیکھا۔

"زیادہ نہیں بات سمجھتے۔۔۔ چلو بھاگو اور جلدی دے کر آؤ "

"ببا۔۔۔می بمم۔۔۔بمم (بابا میں گاڑی لونگا اس کام کے بدلے)" اپنے بیٹے کی توتلی ڈیمانڈ پر زیحال نے گھور کر اسے دیکھا۔

لیکن اب کیا عورتوں میں وہ خود تو جا نہیں سکتا تھا یہی ایک راستہ تھا۔

"بیٹا۔۔۔تم اپنے باپ کو بیچ کر لے لینا۔۔۔اب بھاگو" زامل اسکی بات پر سیریس ہوتا اندر بھاگ گیا۔

زیحال کو ہنسی بھی آئی پورا گھر انکے کھلونوں سے بھرا پڑا تھا۔

زامل ٹکٹوا اسکے بچپن کی کاپی تھا اسی کی طرح گاڑیوں کے لئے جنونی۔ تیز دماغ اور پھرتیلا۔

وہ اب بھی پاشا ولا کی اس ونڈو میں کھنی ٹکا کا اپنی گلالے کو دیکھ رہا تھا جہاں سے کوئی بھی اسے نہ دیکھ سکے۔

تب ہی اسکا موبائل بج پڑا سامنے سکرین پر جگمگاتا ہوا نام دیکھ اسکے چہرے سے ساری نرمی ہٹتی سنجیدگی نے اپنی جگہ بنالی۔

"ابراہیم کی خاموشی ہمارے لئے خطرہ تھی" مقابل کی بات سن کران گرے جھیل سی آنکھوں میں وحشت ابھر آئی۔

"کسی کی اتنی اوقات نہیں وہ پاشا بے کے مقابل آ سکے" اسکی آواز میں ایک رعب تھا دبدبہ تھا جسے سن کر مقابل کو اسکی طاقت کا اندازہ ہوتا تھا۔

"اسے کہو میں انتظار کرونگا اسکا۔۔۔ہمت ہے تو سامنے آکر مقابلہ کرے" وہ کھل کر چیلنج کر رہا تھا۔

مقابل نے اسے ایک ایک کر کر ساری بات بتادی اپنی
فیکٹری کے تباہ ہونے پر اسے ذرا بھی افسوس نہیں تھا
یہ چھوٹے چھوٹے نقصانات اسکی شخصیت پر کوئی اثر
نہیں کرتے تھے۔

"ہمیں آپ کی فیملی کی طرف سے محتاط رہنا پڑے گا"

وہ دبے لفظوں میں اسے بہت کچھ باور کروا رہا تھا۔

"اسکا غصّہ میرے لئے کوئی وقعت نہیں
رکھتا۔۔۔لیکن تب تک جب تک بات میری فی "

وہ بات کر ہی رہا تھا جب اسے پیچھے سے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی۔

اس آہٹ کو سنتے ہی پاشا کی آنکھوں سے سختی یکدم سے غائب ہو گئی وہ بات ادھوری چھوڑ کر چہرے پر مسکراہٹ لے آیا۔

"تم یہ ڈیل سمبھال لینا جانتے ہو مجھے چھوٹی موٹی ڈیلز نہیں پسند" اسکی بات پر مقابل کو حیرت ہوئی وہ کیا کہہ رہا تھا۔

"سر،

"تم سے بعد میں بات کرتا ہوں" وہ فون بند کرتے پیچھے مڑا جہاں زمل سینے پر ہاتھ باندھے اسے گھور کر دیکھ رہی تھی ہاتھ میں ایک چیچ تھا جو اس نے زامل کی پونچھ سے کھولا تھا جس پر لکھا تھا۔

"اس غریب کو تھوڑا سا پیار ملے گا۔۔۔ اللہ تمہیں ڈھیر سارے بچے دے گا بی بی "

اس جملے وہ اتنی دیر تو پہلے پاگلوں کی طرح ہنسی تھی پھر اٹھ کر باہر نکل کر آئی تھی اب کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

"یہ کیا ہے ؟" پیج سامنے ہوا میں لہرایا۔

"لگ تو پیج رہا ہے" وہ معصومیت کی حد پار کر گیا۔

زمل کو ہنسی تھی لیکن وہ جان بوجھ کر غصّے والا منہ بنا گئی۔

"لکھا کیا ہے آپ نے "

اسکے پوچھنے پر زیحال نے آنکھیں چھوٹی کر کر غور سے وہ لکھا ہوا پڑھنا چاہا

"سوری۔۔۔میری عمر ہو گئی دراصل میری نظر کمزور ہو گئی اس لئے" وہ ڈھیٹ ایکٹنگ بھی ایسی کرتا کہ وہ دنگ رہ جاتی۔

زمل کی یہاں بس تھی وہ جا کر اسے شرٹ سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ گئی وہ پہاڑی وجود اتنا بھاری تھا کہ وہ ایک انچ بھی اسے نہ ہلا سکے
لیکن اسکی محبت اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیتی تھی۔

زیحال دیوانوں کی طرح اس کی ہیزل آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"زیادہ معصوم نہ بنیں اچھا" وہ اپنی مسکراہٹ دبانے کی کوشش میں بری طرح سے ناکام ہو رہی تھی۔

زیحال نے ایک نظر اسکے ہاتھوں میں اپنا کالر دیکھا پھر انہی شریر نگاہوں سے اسکے چہرے کا طواف کرنے لگا۔

"اجازت دو۔۔۔میں رومانٹک بن جاؤنگا" وہ شریر لہجے میں اجازت مانگتا زمل کا دل زور سے دھڑکا گیا۔

اس سے پہلے وہ پیچھے ہٹتی وہ اسے اٹھا کر کندھوں پر لے گیا۔

"ہ۔۔۔ہبی کیا کر رہے ہیں چھوڑیں مجھے "

وہ اسکی پیٹھ پر مکے برساتی شور کرنے لگی لیکن وہ ڈھیٹ

اسے لے کر پاشا ولا کی پچھلی جانب آگیا جہاں اس ولا کا

ایک خوبصورت حصّہ بنا تھا۔

وہی موجود ایک کمرے میں وہ زمل کو لے گیا جہاں

اسے لے جا کر چھوڑ دیا۔

زمل اسے سنانے ہی لگی تھی کہ وہ آس پاس جلتی

لائٹس دیکھ کچھ پل کیلئے دھک سے رک گئ

پورا کمرہ گیندے کے پھولوں سے سجا ہوا تھا سامنے ہی ڈریسنگ ٹیبل پر ابٹن رکھا تھا۔

زمل ایڑھی کے بل پوری اسکی جانب گھوم گئی۔

"یہ سب کیا ہے؟"

زیحال نے کندھے ایسے اچکائے جیسے کہہ رہا ہو "دیکھ لو"

"ہہی" وہ چیخ کر بھاگتی اسکے سینے سے لگ گئی۔ زیحال کیلئے اسکی خوشی اسکا سب کچھ تھی وہ مسکرا کر اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

کومل اس سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن وہ ایسا موقع ہی نہیں دے رہا تھا وہ خاموش تھا اور اسکی خاموشی کھٹک رہی تھی۔

وہ سب اندر تھیں جب ایک ملازم نے آکر سب مہمانوں کے بیچ آئرہ کو تلاش کیا جو سامنے ہی بیٹھی زالے کے ننھے ہاتھوں پر مہندی لگا رہی تھی۔

"بی بی سائیں آپ کو باہر کوئی بلا رہا ہے"

اسکی بات پر آئرہ تھوڑی چونک سی گئی اسے بھلا کون

بلا سکتا تھا بر لا س ہوتا تو وہ خود آتا نہ کہ ملازم کو بھیجتا۔

وہ اٹھ کر دوپٹہ ٹھیک سے سر پر لیتی باہر آگئی جہاں

سب مہمان موجود تھے سب ہی اپنی گپ شپ میں

مصروف تھے

سب کے بیچ ملازم نے ایک شخص کی جانب اشارہ کیا

جو پیٹھ کئیے دوسری جانب کھڑا تھا۔

آئرہ نے سرتا پیر اسے تعجب نگاہوں سے دیکھا۔

وہ نہیں جانتی تھی یہ کون تھا لیکن اس نے آئرہ کو

کیوں بلایا وہ اسی کشمکش میں کھڑی تھی جب اس شخص

نے مڑ کر اسے دیکھا

اسکے مڑتے ہی آئرہ اسکے چہرے کو بغور دیکھنے لگی۔

دیکھتے ہی دھیرے دھیرے اسکی آنکھیں بے اختیار

پھیلنے لگی سانس تو جیسے سینے میں ہی اٹک کر رہ گئی۔

وہ شخص اسکے فق رنگ کو دیکھ شریر انداز میں مسکرا دیا

جیسے کچھ فتح کر لیا ہو۔

آئرہ یوں کھڑی تھی جیسے کوئی مردہ قبر سے اٹھ کر آ گیا ہو چہرے کی نچڑی رنگت اس بات کی صاف گواہ تھی کہ وہ اس شخص کو پہچان چکی تھی جو جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ دور سے ہی ہاتھ ہلاتا ہوا آئرہ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا لیکن وہ بت بنی کھڑی اسے اسی جگہ امیجن کرتی دیکھ رہی تھی۔

جب اس نے آئرہ کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرا کر اسے ہوش دلایا وہ پلکیں جھپکاتی ہڑبڑا کر اسے دیکھنے لگی۔

جب اسکے اچانک یوں سامنے آجانے پر بدک کر دو قدم پیچھے ہٹی اسکا یہ سہما سہما سا روپ اس لڑکے کیلئے

بہت دلچسپ تھا وہ چہرے پر دلفریب مسکراہٹ لئے اسے دیکھنے لگا۔

''کیا ہوا۔۔۔مجھے دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی؟'' وہ پوچھ ایسے رہا تھا جیسے دونوں بچپن کے دوست رہے ہوں اور وہ بھی بہت اچھے والے۔

آئزہ کو اب بھی یقین نہیں آیا تھا کہ وہ اس شخص کو اپنے سامنے دیکھ رہی ہے۔

"بی بی سائیں یہی تھے جنہوں نے آپ کو بلایا تھا"

ملازم نہایت مؤدب انداز میں بول کر باقی مہمانوں کی جانب بڑھ گیا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔؟"ایک لفظ وہ بھی آج کتنی مشکل سے اسکے لبوں سے ادا ہوا تھا یہ وہی جانتی تھی۔

"ہاں ناں۔۔۔دیکھو۔۔۔تمہارے لئے یہاں بھی آ گیا"

وہ شوخ ہوتے کندھے اچکا کر بولا۔

یونیورسٹیز میں ٹاپرز مشہور ہوتے ہیں یا کوئی گینگ۔
مگر یہ وہ واحد لڑکا تھا جو اپنی یک طرفہ محبت کے لئے
سب میں مشہور تھا جس کی محبت کی تمام لڑکیاں متمنی
تھیں وہ شخص سامنے کھڑی اس لڑکی کا متمنی تھا "آئرہ
خانزادہ" کا۔

"بکواس بند کرو اپنی"

وہ بولی نہیں پھنکاری تھی لیکن آس پاس کے لوگوں
کا احساس کرتے اپنی آواز کو خاصا دھیما کر گئی۔

"ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی ہاں" وہ اب سرگوشانہ انداز میں کسی جنگلی شیرنی کی طرح اس پر غرلائی تھی اس لڑکے کیلئے اسکا یہ انداز نیا تھا کیونکہ وہ تو بہت معصوم تھی کلاس میں اسکی آواز تک کسی نے اتنی نہیں سنی تھی سوائے اسکی دوستوں کے۔

"کیا ہوا ریہو۔۔۔میں تم سے ملنے آیا ہوں" اسکے انداز میں غم تھا جیسے اسے دکھ پہنچا ہو اسکے لہجے سے۔

"کیوں۔۔۔ایسا کونسا جنموں کا رشتہ ہے مجھ سے" وہ اب بھی کسر نہیں چھوڑ رہی تھی۔

"دل کا رشتہ تو ہے ناں "اس کے لہجے میں آج بھی

وہی محبت پنپ رہی تھی جسے محسوس کر کر آئرہ کا دل

دھک سے رک گیا۔

وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی نہیں دل اسکی

محبت پر نہیں رکا تھا بلکہ اسکے جملے کو سن کر اس بیسٹ

کے خوف سے رک گیا تھا۔ جس کے کانوں میں یہ لفظ

محبت بھی پڑ گیا تو نجانے کیا ہونا تھا۔

آج بھی اسکی آنکھوں کے سامنے سے ان لوگوں کے چہرے نہیں گئے تھے جنہوں نے اس سے محبت کا اظہار کیا تھا اور پھر اسکا انجام بھی پایا تھا۔

"میری بات مانو۔۔۔جاؤ یہاں سے "

وہ نہایت دھیمی آواز میں اسے تنبیہہ کرنے لگی جیسے نہ چاہتی ہو کہ یہ کسی کے سامنے آئے

"بٹ وائے میں تم سے ملنے آیا ہوں یار کیوں چلا جاؤں ؟" وہ اسکے چہرے پر چھایا خوف سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

وہ تواب بھی اسکے لئے یہاں آیا تھا اور وہ اسے جانے کا کہہ رہی تھی۔

"واٹسپ پر تواب بھی کنیکٹ ہو مجھ سے"

اب کی بار اسکی بات پر آئرہ نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا واٹسپ؟ یہ لفظ ہی اسکی سماعتوں میں دوبارہ گونجنے لگا تھا

اسے ایک پل نہیں لگا تھا اسکی بات کا مطلب سمجھنے میں کیونکہ اسکا مطلب اتنا بھی مشکل نہ تھا کہ وہ نہ سمجھتی۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

کیا اتنے وقت سے اس پر نظر رکھنے والا ارستم جہانگیر تھا؟ یہ سوچ کر ہی اسکے ذہن میں گھنٹے بجنے لگے تھے۔ وہ سانس روکے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی جب پیچھے سے کسی کی آواز پر کرنٹ کھا کر اسکی جانب مڑی۔

وہی کچھ فاصلے پر مشی کھڑی تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔ تم یہاں کیوں آگئی۔۔۔ زالے رو رہی ہے اسکی مہندی پوری کرو" وہ زالے کے رونے پر ہی

آئی تھی اسے بلانے۔کیونکہ وہ ہاتھ ہلا کر ساری مہندی خراب کر رہی تھی۔

اورزمل بی بی کا حکم تھا کہ اسکی بیٹی کے خوبصورت ہاتھوں پر مہندی بھی خوبصورت لگنی چاہئے۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔میں آتی ہوں" آئرہ کی ہڑبڑاہٹ پر مشی نے غور سے اسکا چہرہ دیکھا اسکے چہرے پر چمکتی ٹھنڈے پسینے کی بوندیں اسے حیران کر رہی تھی۔

وہ دھیرے سے آگے چلی آئی۔

"کیا ہوا۔۔۔ سب ٹھیک ہے ؟" وہ اسکا ہاتھ تھام کر فکرمندی سے پوچھ رہی تھی جب اسکی نظر دو قدموں کے فاصلے پر کھڑے رستم جہانگیر پر پڑی۔

"یہ کون ہے ؟" اس نے تعجب نگاہوں سے نہایت دھیمی آواز میں پوچھا۔

اسکے سوال پر آئرہ کی جان جیسے لبوں پر آئی تھی۔ لفظ جیسے منہ میں ہی پھنس گئے تھے۔

"میں دوست ہوں آئرہ کا۔۔۔یونی ٹائم سے" اس سے پہلے آئرہ کچھ کہتی اس نے خود ہی اپنا تعارف کروا دیا

جس پر مشی جی بھر کر حیران ہوتی آئرہ کو دیکھنے لگی کیا وہ برلاس کو نہیں جانتی تھی؟ جو یونی کے دوست کو گھر بلا لیا تھا؟

اس لڑکے کے پھرے ہوئے دماغ سے پورا گھر واقف تھا پھر بھی یہ بے وقوف لڑکی اتنی بڑی غلطی کر گئی تھی۔

''ا۔۔۔اچھا۔۔۔کیسے ہیں آپ'' وہ بمشکل مسکرا کر
نہایت خوش اسلوبی سے ملی جس پر رستم کو جیسے اپنی
سانس میں سانس آتی محسوس ہوئی کہ کوئی تو اس سے
اچھے سے ملا۔

''میں بلکل ٹھیک۔۔۔بس ریہو سے ملنے آیا تھا'' وہ
سرسری سے لہجے میں بولا

اسکے منہ سے ریہو نام سن کر مشی کی شہد رنگ
آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی۔

"آئرہ نام ہے میرا" آئرہ کو مشی کے سامنے اسکے منہ سے یہ نام ذرا بھی نہیں بھایا تھا۔

"پیار سے تو یہی کہتے تھے سب تمہیں" آہ وہ یہ نہیں کہہ سکا کہ وہی اسے پیار سے اس نام سے پکارتا تھا آئرہ کو جی بھر کر اس پر طیش آیا۔

"آپ کھڑے کیوں ہیں آئیں ناں بیٹھیں "

مشی مسکرا کر اسے آگے کی جانب لے کر بڑھنے لگی جب آئرہ نے بیچ میں ہی اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"ک۔۔۔کیا کر رہی ہیں مشی۔۔۔اس کی ضرورت

نہیں ہے آپ ان سے کہیں یہ جائیں یہاں سے"

اسکے انداز میں خوف صاف جھلک رہا تھا اس شخص کا

جو یہاں موجود نہیں تھا۔

"ایسے کیسے بھئی تم پاگل ہو۔۔۔ہم مہمان وں کو ایسے

نہیں بھیجتے۔۔۔آئیں آپ"

مشی اسے آنکھ دکھا کر رستم کو باقی مہمانوں کی جانب

لے کر بڑھ گئی۔

اسکی حرکت پر آئرہ نے بری طرح سے اپنے لب کاٹے یہ کیا بیٹھے بٹھائے ایک مصیبت اسکے سر پر آن پڑی تھی وہ اپنے ہاتھوں کو آپس میں الجھاتی بے چینی سے برلاس کو یہاں وہاں تلاش کرنے لگی۔

پورے پاشا ولا میں یہ ایک ایسا کمرہ تھا جو اس وقت ابٹن کی خوشبو سے زیادہ محبت کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ جس کی دیواریں آنکھوں پر ہاتھ رکھے سامنے کے منظر کو دیکھ شرما رہی تھیں۔ جس کی فضا میں محبت

رقص بن کر ڈور رہی تھی جس کی خاموشی میں عشق اپنے ڈنکے بجا رہا تھا۔

کہ یہ محبت ہے یہ عشق ہے یہ جنون ہے جو زیحال خان آفندی کو زمل فہد خانزادہ سے ہے اور رہے گا تاقیامت رہے گا وہ شخص خود کو اس پر وار چکا تھا اور واری ہوئی چیزیں کب واپس لی جاتی ہیں۔

اس کمرے کے سفید چمکتے فلور پر ایک نرم میٹرس بچھایا گیا تھا جس کے ایک کونے پر پیلی چنری اپنے اوپر

پڑے سفید قمیض کے ساتھ سرگوشیاں کر رہی تھیں۔

انکے قریب ہی پیلی چوڑیاں پڑی اپنے حق ادا ہونے پر پرسکون سی مسکرا رہی تھیں کتنے دن بعد یہ شدّت دونوں کے بیچ واپس آئی تھی۔

اس وقت صرف ایک سفید چادر کافی تھی اس رشتے کو ایک کرنے کیلئے۔

وہ اسکے سینے پر سر ٹکائے ہاتھ میں ایک گیندے کا پھول پکڑے اسکی پتیاں ایک ایک کر توڑ رہی تھی۔

اور وہ پاگل دیوانوں کی طرح اسے جان لٹاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

جو اسکے برہنہ سینے سے ٹیک لگائے اسکی خوشبو سے مہک رہی تھی۔

"اب ویسا پیار نہیں ہوتا ناں ہمارا" وہ زمل کے بالوں کی لٹ کو چھوتے گھمبیر لہجے میں بولا۔

"ھمم۔۔۔اب ہمارے بچے ہیں ناں" وہ مصروف سے انداز میں بولی

زیحال نے اسکے ہاتھ میں وہ پھول دیکھا جس پر زمل کا دھیان تھا اس نے دھیرے سے وہ پھول لے کر ایک جانب اچھال دیا۔

"ہیں۔۔۔یہ کیا کیا" وہ سر اٹھائے خفا خفا سی بولی۔

زیحال کو اسکا یہ روپ از حد بھاتا تھا دل و جان سے بھاتا تھا۔

"میں اپنے علاوہ تمہاری توجہ اس پھول پر بھی نہیں کر سکتا برداشت "کیا تھا یہ شخص محبت کے معاملے میں دل کھول کر اظہار کرنے والا۔

زمل کو ایک لمحے کیلئے چپکی سی لگ گئی لیکن وہ جان بوجھ کر وہی پھول اٹھاتی اسکے ساتھ چادر میں لپٹ گئی۔

"دوبارہ جانا پھول اٹھانے "زیحال کی فرمائش پر زمل نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔

"وہ کیوں؟"وہ کس معصومیت سے پوچھ رہی تھی جب اس میسنے کی مسکراہٹ سمجھتے اسکا چہرہ یکدم سے سرخ پڑ گیا۔

''ہبی۔۔۔یو چیٹر'' وہ اسکا مطلب سمجھتی اسکے کسرتی سینے پر مکا جڑ گئی۔ جس پر زیحال کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا تھا وہ سر پیچھے پھینکے ہنستا چلا گیا۔

زمل اسے ہنستے دیکھ ایک پل کیلئے مبہوت سی ہی گئی کیا اس شخص کی ہنسی سے خوبصورت کچھ تھا اس دنیا میں؟ وہ ہنستا تھا تو لگتا تھا دنیا رک گئی ہو۔

''کیا چیز ہو تم یار'' وہ اب بھی ہنس رہا تھا زمل نہیں سن رہی تھی وہ کیا کہہ رہا تھا وہ بس دیکھ رہی تھی جب بے

خودی میں وہ آگے بڑھ کر اسکی پیشانی پر اپنے لب ٹکا گئی

زیحال کی ہنسی یکدم سے تھم گئی۔ وہ سانس روک گیا وہ خود کو بھی روک گیا تھا زمل آنکھیں موندیں اس سکون کو محسوس کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد وہ پیچھے ہٹنے لگی تھی جب زیحال اسے وہی روک گیا۔

"نہیں۔۔۔پلیز۔۔۔ابھی نہیں" اسکی تڑپ کر زمل کا دل دھک سے رک گیا

وہ کیا جانے اسکی اس محبت کیلئے وہ کتنا ترستا تھا کہ وہ بھی اسکی طرح اسے چاہے پوری دنیا میں ایک اسی لڑکی کی چاہت کا تو وہ متمنی تھا۔

زمل کو لگا جیسے وہ سانس نہیں لے رہا وہ فکر مند سی ہوتی دھیرے سے پیچھے ہٹ کر اسکی بند آنکھوں کو دیکھنے لگی۔

جب اسکی آنکھیں دھیرے سے کھلی۔ زمل کا دل رک گیا کیونکہ آج وہ گہرے جھیل سی آنکھیں سرخ تھیں جن میں کرب اتر آیا تھا۔

"ہبی" اسکے لب دھیرے سے پھڑ پھڑائے۔

"تھینک یو" اسکی آواز میں نمی تھی جسے محسوس کرتے زمل کا دل مٹھی میں آیا تھا

"تم نے مجھے مکمل کر دیا زڑ گیہ۔۔۔ تم نے مجھے مکمل کر دیا" وہ جنونی انداز میں بولتا اسکی پیشانی سے پیشانی جوڑ گیا۔

یہ لمحہ سکون تھا یہ لڑکی سکون تھی۔

"میرے سب نے مجھے دھوکہ دیا سب نے" کیا وہ کبھی یہ سب بھول سکتا تھا؟ کاش وہ اسکے وجود سے ان

یادوں کو نوچ نکالتی کاش۔ جو اسکے ہبی کو اندر ہی اندر مارتی تھیں اسے خاموش رہنے پر مجبور کرتی تھیں۔

"تم نہ دینا کبھی۔۔۔ک۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔اس بار نہیں کر سکونگا برداشت۔۔۔گلا لے۔۔۔ نہیں کر سکونگا "

اسکی آنکھ سے بہتا گرم سیال زمل کا دل لرزا کر رکھ گیا تھا۔ زمل کے ذہن میں کچھ جھماکے سے لہرایا تھا کچھ بہت بھیانک جو اسے ایک ہی پل میں خوف زدہ کر کر رکھ گیا تھا۔

کیا گزرا وقت انسانوں کو واپس مل سکتا تھا؟ اگر ہاں تو کتنا کچھ ٹھیک ہو سکتا تھا۔

وہ تڑپ کر اسکے سینے سے لپٹ گیا کسی معصوم بچے کی طرح اسکی تڑپ پر زمل تڑپ اٹھی تھی۔ ضروری تو نہیں ہمیشہ مرد محبت کرے۔ یہ تو روایت تھی مگر عورت جب محبت کرتی ہے تو کمال کر دیتی ہے مرد کو جیسے زندہ کر دیتی ہے۔

وہ زیحال کو خود میں چھپا گئی۔

وہ اسکا تھا صرف اسکا اس پر کسی درد کو بھی قبضہ کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

لیکن اس یاد کا کیا جو اسے ابھی سے خوف زدہ کر گئی تھی۔

آج کی صبح پاشا ولا پر بے حد خوبصورت بن کر اتری تھی خوشیوں سے بھری سب کیلئے ایک خوبصورت یاد بن کر ہر کوئی خوشی سے یہاں وہاں گھوم رہا تھا کسی

کے جوتے نہیں مل رہے تھے تو کسی کی پگڑی یہاں

وہاں ہو گئی تھی۔

بچے اپنی چیزیں اٹھا کر پورے گھر میں گھوم رہے تھے

انکی خوشی کا اپنا ہی لیول تھا۔

"زالے۔۔۔میرا بیٹا ہیئر سٹائل بنائیں گے ناں

۔۔۔ادھر آؤ" زمل ہاتھ میں اسکی چھوٹی چھوٹی کلپس

پکڑے اسکے پیچھے گھوم رہی تھی

جبکہ وہ آگے آگے دوڑ رہی تھی ایک ہی رٹ لگائے

کہ اسکا ہیئر سٹائل اسکے بابا بنائیں گے۔

بابا بھی کہاں فری تھے صبح سے اسے بھی سانس لینے کی فرصت نہیں ملی تھی۔ وہ اندر باہر کے انتظامات سمبھال رہا تھا۔

داراب بھی اسکے ساتھ ہی شامل تھا جبکہ زریاب مہمانوں کو منہ دے رہے تھے۔

پاشاولا اس وقت خوشیوں کا سماں بن چکا تھا دنیا کو پتہ چل رہا تھا کہ آج زرتشم نوشیر وال کی رخصتی ہے۔ جس کی بارات دوسری جانب سے نکلنے کی تیاری کر رہی تھی۔

بظاہر ڈاکٹر برہان یتیم تھے جن کے ماں باپ بچپن میں ہی گزر چکے تھے رشتہ دار کوئی نہیں تھا لیکن پھر بھی اتنے عرصے میں انہوں نے جو عزت کمائی تھی اتنے لوگ انکی محبت میں اس شادی میں شریک ہوئے تھے۔

کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ اس شخص کا خاندان نہیں ہے۔اوپر سے زیحال نے یاقوت پامیر اور عثمان کو بھی اسکی طرف بھیج دیا تھا۔

جو بھی تھا۔ڈاکٹر برہان ورک کا ایک اور رشتہ تھا ان بھائیوں سے جس میں وہ انہیں بھی اپنا بھائی ہی شمار کرتے تھے۔

"ہبی۔۔۔اسکو دیکھیں "زیحال پر نظر پڑتے زمل نے اسے پکڑ لیا۔

"یہ کہہ رہی ہے آپ سے ہیئر سٹائل بنوائے گی "اس نے اپنی آدھی ٹانگ تک آتی چھوٹی سی زالے کو دیکھ دانت پیسے۔

''تو ابھی بنا دیتے ہیں اپنے بیٹے کے بال'' آہ وہ کبھی منع کر سکتا تھا اپنی بیٹی کو۔ وہ وہی برش لے کر بیٹھتا زالے کے بال بنانے لگا۔

ہر آتا جاتا شخص اس باپ بیٹی کی خوبصورت محبت کو دیکھ رہا تھا۔

''یہ لو بن گئے'' وہ زالے کی دو چھوٹی پونی بناتا اسکے روئی جیسے گال چوم گیا۔

''تھینکو۔۔۔ببا (تھینک یو بابا)'' زالے آنکھیں پٹپٹاتی بدلے میں اپنے بابا کے گال پر پیار دینے لگی۔

"یو ویلکم میرا بیٹا "

اسکے بچے جتنے بھی لاڈلے تھے لیکن اسکی عادتوں میں ایک بہترین تربیت بولتی تھی۔

وہ اٹھ کر جانے لگا تھا جب زمل نے بے اختیار اسکا بازو تھام لیا اور وہ دیوانہ اپنی پوری دنیا وہی روک گیا۔

"آپ ایک بیسٹ فادر ہیں" وہ کھلے دل سے اسکی تعریف کر رہی تھی جس پر زیحال مسکرا کر سر خم کرتا اسکی تعریف سمیٹ گیا۔

دور کھڑی بیلا کی نظران دونوں پر تھی کتنا خوبصورت

تھا دونوں کا رشتہ اسکے دل میں ایک آس سی سر

اٹھانے لگی تھی

سامنے ہی زیحال کے ساتھ بات کرتے داراب کو دیکھ

کر کاش اب قسمت اس پر بھی تھوڑی مہربان ہو سکتی۔

دوسری جانب ان سب نے مل کر ڈاکٹر برہان کے گھر

میں تباہی مچار کھی تھی۔ باہر ڈھول ڈھماکے بج رہے

تھے جس پر پامیر اور عثمان ان ڈاکٹرز کے ساتھ مل کر

ہلا گلا کر رہے تھے۔

"اب بس؟" وہ آئینے میں خود کو سفید شیروانی میں

دیکھ سر پر پگ لیتے کلس کر بولے۔

پیچھے کھڑے ڈاکٹر مبشر نے سائیڈ میں کھڑی زنو کو

دیکھا

جو گہری نظروں سے اپنے بھائی کی تیاری دیکھ رہی تھی

انکا بس چلتا تو سادہ کپڑوں میں ہی اپنی دلہن لینے پہنچ

جاتے۔

"یہ ایسے سوکھے سڑے ہوئے گئے تو زر نے سیدھا

طلاق مانگ لینی ہے" موبی کی بات پر جہاں برہان نے

انہیں گھور کر دیکھا تھا وہی زنو کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"یہ پرفیوم۔۔۔خاص طور پر آپ کے سالے لائیں ہیں نہ لگائی تو غنڈہ گردی پر اتر آئیں گے" وہ ان پر دو تین سپرے مارتے چہک کر بولے۔

پھر انہوں نے کریم اٹھا کر ڈاکٹر برہان کے چہرے پر ٹھمکے سے رکھنے شروع کئے۔

"یہ۔۔۔؟" وہ جھینپ کر پیچھے ہٹنے لگے تھے کہ موبی انکا بازو پکڑ گئے۔

"شش۔۔۔زر کو پٹانا ہے تو ہینڈ سم بن کر جائیں پتہ نہیں کس کی بہن ہے وہ۔۔۔گندے بچے کو دیکھ کر انکار کر دیا تو؟ "

انکی باتیں آج زنو کے پیٹ میں بھی ہنسا ہنسا کر درد کر رہی تھیں۔

"آپ کیوں مجھے پہلے ہی طلاق یافتہ کروانا چاہتے ہیں بتادیں "

"لاحول ولا قوۃ۔۔۔شب شب بولیں۔۔۔"ان دونوں کی باتیں زنو کو پاگل کر رہی تھیں۔لیکن اسکی

ہنسی پر جب مبشر نے اسے کن اکھیوں دیکھا تو وہ وہی جھینپ کر پیچھے ہٹ گئی۔

"آنکھیں نیچی کریں۔۔۔بہن ہے میری "ڈاکٹر برہان کی بات پر انہوں نے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں "اچھا۔۔۔؟ واقعی؟ "

ان کے انداز پر برہان مصنوعی سا انکو گھورنے لگے انکا سسٹم ہی الٹا تھا اکیلے میں مبشر کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ وہ زنو کو دیکھ سکیں۔

وہ برہان کی موجودگی میں کھول کر اسے لتاڑتے تھے

کیونکہ اپنے بھائی کی موجودگی میں وہ انہیں کچھ کہہ

نہیں پاتی تھی۔

ڈاکٹر برہان اپنے بھائی کی محبت سے اچھی طرح واقف

تھے تب ہی دعا کرتے تھے کہ انہیں انکی بہن مل

جائے۔

انہوں نے تو گاڑی سوچ رکھی تھی لیکن سامنے تو ایک

خوبصورت گھوڑا کھڑا تھا سلکی بالوں والا سیاہ رنگ کا

گھوڑا جسے دنیا سکائے کے نام سے جانتی تھی جس نے آج تک اپنی پیٹھ پر اپنے مالک کے علاوہ کسی کو سوار ہونے کی اجازت نہیں تھی لیکن آج یہ شرف ڈاکٹر برہان ورک کو مل رہا تھا۔

انکے بیٹھتے ہی باقی سب ڈھول کی آواز پر جھومنے لگے تھے۔

بینڈ باجے فضا میں خوشیوں کی دھن بکھیر رہے تھے۔

انکے پیچھے پیچھے وہ سب بھی نکل پڑے تھے گھوڑے

والی رسم بڑے ہی خوبصورت انداز میں پوری کی گئی

تھی۔

یہاں سے پاشا ولا تک کا راستہ کافی طویل تھا لیکن آج

تو وہ جیسے ہواؤں میں اڑ رہے تھے اتنی تیز سپیڈ گاڑی

کی جیسے ابھی اڑ کر اپنی زر کے پاس پہنچ جائیں۔

سرخ رنگ کے گھیر دار لہنگے میں بھاری جیولری سے

آراستہ ڈارک میک اپ میں اس وقت وہ دیکھنے والے

ہر دل پر قیامت ڈھا رہی تھی۔ آج کہیں سے نہیں

لگ رہا تھا کہ یہ وہی زرتشم نوشیر وال ہے آج وہ ایک کامیاب لڑکی تھی جو اپنی زندگی کی ہر خوشی حاصل کرنے جا رہی تھی۔

جسے ماں باپ بھائی مل گئے تھے جسے شدّت سے چاہنے والا شوہر مل گیا تھا اور آج وہ اسے لینے آ رہا تھا یہ وقت ہر لڑکی کی زندگی کا سب سے حسین وقت ہوتا ہے جس میں وہ شہزادی بن کر بیٹھی اپنے شہزادے کا انتظار کرتی ہے کہ کب وہ آ کر اسے لے جائے۔

باہر لان میں ہی سارا انتظام کیا گیا تھا کیونکہ یہ زیحال کی خواہش تھی وہ زرتشم کو اپنے گھر سے رخصت کرے۔

سب تیار ہو کر لان میں پہنچ گئے تھے۔ بارات بھی بس پہنچنے والی تھی زامل اور عبدلباری کے بیچ کھڑی زالے ہاتھ میں گلاب کے پھولوں کا ہار پکڑے کھڑی تھی۔

زیحال زمل زامل اور زالے نے ایک رنگ کی

ڈریسنگ کی تھی اسی طرح پامیر کومل اور عبدلباری،

یاقوت مشائم اور بنت یاقوت

اسی طرح باقی کپلز نے بھی ایک جیسی ڈریسنگ کرلی

تھی جس سے سب ہی بے حد خوبصورت لگ رہے

تھے۔

"آئرہ۔۔۔ برلاس کہاں ہے؟"کومل جو کب سے

برلاس کی غیر موجودگی نوٹ کررہی تھی بالاآخر پوچھ

بیٹھی۔

"مم۔۔۔میں نے تو نہیں دیکھا انکو۔۔۔شاید یا قوت بھائی کے ساتھ ہوں" وہ کافی دیر سے اسے بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔

کومل کو جیسے شک سا پڑا تھا اس پر۔۔۔وہ کل سے کچھ عجیب سا بیہیو کر رہا تھا۔وہ اسے ڈھونڈنے نکل پڑی مشی کو بھی وہ رستم کہیں نظر نہیں آیا تھا جس کا مطلب تھا۔۔۔

کومل اسے ڈھونڈتی ہوئی اندر آگئی تھی جہاں سے

تقریباً سب ہی باہر لان میں جا چکے تھے اکا دکا ملازم ہی

کام کرتے ہوئے یہاں وہاں گھوم رہے تھے۔

کومل نے یہاں وہاں نظر گھمائی لیکن برلاس کہیں

نہیں دکھا وہ اپنا لہنگا اٹھا کر آگے آئی جہاں سیدھا اسکی

نظر سامنے صوفے پر بیٹھے رستم پر گئی تھی۔

اسے حیرت رستم کو دیکھ کر نہیں ہوئی تھی اصل جھٹکا

تو اسکے سامنے بیٹھے اس جن کو دیکھ کر لگا تھا جو ہاتھ میں

اپنا فیورٹ پین گھماتا ہوا ترچھی نظروں سے رستم

جہانگیر کا جائزہ لے رہا تھا۔

ایسے جیسے وہ کوئی مجرم ہوا گر تو وہ اسے مجرم سمجھ رہا تھا

تو پھر اللہ ہی اس بچارے رستم کا حافظ تھا۔

کومل اس منظر کو دیکھ جی بھر کر حیران ہوئی تھی وہ

جلدی سے آگے آئی اور ان دونوں کو دیکھنے لگی

کومل کو دیکھ رستم کی جان میں جیسے جان آئی تھی وہ

اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کہنا چاہتا ہو "تھینک گاڈ آپ

آگئی ہیں"

رات سے انہی خواتین نے رستم کو خاص مہمانوں والا پروٹوکول دلوایا تھا اور وہ کیوں یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

اس میں نہ آئرہ کا ہاتھ تھا اور نہ ہی برلاس شاہ کا اسے تو پتہ بھی اب چل رہا تھا۔ اور جب اسے پتہ چلا تو کیسے ممکن تھا کہ پاشاولا کی دیواریں انجان رہ جائیں۔

"آپ۔۔۔ی۔۔۔یہاں کیا کر رہے ہیں سارے مہمان باہر ہیں" وہ بظاہر اپنے لہجے کو نارمل رکھ کر بولی

تھی جبکہ نگاہیں برلاس پر ہی تھیں اور وہ میسنا اس

بچارے کو دیکھ رہا تھا۔

دیکھنا کہاں تھا اپنی بھوری آنکھوں کی دہشت سے

اسے مار رہا تھا۔

"مم۔۔۔میں آہی رہا تھا ایکچوئلی یہ مل گئے "

وہ ہاتھ سے برلاس کی جانب اشارہ کرتا بمشکل مسکرا کر

بولا۔

"یہ۔۔؟" کومل نے باقائدہ ہاتھ سے خود بھی برلاس

کی جانب اشارہ کیا وہ مخاطب رستم سے ہو رہی تھی

لیکن دیکھ اب بھی برلاس کی جانب ہی رہی تھی۔ جو

نجانے کیا سوچ رہا تھا لیکن دیکھ صرف رستم کو رہا تھا۔

اسکے دیکھنے کا انداز بلکل بھی نارمل نہ تھا۔

"ہ۔۔۔ہاں" رستم نے بمشکل جواب دیا۔

"آپ جانتے ہیں یہ کون ہے؟" کومل کے سوال پر

رستم نے بے اختیار برلاس کی جانب دیکھا

شدّت سے دل چاہا کہہ دے کسی امیر باپ کی نہایت

بگڑی اولاد معلوم ہو رہا ہے۔

جسے تمیز تو چھو کر بھی نہیں گزری بھلا مہمان کو بھی

ایسے دیکھتے ہیں۔ جیسے یہ دیکھ رہا تھا۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ کون ہیں یہ؟" اس نے دھیمے

لہجے میں پوچھا۔ معصومیت کی انتہا تھی۔

"آئرہ۔۔۔ اوہ سوری ریہو کا ہزبینڈ" اسکے منہ سے یہ

بات سن کر دونوں نے جھٹکا کھا کر اسے دیکھا تھا۔

رستم کیلئے یہ جھٹکا تھا کہ وہ آئرہ خانزادہ کا شوہر تھا۔

جبکہ برلاس کو اسکے منہ سے اپنی بیوی کیلیئے یہ نام سن کر جھٹکا لگا تھا وہ تعجب بھری نگاہوں سے کومل کو دیکھنے لگا۔

"اچھا۔۔۔مم۔۔۔میں نہیں جانتا تھا ریہو کے ہزبینڈ ہیں یہ"

دوسری بار اسکے منہ سے آئرہ کیلیئے یہ نام سن کر برلاس نے انگارا برساتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ جیسے آنکھوں سے ہی مار دے گا وہ اسکی بیوی کو اسکے آدھے نام سے پکارنے کی ہمت کر رہا تھا۔

"جی۔۔۔آپ مل لیں۔۔۔پھر ہم باہر چلتے ہیں"

کومل کے بڑھاوا دینے پر رستم تھوڑی ہمت کرتے مسکرا کر اسکی جانب ہاتھ بڑھا گیا۔

برلاس نے ایک کڑی نظر اسکے ہاتھ پر ڈالی اور پھر اسکے چہرے پر۔

"ہاتھ ملاؤ۔۔۔برلاس" کومل خود کو بظاہر نارمل دکھاتی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی تھی۔

برلاس نے ضبط کا کڑوا گھونٹ پیتے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

نہیں اتنی بھی بد تمیز نہیں تھی یہ امیر باپ کی بگڑی اولاد۔رستم نے بے اختیار سوچا لیکن اس بگڑی اولاد نے بنا ایک پل کی بھی دیری کئے اسکے خیالات غلط ثابت کر دیے۔

کومل کو رستم کے چہرے پر سرخی سی بڑھتی محسوس ہوئی وہ بدک کر گردن جھکا کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔

اسکے چہرے کے زاویے بگڑ رہے تھے وہ ہڑ بڑا کر اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگا تو کبھی اس بگڑی اولاد کو جو بنا چہرے پر کوئی تاثر لئے اسے دیکھتا جا رہا تھا۔

کومل کو ایک پل نہیں لگا تھا سمجھنے میں۔

اس نے جھٹ سے برلاس کے ہاتھ سے رستم کا ہاتھ چھڑوا لیا۔

"بب۔۔۔ باہر چلیں" وہ جلدی سے یہاں سے غائب ہو جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ ابھی تو صرف ہاتھ کی ہڈی کریک ہوئی تھی اس سے پہلے وہ بگڑی اولاد اسکی

دودوچھ ہڈیاں کریک کرتاوہ جلدی سے رسم کولے کر باہر چلی گئی۔

برلاس اسکے جاتے ہی ایک جست میں اٹھااور جبڑے بھینچے اسے جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔

جب پاس سے گزرتے ملازم کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے میں رکھی پانی کی بوتل اٹھا کر وہی کھڑے کھڑے اپنا ہاتھ دھولیا۔

"ریہوکے ہزبینڈ۔۔۔اوہ اچھا،" اسکے ذہن میں آئرہ کیلئے نک نیم رستم کی آواز میں گونجنے لگا تھا

اسکی اتنی ہمت ہو گئی کہ اسکی بیوی کا الٹا نام لے لیا۔

تب ہی ایک ملازم اسکے پاس آکر سر جھکائے نہایت

مؤدب انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"سائیں۔۔۔وہ چاکلیٹس والا پورا باکس جل گیا ہے"

وہ ہاتھ میں ایک الائٹر برلاس کی جانب بڑھا گیا۔

اس نے دیکھے بغیر ہاتھ بڑھا کر ملازم کے ہاتھ سے

الائٹر لے لیا۔

اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر ٹھیک پاشا ولا کے اس

دہلیز کی سیدھ میں کرتے جہاں سے رستم گزر کر گیا تھا

اس کارڈ کا سرا ابھی جلا دیا۔

جو دھیرے دھیرے ہر حرف کو خاک بناتا ہوا جا رہا تھا

"میٹھا کھانے سے خوشی کے ہارمونز بڑھتے ہیں"

سارے الفاظ جل کر راکھ ہو رہے تھے۔

اس آگ کا عکس ان بھوری آنکھوں میں نہایت

غضب لگ رہا تھا۔

کیوں دنیا اسے برلاس نہیں رہنے دیتی تھی کیوں اسے مجبور کرتی تھی کہ وہ اپنے اصلی روپ میں آئے۔

وہ زیحال کی بگڑی اولاد تھا ہاں وہ بس برلاس زیحال خان تھا ہاں بس یہی۔ وہ اندر ہی اندر ان لفظوں سے خود کو دلاسہ دینے لگا۔

یہ الفاظ ہی اتنے طاقتور تھے کہ اسکے اندر سر اٹھاتے خطرناک طوفان کو بھی تھم جانے پر مجبور کر دیتے تھے۔

وہ الائٹر وہی پھینک کر خود بھی باہر کی جانب بڑھ گیا جہاں سب لوگ موجود تھے بارات پہنچنے والی تھی۔

زامل زالے زیحال کے ساتھ ہی گیٹ پر کھڑے تھے زامل نے زیحال کی طرح بلیک پینٹ کوٹ میں وائٹ شرٹ پہن رکھی تھی اور زالے نے بلیک رنگ کا چھوٹا سا کیوٹ سا فراک پہن رکھا تھا جس پر پشتون سٹائل میں مررورک نہایت نفاست سے کیا گیا تھا۔

وہ بے حد حسین لگ رہی تھی بلکل اپنی ماما کی طرح جو اب تک اسکے بابا کے سامنے نہیں آئی تھی اور شکر تھا نہیں آئی تھی ورنہ بارات کا ویلکم تو رہ جاتا۔ کیونکہ آج وہ اسکی پٹھانی جو بنی تھی۔

سیاہ رنگ کا گھیر دار فراک اور اس پر سلوری تاروں سے کیا گیا نفیس کام۔ گلے میں بھاری ہار سیٹ اور پیچھے کھلے کرل بال جن کو بیچ کی مانگ نکال کر درمیان میں ایک بڑا سا ماتھا پٹی کا سیٹ کیا گیا تھا۔

پنکش میک میں وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔

دوسری جانب داراب نے دھانی رنگ کا قمیض اور ٹراؤزر زیب کرر کھا تھا جس میں اسکا دراز قد اور فٹ جسامت بھرپور نمایاں ہو رہی تھی۔

ایک تو پولیس آفیسر اوپر سے بلا کا ہینڈسم کیسے نہ وہ اس پر دل ہارتی۔ کیا اس نے دل ہار دیا تھا؟ دور کھڑی اسے دیکھتی ہوئی بیلا بے اختیار سوچنے لگی۔

وہ بھی دھانی رنگ کا پشتون گھگھا پہنے نفیس جیولری میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔

ان دونوں سے بڑھ کر آج قیامت سیماب خانم نے

ڈھائی تھی جس کا تو لب ولہجہ بھی پٹھانوں والا ہی تھا

اوپر سے اسکی ڈریسنگ۔

آج وہ پوری اپنے خان کی خانی لگ رہی تھی۔

"زامل۔۔۔ باری بھیا کا ہاتھ پکڑو۔۔۔" زیحال نے

جھک کر زامل کے ہاتھ میں عبدلباری کا ہاتھ پکڑا دیا۔

وہ وائٹ شلوار قمیض اور گلے میں چھوٹا سا مفلر لئے انتہا

کا کیوٹ لگ رہا تھا گیو سا بلکل اپنے باپ کی طرح۔

زیحال ان دونوں کو مہرام اور مہروز کے ساتھ کھڑا کر

گیا۔

ڈاکٹر برہان کے لئے اسپیشل ان بچوں کو کھڑا کیا گیا تھا

زالے کو زیحال خود ہی نیچے نہیں چھوڑ رہا تھا وہ کب

سے اسکی گود میں ہی تھی۔اور سلام تھی اسے جو اتنے

کام میں بھی بنا تنگ ہوئے اپنی بیٹی کو سمبھال رہا تھا۔

سامنے سے ہی باراتی آتے ہوئے دکھائی دے گئے۔

ہاں دور سے ہی پتہ چل رہا تھا بارات ڈاکٹر برہان لا

رہے ہیں۔

جن کی پھولوں سے سجی گاڑی کو انکے یار دوستوں نے

گھیر رکھا تھا۔

سب ہی آگے آگے بھنگڑا ڈالتے ہوئے آرہے تھے۔

لیکن اصل آنکھیں سب کی تب کھلی جب انکی گاڑی

کے آگے دو چھوٹی چھوٹی گاڑیوں نے انٹری ماری

تھی۔

سروں پر چھوٹی چھوٹی پگ پہنے آنکھوں پر گلاسسز

لگائے دو شہزادے۔

"زامل زیحال خان آفندی" اور دوسرا شہزادہ

"عبدلباری پامیر سلطان" جو قسمت کا بھی سلطان

تھا۔

ڈھول والوں نے ان کی انٹری پر اتنی زور سے ڈھول

بجائے کہ سب میں جوش کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔

زیحال حیرت سے انکو دیکھنے لگا وہ دونوں تو یہاں تھے

پھر بارات میں کیسے شامل ہوئے اس پر یہ بھی جلد ہی

واضح ہو گیا تھا۔جب اس کی نظر سائیڈ میں کھڑی

گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے اپنی بڑی بگڑی اولاد پر گئی۔

جس کے دونوں ہاتھوں میں ریموٹ تھا اور وہ وہاں کھڑا دونوں کی گاڑیوں کو کنٹرول کر رہا تھا۔

زیحال سر نفی میں ہلاتا ہوا ہنس کر رہ گیا۔

برلاس شاہ کے ہوتے ہوئے شادی مزے کے بغیر ہو جاتی؟ ہنہ کس نے بولا۔

اس نے زامل اور عبدلباری کی گاڑیوں کی ایسی ڈرفٹنگ کروائی کہ مزا آ گیا۔ڈاکٹر برہان کو اب سب مکمل لگ رہا تھا۔

"دلہن بھی لے کر آؤ بھئی "

کسی نے مجمعے میں سے بلند آواز میں کہا۔

وہ کیا جانیں۔۔۔یہ دو شہزادے ابھی سے اپنی اپنی شہزادیوں پر اپنا نام لکھ چکے ہیں۔

زیحال نے عبدلباری کو دیکھتے ہوئے ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنی گود میں تالیاں بجا کر خوش ہوتی زالے کو دیکھا۔

ہر رخصت ہوتی بیٹی میں ہر باپ کو اپنی بیٹی ہی نظر آتی ہے اور ہر بار دل آبدیدہ ہوتا ہے۔

زیحال نے زالے کے دونوں روئی جیسے گال چومے اور عبدلباری کو دیکھا دل نے ان شاءللہ کہا تھا ایک دن وہ بھی اسکی بیٹی کو ایسے لینے آئے گا۔

بارات کا اچھی طرح سے ویلکم کیا گیا تھا سائیڈ میں فائر ورک نے ماحول مزید گرما دیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب کے گاڑی سے اترتے ساتھ ان کے دوستوں نے کڑک ڈالرز کے نوٹ ہوا میں بکھیر نے شروع کر دیے تھے۔

دوسری جانب سے پاشا ولا کے گیٹ پر لگے فائر ورکس کے پھٹتے گلاب کے پھولوں کی بارش برہان پر ہونے لگی تھی۔

وہ مسکرا کر آگے بڑھے جب سب سے پہلے زریاب خان ان سے ملے تھے۔ ساتھ پھولوں کا ہار بھی انہیں پہنایا۔

داراب کے بعد زیحال آکر ان سے ملا تھا۔ آج زیحال کے ساتھ انکے ملنے کا انداز ہی سب سے الگ تھا۔

وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگے۔

"تھینک یو ویری مچ" انکا لہجہ یکدم جیسے بھرا سا گیا۔

زیحال انکے لہجے میں نمی محسوس کرتے مسکرا کر انہیں پھر سے گلے لگا گیا۔

"تم سے بہترین میری بہن کو مل بھی نہیں سکتا تھا" وہ انکے ہاتھوں کو تھامتے کس مان سے بولا تھا۔

اسے جیسے خود سے زیادہ یقین تھا اس شخص پر کہ اب اسکی جانب کوئی میلی نگاہ سے بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

وہ چاروں کمرے میں اس وقت زرتشم کے ساتھ ہی گھسی ہوئی تھیں جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی خود کو دیکھ رہی تھی

سفید رنگ کا گھیر دار لہنگا جس پر گولڈن جری کا کام

نہایت نفاست سے کیا گیا تھا اسکے اوپر گولڈن چمکتا

بلاؤز جو کہ بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔

وہ سونے کے زیورات سے لدی ایک معصوم سی

خوبصورت گڑیا لگ رہی تھی۔

پہلی بار محبت نے اس پر اپنے رنگ دکھائے تھے وہ

اتنی حسین تھی یہ آج پتہ چل رہا تھا بظاہر وہ مکمل لگ

رہی تھی لیکن یہ صرف وہ جانتی تھی کہ ٹانگوں سے

اپاہج ہو کر وہ خود کو کتنا نامکمل سمجھتی تھی۔

کیا جانے تو۔۔۔۔۔۔ میرے ارادے

لے جاؤنگا۔۔۔۔ سانسیں چرا کے "کومل کی لائنز پر

سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی تھی

جبکہ زرتشم کا چہرہ شرم کے مارے سرخ پڑ گیا تھا۔ وہ

لال گلال سی اپنی اپنی چوڑیوں کے ساتھ کھیلنے لگی۔

نیچے اسے لینے اسکا شہزادہ پہنچ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد زرتشم کو لے آنے کا بلاوا آ گیا تھا۔

زریاب اور داراب اسے لینے آئے تھے جب زرتشم

نے سب کے بیچ ایک چہرہ تلاش کیا۔ وہ اسکے منتظر

کھڑے تھے۔ لیکن وہ پریشان سی یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔

"چلو گل "

"ز۔۔۔زی نہیں آیا؟" اسکے استفسار پر زریاب اور داراب نے بے ساختہ ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتے سامنے سے کمرے کا دروازہ کھلتے وہ بھی نمودار ہو گیا۔

جس کا خوبصورت چہرہ ہی جیسے سب میں ایک جان سی بھر گیا تھا۔ وہ دھیرے سے قدم قدم چلتا ہوا اسکے قریب آیا۔

زرتشم کو تو جیسے پوری کائنات مل گئی تھی خوشی سے اسکی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں۔

زیحال نے ہتھیلیوں سے اسکے آنسوں صاف کئے۔

"رو کر میک اپ خراب ہو جائے گا گل۔۔۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے تمہیں ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا تو؟ "

اسکی بات پر زر تشم کو اموشنل ہونے ہی لگی تھی اسے

گھور کر ایک مکا اسکے سینے پر جڑ گئی۔

"زمل صحیح کہتا ہے تم بہت بد تمیز ہے "

اسکی بات پر سب کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہو گیا۔

"ویسے آپس کی بات ہے وہ آج لگ بڑے ڈیشنگ

رہے ہیں "

وہ باز نہیں آ رہا تھا زر تشم اسکی شرارت پر چہرے کی

سرخی چھپانے میں بری طرح سے ناکام ہو رہی تھی۔

اور وہ تھی خوش قسمت۔ اسکے تینوں بھائی اسے باہر لے کر آئے تھے پوری دنیا نے اسے دیکھا تھا جس نے قسمت کو فتح کیا تھا۔

سٹیج کے قریب پہنچتے ڈاکٹر برہان پر نظر پڑی جو پہلے سے اسکے منتظر کھڑے تھے۔ زیحال نے زرتشم کا ہاتھ انکے ہاتھوں میں جیسے ہی تھمایا۔

انکا ضبط ٹوٹ گیا اور آنکھیں چھلک پڑی۔ کیا یہ صرف ایک لڑکی تھی۔ لڑکیاں تو بہت تھیں لیکن اس جیسی کوئی نہیں تھی۔

"وہ میرا نصیب تھی۔۔۔اسے مجھ تک ہی آنا تھا "

برسوں پرانی محبت آج جیت گئی تھی وہ اسے حاصل کر چکے تھے اس بات پر یقین کرنا بلکل ایسے تھا جیسے مردہ کا زندہ نکل آنا۔

زرتشم کو اس بار وہیل چیئر سے اٹھانے کا حق ڈاکٹر برہان کے پاس تھا۔

وہ سٹیج سے نیچے اتر کر اسکے سامنے جھکتے اپنی بانہوں میں بھر گئے۔

ہر کوئی رشک بھری نگاہوں سے انکو دیکھ رہا تھا۔ محبت

انکے چہرے سے صاف عیاں ہو رہی تھی وہ اسکے

بھائیوں کا خیال کرتے حیا سے اسے صوفے تک

جلدی لے گئے۔

اسکے بعد تصویروں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا ہر کوئی

اس خوبصورت کپل کو اپنے کیمرے میں محفوظ کر رہا

تھا

زرتشم نے بے اختیار انکی جانب دیکھا جو مسکراتے ہوئے سامنے دیکھ رہے تھے لیکن یہ تو وہی جانتی تھی کہ یہ مسکراہٹ جھوٹی ہے

چیزوں کو کھو دینے کا دکھ ہوتا ہے تکلیف ہوتی ہے لیکن اس سے زیادہ دل تب بھاری ہوتا ہے جب وہی چیزیں پالی جائیں۔

وہ انکا ہاتھ تھامنا چاہتی تھی لیکن اتنی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"بب۔۔۔" اسکے پھڑ پھڑاتے لب انکا نام پکارنا

چاہتے تھے لیکن ایسا ہو نہیں رہا تھا۔

لیکن محبوب جب انکے جیسا ہو تو آواز دل کی بھی ہو تو

کسی چیخ کی طرح سنائی دیتی ہے وہ بے اختیار اسکی

جانب دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا؟" انکے یکدم سے فکر مند انداز پر زر تشم کا دل

بھر اسا گیا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟ بیٹھنے میں پرابلم تو نہیں ہو رہی؟"

وہ ازحد فکر مندی سے پوچھ رہے تھے جس پر زرتشم بے اختیار سر نفی میں ہلا گئی۔

آج اس محبت اور فکر میں اسے ناراضگی کا عنصر بھی شامل ہوا نظر آرہا تھا۔

"نکاح تو پہلے ہو گیا ہے۔۔۔اب باقی کی رسمیں کی جائیں گی" مشی کی بات پر سب نے اسکی جانب دیکھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ بتاتی ایک ملازم ہاتھ میں دودھ کی تھالی لے کر آگیا جو سید ھا دلہا دلہن کے سامنے رکھی ٹیبل پر رکھی گئی تھی۔

ڈاکٹر صاحب نے تعجب بھری نگاہوں سے دیکھا۔

"اسکے اندر ہم ایک سکہ ڈالیں گے۔۔۔وہ جسے بھی مل گیا ساری عمر اسکے حکم چلیں گے "

"لو۔۔۔یہ رسم کب سے ہونے لگی" مہمانوں کے قہقہے اور ایکسائیٹمنٹ بڑھ گئی تھی۔

"ہماری باری تو یہ رسم نہیں ہوئی تھی" یاقوت مشی کے کان میں سرگوشانہ انداز میں بولا۔

"ہم میں کس کی چلتی ہے؟" مشی کے سوال پر یاقوت بے اختیار سوچ میں پڑ گیا جس پر مشی نے اسے گھور کر دیکھا۔

"چلتی تو تمہاری ہے لیک "

"بس میری چلتی ہے ناں۔۔۔ بات ختم" وہ یاقوت کی بات بیچ میں ہی کاٹتی تیزی سے بولی۔

یاقوت اب اسے گھور رہا تھا جبکہ پامیر اور کومل اسے دیکھ دیکھ کر ہنس رہے تھے۔

عثمان اکیلا کھڑا تھا کیونکہ ماہم یہاں آنے کے اگلے دن ہی واپس چلی گئی تھی اسکی ڈیوٹی ٹرانسفر کا کوئی مسلہ آ گیا تھا۔

"اکیلے کھڑے ہیں؟" برلاس کے پوچھنے پر اس نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔

"تم ساڑھی پہن لو تو تمہارے ساتھ کھڑی ہو جاؤنگا"

اسکی بات پر پہلے تو برلاس کی آنکھیں پھٹی پھرا گلے ہی پل اسکی ہنسی چھوٹ گئی۔

"مذکر مؤنث تو آپ نے اپنا بگاڑ لیا تو ساڑھی بھی آپ ہی پہنیں "

عثمان اسکی بات پر خود بھی اسکے ساتھ ہنسی میں شامل ہو گیا۔کہ تب ہی برلاس کی نظر سامنے کھڑے رستم پر پڑ گئی۔

اسے دیکھتے ہی برلاس کی مسکراہٹ سمٹتی چلی گئی اور اسکی جگہ طیش نے لے لی۔

رسم شروع ہو چکی تھی دودھ میں گلاب کے پھول اتنے تھے کہ سکہ ڈھونڈ پانا مشکل ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر برہان اور زرتشم چیونٹی کی چال سے سکہ تلاش کر رہے تھے جب سامنے دو ٹیمیں بن گئی ایک جانب ڈاکٹرز کا پورا اسٹاف تھا اور دوسری جانب ساری لڑکیاں تھیں۔

"گل ناک مت کٹوا دینا۔۔۔ جلدی ڈھونڈو "

سیماب کے کہنے پر زرتشم گھبرا کر تیزی سے ہاتھ چلانے لگی۔

اسکی تیزی پر ڈاکٹر برہان نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

"سوری مجھے نہیں پتہ تھا اس رسم کا ورنہ ایک سکہ ساتھ لے آتا"

وہ جس معصومیت سے بولے تھے پہلے تو زرتشم انکو دیکھتی رہی اسکا شدّت سے دل چاہا پھوٹ کا قہقہہ لگائے۔

وہ دونوں ڈھونڈ رہے تھے جب ڈاکٹر صاحب کو اپنی انگلی کے نیچے ایک ٹھنڈی چیز محسوس ہوئی یقیناً وہی سکہ تھا انہوں نے جھٹ سے زر کی طرف دیکھا۔

جو معصومیت سے اب بھی وہی سکہ ڈھونڈ رہی تھی۔

"ہاں۔۔۔اگر آج ہار گئے تو زندگی بھر جورو کا غلام بننا پڑے گا" مبشر کو ان سے زیادہ جلدی تھی سکہ تلاش کرنے کی۔

"سکہ ملے یا نہ ملے۔۔۔ چلتی تو بیوی کی ہی ہے" انکے ساتھ کھڑی زنو نے اپنے بال جھٹکتے ایک ادا سے کہا تھا

اف ڈاکٹر صاحب تو اسی ادا پر واری گئے۔

"تو بلاؤں مولوی کو۔۔۔ ہم بھی زندگی بھر کی زن مریدی لکھوا لیتے ہیں"

انکے ٹھرک پن پر زنو انکو گھور کر ایک جانب ہو لی۔

ڈاکٹر برہان نے سب کو دیکھا لڑکے لڑکیاں آپس میں ہی لگے ہوئے تھے کہ کون جیتے گا انہوں نے اسی

موقعے کا فائدہ اٹھاتے اندر رہی اندر سکہ سر تشم کے ہاتھ میں تھما دیا جب انکی اس حرکت پر زر تشم نے ہڑ بڑا کر انکو دیکھا۔

"اب دکھا بھی دیں سب کو یا مہرت کا انتظار کر رہے ہیں" اسکے خود کو دیکھنے پر وہ یکدم جھینپ سے گئے۔

"یہ۔۔۔یہ چیٹنگ ہے" وہ معصومیت سے بولی۔

ڈاکٹر برہان نے اسے کچھ طرح دیکھا جیسے کہنا چاہتے ہوں "کیا واقعی؟ "

صرف یہی چیٹنگ تھی ؟ انکا اشارہ جس جانب تھا

زرتشم کو اپنا آپ از حد شرمندگی میں ڈوبتا ہوا محسوس

ہوا۔

اسے مجبوراوہ سکہ سب کو دکھانا پڑا تھا جس پر لڑکیوں

نے چیخ مارتے لڑکوں کے کان کے پردے پھاڑ دیے

تھے۔

"وووووو۔۔۔۔ہم جیت گئے "لڑکیوں کی خوشی پر

لڑکوں نے باقاعدہ اپنے کان بند کر لیے تھے۔

"کیا یار۔۔۔ایک سکہ نہیں ڈھونڈا جا سکا آپ سے "

ڈاکٹرز کی ٹیم میں خاصی مایوسی پھیل گئی تھی

82/3

لڑکیاں انگوٹھاد کھاد کھا کر انکو چڑا رہی تھیں وہ سب کے سب جل بھن کر رہ گئے۔یا قوت اور پامیر ویسے تواب زر تشم کی سائیڈ تھے لیکن لڑکوں کے ہار جانے پر افسوس ایسے کر رہے تھے جیسے وہ بھی اسی ٹیم کے تھے۔

"کیا ڈاکٹر صاحب۔۔۔ایک سکہ نہیں ڈھونڈ سکے آپ" پامیر کی بات پر کومل نے جھٹ سے اسے دیکھا۔

"کیوں۔۔۔ڈھونڈ کر کیا اکھاڑ لینا تھا جب چلنی ہی ہماری گل کی ہے کیوں بھئی" اسکی بات پر سب کا ایک ساتھ قہقہہ پھوٹ کر نکلا۔

"ہاں ناں۔۔۔ان کی چھوٹی خوش فہمیاں۔۔۔" وہ کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی تھیں ان بچاروں کو ہار محسوس کروانے میں۔

"یہ غلامی بھی ہمیں سر جھکا کر قبول ہے سرکار"

ڈاکٹر مبشر نے سب کے سامنے بظاہر سر جھکایا تھا لیکن نگاہیں ترچھی ہو کر زنو تک جا رہی تھیں وہ دانت پیس کر ایک جانب کسی کی اوٹ میں چھپ گئ۔

"اہاں۔۔۔کیا بات ہے ڈاکٹر صاحب کی۔۔۔کس کی غلامی کریں گے بتادیں۔۔۔موقع بھی ہے اور دستور بھی" انکے دوستوں نے ڈاکٹر برہان کو چھوڑ کر انکو پکڑ لیا۔

ڈاکٹر برہان نے اسی لمحے اپنے ساتھ کھڑی زنو کو سر اٹھا کر دیکھا تھا

وہ یقیناً پہلے بھائی تھے جو اپنی بہن کے سامنے اپنے جگری یار کیلئے التجا کرتے تھے لیکن وہ کوئی خاص جواب نہیں دیتی تھی۔

"ابے۔۔۔میری طرف دیکھنا بھی نہیں" انہوں نے سختی سے سب کو وارن کیا لیکن وہ کہاں پیچھے ہٹنے والے تھے۔

"ویسے نکاح تو ہو چکا ہے کیوں ناں۔۔۔ابھی کیلئے تھوڑا ڈانس ہو جائے ؟" ایک ہینڈ سم ڈاکٹر کی بات پر

سب نے بیک وقت سر ہاں میں ہلاتے ہوئے شور مچایا تھا۔

بڑے سب ایک جانب ہو چکے تھے انکی اپنی باتیں تھیں اپنے زمانے کی۔ وہ سب آج کی جنریشن تھے جن کو ہلا گلا پسند آتا تھا ہر کوئی خوشی سے ڈانس فلور پر آ گیا تھا جوڑیاں، جوڑیاں بن کر سب ہی ڈی جے کی دھن پر تھر تھرانے لگے تھے۔

"چلو ناں۔۔۔ ہم بھی کرتے ہیں" کومل پامیر کا ہاتھ پکڑ کر سب کے بیچ لے گئی۔

"نہیں۔۔۔انکے پیچ نہیں کریں گے" اسکے چہرے سے صاف پتہ چل رہا تھا وہ کومل کو سب کے بیچ لانا نہیں چاہتا تھا۔

"او۔۔۔فو۔۔۔سب کر رہے ہیں میر" کومل اسکی بات پر برا سا منہ بنانے لگی۔

"اسی لئے ہم نہیں کریں گے" اس نے صاف جواب دے دیا جس پر کومل کا منہ تقریباً رونے والا بن گیا تھا۔

"اچھا ادھر آؤ۔۔۔ میری چھمک چھلو" وہ اسے کمر سے تھام کر گول گول گھماتے سب سے ایک طرف ہو کر اسکے ساتھ ڈانس کرنے لگا۔

اسکا سٹیپ کسی فیری ٹیل کے شہزادے کی طرح معلوم ہو رہا تھا جو جھک کر اپنی شہزادی کا ہاتھ تھام کر اس کا بوسہ لے کر اسے گول گول گھمانے لگا تھا۔

اسکے اس عمل پر کومل کا دل بے اختیار اتنی زور سے دھڑکا جیسے ابھی نکل کر باہر آجائے گا۔

وہ اپنے چہرے کی سرخی چھپانے میں بری طرح سے
ناکام ہو رہی تھی۔
وہ کیوں دیکھے کسی کو اسکا اپنا شہزادہ کم تھا؟ جو
خوبصورتی اور محبت دونوں میں اس سے کئی آگے تھا
بے شک کومل میر دنیا کی سب سے خوش قسمت
عورت تھی جسے چاہنے والا ایک جنونی شخص تھا۔
"ہم بھی کریں؟" مشی نے کیوٹ سا منہ بناتے
آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا۔

"آرام سے ٹک کر رہو" "ہم بھی کریں" یاقوت نے منہ بنا کر اسکی نقل اتاری جس پر مشی نے گھور کر اس بد تمیز کو دیکھا اور جان بوجھ کر آنکھوں میں نمی لے آئی۔

"تم۔۔۔ تم بہت بد تمیز ہو" وہ تقریباً رو دینے کو تھی۔اور یہاں وہ کسی برف کے تودے کی طرح پگھل گیا تھا۔

"میری جان۔۔۔تم ابھی آئی تھی ہوسپٹل سے

۔۔۔تم ابھی اس کنڈیشن میں نہیں ہو کہ ڈانس کر

سکو "

وہ اسکا ہاتھ تھام کر نہایت نرمی اور محبت سے بولا تھا۔

لیکن وہ کہاں ماننے والی تھی اتنی جلدی۔

"کرنا ہے تو کچھ اور کرلو۔۔۔میرا ابھی شدّت سے دل

چاہ رہا ہے وہ کرنے کا "

وہ ذو معنی انداز میں ترچھی نگاہیں کر کر سرگوشانہ انداز میں بولا تھا جس پر مشی نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

اسکے دیکھنے پر یاقوت نے اسکے دوپٹے کا پلو پکڑ کر بچارا سامنہ بنا کر دکھایا جیسے کہنا چاہتا ہو "پلیز بیگم "

"شٹ اپ" وہ جھٹ سے اپنا دوپٹہ چھڑوا کر اسے غصّے سے دیکھنے لگی۔

"پلیز۔۔۔۔پلیز بیگم۔۔۔۔" وہ اور بھی قریب ہوتے اسکے کان میں اپنی التجا بھیجنے لگا تھا مشی نے ہڑ بڑا کر آس پاس والوں کو دیکھا آیا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔

"یاقوت میں سر پھوڑ دونگی تمہارا۔۔۔ چھوڑو میرا دوپٹہ" وہ دانت بھینچ کر بظاہر مسکراتی مگر غصّے سے بولی تھی۔

یاقوت مسکرا کر اسکے چہرے کو دیکھتا ایک قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔اسے خود میں ہنسی آرہی تھی کتنا آسان تھا اسکی جان کا مائنڈ ڈائورٹ کرنا۔

تھوڑی دیر پہلے وہ ڈانس کی ضد کر رہی تھی اور اب
اسے ڈانٹنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

دوسری جانب آئرہ کھڑی بس ان سب کو دیکھ رہی
تھی رستم جب سے آیا تھا تب سے وہ ایسے رہ رہی تھی
جیسے یہاں ہے ہی نہیں
شادی کی مصروفیات میں برلاس اب تک اس سے
نہیں ٹکرایا تھا اور وہ دل ہی دل میں دعا بھی کر رہی
تھی کہ کاش جب تک رستم یہاں ہے وہ برلاس سے
نہ ہی ٹکرائے۔

وہ نہیں چاہتی تھی رستم جہانگیر یہاں رکے لیکن مشی اور کومل کی مہربانی سے وہ شادی تک کا مہمان بن چکا تھا

لیکن وہ یہاں کیسے آیا اسے ایڈریس کیسے اور کہاں سے ملا وہ ان سب میں بری طرح سے الجھی ہوئی تھی۔

"برلاس۔۔۔اب پٹو گے چھوڑو اسے،" وہ کب سے اپنی بگڑی اولاد کو دیکھ رہا تھا جو چھوٹے فتنے سے پنگے لینے سے باز ہی نہیں آ رہا تھا۔

وہ بھی ہر دو منٹ بعد اپنے باپ کی ٹانگ سے لپٹ کر

اپنے تاہ کی شکایت کرنے پہنچ جاتا۔

"میں نے کیا کیا۔۔۔میں تو بس اس بندر کو بتارہا تھا کہ

ایسے بندر لٹکتے ہیں"

وہ زامل کو زیحال کی ٹانگ سے لپٹ کر اسکے شوز پر

بیٹھے دیکھ اپنی ہنسی دبا کر بولا۔

"بپا۔۔۔می نات۔۔۔بندال ہناں (بابا میں بندر

نہیں ہوں ہے ناں)" وہ معصومیت سے زیحال کا سر

کھانے لگتا۔

"نو میرا بیٹا۔۔۔آپ بندر نہیں ہو۔۔۔آپ کیوٹ ہو" وہ پیار سے اس کے گال پچکارتا محبت سے بولا "میں بھی تو وہی بولا کیوٹ بندر" بر لا اس کہاں باز رہنے والا تھا۔

زیحال تو اسے یہ بھی دھمکی نہیں دے سکتا تھا کہ "تمہاری ماں کو بتادونگا" ماں ہی اس سے عمر میں چھوٹی تھی آہ یہ دکھ۔

"ہی ہی ۔۔۔ ہو ۔۔۔ ہو ہو ۔۔۔ ہاہاہا" برلاس کے ایلئین کی طرح ہنسنے پر زامل کھلکھلا کر ہنستا اسکی گود میں فوراسے چلا گیا۔

ایک یہی جن جاگ رہا تھا باقی تینوں بچے تو تھک کر سو چکے تھے جن کو زیحال نے انکے بے بی کاٹ میں سلا دیا تھا۔

آج زمل کو فرخندہ بیگم سے ہی آزادی نہیں ملی تھیں وہ سب سے اپنی چھوٹی بہو کو ملوا رہی تھیں۔

آئرہ کھڑی اپنی ہی سوچوں میں مگن تھی جب کسی نے اسکی جانب ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

اس نے بے اختیار ہاتھ کی سیدھ میں اس شخص کا چہرہ دیکھا چہرہ دیکھتے ہی جیسے اسکی رنگت یکدم سے سفید پڑ گئی۔

وہ رستم جہانگیر تھا جس نے اسکی جانب ہاتھ بڑھانے کی جرات کرلی تھی آئرہ تو اسکی ہمت پر ہی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا میرے ساتھ ڈانس نہیں کرو گی؟"

وہ پوچھ ایسے رہا تھا جیسے ان کی کئی سالوں کی بے تکلفی ہو۔ آئرہ تو دنگ رہ گئی تھی۔

"ہیلو۔۔۔میں تم سے پوچھ رہا ہوں "

وہ اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلا کر اسے مخاطب کرنے لگا۔

"جاؤناں آئرہ۔۔۔انجوائے کرو"مشی کب سے اسے دیکھ رہی تھی اسکی بات پر آئرہ نے حیرت سے اسے دیکھا یہ بات مشی کہہ رہی تھی؟

اسے یقین نہیں آیا تھا لیکن رستم کو تو جیسے شے مل گئی تھی۔ وہ مسکرا کر آئرہ کی جانب دیکھنے لگا ایسے جیسے کہنا چاہتا ہو "اب تو آ جاؤ"

"کون ہے وہ؟" ساتھ کھڑے یاقوت نے تجسس سے پوچھا وہ رستم کو اب دیکھ رہا تھا۔

"آئرہ کا دوست" مشی کے جواب پر یاقوت نے جھٹ سے اسکی جانب دیکھا۔

دیکھنے کا انداز بے حد سپاٹ تھا اور جیسے بے یقینی والی کیفیت جیسا بھی۔

''کیا مطلب آئرہ کا دوست ؟''ہاں وہ واقعی حیران ہوا تھا۔اسے حیران دیکھ مشی اسکی جانب مڑی۔

''اسکا بھی کوئی مطلب ہو گا؟''تڑخ کر پوچھا۔

''وہ لڑکا ہے''یاقوت نے لڑکا لفظ پر زور دے کر جیسے کچھ باور کروانا چاہا۔

''ہاں تو۔۔۔دوستی بھی جینڈر دیکھ کر کی جاتی ہے کیا؟''مشی کا انداز اتنا نارمل تھا جیسے یہ بہت چھوٹی سی بات ہو۔

یاقوت اسکے نارمل ہونے پر زیادہ حیران تھا۔

"کہاں سے آیا۔۔۔اور کس نے آنے دیا" یاقوت کا لہجہ اب تھوڑا سخت ہونے لگا تھا مشی نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔یہ موقع احتیاط کا تھا۔

"وہ یہاں کسی کام سے آیا تھا بچارے کے پاس جگہ نہیں تھی تو ہم نے اسے یہاں رکھ لیا"

وہ رکھنے کا ایسے کہہ رہی تھی جیسے وہ کوئی سامان ہو۔

"تم لوگوں کا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔ایک غیر محرم کو گھر میں رکھ لیا۔۔۔زیحال بھائی کو علم ہے؟ "

وہ سب ڈاکٹر برہان کے گھر تھے وہی سے بارات کے ساتھ پاشا ولا آئے تھے یہاں صرف زیحال تھا۔

"نہیں۔۔۔ لیکن برلاس کو پتہ ہے"

سب سے بڑا جھٹکا یاقوت کو اب لگا تھا ان سے ہونقوں کی طرح رستم کی جانب دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو" مشی کو اسکے دیکھنے کے انداز پر تعجب ہوا تب ہی جھینپ کر پوچھا۔

"دیکھ رہا ہوں۔۔۔ یہ بندہ ہے یا اسکی روح" یاقوت کی بات پر مشی کو زور کا جھٹکا لگا۔

"مطلب؟" نہ سمجھی سے پوچھا۔

"اگر اس چھوٹے فتنے کو پتہ ہے کہ یہ لڑکا آئرہ کا دوست ہے تو یقیناً اسکے ماں باپ کو ایک نیا بیٹا پیدا کرنا پڑے گا"

وہ اپنے بھائی کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھا اتنا جتنا یہ تینوں چاروں نہیں تھیں اسکا وہ روپ صرف اسکے بھائیوں نے دیکھا تھا۔

"ایسا بھی نہیں ہے اب۔۔۔ صرف دوست ہی ہے ناں کونسا" وہ بولتے بولتے رک گئی کیونکہ یاقوت اب ہنس رہا تھا۔ مشی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تم پاگل ہو؟" تڑخ کر پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ حسین ہوں" وہ شوخی سے جواب دیتا آگے بڑھ گیا مشی اسے ہی جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی جب نظر بے اختیار سامنے کھڑے رستم پر پڑی۔

"اوہ مائے گاڈ" وہ منہ پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی نظروں سے اسکے ہاتھ کو دیکھنے لگی جسے پکڑ کر وہ درد سے بری طرح کراہ رہا تھا۔

وہی نظر ڈانس فلور پر آئرہ کی کمر تھامے اسے تیزی سے گول گول گھماتے برلاس پر پڑی۔

وہ پوری قوت سے جبڑے بھنچے اسکی کمر کو تھامتا اپنے قریب کرتا اور پھر ایک جھٹکے سے دور کر کر اسکی انگلی سے پکڑ کر گھما دیتا۔

اسے دیکھ کر آس پاس کے کپلز ایک جانب ہونے لگے تھے۔ کیونکہ پورے فلور پر وہی آئرہ کو گھمار رہا تھا۔

"اب آیا ناں اونٹ پہاڑ کے نیچے "کومل اپنی ہنسی دباتی ان دونوں کو دیکھنے لگی جب اسکے موبائل پر رنگنگ ہونی شروع ہوئی۔

مشی کی کال تھی جسے دیکھتے کومل فوراً اسے کال پک کر گئی۔

"ڈفر عورت۔۔۔ جلدی سے اندر آؤ" وہ بول کر جلدی سے کال کٹ کر گئی کومل آؤ دیکھتی نہ تاؤ بس فوراً سے نکل پڑی۔

"ایم سوری" آئرہ تقریباً رونے کو تھی لیکن بر لا اس اسے کچھ کہنے کا موقع ہی کب دے رہا تھا

اسکے سوری پر اس نے آئرہ کی کمر اتنی زور سے دبائی کہ اسے اپنی ہڈی بری طرح سے کریک ہوتی محسوس ہوئی۔

وہ آنکھیں زور سے مینچھتی اس درد پر ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگی

ڈی جے نے گانا بھی وہ لگادیا تھا جو ان دونوں پر ایکدم سے فٹ بیٹھ رہا تھا۔

یہ ہونٹوں کی نرمی۔۔۔ یہ سانسوں کی گرمی۔۔۔

میرے لئے ہے بس۔۔۔ میرے لئے ہے۔۔۔

ان لفظوں پر آئرہ کی جان سیدھا لبوں پر آئی تھی وہ نمی سے بھری آنکھوں سے برلاس کو دیکھنے لگی۔

وہ اسے ایک جھٹکے میں اپنے قریب کرتا اسکے چہرے

کے بلکل قریب اپنا چہرہ لے گیا تھا۔

وہ سب کی موجودگی میں اسکی سانسوں کی تپش پر بری

طرح سے گھبرائی تھی۔

"یہ بندہ گیا پکا" پا میریا قوت کی بات سن کر برلاس کو

دیکھ رہا تھا جس کا غصّہ اب سوا نیزے کو چھونے لگا تھا۔

"پتہ نہیں لوگ بے وقوفی کیوں کرتے ہیں" اسے

رستم پر ترس آ رہا تھا۔ ساتھ اب آئرہ پر بھی جس کا

گھیر دار لہنگا بار بار اسکے پیروں میں آ رہا تھا۔

لیکن وہ مجال ہے ایک بار بھی گری ہو کیونکہ اس وقت وہ مکمل برلاس شاہ کی گرفت میں تھی۔

"زیحال بھائی کہاں ہیں؟ "

"وہ بیٹھے "پامیر کی بات پر یاقوت نے پیچھے کی جانب اشارہ کیا جہاں زیحال کسی سے کھڑا بات کر رہا تھا۔

"بلا دیں یار۔۔۔ورنہ یہ جانور اس بچاری کی حالت بری کر دے گا" اسے آئرہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ اس پر ترس آرہا تھا۔

برلاس اسے پورے فلور پر گھما گیا تھا ایسے جنونی ڈانس جو آج تک کسی نے نہیں کیا ہو گا وہ آج برلاس شاہ نے کر دیا تھا۔

"بلاتا ہوں" یاقوت کہہ کر زیحال کی جانب بڑھ گیا۔ پامیر نے خود سے بھی ایک کوشش کی لیکن وہ بھڑکتی آگ کا شعلہ بن چکا تھا جسے روکنا تقریباً نہ ممکن تھا۔

"ایم۔۔۔س۔۔۔سوری۔۔۔میں۔۔۔نے اسے" آئرہ اسکے قریب آتے ایک دفع پھر بولنے کی کوشش

کرنے لگی تھی لیکن وہ پھر سے اسے خود سے دور کر کر

دائیں سے بائیں لے جانے لگا۔

زیحال نے یاقوت کی بات سن کر بے اختیار ڈانس

فلور کی جانب دیکھا۔

جہاں ہر کوئی متوجہ تھا ہر کوئی اور ہر کسی کے چہرے پر

حیرت کے ساتھ خوشی بھی تھی اصل ڈانس تو جیسے

اب ہوا تھا۔

"روک دیں اسے ۔۔۔ آئرہ رو رہی ہے" یاقوت کے لہجے میں آئرہ کے لئے ہمدردی امڈ آئی تھی حلانکہ اسے بھی اسکی بے وقوفی پر غصّہ آیا تھا۔

زیحال گہری سانس خارج کرتا اپنے ساتھ کھڑے بزنس مین سے ایکسیوز کرتا ڈانس فلور کی جانب بڑھ گیا۔

برلاس نے جیسے ہی آئرہ کو گھمایا وہ اس بار بھی اسکا بازو پکڑنے ہی والا تھا کہ زیحال یکدم سے دونوں کے درمیان آگیا آئرہ اسکی اوٹ میں کھڑی بری طرح

سے ہانپ رہی تھی ڈانس کر کر سانس بری طرح سے پھول چکی تھی۔

یہی حال برلاس شاہ کا بھی تھا جس کے ماتھے پر باقاعدہ پسینے کی بوندیں چمکنے لگی تھیں۔

وہ اب بھی تیز تیز سانس لیتا اسے ہی قہر ڈھاتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"اندر جاؤ بچے"

زیحال نے سر دائیں جانب ڈھلکا کر پیچھے کھڑی آئرہ کو نرمی سے مخاطب کیا جو برلاس کی نگاہوں سے ہی

اتنی بری طرح سے سہمی ہوئی تھی کہ زیحال کی آواز تک بھی نہیں سن پائی۔

زیحال نے برلاس کی جانب دیکھا۔

"آنکھیں نیچی کرو" زیحال کے سپاٹ لہجے پر برلاس کی گہری پلکیں بے ساختہ جھک گئی تھیں۔

اب کی بار زیحال کے صرف دیکھنے پر ہی آئرہ ڈر کر اندر کی جانب چلی گئی تھی۔

زیحال برلاس کا ہاتھ تھام کر فلور سے لے گیا ہر کوئی ان دونوں کے بارے میں آپس میں باتیں کرنے لگا تھا۔

یاقوت اسکے لئے پانی لا کر اسی صوفے پر بیٹھ گیا۔اور برلاس کو دیکھنے لگا جو کسی بگڑے ضدی بچے کی طرح منہ پھلا کر بیٹھا تھا۔

"یہ اب مار کھائے گا۔۔۔اسکو کہیں باز آجائے اپنی حرکتوں سے"

یاقوت کو اب وہی غصّہ برلاس پر آیا تھا جس نے اس بچاری کو ڈانس کے زریعے ہی سبق سکھادیا تھا۔

"میں اسے جان سے ماردونگا" وہ دانت بھینچ کر دبی آواز میں غرلایا تھا جس پر یاقوت کو اس پر مزید غصّہ آیا وہ سچ میں ایک کان پر لگانے ہی والا تھا کہ زیحال نے آنکھوں سے اسے وہی روک دیا۔

برلاس ڈھٹائی سے ذرا جھک گیا۔ مگر غصّہ پھر بھی کم نہیں کیا۔

"انسان بن۔۔۔ورنہ بہت پٹے گا" وہ اسے سختی سے وارن کرتا اٹھ کر چلا گیا لیکن زیحال وہی بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا اسکی خاموشی پر برلاس نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔

وہ کبھی ڈانٹتا نہیں تھا حلانکہ اسے سب سے زیادہ یہ اختیار حاصل تھا چاہے تو مار بھی لے۔

لیکن وہ الگ تھا بہت الگ۔

برلاس اسے دیکھتا رہا دیکھتا رہا پھر دھیرے سے زیحال کے کوٹ کے دونوں سرے پکڑ کر کھولتے اسکے سینے

پر سر ٹکا کے کوٹ میں چہرہ چھپا گیا۔اب پھر اسے لاڈ دکھانے تھے اور اسکے باپ کو دیکھنے تھے۔

"میں کیا کروں۔۔۔یہ لوگ مجھے کیوں غصّہ دلاتے ہیں" وہ دھیمی آواز میں اپنے باپ کو شکایت لگا رہا تھا۔ زیحال نے خاموشی سے اسکی پیٹھ سہلائی اور جھک کر اسکے سر کا بوسہ لیا۔

اور یہاں وہ بھڑکتا شعلہ برف کی طرح پگھل گیا تھا۔

ایک سکون بہت سکون ایسا سکون جو کوئی محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

"غصّہ نہیں کرتے۔۔۔میں دیکھ لونگا" بس اسکے

باپ نے کہہ دیا تھا کہ غصّہ نہیں کرنا وہ دیکھ لے گا تو

مطلب اب وہ دیکھ لے گا اب برلاس شاہ مکمل طور کر

پر سکون ہو گیا تھا وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

"اب ہٹو پیچھے۔۔۔سب دیکھیں گے تو کیا کہیں گے"

وہ اسکے بچپنے پر بے ساختہ مسکرا کر بولا۔

"یہی کہ ایک بچہ اپنے باپ سے لاڈ اٹھوا رہا ہے"

وہ ہمیشہ کی طرح محبت سے جواب دینے لگا جس پر

زیحال کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"اونٹ جتنا قد نکل گیا تمہارا۔۔۔" وہ اسے احساس دلا رہا تھا برلاس شاہ کو؟ برلاس کو ہنسی آئی۔

"بھلے۔۔۔" وہ اور بھی اپنے باپ کی آغوش میں چھپ گیا۔ زیحال صرف ہنس کر رہ گیا۔

"فیڈر لاؤ بھئی" پامیر کے ٹپکتے اسکی بات پر عثمان کا بلند وبانگ قہقہہ گونجنے لگا تھا۔

"ڈانس فلور میں دراڑ پڑ گئی" عثمان نئی تحقیق کر کر آیا تھا۔

اسکی اطلاع پر پامیر نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "تم چھوڑ لو"

"میں سچی کہہ رہا ہوں جا کر دیکھو" اسکے لہجے میں ایک یقین سا تھا پامیر پھر بھی باقائدہ دیکھ کر آیا تھا۔

آئرہ روتی ہوئی اندر آرہی تھی جب اسکی نظر سامنے پڑی لاؤنج میں ہی مشی اور کومل سامنے بیٹھے رستم کو دیکھ رہی تھیں ڈاکٹر مبشر نے اسکے ہاتھ پر پلستر ہی

چڑھا دیا تھا وہ بچارا درد سے کراھتے ہوئے پلستر کو دیکھنے لگا۔

آئرہ اس پر لعنت بھیجتی اپنے کمرے میں چلی گئی اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا وہ مرے یا جیئے فلحال اسے ایک ہی شخص کا غصّہ مار رہا تھا۔

"یہ آدمی ہے یا جانور۔۔۔آپ دونوں کیوں میری جان کی دشمن بن گئی ہیں"

وہ اپنے سامنے کھڑی ان دو افلاطون عورتوں کو دیکھ کر غرلایا تھا۔

"شش۔۔۔آہستہ بولو۔۔۔اگر کسی کو پتہ چل گیا تو تم تو پھانسی پر چڑھو گے ہی ساتھ ہمیں بھی چڑھوا دو گے "

کومل باہر کے دروازے کی جانب دیکھتی سختی سے تنبیہہ کرنے لگی جس پر رستم کلس کر رہ گیا۔

باہر سب لوگ رخصتی کی تیاری کر رہے تھے جب زیحال نے یہاں وہاں اپنی گلالے کو تلاش کیا۔

وہ کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔اب تو اسکی بس تھی اب اسے اپنی وائفی کو دیکھنا تھا۔

جو تب ہی سامنے سے آتی ہوئی دکھائی دے گئی۔

وہ اپنے گھیر دار فراک میں زیادہ الجھی ہوئی تھی جب

بے دھیانی میں آتے آتے اسکا فراک پیروں میں الجھ

گیا۔

وہ بہت برا گر جاتی اگر وہ دشمن جان وقت پر اسے نہ

تھام لیتا۔

زمل کا دل دھک دھک کرنے لگا تھا۔ وہ ہونقوں کی

طرح سفید پڑتی رنگت سے زیحال کو دیکھنے لگی۔

جو آج اسے پٹھانی روپ میں دیکھ آس پاس کی ہر چیز جیسے بھول گیا تھا۔

"تھینک گاڈ۔۔۔بچالیا مجھے" وہ جلدی سے سیدھی ہوتی اپنے آپ کو دیکھ یقین دہانی کرنے لگی کہ وہ واقعی ٹھیک ہے۔

جبکہ زیحال پر تو جیسے سکتہ ہی طاری ہو گیا تھا وہ اب تک مبہوت سا ہوئے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

آج وہ لگی تھی اسے اپنی پٹھانی۔اپنی خانی۔

ہبی وہ"زمل کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ تب ہی سیماب

نے اسے بلا لیا۔

وہ اسکی جانب مڑ گئی اور زیحال پھر بھی اسے ہی دیکھتا

رہا۔

"تم نے گل کا بیگ دیکھ لیا تھا ناں ہر چیز رکھا ہے اس

میں" وہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔

"جی میں نے سب رکھ دیا"

"اچھا کیا۔۔۔وہ تم ڈاکٹر مبشر کو پکڑا دو "سیماب کے

حکم پر وہ مڑنے ہی لگی تھی جب نگاہیں سیدھی زیحال

سے جا ملی۔

وہ دیوانوں کی طرح اسے دیکھنے میں اتنا پاگل تھا کہ

آس پاس کا بھی ہوش نہیں رہا تھا

محبت اسکی گرے جھیل سی آنکھوں میں بھر چکی تھی

چہرے کی چمک گواہ تھی کہ وہ کتنا اسکے لئے پاگل

ہے۔

اسکی حرکت پر زمل بے ساختہ مسکرا دی۔اسے بھی تو زیحال کے عشق سے عشق تھا وہ بھی تو اسکے لئے پاگل تھی۔

زیحال دھیرے دھیرے اسکی جانب بڑھنے لگا جب مسکراتی ہوئی زمل کی مسکراہٹ یکدم سے سمٹتی آنکھوں میں خوف در آیا۔

اسکے چہرے کا رنگ ایکسر تبدیل ہونے لگا تھا یوں جیسے خوف سے اسکا انگ انگ لرزا ٹھا ہو

۔

82/4

وہ خوف سے کانپتی ہوئی اسے ہی دیکھ رہی تھی جب اسکی حالت غیر ہوتے دیکھ زیحال کے قدم وہی بے ساختہ منجمند سے ہو گئے اور آنکھوں میں حیرت سی در آنے لگی۔

اسکے ذہن میں کچھ آوازیں گونجنے لگی تھیں۔

"مجھے سب نے دھوکہ دیا وائفی سب نے۔۔۔مجھے سب نے مل کر توڑا ہے سب میرے مجرم ہیں" وہ

روتے ہوئے اسکے سینے سے لگا ہوا اپنے دل کا درد بیان کر رہا تھا

جو شاید کبھی ختم نہ ہو کیسے ہوتا جب بھی ہونے لگتا تھا تب ہی ایک نیا درد اسکے حصّے میں لکھ دیا جاتا تھا وہ کیسے بھول جاتا سب اسے بار بار یاد کروایا جاتا تھا۔

"میں کس کو اپنا کہوں۔۔۔ کس کو مجھے کوئی اپنا نہیں لگتا۔۔۔ سب نے مجھے توڑ دیا" اسکے الفاظ درد سے چور تھے کہ زمل کا دل عنقریب پھٹنے کو تھا وہ تو صرف

اسے سنتی تھی تب ایسی حالت ہوتی تھی لیکن اس شخص کا کیا جس پر یہ سب بیتا ہو۔

"ہبی سمبھالیں خود کو" وہ روتی ہوئی اسے دلاسہ دینے لگی۔ وہ رات زمل پر بھی بھاری پڑ رہی تھی۔ اس نے کبھی اپنے ہبی کو اس طرح ٹوٹے بکھرے نہیں دیکھا تھا۔

آج یہ یادیں بھی اسے تکلیف دے رہی تھیں وہ کھڑی بت بنی اپنی جانب بڑھتے زیحال کو دیکھنے لگی۔

"کیسے۔۔۔ک۔۔۔کیسے سمبھالوں بولو" وہ پھٹ پڑا تھا اندر اسکے درد کالا وا بھڑکتے ہوئے جوش مارنے لگا تھا۔ "میری بہن کو ونی کر دیا۔۔۔اسے جانوروں کی طرح ظالموں کو سونپ دیا"

وہ کرب کی انتہا پر تھا زمل کو لگا اسکا دل بند ہو جائے گا۔ کیا وہ یہ یادیں اسکے اندر سے نکال سکتی تھی؟

"میں نے کچھ نہیں کیا تھا پھر بھی کسی نے یقین نہیں کیا میرا۔۔۔مم۔۔۔میرا کوئی نہیں بنا کوئی بھی نہیں" وہ پھوٹ کر رو پڑا تھا۔

وہ مسکرا رہا تھا جبکہ زمل کے ذہن میں زلزلے سے اٹھنے لگے تھے۔ وہ اسکی جانب قدم بڑھا رہا تھا اور وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی

"میرا کوئی نہیں ہے۔۔۔ سب نے مجھے دھوکہ دیا" وہ چپ ہو جائے کوئی اس آواز کو بند کر دے

وہ بڑھ رہا تھا زمل کی جانب اور وہ خوف زدہ سی پیچھے کی جانب لڑکھڑانے لگی۔

آنکھوں میں خوف سا ابھرنے لگا تھا وہ کہاں جائے وہ کس کو بتائے کہ اسے یہاں سے جانا ہے۔

"مجھے میرے اپنوں نے چھوڑ دیا" وہ رو رہا تھا بلک بلک کر بچوں کی طرح اسے بتا رہا تھا

اب وہ مسکرا رہا تھا کاش اس نے وہ سب نہ دیکھا ہوتا کاش۔

تب ہی ایک زوردار بلاسٹ کی آواز نے اسکے پورے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا وہ بری طرح سے لرز کر رہ گئی تھی۔

آگ، تپش۔۔۔وہ چیخ و پکار۔۔۔!!

"اسکی پکارا سکی دلخراش چیخیں جو ساتویں آسمان تک گئی تھیں کونسا جاندار تھا جس نے اسکی تڑپ نہیں دیکھی تھی۔

"مجھے چھوڑو میں جاؤں گا" وہ خود کو زبردستی سب سے چھڑوا رہا تھا وہ اس آگ میں کود جانا چاہتا تھا وہ مسکرا کر اسکی جانب بڑھ رہا تھا جب اسکا وہ رویا ہوا چہرہ زمل کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا۔

کاش وہ اندھی ہو جاتی کاش وہ بہری ہو جاتی۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔" وہ سب کو دور کر رہا تھا

سب کچھ زمل کے ذہن میں زلزلے سے اٹھا گیا تھا۔

یاقوت پامیر عثمان سب نے ایک ساتھ اسے روکنے کی کوشش کی تھی کہ تب ہی۔۔۔

ایک زوردار تھپڑ اسکے گال پر پڑا تھا وہ پھر بھی ہوش میں نہیں آرہا تھا۔

یہاں وہ ڈھیر ہوتی زمین بوس ہوتی چلی گئی تھی جب اس نے آخری بار اس دیوانے کو اپنی جانب دوڑتے ہوئے دیکھا تھا۔

اسکی چیخیں اسکی سیاہ تاریک دنیا میں بھی گونجتی ہوئی سنائی دے رہی تھی۔

آس پاس لوگ جمع ہونے لگے تھے۔ سب کا شور سب کی فکر اسکی سماعتوں میں سب گڈمڈ ہونے لگا تھا۔

"وائفی۔۔۔وائفی کیا ہوا؟" زیحال ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسے اپنے بازو پر لے گیا تھا۔

"زمل۔۔۔کیا ہوا اسے" زمل کو بے ہوش ہوتے دیکھ سب دوڑ کر اسکے قریب آنے لگے تھے۔

"وائفی ۔۔۔وائفی آنکھیں کھولو۔۔۔کوئی پانی لاؤ "

زیحال ہزیانی ساسب پر چیختا زمل کے چہرے کو تھپتھپانے لگا۔

وہ صرف گری تھی اور یہاں اس شخص کی سانسیں رک گئی تھیں وہ حواس کھوتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔

"بھائی پانی" یاقوت نے جلدی سے پانی کی بوتل اسکی جانب بڑھادی

زیحال نے پانی کے کچھ چھینٹے زمل کے چہرے پر مارے لیکن اسکے ہونٹ نیلے پڑنے لگے تھے۔

''کومل کو بلاؤ'' وہ پاس تھی لیکن زیحال کو وہ بھی نظر نہیں آرہی تھی وہ زمل کو گود میں اٹھا کر دیوانہ وار اندر کی جانب بھاگا تھا۔

کومل بھی اسکے پیچھے پیچھے اندر بھاگی گئی تھی۔

مہمان پریشان ہونے لگے تھے وہاں رخصتی کا وقت ہو رہا تھا اور یہاں زمل بے ہوش ہو گئی تھی۔

''کیا ہو رہا ہے وہاں۔۔۔ کوئی ام کو بتا کیوں نہیں رہا''

گل کب سے آنے جانے والوں سے پوچھ رہی تھی لیکن کوئی بھی اسے ٹینشن نہیں دینا چاہتا تھا جس سے اسے مزید ٹینشن ہو رہی تھی۔

"آپ ریلیکس رہیں میں دیکھ کر آتا ہوں" اسے از حد پریشان دیکھ ڈاکٹر برہان نرمی سے تنبیہہ کرتے اپنے سر کی پگ اتار کر وہی رکھتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"اللہ خیر کرے۔۔۔ام کو بھی جانا ہے" وہ بے چین ہوتی اٹھنا چاہتی تھی لیکن اس وقت وہ وہیل چیئر کے بجائے صوفے پر تھی۔

اسے اس وقت اپنی بے بسی پر شدّت سے رونا آیا تھا۔

"آپ پر سکون رہیں۔۔۔اندر سب ٹھیک ہو گا"

زنو نے ان سب میں پہلی بار زرتشم کو مخاطب کیا تھا

جو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ یہ لڑکی کون ہے۔

اور وہ اس سے خفا تھی اس لئے کہ اس لڑکی نے اسکے

بھائی کو اس قدر بے قدر کیا کہ جس کی کوئی حد نہیں

تھی۔

گھر کے سب ہی افراد اندر آ گئے تھے زمل کو روم میں

بیڈ پر لٹانے کے بعد بھی زیحال اسکے سرہانے بیٹھا بے

چینی اور فکر مندی سے کومل کو دیکھ رہا تھا۔

کمرے میں اس وقت صرف وہی دو موجود تھے۔

کومل نے تھوڑا سا چیک اپ کر کر زیحال کی جانب

دیکھا۔

"تم باہر جاؤ گے ؟" وہ سنجیدگی سے اس سے گویا

ہوئی۔

"کیوں۔۔۔جاؤں۔۔۔بیوی ہے یہ میری۔۔۔" وہ یکدم سے کسی بچے کی طرح ضدی انداز میں بولا تھا جیسے وہ اپنے پسندیدہ کھلونے سے دور نہ جانا چاہتا ہو۔

کومل نروس ہوتی زمل کی جانب دیکھنے لگی

"بتاؤ۔۔۔کیا ہوا ہے زمل کو" وہ کومل کی بات پر مزید پریشان ہو گیا ہاتھ پیر تقریباً پھول چکے تھے چہرے کی رنگت مردے کی طرح سفید پڑ چکی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے لگ رہا ہے۔۔۔زمل" وہ الجھن کا شکار ہوتی خاموش ہو گئی۔ جیسے الفاظ نہ مل رہے ہوں۔

"بولو ناں" اسکی خاموشی پر زیحال کو شدید غصّہ آیا

یہاں اسکی جان سولی پر اٹکی ہوئی تھی وہاں کومل کی

خاموشی اسکی جان نکال رہی تھی۔

"آئی تھنک۔۔۔ش۔۔۔ شی از پریگننٹ "

"وہ توٹھیک ہے لیک" بولتے بولتے یکدم سے اسکی

زبان کو بریک لگ گئی۔اسے احساس ہوا اس نے کیا کہا

تھا؟

"ک۔۔۔ کیا کہا تم نے؟" یہ آواز جیسے کسی گہری کھائی سے آئی تھی وہ سانس نہیں لے رہا تھا۔ وہ بے یقینی کی بہت بری کیفیت میں گھر چکا تھا۔

کومل تھوڑی نروس سی ہوتی زمل کو دیکھنے لگی۔

"شی از پریگننٹ۔۔۔"

یہ الفاظ تو اس نے پہلے بھی سنے تھے ناں خدا نے اسے پہلے بھی ان الفاظوں سے نوازا تھا آج پھر۔۔۔ آج پھر زیحال خان آفندی کو یہ خوشی دی تھی۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بے ہوش ہوئی زمل کو
دیکھنے لگا۔
جس کے چہرے کی رنگت زرد پڑ چکی تھی۔
وہ گرے جھیل سی آنکھیں یک ٹک نمکین پانی سے
بھرنے لگیں کیا وہ سچ میں باپ بننے والا تھا پھر سے؟
نہیں اسے یقین نہیں آیا تھا لیکن یہ سچ تھا وہ باپ بننے
والا تھا تیسری بار۔اسے گزری رات جھما کے سے
اپنے ذہن میں گھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔

خوشی سے اسکی آنکھیں چھلک پڑی تھیں مرتے ہوئے کو جیسے نئی سانسوں کی نوید سنادی گئی اس کا دل خوشی سے بھاری ہونے لگا۔

وہ گھوم کر دھیرے سے زمل کے قریب آتا اسکے چہرے پر جھک گیا۔

اس نے پوری شدّت سے اپنے لب اسکی پیشانی پر رکھ دیے جب اسکی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر زمل کے چہرے پر آن گرے۔

یہ خوشی وہ تھی جو لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی تھی وہ خوشی سے پاگل ہونے کے قریب تھا کومل کی موجودگی میں وہ صرف پیشانی کا بوسہ لے کر پیچھے ہٹ گیا۔

اور محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

یہ لڑکی اسکے لئے ہر طرح سے خوشی کا پیکر تھی تب ہی وہ اسے پاکر خود کو مکمل محسوس کرتا تھا۔

"الحمدللہ" اسکے لبوں سے بے ساختہ شکر کا لفظ نکلا۔

کہ تب ہی اس کی آنکھیں متغیر سی پھیلنے لگیں ان میں پہلے حیرت اور پھر الجھن در آئی۔ وہ بے اختیار پیچھے مڑ کر کومل کو دیکھنے لگا۔

"تو یہ بے ہوش کیوں ہوئی؟" اسکے سوال میں بے چینی تھی حیرت تھی اور غصّہ تھا۔

کومل اسکے سوال پر بری طرح سے گڑبڑا سی گئی۔

"یہ۔۔۔۔یہ پینک کر گئی تھی" وہ ہاتھ آپس میں الجھاتی بے حد دھیمی آواز میں بولی۔

زیحال کو غصّے میں آتے دیکھ وہ کب کچھ بول پاتی تھی اور وقتوں میں وہ ہمت کر لیتی تھی لیکن جب وہ سنجیدہ ہو تب وہ بھی خاص طور پر اس سے دور رہتی تھی۔

"مم۔۔۔میں" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی زیحال کے ایک ہی جست میں اٹھنے پر وہ خوف زدہ سی دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"کسی نے کچھ کہا ہے میری بیوی کو؟" وہ غضب ناک لہجے میں اس سے استفسار کر رہا تھا۔

اسکی گرج دار آواز پر کومل کچھ نہ کر کر بھی خوف زدہ سی ہو گئی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں تو۔۔۔کوئی کیوں کچھ کہے گا زمل کو"

کومل کو سمجھ نہیں آئی کیسے مضبوط لہجے میں یہ بات کہے کیونکہ اسکے لہجے کی کپکپاہٹ اسے جھوٹا ثابت کر سکتی تھی۔

زیحال نے کڑی سخت نظروں سے اسے دیکھا۔

"وہ بنا بات کے پینک نہیں کر سکتی۔۔۔کس نے ۔۔۔اور کیا کہا ہے اسے "

وہ اس شیر کی دھار نما انداز میں پوچھ رہا تھا کومل اسی پر

اندر سے بری طرح لرزنے لگی تھی۔

وہ زمل کی گڈ نیوز سے پہلے ہی یہ بات جان گئی تھی کہ

وہ پینک ہو کر بے ہوش ہوئی ہے تب ہی وہ یہ

خوشخبری بھی اس خوشی سے نہیں بتا پائی جو خوشی

اسے ہوئی تھی۔

کیونکہ اگر وہ پینک ہوئی تھی تو یقیناً کسی نے اپنی موت

کو دعوت دے دی تھی۔وہ زمل تھی جس کا پورا نام

زمل زیحال خان آفندی تھا۔

"آ۔۔۔آئی ڈونٹ نو۔۔۔زیحال۔۔۔کوئی کیوں کچھ کہے گا زمل کو" وہ لہجہ بمشکل مضبوط کرتی دھیمی آواز میں بولی۔

زیحال اسکی بات پر پوری قوت سے جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔

"اگر مجھے وجہ معلوم ہوئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا" وہ دبے لفظوں میں وارن کر رہا تھا۔

کومل اسکی بات پر سر ہلاتی دھیرے سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

جان بچی سو لاکھوں پائے یہ جانور آج بھی نہیں
سدھرا تھا وہ خاموش تھا مگر جنونی حد درجے کا تھا۔
اس لڑکی کے معاملے میں اسکے دیوانے پن کا کوئی
مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

کومل کے باہر جاتے زیحال کی نظر زمل پر جیسے ہی پڑی
اسکے سخت تاثرات پل میں ڈھیلے پڑ گئے۔

وہ گہری سانس ہوا کے سپرد کرتا اسکے قریب آ کر بیٹھ
گیا۔

اسکے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔

اسکے ہاتھ خود بخود زمل کے چہرے کو چھونے لگے تھے

جب اسکی انگلیاں سر سراتی ہوئی زمل کے کے پنکھڑی

سے لبوں کو چھونے لگیں

"شی از پریگننٹ "کومل کے الفاظ اسکی سماعتوں میں

پھر سے گونجنے لگے۔

یہ الفاظ اسکے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ بکھیر

گئے کیا وہ سچ میں پھر سے باپ بننے والا تھا؟ یہ خوشی

ایسی کیوں تھی جیسے وہ پہلی بار اس رتبے پر فائز ہورہا

ہو۔

حلانکہ اسکے پاس بیٹا اور بیٹی پہلے سے تھے۔ پھر بھی یہ احساس بلکل نیا تھا۔ جو اسے خوشی سے پاگل کر دینے والا تھا۔

وہ جھک کر بے اختیار اسکے لبوں پر لب ٹکا گیا۔

"تھینک یو گلالے۔۔۔ تھینک یو ویری مچ" اسکے پاس الفاظ نہیں تھے وہ کن میں اسکا شکریہ ادا کرتا۔

"تم نے ایک بار پھر سے میری زندگی کو خوشیوں سے بھر دیا"

خوشی اسکے الفاظ اور لہجے میں صاف چھلک رہی تھی اگر زمل ہوش میں ہوتی تو اسکی خوشی دیکھ شرم سے لال ٹماٹر ہو چکی ہوتی۔

"تم نے مجھے دنیا کی ہر خوشی دے دی ہے۔۔۔بدلے میں تم جان بھی مانگو تو ایک لفظ نہیں کہوں گا "

وہ دیوانہ وار اپنی محبت کا اظہار کرتے تھک نہیں رہا تھا۔

خوشی سے اسکا تمتماتا ہوا چہرہ اس بات کی گواہی تھا کہ وہ کتنا خوشی سے پاگل ہو رہا ہے۔

کہ تب ہی اسکے ذہن میں کچھ الفاظ گونجے۔

"وہ پینک ہوئی تھی" کومل کی بات پر اسکی مسکراہٹ سمٹتی پل میں غائب ہو گئی۔

ایک گہری سنجیدگی نے اسکے چہرے پر اپنی جگہ بنالی تھی۔

"تم ایک بار ہوش میں آکر مجھے بتاؤ۔۔۔میں سب کو دیکھ لونگا" وہ جس اعتماد سے بولا تھا زمل کا دل بھر آنے لگتا۔

"کسی کو اختیار نہیں تمہیں ڈرائے یا تمہاری آنکھوں میں آنسوں لائے۔۔۔ورنہ میرے لئے اس شخص کو زندہ رکھنا مشکل ہو ہو گا وائفی" وہ اسکے ہاتھ تھام کر نرمی سے بولا تھا مگر الفاظوں میں ایک دہشت چھپی تھی۔

وہ دھیرے سے جھک کر اسکے ماتھے کا بوسہ لیتا اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے اوپر کمفرٹر ٹھیک کرنے لگا۔

اسکے موبائل پر کالز پر کالز آرہی تھیں۔

"میں گل کو رخصت کر کر واپس آتا ہوں" وہ بتا ایسے رہا تھا جیسے وہ سن رہی ہو وہ مسکرا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

کومل نے ابھی تک شاید کسی کو نہیں بتایا تھا مگر زیحال کے چہرے پر مسکراہٹ اور چمک دیکھ سب کو تھوڑا حوصلہ سا ہو گیا تھا۔

"میرے خیال سے رخصط کرنا چاہئے گل کو ۔۔۔وقت ہو گیا ہے" زریاب باہر آسمان پر زردی پھیلتے دیکھ شائستگی سے بولے۔

"ھمم"زیحال کے باہر نکلتے باقی سب بھی باہر آ گئے

تھے۔

ڈاکٹر برہان گل کے پاس بیٹھے تھے کیونکہ وہ ٹینشن

لینے سے باز ہی نہیں آرہی تھی اور وہ نہیں چاہتے تھے

کہ وہ پریشان ہو۔

"سب ٹھیک ہے ناں؟"زیحال کے آتے برہان بے

ساختہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

یہاں وہ اسکی بہن کے شوہر نہیں تھے وہ صرف

برسوں پرانے فکر مند ہوتے ایک ساتھی تھے جس

نے زیحال کا ہر موڑ کر جان کی بازی لگا کر ساتھ دیا تھا۔

"ھمم ڈونٹ وری۔۔۔"زیحال نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی

جب بلیک شیڈو نے جھک کر غور سے اسکے چمکتے چہرے کا جائزہ لیا اتنا تو وہ سمجھدار تھا کہ اپنے ساتھی کی ان کہی باتیں سمجھ لیتا۔

"کیا مطلب۔۔۔پھر سے ؟"وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خوشی سے چہک کر پوچھنے لگا۔

زیحال نے اسکی خوشی پر اسے اندر ہی اندر گھور کر دیکھا

"سالا میں ہوں تو مجھے ہی رہنے دو خود نہ بنو" وہ دانت پیس کر دبی آواز میں اسے آڑے ہاتھوں لینے لگا۔

"نہ کریں۔۔۔ یار سچ میں۔۔۔؟" وہ کہاں باز آتا پھر بھی وہ سچے یار تھے۔انکے بیچ لفظوں کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

"اوہ مائے گاڈ۔۔۔مبارک ہو بہت بہت" وہ خوشی

سے لبریز اسکے گلے سے لگ گیا بظاہر سب کو یہ ایک

بہنوئی اور سالے کے بیچ کا ملن لگ رہا تھا

مگر یہ صرف انکے گروپ کو پتہ تھا کہ ایسے صرف

بلیک شیڈو ملتا تھا۔

"اچھا اب اجازت ہو تو ہم نکلیں پھر کافی دیر ہو جائے

گی" اسکی بات پر زیحال کی نظر بے ساختہ زرتشم پر

پڑی اس لمحے نے اسکے دل کو جیسے مٹھی میں لے لیا

تھا۔

بہنیں صرف خود رخصت نہیں ہوتی وہ ساتھ بھائیوں کا مان انکی خوشیاں بھی لے جاتی ہیں وہ بھلے زیحال کے پاس زیادہ مہینے نہیں رکی تھی لیکن پھر بھی اسکے دور جانے کا سنتے اسکے دل کو کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ دیا تھا۔

وہ دھیرے سے گل کی جانب آیا جو بے چینی سے اسکا انتظار کر رہی تھی۔

زیحال دوزانوں ہو کر اسکے سامنے بیٹھ گیا اور زرتشم کے دونوں ہاتھ تھام گیا۔

"مجھ سے۔۔۔ک۔۔۔کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کر دینا" اسکی بات پر زرتشم نے تڑپ کر سر نفی میں ہلا یا

سب لوگ اس سے مل چکے تھے یہاں تک کے زریاب داراب بھی لیکن کسی کو دیکھ اسے رونا نہیں آیا۔

مگر اب زیحال کو دیکھ جیسے اسکی جان حلق میں آ گئی تھی وہ اپنے بھائی سے دور ہو رہی تھی۔

"زی۔۔۔" وہ تڑپ کر اسکے کندھے سے لگ گئی۔

یہاں وہ بھی اپنا ضبط مضبوط نہیں رکھ پایا اور گل کے
کندھے پر سر رکھتے سسک کر رو پڑا۔

"مم۔۔۔میری وجہ سے تم نے بہت کچھ برداشت کیا
ہے۔۔۔میں مجرم ہوں تمہارا"

زر اسکے گلے سے لگی سر نفی میں ہلانے لگی اور مزید
اسکے ساتھ لپٹ گئی۔اسکا پورا وجود بری طرح سے لرز
رہا تھا۔

ہر آنکھ اس وقت اشک بار تھی ایسے وقت میں تو پتھر
دل بھی رو پڑتے ہیں کیسی رسم تھی یہ جہاں ایک بیٹی

پلتی ہے اسی گھر کو چھوڑ کر ہمیشہ کیلئے کسی اور کے ساتھ چلی جاتی ہے۔

"ام تمارے بغیر کیسے رہے گا زی" وہ روتی ہوئی تڑپ کر بولی۔

زیحال کے لئے یہ لمحہ موت تھا اسے روتے دیکھ برلاس کو کچھ ہو رہا تھا وہ دھیرے سے یاقوت کی اوٹ میں چھپ گیا۔

اور کسی خوف زدہ بچے کی طرح سامنے کا منظر دیکھنے لگا۔

"اللہ پاک تمہیں خوش رکھے۔۔۔ تم خوش رہو گی گل۔۔۔ برہان بہت اچھا ہے" اسکے لہجے میں برہان کے لئے ایک اعتماد تھا بھرپور اعتماد۔

زر نے روتے ہوئے سر دھیرے سے اثبات میں ہلایا۔

وہ اٹھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھ گیا یہ شفقت بھرا ہاتھ زر کیلیئے اسکی کل کائنات تھا۔

جس کے سائے میں وہ ہر طرح سے محفوظ تھی اسے اور کسی کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

سب لوگ گیٹ تک آ گئے تھے زر تشم کو گاڑی تک

پہنچانے کیلیئے اس نے زیحال کی ضد کی تھی

اور وہی اسکے ساتھ گاڑی تک آیا تھا۔

فرخندہ بیگم اس سے پہلے ہی مل چکی تھیں رخصت تو

اسے پہلے بھی کیا تھا لیکن آج جیسے صحیح معنوں میں

فرض سرانجام پایا گیا تھا۔

"زمل کدر ہے "سب ہی گل سے مل چکی تھیں

سوائے زمل کے

زمل کے ذکر پر ایک دلفریب مسکراہٹ زیحال کے چہرے پر بکھر گئی۔

وہ دھیرے سے جھک کر زرتشم کے کان کے قریب ہوا۔

"تم پھر سے پھپھو بننے والی ہو" اسکے خوشی سے چہک کر بتانے پر زرتشم پھٹی پھٹی نظروں سے بے یقین سی اسے دیکھنے لگی۔

"س۔۔۔سچ میں؟" ایک بار میں اسکے لئے یقین کر پانا نہایت مشکل تھا۔

زیحال نے آنکھیں کیوٹ انداز میں میںچتے اسے یقین دہانی کروائی وہ تو شکر ہے زرتشم نے چیخ نہیں ماری ورنہ یہ نیوز ابھی بریک ہو جاتی۔

اور سب سے پہلے زامل نے رونا ڈال دینا تھا جس کی پراپرٹی کا حصّہ دار آنے والا تھا۔

"بہت بہت مبارک ہو۔۔۔کدر ہے زمل ام اس سے ملنا چاہتا ہے" ایکسائٹمنٹ میں وہ یہ تک بھول گئی کہ آج اسکی رخصتی ہو رہی ہے۔

زیحال نے اسے مصنوعی سا گھورا۔

"تمہاری رخصتی ہو رہی ہے ڈفر" اس نے سرگوشی نما انداز میں اسے احساس دلایا جس پر گل زبان دانتوں تلے دبا گئی۔

اس خوشی نے اسے باقی سب بھلا دیا تھا

"مجھے جیلسی ہو رہی ہے" ان دونوں بہن بھائیوں کو کھسر پسر کرتے دیکھ ڈاکٹر برہان نے دہائی دی جس پر زیحال نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا۔

"تو ہوتے رہو" شان بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"وہ اب بیگم ہے میری" انہوں نے بتانا جیسے ضروری سمجھا۔

"گل۔۔۔ ناک بند کرو۔۔۔ کچھ جلنے کی بہت بری سمیل آرہی ہے" زیحال کے شریرانداز پر گل سر جھکا کر اپنی مسکراہٹ دبانے لگی۔

"آپ کو تو میں کل دیکھوں گا" وہ وارن کرتے لہجے میں بول کر آگے بڑھ گئے زیحال ہاں میں سر ہلاتا گل کو گاڑی میں بٹھا گیا

باقی باراتی بھی اپنی اپنی گاڑیوں میں جا بیٹھے تھے۔یہ لمحہ تکلیف دہ ضرور تھا مگر زمل فہد نے جو خوشی آج ان سب کو دی تھی اسکے سامنے یہ جدائی کا غم زرتشم کو بھی بہت کم لگا تھا۔

وہ گئی بھی نہیں تھی کہ اسے واپس آنے کی پڑ گئی تھی۔

''گل۔۔۔ذرا عقل سے کام سے لینا تم اب شادی شدہ ہے''سیماب نے دبے لفظوں میں اسے کچھ باور کروانے کی کوشش کی۔

جس پر اسی لمحے زرتشم کی نگاہیں گاڑی میں بیٹھتے

برہان سے جا ملی تھیں۔

جو یقیناً سیماب کی بات سن چکا تھا تب ہی اسکے کان کی

لوئیں تک سرخ پڑ گئیں۔وہ حیا سے لبریز پل کیں فورا

سے جھکا گئی۔

ڈاکٹر برہان کے ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھتے ہی زرتشم کی نگاہ ان سے ملی تھی آج یہ آئی کانٹیکٹ ایک الگ طرح سے ہوا تھا دونوں جانب دل نے ایک الگ ہی سگنل دے دیا تھا۔

زرتشم فوراسے نگاہیں جھکا گئی اسکے لئے انکو اتنے قریب سے سامنے دیکھنا تقریباً مشکل تھا۔

"اپنا خیال رکھنا بہت سارا" سیماب کی فکر پر وہ بے ساختہ مسکرادی ساتھ کھڑی فرخندہ بیگم کو دیکھ اسکی آنکھیں خود بخود بھراسی گئیں۔

"اب ایک آنسوں آپ کی آنکھوں میں نہ دیکھوں" اس سے پہلے وہ روتی ڈاکٹر برہان کی آواز اسکے کانوں میں گونجی۔

اس نے بے ساختہ پلٹ کر انکی جانب دیکھا جو نارمل تاثرات چہرے پر لئے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"اغوا کر کر یا بھگا کر نہیں لے جا رہا۔۔۔ دنیا کے

سامنے اپنایا ہے آپ کو "

انکی بات پر زر تشم کا دل سکڑ کر پھول سا گیا تھا۔ وہ انکو

یک ٹک دیکھتی رہی۔

" چلیں ؟" انہوں نے بے حد نرمی سے پوچھا۔

جس پر زر تشم صرف سر اثبات میں ہلا گئی اور نگاہیں

نیچی کر گئی

اسکی جھکی نگاہوں پر ڈاکٹر برہان کے دل سے بے اختیار

دہائی سی نکلی تھی وہ اسے کچھ پل تو دیکھتے رہ گئے بلاشبہ

آج وہ بے حد حسین لگ رہی تھی اتنی کہ وہ نگاہیں تک پھیرنا بھول گئے تھے۔

باہر بڑھتے شور نے انکا دھیان اپنی جانب متوجہ کرلیا تھا۔

وہ ہڑبڑا کر دھیرے سے آگے ہوتے زرتشم کی سیٹ بیلٹ باندھنے لگے وہ اسکے اتنے قریب آنے پر بے ساختہ پیچھے سیٹ سے چپک کر اپنی سانسیں روک گئی۔

اسکے اس عمل پر انہوں نے اسکے چہرے کی جانب

دیکھا جہاں ایک انجانا سا ڈر اور حیا کے رنگ ایک

ساتھ جھلکے تھے۔

یہ لمحہ۔۔۔کاش یہی رک سکتا وہ قریب تھے اسکے اتنا

کہ وہ سانسیں لے رہی تھی تو برہان کو انکی حرارت

اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔

وہ سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے اسکی گہری جھیل سی

آنکھوں سے دیکھتے رہے آج انہیں حق حاصل تھا ان

آنکھوں میں جھانکنے کا اب یہ حق بے شک صرف انکے ہی پاس تھا۔

باقی سب لوگ نکلنے کی تیاری میں تھے جب زرتشم کے تینوں بھائی گاڑی کے پیچھے آگئے۔ برہان نے بیک ویو مرر سے زیحال کی جانب دیکھا۔ جیسے کہنا چاہتے ہوں "یہ نہ کریں" وہ التجائیہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

اس نے پلکیں جھپکا کر انہیں تسلی دی اور دھیرے سے گاڑی کو دھکا دینے لگے۔

ڈاکٹر برہان نے احتیاط کرتے گاڑی کی سپیڈ بے حد نارمل کرلی۔

آج وہ صرف اپنی محبت کو نہیں لے جارہے تھے۔وہ تین بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی جو اسکے لئے اب جان دینے کو بھی تیار تھے۔

جس نے بہت سی مشکلات دیکھ کر ان خوشیوں کو پایا تھا وہ لڑکی نارمل نہیں تھی۔وہ بہت خاص تھی اور یہ اب ساری دنیا جانتی تھی۔

وہ آگے آتے گاڑی کی سپیڈ تھوڑی بڑھا گئے تھے انکے نکلتے باقی گاڑیاں بھی ایک ایک کر کر پاشا ولا سے نکلتی گئیں۔

ان سب کے جاتے جیسے پاشا ولا ایک دم سے خالی سا ہو گیا تھا۔ حلانکہ پیچھے بھی اتنے افراد بچے تھے لیکن صرف ایک زرتشم کے چلے جانے سے جیسے سب چلے گئے تھے۔

زرتشم کو رخصت کرتے سب لاؤنج میں آگئے تھے۔

وہی بیٹھے ملازم سب کے لئے گرما گرم چائے اور

کھانے کے کچھ لوازمات لے آئے تھے۔ لیکن دل

کسی کا بھی نہیں تھا۔

زیحال صوفے پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ دونوں ہاتھ

نیچے کی جانب ڈھلکے ہوئے تھے کندھوں کی طرح۔

اور چہرے پر سنجیدگی تھی

یہی حال زریاب اور داراب کا بھی تھا زریاب

تھوڑے بہت خوش تو تھے لیکن داراب تو وہ بھی نہیں

تھا زرتشم کے چلے جانے پر اسے اپنے اندر ایک خالی پن سا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اٹھ کر باہر کی جانب نکل گیا بیلا کب سے اسکا ستا ہوا چہرہ دیکھ رہی تھی جب اسکے اچانک اٹھ کر باہر جانے پر یکدم سے بے چین ہو گئی۔

وہ کچھ دیر تو بیٹھی رہی لیکن پھر فرخندہ بیگم کی نظروں سے بچ کر دھیرے سے خود بھی باہر نکل پڑی۔

زامل زالے ڈھسکتے ہوئے زیحال کے پاس آکر اسکی گود میں چڑھ گئے۔ وہ دونوں کب سے اپنی ماما کو تلاش کر رہے تھے لیکن وہ تھی کہ نظر ہی نہیں آرہی تھی۔

"ببا۔۔۔ می فیدو۔۔۔ وانت (بابا مجھے فیڈر چاہیئے)"

زامل تو رونے ہی لگا تھا

البتہ زالے کو اپنے ببا مل گئے تھے اسے فیڈر بھی نہیں چاہیئے تھی وہ اسکے کندھے سے چپک کر خاموش ہو گئی تھی۔

"زمل کیسی ہے اب۔۔۔ہوش آیا اسے؟" دونوں بچوں کو بنا ماں کے تڑپتے دیکھ یاقوت نے فکر مندی سے پوچھا۔

جب اسکے سوال پر سب نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا سب کے ہی چہروں پر فکر کے اثرات مرتب تھے۔

"ھمم ٹھیک ہے وہ" زیحال نے گہری سانس خود میں بھرتے سرسری سے انداز میں بتایا جب اسکے اپنے

چہرے پر زمل کے نام پر ایک دلکش مسکراہٹ سی بکھر گئی۔

یاقوت یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا جب اسکی مسکراہٹ پر تھوڑا متجسس سا ہونے لگا اور مزید غور سے اسے دیکھنے لگا۔

زیحال چہرہ نیچے کی جانب کئے بس مسکرا رہا تھا۔ نہیں یہ مسکراہٹ عام نہیں تھی یہ جمیل کی جمیلہ جانتی تھی۔

"کیا کوئی بات ہے ؟جو ہمیں نہیں معلوم !!" اسکے سوال پر زیحال نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا باقی سب نے بھی بیک وقت اسے ہی دیکھا تھا۔

"کیا مطلب۔۔۔ ہمیں کیا نہیں پتہ ؟" پامیر کی بے چینی پر کومل کا دل چاہا کھل کر ہنسے

اسے سب معلوم ہونا چاہئے تھا کوئی بات پامیر سلطان سے کیسے بچ سکتی تھی ایسے ہی تو وہ پاشاولا کی فسادی پھپھو مشہور نہیں ہوا تھا۔

"بتائیں ناں بھائی۔۔۔آپ کیوں مسکرا رہے ہیں"

یاقوت کو صحیح معنوں میں اب بے چینی لگی تھی۔

کیونکہ زیحال چپکی سادھے دلکش انداز میں بس

مسکرائے جا رہا تھا۔ جس نے سب کو ہی ایک الگ

تشویش میں ڈال دیا تھا۔

"کیسے نہ مسکرائے۔۔۔اللّٰہ پاک نے اسے پھر سے

باپ بننے کی سعادت جو نصیب کی ہے"

کومل کے بم پھوڑتے سب نے پھٹی پھٹی سی نظروں سے زیحال کی جانب دیکھا جس کے چہرے کی سرخی اب پہلے سے مزید بڑھ چکی تھی۔

"کیا۔۔۔اااا" پا میر تو تقریباً چیخ ہی پڑا تھا جب اسکی چیخ پر جہاں زیحال نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا وہی باہر سے آتا برلاس بھی بے ساختہ رک گیا۔

"مطلب۔۔۔میں۔۔۔میں پھر سے چاچو بننے والا ہوں؟"

اسکے سوال پر برلاس کی بھوری آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں مطلب وہ بھی چاچو بننے والا تھا مگر کس کا کس نے اسے یہ خوش خبری تھی وہ یہی کھڑا سوچ ہی رہا تھا جب یاقوت اور پامیر دوڑ کر زیحال سے چپک گئے۔

"ارے۔۔۔" ان کے یکدم سے گلے آ لگنے پر زیحال نے بے اختیار خود کو سمبھالا۔

زامل زالے تو ہکا بکا سے اپنے دونوں چاچو پر پڑنے والے اس اچانک دورے کو دیکھ رہے تھے۔

"بھائی۔۔۔بھائی۔۔۔بھائی" دونوں کی خوشی عروج پر تھی دل تو چاہ رہا تھا یہی خوشی سے چیخیں مارنے لگیں

زریاب اور مورے تو یکدم خوشی سے پھول سے گئے تھے سیماب کی حالت بھی ذرا مختلف نہ تھی وہ سب آپس میں ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے۔

"وا۔۔۔ٹ۔۔۔بھائی"

سب کو زیحال کے گلے ملتے دیکھ برلاس کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی جس پر سب نے مڑ کر بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

اس سے پہلے کوئی اسے کچھ بتاتا وہ زیحال کو پکڑ کر گول گول گھوم گیا انکی خوشی میں پا میر یا قوت بھی اسکے ساتھ لپٹتے گھوم گئے تھے۔

زریاب ان سب کی خوشی دیکھ دل سے خوش ہوئے۔

وہ کہتے تھے کہ ان بھائیوں کی محبت مثالی تھی تو وہ غلط نہ تھے ان تینوں کو زیحال کی خوشی میں اچھلتے دیکھ

انہیں یقین ہو گیا تھا کہ محبت کیلئے خون کی ضرورت نہیں احساس کی ہوتی ہے اور یہاں زیحال کیلئے احساس اور اسکی محبت ان تینوں کی رگوں میں خون کے ساتھ دوڑتی تھیں۔

۔۔۔۔۔۔

وہ پلر پر ہاتھ ٹکائے سوئمنگ پول میں نظر آتے پورے چاند کو دیکھ رہا تھا جس کا عکس پانی میں ہلتا ہوا الگ الگ نقش بنا رہا تھا۔

داراب کی نگاہ مسلسل اسی پر ٹکی تھیں جب اسے اپنے

پیچھے کسی کے ہونے کا احساس ہوا وہ دھیرے سے مڑ

کر پیچھے دیکھنے لگا۔

جہاں بیلا اپنے کامدار لہنگے کے دوپٹے کو کندھوں پر

پھیلائے ہلکی ہلکی سردی سے کانپ رہی تھی

اسے دیکھ داراب دھیرے سے سیدھا کھڑا ہو گیا۔

بیلا دھیرے سے اسکے ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔

"کچھ چیزوں کو براہ راست دیکھنا چاہیئے۔۔۔ کوئی اور

نجانے اسکا عکس کیسا آپ پر ظاہر کرے"

وہ پانی میں ہلتے چاند کے عکس کو دیکھتی کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔

داراب نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

اسکے الفاظ اتنے گہرے تھے کہ داراب کو اپنا آپ بے ساختہ ان میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

"تم ادر کیوں آگیا" وہ بات بدل کر نہایت سر سری سے لہجے میں پوچھنے لگی

جس کے جواب میں داراب خاموشی سے پھر پانی کے اندر نظر آتے چاند کو دیکھنے لگا۔

"اپنی بہن کے جانے پر دل اداس ہے" بیلا نے تکا لگایا تھا لیکن یہ تکا بھی یقین بھرا تھا۔ داراب نے اسکی جانب دیکھنے کے بجائے نگاہیں دوسری جانب پھیر لیں۔

اسکے گلے کی ابھرتی گلٹی بیلا کی آنکھوں سے چھپ نہیں سکی تھی اس نے آنسوں پی لئے تھے مطلب درد کو اپنے اندر ہی جگہ دے دی تھی۔

وہ کچھ پل کیلئے جیسے گونگی ہو گئی تھی۔

وہ رونا چاہتا تھا صاف ظاہر ہو رہا تھا لیکن کس کے کند

ھے پر سر رکھ کر۔

وہ کچھ جذبذ سی ہوتی دھیرے سے داراب کا پہلو میں

پڑا ہاتھ تھام گئی۔

اسکے نرم روئی جیسے لمس پر داراب نے بے اختیار

گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ ہاتھ ایسے پکڑ رہی تھی

جیسے کوئی مجرم ہو۔

"س۔۔۔سب جاتی ہیں۔۔۔اپ۔۔۔اپنے گھر" وہ ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں ہمت کرتی اسے حوصلہ دینے لگی۔

لیکن وہ کب سن پایا تھا کہ اس نے کیا کہا ہے وہ تو اسکے لمس میں ہی جیسے سٹک سا ہو گیا تھا

"بیٹیاں تو ہوتی ہی پرائ ہیں۔۔۔تم افسوس مت کرو ۔۔۔اللہ پاک اسکا نصیب اچھا کرے گا "

پہلی بار داراب کو اس میں اپنائیت سی محسوس ہوئی تھی۔اپنی بہن کیلئے اتنی اچھی دعا سن کر داراب کے دل میں سکون کی لہر سی دوڑ گئی۔

"امین" اسکے لبوں نے بے ساختہ یہ کہا

ساتھ ہی چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہو گئی۔وہ بیلا کو ہی دیکھ رہا تھا جس کے چہرے کی سرخی چاند کی روشنی میں بھی صاف نمایاں ہو رہی تھی۔

وہ کرب کی آخری انتہا پر تھی جس سے بھوری آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں۔

داراب یکدم سیدھا کھڑا ہو گیا اور اسکے چہرے کو غور
سے دیکھنے لگا۔

"ایک بات پوچھے ام؟"

یہ سوال کرتے ہوئے اسکے ہونٹ بے ساختہ
پھڑ پھڑائے تھے۔

داراب اسے دیکھتے ہوئے دھیرے سے سر کو جنبش
دے گیا۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا نگاہیں جیسے اسکے چہرے
سے ہٹنے سے انکاری تھی۔

بیلا کے لبوں سے بے اختیار سسکی سی لی جب کوئی درد کی انتہا پر پہنچ جائے تو اسکے لئے الفاظ اپنا اثر ختم کر دیتے ہیں۔ وہ شخص گونگا ہو جاتا ہے یہ بتانے کیلئے کہ بس۔

اسکی بس ہے اس پر رحم کیا جائے اب۔ یا اسے موت دے دی جائے۔

"ک۔۔۔ کیا ڈر صرف۔۔۔۔ اپنی بہن کے نصیب سے لگتا ہے؟" وہ کس کرب سے پوچھ رہی تھی داراب کا دل یکدم مٹھی میں آگیا۔

اسکے چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہو گئی۔

"تم لوگوں کے گھر آئی لڑکی کسی کی بہن نہیں؟" وہ سوال نہیں کر رہی تھی وہ حقیقت بتا رہی تھی ان مردوں کی ان ماؤں کی جن کو نصیب کی فکر ہوتی ہے لیکن صرف اپنی بیٹی کی۔ دوسرے کی بیٹی صرف دوسرے کی ہوتی ہے۔

اور فکر بھی تب ہی ہوتی ہے جب دل میں چور ہوتا ہے کہ کہیں انکی بیٹی کے ساتھ مکافات نہ ہو جائے ورنہ صحیح دل کبھی بے چین نہیں ہوتا۔

"بھائی اگر شیطان بن جائے تو کیا اسکا قصور وار بہن

ہوتا ہے ؟"

وہ تب سے ازیت کی موت مر رہی تھی جب سے

فرخندہ بیگم کی وہ بات سنی تھیں۔

وہ کیوں اسے قصوروار سمجھتی تھیں وہ تو ہر بات سے

انجان تھی وہ بری تھی تو حالات نے اسے برا بنایا تھا وہ

صحیح ہوئی ہے تو یہ بھی حالات نے اسے کیا ہے۔

"ام۔۔۔ام۔۔۔شکر مناتا ہے۔۔۔کہ حشر میں

حساب خدا کرے گا۔۔۔بندے کرتے تو آدھے سے

زیادہ صرف اس لئے مار دیے جاتے کہ اسکا تعلق ایک شیطان سے تھا"

وہ بے ساختہ رو پڑی تھی اسکے جھکے سر کو دیکھ داراب مر گیا تھا یہ آنسوں اسکی مردانگی پر تمانچہ تھے۔جو اپنی بیوی کو وہ مقام نہیں دلا پایا جو اسکا حق تھا۔

یہ کام شوہر کا ہوتا ہے اگر شوہر ہی پیٹھ دکھا دے تو وہ لڑکی بیوی کے رتبے سے کیا انسانیت کے رتبے سے بھی نیچے اس جاتی ہے۔

وہ دھیرے سے بیلا کو اپنے ساتھ لگا گیا۔ اسکا یہ عمل
جیسے بیلا کیلیۓ جاتی سانسوں کو واپس لوٹا دینے کے
مترادف تھا۔

وہ اسکے سینے سے لگتی مزید پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
تھی یہ صرف اسکا سینا نہیں تھا
یہ اس لڑکی کیلیۓ اسکے تحفظ کی جگہ تھی جو اسے پوری
دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی تھی۔ وہ داراب کی آغوش
میں مزید کمزور بنتی ضبط توڑ گئ تھی اتنی کہ اب اسکی
ہچکیاں بندھنے لگی تھیں۔

جن کو سن کر داراب کو اپنا آپ زمین میں گڑھتا ہوا محسوس ہوا وہ ضبط سے جبڑے بھینچ کر اسکا بازو سہلاتے ہوئے چاند کو دیکھنے لگا۔

حالات نے اسے کس قدر بے بس کر دیا تھا کہ اسکے پاس اس وقت بیلا کو چپ کروانے کیلئے الفاظ نہیں بچے تھے۔

کیا وہ واقعی کمزور مرد تھا؟ وہ بے اختیار سوچنے لگا ہاں اس بات کی گواہی اسکے سینے سے لگ کر روتی ہوئی یہ عورت تھی ورنہ مرد چاہے تو دنیا میں کسی میں اتنی

طاقت نہیں کہ اس کی عورت کی آنکھ میں ایک بھی

آنسوں لا سکے۔

"بس چپ" وہ اسکے گرد اپنے حصار کو مزید مضبوط

کرتے ازیت کو اپنے اندر انڈیل گیا یہ اسکے ضبط کی

آخری انتہا تھی۔

بیلا پھر بھی روتی رہی اس کے اندر گڑھی ازیتیں کیسے

ختم ہوتی وہ ایک یا دو سال کی نہیں تھیں۔ جو جو اس

وقت میں میسر تھا در دہر ایک کے حصّے میں آیا تھا جس

میں کوئی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا تو کوئی اپنے حصّے کی خوشیاں پا گیا تھا۔ لیکن وہ کس کے حصّے میں گئی تھی؟ ازیتوں کے؟ کیا اسکے حصّے کی آزمائشیں ختم نہیں ہو سکتی تھیں؟

داراب اسکے چپ ہونے کا انتظار کرنے لگا لیکن وہ چپ ہی نہیں ہو رہی تھی۔ داراب نے اسے دھیرے سے خود سے الگ کیا

وہ سبکیاں لے رہی تھی جسے دیکھ داراب کا دل کٹ کر رہ گیا اس نے انگوٹھے کی پور سے اسکے آنسوں سمیٹنے کی کوشش کی کہ بھوری آنکھیں پھر برس پڑتیں۔

"رونا بند کرو بیلا" آج نجانے اتنی نرمی کہاں سے اسکے لہجے میں آگئی تھی لیکن غلط وقت پر

اس وقت داراب کا نرم پڑ جانا اسے مزید کمزور بنا رہا تھا کہ ناراضگی میں لاڈ دکھانے لگتی۔

"رونا بند کرو۔۔۔ تمہاری ناک بھی بہنے لگی ہے اور میرے پاس رومال بھی نہیں ہے "

وہ ایک ناکام سی کوشش اسے ہنسانے کی کرنے لگا لیکن ناکام ہو گیا۔ وہ پھر بھی چپ نہیں ہوئی۔

"کیا تم۔۔۔میرے ساتھ زندگی شروع کرنا چاہو گی؟" اسکے سوال پر بیلا بے اختیار اسکی جانب دیکھا

پہاڑی وجود کے آگے وہ نازک سی جان سر اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی چاند کی روشنی میں اسکی سرخ متورم آنکھیں اور ناک سرخ ہوئی اسے مزید حسین اور دلکش بنا رہی تھیں۔

ایک پل کیلئے تو داراب اسے دیکھتا مبہوت سا ہو گیا تھا۔وہ اتنی حسین تھی؟اس نے کبھی غور کیوں نہیں کیا بھوری آنکھوں میں آج چاند جگنو بن کر چمک رہا تھا۔

"بتاؤ بیلا۔۔۔"وہ کیوں پوچھ رہا تھا اسکے سوال پر بیلا کو اپنا دل بے ساختہ رکتا ہوا محسوس ہوا۔

شریانوں میں خون کی روانی رک سی گئی تھی۔

"تم کیا چاہتی ہو وہ بتاؤ۔۔۔تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو یا۔۔۔"

وہ آگے کے الفاظ اپنے لبوں پر نہیں لا سکا شاید اتنی
ہمت نہیں تھی۔

وہ بے چینی سے اسکے جواب کا منتظر تھا اور وہ ایسے
خاموش تھی جیسے ایک ساتھ کئ برف کے تودے
اسے گھیر گئے ہوں۔ سردی بڑھ گئ تھی۔
"مم۔۔۔مورے" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی جب داراب
نے بے اختیار اسکے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ دی۔

"شش۔۔۔میں تم سے پوچھ رہا ہوں تمہاری مرضی۔۔۔"اس نے لفظوں پر زور کر اپنی بات دہرائی۔

اسکے لفظوں میں ایک ہدت سی تھی جو بیلا کا دل روک رہی تھیں وہ بری طرح سے اندر ہی اندر گھبرانے لگی تھی ایک دم سے وہ یہ پوچھ سکتا ہے یہ تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔

"تم۔۔۔ تم رہنا چاہتا ہے امارے ساتھ؟" وہ بے حد دھیمی آواز میں جواب کے بجائے الٹا سوال کرنے لگی۔

اسکے سوال پر داراب نے اسکی بھوری آنکھوں میں باری باری جھانکا۔ اسکی خاموشی بیلا کا دل خوف سے بند کر رہی تھی وہ بول لے کچھ۔ وہ خاموش نہ رہے۔ اسکی خاموشی پر بیلا بے ساختہ زخمی سا مسکرادی۔ اسکی مسکراہٹ زخمی تھی۔ زخموں سے چور جسے دیکھ انجان بھی رو پڑے۔

"ہنہ۔۔۔ت۔۔۔ تم کیوں رہے گا۔۔۔ام

۔۔۔ بالاج خان کا بہن جوہ" وہ لڑکھڑاتی ہوئی زبان

میں بولنے ہی لگی تھی جب داراب اسے کمر سے تھام

کر اپنے قریب کرتے اسکے لبوں پر اپنے لبوں کا تسلط

جما گیا

وقت رک گیا تھا کائنات تھم سی گئی تھی دلوں نے

خون کی فراوانی روک دی تھی۔

اسکی اس جان لیوا جسارت پر بیلا تڑپ کر اسکے کندھے

تھام گئی۔

پورا لان اس وقت خالی تھا دور دور تک پودوں پر چاند کی چاندنی نے اپنے سنہرے رنگ بکھیر رکھے تھے

موسم بے حد حسین ہو چکا تھا۔

چاند کی روشنی میں ٹھنڈ بھی جیسے مزید گہری ہو گئی تھی لیکن اصل ٹھنڈ کا احساس بیلا کو اب ہو رہا تھا۔

جب پورا وجود سخت سردی میں کانپ رہا تھا لیکن ہونٹ اسکی گرفت میں بری طرح سے جلنے لگے تھے۔

وہ داراب کے سینے پر ہاتھ دھرے اسے خود سے پیچھے دھکیلنے لگی مگر ناکام ہو گئی۔وہ دشمن جان اپنا جواب اچھے سے دے کر ہی پیچھے ہٹا تھا

"مل گیا جواب؟" اسکے سوال پر بیلا کے پورے بدن کا خون سمٹ کر اسکے چہرے پر آگیا تھا وہ لال ٹماٹر سی بنتی اسکی حرکت پر بری طرح سے جھینپ گئی۔وہ ہڑ بڑا کر حیا سے لبریز پلکیں جھکا گئی۔

اسکی حیا سے لبریز جھکی پلکیں داراب کے دل میں اسکے
لئے ایک طغیانی سا طوفان برپا کر گئی تھیں وہ شرم
سے لال اور غصّے سے پیلی پڑتی اسے دیکھ بھی نہیں پا

رہی تھی۔چاند کی چاندنی نے بھی اس دشمن جان کی حرکت پر اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے۔

ٹھنڈ وہی تھی لیکن اب تو جیسے بیلا پر ڈبل اثر کرنے لگی تھی۔وہ اس ہلکے سے دوپٹے میں سردی سے بری طرح کانپ رہی تھی

داراب نے دھیرے سے اپنی شال کھول کر اسے اپنے ساتھ لگالیا۔اسکے وجود سے لگتے ایک تیز حرارت بجلی کی طرح بیلا کے بدن میں دوڑتی چلی گئی

وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی جو اسکے قریب کھڑا اسے خمار آلود نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اب بھی کانپ رہی ہو" اسے کانپتے دیکھ وہ بے حد دھیمی آواز میں استفسار کرنے لگا۔

اب وہ کیا بتاتی کہ سردی کی وجہ سے نہیں کانپ رہی تھی اب تو بدن پر پہلے سے زیادہ کپکپی سی طاری ہو گئی تھی۔یہ بھی اسی کی عنایت تھی۔

"کانپنا بند کرو بیلا" وہ جیسے کچھ محسوس کر رہا تھا مگر لفظ زبان پر لانے سے قاصر تھا۔

"ک۔۔کیسے کرے بند۔۔ام کو ٹھنڈ لگ رہی

ہے" وہ کپکپاتے ہونٹوں سے بمشکل بول پائی تھی

دانت تو باقائدہ آپس میں بج رہے تھے جس سے وہ

داراب کو بے حد معصوم لگی۔

وہ اسکی کمر پر ہلکا سے دباؤ دیتے بیلا کی جان لبوں پر لے

آیا تھا۔وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔

"تو مجھے دو اجازت۔۔۔نہ اس موسم کو جون میں بدل

کر رکھ دوں تو "

وہ گھمبیر آواز میں بولتا بیلا کے چہرے پر جھکا ہوا تھا۔

بیلا کو لگا جیسے کسی نے اس میں صور پھونک دیا ہو۔

وہ آج ایک نئے انداز میں اسکی جان لے رہا تھا ویسے وہ اسکے غصّے سے ڈرتی تھی اور آج اسکی بے باکیاں بیلا کو خوف زدہ کر رہی تھیں۔

وہ داراب کی آنکھوں میں اپنے وجود کو شدّت سے طلب بن کر دوڑتے دیکھ بے اختیار جھٹ سے نظریں جھکا گئی۔

اسکی شرم و حیا داراب کو اسکے لئے پاگل کرنے کو کافی تھیں۔ وہ جان لٹاتی نظروں سے اسکے دمکتے چہرے کو دیکھے گیا۔ یہ اسکا نصیب تھی جس میں آزمائشیں اب اپنی آخری سانسوں پر تھیں۔

"اندر سب بیٹھا ہے۔۔۔" بیلا مورے کا خیال آتے پیچھے ہٹ گئی۔

"تو؟" داراب کو جیسے فرق ہی نہیں پڑا تھا۔

"تو اندر چلو اس سے پہلے تم پر کیس بنے" وہ تڑخ کر بولتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

اسکی ٹون پیور پٹھانی عورتوں جیسی ہی تھی رعب دار

جاندار اور یہی ادا داراب کو دل سے بھاتی تھی۔

"اب تو نج کو ہی خرید نا پڑے گا۔۔۔ یہ کہہ کر اس

مجرم پر داراب خان کا دل آگیا ہے "

اسکی آواز میں شوخی صاف چھلکی تھی۔

وہ شال اپنے کندھے پر پھیلائے مونچھوں کو تاؤ دیتا

خود بھی اندر کی جانب بڑھ گیا جہاں ایک الگ ہی سماں

برپا تھا ہر کوئی خوشی سے چہک رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

رات کی تاریکی بڑھ چکی تھی جس کے ساتھ ٹھنڈ بھی مزید گھری ہوگئی تھی اور وہ اس ٹھنڈ سے زیادہ ساتھ بیٹھے شخص کی موجودگی میں بری طرح سے کانپ رہی تھی۔اسکی ٹانگوں کو مسلسل ہلتے دیکھ ڈاکٹر برہان نے اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔

وہ بار بار کبھی باہر دیکھتی تو کبھی اپنی گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو آپس میں الجھانے لگتی۔

وہ اسکی یہ بے چینی اچھے سے سمجھ رہے تھے اس پر یہ گھبراہٹ فطری تھی شاید آ گے کا سوچ کر ہر لڑکی پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے

وہ لب بھینچ کر سٹیرنگ پر گرفت مضبوط کر گئے۔

کاش وہ اس وقت انکا چہرہ دیکھ لیتی جہاں خوشی سے زیادہ دوسرے احساس نے آج اپنی جگہ بنا رکھی تھی۔

وہ دیکھتے ہی دیکھتے اسیلیٹر پر دباؤ دیتے گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا گئے۔ باہر دوڑتے مناظر اب مزید تیزی سے دوڑنے لگے تھے

زرتشم نے گھبرا کر بے اختیار انکی جانب دیکھا جو سامنے کے راستے پر نظریں مرکوز کئے ہوئے تھے۔ وہ سپیڈ کے بڑھ جانے پر بری طرح سے گھبرا گئی تھی اس نے ہڑ بڑا کر باہر دیکھا جہاں کے مناظر اب اور تیزی سے دوڑتے پیچھے رہتے جا رہے تھے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟" وہ گھبرا کر لڑکھڑائی آواز میں پوچھنے لگی لیکن وہ اسکی جانب نہیں دیکھ رہے تھے۔

"بب۔۔۔ برہان" اسکے لبوں نے بے ساختہ انکا نام پکارا جس پر ڈاکٹر برہان نے ٹرانس کی سی کیفیت میں گردن اسکی جانب موڑی۔

انکی آنکھوں میں حشت کی سرخی اترے دیکھ زرتشم کا دل دھک سے رک گیا۔ وہ سانس روکے انہیں دیکھنے لگی۔

"وہ کسی اور کے نام کی مہندی لگوا رہی ہے" کسی کے الفاظ برہان کی سماعتوں میں گونجتے ہی انکے تنے ہوئے اعصاب مزید تن چکے تھے۔

"بول دیں یہ جھوٹ ہے۔۔۔آپ نے دھوکہ دیا مجھے" وہ کس کرب سے استفسار کر رہے تھے کیا اس لڑکی کو انکی محبت کا اندازہ نہیں تھا؟ برسوں پہلے بھی وہ انکو اجاڑ کر چلی گئی تھی اور آج بھی اس نے یہی فیصلہ کر لیا تھا۔

کیوں؟ کیا انکی محبت محبت نہیں تھی؟ وہ اس سے اسے ہی فقیروں کی طرح مانگ رہے تھے پھر بھی بھیک میں انکو کیا دیا گیا تھا؟ بے وفائی؟

یہ احساس ڈاکٹر برہان کو پل پل ازیت کی موت مار رہا تھا۔

کیا ہوتا اگر زنوان تک نہ پہنچتی اور نہ بتاتی کہ وہاں انکی محبت کا جیتے جی جنازہ اٹھایا جا رہا ہے یہ سوچ کر ہی ڈاکٹر برہان کو اپنے گلے میں گلٹی سی محسوس ہونے لگی تھی

"خدا کسی کو کسی سے محبت نہ کروائے اگر کروا دے تو یا تو محبوب دے دے یا پھر موت "

وہ گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے چلے گئے۔زرتشم کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے کس کو بتائے۔

انکے پیچھے ہی ڈاکٹر مبشر کی گاڑی تھی جنہوں نے اپنی گاڑی کی سپیڈ بھی انکے ساتھ ہی ملالی تھی۔وہ نارمل بیٹھے تھے کیونکہ وہی ڈاکٹر برہان کی کیفیت سے واقف تھے۔

سامنے ایک موڑ آرہا تھا جس کے بیچوں بیچ سگنل لگا تھا وہ سڑک کافی وسیع تھی جس کے قریب پہنچتے ڈاکٹر برہان نے ایک دم سے بریک لگاتے سٹیرنگ گھما دیا۔

اس اچانک عمل پر زر تشم کا سر ونڈو سے ٹکرانے ہی والا تھا کہ برہان نے اسے کندھوں سے تھام کر اپنے حصار میں لے لیا۔

گاڑی اس سگنل کے ارد گرد تیزی سے ڈرفٹنگ کرنے لگی تھی۔زر تشم نے گھبرا کر انکی جانب دیکھا۔

دور کھڑی گاڑیاں انکو دیکھ رہی تھیں ہر آنکھ میں ایک رشک تھا اس گاڑی کو دیکھ کر

جس کی ریس کی آواز سے پتہ چل رہا تھا کہ اندر موجود

شخص فاتح بن چکا ہے اس گاڑی کی آواز وہی ٹھیک

ویسی ہی تھی جیسے وہ خوشی سے چیخ رہی ہو۔

ڈاکٹر مبشر کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ بکھر گئی۔

وہ ونڈو سے باہر ہاتھ نکال کر سب کو نکلنے کا اشارہ

کرنے لگے سب گاڑیاں ایک ایک کر کر آگے بڑھ

گئیں۔

وہ کتنی ہی دیر اپنی گاڑی سگنل کر ارد گرد گھماتے رہے آخر میں روک کر زر تشم کی جانب دیکھنے لگے جواب خوف زدہ نہیں تھی وہ حیرت زدہ تھی۔

ڈاکٹر برہان گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے گاڑی پھر سے سٹارٹ کر گئے۔

وہ لوگ تھوڑی ہی دیر میں گھر پہنچ چکے تھے جہاں انکی گاڑی کے رکتے آسمانوں میں فائر ورک ہونے لگے تھے۔سامنے ہی ڈاکٹر مبشر خوشی سے مسکراتے ہوئے زنو کے ساتھ کھڑے تھے۔

آج ڈاکٹر صاحب کا گھر ستاروں کی طرح جگمگا رہا تھا۔ پورے لان میں چاند کی چاندنی کے ساتھ تارے بھی آ ٹھہرے تھے۔

گیٹ کے دونوں اور آگ کی چنگاریاں سی نکلتی آسمان کی جانب بلند ہوتی ماحول کو مزید جوش بھرا بنا گئی تھیں اتنا اچھا ویلکم تو زرتشم کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔اسے لگا تھا ڈاکٹر برہان اکیلے تھے لیکن ان کی جانب سے صرف دو لوگوں نے ہی ہر کسر پوری کر دی تھی۔

ڈاکٹر صاحب گاڑی میں بیٹھے دونوں کی جانب دیکھ کر مسکرانے لگے۔

ڈاکٹر برہان گاڑی سے اتر کر ان دونوں کو دیکھنے لگے۔

"ویلکم۔۔۔دلہے راجہ۔۔۔ویلکم" مبشر خوش اسلوبی سے آگے آتے انکے گلے ملے یہ گھر بے شک انکا تھا لیکن آج وہ اکیلے نہیں آئے تھے آج انکے ساتھ انکی بیوی تھی آج وہ اپنی محبت کو اپنا کر لے آئے تھے۔

"آخر آپ بھی بال بیوی والے ہو گئے "

اسکے بال بیوی لفظ پر ڈاکٹر برہان نے اسفسار یہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

" بھئی بچے ہونے کے بعد بال بچوں والے ہوتے ہیں تو بیوی کے بعد بال بیوی والے "وہ نہایت سمجھداری سے اپنی بات کا مطلب سمجھانے لگے۔

جس پر ڈاکٹر برہان انہیں گھور کر رہ گئے۔

"آپ کی بیگم انتظار کر رہی ہیں لے کر آئیں اندر "

زنوگاڑی میں گھبرائی للجھائی سی زرتشم کو بیٹھے دیکھ آگے آتی نرمی سے بولی۔

جس پر ڈاکٹر برہان نے مڑ کر سامنے نظر آتی زرتشم کو دیکھا۔

نگاہیں ملی تھی دلوں کی دھڑکن تھمی تھی سانسیں بے ربط ہو گئی تھیں۔وہ انکے گھر تھی؟انکی بیوی کی حیثیت سے؟

زرتشم کی جانب بڑھتے قدموں میں بے یقینی سی تھی وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب چلے آئے

یہ ایک خواب تو نہیں تھا؟ایک حسین خواب ؟ وہ سوچتے ہوئے زرتشم کی جانب کا دروازہ کھول کر اسے دیکھنے لگے۔

جس لڑکی کے لئے وہ برسوں تڑپے تھے اسکی یادوں میں پل پل مرتے تھے وہ انکے سامنے تھی ؟یقین نہیں آرہا تھا۔وہ جھک کر اسے اپنی بانہوں میں بھر گئے۔

یہ اب زرتشم کا گھر تھا اسکا سسرال جہاں انہیں کسی سے احتیاط کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

وہ اسکے چہرے پر نظریں مرکوز کئے ٹانگ کی مدد سے گاڑی کا دروازہ بند کر کر رخ اندر کی جانب کا کر گئے۔

زنو اور مبشر نے مل کر ان پر گلاب کے پھولوں کی بارش کر دی تھی وہ پھولوں کے سائے میں زرتشم کو لے کر اپنے گھر کی دہلیز پر آن کھڑے ہوئے تھے۔

آج تو انکے دیکھنے کا انداز ہی الگ تھا۔ آج وہ پورے حق سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

زنو اور مبشر انکے ساتھ ساتھ اندر آتے پھول کی پتیاں ان پر نچھاور کرتے رہے۔

جب تک وہ اپنے کمرے تک نہیں پہنچ گئے تھے۔

وہاں آتے زنو اور مبشر باہر ہی رک گئے

برہان زر تشم کو لئے اندر جانے ہی لگے تھے جب وہ

دونوں اچانک انکے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

"آ۔۔۔آں۔۔۔ایسے کیسے اندر جا رہے ہیں اندر

بھئی "

زنو کا انداز لڑاکا ٹائپ تھا۔ مبشر نے بے اختیار ہنسی

روکی۔

"کیسے مطلب؟"ڈاکٹر برہان نے نہ سمجھی سے دونوں کی جانب دیکھا۔

"مطلب یہ کہ ۔۔۔اندر جانے کیلیئے۔۔۔اپنی جیب ذرا ہلکی کرنی پڑے گی"ڈاکٹر مبشر نے انکے لئے ذرا آسان لفظوں میں سمجھایا۔

زرتشم ان دونوں کے آگے اس طرح ڈاکٹر صاحب کی باہوں میں خفت سے سرخ پڑتی نظریں چرانے لگی۔

"وہ کیوں؟ کس خوشی میں؟"اب کی بار انکے لہجے میں تشویش سی ابھر آئی تھی۔

"لو جی ہمارے معصوم ڈاکٹر صاحب کو یہ ہی نہیں پتہ "انکی معصومیت پر زنو اور موبی ایک دوسرے کی جانب دیکھ گلا پھاڑ کر ہنسے تھے۔

جب مبشر آگے کو ہو کر برہان کے کان کے قریب ہوئے۔

"اگر بیوی چاہیئے تو جیب خالی کرنی پڑے گی ورنہ آج رات روم کے بجائے لاؤنج میں رہنا پڑے گا "

وہ نہایت دھیمی آواز میں سرگوشی کرتے اپنی ہنسی دبانے لگے

انکی بات پر ڈاکٹر برہان نے جھٹ سے انہیں گھور کر دیکھا۔

"ہٹ جائیں پیچھے۔۔۔" وہ یکدم سے تڑخ کر بولے۔

"کیوں ہٹیں۔۔۔مجھے پیسے چاہئے وہ بھی زیادہ" زنو اپنے خالی ہاتھ دیکھ میدان میں اتر آئی۔

ڈاکٹر برہان اسکے آگے کب کچھ کہہ پاتے تھے وہ گہری سانس لیتے اسے دیکھنے لگے۔

"پن کوڈ تمہارے پاس ہے جتنے پیسے چاہیے نکال لینا"

وہ بے حد نرمی سے بول کر اندر جانے لگے تھے جب

موبی بول پڑے۔

"ایک منٹ۔۔۔اسے اتنے پیسے اور مجھے کچھ بھی

نہیں" وہ جیسے رو دینے کو تھے۔انکی بچارگی پر ڈاکٹر

برہان اسکے قریب ہوتے کان میں سرگوشانہ انداز

میں بولے۔

"میرے آفس روم میں آیئے گا۔۔۔خالی ہاتھ نہیں رہیں گے" انکے گھمبیر لہجے پر مبشر کے یکدم سے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

ڈاکٹر برہان انکی حالت پر مسکراہٹ دباتے زرتشم کو لے کر کمرے میں داخل ہو گئے پیچھے زنو کا ایک جاندار قہقہہ گونجتا مبشر کو جلا کر رکھ گیا۔

یہ بات کہنے والے برہان ورک تو ہر گز نہیں تھے اور بلیک شیڈو سے سوائے ایک چیز کے انکو کچھ نہیں مل سکتا تھا اور وہی وہ معصوم لینا نہیں چاہتے تھے۔

"ہاہاہا۔۔۔۔آئے بڑے۔۔۔مجھ سے مقابلہ کریں گے؟"

وہ انکی حالت پر ہنستی ہوئی لاؤنج میں آگئی۔

مبشر نے ان دونوں بہن بھائیوں پر دانت پیس کر خود کو ریلیکس کیا۔

"انکو تو میں صبح دیکھ لونگا تم اپنے دانت بند کرو ورنہ مکا مار کر ساری بتیسی توڑ دونگا "

وہ اسے دھمکی دیتے جلتے کڑھتے خود بھی صوفے پر آ بیٹھے۔

انکی دھمکی نے بھی زنو پر کوئی خاص اثر نہیں کیا تھا وہ
ڈھیٹ بن کر پھر بھی ہنستی گئی

"تم دونوں بہن بھائی کو تو دیکھ لونگا" وہ باقائدہ انگلی اٹھا
کر وارن کر رہے تھے جس پر زنو نے کوئی خاص نوٹس
نہیں لیا۔

کمرے میں داخل ہوتے پھولوں کی تیز خوشبو نے
دونوں کا پر تپاک استقبال کیا تھا سامنے ہی بیڈ کو گلاب
کے پھولوں سے نہایت دلکش انداز میں سجایا گیا تھا

جس کی بیڈ شیٹ بھی آج گویا گلاب کی پتیوں کی بچھائی گئی تھی۔

سائیڈ ٹیبل پر موم بتیاں جلتی ہوئی پورے کمرے میں دھیمی دھیمی سی خوشبو بکھیرے ہوئے تھی۔

زرتشم کمرے کو دیکھ مبہوت سی ہو گئی تھی جبکہ برہان کمرے کو چھوڑے اسکے چہرے میں اس قدر مگن تھے کہ اپنے کمرے کا آج بدلا یہ سہانا روپ بھی نوٹ نہیں کر پائے۔

زرتشم کمرے کو دیکھتی جیسے ہی انکے چہرے کی جانب مڑی اسکی نظریں خود پر مرکوز دیکھ دھک سے رک گئی۔

آج انکی نگاہیں اسے اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔وہ گھبرا کر حیا سے لبریز پلکیں جھکا گئیں

وہ دھیرے سے اسے بیڈ پر بٹھاتے ونڈو سائیڈ جا کر ونڈو کھول گئے اسکے کھلتے ایک تیز ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے سیدھا زرتشم پر حملہ کیا تھا۔

ڈاکٹر برہان کو اس ہوا سے اپنے اندر کی گھٹن قدرے

کم ہوتی محسوس ہوئی۔

وہ آنکھیں بند کئے اس فضا میں سکون کو محسوس کرنے

لگے لیکن اس وقت کچھ بھی محسوس کرنا جیسے مشکل

تھا۔

پیچھے سے زرتشم کی سی سی کی آواز سنتے انہوں نے مڑ

کر زرتشم کی جانب دیکھا۔

اسے سردی سے ٹھٹھرتے دیکھ ڈاکٹر برہان نے ونڈو

جلدی سے بند کر دی۔

جبکہ انہیں اسی ٹھنڈی ہوا کی ضرورت تھی۔

"ا۔۔ام کو سردی لگ رہی ہے" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بمشکل بول سکی تھی۔

ڈاکٹر برہان چند پل کیلئے جیسے اسکی آواز کے سحر میں کھو سے گئے تھے۔اسکی آواز آج بھی اتنی ہی میٹھی تھی۔

"سوری۔۔۔مجھے یاد نہیں رہا" ہاں وہ واقعی بھول گئے تھے یا شاید وہ اب تک یقین نہیں کر پائے تھے کہ انکی محبوبہ اسکی بیوی کے رتبے پر فائز ہوتی انکے کمرے میں موجود تھی۔

وہ وارڈروب سے ایک گرم نرم کمبل نکال کر
دھیرے سے اسکی جانب آکر اسکے چاروں اطراف
پھیلا گئے۔
جس میں چھپتے زرتشم کی سردی میں اچھی خاصی کمی آ
گئی تھی۔
"آپ آرام سے بیٹھیں میں آپ کیلئے گرم دودھ لے
کر آیا اس سے آپ کی سردی اور کم ہو جائے گی"
وہ نرمی سے بول کر کمرے سے باہر جانے ہی لگے تھے
جب زرتشم کی آواز پر قدم بے ساختہ زنجیر ہو گئے۔

"ا۔۔ام۔۔۔کو بات کرنی ہے" وہ بری طرح سے نروس ہوتی خوف زدہ سی بولی۔وہ اب بھی اسکی جانب نہیں مڑے تھے۔

"ام معافی چاہتا ہے" اسکی آواز اپنی ہی بات پر ایک دم سے بھرا گئی۔

کوئی معافی مانگ لے تو دل قرار پا جاتا ہے فاتح بن جاتا ہے لیکن وہی معافی اگر محبوب مانگ لے تو جان نکل جاتی ہے

وہ آنکھیں ضبط سے میچ کر ایک کڑوا گھونٹ اپنے حلق سے نیچے اتار گئے۔

"آپ معافی مانگنے کیلئے نہیں بنے" اسکی آواز بھاری تھی زرتشم کو اپنا دل بے اختیار ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

"آپ کو صرف میرے لئے بھیجا گیا ہے۔۔۔ وہ بھی سزا بنا کر۔۔۔ آپ وہی کریں۔۔۔ جواب تک آپ کرتے ہوئے آئیں ہیں" نہیں انہیں ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا ایک بار تو مڑ کر اس لڑکی کے چہرے کو دیکھ

لیتے جس کے چہرے کی رنگت انکی بات پر مردے کی

طرح سفید پڑ گئی تھی۔

برہان گہری سانس خارج کرتے کمرے سے باہر نکل

گئے۔

انکا جانازر تشم کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گیا تھا

اسے اپنا دل بے اختیار رکتا ہوا محسوس ہوا۔

برلاس کی خوشی سب سے عروج پر تھی اسکا شور

پورے پاشاولا میں گونج رہا تھا۔ اور اسکے ساتھ ہی

زامل زالے بھی شامل تھے جن کو یہ تو نہیں پتہ تھا کہ خوش کس بات پر ہیں بس انکے بابا اور تاہ خوش تھے تو مطلب انکو بھی خوش ہونا تھا۔

زیحال نے مشکل سے ان سب کو سمبھالا۔

"بہت بہت مبارک ہو تم کو" زریاب گرم جوشی سے زیحال کو اپنے سینے سے لگا گئے۔

"تھینکس لالا" اسکے چہرے کی چمک دیکھنے لائق تھی جتنا وہ خوش تھا پوری دنیا کے ایک ایک شخص کو پکڑ کر

بتاتا کہ اسے باپ بننے کی سعادت پھر سے حاصل ہوئی

ہے۔

"ہمیں پارٹی چاہئے۔۔۔کہیں باہر" عثمان کی بات پر

باقی سب کی آنکھیں بھی چمک اٹھیں۔

"کیوں نہیں۔۔۔سب چلیں گے" زیحال کی رضا

مندی پر سب نے ایک ساتھ شور مچانا شروع کر دیا کہ

زیحال کو مجبوراً اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنا پڑا۔

برلاس تو پھر سے اسکے ساتھ لپٹ گیا تھا۔

وہ کافی دیر سب کے بیچ بیٹھا رہا رات ہوتے ہی سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں جانے لگے تھے۔

"ببا۔۔۔می مما۔۔۔پاش (بابا مجھے ماما کے پاس جانا ہے)"زامل سب کے جاتے پھر ٹھسکنے لگا تھا

"چلتے ہیں میرا بیٹا "

وہ دونوں کو بازو پر اٹھائے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا ہی تھا جب اسکی نظر سامنے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی زمل پر گئی۔

"گلا لے" اسے ہوش میں دیکھ زیحال بچوں کو بیڈ پر چھوڑتا اسکی جانب چلا آیا۔

"کیسی ہے اب طبعیت ؟" اسکی فکر مندی پر زمل نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

"طبعیت۔۔۔؟ کیوں کیا ہوا تھا مجھے ؟" وہ نہ سمجھی سے پوچھتی زیحال کو حیران کر گئی مطلب اسے یاد نہیں تھا کہ وہ بے ہوش ہوئی تھی اور کیوں۔

"کچھ بھی نہیں" زیحال اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لئے اسکی پیشانی پر لب ٹکا گیا۔

"ممامی فیدو (ماما مجھے فیڈ چاہیے) "اپنی ماں کو دیکھ زامل کے لہجے میں بے اختیار عرق اتر آیا۔

"میرا بچہ۔۔۔ادھر آؤ" زمل کے بلاتے وہ دوڑ کر اسکی جانب آنے ہی لگا تھا جب اس کے اچھلنے پر زیحال نے اسے بیچ میں سے ہی اچک لیا۔

"آرام سے۔۔۔ایسے نہیں اچھلتے میرا بیٹا" زیحال اسے پکڑ کر ہوا میں لٹکائے مصنوعی سا ڈپٹنے لگا۔

"ہبی۔۔۔کیا ہوا وہ بس آ ہی تو رہا تھا"

زمل کو اسکا یہ ری ایکشن سمجھ نہیں آیا تھا۔

''ممما۔۔یو بے۔۔۔بی ہناں (ماما آپ بے بی ہو

ناں)''زالے کی معصومیت پر زمل نے نہ سمجھی سے

اسے دیکھا

جبکہ زیحال کو اپنی پرنسسز کی معصومیت پر ہنسی آئی

تھی جو نیچے سب کی باتیں سن کر سمجھی تو تھی لیکن

الگ انداز میں وہ اپنی ماں کو ہی بے بی سمجھ رہی تھی۔

''آپ بے بی ہو میرا بیٹا''زمل جھک کر اسکے گال پر

پیار کرتی محبت سے بولی۔

جب اسے اچانک یاد آیا کہ وہ تو لان میں تھی اور زر تشم کی رخصتی کیلئے اسکا بیگ تیار کروا رہی تھی۔

یہ سب جھماکے سے اسکے ذہن میں دوڑتا گیا وہ زیحال کی جانب ملتجی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

"ہبی۔۔۔ مم۔۔۔ میں یہاں کیسے۔۔۔ گل کی رخصتی تھی ناں" وہ یکدم سے پریشان ہوتی کمبل ہٹا کر بیڈ سے اترنے ہی لگی تھی کہ زیحال نے اسے کندھوں سے تھام کر واپس بٹھا دیا۔

"آرام سے۔۔۔ ریلیکس۔۔۔ گل اپنے گھر چلی

گئی" اس نے بے حد نرمی سے اسے بتایا جس پر زمل کی

ہیزل آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں

"کیا مطلب۔۔۔ رخصتی ہو گئی میں کہاں تھی اور" وہ

پریشان ہوتی تابڑ توڑ سوال کرنے ہی لگی تھی جب کچھ

یاد آنے پر یکدم سے خاموش ہو گئی

زیحال یک ٹک اسکے چہرے کی جانب ہی دیکھ رہا تھا

جس کے بدلتے رنگ اسکی گرے جھیل سی آنکھوں

سے چھپ نہیں سکے تھے۔

وہ دھیرے سے اسکے سامنے بیٹھ کر اسکے نرم و ملائم

ہاتھ تھام گیا۔

"کیا بات ہے وائفی۔۔۔ مجھے بتاؤ" اسکا پینک ہو کر

بے ہوش ہو جانا زیحال کیلیئے چھوٹی بات ہرگز بھی

نہیں تھی وہ تب سے بے چین تھا صرف یہ جاننے

کیلیئے کہ اسے کسی نے کیا کہا تھا۔

زمل اسکے چہرے کو بغور دیکھنے لگی۔

"مجھے میرے اپنوں نے دھوکہ دیا ہے" وہ رو رہا تھا۔

اسکی آواز زمل کی سماعتوں میں بازگشت کرنے لگی۔

وہی لرزا سا اس پر پھر سے طاری ہونے لگا جس میں

خوف سے اسکی ہیزل آنکھوں میں نمی بھر گئی۔

"وائفی۔۔۔۔ کیا ہوا" زیحال اسکی حالت پر سخت

پریشان ہوتے اسکا سر اپنے کندھے سے لگا گیا۔ اسکا

کانپنا اور پینک کرنا زیحال کو سخت پریشانی میں مبتلا کر

گیا تھا۔

83/3

زیحال نے دھیرے سے اسکے نرم و ملائم ہاتھ تھام کر

اسکے رخسار پر ہتھیلی جما کر ایک مسکراہٹ اسکی جانب

پاس کی۔ یہ مسکراہٹ اسے پر سکون کر دینے کیلئے

تھی اور زمل کو بھی ایک پل کیلئے ہر چیز اپنے ذہن سے

اوجھل ہوتی محسوس ہوئی۔

وہ اس شخص کو دیکھنے لگی۔ جس کی مسکراہٹ اتنی

خوبصورت تھی کہ انجان شخص بھی اسکے سحر میں جکڑ

کر ہر چیز بھول جاتا۔

"مجھے سب نے دھوکہ دیا۔۔۔ میرا کوئی بھی نہیں

ہے" ایک درد میں ڈوبی آواز زمل کی سماعتوں میں پھر

سے گونجنے لگی۔

"میں کس کو اپنا کہوں۔۔۔میرا تو کوئی بھی نہیں ہے"

یہ آواز اس قدر زخموں سے چور تھی کہ سننے والے کو اپنا دل گھائل ہوتا محسوس ہوا ہوتا۔

وہ یک ٹک زیحال کو دیکھ رہی تھی جو مسکرا رہا تھا وہ کیوں مسکراتا تھا وہ کیوں اپنے اندر کے درد کو چھپا کر رکھتا تھا۔

وہ پھر سے پینک کرنے لگی تھی لیکن اس وقت اس شخص کی گرفت میں تھی جس کے آگے کسی ڈر کو بھی ٹھہرنے کی اجازت نہیں تھی۔

"کیا ہوا ہے۔۔۔میرا بچہ اتنا سیڈ کیوں ہے "

اسکے لہجے میں دنیا بھر کی محبت شامل تھی جس پر زمل کو بے اختیار اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

اسکی ہیزل آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھرتی چلی گئیں۔ جن کو دیکھ زیحال نے سر نفی میں ہلایا اور اسکے آنسوں گود میں گرنے سے پہلے اپنے لبوں سے چن گیا۔

"ایک آنسوں مزید نہیں" وہ محبت میں مگر مصنوعی ڈپٹنے والے انداز میں بولا تھا۔

زمل اسکی ڈانٹ پر ہمیشہ کی طرح اپنے مخصوص انداز میں ہونٹ گول کر گئی اسکی یہی اداز یحال کو اسکے لئے پاگل کر دیتی تھی۔

"میں تمہاری آنکھوں میں ایک بھی آنسوں نہیں دیکھ سکتا وائفی۔۔۔ تمہیں سمجھنا چاہئے یہ مجھے تکلیف دیتے ہیں "

وہ بے حد نرمی سے اسے اپنی گود میں لیتے محبت سے سمجھانے لگا زمل ساری حرکتیں بھول کر خود اسکے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی

یہ دیکھ ایک دلکش مسکراہٹ نے زیحال کے عنابی

لبوں پر اپنا تسلط جمالیا۔

"ببا۔۔۔ماہ۔۔۔بے بی؟(بابا کیا ماما بے بی ہیں)؟"

زامل کو فوراً سے اپنی زبان میں شدید کھجلی محسوس

ہوئی۔

"یس۔۔۔یہ میرا بے بی ہے" زیحال نے اسے مزید

اپنی گود میں گول مول کرتے زامل کو دیکھ کر چھیڑا۔

"اوتے می۔۔۔نات بے بی۔۔۔ام۔۔۔دوئینگ

(اوکے میں بے بی نہیں ہوں۔۔۔میں جارہا ہوں)"

وہ لفظوں کو توڑ کر ادا کرتے بے حد معصومیت سے

ناراض ہوتا بیڈ کے قریب بنی اپنی چھوٹی

سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا

جب اسکی بات پر پہلے توزیحال ہکا بکا سا اس کو دیکھے گیا

پھر بات سمجھ آتے جو اسکا جاندار قہقہہ پورے کمرے

میں گونجا تھا کہ زمل نے بھی باقائدہ سر باہر نکال کر

اسے دیکھا۔

"یہ۔۔۔یہ میرا ہی بیٹا ہے ناں۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔اوہ

مائے گاڈ۔۔۔اسکی باتیں۔۔۔کون سکھا رہا ہے اسے"

وہ حیران تھا اپنے بیٹے کے ذہن اور اسکی باتوں پر

وہ عمر سے پہلے زیادہ سمجھدار ہو رہا تھا۔

زمل نے ذرا سا اٹھ کر زامل کو دیکھا جو اپنے باپ کے

اس اچانک دورے پر ایک پیر سیڑھی اور دوسرا

بیڈ پر رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تاہ" زالے نے بے حد معصومیت سے بتایا ہاں جن

کے پاس ٹیچر برلاس شاہ جیسا ہو انکو کیسے کچھ پتہ نہ ہو۔

وہ خود بھی افلاطون تھا اور آگے بچوں کو بھی ایسے ہی

ٹریننگ دے رہا تھا۔

"میرا بیٹا۔۔۔ادھر آؤ" زیحال نے بازو وا کر کر

دونوں کو بلایا

وہ دونوں کی ایک ساتھ بھاگ کر اپنے بابا سے چپک

گئے۔زیحال نے اپنا حصار وسیع کرتے تینوں کو

سمیٹ لیا۔

"اسے مجھے دیں" زمل زامل کو گود میں لینے ہی لگی

تھی کہ زیحال نے جھٹ سے روک دیا۔

"نہیں۔۔۔میں اٹھالونگا" وہ صاف گویائی سے منع

کرتا زامل کو اپنے کندھے سے لگا گیا۔

"ہی۔۔۔کیا ہے میں لے سکتی ہوں" اسے سمجھ

نہیں آرہی تھی کہ زیحال کیوں اتنا پوزیسیو ہورہا ہے

نہ وہ اسکے قریب ان دونوں کو اچھلنے دے رہا تھا اور نہ

ہی اسے ان دونوں کو اٹھانے دے رہا تھا۔

"تو مجھے لے لو۔۔۔اتنی ہی تم پہلوان کی بیٹی" وہ جل

کڑھ کر اسے آنکھیں دکھانے لگا

وہ کیوں نہیں سمجھ رہی تھی اگر وہ نہیں آنے دے رہا

تھا تو کچھ تو وجہ ہو گی ناں اور یہ بات یہ پاگل سمجھ نہیں

رہی تھی۔

اسکے آنکھیں دکھانے پر زمل دھک سے رکتی آنکھیں ٹھہرا گئی ایک پل دو پل اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکے ہونٹ بچوں کی طرح گول ہوتے ہیزل آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔

"اااووں۔۔۔۔مجھے ڈانٹا" وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے با قائدہ رونے لگی تھی زامل زالے ہکا بکا سے اپنے باپ کی طرف دیکھیں
جس بچارے کی گویا سانس ہی روک دی تھی وہ دھک سے رکا اسکا منہ دیکھنے لگا۔

"مم۔۔۔میں نے کب ڈانٹا" وہ حیرت سے منہ

کھولے پوچھنے لگا۔

"ابھی جو ڈانٹا۔۔۔یو گندے ہبی" وہ اٹھ کر بیڈ کے

ایک جانب بیٹھ گئی جب کہ زالے زامل زیحال کی

ایک ایک ٹانگ پر بیٹھے کبھی اپنی ماں کو دیکھیں تو کبھی

اپنے باپ کو۔

"وائفی۔۔۔میں نے سچ میں نہیں ڈانٹا۔۔۔یار

۔۔۔رو تو نہیں ایم سوری" اس بچارے کے کان

پکڑنے کی کسر رہ گئی تھی لیکن وہ کہاں مان جاتی وہ بھی

اتنی جلدی۔

"یودندے۔۔۔ابی۔۔۔می۔۔۔ہششش(آپ

گندے ہبی ہو میں کٹی ہوں آپ سے)"زامل فورا

سے ماں کا چیلا بن کر زمل کی جانب کھسک گیا۔

جبکہ زالے جانے کے بجائے اور بھی زیحال کے

ساتھ لپٹ گئی۔

"یومی ببا۔۔۔ ہناں۔۔۔ ببا(آپ میرے باباہو ہے

ناں بابا)"زالے کی معصومیت پر زیحال کے لبوں پر

دلکش مسکراہٹ بکھر گئ

"یس میرا بیٹا" وہ اسکے ننھے سے چہرے کو چومتا مزید

اپنے سینے سے لگا گیا۔

"بس آپ دونوں ہی رہیں ساتھ۔۔۔ ہم جا رہے

ہیں"زمل جان بوجھ کر خفا ہونے کی ایکٹنگ کرتی بیڈ

سے اترنے ہی لگی تھی کہ زیحال نے اس کا بازو تھام

کر روک لیا۔

"ہم دونوں کا وجود تم دونوں سے ہے گلا لے" اسکا انداز بے اختیار سنجیدہ ہو گیا کہ زمل خود رکتی ساتھ ہی سانس بھی روک گئی۔

وہ نرمی سے زمل کو اپنے قریب کر گیا وہ ساری باتیں بھول کر اس شخص کے اندر سے اٹھتی کلون کی خوشبو میں محبت کی خوشبو محسوس کرنے لگی۔

"ہم ٹیم نہیں ہیں ہم فیملی ہیں ایک ہی فیملی" وہ پیار سے اپنے تینوں بچوں کو سمجھانے لگا جو معصومیت سے اسے سن رہے تھے۔

"ماہ بے بی۔۔۔بت فید و ببا (ماما بے بی ہیں تو فیڈر بابا)" زامل نہایت معصوم سا منہ بنائے فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

زیحال نے ترچھی نظروں سے زمل کی جانب دیکھا جو خود بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکے دیکھنے پر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر گئی

"آپ دونوں اپنی فیڈر پکڑو اور آئز کلوز کر کر سو جاؤ۔۔۔پھر بابا اپنے اس بے بی کو اچھے سے فیڈ کریں

گے" وہ شریر لہجے میں اپنی ہنسی روکے دونوں سے

مخاطب تھا

لیکن اسکی اس صاف بے شرمی پر زمل جھٹ سا

آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔ زیحال کو اب اپنی

ہنسی روکنی مشکل ہو رہی تھی۔

"اوتے ببا(اوکے بابا)" زامل زالے بیک وقت

تابعداری سے بولتے اپنی اپنی فیڈر اٹھا کر اپنی جگہ پر آ

لیٹے زمل تو ہکا بکا سی انکی تابعداری دیکھ رہی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ہم کھیلتے ہیں۔۔۔آج سونا نہیں
ہے" وہ سامنے بیٹھے جن کے خطرناک ارادے بھانپتی
جھٹ سے بولی۔

"کھیلیں گے میری جان۔۔۔انکو سونے تو
دو۔۔۔ورنہ شرم بھی تمہیں ہی آئے گی پھر مجھے تو
کوئی مسلہ نہیں" وہ کندھے اچکا کر جس شان بے
نیازی سے بولا تھا زمل کے گال یکدم سے تپ اٹھے
تھے کانوں سے الگ دھواں نکلنے لگا تھا۔

اس نے پیچھے سے کشن اٹھا کر اسے دے مارا۔ جسے زیحال ہمیشہ کی طرح کیچ کر گیا۔

''آئی لو ویو ٹو بے بی'' وہ ڈھیٹ کبھی باز آسکتا تھا زمل کا سیروں خون ایک ساتھ جل گیا۔

لیکن یہ الگ بات تھی جتنا وہ اپنی حرکتوں سے اسکا خون جلاتا تھا اس سے زیادہ اپنی محبت سے بڑھا بھی بیٹا تھا۔

زامل زا لے فیڈر پیتے پیتے کب گہری نیند میں چلے گئے

پتہ ہی نہیں چلا اصل پتہ تو زمل کو چلا تھا جسے وہ جن

اب کھیل کھلانے والا تھا۔

زیحال اٹھ کر دروازہ لاک کرتے وارڈروب کی

جانب گیا اور سادہ سی شرٹ ٹراؤزر نکال کر زمل کی

جانب مڑا۔

"جوائن کرنے کا دل ہے تو کر سکتی ہو" زمل اسکی بات

پہلے تو سمجھی نہیں لیکن جیسے ہی سمجھ آئی یکدم سے

سرخ ہو گئی۔

"ہبی۔۔۔" اسکے چیخنے پر زیحال کا جاندار قہقہہ کمرے میں گونجنے لگا۔

"اچھا۔۔۔اچھا نہ کرو۔۔۔لیکن چیخو مت۔۔۔میرا بے بی ڈسٹرب ہو گا" وہ بول کر خود باتھ روم میں گھس گیا جبکہ پیچھے وہ اسکی بات پر غور کرتی کچھ الجھ سی گئی

ایسے تو وہ زامل زالے کے وقت کہتا تھا اب کیوں؟

اس نے سوئے ہوئے بچوں کو دیکھا وہ دو تھے اور اس نے ایک کی بات کی زمل کا ذہن ان فالتو باتوں میں

الجھنے لگا تھا جب اچانک اسکے ذہن میں وہی باتیں پھر سے گردش کرنے لگیں۔

وہ کتنی کوشش کرتی ان باتوں کو اپنے ذہن سے جھٹکنے کی لیکن وہ کسی بھیانک سائے کی طرح اسکے پیچھے لگ چکی تھیں وہ سر تھام کر بیٹھ گئی۔

زیحال کو شاور لینے میں خاصی دیر لگ چکی تھی جس پر زمل کی آنکھ کب لگی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

"واہ۔۔۔واہ۔۔۔پہلے گھنٹے میں ہی زن مریدی بھئی ۔۔۔لڑکا لٹ گیا۔۔۔لڑکا برباد ہو گیا" کچن میں ڈرائے فروٹس والا دودھ بناتے دیکھ مبشر کی زبان میں کھلبلی سی مچ گئی تھی۔

انہوں نے وہی کھڑے کھڑے ان پر ایک نظر ڈالی زنوا پنے کمرے میں سونے جا چکی تھی وہ بہت کم ہی یہاں رہتی تھی لیکن پھر بھی ڈاکٹر برہان نے اسکے لئے ایک کمرہ چھوڑ رکھا تھا جہاں سارا سامان صرف زنو کا ہی تھا۔

"آپ کو شاید نیند پوری کر لینی چاہئے"

وہ سنجیدگی سے بول کر پھر سے اپنے کام پر لگ گئے

انہوں نے دیکھا تھا زرتشم نے اتنا خاص کھانا نہیں کھایا

تھا۔

اسی لئے انہوں نے دودھ کے ساتھ اسکی صحت کے

مطابق ہلکا کھانا بریڈ پر جیم لگانا شروع کر دیا تھا جو اسکی

طبیعت کے مطابق ہلکا پھلکا سا تھا۔

مبشر فوراً سے لپک کر انکے پیچھے آن کھڑے ہوئے۔

"کیوں ۔۔۔آپ کو ڈر ہے کہیں میں اس قسم کی

آوازیں نہ سن لوں "

انکی بات پر ڈاکٹر برہان ہکابکا سے انکا منہ دیکھنے لگے وہ

بھی اتنے سیریس ہو کر پوچھ رہے تھے جیسے یہ کوئی بڑا

معاملہ ہو۔

"موبی ؟"اسکی حیرت اس قدر عروج پر تھی کہ وہ

سوائے انکے نام کے اور کچھ کہہ بھی نہیں پائے۔

"میں کانوں میں روئی ڈال لو نگا ڈونٹ وری "

"موبی" انہوں نے پھر انکا نام پکارا انکی بات پر ڈاکٹر

برہان کے اپنے گال سرخی سے تپ اٹھے تھے۔

"اچھا اچھا نہیں کہہ رہا۔۔۔ موبی موبی ایک بار اور

موبی بولا ناں اندر بیٹھی ملکہ عالیہ نے باہر نکل آنا

ہے"

وہ بریڈ اٹھا کر منہ میں ڈالتے شان بے نیازی سے

بولے۔

برہان کو جھٹکے پر جھٹکے لگ رہے تھے وہ کیسے کھل کر

ان سے یہ باتیں کر رہے تھے۔ جن کے بارے میں وہ

سوچ تک نہیں رہے تھے۔

دیکھتے ہی دیکھتے مبشر کا پھوٹ کر جاندار قہقہہ بلند ہو گیا

ڈاکٹر برہان نے گردن موڑ کر انکو دیکھا یہ اچانک ڈورا

ان پر پڑتا رہتا تھا۔

"ویسے۔۔۔ حیرت کس بات پر ہوئی۔۔۔وہ آوازیں

تو نیچرل"

"موبی۔۔۔ایک بار اور بولے تو میں نے آپ کی زبان پر یہ گرم چھری رکھ دینی ہے "

وہ مبشر کی بات بیچ میں ہی کاٹتے جھینپ کر بولے لیکن وہ مبشر ہی کیا جن کی زبان کوئی روک سکے سوائے بلیک شیڈو کے وہ بھی اس وقت یہاں نہیں تھا یہاں صرف برہان ورک تھا۔

"لڑکا شرما گیا۔۔۔۔"وہ ہنس کر انہیں مزید چھیڑنے لگے برہان کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لیں۔

لیکن وہ بھی انسان تھے احساسات رکھتے تھے مبشر کی باتیں انکے زہن میں ایسے خیالات کو جنم دے رہی تھی جن کو وہ اب تک سو بار جھٹک چکے تھے۔

مبادہ وہ اپنی اس قسم کی باتوں سے برہان کی نیت خراب کرتے وہ جلدی جلدی ہاتھ چلا کر اپنے کام ختم کرنے لگے۔

زرتشم پورے کمرے کو غور سے دیکھ رہی تھی جب اسکی نگاہ بیڈ کے اوپر دیوار پر چسپاں ہوئے فریم پر گئی۔

اسکی نگاہ بے اختیار وہی ٹھہر گئی۔

"میری ادھوری محبت "ان لفظوں کا مطلب آج بھی

اتنا ہی گہرا تھا جن کو پڑھتے ہی انکا اثر اسکے دل پر اس

طرح حاوی ہوا جیسے کسی نے اسکے دل کو کسی گہری

کھائی میں پھینک دیا ہو۔

"میری ادھوری محبت"

"میری ادھوری محبت "کوئی جانتا تھا؟ اس ادھوری

محبت نے کس کس کو ادھورا چھوڑا تھا؟ اور وہ بھی ایسا

جس کا اثراب تک انکی زندگیوں پر تھا۔

وہ ان لفظوں کے سحر میں اس قدر کھو چکی تھی کہ
کب ڈاکٹر برہان کمرے میں آئے اور دودھ کا گلاس
سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسکے قریب کھڑے ہوئے پتہ
ہی نہیں چلا۔
"اہمم" انکے گلا کھنکارنے پر زرتشم جھٹ سے ہڑ بڑا
کر انکو دیکھنے لگی جیسے اسکی کوئی چوری پکڑی گئی ہو n
وہ چہرہ نیچے کرتی اپنی آنکھوں سے بہتے گرم سیال کو
انگلیوں سے صاف کرنے لگی

اسکا یہ عمل ڈاکٹر برہان کی نظروں سے چھپ نہیں سکا تھا انہوں نے اس فریم کی جانب دیکھا وہ وجہ بنا تھا انکے آنسوؤں کا؟

وہی اتر گیا تھا انہوں نے فریم اتار کر لے جاتے اپنی وارڈروب میں رکھ دیا وہ یک ٹک انکو دیکھ رہی تھی برسوں سے سمبھال کر رکھنے والی چیز جسے وہ ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے تھے اسکا ایک دم سے نظر بند ہو جانا انکی محبت کے سچے ہونے کی دلیل تھی۔

"آپ بریڈ کھالیں ساتھ دودھ بھی پی لیں سردی کم لگے گی آپ کو" وہ وارڈروب کی سیٹنگ کرتے مصروف سے انداز میں بولے

زرتشم نے جیسے سنا ہی نہیں وہ انکو دیکھتی رہی وہ خاموش کیوں تھے انکو بولنا چاہیئے تھا اگر ناراض تھے تو ناراضگی ظاہر کرتے مگر خاموش رہ کر اسے نہ مارتے۔

"ب۔۔۔ برہان" اسکے پنکھڑی سے لبوں سے اپنا نام سن کر انکے کام کرتے ہاتھ بے اختیار رک گئے۔

شاید دل بھی۔اس نے پکارا تھا انکا نام ؟کاش نہ پکارتی اس کی پکار پر ہر بار دل نے چیخ کر پوچھا تھا"ہاں ۔۔۔بولو۔۔۔ حکم کرو"وہ ملکہ تھی اسے حکم دینے کیلئے بنایا گیا تھا۔

"ھمم "وہ خود پر ضبط کرتے ہلکا سا ہنکارا ابھر کر زر تشم کا بیگ کھول کر اسکے کپڑے وارڈروب میں رکھنے لگے "یہ۔۔۔یہ میں کرلونگی "اسے کب عادت تھی کہ کوئی اسکا کام کرتا ملکہ ہو کر بھی وہ ملازموں سے بدتر زندگی گزار کر آئی تھی۔

"آپ سے جو کہا آپ وہ کر لیں۔۔۔" وہ کام میں ہنوز مگن ہوئے سنجیدگی سے بولے۔

زرتشم انکی سنجیدگی پر خوف زدہ ہوتی دھیرے سے ایک بریڈ اٹھا کر دانتوں سے کترنے لگی۔

جب پیچھے ایک دم سے خاموشی پھیل جانے پر برہان نے ذرا سامرر میں اسکا عکس دیکھا

وہ زیورات سے آراستہ نک سک سی تیار ہوئی کوئی معصوم سی حسین پری معلوم ہو رہی تھی جسے کوئی دیکھے تو بس دیکھتا رہ جائے۔

"آپ کاموں کی فکر نہ کریں۔۔۔ صحت ہر چیز سے پہلے ہے "انہیں احساس ہوا جیسے وہ انکے سنجیدہ لہجے سے ڈر گئی ہے۔

"ج۔۔۔جی" وہ لڑکھڑائی آواز میں بول کر تابعداری سے بریڈ کھانے لگی وہ اس وقت ڈری سہمی سی معصوم بچی معلوم ہو رہی تھی۔

ڈاکٹر صاحب مبہم سا مسکراتے واپس مڑ گئے۔ کیوں تھی اس لڑکی سے اتنی محبت یہ وہ خود بھی آج تک نہیں جان پائے تھے۔

آ۔۔۔آپ نہیں کھائیں گے؟" وہ دھیمی آواز میں سوالیہ مخاطب ہوئی۔

"بھوک نہیں ہے مجھے" وہ سرسری سے انداز میں جواب دیتے اسکے دوسرے بیگ کو کھولنے لگے جس پر سرتشم کی نظر پڑ گئی۔

"ن۔۔۔نہیں" اسکے یکدم سے چیخنے پر ڈاکٹر برہان نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

"یہ۔۔۔یہ ام کر لے گا۔۔۔" وہ بول ایسے رہی تھی جیسے اس بیگ میں کوئی ہتھیار ہو جبکہ اس میں اسکے استعمال کی کچھ چیزیں تھیں۔

برہان اس بیگ کو استفساریہ نگاہوں سے دیکھتے کندھے اچکا کر ایک جانب رکھ گئے۔

کھانا پورا کر کر وہ اب پر سکون بیٹھی تھی جب ڈاکٹر برہان کی خود پر جمی نگاہیں دیکھ وہ تھوڑی چونک سی گئی اور اپنا آپ دیکھنے لگی۔

"چینج کئے بغیر سوئیں گے آپ؟" وہ پوچھ رہے تھے

جب زرتشم کو احساس ہوا کہ وہ اس کامدار سوٹ میں

اتنی ری لیکس بیٹھی تھی۔

ڈاکٹر برہان اسکے پاس ایک ڈریس رکھ گئے۔

"آپ ایزی ہو کر چینج کرلیں" وہ شائستگی سے بول کر

کمرے سے باہر آگئے زرتشم کو انکا یہ خفا خفا سا روپ

بے حد پریشان کر رہا تھا وہ اس ڈریس کو دیکھنے لگی۔

جو اسکا لایا ہوا تو ہر گز نہیں تھا کیا وہ خود بھی اسکے لئے

ڈریسسز لائے تھے وہ بے اختیار سوچنے لگی

جب اس نے کمرے میں نظر دوڑائی اور اسے احساس ہوا آج یہ کمرہ بدلا بدلا سا تھا سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر میک اپ کا ہر سامان پہلے سے رکھا تھا کمرے کے کرٹنز گاڑھے سرخ رنگ کے تبدیل کئے گئے تھے جس سے کمرے کی لک ہی بدل کر ایک شادی شدہ جوڑے کے کمرے کا تاثر دے رہی تھی۔

کیا وہ پہلے ہی اسکے آنے کی تیاری کر چکے تھے؟ کیا اسے یہی آنا تھا؟ وہ سوچ رہی تھی جب اسکی قسمت نے چیخ کر کہا ہاں یہی آنا تھا اسے۔

پاشا ولا پر اتری یہ صبح بے حد خوش گوار تھی سورج کی روشنی میں یہ ولا پوری شان سے دنیا کے نقشے پر ابھرا تھا باہر لان میں ملازم صفائی کر رہے تھے ملازموں کی آدھی فوج گھر کے اندر کی صفائی میں مصروف تھی شادی کے ختم ہوتے رونق چلی گئی تھی لیکن کام بڑھ گئے تھے

ہر کوئی تھکا ہوا تھا ایک ہی رات میں اتنی راتوں کی تھکاوٹ دور کیسے ہوتی۔

لیکن بچوں کو دیکھ سب حیران تھے جو مخلوق ہی الگ

تھی۔نہ سردی گرمی کا پتہ تھا نہ اور کسی چیز کا ہر وقت

بس طوفان کی طرح تباہی پھیر کر رکھتے تھے۔

"شیر دل۔۔۔میری کافی" برلاس ابھی واک سے

واپس آکر بیٹھا ہی تھا جب شیر دل نے یکدم سے کافی

اسکی جانب بڑھادی۔

"واہ۔۔۔ویری فاسٹ سروس ایم امپریسڈ" وہ

شوخی سے بولتا کافی کا مگ اپنے لبوں سے لگا گیا۔

جس کے پہلے سپ پر ہی وہ دھک سے رک گیا اور نگاہ اٹھائے اوپر دیکھنے لگا۔

وہ جامنی رنگ کے فراک میں سر پر شفون کا دوپٹہ لئے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

آئرہ کو دیکھتے ہی برلاس کے چہرے کے تاثرات تیزی سے بدل گئے۔ وہ کپ ٹیبل پر رکھتے جانے ہی لگا تھا جب آئرہ بے اختیار اسکا ہاتھ تھام گئی۔

"ایم سوری۔۔۔ میں نے سچ میں اسے نہیں بلایا تھا" اسکے لہجے میں بے اختیار عرق اتر آیا۔

برلاس نے اسکے چہرے کی جانب دیکھا وہ مشکل سے اسکے کندھے تک آرہی تھی۔

"ہاتھ۔۔۔ چھوڑو" وہ ضبط سے دھیمی آواز میں گویا ہوا۔

"میری" اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتی بچوں نے آکر اپنے تاہ کو گھیر لیا۔ برلاس نے اپنی ٹانگ سے لپٹی عوام کو دیکھا اور پھر آئرہ کو جو اپنی بات کے ادھورے رہ جانے پر کرب سے ضبط کا گھونٹ پی گئی۔

"زرتشم ناشتہ ریڈی ہے۔۔۔کب نکلنا ہے؟"کومل
نے سارا ناشتہ تیار کروالیا تھا جو زرتشم کے سسرال
جانا تھا۔

یہ رسم بھی زیحال نے خود ہی ادا کی تھی اس بار اسکے
بہن ہونے کا حق اس نے خود ادا کیا تھا نہ صرف یہ بلکہ
اپنی پراپرٹی کا ایک بہت بڑا حصّہ بھی اسکے نام کر دیا
تھا۔

برلاس اور آئرہ کو ہی یہ ناشتہ لے کر بھیجا گیا تھا جو
سارے راستے خاموش رہا تھا۔

کومل چاہتی تھی آئرہ اس سے بات کر لے مگر وہ ایسا
کوئی موقع دینے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا۔

"یہ سب کس لئے؟" برہان اپنے سامنے ٹیبل پر دھڑا
دھڑ آتے لوازمات کو دیکھ ہکا بکا رہ گئے۔

ملازم ایک کے بعد ایک شاہی ڈش لے کر پیش ہو
رہے تھے۔

"ناشتہ ہے۔۔۔آپ کے لئے" برلاس سرسری سے
لہجے میں بولتا صوفے پر براجمان ہو گیا۔

"اسکی ضرورت نہیں تھی ویسے میں نے بنالیا تھا"

انہوں نے کچن کی جانب اشارہ کیا۔

جس پر برلاس کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"آپ شادی شدہ ہیں اب ؟" وہ پوچھ رہا تھا یا بتا رہا تھا

لیکن اس چھوٹے پیکٹ بڑے دھماکے کی بات پر

برہان نے گھور کر ضرور دیکھا تھا۔

"آپ مل لیں زر سے وہ اندر ہے کمرے میں" آئرہ

بیٹھی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی جب برہان کے کہنے

پر فورا سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔

"مجھے تم سے کچھ کہنا ہے" آئرہ کے جاتے ہی وہ سنجیدگی سے مخاطب ہوئے۔

برلاس اپنے ہی لائے ہوئے ناشتے سے انصاف کرتا بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں اسے نہیں دونگا" وہ صاف گویائی سے انکار کرتا لیگ پیس اٹھا گیا۔

"برلاس" وہ اسکا منہ دیکھتے رہ گئے اتنا بھی آسان نہیں تھا اس نچے سے کچھ لینا۔

"وہ میرا مجرم ہے۔۔۔اور اپنے مجرم سے حساب میں خود لیتا ہوں" اسکے لہجے میں ایسی سرد مہری تھی جو اسکی پرسنالٹی کا ایک دوسرا رخ تھی جو بے حد بھیانک تھی

"دیکھا جائے تو اسے میرے پاس ہونا چاہیئے" وہ اسکے چہرے کی جانب دیکھتے سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

انکی بات پر لاس استھزائیہ ہنستا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ لوگوں کا حساب ذرا الگ ہے۔۔۔میں اسے تب تک زندہ رکھونگا جب تک اسے اپنے پیدا ہونے پر شدید افسوس نہ ہونے لگے" کہہ کر وہ انکے گھر کا جائزہ لینے لگا بھئی سالا تھا انکا وہ بھی چھوٹے والا جائزہ لینا بنتا تھا۔

"قسمت نے بنا تمہیں میرا سالا دیا ہے۔۔۔تو ضروری نہیں سالے والی حرکتیں کرو" ان کے جلنے بھننے پر برلاس جاندار قہقہہ گونجنے لگا۔

اس نے فون نکال کر انکی آنکھوں کے سامنے لہرا دیا۔

جس کی سکرین پر جگمگاتا نام دیکھ برہان نے اس بد تمیز کو گھورا۔

"میرے باپ کو پتہ چلا تو یہ بھی نہیں دیکھیں گے کہ آپ انکی بہن کے شوہر کے رتبے پر فائز ہیں "

وہ ڈھٹائی سے بولتا کچن میں چلا گیا۔

"وہ میری کافی ہے" اسکا ہاتھ کافی کی جانب بڑھتے دیکھ برہان جھٹ سے بولے۔

"کال جارہی ہے" وہ کافی پیتے ہوئے پھر سے دھمکی پر اتر آیا

"اففف۔۔۔ سالے ملے ہیں۔۔۔ یادہشت گرد"

واقعی کوئی انکواب بتادے کیونکہ اب توانکویقین ہوگیا تھاکہ کس لڑکی سے شادی کرلی انہوں نے۔

83/4

زرتشم سائیڈ ٹیبل پر رکھی اپنی جیولری سیٹ کر کر رکھ رہی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے مڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا جہاں آئرہ کچھ جھجھکتی کمرے میں داخل ہوئی۔

گلاب کی پتیوں نے اسکا خوشگوار کن استقبال کیا تھا اس

رات کی طرح اسکی اگلی صبح بھی اتنی حسین ہوتی ہے

آئرہ نے گردن جھکا کر سامنے بیٹھی زرتشم کو دیکھا جسے

پہلے تو آئرہ کا چہرہ سمجھ نہیں آیا لیکن جیسے ہی سمجھ آیا

آنکھوں میں یکدم سے چمک اتر آئی۔

"آئرہ" وہ چہک کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب

آئرہ خود ہی جلدی سے اسکے قریب آتی اسکے ساتھ

لپٹ گئی

سسرال میں پہلی ہی صبح کسی اپنے کو دیکھ لینا کتنی خوشی کا باعث بنتا ہے یہ تو صرف وہی لڑکیاں جانتی تھیں جن پر یہ وقت آچکا تھا۔

"کیسا ہے تم۔۔۔۔اور گھر سب کیسے ہیں؟" وہ اچھے سے اس سے گلے ملتی سب کی خیریت پوچھنے لگی۔

"سب ٹھیک ہیں۔۔۔ہم آپ کا ناشتہ لے کر آئے تھے" آئرہ اسے اتنی خوش دیکھ دل ہی دل میں اسکے لئے خوشیوں کے قائم رہنے کی دعا کرنے لگی۔

"اچھا۔۔۔اور کون آیا ہے ؟" اسے جیسے ابھی سب سے ملنا تھا اسکا بس چلتا تو اڑ کر واپس پاشا ولا پہنچ جاتی۔

"برلاس آئیں ہیں ساتھ" برلاس کا نام اس نے بے حد دھیمی آواز میں لیا زر تشم نے اسکے چہرے کے رنگ یکسر تبدیل ہوتے دیکھے یہ رنگ محبت کے نہیں تھے یہ وہ جانتی تھی۔

"تو بلاؤ اسکو۔۔۔ام ملنا چاہتا ہے۔۔۔ تھوڑی دیر میں ام ادر آنے ہی والا تھا" وہ اپنے بالوں کا جوڑا بناتی خوش اسلوبی سے گویا ہوئی۔

آئرہ نے اسکے چہرے کو بغور دیکھا وہ چمک جو ایک نئی نویلی دلہن کے چہرے پر شادی کی پہلی صبح ہوتی ہے وہ زرتشم کے چہرے پر کہیں بھی نہیں تھی مطلب ایسا کچھ نہیں ہوا تھا انکے بیچ۔

لیکن پھر بھی وہ اتنی خوش تھی جیسے پوری دنیا کی فاتح بن گئی ہو۔

اس ایک شخص نے ایک ہی رات میں اسے دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی بنا دیا تھا وہ آزاد تھی اب ہر لحاظ سے اسکے پاس اب سب کچھ تھا۔

لیکن ملا کیسے تھا؟ اتنی ازیتیں جھیل کر اتنے سخت امتحانات پاس کر کر اگر وہ ہمت ہار جاتی تو شاید آج یہاں تک نہ پہنچتی لیکن اس نے نہیں ہاری تھی ہمت۔

شاید اسے بھی ہمت نہیں ہارنی چاہیے تھی خوشیوں کو حاصل کرنے کا ایک سبق آئرہ کے سامنے زرتشم نوشیروال خان تھی جسے دیکھ اسے ہمت مل رہی تھی کہ آزمائشیں ایک دن اسکی بھی ختم ہو نگی۔

وہ دونوں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں جب دروازہ ناک ہوتے برہان اندر داخل ہوئے۔

انکو دیکھ آئرہ جھٹ سے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے نہیں بیٹھیں آپ۔۔۔" وہ ہاتھ میں پکڑی ٹرے بیڈ پر رکھتے مسکرا کر مخاطب ہوئے۔

ٹرے میں چائے کے بھانپ اڑاتے کپوں کے ساتھ لوازمات بھی شامل تھے۔

"آپ ناشتہ کرلیں پھر دوا بھی لینی ہے آپ کو" وہ زرتشم سے مخاطب ہو کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

آئرہ انکواب تک جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اس نے گردن موڑ کر زر تشم کو دیکھا جس کے گال ڈاکٹر برہان کی ایک ہی جھلک پر سرخی سے دہک اٹھے تھے۔

"اھمم۔۔۔۔ نیچرل بلش آن مل گیا آپ کو تو" وہ بھنویں اچکاتی اسے شریر انداز میں چھیڑنے لگی۔

"پاگل ہے تم" وہ جھینپ کر اسے چپ کرواتی اپنا چائے کا مگ اٹھا گئی۔

لیکن اپنے اندر کے حالات سے وہی بخوبی واقف تھی

چائے پیتے وقت اسکے ذہن میں جھماکے سے گزری

رات گھومنے لگی۔

وہ ڈریس تبدیل کر کر بیٹھی ہی تھی جب ڈاکٹر برہان

اپنے رف ٹف سے حلیے میں کمرے میں داخل ہوئے

انکے داخل ہوتے ہی دونوں کی نگاہ آپس میں ملتی جیسے

گھڑی کی ٹک ٹک کو بھی روک گئی۔

ڈاکٹر برہان نے ایک نظر بیڈ پر دوڑائی۔

ایک طرف وہ بیٹھی تھی اور باقی سارے بیڈ پر اسکی

چیزوں نے اپناڈیرہ جمالیا تھا

مطلب پہلی ہی رات انکا بیڈ بک ہو گیا تھا انہوں نے

بے اختیار اوپر کی جانب دیکھا

زرتشم ہڑ بڑا کر اپنے کپڑوں کو ایک جانب رکھنے لگی

جب ڈاکٹر برہان آگے آتے خود سے اسکی چیزیں سمیٹنے

لگے۔

زر تشم کیلئے یہ نہایت شر مندگی کا باعث تھی کہ وہ ٹانگوں سے معذور ہو کر اپنے خود کے کام تک نہیں کر پا رہی تھی۔

اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھایا اور ایک نمبر پر کال کرنے لگی ڈاکٹر برہان نے اسے دیکھا تھا مگر کہا کچھ نہیں۔جب تک انکی سماعتوں میں اسکی آواز نہیں گونجی۔

"زی۔۔۔ام کو اپنی ملازمہ چاہئے۔۔۔اسکو ادر بھیج دو" دوسری جانب شاید زیجال تھا جواب اس سے پچھ

کہہ رہا تھا لیکن اسکی بات پر برہان نے مصنوعی خفگی سے اسے دیکھا۔

اور جا کر اسکے ہاتھ سے فون لیتے کال کٹ کر دی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کیا" وہ انکے اس عمل کر ہڑبڑا کر پوچھنے لگی۔

لیکن برہان کچھ کہے بغیر اپنے موبائل پر کچھ ٹائپ کرنے لگے "کسی کو بھیجنے کی ضرورت نہیں یہاں ایک ذاتی خادم موجود ہے"

انکے میسج پر آگے سے زیحال کی ہنسی والی اموجی دیکھ برہان نے اسے ہی گھوری دی۔

"ہاں تو میں کونسا بھیج رہا تھا تم ہو ناں۔۔۔شاباش ۔۔۔کل سارے کپڑے دھلے ہوئے چاہئے میری بہن کی ایک شکایت نہیں چاہئے مجھے "

اسکے میسج کو دیکھ برہان نے دانت پیس کر آگے سے مکا مارنے والی اموجی بھیج دی۔

"ایسے دہشت گرد سالے اللہ کسی کو نہ دے" انکے میسج پر زیحال دل کھول کر ہنسا تھا خون جلانے کیلئے

ایک بیوی کم تھی جو جہیز میں ایسے سالے بھی مل گئے تھے۔

وہ بے اختیار سوچ کر موبائل ایک جانب رکھ کر اپنا کام کرنے لگے۔

"کیا ایک خادم آپ کو کم پڑ گیا؟" انکے سوال پر زر تشم پہلے تو سمجھی نہیں تھی لیکن سمجھ آنے پر فوراً اسے چہرہ جھکا گئی۔

برہان اسکے کپڑے سمیٹ کر کاؤچ پر رکھ کر آتے بیڈ شیٹ ٹھیک کرنے لگے۔زرتشم کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن لفظ جیسے لبوں سے باہر آنے سے انکاری تھے۔

"وہ۔۔۔ا۔۔۔امارا ڈوز۔۔۔ک۔۔۔کب ملے گا" وہ بری طرح سے نروس ہوتی سوال کرنے لگی جب اسکے اس سوال پر برہان کا کام کرتا ہوا ہاتھ رکا ساتھ ہی دوسری جانب زرتشم کا دل بھی رک گیا۔

اس سوال نے جیسے ساری یادیں اٹھا کر سامنے رکھ دی تھی دونوں جانب ایک پل کیلئے گہری خاموشی سی چھا گئی۔

ڈاکٹر برہان ہر چیز سمیٹ کر رکھتے وارڈروب کی جانب گئے اور اسکا لاکر کھول کر ایک چھوٹی سی ڈبی نکال لائے۔ زرتشم انکو دیکھ رہی تھی جب انکے ہاتھ میں پکڑی چیز دیکھ اسکی آنکھیں متحیر سی پھیلیں وہ خاموشی سے بیڈ کے ایک جانب رکھے ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر بیڈ پر بیٹھ گئے۔

زرتشم ہونقوں کی طرح انکو دیکھ رہی تھی جب اسے
کچھ کچھ سمجھ آئ

"یہ۔۔۔یہ امارادوا ہے ؟" اسکے لہجے میں حیرت سی
حیرت تھی کیسے نہ ہوتی اس ٹریٹمنٹ کے بعد اسے
اپنے پیروں پر کھڑا ہونا تھا اسکے وجود کی کمی ہمیشہ کیلیۓ
ختم ہوجاتی اس بات پر وہ خوشی یادکھ سے جتنی حیران
ہوتی کم تھا۔

"مجھے کسی دوا کی ضرورت نہیں تو ظاہر ہے آپ کی ہی
ہوگی "

اسکے جواب پر زر تشم نے جھٹ سے آنکھیں چھوٹی کی اور اس بد تمیز ڈاکٹر کو گھورا۔

ڈاکٹر برہان کے ہاتھ میں انجیکشن دیکھ اسکی گرے جھیل سی آنکھیں تقریباً پھٹنے کے قریب تھی اسے پورے کمرے میں صرف ایک سوئی ہی نظر آرہی تھی اور اس کی وجہ سے خوف میں کانپتا ہوا اپنا وجود۔

وہ سانس روکے دیکھتی رہی دیکھتی رہی پھر غڑاپ سے کمبل میں چھپ گئی۔

"ام۔۔۔ام نہیں لگوائے گا یہ سوئی" وہ کسی ضدی بچی کی طرح صاف بولتی ہر طرف سے خود کو کمبل میں چھپا گئی۔

اسکی یہ حرکت ڈاکٹر برہان کے مونچھوں تلے عنابی لبوں پر مسکراہٹ لے آئی لیکن اس وقت انہیں سنجیدگی سے کام لینا تھا۔

"کس نے کہا یہ آپ کیلئے ہے؟" انکے سوال پر زرتشم نے ذرا سا چہرہ باہر نکال کر استفساریہ نگاہوں سے انکو دیکھا۔

"پھر؟" بے حد معصومیت سے پوچھا اس وقت اسکا یہ ڈرا سہما سا روپ ڈاکٹر برہان کے دل میں خاموشی سادھے جذبات کو ہوا دینے میں تیزی سے کار آمد ثابت کر رہا تھا۔

وہ اس کی گہری جھیل سی آنکھوں میں دیکھتے اسکے کمبل کو دھیرے سے تھام کر نیچے کر گئے اور اسکی آنکھوں میں دیکھتے آس پاس کی ہر چیز جیسے بھلا گئے زرتشم کو لگا یہاں ان دونوں کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔

"یو نو۔۔۔یو آر دی موسٹ بیوٹیفل لیڈی آئی ہیو

ایور سین" انکے لفظوں میں ایک ایسا سحر تھا جس میں

زرتشم کو اپنا آپ گم ہوتا ہوا محسوس ہوا

وہ بری طرح سے انکی آنکھوں اور لفظوں کے سحر میں

جکڑنے لگی تھی۔

کہ اسی دوران اسے اپنے بازو پر کچھ چبھن سی محسوس

ہوئی اس نے سر جھکا کر دیکھا

وہ اپنا کام کر چکے تھے اسکا تیسرا ڈوز اسکی رگوں میں

تیزی سے دوڑنے لگا تھا۔

اس نے جھٹ سے برہان کی جانب دیکھا جو اپنا کام کر کر بے حد مطمئن تھے۔ زرتشم کا دل چاہا رو دے۔

"میں بے وفا نہیں ہوں۔۔۔نہ محبت کے معاملے میں اور نہ وعدوں کے معاملے میں" انکے لہجے میں جان لیوا سرد مہری کا عنصر نمایاں تھا

زرتشم کو اپنا دل بے اختیار رکتا ہوا محسوس ہوا۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ لہجہ اس نے آج تک اپنے ساتھ نہیں دیکھا تھا لیکن اس بار اس پر چوٹ مارنے والی یہ

دشمن جان خود تھی تو وقت تو درکار تھاناں اس زخم کو بھرنے کیلئے۔

زرتشم نے بے اختیار انکا ہاتھ تھام لیا دل یکدم سے تڑپ اٹھا تھا۔

"ایم سوری" آواز میں لڑکھڑاہٹ اور ہاتھوں پر کپکپاہٹ طاری ہونے لگی تھی برہان نے اسکے ہاتھ کی جانب دیکھا۔دل تکلیف کی شدّت کے باعث بند ہونے کے قریب تھا۔

انہوں نے دھیرے سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھوں سے چھڑواکر انکی آنکھوں میں دیکھا انکی آنکھوں کی بڑھتی سرخی زرتشم کو گویا زندہ مار گئی تھی۔

"مجھے اس بار درد دینے والے آپ ہیں۔۔۔یہ میں کبھی نہیں بھولوں گا" وہ بول کر رکے نہیں تھے یہ کمرہ ایک کو دیکھتا تھا آج بھی ایک ہی اس کمرے میں ٹھہرا تھا۔

وہ آئرہ کے سامنے مسکراتی اپنے اندر کے ہے درد کو چھپا گئی تھی یہ درد اب اس نے دیے تھے تو ٹھیک بھی

اسے ہی کرنے تھے محبت میں فرض ایک پر ہی نہیں ہوتے کبھی کبھی عورت کا جھکنا بھی مرد کیلئے محبت کو کسی نعمت جیسا بنا دیتا ہے۔

"آپ کب تک آئیں گی ان سب کو آپ کا انتظار ہے "

آئرہ کی بات پر وہ بے اختیار مسکرا دی۔

"ابھی تھوڑی دیر تک بس آئے گا ام۔۔۔زمل سے بھی ملنا ہے ام کو "

آئرہ ابھی اس گڈ نیوز سے خود بھی انجان تھی تب ہی اسکی بات اتنی نہیں سمجھ سکی۔

ان دونوں نے ناشتہ برہان اور زر تشم کے ساتھ ہی کیا تھا زنو صبح سے کہیں غائب تھی اور اسکا چلے جانا بھی فائدے مند ثابت ہوا تھا۔

"ماشاءللہ۔۔۔ماشاءللہ۔۔۔اب لگ رہا ہے ناں سسرالی ہیں آپ لوگ "

مبشرا بھی جاگ کر آئے ہی تھے جب سامنے اتنے سارے شاہی لوازمات دیکھ انکے منہ میں بھر بھر پانی آ گیا۔

"سمبھال کر کہیں سیلاب ہی نہ آجائے" برلاس کی چوٹ پر مبشر نے اسے گھور کر دیکھا

"یہ والا سالا کینسل کریں آپ۔۔۔مجھے بلکل پسند نہیں آیا" وہ دانت بھینچ کر کلس کر بولے برلاس نے دانتوں کی نمائش کرتے انہیں مزید چڑایا

"ویسے ہم تو سسرالی لگ گئے لیکن آپ سب لوگوں سے ایک چھوارے تک نکاح کے نہ کھلائے گئے "

برلاس کی بات پر مبشر اور برہان دونوں نے انکی جانب دیکھا

"وہ۔۔۔وہ مارکیٹ میں شارٹ ہو گئے تھے میں ابھی لے آؤنگا میری جان" مبشر کسی بات میں ہار جائیں ایسا ہو سکتا تھا بھلا۔

"الحمد للہ جان کہنے کو میری بیوی ہے ڈاکٹر صاحب"

برلاس نے جان بوجھ کر انہیں بھنویں اچکا کر جلایا

جس پر مبشر نے ترچھی نظروں سے برہان کی جانب دیکھا۔

برلاس اور آئرہ کے جاتے ہی انہوں نے برہان کے کان پکانے شروع کر دیے تھے۔

"میرے بچے بھی آپ کو دہائیاں دے رہے ہونگے ۔۔۔اب تو دنیا بھی مجھے باتیں سنانے لگی ہے" انکی بچارگی اس وقت عروج پر تھی۔

ڈاکٹر برہان نے گردن ٹیڑھی کر کر انہیں دیکھا جیسے کہنا چاہتے ہوں "کچھ تو شرم کریں "

"نہیں کررہامیں شرم۔۔۔اسکے بھائی سے زیادہ میرے بھائی ہیں آپ" وہ انوکھے اسالے تھے ویسے جن کو بہن سے زیادہ بہنوئی کی فکر رہتی تھی اور وہ زیادہ تر اسکی ہی سائیڈ رہتے تھے جس پر کبھی کبھی زنو بھی حیران رہ جاتی تھی۔

وہ گاڑی تقریباً بھگا رہا تھا آئرہ نے ایک نظر اپنے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر خاموش بیٹھے برلاس کو دیکھا۔وہ سنجیدگی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"آپ۔۔۔ر۔۔۔رات کہاں تھے ؟" وہ رات بھر کمرے میں نہیں گیا تھا لیکن آئزہ کے پاس مہرام اور مہروز تھیں اس لئے اسے زیادہ محسوس بھی نہیں ہوا۔

"دوستوں کے ساتھ تھا" وہ سرسری سے لہجے میں جواب دے کر ٹرن لینے لگا۔

"تو آپ کو ایک دفع مجھے بتانا چاہیئے تھا میں انتظار کر رہی تھی" اس شخص کے آگے نجانے کیوں وہ کمزور پڑنے لگتی تھی

"میرا انتظار؟ یا پھر اس رستم کا؟" اسکے لہجے میں کڑواہٹ سی شامل تھی جسے محسوس کرتے آئرہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔

"وہ خود آیا ہے۔۔۔میں نے نہیں بلائی" وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی جب برلاس اسے بازو سے تھام کر ایک جھٹکے میں قریب کر گیا۔

اس اچانک افتاد پر آئرہ کا دل اچھل کر بے اختیار حلق میں آگیا۔

"وہ خود آکر تمہیں ڈانس بھی آفر کرنے لگا؟"

وہ بے حد سپاٹ لہجے میں گویا پھنکار اٹھا تھا۔ آئرہ کی بھوری آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں۔

"مم۔۔۔ میں نہیں۔۔۔ ج۔۔۔ جانتی وہ کیسے آیا اور کیوں" اسکی آواز بے اختیار کانپنے لگی تھی جس پر برلاس کے چہرے کے تاثرات بے اختیار ڈھیلے پڑنے لگے۔

"اسے گھر کا ایڈریس کس نے دیا؟" اب کی بار لہجہ دھیما تھا۔ جس پر آئرہ کی گویا سانس میں سانس آئی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے نہیں پتہ"ہاں وہ واقعی نہیں جانتی تھی اوراس بات کی گواہی اسکا لہجہ تھا۔

برلاس نے گہری سانس خود میں بھرتے آنکھیں ضبط سے مینچی اسکی آنکھوں کے پردے پر رستم کا وہ چہرہ لہرانے لگا اسکی وہ چمک جو آئرہ کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے تھی جو رہ رہ کر برلاس کے وجود میں ایک شدید آگ سی بڑھانے لگتی۔

وہ گاڑی کے بریک پر پاؤں رکھتے گاڑی یکدم سے روک گیا۔

آئرہ اسے نہ سمجھی سے دیکھنے لگی جب برلاس اپنا سیٹ

بیلٹ کھولتے بے اختیار اسکے چہرے پر جھک گیا۔

دو تین دن کا سارا غصّہ آئرہ کے پنکھڑی سے لبوں پر

اتارتے جیسے اندر میں سکون سا بھر گیا۔

وہ بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جس کی نظر

اسکے نم ہونٹوں پر ہی تھی۔

"وہ کب سے تمہیں جانتا ہے؟" آواز بے حد گھمبیر

تھی جس پر آئرہ کو اپنے اندر گھبراہٹ بڑھتی محسوس

ہوئی نہیں یہ سوال برلاس نے نہیں کیا تھا۔

"یو۔۔یونی سے" ہکلا کر بمشکل جواب دیا برلاس کی نگاہیں ہنوز اسکے لبوں پر تھیں۔

"کب سے؟" سوال پھر سے دہرایا گیا اس بار آئرہ نے سوچ سمجھ کر جواب دیا تھا۔

"ک۔۔۔کبھی نہیں۔۔۔وہ۔۔۔مم۔۔۔مجھے نہیں جانتا" وہ خوف زدہ سی ہوتی دھیمی کانپتی ہوئی آواز میں بولی یہ دیکھ برلاس کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ بکھر گئی۔

اور گاڑی سٹارٹ کرتے پاشا ولا کی جانب بڑھ گیا۔

"آ۔۔آپ ناراض تو نہیں ہیں ناں؟" آئرہ کو جیسے
اب بھی اسکی خفگی کا ڈر تھا

"تم سے ناراضگی کیسی جان شاہ" اسکے منہ سے اپنے
لئے جان شاہ سنتے آئرہ کا دل بے اختیار زور سے
دھڑکا۔ وہ خاموشی سے اسکے ساتھ بیٹھی رہی جب
گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوتے سیدھا پورچ میں جا
کر رک گئی۔

"اندر جاؤ" برلاس کی بات پر آئرہ نے بے اختیار اسکی
جانب دیکھا۔

"آپ نہیں آرہے اندر؟"

"نہیں۔۔۔مجھے ایک کام سے جانا ہے" وہ سرسری سے لہجے میں بولتا گاڑی پھر سے سٹارٹ کر گیا آئرہ خاموشی سے اتر کر اندر کی جانب بڑھ گئی جب اس نے دہلیز پر پہنچتے بے اختیار مڑ کر پیچھے دیکھا۔

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی ہاں اس میں رشتوں کو لے کر بچپنا تھا وہ جلدی ناراض ہوتا تھا تو جلدی مان بھی جاتا تھا

وہ مسکرا کر اندر کو جانب بڑھ گئی۔جب آگے آتے اسکا
ٹکراؤ لاؤنج میں بیٹھے رستم جہانگیر سے ہوا اسکو دیکھتے
ہی جیسے وہ سانس لینا بھی بھول گئی۔

جب اگلی نظر اسکے سامنے براجمان ہوئے زیحال خان
آفندی پر پڑی۔

وہ سپاٹ نظروں سے اس لڑکے کو دیکھ رہا تھا جو گویا
کسی امتحان ہال میں بیٹھا ہو ایسی اسکی حالت تھی۔آئرہ
نے مڑ کر پیچھے تھا شکر تھا وہ جن اندر نہیں آیا وہ جلدی
سے اندر چلی گئی۔

"میں یہاں کسی کام سے آیا تھا جب مجھے مسسز سلطان کی کال آئ"

اسکی بات پر زیحال نے گردن موڑ کر پاس کھڑی کومل کو دیکھا جو اسکے دیکھنے کے انداز پر ہی اپنا سانس روک گئ۔

"تمہارا بہنوئی لگتا ہے؟" اسکے سوال پر کومل نے جھٹ سے سر نفی میں ہلایا

دوسری جانب مشی کیلئے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ زمل کے پیچھے سر چھپائے پھنس پھنس کر ہنسنے لگی۔

"ن۔۔۔نہیں آئرہ کا کلاس فیلو تھا مجھے لگا ہمیں"

"تمہیں جو بھی لگا غلط لگا" زیحال اسکی بات بیچ میں کاٹتے روانی سے بولا۔ کومل نے جھٹ سے اچھے بچوں کی طرح سر ہاں میں ہلا دیا۔

اسی وقت یاقوت اور پامیر آفس سے آئے تھے۔

عثمان انکے ساتھ تھا مگر وہ آفس سے ہی سیدھا ایئر

پورٹ پر ماہم کو پک کرنے چلا گیا تھا۔

اپنی بیگم کو کلاس میں کھڑے دیکھ پامیر کو حیرت ہوئی

وہ چپکے سے اسکے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا۔

"اب کونسا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے باری کی

ماما؟" اسکے سوال پر کومل نے ترچھی نظروں سے اسے

گھورا اپکا اسے خوشی ہو رہی ہو گی کومل کی کلاس لگتے

دیکھ۔

"تم تو اپنا منہ بند رکھو۔۔۔روم میں جا کر تم سے

پوچھتی ہوں میں" وہ دانت بھینچ کر الٹا اسی کی کلاس

لینے لگی۔

"تو پھر آج میں باہر ہی ٹھیک ہوں" وہ دانتوں کی

نمائش کرتا بھنویں مٹکا کر بولا ایسے جیسے کہنا چاہتا ہو "

اب کیا اکھاڑ لو گی ظالم عورت"

"میرو "

"ج۔۔۔جی بھائی" زیحال کے پکارنے پر وہ ہڑ بڑا کر

پیچھے ہٹا۔

"زن مریدی کی کوئی ایوارڈ ہوتی تو وہ پکا اس بندے کو ملتی" عثمان آتے ساتھ زیحال کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گیا ماہم اسکے پیچھے تھی جو مشی اور زمل سے مل رہی تھی۔

"بھائی جس ایوارڈ کی مذکر کی مؤنث ہو وہ مجھے نہیں چاہیئے" یہ آیا ٹھاہ کر کے جواب۔ پامیر سلطان کسی کا ادھار رکھ لیتا؟ ایسا ممکن تھا؟

عثمان نے زیحال کو ترچھی نظروں سے دیکھا۔

"یہ کسی دن میرے ہاتھوں شہید ہو جائے گی "

وہ جلد بازی میں پامیر کو ہی مذکر سے مؤنث بنا گیا۔

یاقوت کا پھوٹ کر جاندار قہقہہ نکلا۔

"باری کی ماما۔۔۔چاہے تو وارڈروب میں رکھے میں

ڈاکومنٹس دیکھ لو میں لڑکا ہوں بھئی"وہ کشن میں منہ

چھپاتا اپنی چیخ کا گلا گھونٹ گیا۔

یاقوت صوفے پر بیٹھا بیٹھا لوٹ پوٹ ہو گیا زیحال

نے مشکل سے اپنی ہنسی دبائی۔اور سپاٹ نظروں سے

دونوں کو دیکھا۔

"تم۔۔۔مجھے اس شہر میں کہیں نظر آئے تو دوبارہ

اس دھرتی پر نظر آنے لائق نہیں بچو گے"

زیحال کی دھمکی پر ہونقوں کی طرح سب کے چہرے دیکھتے رستم نے اسکی جانب دیکھا

"ج۔۔۔جی سر میں چلا جاؤنگا" وہ جلدی سے سر ہاں میں ہلاتا اٹھ کر باہر نکل گیا اسے گدھے کے سر سے سینگوں کی طرح غائب ہوتے دیکھ سب کے بے اختیار قہقہے گونج اٹھے۔

"اب اس کی کلاس لیں۔۔۔اسکے مذکر مؤنث سیدھے کروائیں" پامیر اپنا کیس لے کر فوراً سر حاضر ہو گیا۔

"ہو جائے گا ٹھیک" زیحال اسکے بالوں میں ہاتھ مارتا

محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

یاقوت ہمیشہ اسکے ساتھ رہتا تھا برلاس کو ان تینوں

بھائیوں نے آزاد رکھ رکھا تھا وہ اپنی مرضی کا مالک تھا

لاڈلا جو تھا تینوں کا۔

لیکن پامیر سلطان ہی تھا جو اصل پاشا برادرز کے

بزنس کو سمبھال رہا تھا یہ ساری اسکے دن رات کی

محنت تھی جو وہ آئے دن دوسرے شہروں میں گھومتا

نظر آتا تھا کبھی یہ میٹنگ تو کبھی وہ۔

وہ بہت کم ہی زیحال سے مل پاتا تھا۔

آج وہ زیحال کے قریب بیٹھا معصومیت سے اپنے

باپ کو عثمان کی شکایت لگا رہا تھا۔

زیحال نے مسکرا کر اسکے سر کا بوسہ لیا جس پر پامیر کا

دل یکدم سے بھاری ہو گیا۔

اس نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ یہ لمس اسے

کبھی کبھی نصیب ہوتا تھا اور جب ہوتا تھا تو گویا اسکی

ساری تھکاوٹوں کو دور کر دیتا تھا۔

"میرے بیٹے کو دوبارہ تنگ کیا تو اچھا نہیں ہو گا"

وہ پامیر کو اپنے ساتھ لگائے عثمان کو ڈپٹنے لگا۔ اور پامیر سلطان کی تو یہی باچھیں کھل گئیں۔

"ہاں بھئی۔۔۔ تم لوگوں کا صحیح ہے۔۔۔ ہم کدر جائے مارڑا"

وہ ہاتھ اٹھا کر جس انداز میں بولا تھا ان تینوں بھائیوں نے مشکل سے اپنی ہنسی روکی۔

"کھانا لگاؤ" زیحال بول اٹھتے اپنے آفس روم میں چلا گیا۔

پامیر کو اس سے کسی پراجیکٹ کے بارے میں ڈسکشن کرنی تھی عثمان بھی انکے ساتھ ہی ہو لیاn

یاقوت اٹھ کر جانے لگا تھا جب اسکی نظر بے بی کاٹ میں سوئی ہوئی اپنی گڑیا پر گئی۔وہ اسے دیکھتا ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب چلا آیا۔

وہ معصوم سی پری سوتے ہوئے بلکل اپنی ماں جیسی لگتی تھی معصوم اور حسین پری

یاقوت نے جھک کر اسکے دونوں گال چومے اسکا لمس بے حد نرم تھا لیکن وہ پھر بھی دھیرے سے کسمساتی اپنی بٹن جیسی آنکھیں کھول کر اپنے بابا کو دیکھنے لگی۔

"ارے۔۔۔اٹھ گیا میرا بیٹا" اسکے جاگنے پر یاقوت کو اتنی خوشی ہوئی تھی جتنی کسی پرائز بونڈ کے نکل جانے پر ہو۔

وہ اسے گود میں لے کر وہی صوفے پر بیٹھ گیا اور اسکے ساتھ لاڈ کرنے لگا۔

"میرا سوہنا بیٹا۔۔۔میرا پیارا بیٹا۔۔۔آپ بابا کی جان ہو؟" وہ یہ جملہ اسے دن میں دو دفع دہراتا تھا ہر بار اپنی بیٹی کو گود میں لے کر آنکھوں کے ساتھ دل بھی بھر آتا تھا۔

وہ اسکی بیٹی ہی نہیں تھی وہ اسکے وجود کا نامکمل حصّہ تھی جو اس ننھی سی جان سے پورا ہوتا تھا۔

وہ اپنے ننھے ہاتھوں سے یاقوت کے چہرے کو چھوتی گرارے سے بھرنے لگی۔اسکے گورے گپو سے ہاتھوں میں مشی نے گولڈ کے خوبصورت بریسلیٹ

پہنا رکھے تھے جن سے اسکے ہاتھ اور بھی کیوٹ لگ رہے تھے۔

وہ اسے غور سے دیکھ ہی رہا تھا جب دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں میں کھو سا گیا اس کی آنکھیں جو سب سے مختلف تھیں وہ کسی سے تو ملتی تھیں لیکن کس سے۔

تھوڑی ہی دیر میں سب کھانے کی میز پر آ چکے تھے زیحال کے سربراہی کرسی پر بیٹھتے سب اپنی اپنی جگہوں پر آ کر بیٹھے

"ہمیں اب بے بی گرل کیلئے نام سوچنا چاہئے زامی نے

میرا سر کھالیا ہے کہ اسکا نام کیا ہے"زمل مشی کے

کہنے پر سارا ملبہ اس چھوٹے سے زامل پر ڈالتی بے حد

دھیمی آواز میں بولی۔

زیحال نے نیچے چھوٹی ٹیبل کے گرد کرسی لگائے بیٹھے

زامل کو دیکھا جو اپنے ہاتھوں سے ایک باری میں

زالے کو کھانا کھلاتا تو دوسری باری میں سامنے بیٹھے

عبدلباری کو۔

وہ دونوں سے جتنا بھی بڑا تھا لیکن اپنے بڑے ہونے کا
بہت اچھے سے ثبوت دیتا تھا وہ صرف نین نقش میں
اپنے باپ پر نہیں گیا تھا اسکی حرکتیں کافی حد تک
زیحال سے ملتی تھیں

وہ غصّے کا تیز تھا توزامل کا غصّہ ابھی سے عروج پر
تھا لیکن وہی دوسری جانب وہ اپنے باپ جیسی محبت
نبھاتا تھا۔

"ہاں ناں۔۔۔ ہم کب تک اسے بے بی گرل بلائیں گے۔۔۔ ہمیں اب اسے کوئی نام دینا چاہئے پلیز بھائی "

برلاس کی ضد پر زیحال نے یاقوت کی بیٹی کو دیکھا۔ جو اپنے ہی دھیان میں نجانے کیا بول رہی تھی یاقوت نے زیحال کی نظریں اس پر جمی دیکھ دھیرے سے اٹھ کر اسے زیحال کی گود میں دے دیا۔

اپنے بڑے بابا کی گود میں آتے ہی وہ ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگی۔اسکی بٹن سی آنکھیں زیحال پر ہمیشہ ٹھہر جاتی تھیں۔

زیحال یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا ہر کسی کے من میں کٹر کٹر ہونے لگی تھی سب سے زیادہ مشی کے دل میں کہ نجانے اسکی بیٹی کو کیا نام ملے گا۔

کیونکہ نام دینے کا اختیار صرف زیحال کے پاس تھا وہ کہہ بھی دیتا کہ اپنے بچوں کے نام خود رکھو تو وہ نہ رکھتے۔

"اس کا نام۔۔۔آج سے" ایک ایک گھڑی کی سوئی سب پر انتظار کے پہاڑ توڑ رہی تھی مشی تو باقاعدہ اپنے لب کاٹنے لگی تھی۔

84/1

اتنے دن بعد اسکی بیٹی کو نام ملنے جا رہا تھا بے چینی کیسے نہ ہوتی یہ نام ہی آگے اسکی ایک پہچان بنتی اور پہچان بھی ایسی کہ لوگ اسے صدیوں تک یاد رکھتے۔

مشی نے یاقوت کی جانب دیکھا جو اسکی یہ بے چینی اچھے سے نوٹ کر رہا تھا تب ہی پلکیں جھپکا کر اسے تسلی دی کہ اگر وہ پر سکون ہے تو مشی کو بھی پر سکون ہونا چاہیئے۔

"زامی۔۔۔آپ کی ڈول کا کیا نام رکھیں" برلاس نے

لگے ہاتھوں اس مکھیوں کے جھنڈ کو چھیڑ دیا جواب

کہاں کسی کے قابو میں آنے والا تھا

وہ جلدی سے اٹھ کر اپنی بے بی گرل کے پاس آگیا اور

اسے دیکھنے لگا جو اسکے باپ کی گود میں انگڑائیاں لیتی

غرارے سے بھر رہی تھی۔

"می۔۔۔دول۔۔۔جامی (میری ڈول کا نام ہے

زامی)" اسکے منہ سے اپنا ہی نام سن کر سب کی بے

ساختہ ہنسی چھوٹی۔

"یہ لو۔۔۔پوچھ لو اس سے۔۔۔اس کا بس چلے پوری دنیا کے لوگوں کا نام بدل کر زامل رکھ دے میرا یہ شیر" پا میرا اسے گود میں لیتے اسکے پھولے ہوئے گالوں پر ڈھیر سارا پیار کرنے لگا۔

"تو پھر نام بھی تو اتنا پیارا ہے میں نے رکھا ہے ناں" زمل سارا کریڈٹ خود لیتی کندھے اچکا کر بولی۔

زیحال اس بنت یاقوت کو ہی دیکھ رہا تھا جس کے چہرے کے نین نقوش سب سے الگ اور حسین تھے

وہ کسی کی یاد دلاتی تھی اور کس کی؟ یہ بات یاقوت بھول سکتا تھا مگر زیحال خان آفندی نہیں۔

"آج سے اسکا نام ہوگا۔۔۔زوناش بنت یاقوت مرزا"

"حسین، خوبصورت، زہین ایسی لڑکی جو سب کا دل جیت لے گی" اسکے نام کے مطلب اسکے نام کی طرح ہی بے حد خوبصورت تھے

زوناش نام پر مشی کی شہد رنگ آنکھیں متحیر سی پھیلیں دیکھتے ہی دیکھتے اسکا چہرہ خوشی کے مارے دمک اٹھا باقی سب بھی خوشی سے اسے دیکھنے لگے۔

"زوناش۔۔۔واؤ۔۔۔اتنا پیارا نام"سب سے زیادہ برلاس خوش ہوا تھا وہ اٹھ کر اس بے بی گرل کو اپنی گود میں لے گیا۔

"آج سے ہماری پرنسز کا نام ہے زوناش ۔۔۔تالیاں"اسکے تالیاں کہنے پر سب نے بیک

وقت تالی بجانی شروع کر دی۔زامل تو باقائدہ اچھلنے لگے تھا۔

زالے اور باری دونوں اسکے ساتھ ہی اچھل کود کرنے لگے۔

"چلو۔۔۔سب بول کر دکھاؤ۔۔۔زوناش" برلاس کے منہ سے یہ نام تینوں نے غور سے سنا اور ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔

"انا۔۔۔ش"سب سے پہلے زالے بولی تھی۔جس کی کیوٹنیس اوورلوڈ تھی زیحال اسے وہی سے اپنی

گود میں اٹھا گیا اسکی بیٹی اتنی کیوٹ تھی دل چاہتا کھا لے اسکو۔

"میری اناش" اسے زالے کے اناش کہنے پر ہنسی آ رہی تھی باقی سب بھی بے اختیار ہنسنے لگے۔

"نو۔۔۔جامی۔۔۔نیم۔۔۔۔چینج (نہیں زامی نیم رکھیں پلیز)" زامل کے اسرار کرنے کے انداز پر سب ہکابکا سے اسے دیکھنے لگے۔

"یہ بے بی گرل ہے ناں۔۔۔میرا بچہ تو ہم اسکا گرلز والا نیم رکھیں گے اوکے" بر لاس کے ایک دفع

سمجھانے پر ہی زامل فوراً اسے مان کر اپنا چھوٹا سا سر ہاں

میں ہلا گیا۔

سب خوش تھے سب خوشی سے چہک رہے تھے کیسے

نہ چہکتے نام ملنا چھوٹی بات نہیں ہوتی وہ زندگی بھر کیلئے

ایک انسان کی پہچان بنتی ہے تو سب کا خوش ہونا بنتا تھا

لیکن کوئی ایک بار صرف ایک بار اس شخص کی جانب

بھی دیکھ لیتا جس کی گویا سانسیں روک لی گئی تھیں

جس کی شریانوں میں بہتا خون اپنی گردش بھول چکا

تھا وہ زندہ تھا؟ نہیں اسے تو آج کوئی مردوں میں بھی شمار نہیں کر سکتا تھا۔

"بھا۔۔۔۔ئی" ایک چیخ۔۔۔ایک دلخراش چیخ جو اسکی سماعتوں میں گونجنے لگی تھی جو اسکی روح کو جھنجھوڑنے لگی تھی۔

"ن۔۔۔۔۔ہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔بھائی" وہ چیخ رہی تھی اسکی چیخ کھڑے ایک بھائی کو موت کے گھاٹ اتار رہی تھیں وہ خود کو چھڑوانے کی کوششیں کر رہا تھا مگر ناکام ہو رہا تھا

"چھوڑو۔۔۔میری بہن کو۔۔۔۔زونا۔۔۔۔ش"

اسکے منہ سے اسکا نام نکلتا عرش تک فریاد لے پہنچا

تھا۔

زمین کیوں نہیں پھٹی تھی جس پر ایک معصوم پر وہ

ظلم ہو رہا تھا

"زونا۔۔۔۔ش۔۔۔۔۔ چھوڑو میری بہن کو" وہ

روتے ہوئے خود کو مزید چھڑوانے کی کوشش کرنے

لگا لیکن کس نے رحم کیا اس پر۔

جس کے ماں باپ ایک جانب بے جان پڑے تھے اور اب اسکی آنکھوں کے سامنے اسکی بہن کے ساتھ۔

اس بھائی کیلیئے زندہ رہنے کا سبب کہاں بچتا جس کی آنکھوں کے سامنے اسکی بہن کو کوئی ایسے بے دردی سے نوچ جاتا۔

وہ نہیں کر سکا برداشت وہ نہیں کر سکتا تھا اسکا دل بند ہو رہا تھا آنکھوں سے ایک سیلابی ریلا بہنے کو بے تاب تھا۔

"یاقوت بھائی۔۔۔دیکھیں ن" برلاس خوش باش سا

زوناش کو اسکے پاس لے جانے لگا تھا جب وہ اٹھ کر

ایک ہی جست میں گھر سے باہر نکل گیا۔

اسکے ایسے اچانک اٹھ کر جانے پر سب نے تعجب

بھری نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

لیکن سمجھا صرف وہی تھا جس نے اسے پالا تھا جو اسکی

راتوں میں اسے حوصلہ دینے کیلئے جاگتا تھا جس کے

زندگی میں آنے کے بعد یہ درد قدرے آرام پا گیا تھا۔

مشی نہ سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی یاقوت کے اٹھتے وقت وہ اسکے چہرے کو دیکھ چکی تھی جہاں سے کرب چھلکنے کے قریب تھا۔ وہ اٹھ کر اسکے پیچھے جانا چاہتی تھی مگر زیحال نے ہاتھ بڑھا کر اسے وہی روک دیا۔

"میں دیکھ لونگا" وہ دھیمے لہجے میں بول کر خود بھی اٹھتا باہر کی جانب نکل گیا۔

مشی ازحد پریشان سی بیٹھی وہی دروازے پر نظریں ٹکائے ہوئے تھی جب زمل نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پلکیں جھپکا کر تسلی تھی۔

"ہی دیکھ لیں گے۔۔۔شاید خوشی میں اموشنل ہو گئے ہوں" وہ اپنے اندازے لگاتی اسے تسلی دینے لگی لیکن وہ کیسے جھٹلا دیتی جو اس نے دیکھا تھا اپنی آنکھوں سے اپنے یاقوت کو۔اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا ایسے جیسے وہ ابھی پھوٹ کر رو پڑے گا۔

وہ پاشا ولا کی پچھلی جانب سوئمنگ پول کے کنارے کھڑا سر جھکائے اپنے لبوں کو بے دردی سے کاٹ رہا تھا۔ہاتھوں پر ایک لرزا سا طاری تھا سانسیں اب تک بحال نہیں ہو سکی تھیں۔

وہ اس ملتے ہوئے پانی کو دیکھ رہا تھا وہ ان پودوں کو دیکھ رہا تھا وہ لان کی ہر چیز کو ایک ایک کر کر غور سے دیکھ رہا تھا۔

وہ پانی ہوتا۔۔۔وہ پودے بن جاتا۔۔۔وہ یہاں پڑی کوئی بھی ایک بے جان چیز بن جاتا لیکن انسان نہ بنتا۔۔۔انسان بنا تو یا قوت مرزانہ بنتا۔

جس کی قسمت نے اسے بے رحمی کے در پر ایسا لا چھوڑا تھا کہ پھر مڑ کر ایک بار بھی نہیں دیکھا۔

کیوں آیا تھا وہ اس دنیا میں کیوں ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تھا زندہ یوں پل پل مرنے کیلئے؟

وہ سانس لینا چاہتا تھا مگر سانس نہیں آ رہی تھی۔

اس نے اپنی ہتھیلی سے آنکھ سے بہتے آنسوں صاف کئے یہ اسکے کرب کی انتہا تھی۔

جب اسکے کندھے پر پیچھے سے کسی نے ہاتھ رکھا۔

یاقوت نہیں مڑا اس لمس پر اسے ضرورت بھی نہیں تھی مڑنے کی۔

لیکن آج یہ لمس اسے رلا گیا تھا اسکا ضبط توڑ گیا تھا وہ
ایک جھٹکے میں پیچھے مڑتا زیحال کے کندھے سے لگ
کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

زیحال کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گا یا قوت کا پورا
وجود کسی زلزلے کی زد میں آگیا تھا۔

وہ مزید خود کو زیحال کے سینے میں چھپاتا زار و قطار روتا
گیا۔

زیحال نے خاموشی سے اسکی پیٹھ سہلا کر آسمان کی
جانب نگاہیں کرتے گہرا سانس خارج کیا۔

اس نے ان تین بچوں کو دنیا کی ہر چیز دی تھی انکو انکے پیروں پر کھڑا کیا تھا انکو ایک پہچان دی تھی جس کے بدلے اسے تینوں کا جنون ملا تھا جو اسے اپنے ماں باپ سے بھی بڑھ کر ماننے لگے تھے۔

کاش وہ انکے ذہنوں سے ان یادوں کو بھی نکال سکتا جو انہیں پل پل ازیت کی موت مارتی تھیں۔ لیکن ایسا ممکن نہیں تھا۔

"میں۔۔۔میں بہت برا بھائی تھا۔۔۔بہت برا" وہ روتے ہوئے گھٹی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں۔۔۔نہیں بچا پایا اسے۔۔۔۔میں نہیں بچا پایا اپنی بہن کو" وہ کیسے بچا لیتا وہ خود صرف آٹھ سال کا تھا مگر بھائی تو تھا ناں۔

زیحال نے کرب سے آنکھیں مینچ لی اور خود پر کڑا ضبط کرنے لگا اسے یاقوت کو چپ کروانا تھا لیکن تب جب وہ اچھے سے رو لے یہ یادیں انکے ذہن سے نہیں نکل سکتی تھی مگر یہ درد آنسوؤں کے زریعے نکل سکتا تھا۔

"میری۔۔۔میری آنکھوں کے سامنے" ان لفظوں کو اپنے ہی لبوں سے ادا کرتے اسکی اپنی جان جیسے نکل گئی تھی وہ اور مزید شدّت سے رو پڑا۔

"بس۔۔۔بس میری جان" اسکے تڑپ کر رونے پر زیحال کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

یاقوت سر نفی میں ہلاتے بے جان سا نیچے بیٹھتا چلا گیا۔

"یاقوت" زیحال کی جان یکدم سے لبوں پر آ گئی تھی اس نے جھٹ سے یاقوت کو اپنا سہارا دیا۔

وہ ایک نڈھال بھائی تھا جس کی بہن برسوں پہلے مر چکی تھی مگر ساتھ ہی اپنے بھائی کو بھی مار گئی تھی۔

"یاقوت۔۔۔ سمبھالو خود کو" زیحال کو اس وقت۔ جیسے الفاظ نہیں مل رہے تھے وہ کیسے اسے چپ کروائے۔

یاقوت روتا رہا اسے رونا تھا زیحال اسکے ساتھ وہی پول کے کنارے بیٹھا اسکا سر اپنے کندھے سے لگائے بازو سہلاتا رہا۔

کتنی ہی دیر رونے کے باعث اب بھی یاقوت کے منہ سے وقتاً فوقتاً سسکیاں نکل رہی تھیں

"پانی پیو گے ؟" زیحال کے استفسار پر یاقوت نے دھیرے سے سر نفی میں ہلایا

وہ کسی اجڑے بیاں باں کی طرح اسکے کندھے پر سر رکھے بیٹھا تھا۔

"زندگی میں بہت کچھ ایسا ہوتا ہے جو ہم نہیں چاہتے۔۔۔ہمیں پھر بھی ان یادوں کے ساتھ بھی

جینا پڑتا ہے یاقوت "زیحال نے بے حد نرمی سے اسکا

نام پکارا۔

"ل۔۔۔لیکن میں نہیں جی پاتا۔۔۔ج۔۔۔جب

جب اسکی یاد آتی ہے"

یاقوت کی آواز پھر سے بے اختیار بھرا سی گئی۔

"وہ قسمت میں ہونا لکھا تھا اس بات کو ایکسیپٹ کرو"

"میں کیسے کروں۔۔۔وہ جب بھی میرے خواب میں

آئے ایک ہی سوال کرتی ہے۔۔۔کہ امی ابو کے بعد

ایک میرا ہی سہارا تھا۔۔۔میں بھی اسکی حفاظت نہیں کر سکا "

اسکی آواز درد میں ڈوبی زخموں سے چور تھی کہ سننے والے کو اسکا درد گہرائی سے محسوس ہوتا۔

"تم میں اتنی سکت نہیں تھی تب۔۔۔لیکن جب تم اس قابل ہوئے۔۔۔تو بدلہ لیا تھاناں"

زیحال کی بات پر یاقوت نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا وہ کبھی بھی یہ نہیں کہتا تھا کہ اس نے اسکی بہن کا بدلہ لیا۔

"اب جب بھی اپنی بیٹی کو پکارو تو اپنی بہن کو اچھی یادوں میں یاد کرنا۔۔۔اسکا ایک حسین دور تمہارے ساتھ گزرا تھا "

وہ یاقوت کا ہاتھ تھامے پیار سے سمجھانے لگا۔

"ک۔۔۔کیا میں زوناش کو۔۔۔قبرستان لے جا سکتا ہوں ؟" اسکے سوال پر زیحال کو ایک پل کیلئے چپکی سی لگ گئی۔

"پ۔۔۔۔پلیز" اسکی خاموشی پر یاقوت کی آواز بے اختیار لڑکھڑا گئی وہ کرب کی آخری انتہا پر تھا۔

زیحال کو لگا وہ انکار نہیں کر سکے گا۔اس نے بے اختیار

سرہاں میں ہلا دیا۔

اسکی اجازت پر یاقوت بے اختیار اسکے سینے سے لگ گیا

مگر خاموش۔کہا کچھ بھی نہیں۔

زیحال کتنی ہی دیر اسے نرم الفاظوں میں دلاسہ دیتا

رہا۔جس سے یاقوت کو اپنا آپ پہلے سے ہلکا محسوس ہو

رہا تھا انکے اٹھنے تک وہ یاقوت کے چہرے پر سمائل

لے آیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ زیحال نے اب تک اگر کوئی نام نہیں دیا تھا تو ضرور اسکی کوئی وجہ ہو گی۔

اور وہی ہوا تھا اتنے دن سے اسکے ذہن میں یہی نام گھوم رہا تھا جس کی وجہ سے وہ خاموش تھا۔

زرتشم زنک کلر کا کامدار سوٹ پہنے نک سک سی تیار ہوئی بے حد حسین لگ رہی تھی اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے اپنے جھمکے اٹھائے اور کانوں میں پہننے لگی

جب اسکی نظر دروازہ کھول کر داخل ہوتے برہان پر

پڑی

وہ اپنے دھیان میں کمرے میں آرہے تھے مگر نگاہیں

اس سے ملتے جیسے یہاں آنے کا مقصد ہی بھول گئے۔

یہ تیاری اور اس شخص کا اس وقت آجانا زرتشم کے

دل کی کیفیت پل میں بدل گیا تھا۔

اسے یہ بھی یاد نہیں تھا کہ آخری بار کب اس نے خود

کو یوں تیار دیکھا تھا اس چہرے پر صرف ایک ہی نشان

چمکتا تھا وہ تھا اذیت کا۔

آج خوشیاں اسکی دہلیز پر ہمیشہ کیلئے ڈیرہ جما گئی تھیں اسے اب خوش ہی رہنا تھا۔

ڈاکٹر برہان ہڑ بڑا کر وارڈروب کی جانب بڑھتے اپنے لئے پینٹ شرٹ نکال کر باتھ روم میں چلے گئے۔
زرتشم کو خود بھی احساس ہوا کہ وہ کیا کر رہی تھی اس نے جلدی سے اپنی تیاری مکمل کی لیکن اسکے جوتے کہاں رکھے تھے یہ نہیں پتہ تھا۔

وہ وہیل چیئر پر بیٹھی یہاں وہاں اپنے سینڈلز ڈھونڈنے لگی جب بے دھیانی میں باتھ روم کے قریب رکھے ریک کے پاس آگئی۔

اسی وقت ڈاکٹر برہان بھی شاور لے کر نکلے ہی تھے جب اسکی وہیل چیئر سے ٹکراتے ٹکراتے بچے مگر گھٹنے پر پھر بھی لگ گئی۔

"سیییی" انکے منہ سے بے اختیار سی کی آواز سنتے زرتشم خوف زدہ سی ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔

"ا۔۔۔ایم سوری۔۔۔وہ ام" وہ بری طرح سے گھبرائی اپنی صفائی دینے کی کوشش کرنے لگی۔

ڈاکٹر برہان بیڈ پر بیٹھے اپنے گھٹنے کو سہلانے ہی لگے تھے جب اسکی سوری پر بے اختیار رک گئے۔

نہیں وہ اپنی بے وقوفی پر خوفزدہ نہیں ہوئی تھی وہ اپنے وجود کی کمی سے ڈر گئی تھی۔

آج تک ان شخص نے اسے مکمل ہونے پر بھی نا مکمل ہونے کے طعنے دیے تھے تو وہ کیسے نہ اب اس کمی پر خوف زدہ ہوتی۔

اسے ڈر تھا کہیں اسے پھر سے ان ازیتوں سے گزر نا نہ پڑے اب اس میں اتنی سکت نہیں تھی۔

لیکن اگلے ہی پل جیسے وہ اپنا سانس تک روک گئی اسکی گرے جھیل سی آنکھوں میں انکا عکس لہرانے لگا تھا۔

وہ اسکے آگے جھکے اسکے سینڈلز زرتشم کے پیر تھامے پہنانے لگے تھے جس پر وہ بری طرح سے کانپ کر یکدم سے پیچھے ہٹ گئی۔

"ن۔۔ نہیں۔۔۔ام پہن لے گا" اسے اپنے سامنے

ڈاکٹر برہان کا دوزانوں ہو کر بیٹھنا ایک حسین خواب

لگا تھا

اور وہ ڈر گئی تھی کہیں یہ خواب ٹوٹ نہ جائے وہ اس

خواب سے جاگنا نہیں چاہتی تھی۔

"رات تو بڑا آپ اپنے بھائی سے خادم مانگ رہے

تھے۔۔۔اب مل رہا ہے تو انکار کر رہے ہیں "

وہ کھلا طنز کر رہے تھے یقیناً نہیں زرتشم کی وہ بات

اچھی نہیں لگی تھی۔

"آ۔۔آپ خادم نہیں ہیں" وہ بے اختیار بول اٹھی۔

ڈاکٹر برہان نے بے اختیار اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ جہاں محبت کے دیپ جلنے کیلئے بے چینی سے تیار تھے۔

"میں" وہ کچھ کہنے ہی لگے تھے جب انکی نظر d اسکے ہاتھ کی مہندی پر پڑ گئی۔

ذہن میں جھماکے سے بہت کچھ گھوم گیا۔زرتشم ان کے چہرے کے بدلتے زاویے بخوبی نوٹ کررہی تھی۔

وہ خاموشی سے اسکے سینڈلز پہنا کر اٹھتے مرر کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔

زرتشم نے وہی سے گردن موڑ کر انکی جانب دیکھا۔

جن کے چہرے پر اس وقت از حد سنجیدگی تھی۔

اسے اسی سنجیدگی سے خوف آرہا تھا۔اسکا دل یکدم سے بھر اسا گیا۔

بے شک اس نے بہت بڑی غلطی کی تھی برسوں سے انہیں جتنے بھی غم ملے ان سب کی کوئی وقعت نہیں تھی بنسبت اسکے جو انہیں زرتشم سے ملا تھا۔

کیا ہو جاتا اگر زنو صحیح وقت پر انکو نہ بتاتی اسکا نکاح کسی اور سے ہو جاتا کیا پھر وہ کچھ کر سکتے تھے؟ وہ اندازہ لگا سکتی تھی کہ ان سب کے بعد وہ زندہ بھی رہ پاتے یا نہیں؟

اس نے ایک بات بھی اسکے بارے میں نہیں سوچا یہ احساس ہی کرب بھرے تھے جان نکلنے لگتی تھی جب وہی وہ اپنی حرکت کا سوچتی۔

"ب" وہ انہیں پکارنے ہی لگی تھی کہ وہ گھڑی اٹھا کر کلائی پر باندھتے "میں باہر ہوں آجائیں آپ بھی" کہہ کر باہر نکل گئے۔

زرتشم کا دل یکدم سے مٹھی میں آگیا اسکا دل چاہا رو دے لیکن یہ وقت خوشی کا تھا اسے اپنے زی سے ملنے جانا تھا۔

وہ اپنی آنکھوں کی نمی صاف کرتی روم سے باہر نکل گئی۔

ڈوز ملنے کی خوشی اتنی تھی کہ وہ اور کچھ بھی ٹھیک سے سوچ نہیں پا رہی تھی۔اسے اب کچھ وقت اور اس وہیل چیئر پر رہنا تھا اچھے ٹریٹمنٹ کے بعد وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہونے والی تھی۔

وہ بیٹھی یہ سب سوچ ہی رہی تھی جب ڈاکٹر برہان نے جھک کر اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔

"یہ "وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہوتی انکے چہرے کی جانب دیکھنے لگی۔

وہ اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھاتے خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ گئے اس سے پہلے وہ گاڑی سٹارٹ کرتے ڈاکٹر مبشر کی آواز پر رک گئے۔

"یہ چھوارے بھی ساتھ لے جائیں۔۔۔آپ کے سالے اتنے اچھے نہیں کہ بنا چھواروں کے آپکو بہنوئی قبول کرلیں "

انکا انداز جلا بھنا سا تھا اگر ان میں سے ایک بھی یہاں ہوتا تو یقیناً انکا سانس بھی نہیں نکلنا تھا۔

"ہیلو بھابھی۔۔۔کیسی ہیں آپ۔۔۔انہوں نے زیادہ تنگ تو نہیں کیا کریں مجھے بتایئے گا۔۔۔احکام اعلی کو انکی شکایت لگائیں گے "

ساری بات چھوڑے انکے بھابھی کہہ کر پکارنے پر زرت شم کے گال یکدم سرخی سے دہک اٹھے۔

"موبی۔۔۔اس زبان کو تھوڑا آرام بھی دے لیا کریں "

ڈاکٹر برہان کی بات پر جہاں مبشر نے انکو گھورا تھا وہی زرتشم نے بے اختیار اپنی ہنسی روکی۔

"ہبی۔۔۔میرے ہاتھ پیر دیکھیں" وہ بیڈ پر بیٹھی ٹانگیں سیدھی کر کر زیحال کو دکھانے لگی جو زامل زالے کے چھوٹے چھوٹے کپڑے اٹھا کر وارڈروب میں سیٹ کر رہا تھا۔

"کیا ہوا ہاتھ پیروں کو دکھاؤ" وہ سارے کام چھوڑ کر فکر مند سا اسکے پاس آکر بیٹھتے اسکے ہاتھ دیکھنے لگا۔

"سلامت ہیں ناں ؟تو میں خود کر سکتی ہوں یہ سب"

وہ جل بھن کر بولتی خود اٹھنے لگی تھی کہ زیحال نے

اسے اٹھا کر واپس بیڈ پر بٹھا دیا۔

"ابھی تو یہ سلامت ہیں ایک بار اور اٹھی تو ٹانگیں توڑ

کر بٹھا دونگا "

اسکی بات پر زمل کی ہیزل آنکھیں پھٹی اس نے دھمکی

دی تھی؟ وہ دھمکی دے رہا تھا؟

اس سے پہلے اسکا ریڈیو آن ہوتا وہ جھٹ سے کان پکڑ

گیا۔

"میں۔۔۔میں کر رہا ہوں اوکے "نرمی سے سمجھا کر اپنے کام میں لگ گیا دوسری جانب زامل زالے ڈریسنگ ٹیبل پر چڑھے اپنی ماں کی چیزوں کو ترتیب سے رکھ رہے تھے۔

وہ الگ بات تھی انکی ترتیب بھی بے ترتیب تھی۔

"یہ ہو کیا رہا ہے۔۔۔مجھے بتائیں گے آپ۔۔۔کمرہ میں سیٹ کرتی ہوں آج ایسا کیا ہو گیا۔۔۔اور آپ آفس بھی نہیں گئے "

وہ اب صحیح معنوں میں جھنجھلا کر بولی تھی زیحال

اسے زمین پر بھی پاؤں رکھنے نہیں دے رہا تھا۔

"میری جان۔۔۔اب ہم ہیں ناں۔۔۔ہم کر لیں

گے "اسکے ہم والی ٹیم میں وہ چھوٹی عوام بھی آتی تھی

زمل نے ان دونوں کی جانب دیکھا زامل لپسٹک

کھولے زالے کے منہ پر لگا رہا تھا

"وہ دیکھیں۔۔۔کیا بنا دیا میری بیٹی کو" وہ زالے کے

کیوٹ سے چہرے کو دیکھتی زیحال کو ڈپٹنے لگی۔

"ہاں بس اسکے ٹائم ہی میں بے صبرا ہو گیا تھا" زیحال زامل کو کوٹ سے پکڑ کر لٹکائے بیڈ پر لے آیا۔

"می۔۔۔دالے۔۔۔موکپ ببا(میں زالے کو میک اپ کر رہا ہوں بابا)" وہ ہوا میں لٹکے معصوم سا منہ بنا کر بولا۔

"نو۔۔۔اسکا منہ دیکھو۔۔۔مارگلہ کی پہاڑیوں میں گھومنے والی بندریا لگ رہی ہے" زیحال زامل کو ڈپٹ رہا تھا جبکہ اسکی بات پر زمل کا بے ساختہ قہقہہ پھوٹ کر نکلا۔

''ہبی آپ بھی ناں'' ہنس ہنس کر اسکی آنکھوں میں پانی آگیا۔

''اچھا تم زیادہ ہنسو نہیں'' وہ اس پر بھی پابندی لگاتا زالے کا منہ صاف کرنے لگا۔

''ہبی۔۔۔اب مجھے غصّہ آرہا ہے۔۔۔آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں''

وہ چیخ کر کشن ہاتھ میں اٹھا گئی

گھر میں سب اسے ایسے ہی ٹریٹ کر رہے تھے کسی کا بس چلتا تو اسے پیر بھی زمین پر نہ رکھنے دیتے۔

زیحال نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا وہ بے صبری سے یہ جاننے کیلئے اسکی منتظر تھی زیحال زالے کو گود میں لے کر اسکے قریب بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔

زامل بھی اسکے کندھے سے ہی چپکا ہوا تھا۔

زیحال کے چہرے کی رنگت دھیرے دھیرے سرخ پڑتی دیکھ زمل کی ہیزل آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگیں وہ تڑپ کر اسکے ہاتھ تھام گئی۔

"ہبی۔۔۔کیا ہوا؟" آج ان گرے جھیل سی آنکھوں میں نمی تھی ہونٹوں پر ایک صدا تھی۔ چہرے پر خوشی کی ایک چمک تھی۔

84/2

الفاظوں سے پہلے اسکے چہرے کی رونق نے بتادیا تھا
کہ آج وہ بول نہیں پارہا لیکن بولنا چاہتا ہے وہ چیخنا
نہیں چاہتا لیکن خوشی اتنی تھی کہ وہ چیخ چیخ کر پوری
دنیا کو جگادیتا اسکے چہرے کی بدلتی سرخی اور آنکھوں
میں تیزی سے جمع ہوتی نمی دیکھ زمل نے تڑپ کر اسکے
چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھام لیا۔

"ہبی۔۔۔ کیا ہوا" ان گہرے جھیل سی آنکھوں میں جمع ہوئی نمی دیکھ زمل کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ زیحال کی آنکھوں میں دیکھتی پریشان کن لہجے میں پوچھنے لگی۔ وہ لاکھ کوششوں کے باوجود بھی جیسے کچھ کہہ نہیں پا رہا تھا خوشی کی شدّت سے اسکا دل عنقریب بند ہونے کو تھا۔

"م۔۔۔میں" ایک ہی لفظ پر دل یکدم سے بھر آگیا ہونٹ بے اختیار پھڑپھڑانے لگے۔

"میں۔۔۔۔میں پھر۔۔۔سے "اسکے پھڑ پھڑاتے

لبوں کو دیکھ زمل کا دل حلق میں آگیا تھا

زیحال آنکھیں بند کر کر ایک سکون کی لہر سی اپنے

بدن میں دوڑتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔

یہ سکون تھا یہ لڑکی سکون کا پیکر تھی اسکے لئے۔

"ریلیکس۔۔۔خان "اسکے منہ سے کئی دن بعد اپنے

لئے خان لفظ سنتے زیحال کا دل دھک سے رک گیا۔

صرف ایک لفظ ہی تو تھا لیکن وہی لفظ اس لڑکی کے

منہ سے اسکے لئے نجانے کیا بن جاتا تھا۔

"پ۔۔۔پھر سے کہو" اس نے تڑپ کر التجا کی۔

زمل کو اسکی بے طلب دل وجان سے بھاتی تھی وہ اسکی دیوانگی پر بے اختیار مسکرادی۔

"خان۔۔۔میرے خان۔۔۔زمل نے خان۔۔۔صرف زمل کے" وہ زیحال کی پیشانی سے پیشانی جوڑتی جنونی انداز میں بولی تھی۔

وہ مکمل ہو گیا تھا اس لڑکی سے۔زیحال خان آفندی مکمل تھا وہ وہی سے زمل کے کندھے پر سر رکھ گیا۔

وہ بھی مسکرا کر اپنے بگڑے بچے کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔

"بچے دیکھ رہے ہیں" اس نے پاس بیٹھے زامل زالے کو دیکھا جو معصومیت سے ٹکر ٹکر اپنے ماں باپ کو دیکھ رہے تھے۔

"دیکھنے دو" ہمیشہ کی طرح لاپرواہ جواب۔

زمل نے اپنے گالوں کی سرخی چھپانے کیلئے زامل زالے کے گال چھوئے یہ شخص صرف ایک پل میں اسکی سانسوں کو بے ربط کر کر رکھ دیتا تھا۔

''کان۔۔۔می کان اوتے (خان۔۔۔میں خان ہوں اوکے)'' وہ اپنے بابا کیلئے خان سن کر اب خود خان بن رہا تھا جو کہ وہ تھا بھی لیکن منوانا مشکل تھا اسکو نام ملا تھا زامی۔اب دنیا ادھر کی ادھر ہو جاتی لیکن مجال ہے جو زامل کا کوئی نام بدل دے زامل اسکو ہی نہ بدل کر رکھ دے۔

زمل بے اختیار مسکرا پڑی زیحال نے پیچھے ہٹ کر زامل کو دیکھا۔

"ہبی بتائیں ناں۔۔۔آپ کیوں ایسے کہہ رہے تھے"

زمل کو یکدم سے اسکی فکر ستائی زیحال بچوں کو چھوڑ کر زمل کی جانب متوجہ ہو گیا۔اور اسکے ہاتھ تھام کر اسکی آنکھوں میں محبت سے دیکھنے لگا۔

"میں نے بے شک زندگی میں بہت کچھ کھویا ہے گلا لے" اسکے منہ سے یہ بات سن کر زمل کے چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہوئی دل جیسے سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا تھا۔

"لیکن ان سے زیادہ پایا بھی ہے۔۔۔میں نے تمہیں پایا ہے" وہ کیوں کر رہا تھا ایسی باتیں وہ پھر سے پینک کر رہی تھی وہ محبت سے بات کر رہا تھا جبکہ یہ الفاظ زمل کو اندر سے خوفزدہ کر رہے تھے۔

"تمہیں پا کر میں نے سب پالیا۔۔۔سب" وہ سر جھکائے خود پر ضبط کرنے لگا زمل نے اسی موقعے کا فائدہ اٹھاتے جلدی سے لعاب گٹکا۔

"تم آئی۔۔۔تو تم نے مجھے یہ دو حسین تحفے دیے"

اس نے زامل زالے کی جانب دیکھا جن کیلئے حسین لفظ چھوٹا پڑتا تھا۔

وہ اتنے خوبصورت بچے تھے جن کو دیکھ کر دیکھنے والا باقی سب بھول جائے۔انکو دیکھ کر انکے ماں باپ کا اندازہ ہوتا تھا جو خوبصورتی کی ایک اعلی مثال تھے۔

تحفوں کے نام پر زیحال کو اپنے بچوں پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"ان سے مجھے اپنا وجود مکمل محسوس ہوتا ہے" واقعی وہ مکمل تھا اب وہ مکمل تھا۔ زمل نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔

"لیکن پھر بھی تم نے مجھے۔۔۔مجھے پھر سے یہ خوشی دے دی گلا لے۔۔۔ تم نے پھر سے مجھے اپنا قرض دار بنا لیا" یہاں زمل کو لگا تھا وہ سانس نہیں لے رہی۔ دل دھک سے رک گیا تھا۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی جیسے اس نے کوئی انوکھی بات کردی ہو انوکھی تو تھی وہ کیسے اتنی بڑی بات پر یقین کر لیتی۔

"میں پھر سے بابا بنوں گا" یہ کہتے زیحال کی آواز یکدم سے بھرا گئی۔

زمل تڑپ اٹھی تھی اسکی آنکھیں تیزی سے نمکین پانی سے بھر گئی۔

"تم نے مجھے اپنا قرض دار کر لیا۔۔۔میری جان بھی حاضر ہے تمہارے لئے" وہ اسکے ہاتھوں پر اپنے لب رکھتا پیشانی ٹکا گیا۔

ایک مرد کی خوبصورتی چہرے سے نہیں اسکے لفظوں اور احساسات سے پتہ چلتی ہے اور ان میں اس شخص کا مقابلہ دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا تھا بے شک کوئی بھی نہیں۔

وہ خوشی کی شدّت کے باعث ٹھیک سے کچھ بول تک بھی نہیں پارہا تھا۔ زمل خود بے زبان ہو گئی تھی اسے سمجھ ہی نہیں آئی کیساری ایکٹ کرے۔

یہ احساس بے حد خوبصورت تھا جسے زمل نے آنکھیں بند کر کر محسوس کیا تھا۔

"آئی لو ویو۔۔۔آئی ریئلی۔۔۔ریئلی۔۔۔ڈو" وہ زمل کے ہاتھوں اور چہرے کو شدّت سے چومتا جنونی انداز میں بولتا گیا۔

یہ خوشی چاہے بڑی تھی یا چھوٹی لیکن زمل اسکی خوشی میں پاگل ہوگئی تھی اسکے ہی جان کی خوشی اسکی آتی جاتی سانسوں کی مانند ہوگئی تھی۔

وہ خوشی سے مسکرا اٹھی چہرہ یکدم سے گلاب کی طرح کھل گیا تھا وہ خوشی سے زیحال کے سینے سے لگ گئی۔

جسے وہ ہمیشہ کی طرح اپنی محبت کے سائے میں لے گیا۔

"ہی" شرم وحیا اور خوشی کی شدّت اتنی تھی کہ وہ آگے کچھ بول بھی نہیں پائی چہرہ گلاب کی طرح سرخ

ہو تا دمکنے لگا تھا آنکھوں سے نمی بے اختیار چھلک

پڑی۔

" ہبی کی جان۔۔۔میرا بے بی "

"س۔۔۔سچ میں ؟" وہ بے یقین تھی نجانے کیوں

یقین سا نہیں آرہا تھا۔یہ خوشی ایسے لگ رہی تھی جیسے

پہلی بار ملی ہو۔

زامل زالے ٹکر ٹکر ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جب

انکو گلے لگے دیکھ خود بھی انکے ساتھ لپٹ گئے۔

"می۔۔۔اوویو۔۔۔ببا(می لوویو بابا)"زالے کے

کیوٹ انداز پر زیحال بے اختیار مسکرادیا۔

اس نے اپنی بیٹی کے نرم وملائم گال چومے

"می۔۔۔ناہ۔۔۔می ہش (میں نہیں ہوں میں کٹی

ہو)"ان تینوں کو ایک پارٹی بنتے دیکھ زامل جھٹ سے

پیچھے ہٹنے لگا۔

کہ زیحال نے اسے ایک ہی جست میں اپنی جانب

کھینچ لیا۔

"چھوٹے پیکٹ۔۔۔ڈرامے کم کیا کرو" اسے اپنے بیٹے کی ان حرکتوں سے بے حد پیار تھا اسکی گدگدی پر زامل یکدم سے کھلکھلا کر ہنس پڑا زیحال نے تینوں کو اپنی گود میں سمیٹ لیا۔

اس بار زامل خود شرم سے سمٹی بیٹھی نگاہ تک اوپر نہیں اٹھا رہی تھی۔

"آپ دونوں کو پتہ ہے۔۔۔اب ہماری فیملی میں ایک اور ممبر آنے والا ہے" زیحال کے چہک کر بتانے پر زامل چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی۔

"ایمبر؟(ممبر)؟"اب زامل کواس لفظ کا مطلب جاننا تھا کیونکہ اسکو نہیں پتہ تھاناں بھئی۔

"ممبر مطلب۔۔۔آپ کا ایک اور بھائی یا پھر آپ کی ایک اور پرنسسز"وہ محبت سے دونوں کو سمجھانے لگا۔
لیکن ابھی دونوں اس بات کی خوشی کو سمجھنے کیلیئے بہت چھوٹے تھے تب ہی ایسے ہی خوشی سے کودنے لگے۔

"بیا۔۔۔می بیا(بھیا۔۔۔میرے بھیا)؟"زالے کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا البتہ زامل کو اپنی پرابرٹی پر

حق جمانے والا دوسرا حصّہ دارا اتنی جلدی ہضم نہیں ہوا تھا۔

"نو۔۔۔می۔۔۔دالے بیا (نہیں میں زالے کا بھیا ہوں)" اسے جلن ہو رہی تھی ابھی سے۔ یہ دیکھ زیحال کا بلند و بانگ قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔

"اگر بھیا ہی آئے تو وہ بھی زالے کے بھیا ہونگے" اس نے پیار سے زامل کو سمجھایا۔

جس پر وہ ہونٹ گول کرتے رونے کی تیاری پکڑ گیا یہ دیکھ زیحال کا قہقہہ مزید گہرا ہو گیا خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی تھی۔

"میں نے تو پوری ٹیم سوچ رکھی ہے یہ تیسرا حصّے دار کی برداشت نہیں کر رہا"

اسکے منہ سے ٹیم کا سنتے زمل سرخ پڑ گئی اس نے ایک دھپ سیدھا زیحال کے بائسپس پر رسید کی۔

"جی نہیں۔۔۔بس اتنے بہت ہیں "

"کیوں۔۔۔ہم پٹھان ہیں۔۔۔ہماری پہچان ہی بچوں

کی تعداد سے ہوتی ہے مارڑا" اسکے یکدم سے پٹھانوں

والے انداز پر زمل بے ساختہ چپ ہو گئی

وہ اسکے کندھے پر دھپ رسید کرتی اٹھ کر خود زامل

زالے کی چیزیں سمیٹنے لگی باز اس نے آنا نہیں تھا اس

لئے زیحال خود بھی اٹھ کر اسکے ساتھ کام کروانے

لگا۔

یہ فیملی بظاہر مکمل تھی لیکن اب اس میں ایک اور ننھی

سی جان کی جگہ بننے جارہی تھی۔جسے سوچ سوچ کر

ہی زمل زیحال دونوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا دونوں ہی خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے۔

کمرہ ہمیشہ کی طرح آج بھی بلکل خاموش تھا یہاں کی دیواروں کو کسی انسان کے سانسوں تک کی آواز بھی پسند نہیں تھی۔
لیکن ایک شخص تھا جس کی دھاڑ بھی وہ سن لیتی تھی انکے بغیر تو جیسے ان دیواروں کی نہ صبح ہوتی تھی اور نہ

ہی رات۔اب وہ حاکم تھا ان پر۔اسکی حکومت تھی ان پر۔

وہ کب سے کرسی پر بیٹھا اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جس پر آئے خراش اب تک نہیں بھر پائے تھے یہ خراش ایک یاد نہیں تھے یہ بازو سے شروع ہو کر گردن اور چہرے تک جا رہے تھے۔

جو اسے یاد کرواتے تھے کہ اسکے دشمن نے اپنی غیر موجودگی میں بھی اسے دھول چٹا دی تھی۔

یہ کمرہ نہیں ایک گیراج تھا مگر جہاں وہ ہوتا تھا ماحول

اسکے کمرے جیسا بن جاتا تھا

سامنے سے مشینوں کے چلنے کی آوازیں آرہی تھی بجلی

کے چمکارے سے اسکے اوپر پڑ رہے تھے مگر آنکھوں پر

گلاسسز کی وجہ سے وہ قدرے نارمل بیٹھا تھا۔

سامنے گاڑی کے نیچے سے سیاہی سے بھرے کپڑوں

میں ملبوس زارک ولف نکلا تھا جس کے ہاتھوں میں

اوزار تھے اور چہرے پر جگہ جگہ سیاہی لگی ہوئی تھی۔

"میں نے کہا تھا ابراہیم۔۔۔یہ گاڑی پوری طرح سے تباہ ہو چکی ہے اسے ریپئیر کرنا تقریباً نہ ممکن "

وہ بات پوری کرنے ہی والا تھا جب ایک بھاری لوہے کی چیز اڑتی ہوئی اسکی جانب آئی تھی

زارک یکدم سے جھک کر اس وار سے بچ کر سیدھا کھڑا ہو گیا اگر وہ چیز اسکے سر پر لگ جاتی تو شاید وہاں کچھ نہ بچتا۔

وہ ضبط سے جبڑے بھینچے خود کو نارمل شو کروانے لگا جبکہ اندر میں شدید آگ بھڑک اٹھی تھی۔

"کیسے۔۔۔۔ تم کیسے۔۔۔ کہہ سکتے ہو کہ یہ ممکن نہیں۔۔۔ جانتے ہو ناں۔۔۔ مجھے کتنی نفرت ہے اس لفظ سے۔۔۔ جانتے ہو ناں" ابراہیم دھاڑتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

زارک نے اسکی آواز پر بے زاریت سے آنکھیں بند کی وہ ایسے کھڑا تھا جیسے یہاں۔ یہاں۔ کھڑے ہونا اسکی مجبوری ہو۔

وہ جسامت کے لحاظ سے بھی ابراہیم سے اچھا خاصا زیادہ تھا مگر طاقت میں ابراہیم کا مقابلہ خوابوں میں بھی نہ ممکن تھا۔

"مجھے یہ گاڑی کسی بھی حال میں واپس چاہیئے مجھے بلیک۔۔۔رین چاہیئے" وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔

اسکی دھاڑ پر دیواریں خوف زدہ ہو کر کان بند کر گئیں۔

زارک نے سر جھکا کر اسکے سامنے عاجزی ظاہر کی ابراہیم اپنا لونگ کوٹ جھاڑتا گیراج سے باہر نکل گیا اسکے بندے جو ہر پل اسکے ساتھ رہتے تھے وہ بھی ساتھ ہی نکل گئے۔

پیچھے صرف وہ بچا تھا اس نے ابراہیم کے نکلتے سپاٹ انداز میں گردن موڑ کر اپنے پیچھے کھڑی گاڑی کو دیکھا۔

"بلیک رین" صرف ایک گاڑی نہیں چلتا پھرتا بومب تھی وہ جس پر کسی کی ٹھہری نظر تب تک نہیں ہٹتی تھی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ جو جاتی۔

آج جل کر بھسم ہو کر بھی پورے شان رعب اور دبدبے سے کھڑی تھی۔ وہ بظاہر ایک ناکارہ گاڑی بن چکی تھی جو سوائے ڈبے کے اور کچھ نہیں تھی۔

مگر یہ کوئی ابراہیم سے پوچھتا کہ یہ ڈبہ اسکے لئے کتنا کام آسکتا تھا۔

زارک نے ایک زوردار لات اسکے بونٹ پر دے

ماری۔

وہ دل پر پتھر رکھ کر پھر سے اپنے کام پر لگ گیا۔

جب اسے اپنے پیچھے سے ٹک ٹک کی آواز سنائی دی۔

جیسے کوئی اسکے قریب آرہا ہو اور وہ کون تھا یہ اسے مڑ

کر دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

بلیک پینٹ پر بلیک ہی سینڈو پہنے، ولف کٹنگ بال،

پھولے ہوئے ٹھوس بائسپس جو اسکی بلیک سینڈو میں

بھرپور نمایاں ہو رہے تھے اور اسکی کسرتی جسامت۔

جیسمن وہی کھڑے کھڑے غور سے اس دشمن جان کا بغور جائزہ لینے لگی۔

کسی کی خوبصورتی دن بہ دن گھٹتی تھی اور ایک یہ شخص تھا جس کی خوبصورتی دن بہ دن بڑھتی تھی۔

اس نے اتنا خوبصورت دشمن آج تک نہیں دیکھا تھا اور شاید آگے بھی نہ دیکھتی۔

وہ اپنی ہیلز کی ٹک ٹک کرتی آگے آئی اور ہاتھ میں پکڑے مگ میں سے ایک گاڑی کے بونٹ پر رکھ گئی۔

اس نے رکھ کر ہاتھ پیچھے کیا بھی نہیں تھا جب زارک کے ایک ہاتھ مارتے وہ کافی فرش پر جا گری۔ جیسمن نے پھٹی پھٹی نظروں سے اس پتھر دل شخص کو دیکھا۔

"کافی تھی زہر نہیں" وہ اسکے عمل پر زہر خند لہجے میں بولی۔

"تم جیسمن ہو میری بیوی نہیں" وہ بھی آگے سے دو بدو بولا تھا لیکن یہ اس نے کب دیکھا۔ وہ تو اسکے منہ

سے ایک ساتھ اپنا نام اور بیوی کا لفظ سنتے سٹک ہو گئی تھی۔

کتنا خوبصورت تھا اسکا نام کیونکہ اس دشمن جان نے جو لیا تھا۔

"بنالو اس میں کوئی حرج بھی نہیں" وہ کن اکھیوں سے اس کا بے زار سا روپ دیکھ کر بولی کمبخت سانس بھی لے تو دل کی دھڑکنیں تیز کر دیتا ہے۔

"اوقات میں رہو اپنی۔۔۔" وہ گردن موڑ کر درشتگی سے وارن کرتا کرسی پر پڑی اپنی شرٹ اٹھا کر کندھے پر لٹکائے گیراج سے باہر نکل گیا۔

"دھتکار لو تم مجھے۔۔۔ایک دن آنا تمہیں میرے پاس ہی ہے" وہ اسے جاتے ہوئے تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ اسکی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔

وہ جتنا اس سے دور بھاگتا تھا اسے اپنا آپ زارک کے اتنا قریب ہوتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔

وہ گہری سانس بھر کر اپنی کافی کے مگ کو دیکھنے لگی۔ کاش وہ کبھی اسکی جھوٹی کافی پی سکتی۔دل نے یونہی بس ایک فرمائش کرلی۔

یہ ریسٹورینٹ اس شہر کا سب سے مہنگا اور سٹائلش ریسٹورینٹ تھا جہاں صرف امیر پارٹی ہی آکر بیٹھتی تھی۔یہاں دن ہو یا رات چہل پہل ہر وقت رہتی تھی۔

اس وقت بھی لوگوں کی ایک بڑی تعداد یہاں موجود تھی سب کا کوئی نا کوئی ٹاپم چل رہا تھا جن میں ایک دو تو خبروں کی زینت بنے ڈی ایس پی داراب خان آفندی کے بارے میں بات کر رہے تھے۔

"بہت بہادر پولیس والا ہے اس نے اس مہینے میں دوسرا بڑا کامیاب آپریشن کیا ہے "

"ہاں مجھے تو اب لگتا ہے وہ یہاں چھپے مافیا کو بھی نکال لائے گا" دوسرے نے بھی اپنی بات کا ٹکڑا لگایا۔

"آہستہ بولو۔۔۔کوئی سن لے گا" اسکے ساتھ بیٹھی عورت اسکا ہاتھ دبا کر سرگوشانہ انداز میں بولی۔

"کیوں۔۔۔اور سن لے بے شک۔۔۔مجھے فرق نہیں پڑتا" وہ نوجوان لڑکا کندھے اچکا کر شان بے نیازی سے بولا۔ جس پر اسی پل دو اولیو گرین نظریں پڑی تھیں۔

"سر کافی یا ٹی؟" پینٹ شرٹ پہنے ایک لڑکی ہاتھ میں نوٹ بک پکڑے اسکے ٹیبل پر حاضر ہوئی۔

جب اسکی آواز پر زارک نے گردن موڑ کر اس لڑکی کو دیکھا۔

بلیک پینٹ وائٹ شرٹ اور شولڈر کٹنگ بال منہ پر ماسک لگائے اس ویٹر کی دو سبز آنکھیں ہی اسے نظر آئی تھیں۔

وہ لڑکی نوٹ بک پر کچھ نوٹ کرتی کرتی اسکی خاموشی پر اسے دیکھنے لگی جو یک ٹک اسکے چہرے کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"سر۔۔۔آپ کا آرڈر؟" اس نے پھر پوچھا۔

"ھمم۔۔ک۔۔۔کافی" زارک کچھ ہڑ بڑا کر اسے آرڈر نوٹ کرواتا اپنی پیشانی سہلا کر دوسرے جانب دیکھنے لگا۔

وہ لڑکی اسکا آرڈر لینے کیلئے وہی سے مڑ گئی جب اسکے جاتے زارک نے واپس سے مڑ کر اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

وہ سیدھا کاؤنٹر پر جا کر شاید اسکا آرڈر ریڈی کروا رہی تھی۔وہ اسے دیکھ رہا تھا کیوں؟اسے سمجھ نہیں آئی

لیکن اسکی اولیو گرین آنکھوں نے جیسے اس پر ایک

تانتا سا باندھ لیا تھا۔

وہ اب ٹرے میں بھانپ اڑاتا ہوا کافی کا مگ لے کر اسی

کی جانب آرہی تھی ہوا کے دوش پر اسکے شولڈر کٹ

بال اڑتے ہوئے بار بار اسکی آنکھوں پر آنے لگے

جنہیں وہ جھنجھلا کر بار بار پیچھے کرتی کہ اسی دوران

وہی نوجوان اٹھ کر جانے کے چکر میں اسے ساتھ جا

ٹکرایا۔

ظاعنہ کے ہاتھ سے کافی کا مگ ٹرے سمیت چھوٹ کر فرش پر جا گرا جس کی آواز پر آس پاس کے لوگوں نے مڑ کر انکی سمت دیکھا۔

وہ لڑکا اپنے ڈریس پر کافی گرتے دیکھ طیش بھری نگاہوں سے زنو کی جانب دیکھنے لگا۔ایسے جیسے مار دے اور مر جائے۔

"ہاؤ ڈیئر یو بچ۔۔۔دیکھ کر نہیں چل سک" وہ فل طیش میں آیا ہاتھ اٹھائے زنو کی جانب بڑھا ہی تھا جب

کسی نے اسکا ہاتھ اور گردن ایک جھٹکے میں پکڑتے اسے ٹیبل کے ساتھ جوڑ دیا۔

آس پاس کے لوگ حیرت انگیز نگاہوں سے اس منظر کو دیکھنے لگے۔جو دیکھنے میں کافی دلچسپ مگر خوفناک لگ رہا تھا۔

آدھے سے زیادہ لوگ اپنے موبائل نکال کر انکی ویڈیو بنانے لگے تھے زنو نے ہڑ بڑا کر اس مینٹل کیس کو دیکھا جو اس لڑکے کی پیٹھ پر کہنی کا دباؤ دیے اپنے شکنجے میں دبوچ گیا تھا۔

کون تھا یہ اسکا چہرہ بھی زنو کو ٹھیک سے نظر نہیں آرہا تھا۔

"اپنے۔۔الفاظ۔۔واپس لے" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا اسکے کان میں سر گوشانہ انداز میں غرلایا جو اس لڑکے کے علاوہ اور کسی کو بھی سنائی نہیں دیا تھا۔

"چھوڑو میرے بیٹے کو" وہ عورت زارک کا بازو پکڑ کر پوری قوت لگا کر اسے پیچھے کرنے لگی مگر وہ پہاڑی وجود ایک عورت کے بس کی بات نہیں تھا۔

"میں۔۔۔نے کہا۔۔۔اپنے الفاظ واپس لے" وہ اپنی کہنی کا دباؤ دیتے اس لڑکے کی سانسیں اس پر مزید تنگ کر گیا۔

اپنے انداز سے وہ کوئی جنون شخص معلوم ہو رہا تھا۔

اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ اس عورت نے شور مچانا شروع کر دیا وہ ہر ایک کو دیکھتی سکیورٹی سکیورٹی چلا رہی تھی مگر جب تک سکیورٹی آتی تب تک کسی نے بھی آگے بڑھ کر اس لڑکے کو اس شخص کی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ وہ دور سے ہی واقعی ایک مینٹل کیس معلوم ہو رہا تھا۔اور کس کا دماغ خراب تھا کہ بھڑکتی آگ میں کود پڑے۔

"اس۔۔۔سوری۔۔۔۔۔ای۔۔۔۔ایم ریئیلی

۔۔۔۔سوری"

اس لڑکے نے بمشکل اپنی گھٹی گھٹی سی آواز نکال کر اسے سوری کرنا چاہا مگر آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔

"چھوڑو میرے بیٹے کو" وہ عورت اب باقاعدہ رونے لگی تھی زنو نے اس شخص کی جانب دیکھا۔

"اوئے چھوڑو اسکو" وہ نوٹ بک سائیڈ ٹیبل پر رکھتی اسکی جانب لپکی۔

لیکن اسے پیچھے ہٹانا اسکے بس کی بات بھی نہیں تھی۔

وہ پوری طاقت لگا کر اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن وہ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"تم پاگل ہو گیا۔۔۔ چھوڑو اسے" اسے اب اس شخص پر شدید غصّہ آنے لگا تھا دل چاہا اسی کا سر پھوڑ دے

"اب۔۔۔ نکال اپنی آواز۔۔۔" اسکے کانوں میں اب تک اس لڑکے کی تیز آواز گونج رہی تھی۔

وہ جب نہ ہٹا تو زنو نے پوری طاقت لگا کر اسے پیچھے دھکیلا اور ایک زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا۔

وہ شخص اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا بس اسے دیکھتا رہا آنکھوں کے سوا اسکا پورا چہرہ ڈھکا ہوا تھا لیکن اس شخص کی صرف آنکھیں ہی قیامت ڈھانے کو کافی تھیں زنو ایک پل کیلئے تو پلک جھپکنا ہی بھول گئی تھی۔

آس پاس کے لوگوں نے منہ پر ہاتھ رکھ لئے ہر کوئی حیرت زدہ سا پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ جس نے اس شخص کو سیدھا تھپڑ مارنے کی ہی جرات کرلی تھی۔

"تم پاگل ہو۔۔۔ سمجھ نہیں آتا تمہیں کہ چھوڑ دو

اسے" وہ ہوش میں آتی اسکے منہ پر دھاڑی۔

لوگ دلچسپی سے دونوں کو دیکھنے لگے۔

وہ دراز قد شخص، ماتھے پر پرکشش انداز میں بکھرے

بال اور شرٹ کے اندر سے نمایاں ہوتے اسکے سکس

ایبز اور ٹھوس بائسپس اور وہ اسکے سامنے اسکے دل کے

مقام تک آتی چھوٹی سی لڑکی سر اٹھائے اس بلڈوزر کو

غصّے سے لتاڑتی ہوئی

مگر آگ دونوں میں تھی۔

"میری کافی تھی وہ" وہ دبی آواز میں زنو پر غرلایا۔ وہ حیرت زدہ سی اسے دیکھنے لگی کیا وہ اپنی کافی کیلئے اس سے جھگڑ رہا تھا کیا واقعی؟ اسے جیسے یقین نہیں آیا۔

زنو نے جیب سے پیسے نکال کر سیدھا اسکے منہ پر دے مارے۔

"یہ لو۔۔۔پیسے تمہارے" وہ پیسے پھینک کر اسکے منہ پر پھنکاری تھی۔ زارک نے اس لڑکی کا چہرہ بغور دیکھا اسکی بھی صرف آنکھیں ہی نظر آرہی تھیں سبز

آنکھوں میں غصّے کی سرخی واللہ قیامت ڈھا رہی تھیں۔

زارک نے نیچے پڑے نوٹ دیکھے اور پھر اس لڑکی کو۔

کیا اس نے زارک ولف کے منہ پر پیسے مارے تھے ؟

مارا تو تھپڑ بھی تھا لیکن اسکا پھول جیسا ہاتھ اتنا محسوس نہیں ہوا تھا جتنے یہ زمین پر پڑے پیسے ہوئے تھے۔

وہ ضبط سے دونوں ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ گیا

یہاں اس نے زندگی میں پہلی بار اپنا غصّہ دبایا تھا۔ وہ ان نوٹوں پر اپنے برانڈڈ بوٹ رکھتا آگے بڑھ گیا اور سیدھا ریسٹورنٹ سے باہر نکل گیا۔

سب لوگ ابھی بھی اسی طرف دیکھ رہے تھے زنو نے ایک لڑکے کو بلا کر وہ کافی صاف کروائی ماحول فورا سے پہلے جیسا ہو گیا تھا مگر آپس میں سب لوگ دھیمی دھیمی سرگوشیاں اب بھی کر رہے تھے۔

زنو واپس کاؤنٹر کی جانب بڑھ گئی جب ٹھیک اس فیملی کے نکلتے ہی تھوڑی دیر بعد باہر سے ایک بڑے ایکسیڈنٹ ہونے کی اطلاع آئی۔

وہ ہکابکا سی وہاں موجود لوگوں کو دیکھنے لگی سب لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے جب کہ وہ شاک کے مارے شاید سانس بھی نہیں لے رہی تھی۔

کیا یہ ایک اتفاق تھا؟ نہیں اسکا دل اس بات پر راضی ہونے کو تیار ہی نہیں تھا۔

اسے ایک کافی نے آج اتنا ذلیل کروادیا تھا ایک جانب

وہ کافی کسی کے منہ پر مار کر آیا تھا تو دوسری طرف

ایک پدی سی لڑکی نے اسکے منہ پر کافی دے ماری تھی

اب وہ پیسوں کی شکل میں ہو تو وہ الگ بات تھی۔

اب وہ ایک چھوٹی کافی شاپ پر بیٹھا کافی پیتے ہوئے

اپنے سامنے سکرین پر چلتی ہوئی تھرل مووی دیکھ رہا

تھا جو یہاں آنے والے لوگوں کو انٹرٹین کرنے کیلئے

لگائی گئی تھی۔

وہاں ایک شخص غصّے سے دوسرے پر چلا رہا تھا۔جب دوسرا اپنی بے وقوفی سے اسکے چہرے پر سمائل لے آیا یوں وہ تھرل سے فن میں بدل گئی تھی۔

لیکن جہاں اسکی بے وقوفی پر سب قہقہہ مار کر ہنسے تھے وہی یہ شخص ذرا سا مسکرایا تک نہیں تھا کیوں؟ اسکے ہونٹوں نے مسکرانا جیسے سیکھا ہی نہیں تھا اسکے چہرے پر بلا کی سنجیدگی اور غصّہ ہر وقت رہتا تھا۔

وہ کافی کے سپ لے ہی رہا تھا جب دیکھتے ہی دیکھتے اسکی اولیو گرین نگاہوں میں ایک چہرے کا عکس لہرانے لگا۔

دو گرے جھیل سی آنکھیں سپاٹ چہرہ، سلیقے سے جمے بال جواب ہوا کی دوش پر ماتھے پر بکھر رہے تھے۔

بلیک پینٹ وائٹ شرٹ اور لونگ کوٹ پہنے ایک چلتا پھرتا برانڈ جس نے کروڑوں کی مالیت رکھتی گھڑی ہاتھ میں پہن رکھی تھی

وہ گاڑی سے اتر رہا تھا وہ اب کسی سے بات کر رہا تھا۔

زارک کی نگاہیں اس پر ایسے جم گئی تھیں جیسے اب کبھی ہٹ نہیں سکیں گی۔

وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اسے دیکھ رہا تھا اسے ؟ وہ بے یقین تھا

کیونکہ وہ "پاشا بے" تھا۔ جسے اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہر کسی کا ایک خواب تھا اور آج زارک کا وہ خواب پورا ہو رہا تھا۔

لیکن وہ یہاں تھا؟اس جگہ ؟اسکا ذہن تیزی سے
گھومنے لگا سامنے اس سے لوگ مل رہے تھے وہ
سنجیدگی سے بات کر رہا تھا۔یہ سب تیزی سے منظر
میں گھوم گیا اور سامنے رکھی کافی کا مگ تنہا رہ گیا۔
"یہاں کوئی آیا تھا؟"ایک سوٹڈ بوٹڈ شخص نے اس
کافی شاپ کے مالک سے پوچھا۔
"سر یہاں تو لوگ آتے جاتے رہتے ہیں"اس شاپ
کے مالک نے قدرے نرمی سے جواب دیا۔

"سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کرواؤ" وہ لوگ سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کر رہے تھے۔ انکا رعب ہی اتنا تھا کہ وہ شاپ کا مالک انکو انکار بھی نہیں کر سکا۔

لیکن فوٹیج؟ یہ لفظ زارک کے ذہن پر چسپاں ہو گیا تھا اس کی اولیو گرین آنکھوں میں وحشت سی ابھرنے لگی۔

"ناٹ۔۔۔ناؤ۔۔۔پاشا بے" وہ زیر لب بڑبڑاتے ونڈو کے پار سے سامنے کھڑے پاشا بے کو دیکھنے لگا۔

جو اپنی گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا اسگار پی رہا تھا۔

اسکے پاس صرف ایک بلیک رین ایسی گاڑی نہیں تھی جسے لوگ دیوانوں کی حد تک چاہتے تھے جو بھی گاڑی پاشا بے کے استعمال میں آتی تھی وہ برانڈ بن جاتی تھی وہ شخص گاڑیوں کو ڈیزائن کرنے میں ذہن لگاتا تھا یہ اسکی گاڑیوں کو دیکھ صاف پتہ چلتا تھا۔

اس وقت بھی اسکے پاس فراریوں کی لائن کھڑی تھی۔ وہ ایک آخری نگاہ پاشا پر ڈال کر وہاں سے غائب ہو گیا۔

"سر کچھ بھی صاف واضح نہیں ہے لیکن ایک بات ہے تھوڑی دیر پہلے پندرہ منٹ کیلئے کیمرا خود ہی بند ہو گیا تھا"

اس شخص نے قدرے تحمل سے اسے بتایا جس پر پاشا نے گہرا کش لگا کر سگار زمین پر پھینکا اور اپنا برانڈڈ بوٹ اس پر رکھ دیا۔

"وہ اتنی آسانی سے ہاتھ نہیں لگیں گے" بول کر وہ رکا نہیں تھا اسکی گاڑیاں ایک ایک کر کر آگے بڑھ گئیں۔

پاشا ولا میں زرتشم کے چلے جانے سے رونق میں کچھ کمی تو آگئی تھی مگر اسکے واپس آتے ہی جیسے وہ رونق بھی واپس لوٹ آئی تھی سب ہی اسے شادی کے بعد پہلے دن دیکھ کر خوش ہوئے تھے دوسری خوشخبری مسسز زیحال نے سب کو دے دی تھی۔

شیر دل سب کیلئے مٹھائی لے آیا اور سب کا منہ میٹھا کروایا۔

"دیکھا۔۔۔میں نے کہا تھا تمہارا صرف دو سے گزارا نہیں۔۔۔ہمیں پتہ ہے ناں اپنے بے صبرے لالا کا انکا بس چلے تو ہر سال ایسی گڈ نیوز دیں ہمیں"

مشی کی بات پر جہاں وہ سب کھلکھلا کر ہنسی تھیں وہی زمل کی رنگت خفت سے سرخ پڑ گئی

ایک ابٹن کی رسم اسے اتنی مہنگی پڑے گی اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

"ڈُل می پاش (گل میرے پاس رہو ناں)" زامل

جب سے زر تشم آئی تھی تب سے اسکے ساتھ چپک کر

بیٹھا تھا

اسے تو اب پتہ چلا تھا کہ وہ اب یہاں نہیں رہے گی

اب اسکا اپنا گھر تھا اور اسے اس گھر میں ہی رہنا تھا۔

"بیٹا یہاں آنا" ڈاکٹر برہان نے اس چھوٹی آفت کی

پڑیا کو اپنی گود میں لیا وہ ٹکر ٹکر انکو دیکھ رہا تھا یہ شخص

دیکھا دیکھا سا تھا

مگر کہاں ؟ ہاں وہ جب بھی اپنے بابا کے ساتھ جاتا تھا اسکے آفس یا کام کی جگہ پر وہاں یہ شخص موجود ہوتا تھا۔

بس آنکھوں پر نظر کا چشمہ نہیں ہوتا تھا ڈریسنگ اتنی تمیزدار نہیں ہوتی تھی جیسے اب تھی وائٹ پینٹ شرٹ پر کریمی رنگ کا جیکٹ پہنے خوشبو سے نہائے۔

اور وہاں۔۔۔بلیک پینٹ پر وائٹ شرٹ کے اوپر والے بٹن ہمیشہ کھلے ہوتے تھے بال ماتھے پر بکھرے

ہوتے تھے۔اور ہاتھ میں بریسلٹ۔گلے میں لاکٹ وہ پورا غنڈہ تھا۔

"اتنی مشکل سے مجھے ملے ہیں یہ۔۔۔اور اب تم ٹپک پڑے ہو۔۔۔"وہ زامل کو مصنوعی سی گھوری سے نوازا۔

"می۔۔۔نات۔۔۔تپکا۔۔۔اوتے (میں ٹپکا نہیں ہوں اوکے)"

وہ دو بدو بولا تھا۔ اسکی تیز زبان پر ڈاکٹر برہان حیران نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ زیحال کے ساتھ جب وہ آتا تھا تب وہ اس کے ساتھ کچھ وقت گزار لیتا تھا۔

"می۔۔۔ پئ مما دودی (مجھے پری لائی تھی مما کی گودی میں)" اسکی بات پر ڈاکٹر برہان کو ہنسی آئ۔

یہ پکا زیحال نے ہی اسے سکھایا تھا تب ہی وہ پٹر پٹر بول رہا تھا۔ انہوں نے اسکے نرم و ملائم گال پر کسسز کیں جس پر زامل دل کھول کر کھلکھلایا تھا۔

وہ سب بیٹھے آپس میں باتیں کر رہی رہے تھے جب
زیحال عثمان کے ساتھ پراجیکٹ کے بارے میں کچھ
ڈسکس کرتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوا۔
سب لوگ اسے دیکھ یکدم سے خاموش ہو گئے زر تشم
کا تو دل چاہا اڑ کر زیحال کے گلے لگ جائے۔
"گل" وہ مسکرا کر آگے آتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔
"کیسی ہے میری گل" اسکے مسکرا کر پوچھنے پر زر تشم کا
دل بھر آیا۔ زندگی تو اب مکمل ہوئی تھی شوہر بھائی
سسرال اور میکا کتنا کچھ اسے مل چکا تھا۔

"کیسے ہونگے۔۔۔میرا خون چوس کر" پاس کھڑے بلیک شیڈو کی سرگوشی پر زیحال نے اسکی جانب دیکھا۔

"اسی کام کیلیئے تو بھیجا ہے اسے۔۔۔اچھے سے تمہارا اسر درد کرے" اسکی بات پر برہان نے ذرا سی گھوری دی۔ہاں ایسی نعمتیں تواب انہیں بے شمار ملنی تھیں۔

"میں جہیز کے سخت خلاف ہوں" انکی ادھوری بات پر زیحال نے نہ سمجھی سے انکی جانب دیکھا۔

"تو کس ناچیز نے آپ کو گاڑی بنگلے گفٹ کئے ؟" تڑخ کر پوچھا۔

"تو جب گاڑی بنگلے نہیں دے رہے تو یہ سالا پیکج کس خوشی میں چپکا دیا مجھے "

انکے کلس کر بولنے والے انداز پر زیحال کا یکدم سے قہقہہ گونج اٹھا ان سب نے مڑ کر ان دونوں کی جانب دیکھا۔

وہ دونوں ایک ہی صوفے پر بیٹھے آپس میں سرگوشی نما انداز میں بات کر رہے تھے۔

"آپ دونوں کونسی جگتیں سنارہے ہیں ایک دوسرے کو؟"زمل کو سب سے پہلے بے چینی ہوئی تھی جاننے کی اسکی بے صبری پر زیحال برہان نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اس مخلوق کو بیوی کہتے ہیں۔۔۔ عنقریب تم بھی جان لوگے "اسکی اطلاع پر برہان بے ساختہ مسکرا دیے اور زیحال کی نظروں سے بچتے ہوئے ایک نظر اپنی بیوی کو بھی دیکھا۔

جو یہاں آکر گویا انکو بھول ہو گئی تھی کہ وہ بھی انکے شوہر ہیں۔

"زوناش کیسی ہے۔۔۔بہت پیارا نام رکھا ہے ویسے"

برہان کے ذکر پر یاقوت نے اپنی بیٹی اٹھا کر انکی گود میں دی جواب بھی سو رہی تھی یہ ابھی اسکے سونے کے دن تھے۔

"رکھنے والا بھی پیارا ہے" زیحال کی خود تعریفی پر انہوں نے ایک نظر اسکی جانب دیکھا دیکھنے کا انداز ایسا

تھا کہ زیحال جھٹ سے اپنے اوپر والے کالر پر ہاتھ رکھ گیا۔

"ہاہاہا یار۔۔۔آپ بھی ناں" اسکی حرکت پر انکی ہنسی بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"تو شرم کرو میری بیوی سامنے بیٹھی ہے"

وہ ہمیشہ ان بے شرموں کو شرم ہی دلاتا رہتا تھا جو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے تھے کام کے وقت بھی وہ لوگ بور نہیں ہوتے تھے یہ مذاق ہر وقت چلتا رہتا تھا۔

وہ نیچے کا سارا کام دیکھ کر تھکی ہاری سی کچھ دیر آرام کرنے کیلئے کمرے میں آکر بیٹھی ہی تھی جب باتھ روم سے نکلتے داراب پر اسکی نظر پڑی۔

اس نے آتے ہی بے دھیانی میں دوپٹہ اتار کر بیڈ پر رکھ دیا تھا مگر داراب کو دیکھتے ہی جھٹ سے گلے میں لے گئی۔

"ت۔۔۔ تم۔۔۔ تم اس وقت ادر کیا کر رہا ہے؟" وہ اسے یہاں دیکھ وہ بھی اس وقت اچھی خاصی حیران ہوئی تھی۔

وہ بھی پولیس کی وردی میں گیا تھا اور اب اپنے سادہ کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں ٹاول پکڑے بلکل ریلیکس کھڑا تھا۔

"یہ میرا کمرہ ہے۔۔۔ جس میں آنے کا میرا کوئی وقت مقرر نہیں" اسکی بات پر بیلا کی بھوری آنکھیں یکدم سے چھوٹی ہو گئیں۔

اس نے بے اختیار سر ہلایا ہاں واقعی کمرہ تو اسی کا تھا۔

"اور بیوی بھی میری ہی ہے" بیلا دوسری جانب مڑنے ہی لگی تھی جب اسکی اس بات پر ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب مڑی۔

داراب کی آنکھوں میں اترتی خماری پر اسے اپنے گال دہکتے محسوس ہوئے وہ جھٹ سے نظریں جھکا گئی۔

جب داراب ٹاول کاؤچ کی جانب اچھالتے قدم قدم چلتا ہوا اسکی جانب بڑھا۔

وہ دیکھ نہیں رہی تھی پھر بھی جیسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اسکے قریب آ رہا ہے۔

وہ پاس آتے اسکے مقابل کھڑا ہوا بیلا نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا اور ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے مقابل کھڑی ہوتی چلی گئی۔

دونوں کی نگاہیں ملی ہر چیز کو فراموش کر گئی تھیں۔

وہ دھیرے سے اسکا بازو تھام کر اپنے قریب کر گیا۔

آج یہ کانچ سی بھوری آنکھیں نجانے کیوں معصومیت سے بھری حسین بلا لگ رہی تھیں۔

داراب کتنی ہی دیر ان آنکھوں میں جھانکتا رہا جہاں صرف اسے اپنا آپ دکھائی دے رہا تھا۔

"ہو ناں میری بیوی؟" وہ پوچھ ایسے رہا تھا جیسے وہ انکار کر دے گی۔

"کیا تم ام سے لکھوا کر مانے گا؟" اسکا لہجہ اور دن کی نسبت آج قدرے دھیما اور نرم تھا۔

داراب نے پلکیں جھپکاتے سر نہ میں ہلا یا۔

"نہیں۔۔۔ لیکن لکھ کر ضرور مان جاؤنگا" اسکی بات

پر بیلا نے نہ سمجھی کا تاثر دیا جس پر ایک دلکش

مسکراہٹ داراب کے لبوں پر بکھر گئی۔

"اپنی محبت سے عشق کو تمہارے وجود پر لکھ کر اسے

جنون میں بدل کر مان جاؤنگا" اسکی روانگی پر بیلا سانس

روکے اسے دیکھنے لگی

جب اسکی بات سمجھ آتے جیسے بدن کا سارا خون سمٹ

کر چہرے پر آگیا۔

دونوں کے بیچ رقص کرتی یہ خاموشی بھی بہت حسین تھی۔

"وہ۔۔۔تم آہی گیا ہے تو کھانا بھی کھالے ام لگوادیتا ہے" وہ اسکی لودیتی نظروں سے بچنے کیلئے کھانے کا بہانہ کرتی کمرے سے باہر نکلنے ہی لگی تھی جب پیچھے سے داراب کے فون کی گھنٹی بجتے اسکے قدموں کی رفتار کم پڑ گئی۔

"جی ورک صاحب۔۔۔آپ کی ہی کال کا انتظار تھا مجھے" وہ فون کان سے لگائے بالکونی کی جانب چلا گیا۔

جب اسکے منہ سے ورک صاحبہ کے لفظ پر بیلا نے بے اختیار مڑ کر اسے دیکھا۔ آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگیں کیا وہ کسی لڑکی سے بات کر رہا تھا؟ اسے یقین سا نہیں آیا

یا شاید اسکا کسی لڑکی سے بات کرنا اسے اس قدر برا لگا تھا کہ وہ کچھ کہہ یا پوچھ تک نہیں پائی۔

\-\-\-\-\-\-

"کومل تم سے کچھ کہا تھا میں نے" جیسے ہی سب لوگ کھانا کھا کر لان میں چائے انجوائے کرنے کیلئے جانے

لگے زیحال نے بیچ میں ہی کومل کو آواز دے کر روک

لیا۔

"آ۔۔۔ہاں۔۔۔ایم ریئلی سوری وہ مائنڈ سے سکپ ہو گیا تھا میں ابھی کر دیتی ہوں" وہ مسکرا کر شائستگی سے بولتی زمل کی جانب بڑھ گئی۔

زیحال بچوں کو لے کر باہر لان میں آگیا جہاں باقی سب گھر والے آچکے تھے۔

زمل آئرہ سے کچھ بات کرتی ہوئی باہر جانے ہی لگی تھی جب کومل نے بیچ میں ہی اسے جا لیا۔

"رکو تم۔۔۔خان کی خانی۔۔۔ہاتھ ہی نہیں لگتی تم تو" وہ کب سے زمل کے فری ہونے کے انتظار میں تھی لیکن وہ تھی کہ کبھی کسی کام میں مصروف ہو جاتی تو کبھی کسی کام میں۔

"کیا ہوا؟" زمل کو اسکا اچانک خود کو یوں روکنا سمجھ نہیں آیا۔

"آئرہ یہ شیر دل سے کہہ کر چائے کے ساتھ مزید لوازمات بھی رکھوا دینا۔۔۔گھر کے داماد پہلی بار آئے ہیں۔۔۔میں آکر باقی سب دیکھتی ہوں"

وہ نرمی سے آئرہ کو کام بتاتی زمل کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے کمرے کی جانب لے گئی۔

وہ بے شک تیسرے نمبر پر اس گھر کی بہو تھی لیکن عمر کے لحاظ سے کئی کام وہ خود کرواتی تھی۔

آئرہ سر ثبات میں ہلا کر کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"آپ مجھے بتائیں گی کومل کہ کیا ہوا ہے مجھے پریشانی ہو رہی ہے "

وہ کومل کے اس انداز پر واقعی پریشان ہو رہی تھی۔

کومل اسے اپنے کمرے میں لے جا کر دروازہ بند کرتی بیڈ پر جا بیٹھی۔

زمل نہ سمجھی سے پریشان کن نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں تم سے جو پوچھوں۔۔۔سچ سچ بتانا" اسکے پہلے ہی سوال پر زمل کے چہرے کی رنگت یکسر بدل گئی آنکھوں میں جیسے خوف کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔

باہر سب لوگ آپس میں چائے انجوائے کرتے باتیں
کر رہے تھے۔ بچے اپنے کھیل میں مگن لان کی گھاس

کوایک ایک پتا کر کر اکھیڑ رہے تھے مالی کاکا نے انکو

لاکھ روکنے کی کوشش کی لیکن اس فوج کا سربراہ

زامل خان آفندی تھا جو شور مچا کر پورے پاشاولا کی

دیواروں کے کان کے پردے پھاڑ دیتا۔

"می۔۔۔چوچو۔۔۔دمی دمی (میرے چوچو کے گلے

میں پٹا باندھیں)" وہ آدھی بات اپنی ام ایم کی زبان

میں بولتا مالی کاکا کو سمجھانے لگا۔

جو پہلے تو اسکے انداز اور کیوٹنیس پر ہنستے رہے پھر کہیں

سے ایک رسی ڈھونڈ کر لائے

کیونکہ جانتے تھے یہ مخلوق جو کہہ دے اسے کرتی ضرور ہے۔

انہوں نے ایک چھوٹی سی رسی اس چوزے کے گلے میں ڈال دی اور اسکا سرا ازامل کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

وہ اسے لے کر جیسے ہواؤں میں اڑنے لگا تھا زالے اور باری اسکے پیچھے پیچھے گھومنے لگے۔

"ہش۔۔۔می۔۔۔چوچو۔۔۔ہش (بھاگو میرے چوزے بھاگو)" وہ اسے پیچھے پیچھے بھگاتا خود بھی آگے بھاگنے لگا۔

چوزہ بچارا نجانے کس آفت کے ہاتھ لگ گیا تھا جو
خیال رکھنے میں اسکا خیال بھی سب سے زیادہ رکھتا
تھا۔ اور جب جلاد بننے پر آتا تو اس آفت سے بڑا جلاد
کوئی نہیں تھا۔

"اوئے یہ کیا ہے" زامل کے ہاتھ میں رسی دیکھ
برلاس فوراً سے اٹھا۔

وہ تو جیسے اس چوزے کو بھول ہی گیا تھا مگر ایسا کیسے
ممکن تھا زامل خان آفندی بھول جائے۔

باقی سب پہلے تو ہکا بکا سے اسے دیکھتے رہے جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو لیکن اگلے ہی پل سب کا ایک ساتھ قہقہہ گونج اٹھا۔

زیحال تو باقائدہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔یہ اسکی اولاد تھی جو ماں کے پیٹ میں ہی الٹے کاموں میں پی ایچ ڈی کر کر آئ تھی۔

وہ اٹھ کر زامل کے پیچھے گیا جو اپنے بابا کے آگے ہنستا ہوا اور تیز بھاگنے لگا تھا لیکن پھر بھی اپنے باپ کے دو قدموں کی مار تھا۔

"زامی۔۔۔رکو میرا بیٹا" زیحال نے بہلا کر اسے روکنے چاہا لیکن وہ رکا ہی نہیں۔

"می۔۔۔چوچوبا (میں چوزے کو بھگا رہا ہوں بابا)" وہ بول ایسے رہا تھا جیسے بڑا کوئی بزنس ہو اسکا۔

زیحال نے ایک جھٹکے میں اسے جالیا اور اسے گود میں لیتے ہاتھ سے رسی چھوڑ دی۔

وہ چوزہ فورا اسے دوسری جانب بھاگ گیا وہ اب پہلے سے کافی بڑا ہو گیا تھا زیحال کے اشارے پر مالی کاکا اس چوزے کو اٹھا کر واپس کوارٹر میں لے گئے۔

"اسے کسی اور جگہ چھوڑ آئیں جہاں یہ آزاد بھی ہو اور سیف بھی" زیحال کے تنبیہہ کرنے پر مالی کا کا سر اثبات میں ہلا کر آگے بڑھ گئے۔

لیکن اپنے چوزے کو جاتے دیکھ زامل اسکی گود میں ہی بگڑتے ہوئے رونے لگا تھا۔ بھلا اسکا چوچو دور کیسے جا سکتا تھا۔

"زامی۔۔۔وہ اپنی ماما کے پاس جا رہا ہے" زیحال نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ جیسے کچھ سننے کیلئے تیار ہی نہیں تھا

"اسے مجھے دیں۔۔۔ چلو بچوں ہم باہر چلیں گے آئس کریم کھانے" برلاس نے آتے زامل کو اپنی گود میں لے لیا اب وہ قد میں بلکل چھوٹا نہیں رہا تھا اسکا قد اپنے باپ پر جانا تھا یہ ابھی سے نظر آ رہا تھا۔

زالے باری بھی برلاس کے ساتھ لگ گئے۔

"ایکیم؟(آئس کریم)" زامل سوں سوں کرتے معصومیت سے پوچھنے لگا جس پر زیحال ہکا بکا سا اسکا منہ دیکھنے لگا کہاں گیا اسکا چوچو والا پیار؟ آئس کریم لینے ہی ہی ہی۔

"یش۔۔۔میرا بیٹا ایکم۔۔۔۔ کھائیں گے" برلاس

اسکی توتلی زبان میں بولا تینوں کو لے کر اپنی گاڑی کی

جانب بڑھ گیا۔

"می۔۔۔اشتابلی (میں سٹرابری)" زالے نے جھٹ

سے اپنی پسند بتائی ماں کی طرح وہ بھی چیزوں کو رنگ

سے دیکھتی تھی سٹرابری فلیور پنک ہوتا تھا تو زالے کو

وہی پنک چاہیے ہوتا تھا۔

"اوکے تاہ کی جان" برلاس نے تینوں کو پچھلی

نشست پر چھوڑا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے ہی لگا

تھا جب نظر سامنے سے آتی آئرہ پر پڑ گئی وہ یقیناً جن

سب کے پاس جا کر بیٹھنے والی تھی کہ برلاس کے یکدم

سے سامنے آجانے پر بمشکل اسکے سینے سے ٹکراتے

ٹکراتے بچی۔

"آئس کریم کھانے کے لئے کیا آپ ہمارے ساتھ

چلیں گی۔۔۔مسسز شاہ؟"

اسکا ہاتھ اٹھانا باقی رہ گیا تھا باقی رومانٹک انداز آئرہ کے

گال سرخی سے دھکا گیا۔

وہ اتنے دلکش انداز میں اسے آفر کر رہا تھا کہ وہ انکار بھی نہیں کر سکی۔

وہ دونوں ایک ساتھ گاڑی میں آ بیٹھے اب یہ حسین سواری پوری تھی۔

"اور باری کیا کھائے گا؟" اس نے بیک ویو مرر میں سے زامل زالے کے بیچ گپو سا منہ بنائے بیٹھے باری کو دیکھا۔

وہ ٹکر ٹکر ایسے دیکھے جیسے سوچ رہا ہو کہ کیا بولے۔

"واہ۔۔۔" کئی دیر کی مشقت کے بعد اسکے کیوٹ

سے ہونٹوں سے "واہ" نکلا تھا جس پر برلاس نے

جھٹ سے اپنی ہنسی روک کر اسے گھور کر دیکھا۔

"یو فلرٹی مین۔۔۔ ابھی وہ ٹائم نہیں آیا"

وہ اسکے ساتھ بیٹھی اپنی پونی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتی

زالے کو دیکھ آنکھ دبا کر بولا۔

آئرہ نے اس بدتمیز کو گھور کر دیکھا اور اپنی ہنسی دبا گئی۔

اسے یہ سوچ کر ہنسی آتی تھی کہ ان دونوں کی شادی

ہو گی بڑے ہو کر؟ یہ میاں بیوی بنیں گے؟ ہاہاہا کل کو

بیٹھ کر اپنا بچپن یاد کریں گے کیسے آپس میں گھل مل کر رہتے تھے لیکن ایک بات تھی باری کی محبت زالے کے لئے ابھی سے دکھائی دیتی تھی وہ زالے کی ہر بات مانتا تھا یہاں تک کے اسکے علاوہ اور کسی کے ساتھ کھیلتا بھی نہیں تھا۔

نام بھی سیکھا تو کس کا اپنی زالے کا۔

پیچھے سب لوگ اب تک آپس میں محو گفتگو تھے ڈاکٹر برہان اور زرتشم کے آنے سے گھر میں رونق لگ چکی تھی۔

رہی کسر پیچھے سے مبشر نے آکر پوری کر دی تھی جس

سے ماحول گویا خوشی سے بھر گیا تھا۔

"ہاں بھئی۔۔۔ کھا لئے کھجور ہضم ہو گئے کہ ہاضمہ ہی

خراب ہو گیا"

انکی جگت پر پاشا برادرز نے آنکھوں ہی آنکھوں میں

ایک دوسرے کی جانب دیکھا جیسے اجازت چاہ رہے

ہوں ایک بندہ دھرتی سے کم ہو جائے تو فرق نہیں

پڑے گا۔

"موبی۔۔۔اس زبان میں کوئی سپرنگ فٹ ہے تمہارا جو ہر وقت پٹر پٹر کرتی ہے؟" عثمان کے سوال پر سب کے سب پاگلوں کی طرح قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔

ماہم نے پیچھے سے اسکا بازو ہلکا سا دبا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

"سپرنگ شاید مؤنث ہے مان" وہ دھیمی سرگوشی میں اسکا مذکر مؤنث ٹھیک کروانے لگی جس پر عثمان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"او کے ماں کی جان۔۔۔جیسا آپ کہیں" اسکی محبت پر ماہم کے گال یکدم سرخی سے دہک اٹھے۔

بے شک وہ دنیا کی ان خوش نصیب عورتوں میں سے تھی جن کو رب نے بن مانگے دیوانوں کی طرح چاہنے والا ہمسفر دیا تھا۔

"ویسے۔۔۔موبی۔۔۔آپ کی ہمشیرہ نہیں آئی؟" پا میر کے سوال پر سب نے بیک وقت اسے دیکھا سب سے پہلے زیحال کو اسکی بات سمجھ آئی تھی تب ہی وہ چہرہ ہی دوسری جانب موڑ گیا۔

"ہمشیرہ کون؟" مبشر نے نہ سمجھی سے پوچھا جس پر پامیر نے پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی روکی اور خود کو سنجیدہ ظاہر کیا۔

"ظاہر ہے ظاعنہ کی بات کر رہا ہوں" اسکے صاف واضح پوچھنے پر مبشر نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔

"ہماری ہمشیرہ۔۔۔یہاں کیسے آئیں گی بھلا۔۔۔انکا تو ٹھکانہ ہی ہمیں نہیں پتہ" وہ سامنے ٹرے میں رکھے بیف رول اٹھا کر منہ میں دبا گئے۔

سب نے ایک دوسرے کو دیکھا یہ نظروں کا تبادلہ

کسی بڑے طوفان کی پیشن گوئی تھا۔

"ہمشیرہ کس کو کہتے ہیں موبی؟"ڈاکٹر برہان نے خود

کی ہنسی پر کنٹرول کرتے نرمی سے پوچھا۔

"ظاعنہ کو اور کسے؟"کیا انداز تھا سب کے چہرے

ضبط کے مارے سرخ پڑ گئے۔

"تو وہ میری ہمشیرہ ہے۔۔۔آپ کی کیسے ہوئی؟"

انکے سوال پر موبی نے گردن موڑ کر انکو دیکھا برہان

کی بہن برہان کی ہمشیرہ معنی تو ایک ہی لگ رہا تھا ایک پل دو پل انکا خرافاتی دماغ تیزی سے گھوما۔

"استغفراللہ۔۔۔"ان کے منہ سے بے ساختہ یہ لفظ نکلا

اور جھٹ سے گردن موڑ کر پامیر کو دیکھا جس پر سب کے بے ساختہ قہقہے بلند ہو گئے۔

"ہاہاہا ہمشیرہ۔۔۔موبی کی" پامیر پیٹ پکڑے پاگلوں کی طرح ہنستا چلا گیا باقی سب کا بھی یہی حال تھا اب تو باقاعدہ ہنس ہنس کر پسلیاں دکھنے لگی تھی۔

"میر کے بچے" وہ ایک ہی جست میں اٹھتے اسکے پیچھے لپک پڑے لیکن وہ کب ہاتھ آتا تھا لان میں میر آگے آگے اور مبشر اسکے پیچھے پیچھے۔

باقی سب اس دلچسپ چوہے بلی کے کھیل کو ہنس کر انجوائے کرتے رہے۔

زیحال گہرا مسکراتے ہوئے اپنی اولاد کے کارنامے دیکھنے لگا اسکی اولاد بڑی والی تھی یا چھوٹی لیکن دونوں ہی اسے عین رج کے ٹیڑھی ملی تھی۔

اسی دوران زیحال کا ذہن زمل کی جانب گیا وہ کومل کو ایک کام سونپ کر آیا تھا اور وہ دونوں اب تک نہیں آئی تھیں۔

وہ پچھلے چار گھنٹوں سے ایک جگہ بیٹھا مسلسل سامنے ٹیبل پر رکھے سفید کاغذ پر کچھ لکیریں یہاں سے وہاں کھینچ رہا تھا۔

اس کام میں اسکا ہاتھ اتنی تیزی سے چل رہا تھا جیسے وہ اس کام میں صدیوں سے ماہر ہو۔

سامنے دیکھتے ہی دیکھتے ایک گاڑی کا سکیچ بن رہا تھا اگر کوئی غور سے دیکھتا تو وہ بلکل بلیک رین جیسی دکھ رہی تھی۔

پورا کمرہ اس وقت صرف پین کی سرسراہٹ سے گونج رہا تھا باقی ہر آواز جیسے خاموش کر دی گئی تھی۔

اس وقت بھی وہ صرف پینٹ اور سینڈو میں ملبوس اپنا کام کر رہا تھا اسے عادت تھی وہ جب بھی اپنے کمرے میں ہوتا شرٹ اسکی اکثر بیڈ پر پڑی ہوتی اور وہ خود کسی ایک کونے میں بیٹھا کچھ نہ کچھ کام کر رہا ہوتا تھا۔

اسی دوران کسی نے کمرے کا دروازہ ناک کیا۔اور بنا اسکی اجازت کے کمرے میں آ گیا۔

کمرے میں داخل ہوتے ایک تیز خوشبو نے جیسمن کا استقبال کیا۔وہ آنکھیں بند کر کر اس دشمن جان کے بدن کی خوشبو محسوس کرنے لگی۔

زارک نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔کیونکہ اسے قدموں کی بھی پہچان تھی۔

تب ہی اسکی گرفت پین پر اور مضبوط ہو گئی مگر نظر نہیں اٹھائی۔

جیسمن نے اسکے سامنے رکھا سکیچ دیکھا اور پھر زارک

کو جس کے بال جھکے ہوئے مزید دلکش لگ رہے تھے

اس نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا فائدہ۔۔۔ ابراہیم کو پاشا کی گاڑی چاہئے یہ تم خود

بنا رہے ہو "

وہ مسکرا کر ٹھہرے لہجے میں بولی یہ بھی ایک موقع تھا

اس دشمن جان سے بات کرنے کا۔

"اپنے کام سے کام کرو" درشتگی سے اسکی بات کاٹی۔

اور اپنے کام میں مصروف رہا۔

"میں مدد کرو"

"سنا نہیں۔۔۔ نکلو میرے کمرے سے" وہ اس بار بولا نہیں سیدھا پھنکارا تھا جیسمن ڈر کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی مگر ڈھیٹ وہ بھی تھی۔

"تم اتنے سندگدل کیوں کوولف۔۔۔ کسی کی محبت کا" وہ بول ہی رہی تھی جب زارک ایک ہی جست میں اٹھتا اسکا ہاتھ تھام گیا

اور کھینچتے ہوئے اپنے کمرے سے باہر لے جا کر باہر چھوڑتے اندر سے دروازہ دھاڑ سے اسکے منہ پر بند کر دیا۔

واپس اندر آتے اس نے اپنا ہاتھ دیکھا جس ہاتھ سے جیسمن کا بازو پکڑا تھا اسے وہاں عجیب سی جلن محسوس ہوئی وہ سیدھا باتھ روم میں گھستا پانی کے نیچے ہاتھ کر کر رگڑ رگڑ کر دھونے لگا۔

واپس آکر کرسی پر بیٹھتے اس نے سامنے پڑا سکیچ دیکھا مگر اس بار ہاتھ نہیں اسے اپنا رخسار بری طرح سے جھلستا ہوا محسوس ہوا

وہ نہ محسوس طریقے سے اپنے رخسار پر ہاتھ رکھتے جبڑے پوری قوت سے بھینچ گیا۔

اس تھپڑ کی گونج اب تک اسکی سماعتوں میں گونج رہی تھی۔

"یوڈڈ ناٹ ڈو واٹ ویل سٹوپڈ گرل۔۔۔یہ تھپڑ تمہیں بہت مہنگا پڑے گا" وہ رخسار پر ہاتھ رکھے دبی

آواز میں غرلایا تھا اسکے ارادے اس وقت کوئی جان
لیتا تو یقیناً ظاعنہ ورک کیلئے ایسی جگہ ضرور تلاش کرتا
جہاں یہ شخص پہنچ نہ سکے۔
لیکن ایسی کوئی جگہ پوری دنیا میں بنی نہیں تھی جہاں
زارک ولف کا جانا نہ ممکن ہو۔

کومل نے زمل کے چہرے کی جانب بغور دیکھا جہاں
ایک کے بعد ایک رنگ خوف کا آرہا تھا جارہا تھا مگر
کیوں اسے اس کیوں کا جواب آج چاہیئے تھا ورنہ۔۔۔

خیال۔۔۔

وہ کب سے سامنے یہاں سے وہاں چکر کاٹتے ہوئے زیحال کو دیکھ رہی تھی جس کے برانڈڈ بوٹوں کی آواز گھڑی کی ٹک ٹک کرتی سوئی کے ساتھ پر زور مقابلہ کر رہی تھی۔

کومل نے نظر اٹھا کر گھڑیال دیکھا۔اسے یہاں بیٹھے بیٹھے دس منٹ سے اوپر ہونے والے تھے مگر زیحال نے ایک لفظ اب تک نہیں کہا تھا۔

وہ اسکے آفس روم کی ہر چیز کو دیکھتی وہاں اپنا دھیان لگانے کی کوشش کرنے لگی۔

جب زیحال نے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا۔

"گھر زیادہ تر تم سب ہوتی ہو۔۔۔تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہیں اس بات کا علم نہ ہو زمل کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ "

وہ ازحد سنجیدگی سے اسکی جانب مڑتا اس سے مخاطب ہوا ایک تو سوال ایسا اوپر سے اسکی ازحد سنجیدگی پر کومل کو گھبراہٹ سی محسوس ہونے لگی۔

ایسے وقت میں کچھ نہ کر کر بھی اس شخص کے سامنے اپنا آپ مجرم لگتا تھا۔یہی حال کومل کا بھی تھا۔

"م۔۔۔میں سچ میں نہیں جانتی" اسکی آواز دھیمی مگر کانپتی ہوئی حلق سے نکلی۔

یہ جواب اس نے تیسری بار دیا تھا اور ہر بار پہلے سے زیادہ کپکپی اسکی آواز میں شامل ہو گئی تھی۔

اسکے جواب پر زیحال کی بھنویں غصّیلے انداز میں اچکی۔ جیسے اسکے جواب پر وہ مطمئن نہ ہوا ہو۔

"میری بیوی۔۔۔پینک ہوئی۔۔۔ کسی نے اسے کچھ کہا۔۔۔اور تم میں سے کسی کو کچھ نہیں پتہ؟" اسکا لہجہ یکدم سے سخت ہو گیا۔

آفس روم ہر جانب سے بند تھا یہاں سے آواز باہر جا پانا نہ ممکن تھا مگر سسٹم ایسا تھا کہ باہر کی کچھ کچھ آوازیں اندر آجاتی تھیں۔

"میں۔۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں زیحال۔۔۔میں نہیں جانتی اس بارے میں۔۔۔اور کوئی زمل کو کیوں

کچھ کہے گا۔۔۔سب اسے چھوٹی بہنوں کی طرح
رکھتے ہیں "
کومل کو گھر کے بڑے ہونے کی ذمہ داری زیحال نے
ہی اسے سونپی تھی گھر کے جو فیصلے کرنے کا اختیار
ایک ساس کے پاس ہوتا ہے وہ اختیار کومل میر کو
حاصل تھا
اس لئے ہر بات میں پہلے کٹھرے میں اسے آنا تھا اور
یہ بات وہ خود بھی اچھے سے جانتی تھی۔تب ہی یہاں

اپنی موجودگی کو محسوس کرنا اسکے لئے بڑی بات نہیں تھی۔

"مجھے پتہ کر کر بتاؤ۔۔۔ کس نے۔۔ کیا کہا ہے میری بیوی کو"

اسکا لہجہ اس قدر سپاٹ تھا کہ کومل کو بے اختیار اپنا گلا خشک ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

کومل سر اثبات میں ہلا گئی۔ یہ بات صرف زیحال کو ہی نہیں کومل کو بھی پریشان کر گئی تھی زمل بنا بات پینک نہیں کر سکتی۔

اور اس بات میں گھر کا کوئی فرد قطعی ملوث نہیں ہو سکتا تھا تو یقیناً یہ کام کسی باہر کے بندے کا تھا اور اگر ایسا تھا تو کومل میر کی سوچ بھی وہاں نہیں پہنچ سکتی تھی کہ اس بندے کے ساتھ کیا ہو سکتا تھا۔

کومل کے جاتے ہی زیحال اپنی پاور سیٹ پر بیٹھتے گردن پیچھے پشت پر ٹکا گیا۔

آنکھیں بند اور گلے کی ابھرتی گلٹی پھر معدوم ہوتی اس کے ضبط کا پیمانہ تھی۔

اگر یہ حرکت ابراہیم کی تھی تو یہاں اس نے پاشا بے کی بیوی کو ڈرا کر بہت بڑی غلطی کی تھی۔وہ اپنا بڑے سے بڑا نقصان برداشت کر سکتا تھا مگر زمل خانزادہ کے معاملے میں وہ خود کی گارنٹی بھی نہیں لیتا تھا۔

وہ لڑکی اسکی محبت تھی اسکا عشق تھی جسے وہ جنونی حد تک دیوانوں کی طرح چاہتا تھا پاگل تھا اس لڑکی کے عشق میں۔

موجودہ وقت۔۔۔۔

وہ زیحال کے کہنے پر زمل کو اپنے سامنے اپنے کمرے میں بٹھا کر بیٹھی بہت نرمی اور محبت سے پوچھ رہی تھی اور زمل کیلئے چہرے کے بدلتے رنگ اسے یقین دلا رہے تھے کہ زیحال غلط نہیں تھا وہ سچ میں کسی بات سے خوف زدہ ہے۔

"بولو زمل۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔تم کس بات سے خوف زدہ ہو"اس نے بے حد نرمی سے زمل کے نرم و ملائم ہاتھ تھامے۔

لیکن وہ اسی طرح بت بنی بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی

جس نے اس نے وہ سوال کر دیا تھا جو بار بار اسکی

سانسیں روک رہا تھا۔

"بولو زمل۔۔۔میں نے تم سے ہمیشہ بڑی بہنوں والا

معاملہ کیا ہے کیا میں اتنا بھی حق نہیں رکھتی کہ تم سے

تمہاری پریشانیاں پوچھ سکوں؟ "

اسکے دھیمے لہجے پر زمل نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا

اس دوران آنکھیں چھلک کر آنسوں اسکے ہاتھ پر آ گرے ہونٹ بے ساختہ پھڑ پھڑانے لگے تھے جن کو دیکھ کومل کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ دھیرے سے زمل کا سر اپنے کندھے پر ٹکا گئی یہ پل اتنا بھاری تھا کہ زمل اپنا ضبط توڑتی بے اختیار سسک کر رونے لگی۔

پورا بدن جیسے کسی زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔ کومل نے اسے خود میں بھینچ لیا زمل کے رونے میں پہلے

سے زیادہ تیزی آتے دیکھ کومل کی جان جیسے لبوں پر آ گئی۔

"زمل۔۔۔زمل کیا ہوا مجھے دیکھو" وہ اسے سیدھا بٹھاتی اسکے رخسار پر ہتھیلی جما گئی۔

اتنی سی دیر میں اسکی آنکھیں اور ناک رونے کے باعث سرخ متورم ہو چکی تھیں۔

"میری جان۔۔۔یہ آنسوں کیوں۔۔۔میں ہوں ناں ۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔کیا پریشانی ہے" وہ اسے کسی چھوٹی

بچی کی طرح بہلا کر بے حد محبت سے استفسار یہ پوچھنے
لگی۔

لیکن زمل کے منہ سے سسکیاں بر آمد ہوتی کچھ کہنے کا
موقع ہی نہیں دے رہی تھی۔

"دیکھو۔۔۔ تم اب اکیلی نہیں ہو۔۔۔ تمہارے ساتھ
اب ایک اور ننھی سی زندگی پل رہی ہے۔۔۔ تمہیں
اسکا سوچنا چاہیئے "

وہ اسے بچے کے حوالے سے نرمی سے سمجھاتی پیار سے
پوچھنے لگی۔

"یہ سٹارٹنگ ڈیز ہیں اتنی ٹینشن لو گی تو اسے کھو دو گی" یہ بات سنتے کسی نے زمل کا دل مٹھی میں لے لیا تھا

وہ تڑپ کر اپنی بیلی پر ہاتھ رکھ کر سر نفی میں ہلانے لگی۔ وہ کیسے اسے کھو دیتی جسے پا کر اسکے ہبی جان خوشی سے پاگل ہو رہے تھے۔ یہ اس شخص کی نشانی تھی جو زمل کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔

"تو بس پھر۔۔۔اسی کے خاطر مجھے وہ بات بتاؤ جسے سوچ کر تم پینک کر رہی ہو۔۔۔ ہم اسکا کوئی حل ضرور نکال لیں گے"

اسکے پوچھنے پر زمل نے خود پر ضبط کرنے کی کوشش کی تاکہ وہ بول سکے مگر دل اس قدر بھاری تھا جیسے اندر میں ایک لاوا سا بھر چکا ہو اور اب باہر آنے کو بے تاب ہو۔

کومل شدّت سے اسکے کچھ کہنے کی منتظر بیٹھی تھی جب زمل نے کچھ کہنا شروع کیا۔

"میں ۔۔۔میں ب۔۔۔بہت بڑی۔۔۔ غلطی کر گئی" بات شروع ہوتے ہی اسکے منہ سے ہچکی بر آمد ہوئی

کومل نے اسکے دونوں ہاتھ پھر سے تھام لئے اور نرمی سے دبا کر ایک مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی۔

"میں۔۔۔بب۔۔۔بلاسٹ کے ٹائم۔۔۔ہ۔۔۔ہبی سے۔۔۔خود۔۔۔خود دور چلی گئی تھی"

اسکی بات پر کومل کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں ان میں ابھرتی نہ سمجھی اور بے یقینی زمل کا دل بند کر رہی تھی۔

وہ دھیرے دھیرے اسے اس دن کا واقعہ بتاتی چلی گئ جسے سن کر کومل نے بے اختیار اسکے ہاتھ چھوڑ دیے اور پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی گو کہ اسے اس بات پر یقین ہی نہ آیا ہو۔

زمل سر جھکائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"مم۔۔۔میری غلطی تھی۔۔۔۔میں "جملہ پورا

ہونے سے پہلے ہی وہ سسکیاں لینے لگیں

جبکہ کومل شل ساکت بیٹھی اسکا چہرہ تکتی رہی اتنی

بڑی بات اسے معلوم نہیں تھی؟ وہ اتنی بڑی بات اتنا

بڑا راز چھپا کر بیٹھی تھی سب سے۔

"بب۔۔۔برلاس نے۔۔۔مجھے۔۔۔منع کیا

تھا۔۔۔کہ۔۔۔کہ میں کسی سے کچھ نہ کہوں۔۔۔ل

۔۔۔لیکن۔۔۔۔لیکن یہ راز وقت کے ساتھ

۔۔۔مجھ پر بھاری ہو رہا ہے"

وہ بول کر پھر سے رو پڑی۔

کومل کی زبان گنگ رہ گئی تھی ایک لفظ کیا وہ تو شاید

ٹھیک سے سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔

کمرے میں اس وقت گہری خاموشی چھا گئی سوائے

گھڑیال کی ٹک ٹک کے ہر آواز خاموش تھی۔

نہیں جتنا آسان اس نے سمجھ لیا تھا اتنا آسان نہیں تھا

سب اسکے دو قدم زیحال سے دوری بنانے کے کونسی

قیامت لا سکتے تھے اسے اندازہ تک نہیں تھا۔

وہ شخص کو ایک بیڈ پر اسکا رخ بھی دوسری جانب برداشت نہیں کر پاتا تھا وہ یہ بات کیسے برداشت کر لے گا کہ اس کی گلا لے اسکی زڑ گیہ خود اس سے دور گئی تھی۔

وہ یہ بات صرف سوچ بھی لے تو اسکی سانسیں رک جائیں۔

یہ احساس اس وقت زمل کا دل اس قدر بھاری کر رہا تھا جیسے دل ابھی پھٹے گا

"تم۔۔۔ تم اتنی بڑی بات چھپا کر" وہ حیرت اور صدمے کی کیفیت کے مارے اپنا جملہ تک ایک روانی میں بول نہیں سکی۔

چھپا کر بیٹھی تھی زمل؟" اسکے انداز پر زمل کا دل مزید بھاری ہو گیا وہ روتے ہوئے سر نفی میں ہلانے لگی۔

"تم جانتی بھی ہو۔۔۔ تم کیا ہو زیحال کے لئے؟" آواز میں نرمی ختم ہو رہی تھی۔

"تمہارے مرنے کی خبر سن کر وہ کس طرح پاگل ہو گیا تھا۔۔ جانتی بھی ہو؟" وہ بے خودی اور غصّے کی کیفیت میں بلند آواز میں چیخ پڑی۔

جس پر زمل خوف زدہ ہو کر اس سے پیچھے ہٹ گئی اور کانپتی ہوئی اسے دیکھنے لگی آنکھوں سے سیلابی ریلا بہنے لگا تھا۔

"وہ بے ہوش ہو گیا تھا کوئی ڈاکٹر اسے ہوش میں نہیں لا پا رہا تھا"

وہ اسے آج وہ باتیں بتا رہی تھی جو زمل کو خود بھی اب تک معلوم نہیں تھی۔

"جان لینے والا تھا وہ اپنی" کومل کی بات پر زمل رونا بھولے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

سانس جیسے اندر جا کر باہر آنا بھول چکی تھی۔ پتھر کی سی کیفیت اس پر طاری ہو گئی تھی۔

"اگر یا قوت اسے وقت پر نہ روکتا تو آج۔۔۔ آج تم اپنا ہبی بھی کھو چکی ہوتی"

وہ چپ کیوں نہیں ہوئی اسے چپ ہونا چاہیے تھا۔

لیکن وہ جس طرح بول رہی تھی وہ زمل کی جان نکال رہی تھی گرم سیال خاموشی مگر تیزی سے اسکی ہیزل آنکھوں سے بہہ نکلا۔

وہ بت بنی بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔

جب اسکی اس حالت کو دیکھ کومل کو اپنی غلطی کا شدّت سے احساس ہوا وہ اپنے سخت تاثرات ڈھیلے کرتی اسے کندھوں سے تھام گئی۔

"تم اسکی دیوانگی ہو زمل۔۔۔وہ پاگل ہے تمہارے

پیچھے "

اب کی بار اسکا لہجہ قدرے نرم تھا مگر اسکی بات بہت

بھاری تھی زمل پر اب بھی جیسے سکتہ سا طاری تھا۔

"میں نے اس جیسا شخص پوری دنیا میں نہیں

دیکھا۔۔۔اسے اسکے اپنوں نے دھوکہ دیا اس نے

سب کی وفا ایک تمہارے اندر تلاش کرلی۔۔۔جانتی

ہو اسے جب یہ راز پتہ چلے گا کیا ہو گا؟"

نہیں وہ جواب نہیں دے سکی تھی کیونکہ وہی سوچ کر اتنے دن سے وہ پینک کر رہی تھی آگے کا سوچ کر تو جیسے دماغ ہی مفلوج ہو جاتا تھا۔

"تم نے بہت غلط کیا۔۔۔بہت غلط" اسکے یہ الفاظ زمل کے صبر کا پیمانہ لبریز کر گئے۔

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بلک بلک کر رو پڑی۔

کومل کا دل اسے یوں روتے دیکھ از حد بھاری ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہمدردی محسوس کرنے لگی تھی جب کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پر دونوں نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا۔

سامنے سے داخل ہوتے زیحال کو دیکھ زمل اور کومل دونوں کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔

رنگت لٹھے کی مانند سفید پڑ گئی ایسے جیسے سامنے اپنی موت دیکھ لی ہو۔

وہی دوسری جانب زمل کی آنکھیں رونے کے باعث سرخ متورم ہوئی دیکھ زیحال کے چہرے کے تاثرات یکسر تبدیل ہونے لگے۔

85/1

وہ آنکھیں جن میں ہمیشہ وہ چمک رکھنے کی کوشش کرتا تھا جن سے نکلا ایک آنسوں اس کی پوری شخصیت کو ہلا کر رکھ دیتا تھا وہ اس وقت کسی طوفانی برسات کی طرح برس رہی تھیں کیا یہ اسکے لئے تکلیف کا باعث نہیں تھیں؟

زیحال کمرے کی دہلیز پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جس کی نگاہیں سیدھی ان ہیزل آنکھوں سے جا ملتی ٹھہر سی گئی تھیں۔

"وہ پاگل ہے تمہارے پیچھے۔۔۔ تم جانتی ہو ناں"

کومل کے الفاظ زمل کی سماعتوں میں گونجنے لگے تھے

وہ سامنے کھڑے اپنے ہی جان کو دیکھتی رہی۔

"اس نے جان لینے کی کوشش کی تھی"

"آج تمہارے پاس تمہارا ہی نہ ہوتا"

اس نے کیوں کہے تھے یہ الفاظ کیا وہ نہیں جانتی تھی

وہ کتنی پاگل تھی اس شخص کے لئے جس کے دور

جانے کو وہ تصور بھی کرے تو گویا جان نکل جائیں۔

"وہ جان لینے والا تھا اپنی۔۔۔وہ پاگل ہے تمہارے پیچھے۔۔۔بے ہوش ہو گیا تھا" ساری باتیں سارے الفاظ اسکی سماعتوں میں گونجنے لگے تھے یہ سب الفاظ گڈ مڈ ہوتے اسکے ذہن میں ایک طوفان سا برپا کر گئے تھے۔

وہ اٹھ کر تڑپتی سیدھا زیحال کے سینے سے جا لگی تھی جو اسکے اچانک خود کے ساتھ آ لگنے پر بے اختیار دو قدم پیچھے لڑکھڑا کر گرنے سے بچا تھا۔

وہ زیحال کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی زیحال پہلو میں ہاتھ گرائے ہکا بکا سا سانس روکے اسے دیکھنے لگا۔

کومل ٹرانس کی سی کیفیت میں بیڈ سے اٹھتی چلی گئی ہر چیز جیسے ساکت ہو گئی تھی صرف اسکی ہچکیاں اسکا درد کمرے میں گونج رہا تھا۔

زیحال نے دھیرے سے اسکے گرد اپنے بازوؤں کا حصار مضبوط کرتے اسے اپنے ساتھ مزید لگا لیا۔

"کیا ہوا ہے یہاں ؟" اسکا لہجہ از حد سپاٹ تھا اور نگاہیں کومل پر گڑھی تھیں جو اسکے سرد لہجے پر یکدم اسے اپنا سانس روک گئی۔

"میں۔۔۔کچھ پوچھ رہا ہوں کومل ؟" اسکی خاموشی پر زیحال نے خود پر کڑا ضبط کیا۔

اسے سمجھ نہیں آئی وہ پہلے شکر ادا کرے کہ زیحال نے کچھ سنا نہیں تھا یا پھر اس بات پر خوف زدہ ہوتی کہ اسکی موجودگی میں زمل اتنا روئی ہے۔

"وہ۔۔۔وہ اسے۔۔۔ڈر لگ رہا تھا" اسکے منہ میں جو آیا اس نے سیدھا بول دیا مگر بول کر دل ہی دل میں خوب خود کو کوسنے لگی۔

"کیسا ڈر۔۔۔؟" اسے یہی تو جاننا تھا جس کیلئے وہ بے چین تھا۔

"وہ۔۔۔بب۔۔۔بے بی کی زمے داری سے ش۔۔۔شاید" اسکی بات پر زیحال نے اپنے سینے سے لگی زمل کو دیکھا وہ جس طرح رو رہی تھی بات یقیناً یہ نہیں تھی وہ اچھے سے جانتا تھا۔

اس نے کومل کو جن سپاٹ نظروں سے دیکھا تھا وہ اس بات کی گواہی تھا کہ اسے اسکی بات پر یقین نہیں آیا۔

"ہم پھر بات کریں گے" وہ از حد سنجیدہ اس سے مخاطب ہوا۔اور اسی پر کومل کی جان نکل گئی۔

مطلب اسے بتانا پڑے گا وہ راز جو وہ کبھی نہیں چاہتی تھی زیحال پر کھلے۔

کومل اسکی نظروں سے بچتی کمرے سے باہر نکل گئی

اسکے جاتے ہی زیحال نے ٹانگ پیچھے کرتے دروازہ

بند کر دیا اور زمل کو دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا وائفی۔۔۔ایسے کیوں رو رہا ہے میرا بچہ؟ "

اس نے زمل کو دھیرے سے خود سے الگ کر کر اسکا

چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔

رو رو کر اسکی ناک اور آنکھیں مزید سرخ متورم ہو

چکی تھیں۔اب تو ناک بھی بہنے لگی تھی زیحال نے سر

نفی میں ہلاتے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے رومال
نکالا اور اسکی ناک بھینچ دی۔
اسکے اس عمل پر زمل نے جھینپ کر اسکے ہاتھ سے
رومال لے لیا۔
"میں بھی کر سکتا ہوں" وہ شان بے نیازی سے
کندھے اچکائے شریر انداز میں بولا۔
زمل کا دل اسے دیکھ پھر سے بھاری ہونے لگا تھا
آنسوں نجانے کہاں کہاں سے آرہے تھے۔ گرم

سیال ایسے بہہ رہا تھا جیسے سارا صرف آج ہی بہہ جائے گا۔

"شش۔۔۔ کیا ہوا ہے گلالے۔۔۔ مجھے بتاؤ" وہ اسکے آنسوں انگوٹھے کی پور سے صاف کرتا بے حد محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا۔

اسکی محبت پر ہی زمل کا دل پھٹنے کے قریب تھا وہ کیسے برداشت کر لے گا کہ اسکی گلالے اسے خود چھوڑ کر جا رہی تھی ہمیشہ کیلئے۔

نہیں وہ کبھی یہ بات برداشت نہیں کر رہا تھا یہی

احساس بار بار زمل کی جان نکال رہا تھا۔

"بتاؤ ناں جان۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔ کس بات سے

پریشان ہو۔۔۔بے بی کی زمے داری سے ؟ "

وہ کومل کی ہی بات اٹھاتا نرمی سے استفسار کرنے لگا

زمل سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی پھر

دھیرے سے سر اثبات میں ہلا گئی۔

اسکی معصومیت پر زیحال کو جی بھر کر اس پر پیار آیا وہ بے اختیار مسکراتے ہوئے اپنے لب اسکی پیشانی پر ٹکا گیا۔

"میں ہوں ناں۔۔۔اپنے چوتھے بے بی کو بھی سمبھال لونگا ڈونٹ وری" اسکے پہلے تین بے بی کون تھے یہ زمل اچھے سے جانتی تھی مگر وہ مسکرا نہیں سکی۔

مسکراہٹ تو جیسے اس سے روٹھ ہی گئی تھی اسکے چہرے پر چھائے کرب کو دیکھ زیحال نے ضبط کا گھونٹ بھرتے اسے پھر سے اپنے ساتھ لگا لیا۔

کیا وہ اتنے وقت میں اسکا اتنا اعتبار بھی نہیں جیت پایا تھا کہ وہ کھل کر ہر بات اپنے ہبی جان سے کر سکے؟

سوچ کر اسکا دل بے حد افسردہ ہوا مگر وہ کیا جانے یہاں اسکی خاموشی اس رشتے کی ڈور کی ایک مضبوطی تھی جسے نہ ہی توڑا جائے تو بہتر تھا مگر جو قسمت نے ان دونوں کیلیئے طے کر لیا تھا وہی اب ہونا تھا۔

"بس رونا بند۔۔۔ورنہ پھر میں اپنے طریقے سے

چپ کرواؤنگا" اسکی دھمکی پر زمل جھٹ سے سوں

سوں کرتی اس سے دور ہٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

اسکے اس طرح یکدم سے پیچھے ہٹنے پر زیحال نے

آنکھیں چھوٹی کر کر اسے مصنوعی سا گھورا۔

"کنجوس عورت۔۔۔ کبھی فراخی نہ دکھانا "

وہ ڈانٹنے کی پوری پوری ایکٹنگ کر رہا تھا مگر زمل کے

گول ہوتے ہونٹ اسے جھٹ سے لائن پر لے

آئے۔

"مذاق تھا میری جان" یہ لڑکی اس شخص کی ذرا بھی

اونچی آواز یا سخت الفاظوں کی عادی نہیں تھی شاید

زیحال بھی یہی چاہتا تھا کہ اسکا مان اپنے شوہر پر برقرار

رہے۔

وہ دھیرے سے اسے کندھوں سے تھام کر مسکراتے

ہوئے اسے دیکھنے لگا۔

"تم میری کل کائنات ہو زمل ۔۔۔ آئی رئیل لو یو"

اسکے الفاظ کسی شخص کی جاتی سانسوں کو واپس لوٹا

دینے کا کام کر رہے تھے زمل کی آنکھیں یکدم سے بھرا گئیں۔

"تم سوچ بھی نہیں سکتی مجھے تم سے کس حد تک جنونی عشق ہے" اسکا ایک ایک لفظ محبت میں پور پور ڈوبا ہوا محسوس ہو رہا تھا محبت اسکے انگ انگ سے چھلکتی تھی یہ شخص زمین پر چلتی پھرتی محبت کی ایک خوبصورت مثال تھا۔

"تمہارے پاس میں ہوں تو کس چیز کی فکر۔۔۔میں نہ رہا تو کرنا"

اسکا جملہ پورا ہوا ابھی نہیں تھا کہ زمل کی رنگت لٹھے

کی مانند سفید پڑ گئی۔روح جیسے ایک دم سے کھینچ لی گئی

تھی۔

"ای۔۔۔ایم سوری۔۔۔میرا مطلب تھا میں کہیں

چلا جاؤں میٹنگ کے سلسلے میں "

زیحال نے فورا اسے اپنے جملے کی تصحیح کی مگر شاید تب

تک دیر ہو چکی تھی۔وہ اس بار جو رونا شروع ہوئی تھی

زیحال نے اپنا سر پیٹ لیا تھا مگر وہ چپ نہیں ہوئی

تھی۔

۔۔۔۔۔۔

پورا ڈیزرٹ اس وقت لوگوں سے بھرا پڑا تھا دور دور سے لوگ یہاں کی فیمس آئس کریم کھانے کے لئے خاص طور پر آتے تھے جن میں آج ایک یہ کیوٹ سی فیملی بھی تھی۔

برلاس نے آخر والا ٹیبل اپنے لئے بک کروالیا تھا جہاں کسی کی نظر پڑنا تقریباً نہ ممکن تھا ایسا کیسے ممکن تھا کہ کوئی نگاہ اٹھا کر برلاس شاہ کے گھر کی عورت کو دیکھ لے۔

پھر اس میں چاہے اسکی بہن بھابھیاں آتی تھیں یا پھر اسکی اپنی بیوی۔ جو اس وقت اس کے پہلو میں بیٹھی سامنے ٹیبل پر رکھی آئس کھا رہی تھی چہرے پر ایک خوشی بھری مسکراہٹ تھی۔

کیونکہ سامنے وہ تینوں ٹیڈی بئیر آئس منہ میں کم ڈال رہے تھے منہ کے باہر چہرے اور کپڑوں پر زیادہ مل رہے تھے۔

زامل اور باری کو پورا چاکلیٹ سے بھرے دیکھ اسکی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی ایک تو دونوں تھے بھی کیوٹ اوپر سے ان کی حالت۔

"ابھی گندے نہیں کرنے کپڑے ورنہ پٹائی ہو گی"

آئرہ نے ٹیشو سے دونوں کے ہاتھ منہ صاف کئے کیونکہ کپڑے صاف کرنے کی حالت میں بچے نہیں تھے اب تو مشین ہی رگڑ رگڑ کر انکے کپڑوں کو انکی اصلی حالت میں لا سکتی تھی۔

انکے مقابلے زارا سے زیادہ کیوٹ لگ رہی تھی جو سر

دائیں سے بائیں کرتی کچھ بول بھی رہی تھی ساتھ اپنی

سٹرابری آئس کریم کھا بھی رہی تھی

کان ذرا اسکے قریب لے جائے جاتے تو سنائی دیتا۔

کہ وہ "توئنکل تو ئینکل لتل اشتال (ٹوئنکل ٹوئنکل لٹل

سٹار) "پڑھ رہی تھی۔

"انجوائے کرنے دوناں بچے ہیں" برلاس کو اپنی پارٹی

پر پڑتی ڈانٹ ہضم نہیں ہوئی تھی۔

آئرہ نے گردن موڑ کر جیسے ہی اسے دیکھا ساری پارٹی
کی محبت ہوا ہو گئی۔

"ہ۔۔۔ہاں نہیں کرنے چاہئے کپڑے گندے
۔۔۔ تم لوگوں کی ماؤں نے کپڑوں کے ساتھ تم تینوں
کو بھی دھو دینا ہے"

آئرہ جو اپنی آنکھوں کی پاور چیک کر رہی تھی اسکی
بات پر یکدم سے فلک شگاف قہقہہ مار کر ہنسنے لگی۔

برلاس اور بچوں نے بیک وقت اس پر پڑنے والے

اس اچانک دورے پر اسے دیکھا۔ سب کے چہروں پر

حیرت اور معصومیت بیک وقت آئی تھی۔

"آپ بھی ناں" وہ درمیان کی ہر تلخی بھولے اتنے

نارمل انداز میں بولی تھی جیسے دونوں کے بیچ کبھی کچھ

ہوا ہی نہیں۔

برلاس یک ٹک اسے دیکھے گیا جیسے اس سے

خوبصورت نظارہ اس نے آج تک کہیں اور دیکھا ہی نہ

ہو۔

"ممما۔۔۔می۔۔۔واش۔۔۔واش (ماما مجھے واش کر دیں گی)؟" زامل آنکھیں بڑی کر کر حیرت سے پوچھ نے لگا۔

"یس۔۔۔مائے لوو۔۔۔وہ بھی مشین میں گھما گھما کر" برلاس نے مزید تینوں کو ڈرانے کی کوشش کی جس میں زامل زالے تو سمجھ گئے تھے کہ واش ہونا کیسے ہوتا

البتہ باری بچارا معصوم سا منہ بنا کر اپنی پگھلتی آئس کریم کو دیکھ رہا تھا۔

"ادا۔۔" وہ نجانے کیا کہنے کی کوشش کرنے لگا

لیکن اسکے منہ کے ایکسپریشن ہو نقوں والے دیکھ

برلاس اور آئرہ نے ٹیڑھی نظروں سے پہلے اور پھر

ایک دوسرے دیکھا۔

اور پھر جو پاگلوں کی طرح ہنسے کہ انکی آواز سے

ریسٹورنٹ کا وہ ایریا گونج اٹھا تھا۔ دونوں ہاتھ پر ہاتھ

مارتے دوسرا ہاتھ پیٹ پر رکھ کر ہنستے رہے۔

زامل نے دونوں بدتمیز میاں بیوی کو گھورا

اتنے میں باری کی آئس کریم ٹوٹ کر اسکے اوپر گر گئ اسکے گرنے کی دیری تھی کہ اسکارڈیو فورا سے آن ہو گیا۔

آئرہ اور برلاس نے ہڑبڑا کر اسے دیکھا۔

"باری۔۔۔میری جان کچھ نہیں ہوا" آئرہ نے جلدی سے اٹھ کر اسے گود میں لیا لیکن اسکا چھوٹا سا دکھ آئس گر جانے کا اسکے لئے بہت بڑا تھا۔

وہ آئرہ کے کندھے پر سر رکھ کر معصومیت میں روتا رہا۔

"آپ پلیز اسکے لئے دوسری آئس کریم لے آئیں"

اسکی التجا پر برلاس نے اسکے چہرے کو بغور دیکھا۔

بلاشبہ وہ بہت پیاری تھی مگر جب ان بچوں سے

اپنائیت ظاہر کرتی تھی تب تو برلاس شاہ سے چاہے

اسکی جان ہی کیوں ناں مانگ لے وہ انکار نہ کرتا۔

"جی۔۔۔جو حکم" وہ سر خم کرتا مسکرا کر آئس کریم

لینے آگے بڑھ گیا اسکے اس عمل پر آئرہ کا دل زور سے

کانوں میں آدھڑکا تھا۔

وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی جب تک اسکی پیٹھ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔

"میرا بے بی۔۔۔ چلو۔۔۔ آپ کی آئس کریم صاف کرتے ہیں" باری کا سوٹ کافی حد تک گندا ہو چکا تھا اتنا کہ گھر ایسے ہی لے جانے کے قابل نہ رہے تب ہی یہاں سے واش روم کا راستہ تلاش کرنے لگی جو اسے جلد ہی نظر آ گیا۔

"زامل۔۔۔ زالے۔۔۔ دونوں یہاں سے اٹھو گے نہیں اوکے۔۔۔ چاچی ابھی باری کو صاف کر کر لاتی

ہیں اوکے" اس نے دونوں کو سنجیدگی سے تنبیہ کی جس پر زامل تو فوراً سے سر ہاں میں ہلا گیا۔

"زامی خیال رکھے گا ناں۔۔۔اپنی پرنسسز کا؟" اسکے پوچھنے پر زامل نے تیزی سے سر ہاں میں ہلایا اور زالے کے ساتھ لپٹ گیا یہ دیکھ آئرہ مسکرا کر باری کو لئے واش روم کی جانب چلی گئی۔

پیچھے وہ دونوں اکیلے بیٹھے ایک دوسرے کے ساتھ لپٹے رہے۔زالے کو ڈر نہیں لگ رہا تھا کیونکہ اسکے

ساتھ اسکا بھائی بیٹھا تھا اور بھائی جتنا بھی ہو بھائی بھائی ہوتا ہے۔

ان دونوں کو گئے کچھ دیر گزری ہی تھی جب پیچھے سے کسی کے بھاری بوٹوں کی ٹک ٹک کی آواز سنائی دی۔

وہ آواز دھیرے دھیرے دونوں کے قریب آ رہی تھی جس پر زامل نے نظر اٹھا کر اپنے پاس کھڑے بلڈوزر نما شخص کو دیکھا۔

دراز قد چوڑی جسامت سکن پینٹ پر بلیک ہاف سلیوس والی شرٹ جس میں اسکے گورے مگر ٹھوس بائسپس بھرپور نمایاں ہورہے تھے اور ہاتھوں میں ولف بریسلیٹ پہنے۔

وہ شخص دونوں کو غور سے دیکھتا انکے سامنے والی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا جہاں کچھ دیر پہلے انکا تاہ بیٹھا تھا۔

"می۔۔۔تاہ۔۔۔یونات ہیل (میرے تاہ کی جگہ ہے آپ نہیں بیٹھ سکتے یہاں)" زامل کو اسے یہاں بیٹھے دیکھ غصّہ آیا تھا

اس چھوٹی سی جان کے کیوٹ سے غصّے پر اس شخص کی
اولیو گرین نظریں اس پر ٹھہر سی گئیں
وہ غور سے اسکے نین نقش دیکھنے لگا وہ بلکل اپنے باپ
جیسا دکھتا تھا۔
وہ گردن ٹیڑھی کئے دونوں کو دیکھ رہا تھا جب اسکی
نظر زامل کے بجائے زالے پر ٹک گئی جو اس بڑے
سے انکل کو دیکھ کر اپنے بھیا سے مزید چپک گئی تھی۔
"ہیلو۔۔۔پرنسسز۔۔۔" اسکی بھاری آواز اس
تھوڑے سے ایریا کی فضا میں گونجی۔

"یو لک ویری نائس" اسکے لہجے میں کچھ تھا ایسا کچھ جو

وہ دونوں نہیں جان سکتے تھے

"ام۔۔۔بیا۔۔۔ پنچھ۔۔۔اوتے (میں بھیا کی

پرنسسز ہوں اوکے)" یہ ہمت زالے نے کی تھی کیسے

نہ کرتی اسکے بابا دن میں کتنی باران دونوں کو یہ جملہ

دہراتے تھے۔

زالے کی بات پر اس شخص کے لب بھنچے۔اور اسے

غور سے دیکھا۔اسے نہیں دیکھنا چاہئے تھا۔

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا وہ قد میں اتنا لمبا تھا کہ زامل زالے کی گردن پوری پیچھے جھک جاتی۔

"بس۔۔۔بس صاف ہو گیا" اسی وقت آئرہ دوسری جانب سے باری کے کپڑے ٹیشو سے خشک کرتی ہوئی اسی جانب آرہی تھی۔

جب آتے ہی اسکی نظر اس جاتے ہوئے شخص پر پڑی اسے لگا جیسے وہ انکی جگہ پر آیا تھا۔

وہ تیز قدموں سے اپنے ٹیبل کے پاس آتی بچوں کو دیکھنے لگی۔

"زامل۔۔۔زالے۔۔۔"وہ باری کو صوفے پر بٹھا کر جلدی سے انکی جانب گئی اور دونوں کو گود میں لے کر دائیں بائیں ٹٹولنے لگی۔

"میری جان۔۔۔آپ ٹھیک ہو؟"اسکے چہرے پر از حد پریشانی چھلک رہی تھی اس نے دونوں کو اچھی طرح ٹٹول کر دیکھا اور پھر جھک کر اسی جانب جہاں سے وہ شخص گزر کر گیا تھا۔

"کوئی آیا تھا یہاں؟"اس نے زامل سے بے حد نرمی سے پوچھا۔

"دندے۔۔۔انتل۔۔۔(گندے انکل)" اسے وہ

شخص کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا اسکی بات پر آئرہ کا

سانس خشک ہونے لگا۔

وہ بوکھلائی ہوئی سی دونوں کو ایک بار پھر تسلی سے

دیکھنے لگی

جب اسی وقت برلاس ہاتھ میں ٹرے لئے اپنی سیٹ

پر آبیٹھا

وہ اس بار آئس کریم کے ساتھ کچھ اور بھی انٹرسٹنگ

چیزیں لے کر آیا تھا۔ جس میں اسے دیر لگ گئ۔

وہ بیٹھتے ساتھ کچھ بولنے ہی والا تھا جب نظر سامنے آئرہ پر پڑی اس سے پہلے ایک پہچانی پہچانی سی خوشبو اسے اس جگہ محسوس ہونے لگی۔

اسکی چھٹی حس یکدم تیزی سے جاگی وہ یہاں وہاں تیزی سے نظر گھما کر چیزوں کا جائزہ لینے لگا۔ ہر چیز نارمل تھی ویسی ہی جیسی وہ چھوڑ کر گیا تھا مگر یہ خوشبو جو اسکی ناک نے تیزی سے محسوس کی تھی۔

وہ شروع دن سے بھیڑیوں کے بیچ رہا تھا کیسے ممکن تھا وہ سونگھنے میں دھوکہ کھا لیتا۔

''کوئی آیا تھا یہاں ؟'' اسے سوال پر آئزہ نے سانس روک کر اسے دیکھا۔

وہ کیسے کہتی کہ وہ کچھ دیر کیلئے چلی گئی تھی اور وہ یہاں تھی نہیں تو کیسے کہتی کہ کوئی آیا تھا دونوں جانب سے اسے اپنا آپ گھرا ہوا محسوس ہوا۔

''ش۔۔۔شاید'' وہ ڈرتے ڈرتے بے حد دھیمی آواز میں بولی

''اوکے میں ابھی آیا'' وہ کہہ کر اٹھتے پھر سے چلا گیا۔

اسکے جانے پر آئرہ نے کچھ خاص دھیان نہیں دیا بچوں کو اکیلا چھوڑنے پر اسکا دل اب تک سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔

اس نے زامل زالے دونوں کو ڈھیر سارا پیار کیا اور اپنے سینے میں زور سے بھینچ گئی۔

"تاہ کی جان ہیں ناں دونوں" وہ بہلا کر دونوں کو کھیل میں لگانے لگی زامل زالے نے کھلکھلا کر اسے دیکھا۔

وہ اب کافی حد تک آئرہ کے ساتھ گھل مل چکے تھے

کوئی باہر والا یہ دیکھ کر نہیں بتا سکتا تھا وہ کس کی اولاد

ہیں کیونکہ سب سے انکو ماں باپ جیسا پیار ہی ملتا تھا۔

برلاس نے ڈیزرٹ شاپ کی باہر دور دور تک نگاہ کے

گھوڑے دوڑائے تھے نجانے وہ کیا دیکھنے کی کوشش

کر رہا تھا

جب دور کہیں میلوں سے کسی کی اولیو گرین نگاہوں

نے برلاس شاہ کو گہرائی سے دیکھا تھا اور دیکھتے ہی

اسکے عنابی لب دھیرے سے ایک جانب سے وا ہو گئے۔

خان حویلی میں منظر آج کچھ الگ تھا ملازم روبوٹ کی طرح یہاں سے وہاں کام کرتے بھاگ رہے تھے آج سب پر نوشیر وال صاحب کا خوف سا طاری تھا جو صبح سے آئے مردان خانے میں براجمان تھے کچھ برادری کے لوگ مسلہ لے کر انکے پاس آئے تھے لیکن مسلہ

ایسا تھا جس میں زریاب خان کی سخت ضرورت پیش آئی تھی۔

کیونکہ نوشیر وال صاحب کے بعد فیصلے کا اختیار زریاب خان کے پاس تھا جو نئے دور کے حساب سے فیصلے سناتے تھے۔

"نوشیر وال صاحب۔۔۔ پاکستان سے وہ لڑکا یہاں آیا اور میری بیٹی کو اپنے ساتھ ورغلا کر لے گیا۔۔۔ ہم برسوں سے یہاں مقیم ہیں ہم کیا منہ دکھائیں گے برادری کو؟ "

اس شخص کی بے بسی عروج پر تھی وہ خستہ حالت میں
انکے سامنے بیٹھے اپنا مسلہ بیان کرنے لگے۔
ویسے تو بظاہر سوٹڈ بوٹڈ شخص تھے مگر سوچ سے معلوم
ہوتا تھا کہ کئی پرانے بزرگ ہیں۔
"پچیس سال بیٹی رہی اور پچیس دن میں کوئی اسے
اتنی آسانی سے ورغلا کر لے گیا؟ "
نوشیر وال صاحب کا غصّہ سوا نیزے کو چھونے لگا تھا۔
انکی بات پر اس شخص کا چہرہ سب کے بیچ زلت کی
آمیزش سے سرخ پڑ گیا۔

کہ تب ہی زریاب خان کمرے میں داخل ہوئے سب نے اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا۔ جب تک وہ اپنی جگہ نہیں بیٹھ گئے۔ سب کے سامنے بظاہر انہوں نے جھک کر نوشیر وال صاحب کے ہاتھ پر پیشانی رکھی۔ اسی شخص نے پھر سے اپنا مسلہ زریاب خان کے سامنے پیش کیا۔ جو بغور انکی بات سن رہے تھے۔ یہاں یہ ایک برادری برسوں سے چلتی ہوئی آرہی تھی چاہے آس پاس دوسری ذات کے لوگ رہتے ہوں لیکن پرانے وقتوں میں جتنے گھرانے ملائشیا آئے

تھے وہ آج تک ساتھ تھے جن کا خاندان سب کا آدھا

پاکستان میں آباد تھا۔

اور آفندی خاندان شروع سے تخت پر بیٹھتا ہوا آیا تھا

چاہے فیصلہ یہاں کا تھا یا پاکستان کا اس خاندان کا نام

معزز خاندانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

"کیا تم کو پہلے اس مسلے کا علم تھا؟" زریاب خان کے

استفسار پر اس شخص نے دھیرے سے سر اثبات میں

ہلا یا۔

جس پر زریاب خان نے حقارت سے انکی جانب دیکھا۔اور ایک زہریلی مسکراہٹ انکی جانب اچھالی۔

"یقیناً تم خلاف ہو گا اس رشتے کے اسی لئے تمارا بیٹی نے وہ قدم اٹھایا۔۔۔کیا تم سب کا سوچ بدل نہیں سکتا؟"انکی بات پر سب پر سکتہ سا چھا گیا۔

دور سچ میں بدلا تھا مگر کیا لوگ بدل گئے تھے؟ یہ آج بھی سوچنے کی بات تھی۔

"اولاد کو اولاد سمجھو۔۔۔اپنا بزنس نہیں۔۔۔انکی خوشی تمہارا اولین فرض ہونا چاہئے۔۔۔پیسا شہرت آتا جاتا رہے گا مگر یہ اولاد تم کو واپس نہیں ملے گا "

انکی بات پر نوشیر وال صاحب نے بے اختیار انکی جانب دیکھا۔ان کے چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہوئی۔

"ام کو لگتا ہے یہ فیصلہ یہی ہوتا ہے۔۔۔اسلام نے اسکو اجازت دی کہ وہ پسند سے نکاح کرے تو تم اسکے خلاف نہیں ہو سکتا"

وہ اٹل لہجے میں بولتے اپنی بات تقریباً ختم کر چکے تھے جب ایک کی آواز پر سب نے بے اختیار انکی جانب دیکھا۔

"یہ فیصلہ کیا تب بھی آیا تھا؟ جب خان حویلی کی بیٹی کا مسلہ در پیش آیا تھا؟" انکے سوال پر زریاب خان جیسے اگلا سانس بھول گئے۔ سب یکدم سے خاموش ہو گئے۔

اس شخص کا بیٹا شدید غصّے میں اپنے باپ کے ساتھ جڑ کر بیٹھا تھا جس کی منگیتر کی یہاں بات ہو رہی تھی۔

زریاب خان نے زخمی نگاہوں سے نوشیر وال صاحب کی جانب دیکھا جو پہلی بات کے سحر سے ہی نہیں نکلے تھے کہ ایک اور لفظ کا تمانچہ انکی شخصیت پر آپڑا تھا۔ یہ وقت گھوم کر شاید انکے لئے ہی آیا تھا جواب ایک لفظ کہنے کے قابل نہیں رہے تھے گناہ ہو جانا بڑی بات نہیں گناہ ہو جائے تو اس پر نادم ہونا ایمان کی پختگی کی نشانی ہوتی ہے۔

"ام ایڈریس دیتا ہے تم کو۔۔۔ جا کر اسی خان حویلی کی بیٹی کو دیکھو۔۔۔ جواب مل جائے گا تم کو "

یہ کہتے ہوئے انکے لہجے میں ایک مان تھا ایک غرور تھا جو ڈاکٹر برہان ورک نے اپنی ایک جھلک میں انکو دلایا تھا۔

وہ شخص محبت و عزت کا پیکر تھا۔زر تشم نوشیر وال کی قسمت اسے پا کر آج دنیا میں اپنی فتح کا جشن منا رہی تھی۔

یہ منظر ورک ہاؤس پر ایک نظر ڈالنے سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا۔

جہاں اس وقت وہ لاؤنج میں بیٹھی ہنس ہنس کر پاگل
ہو گئی تھی کیونکہ سامنے مبشر نے ڈاکٹر برہان کو اس
دن پر پچھتانے پر مجبور کر دیا تھا جس دن وہ دونوں ملے
تھے۔

85/2

ڈاکٹر برہان ایپرن پہنے دونوں ہاتھ صلیب کے ساتھ ٹکائے کھڑے ٹیڑھی گردن کئے مبشر کو گھور رہے تھے جو انکی ایک سنے بغیر اپنی من مانیاں کر رہے تھے انکی ہر ہر حرکت پر زرتشم کے پیٹ میں ہنس ہنس کر درد ہونے لگا تھا۔

"موبی۔۔۔اس بار آپ نے کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" برہان دانت پیس کر کلس کر بولے۔

"دیکھا زر۔۔۔ تمہارا شوہر خود بتا رہا ہے کہ اس سے برا کوئی نہیں۔۔ہائے تمہاری قسمت "

وہ کسی محلے کی جھگڑالو آنٹی کی طرح ایکٹنگ کرتے دونوں کے بیچ آگ لگانے لگے لیکن ناکام زرتشم تو انکے انداز پر ہی ہنس پڑی تھی۔

"موبی۔۔۔م۔۔۔مزید پانی نہیں اوئے" انکے کہتے کہتے بھی مبشر نے آٹے میں مزید پانی ڈال دیا اب آٹا پانی کے اوپر تیر رہا تھا۔

برہان نے ضبط سے موبی کو دیکھا جو تیرتے ہوئے آٹے کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

"واؤ کیا سین ہے۔۔۔" انکی بات پر برہان نے پیچھے سے انکے سر پر ایک بجایا۔

"سین؟ یہاں آٹا پانی مکس ہو کر کچھ اور ہی بن گیا اور آپ انکا سین بنا رہے ہیں۔۔۔؟ اب روٹیاں بنیں گی یا انکا حلوہ؟" انکا بس نہیں چل رہا تھا موبی کو اسی میں ڈبکی لگوادیں۔

"توحلوا کھالیں گے آج" وہ کندھے اچکا کر شان بے نیازی سے بولے۔ڈاکٹر برہان کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ گیا۔

"موبی۔۔۔ شرافت سے کچن کی حدود سے باہر ہو لیں۔۔۔ ورنہ اب میں آپکو اٹھا کر پھینک دونگا"

وہ واقعی یہ دھمکی سچ کر گزرتے اس سے پہلے موبی شریف بن کر کچن سے باہر آگئے اور آکر زرتشم کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے۔

برہان جو پریشان سے اب یہ سوچ رہے تھے کہ اب اس میں مزید آٹا جانا تھا یا پانی ہی نکلنا تھا نظر بے اختیار سامنے گئی۔

جہاں زرتشم اور موبی اپنی اپنی کرسی پر بیٹھے انکو کسی مووی کی طرح دیکھ رہے تھے۔

برہان نے دونوں کرسیوں کے بیچ فاصلہ دیکھا فاصلہ تو کافی تھا پھر کیوں انکو یہ فاصلہ کم لگ رہا تھا۔

وہ سر جھٹک کر اس آٹے کو ایک سائیڈ کر کر دوبارہ دوسرا آٹا گوندھنے لگے زرتشم کو اب پیور دیسی کھانا

کھلانا تھا یہ وقت اس پر دھیان زیادہ دینے کا تھا تاکہ اسکی ریکووری جلدی ہو سکے۔

"دیکھو اس شخص کو۔۔۔شوہر کم ماسی زیادہ لگ رہے ہیں"

مبشر زر تشم کے کان کے قریب سر گوشی کرنے لگے جب برہان کی نظر اسی وقت ان پر پڑی۔انکو زر کے اتنے قریب ہوتے دیکھ وہ آٹے کو زور سے مٹھی میں بھینچ گئے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" وہ ہکا بکا سے دونوں کو دیکھ استفسار یہ پوچھنے لگے۔

"چغلی۔۔۔اسے چغلی کہتے ہیں۔۔۔آپ کے گناہ معاف ہو جائیں گے اس سے"

موبی ڈھٹائی کی انتہا کرتے زر کو دیکھ ہنسنے لگے دونوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارا جسے دیکھ برہان کا سانس رک گیا۔ وہ ہڑ بڑا کر کبھی موبی کو دیکھیں تو کبھی زر کو۔

"م۔۔۔میں جہنم چلا جاؤنگا۔۔۔آپ چغلی کرنا بند کریں" وہ سیدھا یہ نہیں کہہ سکے کہ انکی زرسے فاصلہ بنائیں۔

"دیکھا۔۔۔وہ توآپ نے ویسے بھی چلے جانا ہے مجھ معصوم کی پکار کو رد کرتے ہیں اب تک کنوارہ بیٹھا ہوں میں "

انکی بات پر زرتشم کا قہقہہ پھوٹ کر نکلا۔ برہان کو پہلی بار اسکی ہنسی اچھی نہیں لگی تھی۔

"موبی۔۔۔بی سیریس" وہ ازحد سنجیدگی سے گویا

ہوئے۔

"اوکے جان جہاں۔۔۔ ہوگئے خاموش اور کوئی

حکم؟"

انکی تابعداری پر زرنے بھنویں اچکا کر انکو داد دی جس

پر ڈاکٹر برہان بے ساختہ گردن آگے کر کر ہونقوں

کی طرح اسے دیکھتے گردن دائیں جانب جھٹک گئے۔

انکے اندر جیسے خون کی گردن دھیرے دھیرے تیز ہو رہی تھی وہ کام کم کر رہے تھے چیزوں پر اپنا غصّہ زیادہ اتار رہے تھے۔

ڈاکٹر مبشر نے پھر کوئی لطیفہ زر کے گوش اتارا جس پر وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

دوسری جانب ڈاکٹر برہان کی بس ہو رہی تھی وہ لبوں پر ہاتھ رکھتے ضبط سے دونوں کو دیکھنے لگے۔

مبشر بات بات پر پھر کوئی جگت کرتے اور زر پاگلوں کی طرح ہنسنے لگتی یہ سب اب برہان کی برداشت سے

باہر ہو رہا تھا۔ وہ دائیں بائیں دیکھتے گہری سانس لے کر
ضبط کی ایک کوشش کرنے لگے۔
لیکن اندر میں جیسے وبال اٹھ رہے تھے۔
"چلو ہم تب تک لڈو کھیلتے ہیں جب تک یہ مولوی
صاحب کچھ بنا کر ہٹیں" مبشر کہہ کر جانے ہی لگے
تھے کہ برہان نے جھٹ سے روک لیا۔
"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ضرورت نہیں
اسکی۔۔۔زر۔۔۔مم۔۔۔مجھے بتائیں یہ آٹا کیسے
گوندھا جاتا" وہ جھٹ سے باہر آتے زرتشم کی وہیل

چیئر کچن میں لے گئے اور اسکے سامنے سارا سامان رکھنے لگے۔

مبشر کے لئے یہ دیکھ اپنی ہنسی روکنا بے حد مشکل ہو رہا تھا مگر وہ پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی روک رہے تھے۔

وہ برہان کی رگ رگ سے اچھی طرح واقف تھے تب ہی جان بوجھ کر کب سے ایسی حرکتیں کر کر انہیں جیلسی محسوس کروا رہے تھے اور وہ ہو بھی رہے تھے۔

وہ مسکرا کر باہر لان میں آ گئے۔اور اپنا موبائل دیکھنے لگے جہاں زنو کی چار مسڈ کالز دکھ رہی تھی اور یہاں نکلی تھی مبشر کی ساری ہوا۔

"یہ تو سیدھا قبر میں اتار دے گی"

وہ سر پر پیر رکھے اپنی گاڑی کی جانب دوڑ لگا گئے یقیناً اسے ریسٹورنٹ سے پک کرنا تھا اور یہ کام موبی خوشی خوشی بلکہ بے حد خوشی سے کرتے تھے۔

"جلاد بھائی کی جلاد بہن۔۔۔ یا اللہ آج بچا لے۔۔۔دوبارہ ایک گھنٹی کان میں فٹ کروالونگا "

وہ زیر لب دعا کرتے گاڑی تقریباً اڑاتے ہوئے
ریسٹورنٹ پہنچے تھے جہاں وہ کسی مارنی بیل کی طرح
انکو سڑک پر کھڑی دیکھ رہی تھی۔

"ایم۔۔۔ایم رئیلی سوری۔۔۔ تمہارا بھائی ہی پھوہڑ
تھا آٹا بھی گوندھنا نہیں آتا اسے بس وہی سکھا رہا تھا"
اس بات کو الٹا کر کر زنو خود سمجھ گئی تھی کہ مطلب یہ
جناب خود آٹا گوندھنا سیکھ رہے تھے سر پر بھوت جو
سوار تھا اپنی بیگم کے لئے گھر آنے پر اچھا کھانا بنانے
کا

لیکن وہ الگ بات تھی کہ بیگم ابھی اس چیز کیلئے راضی نہیں تھیں"

"کیا ہوا۔۔۔ موڈ آف ہے؟" وہ ساتھ والی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی زنو کو سنجیدہ دیکھ نرمی سے پوچھنے لگے۔

"ہوسپٹل چلیں" اسکی بات پر مبشر نے بے اختیار گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"کیوں۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ کچھ ہوا ہے بتاؤ مجھے؟" ہوسپٹل کے نام پر انہیں ساتھ بیٹھی اس سنگدل لڑکی کی از حد فکر ستائی تھی۔

"موبی پلیز۔۔۔اگر خاموشی سے پہنچا سکتے ہیں تو بتا دیں۔۔۔ورنہ میں ٹیکسی سے چلی جاؤں گی"

وہ ازحد سنجیدگی سے لفظوں پر زور دے کر بولی تھی۔

"نہیں۔۔۔میں لے چلتا ہوں ہوسپٹل کا نام بتاؤ"

انکے پوچھنے پر زنو نے ہوسپٹل کا نام بتایا جو قسمت سے ڈاکٹر مبشر اور برہان کا ہی ہوسپٹل تھا لیکن شاید اس وقت زنو کے دماغ سے نکل چکا تھا۔

"وہاں کون ہے؟" نرمی سے استفسار کیا۔

"ہے ایک لڑکا" وہ بظاہر اپنے دھیان میں بولی مگر
لڑکے کے نام پر مبشر نے فورا اسے دیکھا۔

"کون لڑکا؟" انکے لہجے میں کچھ تھا شاید زنو کے منہ
سے لڑکے کا ذکر انہیں کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔

"دوست ہے" وہ اب بھی ونڈو سے باہر دیکھ کر بولی
تھی۔

"دوست نہیں کمینہ ہے" وہ ضبط سے زیر لب
بڑبڑاتے گاڑی کا رخ ہوسپٹل کی جانب کر گئے۔

وہاں پہنچتے زنو جلدی سے اتر کر اندر چلی گئی اور ریسیپشنسٹ سے روم نمبر پوچھ کر اس جانب بڑھ گئی۔ جب اسکے پیچھے پیچھے ڈاکٹر مبشر وہاں آکر کھڑے ہوئے۔

"ہیلو۔۔۔ڈاکٹر" انکو دیکھ ریسیپشنسٹ نے مؤدب انداز میں سر خم کیا کیونکہ انکا شمار یہاں کے ٹاپ اسپیشلسٹ میں ہوتا تھا۔

"یہ۔۔۔جس لڑکے کا پوچھ کر گئی ہیں کیا ہوا ہے انکو؟" انہوں نے ازحد سنجیدگی سے پوچھا۔

نرس نے چیک کر کرا نہیں بتایا'' سر ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وہ ایڈمٹ ہوئے ہیں اپنی مدر کے ساتھ ''

اسکی بات سن کر ڈاکٹر مبشر نے گردن موڑ کر اس جانب دیکھا جہاں سے زنو گزر کر گئی تھی۔

''تو لکھو۔۔۔اسی ایکسیڈنٹ میں مر گیا'' انکی بات پر نرس کو یکدم سر اچھو لگا۔

"س۔۔۔سوری سر؟"نرس کو لگا جیسے اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ مبشر نے سپاٹ نظروں سے اس لڑکی کی جانب دیکھا۔

"میرے آفس آنا کانوں کی دوا دونگا" وہ کہہ کر رکے نہیں تھے اسکے بعد نرس کے جو ہاتھ چلے وہ خود بھی انکی تیزی دیکھ کر حیران تھی مگر کرنا تو تھا ناں۔

۔۔۔۔۔۔۔

فیصلہ ہوتے ہی سب لوگ جا چکے تھے زریاب خان بھی باہر سے ہی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئے جب

پیچھے سے انکی سماعتوں میں نوشیر وال صاحب کی آواز گونجی۔

"کدر جا رہا ہے زری۔۔۔ تمارا گھر تو یہ ہے" آج انکا لہجہ دھیما تھا بے حد دھیا جس پر زریاب نے بے ساختہ مڑ کر پیچھے دیکھا وہ مردان خانے کی دہلیز پر کھڑے انکو دیکھ رہے تھے۔

"یہ گھر کبھی اپنا لگا ہی نہیں بابا۔۔۔ یہ بزنس کی جگہ ہے" وہ ڈھکے چھپے لفظوں میں بہت کچھ کہہ گئے تھے جو سیدھا نوشیر وال صاحب کے دل پر لگا تھا۔

انکی خاموشی دیکھ زریاب خان اپنی گاڑی کی جانب

بڑھ گئے جب وہاں ایک جیپ آ کر رکی جس سے

اترتے وردی میں ملبوس داراب خان کو دیکھ وہ بے

اختیار رک گئے۔

اس نے بھی زریاب خان کو دیکھتے اپنی آنکھوں پر سے

سن گلاسسز اتار کر شرٹ میں اٹکا لئے۔

سامنے کھڑے داراب خان کو دیکھ زریاب کے لبوں

پر مسکراہٹ سی بکھر گئی دونوں ایک ساتھ قدم

بڑھاتے قریب آکر ایک دوسرے کے گلے لگ گئے۔

"کیسے ہیں لالا" زریاب کو یہاں دیکھ داراب کے چہرے پر انوکھی سی چمک آگئی تھی۔

"ام ٹھیک ہے۔۔۔ تم کو دیکھ کر مزید ٹھیک ہو گیا ہے امارا شیر" اسے وردی میں دیکھ انہیں بے حد خوشی محسوس ہوتی تھی۔

وہ آتے ہوئے آرٹیکل پڑھ چکے تھے کہ آج پھر ڈی
ایس پی داراب خان نے دشمنوں کی ایک پوسٹ اڑائی
ہے۔جو ایک بڑی جیت تھی۔

"آپ کہاں جارہے ہیں اتنی جلدی" وہ ابھی انجان تھا
انکے یہاں آنے کے مقصد سے۔

"بس۔۔۔ام کو نکلنا ہے دراصل آفس سے سیدھا یہی
آیا تھا فیصلے پر" انہوں نے اسکا کندھا تھپتھپاتے
شائستگی سے جواب دیا۔

"تو ہوتا رہے گا کام اندر چلیں آپ" انکو جاتے دیکھ

داراب کے دل کو کچھ ہوا تھا قسمت نے تینوں بھائیوں

کو ملا کر اب ایسا مذاق کیا تھا جس پر نہ ہنسا جا سکتا تھا اور

نہ رویا۔

"نہیں۔۔۔" وہ نرمی سے مسکرانے لگے۔

"یہ حویلی تمارا ہے۔۔۔ تم ادرر رہو" انکے لہجے میں

چھپا احساس محسوس کرتے داراب کا دل یکدم سے

مٹھی میں آگیا۔

"ایسے کیوں کہہ رہے ہیں لالا۔۔۔یہ ہم سب کی حویلی ہے" اسکا دل دکھا تھا وہ درمیان والی اولاد ہو کر بڑے اور چھوٹے کے دکھوں میں خود سے زیادہ آزمایا جارہا تھا۔

اسکی بات زریاب خان نے ایک مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی۔

"تم ہے ناں ادر۔۔۔تم ادر ہی رہنا۔۔۔مورے اور داجی کے ساتھ انکو ضرورت ہے تمارا" وہ بہت کچھ

کہنا چاہتے تھے یہ بات انکے الفاظ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے مگر وہ خود پر کڑا ضبط کرتے اپنی گاڑی میں آبیٹھے۔ انکے ڈرائیور نے بیٹھتے ساتھ گاڑی سٹارٹ کر دی پیچھے کھڑے گارڈز بھی اپنی گاڑی لے کر انکے پیچھے نکل پڑے۔

"دولت کی کمی کسی بھائی کے پاس نہیں تھی جس کے پاس بھی دیکھی جاتی پہلے والے سے زیادہ ہی لگتی۔ مگر اس دولت کا کیا جو انہیں سکون ہی خرید کر نہ دے سکے۔

بلیو ویل نمایہ بلڈ نگ اس وقت سورج کی روشنی میں
نہائی شہر کے دامن میں چمک دمک رہی تھی دور سے
بھی کوئی آسانی سے پہاڑیوں کے بیچ کھڑی اس
خوبصورت بلڈ نگ کو دیکھ سکتا تھا مگر وہ الگ بات تھی
کہ کوئی دیکھنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ اس بلڈ نگ کی
دہشت دور سے ہی نظر آتی تھی۔ ہر کوئی اسے دیکھنے
سے بری طرح کتراتا تھا کیونکہ یہاں کسی کی نظر پڑی

نہیں وہاں اس کی نظر اٹھی نہیں اور جب وہ اٹھتی تھی
تو بہت بڑا طوفان اپنے ساتھ اٹھاتی تھی۔

یہاں کسی کو بنا اجازت سانس لینے کی بھی اجازت
نہیں تھی یہاں رہنے والوں پر گونگے ہونے کا شبہ ہوتا
تھا اور یہ خاص طور پر تب زیادہ ہوتا تھا یہاں ابراہیم
شدید غصّے میں ہوتا۔

اس وقت وہ بھڑکتی آگ کا شعلہ بنا ہاتھ میں بوتل
پکڑے ٹرانس پیرنٹ وال کے پاس کھڑا سامنے
سڑک پر دوڑتی چھوٹی گاڑیوں کو دیکھ رہا تھا وہ

دور سے بھی اتنی چھوٹی تھی اور قریب جانے پر بھی اتنی ہی چھوٹی معلوم ہوتی تھیں کیونکہ دیکھنے والی آنکھ ابراہیم کی تھی جو سب کچھ صرف خود میں دیکھتی تھی۔

اسکی بھوری آنکھیں یک ٹک صرف ایک نقطے پر ٹکی تھیں جب پیچھے سے کسی کے بھاری بوٹوں کی آواز سنائی دی۔

وہ آواز قریب آرہی تھی آتے ہی وہ یکدم رک گئی فضا میں پھر خاموشی چھا گئی۔ کسی نے گہرا سانس خارج بھی کیا تو صاف آواز سنائی دی گئی۔

"ہمارا گودام بلکل ختم کیا گیا ہے۔۔۔اور یہ کام اس ڈی ایس پی کا ہے"

زارک نے نہایت دھیمے ٹھہرے لہجے میں بتایا جب ایک اڑتی ہوئی بوتل عین اسکے کان کے قریب سے ہو کر گزرتی سامنے دیوار سے جا ٹکرائی اور کرچی کرچی ہو کر فرش پر گر گئی۔

ابراہیم کے اس وار پر جیسمن کا دل سیدھا حلق میں آ گیا تھا اس نے زارک کو دیکھا جو کسی فولاد کی طرح اکڑا کھڑا اتھا۔

وہ کبھی ابراہیم کے سامنے ری ایکٹ نہیں کرتا تھا وہ چاہے تو اسے جان سے مار دے۔ جبکہ جسامت اور طاقت میں صاف واضح تھا کہ ابراہیم، زارک ولف کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ وہ فولاد تھا طاقت اسکے انگ انگ سے جھلکتی تھی وہ اکیلا میدان میں دس کو گرا سکتا تھا۔

"کیسے۔۔۔۔کیسے معلوم ہوئی اسے وہ جگہ "ابراہیم

بولا نہیں دھاڑا تھا جس پر سب پر ایک سکتہ سا چھا گیا۔

"شاید اسکے ساتھ کوئی انڈر گراؤنڈ لوگ شامل ہیں جو

یہ اطلاع اس تک پہنچاتے ہیں "

اب بھی اسکا لہجہ بے حد دھیما ٹھہرا ہوا تھا جیسمن کو

اسکی فکر ستائے جا رہی تھی جو بات وہ کر رہا تھا اسکے بعد

ابراہیم غصّے میں اسکے ساتھ ہی کچھ کر گزرتا۔

ابراہیم نے شدید طیش بھری نگاہوں سے اسے

دیکھا۔

"مجھے یہاں رہنے والے ہر بندے کی رپورٹ چاہیئے" وہ سپاٹ لہجے میں حکمیہ انداز میں بولا تھا جس پر زارک سر خم کر گیا۔

ابراہیم کا غصّہ اسکی تابعداری پر بھی کم نہیں ہوتا تھا وہ پھنکار کر واپس سے وال کی جانب رخ موڑ گیا۔

زارک کے کمرے سے نکلتے جیسمن جلدی سے اسکے پیچھے پیچھے خود بھی نکل گئی وہ ابھی دوسرے پورشن تک پہنچا ہی تھا جب اس نے زارک کو جالیا۔

"ولف۔۔۔میری بات سنو" وہ سانس چڑھائے
اسکے پیچھے پیچھے بھاگی چلی آئی زارک کی نارمل سپیڈ
اسکے بھاگنے والی سپیڈ کے مترادف تھی۔

زارک نے بے حد سپاٹ نظروں سے اسکی جانب
دیکھا جیسے اسکا خود کو یوں روکنا اسے شدید ناگوار گزرا
ہو۔

"تم کیوں جاتے ہی ابراہیم کے سامنے جب وہ غصّے
میں ہو۔۔۔پلیز۔۔۔تم مت جایا کرو" اسکے لہجے میں
بے اختیار عرق اتر آیا۔

جیسمن رانا یہاں کی سب سے ٹاپ ہیکرز میں شمار ہوتی تھی جس کے تیز ذہن اور خوبصورتی کی وجہ سے ابراہیم اسے اپنے آس پاس ہی رکھتا تھا۔ لیکن زارک کے ساتھ اتنا عرصہ کام کر کر بھی وہ اسکے لئے انجان ہی تھی یہی بات اسے ہرٹ کرتی تھی۔

زارک نے سرخ انگارے برساتی نگاہوں سے اپنے بازو پر اسکا گورا دودھیا ہاتھ دیکھا اور درشتگی سے ایک جھٹکے میں جھٹک گیا۔

"تم میری ماں ہو؟" اسکے سوال پر جیسمن تھوڑی
چونکی اور نہ سمجھی سے سر نفی میں ہلا گئی۔
"بہن ہو؟" اس بار بہن کے نام پر جیسمن کا چہرہ
مارے ضبط کے سرخ پڑ گیا۔
"تو میری فکر چھوڑ کر اپنی فکر کرو" اسکے کاٹ دار لہجے
پر جیسمن کا دل دو ٹوک ہو گیا۔
"مجھے فکر ہے تمہاری۔۔۔بہن نہ صحیح ایک اور رشتہ
بچتا ہے جو میں تم سے بنانا چاہتی ہوں"
وہ دھیمے لہجے میں بولتی کرب کی انتہا پر تھی۔

زارک نے وحشی نگاہوں سے اسے دیکھا اس نے

شروع دن سے کبھی نگاہ اٹھا کر بھی اس لڑکی کو نہیں

دیکھا تھا وہ جانتا تھا ابراہیم جیسمن کو پسند کرتا ہے لیکن

وہ زارک ولف کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی تھی۔

"لسن ٹومی۔۔۔یو بچ۔۔۔میرے راستے میں آنے

سے گریز کیا کرو سمجھی تم" وہ بولا نہیں پھنکارا تھا اسکا

کاٹ دار لہجہ جیسمن کا دل مزید ٹکڑے کر گیا۔

"نہیں کر سکتی۔۔۔میں آخری دم تک تمہارے پیچھے آؤں گی" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں ان خوبصورت اولیو گرین آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔

"تو اسی دم تمہیں قبر میں خود اتارونگا" وہ کہہ کر رکا نہیں تھا جیسمن وہی کھڑی اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی دن میں سو بار وہ محبت کا اعتراف کرتی تھی اور سو بار ہی اس سے منہ کی کھاتی تھی۔

"تم مجھے مجبور کر رہے ہو ولف۔۔۔ تم مجھے مجبور کر رہے ہو" وہ بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑتی ضبط سے زیر لب بڑبڑائی تھی۔

"اب میں اپنا طریقہ اپناؤں گی۔۔۔ جیسمن رانا کا طریقہ۔۔۔ تم خود بھی خود کو میرا ہونے سے نہیں روک سکتے "

اسکے ارادے جتنے پختہ تھے یہ اسکی آنکھوں میں صاف دکھائی دے رہا تھا وہ سرد مہری سے اسی راستے کو دیکھے گئی جہاں سے وہ دشمن جان گزر کر گیا تھا۔

اسکے پاس کب کوئی آکر کھڑا ہوا اسے علم کر نہیں ہو
سکا پتہ تب چلا جب اسکے بالوں میں حرکت سی
محسوس ہوئی۔

وہ ڈر کر یکدم سے اسکی جانب پلٹی اور ہو نقوں کی
طرح سامنے کھڑے ابراہیم کو دیکھ اسکا سانس اوپر کا
اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

وہ شیطانی مسکراہٹ مسکراتا گردن دائیں جانب
ڈھلکائے شریر نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کم۔۔۔آئی نیڈیو" وہ کہہ کر رکا نہیں تھا اسکی بات پر جیسمن کا دل حلق میں آ گیا۔

وہ زرد پڑتی رنگت کے ساتھ ابراہیم کو جاتے ہوئے دیکھنے لگی آگے کوئی راستہ بھی تو نہیں تھا اسکے قدموں کو اسی جانب پلٹنا تھا اور وہ پلٹ چکے تھے۔

۔۔۔۔۔۔۔

باری کی حالت دیکھ کومل سر پکڑ کر بیٹھ گئی وہ پہلے سے ہی پریشان تھی اوپر سے باری پورا آئس کریم سے بھرا

اسکے سامنے گپو بن کر بیٹھا معصومیت سے اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو مما نے منع کیا تھا ناں۔۔۔اب آپ کو ٹھنڈ لگ گئی تو؟ بابا ڈانٹیں گے مما کو" وہ اسکے کپڑے نکالتی مصنوعی انداز میں ڈپٹنے لگی۔

اس نے جھٹ سے اپنے ہونٹ گول کر کر رونے کی تیاری پکڑلی۔

"باری۔۔۔اب رو کر دکھایا تو پٹائی ہو گی۔۔۔سارا دن آپ کے الٹے کام ختم نہیں ہوتے "

پامیر کبھی بھی باری کا رونا برداشت نہیں کرتا تھا وہ اپنے ایک ہی بیٹے کو دس اولادوں جتنا پیار دے کر بڑا کر رہا تھا وہ ماں سے زیادہ باپ کا لاڈلا تھا اور یہاں اب کومل کی قسمت گردش میں تھی جو کمرے میں داخل ہوتے پامیر کی نظر اس پر پڑ گئی۔

"کیا ہوا؟" پامیر کی آواز پر کومل بدک کر یکدم سے پیچھے ہٹ گئی۔

"با۔۔۔ با" باری اسے دیکھتے ساتھ ہی رونا شروع ہو گیا کومل تو ہکا بکا سی اسکے ڈرامے دیکھنے لگی۔

"جی بابا کی جان۔۔۔کیا ہوا میرے بیٹے کو "

وہ باری کو گود میں اٹھائے اپنے سینے سے لگا گیا۔

وہ ابھی آفس سے آیا ہی تھا کہ باری کو اٹھانے سے اسکی شرٹ پر بھی آئس کریم کے داغ لگتے وہ گندی ہو گئی۔

"اممم۔۔۔۔با۔۔۔۔با" وہ بس روتا چلا جا رہا تھا پا میر نے کومل کی جانب دیکھا جو اسکی نظروں پر ہی گڑ بڑا سی گئی تھی۔

"میں نے منع کیا تھا آئس کریم کھانے سے اس نے
صرف کھائی بلکہ گندا بھی ہو گیا۔۔۔اب بیمار ہو گیا
تو؟ "

اسکی بات پر پا میر نے باری کا ننھا سا چہرہ باہر نکال کر
اسکا بندر جیسا منہ دیکھا اسے بے اختیار ہنسی آگئی۔
"میرا پیارا بیٹا۔۔۔آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا
ناں "

صد شکر اسکا دھیان باری کے بیمار ہونے کی طرف چلا
گیا تھا ورنہ وہ چاہے پورا پا شا ولا ڈھا دیتا کوئی اس سے

پوچھنے کا حق دار نہیں تھا ان بچوں کو سب سے اتنا پیار

مل رہا تھا۔

"دا۔۔ہ"اس نے معصومیت سے زالے کا نام لیا یہ

کونسا زامل سے کم تھا ابھی لفظ کم آتے تھے مگر سمجھتا ہر

ایک بات تھا۔

"اچھا چلو نائی نائی کرو پھر باری بابا کے ساتھ فائیٹ

فائیٹ کھیلے گا "

اس نے بہلا کر اسے کومل کی گود میں دیا جس نے ٹھنڈ کی وجہ سے اسے نہلانے کے بجائے وائپس سے اچھی طرح صاف کر دیا۔

تینوں کے سلیپنگ ڈریس ایک جیسے ہوتے تھے اب بھی چیک سٹائل کے سلیپنگ سوٹ تینوں نے زیب کر رکھے تھے۔

پامیر تقریباً گھنٹہ باری کے ساتھ کھیلا تھا جب وہ تھک کر اپنے باپ کے سینے پر ہی سو گیا اس نے آرام سے

اسے کاٹ میں ڈالا اور بیڈ کی جانب مڑ گیا جب اسکی نظر کومل پر پڑی۔

وہ مرر کے سامنے کرسی پر بیٹھی ہاتھوں پر لوشن ملتی نجانے کن گہری سوچوں میں گم تھی جب اسے اپنے کان کے قریب تپش کا احساس ہوا۔

"کیا بات ہے۔۔۔میری بیگم کیا سوچ رہی ہیں اس وقت "

وہ کومل کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے اسکی بیلی کے گرد حصار مضبوط کر گیا۔

"جانتی ہوناں۔۔۔یہ میرا وقت ہے۔۔۔اس میں تمہیں کچھ اور سوچنے کی بھی اجازت نہیں" اسکی بات پر کومل کے ذہن میں یکدم سے تبدیلی آئی وہ مڑ کر پامیر کے چہرے پر محبت کے بکھرے رنگ دیکھنے لگی۔

اور دھیرے سے اٹھ کر اسکے مقابل کھڑی ہوتی گلے میں بانہیں ڈال گئی۔اسکا یہ انداز پامیر کو ہمیشہ پاگل کر دیتا تھا۔

"تمہارے علاوہ اور کسی کا سوچ بھی کیسے سکتی ہوں"

وہ شریر لہجے میں بولتی اسکی ناک سے اپنی ناک ٹکرانے لگی یہ سکون تھا دونوں کیلئے۔

"اب بتاؤ۔۔۔ کس بات سے پریشان ہیں ہماری بیگم صاحبہ؟"

وہ لاڈ سے اسکی پریشانی پوچھنے لگا جس کے بعد کومل کیلئے کچھ بھی چھپانا نہ ممکن تھا۔

پاشا ولا پر اتری صبح کچھ لوگوں کے لئے بہت بھاری تھی جس میں کومل پامیر کے ساتھ ساتھ زمل بھی شامل تھی تینوں ہی ایک دوسرے سے نظریں نہیں ملا پا رہے تھے۔

"باہ۔۔۔انتل۔۔۔دندے (بابا انکل گندے تھے) "

زامل کب سے زیحال کو صرف یہی ایک بات بول رہا تھا۔

جب اس نے بے اختیار زامل کی جانب دیکھا۔

"کس انکل کی بات کر رہے ہو زامی ؟"

اس نے نہایت سنجیدگی سے پوچھا جس پر زامل نے دھیرے دھیرے اسے کچھ سمجھانے کی کوشش کی۔

وہاں بیٹھی آئرہ کی تو جیسے جان لبوں پر آگئی تھی۔البتہ برلاس کا دھیان ہی یہاں نہیں تھا وہ خاموشی سے اپنے ناشتے کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔

زیحال اس لئے چپ تھا کہ بچوں کے ساتھ برلاس تھا اور جہاں وہ جن موجود ہوتا وہاں کوئی کچھ کر جائے ایسا

ممکن ہی نہیں تھا اتنا یقین اسے اپنی اس چھوٹی اولاد پر

تھا۔

آئرہ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی جب اسکے موبائل

سکرین پر ایک نام جگمگانے لگا تھا۔ وہ نام دیکھ آئرہ کی

آنکھیں بے اختیار پھیلنے لگیں

85/3

سب لوگ ناشتہ کر کر دھیرے دھیرے اٹھ رہے تھے کومل پامیر زمل تینوں سب سے زیادہ خاموش بیٹھے تھے۔ باقی سب تو کچھ بول ہی رہے تھے مگر ان تینوں کی زبان جیسے گنگ تھی۔

زیحال نے تینوں کو خاموش نظروں سے نوٹ کیا مگر خود بھی خاموش ہی رہا۔

سب کے اٹھتے زمل بھی اٹھ کر جانے ہی لگی تھی جب زیحال کی آواز پر بے اختیار رک گئی۔

"چھوڑو اسے" اس نے زمل نے ہاتھ میں پکڑی ٹرے نرمی سے پکڑ کر واپس ٹیبل پر رکھ گئی۔ مگر وہ اتنے پر ہی بری طرح سے کانپ گئی تھی۔

"تم سے کہا تھا میں نے کہ کام نہ کرنا تم پھر لگ گئی "

وہ اسے کندھوں سے تھام کر اپنے ساتھ لگائے صوفے پر لے آیا

اسکا بس چلتا تو وہ اسکے قدموں میں نرم پھول بچھا دیتا۔

وہ اسکے ساتھ صوفے تک آئی اور دھیرے سے بیٹھ گئی۔

"اب خبر دار جو یہاں سے تم اٹھی یہ ملازموں کی فوج شکلیں تکنے کیلئے نہیں ہیں تم سب کو کام بتاؤ یا بس چپ بیٹھو۔۔۔بولنے میں بھی طاقت لگے گی۔ "

اسکی بات پر زمل نے بے اختیار اسے دیکھا

"ہمیں سانس لینے میں بھی طاقت لگتی ہے "اس نے ڈھکے چھپے لفظوں میں اسکی طبعیت صاف کی۔

"تو وہ میں تمہارے حصّے کی لے لیتا لیکن ایسا پاسیبل نہیں ہے "

اسکی بات پر پیچھے سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی۔

زمل کو ریلیکس کر کر وہ کچھ دیر بعد ہی آفس کیلئے نکل گیا تھا۔ پیچھے ایک ایک کو سخت تاکید کر کر کہ اسے کوئی کام نہ کرنے دیا جائے۔

وہ لڑکا اس وقت آئی سی یو میں شفٹ تھا عنہ نے باہر کھڑے ڈاکٹر کو دیکھا جن کی اجازت کے بغیر وہ اندر نہیں جاسکتی تھی وہ ان سے پوچھ لیتی مگر وہ کسی کے ساتھ کال پر بزی تھے۔

وہ وہی کھڑی ہو کر انکا انتظار کرنے لگی۔ لیکن انہیں دیر کرتے دیکھ زنو کا پارا سوا نیزے کو چھونے لگا تھا۔

"ایکسیوز می؟" اسکی آواز پر انہوں نے مڑ کر اسے دیکھا اور ہاتھ کے اشارے سے انتظار کرنے کا کہتے پھر سے واپس مڑ گئے۔

زنو نے دانت پیس کر انکی پیٹھ دیکھی اسے جلدی ہی ان تک پہنچنا تھا۔ لیکن اس ڈاکٹر کی وجہ سے دیر یہو رہی تھی۔

"میری بات سن لیں" اس بار اس نے لہجہ قدرے
سپاٹ کر کر انکو مخاطب کیا جس پر انہوں نے ناگواری
سے اسے دیکھا

"کچھ تو مینرز دکھائیں۔۔۔میں کال پر ہوں" وہ بے
دھیانی میں سپاٹ لہجہ کر کر بولے شاید وہ سامنے
کھڑی لڑکی کو نہیں جانتے تھے جو یہاں کے سب سے
مشہور ڈاکٹر کی بہن تھی۔

"آپ بھی تھوڑے مینرز دکھائیں۔۔۔کوئی آپ کو
بلا رہا ہے تو کوئی ایمرجنسی ہو گی "

وہ انکی بات سن کر یکدم سے پھنکاری تھی بھلا اس نے کب کسی کی اونچی آواز برداشت کی تھی۔

اسی وقت اسکے پیچھے ڈاکٹر مبشر آکر کھڑے ہوئے۔

جن پر نظر پڑتے وہ ڈاکٹر جھک کر انہیں سلام کرنے لگا۔

زنو نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے فولادی شخص کو دیکھا جو اس وقت کے مضبوط ڈھال کی مانند لگ رہے تھے۔انہوں نے جن سپاٹ نظروں سے اس ڈاکٹر کو دیکھا تھا وہ اسی میں بری طرح سے ہڑ بڑا کر رہ گئے۔

"ج۔۔۔جی آپ جائیں اندر" وہ ایک جانب ہوتے اسے اندر جانے کا راستہ دے گئے زنو نے کاٹ دار نظر ان پر ڈالی اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"آئندہ۔۔۔ کسی بھی عورت سے اونچی آواز میں بات مت کرنا" مبشر نے انگلی اٹھا کر سختی سے انہیں تنبیہ کی جس پر وہ سر خم کر گئے۔

مبشر خود کی زنو کے پیچھے اندر داخل ہوئے جو سامنے پڑے بے جان وجود کو دیکھ بلکل ساکت ہو گئی تھی۔

مبشر نے آگے آکر ایک نظر اس لڑکے کو دیکھا جس کے منہ پر آکسیجن ماسک تو لگا تھا مگر اسکا اب کوئی فائدہ نہیں تھا انہوں نے پھر بھی آگے بڑھ کر اسکی نبض پر ہاتھ رکھا جو بلکل ساکت تھی۔

مبشر نے ایک نظر اپنے ساتھ ساکت کھڑی زنو کو دیکھا جو بظاہر بلکل خاموش تھی مگر اندر میں جیسے ایک طوفان سا برپا ہو چکا تھا۔

"ہی از نو مور" انہوں نے دھیمی آواز میں بتایا اس لیے نہیں کہ وہ جانتی نہیں تھی بلکہ اس لئے کہ اسے یقین آجائے۔

"اسے مرنا نہیں چاہئے تھا" وہ زیر لب خود سے بڑبڑائی۔ مگر مبشر پھر بھی سن گئے تھے۔

"زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ویسے کون ہے یہ؟"

وہ اب تک اس سوال میں الجھے ہوئے تھے کیونکہ زنو کسی لڑکے سے دوستی کر لے امپاسیبل وہ اسکی رگ

رگ رگ سے واقف تھے کہ وہ کسی لڑکے کو منہ تک نہیں لگاتی۔اور یہی اسکی عادت ان ہیں بے حد پسند تھی۔

"لیکن ابھی کیوں؟" اسے بے اختیار طیش آیا اس نے غصّے سے مبشر کی جانب دیکھا۔

وہ شل ساکت سے اسے دیکھنے لگے اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا مبشر گہری سانس لے کر اسے دھیرے سے اپنے کندھے سے لگا گئے۔اسے ضرورت تھی اسکی۔

"اٹس اوکے" انکے دو لفظ اور زنو کے دل میں جیسے ٹھنڈ سی اتر گئی۔وہ پہلے سے قدرے ریلیکس ہو گئی

تھی۔ مبشر اسے اپنے ساتھ ہی آئی سی یو سے باہر لے آئے تھے۔ وہ خاموشی سے انکے ساتھ گاڑی میں آ بیٹھی اور انکے ساتھ ہی گھر کیلئے بھی نکل گئی۔

وہ کافی حد تک اس گاڑی کو بلیک رین جیسا بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا مزید اب بھی اس پر بہت کام ہونا تھا لیکن زارک کے پاس ویسا کچھ بھی نہیں تھا جس سے وہ اس گاڑی کو پاشا کی طرح موڈیفائے کر سکتا۔

یہی سوچ کر وہ سر پکڑے بیٹھا تھا جب اسے شدّت سے کافی کی طلب ہوئی۔

وہ دھیرے سے اٹھا اور روم سے باہر نکل کر اپنے اوپن ایریا کچن میں آگیا جہاں ضرورت کا ہر سامان موجود تھا مگر فضول ایک بھی چیز نہیں۔

کیونکہ وہ کام کے وقت اس بلیو ویل بلڈنگ میں جاتا تھا جہاں اسکا خود کا پورا پورشن موجود تھا مگر پھر بھی اس نے اپنے لئے ایک الگ اپارٹمنٹ خرید رکھا تھا یہ

لگژری اپارٹمنٹ صرف مرد کے استعمال میں تھا یہ
یوز دیکھ کر صاف اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔
کیونکہ اسے زیادہ ڈیکوریشن کا علم نہیں تھا جو چیز جہاں
دل چاہا رکھ دی۔
کافی بنانے کیلیئے اس نے مشین آن کی ہی تھی کہ ایک
چھوٹے سے بلاسٹ کے ساتھ وہ مشین وہی دم توڑ
گئی۔
زارک نے جھک کر دیکھا جہاں سے سیاہ دھواں نکل
رہا تھا۔ مگر ایسا کیوں ہوا اسے سمجھ نہیں آئی وہ سر پکڑ

کرنا گوارا ریت سے اس مشین کو دیکھے گیا پھر آخر میں
اٹھا کر فرش پر پٹخ دی۔

"اسے ابھی خراب ہونا تھا؟" وہ پوچھ ایسے رہا تھا جیسے
سامنے کوئی بیٹھا ہو جو اسے جواب دے گا۔

وہ شرٹ اٹھا کر پہنتا گھر سے باہر نکل کر دروازہ لاک
کرتے گاڑی میں آبیٹھا اس کا رخ سیدھا بلیو ویل کی
جانب تھا۔

اسکے نکلتے ہی پیچھے سے لان میں جیسمن کھڑی نظر آئی تھی جو اسکی گاڑی کو دور تک جاتے ہوئے دیکھتی

رہی۔

"ویلکم ولف" اسکے دو الفاظ اور لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔

زرتشم کو کام کئے برسوں گزر چکے تھے کیونکہ عرصے سے وہ کچھ کام کرنے کے قابل نہیں رہی تھی اب

جب کر سکتی تھی تو ٹانگوں سے معذور ہو کر بیٹھی
تھی۔

وہ اپنے سامنے ٹیبل پر رکھا آٹا دیکھنے لگی جو برہان رکھ
کر اسکے بتانے کے منتظر تھے لیکن وہ بھی چپ انکی
طرح دیکھ رہی تھی۔ اسے بے حد شرمندگی محسوس
ہو رہی تھی۔

اسکے سامنے کھڑا شخص ہر لحاظ سے مکمل تھا اتنا کہ دنیا
کی کوئی بھی عورت اسے انکار نہ کر سکے وہ شہزادہ تھا
خوبصورتی جس پر تمام تھی

اور زر تشم نو شیر وال ؟ طلاق یافتہ، مسکیرج، ٹانگوں سے معذور کیا کمی نہیں تھی اس میں وہ کیسے نہ سامنے کھڑے شخص سے اپنا موازنہ کرتی۔ اوپر سے اب گھر کے کاموں میں بھی اسے ٹھیک سے کچھ کرنا نہیں آرہا تھا تھا اسکا شدّت سے دل چاہا رو دے اسکا چہرہ ضبط کے مارے سرخ پڑ گیا۔

"میں ٹرائے کرتا ہوں۔۔۔ آپ ایسا کریں میرا ہاتھ پکڑ کر کروا دیں" وہ گھوم کر اسکے پیچھے آ کھڑے ہوئے

اور ذرا سا جھک کر اسکے کندھے کے بے حد قریب آ گئے۔

زرتشم نے ہڑبڑا کر انکی جانب دیکھا اسی پل انہوں نے بھی اسکی گہری جھیل سی آنکھوں میں دیکھا۔

دونوں جانب سے نگاہیں ملتے وقت رک گیا تھا دل نے دھڑکنا چھوڑ دیا تھا اور پھر اتنی زور سے دھڑکا کہ آواز کان کے پردے پھاڑنے لگی۔

دونوں ہڑبڑا کر سامنے دیکھنے لگے۔ڈاکٹر برہان نے زرتشم کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ پر رکھ لیا اور خود دھیرے دھیرے آٹا گوندھنے لگے۔

زرتشم کو بری طرح سے گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی وہ اپنے لب کاٹتی انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہی جب اسے محسوس ہوا کہ ڈاکٹر صاحب خود آٹا گوندھ رہے تھے۔وہ تو بس ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔

"اب ذرا پانی ڈلے گا ناں۔۔۔ہیں ناں؟" وہ اس سے پوچھتے پانی کا جگ اٹھا گئے مگر زر کے کچھ کہنے سے پہلے بلکل ذرا سا پانی اس میں ڈال لیا۔

وہ ان کو بتا رہی تھی؟ یا وہ خود اسے بتا رہے تھے؟

نہیں نہ وہ بتا رہی تھی اور نہ وہ پوچھ رہے تھے بلکہ وہ خود سے سب کام کرتے ہوئے اسے یہ احساس دلا رہے تھے کہ یہ کام وہ کروا رہی ہے۔

زر نے بے اختیار گردن موڑ کر انکو دیکھا جو آٹے میں سارا دھیان دیے اسے گوندھ رہے تھے۔

اسکا دل یکدم سے بھر آیا۔یہ شخص اسکی قسمت میں لکھا تھا؟ جسے اسکا خود کو ادھورا محسوس کرنا بھی گوارا نہیں تھا۔

ایک تیز ہوا کے جھونکے پر ڈاکٹر صاحب بے اختیار چہرے کا رخ زرتشم کی جانب کر گئے۔
ان آنکھوں سے نظریں گھوم کر اسکے پنکھڑی سے لبوں پر آ ٹکی تھی۔وہ یک ٹک سانس روکے انہیں دیکھتے گئے۔دل نے الگ ہی ادھم مچا دیا تھا

کہ صرف ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار ان لبوں کا جام چکھا جائے۔اس شدّت پر ضبط کرتے برہان کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی

کھلی کھڑکی سے آتی ہوا کے جھونکے انہیں آج سے پہلے کبھی اتنے حسین نہیں لگے تھے۔وہ یکدم سے ہوش میں آتے سیدھے کھڑے ہو گئے۔

"یہ تو ہو گیا۔۔۔پرفیکٹ۔۔۔اب باقی ڈشز ریڈی کروائیں" وہ اٹھ کر صلیب کی جانب آ گئے۔

"پہلے پیاز کٹ کریں گے رائیٹ" وہ پیاز زرتشم کو دکھا
کر کٹ کرنے لگے لیکن تھوڑی ہی دیر میں انکی
آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں
وہ بمشکل ساری سبزیاں کٹ کرتے بیف میں مکس کر
کر اسکے کباب ریڈی کرنے لگے۔
"امم۔۔۔ٹیسٹی بنے ہیں چیک کریں" وہ ذرا سا ٹکڑا
توڑ کر اس پر پھونک مارتے ہوئے زرتشم کے پاس
لائے جو یک ٹک انکو دیکھے جا رہی تھی۔

اس نے انکے ہاتھ سے کباب چکھا جس کا ذائقہ لاجواب تھا۔ وہ منہ میں ذائقہ گھلتے ہی آنکھیں بند کر کر اسے محسوس کرنے لگی۔

اسی تھوڑے سے پل میں ڈاکٹر برہان نے جی بھر کر اس دشمن جان کو دیکھا اور اسکی آنکھیں کھلتے پھر سے چہرہ سپاٹ کر گئے۔

"ھمم۔۔۔بہت اچھا ہے "اس نے کھل دل سے انکی تعریف کی جس پر برہان واپس سے مڑ کر باقی چیزیں بنانے لگے۔

وہ تیزی سے ہر چیز پر ہاتھ چلارہے تھے ایسے جیسے بہت بڑے شیف ہوں مگر آٹا پھر بھی گوندھنا نہیں آتا تھا۔

"آپ کی کوکنگ بہت اچھی ہے۔۔۔آج ہر چیز ٹیسٹی بنی ہے" وہ ہاتھ صاف کرتے فریج سے کچھ سامان نکال کرلائے اور زر کیلئے فریش جوس بنانے لگے۔

"امارا یا آپ کا؟" وہ انکی پیٹھ دیکھتی ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی۔

ڈاکٹر برہان نے نگاہ اوپر اٹھائی مگر مڑ کر نہیں دیکھا۔

"ام جانتا ہے امارے اندر بہت کمی ہے۔۔۔اور ام انکو قبول کر چکا ہے "اسکے لہجے میں از حد کرب شامل تھا۔

برہان نے مڑ کر ایک نظر اسے دیکھا۔

"آپ میں کوئی کمی نہیں ہے۔۔۔ سوائے دل کے۔۔۔ہوتا تو شاید مجھے مل چکا ہوتا۔۔۔ قلب حیات "انکے لبوں سے ملا یہ لقب زر تشم کا دل زور سے دھڑکا گیا۔وہ سانس روکے انکو دیکھنے لگی۔

چہرے پر ایک درد کا تاثر تھا وہ اب تک اس بات کو نہیں بھولے تھے بھولنے لگتے تو زرتشم کے ہاتھوں کی مہندی دکھ جاتی۔

"تو تم نے ام پر غصّہ کیوں نہیں کیا؟" وہ واقعی چاہتی تھی وہ غصّہ ہو کر ہر بات دل سے نکال باہر کریں تاکہ انکا رشتہ ہر بری سوچ اور بری بات سے پاک ہو جائے مگر ایسا کچھ نہیں ہو رہا تھا۔

"من پسند عورت پر مرد چلاتا نہیں۔۔۔اور چلائے تو اسے من پسند عورت نہیں کہا جاسکتا "

انکی بات پر زر تشم کا دل بے اختیار رک گیا وہ سانس روکے انکو دیکھے گئی۔ چہرے کی رنگت یکسر تبدیل ہوئی تھی

وہ پھر سے اپنے کام میں لگ گئے یا شاید اپنا چہرہ دکھانا نہیں چاہتے تھے۔ جو کرب کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔

اپنے پورشن پر آتے اس نے سب سے پہلے اپنے لئے کافی کا ایک مگ تیار کیا تھا۔ جسے پی کر اسے اپنا سر یک

دم سے ہلکا محسوس ہونے لگا تھا لیکن تب ہی کسی نے

باہر سے دروازہ ناک کیا۔

زارک نے ایک نظر ڈور پر دوڑائی تو وہ آٹو میٹیکلی کھلتا

چلا گیا۔۔ سامنے سے اسکا ایک بندہ ہاتھ میں ایک

لفافہ لئے اندر داخل ہوا اور نہایت مؤدب انداز میں آ

کر کھڑا ہو گیا۔

"ولف آپ کے لئے یہ کسی نے بھیجا ہے" اس نے وہ

لفافہ زارک کی جانب بڑھا دیا جسے وہ پہلے تشویشناک

نظروں سے دیکھتا رہا پھر دھیرے سے اپنے ہاتھ میں تھام کر الٹ پلٹ کرنے لگا۔

"کون دے کر گیا ہے؟" بے حد سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"پتہ نہیں ایک لڑکا تھا ہیوی بائیک پر آیا اور یہ پھینک کر چلا گیا" اس نے بے حد دھیمی آواز میں بتایا۔

زارک کو اسکی بات پر تھوڑی حیرت ہوئی کہ ایسا کون ہو سکتا ہے اس لفافے کے باہر بھی اسکا نام لکھا تھا

"فارمائے ولف "

"اوکے۔۔۔ تم جاؤ" اسکے حکم پر وہ بندہ فورا اسے اسکے کمرے سے باہر نکل گیا۔اسکے جاتے زارک نے کچھ سوچ کر لفافہ دھیرے سے کھولا جس کے کھلتے ساتھ سامنے کچھ لفظ لکھے نظر آئے۔

"مائے ڈئیر پیٹ" یہ لفظ پڑھتے زارک کی اولیو گرین نگاہیں تھوڑی پھیلیں اسے مزید کھولنے کا تجسس ہوا اس نے دھیرے سے پورا لفافہ کھولا جہاں ایک میسج لکھا تھا۔

"میری بات کان کھول کر سن اور آنکھ کھول کر

پڑھ۔۔۔ تیرے نام میں صرف ولف آتا

ہے۔۔۔ لیکن ایسے ولف بچپن سے میری جیب میں

رہتے ہیں۔۔۔ جن کا شکار کرنا میری فیورٹ ہوبی ہے

،تو دوبارہ میرے بچوں کے قریب بھی دکھا۔۔۔ تو ایسا

انجام پائے گا جو کبھی تصور بھی نہیں کر سکتے "

"یور ڈیڈی۔۔۔"

آخر میں یہ لفظ صرف لفظ نہیں تھے یہ خاموشی کی حالت میں بھی اپنی دہشت زارک کو محسوس کروا رہے تھے۔

یہ ہینڈ رائٹنگ تو بلکل ویسی تھی جیسے اس دن اس دیوار پر تو کیا یہ پاشا بے تھا؟ وہ بے اختیار سوچنے لگا اسکی سوچ اور ذہن اسے پاشا قبول نہیں کر رہے تھے کیونکہ اتنا وہ خود کو نہیں جانتا تھا جتنا پاشا بے کو جانتا تھا۔

وہ کبھی بھی دھمکی نہیں دیتا تھا وہ سیدھا کر گزرتا تھا تو

پھر یہ کون تھا جسے زارک کے بارے میں پتہ تھا کہ وہ

ان بچوں سے ملا تھا۔

وہ سوچتا رہ جائے گا اور مقابل ہنستا۔ اسکے بارے میں

صرف سوچا جا سکتا تھا اسے دیکھنا یا پکڑنا صرف ایک

خواب ہو سکتا تھا جو پورا ہونا تقریباً نہ ممکن تھا۔

پاشا ولا کے اندر، گھر کے باقی حصے سے قدرے الگ،

ایک کشادہ اور خاموش اس کا آفس روم تھا۔ بھاری

لکڑی کا دروازہ کھلتے ہی ایک الگ ہی دنیا سامنے آ جاتی۔ دیواریں گہرے چارکول گرے رنگ کی تھیں، جن پر ہلکی سی سنہری لائٹنگ اسے مزید لگژری فیل دے رہی تھی۔

ایک طرف فرش سے چھت تک شیشے کی کھڑکی تھی، جس سے ولا کے سرسبز لان اور سوئمنگ پول کا ویو صاف دکھائی دیتا تھا۔

کمرے کے عین بیچ میں ڈارک ووڈ کا بڑا سا ایگزیکٹو

ڈیسک رکھا تھا، جس پر لیپ ٹاپ، چند فائلز ترتیب

سے رکھی ہوئی تھیں

اور ایک مہنگا پین ہولڈر اس کی نفاست کا ثبوت تھا۔

ڈیسک کے پیچھے بلیک لیدر کی آرام دہ چیئر تھی

ایسی چیئر جس پر بیٹھ کر فیصلے کیے جاتے ہیں، سمجھوتے

نہیں۔

دیوار کے ایک حصے پر بُک شیلف تھا، جس میں بزنس، لا اور سائیکالوجی کی کتابیں سجی تھیں، جبکہ دوسرے کونے میں ایک منی بار اور کافی مشین رکھی تھی۔ جیسے یہ آفس کام کے ساتھ ساتھ اس کی تنہائی کا بھی ساتھی ہو۔ نرم پیلی روشنی والے وال لیمپس پورے کمرے میں ایک پُرسکون مگر باوقار ماحول بنا رہے تھے۔

یہ آفس صرف کام کرنے کی جگہ نہیں تھا، بلکہ پاشا کی سوچ، اس کی طاقت اور اس کے رازوں کا گواہ تھا جہاں وہ ولا کے شور سے دور، اپنے فیصلے خود کرتا تھا۔

اس وقت بھی وہ اپنی پاور چیئر پر براجمان سامنے بیٹھی کومل کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے کے اڑے رنگ اس بات کی گواہی تھے کہ جو اس نے بات کہی تھی وہ جھوٹی تھی۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں "

اس نے دبی آواز میں پھر سے اپنا سوال دہرایا جس پر کومل کو لگا جیسے اسکی روح فنا ہو گئی۔

85/4

وہ فون اٹھائے سیدھا اپنے کمرے میں آگئی تھی باقی
سب باہر تھے کیونکہ اب تک ناشتہ کر کر فری نہیں
ہوئے تھے اور اسکے بعد بھی سب لوگ ساتھ میں
تھوڑی دیر بیٹھتے تھے گپ شپ کرتے تھے یہی وجہ
تھی سب کی گہری محبت کی کہ روز صبح وہ ایک
دوسرے کو احساس دلاتے تھے کہ وہ ایک دوسرے
کیلئے کتنے اہم ہیں پاشا فیملی ایک محبت کی جیتی جاگتی

مثال ہے۔ جہاں کسی کے دل میں کسی کے لیے بھی کوئی نفرت نہیں تھی

اس نے سکرین پر جگمگاتا ندرت بیگم کا نام دیکھا اور کال اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"جی امی" اسکی آواز بے حد دھیمی مگر لرزتی ہوئی تھی نجانے کس بات کا اسے خوف تھا۔

"کہاں تھی۔۔۔ کب سے کال کر رہی ہوں۔۔۔ اتنا کام کرتی ہو" انکے لہجے میں بے اختیار سختی امڈ آئی۔ جس پر آئرہ نے بے چینی سے اپنے لب کاٹے۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ سب ناشتہ کر رہے تھے تو اس لئے "اس نے کچھ گھبرا کر دھیمی آواز میں جواب دیا۔

"اچھا۔۔۔ تم کیسی ہو۔۔۔ وہاں سب ٹھیک ہے؟"

انکے سوال پر آئرہ نے کچھ سکھ کا سانس لیا

"جی الحمد للہ آپ بتائیں۔۔۔ بابا کیسے ہیں انکی طبعیت"

"ہاں تمہارے بابا بھی ٹھیک ہیں بس یاد کرتے ہیں تمہیں۔۔۔ ایک تم ہی تو بچی تھی میرا بیٹا تو ان

درندوں نے مار دیا" انکی بات پر کسی نے آئرہ کا دل بے اختیار مٹھی میں جکڑ لیا۔

"تمہیں محسوس نہیں ہوتا۔۔۔ تم کن کے بیچ رہ رہی ہو؟" آئرہ باہر دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی جب انکے سوال پر اسکا دل بے اختیار رک سا گیا۔ چہرے پر کرب کا ایک سایہ آکر لہرا گیا۔

"ا۔۔ امی۔۔۔ ک۔۔۔ کیا کر رہی ہیں؟" اس نے بات بدلنے کی ایک ناکام سی کوشش کی۔

"تم جتنی بار بھی بات بدل دو۔۔۔ لیکن یہ حقیقت نہیں بدلے گی۔۔۔ تم ان مجرموں کر پیچھے رہ رہی ہو آئرہ "

آخر میں انکا انداز جھنجھوڑ دینے والا تھا آئرہ نے ضبط سے آنکھیں زور سے مینچ لیں۔

"امی پلیز۔۔۔ کیا آپ مجھ سے میری خیریت نہیں پوچھ سکتیں؟ کیوں آپ میرے زخموں کو ہر بار تازہ کر دیتی ہیں" وہ ضبط کرتی کرتی بھی پھٹ پڑی تھی

وہ خوف زدہ تھی ان سے بات کرتے ہوئے صرف
اسی لئے کہ وہ انکی اس بات سے ڈرتی تھی وہ کبھی بھی
اسکا نہیں سوچتی تھیں وہ اکیلی یہاں اپنے ماں باپ کی
فکر میں ہلکان ہوتی تھی دوسری جانب بھائی کا غم۔
"اس لئے تاکہ تمہیں یاد رہے۔۔۔ تم بھولو
نہ۔۔۔ کہ تم وہاں کیوں گئی ہو" اس بار آئرہ کی نگاہیں
بے اختیار اوپر کی جانب اٹھیں کمرے کی فضا نے جیسے
اپنی سنسناہٹ میں مزید اضافہ کرلیا تھا۔

"آئرہ۔۔۔ تم بھول تو نہیں گئی ناں؟" انکے لہجے میں بے اختیار خوف در آیا تھا وہی دوسری جانب آئرہ کی رنگت کسی سفید مردے جیسی ہونے لگی۔ وہ کیا کرنے آئی تھی یہاں؟ کیا اسے یاد تھا؟

ذہن پر لاکھ زور دینے کے باوجود بھی اسے کچھ ٹھیک سے یاد نہیں آرہا تھا ہر بات کسی کی حسین یاد تیزی سے حملہ آور ہوتی اور اسے پوری طرح سے جکڑ لیتی

"ض۔۔۔ضروری نہیں ہے" یہ اس نے کہا تھا؟

ندرت بیگم کو یقین نہیں آیا تھا وہ بے یقینی سے کتنی ہی دیر شل بیٹھی رہیں۔

جب آئرہ کے فون کٹ کرتے انکے اندر ایک شدید وبال سا اٹھنے لگا تھا وہ فون بیڈ پر پٹختی تیز تیز سانس لیتی بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑ گئیں۔

"نہیں۔۔۔تم ایسا نہیں کرسکتی۔۔۔تم نہیں کرسکتی ایسا" وہ دھاڑتی ہوئی یکدم سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں

راحم صاحب اس وقت آفس میں تھے اور وہ گھر پر اکیلی تب ہی انکی دھاڑ صرف دیواروں نے سنی تھیں۔

"میں ۔۔۔ میں اپنے بیٹے کے گناہگاروں کو معاف نہیں کر سکتی ۔۔۔ سنا تم نے" انکا بس چلتا تو غصّے میں وہ خود کو نوچ لیتیں مگر پھر بھی سکون نہ آتا۔

"تم نے مجھے دھوکہ دے دیا۔۔۔ اپنی ماں کو دھوکہ دے دیا "

انکا طیش آئرہ پراس قدر تھا کہ وہ سامنے ہوتی تو نجانے وہ کیا کر گزرتیں ان کے ساتھ یہ اسکی قسمت تھی کہ وہ یہاں موجود نہیں تھی۔

وہ سر زور سے تھامے تیزی سے سانس لیتی مڑی ہی تھیں جب ان کی نظر اپنے موبائل پر پڑی۔

دماغ نے تیزی سے تانا بانا بننا شروع کیا وہ لپک کر اپنا جھپٹتی تیزی سے کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگیں۔جو دوسری ہی رنگ پر اٹھالیا گیا تھا۔

"مجھے ۔۔۔ تمہارا عمل مزید تیز چاہیئے" انکی بات پر

مقابل ایک پل کیلئے خاموش ہوا۔

"ہو جائے گا۔۔۔ پیسے لگیں گے "

"تمہیں میں مالا مال کر دونگی ۔۔۔ لیکن مجھے ۔۔۔ اپنا

کام پورا چاہیئے سنا تم نے" آخر میں وہ بلند آواز میں

چلائی تھیں۔

مقابل نے کچھ کہہ کر فون بند کر دیا۔ یہاں بھی انہیں

سکھ کا سانس نہیں آیا تھا وہ کمرے کے چکر کاٹتی اپنے

اندر کی بے چینی پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگیں

مگر سب ناکام۔

وہ بیڈ پر بیٹھی نجانے کن سوچوں میں گم تھی جب

برلاس کی آواز پر چونک کر اسے دیکھا۔

"میں کب سے بلا رہا ہوں۔۔دھیان کہاں ہے؟"

اسکی بات پر آئرہ ہڑبڑا کر اٹھی۔

"ک۔۔۔کیا کہا آپ نے؟ "

"میں اپنے جوتے پوچھ رہا ہوں۔۔۔ کہاں رکھے ہیں؟" اسکے سوال پر آئرہ ریک کی جانب گئی اور اسکے جوتے اٹھا کر لاتی اسکے سامنے رکھ گئی۔

"سامنے ہی تو رکھے تھے" اسکا چہرہ اترا ہوا اور لہجہ بے حد دھیما تھا۔

"سامنے جب دشمن جان ہو تو کون کمبخت ان جوتوں کو دیکھے گا؟" اسکی بات پر آئرہ نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا

وہ مسکرا رہا تھا کمینہ مسکراہٹ سے گویا جان نکال دیتا تھا۔ برلاس جوتے پہن کر سیدھا کھڑا ہوا اور دو چار پر فیوم کے سپرے خود پر مارتے باہر نکلتے نکلتے آئرہ کے ماتھے کا بوسہ لے گیا۔

وہ خود نکل گیا تھا مگر پیچھے اسکی خوشبو آئرہ کے ارد گرد رقص کرنے لگی تھی۔ وہ کتنی ہی دیر اسکے لمس کے حصار میں کھڑی رہی جب ایک انجانی سی مسکراہٹ نے اسکے لبوں پر ڈیرہ جمالیا۔

وہ غلط نہیں تھی محبت جیت رہی تھی نفرت کی آگ بجھ رہی تھی۔

وہ رات گئے ڈیوٹی سے تھک ہار کر حویلی واپس لوٹا تھا جہاں ایک گہرے سناٹے نے اسکا پر تپاک استقبال کیا۔داراب کو آج نجانے کیوں پہلی بار اپنی حویلی کی اس خاموشی سے خوف آیا تھا اتنے لوگ تھے اس حویلی کے لیکن کہاں تھے سب؟

بٹ چکے تھے بکھر چکے تھے کوئی یہاں تھا تو کوئی

وہاں۔۔

یہ صرف جگہ کا فاصلہ نہیں تھا ایک بہت فاصلہ دلوں

میں بھی آگیا تھا جسے مٹانے میں شاید صدیوں گزر

جاتے یا شاید وہ خود ختم ہو جاتا۔

وہ قدم اٹھاتا تو بوٹوں کی آواز دیواروں سے ٹکرا کر

واپس آتی سنائی دینے لگتی یہ خاموشی داراب کا دل

بری طرح سے جکڑ رہی تھی۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا جہاں جاتے اس نے اپنے بیڈ کا سہرا لیتے دل کو سمبھالا۔

بیلا مرر کے سامنے بیٹھی اپنی نائٹ روٹین فالو کر رہی تھی جب اسکی نظر پیچھے پیٹھ موڑے بیٹھے داراب پر گئی۔

وہ سر جھکائے خاموشی سے آکر بیٹھ گیا تھا اسکے اس انداز پر وہ کچھ گھبرا اٹھی اور دوپٹہ کندھوں پر لیتی بیڈ کے سائیڈ سے گھوم کر اسکے پاس فاصلہ پر آبیٹھی۔

"داراب۔۔۔" اسکی پکار پر بھی داراب نے نگاہ نہیں اٹھائی شاید اس نے سنا نہیں تھا۔

بیلا نے کچھ بے چین ہوتے دھیرے سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"داراب۔۔۔۔ تم ٹھیک ہے؟" اس بار اسکے سوال پر داراب نے نگاہ اوپر کو اٹھائی اور زخمی نگاہوں سے بیلا کی جانب دیکھا جو اسکے یوں دیکھنے کے انداز پر یکدم سے سہم سی گئی۔ داراب کی آنکھیں اس وقت نہ محسوس طریقے سے سرخ ہونے لگی تھیں۔

"داراب" اسکے لب دھیرے سے اسکے نام پر پھڑ پھڑائے جب دو آنسوں ٹوٹ کر داراب کی آنکھوں سے لڑھک کر گود میں جا گرے۔

"کیا ہوا تم" وہ تڑپ کر استفسار یہ پوچھنے ہی لگی تھی جب وہ اسکی گود میں سر رکھے بے اختیار سسک سسک کر رو پڑا۔

اسے یوں روتے دیکھ بیلا کی جان جیسے لبوں پر آئی تھی اسکا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ دیا تھا۔

"داراب" اس نے تڑپ کر اسے پکارنے کی کوشش کی مگر وہ پھر بھی اسکی سنے بغیر چہرہ مزید اسکی گود میں چھپا گیا رونے میں پہلے سے زیادہ شدّت آگئی تھی۔
بیلا کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے کیسے اسے چپ کروائے وہ تو اسکے رونے کی وجہ سے بھی انجان تھی وہ وردی میں ملبوس اسکی گود میں سر رکھے بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا اسکی سسکیوں میں صدیوں کا غم درد چھپا آج باہر آرہا تھا۔

"میں۔۔۔ میں ہار گیا بیلا" اسکے لب بے ساختہ پھڑ پھڑائے اور وہی بیلا کی سانسیں جیسے رک سی گئی۔ "میں۔۔۔ میں اپنی فمیلی کو ٹوٹنے سے روک نہیں پایا میں ہار گیا" ایک عورت روئے تو مرد چپ کروا سکتا ہے مگر جب مرد روئے تو اس عورت کی جان نکل جاتی ہے۔

مرد اتنی آسانی سے نہیں روتا حالات اسے اس قدر توڑ دیتے ہیں کہ وہ انکے سامنے گھٹنے ٹیک کر ہاتھ جوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر رحم اس پر پھر بھی نہیں کیا جاتا۔

"میرے سامنے۔۔۔میرے سامنے میرے سب بکھر گئے۔۔۔۔میرے بھائی۔۔۔۔میری بہن۔۔۔میرے ماں باپ۔۔۔۔اور میں۔۔۔میں سب کو دیکھتا رہا۔۔۔میں کچھ نہیں کر سکا میں کسی قابل نہیں ہوں "

وہ بولتے ساتھ مزید پھوٹ کر رونے لگا۔

بیلا نے تڑپ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا اسکی اپنی آنکھیں بے اختیار چھلک پڑی تھیں۔

پہلی بار اسے داراب کیلئے اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ بے چین ہوتی یہاں وہاں دیکھنے لگی کہ کسی بھی طرح اسے روتے ہوئے چپ کروادے اسے یوں دیکھنا اس کیلئے بے حد مشکل تھا۔

تھوڑی دیر مزید اسے چپ ہونے میں لگے تھے نجانے کتنا درد وہ اب بھی دل میں دبائے بیٹھا تھا۔

وہ ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر اسکے قریب کرگئی۔

"لو۔۔پانی پیو" وہ دھیرے سے اسے پکارتی نرمی
سے بولی۔داراب نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔
اور اٹھ کر اسکے ہاتھ سے پانی کا گلاس لے لیا۔
دو گھونٹ پی کر اس نے گلاس واپس ٹیبل پر رکھ دیا
اتنی سی دیر میں آنکھوں کا حشر ہو چکا تھا۔
بیلا کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر دھیرے سے اسکا ہاتھ
تھام کر مسکرا دی۔
"تم کوشش کرے گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا" اس
وقت داراب کو ان الفاظوں کی سخت ضرورت تھی۔

اور ادا ابھی اسکی بیوی کی زبان سے ہوئے تھے جو ایک مرد کی سب سے بڑی طاقت ہوتی ہے۔

داراب کا دل بے اختیار ہلکا ہو گیا وہ سر دھیرے سے نفی میں ہلا کر رہ گیا۔

"ام تمہارے کپڑے نکال دیتا ہے۔۔۔ تم فریش ہو لو" وہ اسے تاکید کرتی خود اٹھ کر وارڈروب کی جانب گئی اور اسکے کپڑے نکالنے لگی۔

داراب کے فریش ہونے تک وہ اسکے لئے گرم چائے بنالائی تھی۔وہ اب بھی خاموش تھا چائے پینے کے دوران وہ چور نظروں سے داراب کو دیکھتی رہی۔

وہ اٹھ کر اپنی جگہ جانے ہی لگا تھا جب بیلا بے اختیار اسکا ہاتھ تھام گئی۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔ادر سو جاؤ" اس نے بیڈ کی جانب اشارہ کیا داراب اب تک کاؤچ پر سوتا تھا اسکی آفر پر چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں وہاں" وہ نرمی سے انکار کرتا اپنے کاؤچ پر جا بیٹھا بیلا گہرا سانس لیتی جہازی سائز بیڈ کو دیکھنے لگی۔

کیا یہاں کبھی اسکے حقدار ایک ساتھ ہو سکتے تھے؟ وہ بے اختیار سوچنے لگی

وہ گاڑی کے لئے اسکی میچنگ ہیڈ لائٹس لینے ایک ورک شاپ پر آیا تھا یہ شاپ کوئی چھوٹی موٹی نہیں تھی بلکہ اس شہر کی جانی مانی شاپ تھی یہاں گاڑیوں

کے لئے ایک سے ایک سامان جدید دور کے حساب سے موجود تھا۔

تب ہی زارک نے بھی اس جانب کا رخ لیا۔اسکی گاڑی شاپ سے کافی دور کھڑی تھی وہ گاڑی سے اتر کر سڑک عبور کرتا اس شاپ کی جانب چلا آیا۔

اس وقت بھی وہ بلیک پینٹ پر گرے رنگ کی ہاف سلیوس والی شرٹ پہنے سر پر پی کیپ لئے چہرہ ماسک سے ڈھکا ہوا وہ اس جانب آرہا تھا۔

وہ کبھی بھی دنیا کے سامنے نہیں آتا تھا۔ اسے
ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی ایسے جیسے وہ اس
دھرتی پر خود کو بوجھ سمجھتا ہو۔

چڑچڑا مزاج مار پیٹ یہ سب کر کر وہ صرف ٹائم پاس
کر رہا تھا اتنا وقت، جتنا وہ لکھوا کر اس دنیا میں آیا تھا۔

اس نے آتے ہی ایک لڑکے کو ہاتھ کے اشارے سے
اپنے پاس بلایا وہ دوڑ کر اسکی جانب چلا آیا کیونکہ وہ
باڈی سے ہی طاقتور معلوم ہوتا تھا۔

زارک نے اسے اپنی مطلوبہ چیز بتائی اور وہ لڑکا جلدی سے اس جانب چلا گیا۔

زارک وہی کھڑا آس پاس کی چیزوں پر غور کرنے لگا ہر چیز ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔اس نے پاس پڑا مرر اٹھا کر دیکھا۔

اس میں اسے پہلے اپنا ہی عکس نظر آیا تھا جس میں اسے اپنا آپ کچھ خاص نہیں لگا جبکہ لڑکیاں اسی جسامت اور شکل پر مرتی تھیں۔

وہ بے زار ہو کر مرر رکھنے ہی والا تھا جب اسے اس

مرر میں ایک عکس نظر آیا۔

کام کے دوران یہاں کا خاص کسٹم پہنے سر پر پی کیپ

اور شولڈر کٹنگ بال وہ درمیانے قد والی لڑکی کسی سے

بات کر رہی تھی

شاید اسکا کوئی کسٹمر تھا جو اس سے کسی چیز کے بارے

میں پوچھ رہا تھا۔

زارک غور سے اسے دیکھنے لگا۔ دھیرے دھیرے

اسکی اولیو گرین آنکھیں پھیلنے لگیں۔ ایک پل دو پل

اور تیسرا اپل آتے آتے اس کا لڑکی کا چہرہ اسکے ذہن کے

پردے پر تیزی سے لہرا گیا۔

وہ سبز آنکھوں والی لڑکی وہی تھی جس کے تھپڑ کی

گونج اب تک زارک کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

اسکی آنکھوں میں اس لڑکی کیلیئے بے پناہ طیش امڈ آیا۔

اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی۔ اگر ماسک نہ ہوتا تو

یقیناً اسکی آنکھوں اور منہ سے نکلتی آگ یہاں ایک

بہت بڑا نقصان کر دیتی۔

اتنی دیر میں وہ لڑکا گاڑی کے کچھ پرزے اٹھا کر لے آیا زارک نے مٹھی یکدم سے کھولی اور اسکی لائی ہوئی ہیڈ لائٹس دیکھنے لگا۔

ایک بھی اسے بلیک رین کی حیثیت کے مطابق نہیں لگی تھی وہ گاڑی جسے ایک ماڈرن کمپنی میں موڈیفائے کیا گیا تھا بھلا وہ کیسے ایک عام شاپ سے لئے گئے پرزے سے ویسی بن سکتی تھی۔

"ڈھنگ کا سامان رکھو۔۔۔ورنہ بند کر دوا سے "

اس نے اس لڑکے کو بری طرح سے جھڑکا اور باہر کی جانب قدم بڑھا گیا۔

غصّہ شاید کسی اور کا تھا مگر اتارا اس لڑکے پر گیا۔ باہر جاتے جاتے اسکے قدم بے اختیار آہستہ ہو گئے۔

کانوں میں اس لڑکی کی آواز گونج رہی تھی۔ جوزارک کو حد سے زیادہ بری لگی اس نے گردن موڑ کر وہاں لگے اسٹینڈ کو دیکھا۔

جس پر نظر بہت برے انداز میں پڑی تھی اگلے ہی پل پیچھے سے ظاعنہ کی دلخراش چیخ سے پوری شاپ گونج اٹھی تھی ہر ایک ورکر اسکی جانب دوڑ لگا رہا تھا۔

اور وہ کندھے اچکائے کان لپیٹے شاپ سے باہر آگیا اور آتے ہی اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

سیٹ کی پشت پر سر ٹکائے وہ گاڑی کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔اسے وہ گاڑی کسی بھی طرح ابراہیم کو دینی تھی ایسا کیسے ممکن تھا کہ ابراہیم زارک ولف سے کوئی ڈیمانڈ کرے اور وہ اس ڈیمانڈ کو پورا نہ کرے۔

وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا جب اس کے ذہن کے پردے پر کچھ الفاظ رقص کرنے لگے۔اس نے پٹ سے آنکھیں کھولی اور ڈیش بورڈ کھولتے وہ لفافہ نکالا۔

اسے کھول کر ایک بار پھر اس نے وہ الفاظ پڑھے جن پر اسکا دماغ پہلے سے زیادہ الجھ گیا تھا کون ہو سکتا تھا اسے یہ خط بھیجنے والا۔

وہ غور کرتا تو یہ خط بھیجا نہیں گیا تھا بلکہ خود لایا گیا تھا کوئی اتنی ہمت والا پیدا ہو گیا کہ وہ بلیو ویل لے ایریا میں آکر یہ خط پھینک گیا اور زندہ بچ گیا۔

مطلب اسکی رفتار تیز تھی۔اسکے بندے نہیں پکڑ پائے تھے اسے۔تو کون ہو سکتا تھا وہ۔جس نے موت کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کی ہمت کرلی تھی۔دور دور تک اس کے زہن کے پردے پر کوئی چہرہ نہیں آرہا تھا۔

وہ کب سے یک ٹک بیٹھا سامنے نظر ٹکائے ہوئے تھا جہاں وہ گم سم بیٹھا نجانے کن سوچوں میں گم تھا

آرسن تیسری بار گرم چائے لے کر آیا تھا مگر اس بار بھی وہ چائے ٹھنڈی ہو کر بدمزہ ہو گئی تھی۔

بلیک شیڈو نے آرسن کی جانب دیکھا جو پھر سے چائے بنانے کی اجازت مانگ رہا تھا۔

بلیک شیڈو نے پلکیں جھپکا کر اسے واپس چائے بنانے کیلئے کچن میں بھیج دیا آس پاس سناٹا تھا یہ جگہ سکون کا پیکر تھی یہاں بندے ہو کر بھی گہری خاموشی کا راج رہتا تھا۔

لمبے درخت پودوں سے بھری زمین اور بہتی آبشاریں۔ سب ہی مل کر ماحول کو پر سکون بنا رہی تھیں۔

مگر کبھی کبھی یہ چیزیں بھی انسان کے اندر بڑھتی گھٹن اور تباہی سے ہار جاتی ہیں۔ آج یہ سکون بھی ہار رہا تھا جو طوفان اسکے اندر برپا تھا اسے اس وقت دنیا میں کوئی شخص یا چیز روکنے سے بری طرح قاصر تھا۔

"کوئی بات ہے تو شئیر کر لیں" وہ اتنی دیر کے صبر کے بعد بالا آخر پوچھ بیٹھا تھا مگر دوسری جانب خاموشی برقرار تھی۔

"پاشا۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" بلیک شیڈو کو کسی گھمبیر بات کے ہونے کا خدشہ ہوا وہ آج سے پہلے کبھی اپنے آس پاس سے اس قدر بیگانہ ہو کر نہیں بیٹھا تھا اسکی دو آنکھیں آگے تھی تو دو پیچھے بھی تھیں وہ ایک دماغ سے دس دماغوں جتنا سوچتا تھا دور کہیں ایک سوئی بھی

گر جائے تو اسکی گونج پاشا بے کے کانوں میں گونجتی

تھی۔

اور آج۔۔۔اتنی بار پوچھنے کے بعد بھی وہ خاموش

بیٹھا تھا۔

آرسن چوتھی بار بھی چائے بنا کر لے آیا مگر اس بار بھی

وہ ٹھنڈی ہو کر بیکار گئی تھی۔

آرسن اور بلیک شیڈو نے ایک دوسرے کی جانب

دیکھا۔

"میں" وہ کچھ پوچھنے ہی والا تھا جب ٹیبل پر پڑا موبائل زور سے بجنے لگا۔

بلیک شیڈو نے سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا ہوسپٹل سے کال آرہی تھی انہوں نے کال اٹھا کر ایک سائیڈ لے لی۔

"ھمم بولو" یہ انداز ڈاکٹر برہان کا تھا ورنہ اس جگہ کو صرف بلیک شیڈو کو دیکھنے کی اجازت تھی۔

مقابل نے انہیں جو اطلاع دی تھی اسے سنتے ہی جیسے کھڑے کھڑے ان کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی

تھی۔ وہ کچھ پل کیلئے شل ساکت رہ گئے ایسے جیسے وہ گونگے ہوں یا شاید وہ زندہ ہی نہ ہوں۔

"ابھی آیا" ضبط کرتے دو لفظ انکی زبان سے نکلے۔

"کیا ہوا؟" آرسن انکے چہرے کی فق رنگت دیکھ ان سے پوچھے بغیر نہیں رہ سکے۔

"ظاعنہ ہوسپٹل میں ہے" انکی بات سنتے آرسن کے ہاتھ میں پکڑا کپ بے اختیار لرز گیا۔

وہ سانس روکے انکو دیکھے گئے۔

پاشا سے اجازت لے کر دونوں ایک ساتھ ہوسپٹل کے لئے نکل گئے تھے راستے میں گزرتا ایک ایک پل انکے لئے موت سے کم نہیں تھا مبشر تو جیسے سانس بھی نہیں لے رہے تھے وہ گھبراہٹ میں اپنے کان کی لو مسلتے بس زنو کے بارے میں سوچتے رہے۔

یہ لڑکی انہیں اتنی عزیز تھی کہ اسے چبھنے والی ایک سوئی بھی مبشر کے دل پر خنجر بن کر لگتی تھی اور آج وہ ہوسپٹل میں ایڈمٹ تھی وہ بات انکی جان نکالنے کو کافی تھی۔

ہوسپٹل پہنچتے ہی گاڑی رکی بھی نہیں تھی کہ اسکے
آہستہ ہوتے ہی مبشر دروازہ کھولے دیوانہ وار اندر کی
جانب بھاگے تھے

وہ یہاں کے جانے مانے ڈاکٹر تھے جن کو ایسے بھاگتے
دیکھ ہر کوئی رک گیا تھا اور حیرت سے انکو دیکھ رہا تھا۔
ڈاکٹر برہان بھی انکے پیچھے پیچھے ہی تیز قدموں سے
اندر داخل ہوئے دونوں کا رخ سیدھا آئی سی یو کی
جانب تھا۔ آج تک پیشنٹ کے ساتھ بھاگتے تھے اور

آج ایک اپنی بہن کے لئے بھاگ رہا تھا اور دوسرا اپنی من پسند عورت کیلئے۔

آئی سی یو کے باہر پہنچتے وہ اندر داخل ہونے ہی لگے تھے جب برہان کی آواز پر قدم بے اختیار رک گئے دروازے کا اسٹینڈ ہاتھ میں ہی تھی۔

"نہیں" انکے نہیں پر مبشر کا چہرہ سرخ پڑ گیا ایسے جیسے ایک آنسوؤں کا گولہ حلق میں آ پھنسا ہو۔

"ہم نہیں جانتے وہ کس حال میں ہے۔۔۔ ہمیں۔۔۔ ی۔۔۔ یہی انتظار کرنا چاہئے" وہ

دھیمی شکست خوردہ آواز میں بولتے انکے کندھے پر

ہاتھ رکھ گئے۔

مبشر نے اپنے آنسوں واپس پیئے تھے مگر یہ بہت

تکلیف دہ تھا۔

"وہ۔۔۔وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے؟" انکی آنکھیں لبا

لب نمکین پانی سے بھر گئیں۔

"دیکھتے ہیں" برہان کے پاس اس وقت الفاظ نہیں

تھے وہ کسے زیادہ دلاسہ دیتے خود کو یا موبی کو۔

ضرورت دونوں کو ہی تھی۔

"میں اسکی ٹانگیں توڑ دونگا آج۔۔۔ٹک کر نہیں بیٹھ سکتی یہ گھر۔۔۔کمانا ہی ہے تو مجھ سے کہے۔۔۔میں محنت مزدوری بھی کر لونگا "

وہ کرب کی آخری انتہا پر تھے وہ چیخنا چاہتے تھے مگر آواز حلق میں ہی گھٹ رہی تھی۔

برہان نے خود پر ضبط کرتے انکا سر اپنے کندھے پر ٹکا لیا۔ مبشر نہیں کر پائے تھے مزید ضبط انکی آنکھیں طوفانی برسات کی طرح برس پڑی تھیں۔

برہان کیلئے یہ لمحہ بہت تکلیف دہ تھا وہ خود ایک ڈاکٹر تھے جانتے تھے یہاں تک وہی انسان پہنچتا ہے جس کی زندگی کے چانسسز کم ہو چکے ہوں۔

کیا وہ اپنے ماں باپ کے بعد آج اپنی بہن کو بھی کھونے والے تھے؟

یہ سوچ ہی اس قدر جان لیوا تھی کہ چہرہ موڑ کر اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئے۔

اندر ڈاکٹر اپنی بھاگ دوڑ کر رہے تھے جب ان میں

ایک جھلک ظاعنہ ورک کی نظر آئی پٹیوں میں جکڑا

اسکا چہرہ اور بند آنکھیں۔

یہاں دل بری طرح سے ٹوٹ گیا تھا۔

86/1

ڈاکٹرز اگلے ایک گھنٹے تک باہر نہیں آئے تھے یہاں موبی کو مزید فکر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ مگر برہان اب بھی شل ساکت بیٹھے تھے دماغ جیسے مفلوج ہو چکا ہو۔

کیسا لگے جب اپنے سب چھوڑ کر اس دنیا سے چلے

جائیں اور صرف ایک باقی رہے اور اب وہ بھی سامنے
زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا ہو۔

یہ حال ڈاکٹر برہان کا تھا کہ وہ ہر دن میں دس دفع
اوروں کو کہنے والے کہ "وی آر سوری" آج خود
ہمت ہارے خاموش بیٹھے تھے۔

"میں مزید انتظار نہیں کر سکتا میں جا رہا ہوں اندر"
موبی جذباتی ہو کر یکدم سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"موبی میری" برہان نے کچھ کہنے کی کوشش کی ہی تھی کہ موبی کی سرخ متورم آنکھیں دیکھ وہیں خاموش ہو گئے۔

"نکاح کرونگا اس سے۔۔۔ پاگل ہوں اسکے پیچھے آپ جانتے ہیں" انکا ایک ایک لفظ اس وقت کرب اور محبت کی جھول میں ڈول رہا تھا۔

برہان اس بار ایسے خاموش ہوئے کہ دوبارہ نظر اٹھا کر انکی جانب دیکھا بھی نہیں بس سر جھکائے بیٹھے رہے۔

موبی اپنا کوٹ پہنے چہرے پر ماسک لگا کر آئی سی یو کی جانب بڑھ گئے جہاں انکے لئے ایک ڈاکٹر نے نہایت مؤدب انداز میں دروازہ کھولا تھا۔

اندر آتے ہی کمرے کی فضا نے انکا دل یکدم سے مٹھی میں لے لیا۔

انہوں نے خود پر کڑا ضبط کرتے دو قدم مزید اٹھائے اور آگے آکر اسے پٹیوں میں جکڑے ہوئے دیکھنے لگے۔

اسکے ماتھے پر بینڈج تھا اور چہرے پر کئی خراشیں ایک ساتھ آئی ہوئی تھیں ہاتھ پر لگا کینولا انکا دل روک گیا تھا

"ک۔۔۔کیا کنڈیشن ہیں انکی؟" دماغ جیسے مفلوج تھا وہ کچھ بھی خود سے سمجھنے سے قاصر تھے۔

"سر کسی ورک شاپ پر کام کرتے ہوئے اوپر سے کوئی بھاری گیجٹ گرا ہے ان پر۔۔۔بلڈ کافی ویسٹ ہوا ہے۔۔۔اور ایک گم چوٹ انکے دماغ میں لگنے کا

خدشہ ہے۔۔۔ کہیں اس سے یہ اپنی یادداشت نہ کھو دیں "

اس ڈاکٹر کی بات پر مبشر نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا یادداشت جانے کا خدشہ ؟ مطلب ڈاکٹر مبشر کی موت ؟ وہ تو پہلے ہی انکو یاد نہیں رکھتی تھی اور اب ؟ انکے زہن میں دھماکے سے ہونے لگے تھے۔

"بظاہر آؤٹ آف ڈینجر ہیں مزید انکے ہوش میں آنے کے بعد پتہ چلے گا "

وہ نہایت پروفیشنل انداز میں انکو بتا رہے تھے جبکہ وہ

کچھ سننے یا سمجھنے سے پوری طرح سے قاصر تھے۔وہ

کن کرب بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے رہے

"لیو۔۔۔" نگاہیں زنو پر ہی تھیں مگر مخاطب سب کو

کیا تھا سب ہی سر خم کرتے دھیرے دھیرے کمرہ

چھوڑ کر باہر نکل گئے۔

انکے جانے کے بعد بھی کتنی ہی دیر مومی اسے دیکھتے

رہے جب دھیرے سے ماسک اتار کر کندھے ڈھیلے

چھوڑ کر خستہ سی چال چل کر اسکے قریب آ کر کرسی پر براجمان ہو گئے۔

اسے دیکھتے ہی دیکھتے ایک ساتھ کئی آنسوں آنکھوں کی باڑ توڑ کر رخسار پر بہہ نکلے۔

"کیوں۔۔۔کیوں کرتی ہو ایسے۔۔۔ترس نہیں آتا مجھ پر؟" وہ کس کرب سے پوچھ رہے تھے مگر وہ جواب بھی تو دیتی وہ تو چپ تھی۔

"جانتی ہو ناں۔۔۔کتنی محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔کیسے مانو گی بتاؤ۔۔۔مر جاؤں تو مانو گی؟ "

وہ اٹھ جائے وہ انکو دیکھ لے ورنہ تکلیف کی شدّت سے انکا دل عنقریب بند ہونے کو تھا۔

"مر جاؤنگا۔۔۔ دیکھنا تم۔۔۔ آج میری محبت کی قدر نہیں ہے ناں تمہیں۔۔۔ ایک دن اٹھا اٹھا کر بتاؤ گی مگر میں نہیں سنونگا"

انکی برداشت ختم ہو رہی تھی وہ سسک کر روتے اسکے بازو پر سر رکھ گئے۔

"زنو اٹھو" انکی آواز میں ایک جان لیوا تڑپ تھی جو سننے والے کے دل کو لرزا کر رکھ دے۔

"بتاؤ مجھے۔۔۔ کس نے کیا یہ۔۔۔ خدا کی قسم

چھوڑونگا نہیں اسے "

انکے لہجے میں بے ساختہ طیش امڈ آیا تھا مگر وہ تو کچھ

سننے سے ہی قاصر تھی بولتی کیسے۔

وہ کتنی ہی دیر اس سے باتیں کرتے رہے مگر اس نے

ایک نہیں سنی۔

وہ دیوانے تھے جنہیں عام الفاظ میں دنیا پاگل کہتی ہے

یہی پاگل ہوتے ہیں جن کے پاس سکون کے انبار لگے

ہوتے ہیں مگر کوئی سمجھے تو سہی

رات بھر وہ کاؤچ پر سوتا رہا تھا کیا یہ پہلی بار تھا؟ وہ بے اختیار سوچنے لگی کیونکہ اب سے پہلے وہ وہی سوتا آرہا تھا مگر آج بیلا کو اس پر بے ساختہ ترس آیا۔

اوروں نے اگر اپنی آزمائش بھی داراب کے حصّے میں ڈالی تھی تو وہ کونسا پیچھے رہی تھی وہ بھی سب کے ساتھ برابر کی شریک تھی۔ ایک بیوی سے اسے جو سکون ملتا اس نے اسے اسی سکون سے محروم کر دیا اس سے اس کے سارے حق چھین لئے۔

اسکی عمر پینتیس سال سے اوپر جا رہی تھی اور اب تک

بیوی کے ہوتے ہوئے بھی وہ کنوارہ گھوم رہا تھا جس

سے اسکے اندر کا چڑچڑا پن فطرتی تھا یہ بات خود بیلا

بھی اچھے سے سمجھتی تھی۔

فجر کی نماز پڑھ کر وہ کب سے بیڈ پر بیٹھی کراؤن سے

ٹیک لگائے ہوئے تھی۔

نگاہیں مسلسل داراب پر ہی ٹکی تھیں جو گہری نیند

میں سوتے ہوئے بلاشبہ حسین لگ رہا تھا

ٹھنڈ کی وجہ سے بیلا کمرے کو بند کر کر رکھتی تھی مگر داراب کو اسکے مقابلے گرمی زیادہ لگتی تھی دن بھر کی بھاگ دوڑ کر کر۔

اسی لئے وہ اب بھی اپنے سامنے دیوار میں نسب ایئر کنڈیشنر چلائے گہری نیند میں تھا۔

اسکی ہوا سے داراب کے بال ماتھے پر سے اڑتے کبھی اوپر ہوتے کبھی ماتھے پر آتے۔

کمبخت اتنا حسین ہو کر بھی عورتوں سے کیسے بچ گیا وہ

کبھی کبھی یہی سوچتی رہ جاتی تھی اور جواب آتا تھا" بیلا

ولی خان" کیلیئے۔

وہ صرف اسکا تھا تو کیسے نہ وہ باقی عورتوں سے خود کو

بچاتا۔

وہ اٹھ کر وارڈروب سے اپنے کپڑے نکال کر باتھ

روم میں چلی گئی۔ کچھ دیر بعد ہی ملازمہ اسکے روم کا

دروازہ کھٹکھٹاتی اسکا انتظار کرنے لگی۔ صبح صبح ناشتے

میں کیا بنتا ہے وہ پہلے سیماب انکو بتاتی تھی اسکے بعد اب یہ زمے داری بیلا کے سر آگئی تھی۔

وہ نک سک سے تیار ہوئی اسکے ساتھ ہی نیچے چلی آئی تھی اسکے کچھ دیر بعد باقی سب افراد بھی کھانے کی میز پر جمع ہونے لگے تھے بیلا نے ایک نظر داراب کو دیکھا جو بار بار اپنا کندھا سہلاتے ہوئے ناشتے کی جانب دھیان دے رہا تھا۔

"کیا ہوا تم کو۔۔۔؟ درد ہے؟" داجی کب سے اسے نوٹ کر رہے تھے بالا آخر پوچھ بیٹھے۔

"نہیں بابا۔۔۔بس ایسے ہی" وہ ایک نظر بیلا پر ڈال

کر ناشتے پر جھک گیا

دونوں کے درمیان ہوئی نظروں کا تبادلہ بیلا کے دل

کی کیفیت کو مزید الجھا گیا تھا۔

"زی سے بات کرو۔۔۔کچھ دن ادر آکر رہ

لے۔۔۔ایسے بلکل الگ کب تک رہے گا یہ بھی گھر

ہے اسکا"

انکی بات پر سب نے بے اختیار انکی جانب دیکھا

داراب کا دل یکدم سے بھر آیا تھا۔اسے اپنے باپ پر

گھسس غصّے کے بجائے اب ترس آرہا تھا۔فیصلے

کرتے وقت انھوں نے کیوں نہیں سوچا تھا کہ ایسا کچھ

بھی ہو سکتا ہے۔

آج انہیں خود سے کہنا پڑ رہا تھا کہ انکے بچے آجائیں انکی

حوی لی کو انکی ضرورت ہے یہ ویرانیت تو شاید کسی

جنگل میں بھی نہ ہو۔

"میں بول دونگا بابا۔۔۔وہ آبھی جائے گا"اس نے پر

اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

زریاب کا نام نوشیر وال صاحب کے لبوں پر آتے آتے رہ گیا تھا۔ایک درد کی لہر سی انکے دل میں اٹھی تھی جسے وہ نظر انداز کرتے کھانے کے ساتھ انصاف کرنے لگے۔

داراب دونوں سے مل کر اپنی ڈیوٹی کے لئے نکل گیا تھا جب بیلا اسکے جانے پر یکدم سے بے چین ہو گئی وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی مگر اس نے موقع ہی نہیں دیا۔

وہ سارے ملازموں کو ایک طرف کر کر خود پورے فارم ہاؤس کی صفائی کرنے لگی تھی ملازموں نے لاکھ کوشش تھی اسے روکنے کی کیونکہ اگر یہ بات زریاب خان کو پتہ چلتی تو وہ نہ صرف کھڑے کھڑے سب کو فائر کرتے بلکہ سزا جو دیتے وہ الگ تھی۔

لیکن وہ پھر بھی کسی کی ایک سنے بغیر اپنے کام میں لگی رہی اب تو اتنے بڑے گھر کی صفائی کے بعد اسکے بدن کا جوڑ جوڑ دکھنے لگا تھا مگر اسکے باوجود بھی وہ کچن میں آ کر کھانا بنانے لگی تھی۔

آج کھانا صرف دو لوگوں کا نہیں تھا بلکہ کچن میں جتنا راشن پڑا تھا اس نے سب کا ہی کچھ نہ کچھ بنا ڈالا تھا اتنی ساری ڈشز دیکھ ملازمین خود حیران و پریشان تھے آج سب کی موت زریاب خان کے ہاتھوں پکی تھی۔

"بی بی سائیں۔۔۔ ہم پر رحم کریں ہم کر لیں گے یہ کام" ایک ملازمہ نے پھر سے کچھ کہنے کی کوشش کی جس پر سیماب ں نے خون خوار نظروں سے اسے دیکھا۔

"اب اگر تم ایک بار اور بولا تو خان سے پہلے ام تم کو نکال دے گا سمجھا تم؟" آج وہ بولی نہیں دھاڑی تھی ورنہ وہ ملازموں کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتی تھی مگر آج اس پر غصّے کا بھوت سوار تھا وہ کسی کی ایک نہیں سن رہی تھی چہرہ غصّے سے سرخ تھا۔

اس نے سارا راشن ختم کر کچن کو دیکھا پورے خاندان جتنا کھانا وہ اکیلی غصّے میں بنا چکی تھی مگر غصّہ جیسے پھر بھی ختم نہیں ہوا تھا۔

کہ تب ہی باہر پورچ میں زریاب کی گاڑیوں کے رکنے کی آواز آئی جن آوازوں پر ملازمین کی گویا جان نکل گئی۔

وہ ہڑبڑا کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"اب کیا ہو گا؟" انکو سمجھ نہیں آئی فارم ہاؤس کے کس کونے میں جا کر چھپیں ایسی جگہ فارم ہاؤس میں کیا پوری دنیا میں نہیں تھی جہاں وہ زریاب خان سے بچ سکیں۔

جن کی خانی یہ حالت انکو شدید طیش دلا سکتی تھی اور دلانے بھی والی تھی۔

وہ اپنے مینیجر سے بات کرتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے تھے جب بات کرتے کرتے انکی نظر سامنے کھڑے ملازموں پر پڑی سب ہی سر جھکائے لائن میں کھڑے تھے۔

وہ حیرت سے سب کو باری باری دیکھنے لگے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" انکے سوال پر تقریباً کچھ تو اچھل کر پڑے تھے۔

"ام کچھ پوچھ "وہ اس سے پہلے آگے کچھ کہتے انکی نظر کچن کی صلیب پر برتن پٹختی سیماب پر گئی۔

پہلے تو انکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں پھر وہ بے اختیار اسکی جانب آ گئے اور حیرت انگیز نگاہوں سے پورے کچن کو دیکھنے لگے اتنی ساری ڈشز جیسے کسی کی شاہی دعوت کی گئی ہو۔

"خان۔۔۔یہ سب کیا ہے ؟ کوئی آرہا ہے ؟" وہ ہر چیز بغور دیکھتے متجسس ہو کر پوچھنے لگے سیماب نے ایک

بار بھی انکی جانب نہیں دیکھا بلکہ انکی آواز سن کر وہ
ہاتھ مزید تیز چلانے لگی تھی۔

"خان ام تم سے پوچھ رہا ہے بچے" وہ پہلے سے زیادہ
نرم لہجے میں پوچھتے دو قدم آگے آئے۔

ملازموں کو اس وقت اپنی فکر سے زیادہ زریاب خان
کی فکر ستانے لگی تھی

"خان" اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتے وہ یکدم سے
پھٹ پڑی۔

"کیوں۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہا ہے؟" اسکی آواز بے حد بلند تھی۔ زریاب اسکے اچانک رویے پر اسکا چہرہ دیکھنے لگے۔

"ایسے ہی۔۔۔ اتنا سارا کھانا بنا ہے ناں۔۔۔ بس اس لئے پوچھا" انکے لہجے میں سکون اب بھی برقرار تھا۔ ملازموں کے سامنے اسکا خود پر یوں چیخنا انکے لئے معنی نہیں رکھتا تھا

کیونکہ انکے لئے اہم انکی خانی تھی نہ کہ یہ سب لوگ

سیماب نے کاٹ دار نظروں سے انکی دیکھا۔ اور ان پر نظریں ٹکائے ہی صلیب پر رکھا گلاس ہلکا سا ہاتھ مارتے نیچے زمین پر گرا دیا۔

اسکی آواز پر جہاں ملازمین ایک دم سے بدک کر پڑے تھے وہی دوسری جانب زریاب اسکی فکر میں بے اختیار آگے آگئے

"خان۔۔۔یہ کیا کر رہا ہے تم؟" وہ ازحد فکرمندی سے اسکا بازو تھام کر اپنی جانب کھینچ گئے۔

"چھوڑو امارا بازو۔۔۔" وہ بے ساختہ اپنا بازو چھڑوا گئی زریاب پریشان کن نظروں سے اسے دیکھنے لگے وہ ایسا کیوں کر رہی تھی انہیں سمجھ نہیں آئی۔

"کام ختم ہو گیا تھا ناں۔۔۔اب پھر سے مل گیا کوئی کام اب یہ کرلے گا ام" وہ بول کر ہیل پر کی جانب بڑھ گئی جب بیچ میں ہی زریاب نے اسکا بازو تھام لیا۔

"تم کیوں کرے گا صاف یہ سب مر گیا ہے؟" انکا اشارہ ملازموں کی جانب تھا جو اپنے ذکر پر اپنا سانس تک روک گئے۔

"س۔۔۔سائیں۔۔۔بی بی سائیں نے آج کسی کو بھی کچھ کرنے نہیں دیا۔۔۔پورے فارم ہاؤس کی خود صفائی کی اور اب اتنا کھانا بھی خود ہی بنایا ہے وہ بھی اکیلے "

ایک ملازم جو بہت پرانا تھا اسکی ایمانداری پر سب نے کلس کر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

اسکی بات پر زریاب حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہا ہے تم؟" وہ حیرت کے مارے

اس سے پورا سوال بھی نہیں کر سکے یہ فارم ہاؤس اتنا

چھوٹا نہ تھا کہ کوئی اکیلا بندہ اسکی صفائی کر سکتا پندرہ

بیس ملازم صرف صفائی کیلئے رکھے گئے تھے باقی

کاموں کیلئے تو الگ ملازم تھے

لیکن بات یہاں انکی خانی کی تھی جس نے اتنا کام کیا

جس پر وہ ایک سوئی بھی برداشت نہ کریں اس نے اتنا

کام کرلیا۔

"خان ام تم سے پوچھ رہا ہے" وہ انکی جانب دیکھ بھی نہیں رہی تھی بس طنزیہ تھوڑا سا ہنس دی۔

"تو کیا کرے ام۔۔۔ بیٹھے بیٹھے معذور ہو جائے؟ "

"خان" اسکی بات پر زریاب نے فوراً سے ٹوکا۔

"ان دیواروں کو دیکھے؟" وہ چپ نہیں ہوئی تھی۔ وہ بول رہی تھی۔ آج وہ بولنا چاہتی تھی۔

"ام پک چکا ہے ادرا کیلا رہ کر" اسکی آواز بے ساختہ پھر سے بلند ہونے لگی تھی۔

زریاب نے ایک نظر سب ملازموں کو دیکھا جو انگی کر

خت نگاہوں پر ہی اپنا سانس تک روک گئے۔

"تم سب شکل گم کروا پنا۔۔۔تم سب سے بعد میں

نمٹے گا ام"

انکی دھمکی پر سب کے سب گدھے کے سر سے

سینگوں کی طرح غائب ہو گئے۔

انکے جاتے ہی زریاب نے سیماب کو دیکھا جو اب بھی

انکی شرٹ کے بٹن کو دیکھتی خود کو رونے سے باز رکھ

رہی تھی اسی کوشش میں اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا

"تم نے اچھا نہیں کیا۔۔۔خود تم آفس جاتا ہے۔۔۔لوگوں سے ملتا ہے۔۔۔اور ام۔۔۔ام ادر اکیلا بیٹھا پاگل ہوتا ہے" اسکی آواز یکدم سے بھرا گئی۔

زریاب خاموش تھے وہ اسے بولنے دینا چاہتے تھے تاکہ اسکے اندر کا حال جان سکیں۔

"بیٹیوں کو تو پہلے ہی دور بھیج دیا۔۔۔ایک مورے تھا امارے پاس۔۔۔انکو بھی دور کر دیا۔۔۔کیوں؟"

وہ کرب بھرے لہجے میں استفسار کر رہی تھی۔

"تم مردوں کی انا میں ہمیشہ عورت ذات ہی کیوں

قربان ہو "

وہ ایک ماں کے درد سے بخوبی واقف تھی جس کے

سامنے اسکے بیٹے ریت کی طرح بکھر رہے تھے۔

وہ اب بھی خاموش تھے اس وقت جیسے انکے پاس

الفاظ نہیں تھے

زریاب خاموشی سے اسکا سر دھیرے سے اپنے سینے پر

ٹکا گئے۔ وہ انکے ساتھ لگتے اپنا ضبط کھوتی رو پڑی تھی۔

یہ لمحہ زریاب کیلئے ضبط کرنے کا تھا مگر یہاں انکی اپنی برداشت جواب دے رہی تھی۔

"خان۔۔۔رونا بند کرو" وہ منت کرتے لہجے میں نرمی سے مخاطب ہوئے۔

مگر وہ نہیں ہوئی چپ وہ اسی طرح روتی رہی۔

جب زریاب نے اسے خود سے الگ کرتے جھک کر اپنی باہوں میں اٹھالیا۔

اس پر وہ رونا بھولے انکو حیرت سے دیکھنے لگی۔

"چوٹ تم کو لگے گی درد ام کو ہو گا" وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوتے اسے لے کر کچن سے باہر آ گئے۔

جب سیماب یکدم سے ہوش میں آتی نیچے اترنے کی تگ ودو کرنے لگی۔

"چھوڑو ام کو۔۔۔ "

اسکی بات پر زریاب نے اسے ایک نظر دیکھا مگر سن کر جیسے ان سنا کر گئے اصل حیرت سیماب کو تب ہوئی جب وہ اسے نیچے والے کمرے کے بجائے اوپر لے جانے لگے۔

"یہ۔۔۔یہ کدر لے کر جارہا ہے تم ام

کو۔۔۔ چھوڑو" وہ پہلے سے زیادہ تیز اپنے ہاتھ پیر

چلانے لگی تھی

"کیا کر رہا ہے خان۔۔۔آرام سے جھولا

کھاؤ۔۔۔اگرام گر گیا تو ہڈی وڈی ٹوٹ جائے گا اس

عمر میں"

ان کی بات پر سیماب ساری مزاحمت بھولے ہونقوں

کی طرح انہیں دیکھنے لگی۔

جب اسکے یوں دیکھنے کے انداز پر زریاب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی اور یہی پل تھا جو سیماب کو پھر سے آگ لگ گئی۔

"تم۔۔۔ چھوڑو ام کو۔۔۔ ورنہ ام چیخ کر سب کو بلا لے گا" وہ دھمکی ایسے دے رہی تھی جیسے مقابل شخص اجنبی ہو۔

"کون آئے گا۔۔۔ بلوئے۔۔۔ ام بھی دیکھے کس کا موت زریاب خان کے ہاتھوں لکھا ہے" انکی دھمکی پر

سیماب اندر تک سلگ اٹھی چہرہ یکدم سے سرخ پڑ گیا۔

اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔۔۔سیدھا زریاب کے ٹھوس بائسپس پر اپنے ڈریکولا جیسے دانت گاڑھ دیے اور اپنا پورا زور لگا دیا پھر بھی وہ ڈھیٹ شخص ایک وہی درد کا تاثر اپنے چہرے پر نہیں لایا۔

"بس۔۔۔اتنا ہی دم ہے۔۔۔ تھوڑا اور زور لگاؤ ناں"

انکے مزید تپانے پر سیماب نے حیرت سے انکو دیکھا انسان تھے کہ جانور کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔

سیماب ذرا سی اٹھتی انکی گردن پر بھی اپنے دانتوں کا ایک نشان چھوڑ گئی۔ جس پر زریاب کے منہ سے بے اختیار سسکی نکلی انہوں نے جا کر اسے سیدھا بیڈ پر چھوڑا۔

وہ انہیں واقعی اب عجیب الجھی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے وہ کوئی غیر ہوں۔

زریاب نے ایک نظر مڑ میں اپنی گردن دیکھی۔

"اب ام شور مچائے کہ تم نے اماری عزت "

"خان" وہ ان کی بات پر سرخ پڑتی بے اختیار بول اٹھی جب اسکی حیا کے رنگوں سے لطف اٹھاتے زریاب کا بلند و بانگ قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔اب توام بولے گا سب کو۔۔۔بلکہ سب کو خود دکھ جائے گا" وہ اسے مزید چھیڑتے بھنویں مٹکانے لگے۔

سیماب نے گھور کر انکو دیکھا اور جان بوجھ کر اپنی آنکھوں میں عرق لے آئی۔

جس کو دیکھ زریاب یکدم سے ہنسی روک کر اسے
دیکھنے لگے وہ یوں تھی جیسے اب رو دے گی مگر اسکا یہ
معصوم روپ زریاب خان کو ہر بار کی طرح اس بار
بھی پاگل کر دینے کو کافی تھا۔

وہ اسکی جانب دیکھتے ہوئے ہاتھ اپنی شرٹ کے بٹنوں
تک لے گئے۔ جب اس عمل پر سیماب کی آنکھیں
بے ساختہ پھیلنی شروع ہوئیں

"یہ ۔۔۔ یہ کیا کر رہا ہے تم خان؟" وہ ہڑبڑا کر
استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"تمہارا تنہائی دور کر رہا ہے" ان کی بات پر سیماب کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھیں۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ام ایسے نہیں کہہ رہا۔۔۔ ام

۔۔۔ ام کو بہت کام ہیں" وہ جلدی سے اٹھ کر باہر بھاگنے ہی لگی تھی جب اچانک سے زریاب خان کی گرفت میں آتی اپنا سانس روک گئی

"کام جائے بھاڑ میں۔۔۔ امارا بیوی کو غصّہ زیادہ آنے لگا ہے۔۔۔ تو آج اس غصّے کو ہی ختم کر دیتے ہیں۔۔۔ تمارا چڑ چڑا پن ام کو معلوم ہے"

انکی بات پر سیماب کے کان کی لوئیں تک سرخ پڑ گئیں۔ عمر چاہے جتنی بھی ہو گئی تھی یہ شخص اس پر اپنی محبت نچھاور کرنے سے کبھی باز نہیں آ سکتا تھا تب ہی وہ آج تک بھی کسی کلی کی طرح مہکتی پھرتی تھی

زمل صبح سے کوئی کام نہ کر پانے کی وجہ سے شدید بوریت کا شکار ہوتی کمرے میں یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی آج تو کالج کا کام بھی اتنا نہیں تھا زیحال

نے اسکے لئے ٹیچرز کو گھر پر ہی ہائر کر لیا تھا مطلب

اب وہ کالج بھی نہیں جا سکے گی

ایک بے بی کے آنے سے اس پر کتنی پابندیاں لگ چکی

تھیں کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

تب ہی زامل زالے لڑتے ہوئے کمرے میں داخل

ہوئے۔

ان دونوں کا کسی کھلونے پر جھگڑا چل رہا تھا

"مما۔۔۔۔بیا۔۔۔ہپ می (مما بھیا نے مجھے مارا ہے

)"

زالے نے روتے ہوئے اپنی ماں کو شکایت کی جس

وپر زامل یکدم سے تپ اٹھا۔

"یو ندا بے بی۔۔۔ماہ۔۔۔می نات ہپ۔۔۔ می

پامش مما (تم ندی بچی۔۔۔میں نے نہیں

مارا۔۔۔پرامس مما)"اسے یہ تو نہیں پتہ تھا پرامس

کب اور کہاں کرتے ہیں لیکن معصومیت اس وقت

اسکے چہرے پر بلا کی تھی۔

زمل نے دونوں کو دیکھا۔

"تم دونوں ایسے باز نہیں آؤ گے۔۔۔ بابا کو شکایت کرنی پڑے گی" وہ بول کر زیحال کا نمبر ڈائل کرتی کال کرنے لگی۔

یہ دو ہی اس سے نہیں سمبھلتے تھے تیسرا کیسے سمبھال لیتی اب وہ کہتے تھے کہ وہ سمبھال لیں گے تو آکر سمبھالیں پھر اپنی اولاد کو۔ جس نے اسکی ناک میں دم کر دیا تھا۔

بیل تو جا رہی تھی مگر دوسری جانب سے کال اٹھائی نہیں جا رہی تھی یہ دیکھ زمل کو جی بھر کر حیرت ہوئی۔

وہ جتنا بھی مصروف ہوتا تھا کسی میٹنگ میں یا چاہے کسی باہر کی جگہ مگر زمل کی کال سب سے پہلے اٹھاتا تھا اور آج رنگنگ صرف ہو رہی تھی مگر کوئی جواب نہیں۔

86/2

زمل نے کال کٹ کر کر دوبارہ کال ملائی اور اس بار
بھی صرف رنگنگ ہی ہوتی رہی تھی مگر کال نہیں

اٹھائی گئی تھی۔ زمل نے پریشان کن نظروں سے فون کی سکرین دیکھی جہاں اسکا نام جگمگا رہا تھا زمل کو صرف اتنی سی بات پر بھی رونا آیا کہ اس نے کال نہیں اٹھائی۔

وہ اتنے لاڈ سے اسے رکھتا تھا کہ وہ یہ بات بھی برداشت نہیں کر سکی اور آنکھیں بھرا گئیں۔

زامل زالے ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہے تھے۔ انکی ماں اپنی آنکھ کی نمی صاف کرتی سوں سوں کرنے لگی۔

"ماہ۔۔۔یو تائینگ (ماما آپ رو رہے ہو)؟" زامل اسکے ہاتھ پر اپنا ننھا سا ہاتھ رکھے معصومیت سے پوچھنے لگا۔

"مما۔۔۔ تیل۔۔۔می۔۔۔یو تائنگ (ماما بتاؤ ناں آپ رو رہے ہو)؟" اسکے نہ بتانے پر زامل کو تھوڑا غصّہ آیا وہ صرف شکل و صورت میں اپنے باپ جیسا نہیں تھا بلکہ حرکات بھی اسکے جیسی ہی تھیں وہ بھی برداشت نہیں کرتا تھا کہ اسکی ماں روئے۔

"ھمم۔۔۔آپ کے بابا نے۔۔۔ماما کی کال نہیں اٹھائی" وہ سوں سوں کرتی انکو بتانے لگی جن کو اسکی بات آدھی سمجھ آئ تھی جبکہ آدھی سر سے گزر گئی کہ کال نہیں اٹھائی تو کیا اس سے اسے چوٹ لگی کیونکہ روتے تو تب ہیں ناں جب کوئی مارتا ہے۔

"ببا۔۔۔ہپ یو۔۔ ممما(بابا نے آپ کو مارا ہے ماما)؟" اسکے سوال پر زمل نے سٹپٹا کر اسے دیکھا۔

"استغفر اللہ۔۔۔یہ کب کہا میں نے اپنے اس

چھوٹے سے منہ سے اچھا بولو" وہ زامل کو مصنوعی سا

ڈپٹ کر پھر سے موبائل دیکھنے لگی

اور یہاں زالے زامل کی مہاجنگ شروع ہوئی تھی۔

جو کہتی تھی اسکے بابا اچھے ہیں ماما کو ہپ نہیں کرتے

اور زامل کو اپنی ماں کے آنسوں دیکھ کر یہی لگ رہا تھا

کہ اسکے بابا نے ہپ کیا ہے۔

زمل دونوں کو دیکھ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔دونوں کا کیا کر

سکتی تھی وہ۔

۔۔۔۔۔۔

کچھ گھنٹے گزرنے کے بعد زنو کو کچھ ہوش آنا شروع ہوا تھا لیکن تب اسے زیادہ دیکھ بھال کی ضرورت تھی۔اس لئے ڈاکٹرز کی پوری ٹیم اسکے آس پاس موجود تھی۔

مبشر اس کنڈیشن میں نہیں تھے کہ خود کوئی ٹریٹمنٹ کر سکیں اور ڈاکٹر برہان باہر بیٹھے شل ساکت سر جھکائے ہوئے تھے۔

دونوں کا اپنا غم تھا کہ تب ہی سامنے سے آتے ہوئے

داراب پر نظر پڑی۔

"برہان۔۔۔ظاعنہ کہاں ہے؟" اس نے آتے ساتھ

ازحد فکرمندی سے پوچھا۔ برہان نے سر اٹھا کر اسے

دیکھا وہ پولیس کی وردی میں ملبوس تھا وہ بھی اکیلا۔

اسکا سوال کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسکی زنو کے ساتھ

بہت اچھی بول چال ہو۔

"ا۔۔اندر ہے۔۔۔آپ یہاں؟" وہ اسے یہاں

دیکھ تھوڑے متجسس ہوئے تھے کیونکہ ڈاکٹر برہان

سے پوچھے بغیر انکا سٹاف اس معاملے میں پولیس کو انوالو نہیں کر سکتا تھا۔

"میں۔۔۔میں ملنے آیا تھا۔۔۔"ایک لفظ جب دو بار دہرایا جائے تو وہ جھوٹ ہونے کی سچی دلیل بن جاتی ہے۔ برہان نے غور سے اسکا چہرہ دیکھا۔

"آپ زنو کو جانتے ہیں؟"گھمبیر لہجے میں استفساریہ پوچھا۔

"جی جانتا ہوں ایک دو بار ملاقات ہوئی تھی شادی میں" اسکی زبان پر کچھ اور الفاظ تھے مگر ذہن میں اس رات والا منظر گھوم رہا تھا۔

شادی کے نام پر برہان کے چہرے کے تاثرات ڈھیلے پڑے انہوں نے آئی سی یو کی جانب اشارہ کر دیا۔

داراب سر ہلاتے آئی سی یو کی جانب بڑھ گئے۔

وہ ان سے ہی اسکی کنڈیشن معلوم کر سکتا تھا مگر ڈاکٹر برہان کچھ بھی کہنے کی کنڈیشن میں نہیں لگ رہے تھے۔

اندر جاکر ڈاکٹرز سے معلوم کرنے پر اسکی کنڈیشن کا

اندازہ ہوا۔

ایک جانب مبشر کھڑے تھے جو داراب کی اس قدر

انویسٹیگیشن پر اسے غور سے دیکھ رہے تھے بھلا اسکا

کیا رشتہ تھا زنو سے جو وہ اس قدر پریشان ہو رہا تھا

۔۔۔۔۔۔

فارم ہاؤس کی دوسری منزل پر واقع یہ کمرہ گھر کی شان

اور وقار کی اصل پہچان تھا۔ جیسے ہی دروازہ کھلتا،

سامنے پھیلا ہوا وسیع اور شاہانہ منظر دل کو موہ رہا تھا

۔

اونچی چھت سے لٹکتا ہوا بڑا کرسٹل کا جھومر سنہری

مدھم روشنی بکھیر رہا تھا، جس سے پورا کمرہ نرم اور پُر

وقار ماحول میں ڈوبا ہوا محسوس ہو رہا تھا

دیواریں آف وائٹ اور ہلکے سنہری شیڈ میں تھیں،

جن پر نفیس فریموں میں جدید آرٹ کی پینٹنگز

آویزاں تھیں۔

ایک پوری دیوار شیشے کی بنی ہوئی تھی، جہاں سے شہر کا دلکش منظر صاف نظر آتا تھا۔ بھاری مخملی پردے ہلکی ہوا کے ساتھ آہستہ آہستہ لہرا رہے تھے۔

کمرے کے کونے میں آرام دہ صوفہ سیٹ اور شیشے کی سینٹر ٹیبل رکھی تھی، جبکہ ایک سائیڈ پر واک اِن الماری تھی جس میں مہنگے برانڈڈ سوٹس نہایت ترتیب سے لٹکے ہوئے تھے۔

جو یہاں موجود شخص کی اعلی چوائس کو ظاہر کرتے تھے

ہلکی سی خوشبو اور پر سکون خاموشی اس کمرے کو مزید پُراثر بنا رہی تھی یہ صرف ایک کمرہ نہیں بلکہ شاہانہ طرزِ زندگی کی مکمل عکاسی کر رہا تھا۔

کمرے کے عین درمیان ایک شاہانہ کنگ سائز بیڈ رکھا تھا، جس پر سلک کی چادریں اور نرم، نفیس کشن سجے ہوئے تھے۔ مگر اس وقت بے ترتیبی حالت میں تھے۔

بیڈ کے اطراف جدید ڈیزائن کے بیڈ سائیڈ لیمپس رکھے تھے جو ہلکی سنہری روشنی پھیلا رہے تھے۔ ایک

جانب خوبصورت لکڑی کی ورکنگ ٹیبل تھی، جس پر لیپ ٹاپ اور چند قیمتی فائلیں ترتیب سے رکھی تھیں۔ جہاں اکثر زریاب خان کوئی بک پڑھتے تھے انکو کتابیں پڑھنے کا شوق جوانی سے تھا۔ اور اب تک برقرار تھا۔

سیماب شاور لے کر باہر نکلی اور مرر کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی اسکے بال موٹی لٹوں کی صورت میں جڑے کچھ آگے کندھے پر پڑے تھے تو کچھ پیچھے۔

وہ ٹاول سے بال خشک کرتی مرر میں نظر آتے زریاب کے عکس کو دیکھنے لگی۔

جو اس وقت تھکے ہارے گہری نیند میں تھے کچھ آفس کی تھکاوٹ تو کچھ اپنی خانم پر شدّتیں ڈھانے کی۔

خود تو وہ پر سکون سو رہے تھے مگر اسکی نیندیں اڑ چکی تھیں۔ وہ اس وقت زریاب کی محبت کی خوشبو میں مہک رہی تھی۔ مسکراہٹ تو جیسے اسکے لبوں سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

عمر انکی جتنی بھی ہو چکی ہو مگر آج بھی انکا انداز بلکل ویسا تھا جیسا شادی کے پہلے دن۔انکے پیار جتانے کے انداز میں زرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔

وہ جلدی سے تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلتی نیچے آگئی اب کونسا غصّہ کہاں کا غصّہ ایسا علاج ہوا تھا کہ سارا غصّہ ہوا ہو گیا۔

وہ اپنے لئے کافی کا مگ تیار کئے لاؤنج میں آ بیٹھی جب اسکے ذہن میں صبح والا منظر جھما کے سے گھوم گیا۔

وہ ملازموں کو کام کے حوالے سے تاکید کر رہی تھی

جب سامنے ہی پورچ میں پولیس کی جیپ آکر رکی۔

سیماب نے ایک نظر باہر دیکھا جس سے اترتے

داراب کو دیکھ وہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھتی چلی

گئی۔

وہ دھیمی چال چلتا ہوا اندر داخل ہوا اسے دیکھ سیماب

نے اشارے سے سب ملازموں کو یہاں سے باہر بھیج

دیا۔

"کیسی ہو سیم" اسکا لہجہ بھی چال کی طرح ہی دھیما اور نڈھال سا تھا۔ سیماب نے غور سے اسے دیکھا وہ تو ڈیوٹی کے وقت اتنا چست ہوتا تھا اور آج۔

"بیٹھو۔۔۔ تمہاری طبعیت ٹھیک ہے؟" وہ اسے دیکھ فکر مندی سے گویا ہوئی۔

"داراب گہری سانس لے کر اسے دیکھے گیا دل واقعی بھاری تھا مگر وہ خود پر کڑا ضبط کر رہا تھا۔ رات والی کیفیت اس پر اب بھی طاری تھی۔

سیماب اٹھ کر اسکے لئے پانی کا گلاس لے کر آئی وہ کتنی ہی دیر خاموش بیٹھا رہا۔

"میں ۔۔۔میں لالا سے بات کرنے آیا ہوں" اس نے بمشکل بولنا شروع کیا۔

"میں چاہتا ہوں ۔۔۔وہ۔۔۔وہ واپس آجائیں" اسکی بات پر سیماب کا چہرہ یکدم سے اتر گیا داراب کی ایسی حالت اسکے لئے تکلیف کا باعث بن رہی تھی۔

"داراب" اسے لگا جیسے وہ اب رو دے گا۔

"میں۔۔۔میں اپنے گھر کو ایسے بکھرتے نہیں دیکھ سکتا مزید۔۔۔کچھ کرو سیم "

اسکی آنکھیں یکدم سے بھرا گئیں سیماب کا دل یہ دیکھ یکدم سے مٹھی میں آیا تھا۔

"میرے بھائی بہن سب بکھر گئے۔۔۔میں کیا کروں۔۔۔میں کیسے سب کو ایک کروں۔۔۔میری ہیلپ کرو سیم "

وہ التجائیہ انداز میں بولتا سر جھکا کر خود پر کڑا ضبط کرنے لگا۔سیماب کیلیۓ سانس لینا مشکل ہو رہا تھا داراب خان

جیسا شخص مضبوط اعصابوں کا مالک آج اسکے سامنے نڈھال ایک ہارے ہوئے شخص کی طرح بیٹھا تھا یہ ازیت کی انتہا تھی۔

"تم فکر مت کرو۔۔۔ام کچھ کرتا ہے "

اسکے چند الفاظ جیسے داراب کو سانسیں دے گئے تھے۔وہ مشکور نگاہوں سے اسے دیکھتا مبہم سا مسکرا دیا۔

کچھ دیر سیماب کے ساتھ بیٹھ کر وہ کچھ ہلکا ہو گیا تھا۔

اسکے نکلتے ہی سیماب نے ذہن تیزی سے گھمایا اسکے

ذہن میں اس وقت کوئی آئیڈیا نہیں تھا لیکن تب ہی اسے سامنے ایک ملازمہ کام کرتی ہوئی دکھائی دی۔ اور یہاں سے اسکا ڈرامہ شروع ہو گیا تھا جس کا نتیجہ اب نکلا تھا۔

وہ کافی ختم کر کر اٹھی گی تھی اتنے میں زریاب بھی نیند پوری کرتے اٹھ کر نیچے آ گئے۔

ان سے نگاہیں ملنے کی دیری ہی تھی کہ سیماب کے گال سرخی سے دہک اٹھے۔

وہیں دوسری جانب سامنے کھڑے زریاب کے لب گھری مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔وہ قدم چلتے اسکے پاس آکر کھڑے ہوئے اور دھیرے سے اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔

"آج تو امارا خان کچھ زیادہ نہیں چمک رہا؟" انکے شریر لہجے میں کئے گئے سوال پر سیماب سرخ قندھاری سی پڑی۔

"خان۔۔۔" وہ جھینپ کر دبی دبی انداز میں چیخی اسکے یہ شرم وحیا کے رنگ زریاب کو اسکے لئے پاگل کر دیتے تھے۔

وہ اسے کمر سے تھام کر اپنے قریب کر گئے جس پر سیماب نے سٹپٹا کر انکو دیکھا۔

"خان۔۔۔ک۔۔۔کیا کر رہا ہے کوئی آجائے گا" وہ ہڑ بڑا کر ان سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی مگر ان پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔

"آنے دو۔۔۔ جس کو زندگی پیارا نہیں" انکی بات پر

سیماب نے بے اختیار انکی آنکھوں میں دیکھا اور

جھینپ کر بے ساختہ نظریں جھکا گئی۔

"تم۔۔۔ تم باز نہیں آئے گا۔۔۔ ملازم ہے گھر پے"

وہ کیسے اس بے شرم خان کو احساس دلاتی جنہیں اپنی

خانم کے علاوہ اور کوئی نظر ہی نہیں آتا تھا۔

وہ دھیرے سے جھک کر اسکے کان کے قریب

ہوئے۔

"اگر دیکھنے والا۔۔۔ مہرام مہروز ہو تو ام شرم بھی کرے "

انکی بات پر سیماب نے بے ساختہ تیزی سے انکو دیکھا انکے چہرے کے تاثرات بہت کچھ کہہ رہے تھے اس سے پہلے وہ کچھ سمجھ پاتی پیچھے سے مہرام مہراز کی چیخ پر پلٹ کر انکو دیکھا۔

وہ بھاگتی ہوئی اسی جانب آ رہی تھیں اپنے بیٹیوں کو اچانک سامنے دیکھ سیماب پتھرا سی گئی تھی۔

وہ ہکا بکا سی انکو دیکھ رہی تھی جب دونوں آتے ہی اپنی ماں کے ساتھ لپٹ گئیں۔

"مما۔۔۔۔" مہروز کی چیخ سب سے بلند تھی سیماب کو تو اب تک یقین نہیں آیا تھا کہ اسکی بیٹیاں واقعی اسکے سامنے ہیں یا صرف خواب ہے۔

"سارا پیار صرف اپنی ماں کے لئے اور بابا کیلئے کچھ بھی نہیں؟ "

زریاب کی بات پر مہرام ایک ہی جست میں انکے سینے سے جا لگی۔

"نو۔۔۔آئی لو ویو مور اینڈ مور بابا" ہاں وہ واقعی اپنی ماں سے زیادہ باپ کی چہیتی تھی مہروز کی پیدائش کے بعد وہ زیادہ تر زریاب خان کے ساتھ ہی رہتی تھی انکے پاس۔

سیماب کی ساری توجہ مہروز کو ملنے کے بعد اسکے حصّے میں اپنے بابا سائیں کا پیار آیا تھا۔

"تم۔۔۔تم دونوں ادر اچانک؟" سیماب اب تک انکی موجودگی کو قبول نہیں کر پائی تھی۔

زریاب اور مہرام نے ایک دوسرے کو دیکھا اور دیکھتے ہی دونوں بلند آواز میں بولے۔

"سرپرائز۔۔۔۔"انکی اتنی تیز آواز پر سیماب نے باقائدہ کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔خوشی سے اسکا چہرہ تمتمانے لگا تھا اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کو ڈھیر سارا پیار دیا۔

وہ چاہے جتنی بڑی ہو جائیں مگر انکے ساتھ سیماب کو اپنا آپ مکمل لگتا تھا اولاد چیز ہی ایسی ہوتی ہے ان کی

جدائی میں وقت وہ کیسے کاٹتی تھی اسکا علم صرف اسے ہی تھا۔

"اب دونوں کا ایڈمیشن۔۔۔یہی پر ہو گا۔۔۔اور یہ دونوں امارے ساتھ ہی رہے گا"

زریاب نے اچانک ایک اور بم اسکے سر پر پھوڑا تھا سیماب پھٹی پھٹی حیرت زدہ نظروں سے ان کو دیکھنے لگی یہی وجہ تھی کہ مہرام مہروز بھی اس بار آکر اتنی خوش تھیں کہ اب انہیں وہ جیل والی زندگی گزارنی نہیں پڑے گی۔

"خان" بے یقینی سے اسکے لب پھڑ پھڑائے

زریاب نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا اس بار وہ چیختی ہوئی انکے سینے سے لگی تھی۔

"خان۔۔۔خان۔۔۔ تم سچ کہہ رہا ہے؟" اسکے لئے اس بات پر یقین کرنا بے حد مشکل تھا۔

"یس۔۔۔مائی لوو۔۔۔سچ" انہوں نے جس خوبصورت انداز میں اسے یقین دلایا تھا سیماب کے ساتھ ساتھ مہرام اور مہروز بھی ہنسنے لگی تھی۔

وہ چاروں ملنے کے بعد کسی گلاب کے پھول کی طرح کھل گئے تھے۔بے شک چاروں سے مل کر یہ فیملی بے حد خوبصورت لگتی تھی۔

رات کے بارہ بجنے کے قریب تھے زامل زالے اب تک جاگ رہے تھے زمل خود بھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔دونوں نے اسکی ناک میں دم کر رکھا تھا۔

"مما۔۔۔باہ۔۔۔نات تمنگ (ماما بابا نہیں آ رہے)؟" اسکے سوال پر زمل کے چہرے پر مزید پریشانی کے آثار واضح ہونے لگے تھے۔اس نے ایک بار پھر اپنا موبائل اٹھایا اور کال ملائی اس بار بھی رنگنگ صرف ہو رہی تھی مگر کال اٹھائی نہیں جا رہی تھی۔

"آپ دونوں سو جاؤ۔۔۔بابا آجائیں گے" ان دونوں کے سوالوں سے وہ مزید پریشان ہو رہی تھی لیکن یہ دونوں بھی جیسے قسم کھا کر بیٹھے تھے۔

قصور ان ننھی جانوں کا بھی نہیں تھا جب سے پیدا ہوئے تھے تب سے دونوں رات کو کتنی ہی دیر اپنے باپ کے ساتھ مل کر کھیلتے تھے اس سے کہانیاں سنتے تھے اب کیسے ایسے ہی سو جاتے۔

"نو۔۔۔آئی وانت۔۔۔بابا" زامل یکدم سے ضد پر اتر آیا۔

"می۔۔۔وانت۔۔۔با۔۔۔با" زالے بھی عنقریب رونے کو تھی۔

زمل کا چہرہ انکو دیکھ یکدم سے سرخ پڑ گیا

وہ دونوں کو اپنے سینے سے لگا گئی۔ کیا وہ کام میں اتنا بزی ہو گیا تھا کہ اسے اپنے بیوی بچوں کا بھی ہوش نہیں رہا۔

صبح سے لے کر اب تک ایک بار بھی نہ انکی آواز سنی تھی نہ سنائی تھی۔

زمل دونوں کا ماتھا چومتی اپنے ساتھ لے کر بیڈ سے اتری اور انکا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔

وہ دونوں معصومیت سے اپنی چوچو والی چپل پہنے اسکے

ساتھ اس امید پر چل رہے تھے کہ وہ انکو انکے بابا کے

پاس لے کر جا رہی ہے مگر اسکا رخ کہیں کا ہی تھا۔

۔۔۔۔۔۔

"بس ناں۔۔۔میرا بچہ۔۔۔کیا ہو گیا" زوناش نے

اس وقت رو رو کر پورا کمرہ اپنے ننھے سے سر پر اٹھا

رکھا تھا اور اسے اس قدر روتے دیکھ مشی کی جان نکل

رہی تھی اب تو عنقریب وہ خود بھی رو دینے کو تھی۔

اتنی دیر میں یاقوت بھی جلدی جلدی فریش ہو کر بیڈ پر چڑھ آیا۔

"مجھے دو۔۔۔اور خبردار جو تم روئی۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آتی مجھے ایک بے بی ملا ہے یاد و" مشی کا پہلے سے بڑھتا زیادہ حساس پر یاقوت کو اس سوچ میں ڈال دیتا تھا۔

مشی نے جھٹ سے ہونٹ گول کر لئے "

"یار۔۔۔ مشی اب پٹو گی مجھ سے" وہ سچ میں اپنا سر دیوار میں دے مارنے والا تھا۔ لیکن کنڑول کرتے اپنا ایک بازو وا کر گیا۔

مشی جلدی سے اس کے کندھے سے آ لگی دوسرے کندھے سے وہ ننھی سی جان تو لگی ہی ہوئی تھی جسے اس وقت رومپر پہنا رکھا تھا جس کے بعد وہ بے حد کیوٹ لگ رہی تھی۔

زوناش ہوں ہوں کرنے لگی تھی مگر اب وہ چپ تھی کیونکہ اسے چپ کروانے والا اسکا باپ تھا

"یہ تمہارے پاس آکر کیوں چپ ہوتی ہے؟" مشی معصومیت سے استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"کیونکہ میں خود نہیں روتا۔۔۔ میری جان بچے روتے ہی. انکو چپ کروایا جاتا ہے مگر تم تو خود رونے لگ جاتی ہو" وہ پیار سے اسکا سر چومتا نرمی سے سمجھانے لگا۔

"لیکن مجھ سے نہیں دیکھا جاتا ناں" اسکی آواز یکدم سے بھرا گئی۔ یاقوت کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔ وہ

زوناش کو گود میں لے کر دیکھنے لگا جو ٹکر ٹکر اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی

"میرا بیٹا۔۔۔ مما آپ کی تھوڑی سائیکو ہے اوکے"

اسکی بات پر مشی نے اسے گھور کر دیکھا اس سے بھی کلیجے میں ٹھنڈ نہیں پڑی تو ایک مکا اسکے کندھے پر جڑ دیا۔

جس سے یاقوت کا بلند و بانگ قہقہ کمرے میں گونج اٹھا تھا اسکے ہنستے ہی زوناش بھی کھلکھلا کر ہنسنے لگی تھی

یہ دیکھ مشی اور یاقوت بے ساختہ چپ ہو کر اسے
دیکھنے لگے

کبھی کبھی وہ بہت کیوٹ حرکتیں کرتی تھی جیسے ابھی
دھیرے دھیرے بلی کے بچے کی طرح اپنے چہرے پر
دونوں ہاتھوں کو ملنا یہ منظر بے حد حسین تھا۔
یاقوت اسے دونوں کے بیچ لٹا کر خود بھی لیٹ گیا اب
وہ تینوں ایسے ہی سوتے تھے زوناش ان دونوں کے بیچ
جب کبھی اسکے بابا کا حد سے زیادہ سے رومانٹک موڈ
ہوتا تھا تب وہ بیڈ پر ایک جانب آ جاتی تھی

اس وقت وہ دونوں زوناش کا ایک ایک ہاتھ پکڑے

اسے ڈھیر سارا پیار دے رہے تھے۔ وہ اسی خوشی میں

تیزی سے اپنی ٹانگیں چلانے لگی۔

وہ پیدائشی بہت چست بچی تھی یہ اسی وقت معلوم ہو

گیا تھا جب اس نے ایک دوسری عورت کو بتایا تھا کہ

یہ اسکی بیٹی نہیں ہے۔

"تمہاری بہن بھی اتنی پیاری تھی؟" مشی زوناش کی

آنکھیں دیکھ دھیمے لہجے میں پوچھنے لگی یاقوت کی نگاہیں

ہنوز زوناش کے چہرے پر ہی اٹکی تھیں۔

"ھمم۔۔۔بہت پیاری۔۔۔اسکی آنکھیں بلکل اپنی پھپھو پر گئی ہیں" ہاں اسے اب اچھے سے یاد تھا یہ آنکھیں کس کی تھی خونی رشتوں میں نشانیاں کب اور کہاں واضح ہو جائیں یہ کسے پتہ ہوتا ہے لیکن یہ عمل واقعی حیران کن ثابت ہوتا ہے۔

"میری بہن بہت پیاری تھی۔۔۔زوناش سے بھی زیادہ" اسکی بات پر مشی نے بے اختیار اسکے چہرے کی جانب دیکھا

جہاں لفظ چیخ چیخ کر یہ کہہ رہے تھے کہ کاش اسکی طرح اسکی قسمت بھی خوبصورت ہوتی۔

مشی نے ذرا سا اوپر ہوتے یاقوت کا گال چوما جس پر یاقوت نے اسکی جانب دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو "یہ ؟"

"یونہی۔۔۔آ رہا تھا تم پر" وہ شان بے نیازی سے کندھے اچکا گئی

"اچھا۔۔۔آ رہا تھا ہاں" وہ دھیرے سے اپنا ہاتھ اسکی کمر پر رکھتا اپنے قریب کر گیا مشی نے سٹپٹا کر درمیان میں لیٹی زوناش کو دیکھا۔

"کیا کر رہے ہو۔۔۔یہ دیکھ رہی ہے" اس نے کس ڈھیٹ کو شرم دلانے کی کوشش کی تھی۔

"تو دیکھنے دو۔۔۔میں کونسا وہ سب "

"یاقوت" اس سے پہلے وہ سچ میں بے شرمی پر اتر آتا مشی یکدم سے چیخ پڑی اسکے سرخ ہونے پر یاقوت کی ہنسی چھوٹ گئی۔

وہ دونوں کتنی ہی دیر ہنستے باتیں کرتے رہے جب اچانک کمرے کا ڈور ناک ہوا۔

یاقوت ں نے گھڑیال کی جانب دیکھا جہاں رات کے ساڑھے بارہ ہونے والے تھے۔

"اس وقت کون ہو گا؟" دونوں کے چہروں پر پریشانی کے اثرات نمودار ہوئے۔

"اٹھ کر دیکھو "

"یاقوت اٹھ کر سلیپرز پیروں میں اڑستا دروازے کی جانب آیا جس کے کھلتے اسکی نظر سامنے کھڑی زمل پر پڑی اسکے ساتھ ہی زامل زالے بھی کھڑے تھے۔

"زمل۔۔۔بچے تم اس وقت یہاں۔۔۔سب ٹھیک ہے؟"اسے اس وقت یہاں دیکھ یاقوت سخت پریشانی میں مبتلا ہوا تھااوپر سے اسکا چہرہ۔جیسے وہ اب رو دے گی۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔کہاں ہیں؟"اسکے سوال پر یاقوت کے چہرے کی رنگت یکسر بدلی۔

"بھائی۔۔۔بھائی تو روم میں ہونگے ناں؟"وہ رات ڈنر کے بعد آیا تھاتب ہی وہ اس بات سے بھی لاعلم تھا کہ زیحال ڈنر پر بھی موجود نہیں تھا۔

"نہیں ہیں وہ۔۔۔وہ اب تک نہیں آئے گھر" اب اسکے ضبط کی انتہا تھی اسکی ہیزل آنکھیں تیزی سے بھر آئی۔

"ایک منٹ میں کال کرتا ہوں۔۔۔آج تو کوئی میٹنگ بھی نہیں تھی پھر کیسے وہ اب نہیں آئے۔۔۔تم اندر آؤ باہر ٹھنڈ ہے"

وہ زامل زالے کو گود میں لے کر اندر آیا انکو دیکھ مشی جلدی سے دوپٹہ گلے میں لیتی بیڈ سے اتر کر زمل کے پاس آئی۔

"زمل" اس کے پکارنے کی دیری تھی کہ زمل کی آنکھیں چھلک پڑی۔

"میری جان۔۔۔ادھر بیٹھو" وہ زمل کو اپنے ساتھ لگائے بیڈ پر بیٹھ گئی۔زامل زالے توز وناش کے ساتھ کھیل میں مصروف ہوگئے تھے یاقوت ایک ہاتھ جیب میں ڈالے زیحال کا نمبر ڈائل کرتا کال کرنے لگا

۔

آگے سے ایک مرد کی آواز میں "آپ کا ملایا گیا نمبر اس وقت بند ہے برائے کرم تھوڑی دیر بعد کوشش کریں "

سنائی دیا جس پر یاقوت کی پریشانی مزید بڑھ گئی۔ وہ پھر سے ایک کے بعد ایک کال اسے کرنے لگا لیکن ہر بار یہی سنائی دیتا۔

"تم پریشان مت ہو۔۔۔ لالا فون اٹھا لیں گے "مشی زمل کا ہاتھ تھامے نرمی سے بولی۔

یاقوت اب بھی کال کرنے سے رکا نہیں تھا وہ زیحال
کے قریبی ہر ایک شخص کو کال کر کر زیحال کے
بارے میں پوچھتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

اسے کمرے سے باہر جاتے دیکھ زمل بے چین سی ہو
کر یکدم سے اٹھنے لگی تھی کہ مشی نے اسے روک لیا
اور واپس اپنے پاس بٹھا گئی۔
"ریلیکس ہو جاؤ۔۔۔یاقوت بات کر رہا ہے" اس
سے زمل کی پریشانی دیکھنا بے حد مشکل ہو رہا تھا۔ وہ

بار بار اپنی آنکھ سے بہتے خاموش آنسوں صاف کر رہی تھی۔

"میں۔۔۔میں پھر سے کال کر کر دیکھتی ہوں" وہ واپس سے اپنا موبائل اٹھا کر ہبی جان کے نمبر پر کال کرنے لگی اس بار نمبر ہی بند جا رہا تھا جس سے اسکی پریشانی مزید بڑھ گئی تھی۔

"ہ۔۔۔ہبی کا نمبر۔۔۔آف آ رہا ہے" اسکی آواز بولتے ہوئے باقائدہ کانپنے لگی تھی۔

مشی کو سمجھ نہیں آئی کن الفاظ میں اسے دلاسہ دے

یاقوت بھی اب تک کمرے میں نہیں آیا تھا۔

وہ باہر یہاں سے وہاں چکر کاٹتا نجانے کس کس کو کال

کر رہا تھا۔

لیکن ہر ایک سے یہی جواب مل رہا تھا کہ اسے صبح

آفس میں دیکھا تھا اسکے بعد دوبارہ پاشا بے کہیں

دکھائی نہیں دیا۔

یاقوت نے اپنی پیشانی سہلائی پریشانی میں اسکا دماغ کام

کرنا بند کر رہا تھا کیونکہ ایسا آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا

تھا زیحال نہ صرف ان میں بڑا تھا بلکہ وہ سمجھداری میں بھی ان سب سے آگے تھا گھر آکر رات لیٹ کوئی آئے اسے ذرا بھی پسند نہیں تھا اسکی نظر ان تینوں پر خاص طور پر ہوتی تھی ایک بھی لیٹ آئے تو وہ اسکی کلاس لگا دیتا تھا۔

اور آج خود اب تک نہیں آیا تھا اوپر سے نمبر بند اور بنا اطلاع کئے۔یاقوت کی پریشانی بڑھنی فطری تھی۔

وہ پھر سے لوگوں کے نمبر ملانے لگا۔

"ہیلو۔۔۔انعام۔۔۔بھائی کہاں ہیں۔۔۔ تم نے مجھ سے پوچھے بغیر میٹنگ کیسے رکھی؟" وہ مینیجر کے کال اٹھاتے اس پر پھٹ پڑا تھا جان بوجھ کر یہ بات کہی کیونکہ وہ اس وقت کچھ بھی مزید بولنے کی کنڈیشن میں نہیں تھا۔

"سر۔۔۔کونسی میٹنگ۔۔۔آج تو ایک بھی میٹنگ نہیں تھی پامیر سر نے کل ہی کلائینٹس کو ڈیل کر دیا تھا" وہ بچارا ایک دم سے جھاڑ پڑنے پر بری طرح سے ہڑبڑا کر بستر سے اٹھا تھا۔

یاقوت اسکی بات پر چند پل کیلئے چپ ہو گیا کوئی میٹنگ بھی نہیں تھی تو پھر زیحال کہاں جا سکتا ہے۔

وہ کسی سے دوستی نہیں رکھتا تھا سوائے بزنس کونٹیکٹ کے وہ صرف دشمن رکھتا تھا وہ بھی اپنے جوتے کی نوک پر۔ دوست ؟ دوست کے نام پر یاقوت کے ذہن میں ایک ساتھ تین چار نام آئے اس نے جلدی سے عثمان کا نمبر ڈائل کیا جو فوراً سے نہیں اٹھایا گیا شاید وہ سو رہا تھا۔

"ماں۔۔۔اٹھیں۔۔۔آپ کا فون بج رہا ہے" ماہم جو اپنے کسی پیشنٹ کی رپورٹ پر اب تک کام رہی تھی عثمان کا فون بجتے اسکا کندھا دھیرے سے ہلا کر اٹھانے لگی۔

"امم" عثمان دن بھر آفس میں بھاگ دوڑ کر کر آج ماہم سے پہلے ہی سو گیا تھا۔وہ اب تک لیٹ اپ گود میں رکھے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی کام میں مصروف تھی۔

"ماں۔۔۔اٹھیں ارجنٹ کال ہو سکتی ہے" موبائل عثمان کی سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا جہاں سے یاقوت کالنگ ماہم کو ٹھیک سے دکھائی نہیں دیا۔

"تم دیکھ لو ناں ماہی کس کی فون ہے" وہ نیند میں کروٹ لے کر اپنا سر ماہم کی گود میں رکھ گیا۔

"یہ میری جگہ ہے لیپ ٹاپ کیوں رکھا یہاں" نیند میں بھی اسے لیپ ٹاپ پر چڑ آئی تھی جواب بچارا ماہم کے پیروں میں پڑا تھا۔

"ماں۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا کیا" وہ سکرین بند ہوتے دیکھ جھلا کر بولی لیکن وہ ڈھیٹ مزید اسکی بیلی کے قریب چہرہ کئے مسکرا کر نیند میں چلا گیا۔

"میں نے فون کہا تھا آپ سے" اسکی اس خوبصورت حرکت پر ماہم کیلئے دل کو سمبھال پانا بے حد مشکل ہو رہا تھا مگر پھر بھی وہ خود کو کمپوزڈ کر گئی۔

جب وہ نہ اٹھا تو ماہم خود ہی ہمت کرتی ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھا گئی

سامنے ہی یاقوت کا نام دیکھ اسکے چہرے پر پریشانی کی لہر دوڑی اور بنا عثمان کا انتظار کئے اس نے کال اٹھالی۔

"جی یاقوت بھائی۔۔۔بولیں"

"ماہم۔۔۔عثمان کہاں ہے؟"اسکے سوال پر ماہم نے جلدی سے عثمان کا کندھا ہلایا۔

"اممم۔۔۔کونسی طوفان آگئی بیگم۔۔۔بچے کی نیند خراب کردیا"وہ آنکھیں بند کئے کئے ہی بڑبڑانے لگا تھا کہ ماہم نے فون اسکے کان سے لگادیا۔

"میں تمہاری حالت خراب کر دونگا اگر مجھے صحیح جواب نہیں دیا" یاقوت کی بات پر عثمان کی پٹ سے آنکھیں کھلی اس نے پہلے ماہم کو اور پھر اپنے فون کو تعجب نگاہوں سے دیکھا۔

"یاقوت؟" اسکی آواز پہچانتے حیرت سے پوچھا۔

ماہم نے تیزی سے سرہاں میں ہلایا۔

عثمان جھٹ سے اٹھ کر بیٹھتے اسکے ہاتھ سے فون لے کر اپنے کان سے لگا گیا۔

"ہاں یاقوت بولو۔۔۔ خیریت ؟" اس وقت اسکا فون آنا اسے سخت پریشانی میں مبتلا کر گیا تھا۔

"تمہاری بھائی سے آخری بار بات کب ہوئی تھی ؟"

اسکے سوال پر عثمان نے ذہن پر زور ڈالا۔

"صبح ہوا تھا۔۔۔آفس میں۔۔۔کیوں کیا ہوا؟" ہاں وہ آخری بار اس سے صبح ملا تھا اور پھر خود میٹنگ کیلئے نکل گیا تھا۔

"بھائی کی کوئی کال اسکے بعد؟انہوں نے کچھ بتایا وہ کہیں جارہے تھے؟"اسکے تابڑتوڑ سوال کرنے پر عثمان کے چہرے پر ازحد پریشانی کی لہر سی دوڑ گئی۔

"نہیں۔۔۔اسے تو آج کہیں بھی نہیں جانا تھا میرے خیال سے گھر آیا تھا وہ"اسکی آخری بات پر یاقوت کی پیشانی پر لکیریں ابھری اس نے جھٹ سے فون کٹ کرتے مشی کو باہر بلالیا۔

"بھائی گھر کب آئے تھے؟"اسکے سوال پر مشی نے یاد کیا۔

"شاید بارہ کے قریب" مطلب وہ آخری بار گھر سے ہی نکلا تھا لیکن کہاں کیلئے یہ کسی کو بتا کر نہیں گیا اور اصل پریشانی کی بات بھی یہی تھی۔

یاقوت باہر پورچ میں نکل کر ساتھ ہی بلیک شیڈو کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

بزنس کے علاوہ اسکا وقت دشمنوں کی نیندیں اڑانے میں گزرتا تھا اور اس کام میں یاقوت مرزا کے علاوہ بلیک شیڈو شامل ہوتا تھا۔

"ھمم۔۔۔بولو" مقابل سے بلیک شیڈو کی تھکن زدہ آواز ابھری

"بھائی کہاں ہیں؟" اسکے سوال پر اس نے بے اختیار نظریں اوپر اٹھائیں۔

"میرے ایریا میں" اسکے جواب پر یاقوت کے لبوں سے بے اختیار الحمدللہ نکلی۔وہ گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا گیا۔

"بات کرواؤ میری" آج غصّہ اسے آیا تھا وہ شخص اتنا عزیز تھا کہ چند منٹوں میں سانسیں بند کر دیتا تھا۔

"میں ہوسپٹل میں ہوں یاقوت" ہوسپٹل کے نام پر یاقوت کا دل ایکدم سے مٹھی میں آیا تھا اس نے بے اختیار بریک پر پاؤں رکھا۔

"ک۔۔۔کیوں۔۔۔سب ٹھیک ہے؟" یہ سوال پوچھتے ہوئے اسکا اپنا دل بری طرح سے خوف زدہ ہوا تھا۔

"میری بہن ایڈمٹ ہے" اس نے دھیرے دھیرے یاقوت کو سب بتادیا جسے سن کر یاقوت نے ایک گہری لمبی سانس خارج کی

مرر میں اسے اپنا چہرہ نظر آیا جس کا رنگ اڑا ہوا تھا دل جیسے اب تک نہیں سمبھلا تھا صد شکر کہ اس نے وہ جواب نہیں دیا جو یا قوت نے سوچ لیا تھا۔

"اللہ پاک شفا دے گا۔۔۔ ہوا کیسے ؟" وہ گاڑی سٹارٹ کر کر پھر سے آگے بڑھ گیا۔

"پتہ نہیں۔۔۔ وہ ہوش میں آئے گی تو پتہ چلے گا" وہ اب بھی باہر بینچ پر ہی بیٹھے تھے اندر کچھ سٹاف، مبشر اور داراب موجود تھا۔ جس کی موجودگی برہان اور مبشر کو اب تک سمجھ نہیں آئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو جائے گا اپڈیٹ کرتے رہنا۔۔۔میں تمہارے ایریا جا رہا ہوں "

اس سے نرمی سے گویا ہوتے وہ کال بند کرنے ہی والا تھا جب برہان کی بات پر اسکا ہاتھ رک گیا۔

"پاشا کے ساتھ کچھ ہوا ہے؟" اسکے سوال پر یاقوت کچھ حیران ہوا۔

"مطلب؟" اسے واقعی سمجھ نہیں آئی تھی اسکے سوال کی۔

"وہ بہت برے ڈسٹرب تھے میں نے آج سے پہلے انکو ایسے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔ تمہیں ضرور جا کر ان سے ملنا چاہئے "

برہان کی بات یاقوت کو مزید پریشانی میں مبتلا کر گئی تھی۔اسے سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے صرف "ھمم" کہہ کر کال بند کر گیا۔

یہ پیچ کا راستہ اسکے لئے صدیوں پر محیط سفر کی مانند ہو گیا تھا۔

وہ سپیڈ پہلے سے تیز کرتا بلیک شیڈو کے ایریا میں پہنچا تھا۔

جہاں اترتے وہ سیدھا اندر کی جانب بھاگا بیچ میں آنے والے بندے اسے پہچان کر جھک جھک کر سلام کر رہے تھے مگر اس نے جیسے کسی کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

کمرے میں آتے ساتھ اسکے لبوں سے بے ساختہ "بھائی" نکلا مگر وہ کمرہ خالی تھا۔ یاقوت نے ہر کونا دیکھا

باتھ روم اور بالکونی لیکن وہ کہیں موجود نہیں تھا

کمرے کے آثار دیکھ لگ رہا تھا وہ یہاں تھا۔

سامنے ہی بجھی ہوئی سگریٹوں کا انبار، بیڈ شیٹ پر پڑی

سلوٹیں اس بات کی گواہی تھی اس سے بڑا ثبوت

اسکی خوشبو جواب تک اس کمرے میں ہی رقص کر

رہی تھی

یاقوت نے ہر چیز کا بغور جائزہ لیا اور باہر نکل کر

دوسرے کمرے دیکھے سب ہی خالی پڑے تھے اس

نے ہاتھ کے اشارے سے ایک بندے کو پاس بلایا جو بھاگتا ہوا اسکے پاس آیا تھا۔

"پاشا یہاں آئے تھے؟ "

"جی۔۔۔وہ یہاں آئے تھے "اس نے نہایت مؤدب انداز میں جواب دیا۔

"کہاں اور کب گئے؟"

"کہاں گئے یہ تو نہیں پتہ لیکن کچھ گھنٹے پہلے یہاں سے چلے گئے تھے "اس بندے کی بات پر یاقوت نے ضبط سے آنکھیں بند کر کر اپنے کان کی لو سہلائی۔

اسکے بعد اسکے ذہن میں کوئی بھی جگہ یا انسان نہیں آیا
تھا جہاں وہ ہو سکے یا جو اسے بتا سکے کہ اسکا باپ کہاں
ہے۔

حویلی، آفس اور بلیک شیڈو کا ایریا۔۔۔انکے علاوہ وہ
کہیں نہیں جاتا تھا اور آج انہی میں وہ نہیں تھا اب
یاقوت کیلیئے سانس لے پانا بھی مشکل ہو رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کے تین بج رہے تھے اور نیند اسکی آنکھوں سے
کوسوں دور تھی وہ بار بار گھڑیال دیکھ رہی تھی جہاں

سوئی سپیڈ سے چل رہی تھی مگر اسکے لئے ایک ایک سیکنڈ ایک ایک گھنٹے کے مترادف گزر رہا تھا۔

زرتشم اب اٹھ بیٹھی تھی لیکن برہان تھے کہ آ ہی نہیں رہے تھے۔ وہ پریشانی سے اپنا سر تھام گئی جب اسے باہر کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

وہ بے چین سی جھک کر باہر کی جانب دیکھ رہی تھی جہاں سے نظر سیدھا برہان پر گئی تھی وہ دروازہ اندر سے لاک کر رہے تھے۔

انکو دیکھتے ہی زر تشم کے منہ سے سکھ کا سانس خارج ہوا لیکن وہی چہرے پر شدید غصّے کے اثرات مرتب ہونے لگے۔

برہان کمرے میں آتے ہی اپنی شوز اتار کر ریک میں رکھ رہے تھے جب انکے کانوں میں ایک نسوانی آواز ابھری۔

"کدر تھے آپ۔۔۔ام کب سے انتظار میں بیٹھا ہے یہ وقت ہے گھر آنے کا؟" اسکے سوالوں پر برہان نے بے ساختہ سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

پہلے تو اسے دیکھ انکی آنکھوں میں حیرت ابھری پھر بے یقینی اور پھر یقین۔وہ اب شادی شدہ تھے انکی ایک عدد بیوی تھی گھر پر جو انکے انتظار میں بیٹھی تھی یہ وہ کیوں اور کیسے بھول گئے تھے۔

"وہ۔۔۔زنو ہوسپٹل میں ایڈمٹ تھی چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا ہے" انکی بات سنتے زرتشم کا سارا غصّہ ہوا ہوتے وہاں ڈھیر ساری پریشانی آن ٹھہری۔

"ک۔۔۔کیا مطلب ہے۔۔۔کب ہوا یہ۔۔۔اور وہ اب کیسا ہے؟ "

"ڈونٹ وری۔۔۔وہ ٹھیک ہے۔۔۔کل تک مزید پتہ چلے گا" وہ دھیمے ٹھہرے لہجے میں جواب دیتے بیڈ کے ایک کنارے پر آبیٹھے سر جھکائے ہاتھ دونوں آپس میں باندھے۔

انکے اس قدر نڈھال دیکھ زرتشم کا دل بے اختیار مٹھی میں آگیا۔

"ہان" اسکی پکار پر ڈاکٹر برہان نے بے ساختہ مڑ کر اسے دیکھا۔ہان۔انکے دل نے ایک بار پھر یہ نام

دہرایا اتنی پریشانی میں بھی انکے دل نے سکھ کی دھڑکن چھوڑی تھی۔

"جی" اتنا پیارا لہجہ کہ زرتشم کا دل بے اختیار کانوں میں دھڑک اٹھا۔

"وہ۔۔۔وہ ٹھیک ہو جائے گا؟" اسکی اپنی بہن کیلیئے فکر دیکھ برہان کے لب دھیرے سے مسکراہٹ میں ڈھلے۔ مطلب انکو تسلی نہیں ملنی تھی بیوی جو من پسند تھی۔

"ان شاءاللہ" انکاجواب زرتشم کو بے اختیار پر سکون کر گیا۔

"آپ کیوں آگئے گھر۔۔۔ادر رہتے اسکے ساتھ" وہ انکے ساتھ بہت دھیما بولتی تھی۔لہجہ بہت خوبصورت ہو جاتا تھا۔

"آپکو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا" وہ ذہن پر ہر وقت سوار رہتی تھی وہ انکی رگ رگ میں بسنے لگی تھی پھر کیسے اسے بھول جاتے۔

"تو آتے ہی ام کو ایسے کیوں دیکھا جیسا ام غیر ہے؟"

اسکے سوال پر برہان تھوڑے حیران ہوئے مگر خوش بھی وہ ان پر بھی غور کرتی تھی بیوی تھی ناں۔

"ہماری مجال آپ کو ایسے دیکھیں۔۔۔یقین چاہ رہا تھا کہ آپ واقعی یہاں ہیں" انکی بات پر زرتشم کے گال یکدم سے دہک اٹھے۔

انہوں نے آگے بڑھ کر اسکی ٹھوڑی چومی اور اٹھ کر باتھ روم میں چلے گئے۔

زرتشم اتنے پر ہی اپنے دل کو بری طرح سے دھڑکنے پر روک نہیں پائی تھی وہ اتنی دیر انکی خوشبو کے حصار میں بیٹھی رہی۔

جب تک وہ واپس نہیں نکل آئے۔وہ آکر مرر کے سامنے کھڑے ہو کر خود پر باڈی سپرے کرنے لگے۔ آتے ہوئے وہ زنو کی رپورٹس خود دیکھ کر آئے تھے وہ اب خطرے سے باہر تھی اور انکی بہن عام لڑکیوں جیسی نازک نہیں تھی ایسی چھوٹی موٹی چوٹیں کھانا اسکی عادت بن چکی تھی۔

وہ بالوں میں برش پھیر کر بیڈ پر آ بیٹھے۔اور اپنا تکیہ ٹھیک کرنے لگے۔

جب انکی نظر پتھر بنی زر تشم پر گئی۔

"کیا ہوا؟" اسے ایسے سٹک دیکھ وہ پوچھے بنا نہ رہ سکے۔

"آ۔۔۔آپ۔۔۔ناراض نہیں ہیں؟" اسکے لہجے میں خوف تھا ان معصوم آنکھوں میں معصومیت بلا کی تھی

اسکے سوال پر ڈاکٹر برہان نے بغور اسکا چہرہ دیکھا۔

"نہ آپ نے آسانیاں دیکھی ہیں نہ میں نے آسانی سے آپ کو پایا ہے۔۔۔میں کیوں اب ایک بات کو لے کر اتنی قیمتی چیز کی بے قدری کروں"

انکی بات پر زرتشم کا دل دھک سے رک گیا۔

"ق۔۔۔قیمتی چیز؟" وہ واقعی نہیں سمجھی تھی

"آپ۔۔۔آپ میرے لئے قیمتی ہیں" یہاں زرتشم نوشیر وال تمام تھی دنیا کی خوشیاں اسکے در پر کھڑی چیخ رہی تھیں انہیں اندر آنے دیا جائے۔

قسمت سونے سے زیادہ چمک رہی تھی کبھی جس پر گرد لگی تھی وہ ساری اب ہٹ چکی تھی

ضبط کے باعث زرتشم کی آنکھیں یکدم سے بھرا گئیں۔

ڈاکٹر برہان اسے ہی دیکھ رہے تھے جب اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ کہنی کے بل ذرا سا اٹھ کر اسکی آنکھوں پر اپنے لب رکھ گئے۔

زرتشم بے اختیار انکا کالر مٹھی میں جکڑ گئی لبوں سے پر سکون سی سانس خارج ہوئی تھی۔

"ان آنکھوں میں خوشیاں دیکھنے کیلئے آپ کو اپنی زندگی میں لایا ہوں۔۔۔دوبارہ آنسوں نہ دیکھوں ان میں "

وہ بے حد قریب ہوئے اسے پیار سے ڈپٹ رہے تھے ایسی ڈانٹ تو زرتشم نوشیر وال پوری زندگی کھا سکتی تھی۔

وہ دھیرے سے سرہاں میں ہلا گئی۔

"مطلب آنسوں آئیں گے ؟" اسکی ہاں پر انہوں نے بے ساختہ پوچھا۔

"ن۔۔۔نہیں" زرتشم یکدم سے تڑپ کر بولی تھی۔

"نہیں کیا۔۔۔آپ میری بات نہیں مانیں گے؟"

اب کی بار انکے سوال پر زرتشم واقعی رو دینے کو تھی۔

"اچھا نہیں نہیں۔۔۔رونا نہیں۔۔۔میں تنگ کر رہا تھا آپکو۔۔۔" اسے رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ برہان فوراسے لائن پر آ گئے۔اور اسکا سر دھیرے سے اپنے سینے سے لگا کر اسکے بال سہلانے لگے۔

"آپ کے بال کافی روکھے ہیں۔۔۔کل ان پر انڈا لگاؤں گا" انکی بات پر زرتشم نے بے ساختہ سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"انڈا؟" حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ایک نرس سے سنا تھا کہ انڈا لگانے سے بال شائنی ہوتے ہیں" وہ باقی بات چھوڑے ان کے منہ سے کسی نرس کے ذکر پر آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھنے لگی۔

''آپ ان سے بات کرتے ہیں؟'' آواز یکدم سے بھرا گئی۔

''ہاں۔۔۔ظاہر ہے کام کرتے ہیں ساتھ۔۔۔'' انکا انداز بے حد سرسری سا تھا لیکن اس سے پوچھتے جس کا دل اس وقت جل رہا تھا۔

''لیکن آگے سے یہ بات بھی نہیں کرونگا'' وہ اسکی آنکھوں کی الجھن خود ہی سمجھتے اپنے اچھے شوہر ہونے کا ثبوت دے گئے۔ زر تشم کتنا اپنے رب کا شکر ادا کرتی اسے ایسا شوہر دیا تھا جس نے اسکی زندگی میں آکرا

ہر دکھ درد جھٹکے میں دور کر دیا تھا بے شک آزمائے جانے کے بعد وہ رب بہت نوازتا ہے اسکی مثال زرتشم نوشیر وال خود تھی۔

وہ مسکرا کر اسکے سینے میں چھپ گئی گال سرخی سے دہکنے لگے تھے جبکہ اسکی یہ شرم وحیا کے رنگ برہان کو بہت کچھ کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔

وہ اسے اپنے ساتھ لگائے لیٹ گئے انکی انگلیوں کی حرکت زرتشم کے بالوں کو سہلاتی اسے پر سکون نیند کی گہری وادیوں میں لے گئی تھی۔

صبح کا سورج آج ویسا ہی تھا مگر پاشا ولا پر قیامت بن کر ٹوٹا تھا زمل کی رات سے رو رو کر حالت اتنی بری ہو گئی تھی کہ اب وہ کسی کے قابو میں بھی نہیں آ رہی تھی بچے اپنی ماں کو ایسے دیکھ خود رونے لگے تھے سب لوگ لاؤنج میں جمع پریشانی سے نڈھال تھے۔

زیحال کے یوں اچانک بنا بتائے کہیں چلے جانا کسی کیلئے بھی نارمل نہیں تھا باہر اسکے کھلے عام جان کے

دشمن پھرتے تھے اور وہ تنہا کہیں نکل گیا تھا ایک بندہ بھی اسکے ساتھ نہیں تھا۔

یاقوت، پامیر، عثمان اور برلاس سب ہی کسی نہ کسی کو کال کر کر زیحال کے بارے میں پوچھ رہے تھے جبکہ سب کا یہی کہنا تھا کہ انکو نہیں پتہ۔

چوبیس گھنٹوں سے وہ کسی کے رابطے میں نہیں آیا تھا۔

"زمل حوصلہ کرو۔۔۔ تم زیادہ ٹینشن نہیں لے سکتی "

مشی کیلئے زمل کو سمبھال پانا بے حد مشکل ہو رہا تھا۔
آئرہ جلدی سے اسکے لئے ایک پانی کا گلاس لے کر
آئی۔
"نہیں۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے ہبی چاہیے۔۔۔ مجھے انکے
پاس جانا ہے" وہ کبھی ایک پل کیلئے بھی اس سے جدا
نہیں ہوئی تھی۔ پچھلے دنوں کا خوف اور اب زیحال
کے اچانک کہیں چلے جانا۔ اسکی جان نکال رہا تھا۔
"زیحال بھائی آجائیں گے زمل۔۔۔ پلیز تم پانی
پیو۔ دیکھو بچے بھی تمہیں دیکھ کر رو رہے ہیں"

وہ زامل زالے کی جانب اشارہ کر کر اسے بہلانے لگی جو برلاس کی ٹانگ سے چپکے رو رہے تھے۔ باری بار بار اپنا کوئی نہ کوئی کھلونا اٹھا کر ان دونوں کے پاس لے کر جاتا۔

لیکنوہ دونوں ہی نہیں لے رہے تھے انکو روتے دیکھ اب باری بھی عنقریب رونے کو تھا۔

"ماہ۔۔۔داہ۔۔۔" وہ کومل کا فراک پکڑ کر زالے کی جانب اپنی ننھی انگلی سے اشارہ کر کر رہا تھا کہ اسکی زالے رو رہی ہے اسے چپ کروائیں

مگر کومل خود شل ساکت پتھر بنی کھڑی تھی جیسے

سانس بھی نہ لے رہی ہو۔

اسی وقت پامیر کی نظر اس پر پڑی اسکے چہرے کی سفید

رنگت دیکھ اسکی آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگی تھیں۔

ایک پل دو پل۔۔۔ٹک ٹک سوئی کی گھڑی اسکا ذہن

تیزی سے ٹرک کے پہیے کی طرح گھوم گیا۔

وہ موبائل جیب میں رکھتا تن فن کر اس تک آیا اور

اسکا بازو سختی سے دبوچ کر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"ماہ" اپنی ماں کے ایسے جانے پر باری زور سے رونے لگا تھا آئرہ نے جلدی سے اٹھ کر اسے گود میں لیا۔ وہ اب آئرہ کے کافی قریب تھا تب ہی اسکے چپ کروانے پر چپ ہو گیا۔

"پامیر" اسکے ایکدم سے ایسے رویے پر کومل ہکا بکا رہ گئی تھی۔ کمرے میں آتے ہی پامیر اسکا بازو ایک جھٹکے میں چھوڑتا دروازہ لاک کر کر تیزی سے اسکی جانب مڑا۔

کومل اتنے میں ہی دھک سے اپنا سانس روک گئی تھی۔

''کیا تمہاری بھائی سے کوئی بات ہوئی تھی؟'' اسکے سوال پر کومل کا دماغ سن ہو گیا کان جیسے سائیں سائیں کرنے لگے تھے رنگت مردے کی طرح سفید پڑنے لگی۔

''کومل۔۔۔مجھے سچ سچ بتاؤ۔۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا'' پامیر کا یہ طیش بھرا انداز اور انگارے

برساتا لہجہ کومل کو کھڑے کھڑے مار گیا تھا آنکھیں
تیزی سے نمکین پانی سے بھر گئیں۔

86/4

کمرے میں اس وقت گہری خاموشی تھی پامیر کی طیش بھری نگاہیں کومل کی جان لینے کو کافی تھیں وہ کبھی اس سے اس انداز میں پیش نہیں آتا تھا لیکن آج کومل کو اندازہ ہورہا تھا کہ اس نے غلطی نہیں بہت بڑا گناہ کر دیا ہے۔

اسکی خاموشی پامیر کو مزید طیش دلا رہی تھی وہ ایک قدم آگے آتا اسے بازو سے تھام کر اپنی جانب کھینچ گیا۔

"میں۔۔۔کچھ پوچھ رہاہوں تم سے"اس بار وہ شعلہ بار لہجے میں پھنکار کر بولا تھا کومل خوف زدہ سی سہمی سہمی اسے دیکھنے لگی جب دھیرے سے اسکا سر اثبات میں ملنے لگا جسے دیکھ پامیر اپنا سانس تک روک گیا اور پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھے گیا۔

کومل کی آنکھوں سے سیلابی ریلا بہہ نکلا تھا وہ سر جھکائے سسکیوں میں رو پڑی۔

پامیر شل ساکت سا پتھر بنا سامنے دیوار پر نظریں ٹکائے ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکا تھا۔

خیال۔۔۔۔

آفس روم کی فضا میں گہری خاموشی کا راج تھا صرف ایئر کنڈیشنر کی دھیمی دھیمی آواز گونج رہی تھی اس سے نکلتی خوشبو نے پورے آفس روم کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

وہ یک ٹک اسکی جانب دیکھتا اپنے سوال کے جواب کا منتظر تھا مگر کومل کے لب جیسے کسی نے سی دیے تھے وہ ایسے دیکھ رہی تھی جیسے زیحال نے نجانے کونسا انوکھا سوال کر دیا ہو۔

"وہ۔۔۔وہ زم۔۔۔زمل" وہ بولنا شروع ہوئی ہی تھی کہ زبان بے ساختہ لڑکھڑانے لگی۔یہاں تو جھوٹ بھی نہیں بول سکتی تھی۔

"سچ۔۔۔سچ جاننا ہے مجھے" زیحال ایک ایک لفظ پر زور دے کر گویا ہوا۔اسکا لہجہ ہی اس قدر سپاٹ تھا کہ کومل کا دل مزید سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا۔

اس نے دھیرے سے سر ہاں میں ہلایا جیسے اب وہ جو کہے گی سچ کہے گی۔

"زمل۔۔۔سے تم۔۔۔ا۔۔۔اپنا پاسٹ شئیر کرتے ہو۔۔۔تو" آہ آج سے پہلے کب اسے بولنا اتنا مشکل لگا تھا جتنا اب لگ رہا تھا۔

"تو اسے برا محسوس ہوتا ہے۔۔۔" بات نارمل تھی اس میں خوف کس بات کا تھا؟ زیحال کندھے اچکا کر کہنیاں دونوں ٹیبل پر رکھ گیا۔

"کیا میرا پاسٹ اسے بتانا اسے ہرٹ کرتا ہے؟ واقعی؟" وہ غلطی کر رہا تھا اس نے انجانے میں اپنی

گلالے کو ہرٹ کیا تھا یہ بات اسکے لئے ہر گز چھوٹی نہیں تھی۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔ک۔۔۔کیونکہ۔۔۔وہ۔۔۔ بھی ۔۔۔ان سب میں شامل ہے" اسکی اس بات پر زیحال کی گرے جھیل سی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں اس نے سپاٹ نظروں سے کومل کو دیکھا۔

"تم جانتی ہو کیا کہہ رہی ہو۔۔۔زمل ان سب میں کیسے شامل ہے؟" اسے واقعی اس بات پر غصّہ آیا تھا

جن اپنوں نے بچپن سے اسے توڑا اسکی بیوی ان سب کے برابر کیسے ہو سکتی تھی۔

"بب۔۔۔بلاسٹ کے ٹائم۔۔۔وہ خود تمہیں چھوڑ کر گئی تھی" اپنی بات کے پورا ہوتے ہی دل اس قدر بھاری ہوا جیسے اب پھٹے گا اس نے ایک بار بھی پلک نہیں جھپکائی بس زیحال کو دیکھے گئی جو اس ایسے بیٹھا تھا جیسے کوئی پتھر کی مورت۔

کومل دھیرے دھیرے اسے سب بتاتی چلی گئی اس

رات کیسے برلاس اسے لایا تھا اور اس سے وعدہ لیا تھا

کہ یہ راز اب صرف راز رہے گا۔

وہ کبھی بات کو پریزنٹ میں نہیں سوچتا تھا اسکا ذہن

ہمیشہ مستقبل میں چلتا تھا۔

وہ اس سے خود دور گئی؟ اسکے گلا لے؟ اسکی وائفی جس

پر اس نے اپنی دنیا لٹا دی تھی وہ دور جا رہی تھی۔

اس رات برلاس اسے لایا تھا اگر برلاس نہ جاتا تو؟ وہ

واپس نہ آتی تو؟ کیا کچھ بچتا تھا پیچھے؟ کیا محبت یہی ہے

کہ آپ گناہ کو مقدم رکھ کر محبوب کو مؤخر کر دیں۔

ایسا ہوتا ہے عشق میں؟

اسکے دل و دماغ میں اتنے بری زلزلے سے اٹھنے

لگے تھے کہ وہ ٹھیک سے سانس تک نہیں لے پا رہا

تھا۔

کومل کو اس پر بے ساختہ ترس آیا وہ کچھ کہنا چاہتی تھی

جب زیحال کے کندھے بے اختیار ڈھیلے پڑ گئے۔

"وہ۔۔۔وہ خوف زدہ ہے تم سے۔۔۔کہ تم اس بات

پر جانے کیساری ایکٹ کرو گے" وہ آگے بھی بے حد

نرمی سے بات بڑھانے لگی مگر یہ بھی تو دیکھتی کہ اسکی آواز سن پارہا تھا یا نہیں۔

"وہ۔۔۔انجانے میں ایسی غل"

"جاؤ یہاں سے "کومل کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی گئی تھی وہ بے حد دھیمی آواز میں مخاطب ہوا تھا۔کومل اسکا چہرہ نہیں دیکھ پائی۔

"زیحال" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر وہ سننے کی سکت میں بلکل نہیں تھا

"کومل میں نے کہا جاؤ یہاں سے" اس آواز میں

رعب ودبدبہ نہیں تھا نہ گرج تھی یہ آواز آج ہر دن

سے مختلف تھی شاید کومل نے پہلی بار اسے اتنی نرمی

سے پیش آتے دیکھا تھا۔

لیکن وہ اس آواز سے زیادہ خوف زدہ ہوئی تھی وہ اٹھ

کر فوراً کمرے سے باہر نکل گئی۔

موجودہ وقت۔۔۔۔

وہ بری طرح سے رو رہی تھی ایک ایک لفظ اس نے

ٹھیک ویسے بتایا تھا جیسے زیحال کے ساتھ بات ہوئی

تھی پامیر اپنی جگہ سے جیسے ہل نہیں سکا تھا اسے ایسے دیکھ کومل کے رونے میں شدّت آگئی۔ وہ تڑپ کر پامیر کا ہاتھ تھامنے ہی لگی تھی کہ بے اختیار اس سے پیچھے ہٹ گیا۔

اسکا یوں پیچھے ہٹ جانا کومل کیلئے از حد تکلیف کا باعث بنا تھا۔

"پامیر"

"چپ۔۔۔ایک دم چپ" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی وہ درشتگی سے اسکی بات بیچ میں کاٹ گیا۔

اسکا سرد لہجہ کومل کی رگوں میں دوڑتے خون کو جما

دینے کیلیئے کافی تھا۔

"تم سے زندگی میں ایک بار جھوٹ نہیں بولا گیا؟" وہ

استفسار یہ پوچھ رہا تھا اسکے سوال پر کومل نے تڑپ کر

سر نفی میں ہلایا۔

"میں۔۔میں نے کوشش کی تھی"

"یہ کوشش تھی تمہاری؟" اس بار وہ اتنی زور سے

دھاڑا تھا کہ کومل سہم کر اس سے دو قدم پیچھے ہٹ

گئی۔

"کوشش ہوتی تو بھائی آج یہاں ہوتے گھر۔۔۔اپنے
بیوی بچوں کے پاس"

آواز اب بھی بلند تھی کومل کی آنکھوں سے آنسوں
بہنا رک چکے تھے وہ بس سانس روکے اسے دیکھ رہی
تھی۔

"رات بھر پتہ نہیں کہاں رہے ہونگے کس حال میں
ہونگے تم جانتی بھی ہو باہر کتنے دشمن ہیں
انکے۔۔۔جانتی ہو؟ "

وہ کرب ناک لہجے میں پوچھتا کومل کی جان نکال رہا تھا

اسے شدّت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا مگر کیفیت

اسکے لئے بھی الجھ چکی تھی ایک طرف کنواں دوسری

طرف کھائی والا معاملہ اس وقت کومل میر کے ساتھ

ہو رہا تھا۔

وہ اس شخص کے آگے جھوٹ کہہ نہیں سکتی تھی اور

سچ بول کر نتیجہ اب اپنے سامنے دیکھ رہی تھی۔

پا میر پیشانی تھامے لمبی سانسیں لینے لگا اسکا ذہن بلکل

مفلوج ہو چکا تھا زیحال کی جانب سے وہ کچھ بھی

سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا نجانے کل سے وہ کہاں کس حال میں ہوگا سوچ کر ہی پامیر کی جان نکل رہی تھی۔

صبح کا سورج آج اپنی خوبصورت کرنیں ورک ہاؤس پر پھیلائے اسکی خوبصورتی دو بالا کر رہا تھا یہ جس ایریا میں موجود تھا وہاں سب گھر ہی بے حد خوبصورت اور لگژری سٹائل میں بنے ہوئے تھے خاموشی جیسے اس جگہ کا شیوہ تھی یہاں ہر کوئی کسی نہ کسی پیشے سے جڑا

ہوا شخص تھا ساتھ والے گھر میں کون رہ رہا ہے اسکا کسی کو علم نہیں تھا سب کی اپنی زندگی تھی۔

برہان ورک بھی خاموش فضا کے عادی تھے چپ چاپ جاب سے گھر واپس آتے۔اپنا کھانا بناتے اور کھا کر اپنا کام کرتے انکی زندگی میں نیند، کام کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

مگر آج یہ گھر واقعی ایک گھر لگ رہا تھا۔جہاں سے زندگی کے خوشیوں بھرے قہقہے فضا میں گونج رہے تھے۔

زرتشم انکے ساتھ بیٹھی ٹیبل پر رکھی چکن کے چھوٹے چھوٹے پیسسز کر رہی تھی اور برہان سامنے سلیب پر ڈھیر ساری چیزیں بنا رہے تھے زنو کو ہوش آگیا تھا یہ سارا پرہیزی کھانا اسکے لئے ہی بن رہا تھا۔

جب درمیان میں ڈاکٹر برہان کچھ فروٹس کاٹ کر ساتھ رکھے ایک ایک کر کر زرتشم کو ساتھ ساتھ کھلانے لگے۔

وہ یک ٹک انکو دیکھ رہی تھی وہ اپنے ہر ہر رویے سے اپنی محبت کا اظہار بڑے خوبصورت انداز میں کرتے تھے۔

"میں ڈیوٹی سے شام کو واپس آؤنگا۔۔۔آپ کہتے ہیں تو آپ کو زیحال کے گھر ڈراپ کر دونگا" وہ شائستگی سے پوچھتے ساتھ ساتھ کام بھی کرتے رہے

زرتشم اتنے پر ہی خوش ہو گئی تھی مطلب وہ اپنے زی کے پاس جائے گی اسکے بچوں کے ساتھ کھیلے گی۔

"اوکے۔۔۔ام جلدی سے تیار ہو کر آتا ہے "

وہ خوشی خوشی اندر کی جانب بڑھنے لگی تھی جب ڈاکٹر برہان کا موبائل بیپ کرنے لگا تھا۔انہوں نے سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا جہاں یاقوت کالنگ جگمگا رہا تھا

"ہاں یاقوت بولو" فون کان سے لگاتے انہوں نے مصروف سے انداز میں پوچھا جب آگے سے ملنے والی خبر پر ڈاکٹر برہان کے تیزی سے کام کرتے ہاتھ یکدم سے رک گئے۔

وہ پتھرائے سے اسکی بات سنتے گئے مگر سامنے زرتشم یاقوت کے نام پر رک گئی تھی اور انہیں ہی دیکھ رہی

تھی تب ہی وہ مجبوراً اپنے چہرے کے تاثرات نارمل رکھنے کی کوشش کرنے لگے۔

"ھمم۔۔۔میں تھوڑی دیر تک پہنچتا ہوں" اسے سرسری سے انداز میں جواب دیتے وہ کال کٹ کر گئے۔

"کیا بولا یاقوت نے؟" زرتشم جو کب سے انکو دیکھ رہی تھی بے چینی سے پوچھنے لگی۔

"کچھ نہیں کام کی بات کر رہا تھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟" اسکا رخ کمرے کی جانب دیکھ انہوں نے بے ساختہ پوچھا

"زی کے گھر جانا ہے ناں۔۔۔تو ام تیار ہونے جا رہا ہے" وہ انکے سوال پر تھوڑی نروس سی ہوئی مطلب خود ہی کہہ کر بھول گئے ڈاکٹر صاحب۔

"ا۔۔۔نہیں۔۔۔آج نہیں۔۔۔کل چلیں گے۔۔۔آج شاید زنو کو یہاں لانا پڑے وہ ہوسپٹل میں نہیں رہے گی"

زرتشم زنو کی فکر میں زی کے گھر جانے والی بات بھی جھٹ سے بھول گئی۔

"لیکن اسکو ادر رہنا چاہئے گھر آکر علاج کیسے ہوگا"

اسکی بات پر ڈاکٹر برہان نے بغور انہیں دیکھا۔

"شاید۔۔۔آپ کے شوہر غلطی سے خود ایک ڈاکٹر ہیں مسسز ورک صاحبہ "

انکا انداز تھوڑا شوخیہ تھا جو زرتشم کے دل کی تاروں کو بری طرح سے چھیڑ گیا تھا۔

"میری بہن تھوڑی عجیب طبعیت کی ہے سر پھری۔۔۔تو اسے مجھے خود قابو کرنا پڑے گا" وہ اسکی اطلاع کیلئے ساتھ ساتھ اسے بتاتے بھی جا رہے تھے۔

آج زرتشم کی نند نے آنا تھا یہ سوچ کر تو وہ اور تیزی سے اپنے ہاتھ کام پر چلانے لگی تھی۔

ڈاکٹرز کمپلیٹ چیک اپ کے بعد زنو کو روم میں شفٹ کر چکے تھے جب انکے جاتے ہی مبشر بے اختیار اسکے پاس آکر بیٹھ گئے زنو کی آنکھیں اس وقت بند تھیں

مگر مبشر کے بیٹھتے ہی وہ پٹ سے ادھ کھلی آنکھوں

سے انکو دیکھنے لگی۔

"کیسی ہو اب۔۔۔ کہیں پین تو نہیں ہے؟" وہ فکر

مندی سے اس سے پوچھنے لگے۔

زنو نے آنکھیں گھما کر "نہ" میں جواب دیا ہاں ایسی

چھوٹی موٹی چوٹ اسکا کیا بگاڑ سکتی تھی۔

"ہ۔۔۔ہو۔۔۔۔یو۔۔۔آر؟" اسکے سوال پر مبشر کا

سانس یکدم سے رک گیا دل کی دھڑکنیں جیسے

دھڑکنا بھول گئی تھیں وہ فق رنگت کے ساتھ اسے

دیکھے گئے۔

کیا وہ انہیں بھول گئی تھی؟ اس احساس سے دل سیدھا

مٹھی میں آیا تھا

"تمہارے بھائی کی لے پالک اولاد۔۔۔ یاداشت

بھول کر بھی خون جلانا نہیں بھولی" وہ جل بھن کر

بے ساختہ بولے۔

زنو نے عجیب سی نظروں سے انکو دیکھا۔ پھر یکدم سے ہنس پڑی۔ یہ شخص اسے اس حال میں بھی بغیر ہنسائے نہیں رہ سکتا تھا

"میرے بھتیجے ہوئے پھر" وہ کہاں باز آتی انکا خون جلاتے رہنے سے

"بیٹا۔۔۔ایک بار نکاح میں آجاؤ۔۔۔ بھتیجے چھوڑو بھانجوں کی لائن لگاؤنگا تمہارے بھائی کیلئے دیکھنا تم

"

وہ ہر بار اپنی ان بے باک قسم کی باتوں سے زنو کی قینچی

جیسی زبان کو روک دیتے تھے وہ چہرہ دوسری جانب

موڑ کر بے ساختہ "استغفراللہ" کرنے لگی۔

"استغفراللہ نہیں ان شاءاللہ تم بیڈ سے اٹھو ایک بار

سیدھا مسجد میں لے جا کر نکاح کے تین بول نہ

پڑھوائے تو میں بھی مبشر نہیں "

وہ دھمکی دے رہے تھے مگر زنو پر کچھ خاص اثر نہیں

پڑا تھا۔

"ایک بات بتاؤ۔۔۔ڈی ایس پی داراب خان کو تم جانتی ہو؟"انکے سوال پر زنو کی ہنسی تھمی اور بے اختیار انکی جانب دیکھا۔

"ک۔۔۔کیوں؟"اسکی زبان کی لڑکھڑاہٹ مبشر نے ب خوبی نوٹ کی تھی مگر ایسے تاثر دیا جیسے محسوس ہی نہ ہوا ہو۔

"ایسے ہی پوچھا۔۔۔خیریت معلوم کرنے آئے تھے رات۔۔۔اور کافی دیر تک یہی رہے تھے"وہ کندھے اچکا کر سرسری سے لہجے میں بولے۔

"ھمم" وہ سرسری سا ہنکارا ابھر کر چھت دیکھنے لگی جبکہ اسے موبی کی نظروں کا انداز خود پر نوٹ کرنا چاہیے تھا۔

مہرام اور مہروز کے آنے سے فارم ہاؤس کی دیواروں میں جیسے جان آگئی تھی۔ ملازم انکو دیکھ کر خوش ہوئے تھے کیونکہ وہ دونوں بچیاں بہت پیاری اور کیوٹ تھیں۔

"ممی۔۔۔ مورے کدر ہیں ؟"سیماب انکے لئے کوکیز بنا رہی تھی جب مہرام کے سوال پر بے اختیار نگاہیں اوپر اٹھائیں۔

"وہ حویلی میں ہونگی بیٹا" وہ سرسری سے لہجے میں جواب دیتی خود کو مصروف ظاہر کرنے لگی۔

"تو ہم یہاں کیوں ہیں۔۔۔ ہمیں وہی جانا ہے" وہ یہاں انکے بغیر شدید بوریت محسوس کر رہی تھی۔

"تو جا کر بولو اپنے بابا کو۔۔۔لے کر جائیں ام کو" وہ تو جیسے اسی بات کے انتظار میں بیٹھی تھی جھٹ سے بولی۔

مہرام جلدی سے بھاگ کر باہر لان میں آئی جہاں مہروز اپنے بابا کی عمر کو بھلائے انکے ساتھ فٹ بال کھیل رہی تھی وہ بھی اسکے ساتھ مل کر بچے ہی بنے ہوئے تھے۔

"اور یہ بڑھا میرا ایک سکور یسسسس۔۔۔۔آئی ایم دی ونر" وہ خوشی سے اچھل اچھل کر ڈانس کرنے لگی

جب زریاب اپنی کمر تھامے بمشکل سیدھے کھڑے ہوئے۔

"بیٹا۔۔۔تمارے بابا کا بال سفید ہو رہا ہے۔۔۔اب وہ طاقت نہیں بچا ام میں" انکا سانس واقعی پھولا ہوا تھا وہ آکر کرسی پر دھم سے بیٹھ گئے۔انکو بیٹھتے دیکھ مہروز آکر انکی ناک کے ساتھ ناک ملانے لگی۔

"نو۔۔۔یو آر مائے ہیرو بابا" وہ چیخ کر ساری دنیا کو بتاتی انکے گلے میں ہاتھ ڈال گئی۔

"ہاہاہا۔۔۔ام کو سانس تو لینے دو بچے" وہ اسے اپنے ساتھ لپٹائے تیز تیز سانس لے رہے تھے۔

جب مہرام آکر دوسری کرسی پر بیٹھ گئی اور ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

"تم بھی آؤ" مہرام کو ایسے بیٹھے دیکھ زریاب نے پیار سے اسے بلایا مہرام اٹھ کر انکے ساتھ بازو سے لگ کر بیٹھ گئی۔

اسکا قد اب پہلے سے بڑھ گیا تھا وہ عمر کے ساتھ ساتھ جسامت کے لحاظ سے بھی مہروز سے بڑی لگنے لگی تھی۔

"بابا۔۔۔ کیا آپ کا دل ہمارے بغیر لگتا تھا؟" اسکے کھوئے کھوئے سے سوال پر زریاب نے اسکا سر دیکھا چہرہ انہیں دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔ اولاد کے بغیر ماں باپ کا دل کیسے لگے گا میرا بیٹا" وہ پیار و محبت سے بول کر اسکے سر کا بوسہ لے گئے۔

"کیا دنیا کے سارے پیرنٹس ایسے ہی ہوتے ہیں؟"

اسکے اگلے سوال پر زریاب بے اختیار مسکرائے۔

"بلکل۔۔۔ماں باپ تو سب ایک جیسے ہی ہوتے

ہیں "

"تو۔۔۔پھر آپ کیوں اپنے ماما بابا سے دور

ہیں۔۔۔کیا انکو آپ کی یاد نہیں آتی؟ "

اس بار وہ سیدھی ہو کر بیٹھتی ان سے استفسار یہ پوچھ

رہی تھی مگر زریاب خان کے چہرے کی رنگت جیسے

نچڑ سی گئی تھی وہ یک ٹک اپنی بڑی بیٹی کو دیکھتے

رہے۔

"یس بابا۔۔۔آئی وانٹ مورے اینڈ داجی۔۔۔"

مہرز کو شدّت سے داجی کی یاد ستائی جو اسے کبھی کبھی اپنے کندھوں پر بٹھا کر لان کی سواری دیتے تھے اور یہ بات صرف مہروز ہی جانتی تھی کیونکہ داجی نے اسے کسی کو بھی یہ بات بتانے سے انکار کیا تھا۔

اسی وقت سیماب لوازمات سے سجی ٹرالی گھسیٹتے ہوئے وہی لے آئی اور آکر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"واؤ۔۔۔ ممی۔۔۔ کوکیز" مہروز سامنے رکھی کوکیز دیکھ ایک دم سے بے صبری ہوئی تھی۔ سیماب نے چائے کا کپ مہرام کو پکڑایا جو وہ دھیان سے اپنے بابا تک لائی۔

"آج کرلو خدمت امارا۔۔۔ کل کوام سے غلطی ہو جائے توام کو معاف نہیں کرنا مہرام۔۔۔ بڑھاپے میں چھوڑ کر چلی جانا"

سیماب کی بات پر زریاب نے کرب بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ سیماب مہرام کے ساتھ اپنی باتیں کر لیتی تھی اسکی بڑی بیٹی کافی سمجھدار تھی۔

"نہیں ۔۔۔ میں کیوں کرونگی ایسا ممی ۔۔۔ میں معاف کرونگی ۔۔۔ کیونکہ آپ دونوں بھی تو ہر بار معاف کرتے ہیں "

وہ تیزی سے جواب دیتی سب کو چپ کرواگئی زریاب کے پاس تو جیسے الفاظ ہی نہیں بچے تھے وہ کیا کہتے۔

سیماب نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اپنی بیٹی کو سراہا اور اپنی باتوں میں لگ گئی۔

دن چڑھ آیا تھا مگر زیحال اب تک گھر واپس نہیں لوٹا تھا یاقوت پامیر برلاس عثمان سب اسے جگہ جگہ تلاش کر آئے تھے اور اس وقت سب کے چہروں پر ازحد پریشانی چھلک رہی تھی۔

"مما۔۔۔می وانت بابا (مما مجھے بابا چاہئے)"زالے زمل کی ٹانگ سے چپکی رو رو کر آدھی ہو چکی تھی زامل کو تو برلاس نے بہلا لیا تھا۔

"یہ جا کہاں سکتا ہے۔۔۔ایسا کونسا ٹھکانہ ہے اسکا؟" عثمان کو سمجھ نہیں آئ تھی وہ ہر جگہ اسکے ساتھ ہوتا تھا آج وہ ان میں سے کسی بھی جگہ نہیں تھا۔

"مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔کہاں ڈھونڈوں انکو" یاقوت کا لہجہ شکست خوردہ محسوس کرتے پامیر کا دل مٹھی میں آیا تھا وہ اسکے بازو سے سر ٹکائے بیٹھ گیا۔

برلاس کو ایسے میں صرف زیحال کی ضرورت ہوتی تھی جسے وہ در در بھٹکتا کبھی کہیں ڈھونڈ رہا تھا تو کبھی کہیں مگر اسکا کوئی سوراغ تک نہیں مل رہا تھا۔

"آپ لوگوں سے نہیں ڈھونڈا جا رہا تو میں خود ڈھونڈ لونگی اپنے ہبی کو" وہ کب سے انکے دلاسے سن رہی تھی بالا آخر اب خود پھٹ پڑی تھی۔

سب نے بیک وقت اسے دیکھا۔

"زمل۔۔۔ ریلیکس" اسکی آنکھیں سوجی دیکھ یاقوت کو بے حد برا لگا تھا۔

"کیوں ریلیکس۔۔۔کیسے۔۔۔میرے ہبی کہاں ہیں۔۔۔کل سے انکا فون نہیں لگ رہا۔۔۔وہ گھر نہیں آئے اور میں ریلیکس ہو جاؤں؟"

اسے سب پر شدید طیش آیا تھا وہ جذبات میں آ کر سامنے کسی کو نہیں دیکھ رہی تھی۔

وہ بچارے کیا کرتے جب کسی کو کچھ علم ہی نہیں تھا۔

"زمل۔۔۔"مشی اسکا ہاتھ تھام کر رخ اپنی جانب موڑ گئی وہ لاکھ سمجھانے پر بھی چپ نہیں ہوئی تھی رو رو کر اسکا حال برا تھا۔

اسے روتے دیکھ اسکے بچے رو رہے تھے۔

سب لوگ تھکے ہارے نڈھال سے بیٹھے ہی تھے جب باہر پورچ میں ایک گاڑی کے رکنے کی آواز آئی ایسی آواز ہمیشہ تب آتی تھی جب زیحال گاڑی ڈرائیو کرتا تھا وہ بریک اتنی ہڑبڑی میں لگاتا تھا جیسے پیچھے پولیس لگی ہو۔

اس گاڑی کے چرچراتے ٹائر شور کر کر پاشا ولا کی فضا کی کو خبر دار کر گئے تھے کہ وہ آگیا تھا جس کے بغیر یہاں کی فضا سنسان ہو گئی تھی۔

یاقوت پامیر نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا اور ایک ہی جست میں باہر نکل آئے جہاں پہلی نظر سیدھا گاڑی سے نکلتے اس دشمن جان پر پڑی تھی۔
اسے دیکھ یاقوت اور پامیر اتنی تیزی سے جا کر اسکے سینے سے لگے تھے کہ وہ بیلنس برقرار نہ رکھ پانے کی وجہ سے گاڑی سے آ لگا تھا

یاقوت پامیر کو باہر کی جانب بھاگتے دیکھ عثمان بھی باہر نکل آیا تھا جب اسکی نظر یاقوت پامیر دونوں پر پڑی جو زیحال کے کندھوں سے چھوٹے بچوں کی طرح لپٹے ہوئے تھے یہ وہ بچے تھے جنہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے ماں باپ کو مرتے دیکھا تھا دنیا نے ماں

باپ کو صرف لفظوں کی حد تک محدود کر لیا تھا انکے

حقوق کو انکی محبت کو وہ آج صرف لفظوں میں رہ گئی

تھی مگر کوئی ان بچوں سے پوچھتا جن کے ماں باپ انکی

آنکھوں کے سامنے انکو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

انکو قدر پتہ تھی کہ ماں باپ کے بعد دنیا آپ کو کیسے

نوچتی ہے انکو پتہ تھا اس لئے یہ شخص انکو اپنی جان سے

بھی زیادہ عزیز تھا جس نے ان بچوں کو اپنے پروں کے

سائے تلے چھپا کر بڑا کیا تھا دنیا کی آنچ ان تک آنے

نہیں دی تھی۔ وہ شخص صرف بھائی نہیں ماں باپ

بہن بھائی میاں بیوی ہر ایک رشتے پر بھاری تھا۔

اسکے بغیر وہ تینوں سانس بھی کتنی مشکل سے لے

رہے تھے یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

یاقوت نے محسوس کیا جیسے وہ کوئی حرکت نہیں کر رہا

اسکے حصار میں آج خالی پن بھرا تھا۔

یاقوت پیچھے ہٹ کر اسکی حالت دیکھنے لگا۔ آج پہلی بار

اس نے ہاتھ نہیں اٹھائے تھے اسکے ہاتھ پہلو میں بے

جان سے پڑے تھے۔ ایسا کیوں ہوا تھا آج پہلی بار اس

نے اپنے بچوں کو اپنے گلے لگانے سے انکار کر دیا تھا۔

یہ انکار تھا۔

اسکے ایک ہاتھ میں کوٹ تھا سفید شرٹ قدرے میلی ہو چکی تھی جیسے دو دن سے وہ ایک ہی لباس میں ہو۔

شرٹ کا ایک سرا پینٹ سے باہر، اوپر والے بٹن کھلے، ویران سرخ متورم آنکھیں جیسے وہ کچھ پی کر آیا ہو۔

چہرے پر حد درجے کی بڑھی ویرانیت اور ٹوٹ جانے کا غم جو اتنا شدید تھا کہ یاقوت کا دل اسے دیکھتے ہی پھٹ گیا تھا۔ وہ دھک سے پیچھے ہٹ گیا۔ آج یہ اسکا

باپ نہیں تھا یہ اسکا بھائی نہیں تھا یہ کسی کا کچھ نہیں تھا آج وہ تنہا بھری دنیا میں بکھرا ہوا شخص تھا جسے ہاتھ بھی لگاؤ تو جان سے چلا جائے۔

"بھائی۔۔۔ کہاں تھے آپ۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟"

پا میر پاگلوں کی طرح اسکے چہرے ہاتھوں کا جائزہ لینے لگا

"ظاہر کیا دیکھتے ہو کبھی باطن بھی دیکھو"

"آج ہم بکھر چکے ہیں ہمیں زندہ سمجھ کر تو دیکھو "

ہو گا محسوس ؟ کہ وہ زندہ تھا؟ نہیں کوئی نہیں جان سکتا تھا اس شخص کو کوئی بھی نہیں۔

"بھائی کچھ بولیں ناں کہاں تھے آپ ؟" اسکی خاموشی پامیر کی جان نکال رہی تھی وہ تابڑ توڑ سوال کرتا بے چینی سے اسکے جواب کا منتظر تھا مگر وہ چپ تھا آج اسکی خاموشی جان لیوا تھی۔

یاقوت کھڑا تھا وہ سانس نہیں لے رہا تھا ان سیاہ کانچ سی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرانے لگا تھا جس میں اسکے ماں باپ دور ہوئے تھے اسے دنیا میں تنہا چھوڑ

گئے تھے آج وہ منظر پھر آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا آج وقت پھر ایک بار ظالم بننے جا رہا تھا۔ لیکن تب وہ بچ گیا تھا آج نہ بچتا آج اس میں وہ سکت نہیں تھی

"زی۔۔۔کہاں تھے تم۔۔۔" عثمان ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا پا میر اس سے پوچھ رہا تھا مگر وہ یاقوت کو دیکھ رہا تھا جو اسکی حالت بن کہے سمجھ گیا تھا تب ہی خود جیسے آخری سانسوں کے دہانے پر کھڑا تھا۔

"زی۔۔۔کچھ بولو۔۔۔چپ کیوں کھڑی ہو
۔۔۔بولو۔۔۔کہاں تھے ساری رات؟" وہ خود رات
یاقوت کی کال آتے گھر سے نکل آیا تھا ماہم نے بھی
ساتھ آنے کی ضد کی تھی جسے وہ ساتھ لے کر پاشا ولا
میں چھوڑ کر خود ان سب کے ساتھ زیحال کو
ڈھونڈنے نکل گیا تھا۔

"اندر چلیں۔۔۔" پا میرا سکا ہاتھ تھام کر اندر کی
جانب بڑھ گیا جہاں سب لوگ بے صبری سے اسکے
منتظر تھے زمل جو رو رو کر ہلکان ہو چکی تھی سامنے

اپنے ہبی جان کو کھڑے دیکھ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھتی چلی گئی۔

سب ہی اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے تھے وہ آ گیا تھا مگر ویسا نہیں آیا تھا جیسا گیا تھا۔

خستہ حالت اجڑا بیاں باں یہ وہ زیحال تو نہ تھا جو اس گھر کا سربراہ تھا یہ تو کوئی زمانے سے ہارا ہوا ٹوٹا بکھرا ہوا شخص تھا۔

زمل خاموش تھی وہ کیا کہتی زیحال کی ایسی حالت دیکھ وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی وہ گنگ زبان سے اسے دیکھے گئ۔

"بابا۔۔۔۔"زالے اسے دیکھ اپنے ننھے قدموں سے دوڑتی ہوئی اسکی ٹانگ سے آلپٹی تھی۔باقی سب خاموش کھڑے تھے۔جیسے سانس وہی نہ لے رہے ہوں۔

"با۔۔۔با" زالے جو پہلے سے رو رہی تھی اپنے بابا کے ساتھ لگتے مزید تیز رونے لگی تھی اس بچی کی تڑپ ہر دل کو تڑپا گئی تھی۔

"بھائی بیٹھ جائیں۔۔۔۔میں پانی لے کر آتا ہوں" پامیر اسکے لئے پانی لینے کچن کی جانب دوڑا تھا۔

مگر وہ شل ساکت کھڑا تھا جب نگاہ سفر کرتی اس ظالم عورت پر گئی تھی جس نے آخری وار اسکی شخصیت پر کیا تھا اور ایسا کیا تھا کہ وہ زندہ نہیں بچا تھا۔

پامیر جلدی سے پانی کا گلاس لا کر اسکے سامنے کر گیا مگر وہ گلاس کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا اسکی نگاہیں اس لڑکی پر ہی اٹکی تھیں۔

"وہ خود تمہیں چھوڑ کر چلی گئی تھی" یہ صرف الفاظ تھے؟ لوگ اسے الفاظ کہتے تھے؟ آج کوئی اسے دیکھتا جس کیلئے یہ اسکی موت کا ذریعہ بنے تھے۔

"اسے برلاس لے کر آیا تھا۔۔۔اس نے تم سے یہ بات چھپائی تھی" وہ گئی تھی اس سے دور؟ اپنے ہی

جان سے دور؟ وہ جا سکتی تھی؟ اگر برلاس نہ ہوتا تو وہ یہاں ہوتی؟

اسے اس شخص پر ترس نہیں آیا تھا؟ جس نے اس سے صرف وفا بھی بھیک مانگی تھی بدلے میں پوری دنیا اسکے قدموں میں ڈال دی تھی وہ اسے یہ بھیک بھی نہ دے سکی کیوں؟ کیا اتنی مشکل تھی وفا؟ وہ برا تھا تو اچھا بن جاتا۔ وہ غلط تھا تو صحیح بن جاتا مگر اسے جانا نہیں چاہئے تھا اسے یہ ظلم نہیں کرنا چاہئے تھا اس پر۔

"بھائی پانی" پامیر نے اسکا دھیان پانی کے گلاس کی جانب مبذول کروایا جب زیحال نے ایک نظر اس گلاس کو دیکھا۔

وہ ہر چیز ایسے دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔اس قدر بے یقینی اسکے روم روم میں اتر چکی تھی۔

اس نے دھیرے سے پامیر کا ہاتھ پیچھے کر دیا۔

"پیاس نہیں ہے مجھے "

وہ دھیمے لہجے میں بول کر آگے بڑھ گیا تھا جب اسے کمرے کی جانب جاتے دیکھ زمل یکدم سے اسکے

راستے کے بیچ آگئی تھی۔اسکے آتے ہی پاشا کے قدم تیزی سے اس جگہ جمے تھے نگاہیں جھکی ہوئی تھیں کوٹ پر گرفت مضبوط تھی۔

"کہاں تھے آپ؟"اسکا لہجہ از حد سرد تھا ہر کوئی سانس روکے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے۔۔۔کہاں تھے آپ؟"لہجہ یکدم سے سختی میں بدلا تھا وہ لفظوں پر زور دیتی خود پر ضبط کر کر پوچھ رہی تھی۔

جب زیحال نے بے اختیار نگاہیں اوپر اٹھائی اسکی ہیزل آنکھوں میں دیکھا کاش وہ نہ دیکھتا کاش وہ نظریں جھکائے رکھتا آج یہ آنکھیں اسکے اندر کا حال لمحے میں بیان کر گئی تھی۔

جسے جان کر زمل کو اپنا آپ زندہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ بے یقینی سے سانس روکے اسے دیکھتی رہی۔

"میرے۔۔۔راستے سے۔۔۔ہٹو" یہ لہجہ۔۔۔یہ آواز بہت اجنبی تھی وہ کیسے اس انداز میں اپنی گلا لے سے بات کر سکتا تھا۔

"ہہی"

"میں نے کہاہٹو۔۔۔"اس بار وہ بولا نہیں دھاڑا تھا اسکی دھاڑ پر زمل بری طرح سے سہم کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

سب پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے یہ وہی زیحال تھا جو کبھی سخت لہجے میں بھی اپنی گلا لے کے سامنے بات نہیں کرتا تھا اور آج وہ دھاڑ رہا تھا۔

"آئندہ۔۔۔میری نظروں کے سامنے بھی مت آنا۔۔۔ورنہ جان لے لونگا"اسکے الفاظ سن کر زمل

کھڑے کھڑے زندہ درگور ہو گئی تھی یہ اسکے ہبی

جان تھے؟

اسکا یہ رویہ سب پر ساتوں آسمان ایک ساتھ ڈھا گیا تھا جن آنکھوں نے کبھی اس عورت کیلئے اس شخص کو سخت نہ پایا تھا آج وہ اپنے لفظوں سے اسے مار گیا تھا۔

اس سے پہلے زمل کھڑے کھڑے گر جاتی مشی اور آئرہ نے بے اختیار اسے سمبھالا تھا زیحال کی اونچی آواز سے ڈر کر زالے اور بھی رونے لگی تھی جسے بھاگ کر ماہم نے گود میں لیا۔

"بھائی۔۔۔زمل ہے وہ" پامیر کو لگا جیسے وہ ہوش میں نہیں ہے وہ واقعی ہوش میں نہیں تھا۔

زمل پتھر بنی اسے دیکھ رہی تھی سانس تو جیسے آ ہی نہیں رہی تھی اسکے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑتے دیکھ مشی نے روتے ہوئے یاقوت کی جانب دیکھا۔

جو خود شل ساکت کھڑا تھا۔

"بے وفا ہے یہ۔۔۔بے وفا ہے یہ عورت" وہ پوری قوت سے دھاڑا تھا اس کی دھاڑ پاشا ولا کی در و بام کو لرزا کر رکھ گئی تھی۔

اتنے میں برلاس جوزامل کو لے کر باہر گیا تھا وہ بھی آ
گیا تھا جب سامنے اپنے گھر پر ٹوٹی قیامت دیکھ اسکے
قدم گھر کی دہیز پر ہی رک گئے تھے۔

"بھائی۔۔۔"اس سے پہلے پامیر کچھ کہتا زیحال نے
تیزی سے اسکے ہاتھ جھٹکے تھے۔اور ان سب سے دو
قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔

اسکی آنکھیں سرخ ہوئی پھر سے برسنے کو تیار تھیں۔

"مجھے بھائی مت بولنا۔۔۔میں نہیں ہوں تمہارا
بھائی۔۔۔میں نہیں ہوں کسی کا کچھ "

وہ اپنے حواس میں نہیں تھا آئرہ خود اسے ایسے دیکھ رونے لگی تھی یہ وہ شخص تھا جس کی مسکراہٹ لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ لاتی تھی اور اسکا دکھ لوگوں کو دکھی کر دیتا تھا۔

پامیر کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا وہ شل ساکت کھڑا اپنے باپ کو دیکھنے لگا کیا اس نے کبھی ایسا کہا تھا؟ اس نے ذہن پر زور دیا مگر ناکام ہو گیا۔

وہ ہزار بار ٹوٹا بکھرا مگر اپنے بچوں سے کبھی منہ نہیں موڑا آج وہ موڑ رہا تھا۔

اس نے بے اختیار کومل کی طرف دیکھا جو بے ساختہ پلر سے جا لگی تھی۔ اسے واقعی کھڑے رہنے کیلئے کوئی سہارا چاہیئے تھا اسکی ٹانگیں بے جان ہونے لگی تھیں۔ ایک سچ اتنا بھاری پڑ سکتا ہے اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

"بھائی نہیں" پامیر کا دل مٹھی میں آیا تھا وہ کیسے کہہ سکتا تھا یہ۔

وہ کل سے خود میں ایک جنگ لڑ رہا تھا الفاظوں کی جنگ جسے اب باہر آنا تھا وہ آ رہی تھی۔

زیحال کی آنکھوں سے گرم سیال خاموشی سے بہہ نکلا تھا اس نے کن زخمی نگاہوں سے زمل کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ لوگ کم تھے۔۔۔مجھے توڑنے کیلئے؟ جو تم بھی میدان میں اتر آئی؟ "

اسکا سوال صرف زمل کو نہیں وہاں موجود ایک ایک شخص کے دل کو لرزا کر رکھ گیا تھا۔

"کیا کیا تھا میں نے۔۔۔جو تم مجھ سے دور چلی گئی بولو"

اسکی بات پر زمل کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا وہ بے یقین سی اسے دیکھ رہی تھی۔

کیا وہ جان گیا تھا اس بارے میں ؟اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں کومل کی جانب دیکھا جس کی کیفیت چیخ چیخ کر اسے بتا گئی تھی کہ وہ راز، راز نہیں رکھ پائی۔

برلاس نے زمل کی جانب دیکھا یہ راز کیسے کھلا تھا وہ سمجھنے سے بلکل قاصر تھا۔

"بھائی سمبھالیں خود کو" پامیر تڑپ کر اسکا ہاتھ تھامنے لگا تھا کہ زیحال اسے خود سے دور دھکیل گیا۔

"دور۔۔۔۔۔دور رہو مجھ سے۔۔۔میرے قریب بھی مت آنا کوئی۔۔۔کوئی بھی نہیں "

سب نے اسے توڑا وہ پھر بھی مظبوط رہا مگر آج کیسے برداشت کرتا جب توڑنے والی اسکی اپنی من پسند عورت تھی۔

"نہیں۔۔۔میں دور نہیں جاؤنگا۔۔۔" پامیر خود رو

پڑا تھا اسے آواز میں کپکپاہٹ محسوس کرتے کومل کا

دل تکلیف کی شدّت کے باعث بند ہو گیا تھا۔

برلاس زامل کو چھوڑ کر انکے پاس چلا آیا جب اسکی نظر

زیحال کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں پر پڑی۔

اسی وقت زیحال کی بھی نظر برلاس پر پڑی تھی۔

اسے دیکھتے ہی وہ دھک سے رک گیا ہونٹ بے ساختہ

پھڑ پھڑائے اگلے ہی لمحے وہ برلاس کا گریبان پکڑ گیا

تھا۔

"کیوں چھپایا مجھ سے ۔۔۔ کیوں نہیں بتایا یہ مجھ سے دور جا رہی تھی ۔۔۔ بولو" وہ اس پر چلا رہا تھا یا قوت تڑپ کر انکے پاس آ گیا۔

برلاس جس پر وہ کبھی کسی کو آواز اونچی نہیں کرنے دیتا تھا آج خود اس پر دھاڑ رہا تھا۔

یہ دھاڑ برلاس کا دل خوف سے بند کر گئی۔ وہ بے سکت نگاہوں سے اپنے باپ کو دیکھتا رہا جس کی گرفت میں اسکا گریبان تھا۔

"بھائی۔۔۔کیا کر رہے ہیں ہوش کریں پلیز" یاقوت نے نرمی سے اسکی گرفت سے برلاس کا گریبان چھڑوایا جسے وہ ایک جھٹکے میں چھوڑتے خود سے دور دھکیل گیا۔

جو بازو برلاس شاہ کو ہمیشہ اپنے حصار میں لیتے تھے آج وہ اسے دھتکار گئے تھے جو ہاتھ اس پر شفقت سے دھرے جاتے تھے آج ان میں اسکا گریبان آگیا تھا یہ قیامت نہیں تھی تو کیا تھا۔

آئرہ کا دل عنقریب پھٹنے کو تھا وہ بر لاس کو تھامنا چاہتی تھی جو ایسے کھڑا تھا جیسے ابھی ڈھے جائے گا۔

مگر وہ نہ جا سکی وہ اپنے باپ کے سامنے کھڑا تھا جس کے آگے وہ کسی کو نہ دیکھتا اسے بھی نہیں۔

"دھوکے باز ہیں سب۔۔۔ میرا کوئی نہیں ہے۔۔۔ کوئی بھی نہیں" وہ ایک قدم پیچھے ہٹتا کس کرب سے دھاڑا تھا وہ اس وقت بری طرح سے کانپ رہا تھا جیسے وقت نے وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا ہو۔

دھوکے باز ہے یہ عورت۔۔۔" اسکی انگلی زمل کی

جانب اٹھی تھی وہ پیچھے ہٹتا چلا جا رہا تھا۔ سب سے

ایک طرف۔ کوئی اسکے قدموں کو نوٹ کرتا۔

"جانا چاہتی تھی ناں۔۔۔ چلی جائے۔۔۔ تم سب

چلے جاؤ۔۔۔ سب چلے جاؤ مجھے کوئی نہیں

چاہئے۔۔۔ کوئی بھی نہیں"

اسکی سانس پھول رہی تھی وہ رو پڑا تھا اس جیسا

مضبوط اعصابوں کا مالک آج سب کے سامنے بکھر رہا

تھا۔

"سب کے سب۔۔۔بے وفا ہے۔۔۔میرا کوئی نہیں ہے۔۔۔کوئی بھی نہیں" یہ زیحال نہیں تھا یہ وہ معصوم بچہ تھا جس نے بچپن سے محرومیاں دیکھی تھیں اب وہ اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ کسی کے دور جانے کا ذکر بھی سن سکے۔

وہ پھر دور جا رہی تھی زمل اسے دیکھ رہی تھی اسکا سانس رک رہا تھا۔وہ سانس نہیں لے پا رہی تھی۔

"بچی ہے وہ۔۔۔ غلطی ہو گئی اس سے معاف کر دیں"

پا میرا اسکے آگے ہاتھ جوڑے کس منت کرتے لہجے میں بولا تھا۔

"میری محبت۔۔۔ میری دیوانگی میں کیا کمی تھی۔۔۔ کیا کیا تھا میں نے۔۔۔ہاں۔۔۔ میں برا تھا تو مجھے تھپڑ مارتی۔۔۔ میں اف تک نہ کرتا۔۔۔"

کاش وہ یہ کر گزرتی کاش وہ اسکے گناہگاروں جیسی نہ بنتی۔

"مجھے سب نے چھوڑا۔۔۔ سب نے اس نے بھی "

اس وقت اسے بچپن سے لے کر اب تک کا وقت

ذہن میں گھومتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

وہ اگر اپنے چھوٹے بھائیوں کو دلاسے دیتا آیا تھا تو کیا

اسکا دل نہیں تھا؟ اس میں غموں کا انبار نہیں تھا؟ اسے

بھی تو سنتا سمجھتا اسے زندگی سے نکال دینا ہی سب کو

کیوں آسان لگتا تھا کیا وہ اتنا بے مول تھا سب کیلئے۔

"بھائی۔۔۔ پلیز" اس سے پہلے پا میر آگے بڑھتا

زیحال نے پیچھے سے بندوق نکال کر اپنے سر پر تان لی

تھی۔

"بھائی نہیں" اسکے عمل پر یاقوت پامیر عثمان سب ایک ساتھ چلائے تھے۔

"با۔۔۔ با" زامل زالے رو رو کر براحال کر چکے تھے ماہم نے روتے ہوئے اتنی مشکل سے دونوں کو سمبھالا تھا مگر وہ بار بار اپنے بابا کی جانب بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"ب۔۔۔ بھائی نہیں۔۔۔۔ نہیں پلیز۔۔۔ اسے ۔۔۔ اسے نیچے کریں" یاقوت کی آواز لڑکھڑانے لگی تھی۔

"سب کو جانا ہے ناں دور۔۔۔اب کوئی نہیں جائے گا۔۔۔میں خود سب سے دور چلا جاؤنگا۔۔۔بہت دور "

وہ حواس میں نہیں تھا یہ زیحال نہیں تھا۔

"بھائی نہیں پلیز" پامیریا قوت سب کی جان جیسے حلق میں آگئی تھی۔

برلاس کا ضبط ٹوٹ پڑا تھا وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے باپ کو بکھرتے دیکھ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا۔

"زمل" پیچھے سے ان سب کی چیخوں پر سب نے مڑ کر دیکھا جہاں زمل ٹھنڈی پڑتی زمین بوس ہوتی چلی گئی تھی۔

"زمل۔۔۔زمل کیا ہوا تمہیں۔۔۔آنکھیں کھولو"

مشی اور آئرہ پاگلوں کی طرح اسکا چہرہ تھپتھپانے لگی تھیں۔

آئرہ بھاگ کر اسکے لئے پانی لے کر آئی تھی جس کے چھینٹے زمل کے منہ پر مارے تھے مگر وہ ڈھیلی پڑ چکی تھی پانی کا کوئی اثر اس پر نہیں ہوا۔

اسکی گردن مشی کی گود سے ڈھلکتی نیچے کو ہو گئی۔

"مما۔۔۔"زامل زالے دونوں ماہم کے ہاتھ چھوڑتے اسکے پاس بھاگے گئے تھے۔

یاقوت نے مڑ کر زیحال کی جانب دیکھا جو اپنی جگہ پتھر بنا کھڑا دیکھ رہا تھا۔ سامنے اسکی گلالے اسکی وائفی بے ہوش ہو گئی تھی اور وہ کھڑا تھا۔

وہ اس قدر ٹوٹ گیا تھا کہ اب قدم بھی اٹھنے سے انکاری ہو چکے تھے

"ممما۔۔"زامل زالے اسکے ساتھ لپٹے بلک بلک کر رونے لگے تھے ان بچوں کی تڑپ پر ہر دل پھٹنے کو تھا۔

زیحال نے سانس لینے کی کوشش کی مگر ناکام۔

آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہہ نکلا تھا وقت نے ایک بار پھر اسے کمزور کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"زیحال کر دیکھو اسے۔۔۔زیحال"اسے حد سے زیادہ ٹھنڈا ہوتے دیکھ ماہم چیخ پڑی تھی۔

یاقوت نے منت کرتی نگاہوں سے اسے دیکھا صرف ہاتھ جوڑنے رہ گئے تھے اسکی روتی ہوئی آنکھیں اسکی

منت کر رہی تھیں "آپ کی گلالے کو ضرورت ہے

آپکی"

یہ منظر پہلے بھی تو آیا تھا زندگی میں جہاں زمل کی جگہ

زیحال بے ہوش تھا یہی بچے تھے ناں جو اسے ہوش

میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔

وقت نے پلٹا کھایا تھا اور بہت بھیانک انداز میں کھایا

تھا۔

"زمل۔۔۔ہوش میں آؤ پلیز" وہ سب اس کے ہاتھ پیر تیزی سے مسل کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

جب زیحال کے ہاتھ سے گن چھوٹ کر فرش پر جا گری۔ کندھے ڈھیلے پڑتے آنکھوں میں شدید سیلابی ریلا بہہ نکلا تھا۔ جن کو وہ بے دردی سے رگڑتا زمل کی جانب بڑھ گیا۔

اسے دیکھ وہ سب دور ہٹتی چلی گئیں زمل کا زیحال آرہا تھا اسکا ہی آرہا تھا۔ اور وہ آگیا تھا۔

زیحال نے قریب آتے اسے ایک جھٹکے میں اپنی بازوؤں پر اٹھالیا۔
زمل کے بال اور دوپٹہ نیچے کی جانب ڈھلک چکے تھے۔ وہ اسے اٹھائے اپنے بھاری قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھا گیا۔
زامل زالے بھی انکے ساتھ ہی دوڑے گئے تھے باقی سب وہی رہ گئے تھے لاؤنج میں جہاں اس قیامت کا گہرا اثراب بھی باقی تھا۔

کمرے میں آتے زیحال نے اسے نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔
پیچھے پیچھے ماہم بھی چلی آئ تھی جس نے آتے ہی زمل
کا چیک اپ کیا اور اسے فوراً ٹریٹمنٹ دیا تھا۔
زامل زالے زیحال کی ٹانگوں سے لپٹ گئے تھے انکی
ماں کچھ بول نہیں رہی تھی انکو بھوک لگی تھی لیکن نہ
باپ کو انکا ہوش رہا تھا نہ ماں کو۔
جب ماں باپ کے بیچ دراڑ آئے تو سب سے زیادہ برا
اثر بچوں پر پڑتا ہے۔

"بابا۔۔۔مما" زامل نے روتے ہوئے اپنی ننھی سی انگلی زمل کی جانب کی۔ جس پر زیحال نے اسکے گال پر ہاتھ پھیر کر سر دھیرے سے ہلایا۔

الفاظ نہیں تھے جن میں وہ اپنے بچوں کو دلاسہ دیتا۔

"اس نے بہت ٹینشن لے لی زیحال۔۔۔یہ اسکے اور بے بی کیلئے ٹھیک نہیں ہے"

ماہم اسکی جانب مڑتی پریشان کن لہجے میں بولی جس پر زیحال نے ٹرانس کی سی کیفیت میں زمل کی جانب دیکھا۔

ماہم کو یہاں رکنا مناسب نہیں لگا تھا تب ہی وہ چاروں کو اکیلا کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گئی تھی۔ وہ وہی کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

آج پھر سے اسکا منہ بند کر دیا گیا تھا کیا اسکا حق نہیں تھا؟ کہ وہ غصّہ کرے وہ بتائے کہ اسے بھی درد ہوتا ہے کیوں کوئی بھی اسے چھوڑنے کا سوچ لیتا ہے۔

وہ غصّہ نہیں تھا وہ خوف زدہ تھا وہ ڈر گیا تھا جو قدم پہلے اس سے دور گئے تھے وہ دوبارہ بھی جا سکتے تھے وہ اس بات سے ڈر گیا تھا۔

زامل زالے بیڈ پر چڑھ کر اپنی ماں کے ساتھ لپٹ گئے تھے۔جب تھوڑی دیر میں کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔ آئرہ ڈرتی ڈرتی کمرے میں داخل ہوئی اسکے ہاتھ میں دو فیڈر تھیں۔وہ زامل زالے کو ٹھیک سے بیڈ پر لٹا کر فیڈر انکے منہ میں دینے لگی جب ہمت کر کر پیچھے مڑ کر دیکھا۔

جہاں زیحال کاؤچ پر سر تھامے جھکا کر بیٹھا تھا۔

اسے اس حال میں دیکھ آئرہ کا دل بے اختیار مٹھی میں آیا تھا۔

"بب۔۔۔بھائی آپ کے لئے چ۔۔۔چائے لاؤں"

اس نے ڈرتے ہوئے کانپتی آواز میں پوچھا۔

"نہیں۔۔۔"ایک لفظی جواب دیتے اس نے گہرا سانس لیا اور پیچھے سر ٹکا کر لیٹ گیا۔

آئرہ جلدی سے کمرے سے نکل کر باہر آگئی۔وہ جانتی تھی انکی محبت عام نہیں تھی زمل کو ہوش میں آنا تھا وہ منا سکتی تھی اپنے ہبی کو۔اس عورت کے آگے وہ بے بس تھا یہ پوری دنیا جانتی تھی۔

آئرہ نے اوپر سیڑھیوں سے کھڑے کھڑے نیچے کا

جائزہ لیا جہاں سب لوگ ہو کر بھی موجود نہ تھے

سب کے چہرے یوں جیسے بے جان مردے۔ کوئی

مسکراہٹ کوئی لفظ کسی کے بھی چہرے پر نہ تھا کوئی

کہہ سکتا تھا کہ یہ گھر ایک ہنستی بستی فیملی کا تھا۔ آج تو

یہ کسی قبرستان سے وابستگی دے رہا تھا۔

پامیر یاقوت کے کندھے پر سر رکھ رکھا تھا جسے آج

خود دلاسے کی ضرورت تھی مگر کون دیتا اسے دلاسہ۔

ایک باپ کی اہمیت کیا ہوتی ہے یہ انکو آج اندازہ ہو رہا تھا۔

یاقوت اس وقت کسی برسوں سے جیل میں بند قیدی کی طرح ہمت ہارے بیٹھا تھا۔اسکے چہرے پر بلا کی ویرانیت تھی جیسے پوری دنیا میں اس سے بڑھ کر ہارا ہوا شخص کوئی نہ ہو۔

وہ بندوق کو جن نظروں سے دیکھ رہا تھا کوئی بھی دیکھ لیتا تو اسکا دل پھٹ جاتا کوئی اتنا بھی ہار جاتا ہے زندگی سے کہ خود کو خود ہی ختم کر لے۔

وہ پل بھی یاقوت مرزا کی زندگی میں آیا تھا جب یہ بند

وق اس نے اپنے باپ کے ہاتھ میں دیکھی تھی۔اور

اس نے جھپٹ کر زیحال کے ہاتھ سے چھینی تھی وہ

تو آج بھی راتوں کو اس پل کو یاد کر کر جاگ جاتا تھا۔

کہ اگر وہ وقت پر نہ پہنچتا تو ایک بار پھر زندگی اسے

یتیمی سے دوچار کر دیتی۔

وہ جوان تھے وہ اپنا سہارا خود بن سکتے تھے مگر وہ شخص

کیا جانے اس پر تینوں کس قدر جان دیتے تھے جس

نے تب انکی جانب ہاتھ بڑھایا تھا جب دنیا انکو نوچ رہی تھی۔

آج پھر وقت پلٹ آیا تھا آج پھر وہ یتیم ہونے لگے تھے۔اور وجہ دونوں بار یہ لڑکی بنی تھی۔جو یہ نہیں دیکھتی تھی کہ وہ شخص جو اس سے اتنی محبت کرتا ہے کتنے لوگ اس سے جڑے تھے اسے کچھ ہو جائے تو کون تھا جو ان میں زندہ بچتا۔

آئرہ نے سب کے بیچ بر لا اس کو تلاش کیا مگر وہ کہیں نہیں تھا نہ صوفے پر نہ پلر کے پاس۔

وہ اسکی فکر میں تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی اور
یہاں وہاں اسے تلاش کرنے لگی۔
وہ پورے لاؤنج میں کہیں نہیں تھا کہیں بھی نہیں۔وہ
جلدی سے کمرے کی جانب دوڑی۔جہاں جاتے اس
نے پورے کمرے میں نظر دوڑائی
مگر آج وہ وہاں بھی نہیں تھا۔آئرہ کو یکدم سے اسکی
فکر ستائی تھی کیونکہ وہ اس کنڈیشن میں نہیں تھا کہ
کہیں جا سکے۔

مگر وہ چلا گیا تھا یہی بات آئرہ کو بے حد پریشان کر گئی

تھی وہ پریشان کن سی باہر آئی۔

کسی سے کہہ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسے دیکھ لے

کوئی۔اس وقت کوئی بھی اپنی سکت میں نہیں تھا۔

زامل زالے اتنی دیر سے رو رو کر اس قدر تھک چکے

تھے کہ فیڈر پیتے پیتے دونوں سو گئے۔

کل سے وہ بھی تو نہیں سویا تھا تب ہی سر تکیے پر آتے

اسکی آنکھ بھی لگ چکی تھی چاروں پر اس وقت گہری

نیند کا غلبہ طاری تھا وقت شدّت سے منتظر تھا اس کمرے میں پھر سے قہقہے سننے کا مگر قسمت نے اسے کچھ اور ہی دکھا دیا تھا جس سے ایک ایک پل اس وقت از حد خوف کا گزر رہا تھا۔

کمرے میں گہری خاموشی کا راج تھا یہ خاموشی کمرے کی در و بام کو آنے والے وقت سے خوف زدہ کر رہی تھی کاش کہ وہ پل زندگی میں آیا ہی نہ ہوتا جب زمل فہد خانزادہ نے اس غلطی کا سوچا تھا کاش وہ وقت واپس لوٹتا اور اسے اپنی غلطی کو ٹھیک کرنے کا موقع

ملتا. مگر کاش لفظ آج تک صرف کاش ہی بن کر رہا ہے
یہ وہ لفظ ہے جو خود سے کبھی باغی نہیں ہوتا مگر اچھے
اچھوں کو باغی کر کر چھوڑ دیتا ہے۔

ایک ڈیڑھ گھنٹے کی نیند کر کر زامل زالے دونوں
کسمسانے لگے تھے. مگر آج انکے پاس لیٹی انکی ماں انکی
ایک آواز پر نہیں اٹھی تھی۔

"مما۔۔"زالے نے معصومیت سے زمل کے بازو
پر ہاتھ رکھا۔ مگر نہیں ہلی تک نہیں۔

مگر اسکی آواز پر زامل اٹھ گیا تھا وہ اٹھ کر خود ہی بیٹھ گیا اور پورے کمرے کو دیکھنے لگا۔

جب نظر سامنے کاؤچ پر پڑی جہاں اسکے باپ کی گردن اور ہاتھ دائیں جانب ڈھلکے ہوئے تھے اور وہ خود گہری نیند میں تھا۔

"با۔۔با" کل سے وہ نظر نہیں آیا تھا اور جب آیا تو اس نے اپنے بچوں کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

وہ جلدی سے سیڑھیاں اتر کر اپنے چھوٹے قدموں سے بھاگ کر اسکے پاس گیا اور جا کر اسکے سینے سے لپٹ گیا۔

اپنے اوپر ایکدم سے زور پڑنے پر زیحال کی آنکھ یکدم سے کھلی تھی وہ ہڑبڑا کر خود سے لپٹے زامل کو دیکھنے لگا۔

"بابا" وہ بے اختیار رونے لگا تھا زالے کے مقابلے وہ اپنے باپ کیلئے محبت کم دکھاتا تھا مگر وہ جتنا جنونی زیحال کیلئے تھا اتنی تو زالے بھی نہیں تھی۔

ایک اولاد ماں کے پاس تھی اور دوسری باپ کے پاس

مگر وہ دونوں ایک دوسرے سے دور تھے کیا یہ

قیامت نہ تھی اس شخص کیلئے جو پل پل ازیت کی

موت مر کر آیا تھا۔

زیحال نے زامل کو ٹھیک سے گود میں لیا اور اسکے

بالوں میں دھیرے سے ہاتھ پھیرنے لگا۔

"با۔۔۔با۔۔۔یو نات۔۔۔اوومی۔۔۔(بابا یو ناٹ

لوومی)" آج پہلی بار وہ دھیمی آواز میں رویا تھا

اپنے بیٹے کے منہ سے یہ لفظ سنتے زیحال کا دل دھک سے رک گیا اس نے غور سے زامل کو دیکھا اور تڑپ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔

"بابا لووس یو مور اینڈ مور بیٹا۔۔ بابا لووس یو مور" وہ کس تڑپ سے اپنے بیٹے کو گلے لگا کر شدّت سے بولا تھا کیا اپنے جیسی شدّت اور پاگل پن اسے کسی اور سے نہیں مل سکتا تھا؟

"لیکن۔۔۔ک۔۔۔کوئی آپ کے بابا سے نہیں کرتا" سکی آواز یکدم سے بھرا گئی۔

وہ سر جھکا گیا تھا اس سے قیامت خیز لمحہ زندگی کا کونسا ہو سکتا تھا جس میں ایک باپ اپنے دو سال کے بیٹے کے آگے رو پڑا تھا۔

"بابا" زیحال کو روتے دیکھ زامل کا چڑیا سا دل کانپ اٹھا تھا وہ بھی رونے لگا۔

"می اوویو۔۔۔ بابا (میں آپ سے پیار کرتا ہوں بابا)"

اپنے بیٹے کی محبت پر زیحال کا دل عنقریب پھٹنے کو تھا۔

"دونت تائے۔۔۔ می اوویو (ڈونٹ کرائے می لو یو)" اپنے باپ کو روتے دیکھ وہ خود کو رونے سے باز

رکھتا اپنے ننھے سے دل پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی

محبت کا یقین دلا رہا تھا جس پر زیحال کی آنکھیں تیزی

سے برس پڑی تھیں۔

وہ زامل کی گود میں سر جھکا گیا اور سسک سسک کر رو

پڑا اسکا وجود ہچکولے کھانے لگا تھا۔

"بابا۔۔۔ پیج۔۔۔۔ دونت تائے بابا(بابا پلیز ڈونٹ

کرائے)"اس ننھی سی جان سے نہیں ہو رہا تھا

برداشت وہ نہیں کر پا رہا تھا۔

مگراتنی مشکل سے اس شخص کو ایک ایسادل ملا تھا جو

واقعی اس سے محبت کرتا تھا اسے کوئی شک نہیں تھا

اس پر کیونکہ وہ اسکا اپنا خون تھا۔

باقی تو پوری دنیا بے وفا نکلی تھی۔ کس سے کیا امید

لگائی جاسکتی تھی سب ہی ایک جیسے تھے۔

زامل کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیسے چپ کروائے

اپنے بابا کو وہ بھی اسکے سر پر اپنا چہرہ رکھتے دھیمی دھیمی

آواز میں رونے لگا تھا۔

زالے دور بیٹھی اپنے بابا کو ایسے روتے دیکھ اس قدر سہم چکی تھی کہ کچھ بھی ری ایکٹ نہیں کر پا رہی تھی۔

اسی وقت زمل کے وجود میں دھیرے دھیرے حرکت شروع ہوئی۔اسکی آنکھیں دھیرے سے کھلنے لگی آنکھوں کے سامنے دھندلاہٹ حد درجے کی تھی۔

آنکھوں کے کھلتے ایک شدید درد کی لہر سی اسکے سر میں دوڑ گئی وہ سر تھامے دھیرے سے اٹھ کر بیٹھی۔

درد اس قدر شدید تھا کہ کچھ پل کیلئے تو اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آئی تھی

کہ وہ کون ہے اور کہاں ہے۔اٹھ کر بیٹھتے اسکی نظر زالے پر پڑی جو اسے دیکھ فورا سے ہونٹ گول کر گئی۔

زمل کا دماغ تیزی سے گھوما تھا سب کچھ ایک جھٹکے میں یاد آگیا۔

"با۔۔با" زالے نے روتے ہوئے اپنی ننھی سی انگلی سے اپنے بابا کی جانب اشارہ کیا۔

زمل نے اسکی انگلی کی سیدھ میں سامنے دیکھا اور دیکھتے ہی اسکی گویا جان نکل گئ۔

وہ سانس روکے سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی یہ اسکے ہبی جان تھے جو رو رہے ہیں ہے وہ اسکا بیٹا تھا جو اپنے باپ کے غم میں اسکا برابر کا شریک بنا خود بھی رہا تھا۔ زمل کو لگا وہ اب کبھی سانس نہیں لے سکے گی۔ وہ دل کی دھڑکنوں کو بھی رکا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

اتنے میں زیحال نے سر بے اختیار اوپر اٹھایا جو بھی تھا وہ اپنے بیٹے کو اتنا نہیں رلا سکتا تھا۔

"بس۔۔۔اب نہیں روناا وکے" وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے زامل کے رخساروں پر بہتے آنسوں صاف کر گیا جو اسکے عمل پر خود بھی اسکی گود میں چڑھ کر اپنے ننھے ہاتھوں سے اسکے آنسوں صاف کرنے لگا۔

"یونات تائے۔۔۔می اوویو(آپ بھی نہ روئیں آپ سے پیار کرتا ہوں)" اپنے بیٹے کی اس قدر محبت پر زیحال کا دل یکدم سے مٹھی میں آیا تھا۔

وہ زامل کو اپنے سینے سے لگا گیا۔ایک ٹھنڈک کا سا احساس اسکے دل میں اترا تھا۔

اسی پل اسکی نظر سامنے بیٹھی اس دشمن جان پر گئی جو پتھر کی مورت بنی اسے دیکھ رہی تھی۔

اسے دیکھتے ہی زیحال کی گہری جھیل سی آنکھوں میں سختی اور کرب ایک ساتھ اتر آئے تھے۔

اسکی آنکھوں کا یہ بدلتا رنگ زمل کی جان نکال گیا تھا اسکا دل بے اختیار مٹھی میں آیا۔

زیحال زامل کو نرمی سے اپنی گود سے اٹھا کر کاؤچ پر بٹھا گیا اور خود وارڈروب کی جانب بڑھ گیا۔

زمل وہی بیٹھی بیٹھی اسکی ہر حرکت نوٹ کر رہی تھی۔ وہ وارڈروب کے نچلے کبڈ سے ایک اٹیچی نکال لایا۔

جس میں ایک ایک کر کر اس نے اپنے کپڑے بھرنا شروع کئے۔ زمل کو بلکل بھی تاخیر نہ ہوئی تھی اسکا اگلا عمل سمجھنے میں۔

وہ کمبل ایک جانب پھینک کر ایک ہی جست میں اس تک پہنچتی اسکے راستے میں حائل ہوئی تھی۔

"ک۔۔۔کیا کر رہے ہیں آپ یہ؟" وہ یکدم سے بوکھلا کر استفسار یہ پوچھنے لگی تھی۔

زیحال نے اسے اپنے سامنے کھڑے دیکھ ضبط سے جبڑے بھینچے۔

اور بنا کچھ کہے اسکے سائیڈ سے نکل کر وارڈروب سے اپنے باقی کپڑے نکال کر اٹیچی میں بے ترتیبی حالت میں پھینک کر اسکی زپ بند کرنے لگا۔

"ہیں۔۔۔میں آپ سے پوچھ رہی ہوں" وہ اسکا بازو تھام کر حواس باختہ سی پوچھنے لگی جب زیحال نے بے اختیار اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔

وہ یکدم سے اسکے مقابل آیا تھا وہ اب بھی اسکے سینے تک آ رہی تھی۔دونوں آج سے پہلے کتنی بار ایک دوسرے کے مقابل آئے تھے مگر انداز میں محبت ہوتی تھی۔

"میرے۔۔۔راستے میں مت آنا" وہ لفظوں پر زور

دیتے دبی آواز میں مخاطب ہوا تھا اس انداز پر زمل کی

آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہہ نکلا۔

اسے اس شخص کے سخت رویے کی عادت نہیں تھی یہ

رویہ اسکی جان نکال رہا تھا۔

زیحال اٹیچی فرش پر پٹختا باہر کی جانب بڑھ گیا۔وہ گھر

چھوڑ کر جارہا تھا یہ بات زمل کا دماغ تیزی سے گھما گئی

تھی۔

وہ حواس باختہ سی اسکے پیچھے دوڑتی سیدھا اسکی کمر سے جا لگی۔

یہ اچانک تھا کہ زیحال اپنا بیلنس بگڑنے سے بمشکل بچا پایا تھا۔

"ہ۔۔۔ہبی نہیں۔۔۔نہیں ایم سوری۔۔۔مجھے معاف کردیں۔۔۔میں۔۔۔میں ایسا کبھی نہیں کروں گی "

اسکے رونے میں شدّت اختیار ہونے لگی تھی۔

زیحال نے اپنے سینے پر بندھے اسکے ہاتھ دیکھے۔اور ضبط سے لب بھینچ لئے۔

"ہبی۔۔۔ہبی میں پکا ایسا نہیں کرونگی۔۔۔ای۔۔۔ایم سو۔۔۔سوری۔۔۔"اب تو اسکی ہچکیاں بندھنے لگی تھیں۔

یہ آنسوں زیحال کو کس قدر تکلیف دیتے تھے شاید ہی کوئی جانتا تھا۔مگر آج وہ خود اس قدر تکلیف میں تھا کہ اپنا دل سمبھالے نہیں سمبھل رہا تھا۔

وہ زمل کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ گیا۔اور انکو خود سے دور کرنے لگا مگر آج وہ بھی پوری طاقت لگا کر اسکے ساتھ لپٹی تھی۔

"بابا" زامل زالے ان کو ایسے دیکھ روتے ہوئے ان سے آ لپٹے تھے۔

زیحال کی آنکھوں سے کئی آنسوں ایک ساتھ ٹوٹ کر گرے تھے اس کے منہ سے لمبی سانس خارج ہوئی تھی دل اس قدر بھاری تھا جیسے اب پھٹے گا۔

"میں۔۔۔میں مر جاؤنگی۔۔۔میں کبھی ایسان
۔۔۔ نہیں کرونگی۔۔اس بار معاف کر
دیں۔۔۔ معاف کر دیں ہبی "اسکی آواز میں جان لیوا
تڑپ تھی اس قدر وہ ٹینشن لے گئی تھی کہ اب آواز
بھی بیٹھنے لگی تھی۔

زیحال کے لئے یہ لمحہ موت ثابت ہو رہا تھا تکلیف اس
قدر تھی کہ عنقریب جان نکل جاتی۔

اس بار اس نے پوری قوت لگا کر زمل کے ہاتھ کھولے تھے اور مڑ کر اسکا چہرہ دیکھا تھا۔ وہ سسکیاں لیتی سوجی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

کیا یہ وقت زندگی سے نکل نہیں سکتا تھا؟ وہ بے اختیار سوچنے لگا۔

جب اسکی جان یکدم سے نکلی تھی وہ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ اسکے سامنے جوڑ گئی تھی اپنی ماں کو ہاتھ جوڑے دیکھ اس ننھی جان زامل نے بھی ہاتھ جوڑ لئے تھے۔

یہ قیامت تھی یہاں زیحال زندہ نہیں بچا تھا۔

"دونت۔۔۔لیو۔۔اش بابا۔۔۔(ہمیں مت چھوڑو بابا)"وہ سب سمجھتا تھا اسے نہیں سمجھنا چاہئے تھا کیا اثر پڑ رہا تھا اسکے ننھے سے ذہن پر۔

زالے جسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا مگر اسے یہ دکھ رہا تھا کہ اسکے ماں باپ رو رہے ہیں وہ بھی رو رہی تھی انکو دیکھ دیکھ کر۔

زیحال نے تڑپ کر بے اختیار دونوں کے ہاتھ تھامے تھے۔اور زامل زالے کو گود میں اٹھا کر انکو تڑپ کر پیار کیا تھا۔

دونوں ہی کس تڑپ سے اسکے ساتھ لپٹ گئے تھے

اتنے گھنٹوں بعد ان کو اپنا باپ ملا تھا اب تو وہ ایک پل

کیلئے اسے نہ چھوڑتے۔

انکو زیحال سے لپٹے دیکھ زمل کا شدّت سے دل چاہا تھا

اسکے سینے سے لگ جائے مگر آج ہمت ہی نہیں ہو رہی

تھی۔

"بس۔۔۔بس اب رونا نہیں اوکے۔۔۔ورنہ بابا

دونوں سے ناراض ہو جائیں گے" وہ ان دونوں نے

ننھے چہرے صاف کرتا مصنوعی ساڈپٹنے لگا

جب باپ کی ناراض کے ڈر سے دونوں جھٹ سے

چپ ہو گئے۔

"بابا ایک کام سے جا رہے ہیں۔۔۔ جلدی واپس آ

جائیں گے" اسکی بات سن کر زمل کی جان یکدم سے

نکلی تھی وہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گئ تھی۔

وہ تیزی سے سر نفی میں ہلانے لگی۔

"اگر ابھی آپ دونوں روئے تو بابا پھر واپس نہیں

آئیں گے اوکے "

اسکی بات پر دونوں نے تیزی سے سر اثبات میں ہلا یا۔

"می۔۔۔نات تائے بابا(میں نہیں رو رہا بابا)"زامل جلدی سے اپنے ننھے ہاتھوں سے چہرہ صاف کرنے لگا تھا اسکے عمل پر زیحال زمل کا دونوں کا دل کسی سخت پکڑ میں آیا تھا۔

انکے بیٹے کو اتنا سمجھدار نہیں ہونا چاہئے تھا وقت سے پہلے۔کبھی کبھی تو زیحال کو اسکی عمر پر شبہ ہوتا تھا۔

"گڈ۔۔۔جاؤ۔۔۔ٹوائز کے ساتھ کھیلو۔۔۔بھاگو"وہ دونوں کو نیچے چھوڑ گیا جب زامل زالے کا ہاتھ تھام کر

آگے بڑھ گیا جہاں انکا پلے ہاؤس اور باقی ٹوائز رکھے تھے

''آ۔۔۔آپ کہاں جارہے ہیں؟'' وہ بے اختیار تڑپ کر بولی تھی جب زیحال نے زخمی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

''دنیا بہت وسیع ہے۔۔۔کوئی تو جگہ ہوگی۔۔۔جو مجھے تمہاری بے وفائی بھلادے گی۔۔۔لیکن یہاں رہا۔۔۔تو اللہ کی قسم گھٹ گھٹ کر مر جاؤنگا'' آخر میں اسکی آواز یکدم سے بھرا گئی۔زمل کی جان نکلی تھی۔

"ہی نہیں" وہ تڑپ کر اسکا ہاتھ تھامنے لگی تھی کہ زیحال نے اسے آج یہ حق بھی نہیں دیا اور اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے۔

"آج نہیں۔۔۔پلیز۔۔۔آج نہیں" وہ کرب کی آخری انتہا پر تھا زمل کو اپنی ٹانگیں بے جان سی ہوتی محسوس ہونے لگی تھیں۔

"مم۔۔۔مجھے وقت چاہئے۔۔۔میں سمبھل جاؤنگا" وہ اس قدر ٹوٹ چکا تھا کہ خود کو سمبھالنے کا حق بھی اپنی زمل سے چھین گیا تھا۔

"میں ۔۔۔میں سمبھال لونگی ہبی" اسکی آواز میں

جان لیوا تڑپ تھی نہیں یہ رشتہ تو اتنا خوبصورت تھا

پھر کس کی نظر لگ گئی تھی اسے۔

"تم نے توڑ دیا کافی ہے" یہ الفاظ خنجر کی طرح زمل

کے دل میں لگے تھے آنکھوں سے سیلابی ریلا بہہ نکلا

تھا۔

زیحال اٹیچی تھام کر کمرے کی دہلیز عبور کر گیا زمل کو

لگا جیسے وہ ساتھ ہی اسکی سانسیں بھی لے گیا وہ سانس

نہیں لے پا رہی تھی۔

وہ بے اختیار اسکے پیچھے لپکی۔زیحال سیڑھیاں اتر چکا تھا جب اسکے ہاتھ میں بیگ دیکھ پا میر یا قوت بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھے۔

"بھائی۔۔۔"

مگر زیحال نے نہیں سنا۔

"بھائی۔۔۔کہاں جارہے ہیں "اس بار یا قوت بھی اسکے پیچھے آیا تھا۔

"ہبی رک جائیں۔۔۔ہبی "وہ دیوانہ وار اسکے پیچھے آئی تھی مگر آج وہ اسکی پکار بھی نہیں سن رہا تھا۔اس

نے باہر پورچ میں کھڑی گاڑی کا دروازہ کھولا اور بیگ

اندر پھینک کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا تھا۔

"ہبی۔۔۔رک جائیں" وہ اسکے پیچھے گھر کی دہلیز تک

آئی تھی مگر تب تک وہ جا چکا تھا زمل وہی کھڑی

اسکی گاڑی کو پاشا ولا کا گیٹ کراس کرتے دیکھنے لگی۔

۔۔۔۔۔

زنو کو شام میں ہی گھر شفٹ کر لیا گیا تھا مگر اسکے نہیں

ڈاکٹر برہان ورک کے گھر جہاں اسکے ٹریٹمنٹ کیلئے ہر

سامان پہلے سے موجود تھا اور جو نہیں تھا وہ مبشر

صاحب نے پھرتی سے پورا کر دیا تھا کہ انکی زنو کے علاج میں کہیں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

وہ جب سے آئ تھی تب سے گھر میں الگ ہی رونق سی لگ چکی تھی موبی کی جگتیں سب کو ہنسا ہنسا کر پاگل کرنے کو کافی تھیں۔

ڈاکٹر برہان نے زنو کے کھانے پینے کا سارا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا۔

"یہ تمہاری بھابھی نے بنایا ہے" زنو کے ہاتھ میں سوپ دیکھ ڈاکٹر برہان نے اسے شائستگی سے بتایا۔

جس پر اس نے بے اختیار زرتشم کی جانب دیکھا۔ جو اسکے آنے کی خوشی میں ریڈ کلر کا سوٹ جس کی میچنگ کی ریڈ چوڑیاں اپنے دودھیا کلائیوں میں پہن رکھی تھی۔

ان میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ بلکل ایک نئی نویلی دلہن کی طرح۔اسے اس کلر میں دیکھ مبشر کو حیرت ہو رہی تھی کہ برہان صاحب اپنے دل

پر جبر کر کر کیسے بیٹھے ہیں یہاں۔انکے دل پر چھریاں چل رہی ہونگی۔

"بہت ٹیسٹی بنا ہے"اس نے کھلے دل سے تعریف کی جس پر زر تشم نے اپنے مجازی خدا کی جانب دیکھا۔ جواس سے سوپ کے اندر صرف چمچا چلوا کر سارا کریڈٹ اسے دلوا گیا تھا۔

"ہمم۔۔۔ویسے ماننا پڑا اگا ان لوو برڈز کے ہاتھ کا ذائقہ کافی ملتا جلتا سا ہے "

مبشر کہاں پیٹ میں رکھ سکتے تھے انکی بات پر زنو کی ہنسی چھوٹ گئی۔ڈاکٹر برہان نے ایک جھڑپ انکی پیٹھ پر رسید کی۔

"مجھے اس دن کا شدّت سے انتظار ہے جس دن یہ زبان اور پیٹ کنڑول میں آئیں گے"

انکے کمینٹ پاس کرنے پر مبشر بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دل کھول کر ہنسے تھے۔

"ان شاء للہ میری جان قبر میں چلے جاؤ گے لیکن ایسا کچھ نہیں دیکھو گے" وہ کبھی باز نہیں آ سکتے تھے لیکن

ایک حقیقت بات تھی کہ ڈاکٹر برہان کی زندگی کی اصل رونق صرف مبشر سے ہی تھی۔

"جلدی کھاؤ سب پھر کشتی لڑیں گے" مبشر کی بات پر سب نے بے اختیار انکو دیکھا۔

زنو کو ایک پل نہیں لگا تھا انکی بات کا مطلب سمجھنے میں اس نے جھٹ اپنے بھائی کو دیکھا۔ جیسے کہنا چاہتی ہو "اس زبان کو بند کروالیں"

"اور ونر ہونگی ہماری مستقبل کی بیگم صاحبہ"

کھل عام سب کو بتایا گیا تھا جس پر ڈاکٹر برہان کو اتنی زور کی کھانسی آئی کہ سینا مسلنے سے بھی کنٹرول میں نہیں آ رہی تھی۔

زنو کا بس نہیں چل رہا تھا اب تو کچھ کر گزرے جبکہ زرتشم پاگلوں کی طرح ہنستی اپنا پیٹ پکڑ گئی تھی۔

87/3

زنو کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کچھ کر گزرے اس بے شرم ڈاکٹر کا۔زرتشم کی تو ہنسی ہی کنٹرول نہیں ہو رہی تھی۔

"موبی۔۔۔زبان بند کر لیں ورنہ "ڈاکٹر برہان اس سے پہلے اپنی دھمکی پوری کرتے کہ مبشر بول پڑے۔

"نہیں توآپ مولوی کو بلا کر اپنی سر پھری بہن
میرے حوالے کر دیں گے پھر میں جانوں یا اسکے
ڈھیلے سکریو "

وہ زنو کی جانب آنکھ دبا کر شرارت سے بولے جس پر
زنو کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ گیا اسکا بھائی یہاں نہ ہوتا تو
انکے سکریو اس نے ضرور ٹائیٹ کر دینے تھے۔

"دیکھیں آپ کی بیگم کتنی خوش ہیں ہماری جگتوں
سے قدر کریں ہماری اس طرح کہ اپنی کافی۔۔۔مجھے

دے دیں" وہ بات باتوں میں برہان کے ہاتھ سے انکی کافی لے گئے

جب کہ وہ سر عام اپنی کافی کے چھن جانے پر احتجاج بھی نہیں کر سکے تھے ورک ہاؤس میں اس وقت سب کے قہقہے ایک ساتھ گونج رہے تھے۔یہاں خوشیاں مکمل تھیں۔

ڈاکٹر برہان زرتشم کو لے کر اپنے کمرے میں چلے گئے تھے کیونکہ یہ وقت اسکی دواؤں کا تھا جن کو لے کر وہ حد درجے کے پوزیسیو تھے۔

پیچھے کمرے میں صرف موبی بچے تھے جو کاؤچ پر بیٹھے سامنے اپنے فون میں کچھ دیکھتی زنو کو دیکھ رہے تھے۔

"تم مجھے کچھ بتاؤ گی ورک شاپ میں کیا ہوا تھا؟" ان کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا وہ سن جیدہ بہت کم ہوتے تھے مگر جب بھی ہوتے زنوان کے سامنے اف تک نہ کرتی۔

"میں کام کر رہی تھی اور اچانک ایک گاڑی میرے قریب آ گری میرے ساتھ کھڑے لڑکے نے مجھے

صحیح وقت پر دکھادے کر بچالیا تھا مگر پھر بھی کچھ

چوٹیں آگئیں"

وہ جن کو کچھ چوٹیں کہہ رہی تھی ان میں اچھی خاصی

چوٹ اس وقت مبشر کو نظر آرہی تھی۔

وہ ضبط سے مٹھی بھینچ گئے۔

"آج کے بعد تم کوئی کام نہیں کرو گی" وہ بے حد

سپاٹ حکمیہ انداز میں بولے تھے۔

زنو خاموش رہی وہ خاموش ہی رہتی تھی جو بھی تھا ڈاکٹر مبشر کو لے کر اسکے دل میں ایک مقام تھا جسے وہ ان پر ظاہر نہیں کرتی تھی۔

"جی بہتر" دو لفظی جواب اور وہاں ایک سکون کی لہر سی مبشر کے اندر دوڑ گئی۔

ہر کوئی زیحال کیلئے پریشان تھا کسی کا بھی دھیان اس جانب نہیں گیا تھا کہ برلا اس یہاں موجود نہیں ہے

اور کب سے یہ بھی کسی کو معلوم نہیں تھا سوائے آئرہ کے۔

جو اسے پورے ولا میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئی تھی مگر وہ کہیں بھی نہیں تھا اسکے کچھ دوستوں کے نمبر اس نے تب دیکھے تھے جب وہ لیٹ گھر آتا تھا رات کے وقت۔ آج اس نے ان سب سے پوچھ لیا تھا مگر وہ کسی کے پاس بھی نہیں گیا تھا۔

"بھائی کہاں گئے ہیں؟" پامیر کا لہجہ بھرا سا گیا تھا وہ یاقوت کی جانب دیکھنے لگا جو گھر کی دہلیز پر کھڑا گیٹ میں اڑتی ہوئی دھول کو بیٹھتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

زمل کو مشی نے تھام لیا تھا وہ اسکے کندھے سے لگی سسک سسک کر رو پڑی تھی وہ کیسے معافی مانگتی اپنی غلطی کی وہ تو اسے معافی مانگنے تک کا موقع نہیں دے رہا تھا۔

"بس میری جان۔۔۔ کتنا روؤ گی" وہ اسکے آنسوں صاف کرتی کھوکھلے الفاظوں میں اسے دلاسہ دینے لگی

مگر آج زمل کیلئے ہر لفظ بے معنی تھا بے مطلب تھا

اسے صرف اسکا ہی چاہئے تھا۔

"بھائی کچھ بولیں" یاقوت کی خاموشی پر پامیر بے

چین ہوا اٹھا تھا جو مسلسل یک ٹک گیٹ کی جانب ہی

دیکھ رہا تھا۔

"سکائے کو آزاد کرو" اسکی بات پر عثمان اور پامیر نے

بے ساختہ اسکے سپاٹ چہرے کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔۔سکائے کو کیوں۔۔۔میں آپ سے

بھائی کی بات کر رہا ہوں۔۔۔انکو واپس لائیں "

پامیر کو واقعی اسکی بات سمجھ نہیں آئی تھی لیکن عثمان یک ٹک یاقوت کا ہی چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اسے اگلا پل نہیں لگا تھا یاقوت کی بات کا مطلب سمجھنے میں وہ فورا سے گھر سے باہر نکلا اور اپنی گاڑی میں بیٹھتے زن سے اڑا لے گیا۔

پامیر کو اب تک دونوں کی ہی سمجھ نہیں آئی تھی۔

عثمان سیدھا اس جگہ گیا تھا جہاں وہ لوگ اکثر آفس سے آنے کے بعد کچھ دیر بیٹھ جایا کرتے تھے وہ بھی ڈیرہ ہی تھا ان بھائیوں کے قہقہوں کا مسکن۔ سکائے

بھی اسی جگہ رہتا تھا آزاد پہاڑوں کے بیچ گھومتا پھرتا ہوا۔

یہاں دور سے ہی اسے بلیک رین نظر آتی تھی تو وہ دوڑ کر اسکے پاس آتا تھا اور آتے ہی اسکی گاڑی کے ارد گرد چکر کاٹنے لگتا تھا۔

اس وقت عثمان کی گاڑی وہاں رکی تھی اسے دیکھ وہ نہیں آیا تو عثمان خود جا کر اسے لے آیا اور لاتے اپنے ساتھ لے کر نکل گیا۔ وہ صرف اسکے ساتھ چل رہا

تھا۔ دوڑا تب جب عثمان نے اسے زیحال کی گاڑی

دکھائی۔

کہنے کو وہ ایک جانور تھا بے زبان لیکن ایک دل اور

ایک دماغ اس میں بھی تھا جن میں صرف اپنے مالک

سے وفا بھری تھی۔

جس نے اسے بچپن سے پالا اور اتنا بڑا کیا اسکی محبت

اسکا عشق سکائے کی رگوں میں دوڑتا تھا اس نے

زیحال کے پیچھے سکائے کو جیسے ہی لگایا وہ اپنی رسی

کھلتے اسی سڑک پر دوڑ گیا۔

سپیڈ اتنی تھی جیسے ہوا میں اڑ رہا ہو اسکے ٹاپوں کی آواز

فضا میں پیچھے چھٹتی جا رہی تھی۔ ہر کوئی مڑ مڑ کر

مصروف سڑک پر دوڑتے ہوئے اس گھوڑے کو دیکھ

رہا تھا جس کا رخ نجانے کس جانب تھا جن کی منزل

نجانے کونسی تھی۔

مگر اسے پتہ تھا اسکی منزل انکا مالک ہے جس کی ایک

جھلک دیکھ وہ دیوانہ وار اسکے پیچھے بھاگ گیا تھا۔

"سکائے کو کیوں چھوڑا؟" پامیر کے سوال پر یاقوت

نے اسکی جانب دیکھا۔

"ناراضگی انسانوں سے ہے جانور سے نہیں۔۔۔اور وہ جانور وہ ہے جو تب تک ہار نہیں مانے گا جب تک اپنے مالک کو منا نہ لے "

یاقوت کی بات پر سب نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا۔ جس نے وہ سوچ لیا تھا جو اس وقت یہاں سوچ نا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔

زیحال متوازن رفتار میں اپنی گاڑی چلا رہا تھا اسے جانا کہاں تھا یہ اسے خود بھی نہیں پتہ تھا دماغ جیسے مفلوج ہو چکا تھا۔

وہ بس گاڑی کو آگے بڑھا رہا تھا۔ جبکہ ذہن کے
پردے پر ماضی کی تلخ یادیں گردش کر رہی تھیں۔
جن کو یاد کر کر تکلیف اس قدر شدید تھی کہ دل
عنقریب بند ہو جاتا۔

آتی جاتی گاڑیوں کے بیچ سے لمبی لمبی چھلانگیں مارتا
دوڑ رہا تھا جب ہر گاڑی یوز دیکھ ہارن بجانے لگی سڑک
پر گاڑیوں کا شور یکدم سے بڑھ گیا تھا۔

جس پر زیحال نے بیک ویو مرر میں اپنے پیچھے دیکھا
جہاں گاڑیاں نجانے کیوں ایک جانب ہو کر رکتی چلی

جارہی تھیں۔اسے دیکھتے ہی کچھ خاص سمجھ نہیں آئی اس سے پہلے وہ آگے کے راستے پر دھیان دیتا اسکی نظر سیاہ رنگ کے گھوڑے پر جاپڑی جو اسی سڑک پر اسکے پیچھے دوڑتا ہوا آرہا تھا۔

سکائے کو دیکھ زیحال کی آنکھیں تقریباً پھٹنے کے قریب ہوئی تھیں۔وہ یہاں کہاں سے آگیا تھا زیحال کو سمجھ نہیں آئی۔

مگر آوہ اسی کے پیچھے رہا تھا یہ سمجھ آچکی تھی وہ گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا گیا لیکن وہ بھی اسی کا پالتو تھا ہار ماننا مالک نے سکھایا ہی نہیں تھا وہ بھی اور تیز دوڑنے لگا تھا۔

"وہ دیکھو۔۔۔ ممی۔۔۔ ہارس" ایک بچہ گاڑی میں بیٹھا اسکول یونیفارم میں جا رہا تھا جب سکائے کو دیکھ وہ یکدم سے چیخ پڑا۔

"گاڑی سائیڈ پر لگاؤ ہنی۔۔۔ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا" وہ عورت یکدم سے بوکھلا کر بولی تھی اسکے ساتھ

بیٹھے اسکے ہزبینڈ نے جلدی سے گاڑی کو ایک جانب لگایا۔

پورا شہر اس دیوانے گھوڑے کو دیکھ رہا تھا۔اسکے پیچھے سب پاگل ہو رہے تھے ایک تو وہ خوبصورت اتنا تھا اوپر سے اسکی وفا مالک کے لئے اسے جان لیوا بنا رہی تھی۔

زیحال کو مجبوراسکائے کی وجہ سے گاڑی موڑ کر جنگل کی جانب لے جانی پڑی تھی اسے دیکھ سکائے بھی فورا سے اسکے پیچھے ہولیا۔

دونوں آگے پیچھے ایک ساتھ جیسے ریس لگی تھی۔

"سکائے۔۔۔واپس جاؤ" وہ گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے بلند آواز میں چلایا تھا مگر وہ جانور تھا صرف وہ باتیں سمجھتا تھا جو اسے مالک کے قریب رکھیں۔

"سکائے آئی سیڈ واپس جاؤ" زیحال کو اب شدید غصّہ آنے لگا تھا اسکی گاڑی کی سپیڈ بے حد زیادہ تھی اور سکائے نجانے کب سے اسکے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اسکے لیے اتنی دیر اتنی سپیڈ میں دوڑنا بلکل بھی سیف نہیں تھا۔

تب ہی زیحال کو مجبورا گاڑی کو بریک لگانی پڑی تھی اسکے رکتے ہی سکائے بھی دوڑنا بند کرتا اسکی گاڑی کے ارد گرد چکر کاٹنے لگا۔

زیحال کا بس نہیں چل رہا تھا کچھ کر گزرے یہ بھی اسی کی اولاد کا کیا دھرا تھا جانتے تھے وہ خود پیچھے آئے تو زیحال کے غصّے کو ہوا مل سکتی ہے مگر یہ ایک زبان جانور تھا اس پر غصّہ آ بھی جائے تو زیحال کو ضبط کرنا تھا۔

اس نے ضبط سے اپنی پیشانی پکڑی۔ جب سکائے اسکے سامنے آکھڑا ہوتے اپنی گردن زیحال کے کندھے پر رکھ گیا۔

وہ ہمیشہ ایسے ہی لاڈ دکھاتا تھا۔ کبھی کبھی تو زیحال کے چہرے پر ڈوگی کی طرح زبان پھیرنے لگتا تھا جس سے زیحال کو بے حد چڑ تھی۔

"تم نے میری بات نہیں مانی۔۔۔ جاؤ یہاں سے" وہ ایک جانور سے گلہ کر رہا تھا جانتا تھا وہ جانور اسے سمجھتا ہے۔

سکائے وہی اسکے سامنے نیچے بیٹھ گیا اور دھیرے

دھیرے ہنہنانے لگا۔

اسے بیٹھتے دیکھ زیحال کو اس پر بے اختیار ترس آیا وہ

تھائی سے پینٹ اوپر کھینچتا اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ اور پیار

سے اسکے ماتھے پر ہاتھ پھیر کر سہلانے لگا۔

"تمہیں مجھ سے پیار ہے؟" وہ سوال کر رہا تھا سکائے

نے اپنی بڑی بڑی سیاہ سلکی پلکیں جھپکائی اسکی آنکھیں

بڑی بڑی براؤن تھیں بے حد حسین اور جاذب نظر۔

"تم تو میرے ساتھ وفادار ہو ناں۔۔۔ تمہیں پتہ ہے۔۔۔ وہ وفادار نہیں ہے" اپنی بات پر اسکا اپنا دل جیسے کسی گہری کھائی میں ڈوبا تھا۔

"وہ دور جا رہی تھی مجھ سے۔۔۔ اپنے خان سے" اس جنگل میں اس وقت گہری خاموشی تھی جہاں صرف اسکی بھرائی ہوئی آواز گونج رہی تھی۔ اور سننے والا صرف سکائے تھا یا اسکے علاوہ ارد گرد کھڑے یہ لمبے اونچے درخت۔

"میں کیا کروں ۔۔۔ بتاؤ ۔۔۔ سزا دوں اسے ۔۔۔ ؟
جو کہ میں نہیں دے سکتا "
"میں کیا کروں ۔۔۔ میں اس پر ہاتھ نہیں اٹھا
سکتا ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ خود کو تو تکلیف پہنچا سکتا ہوں
ناں ۔۔۔ تا کہ ۔۔۔ تا کہ اسے احساس ہو ۔۔۔ میں
۔۔ میں کتنی محبت کرتا ہوں اس سے "
اسکی آواز میں جان لیوا تڑپ تھی شدّت تھی زمل
اسے پاس ہوتی تو شاید وہ اسکے ساتھ لپٹ کر رو پڑتا۔

"میں ڈر گیا ہوں سکائے۔۔۔وہ مجھ سے دور گئی
تھی۔۔۔اگے پھر۔۔۔پھر چلی گئی تو میں کیا
کرونگا۔۔۔کیا کرونگا میں۔۔۔۔میں زندہ نہیں رہ پاؤ
نگا۔۔۔تمہارا زی مر جائے گا"

وہ واقعی ضبط ٹوٹتے رو پڑا تھا۔

اس نے پیشانی سکائے کے ماتھے پر ٹکالی۔وہ بھی ایسے
ساکت ہو گیا جیسے سانس بھی نہ لے رہا ہو۔

جانور تو صرف کہنے کو جانور ہوتے ہیں مگر ان میں
احساس انسانوں سے زیادہ پایا جاتا ہے۔لوگوں کو لگتا

ہے وہ بات نہیں سمجھتے۔ وہ تو اپنے مالک کی خاموشی تک کو سمجھ لیتے ہیں۔

"سب میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔۔۔ کیا میں اتنا برا ہوں۔۔۔ کیا مجھے چھوڑنا اتنا آسان ہے"

اسے کوئی جواب دیتا ورنہ وہ دل میں اٹھتی تکلیف کی شدّت کے باعث کسی بڑی بیماری کا شکار ہو جاتا۔

وہ انسانوں سے امید چھوڑ کر ایک جانور کو اپنے دل کا حال بتا کر کتنی ہی دیر اسکے ساتھ بیٹھا رہا تھا جب دل کچھ ہلکا ہوتا ہوا محسوس ہوا وہ زیحال خان آفندی تھا

ایک مضبوط چٹان جسے بڑے سے بڑا دکھ یا غم نہیں ہلا سکتا تھا مگر ایک عورت کی جدائی کا خوف اسے ایک ہی دن میں مضبوط سے کمزور بنا گیا تھا۔

وہ اسکول کی چھٹی ہوتے کتنی ہی دیر گیٹ پر کھڑا اباقی بچوں کو اپنے ماں باپ کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھتا رہا تھا واچ مین نے اس چھوٹے سے کیوٹ گپو سے بچے کو دیکھا جو کب سے کھڑا اباقی بچوں کو ستائشی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''ممی وانٹ دس'' ایک بچے نے وہاں سے گزرتے

سٹریٹ فڈ کی جانب اشارہ کیا۔

جس پر اسکی ماں بے اختیار ہنس دی اور اپنے بچے کا ہاتھ

تھام کر اسے اسی جانب لے گئی۔

وہ شخص شاید کوئی بچوں کی کھانے کی چیز لئے کھڑا تھا

جو اس عورت نے خرید کر اپنے بچے کو دی۔

اس چیز کو پا کر وہ بچہ ہواؤں میں اڑنے لگا تھا اتنی خوشی

کہ جس کی کوئی انتہا نہیں تھی چیز خوشی کی نہیں تھی

اس دلانے والے کی تھی جو رشتے میں اسکی ماں تھی۔

وہ بچہ اس ماں بیٹے کو دیکھ اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرنے لگا۔

"کیا ہوا بچے "اس واچ مین نے اپنے پیور انگریزی لب و لہجے میں اس سے استفسار کیا۔ جس پر اس نے اپنی کانچ سی آنکھیں اوپر اٹھا کر اس بوڑھے انکل کو دیکھا۔

"میں اپنے پیرنٹس کا ویٹ کر رہا ہوں انکل "وہ بھی آگے سے اپنی انگریزی زبان میں نہایت دھیمے میٹھے

لہجے میں بولا تھا۔جب وہاں ایک بڑی سی مہنگی گاڑی آ کر رکی۔

اسکے رکتے ہی وائٹ پینٹ شرٹ جو ڈرائیور کا ایک خاص یونیفارم تھا زیب کئے گاڑی سے نیچے اترا اور گھوم کر اس بچے کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

"چلیں بابا؟"اس نے نہایت نرم لہجے میں اس سے اجازت مانگی۔ مگر وہ بچہ از حد ناگواریت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم کیوں آئے ممی کہاں ہے" وہ بچہ جتنا نرم لگا تھا اتنی ہی بد تمیزی سے اپنے ڈرائیور سے پیش آیا تھا۔

"وہ باہر گئی ہیں بابا۔۔۔ آپ کو میں لینے آیا ہوں" وہ ڈرائیور اپنے لہجے میں پہلے سے زیادہ نرمی لے آیا۔

"نو۔۔۔ مجھے انکے ساتھ جانا ہے۔۔۔ سب کی ممی لینے آئی ہے میری ممی کو بلاؤ"

وہ بیگ شولڈر سے پھینک کر وہی ضد پر اڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"بابا ضد نہ کریں گھر چلیں" وہ ڈرائیور بچے کی ضد پر

بے حد پریشان ہو گیا۔ وہ واچ مین انکل اب بھی ان

دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"بچے کی جب ضد ہے تو آپ انکی ماں کو کیوں نہیں

بھیجتے" وہ تعجب سے پوچھ رہا تھا کیونکہ یہ تماشہ صرف

آج کا نہیں تھا یہ روز کا تھا

اس بچے کی صرف ایک ہی ضد ہوتی کہ اسے لینے اسکے

ماں باپ میں سے کوئی آئے جیسے باقی بچوں کے آتے

ہیں مگر نہیں وہ دونوں اپنے کاموں میں اس قدر

مصروف ہوتے ہیں کہ وہ ڈرائیور کو ہی بھیج دیتے

ہیں۔

"ہم کیا کریں۔۔۔ ہماری ڈیوٹی ہے یہ" وہ ڈرائیور

عاجزی سے بولا۔

وہ بچہ اسکی بات پر وہی نیچے بیٹھ کر پسر گیا اور ٹانگیں مار

مار کر زور سے رونے لگا۔

اسے روتے دیکھ ڈرائیور بے حد پریشان ہوا اور جلدی

سے اسکی ممی کو کال ملانے لگا جو ہمیشہ کی طرح ایک

کال پر نہیں اٹھایا گیا۔

تیسری رنگ پر اس نے کال اٹھائی تھی اور تب بھی

ایسے بولی تھی جیسے کال اٹھا کر احسان کیا ہو۔

"تم سے کتنی بار کہا ہے میں گھر سے باہر ہوں تو کال

مت کیا کرو "

اسکے بپھرنے پر ڈرائیور کی پیشانی پر بل پڑے۔

"میڈم بابا ضد کر رہے ہیں کہ انہیں آپ لینے آئیں وہ

میرے ساتھ نہیں آنا چاہتے" وہ دھیمی عاجزانہ آواز

میں بولا۔

اسکی بات سن کر مقابل نے گہری کڑوی سانس خارج کی۔

''اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالو اور لے کر آؤ گھر'' انداز بے حد سپاٹ اور غصّیلہ تھا ڈرائیور نے ''جی میڈم اوکے'' کہتے جھٹ سے کال بند کی اور موبائل جیب میں رکھتے اس بچے کو زبردستی اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور گھر کی طرف لے گیا۔

پورے راستے اسکی رونے کی تیز آواز پر ڈرائیور کے کان پک چکے تھے۔

گھر پہنچتے وہ جلدی سے اس بچے کو گود میں اٹھا کر اندر لے کر گیا وہ اتنی زور سے ہاتھ پیر مار رہا تھا کہ کتنی ہی بار ڈرائیور نے خود کو گرنے سے بچایا ورنہ اسکی اپنی شامت آجاتی۔

گھر آتے ہی وہ سامنے ہی آگ کا سلگتا ہوا انگارا بنی کھڑی تھی۔

"چھوڑو مجھے" وہ بچہ تیز آواز میں نیچے اترنے کی ضد کر رہا تھا جب ڈرائیور کے نیچے اتارتے وہ سیدھا کھڑا

بھی نہیں ہوا تھا جب ایک تھپڑ اسکے چھوٹے سے گال

پر آپڑا۔

"چپ۔۔۔ایک دم چپ۔۔۔زیادہ سر چڑھ گئے

ہو۔۔۔روز روز کا یہی ڈرامہ" وہ تیز آواز میں اس پر

چیختی انگلی دکھا کر بولی۔

جب تھپڑ پڑتے وہ بچہ بری طرح سے سہم کر کھڑا ہو

گیا ایسے جیسے سانس بھی نہ لے رہا ہو ڈرائیور نے

اپنائیت بھری نگاہوں سے اس بچے کو دیکھا۔

"دوبارہ اگر یہ ڈرامہ کرئیٹ کیا تو میں تمہیں کمرے میں بند کر دونگی "

کمرہ؟ سننے میں کتنا عام سا لفظ تھا مگر اس بچے کیلئے یہ خوف کا ایک دوسرا نام تھا

"سمجھ آئی۔۔۔اب جاؤ اپنے کمرے میں "اسکے دھتکارتے وہ بچہ دوڑ کر اپنے کمرے میں گیا تھا۔ اسکی عمر چار سال سے بھی کم تھی اتنی سی عمر میں اسکول میں جانا اور کچھ نہ سمجھ آتے ہوئے بھی بیٹھنا۔ وہ جتنا خوبصورت تھا اتنا ہی خاموش بھی تھا۔

تھوڑی دیر میں ایک ملازمہ اسکے لئے کھانا ٹرے میں رکھ کر لائی جو اسی ڈرائیور کی بیوی تھی۔

کھانے کو دیکھ اس بچے نے منہ پھیر لیا ساری کی ساری بوائل کی ہوئی سبزیاں تھیں

"تم نے اس پر ہاتھ کیسے اٹھایا" اسی پل باہر سے کسی کے چیخنے چلانے کی آواز آنے لگی۔

"تم نے اسکی ضد دیکھی ہیں۔۔۔" اس عورت کی آواز وہی قدرے اونچی تھی

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔میرا بیٹا ابھی بہت چھوٹا ہے تم نے اسے جلدی سکول میں ڈالا تا کہ اپنی زمے داریوں سے بھاگ سکو"

وہ شخص طیش میں زور سے دھاڑ رہا تھا۔

"ہنہ میری زمے داری۔۔۔صرف میری؟ کیا اسے میں نے اکیلے پیدا کیا تھا؟"اب کی بار وہ عورت بولی نہیں پھنکاری تھی۔دونوں کی تیز آواز پر وہ بچہ ڈر کر بیڈ کے نیچے چھپ گیا۔

''میری غلطی کی سزا تم اسے نہیں دے

سکتی۔۔۔سمجھی تم ''

''میں دونگی۔۔۔میں ایسا کرونگی'' وہ باغی ہوتی چلا

رہی تھی جب باہر سے تیز تھپڑ کی آواز گونجی جسے سن

کر وہ بچے پیچھے ہو گیا اور ہاتھ میں پکڑے ٹیڈی

بئیر کو زور سے دبانے لگا

بدن پر بری طرح سے لرزا طاری تھا۔

"س۔۔۔سیومی گاڈ۔۔۔پلیز" وہ اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں زیر لب بڑ بڑایا باہر سے آنے والی بلند آوازیں اسے بے حد خوف زدہ کر رہی تھی۔

"باہر آؤ بچے" اس ملازمہ نے اپنائیت بھرے لہجے میں اسے بلایا مگر وہ اسکی ایک نہیں سن رہا تھا۔اسے یوں کانپتے دیکھ ملازمہ کو اسکے لئے بہت برا لگا تھا۔ وہ اسے ترس کھانے والی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔

"س۔۔۔سیومی۔۔۔گاڈ۔۔۔پپ

۔۔۔پلیز۔۔۔۔پلیز سیومی۔۔۔سیومی" وہ زور سے

آنکھیں بند کئے ہاتھ میں پکڑے تکیے کو زور سے بھینچ
گیا پورا وجود ہچکولے کھانے لگا تھا

"سیومی گاڈ۔۔۔۔ سیومی "لبوں پر یہ الفاظ تھے مگر وہ
خود ہی خود کے چہرے پر تھپڑ مارنے لگا تھا ہد حواسی
اس پر بری طرح سے حاوی ہو چکی تھی آج وہ ملازمہ
اسکے نزدیک نہیں تھی آج وہ آواز سامنے سنائی نہیں
دے رہی تھیں۔ مگر اسکے کانوں میں وہ گونج اب بھی
برقرار تھی وہ لرزش وجود پر اب بھی طاری تھی۔

کمرے میں اس وقت گہری خاموشی تھی ہر چیز نے

خود پر گہرے سناٹے کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا یہ خاموشی

اس کمرے میں آج کی نہیں برسوں کی تھیں کیونکہ

شروع دن سے یہاں شور کرنے کی ہمت کسی میں

نہیں تھی کیونکہ یہ کمرہ نوشیر وال خان آفندی کا تھا

جن کی موجودگی میں تو ملازم صفائی کرنے کیلئے بھی

یہاں آنے سے ڈرتے تھے۔

صرف فرخندہ بیگم ہی ہوا کرتی تھیں جو انکی ضرورتوں

کا خیال رکھتی تھیں اس وقت تو وہ بھی انکے آرام کا

خیال کرتی کمرے سے باہر تھیں۔

وہ کچھ دیر سو کر اب مسلسل چھت کو دیکھ رہے تھے پلکیں ان دورانیے میں ایک بار بھی نہیں جھپکی تھیں۔

کہ تب ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور فرخندہ بیگم ہاتھ میں ٹرے لئے کمرے میں داخل ہوئیں۔

انکو دیکھتے ہی نوشیر وال صاحب دھیرے سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"ام کو لگا ہی تھا کہ آپ اٹھ گئے ہو گے" وہ نرمی سے گویا ہوتی انکے سائیڈ ٹیبل پر چائے کا مگ رکھ کر انکے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

"طبعیت کیسا ہے آپ کا؟" انکے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھ وہ بے اختیار پوچھ بیٹھیں کیونکہ اس چہرے پر انہوں نے ہمیشہ صرف رعب دبدبہ دیکھا تھا مگر آج وہاں رونق نہیں تھی۔

"ٹھیک ہوں" صرف دو لفظی جواب دینا نوشیر وال صاحب کا ڈھنگ نہیں تھا۔

"کچھ پریشانی ہے؟"فرخندہ بیگم کو انکی فکر ہونے لگی تھی وہ اس قدر خاموش کیوں تھے۔

انکے سوال پر نوشیر وال صاحب کافی دیر خاموش رہے جیسے بہت گہرا سوچ رہے ہوں۔

"بچے نہیں آئے؟"جواب کے بجائے الٹا سوال داغہ۔

"نہیں۔۔۔شاید کام میں مصروف ہو گا آجائے گا"

انہوں نے اپنی طرف سے بات بنانے کی کوشش کی

جبکہ حقیقت نوشیر وال صاحب بھی جانتے تھے تب
ہی زخمی سا مسکرا دیے
"انکو کہنا ام اتنا بھی برا نہیں ہے۔۔۔کہ ایک بار ام
سے مل نہیں سکتا باپ ہے ام بھی" انکی بات اور انداز
نجانے کیوں فرخندہ بیگم کو برا لگا تھا دل جیسے کسی نے
مٹھی میں لے لیا تھا
"ایسے کیوں سوچتے ہیں۔۔۔وقت لگے گا سب صحیح
ہو جائے گا" انکا اپنا لہجہ دھیما بے یقین سا تھا۔جیسے

کوئی لفظ مزید ایسا نہ نکل جائے جو انکو مزید دکھی کر دے

"ھمم۔۔۔ان شاءاللہ" وہ دھیمے لہجے میں بول کر چائے پینے لگے فرخندہ بیگم کو انکا یہ ٹھہراوپ اور لہجہ نجانے کیوں خوف زدہ کر رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی ڈیوٹی سے واپس لوٹا ہی تھا جب اسکے موبائل پر رنگنگ ہونے لگی مگر موبائل ٹیبل پر رکھا تھا اور وہ خود فریش ہونے کے لئے باتھ روم میں تھا۔تب ہی بیلا

اسکے لئے فریش جوس کا گلاس لے کر کمرے میں

داخل ہوئی۔

جب اسکی نظر ٹیبل پر بجتے موبائل پر پڑی۔وہ پاس آ

کر موبائل سکرین پر نام دیکھنے لگی

"ورک صاحبہ "نام عجیب تھا مگر آگے صاحبہ کا لفظ

دیکھ بیلا کا دماغ بھک کر کے اڑا اسکے ذہن میں ایک

آواز گونجی

"ہیلو ورک صاحبہ۔۔۔بولیں" یہ نرم لہجہ اور آواز کس لڑکی کے لئے تھی بیلا کو سمجھ نہیں آئی وہ ٹرے پر اپنی گرفت مضبوط کر گئی۔

اتنے میں داراب ٹاول سے سر پونچھتے باتھ روم سے باہر نکلا اس وقت وہ شرٹ لیس تھا مگر بیلا کا دھیان اس جانب نہیں گیا وہ تو لڑکی کے نام پر ہی لال پیلی ہو رہی تھی۔

''کال آرہی ہے تمہارے فون پر'' انداز از حد کٹیلا تھا مگر داراب نے اس پر دھیان دینے کے بجائے جلدی سے موبائل اچک لیا۔

اسکی تیزی دیکھ بیلا کی بھوری آنکھیں تشویشناک حد تک پھیلیں۔

''ایم۔۔۔ریئلی سوری میں شاور لے رہا تھا۔۔۔اس لئے تمہاری کال نہیں دیکھ سکا اب کیسی طبعیت ہے تمہاری''کال اٹھاتے وہ فکر مندانہ انداز میں بولا تھا

جبکہ اسکا یہ انداز اور الفاظ بیلا کے لئے حیرانگی کا باعث بن رہے تھے۔

"اکیلے شاور لینے میں بھی اتنی دیر۔۔۔آئی تھنک۔۔۔وہ بھی" آگے سے اسکی شوخ بھری بات پر داراب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی۔

"شٹ اپ یار شرم کرلو کچھ" وہ لڑکی ہو کر نہیں شرماتی تھی اور یہاں ڈی ایس پی صاحب کی آنکھوں کے سامنے ظالمہ کا غصّے سے سرخ ہوتا چہرہ تھا۔

"مجھے بتاؤ۔۔۔شاپ میں کیا ہوا تھا" وہ مدعے کی بات پر آیا اور نہایت سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔جس پر وہ آگے سے کچھ بتا رہی تھی۔

بیلا کے لئے اب مزید ضبط کر پانا مشکل ہو رہا تھا اس نے بیڈ سے شرٹ اٹھا کر داراب کے منہ پر دے ماری جو اس نے بھی فوراً سے کیچ کر لی۔

"اوکے۔۔۔تم فکر مت کرو۔۔۔یہ رپورٹ میں خود درج کر لونگا۔۔۔"

وہ تقریباً بات ختم کرنے ہی والا تھا جب اسکی اگلی بار بیلا کے کندھوں سے طوطے اڑ گئے۔

"اپنا خیال رکھا کرو۔۔۔ تم بہت قیمتی ہو سمجھی" اسکی بات پر بیلا اسے پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہی تھی داراب کی بات پر دوسری جانب سے کچھ کہا گیا جس کے بعد داراب نے کال کٹ کر دی۔

"یہ کیا ہے۔۔۔ میں کونسا ویڈیو کال پر تھا" وہ ہاتھ میں پکڑی شرٹ دیکھ مصنوعی سا بیلا کو گھورنے لگا۔

"اسکی ہی کمی تھی۔۔۔کر لیتے پوری" وہ جلے کٹے انداز میں بول کر کمرے سے باہر نکلنے لگی یقیناً وہ اپنی آنکھ میں جمع ہوتا عرق اس بے حس انسان کی نظروں میں نہیں لانا چاہتی تھی۔

اس سے پہلے وہ کمرے سے باہر نکلتی داراب اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچ گیا۔

"چھوڑو مارا ہاتھ" وہ تیزی سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی مگر آگے بھی ڈی ایس پی کھڑا تھا۔

"میری طرف دیکھو" وہ ایک ہی نظر میں بھوری آنکھوں میں پنپتے آنسوں دیکھ چکا تھا۔

"کیوں۔۔۔ تم میں کچھ خاص ہے؟" وہ یکدم سے بپھر کر بولی۔

"ہاں۔۔۔ تم نے کبھی کوشش کی نہیں کی جاننے کی" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ذو معنی لہجے میں بولا تھا۔ بیلا اپنی بات کا کچھ اور مطلب نکلتے دیکھ بری طرح سے سٹپٹا گئی۔

"وہ لڑکی زرتشم کی رشتے میں سسٹر ان لاء ہے اٹیک ہوا ہے اس پر جس کیلئے مجھے انویسٹیگیشن کرنی ہے "

اسکی بات پر بیلا کے تنے اعصاب ایک دم دے ڈھیلے پڑے مگر صرف ایک پل کیلئے اگلے ہی پل وہ اسے کسی مارنی بیل کی طرح دیکھنے لگی تھی۔

"تو کیا تم اس سے اس طرح دانت دکھا دکھا کر بات کرے گا؟" اسکی جیلسی اسکی زبان پر آ ہی گئی تھی۔

داراب کو یقین نہیں آیا وہ اس سے جیلس ہو رہی تھی

اس لڑکی سے؟ یہ لمحہ اسے پاگل کر دینے والا تھا وہ چاہ

کر بھی اپنے چہرے کی چمک کو چھپا نہیں سکا تھا۔

اسکی مسکراہٹ پر بیلا کا سیروں خون جل گیا وہ پوری

جان لگا کر اپنا ہاتھ چھڑواتے جانے لگی تھی جب اس

بار داراب اسے کھینچ کر اسکی پیٹھ خود سے جوڑ کر اسکی

بیلی پر ہاتھ رکھ گیا۔

"ریلیکس وہ جانتی ہے میری ایک عدد بیوی ہے۔۔۔جو مجھے منہ تک نہیں لگاتی نہ مجھے خود کو منہ لگانے دیتی ہے "

اسکی بات پر بیلا دھیرے سے ٹھہر کر سامنے دیکھنے لگی۔

جب اسکی اتنی کھلی بے شرمی پر اسکے کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔

"ایسا کب تک چلے گا بیلا" وہ آنکھیں بند کئے اسکے بالوں سے اپنی ناک جوڑ کر انکی خوشبو میں کھونے لگا تھا۔

"میری عمر کا ہی خیال کر لو۔۔۔اور کتنا مجھے تڑپنا پڑے گا اس احساس کیلئے جو مجھے صرف تم دو گی" اسکی آواز نہ محسوس طریقے سے بھاری ہونے لگی تھی

بیلا کے تھوک نگلنا مشکل ہونے لگا تھا اصل جان تب نکلی جب داراب نے اپنے دہکتے لب اسکی گردن پر رکھے وہ زور سے آنکھیں مینچ گئی۔

وہ دھیرے سے اسکے کندھے پر اپنے لب لانے لگا تھا

کہ بیلا بری طرح سے کانپتی اسکی گرفت سے نکل کر

سامنے جا کھڑی ہوئی

"ا۔۔۔ام کو بہت کام ہے" وہ کہہ کر فوراً اسے نو دو

گیارہ ہو گئی وہ جب بھی کچھ کرنے لگتا تھا یہ لڑکی اسی

طرح بھاگ نکلتی تھی اب تو ہرنی سے بھی تیز رفتار ہو

جاتی تھی میڈم کی۔

وہ سوچ کر اپنے آپ میں ہی کلسنے لگا تھا۔

"تم ایک بار ہاتھ تو لگ جاؤ۔۔۔ پھر دیکھوں گا تمہیں کیسے بچتی ہو "

وہ خود میں زیر لب بڑبڑاتے ہنستا ہوا مرر کے سامنے جا کھڑا ہوا آج وہ جلدی ڈیوٹی سے واپس آگیا تھا لیکن اب تیار ہو کر کہیں اور نکل نے کی تیاری تھی۔

وہ بنا کچھ کھائے حویلی سے نکل آیا تھا اور رخ سیدھا فارم ہاؤس کا تھا جہاں مہرام اور مہروزا سے دیکھ خوشی سے پاگل ہونے لگی تھیں۔

"چاچو۔۔۔" یہ چاچو انکی جان تھا جو ان سے حویلی میں سب سے زیادہ پیار کرتا تھا۔

"آپ دونوں نے چاچو کو بتایا بھی نہیں کہ اب یہی رہنا ہے ویری بیڈ۔۔۔اب چاچو ناراض ہیں آپ دونوں سے"

وہ جان بوجھ کر دونوں کو ناراضگی دکھاتا اپنی ہنسی روکنے لگا۔جب مہروز نے جلدی سے اسکے رخسار کا بوسہ لیا۔

"ہم آپ کو سرپرائز دینے والے تھے" انکا یہ سرپرائز

داراب کے سر آنکھوں پر تھا۔

وہ دونوں کو پک کر کر باہر گھمانے لے گیا تھا

انکے ساتھ وقت گزارنا باتیں کرنا اس بہت پسند تھا

کبھی محسوس نہیں کیا کہ یہ اسکی اولاد نہیں ہے مگر

خون انکا تھا۔

وہ شام تک دونوں کو خوب ساری شاپنگ کروا کر کھلا

پلا کر سیدھا پاشا ولا کیلئے نکل گیا تھا جہاں جانے کیلئے

مہروز نے خاص ضد کی تھی کہ اسے گپو سے زامل

زالے اور باری کے ساتھ کھیلنا ہے۔

مگر وہاں اب ایک اور کیوٹ ٹوائے تھا جسے دیکھ کر

دونوں خوشی سے پاگل تھیں۔

زوناش دونوں کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے انکے چہرے

سکین کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"ہیلو کیوٹی۔۔۔ایم مہروز اینڈ یو؟" مہروز اپنا ہاتھ اسکی

جانب کرتی خوشی سے چہک کر پوچھنے لگی۔ جس پر

مہرام نے اسکے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی۔

"وہ چھوٹی ہے ابھی بول نہیں سکتی" وہ سمجھداری سے سمجھاتی زوناش کو اٹھا کر اپنی گود میں لے گئی۔

وہی قریب ہی ایک ملازمہ کھڑی تھی جسے مشی نے خاص بچوں کی نگرانی کیلئے رکھا تھا وہ سب کا کھانے پینے سے لے کر کھیل نے تک کا ایک ساتھ خیال رکھ رہی تھی

داراب کا دماغ تو بے اختیار سن ہونے لگا تھا جو بھی اسے عثمان نے بتایا تھا یا قوت پا میر تو خاموش بیٹھے تھے جیسے یہاں موجود ہی نہ ہوں۔

"اتنا سب ہو گیا مجھے کیوں نہیں بتایا؟" وہ سخت

پریشان سے لہجے میں دونوں سے مخاطب ہوا۔

"کیا بتاتے۔۔۔خود کچھ سمجھ نہیں آرہی" پامیر کا لہجہ

دھیما تھا جیسے ابھی رو دے گا۔

ہر بار انکو سمبھالنے والا انکا باپ تھا اس بار خود وہ ٹوٹ

گیا تھا جس کا اثر ان سب پر پڑ رہا تھا کیونکہ وہ اس گھر کی

بنیاد تھا اور جب بنیاد ہی ہلنے لگے تو باقی کیا بچے گا۔

"ابھی کہاں ہے زی؟ "

"فارم ہاؤس پر ہیں" پامیر کے جواب پر داراب سر پکڑ کر بیٹھ گیا وہ حویلی کے معاملات دیکھنے میں اس قدر بزی ہو گیا کہ اپنے چھوٹے بھائی کی زندگی سے ہی غافل ہو گیا کیا کچھ اسکی زندگی میں ہو رہا تھا۔

"میں بات کرتا ہوں اس سے" ہاں وہ کر سکتا تھا وہ بڑا تھا عمر میں زیحال سے وہ چاہ کر بھی اپنے لالا کے سامنے الف تک منہ سے نہیں نکال سکتا تھا۔

داراب کے جاتے وہ تینوں بت بنے کتنی ہی دیر بیٹھے رہے جب پامیر کو اچانک برلاس کا خیال آیا۔

"ایک منٹ برلاس کہاں ہے بھائی؟" پامیر کے سوال پر یاقوت کی سوچوں کا تسلسل یکدم سے ٹوٹا اس نے بے اختیار گردن موڑ کر پہلے پامیر کو دیکھا اور پھر عثمان کو۔

اس پریشانی کے عالم میں برلاس کا خیال ذہن سے کیسے نکل گیا تھا۔

"جا کر آئرہ سے پوچھو اور برلاس کو بلا کر لاؤ" اسکے مطابق وہ کمرے میں موجود تھا مگر پامیر کے جا کر پتہ

کرنے پر انکو معلوم ہوا تھا کہ برلاس صبح سے ہی غائب تھا۔

"یہ کہاں جا سکتا ہے؟" یاقوت کو اب صحیح پریشانی نے آن گھیرا تھا

"اسے بھائی نے ڈانٹا تھا" پامیر کے زہن میں وہ بھیانک لمحہ تیزی سے گردش کرنے لگا تھا پوری زندگی اس نے کبھی برلاس کی طرف کسی کی غصّیلی آنکھ بھی برداشت نہیں کی تھی اور آج اسکے اپنے سخت الفاظ برلاس کا کیا حال کر گئے ہونگے۔

"جا کر دیکھو پورے گھر میں" یاقوت کے حکم پر پامیر اور عثمان دونوں پاگلوں کی طرح پورے پاشا ولا میں گھوم گئے تھے ایک ایک کونہ وہ گھر کا چھان مار گئے تھے مگر وہ کہیں بھی اس وقت موجود نہیں تھا۔

"وہ کہیں بھی نہیں ہے" پامیر کی بات پر یاقوت از حد پریشانی میں مبتلا ہوا۔

"یااللہ۔۔۔مجھے صبر دے" وہ اس پریشانی کے سخت ماحول میں خود کو از حد نارمل رکھنے کی کوشش کرتا

بڑے پن کا مظاہرہ کر رہا تھا مگر کب تک آخر میں اسے بھی اپنے باپ کی ہی ضرورت پڑتی۔

"گاڑی کی چابی اٹھا کر لاؤ" اسکے کہتے ہی پا میر تیزی سے اندر کی جانب بھاگا اور گاڑی کی چابی لے کر باہر آیا

۔

وہ دونوں بھی یاقوت کے ساتھ ہی نکل گئے تھے وہ کہاں جا رہا تھا یہ دونوں کی ہی سمجھ سے باہر تھا۔

اس دوران یاقوت دل ہی دل میں اسکی خیر کی دعائیں کرنے لگا تھا۔ کیونکہ اسے اندازہ تھا اس وقت اس پر کیا

گزر رہی ہو گی۔ زیحال کا ایک لفظ بر لاس کی سانسیں روک دینے کی سکت رکھتا تھا۔

تو آج کیا کچھ ہو گیا تھا سوچ کر رہی یاقوت کا دل ڈوب رہا تھا۔

پامیر اسکا رخ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا نجانے وہ دونوں کو کہاں لے جا رہا تھا۔

شام کے سائے لمبے ہوتے مدھم پڑنے لگے تھے آسمان پر ہلکا ہلکا نیم ملگجا اندھیرا چھانے لگا تھا جس کے

بعد ٹھنڈ پھر سے زور پکڑنے لگی تھی جیسے جیسے زمین
پر رات کی تاریکی اتر رہی تھی ویسے ویسے ایک عجیب
بھی خاموشی ہر سو پھیل رہی تھی شہر کے بہت سے
حصّوں پر دن کا سا سماں اب بھی تھا مگر کچھ حصّے ایسے
تھے جن پر گہرے سناٹے نے اپنے پر کسی ناگ کی
طرح پھیلا لئے تھے۔

اس جگہ پر بہت سے گھر ایک ساتھ بنے تھے مگر
خاموشی سے معلوم ہوتا تھا جیسے یہاں کوئی نہ رہتا ہو۔

انہی گھروں سے دور ایک کھلے میدان کے بیچوں بیچ

ایک خوبصورت لگژری فارم ہاؤس بنا تھا جس کے باہر

زرد بلب کی روشنی راستے پر پڑتی مسافر کو منزل تک

لے جارہی تھی

جہاں اس وقت کسی کی سسکیوں سے ماحول میں فسوں

خیزی سی چھائی ہوئی تھی۔

باہر زرد روشنی تھی مگر اندر جیسے اندھیرے کا راج تھا

ہر چیز نیم اندھیرے میں ڈوبی کچھ کچھ نظر آرہی تھی

اسی گھر کا ایک کمرہ تھا جس کی کھڑکی سے اسی زرد بلب کی روشنی چھنک کر اندر آرہی تھی۔

جو اسکے بری طرح سے لرزتے وجود پر پڑ رہی تھی۔وہ اسی روشنی سے خوفزدہ ہو کر خود کے گرد مزید اپنے بازو لپیٹ کر چھپ گیا جب اس روشنی میں اسے ایک سایہ اپنی طرف آتا ہوا محسوس ہوا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔۔نہیں۔۔۔س۔۔۔سیو می گاڈ ۔۔۔س۔۔۔س یو می" وہ ٹوٹتی سانسوں میں ایک ہی جملہ دہرا رہا تھا اسکا وجود خوف سے بری طرح شرابور

تھا آنکھوں سے آنسوں تیزی سے نکل رہے تھے ہر
آنسوں میں درد کی انتہا تھی۔
"س۔۔۔یومی گاڈ۔۔۔۔ سیومی" وہ آنکھیں زور سے
مینچتا تیزی سے اس جملے کا ورد کرنے لگا مگر وہ سایہ
مزید لمبا ہوتا جا رہا تھا۔
"نو۔۔۔نو۔۔۔۔پلیز۔۔۔ایم۔۔۔ایم
سوری۔۔۔ایم سوری" وہ اس سائے سے از حد خوف
زدہ ہوتے ٹیبل کے اندر چھپنے کی کوشش کرنے لگا

اسکے پیروں میں ایک جوتا تھا اور دوسرا اس سے
قدرے فاصلے پر پڑا تھا

چہرے پر پسینہ اس قدر تھا کہ اب لکیروں کی صورت
میں بہنے لگا تھا بال ماتھے پر چپک رہے تھے آنکھیں رو
رو کر لال ہو گئی تھیں کوئی دیکھ کر کہہ سکتا تھا کہ یہ
وہی ہنستا کھیلتا ہوا برلاس شاہ ہے جس کے قہقہے پاشا ولا
کی جان ہوتے تھے جس کی شرارتوں سے سب کی
زندگی حسین تھی۔

نہیں یہ وہ برلاس نہیں تھا۔

"تمہاری غلطی نہیں یہ خود بھی ایک غلطی ہے" اس عورت کی زبان انگارے برسانا نہیں بھولی تھی جب اسکی بات پر مزید ایک تھپڑ کی آواز اس بچے کے کانوں میں پڑی۔

"نو۔۔۔سیومی گاڈ" وہ اور تیز رونے لگا تھا باہر سے آتی آوازیں خوف سے اسکی جان نکال رہی تھیں۔ تھپڑ۔۔۔آواز۔۔۔وہ چیخیں اس وقت برلاس کے وجود کو بری طرح سے قابو کر گئی تھیں

کہ وہ بدحواسی کا شکار ہوتے خود کے چہرے پر تھپڑ

مارنے لگا تھا

"سیومی۔۔۔۔ سیومی گاڈ" وہ ایک ہی جملہ دہراتے

ہوئے خود کو خود تھپڑ مارنے لگا۔

سسکیوں میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہونے لگا تھا وہ

پاگلوں کی طرح رونے لگا۔

"تم میری غلطی کی سزا اسے نہیں دو گی"

"میں دونگی" وہ غصّے سے پھنکارتی اندر کمرے میں آئی اور اس بچے کو بیڈ کے نیچے سے نکال کر اپنے سامنے کر گئی۔

"نو۔۔۔نو ایم سوری" وہ یہی الفاظ کہنا جانتا تھا مگر نہیں اس عورت نے بے رحمی کا مظاہرہ کرتے ایک تھپڑ اسکے گال پر رسید کر گیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی" اب کی بار وہ شخص بری طرح سے دھاڑا تھا وہ دونوں اب آپس میں لفظوں کی جنگ لڑتے زمین پر بیٹھے بچے کو بھول گئے تھے۔

"نو۔۔۔نو۔۔۔ سیومی" یہ الفاظ برسوں بعد بھی اسکی زبان پر تھے وہ اونچی آوازیں۔

"برلاس" انہی آوازوں میں ایک مہربان آواز اسکی سماعتوں میں گونجی

یاقوت گھر میں داخل ہوتے پورے گھر میں برلاس کو تلاش کرنے لگا اسی کے ساتھ پامیر اور عثمان بھی شامل تھے انکے آتے ہی پورا گھر روشنی میں نہا گیا۔

"برلاس۔۔۔بچے کہاں ہو تم" یاقوت اسے آوازیں دیتا یہاں وہاں ہر کمرے میں اسے ڈھونڈنے لگا جب

اسے ایک کمرے سے کسی کے رونے کی آوازیں آنے لگی یاقوت دھک سے وہی رک گیا۔

وہ دھیرے سے اس کمرے کی جانب آیا اور کھلے دروازے سے اندر داخل ہوتا سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارنے لگا بلبوں کے آن ہوتے روشنی چاروں سو پھیل گئی۔

یاقوت جیسے ہی پیچھے مڑا اسکا دل کسی کی سخت مٹھی میں آتا بھنچ گیا۔

سامنے ہی ایک ٹیبل کے ساتھ کونے میں فرش پر وہ خوف سے سمٹا بیٹھا یاقوت کو دیکھ رہا تھا۔

یاقوت کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ آگے جیسے قدم نہیں بڑھا پایا۔

"ایم سوری" وہ یاقوت کو دیکھ وہی جملہ دہرانے لگا یاقوت کو لگا جیسے کسی نے اسکی روح قبض کرلی ہو۔

"سو۔۔۔ سوری۔۔۔ ممی۔۔۔ سوری" وہ مزید اس کونے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگا۔

"پلیز ڈونٹ شاؤٹ ایٹ می، آئی ایم اسکیئرڈ۔۔۔ ایم سکئیرڈ ممی" وہ اور پیچھے ہٹ کر دیوار سے لگتا خوف زدہ سی نظروں سے یاقوت کو دیکھ رہا تھا اسکی یہ حالت

یاقوت کے دل کے کتنے ٹکڑے کر گئی تھی کوئی اندازہ
بھی نہیں کر سکتا تھا۔

وہ دھیرے سے ایک قدم جیسے ہی اسکی جانب
بڑھانے لگا وہ خود کو پھر سے زور زور سے تھپڑ مارنے
لگا۔

"نو۔۔۔نو۔۔۔ سیومی "

"برلاس "اسکے اس جان لیوا عمل پر یاقوت ایک ہی
جست میں اس تک پہنچتے اسکے ہاتھ تھام گیا تھا مگر وہ
تیزی سے اپنے ہاتھ چھڑواتا خود کو خود ہی مار رہا تھا۔

"برلاس۔۔۔برلاس کیا کر رہے ہو "

"پلیز۔۔۔سیومی۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔۔مجھ پر۔۔۔مجھ پر چلا رہی ہے۔۔۔"وہ ایک کونے کی جانب اشارہ کرتا کانپتی ہوئی آواز میں بتانے لگا

یاقوت نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا مگر کوئی تھا جو صرف برلاس کو نظر آرہا تھا اور وہ تھا اسکا بھیانک ماضی۔

"کوئی نہیں ہے وہاں مجھے دیکھو"وہ اسکے ہاتھ تھامنے کی کوشش کرنے لگا مگر برلاس کی زبان پر ایک ہی

رٹ تھی وہ خود کو تھپڑ مارتے ہوئے اسی کونے کی

جانب اشارہ کرتا رہا۔

"وہ۔۔۔وہ ہے۔۔۔وہ مجھ پر چلا رہی ہے۔۔۔اسے

۔۔۔اسے چپ کرواؤ۔۔۔ برلاس ڈر رہا

ہے۔۔۔ برلاس کو ڈر لگ رہا ہے" وہ بچوں کی طرح

ہچکیوں میں رونے لگا تھا

جب ان آوازوں کو سنتے عثمان اور پامیر بھی وہی آ گئے

سامنے کا قیامت خیز منظر دونوں کو ہی ہلا کر رکھ گیا

تھا۔

"کوئی نہیں ہے مجھے دیکھو بچے "اسکی حالت یاقوت کی جان نکال رہی تھی۔ برلاس اسکی گرفت سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگا۔

"چ۔۔۔چپ کروا۔۔۔ؤ۔۔۔اسے۔۔۔۔میں کہہ رہا ہوں ناں برلاس کو ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ کہہ رہا ہوں ناں میں "وہ بری طرح سے چیختے کمرے کی ایک ایک چیز اٹھ کر توڑنے لگا تھا۔

"برلاس رک جاؤ "

ایک واس سیدھا پامیر کے پیر پر جالگا تھا وہ درد سے

کراھتے پھر بھی برلاس کو تھامنے کی کوشش کرنے لگا

مگر وہ کسی کے قابو میں نہیں آرہا تھا۔

"وہ کیوں چلارہی ہے۔۔۔کیوں۔۔۔کیوں

۔۔۔میں کہہ رہا ہوں ناں برلاس کو ڈر لگ رہا ہے" وہ

بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا

یاقوت کی بس تھی اسکی ٹانگیں بے جان ہونے لگی

تھیں وہ پوری طاقت لگا کر برلاس کو اپنے بازوؤں میں

جکڑ گیا

"چلاؤ۔۔۔مت۔۔۔۔۔۔" وہ اوپر کی جانب منہ کرتا خود کو نوچنے لگا تھا یا قوت اسے زور سے سینے میں بھینچتا بے اختیار رو پڑا تھا

"زیحال کو کل کرو۔۔۔اسکے علاوہ اسے کوئی نہیں سمبھال سکتا" عثمان کیلئے یہ دیکھتا بہت مشکل تھا۔

پامیر اپنے آنسوں بے دردی سے صاف کرتا موبائل نکال کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

برلاس یاقوت کے کندھے سے لگا پھوٹ پھوٹ کر

رونے لگا تھا اسکی آواز میں تڑپ تھی وہ درد تھا جو

لفظوں میں بیاں کر پانا نہ ممکن تھا۔

اس وقت برلاس کو سمبھال پانا صرف ایک ہی شخص

کے بس کی بات تھی اور وہ تھا "زیحال خان آفندی"

پامیر کمرے سے باہر نکل کر زیحال کو کال کرنے لگا تھا
مگر آج ہمیشہ کی طرح پہلی ہی رنگ پر کال نہیں اٹھائی
گئی تھی پامیر نے کال کٹ کرتے اسی وقت پھر سے

کال ملائی اور بے چینی سے یہاں وہاں چکر کاٹتے اسکے کال اٹھانے کا انتظار کرنے لگا۔

"ہیلو" کال یک دم سے اٹھائی گئی تھی آگے سے اسکی بھاری بوجھل آواز سنتے پامیر کا دل دھک سے رک گیا جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ دیا ہو۔

"ب۔۔۔بھائی۔۔۔" صرف ایک لفظ مگر اس میں چیخ کر دی گئی پکار سنتے زیحال لیٹے لیٹے اٹھ بیٹھا تھا۔

وہ اس وقت بند کمرے میں بیڈ پر لیٹا مسلسل چھت دیکھتے ہوئے کسی سوچ میں گم تھا پورے فارم ہاؤس میں وہی صرف اکیلا تھا نہ کوئی ملازم کوئی گارڈ۔

"کیا ہوا پا میر۔۔۔ بولو" اسکی آواز میں پریشانی بھانپتے وہ خود نرمی سے مخاطب ہوا۔

"ب۔۔۔ برلاس رو رہا ہے۔۔۔ وہ پی نک ہو کر خود کو نقصان پہنچا رہا ہے" اسکی بات سنتے زیحال کے قدموں تلے سے جیسے کسی نے زمین کھینچ لی تھی۔

آگے اسے یہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی کہ ایسا کیوں ہوا تھا یہ بات ان سب سے بہتر خود زیحال جانتا تھا کہ اسکے چیخنے کا اثر برلاس پر کتنا گہرا ہوا تھا وہ کیسے بھول گیا تھا اپنی اولاد کی یہ بیماری۔

وہ بے اختیار گردن کی پشت مسلنے کر گہری سانس لینے لگا۔

"کہاں ہے برلاس؟" ازحد فکر مندی سے پوچھا پامیر کے جھٹ سے بتانے پر وہ تیزی سے کمبل پھینک کر

پیروں میں جوتے اڑستا اسی رف سے حلیے میں گاڑی

کی چابی لے کر فارم ہاؤس سے نکل گیا تھا۔

کونسی ناراضگی کونسا دکھ اسے کچھ یاد نہیں تھا ذہن کے

پردے پر صرف ایک ہی آواز گونج رہی تھی وہ بھی

اپنی جس میں وہ بر لا اس پر چلا یا تھا

وہ کیسے اپنی اولاد کے ساتھ ایسا کر سکتا تھا کیا اسے علم

نہیں تھا کہ وہ اسے لے کر کس قدر جنونی ہے اسکی ذرا

سی بے رخی اس شخص کا کیا حال کر سکتی تھی۔

نہیں اس نے بہت غلط کیا تھا جس بات سے وہ پوری دنیا کو روکتا تھا آج وہی غلطی وہ خود کر بیٹھا تھا۔

سوچ کر اسے خود پر شدید غصّہ آیا وہ زور سے سٹیرنگ پر ہاتھ مارتے گاڑی کی سپیڈ اور تیز کر گیا۔ وہ آدھے گھنٹے کا راستہ گاڑی اڑاتے ہوئے تقریباً دس منٹ میں طے کر گیا تھا۔

یاقوت نے اپنی پوری جان لگا کر برلاس کو تھامنے کی کوشش کی تھی مگر وہ اپنی طاقت لگا کر خود کو اسکی

گرفت سے آزاد کرواتا اسی کونے کی جانب بھاگتا

جہاں وہ تب سے چھپ کر بیٹھا تھا۔

"برلاس۔۔۔میری جان میں ہوں۔۔۔تمہارا

بھائی" یاقوت کیلئے اسکی یہ حالت برداشت سے باہر ہو

رہی تھی

عثمان بھی اسکے ساتھ آکر برلاس کو مل کر سمبھالنے

لگا۔

"برلاس۔۔۔برلاس ڈر رہا ہے۔۔۔وہ وہ مجھ پر چلا

رہی ہے۔۔۔اسکو بولو۔۔۔اسکو بولو نہ چلائے مجھے ڈر

لگ رہا ہے،" وہ اپنے بال بری طرح سے نوچتا کسی کے قابو میں نہیں آرہا تھا۔

"برلاس بچے مجھے دیکھو تمہاری بھائی۔۔۔وہاں کوئی نہیں ہے" اسکی یہ حالت دیکھ یاقوت کا دل اب عنقریب پھٹنے کو تھا وہ اسے مزید پوری جان لگا کر قابو کرنے لگا۔

لیکن وہ پھر بھی اسکی گرفت سے نکل کر بار بار چیزوں کی طرف جا رہا تھا کمرے کا حشر تھوڑی ہی دیر میں نشر ہو گیا تھا۔

لیکن یاقوت کو ڈر صرف یہ تھا کہ وہ خود کو کوئی نقصان نہ پہنچالے۔وہ خود کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کرر ہا تھا۔

"نہیں برلاس نہیں" وہ ایک کانچ کا ٹکڑا اٹھا کر خود کی جانب لے جانے لگا تھا جسے دیکھ یاقوت بے اختیار چیخ پڑا۔

"نہیں۔۔۔میری جان یہ نہیں۔۔۔ سمبھالو خود کو ۔۔۔میں اسے چپ کرواؤں گا وہ نہیں چیخے گی یہ مجھے دو بچے۔۔۔مجھے دے دو"

وہ پیار سے اسے بہلا کر اسکے ہاتھ سے وہ چیز لینے کیلئے اسکی جانب بڑھنے لگا۔

سامنے کا منظر دیکھ پامیر کا دل دھک سے رک گیا جان جیسے لبوں پر آ گئی تھی کتنا مشکل تھا اپنے چھوٹے بھائی کو اس طرح دیکھنا۔

دل کے کئی ٹکڑے ایک ساتھ ہوئے تھے۔وہ خود کو بمشکل رونے سے باز رکھنے لگا۔کیونکہ دل میں اب کہیں نہ کہیں ایک امید تھی کہ وہ آئے گا وہ سب سمبھال لے گا۔

"برلاس ڈر رہا ہے۔۔۔ڈر لگ رہا ہے برلاس کو" وہ

چیزیں پھینک کر انکی آواز سے بھی خوف زدہ ہو رہا تھا

کانوں پر ہاتھ رکھے وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

یاقوت نے ایک ہی جست میں اسے پھر سے تھام لیا

اور زور سے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"بس۔۔۔بس میری جان" وہ اسے کسی بھی طرح پر

سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ پھر سے چیخنے

لگتا۔

آج یہاں چوبیس سالہ برلاس شاہ نہیں تھا یہ وہ چھوٹا بچہ تھا جس کے ذہن کے پردے پر ایک بھیانک ماضی اسکی تلخ یادیں نقش کردی گئیں تھی۔

"برلاس نہیں" اسے خود کے چہرے پر تھپڑ مارتے دیکھ یاقوت نے تڑپ کر اسکے ہاتھ روکے۔

"وہ۔۔۔وہ مجھے مار رہی ہے۔۔۔۔آئی ہیٹ ہر۔۔۔۔آئی ہیٹ ہر۔۔۔" وہ اپنے چہرے پر زارو زار تھپڑ مارتا روتے ہوئے مزید چیخنے لگا۔

۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے وہ دیوانہ وار اندر کی جانب بھاگا تھا جس کمرے سے آوازیں آرہی تھیں وہ سیدھا اسی جانب گیا تھا جہاں جاتے اسکی نظر سامنے بر لاس پر پڑی جسے یاقوت اور عثمان نے پکڑ رکھا تھا۔ رو رو کر اس نے اپنی حالت بگاڑ رکھی تھی بال بری طرح سے ماتھے پر بکھرے رو رو کر سوجی ہوئی سرخ متورم آنکھیں کپڑوں کا بے ترتیب حلیہ اور اسکی چیخ و پکار۔

یہ قیامت بھی ٹوٹنی باقی تھی زیحال خان آفندی پر
جس بچے کو بچپن سے وہ اس چیز سے بچاتا ہوا آیا آج
وہی اسکی وجہ سے پینک ہو رہا تھا اس ٹراما سے گزر رہا
تھا۔

زیحال پر نظر پڑتے پا میر ایک ہی جست میں اس تک
آتے اسکے سینے سے لگ کر رو پڑا تھا۔

"اسکو دیکھیں۔۔۔" وہ روتے ہوئے بر لا اس کی
جانب اشارہ کرنے لگا جسے دیکھ زیحال آج اپنی جگہ جم
چکا تھا ایسے جیسے اب کبھی حرکت نہیں کر پائے گا۔

وہ پا میر کے سر کا بوسہ لیتے اسے نرمی سے خود سے الگ کر کر دھیرے سے بوجھل قدم اٹھائے انکے قریب آیا

جب اسے دیکھتے یاقوت اور عثمان فوراً سے پیچھے ہٹ گئے یاقوت ایسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی معجزہ ہو۔ وہ ہر مسئلے کا حل تھا۔ دل اب پہلے سے زیادہ بھاری ہونے لگا تھا۔

اپنے ہاتھ آزاد ہوتے وہ پھر سے اپنے چہرے پر تھپڑ مارنے لگا تھا پاس پڑی وہی نوکیلی چیز وہ اٹھا کر خود کی

جانب جیسے ہی لے جانے لگا زیحال نے ایک ہی

جست میں اسکے ہاتھ جکڑ لئے۔

"چھوڑو میرے ہاتھ۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔آئی

ہیٹ یو" وہ بری طرح سے روتے ہوئے ہاتھ مارنے

لگا تھا جب وہی نوکیلی چیز زیحال کی تھائی میں جا لگی۔

"بھائی" وہ تینوں تڑپ کر اسکی جانب بڑھنے ہی لگے

تھے کہ زیحال نے ہاتھ کے اشارے سے تینوں کو

روک دیا۔

"ڈونٹ شاؤٹ ایم سکئیرڈ ممی" وہ اب بھی بدحواسی سے چیخ رہا تھا۔

"برلاس۔۔۔مجھے دیکھو۔۔۔مجھے" زیحال نے اسے کندھوں سے تھام کر اپنے مقابل کر لیا۔

برلاس نے نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا۔ یہ چہرہ۔۔۔یہ چہرہ کس کا تھا اسے ایک دم سے یاد بھی نہیں آیا مگر اسے زیادہ دیر نہ لگی تھی یہ اداس عورت کا بھیانک چہرہ نہیں تھا یہ اس مرد کا بھیانک چہرہ نہیں تھا یہ وہ مہربان چہرہ تھا جس نے اس پر دنیا تمام کر دی تھی۔

جو اسکے مسکرانے کی وجہ تھا جو اسکے لاڈ اٹھاتا تھا ہاں یہ

برلاس شاہ کا باپ تھا اسکا باپ۔

وہ تڑپ کر زیحال کے سینے سے لگ گیا۔اور مزید

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

زیحال نے اسکے گرد اپنے بازو حائل کرتے اسے زور

سے خود میں بھینچ لیا۔

یہ منظر دیکھنے والی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے

بہہ نکلا تھا۔آج تک مرد اور عورت کی مثالی محبت

دیکھی تھی مگر ایک بھائی کی بھائی کیلیئے،ایک بیٹے کی

اپنے باپ کے لئے۔۔۔بے شک یہ محبت سب محبتوں سے افضل تھی۔

برلاس اسے دیکھ یک دم سے ٹھنڈا پڑ گیا تھا مگر رونے میں کمی اب بھی نہیں آئی تھی۔

وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح زیحال کے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگا۔

"وہ۔۔وہ مجھے۔۔۔مار رہی ہے۔۔۔۔وہ مجھ پر چلا رہی ہے" وہ اسکے سینے میں چہرہ چھپائے رو رو کر اسے

بتانے لگا تھا جب اسکی حالت پر زی حال کا دل کٹ کر

رہ گیا۔

"میں اسے ڈانٹوں گا۔۔۔وہ اب نہیں چلائے گی" وہ

اسکی پیٹھ سہلاتے نرمی سے چپ کروانے لگا۔

بس ایک جملہ جو وہ لوگ کب سے اسے کہہ رہے تھے

مگر اس پر کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا تھا اور یہی الفاظ اس

شخص کے کہنے کی دیری تھی کہ گویا بھڑکتا لاوا ایک

دم سے تھم گیا تھا۔

کچھ دیر بعد۔۔۔

سامنے ہی ڈاکٹر برہان بیٹھے تھے جنہوں نے آتے ہی

برلاس کو ہلکے ڈوز کا بے ہوشی کا انجیکشن دے دیا تھا۔

وہ اپنے باپ کی گود میں سر رکھے اس وقت گہری نیند

میں تھا مگر منہ سے سسکیاں وقتاً فوقتاً اب بھی برآمد ہو

رہی تھیں۔

زیحال کی نگاہیں اسی پر ٹکی تھیں پامیر بھی جوتے نکال

کر بیڈ پر آتا زیحال کے بازو سے لگ کر بیٹھ گیا۔

جب اس نے پورا بازو کھول کر پامیر کو اپنے ساتھ سینے

سے لگا لیا۔

"یہ آپ کو لے کر کتنا جنونی ہے آج اندازہ ہو گیا"

ڈاکٹر برہان یک ٹک سوئے ہوئے برلاس کو دیکھ رہے تھے۔

اتنے میں یاقوت سب کیلئے چائے بنا کر لے آیا وہ بھی خاموش تھا وہ ان دو چھوٹوں کی طرح اپنے لاڈ نہیں اٹھوا سکتا تھا لیکن ضرورت اسے بھی شدید تھی اپنے باپ کی۔

"میرے خیال سے آپ کو اسکا علاج کروانا چاہئے۔۔۔ ورنہ یہی اونچی آوازیں کسی دن اسکی جان

لے لیں گی" انکی بات پر زیحال نے تڑپ کر زخمی

نگاہوں سے انکو دیکھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔پینک ہونا خود کو نقصان

پہنچانا یہ نارمل بات نہیں ہے ہمیں اسکا حل نکالنا

چاہئے"

وہ نرمی سے اسے اپنی بات سمجھانے لگے

وہ نرمی سے برلاس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسکے

چہرے کو دیکھ رہا تھا سوتے ہوئے بھی وہ کسی معصوم

بچے کی طرح لگ رہا تھا۔

زیحل نے جھک کر اسکی پیشانی کا بوسہ لیا۔

"برلاس۔۔۔" پھر نرمی سے اسے پکارا۔ جب وہ اسکی آواز پر بے ہوشی کی حالت میں بھی دھیرے سے کسمسانے لگا۔ یہ سارا عمل ڈاکٹر برہان دیکھ رہے تھے۔

"آپ کو بس سنبھل کر رہنا ہو گا پاشا۔۔۔ یہ بچہ پوری دنیا میں صرف آپ سے محبت کرتا ہے آپ کی ذرا سی غلطی اسکے لئے کسی بڑے نقصان کا باعث بن سکتی ہے"

ڈاکٹر برہان کی باتیں وزی حال کو از حد خوف زدہ کر رہی تھیں پہلے ہی اسکے ذہن ممیں اپنی وہ آواز گونج رہی تھی۔

وہ تڑپ کر برلاس کی پیشانی پر اپنے لب رکھ گیا۔

"ایم سوری۔۔۔مجھے تم پر چلانا نہیں چاہئے تھا" وہ زیر لب بڑبڑاتے خود پر کڑا ضبط کرنے لگا۔

جب اسی پل برلاس کی گھنی پلکوں میں دھیرے دھیرے جنبش ہونی شروع ہوئی۔

وہ ہوش میں آ رہا تھا مگر سسکیاں اب بھی منہ سے بار بار نکل رہی تھیں۔ یہ دیکھ زیحال کے لیے خود پر ضبط کر پانا مشکل ہو رہا تھا۔

اس نے نگاہ اوپر اٹھا کر سامنے کھڑے یاقوت کو دیکھا جو خاموش تھا اسکی خاموشی بھی جان لیوا تھی اسے دیکھ زیحال نے دھیرے سے سر کا اشارہ کیا۔

اور یہاں ٹوٹا تھا یاقوت مرزا کا ضبط وہ بنا ایک پل کی بھی دیری کئے اپنے باپ سے آ لپٹا تھا کب سے اسکی آغوش کیلئے تڑپ رہا تھا۔

زیحال نے تینوں کو خود کے شفقت بھرے سائے

میں لے لیا جہاں صرف محبت تھی سکون تھا یہ سچ تھا

جن کے ماں باپ دنیا سے چلے جائیں تو ایسے بچوں کیلئے

وہی سب کچھ بن جاتے ہیں جو انکو ماں باپ جیسا پیار

دیتے ہیں۔

اور یہ احساس صرف وہی محسوس کر سکتا تھا جو خود اس

درد سے گزرا ہو یہ شخص تو پھر بھی ماں باپ سے بڑھ

کر ان تینوں کیلئے کر گیا تھا۔

وہ سب لاؤنج میں بیٹھی تھیں سوائے زمل کے جو تب سے ہی کمرے سے باہر نہیں آئی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں موجود تھی اور بچے باری اور زوناش کے ساتھ نیچے لاؤنج میں بہل چکے تھے انکو اب رونا نہیں تھا کیونکہ انکے بابا نے کہا تھا کہ وہ انکے لئے ٹوائز لے کر آئیں گے وہ انکا ویٹ کریں اب دونوں ہی اسکا ویٹ کر رہے تھے۔

لیکن کب تک اب تو رات ہو چکی تھی اور رات کو تو بابا

پاس ہوتے ہیں ناں۔یہ بات دونوں کے ذہنوں میں

تھی تب ہی ٹھسک کر مشی کے پاس چلے گئے۔

"مش ماہ۔۔۔۔آئی وانت بابا(مشی ماما مجھے بابا

چاہئے)"زامل معصومیت سے مشی کا فراک پکڑ کر

کھینچتے بھیگی آواز میں بولا۔

مشی کو بے اختیار ان بچوں پر ترس آیا میاں بیوی کے

بیچ ذرا سی بھی ان بھن بچوں کی زندگی پر کتنا برا اثر

ڈالتی ہے یہ ان بچوں کو دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا۔

"ابھی آجائیں گے بابا میری جان آپ زونو کے ساتھ کھیلو" وہ اسے زوناش کے پاس لے گئی۔

جو تھی تو پدی سی مگر اپنے کاٹ میں کروٹ بدلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"یہ دیکھو اس دادی اماں کو۔۔۔" وہ ہلکا سا ڈپٹ کر اسے سیدھا کرنے لگی۔

"دا۔۔۔ئی ناں۔۔۔می ناش او تے (دادی نہیں میری زوناش ہے او کے)" ہاں بھلا دادی کیسے ہوئی

کوئی زامل کو بتائے جس کو ایک بات جو سن جاتی پھر

مجال ہے کوئی اسے اسکے ذہن سے نکال دے۔

"اوکے۔۔۔اوکے بھئی آپ کی زونو کو نہیں کہتے کچھ

اوکے۔۔۔ چلو آپ کھیلو" وہ پھر سے اسے بہلا کر

جانے لگی تھی کہ وہ پھر اسکے پیچھے پیچھے آگیا۔

"ناہ۔۔۔جامی وانت بابا۔۔۔ مش ماہ (نہیں زامی کو

بابا چاہیے مشی ماما)" وہ اب رونے کی تیاری پکڑ رہا تھا۔

اتنے میں زالے بھی باباکیلیۓ رونے لگی دونوں کو

شدّت سے اپنے بابا کی یاد آرہی تھی۔

"اللہ اب کیسے چپ کرواؤں دونوں کو" ان دونوں کا رونا مشی کیلئے تکلیف کا باعث بن رہا تھا۔

وہ دونوں کو گود میں اٹھا گئی جب اسے یہ کرتے دیکھ آئزہ نے فوراً سے ٹوکا۔

"آپ کیا کر رہی ہیں سٹچز نہیں کھلے آپ کے" اس نے فوراً سے دونوں کو خود لے لیا۔ وہ ماں نہیں بنی تھی لیکن اس درد کے بارے میں اچھے سے جانتی تھی۔

"تم انکو زمل کے پاس چھوڑ آؤ ورنہ دونوں مزید روئیں گے" وہ ازحد فکرمند سی گویا ہوئی

آئرہ سر اثبات میں ہلاتی دونوں کو اوپر کی جانب لے گئی

مگر اسے یاقوت اور پامیر کا شدّت سے انتظار تھا جو اسکے برلاس کو ڈھونڈنے گئے تھے۔

برلاس کے ہوش میں آ گیا تھا مگر لبوں پر جیسے تالا لگ گیا تھا چہرہ مرجھایا ہوا سا بے رونق اور وہ مسکراہٹ جو اسکے چہرے کی خوبصورتی تھی کہیں غائب ہو چکی تھی

وہ زیحال کے ساتھ چپک کر بیٹھا تھا اب ڈر یا خوف

کہیں نہیں تھا کیونکہ اسکے پاس اسکا باپ تھا۔

زیحال نے جھک کر اسکا چہرہ دیکھا وہ اسکی چوٹ کو ہی

دیکھ رہا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ میری وجہ سے ؟" وہ دھیمی آواز میں

معصومیت سے پوچھنے لگا۔

"نہیں۔۔۔غلطی سے ہوا۔۔۔" زیحال نے فورا سے

اسکی تصحیح کی ورنہ وہ اسی کی ٹینشن لے کر بیٹھ جاتا مگر وہ

اب اپنے حواسوں میں تھا جانتا تھا یہ اسی نے کیا ہے۔

"برلاس مجھے دیکھو" اسکی نگاہیں اپنی چوٹ پر سے ہٹاتے اپنی جانب مبذول کروائی۔

"میں نے کہاناں۔۔۔غلطی سے ہوا۔۔۔ خبردار جو اب دیکھا بھی وہاں" وہ اچھے سے اپنی چھوٹی بگڑی اولاد کو جانتا تھا۔اسکے دماغ میں اس وقت کیا چل رہا تھا یہ چوٹ اسکی وجہ سے اسکے باپ کو پہنچی تھی شاید اس سے کئی زیادہ اب وہ خود کو پہنچالیتا۔

"میرے بیٹے ہوناں؟" زیحال کے یہ الفاظ سنتے اسکا دل یکدم بھر اگیا وہ تڑپ کر سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"تو بھول جاؤ۔۔۔مجھے تم ہنستے ہوئے چاہیئے "یہ اسکا حکم تھا وہ کیسے نہ مسکراتا۔ تھوڑی ہی دیر میں زیحال اسے پہلے کی طرح نارمل کر گیا تھا۔

وہ سب کافی دیر وہی بیٹھے آپس میں باتیں کرتے رہے تھے پامیر بھی آج خاموش تھا وہ اب تک زیحال سے الگ نہیں ہوا تھا۔

"اور کوئی بھی ہے جسے آپ کی شدید ضرورت ہے بھائی" یاقوت کی بات پر زیحال نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا

دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں بھینک دیا تھا پوری دنیا ایک طرف تھی اور وہ ایک طرف۔ کیسے نہ دل اسکے ذکر پر چیخ اٹھتا۔

وہ بے اختیار نظریں جھکا گیا اسے ڈر تھا کہیں یہ سب اسکی آنکھوں میں پنپتی اس عورت کے لئے تڑپ کو نہ دیکھ لیں۔ وہ ڈر گیا تھا۔

کمرے میں گہرا سناٹا تھا وہ تکیے پر سر رکھے ایک ہی غیر مرعی نقطے پر نظر ٹکائے لیٹی ہوئی تھی کتنے ہی

خاموش آنسوں آنکھوں کی باڑ توڑ کر تکیے میں جذب ہو چکے تھے ان میں سے ہر ایک آنسوں اسکے درد کا ثبوت بنا تھا۔

وہ اس وقت کس کرب سے گزر رہی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی کیا محبت صرف یہی تھی؟ وہ ناراض تھا اور گھر چھوڑ کر چلا گیا تھا تو وہ انتظار کرے اسکا۔

اسکے ذہن کے پردے پر اپنی ناراضگی کا منظر لہرانے لگا تھا جب وہ ناراض ہوئی تھی اور پورے شہر کے سامنے

اسکے ہبی جان نے اسے منایا تھا سب یاد تھا اسے اچھے

سے

یہ محبت کا خوبصورت انداز اسکے ہبی جان نے ہی تو

اسے سکھایا تھا کہ ایک ناراض ہو تو اگلے کو چاہیۓ اسے

اسکے حال پر چھوڑنے کے بجائے فورا اسے منالیا

جائے۔

وہ بے اختیار اٹھ بیٹھی اور گہری سانسیں لیتی اپنے

آنسوؤں پر ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگی آنسوں

تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"میں۔۔۔میں آپ کو منالونگی۔۔۔میں آپ کو

سوری کرونگی ہبی" وہ نقاہت زدہ آواز میں خود سے

بڑبڑاتی اپنے آنسوں صاف کرنے لگی

"پلیز۔۔۔ایک بار گھر آجائیں۔۔۔بس ایک بار" وہ

چہرہ جھکائے بے آواز سسک سسک کر رونے لگی۔

جب زامل زالے کی چوچو واپی چپلوں کی آواز آئ وہ

دونوں اندر آتے سیدھا اپنی ماں کے پاس آئے تھے

"مما۔۔۔" انکا منہ سے مما سن کر زمل کے دل پر ہاتھ

ساپڑا تھا وہ دونوں کو اپنے سینے سے لگا گئی۔

"مما کیا کرے بیٹا۔۔۔کیسے منائے بابا کو۔۔۔بابا ناراض ہوگئے ہیں" وہ کس تڑپ سے پوچھ رہی تھی جب اپنی ماں کو ایسے روتے دیکھ زالے اس سے چپک گئی۔جبکہ زامل غور سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

"ببا۔۔۔ناج۔۔۔مما(بابا ناراض ہیں مما)" وہ بے حد معصومیت سے پوچھنے لگا زمل سے سر ہاں میں ہلایا

"می۔۔۔شوئی ببا اوتے۔۔۔دونت تائے جامی نات ڈُدڈُد مما(میں سوری کرونگا بابا کو اوکے۔۔۔آپ

روئیں مت زامی کو اچھا نہیں لگ رہا)" عنقریب یہ معصوم جان بھی رونے کو تھی۔

وہ ذرا سا اٹھ کر اپنی ماں کے آنسوں صاف کرتے اسکی پیشانی پر لب رکھ گیا۔

یہ احساس یہ لمس۔۔۔زمل کا دل دھک سے رک گیا وہ سانس روکے زامی کو دیکھنے لگی۔

وہ اس ایک لمحے میں بلکل اپنے باپ کی پرچھائی لگا تھا جس سے اس عورت کے آنسوں برداشت نہیں ہوتے تھے وہ ہمیشہ اسکی پیشانی کا بوسہ لیتا تھا اور آج

اپنے باپ کی دیکھا دیکھی وہی عمل زامل آفندی نے

دہرایا تھا۔

زمل تڑپ کر اسے اپنے ساتھ لگا گئی۔

"میرا بچہ۔۔۔آئی لو ویو سو مچ" وہ پاگلوں کی طرح

اسے چومنے لگی۔

"می او ویو تو۔۔۔ مما(می لو ویو ٹو مما)" وہ بھی دو بدو

بولا تھا زمل نے دونوں کو ڈھیر سارا پیار کیا۔

اسکی وجہ سے اسکے بچے دکھی تھے وہ کیسے برداشت

کرتی وہ اپنے آنسوں صاف کرتی بمشکل مسکرا دی۔

"آپ دونوں نے کپڑے کتنے گندے کر لئے ۔۔۔ مما آپ دونوں کے کپڑے چینج کریں گی اوکے" وہ ان کو بیڈ پر ایک ہی لائن میں بٹھا کر وارڈ روب کی جانب گئی۔

جب سامنے ہی دروازہ کھلتے نظر زیحال کی شرٹ پر چلی گئی۔اسے دیکھتے ہی دل بے ساختہ مٹھی میں آیا تھا اور آنکھیں پھر سے یکدم بھرا گئی۔

وہ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس شرٹ کو چھو کر دیکھنے لگی۔

"پلیز واپس آجائیں" دل نے چیخ کر پکارا تھا کاش وہ یہ پکار سن سکتا اسکی گلا لے کس تڑپ سے اسے بلا رہی تھی یہ کیسی محبت تھی کہ یہ یہاں بے چین تڑپ رہی تھی اور وہ وہاں پر سکون تھا کیا اسکے دل نے ادھم نہیں مچا دیا کیا یہی محبت تھی اسکی؟

وہ اپنے آنسوں بے دردی سے صاف کرتی زامل زالے کے کپڑے نکال کر ان دونوں کے پاس لے گئی۔

اور خاموشی سے بدلنے لگی وہ بھی ٹکر ٹکر اپنی ماں کو دیکھ رہے تھے جب دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کی کانچ سی آنکھوں میں ایک عکس دکھائی دینے لگا۔

جس پر دونوں ہی یکدم سے چیخ پڑے۔

اس سے پہلے زمل ڈر کر اچھلتی کسی نے اسکی بیلی پر ہاتھ رکھتے پوری شدّت سے اپنے حصار میں لے کر بھینچ لیا تھا۔

زمل کے دل دھڑکنا بھول گیا تھا مگر سانسوں نے فضا میں پھیلی اس خوشبو کو پہچان لیا تھا جو صرف اس دشمن جان کی تھی اور کسی کی نہیں۔

88/2

زامل زالے پیچھے کھڑے اپنے بابا کو دیکھ بیڈ پر ہی کھڑے ہو کر اچھلنے لگے تھے لیکن وہ کہاں دیکھ رہی تھی ان دونوں کی خوشی اسکی اپنی سانسیں رک چکی تھیں۔اسکے جسم میں اس وقت کوئی حرکت نہیں تھی۔

جب وہ پوری شدّت سے اپنے لب اسکی گردن پر ٹکا گیا یہ عمل زمل کی جان سیدھا لبوں پر لے آیا تھا وہ بے اختیار آنکھیں زور سے میچ گئی

کتنے ہی موتی ایک ساتھ ٹوٹ کر رخسار پر بہہ نکلے تھے۔

وہ اپنے منہ سے بر آمد ہونے والی ہچکی کو روکنے کی کوشش میں اپنے منہ پر زور سے اپنا ہاتھ رکھ گئی۔دل اس قدر بھاری تھا جیسے کوئی بھاری چیز اس پر آن پڑی ہو۔

"با۔۔با" زالے زامل دونوں ہاتھ اسکی طرف بڑھائے اسکی گود میں آنے کی ضد کرنے لگے تھے لیکن اسے کہاں ہوش تھا اور کسی کا۔

وہ اپنی گلالے کی مہک میں اس قدر کھو گیا تھا کہ آس پاس کی کوئی آواز اسے سنائی نہیں دے رہی تھی۔

کتنے گھنٹے وہ اس خوشبو سے دور رہا تھا کیا کوئی اندازہ کر سکتا تھا؟ اس لڑکی پر مر مٹنے والے شخص نے یہ ازیتوں بھرے گھنٹے کیسے گزارے تھے۔

زمل بے اختیار پیچھے مڑ کر بے یقین سی بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ جیسے اسکا یہاں اچانک آ جانا کوئی معجزہ لگ رہا ہو۔

لیکن یہی کیفیت مگر کچھ مختلف زیحال کی بھی تھی جس کے چہرے پر دوری کی تکلیف اور اپنی گلا لے کو دی گئی تکلیف دونوں از حد نمایاں تھی۔

وہ کر سکتا تھا ایسا؟

جس دنیا کے سامنے وہ چیخ چیخ کر اپنی محبت کا اعلان کرتا تھا اس لڑکی سے اپنے عشق کو سر عام سب کے

آگے نبھاتا تھا وہی کیسے ان لبوں سے اسے بے وفا کہہ گیا۔

یاقوت اپنی بات کہہ کر اسکے چہرے کی جانب ہی دیکھ رہا تھا جہاں بدلتے رنگ اس بات کی گواہی تھے کہ وہ خود بھی کہیں پھنس چکا ہے۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی اسے کیا کرنا چاہئے وہ دور جا کر اسے بھی وہی تکلیف دے جس سے وہ خود دوچار ہوا تھا یا پھر معاف کر کر اسے اور خود کو اس ازیت بھری دوری سے بچالے۔

۔۔۔۔۔۔۔

"وہ آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی بھائی۔۔۔" وہ دونوں اس وقت باہر لان میں کھڑے اس چاند کو دیکھ رہے تھے۔ جو پوری طرح سے بادلوں میں چھپنے کی تیاری پکڑ رہا تھا۔

زیحال خاموش رہا جیسے کچھ کہنے کو الفاظ ہی نہیں تھے۔

"اسکی عمر بھی تو سوچو زی۔۔۔اس وقت اسکی عمر کیا تھی اس عمر میں لڑکیاں اچھلتی کودتی اپھرتی ہیں اور وہ دو دو بچوں کی زمے داری سمبھال رہی تھی "

اسے شام میں کہے گئے داراب کے الفاظ یاد آئے۔

وہ کچن میں کھڑا کب سے اپنے لئے کچھ بنانے کی کوشش کر رہا تھا اتنی دیر کی انتھک محنت کے بعد اسکے سامنے بدذائقہ تیز چینی والی چائے رکھی تھی۔

کیا وہ اس سے دور تھی؟اس چائے کو دیکھ وہ بے اختیار سوچنے لگا۔

کس عورت سے وہ دور جانے کی کوشش کر رہا تھا جو اس کی رگ رگ میں دوڑتے خون میں شامل تھی جو اسکی روح کا حصّہ تھی جو اسکی آتی جاتی سانسوں میں بستی تھی۔

یہ چائے اس بات کی گواہی تھی کہ وہ یہاں نہ ہو کر بھی پوری یہی تھی۔زیحال نے چائے کا کپ خود سے دور کر دیا۔

"میں یہ بھی نہیں پیوں گا" وہ کپ سے مخاطب ہوتا غصّے سے بولا تھا۔ مگر ایسے جیسے وہ کپ نہیں خود وہی دشمن جان بیٹھی ہو۔

"پی لو۔۔۔ شاید اسکے لئے دل میں کچھ نرمی آجائے"

اس آواز پر زیحال نے بے اختیار نظر اٹھا کر دیکھا۔

جب سامنے کھڑا داراب نظر آیا۔ گھر کے کپڑوں میں یقیناً وہ بہت فرصت سے یہاں آیا تھا یا شاید بھیجا گیا تھا لیکن صد شکر یہ بھی تھا کہ یہاں زریاب خان نہیں آئے تھے ورنہ جو بچت داراب لالا کے سامنے ہو سکتی

تھی وہ زریاب لالا کے سامنے کہاں ممکن تھی وہاں کوئی سانس بھی لے لے تو غنیمت سمجھی جاتی۔

کچھ ہی دیر میں داراب دو کپ چائے کے بنا کر اسکے سامنے والی کرسی سرکا کر اس پر آ بیٹھا تھا۔

زیحال نے اسکے کپ کو دیکھا اور دیکھتا ہی رہا۔

"میں کسی کے ہاتھ کی چائے نہیں پیتا" لہجہ بے حد سرسری سا تھا۔

"تو جس کے ہاتھ کی پیتے ہو وہ بھی تمہارا انتظار کر رہی ہے پورا پتیلا بنا کر تمہارے سامنے رکھ دے گی۔۔۔ایک بار حکم کر واسے "

داراب کی بات پر زیحال کے لبوں پر زخمی سی استھزائیہ مسکراہٹ بکھر گئی جو داراب کو بری طرح سے کھٹکی تھی۔

"تم کون ہو؟" اسکے سوال پر زیحال نے بے اختیار اسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو "مطلب؟"

"تم زی نہیں ہو" یہ ہوا تھا زیحال کے سر پر دھماکہ اسکی گرے جھیل سی آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگی تھیں۔

"کوئی مشن فیل ہو گیا؟ جس کے غم میں آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے" وہ بے حد سرسری انداز میں بات کرتا بے دھیانی میں کپ کو بدلنے لگا بے دھیانی داراب کیلئے تھی۔

لیکن وہ بھی اسی کا بڑا بھائی تھا اپنی چائے کو ایک جانب ہوتے دیکھ پہلے والی چائے اٹھا کر اسے پیتے دیکھ داراب

نے پورے حق سے اسے گھورا لیکن زیحال فورا سے

کندھے اچکا گیا جیسے کچھ کیا ہی نہیں۔

"اسکے ہاتھ جیسا ذائقہ چھوڑ نہیں سکتے اور چلے ہوا سے

چھوڑنے ہنہ۔۔۔جاؤناں۔۔۔کیسی بات کرتے ہو"

وہ جان بوجھ کر شاعرانہ انداز اپناتے شوخ انداز میں

بولا تھا

زیحال نے ٹھنڈی آہ بھر کر اسے دیکھا۔

"اچھا نہیں لگا شعر۔۔۔رکو۔۔۔اور دیکھتا ہوں" وہ

موبائل نکال کر نیٹ پر سرچ کرنے لگا۔

"دراصل تمہاری بھابھی نے اب تک خود پر لائن

مارنے کا موقع نہیں دیا ناں اس لئے میں نے کبھی خود

کو شاعر بنانے پر کوشش نہیں کی "

وہ بتا اتنی آرام سے رہا تھا جیسے زیحال اس بات کو

جاننے کیلیئے کب سے تڑپ رہا تھا۔

"جو کہنے آئے ہیں کہہ دیں۔۔۔ سن رہا ہوں میں "

ہاں اسکے پاس اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا بڑا بھائی جو

تھا۔

داراب نے فون رکھ کر ٹھنڈی سانس خارج کی اور سامنے بیٹھے اپنے بگڑیل بھائی کو دیکھا۔

"محبت میں سزائیں نہیں ہوتی۔۔۔ صرف معافیاں ہوتی ہیں۔۔۔ اگر ارادہ ساتھ جنت کا ہو۔۔۔ دوزخ میں جانا ہو تو سو بسم اللہ ہر روز ایسا کرو "

اسکی بات پر زیحال نے دائیں جانب دیکھا جیسے کچھ پلے نہ پڑا ہو۔

"وہ بچی ہے تم سے عمر میں چھوٹی۔۔۔ اسے سمجھاؤ وہ سمجھ جائے گی دور جا کر اسے وہی تکلیف دینا کہاں کی

مردانگی ہے۔۔۔" یہ بات بہت گہری تھی مگر زیحال نے نہیں دیکھا اسکی جانب۔

اسکی خاموشی میں بھی چہرے نے کئی رنگ ایک ساتھ بدلے تھے۔

" بڑا بننا آسان ہے بڑے ہونے کے فرائض نبھانا بے حد مشکل۔۔۔یہ ایک مشکل امتحان ہے جس کے نتیجے میں سب کی محبت ملتی ہے جیسے تمہیں ملی ہے "

وہ اسے احساس دلانے کی کوشش کر رہا تھا یہ الفاظ جیسے ہتھوڑے کی طرح زی حال کے ذہن میں بج رہے تھے۔

"جن کو چھوڑ کر آئے ہو ایک بار انکی صورت جا کر دیکھ لو بیوی بچوں والے ہو گئے لیکن ایسے بیٹھے ہیں جیسے دو سال کے بچے سے انکا باپ دور ہو گیا ہو "

اسکی آنکھوں کے سامنے انکا وہ اترا ہوا چہرہ اب بھی تھا اسے رہ رہ کر تکلیف ہو رہی تھی۔

اسکی بات پر زیحال کو لگا جیسے کسی نے اسکا دل مٹھی

میں لے لیا ہو۔ وہ اب بھی سر جھکائے چائے کے مگ

کو دیکھ رہا تھا۔

داراب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا نگاہیں زیحال پر ہی

ٹکی تھیں۔

"، تمہارے بغیر وہ سب ادھورے ہیں۔۔۔ انکو تنہا

مت کرو۔۔۔ ایک بار دنیا نے ان سے انکے ماں باپ

چھینے تھے وہ گناہ اب تم مت کرو" وہ کیوں بول رہا تھا

کیا نہیں جانتا تھا یہ الفاظ اسے کتنی تکلیف دے رہے تھے۔

"اور وہ لڑکی۔۔۔ جس کیلئے سب کچھ صرف تم ہو جا کر اسکا حشر دیکھو خود کو کمرے میں بند کر لیا ہے اسکی کنڈیشن ایسی نہیں کہ وہ اتنا بڑا غم برداشت کر سکے۔۔۔ وقت رہتے سمجھ جاؤ۔۔۔ ورنہ ایک ساتھ دو جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے"

بول کر وہ رکا نہیں تھا جاتے جاتے اپنے الفاظ کا اتنا گہرا اثر چھوڑ گیا کہ زیحال کو لگا وہ سانس نہیں لے پا رہا۔

کسی نے اسکی سانسوں پر پیر رکھ کر انہیں بند کر دیا ہو۔
کیا ناراضگی اس عورت سے زیادہ اہم تھی؟ وہ بے اختیار خود سے مخاطب ہوا۔

"نہیں جہاں ناراضگی اہم ہو جائے وہاں رشتے اپنی وقعت کھو دیتے ہیں" یہ الفاظ اسکے ارد گرد گھومنے لگے تھے وہ بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ گیا۔

یہ تنہائی اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی اس لڑکی کی آوازان بچوں کی پکار اسکے پیچھے پیچھے تھی۔ اور وہ آج

سب سے بھاگ رہا تھا وہ چائے ادھوری چھوڑ کر

کمرے میں چلا گیا۔

یاقوت کے الفاظ داراب سے ذرا بھی مختلف نہ تھے۔

کبھی کبھی انسان بھٹک جائے تو اسے کچھ الفاظوں کا

سہارا چاہئے ہوتا ہے جس سے وہ سنبھل سکے۔

وہ یاقوت کو چھوڑ کر خود اندر چلا آیا۔ یاقوت نے مڑ کر

اسے دیکھا اور کتنی ہی دیر دیکھتا رہا۔

پھر آسمان کی جانب منہ کر کر اپنے رب کو دیکھا

"پھر سے کھونے کی سکت نہیں ہے مجھ میں۔۔۔یا انہیں دے دے۔۔۔یا مجھے لے لے" وہ کس کرب سے اپنے آنسوؤں کو ضبط کر کر بولا تھا۔

وہ اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرتا خود بھی اندر چلا آیا۔

"چلو اٹھو۔۔۔گھر چلیں" زیحال کی بات پر سب نے بیک وقت اسے دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں سب۔۔۔گھر جانے کی بات کی ہے" سب کی تعجب بھری نگاہوں پر وہ خفا ہوا تھا

لیکن دوسری جانب یاقوت پامیر جیسے اندر ہی اندر خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔

ہمیشہ کی طرح ڈرائیونگ زیحال نے ہی کی تھی مگر تب بھی برلاس اس سے الگ نہیں ہوا تھا وہ سارے راستے اسکے بازو پر سر رکھے کہیں گم گم سا تھا۔

گاڑی پاشاولا کے پورچ میں کھڑی کرتے زیحال نے ایک نظر برلاس کو دیکھا اسے جیسے پتہ ہی نہیں چلا گھر کب میں آگیا۔

"گھر آگیا برلاس اندر چلو" اسکی نرم شفقت بھری آواز پر برلاس کی پلکیں جھپکی اس نے گھر کو ایسے دیکھا جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ مگر آج اسے دیکھتے ہی اسے صبح والا واقع یاد آنے لگا تھا اس سے پہلے وہ پینک کرتا زیحال نے اسکا ہاتھ تھام لیا

"میں یہی ہوں" وہ اسے نرمی سے اپنے ساتھ لگائے اندر لے آیا اور سیدھا اسکے کمرے میں چھوڑنے گیا جہاں آئرہ بے چینی سے برلاس کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی وہ بیڈ سے بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم سو جاؤ ابھی۔۔۔ ہم صبح بات کریں گے" وہ اسکے رخسار پر ہاتھ رکھتا محبت بھرے لہجے میں بول کر جانے ہی لگا تھا جب برلا اس نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"میں یہی ہوں" وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ خوف جو برسوں بعد اسکی وجہ سے اجاگر ہوا ہے اسے تھمنے میں وقت درکار تھا۔

وہ اسے بیڈ پر لٹا کر کمبل اوپر سیٹ کرتے بالوں میں ہاتھ پھیر کر مسکرا دیا وہ اسے بچوں کی طرح رکھتا ہی

نہیں تھا اسکے لاڈ بھی بچوں کی طرح ہی اٹھاتا تھا اسکے لئے برلاس اور زامل زالے میں کوئی فرق نہیں تھا۔

زیحال کے کمرے سے نکلتے ہی آئرہ جو ایک جانب خاموش فکرمند سی کھڑی تھی بے اختیار برلاس کے پاس چلی آئی۔

"برلاس" صرف ایک پکار۔ اور وہ مڑ کر اسے دیکھنے لگا دماغ اس قدر بند تھا کہ اسے ایک دم سے آئرہ کا چہرہ پہچان میں نہیں آسکا۔ اسکی یہ اجنبی نگاہیں آئرہ کو یکدم سے ٹھٹھکا گئی۔

وہ چہرہ موڑ کر آنکھیں بند کر گیا کیا یہ بھی آئرہ کو دیکھنا تھا؟ اسکا دل بے اختیار مٹھی میں آیا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر اسکے ہاتھ بیٹھی رہی جب برلاس کے چھوٹے چھوٹے خراٹوں کی آواز پر اسے احساس ہوا کہ وہ گہری نیند میں چلا گیا ہے۔

وہ دھیرے سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گئی یہ کرنے پر ایسا لگا جیسے کسی جلتے انگارے پر ہاتھ رکھ دیا ہو۔

وہ ذرا سی دیر میں شدید بخار میں تپنے لگا تھا۔ آئرہ کو یکدم سے اسکی فکر ستائی تھی

وہ جلدی سے اٹھ کر اسکے لئے آئس کیوب لینے جانے ہی لگی تھی جب اچانک اسکا ہاتھ برلاس کے اسی ہاتھ کی گرفت میں آگیا وہ دھک سے رکے دل کے ساتھ اسے دیکھنے لگی۔

"مم۔۔۔میرے پاس رہو۔۔۔پلیز" وہ باقی الفاظ اپنے منہ میں ہی دبا گیا ورنہ وہ کہنا چاہتا تھا کہ "وہ مجھ پر چلا رہی ہے"

اسکی بات پر آئرہ کو اگلا سانس لینا مشکل لگا برلاس کی

سرا ن گار انگاہیں اس وقت آئرہ کو اپنا وجود بری طرح

سے جھلساتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

وہ سر دھیرے سے اثبات میں ہلاتی بیڈ کے دوسری

جانب سے اسکے ساتھ والے تکیے پر آلیٹی اور اسے

دیکھنے لگی۔

دونوں کے بیچ ایک تکیے کا فاصلہ آسانی سے تھا۔ لیکن

صرف کچھ دیر کیلئے۔

برلاس دھیرے سے آگے ہونے لگا اسے اپنے قریب آتے دیکھ آئرہ گھبرا کر مزید پیچھے ہونے لگی تھی جب اسے پیچھے ہونے کا موقع دیے بغیر وہ بے اختیار اسکی دھڑکنوں پر اپنا چہرہ ٹکائے آنکھیں موند گیا۔

اسے ڈر لگ رہا تھا ابھی بھی کہ کہیں سے وہ عورت نہ آ جائے وہ اس میں مزید قریب ہو گیا۔

آئرہ تو یوں تھی جیسے کوئی مردہ سانس بھی نہ لے رہا ہو۔ وہ سیدھی اکڑی لیٹی چھت دیکھنے لگی جیسے ایک بھی سانس لی تو اسکی آنکھ کھل جائے گی۔ وہ سوچ چکا تھا

اسکا ثبوت اسکی گرم سانسوں کی تیز ہوتی تپش تھی جو آئرہ کو اپنی گردن پر بخوبی محسوس ہو رہی تھی۔

یہ رات اب اسی طرح گزرنی تھی مگر یہ احساس اب یہی تھم جانے والا تھا۔

وہ ڈرتے ڈرتے اپنا ایک کانپتا ہوا ہاتھ برلاس کے سر پر رکھ گئی جس سے وہ دھیرے سے کسمساتے مزید اسکے ساتھ لپٹ گیا۔

کیسی آزمائش تھی؟ بے اختیار پوچھا

آزمائش نہیں محبت تھی ایک بیوی کی اپنے شوہر سے۔

وہ بے ساختہ مسکرادی یہ بگڑا بچہ اسکی جان کسی دن سچ میں نکال دینے والا تھا۔

______

وہ اب تک بے یقین سی نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑے اپنے ہبی جان کو دیکھ رہی تھی۔دل کی پکار ضائع نہیں گئی تھی کیسے ممکن تھا اسکی گلا لے اسے پکارے اور وہ نہ آئے۔

"ہ۔۔۔ہبی "لبوں سے بے اختیار تڑپ کر اسکے لئے پکار نکلی جس پر زیحال کو اپنا آپ کسی گہری کھائی میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ کن کرب بھری نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔اسے احساس نہیں تھا کہ یہ کچھ گھنٹے دور رہ کر اس سے زیادہ وہ خود تکلیف میں مبتلا رہا تھا ایک ایک پل جیسے موت کے مترادف گزار کر آیا تھا۔

وہ ہمت نہیں کر پا رہی تھی کچھ کہنے کی کچھ کرنے کی۔

"کیوں۔۔۔ نہیں آسکتا میں؟" اسکی حیرانگی پر کچھ خفا سا ہوا۔

زمل تڑپ کر سر نفی میں ہلانے لگی۔

"میرا کمرہ ہے۔۔۔ میرے بچے ہیں۔۔۔ مم

۔۔۔ میری" وہ کچھ اٹکا جیسے سانس لینا مشکل لگ رہا ہو۔

"میری بیوی ہے" بیوی لفظ سنتے زمل کے دل نے دھڑکنا چھوڑ دیا تھا۔ آنکھیں تیزی سے برس پڑی

وہ اس شخص سے دور جا رہی تھی؟

وہ ضبط تڑپ کر اسکے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

وہ اسے پوری شدّت سے اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا۔ایک ٹھنڈک کا سا احساس دلوں میں اترا تھا "ہبی" اسے یقین نہیں آرہا تھا وہ واپس آگیا تھا وہ کیسے نہ آتا جب اسکی منزل یہی تھی وہ زمل کے کندھے پر لب رکھے اسے شدّت سے پاگلوں کی طرح چومنے لگا۔

اتنے گھنٹے اسکے بغیر وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا جو وہ غصّے میں کر گیا تھا۔

آج ہر لمس میں تڑپ تھی درد تھا اور محبت جو وہ اپنی گلا لے سے کرتا تھا۔

"آئی لوو۔۔۔یو۔۔۔آئی رئیلی ڈو وائفی"

اسکے الفاظ شدّت میں ڈوبے زمل کو جیسے پھر سے زندہ کر گئے تھے۔یہ وائفی لفظ اس نے کتنا مس کیا تھا۔

کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ دو محبت کرنے والے کچھ گھنٹوں کے لئے بھی جدا ہو سکتے تھے

وہ زمل کو خود سے دور کرتا اسکی پیشانی پر اپنے لب ٹکا گیا۔ وہ ہیزل آنکھیں اب پہلے سے زیادہ برسنے لگی تھیں۔ وہ زیحال کے ہاتھ تھام کر گئی۔

"مم ۔۔۔ مجھ سے ۔۔۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ۔۔۔۔ میں ۔۔۔۔ میں ایسا کبھی نہیں کرونگی ۔۔۔۔ پ ۔۔۔ پرامس ہبی ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں معافی مانگتی ہوں "

زیحال نے اسکے ہاتھ دیکھے یہ خوف ایک دم سے اسکے ذہن سے نکل پانا نہ ممکن تھا اسے کچھ وقت درکار تھا۔

"میں۔۔۔آپ کے پیر پڑ" وہ جھک کر اسکے پیروں کو ہاتھ لگانے ہی لگی تھی جب زیحال اسے ایک جھٹکے میں اپنے ساتھ لگا گیا۔

"پاگل ہو" یہ عمل اسکی جان سیدھا لبوں پر لے آیا تھا۔ "کیا کر رہی ہو" وہ کیسے کر سکتی تھی کیا اس نے اپنا دیا ہوا مان اس سے چھین لیا تھا۔

"مم۔۔۔میں کر لو نگی۔۔۔ لیکن مجھ سے دور مت جائیں ہبی۔۔۔میں نہیں رہ سکتی آپ کے بغیر۔۔۔میں نہیں رہ سکتی" وہ زار وزار روتی اسکے سینے سے لگ گئی۔

"میں جا سکتا ہوں تم سے دور؟ کچھ ہی دیر میں کیا حالت ہو گئی ہے تمہارے بغیر۔۔۔کیوں آئی تھی میری زندگی میں کیوں بنایا مجھے اتنا کمزور" اسکے سوال کا جواب نہیں تھا زمل کے پاس

یہ قسمت اس چھوٹی بچی کی تھی جس کیلئے سمندر کا

ایک جہاں پورا خدا نے بچار کھا تھا

صرف کچھ گھنٹے اس شخص کی اہمیت اسے بتا گئے تھے

کبھی کبھی جہاں گہری محبت ہو وہاں تھوڑی سی لڑائی

اس محبت کو مزید گہرا کرنے میں کار آمد ثابت ہوتی

ہے۔

زیحال کو لگا وہ سانس نہیں لے رہا یہ لڑکی آج اسکی

وجہ سے رو رہی تھی۔

وہ دھیرے سے اسے خود سے الگ کرتا اسکے چہرے کو بے تحاشہ چومنے لگا۔ جیسے پیاسے لبوں کو کب سے قرار نہ ملا ہو۔

زامل زالے چپ بیٹھے ان کو دیکھ رہے تھے انکو عادت تھی اس خوبصورت منظر کی۔

وہ زمل کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے طلبگار نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"پسندیدہ عورت کے سامنے جھکا جاتا ہے۔۔۔اسے جھکایا نہیں جاتا" اسکی آواز دھیمی کرب سے چور تھی

زمل چہرہ جھکا گئی۔

"غ۔۔۔غلطی تو کی ہے ناں" وہ کس کرب سے پوچھ رہی تھی۔

وہ کیا کہتا اس غلطی نے کیسے اسکی جان نکالی تھی۔اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا تھا۔

"تو کہو ایسا پھر کبھی نہیں کرو گی۔۔۔بولو"

آج ان گرے جھیل سی آنکھوں کی نمی صرف بڑھ رہی تھی وہ اپنی گلالے کی وجہ سے پھر دکھی ہوا تھا۔

"ک۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ پر امس۔۔۔ میں مر کر بھی ایسا کبھی نہیں کرونگی" وہ تڑپ کر اسکے ہاتھ تھامتی روپڑی تھی بس وہ اسے معاف کر دے وہ اپنی گلالے سے دور نہ جائے ورنہ وہ مر جائے گی۔

"میں۔۔۔ میں بے وفا نہیں ہوں" اسکے الفاظ اب تک زمل کے کانوں میں گونج رہے تھے۔

"ایم سوری۔۔۔میں غصّے میں بول گیا" اسے بھی اپنی
غلطی کا شدّت سے احساس تھا۔

"میری غلطی تھی۔۔۔آپ کا غصّہ جائز تھا لیکن میں
کر رہی ہوں ناں پر امس میں نہیں کرونگی ایسا کبھی
بھی نہیں "

"تو پھر ایک کس دو" وہ روتے ہوئے بے اختیار چپ
ہوئی اور اسے دیکھنے لگی۔

"ہاں ؟" اسے واقعی سمجھ نہیں آئی تھی جب تک سمجھ
پاتی وہ اپنے دل کی کر چکا تھا۔

"دالے۔۔۔کوج یو۔۔۔آئیج (زالے کلوز یور

آئز)"آج اسکا باپ کہنا بھول گیا تھا اسی لئے زامل نے

خود اپنے ننھے ہاتھوں سے زالے کی آنکھیں بند کرلی

اور خود بھی ذرا سی بند کر کر ہمیشہ کی طرح تھوڑی

تھوڑی کھلی آنکھوں سے اپنے ماں باپ کو دیکھتا رہا۔

اسکی حرکت یقیناً زیحال کو پتہ چلتی تو اس نے اسے الٹا

لٹکا دینا تھا مگر وہ زامل آفندی ہی کیا جو کوئی بات

آسانی سے مان لے۔

وہ پوری جان لگا کر اس سے دور ہوئی اور بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔

"بہت طلب تھی مجھے۔۔۔اب بھی محسوس نہ کرتا تو جان سے جا" اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتا وہ تڑپ کر اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

"ہبی" وہ مصنوعی خفا سی ہوئی۔

وہ دھیرے سے اسکے ہاتھ نیچے کرتا ان ہیزل آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"مجھے۔۔۔کچھ وقت ملے گا۔۔۔میں سب بھول جاؤنگا" اسکی بات پر زمل کا دل بے اختیار مٹھی میں آیا تھا۔

"مجھے موقع دیں۔۔۔میں بھلادونگی ہبی" اسے یقین تھا خود پر خود سے زیادہ۔وہ گہری سانس ہوا کے سپرد کرتا مبہم سا مسکرادیا۔

"پہلے ہی سنگل پسلی ہو۔۔۔کہاں برداشت کرپاؤگی اپنے خان کو" وہ شریر ہوتے سرگوشانہ انداز میں

مخاطب ہوا۔ جب اسکی سمجھ آتے زمل کی ہیزل آنکھیں پھیلنے لگیں۔

"ا۔۔۔وہ۔۔۔وہ میں" اسے سمجھ نہیں آئ کیا کہے ایک تو اس ٹھرکی آدمی کی ٹھرک ختم نہیں ہوتی تھی اسکا دل چاہا کچھ اٹھا کر اسکے سر پر دے مارے۔ لیکن ابھی اسکی ٹیم کمزور تھی۔

"کیا یہی ایک طریقہ ہے؟" وہ اندر ہی اندر ڈر بھی رہی تھی۔

"بیویاں تو ایسے ہی مناتی ہیں" وہ کندھے اچکا کر ڈھٹائی سے بولا اور بیڈ پر بیٹھے اپنے دونمونوں کے پاس بیٹھ گیا۔

اسکے بیٹھنے کی دیری تھی کہ وہ دونوں اس کے ساتھ زور سے چپک گئے۔ اتنی دیر سے وہ ملا نہیں تھا اب کیسے ممکن تھا کہ وہ پیار میں کوئی کمی چھوڑتے۔

"ارے۔۔۔ بابا کو بیٹھنے تو دو" وہ ہنس کر دونوں کو گدی گدی کرنے لگا وہ بھی کھلکھلا کر ہنستے اسے گدگدی کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

زمل ان تینوں کو دیکھنے لگی کمرے میں دو دن بعد خوشی کی آوازیں فضا میں چہکی تھیں وہ زیحال کو دیکھنے لگی وہ بیڈ پر لیٹا دونوں کے ساتھ ہنس ہنس کر پاگل ہو رہا تھا "جہاں انسان ضروری ہو وہاں ناراضگی کی کوئی وقعت نہیں ہوتی" یہ الفاظ بھی اسی شخص کے تھے۔ آج وہ نہ آتا تو شاید ایسا ہوتا کہ وہ اپنا مان کھو دیتی وہ مان جو اسے اب کبھی اس شخص سے دور نہیں لے جا سکتا تھا۔

رشتے میں سب سے بڑی غلطی کہ انسان غلطیوں کو اہمیت دے کر رشتوں کو کھو دیتا ہے مگر یہ شخص جو محبت کا بے تاج بادشاہ تھا۔ وہ کیسے یہ غلطی کر گزرتا۔ بے شک وہ دنیا کی سب سے خوش قسمت ترین عورت تھی جس کے حصّے میں ایک بو قار مرد آیا تھا۔ وہ بیڈ کے دوسری جانب آکر بیٹھتی ان تینوں کو دیکھنے لگی

جب اسی پل کمرے کا درروازہ ناک ہوا۔سب نے مڑ کر اس جانب دیکھا۔زیجال زامل زالے کو بیڈ سے نیچے اتارنے لگا

"ک۔۔۔کہاں جا رہے ہیں؟"وہ تینوں کو ایک ساتھ جاتے دیکھ بے اختیار پوچھ بیٹھی۔یہ خوف تھا اسکے اندر کا جو اپنے ہی کے ذرا بھی قدم خود سے دور جاتے دیکھ برداشت نہیں کر رہا تھا۔

"کومل آئی ہے۔۔۔تمہارا چیک اپ کرے گی"اسکی بات پر زمل کچھ پریشان سی ہوئی۔

"ریلیکس۔۔۔میں صرف یقین چاہتا ہوں کہ سب ٹھیک ہے" ایک خوف اسکے لہجے میں بھی تھا زمل بے اختیار بیلی پر ہاتھ رکھ گئی۔وہ ایسا کیوں سوچ رہا تھا۔

انکے کمرے سے باہر نکلتے کومل اندر چلی گئی تھی

زیحال بچوں کو لے کر کچھ دیر وہی ٹیبل کرسی پر آبیٹھا

خود وہ کرسی پر بیٹھا تھا اور زارا لے زامل کو اس نے ٹیبل

پر اپنے سامنے بٹھایا تھا۔

"ببا۔۔۔بیا۔۔۔نات کوج آئج (بابا بھیا نے آئز کلوز

نہیں کی تھی)" زارا لے بیٹھتے ساتھ ہی اس ٹڈے کی

شکایت اپنے بابا کو لگانے لگی۔

جب اسکی بات پر زیحال دھک سے رکا اسے دیکھنے لگا۔ان بچوں کی تربیت میں ماں باپ کی آنکھیں ہی کافی تھیں انکو سیدھا کرنے کیلیئے۔

"نو۔۔۔ببا۔۔۔۔دالے دندا بے بی (نو بابا زالے گندی بچی)" وہ اپنی شکایت پر فورا سے تڑپ کر بولا۔اور اپنے چھوٹے چھوٹے ریشمی زلفوں میں ہاتھ مار کر ماتھے سے پیچھے ہٹانے لگا۔

مگراب یہ بال اسکی آنکھوں پر آنے لگے تھے جنہیں وہ ہر بار بڑے ہی کیوٹ انداز میں پیچھے کرتا مگر اسکے

بال جو اپنے باپ کے بالوں پر گئے تھے ڈھیٹ بلکل سلکی اور شائنی پھر ماتھے پر آجاتے۔

"اوہ شٹ۔۔۔میں انکی بٹن سی آنکھیں ہی بند کروانا بھول گیا" وہ بچارا سر پکڑ کر بیٹھ گیا غلطی تو اسکی تھی لیکن ایک منٹ اسے فورا سے یاد آیا۔

"زامل۔۔۔آپ کو بابا کہتے ہیں ناں آئز کلوز تو آپ کو کیسے پتا کب کرنی ہیں آئز کلوز" یہ سوال کرتے ہوئے اسکا اپنا دماغ چکرانے لگا تھا۔

''می آئیج۔۔۔کوج۔۔۔یو تشی۔۔ مما(میں آئز کلوز کرتا ہوں جب آپ مما کو کسی کرتے ہو)''وہ آنکھیں مٹکاتے بڑے ہی کیوٹ انداز میں بولا۔

''نو۔۔۔ بابا۔۔۔بیاامم۔۔۔نات۔۔۔کوج ۔۔۔آئیج(نو بابا بھیانے آئز کلوز نہیں کی تھی) ''

وہ زامل کے مقابلے میں تھوڑا ٹھہر ٹھہر کر بولتی تھی اور وہ چھوٹی آفت ایک بار بولنا شروع ہوتا تھا اور پٹر پٹر بولتا ہی رہتا تھا۔

ان دونوں کی لڑائی میں زیحال کا اپنا دماغ بھک کر کے

اڑا تھا۔

مطلب یہ آنکھیں بند نہیں کرتے تھے اور وہ لگا رہتا

تھا اپنے ہی ہوش میں۔اوہ میرے خدایا وہ سر پکڑ کر

بیٹھتے دونوں کو دیکھنے لگا جن کی تو تو میں میں شروع

تھی۔

یہ دو تھے تو دماغ اتنا گھوم گیا تھا آگے جو آنے والے

تھے انہوں نے تو زیحال خان آفندی کو سڑک پر بٹھا

دینا تھا۔اسے بے اختیار اپنا خوفناک مستقبل نظر آنے لگا وہ جھٹ سے جھر جھری سی لیتا زامل کو دیکھنے لگا۔

جب اتنے میں کومل کمرے سے نکلتی ہوئی دکھائی دی۔

"آپ دونوں یہی بیٹھو۔۔۔ خبردار جو یہاں سے ہلے ورنہ بابا ناراض ہو جائیں گے "بس اب مجال ہے جو یہ دونوں یہاں سے ہل جائیں اتنا ڈر تھا اپنے ماں باپ کی ناراضگی کا۔

"کیا ہوا۔۔۔سب ٹھیک ہے؟" وہ کومل کی جانب

آتے بے چینی سے استفسار یہ پوچھنے لگا۔

"الحمد للہ۔۔۔بے بی بلکل سیف ہے۔۔۔اسکے بابا تم

جو ہو" اسکی پہلی بات پر وہ شکر کا کلمہ پڑھنے ہی والا تھا

کہ اگلی بات پر بے اختیار رک گیا۔

"مطلب؟" وہ واقعی نہیں سمجھا تھا۔

"تم نے بات کو بڑھایا نہیں اسے ٹینشن لینے سے بچا

لیا۔۔۔ورنہ ذرا سی تاخیر اس بچے کی جان لے لیتی "

یہ بات بظاہر نارمل تھی مگر زیحال کا دل بے اختیار مٹھی میں آیا تھا۔

"تم بہت اچھے ہو زیحال۔۔۔ کاش دنیا کا ہر مرد تم جیسا بن جائے۔۔۔ جس کیلئے بیوی اہم ہے باتیں نہیں" وہ کس ستائشی لہجے میں بولتی بے اختیار سر جھکا گئی۔

جیسے حلق میں اٹکا آنسوؤں کا گولہ واپس اندر دھکیلا ہو۔

"کچھ ہوا ہے؟" وہ اسکے چہرے کو بغور دیکھتا سوالیہ انداز میں پوچھنے لگا۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ کچھ بھی نہیں" وہ جلدی سے کہہ کر جانے لگی تھی جب زیحال کی ایک آواز پر اسکے قدم وہی منجمند ہو گئے۔

"پا میر نے کچھ کہا ہے تو فکر مت کرو۔۔۔ صبح مل کر اسکے کان کھینچیں گے او کے" اسکا انداز آج وہی پہلے والا دوستانہ لگا تھا۔

وہ بے اختیار مڑ کر اسے دیکھنے لگی آنکھوں میں پہلے جیسی چمک اتر آئی تھی سامنے کھڑا شخص وہی لگا تھا ایک اچھا دوست۔

"ضرور۔۔۔میں تو سر بھی پھاڑ دونگی "

اسکی بات پر زیحال نے بڑے ہی شاہانہ انداز میں سر جھکالیا۔

"پٹی میں کروالونگا۔۔۔بس ہاتھ ذرا ہلکا رکھنا۔۔۔میری چہیتی اولاد ہے ضائع نہ ہو جائے"

اسکی بات پر کومل بے اختیار ہنس پڑی۔

اس شخص کے ہوتے ہوئے اس سے جڑے لوگوں کو کس بات کا غم ہو سکتا تھا کیونکہ جہاں یہ شخص تھا وہاں کوئی بھی دکھ ٹھہر نہیں سکتا تھا۔

"کچھ حصّہ تمہارا بھی بنتا ہے" وہ آڑے ہاتھوں اسے بھی لینے لگی۔

"سسر سے ایسے بات کرتے ہیں کلیشن عورت۔۔۔" وہ جس انداز میں بولا تھا وہ واقعی ایک سسر سے زیادہ ساس کا لگا تھا اس بار کومل کی جو ہنسی

چھوٹی تھی وہ نیچے کمرے میں جا کر بھی بند نہیں ہوئی تھی۔

اسکے جاتے زیحال اپنی فتنہ اولاد کی جانب مڑا۔

اسکے دیکھتے ہی دونوں بے اختیار اچھل کر پڑے تھے اور تھوڑی دیر بعد ہی کمرے میں داخل ہوتے زمل کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی۔

"ہ۔۔۔ ہبی۔۔۔۔ یہ کیا کیا؟" وہ سامنے کا منظر پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

جہاں زیحال نے اپنے افلاطون بیٹے کو الٹا لٹکا رکھا تھا۔

"چھوڑیں میرے بیٹے کو" وہ تڑپ کر اٹھتی جا کر اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اس پٹھان کے سامنے اپنے بیٹے کی طرح پدی سی ہی تھی۔

زیحال اسے اوپر کر گیا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے وائفی۔۔۔ذرا اپنی اس اولاد کے کارنامے تو سن لو" وہ بھی اسی کا باپ تھا کیسے

تھوڑے میں چھوڑ دیتا۔زالے بیڈ پر اچھلتی تالیاں بجا رہی تھی۔

"ببا۔۔۔می ہش (بابا میں آپ سے کٹی ہوں)"زامل الٹا لٹکا بھی اپنی زبان کی کھجلی روک نہیں پایا تھا زمل آنکھیں پھاڑے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگی۔

جو نہ چیخ رہا تھا نہ کسی کو مدد کیلئے بلا رہا تھا یہی اگر برلاس نے کیا ہوتا تو اب تک وہ مشرق سے مغرب میں بیٹھے اپنے باپ کو چیخ چیخ کر بلا لیتا۔

لیکن اب تو سامنے تھا ہی باپ۔ یہاں تو باپ کا باپ ہی بچا سکتا تھا اسے کیسے بلائے یہ ابھی اس ننھی سی جان کو علم نہیں تھا۔

"یہ۔۔۔ یہ رو نہیں رہا۔۔۔ بلکہ ایسے بات کر رہا ہے جیسے دو گینگسٹر کرتے ہیں ڈیل ٹائپ ہی" وہ حیرانگی کے مارے جو منہ میں آرہا تھا بول رہی تھی۔

"اس نے کیا کیا ہے یہ تو بتائیں" وہ پھر مدعے کی بات پر آگئی۔

"یہ آنکھیں بند کرنے کے بجائے چھپ چھپ کر ہمیں دیکھتا ہے۔۔۔ مطلب مجھے دیکھتا ہے" وہ ہڑ بڑا کر جلدی سے صحیح بات پر آیا۔

جبکہ زمل تو جیسے اسکی بات پر سٹک ہی ہو گئی تھی۔

"ابھی سے یہ نواب رومانس سیکھ رہے ہیں"

"امانش وات بابا (رومانس واٹ بابا)" وہ آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے پوچھنے لگا جبکہ زمل زیحال غش کھا کر گرنے والے تھے وہ اب اس سوال کا بھی

جواب دیں؟ اور یہ اولاد تو تھی بھی ایسی کہ جواب کہ بغیر ہار بھی نہ مانتی۔

"جس سے تم دنیا میں ٹپکے ہو" اب کی بار زیحال جل کڑھ کر بولا تھا۔

زمل اسکے جواب پر آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھتی جھٹ سے اسکے کندھے پر دھپ رسید کر گئی۔

"ہبی۔۔۔ باز آجائیں "

"می نات تپکا۔۔۔ می ممما دودی اوتے (میں ٹپکا نہیں ہوں میں مما کی گودی میں آیا ہوں)" ہاں وہ زامل تھا

اسے اچھے سے یاد رہتی ہیں باتیں وہ ان ہی حرکتوں
سے اپنے ماں باپ کو بھی لاجواب کر دیتا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ اب پٹے گا مجھ سے "زیحال کا چہرہ سرخ
ہونے لگا تھا۔

زمل نے جلدی سے اپنے بیٹے کو اس جلاد کی پکڑ سے
آزاد کرواتے اپنی گود میں لے لیا۔

"کیوں۔۔ایسے ہی پٹ جائے گا میرا بیٹا "

"ببا۔۔۔ ہپ ہپ۔۔۔ ببا (بابا بھیا کی پٹائی کریں)"

زالے کب سے انکی ریس کے شروع ہونے کے انتظار میں تھی جب زمل نے اس ٹڈی سی کو گھورا۔

زیحال اسے گود میں لے کر ڈھیر سارا پیار کرنے لگا۔

"یہ ہے میری بیٹی۔۔۔ رکھو تم اپنے بیٹے کو "

وہ زالے کو لے کر بیڈ کے دوسری جانب چلا گیا تھا۔

زمل بھی کونسا کم تھی وہ اپنے بیٹے کو لے کر اپنی جگہ پر آگئی۔

"دیکھتی ہوں میں بھی آئیں آپ میرے قریب بھی" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی زامل کو تھپکنے لگی۔

اس نے اب تک اپنی ماں کو نہیں بخشا تھا دودھ پیتے پیتے وہ کب سو گیا پتہ ہی نہیں چلا اتنے میں زمل کی آنکھ بھی لگ چکی تھی۔

دو گھنٹے بمشکل گزرے تھے جب زمل کو اپنے اوپر کچھ حرکت سی محسوس ہوئی وہ ڈر کر جیسے ہی اچھلی اسکا منہ بند کر دیا گیا۔

"شش۔۔۔شور مت کرنا۔۔۔میں اس وقت باپ بننے کے موڈ میں ہر گز نہیں ہوں "

اسکی بات پر زمل کی آنکھیں بے اختیار پھیلیں۔

"ہٹیں مجھ سے دور" وہ بھی بے حد دھیمی سرگوشی کرتی اسے کہنی سے پیچھے کرنے لگی۔

"کیا کر رہی ہو۔۔۔دونوں گریں گے۔۔۔پہلے ہی تمہارا یہ بیٹا جگہ پر کیسے پھیل کر سو رہا ہے جیسے اسکے باپ نے خریدا ہے بیڈ "

وہ جل کڑھ کر پاس ہی پھیل کر سوتے زامل کو دیکھا جس نے ایک ٹانگ اوپر اٹھا کر پکڑ رکھی تھی سوتا بھی انسانوں کی طرح نہیں تھا۔

"اسکے باپ نے ہی خریدا ہے" وہ گھور کر اسکی تصحیح کرنے لگی۔

زیحال سوچ میں پڑ گیا واقعی خرید اتو اسکے باپ نے ہی تھا مگر نیند اس قدر شدید تھی کہ وہ خود نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے۔

وہ زمل کی گردن میں چہرہ چھپائے آنکھیں بند کر گیا۔

"اب سو جاؤ۔۔۔دو دن سے نہیں سویا میں" وہ

آنکھیں بند کئے سر گوشی نما انداز میں بولا مگر یہ بات

زمل کے دل پر سیدھا جا کر لگی تھی۔

مسکراہٹ غائب ہوتے اس نے بمشکل خود پر ضبط کیا

اور دھیرے سے اٹھ کر زامل کو آگے کرتی خود بھی

اپنے ہبی جان کی طرف مڑ کر اسکے ساتھ لگتی سکون

سے آنکھیں بند کر گئی۔

یہ سکون تھا ہاں۔۔۔وہ ایک دوسرے کے بنا بلکل

ادھورے تھے۔

صبح ہوتے ہی سورج کی کچھ کرنوں نے پاشا ولا کے

سب سے خوبصورت کمرے پر اپنی کرنوں کی بوچھار

کی تھی جس کی دیواروں پر گھر کے سب سے بڑے

بگڑے بچے کی تصاویر چسپاں تھیں۔ہر ایک میں وہ یا

تو بائیک پر بیٹھا تھا یا جم میں جم کرتے ہوئے ان یادگار

لمحات کو قید کر رہا تھا۔

سب میں ایک چیز برقرار تھی اسکے چہرے کی

مسکراہٹ جو اسکی خوبصورتی کو مزید نکھار رتی تھی۔

مگر آج یہاں جیسے وہ مسکراہٹ غائب تھی۔ وہاں صرف خاموشی تھی فضا میں فسوں خیزی کا راج تھا۔

کمرے میں روشنی کے پھیلتے ہی آئرہ دھیرے سے کسمسا کر ادھ کھلی آنکھوں سے دائیں بائیں دیکھنے لگی۔ اس روشنی سے اسے اندازہ ہوا کہ آج اسے اٹھنے میں کتنی دیر ہو گئی ہے۔

وہ جلدی اٹھنے کی عادی تھی اسی جب وہ ہڑبڑا کر یکدم سے اٹھنے لگی تو اسے خود پر کچھ بھاری پن سا محسوس ہوا۔

نظر بے اختیار اس دشمن جان پر گئی جو رات والی پوزیشن میں ہی اس سے لپٹ کر سو رہا تھا۔

وہ دھک سے رکی اسے دیکھے گئی۔ جب اسے احساس ہوا جیسے بر لا اس کا بخار رات سے بڑھ گیا ہے۔ وہ پریشان سی ہوتی اسے دھیرے سے پوری جان لگا کر خود سے الگ کرتی اٹھ بیٹھی اور اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر ٹیمپریچر چیک کرنے لگی۔

وہ رات کی نسبت اس وقت شدید بخار میں بری طرح جھلس رہا تھا۔

"ب۔۔۔ برلاس" وہ ذرا سا اسکا کندھا ہلا کر اسے نیند سے بیدار کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

اسکی آواز پر برلاس دھیرے سے کسمسا کر کروٹ بدلنے لگا مگر جسم جیسے کسی نے کئ حصّوں میں توڑ دیا تھا۔ اسکے منہ سے بے اختیار کراہ نکلی۔

"برلاس آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ میں۔۔۔ میں زیحال بھائی کو بلاؤں؟" اسے اس قدر بخار میں تپتے دیکھ آئرہ کی جان جیسے لبوں پر آئ تھی۔

وہ کچھ نہیں کہہ سکا وہ تو جیسے پوری طرح سے ہوش میں بھی نہیں تھا۔

"ا۔۔۔سے ک۔۔۔ہو۔۔۔د۔۔ورر بے" وہ نیند میں ہی زیر لب کچھ بڑبڑانے لگا تھا جو آئرہ کی سمجھ سے بلکل بالاتر تھا۔

"برلاس۔۔۔آنکھیں کھولیں پلیز" وہ بھرائی آواز میں اسکا کندھا ہلاتی نیند سے بیدار کرنے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ نہیں اٹھ سکا۔

آئرہ جلدی سے کمبل پھینک کر دوپٹہ ٹھیک سے سر پر لیتی کمرے سے باہر بھاگی۔

برلاس پھر کروٹ بدل کر یکدم سے گہری نیند میں جا گرا تھوڑی ہی دیر میں وہ تینوں اسکے کمرے میں موجود تھے نظریں سامنے ڈاکٹر مبشر پر تھیں جن کو ارجنٹ کال کر کر یاقوت نے بلا لیا تھا۔

"ٹیمپریچر کافی ہائی ہے اسی لئے اٹھ نہیں رہا۔۔۔میں نے انجیکشن لگایا ہے۔۔۔ تھوڑی دیر تک اسے گرمی لگتے بخار اترنے لگے گا "

وہ نہایت پروفیشنل انداز میں بتاتے اٹھ کر اپنا بیگ پیک کرنے لگے۔

"کچھ ہوا تھا؟ کیوں کہ پرسوں تک تو یہ بلکل ٹھیک تھا اچانک اتنا تیز بخار؟" موبی اب تک پاشا ولا پر ٹوٹی قیامت سے بے خبر تھے۔

انکے استفسار پر یاقوت اور پامیر نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا۔

"رات ٹھنڈ میں باہر رہا تھا اس لئے" پامیر نے بیک

وقت بات بنائی جس پر وہ سر ہلا کر بیڈ سے اٹھ کھڑے

ہوئے

زیحال برلاس کے سرہانے بیٹھا اسکے بالوں میں ہاتھ

پھیرتے ہوئے نجانے کیا سوچ رہا تھا۔
اسکی ایک غلطی برسوں کی محنت کو ضائع کر گئی تھی

اس بات کا غم الگ تھا کہ وہ ہار گیا تھا وہ ایک اچھا باپ

نہیں بن سکا تھا۔

یاقوت موبی کو لے کر کمرے سے باہر نکل آیا اور ساتھ ہی چائے پر انکو ساری باتیں بتائیں۔

پہلے پہل تو موبی سانس روکے یاقوت کو دیکھتے رہے پھر پیچھے کرسی سے ٹیک لگا کر لمبی سانس لی نگاہیں یک ٹک یاقوت پر ہی ٹکی تھیں۔

"برلاس۔۔۔کسی ٹراما کا شکار ہے؟" وہ پاشا ولا میں صرف ڈاکٹر برہان کے ساتھ ہی آتے تھے کام میں بھی صرف وہ کام کی حد تک ان سب کے ساتھ انوالو تھے تب ہی انہیں جاننے کیلئے تجسس ہو رہا تھا۔

"ھمم" وہ ذرا سا ہنکارا ابھر کر اپنا چائے کا کپ اٹھا گیا۔

"کیا ہوا تھا اسکے ماضی میں۔۔۔ مطلب ایسا کہ وہ اب تک اسی ٹراما سے گزر رہا ہے" انہیں یہ جاننے کیلئے از حد بے چینی تھی جبکہ انکے سوال پر جیسے یاقوت کے ذہن میں ساری باتیں یکدم سے گھوم گئیں۔

"ایک بچے کو پہلی درسگاہ اپنے گھر سے ملتی ہے جو اسکے کورے کاغذ جیسے ذہن پر پہلے نقش تحریر کرتی ہے اگر وہی نقش ذرا سے بھی چوک جائیں تو پوری زندگی کا ٹراما انسان کو مل جاتا ہے۔۔۔ جیسے میرا بھائی "

یاقوت کے ذہن کے پردے پر وہ راتیں گھومنے لگیں

جب وہ زیحال کے ساتھ راتوں کو جاگتا تھا۔جب وہ

برلاس کی چیخوں پر ساری ساری رات اسکے سرہانے

بیٹھتا تھا۔

وہ باپ صرف نام کا نہیں بنا تھا۔اس نے غیر ہو کر ماں

باپ سے بڑھ کر ان تینوں کیلیۓ کیا تھا وہ تینوں کسی نہ

کسی خستہ حالت میں اسے ملے تھے اور اس نے سب کو

اپنی آغوش میں لے کر سمیٹا تھا۔

"وہ بچپن سے لڑائی جھگڑوں میں اور جو پیار اسکا حق تھا وہ نہ مل پانے کی وجہ سے ایک ضدی اور بدتمیز بچہ بن گیا تھا"

"کس نے بنایا اسے ضدی میرا مطلب ہے اسے کس سے پیار نہیں ملا؟" موبی کو مزید تجسس ہونے لگا تھا یہ سب جاننے کیلئے۔

"ظاہر ہے ماں باپ سے۔۔۔اگر وہی دونوں بچے کو پیار نہ دیں تو وہ بچہ کیسا ہو گا؟" اسکے سوال پر مبشر خاموش رہے یاقوت کو ان سے جواب لینا چاہئے تھا۔

"ان دونوں کی آپس کی غلط فہمیاں میرے بھائی کا

بچپن کھا گئیں" اسکا لہجہ دھیما بے حد افسردہ تھا۔

"ھمم۔۔۔غلط فہمیوں سے مراد؟" پھر سوال پوچھا

اس بار یاقوت کو تجسس ہوا تھا۔

"بتاؤ ناں۔۔۔ حل ایسے ہی تھوڑی نکل جائے

گا۔۔۔ہمیں پھر اسی ڈاکٹر سے ملنا پڑے گا میرے

کانٹیکٹ میں ہیں کچھ اچھے ڈاکٹرز تو شاید ہمیں بر لاس

کیلئے کوئی مل جائے "

انہیں برلاس کی حالت دیکھ بہت برا لگ رہا تھا وہ صرف ہنستے کھیلتے ہوئے ہی اچھا لگتا تھا آج اسے اس حالت میں دیکھ دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"اسکے بابا نے"

"یاقوت بھائی۔۔۔آپ کو بھابھی بلا رہی ہیں" اس سے پہلے یاقوت آگے کچھ کہہ پاتا پامیر کی آواز پر دونوں نے مڑ کر پیچھے دیکھا

"ہاں آیا" وہ ایک ہی آواز پر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہم پھر بات کریں گے اس پر" وہ جاتے ہوئے نارمل انداز میں ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"ھمم فکر مت کرو۔۔۔ہاں اور میں سمبھال لیں گے ذاتی ڈاکٹر ہونے کا کوئی تو فائدہ ہو" وہ یاقوت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے مبہم سا ہنس دیے۔

یاقوت کے جاتے ہی وہ کتنی دیر اسی پر بیٹھے سوچتے رہے کیا کوئی ایسا انسان نہیں بچا تھا جسے ماضی نے ڈسا نہ ہو۔ وہ بے اختیار سوچنے لگے جواب آیا نہیں۔

ہر انسان کا ماضی ہوتا ہے کامیاب وہی رہتا ہے جو مستقبل پر نظر رکھتا ہے۔ وہ وہی بیٹھے بیٹھے موبائل نکال کر ڈاکٹرز کے نمبر زدیکھنے لگے۔

ایک سے بڑھ کر ایک اسپیشلسٹ انکے پاس تھا یقیناً برلاس کا علاج بہت جلد ہونا تھا وہ صرف زیحال کا بیٹا نہیں تھا وہ ان سب کی جان تھا جسے ایسے دیکھنا کوئی بھی نہیں چاہتا تھا۔

مشی کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ سب ہو کیا رہا تھا گھر

میں ایک دم سے پریشانیوں نے جیسے ڈیرہ ڈال لیا تھا

اور جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔

"جا کر صدقہ دو سب کا پتہ نہیں کس کی نظر لگ گئ

ہمارے ہنستے کھیلتے گھر کو" مشی کیلئے یہ سب دیکھنا

تکلیف کا باعث بن رہا تھا

پہلے زیحال کا جانا اور اب برلاس کا ایک دم سے

شدید بیمار ہو جانا۔ سب کو بے حد پریشان کر گیا تھا۔

آئرہ بے چینی سے لب کاٹتی بار بار اپنے کمرے کی جانب دیکھ رہی تھی اس وقت سب کے بیچ اس نے کیسے اپنے آنسوں ضبط کئے تھے یہ صرف وہی جانتی تھی۔

سب کے کمرے سے باہر آتے وہ احتیاط کرتی جلدی سے اپنے کمرے میں گئی اور جاتے ہی برلاس کو دیکھنے لگی جواب بھی گہری نیند میں تھا

وہ دھیرے سے اسکے پاس بیٹھ کر اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔ اس بار وہ اس قدر گہری نیند میں تھا کہ آنکھیں تک نہیں کھولیں۔

"برلاس" اس نے ذرا سے اسکے کان کے قریب ہوتے اسے پکارا۔

وہ نہیں ہل سکا نیند کی غنودگی اس قدر اس پر طاری تھی۔ آئرہ کا دل اسے ایسے دیکھ بے اختیار مٹھی میں آیا تھا۔

وہ خود پر ضبط کرتی دھیرے سے اپنا چہرا ابرلاس کے چہرے پر ٹکا گئی کچھ اس طرح کہ دونوں کہ رخصار آپس میں ملنے لگے تھے۔

ضبط کرتے کرتے بھی آنکھیں بے اختیار چھلک پڑی تھیں وہ برلاس کے سینے پر ہاتھ رکھتی آنکھیں بند کر گئی۔

"کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔" وہ اب تک سمجھنے سے قاصر تھی۔

"جلدی سے ٹھیک ہو جائیں مجھ سے نہیں دیکھا جا رہا آپ کو ایسے" وہ مخاطب اس سے تھی مگر سن صرف خود رہی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں لاؤنج شور سے بھر چکا تھا بچوں نے ہر طرف ایک ٹوائے مال بنا دیا تھا پہلے زلزلے کم تھے کہ اب باری سلطان بھی میدان میں ٹپک پڑا تھا جب سے اس نے گھٹنوں کے بل چلنا سیکھا تھا چوہے

کی طرح پورے گھر میں گھومتا تھا جہاں جہاں زالے

ہوتی وہاں وہاں وہا۔ وہا۔ باری صاحب پہنچے ہوتے۔

پاشا ولا کے لاؤنج میں آج عدالت پھر لگی تھی جس

میں مجرم پامیر سلطان بنے تھے اور جج ہمیشہ کی طرح

اس گھر کے سر براہ اور بہت ہی چھوٹی عمر میں ان

بڑے بگڑے بچوں کے باپ کے رتبے پر فائز ہونے

والے زیحال صاحب۔

گھٹنے پر ہاتھ رکھے سپاٹ نظروں سے اپنی اس گندی اولاد کو گھورتے ہوئے جس کی شکایت کرنے والی اور کوئی نہیں انکی اپنی بیگم تھی۔

"مشی تمہیں پاپ کارن بنانے نہیں آتے۔۔۔" یاقوت مزے سے اس فلم کو دیکھتا فرمائش کرنے لگا۔

"زہر آتا ہے۔۔۔ بنواؤں؟" مشی کی جگہ پامیر کلس کر بولا تھا۔

"نہیں۔۔۔وہ تو تم کو کھانی پڑے گی "اب کی بار عثمان بولا تھا مگر وہی ہمیشہ کی طرح ٹیڑھے مذکر مؤنث میں۔

"آپ۔۔۔آپ مجھے بے شک الٹا لٹکا دیں مگر اس بنا داڑھی والے بکرے کی مذکر مؤنث ٹھیک کروا دیں۔۔۔کسی دن یہ میرا ایجنڈر بدل کر میری طلاق ہی کروا دے گا "

اسکی تڑپ کر کی گئی بات پر سب کے بلند و بانگ قہقہے پورے لاؤنج میں گونجے تھے۔ماہم بھی سب کے

ساتھ ہی شامل تھی۔ جس پر عثمان اسے گھور کر دیکھنے لگا

88/4

ماہم نے جلدی سے اپنی بتیسی اندر کی مبادہ اس سے پہلے یہ چینی بکرا کمرے میں جا کر اسکی حالت درست کرتا۔ باقی سب کو اسکی گھوری سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا سب پر ہی قہقہوں کا دورا سا پڑ گیا تھا۔

"پامیر" زیحال نے دبی آواز میں اسے ڈپٹا جس پر وہ ٹیڑھی نظروں سے عثمان کو دیکھتا سر جھکا گیا۔

"ملو تم باہر دیکھتا ہوں تمہیں تو" وہ زیر لب بڑبڑاتے عثمان کو دھمکی دینے لگا جو اسکے ہونٹوں کی حرکت سے اندازہ کرتے فوراً اسے اچھل پڑا۔

"دیکھو۔۔۔دیکھو اپنی اس گندی اولاد کو کیسے مارنی بیل کی طرح دیکھ رہا ہے میں اسکے ساتھ کسی میٹنگ میں نہیں جاؤنگا۔۔۔اگر ماہم کو بیوہ کر دیا تو؟"

اسکا اپنا دکھ جاگا تھا ماہم کی جگہ اپنا نام لے کر یہ ظاہر نہیں کیا کہ اسے ماہم سے دور نہیں جانا کم از کم اتنی جلدی مر کر نہیں۔

"اسکے لئے نیا شوہر ڈھونڈ دیں گے کم از کم اسکے مذکر مؤنث تو سیدھے ہونگے اچھے خاصے بندے کو بھی شک میں ڈال دیتے ہو "

پامیر کی زبان اب بھی سکون میں نہیں آئی تھی

زیحال سر پکڑ کر بیٹھ گیا کیا کرتا وہ اسکا۔

لیکن باقی سب ہنس ہنس کر پاگل ہو گئے تھے پاشا ولا کی رونق جیسے کچھ کچھ واپس لوٹ آئی تھی۔

مگر ویسی نہیں کیونکہ یہاں کچھ کمی تھی۔

اس گھر کے بگڑے بچے کی کمی جو اندر کمرے میں کل

سے بند تھا۔

"برلاس کی کیسی طبعیت ہے؟" یاقوت کو اسکا خیال

یکدم سے آیا تین گھنٹے پہلے وہ خود دیکھ کر آیا تھا اور اس

دورانیے میں وہ تین سو بار پوچھ چکا تھا۔

"آئرہ ہے اسکے پاس۔۔۔اور ڈاکٹر مبشر بھی دیکھ چکے

ہیں اب ان شاء للہ جلدی ہو جائے گا ٹھیک "جواب

ماہم نے دیا تھا وہ بھی صبح سے عثمان کے ساتھ یہی

تھی۔

سب بھائیوں کے چہروں پر بر لاس کیلئے پریشانی صاف واضح تھی۔وہ کبھی بیمار نہیں پڑتا تھااور اب جب ہوا تھا توسب کی سانسیں روک دی تھیں۔

سڑک پر آج ٹریفک معمول سے زیادہ تھا یا شاید پولیس کی روک تھام پر ہو گیا تھا لوگ شدید پریشانی کا شکار نظر آرہے تھے جن کو جلدی اپنی منزلوں تک پہنچنا تھا مگر پولیس کی ناقہ بندی سب کے آڑے آرہی تھی۔

آج یہاں ڈی ایس پی داراب آیا تھا۔ جس کے ساتھ اسکی پوری ٹیم موجود تھی۔ وہ لوگ اس ورک شاپ میں چھان بین کر رہے تھے جہاں ظاعنہ ورک کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا تھا۔

داراب اس وقت بے حد مضطرب دکھائی دے رہا تھا کیونکہ یہاں ورکرز یا اونر کی کہیں کوئی غلطی نظر نہیں آئی تھی جس سے زنو کے ساتھ وہ جان لیوا حادثہ رونما ہو سکے۔

یہ سیدھی سی کسی کی چال دکھائی دے رہی تھی۔تب ہی شاپ کا ایک ایک بندہ اس وقت لائن میں کھڑا تھا اور سامنے گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا

"ڈی ایس پی داراب خان "

"ایسا کیسے ممکن ہے اتنی دیکھ بھال کے بعد بھی اتنا بڑا حادثہ ہو جائے۔۔۔آپ کو نہیں لگتا اس میں کسی کا ہاتھ ہے؟ "

وہ سامنے کھڑے شاپ کے اونر کو دیکھ بے حد

سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔ جن کے چہرے پر پولیس

کے خوف کا ایک رنگ آرہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔

"ھمم۔۔۔ لیکن کون ہو سکتا ہے اس کے پیچھے آپ

خود دیکھ لیں۔۔۔ میں تو یہاں تھا بھی نہیں "

وہ روانی سے اپنے حق میں صفائی پیش کرنے لگے مبادہ

انکے علاوہ انکا پورا اسٹاف پکڑا جائے۔

"اونر آپ ہیں یہاں چیزوں کی سکیورٹی کی دیکھ بھال

آپ کے زمے ہے تو ان سے کیا پوچھوں"

اب کی بار داراب کا لہجہ پہلے سے سخت ہوا تھا۔

یہ منظر دور کہیں دربین کی مدد سے بڑے ہی مزے کے ساتھ دیکھا جارہا تھا۔

ساتھ ہی ساتھ مزے دار کافی کی گھونٹ بھرتے ہوئے چہرے پر ازحد سنجیدگی نمایاں تھی۔ مسکراہٹ تو جیسے اس شخص کے حصّے میں کبھی آئی ہی نہیں تھی۔

یہ اولیو گرین نگاہیں اپنی چمک کو بڑھنے سے روک نہیں پائی تھیں سامنے پریشان چہرہ وہ بھی ڈی ایس پی

صاحب کا جنہوں نے پچھلے جنم میں شاید اپنا قرضہ معاف کر دیا تھا اور اس جنم اسکا دوگنا بدلہ لینے آئے تھے۔

"سر۔۔۔آپ چاہے کیسے بھی تلاشی لے لیں لیکن میرا یقین کریں۔۔۔ہماری کوئی غلطی نہیں ہے" وہ اونر گویا عنقریب رونے کو تھا۔

"چھوڑ دو ناں بچارے کو۔۔۔اب اس نے رونے لگ جانا ہے" کانوں میں لگے ایئربڈز میں سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"تم اپنی چونچ بند کرو۔۔۔زندہ بچ گئی کافی نہیں ہے"

داراب کا غصّہ اب زنو پر نکلا تھا جو واقعی اسکے ڈر سے

اپنی چونچ بند کر گئی تھی۔

"نہیں۔۔۔لیکن مجھے نہیں لگتا کہ انہوں نے کچھ کیا

ہے۔۔۔میں کافی عرصے سے یہاں کام کر رہی

ہوں" وہ بھی اسکے مقابلے کی تھی چپ صرف دو

سیکنڈ کیلئے ہوتی تھی۔

"تمہیں مر ہی جانا چاہئے تھا" اس بار داراب کلس کر

بولا۔

"تم پر؟" آگے بھی وہ شوخ ہوئی تھی۔

"شرم کر لو۔۔۔ ٹھرکی عورت۔۔۔ شادی شدہ ہوں" اسکی بات پر زنو بے اختیار کھل کر ہنسی۔ اسکے قہقہے پر داراب نے موبائل کی سکرین گھور کر دیکھی۔

"تو پہلے بتانا چاہئے تھاناں۔۔۔ اب تو دل دے چکے صنم" وہ کبھی بھی باز نہیں آسکتی تھی اپنی ان حرکتوں سے چاہے وہ اپنا سر ہی کیوں ناں پیٹ لے۔

"تمہارا سر پھوڑ دونگا میں۔۔۔جانتی ہو پہلے سے۔۔۔"اسکی بات پر زنو کی ہنسی بے ساختہ بند ہوئی۔

"کیا وہ جانتی ہے اس بارے میں؟"سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔میں نے کبھی بتایا ہی نہیں"وہ لاپرواہی سے کندھے اچکا کر بولا۔

"اور کیوں نہیں بتایا؟ "

"ایسے ہی۔۔۔یقیناً وہ مجھے غلط سمجھے گی اور میں اسکی نظروں میں غلط نہیں بننا چاہتا" وہ اپنے خالی ہاتھ دیکھ سنجیدگی سے بولا۔

"تو مجھے دے دو موقع" اب کی بار وہ جھینپ کر بولی تھی۔داراب نے دانت کچکچا کر اس لڑکی کو موبائل سے ہی گھورا۔

"بچ کر رہو ڈاکٹر مبشر کوئی غلط دوا ہی نہ دے کر تمہارا کام تمام کر دیں" اب ہی بار اسکی بات پر زنو نے لمبا گہرا سانس لیا۔

"محبت کرنے والے ایسے نہیں ہوتے" اسکے لہجے میں ایک مان سا تھا۔ اگر موبی سن لیتے تو شاید خوشی سے ہی مر جاتے۔

"تم بھی کرو پھر۔۔۔ وہ بہت اچھے ہیں" اسکی بات پر زنو کروٹ بدل کر باہر کی جانب دیکھنے لگی ایک ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اسکے چہرے کو چھو کر ٹھنڈک سی اسکے اندر بھر دی۔

"محبت خود سے ہوتی ہے زبردستی کروائی نہیں جاتی۔۔۔ میں انکی عزت کرتی ہوں۔۔۔ محبت نہیں"

وہ بے حد سنجیدہ تھی داراب کچھ پل کیلئے خاموش ہو گیا۔

"ایک بات بتاؤں۔۔۔؟"استفسار یہ پوچھا

"ھمم "

"محبت کا پہلا اصول محبوب کو عزت دینا ہوتا ہے تم وہی پورا کر رہی ہو ایک دن آئے گا جب تم ان سے محبت کا بھی اظہار کرو گی "

اسکی بات پر دوسری جانب لمبی خاموشی نے جگہ لی تھی۔اور پھر بنا کچھ کہے کال کاٹ دی گئی تھی۔

داراب واپس سے اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گیا تھا جہاں اسکے سوال و جواب پھر سے شروع ہو چکے تھے۔

وہ صبح سے داراب کا انتظار کر رہی تھی لیکن صبح سے شام اور شام سے رات آچکی تھی وہ کل سے ڈیوٹی سے واپس نہیں لوٹا تھا۔تب ہی وہ پریشان حال سی شام سے لاؤنج میں پھر رہی تھی۔جب نظر کمرے سے نکلتی مورے پر پڑی۔

"د۔۔۔دری کدر ہے؟" وہ حواس باختہ سی استفسار یہ پوچھنے لگیں۔ "وہ تو ڈیوٹی پر ہے مورے۔۔۔سب ٹھیک ہے؟ تم پریشان لگ رہا ہے"

وہ انکے ماتھے پر پسینے کی بوندیں دیکھ پریشان کن لہجے میں پوچھنے لگی۔

"ت۔۔۔تمارے دا جی کی طبعیت بگڑ رہی ہے۔۔۔اسکو جلدی بلاؤ" وہ بوکھلائے بوکھلائے سے انداز میں بولتیں بیلا کو مزید پریشان کر گئیں۔

وہ جلدی سے داراب کا نمبر ڈائل کرنے لگی مگر وہ دوسرے نمبر پر مصروف سنائی دے رہا تھا۔ وہ بار بار کوشش کرتی ہار ہی نہیں مان رہی تھی۔

مگر اتنی دیر مسلسل وہ کس کے ساتھ کال پر ہو سکتا تھا یہ ایک اور سوال اسکے ذہن پر اپنا نقش چھوڑ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ مورے کے ساتھ کوریڈور میں بیٹھی انکا کندھا تھامے ہوئے تھی۔

سامنے ہی زریاب خان کندھے پر شال لئے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہے تھے چہرے پر ازحد پریشانی رقم تھی۔

"یہ کیسے ہوا ہے؟" انکے سوال پر مورے نے نگاہ اٹھا کر اپنے بڑے بیٹے کو دیکھا جو عین وقت پر حویلی پہنچ کر نوشیروال صاحب کو ہوسپٹل لے آئے تھے۔

"پتہ نہیں۔۔۔کل سے کمرے سے باہر نہیں نکلے۔۔۔اور چپ بھی تھے" وہ بھی تو کل سے انکے

ساتھ کمرے میں تھیں مگر وہ تب سے ہی چپکی

سادھے ہوئے تھے۔

اس سے پہلے زریاب خان کچھ اور پوچھتے ڈاکٹر کو باہر

نکلتے دیکھ وہ بے اختیار انکی جانب گئے۔

"کیسے ہیں بابا؟" لہجے میں ازحد فکر تھی۔

"آپ میرے آفس میں آئیں" وہ کہہ کر اپنے آفس

کی جانب بڑھ گئے تھے۔

ان کی بات پر مورے یکدم سے پریشان اٹھ کھڑی

ہوئیں۔

"بے فکر رہیں۔۔۔ام دیکھتا ہے۔۔۔بیلا

۔۔۔مورے کے ساتھ رہو" وہ بیلا کو مخاطب کرتے

خود ڈاکٹر کے آفس کی جانب بڑھ گئے۔

"تم پریشان کیوں ہوتا ہے مورے۔۔۔داجی کو کچھ

نہیں ہوگا" ایسے وقت میں اسکے الفاظ فرخندہ بیگم کو

کچھ حوصلہ دے رہے تھے۔

"دیکھیں خان صاحب۔۔۔آپ کو پہلے بھی کہا تھا انکو

کسی بات کا زیادہ سوچنے نہ دیں۔۔۔ذرا سی بھی ٹینشن

انکے لئے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے "

زریاب خان نے بغور انکی بات سنی۔ جس پر انکی
پریشانی مزید بڑھ گئی۔
"اور وہی ہوا ہے۔۔۔ کچھ ہے جو انکو بہت پریشان کر
رہا ہے۔۔۔ آپ کو یہ معاملہ حل کرنا چاہئے ورنہ
بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے "
وہ نہایت پروفیشنل انداز میں انہیں سمجھا رہے تھے یا
شاید آگے کے بھیانک وقت سے آگاہ کر رہے تھے۔

کچھ دیر میں ہی نوشیر وال صاحب کو ہوسپٹل سے ڈسچارج کروا کر وہ حویلی واپس لے آئے تھے جواب گہری نیند میں اندر اپنے کمرے میں سو رہے تھے۔
مورے کا رو رو کر حشر ہو چکا تھا زریاب نے اسکا چہرہ اپنے کندھے سے اٹھاتے انکے آنسوں صاف کئے اتنے میں بیلا انکے لئے پانی کا گلاس لے آئی۔
"مورے آپ کے رونے سے کیا ہو گا۔۔۔ داجی کس بات سے پریشان ہیں وہ بتائیں" انکو ماں کا رونا زیادہ تکلیف دے رہا تھا۔

"جس کی اولاد ایسے بکھری ہو اسکو اور کیا بات پریشان کر سکتا ہے؟" انکے سوال پر زریاب کا دل بے ساختہ مٹھی میں آیا تھا۔ وہ فق رنگت کے ساتھ انکو دیکھنے لگے۔

"تم سب اچھا نہیں کر رہا۔۔۔ام کو ایسے بڑھاپے میں تنہا چھوڑ کر۔۔۔" انکا لہجہ دل چیر دینے والا تھا۔

"کیا بچپن میں ام نے تم سب کا غلطی معاف نہیں کیا تھا؟ کیا سب نے کبھی کوئی غلطی نہیں کی؟" وہ کس

کرب سے پوچھ رہی تھیں زریا نہیں کو لگا وہ کبھی بول نہیں سکیں گے۔

"ماں باپ جتنا ظرف اولاد میں کبھی نہیں آسکتا جس دن آگیا دنیا کا سب بچہ لوگ بہت خوش رہے گا "

"مورے۔۔۔انکو امارا فکر نہیں ہے "یہ بہانہ جیسے اپنے دل کیلئے انہوں نے لگایا تھا مگر ندارد

"ہنہ۔۔۔ایسا تم سب کو لگتا ہے۔۔۔وہ باپ ہے۔۔۔ظالم نہیں اگر فیصلہ غلط ہو بھی گیا تو کیا ہوا

اب تو سب ٹھیک ہے ناں" انکی بات پر زریاب کے چہرے کی رنگت بدلی۔

وہ کچھ گہرا سوچتے بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے ذہن کے پردے پر کچھ تلخ یادوں نے اپنی جھلک دکھادی تھی۔

"ام کو چلنا چاہئے۔۔۔بیلا۔۔۔خیال رکھنا" وہ بیلا کو مخاطب کر کر جانے ہی لگے تھے جب پیچھے سے فرخندہ بیگم کی آواز پر انکے قدم وہی منجمند ہوگئے۔

"اگر تمارا دا اجی کو کچھ ہو گیا۔۔۔تو خدا کی قسم ام تم

میں سے کسی کو اسکا جنازا ابھی اٹھانے نہیں دے

گا۔۔۔رکھو تم سب اپنی انا کو آگے۔۔۔ماں باپ کو

دکھ دے کر تم سب بہت پچھتائے گا "

وہ بول کر رکی نہیں تھیں انکے جانے کے بعد بھی

زریاب کو اپنا آپ برف ہوتا ہوا محسوس ہوا۔وہی بیلا

کی آنکھیں یکدم سے بھرا گئیں۔

وہ کبھی مورے کو دیکھے تو کبھی زریاب کو جن کی

رنگت گویا لٹھے کی مانند سفید پڑ چکی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

اگلے دن کے سورج نے آج سب سے پہلے پاشا ولا کے بگڑے نواب کے چہرے پر روشنی ڈالی تھی وہ نیند سے بیدار ہو کر دھیرے سے کسمسانے لگا۔ کل کا سویا اب جا کر کہیں آنکھ کھلی تھی اتنے گھنٹے سو سو کر اب تو بدن بھی جیسے دکھنے لگا تھا۔ وہ دھیرے سے اٹھ کر بیٹھتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔

سامنے ہی مرر میں اپنے حلیے پر نظر پڑی۔ وہ اس وقت دو دن پہلے والے سوٹ میں ہی ملبوس تھا بال ماتھے پر

بکھرے پڑے شرٹ بے ترتیبی حالت میں آچکی تھی۔

بخار اتر کر جو پسینہ آیا تھا اسکے بعد بر لاس کو اپنے آپ سے ہی کراہت سی محسوس ہوئی وہ دھیرے سے بیڈ سے اترنے کی کوشش کرنے لگا جب سر بری طرح سے چکراتے واپس بیڈ پر ہی آ بیٹھا۔

دو دن میں ہی بخار نے بدن کی ساری طاقت نچوڑ لی تھی۔

اس سے پہلے وہ اٹھنے کی کوشش پھر کرتا آئزہ کمرے میں داخل ہوتی دکھائی دی اسکے ہاتھ میں ٹرے اور سوپ کا بھانپ اڑاتا ہوا پیالہ تھا۔

"ارے۔۔۔آپ کیوں اٹھ رہے ہیں" وہ جلدی سے اس تک آتی ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسے سہارا دے کر ٹھیک سے بٹھانے لگی۔

اسے واپس بیڈ پر ٹھیک سے بٹھانے میں ہی اس نازک سی جان کو سانس چڑھ چکا تھا۔

برلاس نے ایک نظر اسے ہانپتے ہوئے دیکھا۔ وہ دکھنے میں پہلے سے زیادہ کمزور لگ رہی تھی۔

"کہاں اٹھ کر جا رہے ہیں۔۔۔ سکون سے بیٹھیں یہاں" وہ مصنوعی ساڈپٹ کر ٹیبل اٹھانے دوسری جانب گئی برلاس کی نگاہیں اسی پر اٹکی تھیں۔

"میں بیمار نہیں ہوں" اسے اچھا نہیں لگتا تھا کوئی اسے بیمار کہے۔

"جانتی ہوں۔۔۔بہت طاقت ہے آپ میں" اسے جیسے برلاس کی بات پر غصّہ آیا تھا وہ ٹیبل بیڈ پر صحیح سے رکھتی ساتھ ہی سوپ کا پیالہ اس پر رکھنے لگی

"یہ کیسا کھانا ہے؟" سوپ کو دیکھ اس نے فوراً اسے منہ بنایا۔

"سوپ ہے۔۔۔بہت ٹیسٹی" وہ چمچ بھر کر پھونک مار کر ٹھنڈا کرنے لگی۔

"مجھے نہیں پینا کافی لے کر آؤ" کس شان بے نیازی

سے بولا تھا کہ آئرہ کچھ پل تو اسے دیکھتی رہی پھر

جھٹ سے اسے گھورنے لگی۔

"چپ چاپ سوپ پئیں آئے بڑے کافی پینے والے"

وہ ڈپٹ کر چمچ اسکے منہ تک لے گئی برلاس کی نگاہیں

اسکے چہرے پر ہی جمی تھیں۔

"پی لیں"

برلاس بجائے پینے کے اسکا ہاتھ پیچھے ہٹا گیا۔

"مجھے نہیں پینا" اسے جیسے غصّہ آنے لگا تھا چڑ چڑا پن

ان دو دنوں میں مزید بڑھ گیا تھا۔

"نہیں پینا؟" وہ جیسے آخری بار پوچھ رہی تھی وہ یک

ٹک اسے دیکھتا رہا ایسے دیکھنے کا مطلب جیسے کہنا چاہتا

ہو کہ "نہیں"

اور اگلے ہی پل وہ اچھے بچوں کی طرح خاموشی سے

ایک ایک چمچ پیتا سارا سوپ فنش کر گیا۔

لیکن آئرہ کو گھورنا بند نہیں کیا تھا۔

"آنکھیں نیچے کرو ورنہ میں نے آنکھیں نکال دینی

ہیں" ویڈیو کال سے ابھرتی اپنے باپ کی آواز پر وہ فورا

سے آنکھیں نیچی کر گیا آئرہ کو اسکی حالت پر ہنسی آئی

تھی مگر کیا کرتی اس بگڑے بچے کے آگے ہنسنے کا

مطلب اپنی شامت کو دعوت دینا تھا۔

سوپ ختم ہوتے زیحال کال کٹ کر چکا تھا اس وقت

وہ آفس میں تھا مگر وہاں بیٹھے بیٹھے بھی اسکی آواز کی

دہشت اس بگڑے بچے کو سیدھا کر گئی تھی۔

وہ اب کسی مارنی بیل کی طرح آئرہ کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے شاور لینا ہے" اسکی بات پر آئرہ کا ٹیبل اٹھاتا ہوا ہاتھ رکا اس نے بے اختیار اسکا چہرہ دیکھا جو بے حد سنجیدہ تھا۔

"آپ شاور بھی نہیں لے سکتے۔۔۔کیونکہ ابھی آپ کا فیور اترا ہے تھوڑی احتیاط ضروری ہے" وہ فکر مندانہ لہجے میں بولتی سارا سامان بیڈ سے نیچے اتار گئی۔

برلاس نے جل کڑھ کر مٹھیاں زور سے بھینچ لیں۔

"میرے کپڑے نکالو" انداز بے حد سپاٹ تھا اسکی

بات پر آئرہ دھک سے رکی متحیر سی آنکھوں سے اسے

دیکھنے لگی۔

"وارڈروب سے" اسکی حالت کے مزے لیتے

سنجیدگی سے آبرو اچکا کر وارڈروب کی جانب اشارہ کیا

۔

یہاں نکلی تھی سانس آئرہ خانزادہ کی جس کے ذہن

میں نجانے کیا کیا چلنے لگا تھا وہ جلدی سے چہرے کا رخ

موڑتی وارڈروب کی جانب چلی گئی۔

"کتنی گندی سوچ ہے تمہاری۔۔۔چچ" اسکی بات پر آئرہ نے زور سے آنکھیں بند کی مبادہ کھڑے کھڑے کہیں غائب ہو جائے۔

"ویسے۔۔۔چاہو تو۔۔۔وہ بھی کر سکتی ہو۔۔۔جو سوچ رہی تھی" اب وہ اسے زچ کرنے لگا تھا اسکے باپ کو شکایت کی تھی ناں تو اب لے مزے۔

"چپ کریں "

"چلو کرو ہیلپ۔۔۔ دیکھو میں بیمار ہوں۔۔۔ خود کپڑے بھی چینج نہیں کر سکتا۔۔۔ کچھ تو فائدہ ہو بیوی کا" وہ آبرو مٹکائے اسکی جان سیدھا لبوں پر لا رہا تھا۔

"آ۔۔۔مم۔۔۔مجھے کچن میں کچھ کام ہے" وہ کپڑے بیڈ پر رکھتی بھاگنے ہی لگی تھی جب اسکی کلائی سیدھا برلاس کی گرفت میں آگئی وہ ایک ہی جست میں اسے کھینچ کر اپنے قریب بٹھا گیا۔

"سب سے اہم میں ہوں ناں۔۔۔" وہ منہ اسکے کان کے قریب کئے سرگوشانہ انداز میں بولا۔

"یا اب میں کروں بھائی کو کال۔۔۔اور بتاؤں یہ میرے "

"ا۔۔۔بب۔۔۔بس "اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتا وہ جھینپ کر بے اختیار اس سے دور ہوئی۔ برلا اس اسکی حالت دیکھ گردن ٹیڑھی کئے گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا

"ایم ویٹنگ۔۔۔ مسسز شاہ "اسکا انداز جان نکال دینے والا تھا آئرہ کو لگا جیسے وہ اب رو دے گی چہرہ واقعی سرخ پڑ گیا تھا۔

اس سے پہلے وہ مزید اس سے بدلہ لیتا کمرے کے دروازے پر کسی نے چھوٹی سی دستک دی۔ جس پر دونوں نے مڑ کر اس جانب دیکھا۔ یہ انداز زالے زامل کا تو ہرگز نہیں تھا۔

"دا۔۔۔ہ۔۔۔" یہ آواز عبدلباری کی تھی وہ ہلکا ہلکا دروازہ بجاتے ہوئے برلاس کو آواز دینے لگا۔ جس پر ایک خوش گوار مسکراہٹ برلاس کے چہرے پر دوڑ گئی۔

"یس۔۔۔ داکی جان اندر آؤ" جتنی محبت زامل زالے کو اپنے تاہ سے تھی اب انکی ٹکر میں عبدلباری بھی آگیا تھا۔

آئرہ کے دروازہ کھولتے ہی وہ گھٹنوں کے بل چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔اسکی کیوٹنیس پر برلاس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی وہ ہبازو پھیلائے اسے اپنے پاس بلا نے لگا۔

جب ذہن کے پردے پر کچھ بہت بھیانک سا گزرتا
اسکے پورے بدن میں کرنٹ سا دوڑا گیا وہ سر تھامے
بے اختیار نیچے کو جھک گیا۔

89/1

اسے بیڈ پر جھکتے دیکھ آئرہ بے اختیار ایک ہی جست میں اسکے قریب آتی اسے کندھوں سے پکڑ کر تھام گئی۔

"ک۔۔۔کیا ہوا آپ کو؟" اسے سر زور سے پکڑے دیکھ وہ ازحد پریشانی سے پوچھنے لگی۔

لیکن وہ کچھ بھی کہنے کی سکت میں ہر گز نہیں تھا سر بری طرح سے گھومنے لگا تھا گو کہ آس پاس کی ہر چیز گھومنے لگی تھی اتنی تیزی سے کہ وہ چاہ کر بھی کسی ایک چیز پر نگاہ نہیں ٹکا پا رہا تھا۔ اتنا بھیانک کچھ ذہن کے پردے پر گھومنے لگا تھا۔ کچھ آوازیں جو اسکی سماعتوں میں گونجنے لگی تھیں۔

"مم۔۔۔ میرا سر" وہ سر پکڑ کر اتنی زور سے بھینچ گیا تھا جیسے اب پھٹے گا۔ باری اپنے تاہ کو ایسے دیکھ جھٹ سے رونے لگا۔

''میں۔۔۔میں زیحال بھائی کو بلاتی ہوں'' آئرہ اسے چھوڑ کر جلدی سے کمرے سے باہر بھاگی جب اسکے جاتے ہی برلاس سر پکڑے وہی بیڈ میں لیٹا کروٹیں بدلنے لگا تھا لیکن درد تھا کہ کسی طور کہیں نہیں ٹک رہا تھا۔

''نہیں۔۔۔ایم سوری'' ایک بچہ جو رو رہا تھا۔ گڑگڑا رہا تھا اسکا چہرہ برلاس کے ذہن کے پردے پر لہرانے لگا تھا۔

"ممی۔۔۔مجھے دودھ چاہئے" وہ بچہ اپنی پیور انگریزی زبان میں بے حد معصومیت سے اس عورت کو مخاطب کر کر اس سے دودھ مانگ رہا تھا۔

"جاؤ یہاں سے۔۔۔اپنی شکل بھی مت دکھاؤ مجھے" وہ جوابا اس پر پھٹ پڑی تھی اور پیر سے ایک جانب دھتکار گئی وہ چھوٹی قد و قامت والا بچہ اپنا بیلنس برقرار نہ رکھ پانے کی وجہ سے پیچھے جا گرا تھا۔اور تیز تیز رونے لگا تھا۔

"اوہ گاڈ۔۔۔ تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔۔ تمہاری آواز

مجھے زہر لگ رہی ہے بند کرواسے" وہ چلاتی ہوئی اسے

چپ کروانے لگی مگر وہ اسکی اونچی آواز سے ڈر کر مزید

تیز رونے لگا تھا۔

وہ عورت سفاکیت کی ہر حد پار کرتی اسکے ساتھ رویہ

سخت کر گئی

"سنا نہیں۔۔۔ میں کیا بکواس کر رہی ہوں" وہ اسے

کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتی اسکے منہ پر چلائی تھی

کہ اسی پل پیچھے سے کسی نے آکر اسکا کندھا پکڑتے

چہرہ اپنی جانب کیا اور ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر رسید کرتے بچہ اپنی گود میں اٹھالیا۔

"بے حس۔۔۔ عورت۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بیٹے کو ہاتھ لگانے کی؟" وہ شخص اس عورت پر دھاڑتے اپنے بیٹے کو زور سے اپنے سینے سے لگا گیا جو اب پہلے سے زیادہ تیز رو رہا تھا چہرہ بھی رو رو کر سرخ پڑ گیا تھا۔

"تمہارا بیٹا۔۔۔ہاں تمہارا بیٹا ہے یہ۔۔۔میرا کچھ نہیں لگتا" وہ بجائے آواز نیچی کرنے کے الٹا اس پر زور سے دھاڑی۔

اسکی بات پر وہ شخص سٹک ہوئے اسے دیکھنے لگا۔اسکے چہرے کے بدلتے رنگ اور آنکھوں کی بغاوت چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔وہ کیسے یہ سب کر سکتی تھی وہ بھی اپنی سگھی اولاد کے ساتھ۔

"ایک غلط فیصلے پر تم سزا میرے بیٹے کو نہیں دے سکتی سنا تم نے" صرف ایک ہی غلط فیصلہ جس کا حرجانہ صرف یہ بچہ بھگت رہا تھا۔

"صرف ایک ہی غلط فیصلہ مجھے یہاں تک لے آیا۔۔۔کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں ۔۔۔بولو" وہ اس شخص کا کالر پکڑے ضبط سے پھوٹ پڑتی چلائی تھی آنکھوں سے آنسوں تیزی سے بہنے لگے تھے۔

"میرا قصور نہیں ہے۔۔۔میں کتنی بار تم سے کہوں"
وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا کس کرب سے بولا تھا۔ مگر مقابل پر کچھ اثر نہیں ہوا۔

"تم ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار بولتے۔۔۔میری زندگی برباد ہونے سے بچ جاتی۔۔۔"

وہ بے آواز روتی زخمی نگاہوں سے اسے دیکھ پھٹ پڑی تھی۔بچہ دونوں کے بیچ اپنا سانس بھول گیا تھا مگر یہ ایک رشتہ جب اپنی آخری سانسوں پر ہو تو بچتے بچے بھی نہیں ہیں۔

"میں ایسا کر سکتا تو ضرور کر لیتا۔۔۔" اسکی بات پر وہ زخمی سا ہنستی پیچھے ہٹ گئی۔

"میں تم سے اسکا بدلہ ضرور لونگی۔۔۔میں تمہیں برباد کر دونگی۔۔۔" بول کر وہ رکی نہیں تھی اسکے جانے کے بعد بھی لیونگ روم میں خاموشی برقرار تھی اس شخص نے اپنی گود میں بچے کو دیکھا تو وہ خود سانس لینا بھول گیا۔

وہ اپنے بچے کو لے کر دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگا تھا اور اسے لے کر سیدھا ہوسپٹل گیا تھا۔ڈاکٹرز نے

جاتے ساتھ بچے کو سمبھالا تھا مگر یہ کچھ پل اس شخص کی جان نکال گئے تھے۔ وہ خود پر کڑا ضبط کئے اپنے بچے کو دیکھتا رہا۔

تین گھنٹے انڈر آبزرویشن رکھنے کے بعد وہ اپنے بیٹے کو لے کر واپس گھر آیا تھا۔

گھر آکر پھر سے اسی سناٹے نے اسکا استقبال کیا تھا بچہ اب چپ تھا یا شاید دواؤں نے اسے چپ کروا رکھا تھا۔

"میرا بیٹا فیڈر پیئے گا؟" وہ اسے ٹیبل پر بٹھائے پیار سے پوچھنے لگا مگر بچہ چپ تھا۔ اسکی خاموشی سے بے اختیار اس شخص کو خوف آیا۔

وہ اپنے بیٹے کے چہرے کو بے تحاشہ چومنے لگا۔

" بابا کی جان ہو ناں تم۔۔۔" وہ پیار سے اسے بہلانے کی کوشش کرنے لگا مگر اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھ اسکا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"آپ سب نے اچھا نہیں کیا۔۔۔اچھا نہیں کیا یہ" وہ
کس کرب سے اپنی قسمت سے مخاطب ہوا تھا۔ایک
درد تھا اسکے لہجے میں دل کو چیر دینے والا درد۔

۔۔۔۔۔۔۔

شہر کی مصروف سڑک کے کنارے پاشا برادرز کی
عمارت دور سے ہی دکھائی دے رہی تھی۔شیشے سے
بنا فرنٹ، جس پر سنہری حروف میں برانڈ کا لوگو چمک
رہا تھا۔دروازے کے دونوں طرف بڑے بڑے

پلانٹرز میں سجے سبز پودے ایک نفاست کا احساس دے رہے تھے۔

پارکنگ ایریا میں چند لگژری گاڑیاں کھڑی تھیں، اور سیکیورٹی گارڈ باوقار انداز میں داخلی دروازے پر موجود تھا۔ شام کے وقت عمارت کی لائٹس جل اٹھتیں تو پورا فرنٹ کسی فیشن ہاؤس جیسا لگنے لگتا جدید، باوقار اور پُرکشش۔

دروازہ کھلتے ہی خوشبو کی ہلکی سی مہک استقبال کر رہی تھی۔ ریسپشن ایریا میں سفید اور گولڈ تھیم کی

سجاوٹ، شیشے کی میز اور پیچھے برانڈ کا ایمبوسڈ لوگو نمایاں نظر آ رہا تھا۔

دیواروں پر خوبصورت فریمز میں نئے ماڈلز کے کلیکشن کی تصاویر آویزاں تھیں۔

مین آفس روم میں لمبی کانفرنس ٹیبل، آرام دہ کرسیاں اور سامنے بڑی ایل ای ڈی اسکرین لگی تھی جہاں نئی لانچز اور مارکیٹنگ پلان پر بات ہوتی۔ اسٹاف اپنے لیپ ٹاپس پر مصروف، مگر ماحول میں پیشہ ورانہ

سنجیدگی کے ساتھ ایک مثبت انرجی بھی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ اپنی میٹنگ ختم کر کر جیسے ہی اپنے آفس روم میں آ کر بیٹھا ٹیبل پر رکھا موبائل بج پڑا۔

یاقوت نے سکرین دیکھی جہاں ایک انجان نمبر جگمگا رہا تھا۔

وہ کچھ چونک کر کال اٹھاتے فون کان سے لگا گیا مگر خاموشی سے اگلے کی آواز کا انتظار کرنے لگا۔

"ہیلو۔۔۔یاقوت بھائی" مقابل کے لہجے میں اس قدر اپنائیت پر یاقوت پہلے سے زیادہ چونکا تھا۔

"کون بات کر رہا ہے؟" اس نے کچھ ٹھٹھک کر پوچھا۔

"ارے۔۔۔آپ نے میرا نمبر ڈیلیٹ کر دیا؟" مقابل کو جیسے افسوس ہوا تھا۔ جبکہ بنا جان پہچان کے گلے میں پڑنے والی اس آفت پر یاقوت برا سا منہ بنائے اپنے فون کو دیکھنے لگا۔

"کیوں۔۔۔تم میرے سالے لگتے ہو۔۔۔جو نمبر سیور کھوں میں؟"اس بار جل بھن کر سوال کیا۔

"سالا ہی تو لگتا ہوں۔۔۔احمد بات کر رہا ہوں میں مجھے ایئرپورٹ سے پک کرنے آئیں جلدی "

احمد کے نام پر یاقوت تقریباً اپنی کرسی پر اچھل کر پڑا تھا۔

"ا۔۔احمد؟ تم ایئرپورٹ پر کیا کر رہے ہو"حیرت سی حیرت اسکے لہجے میں تھی جو شاید وہ بھی محسوس کرتا کچھ مرجھا سا گیا۔

"جی۔۔۔میں۔۔۔اپنی بہن سے ملنے آیا تھا کیا نہیں آسکتا؟" افسردگی سے پوچھا۔

"ا۔۔۔ایسا نہیں ہے۔۔۔تم رکو میں ابھی آیا۔" وہ دھیمے لہجے میں بول کر کال کٹ کرتا گاڑی کی چابی ٹیبل پر ڈھونڈنے لگا جو ہڑبڑی میں اسے مل ہی نہیں رہی تھی۔

کہ تب ہو کسی نے اسکی آنکھوں کے سامنے چابی گھمائی۔

"اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔؟" تکا مارا مگر بلکل صحیح جگہ پر جا کر لگا تھا یا قوت پامیر کے ہاتھ سے چابی لے کر موبائل کوٹ کی جیب میں ڈالنے لگا۔

"کہاں کی تیاری ہے برخوردار۔۔۔وہ بھی اتنی جلدی؟" وہ واقعی جلد بازی میں لگ رہا تھا۔

"سالے کو ایئرپورٹ سے پک کرنا ہے" وہ جلد بازی میں سالے لفظ کے آگے صاحب لگانا تو بھول ہی گیا جب پر پامیر آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔

"ہاہ۔۔۔گالی دی۔۔۔رکیں بھائی کو بتاتا ہوں" وہ فون نکال کر ٹن ٹن نمبر ڈائل کرنے لگا جب یاقوت نے اسکے ہاتھ سے موبائل لے کر اسکے سر پر ایک چپت رسید کی۔

"سالا۔۔۔میرا سالا۔۔۔میری بیوی کا بھائی اور میرا آدھا گھر والا" وہ جل کڑھ کر باہر کی جانب بڑھ گیا لیکن ایسے کیسے سلطان صاحب اسے چھوڑ دیتے خود بھی پیچھے پیچھے ہو لئے۔

"واٹ۔۔۔آپکا سالا۔۔۔وہ کہاں سے ٹپک

پڑا۔۔۔اوہ نو۔۔۔ کہیں پھر سے کوئی نیا کٹا تو کھولنے

نہیں آیا؟ "

اسکی بات پر چلتے چلتے یاقوت دھک سے رکا اور اسے

دیکھنے لگا۔

"کٹا۔۔۔یہ کیا ہے؟" اسے اس عجیب لفظ کی سمجھ

نہیں آئی۔

"اوہ۔۔۔میرا مطلب مسلہ۔۔۔پنجابی میں اسکو کہتے

ہیں نوا کٹا۔۔۔مطلب نیا مسلہ" وہ بڑی فرصت سے

اسے سمجھانے لگا ات یاقوت جو یہ سمجھ کر اسکی بات سن رہا تھا کہ کوئی کام کی بات ہو گی آخر میں گھور کر اسے دیکھا۔

"نکلو یہاں سے۔۔۔ میرے ہاتھوں ضائع نہ ہو جانا" وہ سچ میں اب اسے ایک لگانے والا تھا پامیر آنکھیں پٹپٹاتے پھر اسکے پیچھے ہو لیا۔

"میرا کام ختم ہو گیا۔۔۔ بھائی میٹنگ کیلئے گئے ہیں میں یہاں اس بنا داڑھی والے بکرے کی مذکر مؤنث ٹھیک کروانے کیلئے نہیں رک سکتا اس لئے میں بھی

ساتھ ہی آؤنگا آپ کے آدھے گھر والے کو لینے" وہ

پٹر پٹر بولتا ہوا یاقوت سے پہلے گاڑی میں جا بیٹھا۔

اب وہ کیا کہتا اسے چھوٹا تھا لاڈلا تھا زیحال کے بعد وہی

انکے آگے سر جھکاتا تھا۔

"عثمان کی ویسے بہت ٹانگ کھینچتے ہو تم بچارا" وہ ہنستے

ہوئے گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔

"میرا ٹانگ کون کھینچتا ہے؟" پچھلی نشست سے

ابھرتی آواز پر یاقوت پا میر دونوں کی بے ساختہ چیخ

گاڑی میں گونجی تھی وہ دونوں ڈیش بورڈ سے چپکے
چھٹی پھٹی آنکھوں سے پیچھے بیٹھے عثمان کو دیکھنے لگے۔
وہ آنکھوں پر لگے گلاسسز آدھی ناک تک لاتے
دونوں کو دیکھنے لگا۔

"چلو اب۔۔۔ میٹنگ کیلئے دیر ہو رہی ہے یہ کلائنٹس
بھی کسی محبوبہ سے کم نہیں ہیں ناراض ہو گئے تو
زیحال ہمیں نہیں چھوڑے گا "

وہ کب سے یہاں بیٹھا دونوں کا انتظار کر رہا تھا مگر یہ تو وہی جانتا تھاناں یہ دو تو بچارے اپنی روح فنا ہوتے ہوتے بچا گئے تھے۔

"اسکو میں نے بمب سے اڑا دینا ہے۔۔۔ابھی میری بیگم بیوہ ہو جاتی" پا میر دل تھامے کلس کر بولا۔

یاقوت نے گہرا سانس بھر کر خود کو ریلیکس کیا حالت تو اسکی بھی کچھ یوں تھی جیسے موت کا فرشتہ دیکھ لیا ہو۔

"میری والی کے پاس تو ایکسٹرا شوہر بیک اپ میں پڑا ہے۔۔۔ہیں ناں؟" جل بھن کر پا میر سے پوچھا۔

عثمان بچارا کبھی ایک کا منہ دیکھے کبھی دوسرے کا۔

"تم۔۔۔تم یہاں کہاں سے ٹپکے۔۔۔؟" اب سیدھا بیک ویو مرر سے لاشاری صاحب کو گھورتے تڑخ کر پوچھا۔

"ٹپکا تو ممی کی گود میں تھا یہاں تو میں بیٹھا ہوں" وہ اتنے سیریس انداز میں بولا ٹکر ٹکر دونوں کو دیکھنے لگا۔

جب کہ اسکو گھورتے ہوئے پامیر کا چھت پھاڑ قہقہہ دونوں کے کانوں کے پردے پھاڑ گیا تھا۔

یاقوت نے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا پھر اس بنا داڑھی والے بکرے کو اور پھر اپنا سر سٹیر نگ پر مار گیا۔

"اوہ میرے خدایا کن نمونوں میں تو نے مجھے پھنسایا"

وہ زیر لب بڑبڑاتے گاڑی آگے بڑھا گیا۔

پورے راستے ان دونوں کی باتوں پر یاقوت کے کان کے سارے کیڑے جھڑ گئے تھے۔

۔۔۔۔۔۔۔

زیحال میٹنگ کے سلسلے میں شہر سے باہر جا رہا تھا جب گھر سے زمل کی کال پر وہ سیدھا گاڑی اڑاتے ہوئے گھر پہنچا تھا۔ آئرہ روتی ہوئی کمرے میں ایک کونے میں کھڑی سامنے کا وہ بھیانک منظر دیکھ رہی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ مجھے مار دے گی۔۔۔اسے۔۔۔اسے ہٹائیں۔۔۔یہ مجھ پر۔۔۔مجھ پر چلا رہی ہے" وہ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے کونے میں کھڑی بری طرح سے لرزتی آئرہ کی جانب اشارہ کرنے لگا۔

زیحال نے زبردستی اسکے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سینے سے لگانے کی کوشش کی مگر وہ پھر بے قابو ہونے لگتا۔

"کچھ نہیں کر رہی وہ۔۔۔ مجھے دیکھو۔۔۔ تم میرے بیٹے ہو ناں۔۔۔ ہیں ناں؟" وہ اسکا چہرہ تھامے پیار سے بہلا کر پوچھنے لگا۔

یہ منظر آج آئرہ خانزادہ کیلئے کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔ وہ تو اسے سمبھالنے کیلئے اسکے قریب آئی تھی مگر جیسے ہی برلاس کی نظر اس پر پڑی وہ اسکے ہاتھ خود سے

دور جھٹک کر بیڈ کے دوسرے کونے میں سمٹ کر بیٹھ گیا۔

اور ایسے دیکھنے لگا جیسے کوئی آسیب دیکھ لیا ہو۔

"یہ۔۔۔یہ مجھے مار رہی ہے۔۔۔یہ مجھ پر چلا رہی ہے" وہ خود ہی خود کے چہرے پر زار و زار تھپڑ مارتے ہوئے رو کر اپنے باپ کو بتانے لگا تھا

اسکی یہ حالت دیکھ زمل خوف زدہ سی ہوتی کومل کے ساتھ لگ گئی۔جو خود پر ضبط کرتی بر لاس کی یہ حالت دیکھ رہی تھی۔

"برلاس ۔۔۔کوئی نہیں چلا رہا۔۔۔"آج وہ زیحال کے قابو میں بھی نہیں آرہا تھا وہ اپنے باپ کے سینے سے لگتے چھپنے کی کوشش کرنے لگا آنکھیں زور سے بند کیئے جیسے یہ سارا منظر غائب کر دینا چاہتا ہو۔

اس عورت کو یہاں سے ہٹا دینا چاہتا ہو مگر نہیں یہ سب اسکی جان تب تک نہ چھوڑتا جب تک اسکی آخری سانس بھی نہ نکل جائے۔

"مجھے۔۔۔مجھے بچالیں۔۔۔اسے۔۔۔اسے کہیں مجھ پر چلائے نہیں۔۔۔اسے کہیں نا۔۔۔ں۔۔۔ کہتے

کیوں نہیں" وہ خود زور سے دھاڑتا اپنے باپ کے بازو

کو پکڑ کر بول رہا تھا۔

"اسے۔۔۔ کہیں۔۔۔ اسے

روکیں۔۔۔ بابا۔۔۔ اسے روکیں" وہ پھوٹ پھوٹ

کر روتے پھر سے زیحال کے سینے سے لگ گیا۔ اسے

زور سے اپنے سینے میں بھینچتے زیحال نے کن کرب

بھری نگاہوں سے آئرہ کی جانب دیکھا تھا۔

جو ایسے کھڑی تھی جیسے ابھی ڈھے جائے گی۔ وہ اپنی

محبت سے خوفزدہ ہو رہا تھا؟ اپنی محبوبہ سے؟ جس کا

چہرہ اسے سکون پہنچاتا تھا۔ آج وہ چہرہ اسے خوف دلا رہا تھا۔

"تم۔۔۔" ایک لفظ کے آگے جیسے لفظ بھی لبوں سے ادا ہونے سے انکاری تھے۔

"تم پلیز کچھ دیر کیلئے کمرے سے باہر جاؤ آئرہ" اسکی بات پر آئرہ کھڑے کھڑے مر گئی تھی آنکھوں سے ایک سیلاب ٹوٹ کر رخسار پر بہہ نکلا تھا۔ زیحال نے زمل کی جانب مدد طلب نظروں سے دیکھا۔

جو روتے ہوئے سر اثبات میں ہلاتی آئرہ کی جانب گئی اور اسکا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ کمرے سے باہر لے جانے لگی۔ وہ چل نہیں تھی اسکا وجود گھسیٹا جا رہا تھا۔ انکے کمرے سے جاتے ہی زیحال نے برلاس کی جانب دیکھا جو بچوں کی طرح اسکے سینے سے لگا رو رہا تھا۔

"اسے چپ کروائیں بابا۔۔۔وہ۔۔۔وہ چلا رہی ہے مجھ پر" وہ کسے چپ کرواتا اور کیسے وہاں کوئی نہیں تھا سوائے اسکے ماضی کے اس ماضی کو کیسے زیحال

خاموش کروادیتا اسکے بس میں ہوتا تو یہ غم وہ اپنے

حصّے میں لے جاتا۔

زیحال اسے زور سے اپنے سینے سے لگائے اپنے فون

سے ڈاکٹر برہان کا نمبر ڈائل کرنے لگا جو ہمیشہ کی

طرح پہلی ہی رنگ پر اسکی کال اٹھا گئے تھے۔

اور ایک ہی پکار کر پاشا ولا پہنچ گئے تھے انہوں نے

آتے ساتھ برلاس کو بے ہوشی کا انجیکشن دیا تھا جس

کے لگنے کے کچھ دیر بعد اثر شروع ہوتے وہ زیحال کی

گود میں نیم غنودگی میں ڈوبنے لگا تھا۔

برہان ایک ٹک اسے دیکھنے لگے وہ سوتے ہوئے بھی بچوں کی طرح سسکیاں لے رہا تھا ہاتھ کی مٹھی میں زیحال کی شرٹ زور سے جکڑ رکھی تھی کہ کہیں وہ اس سے دور نہ چلا جائے۔

"مجھے کسی ماہر نفسیات کا بتاؤ" وہ برلاس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کھوئے کھوئے سے انداز میں استفساریہ مخاطب ہوا۔

"ان سے کیا ہوگا؟" برہان کے سوال پر اس نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا۔

"وہ اسے مزید دماغی مریض بنا دیں گے۔۔۔" انکی
بات پر زیحال کا دل بے اختیار مٹھی میں آیا تھا۔
"تو میں کیا کروں۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ دیکھتا رہوں
اسے۔۔۔ مرنے دوں ایسے گھٹ گھٹ کر؟" وہ
کرب کی آخری انتہا پر تھا برہان نے اسے کبھی یوں
ٹوٹے بکھرے نہیں دیکھا تھا۔
زندگی میں بڑے سے بڑے غم آئے ہر غم پہلے والے
سے بڑا تھا مگر ان تینوں کو وہ کیسے ماضی سے نکال کر
لاتا۔ یہ غم کبھی ختم نہیں ہو سکتا تھا۔

"انسان کو چاہیے جس چیز سے خوف آئے وہی

کرے"انکی بات پر زیحال نے استفہامیہ نگاہوں سے

انکو دیکھا۔

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ برلاس کا علاج اسکا ماضی ہی

ہے۔۔۔اسے اسکے ماضی میں لے جائیں اور اسکے

سامنے کھڑا کر دیں "

"وہ خود اس سے لڑے گا۔۔۔اپنے اندر سے اسے نوچ کر نکالے گا" وہ کیا کہہ رہے تھے زیحال کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا ذہن جیسے مفلوج ہو چکا تھا۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا" وہ کندھے بے اختیار ڈھیلے چھوڑ گیا برہان کو اس شخص پر رشک آیا تھا کیا اس جیسا شخص انہیں پوری دنیا میں کہیں مل سکتا تھا؟ایسی اولاد سے تو کچھ سگے ماں باپ بھی تنگ آ جائیں۔

اور وہ غیر ہو کر اتنی چھوٹی عمر میں ان تینوں کو سمبھال گیا تھا۔انکے غم کو اپنا غم بنا گیا تھا۔

"آپ کو ایسا کرنا پڑے گا پاشا۔۔۔ورنہ یہ بچہ خود کو بہت بڑا نقصان پہنچالے گا" اسکی حالت دیکھ برہان کی بات سن کر زیحال کی جان جیسے لبوں پر آئی تھی۔

وہ برلا اس کو مزید اپنے سینے سے لگا گیا جیسے اسے کھونے سے ڈر گیا ہو ہاں وہ واقعی ڈر گیا تھا۔

"میں چلتا ہوں۔۔۔اگلی بار زرتشم کو ساتھ لاؤنگا بہت یاد کر رہے تھے آپ سب کو" وہ بیگ اٹھاتے بیڈ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

زیحال نے نہیں دیکھا انکی جانب اسکی نگاہیں یکٹک
برلاس پر ہی ٹکی تھیں۔ جیسے ایک بچہ اپنے پسندیدہ
کھلونے کو پکڑ کر بیٹھا ہو نہ پکڑے وہ کھلونا اس سے گم
ہو جائے۔

برہان اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دلاسہ دیتے کمرے
سے باہر نکل گئے انکے جاتے ہی زیحال کا ضبط ٹوٹا تھا وہ
برلاس کو زور سے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

"میں۔۔۔میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دونگا۔۔۔تم
میرے بیٹے ہو۔۔۔تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا

سکتا تم خود بھی نہیں" وہ کس ضبط سے آنکھیں بند

کیئے اسکی پیشانی پر لب ٹکا گیا تھا ایک آنسوں ٹوٹ کر

برلاس کے چہرے پر جا گرا۔

وہ کتنی ہی دیر اسکے پاس بیٹھا اسکے بالوں کو سہلاتا رہا پھر

دھیرے سے اسکا سر تکیے پر رکھتے اسکی بند مٹھی سے

اپنی شرٹ آزاد کروانے لگا۔

وہاں سے استری مکمل خراب ہو چکی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر مزید یک ٹک برلاس کو دیکھتے ہوئے

اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتا رہا جب وقت کی جانب نظر

پڑی دو گھنٹے سے وہ یہی تھا۔

پھر دھیرے سے برلاس کی نیند خراب ہو جانے کے

ڈر سے بیڈ سے نیچے اترا اور اس پر کمفرٹر ٹھیک کرتے۔

کمرے کا دروازہ آرام سے کھول کر باہر نکل آیا۔

وہ سب لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے۔جب زیحال کو دیکھتے

ہی زمل بے اختیار اسکی جانب چلی آئی۔

"ہبی۔۔۔کیسے ہیں برلاس بھائی؟"وہ آتے ہی فکر مندانہ لہجے میں پوچھنے لگی۔

"ٹھیک ہے"وہ جواباً آئرہ کی جانب دیکھنے لگا جو گم سم سی صوفے پر بیٹھی تھی اسے ایسے دیکھ زیحال کو بے اختیار اس پر ترس آیا تھا۔

"آئرہ کو اپنے ساتھ آج سلا لینا۔۔۔جب تک برلاس نارمل نہیں ہوتا۔۔۔"اسکی بات پر زمل نے بھی مڑ کر پیچھے بیٹھی آئرہ کو دیکھا۔

سب کے چہرے یکدم اسے مرجھا سے گئے تھے۔

۔۔۔۔۔۔۔

مہرام اور مہروز کے اسکول سے واپس آنے سے پہلے پہلے سیماب انکی پسند کی ساری چیزیں بنا کر ٹیبل سجا چکی تھی۔زریاب خود بھی آفس سے جلدی گھر آ گئے تھے۔انکو سیماب نے کال کر کر خاص طور پر لنچ کیلئے بلا تھا۔

اور آج یہ دستر خوان پورا الگ رہا تھا۔

"واؤ۔۔۔اتنی ساری ڈشز؟"اتنے سارے لوازمات دیکھ مہروز کے منہ میں بے اختیار پانی بھر آیا

"ادرک کا سوکھا کھانا کھانے سے بہتر ہے گھر کا دیسی گھی

میں بنا کھانا کھاؤ" وہ سب کی پلیٹوں میں سرو کرتی

مسکرا کر بولی۔

"بیٹیوں کا ہی خیال ہے تم کو۔۔۔ شوہر کسی خاطے

میں نہیں" انکی بات پر جہاں سیماب جھینپی تھی وہی

مہرام اور مہروز کھلکھلا کر ہنسنے لگیں۔

یہ کھلکھلاہٹ یہ مسکراہٹ ان سب سے یہ فیملی کتنی

خوبصورت لگ رہی تھی۔ کیا زندگی صرف بیوی بچوں

کے ساتھ خوبصورت بنتی ہے کیا انکے آنے سے زندگی

میں ماں باپ کی کوئی جگہ نہیں رہتی انکے ہونے یا نہ

ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔؟

وہ بے اختیار سوچنے لگے جب سوچتے سوچتے خیالات

کہیں دور کسی سے جا ملے تھے ایک حسین دور کے

ساتھ۔

"جلدی کرو۔۔۔کریم کب سے تم سب کا انتظار کر رہا

ہے" ایک جوان جہاں خاتون اپنی چڑھتی جوانی کو

سمبھالتی ہوئی ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی۔

"ہاں بھئی کیسی جا رہی ہے پڑھائی کہیں کوئی کمی تو نہیں رکھ رہے؟" وہ اخبار ایک جانب رکھتے ناشتے کی جانب جھکے اور اپنے ساتھ والی تین کرسیوں پر بیٹھے اپنے بچوں سے پوچھنے لگے۔

جن میں دو نے اسکول یونیفارم پہن رکھی تھی اور ایک چھوٹی بچی گھر کے کپڑوں میں تھی۔

یقیناً ابھی وہ اسکول جانے کیلئے بہت چھوٹی تھی۔

کہ تب ہی داراب کی چیخ نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"مورے۔۔۔اس نے میری بک پھاڑ دی" وہ ہاتھ

میں بک اٹھائے زور سے چیخا تھا جب اسکی چیخ پر

مورے سے پہلے چھوٹے سے کیوٹ گپو سے بچے میں

اسکے ہاتھ پر زور کی کاٹی کرلی۔

"آاا۔۔۔یہ کیا کیا" وہ اپنے چھوٹے بھائی کو آنکھیں

دکھا کر ڈرانے لگا مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا

"زیحال خان "سب سے چھوٹا۔

صحت مند اور بے حد کیوٹ وہ خود کو ایک بار دیکھنے

والوں کو اپنی جانب پھر سے دیکھنے پر مجبور کر دیتا تھا

کوئی بھی ہوتا اسے دیکھ کر گود میں لینے کی کوشش

ضرور کرتا مگر وہ نکھرے ہی اتناد کھاتا تھا کہ ذرا سا منہ

پھاڑا نہیں کہ اسکے بھائی بہن فورا اسے آٹپکتے تھے وہ خود

سے بڑے دو بھائی اور ایک بہن کا چہیتا بھائی تھا۔

زریاب نے آکر داراب کی بک دیکھی۔

"لو۔۔۔کوئی پینسل سے ڈرائنگ کرتا ہے زی تو کاغذ

سے ہی گاڑی بنانے لگا ہے "

وہ جھک کر اپنے گپو سے بھائی کو گود میں اٹھا گیا جو صحت

مند اتنا تھا کہ اٹھانے میں ہی سانس پھول گئی تھی۔

"اسکو میری ہی بک ملی تھی" داراب دانت کچکچاتے اس چھوٹے فتنے کو دیکھنے لگا

"لا۔۔۔ہپ۔۔۔اوں" وہ اپنی آدھی گونگی زبان میں داراب کو مارنے کا بتا رہا تھا۔ جس پر ہنس کر زریاب نے اسے دکھانے کیلئے جھوٹ موٹ کے دو چار تھپڑ داراب کو مارے وہ بھی آگے سے رونے کی ایکٹنگ کرنے لگا جس پر چھوٹا سازی کھل کھلا کر تالی بجانے لگا تھا وہ بہت کم بولتا تھا لیکن اشاروں میں ہر بات سمجھا دیتا تھا۔

دور سے فرخندہ اپنے بچوں کو آپس میں کھیلتے دیکھ سکون کا سانس اپنے اندر اتار گئی۔

"چلو ماڑا۔۔۔دیر ہو رہی ہے" باہر سے نوشیر وال کی آواز پر زریاب اور داراب اپنا اپنا اسکول بیگ اٹھا کر بھاگے تھے۔

فرخندہ گود میں لئے زی اور ہاتھ پکڑی زر کو لئے انکو جاتے ہوئے دیکھتی رہی تینوں نے مل کر جانے والوں کو بائے بائے کیا تھا۔

وہ زی اور زر کو لے کر اندر آ گئی تھی وہ دونوں اپنے کھیل میں مصروف تھے اور وہ اپنے کام میں لگ چکی تھی۔

کتنا حسین وقت تھا سب ایک ساتھ تھے دلوں میں کوئی دوری نہیں تھی وقت حسین تھا واقعی۔

لیکن آج۔۔۔وہ سب کہاں تھے؟ کیا وقت ہوا میں دھوئیں کی طرح تحلیل ہو گیا تھا؟ سب لوگ تو وہی تھے مگر دلوں کو کیا ہو گیا تھا؟

سوچتے سوچتے کب انکی آنکھیں بھر اگئی علم ہی نہیں ہو سکا وقت بدلا تھا آج وہ سربراہی کرسی پر تھے انکے بچے سامنے تھے۔

لیکن کیا گزرتے وقت کے ساتھ انسان کے اندر کے احساسات بھی دفن ہو جاتے ہیں؟ جو جوان ماں باپ ساری عمر بچوں کو دیتے ہیں کیا وہ بڑھاپے میں انکے سہارے سے محروم ہو جاتے ہیں؟

اولاد خود کو اتنا بڑا سمجھنے لگتی ہے کہ ماں باپ ہر فیصلے میں غلط لگنے لگتے ہیں؟ کیوں؟

یہ کیوں آج زریاب خان کو جھنجھوڑ کر رکھ گیا تھا وہ
کب سے سانس روکے بیٹھے تھے کہ اب مزید
برداشت نہیں ہو رہی تھی وہ اٹھ کر کمرے میں جا کر
بند ہو گئے۔

انکویوں اٹھ کر جاتے دیکھ مہرام مہروز کی ہنسی تھمی تینوں نے مڑ کر اس جانب دیکھا۔

"بابا کیوں اٹھ گئے؟" مہرام سیماب کی جانب دیکھ استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"ام دیکھتا ہے تم دونوں کھانا کھاؤ" وہ دونوں کے سر پچکارتی اٹھ کر اسی کمرے کی جانب چلی گئی مہروز کر پاس مہرام تھی اسے سمبھالنے کیلئے لیکن وہ پھر بھی اپنے بابا کے پیچھے جانا چاہتی تھی۔

سیماب جیسے ہی کمرے تک پہنچی دروازہ اندر سے لاک نظر آیا۔ وہ پریشانی کا شکار ہوتی آگے آئی اور دروازہ ناک کرنے لگی۔

"خان۔۔۔ تم اندر ہے؟" وہ جیسے پہلے تسلی کرنا چاہتی تھی مگر کمرہ تو اس جانب یہی تھا انکا۔ وہ فکر مند ہوتی دروازہ ناک کرنے لگی۔

"خان۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔ دروازہ کھولو" اسکی دستک پر ایک بھی جواب اندر سے نہیں آیا تھا۔ جو سیماب کو مزید پریشان کر رہا تھا۔

"خان۔۔۔کیوں پریشان کر رہا ہے۔۔۔ام کو فکر ہو رہی ہے دروازہ کھولو" اب تو جیسے جیسے گھڑی کی سوئی گزر رہی تھی انکے دروازہ نہ کھولنے پر سیماب کا دل بیٹھتا چلا جا رہا تھا پریشانی سے ہتھیلیاں بھیگنے لگی تھیں کیونکہ وہ جب سے آفس سے لوٹے تھے تب سے بہت کم بول رہے تھے۔

"خان۔۔۔تم ام کو" وہ دروازہ کھٹکھٹاتی پریشان سی بول ہی رہی تھی جب دروازہ ایک دم سے کھلتے اسے کلائی سے پکڑ کر اندر کھینچا گیا۔

اس اچانک عمل پر سیماب کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی جب زریاب اسے خود سے لگائے زور سے سینے میں بھینچ گئے۔

"خان۔۔۔" وہ کچھ بول بھی نہیں پائی تھی وہ ایسا کبھی نہیں کرتے تھے۔ مگر اب۔

"خان کیا ہوا ہے؟" وہ انکے سینے سے لگی از حد فکر مندی سے پوچھنے لگی۔

"ام۔۔۔ام پھنس گیا ہے۔۔۔ام کو گناہوں نے گھیر لیا ہے" انکی آواز پہلے کی نسبت بھاری تھی ایسے جیسے ازیتوں کا انبار حلق میں آ پھنسا ہو۔

"ہوا کیا ہے ام کو بتاؤ" وہ واقعی کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ لیکن اتنا جانتی تھی کہ بات چھوٹی نہیں تھی کیونکہ زریاب کسی بات کو خود پر اتنی جلدی حاوی نہیں ہونے دیتے تھے۔

۔۔۔۔۔۔

نوشیر وال صاحب کو دوائیں دے کر وہ سارا باقی کا کام نمٹا کر اپنے کمرے میں آئ تھی پورا دن وہ اکیلی سب سمبھالتی تھی ملازموں کی فوج اکٹھی تھی مگر انکے ہوتے ہوئے اپنی نگرانی میں کام کروانا انکو کام سونپنا یہ سب کام بیلا کے زمے تھے۔ جنہیں وہ سیماب کے جانے کے بعد بہت سمجھداری سے پورا کر رہی تھی۔ فرخندہ بیگم کو اس سے اتنی توقع نہیں تھی کہ وہ اتنی سمجھداری کا مظاہرہ بھی کر سکتی ہے مگر وقت غلط ثابت ہوا تھا۔

وہ اب بھی سب کام نمٹا کر ملازموں کے کوارٹرز چلے جانے کے بعد خود آرام کرنے اپنے کمرے میں گئی تھی مگر یہ بظاہر انکو لگ رہا تھا۔

مگر اسکا سکون پوری طرح سے برباد تھا وہ کمرے میں آتے ساتھ دوپٹہ بیڈ پر پھینکتی سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

کانوں میں صرف ایک ہی آواز گونج رہی تھی "آپکا کا ملایا گیا نمبر کسی اور کال پر مصروف ہے"

کیا کوئی اتنا ضروری تھا اسکے لئے۔کہ اسے بیلا کی کال نظر نہیں آئی۔

وہ کتنی ہی دیر سن دماغ کے ساتھ بیٹھی رہی۔جب کمرے کا دروازہ کھلتے اسکی نگاہ اوپر کی جانب اٹھی۔

سامنے ہی وہ پہاڑی وجود وردی میں ملبوس کمرے میں داخل ہوا تھا وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔چہرے پر تھکاوٹ اور ماتھے پر بکھرے بال۔وہ سیدھا ڈیوٹی سے شاید گھر ہی آیا تھا مگر ڈیوٹی کے دوران ہی اسے کوئی اور عزیز ہو گیا تھا۔

سوچ سوچ کر اسکا سر پھٹنے کے قریب تھا غصّے سے دماغ کھولنے لگا تھا۔

"جلدی سے ایک چائے کا کپ بنادو۔۔۔درد سے جسم ٹوٹ رہا ہے" پورے دن کی بھاگ دوڑ کے بعد اب واقعی اسے اپنا بدن حصّوں میں ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ بیلٹ نکال کر ایک جانب ٹیبل پر رکھنے ہی لگا تھا جب اسکا ہاتھ اپنی جیب پر پڑا۔ وہاں کچھ تھا جس کے محسوس ہوتے اسکے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

بیلا نہیں اٹھی تھی اپنی جگہ سے ایسے جیسے اس نے داراب کی آواز سنی ہی نہ ہو۔

"بیلا۔۔۔" اسے یوں ساکت بیٹھے دیکھ اس نے دھیرے سے اسکا کندھا پکڑ کر ہلایا۔ جس پر وہ ہڑبڑا کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"کہاں دھیان ہے تمہارا۔۔۔میں نے کچھ کہا ہے تم سے" اسکی بات پر بیلا ایک قدم پیچھے ہٹی اور جلدی سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر گلے میں لینے لگی پہلے کی نسبت

اب سر پر لینا چھوڑ چکی تھی۔ مگر سینا اب بھی ڈھانپ کر رکھتی تھی۔

اسکا یہ عمل داراب نے بغور دیکھا۔

"ک۔۔۔ کیا کہا تم نے؟" استفسار یہ پوچھا۔

"کچھ نہیں" وہ سرسری سے لہجے میں بول کر باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔

اسے فریش ہونے میں کچھ وقت لگا تھا جب تک وہ باہر آیا تب تک سامنے ٹیبل پر چائے کے ساتھ کھانے کی پوری ٹرے بھی سجی رکھی تھی۔

اس نے نظر گھما کر اس دشمن جان کو دیکھا جو بیڈ کے ایک کنارے پر تھوڑی سی جگہ میں سمٹ کر سونے کیلئے لیٹ چکی تھی۔

داراب نے وقت دیکھا تو رات کے گیارہ بج رہے تھے اتنی جلدی وہ سونا چاہتی تھی؟

وہ کاؤچ کی جانب بڑھا اور اپنی پاکٹ سے ایک ڈبی سی نکال کر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔

اس نے مڑ کر بیلا کی جانب دیکھا۔ کیا وہ سو گئی تھی اسے انتظار کرنا چاہئے تھا اسکا۔ پتہ نہیں اسے کیوں بیلا کا رخ موڑ کر لیٹنا اچھا نہیں لگا تھا۔

وہ خاموشی سے بال جھاڑتا ہلکا سا ہاتھ پھیر کر صوفے پر آ بیٹھا اور اسکا رکھا ہوا کھانا کھانے لگا۔

کھانا گرم تھا ہر چیز ایسے جیسے اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ تھوڑا سا کھا کر چائے پیتا بلکونی میں نکل آیا چاند آج پورا تھا جس کی روشنی میں حویلی کا بڑا سا لان اور اس

میں لگے زرد بلبوں کی روشنی۔ وہ رات کتنی حسین لگتی ہے جس میں چاند بھی پورا نکل کر آئے۔

مگر زیادہ حسین تب لگتی ہے جب پہلو میں بھی ایک چاند کھڑا ہو۔

اس سے آگے وہ کچھ سوچتا کہ اسے اپنے پہلو میں کسی کے ہونے کا احساس ہوا۔

وہ جیسے ہی گردن موڑ کر دیکھنے لگا نظر اسی پر گئی جس کی غیر موجودگی میں دل نے الگ ہی واویلا مچادیا تھا۔

"تم۔۔۔سوئی نہیں؟" بیلا کو دیکھ اسکے منہ سے خود ہی یہ سوال نکلا تھا جس پر اس نے بے حد خفا نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیوں۔۔۔ام نے تم کو ڈسٹرب کر دیا؟" لہجہ بے حد خفا اور غیر سا تھا۔

"ایسا کب کہا میں نے۔۔۔میں تو تمہارا انتظار کر رہا تھا" وہ ہاتھ میں پکڑی ڈبی اسکی نظروں سے پیچھے کر گیا دل اسے لے کر کب سے بے چین تھا۔

"امارا؟ واقعی؟" اسی حیرت پر داراب کو حیرت ہوئی۔

"پہلو میں کھڑی بیوی کا نہیں ہو گا تو کس کمبخت کا ہو گا۔۔۔؟" اس بار اسکے سوال پر بیلا کا دل دھک سے رکا تھا۔ جان لبوں پر باتوں سے کیسے لاتے ہیں یہ اس شخص کو خوب معلوم تھا۔

"جس سے گھنٹوں کال پر بات ہوتی ہے" یہ جملہ دل سے زبان تک آیا تھا مگر اسے لبوں سے ادا ہونے کی اجازت نہ تھی۔

"کیوں۔۔۔کچھ چاہئے تھا تم کو؟" وہ سرسری سے انداز میں پوچھنے لگی۔ اسکا یہ انداز داراب کو کھٹکا تھا۔

"کچھ چاہیے ہوتا تو لے لیتا۔۔۔ تمہیں نیند سے نہ اٹھاتا۔۔۔"کیا وہ خیال کر رہا تھا اسکا وہ بے اختیار سوچنے لگی۔ مگر خیال فوراً سے جھٹک دیا گیا تھا۔

"آنکھیں بند کرو" اسکی بات پر اس بار وہ ذرا سی چونکی۔

"ک۔۔۔کیوں؟ "

"میں کہہ رہا ہوں۔۔۔آنکھیں بند کرو" وہ مسکراتے ہوئے بیلا کو تشویش میں مبتلا کر رہا تھا۔

وہ کچھ جھجھکتی ہوئی اپنی کانچ سی آنکھوں کو بند کر گئی۔جب اسے اپنے ہاتھ پر ایک حرکت سی محسوس ہوئی۔

اس نے جیسے ہی آنکھیں کھولی نظر سامنے ڈالی ایک چمکتی ہوئی خوبصورت بلیورائل رنگ نظر آئی

اتنے مہنگے تحفے پر اس نے بے اختیار داراب کی جانب دیکھا۔

وہ مسکرا کر دھیرے سے آگے بڑھتا اسکے ماتھے پر بے اختیار اپنے لب رکھ گیا اس عمل پر بیلا کا دل بے ساختہ زور سے دھڑکا۔

"فارمائے بیوٹیفل وائف۔۔۔بیلا داراب خان" اسکے الفاظ بھی اسکے لہجے کی طرح ہی بے حد خوبصورت تھے۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی آنکھوں کو بھر آنے سے نہیں روک پائی تھی۔

داراب اسکے ہاتھ تھامے ان میں اس چم کتے ہوئے ہیرے کو دیکھنے لگا۔

پھر بھی اسے اپنے ہیرے کی چمک زیادہ اچھی لگی تھی
وہ ہاتھ اوپر اٹھائے اپنے لبوں تک لے آیا اور شدّت
سے انکا بوسہ لیا۔

"دنیا کا ہر ہیرا۔۔۔میرے ہیرے کے آگے بہت
پھیکا ہے" وہ اسکے ہاتھ کی انگلیوں میں باہم انگلیاں
پھنسائے دلفریب انداز میں مسکرایا تھا۔
"پسند آئی تمہیں؟" اسکے سوال پر وہ بے اختیار سر
اثبات میں ہلانے لگی۔

"تو بدلے میں میرا تحفہ ؟"اب کی بار وہ جو اسکے اتنے

خوبصورت انداز پر دل وارفتہ ہورہی تھی بے اختیار

چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"ت۔۔۔تحفہ ؟"ہاں وہ تو کچھ لائی ہی نہیں تھی کیسے

لاتی اسے پتہ ہی نہیں تھا ایسے تحفہ بھی دیا جاتا ہے۔

رشتے خوبصورت خود بن جائیں جب جھگڑوں سے

زیادہ ان خوبصورت عمل پر غور کیا جائے۔

"ہاں۔۔۔بدلے میں ہم شوہروں کو بھی تو کچھ ملنا چاہیئے "شوہر کے نام پر داراب کو اسکی حالت دیکھ خود ہنسی آئی لیکن وہ اسے ہونٹوں میں ہی دبا گیا۔

"ل۔۔۔لیکن ام کیا دے۔۔۔رکو۔۔۔ام کچھ دیکھتا ہے "وہ بول کر جانے ہی لگی تھی جب اسکی کلائی داراب کی گرفت میں جکڑی گئی۔

وہ اسے ایک ہی جھٹکے میں واپس کھینچتے دیوار سے پن کر گیا۔اس اچانک افتاد پر بیلا سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔

"وہاں کیا دیکھو گی میرا تحفہ تو تمہارے پاس ہے"

آواز میں بے اختیار خماری اتری تھی۔

اسکی نظریں بیلا کی آنکھوں سے ہوتی اسکے پنکھڑی سے لبوں تک آرکی تھیں۔جب اسکی نگاہوں کی سیدھ پر بیلا کی جان نکلی تھی۔

"و۔۔وہ۔۔۔وہ میں" وہ کچھ کہہ کر یہاں سے بس نو دو گیارا ہونا چاہتی تھی

"کیا تم۔۔۔؟ تمہیں نہیں لگتا۔۔۔ہم بہت سا وقت ضائع کر چکے ہیں ہمیں ابھی اب آگے بڑھنا چاہیئے" وہ

آج جیسے اپنے ہوش میں نہیں تھا اسکی بہکی باتیں بیلا کی جان لبوں پر لا رہی تھی۔

"چلو۔۔۔آسانی کرتا ہوں۔۔۔ایک کس دے دو۔۔۔اور جاؤ" وہ عنقریب رو دینے کو تھی جس پر داراب کو اسکی معصومیت پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

وہ دائیں جانب رخصار پر انگلی رکھے آنکھیں بند کر گیا۔

"ویٹنگ مسسز خان۔۔۔ تھوڑا جلدی کریں" وہ جانتا تھا یہ پاگل لڑکی اسی میں کانپ گئی ہو گی۔ لیکن آج وہ اپنے دل کی آوازوں کو بند نہیں کروانا چاہتا تھا۔

وہ جھٹ سے اسکے دیوار پر رکھے ہاتھ سے نیچے ہو کر گزرتی ایک جانب ہو گئ۔

"ش۔۔۔شکریہ۔۔۔تحفے کیلئے" بول کر وہ رکی نہیں تھی سیدھا اندر بھاگ گئ اسکے یوں شرما کر بھاگ جانے پر داراب کا ہاتھ سیدھا دل پر گیا تھا۔یہ عورت بھی بڑی کمال چیز ہوتی ہے اپنی ہر ادا سے مرد کو زیر کرنا جانتی ہے۔

وہ اسکے پیچھے پیچھے کمرے میں آیا وہ بیڈ پر بیٹھی اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں اسکے لئے کوئی تحفہ لے کر جانا چاہئے" اسکے کانوں میں زنو کی آواز گونجی تھی۔

"کیسے۔۔۔میں آج تک اسکے لئے کوئی تحفہ لے کر نہیں گیا" وہ کچھ الجھن کا شکار ہوا

"تب ہی وہ تمہیں منہ نہیں لگاتی۔۔۔بیوی ہے تمہاری۔۔۔میرا ایسا شوہر ہوتا تو ایک بھی رات اسے بغیر گفٹ کے کمرے میں نہ گھسنے دیتی اڑیل کھڑوس" وہ صحیح اسکی طبعیت صاف کر دیتی تھی۔

"ہاہاہا۔۔۔تو میں تو اپنی بیوی کا شکر گزار ہوں" اسکی بات پر زنو نے اسکے کندھے پر جھڑپ رسید کی۔

"یہ چھوٹے چھوٹے قدم اسکی جانب بڑھاؤ۔۔۔وہ خود تمہاری طرف آئے گی داراب۔۔۔ تمہیں اپنی زندگی کا خوبصورت آغاز کر لینا چاہیے"

وہ اب بے حد سنجیدہ تھی اسکی بات پر داراب کی مسکراہٹ بھی کچھ سمٹ سی گئی۔

"جن حالات میں وہ میری زندگی میں آئی ہے۔۔۔انکے بعد وہ اتنی آسانی سے اپنے آپ تک

رسائی نہیں دے گی مجھے" وہ سر جھکائے اپنے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھ رہا تھا۔

"شوہر ہو تم۔۔۔ تمہارے لفظوں میں ہی اتنی پاور ہے کہ باقی چیزوں کی ضرورت ہی نہیں۔۔۔ کوشش تو کرو". وہ بے حد دھیمے لہجے میں اسے سمجھا رہی تھی

وہ پارک میں اڑتی چڑیوں کو دیکھنے لگا۔ جب ایک چڑیا کے منہ میں اسے سوکھی گھاس کا گول ٹکڑا نظر آیا۔

جو اسکے ساتھ بیٹھی چڑیا نے اسکے ساتھ پیار کرتے ہوئے اپنے گلے میں پہن لیا یہ منظر دیکھ وہ بے ساختہ

زور سے ہنسا تھا۔ زنو نے اسے متعجب نگاہوں سے دیکھا۔

"اس اچانک دورے کے پڑنے کی وجہ؟"

"وہ چڑیا مجھ سے بہتر ہے۔۔۔" وہ اس چڑیا کی جانب اشارہ کر کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اور وہاں سے وہ سیدھا اس شہر کی سب سے بڑی جیولری شاپ پر گیا تھا جہاں سے اس نے سب سے مہنگی انگوٹھی خریدی تھی۔

اور اب وہ بیلا کے خوبصورت ہاتھوں میں چمک رہی تھی۔

وہ جا کر کاؤچ پر بیٹھ گیا وہ تو آج تک یہ درمیان کا فاصلہ تک نہیں مٹا پایا تھا مزید حق کیا خاک لیتا اسے خود پر جھنجھنی سی آئی وہ سر کی پشت پر ہاتھ پھیر کر سیدھا چت لیٹ گیا۔

اسکی جسامت اس کاؤچ پر بمشکل ہی فٹ آتی تھی مگر وہ ایڈجسٹ کر جاتا تھا لیکن آج پتہ نہیں کیوں اسے یہاں بے چینی سی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ کبھی دائیں جانب کروٹ بدلتا تو کبھی بائیں جانب ایک گھنٹہ تو اسے تقریباً کروٹ بدلنے میں ہی گزر گیا تھا مگر وہ گدھے گھوڑے سب بیچ کر مزے سے سو گئی تھی۔

صبح کا سورج خان حویلی پر اپنی نئی کرنوں کے ساتھ اترا تھا معمول کے مطابق ملازمین اپنے اپنے کام پر لگ چکے تھے۔

سورج کی کرنیں ونڈو پر پڑنے کی وجہ سے کمرے کا اندھیرا بالکل ختم ہو چکا تھا۔

وہ دھیرے سے اپنا پلو چھوڑ کر کسمسا کر آنکھیں کھولتی انگڑائی لینے لگی جب انگڑائی لیتے لیتے اسے اپنے پلو پر بے تحاشہ پیار آیا وہ اس پر سر رکھتی ہاتھ سے اسے سہلانے لگی۔

جب اچانک اسے احساس ہوا آج اسکا پلو کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا وہ ذرا سے اٹھ کر اپنے پلو کو دیکھنے لگی۔
جب اپنے بلکل قریب سوئے ہوئے داراب کو دیکھ اسکے منہ سے زوردار چیخ برآمد ہوئی۔

اسکی چیخ پر گہری نیند میں سویا ہوا داراب یکدم سے

ہڑ بڑا کر کمبل سمیت دھڑام سے بیڈ سے نیچے آگیا۔

"ک۔۔۔ کون ہے۔۔۔ کون ہے؟" وہ ادھ کھلی

آنکھوں سے ہڑ بڑا کر اپنے آس پاس چور کو دیکھنے لگا۔

جب نظر بیڈ پر بیٹھی اس چورنی پر گئی جس نے اسکا دل

چرانے جیسا خوبصورت جرم کیا تھا۔

اسکی نظریں خود پر پڑتے دیکھ بیلا جلدی سے دوپٹہ

سینے پر لیتی ہاتھ رکھ گئی۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم ادر کیسے آیا؟" وہ اب بھی حواس باختہ سی اپنا دل سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"رینگتے ہوئے۔۔۔پاگل عورت۔۔۔ایسے کون چلاتا ہے؟" وہ کمر کس کر پکڑے بھنبھنا اٹھا تھا۔

"تم ادر آئے گا تو ام چیخے گا ہی ناں۔۔۔"

"بیلا۔۔۔کیا ہوا؟" اس سے پہلے داراب اسکی بات کا جواب دیتا باہر سے فرخندہ بیگم کی پریشان کن آواز پر دونوں نے مڑ کر اس جانب دیکھا۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں مورے۔۔۔ایک چوہا تھا" بیلا جلدی سے بہانہ گھڑتی جو منہ میں آیا بول گئی جبکہ اسکے منہ سے چوہا سنتے داراب نے تڑپ کر اپنی جانب انگلی سے اشارہ کیا

"میں۔۔۔میں چوہا؟ ایک پولیس والا تمہیں چوہا نظر آ رہا ہے؟" یہ توہین تھی اسکی وردی کی۔

"ایسے رات کو دم دبا کے آئے گا تو چوہا ہی بولے گا ناں ام" وہ ناک سکوڑ کر بولتی بلکل اسے اپنی پٹھانی لگی تھی

"تمہاری تو میں۔۔۔چوہا کسے کہا تم نے" وہ کمبل سمیت ہی اسکی جانب لپکا تھا جب بیلا اسے اپنی جانب آتے دیکھ جلدی سے بیڈ پر ہی کھڑی ہوتی دوسرے کنارے پر پہنچ گئی۔

"تم ہاتھ لگو میں تمہیں ہی چوہیا نہ بنا دوں تو" وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنی جانب بلانے لگا۔

"چوہا ہوگا تم تمارا بیوی۔۔۔تمارا ہونے والا خاندان" وہ جذبات میں کیا بول گئی تھی اسے خود بھی سمجھ نہیں آئی لیکن داراب کو بیڈ پر چڑھتے دیکھ وہ چھلانگ مار کر

بیڈ سے نیچے اترنے ہی لگی تھی جب ایک ہی جست میں داراب کی گرفت میں جکڑی گئی اور دونوں بری طرح سے بیڈ پر دھم سے آ گرے۔

انکے گرتے ہی کچھ ٹوٹنے کی زوردار آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔

داراب نے خود پر پڑی اس نازک سی لڑکی کو دیکھا جو گرنے کے ڈر سے اسکے اوپر جھکی زور سے آنکھیں بند کئے ہوئے تھی۔

وہ اس کے بال اپنے چہرے پر سے ہٹا کر بغور اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔وہ کتنی حسین تھی دل نے اعتراف کیا تھا وہ اسکی تھی یہ بھی دل نے مان لیا تھا۔

مگر یہ ٹوٹا کیا تھا؟ وہ آواز یاد کرتے بیلا کو خود پر سے ہٹا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا جب دونوں ہی بیلنس کے بگڑتے پھر سے ایک دوسرے پر آ گرے۔

"آؤچ۔۔۔امارا سر" دونوں کا سر آپس میں ٹکراتے بیلا کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔

"پھوٹ گیا ہیں ناں۔۔۔ ہٹو پیچھے" وہ اسے اٹھا کر خود بھی کوشش کر کر اٹھنے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک دونوں سر پکڑے اس ٹوٹے ہوئے بیڈ کو دیکھ رہے تھے۔ جیسے یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ بیڈ ٹوٹ گیا۔۔۔ بیڈ۔۔۔۔ وہ چیخ کر بیلا سے پوچھتا کہ واقعی ہمارا بیڈ ٹوٹ گیا۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا تم نے؟" وہ ہکا بکا سی اپنے بچارے بیڈ کو دیکھ رہی تھی۔

داراب خود ہکا بکا سا اپنے بیڈ کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا کر دیا۔۔۔میں ۔۔۔میں کیا کہونگا سب

کو۔۔۔سب ۔۔۔کیا سمجھیں گے "وہ سر پکڑے کیا

بول رہا تھا اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا جب اسکی بات

پر بیلا نے تڑخ کر اسکی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمارا "وہ واقعی نہیں سمجھی تھی۔

"یہی کہ میں اتنا ترسا ہوا تھا سیدھا بیڑہ ہی توڑ دیا انکو کیا

پتہ میں معصوم ہوں۔۔۔اور اب تک کنوارہ بھی"

اسکی بات پر بیلا پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

جب اسکی بات ٹھیک طرح سے سمجھ آتے اسکے کانوں سے تیز دھار دھواں نکلا تھا وہ ایک کشن اسکے سر پر رسید کرتی جلدی سے باتھ روم میں جا کر چھپ گئی۔

جبکہ داراب یہی سوچ رہا تھا کہ وہ کیا کہے گا سب کو۔

"میں۔۔۔میں کہونگا چوہا آیا تھا کمرے میں۔۔۔لیکن سب کہیں گے کہ چوہا بیڈ کیسے توڑ گیا۔۔۔یا میرے خدایا۔۔۔"وہ خود سے سوال جواب کرتے جھنجھلا اٹھا تھا۔

دونوں کچھ ہی دیر میں تیار ہو کر ایک ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر آ کر بیٹھے تھے۔ ناشتہ ابھی شروع ہوا نہیں تھا کہ داراب کی نظر خالی کرسی پر گئی۔

"داجی کہاں ہیں؟" اسکے سوال پر مورے اور بیلا نے بیک وقت ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"انکی طبعیت ٹھیک نہیں۔۔۔کل ہوسپٹل سے ہو کر آئے تھے۔" یہ گویا بم پھوڑا گیا تھا داراب پر وہ سانس روکے مورے کو دیکھے گیا۔

"ک۔۔۔کیا مطلب ہے۔۔۔ہوسپٹل کیوں ۔۔۔کیا ہوا ہے انکو؟" اسے یکدم سے فکر لاحق ہوئی۔

"کسی بات کی ٹینشن لے گئے تھے وہ۔۔۔" انکا انداز بہت سرسری سا تھا۔

"تو مجھے کسی نے بتایا کیوں نہیں؟" اب کی بار بیلا نے غصّے سے اسے دیکھا۔

"آپ جناب کو کسی اور کی کال سے فرصت ملے گی تب آپ سنیں گے" اسکا انداز بے حد کڑوا تھا اراب

کو بے ساختہ یاد آیا تب وہ زنو کے ساتھ کال پر تھا۔ وہ

بے اختیار سر تھام گیا۔

"میں دیکھ کر آتا ہوں بابا کر" وہ کہتے ساتھ اٹھ کر

انکے کمرے کی جانب چلا گیا۔ لیکن وہ اس وقت

دوائیں لے کر گہری نیند سو رہے تھے۔ داراب ان

کے پاس جا کر انکی پیشانی چومتا ان کے جھریوں والے

ہاتھ تھام گیا۔

"بابا" دھیرے سے ان کو پکارا مگر وہ ذرا بھی نہیں

ہلے۔

داراب کا دل بے اختیار مٹھی میں آیا تھا وہ انکے ہاتھوں پر اپنے لب شدّت سے ٹکا گیا۔

"ایم رئیلی سوری بابا۔۔۔میں آ نہیں سکا" اسے اپنا دل بھاری ہوتا ہوا محسوس ہوا اور خود پر غصّہ بھی آیا۔

وہ کچھ دیر انکے پاس بیٹھ کر جی بھر کر ان کو دیکھ کر کمرے سے باہر نکل آیا آج کا ناشتہ صرف مورے اور بیلا کے ساتھ ہوا تھا یہ ڈائننگ ٹیبل اتنا خالی اسے کھانے کو دوڑ رہا تھا۔

وہ بے اختیار دل میں تہیہ کر گیا کہ اب یہ میز بھرے گی بلکل پہلے کی طرح۔

سب نے خاموشی سے ناشتہ کیا جب داراب کے ڈیوٹی پر نکلتے وقت بیلا مورے کی نظروں سے بچ کر اسکے پاس چلی آئی۔

"وہ۔۔۔بب۔۔۔بیڈ کا کچھ کرو" وہ سرگوشانہ انداز میں منہ پر ہاتھ رکھ کر بات کرتی داراب کو بے حد کیوٹ لگی تھی۔

"کرونگا ہی۔۔۔ تم سے زیادہ مجھے فکر ہے۔۔۔ خامخواہ سب کو رزلٹ کی فکر لگ جائے گی" وہ اپنا کالر ٹھیک کرتے تڑخ کر بولا تھا اسکی بات پر بیلا کی بھوری آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں۔

"کیا مطلب ہے تمارا؟ "

"یہی۔۔۔ کہ جب پیار بیڈ توڑ ہوا ہے۔۔۔ تو رزلٹ بھی اتنا ہی تیز اور جلدی آنا چاہیئے" اسکی بات کا جواب اس نے بڑے ہی شاہانہ انداز میں دیا تھا جس پر بیلا کے

کان کی لو یکدم سے سرخ پڑی۔وہ دار اب سے پہلے ہی اندر بھاگ گئی۔

"پاگل۔۔۔"وہ مسکرا کر اپنی جیب میں بیٹھتا زن سے اڑا لے گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

پوری رات زیحال اسکے پاس رہا تھا تب ہی وہ ایک بار بھی ڈر کر نہیں اٹھا بلکہ پوری رات بچوں کی طرح پر سکون نیند سوتا رہا تھا صبح سویرے زمل نے جان بوجھ کر سب بچوں کو اسکے کمرے میں بھیج دیا تھا جواب

برلاس کے اوپر چڑھے اسے اٹھانے کی کوشش کر
رہے تھے زالے اپنے تاہ کا ہاتھ تھپک تھپک کر اٹھا رہی
تھی۔

عبدل باری اپنے تاہ کے گال پر پیار کر کر اٹھا رہا تھا جب
کہ وہ افلاطون اولاد "زامل آفندی" اتنی کوششوں
کے باوجود بھی وہ نہ اٹھا تو سیدھا اپنے تاہ کے گال پر
اپنے خرگوش جیسے دانتوں سے پھول بنا دیا۔

وہ یکدم سے درد ہونے پر ہڑ بڑا کر اٹھا تھا۔

"تاہ۔۔۔" اسکی آنکھیں ذرا سی کھلی نہیں تھیں کہ تینوں زور سے ایک ساتھ چیخ پڑے۔

89/3

وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھے ہڑ بڑا کر نیند سے بیدار ہوتا ان جنوں کی فوج کو دیکھنے لگا جو صبح صبح اسے یہ یاد کروانے کیلیۓ اس پر مسلط کردی گئی تھی کہ اب سکون کے دن ختم۔

برلاس نے اپنے سینے پر بیٹھے اپنے چھوٹے ورژن کو دیکھا جو اپنے خرگوش جیسے دانتوں کی نمائش کرتا اسے دیکھ رہا تھا۔

برلاس کی چیخ پر زیحال ہڑبڑا کر باتھ روم سے نکلا اور ان سب کو دیکھنے لگا۔جب معاملہ سمجھ آتے وہ سر پکڑ کر رہ لیا۔

"تاہ۔۔۔می مالننگ (تاہ میں مارننگ کرنے آیا ہوں)" وہ آنکھیں پٹپٹا کر بے حد کیوٹ انداز میں اسے بتانے لگا جبکہ زالے باری دونوں اپنی اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ چکے تھے۔

"تمہاری تو میں" وہ ایک ہی جھٹکے میں زامل کو بیڈ پر گراتا اسے گدی گدی کرنے لگا کہ اچانک اسکا سر بری

طرح سے چکرا گیا اسے کمزور پڑتے دیکھ زیحال ایک

ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔

"برلاس۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟"اسکے فکر مندانہ لہجے پر

برلاس نے سر اثبات میں ہلا یا۔

"سر گھوم رہا ہے" یہ اس پر دواؤں کا اثر تھا جو اسے اپنا

سر گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"تم نے کچھ کھایا بھی نہیں ہے کل سے اٹھو باہر چلو

بریکفاسٹ کرتے ہیں" وہ چاہتا تو اسے بیڈ پر ہی ناشتہ

کرواسکتا تھا مگر یہ اسکے لئے زیادہ تکلیف دہ تھا اسے بر

لاس پھر سے نارمل زندگی کی طرف چاہیے تھا۔

وہ سر اثبات میں ہلاتے ہوئے دھیرے سے بیڈ سے

اترا۔

"تاہ۔۔۔می ہش (تاہ میں کٹی ہوں)"خود کے ساتھ

نہ کھیلنے پر زامل کا چھوٹا سا منہ پھول کر غبارہ بن گیا

تھا۔

"زامی۔۔۔بیٹا تاہ کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے ناں

۔۔۔آپ بعد میں کھیلنا اوکے"زیحال کے سمجھاتے

ہی وہ فوراً اسے اچھے بچوں کی طرح سمجھ گیا ات زالے باری کا ہاتھ پکڑ کر خود بھی انکے ساتھ کمرے سے باہر آ گیا۔

باہر سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے کومل ہوسپٹل جانے کیلئے تیار کھڑی تھی جب نظر برلاس پر پڑتے وہ باہر جاتے جاتے رک گئی۔

سب ہی اپنا کام چھوڑ کر اسے دیکھنے لگے دو دن بعد وہ کمرے سے باہر نکلا تھا وہ بھی مسکراتے ہوئے یہ منظر سب کیلئے سکون تھا۔

"شیر دل۔۔۔ناشتہ لگاؤ" زیحال کی حکمیہ آواز پر شیر دل فوراً سے کچن میں گیا تھا جہاں آئرہ پہلے سے ہی موجود تھی وہ برلاس کو دیکھ چکی تھی تب ہی دل مٹھی میں آتا ہوا محسوس ہوا۔

"آ۔۔آپ یہ لے جائیں۔۔۔میں نے بنا دیا ہے" وہ ٹرے اسکی جانب کھسکاتی دھیمے لہجے میں مخاطب ہوئی۔

وہ کب سے یہاں کھڑی اسی پل کا انتظار کر رہی تھی وہ جانتی تھی آج وہ کمرے سے باہر ضرور آئے گا مگر

رات والی بات اسکے ذہن میں اس قدر گڑھ چکی تھی کہ سوچ سوچ کر ہی دل پھٹنے کو تھا سامنے جانا تو بہت دور کی بات تھی۔

"بی بی سائیں۔۔۔آپ لے جائیں" شیر دل کو انکے نیچے آنا مناسب نہیں لگا تھا

اسکی عمر زیادہ تو نہ تھی مگر گھر کا واحد ملازم یہی تھا جو اپنے مالکوں کے اصل کام سے واقف تھا اور گھر کے اندر کی خبر رکھتا تھا بظاہر وہ سارا دن کوئی نہ کوئی کام کرتا ہوا دکھائی دیتا تھا مگر اسکی باز جیسی نظر اپنے مالک

کو پل پل کی خبر دیتی تھیں۔انہی پلوں میں وہ یہ بھی جانتا تھا کہ گھر میں کیا چل رہا ہے۔

"نہیں۔۔۔آپ لے جائیں" وہ بددل ہوتی خود کو دوسرے کاموں میں مصروف کر گئی۔

شیر دل سر جھکا کر ٹرے اٹھائے کچن سے باہر آگیا ٹیبل پر برلاس زیحال کے ساتھ پوری بچوں کی فوج بیٹھی تھی۔

"ٹڈا۔۔۔مجھے دیکھو۔۔۔ تم سے کتنا بڑا لگ رہا ہوں"

برلاس کا سینا بھی ٹیبل سے کافی اونچا تھا جبکہ زامل کا

منہ بھی ٹھیک سے کھانے کی میز تک نہیں آ رہا تھا۔

"می۔۔۔نات تدا ایو تدا اوتے (میں ٹڈا نہیں ہوں آپ

ٹڈا ہو اوکے)" وہ اپنی ننھی سی انگلی دکھاتا گھوری دے

کر بولا تھا۔

"زامی" زیحال نے فوراً اسے ٹوکا جبکہ برلاس کی ہنسی

بند نہیں ہو رہی تھی اسے عادت تھی انکی توتو میں میں

کی۔جب بھی یہ ساتھ ہوتے عمر کا فرق خود ہی مٹ

جاتا۔

"ببا۔۔۔می تدا۔۔۔نات ہ۔۔۔ناں (بابا میں ٹڈا نہیں

ہوں ہیں ناں)" باپ کی ڈانٹ بعد میں پہلے اسے فکر

تھی کہ وہ ٹڈا نہیں ہے وہ زامی ہے۔

"یس آپ نہیں ہو۔۔۔اب بریک فاسٹ ختم کرو"

زمل ان تینوں کے آگے چھوٹی چھوٹی میز رکھتی انکا

ناشتہ بھی رکھ چکی تھی یہی رہتے تھے باقی سب تو کب

سے ناشتہ ختم کر چکے تھے۔

اتنے میں سلطان صاحب بھی جم سے واپس لوٹتے کھانے کی میز پر آ بیٹھے۔ کومل کے ہوسپٹل جانے کے بعد اسکی بہنیں ہوتی تھیں اسے ناشتہ کروانے کیلئے۔

"ہاں بھئی۔۔۔یہ تجھ پر کونسے دورے پڑ رہے ہیں میں نے سنا ہے کل تیرے اندر کوئی چڑیل آ گئی تھی"

وہ سٹرا کی مدد سے جوس پیتے مزے سے اسے چھیڑنے لگا۔

اسکی بات پر زیحال نے آنکھوں کے اشارے سے اسے روکا مگر اب تو بات منہ سے نکل کر شاہ صاحب کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔

"مجھ پر؟ وہ کب؟" اسے واقعی کل کا کچھ بھی یاد نہیں تھا الٹا وہ پامیر کے منہ سے سن کر حیران ہوا تھا اسکے لئے کل کا دن جیسے زندگی میں آیا ہی نہیں تھا۔

"ایسے چڑیلوں کی طرح دیواروں پر چل رہا تھا بچے ڈرا دیے" اس سے ساتھ بیٹھے اپنے بیٹے کے گال زور سے چومے وہی تو روتا ہوا آیا تھا۔

برلاس نے اسکی بات پر اسے گھور کر دیکھا جب پامیر بے اختیار چیخ مارتا اپنی ہی جگہ اچھل کر پڑا تھا

''آؤچ میرا پیر'' برلاس نے نیچے سے اسکے پیر کو زور سے کچلا تھا جس پر وہ اب اچھلتا گویا ناگن ڈانس کر رہا تھا۔

زیحال نے گردن موڑ کر برلاس کو دیکھا۔

''مم۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا یہ تو اسی چڑیل نے کیا ہے جس کا میرو نے بتایا۔۔۔ہے ناں میرو؟'' وہ بھنویں مٹکاتے اسے مزید چھیڑنے لگا۔

"تیری تو میں۔۔۔" وہ اسکی جانب لپکنے ہی لگا تھا جب زیحال دونوں کے بیچ آتے ایک دوسرے سے دور کر گیا اسکا فلحال انکی ڈبلیو فائٹ دیکھنے کا موڈ ہرگز نہیں تھا۔ وہ تو یہ دونوں کبھی بند نہیں کر سکتے تھے چاہے کتنے ہی بیمار کیوں نہ ہو جائیں۔

"تو ہو جا ٹھیک بیٹا۔۔۔ تیرے اندر کی ساری چڑیلیں میں نکالوں گا" وہ دھمکی دیتے پھر سے ناشتے پر بیٹھ گیا۔

زیحال نے اسے گھور کر دیکھا۔ دونوں اپنے باپ کی گھوری پاتے اچھے بچے بن کر ناشتہ کرنے لگے۔

زیحال کو ان دونوں میں اور ساتھ بیٹھے ان چھوٹے چوزوں میں کوئی فرق نظر نہیں آیا تھا۔

وہ رات اپنی نیند پوری کر کر اب صبح سے بدروحوں کی طرح پورے فارم ہاؤس میں بھٹک رہا تھا اسے سمجھ نہیں آئی یاقوت اسے گھر لے جانے کے بجائے اس جیل میں قید کیوں کر گیا جہاں اسکے علاوہ اور کوئی

نہیں تھا احمد صبح سے اب تک اس فارم ہاؤس کو کوئی دس بار دیکھ چکا تھا۔ یہ جگہ تھی تو بہت خوبصورت مگر اسے اپنی بہن سے ملنا تھا کتنے مہینے گزر گئے تھے وہ جب سے یہاں آئی تھی تب سے وہ ایک بار بھی اس سے نہیں ملا تھا۔

وہ لان کے ایک جانب بنے سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھا سوچ ہی رہا تھا جب سامنے سے گیٹ کھلتے ایک گاڑی اندر داخل ہوتی دکھائی دی۔

اسے دیکھ احمد فوراً اسے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس گاڑی سے اترتے یاقوت کو دیکھ اسکی آنکھیں یکدم سے چمک اٹھیں۔

"ہیلو احمد۔۔۔ کیسی ہو؟" اسکے ساتھ اترتے عثمان نے بڑے ہی خوش مزاجی سے پوچھا تھا مگر زبان مذکر مؤنث پر تھوڑی سی گڑ بڑا گئی۔

"کیسی ہو؟" احمد خود کے بدلتے جینڈر پر خود ہی شک میں پڑ گیا۔

یاقوت نے مڑ کر اسے دیکھا" یہاں پامیر ہوتا تو

تمہاری اچھی درگت کر دیتا "

اسکی بات پر عثمان نے آنکھیں گھمائی جیسے کہنا چاہتا ہو

"تب ہی تو تمہارے ساتھ ہوں"

کچھ ہی دیر میں وہ تینوں اندر بیٹھے تھے احمد کی تو گویا

سانسیں اٹکی ہوئی تھیں اپنے سامنے ٹیبل پر بیٹھے خود کو

بغور گھورتے ہوئے عثمان کو دیکھ کر۔

وہ پورا اس پر جھکا اسے غور سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی

چور ہو اور چوری کے ارادے سے یہاں آیا ہو۔

"تم ویسے کرنے کیا آئے ہو یہاں؟" یاقوت کے

سوال پر احمد نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

"میں نے یہاں یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیا ہے"

یہ گویا دھماکہ ہوا تھا یاقوت اور عثمان دونوں کے

سروں پر وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب۔۔۔تم ہم پر مسلط رہے گی؟ "

"رہے گی مطلب؟" ساری بات چھوڑے خود کو

لڑکے سے لڑکی بنانے پر احمد تڑپ ہی اٹھا تھا۔

یاقوت نے گھور کر عثمان کو چپ کروایا۔

"کیوں وہاں یونیورسٹیز کی کمی رہ گئی تھی؟"تڑخ کر
پوچھا۔احمد کو خوب انکا لہجہ سمجھ آرہا تھا۔
"بس میرا دل تھا بابا نے بھی کہا کہ یہاں لے
لوں۔۔۔مشی ہے یہاں تو اسکے پاس بھی آنا جانا رہے
گا" وہ کندھے اچکا کر سرسری سے لہجے میں بولا۔
"اس سسر کو بھی سکون نہیں ہے جب دیکھو زندگی کا
رائیتہ بنانے کا سوچتا رہتا ہے" وہ دانت بھینچ کر زیر
لب بڑبڑایا۔

"کچھ کہا آپ نے؟" احمد کے کان تیز ثابت ہوئے تھے

"ہاں یہی کہ بہت اچھا فیصلہ ہے میری زندگی میں ایک نیا طوفان کھڑا کرنے کا" آخری بات اس نے قدرے آہستہ آواز میں کہی تھی تیز بول کر یقیناً وہ اپنی بیوی کے ہاتھوں شامت نہیں چاہتا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آئی۔۔۔ صرف پڑھائی کرنے یہاں آئے ہو۔۔۔ یا کسی نے بھیجا ہے؟" عثمان کے سوال پر احمد نے گڑبڑا کر اسے دیکھا۔

"یاقوت بھائی؟"اس سوال پر اس نے مدد طلب نظروں سے یاقوت کی جانب دیکھا جس نے جواباً عثمان کو گھور کر چپ کروایا۔

"میں گھر سے نکلا تو رہنے تمہیں بھی نہیں دونگا" اسکی دھمکی پر عثمان فوراً سے بنا ایلفی کے دانتوں کو چپکا گیا۔

یاقوت کو مشی سے زیادہ زیحال کی فکر تھی وہ نجانے اسے یہاں دیکھ کیسے ری ایکٹ کرتا کہیں غصّہ ہی نہ ہو جائے اسکے غصّے کا سوچ کر ہی یاقوت کی جان نکل رہی تھی۔

"گھر چلتے ہیں۔۔۔ مگر مشی سے یہ مت کہنا تم رات یہاں رکے تھے سمجھے؟" احمد کی جانب بھنویں اچکا کر تائید چاہی۔

"لیکن میں تو رکا تھا یہاں "معصومیت فل عروج پر تھی یاقوت کو ایک پل کیلئے شک ہونے لگا تھا کہ یہ اسکا وہی کمینہ سالا ہے یہ اتنا بدل کیسے گیا۔

"کتے کی دم بھی سیدھی ہو سکتی ہے۔۔۔ آج دیکھا میں نے" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"بیٹا تم اب آئے ہو مطلب اب ہی آئے ہو" عثمان نے ٹھہر ٹھہر کر اسکی تصحیح کی۔احمد کو ان سے خوف آنے لگا تھا اتنے بڑے بڑے جن ایک بچے کو ڈرا رہے تھے۔وہ زیادہ سے زیادہ زمل سے کچھ ہی مہینے بڑا تھا۔ یاقوت اور عثمان آگے بیٹھے تھے جبکہ وہ پیچھے بیٹھا دونوں کو دیکھ رہا تھا دیکھنا کہاں سیدھا سادھا گھور رہا تھا۔

پاشا ولا پہنچتے ہی گاڑی سے اتر کر اس نے سب سے پہلے اس خوبصورت بنگلے کو دیکھا تھا

کشادہ اور بلند مرکزی دروازہ گہرے اخروٹی رنگ کی
لکڑی سے بنا تھا جس پر نفیس کندہ کاری اسے شاہانہ
انداز دیتی تھی۔ دروازے کے اوپر شیشے کی لمبی محرابی
کھڑکیاں تھیں جو دن کی روشنی کو اندر تک پہنچاتیں
اور رات کو اندر کی روشنی باہر سے جگمگاتی نظر آتی۔
سامنے سفید اور کریم رنگ کا جدید طرزِ تعمیر نمایاں
تھا، جس میں ہلکے سنہری بارڈر اس کی شان بڑھا دیتے
تھے۔ بالکونی کی ریلنگ سادہ مگر نفیس ڈیزائن کی تھی،

جہاں سے پردے ہلکی ہوا میں لہراتے تو منظر اور بھی

دلکش لگتا۔

داخلی راستے تک جاتا ہوا پتھروں سے بنا سیدھا راستہ

دونوں جانب ہرے بھرے پودوں اور گلاب کی

کیاریوں سے گھرا تھا۔ بیچ میں لگا سنگِ مرمر کا چھوٹا سا

فوارہ پورے فرنٹ کو ایک رائل ٹچ دیتا تھا۔

احمد تو باہر سے ہی اس بنگلے کو دیکھ سب بھول گیا تھا

جس کی اصل خوبصورتی اندر باقی تھی۔

وہ یاقوت اور عثمان کے پیچھے جلدی سے اندر گیا جہاں اس پر نظر پڑتے ہی مشی چیخ مارتی منہ پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

یاقوت اور عثمان نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا باقی سب بھی احمد کو اچانک یہاں دیکھ حیران ہو رہے تھے۔

بچے تو دیکھ ہی اس بلا کو پہلی دفع رہے تھے۔

"احمد۔۔۔۔" وہ چیختی ہوئی جلدی سے اسکے گلے سے آ کر لپٹ گئی۔

"میری جان تم۔۔۔۔ تم یہاں کیسے" وہ اسے گلے سے لگائے خوشی سے پاگل ہو رہی تھی باقی سب تو اب تک جیسے شاک میں تھے پامیر نے تو دیکھا ہی نہیں تھا ورنہ منظر کچھ الگ ہوتا۔

سامنے صرف برلاس لاؤنج میں بیٹھا تھا جس نے اسے دیکھ ذرا بھی اٹھ کر ملنے کی زحمت نہیں کی ان بھائیوں کیلئے یہ کچھ معنی نہیں رکھتا تھا۔

"کیا یہ تمہیں دیکھ کر کبھی اتنی ایکسائیٹڈ ہوتی ہے؟"

عثمان ذرا سا یاقوت کے قریب ہوتے اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

جس پر یاقوت نے اسے گردن موڑ کر کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"او۔۔ہاں تمہیں تو صرف کشن پڑتی ہے" وہ کہاں باز رہنے والا تھا۔

"ماہم کو کروں کال" اس نے باقائدہ فون نکال کر اسے دکھایا۔ جسے دیکھتے عثمان کی ہوائیاں اڑ گئیں

"آ۔۔۔مم۔۔۔میں تو مذاق کر رہا تھا حبیبی۔۔۔تم تو برا ہی مان گئی" وہ دانتوں کی نمائش کرتا اسکا فون ہاتھ میں لے کر اسکی جیب میں واپس ڈال گیا۔

"بس دیکھو۔۔۔سرپرائز" وہ اپنی بہن کا ماتھا چومتے شوخ انداز میں بولا۔ مشی کا چہرہ اس وقت دیکھنے لائق تھا۔

"ہاہ۔۔۔اسکا ماتھا بھی چوما۔۔۔۔ویری بیڈ" عثمان کی لگائی تی لی پیٹرول میں آگ لگانے کا کام کر رہی تھی یاقوت نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"یہ اب پٹے گا مجھ سے۔۔۔" وہ احمد کو دیکھ دانت بھینچ کر بڑ بڑایا۔

"جاؤ۔۔۔توڑ دو ساری ہڈیاں۔۔۔ سرمہ بنادو انکا" وہ ایسے اسے اکسا رہا تھا جیسے سامنے کوئی بہت بڑا دشمن ہو۔

یاقوت نے اسے ہی آنکھیں ترچھی کر کر گھورا۔

"تم اپنی چونچ بند کرو گے؟" وہ پہلے ہی ضبط کرتے لال ہو رہا تھا اوپر سے عثمان کی لگائی انگلیاں۔

"بھائی ہے تو کیا۔۔۔اب بیوی ہے وہ میری

۔۔۔چپک دیکھو کیسے رہا ہے" وہ سر کھجاتے بازو

چٹخانے لگا۔

مشی اسے لے کراب صوفے بیٹھی باتیں کر رہی تھی

اتنے وقت بعد اپنے بھائی کو یہاں اچانک دیکھ لینا اسکے

لئے واقعی خوشی سے پاگل ہو جانے والا لمحہ تھا۔

زمل آئرہ کے ساتھ کچن میں کام کر رہی تھی جب باہر

سے آتے اس شور کو سن کر وہ خود بھی لاؤنج میں آئی

جب وہاں آتے پہلی نظر سیدھا زمل پر پڑی۔

اس نے بھی اسی لمحے زمل کی جانب دیکھا تھا۔

یہ کچھ پلوں کا نظروں کا تبادلہ درمیانی وقت کو ایک جھٹکے میں ذہن کے پردے پر لہرا گیا تھا۔

زمل اسے دیکھ خوف زدہ ہوتی یکدم سے پیچھے ہٹ گئی۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔بچاؤ" وہ چیخیں وہ پکار۔۔۔اور اسکا ہاتھ اپنی جانب بڑھتا ہوا زمل کو آج بھی اچھے سے یاد تھا وہ شیر دل کے پیچھے کھڑی بری طرح سے لرزتی

ہوئی اسے دیکھ رہی تھی جیسے یقین دہانی چاہتی ہو کہ وہ یہاں آیا ہے۔

اسکی آواز اسکی ہنسی اس بات کا ثبوت تھی وہ جلدی سے اندر کی جانب بھاگی جہاں زالے اسکے موبائل میں ٹام اینڈ جیری کارٹون دیکھ رہی تھی۔

وہ ایک جھٹکے میں اسکے ہاتھ سے فون لیتی زیحال کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"ہ۔۔۔ہیلو ہبی۔۔۔" اسکے کال اٹھاتے وہ کانپتی ہوئی آواز میں اس سے مخاطب ہوئی

"وائفی۔۔۔کیاہوا۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔اور برلاس؟" وہ اس وقت میٹنگ میں کلائنٹس کے ساتھ موجود تھا ذہن گھر پر برلاس کی جانب لگا ہوا تھا اس لئے اسے ہر کال اسی مقصد کیلیئے لگ رہی تھی

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔وہ۔۔۔وہ آیا ہے" اسکی بات پر زیحال کے چہرے کے زاویے تھوڑے سکڑے

"کون؟" اسے واقعی سمجھ نہیں آیا تھا کون آسکتا تھا جسے دیکھ زمل خوف زدہ ہوئی تھی۔

"ا۔۔احمد" اسکے منہ سے احمد کا نام سنتے وہ بے ساختہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

سب نے اسے ایسے غصّے سے اٹھتے دیکھ ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"وہ یہاں کہاں سے آیا؟" غصّے کی سرخی اسکے چہرے پر صاف نمایاں ہورہی تھیں اسکے کلائنٹس آپس میں سرگوشی کرنے لگے جسے وہ ایک سپاٹ نگاہ سے بند کروا گیا۔

اسکے ساتھ کام کرنے والا ہر شخص اسکے غصّے سے بخوبی واقف تھا مگر پھر بھی وہ لوگ اسکے ساتھ کام کرنا چاہتے تھے کیونکہ پاشا برادرز کے ساتھ کام کرنے میں کبھی کسی کو نقصان اٹھانا نہیں پڑا تھا۔

"ریلیکس۔۔۔سب لوگ کہاں ہیں" اسکے پوچھنے پر زمل نے ایک ایک کا بتایا یہاں تک کے شیر دل کا بھی۔

اسکی معصومیت بھری آواز پر زیحال کے تنے اعصاب ایک پل کو ڈھیلے پڑے تھے۔

"اچھا تم فکر مت کرو۔۔۔سب لوگ ہیں وہاں میں دس منٹ میں پہنچتا ہوں او کے۔۔۔ ٹینشن مت لینا تمہیں ٹینشن لینے سے ڈاکٹر نے منع کیا ہے "وہ پیار سے اسے سمجھا بجھا کر کال بند کرتے گاڑی کی چابی اٹھا گیا۔

"اس میٹنگ کیلئے ارحاب آپکو دوبارہ اپڈیٹ دے گا" وہ اپنے مینیجر سے اگلی میٹنگ کا شیڈول ڈال کر خود آفس سے باہر نکل آیا تھا۔

اسے پرواہ نہیں تھی کہ اسے کتنا نقصان ان سب سے اٹھانا پڑ سکتا ہے اسے صرف دکھائی دے رہا تھا تو صرف یہ کہ اسکی وائفی نے اسے پکارا ہے۔

وہ سب لوگ ایک طرف کھڑے مزے سے چائے کی گھونٹ بھرتے ایک جیتے جاگتے مردے کو دیکھ رہے تھے جو اس وقت عین موت کے فرشتے کے آگے بیٹھا اپنی سانسیں روکے ہوئے تھا۔

"کیا نظارہ ہے واہ۔۔۔ایک محبوبہ کو دیکھنے سے زیادہ حسین، دلکش اور خوبصورت" پامیر کی سرگوشی پر عثمان نے بے ساختہ امڈ کر آنے والے قہقہے کا گلا گھونٹا۔

جبکہ یاقوت کسی مجرم کی طرح سر جھکائے کھڑا تھا جیسے کوئی بہت بڑا جرم کر دیا ہو کیسے نہ ہوتا وہ بھی کچھ نہیں بھولا تھا۔

برلاس مزے سے صوفے پر ٹانگیں پھیلا کر ہاتھ میں بڑا سا باؤل فروٹس کا پکڑے کھا رہا تھا۔ وہ بیمار تھا ناں

سب سے خوب اپنی خاطر و تواضع کروا رہا تھا۔ اسے سمبھالنے کی ڈیوٹی زیحال کی تھی تب ہی کوئی ڈر کوئی خوف اسے چھو کر بھی نہیں گزر رہا تھا۔

کیونکہ وہ بچپن سے اسے ایسے پینک وقت میں سمبھالتا آیا تھا وہ جانتا تھا کب کیسے اسے اپنی اولاد کو سمبھالنا ہے۔

"اوہ۔۔۔میری ٹانگ" وہ ٹانگ پکڑے بے اختیار جھک گیا۔

"کیا ہوا برلاس۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" عثمان اور یاقوت
بیک وقت اسکی جانب آئے۔
"بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔ میرو بھائی سے کہیں دبا
دے" وہ آنکھیں بچا کر پامیر کو دیکھتا معصومیت سے
بولا جبکہ اسکی چالاکی پر پامیر گویا جل بھن اٹھا تھا۔
"گلے میں بھی درد ہے کہے تو دبا دوں۔۔۔ نہ بھی کہے
تو بھی دباؤں گا" اسکے جلے کٹے انداز پر برلاس کو بہت
مزہ آیا تھا۔

"میر۔۔۔ چھوٹا ہے وہ۔۔۔اگر کہہ رہا ہے درد ہے تو دبا دو ٹانگیں" یاقوت نے پیار سے اسے سمجھایا وہ کیا جانے انکے بچپن والا چھتیس کا آکڑا اب بھی چالو تھا۔ پا میر آڑے ترچھے منہ بنا کر اسکے پاس آکر صوفے پر بیٹھا اور اسے گھور کر دیکھنے لگا۔

"بیٹا تو ایک بار صحیح ہو جا۔۔۔ تیرے سارے درد میں ٹھیک کرونگا" وہ ٹانگ زور سے دباتے دبی آواز میں اسے دھمکی دینے لگا جس پر برلاس کراہ کو منہ میں ہی دباتے ہنس کر اسے دیکھنے لگا۔

زیحال کی سپاٹ نگاہیں احمد پر ہی تھیں جن کے آگے وہ پلکیں تک جھپکانے کی ہمت نہیں کر پارہا تھا۔

"یہاں کیوں آئے ہو؟" اسکے سوال پر احمد نے اپنے رکے دل کو ایک بار دھڑکنے دیا۔

"وہ۔۔۔س۔۔۔اسٹڈی کیلئے" وہی جواب جو اس نے یاقوت کو دیا تھا۔

زیحال نے نگاہیں پھیر کر یاقوت کو دیکھا اسکی تو اتنے میں ہی روح گویا فنا ہوگئی۔وہ ہڑ بڑی میں مسکرائے یا نہ مسکرائے اسے سمجھ نہیں آئی۔

"مم۔۔۔میں دیکھ لونگا" وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی سمجھ گیا تھا۔

"ڈاکٹر برہان سے پتہ کرو۔۔۔کسی کی آنکھیں دوسری بار لگ سکتی ہیں یا" اسکے ادھورے سوال پر جہاں احمد کی سانسیں نکلی تھیں وہی عثمان کے منہ سے چائے کا پھوارا نکلتا یاقوت کے منہ پر گیا تھا۔

وہ ٹپک ٹپک گرتی چائے میں اس بنا داڑھی والے بکرے کو دیکھنے لگا۔

جبکہ پیچھے برلاس اور پامیر کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا وہ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے گلا پھاڑ کر ہنسنے لگے۔

مگر ایک وہ ڈھیٹ تھا جو مجال ہے ذرا بھی مسکراہٹ اسکے چہرے پر آئی ہو۔وہ سب کو یہی چھوڑ کر خود اپنے آفس روم سے باہر نکل گیا۔

اسکا رخ سیدھا اوپر کی جانب اپنے کمرے کی طرف تھا جہاں داخل ہوتے وہ ایک ہی جست میں سیدھا اسکے سینے سے آ لگی تھی۔

وہ اچانک افتاد کیلئے بلکل تیار نہ تھا تب ہی ایک قدم پیچھے لڑکھڑا گیا۔

زیحال اسے اپنے سینے سے لگے دیکھ سانس لینا بھول گیا تھا وہ جیسے اسی کے انتظار میں کب سے بیٹھی تھی۔

کمرے میں صرف وہی دو تھے وہ پہلو میں پڑے اپنے ہاتھوں سے اسکے گرد حصار بناتے اسے مزید اپنے سینے سے لگا گیا۔

"کیا ہوا۔۔۔میرا بے بی رو کیوں رہا ہے؟" وہ اسکے سر کا بوسہ لیتے محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا۔

وہ پہلے تو رونا چاہتی تھی رونا شروع ہو بھی چکی تھی مگر اسکے اتنے محبت بھرے لہجے پر آنسوں واپس سے اندر کی جانب چلے گئے ایک سکون سا بدن میں دوڑتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"ک۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔ایسے ہی" اسکی بات پر زیحال کے لب دھیرے سے وا ہوئے۔

"یہ ساری بہادری میرے سامنے کیوں نکلتی ہے" اسکی بات پر زمل نے سر اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا۔

"م۔۔۔مطلب؟" وہ واقعی نہیں سمجھی تھی۔

"مطلب یہ کہ جیسے مجھے ڈرا کر رکھتی ہو ویسے سب کو ڈراؤ۔۔۔آخر کو زیحال خان آفندی کی بیوی ہو" اسکے الفاظ بہت بھاری تھے زمل کے ذہن پر فوراً سے اثر کرنے لگے تھے۔

ہاں وقت بدل چکا تھا پہلے وہ زمل فہد خانزادہ تھی جس کے نام کے ساتھ لگے نام نے کبھی اسے وہ سہارا نہیں دیا تھا جس سے وہ اوروں کے سامنے مضبوط بن پاتی۔ لیکن اب وہ زمل زیحال خان آفندی تھی اس نام کی طاقت ہی اسے اوروں کے سامنے مضبوط بناتی تھی۔

"مم۔۔۔میں نہیں ڈری" وہ پیچھے ہٹ کر اپنے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کرتی خود کو مضبوط دکھانے لگی۔

زیحال نے گہری دلکش نگاہوں سے اسے دیکھا۔یہ لڑکی ہر ادا سے اسے اپنا دیوانہ بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی تھی زیحال اسے اپنے مقابل سیدھا کھڑا کرتے اسکے بالوں میں لگی چٹکیوں کو ٹھیک کرنے لگا۔

"یہ ہوئی ناں میری جنگلی بلی والی بات۔۔۔نوچ ڈالو سب کو۔۔۔میں ہوں تمہارے پیچھے" وہ پہلے سے

تھوڑی صحت میں ٹھیک ہونے لگی تھی۔ قد تو بڑھتا ہی نہیں تھا وہ بمشکل اسکے دل کے مقام تک آ رہی تھی۔

"کسی نے الٹا وار کیا تو؟" آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا۔

اسکی بات پر زیحال مبہم سا مسکراتے اپنے لب اسکی ناک کی ٹپ پر ٹکا گیا۔

"یہ کرنے والا اپنے پیدا ہونے کے دن پر پچھتائے گا" انداز محبت بھرا تھا زمل اسکی بات پر بے اختیار مسکرا دی۔

"تو پہلی باری آپ کی" اسکی بات پر زیحال کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تھا۔ وہ دل کھول کر ہنستے دھیرے سے رکا اور اسکے کان کے قریب ہو کر سرگوشانہ انداز میں مخاطب ہوا۔

"میری باری تو صرف رات کو آسکتی ہے۔۔۔ سرکار"

اسکی بات پر زمل کے کان کی لوئیں ایکدم سے سرخ پڑیں۔

اس سے آگے وہ کچھ کہتا اسکے کوٹ کی جیب میں رکھا موبائل رنگ کرنے لگا تھا۔ وہ زمل کو اپنے ساتھ لگا کر موبائل کان سے لگا گیا۔

"ھمم۔۔۔" مقابل اسکا مینیجر تھا جو اسے شاید آفس کے حوالے سے کوئی اپڈیٹ دے رہا تھا۔

"اوکے۔۔۔ایک گھنٹے میں ملتے ہیں" کہتے وہ کال کٹ کر کر زمل کی جانب دیکھنے لگا جو اسکی کال کے ختم ہونے کے انتظار میں ہی کھڑی تھی۔

"مجھے آنے میں وقت لگے گا۔۔۔ برلاس کی طبعیت کے حوالے سے مجھے بتاتی رہنا اوکے "اسکا چومتے نرمی سے تاکید کی۔

وہ دونوں ایک ساتھ کمرے سے باہر نکلے تھے اب کی بار زمل کے چہرے کے تاثرات بے حد نارمل تھے۔ وہ آتے ساتھ اپنے بچوں کو دیکھنے لگی جو اسے فلحال تو کہیں نظر نہیں آئے تھے۔

اور وہ تھے کہاں۔۔۔۔

"بیا۔۔۔ بائی فیدل (بھیا۔۔۔ باری کی فیڈر)" زالے

اپنے ساتھ بیٹھے باری کی فکر میں اسکی فیڈر پہلے مانگنے

لگی۔

اور مانگی بھی کس سے افلاطونوں کے سردار سے۔ وہ

سلیب کے پاس منڈلاتے ہوئے اوپر چڑھنے کی

کوشش کرنے لگا لیکن کہیں کوئی راستہ دکھائی ہی

نہیں دے رہا تھا۔

تب ہی اسکی نظر سلیب کے کبڈ میں بنے دراز پر گئی۔

وہ جھٹ سے اسکے اسٹینڈ پر اپنا ننھا سا پاؤں رکھتے اسے ذرا سا کھولنے لگا۔

اس وقت وہ جیسے اوپر چڑھ رہا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے اسکے اندر کسی سپائیڈر مین کی روح آگئی ہو۔

"بیا۔۔۔" زالے اپنے سپر ہیرو کو ایسے تیزی سے اوپر چڑھتے تالی بجانے لگی اسے اتنا خوش دیکھ عبدلباری کہاں پیچھے رہنے والا تھا وہ بھی زور زور سے بنا آواز والی تالی بجانے لگا۔

انکی پر جوش تالیوں میں زامل خان دی سپائیڈر مین اور تیزی سے اوپر چڑھنے لگے تھے۔اسکے پاؤں لگتے دراز آدھا کھل چکا تھا جس میں رکھے ڈنر سیٹ کے برتن آپس میں بجتے شور کرنے لگے تھے۔

آئرہ وہی باہر اپنا کام کر رہی تھی جب اسے کچن سے کچھ عجیب سی آوازیں آنے لگی۔

"کوئی ہے کیا اندر؟" وہ بے اختیار سوچنے لگی۔

مگر اٹھ کر جانے کی زحمت نہیں کی تھی۔

زامل جیسے ہی تھوڑا سا اوراوپر ہوا اسکا ہاتھ تیزی سے کسی بھاری چیز سے ٹکرایا تھا جس سے لگتے ہی وہ پورا باؤل سیدھا اسکے سر پر آن گرا۔

وہ خود بھی اسکے ساتھ ہی دھڑام سے نیچے آ گرا تھا۔

زامل، زالے، عبدلباری تینوں کے تینوں آٹے کی دھول میں بھرتے کسی بھوت کے بچے سے کم نہیں لگ رہے تھے۔

اس آواز کو سنتے آئرہ بھاگتی ہوئی کچن میں آئی تھی سامنے کا منظر دیکھ اسکا ہاتھ بے اختیار اپنے منہ پر گیا۔

سامنے دھول اتنی اٹھی ہوئی تھی کہ اسے کچھ بھی ٹھیک سے یکدم دکھائی نہیں دیا وہ تو کھڑی یہ سارا معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب اسکے پیروں پر کسی کا ننھا سا ہاتھ پڑا۔

وہ چیخ مارتی بے اختیار پیچھے ہٹنے لگی تھی۔ کہ باہر سے آتے برلاس کے سینے سے جا ٹکرائی۔

وہ اسے گرنے سے بروقت بچاتے کندھوں سے تھام کر اپنے ساتھ لگا گیا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ گرنے کے ڈر سے آنکھیں اب تک زور سے بند کئے ہوئی تھی جب برلاس کی آواز پر دھیرے سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی۔

اسکا چہرہ بے حد قریب تھا کہ وہ اسکی سانسوں کو با آسانی محسوس کر سکے۔

دونوں کی بھوری آنکھوں میں ایک پل کیلئے خوبصورت یادیں لہریں بن کر دوڑ گئیں۔

وہ ہوش میں بے اختیار پیچھے ہٹی اور ہڑ بڑا کر اس چیز کو دیکھنے لگی جو اسکے پیر سے ٹکرائی تھی۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟"

کچن کا حال اسے آئرہ کی وجہ سے لگا تھا تب ہی وہ فکر مند ہوتا اسے دیکھنے لگا گو کہ اسے کوئی چوٹ نہ آئی ہو۔

وہ ایک نظر اسے دیکھنے لگی اس نظر میں اسے کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا۔

"اسے۔۔۔اسے ہٹائیں۔۔۔اسے کہیں مجھ پر چلائے نہیں بابا" وہ زیحال کے سینے سے لگا بچوں کی طرح رو

رہا تھا اسے خود سے دور کر رہا تھا وہ کیسے بھول جاتی وہ

سب۔

ان یادوں نے بھوری آنکھوں کو ایک بار پھر لبالب
نمکین پانی سے بھر دیا وہ بنا ایک پل بھی یہاں رکے
اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

برلاس کو اسکا یہ رویہ کچھ سمجھ نہیں آیا وہ اسکی فکر میں
اسکے پیچھے ہو لیا۔

وہ گاڑی آفس کے پارکنگ ایریا میں کھڑی کرتا کوٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے باہر نکلا تھا آنکھوں پر سن گلاسسز لگے اور مغرور سی ناک ہمیشہ کی طرح اٹھی ہوئی۔

وہ سوٹڈ بوٹڈ کسی ریاست کے شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا کتنی ہی آفس کی لڑکیاں اسے دیکھ آہیں بھر کر رہ جاتی تھیں سب کو پتہ تھا وہ نہ صرف شادی شدہ ہے بلکہ دو بچوں کا باپ بھی ہے اسکے باوجود وہ اپنے

دل کو ہر بار اسے دیکھتے ہی دھڑکنے سے روک نہیں پاتی تھیں۔

وہ فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے اندر کی جانب بڑھا تھا۔

جب اسکے ساتھ ہی کسی کی نگاہوں نے بھی اسکا پیچھا کیا تھا۔اور ساتھ ہی فون نکال کر کان سے لگالیا۔

"وہ اکیلا آیا ہے۔۔۔اسکے ساتھ کوئی نہیں ہے" وہ کسی کو یہاں کی خبر دے رہا تھا۔

مقابل نے اس سے کچھ کہا جس کے بعد کال کاٹ دی گئی وہ گاڑی سے اتر کر اپنے کوٹ کے بٹن بند کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا

زیحال کا رخ سیدھا ہیڈ آفس کی جانب تھا جب وہ بندہ اسکے تعاقب میں اندر جانے ہی لگا تھا کہ ایک گارڈ نے روک لیا۔

"سوری آپ بنا کارڈ کے اندر نہیں جا سکتے" وہ نہایت پروفیشنل انداز میں اس سے مخاطب ہوا۔

اس شخص نے طیش بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اور ضبط کا گھونٹ بھرتے واپس ہو لیا۔

ہیڈ آفس کی کانفرنس روم میں دیوار پر بڑی سی

اسکرین پر نئے ماڈل کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ شیشے کی

میز کے بیچ میں کار کا ایک منی اپچر ماڈل رکھا تھا۔

جس کے ارد گرد اسکے کلائنٹ موجود تھے

دروازہ کھلتے ہی اس سے پہلے اسکی خوشبو اندر داخل

ہوئی۔ ڈارک گرے سوٹ، ہاتھ میں فائل، اور

چہرے پر ہمیشہ والی سنجیدگی اور اعتماد۔ جو خاص طور پر کام کے وقت اسکے چہرے پر ہوتا تھا۔

"گڈ ایوننگ" اسکے بولنے پر سب نے مسکرا کر اسکا جواب دیا۔ وہ آکر اپنی پاور چیئر پر براجمان ہو گیا۔

"گڈ مارننگ، مسٹر پاشا ہمیں امید ہے آپ کی نئ گاڑی ہماری ڈیلر شپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہو گی۔" ان میں سے ایک خاصا پر اعتماد بولا۔

"اسی لئے تو آپ یہاں ہیں" وہ دو ٹوک لہجے میں بولتا ریموٹ ہاتھ میں اٹھا گیا۔

اسکی بات پر اس شخص نے اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھا جس نے پلکیں جھپکا کر اسے تسلی دی۔

اسکرین پر سلائیڈ تبدیل ہونے لگی۔ایک سے بڑھ کر ایک ماڈل سامنے آرہا تھا۔

جب پاشا کا ہاتھ ایک ماڈل پر رک گیا۔سب نے سانس روک کر اس خوبصورت ماڈل کو دیکھا۔

"یہ ہمارا نیا ماڈل ہے۔۔۔ایڈوانس سیفٹی اسسٹ سسٹم کے ساتھ "

انکے ساتھ بیٹھے ٹیکنکل ہیڈ نے غور سے اس ماڈل کو دیکھا۔

"یہاں کی روڈ کنڈیشن کے مطابق سسپنشن کتنا مضبوط ہے؟"

اسکے سوال پر پاشا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

ساتھ ہی دوسری سلائیڈ آن کی۔

"ہم نے اسے پہاڑی علاقوں اور کچی سڑکوں پر ٹیسٹ کیا ہے۔ ہیوی ڈیوٹی سسپنشن اور گراؤنڈ کلیئرنس

210 ملی میٹر ہے۔" وہ ایک ایک بات ڈیٹیل میں بتا رہا تھا۔

اسکا شاہانہ انداز بزنس میں کسی کو بھی آسانی سے مات دے سکتا تھا۔

انکے ساتھ بیٹھے مینیجر نے کہنی ٹیبل پر آگے کو رکھی۔ اور پین اٹھا کر بغور پاشا کو دیکھا۔

"مارکیٹ میں اور برانڈز پہلے سے موجود ہیں، آپ انہیں کیسے ٹف ٹائم دیں گے؟" اسکے سوال پر پاشا ریموٹ ٹیبل پر رکھتے مبہم سا مسکرایا۔

"ہم مقابلہ قیمت سے نہیں، ویلیو سے کریں گے" اسکا

لہجہ بے حد سپاٹ اور دل کو موہ لینے والا تھا وہ لڑکی

اسے غور سے دیکھنے لگی۔

کیا اتنا پر اعتماد اور خوبصورت مرد اس نے آج تک

دیکھا تھا؟ دل سے پوچھا اور جواب آیا" نہیں "

اسکی آنکھوں کی چمک پر ساتھ بیٹھے شخص نے بھنویں

یوں اچکائی جیسے کہنا چاہتا ہو

"کیا سب ٹھیک ہے ؟" اسکے انداز پر وہ گڑبڑا کر فائل

کے پیج الٹ پلٹ کرنے لگی۔

"ڈیل ڈن کریں پاشا۔۔۔ ہمیں پوری امید ہے۔۔۔آپ کی ہر گاڑی کی طرح یہ ماڈل بھی مارکیٹ میں دھوم مچادے گا" وہ اٹھ کر گرم جوشی کے ساتھ اس سے مصافحہ کرنے لگے۔

"ضرور۔۔۔ایسا ہی ہو گا" وہ مصافحہ کرتے دلکش انداز میں مسکرایا تھا جب اس لڑکی نے بھی ہاتھ آگے بڑھایا۔سب کے ساتھ پاشا نے اس سے بھی ہاتھ ملایا مگر وہ کب جانتا تھا اسکے ہاتھ کی خوشبو محسوس کرتی اس پر دل وارفتہ ہونے لگے گی۔

سب کے جانے کے بعد پاشا نے ٹیبل پر رکھے منی ایچر ماڈل کو ہاتھ میں اٹھا کر دیکھا

یہ صرف ایک گاڑی نہیں تھی۔۔۔ یہ اس کے خوابوں کی رفتار تھی۔ بلیک رین کے بعد یہ گاڑی وہ بنانے جا رہا تھا جس کیلیئے اسے پہلے سے ہی آفرز آنے لگی تھیں۔

میٹنگ سے فری ہوتے اس نے فون نکال کر زمل کا نمبر ملایا۔

وہ لوگ میٹنگ ختم ہوتے جس گاڑی میں آئے تھے اسی میں واپس نکل چکے تھے مگر وہ کب جانتے تھے کہ یہ میٹنگ صرف اتنی ہی ہوگی۔

"کام ہو گیا" وہ کال پر کسی سے مخاطب ہوا تھا۔

"گڈ۔۔۔" مقابل کی اولیو گرین آنکھوں میں جیسے چمک سی اتر آئی تھی وہ کال بند کرتے سامنے دیوار پر بنے ماڈل کو دیکھنے لگا۔

"تمہارے دماغ کو ماننا پڑے گا پاشا۔۔۔ مگر ایک بات تم بھی مان لو۔۔۔ ولف کے راستے میں آنے والے کو

معافی نہیں ملتی" وہ سپاٹ تاثرات چہرے پر لئے اس ماڈل کو دیکھتا رہا۔

ویسے نہ سہی تو ایسے سہی اس شخص کو گرانے کیلئے بہت طریقے تھے وہ اب ہر طریقہ اپنانے کو تیار تھا۔

"اگر میری وفا تمہاری قربانی مانگتی ہے۔۔۔تو مجھے وہ قربانی دینی پڑے گی مائے ڈئیر پاشا" اسکے الفاظ انگارا تھے جو پیچھے کھڑی جیسمن کو بخوبی محسوس ہوئے تھے۔

"ابراہیم کل تم سے گاڑی کا پوچھے گا کیا کرو گے ؟"

اسکے سوال پر زارک نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"اس سے بڑا سرپرائز یہ ہو گا ابراہیم کیلئے۔۔۔" اسکی انگلی پیچھے لگے ماڈل کی جانب تھی جسے دیکھ ایک طنزیہ مسکراہٹ جیسمن کے لبوں کو چھو گئی۔

"پاشا برداشت کر پائے گا یہ ؟"

"اس میں بہت ہے۔۔۔ مگر اسے توڑنے والوں میں اس سے زیادہ ہونی چاہیئے تب ہی اسے ہرا پانا ممکن ہے

ورنہ وہ کھلا شیر ہے۔۔۔ایک دھاڑ سے سب تباہ کر دے گا "

اسکی بات پر جیسمن کی مسکراہٹ سمٹی۔

"ویسے تعریف بھی وہ جو دشمن کرے "اسکے کھلے طنز پر زارک نے شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اسے خود بھی یکدم سے احساس ہوا کہ وہ کیا کہہ گیا ہے۔ مگر وہ اس بات کو قبول بھی کرتا تھا کیونکہ وہ ظرف والا شخص تھا طاقت چاہے دوست کی ہو یا دشمن کی وہ قبول کرتا تھا۔

"تمہیں اس سے الجھنا نہیں چاہئے۔۔۔یہ ابراہیم کا مسلہ ہے وہ خود دیکھ لے گا۔" اسے پاشا کے مقابل آتے زارک کو دیکھ اسکی فکر ہوئی۔

کیونکہ اتنا تو وہ بھی پاشا بے کو جانتی تھی کہ وہ جب دھاڑے گا تو پہلا شکار زارک ولف کا ہو گا۔اور وہ یہ کبھی نہیں چاہتی تھی۔

"اپنے کام سے کام رکھو" وہ سپاٹ لہجے میں اسے واپس زمین پر لاتا خود کمرے سے باہر نکل گیا۔

"بدتمیز۔۔۔ تمہیں تو میں ایک دن ضرور سیدھا کرونگی ایک بار تمہاری لگام میرے ہاتھ میں آجائے" وہ آنکھیں سکیڑ کر اسے جاتے ہوئے دیکھتی زیر لب بڑبڑائی

۔۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں آتے ساتھ بیڈ پر بیٹھتی سسک کر رو پڑی تھی اسکے لئے آزمائشیں کبھی ختم نہیں ہو سکتی تھیں۔ یہ احساس دل کو اس قدر بھاری کر گیا تھا جیسے کسی نے پیر رکھ کر اسکے دل کو کچل دیا ہو۔

اسی وقت وہ کمرے میں داخل ہوا جسے دیکھ آئزہ ہڑ بڑا کر اپنے آنسوں صاف کرنے لگی مگر اسکی تیز نگاہ دور سے ہی اسکے آنسوں بھانپ چکی تھی۔

اس سے پہلے وہ اٹھ کر جاتی وہ بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کر گیا۔

"میرا ہاتھ چھوڑیں" وہ روتی ہوئی اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔

"مجھ سے بھاگ کیوں رہی ہو" وہ ہاتھ مزید مضبوطی سے تھام کے اسے اپنے مقابل کر گیا۔

وہ سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ کیا یہ وہی تھا؟ نہیں اس وقت وہ صرف اسکا شاہ تھا جس کی آنکھوں میں اسکی فکر تھی۔

وہ دھیرے سے انگوٹھے کے پور سے اسکے آنسوں چن گیا۔

"کیوں جان لے رہی ہو۔۔بتا دو ناں" یہ آنسوں واقعی اسے تکلیف دے رہے تھے اسکی اتنی فکر پر آئرہ کا دل مزید بھاری ہونے لگا۔

"کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔بتاؤ؟" اسکے سوال پر آئرہ

نے فوراً اسے سر نفی میں ہلایا حلق میں اٹکا آنسوؤں کا

گولہ اسے بولنے تک کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔

"تو ایسے کیوں بہیو کر رہی ہو جیسے میں نے کچھ کیا

ہے۔۔۔اگر کیا ہے تو پورے حق سے بتاؤ

۔۔۔ڈانٹو "

اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا اسی بات کا تو اسے دکھ زیادہ

تھا۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔ میں ایک اچھا شوہر نہیں بن سکا۔۔۔ تمہیں ویسا مان نہیں دیا جو میرے بھائی اپنی بیویوں کو دیتے ہیں" اسے اس بات پر بہت گہرا گلٹ تھا۔

مگر ایسی بات پہلی بار اسکی زبان پر آتے دیکھ آئرہ رونا بھول گئی اور یک ٹک اسے دیکھنے لگی۔

"مگر۔۔۔ میں آج بھی۔۔۔" بولنا کیا اتنا مشکل آج سے پہلے لگا تھا؟ بے اختیار سوچا۔

''آج بھی وہی

ہوں۔۔۔ تمہارا۔۔۔ب۔۔۔ برلاس''یہ صرف

الفاظ نہیں تھے احساسات کا پورا سمندر تھا یونیورسٹی

کے دنوں کی خوبصورت یادیں ذہن کے پردے پر

تیزی سے دوڑ گئیں۔

''ہمارے رشتے کی شروعات نارمل نہیں

تھی۔۔۔اسے ٹھیک ہونے میں وقت لگنا تھا۔۔۔کیا

اب ہم مل کر کوشش نہیں کر سکتے؟''وہ کیوں کر رہا

تھا ایسی باتیں کبھی کبھی جو دل شدّت سے چاہے وہ ہونے لگے تو بھی خوف آتا ہے۔

آئرہ کی آنکھیں تیزی سے نمکین پانی سے بھر گئیں۔

اور وہ سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"کرو گی ناں میری مدد۔۔۔ ہمارے رشتے کو ٹھیک کرنے میں؟" وہ اسکے ہاتھ تھامے کس کرب سے پوچھ رہا تھا آئرہ اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی تیزی سے سر ہاں میں ہلانے لگی۔

اور تڑپ کر اسکے سینے سے لگ گئی۔ یہ لمحہ سکون تھا وہ
تھک چکا تھا بھاگتے بھاگتے اسے اب سکون چاہئے تھا۔
جو صرف اپنی شریک حیات میں مل سکتا تھا۔

وہ آئرہ کا چہرہ ہاتھوں میں تھامے اسکے آنسوں صاف
کرتے اپنے لب اسکی پیشانی پر ٹکا گیا۔ کتنی ہی دیر اس
سکون کو محسوس کیا تھا جب واپس سے اسے اپنے سینے
سے لگا کر وہ زور سے بھینچ گیا۔

"ش۔۔۔شاہ" وہ سانس مشکل سے آتے محسوس
کرتی دھیرے سے بولی۔

"یس شاہ کی جان" وہ آنکھیں موندیں دلفریب انداز میں مخاطب ہوتا اسکا دل زور سے دھڑکا گیا۔
وہ اب کیا کہتی اب کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی۔

پیچھے کچن کا حشر نشر ہو چکا تھا۔ وہاں پڑا آٹا اس افلاطون فوج کیلئے مری کے پہاڑوں میں پڑی سنو فال جیسا بن گیا تھا۔
وہ اپنی ننھی مٹھی بھر بھر کر ایک دوسرے پر پھینک نے لگے۔

"بیا۔۔۔تات۔۔۔" زالے ٹیبل کے پیچھے سے چھپ کر ان دونوں کو تات کرنے لگی۔

"دا۔۔۔ہ۔۔۔می" عبدلباری بولنے کی کوشش کرتا گھٹنوں کے بل تیزی سے زالے کی طرف گیا اور جا کر اسکے پیچھے بیٹھ گیا۔

زامل ان دونوں کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے جیسے ہی انکے پاس پہنچا وہ دونوں ڈر کر یکدم سے چیخ مارنے لگے۔

"یہ کیسی آواز ہے؟" کومل اسی وقت ہوسپٹل سے گھر آئی تھی جب بیگ صوفے پر رکھتے شیر دل کو پانی کی آواز دیتے دیتے اس آواز کو سن کر رک گئی۔

"بس ناں میرا بیٹا" مشی اپنی گود میں زوناش کو لئے اسکے کاٹ میں آ کر لٹانے لگی۔

"تم آگئی" کومل کو اتنی جلدی واپس آتے دیکھ اسے حیرت ہوئی تھی۔

"بچے کہاں ہیں؟" وہ اسکے سوال کو نظرانداز کرتی وہ فکر مندانہ انداز میں پوچھنے لگی۔

"بچے یہی ہونگے کیوں؟" وہ بچوں کے بارے اسکی فکر پر تھوڑی متجسس ہوئی۔

کومل ان تینوں کو ڈھونڈتی ڈھونڈتی سیدھا کچن میں آئی تھی جہاں وہ تینوں کسی سفید بھوت اور بھوتنی کی طرح بیٹھے ٹکر ٹکر کومل کو دیکھ رہے تھے۔ تین وں ہی اسے دیکھ کر سہم گئے تھے۔

وہ آنکھیں پھاڑے پورے کچن کا حشر دیکھنے لگی جو واقعی دیکھنے لائق نہیں تھا سب سے زیادہ وہ خود تینوں۔

انکو دیکھتے ہی دیکھتے کومل کی ہنسی کا پھوارہ یکدم سے پھوٹ کر نکلا تھا۔ اسکی ہنسی پر زامل بمشکل اپنے خرگوش جیسے دانت دکھا پایا تھا۔

تھوڑی دیر بعد زامل زالے دونوں اپنی چھوٹی چھوٹی کرسیوں پر سر جھکائے کسی مجرم کی طرح بیٹھے تھے سامنے انکی ماں جو تھی۔ وہ سر پکڑے اپنی اولاد کو دیکھنے لگی۔ جن کے ایک کام سیدھے نہیں تھے اور

حیرت اس بات پر تھی کہ وہ سلیب سے گر کر رو یا

بھی نہیں۔

"کس نے کہا تھا یہ کرنے کو؟" تڑخ کر دونوں سے

پوچھا۔

"بائی (باری نے)" سارا ملبہ اس معصوم باری پر ڈال

دیا جسے پتہ ہی نہیں تھا کہ ان سے غلطی کیا ہوئی ہے وہ

تو مزے سے فیڈر پی رہا تھا۔

اب اسے کیا ڈانٹ پڑتی اس سے بڑے تو یہ دو تھے۔

"زامی۔۔۔اب پٹو گے" وہ آنکھیں دکھاتی ذرا سا ہاتھ اٹھا گئی جس پر چیخ مارتے زامل زالے دونوں نے پیچھے کھڑے اپنے باپ کو دیکھا۔

"با۔۔۔با" اسے دیکھ کب سے رکے سارے آنسوں ایک ساتھ نکل آئے۔

زمل نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں کوٹ کندھے پر لٹکائے اسکے ہبی جان کھڑے اپنے بچوں کی کلاس لگتے دیکھ رہے تھے۔

"یہ کیا بھوت اور بھوتنی بنادیا میرے بچوں کو" اسکی بات پر مشی اور کومل نے بے اختیار اپنی اپنی ہنسی دبائی۔

"میں نے بنایا ہے؟ یہ آپ کی اس اولاد کا کارنامہ ہے" اس نے تڑخ کر انگلی زامل کی جانب کی جو سب سے زیادہ کیوٹ لگ رہا تھا۔

زامل اپنی دونوں کھجور جیسی پونیاں جھاڑتی جلدی سے اٹھ کر اپنے باپ کی ٹانگ سے جا کر لپٹ گئی۔

"می۔۔۔نات۔۔۔ببا۔۔۔ببیا۔۔۔ ہپ ہپ (میں نے نہیں کیا بابا بھیا نے کیا ہے)" وہ کس معصومیت سے زامل کی شکایت لگا رہی تھی وہ بچارا تو اکیلا رہ گیا تھا ٹیم میں۔

اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلتے پہلے آئرہ نکلی تھی جب اسکے پیچھے سے نکلتے برلاس کی نظر سامنے والے منظر پر پڑی۔

اسکے پارٹنر کی کلاس لگ رہی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے

اسے دیکھ انکی جانب بڑھ گیا جب بڑھتے قدم تیزی

سے رکتے بھوری آنکھوں میں حیرت ابھرنے لگی

ذہن کے پردے پر تیزی سے کچھ ایسا ہی منظر

دھندلانے لگا تھا اسے ہر چیز اپنے ارد گرد گھومتی ہوئی

محسوس ہوئی وہ قدم آگے کے بجائے پیچھے اٹھانے لگا۔

90/1

آئزہ اسکے عین پیچھے کھڑی تھی جب اسکی نظر برلاس کے پیچھے آتے قدموں پر پڑی وہ حیرانگی سے برلاس کو دیکھنے لگی وہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے مسلسل پیچھے کی جانب آرہا تھا۔

"کس نے کہا تھا کچن میں جانے کیلئے" وہ زامل کے دونوں ہاتھ پکڑے اسے مصنوعی ساڈپٹ کر پوچھ رہی تھی کیونکہ ہر الٹے کام کا ماسٹر مائنڈ یہی ہوتا تھا زالے باری تو بس اسکی پیروی میں پھنس جاتے تھے۔
ان بھوری آنکھوں میں یہ منظر کسی کانچ کے ٹکڑے کا سالہرا رہا تھا۔ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں چمکنے لگی تھیں۔

آئرہ بے اختیار اسکا بازو تھام کر اسکے زرد پڑتے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"کچھ پوچھ رہی ہوں ناں" وہ بس اپنی مٹر سی آنکھوں کو گھماتا ماتھے پر آئے بال پیچھے کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مما۔۔۔می۔۔۔نات (مما میں نہیں)" وہ پچھ بات بنانے کی کوشش کر رہا تھا مگر ناکام سب کو اسکی اس کیوٹنیس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"اچھا ناں ہو گئی غلطی۔۔۔آگے سے نہیں کرے گا زامی۔۔۔ہیں ناں میرا بیٹا" زیحال نے فوراً سے اپنے بیٹے کی سائیڈ لی جس پر زامل مزید پھیل گیا۔

"بابا۔۔اوویو (بابالوویو)" وہ ہاتھ سے فلائے کس دیتا اپنے باپ کی طرح آنکھ مارنے کی کوشش میں دونوں آنکھیں جھپکانے لگا۔

اسکی اس حرکت پر زمل منہ کھولے ہکا بکا سی اپنے بیٹے کو دیکھنے لگی جس کے نین مٹکے اپنے ہی باپ کے ساتھ پورے نہیں ہو رہے تھے۔

زمل نے مڑ کر اپنے ہبی جان کو دیکھا جو اپنے بیٹے کی اڑتی ہوئی کس کو پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگا رہا تھا زمل کی نظر پڑتے تیر کی طرح سیدھا ہو گیا

"بس یہ کام تمہیں ایک سے بڑھ کر ایک آتے ہیں"

وہ کیا کرتی سوائے سر پکڑنے کے اسکے پاس کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا۔

زامل اٹھ کر اپنی ماں کا گال چوم گیا۔

"می۔۔۔تنگ۔۔۔اینڈ (میٹنگ اینڈ)" اب کی بار تو وہ اپنے باپ کو بھی منہ کھولنے پر مجبور کر گیا۔

"شوئی۔۔۔می۔۔۔اوویو (سوری می لو ویو)" وہ اپنی ماں کے گلے میں ہاتھ ڈالے لاڈ سے اسے منانے لگا ہر کوئی اسکی ان خوبصورت حرکتوں پر مسکرا رہا تھا۔

ہاں وہ بلکل اپنے باپ کی پرچھائی تھا۔

مگر دوسری جانب یہ منظر ان بھوری آنکھوں میں

وقت کو بہت پیچھے لے گیا تھا برسوں پہلے جب یہی

وقت بہت ظالم ثابت ہو رہا تھا۔

"تم یہاں آئے کیسے۔۔۔" وہ اس معصوم سے بچے کا

بازو پکڑ کر جھنجھوڑ گئی تھی اسکے ہاتھ میں فیڈر پکڑی

زمین پر جا گری۔

"خبردار جو روئے۔۔۔ تمہیں اور کام ہی کیا

ہے۔۔۔رونا اور کھانا پینا۔۔۔اسی لئے دنیا میں آئے

ہو میری زندگی مشکل کردی ہے تم نے" وہ ہزیانی سی اس معصوم پر چیخ رہی تھی۔

آنسوں تیزی سے ان بھوری آنکھوں میں جمع ہوتے قطرے کی صورت میں رخسار پر بہنے لگے۔

"شاہ۔۔۔آ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" وہ برلاس کی زرد پڑتی رنگت دیکھ پریشان کن لہجے میں بولی۔

وہ پیچھے ہٹتے اپنے کمرے کے دروازے سے جا لگا۔

"شاہ" آئرہ کے منہ سے بے ساختہ اسکا نام نکلا وہ دروازہ کھول کر سیدھا اندر داخل ہوا اور اپنا سر دونوں

ہاتھوں سے جکڑے سانس لینے کی کوشش کرنے لگا

جیسے کوئی اسے سینے میں ہی اٹکا رہا ہو۔

آئرہ اسکے پیچھے ہی کمرے میں آتی اسے دیکھنے لگی۔

اسکی حالت پھر سے غیر ہو رہی تھی آئرہ کا دل اسے

یوں دیکھ بے اختیار مٹھی میں آیا ایک خوف سا اسکے

چہرے پر لہرا گیا تھا کیا وہ بھول جائے گا جو اس نے ابھی

تھوڑی دیر پہلے کہا تھا؟

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔۔نہیں۔۔۔میں بس۔۔۔۔میں بس دودھ" وہ حواس باختہ سا کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیا کر رہی ہو۔۔۔تم سے کتنی بار کہا ہے میرے بیٹے کے ساتھ اس طرح پیش مت آیا کرو "

وہ شخص اس کے ہاتھ سے اپنے بیٹے کا بازو چھڑوا کر اسے گود میں اٹھا گیا۔

"میں اسے کبھی قبول نہیں کرونگی سنا تم نے" وہ ہزیانی سی اسکے اوپر چلائی تھی وہ بچہ خوف زدہ سانس روکے اپنے باپ کے گلے سے لپٹ گیا۔

وہ آوازیں۔۔۔اس وقت ہتھوڑے کی طرح برلاس کے ذہن میں گونج رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔۔ن۔۔۔نہیں چ۔۔۔۔چیخو۔۔۔مت ۔۔۔میں۔۔۔میں بس" وہ اپنے کانپتے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرتے تیز تیز سانس لینے کی کوشش کرنے لگا۔

آئرہ اسے کچھ پل تو اسی طرح دیکھے گئی پھر ہمت کرتی چھوٹے چھوٹے قدموں سے آگے آئی اور اسکا ہاتھ تھامنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ مجھ پر" وہ خوف کے مارے ٹھیک سے سانس بھی نہیں لے پا رہا تھا۔

"ک۔۔۔ کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔ بتائیں مجھے" وہ ہمت کرتی نرم لہجے میں اس سے استفسار یہ پوچھنے لگی۔

اسکے سوال پر بر لاس اسے دیکھنے لگا اسے یکدم سے اسکا چہرہ تک پہچان میں نہیں آیا تھا وہ جن اجنبی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا ایک پل کیلئے تو آئرہ کا دل ان پر دھڑکنا ہی بھول گیا تھا مگر اگلے ہی پل وہ اسے کھینچ کر اسکے کندھے پر سر ٹکا گیا۔

"مم۔۔۔مجھے بچاؤ۔۔۔وہ۔۔۔وہ مجھے" وہ بچوں کی طرح سسک کر رونے لگا تھا آئرہ اسکی اس حالت پر اپنے ہاتھ پیر بری طرح سے پھولتے ہوئے محسوس کرنے لگی۔

وہ خوف زدہ سا مزید اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

''ک۔۔۔کوئی نہیں ہے وہاں۔۔۔مجھے دیکھیں'' وہ اسے پیار سے بہلانے کی کوشش کرنے لگی مگر ناکام۔اسکا رونا دیکھ آئرہ کا دل کٹ کر رہ گیا۔

وہ اسے دھیرے سے بیڈ پر بٹھا کر اسکے لئے سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلاس میں پانی بھر کر لائی اور اپنے ہاتھوں سے اسے پلانے لگی۔

وہ بچوں کی طرح خوف زدہ سی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا آئرہ نے اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیر کر دلاسہ دیا۔

چند گھونٹ پانی کی پینے کے بعد اس نے کچھ سکھ کا سانس لیا مگر وہ کیفیت اس پر اب بھی طاری تھی وہ بار بار اپنی آنکھ سے بہتے گرم سیال کو صاف کر رہا تھا۔

آئرہ دھیرے سے اسکے ساتھ بیٹھ گئی اور محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ جب اسکا ہاتھ تھام کر چہرہ اپنی جانب کیا۔

"برلاس شاہ۔۔۔کسی سے نہیں ڈرتا۔۔۔ہیں ناں"

اس نے نام کے آگے "شاہ" لگایا تھا جس کا خوف ان بھوری آنکھوں میں لہراتا اسے صاف دکھائی دیا تھا۔

"برلاس زیحال خان آفندی" اب کی بار اس نے قدرے ٹھہر کر اسے اسکا پورا نام بتایا اس نام کی طاقت ہی اتنی تھی کہ کانوں میں ان الفاظ کے گونجتے سارا خوف اور ڈر پل میں زائل ہونے لگا تھا۔

"زیحال کا بیٹا۔۔۔" ہاں وہ اسکا بیٹا تھا وہ صرف زیحال کا بیٹا تھا اور کسی کا نہیں۔یہ احساس اسکا دل بھاری

کرنے لگا تھا وہ آئرہ کی گود میں سر رکھے وہی لیٹ

گیا۔

"میں ۔۔۔میں صرف زیحال کا

ہوں ۔۔۔اور ۔۔۔اور کسی کا نہیں "

وہ یہ بات آئرہ سے زیادہ خود کو یاد دلا رہا تھا۔ کہ وہ اس شخص کا بیٹا تھا جس نے راتوں کو اسکے ساتھ جاگ کر

اس خوف کو ہرایا تھا

جس نے برسوں لگا دیے تھے اسے اس خوف سے

باہر نکال کر ایک نئی پہچان دینے میں۔

وہ اسکی حالت دیکھ خود پر ضبط کرنے لگی۔ کتنا مشکل تھا محبوب کو اس حال میں دیکھنا۔ وہ اسکے سر میں ہاتھ پھیرتی محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ جب دل کی مانتے وہ جھک کر اسکے ماتھے کا بوسہ لے گئ۔ وہ بچوں کی طرح بس ایک ہی جملہ دہرا رہا تھا۔

"کیا ہوا تھا آپ کے ساتھ؟" وہ دل ہی دل میں سوچتی اسے دیکھتی رہی۔ اسے اتنا اندازہ تھا کہ جو بھی ہوا تھا بہت بھیانک تھا اسکا اثر آج بھی بہت گہرا تھا۔

کمرے میں آتے ہی اس نے زامل زالے دونوں کو باتھ ٹب میں چھوٹی چھوٹی نکر پہنا کر چھوڑ دیا وہ خود انکے کپڑے نکالنے کیلیئے اٹھ کر وارڈ روب کی جانب گئی ہی تھی جب پیچھے سے زیحال اپنے کف لنک نکال کر بازو فولڈ کرتا انکے پاس آگیا۔

"چلو۔۔۔نائی نائی کرتے ہیں بابا کے ساتھ" وہ انکے اوپر جھاگ مارتا کھیل میں بہلانے لگا۔

"یش۔۔۔۔می نائی۔۔۔نائی (یس میں نائی نائی کرونگا)" زامل اپنے باپ کو دیکھ مزید جوش میں آگیا

تھاوہ جھاگ اٹھااٹھاکراپنے باباپراڑانے لگا۔اسکی دیکھا دیکھی زالے بھی یہی کرنے لگی۔

"ارے۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیاہورہاہے؟"ان کو باتھ روم کاحشرنشرکرتے دیکھ زمل یکدم سے بوکھلائی تھی جب ہڑبڑی میں آتے اسکاپیریکدم سے پھسلا۔ اس سے پہلے وہ بہت براگرتی زیحال اٹھ کراسے بازوؤں سے تھام گیا۔

وہ فرش کے بجائے اسکی بانہوں میں جھول گئی تھی مگر گرنے کے ڈر سے آنکھیں زور سے مینچے وہ اسکی شرٹ زور سے مٹھی میں جکڑ گئی۔

"کیا کر رہی ہو" اس سے پہلے زیحال کی جان نکلی تھی وہ اسے سیدھا کھڑا کئے ٹٹول کر دیکھنے لگا۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔کہیں لگی تو نہیں؟" وہ حواس باختہ سا اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ازحد فکرمندی سے پوچھنے لگا۔

"میں۔۔۔میں ٹھیک ہوں" مگر وہ ٹھیک نہیں تھی گرنے کے بعد کا سوچتے وہ خوف زدہ سی ہوتی اپنی بیلی پر ہاتھ رکھ گئی۔

"تم جان نکال دو گی کسی دن۔۔۔اتنا لاپرواہ کون ہوتا ہے" وہ اسے اپنے سینے سے لگائے اسکے خوف پر قابو پانے کی کوشش کرتے مصنوعی ساڈپٹنے لگا۔

زمل کچھ نہیں کہہ سکی۔اسکی آواز جیسے حلق میں ہی پھنس چکی تھی۔

"چلو بیٹھو اندر۔۔۔اور خبردار جو اٹھی اب۔۔۔ورنہ ٹانگیں توڑ دونگا تمہاری" وہ اسے اپنے سینے سے لگائے باتھ روم سے باہر آیا اور لا کر دھیرے سے بیڈ پر بٹھا دیا زمل کے چہرے کی اڑی رنگت پر وہ پانی کا گلاس بھر کر لایا اور اسکے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا۔

"پانی پیو۔۔۔اور ریلیکس ہو جاؤ" زمل کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اسے پانی پلایا وہ نم آنکھوں سے اپنے ہبی کو دیکھنے لگی۔

"میں۔۔۔"

"شش" وہ اسکے لبوں پر انگلی سختی سے جما گیا۔

"س۔۔۔ سوری" وہ پھر بھی بھرائے لہجے میں سوری کرتی بے اختیار رو پڑی۔

"سوری کس لئے۔۔۔ میرے لئے تم ان سب سے پہلے ہو اور رہو گی ہمیشہ" انگوٹھے کی پور سے اسکے آنسوں چنتے وہ دنیا بھر کی محبت اپنے لہجے میں لے آیا تھا۔

زمل اسے دیکھتی رہ گئی ان گہرے جھیل سی آنکھوں میں اسے اپنے لئے محبت کا پورا جہاں آباد ہوا نظر آیا تھا۔

اپنا خیال رکھا کرو۔۔۔میرے پاس تمہیں کھونے کا حوصلہ نہیں ہے گلالے۔۔۔تم اپنے خان کی سانسوں میں بستی ہو۔۔۔"اسکا اظہار محبت زمل کو پل میں زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے گیا تھا۔

وہ دھیرے سے اپنے لب زمل کی پیشانی پر ٹکا گیا۔

"آرام سے بیٹھو اب۔۔۔انکو میں دیکھ لونگا" وہ اسے نرمی سے تاکید کرتے اٹھ کر واپس باتھ روم کی جانب گیا۔

اسکے جاتے ہی زمل بیلی پر ہاتھ رکھے گہری سانس خود میں بھرتی آنکھیں بند کر گئی۔دل اب تک جیسے سوکھے پتے مانند کانپ رہا تھا۔یہ نشانی اسکے ہبی جان کی تھی وہ کیسے اسکے کھو دیتی۔

زیحال ان دونوں کو باتھ روب میں لپیٹ کر بیڈ پر لے آیا۔وہ دونوں اچھل کود کرتے آپس میں کھیلنے لگے۔

زیحال کو اس تھوڑی سی دیر میں صحیح پتہ چلا تھا کہ ماں کیا ہوتی ہے وہ کانوں کو ہاتھ لگا گیا۔

وہ اپنے سامنے رکھی فائل کو بغور پڑھ رہا تھا اس پر لکھا ایک ایک حرف جیسے اسکے لئے جنت کا پروانہ ثابت ہو رہا تھا۔اسکی آنکھیں ایک ایک حرف پر پہلے سے زیادہ چمکی تھیں۔
جیسمن اسکی آنکھوں کی بدلتی رنگت غور سے دیکھ رہی تھی۔

"براوو۔۔ براوو" وہ اٹھ کر خوشی سے چلاتا زارک کو اپنے گلے سے لگا گیا اسکا ماتھا چوما اور پھر گلے لگا گیا۔

جیسمن اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ بے زاریت سے آنکھیں گھما گیا۔ کیا کبھی ہلکی سی مسکراہٹ بھی اسکے چہرے پر دیکھی جاسکتی تھی؟

اس وقت وہ بلیک پینٹ پر بلیک ہی ہاف سلیوس والی شرٹ پہنے ہوئے تھا بال ماتھے پر پر کشش انداز میں بکھرے پڑے تھے اسکے سپاٹ تاثرات باقیوں سے مختلف مگر پر کشش بناتے تھے۔

بلاشبہ وہ یہاں کھڑے سب مردوں میں سب سے حسین تھا۔

"یہ ہوئی ناں بات۔۔۔۔اب ہو گا جنگل میں منگل۔۔۔ہاہاہا۔۔۔پاشا۔۔۔چچچ۔۔۔۔کیا حال ہو گا اسکا۔۔۔جب اپنی ہی بنائی ہوئی دونوں گاڑیوں کو آمنے سامنے دیکھے گا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔"اسے وہ منظر سوچ کر ہی مزہ آرہا تھا.بقی سب خاموش تھے۔

"اسکی مہینوں کی محنت مٹی میں مل جائے
گی۔۔۔۔اور وہ صرف دیکھتا رہ جائے گا۔۔۔کھربوں
ڈالرز کا نقصان "

وہ ہاتھ کھولے گول گول جھومنے لگا آنکھیں بند تھیں
ذہن میں پاشا کا وہ چہرہ گھوم رہا تھا جو اپنی تباہی دیکھ
اسکی حالت ہونے والی تھی اور یہ ابراہیم کی سب سے
بڑی جیت تھی۔

زارک انکو چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا جب اسے
جاتے دیکھ جیسمن بھی دوڑ کر کمرے سے باہر نکلی

"ولف۔۔۔رکو" اسکی آواز پر زارک کے قدم بے ساختہ رکے مگر مڑنے کی زحمت نہیں کی۔

"یہ کیا کیا تم نے۔۔۔ابراہیم کو وہ فائل کیوں دکھائی۔۔۔" اسکا انداز بے حد سخت تھا زارک نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"ایسے مت دیکھو۔۔۔وہ گاڑی ویسی نہیں بن سکی۔۔۔تم جانتے ہو۔۔۔یہ فائل دکھا کر تم نے اپنی موت کو دعوت دے دی ہے۔۔۔اب اگر ابراہیم گرا تو وہ تمہیں جان سے مار دے گا "

وہ ایک ہی سانس میں بوکھلائی سی اسے اسکی غلطی کا احساس دلا رہی تھی۔ مگر وہ صرف دیکھ رہا تھا ہمیشہ کی طرح اسکی آواز اسے بہت بری لگی تھی۔

"تم نے ٹھیک نہیں کیا۔۔۔ تم کیوں" وہ اس سے آگے کچھ کہتی اسکی گردن زارک کی گرفت میں آگئ تھی۔

"تم۔۔۔ اپنے کام سے کام کیوں نہیں رکھتی لڑکی۔۔۔ اتنی بار کہا ہے۔۔۔ میرے بارے میں سوچنے تک کی میں تمہیں اجازت نہیں دیتا "

اسکا لہجہ انگاروں سے لبریز تھا جیسمن اسکا ہاتھ پیچھے جھٹکنے کی کوشش کرنے لگی۔

جب وہ خود اسے ایک جھٹکے میں جھٹکتا دور دھکیل گیا۔ جیسمن کھانستی ہوئی بھی اسے روکنے کی کوشش کرنے لگی تھی مگر وہ نہیں رکا وہ کبھی اسکی رفتار کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

وہ اس وقت نچلے فلور کا جائزہ لے کر آ کر بیٹھا ہی تھا کہ نیزر صاحب اسکے آفس میں آبیٹھے وہ فائل چھوڑ کر

کہنی ٹیبل پر ٹکائے غور سے انکو دیکھنے لگا جیسے انکے

آنے کا مقصد پوچھنا چاہتا ہو۔

"آپ کی کارکردگی سب کو دن بہ دن حیران کر رہی

ہے۔۔۔ خیر تو ہے بھابھی ایسا کیا کھلا رہی ہیں کھانے

میں "انکی شوخی پر داراب کے لب دھیرے سے وا

ہوئے۔

"کھلا ہی نہ دے وہ صرف مجھے زہر دے سکتی ہے"

اسکے جواب پر وہ دل کھول کر ہنسے تھے۔

"کتنے بچے ہیں آپ کے پاس؟"اس بار انکے سوال پر داراب کی ہنسی رکی پسلیوں کے پیچھے ایک بیٹ مس ہوئی تھی۔

"میری کچھ مہینے پہلے ہی شادی ہوئی ہے"انکی اطلاع میں اضافہ کیا۔

"اوہ اچھا۔۔۔پھر تو کچھ مہینے بعد گڈ نیوز بھی آجائے گی"وہ تھوڑے مذاقیہ قسم کی طبعیت کے مالک تھے

"خاک آئے گی۔۔۔ہاتھ لگانے نہیں دیتی بچے گوگل سے ڈاؤنلوڈ کرونگا"وہ زیرلب بڑبڑاتے سر کھجانے

لگا۔اتنے میں اسکا موبائل رنگ کرنے لگا وہ سکرین پر جگمگاتا بیلا کا نام دیکھ فوراً اسے فون کان سے لگا گیا۔

"کدر رہے تم۔۔۔اب تک بیڈ کا کچھ کیا نہیں۔۔۔اگر مورے نے دیکھ لیا تو؟" وہ سرگوشانہ انداز میں بول رہی تھی یقیناً آس پاس فرخندہ بیگم ہی موجود تھیں۔

"سوری میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔۔میں دیکھتا ہوں آکر" وہ شائستگی سے جواب دیتا فون کٹ کر گیا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" اسکے چہرے پر الجھن بھانپتے استفساریہ پوچھا۔

"ہاں یار وہ بیڈ ٹوٹ گیا تھا اسی کا" وہ اپنے دھیان میں

بولتا چلا جا رہا تھا جب اسے ایک دم سے احساس ہوا وہ

جھٹ سے نیزر کو دیکھنے لگا۔

جس کی پلکیں جھپکنا بھول گئی تھیں اسکی حیرت پر

داراب کا دل چاہا سر پیٹ لے اپنا۔

"بیڈ ہی توڑ دیا؟ "

"ن۔۔۔ نہیں" داراب یکدم سے ہڑ بڑا گیا۔

"ہاہ۔۔۔ مطلب۔۔۔ بیڈ۔۔۔ اوہ مائے گاڈ"

"نیزر۔۔۔میری بات سنو" اسے تیز آواز میں بولتے
دیکھ داراب جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"اب تو مٹھائی آرڈر کرنی بنتی ہے" وہ کسی طور بھی باز
نہیں آرہے تھے داراب نے جاتے انکے منہ پر ہاتھ
رکھ دیا۔
"چپ۔۔۔ایک دم چپ۔۔۔ورنہ ابھی سسپینڈ کر
دونگا" اسکے پاس دینے کو ابھی یہی دھمکی تھی۔جو
ابھی کیلئے کارآمد ثابت ہوگئی تھی داراب گردن کی
پشت پر ہاتھ پھیرتے اس مسلے کا حل سوچنے لگا۔

بیڈ تھا کوئی چھوٹی موٹی چیز نہیں جس کو بدلنے پر کسی
کی نظر نہ پڑتی اور اسے سب سے زیادہ فکر مورے کی
تھی کیا جواب دیتا وہ انکو۔

وہ فون اٹھائے آفس سے باہر نکل گیا۔

وہ صبح سے اپنے کمرے میں بند تھے باہر جانے کو تو
جیسے دل ہی نہیں تھا اس بند دیواری میں وہ اور انکی تنہا
یادیں۔انسان کو یادیں بھی خوب محفوظ کرنی چاہئے

ورنہ وہ جو تکلیف دیتی ہیں تو انسان کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے بظاہر سوتے ہوئے لگ رہے تھے مگر یہ صرف وہی جانتے تھے کہ نیند ان سے کوسوں دور تھی لیکن تب ہی انہیں اپنے پیر پر کسی کے نرم ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا۔

وہ یکدم سے ہڑ بڑا کر اٹھے جب نظر سامنے کھڑی مہروز پر گئی پھول دار فراک پہنے اور سر پر مفلر نما چھوٹا سا سکارف جو صرف سر تک محدود تھا۔

"داجی۔۔۔آپ سورہے ہیں؟" وہ اٹھاکران سے پوچھ رہی تھی اسکی معصومیت پر نوشیر وال صاحب کے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی۔

وہ اٹھ کر بیٹھتے اپنے دونوں بازو کھول گئے وہ بھی دوڑ کر انکے سینے سے لگ گئی تھی۔

"دا۔۔۔۔جی۔۔۔۔میں نے آپ کو بہت مس کیا" وہ ہمیشہ کی طرح ان سے لاڈ کرتی بولی۔

مگر اسے یہاں دیکھ انکا دل بچوں کی طرح خوشی سے جھومنے لگا تھا وہ اسکا ماتھا چوم کر پھر سے اپنے ساتھ لگا گئے۔

"تم کو بھی ام نے بہت مس کیا۔۔۔ تم کدر تھا "

"میں آگئی ہوں۔۔۔اب نہیں جاؤنگی" اسکی بات پر نوشیروال صاحب پہلے تو چونکے مگر پھر خوشی سے نہال ہو گئے۔

کہ تب ہی باہر سے مختلف آوازیں آنے لگی تھیں انہوں نے چونک کر باہر دیکھا مگر انہیں کچھ سمجھ نہیں

آئی وہ مہروز کا ہاتھ پکڑے دھیرے سے اٹھ کر اپنے کمرے سے باہر نکلے جب سامنے ہی لاؤنج میں انہیں زریاب خان دکھائی دیے۔

انکے ساتھ سیماب بھی تھی جو فرخندہ بیگم سے گلے مل رہی تھیں۔

لاؤنج میں الگ ہی خوشی کا ماحول بنا ہوا تھا انہیں اپنی بوڑھی آنکھوں پر یقین نہیں آیا کہ وہ واپس آگیا ہے۔
انکے ساتھ چار پانچ اٹیچی بھی تھیں جو ملازم اٹھا کر انکے روم میں لے جارہے تھے۔

"کیسا ہے تم بچے۔۔۔بہت دبلا ہو گیا ہے "فرخندہ بیگم کو تو سیماب کی فکر ستانے لگی تھی۔

کہ زریاب خان نوشیر وال صاحب کو کھڑے دیکھ وہی رک گئے دل کسی نے زور سے مٹھی میں لے کر دبایا تھا۔

یہ درمیان کا فاصلہ مٹانا کتنا مشکل تھا پھر بھی صرف ایک بار کی ہمت۔

اور وہ سیدھا انکے سینے سے جا لگے تھے عمر چاہے جتنی بھی ہو جائے باپ کے سامنے کبھی اولاد بڑی نہیں ہوتی۔

نوشیر وال صاحب زریاب کو اپنے کانپتے ہاتھوں کے حصار میں لے کر انکا سر چومنے لگے۔

"کیسا ہے تم بابا۔۔۔ کتنا کمزور ہو گیا ہے" وہ واقعی پچھلے دنوں کی نسبت بہت کمزور لگ رہے تھے وہ رعب و دبدبے والی شخصیت تو جیسے پیچھے رہ گئی تھی۔

"تم کو دیکھ کے بہت اچھا۔۔" انکا لہجہ یکدم سے بھرا گیا زریاب کو لگا کسی نے انکا دل بری طرح سے کچل دیا ہو۔

وہ سب لوگ لاؤنج میں ایک ساتھ بیٹھے تھے بیلا نے سب کیلئے چائے خود بنائی ساتھ ہی ملازموں کے ساتھ مل کر دن کا کھانا بہترین تیار کروایا۔

سیماب تو اسے ہی دیکھ رہی تھی ہاتھوں میں چوڑیاں اور کامدار گہرے رنگ کا سوٹ وہ واقعی اب شادی شدہ لگ رہی تھی۔

شاید ان دونوں کے بیچ سب ٹھیک ہو رہا تھا وہ بے اختیار سوچنے لگی اور دل سے دونوں کیلئے خوش بھی ہوئی۔

۔۔۔۔۔۔

"واؤ۔۔۔ کس کے رشتے والے آرہے ہیں۔۔۔جو اتنی ساری ڈشز بنالیں؟" آج دستر خوان پر باقی دنوں کی نسبت نت نئی ڈشز دیکھ پامیر کے منہ میں تو جھٹ سے پانی آیا تھا۔

سب نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا جب وہ زیحال کی نظروں کے تعاقب میں احمد پر جا رکا آج وہ بھی سب کے بیچ بیٹھا ڈنر کر رہا تھا۔

وہ فوراً سے سمجھ گیا تھا کہ یہ سب مہمان نوازی کیلئے ہے مشی کا چہرہ خوشی سے تمتمار ہا تھا۔

احمد پورا دن اپنے کام نمٹا کر اب واپس لوٹا تھا۔

"مش۔۔۔ مما۔۔۔ ناش۔۔۔۔ اؤاں۔۔۔۔ اؤاں"

زامل مشی کا فراک کھینچ کر اسے بتانے لگا کہ زوناش

کیسے رو رہی ہے اسکے بتانے کے انداز پر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اوکے بیٹا۔۔۔اسے کہو مما ابھی آئی" وہ اسکا گال تھپتھپاتی جلدی سے اپنا کھانا ختم کرنے لگی۔

بچے لاؤنج میں کھیل رہے تھے باقی سب اپنا ڈنر کرنے میں مصروف تھے۔

جبکہ اسکے منہ سے مما کا لفظ سنتے احمد کا نوالہ بے اختیار حلق میں پھنس گیا وہ آنکھیں پھاڑے اپنی بہن کو

دیکھنے لگا"مما"ایک بار پھر یہ آواز اسکی سماعتوں میں گونجی۔

اسکا کھلا منہ دیکھ پامیر نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر منہ بند کیا۔

"بند کر دیا مکھی والا ایکسٹرا اچکن چاہئے"اسکی بات پر یاقوت نے گھور کر اسے دیکھا۔

"آپکا آدھا گھر والا ہی ایسے منہ کھول کر بیٹھا ہے جیسے مکھی کو شاہی دعوت پر بلا رہا ہو"وہ بھلا چپ رہ سکتا تھا اس بندے سے تو ویسے ہی اسے چڑ آتی تھی۔

حیرت کس بات کی بھئی۔۔۔پورے نو مہینے کی پیداوار ہے۔۔۔ہم شارٹ کٹ نہیں لیتے" اب کی بار یاقوت نے سیدھا دانت بھینچ کر دکھائے۔

"سوری" وہ جھٹ سے سوری کرتا کانٹے سے کھانا منہ میں لے گیا۔

"مشی تم" احمد ہکا بکا سا اسے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ سچ میں ماں بن گئی اور ماموں کو بتایا بھی نہیں۔

"اگلی بار تمہیں بلا کر سب کو مٹھائی کھلائیں گے اوکے۔۔۔" یاقوت کی بات پر احمد نے فوراً سے ترخ

کر اسے دیکھا۔ جس کا یاقوت نے کچھ خاص نوٹس نہیں لیا۔

"اللہ پاک نے بہت پیاری سی پرنسسز دی ہے یاقوت کو" کومل نے خوشی سے اسے بتایا جس پر احمد کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا وہ ماموں بن گیا تھا یہ احساس ہی سب سے الگ تھا۔

"کہاں ہے وہ مجھے دیکھنا ہے اسے" وہ کھانا چھوڑے زوناش کو دیکھنے کیلئے بے چین ہونے لگا۔

"کھانا تو کھالو میری بیوی نے اتنے پیار سے بنایا ہے" یاقوت کو واقعی مشی کی محنت کی فکر تھی۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے مجھے بے بی گرل کو دیکھنا ہے" اسکی خوشی پر مشی مسکرا کر اسے اپنے ساتھ لاؤنج میں لے گئی جہاں زوناش بندر کی طرح اچھلتے زامل زالے کو دیکھ ہنگورے سے بھر رہی تھی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔اتنی پیاری گڑیا ہے" وہ زوناش کو گود میں لے کر دیکھنے لگا وہ واقعی بے حد حسین تھی۔

"می۔۔۔ناش۔۔۔اوتے(میری زوناش ہے

اوکے)"زامل کوزوناش پر کسی کا ہاتھ ذرا برداشت

نہیں ہوا تھا احمد نے ایک نظر اس چھوٹے سے بچے کو

دیکھا جس سے صرف اسکے گھر والے ہی واقف تھے۔

"احمد زامل کو سونے دو پھر دیکھ لینا ورنہ یہ کسی کو ہاتھ

نہیں لگانے دیتا"مشی ہنس کر اسے بتانے لگی۔

زامل اب بھی سیدھا سیدھا احمد کو ہی گھور رہا تھا۔اسکے

اندرا ابھی سے یہ جلن کہ کوئی اسکی زوناش کو ہاتھ بھی

نہ لگائے حیرت انگیز تھی۔

وہ زوناش کو زامل کے سامنے لٹا گیا۔اور اپنی باری کا انتظار کرنے لگا کب اپنی بھانجی کو گود میں لے کر کھیل سکے۔

"یہ کس کا بیٹا ہے ؟"اسے فوراً سے کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

"زیحال لالا کا بیٹا"مشی کے بتاتے احمد کی آنکھیں بے اختیار پھیلیں اس نے بغور اس بچے کو دیکھا۔جواب زوناش کے ساتھ واپس سے کھیل میں لگ چکا تھا۔

"ڈاکٹر برہان نے ایک ڈاکٹر کا بتایا ہے۔۔۔ ترکی میں ملیں گے وہ۔۔۔ ہمیں ان سے برلاس کیلئے ملاقات کرنی ہے" زیحال کی بات پر سب نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا۔

برلاس جو کب سے خاموش اپنے خیالوں میں گم بیٹھا تھا اپنے زکر پر نظر اٹھا کر زیحال کی جانب دیکھا۔

کیا وہ پاگل ہو گیا تھا؟ جو اسے نفسیاتی ڈاکٹر کے پاس بھیجا جا رہا تھا؟ وہ بے اختیار سوچنے لگا ایک ہی پل میں

اسکی پر شخصیت چکنا چور ہو گئی تھی۔ وہ آنکھیں بھر آتے کھانا ادھورا چھوڑ کر اٹھتے کمرے میں چلا گیا۔

90/2

اسے اٹھ کر یوں جاتے دیکھ زیحال کا دل مٹھی میں آیا تھا اس کیلئے بر لا اس کی ایسی حالت نا قابل برداشت

تھی اسکے چہرے کی بدلتی رنگت ب غور دیکھتے ہوئے

زمل نے دھیرے سے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا ہبی۔۔۔"اسکے چند الفاظ اس

وقت زیحال کیلئے دلاسہ دینے کو کافی تھے۔وہ پلکیں

جھپکا کر گہرا سانس خود میں بھر گیا۔

آئرہ نے ایک نظر سب کو دیکھا سب کے چہرے

سنجیدہ تھے وہ دھیرے سے اٹھ کر اپنے کمرے میں

چلی گئی۔

کمرے میں آتے ہی اسکی طلبگار نگاہیں سیدھا اس دشمن جان پر جا رکی تھیں جو کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھنے میں اس قدر مگن تھا کہ اسکے کمرے میں آنے تک کا علم نہیں ہو سکا۔

وہ کمرے کا دروازہ لاک کرتی اپنی فراک دونوں مٹھیوں میں جکڑے تھوڑی نروس سی ہوئی۔

قدم اسکی جانب اٹھانا کتنے بھاری لگ رہے تھے ایک ایک قدم جیسے منوں بھاری ہو گیا ہو۔ ذہن میں پچھلی بہت سی بری یادیں تھیں جو اسے بر لا اس کی جانب

بڑھنے سے روک رہی تھیں مگر وہی کچھ اچھی یادیں
بھی تھیں جن کے آگے بری یادیں زیادہ دیر ٹک نہیں
پائی تھیں۔

یہ وقت ان یادوں کو یاد کرنے کا نہیں تھا بلکہ نئی
خوبصورت یادوں کے استقبال کا وقت تھا۔

اسے یاد کرنا تھا کہ وہ اس شخص سے کس رشتے میں
جڑی تھی "بیوی" پوری دنیا کے سامنے اسے قبول کیا
تھا کیا اس رشتے سے بڑھ کر اسکے قریب جانے کیلئے
کوئی بھی رشتہ ہو سکتا تھا؟

وہ بے اختیار سوچنے لگی جب جواب آیا" نہیں "

وہ دھیرے سے ہمت کرتی اسکی جانب بڑھ گئی اور جا کر اسکے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

جب اسکی موجودگی کا احساس کرتے برلاس نے چہرہ دائیں جانب موڑ کر اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کیئے۔

یہ منظر دیکھ آئرہ کا دل کٹ کر رہ گیا تھا وہ تڑپ کر برلاس کا ہاتھ تھام گئی۔

"شاہ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" اسکے سوال پر برلاس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں بہت ساری اذیتیں ایک ساتھ وہاں ڈیرہ ڈال چکی تھیں۔

وہ آئرہ کی کانچ سی آنکھوں میں دیکھنے لگا جہاں اسے صرف مخلص ی نظر آئی تھی۔وہ خود پر ضبط نہیں کر پایا اور سر نہ میں ہلا گیا۔

آئرہ اسکا ہاتھ مزید مضبوطی سے تھام کر اسکی جانب مڑی۔وہ اس وقت بلیک پینٹ پر وائٹ ہاف سلیوس

والی شرٹ پہنے ہوئے تھا بال ماتھے پر بکھرے اور ٹھوس بائسیپس صاف نمایاں ہو رہے تھے۔ اتنی پر کشش پرسنالٹی اس نے کبھی کسی کی نہیں دیکھی تھی یہ شخص حسن کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

مگر سب کچھ کیا صرف ظاہری حسن ہوتا ہے؟ اکثر خوبصورت دکھنے والے لوگوں کے اندر یہی تباہ کن حال نظر آتا ہے جو اس شخص کے اندر تھا۔ اسے دیکھ آئرہ کو یقین ہو گیا تھا۔

وہ برلاس کے چہرے پر ہاتھ رکھتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"آپ کیوں ایسا سوچتے ہیں۔۔۔زندگی کبھی ایک جیسی تو نہیں ہو سکتی ناں؟" وہ بے حد نرمی سے ان آنکھوں میں دیکھ پیار سے بولی۔

برلاس اسکی کانچ سی آنکھوں میں نجانے کیا دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔شاید اسے محسوس کرنا چاہتا تھا۔

اسکا دل اس لڑکی کیلئے اب بھی ویسے ہی دھڑکتا تھا جیسے پہلی بار میں دھڑکا تھا۔وہ اس لڑکی پر یقین کر سکتا

تھا وہ بیوی تھی اسکی جس کے سامنے اگر وہ کمزور پڑ گیا تو وہ مذاق نہیں بنائے گی۔ وہ اسے سمیٹ لے گی۔

بیوی تو ہوتی ہی لباس ہے ناں وہ لباس تھی برلاس شاہ کا یہ بات اسکے ذہن کی ہر دیوار پر لکھی جا چکی تھی۔

"لیکن۔۔۔ میری زندگی" اسکی آواز یکدم سے بھرا گئی وہ چہرہ موڑ لینا چاہتا تھا مگر آئرہ اسکی یہ کوشش ناکام بنا گئی۔

"میں نہیں جانتی آپ کے ساتھ ماضی میں کیا ہوا ہے۔۔۔ شاید میں کبھی تصور بھی نہ کر پاؤں "

وہ جیسی اسکی حالت دیکھتی تھی اسکے بعد اسکے لئے تصور کرنا واقعی نہ ممکن ہو گیا تھا وہ حال بتا دیتا تھا کہ ماضی کتنا بھیانک گزرا ہے۔

"لیکن۔۔۔میں یہ جانتی ہوں۔۔۔کہ میرے شاہ کمزور نہیں ہیں۔۔۔وہ حالات کو ڈیل کرنا جانتے ہیں"

یہ الفاظ اس وقت میں برلاس کی کیفیت کو تیزی سے بدلنے میں کار آمد ثابت ہو رہے تھے۔

"چاہے جو ہوا ہو۔۔۔وہ خود پر اسے پھر سے حاوی ہونے نہیں دیں گے۔۔۔وہ مضبوط ہیں سب سے زیادہ" الفاظ کا چناؤ بہت سمجھ کر کیا جا رہا تھا اسکی باتیں برلاس کے ذہن پر لگ رہی تھیں۔

وہ آئرہ کی کی آنکھوں میں دیکھتا رہا اسے سنتا رہا کاش وہ کبھی چپ نہ ہو وہ بولتی رہے۔وہ سننا چاہتا تھا اسے۔

"ماضی ہر ایک کا ہوتا ہے۔۔۔جیتتا وہی ہے جو اسکے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔۔۔بھاگنے والا تو ساری زندگی صرف بھاگتا ہی رہتا ہے۔۔۔آپ تو ایسے نہیں ہیں"

اسکی بات پر برلاس نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا۔

"تو میں ہوں ناں آپ کے ساتھ۔۔۔ہم مل کر کھڑے ہونگے۔۔۔اور اسے سرے سے بھلادیں گے" وہ اسکا ہاتھ اوپر کئے مضبوطی سے تھام گئی۔

برلاس نے اپنے ہاتھ میں اسکا نازک سا ہاتھ دیکھا اور پھر اسکے چہرے کو۔

وہ غلط نہیں تھا یہ "بیوی" تھی اسکی اور وہ ثابت کر بھی رہی تھی۔

"میں نے کل تمہیں ہرٹ کیا تھا؟" اسکے سوال پر

آئرہ کا دل دھک سے رکا وہ جانتا تھا یہ بات؟

"آ۔۔۔آپ کو کیسے پتہ؟" ہاں وہ جاننا چاہتی تھی

کیونکہ وہ ایسے وقت میں اس پر یہ ذرا بھی ظاہر نہیں

کرنا چاہتی تھی کہ وہ اسکی کسی بات سے دکھی ہوئی ہے

وہ اسے مزید کسی امتحان سے گزارنا نہیں چاہتی تھی۔

"تمہاری ان آنکھوں نے بتایا ہے" وہ ان کانچ سی

بھوری آنکھوں میں ڈوب رہا تھا۔ انکی گہرائی میں کھو

رہا تھا۔

آئرہ گھبرا کر نگاہیں نیچی کر گئی اسکی آنکھیں کب سے

اسکی اتنی تابعدار ہو گئی تھیں وہ بے اختیار سوچنے لگی

مگر یہ غلط تھا۔

"ای۔۔۔ایسا نہیں ہے۔۔۔وہ بس "

"ایم سوری" اسکی بات پوری ہونے سے پہلے برلاس

کے منہ سے یہ لفظ سنتے آئرہ نے بے ساختہ سر اٹھا کر

اسے دیکھا۔

"آپ کیوں سوری کر رہے ہیں۔۔۔وہ بس ایک حادثہ تھا۔۔۔مجھے یاد بھی نہیں "لیکن دل پر وہ حادثہ نقش ہو چکا تھا وہ کیسے بھلا دیتی اسے۔

"میں جب اس سچویشن میں ہوتا ہوں تو سمجھ نہیں آتی کب کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔اس لئے۔۔۔تم چاہو تو مجھ سے دور "

اس سے پہلے وہ بات پوری کرتا آئرہ کی آنکھوں میں ابھرتی تڑپ اسے خاموش کروا گئی وہ بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں۔۔۔میں کہیں نہیں جاؤنگی" وہ برلاس کا ہاتھ
تھامے اسکے قریب ہو گئی۔

"مجھے خود سے دور نہ کریں" اسکی دوری کا سوچ کر ہی
آئرہ کی جان لبوں پر آ گئی تھی وہ اس شخص سے کم از کم
اس مشکل وقت میں دور نہیں جا سکتی تھی وہ اسے اس
ماضی میں تنہا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

"لیکن "

"شش" وہ پھر کچھ کہتا اس سے پہلے وہ اسکے منہ پر
ہاتھ رکھ گئی۔

"لیکن کچھ نہیں۔۔۔آپ چاہیں جتنا مرضی ہرٹ کریں۔۔۔چاہے ہاتھ اٹھالیں۔۔۔ لیکن دور نہ کریں۔۔۔پلیز"وہ کل جس کرب اور ازیت میں چیخ رہا تھا اگر زیحال نہ ہوتا تو شاید وہ یہ بھی کر گزرتا۔ مگر ہوش میں آتے وہ خود کو کبھی معاف نہ کر پاتا۔

اسکی بات پر برلاس نے بے اختیار اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیا اور اسکی پیشانی سے پیشانی جوڑ گیا۔

"آئی لو یو۔۔۔"اسکی آواز میں تڑپ تھی شدّت تھی کون کونسا احساس نہیں تھا جسے وہ محسوس کر رہی تھی

وہ اسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ گئ آنکھوں سے کتنے ہی موتی ایک ساتھ ٹوٹ کر رخسار پر بہہ نکلے تھے۔

وہ مرر کے سامنے بیٹھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے زیحال کو دیکھ رہی تھی جو گود میں لیپ ٹاپ رکھے اس پر اپنے آفس کا کام کر رہا تھا اس نئے پراجیکٹ میں زیحال کا وقت زیادہ تر آفس میں یا باہر کہیں میٹنگز میں ہی گزر رہا تھا وہ گھر بھی آتا تو لیپ ٹاپ پر کام میں مصروف ہو جاتا۔

زمل کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی۔ سادہ سی پینٹ شرٹ میں وہ عام سے حلیے میں بھی اس کا دل بری طرح سے دھڑکا گیا تھا۔

وہ لوشن ہاتھوں پر ملتی اٹھی اور بالوں میں ہاتھ پھیر کر آدھے آگے اور آدھے پیچھے کمر پر پھیلائے ایک پیاری سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر وہ اسکے پاس جا کر کھڑی ہوئی۔

جب اسکی خوشبو کو محسوس کرتے وہ بے اختیار نگاہ اسکی جانب اٹھا گیا۔

وہ چپ کھڑی تھی مگر اسکی خاموشی بھی وہ دشمن جان سمجھ لیتا تھا۔ وہ مسکرا کر لیپ ٹاپ بند کرتے پیر نیچے فرش پر لٹکائے پورا اسکی جانب مڑ گیا۔

"کیا؟" اسکی جان لٹاتی نظروں پر جزبز سی ہوتی وہ اپنے بال انگلی پر لپیٹنے لگی۔ جب زیحال اسے کمر سے تھامے اپنے قریب کر گیا۔

وہ زیحال کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اسے دیکھنے لگی وہ بیٹھ کر بھی اسکے کندھوں تک پہنچ رہا تھا۔

کچھ کہے بغیر اس نے اپنے لب اسکی بیلی پر ٹکا لئے یہ
احساس زمل کا دل پسلیوں سے باہر لے آیا تھا وہ
آنکھیں بند کر گئی۔
وہ اس ننھی سی جان کو محسوس کر رہا تھا جس کا شاید
ابھی کوئی وجود بھی نہیں تھا مگر وہ زیحال کیلئے بہت
خاص بن چکی تھی۔
وہ زمل کو گود میں بٹھاتے اسکے بال کندھے سے پیچھے
سرکا گیا۔

"تم اتنی خوبصورت کیوں ہو؟" زمل خفت سے سرخ پڑتی اسکے ہاتھ پر بندھی گھڑی سے کھیلنے لگی۔

"مجھے کیا پتہ" وہ ہمیشہ یہی کہتی تھی مزید کچھ کہنے کی وہ شخص اجازت ہی کب دیتا تھا

"ہبی "

"یس ہبی کا بے بی" ہمیشہ کی طرح اسکا خوبصورت لہجہ زمل کی دھڑکنیں بے ربط کر گیا۔

"آپ برلاس کے ساتھ جائیں گے ؟" اسکے سوال پر زیحال نے پیشانی اسکے کندھے پر سے اٹھائی اور گہرا سانس لیا۔

"جانا پڑے گا۔۔۔اسکا علاج ضروری ہے گلالے" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا ذہن میں برلاس ہی وہی کنڈیشن بار بار گھوم رہی تھی

اب جتنا جلدی ہو سکتا تھا وہ اس قصّے کو نمٹا دینا چاہتا تھا۔مزید برلاس کو اس تکلیف میں دیکھنا اسکے لئے بھی ناقابل برداشت تھا۔

"پھر ہم کیسے رہیں گے آپ کے بغیر" اس نے پیچھے سوئے ہوئے زامل زالے کو دیکھا جو ذرا سے رات کو زیحال کے لیٹ ہو جانے پر ہی اپنی ماں کا دماغ خراب کر دیتے تھے۔

ابھی بھی زیحال نے ہی دونوں کو سلایا تھا۔

"کچھ دن کی بات ہو گی۔۔۔پھر واپس" وہ اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتے محبت بھرے لہجے میں بولا مگر وہ نہ مسکرا سکی۔

اس شخص کے بغیر ایک پل بھی گزارنا گویا موت تھا۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر اپنی جگہ پر جا کر لیٹ گئی زیحال

نے مڑ کر اسے دیکھا اسکا رخ دوسری جانب تھا۔

ہمیشہ کی طرح وہ کمبل دونوں پر لیتے خود بھی سونے

کیلیئے آنکھیں موند گیا۔ کتنی ہی دیر آنکھیں بند رہی

جب موبائل کی ٹون بجتے پٹ سے آنکھیں کھلی۔

اسکے ساتھ ہی زمل نے بھی فوراً سے گردن موڑ کر

اسے دیکھا۔

اسکی نگاہیں اس وقت کسی شکی بیوی سے مشابہت
رکھتی تھیں۔

"زیحال فون اٹھا کر خود دیکھنے سے پہلے سکرین زمل
کی جانب کر گیا۔

"الحمد للہ ایک بیوی ہی سو کے برابر ہے" وہ تڑخ کر
اسکے دیکھنے کے انداز پر بولتا پھر خود موبائل میسج چیک
کرنے لگا۔

جہاں اسکی ٹکٹ کنفرم ہونے کا میسج تھا

زمل جھٹ سے اسکی جانب مڑتی کہنی کے بل اٹھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"سو کے برابر کیوں۔۔۔پوری دنیا کے برابر کیوں نہیں؟" وہ ایکدم سے لڑاکا انداز میں بولی تھی زیحال نے اسکی جانب ایک نظر دیکھا۔وہ شاید رونا چاہتی تھی۔مگر بہانہ ڈھونڈ رہی تھی۔

"دنیا بھی تمہارے آگے کم پڑ جائے گی" انداز محبت بھرا تھا مگر وہ پھر بھی رونا چاہتی تھی۔

"تم رولو۔۔" وہ کندھا آگے کرتے آفر کرنے لگا

زمل نے ایک نظر اسکا آگے ہوا کندھا دیکھا پھر اسے۔

"پھر جو مجھ سے پٹو گی اس پر گلہ مت کرنا" وہ ساتھ ہی وارن بھی کر رہا تھا زمل کو اس دشمن جان کو کبھی کبھی سمجھنا بہت مشکل لگتا تھا۔

وہ وہی اسکے کندھے پر اپنے دانت زور سے گاڑھ گئی۔

زیحال نے اسکا سر دیکھا اور بچوں کی طرح تھپکنے لگا۔

یہ درد چیونٹی کا ہاتھی کے سامنے برابر تھا۔

"کل سے کھانا ڈبل کرو۔۔ تمہارے دانتوں میں بھی جان نہیں ہے مجھے کیسے مناؤ گی" وہ اپنی عادت سے کبھی باز نہیں آسکتا تھا پہلے خون جلاتا تھا اور پھر محبت بھری باتوں سے اسی خون کو ڈبل کر دیتا تھا۔

زمل وہی اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی وہ کیوں جارہا تھا دور اسے نہیں جانا چاہئے تھا مگر یہاں وہ ضد نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اسکا جانا بھی اتنا ہی ضروری تھا جتنا وہ خود اسکے لئے۔

وہ کب سے کمرے کے چکر کاٹتی یہاں سے وہاں گھوم رہی تھی مگر وہ تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا وہ بار بار اس بیڈ کو دیکھتی اور پھر کاؤچ پر جا بیٹھتی رات کا ایک بجنے کے قریب تھا جب اسکی آنکھ وہی بیٹھے بیٹھے لگ گئی۔

صبح اٹھنے پر اسے اپنے اوپر کسی کمفرٹر کا احساس ہوا وہ ہڑبڑا کر جیسے ہی اٹھی اسکی پہلی نظر بیڈ پر گئی تھی۔

جواب ٹوٹا ہوا نہیں تھا بلکہ بلکل نیو اور سٹائلش لگ رہا تھا وہ اٹھ کر اسکے قریب جانے ہی لگی تھی جب اسی

وقت باتھ روم سے ہاتھ میں ٹاول پکڑے داراب

نکلا۔

"یہ۔۔۔یہ کب آیا؟" وہ اس جہازی سائز بیڈ کی

جانب اشارہ کرنے لگی جو دکھنے میں بے حد

خوبصورت اور لگژری لگ رہا تھا۔

"جب تم خوابوں میں میرے

ساتھ۔۔۔اھم۔۔۔ایک دوسرا بیڈ توڑ رہی تھی"

اسکی بات پر بیلا نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا اسکی

حالت دیکھ داراب نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔

"استغفر اللہ۔۔۔" سمجھ آتے ہی اسکے منہ سے بے ساختہ یہ لفظ نکلا جس پر داراب نے شریر نگاہوں سے اسے دیکھا اور دھیرے سے اسکے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔

"استغفر اللہ تو یوں کہا جیسے جانتی ہو بیڈ کیسے توڑتے ہیں" وہ اسکے کان کے قریب سرگوشی کرتے دل کش انداز میں مسکرا کر بولا جس پر بیلا نے ہڑ بڑا کر اسے دیکھا۔

"آ۔۔۔ام کو کیا پتہ" وہ جھٹ سے اس سے دور ہو کر

کھڑی ہو گئی۔

"تو حکم کرو۔۔۔ایکسپیرئنس کر لیں گے" وہ اپنی

باتوں اور انداز سے بیلا کو چونکا رہا تھا

"ویسے میں سوچ رہا تھا ہمارے کمرے کا فرنیچر بدل

لیا جائے۔۔۔تم کیا کہتی ہو؟" وہ مرر کے سامنے کھڑا

ہوتے بالوں میں برش پھیرنے لگا۔

اسکا انداز بے حد نارمل تھا جیسے انکے بیچ سب ٹھیک ہو

اور معاملات عام میاں بیوی جیسے ہوں۔

"ہمارا" یہ لفظ بیلا کی سماعتوں میں ایک بار پھر گونجا۔

ہاں یہ کمرہ اب میرا یا تمہارا نہیں "ہمارا" تھا سوچ کر

ہی دل عجیب سی لے پر دھڑکنے لگا تھا۔

"ہاں۔۔۔یہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔" وہ بیڈ کو

دیکھ مسکرا کر بولی۔

"تم سے کم" کہ تب ہی کان میں اسکی سرگوشی پر بے

اختیار اچھل کر پڑی۔

"ڈرپوک۔۔۔تمہیں پٹھانوں میں پیدا ہونے کا

مشورہ کس نے دیا تھا۔۔۔اسے اندر کرنا بنتا ہے" وہ

اب ٹیبل پر رکھی اپنی واچ اٹھا کر پہن رہا تھا جب اسکی بات پر بیلا نے اسے تڑخ کر دیکھا۔

"کیسے ہو اڈرپوک ام؟ "

"ثبوت" وہ اسکے خود سے فاصلے پر کھڑا ہونے کی جانب اشارہ کرتے بھنویں اچکا گیا۔ بیلا نے جھک کر اس فاصلے کو دیکھا اور احساس ہوتے دانت بھینچ کر ایک قدم آگے آگئ۔

"بس۔۔۔؟" داراب نے پھر فاصلہ دیکھا

اسکے دیکھنے کے انداز پر ہی بیلا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اب بھی ڈرپوک ہی ہے وہ مٹھیاں زور سے بھینچے اور اسکے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔

"بس۔۔۔یا اب بھی ام ڈرپوک لگتا ہے تم کو؟" وہ فل لڑاکا بیویوں کی طرح بولی تھی۔داراب نے گہری نظروں سے اسکا جائزہ لیا۔

اور کمر سے تھام کر اپنے قریب کر گیا۔

"فاصلہ اسے کون کمبخت کہتا ہے۔۔۔دلوں کے درمیان کا فاصلہ دیکھو" اسکی آواز گہری تھی بیلا سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔

آج داراب کی آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں جنہیں سمجھنے پر بیلا کا دل کسی گہری کھائی میں ڈوبنے لگا تھا۔

"مجھے وہ فاصلہ مٹانا ہے۔۔۔خانی" پہلی بار اسکے منہ سے بیلا کیلئے خانی کا لفظ نکلا تھا جو بیلا کی سانسیں بے اختیار روک گیا۔

آج ان آنکھوں کا تبادلہ بہت گہرا تھا وہ بے خودی میں اسکے کپکپاتے ہونٹوں پر جھکنے لگا۔ کہ تب ہی کسی نے زور سے دروازہ پیٹ ڈالا۔

"چاچو۔۔۔ میں ناراض ہوں آپ سے۔۔۔ آپ ابھی تک نہیں اٹھے" یہ آواز مہروز کی تھی جسے سن کر بیلا اور داراب ہڑبڑا کر ایک دوسرے سے دور ہوئے۔

"مہروز؟" داراب اسکی آواز پر سب بھولے قدرے حیران ہوا تھا۔

وہ رادیر سے گھر آیا تھا تب ہی اس بات سے انجان تھا کہ زریاب خان اپنی فیملی کو لے کر واپس حویلی آ چکے تھے۔

وہ سب کچھ چھوڑے جلدی سے باہر کی جانب لپکا اور دروازہ کھول کر سامنے کھڑی مہروز کو دیکھنے لگا۔

"چاچو کی جان۔۔۔آپ کیسے آگئے صبح صبح" وہ اسے ایک جھٹکے میں اپنی گود میں اٹھا کر اسکے گال پر پیار کرنے لگا۔

بیلا پیچھے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی پیار وہ اسے کر رہا تھا مگر کچھ کچھ بیلا کے دل کو ہو رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہا ہے ام" وہ دل پر ہاتھ رکھے خود میں ہی جھینپ سی گئی وہ کیسی خواہش کر رہی تھی مہروز کی جگہ خود کو تصور کر کر۔

"اچھا ناں میرا بیٹا چاچو سوری کرتے ہیں۔۔۔بٹ آپ کس کے ساتھ آئے" وہ اس سے باتیں کرتے ہوئے وہی سے نیچے چلا گیا۔

جہاں آج الگ ہی چہل پہل لگی ہوئی تھی سیماب
مورے کے ساتھ مل کر ناشتے کا اہتمام کر رہی تھی
اس نے آتے ساتھ اپنی جگہ سمبھال لی تھی اور
زریاب بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔
مہرام نوشیر وال صاحب کے ساتھ بیٹھی انکو اپنے
ہاسٹل کی کہانیاں سنا رہی تھی جسے سن کر نوشیر وال
صاحب ہنس ہنس کر دہرے ہو رہے تھے۔
"لالا۔۔۔ سیم۔۔۔" وہ زریاب اور سیماب کو دیکھ
اچھا خاصا چونکا تھا۔

"آپ دونوں۔۔۔یہاں۔۔۔مطلب "خوشی کے میرے اسکے منہ سے الفاظ تک ٹھیک سے ادا نہیں ہو رہے تھے۔

"کیوں۔۔۔ام نہیں آسکتا؟" زریاب خان مصنوعی ناراضگی دکھاتے داراب کی جان نکال گئے وہ مہروز کو نیچے چھوڑ کر سیدھا انکے گلے سے جالگا۔

"کیسی باتیں کر رہے ہیں لالا۔۔۔یہ سب آپ کا ہی ہے اور آپ کو یہیں ہونا چاہیئے" اسکی آواز بھرائی

ہوئی محبت سے چور تھی صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کتنا دکھی تھا ان سب کے بغیر۔

مگر اب ان سب کو یہاں پھر سے دیکھ داراب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔

وہ سب سے باری باری ملا اور آج ڈائننگ ٹیبل پر سب کے ساتھ مل کر ناشتہ کیا۔ ان سب کے آنے سے جیسے حویلی کی رونق واپس آگئی تھی۔ اسے اس قدر خوش دیکھ بیلا اپنے آپ مسکرا دی۔

جب اپنی مسکراہٹ پر وہ خود ہی گڑ بڑا گئی۔

وہ کیوں اسے خوش دیکھ کر خوش ہو رہی تھی کیوں اسکے دکھ کو اتنی گہرائی سے محسوس کر رہی تھی کیا وہ اسے محبت۔۔۔۔

سوچ کر ہی اس نے بے اختیار جھر جھری سی لی۔ اور اپنا دھیان ناشتے کی جانب مبذول کر گئی۔ مگر آج وہ چاہ کر بھی داراب سے نگاہیں ہٹا نہیں پا رہی تھی۔ وہ ہنستے مسکراتے ہوئے اور بھی حسین لگ رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ بچوں کو فریش کر کر لاؤنج میں انکے ٹوائز دے کر خود کچن میں آگئی تھی اس وقت زامل زالے خود سے کھیلتے تھے اور وہ اس دوران اپنے بہت سے کام نمٹا لیتی تھی۔ کچن میں شیر دل پہلے سے موجود کام کر رہا تھا جو اسے دیکھتے فوراسے ایک جانب ہو گیا۔

صبح سویرے سب سے پہلے وہی بچوں کے ساتھ جاگتی تھی باقی سب بعد میں آتے تھے اسی لئے شیر دل اسکے ساتھ مل کر ناشتہ تیار کرواتا تھا۔

وہ اب بھی خاموشی سے اپنا کام کر رہی رہی تھی جب اسے اچانک کسی تیسرے کی موجودگی کا احساس ہوا۔

اس نے مڑ کر دیکھا جہاں احمد ٹریک سوٹ میں کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا اس پر یکدم سے نظر پڑتے ہی زمل کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

وہ مڑ کر دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی گہری سانس لینے لگی پھر مڑ کر شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھا

"وہ۔۔۔مجھے انرجی ڈرنک چاہئے تھا" اسکی نظروں سے گھبرا کر وہ تھوڑے دھیمے لہجے میں بولا۔

"شیر دل انکوانرجی ڈرنک دیں نکال کر" وہ اسے حکم دیتی پھر سے اپنے کام پر لگ گئی۔احمد اسے دیکھ دو قدم آگے آکر کھڑا ہوا۔

"کیا تم۔۔۔خفا ہو مجھ سے؟" اسکے سوال پر زمل نے نگاہیں اوپر کی جانب اٹھائی مگر مڑ کر اسے نہیں دیکھا۔ کہ تب ہی زیحال اپنی آنکھ مسلتا ہوا اسی جانب آتا ہوا شیر دل کو دکھائی دیا۔

اس نے مڑ کر اس لڑکے کو دیکھا جو اس لڑکی سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو ایک پٹھان کی بیوی تھی۔

"آپ کی اس بات کا مطلب؟" وہ مڑ کر کرخت لہجے میں استفساریہ مخاطب ہوئی سارا ڈر پہلی نظر کا تھا زیحال کی اس ہمت کے ملنے کے بعد اسکی ہیزل آنکھوں میں صرف نفرت دکھائی دی تھی۔

"میں جب سے آیا ہوں تم مجھ سے بات تو دور دیکھ بھی نہیں رہی۔۔۔ ہم ایک ہی اسکول میں پڑھے ہیں

زمل "وہ اتنے نارمل انداز میں بات کر رہا تھا جیسے

درمیان میں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

شیر دل مسلسل زیحال کے بڑھتے قدم اسی جانب

آتے ہوئے دیکھ رہا تھا اسکا دل نجانے کیوں اتنا خوش

ہوا۔

وہ استہزائیہ اس لڑکے کی جانب مسکرایا۔ جس کی

درگت اس پٹھان کے ہاتھوں پکی تھی۔

"مجھے آپ کو دیکھنے کی ضرورت بھی

نہیں۔۔۔ مہمان ہیں۔۔۔ مہمان بن کر رہیں" وہ

نہایت مؤدب انداز مگر سپاٹ لہجے میں بول کر واپس کام کی طرف مڑ گئی۔

اسکے سامنے دو فیڈر کھلی رکھی تھیں یقیناً وہ ساتھ ساتھ زامل زالے کی فیڈر بھی تیار کر رہی تھی۔

احمد کو اس پر افسوس ہوا اتنی سی عمر میں وہ دو بچوں کی ماں بن گئی تھی۔

"مجھے حیرت ہے تم دو بچوں کی ماں ہو" اسکی بات میں چھپا طنز زمل کو صاف چبھا تھا اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"الحمد للہ میرے شوہر کی محبت ہے" اسکی بات پر احمد کی آنکھوں میں ایک سایہ سا لہرا گیا۔

شیر دل بے چینی سے باہر کی جانب دیکھنے لگا جہاں زالے نے اپنے بابا کو روک لیا تھا وہ شاید اپنا کوئی کھلونا اسے دکھا رہی تھی۔

"جلدی آئیں خان" وہ پورے دل سے چاہتا تھا اس لڑکے کی درگت بنتے دیکھنا جو اسے پتہ نہیں کیوں اچھا نہیں لگا تھا۔

"لیکن اسے تمہاری عمر کا خیال کرنا چاہئے تھا ناں"

انداز اب بھی نارمل تھا ایسے جیسے پوری دنیا میں زمل کا

اسکے علاوہ کوئی اپنا بچا ہی نہ ہو۔

شیر دل پھر جھک کر باہر کی جانب دیکھنے لگا جہاں سے

زیحال کا رخ کچن کی جانب ہی نظر آرہا تھا۔

"یس۔۔۔۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر کرخت نگاہ احمد کی

پیٹھ پر ڈال گیا اسکی شامت قریب تھی۔ بہت بہت۔

عمر والی بات پر زمل کی گرفت چمچے پر اور مضبوط ہو گئی وہ جبڑے بھینچ کر خود پر کڑا ضبط کرنے لگی۔ چہرہ غصّے سے سرخ ہونے لگا تھا۔

"تمہاری عمر میں لڑکیاں اچھل کود کرتی ہیں اور تم یہاں بچوں کی فیڈر بنا رہی ہو۔۔۔ تمہیں عجیب نہیں

لگتا یہ ؟" اسکی باتوں میں اپنائیت کم طنز زیادہ محسوس

ہو رہا تھا۔ یا شاید حسد۔

اسکے سامنے کھڑی لڑکی اب وہ نہیں رہی تھی جو اس

نے اس وقت دیکھی تھی۔

اسکول میں کونے ڈھونڈ کر وہاں بیٹھ کر اپنی نوٹ بک

میں ہر پیج پر "میرا کوئی نہیں ہے" انگریزی میں لکھنے

والی خاموش بچی۔ جس کی ہیزل آنکھیں کبھی خشک

نہیں ہوتی تھیں ان میں ایک درد ہمیشہ رہتا تھا۔

وہ سب سے کٹ کر الگ تھلگ رہتی تھی سب لڑکیوں کی کوئی نہ کوئی دوست ہوتی تھی اور اس لڑکی کی دوست اسکی نوٹ بک تھی جس میں اسکے دل کی ہر بات لکھی ہوتی تھی۔

"کالج کی لڑکیوں کو دیکھو آج کوئی کہیں ہے تو کوئی کہیں۔۔۔اور تم۔۔۔" وہ اسے آئینہ دکھا رہا تھا بتا رہا تھا کہ وہ غلط جگہ پر ہے۔

اسکی باتیں زمل پر اثر کر رہی تھیں وہ جانتا تھا تب ہی اسے مزید بولنے کی شے مل رہی تھی۔

"دیکھو۔۔۔مجھے غلط مت سمجھنا میں تمہیں بھڑکا نہیں رہا۔۔۔ تمہارے ساتھ ایک کالج میں پڑھا ہوں تو اسی ناطے صرف بھلائی کا راستہ دکھا رہا ہوں اپنی زندگی کو اتنی جلدی ختم مت کرو"

وہ اپنے لہجے کو پہلے سے زیادہ شیریں کر گیا شیر دل کا شدّت سے دل چاہا زیحال سے پہلے وہ اسکا منہ توڑ دے مگر وہ جھک کر زیحال کو دیکھ رہا تھا۔

وہ جتنا کچن کے قریب ہو رہا تھا شیر دل کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"زمل تم" اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتا اسکی گردن پر سیدھا اسی چمچے سے وار ہوتا احمد کی سانسیں سینے میں ہی اٹکا گیا۔

وہ سانس روکے پھٹی پھٹی نظروں سے زمل کو دیکھنے لگا جس کی ہیزل آنکھیں اس وقت انگارے برسا رہی تھی۔

شیر دل خود پھٹی پھٹی آنکھوں سے زمل کو دیکھنے لگا جو قد میں اس سے چھوٹی ضرور تھی مگر ایک ہی جھٹکے

میں اسکا سانس روک گئی تھی ماحول میں یکدم سے فسوں خیزی سی چھا گئی۔

"زمل۔۔۔زیحال خان آفندی۔۔۔پہلے تو پورا نام لینا سیکھو" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتی اسے باور کروا رہی تھی۔

"دوسری بات۔۔۔میری بھلائی کس میں ہے یہ میں تم سے بہتر جانتی ہوں سمجھے۔۔۔تو زیادہ میرے اپنے بننے کی ضرورت نہیں۔۔۔میری زندگی۔۔۔تمہاری سوچ سے زیادہ حسین ہے"

اس بات کا ثبوت اسکے ایک ایک لفظ سے چھلک رہا تھا۔احمد چہرہ اوپر کیئے اسے دیکھ رہا تھا ذرا بھی وہ چہرہ نیچے کرتا تو چمچہ لگ جانے کا خدشہ تھا۔

"جن لڑکیوں کی تم بات کر رہے ہو۔۔۔ان سے زیادہ خوبصورت ہے میری زندگی۔۔۔کیونکہ میرے پاس شدّت سے چاہنے والا شوہر ہے۔۔۔یہ بچے جن کو دیکھ تم مجھ پر ترس کھا رہے ہو یہ میری زندگی کو مکمل کرتے ہیں۔۔۔"

اس نے گردن کو جھٹکتے باہر کی جانب اشارہ کیا جہاں زامل زالے کھیل کود میں مصروف تھے۔

واقعی ان دونوں کے آنے سے زندگی کو جنت بنتے اس نے دیکھا تھا۔یہ اس شخص کی محبت کی نشانی جو ہر وقت اسکی آنکھوں کے سامنے رہتی تھی اور اسے احساس دلاتی تھی کہ اس دنیا میں اسے پوری شدّت سے چاہنے والا بھی کوئی موجود ہے۔

"آیندہ میرے منہ لگے تو یہی منہ توڑ کر ہاتھ میں دے دونگی۔۔۔بہتر ہوگا۔۔۔عام مہمانوں کی طرح

رہو" وہ چمچہ پیچھے کرتی اسے کاٹ کھانے کو دوڑی تھی۔

احمد نے جلدی سے گہری سانسیں لیں وہ اب بھی بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا یہ وہی معصوم بچی تھی؟ نہیں
وہ کیسے یقین کر لیتا
لیکن اسے کرنا چاہئے تھا یقین۔ کیونکہ اب سامنے وہ معصوم بچی نہیں کھڑی تھی بلکہ ایک گینگسٹر کی بیوی کھڑی تھی اور یہ ہمت اسی کی دی ہوئی تھی۔

"تم "اس سے پہلے وہ کچھ کہتا ایک بھاری بھر کم ہاتھ سیدھا اسکے کندھے پر پڑا تھا۔

احمد اتنے پر ہی سانس روک گیا۔زمل کی ہیزل آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں

"کیا ہو رہا ہے یہاں ؟"زیحال کی آواز پر احمد کرنٹ کھا کر پیچھے مڑا۔سامنے کھڑا شخص اسے ہر وقت کسی موت کے فرشتے سے کم نہیں لگتا تھا۔

شیر دل نے چمکتی آنکھوں سے زیحال کو دیکھا جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے از حد سپاٹ انداز میں احمد کو دیکھ رہا تھا۔

یقیناً اسے زمل کی موجودگی میں احمد کا کچن میں آنا شدید ناگوار گزرا تھا۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے؟" احمد کی خاموش پر اس نے ایک آئی بروا چکائی۔ احمد کی لٹھے کی مانند پڑی سفید رنگت دیکھ شیر دل میں بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔

"ہبی بچوں کا پوچھ رہے تھے۔۔۔ماموں ہیں ناں

۔۔۔فکر تو ہو گی" وہ احمد کیلئے آسانی کرتی قدرے

سرسری سے لہجے میں بولی۔

مگر اب کی بار طنز والا انداز اسکا تھا جو احمد نے صاف

محسوس کیا تھا۔

جبکہ اسکے منہ سے احمد کے لئے ماموں کا لفظ سنتے

زیحال نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

"ہ۔۔۔ہاں وہ۔۔۔بب۔۔۔بچے باہر جا رہے تھے تو

میں بس وہی کہنے آیا تھا۔۔۔کہ۔۔۔وہ کہیں یہاں

وہاں نہ چلے جائیں" وہ جلدی سے بات بناتا بمشکل مسکرا دیا۔

وہ جب واک سے واپس آ رہا تھا تب زامل زالے باہر ملازموں کے کوارٹرز کی طرف کھیل رہے تھے

بروقت اسکے ذہن میں وہی منظر لہرا گیا۔

"ہو گیا؟" اسکے سوال پر احمد نے تیزی سے سر ہاں میں ہلا یا۔

زیحال نے خاموشی سے اسے باہر جانے کا راستہ دیا وہ جھٹ سے بنا ایک پل کی بھی دیری کئے کچن سے باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی زیحال نے مڑ کر زمل کی طرف دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات یکدم سے ڈھیلے پڑے تھے۔

شیر دل کو یہاں اپنا آپ اضافی لگا تھا وہ خاموشی سے سر جھکائے کچن سے باہر نکل گیا جب اسے جاتے دیکھ

زیحال نے جھک کر دیکھا۔ کوئی بھی نہیں اٹھا تھا سوائے ان کے۔

زمل اپنے کام میں لگ چکی تھی جب وہ پیچھے سے جا کر اسکے عین قریب کھڑا ہو گیا۔

"کیا کر رہا ہے میرا بے بی" وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا۔

اسکی آواز پر زمل نے نگاہ اوپر اٹھائی اور پر سکون سی آنکھیں بند کر گیئں دل نے ڈھیروں شکر منایا تھا وہ یہ آواز اپنی آخری سانسوں تک سننا چاہتی تھی۔

"آپ کے نمونوں کی فیڈر تیار۔۔۔ پکڑیں اور جا کر دونوں کو دیں" وہ جھٹ سے دونوں فیڈر زیحال کے ہاتھوں میں تھماتی خود دوسری جانب چلی گئی۔

"ارے۔۔۔ مجھے مارننگ تو وش کرنے دو جان" وہ اسے پھر سے خود کے قریب کر کر اسکے چہرے پر جھکنے لگا۔

زمل اسکی کوشش ناکام بناتی پھر اسکی پکڑ سے آزاد ہوتی ایک طرف ہو گئی۔

زیحال نے باقاعدہ منہ بنا کر دکھایا لیکن کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔اس نے ہار مان کر اپنے بچوں کو دیکھا۔

''زامل۔۔۔زالے۔۔۔بیٹا بابا کے پاس آؤ'' وہ وہی کھڑے کھڑے بلا رہا تھا جس پر زمل نے اسے غصّے سے دیکھا۔

''ہاں تو وہ یہاں آجائیں گے ناں۔۔۔'' وہ کندھے اچکائے شان بے نیازی سے بولا

''اس وقت اپنی گلالے کو اکیلے چھوڑ کر جانا۔۔۔کم از کم میں تو ہرگز نہیں کر سکتا مارننگ وش نہ

صحیح۔۔۔دیکھنے پر تو کوئی پابندی نہیں" بہانے اسکے

پاس بہت ہوتے تھے جیسے ہر چیز چاہتی تھی وہ دونوں

پاس رہیں۔

زمل اسکی بات پر چہرے کا رخ موڑے بلش کرنے لگی

تھی۔یہ بندہ کبھی باز نہیں آسکتا تھا۔

"بابا۔۔۔مالننگ (بابا مارننگ)"زالے سیدھا اسکی

ٹانگ سے آلپٹی۔

"میرا بیٹا۔۔۔مارننگ ٹو" وہ دوزانوں ہو کر بیٹھتا اپنی

چاند سی گڑیا کو اپنے سینے سے لگا گیا۔

"می۔۔۔ناج بابا(میں ناراض ہوں بابا)"خود کو گلے نہ لگاتے دیکھ زامل وہی اپنا چھوٹا سا منہ پھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"کیوں میری جان۔۔۔آپ بھی آؤ بابا کے پاس جلدی سے"اسکے بازو کھولنے کی دیری تھی کہ زامل بھاگ کر اسکے سینے سے آلگا

وہ دونوں کو ڈھیر سارا پیار کرتے ان سے ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگا۔زمل نے جی بھر کر ان تینوں کو دیکھا۔

وہ غلط نہیں تھی اسکی زندگی صحیح معنوں میں اس شخص نے سنواری تھی اسکے آنے سے ہر چیز بدل چکی تھی یہاں تک کے زمل فہد خانزادہ کی قسمت بھی۔

"بابامی۔۔۔وانت۔۔۔جُوجُوماما(بابا مجھے جھولے چاہیئے) "

وہ دونوں جھولے کو آج تک بھی جوجوماما ہی کہتے تھے اور لگتے بھی بے حد کیوٹ تھے۔

"اوکے میرا بیٹا۔۔۔پارک چلیں گے۔۔۔"وہ زالے کی پونیاں ٹھیک کرتا پیار سے اسکی بات کا جواب دینے لگا

وہ اکثر برلاس کے ساتھ پارک جاتے تھے مگر کچھ دن سے انکے تاہ نے ذرا بھی انکے ساتھ آؤٹنگ نہیں کی تھی یہاں تک کہ کھیلتا بھی نہیں تھا اسی بات پر دونوں مرجھائے ہوئے تھے۔

"می۔۔۔ایکم۔۔۔۔اوتے (میں آئس کریم کھاؤنگا اوکے)"

زامل نے جھٹ سے اپنا پلان بنایا اسکی کیوٹنیس پر

زیحال چہرہ نیچے جھکائے دل کھول کر ہنسا۔

"اوکے میرا بیٹا آپ آئس کریم کھانا" ایک بات تھی

اسکے بچے دکھنے میں ہی کیوٹ نہیں تھے انکی حرکتیں

اور بولنے کا انداز بھی بے حد کیوٹ تھا۔

زمل انکو مستی کرتے ہوئے چھوڑ کر اپنے کام میں لگ

گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں باقی سب بھی اٹھ کر لاؤنج میں

آنے لگے تھے عبدلباری تو کمرے سے نکلتے ساتھ ہی

ضد کر کر کومل کی گود سے نیچے اترا اور گھٹنوں کے بل
تیز سپیڈ میں زامل زالے کے پاس پہنچ گیا۔
"گڈ مانگ سوئیٹ" کومل زمل کے گال سے گال چپ
کرتی اسکا کام دیکھنے لگی یقیناً وہ اپنے لائق کوئی کام
ڈھونڈنا چاہتی تھی۔
زیحال نے باقاعدہ منہ بنا کر اسے دکھایا جیسے کہنا چاہتا
ہو "مجھے تو نہیں کرنے دیا تھا یہ"

زوناش اب دیر سے اٹھنے لگی تھی وہ یاقوت کے ساتھ ساتھ ہی اٹھتی تھی دونوں باپ بیٹی دیر تک خراٹے مار کر سوتے تھے۔

۔۔۔۔۔

ورک ہاؤس آج پہلے دنوں کی نسبت زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا کیونکہ باہر کا لان پہلے سے زیادہ ہرا بھرا ہو چکا تھا نت نئے پھول وہاں اگ آئے تھے کیونکہ اب انکا دھیان رکھنے والی خود مسسز ورک تھیں۔

اس وقت لیونگ روم کا ٹیبل پورا پھولوں سے بھرا پڑا تھا۔ وہ ایک ایک کر کر سب کو الگ الگ کر کر رکھنے لگی۔

جب ٹیبل پر رکھا اسکا موبائل بج پڑا۔
وہ سکرین پر جگمگاتا برہان کا نام دیکھ بے اختیار مسکرا دی اور موبائل کان سے لگا کر اپنے گالوں کی سرخی قابو کرنے لگی۔

"صرف کال کرنے پر شرما گئے صبح ہی تو بلش آن لگا یا تھا کم ہو گیا؟" اسکی خاموشی بھانپتے مقابل سے برہان کی شوخ آواز ابھری۔

زرتشم کے ذہن میں تیزی سے صبح والا منظر گھوم گیا۔

وہ مرر کے سامنے بیٹھی اپنا لاکٹ اٹھا کر پہن رہی تھی مگر وہ پیچھے سے بند ھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ کہ تب ہی باتھ روم کا دروازہ کھلتے برہان فریش ہو کر باہر نکلے۔

اس وقت وہ صرف پینٹ اور سینڈو میں تھے بنا شرٹ کے ان پر نظر پڑتے زرتشم کے ہاتھوں سے گھبرا کر لاکٹ بے اختیار چھوٹ کر گود میں جا گرا۔

وہ نروس ہوتی اسے پھر سے اٹھا کر یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

وہ ٹاول بیڈ پر رکھتے اسکے قریب آ کر رکے اور جھک کر اسکے بال پیچھے کرتے لاکٹ پہنانے لگے۔

انکی آنکھوں کی تپش ہی اتنی گہری تھی کہ بغیر دیکھے بھی زرتشم کی جان نکال رہی تھی

"یہ میک اپ سارا ویسٹ جائے گا آپ تو نیچرل بلش کر رہے ہیں" وہ اسکے کندھے پر لب رکھتے گھمبیر آواز میں بولے۔

"پھر بھی ہم تھوڑا سا کریں گے" وہ برش اٹھا کر جو سرخی زرتشم کے گالوں پر لگانے لگے۔

"ایسے؟" ذرا سا لگا کر کنفرم کرنا چاہا مبادہ غلط لگا کر بیوی سے ڈانٹ ہی نہ پڑ جائے۔

زرتشم نے سر اثبات میں ہلایا۔ وہ اسکے گالوں کو گہرا سرخ کرتے رار فتگی سے دیکھنے لگے۔

"الحمد للہ" یہ واحد لفظ تھا جو اس عورت پر نظر پڑتے

انکے منہ سے نکلتا تھا۔

"کہاں کھو گئے؟" برہان کی آواز پر زرتشم ہڑبڑا کر

خیالات کی دنیا سے باہر آئی

"ک۔۔۔ کہیں بھی نہیں۔۔۔" وہ جلدی سے اپنے

چہرے پر آئی لٹ کو پیچھے اڑسنے لگی۔

"اچھا۔۔۔ مجھے یہ بتانا تھا کہ آج آنے میں تھوڑی دیر

ہو جائے گی۔۔۔ آپ کے پاس ظاعنہ ہے وہ آپ کا

خیال رکھے گی ٹھیک ہے آپ پریشان تو نہیں

ہونگے؟" انکے لہجے میں اپنے لئے فکر بھانپتے وہ بے اختیار مسکرا دی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ام انتظار کرے گا "

"نہ کریں۔۔۔آپ میرا انتظار کریں گے؟ ایسے میں تو اڑ کر آپکے پاس آجاؤنگا" انکی بات پر زرتشم تھوڑی الجھ سی گئی۔

"ک۔۔۔کیوں؟" نہ سمجھی سے پوچھا۔

"وہ اس لئے کہ۔۔۔اتنی خوبصورت بیوی سے کون کمبخت انتظار کروائے گا" وہ ہمیشہ اپنی باتوں سے اسے

لاجواب کر دیتے تھے وہ سمجھ نہیں پاتی تھی اسکی

قسمت اتنی خوبصورت لکھی گئی تھی؟

وہ کچھ باتیں مزید کر کر فون بند کر گئے تھے جب وہ

انکے خیالوں میں کھو کر مسکرانے سے باز ہی نہیں آ

رہی تھی

تھوڑی ہی دیر میں کمرے کا دروازہ کھلتے ظاعنہ باہر آئی

اسکی پہلی نظر سید ھازرتشم پر گئی تھی۔

وہ خاموشی سے بیٹھی سامنے میز پر رکھے تازہ گلابوں کو

نہایت نفاست سے ترتیب دے رہی تھی۔ آج اس

نے ہلکے مرون رنگ کا خوبصورت سوٹ پہنا ہوا تھا، جس کی قمیض پر باریک سنہری کڑھائی نہایت سلیقے سے بنی ہوئی تھی۔

دوپٹہ نرم جارجٹ کا تھا، جس کے کناروں پر نفیس گوٹا ورک چمک رہا تھا اور وہ اسے بڑے قرینے سے سر پر سنبھالے ہوئے تھی۔

اسکا دوپٹہ سر پر دیکھ زنو نے ایک ہاتھ اپنے بالوں میں پھیرا۔ اسکے بال پہلے سے تھوڑے لمبے ہو گئے تھے۔

اس نے ایک چیز نوٹ کی تھی وہ اتنے امیر کبیر خاندان کی لڑکی تھی مگر پھر بھی اس نے اس خاندان کی کسی عورت کے سر سے دوپٹہ اترے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

چوڑی دار آستینوں سے جھانکتی اس کی نازک سورج سی مائل کلائیاں سنہری چوڑیوں سے سجی تھیں،اور کانوں میں چھوٹے سے جھمکے ہلکی سی جنبش کے ساتھ مدھم سی چھنکار پیدا کر رہے تھے۔بال ہلکے سے کھلے

ہوئے تھے مگر ترتیب میں، جیسے ہر لٹ کو خاص خیال

سے سنوارا گیا ہو۔

وہ واقعی کسی نئی نویلی دلہن کا سا تاثر دے رہی تھی

سادگی میں لپٹی نزاکت، اور نزاکت میں بسی ہوئی ایک

خاموش سی چمک۔

پھولوں کو سجاتے ہوئے اس کے چہرے پر پھیلی ہلکی

سی مسکراہٹ پورے لیونگ روم کو مہکا رہی تھی۔

وہ غور سے اسکا جائزہ لے کر قدم قدم چلتی آگے آئ جب اسکے بھاری بوٹوں کی آواز پر زرتشم نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ کئ دنوں بعد اسے دیکھ رہی تھی۔

"ام ٹھیک ہے۔۔ تم کیسا ہے اور اتنے دن سے کدر گم ہے؟" وہ ابھی اس بات سے انجان تھی کہ وہ دنیا میں صرف دو بہن بھائی تھے پھر بھی وہ دونوں الگ رہتے تھے۔

"فرینڈز کے ساتھ ایک ٹرپ تھا۔۔۔بس وہی بزی تھی" وہ کندھے اچکا کر اسکے پاس بیٹھ گئی۔وہاں ہر طرف پھولوں کی خوشبو بسی تھی۔

"اچھا۔۔۔کچھ کھائے گا تم۔۔۔بنادے ام؟" اسکے سوال پر زنو نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ کیسے اسکے لئے کچھ لے کر آتی وہ نہیں جانتی تھی مگر اسکی محبت اپنے لئے دیکھ زنو اسکی جانب راغب ہو رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔میں باہر جا رہی ہوں۔۔۔آپ بھائی سے کہیے گا میرا انتظار نہ کریں" اسکے ہاتھ میں گاڑی کی چابی دیکھ زرتشم تھوڑی پریشان سی ہوئی۔

وہ کہاں رہتی تھی سارا دن ساری رات اور برہان اسے کچھ کیوں نہیں کہتے تھے وہ سمجھنے میں ہر بار ناکام ہو جاتی۔

"او کے۔۔۔جیسا تم کہو" زنو کو اسکا پشتون لب و لہجہ بے حد اچھا لگا تھا وہ اٹھتے ہوئے زرتشم کے گلے لگتی مسکرا کر باہر چلی گئی۔

گھر میں صرف وہ اکیلی تھی۔جب زنو کے جانے کے

کچھ دیر بعد اسے برہان کی بات یاد آئی وہ گھبرا کر

دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔

وہ یہ تو بھول ہی گئی تھی کہ وہ گھر پر بلکل اکیلی ہے۔وہ

بند دروازے کو دیکھ بری طرح سے گھبرا گئی اور اپنے

ہی گھر کو اجنبی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

یہ تنہائی اسے بہت سی بھیانک یادوں کی یاد دلاتی

تھی۔

وہ چیخ و پکار وہ ازیت وہ درد جن کو لفظوں میں بیاں کر پانا نہ ممکن تھا وہ سب ایک ساتھ یاد آنے لگتا تھا وہ پھول چھوڑ کر اپنی وہیل چیئر کا رخ باہر دروازے کی جانب کر گئی شاید زنو یہی ہو وہ نہ گئی ہو۔یہ سوچ کر وہ گھبرا کر دروازے کی جانب آئی۔

لیکن وہ باہر سے لاک تھا وہ سیفٹی کیلیئے دروازہ باہر سے لاک کر گئی تھی مگر وہ کب جانتی تھی اسکی فکر بھی آج زرتشم نوشیروال کیلئے جان لیوا ثابت ہو گی۔

"کھ۔۔کھولو۔۔کوئی ہے؟" وہ دروازہ زور سے بجاتی کسی کو بلانے لگی مگر یہ سارا ایریا سنسان تھا دور دور تک کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

"ز۔۔زنو۔۔دروازہ کھولو" وہ اور تیز بجاتی ظاعنہ کو آواز دینے لگی مگر باہر ازحد خاموشی تھی مطلب وہ جاچکی تھی۔

زرتشم نے گھبرا کر پیچھے دیکھا جیسے وہاں کوئی ہو جو اسے دیکھ رہا ہو۔ وہ خوف زدہ نگاہوں سے پورے گھر کو دیکھنے لگی۔

"ک۔۔۔کوئی ہے۔۔۔دروازہ کھولو" وہ دیکھ اندر رہی تھی مگر بلا باہر سے رہی تھی۔

"ب۔۔۔برہان۔۔۔" برہان کا نام ذہن میں آتے وہ جلدی سے اپنی وہیل چیئر کا رخ لیونگ روم کی جانب کر گئی اور وہاں آتے اپنے موبائل سے برہان کو کال کرنے لگی۔

رنگنگ مسلسل ہو رہی تھی مگر وہ کام میں اس قدر بزی تھے کہ اسکی کال تک نہیں دیکھ پائے۔

"ہ۔۔۔ہاں فون اٹھائیں" اسکے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے مگر دوسری جانب صرف رنگنگ ہو رہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔

"کیا کریں اسکے ساتھ" آرسن سامنے بیڈ پر تاروں سے جکڑے بالاج کو دیکھ سوچ کر پوچھنے لگا ساتھ ہی خود سے فاصلے پر صوفے پر بیٹھے بلیک شیڈو کو دیکھا۔ جو ہاتھ میں کوئی انجیکشن پکڑے گہری سوچ میں گم تھا۔

"میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔جو کرنا ہے جلدی کرنا ہوگا۔۔۔ برلاس نے دیکھ لیا کہ ہم اسے اٹھالائے ہیں تو سخت خفا ہوگا۔۔۔اور سیدھا آپکے سالے صاحب کے پاس شکایت لے کر پہنچے گا اور واللہ میرا کنوارہ شہید ہونے کا بلکل بھی کوئی پلان نہیں"

اسکی پٹر پٹر چلتی زبان پر بلیک شیڈو نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا وہ اسکے دیکھنے کے انداز پر ہی تیر کی طرح سیدھا ہوگیا۔

"آ۔۔۔مم۔۔۔میرا مطلب تھا کہ۔۔۔اسے بہت

مہلت مل چکی ہے۔۔۔اب اسے سزا ملنی چاہئے۔"

وہ برلاس کی گرفت سے تیسری بار ہوسپٹل آیا تھا وہ

کھلونا صرف کہتا نہیں تھا وہ ان سے کھیلتا بھی بڑا اچھا

تھا۔

بلیک شیڈو میں ایک پل کیلئے برہان کا عکس لہرایا تھا جو

اس لڑکی کی حالت کے گواہ تھے جو اس شخص نے کی

تھی۔اور کر کر آج خود اس حال میں پہنچ گیا تھا

وہ اٹھ کر قدم قدم چلتا ہوا بالاج کے قریب آیا اور اسے دیکھنے لگا۔ اسکی آنکھوں سے آرسن کو بے حد خوف آیا تھا۔

"میں اسے اتنی جلدی مرنے نہیں دونگا۔۔۔جب کہ تک یہ اس لڑکی کو زندگی میں خوش حال نہ دیکھ لے ۔۔۔جسے یہ درندہ موت کے منہ تک لے آیا تھا" کہتے اس نے انجیکشن بالاج کی بازو میں پیوست کیا تھا۔

وہ اسے ٹھیک کرنے کیلئے تھا یہ زندگی موت کا کھیل ابھی چلنا تھا وہ واقعی اتنی جلدی مرنے کیلئے پیدا نہیں ہوا تھا۔

وہ وارڈروب سے زیحال کے کپڑے نکال کر بیگ میں ڈال رہی تھی جب سامنے زیحال آتا دکھائی دیا اسکے ہاتھ میں موبائل تھا جس پر وہ مسلسل کسی سے میسج پر بات کررہا تھا

اسے دیکھ نجانے کیوں زمل کا دل بے اختیار مٹھی میں آگیا۔ وہ اس سے دور جارہا تھا نجانے کتنے دنوں کیلئے مگر اسکے بغیر وہ ایک بھی پل کیسے رہ لیتی۔

سوچ کر ہی اسکا چہرہ ضبط کے باعث سرخ پڑ گیا وہ رخ موڑ کر وارڈروب سے اسکے مزید کپڑے لینے لگی گئی۔

''گلا لے جا کر آئرہ سے پوچھو پیکنگ کر دی؟'' وہ دیکھ موبائل میں رہا تھا مگر مخاطب اس سے ہوا تھا۔

زمل نے مڑ کر اسے دیکھا کیا اسے فرق نہیں پڑا تھا کہ وہ دور جا رہا ہے؟ وہ بے اختیار سوچنے لگی اور اب دل پہلے سے زیادہ بھاری ہوا تھا۔

وہ اپنے جذبات کو ڈپٹ کر سلاتی کمرے سے باہر نکل گئی اسکے یوں تن فن کرتے کمرے سے نکلنے پر زیحال نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اسے کیا ہوا؟" وہ واقعی نہیں سمجھ سکا تھا تب ہی کندھے اچکا کر اسٹڈی روم میں چلا گیا۔

سب لوگ لاؤنج میں ہی موجود تھے بچے بھی وہی کھیل رہے تھے مگر برلاس نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر انکی جانب نہیں دیکھا وہ گم سم سا چپ بیٹھا تھا۔

باقی سب اسکے علاج کا سوچ کر خوش تھے لیکن آئرہ کا چہرہ دیکھنے لائق تھا ایسے جیسے ابھی رو دے گی۔

"آئرہ آپی۔۔۔پیکنگ کر دی؟" وہ دھیمی مرجھائی سی آواز میں اس سے استفساریہ مخاطب ہوئی۔

"ھمم کر دی ہے" اسکے مرے مرے سے انداز پر زمل نے بے اختیار اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔

''ہم دونوں پاگل ہیں'' زمل کی بات سمجھ آتے وہ بے اختیار مسکرادی مگر مسکراہٹ بھی پھیکی تھی۔

''چلو بھئی۔۔۔فلائیٹ کا ٹائم ہو گیا ہے'' پامیر اور یاقوت باہر گاڑی میں سامان رکھ کر واپس اندر آئے فلائیٹ کا سنتے ہی برلاس کا دل کسی گہری کھائی میں ڈوبا تھا۔

''بس اچھے سے علاج کروانا اور پہلے کی طرح میری زندگی حرام کرنے کیلئے ٹھیک ہو کر آنا اوکے'' پامیر

اسے اپنے ساتھ لگائے سر پر پیار دیتے نرمی سے

سمجھانے لگا۔

برلاس نے معصومیت سے اسے دیکھا اسکے دیکھنے کا یہ

انداز پامیر کو مایوس کر رہا تھا۔

"ہوتا ہے میری جان۔۔۔ فکر نہ کر۔۔۔ بھائی ہیں ناں

ساتھ" وہ اسکا ہاتھ تھامے پیار سے تسلی دینے لگا۔

یاقوت بھی وہی آگیا دونوں نے اسے پہلے سے

قدرے نارمل کر دیا تھا وہ اب اداس نہیں تھا مگر

خاموش اب بھی تھا۔

"ہبی کہاں ہیں؟" زمل انکو باہر جاتے دیکھ پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی جہاں سے شیر دل ایک اٹیچی اٹھا کر لا رہا تھا۔ زمل نے غور سے اس بیگ کو دیکھا وہ، وہ بیگ نہیں تھا جو اس نے زیحال کیلئے تیار کیا تھا تو وہ کس کا بیگ تھا وہ بے اختیار سوچنے لگی۔

وہ بیگ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جب اسی
وقت سیڑھیوں سے اترتے زیحال پر نظر پڑی اسکے
ہاتھوں میں اب بھی فون تھا وہ شاید کام میں اتنا
مصروف تھا کہ اپنا بیگ بھی اٹھا کر نہ لایا مگر جو بیگ شیر
دل لے کر آرہا تھا وہ بیگ اسکے پیک کیئے گ ئے بیگ
سے بہت الگ تھا تو کس کا بیگ تھا وہ۔

وہ خود اسی کشمکش میں تھی جب زیحال اسکے پاس آکر
کھڑا ہو گیا۔

"تاہ۔۔۔می۔۔۔ویو"زامل جلدی سے سب کے بیچ سے نکل کر برلاس کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔

اسے اب کومل نے بتایا تھا کہ اسکے تاہ کہیں جا رہے ہیں وہ بھی کافی دنوں کیلیئے۔وہ اسکی ٹانگ سے لپٹ کر اب خود بھی جانے کی ضد کر رہا تھا۔جبکہ زالے اپنے بابا کی گود میں جا چکی تھی جسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ بھی تاہ کے ساتھ ہی جا رہے ہیں۔

"تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے؟" زمل کا چہرہ واقعی سرخ ہو رہا تھا جیسے وہ اب رو دے گی اس نے بھرائی آنکھوں سے اپنی ہبی کی طرف دیکھا۔

کیا وہ سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ اسکے بغیر نہیں رہ پائے گی۔

"ن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ کب اترا ہے" وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر جیسے ساری سرخی مٹا دینا چاہتی تھی ایک تو اس شخص کی آنکھوں میں فٹ ہوئی ایکسرے مشین اسے کبھی کبھی شک میں ڈال دیتی تھی کہ وہ کیسے اسکے اندر تک جھانک لیتا تھا۔

"اپنے بچوں کو سمجھائیں میرا دماغ خراب نہ کریں" وہ تڑخ کر بولتی سارا غصّہ زامل زالے کے حصّے میں ڈال گئی۔

"یا انکو بھی بیگ میں پیک کر کر لے جائیں مجھے نہیں ضرورت انکی بھی" وہ ہڑبڑاہٹ میں جو منہ میں آرہا تھا بول رہی تھی زیحال نے شوخ نگاہوں سے اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔

"نہیں۔۔۔میرا بیٹا کیوں کرے گا ماما کو تنگ۔۔۔ہیں

ناں" وہ زالے کے گالوں پر بئیر ڈرب کرتے بے حد

لاڈ سے پوچھنے لگا۔

"نو۔۔۔آئی وانت بابا (نہیں مجھے بابا چاہئے)" وہ

اسکے گلے میں ہاتھ ڈال کر مزید اپنے بابا سے لپٹ گئی۔

"دیکھا۔۔۔بس فیڈ میرے پاس پتہ نہیں کیسے لینے

آتے ہیں انکا بس چلے وہ بھی آپ سے ہی مانگ لیں"

اسکی بات پر زیحال کی گرے جھیل سی آنکھیں بے

ساختہ پھیلیں۔

"تم رونا چاہتی ہو؟" نرمی سے پوچھا۔

"ن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ کیوں میں کیوں روؤں گی" وہ چہرے کا رخ موڑ کر حلق میں آئے آنسوں واپس اندر دھکیلنے لگی۔

"میرا کندھا حاضر ہے" اسکی بات پر زمل نے کاٹ کھانے والی نظروں سے دیکھا۔

"یہ ضروری ہے میری جان۔۔۔" وہ اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر بجائے نارمل ہونے کے مزید چڑ رہی تھی۔

"یہ تو۔۔۔ مم۔۔۔ میرا بیگ ہے آپ اسے کہاں لے جارہے ہیں؟" آئرہ کچن سے اب نکل کر آئی تھی ناک سرخ متورم جیسے ابھی رو کر آئی ہو۔ باہر آتے شیر دل کے ہاتھ میں اپنا بیگ دیکھ کر اسے حیرانگی ہوئی۔

آئرہ نے برلاس کی جانب دیکھا جو زامل کو ہی سمجھانے میں مصروف تھا کہ وہ جلدی واپس آجائے گا۔

"خان جی نے منگوایا ہے" اسکی بات پر آئرہ نے بے ساختہ زیحال کی جانب دیکھا۔ جو اپنی چھوٹی سی ناراض بیوی کو منا رہا تھا۔

"ل۔۔۔ لیکن کیوں؟" اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی دل پہلے ہی ڈوب رہا تھا اپنے شاہ سے دور ہونے کا سوچ کر۔

"کیونکہ ٹکٹ پر دو نام ہیں مسٹر اینڈ مسسز شاہ"

یاقوت کی آواز پر آئرہ پوری اسکی جانب گھوم گئی۔ اور

آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔اسے لگا جیسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

"ریڈی فار ہنی مون ؟مائے ڈارلنگ "مشی اسکے کان میں سرگوشی کرتی بھنویں مٹکانے لگی۔

"اپنی طرف سے بیگ میں ہر چیز ڈال دی کم رہ جائے تو اپنے شاہ کو بس حکم کرنا۔۔۔دیکھنا کیسے اڑتا ہوا لے کر آئے گا۔۔۔وہاں جا کر تو یہ کنویں میں چھلانگ لگانے کا کہو۔۔۔وہ بھی لگا دیں گے "

کومل بھی میدان میں اترتی اسکے شانوں کے طوطے

اڑ گئے۔

وہ ہونقوں کی طرح ان دو ڈھیٹوں کو دیکھ رہی تھی

جو اسے حیران پر حیران کئے جا رہی تھیں۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔میں کیسے" وہ پوچھنا یہ چاہتی تھی

کہ اسکی تیاری کب ہوئی اسے پتہ بھی نہیں چلا وہ تو

اپنے شاہ کے دور جانے کا سوچ کر رو رہی تھی۔

"جیسے ہر بیوی اپنے شوہر کے ساتھ جاتی ہے

ویسے۔۔۔ حسین یادوں کو سمیٹنے جو زندگی بھر کیلئے

خوش ہونے کو کافی ہو نگی" وہ دونوں بڑی بہنوں کی طرح اسے چھیڑ بھی رہی تھی ساتھ سمجھا بھی رہی تھیں۔

"چلیں ؟" شیر دل کے بیگ گاڑی میں رکھتے پامیر اندر آکر ان سے مخاطب ہوا۔

اسکی آواز پر زمل نے بے اختیار مڑ کر اپنے ہبی کو دیکھا جو اس سے ملے بغیر ہی جا رہے تھے۔

"آ۔۔۔آپ کا بیگ ؟" اسے بیگ کے بغیر جاتے دیکھ وہ بے اختیار بولی۔

"انکا بیگ۔۔۔وہ کس لئے ؟" پامیر کو سمجھ نہیں آئی لیکن اس سے زیادہ اسکے سوال پر زمل حیران ہوئی۔

"کیوں۔۔۔ ہبی ساتھ نہیں جارہے کیا؟" کندھے اچکائے تڑخ کر پوچھا۔

"میں اپنی حسین یادیں سمیٹ چکا ہوں جان من اب انکی باری ہے" زیحال کی سرگوشی پر زمل آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

"مطلب ؟" وہ سمجھ کر بھی خود سے سمجھنے کی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"مطلب یہ کہ۔۔۔" وہ سب کو اپنی اپنی باتوں میں مصروف پا کر اسکے قریب ہوتے کان پر جھکا۔

"میری بیوی نے بہت ڈانٹا ہے اس کی اجازت کے بغیر میں سانس نہ لوں باہر جانا تو دور کی بات ہے"

اسکے شریر لہجے پر زمل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا چہرہ اپنے آپ بلش کرنے لگا تھا وہ چاہ کر بھی چہرے کی سرخی نہیں مٹا پائی تھی۔

سب انکے جانے پر بے حد خوش تھے زیحال اپنی گاڑی الگ لے کر نکلا تھا۔ پامیر آئرہ کیلئے دروازہ

کھولے شاہی انداز میں اسے بیٹھنے کی آفر کرنے لگا وہ نروس ہوتے مسکرا کر پچھلی نشست پر بیٹھ گئی جہاں برلاس گم سم سا پہلے ہی بیٹھا تھا۔

اپنے ساتھ کسی کے بیٹھنے پر اس نے بے اختیار نگاہ اوپر اٹھائی۔اور آئرہ کو دیکھ اسکی بھوری آنکھیں بے ساختہ پھیلیں۔

"تم؟ "

اسکی حیرت پر آئرہ کو جی بھر کر شرمندگی ہوئی مطلب وہ بھی واقف نہیں تھا کہ یہ دونوں جا کہاں رہے ہیں۔

"وہ۔۔۔میں" گھبراہٹ کے مارے اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی تب ہی یاقوت کے فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے پامیر نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"کیا مجھے ایئرپورٹ چھوڑنے آرہی ہو؟" اسکے سوال پر یاقوت اور پامیر دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا اور اپنی اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"برلاس وہاں سے بچوں کے لئے ایک ٹیڈی بئیر لے کر آنا بولنے والا" اسکی بات برلاس آئرہ سے پہلے

یاقوت کو سمجھ آئی تھی۔اس نے ایک مکا پامیر کے

کندھے پر رسید کیا۔

جس پر اسکا جاندار قہقہہ گاڑی میں گونجتا ماحول کو

خوش گوار بنا گیا۔

"انکو تو گاڑیاں پسند ہیں" برلاس کو ابھی انکی بات کی

سمجھ نہیں آئی تھی یاقوت تو باقاعدہ ونڈو سے چہرہ باہر

نکال کر پھنس پھنس کر ہنسنے لگا۔

دونوں گاڑیاں آگے پیچھے ایئرپورٹ پہنچی تھیں

زیحال سامنے کھڑا انکا انتظار کر رہا تھا وہ سب اسکے

پاس چلے آئے مینیجر بھی وہیں تھا جو تمام انتظامات سنبھال رہا تھا۔

"زیادہ تنگ مت کرنا آئزہ کو۔۔۔ خوب گھمانا پھرانا" یاقوت کی تاکید پر برلاس نے متحیر آنکھوں سے پہلے آئزہ کو اور پھر زیحال کو دیکھا۔

"گھماؤں؟ وہ کیسے؟" اسے واقعی سمجھ نہیں آئی تھی۔

تب ہی پا میرا اسکے پیچھے جا کر گود میں اٹھاتے گول گول گھما گیا۔

"ایسے "اسکے گھمانے پر برلاس کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔

"میرو نیچے اتارو "

"نہ بیٹا آج تجھے پوری دنیا گھمانی ہے "آتے جاتے لوگ ان دونوں بھائیوں کو دیکھ خوش ہورہے تھے زیحال مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلا گیا ان دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

انکے مستی بھرے قہقہے ایئرپورٹ کی فضا کو خوش گوار بنا گئے تھے۔

"اچھا بس بس اسے چکر آ جائیں گے" یاقوت ان دونوں کو پکڑ کر روک گیا وہ واقعی بھانگ پینے کے بعد کی طرح جھول رہے تھے یاقوت نے دونوں کو سمبھال لیا۔

"پانی پیو گے ؟" اسکی اتنی فکر پر آئرہ نے بے اختیار اسے دیکھا۔

انکی محبت کو کوئی نام دیا جا سکتا تھا؟ وہ بے اختیار سوچنے لگی مگر خوشی ہوتی تھی جیسے وہ ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے۔

"چلو فلائٹ کا وقت ہو گیا اپنا اور اسکا بہت سارا خیال رکھنا۔۔۔کوئی شکایت ملی تو وہی آ کر تمہاری کلاس لگے گی" یاقوت ساتھ ساتھ اسے تنبیہ کر رہا تھا۔

برلاس نے الجھ کر زیحال کو دیکھا۔

"بھائی ہیں ناں ساتھ؟ "

"لو جی۔۔۔اسے پتہ ہی نہیں" پامیر نے اسے دیکھ دانت بھینچ لئے۔

آئرہ وہاں لگے خوبصورت پودوں کو دیکھنے لگی جب اسی موقعے کا فائدہ اٹھاتے پامیر اسے ایک طرف لے گیا۔

"تم آئرہ کے ساتھ جارہے ہو پکنک منانے" اسکی بات پر برلاس نے حیرت سے زیحال کو دیکھا۔

"ن۔۔۔نہیں میں بھائی کے ساتھ جاؤنگا" اکیلے جانے کا سوچ کر ہی اسے یکدم اسے گھبراہٹ ہونے لگی تھی وہ اپنی کنڈیشن سے خود بھی واقف تھا۔ جس میں آئرہ اسے نہیں سمبھال سکتی تھی۔

"بچے کو فیڈر دیں۔۔۔" پامیر کی بات پر یاقوت کی ہنسی چھوٹی۔

"یہاں آؤ" زیحال کے ایک بلانے پر وہ جھٹ سے اسکے پاس گیا۔ وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"ڈاکٹر کے پاس جانے سے پہلے میں چاہتا ہوں تم کچھ دن ریلیکس فیل کرو۔۔۔ جتنے دن چاہے وہاں گھومو۔۔۔ پھر ہم علاج شروع کروالیں گے "

وہ پیار سے اسے سمجھا رہا تھا مگر وہ کسی طور اکیلے جانے کو راضی نہیں تھا

"نہیں۔۔۔ میں ایسے میں اکیلے نہیں جا سکتا۔۔۔ اسے ہرٹ کر دیا تو؟" ایک ان جانا سا خوف اسکے دل میں پنپنے لگا تھا۔

"وہ بیوی ہے تمہاری۔۔۔ گرل فرینڈ نہیں جو ہرٹ کرنے پر چھوڑ کر چلی جائے۔۔۔ وہ تمہیں سمبھال لے گی۔۔۔ بس اسکا مان نہ ٹوٹنے دینا۔۔۔ وہ بہت

نازک ہے" اسکی بات پر برلاس نے مڑ کر آئرہ کو
دیکھا۔
وہ جھک کر پھولوں کی خوشبو اپنے اندر اتار رہی تھی
واقعی وہ اس ایک نظر میں اسے بے حد حسین لگی
تھی۔

"اور میں؟" وہ اپنے پینک ہونے سے ڈر رہا تھا
زیحال نے اسکے دونوں ہاتھ تھام کر ہلکے سے دبائے۔
"ماحول بدل جائے گا تو تم بھی بھول جاؤ گے
سب۔۔۔ کبھی بھی کچھ بھی محسوس ہو تو مجھے کال کر

لینا" وہ پیار اور نرمی سے اسے سمجھا کر قدرے

ریلیکس کر گیا تھا۔

فلائٹ کا ٹائم ہو چکا تھا مینیجر انکے بیگز اٹھا کر آگے لے

گیا۔ بر لاس کا بار بار مڑ کر پیچھے دیکھنا اسکی آنکھوں میں

وہ خوف زیحال کو از حد بے چین کر گیا تھا۔

اسکا شدّت سے دل چاہا اسے واپس بلا کر اپنے سینے سے

لگا لے ایسے جیسے اسکی اپنی سگی اولاد اس سے دور جا

رہی ہو۔

مگر اسے اپنے دل کو سمجھانا تھا یہ بر لاس کیلئے ضروری تھا۔ انکے جانے کے بعد وہ لوگ واپسی پر سیدھا آفس گئے تھے۔ جہاں ایک میٹنگ پہلے سے ارینج تھی۔

وہ بار بار فون ملا رہی تھی مگر ایک بھی کال نہیں اٹھائی گئی خوف کے مارے زرتشم کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر زمین پر جا گرا۔

وہ اسکی آواز پر بھی خوف سے اچھل پڑی تھی۔اور خوف زدہ سی آنکھوں سے اپنے ارد گرد دیکھنے لگی اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی کوئی آ جائے گا۔

"ہ۔۔۔ہان۔۔۔" وہ بے حد دھیمی آواز میں برہان کو پکارنے لگی۔سانس لینے میں بھی جیسے تکلیف ہونے لگی تھی وہ لمبے لمبے سانس لیتی بے آواز رونے لگی۔

کہ تب ہی ایک چڑیا کھڑکی میں آکر بیٹھتی تیز تیز بولنے لگی اس وقت زرتشم اس کی آواز سے بھی خوف زدہ ہوتی مزید سہم گئی۔

اصل جان تو تب نکلی جب نظر سامنے کھڑے بالاج پر پڑی اسے دیکھتے ہی سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

"بہت خوش ہے ادر تم؟" اسکی آواز میں واضح طنز تھا اسکی آبرو ہمیشہ کی طرح اٹھی اسے بھیانک ظاہر کر رہی تھی۔

سیاہ شلوار قمیض پھر کندھوں پر لی گئی سکن رنگ کی شال۔ وہ مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔۔تم ک۔۔کیسے آیا۔۔۔ادر؟"

خوف سے اسکے پسینے چھوٹ رہے تھے سانس بھی جیسے رک رک کر آنے لگی تھی۔وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی مگر وہ اس قابل بھی نہیں تھی۔

"یہ مت پوچھو کیسے آیا۔۔۔یہ دیکھو کہ ام آ گیا۔۔۔تم کو لینے۔۔۔زیادہ ہوا لگ گئی ہے"

وہ بے آواز روتی سر نفی میں ہلانے لگی۔خوف کے مارے اب تو آواز بھی حلق سے نکلنا بند ہو گئی تھی۔

کہ تب ہی زمیں پر پڑا موبائل بجنے لگا۔

زرتشم نے ایک نظر دیکھا جہاں "برہان کالنگ" لکھا

ہوا آرہا تھا۔وہ جھک کر فون اٹھانا چاہتی تھی مگر تب ہی

بالاج اس پر پاؤں رکھ گیا۔

"ہمت کیسے ہوئی۔۔۔کسی اور سے شادی کرنے

کی۔۔۔ہاں۔۔۔" وہ سختی سے مخاطب ہوتا اسے وہ

سب یاد دلا رہا تھا جن سے وہ گزر کر آئی تھی۔

"یاد نہیں۔۔۔کیسے سب کے سامنے تم کو اماری جھولی

میں پھینکا گیا تھا۔یاد کرواؤں؟" نہیں ایک بار پھر وہ

اسکے ہاتھ لگ گئ تھی۔ مگر اس بار اس میں برداشت نہیں تھی۔

وہ اس سے دور ہٹنے کی کوشش کرنے لگی۔

"چھ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ام کو۔۔۔ مم۔۔۔ معاف کر۔۔۔دو" وہ ہچکیوں میں روتی اسکے سامنے اپنے لرزتے ہاتھ جوڑ گئ۔

یہ منظر بالاج کے دل میں ٹھنڈک سی بھر گیا تھا وہ زور سے قہقہہ مار کر ہنسنے لگا۔

زرتشم اس کے پیچھے ہٹتے ہی لڑکھڑا کر خود ہی وہیل

چیئر سے نیچے جا گری تھی اسکے گرتے ہی منہ سے دبی

سی سسکی نکلی

درد کی انتہا تھی مگر وہ اسکے سامنے اس درد پر قابو پاتی

اپنے لب زور سے بھینچ گئی اس دوران کتنے ہی آنسوں

ایک ساتھ آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔

"تم۔۔۔اسی کے قابل ہے۔۔۔تم خوشیوں کے

قابل نہیں ہے" وہ زور سے قہقہہ مار کر ہنستا چلا جارہا

تھا۔

وہ اسکا ماضی تھا ایک بھیانک ماضی جو اسکا پیچھا کبھی نہیں چھوڑ سکتا تھا وہ اب بھی جیسے اسکے سامنے تھا مگر یہ صرف خیال تھا

وہ مر کیوں نہیں جاتی کیوں اسے ان ازیتوں سے چھٹکارا نہیں مل رہا تھا۔ آج یہ بے بسی جان لیوا تھی۔ اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیری سی چھانے لگی تھی آہستہ آہستہ وہ نیم تاریکی میں جا گری

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے ونڈو سے باہر بادلوں کو دیکھ رہا تھا نگاہیں جہاں کہیں بھی تھیں مگر ذہن صرف ماضی کی تلخ یادوں میں الجھا ہوا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ آئرہ کے ساتھ کہیں جانا نہیں چاہتا تھا مگر ایسے وقت میں وہ اس سے جتنی دوری بنا سکتا تھا بنانا چاہتا تھا۔

کیونکہ وہ جانتا تھا پینک اٹیکس ہوتے ساتھ وہ کیسے آؤٹ آف کنٹرول ہونے لگتا ہے وہ خوف زدہ تھا خود سے کہ کہیں اسے کوئی نقصان نہ پہنچادے۔

اس نے گردن موڑ کر ایک نظر آئرہ کو دیکھا

ان کی سیٹ ایک ساتھ بزنس کلاس میں بک تھی آئرہ تو یہاں آتے ہی سو گئی تھی اور پچھلے ایک گھنٹے سے سو ہی رہی تھی۔

وہ یک ٹک اسکا چہرہ دیکھے گیا اسکے بالوں کی لٹ آگے کو چہرے پر جھولتی اسکی نیند میں خلل پیدا کر رہی تھی۔

برلاس نے دھیرے سے انگلی کی مدد سے بال پیچھے ہٹائے جب وہ کسمسا کر اسکے کندھے پر آتی اسکا سانس روک گئی۔

وہ یک ٹک سامنے دیکھنے لگا ایسے جیسے ذرا بھی ہلا تو کہیں اسکی آنکھ نہ کھل جائے۔

اسی ڈر سے اگلے دو گھنٹے وہ اسی ایک پوزیشن میں بیٹھا رہا تھا اب تو کمر بھی جیسے تختہ ہونے لگی تھی۔

کہ تب ہی ذہن میں پامیر کا جملہ گونجا "بچوں کے لئے وہاں سے ایک ٹیڈی بئیر لیتے آنا وہ بھی بولنے والا"

اسکی بات یاد آتے وہ خود ہی اپنے آپ میں ہنس نے لگا۔ یہ تو اسے اب سمجھ آیا تھا کہ وہ کس ٹیڈی بئیر کی بات کر رہا تھا۔

"سر آپ کچھ لیں گے؟" ایئر ہوسٹس نے قدرے پروفیشنل انداز میں پوچھا۔

"شش" وہ منہ پر انگلی رکھے اسے چپ کروانے ہی لگا تھا کہ اتنے میں آئرہ کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ہڑبڑا کر اپنے سر پر کھڑی ایئر ہوسٹس کو دیکھنے لگی۔

"کچھ نہیں چاہیے" آئرہ کے جاگ جانے پر وہ تھوڑا برہم ہوا جس پر ایئر ہوسٹس شرمندہ ہوتی واپس چلی گئی۔

"میں۔۔۔ک۔۔۔کب سے سو رہی ہوں؟" اسے وقت کا واقعی اندازہ نہیں تھا۔

"تین گھنٹے سے" اسکی بات پر آئرہ کی آنکھیں یکدم سے کھلی وہ اسکی کلائی پکڑ کر ٹائم دیکھ یقین دہانی کرنے لگی۔

"میں۔۔۔میں اتنی دیر سے سو رہی تھی" وہ خود کو دوسری جگہ دیکھ جیسے ہوش میں آئی اور برلاس کو دیکھنے لگی۔ وہ گہری لو دیتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے اپنے قریب کر گیا۔

"یہ گھبراہٹ کیوں؟" وہ جواب جانتا تھا مگر پھر بھی اسکی حالت سے محفوظ ہو رہا تھا۔

"وہ میں۔۔۔زیادہ دیر سو گئی" وہ اپنی حالت کو چھپانے کیلئے یہی بہانہ کرنے لگی اصل حقیقت تو اسکے ساتھ اکیلے کہیں جانے پر دل کی کیفیت کا بدلنا تھی۔ جو اچھل اچھل کر پسلیوں سے باہر آرہا تھا۔

مگر وہ بھی پورا اپنے باپ پر گیا تھا آنکھوں سے اسکے اندر کا حال جان لیتا تھا۔

"پکا یہی بات ہے ؟" آئرہ اسکے سوال پر بے چینی سے لب کاٹنے لگی۔ وہ اسکی یہ حرکت بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ تب ہی باہر کی جانب چہرہ کئے گہرا مسکرا دیا۔

"سو جاؤ۔۔۔ تمہاری نیند پوری ہونا ضروری ہے" وہ بازو کھول کر اسے اپنے سینے سے لگا گیا اسکے اندر سے اٹھتی کلون کی خوشبو آئرہ کو مبہوت سا کرنے لگی تھی۔

"آپ بھی سو جائیں"

"میں زیادہ نہیں سوتا" وہ اب نوٹ کر رہی تھی کہ وہ واقعی زیادہ نہیں سوتا تھا رات بھر گھر سے باہر دوستوں کے ساتھ رہ کر بھی وہ بلکل چست نظر آتا تھا۔

"ایسا کیوں ؟" وہ دھیمے لہجے میں پوچھنے لگی۔

وہ گہری سانس لیتے آئرہ کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا گیا۔

"عادت بن چکی ہے۔۔۔ جاگنے کی" الفاظ کا چناؤ بہت سادہ تھا مگر انکے پیچھے چھپا درد آئرہ کو بخوبی محسوس ہوا تھا وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ، وہ نہیں تھا جو بظاہر سب کو دکھتا تھا اسکے اندر بہت

کچھ گہرائی میں چھپا تھا جسکا نکلنا بہت ضروری تھا اور

قسمت نے یہ موقع آئرہ برلاس شاہ کو دیا تھا وہ کیسے

اسے جانے دیتی۔

وہ اسے اپنے سینے سے لگائے ونڈو سے باہر دیکھ رہا تھا

جب اسکی نظروں سے بچتے وہ اپنا موبائل نکال کر ایک

نمبر ڈائل کرنے لگی۔

مگر اس پر کال کے بجائے وہ اسے بلاک کر گئی۔

وہ کمرے میں جیسے ہی آئی اپنا فراک دونوں سرے سے پکڑ کر گول گول گھومنے لگی خوشی کا تو جیسے کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔

"آج میں اوپر آسمان نیچے" وہ گنگناتی ہوئی پردوں کو چھوتی آنکھیں بند کر گئی اسی وقت زامل زالے کمرے میں داخل ہوتے اپنی ماں کو دیکھنے لگے۔ جس پر آج ناچنے کا دورہ پڑا تھا۔

"مما۔۔۔ یو دانس (ماما آپ ڈانس کر رہے ہو)؟"

زامل کے سوال پر زمل نے رک اسے دیکھا اور تھوڑی

دیر بعد وہ اسے گود میں اٹھائے کپل والا ڈانس کر رہی تھی۔

"یس۔۔۔۔ مما کو ڈانس کرنا ہے بہت سارا" وہ زامل کے ہاتھ اوپر کرتی پھر گول گول گھوم گئی پھر زامل کو بیڈ پر بٹھا کر تالیاں بجاتی زالے کو گود میں لے گئی۔

"مما آج بہت خوش ہے خوش زیادہ والی ہیپی" وہ زالے کی چھوٹی سی ناک سے ناک ملاتی خوشی سے چلائی تھی۔

"ممما۔۔۔می دانس اوتے (مما میں بھی ڈانس کرونگی اوکے)" وہ خوشی سے چہک کر اٹک اٹک کر بولتی زمل کو بے حد کیوٹ لگی تھی اسکی بیٹی بول رہی تھی۔ زامل کے مقابلے وہ تھوڑا اٹھہر کر اور اٹک کر بولتی تھی۔

اب تو خوشی دو بالا ہو گئی تھی وہ زمل کو نیچے فرش پر کھڑا کرتی اسکے ننھے ہاتھوں کو تھام کر گول گول گھمانے لگی۔

زامل دونوں کے ارد گرد گول گھومتا اپنے بابا کی طرح پشتواتن کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اپنی ہی حرکتوں میں وہ بے حد کیوٹ لگ رہا تھا۔

"آج ہم بہت سارا ہیپی ہیں۔۔۔ کیونکہ بابا نہیں گئے" وہ پھر سے دونوں کو گود میں اٹھا گئی۔

اگر زیحال اسے اس وقت ان دونوں کو ایک ساتھ اٹھائے دیکھ لیتا تو یقیناً اسکی ٹانگوں کی شامت آجانی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

ہسپتال کے کمرے میں ہلکی سی نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کھڑکی کے پردے آدھے سرکے ہوئے تھے اور باہر کی دھیمی دھوپ اندر آکر دیوار پر خاموش سا سایہ بنا رہی تھی۔

بیڈ پر وہ بے حس و حرکت لیٹی تھی۔

اس کا چہرہ غیر معمولی حد تک سپید لگ رہا تھا۔ آنکھیں بند، پلکیں بے حرکت۔ ہاتھ ڈرپ کے ساتھ جڑے ہوئے، انگلیاں ڈھیلی پڑی تھیں۔ کلائی پر بندھی پٹی کے نیچے نیلی رگیں نمایاں ہو رہی تھیں۔

مشین کی ہلکی بیپ کمرے کی خاموشی میں گونج رہی تھی۔ سانسوں کی رفتار سست مگر قائم تھی۔ کمرے میں اینٹی سیپٹک کی مہک اور اداسی کی ایک ان کہی سی کیفیت تھی۔

وہ یک ٹک صوفے پر بیٹھے ہاتھ جوڑے اسے دیکھ رہے تھے دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔

جہاں وہ دھیمے قدموں سے چلتے تھے وہاں آج لوگوں نے انہیں دوڑتے ہوئے دیکھا تھا۔

باہوں میں اس لڑکی کو لئے جو انکی چلتی سانسوں کی وجہ تھی اور اب وہی اس حالت میں بیڈ پر پڑی تھی۔
برہان کیلئے یہ لمحہ کسی موت سے کم نہیں تھا جب گھر پہنچنے پر انہیں زرتشم بے ہوشی کی حالت میں فرش پر پڑی ملی تھی۔

تب ہی کمرے کا دروازہ کھلا جس کی آواز پر برہان چہرے کا رخ موڑ کر اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرنے لگے

مبشر نے بیڈ پر لیٹی زرتشم کو دیکھا۔اور قدم قدم چلتے ہوئے خود بھی صوفے پر آبیٹھے۔

"آج پھر؟" انہیں پورا سوال کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

برہان کا دل اسے اس حالت میں دیکھ بیٹھا جارہا تھا

"ظاعنہ کو کال کرو" انکی بات پر مبشر نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا۔

"لیکن وہ تو ابھی کام پر ہو گی ناں "

"میں نے کہا کال کرو" اب کی بار انکی آواز یکدم سے بلند ہوئی تھی کہ موبی بھی ان سے خوف زدہ ہوتے پیچھے ہٹ گئے۔

"ا۔۔۔اوکے" وہ دھیرے سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئے اور اپنے فون سے زنو کا نمبر ڈائل کرنے لگے جب انکی نگاہ لمبی راہداری سے آتے ہوئے پاشا پر پڑی تھی اسے دیکھ وہ اگلا سانس لینا بھول گئے تھے۔

بلیک پینٹ کوٹ اور بلیک ہی شرٹ پہنے، رعب دار چال اور پیچھے آتے سوٹڈ بوٹڈ اسکے دو گارڈز جن میں ایک یاقوت مرزا بھی شامل تھا کام کے وقت وہ صرف پاشا کا رائیٹ ہینڈ ہوتا تھا۔ وہ دور سے ہی چلتے ہوئے مافیا کا باپ لگتا تھا۔ جو دیکھنے پر ہی مقابل کی سانسیں روک دے۔

ان لوگوں کی نظر پہلے ہی آرسن پر پڑ چکی تھی تب ہی وہ سیدھا اسی کی جانب آ رہے تھے۔ وہ فون کسے کر رہا تھا اور کیوں یہ تو سرے سے ہی بھول گیا تھا اب تو بس سانس لینے کی کوشش کر رہا تھا جو کہیں سینے میں ہی اٹک گئی تھی۔

یہاں تک کہ وہ لوگ اسکے قریب آن پہنچے۔

"گل کس کمرے میں ہے؟" وہی سوال جس کا ڈر آرسن کو پہلے سے ہی تھا وہ پاشا بے کی بہن تھی کیسے

ممکن تھا کہ وہ اسکی شادی کر کے اس سے انجان رہ

لیتا۔

اسکے پل پل کی خبر اسکے پاس پہنچتی تھی اور اب تو وہ

ہوسپٹل میں ایڈمٹ تھی۔

"وہ۔۔۔" اسے آج سے پہلے بولنا کبھی اتنا مشکل نہیں

لگا تھا۔

"آرسن۔۔۔گل کس کمرے میں ہے؟" اسے

بڑبڑاتے دیکھ یاقوت ضبط سے دانت بھینچ کر

استفساریہ پوچھ رہا تھا۔

"ا۔۔اس کمرے میں "اس نے فوراً سے اس کمرے کی جانب اشارہ کیا وہ لوگ ایک پل بھی دیری کئے اس کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے ان کو جاتے دیکھ آرسن نے بے اختیار سر پکڑ لیا۔

وہ مشین پر چلتی اسکی سانسوں کی لکیر کو دیکھ اسکے چہرے کی جانب دیکھنے لگے ہاتھ بے اختیار اسکے زرد چہرے کو چھونے لگا تھا۔

انکی آنکھوں میں اذیت رقم تھی وہ درد جسے وہ بھلانے کی کوشش کر رہے تھے۔

"ایم سوری۔۔۔میں آپ کا خیال نہیں رکھ سکا"

لبوں سے بے ساختہ ٹوٹ کر الفاظ نکلے۔زرتشم کی

پلکیں دھیرے دھیرے جنبش کرنے لگی تھی۔

"مجھے آپ کو یوں تنہا چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے

تھا۔۔۔میری غلطی ہے" انکے وہم وگماں میں بھی

نہیں تھا کہ انکے پیچھے سے ایسا کچھ بھی ہو جائے گا۔جو

انہیں اندر تک ہلا کر رکھ دے گا۔

وہ منظر انکی آنکھوں سے اب تک ہٹ نہیں پا رہا تھا

جب وہ ڈرائیو کرتے ہوئے اسے کال پر کال کر رہے

تھے۔ مسلسل رنگنگ ہو رہی تھی مگر کال اٹھائی نہیں جا رہی تھی۔

وہ تھوڑا سا وقت ان پر موت بن کر گزرا تھا۔

"زر۔۔۔فون اٹھائیں۔۔۔" وہ ایک ہاتھ سے سٹیرنگ سمبھالیں دوسرے سے فون پر اسکا نمبر ملا رہے تھے۔

اسکے فون نہ اٹھانے پر وہ گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا گئے اور اسکے بعد گاڑی دوڑی نہیں اڑی تھی۔ وہ جلدی سے گھر پہنچے ہی تھے جب سامنے ہی دروازہ کھولتے وہ

وہیل چیئر سے نیچے فرش پر گری بے ہوش ہوئی پڑی تھی۔

"زر۔۔۔" وہ ایک ہی جست میں اسکے پاس پہنچتے اسے اپنے بازو پر لے گئے۔

"زر۔۔۔ کیا ہوا آپ کو۔۔۔ آنکھیں کھولیں" وہ اسکے چہرے کو تیزی سے تھپتھپاتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے مگر ناکام ہوگئے۔

"زر۔۔۔زر۔۔۔پلیز آنکھیں کھولیں۔۔۔۔" اسے وہیل چیئر سے گرے دیکھنا یہ منظر کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔

وہ اسے بازوؤں میں بھر کر صوفے پر لے جانا ہی چاہتے تھے جب انہیں اپنے ہاتھ پر کچھ گیلا سا محسوس ہوا۔

وہ اپنا ہاتھ نکال کر اسے پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھنے لگے وہی نظریں ٹرانس کی سی کیفیت میں زر تشم کے چہرے پر گئی تھی جو کئی حد تک سپید پڑ چکا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔پھر سے نہیں۔۔۔زرا اُٹھیں" وہ اپنے ہاتھ پر خون دیکھ یکدم سے حواس کھو بیٹھے تھے وہی ہاتھ بے اختیار کانپنے لگا تھا۔

"زر کس نے کیا ہے یہ۔۔۔پلیز اُٹھیں مجھے بتائیں"

وہ اسے ازحد کوششیں کر کر ہوش میں لا رہے تھے مگر وہ بے سدھ انکی گود میں پڑی تھی۔وہ اسے گود میں اٹھا کر دیوانہ وار ہوسپٹل لے کر بھاگے تھے۔

اور اب وہ سٹریچر پر کسی صدیوں پرانے مریض کی طرح لیٹی ہوئی تھی یہ ہار تھی ڈاکٹر برہان کی انکے یقین کی کہ وہ اسے سمبھال لیں گے۔

وہ نہیں سمبھال پائے تھے اس لڑکی کو۔

کہ تب ہی کمرے کا دروازہ کھلتے پاشا اندر داخل ہوا۔

اسے اچانک اس وقت برہان یکدم سے سیدھے کھڑے ہوتے بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے دل سے بے اختیار "نہیں" نکلا۔ وہ کسی آزمائش کے قابل نہیں تھے اس وقت۔

سامنے گل کو اس حال میں دیکھ پاشا کے دل پر سیدھا

ہاتھ پڑا تھا وہ قدم قدم اٹھائے اسکے پاس جا کر کھڑا ہوا

اور بے یقین سی نگاہوں سے اسے اس حال میں دیکھنے

لگا۔

"پ۔۔۔پاشا۔۔۔آپ"۔

"کس نے کی یہ حالت ؟"جواب کے بجائے الٹا سوال

داغہ گیا برہان کو لگا وہ سانس نہیں لے پائیں گے۔

"میں نے پوچھا کس نے کی؟" اب کی بار وہ انکا گریبان پکڑ کر انکے منہ پر دھاڑا تھا۔ وہ نادم ہوتے سر جھکا گئے۔

چہرے پر بے بسی عروج پر تھی ندامت کے احساس نے انہیں کھڑے ہونے لائق بھی نہیں چھوڑا تھا۔

"یہ خیال رکھا میری بہن کا۔۔۔؟ اسے اس حال میں پہنچا دیا۔۔۔کیوں؟" وہ بلند آواز میں اب بھی ان پر دھاڑ رہا تھا زر تشم کی پلکیں اور تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔

"میں۔۔۔میں کچھ کام سے چلا گیا تھا" انکی آواز بے حد دھیمی اور سر ندامت سے جھکا ہوا تھا یا قوت کو بے اختیار ان پر ترس آیا۔

"کام سے پہلے۔۔۔میری بہن تمہارے لئے ضروری ہے" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے انہیں باور کروا رہا تھا یہ بات بھلا اس شخص سے بہتر کون جان سکتا تھا کہ سٹریچر پر موجود عورت اسکے لئے کیا معنی رکھتی تھی۔

پاشا ان کا گریبان چھوڑے پیچھے ہٹ گیا آنکھوں میں انگارے جیسے لوٹ رہے تھے۔

"یاقوت۔۔۔ڈسچارج پیپر ریڈی کرواؤ۔۔۔میری بہن میرے ساتھ جائے گی" اسکی بات پر برہان نے تڑپ کر سر اٹھایا اور نفی میں ہلاتے اسے دیکھنے لگے۔

یاقوت نے ایک نظر برہان کو دیکھا اور سر اثبات میں ہلاتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"پ۔۔۔پاشا" وہ کچھ کہنے کی کوشش کرنے ہی لگے تھے کہ انہیں آج یہ بھی اجازت نہ ملی۔

وہ بھی خوفزدہ ہو گیا تھا اپنی بہن کو پھر سے اسی حال میں دیکھ۔ دنیا کیا جانے وہ آج تک اس احساس جرم

میں گھٹ گھٹ کر مر رہا تھا کہ اسکے نہ کردہ گناہ کی سزا اسکی معصوم بہن نے بھگتی تھی۔اب تو اسے اگر ایک کانٹا بھی چبھتا تو اسکا قصوروار بھی وہ اپنے آپ کو ٹھہرا لیتا۔

"ب۔۔۔با۔۔۔لا۔۔ج" وہ بے ہوشی ہی حالت میں دھیرے سے بڑبڑانے لگی جب اسکی بڑبڑاہٹ پر سب ہی یکدم اسکی جانب متوجہ ہوئے۔

"گل" زیحال ہاتھ ہاتھمنے پر اسکی پلکیں تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔

"ب۔۔۔ با۔۔۔لاج" وہ سر دائیں بائیں کرتی کسی بھیانک خواب میں دب چکی تھی

"گل۔۔۔آنکھیں کھولو۔۔۔دیکھو میں ہوں۔۔۔زی" زیحال کی آواز پر وہ اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھام گئی مگر آنکھیں اب بھی بند تھیں۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔۔نہیں" وہ یکدم سے چیختی نیند سے بیدار ہو کر سیدھی زیحال کے کندھے سے جا لگی تھی خوف سے پورا وجود بری طرح سے لرزنے لگا تھا۔

"گل۔۔۔کیا ہوا یہاں دیکھو" وہ اسکا سر اپنے کندھے سے ہٹاتے اسکے رخسار پر ہاتھ رکھ گیا۔ خوف کے مارے اسکے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے چمکنے رہے تھے۔

وہ زیحال کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کوئی خواب ہو در حقیقت وہ خود ایک بھیانک خواب سے بیدار ہوئی تھی۔

وہ پھر سے زیحال کے کندھے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رودو تھی زیحال نے شعلہ بار نگاہوں سے

ڈاکٹر برہان کی جانب دیکھا جو شرمندگی کے باعث سر تک نہیں اٹھا پائے۔

"وہ۔۔۔وہ ام کو۔۔۔ام کو مار دے گا" اسکی آواز بری طرح سے کانپ رہی تھی وہ بھی خوف سے زیحال کے بازو سے لپٹ رہی تھی ایسے جیسے وہ شخص ابھی کہیں سے نکل آئے گا۔

"شش۔۔۔گل مجھے دیکھو" وہ گل کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے پیار سے بہلانے لگا۔

"کوئی کچھ نہیں کرے گا۔۔۔میں ہوں ناں" ہاں وہ تھا اسکے نام کی ہی طاقت اتنی تھی کہ وہ سنتے ساتھ ہی خوف کہیں ختم ہو گیا تھا اور اب تو وہ خود اسکے ساتھ تھا۔

زرتشم سر اثبات میں ہلاتی بے آواز روتی رہی زیحال نے اسکے آنسوں انگوٹھے کی پور سے صاف کئے۔اپنے ہوتے ہوئے بھی زرتشم کا خوف زدہ ہونا اسکی برداشت سے باہر تھا۔

"بھائی۔۔۔ پیپرز ریڈی ہیں" یاقوت کی آواز پر
زیحال نے نگاہ اوپر اٹھائی۔
اسکے اٹھنے پر زرتشم کی نظر ڈاکٹر برہان پر پڑی تھی جو
بے بس نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے وہ اس قدر
مجبور شاید کبھی نہیں ہوئے تھے۔
"گل۔۔۔ کی چیئر لاؤ" اسکے حکم پر یاقوت چیئر لینے
گیا۔جب ڈاکٹر برہان نہایت عاجزی سے اسے مخاطب
کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

"میری غلطی ہے۔۔۔میں مانتا

ہوں۔۔۔لیکن۔۔۔لیکن انہیں مجھ سے دور نہ

کریں۔۔۔میں اپنی جان سے بڑھ کر انکی حفاظت

کرونگا" انکی آواز اپنے آپ بھرا گئی۔

زرتشم انکی بے بسی پر میعجب نگاہوں سے انہیں دیکھنے

لگی۔

"دیکھ لیا۔۔۔کیسی حفاظت کر سکے ہو" اسکا اشارہ

زرتشم کے زخم کی جانب تھا جو پھر سے ہرا ہو گیا تھا۔

"میں ابھی ہوں زندہ۔۔۔کوئی خوف یا ڈر میری بہن کو چھو بھی نہیں سکتا۔۔۔اور اسکے لئے مجھے تمہاری ضرورت نہیں" وہ برہان کے سینے پر انگلی بجاتے خود سے دور کر گیا۔

زرتشم کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔وہ دونوں کس بارے میں بات کر رہے تھے۔

یاقوت اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات ب غور دیکھ رہا تھا۔

"بھائی گل کو ہم پاشا ولا لے کر جائیں گے ناں ؟"

اسکے سوال پر زرتشم میں بے اختیار مڑ کر اسے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔"

"اور اب وہی رہے گی ؟ مطلب ہم اسے ڈاکٹر برہان کے ساتھ نہیں بھیجیں گے کیونکہ وہ گل کا صحیح خیال نہیں رکھ پائے "

اسکے ہاں کہنے پر برہان نے ایک بار پھر تڑپ کر اسے دیکھا۔ وہ واقعی اپنی بہن کے معاملے میں سختی سے کام لے رہا تھا۔

زرتشم بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا مجھے سب دہرانا پڑے گا یاقوت؟" وہ کوفت سے مخاطب ہوا۔

"ن۔۔۔نہیں میں تو بس کنفرم کر رہا تھا" وہ بول زیحال کے ساتھ رہا تھا مگر دیکھ زرتشم کو رہا تھا جسے کچھ دیر لگی تھی یہ سارا معاملہ سمجھنے میں۔

اس سے پہلے یاقوت مزید کچھ کہتا زرتشم بول پڑی تھی۔

''ہم۔۔۔اپنے گھر جائے گا زی۔۔۔''اسکی بات پر سب سے پہلے برہان نے اسکی جانب دیکھا تھا۔

''وہ بھی تمہارا گھر ہے گل''وہ اسکی بات کو اگنور کرتا اپنی بات دہرانے لگا۔ان دونوں کو دیکھ رہا تھا اس نے جان بوجھ کر وہ بات زرتشم کے کانوں میں ڈالی۔

''امارا گھر وہ ہے جہاں امارا شوہر ہے''اسکی بات پر برہان کا دل ڈوب کر بے اختیار ابھرا وہ کن آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے۔

زیحال نے بے اختیار اسے دیکھا مگر دل میں جیسے

ٹھنڈک کی لہر سی اتر گئی تھی۔ یہ بات اسے غصّہ

دلانے کے بجائے جیسے پر سکون کر گئی تھی۔

کیونکہ بیوی کا یہ مان شوہر کی شدّت والی محبت کا ثبوت

ہوتا ہے۔ یہ بات وہ خود بھی جانتا تھا۔

وہ ایک قدم آگے آتے اسکے سر پر ہاتھ رکھ گیا۔

"جس میں تمہاری خوشی۔۔۔ لیکن میں ہمیشہ

تمہارے ساتھ کھڑا ہوں" یہ مان بھی اسے ہی دینا تھا

وہ بھائی تھا اسکا۔ بہنوں کیلئے بھائیوں کے یہ الفاظ ہی جینے کو کافی ہوتے ہیں۔

وہ مسکرا کر اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پلکیں جھپکا گئی۔ وہ کافی دیر اسکے پاس بیٹھا تھا جب اسکے گھر جانے کے ٹائم پر آفس کیلئے نکل آیا۔

"یہ مت سمجھنا تمہیں معاف کر دیا۔۔۔ ہماری بہن کو سوئی بھی چبھی تو تمہیں الٹا لٹکا دیں گے" جاتے جاتے یاقوت ایک دھمکی ڈاکٹر برہان کی غوش اتار آیا تھا۔

جس پر وہ مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے۔

"ایسی نوبت ہی نہیں آئے گی" وہ سر خم کرتے نہایت دلکش انداز میں بولے۔

یاقوت گل کے سر پر ہاتھ رکھتے خود بھی زیحال کے پیچھے نکل گیا کبھی وہ چھوٹا سا گل کے سامنے آیا تھا اور آج وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھنے جتنا ہو گیا تھا یہ احساس بہت خوبصورت تھا۔

انکے جاتے ہی برہان زرتشم کی جانب دیکھنے لگے وہ

دروازے کی جانب ہی دیکھ رہی تھی زیحال کو دیے

گئے جواب پر دل کسی گہری کھائی میں ڈوب گیا تھا۔

"زر" انکے پکارنے پر وہ بے اختیار انکی جانب مڑی۔

وہ اسکے دونوں ہاتھ تھامے اسکے سامنے بیٹھ گئے۔

"مجھے۔۔۔مجھے معاف کر دیں" انکا جملہ پورا ہونے

سے پہلے ہی وہ انکی آنکھوں میں دیکھتی چپ کروا گئی۔

اسکے ذہن میں اب تک وہ منظر گھوم رہا تھا تب ہی خوف زدہ ہوتی انکے سینے سے لگتی بے آواز رونے لگی۔

برہان کو لگا وہ سانس نہیں لے سکتے ہاتھ بے جان سے نیچے پڑے تھے۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔آیا تھا ہان" وہ سسک کر انہیں بتانے لگی۔جب برہان دھیرے سے اسکے گرد اپنا حصار بنا گئے۔

"کون آیا تھا۔۔۔بتائیں" اسکی بات انہیں صحیح معنوں میں اب پریشان کر گئی تھی۔

"وہ۔۔وہ۔۔۔بب۔۔۔بالا۔۔۔ج۔۔۔بالاج آیا تھا" اسکی بات پر برہان کے دل کی دھڑکن بے اختیار رکی۔وہ بے یقینی سے اسکے سر کی جانب دیکھنے لگے۔ ایک حیرت کا پہاڑ ان پر ٹوٹا تھا وہ کیسے آسکتا تھا جبکہ وہ تو اسی ہوسپٹل کے دوسرے کمرے میں بے ہوش پڑا تھا۔

"ہاں۔۔۔وہ مجھے۔۔۔"

"شش۔۔۔ بلکل چپ" وہ اسکے لبوں پر ہاتھ رکھے اسے خاموش کروا گئے ساتھ اسکی گہرے جھیل سی آنکھوں میں جھانکا۔

"کوئی نہیں تھا وہاں۔۔۔ سوائے آپ کے وہم کے" وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لئے نرمی سے سمجھانے لگے۔

"آپ کے ذہن میں بیٹھا وہ خوف تھا جو گڑھ چکا ہے اور اسے اکھاڑ کر پھینکنا ہے ہمیں" وہ معصومیت سے

انکی بات سن رہی تھی۔ برہان کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا۔

وہ دھیرے سے اپنے لب زرتشم کی پیشانی پر ٹکا گئے۔

ایک سکون کی لہر اسکے پورے بدن میں دوڑ گئی۔

"میں ہوں ناں۔۔۔اب کوئی آپ کا بال بھی باکا نہیں کر سکتا" یہ الفاظ اسے کتنا حوصلہ دے گئے تھے وہ لفظوں میں بیان کرنے سے بھی قاصر تھی۔

وہ پھر سے اسکے اپنے سینے میں چھپا گئے یہ احساس بہت پر سکون تھا۔

وہ لوگ ایک چھوٹی دکان سے چائے پی کر نکلے ہی تھے جب وہی ایک جانب سے کسی کے بھاری بوٹوں کی آواز آنے لگی۔

یہ ایریا خاصا سنسان تھا یہاں سڑک پر اکا دکا ہی گاڑیاں چلتی تھیں اور لوگ بھی بہت کم ہی یہاں رکتے تھے مگر یہ ان جیسے لوگوں کا ٹھکانہ تھا جن کا پوری دنیا میں کوئی ٹھکانہ نہیں تھا شاید یہی وجہ بھی تھی کہ لوگ یہاں محفوظ محسوس نہ کر کر سیدھا نکل جاتے تھے۔

اس وقت یہ آواز ان سب کو خاصی تشویش میں ڈال گئی انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کون ہے ادھر جا کر دیکھ "انکے کاپو کے حکم پر ایک لڑکا آگے جا کر اس جانب دیکھنے لگا جہاں سے آواز آ رہی تھی کہ وہ کچھ دیر میں ان سب نے اسے اپنی آنکھوں سے گرتے ہوئے دیکھا تھا۔

وہ گرا ہی تھا جب وہاں سے اٹھتی دھول میں کسی کا سایہ نمودار ہوا۔

بلیک پینٹ شرٹ پر بلیک ہی جیکٹ، سر پر ہڈی اور چہرے پر لگا سیاہ ماسک۔ جسامت سے وہ کوئی لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔ اپنے ساتھی کو مار پڑتے دیکھ ان میں سے دو ایک ساتھ آگے آتے اس پر حملہ آور ہوئے۔

مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی دونوں کو آپس میں ٹکراتے اٹھا کر زمین پر پٹخ گئی۔

ایک لڑکی میں اتنی طاقت دیکھ وہ لوگ ششدر رہ گئے
باقی سب کا بھی اس نے یہی حال کیا تھا جب آخر والا
بچ کر آگے کے بجائے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ک۔۔۔کون ہو تم۔۔اور ہمیں کیوں مار رہی ہو؟"

اسے واقعی اسکی خود سے دشمنی سمجھ نہیں آئ تھی۔

کہ تب ہی اس نے سر سے ہڈی اتار کر دوسرے ہاتھ
سے ماسک کھینچا۔

سبز آنکھیں، ستواں ناک، پنکھڑی سے گلابی ہونٹ
اور شولڈر تک آتے سیاہ سلکی بال وہ "اے ڈی" تھی۔

ایک کرخت نگاہ اس شخص پر ڈالی اور اگلے ہی پل وہ

بھی زمین پر پڑا کراہ رہا تھا وہ اپنے ہاتھ پر پھونک مارتی

تھائی سے پینٹ کھینچ کر اسکے قریب بیٹھ گئی۔

"آئندہ۔۔۔اپنے مالک سے کہنا سامنے سے وار

کرے۔۔۔پیچھے سے بزدل وار کرتے ہیں۔جن سے

مجھے سخت نفرت ہے "

وہ بول کر اٹھتی وہی سے مڑ گئی۔

گاڑی تک پہنچتے تک اسکا موبائل رنگ کر کر تھک گیا تھا وہ سکرین پر جگمگاتا موبی کا نام دیکھ تھوڑی ٹھٹھک سی گئی۔

"جی فرمائیں۔۔۔اس وقت عموماً شریف لوگ سوتے ہیں" انکے بولنے سے پہلے خود طنز کا تیر چلا دیا۔
"اور یقیناً اس کیٹا گری میں آپ ہر گز شامل نہیں ہیں۔۔۔ہیں ناں؟" آگے بھی ڈاکٹر صاحب تھے کبھی رکھتے نہیں تھے کسی کا۔

"کام کی بات کریں" وہ پیشانی سہلاتی زچ ہو کر بولی۔

"نکاح کر لو۔۔۔" انکی بات پر زنو کا ٹائر چھیڑتا پاؤں دھپ سے نیچے گرا وہ ہکابکا سی موبائل دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا چپکی لگ گئی۔۔۔ کام کی بات کہا تھا تو کام کی بات تو یہی ہے" انکی اگلی بات پر زنو کی سانس میں بے اختیار سانس آئی۔

"ہو گیا؟" کوفت سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ ابھی رہتا ہے۔۔۔ ذرا آ کر اپنے بھائی سے مل لو جو تمہارے خون کا پیاسا بنا بیٹھا ہے" اب کی بار انکی بات پر زنو جی بھر کر حیران ہوئی۔

"کیوں ؟"

"یہ تم مل کر معلوم کرلو۔۔۔دماغ کو دھلائی کیلئے تیار کر کرلانا میں ٹیشو نہیں دونگا" وہ اس ماحول میں بھی اپنی عادت سے باز نہیں آئے تھے۔

"ہو گیا آپ کا؟" وہ خفا سی بولی۔

"یار۔۔۔ تنخواہ نہیں ملی اس لئے۔۔۔ چلو ادھار ٹیشو لے لیں گے۔۔۔بس میرا کندھا حاضر ہے" انکی بات پر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرادی تھی۔

کال بند کرتے وہ گاڑی زن سے اڑا لے گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔

رات گئے اپنا کام ختم کر کر وہ تینوں ایک ساتھ گھر واپس لوٹے تھے ویسے تو بیویوں کا دیر سے آنے پر خوف ہوتا مگر آج تو انکا باپ بھی اس کام میں برابر کا شریک تھا تو اب کس بات کا غم۔

"بھائی ذرا کشن سمبھال کے رکھیئے گا" پامیر کی بات پر یاقوت نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا یقیناً اسکی بات سمجھ نہیں آئ تھی۔

"وہ دراصل میری بیگم کے ذہن میں یہ والا آئیڈیا لاکڈ ہے۔۔۔تو" وہ جو کہنا چاہتا تھا یاقوت کو اچھے سے سمجھ آگیا تھا۔

وہ ہاتھ بے اختیار اپنے جوتے تک لے گیا

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔مذاق تھا سوری" وہ زیحال کی اوٹ میں چھپتا ہتھیار فوراً سے پھینک گیا۔

"ویسے آپس کی بات ہے۔۔۔بھائی۔۔۔زمل آپ کے لئے کونسا ہتھیار رکھتی ہے۔۔۔رکیں میں اندازہ لگاتا ہوں۔۔۔چمچہ؟ کشن؟ یا پھر بندوق۔۔۔جس

حساب کا اسکا غصّہ ہے تو بندوق۔۔۔تو چل۔۔۔"

زیحال کے دیکھنے پر ہی اسکی چلتی زبان کو فورا سے بریک لگی۔

"یہ کومل سے پہلے شہید ہونا چاہتا ہے" یاقوت کے کف موڑنے پر پا میر نے آنکھیں چھوٹی کی۔

"مشی۔۔۔ذرا آ" وہ لفظ پورا کرنے ہی والا تھا جب یاقوت نے پیچھے سے آتے اسکا منہ زور سے دبوچ لیا۔

"گندی اولاد۔۔۔وہ پچھ کہے نہ کہے تم تیلی لگا
دو۔۔۔پھر جو میں آگ لگاؤں گا کومل کو۔۔۔سیدھا دنیا
سے باہر ملو گے"

وہ دونوں سرگوشی کرتے آپس میں لڑ رہے تھے

زیحال نے ایک نظر دونوں کو دیکھا اور اپنے بالوں
میں ہاتھ پھیر کر پیچھے کرنے لگا۔

یہ دونوں کیا۔۔۔وہ خود اندر سے ڈر رہا تھا لیٹ آنے پر
لیکن چھوٹوں کے سامنے عزت بھی تو رکھنی تھی۔

"جا کر سو جاؤ دونوں۔۔۔ صبح بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے"زیحال کی بات پر وہ دونوں تیر کی طرح سیدھے ہوتے اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے۔

انکے جاتے ہی زیحال نے جلدی سے کوٹ نکالا اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر ماتھے پر بکھیر لئے۔

"اوہ۔۔۔ تھک گیا میں۔۔۔اتنا کام کیا ہے آج" وہ خود میں بولنے کی پریکٹس کرتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

جب کمرے کے قریب پہنچنے پر اندر سے کچھ آوازیں سنائی دی۔

غور کرنے پر اسے پتہ چلا یہ میوزک کی آواز تھی وہ.جی بھر کر حیران ہوا اس وقت اس کے کمرے سے یہ آواز کیسے آسکتی تھی۔

وہ حیران سا دھیرے سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور جھانک کر اندر دیکھنے لگا۔

جہاں سامنے ہی اسکی چھوٹی سی وائف اور اسکے دو پراڈکٹ آپس میں اچھل کود کرتے ناچ رہے تھے

ان کو دیکھ وہ پورا اندر آ گیا۔

زالے زامل اپنی ماں کے ساتھ مل کر خوب ناچ رہے تھے اتنا کہ اپنے باپ کے آنے کو بھی نوٹس نہیں لیا۔

پتہ تب چلا جب وہ گھومتی ہوئی سیدھا اسکے سینے سے جا ٹکرائی۔

وہ اسے کندھوں سے تھام کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔" وہ ہانپتی ہوئی بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہو رہا ہے یہ ؟" وہ آبرو اچکا کر اس جانب اشارہ کرنے لگا۔

"وہ۔۔۔ ہم" اسے سمجھ نہیں آئی کیا کہے اپنی طبعیت تو ذہن سے نکل ہی گئی تھی۔

"وہ ہم بہت خوش تھے" وہ زیحال کے رخسار پر لب رکھتی جھٹ سے پیچھے ہو گئی۔

صرف ایک لمس اور وہ سانس روک گیا۔زمل اپنی خوشی میں اسکی آنکھوں میں ابھرتی شدّت کو نوٹ بھی نہیں کر پائی۔

"بابا۔۔۔ می؟" زالے بھی جلدی سے اسکے پاس آتی اپنے فراک کو پکڑ کر معصومیت سے بولی۔

"یس میرا بیٹا" وہ زمل کو دیکھتے ہوئے بیٹھ کر زالے کے پاس جھک گیا۔

وہ بھی اپنے بابا کے گال پر پیار دیتی خوشی سے اچھلنے لگی۔ زامل بھی انکی دیکھا دیکھی بھاگ کر آیا اور آتے اپنے بابا کے دوسرے گال پر لب رکھ گیا۔

"یشش۔۔۔۔ وی۔۔۔۔ ہاپی۔۔۔ کوج۔۔۔ مما ہاپی (یس ہم ہیپی ہیں کیونکہ مما ہیپی ہیں) "

وہ چہک کر بتاتے اپنے باپ سے لپٹ گیا وہ دونوں کو گود میں اٹھائے زمل کو دیکھنے لگا جو اپنی حرکت پر اب خود ہی بلش کر رہی تھی۔

"کیا میری وائفی بتائے گی وہ خوش کیوں ہے؟" وہ زمل کو قریب کرتے جان لٹاتی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"آپ نہیں گئے ناں۔۔۔اس لئے" اسکا چہرہ خوشی کے مارے دمک رہا تھا۔

لیکن اگلے ہی پل وہ یکدم سے سنجیدہ ہو گئی۔

"ہی۔۔۔لیکن برلاس بھائی کاٹریٹمنٹ؟"اپنی خوشی میں اسکے ذہن سے یہ بات تو نکل ہی چکی تھی۔

زیحال زامل زالے کو بیڈ پر چھوڑے اسے اپنے قریب کر گیا۔آج وہ بھی خوش تھی۔اسکی شرٹ کے بٹنوں کے ساتھ کھیلنے لگی۔

"اسے اپنا علاج اپنی شریک حیات میں ملے گا۔۔۔جیسے مجھے ملتا ہے"وہ اسکے ساتھ سر جوڑے شریر انداز میں بولا۔اسکی بات پر زمل کے گال یکدم سے دہک اٹھے۔

"وہ تھوڑے دن گھوم پھر لے اسکے بعد ہم اسکا ٹریٹمنٹ شروع کروائیں گے "اب کی بار وہ سنجید گی سے بات کررہا تھا زمل نے اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔

"ہبی۔۔۔کچھ ہوا ہے؟"اسے یکدم سے سنجیدہ ہوتے دیکھ وہ تھوڑی ٹھٹھک سی گئی۔

"ٹریٹمنٹ کا مطلب۔۔۔اسے دوبارہ ان زخموں سے دوچار ہونا ہے جو ماضی میں اسے ملے تھے۔۔۔اور یہ

میرے لئے بہت مشکل ہے اسے پھر سے روتے بکھرتے دیکھنا"

اسکی آواز میں وہ درد واضح تھا جو ایک باپ کو اپنی اولاد کے غم میں محسوس ہوتا ہے۔

زمل اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔

"سب ٹھیک ہو گا ہبی" وہ اس لمحے میں سکون کا زریعہ تھی۔ زامل زالے ان دونوں کو پھر سے شروع ہوتے دیکھ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"دالے۔۔۔می نینی اوتے (زالے میں نیند کرنے لگا ہوں اوکے)" اسکی بات پر زیحال زمل دونوں نے بیک وقت اسے دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو۔

"کیا کھا کر پیدا کیا تھا اس جل ککڑ کو؟" وہ دانت بھینچے اس سے پوچھ رہا تھا زمل نے ایک دھپ اسکے سینے پر رسید کی۔

"خود ہی کھلایا تھا ناں" زیحال کو یاد آیا واقعی کھانا تو وہی کھلاتا تھا۔

وہ دبے پیر اپنے کمرے میں داخل ہونے ہی لگا تھا

جب گھپ اندھیرے نے اسکا پرتپاک استقبال کیا۔ وہ

دھیرے سے ایک لیمپ کی روشنی جلا کر اپنے جوتے

اتارنے کیلئے جھکا ہی تھا جب نظر کسی مارنی بھینس کی

طرح خود کو گھورتے مشی پر گئی اسے ایسے بیٹھے دیکھ

یاقوت اگلا سانس لینا بھول گیا۔

91/2

دھیمی لیمپ کی روشنی میں وہ بیڈ پر التی پلتی مارے بیٹھی ہاتھ میں کشن لئے وہ دوسرے ہاتھ کا مکا بنا کر اس پر مارتی کسی مارنی بیل کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔

یاقوت نے دھیرے سے اٹھتے بمشکل سانس لی اور ایک ہاتھ پیچھے کرتے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارتے ساری لائٹس آن کر دی۔

کمرہ جیسے یکدم سے روشنی میں نہا گیا۔ لیکن جونہی کمرے میں روشنی پھیلی۔ یاقوت کی نظر سیدھا سامنے تکیوں کے بیچ آدھی بیٹھی آدھی لیٹی زوناش پر پڑی۔ وہ بھی ٹکر ٹکر اپنی مٹر سی آنکھوں سے اپنے بابا کو دیکھ رہی تھی۔

اسے یوں دیکھ یاقوت کو یکدم زور سے ہنسی آئی لیکن بیوی کے خوف سے اسے اندر ہی پوری طاقت لگا کر دبا گیا۔

اسکے سامنے بیوی اور بیٹی دونوں بیٹھی تھیں یہ منظر جیسے کسی جنت سے کم نہیں تھا یہاں اسکی دنیا مکمل تھی اس نے بے اختیار دل میں "الحمد للہ" کہا۔

"کہاں تھے اب تک؟" وہ کشن پر مکا مارتی غصے سے پھنکاری۔ یاقوت مشکل سے سانس لے کر مسکرایا اتنی جلاد بیوی بھی کسی کو نہ ملے۔

"وہ۔۔۔میں۔۔۔تھ۔۔۔ تھوڑا کام رہ گیا تھا بس وہی کر رہا تھا"

دوسری جانب پامیر سلطان جن کے صرف نام میں ہی سلطان آرہا تھا مگر اس وقت اپنی جلاد بیوی کے سامنے بھیگے چوہے بنے کھڑے تھے۔

"یہ جن اب تک سویا نہیں؟" اس نے بیڈ پر گاڑی کو جہاز بنا کر اڑاتے عبدل باری کی جانب اشارہ کیا

"با۔۔۔ با۔۔۔ ناہ" وہ اپنی ماں سے پہلے جھٹ سے بولا تھا۔ پامیر کی آنکھیں بے اختیار گول ہوئیں۔

"یہ۔۔۔ یہ بولنے بھی لگ گیا؟" اسکے سوال پر کومل کا سر تا پیر خون جل گیا۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھے دانت بھینچ کر اسے دیکھنے لگی۔

"آ۔۔۔مم۔۔۔میرا مطلب تھا۔۔۔ماشاءاللہ اس نے نہ کہنا سیکھ لیا کم از کم زالے کو نہ تو کہہ سکے گا" وہ جلدی سے بات بناتا ہڑبڑی میں مزید پھنس گیا۔جو اسے کومل کے چہرے کے تاثرات سے صاف پتہ چل رہا تھا۔

"مم۔۔میرا مطلب تھا وہ جن عورتوں سے ٹریننگ لے رہی ہے وہ تو اللہ معاف کرے بہت "

"پامیر "اس سے پہلے وہ کچھ کہتا کومل دانت بھینچ کر غرائی۔

"نہیں سوری۔۔۔میں کچھ اور کہنے والا تھا کیا۔۔۔"

وہ سر کھجا کر اپنی بات سوچنے لگا لیکن یکدم سے کوئی بھی بہانہ ذہن میں آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"اسے کہتے ہیں بیوی کا خوف"

وہاں مشی نے ایک کشن سیدھا یاقوت کو دے مارا جسے بروقت وہ کیچ کرنے کے بجائے جان بوجھ کر اپنے سر پر کھا گیا۔

"سوری۔۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔آفس میں کام بہت تھا" اسکی بات شروع تھی جبکہ مقابل بات سننے کے بجائے کشن پھینکنے پر زور دے رہا تھا۔

یاقوت انکو کیچ کرنے کے بجائے ہاتھ سے خود کا بچاؤ کرنے لگا۔

"اوہ۔۔۔لگ گیا میرا سر" وہ ایک کشن پر سر پکڑے بچنے کا بہانہ کرنے لگا لیکن مشی نے پھر بھی کوئی رعایت نہیں کی۔

مزے کی بات یہ تھی کہ زوناش اس کھیل میں خوشی سے ہنگورے بھر رہی تھی۔

جیسے اسے سب سمجھ آرہی ہو یاقوت نے زرا سا اسے گھورا جب ایک اور کشن اسکے سر پر آکر لگا۔

"نکلو ہمارے کمرے سے باہر" اسکی دھمکی پر یاقوت آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"کونسا کمرہ تمہارا ہے ہاں؟" وہ بھی میدان میں اترتا تڑخ کر پوچھنے لگا۔

"یہ کمرہ۔۔۔یہ پورا کمرہ" مشی نے پورے کمرے میں انگلی گھمائی۔

جب یاقوت اسکی وہی انگلی اپنے لبوں سے لگانے کی کوشش کرنے لگا مگر مشی اسے خود سے دور دھکیل گئی۔

"تم میری۔۔۔یہ میری۔۔۔تو مطلب کمرہ بھی میرا" وہ زوناش کی جانب بھی اشارہ کرتے آنکھیں پٹپٹا کر بولا۔

ساتھ زوناش کو گود میں لے کر اسکے ساتھ پیار کرنے لگا اسے بھی جیسے اپنے بابا کا پیار سمجھ آ رہا تھا وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو سے اپنے بابا کے چہرے کو چھونے لگی۔

یہ منظر اتنا حسین تھا کہ مشی کو اپنی ناراضگی تک یاد نہیں رہی۔

"میرا بیٹا بابا کے ساتھ ہے ناں۔۔۔" اسکی بات پر زوناش پلکیں جھپکاتی کھلکھلانے لگی۔

اسکی ہنسنے کی آواز اتنی کیوٹ تھی جیسے اس سے

خوبصورت میوزک پوری دنیا میں اور کوئی نہ ہو۔

"ہاں تم دونوں ہو ہی ایک ٹیم" وہ جان بوجھ کر

ناراضگی دکھانے لگی۔

"ہم ایک ٹیم ہیں جس کی ہیڈ آپ ہیں سوہنے" وہ

زوناش کو لئے اسکے آگے تابعداری سے سر جھکا گیا۔

مشی اسے یوں دیکھ جیسے پلکیں جھپکانا بھول گئی۔

"اچھا منہ بند کرو مچھر گھس جائے گا" وہ ٹھوڑی پکڑ

کر مشی کا منہ بند کروا گیا۔

جس پر وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتی گھور کر دیکھنے لگی

یاقوت قہقہہ مار کر ہنستا چلا گیا اسے ہنستے دیکھ مشی بھی

اپنی ہنسی روکنے میں ناکام ہو گئی تھی۔

وہاں پامیر کے سر کے بال کومل کے ہاتھوں میں تھے

جسے دیکھ عبدلباری زور زور سے بنا آواز والی تالی

بجانے لگا۔ اسکی خوشی ہی اس وقت دو بالا تھی۔

"اسے۔۔۔ دیکھو کیسے خوش ہو رہا ہے باپ کو پٹتے

دیکھ" وہ دانت بھینچ کر اپنی اولاد کو دیکھنے لگا۔

"ہا۔ ہا" اسے یہ کھیل بہت دلچسپ لگ رہا تھا۔

"اچھا ناں۔۔۔ میری جان سوری۔۔۔ آئندہ جلدی آؤں گا" وہ کومل کو ایک جھٹکے میں اپنے قریب کرتا شریر لہجے میں بولا۔

عبدلباری کا سارا کھیل انکے خوبصورت پل میں تبدیل ہو گیا۔ وہ ہونٹ گول کئے دونوں کو دیکھنے لگا۔

"ہٹو پیچھے۔۔۔ تم جھوٹے ہو۔۔۔ پکا کہیں منہ کالا کر کر آئے ہو" اسکی بات پر پا میر نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

"منہ کالا۔۔؟میرا۔۔۔کب ہوا؟"وہ تڑپ کر مرر میں اپنا چہرہ دیکھنے لگا۔

خود کو لے کر اسکی یہ پوزیسیونیس دیکھ کومل کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں اتنا تو اپنی خوبصورتی پر وہ بھی دھیان نہیں دیتی تھی۔

"توبہ۔۔۔توبہ۔۔۔کہاں سے لگا ہے تمہیں کالا۔۔۔میں نے آج ہی شیو کروائی تھی اس کمینے نے کالا کر دیا منہ"وہ اپنے چہرے کو دائیں سے بائیں دیکھنے لگا۔

کومل ہکابکا سی اسکا منہ دیکھتی آخر میں ایک مکا اسکی پیٹھ پر رسید کر گئی۔

"تم باز نہیں آؤ گے" ہاں وہ کبھی نہیں آسکتا تھا وہ کومل کا وہی ہاتھ تھامے ایک جھٹکے میں اپنے قریب کر گیا۔

وہ کیسے ایک دم سے اپنی فکر سے سیدھا اٹھ کر کپن پر آ گیا تھا

"میں باز آگیا تو تمہارا کیا ہو گا۔۔۔میری بلبل" وہ ہمیشہ اسے نت نئے ناموں سے پکار کر اسکے دل کی دھڑکنوں کو بے ربط کر دیتا تھا۔

"تمہیں وقت کا اندازہ تھا؟ ہم کب سے ویٹ کر رہے تھے" اب کی بار وہ تھوڑی ڈھیلی پڑ گئی۔ پامیر اسکی ٹھوڑی تھامے چہرہ اپنے مقابل کر گیا۔

"تم ناراض تو نہیں ہو ناں اب؟" وہ پچھلے دنوں کی بات یاد کرتا نرمی سے استفسار یہ پوچھنے لگا۔

اسکے سوال پر کومل کا چہرہ یکدم سے تاریک پڑا۔

زیحال سے اسکی کلاس لگوانے کے بعد اس نے اس بات پر کوئی تفصیلی ذکر نہیں کیا تھا مگر اسے وہ بات یاد تھی یہی کومل کے لئے کافی تھا۔

"میں ناراض ہو کر کیا کرو نگی۔۔۔میرا اور کوئی دوسرا ٹھکانہ نہیں ہے۔۔۔جہاں ناراض ہو کر چلی جاؤں "

وہ بظاہر نارمل بول رہی تھی مگر اسکے لہجے میں ایک واضح درد تھا جو پامیر کو محسوس ہوا۔

اسکا دل یکدم سے کسی کی سخت گرفت میں آیا تھا کیا وہ
ایسا سوچتی تھی؟ اس میں یہ احساس کمتری کب سے
بڑھ رہی تھی پا میر نے نوٹ نہیں کیا۔
مگر وہ اس ایک پل میں اسکی جان نکال گئی تھی۔
"کومل۔۔۔۔مجھے دیکھو" وہ اسکا چہرہ اوپر کیئے اسکی
آنکھوں میں جھانکنے لگا جہاں نمی تیزی سے جمع ہوتی
اسکے اندر کی گھٹن کو بیان کر رہی تھی۔
"تم؟" وہ کچھ کہہ نہیں پایا وہ کچھ سن نہیں پایا اسکا
وجود سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔

"تم نے کب یہ سوچا؟" بمشکل سوال کیا۔

کومل گہرا سانس لے کر دھیرے سے اس سے الگ ہو گئی۔اور اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرنے لگی۔

"جب سے مجھے احساس ہوا۔۔۔کہ میرا تمہارے علاوہ اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔۔۔کوئی بھی نہیں" آخر میں اسکی آواز یکدم سے بھرا گئی۔

وہ سر جھکائے بے آواز رو پڑی۔

یہاں کسی نے پامیر سلطان کو زندہ کسی بھٹی میں دھکیل دیا تھا وہ اگلا سانس نہیں لے سکا۔ وہ قدم آگے بڑھا کر اسے تھام سکا۔

"میرے ماں باپ نہیں ہیں۔۔۔ج۔۔۔جن کے گھر روٹھ کر جا سکوں۔۔۔ص۔۔۔صرف ایک بھائی تھا۔۔۔وہ بھی۔۔۔پتہ نہیں زندہ ہو گا یا" یہاں اسکا اپنا دل پھٹنے کے قریب تھا وہ بے جان ٹانگوں سے بیڈ پر دھم سے گرنے والے انداز میں بیٹھ گئی۔

اسکا انگ انگ تکلیف کی شدت کے باعث کانپنے لگا

تھا۔

پامیر وہی پتھر بنا اسے دیکھتا رہا۔

"سب کا میکا ہے۔۔۔میرا میکا نہیں ہے۔۔۔"یہ

بات آج پہلی بار اسکے منہ سے پامیر نے سنی تھی

یہ صرف بات نہیں تھی وہ احساس تھا جو کئی عرصے

سے اسکے اندر پل رہا تھا وہ جو بظاہر خوش نظر آتی تھی

ہر بات کو ہنس کر ٹال جاتی تھی اسکے پیچھے وجہ یہ تھی

کہ اسکے پاس جانے کو کوئی ٹھکانہ نہیں تھا؟ پوری دنیا میں اسے سہارا دینے کو کوئی نہیں تھا؟

یہ ہار تھی پامیر سلطان کی زندگی کی سب سے بڑی ہار وہ کیسے ہار گیا تھا اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ عورت وہی ہے جسے اس نے ٹوٹ کر چاہا تھا اسکی محبت کے باوجود وہ کیسے اس احساس میں گھر سکتی تھی۔ اس نے محسوس کیوں نہیں کیا۔

"ت۔۔۔ تم یہ مت سمجھنا کہ میں۔۔۔ تم سے شکایت کر رہی ہوں۔۔۔ میں۔۔۔ میں بہت خوش

ہوں یہاں۔۔۔" ایک ڈرا سکے لہجے میں چھلکا تھا کیا وہ پھر سے خوف زدہ ہو رہی تھی۔

پامیر کے لئے اپنے پیروں پر کھڑے رہ پانا مشکل ہونے لگا تھا وہ اپنے مقابل کھڑی لڑکی کو دیکھنے لگا۔

"تم۔۔۔ی۔۔۔یہ سب کب سے سوچ r رہی ہو؟" کتنا مشکل تھا یہ سوال۔ مگر وہ جاننا چاہتا تھا وہ کب سے اپنی مردانگی سے نیچے آ گرا تھا۔

"جب سے محسوس کیا" اسے نہیں یاد تھا وہ کب سے اس احساس میں گھری تھی مگر وہ یہ جانتی تھی کہ وہ تکلیف اسکے اندر اب گڑھ چکی ہے۔

"تم یہ سب سوچتی رہی۔۔۔اور مجھ سے ایک بار بھی نہیں کہا؟" وہ بے یقین سا استفسار کر رہا تھا۔

اسکی بے یقینی اور خود کی شخصیت کمی محسوس کرنا کومل کو گویا زندہ مار گیا تھا۔

وہ پامیر کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی اور اسکا بازو تھام گئی۔

"ایم سوری۔۔۔میں تمہیں"

"شش۔۔۔" اس سے آگے وہ کچھ کہتی پامیر اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا تھا۔

"مزید نہیں" اسکی آواز میں واضح کرب تھا یہ بات اسکی شخصیت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کافی تھی۔

"میری غلطی ہے۔۔۔جو تمہیں ایسا محسوس ہونے دیا" از حد شرمندگی کے باعث وہ سے تک نہیں اٹھا پا رہا تھا کومل کیلئے یہ لمحہ مزید تکلیف دہ تھا۔

وہ روتے ہوئے سر نفی میں ہلانے لگی۔

"ایم رئیلی سوری" اسکے سوری پر کومل تڑپ کر تیزی سے سر نفی میں ہلانے لگی آنکھوں سے گرم سیال کسی سیلاب کی مانند بہنے لگا تھا۔

"میں تمہارے لئے ہر رشتہ بننا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن میں تو اسی ایک رشتے میں فیل ہو گیا۔۔۔" اسکی باتیں کومل کو پہلے کی نسبت زیادہ تکلیف دے رہی تھیں۔

"ایسا نہیں ہے میر۔۔۔ میرا وہ مطلب" وہ بات پوری بھی نہیں کر پائی کہ حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹک گیا۔

وہ کومل کی جانب رخ کرتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

آج یہ نگاہیں کرب اور ازیت سے دوچار تھیں۔وہ

کومل کی پیشانی سے اپنی پیشانی جوڑے ضبط سے

آنکھیں مینچ گیا۔

"میں۔۔۔میں بہت بڑی غلطی کر گیا۔۔۔مجھے اندازہ

نہیں ہو سکا تم ایسا کچھ محسوس کرتی ہو" وہ اسکے چہرے

کو ہاتھوں میں تھامے اسکی آنکھوں میں جھانک کر

بولا۔

"لیکن مجھے خوشی ہے کہ ۔۔۔ تم نے اسے مان لیا"

ہاں یہ اسکے زخم پر ایک خوبصورت مرہم تھا کہ باقی

مردوں کی طرح اپنی انا کو بیچ میں نہیں لایا تھا۔

یہ ان بھائیوں کی خوبصورتی تھی جو غلطی ہو جانے پر

اکڑنے کے بجائے جھک جایا کرتے تھے۔

وہ وہی سے اسکے سینے سے لگتی گہری سانس خود میں

بھر گئی۔ یہ لمحہ اسکے لئے سکون تھا۔

مگر وہ ڈر گیا تھا وہ خود کی نظروں میں آج گر گیا تھا جو

مان اسے اپنے مرد ہونے پر تھا وہ ڈگمگانے لگا تھا۔

"میرا ہر رشتہ تم ہو۔۔۔مجھے اور کسی رشتے کی ضرورت نہیں" وہ نم آواز میں آنکھیں بند کئے بول رہی تھی مگر پامیر کے ذہن میں یہ بات الٹ چلی تھی۔

وہ اسکے لئے ایک رشتہ بھی بہتر نہیں بن پایا تھا۔وہ کومل کو مزید اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

"میں بہتر بنونگا۔۔۔میں تمہارا ہر رشتہ بنونگا" وہ شدّت سے بولتا اس سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا جو کومل کو سرشار کرنے کیلئے کافی تھا۔

وہ کومل کے چہرے کے نین نقوش چومنے لگا۔اسکی شدّت پر وہ روئے وہ ہنسے وہ کیا کرے وہ خود کو اس وقت ساتویں آسمان پر محسوس کر رہی تھی۔

"ما۔۔۔ما۔۔۔"عبدلباری کب سے دونوں کو بیٹھے دیکھ رہا تھا انکو آپس میں لگے دیکھ جلدی سے دونوں کے بیچ آ کر بیٹھ گیا۔

دونوں نے بیک وقت مڑ کر اسے دیکھا وہ معصومیت سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔اسکی اس ادا پر دونوں جان سے وارے گئے تھے۔

پا میرا اسے گود میں لیتے اسکے چہرے کو جا بجا سے

چومنے لگا یہ واحد اسکا اثاثہ تھا اسکا بیٹا اسکا کل جہاں۔

اور ساتھ بیٹھی عورت اسکے جینے کی وجہ اسکی رگوں

میں دوڑتے خون میں شامل۔

وہ کومل کو بھی اپنے ساتھ لگا گیا دونوں کو خود میں سمیٹے

وہ دنیا سے چھپا گیا تھا۔

اب کونسا غم کیسا غم وہ ہر غم کا مداوا جانتا تھا کیونکہ اسکی

تربیت کرنے والا خود ایک کھرا مرد تھا۔

\-\-\-\-\-\-

رات گئے وہ زرتشم کی ضد پر اسے ہوسپٹل سے گھر لے آئے تھے۔ وہ ایک منٹ بھی اور ہوسپٹل میں رہتی تو ڈاکٹر برہان کو لینے کے دینے پڑ جاتے۔

وہ ہار مان کر اسے گھر لے آئے تھے وہ اب مکمل بیڈ ریسٹ پر چلی گئی تھی کچھ دن تو وہیل چیئر پر بھی بیٹھنے سے قاصر ہو چکی تھی۔

جب بھی ڈاکٹر برہان اسے اس طرح دیکھتے انہیں خود میں ایک تکلیف کا احساس ہوتا۔ یہ انکی غلطی کا نتیجہ تھا۔

آج پچھلے ہر غم کو وہ بھول گئے تھے کہتے ہیں وقت مرہم ہوتا ہے وقت مرہم نہیں ہوتا وقت کے ساتھ آئے لوگ مرہم بن جاتے ہیں جیسے وہ بن گئی تھی۔

وہ زرتشم کو ٹھیک سے لٹاتے اسکے پاس بیٹھ گئے اور سر میں نرم انگلیاں پھیرنے لگے۔

"کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟" انکے نرمی سے استفسار کرنے پر زرتشم مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگی۔

"تھینک یو "

"کس لئے؟" وہ واقعی نہیں سمجھی تھی مگر انکا چہرہ بہت کچھ کہہ رہا تھا۔

"مجھ سے دور نہ جانے کیلئے" انکی بات پر زر تشم کا دل بے اختیار ڈوب کر پھر ابھرا۔

"ام کیسے جا سکتا ہے دور۔۔۔رب سے آپ کو دور کرنے کیلئے تھوڑی مانگا تھا" اسکی بات پر برہان شل ساکت سے اسے دیکھنے لگے۔

"مجھے ؟" ان کی آواز میں بے یقینی سی تھی۔ پہلی بار وہ انکے بارے میں کچھ بولی تھی اور پہلی بار میں ہی دل کی دھڑکنیں بند کر گئی تھی۔

وہ سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"ام جب۔۔۔ اس کمرے میں بند ہوتا تھا۔۔۔ تو بہت یاد کرتا تھا آپ کو" اسکی آواز کپکپانے لگی تھی۔

"امارے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔ بس ایک ڈائری تھی۔۔۔ جس میں ام اپنے دل کی کیفیت لکھتا تھا "

اسکی آواز میں درد تھا دل کو چیر دینے والا۔

برہان اگلا سانس نہیں لے سکے تھے وہ غلط تھے محبت صرف انہوں نے نہیں کی تھی یہ لڑکی صرف انکی دعاؤں سے انہیں نہیں ملی تھی بلکہ ان سے زیادہ اسکی اپنی دعائیں قبول ہوئی تھیں۔جو بے حد شدّت سے مانگی گئی تھیں۔

وہ اسکا ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگا گئے۔

"پھر تو میں اور بھی آپ کا مقروض ہو گیا۔۔۔آپ کی دعاؤں نے ہمیں ملا دیا"

گویا پوری کائنات مل گئی ہو۔اس احساس سے بڑھ کر اور کوئی احساس اتنا خوبصورت نہیں تھا۔

وہ محبت بھری نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے رہے جب اٹھ کر دھیرے سے اسکی پیشانی پر لب رکھے۔

"میں بھی اب آپ کو کہیں جانے نہیں دونگا آپ صرف میرے ہیں۔۔۔ صرف برہان ورک کے"

انکے انداز میں شدید محبت چھلکی تھی ایک جنون انکے انداز میں تھا۔

وہ دل ہی دل میں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوئی تھی جس نے آزمائشوں کے بعد اتنا خوبصورت صلہ اسے دیا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر اس کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتے رہے جب اسے نیند آتے دیکھ دھیرے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''آپ سوجائیں'' وہ اٹھنے لگے تھے جب وہ بے اختیار انکا ہاتھ تھام گئی۔

"اکیلے" اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا جس پر وہ خود ہی گبھرا گئی مگر اب دیر ہو چکی تھی۔

وہ ان کی آنکھوں میں بدلتا تاثر نہیں دیکھ سکی بہت مشکل تھا۔

وہ مسکرا کر بیڈ کے دوسری جانب آکر اسی ایک کمفرٹر میں لیٹ گئے۔

جب انکے ساتھ لیٹنے پر زرتشم کا دل اچھل اچھل کر باہر آنے کو بے چین ہو گیا تھا وہ اسکا زرا اپنے بازو پر

رکھتے اسکے بالوں میں نرم ہاتھ پھیر کر اسے سلانے لگے۔

مگراب کس کمبخت کو نیند آنی تھی جب پہلو میں دشمن جان یوں آجائے۔

"آپ شروع دن سے اسی انداز میں بات کرتے ہیں؟" ڈاکٹر برہان کے سوال پر اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"کیسا انداز؟" وہ نہیں سمجھی تھی۔

"یہی۔۔۔میں کوام۔۔۔ تھی کو

تھا۔۔۔مطلب۔۔۔مجھے آپ کی بات سمجھنے میں پورا

ایک منٹ لگتا ہے" ایک منٹ ایسے کہا جیسے ایک گھنٹہ

ہو۔

زرتشم نے گھور کرانہیں دیکھا جس پر برہان کا بلند و

بانگ قہقہہ پورے کمرے میں گونج اٹھا۔

"آپ امارا مذاق بنا رہے ہیں؟" وہ امارا لفظ بولتے

ہوئے تھوڑی جھجھکی۔

"ایسی میری مجال؟ میں تو بس بتا رہا ہوں۔۔۔ چلیں آج سے ہم پشتو میں بولیں گے۔۔۔ کیسے بولتے ہیں" وہ سوچ کر تھوڑی پریکٹس کرنے لگے۔

"ام۔۔۔ تم سے بہت محبت کرتا ہے" اسکے انداز میں پہلی بات بہت خوبصورت طریقے سے کہی گئی۔

"نہیں۔۔۔ ام اردو سیکھ لے گا" وہ جھٹ سے ہتھیار پھینک گئی۔

برہان نے پورا زور لگا کر اپنی ہنسی دبائی۔

"آر یو شیور۔۔۔بعد میں مجھے ڈانٹ تو نہیں پڑے گی؟" وہ یقین دہانی چاہ رہے تھے بیوی کا خوف۔

"نہیں ایسا کیوں کرے گا ام" وہ بے اختیار کندھے اچکا گئی۔

"ہاں ناں۔۔۔ہمیں اس مسلے کو حل کرنا چاہئے ورنہ ہمارے بچے پشتو اور اردو کے بیچ پھنس جائیں گے " انکے منہ سے بچوں کا زکر زرتشم کے دل کو بلیوں سا اچھالنے لگا تھا وہ گھبرا کر انہیں دیکھتی جھٹ سے چہرہ نیچے کر گئی۔

"ایسے بلش کریں گے تو نیند حرام ہو جائے گی" انکی بات پر زرتشم کے گال سرخی سے دہک اٹھے وہ چہرہ باہر نکالے بغیر انکے سینے پر دھپ رسید کر گئی۔

ڈاکٹر برہان اسکے شرمانے پر محفوظ ہوتے کتنی ہی دیر ہنستے رہے تھے۔

یہاں زندگی مکمل ہوئی تھی خوشیاں کونے میں کھڑی شرما رہی تھیں اور قسمت نے اپنی خوبصورت پر ناز کیا تھا۔

حویلی واپس آتے جیسے وہ زندگی پھر سے جینے لگی تھی

فارم ہاؤس اسکے لئے ایک قید خانے سے بڑھ کر کچھ

ثابت نہیں ہوا تھا۔ یہاں وہ کھل کر زندگی جیتی تھی۔

فرخندہ بیگم تو خوشی سے نہال ہوئی پھر رہی تھیں۔

انہوں نے آج خاص دعوت کا اہتمام حویلی میں کروایا

تھا جس میں زیحال سمیت سب کو دعوت پر مدعو کیا

گیا تھا۔

اسی کی تیاریوں میں سارے ملازم گھن چکر بنے یہاں

سے وہاں گھوم رہے تھے۔

"ماما۔۔۔زالے بھی آئے گی؟" مہرام لے دے کر

سیماب سے یہی ایک سوال کر رہی تھی۔

"ہاں اسکی ماما آئے گی تو وہ بھی ساتھ ہی آئے گی ناں"

اسکی بات پر مہرام خوشی سے کھل اٹھی تھی۔

اسے شروع دن سے وہ ڈول سی بہت کیوٹ لگی تھی

اتنی معصوم اور پیاری جیسے چاند کا کوئی ٹکڑا سب سے

زیادہ کیوٹ وہ زیحال کے ساتھ لگتی تھی جب اسکی

گود میں چڑھ کر پوری دنیا گھومتی تھی۔

ایک بے تاج بادشاہ کے دل کی ملکہ تھی وہ جس کے آگے وہ سر جھکاتا تھا جس کا بھائی زامل آفندی تھا آفندیز کا اکلوتا وارث۔

اگر اسکی خود کی تعریف کم پڑتی تو باپ بھائی میدان میں پورے حق سے اترتے تھے۔

"واؤ۔۔۔مجھے اسکے ساتھ خوب کھیلنا ہے۔۔۔وہ بہت کیوٹ ہے "وہ سیماب کے نہ نہ کرنے کے باوجود بھی اس کے ساتھ کچن میں لگی زامل کے لئے چھوٹے چھوٹے کوکیز بنانے لگی۔

مہروز کا شور سب کیلئے تھا اسکی دوستی تقریباً سب ہی بچوں سے ہو گئی تھی تب ہی سیماب نے بچہ پارٹی کیلئے الگ سے ہر چیز انکے مطابق بنائی تھی یہاں تک کے ایک کیوٹ سی فیڈر زوناش کے لئے بھی رکھی تھی۔

وہ ڈھیلی سی ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس بالوں کی اونچی سی پونی بنائے جن میں کچھ بال آگے کو اسکے چہرے پر پڑے جھول رہے تھے کسی بھی قسم کی جیولری سے پاک وہ تھی لڑکی مگر کام سارے لڑکوں والے تھے۔ وہ منہ میں سیب کا ٹکڑا لئے چباتے ہوئے ہاتھ پر بینڈج باندھ رہی تھی۔ جب ڈاکٹر برہان کے کمرے سے نکلنے پر اسکی نظر پڑی وہ ابھی سو کر اٹھ کر ہی آئے تھے۔ اتنی صبح سویرے وہی جن سب سے پہلے اٹھتی تھی یا شاید رات بھر سوتی ہی نہیں تھی۔

وہ ایک نظر ڈاکٹر برہان پر ڈالتی پھر سے بینڈج کی جانب متوجہ ہو گئی۔ وہ پاس آکر اسکے ہاتھ کو دیکھنے لگے۔

"کس وقت آئی ہو گھر؟" صبح کے چھ بجتے دیکھ سنجیدگی سے استفسار کیا یقیناً وہ خود ابھی نماز قرآن پڑھ کر آئے تھے۔

اورزنو کو دیکھ کہیں سے ایسا نہیں لگ رہا تھا کہ اس نے ایسا کوئی نیک عمل کیا ہے بلکہ اسکے ہاتھ کی چوٹ بتا رہی تھی کہ وہ پھر سے مار پٹائی کر کر آئی ہے

"تین بجے" لاپرواہی سے بتایا۔

برہان کے لئے ضبط کرنا بے حد مشکل ہو رہا تھا۔انہوں نے زور سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"تم لڑکی کب بنو گی؟" انکے ضبط کی انتہا تھی زنو نے ایک نظر انکو دیکھا کتنا بار وہ یہ سوال کرتے تھے لیکن ہر بار وہ ایک ہی جواب دیتی تھی

"مجھے لڑکی بننے میں دلچسپی نہیں ہے" وہ لڑکیوں کی طرح معصوم نہیں بن سکتی تھی وہ لڑکیوں کی طرح

صرف گھریلو بن کر نہیں رہ سکتی تھی اسے اپنا حق خود
لینا آتا تھا چاہے پیار سے یا چھین کر۔

"آپ کوئی بات کرنا چاہتے تھے" یاد آنے پر سرسری
سے لہجے میں پوچھا ہاں وہ اسی لئے یہاں آئی تھی ورنہ
اس وقت وہ اپنے گھر ہوتی۔

اسکے سوال پر برہان کی آنکھوں کے سامنے وہی منظر
تیزی سے دوڑ گیا زرتشم کا فرش پر گرے بے ہوش ملنا
اسے اٹھا کر ہوسپٹل بھاگنا اور پھر زیحال کا غصّہ۔

ان چند گھنٹوں میں کسی قیامت سے گزرے تھے۔

"تم لاپرواہ تھی مجھے اندازہ تھا تم بے حس بھی نکلو گی اس کا قطعی اندازہ نہیں تھا مجھے"

انکا لہجہ ایک دم سے سخت ہوا۔

زنو کا بینڈج چیک کرتا ہاتھ بے اختیار رکا اس نے نظر اٹھا کر اپنے بھائی کو دیکھا۔

"کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے؟" لہجہ پہلے سے دھیما مگر ٹھٹھکا ہوا تھا وہ انکے اس اچانک رویے کو ایک دم سے سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

''اسے غلطی نہیں کہتے۔۔۔ایک لاچار اور مجبور شخص کو اسکے حال پر چھوڑ کر اپنی آوارہ گردیاں کرنے نکل جانا یہ گناہ کے زمرے میں آتا ہے'' وہ اس وقت جتنا لہجہ سخت کرتے مگر وہ کیفیت بیان نہیں کر سکتے تھے جس سے وہ کل شام گزرے تھے۔

وہ خاموش رہی وہ جذباتی صرف مار پائی کے وقت تھی ورنہ وہ باتوں کو بہت سنجیدگی سے سمجھ کر بات کرتی تھی۔

"کل تم زرتشم کو یہاں اکیلا چھوڑ گئی؟ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اکیلے میں پینک کر جاتے ہیں۔۔۔وہ ٹانگوں سے معذور رہے چل پھر نہیں سکتے۔۔۔انکا زخم اتنا بھرا نہیں ہے جتنا بگڑ سکتا تھا "

وہ دبی آواز میں خود پر ضبط کرتے طیش بھرے انداز میں بات کر رہے تھے۔

زنو کے ذہن میں کل کا منظر تیزی سے گھوم گیا۔

وہ اس سے مل کر ہی تو گئی تھی اس نے کب بتایا تھا کہ وہ گھر پر اکیلی ہو گی۔

"مجھے آنے میں دیر ہو گئی تھی انکو بتایا بھی تھا پھر بھی تم نہیں رکی۔۔۔تم اسے جسٹیفائے کرو گی؟ "

انکے سوال پر زنوبنا پلک جھپکائے انکو دیکھتی رہی۔بتایا اسے تھا لیکن اس نے نہیں کہا کہ وہ اکیلی ہے برہان کو آنے میں دیر ہو گی یا ظاعنہ ورک کے پاس مؤکل نہیں تھے جو اسے یہ بات بتا دیتے۔

وہ پھر بھی خاموش کھڑی تھی۔

"کل بے ہوش ملے تھے وہ مجھے۔۔۔زخم کتنا بھرا تھا اس سے کئی زیادہ بگڑ چکا ہے۔۔۔"

وہ اب بھی خاموش تھی اس نے دھیرے سے سانس خود میں بھرتے سر جھکایا اور اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی۔

وہ لڑکیوں کی طرح معصوم نہیں تھی مگر دل تو اسکے پاس بھی تھا ناں۔ باتیں بری اسے بھی لگ سکتی تھی۔ اور لگ رہی تھیں۔

اس نے حلق میں جمع ہوئے آنسوں واپس سے اندر دھکیل لئے۔

''غلطی ہو گئی۔۔۔میں معافی چاہتی ہوں'' آواز دھیمی مگر مضبوط تھی وہ کسی پر اپنا دکھ ظاہر نہیں کرتی تھی یہاں تک کے اپنے بھائی پر بھی نہیں۔

وہ کیا کہتے وہ معافی مانگ کر بات ہی ختم کر دیتی تھی برہان ایک نظر اسے دیکھ واپس کمرے میں چلے گئے۔

اس نے سلیب پر رکھے سیب کو دیکھا۔اسے اب یہ کڑوا لگ رہا تھا وہ سب کچھ وہی چھوڑ کر کمرے کے بجائے گھر سے باہر نکل گئی۔

کمرے میں واپس آتے انکی نظر گہری نیند سوئی ہوئی زرتشم پر پڑی۔

وہ بہت گہری نیند میں تھی دوپٹہ سائیڈ میں پڑا آدھا بیڈ سے نیچے جھول رہا تھا جسے برہان اپنے ہاتھ پر لپیٹتے اٹھا کر اپنی ناک سے لگا گئے۔

اسکی خوشبو جیسے سانسوں میں گھلتے ایک سکون اندر میں اتر گیا تھا۔

وہ زرتشم کے قریب بیٹھ کر محبت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگے بال چہرے پر جھول رہے تھے وہ انگلی

کی پور سے پیچھے کرتے نظر بھر کر اس لڑکی کو دیکھنے لگے۔

کیوں تھی اس سے اتنی محبت کیوں؟ اس کیوں کا جواب آج تک دنیا میں کسی عاشق کو نہیں ملا تھا محبت صرف ہوتی تھی کیوں ہوتی تھی یہ کسی کو معلوم نہیں تھا۔

کل کا منظر بھلا پانا بہت مشکل تھا کل کے بعد سے اسے تنہا چھوڑنے کا ڈر دل میں گڑھ سا گیا تھا۔

انکی نظریں اسکے چہرے پر گھومتی ہونٹوں پر آرکی۔
سوتے ہوئے میں بھی وہ قیامت ڈھا رہی تھی دل نے
ذرا سی شرارت سوچی۔
"نہیں۔۔۔انکی نیند خراب ہو گی" دماغ نے فورا
ڈپٹ دیا مگر صرف ایک بار ہی تو خواہش کی تھی۔
اس دوران انکے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی وہ
دھیرے سے ہچکچاتے ہوئے اسکے ہونٹوں پر جھک
گئے۔

سانسیں آپس میں ٹکرائی ہی تھیں کہ اسکی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں جب برہان کو خود پر جھکے دیکھ اور کچی نیند سے بیدار ہونے کے باعث وہ ڈر کر یکدم سے ان کو خود سے دور دھکیل گئی۔

اس اچانک افتاد پر برہان جو بیڈ کے بلکل کنارے پر تھے دھڑام سے نیچے جا گرے۔

"آؤچ۔۔۔۔" انکے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

زرتشم ہڑبڑا کر اٹھتی انہیں دیکھنے لگی۔

"س۔۔۔سوری۔۔۔آ۔۔۔ام کو پتہ نہیں چل سکا"

وہ گھبرا کر اپنے لب دانتوں سے کچلنے لگی مگر انکی

حرکت کا سوچ کر دل اب تک بری طرح سے

دھڑک رہا تھا۔

"یہ پتہ چل گیا تھا کہ میں کچھ کرنے والا ہوں" وہ

جھینپ کر کمر تھامے اٹھ کھڑے ہوئے۔

انکو ایسے کھڑے دیکھ زرتشم کو ہنسی آئی قسمت سے

برہان کی بھی اس پر نظر پڑ گئی۔

''آپ ہنس رہے ہیں۔۔۔میری کمر ٹوٹ گئ'' اسے احساس دلایا جبکہ ایسا کچھ نہیں تھا وہ کیوں کہہ رہے تھے یہ خود وہی بہتر جانتے تھے۔

زرتشم کی ہنسی یکدم سے سمٹی تو وہاں فکر نے جگہ بنالی تھی۔

''س۔۔۔سچ میں۔۔۔ادرام کو دکھاؤ'' وہ فکر مند سی انہیں بلا کر دیکھنے پر اسرار کرنے لگی۔

جب برہان کی پھیلتی آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔وہ دھیرے سے اسکی طرف پیٹھ کر کر بیٹھ گئے۔

وہ انکا قمیض ذرا سا اوپر اٹھا کر چوٹ ڈھونڈنے لگی۔

جب برہان کے بے اختیار مڑنے پر دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

کیسا احساس تھا جو دل میں کسی بیج کی طرح پھوٹ کر جڑیں مضبوط کر رہا تھا۔اس سے پہلے وہ ہاتھ ہٹاتی برہان اسکی کلائی تھام گئے۔

"شوہر ہوں میں آپ کا۔۔۔ مجھ سے دور کیوں رہتے ہیں؟ "

اس سوال میں چھپا درد زر تشم کو بخوبی محسوس ہوا تھا وہ

مزید کوئی حرکت نہیں کر سکی۔

دردناک ماضی اسکا تھا وقت نے صرف اسکے

احساسات ختم نہیں کئے تھے بلکہ اسکے وجود کو بھی کسی

قابل نہیں چھوڑا تھا۔ لیکن برہان ورک کا کیا قصور تھا

جو خود میں ایک مکمل شخصیت تھے مگر پھر بھی

ادھورے تھے اس احساس سے جسے پوری دنیا محسوس

کرتی تھی۔

یہ بات زرتشم کو دن بہ دن اندر ہی اندر ختم کر رہی تھی۔وہ کرب سے آنکھیں مینچتی رخ دوسری جانب پلٹ گئی۔

اسکا یہ خوف شاید کبھی دل سے نکل پائے کہ وہ ادھوری تھی اور وہ ایک مکمل شخصیت تھے۔برہان کتنی ہی دیر بیٹھے اسے دیکھتے رہے۔وہ جان نہیں پاتے تھے کہ وہ کیوں ان سے دور بھاگتی تھی۔محبت تھی تو قسمت کیوں انہیں پھر آزما رہی تھی۔

وہ اپنی چائے ختم کر کر اب اسکی چائے پر نظریں ٹکائے بیٹھا تھا جب اس سے کنفرم ہو گیا کہ اسکا ارادہ اس چائے کو ضائع کرنے کا ہے تو وہ اٹھا کر ایک گھونٹ میں خود کے حلق میں اتار گیا پھر ایک گہری لمبی سانس بھی لی

"میرا دل چاہتا ہے تمہارا پھر سے اسکول میں ایڈمیشن کروادوں آج وہی لگ رہی ہو نرسری کی روٹھی بچی گھر سے ڈانٹ کھا کر یہاں منہ پھلا کر بیٹھی ہوئی "

اسکی بات پر زنو نے ایک تیکھی نظر اس پر ڈالی۔

"گھر بیٹھی بیلا کے بیوہ ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو یقیناً یہ

وردی صرف اسٹینڈ پر لٹکی رہ جاتی "

ٹھاہ کر کے جواب دیتی وہ داراب کی بولتی بند کروا گئی

لیکن صرف کچھ دیر کیلئے۔

"ہاں۔۔۔یہ بھی احسان ہے آپ کا۔۔۔میری بیوی

پر ہی ترس کھالیا" وہ سر جھکاتے جس انداز میں بولا تھا

زنو مسکرائے بغیر نہیں رہ سکی۔

اس نے گود میں پڑی چابی اٹھا کر داراب کو دے

ماری۔

"نائس۔۔۔رات کیا ہوا تھا کس کی شامت آئی

تھی؟" وہ اسکے ہاتھ کو دیکھ سمجھ تو خود ہی گیا تھا آخر کو

اسکے ساتھ یہ عرصہ ہو گیا تھا۔

وہ گہری سانس لیتی پیچھے کرسی سے ٹیک لگا گئی۔

"ابراہیم کے بندے تھے دل چاہا تو دھو دیا پکڑ کر"

انداز لاپرواہ سا تھا۔

"کیوں ہاتھوں میں کھجلی ہو رہی تھی؟" تڑخ کر

پوچھا۔

"یہی سمجھ لو" اسکا انداز پھر مرجھا گیا۔

"بتاؤ تو۔۔۔ کس بات پر میرے بہنائی سے پٹ کر آئی ہو ؟" پہلی بار وہ اسکے ساتھ کسی رشتے کے حوالے سے مخاطب ہوا تھا ورنہ تو انکی اپنی دوستی کافی تھی۔

زنو نے دھیرے دھیرے اسے سب بتادیا بنا یہ سوچے کہ سامنے بیٹھا شخص بھی اسی لڑکی کا بھائی تھا۔

"گل اب کیسی ہے ؟" فکر مندی سے پوچھا اسکی یہ عادت زنو کو بہت اچھی لگتی تھی کہ وہ جذباتی نہیں ہوتا تھا۔

"ٹھیک ہے" وہ گہرا سانس خود میں بھرتی دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"تم نے برہان کو بتایا کیوں نہیں کہ تم لاعلم تھی"

"بتانے سے کیا ہوتا انکو ڈانٹنا تھا ڈانٹ لیا اچھا ہے غصّہ نکل گیا اندر سے"

وہ قدرے نارمل ہوئی تھی کیونکہ داراب کے ساتھ بات شئیر کرنے سے اسکے اندر سے بھی یہ بات نکل گئی تھی۔

"غلطی تمہاری نہیں تھی" اس نے احتجاج ریکارڈ کروایا۔

"غلطی کسی کی بھی نہیں تھی صرف غلط فہمی تھی جسے اب دور کرنے کا فائدہ نہیں۔۔۔"

وہ خود کے معاملے میں اسی طرح لاپرواہ تھی

"تمہیں مزہ آتا ہے خود کو تکلیف دینے میں؟" بے اختیار پوچھا۔ زنو نے مڑ کر اسے دیکھا اور دھیرے سے مسکرا دی۔

"مجھے آسرے ڈھونڈنے سے سخت نفرت ہے"

"آسرا نہیں بھائی ہے وہ تمہارا" احساس بھی وہ کسے

کروا رہا تھا ایک پتھر دل کو

"رونا چاہتی ہو لیکن میں کندھا نہیں دونگا" صاف

ہری جھنڈی دکھائی۔

زنو نے جس انداز میں ٹیبل دیکھی تھی داراب کو بیلا

کی فکر لگ گئی تھی وہ ہتھیار وہی ڈال کر مسکرا دیا۔

دونوں مسکرا پڑے۔وہ لمحہ سکون تھا جب ایک مخلص

دوست ساتھ ہو۔

"میں آؤنگا تمہارے گھر۔۔۔اوہ سوری اپنی بہن کے سسرال۔۔۔"

"تمہارا بھی بن سکتا تھا" اسکے دوبدو جواب پر دارا ب ٹیبل پر سر پٹخ گیا۔اسکے اس انداز پر زنو کا بے اختیار قہقہہ بلند ہوا۔

"میں دو بیویاں افورڈ نہیں کر سکتا ایک ہی منہ نہیں لگاتی دوسری مجھے اٹھا اٹھا کر پٹخے گی" اسکی اس بات پر زنو کی ہنسی اور بھی گہری ہو گئی دونوں پاگلوں کی طرح ہنستے چلے گئے۔

جب اچانک سامنے کھڑے ڈاکٹر مبشر کو دیکھ اس کی ہنسی تھمی۔

"کیا ہوا؟" زنو کو ایک دم سنجیدہ ہوتے دیکھ داراب بھی رک گیا اور مڑ کر اسکی نظروں میں سیدھ میں سامنے دیکھا جہاں مبشر ہاتھ میں کچھ پیکٹ لئے کھڑے تھے شاید گھر کا کوئی راشن تھا مگر چہرہ بتا رہا تھا کہ اپنے اندر وہ کس توڑ پھوڑ کا شکار ہو چکے تھے۔

وہ خاموشی سے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئے۔

"تمہیں جانا چاہئے" کہتے ہی داراب اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم کیوں کھڑے ہو گئے بیٹھو" وہ ایسے تھی جیسے کچھ

ہوا ہی نہ ہو۔

داراب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میرے خیال میں تمہیں جانا چاہئے مبشر کے

ساتھ" اسکی بات پر زنو نے بے اختیار اسے دیکھا۔

"بات کو سمجھا کرو۔۔۔وہ غلط سمجھیں گے" اس سے

زیادہ داراب کو انکا چہرہ یاد آرہا تھا۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا" اسے دیکھ واقعی لگ رہا تھا کہ

اسے فرق نہیں پڑتا

"مجھے افسوس ہے" وہ کچھ دیر اسے بے حسی کی

مورت بنے دیکھتا رہا جب اسکے موبائل پر بیلا کالنگ

جگمگانے لگا وہ کال پک کرتا گھر کیلئے نکل گیا تھا۔ مگر وہ

اسی ایک جگہ بیٹھی وہی نظریں جمائے ہوئی تھی جہاں

کچھ دیر پہلے کسی کے دل کے بری طرح سے ٹکڑے

ٹکڑے ہوئے تھے۔اور کانچ وہی زمین پر پڑا رہ گیا تھا۔

استنبول پہنچتے ہی وہ دونوں سیدھا پہلے ایک ریسٹورنٹ گئے تھے کیونکہ برلاس شاہ کے پیٹ کے چوہے اب کچھ اچھا کھانے کو احتجاج پر اتر آئے تھے۔

انکے ساتھ میں دو گارڈز بھی تھے جنہوں نے ایئر پورٹ سے دونوں کو پک کیا انکی ڈیوٹی ہر پل ہر لمحہ ان دونوں کے ساتھ رہنے کی تھی برلاس چاہ کر بھی دونوں کو ہٹا نہیں سکتا تھا ورنہ باپ سے کلاس لگ جانے کا خدشہ تھا

آئرہ نے بھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا اب صرف لم لیٹ ہو کر سونا باقی تھا۔

"ہم روم میں کب چلیں گے؟" وہ آنکھیں مسلتی نیند سے بھرائی آواز میں پوچھنے لگی۔

جس پر برلاس نے بغور اسے دیکھا اسکے دیکھنے کے انداز پر ہی آئرہ یکدم سے ٹھٹھک گئی۔

برلاس نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا "بڑی جلدی ہے۔۔۔ خیر تو ہے؟" ایک تو اسکا شریر انداز اوپر سے اسکا سوال۔

آئرہ کا دل تو مانو پسلیوں سے باہر آنے کو ہو گیا تھا وہ

ہڑبڑا کر دائیں بائیں دیکھنے لگی۔ برلا اس اسکی حالت

سے محفوظ ہوتے بے اختیار مسکرا دیا۔

"چلو۔۔۔مجھے بھی بہت نیند آئ" اسکے اٹھتے آئرہ

بھی جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

صد شکر کہ اس نے اب ویسے دیکھنا بند کر دیا تھا

دونوں ایک ساتھ ریسٹورنٹ سے باہر آئے جہاں ان

پر نظر پڑتے گارڈ نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ اور

انکے بیٹھتے وہ لوگ زن سے گاڑی اڑا لے گئے۔

استنبول کی شام ڈھل رہی تھی۔ سنہری روشنی آہستہ آہستہ شہر کی بلند عمارتوں اور تاریخی گنبدوں پر بکھر رہی تھی۔

آئرہ ونڈو سے باہر دوڑتے خوبصورت مناظر کو دیکھ بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی۔

"تم پہلی بار استنبول آئی ہو؟" برلاس جو کب سے اسے دیکھ رہا تھا بالآخر پوچھ لیا۔

"ہاں۔۔۔میرا خواب تھا استنبول کی ان گلیوں میں گھومنے کا۔۔۔میں آگئی مجھے یقین نہیں آرہا" وہ خوشی سے برلاس کا بازو تھامتی چہک کر بولی۔

برلاس نے گہرا سانس لیا کوئی اس سے بھی پوچھتا جسے اس منظر سے زیادہ خوبصورت اپنا محبوب لگا تھا۔

اسی شہر کے ایک مشہور علاقے کے قریب واقع شیشوں سے گھرا ایک لگژری اپارٹمنٹ اوپر کی منزل پر خاموشی سے کھڑا تھا، جیسے پورے شہر کو اپنی بالکونی سے دیکھ رہا ہو۔

یہ وہی اپارٹمنٹ تھا جسے پورے حق سے برلاس شاہ

کے نام کیا گیا تھا

ڈرائیور نے گاڑی اسکے قریب جا روکی اور اتر کر انکا

دروازہ کھولے نہایت مؤدب انداز میں کھڑا ہو گیا۔

آئرہ نے جلدی سے اتر کر اس خوبصورت گھر کو

دیکھا۔وہ برلاس سے پہلے اندر گئی تھی۔

اسے بچوں کی طرح خوش دیکھ برلاس سر نفی میں ہلاتا

بیگ خود اٹھانے لگا۔

گارڈز کو صرف یہاں تک آنے کی اجازت تھی۔ وہ خود بھی بیگ لئے اندر کی جانب بڑھ گیا آئرہ گھوم گھوم کر پورے گھر کو دیکھنے لگی۔

اپارٹمنٹ کی بڑی سی فلور ٹو سیلنگ کھڑکیوں سے باہر کا منظر دل موہ لینے والا تھا۔ دور نیلے پانیوں پر چلتی کشتیاں، سڑکوں پر جلتی پیلی لائٹس، اور شام کی ہلکی ٹھنڈی ہوا پردوں کو آہستہ آہستہ ہلا رہی تھی۔

اندر کا منظر بھی آئرہ کیلئے کسی خواب سے کم نہ تھا۔ ہلکے کریم رنگ کی دیواریں، نرم مخملی صوفہ، اور

درمیان میں رکھا شیشے کا جدید میز جس پر تازہ سفید پھولوں کا گلدستہ رکھا تھا۔

ایک کونے میں کھڑی لمبی لیمپ کی مدھم روشنی پورے ہال کو نرم سا سکون بخش رہی تھی۔

شام کے وقت یہ گھر مدھم روشنی میں اور بھی پیارا لگ رہا تھا۔

وہ بالکونی کی طرف گئی جس کا دروازہ ہلکا سا کھلا تھا۔ باہر کھڑے ہو کر پورا شہر روشنیوں میں ڈوبا نظر آتا تھا۔

ایسا لگتا تھا جیسے استنبول کبھی سوتا ہی نہیں، اور اس بلند

اپارٹمنٹ سے اسے دیکھنا کسی فلم کے منظر جیسا محسوس ہو رہا تھا۔

"اہمم۔۔۔اتنی محنت ذرا کمرے کو دیکھنے پر بھی کر لیں"

وہ جو کب سے اسے صرف گھر دیکھتے ہوئے دیکھ رہا تھا اسے زچ کرنے کیلئے کمرے کا ذکر کیا۔

وہ اس بدتمیز کی بے باک نظروں سے بچ کر جلدی سے اوپر کی جانب دوڑ گئی۔

کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھولا تو سامنے پھیلا ہنی مون سویٹ کسی خواب جیسا لگ رہا تھا۔

مدھم سنہری روشنی پورے کمرے میں بکھری ہوئی تھی۔ بڑے سے بیڈ پر سفید چادروں کے اوپر سرخ گلاب کی پتیاں بکھری تھیں اور سائیڈ ٹیبل پر جلتی خوشبودار موم بتیاں ماحول کو اور بھی دلکش بنا رہی تھیں۔ کھڑکی کے پار شہر کی روشنیوں کا حسین منظر نظر آ رہا تھا۔

آئرہ ہلکے قدموں سے مزید اندر آئی۔ اس کا دل معمول سے زیادہ تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ ہلکے رنگ کے نفیس لباس میں اس کی شخصیت اور بھی نکھر کر سامنے آ رہی تھی۔

اس نے ایک لمحے کو رک کر کمرے کا جائزہ لیا، جیسے اس خوبصورت منظر کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لینا چاہتی ہو۔

وہ آہستگی سے بیڈ کے کنارے بیٹھتی اس نرم چادر کو محسوس کرنے لگی

جب اچانک دروازہ کھلتے سامنے سے نمودار ہوتے برلاس کو دیکھ بے اختیار اچھل کر پڑی۔

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے دیوار سے ٹیک لگا کر دلکش انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"میرا سونے کا ارادہ کینسل کرنے کا موڈ ہے" اس کی بات سمجھتے آئرہ کا چہرہ سرخ ٹماٹر ہو گیا۔

"مم۔۔۔میں باہر کا ایریا دیکھ کر آتی ہوں" وہ جلدی سے باہر بھاگنے لگی تھی کہ اسکا بازو برلاس کی گرفت میں آتے قدم وہی زنجیر ہو گئے۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ کب سے بیڈ پر بیٹھا اسے کوئی چھتیسواں ڈریس تبدیل کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ مگر وہ کسی ایک پر بھی نہیں ٹک رہی تھی۔

"گلالے۔۔۔ تم پر ہر ڈریس بہت پیارا لگ رہا ہے کنفیوز کہاں ہو؟" وہ زچ ہوتے بالآخر پوچھ بیٹھا۔

"ہبی۔۔۔ آپ کو نہیں پتہ ساس کس بلا کو کہتے ہیں۔۔۔ انکو اپنی بہو بلکل پرفیکٹ لک میں چاہیئے" اسکی بات پر زیحال نے اسے گھور کر دیکھا۔

"بتاؤں مورے کو" سیدھی دھمکی دی جس پر زالے

کا چھوٹا سا کیچپر اڑتا ہوا اسے اپنی جانب آتا دکھائی دیا

"آپ بیٹھے کیا کر رہے ہیں آ کر میری ہیلپ کریں"

اسے بیٹھے بیٹھے خود پر کمینٹ پاس کرتے دیکھ وہ تڑخ

کر بولی اور لپسٹک سے اپنے ہونٹوں کو مزید

خوبصورت بنانے لگی۔

"ہیلپ کس میں کروں۔۔۔ڈریس تو پہن لیا تم

نے" اسکی بات پر زمل نے مر رمیں ہی آنکھیں پھاڑ کر

اس بے شرم کو دیکھا۔

اور پھر جو وہ چیخی تھی زیحال نے کانوں میں انگلیاں ڈال لی تھیں ہنس ہنس کر پیٹ میں جو درد ہوا وہ الگ تھا۔

اسی وقت زامل زالے بھی تیار ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔زامل نے زیحال جیسا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا گلے میں پہنی بلیک کلر کی بو اور بالوں کی بنی پف۔زیحال کو آج وہ بے حد کیوٹ لگا تھا لیکن اصل نظر اس کیوٹ سی پرنسسز پر پڑی تھی زالے آفندی۔جس نے ڈارک مرون رنگ کا فراک

جس پر گولڈن سکے لٹکے چھن چھن کر رہے تھے اور بالوں کی بنی دو چھوٹی چھوٹی کیوٹ سی پونیاں۔

زمل ان دونوں کو پہلے ہی تیار کر چکی تھی۔

زیحال ٹرانس کی سی کیفیت میں انکے پاس جا بیٹھا۔

"میرا بیٹا۔۔۔ بابا کی جان" وہ زالے کا فراک ٹھیک کرتا اسکی پونیاں، ہاتھوں میں گولڈ کے کیوٹ سے کنگن جس میں اسکی گول گول کلائیاں اور بھی پیاری لگ رہی تھیں

"بابامی۔۔۔" زامل کو لگا وہ نظر ہی نہیں آیا زیحال نے جان بوجھ کر اسے نظر انداز کیا لیکن وہ بھی زامل آفندی تھا۔

"با۔۔۔با" اپنی ماں کی طرح چیخ کر اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔

"یس یس۔۔۔۔میرا بیٹا ماں کی طرح تھوڑا کم چیخا کرو۔۔۔تم لوگوں کے حلق میں سپیکر کس نے فٹ کروائے مجھے اسکا نام بتائے کوئی "

زامل زالے دونوں اسکی گود میں چڑھ گئے۔ آج تو باپ اور بیٹا بیٹی تینوں قیامت ڈھا رہے تھے ماں کا میدان میں اترنا ابھی باقی تھا۔

91/4

وہ سب تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلے جب تھوڑی ہی دیر بعد باقی سب بھی تیار ہو کر لاؤنج میں ہی آنے لگے تھے۔

یاقوت پا میر نے آج خاص شلوار قمیض پہن کر کندھوں پر شال لی تھی دونوں کے دونوں بے حد جاذب نظر لگ رہے تھے۔اور ان کی بیویاں خاص پشتون گھگھے پہنے ہلکی ہلکی کشمیری جیولری پہنے اور سروں پر دوپٹے لئے۔بہت پیاری لگ رہی تھیں۔

باری نے بھی شلوار قمیض پہن کر آج اپنی ہونے والی

شریک حیات کے خان ہونے کا حق ادا کر دیا تھا۔

"ماشاءاللہ۔۔۔۔سب سے کیوٹ تو میرا شہزادہ لگ رہا

ہے" زیحال باری کو گود میں اٹھا کر اسے ڈھیر سارا پیار

کرنے لگا

وہ بھی اٹھا اٹھا کر اپنا کرتا اپنے بڑے بابا کو دکھا رہا تھا۔

"واؤ۔۔۔یہ باری نے پہنا ہے اتنا پیارا ڈریس "

"با۔۔با" وہ اپنا ننھا سا ہاتھ منہ پر رکھے "ہاہ" کرنے لگا اسکی اس کیوٹ حرکت پر سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی وہ اپنی تعریف پر شرمانے کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔

"دیکھا۔۔۔کیسے سسر کو امپریس کرنے کی کوشش میں لگا ہے اسے بتاؤ۔۔۔زالے اسکول گئی" پامیر کی بات پر کومل اسکے کندھے پر دھپ رسید کرتی آنکھیں دکھانے لگی۔

وہ سب اپنی اپنی گاڑیوں میں خان حویلی کے لئے روانہ ہوگئے تھے۔ جہاں انکے لئے خوشیوں کا لگا انبار بے صبری سے انکا انتظار کر رہا تھا۔

سامنے ہی زریاب خان اور داراب کھڑے انکے منتظر تھے داراب کو تھوڑی دیر پہلے ہی بیلا نے فون کر کر گھر بلا لیا تھا اور اب وہ بھی اس فیملی ڈنر میں شامل تھا۔

"ویلکم۔۔۔ویلکم" زریاب خان انکے گاڑی سے اترتے اپنے دونوں بازو کھول گئے سب سے پہلے

زیحال ان سے گلے ملا تھا وہ اتنی زور سے اسے خود میں بھینچ گئے کہ باقاعدہ ہڈیاں چٹخنے کی آواز آئ تھی۔

"سیم کیا کھلا رہی ہے آپ کو لالا" اسکی بات پر وہ زور سے قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"ام پٹھان ہے مارا۔۔۔طاقت ام کو وراثت میں ملتی ہے" وہ ڈولے شولوں کی نمائش کرتے چہک کر بولے۔

یاقوت پا میر دونوں کو بھی اتنی ہی گرم جوشی سے گلے لگاتے انکے سر چومے۔

"لالا میں اب بڑا ہو گیا ہوں۔۔۔" پامیر انکی ہمیشہ

والی عادت دہرانے پر تھوڑا شرما کر دکھانے لگا

"اؤ۔۔۔جب زی امارے لئے بڑا نہیں ہوا تو تم کدر

سے ہو گا بچے۔۔۔اتنا سا تھا تم جب ام نے تم کو دیکھا

تھا"

ہاں وہ نظر صرف زیحال پر نہیں رکھتے تھے اس سے

جڑی اسکی اولاد سے بھی انکو اتنا ہی پیار تھا۔

"اب اتنا سا میرا ایک بیٹا بھی ہے" اس نے بے بی

کاٹ میں بیٹھے باری کی جانب اشارہ کیا۔

"ناہ۔۔۔می جوجو۔۔۔ بائی (نہیں میں باری کو
جھولے دونگا)" زامل سب کو پیچھے ہٹا کر خود
عبدلباری کا کاٹ آگے دھکیلنے کی کوشش کرر ہا تھا
بھول رہا تھا کہ وہ بھی ابھی چھوٹا ہے
"اچھا میں بس ہاتھ لگاؤں گی اوکے" کومل اسکی آسانی
کیلئے ہاتھ لگانے کے بہانے کاٹ آگے دھکیلنے لگی زامل
اسی بات پر خوش ہو گیا تھا۔

گل کا زیحال نے خود منع کر دیا تھا اسکی طبعیت اسے
یہاں آنے کی ذرا اجازت نہ دیتی اور زیحال یہ بھی
جانتا تھا کہ اگر اسے پتہ چلا تو وہ ضرور آئے گی۔

اندر آتے ہی مورے اور سیماب نہایت خوشی سے
زمل، مشی اور کومل سے گلے ملیں ان کی اتنی اپنائیت
پر ہی یہاں آنے کی قیمت ادا ہو گئی تھی۔

بیلا ان سب میں الگ کھڑی بس دیکھ رہی تھی جب
نظر داراب پر پڑی۔

وہ آنکھوں کے اشارے سے اسے ان سب سے ملنے کا
کہہ رہا تھا۔

وہ آگے بڑھ کر کومل اور مشی کے گلے لگی۔

"آپ کیسی ہیں بیلا؟"مشی کے لہجے میں اس قدر
اپنائیت دیکھ بیلا سٹک ہوئی اسے دیکھ بے اختیار مسکرا
دی۔

"ام اچھا ہے۔۔۔ تم اور تمارا بیٹی کیسا ہے"وہ یاقوت
کی گود میں لی ہوئی ننھی سی پرنسسز کی جانب دیکھ
پوچھنے لگی۔

"بہت اچھی ہے۔۔۔آپ کب دیں گی ایسا تحفہ"

اسکے اس سوال پر بیلا کی مسکراہٹ یکدم سے سمٹی اس نے داراب کی جانب دیکھا جو باقی سب کے ساتھ ہنس کر باتوں میں مصروف تھا۔

"پٹھان کی وائف ہیں۔۔۔اسی سال سے لائن لگنا شروع ہو جائے گی دیکھنا تم۔۔۔زیحال کو تو دیکھ ہی لیا" کومل دھڑلے سے بولتی مشی کی ہنسی نکلوا گئی۔

وہ جتنی سیماب کے ساتھ کمفرٹیبل تھی کہیں سے

نہیں لگتا تھا کہ بیلا کے ساتھ انکی کم بات ہوتی ہے وہ

بہت اپنائیت سے پیش آرہی تھیں۔

"بیلا" زمل کی آواز پر اس نے مڑ کر اسکی جانب

دیکھا۔

اور دیکھتے ہی ذہن میں کچھ تلخ یادوں نے سر اٹھایا تھا

جب اگلے ہی پل زمل کے گلے ملتے سب کی سب

وہیں ختم ہو گئیں۔

وہ تینوں چاروں وہی بیٹھ گئی تھیں بیلا پہلے تو ان سب کے بیچ نروس ہوتی بار بار داراب کو دیکھ رہی تھی مگر تھوڑی ہی دیر میں انکی محبت اور اپنائیت اسکی ساری توجہ اپنی جانب مبذول کروا گئی تھی۔

"داجی کا بہت دل تھا۔۔۔اپنی پوری فیملی کو ایک ساتھ دیکھنے کا" سیماب نے ان سب کو یہاں آنے کا اصل مقصد بتایا جسے سن کر وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

"داجی؟" ہاں یہ بات ناقابل یقین تھی

"ہاں ناں۔۔۔اور سب سے بڑی بات کہ صرف

زیحال کو نہیں۔۔۔انہوں نے کہاام کو اپنے سارے

بیٹے چاہئے پامیر یاقوت برلاس سب "

وہ ان سب کو اپنی بات سے پاگل کر رہی تھی مگر یہ سچ

تھاوہ سب آج نوشیر وال صاحب کی فرمائش پر یہاں

جمع تھے۔

"وہ ہیں کہاں۔۔۔"شائستگی سے پوچھا۔

"کمرے میں ہیں بہت کم نکلتے ہیں اب کہیں جاتے

بھی نہیں "

"طبعیت ٹھیک ہے انکی ؟" زمل کا دل انکی باتوں پر یکدم سے بیٹھا۔ کیونکہ اس شخص کو ہمیشہ رعب و دبدبے میں دیکھا تھا آج اچانک اتنی اپنائیت۔

سیماب پچھلے دنوں ہوسپٹل کی باتیں انہیں بتانے لگی۔

کچھ ہی دیر میں سب کھانے کی میز پر جمع تھے جہاں نوشیر وال صاحب سربراہی کرسی پر سب کے بیچ کھانا کھا رہے تھے۔

سب میں زامل کو دیکھ انکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا جو بھی تھا وہ انکے خاندان کا اکلوتا وارث تھا۔

اور وہی آفندیز کی عادت کہ میز پر کوئی بات نہیں کرتا تھا جب تک ضروری نہ ہو۔

مگر وہ اصول تب تک تھے جب تک حکومت نوشیر وال صاحب کی تھی اب حکومت کا سربراہ "زامل خان آفندی" تھا جس نے سارے اصولوں پر پورا سمندر پھیر دیا تھا۔

"می نات ایت۔۔۔دش (میں یہ نہیں کھاؤنگا)" وہ اپنے سامنے رکھے بوائل لیگ پیس کو دیکھ برا سامنہ بنانے لگا۔

جبکہ زالے اپنے ننھے سے ہاتھ میں لیگ پیس پکڑے زیحال کو گود میں بیٹھی مزے سے کھا رہی تھی کھانا کہاں اپنے بابا کی ساری وائٹ شرٹ پر داغ لگا دیے تھے۔

مگر اسکے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلا وہ بس اپنی بیٹی کو کھاتے دیکھ خوش ہو رہا تھا۔

"تو کیا کھائے گا ام وہی منگوا لے گا" انکا پوتا بھوکا رہے

یہ کیسے دا جی برداشت کر سکتے تھے۔

"نہیں۔۔۔ بابا سائیں۔۔۔ یہ ایسے ہی نخرے گا کچھ

دیر" زیجال نے انکو تسلی دی وہ جانتا تھاناں اپنی اولاد

کو۔

"نہیں۔۔۔ وہ جو کہے گا ام وہی منگوائے گا" اور پھر

اسکے بعد ایک الگ میز صرف زامل کیلئے بھر دی گئی

تھی نت نئی ڈشز جو پہلے کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آئی

تھی

انکو دیکھ زیحال نے سر پیٹ لیا صد شکر تھا وہ حویلی نہیں رہ رہا تھا ورنہ زامل کے بگڑنے میں ذرا دیر نہ لگتی۔

نوشیر وال صاحب کا بس چلتا تو اسے زمین پر پیر بھی نہ رکھنے دیتے۔

"یش۔۔۔ می وانت۔۔۔ ایکم (یس مجھے آئس کریم چاہئے "سب سے پہلا ہاتھ آئس کریم کے باول پر پڑا تھا۔

ملازموں کی فوج اسکے ارد گرد کھڑی تھی جو اسے اٹھا اٹھا کر چیزیں دے رہی تھی مگر حیرت اس بات پر تھی کہ نوشیر وال صاحب وہی پیار عبدلباری کو بھی دے رہے تھے۔

وہ دونوں مل کر اس ٹیبل پر خوب تباہی پھیر رہے تھے۔مہروز انکو دیکھ خوش ہو رہی تھی۔

مہرام کو تو زوناش اور زالے سے ہی فرصت نہیں مل رہی تھی۔

"ام کوت کوت۔۔۔ ہناہ (آئی ایم کیوٹ کیوٹ ہیں ناں)" زالے دونوں ہاتھ چہرے کے نیچے رکھے بے حد کیوٹ انداز میں پوچھنے لگی

یہ مہرام نے اسے سکھایا تھا جسے وہ بار بار دہرا رہی تھی۔

زوناش کیلئے جو کیوٹ سی فیڈر تیار کی گئی تھی وہ تو ایسے ہی رکھی تھی کیونکہ وہ بار بار رو کر صرف اپنی ماں کو تنگ کر رہی تھی۔

"ہبی اسے روکیں" زمل جھک کر شرمندگی کے باعث سرگوشی کرنے لگی۔

"بابا سائیں نہیں روکنے دیں گے بہتر ہے خاموشی سے دیکھو۔۔۔اسے تو گھر جا کر الٹا لٹکاؤں گا" زامل داجی کی آڑ میں خوب ان دونوں کا ضبط آزما رہا تھا۔

"میں آپ کو لٹکا دونگی وہ میرا بیٹا ہے" فوراً اسکی سائیڈ لیتی زیحال کو آنکھیں دکھانے لگی۔

"اچھا۔۔ ملا بھی تو میری محنت کی وجہ سے ہے" اسکی محنت والی بات پر زمل کے کان کی لو یکدم سے سرخ پڑی۔

"بس دوسری بار ایسا جلاد بیٹا پیدا نہ کرنا" زامل پورا کھانے سے بھر چکا تھا کپڑوں کا اصل رنگ تو نظر آ ہی نہیں رہا تھا یہی حال باری کا بھی تھا۔

"اسکو پکڑ کر لاؤ" کومل کو خود اچھا نہیں لگ رہا تھا جبکہ پامیر خوشی سے دونوں کو اور بڑھاوا دے رہا تھا۔

"جینے دو زندگی کھل کر۔۔۔شادی خانہ بربادی کے بعد کونسا لطف" وہ جس ادا سے بولا تھا کومل نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

"مم۔۔۔میرا مطلب ہے۔۔۔زندگی کو انجوائے کرنا چاہیئے ناں" وہ سب کی نظروں سے بچ کر اسکا گال چوم گیا۔

"تم میرے ہاتھوں شہید ہو جاؤ گے" وہ مٹھیاں بھینچ گئی جبکہ ارادہ پامیر کے بالوں کا تھا

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میرے جیسا پیس دوبارہ نہیں

ملے گا۔۔۔ لگتا ہے رات ڈوز تھوڑا کم رہ گیا۔۔۔"

بولتے ہوئے وہ اسکے کان کے قریب ہوا۔

"آج پورا کرلیں گے "اسکی بے باکی پر کومل کے گال

یکدم سے سرخ پڑے وہ جھٹ سے اس افلاطون سے

دور ہوگئی۔

وہاں زمل نے توبہ کرلی تھی ان بھائیوں کا خدا ہی حافظ

تھا جن کی بیویاں دوسروں سے بس اپنے گال چھپائے

پھرتی تھیں۔

"تم دونوں کیوں ٹماٹر بنی بیٹھی ہو۔۔۔"سیماب مشی کے ساتھ اسے حویلی دکھا کر واپس لوٹی تھی جب کومل اور زمل پر نظر پڑی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور یکدم سے ہنس پڑی۔

"ضرور کوئی حرکت کی ہو گی دونوں نے"مشی نے گھور کر دونوں بد تمیزوں کو دیکھا جو اسکے بغیر ہی کارنامے سرانجام دے رہی تھیں۔

''تم بھی کر لو۔۔۔ جا کر ذرا یاقوت کو انگلی

لگانا۔۔۔ پھر تم بھی ٹماٹر بن کر آؤ گی'' کومل کی بات

جھٹ سے سمجھتے مشی کو یکدم کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔

وہ تو شکر تھا یاقوت زوناش کو ہی سمبھالنے میں

مصروف تھا ورنہ تو اسکی بھی خیر نہ ہوتی۔

''ایک بات بتاؤ۔۔۔ یہ بیلا داراب کو کوئی لفٹ نہیں

کرواتی۔۔۔ اتنے دور ہیں دونوں'' مشی کب سے ان

دونوں کو نوٹ کر رہی تھی۔

بیلا تو مورے سے پوچھ کر سب کام کر رہی تھی کھانے کے بعد سب کیلئے اسپیشل کڑک چائے تیار کروائی جا رہی تھی۔

"ام کو نہیں لگتا انکے بیچ کچھ ہو گا" اسے تجربہ تھا حلانکہ عمر اتنی نہیں تھی۔

"تو لاؤ اسے ہماری صحبت میں۔۔۔ دیکھو جیسے ٹرینڈ کرتے ہیں اسے۔۔۔ داراب بھی پناہ مانگیں گے"

مشی کی بات پر سب کا بے ساختہ قہقہہ نکلا۔

بیلا کچن میں کھڑی چائے کے اندر آتا ابال دیکھ رہی تھی۔

"وہ ملائی ذرا پاس کرنا" وہ ہاتھ بڑھا کر ملازم سے مخاطب ہوئی جس نے اٹھا کر پورا اجار اسکے ہاتھ پر رکھ دیا۔

وہ کشمیری چائے تیار کر کر اس پر ملائی کا تڑکا لگانے سے پہلے خود اسکا تازہ ذائقہ چکھ کر دیکھنے لگی۔

"امم۔۔۔ ٹھیک ہے جلدی سے ساری سوئیٹ ایک ٹرالی میں سیٹ کرو ام چائے تب تک ڈال دے گا "

وہ بے حد مصروف سے انداز میں بنا دوسری جانب دیکھے بات کر رہی تھی

ٹرالی فوراً سے سج کر اسکے سامنے تھی جسے دیکھ وہ بے حد خوش ہوئی۔

"واہ سکینہ ۔۔۔ تم تو بہت اچھا کام کرنے لگا ہے" وہ دل سے اسکی محنت کو سراہتی چائے کپوں میں انڈیلنے لگی۔

"تھینکس ۔۔۔ بس آپ کی کرم نوازی ہے میڈم"

پیچھے سے داراب کی آواز پر وہ بے اختیار اچھل کر پڑی

اس ہڑبڑی میں گرم چائے کے چھینٹے اسکے ہاتھ پر آ لگے۔

"کیا کر دیا پاگل ہو" داراب اسکا ہاتھ تھامے پھونک مارنے لگا۔

"سی بہت جل رہا ہے" اسکے دودھیا ہاتھ پا سرخ نشان پڑنے لگے تھے داراب نے جلدی سے اسکا ہاتھ نل کے نیچے کرتے پانی چلا دیا۔

"تم کب تک پھوہڑ رہو گی۔۔۔ جلا لیا ہاتھ اپنا" وہ فکر مند ہوتا ساتھ اسے ڈپٹ بھی رہا تھا۔

جس پر جلنے کو بھولتی وہ اسکی اپنے لئے اتنی فکر دیکھ آبدیدہ سی ہونے لگی۔

"تم کب سے ادر تھا؟ "

"جب تم" وہ اسکے چہرے کی جانب دیکھ جواب دینے ہی والا تھا جب نظر بے اختیار اسکے گلابی پنکھڑی سے ہونٹوں پر پڑی۔

انکے کنارے پر لگی ملائی دیکھ داراب کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"کیا ہوا؟" بیلا کی آواز پا وہ ہڑ بڑا کر نظروں کا زاویہ بدل گیا۔

"کچھ نہیں۔۔۔نیت خراب کر رہی ہو بس" وہ منہ ہی منہ میں بڑ بڑاتے اسکے ہاتھ پر ٹیوب لگانے لگا۔

"ہمت ہے تو کھل کر بولو ناں" بیلا کی کھلی دھمکی پر وہ اسکی جانب تڑخ کر دیکھنے لگا۔

"ہمت تو باقی چیزوں کی بھی ہے تم میں ہمت ہے تو چیلنج کر کر دیکھو۔۔۔اگلے ایک ہفتے تک بیڈ ریسٹ پر ہو گی "

بول کر وہ ٹرالی کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ وہی کھڑی اسکی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"نہیں آئے گی سمجھ باہر چلو سب ویٹ کر رہے ہیں" وہ ٹرالی لے کر باہر کی جانب بڑھ گیا اور وہ واقعی صرف سر کھجاتی رہ گئی۔

وہ کب سے بیڈ سے ٹیک لگائے باہر سے آنے والی خوشبو پر ہی اپنا گزارا کر رہی تھی بار بار گردن اٹھا کر دروازے سے باہر جھانکتی کہ شاید وہ اب آئیں اور

اسکے پیٹ کے چوہوں کو آرام دلائیں لیکن آج تو جیسے انھوں نے اپنے ماسٹر شیف کی کلاس پوری کر کر ہی آنا تھا۔

گل مجبورا اپنا دھیان بھٹکانے کیلئے موبائل اٹھا کر اس میں چیزیں سکرول کرنے لگی سامنے ہی مزے مزے کے کھانے دیکھ پھر سے منہ میں پانی آنے لگا۔

"ہان" چوہوں سے تنگ آکر بالا آخر اس نے آواز دے ہی ڈالی۔

جس پر کچن میں کام کرتے ڈاکٹر برہان کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی آنکھیں بند کر کر دل میں شکر ادا کیا۔

یہ گھر بلکل سنسان رہتا تھا اور اب یہاں اس لڑکی کی آواز گونجتی تھیں جس کی کبھی یادوں کا صرف بسیرا تھا یہاں۔ وہ کتنا شکر مناتے کم ہوتا۔

"جی ہاں کی جان بس ابھی لا یا" وہ محبت بھرے لہجے میں اسے حوصلہ دیتے مزید تیزی سے ہاتھ چلانے لگے۔

شوہر کے ڈاکٹر ہونے کا فائدہ یہ تھا کہ اسے زیادہ ہوسپٹل نہیں جانا پڑتا تھا سارا اعلاج گھر پر ہی مل جاتا تھا مگر ایک نقصان یہ بھی تھا کہ ہر وقت انکی نگرانی میں رہنا پڑتا تھا یہاں تک کہ زیادہ یا کم پانی پینا ہے اس پر بھی انکی نظر ہوتی تھی انکا بس چلتا تو سانسوں پر بھی نظر رکھتے کہ کم لی ہیں یا زیادہ۔

وہ انکے جواب پر بلش کرتی اپنے ہاتھ دیکھ رہی تھی جب اسے سائیڈ ٹیبل پر برہان کا موبائل بیپ کرتا سنائی دیا۔

وہ کچھ متجسس سی ہوتی باہر کی جانب دیکھنے لگی مسلسل

بیپ ہونے کے بعد وہ مجبوراً فون اٹھا کر دیکھنے لگی۔

"کام ہو گیا شیڈو۔۔۔فائل دینے سے انکار کر رہا تھا

اسی کا کام تمام کر دیا "

یہ ایک میسج تھا نمبر بھی سیو نہیں تھا مگر انداز ایسا تھا کہ

زرتشم بری طرح ٹھٹھکی وہ کون تھا اور کس بارے

میں بات کر رہا تھا۔

وہ مزید انکے موبائل میں دوسری چیزیں دیکھنے لگی اتنے سارے میسجز سب ہی عجیب اور نہ سمجھ آنے والے۔

"اور کتنے ٹکڑے کرنے ہیں۔۔۔یہ کافی ہو گا انکے لئے "اس میسج سے زرتشم کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرا گیا۔وہ سرے سے ہی کوئی بھی میسج سمجھنے سے قاصر تھی۔

وہ مزید کچھ دیکھتی جب اسکی نظر گیلری کے آپشن پر پڑی۔ وہ اس پر کلک کرتی تصاویر دیکھنے ہی لگی تھی جب وہ ایک دم سے کمرے میں آ گئے۔

"آ گیا بس" وہ ٹرے میں بھانپ اڑاتی باول میں سوپ لئے ایپرن پہنے پہنے ہی کمرے میں آ گئے تھے۔

جب آتے ہی انکی نظر زرتشم کے ہاتھ میں پکڑے اپنے موبائل پر پڑی۔

ایک لمحے کو انکے چہرے پر اجنبیت کا ایک سایہ سا لہرایا جو انکی حقیقت سے واقف تھا وہ جان لیتا یہ سایہ

اسکے اندر چھپی شخصیت کا تھا۔ جس کا چھپے رہنا ہی زرتشم نوشیر وال کیلئے مفید تھا۔

"یہ۔۔۔ک۔۔۔ کیا کہہ رہا ہے؟" تصاویر چھوڑ کر اس میسج کی جانب اشارہ کرنے لگی جو اسے پڑھنے میں ہی غنڈوں ٹائپ لگا تھا۔

"کون ہے دکھائیں" وہ از حد سرسری سے انداز میں بولتے اسکے پاس بیٹھے اور موبائل دیکھنے لگے۔

سامنے آیا میسج دیکھ وہ بے اختیار مسکرادیے۔

"یہ بھی ناں۔۔۔کچھ پیشنٹس ہوتے ہیں علاج ٹھیک سے نہیں کرواتے۔۔۔تو ڈاکٹرز کو مجبوراً انکے ساتھ سخت رویہ کرنا پڑتا ہے"وہ موبائل سائیڈ میں رکھتے اسے اپنے ہاتھوں سے سوپ پلانے لگے۔

"لیکن اس نے بولا کہ کام تمام کر دیا۔۔۔ایسا کیوں بولا؟"وہ اس میسج کے ٹون میں ہی بری طرح سے پھنسی تھی۔

ڈاکٹر برہان اسکے سوال پر بری طرح سے الجھے تھے وہ سر جھکائے اس بات کا جواب سوچنے لگے۔

"کچھ پیشنٹ بات آرام سے سمجھ نہیں آتی پھر ان کو اپنے طریقے سے سمجھانا پڑتا ہے"

"لیکن بات تو ایسے کی جیسے کوئی غنڈا ہو" وہ سر ہلاتی تڑخ کر بولی۔

اسکے اس کیوٹ انداز پر برہان کے لب گہری مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"نہیں ہم بہت شریف ہیں" ہاں انکی اس بات پر شرافت نے کونے میں کھڑے ہو کر ماتم کیا تھا۔

"ام کو پتہ ہے "کیامان تھا اسکا لیکن برہان کے دل میں خوف کی ایک لہر سی دوڑ گئی وہ کیا سمجھتی تھی انہیں جبکہ انکی حقیقت اسکے بلکل برعکس تھی۔

"زنو کب آئے گی وہ ام کو دکھی نہیں کل سے "یاد آنے پر بے اختیار پوچھا۔

"وہ کام پر ہو گی آجائے گی "انکے انداز میں ناراضگی سی چھلکی تھی۔

"ھمم۔۔۔کل وہ چلی گئی ام کو اسے بتانا یاد بھی نہیں رہا کہ ام اکیلا ہے۔۔۔اور یہ سب ہو گیا "وہ سوپ پیتی

اپنے دھیان میں بول رہی تھی جبکہ ڈاکٹر برہان کے
کان یکدم سے سن ہوئے۔
"آ۔۔۔آپ نے اسے نہیں بتایا تھا؟" بے یقینی سی
بے یقینی تھی۔
"نہیں۔۔۔بتایا تو۔۔۔ام بھول گیا تھا اسکے جانے کے
بعد ام کو یاد آئی" اسکی بات پر اتنی شرمندگی جس کی
کوئی حد نہیں تھی ڈاکٹر برہان کو چاروں طرف سے
گھیر گئی تھی۔

وہ کچھ دیر بیٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئے اور اپنے موبائل سے زنو کو کال کرنے لگے۔

''کہاں ہو تم؟'' اسکے فون اٹھاتے سیدھا سوال داغہ۔

''کھانا کھانے ریسٹورنٹ آئی تھی'' اسکے منہ میں شاید کچھ تھا بولنے کا انداز ہی بتا رہا تھا۔

''گھر پہنچو جلدی'' انکی بات پر مقابل کی طرف سے گہری خاموشی ہوئی۔

"کیوں۔۔۔پتہ چل گیا کہ میری غلطی نہیں تھی"

برہان نے بے اختیار سامنے دیکھا وہ سمجھ لیتی تھی باتوں کو۔

"خیر ہے۔۔۔مجھے برا نہیں لگا" جبکہ اسے لگا تھا پوری دنیا میں اگر کوئی تھا جس کی باتوں سے جس کے ہونے نہ ہونے سے ظاعنہ ورک کو فرق پڑتا تھا تو وہ تھے ڈاکٹر برہان ورک اسکی کل کائنات اسکا بھائی۔

"لیکن میں معافی مانگنا چاہتا ہوں" وہ سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

"معافیوں سے کچھ باتوں کا اثر ختم نہیں ہوتا۔۔۔ باتیں بھلادی جاتی ہیں اثر دلوں میں رہ جاتے ہیں" وہ ایک پل کیلئے انکو خاموش کروا گئی تھی۔

"میں آجاؤنگی۔۔۔آپ کے علاوہ میرا ہے ہی کون" وہ اپنی باتوں سے انہیں لاجواب کرتی فون کاٹ گئی تھی۔

اسکے اندر ایک بہت گہرا کنواں تھا جس کی گہرائی تک پہنچ پانا نہایت مشکل تھا

۔۔۔۔۔۔

اُس پُر تعیش اپارٹمنٹ کی صبح آج ہمیشہ خاص ہوئی تھی۔ ہلکی سی ٹھنڈی ہوا پردوں کو آہستہ آہستہ ہلا رہی تھی۔

کمرے کی بڑی شیشے والی کھڑکی کے پار آسمان کے کنارے سے سورج دھیرے دھیرے نمودار ہو رہا تھا۔

آئرہ رات جلدی سونے کے باعث وقت سے پہلے اٹھ چکی تھی۔ وہ اٹھ کر کمرے کی بڑی سی کھڑکی کے سامنے آئی۔

سنہری روشنی کی نرم کرنیں سامنے پھیلے شہر کی عمارتوں اور دور بہتے سمندر پر بکھر رہی تھیں۔

کھڑکی کے باہر پرندوں کی مدھم چہچہاہٹ فضا میں گھل رہی تھی۔ نیچے سڑکیں ابھی تک نیم خاموش تھیں، جیسے شہر ابھی پوری طرح جاگا نہ ہو۔

اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اس طرح بھی اپنا خوابی منظر دیکھ سکے گی۔

اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں برلاس بیڈ کے

دوسرے کنارے پر پہنچا خراٹے لے رہا تھا۔ وہی تو

وجہ بنا تھا اس خواب کے پورے ہونے کی۔

ایک تو خواب اتنا حسین اوپر سے وہ شخص۔ آئرہ کیلئے

اپنا دل قابو کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

سورج کی پہلی کرنیں جب کمرے کے اندر داخل

ہوئیں تو فرش اور دیواروں پر سنہری روشنی کا حسین

نقش بکھر گیا۔

یہ وہ پر سکون لمحہ تھا جب صبح اپنی پوری تازگی کے ساتھ آہستہ آہستہ دن میں بدل رہی تھی۔اور کھڑکی کے باہر کا منظر کسی خوبصورت خواب کی طرح دل کو سکون دے رہا تھا۔

وہ اس منظر کو دیکھنے میں اتنی مگن تھی کہ اسکے جاگنے کا علم تک نہیں ہو سکا۔

وہ نیند میں بنا جوتوں کے ہی اسکے پیچھے آکر کھڑا ہوتے آئرہ کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر پھر سو گیا۔

آئرہ یوں تھی جیسے پتھر کی کوئی مورت۔ وہ سانس
بھی نہیں لے رہی تھی۔

92/1

وہ سانس روکے باہر کے خوبصورت منظر کی جانب اپنا
دھیان بھٹکانے کی کوشش کرنے لگی مگر ایسا کیسے

ممکن تھا جب پاس کھڑا شخص دنیا میں دل اور روح

کے سب سے زیادہ قریب ہو۔

وہ کسی معصوم بچے کی طرح اسکے کندھے پر سر ٹکائے

پھر سے اونگھنے لگا تھا آئرہ کو یقین نہیں آیا مگر ایک

دلکش مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئی۔

وہ برلاس کے سو جانے پر سکون سی ڈرتے ڈرتے اسکے

سر میں نرم انگلیاں چلانے لگی۔

"امم۔۔۔ کرتی رہو" وہ ہاتھ پیچھے ہٹانے ہی والی تھی

کہ برلاس اسکا ہاتھ پکڑ کر پھر سے اپنے سر پر رکھ گیا۔

اسکے اچانک جاگ جانے پر آئرہ کا دل بے اختیار اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

"سکون" واقعی وہ جیسے سکون کی وادیوں میں بنا پروں کے اڑ رہا تھا۔

باہر سے آتی ٹھنڈی ٹھار ہوا انکے بدن کو چھوتی سرسراہٹ سی پیدا کر رہی تھی۔

یہاں کا موسم معمول سے زیادہ ٹھنڈا ہو رہا تھا اتنا کہ آئرہ اب باقاعدہ کانپنے لگی تھی یہ اثر ٹھنڈ کا تھا یہ اس دشمن جان کا اندازہ کر پانا بے حد مشکل تھا۔

"ا۔۔۔اٹھ جائیں۔۔۔ صبح ہو گئی" وہ اس بگڑے نواب زادے کے سر پر ہاتھ پھیرتی دھیمی سرگوشی میں جگانے لگی۔

"ھمم۔۔۔ ہماری کوئی صبح اور شام نہیں ہے" وہ اپنی نیند سے بھری مخمور آواز میں بولتا آئرہ کی دھڑکنیں بے ربط کر گیا۔

وہ چاہتی تھی اسے بتانا کہ وہ جب سو کر اٹھتا ہے تو اسکی آواز معمول سے ہٹ کر بھاری ہوتی ہے جو سیدھا

دلوں کی تاروں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتی اسے سخت

امتحان میں ڈال دیتی ہے۔

"اٹھ جائیں ناں ب۔۔۔ برلاس "اس وقت اسکا نام

لینا بھی کتنا مشکل تھا۔

"اونہوں۔۔۔شاہ۔۔۔ صرف شاہ "اسکے منہ سے

اپنے لئے شاہ سننا اسے کتنا پسند تھا اور کیا محسوس کرتا

تھا یہ آئرہ جان لیتی تو یقیناً اس لفظ کو دوبارہ غلطی سے

بھی اپنی زبان پر نہ لاتی۔

''ش۔۔۔شاہ۔۔۔اٹھ جائیں'' اب کی بار اسکے اتنے

لاڈ سے اٹھانے پر بر لا اس واقعی اٹھ گیا تھا وہ آنکھیں

مسل کر سامنے کا منظر دیکھنے لگا جو صبح کے وقت اور

بھی خوبصورت لگ رہا تھا۔

''آپ فریش ہو جائیں میں ناشتہ بنا دوں تب تک'' وہ

کہہ کر جانے ہی لگی تھی جب وہ بے اختیار اسکی کلائی

تھام کر روک گیا۔

اور اسے سر تا پیر بغور دیکھنے لگا اسکے یوں دیکھنے پر آئرہ تھوڑی متذبذب کا شکار ہوئی۔ وہ نروس ہوتی اپنے بال کان کے پیچھے اڑسنے لگی۔

"تم نے چینج نہیں کیا؟" وہ اسے کل کے کپڑوں میں دیکھ بے ساختہ بولا۔

"وہ۔۔۔ وہ میں کرنے ہی والی تھی بس" وہ صحیح خود پر شرمندہ ہوئی تھی شام سے ایک ہی لباس میں ملبوس۔ مگر قصور اسکا بھی نہیں تھا وہ دونوں سفر سے اس قدر

تھک چکے تھے کہ آکر سوائے سونے کے اور کسی کام کو کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

"ھمم کرو۔۔۔"وہ اسکی کلائی چھوڑ کر اس کی جانب رخ کر گیا آئرہ کو سمجھ نہیں آئی وہ بات کرنا چاہتا تھا یا صرف دیکھ رہا تھا۔

"ا۔۔اوکے"وہ جلدی سے جانے ہی لگی تھی جب برلاس کی آواز پر پھر سے قدم رک گئے۔

"میری شرٹ پہنو" اسکی بات پر آئرہ کے قدم ہی نہیں دل بھی رک گیا تھا اس نے مڑ کر بے ساختہ اسے دیکھا۔ آج اسکی آنکھیں بدلی بدلی سی تھیں۔

جیسے کوئی نشہ کیا ہوا ہاں۔ وہ نشے میں تھا اسکی سر چڑھ کر بولتی محبت کے نشے میں۔

"ج۔۔۔جی؟" وہ سمجھ کر بھی انجان بننا چاہتی تھی دل نے پہلے ہی شور مچا دیا تھا۔

وہ دو قدم آگے آیا جب اس سے ڈر کر آئرہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"میری۔۔۔شرٹ" ٹھہر کر لفظ دہرائے۔

"ک۔۔۔کیوں۔۔۔میں اپنے کپڑے لے کر آئی تھی" وہ اب اسکے دیکھنے کے انداز پر بری طرح سے نروس ہو رہی تھی۔

"میں نے سب ایئرپورٹ سے واپس دے دیے تھے" اسکی بات پر آئرہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی اس نے جھٹ سے کونے میں رکھے بیگز کی جانب دیکھا جن میں اسے اپنا بیگ کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

وہ خود جا کر اپنے بیگ سے بٹنوں والی شرٹ لے کر آیا اور لا کر آئرہ کے ہاتھ میں تھما دی۔

"ہم۔۔۔یہاں زندگی کو آگے بڑھانے آئیں ہیں جان من۔۔۔تو شروعات ابھی سے کرنی بنتی ہے جاؤ" وہ اسکا رخ باتھ روم کی جانب کرتا پیچھے سے سر کا بوسہ لے گیا۔

آئرہ تو یوں تھی جیسے ابھی یہاں سے غائب ہو جائے دل تیز تیز کانوں میں دھڑک رہا تھا وہ اسکی نظروں سے بچتی جلدی سے باتھ روم میں غائب ہو گئی۔

اسکے جاتے برلاس نے گہرا سانس لیا اور خود کمرے سے باہر نیچے والے فلور پر آگیا جو کل والی حالت میں ہی موجود تھا

اس نے لیونگ روم میں کھڑے ہو کر کچن کی جانب دیکھا وہاں سے کچن کا منظر بھی نہایت دلکش لگ رہا تھا۔

دونوں حصوں کے درمیان آدھی دیوار کی جگہ کھلا امریکن اسٹائل آرچ بنایا گیا تھا، جس کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے ہی کچن کا خوبصورت حصہ صاف نظر آجاتا تھا۔

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے کچن کی جانب بڑھ گیا اور اس کا تفصیلی جائزہ لینے لگا۔

دیواروں پر ہلکے کریم اور کافی رنگ کے کیبنٹس بہت نفیس لکڑی سے بنے ہوئے تھے جن کے چمکتے ہینڈلز روشنی میں ہلکی سی چمک بکھیر رہے تھے۔

سامنے ایک لمبا سا ماربل کا کاؤنٹر تھا جس پر سفید اور بھورے رنگ کی لکیریں قدرتی ڈیزائن بناتی دکھائی دیتی تھیں۔

برلاس کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ بکھر گئی

مطلب اسکے بھائیوں نے کسر کہیں نہیں چھوڑی تھی

اسے شرافت کے بل سے باہر نکالنے میں۔

کاؤنٹر کے بیچوں بیچ ایک خوبصورت آئی لینڈ کاؤنٹر

بھی تھا جس کے گرد اونچی اسٹائلش کرسیاں رکھی

تھیں، جیسے صبح کی چائے یا ہلکے ناشتے کے لیے خاص

طور پر بنائی گئی ہوں۔

ایک طرف جدید سٹیل کا سنک تھا جس کے اوپر شیشے

کی بڑی کھڑکی لگی تھی۔اس کھڑکی سے باہر استنبول کی

سڑکیں اور دور دور تک پھیلی عمارتیں نظر آتی تھیں، جبکہ صبح کی ہلکی دھوپ اندر آکر کچن کو اور روشن کر دیتی تھی۔

دیوار کے ساتھ لگا بلٹ اِن اوون، مائیکروویو اور کافی مشین جدید طرز کا احساس دلا رہے تھے۔ کاؤنٹر پر شیشے کے جاروں میں کافی بینز جو اسے پسند تھے، چینی اور خشک میوے ترتیب سے رکھے ہوئے تھے۔ ایک کونے میں تازہ لال اور سفید ٹیولپ کے پھولوں کا

گلدستہ رکھا تھا جو کچن کی سادگی میں ایک خوبصورت رنگ بھر رہا تھا۔

یہ پھول یقیناً گارڈنر نے ہی رکھے ہونگے جو چپکے چپکے اسکے باپ کے احکامات پر عمل کر رہا تھا۔

وہ کافی بینز کا جار اٹھائے کافی مشین کی جانب آ گیا۔

زندگی میں پہلی بار وہ خود سے کچن میں آیا تھا صاف واضح تھا اسکی زندگی میں بیوی نامی بلا آ چکی ہے۔

وہ کچھ ہی دیر میں اپنے گیلے بالوں کو ہلکا سا ہاتھ مار کر سیدھا کرتی بس جو سامنے میک اپ کا سامان آیا چہرے پر لگاتی جلدی سے نیچے آگئی۔

"م۔۔۔میں بنا دیتی ہوں" برلاس کو خود سے کافی بناتے دیکھ وہ بے اختیار بولی۔

جب وہ اسکی آواز پر وہی سے اسکی جانب مڑا۔

اسکے مڑنے کی دیری تھی کہ آئرہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا وہ دائیں بائیں نظریں گھماتی اپنی گھبراہٹ کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی

وہ خود اس وقت صرف بلیک پینٹ اور سینڈو پہنے کھڑا تھا جب آئرہ کو سر تا پیر بغور دیکھا۔

"او کے۔۔۔ آؤ" وہ ایک قدم پیچھے ہٹتا اسے راستہ دے گیا۔

وہ اسکی نظروں سے بچتی آگے آکر کافی بنانے لگی جب برلاس اسکے عین پیچھے کھڑا ہوتے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گیا۔

کہ تب ہی کاؤنٹر پر رکھا دوسری جانب برلاس کا فون بجنے لگا اسکی آواز پر آئرہ اسے جھٹ سے خود سے دور کر گئی۔

"کس کی موت آئی ہے" ایسے وقت میں وہ اپنی دخل اندازی برداشت نہ کرتا یہ تو پھر کوئی اور تھا۔

وہ سر میں ہاتھ پھیرتے آئرہ کو دیکھنے لگا جو کچن سے نکل کر سیدھا اوپر بھاگ گئی تھی۔ برلاس موبائل کی جانب آتا سکرین پر جگمگاتا نام دیکھنے لگا۔

میرو کا نام دیکھ سارا غصّہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا اور موبائل اٹھاتے کان سے لگالیا۔

"کومل نے آج جلدی چھٹی دے دی کمرے سے نکلنے کی" اٹھاتے ساتھ جل کر بولا وہاں دوسری جانب پامیر کا حلق پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔

"میری چھوڑو۔۔۔اپنا بتاؤ۔۔۔ مصروف لگ رہے تھے" اسکی آواز سے اندازہ کرتے ہنسی کو بریک لگا کر شریر انداز میں چھیڑنے لگا۔

"جی ضروری کام کر رہا تھا" اس نے کچن کے اس راستے کی جانب دیکھا جہاں سے وہ ہو کر گزری تھی۔

"ہاں جانتا ہوں۔۔۔ کتنے ضروری کام ہیں۔۔۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہاں گھومنے کا پلان ہے کہو تو میں تمہیں اچھی جگہوں کی لسٹ بھیج دیتا ہوں "

وہ پورا زور لگا کر اپنی ہنسی روکتا واقعی ہاتھ میں پکڑی لسٹ دیکھنے لگا سامنے بیٹھے یاقوت نے بھی اپنی ہنسی بمشکل دبائی تھی

دونوں لان میں بیٹھے صبح صبح اسے زچ کرنے کا پلان بنا

کر بیٹھے تھے۔

اس سے پہلے پامیر کی نان اسٹاپ زبان چلنا شروع

ہوتی برلاس بیچ میں پڑا

"آپ رہنے دیں۔۔ میں یہاں کی سڑکیں ناپ لونگا"

صاف ظاہر تھا وہ زچ ہو رہا تھا پامیر اور یاقوت نے بے

ساختہ پھوٹ کر نکلنے والا قہقہہ روکا۔

"ارے کیوں۔۔۔ رکو تو۔۔۔ میں بتاتا ہوں تمہیں

پورا پلان۔ وہیں ایک مسجد ہے جا کر وہاں بیٹھ جانا اور

اللّٰہ سے گڑگڑا کر میرے جیسی نیک و صالح اولاد مانگنا دیکھنا کیسے ملتی ہے "
یاقوت کا اب ہنسی روکنے کے باعث چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"اولاد کیسے آئے گی؟ آسمان سے ٹپکے گی یا زمین سے نکلے گی؟" اسکے جل بھن کر کئے گئے سوال پر پا میر فون میوٹ کرتے حلق پھاڑ کر ہنسا یہی حال یاقوت کا بھی تھا مالی نے رک کر دونوں پر پڑنے والا یہ دورہ دیکھا۔

"نہیں ناں۔۔۔ایک پری لے کر آئے گی پیاری سی ٹوکری میں" اسکی بات پر برلاس نے موبائل کو گھور کر دیکھا

"میرو۔۔۔میں بھائی سے آپ کی شکایت کرونگا" وہ آخر میں اسے دھمکی دینے پر اتر آیا تھا جس پر یاقوت اٹھ کر دوسری جانب جاتے بلند و بانگ قہقہہ لگا گیا۔

"الے۔۔۔لے۔۔۔میرا بچہ۔۔۔شکایت کرے گا۔۔۔نہیں آپس کی بات ہے بس مجھے تمہاری یاد آ

رہی تھی" آخر میں معصوم سا منہ اور آواز بھی ویسی ہی بنائی۔

"میں ایسا کرتا ہوں۔۔۔آئرہ کو واپس بھیج کر آپ کو بلا لیتا ہوں" اب کی بار پامیر نہیں روک پایا تھا اپنی ہنسی وہ گلا پھاڑ کر زور سے ہنسنے لگا۔

برلاس نے موبائل میں سے ہی اسے گھور کر کال کاٹ دی یہاں یہ دونوں بے شرموں کی طرح بس پیٹ پکڑے ہنستے ہی چلے جا رہے تھے۔

"تم دونوں پر کو سا دورا پڑا ہے مجھے بھی بتاؤ" عثمان ہاتھ میں پکڑا بیگ ٹیبل پر رکھتے دونوں ڈھیٹوں کو دیکھنے لگا جو اسے بتانے کے بجائے بس ہنستے چلے جا رہے تھے کہ تب ہی زیحال بھی وہی آگیا۔

اسے دیکھ دونوں کی ہنسی کو دو سو کی سپیڈ پر جا کر ایکدم سے بریک لگی اور دونوں ہی تیر کی طرح سیدھے ہو گئے۔

"کیا ہو رہا ہے ؟" اسکے سوال پر دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا۔اور اندر ہی اندر پھر سے پھنس پھنس کر ہنسنے لگے۔

"برلاس کو تنگ کیا؟" وہ باپ تھا ان کا۔انکی الٹی حرکتوں سے بخوبی واقف تھا۔

"مم۔۔۔میں نے نہیں میرو نے" اپنی طرف زیحال کی نگاہیں پھرتے دیکھ یاقوت نے فوراً سے پامیر کی جانب اشارہ کیا جس پر وہ تڑپ کر اپنے بےوفا بھائی کو دیکھنے لگا۔

"آئیڈیا انکا تھا بھائی۔۔۔پکا پرامس" وہ بھی پا میر تھا

سارا ملبہ یاقوت پر ڈال گیا۔

"ن۔۔۔نہیں یہ جھوٹ بول رہا ہے میں نے نہیں کہا

تھا" دونوں کی اپنے باپ کے سامنے ہوا ٹائیٹ ہو رہی

تھی زیحال قدم قدم لیتا آگے آیا اور دونوں کے

مقابل کھڑا ہو کر انہیں دیکھنے لگا۔

"تم دونوں کو پیدا بھلے نہیں کیا لیکن پالا میں نے ہی

ہے۔۔۔بہتر ہے الٹے کاموں سے باز آجاؤ۔۔۔ورنہ

الٹا لٹکا دونگا دونوں کو" وہ دھمکی دیتا دونوں کی بولتی بند کرواگیا۔

یہ تو وہ بھی جانتے تھے کہ چاہے دس بجے ہو جائیں اس شخص کے سامنے وہی عمر رہنی تھی جو برسوں پہلے تھی یہ بھی انکی اپنی چاہت تھی جو کبھی اس چھوٹے ہونے کے احساس کو ختم نہیں کرنا چاہتے تھے۔

زیحال دھمکی دے کر جیسے ہی گیا دونوں نے اپنی رکی سانسوں کو پھر سے چلنے کی اجازت دی۔

"تم دونوں کا تو کلاس لگ گیا بھئی" عثمان وہی ایک

کرسی کھینچتا اپنے بیگ سے کپ کیکس نکال کر کھانے

لگا جو ماہم نے بچوں کیلئے بھیجے تھے۔

"میں نے زندگی میں کوئی کلاس نہیں لی۔۔۔بلکہ لیا

ہے" پامیر باز کہاں رہنے والا تھا

اسکے پھر سے ٹوکنے پر جہاں یاقوت کا پھوٹ کا قہقہہ

نکلا وہی عثمان نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تمہیں میں میٹنگ میں دیکھوں گا" عثمان جسے ٹھہر

ٹھہر کر بولتا دھمکی دے کر اندر چلا گیا۔

پیچھے وہ دونوں پھر سے اپنی حرکت پر ہنسنے لگے تھے۔

۔۔۔۔۔۔

تینوں بچے عثمان چاچو کے لائے گئے کپ کیکس بڑے مزے سے کھانے میں مصروف تھے اب تو عبدلباری بھی ان میں شامل ہو گیا تھا وہ اپنے گول مٹول ہاتھوں سے کھا کر اور بھینچ کر اسے ریزہ ریزہ کر کر فرش پر گرا رہا تھا۔

"انکو دیکھو۔۔۔بس موقع ملے کپڑے گندے

کرنے کا"مشی جو زوناش کو ابھی فیڈ کر وا کر بے بی

کاٹ میں ڈال کر ہی آئ تھی انکو دیکھ سر پکڑ گئ۔

"وی۔۔ایت۔۔۔تپ۔۔ تیش۔۔۔ مش مما(ہم

کپ کیکس کھا رہے ہیں مشی مما)"زامل تینوں کی

حمایت میں جھٹ سے بولا تھاہاں عثمان چاچو نے بتایا

تھا کہ یہ کپ کیکس ہیں۔

"او کے میرا بیٹا۔۔۔آپ تینوں انجوائے کرو" اپنے داماد کی اس قدر معصومیت پر وہ صدقے واری جاتی تینوں کے روئی جیسے گال چوم گئی۔

اور خود اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"اس ماڈل کو مارکیٹ میں کب لانا ہے زی۔۔۔ٹائم کل کا ملا تھا" عثمان فائل کھولے اسکی جانب بڑھا گیا۔ وہ دونوں اس وقت آفس روم میں بیٹھے تھے۔زیحال نے غور سے فائل دیکھی۔آج اسکے دیکھنے کا انداز بہت الگ تھا۔

"پتہ نہیں کیوں۔۔۔اس بار میرا دل تھوڑا بے چین ہے عثمان" وہ کافی دن بعد اسکے ساتھ پہلے کی طرح مخاطب ہوا تھا ویسے جیسے گہری یاری تھی دونوں میں۔

"کیوں۔۔۔ڈاکٹر کے پاس چلیں؟" وہ زیحال کے لئے ایکدم سے پریشان ہوا۔

"نہیں۔۔۔میرا وہ مطلب نہیں تھا میں نے اس ماڈل کو اپنے دن رات دیے ہیں۔۔۔اپنی نیندیں قربان کی ہیں اسکے پیچھے۔۔۔ نجانے کیوں اتنی محنت کے بعد

بھی اسے سب کے سامنے لانے سے دل بے چین ہے

جیسے کچھ غلط ہو گا"

وہ گہرا سانس لیتے پیچھے پاور چیئر سے ٹیک لگا گیا۔

"ھمم۔۔۔ ہوتا ہے۔۔۔ جب اتنی محنت کرو اور اسکا

صلہ لینے کا وقت آئے تو ایسا ہونا فطری ہے۔۔۔ تم فکر

نہیں کرو۔۔۔ ہم اس پر جان کی بازی لگا دیں گے کچھ

غلط نہیں ہو گا"

وہ اٹھ کر زیحال کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گیا۔ جس پر وہ نہ

چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

"تم کر لو یہ فائل کمپلیٹ میں ذرا ریسٹ کر
لوں۔۔۔رات بھر اس پر کام کیا ہے۔۔۔پھر ملتے ہیں
آفس میں "

وہ عثمان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے شائستگی سے بولا
عثمان بھی سر ہاں میں ہلاتے مسکرا کر اسکے ہاتھ پر ہاتھ
رکھ گیا اسے یہاں زیحال نے بلایا تھا یہ فائل جو
ادھوری تھی اسے پورا کر کرہی آفس جانا تھا مگر اس
میں اتنی سکت نہیں بچی تھی۔

نیند سے آنکھیں چور تھیں وہ اب بس سونا چاہتا تھا۔

کمرے میں آتے ہی وہ بنا دائیں بائیں دیکھے دھڑام سے

بیڈ پر لیٹ گیا۔

جبکہ زمل دوسری جانب بیڈ کی چادر صحیح کرنے میں

مصروف تھی۔

"ہبی۔۔۔یہ کیا کیا" وہ چادر خراب ہوتے دیکھ بولنے

ہی لگی تھی جب اسے یاد آیا کہ وہ پوری رات نہیں سویا

بلکہ کام میں مصروف تھا۔

"میں کر دونگا ٹھیک۔۔۔وائفی۔۔۔بس ذرا کمر سیدھی کرلوں" وہ تھکن سے چور آواز میں بولتا آنکھیں بند کر گیا۔

زمل مسکرا کر اسے دیکھتی گھوم کر اسکی جانب آ کر کھڑی ہو گئی۔

"تھکاوٹ ہو گئی؟" محبت بھرے انداز میں پوچھا۔

"ھمم۔۔۔بہت "

"کندھے دبادوں ؟" کھلے دل سے آفر کی جس پر

زیحال نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا اور اسکے ہاتھ پکڑ

کر اپنے لبوں سے لگائے۔

"میں ان ہاتھوں کو نہیں تھکانا چاہتا۔۔۔ جا کر زامل

زالے کو بلاؤ وہ دونوں بیٹھ جائیں گے" اسکی بات پر

زمل اچھی بیویوں کی طرح سر ہلاتی کمرے سے باہر ان

دونمونوں کو بلانے چلی گئی۔

جو کچھ ہی دیر میں اپنے بابا کی کمر کو پلے گراؤنڈ سمجھ کر

اس پر خوب اچھل کود کر رہے تھے۔

"ماہ" عبدلباری تولیے سے چوہے کی طرح باہر نکل کر انکو دیکھ وہاں جانے کی ضد کرنے لگا زمل اسے ابھی ابھی نہلا کر ہٹی تھی کومل جب بھی ڈیوٹی پر ہوتی تھی باری کی ڈیوٹی زمل ہی نبھاتی تھی یہ محبت کی رسی آگے بھی تھام لی گئی تھی۔

کون کس کی اولاد تھی جان پانا بے حد مشکل تھا سب میں اتنی محبت اور اپنائیت تھی جسے لفظوں میں بیان کر پانا بہت مشکل تھا۔

"نو۔پہلے تیار ہونگے ہم پھر آپ بڑے بابا کے
ساتھ کھیلنا میں زامل زالے کو نائی کرواؤں گی"
وہ اسے پیار سے بہلا کر دوسرے کپڑے پہنانے لگی
اور تیار کر کرا سے زیحال کے پاس چھوڑ دیا اور زامل
زالے کو لے کر باتھ روم میں چلی گئ۔
زیحال کو اتنی گہری نیند آگئ تھی کہ ان کی اچھل کود کا
بھی اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہو رہا تھا۔

وہ تینوں بچوں کو نہلا دھلا کر پھر سے فریش کر گئی۔
تھوڑی دیر میں اسکی کلاس شروع ہونے والی تھی جس
کے لئے وہ جلدی جلدی کرتی انکا کام ختم کرنے لگی۔
اب وہ پڑھائی میں ضد نہیں کرتی تھی سمجھداری سے
خود ساری کلاسز لیتی تھیں۔

اچھا خاصا دن نکل آیا تھا جب عثمان کی کال پر زمل
اسے اٹھانے آئی تھی وہ اب تک اوندھے منہ لیٹا گہری
نیند میں تھا وہ آکر عین اسکے سر پر کھڑی ہو گئی۔

"ہبی۔۔۔اٹھ جائیں۔۔۔ عثمان بھائی کی کال آرہی ہے" وہ زیحال کا کندھا پکڑ کر دھیرے سے ہلانے لگی۔

"امم۔۔۔" وہ گردن دائیں سے بائیں رکھتا کسمسا کر پھر سو گیا۔

زمل لب کچلتی اس کشمکش میں مبتلا ہوئی کہ اسے اٹھائے یا نہ اٹھائے کیونکہ وہ رات بھر نہیں سویا وہ بھی چاہتی تھی کہ اسکے ہبی آرام کر لیں۔

وہ زیحال کے فون سے ہی عثمان کا نمبر ملاتی اسے بتا گئی تھی کہ اسکے ہبی تھوڑی دیر بعد آفس آئیں گے۔

اسکے بعد بھی وہ مزید تین چار گھنٹے مسلسل سوتا رہا تھا۔

اتنی پر سکون نیند زمل نے شاید ہی اسے کبھی سوتے دیکھا ہو گا۔

وہ اسکے سر میں ہاتھ پھیرتی محبت پاش نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

جب خود پر گہری نیند میں بھی اسکی نظروں کو بھانپتے زیحال کی پلکوں میں جنبش سی ہونے لگی۔

زمل اٹھ کر دور ہونے ہی لگی تھی کہ وہ ڈھیٹ اسکی گود میں سر رکھ گیا۔

"میرے پاس رہو" مخمور آواز میں اس سے التجا کرتے وہ پھر سے سونا چاہتا تھا۔

"ہبی اٹھ جائیں۔۔۔ عثمان بھائی آپ کا کب سے ویٹ کر رہے ہیں" اسکی بات پر زیحال کی آنکھیں پٹ سے کھلی وہ سر اٹھا کر اسے ایسے دیکھنے لگا جیسے مکمل نیند کے خمار سے نکلا نہ ہو۔

"کب آئی تھی کال؟" اسے یاد ہی نہیں تھی۔

"چار گھنٹے پہلے "اسکے منہ سے چار گھنٹے سن کر زیحال کرنٹ کھاتا سیدھا ہو بیٹھا اور بے یقینی سے اسے دیکھ پھر بھی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی۔

جہاں شام کے پانچ بج رہے تھے۔

"اوہ شٹ۔۔۔ تم نے اٹھایا کیوں نہیں اتنی امپورٹنٹ میٹنگ تھی میری" وہ بیڈ سے اترتا جلدی سے پیروں میں جوتے پہننے لگا زمل نے اسکی پیٹھ گھوری۔

"کپڑے نکالو میرے جلدی" باتھ روم جاتے جاتے اسے ایک کام سونپا اور اگلے پندرہ منٹ میں وہ تیار ہوا کلائی پر گھڑی باندھ رہا تھا۔

جب اسکا موبائل رنگ کرنے لگا وہ عثمان کی ہی کال تھی۔ وہ جلدی سے اٹھا کر فون کان سے لگا گیا۔

"ساری نیند تم آج ہی نکالے گی حبیبی یہاں کلائنٹس ابدی نیند سونے والے ہیں" وہ اپنے مخصوص چہکتی آواز میں بولا تھا۔

"میں بس ابھی پہنچا تم ہو تو کیا غم" اسکی بات پر عثمان کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا۔

"بہت تیز ہو رہے ہو۔۔۔میں نے کرلی یہ میٹنگ۔۔۔کل ماڈل کو مارکیٹ میں انٹروڈیوس کروانا ہے اسکی بس تیاریاں دیکھنی ہیں آکر دیکھ لو "

وہ اب نارمل انداز میں بات کر رہا تھا جب اسکی اس بات پر زیحال کی سانس میں سانس آئی

یہ کلائنٹس دوسرے ممالک سے خاص پاشا سے ملنے آئے تھے مگر جہاں وہ نہیں وہاں رائے عثمان لاشاری بزنس کا بے تاج بادشاہ میدان میں اترتا تھا۔

"ویسے تمہاری بے چینی کافی حد تک صحیح بھی تھی۔۔۔دوسرا ماڈل مارکیٹ میں اتارنے والا ابراہیم ہے اور وہ بنا کوئی گند پھیلائے کام نہیں کرے گا"

اسے یہ بات خود تھوڑی دیر پہلے پتہ چلی تھی جواب وہ سنجیدگی سے زیحال کے غوش اتار رہا تھا۔

زمل اتنے میں اسکے لئے چائے بنا کر لائی تھی جسے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتی وہ زیحال کا چہرہ دیکھنے لگی۔

اسے دیکھ وہ مسکرا کر ایک فلائے کس دے گیا۔زمل جسے اسکے چہرے پر غصّہ محسوس ہوا تھا نارمل ہوتی اپنا کام کرنے لگی۔

"وہ اپنے بل سے باہر نکلنے کی قیمت اگر یہ مانگے گا۔۔۔تو میں یہ قیمت چکانے کو تیار ہوں" اسکا انداز بے حد سپاٹ تھا۔

"لیکن ہم اسکے بل میں بھی گھس سکتے ہیں تو یہ رسک کیوں لینا؟" عثمان صحیح معنوں میں الجھ کر رہ گیا تھا۔یہ ڈیل کوئی بچوں کا کھیل نہیں تھی۔

"بے فکر رہو۔۔۔وہ چاہ کر بھی اس ماڈل کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس پر میرے دن رات کی محنت لگی ہے اور رہی بات اسکے بل میں گھسنے کی۔۔۔تو مجھے دشمن کو سامنے سے للکارنے میں مزہ آتا ہے چوہے بلی کے کھیل سے سخت نفرت ہے مجھے "

ایک پل کیلئے اس میں پاشا بے کی سفاکیت بھری جھلک نظر آئی تھی۔

عثمان اسکی بات پر پوری طرح سے مطمئن ہوتا مسکرا دیا۔

"یہی ایک مرد کی نشانی ہے وہ تیسرا جینڈر پتہ نہیں کہاں سے ٹکرا گئی" آخر میں اسکی زبان پھر پھسل گئی۔

زیحال مسکرا کر اسکی کال بند کر گیا۔

"ہبی" اسے کال سے فری ہوتے دیکھ وہ صوفے پر بیٹھی ہاتھ میں اسائمنٹ پکڑے بولی۔

"یس ہبی کا بے بی" وہ فائلوں میں کوئی فائل ڈھونڈتا ہمیشہ کی طرح اپنے دلکش انداز میں مخاطب ہوا۔

"مجھے سمجھ نہیں آئی کل داجی نے ہم سب کو اچانک انوائیٹ کیسے کرلیا۔"

وہ پین منہ میں لے کر کچھ متجسس سی استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"گلے وہ بابا ہیں۔۔۔اور ہم سب انکی فیملی" اسے کہیں نہ کہیں زمل کی بات دل پر لگتی محسوس ہوئی تھی

"وہ تو ہے۔۔۔" وہ اپنے دھیان میں سر جھٹکتی واپس سے اسائمنٹ میں منہ دے گئی بچوں سے کچھ دیر چھٹکارا پا کر اسے یہ کام جلدی ختم کرنا تھا۔

"انکا دل تھا سب سے ملنے کا۔۔۔ سب کو ایک ساتھ دیکھنے کا" وہ اسکے ادھورے سوال کو بہت نرمی سے پورا کرنے لگا۔

"اور انہوں نے ایک خواہش بھی ظاہر کی ہے" وہ فائل میں نظریں ٹکائے بول رہا تھا جب اس بات پر زمل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیسی خواہش ہبی؟"خود سے کچھ بھی فرض کرنا

اسکے ذہن میں کوئی بات نہیں تھی جسے وہ سوچ سکتی۔

لیکن ایسی بھی کوئی خواہش ہو گی جو اسکی سانسیں

روک دے گی اسکا اندازہ بھی اسے نہیں ہر گز نہیں

تھا۔

92/2

وہ سانس روکے زیحال کو دیکھ رہی تھی جو بنا اسکی

جانب دیکھے اپنے کام میں مصروف ساتھ اس سے

بات بھی کر رہا تھا۔

"وہ چاہتے ہیں ہم بھائی آپس میں رشتے داری کو ترجیح

دیں۔۔۔تاکہ ساری عمر ایک دوسرے سے دور نہ ہو

سکیں" اسکا انداز بہت سرسری سا تھا مگر زمل کی سانسیں اس بات پر نہیں رکی تھیں۔

"وہ بار بار مہروزا اور زامل کو دیکھ رہے تھے۔۔۔مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ان دونوں کے حوالے سے کچھ سوچ رہے ہیں "

وہ کندھے اچکا کر انداز ابولا تھا جبکہ زمل کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔

"تو۔۔آ۔۔۔آپ نے کیا کہا؟" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"مجھے کیا کہنا ہے۔۔۔وہ بس سوچ رہے تھے۔۔۔اور اگرایسا سوچ بھی رہے ہیں تو یہ میرے لئے بہت خوشی کی بات ہے" وہ اپنے انداز سے بہت مطمئن لگ رہا تھا جبکہ زمل کی رنگت پوری نچڑ چکی تھی۔

"مم۔۔۔مہروز زامل سے آٹھ سال بڑی ہے ہبی" یہ آواز جیسے کسی گہری کھائی سے آئی تھی۔

"عورت چاہے جتنی بڑی ہو لیکن لگتی مرد سے چھوٹی ہی ہے چار پانچ سالوں میں ہی تم اپنے بیٹے کو دیکھ لینا۔۔۔کتنا قد نکال جائے گا وہ "

زامل کا قد تو ابھی سے اپنے باپ کے قد پر جا رہا تھا وہ دن بہ دن تیزی سے قد نکال رہا تھا اسکے مقابلے زالے بہت چھوٹی لگتی تھی۔ جبکہ دونوں میں فرق بھی کچھ ہی منٹوں کا تھا۔

نہیں وہ اس بات پر یک دم سے ضد نہیں کر سکتی تھی وہ جانتی تھی وہ کب شوہر کی طرح پیش آتا ہے اور کب ایک محبوب کی طرح۔

سو میں سے ننانوے بار اگر وہ محبوب بن کر اسکے نخرے اٹھاتا تھا تو ایک بار وہ شوہر بن کر سنجیدگی سے

اسے باتوں کو سمجھاتا بھی تھا اور یہ فیصلہ کرنے والا ایک باپ تھا وہ باپ سے یہ اختیار نہیں چھین سکتی تھی۔

لیکن دل کسی گہری کھائی میں ڈوب رہا تھا زوناش کا سوچ سوچ کر جسے وہ ہمیشہ اسی نظر سے دیکھتی آئی تھی۔ اور اب وہ دو دوراہے پر کھڑی تھی۔ یا شاید خود زیحال بھی اسی دوراہے پر کھڑا ہونے والا تھا۔

ایک طرف اگر یاقوت تھا تو دوسری طرف زریاب لالا۔ وقت بہت ظالم تھا پل میں یا تو سب سمیٹ سکتا

تھا یا اجاڑ سکتا تھا مگر وہ خوف زدہ ہوگئی تھی اس وقت کو سوچ کر جس نے نجانے انکے لئے کیا رکھا تھا۔

زیحال اس فائل میں اس قدر مصروف تھا کہ اس نے سر اٹھا کر ایک بار بھی زمل کی جانب نہیں دیکھا دیکھ لیتا تو شاید اسے کچھ سکون میں لے آتا۔

"ہبی۔۔۔ا۔۔۔اگر زریاب لالا خود سے کہیں تو کیا آپ زامل کی مہروز سے کر دیں گے؟" وہ صرف سوچ پر مستقبل کیلئے اپنے دل کو بے چین نہیں کر سکتی تھی وہ یقین دہانی چاہتی تھی۔

"ظاہر ہے انہیں انکار نہیں کر سکتا" اسکا انداز بہت نارمل تھا مگر زمل کا دل بیٹھا چلا جا رہا تھا۔

وہ وہی سے اٹھ کر اسکے ماتھے کا بوسہ لیتے آفس کیلئے نکل گیا تھا یہ کہہ کر کہ "مجھے آنے میں تھوڑی دیر ہو جائے گی زامل زالے کو سمجھا کر جاؤنگا "

ہاں اسے اب ذیادہ فکر ان دونوں کی ہی رہتی تھی جو اپنے بابا کے پاس جانے کیلئے اسکی گلا لے کو تنگ کرتے تھے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ تنگ ہو۔

وہ آئرہ کو لے کر ترکی کی سب سے خوبصورت جگھوں

میں سے ایک جگہ کا پادو کیہ لے کر آیا تھا جہاں کا منظر

بلکل ایک خواب جیسا تھا آئرہ گاڑی سے اترتے ہی کسی

حسین خواب کی طرح اس جگہ کو دیکھنے لگی جہاں

سیاحوں کا رش کافی تعداد میں تھا لیکن وہ غور کرتی تو یہ

رش دوسری جانب تھا۔

جس جگہ وہ کھڑی تھی وہاں صرف وہی دو تھے

ڈرائیور بھی گاڑی لے کر جا چکا تھا۔

اسکے پیچھے برلاس پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس
منظر کے بجائے اپنے خوبصورت منظر کو دیکھ رہا تھا۔
آسمان پر رنگ برنگے ہاٹ ایئر بیلون آہستہ آہستہ اوپر
اٹھ رہے تھے۔ سرخ، نیلے اور سنہری بیلون صبح کے
ہلکے نیلے آسمان میں تیرتے ہوئے ایسے لگ رہے تھے
جیسے کسی مصور نے آسمان پر رنگ بکھیر دیے ہوں۔
سورج کی پہلی کرنیں جب ان بیلون اور چٹانوں پر
پڑتیں تو پورا منظر سنہری چمک میں نہا جاتا۔

نیچے وادی میں چھوٹے چھوٹے پتھریلے راستے، قدیم غار نما گھر اور دور تک پھیلے کھلے میدان اس جگہ کو اور بھی پراسرار اور دلکش بنا رہے تھے۔ ہر طرف ایسا سکون تھا کہ صرف ہوا کی سرسراہٹ اور کبھی کبھار کسی پرندے کی آواز ہی سنائی دے تھی۔

آئرہ نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے اس شہزادے کو دیکھا جس نے اپنی شہزادی کا یہ خواب اتنے حسین طریقے سے پورا کیا تھا۔

وہ بچوں کی طرح خوش ہوتی برلاس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر جھول گئی۔

"تھینک یو۔۔۔۔ تھینک یو۔۔۔۔ سو۔۔۔۔ مچ مجھے یہاں لانے کیلئے" وہ اس کے سینے سے لگی خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔

برلاس نے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھے اور مزید اپنے ساتھ لگا گیا۔

"گھر جا کر اچھے سے تھینکس کہنا۔۔ تھوڑے رومانٹک انداز میں" وہ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسکی لو دانتوں میں دبا گیا۔

آئرہ جز بز سی ہوتی اس سے دور ہونے لگی۔ صبح والی اسکی حرکتیں اب تک نہیں بھولی تھیں۔

وہ تو بس یہاں گھومنے آئی تھی مگر برلاس کا ارادہ بھانپ کر تو دل چاہتا تھا اڑ کر واپس پاشا ولا چلی جائے۔

برلاس نے یہ پورا ایریا اپنے لئے بک کروالیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا وہاں کسی کی نظر غلطی سے بھی اسکی

محبوبہ پر پڑے۔ وہ آئرہ کو بیوی بعد میں مانتا تھا مگر پہلے وہ اسکی محبوبہ تھی جس سے اسے پہلا اور آخری عشق ہوا تھا۔

آئرہ دور ہٹتی جلدی سے آگے بڑھ گئی۔ وہ خوب اس جگہ کو اپنی یادوں میں قید کرتی جب تھک گئی تو بھوک سے پیٹ میں سے باقائدہ آوازیں آنے لگی تھیں۔

"مجھے بھوک لگی ہے بہت" وہ برلا اس کو دیکھ معصوم سامنہ بنا کر بولی۔

"مجھے بھی لگی ہے۔۔۔ شدید" وہ اسے آر پار ہو جانے والی نظروں سے اوپر سے نیچے تک دیکھتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

"شاہ۔۔۔" وہ یکدم سے جھینپتی بر لا اس کا بے ساختہ قہقہہ بلند کروا گئی۔

"اوکے۔۔۔ میڈم۔۔۔ چلیں کچھ کھاتے ہیں" وہ اسے کمر سے تھام کر اپنے ساتھ لگاتے آگے بڑھ گیا جہاں ایک طرف چھوٹا مگر سٹائلش اور روایتی ریسٹورنٹ بنا تھا۔ وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر

والے حصّے میں آ گئے تھے جہاں سے منظر اور بھی
صاف اور دل کش نظر آتا۔

ٹیرس پر لکڑی کی میزیں سجی ہوئی تھیں۔ ہر میز پر
ایک چھوٹا سا لیمپ جل رہا تھا جس کی نرم روشنی ماحول
کو اور بھی پر سکون بنا رہی تھی۔

ٹھنڈی ہوا آہستہ آہستہ چل رہی تھی اور دور کہیں
سے ہلکی موسیقی کی مدھم آواز سنائی دے رہی تھی۔

آئرہ وہی ایک جگہ التی پلتی مار کر بیٹھ گئی بر لاس بھی
عین اسکے سامنے بیٹھا تھا۔

میز پر ترکی کے روایتی کھانے رکھے تھے، گرم گرم روٹی، خوشبودار کباب، سلاد اور چائے۔

ان سب کو دیکھتے ہی آئرہ کے منہ میں پانی آنے لگا تھا وہ سب سے پہلے کباب اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال گئی اتنے لذیذ اور مزے دار کہ منہ میں جاتے ساتھ ذائقہ گھل گیا اتنے جوسی کہ لفظوں میں بیان ہونے سے قاصر۔

"امم۔۔۔یمی۔۔۔بہت ٹیسٹی ہے یہ کھا کر دیکھیں" وہ دوسرا کباب اٹھا کر برلاس کے منہ کی

طرف لے گئی جبکہ برلاس کی نظر اسکے جھوٹے کباب پر تھی۔

وہ آئرہ کا ہاتھ پیچھے کرتا اسکا وہ دوسرا ہاتھ اپنے منہ کے قریب لے آتے کباب کے ساتھ اسکی انگلیاں بھی منہ میں لے گیا۔

ایک سر سراہٹ سی آئرہ کے پورے بدن میں دوڑ گئی وہ گھبرا کر اپنا ہاتھ پیچھے کر گئی چہرہ سرخ سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

"واقعی بہت ٹیسٹی ہے" صاف واضح تھا وہ تعریف کباب کی نہیں کر رہا۔

دونوں نے اچھے سے کھانا کھایا تھا جس کے بعد برلاس کا گھر جانے کا ارادہ تھا مگر آئرہ اسکے سارے ارمانوں کو ٹھنڈا کرتی اسی جگہ میں گھومتی رہی۔

جبکہ وہ گاڑی سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔اس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی دیکھی یہاں ایک ایک سیکنڈ اس پر پہاڑ کی طرح گزر رہا تھا

اور یہی وقت اس نازک سی لڑکی کے ساتھ اتنی سپیڈ سے گزر جاتا کہ بس۔

"چلو بھی۔۔۔" اسکے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہونے لگا تھا۔

آئرہ اسکی طلب خوب اچھے سے جانتی تھی تب ہی دل پسلیوں سے باہر آنے کو بے تاب تھا۔

"تھ۔۔۔ تھوڑی دیر اور؟" وہ کچھ بھی کر کے اس کی نظروں سے بچنا چاہتی تھی۔

"یہ میرا ٹائم ہے۔۔۔ ہم پھر دوبارہ آجائیں گے" وہ آئرہ کے کان میں سرگوشی کرتا اسے گاڑی میں بٹھا گیا۔ آئرہ اسکے پہلو میں سمٹی بار بار اپنے لب دانتوں سے کچلنے لگی۔

اسکی یہ گھبراہٹ برلاس کے ضبط کو اور بھی آزما رہی تھی یہ شرم و حیا کا پیکر بنی لڑکی یہاں آنے کے بعد اسے اپنے لئے پاگل کر گئی تھی۔

۔۔۔۔۔۔

پاشاولا میں وہی شور آج بھی برقرار تھا جو ہر صبح

چڑیوں کی چہچہاہٹ سے پہلے سنائی دیتا تھا اس شور نے

سب کی زندگی پہلے سے زیادہ حسین بنادی تھی کیونکہ

یہ وہ شور تھا جو برسوں بعد ان بھائیوں کی خاموش

سنسان زندگی میں ہوا تھا۔

انکی اولادوں کا شور کوئی ان سے پوچھتا جو کبھی زندگی کو

ہتھیلی پر رکھ کر جیتے تھے آج وہ ان بچوں کو دیکھ زندگی

کو حسین طریقے سے جینا سیکھ گئے تھے۔

اب تو زوناش بھی ان تینوں کے ساتھ شامل تھی اس

نے بھی صبح صبح اٹھ کر مشی کی نیند حرام کردی تھی

"کیا ہوا میرا بیٹا۔۔۔ مما یہ رہی" وہ زوناش کو تھپک کر

پھر سے سلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

مگر اسکی ٹھسک ٹھسک بند ہونے کا نام ہی نہیں لے

رہی تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔" اسی وقت یاقوت اسکی آواز سن کر

گہری نیند سے بیدار ہوا اسے جاگتے دیکھ مشی نے زور

سے آنکھیں میچ لیں وہ اسی ڈر سے زوناش کو چپ کروا رہی تھی۔

"پتہ نہیں اسے کیا ہونے لگا ہے صبح کے چھ بجے ہیں ابھی" وہ گھڑی کی طرف دیکھ پریشان کن لہجے میں بولی۔

"میرا بیٹا۔۔۔ بابا کے پاس آؤ" وہ اٹھ کر زوناش کو اپنے کندھے سے لگا گیا وہ بھی جیسے اسی کے انتظار میں تھی۔

فوراً سے چپ ہو گئی لیکن بٹن سی آنکھیں بند نہیں
کیں۔

"اسے مجھے دو تم سو جاؤ۔۔۔میں اسے باہر لے جاتی
ہوں" یاقوت کو ویسے بھی کچھ دیر میں آفس کیلیئے اٹھنا
تھا مشی اسکے آرام کا خیال کرتی زوناش کو لے کر
کمرے سے باہر آگئی جہاں وہ تین افلاطون اپنے مشن
امپاسیبل پر سر دھڑ کی بازی لگا رہے تھےn
"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" وہ آگے آتی ان تینوں کو دیکھنے
لگی جن کے ہاتھوں میں لان کی مٹی بھری پڑی تھی۔

"وی ایٹ۔۔۔۔ڈش۔۔۔۔(ہم یہ کھا رہے ہیں)"

زامل نے معصومیت سے مٹی آگے کر دی جسے دیکھ

مشی کی آنکھیں بے اختیار پھٹی۔

"واٹ۔۔۔۔یہ۔۔۔۔یہ کس نے کہا کھانے کو" اسکے

صحیح معنوں میں اوسان خطا ہوئے تھے۔

اس نے فوراً سے تینوں کے ہاتھ دھلوائے اور باہر سے

مالی کو بلا کر اسکی اچھی خاصی کلاس لی۔

"تمہاری ڈیوٹی پودوں کو پانی دینے سے زیادہ بچوں کی حفاظت کرنے کی ہے۔۔۔ تم اتنے لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہو "

"سوری بی بی سائیں۔۔۔ میں کچھ دیر کوارٹر میں چلا گیا تھا۔

"تم۔۔۔"وہ کچھ کہتے کہتے رک کر مٹھیاں زور سے بھینچ گئی۔

"اگر انکے پیٹ میں درد ہوا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔جاؤ تم اور آئندہ خیال رکھنا ورنہ ایسی کلاس لگواؤں گی کہ آئندہ ایسی غلطی کا سوچو گے بھی نہیں"

اسکی دھمکی پر مالی ڈر کر مؤدب انداز میں سر خم کرتا جلدی سے باہر نکل گیا۔

وہ تینوں صوفے پر پیر لٹکائے اپنی جلاد مشی ماما کو دیکھ رہے تھے۔

"بیا۔۔می وانت۔۔۔توکو(بھیا مجھے چاکلیٹ چاہئے)"زالے کے گول گول ہاتھ شدّت سے مٹّی

کیلئے تڑپ رہے تھے اسے اس مٹی کا ذائقہ بہت اچھا لگا تھا۔

"اور آپ تینوں۔۔۔میں آپ تینوں سے ناراض ہوں" وہ جان بوجھ کر ان کی کمزور رگ پر ہاتھ رکھ رہی تھی۔

"نو۔۔۔جامی۔۔۔ناج ناہ (نہیں زامی سے ناراض نہیں ہوناں" وہ تقریباً رونے والی شکل بنا گیا زالے باری نے ایک دوسرے کو دیکھا اور خود بھی بچارا سا منہ بنا گئے۔

مشی جانے ہی لگی تھی جب لینڈ لائن پر کال آنے لگی۔

وہ کچھ متجسس سی ہوتی اسکی جانب بڑھ گئی اور فون

کان سے لگا کر خاموشی سے سننے لگی۔

مقابل سے برلاس کی آواز سن کر اسکے چہرے پر چمک

سی دوڑ گئی۔

"کیسے ہو برلاس اور آئرہ کیسی ہے؟" وہ خوش اسلوبی

سے دونوں کا حال پوچھنے لگی۔

برلاس نے سامنے بیڈ کر گہری نیند سوتی ہوئی آئرہ کو

دیکھا نیند میں وہ اور بھی معصوم لگتی تھی۔

وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

"وہ بھی ٹھیک ہے بچے کہاں ہیں؟" اسے بچوں کا یاد شدّت سے ستا رہی تھی صبح کے وقت وہ کسی کو تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا تب ہی گھر کے نمبر پر کال کی۔

"یہ بیٹھے ابھی ابھی مٹی کھاتے پکڑا ہے" وہ تینوں کا کارنامہ بتانے لگی جسے سن کر برحلاس کو ہنسی آئی۔

"ویڈیو کال کروائیں ان سے میری" اسکی فرمائش پر مشی اپنے فون سے اسے ویڈیو کال کر کر موبائل ان تینوں کو پکڑا گئی۔

تینوں ہی موبائل پر ایسے جھپٹے تھے جیسے کوئی قید جیل سے رہا ہوا ہو بے صبروں کی طرح تینوں کی آپس میں جنگ ہو گئی۔

"ارے بس۔۔۔بس۔۔۔تاہ سب سے بات کریں گے" وہ بہلانے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ کہاں سمجھتے تاہ کیلئے تو تینوں ہی بے صبرے تھے۔

"تاہ۔۔۔می۔۔۔ہش (تاہ میں کٹی ہوں)" زامل نے فوراً سے بائکاٹ کر لیا وہ کیوں گیا تھا انکو چھوڑ کر انکو بھی لے کر جانا تھا ساتھ۔

"سوری ناں میرا بیٹا۔۔تاہ واپس آئیں گے آپ کے
پاس بہت سارے ٹوائز لے کر اوکے "
"ناہ۔۔۔دونت وانت توئج (نہیں مجھے ٹوائز نہیں
چاہئے) "
جہاں وہ اپنے پیار کی جنگ لڑ رہا تھا وہی زالے فون پر
جھک جھک کر اپنے تاہ کو کسی دے رہی تھی عبدلباری
کا اپنا سٹائل تھا وہ منہ پر ہاتھ مارتا آ۔۔۔۔آ۔۔۔آ کرتا
کھیل بھی رہا تھا ساتھ پیار بھی دے رہا تھا۔

مشی ان تینوں کو تاہ کے ساتھ چھوڑ کر خود زوناش کی فیڈر بنانے کچن میں چلی گئی تھی وہ ابھی سے کبھی کبھی فیڈر اسے دینے لگی تھی۔

پاشا برادرز آفس میں معمول کے مطابق ہر کوئی اپنے کام میں مصروف دکھائی دے رہا تھا یہاں کسی کو بھی بے فضول کسی سے بات کرنے کی اجازت نہیں تھی ایسے جیسے وہ لوگ انسان نہیں روبوٹ ہوں۔

پامیر سلطان اپنے کوٹ کے بٹن بند کرتا ہوا اسسٹنٹ
کے ساتھ کچھ ڈسکس کرتے ہوئے اپنے آفس کی
جانب بڑھ رہا تھا
چہرے پر سنجیدگی اور رعب دار شخصیت کوئی اسے
دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اتنا ہنس مکھ اور مزاحیا
طبعیت کا مالک تھا۔ بزنس کے وقت وہ اپنے کسی اور
ہی روپ میں ہوتا تھا۔
میٹنگ روم میں آتے اسے دیکھ وہاں موجود کلائنٹس
کھڑے ہوگئے۔

"ہیلو" وہ سب سے گرم جوشی سے مصافحہ کرتا اپنی پاور چیئر پر آ بیٹھا۔

اس نے سامنے رکھی فائل کے صفحات پلٹ کر تیزی سے ہر چیز کا جائزہ لیا۔

اسے یہ میٹنگ ختم کر کر جلدی سے زیحال کے آفس پہنچنا تھا جہاں سب اسی کا انتظار کر رہے تھے۔

"جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں، ہمارا یہ انویسٹمنٹ پلان لانگ ٹرم کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس میں

رسک کم اور ریٹرن سٹیبل رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔"

پامیر کے ساتھ بیٹھے اسسٹنٹ نے فوراً لیپ ٹاپ اسکرین کو پروجیکٹر سے کنیکٹ کیا۔ اسکرین پر گراف اور چارٹس ظاہر ہو گئے۔

"یہ دیکھیں،" وہ اسکرین کی طرف اشارہ کرنے لگا۔ "پہلے سال میں پروفٹ زیادہ نہیں ہو گا، مگر دوسرے سال سے ریٹرن آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہو جائے گا۔"

اسکے لہجے میں ایک اعتماد تھا وہ باتوں کے انداز سے ہی کوئی فاتح معلوم ہوتا تھا۔ بزنس میں اسکا نام اسی اعتماد کی وجہ سے تھا۔

زیحال اور یاقوت اگر باہر کے معاملات دیکھتے تھے تو پامیر سلطان اکیلے پورا امپائر سمبھال سکتا تھا۔

کلائنٹس میں سے ایک شخص نے تھوڑا سا آگے جھک کر غور سے سکرین دیکھی۔

"اور اگر مارکیٹ میں اچانک تبدیلی آجائے تو؟"

وہ شخص ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولا جیسے وہ کہیں نہ کہیں اسکے اعتماد سے جل رہا تھا۔

"اسی لیے ہم نے بیک اپ اسٹریٹیجی بھی رکھی ہے۔ اگر مارکیٹ ڈاؤن بھی جائے تو بھی انویسٹر کا سرمایہ محفوظ رہے گا۔ "

پامیر کے چہرے پر دل جلی مسکراہٹ بکھر گئی۔

اسے ڈاؤن کرنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔

کمرے میں موجود سب لوگ سنجیدگی سے سر ہلا رہے تھے۔

فائلوں کے صفحات پلٹنے اور ہلکی گفتگو کی آوازیں فضا میں گونج رہی تھی

یہ میٹنگ کچھ دیر مزید چلی تھی جب وہ سب سے مل کر اپنے آفس سے نکل آیا وہی جہاں اسکے پارٹنرز ٹی پارٹی کر رہے تھے۔

"بے شرموں۔۔۔تم سب نے میرے بغیر پارٹی شروع کر دی؟" وہ یاقوت اور عثمان کو جھاڑ پلاتا اپنا چائے کا کپ اٹھا گیا۔

"ہم نے سوچا تم کو آنے میں وقت لگے گی تو سوچا ہم اپنے چوہوں کو آرام دے دیں" عثمان ساری زبانوں کو مکس کرتا اپنے ہی انداز میں بولا تھا۔

"تمہاری تو کلاس میں بعد میں لونگا پہلے بتاؤ میٹنگ کب شروع ہو گی میرے پیٹ میں دورے پڑ رہے ہیں اپوزٹ سائیڈ سے آنے والے ماڈل کو دیکھنے کیلئے۔۔۔ ویسے کیا لگتا ہے ابراہیم کہاں تک ہمارے ماڈل کا مقابلہ کر سکتا ہے؟"

وہ فروٹ پلیٹر سے انگور اٹھا کر مزے سے منہ میں
ڈال کر سوچنے لگا۔

"ہوہ۔۔۔۔بہت بری طرح منہ کی کھائے گا
بچارا۔۔۔" یاقوت کا انداز بہت لاپرواہ سا تھا وہ سب
کے سب مطمئن تھے کوئی نہیں جانتا تھا آگے کونسی
قیامت ان پر گزرنے کو بے تاب ہے۔

وہ تینوں بے صبری سے زیحال کے آنے کا انتظار کر
رہے تھے جو کہ خود اس وقت زمل کے کالج کے باہر
کھڑا تھا۔

وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہا تھا آج زمل کا پہلا پیپر تھا جو دینے کیلئے اسے کسی بھی حال میں کالج آنا تھا اور زیحال اسے اکیلے بھیجنے کا رسک کبھی نہیں لے سکتا تھا۔

وہ خود اسکے ساتھ آیا تھا اور اسکے لئے سب سے الگ آفس روم میں پیپر دینے کا انتظام کروایا تھا۔

وہ کافی دیر انتظار کر کر خود اندر کی جانب بڑھ گیا۔

جب اپنے دھیان میں چلتے چلتے وہ سامنے سے آتی عورت سے ٹکرا گیا۔

اس کے ہاتھ میں پکڑی فائل چھوٹ کر زمین پر جا گری۔

"اوہ ایم سوسوری" زیحال بیٹھ کر اسکی فائل سے نکلے پیج سمیٹنے کی کوشش کرنے لگا وہ عورت ادھیڑ عمر تھی بیٹھنے میں تکلیف ہونے کے باعث کھڑی کھڑی اسے دیکھنے لگی۔

جب پیپرز سمیٹتے زیحال کا ہاتھ لمحہ بھر کو رکا۔ وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں ایک پیپر اٹھا کر اس پر لگی تصویر دیکھنے لگا۔

وہی آنکھیں وہی ناک وہی ہونٹ اور وہی شولڈر تک آتے بال جواب کافی حد تک سفید ہو چکے تھے۔

اس نے نظر اٹھا کر بے اختیار اوپر دیکھا۔

وہ ہو بہ ہو ویسی ہی تھیں جیسے آج سے بائیس سال پہلے تھیں۔

وہ بے اختیار اٹھتا چلا گیا۔

"تھینک یو ویری مچ بیٹا" وہ اسکے ہاتھ سے فائل لے کر اسے کچھ صحیح ترتیب دینے لگی مگر زیحال کو لگا جیسے

وہ سانس نہیں لے پا رہا۔ آنکھوں میں بے اختیار نمی بھرنے لگی تھی۔

وہ عورت بنارسی کی ساڑھی پہنے بالوں کو پیچھے جوڑے کی شکل میں باندھے کھڑی تھی۔

وہ عورت وہاں سے آگے بڑھ گئی جب جاتے جاتے اسکا موبائل بجنے لگا۔

"ہاں میں کرونگی بات پرنسپل سے۔۔۔ تم فکر مت کرو" اسکے لہجے سے پریشانی صاف جھلک رہی تھی

زیحال مڑ کر اسے دیکھا وہ کسی بات پر بہت زیادہ

پریشان لگ رہی تھی۔

کہ اتنے میں زمل پرنسپل کے ہمراہ اسکے پاس آکر

کھڑی ہوگئ۔

"ہیی" اسکی آواز پر زیحال بے ساختہ اسکی جانب مڑا

وہ اس قدر اس عورت میں کھو گیا تھا کہ زمل کے آنے

تک کا علم نہیں ہو سکتا۔

"چلیں؟ مجھے بہت بھوک لگی ہے" دوسری بار بھی اس کی یہی کنڈیشن تھی کہ جسے ان مہینوں میں بھوک بہت لگتی تھی۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔ چلو" اسکے کہتے زمل آگے بڑھ گئی۔ جب پیچھے سے آتے پرنسپل کو دیکھ وہ خود وہی رک گیا۔

"یہ جو مس ابھی یہاں سے گئی ہیں۔۔۔ یہ یہاں کس پوسٹ پر ہیں؟" اسکے سوال پر پرنسپل نے گردن جھکا کر اس عورت کو دیکھا۔

"یہ یہاں ایک عام ٹیچر ہیں" انکا انداز بہت سر سری ساتھا زیحال کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"اور لیڈی پرنسپل؟ "

" وہ یہاں کوئی اور ہیں آپ کہیں تو ملوا دوں؟" وہ فورا سے جانے کو راضی ہو گئے زیحال کو دیکھ کر تو ویسے ہی انکی سانس رکتی تھی۔

"نہیں۔۔۔مجھے آپ سے انکی پوری ڈیٹیلز چاہئے یہ کہاں رہتی ہیں اور کون کون انکی فیملی میں ہے" وہ سنجیدگی سے بولتا زمل کے پیچھے نکل گیا۔

اسکے لئے گاڑی کا دروازہ کھول کر خود بھی وہ
ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا تھا زمل نے بے ساختہ
گردن موڑ کر اسے اور پھر اپنے سیٹ بیلٹ کو دیکھا جو
اسے خود بھی باندھنا آتا تھا مگر ڈیوٹی ہمیشہ زیحال

پوری کرتا تھا آج اسکا دھیان نجانے کس طرف تھا کہ اس نے زمل کا سیٹ بیلٹ باندھے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

وہ خاموشی سے خود یہ کام کرتی اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔ سنجیدگی تو جیسے اس شخص کے چہرے سے کبھی ختم ہی نہیں ہو سکتی تھی۔

"ہبی" اسکے دھیرے سے پکارنے پر زیحال نے فورا سے اسکی جانب دیکھا۔

"ھمم؟" وہ جیسے خیالوں کے سمندر سے ایک دم باہر آیا تھا۔

"سب ٹھیک ہے؟" حلانکہ اسکے خود کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا ایسا لگا جیسے کوئی بات تھی جو اسکے ہبی کے دل کو بہت بری طرح سے چھو کر گزری ہے۔

"ہ۔۔۔ہاں سب ٹھیک۔۔۔ تم بتاؤ پیپر کیسا ہوا؟" وہ اسکا دھیان اپنی جانب سے بھٹکاتے پیپر کی طرف لے گیا۔

"بہت اچھا ہوا۔۔۔بس آپ اپنے خزانے سے تھوڑا حصّہ پرنسپل کی جیب میں ڈال دینا" وہ شرارتی بچوں کی طرح اس سے آنکھ بچاتی بولی۔

زیحال نے آنکھیں چھوٹی کر کر اسے گھور کر دیکھا۔

"سمجھ گیا۔۔۔کونسے تیر چلا کر آئی ہو پیپر میں" وہ مصنوعی سا اسے ڈپٹتے ہلکے سے گال چٹکی میں بھر گیا۔

"ہاں تو۔۔۔پڑھنے دیتی ہے آپ کی اولاد۔۔۔دن رات مجھے تنگ کر کر رکھتی ہے" معصومیت کی انتہا

تھی زیحال کو وہ اس وقت اور اچھی لگی تھی یوں بچوں کی طرح شکایت کرتی ہوئی۔

"تورات کو پڑھ لیا کرو ناں بچے" وہ ٹرن لیتا شریر انداز میں گویا ہوا۔

"ہاں آپ کونسا کم ہیں رات کو آپ نہیں پڑھنے دیتے" اب کی بار اس نے صاف منہ بسور کر اس شخص کو دکھایا جس پر زیحال کا بے ساختہ قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا۔

"میرے پاس بہت خزانہ ہے پوری دنیا کو بھی دے دوں تو کم نہیں ہوگا بس۔۔۔" بولتے بولتے وہ زمل کی تھائی پر ہاتھ رکھے لہجے میں خماری لے آیا تھا۔

"مجھے کوئی تم سے دور نہ کرے۔۔۔اس خزانے میں چاہے مجھے بھی لوٹ کر لے جائے" اسکے انداز میں اسکا جنون صاف واضح تھا۔زمل کا دل ایک بار زور سے کانوں میں دھڑکا تھا۔

اگلے ہی پل وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتی پیچھے کر گئی۔

"ٹھرکی" جھٹ سے ایک لقب دیا جو زیحال پر بہت

بچ بھی رہا تھا۔

"حلال ٹھرک پن ہے۔۔۔ جنت ملے گی اس سے"

وہ اپنی بیوی کو دیکھ فخر سے بولا تھا زمل کے گال سرخ

ہونے لگے۔

"اچھا۔۔۔ مجھے آپ سے کچھ کہنا تھا ہبی" اب وہ

قدرے سنجیدگی سے مخاطب ہوئی تھی زیحال بھی

معاملہ سنجیدہ سمجھ کر اسکے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

"ہبی۔۔۔مجھے لگتا ہے بچوں کے بارے میں ابھی سے کچھ سوچنا صحیح نہیں ہوگا"

"جیسے کہ؟" وہ ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا دوسرا اپنی ٹھوڑی کے نیچے ٹکائے پوری توجہ سے زمل کو دیکھ رہا تھا۔

"ہبی آگے تو دیکھیں" وہ اسکی بے باک نظروں پر جھینپ سی گئ تھی۔

"میں یہیں دیکھونگا۔۔۔تم بولو" وہ ڈھیٹ اتنا اچھا نہیں تھا جو ایسی بات فوراً سے مان لے۔

"وہ۔۔۔مجھے لگتا ہے یہ فیصلہ ہمیں اپنے بچوں پر چھوڑنا چاہئے کہ وہ کل کو کسے اپنے لئے چنتے ہیں۔۔۔کیونکہ میں ان جلد بازی کے فیصلوں کا نتیجہ بہت برا دیکھ چکی ہوں "

اسکے لہجے میں خوف سا چھلکا تھا۔

"کیسے ؟"زیحال کو اسکی بات کچھ کچھ سمجھ آرہی تھی۔

"جیسے آپ" دو لفظی جواب جو یکدم سے زیحال کے

دل کو دھک سے روک گئے تھے۔ وہ خالی نظروں

سے اسے دیکھے گیا۔

"پلیز مجھے غلط نہ سمجھیں۔۔۔ زندگی کا بھروسہ نہیں

کل کو ہم نہ رہیں تو بچے ہمیں اچھے لفظوں میں یاد

رکھیں نہ کہ ہم سے دور ہو جائیں ہم ایسی کوئی غلطی نہ

کریں ہبی "

وہ اسکا ہاتھ تھامتی نرمی سے گویا ہوئی لہجے میں عرق اتر

آیا تھا۔

"زالے کے وقت آپ نے کہا تھا کہ زندگی اسکی ہے وہ کل کو جیسا چاہے گی ویسا ہو گا "

ہاں وہ انگوٹھی جو وقت کے ساتھ انکی ننھی سی انگلی میں بڑی ہو رہی تھی بہت اہمیت رکھتی تھی مگر اتنی نہیں جتنی خود زالے آفندی کی تھی اپنے باپ کی نظر میں۔ جو اپنی بیٹی کی ایک آواز پر دنیا الٹ پلٹ سکتا تھا۔

زیحال اسکی باتوں پر سنجیدگی سے سوچتا بے اختیار مسکرا دیا اور لب زمل کی پیشانی پر ٹکاتے اسے پرسکون کر گیا۔

"تم بے فکر رہو۔۔۔ ہم صرف مشورہ دیں گے آگے

جیسا بچے چاہیں گے وہی ہو گا" وہ ایک ہی جملے میں

زمل کو بے حد پر سکون کر گیا تھا

اور وہ اندر ہی اندر جیسے اس بات سے واقف تھی کہ

اسکا بیٹا کس کیلئے ابھی سے اتنا جنونی ہے کاش زیحال

بھی اس دن زامل کو دیکھ لیتا جب وہ زوناش کے گم ہو

جانے پر رو رو کر ہلکان ہو گیا تھا۔

اتنا دکھ کسی کو نہیں تھا نہ اتنا انتظار جتنا اس ننھی سی جان کو تھا وہ تو اسکے وجود میں آنے سے پہلے اسے دعاؤں میں مانگتا تھا جو کومل اسے سکھاتی تھی۔

وہ زمل کو گھر چھوڑ کر خود وہی سے آفس کیلیئے نکل گیا تھا

گھومنے پھرنے کے بعد اس شخص کو اپنی محبت کا امتحان دے کر وہ اب نیند سے بیدار ہوئی تھی جسم سے تھکن کافی حد تک ختم ہو چکی تھی وہ اٹھ کر شاور لیتی ہلکا پھلکا

سامیک اپ کر کر اپنے آپ کو دیکھ بے اختیار مسکرا دی۔

اتنا نکھار تو اسے خود پر پوری زندگی میں محسوس نہیں ہوا تھا جتنا اس چند پل کی قربت نے اسے نکھار دیا تھا۔

سوچ کر ہی اسکے گال شرم سے دہک اٹھے۔

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتی اٹھ کر جانے ہی لگی تھی جب اسے اپنے موبائل پر "بابا کالنگ" جگمگاتا ہوا نظر آنے لگا وہ خوش ہوتی جلدی سے موبائل اٹھا کر کان سے لگا گئی۔

"سلام بابا" اسکی آواز میں چہک پن شامل ہوا تھا۔

"اتنی خوشی کبھی تمہیں مجھ سے بات کرتے ہوئے ہوئی ہے؟" دوسری جانب سے ندرت بیگم کی آواز پر آئرہ کی مسکراہٹ یکدم سے سمٹ گئی۔

"امی" منہ سے بے اختیار نکلا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تمہیں یاد ہے ورنہ تو نمبر بلاک کرنے کی طرح زندگی کے اس رشتے سے بھی بلاک نہ کر دیا ہوتا"

انکے انداز میں واضح طنز تھا آئرہ کا چہرہ پل میں اتر گیا۔

"تم نے حرکت کی اس کی وجہ ؟"وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ انکی بیٹی اس طرح بھی ان سے منہ موڑ لے گی۔

"وہ۔۔۔میں"آئرہ کو سمجھ نہیں آئ کیا کہے۔

گھبراہٹ سے دل ڈوب رہا تھا۔

"تمہیں میری بات سمجھ کیوں نہیں آتی آئرہ۔۔۔کیا مجھے تمہیں بار بار وہ وعدہ یاد کروانا پڑے گا؟"وہ کڑے سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہو رہی تھیں۔

"مجھے یاد کروا دیں۔۔۔میں پورا کردونگا وہ وعدہ"

سامنے سے برلاس کی سپاٹ آواز پر انکے ہاتھ سے فون چھوٹ کر زمین پر جا گرا دل تیزی سے دھک دھک کرتا اور رنگت کسی سفید مردے کی طرح نچڑ سی گئی تھی۔

وہ ہونقوں کی طرح موبائل کو دیکھ جلدی سے اچک کر اپنے کان سے لگا گئیں۔

برلاس اپنے ساتھ کھڑی آئرہ کی اڑی رنگت بغور دیکھ رہا تھا وہ دھیرے سے ہاتھ بڑھا کر اسکے بال سہلانے

لگا جبکہ وہ اسکے اچانک آجانے پر بری طرح سے لرز رہی تھی۔

"بتایا نہیں۔۔۔کم آن مدران لاء حکم کریں میری بیگم آپ کے کونسے وعدے کو پورا نہیں کر سکیں" وہ ہمیشہ کی طرح اپنے بیسٹ انداز میں مخاطب ہوتا انکی روح فنا کر رہا تھا۔

"ک۔۔۔کوئی۔۔۔کوئی بھی نہیں" آواز ایسے کانپ رہی تھی جیسے سامنے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔

"ابھی تو آپ شکوہ کر رہی تھیں اور اب کہہ رہی ہیں کوئی بھی نہیں۔۔۔ خیر ہے؟"

وہ آئرہ کو کمر سے تھامے اپنے قریب کر گیا جب وہ سانس روکے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی ان آنکھوں میں وہ بگڑا بچہ کہیں نہیں تھا یہ آنکھیں ایک بے رحم اور سفاک شخص کی تھیں۔

"ہ۔۔۔ہاں وہ۔۔۔ مم۔۔۔میں آئرہ کو۔۔۔ملنے آنے کیلئے منا رہی تھی۔۔۔ا۔۔۔اس لئے" ہکلاہٹ کے مارے وہ ٹھیک سے بول تک نہیں پا رہی تھی۔

"وہ نہیں آئے گی۔۔۔آپ آنا چاہیں تو سو بسم اللہ" وہ بہت سرسری سے انداز میں بات کو نارمل کرتا آئرہ کے گال پر اپنے لب رکھ گیا۔

وہاں کال منقطع ہو چکی تھی وہ موبائل زور سے فرش پر دے مارتی اپنا سر تھام کر بیڈ پر ڈھے سی گئیں شدید غصّے کے باعث دماغ کھول نے لگا تھا ایسے جیسے پھٹ جائیں ابھی۔

"تمہیں۔۔۔۔ تمہیں نہیں چھوڑونگی میں" وہ لب بھینچ کر ضبط سے غرائی تھیں آنکھوں میں سرخی سی اترتی چھلکنے کے قریب تھی۔

برلاس آئرہ کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ بہت نرم لہجے میں استفساریہ پوچھنے لگا۔

وہ بولنے کے بجائے سر اثبات میں ہلانے پر اکتفا کر گئی۔

"اوکے۔۔۔آؤ۔۔۔میں نے تمہاری پسند کا کھانا

آرڈر کیا ہے ٹھنڈا ہو جائے گا" وہ لہجے اور انداز سے

ایک دم نارمل ہو گیا تھا وہ آئرہ کو اپنے ساتھ لئے نیچے آ

گیا جہاں باہر سوئمنگ پول کے کنارے پورا کینڈل

لائٹ ڈنر کا انتظام کیا گیا تھا۔

آئرہ اسے دیکھ پچھلا سب بھولتی ٹرانس کی سی کیفیت

میں آگے آتی ہر چیز کو دیکھنے لگی۔

میز پر نرم روشنی میں جلتی موم بتیوں کے درمیان کھانا

نہایت نفاست سے سجایا گیا تھا۔ سفید پلیٹوں میں

خوشبودار گرلڈ چکن اسٹیک رکھا تھا جس کے اوپر ہلکی سی ساس چمک رہی تھی۔

ساتھ ہی بٹر میں ہلکی سی فرائی کی ہوئی سبزیاں بروکلی، گاجر اور شملہ مرچ پلیٹ کو رنگین بنا رہی تھیں۔

میز کے ایک طرف گرم گرم کریمی پاستا کی پلیٹ رکھی تھی جس سے ہلکی سی خوشبو اٹھ رہی تھی، اور ساتھ تازہ گارلک بریڈ کے سنہری ٹکڑے رکھے تھے۔

درمیان میں شیشے کے پیالے میں تازہ سلاد تھا جس

میں لیٹش، ٹماٹر اور زیتون شامل تھے۔

آئرہ کی آنکھیں یہ سب دیکھ بے اختیار پھیلیں کیونکہ

یہ سارا کھانا اسکا فیورٹ تھا حیرت اسے شخص پر تھی جو

انجان بن کر بھی اسے اتنے اچھے سے جانتا تھا۔

آخر میں میٹھے کے لیے چھوٹا سا چاکلیٹ کیک اور دو

کپ گرم کافی رکھی تھی۔ موم بتیوں کی مدھم روشنی

میں وہ سادہ مگر دلکش کھانا اس لمحے کو اور بھی خاص بنا

رہا تھا

وہ مڑ کر برلاس کو دیکھنے ہی لگی تھی جب اسکا کندھا برلاس کے سینے سے ٹکرا گیا وہ اسکے قریب کھڑا اسی کی نظروں سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

"جتنی محنت ہم نے کی ہے آج۔۔۔اسکے بعد اتنا اچھا ڈنر حق سے بنتا ہے۔۔۔جان شاہ"

وہ اسکی حیرت بھانپتے شریر انداز میں بولا تھا آئرہ مسکرا کر اپنے لب دانتوں میں دبا گئی۔

واقعی اس شخص کے ساتھ اسے کچھ یاد نہیں رہتا تھا۔

برلاس کے کرسی کھینچنے پر وہ مسکرا کر آگے آ بیٹھی اسے بٹھا کر وہ خود بھی عین اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ۔۔۔یہ سب آپ نے باہر سے منگوایا ہے؟"

حیرت سے پوچھا

"امم۔۔۔چائے میں نے بنائی ہے باقی سب باہر سے"

وہ چائے کی جانب اشارہ کر کر بولا آئرہ نے ان چائے کے کپوں کو دیکھا اسے بے اختیار پورے ٹیبل پر وہ کپ ہی حسین لگے تھے۔

"میں۔۔۔میں پہلے چائے پی لوں؟" دل میں شدّت سے اس دشمن جان کے ہاتھ کی چائے پینے کی طلب ہوئی۔

"شیور۔۔۔وائے ناٹ۔۔۔ لیکن بہتر ہوتا ہم پہلے کھانا انجوائے کرتے میں ڈانٹ سے پہلے کھانا کھانا چاہتا ہوں" اسکی بات پر آئرہ نے گھور کر اسے دیکھا جس پر برلاس کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔

"اوکے بابا۔۔۔ٹرائے کرو۔۔۔میں نے پہلی بار بنائی

ہے" وہ ساتھ ہی اسکے گوش بھی اتار رہا تھا مبادہ وہ اس

سے کچھ زیادہ اچھے کی توقع رکھ لے

مگر نتیجہ اسکے عین برعکس نکلا تھا۔اس چائے کا ذائقہ

بہت اچھا تھا۔

"واؤ بہت مزے کی بنی ہے" وہ دل سے تعریف کرتی

مزید گھونٹ بھرنے لگی۔

"شکریہ محترمہ اب ذرا باقی چیزوں پر بھی نظر کرم فرمائیں آپ کو اس وقت طاقت کی شدید ضرورت ہے"

اسکی بات پر آئرہ کو یکدم سے اچھو لگا چائے حلق سے نیچے اترنے کے بجائے اوپر ناک میں چڑھ گئی۔

"آرام سے۔۔۔" وہ اٹھ کر اسکی پیٹھ سہلانے لگا تھا جب دونوں کی بھوری آنکھوں کا تبادلہ ہوا۔

صاف واضح تھا اگر وہ اسکی طلب تھی تو برلاس شاہ کی محبت بھی اسکی رگوں میں طلب بن کر دوڑنے لگی تھی۔

دونوں کے دل رک رک کر دھڑک رہے تھے اس سے پہلے وہ کوئی حسین گستاخی سرانجام دیتا آئرہ سٹپٹا کر کھانے کی جانب متوجہ ہو گئی۔

دونوں نے خوش گوار ماحول میں کھانا کھا کر اس وقت کو حسین یاد کی صورت میں اپنے ذہنوں میں محفوظ کیا تھا۔

"میں تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتی ہوں" واقعی پیٹ بھرنے کے بعد اسے پھر سے سکون والی نیند آنے لگی تھی۔

"اوکے جاناں۔۔۔جا کر سو جاؤ۔۔۔میں بھائی سے بات کر کر تھوڑی دیر تک آیا" وہ مسکرا کر اسکے سر پر ہاتھ پھیرتا بچوں کی طرح اسے ٹریٹ کر کر بولا۔
آئرہ کو اپنا آپ ایک دم سے خاص لگا تھا وہ مسکرا کر اوپر کمرے میں چلی گئی۔

برلاس کو شدّت سے زیحال کی یاد ستائی تھی جو اسے

یہاں بھیج کر اسکی طرف سے بلکل بے فکر ہو گیا تھا

مگر ایسا برلاس کو لگتا تھ۔

ورنہ ایسا کوئی پل نہیں تھا جس کی خبر اسکے باپ کو نہ

ہو۔

۔۔۔۔۔۔

لمبی شیشے کی میز کے گرد بڑے بڑے سرمایہ کار اور

بزنس پارٹنرز سنجیدہ انداز میں بیٹھے تھے۔ سامنے دیوار

پر لگی بڑی اسکرین خاموشی سے آنے والے لمحے کا انتظار کر رہی تھی۔

آج اس میٹنگ سے یہاں موجود لوگوں کو اربوں ڈالرز کا فائدہ ہونے والا تھا مگر یہ صرف ایک رخ تھا دوسرا رخ یہ بھی تھا کہ یہی اربوں کا نقصان بھی ہو سکتا تھا لیکن وہ سب لوگ مطمئن تھے جیسے جیت اپنی قسمت میں لکھوا کر آئے ہوں۔

"انکا کونسا پرائز بانڈ نکل آیا جو یہ لوگ اتنے خوش ہیں؟" عثمان جو کب سے انکے چہروں کو بغور دیکھ رہا

تھا جھک کر پامیر کے کان میں سر گوشی کر کر پوچھنے لگا۔

"یہ ہارنے سے پہلے کی خوشی ہے میری جان تم بس دیکھتے جاؤ" وہ فائل درست کر کر پراجیکٹر سیٹ کرنے لگا۔

اتنے میں زیحال میٹنگ روم میں داخل ہوا اسے دیکھ سب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے وہ سب سے مصافحہ کرتے اپنی پاور چیئر پر آ بیٹھا۔

چہرے پر وہی سنجیدگی وہی رعب ودبدبہ جو اسکی اصل پہچان تھی۔

اس کے سامنے بیٹھے لوگوں کے چہروں کی چمک پل میں سمٹی۔ عثمان اب بھی بغور انکو دیکھ رہا تھا زیحال کو دیکھتے انکی آنکھوں کے رنگ بدلے تھے اور ایسا کیوں یہ وہ چاہ کر بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

دیوار پر لگے بڑے اسکرین پر ماڈل کی پریزنٹیشن کھل چکی تھی۔

زیحال اپنی پاور چیئر پر ٹیک لگائے خاموشی سے سکرین دیکھنے لگا۔اس کی آنکھوں میں وہی سکون تھا جو صرف اس شخص میں ہوتا ہے جسے اپنی محنت پر پورا یقین ہو۔

پامیر سلطان نے میز پر رکھے ریموٹ کو اٹھایا اور سکرین پر اگلا سلائیڈ کھول دیا۔

"آپ سب دیکھ رہے ہیں، یہ ہمارا نیا ماڈل ہے۔اس پر گزشتہ چھ مہینوں سے کام ہو رہا ہے۔ہر ڈیزائن، ہر ڈیٹیل اور ہر فیچر کو کئی بار ٹیسٹ کیا گیا ہے۔"

اس کے لہجے میں عجیب سا اعتماد تھا۔

کلائنٹس خاموشی سے سکرین دیکھنے لگے۔ پامیر گراف اور چارٹس ایک ایک کر کر بدل رہا تھا۔

"لیکن ہمیں خبر ملی ہے کہ ابراہیم گروپ بھی اسی طرح کا ماڈل مارکیٹ میں لانچ کرنے والا ہے۔ اگر وہ پہلے آ گئے تو؟"

ایک نے نہایت سنجیدگی سے استفسار کیا۔

کمرے میں ایک لمحے کے لیے مکمل خاموشی چھا گئی۔

یاقوت نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ دبائی۔ عثمان اور اسکی نظروں کا بیک وقت تبادلہ ہوا۔

"اگر وہ پہلے بھی آگیا تو بھی فرق نہیں پڑے گا۔"

پامیر کا لہجہ پر سکون تھا

"کیونکہ مقابلہ صرف وقت کا نہیں ہوتا۔۔ معیار کا بھی ہوتا ہے۔" اسکی بات پر ان میں سے چند کے چہرے اتر سے گئے۔

عثمان بھی اپنی فائل بند کر کر میز پر رکھتے انکی جانب متوجہ ہوا

"اور معیار کے معاملے میں پاشا برادرز سے آگے نکلنا آسان نہیں ہوتا۔ "

زیحال اب تک خاموش تھا۔اس نے آہستہ سے میز پر انگلیاں ٹکائیں اور پہلی بار بولنے کیلیۓ سر اٹھایا۔اس کی آواز دھیمی مگر بے حد مضبوط تھی۔

"ابراھیم اگر مقابلہ کرنا چاھتا ہے تو ضرور کرے۔"

وہ چند لمحے رکا۔ پھر ہلکی سی سرد مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی۔

"لیکن یاد رکھے۔۔۔ پاشا برادرز کے ساتھ مقابلہ شروع کرنا آسان ہوتا ہے، ختم کرنا نہیں۔"

کمرے میں موجود سب لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

اس لمحے ہر کسی کو اندازہ ہو گیا تھا کہ آنے والے دنوں میں بزنس کی دنیا میں ایک بڑا ٹکراؤ ہونے والا ہے۔

زیحال کی بات پر وہ تینوں فخریہ نگاہوں سے ان سب کو دیکھنے لگے۔ میٹنگ یہاں ختم تھی تب ہی پیون سب کیلئے گرما گرم چائے لے آیا۔

"ایکسیوز می!! ان میں سے ایک اپنا موبائل اٹھا کر میٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔ جاتے ہوئے اس پر عثمان کی نظر پڑی

"جلدی بھیجوان سب کو" وہ زیحال کے قریب ہو کر کوفت سے سرگوشی کرنے لگا۔

اس نے ایک نظر عثمان پر ڈالی اور پلکیں جھپکا کر ان سب کی جانب مڑا۔

"اس ہفتے آپ سب کے پاس چانس ہے یا تو زندگی بن جائے گی یا" وہ بولتے بولتے رک گیا تینوں نے اسے بیک وقت دیکھا۔

"زندگی بنے گی پاشا۔۔۔ ہمارا ماڈل سب سے اوپر جائے گا" یاقوت کا لہجہ بے حد مضبوط تھا۔

وہ سب لوگ آپس میں کافی دیر بزنس کی بات کرتے رہے جب انکے اٹھ کر جاتے ہی زیحال کے علاوہ ان تینوں نے سکھ کا سانس لیا۔

"مجھے کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے۔۔۔ یہ ابراہیم کوئی نہ کوئی کھیل ضرور کھیلے گا" عثمان کی سوئی اب تک وہی اٹکی تھی۔

"تم کیوں ڈر رہے ہو۔۔۔ دنیا کا کوئی بھی ماڈل اٹھا کر لے آئے ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا"

پامیر کی بات پر عثمان نے سر پیچھے کرسی کی پشت سے ٹکا لیا یہ ایک ہفتہ پلک جھپکتے گزر گیا تھا جب فیصلہ انکی جیت یا ہار کا آنا تھا۔

مہرام اور مہروز کے اسکول جانے کے بعد وہ کچھ دیر اپنے کمرے میں آرام کرنے چلی گئی تھی یہاں آنے کے بعد اسے سکون ہی سکون تھا لیکن لیٹے لیٹے اسکے ذہن میں بیلا گھومنے لگی تھی۔

وہ اٹھ کر بیٹھتی اسکے بارے میں سوچنے لگی۔

"وہ ام سے بات کرتی ہے؟" زہن میں بے ساختہ سوال آیا۔

وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل کر نیچے آئی جہاں بیلا لاؤنج میں رکھے صوفوں کے کشن بدلوا رہی تھی اسکا دھیان ایک بار بھی سیماب کی طرف نہیں گیا۔

وہ آکر اسکے ساتھ کھڑی ہوتی ملازم کو کام کرتے دیکھنے لگی۔

"یہ کلر مورے کو اچھا نہیں لگتا تم کو دوسرا کلر دیکھنا چاہیے" وہ گاڑھے سرخ رنگ کے مخملی کشن دیکھ نرم لہجے میں بولی۔

"تم کو کام ٹھیک سے کرنا نہیں آتا۔۔۔وہ دیکھو کیسے کوور ڈالا ہے" وہ ملازم کو جھاڑتی غصّے سے بولی۔

سیماب نے اسکے چہرے کی جانب دیکھا ایسے جیسے اس نے اسکی بات سنی ہی نہ ہو۔

"ام تم سے بات کر رہا ہے بیلا" وسیماب کو جیسے اسکا یہ انداز پسند نہیں آیا تھا۔

"ام کام میں مصروف ہے" وہ لئے دیے انداز میں بولتی آگے بڑھ کر خود بھی کشنز کے کوور بدلنے لگی تھی۔

"تم خفا ہے ام سے؟" اسے ایسا محسوس ہوا تھا۔

اس کے سوال پر بیلا نے زہر خند انداز میں اسکی جانب دیکھا۔

"ام کیوں تم سے خفا ہونے لگا؟" وہ کاٹ دار لہجے میں پوچھتی سیماب کو شل کر گئی وہ کتنی نرمی سے پیش آ رہی تھی اور وہ۔

"تم نے ام سے ٹھیک طرح سے بات نہیں کی" وہ اب بھی نرمی سے مخاطب ہو رہی تھی۔ بیلا یکدم سے اسکی جانب مڑتی کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیونکہ ام کو تمارا وجود اس حویلی میں زہر لگ رہا ہے" اسکی بات پر سیماب کا چہرہ یکدم سے تاریک ہوا آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی تھی۔

"اس حویلی میں ہی نہیں اس دنیا میں ہی تم اضافی ہے" وہ منہ سے زہر اگل رہی تھی۔

سیماب کی آنکھوں سے نمکین پانی تیزی سے بہنے لگا
تھا دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر زور سے بھینچ
دیا ہو۔وہ کبھی اسکے ساتھ سختی سے پیش نہیں آئ تھی
یہاں تک کے زریاب بیلا سے شدید نفرت کرتے

تھے وہ پھر بھی اسکے ساتھ مخلص رہی۔ لیکن وہ اس

مخلصی کا یہ صلہ دے رہی تھی۔

"تمہاری وجہ سے ہمارے لالا کا دل ٹوٹا تم تو وہ بد قسمت

ہے جس نے اپنی بہن کے قسمت پر ڈاکہ ڈال دیا اور

پوچھتا ہے تم برا کیوں ہے۔۔۔ "

اسکی بات پر سیماب کا دل دھک سے رک گیا وہ کیا کہہ

رہی تھی سیماب کا ذہن سن ہونے لگا تھا اسے چپ

ہونا چاہیئے تھا وہ ایک معصوم دل پر الزام لگا رہی تھی۔

"جس سے اسکی بہن کو سخت نفرت ہو اس سے ام کو
محبت ہو گی۔۔۔؟ام سب کو برداشت کر سکتا ہے
لیکن تم کو "

وہ بے جان ہو رہی تھی کھڑے کھڑے اسے کسی
سہارے کی ضرورت تھی۔

"جدر تم آج کھڑا ہے یہ اس کی جگہ تھی جس پر تم نے
قبضہ کر لیا۔۔۔امیر خوبصورت مرد دیکھ کر تم ڈائن
بن گیا اپنی ہی بہن کی خوشیاں چھین گیا تم "

وہ منہ سے آگ نکال رہی تھی یہ وہ باتیں تھیں جو سیماب کو کبھی خواب میں بھی نہیں آئی کہ وہ اتنا بڑا گناہ کر گئی۔

کیا واقعی اس نے اپنی بہن کی خوشیوں پر ڈاکہ ڈالا تھا اس نے اپنے ذہن پر زور ڈالا مگر سب کچھ جیسے دھندلا سا گیا تھا۔

بہت سی پرانی آوازیں ذہن میں گھومنے لگی تھی وہ کمرے میں چھپنا وہ اسکی کلائی پکڑ کر سب کے سامنے

کمرے سے باہر نکال لانا اور پھر مولوی کو دھمکا کر سب کے سامنے بلوائے گئے تین الفاظ۔

کہاں تھا اسکا قصور؟ وہ تو صرف چنری میں لپٹی زبردستی کی دلہن تھی۔

"تم جیسی عورت۔۔۔"اس سے پہلے بیلا آگے کچھ کہتی

چٹاخ۔۔۔ایک زوردار تھپڑ کی آواز پورے لاؤنج میں گونجی تھی جس کی آواز پر حویلی کی ایک ایک اینٹ اپنا سانس روک گئی تھی۔

بیلا اس تھپڑ پر لڑکھڑا کر بے اختیار دو قدم پیچھے چلی گئی مگر سیماب اسی طرح برف ہوئی کھڑی تھی اسکے کانوں میں تھپڑ کی نہیں اسکے زہریلے الفاظوں کی گونج سنائی دے رہی تھی۔

بیلا نے بے اختیار سر اٹھا کر سرخ آنکھوں سے سامنے دیکھا جہاں کھڑے داراب کو دیکھ وہ اگلا سانس لینا بھول گئی

ایسے جیسے وہ کوئی موت کا فرشتہ ہو رنگت یکدم سے سپید پڑ گئی۔

وہ جبڑے بھنچے طیش بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا

تھا۔

"د۔۔۔داراب" وہ بے یقین سی پھٹی پھٹی نظروں

سے اسے دیکھ رہی تھی

جب وہ بیلا کو بازو سے دبوچتے تقریباً کھینچتے ہوئے

سیڑھیاں پھلانگتا اوپر کمرے میں لے گیا۔

سیماب وہی سن کھڑی تھی کان سائیں سائیں کر رہے

تھے کہ تب ہی زریاب بھی میٹنگ سے کچھ دیر فری

ہو کر حویلی آ گئے تھے۔

آتے ہی انکی پہلی نظر اپنی خانم پر پڑی تھی جو پتھر کی مورت بنی بنا پلکیں جھپکائے کھڑی تھی۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے پاس چلے آئے۔

"خان۔۔۔ کیا ہوا؟" اسکے رخصار پر بہتا سیال اور زرد پڑتی رنگت انہیں ایک دم سے پریشان کر گئی۔

"خوبصورت اور پیسے والا مرد دیکھ تم ڈائن بن گیا اپنی ہی بہن کی خوشیوں پر ڈاکہ ڈال لیا۔" بیلا کے الفاظ سیماب کے کانوں میں گونجنے لگی تھی۔

وہ خالی نظروں سے زریاب کو دیکھنے لگی۔

جنکا عشق اسے ماں باپ کی نظروں کے ساتھ ساتھ بہن ہی نظروں میں بھی گرا گیا تھا۔

"خان۔۔۔ام تم سے پوچھ رہا ہے "زریاب اسے ایسے منجمند ہوئے دیکھ سخت پریشانی میں مبتلا ہوئے۔

لیکن وہ نہیں کہہ پائی کچھ وہ نہیں رہ پائی اپنے قدموں پر کھڑی۔

اگلے ہی لمحے وہ زریاب کی بانہوں میں جھول گئی تھی آخری بار اسکے کانوں میں انکی چیخ وپکار سنائی دی تھی اور پھر وہ گہری تاریک دنیا میں جا گری۔

۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں آتے وہ جھٹکے سے بیلا کا بازو چھوڑتے اسے اپنے مقابل کر گیا اور طیش بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ جو سن وجود لئے اسکے سامنے کھڑی تھی کانوں میں اب تک تھپڑ کی گونج سنائی دے رہی تھی۔

"کیا کیا ہے تم یہ ؟" ضبط سے آواز نیچی رکھتے وہ لفظوں پر زور دے کر پوچھ رہا تھا جبکہ وہ شل ساکت خاموش کھڑی تھی۔

"بولو" اب کی بار وہ سیدھا دھاڑا تھا بیلا اسکی آواز پر سہم کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی بدن بری طرح سے لرزنے لگا تھا آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا۔

داراب اسے بازو سے دبوچ کر اپنے قریب کرتے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر شعلہ بار نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"ہمت کیسے ہوئی تمہاری سیم سے اس انداز میں بات کرنے کی۔۔۔کیسے ہوئی ہمت؟ "

وہ کیا دیتی جواب اس سوال کا۔یہ نفرت تو شروع دن
سے اسکے اندر پنپ رہی تھی مگر آج اسے باہر آنا ہی تھا
وہ بھی داراب خان کے سامنے۔

وہ اسی وقت ڈیوٹی سے واپس آیا تھا آتے ہوئے اس
نے زریاب خان کو راستے میں ہی میسج کر دیا تھا گل کی
طبعیت کے بارے میں۔

ان دونوں کو آج ایک ساتھ گل کی طرف جانا تھا تب
ہی ایک ہی وقت میں دونوں آگے پیچھے حویلی پہنچے

تھے مگر کب جانتے تھے کہ آگے اتنی بڑی قیامت منہ

کھولے انکا بے صبری سے انتظار کر رہی ہو گی۔

وہ بول رہی تھی جبکہ وہ پیچھے کھڑا سانس نہیں لے پا رہا

تھا آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی ابھرنے لگی تھی

کیا یہ انداز اسی عورت کا تھا جسے وہ اتنی شدّت سے

چاہنے لگا تھا جس کے لئے وہ زندگی میں پہلی بار اپنی

ماں کی کسی بات کے خلاف ہوا تھا۔

اسکے لئے وہ انکے سامنے کھڑا ہوا تھا کیا یہی وہ عورت

تھی؟ نہیں وہ کیسے یقین کر لیتا۔ شاید نہ بھی کرتا اگر

یہی سب اپنے خود کے کانوں سے نہ سنا ہوتا۔ لیکن آج سن کر جیسے ساتوں آسمان اسکے سر پر آن ڈھے تھے۔

"مجھے لگا تھا تم بدل گئی ہو۔۔۔ میری محبت تمہیں بدل دے گی لیکن تم نے آج ثابت کر دیا۔۔۔ ناگن کبھی زہر اگلنا نہیں چھوڑ سکتی "

وہ پوری قوت لگا کر دھاڑتا اتنے سخت الفاظ استعمال کرتا بیلا کی جان لبوں پر لا رہا تھا وہ ایسے تھی جیسے جسم میں جان ہی نہ ہو۔

"ا۔۔۔اماری بات" وہ لبوں پر زبان پھیرتی بری طرح سے لرز رہی تھی۔

"میں سب کے آگے کھڑا ہوا۔۔۔ مورے کا وعدہ بھلا دیا۔۔۔ لیکن تم نے کیا کیا۔۔۔ جن کو ایک کرنے کیلیئے میں دن رات لگا رہا تم انہی کو پھر سے توڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔"

اس نے بھی تو داراب کی وہ حالت دیکھی تھی وہ کتنے جتن کر رہا تھا اپنے بھائیوں کو اس ایک چھت کے نیچے

لانے کیلئے مگر یہاں وہ اسکی ساری محنت کو مٹی میں ملا رہی تھی وہ پھر سے ان بھائیوں کو توڑ رہی تھی۔

"مم۔۔۔میں تو بس۔۔۔" وہ کچھ کہنے کی کوشش کرنے ہی لگی تھی کہ آج وہ اس سے یہ حق بھی چھین گیا۔

"جن بھائیوں کے لئے تم میں بہن والی روح تڑپ رہی ہے ناں وہ آیا ایک بھی تمہارے پیچھے۔۔۔آیا؟"

وہ کیا جانے وہ دونوں اب اپنے کئے کا بھگت رہے تھے

مگر برسوں سے ان میں سے کسی نے وہی اسے یہاں سے لے جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"بھائی زیحال جیسا ہوتا ہے جو اپنی بہن کو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکال لایا تھا اور اسکے لئے پوری دنیا کے سامنے کھڑا ہو گیا"

وہ اسے حقیقت بتا رہا تھا جو بہت کڑوی تھی یا شاید اس دشمن جان کے منہ سے اور بھی جان لیوا ثابت ہو رہی تھی۔

وہ بیلا کو ایک جھٹکے میں خود سے دور کر گیا۔ اسکی آنکھوں میں آج وہ محبت کا اثر نہیں تھا آج وہاں شدید نفرت پنپ رہی تھی جسے محسوس کرتے بیلا سانس نہیں لے پا رہی تھی۔

"جتنا میری بہن نے برداشت کیا اسکا زرہ بھی تم نے نہیں کیا ہو گا پھر بھی میرے گھر والوں کے خلاف تم اپنے دل سے یہ نفرت نہیں مٹا پا رہی کیوں؟ "

اسے تکلیف ہو رہی تھی اسی تکلیف کی شدّت کے باعث دل بند ہونے کے قریب تھا وہ کیسے برداشت کرلیتا مزید اس قسمت کی ستم ظریفی۔

وہ جس عورت کو چاہتے لگا تھا وہ اسکے اپنوں کیلئے دل میں اتنی نفرت لے کر بیٹھی تھی۔

داراب کی آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی تھی جسے دیکھ بیلا کی گویا جان نکل گئی۔

"تم سے محبت کی ہے میں نے۔۔۔آج سے نہیں تب سے جب سے ہوش سمبھالا ہے" وہ ایک قدم پیچھے

ہٹا آواز میں لڑکھڑاہٹ سی پیدا ہونے لگی تھی بیلا اسکی بات پر سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔

آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی ابھرنے لگی تھی۔

لیکن میری قسمت دیکھو۔۔۔اپنی محبت کو پایا بھی تو کیسے اپنے بھائی کے نکاح میں ؟" آج وہ اپنے حواس میں نہیں تھا مگر کرب اور اذیت کے باعث اسکا دل کانپ رہا تھا۔

وہ مرد تھا اسے اس طرح کمزور پڑتے اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔آج وہ اپنے دل کی بات کہہ رہا تھا

کیونکہ وہ خوف زدہ ہو گیا تھا اپنی قسمت سے جو اسے

ایک بار پھر کٹھرے میں لا کھڑا کر رہی تھی۔

"پھر بھی اگر اس قسمت کو مجھ پر رحم آیا اور تمہیں

میری جھولی میں ڈال دیا تو تم کیا کر رہی

ہو۔۔۔ نفرت۔۔؟ مجھ سے۔۔۔ میرے گھر والوں

سے؟ "

وہ دھاڑ رہا تھا مگر یہ دھاڑ کمزور تھی اسکی آواز کمزور

تھی۔

وہ بے جان ٹانگوں سے زیادہ دیر نہیں کھڑا رہ سکا وہ دھم سے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

اسکی یہ حالت دیکھ بیلا کا دل یکدم سے لرز اٹھا وہ سر نفی میں ہلاتی بے آواز رونے لگی۔

"میری قسمت میں تمہیں ہی آنا تھا؟" وہ سوال کر رہا تھا مگر اسکے الفاظ بیلا کی جان نکال رہے تھے۔

کیا وہ واقعی بے وقوفی کر رہی تھی اپنی بے مطلب نفرت کی آڑ میں وہ اس شخص کو گنوا رہی تھی جو اسے

دل و جان سے چاہتا تھا اور آج سے نہیں تب سے

جب سے اسے خود محبت کا مطلب نہیں پتہ تھا۔

وہ گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگا آنکھوں میں اذیت کی

سرخی صاف چھلک رہی تھی ٹوٹ رہا تھا اور اس بار

بہت برا دل ٹوٹا تھا۔

"اگر لالا یہاں سے چلے گئے۔۔۔" وہ لمحہ بھر کو رکا

ساتھ ہی اسکا دل بھی۔

"تو رہو گی تم بھی نہیں" سرد مہری سے وہ بیلا میں

صور پھونک گیا تھا وہ بے یقین سی نگاہوں سے اسے

دیکھنے لگی۔

"اپنی یہی نفرت لئے میرے گھر سے نکل

جانا۔۔۔اور میرے دل سے بھی" اسکا انداز نہیں بدلا

تھا وہ اپنا سفاک فیصلہ سناتے کمرے سے باہر نکل گیا تھا

جبکہ وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہل سکی تھی۔

کانوں میں اسکی آواز گونجتی سنائی دے رہی تھی۔

"اپنی یہی نفرت لئے میرے گھر سے نکل جانا اور

میرے دل سے بھی۔۔۔ یہی نفرت

لئے۔۔۔ میرے دل سے بھی۔۔۔ نکل جانا" الفاظ

آپس میں گڈمڈ ہونے لگے تھے اس سے پہلے وہ

کھڑے کھڑے ڈھے جاتی وہ بیڈ کا سہارا لیتی دھم سے

گرنے والے انداز میں بیٹھ گئی۔

آنکھوں سے خاموش سیال تیزی سے بہنے لگا۔ یہ وہ کیا

کر گئی تھی داراب کی وہ آنکھیں جن میں آج اسے وہ

اذیت دکھی تھی تو شاید ہی کبھی اس نے دیکھی ہو۔

اسکی آنکھوں کے سامنے سے جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ کتنی ہی دیر اسی طرح بیٹھی رہی وقت کا علم ہی نہیں ہو سکا۔

وہ سیڑھیاں اترتا سیدھا لاؤنج میں آیا جہاں صرف ایک ملازم اپنا کام کر رہا تھا۔

"جا کر سیم بی بی کو بلا کر لاؤ" وہ اس سے مخاطب ہوتا پیشانی مسلنے لگا سر درد کی شدّت کے باعث پھٹ رہا تھا۔

کچھ بھی ہو جائے وہ اس سے بیلا کے کئے کی معافی مانگنا چاہتا تھا وہ اب دوبارہ اپنی حویلی کو سنسان ہونے نہیں دے سکتا تھا۔

"لالا انکو تو خان جی ہوسپٹل لے کر گئے ہیں وہ بے ہوش ہو گئی تھیں" ملازم کی بات پر داراب ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب مڑا اور بے یقین سی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"ک۔۔۔ کب؟" ایک اور امتحان۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے" اسکی آواز پر داراب کا دماغ

سن ہونے لگا تھا وہ چند پل تو جیسے اپنی جگہ برف ہو گیا

تھا مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنی جیپ اڑا لے گیا۔

وہ سیماب کو لے کر سیدھا ہوسپٹل آئے تھے۔ جہاں

انکو دیکھتے ہی ڈاکٹر برہان سب سے پہلے آگے آئے۔

"لالا۔۔۔ کیا ہوا" وہ انکی بانہوں میں بے ہوش ہوئی

سیماب کو دیکھ سخت پریشان ہوئے۔ ساتھ اشارے

سے اسٹریچر لانے کا حکم دیا۔ جو وہاں موجود وارڈ

بوائے تیزی سے بھاگ کر لایا تھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔ایک دم سے بے ہوش ہو گئی تم

دیکھو" انکی آواز سے ہی پتہ چل رہا تھا کہ سیماب کو

اس حالت میں دیکھ انکی جان پر بنی ہوئی تھی۔

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔ میں دیکھتا ہوں" وہ زریاب کو

حوصلہ دیتے وارڈ بوائے کے ہمراہ سیماب کو روم میں

لے گئے تھے۔

سچ تو یہ تھا کہ آگے ڈاکٹر برہان کو دیکھ زریاب خان
کے دل کو بھی کچھ تسلی ہوئی تھی ایک اپنائیت سی
انہیں برہان کے ساتھ محسوس ہوئی تھی۔

ڈاکٹر کومل بھی آج یہیں آن ڈیوٹی تھیں جن کو ڈاکٹر
برہان نے اسی روم میں بلا لیا تھا خود وہ سیماب کو ڈرپ
لگا کر باہر آ گئے تھے۔

"آپ بے فکر ہو جائیں بس کمزوری اور بلڈ پریشر کی
وجہ سے ڈاؤن ہو گئی ہیں۔۔۔آپ تب تک آفس میں
آ جائیں "

وہ انکے کندھے پر ہاتھ رکھتے شائستگی سے بولے

"نہیں۔۔۔ام یہی کرے گا انتظار" وہ کوریڈور میں

رکھے بین چ پر نڈھال سے بیٹھ گئے۔

انکی آنکھوں کے سامنے سیماب کی وہ فق رنگت بار بار

گھوم رہی تھی جو بتائے بغیر ہی اس حال میں آگئی انکے

وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ حویلی میں اسکے ساتھ

ایسا کچھ ہو سکتا ہے جسے وہ اتنا دل پر لے جائے گی۔

ڈاکٹر برہان وہی کھڑے زریاب کو دیکھ رہے تھے

جب انکی نظر سامنے سے آتے داراب خان پر پڑی وہ

رسپشنسٹ سے روم نمبر پوچھ کر سیدھا یہی آرہا تھا جب سامنے بیٹھے زریاب کو اس حال میں دیکھ اسکے قدم دھیمے پڑ گئے وہ سست روی سے آگے بڑھنے لگا دل تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا۔

اسکے قریب آتے زریاب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ک۔۔۔کیسی ہے سیم ؟" آواز میں خوف چھلکا تھا۔

"اندر ہیں۔۔۔چیک اپ ہو رہا ہے" زریاب اس حال میں نہیں تھے کہ کوئی جواب دے سکیں اس لئے ڈاکٹر برہان بولے تھے۔

"آپ دونوں میرے آفس میں چلیں تب تک"

انہیں وہ دونوں یہاں پریشان حال میں بلکل صحیح نہیں

لگے تھے ایسے پریشان حال لوگ وہ ڈیلی دیکھتے تھے

لیکن یہ لوگ اب اپنے تھے۔ وہ انہیں یہاں اس حال

میں چھوڑ کر نہیں جا سکتے تھے۔

93/1

داراب خود ہمت کرتا زریاب کا ہاتھ تھام کر انہیں ڈاکٹر برہان کے آفس میں لے گیا جہاں ڈاکٹر برہان نے وارڈ بوائے کو سب کیلئے چائے لانے کا آرڈر دیا۔

وہ خود اپنی پاور چیئر پر آ بیٹھے۔

کہ تب ہی انکے موبائل کی بیپ ہوئی وہ آگے کو جھک کر اپنے موبائل کی سکرین دیکھنے لگے۔ جہاں جگمگاتا "قلب حیات" نام دیکھ انکے چہرے پر اس پریشانی کے عالم میں بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

''آپ کب تک آئیں گے ام کو کچھ دکھانا ہے'' آگے

شرمانے والی اموجی تھی جسے دیکھ برہان کی مسکراہٹ

مزید گہری ہو گئی۔

انہوں نے سامنے بیٹھے زریاب اور داراب کو دیکھا اور

مسکراہٹ پھر سے مدھم پڑ گئی۔

''ایسا کیا دکھانا ہے بتا دیں ورنہ تب تک پتہ نہیں کیا

کچھ میں سوچ لوں'' وہ آنکھ دباتے شریر لہجے میں

بولتے زرتشم کو جھینپنے پر مجبور کر گئے وہ جانتے تھے کہ

وہ اس وقت بلش کر رہی ہو گی۔

"بس سرپرائز ہے "

"اچھا۔۔۔تو ابھی آؤں یا تھوڑی دیر تک آنے کی اجازت ملے گی؟" وہ ایسے ہی تھے انکا بس چلتا تو اس سے سانس بھی اجازت لے کر لیتے۔

یہی انکی عادت زرتشم کا مان ان پر دن بہ دن بڑھا رہی تھی۔

"اگر ابھی آسکتے ہیں تو آجائیں۔۔۔" وہ خود بھی انکا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی

"خیر ہے آج تو خود سے رومانٹک ہو رہے ہیں۔۔۔ مطلب میں خود کو تیار کر کر لاؤں" وہ سیدھا یہی بات کہہ دیں گے زر نے سوچا بھی نہیں تھا اسکے گال سرخ ٹماٹر ہو گئے۔

"ہاں" وہ جھینپ پر انکے نام کا میسج کرتی فوراً سے فون بند کر گئی ڈاکٹر برہان تو کھل کر ہنس بھی نہیں سکے۔ وہ فون رکھ کر ان دونوں کی جانب متوجہ ہو گئے کافی دیر ہو چکی تھی کومل کو۔ یقیناً وہ آنے ہی والی تھی۔ اور پھر پتہ چلنا تھا اس پریشانی کی اصل وجہ۔

۔۔۔۔۔۔

"بی بی جی۔۔۔اگر خان لالا کو پتہ چلا تو وہ ام کو جان سے مار دیں گے" وہ لے دے کر ہر دو منٹ بعد یہی جملہ بول کر سیم کا دل بٹھا رہی تھی اس نے مڑ کر اسے گھور کر دیکھا۔

"اگر تم ابھی چپ نہ ہوا تو ام تم کو مار دے گا سمجھا تم۔۔۔چپ کر کے چلو" وہ ہاتھ میں جلتی ہوئی لکڑی لے کر گھپ اندھیرے میں پہاڑی راستوں پر چلتی جا

رہی تھی۔اونچا نیچا راستہ اسکے لئے بہت مشکل ثابت

ہو رہا تھا۔

"تم کوئی دوسری لکڑی ڈھونڈو۔۔۔یہ ختم ہو گیا تو

مسلہ ہو جائے گا" وہ آسمان پر بڑھتی تاریکی دیکھ پریشانی

سے گویا ہوئی۔اسکے حکم پر ملازمہ نے جلدی سے

وہاں آس پاس لکڑی ڈھونڈی۔

اور جلا کر خود بھی روشنی کرنے لگی اب اچھی خاصی

روشنی راستے میں ہو گئی تھی وہ دونوں آرام سے آگے

بڑھنے لگیں۔

"آ۔۔بی بی جی یہ بجھ گیا" وہ ملازمہ اپنے ہاتھ میں جلتی لکڑی کو بجھتے دیکھ افسوس سے بولی۔ جس پر سیم نے غصّے سے اسے دیکھا۔

"تم کیا صرف دنیا میں مفت کا روٹیاں توڑنے آیا ہے۔۔۔" اسکا اب دل چاہ رہا تھا ہاتھ میں پکڑی لکڑی ہی اسکے سر پر دے مارے۔

"بی بی جی۔۔۔یہ ہم بعد میں دیکھ لے گا ابھی ادر سے چلو یہ راستہ بہت خطرناک ہے" وہ خوفزدہ سی ہوتی چاروں اطراف نظر گھمانے لگی۔

"اے۔۔۔ام کو ڈرانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ادر
ک۔۔۔کچھ بھی نہیں ہے" ڈر تو اسے بھی لگ رہا تھا
مگر کیا کرتی اب ہمت کر کر نکلی تھی تو منزل مقصود
تک پہنچنا بھی تھا۔

ملازمہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہی تھی اسکا خود مزید
بڑھتا جا رہا تھا وہ اپنا دوپٹہ منہ میں لیتی ہونقوں کی
طرح اپنے دائیں بائیں دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی
جب اچانک اس کا پیر کسی چیز سے جا ٹکراتے منہ سے
زوردار چیخ نکل گئی۔

اسکی چیخ پر سیم کے ہاتھ سے لکڑی چھوٹ کر نیچے گرتی جھٹ سے بجھ گئ وہ تو پہلے سے ہی اپنی آخری سانسوں پر تھی۔

سیم اسکی چیخ کو چھوڑے تڑپ کر لکڑی اٹھاتی بجھنے سے بچانے لگی۔

"تم امارے ہاتھوں مرے گا اب۔۔۔چیخا کیوں۔۔۔کوئی بھوت دیکھ لیا تم نے؟" وہ غصّے سے دبی دبی آواز میں اسکے منہ پر غرائی تھی۔

"بی بی جی میرا پیر مڑ گیا" وہ بھرائی آواز میں

معصومیت سے بولی ہاتھ میں موجود لکڑی کے بجھتے

ہی وہاں چاروں طرف اندھیرا چھا گیا حالانکہ ابھی

آسمان پوری طرح تاریکی میں نہیں ڈوبا تھا مگر جنگل

میں موجود لمبے درختوں کی وجہ سے یہاں وقت سے

پہلے تاریکی پھیل گئی تھی۔

"امارا دل چاہ رہا ہے تمارا گردن بھی مروڑ دے

پاگل۔۔۔تم نے کیا کیا لکڑی بجھ گیا امارا اب کیسے

راستہ دیکھے گا ام" اسکا بس نہیں چل رہا تھا اب کچھ کر

گزرے ملازمہ رونے لگی تھی اسکی عمر بھی کوئی اتنی نہیں تھی لیکن نوٹنکی میں بڑے بڑے ایکٹرز کو پیچھے چھوڑ رہی تھی۔

وہ دونوں وہی کھڑی سوچ ہی رہی تھی جب دور کہیں سے آوارہ کتوں کی آواز سنائی دینے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ ک۔۔۔کیسی آوازیں ہیں؟" وہ اس وقت کتے کی آواز سے بھی خوف زدہ ہو رہی تھی۔

"ب۔۔۔بی بی جی۔۔۔یہ تو آوارہ کتے ہیں۔۔۔کاٹ لیں تو چودہ انجیکشن لگتے ہیں" اسکی بات پر سیم نے

تڑپ کر اپنے بازو پر ہاتھ رکھا انجیکشن کے نام پر اسکی آنکھیں پھٹی رہ گئی تھیں۔

"ب۔۔۔بکواس نہیں کرو۔۔۔"

"نہیں بی بی جی میں سچ کہہ رہی ہوں امارے گاؤں میں ایک آدمی کو کاٹ لیا تھا وہ کتوں کی طرح ہی حرکت کرنے لگا تھا" سیم اسکی بات پر سانس نہیں لے سکی اسے شدّت سے اپنے غلط جگہ ہونے کا احساس ہوا۔

"ک۔۔۔کیا واقعی؟" اسے یقین نہیں آیا تھا۔

"جی بی بی جی۔۔۔وہ تو کتے کی طرح کاٹنے بھی لگا تھا"

سیم کا دل چاہا اسکی آواز بند کر دے ایک تو وقت ایسا اوپر سے اسکی باتیں۔

"چ۔۔۔چپ کرو تم۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہوتا" وہ اس سے زیادہ اس بات سے خود کو دلاسہ دے رہی تھی۔

کہ وہی آواز ان دونوں کو اپنے بہت قریب سے آنے لگی سیم خوف زدہ ہوتی اسی ملازمہ سے چپک گئی۔

"یہ۔۔۔یہ آواز اتنے قریب سے کیسے آرہا ہے؟" وہ سرگوشی کرتی خوف سے بھرائی آواز میں پوچھنے لگی

کہ اوپر سے تیز کڑک بادلوں کے گرجنے پر رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔

''بی بی جی۔۔۔اتریں۔۔۔''وہ سیم کو خود پر چڑھے دیکھ خوف سے بولی جان جو مشکل میں آ گئی تھی اب کونسی مالک سے وفا۔اسے تو اپنی جان کی پڑی تھی۔

سیم کے دور ہوتے وہ دائیں بائیں دیکھنے لگی اور تو کوئی راستہ نہیں تھا اس بے وقتی موت سے بچنے کا تب ہی وہ خود موقع ڈھونڈتی پیچھے کے راستے مڑ لی جب تک سیم پیچھے مڑتی وہ کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔

"ر۔۔۔رشیدہ۔۔۔۔رشیدہ تم کدر ہے؟"خود کو اکیلے پا کر سیم کی آواز حلق سے نکل نہیں پا رہی تھی۔

اسے جلد ہی پتہ چل گیا تھا کہ وہ نمک حرامی کرتی اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی اور اب صحیح معنوں میں سیماب خانم دلدار کی سانسیں اٹکی تھی۔

خوف سے انگ انگ لرزنے لگا تھا وہ چاروں جانب گھوم کر کوئی راستہ تلاش کرنے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ ام نے کیا کر دیا" وہ تقریباً اب رو دینے کو تھی ایک تو بگڑتا موسم اوپر سے یہ گھنا خوفناک جنگل۔

وہ ہمت کرتی جو راستہ نظر آیا اسی پر چل پڑی دل میں آلتو جلالتو کا ورد کرتی ہاتھوں کو آپس میں جوڑے وہ آگے بڑھ رہی تھی۔

کہ تب ہی یکدم سے تیز موسلادھار بارش شروع ہو گئی اور اسے پل میں بھگو گئی پہلے تو جسم خوف سے

کانپ رہا تھا اب تو سردی کی شدّت ہڈیوں کو چیر کر اندر داخل ہو رہی تھی۔

اسکا دل چاہا زور زور سے روئے مگر یہاں تو سانس کی آواز بھی نکالنے پر جان نکل رہی تھی۔

اپنی جلد بازی کی بے وقوفی میں وہ یہ کیا کر گئی تھی اب تو آگے پیچھے بس موت ہی نظر آ رہی تھی۔

وہ دبے قدموں آگے بڑھتی گئی ذہن میں کچھ آوازیں گونجنے لگی تھی وہ کاپی کا پھٹنا اور اپنے بازو کا دبوچے چلے جانا۔

"یہ ۔۔۔یہ کیا کر رہا ہے تم عین ۔۔۔امارا بازو چھوڑو" وہ بھرائی آواز میں بولتی اس سے اپنا بازو چھڑوانے لگی مگر اسکی گرفت بہت مظبوط تھی۔

"تم کیسے زریاب کے قریب بھی بھٹک سکتا ہے ہاں ۔۔۔ تم کو نہیں پتہ کہ ام اسکو کتنا چاہتا ہے ۔۔۔ نہیں پتہ تم کو؟" وہ اسکے منہ پر طیش بھرے انداز میں پھنکاری تھی۔

سیم کی آنکھیں لبالب نم کین پانی سے بھر گئیں۔

"ام غلطی سے ادر چلا گیا تھا۔۔ام نے جان بوجھ کر نہیں کیا کچھ "

وہ معصومیت سے اسے اپنی صفائی پیش کرنے لگی مگر وہ تو اسکا ایک لفظ سننے کو تیار نہ تھی اسکی آنکھوں کے سامنے بار بار وہ منظر لہرا رہا تھا جس میں سیم بنا دوپٹے کے اپنے دھیان میں باغ میں جھولا جھول رہی تھی اور تب ہی وہاں زریاب آ گئے۔

عین انکی آنکھوں میں سیم کیلئے بہت کچھ محسوس کر گئی تھی تب سے ہی اسکے تن بدن میں آگ لگی تھی۔

حلانکہ دوپٹے کے بغیر وہ خود بھی تھی وہ اور اسکی کچھ سہیلیاں آپس میں موج مستی کر رہی تھیں مگر وہ پل اب ایک بھیانک روپ میں بدل گیا تھا۔

"تمارا غلطی یہ ہے کہ تم پیدا ہو گیا۔۔۔ایک بات یاد رکھو۔۔۔اگر زریاب میرے نہ ہوئے تو ام تم کو جان سے مار دے گا۔۔۔اور ایسا ام کر گزرے گا"

وہ اسے دھمکی دیتی خود سے پیچھے دھکیل گئی سیم کی آنکھوں سے آنسوں تیزی سے بہنے لگے تھے وہ جانتی تھی وہ بڑی تھی چاہے ایک سال ہی لیکن عین کو گھر

میں چھوٹے ہونے کی وجہ سے لاڈ کھانے کا شرف حاصل تھا۔

"تم کچھ بھی کر گزرے ام پھر بھی یہی کہے گا کہ ام نے کچھ نہیں کیا" وہ ہمت کرتی اسکے سامنے بول پڑی تھی مگر یہ ہمت اس پر بہت بھاری پڑی تھی۔

"ام صرف تم کو ہی نہیں اس زریاب کو بھی نہیں چھوڑے گا سمجھی تم" اسکی بات پر سیم کی آنکھیں بے ساختہ پھٹی وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ دو دن اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی اور جب نکلی تو سیدھا گھر سے باہر سب کی نظروں سے بچ کر پہاڑی جنگلی راستہ اختیار کرتی۔

اور اب اسے اپنی جلد بازی پر بہت پچھتاوہ ہو رہا تھا۔

"کیا ہوتا اگر وہ امارا بات فون پر سن لیتا" وہ دل ہی دل میں بولتی بری طرح سے سردی میں ٹھٹھرتی کانپ رہی تھی۔

کہ تب ہی وہ آوازیں مزید قریب آتی گئی۔ سیم خوف زدہ ہو کر وہی رک گئی اور اپنے چاروں طرف دیکھنے لگی۔

"ک۔۔۔ کوئی ہے؟" اسے اب واقعی کسی کی مدد طلب تھی۔ ورنہ اس نے یہی کھڑے کھڑے فوت ہو جانا تھا۔ وہ ہمت کرتی دو قدم آگے بڑھانے ہی لگی تھی کہ سامنے کھڑے بھیڑیے کو دیکھ اسکی سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔

وہ اسے دیکھ اپنی بھیانک آواز میں دھاڑنے لگا تھا

یہاں سے کچھ میل دور زریاب خان کا ڈیرہ نظر آتا مگر

اس سے پہلے اسے موت نظر آرہی تھی۔

وہ سڑک سے بھی جا سکتی تھی مگر وہاں سارا دن بڑوں

کا آنا جانا انکی گاڑیاں گھومتی رہتی تھیں تب ہی اس نے

یہ راستہ چنا مگر کب جانتی تھی کہ اس اسے موت کا

سامنا کرنا پڑے گا۔

وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی جب کہ محسوس یوں ہورہا

تھا جیسے ابھی ڈھے جائے گی۔

وہ بھیڑیا اسے دیکھتا اپنے نوکیلے دانت نکال گیا۔

جو دیکھ سیم خوف زدہ سے پیچھے ہٹتی کسی بھاری مضبوط

چٹان سے ٹکرا گئی۔

وہ ٹکراتے ہی گرنے لگی تھی جب کسی نے اسے

بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سینے سے لگالیا۔

"تم ادر کیا کر رہا ہے؟" وہ زریاب خان کی آواز تھی جو

ایسے آخری وقت میں سیم کو سانسیں بخش گئی تھی۔

وہ بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھتی فورا اسے انکے

سینے سے لپٹ گئی۔

"لالا۔۔۔لالا بچالیں مجھے" وہ روتی ہوئی بری طرح سے لرز رہی تھی

زریاب نے سامنے کھڑے بھیڑیے کو دیکھا جس کی آنکھوں میں بھوک شدّت سے تلملا رہی تھی۔وہ ہاتھ میں پکڑی پسٹل مزید مضبوطی سے تھام گئے۔

بارش مزید زور پکڑ رہی تھی ایسے میں وہ بھیڑیا جمپ لگاتا ان پر حملہ آور ہونے ہی والا تھا کہ گولی کی آواز چلتی پورے جنگل میں شور برپا کر گئی۔

وہ بھیڑیا ڈھیر ہوا سامنے پڑا تھا جبکہ وہ اب تک ان سے لپٹ کر رو رہی تھی۔

"مر گیا وہ" وہ منہ بسور کر ضبط سے بولے۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ام۔۔۔ام کو ادر سے لے جاؤ لالا ۔۔۔ام مرنا نہیں چاہتا" وہ معصومیت سے انکی قمیض مٹھیوں میں جکڑے التجا کر رہی تھی۔

زریاب نے پوری قوت سے جبڑے بھینچے

ایک تو اسکا بھیگا وجود اوپر سے اتنے قریب ہونا زریاب کیلئے خود پر ضبط مشکل ہو رہا تھا۔

وہ اسے دھیرے سے خود سے الگ کرتے اسکے چہرے پر ٹھہرے پانی کے قطرے دیکھنے لگے۔

انکے ساتھ چھوٹی سی ٹارچ تھی جس میں وہ قطرے اور چمکتے واضح ہو رہے تھے۔

وہ بے خودی میں انکو اپنی پوروں سے چننے لگے۔

"کوئی تمارا بال بھی باکا نہیں کر سکتا۔۔۔یہ زریاب خان اس پر سانسیں تنگ کر دے گا "

انکی آواز نہ محسوس طریقے سے بھاری ہونے لگی تھی۔

وہ سانس روکے انکو دیکھنے لگی۔

ہر بار انکی گہری جھیل سی آنکھوں میں پہلے سے زیادہ محبت دکھائی دیتی تھی۔وہ جھٹ سے نظریں جھکا گئی۔

"تم ادر کیا کرنے آیا تھا۔۔۔؟ اگر تم کو کچھ ہو جاتا تو؟" وہ یاد آنے پر اسے ڈپٹتے خود کو سیدھی لائن پر لے آئے۔

"وہ۔۔۔ا۔۔۔ام" سیم کو سمجھ نہیں آئی کیا کہے

"اگر رشیدہ ام کو فون نہ کرتی تو صبح ام تمارے جنازے پر ہوتا "

زریاب اسکی کال سنتے ساتھ فورا سے ڈیرے سے باہر نکل آئے تھے اور وہ جانتے تھے رات کی اس تاریکی میں کتنے خوف ناک جانور نکل سکتے ہیں۔

"س۔۔۔سوری۔۔۔ام کو ادر سے لے کر چلو ورنہ مورے ام کو جان سے مار دے گا پلیز لالا" وہ اس سے پہلے آگے کچھ کہتی زریاب اسے بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کر گئے۔

وہ بعد میں کچھ کہیں گے ام پہلے تمارا جان نکال دے گا۔۔۔اگر دوبارہ اس زبان سے لالق بولا ام کو"

وہ اسکے سخت لہجے پر خوف زدہ سی ہوتی انہیں دیکھنے لگی۔

"تم کو بہت بار سمجھایا۔۔۔ مگر تم کو ایک بار بھی سمجھ نہیں آیا۔۔۔ تم کیا چاہتا ہے ام سیدھا مولوی کو بلا لے ام"

وہ جتنا اسکی عمر کا لحاظ کرتے تھے وہ اتنا ہی انکا ضبط آزماتی تھی۔

"چلو اب" وہ اسے آگے لگاتے بڑھنے ہی لگے تھے کہ وہ اپنا بازو چھڑوا کر وہی پیر سختی سے جما گئی۔

"اب کیا ہے۔۔۔چلنے کو بولا ہے ناں ام نے؟" اسے یہی کھڑے ہوتے دیکھ زریاب بھی دھک سے رک گئے۔

"ام اپنے گھر جائے گا" وہ کسی ضدی بچے کی طرح منہ بنا کر بولی۔

زریاب نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی جس پر سیم تھوڑی سمٹ سی گئی۔ وہ جذبذ سی ہوتی اپنے بازو پر ہاتھ رکھ گئی۔

"جدرام ہے تمارا گھر وہی ہے۔۔۔اب چلو" انکے کہے کو ان سنا کرتی وہ آگے کے بجائے پیچھے قدم بڑھا گئی۔

"نہیں۔۔۔ام اپنے گھر جائے گا" وہ پھر سے انکا ضبط آزما رہی تھی زریاب سر کی پشت سہلاتے ضبط سے آنکھیں مینچ گئے۔

"شرافت سے مان جاؤ ورنہ ام کو اپنا طریقہ اپنانا آتا ہے" وہ سید ھاد ھمکی دے رہے تھے۔

"کونسا طریقہ ہاں۔۔۔یہ پسٹل دکھائے گا تم ام کو۔۔۔مت بھولو ام بھی خانوں کا خون ہے" وہ انکے سامنے تن کر پورے رعب سے بولی تھی

زریاب تو اسکی ہمت پر ہی دنگ رہ گئے انہوں نے گہری سانس لیتے دائیں بائیں دیکھا۔اور اگلے ہی پل جھٹکے سے اسے کندھے پر اٹھا گئے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔۔ چھوڑو ام کو" وہ انکی چوڑی پیٹھ پر اپنے نازک مکے برساتی خود کو نیچے اتروانے کیلئے جتن کرنے لگی۔

مگر وہ بھی اپنے نام کے ایک تھے ڈھیٹ اسے لے کر سیدھا اپنے ڈیرے پر ہی پہنچے تھے جہاں سے نکلتے وہاج کی نظر اس پر پڑ گئی۔

وہ جہاں تھا وہی کا وہی کھڑا رہ گیا۔اسے دیکھ زریاب نے سرد نگاہ اس پر ڈالی اور سیدھا اپنے کمرے میں چلے گئے۔

جہاں جا کر سیم کو سیدھا بیڈ پر پھینکنے والے انداز میں بٹھا کر تولیہ اس پر پھینکا۔

"تم جانور ہے۔۔۔ایسے کوئی کرتا ہے؟" وہ تولیہ زور سے مروڑتی غصّے سے چلائی تھی۔

"بال صاف کروا پنے بیمار ہو کر نکاح سے نہیں بچے گا" انکی آنکھوں کے سامنے وہاج کا وہ چہرہ بار بار آرہا تھا۔

وہ جب بھی اسے دیکھتے انکا خون کھولنے لگتا تھا۔اسکی آنکھوں میں سیم کیلئے وہ جذبہ دیکھنا دل تو چاہتا تھا وہی آنکھیں نکال دیں۔

انکا یہ عمل آنے والے دن پر کیسے بھاری پڑ سکتا ہے یہ
خود انہوں نے بھی نہیں سوچا تھا۔

راتوں رات نوشیر وال صاحب پاکستان پہنچے تھے
سامنے ہی پنچائیت لگی انکا بے صبری سے انتظار کر رہی
تھی اور وہ سامنے کھڑے اپنے نواب زادے کو شعلہ
بار نگاہوں سے دیکھ رہے تھے جیسے ابھی اسے گولی
سے اڑا دیں گے۔

"تم ہوش میں ہے اپنے۔۔۔ کیا کیا ہے یہ ؟" وہ

کمرے میں آتے ان پر دھاڑنے لگے تھے زریاب

ایسے بیٹھے تھے جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔

"جس زمین کو بیچنے کیلئے تم کو ادر بھیجا تھا اسی کی مٹی

میں امارا نام ملا دیا "

انکا بس نہیں چل رہا تھا کچھ کر گزرے۔

"کسی کو کیا تکلیف ہے۔۔۔ کوئی امارے راستے میں

آئے گا تو ام اسکو اپنے طریقے سے دیکھے گا" وہ باپ

کے سامنے بھی اسی ڈھٹائی سے بولتے انکو دنگ رہنے پر مجبور کر گئے۔

"کیا کرے گا تم ہاں۔۔۔بولو" وہ طیش کے عالم میں دھاڑتے ان سے استفسار یہ پوچھنے لگے۔

انکے سوال پر زریاب نے کچھ کہنے کے بجائے ریوالور نکال کر ٹیبل پر رکھ دی اور ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گئے۔

جواب واضح تھا جو نوشیر وال صاحب کو اندر تک سلگا کر رکھ گیا۔

"تم۔۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتے وہاج اسی کمرے

میں داخل ہوتے زریاب کو کاٹ کھا جانے والی

نظروں سے دیکھنے لگے۔

"اس سے پوچھو کاکا۔۔۔رات کے اندھیرے میں

امارا نام مٹی میں ملاتے ہوئے اسکو شرم نہیں آیا؟" وہ

باہر کب سے ضبط کئے بیٹھے تھے یہاں آتے گویا پھٹ

پڑے۔

اسکی بات پر زریاب نے اپنی کن پٹی سہلائی

"ایک بچی کے ساتھ "اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتا اسکے جبڑے پر زور کا مکا پڑا۔

نوشیر وال صاحب پھٹی پھٹی نظروں سے زریاب کو دیکھنے لگے۔

"لفظ سمبھال کر بات کر۔۔۔"انکے لہجے سے بھڑکتے انگارے برس رہے تھے۔

"زری۔۔۔"نوشیر وال صاحب کی دھاڑ پر وہ سر بے اختیار جھکا گئے مگر دیکھ اب بھی وہاج کو ہی رہے تھے۔

باہر سب بڑوں کے بیچ یہ معاملہ بہت بڑھ چکا تھا جس کی گونج دلدار صاحب کے گھر تک بھی بخوبی جا پہنچی تھی۔

وہ بیڈ پر سن ہوئی بیٹھی تھی مورے کیا کچھ کہہ رہی تھیں اسے کچھ علم نہیں تھا عین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کچھ کر گزرے۔

"اب اس بچی سے کون شادی کرے گا" یہ جملہ دلدار صاحب نے بہت لوگوں کے منہ سے سنا تھا جس کی

شدّت اختیار پکڑتی انکے دل میں درد کی لہر سی اٹھنے لگی۔

زریاب شعلہ بار نگاہوں سے سب کو دیکھ رہے تھے جبکہ وہاج کا چہرہ دیکھنے لائق تھا جو خوشی سے از حد تمتما رہا تھا یہی تو آگ وہ لگانا چاہتا تھا جو دیکھا کچھ اور آگے بتایا کچھ۔

"ام کرلے گا خانم سے شادی" بھرے مجمعے میں وہاج کی آواز پر سب پر سکتہ سا طاری ہو گیا۔ ولی خان اسے بے یقینی دیکھنے لگے۔

"تمارا دماغ دماغ خراب ہے۔۔۔ کیا بول رہا ہے تم؟" انکو اپنے بیٹے کی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا تھا۔

"بابا۔۔۔ وہ امارے گھر کا عزت ہے۔۔۔ ام ہی یہ قربانی نہیں دے گا تو کون دے گا؟" وہ لہجے میں عرق لے آتے بیچارگی کی انتہا کر گئے۔

جبکہ یہاں زریاب کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا جس کے بعد کوئی اپنا سانس تک نہیں نکال پایا تھا اور بندوق کی نوک پر مولوی صاحب نے اپنی کانپتی ہوئی آواز میں یہ نکاح پڑھوایا تھا۔

وہ جو بیڈ پر کچھ دیر پہلے سیماب دلدار بنی بیٹھی تھی اب سر پر ہلکی سی سرخ چنری لئے سیماب زریاب خان کے طور پر پتھر کی مورت بنی بیٹھی تھی۔

"نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا" عین نے واس اٹھا کر سیدھا فرش پر دے مارا پورے کمرے کی حالت وہ تہس نہس کر گئی تھی۔اس واس کا ٹکڑا اسیم کے پیر کی انگلی پر جا لگا وہ روتے ہوئے خوف زدہ سی پیچھے ہٹ گئی۔

"تم نے ہم سے ہماری خوشیاں چھین لی۔۔۔ تم ڈائن ہے۔۔۔ہم تم کو جان سے مار دے گا" وہ ہزیانی سی ہوتی اسکی طرف بڑھ کر گلا دبا گئی۔ سیم اسے خود سے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ جان میں سیم سے زیادہ مضبوط تھی۔

کہ تب ہی زریاب کمرے میں آتے عین کا ہاتھ پیچھے جھٹک گئے وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے گئی تھی اس سے پہلے وہ پھر کچھ کرتی سامنے سے زریاب کا زوردار تمانچہ اسکے منہ پر پڑا تھا۔

سیم پھٹی پھٹی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی

"ہاتھ سمبھال کر۔۔۔وہ سیماب زریاب خان ہے"

وہ لفظ چباتے اسکے منہ پر دھاڑے تھے۔

وہ سیماب کا ہاتھ تھام کر سب کے بیچ سے اسے نکال

لے گئے تھے ایک ہاتھ میں ریوالور اور دوسرے میں

اسکا ہاتھ۔

پوری برادری نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا جو

رہتی زندگی تک شاید ہی کوئی بھول سکتا۔

۔۔۔۔۔۔

کومل کے اطلاع بھیجتے زریاب فوراً سے اٹھ کر روم میں گئے تھے جہاں وہ سیدھی چت لیٹی چھت کو دیکھ رہی تھی ذہن میں وہی الفاظ اب تک گونج رہے تھے۔

"خان" اسے ہوش میں دیکھ زریاب ایک ہی جست میں اس تک جاتے اپنے سینے سے لگا گئے۔ وہ بے جان سی انکے سہارے ہاتھوں کو پہلو میں گرائے بیٹھی تھی۔

"کیسا ہے تم۔۔۔ کیا ہوا ہے تم کو۔۔۔ برہان نے بولا تم کو پریشانی ہے۔۔۔ ام کو بتاؤ بچے" وہ پیار سے محبت بھرے انداز میں اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لئے پوچھ رہے تھے۔

وہ خالی نظروں سے انکو دیکھ رہی تھی جب انکی محبت محسوس کرتے آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں۔

"خان۔۔۔ نہیں" اسکی آنکھوں سے بہتے سیال کو اپنی پوروں سے چنتے وہ سر نفی میں ہلانے لگے۔

"خ۔۔۔خان" وہ کانپتی ہوئی آواز میں انکا نام پکارنے لگی۔

"جی خان کی جان حکم کرو" وہ دنیا بھر کی محبت اپنے لہجے میں سمولائے تھے مگر آج اسکے دل کو دلاہ دینے کیلئے یہ بھی کم تھی۔

"ام۔۔۔" وہ نہیں بول سکی تھی کچھ آواز پہلے ہی بھرا گئی وہ تڑپ کر انکے سینے سے لگتی بے آواز رونے لگی۔

کومل ڈاکٹر برہان کے ہی آفس میں آگئی تھی جہاں وہ

داراب کے ساتھ بیٹھے تھے اسے دیکھتے ہی فوراً اسے

کھڑے ہو گئے۔

"کیا اپڈیٹس ہیں؟" کچھ کچھ تو انہیں خود بھی اندازہ تھا

مگر کومل مزید اچھے سے بتا سکتی تھی۔

اس نے داراب کی جانب دیکھا جو اسکے چہرے کے

تاثرات غور سے دیکھتا ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنی

جگہ سے اٹھتا چلا گیا۔

ڈاکٹر برہان نے خود سے اسکے چہرے سے کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی مگر وہ چاہ کر بھی اس پر خوش نہیں ہو سکتے تھے جو انکو محسوس ہو رہا تھا وہ چاہتے تھے یہ بات کومل اپنے منہ سے بتائے۔

"کیا ہوا تھا سیم کو؟" کومل کو جذبز ہوتے دیکھ دار اب کو مزید پریشانی ہونے لگی تھی

"بلڈ پریشر کم ہو گیا ہو گیا تھا شاید کسی بات کی ٹینشن لی ہے" وہ نہایت پروفیشنل انداز میں جواب دیتی ڈاکٹر

برہان کو دیکھنے لگی انکی آنکھوں کے تبادلے اس وقت
بہت گہرے ہو رہے تھے ڈاکٹر برہان یکدم سے
ٹھٹھک گئے۔ وہ ایسے دیکھنے لگے جیسے کہنا چاہتے ہوں
"کیا واقعی؟ "
داراب انکی نظروں سے بلکل ناواقف تھا جبکہ انکے
چہرے دیکھنے والے تھے۔
کومل نے سر ہاں میں ہلا کر اپنی مسکراہٹ ہونٹوں
تلے دبالی جبکہ ڈاکٹر برہان لاکھ کوششوں کے باوجود
بھی اس بات پر اپنی مسکراہٹ نہیں چھپا سکے تھے۔

کہ تب ہی ان دونوں پر داراب کی نظر پڑ گئی وہ ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے دونوں کی مسکراہٹ پر یقین نہ آیا ہو یہاں اتنی پریشانی تھی اور یہ دونوں ڈھیٹوں کی طرح کھڑے مسکرا رہے تھے۔

"آپ دونوں کے مسکرانے کی وجہ؟" وہ ضبط سے سرخ پڑتا چہرہ لئے پوچھنے لگا۔

ڈاکٹر برہان کا دل چاہا دل کھول کر ہنسیں اور زور زور سے ہنسیں۔

''کیونکہ ہم دونوں خوش ہیں'' انکی بات پر داراب کو یکدم سے اچھو لگا وہ بے یقینی سے اپنے اکلوتے بہنوئی صاحب کو دیکھنے لگا۔

''آپ پاگل ہو گئے ہیں؟'' اس نے انگریزی میں بنا لگی لپٹی تڑخ کر پوچھا۔

گل اس سے چھوٹی تھی اس حساب سے ڈاکٹر برہان اسکی عمر کے ہی تھے وہ تو اب رشتے کے رتبے کے لحاظ سے وہ انکی عزت کرنے کا پابند تھا۔

ورنہ پولیس والے کے سامنے بے وجہ مسکرانا۔ اگر اسے شک میں ڈال گیا تو مقابل کو لینے کے دینے پڑ سکتے تھے۔

"نہیں۔۔۔یا شاید ہاں۔۔۔" وہ کندھے اچکا کر شوخ ہوتے بولے داراب خود میں گہری سانس بھر کر منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انہیں دیکھنے لگا۔

"یقیناً آپ بھی ہونگے جب آپ کو پتہ چلے گا کہ "

ایک لمحے کو خاموشی سی چھا گئی اور یہ دورانیہ داراب کے ضبط کو آزمانے کیلئے بہت طویل ثابت ہوا تھا۔

"آپ ایک بار پھر سے چاچو بننے والے ہیں" انکی بات
پر داراب پہلے تو سر جھکائے اس بات کو ہلکا لے گیا پھر
بجلی کی سی رفتار سے سر اٹھا کر واپس انکو دیکھا۔
آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی در آئی تھی۔وہ
پھٹی پھٹی نظروں سے کبھی برہان کو دیکھے تو کبھی کومل
کو۔

"ک۔۔۔کیا مطلب؟" جسے خود بھی سمجھ نہیں آئی
کہ وہ کتنا بے وقوفی والا سوال کر گیا ہے اسکے سوال پر
ڈاکٹر برہان اور کومل نے پورا زور لگا کر اپنی ہنسی دبائی۔

"مطلب یہ کے لالا اپنے پٹھان ہونے کا ایک بار پھر ثبوت دے کر میدان مار گئے" انکے تفصیلی جواب پر داراب غش کھا کر گرنے کے قریب تھا۔ اسے اب بھی جیسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

"کیا واقعی؟ "

"واقعی" ڈاکٹر برہان نے کندھے اچکائے اب تو داراب کا چہرہ سب سے زیادہ دیکھنے لائق تھا۔ وہ خوشی سے منہ پر ہاتھ رکھے سانس روک کر دونوں کو باری باری دیکھنے لگا۔

ڈاکٹر برہان نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا اور پیٹھ زور سے تھپکتے اسے اس خوش خبری کا یقین دلایا۔

"ل۔۔۔لالا کو پتہ ہے؟" وہ بے یقینی کی سی کیفیت میں پوچھنے لگا۔

"ابھی تو نہیں۔۔۔لیکن تم جا کر بتادو تو ضرور پتہ چل سکتا ہے" وہ خوش اسلوبی سے کندھے اچکا کر بولے۔

"م۔۔۔میں جا کر بتاتا ہوں" وہ خوشی سے اس وقت پھولے نہیں سما رہا تھا۔تب ہی ان دونوں سے پہلے آفس سے نکل کر روم کی جانب بڑھ گیا۔

۔۔۔۔۔۔

"خان۔۔۔بچے تم ام کو پریشان کا رہا ہے۔۔۔ام کو بتاؤ کیا بات ہے جو تم کو پریشان کر رہی ہے" وہ اسکی پیٹھ سہلاتے بے حد نرمی اور محبت سے پوچھنے لگے جب وہ سوں سوں کرتی پیچھے ہٹی اور اپنے آنسوں صاف کرنے لگی۔

زریاب بے چینی سے اسکے بولنے کے منتظر تھے۔

"ام۔۔۔ام بہت برا ہے۔۔۔" اسکی آواز کرب سے چور تھی زریاب اسے دیکھتے رہے وہ پوری بات سن کر ہی آگے کچھ بولتے تھے۔

"ام نے اپنی بہن کی خوشیاں کھالی۔۔۔ام کتنا بد نصیب ہے" وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی یہاں زریاب ضبط سے مٹھیاں بھینچ گئے انہیں پوری بات خود سے سمجھ آگئی تھی

"ام سے پہلے تمارے پاس کون کھڑا تھا؟" انہیں سیماب کا وہ تاریک پڑتا چہرہ یاد آیا جیسے وہ بت بنی کھڑی تھی۔

سیماب انہیں دیکھنے لگی یہ تو ہونا تھا اس شخص کو پوری بات بتانے کی کب ضرورت پڑتی تھی۔

"ام نے پوچھا کون تھا تمارے ساتھ؟" اب کی بار وہ لفظوں پر زور دیتے پوچھ رہے تھے سیماب نے بمشکل لعاب گٹکا وہ اپنی وجہ سے بیلا پر کسی مصیبت کو دعوت نہیں دینا چاہتی تھی۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی کمرے کا دروازہ ناک ہوتا انکی ساری توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا وہ تھوڑا سا ہٹ کر سیماب سے پیچھے بیٹھ گئے۔

کہ داراب خوش باش سا کمرے میں داخل ہوا۔

"خیر ہے۔۔۔ تم کیوں اتنا خوش ہو کر آرہا ہے؟"

اسے اس قدر خوشی سے تمتماتے دیکھ وہ سرسری سے لہجے میں پوچھنے لگے۔

"میں توخوشی سے بھنگڑا بھی ڈال لوں ایسی وجہ آپ نے دی ہے" اسکی بات پر زریاب اور سیماب نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا۔

"وجہ۔۔۔؟ وہ بھی ام نے دی ہے؟" وہ انگلی سے اپنی جانب اشارہ کرنے لگے۔

"یس۔۔۔لالا۔۔۔" وہ خوشی سے چیختا انکو ہاتھ سے پکڑ کر اٹھاتے سینے سے لگ گیا۔

"ارے۔۔۔آرام سے بھئی کیا ہو گیا اتنا خوش کس بات پر ہے" وہ داراب کی اتنی خوشی پر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکے تھے۔

"میں پھر سے چاچو بننے والا ہوں۔۔۔یس" وہ زریاب کو اٹھا کر گول گول گھما گیا۔

"ارے۔۔۔رے ام کو نیچے اتارو" انہوں نے اب تک اسکی بات نہیں سنی تھی جب کہ پیچھے بیٹھی سیماب کا سانس تک رک گیا تھا وہ ہونقوں کی طرح داراب کو دیکھنے لگی۔

"چاچو۔۔۔؟ یہ تو پہلے سے پتہ تھا ام کو" انکے ذہن

میں زیحال ہی آیا تھا جس کی خوشخبری ان سب پر

تھوڑے دن پہلے ہی عیاں ہوئی تھی وہ چاہ کر بھی وہم

وگماں میں اپنا آپ نہیں لا سکتے تھے۔

"کیا مطلب۔۔۔آپ کو پتہ تھا اور ہمیں نہیں بتایا؟"

اب جھٹکا داراب کو لگا تھا۔

"ام کیا بتائے زی نے جو بتایا تھا سب کو" وہ اب بھی

نہیں جان سکے تھے۔

"اسے بھی پتہ تھا؟" اب صحیح داراب کو زور کا جھٹکا لگا تھا۔

"تاسولیوانے؟ (تم پاگل ہو)؟" وہ اپنی پشتو میں اسے گھوری دیتے ڈپٹنے والے انداز میں بولے۔

"اگر اسکو نہیں پتہ ہوگا تو کس کو پتہ ہوگا مارا" اب تو جیسے داراب کا سر چکرانے کے قریب تھا۔

"اسے کیوں پتہ ہوگا۔۔۔ ہمیں بھی تو اب پتہ چلا ہے" وہ زچ ہوتے اپنے بڑے معصوم بھائی کو دیکھنے لگا۔

جن کی سادگی ہی انکی خوبصورتی تھی۔

"ابھی؟" بے یقینی سے پوچھا اراب نے فوراً سے سر ہاں میں ہلایا یہاں زریاب کی آنکھیں پھٹی تھیں وہ کچھ احتیاط کرتے داراب کا بازو پکڑ کر آگے کو جھکتے سر جوڑ گئے۔

سیماب آنکھیں چھوٹی کر کران دونوں کو سرگوشی کرتے دیکھنے لگی۔

"ابھی کا کیا مطلب ہے۔۔۔؟ پہلے والا تو دنیا میں آیا نہیں۔۔۔ وہ دوسرا تیر بھی مار گیا؟" انکے سرگوشی سے کئے گئے سوال پر داراب نے فوراً اسے انکو گھورا۔

"لالا۔۔۔ یہ تیر اس بار آپ نے مارا ہے" اسکی بات پر زریاب تاثرات ڈھیلے چھوڑتے "اچھا" بول کر پیچھے ہٹنے ہی لگے تھے کہ یکدم سے آنکھیں پھاڑ کر اسے پھر دیکھا۔

اب تو جیسے وہ سانس بھی نہیں لے رہے تھے یا شاید کبھی نہ لے سکیں۔

"یس۔۔۔مبارک ہو مجھے۔۔۔میں چاچو بننے والا ہوں۔۔۔آپ کے کیوٹ کیوٹ سے بچوں کا۔۔۔وہ بھی تیسری بار"اسکی خود کو دی گئی مبارک پر زریاب کی یکدم سے ہنسی چھوٹی۔

جبکہ سیماب کا چہرہ خون چھلکانے کے قریب تھا اسے اپنے کانوں پر جیسے یقین سا نہیں آیا۔

"ماڑا۔۔۔ام باپ بننے والا ہے؟"وہ اپنی طرف انگلی سے اشارہ کرتے مسکرا کر پوچھنے لگے کہ انہیں یکدم سے احساس ہوا۔

"ام۔۔۔؟ مطلب زریاب خان۔۔۔؟" انکی حیرت پر سیماب شرم سے پانی پانی ہونے لگی جبکہ داراب کا بلند و بانگ قہقہہ پورے کمرے میں گونج اٹھا۔

"نوشیر وال خان کا بیٹا۔۔۔ بڑا بیٹا۔۔۔ زریاب خان؟" کوئی انہیں پکڑ کر جھنجھوڑ دے اور یقین دلا دے کہ ہاں وہی۔۔۔۔ وہی۔۔۔۔ وہی

"نوشیر وال خان کی بڑی اولاد زریاب نوشیر وال خان ۔۔۔ تیسری بار باپ کے رتبے پر فائز ہوتے ہوئے" وہ زریاب خان کو اٹھائے پھر سے گول گول گھوم گیا۔

سیماب کو سمجھ نہیں آئی کہ خوش ہو یا رونے لگے۔

دل عنقریب بند ہونے کو تھا۔

"میں۔۔۔میں اتنا خوش ہوں کہ بتا نہیں

سکتا۔۔۔واللہ آج میں آسمانوں میں اڑ رہا ہوں" وہ

واقعی ایسا محسوس کر رہا تھا۔

"ہاں ام بھی اسی آسمان کے اوپر والے پورشن پر اڑ رہا

ہے" انکی بات پر داراب کا قہقہہ پھر سے گونج اٹھا۔

"آپ اڑتے رہیں میں پورے ہوسپٹل کو مٹھائی کھلا دوں" وہ بول کر سیماب کی جانب آیا اور اسکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ گیا۔

"بہت بہت مبارک ہو سیم" اسکی مبارک باد پر سیماب شرم و حیا سے سر جھکا گئی۔

داراب کے کمرے سے نکلتے زریاب بے یقینی سے سیماب کو دیکھنے لگے۔

"ویسے یہ تیر لگا کب ؟ام کسی دن نشہ وشہ کر کر تو نہیں آیا؟" انکو خوشی کے مارے کچھ یاد بھی نہیں آرہا

تھا سیماب نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا باکس ہی اٹھا کر انکو دے مارا۔

"ہاں۔۔۔یاد آگیا۔۔۔مطلب فارم ہاؤس جانے کا فائدہ ہو گیا ام کو؟" وہ کیا بول رہے تھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا مگر سیماب عنقریب شرم کے مارے فوت ہونے کو تھی اسکی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں جسے دیکھتے زریاب کی ساری خوشی جھٹ سے سائیڈ میں کھڑی ہو گئی۔

وہ ایک ہی جست میں اسے پاس بیٹھتے اسکے دونوں

ہاتھ تھام گئے۔

"کیا ہوا۔۔۔خان۔۔۔" اسکے آنسوں انہیں ایک ہی

پل میں بے چین کر دینے کی سکت رکھتے تھے۔

"ا۔۔۔ام نے یہ کیا کر دیا" وہ بھرائی آواز میں پوچھتی

زریاب کو متجسس کر گئی۔

"کیا کر دیا؟" انہیں واقعی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"ا۔۔۔ام سب سے کیسے نظر ملائے

گا۔۔۔ک۔۔۔۔کیا کہے گا سب کو؟" وہ بری طرح

سے گھبرائی حواس باختہ سی کیا کچھ بول رہی تھی اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔

"کیا بولے گا سب کو؟ "

"کیا تم کو نہیں پتہ۔۔۔یہ امارا عمر ہے اس کام کا۔۔۔اللہ اللہ مورے کے سامنے کیسے جائے گا ام۔۔۔اور باقی سب۔۔۔وہ تو ام کو اپنی باتوں سے ہی مار دے گا "

اسکے ذہن میں ان بد تمیز خواتین کا ٹولہ آیا تھا جن کو یہ خبر پہنچنے کی دیری تھی کہ اصل دنگل تب شروع ہوتا۔

"عمر۔۔۔؟ کیوں۔۔۔ کیا تم بوڑھا ہو گیا یا ام ؟اور ام پٹھان ہے۔۔۔امارا ریکارڈ ہے اس چیز میں" وہ فخریہ کالر کھڑے کرتے بولے جس پر سیماب نے دانت بھینچ کر انکے کندھے پر دھپ رسید کی

وہ اب تک یقین نہیں کر پائے تھے کہ انکے کانوں نے ایسا کچھ بھی سنا ہے وہ سیماب کو زور سے اپنے سینے میں بھینچ گئے۔

جو آج انکے حصار میں الگ ہی شدّت محسوس کرتی خوشی سے نہال ہو گئی تھی تھوڑی دیر پہلے ذہن میں ہوئی توڑ پھوڑ رک چکی تھی وہاں صرف خوشی کے ڈنکے بج رہے تھے۔

داراب نے پورے سٹاف کو مٹھائی کھلائی تھی یہاں تک کہ سب کو ایکشاہی ڈنر کی بھی دعوت دے دی گئی تھی۔

وہ آئرہ کو آج پھر سے استنبول کی سیر کروانے لایا تھا یہاں جتنے دن بھی وہ تھے روز کسی نہ کسی جگہ ضرور جاتے اور وہاں جا کر اپنی حسین یادیں ضرور سمیٹتے۔ آج بھی وہ دونوں ایک خوبصورت جگہ آئے تھے یہ ایک سیاحتی شہر تھا جہاں خوبصورت بیچز اور

ریزورٹس تھے اور اوپر سے سمندر اور پہاڑوں کا ملاپ اسے بہت خاص بنا رہا تھا۔

آئرہ یہاں آکر بے حد خوش تھی اور وہ ہمیشہ کی طرح صرف اس دشمن جان کو دیکھ کر خوش تھا۔

"شاہ۔۔۔آئیں ناں۔۔۔ ہم اس گیلی ریت پر چلتے ہیں" وہ باقی کپلز کو وہاں ہاتھ میں ڈالے چلتے ہوئے دیکھ فرمائش کرنے لگی۔

وہ خوشی خوشی آگے آتا اسکا ہاتھ تھام گیا اور اس گیلی
ریت پر اپنے قدموں کے نشان اسکے سنگ چھوڑنے لگا
وہ دونوں ایک ساتھ کافی دور تک گئے تھے
کہ بیچ میں ہی برلاس اسے ایک جھٹکے میں بانہوں میں
اٹھاتے گول گول گھما گیا۔
آئرہ بجائے اترنے کی مزاحمت کرتے بلکہ اپنے دونوں
ہاتھ کھول کر آنکھیں موندیں اس فضا میں اڑنے لگی
تھی جس میں پر اسکا محبوب شوہر بنا تھا۔

"آئی۔۔۔ایم۔۔۔سوہیپی۔۔۔" وہ پورا زور لگا کر چیخی تھی جس پر برلاس کی ہنسی گہری ہو گئی۔

"اینڈ آئی لو یو شاہ۔۔۔۔۔آئی رئیلی ۔۔۔۔رئیلی۔۔۔ڈو" وہ ایک ایک لفظ پوری قوت لگا کر بولتی آج پوری دنیا کو بتا رہی تھی۔

برلاس اسکے اعتراف پر سانس روکے اسے دیکھے گیا وہ دونوں گھوم رہے تھے ساتھ آس پاس کی ہر چیز گھوم رہی تھی۔

وہ دھیرے سے آئرہ کو نیچے اتار کر اسکی کانچ سی بھوری آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

جبکہ اسکی آنکھوں میں اپنا وجود شدّت سے طلب بن کر دوڑتے دیکھ آئرہ کو جھٹ سے احساس ہوا کہ وہ کیا بول گئی تھی۔

مگر وہ مطمئن تھی اس پر تب ہی شرم سے چہرہ نیچے جھکا گئی۔

"ایک بار پھر کہو" وہ اسکا چہرہ ٹھوڑی سے تھامے پھر سے اوپر کر گیا اور محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا۔

"ک۔۔۔کیا؟" وہ جانتی تھی کہ وہ کیا سننا چاہتا ہے۔

"جو ابھی کہا۔۔۔یہ اعتراف محبت پھر سے کرو" وہ اتنی طلب سے فرمائش کر رہا تھا جیسے ابھی وہ نہ بولی تو اسکے دل کو کچھ ہو جائے گا۔

"آ۔۔۔آئی لو ویو" وہ اٹک کر دھیرے سے بولتی شرما کر اسکے سینے سے لگ گئی یہاں وہ گہرا سانس لیتے خود کو فاتح مان گیا تھا جس نے اپنی محبت پھر سے فتح کر لی تھی شاید ہمیشہ کیلئے۔

وہ آئرہ کے گرد اپنا حصار مزید مضبوط کر گیا۔ سمندر میں ٹھاٹھیں مارتی جوش بھری لہروں کا شور اور کھلی ٹھنڈی کانوں میں سرسراتی فضا۔

ماحول یکدم سے مزید خوش گوار ہو گیا تھا بر لاس آنکھیں بند کئے چہرہ آسمان کی جانب کر کے اس سکون کو اپنے اندر تک محسوس کرنے لگا۔

"یہاں آنے کے بعد۔۔۔مجھے احساس ہوا۔۔۔مجھے آپ سے نفرت کبھی ہوئی ہی نہیں تھی۔۔۔میں آج

بھی آپ سے وہی محبت کرتی ہوں۔۔۔جو پہلی نظر میں پہلی بار ہوئی تھی"

وہ برلاس کی آنکھوں میں دیکھتی اس پہلے دن کو یاد کرنے لگی۔

وہ ٹکراؤ۔۔۔وہ ہجوم کے بیچ اسکا ہیرو بن کر نکل آنا اور سب سے بچا کر اسے لے جانا وہ کیسے بھول جاتی کہ اس نے کس طرح ان لڑکوں سے اسکی جان چھڑوائی تھی۔

"مجھے بھی وہی محبت ہے یا شاید اس سے زیادہ شدید"

وہ ٹھہر کر لفظ ادا کرتے اسکے چہرے کا طواف کرنے لگا تھا۔

آئرہ کے بال ہوا کے دوش پر اڑتے بار بار اسکے چہرے پر آ رہے تھے جنہیں وہ اپنی انگلی کی پوروں سے ایک طرف کرتے اسکے لبوں پر اپنا بوسہ ثبت کر گیا۔
آئرہ کو یکدم سے ٹھنڈ زیادہ لگنے لگی تھی بر لا اس کو وہ یوں نروس ہوتی شرم و حیا کا پیکر بنی بہت بھا رہی تھی۔

"چلیں؟ کچھ کھا لیتے ہیں" وہ اسکا ہاتھ تھام کر ایک جانب بڑھ گیا یہاں ایک طرف کھانے کی ٹیبل رکھی تھیں جہاں بیٹھ کر لوگ اس خوبصورت منظر کا لطف اٹھاتے کھانا کھا رہے تھے۔

وہ دونوں ٹیبل پر جا کر بیٹھے ہی تھے کہ ویٹر نے آ کر انکا آرڈر لیا اور وہ سارا کھانا آئرہ کی پسند کا آرڈر کرتے واپس سے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگا۔

یہاں آنے کے بعد وہ اسے اپنے دل کے بہت قریب

محسوس ہونے لگی تھی ازدواجی زندگی کا آگے بڑھنا

دونوں کیلئے ڈھیروں خوشیوں کا باعث بنا تھا۔

ایسے جیسے جینے کا مقصد ہی اب سمجھ آیا ہو۔

کھانا تھوڑی ہی دیر میں آگیا تھا۔ جس کا پہلا نوالہ

برلاس نے آئرہ کو دیا تھا۔

وہ دونوں اس خوشگواریت بھرے ماحول میں کھانا کھا

ہی رہے تھے جب کھاتے کھاتے برلاس کی نظر پیچھے

والے ٹیبل پر پڑی۔اس پر نظر پڑتے ہی اسکی بھوری آنکھیں یکدم سے پھیلنے لگیں۔

نہیں یہاں نہیں اسکا دل چیخنے لگا تھا روح نے پناہ مانگ لی تھی جواب مزید نہیں تڑپ سکتی تھی اتنی خوبصورت یادوں میں یہ بھیانک پل وہ برداشت نہیں کرسکتا تھا۔

"شاہ یہ دیکھیں۔۔۔لیمن جوس کتنے مزے کا ہے ٹیسٹ کریں" آئرہ گلاس اسکی طرف بڑھاتی اپنے کھانے پر ہی جھکی رہی۔

ایک بار اسے نظر اٹھا کر سامنے دیکھنا چاہئے تھا ان بھوری آنکھوں میں جہاں وہی خوف سے لرزتا بچہ دکھائی دے رہا تھا۔ جہاں ایک یہ عکس تھا وہی ایک بیسٹ بھی سر اٹھا رہا تھا۔

وہ ایک جھٹکے میں آئرہ کا ہاتھ تھام گیا جب اسکی مضبوطی پر آئرہ نے متجسس نگاہوں سے اسے دیکھا۔ برلاس کے چہرے کی فق پڑتی رنگت دیکھ آئرہ کو جھٹکا لگا تھا وہ کھانا چھوڑ کر اسکی جانب پوری طرح سے متوجہ ہو گئی۔

"ک۔۔۔کیا ہوا۔۔۔آپ کو۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟"

وہ برلاس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی پریشان کن لہجے میں پوچھنے لگی۔

"شاہ بتائیں ناں" اسے خوف زدہ ہوتے دیکھ آئرہ کی جان نکل رہی تھی اس نے برلاس کی نظروں کی سیدھ میں پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں ایک عورت ٹیبل پر بیٹھے بچے کو ڈانٹ رہی تھی اور وہ روئے جا رہا تھا۔

آئرہ کو معاملہ سمجھنے میں ذرا دیر نہیں لگی تھی وہ چیخ رہی تھی اور اسکی چیخیں برلاس کو خوف زدہ کر رہی تھیں۔

وہ جھٹ سے اٹھ کر برلاس کے پاس آگئی۔

"شاہ اٹھیں۔۔۔ہم یہاں سے چلتے ہیں" وہ اسکا بازو تھام کر اٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔

"وہ۔۔۔وہ چ۔۔۔چلا رہی ہے" وہ اشارہ کر کر اسے بتا رہا تھا۔اسکی آوازیں برلاس کے کانوں میں ہتھوڑے بن کر لگ رہی تھی۔

''کوئی نہیں چلا رہا آپ پلیز چلیں یہاں سے'' وہ اسکی
زیادہ طبعیت بگڑنے نہیں دے سکتی تھی تب ہی ضد
کر کرا سے اٹھا کر وہاں سے دوسری جانب لے آئی۔
''آپ یہی رکیں'' وہ جلدی سے گاڑی میں رکھی پانی
کی بوتل نکال کر لائی اور برلاس کے منہ سے لگا گئی۔
''پانی پئیں۔۔۔ چلیں'' وہ اسکے کہنے پر دو چار گھونٹ
پی گیا تھا جس سے تھوڑا پانی چھلک کر اسکے سائیڈ لبوں
سے بہہ گیا۔

آئرہ نے اپنے ہاتھ سے اسکا منہ صاف کیا اور بغور اسے دیکھنے لگی وہ خوف سے دھیرے دھیرے لرز رہا تھا۔

وہ پانی کی بوتل واپس سے رکھ کر جلدی سے اسکے سینے سے آلگی۔ اور زور سے اسے بھینچ گئی۔

"وہ دیکھیں۔۔۔مجھے اس ریت میں ہمارا نام ساتھ لکھنا تھا لیکن ہم نے نہیں لکھا" وہ منہ بنا کر کسی معصوم بچے کی طرح بولی

جب برلاس نے اسکی نظروں کی سیدھ میں وہ جگہ دیکھی۔

"میں ناراض ہوں۔۔۔آپ نے میری یہ وش پوری نہیں کی" وہ واقعی ناراضگی دکھارہی تھی برلا اس ایک دم سے سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"م۔۔۔میں بھول گیا ہونگا۔۔۔ چلو ابھی لکھ لیتے ہیں" وہ اسکا ہاتھ تھام کر اس جانب چل پڑا آئرہ اسے دیکھ بے اختیار مسکرا دی۔یہ اسکے اندر کا وہ بچہ تھا جسے محبت سے بہلانا بہت آسان تھا اور وہ کر گئی تھی۔

وہ دونوں ریت پر اپنا نام لکھ کر اسکے بیچ دل بنانے لگے۔

"واؤ۔۔۔دیکھیں۔۔۔" وہ دل بنا کر خوشی سے اچھلنے لگی تھی برلاس دل سے زیادہ اسے خوشی سے اچھلتے دیکھ خوش ہوا تھا ساتھ ہی مسکرا بھی دیا۔

"اب ہم باقی سب کا لکھتے ہیں ایک فیملی کے طور پر" وہ باتوں باتوں میں سب کے نام لکھ کر اسکے ہاتھوں سے زیحال کا نام لکھوا گئی جسے برلاس بہت غور سے دیکھنے لگا۔

اس نام کی طاقت اتنی تھی کہ اسکا سارا خوف پل میں تہس نہس ہو گیا وہ وہی بیٹھ کر اس پر ہاتھ پھیر کر مسکرانے لگا۔

"مجھے بھائی کی یاد آ رہی ہے" وہ نام کو دیکھ بھرائے لہجے میں بولا۔

"ہم واپس چلیں گے انکے پاس۔۔۔اوکے" آئرہ اسکے کندھے پر سر رکھے لاڈ سے بولی مگر اسکے زہن میں اب بہت سے سوال آنے لگے تھے اسے تجسس

ہونے لگا تھا یہ جاننے کیلئے کہ ایسا ماضی میں کیا ہوا تھا

کہ وہ اب تک اسے بھلا نہیں پا رہا تھا۔

کہ دور کہیں سے دو آنکھوں نے انکو اپنے پردے پر

محفوظ کیا تھا۔

"وہ دونوں میرے بلکل سامنے ہیں۔۔۔اور جیسا

آپ نے کہا ہم نے ویسا ہی کیا ہے لیکن اسکے ساتھ

موجود لڑکی اسکا دھیان کہیں اور بھٹکا گئی "

اسکی بات سن کر فون کے اس پار موجود شخص نے لمبا

سانس لیا تھا۔

"پھر کرو۔۔۔اور کرتے رہو۔۔۔جب تک وہ خود کو خود برباد نہ کر لے" اسکی بات پر وہ آدمی سر ہلا گیا اس نے اس عورت کو اشارہ کیا جس کے پاس بچہ تھا وہ واپس چلی گئی۔

"برلاس۔۔۔شاہ تمہارا وقت ختم" فون کی سکرین پر اسکی ہنستے مسکراتے کی تصویر دیکھ ان آنکھوں میں نفرت بھر آئی تھی۔

93/3

آئرہ اسکی طبعیت دیکھ مزید گھومنے کاارادہ ترک کرتی اسکے ساتھ ہی گھر آگئ تھی لیکن وہ گھر آنے کے بعد بھی گم سم سا ایک طرف بیٹھ گیا تھا وہ خوشی جو یہاں آنے کے بعد اسکے چہرے پر تھی وہ تو کہیں دکھائی ہی نہیں دے رہی تھی۔

آئرہ کادل دکھا تھا وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر اٹھ کر کچن میں چلی گئی اور اسکی فیورٹ کافی بنانے لگی۔

وہ ایک ہی کپ میں کافی انڈیل کر اسکے پاس لے آئی۔

"کافی؟" مگ اسکے آگے کرتے وہ نرمی سے پوچھنے لگی۔

"نہیں۔۔۔دل نہیں ہے" وہ دھیمے لہجے میں بولتا واپس سے ونڈو کے باہر دیکھنے لگا۔ آئرہ کو برا لگا تھا کافی کیلیئے وہ کبھی انکار نہیں کرتا تھا۔

"میں نے بہت دل سے بنائی تھی۔۔۔ لیکن کوئی بات نہیں" وہ جان بوجھ کر اپنے لہجے میں نمی لے آتی اٹھ

کر جانے لگی تھی کہ برلاس نے اسکا ہاتھ تھام لیا

دونوں بھوری آنکھوں کا تبادلہ ہوا۔

"پھر تو پینی پڑے گی" وہ مبہم سا مسکراتے کافی کا مگ

اسکے ہاتھ سے لے کر لبوں سے لگا گیا۔

"گ۔۔۔ گرم ہے" اسکے ایک دم سے پینے پر آئرہ

بے اختیار بولی۔

"سی" برلاس اسے دیکھتے ہوئے باقی سب بھولے

گرم کافی پیتے اپنے لبوں کو جلا گیا۔ یہ دیکھ آئرہ جھٹ

سے اسکے پاس بیٹھتی اسکے منہ پر ہی پھونک مارنے لگی۔

"زیادہ جل گیا؟" وہ پھونک مارتی فکرمندی سے پوچھنے لگی۔

جب وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتا اسے گردن سے تھامے اپنے قریب کر کر اسکے ہونٹوں سے اس جلن کو ختم کر گیا۔

"اب ٹھیک ہے" اسکی بات پر آئرہ کے کان کی لوئیں یکدم سے سرخ پڑی وہ اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے سرخ پڑتی اسے دیکھنے لگی۔

"بہت ٹیسٹی ہے" کافی کی تعریف پر وہ سر جھکائے اس تعریف کو قبول کرنے ہی لگی تھی کہ اسکی اگلی بات پر جان پھر سے حلق میں آگئی۔

وہ اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا "یہ "

آئرہ کی بھوری آنکھیں بے اختیار پھیلیں وہ جھٹ سے آنکھیں پٹپٹاتی چہرہ جھکا گئی مسکراہٹ تھی کہ لبوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔

یہ پل بہت حسین تھا مگر تب تک جب تک اسے وہی منظر پھر سے یاد نہیں آگیا۔

وہ پھر سے باہر کی جانب متوجہ ہو کر اپنا دھیان اس جانب بھٹکانے لگا یہ دیکھ آئرہ کی مسکراہٹ سمٹی یہ واقعی بہت مشکل تھا۔

اسے اب سمجھ آرہی تھی کہ اسے سمبھالنے کا کام کتنا مشکل ہے اور یہ کام صرف زیحال خان آفندی کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا تھا۔

کیسے نہ ان بھائیوں کا رشتہ مضبوط ہوتا اس ایک شخص سے جس نے انکے بچپن میں اس وقت سمبھالا جب زندگی اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی اس شخص کی محبت کا ثبوت اسکے سامنے تھا وہ بنا کسی خونی رشتے کے ان تینوں کو آج تک سمبھالتا ہوا آیا تھا جس کے بعد یہ رشتہ خون سے بھی بڑھ کر احساس کا ہو گیا تھا اور اب

اسکی محنت محبت بن کر تینوں کی رگوں میں دوڑتے خون میں شامل ہوگئی تھی۔

وہ اٹھ کر اندر چلی گئی جبکہ برلاس وہی بیٹھا رہ گیا جب تھوڑی ہی دیر میں برلاس کے کانوں میں زیحال کی آواز گونجی۔

وہ کرنٹ کھا کر پیچھے مڑا جہاں وہ موبائل پر ویڈیو کال کئے اسکے سامنے کھڑی تھی۔

"بھائی" وہ اسے دیکھ تڑپ کر آئرہ کے ہاتھ سے فون لے گیا اور نظر زیحال پر پڑتے اسکا دل یکدم سے

بھاری ہو گیا جیسے اب کسی معصوم بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دے گا۔

آئرہ اسے وہی چھوڑ کر واپس چلی گئی وہ ان دونوں کے بیچ ذرا بھی نہیں آنا چاہتی تھی وہ چاہتی تھی کہ برلاس اپنے باپ سے بات کر کر بلکل نارمل ہو جائے۔

"کیا ہوا۔۔۔طبعیت ٹھیک نہیں ہے؟" برلاس کی آنکھوں میں چھپی ویرانیت بھانپتے وہ فکر مندی سے گویا ہوا۔

کہ اسکے سوال پر برلاس کی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں ہونٹ بے اختیار پھڑپھڑائے۔

"برلاس۔۔۔بچے کیا ہوا بتاؤ" اسے ایسے دیکھ وہ ایک دم سے بے چین ہوا تھا۔

"م۔۔۔مجھے آپ کے پاس آنا ہے" وہ کانپتی ہوئی آواز مگر دھیمے لہجے میں بولا۔

اسکی بات پر زیحال کی سانسوں میں جیسے سانس آئی وہ کندھے ڈھیلے چھوڑ کر واپس کرسی سے ٹیک لگا گیا۔

"میری جان۔۔۔تم گھومنے گئے ہو۔۔۔اچھے سے گھومو پھرو۔پھر میرے پاس ہی تو آنا ہے" وہ محبت سے اسے بہلانے لگا اسکی بات پر بر لاس کسی ضدی بچے کی طرح سر نفی میں ہلانے لگا آنکھیں برسنے کو شدّت سے بے تاب تھیں۔

"مجھے ابھی آنا ہے۔۔۔میں نہیں رہ سکتا یہاں" اسکا واقعی دم گھٹنے لگا تھا جو جگہ اسے کچھ گھنٹے پہلے جنت لگ رہی تھی وہی اب کسی جہنم سے کم ثابت نہیں ہو رہی تھی وہ کیسے بھی کر کر یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔

"برلاس۔۔۔آئرہ کیا سوچے گی؟" وہ اسکا دھیان کسی و دیگر جانب لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"وہ کچھ بھی سوچے۔۔۔مجھے آپ چاہیئے" وہ رو لے اسے خوب کھل کر اپنے باپ کے سامنے رونا تھا۔

"بری بات۔۔۔ تمہاری بیوی ہے وہ۔۔۔ تمہیں اس رشتے کو وقت دینا چاہیئے" اسکی آواز سپیکر سے باہر آ رہی تھی جو لہروں میں سفر کرتی کچن میں سلیب کے پاس خاموش کھڑی آئرہ کی سماعتوں تک بخوبی پہنچ رہی تھی۔

اسکے ہاتھ آپس میں حرکت کرتے بے اختیار رک
گئے اور جیسے سانسیں بھی۔

مطلب برلاس کا یہ خوف نہ صرف اس کے لئے
خطرناک تھا بلکہ انکے رشتے کو بھی آج تک داؤ پر
لگائے ہوئے تھا؟ وہ بے اختیار سوچنے لگی
یہ بات رشتہ آج تک آگے صرف اس خوف کی بنا پر
آگے نہیں بڑھ پایا تھا اور وہ اتنی سی بات نہیں سمجھ
سکی۔

''آپ آجائیں ناں یہاں۔۔۔پلیز'' اسے سمجھ آچکی تھی کہ وہ ابھی یہاں سے نہیں نکل سکتا مگر اپنے باپ کو تو یہاں بلا سکتا تھا۔

اسکی بات پر زیحال مبہم سا مسکرا دیا۔

''زمل ٹریول نہیں کر سکتی۔۔۔ورنہ ضرور آتا۔۔۔لیکن میں پامیر اور کومل کو بھیج دونگا'' اسکی بات پر برلاس کا دل جو پہلے بیٹھنے لگا تھا آخر میں تھوڑا حوصلہ سا اسے مل گیا۔

"ھمم" اگر اسکا باپ نہیں آسکتا تھا تو بھائی سہی اور میر و سے بڑھ کر اسکے قریب یہاں کوئی نہیں ہو سکتا تھا جس کے ساتھ اسکا دماغ خوف والی چیزوں سے ہٹ کر صرف الٹی مستی والی چیزوں میں چلتا تھا۔

وہاں آئرہ کے دل کو بھی یکدم سے سانس ملا تھا کہ اب وہ اکیلی نہیں ہو گی کومل بھی آجائے گی۔

"اب بتاؤ۔۔۔میر ابیٹا کہاں کہاں گھوم کر آیا" اسکے منہ سے "بیٹا" لفظ سنتے بر لاس کے منہ سے تشکر آمیز لمبی سانس خارج ہوئی۔

وہ چاہتا تھا وہ چیخ کر اسے کہے کہ پلیز یہ لفظ بار بار کہو ہر بار کہو چیخ کر کہو کہ برلاس صرف زیحال کا بیٹا ہے اسکا اور کسی سے کوئی تعلق نہیں۔

وہ کانپتی ہوئی آواز میں اسے بتانے لگا جہاں جہاں وہ گیا تھا۔

"آگئے واپس لیکن کیوں؟" آخر میں اس نے آج والی جگہ بتائی جہاں سے جلدی واپس آجانے پر زیحال کو عجیب محسوس ہوا

برلاس ان نے وہاں بیٹھی عورت اور بچے کے بارے میں اسے سب بتادیا جسے سن کر زیحال کے ماتھے پر ریوریاں چڑھ گئی وہ کرسی سے ٹیک چھوڑے پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہو گیا۔

"گارڈز کہاں تھے؟" سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"میں نے دونوں کو بھیج دیا تھا" وہ دھیمے لہجے میں بتانے لگا زیحال نے ضبط سے آنکھیں زور سے میچ لیں۔

"برلاس۔۔۔انکو ساتھ رکھو بچے وہ ضروری ہیں" وہ پیار سے اسے سمجھانے لگا۔

"ھمم لیکن میرے ساتھ آئرہ ہوتی ہے تو مجھے اچھا نہیں لگتا" وہ اسے اصل وجہ بتائی جو سن کر آئرہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"بے فکر رہو۔۔۔وہ ہمارے ہی بندے ہیں" ہاں اب اسے فکر نہیں ہونی چاہئے تھی کیونکہ وہ لوگ نظریں جھکانا خوب جانتے تھے۔

وہ دونوں آپس میں اور بہت سی باتیں کرنے لگے جن کے بعد براس کو اپنا آپ بہت ہلکا محسوس ہو رہا تھا وہ اب کھل کر دل سے مسکرا رہا تھا اور یہی آئرہ چاہتی تھی جواب خود بھی اسے دیکھ خوش ہو رہی تھی۔

خان حویلی میں تو گویا خوشیوں کا پورا سمندر امڈ آیا تھا مورے داجی حویلی کے ملازمین حتی کہ برادری والوں میں بھی مٹھائی کھلائی جا چکی تھی بکرے کے بکرے سیماب کے سر سے وار کر غریبوں میں دیے جا رہے

تھے وہ لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھی سر تک نہیں اٹھا پا رہی تھی اتنی شرم آ رہی تھی کہ چہرہ تک سرخ پڑ رہا تھا۔

مورے اسکا سر چومتی اپنے ساتھ لگا گئی۔

"تم نے ام کو یہ خوشی دے کر ایک اور احسان کیا ہے بچے۔۔۔ام بہت خوش ہے" وہ اسکا سر چومتی محبت بھرے انداز میں بولی تھیں۔

"ماما۔۔۔کیا ہمارا بے بی آئے گا زامل کی طرح؟"مہروز کو اب تک سب کی اتنی خاص سمجھ نہیں آئی تھی۔

"یس مہرو۔۔۔ہمارا ابھی بے بی آئے گا کیوٹ سا زامل کی طرح"مہرام سیماب کے دوسری جانب بیٹھی اسے پیار سے سمجھانے لگی۔

"واؤ۔۔۔مجھے زامل جیسا چاہیے بلکل اسکے جیسا کیوٹ کیوٹ سا"اسے نجانے کیوں زامل اتنا پسند تھا اسکی حرکتیں اور شرارتیں دیکھ وہ بہت خوش ہوتی تھی۔

کہ اتنے میں وہ باہر سے بھاگتا ہوا اندر آتا دکھائی دیا

اسکے پیچھے پیچھے زیحال اور زمل تھے زالے اپنے بابا کی

گود میں چڑھی ہمیشہ کی طرح اسکی گردن میں ہاتھ

ڈالے اسکے ساتھ لپٹی ہوئی تھی۔

"لالا۔۔۔" پہلے تو وہ بے یقین سازریاب کو دیکھتا رہا

جو بھنویں مٹکائے شرارت سے اسکو دیکھ رہے تھے

پھر گرم جوشی سے انکے گلے سے لگ گیا۔

"بہت بہت مبارک ہو۔۔۔" وہ اس اچانک معجزے

پر بے حد خوش تھا۔

"ویسے یہ کوشش اتنی لیٹ کرنے کی وجہ؟" وہ سب سے آنکھ بچا کر شرارت سے پوچھنے لگا۔

"بس ام کو لگا اب کیا کوشش کرے گا بس ٹھیک ہے جو خدا نے دیا۔۔۔ لیکن ام سے چھوٹا آگے نکل رہا تھا"

انکی بات پر زیحال کا یکدم سے بلند و بانگ قہقہہ پورے لاؤنج میں گونج اٹھا کہ سب نے مڑ کر انکی جانب دیکھا۔

وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا یہاں تک کے آنکھوں میں پانی آگیا۔

زمل تو سیدھا سیماب کے پاس گئی تھی اور اب دونوں بیٹھی آپس میں سرگوشیاں کر رہی تھی مورے نے زمل کے سر سے بھی صدقے کے بکرے وار کر ملازم کے حوالے کر دیے آج کوئی بھوکا نہ سوئے یہ انکا حکم تھا۔

''آپ تو بہت فاسٹ نکلیں'' اسکی بات پر سیماب کے گال سرخی سے دہک اٹھے وہ اسکے کندھے پر چپت رسید کرتی آنکھیں دکھانے لگی۔

"ویسے ہی آپ کو ڈر تھا کہ آپ کی عمر ہو گئی۔۔۔اب دیکھ لیا لالا نے کر کر دیا ثابت کہ وہ پٹھان ہیں بھئی"

اسکی بات پر سیماب نے نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے زریاب کو دیکھا جو ہنس ہنس کر زیحال کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔

اسکا دل بے اختیار زور سے کانوں میں دھڑکا۔

مورے نے آج حویلی کے تمام ملازمین میں زمل اور سیماب کے نام سے کپڑے جوتے اور گھر کے راشن تک تقسیم کروائے تھے وہ جو یہاں صرف مبارک باد

دینے آئی تھی آگے آکر اسکی اپنی گود بھرائی ہو چکی تھی۔

زیحال کی فیملی رات تک خان حویلی میں رہی تھی تب تک مہروز اور زامل داجی کے پاس ہی کھیلتے رہے تھے زالے تو زیحال کو ہی نہیں چھوڑ رہی تھی وہ جہاں بھی کسی سے ملتا وہ اسکی گود میں ہی ہوتی تھی۔

زمل تک کو نہیں دیکھتی تھی جو اسکی ماں تھی بس باپ باپ باپ۔

"بیلا کہاں ہے نظر نہیں آ رہی؟" زمل کب سے نوٹ کر رہی تھی کہ بیلا ان سب میں نہیں تھی موورے نے بھی کافی بار اسکا ذکر کیا تھا مگر کسی بھی ملازم نے آ کر کوئی اطلاع نہیں دی۔

بیلا کے ذکر پر سیماب کا چہرہ پل بھر کیلئے تاریک پڑا۔

"ا۔۔۔اپنے کمرے میں ہوگا" وہ کچھ گھبرا کر اپنی گود میں رکھے گولڈ کے کنگن دیکھنے لگی۔

زمل نے نوٹ کیا تھا کہ بیلا کے ذکر پر اسکا چہرہ مرجھا سا گیا ہے اور وہ لوگوں کو نہیں کریدتی تھی جب تک وہ خود نہ اسے اپنی بات بتادیں۔

رات مزید تاریک ہونے لگی تھی موسم پہلے سے زیادہ ٹھنڈا ہو گیا تھا مگر اسکے اندر بڑھتی گھٹن اسے بری طرح سے مات دے رہی تھی وہ بنا کسی شال کے بالکونی میں کھڑی باہر گیٹ پر نظریں ٹکائے ہوئی تھی جیسے اسکے آنے کا اسے شدّت سے انتظار ہو لیکن سوئی

اب بارہ سے ایک اور پھر ایک سے دو بجانے لگی تھی مگر وہ اب تک گھر نہیں آیا تھا۔

بیلا کا دل بری طرح سے بے چین ہوا۔ وہ دھیرے سے اندر آتی سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھا کر داراب کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ لیکن کال کرنے سے پہلے انگلیاں خود ہی رک گئی دل بے چینی سے دھڑکنے لگا.

کال کرے یا نہ کرے وہ اسی کشمکش میں کھڑی اپنے لب کاٹنے لگی پھر ہمت کرتی سیدھا کال ملا ہی گئی

رنگنگ ہورہی تھی ساتھ اسکے دل کی دھڑکنیں بھی
تیزی سے دھک دھک کررہی تھیں
رنگنگ بند ہوگئ کال نہیں اٹھائی گئ۔
وہ مایوس ہو کر ایک بار پھر ناکام سی کوشش کرنے لگی
مگر اس بار اس دشمن جان کی آواز سنائی دے گئ تھی۔
"ہیلو" اسکا انداز مصروف سا تھا بیلا کو لگا وہ اسے کام
کے دوران تنگ کرگئ۔
"ہیلو؟" اسکی جانب سے کوئی آواز نہ سن کر اس نے
پھر اسے پکارا۔

"ہ۔۔۔ہیلو۔۔۔کدر رہے تم؟" وہ وقت دیکھتی دھیمے لہجے میں پوچھنے لگی

داراب نے فون پر جگمگاتا اسکا نام دیکھا اور فون پھر سے کان سے لگالیا۔

"کام پر ہوں!!کیا ہوا؟" اسکے جواب پر بیلا کے اعصاب ایکدم سے ڈھیلے پڑے اتنے دن سے وہ گھر آنے لگا تھا رات کو اور آج اسے کام آگیا تھا۔

سیدھا جواب تھا وہ گھر نہیں آنا چاہتا تھا۔

"وہ۔۔۔ا۔۔۔ام پریشان ہو رہا تھا بس اس لئے پوچھا" وہ اپنے حلق میں آئے آنسوں واپس اندر دھکیلتی کال بند کرنے ہی لگی تھی جب اسکی جانب سے کوئی آواز سنائی دی۔

"تم کافی لوگے یا چائے؟" یہ کسی لڑکی کی آواز تھی مگر کس کی وہ یہ نہیں سوچ سکی صرف لڑکی کی آواز پر ہی اس کا وجود برف ہو گیا۔

"کڑک چائے۔۔۔بہت طلب ہو رہی ہے" وہ شاید یہ سمجھ کر کہ کال بیلا بند کر گئی فون نیچے کر گیا تھا مگر وہ تو اس آواز پر جیسے سکتہ میں ہی چلی گئی تھی۔

"جانتی ہوں۔۔۔ تمھیں اس وقت کس کی طلب ہے" وہ شوخی سے بولتی فون سے دور جا رہی تھی۔

داراب خود ہی کال کٹ کر گیا۔

یہاں بیلا کے بے جان ہاتھوں سے فون چھوٹ کر زمین پر جا گرا وہ بے جان سی دھم سے بیڈ پر گر گئی۔

"جانتی ہوں تمہیں کس چیز کی طلب ہے" یہ آواز
اسکی سماعتوں میں گونجنے لگی تھی آنکھوں سے
خاموش آنسوں ٹپ ٹپ موتیوں کی طرح بہنے لگے
تھے۔

وہ شل ساکت سی بیٹھی جیسے سانس بھی نہیں لے رہی
تھی وہ کسی لڑکی کے ساتھ تھا؟ رات کے اس پہر یہ
احساس ہی اسکا دل بند کرنے کو تھا۔ کچھ چھن کر کے
ٹوٹا تھا اسکے اندر شاید اسکا دل۔

وہ کتنی ہی دیر بت بنی بیٹھی رہی مگر اگلے ہی پل اس نے بے دردی سے اپنے آنسوں رگڑ کر صاف کئے چہرے کے تاثرات پل میں سپاٹ ہوئے تھے۔

جو غلطیاں ہو چکی تھیں ان پر پچھتاوے کے علاوہ اور کچھ نہیں مل سکتا تھا مگر مزید وہ ان غلطیوں پر غلطی نہیں کرے گی یہ طے تھا۔

وہ بیلاولی خان کا شوہر تھا دنیا کی کسی عورت کو اسے دیکھنے تک کی اجازت نہیں تھی ورنہ انہی آنکھوں کو نوچنا وہ خوب جانتی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ آج خاصے لیٹ ہو چکے تھے ہوسپٹل میں اور اب زرتشم کی اتنی زیادہ کالز دیکھ گھر میں داخل ہونے سے بھی ڈر رہے تھے انہوں نے گاڑی پارک کرتے باہر سے اپنے گھر کو دیکھا اور کوئی بہانہ سوچنے لگے۔جو بیوی کے آگے لگانا تھا۔

موبی ساتھ ہوتے تو جھٹ سے انکے خرافاتی دماغ سے کوئی آئیڈیا مل جاتا مگر وہ نجانے کہاں غائب تھے کچھ دن کی کہہ کر وہ اب تک دوبارہ نظر نہیں آئے تھے نہ

ہوسپٹل میں اور نہ ہی گھر آئے تھے۔یہ فکر الگ تھی
جسے صبح ہوتے ہی ڈاکٹر برہان کو حل کرنا تھا مگر ابھی
بیوی جیسی بلا کا کیا کرتے۔

انہوں نے اپنا موبائل آن کر کر اندر لگے کیمرے
چیک کئے جو اس دن کے بعد انہوں نے گھر کے کونے
کونے میں لگا دیے تھے اپنی ڈیوٹی بھی تبدیل کروا کر
وہ پاس کے بڑے ہوسپٹل میں آ گئے تھے جہاں سے
گھر کا راستہ صرف بمشکل دس منٹ کا تھا۔

"م۔۔۔میں کہوں گا۔۔۔آج ہوسپٹل میں دعوت تھی ہاں لیکن وہ پوچھیں گے کہ کس نے کی دعوت۔۔۔ک۔۔۔کہیں غلط نہ سوچ لیں۔۔۔میں کہوں گا آپ پھپھو بننے والے ہیں۔۔۔نہیں نہیں۔۔۔پھر وہ حویلی جانے کی ضد کریں گے۔۔۔اور وہاں گئے تو دو تین دن واپس نہیں آئیں گے پھر میرا کیا ہو گا"

وہ باہر کھڑے خود میں ہی بڑ بڑاتے ہوئے جا رہے تھے جب پاس سے گزرتے لڑکے نے غور سے انکو دیکھا۔

اسکے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی پاگل کو دیکھتا ہے۔

"اوئے کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔ چلو۔۔۔ بھاگو یہاں سے" وہ اسے اچھی جھاڑ پلاتے فوراً سے بھاگ گئے۔

"اب۔۔۔اب کیا کروں۔۔۔ کیا کہوں۔۔۔ کیا کہوں۔۔۔ شیڈ و سوچ۔۔۔ اتنا خوف تو پاشا کا نہیں ہے جتنی دہشت انکی بہن نے پھیلا لی ہے "

وہ ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرا سر کی پشت پر پھیرتے
جلدی جلدی کچھ سوچنے لگے۔

"نہیں ۔۔۔میں کہونگا۔۔۔گاڑی خراب ہوگئی تھی
ہاں۔۔۔ل۔۔۔لیکن کہیں گے مکینک نہیں مل رہا تھا
اتنے گھنٹوں سے۔۔۔۔یا اللہ میں معصوم کہاں جاؤں
بچالے ان ظالموں کے ٹولے سے۔۔۔میرے
سالے کچھ کچھ ہیں انکی بہن سب کچھ ہے "

اگر کوئی دیکھ لے تو کیا کہے۔انڈر ورلڈ میں جینے والا کا
نڈر اور نہایت سفاک شخص یہاں گھر کے باہر کھڑا

بیوی کے خوف سے کانپ رہا تھا یقیناً انکے دشمن یہ دیکھ کر ہی غش کھا کھا کر گر جاتے۔

"چل بیٹا۔۔۔مار دے چھلانگ اس کنویں میں۔۔۔ڈانٹیں گے تو ڈانٹ کھالیں گے۔۔۔پھر اپنے طریقے سے منائیں گے یس۔۔۔ایک کس کی مار ہیں یہ "

وہ خود کو داد دیتے کالر کھڑے کر کر ہمت کرتے گھر کو چابی سے انلاک کرتے اندر داخل ہوئے۔

انکا گھر آج برسوں بعد پہلے کی طرح سنسان اور بلکل ویران لگ رہا تھا۔

اس خاموشی کو دیکھ برہان کا دل دھک سے رکا وہ پچھ ٹھٹھک کر آگے بڑھتے کچن میں اسے دیکھنے لگے۔

وہ وہاں بھی نہیں تھی وہ لیونگ روم میں آ گئے مگر وہ تو وہاں بھی نہیں تھی وہ کچھ پریشان سے ہوتے جلدی سے کمرے میں آئے۔

مگر اسے کمرے میں بھی نہ پا کر انکا دل بیٹھنے لگا تھا۔

"زر۔۔۔ کہاں ہیں آپ؟" وہ اسے آواز دیتے یہاں وہاں دیکھنے لگے۔ مگر جواب ندارد۔

"زر۔۔۔ پلیز بتائیں آپ کہاں ہیں؟" وہ روم کے باتھ روم میں بھی اسے دیکھ گئے لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھی۔

اصل خوف تو انہیں اب محسوس ہو رہا تھا۔ اسے کہیں بھی نہ پا کر جان جیسے نکل گئی تھی کہ تب ہی اگلے پل انہیں ایک آواز سنائی دی۔

"ام ادر ہے" یہ آواز تیسرے کمرے سے آرہی تھی

جو ہمیشہ بند رہتا تھا نہ وہاں کوئی کیمرا تھا تب ہی انہیں

وہ کیمرے میں ہی کہیں نہیں دکھی تھی۔

مگر وہ وہاں گئی کیسے۔

ڈاکٹر برہان ایک ہی جست میں اس کمرے کی جانب

بھاگتے دروازہ کھول کر اندر دیکھنے لگے۔

خستہ حال کمرہ جیسے برسوں سے یہاں کوئی نہ آیا ہو۔

ہر چیز دھول مٹی سے بھری اور صوفے بیڈ پر ڈھکا گیا سفید کپڑا اس بات کی نشانی تھا کہ واقعی یہاں کوئی نہیں آتا تھا۔

مگر وہ آگئی تھی برہان تیزی سے نظریں گھماتے اسے تلاش کرنے لگے جب انکی نظر کمرے کے ایک کونے میں جا ٹکی۔ جہاں وہ موجود تھی۔

مگر۔۔۔۔

مگر وہ سامنے دیکھ اپنا اگلا سانس نہیں لے سکے تھے انکی آنکھیں جیسے ایک ہی منظر پر ٹھہر سی گئی تھیں یا شاید اب وہاں سے کبھی نہ ہٹ پاتی۔

کیونکہ وہ کھڑی تھی۔ کھڑی تھی؟ دل دھک سے رک گیا ساتھ سانسیں بھی وہ بے یقینی سے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے

وہ پاس رکھا صوفہ تھامے کھڑی تھی اپنی ٹانگوں پر۔

ٹانگیں بری طرح سے لرز رہی تھیں جیسے ابھی ڈھے

جائے گی مگر پھر بھی اسکی ہمت تھی کہ وہ نہیں گری۔

اسکی اپنی آنکھوں سے آنسوں تیزی سے بہہ رہے

تھے جیساری ایکشن برہان کا اس نے سوچا تھا اس سے

کئی بڑھ کر وہ شل ساکت رہ گئے تھے۔

جیسے اب کبھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکیں گے۔ وہ

زرتشم کو اوپر سے نیچے تک ٹرانس کی سی کیفیت میں

دیکھتے ہوئے قدم آگے بڑھانے لگے۔

اتنی بے یقینی اتنی حیرت انہیں زندگی میں کبھی نہیں ہوئی تھی اور آج۔

وہ کھڑی تھی؟ اپنے پیروں پر اس بات پر یقین کرنا جیسے نہ ممکن سا ہو گیا تھا۔

زرتشم اب پوری بری طرح سے لرزتی گرنے کو تھی اسکی سکت بس یہی تک ہی کی تھی جو ہمت اس نے کی تھی وہ جواب دے رہی تھی۔

اپنے کھڑے ہونے کی خوشی میں وہ روئے یا ہنسے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی ایک پل میں اسکے لب

مسکراہٹ میں ڈھلتے تو اگلے ہی پل رونے کے باعث پھڑ پھڑا جاتے۔

اس سے پہلے وہ فرش پر جا گرتی برہان نے آگے بڑھ کر ایک ہی جست میں اسے گرنے سے بچاتے اپنے ساتھ لگالیا۔

اب وہ پوری انکے سہارے پر آگئ تھی اور یہ سہارا کتنا مضبوط تھا یہ وہ خود بھی محسوس کر سکتی تھی۔

ڈاکٹر برہان اب بھی سانس روکے اسے نیچے سے اوپر تک بے یقین سی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

وہ بے اختیار مسکرادی جبکہ اس ہمت کو کرنے پر اس نے درد کی ایک بھاری قیمت چکائی تھی جو آنسوں بن کر آنکھوں سے بہہ رہی تھی۔

"آ۔۔۔آپ۔۔۔اپنے پیروں پر" وہ پوری بات بھی نہیں کر سکے تھے بے یقینی ہی اتنی تھی آنکھوں میں خوشی اور حیرت کے باعث سرخی سی ابھرنے لگی۔

اس نمی کو دیکھ زرتشم کا دل خوشی کی شدّت کے باعث بند ہونے کے قریب تھا۔

نہیں کوئی برہان ورک کو پکڑ کر اچھے سے جھنجھوڑ
دے انہیں یقین دلادے کہ ہاں وہ اپنے پیروں پر
کھڑی تھی انکی گناہ گار آنکھوں نے اسے پیروں پر
کھڑے ہوتے دیکھا تھا۔

اور یہ پہلی بار تھا جب سے وہ انہیں ملی تھی۔

"ک۔۔۔کیسا لگا س۔۔۔سرپرائز" وہ اس سرپرائز کی
بات کر رہی تھی؟ کیا واقعی؟ پہلے پتہ ہوتا تو وہ پوری
دنیا کو چھوڑ کر بھاگے چلے آتے اس ایک سرپرائز کیلئے
جس پر وہ جی جان وارتے تھے۔

"یہ۔۔۔؟ مم۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا" وہ واقعی یقین نہیں کر پا رہے تھے آواز میں لڑکھڑاہٹ سی پیدا ہوئی۔

ایسے جیسے وہ خوشی سے شاید رو پڑیں دل اس احساس کے باعث اس قدر بھاری تھا جیسے ابھی بند ہو جائے گا۔

"ا۔۔۔ام کو اٹھائیں۔۔۔د۔۔۔درد ہو رہا ہے" وہ معصومیت سے بولتی انکے چہرے کو دیکھنے لگی جب

اسکی بات پر ہوش کی دنیا میں آتے وہ ایک جھٹکے میں

اسے اپنی بانہوں میں اٹھا گئے۔

وہ اٹھاتے ایسے تھے جیسے کوئی ہلکی سی چیز ہو جس شخص

نے اتنی آسانی سے منوں بھاری بائیک اٹھالی تھی اسکے

سامنے یہ ہلکی سی لڑکی کیا معنی رکھ سکتی تھی۔

"ک۔۔۔کمرے میں چلیں" وہ خود پر انکی گہری

نظریں بھانپتی تھوڑی جذبز سی ہوئی۔ نظریں چراتے

ہوئے وہ اپنا دھیان بھٹکانے کی کوشش کرنے لگی۔

ڈاکٹر برہان اسے یونہی دیکھتے دیکھتے بانہوں لئے اس کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں لے آئے اور لا کر دھیرے سے اسے بیڈ پر بٹھایا۔

اتنے قریب سے اسکی گہرے جھیل سی آنکھوں نے کیا کچھ نہیں دیکھا تھا ان سبز آنکھوں میں۔

وہ خود بھی وہی اسکے قریب بیٹھتے محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگے۔ کندھے ڈھیلے چھوڑے وہ ضبط کی آخری انتہا پر تھے۔

زرتشم نے انکی آنکھوں میں ابھرتی نمی بخوبی دیکھی تھی جس پر اسکا دل کسی سخت پکڑ میں آگیا۔

"میں۔۔۔میں یقین نہیں کر پا رہا۔۔۔آپ" آخر میں انکی آواز یکدم سے بھرا گئی زرتشم کا اپنا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔وہ تڑپ کر زرتشم کے دونوں ہاتھ تھام گئے۔

"یہ۔۔۔میری زندگی کا سب سے خوبصورت سرپرائز تھا۔۔۔بہت۔۔۔سے بھی بہت زیادہ" وہ

اسکے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں سے لگاتے ضبط کے

ٹوٹتے رو پڑے تھے۔

یہ لڑکی کیوں تھی اتنی ضروری انکے لئے کہ وہ اسکی

ایک ایک سانس کے صدقے خود کو وار دیں۔ برسوں

پہلے جو عشق اس سے ہوا تھا وہ وقت کے ساتھ ساتھ

مزید گہرا ہوتا چلا جا رہا تھا۔

"مجھے۔۔۔مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ میں" وہ

بول بھی نہیں پا رہے تھے آواز بے ساختہ لڑکھڑا نے

لگی تھی انکی اتنی شدید محبت دیکھ زرتشم کی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا تھا۔

وہ وہی جھک کر زرتشم کی گود میں سر رکھ گئے اور بے اختیار رو پڑے۔انکی بے آواز سسکیاں زرتشم کو بری طرح سے تڑپا کر رکھ گئیں۔

وہ مرد تھے اور مرد اگر رونے لگے تو وہ اسکی پستی کی انتہا ہوتی ہے۔

وہ کن الفاظوں میں اسے بتاتے کہ وہ کیا تھی انکے لئے اتنی ضروری اتنی۔۔۔کہ اب اسکے بغیر ایک پل بھی سانس لینا تصور میں بھی نہیں تھا۔

وہ کچھ دیر نہ دکھی تو انہیں موت دکھنے لگی تھی۔ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔وہ اب انکی زندگی اور موت کا مسلہ بن گئی تھی۔

وہ نرم ہاتھوں کی انگلیاں انکے سر میں پھیرنے لگی جب اس سکون کو محسوس کرتے وہ اٹھ کر اسے بے تحاشہ چومنے لگے۔

اسکے ہاتھ، چہرہ یہاں تک کے گردن بھی۔

اور چومتے ہی اسے پوری شدّت سے اپنے سینے میں زور سے بھینچ گئے۔

"آئی لو یو۔۔۔ قلب حیات" وہ واقعی انکی زندگی کا دل تھی جو دھڑکنا چھوڑ دے تو برہان ورک ختم ہو جائے۔

زرتشم کی آنکھیں خشک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں اسکی زندگی اتنی خوبصورت تھی اسے اندازہ

نہیں تھا بس کچھ وقت کیلئے اس پر گرد جمع ہو گئی تھی وقت نے اب اسے بھی دھو دیا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر زرتشم کی دھڑکنوں کو محسوس کرتے رہے جیسے پیچھے ہٹنا ہی بھول گئے تھے جب تک وہ خود نہ بولی۔

"ا۔۔۔اماری کمر درد کر رہی ہے" وہ کب سے یہ درد برداشت کر رہی تھی آخر میں برداشت ختم ہوتے بول پڑی۔

اسکی بات پر برہان یکدم سے پیچھے ہٹے اور از حد فکر
مندی سے اسے دیکھنے لگے۔

"ک۔۔۔ کب سے۔۔۔ اور زیادہ ہو رہا ہے؟" انکے
لہجے میں پریشانی سی پریشانی تھی۔

"ج۔۔ جب ام خود سے کھڑا ہوا تھا "

اسکے جواب پر برہان کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں وہ
بے یقینی سے اسے اوپر سے نیچے دیکھنے لگے۔

"آپ۔۔۔ آپ اتنے لاپرواہ کیسے ہو سکتے
ہیں۔۔۔ آپ کو اپنا دھیان رکھنا چاہئے تھا "

وہ اسے ڈپٹ کر اٹھتے اسکے پیچھے گئے اور اسکا زخم دیکھنے لگے جب انکی انگلیوں کی حرکت پر وہ زور سے آنکھیں میچ گئی۔

زخم سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا۔ جسے دیکھ برہان کی جان پر بن آئی تھی۔

"حد کرتے ہیں آپ۔۔۔ آپ نے سوچا بھی کیسے۔۔۔ آپ کو اندازہ نہیں تھا اس زخم کا" وہ اٹھ کر فرسٹ ایڈ باکس اٹھاتے ساتھ اسے ڈپٹنے لگے۔

جس پر وہ معصوم سا منہ بناتی انہیں دکھانے لگی جیسے

ابھی رو دے گی۔

"ا۔۔۔اچھا سوری۔۔۔میں ڈانٹ نہیں رہا۔۔۔لیکن

میری جان آپ کو اپنا خیال سب سے پہلے رکھنا چاہئے

اپنے لئے نہیں تو میرے لئے"

وہ اسکا ماتھا چومتے پیچھے جا بیٹھے اور اسکا بینڈج بدلنے

لگے وہ شرٹ اوپر کرنے میں بری طرح سے گھبرا رہی

تھی اسکی گھبراہٹ بھانپتے برہان نے ایک نظر اسے

دیکھا۔

اور اٹھ کر سائیڈ ٹیبل سے سفید رنگ کا رومال نکال کر آنکھوں پر باندھ گئے۔

"آپ جب زیادہ بیمار تھے تب میں نے ہی آپ کا پورا علاج کیا تھا۔" وہ جل کڑھ کر بولتے اپنا کام پھر سے کرنے لگے۔

اس کام میں تو وہ ماہر تھے روز ہی نجانے کتنے مریضوں کا بینڈج کرتے تھے۔ لیکن اب سامنے خود کی بیوی تھی تو آنکھیں بند کرنے کی نوبت آگئی تھی۔

"جی نہیں۔۔۔ام کو پتہ ہے۔۔۔وہ کومل کرتی تھی"

اسکی بات برہان کے ہاتھ پل بھر کو رکے۔کیا اسے یاد

تھا؟۔

"ہاں مجھے پتہ ہوتا کہ یہ آپ ہونگے تو میں کسی کو ہاتھ

بھی نہ لگانے دیتا" وہ اسی جلے بھنے انداز میں تڑخ کر

بولتے اپنا کام کرنے لگے۔

زرتشم منہ پر ہاتھ رکھے اپنی مسکراہٹ دبانے لگی۔وہ

اسی طرح اسکا پورا بینڈج کر گئے۔

وہ دو کپ تیار کر خود بھی کرسی کھینچ کر آتی اس کے

سامنے بیٹھ گئی وہ سارا دھیان اپنے لیپ ٹاپ پر لگائے

ہوئے تھا انگلیاں تیزی سے اسکے بٹنوں پر چل رہی

تھیں۔

"کب تک ہو گا؟" وہ جھک کر لیپ ٹاپ کی سکرین

دیکھنے لگی

"بس کچھ دیر" اسکے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ

آئی تھی جسے دیکھ زنو خود بھی مسکرا دی۔

"جینئیس۔۔۔ کتنی بار اور امپریس کروگے" وہ واپس اپنی کرسی پر بیٹھتی شوخی سے بولی۔

"توبہ کرو۔۔۔ گھر پر میری ایک عدد بیوی بیٹھی ہے" وہ ہنس کر اسکی بات کو کسی اور ہی سائیڈ لے گیا جس پر دونوں کھل کر ہنسے۔

فائل سیونگ پر لگی تھی اسی فیصد کام ہوچکا تھا وہ گرین لائن جیسے جیسے آگے بڑھ رہی تھی ان دونوں کی سانسیں تیز ہورہی تھی۔

"مجھے بہت بے چینی ہے۔۔۔" وہ ہاتھ آپس میں ملتی سنجیدگی سے بولی۔

"اور مجھے بھی۔۔۔ بہت درد ہو رہا ہے ہاتھوں میں" وہ ہاتھوں کے پٹاخے نکالتا انگڑائی لینے لگا تھا۔

"ویسے تمہیں گھر جانا چاہئے تھا وہ پریشان ہو رہی ہو گی" وہ بات کو صبح والی سائیڈ لے گئی جب داراب اپ سیٹ موڈ کے ساتھ یہاں آیا تھا اور آکر اسکی منت سماجت کرنے پر اسے ساری بات بتائی تھی۔

وہ اچانک کسی کو کوئی حل نہیں بتاتی تھی اس سے

سامنے والے کو اپنے جذ باتوں میں دھکا سا لگتا تھا وہ

پہلے انکی باتوں کی ہاں میں ہاں ملاتی تھی اسکے کچھ دیر

بعد دماغ ٹھنڈا ہونے پر اسے صحیح اور غلط کا فرق بتاتی۔

اور اب داراب صبح کی نسبت بلکل صحیح تھا۔

"اسے فرق نہیں پڑتا۔۔۔یہ صرف میں پاگل تھا اسکے

پیچھے" وہ کندھے ڈھیلے چھوڑ کر پیچھے کرسی سے ٹیک

لگا گیا۔ چہرے پر کرب کا سایہ سا لہرایا تھا۔

"مجھے اسکے سامنے اعتراف محبت نہیں کرنا چاہئے تھا
دل میں یہ بات رہتی تو ٹھیک تھا" اسے اپنی بے وقوفی
پر ازحد افسوس تھا۔

"میرے نزدیک تو یہ عمل صحیح ہے" وہ نہایت
سنجیدگی سے مخاطب ہوئی۔

"ہو سکتا ہے اسے اسی بات سے احساس ہو جائے"

"ہنہ۔۔۔احساس۔۔۔کسی کو احساس نہیں ہو گا سب
کے لئے اپنی انا ضروری ہے" وہ گردن جھٹکتے
لاپرواہی سے بولا۔

"مجھے نہیں لگتا"

"تمہیں کچھ لگنا بھی نہیں چاہئے یہ ٹائم ویسٹ ہے تم صرف یہاں دھیان دو جو ضروری ہے" وہ اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"تم سو جاؤ تمہیں ضرورت ہے" وہ اسکی آنکھوں میں نیند کا بوجھل پن اترتے دیکھ نرمی سے بولی کہ تب ہی اسکے نمبر پر کسی کی کال آنے لگی موبائل رنگ ٹون کی آواز اتنی تیز تھی کہ پورے ایریا میں وہی آواز گونج رہی تھی۔

وہ کچھ گھبرا سی گئی وہ ایک نظر موبائل کو دیکھے تو اگلی

نظر داراب کو۔

"کیا ہوا۔۔۔کس کا فون ہے؟" اسے فون نہ اٹھاتے

دیکھ داراب سیدھا ہو بیٹھا۔

"ک۔۔۔کسی کا بھی نہیں کمپنی کی طرف سے ہے"

وہ فون سائلنٹ پر لگاتی سرسری سے انداز میں بولی

داراب نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی۔

"تو تم ایسے بیہیو کیوں کر رہی ہو جیسے تمہارے کسی بوائے کی کال ہو؟" وہ ایک آبرو اچکاتے اپنے سوال سے زنو کو ٹھٹھکا گیا۔

"تم مجھے دھوکہ تو نہیں دے رہی؟" اسکا جواب سنے بغیر ہی اگلا سوال داغہ جسے سن کر ظاعنہ کے چہرے کی رنگت یکسر بدلی وہ بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

اس سے پہلے داراب اس سے مزید کچھ پوچھتا اسکا اپنا موبائل بج پڑا سامنے سے تھانے کی کال دیکھ وہ یکدم سے سیدھا ہوا اور موبائل کان سے لگا گیا۔

"سر آپ کی وائف آئی ہیں" سامنے سے اسے جو خبر دی گئی تھی اسے سنتے داراب اپنی جگہ سے کرنٹ کھا کر اٹھا تھا۔

"واٹ۔۔۔ کیا بکواس ہے وہ کیسے وہاں آسکتی ہے" وہ بے یقین سا تھا ہاں وہ کبھی گھر سے نکلتی نہیں تھی اور اب سیدھا تھانے ہی پہنچ گئی تھی۔

"سر اب آگئی ہیں۔۔۔آپ ہی آکر پوچھ لیں کیسے آئی ہیں" حولدار اسکے غصّے سے تھوڑا پریشان سا ہوا۔

"اوکے میں ابھی آیا" وہ سارا کام چھوڑے فون بند کر کر جانے ہی لگا تھا جب اس نے ایک نظر فائل پر ڈالی سیونگ اب بھی چل رہی تھی۔

اس نے زنو کو دیکھا وہ اسی طرح بت بنی بیٹھی تھی۔

"تم پر اعتبار کیا ہے۔۔۔دھوکہ دینے کا سوچا بھی تو جان لے لونگا" وہ اسے سرد مہری سے وارن کرتا باہر نکل گیا۔

اسکی جیپ کے سٹارٹ ہوتے زنونے گہرا سانس خارج کیا ایسے جیسے موت سر سے ٹل گئی ہو وہ کتنی ہی دیر ایسے ہی بیٹھی رہی۔ پھر جلدی سے اسی نمبر پر کال ملانے لگی۔

"تمہیں شاید زندگی پیاری نہیں ہے کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھی "آگے سے ایک گمبھیر آواز ابھری

"میں موت کے سامنے ہی تھی۔۔۔اسے مجھ پر شک ہو جاتا تو کام بگڑ سکتا تھا "

"کیا اسے پتہ چل گیا؟" سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

"نہیں۔۔۔میں نے سمبھال لیا مگر شک ہونے لگا تھا اسے" وہ پیشانی سہلاتی اٹھ کر داراب والی کرسی پر آ بیٹھی۔

"یہ فائل پوری ہو جائے تو میں آتی ہوں۔۔۔آپ ان سے کہئیے گا کہ میں ضرور آؤنگی۔۔۔اور انکا کام پورا کر کر"

وہ فائل کے پورا ہوتے اسے داراب کی یو ایس بی میں محفوظ کرتی اپنی پاکٹ میں ڈال کر خود بھی باہر نکل آئی۔

"ہاں تمہیں آنا ہی ہے مت بھولو کہ تم جو کچھ ہو ہماری وجہ سے ہو" اسکا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"جانتی ہوں۔۔۔آپ بے فکر رہیں" وہ سر سری سے انداز میں بولتی اپنی گاڑی میں آ بیٹھتی زن سے اڑا لے گئی۔

۔۔۔۔۔۔

وہ جیپ اڑاتا ہوا سیدھا پولیس سٹیشن پہنچا تھا جہاں سب آتے جاتے آفیسرز اسے ہی دیکھ رہے تھے ایسے جیسے وہ کوئی عمرہ حج کر کر آیا ہو۔

وہ سب کی نظروں سے کوفت زدہ ہوتا سید ھا اپنے کیبن میں گیا تھا جہاں اسکی پہلی نظر سید ھا اپنی پاور چیئر پر بیٹھی بیلا داراب خان پر گئی تھی۔

وہ پین ہاتھ میں لئے کھول بند کرتی سامنے کھڑے تھانے دار کو دیکھ رہی تھی جو بچارا غلطی سے اسکے ہتھے چڑھ گیا تھا۔

''کب تک آئے گا تمارا اسر؟'' آبرو اٹھائے تڑخ کر پوچھا۔

"میڈم کال کر دی ہے آتے ہی ہونگے" ظاہر تھا کہ وہ خوف زدہ کھڑا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" داراب کی سپاٹ آواز پر وہ کو شیرنی بن کر بیٹھی تھی کسی بھیگی بلی کی طرح یکدم سے اچھل کر پڑی۔

"س۔۔۔ سر آ گئے" بیلا کو تو جیسے دکھ ہی نہیں رہا تھا اس بچارے کی سانس میں سانس آئی داراب کے اشارے پر وہ جلدی سے اسکے کیبن سے باہر نکل گیا وہاں صرف وہ دونوں موجود تھے۔

بیلا ایک ٹک اسے دیکھے گئی صاف ظاہر تھا کہ اسکا غصّہ اب بھی کم نہیں ہوا تھا۔

وہ احساس کے تحت نرم پڑتی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی جب اسکے کانوں میں وہی لڑکی والی آواز گونجنے لگی یاد کرتے ہی چہرے کے تاثرات ایک دم سے سخت ہوئے اور آنکھوں میں بھی سختی در آئی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔ کس سے پوچھ کر آئی ہو" وہ اسکے پاس جاتے سختی سے استفسار کرنے لگا۔

"کیوں۔۔۔ام نہیں آسکتا یہاں ؟"

"نہیں" درشتگی سے اسکی بات کاٹتے جواب دیا۔ بیلا اسکے اتنے سخت رویے پر اندر ہی اندر بری طرح سے خوف زدہ ہو رہی تھی۔

"یہاں کا ماحول جانتی ہو؟ ایک سے بڑھ کر ایک کمینہ بندہ یہاں آتا ہے اور تم یہاں آگئی۔۔۔ کس سے پوچھ کر" وہ اسے بازو سے دبوچ کر اپنے قریب کرتے آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر غرایا تھا۔

بیلا اٹک کر سانس لیتی تھوک نگلنے کی کوشش کرنے لگی۔

"بولو اب" وہ شدّت سے اسکے جواب کا منتظر تھا۔

"ا۔۔ام تم سے بات کرنا چاہتا ہے" اسکی آواز کانپ رہی تھی جتنی ہمت کر کر وہ آئی تھی اس پہاڑی وجود کے آگے ساری ہمت جواب دے گئی تھی۔

اوپر سے وہ تھا بھی پولیس کی وردی میں جس کی دہشت ہی الگ تھی۔

"تم چلو تمہیں بتاتا ہوں" وہ اسکا ہاتھ تھامے اپنے ساتھ لے جانے ہی لگا تھا جب جاتے جاتے ایک دم سے رک گیا اور بیلا کی جانب مڑا۔

اسکی نظر خود پر پڑتے ساتھ ہی بیلا کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

وہ اسکی شال کندھوں سے اٹھا کر اسکے سر پر اچھے سے لپیٹ کر چہرہ ڈھانپ گیا اس کے عمل پر وہ بری طرح سے گڑبڑا گئی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہا ہے تم" وہ خود کو اس طرح چھپاتے دیکھ ہڑبڑا کر پوچھنے لگی۔

"بیوی ہو میری۔۔۔تم پر کسی کی نظر تک برداشت نہیں مجھے" وہ اسی شال سے پکڑ کر اسے اپنی جانب

کھینچ گیا۔ وہ اسکے دل کے مقام تک آتی سر اٹھائے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ جہاں جنونیت اپنا رقص کر رہی تھی۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے کیبن سے باہر نکل گیا جہاں اسکی آنکھوں کی سختی بھانپتے سب ہی نظریں جھکا گئے وہ ایک خان کی خانی تھی اسکی پٹھانی کیسے ممکن تھا کوئی آنکھ اسے دیکھنے کی گستاخی کر لیتی۔

وہ اسے سیدھا جیپ میں بٹھاتے جیپ زن سے اڑا لے گیا۔

وہ سارے راستے خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھے گئی نجانے وہ کیا کرنے والا تھا اب لیکن وہ اندر سے بے حد خوف زدہ لگ رہی تھی۔

"ا۔۔۔ام تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے" وہ اس لڑکی کے بارے میں اس سے بات کرنا چاہتی تھی۔

"پہلے میں تم سے پوچھوں گا جو حرکت تم نے کی ہے" وہ غصّے سے ضبط کرتا سٹیرنگ مضبوطی سے تھام گیا۔

"کیوں۔۔۔پہلے ام پوچھے گا۔۔۔ تم ام کو جواب دے گا" وہ تڑخ کر بولتی اسکی جانب مڑ گئی وہ ہمت کرتی

اپنے خوف پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی بنا یہ
جانے کہ آگے اسکے ساتھ کیا ہونے والا تھا اس ہمت
کے بدلے وہ کیا چکانے والی تھی۔

داراب ٹرن لیتے سپیڈ مزید تیز کر گیا اسکا بس چلتا تو

جیپ کو دوڑانے کے بجائے سیدھا اڑا لے جاتا مگر ایسا

ممکن نہیں تھا اسکے غصّے کے آگے۔ تب ہی وہ سارا

غصّہ سٹیرنگ پر اتار رہا تھا جو خود اس وقت اسکی مضبوط

پکڑ سے پناہ مانگ رہا تھا۔

"تم اماری بات سنے گا؟ ام تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے

تم ام کو بتاؤ کہ "اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتی وہ یکدم

سے بریک پر پاؤں رکھتے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی

جانب کھینچتے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ گیا۔

"اس زبان کو کچھ دیر کیلئے بند رکھو۔۔۔ورنہ میرا طریقہ تمہیں پسند نہیں آئے گا" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے درشتگی سے غرایا تھا۔

اسکا دماغ کھول رہا تھا۔

بیلا کا دل دھک سے رک گیا اس نے مشکل سے ہی سانس لینی چاہی اسکے بازو چھوڑتے ہی ایک جھٹکے میں سینے سے سانس خارج ہوئی۔

"ہنہ۔۔۔آیا بڑا۔۔۔چنگیز خان کا بتیجا۔۔۔ام بھی

تم کو دیکھ لے گا ایک بار تم چلو گھر۔۔۔ کس ڈائن کے

ساتھ تم بیٹھا تھا ام تم سے اچھے سے پوچھے گا "

وہ دل ہی دل میں جلتی کڑھتی بڑبڑانے لگی تھی کہ

اسکی آواز دار اب کو ذرا بھی نہ سنائی دے

وہ جیپ پھر سے سٹارٹ کرتا پہلے جیسی سپیڈ کر گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں حویلی پہنچ چکے تھے جہاں

رات کے اس پہر اسکے ساتھ بیلا کو دیکھ ملازم بھی

حیران ہوئے تھے کیونکہ داراب اکثر اسی وقت گھر آتا

تھا مگر بیلا۔

وہ تو کبھی دن میں بھی نہیں نکلتی تھی اور آج آدھی

رات کو داراب کے ساتھ واپس لوٹ رہی تھی۔

وہ جیپ سے اتر کر بیلا کے اترنے کا انتظار کئے بغیر اسکا

بازو پکڑ کر اپنے ساتھ کھینچتا اندر لے گیا۔

"کیا کر رہا ہے تم۔۔۔ چھوڑو ہمارا بازو" وہ اسکی اس

قدر سفاکی پر نم آواز میں بولی تھی۔

"شش۔۔۔آواز نہیں۔۔۔کسی کو اٹھا کر تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں جو کرنا ہے کمرے میں چل کر کرو"

وہ انگلی اسکے ہونٹوں پر رکھتا اسکی ساری مزاحمتیں ترک کروا گیا۔

وہ منہ سے باتوں کی آواز کیا سانس تک کی آواز بھی روک گئی تھی جس پر اسے خود حیرت ہوئی کہ وہ اتنی فرمانبردار کیسے نکل گئی۔

وہ اسی طرح اسے لئے کمرے میں جا کر ٹھک سے دروازے کا لاک لگانے لگا بیلا کا تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا۔

وہ بمشکل تھوک نگلتی اسے دیکھنے لگی جب اسکے اپنی جانب مڑتے ہی یکدم سے اچھل کر پڑی۔

"اب بولو۔۔۔کیا کرنے آئی تھی پولیس سٹیشن" وہ پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہوتے درشتگی سے پوچھ رہا تھا۔

بیلا نے دائیں بائیں دیکھ کر یاد کرنا چاہا کہ وہ کیوں گئی
تھی ابھی تھوڑی دیر پہلے تو سارے راستے رٹتی ہوئی
آئی تھی اور اب اس چنگیز خان کے بھتیجے کو دیکھ کر وہ
ساری بات بھول گئی۔

"بولو" اسکی خاموشی پر یکدم سے دھاڑا تھا کہ بیلا
اچھل کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"تم اتنی بڑی غلطی کر کیسے گئی۔۔۔کس سے پوچھ کر
آئی تھی تم بولو "

اسے رہ رہ کر اس پر غصّہ آ رہا تھا۔ سوچ کر کہ وہ کیسے سب بڑے لوگوں کے بیچ چلی گئی جہاں اسکا جانا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

"وہاں ایک سے بڑھ کر ایک کمینہ بندہ آتا ہے۔۔۔ کہ تمہاری سوچ ہو گی۔۔۔ اور تم۔۔۔ منہ اٹھا کر آ گئی"

اسکا بس چلتا تو بیلا کو اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیتا۔

"وہ اس سے خوف زدہ ہوتی سانس بھی ٹھیک سے نہیں لے پا رہی تھی جواب دینا تو دور کی بات تھی۔

"اب کچھ پھوٹو گی اس منہ سے ؟" اسکے دھاڑنے پر بیلا پھر سے اچھل کر پڑی۔

"وہ ۔۔۔ وہ ام تم سے پوچھنے آیا تھا کہ ۔۔۔" ذہن پر زور دیا دل میں آلتو جلالتو کا ورد زور پکڑ گیا رب سے دعائیں شدید بڑھ گئیں۔

"ہ ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ ام کو پوچھنا تھا کہ تم کس کے ساتھ تھا ابھی ؟" یاد آتے ہی جیسے آواز میں ہمت سی پیدا ہو گئی۔ بدن پر اب بھی لرزش طاری تھی۔

اسکی بات پر داراب نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا جیسے اسکی بات سمجھ نہ آئی ہو۔

"کیا مطلب ہے اس بکواس کا۔۔۔؟ کس کے ساتھ ہونگا میں؟" جواب کے بجائے تڑخ کر پوچھا واقعی وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کس کے ساتھ تھا اسکی اس قدر حیرت پر بیلا کو بھی حیرت ہوئی۔

"کیوں۔۔۔ تم نہیں جانتا۔۔۔ کون تھی وہ چڑیل جو تم کو چائے آفر کر رہی تھی۔۔۔ دیکھو"

وہ ایک قدم آگے آئی اور انگلی دکھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"ام ان پڑھ ضرور ہے لیکن بے وقوف نہیں۔۔۔ تم ام کو دھوکہ نہیں دے سکتا" اسکا انداز کسی جنگلی بلی جیسا تھا اور اب تو اسکی بات پر ہی غش کھا کر گرنے والا تھا وہ کیا کہہ رہی تھی۔

وہ یکدم سے چہرہ مزید سپاٹ کرتے اسکی انگلی پکڑ گیا۔

"دھوکہ دینا میرے خون میں نہیں۔۔۔اور تم کس لڑکی کی بات" وہ پھر سے سخت لہجے میں اسے جواب دینے ہی لگا تھا کہ اسے فورا اسے یاد آگیا۔

ظاعنہ اسکے ساتھ وہ تھی لیکن بیلا کو کیسے پتہ اب وہ اس سوچ میں پڑ گیا تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ؟ "

"ام پاگل نہیں ہے آنکھوں سے دیکھتا ہے اور کانوں سے سنتا ہے" وہ تڑخ کر بولتی اپنی انگلی چھڑوا گئی۔

داراب بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا اسے فون کال یاد آ گئی تھی مطلب اس نے کال پر زنو کی آواز سنی تھی اور اسکی وہ چائے والی بات تب ہی اسکے اندر کی جنگلی بیوی جاگ گئی تھی۔

"ہاں۔۔۔ تھی میرے ساتھ کوئی لڑکی" وہ یکدم سے اڑ کر بولا۔

"تمہیں اس سے کیا۔۔۔ تم کیوں اس پر بات کر رہی ہو" اسکے سوال پر بیلا کی آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگیں مطلب ایک تو چوری اوپر سے سینازوری۔

وہ دل ہی دل میں سوچتی کھا جانے والی نظروں سے

اسے دیکھ رہی تھی۔

"بیوی ہے ام تمارا۔۔۔ حق ہے تم پر۔۔۔ام جان

لے لے گا اس ڈائن کی اسکی ہمت کیسے ہوئی تم کو

چائے آفر کرنے کی"

وہ کمر پر ہاتھ رکھے پھاڑ کھانے کو دوڑی تھی داراب تو

اسکی اس ہمت پر ہی دنگ رہ گیا تھا اوپر سے اسکا بیویوں

والا رعب۔

وہ اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھتا ایک قدم آگے ہوا۔

اور ایک جھٹکے میں اسکا بازو پیچھے لے جاتے پیٹھ اپنے ساتھ جوڑ گیا۔

"بیوی لفظ کا مطلب بھی جانتی ہو تم؟" اسکی آواز سرگوشی نما مگر جان لیوا تھی بیلا اپنا سانس تک روک گئی۔

"اسی بیوی کے حق سے تم پولیس سٹیشن آئی تھی ناں۔۔۔اسی حق سے تم مجھ سے یہ سوال کر رہی ہو۔۔۔تو بتاؤں۔۔۔ حق جتانے سے آگے کیا ہوتا ہے"

وہ بازوپر مزید گرفت مضبوط کرتے اسکے کان میں غرایا تھا۔

بیلا اس سے خوف زدہ ہو رہی تھی مگر اس خوف کو اس سنگدل شخص پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"بتاؤ۔۔۔ام بھی جاننا چاہتا ہے" وہ گردن پیچھے موڑ کر اسی کے انداز میں بولی تھی۔

دونوں کے چہرے بے حد قریب سانسیں آپس میں ٹکرانے لگی تھیں۔

"ایک بار پھر سوچ لو۔۔۔ کہیں بعد میں پچھتانا نہ پڑے" وہ جیسے وارن کر رہا تھا بیلا نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اسے رہ رہ کر صرف اس لڑکی کی آواز اپنے کانوں میں گونجتی سنائی دے رہی تھی۔

"ام نے جو کہہ دیا سو کہہ دیا۔۔۔اب سوچنے کی باری تمہاری ہے" وہ بھی دوٹوک لہجے میں بولتی اپنے پٹھانی ہونے کا پورا پورا ثبوت دے رہی تھی۔

دنیا نے آگ اور پانی کو ملتے دیکھا تھا لیکن اب وہی دنیا آگ سے آگ کو ملتے دیکھ رہی تھی اور یہ رشتہ یقیناً بہت خاص ثابت ہونے والا تھا۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہی جم سے واپس لوٹا تھا لیکن آکر کمرے میں جانے کے بجائے وہی لاؤنج میں ہی بیٹھ گیا تھا جہاں سامنے ہی بچے کھیلتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ جو عادت زامل زالے کی تھی آگے زوناش کی بھی وہی عادت بن چکی تھی صبح صبح جاگنے والی۔

مشی اسے کاٹ میں لٹا کر خود زمل کی مدد کیلئے کچن میں

چلی گئی تھی۔

وہ یک ٹک اپنے بچوں کو دیکھ رہا تھا وہ جب بھی عبدل

باری کو دیکھتا اسے زالے کا مستقبل نظر آنے لگتا تھا

پتہ نہیں کیوں اسکے دل میں ایک سکون بھرا یقین

تھا۔

کہ کل کو وہ زالے آفندی کیلئے ایک بہترین انتخاب

ثابت ہونے والا تھا مگر پھر بھی آخری فیصلہ صرف

زالے کا ہونا تھا جس کے آگے زیحال خان آفندی ہمیشہ سر جھکانے کو تیار تھا۔

لیکن تب ہی اسکی نظر زامل پر پڑی جو کبھی زالے کو بھی اپنی چیزیں نہیں دیتا تھا بلکہ اسکی چیزیں لے لیتا تھا وہ اپنی چیزیں اٹھا اٹھا کر زوناش کے کاٹ میں ڈال رہا تھا۔

اسے حیرت سی حیرت ہوئی آنکھوں میں بے یقینی سی در آئی۔ وہ کتنی ہی دیر اسکے اس عمل کو دیکھتا رہا۔

"زامل" اپنے بابا کی آواز پر اس نے فوراً اسے اسکی جانب دیکھا۔

"یش بابا" اسکے جواب پر زیحال کے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی۔

"کم ہیئر" اپنے بابا کے بلانے پر وہ ساری چیزیں چھوڑ کر فوراً سے بھاگتا ہوا آیا تھا کہ زیحال نے وہی سے اچک کر گود میں بٹھا لیا۔

اور اسکے روئی جیسے گالوں پر بہت سارا پیار کیا۔

"آپ اپنے ٹوائز زوناش کو کیوں دے رہے تھے؟"

وہ اسکے ٹوائز کی جانب اشارہ کرتا پیار سے پوچھنے لگا۔

"می ناش۔۔۔اوو بابا (میں زوناش سے پیار کرتا ہوں بابا)" وہ آنکھیں پٹپٹاتا معصومیت سے بولا جبکہ زیحال کو لگا وہ سانس نہیں لے رہا۔

وہ یک ٹک اپنے بیٹے کو دیکھے گیا یہ اسکا بچپنا نہیں تھا اسکے بیٹے کا ذہن عام بچوں کی نسبت بہت تیز تھا۔

"گڈ میرا میرا بیٹا۔۔۔زوناش بھی زالے کی طرح آپ کی پرنسسز ہے" وہ اس بات سے خود کو زیادہ تسلی

دے رہا تھا کہ یہ پیار بھائی بہن کی حد تک ہو یا شاید اسکا دل کسی اور بات کو لے کر بے چین ہو رہا تھا۔

زامل ٹکر ٹکر دونوں کو دیکھنے لگا۔

"اوتے۔۔۔ببا۔۔۔ناش ماہ پنچھج۔۔۔(اوکے بابا زوناش ازمائے پرنسسز)" وہ ہاتھ اٹھا کر شرارت سے بولتا زیحال کی مسکراہٹ گہری کر واگیا۔

"تم کیا دیکھ رہی ہو؟" مشی کب سے زمل کو کچن کی دیوار سے لگ کر باہر جھانکتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"ک۔۔۔کچھ بھی نہیں" وہ اسکے سوال پر گڑبڑاتی جلدی سے پیچھے ہٹ کر اپنے کام میں لگ گئی۔

اسے خود میں ہی ہنسی آرہی تھی اس نے اپنے بیٹے کو جو سکھایا تھا اس نے وہی زیحال کے آگے کہا تھا۔

جو زوناش کو اسکی پرنسسز بنا رہا تھا وہ تو اسکی شریک حیات بنی تھی اور اتنا وہ خود بھی جانتی تھی کہ وہ زیحال خان آفندی کا بیٹا ہے جنون میں اس سے چار ہاتھ آگے جائے گا۔

کچھ ہی دیر میں ناشتے کی ٹیبل پر سب جمع ہو کر آ گئے تھے برلاس اور آئرہ کے بغیر ٹیبل خالی سا لگ رہا تھا۔ سب سے زیادہ بچوں نے اپنے تاہ کو مس کیا تھا۔

"مما آئی وانت۔۔۔تاہ (مما مجھے تاہ چاہیئے)"سب کے بیچ اپنے تاہ کو نہ پا کر زامل رونے لگا تھا۔

"وہ آجائیں گے بیٹا آپ کیلیئے ٹوائز لے کر"زمل اسے پیار سے بہلاتی اسکے منہ میں بریڈ ڈالنے لگی۔

"نو۔۔۔"وہ منہ موڑ کر ضد پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"زامل "زیحال کی آواز پر اس نے اپنے بابا کی طرف دیکھا جس کا چہرہ بے حد سنجیدہ تھا وہ سیدھا ہو کر اپنی ماں کے ہاتھوں سے ناشتہ کرنے لگا۔

"مما آئی وانت۔۔۔ تم تم (مما میں ٹم ٹم چاہیئے)" یاد آتے ایک نئی ضد پکڑ لی سب نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا ساتھ ہی زمل نے اپنی ہنسی دبائی۔
اسی نے بیٹھے بیٹھے زامل کو انگلی لگائی تھی۔

"می تم تم۔۔۔ (میری ٹم ٹم)" زا لے اسے اپنی ٹم ٹم دکھا کر چڑانے لگی۔

"مما۔۔۔آئی وانٹ دیٹ (مما مجھے وہ چاہئے)"وہ زور سے روتا زالے کی انگوٹھی کی طرف اشارہ کرنے لگا۔

زیحال یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ارے تو دلا دو ناں۔۔۔زوناش کے ہاتھوں"کومل کی بات پر زمل اور مشی کا دل دھک سے رک گیا۔

زیحال کی نگاہ اوپر اٹھتے دیکھ کومل نے جلدی سے زبان دانتوں تلے دبائی۔

"ک۔۔۔کیا کہہ رہی ہیں آپ" زمل نے جان بوجھ کر انجان بننے کی ایکٹنگ کی۔

"ہ۔۔۔ہاں تو تم نے نہیں دیکھا؟ زامل کتنا جنونی ہے زوناش کے معاملے میں۔۔۔جب وہ گم ہوئی تھی تب سب سے زیادہ زامل رویا تھا اور اب بھی وہ کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا مجھے یقین ہے آگے بھی اسکا جنون صرف بڑھے گا کم نہیں ہوگا"

اسکی ایکٹنگ پر زمل کا دل اش اش کر اٹھا تھا

اس نے ٹیڑھی نظروں سے اپنے ہبی کو دیکھا۔ جو بغور اپنے بیٹے کو بھی دیکھ رہا تھا۔

"وہ تو ایسے ہی" زمل نے بات ہلکی کرنی چاہی۔

"ایسے ہی کیا۔۔۔ عبدل باری اور زالے کو ہی دیکھ لو" وہ کیسے ہار مان لیتی زمل نے اسے مدد کرنے کو کہا تھا اور وہ بہت اچھے انداز میں کر رہی تھی۔

"ناشتہ کریں؟" زیحال کی سپاٹ آواز پر سب کی بولتی یکدم سے بند ہو گئی اور سب کی ناشتے پر جھک گئے۔

مگر زیحال کی نگاہیں ناشتہ کرنے کے دوران زامل اور زوناش پر ہی رہی تھیں۔

کمرے میں آنے کے بعد بھی وہ کف لنکس لگاتے ہوئے مسلسل سوچے جارہا تھا زمل اسکا کوٹ نکال کر لاتی اسے پہنانے لگی ساتھ ہی اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتی رہی۔

"ہبی آپ ٹھیک ہیں؟" اسکی آواز پر زیحال اپنی سوچوں کی دنیا سے باہر آیا۔

"آ۔۔۔ہاں۔۔۔۔میں ٹھیک ہوں" وہ کوٹ پہن کر فائلز کی جانب بڑھ گیا۔

زمل جانتی تھی وہ ٹھیک نہیں ہے اسکے ذہن میں وہی چل رہا تھا جو وہ چلانا چاہتی تھی۔

"ملتے ہیں شام کو" وہ اسکا ماتھا چوم کر باہر نکل گیا۔وہ تینوں ایک ساتھ آفس گئے تھے جہاں وہ دن آچکا تھا جب وہ میٹنگ شروع ہو کر اپنے اختتام کو پہنچنی تھی۔

"تم کومل کو لے کر برلاس کے پاس چلے
جاؤ۔۔۔اسے وہاں کسی کی ضرورت ہے" وہ ڈرائیو
کرتے ہوئے پامیر سے مخاطب ہوا۔
"میں ؟لیکن وہ تو انکا اسپیشل مومنٹ ہے ناں بھائی" وہ
کچھ متذبذب سا ہوا۔
"تو تم کونسا کنوارے ہو جس کو شرم آئے گی ایک بچے
کے باپ بن چکے ہو تم اپنا اسپیشل ٹائم گزارنا"
یاقوت نے فورا اسے اسکی طبعیت صاف کی جس پر
پامیر نے اسے گھور کر دیکھا۔

"تو آپ کیوں نہیں کباب میں ہڈی بنتے" تڑخ کر سو گوشی نما انداز میں پوچھا۔

"کیونکہ میں مچھر ہوں و دیگر کباب پر مچھر امپا سیبل چیز ہے" وہ کندھے اچکا کر بولتا اسکا خون جلا گیا۔

"دیکھ کر مشی اس مچھر کو پچک کر رکھ دے گی" وہ کہاں پیچھے رہنے والا تھا یا قوت نے اسے گھور کر دیتا جس پر وہ بھنویں مٹکا کر اسے مزید چھیڑنے لگا۔

زیحال سے ڈر بھی لگ رہا تھا اور آپس میں تو تو میں میں
بھی کرنی تھی اسی دوران وہ تینوں آفس پہنچے تھے
جہاں عثمان لاشاری پہلے سے انکا انتظار کر رہا تھا۔
انکے آتے ساتھ ہی میٹنگ شروع کر دی گئی تھی
جہاں ملک کے بڑے بڑے لوگ بیٹھے تھے ان میں
کچھ انویسٹرز تھے تو کچھ مقابل پارٹی کے لوگ تھے
جن کو دیکھ ہی وہ پہلی بار رہا تھا۔

"شروع کریں" زیجال کے حکم پر سلائیڈز چلادی گئی تھیں اسکا وہی ماڈل جواب تک صرف اسکی فائل تک محدود تھا اور اب سب کے سامنے کھل کر آرہا تھا۔

سب کی توقع کے مطابق دیکھنے والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔

"واؤ۔۔۔جسٹ امیزنگ" ان میں سے ایک کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

''کیا دماغ لگایا ہے ایسا ماڈل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا سپر ڈوپر ہے یہ ''انویسٹرز کی اس قدر دلچسپی پاشا برادرز کی کامیابی کی پہلی گونج تھی۔

جو مقابل پارٹی کے کانوں میں بری طرح سے گونجی تھی وہ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کہ تب ہی ان میں سے ایک کا موبائل بج پڑا وہ کھول کر میسج دیکھنے لگا۔

"چہرے پر مسکراہٹ لاؤ۔۔۔ تمہاری موت میں ابھی وقت ہے" یہ میسج پڑھتے ساتھ ہی ایک خوف کی لہر سی اسکے پورے بدن میں دوڑ گئی۔

"انہیں خوش ہو لینے دو۔۔۔ وقت ہے ابھی انکی ساری خوشی کے درہم برہم ہونے میں "

اس میسج میں ہی سامنے والے کی دہشت چھپی تھی

میٹنگ اسی طرح چلتی رہی جب مقابل پارٹی کے ماڈل شو کرنے کی باری آئی ان میں بیٹھا اسٹنٹ اٹھ کر پراجیکٹر پر سلائیڈز موو کرنے لگا جب دیکھتے ہی دیکھتے

سامنے نمودار ہونے والا ماڈل دیکھ وہاں موجود تقریباً سب کی آنکھیں پھٹی تھیں۔

یاقوت پامیر عثمان پر تو جیسے ساتوں آسمان ایک ساتھ آ گرے تھے وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اس ماڈل کو دیکھنے لگے۔

جسے دیکھ زیحال خود ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنی کرسی سے ٹیک چھوڑ گیا اور سانس روکے اسے دیکھنے لگا اسکے چہرے کی رنگت کسی سفید مردے جیسی ہو گئی تھی۔یہی تو مقابل پارٹی کی اصل جیت تھی۔

زیحال خان آفندی کے ماڈل کو ہراپانا کسی کے بس کی
بات نہیں تھی پوری بزنس کی دنیامیں کوئی ایسا شخص
نہیں تھاجواسکے دماغ کا مقابلہ کرسکے وہ ذہن ہی ایسا
لگاتا تھاکہ کوئی بھی اس جیساماڈل کیااسکی کاپی بھی

نہیں کر سکتا تھا مگر یہ تب ممکن تھا جب وہ اپنا ذہن

کہیں لگاتا یہاں ایک ہی ذہن دونوں جگہ استعمال کیا

گیا تھا جسے دیکھ سب کی سانسیں رک چکی تھی۔

کیونکہ سکرین پر دکھنے والا ماڈل اور کوئی نہیں بلکہ

پوری دنیا کی نظر میں آتی اپنا نام بنانے والی بلیک رین

تھی جس کی رفتار اور لک نے پوری دنیا کو حیران کر دیا

تھا۔

لوگ اسے دیکھتے ہی اسکے اسیر ہو گئے تھے وہی ماڈل کے طور پر مقابل پارٹی کی طرف سے شئیر کئے جانے پر سب پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"واٹ دا ہیل۔۔۔۔یہ کیا بکواس ہے؟" پامیر ٹیبل پر ہاتھ مارتے شدید طیش میں دھاڑا سب نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا عثمان نے اسکا بازو تھام کر روکنے کی کوشش کی۔

یاقوت نے زیحال کی جانب دیکھا جو بت بنا بیٹھا اس ماڈل کو دیکھ رہا تھا جسے کبھی اس نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔

اس بار اسکا ماڈل پہلے سے زیادہ سپر ہٹ تھا بلیک رین بھی اسکے آگے کچھ نہیں تھی جیت پہلے سے اسکے نام تھی مگر اسے توڑا گیا تھا اسکے جذباتوں میں۔

اور یہ توڑ پھوڑ بہت بری تھی اتنی کہ وہ سانس تک نہیں لے سکا۔

"یہ چلانا میٹنگ رولز کے خلاف ہے مسٹر پامیر سلطان" ان میں سے ایک نے اسے یاددہانی کروائی۔

"اور جو آپ نے کیا وہ رولز میں ہے؟" وہ پہلے سے آواز مزید بلند کر گیا۔ زیحال اب تک خاموش شل ساکت بیٹھا تھا جیسے اسے بہت بڑا دھچکا لگا ہو۔

"ہم نے کیا کیا ہے صرف اپنا ماڈل شو کیا ہے" کیا انداز تھا بلکل بے نیاز جیسے وہ کچھ جانتے ہی نہ ہوں۔

"واؤ۔۔۔چوری کیا ہوا ماڈل۔۔۔اسے آپ اپنا کہہ رہے ہیں۔۔۔"اسکے الفاظ بے حد سخت تھے جو سامنے والے کے منہ پر سب کے بیچ تمانچہ تھے۔

"پوری دنیا جانتی ہے اسے ڈیزائن کرنے والا کون ہے"اسکی بات پر سب کی رنگت اڑی انکے چہرے دیکھنے والے تھے جیسے چور کی داڑھی میں تنکا وہی حالت انکی تھی۔

"دیکھیں۔۔۔آپ کیسے کہہ سکتے ہیں یہ بات۔۔۔کیا یہ گاڑی آپ کے پاس اس وقت ہے؟"اس نے

ٹھہرے لہجے میں پوچھا۔ جیسے جواب پہلے سے جانتا

ہو۔

اسکے سوال پر سب کے سب لاجواب سے ہو گئے کیا

کہتے کہ وہ تو تباہ ہو چکی ہے اس وقت ان سب کے

پاس نہیں ہے۔

زیحال کی خاموشی طویل تھی یا قوت شدّت سے اسکے

بولنے کا منتظر تھا۔

چ سب ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے

کیونکہ اس بات کا کسی کے پاس بھی جواب نہیں تھا

سوائے پاشا بے کے۔

"اونر کا نام؟" تین لفظی سوال۔ مگر اسکا انداز بے حد

سپاٹ تھا۔

"ابراہیم" اسکے جواب پر زیحال نے ٹرانس کی سی

کیفیت میں اسے دیکھا یہ نام کوئی چھتیس بار ایک ہی

وقت میں اسکی سماعتوں میں گونجا تھا تو اسکا پراجیکٹ

یہ تھا؟۔

اسے وہ دن یاد آیا جب اس نے زوناش کو بچانے کیلئے اپنی گاڑی کو قربان کر دیا تھا۔ مگر اسے وہ رات بھی یاد آئی جب اس نے بیڈ پر بیٹھے بیٹھے بلیک رین کا کام تمام کر دیا تھا۔

اسکے بعد اسکا بچ پانا اور وہ بھی اس حالت میں واپس سب کے سامنے آنا نہ ممکن تھا تو کیسے ممکن ہو سکتا تھا اسکے زہن میں ہتھوڑے سے بجنے لگے تھے۔

"اس میٹنگ کو ہم پھر کریں گے" پامیر کا انداز ختم کردہ تھا وہ مزید ان میں سے کسی کی شکل تک دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

انکے جانے کی دیری تھی کہ اسکے زہن کی توڑ پھوڑ میٹنگ ہال کا نقشہ بگاڑ گئی۔ وہ ایک ہی جست میں اٹھتے ٹیبل پر ایک ہی ہاتھ مارتا ساری رکھی چیزیں زمین بوس کر گیا۔

"آاا۔۔"زیحال کی دھاڑ پر سب ہی بیک وقت سہم کر اسے دیکھنے لگے۔اسکا چہرہ غصّے کے باعث شدید سرخ ہو رہا تھا۔

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے لمبی سانسیں لینے لگا آنکھیں بری طرح سے جلتی انگارے برسا رہی تھی۔

کہ تب ہی اسکا موبائل ٹیبل پر پڑا بجنے لگا سب نے بیک وقت اسکے موبائل کی سکرین دیکھی جہاں ایک انجان نمبر سے کال آرہی تھی۔

اس وقت کس کی کال ہو سکتی تھی یہ سب کو بخوبی

اندازہ تھا تب ہی سب کا سانس تک رکنے لگا۔

پاشا نے قہر آلود نظروں سے موبائل کی سکرین پر

جگمگاتا نام دیکھا اور اٹھا کر ایک ہی جست میں کان سے

لگا گیا۔

"ٹوئنکل۔۔۔ٹوئنکل لٹل سٹار۔۔۔بن گیا بے وقوف

میرا یار" وہ بڑی ادا سے گنگناتے ہوئے شیطانی قہقہہ

مار کر زور سے ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔۔ہاہاہاہا" اسکی ہنسی کی گونج موبائل سے باہر بھی صاف سنائی دے رہی تھی سب کو اسکی قسمت سے خوف آنے لگا تھا۔

پاشا کی گرفت موبائل پر مزید مضبوط ہو گئی۔ساتھ جبڑے بھینچتے دماغ کی رگیں نمایاں ہونے لگی تھیں۔

"کیسا لگا سرپرائز۔۔۔مائے ڈئیر پاشا بے" وہ ٹھہر ٹھہر کر پوچھتا اسکے تن بدن میں آگ لگا دینا چاہتا تھا مگر یہ جانے بغیر کہ وہاں پہلے سے تباہی اٹھی ہوئی تھی۔

"یقیناً غصّہ آیا ہو گا نہیں۔۔۔وہاں ہوا ہو گا۔۔۔ ہممم ۔۔۔۔ہاہاہا" یہ وہی ہنسی کا انداز تھا جو تھوڑے وقت پہلے زیحال کی ہنسی کا تھا جب اس نے ابراہیم کا پورا پلان تباہ کیا تھا۔

"یہ آگ مجھے اچھی لگی۔۔۔اچھی لگی مجھے ہاہاہا" وہ پورے جوش و خروش سے اپنی جیت کو سلیبریٹ کر رہا تھا۔

اسکے سامنے کھڑا ازارک اسے ہی دیکھ رہا تھا جس کی بدولت ابراہیم کے ہاتھ پاشا کی ایک کمزور رگ ہاتھ

لگی تھی اگر وہ بلیک رین کو پھر سے نہ بنا پاتا تو یہ جیت کبھی بھی ابراہیم کا مقدر نہ بنتی۔

"بولو ناں کچھ۔۔۔" وہ شدّت سے چاہتا تھا پاشا کی شکست خوردہ آواز سننا۔

"آگ تو لگ گئی۔۔۔" وہ بولا تھا لہجہ بہت ٹھہرا ہوا تھا اتنا پر سکون کہ یاقوت اور پامیر کو بھی دھچکا سا لگا۔

"لیکن دعا کر۔۔۔ ہوا نہ چلے۔۔۔ ورنہ اس آگ کا رخ سب سے پہلے تیری بستی کا ہو گا" اسکی بات پر

ابراہیم کی ہنسی ایک دم سے سمٹی چہرے کے تاثرات یکدم سے سپاٹ ہوئے۔

"یہ ہوا اب تک رکی کیوں ہے؟" ہاں وہ جاننا چاہتا تھا کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ یہ ہوا اسکی بستی میں آسانی سے پھیل سکتی تھی مگر ایسی کونسی طاقت تھی جس نے اسے روک رکھا تھا۔

وہ کیا جواب دیتا کہ سب سے بڑی طاقت محبت ہی ہے جس نے اسکے ہاتھ پیر ایسے باندھ دیے تھے کہ وہ

اپنے دشمنوں کو ڈھیل دینے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ آج یہ اسی ڈھیل کا نتیجہ تھا۔

"اب تو انتظار کر۔۔۔اس ہوا کے رخ موڑنے کا۔۔۔وہی دن تیری زندگی کا آخری دن ہو گا"

کال کٹ چکی تھی ساتھ ابراہیم کی سانسیں بھی رک گئی وہ یک ٹک فون کو دیکھے گیا۔

پاشا کا یہ سرد انداز بہت خطرناک تھا اور یہ بات اس سے ٹکرانے والے سب جانتے تھے۔

"اس سے پہلے یہ سچ میں کر گزرے۔۔۔پتہ کرو کس طاقت نے اسکے ہاتھ باندھے ہیں۔۔۔مجھے وہی چاہیے" وہ فون پر نظریں گاڑھے زارک سے مخاطب ہوا۔

جس کے ذہن میں پہلا نام کی "زمل فہد خانزادہ" کا آیا تھا مگر وہ یہ نام اپنی زبان پر ابھی نہیں لایا۔

"ھمم۔۔۔میں جلد آپ کو پتہ کر کر بتاؤں گا" وہ سر خم کرتے کمرے سے باہر نکل گیا اور سیدھا اپنی گاڑی میں آ بیٹھا۔

"زمل فہد" یہی وہ طاقت تھی جس نے پاشا جیسے طوفان کو روک رکھا تھا ورنہ وہ اب تک کتنوں کو بے رحمی سے انکے انجام تک پہنچا دیتا۔
یہی محبت تھی جس سے زارک ولف کو نفرت تھی یہ انسان کو سوائے مجبور کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

اسے تب ہی بیک یو مرر سے جیسمن کھڑی دکھائی دی اسکا میک اپ میں لدا چہرہ دیکھ زارک کا دل خراب ہوتے دیر نہ لگی تھی۔

وہ گاڑی سٹارٹ کرتے زن سے اڑا لے گیا۔اور وہ وہی کھڑی اسکی اڑائی دھول کو ہاتھ سے پیچھے کرنے لگی۔

اسے شدّت سے اس دن کا انتظار تھا جب وہ اسکی طرف پہلی محبت کی نظر سے دیکھے۔

\-\-\-\-\-\-\-

وہ خاموشی سے ناشتہ ختم کر رہی تھی کیونکہ اس وقت برہان شوہر کم اور ٹیچر کا رول زیادہ ادا کر رہے تھے انکی کڑی نظر تھی زرتشم پر۔

"پورا فنش کریں" وہ سختی سے اسے تنبیہ کرتے اپنے ناشتے کے ساتھ انصاف کرنے لگے۔

جب سے اس نے کھڑے ہونے کی پہلی کوشش کی تھی اسکے بعد سے ڈاکٹر برہان نے اسکا کھانا پینا مزید بڑھا دیا تھا۔

"امارا پیٹ بھر گیا" وہ منہ بناتی معصومیت سے بولی۔

"چڑیا جتنا پیٹ ہے آپ کا۔۔۔اچھے سے کھائیں اور پھر سے ویسے ہو جائیں جیسے آپ تھے" انکی بات پر زرتشم نے بے ساختہ انکے چہرے کی جانب دیکھا۔

وہ واقعی کسی دور میں گپو سی صحت مند ہوتی تھی بھری بھری گول مٹول کلائیاں اور بھرے ہوئے گال۔

پہلے ہی نسبت وہ اب کافی کمزور تھی

"ام ایسا ہی ٹھیک ہے" درمیان کی کچھ تلخ یادیں یاد کر کر وہ کچھ دھیمی سی پڑ گئی جب برہان اسکا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا گئے۔

"میری وش ہے میں آپ کو ویسا دیکھوں" انکی فرمائش پر زرتشم نے بمشکل لعاب گٹکا اور گال سرخی سے دہک اٹھے۔

اسکے بعد برہان کو اسکی پلیٹ جھٹ پٹ خالی ہوتی نظر آئی تھی جس پر وہ بے ساختہ دل سے مسکرا دیے۔

"وہ۔۔۔ موبی کدر ہے۔۔۔ نظر نہیں آئے کچھ دنوں سے "اس کے ذکر پر برہان کا ناشتہ کرتے ہوئے ہاتھ رکا انہوں نے بے اختیار زر تشم کی جانب دیکھا۔

"ھمم نوٹ تو میں نے بھی کیا ہے پتہ نہیں کال بھی نہیں اٹھا رہے گھر گیا تھا وہاں بھی لاک لگا تھا" انکے لہجے سے از حد پریشانی چھلکی۔

"تو آپ کو پتہ کرنا چاہئے تھا ناں" انکی بات سن کر زرتشم خود بھی سخت پریشان ہوئی۔

"آپ فکر نہیں کریں۔۔۔وہ یہی ہونگے میں دیکھ لونگا" اسے فکر لیتے دیکھ وہ خود کو جھٹ سے نارمل کر گئے۔

کچھ دیر تک وہ اسے اسکی ساری میڈیسن دے کر ہوسپٹل کے لئے نکل آئے تھے مگر ایسا زرتشم کو لگا تھا گاڑی میں بیٹھتے ہی انہوں نے کوٹ نکال کر پچھلی نشست پر پھینکا اور شرٹ کے اوپر والے دو بٹن

کھولتے بالوں میں ہاتھ پھیر کر سارا سلیقہ پن ختم کر دیا

وہ اب مزید کشش انداز میں ماتھے پر بکھرے پڑے

تھے۔

سامنے کا ڈیش بورڈ کھول کر بریسز نکال کر بازو پر

باندھے اور ایک نظر خود کو بیک ویو مرر میں دیکھا۔

آنکھوں پر لگے نظر کے گلاسسز پر انکی نظر پڑی اور

اگلے ہی پل انہوں نے وہ بھی اتار کر ڈیش بورڈ پر رکھ

دیے۔

اس حال میں انکو مریضیں نے کبھی نہیں دیکھا تھا یہ

لک صرف انکے دشمن دیکھتے تھے کیونکہ یہ لک برہان

ورک کا نہیں بلکہ بلیک شیڈو کا تھا۔

وہ گاڑی سٹارٹ کرتے زن سے اڑا لے گئے انکا پہلا

رخ زنو کے گھر کی جانب تھا۔

جہاں پہنچ کر بیل بجاتے وہ اسکے باہر آنے کا انتظار

کرنے لگے۔

جب وہ نیند سے اٹھ کر اسی بکھری حالت میں دروازہ کھولنے آئی اور سامنے کھڑے برہان کو دیکھ ادھ کھلی آنکھیں پوری کھل گئیں۔

"آ۔۔۔آپ" وہ جھٹ سے سیدھی کھڑی ہوتی بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنی حالت کچھ درست کر گئی۔

"موبی کہاں ہیں؟" سنجیدگی سے پوچھا۔

"آ۔۔۔مم۔۔۔مجھے کیا پتہ" انکے اس اچانک سوال پر وہ گڑبڑا سی گئی۔

جب برہان کے جبڑے بھینچتے دیکھ وہ گہرا سانس خارج کر گئی۔اور آخری بار کی ملاقات کا سارا واقعہ بتا گئی۔

اس کی بات سن کر برہان کا دل عجیب سا ہوا تھا انہوں نے بیچاری نگاہوں سے اپنی بہن کو دیکھا۔

"بہت افسوس سے کہہ رہا ہوں۔۔۔ایک شدّت سے چاہنے والا شخص گواہ دیا تم نے" وہ ٹھہرے لہجے میں بولتے مڑے ہی تھے جب اسکی آواز پر انکے قدم بے اختیار منجمند ہوئے۔

"کیا محبوب کی نظر صرف نیگٹیو ہی دیکھتی ہے؟"

اسکے سوال پر برہان نے مڑ کر اسکا چہرہ دیکھا۔

"نہیں وہی کیوں نظر آیا جو تھا بھی نہیں۔۔۔ کیا یہی محبت ہے؟ جس میں آنکھیں صرف شک تلاش کریں یقین نہیں "

اسکی بات ہمیشہ کی طرح آج بھی گہری تھی اسکے سوال پر برہان چند پل کیلئے کچھ بول نہیں سکے یا شاید اب بولتے بھی نہ۔

ان کے جاتے ہی وہ واپس اندر آئی اب نیند کہاں آنی تھی وہ سیدھا کچن میں گئی اور اپنے لئے بھانپ اڑاتا کافی کا مگ تیار کر کر لائی۔

کرسی پر بیٹھتے ہی اسکا ذہن سیدھا موبی کی طرف گیا تھا جن کے ذہن میں آتے وہ سر پکڑے کچھ دیر بیٹھی رہی پھر فون اٹھاتے انکا نمبر ڈائل کیا۔

کال جا رہی تھی مگر اٹھائی نہیں کا رہی تھی اس نے ایک ہی کال کرنے کی زحمت کرتے ایک میسج انکے نمبر پر چھوڑ دیا۔

"واپس گھر آئیں میرے بھائی کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں" وہ میسج ڈراپ کر کر کافی کے گھونٹ بھرنے لگی وہ اب پر سکون تھی جانتی تھی اسکا ایک ہی میسج کافی ہو گا۔

مگر پھر بھی اسکا دل مطمئن نہیں ہو پاتا تھا وہ محبت کے معاملے میں اندھی تھی تو اسے چاہیئے بھی وہی اندھا شخص تھا جسے صرف وہ دکھے کچھ اور نہیں

وہ اپنی نائٹ کیئر روٹین فالو کرتی بالوں میں ہلکا سا برش پھیر کر خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھنے لگی۔

اسکے بال سلکی سیاہ بلکل سٹریٹ تھے۔

"میں سوچ رہی ہوں۔۔۔کیوں ناں بالوں کو کرل کروالوں۔۔۔تمہارا کیا کہنا ہے؟"اس نے گردن موڑ کر بیڈ پر لیپ ٹاپ لے کر بیٹھے پامیر کو دیکھا۔

"ھمم۔۔۔جیسے تمہیں ٹھیک لگے"وہ مصروف سے انداز میں جواب دیتا اپنے کام میں مصروف رہا

وہ برا مان گئی تھی۔

"اگر خود سے ڈیسائیڈ کرنا ہوتا تو تم سے کیوں پوچھتی"

وہ ناراضگی باقاعدہ ظاہر کرتی واپس سے اپنے بالوں کو دیکھنے لگی۔

اسکے لہجے میں ناراضگی بھانپتے پامیر نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔اور لیپ ٹاپ بند کرتے سائیڈ ٹیبل پر رکھ گیا

اب اس کی ساری توجہ اسی پر تھی۔وہ ذرا قریب ہوا، اس کے بالوں کو غور سے دیکھنے لگا، انگلیوں سے ہلکا سا ایک لٹ کو سیدھا کیا۔

چند لمحے خاموشی رہی.

"نہیں۔۔۔ تمہارے بال ایسے ہی زیادہ خوبصورت لگتے ہیں، ہلکی ویوز رکھو۔۔۔زیادہ کرلز میں تمہاری نیچرل لک چھپ جائے گی۔" وہ نرم لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔

کومل اس کی بات سن کر کچھ لمحے خاموش رہی، پھر ہلکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آگئی۔

"اچھا۔۔۔تو تم اتنی غور سے دیکھتے بھی ہو مجھے ؟"

اسکے سوال پر پامیر ہلکا سا مسکرایا، نظریں ابھی بھی اس
کے بالوں پر تھیں،

"ہمیشہ سے۔۔۔"اس نے شرارتی انداز میں ایک
لٹ اس کے سامنے لہرا دی۔

"پھر یہ بتاؤ۔۔۔یہ سٹریٹ ٹھیک ہیں یا تھوڑے
ویوی؟" وہ غور سے اپنے بالوں کو دیکھتی کچھ سوچ کر
بولی۔

پامیر اسکے ذرا اور قریب ہوا، اس کے بالوں کو آہستہ سے انگلیوں میں لے کر دلچسپی سے دیکھنے لگا۔

"یہ جو ہلکی سی ویو ہے ناں۔۔۔یہی تمہیں الگ بناتی ہے۔بہت زیادہ کرلز کرواؤ گی تو سب جیسی لگو گی۔۔۔اور تم ویسی نہیں ہو۔"

وہ اس کی بات سن کر نظریں جھکا گئی، دل میں ایک عجیب سی خوشی اتر آئی۔وہ اسے انجان سمجھتی تھی مگر وہ تو اسے سب میں سے الگ دیکھتا تھا۔

"تمہیں ہر چیز میں اتنا کانفیڈنٹ کیسے پتا ہوتا ہے؟" اسکی بات پر پامیر ہلکا سا ہنس دیا۔

"کیونکہ میں تمہیں دیکھتا ہوں۔۔۔بس ایسے ہی نہیں، غور سے۔۔۔" وہ اسے کندھوں سے تھام کر اپنی ٹھوڑی اسکے کندھے پر ٹکا گیا

"تو پھر ایک اور ایڈوائس دو۔۔۔" لاڈ سے پوچھا

"ہاں؟"

"اگر میں کلر کروالوں تو؟" اسکے کچھ سوچ کر بولنے پر پامیر نے ایک لمحے کو اس کی آنکھوں میں دیکھا،

''کلر کروانا ہے تو کرو۔۔۔لیکن ایسا جو تمہیں بدل نہ دے، بلکہ اور خوبصورت بنادے۔'' وہ نرم لہجے میں اسکا گال چومتا محبت سے بولا۔

پیچھے عبدلباری اپنے کھیل میں خود ہی مصروف تھا۔

کومل اسکی بات پر ہلکی سی مسکرائی

''اور اگر میں نے تمہاری بات نہ مانی تو؟'' آبرو اٹھائے وہ کے مان سے پوچھ رہی تھی جیسے وہ تو غصّہ کرے گا ہی نہیں۔

"پھر بھی تمہیں دیکھوں گا۔۔۔اور پھر بھی یہی کہوں گا کہ تم اچھی لگ رہی ہو۔" پامیر کی بات سن کر کومل ہنس پڑی۔

"پھر ٹھیک ہے۔۔۔میں ویسے ہی رہوں گی جیسے تمہیں پسند ہے..." اسکی بات پر پامیر نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہیں۔۔۔جیسے تم خود کو پسند کرتی ہو۔۔۔بس مجھے بھی وہی پسند ہے۔" وہ محبت کی انتہا کر رہا تھا کومل کو سمجھ نہیں آئی اپنی قسمت پر شکر ادا کیسے کرے۔

وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے میں مگن تھے جب

باہر سے کسی نے کمرے کا دروازہ ناک کیا۔

"اس وقت کون ہے" پامیر نے گھڑیال کی جانب

دیکھا جہاں بارہ بجنے میں ایک منٹ تھا کی پرفیکٹ

انٹری پر وہ امپریس ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

وہ دروازہ کھول کر سامنے دیکھنے لگا جہاں زامل زالے

اور بیچ میں کاٹ میں لیٹی زوناش کو دیکھ وہ از حد حیران

ہوا۔

اسکی گول مول سی کلائیوں پر ایک ایک غبارہ بندھا ہوا تھا جسے وہ حرکت کرتی آگے پیچھے کر رہی تھی۔ زامل زالے کے سر پر برتھ ڈے کیپ تھی اور ہاتھ مسلسل تالیاں بجا رہے تھے۔

"ہاپی۔۔۔بدے۔۔۔تو۔۔۔بائی(ہیپی برتھ ڈے تو عبدلباری)" وہ دونوں اتنے کیوٹ انداز میں برتھ ڈے سونگ گانے لگے۔

"ہیپی برتھ ڈے میرا بچہ۔۔۔جلدی سے ہٹیں میرو۔۔۔باری کو دکھائیں" اسی وقت پامیر کی نظر

زوناش کے کاٹ میں رکھے ویڈیو کال چلتے ہوئے موبائل پر گئی۔

جہاں برلاس صاحب فل ایکٹو بیٹھے اپنے سامنے کیک رکھے ہوئے تھے۔

کومل بھی جلدی سے وہی دروازے میں آگئی وہ دونوں کیسے بھول گئے تھے کہ آج انکا بیٹا پورے ایک سال کا ہوگیا ہے مگر اسکے تاہ کو اچھے سے یاد تھا جو وہاں ہوکر بھی اسکی برتھ ڈے نہیں بھولا تھا اور پہنچ گیا تھا اپنی پلٹن کے ساتھ اسے برتھ ڈے وش کرنے۔

وہ دونوں ہکابکا سے سامنے کھڑی افلاطون فوج کو دیکھ
رہے تھے۔جب زامل زالے انکے نیچے سے نکل کر
جلدی سے باری کے پاس بھاگ گئے اور اسے برتھ
ڈے وش کرنے لگے۔

پا میر انکو دیکھ کر ہنستا ہوا جیسے ہی واپس مڑا سامنے
کھڑی زمل اور مشی کو دیکھ منہ کھلا کا کھلا رہ گیا مشی کے

ہاتھ میں ایک خوبصورت سا کیک تھا جس پر گاڑی اور

سپائڈر مین بنا تھا اور زامل کے ہاتھ میں پارٹی پوپر تھے

سروں پر وہی زامل زالے والی برتھ ڈے کیپ بھی

پہن رکھی تھی۔

لیکن اصل آنکھیں تب پھٹی جب نظرانکے پیچھے

کھڑے زیحال اور یاقوت پر نظر پڑی۔

جھٹکا جس بات پر لگا تھا وہ یہ کہ ان کے سروں پر بھی

وہی برتھ ڈے کیپ تھی جسے پہن کر دونوں کھڑے

شرم سے پانی پانی ہو رہے تھے۔

زیحال تو بار بار ہاتھ آگے کر کر اپنا چہرہ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اور جس کی جمیلہ نے کیپ پہن لی ہو اسکے جمیل کو پھر بھلا کیا حرج ہو سکتا تھا وہ تو اپنی ہنسی کو ہی پورا زور لگا کر روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"وائفی۔۔۔یہ اتار دوں؟ میری عزت کا فالودہ بن رہا ہے" وہ جھک کر زمل کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

جب اس نے پیچھے مڑ کر گھور کر دیکھا۔

"ہبی۔۔۔بچوں نے اتنے پیار سے پہنایا ہے چپ کر کے کھڑے رہیں" وہ اسے آنکھیں دکھاتی ڈپٹ کر واپس مڑ گئی۔

زیحال لمبی سانس لے کر بے بسی سے سیدھا ہوا ہی تھا کہ یاقوت پر نظر پڑ گئی وہ خود اسے دیکھ دیکھ کر اپنی ہنسی دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

زیحال نے فوراً اسے اسے گھوری سے نوازا۔

کہ تب پیچھے سے عثمان کا شور سنائی دیتے سب پیچھے مڑ گئے اسے دیکھ زیحال یاقوت پامیر تینوں کو جھٹکا لگا تھا وہ بھی زور کا۔

وہ یہاں وہ بھی اس وقت اسکے ساتھ ماہم بھی تھی دونوں سروں پر برتھ ڈے کیپ پہنے غبارے اور بڑے بڑے گفٹس لیتے انھی کے پاس چلے آئے۔

"یہ تم کیوں بن بلائے مہمانوں کی طرح آ کر ٹپکے" اسکے سامنے خود کو کسی جوکر سے کم نہ سمجھتے ہوئے زیحال کلس کر بولا تھا۔

"ہی ہی ۔۔۔اس گھر کے پراپرٹی پیپرز پر بھلے میری نام نہ ہو۔۔۔ لیکن حق میرا پورا ہے اس پر۔۔۔میں جب چاہے یہاں ٹپک سکتا ہوں۔۔۔بنا۔۔۔کسی۔۔۔انویٹیشن۔۔۔"وہ رک رک کر باقاعدہ اسے چڑا کر بھنویں مٹکانے لگا تھا زیحال کا دل چاہا اسکی گردن مروڑ دے۔

"ہیلو۔۔۔ماہی۔۔۔ کیسی ہیں آپ" یاقوت نے رسما تمیز کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسکا حال احوال پوچھا جس کا جواب اس نے قدرے مسکرا کر خوش دلی سے دیا۔

"اوئے۔۔۔ماہی وہ صرف میری ہے۔۔۔ تم ماہم بولو" عثمان کے اندر جیلسی والا بٹن فوراً سے آن ہوتا یاقوت کو جھاڑ گیا۔

"بیٹا اسی ماہی کو بتا دیا ناں کیسے آفس میں کسی اور کے ساتھ تم ماہی ماہی والا ڈانس کر رہے تھے اٹھا کر تمہیں گھر سے چھوڑو دنیا سے باہر پھینک دے گی"

یاقوت کی دھمکی پر عثمان کی فوراً سے آنکھیں پھٹی۔

"دوست دوست نہ رہا۔۔۔" وہ گنگناتے ہوئے ایکٹنگ کرتا اسے اموشنل بلیک میل کرنے پر اتر آیا

تھا زیحال دونوں کے بیچ کھڑا کبھی اسکا منہ دیکھے تو کبھی عثمان کا۔

اسے یہاں سب کے سامنے اپنی عزت کی پڑی تھی اور ان دونوں کی آپسی توتو میں میں ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔

"دیکھو۔۔۔وہ تو بس میں اس سے ڈیل پکی کرنے کی کوشش کروا رہا تھا بس اور تو کچھ بھی نہیں" عثمان کی جان پر بنی ہوئی تھی بیوی کا خوف اگر کوئی صورت رکھتا تو کوئی آکر ان گینگسٹرز کو دیکھتا۔

"اب آئے لائن پر۔۔۔دوبارہ لو مجھ سے پنگا" یاقوت ہاتھ جھاڑتا ہوا بھنویں مٹکاتا اسے چھیڑنے لگا۔

"اب راستے سے ہٹو بھی گے یا ہم اڑ کر عبدلباری کے پاس جائیں "

پامیر کو اسی طرح ہکا بکا سارا استے کے بیچ کھڑا دیکھ عثمان کلس کر بولا جس پر وہ جھٹ سے سائیڈ میں ہو گیا۔

"ہیپی برتھ ڈے باری میرا بچہ۔۔۔" اس نے آگے ہی اسکے گالوں پر ڈھیر سارا پیار کیا اسکے بعد یاقوت پھر

مشی پھر زمل سب نے باری باری اسے گود میں لے کر ڈھیر سارا پیار کیا۔

"ہاپی۔۔۔بدے۔۔۔ تو بائی" زامل زالے پر بیڈ پر اچھلتے اسے خوب جوش میں بر تھ ڈے وش کر رہے تھے۔ پامیر کا دل یہ سب دیکھ بھاری ہونے لگا تھا یہی کیفیت کومل کے اپنے دل کی بھی تھی۔

وہ خود بھول گئے تھے مگر ان سب کو یاد تھا یہ یاد ہی صرف بتا گئی تھی کہ اسکا بیٹا ان سب کی زندگی میں کیا معنی رکھتا ہے۔

آخر میں زیحال نے عبدلباری کو گود میں لیا تھا اور اسکی گود میں آتے ساتھ ہی وہ ساری مستی چھوڑ کر اسکے گلے سے لپٹ گیا تھا۔ اسکے اس کیوٹ عمل پر سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی اور سب ہی اسے محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

"ایک تو اس میں پتہ نہیں سب بچوں کو کونسی ماں نظر آتا ہے جو ایسے اس سے لپٹ جاتے ہیں" عثمان کے پھر سے مذکر مؤنث بگاڑنے پر ماہم نے سر پیٹ لیا۔

"بیٹا یہ بات تمہاری موم کو پتہ چلی کہ تم نے انکا جینڈر بدل دیا تو جتنی خوشی تمہارے دنیا میں آنے پر منائی تھی اس سے زیادہ سے تمہیں دنیا سے بھیجنے پر منائیں گی "

پامیر کی بات پر سب کے بلند و بانگ قہقہے گونج اٹھے جن میں ماہم بھی شامل تھی عثمان نے اسے گھور کر دیکھا۔

"ہیپی برتھ ڈے۔۔۔"اس نے محبت سے باری کے گالوں پر پیار دیتے اسے اپنے ساتھ پھر سے لگا لیا اسکی

محبت اپنے بیٹے کے لئے پامیر کو ہمیشہ سرشار کر دیتی تھی وہ اپنی آنکھوں کو بھیگنے سے روک نہیں پاتا تھا۔

ایک وقت تھا جب اسی شخص نے اسے سمبھالا تھا آج اسکی گود میں اسکا بیٹا آگیا تھا اس خوشی کو بیاں کرنے کیلئے اسے اب تک کوئی لفظ نہیں ملا تھا۔

وہ کب سے کھڑا اسے دیکھے گیا آخر میں آتے خود بھی جا کر زیحال سے لپٹ گیا۔ اسکے یوں لاڈ دکھانے پر سب ہی ایک ساتھ ہنس پڑے۔

"یہ کبھی بڑے نہیں ہونگے" یاقوت اسکے بالوں میں

ہاتھ پھیرتے ہنس دیا۔

"ویٹ۔۔۔ویٹ۔۔۔وہ میری جگہ ہے

میرو۔۔۔آپ میرے نہ ہونے کا فائدہ اٹھا رہے ہیں"

برلاس جو کب سے ان سب کو خوش دیکھ خود بھی

خوش ہو رہا تھا پا میر کو اپنے باپ کے ساتھ لگتے دیکھ

فورا سے جل کر بولا۔

"کوئی جل رہا ہے بدبو یہاں تک آ رہی ہے" پامیر کی بات پر جہاں سب ایک ساتھ ہنسے تھے وہی برلاس موبائل کے اس پار جل جل کر سچ میں آدھا ہوگیا تھا۔ وہ زیحال کو لے کر اتنا جنونی تھا کہ اسکا بس چلتا تو زمل یا زامل زالے کو بھی اپنے باپ کے قریب نہ آنے دیتا۔

لیکن اسکی مجبوری تھی کیونکہ وہ سب بھی زیحال پر حق رکھتے تھے مگر یہ بات اس بگڑی اولاد کے دل کو

کون سمجھاتا جسے اپنی دنیا ہی اس ایک شخص پر تمام
ہوتی نظر آتی تھی۔

یہ برتھ ڈے سلیبریشن صرف رات تک محدود نہیں
تھی رات کیک کٹ کرنے کے بعد اگلا دن بے صبری
سے ان سب کا منتظر تھا۔

پورا پاشا ولا آج کسی خواب کی مانند لگ رہا تھا۔ ہر
طرف روشنیوں کی جھلمل تھی

لان میں سفید اور سنہری تھیم کی سجاوٹ کی گئی تھی، پودوں پر فیری لائٹس لپٹی ہوئی تھیں جو شام ہوتے ہی اس ماحول کو چار چاند لگانے والی تھیں۔

اور درمیان میں ایک خوبصورت سا اسٹیج بنا تھا جہاں بڑا سا کیک رکھا تھا۔ پیچھے دیوار پر بڑے حروف کے ساتھ خوبصورت انداز میں "ہیپی برتھ ڈے عبدل باری" لکھا تھا جس کے ساتھ اسکی بہت سی خوبصورت تصاویر بھی چسپاں تھیں۔

رنگ برنگے غبارے ہوا میں ہلکے ہلکے جھول رہے
تھے، اور کہیں کہیں پارٹی پوپر زر رکھے گئے تھے جو بس
کسی کے اشارے کے منتظر تھے

اندر ہال میں نرم میوزک چل رہا تھا، کرسٹل کے
فانوس روشنی بکھیر رہے تھے، اور ہر میز پر تازہ
پھولوں کی خوشبو ماحول کو اور بھی دلکش بنا رہی تھی۔

آہستہ آہستہ مہمانوں کی آمد شروع ہوئی
مہنگی گاڑیاں ایک کے بعد ایک پاشا ولا کے باہر رک
رہی تھیں، ڈرائیور دروازے کھول رہے تھے، اور

مہمان نفاست سے مسکراتے ہوئے اندر داخل ہو رہے تھے۔

آج انکے دوست احباب سب کو خاص مدعو کیا گیا تھا اس پارٹی میں اور سب ہی شریک بھی ہوئے تھے۔

حویلی سے سیماب کے علاوہ باقی سب آئے تھے اسے زریاب نے آنے کی اجازت نہیں دی تھی انکا بس چلتا تو اسے زمین پر پیر بھی نہ رکھنے دیتے اتنے لوگوں کے بیچ کیسے آنے دیتے۔

مہمانوں میں خواتین خوبصورت لباس میں ملبوس تھیں، زیورات کی چمک روشنیوں سے مل کر ایک الگ ہی منظر پیش کر رہی تھی، جبکہ مرد حضرات وقار کے ساتھ ایک دوسرے سے مصافحہ کر رہے تھے۔ دروازے پر کھڑے میزبان ہر آنے والے کو خوش دلی سے خوش آمدید کہہ رہے تھے، اور اندر سے بچوں کی ہنسی اور قہقہے سنائی دے رہے تھے

کیک کٹنگ کے وقت کومل اور پامیر عبدلباری کو لے کر اسٹیج پر آئے تھے۔

انکے سٹیج پر آتے ہی سب نے ایک ساتھ شور برپا کر دیا۔

گولڈن رنگ کی سلکی ساڑھی کھلے ریشمی سیاہ بال اور ہلکا سا میک اپ کئے کومل میر آج عام دنوں کی نسبت زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔

وہی پامیر نے بھی تھری پیس ڈریس پہن کر اسکا پر زور مقابلہ کیا تھا۔

جہاں سب کی نظریں ان ماں باپ پر تھیں وہی نظر گھوم کر پامیر کی گود میں بیٹھے عبدلباری پر گئی۔ جو اپنے

باپ کی طرح تھری پیس سوٹ پہنے بالوں کی سٹائلش

پف بنائے آج بہت ہی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

وہ بار بار زالے کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا کہ اسے بھی

بلاؤ۔

جو اسی شہزادے کی شہزادی لگ رہی تھی لیکن تھی

اپنے بابا کے پاس۔ زیحال اسے گود میں لئے لئے

سب سے ملا تھا۔ لیکن اس نے نوٹ کیا تھا کہ زالے

ایسا صرف تب کرتی تھی جب اسکے ارد گرد زیادہ

لوگ جمع ہوتے تھے۔

وہ انکو دیکھ اپنے باپ کے گلے میں ہاتھ ڈالے اسے کس کر پکڑ لیتی تھی جیسے ان سب کو دیکھ خوف زدہ ہو رہی ہو۔

"زالے۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔آپ بھی زامل بھیا کے ساتھ کھیلو" وہ سامنے کھیلتے زامل کو دیکھ پیار سے بولا۔

"ناہ" وہ جھٹ سے انکار کرتی مزید اسکے کندھے سے لپٹ گئی۔

زیحال کو اب پریشانی ہونے لگی تھی اس نے پہلے کیوں

نہیں اس بات کو نوٹ کیا۔وہ اسکی پیٹھ سہلاتے مزید

نرمی سے اپنے ساتھ لگا گیا۔

"میرا اچھا بیٹا ہے ناں۔۔۔بھیا اور باقی فرینڈز کے

ساتھ کھیلے گا" اس نے پھر سے ایک ناکام سی کوشش

کی مگر وہی ہوا۔

وہ نہیں اتری گود سے نیچے بلکہ مزید لپٹتی گئی۔

"اچھا چلو بابا بھی کھیلیں گے" وہ اسے لے کر بچوں کے پاس گیا جہاں سب مہمانوں کے بچے کھیل رہے تھے زامل نے سب کی توبہ کروادی تھی۔

زالے نے ایک نظر سب کو دیکھا اور اپنے بھیا کو دیکھ تالی بجانے لگی۔

اسے خوش دیکھ زیحال کی سانس میں جیسے سانس آئی تھی وہ اسے جیسے ہی نیچے چھوڑنے لگا وہ رونا شروع ہو گئی۔

"اچھا اچھا۔۔۔ نہیں چھوڑ رہا" وہ ہار مانتے واپس

سیدھا ہوگیا۔اورزالے کا چہرہ دیکھنے لگا وہ بس اسکی گود

میں خوش تھی۔

وہ اسے لئے فکر مند سا باقی مہمانوں کی جانب بڑھ

گیا۔

کومل اور پامیر کے کیک کٹ کرنے کی دیری تھی کہ

اسی لمحے کچھ مہمانوں نے پارٹی پوپرز چلادیے

"پٹاخ "!

اور رنگین کنفیٹی ہوا میں بکھر گئی، وہ روشنیوں کے ساتھ مل کر ایسا منظر بنا رہی تھی جیسے ستارے زمین پر برس رہے ہوں۔ بچے انکو گرتے دیکھ بہت خوش ہوئے تھے۔

کیک کٹ کر کر ان دونوں نے پہلے باری کو کھلایا اور پھر آپس میں ایک دوسرے کو۔ جس کے بعد پامیر سیدھا زیحال کے پاس گیا تھا جس کی محبت دیکھ اسکے لب گہری مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

اس نے عبدلباری کے ہاتھوں کیک زیحال کے کھلایا جو اس نے خوشی خوشی کھا کر اسکے روئی جیسے گالوں پر پیار کیا اگلی باری زالے کی تھی۔

جو اپنے بابا کی دیکھا دیکھی باری کو پیار کرنے لگی۔

سب کے کیک کھاتے ہی تھوڑی دیر بعد شاہی ڈنر شروع کر دیا گیا تھا سب نے ہی اس اہتمام کی بہت تعریف کی۔

کھانا ختم ہوتے ہی آخر میں گفٹس کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ سب آ آ کر عبدلباری کو گفٹس دینے لگے۔

لیکن وہ تو غبارے دیکھ دیکھ کر ہی خوش ہو رہا تھا کبھی آس پاس کے لوگوں کو دیکھ کر چپ ہو جاتا کبھی انکو دیکھ تالیاں بجانے لگتا۔

ایک فیملی فرینڈ نے ہنستے ہوئے آگے بڑھ کر چھوٹا سا باکس اسکی جانب بڑھایا

"جس کے باپ چاچا اتنے کلاسی ہوں انکے بچے پیچھے کیسے رہ سکتے ہیں وہ بھی بچپن سے ہی کلاس ہونے چاہیے"!

انکی بات پر پامیر مبہم سا مسکرا دیا۔

اسکے گفٹ میں ایک چھوٹی لگژری گاڑی نکلی تھی جسے

دیکھ عبدلباری بے حد خوش ہوا۔

ایک اور مہمان نے ویلوٹ باکس پیش کیا

اس میں ایک نازک سا گولڈ لاکٹ تھا جس پر

عبدالباری کا نام کندہ تھا

پھر ایک خاص گفٹ آیا جو سب سے بے حد منفرد تھا

ایک خوبصورت انویلپ

جس کے اندر مستقبل کیلئے ایجوکیشن ٹرسٹ فنڈ تھا

اسکا پورا فیوچر ایک دم سے سکیور ہو گیا تھا اتنا بڑا گفٹ

دیکھ پا میر نے فوراً زیحال کی جانب دیکھا دیکھا جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں اس تحفے کو قبول کرنے کی اجازت چاہتا ہو۔

زیحال نے پلکیں جھپکا کر اسے قبول کرنے کا اشارہ دیا۔

یہ سب معمولی بات تھی کیونکہ یہ لوگ اسکے بزنس پارٹنرز تھے جن کی فیملیز کو زیحال نے اتنے ہی مہنگے تحفے تحائف دے رکھے تھے وہ سب ایک اپر ایلیٹ

کلاس کے لوگ تھے جہاں ایسے گفٹس بہت معمولی

بات سمجھی جاتی تھی۔

سب سے آخر میں زریاب خان سٹیج پر آئے تھے جن

کو دیکھ پامیر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

انہوں نے ایک ننھا سا کی باکس عبدلباری کے ہاتھ

میں تھما دیا جس کے اوپر بنا لوگو دیکھ پامیر نے بے یقینی

سے انکی جانب دیکھا۔

"جب یہ بڑا ہو گا تب اسکے کام آئے گی" وہ چابی رینج

روور کی تھی۔

"لالا یہ گفٹ بھی تو تب ہی بنتا تھا "

"تب کس نے دیکھی ام نہ رہا تو گفٹ کیسے دے گا"

انکی بات سیدھا پامیر کے دل پر لگی تھی۔

"اللّٰہ نہ کرے لالا ایسا کیوں سوچتے ہیں" وہ جھٹ سے انکے سینے سے لگ گیا یہ محبت زیحال سے اسکی پوری فیملی تک جا پہنچی تھی وہ صرف لالا کہتے ہی نہیں تھے سب کے سب دل سے مانتے بھی تھے۔

مورے نے ہیرے کی چھوٹی سی انگوٹھی اور مہروز، مہرام نے اپنی اپنی طرف سے اسے کیوٹ کیوٹ ٹوائز گفٹ کئے۔

اتنے مہنگے تحفوں میں عبدلباری کو انکے ٹوائز پسند آئے تھے جن سے وہ ابھی سے کھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ پارٹی رات دیر تک چلتی رہی تھی۔ جس کے بعد سب کے گھروں کو روانہ ہوتے ہی وہ سب بھی اپنے اپنے کمروں میں آرام فرمانے چلے گئے تھے۔

\-------

سیماب کی مجبوری تھی وہ اس لئے نہیں جا سکی تھی مگر بیلا بنا کسی مجبوری کے بھی نہیں گئی تھی وہ کل سے کمرے میں بند تھی یہاں تک کے داراب کے بھی سامنے نہیں آئی تھی کیسے آتی وہ تو کچھ بھی اسکے سامنے نہیں آیا تھا۔

دونوں ہی ایک دوسرے سے نظریں چرائے پھر رہے تھے مورے کو سمجھ نہیں آئی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے ناشتے کی ٹیبل پر جب تک داراب بیٹھا تھا تب تک بیلا وہاں نظر تک نہیں آئی۔

لیکن جیسے ہی مورے کے حکم پر وہ وہاں آئی اس پر نظر پڑتے داراب نظریں چراتا فوراً سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مورے۔۔۔ میرا ہو گیا۔۔۔ میں چلتا ہوں" وہ مورے اور داجی کے ہاتھ پر لب رکھتے انکا بوسہ لے کر باہر نکل گیا۔

"اسکو کیا ہوا؟" زریاب منہ میں بیف سٹکس لیتے جاتے ہوئے داراب کو دیکھ کر بولے۔

"ام کو بھی سمجھ نہیں آرہی کہ ایسا کیا ہو گیا وہ لڑکا ٹکتا ہی نہیں ہے گھر میں" مورے خود پریشان تھیں۔

جبکہ بیلا کا چہرہ خون چھلکانے کے قریب تھا وہ کہاں

جائے اور کہاں نہ جائے سب کے بیچ اس سے اپنے

سرخ ٹماٹر جیسے گال چھپانے ہی مشکل ہو رہے تھے۔

سیماب خاموش بیٹھی غور سے اسے دیکھنے لگی اسکی

ایکسرا کرتی آنکھیں بہت کچھ دیکھ رہی تھیں جب اسی

وقت بیلا کی نظر اسکی نظروں سے ملی۔

وہ بدک کر پڑی جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔

"آ۔۔۔ام بس چائے پیئے گا" وہ کپ اٹھا کر جلدی سے اپنے کمرے میں بھاگ گئی جب اسے بھی یوں جاتے دیکھ سب کو مزید حیرت ہوئی۔

"اب اس کو کیا ہوا" مورے اسے جاتے دیکھ حیرانگی سے پوچھنے لگی۔

دا.جی کچھ دیر بیٹھ کر اپنا ناشتہ ختم ہوتے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے جب ان کے جاتے ہی سیماب نے ہاتھ جھاڑ کر ٹوتھ پک اٹھائی۔

"تیاری کریں مورے۔۔۔آپ کا دوسرا بیٹا بھی خوشخبری جلد سنانے والا ہے" وہ اپنی ہنسی دباتی ان پر گویا بم پھوڑ گئی تھی۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگیں یہی کیفیت زریاب کی بھی تھی جو متحیر آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ایسے مت دیکھوام کو۔۔۔تیسری بار بھی ام" وہ روانی سے بولتی یکدم سے رک گئی یاد آگیا کہ کس بے شرم کے آگے وہ دھڑلے سے یہ بات کر رہی ہے۔

"ہاں بول دو۔۔۔ تم نے تیسری بار بھی تجربہ کرلیا"

وہ اسکی بات پوری کرتے شریر انداز میں مسکرا دیے۔

"چپ کرو تم" وہ خفت سے سرخ پڑتی اٹھ کر چلی گئی۔ مہرام اور مہروز کا اسکول صبح جلدی شروع ہوتا تھا اس لئے وہ سب سے الگ ناشتہ کر کر جلدی چلی جاتی تھیں۔

جبکہ فرخندہ بیگم پتھر کی مورت بنی بیٹھی رہیں یہاں تک کے زریاب بھی انکے ہاتھ کا بوسہ لیتے آفس کیلیئے نکل گئے۔

وہ کمرے میں آتے دوپٹہ منہ میں لیتی لمبی لمبی سانسیں لینے لگی ساتھ تیزی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا جب اسکی اپنی نظر مرر میں نظر آتے خود کے عکس پر پڑی۔

اسکا پورا وجود کسی کی مہک میں مہک رہا تھا بدن کے کئی حصّوں پر اب بھی ایک عجیب سی جلن محسوس ہو رہی تھی بیلا کا ہاتھ نہ محسوس طریقے سے ہونٹوں سے ہوتا گردن تک آگیا

جہاں ایک سرخ نشان کسی کی جنونی محبت کا ثبوت دے رہا تھا۔

اسکی سانسیں مزید تیز ہوئیں وہ آگے آتی مرر میں خود کو اور غور سے دیکھنے لگی۔جب اسکے ذہن کے پردے پر گزری راتوں میں سے ایک حسین رات لہرانے لگی۔

95/3

آج اسکا شدّت سے دل چاہ رہا تھا گھر کا ہی کچھ بنا کر

کھانے کا اس لئے اس نے کھانے کے بجائے

ضرورت کا راشن ہی گارڈ سے آرڈر کر کر منگوالیا۔

برلاس اب تک کمرے سے باہر نہیں آیا تھا شاید اسکی

نیند نہیں پوری ہوئی تھی وہ رات بھر بچوں کے ساتھ

کال پر لگا برتھ ڈے سیلیبریٹ کرتا رہا تھا جبکہ آئزہ

ایک بار کر کر خود سو گئی تھی اور اب جا کر اٹھی تھی۔

وہ دوپٹہ صوفے پر رکھتی بالوں کا ہلکا سا جوڑا بنائے کچن

میں آکر اپنا کام کرنے لگی۔

اپنے ہاتھ کی مزے مزے کی ڈشز کی خوشبو سے پورے گھر کو مہکانے لگی جب سے برلاس اس عورت اور بچے کو دیکھ کر خوف زدہ ہوا تھا اسکے بعد سے اس نے خود ہی باہر جانے سے انکار کر دیا تھا۔

حلانکہ یہاں آنے کا مقصد ہی اس خوبصورت جگہ کو اچھے سے دیکھنا اور یہاں سے لطف اٹھانا تھا۔

مگر اسکے لئے پہلے برلاس کی طبعیت تھی جس کے آگے وہ ایسے خوابوں کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتی تھی۔

اسے اب بس کومل اور پامیر کا انتظار تھا انکے آنے پر ساری چیزیں حل ہونے والی تھیں کیونکہ پامیر جانتا تھا اپنے چھوٹے بھائی کو کیسے ہینڈل کرنا ہے۔

اسکی دم بریانی کی خوشبو سے پورا گھر مہک اٹھا تھا جو سیدھا اوپر برلاس کی ناک کے نتھنوں سے ٹکراتے اسے نیند سے جھنجھوڑ کر بیدار کر گیا۔

وہ ابھی دم سے ہٹا کر دوسری ڈش کی جانب بڑھی ہی تھی کہ وہ پیچھے سے آتے اسکے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر اپنے حصار میں جکڑ گیا۔

"گڈ مارننگ میرا بچہ" وہ نرمی سے اسکی گردن چومتا پھر سے نیند میں جھولنے لگا۔

اسکے خود کو "بچہ" بلانے پر آئرہ کے لب گہری مسکراہٹ میں ڈھلے۔

وہ واقعی اس پہاڑی وجود کے آگے بچی ہی معلوم ہوتی تھی بلکل نازک سی جان لڑکی اور وہ باقاعدگی سے جم کر کے بنا ہوا باڈی بلڈر۔ جس کا ایک بائسپس بھی آئرہ کے دونوں ہاتھوں میں پورا نہ آئے۔

اسکے آگے کھڑی تو پیچھے والے کو نظر ہی نہیں آتی تھی۔ جتنا وہ اس سے عمر میں بڑا لگتا تھا اتنی ہی شدید محبت بھی کرتا تھا۔

"آپ فریش ہو جائیں۔۔۔میں تب تک ٹیبل سیٹ کرلوں" وہ پیار سے بولتی شامی کباب بنانے لگی جب اسکی خوشبو پر براس کی آنکھیں پٹ سے کھلی۔

"یہ سب۔۔۔وہ بھی ناشتے میں؟" وہ واقعی حیران ہوا تھا تب ہی ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگا۔

آئرہ نے منہ بنا کر اسے دیکھا جب اسکے یوں دیکھنے پر

برلاس نے ٹھٹھک کر گھڑی کی طرف دیکھا جہاں

دن کے دو بج رہے تھے۔

"اوہ سوری۔۔۔میں اتنی دیر سویا ہوں" اسے فورا

سے احساس ہوا۔

"جی ہاں۔۔۔اور اب ٹیبل سیٹ کرنے سے پہلے پہلے

وہاں پہنچ جائیں آپ" وہ چمچہ اٹھائے اسے دھمکی دے

رہی تھی۔

برلاس نے گہری لو دیتی نظروں سے جیسے ہی اسے دیکھا وہ اپنے عمل پر سٹپٹا کر جلدی سے چمچہ نیچے کر گئی۔

"میں ایسے بھی بڑا ڈیشنگ لگتا ہوں۔۔۔چاہے تو کسی بھی لڑکی سے پوچھ لو" وہ اسکے قریب ہوتا کمر سے تھام کر شریر لہجے میں بولا تھا۔

اسکی بات پر آئرہ نے کی آنکھیں متحیر سی پھیلتی جھٹ سے پوچھ لینے والے انداز میں سکڑ گئیں۔جب اسے

احساس ہوا وہ واقعی بہت خوبصورت تھا ہر لڑکی کے خوابوں کا شہزادہ۔

بھوری پر کشش آنکھیں لمبی لمبی پلکیں، گہری بھنویں جیسے قدرتی تراشی گئی ہوں، ستواں سی کھڑی ناک اور عنابی کٹاؤ دار ہونٹ وہ سموکنگ نہیں کرتا تھا اس بات کی گواہی اسکے خوبصورت ہونٹ دیتے تھے

ماتھے پر بکھرے پر کشش بال اور گوری دمکتی رنگت اتنی تو لڑکیوں کی بھی نہیں ہوتی تھی جتنا گورا وہ تھا آئرہ کبھی کبھی اسکی خوبصورت سے جیلس ہوتی تھی

لڑکیاں اگر اسے دل فوراً سے دے دیتی تھیں تو وہ غلط نہ تھیں کمبخت لمبا دراز قد لے کر ساری کسر پوری کر گیا تھا۔

وہ اسکے ماتھے پر بکھرے بالوں کو پیچھے کرنے لگی۔

"انکو پیچھے رکھا کریں۔۔۔زیادہ ڈیشنگ بننے کی ضرورت نہیں" وہ سیدھی طرح یہ نہیں کہہ سکی کہ ایسے لڑکیاں اور اسکے پیچھے پڑتی تھیں۔

"یہ میں کرتا ہوں لیکن ہوتے ہی نہیں" اسکا اپنا دھیان ابھی بالوں کی طرف چلا گیا وہ ہاتھ پھیر کر انکو

پیچھے کرتا مگر وہ اتنے سلکی تھے کہ پھر آ گے ماتھے پر آ جاتے۔

"آپ چھوٹے ہیں ناں سب میں اس لئے۔۔۔اکثر چھوٹوں کے بالوں کا سٹائل یہی ہوتا ہے" اس نے نوٹ کیا تھا کہ گھر کے چھوٹے بھائی کے بال نہ چاہ کر بھی ایسے ہی سیدھے ماتھے پر بکھرے ہوتے ہیں۔

"اچھا۔۔۔میں نے کبھی یہ بات نوٹ نہیں کی" وہ کندھے اچکا کر اس لاپرواہ سے انداز میں آئزہ کو اور اچھا لگا تھا۔

"اچھا اب جائیں بھی" وہ اسے کندھوں سے تھام کر رخ باہر کی جانب کر گئی۔

وہ ہنس کر ہاتھ کھڑے کرتا اوپر فریش ہونے چلا گیا جب تک وہ واپس آیا آئرہ پورا ٹیبل سیٹ کر چکی تھی وہ آ کر سیدھا اپنی کرسی پر بیٹھا آئرہ اسکی پلیٹ پہلے بھرنے لگی۔

"واؤ۔۔۔ بریانی" بریانی تو اسکی سب سے بڑی کمزوری تھی۔اسے دیکھتے ہی اسکی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"کھا کر بتائیں ٹیسٹ" وہ ہنس کر اسکے سامنے بیٹھتی
بے صبری سے تعریف سننے کا انتظار کرنے لگی جب بر
لاس نے ایک چمچ بھر کر منہ میں لی۔
چکن، آلو، شملہ مرچ اور ساتھ لمبے کھلے ہوئے
چاولوں کے دانے سب ہی ایک ساتھ اسکے منہ میں
گھلتے لذیذ ذائقے سے اسے مسرور کر گئے۔
"آ۔۔۔ہا۔۔۔ہاہ۔۔۔کیا ٹیسٹ
ہیں۔۔۔امما۔۔۔دل چاہ رہا ہے بنانے والے کو بھی
کھالوں" اسکی پہلی بات پر آئرہ یکدم سے بچوں کی

طرح خوش ہوئی تھی مگر اگلی بات پر فوراً اسے اسے گھور کر دیکھنے لگی۔

ساتھ ہی برلاس کی ہنسی چھوٹ گئی وہ اٹھ کر آئرہ کے ہاتھوں کا بوسہ لیتا اگلا نوالہ اسکے منہ میں دے دیا۔

اب اسے اپنی چمچ سے کھانے میں اور مزہ آیا تھا۔

"بہت اعلی۔۔۔لو وہو گیا خاتون" وہ ایک چمچ منہ میں لیتا اور تعریفوں کے پل باندھ دیتا آئرہ اندر ہی اندر ہواؤں میں اڑنے لگی تھی۔

وہ بریانی کے ساتھ کباب اور رائتہ رکھتے مزہ دوبالا کر گیا۔

آخر میں میٹھے میں شیر خورمہ کھا کر اس نے پیٹ کو شانت کیا تھا مگر اب بھی جیسے اور کھانا چاہتا تھا۔

"آ۔۔۔مم۔۔۔میں ایک بات پوچھوں" وہ اسے اس قدر خوش دیکھ تھوڑا جھجک کر بولی۔

"ضرور جاناں پوچھو" آئرہ نے نوٹ کیا تھا کہ آج وہ اسے نت نئے ناموں سے پکار کر اپنے لئے اور پاگل کر رہا تھا۔

"آپ کسی کو چیختے ہوئے دیکھ کر کیوں خوف زدہ ہوتے ہیں؟" اسکے سوال پر برلاس کا برتن سمیٹتا ہاتھ رکا پلکیں ساکت ہو گئیں۔

اس نے نظر اٹھا کر جس انداز میں آئرہ کو دیکھا تھا وہ دھک سے رکتی خود میں بڑبڑا گئی۔

"آئندہ مجھ سے یہ کبھی مت پوچھنا" وہ نرمی سے بول کر برتن اٹھائے کچن کی جانب بڑھ گیا۔

مگر آئرہ کو اس سوال کے کرنے پر بھی اسکی آنکھوں میں خوف ابھرتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

وہ اب مزید شدّت سے جاننا چاہتی تھی کہ ایسا کیا ہوا تھا ماضی میں کہ وہ اس بارے میں بات بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی ایک کیس سے فارغ ہو کر اپنے کیبن میں آیا ہی تھا کہ ٹیبل پر رکھا اسکا موبائل بج پڑا وہ بیٹھتے ہوئے ساتھ موبائل بھی اٹھا گیا جہاں مورے کا نام جگمگا رہا تھا۔

یہ نام دیکھ کر پہلی بار اسکے چہرے پر مسکراہٹ آنے کے بجائے آنکھوں میں خوف ابھرا تھا۔

وہ پھر بھی کال اٹینڈ کرتا فون کان سے لگا گیا۔

"جی مورے "نرمی سے پوچھا۔

"ابھی۔۔۔کے ابھی گھر پہنچو "انکا لہجہ از حد سرد تھا داراب کو فورا سے کچھ کھٹک گیا تھا وہ گہری سانس لیتا ٹھیک ہو کر بیٹھا۔

"جی میں ابھی آیا" وہ مؤدب انداز میں بول کر فون رکھ گیا مگر اسکی ہمت نہیں ہو رہی تھی حویلی جانے کی۔

جبکہ فرخندہ بیگم کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ بیلا کی گویا روح ہی قبض ہو گئی تھی وہ ان سے نظریں چرائے دائیں بائیں دیکھنے لگی۔ جیسے یہاں سے فوراً غائب ہو جانا چاہتی ہو۔

وہ اسے چھوڑ کر بیڈ کو دیکھ رہی تھیں یہ وہ نہیں تھا جو انہوں نے دیکھا تھا اور شادی شدہ جوڑے کے کمرے

میں نیا بیڈ بنا کسی وجہ کے نہیں آسکتا تھا یہ وہ خود بھی جانتی تھیں یہاں ٹوٹا ہوا بیڈ دیکھ کر ذہن میں آنے والا پہلا سوال سب کا ایک جیسا ہی ہوتا۔

"یہ کب آیا؟" وہ کاٹ دار لہجے میں پوچھنے لگیں۔

بیلا نے گھبرا کر بیڈ کی جانب دیکھا۔ اسے دیکھ سانس رکنے لگی تھی۔

"وہ۔۔۔ک۔۔۔کچھ دن پہلے" وہ تھوڑی ہکلا کر بمشکل بولی۔

"اور کیوں۔۔۔؟" اب کے انکا لہجہ اور سخت ہوا۔

"غ۔۔۔غلطی سے ٹوٹ گیا تھا" اسے سمجھ نہیں آئی

کہ سچ بھی بتائے تو کیسے۔

"غلطی۔۔۔یہ غلطی تم کو کرنے کی اجازت

نہیں۔۔۔سمجھ آئی تم کو؟" وہ یکدم سے برہم ہوئیں

بیلا کا دل انکے اس سخت رویے پر کسی گہری کھائی میں

ڈوبنے لگا تھا۔

"یاد ہے ناں۔۔۔ولی خان کا بیٹی ہے تم کو صرف

امارے بیٹے کا نام مل گیا وہی کافی ہے۔۔۔اس سے

آگے کا تم سوچنے لگی غلطی بھی مت کرنا"

وہ اب بول نہیں دھاڑ رہی تھیں انکی تیز آواز پر بیلا کی آنکھوں میں تیزی سے نمی جمع ہونے لگی۔

"یاد ہے ام کو۔۔۔کیسے تمارے اس جانور بھائی نے اماری بیٹی کا وہ حال کیا اسکے بعد تو تم سوچنا بھی مت کہ تم کو اس حویلی میں کوئی خوشی نصیب ہو گی"

وہ اسے اسکی قسمت سے واقف کر رہی تھیں جو بہت بھیانک تھی بیلا کا دل بھرنے لگا تھا آنکھوں سے تیزی سے آنسوں ٹپ ٹپ بہنے لگے۔

"اس ولی خان کے خون کو بھی ام ایسے ہی روندے گا

جیسے امارا بیٹی کو روندا گیا "

وہ چپ کیوں نہیں ہوئیں اسکا سانس اٹکنے لگا تھا وہ بے

آواز روتی اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

وہ نہیں آیا اسے آنا چاہیے تھا اس وقت جب اسے

سب سے زیادہ اسکی ضرورت تھی اسے قسمت کے

آگے کھڑا کیا جا رہا تھا۔

زندگی میں پہلی بار اس نے پورے دل سے داراب

خان کو پکارا تھا اور کیسے ممکن تھا کہ وہ اتنے دل سے

پکارتی اور وہ نہ آتا۔

اسی وقت اسے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ بیلا کی

جاتی سانسیں پھر سے لوٹ آئی تھیں وہ بھرائی

آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ پھڑ پھڑاتے لبوں پر قابو پاتی ایک ہی جست میں

اسکے سینے سے جا لگی جب وہ اس اچانک افتاد پر اپنی جگہ

سے ایک قدم پیچھے ہٹا۔ ہاتھ خود ہی اسکی کمر کے گرد

حصار باندھ گئے تھے۔

وہ اسکے سینے سے لگی بے بسی سے بے آواز روتی رہی

جب فرخندہ بیگم نے مڑ کر پھٹی پھٹی نظروں سے اسے

داراب کے سینے سے لگے دیکھا۔

کتنی ہی دیر وہ اسی کیفیت کا شکار رہیں جب داراب نے

دھیرے سے اسے خود سے الگ کر کے چہرہ اپنے

ہاتھوں کے پیالے میں لے لیا۔

"شش۔۔۔کیاہوا؟" وہ اسے نرم لہجے میں پوچھتا انگوٹھے کی پور سے اسکے آنسوں چننے لگا۔

وہ ہچکیاں لیتی ٹھیک سے بول تک نہیں پارہی تھی

داراب کو خود ہی انداز ہو گیا تھا کہ یہاں کیا ہوا تھا۔

وہ اسکے آنسوں صاف کرتا نرمی سے چپ کروا گیا۔

"جاؤ۔۔۔جاکر پانی پیو۔۔۔میں آتا ہوں" اسکی بات پر بیلا کچھ دھیمی پڑتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

جب اسکے جاتے ساتھ داراب مورے کی جانب مڑا۔

وہ شل ساکت سی کھڑی اسے ہی بے یقین بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔

"ک۔۔۔ کیا تھا یہ ؟" وہ مارے حیرت کے ٹھیک سے سوال تک نہیں کر پائیں۔

"کیا تھا؟" اسکا انداز بہت نارمل تھا جتنی گھبراہٹ اسے یہاں آنے پر ہو رہی تھی سب کہیں پیچھے چلی گئی تھی یہاں تو اسے ایک اور امتحان اپنا انتظار کرتا ہوا ملا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ تمہارے" وہ پورا سوال تک نہیں کر پائی

کہ خاموشی پہلے اختیار کرلی۔

"میرے ساتھ لگ کر روئی ہے۔۔۔ہاں تو بیوی ہے

میری۔۔۔اس میں کیا حرج ہے مورے" وہ نہایت

مؤدب انداز میں بولا تھا

"داراب ؟" وہ بے یقینی کی سی کیفیت میں اسکا چہرہ

دیکھنے لگیں۔

"مطلب وہ سچ تھا؟" انکے ادھورے سوال کا وہ اچھے

سے مطلب سمجھ گیا تھا تب ہی اندر سے تھوڑا گھبرا سا

گیا مگر ان پر ظاہر نہیں کیا۔

"میرے نزدیک وہ غلط نہیں تھا۔۔۔ایک کمرے

میں رہتے ہوئے اپنی بیوی سے کنارا کیسے کر سکتا

ہوں "

یہ اسکے لئے واقعی بہت مشکل تھا مگر اس نے حلال

کھایا تھا اس بات پر وہ مطمئن تھا۔

جب ایک زوردار تھپڑ کی گونج پورے کمرے میں گونجی تھی۔

وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا بس سر جھکائے کھڑا رہا جب وہ اسکا کالر پکڑ کر بری طرح سے جھنجھوڑ گئیں۔

"تم ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔۔کیسے؟" وہ اسکے منہ پر دھاڑتی برہمی سے پوچھ رہی تھیں۔آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا تھا۔

کچھ ٹوٹا تھا انکے اندر شاید انکا مان جو اس بیٹے پر تھا اگر

اسے اپنی آنکھوں سے داراب کے سینے سے لگے نہ

دیکھتیں تو شاید سیماب کی بات کو رفع دفع کر جاتیں

لیکن یہاں یہ دیکھ انہیں یقین ہو گیا تھا۔

"کیا کر دیا میں نے؟" وہ کس کرب سے پوچھ رہا تھا

ہاں آج وہ واقعی جاننا چاہتا تھا کہ ایسا اس نے کیا کر دیا

تھا کہ ہر کوئی صرف اسے آزمائش میں ڈال دیتا تھا۔

"بتائیں مورے" وہ خاموش تھیں انکا یہ بیٹا پہلی بار

انکے سامنے کھڑا سوال کر رہا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ ولی خان کی بیٹی ہے" انہوں نے لہجہ مزید سخت کرتے اسے یاد کروایا تھا۔

"اسکا خون دوڑتا ہے اس لڑکی کی رگوں میں"

"وہ بیوی بھی ہے میری" وہ دھیمے لہجے میں دوبدو بولا تھا کہ وہ ایک پل کیلئے خاموش ہو گئیں۔

"نکاح کر کر اپنایا ہے میں نے اسے۔۔۔بھگا کر نہیں لایا" اس کا لہجہ کسی بھی قسم کے احساس سے عاری تھا۔

"یہ اس سے بھی بری ہے۔۔۔اسکی حیثیت اس سے بھی کم ہے" وہ بولی نہیں پھنکاری تھیں۔

داراب کا دل بری طرح سے دکھا تھا۔

"کیوں کم ہے۔۔۔کیوں؟ وہ جب تک اس گھر میں آپکے چھوٹے بیٹے کی بیوی کی نسبت سے تھی تب اسکی حیثیت تھی؟ "

"اتنے سال اس حویلی میں قید رہ کر اپنے نہ کردہ جرم کی سزا بھگت رہی تھی۔۔۔مت بھولیں

مورے۔۔۔آج وہ میری بیوی کی حیثیت سے یہاں

رہے تو آپکا خاندان بچا ہے۔۔۔ورنہ آپکا چھوٹا بیٹا جان

دے دیتا یا لے لیتا مگر اپنی بیوی کو کبھی نہ چھوڑتا"

وہ انہیں آئینہ دکھا رہا تھا جو بہت خوفناک تھا وہ نہیں

دیکھ پا رہی تھیں۔

"میں نے تب اس گھر کیلئے قربانی دی اس خاندان کو

ٹوٹنے سے بچایا آپ پھر بھی مجھے مجرم ٹھہرا رہی

ہیں۔۔۔پھر بھی؟" وہ دیں اب جواب وہ خاموش نہ

رہیں اسکا ضبط ٹوٹ رہا تھا وہ کب تک اپنوں کیلئے اپنی

زندگی داؤ پر لگاتا رہتا۔

اور وہی سب بدلے میں اسے دے بھی کیا رہے

تھے۔ صرف ازیت۔

"اسے آپ گل کا مجرم ٹھہرا رہی ہیں۔۔۔ کیا وہ اس

حویلی سے اتنے سال باہر نکلی؟ یا گل کی قسمت کا بدلہ

آپ اس معصوم سے لیں گی؟"

"تم دوسری شادی کر سکتا تھا" اب کی بار آواز دھیمی

تھیں۔

"کیوں کرلوں میں دوسری شادی۔۔۔ کیوں میں

اپنے رب کی نظر میں نیچے ہو جاؤں ایک معصوم کا حق

ماردوں۔۔۔ کیا ملے گا آپ کو اس سے۔۔۔ صرف
وقتی تسکین؟ "

وہ کرب سے استفسار یہ پوچھ رہا تھا

95/4

وہ شل سا کت کھڑی اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں ماحول میں یکدم سے فسوں چھا گیا۔

"اللہ پاک نے آپ کی بیٹی کے نصیب اچھے کر دیے اسے چاہنے والا شوہر عطاء کر دیا اب آپ بھی اپنا دل بڑا کریں اور اس دل میں رحم لے کر آئیں آج آپ کسی کی بیٹی پر رحم کریں گی کل کو کوئی اور بھی آپ کی بیٹی پر رحم کر دے گا"

وہ انکو احساس کرواتے ایک قدم آگے آیا اور انہیں کندھوں سے تھام گیا۔

"بچے غلط کریں تو ماں باپ انکو سکھاتے ہیں۔۔۔لیکن اگر ماں باپ غلط کریں تو اولاد کو بھی انکی صحیح کرنی چاہئے "

وہ بہت نرمی سے انہیں سمجھا رہا تھا صاف ظاہر تھا کہ اسکی باتیں ان پر اثر کر رہی تھیں۔

"وہ صرف ولی خان کی بیٹی نہیں اب میری بیوی بھی ہے مجھے اچھا لگے گا اگر اسے اسی حیثیت سے آپ قبول کرلیں۔۔۔اسکی رگوں میں اگر ولی خان کا خون

ہے تو اسکے وجود میں جنم لیتی اولاد کی رگوں میں آپ

کے بیٹے کا خون ہو گا "

اسکی اس بات پر فرخندہ بیگم کا دل دھک سے رک گیا

وہ بنا سانس لئے اسے دیکھتی رہیں۔

"میں نے اسے قبول کر لیا مورے۔۔۔" انکی حیرت

کی وجہ وہ اچھے سے جانتا تھا تب ہی دل انکی ناراضگی پر

ڈر سا گیا۔

"مجھے سمجھیں۔۔۔ایک ہی کمرے میں رہتے ہوئے
اپنی بیوی سے کنارا نہیں کر سکتا۔۔۔مجھے امید ہے
آپ مجھے سمجھیں گے"

وہ بول کر رکا نہیں انکے ماتھے پر لب رکھتے بوسہ لے
کر کمرے سے باہر نکل گیا جب باہر نکلتے ہی اسکی نظر
پہلے بیلا پر گئی جو دروازے کے ساتھ والی دیوار کے
ساتھ لگی کھڑی تھی

رخسار بری طرح سے آنسوؤں سے بھیگ چکے تھے

اس بات کی گواہی اسکی گیری سرخ متورم آنکھیں

بھی تھیں۔

وہ تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی مگر اسے

یہاں کھڑے دیکھ داراب کے تیور یکدم سے سخت ہو

گئے۔

وہ ایک نظر اندر ڈالتا اسکا ہاتھ پکڑ کر نیچے لے گیا اور

سیدھا ایک کمرے میں جا کر چھوڑا جہاں اس وقت

صرف وہی دو تھے۔

"تم باتیں سن رہی تھی ہماری؟" وہ اسے بازو سے دبوچ کر سختی سے غرایا مگر اس سختی کا جیسے بیلا پر کوئی اثر ہی نہیں ہوا وہ اسی طرح اسے دیکھے گئی۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔یہ کام بھی شروع کر لیا تم نے؟" اسکا لہجہ از حد کاٹ دار تھا لیکن وہ بیلا کو تکلیف نہیں دے رہا تھا۔ وہ روتے ہوئے میں بھی بے اختیار مسکرا دی۔

"تم مسکرا رہی ہو؟" اسے یقین نہیں آیا تھا۔

"ہاں۔۔۔ام مسکرا رہا ہے۔۔۔اپنی قسمت پر" اسکے الفاظ سنتے داراب کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا جہاں صرف محبت کے دیپ جل رہے تھے۔

"جب اس دل میں اتنی نرمی ہے تو ام سے سختی میں بات کیوں کرتا ہے؟ "

وہ جاننا چاہتی تھی اس دل کو سمجھنا چاہتی تھی جس کی اصل صورت آج اسکے سامنے آئی تھی۔

"بکواس بند کرو۔۔۔میں بھولا نہیں ہوں جو سیماب

کے ساتھ تم نے کیا تھا۔۔۔" اسکی بات پر بیلا کا چہرہ

یکدم سے اتر گیا مسکراہٹ غائب ہوتے پل نہ لگا۔

کہ اگلے ہی لمحے وہ زخمی سا مسکرا دی۔ "ام اتنا بھی بے

وقوف نہیں ہے۔۔۔ کہ آنکھوں سے دیکھنے کے بعد

بھی غلطی کر بیٹھے "

اسکی بات داراب کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

کہ تب ہی بیلا کے ذہن کے پردے پر جھماکے سے

کچھ لہرا گیا۔

خیال۔۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھی سانس روکے فرش کو تک رہی تھی اس دوران آنکھیں کسی آبشار کی مانند بہہ رہی تھیں اور وہ یہ جانتی تک نہ تھی۔

اس نے خالی نظروں سے باہر دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے وہ کچھ دیر گزر کر گیا تھا مگر جاتے جاتے بھی اسکے کانوں میں صور پھونک گیا تھا۔ جس کا اثر اتنا جان لیوا تھا کہ وہ اب تک اپنے حواسوں میں نہیں آسکی تھی۔

"جا کر سیم سے معافی مانگو۔۔۔اس کمرے میں نہ کوئی جگہ ہو گی نہ میرے دل میں۔۔۔ تم ہی وہ عورت کیوں بنی جس سے مجھے محبت ہوئی۔۔۔" الفاظ اسکی سماعتوں میں گونجنے لگے تھے وہ کرب بھری آواز جو اس نے آج سے پہلے داراب کی کبھی نہیں سنی تھی۔ اس نے ایک مرد کو توڑا تھا اسکا مان۔ وہ کیسے نہ سانس لینا بھولتی اس نے بہت بڑا گناہ کیا تھا محبت کو خود سے خفا کر دیا تھا۔

شام سے رات ہو چکی تھی مگر ابھی بھی وقت تھا۔

وہ دھیرے سے اپنی جگہ سے اٹھی اور دوپٹہ اٹھا کر کندھوں پر لیتی کمرے سے باہر کا رخ کر گئی۔

آنکھیں اسی طرح اجڑاں بیاں باں لگ رہی تھیں۔

مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

وہ بس چلتی گئی یہاں تک کہ سیماب کے کمرے تک پہنچ گئی دھیرے سے اسکا دروازہ ناک کیا۔

''کون ؟'' وہ اپنے دھیان میں پوچھتی دروازہ کھولنے آ گئی

جب سامنے کھڑی بیلا کو دیکھ اسکا دل دھک سے رک گیا وہ اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتی بے اختیار آ گے آ گئی۔

"بیلا۔۔۔ کیا ہوا تم کو؟" وہ اسے کندھوں سے تھام کر نرمی سے پوچھنے لگی۔

"ا۔۔۔اندر کوئی ہے؟" اسکے سوال پر سیماب نے سر نفی میں ہلایا۔

"خان بچوں کو باہر لے کر گئے ہیں تم آؤ اندر" وہ اسکا بازو تھام کر اندر لے آئی۔ بیلا اسکے کمرے کو غور سے

دیکھنے لگی محبت کرنے والے جگہوں کو بھی خوبصورت بنادیتے ہیں اس بات کی گواہی یہ کمرہ تھا۔

دیوار پر لگی مہرام اور مہروز کی تصاویر ساتھ ہی سیماب اور زریاب کی محبت بھری یادیں جن کو کیمرے میں قید کر کر دیوار پر چسپاں کر دیا گیا تھا تا کہ آتے جاتے انکو یاد رہے۔

اس رشتے کی شروعات کتنی خوبصورت تھی انجام اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہونا چاہئے۔

"بیٹھو" اسے بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ خود اسکے لئے پانی کا گلاس لے کر آئی اور اسکی جانب بڑھا گئی۔

وہ سیماب کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لے کر اپنے لبوں سے لگا گئی لیکن ایک ہی گھونٹ گلے سے اتر سکی تھی۔

"تم ٹھیک ہے؟" اسکے سوال پر بیلا نے کرب بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔اور سر نفی میں ہلانے لگی۔

"ام معافی مانگنا چاہتا ہے اپنے لفظوں کیلئے" سیماب خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"ام جانتا ہے بہت غلط بات کی ہے ام نے ام کو ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا۔۔۔ام کو معاف "اس سے پہلے وہ ہاتھ جوڑتی سیماب تڑپ کر اسکے ہاتھ تھام گئی۔

"پاگل ہے تم۔۔۔کیا کر رہا ہے یہ "اسے واقعی بہت برا لگا تھا۔

"ام کو معاف کر دو "وہ سسک کر روتی ہوئی سر جھکا گئی سیماب کو اس پر ترس آیا تھا وہ آگے سرک کر اسے اپنے ساتھ لگا گئی۔

"پاگل مت بنو۔۔۔ تم چھوٹا ہے ام سے۔۔۔ اور چھوٹے نادانی کر جاتے ہیں" اسکی بات پر بیلا کا دل مزید بھر آنے لگا تھا۔

غلطی کرنے والا سیدھی لائن پر آ سکتا ہے اگر معاف کرنے والا سیدھی طرح معاف کر دے لیکن معاشرے کی نظر میں اکثر معافی مانگنے والے نیچے ہو جاتے ہیں اور انہیں اتنا ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے کہ انکو غلطی کے بجائے اپنے معافی مانگنے پر شرمندگی ہونے لگتی ہے۔

سیماب کی بات پر وہ اس سے دھیرے سے الگ ہوتی
اسے دیکھنے لگی۔

"تھینک یو" دو لفظ اور سیماب کے چہرے پر
مسکراہٹ آگئی۔ دلوں کی دوریاں یہی دم توڑ گئیں۔
وہ اب کھڑی داراب کو دیکھ رہی تھی جو انجان تھا کہ
اس نے سیماب سے معافی مانگ لی تھی اور وہ اسے بتانا
بھی نہیں چاہتی تھی کیونکہ اسے احساس خود سے ہوا
تھا اپنی غلطی کا۔

"تم جیسے مرضی ام سے بات کرے۔۔۔ام جانتا ہے تم ام سے محبت کرتا ہے" وہ مسکرا کر بولتی اسکا سیروں خون جلا گئی۔

داراب اسے جھٹکے سے چھوڑ کر پیچھے ہٹا۔

"نہیں کرتا میں۔۔۔سنا تم ن" اس سے پہلے وہ جملہ پورا کرتا بیلا اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے دیوار کی جانب دھکیل گئی۔

اسکے اس اچانک عمل پر داراب سانس روکے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

جو اسکے دل کے مقام تک آتی چہرہ اوپر اٹھائے اسے
دیکھ رہی تھی۔

"محبت کرتا ہے تو اعتراف کرو۔۔۔ام سے ڈرنے کی
ضرورت نہیں" داراب تو اسکی ہمت پر ہی دنگ رہ گیا
تھا آج تب اس نے ایک بار سے زیادہ اس طرح نہیں
کیا تھا۔

اور وہ کتنے دھڑلے سے اسے دیوار کے ساتھ پن کر
گئی تھی۔اندر ہی اندر وہ اسکی ہمت پر پاگل سا ہونے لگا
تھا مگر باہر سے وہی سنگدلی دکھاتا رہا۔

وہ ایک جھٹکے میں اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جگہ دیوار

سے لگا گیاn

"ڈر یاد کرواؤں؟" وہ آنکھیں چھوٹی کئے معنی خیز

انداز میں پوچھنے لگا۔جب اسکے ڈر لفظ کا مطلب سمجھتے

بیلا کے چہرے کے رنگ اڑے

اسے یاد کروانے کی ضرورت تھی وہ تو مرتے دم تک

نہ بھولتی۔

وہ فورا اسے پیچھے ہٹنے لگی تھی جب داراب اسے کمر سے

تھام کر اپنے قریب کر گیا۔

"اب کہاں۔۔۔پہلے بات تو پوری سن لیں" وہ جو
پہلے بھڑکتی آگ کا شعلہ بن کر آیا تھا اب ایکدم سے
مری کی سنو فال کا بال بن گیا تھا۔

"چھ۔۔۔ چھوڑو ام کو کوئی آجائے گا،" وہ بری طرح
سے گھبرائی اس سے پیچھے ہٹنے کی کوشش کرنے لگی۔
جب داراب اپنی گرفت اور بھی مضبوط کرتے اسکی
آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

وقت جیسے رک سا گیا تھا ایک حسین رات دونوں کی
آنکھوں کے پردے پر لہرانے لگی تھی۔ بیلا کی رنگت

سرخ ہوتے دیر نہیں لگی تھی وہ نظریں جھکاتی اپنے لب دانتوں سے کچلنے لگی۔

"دیکھ لے۔۔۔اب تو پوری دنیا دیکھ لے۔۔۔اس داراب خان کو۔۔۔جسے بیلا داراب خان سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔شدید ترین"

وہ کھلے عام اپنی محبت کا اعتراف کر رہا تھا بیلا بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی کانوں پر جیسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔وہ نظریں بے اختیار جھکا گئی۔

"سیماب سے معافی مانگنے کیلئے شکریہ" بیلا نے بے ساختہ سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ جانتا تھا؟

"ت۔۔۔ تم کو کیسے پتہ؟" وہ نروس ہوتی استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"میری محبت میں اتنی تو طاقت ہے کہ یہ پورے حق سے تمہارے دل پر قابض ہو سکے۔۔۔ تو یہ ایک معافی کیا چیز ہے "

وہ شریر لہجے میں بولتا بیلا کو اپنی بات سے حیران کر گیا وہ جانتا تھا پہلے سے مگر میسنا خاموش تھا۔ اور چاہتا تھا وہ خود سے آ کر بتائے۔

وہ بھی اسے بتانا چاہتی تھی کہ اسکی محبت میں واقعی بہت طاقت ہے کہ نفرت کے سمندر سے کھینچ کر محبت کے کنارے پر لا رہی تھی۔ یا شاید لا چکی تھی۔

وہ جھٹ سے اس سے پیچھے ہٹ گئی۔ آخری چہرے پر رنگ شرم و حیا کا تھا وہ فورا اسے کمرے سے نکلتی باہر بھاگ گئی۔

جب اسکے جاتے داراب آگے آکر اسے دیکھتا رہا چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ بکھر گئی تھی کہ اگلے ہی جھٹکے اسے خود ڈھیروں شرم نے آن گھیرا تھا۔
وہ سٹپٹا کر سر کی پشت پر ہاتھ پھیرتے اس رات کے بارے میں سوچنے لگا۔
مسکراہٹ مزید گہری ہو رہی تھی وہ اپنی ہی موجودگی سے ہچکچاتا واپس ڈیوٹی پر چلا گیا تاکہ خود کو مصروف کر دے۔

وہ تیزی سے لیپ ٹاپ کے بٹنوں پر انگلیاں چلا رہا تھا رات سے وہ اس پر محنت کر رہا تھا۔اور اب تقریباً سارا کام پورا ہونے ہی والا تھا کہ اس پر ایک نیا بم پھوڑ دیا گیا۔

"کیا مطلب میں ہنی مون پر جاؤں۔۔۔" وہ ہکا بکا سا سامنے بیٹھے یاقوت کو دیکھ رہا تھا وہی عثمان بھی تھا جو اپنے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر ایک نظر اسے دیکھتا واپس اپنے کام پر لگ گیا۔

"تمہیں نہیں پتا۔۔۔سلطان صاحب ایک عدد بچے
کے ابا بن چکے ہیں۔۔۔اب بھلا جا کر کیا فائدہ" عثمان
کی بات پر اگلے ہی پل اڑتا ہوا پین اسکی جانب گیا تھا۔
"میں کہیں نہیں جا رہا میرا دماغ کھول رہا ہے اس
ابراہیم کی حرکت پر میں اس پراجیکٹ کو آگے لے کر
ہی جا کر دم لونگا"
وہ سچ میں سنجیدہ تھا کہ اسی وقت آفس روم میں داخل
ہوتے زیحال کو دیکھ وہ خاموش ہو گیا۔

وقتی بر تھ ڈے پارٹی رکھ کر وہ لوگ بھول گئے تھے مگر اب اچھے سے یاد تھا جو کچھ انکے ساتھ ہوا تھا۔

"بھائی آپ نے جو کہا تھا میں نے کہہ دیا" یاقوت مؤدب انداز میں بولتا اٹھ کر اپنے آفس روم میں چلا گیا۔

"بھائی" پامیر بچارگی سے زیحال کو دیکھنے لگا وہ اپنا کوٹ اسٹینڈ پر لٹکاتے اپنی پاور چیئر پر جا بیٹھا۔

"تمہارا جانا ضروری ہے۔۔۔کومل کو تم ایک بار بھی باہر نہیں لے کر گئے۔۔۔اسی بہانے وہ اور عبد لباری بھی باہر گھوم لیں گے "

وہ شائستگی سے سمجھاتا اپنی کوئی فائل کھول گیا۔

"میں اسے پھر کبھی لے جاؤنگا لیکن اس وقت میں تو بلکل نہیں" وہ کسی ضدی بچے کی طرح منہ پھلا کر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

زیحال نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا یہ وقت تھا اسے باپ بن کر سمجھانے کا جس کے بعد اسکا ہر انکار اقرار میں بدل جانا تھا۔

"برلاس کو وہاں ہم میں سے کسی کی بہت ضرورت ہے۔۔۔اسکی طبعیت سے تم واقف ہو" اسکی بات پر پامیر نے سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا۔

"لیکن" احتجاج میں وہ کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ زیحال نے پلکیں جھپکا کر اسے تسلی دی۔

"میں دیکھ لونگا اسے" یہ ایک جملہ صرف ایک جملہ ہی سامنے والے کی بری تباہی کی جھلک دکھا رہا تھا۔

"پکا؟" وہ یقین دہانی چاہتا تھا کہ اس بار کوئی رحم نہ کیا جائے۔

"ھمم" اسکے ہنکار ابھرتے پامیر پر جوش سا اٹھ کر پیچھے سے اسکے گلے آلگا۔

"آئی لوو۔۔۔یو۔۔۔۔ سووو۔۔۔ مچ" اسکی اتنی محبت پر زیحال بے ساختہ گہرا مسکرا دیا۔ پامیر نے اسکے گال پر ایک کس بھی کی۔

"یو آر دی بیسٹ فادر اینڈ برادر۔۔۔آپ سے ہی سیکھا ہے۔۔۔کہ غلط نہ خود کرو۔۔۔اور نہ کسی کو اپنے ساتھ کرنے دو" وہ لاڈ دکھاتے چہک کر بولا۔ اسکے کس کرنے پر زیحال نے اسے گھوری دی کہ اسی وقت زمل کی کال آگئی۔

"دکھاؤ اسے۔۔۔یہی پہنچ جائے گی" وہ ہنس کر کال پک کر گیا پامیر جانتا تھا اس لئے اپنے باپ کی شامت ہر گز نہیں چاہتا تھا۔

"بابا" کال اٹھاتے ساتھ زالے کی میٹھی سی آواز زیحال کے کانوں میں گونجی۔

"آ۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔یس بابا کی جان" اسکے کال کرنے پر زیحال کا دل خوشی سے باغ باغ ہونے لگا تھا۔

"امم۔۔۔ مما۔۔۔شید۔۔۔پم۔۔۔پم۔۔۔اے کے۔۔۔آؤ (مما سیڈ پیمپر لے کر آؤ)" وہ رک رک کر اٹک کر بہت ہی کیوٹ سے انداز میں بولی تھی۔

پیچھے عثمان اور پامیر کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی۔

"ایک گینگسٹر بچوں کے پیمپر لینے مارکیٹ جائے گا

ہاہاہا" وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا۔

پامیر نے چیج گول مول کرتے اسکے منہ میں سیدھا

ٹھونس دیا۔

"شٹ اپ۔۔۔ تیرے بھی یہ دن آئیں گے

بیٹا۔۔۔جب پیمپر لانا تو دور بدلنے بھی خود پڑیں

گے" وہ اسے اس خوفناک مگر خوبصورت مستقبل

سے ڈرانے لگا۔

"ہاہ۔۔۔ایسا ہو ہی نہ جائے۔۔۔پیمپر اور میں بدلوں" وہ بات کو مذاق میں اڑا گیا۔

"ویسے ماہم منہ نہیں لگاتی کیا جواب تک سنگل ہڈی بنے گھوم رہے" اسکی بات پر عثمان کی ہنسی یکدم سے رک گئی۔

"جب اللہ پاک دے" اسکے لہجے میں صاف واضح تھا کہ اسے بھی کتنی چاہت تھی اولاد کی مگر جب اسکی قسمت میں لکھی گئی ہو۔

اسکا بجھا سا انداز دیکھ پامیر کچھ ٹھٹھک سا گیا۔

"کیا کوئی مسلہ ہے؟" وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"پھر کبھی بتاؤنگا" وہ بات پھر کبھی پر ٹال کر اسکا دھیان اپنے کام کی جانب موڑ گیا۔

"اور بولو چا کلیٹس بھی" پیچھے سے زمل کی آواز آئی جو شاید خود کوئی کام کر رہی تھی اور کال زالے کے ہاتھوں کروائی تھی جسے اتنا تو موبائل چلانا آگیا تھا۔

"اول۔۔۔تو کو۔۔۔بی (اور چو کو بھی)" وہ لفظ بہ لفظ ترک بولی۔

زیحال تو اسے بولتے دیکھ ہی خوشی سے پاگل ہو رہا تھا وہ جی بھر کر اپنی بیٹی کو دیکھنے لگا۔ جو ہو بہ ہو اپنی ماں کی کاربن کاپی لگتی تھی۔

"اور کیا کھائے گا میرا بیٹا۔۔۔" وہ اسے بلوانے کیلئے مزید لاڈ سے پوچھنے لگا۔

"امم۔۔۔ دائے۔۔۔ وانت۔۔۔ دول ببا (زالے وانٹ ڈول بابا)" اسے جھٹ سے ڈول والا پرامس یاد آیا جو اسکے بابا نے اس سے کیا تھا۔

"آاا۔۔ بابا بھول گئے تھے لیکن اب بنا کر لائیں گے" وہ اسے پیار سے بہلاتا دوسری باتوں میں الجھا گیا جب تک زالے نے نہیں چاہا تب تک وہ کال بند نہیں کر سکا تھا اسے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔

جب کال بند ہوتے ہی وہ لیپ ٹاپ آن کرتے واقعی اپنی بیٹی کیلیۓ ڈول ڈیزائن کرنے لگا تھا۔اور عثمان اسکے اس عمل پا غش کھا کر گرنے کے قریب تھا۔

وہ کب سے اسے پورے گھر کے چکر کاٹتے ہوئے دیکھ رہا تھا ایسے جیسے وہ کسی بات کو لے کر از حد بے چین ہو۔ آخر میں وہ موبائل سائیڈ میں رکھتے اٹھ کر اسکے پیچھے جا کھڑا ہوا جب آئرہ اچانک مڑتی اسکے سینے سے ٹکرا گئی۔

"سیبی۔۔۔یہ کیا ہے؟" وہ گڑبڑا کر الٹا اسے ڈپٹنے لگی۔

"یہی میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہے جو تم ایسے آتما بن کر پورے گھر میں چکر کاٹ رہی ہو" اس کے سوال پر آئرہ صحیح معنوں میں اب گڑبڑائی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں تو۔۔۔میں کیوں گھوموں گی" صاف ظاہر تھا اسکی حرکات و سکنات اسکے لفظوں کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔

"چلو کہیں گھوم کر آئیں" برلاس کی بات پر اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔

"نہیں۔۔۔مجھے کہیں نہیں جانا" وہ انکار کرتی جانے ہی لگی تھی کہ برلاس اسکے راستے کے بیچ پھر سے آن کھڑا ہوا۔

"کم آن۔۔۔ہم یہاں گھومنے آئے ہیں" اسے احساس تھا کہ وہ اسکے ڈر کی وجہ سے اتنی بجھی بجھی سی ہوگئی تھی۔

"مجھے نہیں گھومنا" وہ صاف گویائی سے انکار کرتی آگے بڑھ گئی جب برلاس آنکھیں بند کر کر گہرا سانس

خود میں بھر گیا اور اگلے ہی لمحے اسے کندھے پر اٹھا کر

باہر لے جانے لگا۔

"ک۔۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ چھوڑیں مجھے" وہ اسکی

پیٹھ پر اپنے نازک مکے برسانے لگی تھی جن پر برلاس

کو ہنسی آنے لگی۔

"اگلی بار جم تمہیں بھی لے کر جاؤنگا"

"کیوں؟" تڑخ کر پوچھا۔

ڈمبلز اٹھا اٹھا کر بور ہو گیا ہوں اب کچھ چینج کرنا ہے"

اسکی بات سنتے ہی آئرہ کی بھوری آنکھیں بے ساختہ

پھلیں اسکی خاموشی پر برلاس اسے آگے کو بازوؤں پر

اٹھا گیا۔

"مذاق اڑا رہے ہیں؟" وہ ناراضگی دکھانے کا موقع

ڈھونڈ رہی تھی کتنا خوبصورت تھا یہ لمحہ برلاس کا دل

چاہا یہی سب رک جائے۔

"نہیں۔۔۔میں سیریس ہوں بے بی" اسکے لہجہ ایک

دم سے بھاری ہوتے آئرہ کو کچھ کچھ ہونے لگا تھا

جب اگلے ہی پل وہ اسے گاڑی میں پٹختے جھٹ سے

دروازہ بند کر گیا۔

"بد تمیز۔۔۔میں زیحال بھائی سے شکایت کرونگی"

وہ اپنے منہ میں آتی لٹوں کو پیچھے کرتی غصّے سے چلائی۔

"شوق سے کرو" وہ اگنیشن میں چابی گھماتے گاڑی

سٹارٹ کر گیا۔

ساتھ اسکے اپنے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی تھی

پچھلی بار کا منظر آنکھوں کے پردے پر لہرانے لگا تھا وہ

خود کو کمپوز کرتا گاڑی ڈرائیو کرتا رہا کیونکہ آئرہ کی خود

پر جمی نظریں اسے بخوبی محسوس ہو رہی تھیں۔

وہ اسے لے کر ایک ساحل کے کنارے آیا تھا جہاں شام کا منظر بے حد رومانٹک لگ رہا تھا لوگ بھی بہت کم تھے سکون ہی سکون فضا میں کسی نے گھول دیا تھا۔

وہ آئرہ کا ہاتھ پکڑ کر سمندر کے کنارے پر آ گیا۔

"یہاں تو آئے تھے" آئرہ پچھلی بار کو یاد کرتی احتیاط کرتی بولی۔

"ھمم۔۔۔ لیکن پھر آ گئے" وہ سر پر پی کیپ لئے سرسری سے انداز میں بولا تھا۔

آئرہ نے اسکے چہرے کی جانب دیکھا اسے برلاس کے

چہرے میں کچھ اور ہی تاثر محسوس ہوا تھا۔

وہ غور سے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے کچھ تلاش

کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تم میرے بیٹے ہو۔۔۔ تمہیں ڈرنا نہیں چاہئے"

اسکی سماعتوں میں زیحال کے چند الفاظ گونجنے لگے

تھے۔

وہ آنکھیں بند کر کر اپنے پیروں پر پانی کی آتی جاتی

لہروں کو محسوس کرنے لگا اسے ڈرنا نہیں تھا کم سے کم

اس وقت تو بلکل نہیں جب اسکے ساتھ اسکی شریک

حیات تھی اسکی زمے داری۔ باپ کے ہوتے بات

الگ تھی۔ مگراب۔

اسکی بھوری آنکھوں میں بیسٹ کی جھلک لہرائی تھی

جسے وہ تھپک کر کہیں اندر ہی سلانے کی کوشش

کرنے لگا۔

جب ایک دم سے اس پر پانی کے چھینٹے آ گرے۔

وہ پیٹ سے آنکھیں کھول کر جیسے ہی مڑا پیچھے ہی آئرہ

ہاتھوں کے پیالے میں پانی لئے کھڑی تھی۔

"ٹن ٹنان۔۔۔" وہ پھر سے اس پر پانی پھینکتی فوراً سے آگے بھاگ گئی

"اچھا۔۔۔" وہ خود بھی جھک کر پانی اٹھاتے آئرہ پر اچھال گیا۔

"ہاہاہا نہیں" وہ ہاتھ آگے کرتی خود کا بچاؤ کرنے لگی مگر اب کہاں ایسا ممکن تھا۔

وہ اس سے اپنا پورا پورا بدلہ لے رہا تھا آئرہ بھی آگے آتی پھر سے میدان میں اتر گئی۔اور اس پر پانی اچھالنے لگی۔

دونوں طرف سے پر زور حملے ہو رہے تھے یہاں تک

کے دونوں ہی پانی میں پوری طرح سے بھیگ گئے۔

برلاس نے رک کر ایک نظر اسے دیکھا۔

اور اپنا لونگ کوٹ نکال کر اسکے ارد گرد کندھوں پر

ڈال دیا۔

اسکا یہ عمل بے ساختہ تھا وہ نظریں اٹھائے اسے

قریب سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا یہ لمحہ یہی رک سکتا ہے؟" وہ اسکی آنکھوں میں

آنکھیں گاڑھے گھمبیر لہجے میں پوچھنے لگا۔

"اگر یادوں کو زندہ رکھا جائے تو ضرور" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی۔

وہ دھیرے سے اسکے لبوں کا کنارا چھو گیا جس پر آئرہ اپنی حیا سے لبریز پلکیں جھکا گئی۔

"میں چاہوں گا ہم تا قیامت ایک ساتھ رہیں" وہ دل سے خواہش ظاہر کر رہا تھا کیا اسے یہ کہنے کی ضرورت تھی؟ وہ تو ہمیشہ ساتھ رہنے والے تھے مگر کوئی ان آنکھوں میں دیکھتا جن میں اتنا طویل عرصہ دیکھنے کی سکت بلکل نہ تھی۔

"مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے..." وہ اپنے گیلے بال پیچھے کرتی معصومیت سے فرمائش کرنے لگی

اصل مقصد تو اسکی نظروں سے بچنا تھا۔

برلاس بے ساختہ مسکرا دیا

" وہاں دیکھو۔۔۔" اس نے دور اشارہ کیا جہاں سمندر کے کنارے چھوٹے چھوٹے لکڑی کے کیفے اور فوڈ اسٹالز لگے ہوئے تھے، جن پر ہلکی ہلکی لائٹس جگمگا رہی تھیں۔

دونوں آہستہ آہستہ وہاں کی طرف چل پڑے۔ ہوا میں گرِلڈ فش، کباب اور کافی کی خوشبو گھلی ہوئی تھی۔

آئرا ایک اسٹال کے سامنے رک گئی، یہ دیکھیں! یہاں آئس کریم بھی ہے۔۔۔" آئس کریم دیکھتے ہی اسکی آنکھیں بچوں کی طرح چمک اٹھی تھیں۔

"تمہیں بھی ہر جگہ بچوں کی طرح آئس کریم ہی نظر آتی ہے؟" اسے اپنے بچے شدت سے یاد آئے دل چاہا ابھی جا کر انکو اٹھا لے۔

"ظاہر ہے، یہ ضروری چیز ہے!" وہ کندھے اچکا کر برلاس کی پاکٹ سے والٹ نکال کر آئس کریم لینے کے لئے بڑھ گئی۔

وہ اسکے اس کیوٹ عمل پر دل سے مسکرا دیا۔ایک بچی تو اسکے ساتھ بھی تھی جو یہاں آکر اسکے مزید قریب ہوگئی تھی۔

انہوں نے ایک چھوٹی سی ٹیبل لے لی جو بالکل سمندر کے سامنے تھی۔لہریں اب بھی قریب آکر واپس جا رہی تھیں،اور رات آہستہ آہستہ گہری ہو رہی تھی۔

برلاس دو کپ کافی اور کچھ گرم گرم فرائز بھی لے آیا۔

"یہ لیں میڈم۔۔۔" وہ کافی اسکے آگے رکھتے خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا

آئرا نے ایک فرائی اٹھا کر اس کی طرف بڑھائی، "پہلے آپ کھائیں۔۔۔"

"آ۔۔۔ہاں اتنی محبت" وہ اسکی آفر کو کوئی اور ہی رنگ دیتا جیسے ہی آگے ہوا آئرہ جھٹ سے اپنا ہاتھ پیچھے کر گئی۔

"جی نہیں۔۔۔میں اچھی تھی اس لئے آفر کی" وہ ایک ادا سے بولتی خود کھانے کی لگی تھی جب وہ اٹھ کر اسکے ہونٹوں میں دبی آدھی فرائی کھا گیا۔

"میں بھی اچھا ہوں۔۔۔اپنا حق نہیں چھوڑتا" وہ ڈھٹائی سے بولتا اب اپنے حصّے کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔

آئرہ نے بمشکل اپنے دل کو تھاما۔

کچھ دیر دونوں خاموشی سے کھاتے رہے، صرف سمندر کی آواز اور ہلکی موسیقی ماحول کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔

"تمہارے ساتھ یہ سب۔۔۔ عام چیزیں بھی خاص لگ رہی ہیں۔۔۔" آئرا نے اس کی طرف دیکھا، آنکھوں میں ہلکی سی چمک تھی۔

سمندر کے کنارے وہ سادہ سا کھانا بھی کسی یادگار لمحے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

"مم۔۔۔مجھے اور بھی آئس کریم کھانی ہے" وہ سردی سے ٹھٹھرتی مزید کی فرمائش کرنے لگی جبکہ دانت آپس میں باقاعدہ بج رہے تھے۔

" بیمار ہو کر اگر بچنے کا ارادہ ہے تو بے کار ہے۔۔۔میں یہاں آکر ایک بھی دن ایسے ہی جانے نہیں دونگا" اسکی دھڑلے سے کی گئی بات پر آئرہ کی آنکھیں یکدم سے پھٹی۔

"اچھا جا رہا ہوں" وہ جیسے ہی رونے کی تیاری پکڑنے لگی برلاس سیدھی لائن پر آتے فوراً سے اٹھ کھڑا ہوا۔

آئس کریم یہاں سے فاصلے پر تھی آئرہ وہاں بیٹھی

بیٹھی بر لا اس کو دیکھنے لگی جب اگلے ہی پل کسی نے

پیچھے سے اسکا منہ بری طرح سے دبوچ لیا وہ بن آب

مچھلی کی طرح پھڑ پھڑاتی ہاتھ مارنے لگی۔ مگر مقابل

کی گرفت بہت مضبوط تھی وہ اسے کرسی سمیت ہی

پیچھے کھینچ لے گیا

96/1

آئس کریم لیتے وقت اس لڑکے نے رک کر فلیور پوچھا جس پر برلاس نے وہاں رکھے تمام فلیور دیکھے چاکلیٹ فلیور دیکھ اسے بچوں کی شدّت سے یاد آئی تھی وہ خود میں بے اختیار مسکرا دیا۔

"ایک چاکلیٹ فلیور کر دیں اور دوسرا ایپل۔

آئرہ کا سب سے فیورٹ تھا ایپل جو اکثر کئی جگہوں پر

اسے خاص فرمائش کر کے بنوانا پڑتا تھا مگر یہاں تمام

ذائقوں میں وہ بھی موجود تھا۔

اس لڑکے نے دونوں فلیورز پیک کر دیے اور برلا اس

کی جانب بڑھا دیے۔

وہ کارڈ سکین سے پیمنٹ پے کرتا واپس مڑ گیا جب

درمیان میں ہی اسکا موبائل بج پڑا اس نے جیسے ہی

سکرین پر نظر ڈالی سامنے سے "مشی آپی" کا نام دیکھ

اسکے چہرے پر دلکش مسکراہٹ بکھر گئی وہ جانتا تھا یہ
کال کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔

اس نے کال پک کرتے کیمرہ پیچھے کی جانب کر کر
سیدھا آئس کریم دکھادی جسے دیکھتے ہی زامل کی زور
دار چیخ نے موبائل کے سپیکر پھاڑ دیے۔

برلاس کی ہنسی ہی بند نہیں ہو رہی تھی۔

"تاہ۔۔۔می وانت۔۔۔ایم۔۔۔یو۔۔۔چی
۔۔۔تل(تاہ مجھے آئس کریم چاہئے آپ چیٹر ہو)" وہ

اپنی تیز زبان کے جوہر دکھاتا فوراً سے پٹر پٹر بولنے لگا۔

اسکی کیوٹنیس پر برلاس کو جی بھر کر اس پر پیار آیا۔

"تاہ وہاں آکر آپکو بہت ساری آئس کریم کھلائیں گے اوکے؟" وہ جانتا تھا اگر اسے ابھی آئس کریم نہ ملی تو آس پاس کے لوگوں کے کان خطرے میں آسکتے تھے۔

اسی لئے وہ ساتھ ہی وہی سے سب بچوں کیلیے آئس کریم آرڈر کر گیا۔

"نو۔۔یو ندا بے بی۔۔۔می ہش (نو آپ گندے بچے ہو میں کٹی ہوں آپ سے)" وہ واقعی ہاتھ پورا منہ پر رکھ کر اس سے کٹی کر گیا۔

برلاس کی ہنسی یہ دیکھ اور بھی گہری ہو گئی کوئی تو صرف ایک انگلی سے کٹی کرتا تھا یہ نواب پورا منہ ہی ہاتھ پر رکھ لیتے تھے۔

"اچھا ناں میرا بچہ۔۔۔زامل کی پرنسز کہاں ہے جلدی سے بلاؤ" وہ اسکا دھیان کہیں اور بھٹکا رہا تھا۔

اور وہ بھٹک بھی چکا تھا وہ جلدی سے موبائل وہی رکھ

کرزالے کو بلانے چلا گیا تب ہی باری جو وہیں اپنی گاڑی سے کھیل رہا تھا فون کے اوپر جھک کر اپنے تاہ کو دیکھنے لگا۔

"باری۔۔۔۔" اسکے باری کہتے ہی وہ کھل اٹھا تھا ہاتھ میں پکڑا اپنا ٹوائے اسے دکھانے لگا۔

"ہ۔۔تاہ۔۔۔" اسکے منہ سے تاہ سنتے برلاس کا دل خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔ وہ موبائل پر ہی اسے ڈھیر ساری کسز کرنے لگا۔

''میرا گپو۔۔۔میرا چاند۔۔۔تاہ کالو وہو گیا'' عبدلباری

پاس ہوتا تو اسے پکڑ کر اچھے سے جھنجھوڑ دیتا۔اتنا پیار

کرتا اتنا چومتا کہ عبدلباری خود اپنے تاہ سے تنگ آ

جاتا۔

وہ دن بہ دن جیسے جیسے بڑا ہو رہا تھا اتنا ہی زیادہ کیوٹ

بھی بنتا جا رہا تھا جیسے برلاس زامل کا ہیئر کٹ رکھتا تھا

سارے بال ماتھے پر بکھیر کر ویسے ہی وہ اب

عبدلباری کا بھی رکھنے لگا تھا۔

ایک تو صحت منداوپر سے گھنے سلکی بال۔بچے تو سب

بھائیوں کے ایک سے بڑھ کر ایک پیدا ہو رہے تھے۔

وہ کتنی ہی دیر بات کرتا رہا مگر زالے نہیں آئی اسکا اپنا

چل رہا تھا اپنے بابا کے ساتھ کال پر اور جب باباہوں

سامنے تب زالے آفندی پوری دنیا کیلئے اندھی اور

بہری بن جاتی تھی۔

وہ کال بند کر کر اپنے ہاتھ میں پکڑی آئس کریم دیکھنے

لگا جو تقریباً پگھل چکی تھی وہ آئرہ کی ڈانٹ کے ڈر سے

واپس گیا اور وہی فریش فلیورز لے کر ٹیبل کی جانب بڑھ گیا۔

"یہ لو تمہا" وہ بولتا بولتا ایک دم سے رک گیا کیونکہ سامنے کی جگہ خالی پڑی تھی آئرہ کو وہاں نہ پا کر بر لا اس کی مسکراہٹ کچھ مدھم سی پڑی۔

وہ یہاں وہاں آئرہ کو متلاشی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"آئرہ؟" اس نے پکار کر اسکے کہیں سے نکل آنے کی آس لگائی ساتھ ہی مسکراہٹ بھی لبوں پر بکھر گئی۔

"اوہ تو آپ اب ہائیڈ اینڈ سیک کھیلیں گی۔۔۔ناٹ بیڈ" وہ آئس کریم ٹیبل پر رکھتے اسے آس پاس ڈھونڈنے لگا۔

"جان شاہ۔۔۔ذرا سامنے تو آئیں۔۔۔" انکے آس پاس زیادہ لوگ نہیں تھے وہ آئرہ کی وجہ سے سب سے الگ بلکل کنارے پر بیٹھا تھا۔تب ہی اسے کھل کر آس پاس لگے پردوں کے پیچھے ڈھونڈنے لگا۔

"یار سامنے آجائیں۔۔۔کتنا تڑپانا ہے آج تک تڑپا ہی تو ہوں۔۔۔مزید یہ ستم نہیں" وہ شریر لہجے میں بولتا

آگے جیسے ہی بڑھا گھوم کر آتے اسکی نظر وہاں زمین پر پڑے نشان پر گئی۔

مسکراہٹ یکدم سے سمٹ گئی وہ بغور اس نشان کو دیکھنے لگا جو اسی کرسی کا تھا جس پر کچھ دیر پہلے آئرہ بیٹھی تھی۔

اب نہ وہ کرسی تھی اور نہ ہی آئرہ۔ وہ کچھ ٹھٹھک سا گیا اور تیزی سے یہاں وہاں دیکھنے لگا۔

"آئرہ؟" اس بار اسکی آواز میں بلا کی سنجیدگی تھی

"آئرہ" وہ بلند آواز میں اسے پکارتا آس پاس کا ہر پردہ کھینچ کر اتار پھینک گیا مگر وہ دور دور تک اسے نظر نہیں آئی تھی۔

دل نے کئی اندیشے ایک ساتھ ظاہر کئے وہی کچھ کھو دینے کا خوف دل میں پنپنے لگا تھا۔

"آئرہ مجھے سن رہی ہو؟" وہ بلند آواز میں اسے پکارتا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

کہ تب ہی اسکی نظر وہاں پڑے پتھر کے قریب آئرہ کے بریسلیٹ پر پڑی۔

وہ جھٹ سے بریسلیٹ اٹھا کر دیکھنے لگا۔ یہ وہی بریسلیٹ تھا جو اس نے یہاں آ کر آئرہ کو منہ دکھائی کا گفٹ دیا تھا۔

وہ بریسلیٹ مٹھی میں بھینچ کر یہاں وہاں دیکھنے لگا ان بھوری آنکھوں میں سرد لہر سی دوڑ گئی وہ بغور اس نشان کو دیکھنے لگا ان آنکھوں میں وہ سکینر مشین فٹ تھی جو بڑی بڑی مشینوں کو بھی بری طرح سے مات دے سکتی تھی۔

وہ ہوسپٹل کے بجائے اپنے کام کی جگہ پر آگیا تھا جہاں

اسکی پہچان پوری دنیا سے بہت الگ تھی یہاں وہ جان

بچانے والا فرشتہ نہیں تھا یہاں اسکے دل میں رحم

نہیں تھا یہاں وہ دل سے نہیں سوچتا تھا وہ بس کر

گزرتا تھا وہ بھی انصاف کیونکہ یہی اسکا اصل مقصد تھا

صرف انصاف۔

بلیک شیڈو کو آتے دیکھ اسکے بندے جلدی سے ایک

طرف ہو گئے کسی میں بھی اسکے سامنے آنے کی ہمت

نہیں تھی۔ وہ جسے چاہتا تھا صرف وہی اسکی نظروں کے سامنے آتا تھا۔

"سلام" اسکے بیٹھنے کے کچھ دیر بعد ہی ایک آواز اسکے کانوں میں گونجی بلیک شیڈ ونے سگار نیچے کرتے نظر اوپر کی جانب اٹھائی۔

جہاں وہ بے ترتیبی شرٹ میں ملبوس بکھرے بال اور خستہ حالت لئے اسکے سامنے کھڑا تھا یوں جیسے کافی دن سے خود پر دھیان نہ دیا ہو۔

سامنے کھڑے آرسن کو دیکھتے ہی وہ بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"یقیناً میسج پہنچ گیا ہوگا" اسکی بات پر آرسن نے ایک نظر اسے دیکھا اور پیشانی تھام کر گہرا سانس لیا۔

"نہ بھی ملتا تو مجھے کہاں جانا تھا" وہ سرسری سے لہجے میں بولتا ایک کرسی پر دھم سے بیٹھ گیا۔

جیسے صدیوں کی مصافت طے کر کر آیا ہو۔ تھکاوٹ سے انگ انگ ٹوٹ رہا تھا۔

"کہاں تھے اب تک ؟" بلیک شیڈو کا وہی انداز تھا

سپاٹ اور کٹیلا۔

"کچھ دنوں کے لئے نظر بند ہوا تھا۔۔۔خود کو بتانے

کیلئے کہ جس کے پیچھے بھاگ رہا تھا وہ تو محض ایک

سراب تھا۔۔۔ایک خوبصورت وہم جو وقت کے

ساتھ بکھر گیا"

اسکا انداز کھویا کھویا سا تھا وہ واقعی خود کو کہیں پیچھے چھوڑ

آیا تھا یہ وہ آر سن نہیں تھا جس کی بلیک شیڈو کو دیکھتے

ہی ہوا ٹائیٹ ہو جاتی تھی۔ جس کے چہرے سے ہنسی کبھی جدا نہیں ہوتی تھی۔

وہ چل کر اسکے سامنے ٹیبل پر آ بیٹھا۔

"تمہاری اس سے بات ہوئی؟" استفسار پر آرسن نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور سر نفی میں ہلا دیا۔

"بات کرنے کا موقع ہی کب دیا۔۔" لہجہ کسی بھی احساس سے خالی تھا بلیک شیڈو کو اس پر بے ساختہ ترس آیا تھا۔

"مجھ سے کیوں نہیں کہا؟ "

اسکی بات پر آرسن نے دیکھا اور دیکھتا ہی رہا جب

دھیرے دھیرے اسکی آنکھیں نمکین پانی سے بھرتی

چلی گئیں وہ چہرہ جھکائے آنکھوں پر ہاتھ رکھ گیا۔

"آرسن" بلیک شیڈو کو لگا جیسے کسی نے اسکے دل کی

بری طرح سے کچل دیا ہو۔

وہ کچھ نہیں کہہ پایا حلق میں جیسے آنسوؤں کا گولہ سا

پھنس گیا تھا۔ وہ وہی سے آنکھوں کو ڈپٹ کر خشک

کرتے گہری سانسیں لینے لگا۔

"سب ٹھیک ہے۔۔۔جو جیسا ہے ویسا رہے" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولتا چھت کی جانب دیکھنے لگا۔

"ضروری نہیں آپ محبت کریں تو آپ اسے حاصل بھی کریں۔۔۔کچھ خواہشیں لاحاصل بھی رہ جاتی ہیں۔۔۔بس فرق اتنا ہوتا ہے "

وہ بولتے بولتے خاموش ہوا۔اسکی خاموشی کا وقفہ جان لیوا تھا۔

''کہ وہی لاحاصل خواہشیں جان لے لیتی ہیں'' اسکی آواز آخر میں گھٹ سی گئی۔وہ چپ ہوتے جیسے اپنی آنکھوں کو برسنے سے روک رہا تھا۔

وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا مگر پڑ رہا تھا۔

''یو آر سو لکی۔۔۔آپ کو آپکی محبت برسوں بعد بھی مل گئی'' وہ کن ستائشی نظروں سے بلیک شیڈو کو دیکھ کر بولا تھا۔

اسکا دل کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر رہ گیا پہلی بار زندگی میں اسے اپنی بہن بری لگی تھی جس کی وجہ سے

اسکا جان سے عزیز دوست زندگی سے اچاٹ ہو گیا

تھا۔

"وقت دوا سے "

"کتنا وقت۔۔۔؟ پوری زندگی دے دی" وہ دوبدو

بولا تھا۔ "مزید چند سانسیں بچی ہیں" اسکی بات بلیک

شیڈو کو بری طرح سے ہلا کر رکھ گئی تھیں۔

"ایسا نہیں ہے" وہ اس سے زیادہ خود کو اس لفظوں

سے تسلی دے رہے تھے۔

"ایک دن اسے احساس ہو گا" وہ مان لے انکی بات۔

"اس دن میں نہیں ہو نگا" اسکا جواب بلیک شیڈ و کو خاموش کر وا گیا وہ یک ٹک اسے دیکھتا رہا دل تو جیسے دھڑک ہی نہیں رہا تھا

الفاظ ختم تھے وہ جو غصّہ کرنے کا سوچ کر آیا تھا کہ اس سے پوچھے گا وہ کیسے اتنے دن کہیں جا سکتا تھا نہ کوئی رابطہ نہ کوئی خبر۔

مگر اب ایک لفظ بھی منہ سے نکلنے سے قاصر ہو چکا تھا۔

"امم۔۔۔" وہ اپنے منہ پر رکھے ہاتھ پر زور زور سے ہاتھ مارتی خود کو چھڑوانے کی تگ ودو کرنے لگی مگر مقابل کی گرفت کے آگے بری طرح سے ناکام ہو رہی تھی وہ ہاتھ پیر دونوں اور تیزی سے چلانے لگی۔

"اممم" اسکی آنکھیں دم گھٹنے کے باعث ابل پر باہر آنے کو ہوگئی تھیں مگر مقابل کے اندر شاید دل نہیں تھا وہ اسی بے دردی سے اسکی سانس روکے اپنی گرفت میں جکڑے بیٹھا رہا جب اسی پل ایک زوردار گھونسہ اسکے سر پر آلگا تھا اس ضرب میں قوت اتنی

تھی کہ اسکی گرفت پل میں ڈھیلی پڑتے وہ لڑکھڑا کر دور جا گرا۔

اسکی گرفت میں ہونے کے باعث آئرہ بھی گرنے ہی لگی تھی کہ برلاس اسے بازو سے پکڑ کر ایک ہی جست میں اپنی جانب کھینچ گیا۔

وہ ہوا کے تنکے کی طرح سیدھا اسکے فولادی سینے سے جا ٹکرائی۔

وہ ایک دم کھینچ کر زور سے سانس لیتی بری طرح سے

چکیوں میں رونے لگی۔ جیسے کب سے سانس نہ آ رہی

ہو۔

جب اسی وقت نظر برلاس پر پڑی۔ اصل سانس میں

سانس تو اب آئی تھی وہ اپنی آنکھوں پر یقین کرتی

اسے دیکھ مزید بے آواز تیزی سے رونے لگی۔

مگر وہ اسے دیکھنے کے بجائے سامنے پڑے شخص کو قہر

بار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

اسکے ہاتھ کی رگیں پھولنے لگی تھی اسکی بند مٹھی دیکھ
آئرہ سانس روکے ٹرانس کی سی کیفیت میں نظریں
اوپر اٹھاتی اسکے چہرے پر آرکی جہاں آج اسکی بھوری
آنکھیں تقریباً خون چھلکانے کے قریب تھیں۔

وہ دھک سے ایک قدم پیچھے ہٹ گئی سر نفی میں ہلانے لگی نہیں ایک بار پھر نہیں۔

اسکے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے تھے کیونکہ آج سامنے اسے برلاس شاہ نظر نہیں آیا تھا یہ زیحال خان آفندی کا بگڑا بچہ نہیں تھا۔یہ وہ معصوم شرارتی بچہ نہیں تھا یہ وہ بیسٹ تھا جس کی ایک جھلک اس نے دو سال پہلے جنگل میں دیکھی تھی جس نے منہ دکھائی میں دھڑلے سے اسکے بھائی کے جسم کو چھلنی کر دیا تھا۔

جس نے اس رات جنگل کے خون خوار جانوروں کے بیچ موت کا بھیانک اور جان لیوا کھیل کھیلا تھا۔

"نہیں۔۔۔پ۔۔۔پلیز نہیں" وہ ہاتھ جوڑ کر اس سے منتیں کر رہی تھی مگر اسکی سفاک آنکھوں میں ایک بار بھی رحم نہیں آیا تھا۔

وہ کان لپیٹے رسی اس کے بھائی کے پیروں سے باندھ رہا تھا جو خود اس سے ہاتھ جوڑے زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا۔

"پ۔۔۔پلیز۔۔۔پلیز چھوڑ دیں وہ۔۔۔وہ میرا بھائی ہے" وہ اسکے پیر پڑتی کس تڑپ سے گڑ گڑا کر اس سے اپنے بھائی کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی۔

آج بھی وہ پکار وہ تڑپ آئرہ خانزادہ کے ذہن سے نہیں نکلی تھی۔

وہ قدم پیچھے اٹھاتی گئی جب وہ اسکی آنکھوں کے سامنے اپنے قدموں سے پانی اڑاتا ہوا اس شخص تک پہنچا تھا اور ایک ہی جھٹکے میں اسے اپنے شکنجے میں دبوچ گیا تھا۔

وہ اسکی گرفت میں آتے ہی کسی بن آب مچھلی کی طرح پھڑ پھڑانے لگا تھا مگر یہ گرفت اس بگڑے بچے کی نہیں تھی۔

یہ اس بیسٹ کی گرفت تھی جو اپنے دشمن کی چیر پھاڑ کرتے دیر نہیں کرتا تھا اس نے صرف بھیڑیے پال لے نہیں تھے وہ بچپن سے انکے بیچ رہتا آیا تھا۔

آئرہ سانس روکے بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ گاڑی کا دھواں وہ کھڑکی سے باہر دوڑتے مناظر، اوران میں گونجتی نوفل خانزادہ کی چیخ وپکار۔ مگر وہ اور تیز گاڑی بھگاتا اسے جنگل کے اونچے نیچے راستوں پر گھسیٹ رہا تھا۔

"پلیز۔۔۔ چھوڑ دیں میرے بھائی کو" وہ سیٹ پر بیٹھی بیٹھی چیخ پڑی تھی مگر اس سفاک اور بے رحم شخص پر کوئی اثر نہیں ہورہا تھا۔

وہ ایک نظر پیچھے ڈالتا شیطانی مسکراہٹ مسکرا دیا کیونکہ پیچھے اسکا پورا خاندان تھا خونخوار بھیڑیوں کا خاندان۔

جن کے نوکیلے دانت دیکھ کر ہی عام انسان کی روح فنا ہو جائے اور وہ بیسٹ انکے بیچ رہتا تھا۔ جس جانور کو دنیا میں آج تک کوئی پال نہیں سکا تھا وہ اس بیسٹ کے پالتو بن چکے تھے۔

جو انکی آئے دن شاہی دعوت کرتا تھا اپنے دشمن پیش کر کر۔

آج وہ سب پھر سے اسکی آنکھوں کے سامنے آگیا تھا

وہ آج ایک بار پھر اس بیسٹ کو دیکھ رہی تھی اسکا اتنا

بھیانک روپ کہ اسے بھولنے کو اب صدیاں درکار

ہونگی۔

وہ شخص پوری طاقت لگا کر اٹھتا اس پی حملہ آور ہوا ہی

تھا کہ اس بیسٹ کی پکڑ میں آتے بری طرح سے

پھڑ پھڑانے لگا۔

"میری بیوی کو ہاتھ کیسے لگایا" اسکی دھاڑ کے ساتھ ہی

اس شخص کی دلخراش چیخ فضا میں گونج اٹھی تھی۔

آئرہ چیخ مارتی اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ گئی جب خون کے کچھ چھینٹے اسکے منہ پر بھی آ لگے۔

اس جگہ کا پانی ایک دم سے سرخی میں بدل گیا۔

وہ بری طرح سے لرزتی اس جانور کو دیکھنے لگی۔

جس نے وہ ہاتھ ہی اکھاڑ پھینکا تھا جس نے اسکی بیوی کو چھونے کی گستاخی کی تھی۔

وہ اب پہلے سے زیادہ لرزنے لگی تھی۔ جسم کے انگ انگ پر خوف طاری ہو گیا تھا۔

"ہاتھ بھی کیسے لگایا۔۔۔وہ بیوی ہے

میری۔۔۔۔میری" وہ میری لفظ چنگھاڑتا ہوا بولا تھا

اسکی دھاڑ فضا میں خوف کی لہریں دوڑا گئی تھیں

اس پر ایک جنون سا سوار تھا جو آئرہ کی برداشت سے

باہر تھا وہ اپنی آنکھوں کے سامنے تاریکی چھاتے ہوئے

محسوس کرنے لگی۔

سر بری طرح سے چکرانے لگا تھا۔وہ اتنے سے پر بھی

نہیں رکا تھا۔

وہ اسکی گردن دبوچ کر اسکا منہ پانی میں ڈبو گیا وہ ایک ہاتھ تیزی سے مارتے ہوئے خود کو چھڑوانے کی تگ و دو میں جان کی بازی لگانے لگا مگر اس بیسٹ کے آگے سب ناکام تھی۔

اس نے تب تک پانی سے نہیں نکالا جب تک اسکا جسم اسی نمکین پانی سے بھر نہیں گیا تھا.

اسے رحم کرنا آتا نہیں تھا۔

اسے پانی سے نکال کر وہ پتھروں پر گھسیٹ لایا تھا جب آخری بار آئرہ کو اسکے ہاتھ میں ایک بھاری بھرکم پتھر نظر آیا اور اسکے بعد سب تاریک ہوتا چلا گیا۔

رات کے دو بجنے کے قریب تھے اور اسے اب تک ہوش نہیں آیا تھا بے ہوشی کی حالت میں بھی پورا وجود تیز بخار میں بری طرح سے جھلس رہا تھا۔ اسکی نقاہت زدہ آواز کمرے میں بھنی بھنی سی گونج رہی تھی۔

برلاس کوئی تیسری بار ٹھنڈے ٹھار پانی کا باؤل بدل
کرلایا تھا۔اور آکر واپس سے اسکے سرہانے بیٹھ کر ماتھا
پٹی بدل بدل کر اسکے بخار کی شدّت توڑنے کی کوشش
کرنے لگا۔

جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہو بھی گیا تھا آئرہ کا
بخار شام کی نسبت سے کافی کم ہو گیا تھا۔
وہ پندرہ منٹ مسلسل اسکی پٹی بدلتا رہا تھا جب وہ
دھیرے سے کسمسانے لگی۔

اسکی پلکوں میں جنبش ہوتے دیکھ وہ دھک سے رک گیا اور اسکی آنکھوں کے کھلنے کا انتظار کرنے لگا۔

وہ دھیرے دھیرے ہوش میں آرہی تھی مگر آنکھ کھلنے سے پہلے اسکے ذہن کے پردے پر وہی سب بھیانک یادیں گردش کرنے لگی تھیں۔

وہ چیخ وپکار وہ سرخ ہوتا پانی وہ یاد کرتے بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑ گئی اور سر دائیں سے بائیں مارتی مچلنے لگی تھی۔

"آئرہ" اسے اس قدر اذیت میں دیکھ برلاس نے اسکا
ہاتھ بے ساختہ تھام لیا۔

مگر وہ نیند میں ڈوبی ان بھیانک خیالوں کے بیچ ہی اتنی
بری طرح سے ڈول رہی تھی کہ اسکی آواز تک اسکی
سماعتوں میں نہیں پہنچ رہی تھیں۔

"آئرہ "

"نہیں،" اس بار برلاس کی تیز آواز پر وہ ڈر کر چیخ
مارتی سیدھا اسکے کندھے سے آلگی۔

کمرے میں ایک پل کیلئے گہری خاموشی چھا گئی۔ وہ بری طرح سے ہانپتی ہوئی پیچھے ہٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

آنکھوں میں خوف کی ایک لہر سی دوڑ گئی اسے شام والا منظر اپنی آنکھوں کے سامنے ناچتا ہوا دکھائی دینے لگا۔

"یو او کے؟" وہ اسکے رخسار پر ہاتھ رکھتے فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

"کچھ چاہئے ؟" وہ اتنے پیار سے پوچھ رہا تھا مگر اسکے

کان سن تھے وہ کچھ بھی ٹھیک سے سن نہیں پا رہی تھی

آنکھوں کے آگے بہت کچھ گھوم رہا تھا۔ جن میں ایک

جھلک سب سے بھیانک تھی۔

وہ خود کو چھڑوانے کی لاکھ کوششیں کر رہی تھی مگر ہر

کوشش ناکام اور بےکار جا رہی تھی۔ کہ تب ہی اسے

سامنے سے ایک شناسہ چہرہ دکھائی دیا۔

اسکی تگ و دو میں دھیرے دھیرے کمی آتی ہاتھ بلکل

ساکت سے پہلو میں آ گرے جب سامنے والا

دھندلاتا ہوا چہرہ پوری طرح سے ظاہر ہوتا آنکھوں کے سامنے آگیا۔

وہ اگلا سانس نہیں لے سکی تھی بھوری کانچ سی آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی ابھرنے لگی تھی۔

وہ کوئی اور نہیں ندرت راحم خانزادہ تھی۔ وہ یہاں؟ آئرہ کا سر چکرانے لگا تھا۔

وہ قدم قدم چلتی آگے آ کھڑی ہوئی آئرہ کوئی مزاحمت نہیں کر سکی وہ تو جیسے سکتہ میں چلی گئی تھی۔

"شاک لگا مجھے یہاں دیکھ؟" انکی بات پر آئرہ کو جھٹکا سالگا وہ انہیں سر تا پیر بغور دیکھنے لگی۔

وہ یہاں کیسے آسکتی تھیں یا پھر وہ اپنی نفرت میں اس قدر آگے نکل چکی تھیں کہ سات سمندر پار بھی آنا

انکے لئے ذرا بھی مشکل نہیں تھا۔وہ شخص آئرہ کا بازو چھوڑ کر اس سے دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

اسے ہاتھ باندھے کھڑا ہوتے دیکھ آئرہ کو دھچکا لگا تھا وہ بھی اسکی ماں کا ہی بھیجا ہوا بندہ تھا۔

نہیں آج اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے وہ جتنی حیران ہوتی کم تھا۔

وہ ایک ہی جست میں آگے آتی اسکا بازو سختی سے دبوچ گئیں۔اور شعلہ بار نگاہیں اسکی آنکھوں میں گاڑھ گئیں۔

"تمہیں کیا لگا تھا۔۔۔ کہ تم اپنا وعدہ بھول جاؤ گی اور

میں ایسا ہونے دونگی؟" انکا انداز سخت جان لیوا تھا آئرہ

جواب تک حیرت کے سمندر میں ہی غوطہ زن تھی

انکی بات پر بے یقینی سے انکو دیکھنے لگی۔

"تم یہاں اپنا ایک مقصد لے کر آئی تھی اور

تم۔۔۔ تم کیا کر رہی ہو؟ اس شخص کے ساتھ ہنی

مون منا رہی ہو؟ "

انکا بس نہیں چلا آنکھوں سے ہی اسے زندہ سالم نگل

جائیں اتنی نفرت اتنی آگ انکے لہجے سے برس رہی

تھی۔آئرہ خاموش رہی منہ سے سانس لینے تک کی

آواز بھی جیسے نہیں نکل رہی تھی۔

"میں تمہیں ایسا مرتے دم تک نہیں کرنے

دونگی۔۔۔تمہیں یاد کرواؤگی کہ کیسے اس شخص نے

تمہارے بھائی کو بے رحمی سے مار دیا تھا"

انکی آنکھوں کے سامنے وہی جان لیوا منظر ناچنے لگا

تھا۔وہی منظر یاد آتے آئرہ کی آنکھوں سے گرم سیال

تیزی مگر خاموشی سے بہنے لگا۔

دل کو کسی نے مٹھی میں لے کر زور سے بھینچ دیا تھا مگر وہ خاموش رہی۔لب بہت کچھ کہنا چاہتے تھے۔

"و۔۔۔وہ م۔۔۔ماضی"

"نہیں تھا ماضی۔۔۔وہ ماضی کبھی نہیں ہو سکتا" وہ اسکی بات کاٹتی درشتگی سے بولیں تھیں۔

وہ سانس روکے انکو دیکھنے لگی۔

"جب تک یہ شخص زندہ رہے گا میرا بیٹا کبھی ماضی نہیں ہو سکتا۔۔۔اسے جب تک اسکا بدلہ نہیں ملے گا تب تک وہ کبھی ماضی نہیں ہو سکتا "

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتی اسے احساس دلا رہی
تھیں۔

سمندر پر تیز ہوا کے جھونکے بار بار اسکے کانوں کے
پردوں سے اٹکلیاں کر رہے تھے ایک پل کو وہ پھٹتے
ہوئے محسوس ہوتے تو اگلے ہی پل سنسناہٹ سی پیدا
ہونے لگتی۔

بال اب کافی حد تک خشک ہو کر اسکے چہرے پر آ گے
کو آ رہے تھے جنہیں پیچھے کرنے کی بھی سکت اس میں
نہیں بچی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ بدل گئے ہیں۔۔۔وہ صرف ایک سانحہ تھا" وہ اپنی ماں سے زیادہ خود کو ان الفاظوں سے تسلی دینا چاہتی تھی۔

"وہ لڑکی۔۔۔وہ زمل۔۔۔سب اسکی وجہ سے ہوا۔۔۔پیدا ہوتے ہی اپنی ماں کو کھا گئی۔۔۔پھر جوانی میں میرے بیٹے کو۔۔۔"ان کے انداز میں زمل کیلئے بے پناہ نفرت امڈ آئی تھی جیسے وہ سامنے ہو تو وہ اسے اگلا سانس بھی نہ لینے دیں۔

"سب اسکی وجہ سے ہوا۔۔۔سب کچھ۔۔۔"

"اس نے کیا کیا ہے امی۔۔۔وہ تو معصوم بچی تھی" آئرہ نے فوراً سے انکی بات کی تصحیح کی وہ غلط کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی۔

"معصوم؟اس معصوم نے ایک تیس سال کا مرد اپنے پیچھے پاگل کر لیا اسے تم معصوم کہہ رہی ہو؟" وہ بے یقین سی تھیں کہ یہ انکی بیٹی ہے جو اس لڑکی کی طرف داری کر رہی تھی جس سے وہ بے پناہ نفرت کرتی تھیں۔

"وہ خود زمل سے محبت کرتے ہیں اور یہ اسکی قسمت

ہے۔۔۔فرح چاچی کے رویے کے بعد رب نے اسے

ایک خوبصورت صلہ دیا ہے"

کاش وہ خاموش ہوتی تو اتنی نفرت انکے دل میں اور نہ

بڑھتی مگر انہیں اس وقت آئزہ بھی اسکی طرف داری

کرتی ہوئی سخت زہر لگ رہی تھی۔

"تم جسے بھی صحیح کہو۔۔۔میرے نزدیک سب

میرے بیٹے کے مجرم ہیں۔۔۔یہ شخص میرے بیٹے کا

مجرم ہے۔۔۔اور تم نے کیا کہا وہ بدل گیا؟ کیا بھول
گئی اسکی اصلیت۔۔۔جو وہ دکھتا ہے وہ ہے نہیں۔"
وہ انگلی اٹھائے اس جانب اشارہ کر رہی تھی جس
جانب برلاس گیا تھا۔
"تو دیکھو اب۔۔۔اسکا وہی روپ جو تم بھول گئی ہو"
انکی بات پر آئرہ نے نہ سمجھی سے انکی جانب دیکھا۔
اور اگلے ہی لمحے پیچھے کھڑے شخص نے اسکا منہ پھر
سے سختی سے دبوچ لیا۔

وہ خود کو چھڑوانے کیلئے ہاتھ پیر مارتی تگ و دو کرنے لگی مگر وہ طاقت میں اس نازک جان سے کئی زیادہ تھا۔

ندرت جس طرح آئی تھیں ویسے ہی منظر سے غائب ہو گئیں۔جب اگلے لمحے اسے وہی بیسٹ نظر آیا تھا جسے وہ بھولنے کی ہر روز کوشش کرتی تھی۔

وہ اس شخص کے ساتھ انصاف کرتا آئرہ کی جانب جیسے ہی مڑا۔

وہ اسکی وائٹ شرٹ پر سرخ دھبے دیکھ اپنے سر کو چکراتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

اس سے پہلے وہ بے جان ہوتی وہی پتھروں پر ڈھے جاتی۔ برلاس نے اسے ایک جست میں اپنے بازو پر جا لیا۔

"آئرہ۔۔۔آئرہ تم ٹھیک ہو؟" وہ اسکا چہرہ تھپتھپاتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا مگر ناکام۔

وہ نڈھال سی پوری اسکے سہارے پر آگئی۔

وہ اسے بانہوں میں اٹھائے گاڑی تک لے گیا اس دوران کتنے ہی لوگوں نے اسکی شرٹ کی جانب دیکھ کر خوف کھایا تھا۔

اور اب وہ اسکے سامنے بیٹھی تھی شل ساکت خاموش۔ آنکھوں میں خوف کی لہریں سی دوڑ گئی تھیں۔ وہ جھٹ سے اس سے پیچھے ہٹ گئی اور ہونقوں کی طرح اسکی شرٹ دیکھنے لگی۔

جواب بلکل صاف تھی کسی بھی داغ دھبے سے پاک۔

"کیا ہوا۔۔ کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ اسکے دیکھنے کے انداز پر کچھ ٹھٹھک سا گیا۔

وہ اسکے چہرے پر ایک نظر ڈالتی پھر سے اسکی شرٹ کو چھو کر دیکھنے لگی۔ جیسے کوئی نشان ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"کیا کچھ ہے جو تم دیکھنا چاہتی ہو" وہ اسکی ذہنی حالت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسکی وہی شرٹ پیچھے چیئر پر پڑی تھی جس کے آگے وہ نہ محسوس طریقے سے اڑ کر اسکے آگے آ گیا۔

"وہ۔۔۔وہ آدمی" اسکی نظروں کے سامنے وہ منظر گھومنے لگا تھا۔ کانوں میں وہ آواز گونجنے لگی تھی۔

"وہ آدمی چلا گیا۔۔۔"

"ک۔۔۔کہاں چلا گیا۔۔۔کیا کیا آپ نے اسکے ساتھ؟" وہ ہکلا کر بمشکل پوچھ سکی۔

"تم کیوں سوچ رہی ہو۔۔۔جہاں اسے جانا چاہئے تھا وہ وہی گیا ہے" وہ خود پر ضبط کرتے نارمل لہجے میں بولا۔

''نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔'' وہ ہزیانی سے انداز میں چیخ

پڑی۔

''ک۔۔۔ کیا کیا ہے آپ نے اسکے

ساتھ۔۔۔ بولیں'' وہ بدحواسی کی حالت میں اس پر چیخ

پڑی تھی جب اسکی آواز برلاس کو اپنے کانوں میں

گونجتی ہوئی محسوس ہوئی۔

وہ آنکھیں بند کرتے خود کو اندر ہی اندر ضبط سے

روکنے کی کوشش کرنے لگا۔

''آئرہ''

"نہیں۔۔۔ میرا نام نہ لیں۔۔۔ آپ جانور

ہیں۔۔۔ آپ ایک برے انسان ہیں" وہ اپنی آواز اور

بھی تیز کر گئی۔ برلاس کو اسکی آواز اپنے کانوں میں

چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

"آئرہ۔۔۔ آہستہ بات کرو" وہ ضبط سے قدرے

دھیمے لہجے میں بولا۔

"کیوں کروں میں آواز کو آہستہ۔۔۔ کیوں؟" وہ کم

کرنے کے بجائے اور تیز دھاڑی۔

"میں نے کہا آواز آہستہ کرو" وہ ضبط کے ٹوٹتے بلند آواز میں دھاڑتا ہوا اٹھتا سائیڈ ٹیبل پر پڑا اواس زور سے فرش پر مار گیا۔

اسکے یوں یکدم سے دھاڑنے پر آئرہ بری طرح سے سہمتی پیچھے بیڈ کراؤن سے لگ گئی۔

خوف سے اسکا پورا وجود بری طرح سے لرزنے لگا تھا آنکھوں سے خاموش سیال تیزی سے بہنے لگا۔

"مجھے۔۔۔مجھے نفرت ہے تیز آواز سے۔۔۔سنا تم نے؟"اب وہ ضبط نہیں کر پایا تھا یہ اسکے اندر کا وہ خوفزدہ بچہ تھا۔

اور خوف میں وہ سامنے والے کا کیا حال کر گزرتا تھا یہ کوئی اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا اسی بات سے خوف زدہ ہو کر وہ یہاں آنا نہیں چاہتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ غلطی سے بھی وہ اپنی محبت کو اپنے خوف سے زیر کر دے۔

اور اب وہی ہو رہا تھا وہ خوف زدہ ہو رہا تھا ذہن میں الٹے وسوسے گھومنے لگے تھے وہ آئرہ کی رنگت سفید پڑتے دیکھ دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

دل دھک سے رکنے لگا تھا نہیں وہ ایسا نہیں چاہتا تھا یہ اس نے کیا کر دیا تھا۔

"دیکھو۔۔۔اس نے تمہیں چھوا۔۔۔جو مجھ سے برداشت نہیں ہوا وہ کون تھا کہاں سے آیا تھا میں نہیں جانتا۔۔۔لیکن غلطی کرنے کے بعد اسے جہاں جانا چاہئے تھا وہی گیا ہے۔۔۔پلیز سمجھو"

وہ ہاتھ اٹھاتے بے حد نرمی سے اسے سمجھانے لگا۔

جبکہ اسکے چلانے کا اثر اب بھی اسکے ذہن میں طوفان کھڑے کر رہا تھا۔

وہ کچھ کرنا چاہتا تھا جیسے کسی کو مار دے۔

"مجھ سے اونچی آواز میں بات مت کرو۔۔۔م ۔۔۔میں۔۔۔ڈر۔۔۔۔رہا ہوں "

کتنی بے بسی تھی اسکے کانپتے ہوئے لہجے میں وہ بس ہاتھ جوڑ دے وہ محبت کے آگے خود کو بے بس کر رہا تھا۔

"ہ۔۔۔ہم پھر بات کریں گے۔۔۔ر۔۔۔ریسٹ کرو" وہ بول کر رکا نہیں تھا کمرے کا دروازہ بند کرتے فورا اسے باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی آئرہ کی رکی سانسیں یکدم سے بحال ہوئیں وہ تیز تیز سانس لیتی سینے پر ہاتھ رکھ گئی۔

"وہ جانور ہے وہ نہیں بدل سکتا کبھی" ندرت کی آواز اسکی سماعتوں میں گونجنے لگی تھی۔

آنکھوں سے مزید تیزی سے آنسوں بہنے لگے۔

وہیں دوسری جانب وہ دوسرے کمرے میں آتا ہر چیز کو بغور دیکھنے لگا۔

سانسوں کا تنفس بگڑ رہا تھا۔وہ تیزی سے سانس لیتا خود پر ضبط کی لاکھ کوشش کرتا بھی ہار رہا تھا۔

"آاا۔۔۔۔" وہ پوری قوت سے دھاڑتا کمرے کی ہر چیز اٹھا اٹھا کر پھینکنے لگا۔اس دوران ایک شیشے کا ٹکڑا ٹوٹ کر اسکی ہتھیلی میں آ لگا تھا۔

مگر اب کونسا درد کہاں کا درد اسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا وہ خود کو نقصان پہنچانے لگا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ رات گئے لیٹ گھر آیا تھا آفس میں کام کرتے اسے آج دیر ہو گئی تھی اور اسکا اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا تب ہی وہ آتے ہوئے ساتھ میں رشوت بھی لیتا آیا تھا زامل زالے کیلئے ڈھیر ساری آئس کریم، چاکلیٹس، کوکیز اور زمل کیلئے دل پر پتھر رکھ کر پیزا، برگر اور کولڈ ڈرنک۔

ورنہ ان دنوں وہ کبھی بھی اسے ایسا کھانا نہ کھانے دیتا

عام دنوں میں تو پھر بھی اسے کچھ رعایت مل جاتی

تھی۔

مگر اب اسے اپنی جان بخشی چاہیئے تھی اسکے لئے یہ

بے حد ضروری تھا۔

وہ دبے پیر سیدھا اوپر اپنے کمرے میں گیا جہاں دروازہ

کھولتے اسکی پہلی نظر سیدھا بیڈ پر گئی۔

اور وہ ستک ہوئے حیرانگی سے اسے دیکھے گیا۔

وہ تینوں سو گئے تھے وہ بھی اسکا انتظار کئے بغیر؟ وہ حیران ہوتا اندر آیا اور دروازہ لاک کر کر وہی کھڑا انکو دیکھنے لگا۔

"شکر" وہ دل ہی دل میں شکر ادا کرتے ساری چیزیں دھیان سے ٹیبل پر رکھنے لگا۔

"سب سو گئے۔۔۔اب اتنی ساری آئس کریم اور برگر میں اکیلا کھاؤنگا" وہ قدرے تیز آواز میں بولتا اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرنے لگا۔

ساتھ ترچھی نظروں سے اس پلٹن کو بھی دیکھا۔

"اُفف۔۔۔ کیا خوشبو ہے۔۔۔ ٹیسٹ بھی یقیناً مزے کا ہوگا" اپنے منہ میں پانی محسوس کرتے وہ زبان ہونٹوں پر پھیرنے لگا۔

جب اسکی یہ حرکت وہ کمبل کی اوٹ سے چھپکے سے دیکھ رہی تھی۔ کمبخت اسکے دل کی دھڑکنوں کو یہ کرتے بری طرح سے دھڑکا گیا تھا۔

وہ غور سے انکے مونچھوں تلے عنابی لبوں کو دیکھنے لگی۔ دل تو چاہا خود جا کر انکو سرخ کر دے۔ مگر اتنی ہمت کہاں۔

"چلو۔۔۔شروع کرتے ہیں" وہ کف فولڈ کرتے جیسے ہی پیزا کی جانب بڑھا اسکی توقع کے عین مطابق وہ چیخ پڑی۔

"خبردار۔۔۔جو اسے ہاتھ بھی لگایا" وہ جھٹ سے کمبل دوسری جانب پھینکتی اسے انگلی دکھاتی وارن کرنے لگی۔

"ایش۔۔۔بہا" ساتھ ہی وہ دونوں جن بھی فوراً سے اٹھ گئے۔

زیحال زمل کے پیر ہلتے تو دیکھ چکا تھا تب ہی اسے چڑا رہا تھا مگر ان دو نمونوں کے جاگنے کی امید اسے ہر گز نہیں تھی تب ہی وہ انکی ایکٹنگ پر دنگ رہ گیا۔

"تم دونوں سوئے نہیں اب تک؟" وہ حیرت کے مارے پوچھنے لگا۔

"نو۔۔۔وی ویتنگ۔۔۔فال یو ببا (نو وی وٹینگ فار یو بابا)" زامل پٹر پٹر بولتا آنکھیں پٹپٹانے لگا۔

زیحال نے بمشکل اپنی ہنسی روک کر تینوں کو دیکھا۔

"ہاہ۔۔۔میں پکڑا گیا پھر؟" وہ جان بوجھ کر منہ پر ہاتھ رکھے ڈرنے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

"یش۔۔۔" زامل زالے چیختے ہوئے اسکے اوپر جھپٹ پڑے وہ بھی انکی آسانی کے لئے بیڈ پر انکے آگے لیٹ گیا۔

"پتل لیا (پکڑ لیا)" زالے اپنے بابا کو گدگدی کرتی کھلکھلا کر ہنسنے لگی وہ دونوں پوری جان لگا کر اسے گدگدی کرنے لگے۔

"ہاہاہا۔۔۔س۔۔۔سوری۔۔۔سوری میری جان"
زیحال کی ہنسی بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی
وہ بدلے میں الٹا دونوں کو گدگدی کرنے لگا۔
زمل نے جی بھر کر اس خوبصورت منظر کو دیکھا انکی ہنسی ہی گونج سے اسے اپنے دل میں ٹھنڈک کا احساس سا اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔
"اچھا ہم پہلے آئس کریم کھاتے ہیں پھر فائٹ کریں گے اوکے" وہ آئس کریم پگھل جانے کے خیال سے دونوں کو روکتا اٹھ کر بیٹھا۔

اور باری باری دونوں کے ہاتھ میں انگی آئس کریم پکڑائی۔

"اور میرا حصّہ ؟" ان تینوں کو اپنا اپنا لیتے دیکھ زمل جھٹ سے منہ بنا کر بولی۔

"تم مجھے کھالو" زیحال نے جس شریر انداز میں اسے کہا تھا وہ جھینپ کر اسے ہی گھورنے لگی۔

"اچھا بابا یہ لو" اس نے اسکا پیزا اٹھا کر سامنے رکھ دیا۔

"واؤ" وہ بچوں کی طرح خوش ہوتی اسکا ایک سلائس اٹھا کر منہ میں ڈال گئی اور مزے سے چبا کر کھانے لگی۔

زیحال اسے دیکھتا رہا پھر اپنی آئس کریم چھوڑ کر اسکے ہسامنے سے ایک ساتھ دو سلائس اٹھا کر مزے سے کھانے لگا۔

کونسا غصّہ کہاں کا غصّہ وہ چاروں تو مزے سے پارٹی انجوائے کر رہے تھے۔ زمل نے اسے اپنا پیزا کھاتے دیکھا مگر کچھ کہا نہیں۔ وہ اس سے پہلے فنش کرتا دو اور

سلائس اٹھا گیا حلانکہ وہ خود ایسے کھانے نہیں کھاتا تھا

اسکی خوبصورتی کی سب سے بڑی وجہ اسکا سبزیاں کھانا

تھا۔

مگر بیوی کے ساتھ لگ کر کس کی عقل کام کرتی تھی۔

اسے اگلے دو سلائس اٹھاتے دیکھ زمل نے ایک نظر

اسے دیکھا اسے لگا یہ آخری ہو گا مگر وہ جلدی جلدی وہ

بھی ختم کرتے باقی سلائس بھی اٹھا گیاn

ایک دم اتنا کھا کر اسے خود میں ابکائی آنے لگی تھی مگر

اندر ہی مشکل سے دبا گیا۔

"ہہی۔۔۔یہ میرا ہے" وہ زور سے چیختی اسکے کندھے پر دھپ رسید کر گئی۔

"شیئرنگ از کیئرنگ" وہ ڈھٹائی سے بولتا وہ حصّہ بھی ختم کرتے زمل کے ہاتھ میں پکڑا ٹکڑا دیکھنے لگا۔

اس بچاری نے مشکل سے چار پانچ بائیٹ لی ہونگی اور وہ جانور سارا ختم کر کر اب اسکے بچے ہوئے حصّے پر نظریں رکھ رہا تھا۔

زمل فوراً سے محتاط ہوتی اپنا ہاتھ پیچھے کر گئی لیکن زیحال سے بچ پانا ہاہا مذاق تھوڑی تھا۔

وہ اسکا ہاتھ آگے کرتا وہی سے دو تین بائیٹس لے گیا۔

"ہبی۔۔۔۔"اس بار وہ پوری قوت سے چیخی۔

"تمہاری ٹمی چھوٹی ہے ناں۔۔۔ تم کم کھاؤ" وہ اسے بچانے کیلئے باہر کا کھانا خود کھا گیا اسکا تو صرف نام ہوا تھا کہ اسکے لئے آج باہر سے پیزا برگر آئے تھے۔

زمل جھٹ سے اپنے ہونٹ گول کر گئی۔

"نو میرا بچہ۔۔۔ یہ نہیں۔۔۔ میرے پیٹ میں ابھی بہت جگہ ہے" وہ اسے ہی گہری نظروں سے دیکھتا ذو معنی انداز میں بولا۔

وہ بھی اسی کی خانی تھی جیسے ہی رونے کی تیاری پکڑی

وہ اسکے ہونٹوں کے کنارے پر لگا ساس اپنی زبان سے

چن گیا۔

"امم۔۔۔یہ زیادہ ٹیسٹی تھا۔۔۔ تھوڑا اور ٹیسٹ

کروانا" وہ اسکا خون جلانے کیلئے شریر انداز میں چھیڑتا

اس پر جھکا ہی تھا کہ وہ اپنے سینے پر اپنے نازک مکے

برسانے لگی۔

"آؤچ۔۔۔مار دیا ظالم نے" وہ درد کی ایکٹنگ کرتا

اسکے دونوں ہاتھ تھام گیا۔

"میرا۔۔۔میرا سارا پیزا کھالیا" وہ ہونٹ گول کرتی ٹمٹماتی آنکھوں سے بولتی زیحال کو بے حد کیوٹ لگی تھی۔

"یہ ضروری تھا گلا لے۔۔۔ورنہ اگلا بھی ان جیسا چٹورا نمونہ ہی دیتی تم مجھے" وہ پورا آئس کریم سے بھرے منہ کو دیکھ تڑخ کر بولا۔

زامل زالے دونوں ہی اس وقت کسی بندر سے کم نہیں لگ رہے تھے ایک بندر بنا ہوا تھا دوسری بندریا۔

زیحال کی ایکدم سے ہنسی چھوٹ گئ۔

"خبردار جو نیکسٹ پروڈکٹ ایساڈیلور کیا تو۔۔۔ میں خود پر کیس کرلونگا" وہ ہنسی دباتا جس انداز میں بولا تھا زمل کے منہ سے پھوٹ کر ہنسی کا پھوارا نکلا۔

دونوں پاگلوں کی طرح ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ہنسنے لگے۔

اپنے ماں باپ کو ایسے ہنستے دیکھ زامل زالے بھی کھلکھلا کر ہنسنے لگے اور ایسے آئس کریم سے بھرے

منہ کے ساتھ ہنستے ہوئے دونوں ہی بے حد کیوٹ لگ رہے تھے۔

ان میں ایک اور بھی جان تھی جو ان سب کو دیکھ مسکرائی تھی زیحال نے ذرا ٹھہر کر زمل کی طرف دیکھا۔

''کیا ہوا؟'' وہ اسے یوں دیکھنے پر تھوڑی ٹھٹھک سی گئی۔

زیحال نرمی سے سر نفی میں ہلاتے اسکی گود میں سر رکھتے بیلی سائیڈ چہرے کا رخ کر گیا اسکے اس عمل پر زمل کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔

"تم نے مجھے مکمل کر دیا وائفی۔۔۔ تم نے مجھے اپنا دیوانہ بنالیا"

وہ کیسے کن لفظوں میں اسے بتاتا اسکی جنونیت ایک ایک لفظ ایک ایک عمل سے جھلک رہی تھی۔ جواب پوری دنیا کو بھی نظر آتی تھی۔

کہ زمل فہد خانزادہ، زیحال خان آفندی کیلئے اب کتنی ضروری ہو چکی تھی اسکی سانسوں سے بھی زیادہ ضروری۔

وہ زامل زالے کے ہاتھ چومتا اس آنے والے کو بھی ایک کس دے گیا۔

زمل نے اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرا۔ اسکے بال گھنے اور سیاہ سلکی تھے زمل اسکے سر کا بوسہ لیتی محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

"چلو بس۔۔۔ بہت کھالی۔۔۔ سارا دن آئس کریم۔۔۔ آئس کریم یہی رہتا ہے۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے عنقریب گاڑیوں کا بزنس چھوڑ کر آئس کریم پارلر کھولنا پڑے گا"

وہ زامل زالے کو ایک ساتھ اٹھا کر باتھ روم انکے ہاتھ منہ دھلوانے لے گیا زامل جانتی تھی وہ اسے اپنے سامنے بیڈ سے اٹھنے بھی نہیں دے گا۔

وہ اپنی بیلی پر ہاتھ رکھے اس ننھی سی جان کو محسوس کرنے لگی۔

ایک دلکش مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئی۔ کتنی عزیز

تھی یہ اولاد اسے۔جو ابھی دنیا میں آئی بھی نہیں تھی

اور اس میں زیحال کی جان بسنے لگی تھی

بے شک اس میں کوئی شک نہ تھا کہ زامل زالے کے

بعد وہ اس بچے کیلئے بھی دنیا کا بیسٹ ہیرو اور بیسٹ

فادر ثابت ہوتا۔

وہ دونوں کو اچھے سے صاف کر کر لاتے ایک طرف

بٹھا کر بیڈ شیٹ صاف کرنے لگا جو ان دونوں کی

مہربانی سے گندی ہو چکی تھی۔

وہ بیڈ شیٹ بدل کر دونوں کو انکی جگہوں پر لٹا گیا اور خود ایک طرف زمل کو لے کر لیٹ گیا۔

"ببا۔۔۔وی نات بے بی؟ (بابا ہم بے بی نہیں ہیں)" اپنی ماں کو باپ سے چپکے دیکھ زامل کی زبان پر پھر سے کھجلی ہوئی۔

"ممما ج بے بی۔۔۔بیا (ماما بے بی ہیں بھیا)" زالے کو یاد تھا پچھلی بار جب انکے بابا نے بتایا تھا۔

زمل کا چہرہ اسکی بات پر سرخ ہو گیا وہ زیحال کے سینے میں چہرہ چھپائے اپنی مسکراہٹ دبانے لگی۔

"میرا پہلا بے بی تمہاری مما ہیں اسکے بعد تم دونوں تینوں" وہ پیار سے انکے ننھے ہاتھوں کو تھام کر بتانے لگا۔

" تھی؟(تھری)" اسکے منہ سے تیسرے کا ذکر سنتے زامل نے فوراً سے پوچھا۔

"ہبی۔۔۔" اس سے پہلے زیحال ان دونوں کو بتاتا کہ انکی پراپرٹی میں شراکت دار راستے میں ہیں زمل بول پڑی۔

"انکو بھی تو پتہ ہونا ں وائفی ۔۔۔اور ایک کیا ابھی تو ہم نے پوری ٹیم بنانی ہے" وہ جتنی سنجید گی سے بولا تھا زمل کی گھوری پر اتنی ہی جلدی سیدھا بھی ہو گیا تھا۔

"تم دونوں کا چھوٹا بھائی نہیں توبہ استغفار ۔۔۔ چھوٹی بہن آنے والی ہے" وہ زبان کی فورا سے تصیح کرتا سٹپٹا کر بولا۔

"بیٹا کیوں نہیں؟" اسکے بیٹے کی نفی پر زمل جھٹ سے پوچھنے لگی۔

''توبہ کرو۔۔۔یہ ایک نمونہ کم ہے؟اگلا بھی تم بیٹا ہی دے دو۔۔۔تاکہ دونوں مل کر مجھے سڑک پر بٹھا دیں'' وہ جس انداز میں جل کر بولا تھا زمل کی ہنسی نہیں رک سکی تھی۔

''بیٹی تو ایک ہی کافی ہے آپ کے دل پر راج کرنے کیلئے'' وہ ساتھ میں لیٹی نیند میں ڈولتی زالے کو دیکھ محبت سے بولی۔

زیحال نے گردن موڑ کر اپنی پرنسز کو دیکھا۔

"بیٹیاں جتنی بھی ہوں ہر ایک لئے باپ کا دل الگ بن جاتا ہے سب کے حصّے کا ایک ایک دل" وہ زالے کے نرم وملائم گال چومتا محبت بھرے لہجے میں بولا "میری دس بیٹیاں بھی ہونگی تو میں سب کو دنیا سے الگ اپنے دل میں چھپا کر رکھوں گا" ہاں وہ ایسا کر گزرتا اور کوئی شک نہ تھا کہ ان سے خوش قسمت بیٹیاں اور نہ ہوتیں جن کا باپ "زیحال خان آفندی" بنتا۔

"نو جی۔۔۔بیٹا ہی ہو گا" وہ واپس اپنی ضد پر آتی فورا سے بولی۔

"کہاں ناں۔۔۔بیٹی ہو گی "

"نو۔۔۔میں نے کہہ دیا۔۔۔بیٹا تو مطلب بیٹا" وہ جانتی تھی وہ ہار جائے گا وہ کبھی اس سے جیت ہی نہیں سکتا تھا۔

"ہاں تم بیٹا ہی پیدا کرو۔۔۔بیٹی کیلئے میں پھر سے محنت "اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتا زمل اسکے منہ پر ہاتھ رکھتی منہ بند کر گئی۔

"چپ۔۔۔ خبردار جو آگے بولے آپ" وہ آنکھوں سے گھورتی اسے دھمکی دینے لگی۔

زیحال نے وہی سے اسکا ہاتھ چوم کر اپنے ساتھ لگا لیا۔

"اوکے میرا بچہ۔۔۔ جیسے تم چاہو" وہ اسکا سر اپنے سینے پر رکھ گیا ایک جانب زمل اور دوسری جانب زامل زالے وہ تینوں کو تھپک کر سلانے لگا اور تینوں ہی جلد نیند کی وادیوں میں جا گرے تھے۔

وہ تینوں کے گہری نیند میں جاتے احتیاط سے اٹھ کر ان پر کمفرٹر ڈالتے خور اسٹڈی روم میں آگیا۔

جہاں بہت سارا کام اسکا انتظار کر رہا تھا۔

وہ کرسی پر بیٹھتے جیسے ہی لیپ ٹاپ اٹھانے لگا اسکے موبائل کی رنگ ٹون بجنے لگی۔

سامنے برلاس کا نام جگمگاتا دیکھ زیحال نے فورا اسے پہلے کال اٹھائی۔

"ہیلو" اسکی آواز سنتے وہ گہری سانس خود میں بھر گیا ایسے جیسے سکون کا لمحہ ہی اب آیا ہو۔

"برلاس۔۔۔بچے کچھ بولو۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" اس وقت اسکی کال دیکھ وہ ٹھیک ٹھاک پریشان ہوا تھا۔

"م۔۔۔مجھے آپ کے پاس آنا ہے "
اسکی آواز گھٹی ہوئی تھی جیسے بہت رویا ہو۔

"کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ" وہ خود پر ضبط کرتے قدرے نارمل لہجے میں پوچھنے لگا۔

برلاس نے اسے ساری بات بتادی بنا ایک بلفظ بھی چھوڑے جیسے وہ اسے سب بتاتا تھا۔

زیحال اسکی بات سن کر کچھ پل کیلئے بول ہی نہیں سکا۔

"میں نے کہا تھا۔۔۔وہ نہیں کر سکتی برداشت۔۔۔مجھے کوئی برداشت نہیں کر سکتا" وہ پھر سے رونے لگا تھا۔

اسکے رونے پر زیحال بری طرح سے بے چین ہوا اٹھا۔ اسکا بس نہیں چلا برلاس کو ابھی اپنے پاس بلا لے۔

"آپ میرے پاس آجائیں ناں۔۔۔پلیز۔۔۔بابا"

اسکے بابا لفظ پر زیحال کا دل دھک سے رک گیا یہ اسکی ازیت کی انتہا تھی وہ جب حد سے زیادہ خوف زدہ ہوتا تھا تب وہ چوبیس سالہ برلاس شاہ نہیں رہتا تھا۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ریلیکس۔۔۔پامیر کل وہاں ہو گا اوکے" وہ محبت بھرے لہجے میں اسے بہلانے لگا۔

"مجھے آپ چاہئے۔۔۔مجھے کوئی نہیں چاہئے" وہ ضد پر آگیا تھا۔

"اوکے۔۔۔اوکے میں خود آؤنگا" وہ جانتا تھا ایک بار اگر وہ ضد پر آجائے تو خود زیحال کو بھی اسے پیچھے ہٹانے میں وقت لگتا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ بیڈ پر شل سا کت بیٹھی گہری سوچوں میں گم تھی جب اسے اپنے کانوں میں ایک آواز گونجتی ہوئی سنائی دینے لگی۔

"اگر تمہیں اس میں وہی شخص نظر آجائے تو اپنا وعدہ یاد کر لینا۔۔۔" ندرت بیگم کی بات یاد آتے وہ بے چین ہوتی سیدھی ہو بیٹھی۔

"تم نے وعدہ کیا تھا مجھ سے۔۔۔ تم اسے بھی وہی موت دو گی جو اس نے تمہارے بھائی کو دی۔۔۔ تم یاد رکھو گی ناں اس وعدے کو"

وہ پاگلوں کی طرح اسکا ہاتھ تھامے اس سے یقین دہانی چاہ رہی تھیں انکی روح کو تب تک سکون نہ ملتا جب تک وہ اپنے بیٹے کے مجرم کو سزا ملتے نہ دیکھ لیتیں۔

آئرہ کو اس وقت اپنا آپ گہری کشمکش میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا وہ بے دردی سے اپنے آنسوں صاف کرتی اس دروازے کو دیکھنے لگی جہاں سے وہ کچھ گھنٹے پہلے گزر کر گیا تھا۔

"تم کرو گی ناں اپنا وعدہ پورا۔۔۔ بولو۔۔۔ تم اسے معاف نہیں کرو گی ناں" یہ الفاظ ایک ساتھ اسکے ذہن میں گڈ مڈ ہونے لگے تھے۔

وہ سات سمندر پار اسے یہی یاد کروانے آئی تھیں ایک جانب سے آئرہ اور برلاس کا یہاں آنا انکے لئے فائدہ مند ثابت ہوا تھا۔

کیونکہ وہ وہاں زیحال کی موجودگی میں آئرہ سے کبھی نہیں مل سکتی تھیں اور نہ ہی برلاس کو کوئی نقصان پہنچا

سکتی تھیں لیکن یہاں آنے کے بعد جیسے انکو راستہ مل گیا تھا۔

وہ پتھرائی نظروں سے خود کو پاگلوں کی طرح ڈھونڈتے ہوئے برلاس کو دیکھ رہی تھی اور پھر اسکے بعد جو ہوا وہ اب کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔

96/3

دھیرے دھیرے اسکی آنکھیں پھر سے بھر آنے لگیں وہ کیا کرتی کیسے خود کو سمبھالتی اور سمجھاتی کہ ایسا کچھ نہیں ہوا وہ شخص کے ساتھ رہ رہی ہے وہ صرف درندہ نہیں تھا وہ اسکا محبوب بھی تھا جو اسے دل وجان سے چاہتا تھا۔

وہ تکیہ اٹھائے اس میں منہ دے کر بے آواز سسک سسک کر رو دی اسے کوئی چاہیے تھا اس وقت جو اسے سمبھال لے جو اسے سمجھا دے کہ وہ محبت کو کیوں

نہیں دیکھ رہی نفرت کو ہی کیوں دیکھ رہی ہے نفرت اتنی طاقتور تو نہیں تھی کہ محبت اس سے ہار جائے۔

یہاں آنے کے بعد اس نے برلاس کے ساتھ اپنی زندگی کی شروعات کی تھی جس کے بعد اسے اپنا آپ اس شخص کے زیادہ قریب محسوس ہونے لگا تھا اب اتنے قریب آکر وہ اسے کیسے نفرت کے دہانے پر لے آتی کیسے۔

وہ مزید تڑپ کر رو دی ایک طرف اگر بھائی کا دکھ تھا تو دوسری طرف محبوب کی محبت کا۔

وہ کیسے اسکے ساتھ جی لیتی جو مجرم تھا اسکے بھائی کا اس رشتے میں جتنی تازگی تھی اتنی ہی گھٹن بھی تھی وہ گھٹ گھٹ کر مرتی تھی ہر روز ہر دن۔ وہ نہیں بھلا پاتی تھی لیکن نہ بھلا کر اسے کیا مل رہا تھا صرف درد،

صرف اذیت۔

وہ گناہ گار تھا اس نے غلط کیا تھا اسے اپنے انجام کو پہنچنا تھا یہ بہتر تھا کہ اسے اپنے کیئے کی سزا دنیا میں مل گئ آخرت میں کم از کم اسکی سزا میں کچھ تو کمی آئ ہو گی۔

وہ سسک سسک کراب ہچکیوں میں رونے لگی تھی اسکی آواز میں تڑپ تھی ایک جان لیوا تڑپ۔وہ بہن بعد میں تھی ایک انسان ایک لڑکی پہلے تھی۔وہ سر اٹھا گئی آنکھیں سرخ متورم ہو چکی تھیں پپوٹے سوجھ چکے تھے بال تھوڑے بکھرے اور ہونٹوں پر سفید پرت سی جم چکی تھی۔

اس نے باہر دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے برلاس گزر کر گیا تھا۔

اسکا دل یکدم سے بے چین ہوا وہ دھیرے سے اٹھتی باہر کی جانب بڑھ گئی دل پہلے سے زیادہ بھاری ہو رہا تھا۔

وہ قدم اٹھاتی اس کمرے کے پاس آگئی جہاں وہ تھا دروازہ پورا بند نہیں تھا وہ دھیرے سے پورا دروازہ کھولتی اندر جھانکنے لگی جب فرش پر بکھری چیزوں کو دیکھ اسکا دل دھک سے رک گیا۔

"مم۔۔۔ مجھ سے اونچی آواز میں بات مت کرو۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے"

اسکے کانوں میں برلاس کی وہ کانپتی ہوئی آواز گونجنے لگی تھی وہ اسے تلاش کرتی بیڈ پر نظریں ٹکا گئی جہاں وہ بچوں کی طرح سمٹ کر لیٹا ہوا تھا۔

شاید اسکی آنکھ لگ چکی تھی۔ آئرہ دھیرے سے اندر آئی اور اسکے نزدیک آ کر کھڑی ہو گئی۔

وہ واقعی سو چکا تھا۔ جسے یوں دیکھ آئرہ کی آنکھوں سے گرم سیال خاموشی سے بہہ نکلا۔

وہ اسکے قریب بیٹھ کر اسے چھونے ہی لگی تھی جب اسکی نظر اسکے زخمی ہاتھ پر پڑی۔

اسی کے نیچے موبائل کی سکرین آن تھی جس پر

زیحال کی تصویر جگمگا رہی تھی۔

جس میں وہ مسکرا رہا تھا اسکی مسکراہٹ کتنی

خوبصورت تھی یہ صرف برلاس جانتا تھا اسکی

صورت برلاس شاہ کے لئے ہیلنگ کا کام کرتی تھی۔

وہ کب سے سو رہا تھا اسے خود بھی انداز نہیں تھا لیکن

آنکھ تب کھلی جب اپنے ہاتھ پر کچھ حرکت محسوس

ہوئی۔

وہ کسمسا کر اٹھتے سامنے بیٹھی آئرہ کو دیکھ جھٹ سے

اٹھ بیٹھا۔

وہ خاموشی سے اسکے ہاتھ پر بینڈج کر رہی تھی وہ نہیں

کر پایا اپنا ہاتھ پیچھے وہ یک ٹک بس اسکے چہرے کو

دیکھے گیا۔

آئرہ نے جھک کر اسکے ہاتھ پر اپنے لب رکھے۔اور بیڈ

سے اتر کر بھی اسکا ہاتھ تھامے رہی۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا

جب وہ اسے اپنے ساتھ ہی واپس اپنے مشترکہ کمرے

میں لے آئی اور دھیرے سے بیڈ پر لٹا کر اس پر کمفرٹر ٹھیک کرنے لگی۔

"میں آتی ہوں" دھیمے لہجے میں بولتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی اور جا کر اسکا بکھیرا ہوا کمرہ ٹھیک کرنے لگی۔

کچھ ہی دیر میں وہ کمرہ واپس سے اسکی حالت میں لاتی برلاس کیلئے نیم گرم دودھ لے آئی تا کہ اسے درد میں کچھ آرام محسوس ہو سکے۔

"ختم کریں اسے" وہ حکمیہ انداز میں بولی تھی جس پر وہ خاموشی سے عمل کرتا پورا گلاس فنش کر گیا۔

وہ گلاس سائیڈ میں رکھ کر خود اسکے برابر میں آکر بیٹھ گئی وہ اب بھی اسے دیکھ رہا تھا جیسے اگلے حکم کا منتظر ہو۔

اسکی نظروں کا مطلب سمجھتے ہی وہ فورا اسے پیچھے تکیے پر لیٹ گیا۔اسکے لیٹتے آئرہ نے دھیرے سے اسکا بازو سیدھا کیا اور اس پر اپنا سر رکھ گئی۔

دوسرا ہاتھ برلاس کے ہاتھ کو تھام گیا تھا جس کے بینڈج پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ نجانے کیا سوچنے لگی تھی جو یقیناً تکلیف دہ تھا برلاس نے اسکی بھوری کانچ سی آنکھوں میں پانی بھرتے دیکھا جو آنکھوں کی باڑ توڑ کر نکلتے اسکی آستین میں جذب ہو گیا۔

وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"بھائی کو تو کھو دیا میں نے۔۔۔کیا اب آپ کو بھی کھو دوں؟" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں اس سے پوچھ رہی تھی۔

برلاس کا دل رک رہا تھا۔

"میں قسمت کے آگے ماتھا ٹیک گئی ہوں۔۔۔وہ غلط تھے انہوں نے غلط کا انجام بھی پایا۔۔۔تو آپ بھی بس کر دیں۔۔۔میں اب انکے بعد آپکو نہیں کھو سکتی "

وہ سسک کر روتی اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

کونسی باتیں کونسی نفرت جو ندرت بیگم اسے یاد کروانے یہاں آئی تھیں سات سمندر پار۔وہ اس شخص کے پہلو میں آتی سب بھول گئی تھی۔

"م۔۔۔مجھ سے خود کو نہ چھینیں شاہ۔۔۔میں نہیں کر سکتی برداشت اب "

اسکی آواز میں واضح تڑپ تھی وہ مزید ہچکیوں میں رو دی برلاس کے لئے سانس لینا مشکل ہونے لگا تھا وہ اسکے بازو کو سہلاتے مزید اپنے ساتھ لگا گیا۔

"ایم سوری۔۔۔میری غلطی تھی" وہ بھی اقرار کر گیا تھا اسے کرنا ہی تھا محبت میں اگر مگر نہیں آتا وہاں بس گھٹنے ٹیک دیے جاتے ہیں۔

اور جب بیوی ہی پہلی محبوبہ ہو تو صحیح ہونے پر بھی جھکنے میں کیسی جھجھک۔

"وہ۔۔۔وہ آپ کو کچھ کر دیتا۔۔۔تو کیا کرتی میں۔۔۔بولیں" وہ جھگڑنا چاہتی تھی وہ سر اٹھائے اس سے جھگڑ رہی تھی۔

"وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا"

"بس کریں۔۔۔بس" وہ ہزیانی سی ہوتی اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ گئی۔

"مجھ سے یہ نہ کہیں۔۔۔سامنے سے نہ صحیح پیچھے سے کچھ کر دے تو میں کیا کرونگی۔۔۔اس دنیا میں کس کے سہارے جیوں گی "

وہ سمجھ لے کہ وہ اب آئرہ خانزادہ کی آتی جاتی سانسوں میں بسنے لگا تھا وہ اندھی ہو چکی تھی وہ بہری ہو چکی تھی وہ اسے قبول کر چکی تھی۔

"میرے۔۔۔سہارے۔۔۔میں ہوں ہمیشہ "وہ اسکے رخسار پر ہاتھ رکھتے جنونی انداز میں بولا۔

یہ صرف الفاظ نہیں تھے یہ آئرہ کیلئے اسکی زندگی کی
گارنٹی تھی۔

وہ اسکے سینے پر سر رکھتی پھر سے سسک کر رو پڑی جیسے
اپنے اندر کی ساری تکلیف ان آنسوؤں کے ذریعے دھو
دینا چاہتی ہو۔

انکی زندگی بہت مشکل سے یہاں تک پہنچی تھی اب
کیسے پھر سے اس میں دراڑیں آجاتی۔ وہ ایسا کبھی نہیں
ہونے دے سکتے تھے۔

اسکے مسلسل رونے پر برلاس کو اپنا دل ڈوبتا ہوا
محسوس ہو رہا تھا وہ اسے تکیے پر لٹاتے خود اٹھ بیٹھا وہ
اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

وہ دھیرے سے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔
"یہ صرف تمہارا شاہ ہے۔۔۔یہ تم سے کبھی دور
نہیں ہو سکتا کبھی نہیں" وہ جنونی انداز میں بولتا اسے
اپنی محبت بھری دنیا میں لے گیا۔
جہاں کوئی غم کوئی تکلیف آئی رہ تک نہیں پہنچ سکتی
تھی۔

سائیڈ ٹیبل پر رکھا اسکا موبائل بیپ کرتا رہ گیا وہ ایک بار بھی اسکی جانب متوجہ نہیں ہوئی اپنے شاہ کے ساتھ ہوتے ہوئے اسے کسی کی ضرورت نہیں تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہبی۔۔۔"وہ کب سے اسے خاموشی سے ناشتہ کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی اسکا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ نارمل نہیں ہے۔

"ھمم"اس نے نظریں اٹھا کر زمل کو دیکھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" دھیمے لہجے میں فکر مندی سے پوچھا۔

"ہ۔۔۔ہاں مجھے کیا ہونا ہے" وہ برلاس والی بات اسے نہیں بتا سکا جبکہ وہ تب سے ہی مشکل سے خود پر ضبط کر رہا تھا۔

"یاقوت۔۔۔میٹنگ کب ہے؟" اسکے سوال پر یاقوت نے فورا سے اپنا موبائل نکالا مینیجر نے اسے سارا ٹائم ٹیبل واٹسپ کر دیا تھا۔

"کل ہے بھائی۔۔۔دو بجے" اس نے نہایت ٹھہرے لہجے میں بتایا جب اسکی بات پر زیحال کے چہرے کے تاثرات بدلے یہ میٹنگ بھی بے حد ضروری تھی اور وہاں برلاس بھی۔

اس نے ایک بار خود آنے کا کہہ دیا تھا تو اب اسے ہی جانا تھا ورنہ اپنی ضدی اولاد کو وہ اچھے سے جانتا تھا صبح ہوتے ہی برلاس کا میسج اسے پہلے آچکا تھا۔

"ویٹنگ" صرف ایک لفظ مگر اسکے پیچھے چھپی اسکی بے چینی زیحال کو محسوس ہوگئی تھی۔

"میرے بغیر پاسیبل ہے؟" وہ جانتا تھا پھر بھی جیسے

سننا چاہتا ہو۔

"بھائی۔۔۔ابراہیم" یاقوت ان خواتین کی موجودگی

میں یہ باتیں بہت احتیاط سے کر رہا تھا زیحال یہاں

بھی یاقوت اور پامیر کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتا تھا

دونوں طرف سے وہ بری طرح پھنس چکا تھا۔

وہ پیشانی تھامے گہری سوچ میں پڑ گیا زمل اسے اس

قدر پریشان دیکھ اندر ہی اندر خود بھی سخت پریشانی میں

مبتلا ہو رہی تھی۔

"ہبی۔۔۔میرا رزلٹ آنا ہے کل،" اس نے احتیاطاً اسکے کانوں میں بات ڈالی۔

"اچھا۔۔۔پھر کیسا آئے گا تمہارا رزلٹ؟" وہ سب بھولے نرمی سے استفسار یہ پوچھنے لگا۔

"میں نے تو اچھے دیے تھے پیپر اب اگر ٹیچر زاندھے نکل آئیں تو میرا کیا قصور؟" وہ جھٹ سے سارا ملبہ بچارے ٹیچر ز پر ڈال گئی زیحال نے اسے گھور کر دیکھا۔

"یہ بات ! تمہیں پتہ ہے بہنا ایسے اندھے ٹیچرز
میرے ٹائم پر بھی تھے جو مجھے ہر بار دو انڈے دے کر
بھائی کو اسکول بلا لیتے تھے"

پامیر کی بات پر زمل اور باقی سب کی بے ساختہ ہنسی
چھوٹ گئی۔

"اور پھر بھائی تمہیں تب تک مرغا بناتے ہونگے جب
تک وہی دو انڈے تم نہ دے دو"

کومل اسکے کان میں سرگوشی کرتی بھنویں مٹکا کر بولی

پامیر نے دانت بھینچ کر اپنی شریک حیات کو گھورا۔

"ایسے فنکشنز سے میں قاصر ہوں۔۔۔البتہ "اس سے آگے وہ کچھ کہتا کومل نے ایک کپ کیک اٹھا کر اسکے منہ میں ٹھونس دیا۔

"خبر دار جو کچھ بولے یہیں نے تمہاری کلاس لگا دونگی" وہ جانتی تھی اس بے شرم کو۔وہ بھی آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کمرے میں چلنے کا اشارہ کرتے مزید چڑانے لگا۔

سب کے ناشتہ کرتے مشی سیدھا یاقوت کے پیچھے کمرے میں آئی تھی جب ٹائی باندھتے ہوئے یاقوت کی نظر مرر میں دکھتی مشی پر پڑی۔

وہ منہ سے پوچھنے کے بجائے بھنویں اچکا کر اس کی طرف ایسے دیکھنے لگا جیسے پوچھنا چاہتا ہو "کیا؟"

"تم بھائیوں کے بیچ کچھ دنوں سے کیا چل رہا ہے؟" وہ تب سے ہی نوٹ کر رہی تھی رات کو دیر سے گھر آنا اور پھر زیادہ تر وقت آفس روم میں گزارنا صاف ظاہر تھا کہ کچھ گڑبڑ چل رہی ہے۔

"وہ دراصل ہم دوسری شادیوں کی پلاننگ کر رہے تھے پہلی والی منہ نہیں لگاتی ہمیں "

وہ ہمیشہ کی طرح سیدھی بات کا الٹا جواب دیتے مشی کو سرتاپیر سرخ کر گیا۔

"میں منہ توڑ دونگی تمہارا" یہ لگی تھی ناں یاقوت مرزا کی غنڈی۔ "مشائم قدیر "

"فلحال یہ ارادہ ملتوی کردو ورنہ ہاسٹل میں رہتا تمہارا بھائی کیا سوچے گا بنا منہ والا بہنوئی مل گیا اسے "

وہ اب بھی مشی کا خون جلانے سے باز نہیں آیا تھا وہ گھور کر اسکی پیٹھ پر ایک دھپ رسید کر گئی۔

وہ مشی کی جانب پلٹ کر اسکے وہی نازک سے ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگا گیا اور یہاں وہ برف کے تودے کی طرح جھٹ سے پگھل گئی تھی۔

"کام میں کچھ پریشانیاں ہیں تم نماز میں دعا کیا کرو۔۔۔بیویوں کی دعائیں شوہر کے حق میں قبول ہوتی ہیں"

وہ پیار سے اسے اپنے ساتھ لگاتے محبت بھرے لہجے میں بولا مشی بے اختیار مسکرا دی۔

"تمہیں لگتا ہے۔۔۔ جس شخص نے مجھے سیدھی راہ دکھائی مجھے بنانے والے رب سے ملوایا میں اسے ہی بھول جاتی ہونگی؟" اسکے سوال پر ایک خوبصورت مسکراہٹ یاقوت کے لبوں پر بکھر گئی۔

"میں بھٹکی ہوئی تھی تم نے مجھے سیدھی راہ دکھائی اسکے بدلے میں اللہ پاک سے تمہارے لئے بہترین

اجر مانگتی ہوں۔۔۔بے شک اس نے اپنی خوبصورت

نعمتوں میں سے ایک میری جھولی میں ڈال دی ہے"

ہاں یاقوت مرزا جیسے شخص کو پا کر وہ واقعی دنیا میں ہی

جنت کما گئی تھی۔

جو نہ صرف خود اپنے رب کے قریب تھا بلکہ گناہوں

میں ڈوبی ہوئی لڑکی کو بھی اس نیکی کی راہ میں لے آیا

تھا۔

یاقوت نے اسکی پیشانی کا بوسہ لیا۔

"اوکے میں ریڈی ہو جاؤں" وہ اسے چھوڑ کر واپس

سے مڑتا اپنی گھڑی باندھنے لگا۔

"ہاں یاد آیا آج جلدی آنا زوناش کی شاپنگ کرنے جانا

ہے اسکے کپڑے چھوٹے ہو گئے"

اسکی بات پر یاقوت کرنٹ کھاتا ایڑھی کے بل اسکی

جانب مڑا۔

"کیا مطلب چھوٹے ہو گئے۔۔۔دو مہینے کی ہوئی

نہیں کپڑے بھی چھوٹے ہو گئے؟" اسے واقعی دھچکا

لگا تھا۔

مشی نے اسے گھور کر دیکھا۔

"وہ جب تک اٹھارہ سال کی نہیں ہوتی اسکا قد بڑھتا رہے گا اور کپڑے چھوٹے ہوتے رہے گے" وہ سمجھداری سے اسے بتا رہی تھی جبکہ وہ اب بھی ہکا بکا سا کھڑا تھا۔

"وہ اٹھارہ سال کی بار ہے ابھی یہ پدی اٹھارہ مہینوں کی بھی نہیں ہوئی" ہاں اسے جھٹکا لگنا بنتا تھا ابھی تو دو ہفتے پہلے وہ پندرہ لاکھ کی شاپنگ کر کے آئی تھی سارے

ایک سے بڑھ کر ایک اپنی بیٹی کے لئے برانڈڈ سوٹ
لے کر

وہ الگ بات تھی کہ وہ لے کر ہی سارے پورے
پورے یا اس سے کم آئی تھی حیرت تو اسے اپنی بیٹی پر
ہونی چاہئے تھی جب شکل و صورت میں کیا حرکتوں
میں بھی سب سے الگ تھلگ پیدا ہوئی تھی۔

اتنے سے بچے اس عمر میں سوتے ہیں دودھ پیتے ہیں
کھیلتے ہیں اور وہ صرف کھیلتی تھی اسے اپنے سامنے ہر

وقت ناچتے ہوئے انسان چاہیے ہوتے تھے تاکہ وہ خوش رہے اسکی طبعیت ذرا بھی بورنگ نہیں تھی۔

"یاقوت" مشی نے جھٹ سے اسے ڈپٹا۔

"کنجوسی مت کرو" ہاں اسکی نظر میں وہ کنجوسی ہی کر رہا تھا۔

"بی بی۔۔۔میں بینک پر ڈاکہ نہیں ڈالتا دیہاڑی والا مزدور ہوں کچھ تو رحم کرو" اسکی بات پر الماری میں رکھے کاغذات نے برا سا منہ بنایا تھا۔

جن میں اتنی دولت تھی کہ اسکی سات نسلیں بیٹھ کر بنا کمائے کھا سکتی تھیں۔

"اس مزدور کو میں نے کمرے سے نکالا تو خود اسکے کارڈز باہر آئیں گے" وہ اس دھمکی پر آ گئی تھی جو جانتی تھی فوراً سے کام کر جائے گی۔

"یہ صحیح ہے۔۔۔بیوی والا بلیک میل کرو تم" وہ آگے بھی اپنے حق میں کچھ کہتا مشی اسکے سارے کارڈز اپنے ہاتھ میں لے گئی۔

"پہلے پندرہ لاکھ اڑائے تھے اب انکو خالی کر کر لاؤ نگی"

"ہاں پھر ایک کشکول بھی لیتی آنا تا کہ اسی مال کے باہر لے کر بیٹھ جاؤں" وہ زچ ہو کر بولا تھا اسکی بات پر مشی کو یکدم سے ہنسی آئ جسے وہ بمشکل روک گئ۔

"یاقوت"

"مشی" اس نے بھی دوبدو اسکا نام پکارا۔

وہ دھیرے سے آگے آتی اسکی گردن میں ہاتھ ڈال گئ۔

"یہ۔۔۔یہ غلط ہے" وہ جانتا تھا اب وہ اپنی محبت کی پاور استعمال کرے گی اور وہ زیر ہو جائے گا۔

"آئی لو ویو ناں" وہ اسکی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتی شریر لہجے میں بولی یاقوت تیزی سے پگھل رہا تھا۔

"میرے پاس یہی کارڈز تھے سوہنے" وہ جانتا تھا وہ اور بھی کارڈز چاہتی ہے اور وہ خود کو خوش نصیب سمجھتا تھا کہ ان کارڈز کو استعمال کرنے والی اسکے پاس ہے۔

"میں سب اڑا دوں؟" وہ آنکھیں پٹپٹاتی مزید کیوٹ بن کر پوچھنے لگی۔

"اڑا دو جان۔۔۔ میں اور کما لونگا" وہ اسکی اسی ادا پر تو دل و جان سے فدا ہوتا تھا مشی کی آنکھیں یکدم سے چمک اٹھیں وہ اسکا گال چومتی جلدی سے باہر بھاگ گئی۔ یاقوت اسکی شرارتوں پر ہنستا اپنی تیاری مکمل کرنے لگا۔

گھر سے باہر جتنی بھی مشکلات تھیں گھر کے اندر ان سب سے صرف سکون محسوس ہوتا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ اب کوئی پانچویں بار اس کا ہاتھ تھامے دوسرا ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے اپنے ساتھ لگا کر لان میں چکر لگوا رہے تھے وہ خود ضد کرتی چلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ٹانگیں تھوڑی تھوڑی لرز رہی تھیں مگر نہیں اسے ہار نہیں ماننی تھی اسے چلنا تھا اپنے پیروں پر کھڑے ہونا تھا تاکہ اس بار وہ جائے تو اپنے گھر والوں کو حیران کر

دے۔ سب سے بڑھ کر اپنے بھائیوں کو جو اسے اپنے

پیروں پر کھڑے دیکھ خوشی سے پاگل ہو جاتے۔

"بس ناں آپ تھک جائیں گے" ڈاکٹر برہان نے

روک کر نرمی سے کہا۔

"نہیں۔۔۔ام چلنا چاہتا ہے تم بھی تو نہیں تھکتا ام کو

اٹھا اٹھا کر" جب سے وہ انکے نکاح میں آئ تھی اسے

کسی ملازمہ کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔

ڈاکٹر برہان خود ہی اسکے سارے کام کر دیتے تھے۔

"آپ کو تو پوری زندگی اٹھا سکتا ہوں "

وہ ذو معنی انداز میں بولتے اسے دیکھنے لگے جب انکی نظروں سے جھینپتی وہ کچھ جذبزسی ہونے لگی۔

"ا۔۔۔ام بیٹھنا چاہتا ہے" وہ بہانہ کرتی جا کر بیٹھ گئی۔

"میں پانی لے کر آیا" وہ اسکے لئے پانی لینے جیسے ہی اندر گئے پیچھے سے زرتشم کی نظر سامنے گیٹ سے داخل ہوتی زنوپر پڑی۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ سر پر پہنی پی کیپ اتار کر ٹیبل پر رکھتی اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

لان کی ٹھنڈی ہوا اور لہلہاتے پودے منظر کو بے حد خوبصورت بنا رہے تھے۔

"ام ٹھیک ہے تم بتاؤ کدر تھا تم؟" وہ فکر مند سی اس سے استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"میں یہی۔۔۔اسی زمین پر۔۔۔ خیر سے آپ آج باہر ہیں۔۔۔بھائی کہاں ہیں؟" اسکے سوال پر زرتشم جواب دینے ہی لگی تھی کہ برہان خود ہی باہر آ گئے۔

"سلام" اسکا سرسری سا سلام سن کر برہان نے خالی نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں ذرا چینج کر آؤں" وہ انکی نظروں میں خفگی بھانپتی فوراً سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔

"ام کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ رہتی کدر ہے۔۔۔" وہ واقعی نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ وہ لڑکی ہو کر لڑکوں کی طرح زندگی گزارتی تھی۔ کبھی گھر کبھی باہر۔

"وہ آزادی کی زندگی گزارتی ہے آپ اسکی ٹینشن نہ لیں" وہ فریش جوس کا گلاس اسکی جانب بڑھا گئے۔

"لیکن ہے تو لڑکی ناں۔۔۔ اسکو خیال رکھنا چاہئے" وہ پہلی ایسی تھی جسے ظاعنہ ورک کی اس طرح سے فکر

ہو رہی تھی اگر برہان نے باپ بن کر زنو کو پالا تھا تو
کیسے ممکن تھا کہ وہ اسکے لئے ایک ماں کی طرح نہ
سوچتی۔

"تو آپ کہیں۔۔۔آپ کا حق ہے اس پر" وہ مسکاتی
آنکھوں سے اسے دیکھ کر بولے۔

"ہاں ام بولے گا بلکہ اسکوڈانٹے بھی گا" وہ اپنے
دھیان میں بولتی ہوئی برہان کو بے حد کیوٹ لگتی
تھی۔

"پہلے تو ہم اردو پر کام کریں گے" وہ اٹھ کر اسکے لئے

ایک پین کاپی لے آئے اور باقاعدہ لکھ لکھ کر اسے

سمجھانے لگے زرتشم نے گھور کر انکو دیکھا۔

"اچھاناں۔۔۔ ہم تھوڑا سا سیکھیں گے اوکے"

وہ لاڈ سے اسکی ناک دباتے محبت سے بولے۔

کلاس شروع ہوئے دس منٹ گزرے تھے کہ وہاں

سے زنو نکلی تھی اور اسی وقت ڈاکٹر مبشر کی گاڑی

ورک ہاؤس کے باہر آرکی تھی۔

برہان کی نظر موبی پر تھی اور زرتشم کی نظر زنو پر۔

جبکہ ان دونوں کی نظر ایک دوسرے پر جا ٹھہری تھی

کتنے دنوں بعد وہ دشمن جان نظر آیا تھا۔

وائٹ پینٹ لائٹ براؤن شرٹ اور فولڈ کیئے ہوئے

کف۔ یہ سادہ سا حلیہ بھی انہیں بے حد جاذب نظر بنا

رہا تھا۔

96/4

وہ وائٹ پینٹ پر ڈارک بلیو رنگ کی بٹنوں والی شرٹ پہنے کف موڑے بے حد جاذب نظر لگ رہے تھے مگر چہرہ بے حد سنجیدہ تھا ماتھے پر بال پر کشش انداز میں بکھرے پڑے تھے یہ سنجیدگی بھی انکو پر کشش بنا رہی تھی مگر وہ مسکراہٹ جو ہمیشہ انکے چہرے پر ہوتی تھی وہ کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھی۔

دونوں طرف سے نگاہیں ملتے وقت جیسے رک سا گیا تھا کاش یہ وقت کبھی دوبارہ نہ چلتا وہ اسے پوری زندگی

ایسے کھڑے کھڑے دیکھ سکتے تھے بنا سانس لئے بنا

اسے چھوئے۔

ڈاکٹر برہان نے جیسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا انکی نظروں

سے سٹپٹا پر زنو نظریں جھکا گئی۔

وہ خود بھی ڈھیلی سی شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس تھی بال

ہلکے ہلکے گیلے تھے جیسے ابھی شاور لے کر آئی ہو۔

ڈاکٹر برہان اور زرتشم ان کی نگاہوں کے اس انداز پر

ٹھٹھک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے زرتشم نے

آنکھوں ہی آنکھوں میں ان سے اس بارے میں پوچھا

جس پر وہ پلکیں جھپکا کر اسے تسلی دیتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیسے ہیں موبی" وہ آگے بڑھ کر گرم جوشی سے انکے ساتھ بغلگیر ہوئے۔

"میں فٹ آپ کی دعائیں" وہ نہایت خلوص دل سے مسکراتے انکے ساتھ ہی آگے آگئے جہاں زر تشم کو نہایت ادب سے جھک کر سلام کیا۔

"آپ کیسی ہیں؟" وہ سامنے بیٹھی زنو کو دیکھ دھیمے لہجے میں استفساریہ مخاطب ہوئے۔

جبکہ خود کو مخاطب کرنے پر زنو کا دل بے اختیار زور

سے دھڑکا اسکے چہرے پر ایک رنگ آکر دوسرا گیا جو

زرتشم اور ڈاکٹر برہان نے بخوبی نوٹ کئے تھے۔

"فائن" وہ سامنے رکھی میگزین اٹھا کر چہرے کے

آگے کر گئی۔

"زر۔۔۔آپ نے کہا تھا میرے ساتھ کوکنگ کریں

گے "ڈاکٹر برہان کی بات پر زرتشم نے نہ سمجھی سے

انکی جانب دیکھا۔

"امن" وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ برہان آنکھوں کے اشارے سے اسے چپ کروا گئے۔

"چلیں پھر؟" وہ انکے کہنے پر سر ہلا گئی

"موبی بیٹھیں میں کھانا بنالو" ڈاکٹر برہان شائستگی سے بولتے زرتشم کو لے کر اندر چلے گئے انکے جاتے ہی پیچھے موبی اور زنو لان میں اکیلے رہ گئے۔ ٹھنڈی ہوائیں کانوں میں سرسرانے لگی تھیں پودوں پر لگے پھول ہوا کے دوش پر جھومنے لگے تھے مگر اس

خوبصورت منظر سے زیادہ خوبصورت انہیں وہ لڑکی لگی تھی۔

جو بار بار اپنے بال چہرے سے ہٹاتی پیچھے کر رہی تھی مگر پھر سے وہ آگے آتے اسکے ساتھ اٹکلیاں کرنے لگتے۔ موبی کو خود سے زیادہ اچھی قسمت ان بالوں کی لگی تھی۔

وہ آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ سے میگزین لیتے سیدھی کر کر واپس پکڑا گئے۔

وہ اپنے اس عمل پر ٹھیک ٹھاک گڑبڑائی تھی۔

"کسی کی زندگی الٹ کر کم از کم میگزین تو سیدھی پکڑ لیں" انکی بات پر زنو نے بے اختیار انکی جانب دیکھا۔

وہ جس انداز سے اسے دیکھ رہے تھے زنو کا دل بے ساختہ رکتا ہوا محسوس ہوا انکی آنکھیں چیخ چیخ کر بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔

کیا نہیں تھا ان میں کہ انہیں ریجیکٹ کیا جاتا کوئی بھی لڑکی آنکھ بند کر کر انہیں قبول کر سکتی تھی۔

دراز قد فٹ جسامت اور خوبصورت نین نقوش ایک بھی نقص ان میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتا تھا

پھر بھی اس دشمن جان کی ایک نظر کے بغیر وہ خود کو نہ مکمل محسوس کرتے تھے۔

"کام کیسا جارہا ہے؟"

"اچھا" ایک لفظی جواب اور وہ پھر خاموش ہو گئ یوں اٹھ کر جانا اسے بدتہذیبی لگی تھی۔ مگر یہاں بیٹھے رہنا بھی محال لگ رہا تھا۔

"وہ کون تھا جس کے ساتھ اتنی بے تکلفی دکھائی جا رہی تھی" انکے اس سوال پر زنو نے بے ساختہ سے اٹھایا۔

اس سوال پر انکا لہجہ سپاٹ اور اجنبی سا لگ رہا تھا۔

"آپ نہیں جانتے انکو؟" اسے حیرت ہوئی تھی وہ

سب اب کہیں نہ کہیں آپس میں تعلق رکھتے تھے

رشتہ صرف ڈاکٹر برہان اور زر تشم کا نہیں جڑا تھا۔

"لیکن یہ نہیں جانتا کہ تم کیوں انکے ساتھ بیٹھی

تھی "

ہاں وہ جاننا چاہتے تھے وہ کیسے بتائیں کہ اس ایک منظر

نے انکا سکون کس طرح برباد کر دیا تھا

"آپ کیوں پوچھ رہے ہیں آپ کوئی حق نہیں
رکھتے" وہ لہجہ مضبوط کرتی نظریں چرا کر بولی تھی جب
وہ ایک جھٹکے میں اسے کرسی سمیت اپنی جانب کھینچ
گئے۔وہ کسی کٹی ڈال کی طرح انکی جانب کھنچی گئی تھی
اور سانس روکے پھٹی پھٹی نظروں سے انکو دیکھنے لگی۔
"حق کی بات میرے ساتھ مت کیا کرو۔۔۔تم پر کتنا
حق رکھتا ہوں۔۔۔یہ ثابت کرنے میں مجھے ایک پل
بھی نہیں لگے گا۔"

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر درشتگی سے پھنکارے تھے نہیں یہ ڈاکٹر مبشر نہیں تھے یہ وہ لگ ہی نہیں رہے تھے جن کی طبعیت سادہ لوا اور خوش مزاج تھی۔وہ آنکھوں سے ہی آج انگارے سے برسا رہے تھے۔

"داراب خان کے ساتھ کیا تعلق ہے تمہارا؟"اس بار استفسار کرتے ہوئے لہجہ ازحد کاٹ دار تھا۔

زنواب تک سانس نہیں لے سکی تھی وہ پیچھے جھکی انکو دیکھ رہی تھی جو عین اسکے چہرے کے قریب سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ک۔۔۔کام کرتی ہوں" اسکی زبان کیوں ہکلائی یہ خود بھی اسے علم نہیں تھا وہ ہمیشہ انکے سامنے شیرنی بنتی تھی آج تو سانس بھی لے لے تو غنیمت تھی۔

"کام کو کام کی طرح کرو تو بہتر ہے۔۔۔" وہ ٹھہر کر سرد مہری سے اسے وارن کرنے لگے۔وہ خاموش رہی۔

موبی اسے ایک جھٹکے میں چھوڑ کر کرسی سے اٹھتے اپنے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر چہرہ آسمان کی جانب کر گئے۔

"لہنگا کس کلر کا لو گی؟" انکے سوال پر زنو نے کرنٹ کھا کر انکی جانب دیکھا جب اسکے یوں چونک کر دیکھنے والے انداز پر مبشر نے بھنویں اچکائی۔

وہ جھک کر اسکے دونوں اطراف کرسی کے اسٹینڈ پر دونوں ہتھیلیاں جما گئے اور بے حد قریب سے اسکی سبز آنکھوں میں جھانکنے لگے۔

"میری بھی خواہش ہے۔۔۔شادی کی پہلی رات اس سرخ جوڑے میں تمہیں دیکھنے کی تو ہمیں سرخ ہی فائنل کرنا چاہئے ناں "

لہجہ بے حد گھمبیر تھا زنو کا دل رک رک کر دھڑکنے لگا پہلی بار اس احساس کو محسوس کرتے دل کی دھڑکنیں بدلی تھیں۔

"ا۔۔۔ایسا کچھ ن"وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ وہ سختی سے اپنی انگلی اسکے ہونٹوں پر جما گئے۔

"شش ۔۔۔ ایک لفظ نہیں ۔۔۔ ورنہ میرا دوسرا روپ ابھی تم نے دیکھا نہیں" دیکھ ہی تو رہی تھی انکا دوسرا روپ بھی جو اسے بے حد خوف زدہ کر رہا تھا۔

کاش وہ اس دن داراب سے نہ ملتی کاش یہ کاش تو زندگی بھر کاش بن کر ہی رہ گیا تھا۔

وہ اسکے سرخ ہونٹوں پر انگوٹھا رب کرنے لگے۔ زنو کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"بہت رہ لئے دور۔۔۔ اب ایک ہوتے ہیں" وہ بھاری لہجے میں بولتے سیدھے ہو کھڑے ہوئے اور

آخری نظر اسکی اڑی ہوئی رنگت پر ڈالتے اندر کی جانب بڑھ گئے انکے جاتے ہی زنو کی رکی سانسیں یکدم سے بحال ہوئی تھیں وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"چائے کب تک ملے گی۔۔۔میرا گلا سوکھ گیا" وہ سیدھا آکر کرسی پر بیٹھ گئے۔

سامنے ہی ڈاکٹر برہان زرتشم کے ساتھ مل کر کھانا بنا رہے تھے۔

وہ انکے لئے کپ میں چائے انڈیل کر لاتے انکے سامنے رکھ گئے ساتھ انکے چہرے کو دیکھنے لگے جیسے پڑھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ باہر کیا ہوا ہے۔ "بات ہوئی؟" انکے سوال پر موبی نے نظر اٹھا کر انکو دیکھا۔

"آپ چھوارے پیک کروائیں" ہمیشہ کی طرح توقع کے برعکس جواب سن کر برہان کے تاثرات ڈھیلے پڑ گئے۔

"بہن ہے وہ میری۔۔۔یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہئے" وہ موبی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بے حد سنجیدگی سے بولے تھے جس پر موبی نے سر خم کر کر انکو یقین دہانی کروائی۔

وہ دوپہر کا کھانا کھا کر ہی ورک ہاؤس سے نکلے تھے اور جتنی دیر وہ یہاں رہے تھے اتنی دیر زنوا اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔

۔۔۔۔۔۔

وہ صبح جلدی اٹھنے والی آج گیارہ بجے تک بھی گہری

نیند کے مزے لے رہی تھی اسے اتنی پر سکون نیند

سوتے دیکھ برلاس خود اسکے اور اپنے لئے ناشتہ بنانے

کچن آیا تھا اسے زیادہ کچھ تو بنانا نہیں آتا تھا مگر جو آتا تھا

وہ بہت دل سے بنا رہا تھا۔اس نے دو بریڈ پلیٹ میں

رخ کر اس میں ایپل جیم سے خوبصورت دل بنائے

اور ایک ساتھ "اے اور بی" لکھا۔

ایک دلکش مسکراہٹ اسکے لبوں پر بکھر گئی کسی

قسمت تھی اس نے کبھی غور کیوں نہیں کیا کہ ان

دونوں کے نام کا پہلا پہلا حرف بھی ایک ساتھ آتا ہے۔

وہ کافی کے مگ ٹرے میں رکھ کر باقی چیزیں بھی دھیان سے سجانے لگا جب جاتے جاتے اسکے ذہن میں کچھ کلک ہوا۔

وہ رک کر اپنے موبائل کو دیکھنے لگا۔ انگلیاں تیزی سے کچھ لکھنے لگی تھیں۔

"آتے وقت میرا فیورٹ کافی فلیور بھی لیتے آیئے گا

گھر جانے تک مجھ سے ویٹ نہیں ہو گا" یہ میسج اڑتا ہوا

سیدھا زیحال کے نمبر پر گیا تھا۔

جو اس وقت آفس میں کلائنٹس کے ساتھ بیٹھا تھا اس

میسج کو پڑھتے ساتھ اسکے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھر

گئی۔

"یہ نہیں سدھر سکتا" وہ دل ہی دل میں بول کر اسکے

میسج پر ہارٹ ری ایکٹ کر گیا۔

وہ گہری نیند میں تھی جب اسے اپنے بالوں میں کچھ حرکت سی محسوس ہوئی۔ وہ ان انگلیوں کی حرکت پر دھیرے سے کسمساتی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی۔

"گڈ مارننگ جان شاہ" وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتے پیار سے اٹھانے لگا آئرہ کو اس سے زیادہ حسین کوئی صبح نہیں لگی تھی۔

کہ تب ہی گزری رات اسکی آنکھوں کے سامنے دوڑ گئی وہ شرم سے سرخ پڑتی کمفرٹر سر تک تان گئی۔

جب اسکی اس ادا پر برلاس کا بلند بانگ قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔

"ہاہاہا۔۔۔یہ کیا۔۔۔اب تو ہو گیا جو ہونا تھا اب کیسا شرمانا" وہ اسے زچ کرنے کے لئے مزید چھیڑنے لگا۔

"شاہ نہ کریں" وہ جھینپ کر یکدم سے بولی۔

"ناشتہ کرو۔۔۔دوبارہ کیلئے طاقت بھی تو چاہیئے"

اسکی بات ختم ہوتے ایک کشن اسکے منہ پر پڑا تھا برلاس مزید دل کھول کر ہنستا گیا یہ لمحہ بہت خاص تھا اسے یہی رک جانا چاہیئے تھا۔

وہ چپکے سے ناشتہ کرنے لگی جب بریڈ پر ہوئی اسکی کاریگری پر وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔

"یہ کس لئے" وہ اس شرارتی بچے کو دیکھ دلفریب انداز میں پوچھنے لگی۔

"بتانے کیلئے کہ ہم یہاں بھی ساتھ ہیں" وہ اسکے بالوں کی لٹ چھوتے پیار سے بولا آئرہ کا چہرہ چمک اٹھا تھا۔

اسے اپنے کل کئے گئے فیصلے پر کوئی پچھتاوہ نہیں تھا۔

بلکہ اسکے بعد سے ایک سکون سا وہ اپنے اندر اترتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

"جلدی ناشتہ کر کر فریش ہو جاؤ۔۔۔ ہمیں ابھی بہت سی جگہوں پر گھومنا ہے" وہ اپنے اور اسکے کپڑے وارڈ روب سے نکالنے لگا۔

خوشی سے اسکی آواز میں کھنکی پیدا ہو رہی تھی اور خوشی اس بات کی تھی کہ اسکا باپ اسکے پاس آ رہا تھا۔

یہ بات وہ چیخ چیخ کر پورے ترکی کو بتانا چاہتا تھا کہ اسکا باپ آرہا ہے برلاس کے پاس وہ اکیلا نہیں ہے اسکا باپ اس کے ساتھ ہے۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔میں نہیں جانا چاہتی" آئرہ کی بات پر برلاس بے ساختہ اسکی جانب مڑا۔

صاف ظاہر تھا کہ وہ کل سے خوف زدہ ہوئی ہے وہ اب خیالوں میں بھی باہر نہیں جانا چاہتی تھی۔

"لیکن ہم جائیں گے" وہ نرمی سے بول کر کپڑے بیڈ پر رکھ گیا۔

اسکی بات پر آئرہ کی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھرتی چلی گئیں جن کو دیکھ برلاس کا دل یکدم سے بے چین ہوا۔

"اچھا اوکے۔۔۔آج ریسٹ کرو تم کل ہم ضرور چلیں گے" وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسکی وجہ سے گھر میں خوف زدہ ہو کر قید رہے وہ اسے آزادی والی زندگی دینا چاہتا تھا۔

وہ ناشتہ کر کر پھر سے سو گئی تھی تب تک برلاس کو بچوں کے ساتھ خوب باتیں کرنے کا موقع مل گیا تھا

وہ ایک ایک سے اسکی فرمائش پوچھ کر نوٹ بک پر نوٹ کرنے لگا۔

"خبردار جو ایک بھی کھلونا لے کر آئے" پیچھے سے کومل نے اسے چاقو دکھایا تھا جس سے وہ پھل کاٹ کاٹ کر پوری بچہ پارٹی کو کھلا رہی تھی۔

"ہاہاہا۔۔۔وہ تو آنے ہی ہیں۔۔۔میرے بچوں کو ٹوائز لینے سے کوئی نہیں روک سکتا "

"بیٹا تم یہاں آؤ وہاں بیٹھے بیٹھے کیا شیر بن رہے ہو" کومل اسے گھور کر دھمکی دینے لگی یہ تو وہ بھی جانتا تھا

یہ تین بہنیں اسکے سر پر مسلط بھی اسی لئے کی گئی تھیں تا کہ کوئی تو برلاس شاہ کو دھمکی دینے والا آ جائے۔

ورنہ مجال ہے جو وہ کسی کی بات پر اپنے کان دھر لیتا یہاں تک کہ زیحال بھی اسے کبھی اس کشمکش میں نہیں ڈالتا تھا کہ اس سے کوئی بات منوا لے۔وہ خود ہی اسکی ہر ہاں میں ہاں ملا لیتا تھا۔

"آئرہ کہاں ہے؟"

"سو رہی ہے" اسکے جواب پر پیچھے بیٹھی مشی نے اپنی ہنسی دبائی

"کرنے دیں نیند پوری بچاری کو اس جن سے مشکل سے ہی آزادی ملی ہو گی" مشی کی سرگوشی پر کومل کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔

"آپ دونوں میری برائی کر رہی ہیں" برلاس نے وہاں بیٹھے بیٹھے دونوں کو گھورا۔

"نہیں۔۔۔ ہمیں بس دورے پڑ رہے ہیں تم اپنا بتاؤ کہاں کہاں گھومنے گئے" کومل کے پوچھنے پر وہ خوشی

خوشی اسے سب بتانے لگا جہاں جہاں وہ آئرہ کو لے کر گیا تھا۔

یہ ایک چھوٹا سا لگژری گھر تھا جس کی ہر چیز میں نفاست چھپی ہوئی تھی۔ باہر سے ہی اتنا خوبصورت تھا کہ اندر کی چھپی خوبصورتی دور سے ہی چیخ رہی تھی۔ ہلکی سنہری روشنی دیواروں پر بکھر رہی تھی، جیسے شام نے آہستہ آہستہ اندر قدم رکھا ہو۔ بڑے شیشے کی

کھڑکی کے باہر خاموش رات پھیلی ہوئی تھی۔اور اندر ایک عجیب سا سکون۔

کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔

ایسی خاموشی جو شور نہیں کر رہی تھی، مگر دل کو سننے پر مجبور کر دیتی تھی۔

ٹیبل پر رکھا چائے کا کپ آہستہ آہستہ بھاپ چھوڑ رہا تھا۔

اس کی خوشبو پورے کمرے میں پھیل رہی تھی۔

گرم، نرم، اور عجیب سی تسلی دینے والی۔

لیکن صرف اسکے لئے کیونکہ باہر سے آنے والے کسی بھی شخص کو اس خوبصورت جگہ میں صرف گھٹن کا احساس ہوتا کیونکہ یہاں رہنے والا انسان بے رحم بے حس مشہور تھا "زارک ولف"

وہ صوفے پر بیٹھا تھا۔ کوٹ ایک طرف رکھا ہوا، ٹائی ڈھیلی۔

جیسے ساری دنیا کی جنگیں جیت کر اب چند لمحے خود سے جیتنے کی کوشش کر رہا ہو۔ وہ ایسے ہی کرتا تھا۔

پوری دنیا سے لڑنے کے بعد سب سے چھپ جاتا تھا
اسکے لئے یہی اسکی دنیا تھی۔اس نے سائیڈ میں رکھا
اپنا موبائل اٹھا کر پاور آف کر دیا۔
اور اٹھ کر ٹائی کھینچ کر اتارتے صوفے پر پھینک دی۔
ساتھ ہی شرٹ کے ایک ساتھ سارے بٹن کھول
دیے وہ چائے کا مگ اٹھا کر قدم قدم چلتے ہوئے ایک
دیوار کے پاس آرکا جہاں ایک پردہ لگا تھا اس نے خالی
نظروں سے اس پردے کو دیکھا اور دھیرے سے اسکا
سرا پکڑ کر دائیں جانب کھینچ دیا۔

سامنے ہی بورڈ پر ایک ساتھ کئی تصاویر اس بورڈ پر چسپاں نظر آئی تھیں۔

کہیں کوئی مسکرا رہا تھا کوئی خاموشی سے سنجیدہ کھڑا تھا کچھ زندگی سے بھرپور تھے تو کچھ زندگی سے ہارے ہوئے۔

ان میں کتنے ہی چہروں پر سرخ رنگ کا نشان تھا جو واضح تھا کہ انکا یہاں ہونے کا اب کوئی فائدہ نہیں۔

ان سب میں ولف کی نظر ہوتی ہوئی ایک تصویر پر جا رکی۔جو ایک چھوٹا بچہ تھا بھوری آنکھیں لمبی پلکیں چھوٹی سی ناک اور بے حد بھورا رنگ۔

وہ نہ محسوس طریقے سے اسے چھو کر دیکھنے لگا۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہی دیکھتے سرخی ابھرنے لگی زندگی کسی کسی کو کس قدر آزماتی ہے کہ وہ زندگی کو جینے کی آس ہی چھوڑ دیتا ہے اسے فقط گزارتا ہے اور وہ بھی گزار ہی رہا تھا۔

وہ اس تصویر کے قریب ہوتے اپنے لب اسکے چہرے پر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔

ایک سکون سا اسکے وجود میں بھر گیا تھا وہ جیسے ہی پیچھے ہٹا اس تصویر سے کچھ دور ایک اور تصویر تھی ہیزل بٹن سی آنکھیں، پھولوں والی کیوٹ سی فراک۔ یا سادہ الفاظ میں پاشا بے کی سب سے بڑی کمزوری۔

"تم نے مجھے مجبور کیا ہے پاشا۔۔۔ کہ میں ایسا کر گزروں" وہ اس تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سرد مہری سے گویا ہوا۔

اسے اس تصویر کو پھینک دینا چاہیے تھا۔

97/1

وہ گردن دائیں جانب جھکائے اس تصویر کو مزید غور

سے دیکھنے لگا اور دیکھتا ہی رہا کسی کو اسکی سوچ پر پابندی

لگانی چاہیے تھی کوئی تو اسکی آنکھوں میں دیکھ لیتا جن

میں دھیرے دھیرے خون اتر رہا تھا یوں جیسے اب

سرخی چھلکے گی۔

وہ ہیزل آنکھوں والی کی تصویر پر نہ محسوس طریقے

سے ہاتھ پھیرنے لگا تھا مگر نظر اسکے چہرے سے ہوتی

ہوئی اسکے ہاتھ میں پکڑی بچی پر جا ٹکی تھیں جس کی

آنکھیں ہو بہ ہو اپنی ماں جیسی تھیں۔

دونوں مسکرا رہی تھیں زندگی سے بھرپور مسکراہٹ

جسے دیکھ لگتا تھا یہ ہمیشہ کیلئے بنی ہے مگر کب کوئی جانتا

تھا کہ ان پر اب وہ اولیو گرین نگاہیں پڑ چکی تھیں جن

میں اتری سرخی بہت جان لیوا تھی۔ یہ سایہ کسی بہت کالی گھٹا کی مانند تھا جو بہت بے تابی سے پاشا بے کی زندگی پر چھانے کیلئے تیار تھا اتنی بے چینی اتنی الجھن جیسے ابھی سب کر گزرے لیکن وقت تھا ابھی۔

وقت تھا پاشا بے کے پاس اپنی زندگی کے چند مزید اچھے دن گزارنے کا۔ اسکے بعد وہ بھی تیار ہو جائے اس قیامت کیلئے جو اس پر منڈلا رہی تھی جو اس پر ٹوٹ پڑنے کیلئے بے تاب تھی۔

"تمہیں نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔۔ تمہیں ان نظروں میں نہیں آنا چاہئے تھا پاشا"

وہ اس تصویر کو دیکھ خود سے مخاطب ہوا تھا لہجہ سرد برفیلا تھا ایسا جو شریانوں میں دوڑتا خون جما دے۔

"تم اب وہ قیمت چکاؤ گے۔۔۔ جو رہتی دنیا کبھی نہیں بھولے گی" وہ سختی سے اپنے ہاتھ کا مکا بناتے اس تصویر پر مار گیا۔ دماغ کی رگیں پھڑ پھڑانے لگی تھیں۔ سانسوں کی آمد ورفت بھی تیز ہو رہی تھی۔

"میں تمہیں وہاں لے جا کر مارونگا۔۔۔ جہاں خود سے ایک سانس بھی لینا تمہیں دوبھر لگنے لگے گا" وہ کاٹ دار لہجے میں بولتا غرلایا تھا وہ تصویر اب بھی مسکرا رہی تھی اسے چاہیے تھا مسکراہٹ کو غائب کر لے اس سے پہلے یہ سایہ مزید گہرا ہو جاتا مگر وہ ہو رہا تھا کیونکہ قسمت نے اسے گہرا لکھ دیا تھا۔

"زالے خان آفندی۔۔۔ ولد زیحال خان آفندی" پیچھے سے ایک نسوانی آواز ولف کی سماعتوں میں گونجی تھی وہ نہیں مڑا اسے ضرورت ہی نہیں تھی۔

جیسمن نے سامنے لگی تصویر میں نظر آتی زالے کو غور
سے دیکھا وہ بے شک بہت خوبصورت تھی بیٹی بھی تو
آخر ایک پٹھان کی تھی مگر جتنی وہ خوبصورت تھی اس
سے کئ زیادہ وہ اپنے باپ کی بڑی کمزوری تھی ایسی
کمزوری جس پر صرف نظر ہی ڈال دینا کافی تھا مگر وہ
ولف تھا اسکی نظریں جس پر پڑ جاتی تھیں وہ اسے تباہ
کر کے رکھ دیتا تھا۔

"میرا نہیں خیال ایسا کرنا چاہئے وہ بہت معصوم ہے

ولف" یہ پہلی بار تھا کہ جیسمن کو کسی پر ترس آیا تھا وہ

واقعی بہت پیاری اور معصوم تھی۔

"وہ کمزوری ہے پاشا کی" وہ سرد مہری سے گویا ہوا۔

وہ کیا کہتی اسکے پاس الفاظ نہیں تھے کوئی تو ہوتا جو جا کر

پاشا بے کو بتاتا کہ اسے اپنی بیٹی کو لے کر یہاں سے

بھاگ جانا چاہئے اسے غائب ہو جانا چاہئے اسے ولف

کی نظروں میں نہ آنے دیا جائے وہ بہت بے رحم

ثابت ہوتا تھا۔

"یہ جنگ ابراہیم کی ہے تم کیوں کود رہے ہو اس میں؟" وہ عاجز آتی بولی تھی اسکی بات پر ولف نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اسکے ذرا سے مڑنے پر ہی جیسمن کا دل دھک سے رک گیا تھا۔

وہ چلتی پھرتی آگ تھا اسے دیکھنے والا خوف زدہ ہوئے بغیر رہ جائے ایسا آج تک کبھی نہیں ہوا تھا۔

"یہ میری جنگ نہیں ہے۔۔۔"

"تو کیا تم پاشا سے نفرت کرتے ہو؟" وہ از حد احتیاط سے پوچھ رہی تھی ولف نے گردن موڑ کر سامنے لگی زمل اور زالے کی تصویر کو دیکھا۔

"نہیں" ایک لفظی جواب۔

"تو پھر کیوں؟" وہ بے ساختہ ایک قدم آگے آئی۔

"تم جانتے ہو۔۔۔ اسکی بیٹی کی طرف اٹھنے والی نگاہ بھی وہ بھانپ گیا تو وہ تباہی لائے گا جس کا کبھی سوچا بھی نہیں ہو گا۔۔۔ تم کیوں پرائی جنگ میں کود رہے ہو"

اسکا بس چلتا تو وہ ولف کو لے کر یہاں سے بہت دور چلی جاتی جہاں پاشا بے اسے نہ دیکھ سکے کیونکہ اب اسے صرف بھنک پڑنی تھی اس بات کی کہ اسکی بیٹی پر اسکی نظر ہے۔ پھر وہ اپنا وہ روپ دکھاتا جو صرف لوگ اپنی آخری سانسوں کے وقت دیکھتے تھے۔

وہ جتنا رحم دل تھا اس سے کئی زیادہ بے رحم اور سفاک بھی بن سکتا تھا۔

"یہ ابراہیم کی جنگ ہے۔۔۔اور میں اسکا وفادار ہوں۔۔۔وہ جیسا چاہے گا ویسا کرونگا" اسکا لہجہ کسی بھی قسم کے احساس سے عاری تھا۔

"کیوں۔۔۔؟کیوں کرو گے" وہ یکدم سے پھٹ پڑی تھی ولف اس بار پورا اسکی جانب مڑا تھا جب اسکے مڑتے ہی وہ دھک سے ایک قدم واپس پیچھے ہٹ گئی۔

اسکی آنکھیں واقعی شعلے برسا رہی تھیں۔

"اس نے احسان کیا تھا مجھ پر۔۔۔تب۔۔۔جب میں اکیلا تھا" وہ ٹھہرے لہجے میں گویا ہوا اولیو گرین آنکھوں کے پردے پر جیسے بہت سی تلخ یادیں لہرانے لگی تھیں۔

"تم اس سے زیادہ طاقتور ہو۔۔۔ تمہیں اس کی ضرورت نہیں" وہ دھیمے لہجے میں بولتی اسکے قریب آ کر کھڑی ہوتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

وہ واقعی ابراہیم سے زیادہ طاقتور تھا جسامت اور ہمت دونوں میں ہی۔اسکے سامنے ابراہیم ایک سیکنڈ بھی نہ

ٹک پاتا مگر پھر بھی وہ خود کو اس سے نیچے رکھتا تھا۔ وہ خود کو اس سے زیر سمجھتا تھا۔

"یہ احسان چکانے کا وقت ہے" وہ بول کر رکا نہیں تھا اسکے کمرے سے باہر جاتے جیسمن نے اس تصویر کو دیکھا۔ کہ تب ہی اسکی نظر اس تصویر سے ہٹ اوپر والی تصویروں پر گئی جہاں ایک خوبصورت مرد و دیگر عورت کی تصویر تھی۔

دونوں پر کراس تھا جیسمن کو اسے دیکھتے ہی بے ساختہ ولف سے خوف محسوس ہوا۔

کیونکہ وہ دونوں ہی اسکے ماں باپ تھے اور وہ یہاں بھی اتنا سفاک نکلے گا اسکا اندازہ وہ کبھی خواب میں بھی نہیں کر سکتی تھی۔

عثمان نے تیسری بار نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے پاشا کو دیکھا وہ تیزی سے ہاتھ چلاتا اپنا کام ختم کر رہا تھا اور ایسا پہلی بار تھا کہ عثمان اسے کام میں جلد بازی کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

اس نے فون اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا جسے فوراً سے اٹھا لیا گیا۔

"چائے بھیجو" حکم دیتے وہ فون واپس رکھ گیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا اسکی چائے گھر سے ہی آتی تھی اسے کھانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اسے صرف چائے چاہیئے ہوتی تھی وہ بھی صرف اپنی گلا لے کے ہاتھ کی۔

اسکا جنون یہی سے دیکھا جا سکتا تھا کہ وہ پاگل شخص دنیا کے آخری کونے میں بھی ہوتا تو چائے صرف اپنی بیوی کے ہاتھ کی ہی پیتا۔

"کیا سب ٹھیک ہے ؟" وہ پوچھے بنا نہ رہ سکا۔

" ھمم بس جلدی کام ختم کرنا ہے" وہ مصروف سے انداز میں بولتا اپنا کام کرتا رہا۔

"کس لئے ؟" اب اسے یہ جاننا تھا کیونکہ کام کو لے کر وہ کتنا سنجیدہ ہوتا تھا یہ عثمان بے اچھے سے جانتا تھا۔

"مجھے ترکی کیلئے نکلنا ہے کل۔۔۔اس لئے چاہتا ہوں میٹنگ ختم کر کر ہی جاؤں" اسکے جواب پر اب صحیح پریشانی عثمان کو لاحق ہوئی تھی۔

"خیر میں؟ برلاس ٹھیک ہے؟" پہلا خیال اسکا برلاس کی جانب ہی گیا تھا۔

"وہ ٹھیک ہے اسے لے کر آنا ہے" اب بھی سرسری سا ہی انداز تھا اور نگاہیں لیپ ٹاپ کی سکرین پر جمی تھیں۔

عثمان سمجھ گیا تھا کہ اسے وہاں ضرور پھر سے وہی کوئی

مسلہ ہوا ہے جس میں اسے اب اپنے باپ کی شدید

ضرورت تھی وہ کندھے اچکا خود بھی اسکے کام میں

ہاتھ بٹانے لگا کیونکہ زیحال کے بعد اس ڈیل میں

سب سے زیادہ ہاتھ عثمان کا تھا۔

بزنس میں اگر دماغ کی بات کی جاتی تو وہ پاشا کا ہو یا

عثمان کا بات ایک ہی تھی۔

وہ کام ختم کرتے گھر کیلئے نکل گیا تھا کیونکہ دوسری

جانب سے اسے زمل کے میسج پر میسج آرہے تھے۔

وہ آدھا کام عثمان کے زمے لگا گیا تھا جو وہ ماہی کے

ساتھ فون پر کنیکٹ رہ کر مزے سے کرتا گیا۔

"پلیز۔۔۔مجھے اس سے ڈر لگتا ہے" وہ اپنے سر پر

بھاری بھر کم ہیلمنٹ محسوس کرتی گھبرا کر بولی لیکن

برلاس اپنے کان لپیٹے خود ہیلمنٹ پہن رہا تھا۔

"ڈر کی کیا بات۔میں ہوں ناں ساتھ۔۔۔آج دونوں

بائیک کا مزہ لیں گے" وہ اسکے ہاتھ نرمی سے دبا کر

محبت سے بولا۔

"لیکن میں کبھی بائیک پر نہیں بیٹھی" اسے شدید پریشانی نے آن گھیرا وہ سامنے کھڑی بڑی سی ہیوی بائیک کو دیکھنے لگی جو ایک طرف اسکے شاہ کی دوسری بیگم تھی لیکن آئرہ کو اسے دیکھ خوف آرہا تھا۔

"تو آج بیٹھو گی ناں میرے ساتھ" وہ کسی بھی طور اسے بخشنے والا نہیں تھا وہ بے حد خوش جو تھا اسکا باپ آرہا تھا اسکا بھائی۔ بر لا اس کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔

"آپ اتنے خوش کیوں ہیں ویسے؟" وہ ہار مان کر اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی بائیک کی پچھلی سیٹ پر چڑھ کر

بیٹھ گئی۔ برلاس اسے ٹھیک سے بٹھا کر خود بھی آگے

بیٹھتا اسکے دونوں ہاتھ اپنے دونوں اطراف میں باندھ

گیا۔ وہ پھر بھی کس کر اسکا جیکٹ شرٹ کے ساتھ

تھام گئی۔

برلاس نے جھک کر اسکے ہاتھوں کو ایک نظر دیکھا۔

وہ خوف زدہ سی اسکے ساتھ چپک کر بیٹھی تھی۔ جیسے

ابھی گر جائے گی۔

ایک دلکش مسکراہٹ برلاس کے لبوں پر بکھر گئی۔

"میں گرنے نہیں دونگا" وہ محبت سے اسکے ہاتھوں کو تھام کر ہیلمنٹ کے اوپر سے ہی اپنے لبوں سے لگا گیا۔

"پ۔۔۔۔ پھر بھی" نہیں وہ بیوی ہی کیا جو اپنے شوہر پر یقین کر لے اور ایک یہ بندہ تھا جس کے ساتھ لڑکیاں بائیک پر بیٹھنے کیلئے مرتی تھیں اور وہ صرف اس ایک لڑکی کو بٹھانا چاہتا تھا اور آج اسکا یہ خواب پورا ہو رہا تھا۔

"اچھا اوکے۔۔۔ذرا اور ٹائیٹ پکڑو تم تو ہلکی سی بھی ہو کہیں میں پیچھے مڑ کر دیکھوں اور تم مجھے فضاؤں میں بلند ہوئی نظر آؤ"

اسکی بات پر آئرہ نے جھٹ سے اسے گھور کر دیکھتے ایک دھپ اسکے کندھے پر رسید کی۔

"ہاہاہا۔۔۔ریڈی؟" اسے ریڈی کہتے ساتھ ہی زور کی ریس دیتے ایک جھٹکا سا دیا کہ آئرہ مزید اسکے قریب ہو گئی۔ ساتھ ہی اسکے منہ سے چیخ برآمد ہوئی۔

"شاہ" وہ تقریباً رو دینے کو تھی وہ تو پہلے ہی نہیں آنا چاہتی تھی مگر وہ زبردستی لے آیا تھا۔

"جی جان شاہ۔۔۔اچھا اب نہیں کرتا" اسکی اس قدر معصومیت پر برلاس کو ٹوٹ کر پیار آیا۔

برلاس اسے تسلی دیتا بائیک آگے بڑھا گیا آئرہ اس سے اور بھی چپک کر بیٹھ گئی جیسے کوئی چھوٹی بچی ہو۔

برلاس کو آج سے پہلے بائیک چلانا اتنا اچھا کبھی نہیں لگا تھا جتنا آج وہ ہواؤں میں اڑ رہا تھا پوری سڑک رات

کے اس پہر بلکل خالی پڑی تھی کوئی ایک گاڑی بھی کہیں آگے پیچھے نظر میں نہیں آرہی تھی۔

تب ہی وہ سیدھی سڑک پر بائیک چلا نہیں سیدھا اڑانے لگا تھا۔

"آج۔۔۔ برلاس۔۔۔۔بہت خوش ہے" وہ ہینڈل چھوڑ کر دونوں بازو کھولتے بلند آواز میں چیخا تھا۔

"شاہ۔۔۔ ہینڈل پکڑیں" اسے ہینڈل چھوڑتے دیکھ آئرہ یکدم سے بوکھلائی تھی۔

"برلاس شاہ آج ہواؤں میں ہے کیونکہ اسکا باپ آرہا ہے"

وہ اسی طرح تیز آواز میں چیختا ہوا پورے شہر کو بتادینا چاہتا تھا۔ اسکا پاگل پن دیوانہ پن صرف اسکے باپ کیلئے تھا۔

سپیڈ فل ہونے کے باعث تیز ہوا میں آئرہ کو اسکی ایک بھی بات سمجھ نہیں آرہی تھی ہیلمنٹ ہونے کے باوجود بھی یہ تیز سرسراتی ہوئی ہوا کانوں کے پردے پھاڑتے ہوئے محسوس ہورہی تھی۔

لیکن اسی وقت کہیں دور سے کچھ آنکھوں نے ان دونوں کو دیکھا تھا۔وہی ان آنکھوں میں نفرت ابھر آئی تھی۔

"وہ میرے سامنے ہے اور بہت خوش بھی ہے" وہ اپنے کان پر انگلی رکھتا کسی سے مخاطب ہوا تھا۔

"یہ خوشی صرف کچھ گھنٹوں کی ہونی چاہیئے" مقابل کے انداز میں سرد مہری کا عنصر نمایاں تھا۔اسکی بات پر اس شخص نے دور جاتے برلاس شاہ کو دیکھا تھا۔

"آپکی بیٹی اسکے ساتھ بہت خوش لگ رہی ہے" آئرہ خانزادہ کی خوشی وہ دور سے بھی بھانپ گیا تھا جب اسکی بات پر ندرت خانزادہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"بہت جلد پچھتا کر میرے پاس آئے گی" وہ حقارت آمیز نظروں سے سامنے ایک غیر مرئی نقطے پر نظریں گاڑھ گئیں مزید انکے لئے کچھ بھی سننا یا کہنا محال تھا وہ کال کٹ کرتی ایک اور نمبر ڈائل کرنے لگیں جو جلد ہی اٹھالیا گیا۔

"بہت دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے۔۔۔اتنی بڑی بڑی باتیں کر کر ایک ڈھنگ کا کام نہیں کر سکے ایک لڑکا نہیں سمبھال سکے تم؟"

وہ درشتگی سے گویا پھٹ پڑی تھیں۔

انکی بات اس شخص کا ہاتھ رک سا گیا اور فون کی سکرین کو دیکھا۔

"میری ہی وجہ سے وہ اتنا خوف زدہ رہنے لگا ہے "

اس نے بھی بنا لگی لپٹی سخت لہجے میں بات کی جس پر ندرت بیگم کے تنے اعصاب ایک پل کو ڈھیلے پڑ گئے۔

"تو مجھے وہ اتنا خوف زدہ چاہئے اتنا کہ وہ خود کو خود ہی کمزور کر لے کچھ اور کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے "

وہ اپنی نفرت میں بہت آگے نکل رہی تھیں بنا اسکا انجام سوچے۔

"ہو گا لیکن اور پیسا لگے گا" اسکی پیسے والی بات پر ندرت بیگم کی ناک کے نتھنے پھول گئے۔

"میں تمہیں اب تک لاکھوں دے چکی ہوں اور کتنا پیسا چاہئے تمہیں؟ "

"جیسا کام آپ کو چاہئے مجھے بھی ویسا ہی پیسا چاہئے اگلی بار بڑی رقم بھیجیں اور پھر دیکھیں اپنے دشمن کو "

کہہ کر وہ کال بند کر گیا یہاں ندرت خانزادہ کا سارا سکون غارت ہو چکا تھا۔

انہوں نے جھوٹ بول کر راحم صاحب سے ایک بڑی رقم لی تھی یہ کہہ کر کہ انکے میکے میں ایک بڑی مشکل کا سامنا ہے جس کیلئے یہ رقم چاہئے نہ صرف یہ بلکہ انکو خود بھی وہاں جانا پڑ سکتا ہے۔

وہ وہاں اکیلے اپنی عمر کے ساتھ بڑھتی بیماریوں کے ساتھ تنہا رہ رہے تھے۔

کھانا باہر ہوٹل کا کھا رہے تھے جو انکے لئے اس عمر میں زہر سے کم نہیں تھا۔اور گھر کے سارے کام اکیلے کر رہے تھے بیوی کا احساس کرتے ہوئے۔

جبکہ انکی بیگم صاحبہ یہاں سات سمندر پار اپنے بیٹے کا بدلہ لینے کے لئے پر تول رہی تھیں۔

اب انہیں مزید رقم چاہئے تھی اور یہ رقم وہ اب اپنے شوہر سے نہیں لے سکتی تھیں۔

"اور رقم کہاں سے لاؤں۔۔۔۔ کہاں سے" وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہوئی اس بارے میں سوچنے لگیں تب تک کچھ رقم جو انکے پاس موجود تھی وہ اس شخص کے اکاؤنٹ میں وہ ٹرانسفر کر چکی تھیں۔

۔۔۔۔۔۔

"شاہ گھر چلیں اب" وہ اتنے ٹھنڈے موسم میں ٹھنڈی ٹھار آئس کریم کھا کر اب سردی سے کپکپا رہی تھی ہاتھ تخ برف ہو چکے تھے۔ برلاس نے ایک نظر اسکے ہاتھوں کو دیکھا اور دونوں کو ایک ساتھ پکڑ کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"میرا انتظار کرو سوئیٹ ہارٹ" وہ اپنی آئس کریم فنش کرنے میں مصروف تھا آئرہ اسکے اس عمل پر بے اختیار مسکرا دی۔

"شاہ۔۔۔اسکے بعد ہم گھر ہی جائیں گے ناں؟" اسے لگا جیسے وہ اب کہیں اور جانے کے حق میں نہیں ہے اور وہ واقعی نہیں تھی۔

برلاس نے بھنویں اچکا کر اسے اس انداز سے دیکھا کہ آئرہ خود ہی اپنے سوال پر سٹپٹا گئی۔

"ا۔۔۔ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟"

"آج زیادہ جلدی ہے گھر جانے کی" وہ اسکی بات کو کسی اور ہی سائیڈ لے گیا تھا جس پر آئرہ کی آنکھیں یکدم سے پھٹی وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔

"اچھا مذاق تھا۔۔۔آنکھیں چھوٹی کرو" اسکی ہنسی پر آئرہ جھٹ سے آنکھیں چھوٹی کئے اسے گھورنے لگی۔

وہ اسکے آئس کریم ختم کرنے کا شدّت سے انتظار کر رہی تھی جب برلاس کے ہاتھ سے آئس کریم چھوٹ کر زمین پر جا گری آئرہ نے فوراً اسے اسکے ہاتھوں سے چہرے کی جانب دیکھا جس کا رنگ یکدم سے بدل کر زرد پڑنے لگا تھا۔

"شاہ۔۔۔کیا ہوا آپ کو "

وہ سر زور سے جکڑے بے اختیار نیچے کی جانب جھک گیا۔ "میرا سر" اسکا سر بری طرح سے چکرانے لگا تھا ایسے جیسے بہت سی چیزوں نے ایک ساتھ اسکے سر کو جکڑ لیا ہو۔ وہ وہی بے اختیار جھکتا چلا گیا۔

"شاہ۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں پلیز بتائیں کیا ہوا؟" آئرہ کے ہاتھ پیر اسے یوں دیکھ پھولنے لگے تھے جب برلاس کو وہی جھکے منہ بھر کر متلی آئی۔

جتنا کھایا پیا تھا سب ایک ہی جھٹکے میں نکل گیا تھا سر چکرانے کے باعث وہ خود کا بیلنس ٹھیک نہیں رکھ پا رہا تھا۔

آئرہ نے مدد کیلیئے ارد گرد کسی کو دیکھا مگر وہ دونوں آبادی سے بہت دور تھے وہ بے آواز روتی سخت پریشانی میں مبتلا ہوئی اور بر لا اس کی پیٹھ زور زور سے مسلنے لگی۔

"آپ۔۔۔آپ گھر چلیں۔۔۔پلیز اٹھیں" وہ اسکا بازو تھامے اپنا سہارا دینے کی کوشش کر رہی تھی مگر

وہ بھاری بھرکم وجود اس سے اٹھایا جانا ازحد نہ ممکن

تھا۔

"اچانک کیا ہو گیا آپ کو" وہ یہ سوچ کر زیادہ پریشان ہو رہی تھی کہ اسے کھڑے کھڑے متلی کیسے آگئی

تھی۔

"مم۔۔۔میرا سر" وہ سر زور سے جکڑے درد سے کراہنے لگا اس سے پہلے آئرہ اسے سمبھال کر سیدھا کھڑا کرتی وہ اسکے قدموں میں زمین بوس ہوتا چلا گیا

اسے یوں گرتے دیکھ آئرہ کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی۔

"شاہ۔۔۔شاہ اٹھیں۔۔۔کیا ہوا آپ کو۔۔۔شاہ آنکھیں کھولیں" وہ تن تنہا سڑک پر اسکے چہرے کو تھپتھپاتی ہوش میں لے کر آنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر برلاس کا جسم بلکل ساکت ہو چکا تھا اسکے ہونٹ نیلے پڑتے دیکھ آئرہ کی صحیح معنوں میں جان اب نکلی تھی

وہ اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اسکے ہاتھوں کی مالش کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"یا خدایا۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا ہو گیا۔۔۔شاہ پلیز پلیز اٹھیں۔۔۔پلیز" وہ سنسان جگہ کو دیکھ اور بھی خوف زدہ ہو رہی تھی اوپر سے برلاس کی اچانک بگڑتی طبعیت اسے حواس باختہ کر گئی تھی۔

وہ آس پاس کسی کو تلاش کرنے لگی جو انکی مدد کر سکتا مگر ایسا کوئی بھی نہیں تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

جب سے سیماب کی نیوز پتہ چلی تھی بیلا نے اسکے
سارے کام اپنے زمے لے لئے تھے یہاں تک کہ
اسکے کھانے پینے کا بھی خود ہی دھیان رکھ رہی تھی
اسے حویلی کے لوگوں کے ساتھ اس قدر گھلے ملے
دیکھ داراب کو اپنے دل میں خوشی کی کونپلیں سی
پھوٹتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

وہ اب وقت سے پہلے آنے لگا تھا۔اور یہ بات فرخندہ
بیگم کے لئے بے یقینی کا باعث تھیں داراب کی باتوں
کے بعد انہوں نے بیلا کو مخاطب کرنا چھوڑ دیا تھا تو

آگے بھی کچھ نہیں بولی تھیں وہ صرف خاموش تھیں۔

"وہ دیکھو تم۔۔۔ ٹیبل پر ہر چیز رکھی ہو ورنہ دا جی کے غصّے کا تم کو پتہ ہے" وہ کھانا ٹرے میں سجاتی ساتھ میں ملازمہ کو تاکید کرنے لگی۔

سب باہر ٹیبل پر آچکے تھے جب اسکی نظر سیدھا داراب پر پڑی۔

"رکو" اسے ٹرے رکھنے میں مشکل پیش آتے دیکھ وہ اٹھ کر اسکے پاس گیا اور خود کھانا ٹیبل پر رکھنے لگا۔

سب نے بیک وقت اسکے اس عمل کو دیکھا یہ سب کیلئے حیرت کا باعث تھا کہ حویلی کا کوئی مرد کام کر رہا تھا۔

"خیر ہو سی؟" زریاب خان کے استفسار پر داراب نے سٹپٹا کر انکو دیکھا۔

جبکہ فرخندہ بیگم نظریں دوسری جانب پھیر گئی تھیں۔

"جنت میں آپکو اکیلے تھوڑی جانے دینا ہے" وہ کندھے اچکا کر شرارتی انداز میں بولا۔

"تو بچے پانچ وقت کی نماز پڑھا کرو۔۔۔جنت ہی جنت ملے گی اس جنت سے کیا مراد ہے" وہ خود کو جنت بلانے پر صحیح معنوں میں گڑبڑا گئی۔

"ان شاءللہ صبح دونوں اٹھیں گے" وہ ڈھٹائی سے بولتا بیلا کی مدد کر کرا سکی کرسی پیچھے کی جانب کھینچ کر بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگا۔

وہ ہڑبڑا کر اسے تو کبھی مورے کو دیکھتی۔

"بیٹھ جاؤ مس جنت" زریاب کے تڑخ کر بولتے پر بیلا

یکدم شرم سے سرخ پڑی جبکہ داراب کا چھت پھاڑ

قہقہہ گونجتے دیکھ داجی بھی مسکرا دیے۔

"ویسے نام اچھا ہے جنت"

"تو اپنی بیٹی کا رکھ لینا۔۔۔نام تو واقعی پیارا ہے"

انہوں نے اگلی تجویز کی جس پر داراب اور بیلا کی

نگاہیں بیک وقت ملی تھی۔

دل اتنے زور سے دھڑکے مانو ابھی نکل کر باہر آ جائیں

گے۔

انکوایسے دیکھ سیماب اور زریاب آپس میں مسکرادیے

انکی دلی خواہش تھی اب ان دونوں کوایک ساتھ خوش

دیکھنے کی کتنی مشکل سے زریاب کے دل سے یہ

نفرت کی گھٹاہٹی تھی سیماب اب نہیں چاہتی تھی کہ

وہ بیلا کولے کر کسی بھی بات پر بدگمان ہوں اسی لئے

وہ بات اس نے اب تک زریاب کو نہیں بتائی تھی۔نہ

بتانے کاارادہ رکھتی تھی۔

وہ لوگ رات کا ڈنر کر کر اپنے اپنے روم میں جا چکے تھے جب لان کے چکر کاٹ کر وہ پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

سامنے ہی بیلا بیڈ شیٹ ٹھیک کر رہی تھی جب داراب کو دیکھتے ہی وہ سیدھی ہوتی دوپٹہ گلے میں ٹھیک کرنے لگی۔

وہ وہی کھڑا گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔اور قدم قدم چلتے ہوۓ اسکے پاس آ کھڑا ہوا۔

"مورے نے کچھ کہا پھر ؟" استفسار یہ پوچھا جبکہ نظریں اسکے کپکپاتے ہونٹوں پر تھی۔

"ن۔۔۔نہیں "

"ھمم۔۔۔تم انکو تھوڑا وقت دو۔۔۔وہ ہمارے رشتے کو قبول کر لیں گی" وہ نرمی سے اسے سمجھانے لگا جبکہ دوسری جانب وہ اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔

"ٹ۔۔۔ٹھیک ہے" وہ ہک لا کر بولتی سونے کے لئے لیٹنے ہی لگی تھی جب وہ بے دھیانی میں اسکی کلائی تھام گیا وہ تو اتنے پر ہی بدک کر پیچھے ہٹ گئی۔

"کیا ہو گیا۔۔۔کرنٹ لگنے جیسا بیہیو کیوں ؟" واقعی
اسے جیسے کرنٹ لگا تھا وہ بھی چار سو والٹ کا۔

"ک۔۔۔کیا ہے ؟" وہ اپنی کلائی دوسرے ہاتھ میں
پکڑ کر تڑخنے والے انداز میں بولی۔

داراب نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا جو کچھ ہو چکا
تھا اسکے بعد تو اسکا یہ خوف بنتا تھا وہ تو اسکے سائے سے
بھی ڈرنے لگی تھی۔

"ہنہ۔۔۔آئندہ میرے سامنے بہادر مت بننا" وہ کہہ کر مڑا ہی تھا جب اسکی توقع کے عین مطابق وہ بول پڑی۔

"ک۔۔۔کیا مطلب ہے تمہارا۔۔" ہاں وہ پٹھانی تھی وہ کیسے برداشت کر لیتی کہ کوئی اسے ڈرپوک بول دیتا۔

"یہی کہ۔۔۔مجھ سے۔۔۔ڈرتی رہو" وہ رک رک کر اسے چڑانے والے انداز میں بولتا اپنے کاؤچ کی

جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ وہ اسکے بائسیپس کو تھام کر پوری جان لگاتی اپنی جانب موڑ گئی۔

''کیوں۔۔۔کیوں ڈرے ام تم سے'' وہ بیلا ولی خان تھی ڈرنا اسکے خون میں شامل نہیں تھا۔

داراب نے اپنے دل کے مقام تک آتی اس لڑکی کو دیکھا۔

اسکے لبوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی جب اس مسکراہٹ کے پیچھے چھپی شرارت سمجھتے بیلا جھٹ سے پیچھے ہٹ گئی۔

داراب دھیرے سے آگے آتا اسکے کان کے قریب

ہوا۔

"ہمت دکھا کر صلہ کیسا پایا تھا میری۔۔۔ جنگلی بلی"

اسکی سرگوشی پر بیلا ہڑبڑا کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔

اتنے قریب سے دیکھنے پر دل زور سے دھڑکتا اچھل کر

باہر آنے کو تھا۔ وہ فوراً سے پیچھے ہٹ گئی اتنا تو وہ جان

گئی تھی کہ وہ پھر سے جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے تاکہ وہ

غصّے میں وہی حسین غلطی پھر سے کر جائے۔

وہ جھٹ سے بھاگ کر غڑاپ سے اپنے کمبل میں گھس گئی ان حسین پلوں کو یاد کرتے دونوں کے چہروں پر دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"جنت۔۔۔مجھے انتظار ہے تمہارا" داراب خاصی تیز آواز میں بولا تھا صاف ظاہر تھا اسے سنا رہا ہے جواب میں اسے سیدھا کشن پڑا تھا۔

"جنت۔۔۔۔۔ایم مسنگ یو" وہ اور تیز بولتا گیا جبکہ پھنس پھنس کر ہنسنے کے باعث بیلا کا چہرہ سے خ پڑ گیا تھا۔

وہ ایک اور کشن اسکے سر پر مارنا چاہتی تھی مگر اب
کمفرٹر سے باہر ہاتھ بھی نکالنا اسکے لئے اپنی شامت کو
خود ہی دعوت دینے کے مترادف ہو سکتا تھا۔ وہ تکیے
میں منہ دیتی بے آواز ہنستی گئی یہ احساس بہت

خوبصورت تھا غم کی گھٹا ہٹنے لگی تھی دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ بے حد خوش تھے۔

داراب کی طرف سے اب خاموشی تھی یقیناً وہ بھی سکون سے سونے کیلئے لیٹ گیا تھا جب بیلا کے کانوں میں اسکے فون کی گھنٹی بجی۔

وہ جھٹ سے سیدھی ہوتی اپنے دونوں کان اسکی طرف لگا گئی۔

"ہاں زنو بولو" اسکے منہ سے کسی لڑکی کا نام سن کر بیلا کے رونگٹے ایک دم سے کھڑے ہو گئے۔

"وہ فائل میں نے سیو کر دی تھی ہوپ سو کہ تم نے چیک کر لی ہو گی" اسکی بات پر داراب اٹھ بیٹھا اور لیپ ٹاپ اٹھا کر کھولنے لگا۔

"ھمم۔۔۔ گڈ۔۔۔ تھینک یو ویری مچ تم نے میرا آدھے سے زیادہ کام کر دیا" وہ اسکا کام دیکھ واقعی بہت خوش ہوا تھا۔

"اس تھینکس کی جگہ تھوڑا سا یقین بھی کر لو تو میرے لئے تمہارے کام کرنے میں آسانی ہو گی جبکہ یہ جاب تمہاری ہے میں تو ایک سائیڈ پرسن ہوں "

اسکا لہجہ بے حد سپاٹ تھا اسکی بات پر دارا ب چند پل کیلئے خاموش ہوا۔

"کیا کروں۔۔۔میری جاب مجھے کسی پر جلدی یقین کرنے کی اجازت نہیں دیتی" وہ سرسری سے لہجے میں بولا تھا بیلا نے کمبل میں سے منہ باہر نکال کر اسے دیکھا۔

"اچھاناں۔۔۔تم ناراض کیوں ہو رہی ہو۔۔۔کل کا لنچ تمہارے ساتھ۔کام بھی ڈسکس کر لیں گے"

صاف ظاہر تھا وہ اسکی ناراضگی نہیں چاہتا تھا وہ پولیس

والی نہیں تھی نہ ہی کوئی اور خاص پوسٹ۔ وہ صرف ذہین تھی اسکی ریسرچ ہر چیز میں بہت اعلی تھی یہ کام وہ بہت آسانی سے کر سکتی تھی تو ایسے میں داراب اسے ناراض نہیں کر سکتا تھا جبکہ غلطی بھی اسکی اپنی ہی تھی۔

"نہیں۔۔۔میں نہیں آسکتی" اسکے ذہن میں گزرے دن تیزی سے گھوم گئے۔

"د۔۔۔داراب" بیلا نے ذرا دھیمی آواز میں اسے پکارا۔

"ایک منٹ ہولڈ کرو" وہ اسی وقت زنو کو سائیڈ کرتے بیلا کی جانب متوجہ ہو گیا۔

اور اسکا بنا ایک پل کی بھی دیری کئے اپنی جانب کھینچ جانا بیلا کے دل کو ایک الگ ہی لے پر دھڑکا گیا تھا۔

"وہ۔۔۔ا۔۔۔ام کو ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ تم ادر سو سکتا ہے؟" وہ اچھا خاصا فاصلہ بنا کر اسے بیڈ پر آنے کی دعوت دینے لگی داراب نے متحیر آنکھوں سے اسے دیکھا مگر کچھ کہے بغیر بیڈ کے دوسرے کنارے پر آ بیٹھا۔

اسکی کال کافی دیر چلتی رہی تھی مگراب بیلا کو فرق نہیں پڑ رہا تھا کیونکہ وہ اسکا تھا اور اسکے پاس تھا دنیا کی جتنی بھی عورتیں اسکے پاس آجائیں لیکن بیلا داراب خان کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھیں جسے اس شخص کی قربت حاصل تھی۔

وہ کال بند کرتے جیسے ہی بیلا کی جانب مڑا نظر اسکے چہرے پر گئی وہ گہری نیند میں جاچکی تھی اتنا پرسکون چہرہ جیسے بدن کی ساری تھکاوٹ اتر گئی ہو۔

وہ ہر چیز دور کرتے کہنی کے بل لیٹ کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ بلاشبہ بہت حسین تھی اتنی کہ وہ پوری رات پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتا رہے۔

اسے بھی اندازہ تھا اپنی جل ککڑی پٹھانی کا۔ اس نے کیوں بلایا تھا وہ کتنی ہی دیر اسکی سوچ پر ہنستا رہا۔

رات کی تاریکی مزید گہری ہوتی جارہی تھی اور جتنی یہ تاریک رات خاموشی تھی اتنی ہی تباہی ان دونوں کی

زندگی میں اٹھا گئی تھی جس کا ان دونوں میں سے ہی کسی نے نہیں سوچا تھا۔

وہ ہمت کرتی برلاس کا بازو پکڑ کر اسے گھسیٹ کر ایک طرف لے جانے لگی مگر اسکا بھاری بھرکم وجود ذرا بھی نہ سرکا تھا آئرہ روتی ہوئی مزید زور لگا کر اسے کھینچنے لگی۔

وہ سڑک کے عین بیچ گرا تھا جہاں سے وہ اسے ایک طرف لے جانا چاہتی تھی۔

آنکھوں سے آنسوں مزید تیزی سے بہنے لگے تھے وہ
ہمت کرتی اسے ایک طرف لے جانے میں کامیاب
ہوگئ تھی مگر سانسیں بری طرح سے پھول چکی تھیں
وہ بے جان ہوتی برلاس کے سینے پر آ گری۔
"شاہ۔۔۔شاہ آنکھیں کھولیں پلیز۔۔۔شاہ اٹھیں"
وہ اسکے چہرے کو اور زور سے تھپتھپانے لگی۔اسے
برلاس کی یہ حالت اور ارد گرد کا سناٹا سخت خوف زدہ
کررہا تھا۔

وہ کسی کو مدد کیلئے پکارتی بھی تو اس پر یقین کیسے کرتی اسکا محافظ ہی یہاں ساکت پڑا تھا۔

اسے بر لاس کی حالت پر شدید رونا آیا۔

"شاہ۔۔۔پ۔۔۔پلیز اٹھ جائیں۔۔۔میں کس کو بلاؤں" وہ سات سمندر پار تن تنہا بے آسرا یہاں بیٹھی رو رہی تھی لیکن اسکے یہی آنسوں کسی کیلئے راحت کا باعث بن رہے تھے۔وہ ہاتھ میں کافی کا مگ لئے ٹیرس پر کھڑی ٹھنڈی ٹھار ہواؤں کے مزے لے رہی تھیں آج انکے لئے خوشی کا دن تھا۔

"کیا ہو جاتا اگر تم اپنے بھائی سے وفا نبھا لیتی۔۔۔ مگر تم نے ایسا نہیں کیا" وہ سامنے شہر کی جگمگاتی روشنوں کو دیکھ خود سے مخاطب ہوئیں۔

"میرا بیٹا وہاں تڑپ رہا تھا اپنے مجرم کو ہنستے دیکھ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تباہی اسے خوش کرے گی۔۔۔ میرے بیٹے کی روح پر سکون ہو گی" وہ اپنے حواسوں میں جیسے نہیں تھیں سامنے موبائل کی سکرین پر وہ بے بسی کی تصویر چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ بیٹے کی محبت میں وہ بیٹی کو بھی بھول گئی تھیں۔

جو اس انجان شہر میں تنہا سڑک پر کسی کو مدد کیلئے پکار رہی تھیں کاش وہ کچھ تو ترس کھاتی ان پر۔

"م۔۔۔میں کسے بلاؤں۔۔۔ک" وہ یہاں وہاں دیکھتی کسی کو مدد کے لئے پکارنے لگی تھی جب اسکے ذہن میں جھماکے سے وہ منظر گھوم گیا جب برلاس فون لئے لئے ہی سو گیا تھا اور سکرین پر ایک شخص کی تصویر تھی۔ہاں وہ شخص۔

وہی جو اسکا باپ تھا جو اس پر اپنی جان دیتا تھا برلاس شاہ کا باپ۔

وہ برق رفتاری سے اٹھی اور برلاس کی جیبوں کی تلاشی لینے لگی اسکے سائیڈ پاکٹ میں ہی اسکا فون پڑا تھا وہ تیزی سے ہاتھ چلاتی زیحال کا نمبر ڈائل کرنے لگی کال کا رہی تھی ساتھ ہی اسکی سانسیں بھی تیز ہو رہی تھیں۔

وہ کال اٹھالے پلیز وہ اٹھالے "آئرہ کا دل چیخنے لگا تھا آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہہ رہا تھا۔

"ہیلو" کہ تب ہی کال اٹھتے اسکی نیند سے بھری آواز سنائی دی۔

"ہ۔ہیلو۔۔۔ب۔۔۔بھائی۔۔۔بھائی میں آئرہ" وہ
ہزیانی سی ہوتی بولی جب اسکی آواز پر زیحال کی
آنکھیں یکدم سے کھلی اس نے فون کی سکرین پر
جگمگاتا برلاس کا نام دیکھا۔
وہ کرنٹ کھاتا سیدھا ہو بیٹھا۔
"کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو برلاس کہاں ہے؟" وہ
شدید بے چینی سے استفسار یہ پوچھنے لگا
آئرہ اسے شروع سے لے کر آخر تک ہچکیوں میں
سب بتاتی گئی۔جسے سن کر زیحال کو اپنے پیروں تلے

سے زمین کھنچتی محسوس ہوئی تھی وہ اگلا سانس نہیں

لے سکا تھا۔

یہ آخری کال تھی جس میں وہ اپنے بیٹے پر گزری کوئی

تکلیف سن پایا تھا یہ انت تھا اسکی برداشت کا۔

وہ کب سے روتی چلی جارہی تھی سامنے بیڈ پر بے

سدھ پڑے برلاس کو دیکھ دیکھ کر جس کی صرف

سانسیں چل رہی تھیں باقی پورا وجود نیلا پڑ چکا تھا۔

ڈاکٹرز کی پوری ٹیم اسکے ارد گرد موجود تھی وہ ہاتھ

لبوں سے لگائے بے آواز روتی دل ہی دل میں اسکی صحت کی دعائیں کرنے لگی۔

وہ ایک کال تھی صرف جو سات سمندر پار بھی اسکی تنہائی ختم کر گئی تھی۔

باہر گارڈز کھڑے تھے جو بروقت پاشا کی ایک کال پر ان دونوں کو وہاں سے لے آئے تھے اور اب پورا گھر ہوسپٹل جیسا لگ رہا تھا ڈاکٹرز برلاس کو پراپر ٹریٹمنٹ دے رہے تھے۔

کہ تب ہی ایک نرس بھی اسکے پاس چلی آئی۔

"میم۔۔۔آپ بھی چیک اپ کروالیں ایک بار" اس نے نہایت مؤدب انداز میں آئرہ کو مخاطب کیا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔شاہ کیسے ہیں۔۔۔؟" اسے صرف اپنے شاہ کی پڑی تھی وہ صرف ایک بار اٹھ کر اسکا نام لے دے۔

"ڈاکٹرز انکو دیکھ رہے ہیں ہمیں آپ کا چیک اپ کرنے کا بھی آرڈر ہے پلیز آپ میرے ساتھ چلیں" وہ دھیمے لہجے میں نرمی سے بولتی آئرہ کو اپنے ساتھ دوسرے روم میں لے گئی۔

وہ جاتے ہوئے بھی سخت بے چین ہوئی پیچھے مڑ مڑ کر دیکھ رہی تھی اتنے لوگوں کے ہوتے ہوئے اسے ٹھیک سے وہ نظر تک نہیں آرہا تھا۔

نرس اسکا پورا ٹریٹمنٹ کر کر ہٹی ہی تھی کہ وہ جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"م۔۔۔مجھے انکے پاس جانا ہے "

"میم آپ پہلے یہ میڈیسن لے لیں آپ کو بہت ویکنیس ہے" وہ نرس شائستگی سے بولتی اسکے سامنے چھوٹی سی ٹرے کر گئی۔ آئرہ نے جلدی سے جان

چھڑانے والے انداز میں میڈیسن لیتے پانی کا پورا

گلاس اپنے حلق میں انڈیل لیا اور بنا اسکی ایک سنے

واپس اپنے کمرے میں آ گئی۔

جہاں برلاس موجود تھا۔ اسے ڈرپ لگی تھی اور وہ خود

دواؤں کے زیر اثر سو رہا تھا۔

اسے پہلے سے کچھ بہتر حالت میں دیکھ آئرہ کی جان

میں جیسے جان آئی تھی۔ وہ کچھ دیر مزید ان سب کو

دیکھتی رہی جب ان میں سے ایک ڈاکٹر وہی رکا تھا باقی

پورا اسٹاف جا چکا تھا۔

رات کا آخری پہر بھی ختم ہو چکا تھا جب آئرہ فجر کی

نماز ادا کر کر اٹھتی برلاس کے سرہانے بیٹھ کر قرآن

پاک کی تلاوت کرنے لگی۔

اس مشکل گھڑی میں یہ تلاوت اسکے لئے سکون کا

باعث بن رہی تھی۔

وہ پڑھ کر اٹھتی آخری پھونک برلاس کے چہرے پر مار

گئی وہ رات سے ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔

آئرہ کواب شدّت سے زیحال کا انتظار تھا وہ جانتی تھی وہ اب ایک پل بھی وہاں نہیں رکے گا اور اسکی توقع کے عین مطابق وہاں ایسا ہی ہو رہا تھا۔

وہ ایک ایک سوٹ نکال کر بیڈ پر رکھے بیگ میں سلیقے سے جما رہی تھی سامنے ہی زالے اپنے ٹوائز کے ساتھ کھیل میں مصروف تھی زامل نیچے تھا یقیناً وہ اور عبدلباری مل کر کوئی نیا ایکسپیریمنٹ کر رہے ہونگے

مگر زالے کی طبیعت میں سکون تھا ٹھہراؤ تھا اپنے بابا کی طرح۔

"مما۔۔۔ می دول۔۔۔ بم بم (مما میں ڈول کو بم بم پر بٹھادوں)؟" وہ زامل کی کار اٹھا کر معصومیت سے پوچھنے لگی۔

"یس چندا بٹھادو" وہ اپنے کام میں ہنوز مصروف ہوئی بنا اسکی جانب دیکھے بولی۔

جب زالے کے ہاتھ میں بولنے والی بک آگئی وہ ایسی تھی جس میں ساری اے بی سی اور ون سے لے کر

ہنڈریڈ تک کاؤنٹنگ تھی۔ ساتھ ہی بہت سی چیزوں کے نام اور کلرز نیم تھے

وہ جس پر بھی ہاتھ رکھتی اسی سے آواز نکلتی وہ خوش ہو کر تالی بجانے لگی

زمل نے مڑ کر اسے دیکھا اسے اس قدر خوش دیکھ اسکے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی اسے بھی اتنی خوشی زامل کو آگے بڑھتے دیکھ نہیں ہوتی تھی جتنی زالے کیلئے ہوتی تھی۔

وہ تیز تھا اپنی بہن سے حرکت اور سوچ دونوں میں۔

یہ بک بر لاس انکے لئے لایا تھا تب ہی یہ دونوں اس حد تک سیکھ چکے تھے کہ فر فر کچھ بھی سنا دیتے۔

"مما۔۔۔ اپول" وہ ایپل پر انگلی رکھتی بے حد کیوٹ انداز میں بولی۔

"یس میری جان ایپل۔۔۔ اے فار ایپل" وہ اسے پیار سے کھلاتی ساتھ پڑھانے لگی۔

"تو تیشتی۔۔۔ مما (ٹو ٹیسٹی مما)" وہ آنکھیں پٹپٹاتی کیوٹ انداز میں بولی زمل کو اور ہنسی آئی۔ وہ کچھ دیر کیلئے بھول گئی تھی کہ وہ اپنے ہبی جان کا بیگ پیک کر

رہی ہے جس کے جانے کا سوچ کر ہی اسکا دل بے حد افسردہ تھا مگر اس بار وہ ضد نہیں کر سکتی تھی۔

کیونکہ زیحال کا جانا بہت ضروری تھا۔ وہ اس وقت بھی میٹنگ جلدی ختم کرنے کی غرض سے صبح سے آفس میں ہی تھا۔

"پورا فنش کرنا ہے اوکے۔۔۔" وہ اپنی ماں کی بات پر سر ہلاتی ساتھ میں سیب بھی کھاتی رہی اور پڑھتی بھی رہی۔

"پوپل۔۔۔(پرپل)" وہ کلر نیم پر کلک کرتی اس سے نکلتے ساؤنڈ پر خود بھی وہی دہرانے لگی۔

"اید (ریڈ)" اسکی آواز ہی اتنی کیوٹ تھی کہ اسے اٹھا کر اسکے گپو سے گال پر ڈھیر سارا پیار کرنے کا دل چاہتا۔

اتنے میں زیحال کمرے میں داخل ہوا تھکن زدہ چہرہ لئے کوٹ ہاتھ میں اور شرٹ کے دو بٹن ہمیشہ کی طرح کھلے۔

کمرے میں آتے ہی اسکی پہلی نظر سید ھازالے پر گئی جس کی آوازاسکے کانوں میں رس گھول گئی تھی۔

وہ بے اختیار مسکرادیااور قدم قدم اٹھاتے اسکے عین پیچھے آبیٹھا۔

"بو (بلیو)" وہ انگلی رکھ رکھ کر پڑھ رہی تھی۔

"کیاپڑھ رہاہے میرابیٹا" وہ اسے اپنے بازوؤں کو گھیرے میں لیتے محبت سے پوچھنے لگاجب اچانک اپنے باباکے آجانے پر وہ چیخ مارتی اسکی جانب مڑتی گلے سے لگ گئی۔

اسکی اتنی خوشی دیکھ زمل زیحال دونوں نہال ہو گئے تھے زیحال کو تو اب عادت ہو چکی تھی۔

"ببا۔۔۔اوویو (بابالوویو)" وہ خود ہی اپنے بابا کے گال پر ڈھیر سارا پیار کرنے لگی۔

"اوہ میرا بیٹا۔۔۔ بابالوویو ٹو میری جان۔۔۔ کاٹوٹا" وہ زالے کو گود میں اٹھاتے پیچھے تکیے پر گر گیا وہ بھی اسکے بازو پر بیٹھی ماتھے پر لاڈ کرنے لگی۔

ان باپ بیٹی کی محبت دیکھ زمل کبھی کبھی حیران ہوتی تھی کہ کسی باپ بیٹی میں بھی اتنی شدید محبت ہو سکتی

ہے؟ وہ کون لوگ تھے جو بیٹیوں کو بوجھ سمجھتے تھے کوئی آکر اس شخص کو دیکھا جس کیلئے اسکی بیٹی اسکا سب کچھ تھی بیٹے سے زیادہ اسے بیٹی عزیز تھی۔

وہ دنیا لٹا سکتا تھا اپنی بیٹی پر۔

وہ سارے کام چھوڑ کر وہی کھڑے کھڑے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔اس نظارے سے خوبصورت نظارہ اور کوئی نہیں تھا۔

"کیا پڑھ رہا تھا میرا بیٹا" وہ اسے گود میں لے کر بیٹھ گیا اور بک اٹھائے اس سے پوچھنے لگا۔

"بابا۔۔۔دش۔۔۔ایپل" وہ سیب کی تصویر پر ہاتھ رکھتی اپنے بابا کو پڑھانے لگی۔ زیحال کو اسکے انداز پر ہنسی آئی۔ وہ اسکے گال پر اپنی مونچھوں رب کرنے لگا ہی تھا کہ زالے نے اسکے منہ پر اپنا ننھا سا ہاتھ رکھ دیا۔ "نو تشی۔۔۔ بابا یو نات۔۔۔ دنداے بی" وہ رک رک کر بولتی زیحال کو اتنی اتنی کیوٹ لگی تھی کہ بس وہ ہنس ہنس کر پاگل ہو گیا۔

اتنی پریشانیاں تھیں اسکی بیٹی نے جیسے سب ہی ختم کر دی تھیں۔

"اوکے میرا بیٹا پڑھ لیتے ہیں آپ کے ساتھ پھر
سے "

وہ اب سیریس ہو کر اچھے بچوں کی طرح پڑھنے لگا
زالے اسے ایک ایک لفظ پڑھا رہی تھی۔

زیحال کو سٹوڈنٹ کی طرح بیٹھے دیکھ زمل کو ہنسی آئی
وہ دونوں کو کھیلتا ہوا چھوڑ کر واپس سے اپنے کام میں
لگ گئی۔

"ہبی۔۔۔آپ کے کپڑے رکھ دیے۔۔۔اور کچھ رکھنا ہے؟"وہ کپڑوں کے ساتھ باقی ضرورت کا سامان بھی رکھتی سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔

جب اسکا اترا ہوا چہرہ دیکھ زیحال پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہو گیا۔

وہ اٹھ کر دھیرے سے اسکے قریب آیا اور اپنے ساتھ لگا گیا۔

"خود کو رکھ لو۔۔۔ان سب سے پہلے مجھے تمہاری ضرورت ہے" وہ اسکی گردن پر لب رکھتے گھمبیر لہجے میں بولا۔

زمل رک کر سانس لیتی اس سے پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔

" برلاس بھائی کا مکمل علاج کروا کر ہی لائیے گا انکو ایسے نہیں دیکھا جاتا" برلاس کی حالت کا سوچ کر اسکی ہیزل آنکھیں بھر آئیں۔

زیحال کے دل کو کچھ ہوا تھا وہ اسکے دونوں ہاتھ تھام گیا۔

"ان شاء للہ جا رہا ہوں تو کام پورا کر کر ہی آؤنگا "

اس نے پہلے برلاس اور آئرہ کو بھیجا تھا تاکہ برلاس علاج کے وقت یکدم سے پریشر میں نہ آئے کیونکہ وہ اسے مزید تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا مگر وہ کب جانتا تھا کہ وہاں جانے کے بعد اسکی طبعیت ٹھیک ہونے کے بجائے مزید بگڑ جائے گی۔

زمل بمشکل مسکرادی جبکہ وہ رونا چاہتی تھی وہ یک ٹک اپنے ہبی کو دیکھتی رہی پھر دھیرے سے اسکے کسر ٹتی سینے سے لگ گئ۔

"ہبی" دھیمے لہجے میں پکارا۔

"یس ہبی کی جان" ہمیشہ کی طرح محبت بھرا جواب آیا تھا۔

"آپ کیوں جا رہے ہیں" اسے جیسے بار بار دورے سے اٹھ رہے تھے کہ وہ کیوں جا رہا ہے اسے نہیں جانا چاہئے تھا لیکن پھر وہ خود کو سمجھاتی کہ اسکا جانا

ضروری تھا مگر وہ بھی کیا کرتی اس بار دل ہی عجیب طرح سے گھبرا رہا تھا وہ خود بھی اس گھبراہٹ کو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"ضروری ہے میری جان" وہ ہر بار اسے اتنے ہی نرم لہجے میں جواب دیتا۔

اسے غصّہ کیوں نہیں آتا تھا اس لڑکی پر۔ باہر وہ آگ بگولہ ہو کر رہتا تھا اور یہاں جیسے اسکی صورت نظر آتے ہی پاشا بے کہیں چھپ جاتا تھا۔ اتنی ٹھنڈی طبعیت جس کی کوئی حد نہیں ہوتی تھی۔

"تو آپ ڈاکٹر کو کہنا کہ جلدی جلدی علاج کر دے"

اسکی بات پر زیحال مبہم سا مسکرا دیا۔

"وہ اپنے طریقے سے ہی علاج کرے گا ناں میری جان کے ٹوٹے" وہ اسکی چھوٹی سی ناک دبا کر پیار سے بولا۔

"اچھا۔۔۔ پھر صحیح ہے" اسکی آواز ایک دم سے بجھ سی گئی بس اسے قبول کرنا تھا کچھ دن یہ فاصلہ اپنے ہبی سے۔

"میں نے زامل کو نیچے سمجھا دیا ہے وہ تمہیں تمہیں
تنگ نہیں کرے گا اسے اپنے تاہ کے آنے کی بہت
خوشی ہے"

واقعی اپنے تاہ کو دیکھنے کیلئے وہ اس بات پر بھی ہاں کر گیا
تھا کہ اسکے بابا کچھ دن ان دونوں کو سٹوری سنا کر نہ
سلائیں اور نہ باہر لے کر جائیں یہ ڈیوٹی کچھ دن کیلئے
اسکے پامیر بابا اور یاقوت بابا کے سر آنے والی تھی۔

"اور یہ ؟" زمل نے بھنویں اچکا کر بیڈ پر بیٹھی زالے
کی جانب اشارہ کیا۔

زیحال مسکرا کر زالے کے پاس آیا اور اسے گود میں اٹھا گیا۔

"یہ تو میرا سمجھدار بیٹا ہے۔۔۔ ہیں ناں" اسکی بات سمجھے بغیر ہی زالے تیزی سے سر ہاں میں ہلانے لگی۔

"بس پھر۔۔۔ بابا آپ سے کچھ دن کیلئے دور جائیں گے پھر" اس سے پہلے وہ بات پوری کرتا زالے اسکے گلے سے لپٹ گئی۔

"نو۔۔۔ بابا" اسکے بے ساختہ نو پر زمل بے چین سی ہوئی وہ نہیں رہ سکتی تھی اپنے بابا کے بغیر۔

"ہبی۔۔۔یہ زامل نہیں ہے۔۔۔جسے آپ کسی کا لالچ دے دیں گے" وہ زالے کا ننھا سا ہاتھ تھامتی سنجیدگی سے بولی۔

یہ لمحہ زیحال کیلئے سخت پریشانی والا تھا وہ تو زالے کو روتے ہوئے بھی چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔

"میرا بیٹا۔۔۔بابا آپکے تاہ کو لے کر آئیں گے ناں" وہ اسکی ٹھوڑی تھامے لاڈ سے سمجھانے لگا۔

"تاہ؟" تاہ کے ذکر پر اسکی بٹن سی آنکھیں تھوڑی پھیل گئیں۔

"یس" زیحال کو لگا تھا کہ وہ مان گئی لیکن وہ غلط تھا وہ اسکے کندھے سے اور بھی چپک گئی۔

"نو۔۔۔دائے وانت ببا (نوزالے کو بابا چاہئے)" وہ کسی طور بھی اسکی بات ماننے کو تیار نہیں تھی زیحال نے پریشان کن نظروں سے زمل کی جانب دیکھا۔

وہ کیا کہتی یہ بھی نہیں بتا سکتی تھی کہ اس بار وہ نہ جائے اس کا دل بری طرح سے گھبرا رہا ہے وہ رک جائے مگر وہ خود غرض نہیں تھی بر لا اس بھی اسکے لئے اتنا ہی ضروری تھا۔

"اسے مجھے دیں" زمل اسکی گود سے زالے کو لے کر دوسری طرف لے گئی اور ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا کر اسکے کان میں کچھ کہنے لگی۔

"نو" زالے نے آنکھیں بڑی بڑی کرتے ترنت کہا۔

"یس اینڈ اگر ابھی آپ نہیں مانے تو گندہ مونسٹر آپ کے تاہ کو لے جائے گا اور کھا جائے گا"

وہ اسے باقاعدہ ہاتھ سے مونسٹر کی لمبائی چوڑائی بتانے لگی۔

"تاہ۔۔۔یم یم ؟" وہ اشارے سے پوچھ رہی تھی کہ وہ اسکے تاہ کو واقعی کھا جائے گا زیحال پیچھے کھڑا اپینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ان دونوں کو دیکھ مسکرا رہا تھا۔

"یس اور پھر تاہ آپ کو نہیں ملیں گے وہ بہت گندہ مونسٹر ہے بڑا اور ڈراؤنا۔۔۔اب آپ جلدی سے بابا کو کہو کہ آپکے تاہ کو جلدی سے لے آئیں"

"بابا" اپنی ماں کی بات سنتے ہی وہ فورا بولی تھی زیحال فورا سے اسکے پاس آگیا۔

"جی بابا کی جان "

"بابا۔۔۔ می۔۔۔ وانٹ تاہ" اسے اب واقعی اپنا تاہ

چاہئے تھا وہ مونسٹر کے ذکر پر ہی ڈر گئی تھی اسکی جگہ

زامل جیسا افلاطون ہوتا تو الٹا مونسٹر کو ہی مارنے کی

دھمکی دے دیتا۔

"اوکے بیٹا۔۔۔ بابا جلدی سے آپ کے تاہ کو لے کر

آئیں گے اس گندے مونسٹر کی پٹائی کر کر اوکے" وہ

زمل کے پیچھے کھڑا اسے اپنے ساتھ لگائے زالے کو

بھی اٹھا گیا اور اسکے ساتھ لاڈ کرنے لگا۔

زمل ان دونوں کے بیچ کھڑی ہنس رہی تھی۔یہ فیملی ایک ساتھ بہت خوبصورت لگتی تھی کسی کی نظر اسے نہ لگے۔

وہ مان گئی تھی اور اسکا ماننا ہی زیحال کو پر سکون کر گیا تھا۔

پامیر اور یاقوت اسکا بیگ لے کر باہر چلے گئے تھے جیسے جیسے وقت بڑھ رہا تھا زمل کا دل اور بھی بے چین ہوتا چلا جارہا تھا وہ کیا کرتی کسے بتاتی کہ اسکا دل ڈوب رہا ہے وہ خود کو خود ہی یہ کہہ کر سمجھانے لگی تھی کہ

کچھ دن کی بات ہے اسکے ہبی کا جانا ضروری ہے وہ کبھی دور نہیں ہوئی اس لئے اب بھی دل بے چین ہے۔

"اپنا بہت سارا خیال رکھنا اور کچھ بھی چاہئے ہو یا قوت اور پا میر سے کہنا۔۔۔خود گھر سے باہر مت نکلنا اوکے" وہ جاتے جاتے زمل کو اپنے ساتھ لگا کر نرمی سے سمجھانے لگا۔

"اور شکل سیدھی کر وایسے منہ بناؤ گی تو کیسے جا سکونگا" وہ اسکا اترا ہوا منہ دیکھ خود بھی بے چین ہوا۔

"آپ بس برلاس بھائی کو لے کر جلدی آئیں اسکے بعد میں آپکو کمرے سے بھی نکلنے نہیں دونگی "

اپنی پٹر پٹر چلتی زبان پر وہ خود ہی گڑ بڑا گئی۔

"اوکے جاناں۔۔۔۔جو حکم" وہ پھر بھی اسکے ماتھے پر لب رکھتے زامل زالے کی جانب مڑ گیا تینوں چاروں بچوں سے ملتے وہ گاڑی میں جا بیٹھا تھا زالے کا ضبط یہی تک کا تھا۔

جیسے ہی زیحال کی گاڑی آگے بڑھی وہ زمل کی گود سے اترنے کی کرتی رونے لگی۔

"بابا" اسے اپنے بابا ابھی چاہئے تھے اسکے یکدم سے

رونے پر زمل سخت پریشان ہوئی وہ تو پا میر یہی موجود

تھا جو زالے اور باقی بچوں کو لے کر گھمانے نکل گیا تھا

زمل شکر پڑھتی اندر آ گئی۔

"تمہارا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے" مشی کب سے اسے

دیکھ رہی تھی۔

"کچھ بھی نہیں" وہ سر سری سے انداز میں بولتی وہی

صوفے پر بیٹھ گئی دل تو چاہا رو دے۔

۔۔۔۔۔

یہ ایریا سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا۔ دور تک پھیلا وسیع رن وے، جس کے کناروں پر مدھم لائٹس جل رہی تھیں، جو شام کی خاموشی کو اور گہرا کر رہی تھیں۔ ہلکی ٹھنڈی ہوا میں ایندھن کی مخصوص بو شامل تھی، جیسے ہر چیز کسی بڑے راز کی گواہ ہو۔

رن وے کے بیچوں بیچ ایک لگژری پرائیویٹ جیٹ کھڑا تھا۔

چمکتا ہوا، سفید باڈی پر ہلکی سنہری لائننگ، جو اس کی شان و شوکت کو مزید بڑھا رہی تھی۔ سیڑھی کے

قریب دو سکیورٹی گارڈز سیاہ سوٹ میں مستعد کھڑے تھے،ان کی نظریں ہر حرکت پر جمی ہوئی تھیں۔

کہ تب ہی کچھ فاصلے پر کالی گاڑی آکر رکی۔اسکے دروازے کھلتے ساتھ پاشا باہر نکلا تھااور ساتھ ہی یاقوت بھی۔

انکو دیکھ گارڈز آگے آگئے۔

سیاہ کوٹ، اندر سفید شرٹ، چہرے پر وہی پر اسرار سنجیدگی۔ یہ اسکی شخصیت تھی لوگوں کیلئے اسے مسکراتے ہوئے دیکھنا صرف خواب تھا۔

"وہ آئے گا ضرور آج جو میٹنگ میں اسکے ساتھ ہوا ہے اسکے بعد وہ چپ نہیں بیٹھے گا"

جیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے یاقوت سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"وہ کچھ نہیں کر پائے گا تم صرف اپنا اور پامیر کا خیال رکھنا میں جلدی واپس آؤنگا" وہ رک کر یاقوت کی جانب مڑا۔

وہ کب سے اسی لمحے کے انتظار میں تھا کہ کب زیحال اسے گلے سے لگائے۔

"زمل اور بچے تمہارے حوالے ہیں"

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔" وہ شائستگی سے بولتا سر خم کر گیا۔

وہ مسکرا کر آہستہ آہستہ جیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

ہوا نے اس کے کوٹ کو ہلکا سا اڑایا، جیسے راستہ خود اس کے لیے بن رہا ہو۔

سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہوئے اس نے ایک لمحے کو رُک کر پیچھے دیکھا اندھیری ہوتی رات، خاموش شہر، اور وہ سب کچھ جو وہ پیچھے چھوڑ رہا تھا۔

چہرے پر پھر سے سنجیدگی چھا گئی۔

وہ اندر داخل ہوا، اور چند لمحوں بعد جیٹ کے دروازے بند ہو گئے۔

انجن کی آواز فضا میں گونجنے لگی تھی، اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ پرائیویٹ جیٹ شام کے سناٹے کو چیرتا ہوا آسمان کی وسعتوں میں گم ہو گیا ایک ایسے سفر پر، جس کا انجام ابھی کسی کو معلوم نہیں تھا۔

97/3

رات دھیرے دھیرے تاریکی میں ڈوب رہی تھی

۔اسی رات میں وہ شہر کی روشنیوں سے بھری سڑکوں کو پیچھے چھوڑتی آخر کار اپنے گھر کے دروازے تک آ پہنچی تھی۔

گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے وہ چابی ہاتھ میں گھماتی ہوئی اندر کی جانب بڑھ گئی گھر بھی باہر سے لاک تھا وہ انلاک کرتی دروازہ کھول کر جیسے ہی اندر داخل ہوئی تو ہلکی سی خاموشی نے اس کا استقبال کیا

مگر یہ وہ سنّاٹا نہیں تھا جو تنہائی کا ہو، بلکہ جیسے کسی کی سانسیں اس کے انتظار میں تھمی ہوئی ہوں۔

وہ آج بھی پارٹی سے لوٹی تھی یہ اس ہفتے کی اسکی چوتھی پارٹی تھی جن سے وہ رات گئے گھر لوٹتی تھی۔

سیاہ رنگ کی خوبصورت ڈریس، ہلکا سا میک اپ جو اب تھکن سے مدھم پڑ چکا تھا، اور ہیلز کی آواز جو خالی لاؤنج میں گونج رہی تھی۔

وہ بظاہر مضبوط، پُرکشش اور پُراعتماد عورت تھی۔

مگر اندر کہیں ایک خلا تھا۔

وہ پرس صوفے پر رکھتی سر پیچھے کی جانب پھینکتی

آنکھیں موند گئی تھکاوٹ سے پورا وجود پتھرا گیا تھا

اسکا شدّت سے دل چاہا جا کر سیدھی بیڈ پر ڈھے جائے

اور پھر زندگی میں کبھی نہ اٹھے۔

لیکن تب ہی اچانک اسے ایک ننھی سی آواز سنائی دی

اس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔

"ماما" معصومیت بھری آواز اور انداز جسے دیکھ پتھر

بھی پگھل جائے۔

مگر اسکا دل شاید پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا تب ہی وہ اسکی آواز کی نمی کو بھانپ نہیں سکی تھی۔ وہ رونا چاہتا تھا۔

دروازے کے پاس کھڑا اس کا چھوٹا سا بیٹا۔ نیند سے بھری آنکھیں، ہاتھ میں اپنا چھوٹا سا ٹوٹا ہوا کھلونا، اور چہرے پر بے انتہا معصوم انتظار۔

"وائے یو شو لیٹ ماما باش ویٹنگ فال یو (آپ اتنی لیٹ کیوں ہو گئی ماما بر لاس آپ کا ویٹ کر رہا تھا) "

اتنی معصومیت اتنی محبت کاش وہ محسوس کرتی کاش وہ اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیتی اسے کتنی ضرورت تھی اپنی ماں کی۔

ایک لمحے کے لیے جیسے ساری چمک دمک، پارٹی کی ہنسی، اور لوگوں کی تعریفیں سب بے معنی ہو گئیں۔

وہ آہستہ آہستہ اس کے پاس گئی، گھٹنوں کے بل بیٹھ کر گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"آئی میڈ دش فار یو (آئی میڈ دس فار یو)"

اس نے دھیرے سے ایک نوٹ بک اپنی ماں کی

جانب بڑھائی

جس پر ایک سادہ سی تصویر تھی ایک گھر۔۔۔ایک

چھوٹا سا بچہ۔۔۔اور اس کے ساتھ ایک بڑی سی

عورت، جس کے اوپر دل بنا ہوا تھا۔

وہ ڈرائنگ دیکھ اس کے چہرے کے تاثرات بگڑے

اس نے کرخت نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا اور

ڈرائنگ لے کر دو حصّوں میں پھاڑ دی۔

"آئندہ ایسی بکواس ڈرائنگ کرنے کی کوشش مت کرنا سمجھے" وہ اسکا بازو تھام کر جھنجھوڑتی غصّے سے پھنکاری تھی۔

ان معصوم آنکھوں میں تیزی سے نمی بھر گئی وہ رونا چاہتا تھا اور رو بھی پڑا تھا۔

"ایک آنسوں بھی نہ نکلے تمہاری آنکھوں سے" اسے اس کے رونے پر اور بھی غصّہ آیا تھا۔

"جس چیز سے مجھے نفرت ہے تم میرے سامنے وہی لے کر آرہے ہو مجھے نفرت ہے تم

سے۔۔۔ سمجھے۔۔۔" وہ حقارت آمیز لہجے میں بولتی اسے خود سے دور دھکیل گئی یہ لمحہ اس کے ننھے سے دل پر نقش ہو گیا تھا۔

وہ تو چلی گئی تھی مگر وہ ننھی سی جان کتنی ہی دیر روتی رہی تھی اسکے آنسوں صبح تک اسکے چہرے کے تاثرات بلکل ہی تبدیل کر گئے تھے۔

جس کے بعد گھر میں وہ ہنگامہ ہوا تھا جو وہ کبھی نہیں بھلا سکتا تھا۔

"تم اتنی سفاک عورت ہو مجھے اندازہ نہیں تھا" وہ

اپنے بیٹے کو گود میں لئے غصّے سے دھاڑا تھا۔

"کیوں۔۔۔بتادیا تمہارے سکیورٹی گارڈ نے کہ میں

رات کو لیٹ آئی تھی "

اسے جیسے فرق ہی نہیں پڑا تھا۔

"یہ بھی بتادیا کہ تم ہر دوسرے دن اسی طرح گھر آ

رہی ہو اور میرا بیٹا؟ اسے تم گھر میں اکیلا چھوڑ کر چلی

گئی وہ کھیل میں خود کو کچھ کرلیتا تو؟ "

سوچ کر ہی اسکا دل بری طرح سے گھبرا رہا تھا وہ اپنے بیٹے کو مزید اپنے ساتھ لگا گیا جو اپنے بابا کے ساتھ لگے بری طرح سے رو رہا تھا۔

"ہو ہی نہ جائے اسے کچھ" وہ اتنے لاپرواہ سے انداز میں بولی تھی کہ اس شخص کا خون یکدم سے کھول اٹھا۔لاؤنج میں تھپڑ کی زوردار آواز گونجی تھی۔

وہ اپنے رخسار پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو گویا اسے آنکھوں سے ہی سالم نگل جائے گا۔

"تم۔۔۔اپنی حد پار کر رہی ہو۔۔۔بیٹا ہے یہ ہمارا" وہ اسے ہوش میں لا رہا تھا مگر وہ اب مر کر بھی اپنے ساتھ ہوئی ناانصافی نہیں بھول سکتی تھی۔

"نہیں ہے یہ میرا بیٹا۔۔۔ نہیں ہے" وہ اس سے بلند آواز میں چلائی تھی۔

دونوں کی آواز بلند ہوتے دیکھ وہ ننھی سی جان سسکیاں لے کر رونے لگا تھا۔

"میں نہیں مانتی اسے اپنا بیٹا۔۔۔ نفرت مجھے اس سے اور تم سے" وہ اسے سخت الفاظ بولتی حواس کھو رہی

تھی وہ لہجہ جو ایک شوہر کے سامنے اپنا نادنیا کی نظر میں بے حد غلط تھا۔

"یہ تھپڑ۔۔۔یہ میں تمہیں وہاں ماروں گی جہاں تم سمبھل تک نہیں پاؤ گے۔۔۔سنا تم نے" وہ غصّے سے دھاڑتی روتی ہوئی گھر سے باہر نکل گئی۔

وہ اسے جاتے ہوئے دیکھے گیا جب اس کی نظر بے اختیار برلاس پر گئی وہ روتے ہوئے سانس بھول گیا تھا

۔

"برلاس۔۔۔برلاس کیا ہوا بیٹا۔۔۔سانس لو" وہ سب کچھ بھولے اسکی پیٹھ زور سے تھپتھپانے لگا۔

جب اسے زور کی ہچکی آتی سانسیں واپس آئیں۔

وہ کتنی ہی دیر چپ نہیں ہوا تھا وہ کیا کرتا اس عورت کا جس نے اس ننھی سی کلی کو اپنی نفرت میں مسل کر رکھ دیا تھا۔

"م۔۔۔ماما" وہ روتے ہوئے بھی اپنی ماں کو پکار رہا تھا جب اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھ اسفند کو اپنا آپ کسی کھائی میں گرتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

اس نے از حد مجبور ہوتے اپنی موبائل اٹھایا اور ایک نمبر ڈیل کرتے فون کان سے لگالیا۔

کال جارہی تھی اور یہاں برلاس کی حالت بگڑ رہی تھی۔

"میرے بیٹے کو ضرورت ہے تمہاری" آواز بلکل شکست خوردہ تھی مقابل نے رک کر سانس لی۔

"میرا بیٹا مجھے لادو" اسکی بات سن کر اسفند کا دل رک رک کر دھڑکنے لگا ایک ساتھ کئی سارے ملال اسے بری طرح سے گھیر گئے۔

وہ فون بند کرتے اپنے بیٹے کو اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا۔

"ایم سوری بیٹا۔۔۔ایم ویری سوری۔۔۔ تمہارا باپ ایک اچھا انسان نہیں ہے۔۔۔میں تم سے کیسے معافی مانگوں گا۔۔۔کیسے" وہ تڑپ کر اپنے بیٹے کے ننھے ہاتھ اپنے لبوں سے لگا گیا۔

مگر اس وقت اسے ایک ماں کی ضرورت تھی اور دوسری جانب ایک آغوش اس ننھی سی جان کو اپنے آنچل میں سمیٹ لینے کو تیار تھی۔

"ماما۔۔" وہ روتے ہوئے اپنی ماں کو پکار رہا تھا۔

"ماما۔۔۔م۔۔۔۔ماما" وہ سر دائیں سے بائیں جانب مارنے لگا تھا ہونٹ دھیرے دھیرے پھڑ پھڑانے لگے۔

جب اسکی آواز سن کر آئرہ ایک ہی جست میں کمرے میں آئی۔

وہ ہوش میں آرہا تھا۔ وہ دوڑ کر اسکے پاس آبیٹھی۔

"شاہ۔۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر نرمی سے جگانے لگی۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں مجھے" وہ کچھ بڑبڑا رہا تھا سر دائیں سے بائیں وہ اور تیزی سے مارنے لگا ایک برے خواب نے اسے بری طرح سے جکڑ لیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کی پو پھوٹ چکی تھی سورج اپنی کرنیں چاروں سو بکھیر گیا تھا چرند پرند اپنے اپنے رزق کی تلاش میں نکل چکے تھے۔ وہی لوگ بھی اپنے اصل ٹھکانوں کی جانب بڑھ چکے تھے زندگی گویا پھر سے اپنے ڈگر پر آ گئی تھی مگر ایک وہ تھی جس کی زندگی ایک ہی جگہ

رک سی گئی تھی وہ صبح سے کتنے ہی چکر کمرے میں لگا چکی تھی مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا رات سے ہی وہ دواؤں کے زیر اثر سو رہا تھا۔

ایک طرف اسے پر سکون دیکھ آئرہ کا دل مطمئن ہوا تھا مگر وہی دوسری جانب اسکے بغیر اسے اپنا آپ خالی خالی سا لگ رہا تھا۔

وہ اگر رات سے بھوکا تھا تو کھایا اس نے بھی کچھ نہیں تھا۔ وہ بھوکی پیاسی اسکے انتظار میں بے چین تھی۔

وہاں یاقوت سے زیحال کے بارے میں بار بار پوچھ

رہی تھی کیونکہ اب اسکی آخری امید وہی ایک شخص

تھا۔زیحال کے آجانے سے اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے

سب ٹھیک ہو جائے گا گرم ہوا ابھی برلاس شاہ کو چھو

کر نہیں گزر سکتی تھی۔

پتہ نہیں اسے کیوں اس شخص پر اتنا یقین تھا صرف

اسے ہی نہیں بلکہ اس سے جڑے ہر شخص کو لگتا تھا کہ

وہ انکے ہر مسلے ہر پریشانی کا حل ہے صرف ایک

زیحال خان آفندی کے ہونے سے کتنے ہی لوگ مکمل ہو رہے تھے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

وہ اب اسکے پاس تھی جو پہلے اسکے ہوش میں نہ آنے پر پریشان تھی لیکن اب ہوش میں آنے کے بعد اسکی باتیں سن کر آئرہ کو اس سے خوف آنے لگا تھا۔

"نہیں" وہ زور سے چیختا یکدم سے اٹھ بیٹھا۔اسے یوں اٹھتے دیکھ آئرہ اچھل کر پیچھے ہٹی تھی۔اور بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

دونوں کی نظریں ملی تھیں۔ایک میں اجنبیت تھی جو دوسرے کی آنکھوں میں چھلکتی اپنائیت کو لرزا گئی تھی۔

"ش۔۔۔شاہ۔۔۔آپ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" وہ ہمت کرتی دھیرے سے آگے آتی اسکا ہاتھ تھامنے کی کوشش کرنے لگی ہی تھی کہ وہ برق رفتاری سے اپنا ہاتھ چھڑواتے اسے خود سے دور دھکیل گیا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔مم۔۔۔میرے پاس مت آنا۔۔۔دور۔۔۔۔دور ہٹو۔۔۔بابا" وہ کمرے میں اپنے بابا کو تلاش کرتا ہزیانی سے انداز میں چیخنے لگا۔
اسکے اس اچانک رویے پر آئرہ اگلا سانس نہیں لے سکی تھی کیا یہ اس پر آئی کوئی آزمائش تھی جس میں اسے بیوی بننا تھا ایک زمے دار بیوی۔
وہ جیسے سکتہ میں چلی گئی تھی جب اسکی چیخیں آئرہ کو یکدم سے ہوش میں لے آئیں وہ اپنے آنسوں صاف کرتی بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شاہ۔۔۔میں ہوں۔۔۔آئرہ ریلیکس" وہ اسے کسی بچے کی طرح بہلانے لگی تھی مگر وہ اسکی جانب دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔

"میرے۔۔۔میرے پاس مت آنا۔۔۔بابا۔۔۔بابا" وہ اس سے خوفزدہ ہوتے بیڈ پر پیچھے کو سرکنے لگا۔

"میں۔۔۔میں انکو بلا کر لاتی ہوں۔۔۔آپ پلیز ریلیکس ہو جائیں۔۔۔پانی۔۔۔پانی پیئیں" وہ پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھا گئی۔

جسے ہاتھ میں لیتے وہ پوری قوت سے فرش پر دے مار گیا۔

"تم نے سنا نہیں۔۔۔۔۔ دور رہو مجھ سے۔۔۔ دور" وہ فرش پر اترتے بری طرح سے دھاڑتا آئرہ کو لرزنے پر مجبور کر گیا۔

"تم۔۔۔ تم مجھ پر چلا رہی ہو۔۔۔ تم بری ہو۔۔۔ تم بہت بری ہو" وہ ٹیبل پر پڑی چیزیں اٹھا کر فرش پر پھینکنے لگا۔

جس پر آئرہ پیچھے دیوار سے جا لگی کتنی ہی چیزیں اسکے قدم بوس ہوئی تھی جن میں واس کا ایک ٹکڑا اسکے پیر کی چھوٹی انگلی کو بھی زخمی کر گیا تھا۔

"تم بری ہو۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔تم مجھے مارتی ہو۔۔۔تم مجھے مارتی ہو۔۔۔تم بری ہو" وہ حواس باختہ سا چیخنے لگا تھا آنکھوں سے آنسوں تیزی سے بہنے لگے۔

"شاہ۔۔۔شاہ میں ہوں۔۔۔میں آئرہ" وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسکا ایک بار چلاناوہ اس وقت یاد کر لے گا۔

وہ گزری شام اس پر چلائی تھی جسے بر وقت وہ بھول گیا تھا مگر اسکا ذہن ایسی باتوں کو کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا تھا جو بچپن سے اسکے ذہن پر نقش ہو رہی تھیں۔

"تم۔۔۔مجھے مارتی ہو۔۔۔تم بہت بری ہو" وہ خود کو خود ہی زخمی کرنے لگا تھا ایسے وقت میں اسکا ذہن

بلکل مفلوج ہو جاتا تھا وہ خود کو زخمی کر کر سامنے

والے پر ڈال دیتا تھا اور اب بھی وہی کر رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔پلیز نہیں۔۔۔ہوش میں آئیں

شاہ۔۔۔پلیز" وہ بری طرح سے روتی آگے آکر اسکے

ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرنے لگی تھی کہ وہ اسے پھر

سے دور دھکیل گئی۔

"مم۔۔۔میرے پاس مت آنا۔۔۔نہیں

دور۔۔۔دور رہو مجھ سے سنا نہیں تم نے" وہ اور تیز

دھاڑتا کمرے کی در و بام تک کو لرزا کر رکھ گیا تھا۔

وہ بری طرح سے روتے ہوئے خود کے بال نوچنے لگا

جب اسے یوں دیکھ آئرہ تڑپ کر منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

اس گھر سے آواز باہر نہیں جا سکتی تھی اور نہ ہی وہ

برلاس کو ایک پل کیلئے بھی اکیلا چھوڑ کر باہر بیٹھے گارڈ

کو بلانے جا سکتی تھی۔

"شاہ۔۔۔میری بات

سنیں۔۔۔پ۔۔۔پلیز۔۔۔۔نہیں" اسکے ہاتھ میں

گلاس کا ٹکڑا دیکھ وہ یکدم سے چیخ اٹھی۔

"نہیں ۔۔۔ نہیں پلیز نہیں ۔۔۔ اسے رکھ

دیں ۔۔۔ پلیز آپ ۔۔۔ آپ تو اچھے بچے ہیں

ناں ۔۔۔ رکھیں اسے" وہ کانپ گئی تھی اسکا اگلا عمل

سوچ کر ہی۔

"میں ۔۔۔ میں برا ہوں ۔۔۔ ت ۔۔۔ تم نفرت کرتی

ہو مجھ سے" وہ روتے ہوئے آستین سے اپنی آنکھیں

پونچھنے لگا۔

"نہیں ۔۔۔ میں بہت محبت کرتی ہوں آپ

سے ۔۔۔ بہت "

"تم۔۔۔ تم جھوٹی ہو۔۔۔ تم نفرت کرتی ہو۔۔۔ نفرت" وہ اور زور لگا کر پوری قوت سے دھاڑا۔ جب کانچ اسکی کلائی تک جاتے دیکھ آئرہ یکدم سے چیختی اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتی آنکھیں زور سے میچ گئی۔

وہ سانس روکے شل ساکت کھڑی ہو گئی جب اسے برلاس کی جان لیوا سسکیاں سنائی دی وہ دھیرے سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی۔

جب اسکی نظر سامنے کھڑے زیحال پر گئی تھی۔ اس کا دل دھک سے رک گیا۔ وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں سیدھی ہوتی اسے دیکھے گئی۔

برلاس کا ہاتھ اسکے ہاتھوں میں تھا وہ چاہ کر بھی اپنا ہاتھ نہیں چھڑوا پایا۔

اسکی بھوری آنکھوں نے لمحے سے پہلے اس چہرے کو پہچانا تھا یہ چہرہ اس مہربان کا تھا جو اسکے لئے اسکا سب کچھ تھا وہ اسکا باپ تھا برلاس شاہ کا باپ۔

"ب۔۔۔ بابا" اسکے ہونٹ بے ساختہ پھڑ پھڑائے آنکھوں سے آنسوں ابل کر تیزی سے بہہ نکلے۔

"یہ مجھے دو۔۔۔" وہ نرمی سے اسکے ہاتھ سے وہ ٹکڑا لے کر ایک جانب پھینک گیا۔

"بابا" وہ اسے پکارتے ہوئے تڑپ کر اسکے سینے سے لگ گیا اور بری طرح سے بلک بلک کر بچوں کی طرح رونے لگا۔ اسکے اس طرح رونے پر آئزہ منہ پر ہاتھ رکھتی بے آواز رونے لگی۔

کتنا مشکل تھا اپنے محبوب شوہر کو اس قدر تکلیف میں مبتلا دیکھنا۔ وہ زیحال سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

وہ کچھ نہیں کہہ سکا وہ خاموش تھا بلکل۔

اگلے دو گھنٹے پر سکون گزرے تھے آئرہ کو حیرت بھی تھی کہ وہ کیسے اتنی پر سکون نیند ایک دم سے سو گیا۔

اسکا ذہن تیزی سے پیچھے گھوم گیا جب اس کی نظر بے دھیانی میں زیحال کے ہاتھ میں پکڑے انجیکشن پر گئی تھی۔

مطلب وہ اب بھی دواؤں سے ہی پر سکون ہوا تھا۔
مگر وہ خوف زدہ تھی وہ تب سے ہی کمرے سے باہر تھی۔

یہ ایک ہوسپٹل کا منظر تھا جہاں لوگ پریشان حال سے اندر باہر جا رہے تھے یہ واحد پوری دنیا میں ایسی جگہ تھی جہاں آکر لوگوں کی امیدیں صرف ٹوٹتی تھیں اپنے صرف بچھڑتے تھے مگر کچھ خوش قسمت لوگ اپنی قسمت میں رب سے کچھ اور سانسیں لکھوا

کر واپس کو لوٹ جاتے تھے وہ بھی اسی امید سے یہاں آیا تھا۔اسکا ذہن دوسری جانب جا ہی نہیں سکتا تھا یا وہ لے جانا نہیں چاہتا تھا۔

وہ یک ٹک سامنے بیٹھے سائیکاٹرسٹ کو دیکھے گیا جو سامنے رکھی رپورٹس کو بغور دیکھ رہا تھا۔

گھڑی کی ٹک ٹک کرتی سوئی اسکے لئے بے چینی کے بڑھنے کا سبب بن رہی تھی۔

وہ زندگی میں پہلی بار کسی کو اپنا روپ نہیں دکھا پایا تھا وہ یہاں مکمل بے بس تھا کیونکہ معاملہ اسکے بیٹے کا تھا۔ جس کی بیماری اسے یہاں تک کھینچ لائی تھی۔

"زیحال۔۔۔مجھے ان رپورٹس میں وہ نظر نہیں آرہا جو ایکچوئل میں ایسے مریضوں کے ساتھ مسلہ ہوتا ہے"

وہ رپورٹس کو بغور دیکھ کچھ تشویش سے بولے۔

"کیا مطلب؟" وہ واقعی انکی بات نہیں سمجھا تھا مگر انکی بات اسے الجھا ضرور گئی تھی۔

"دیکھو میں شروع سے برلاس کا علاج کر رہا ہوں ہم نے اسے اس ٹراما سے نکال دیا تھا اور یہ سٹیج اسکی عمر کا ایسا ہے جس میں وہ ان باتوں کو یاد کر کر اتنا برا افیکٹ نہیں ہو سکتا جتنا ان رپورٹس سے لگ رہا ہے"

وہ خود بری طرح سے الجھا ہوا تھا وہ عمر میں زیحال سے چند سال بڑا تھا جو زریاب خان کے ذریعے زیحال تک پہنچا تھا اور شروع سے برلاس کے علاج میں شامل رہا تھا۔

اس شخص پر زیحال برلاس کیلئے آنکھ بند کر کر یقین کر سکتا تھا۔

"تب ہی اسے اسکی بات بری طرح سے حیران و پریشان کر گئی تھی۔

"میں نے اس پر غصّہ کیا تھا اسکے بعد سے وہ ایسا ہو گیا" اسکے انداز میں افسوس، پچھتاوا کیا کچھ نہیں تھا۔

"جانتا ہوں وہ تم سے کتنا اٹیچ ہے۔۔۔ لیکن اسکے بعد بھی اسکی اتنی حالت بگڑ جانا ممکن ہے "

وہ اپنی بات پر اٹل تھا تب ہی زیجال ٹیک چھوڑے سیدھا ہو بیٹھا۔

"میں کیا سمجھوں تمہاری بات سے۔۔۔ کیا اب اسکا کوئی علاج نہیں؟" وہ ضبط سے قدرے ٹھہرے لہجے میں استفسار یہ پوچھنے لگا۔

"علاج ہے۔۔۔ لیکن اس سے پہلے ہمیں اصل جڑ تک پہنچنا ہے کہ برلاس کے ساتھ اچانک سے یہ سب کیوں ہونے لگا ہے تب ہی ہم علاج پھر سے شروع کر سکیں گے "

اسکی باتیں زیحال کو سخت پریشانی میں مبتلا کر گئی تھیں۔یہ اتنا آسان نہیں تھا جتنا وہ سوچ کر آیا تھا

سڑک پر معمول کے مطابق ٹریفک تھا جب انہی گاڑیوں میں سے ایک گاڑی اپنا راستہ بناتی ہوئی آگے آتی ایک ریسٹورنٹ کے باہر آرکی۔

وہ آنکھوں پر لگے برنڈڈ سن گلاسز اتار کر پرس میں رکھتی اس ریسٹورنٹ کے اندر چلی گئیں۔

ان کے دم سیدھے تھے جیسے اپنی منزل وہ پہلے سے جانتی ہوں۔

وہ ایک ٹیبل پر آ رکی اور صوفے پر ایک ادا سے بیٹھ گئیں انکی بھوری آنکھوں میں بہت کچھ تھا اگر سامنے والا سمجھ لیتا تو۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ اس سے بے حد خوش دلی سے مخاطب ہوتی ہاتھ آگے بڑھا گئیں سامنے بیٹھی عورت نے انکے ہاتھ کو دیکھا۔

عمر رسیدہ ہو کر بھی وہ اپنی صورت سے کم عمر کی ہی لگ رہی تھیں انہیں تشویش ہوئی کوئی اتنا جوان اس عمر میں کیسے لگ سکتا تھا جبکہ اسکی اپنی عمران سے کم تھی مگر حالات نے اسے وقت سے پہلے بوڑھا بنا دیا تھا۔

"مجھے کیوں بلایا ہے یہاں؟" وہ ہاتھ ملائے بغیر سیدھا مدعے کی بات پر آئی۔

ندرت خانزادہ کے لب گہری مسکراہٹ میں ڈھلے انہوں نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور شائستگی سے واپس پیچھے کر گئیں۔

"کچھ لیں ناں آپ۔۔۔کافی۔۔۔چائے۔۔۔یا پھر کچھ کھانے کو۔۔۔ڈونٹ وری۔۔۔بل میں دونگی"

وہ اتنی خوش دل لہجے سے لگ رہی تھی جبکہ چہرے سے انکے مکاری صاف چھلک رہی تھی۔

"مجھے کچھ نہیں کھانا۔۔۔کیا صرف یہ پوچھنے کیلئے مجھے یہاں بلایا گیا ہے؟" اسکے لہجے میں کڑواہٹ تھی

جسے محسوس کر کر بھی ندرت خانزادہ کی مسکراہٹ برقرار رہی۔

وہ پیچھے ہٹ کر صوفے سے ٹیک لگا گئیں۔اور اسے غور سے دیکھنے لگیں۔

"مجھے برلاس شاہ کے بارے میں جاننا ہے" انکے سوال پر وہ بری طرح سے چونکی نہیں غور سے دیکھا جاتا تو وہ اس نام پر زیادہ چونکی تھی۔اسکا چہرہ دیکھنے لائق تھا۔

ندرت خانزادہ نے آنکھیں سکیڑ کر اس عورت کا چہرہ دیکھا جو بے حد پریشان لگ رہا تھا مگر انہیں اس سے زیادہ لطف آ رہا تھا بمقابلہ اسکے نارمل تاثرات دیکھنے سے۔

وہ اسے حیران و پریشان چھوڑ کر ویٹر کو آواز دے کر بلانے لگی جب وہ ہاتھ میں نوٹ بک لئے انکے پاس آ کھڑا ہوا۔

"ایک کافی اور ایک آئس کریم" انہوں نے ایک نظر اس عورت کو دیکھ معنی خیز انداز میں کہا وہ ویٹر آرڈر لکھ کر واپس چلا گیا اسے وقت کافی کی ضرورت تھی جو اس وقت برف ہو چکی تھی۔

وہ اچھے سے اپنا موبائل چلا کر واپس ٹیبل پر رکھتی کندھے اچکا گئیں۔

"تو پھر۔۔۔بتانا شروع کریں گی آپ؟" وہ شان بے نیازی سے استفسار یہ پوچھنے لگیں وہ عورت اب بھی بولنے سے قاصر تھی۔

"برلاس شاہ۔۔۔ برلاس۔۔۔۔ شاہ" وہ زور دے کر اس نام کو دہرانے لگیں۔اس پر اس نے ایک جھٹکا سا لیا اور بیٹھی بیٹھی بے چین ہو گئی۔

"ک۔۔۔کیوں۔۔۔کیوں جاننا ہے اس کے بارے میں؟" وہ نظریں یہاں وہاں گھماتی استفساریہ پوچھنے لگی۔جیسے ان سے نظریں بھی نہ ملا سکتی ہو۔

"ظاہر ہے اتنا خاص ہے وہ۔۔۔کون نہیں چاہے گا اسکے بارے میں جاننا"

وہ کندھے اچکا کر مسکراہٹ برقرار رکھتے ہوئے بولیں اس عورت کو ندرت کی مسکراہٹ سخت زہر لگی تھی یا شاید اس سی زیادہ زہر انکا سوال لگا تھا۔

"م۔۔۔میں کچھ نہیں جانتی"

"آ۔۔۔ہاں۔۔۔یہ جواب نہیں۔۔۔"اسکے جواب کو رد کرتی وہ اپنے سامنے رکھی آئس کریم کا باؤل اٹھا گئیں جو ویٹر ابھی رکھ کر ہی گیا تھا۔

انہوں نے ایک چمچ منہ میں لی اور مزے سے منہ بنا کر
آئس کریم کھانے لگیں ٹھنڈی ٹھار آئس کریم بلکل
ویسی جیسی ٹھنڈک انکے کلیجے میں پڑی تھی اس عورت
کو ڈھونڈ نکالنے پر۔

"ویسے جانتی ہو۔۔۔وہ اس وقت ترکی میں ہی ہے"
اب کی بار اس عورت پر مانو ساتوں آسمان آ گرے
تھے وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھنے لگی
جیسے بے یقین ہو جو انہوں نے کہا۔

"واقعی وہ یہی ہے یقین نہیں آتا تو ایڈریس لے لو اور جا کر دیکھ لو اسے" "کاش وہ ہاں کرے اور جا کر دیکھے انکے بیٹے کے مجرم کی حالت۔ انہیں اچھا لگتا اگر وہ واقعی دیکھتی اسے۔

"ک۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔ وہ کب آیا یہاں؟" وہ ٹیبل پر آگے کو ہوتی بے چینی سے استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"بتادونگی۔۔۔ پہلے مجھے میرے سوال کا جواب دو" وہ آبرو اٹھا کر ایک ادا سے پوچھ رہی تھیں۔

"میں کیا بتاؤں اس کے بارے میں جبکہ میں کچھ نہیں جانتی" وہ گویا انکے سوال سے عاجز آگئی تھی۔

"میں اسکی کچھ نہیں لگتی" اسکی بات پر ندرت کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔

"ویری بیڈ۔۔۔ جھوٹ بولنے والوں سے برلاس کو بھی نفرت ہے اور جس سے وہ نفرت کرتا ہے یو نو۔۔۔ اسکا کیا حشر کرتا ہے وہ۔۔۔ تم چاہتی ہو وہ تم سے بھی نفرت کرے؟"

انکی بات پر اس عورت کے چہرے کا رنگ اڑا وہ بے یقین سی انہیں دیکھنے لگی کیا وہ یہاں کوئی داؤ کھیلنے آئ تھیں۔

"نفرت برداشت کرنے کیلئے خون کا رشتہ ضروری نہیں ہوتا محبت ہو تو انسان کو ایک کتے سے بھی فرق پڑے گا "

وہ سرسری سے انداز میں بولتی پھر سے اپنی آئس کریم کے ساتھ انصاف کرنے لگیں۔

"کتنی محبت ہے ناں تمہیں اس سے۔۔۔تب ہی تو

اسے تب مرنے سے بچا لیا تھا اسی لئے وہ آج زندہ

ہے "

اور زندہ ہو کر انکے بیٹے کو کھا گیا تھا وہ شخص جو تب

زندہ بچ گیا تھا ایسے لوگوں کیلیۓ جن کو انصاف کی سخت

ضرورت تھی۔اور مجرموں کو انکے جرم کی سزا کی۔

"تمہارا سب سے بڑا گناہ ہی وہ تھا اس بچے کو بچا لینا"

بولتے ہوۓ انکا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا شدّت سے

دل چاہا وقت کو پیچھے لے جائیں اور اسکی ساری کوشش کو ناکام بنادیں مگر ایسا نہ ممکن تھا۔

"تم کیوں اس کے پیچھے پڑی ہو۔۔۔کیا بگاڑا ہے اس معصوم نے تمہارا؟" اسکے منہ سے برلا اس کیلئے معصوم لفظ سن کر ندرت خانزادہ نے ترس کھاتی نگاہوں سے اس عورت کو دیکھا۔

جو اس بات سے انجان تھی کہ جس بچے کو اس نے بچایا تھا وہی آج ایک ظالم درندہ بن چکا ہے۔

کل جس کے پیچھے موت گھوم رہی تھی آج وہ خود ایک

دردناک موت بن چکا ہے۔

ندرت کی گرفت چیچ پر اور بھی مضبوط ہو گئی اس سے

پہلے وہ آگے کچھ کہتیں انکا موبائل رنگ کرنے لگا۔

انہوں نے آخری کرخت نگاہ اس عورت پر ڈالتے

فون کان سے لگالیا۔

"ہاں۔۔۔بولو "

"میں اسکے گھر کے باہر کھڑا ہوں یہاں میں نے پاشا بے کی گاڑی کو نکلتے دیکھا ہے۔۔۔وہ یہاں کیسے آیا؟ کون ہے یہ لڑکا؟ پاشا سے کیا تعلق ہے اسکا؟ "

اسکے تابڑ توڑ سوال سنتے ندرت کا دماغ تیزی سے گھوم گیا وہ کرنٹ کھاتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور سانس روکے سامنے دیکھتی رہیں۔

"ک۔۔۔کیسے۔۔۔وہ کیسے آگیا یہاں؟" انکی زبان با قائدہ سوال کرتے ہوئے لڑکھڑا گئی تھی۔

جو رنگ وہ یہاں اس عورت کا اڑانے آئی تھیں اس سے کئی زیادہ رنگت انکی اپنی اڑ چکی تھی۔

"تم میرے سوال کا جواب دو۔۔۔ پاشا اسکے گھر کیسے آ سکتا ہے۔۔۔ کیا یہ لڑکا اسکا کچھ لگتا ہے؟" وہ خاصے سخت انداز میں اپنا سوال دہرانے لگا۔

"ک۔۔۔ کیوں پوچھ رہے ہو تم؟ "

"دیکھو۔۔۔ مجھے اپنی جان بہت پیاری ہے میں ایسے کسی خطرے میں نہیں پڑنا چاہتا تم نے کہا تھا یہ لڑکا عام

ہے۔۔۔اگر یہ عام ہے تو پاشا بے یہاں کیسے آ سکتا ہے؟"

اسکے انداز میں خوف ڈر بیک وقت چھلکا تھا ندرت خانزادہ کو اپنی سانسیں تنگ ہوتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

وہ اس عورت پر نظر ڈالتی ریسٹورنٹ سے باہر تازہ ہوا میں نکل آئیں اندر جیسے دم گھٹنے لگا تھا۔

"تمہیں اپنے کام سے مطلب ہونا چاہئے" اس بار وہ خود سختی سے گویا ہوئیں۔

"دیکھو بی بی۔۔۔ جان بچی سو لاکھوں پائے تم مجھے بے وقوف سمجھتی ہو۔۔۔ تمہارے چند لاکھ کے لئے میں اتنے خطرناک بندے سے پنگا لے جاؤں۔۔۔ تم جھوٹ بول کر اپنا کام کروا رہی تھی "

اسکا انداز بد تہذیبی والا تھا اس سے تمیز کی توقع تو ندرت خانزادہ کو بھی نہیں تھی۔

"تم جانتے ہو پاشا کو؟" اب کی بار انہوں نے آواز میں نرمی رکھی انہیں رکھنی ہی تھی۔

لاکھوں اڑا کر وہ آخر میں خالی ہاتھ نہیں رہ سکتی تھیں۔

"جسے کون نہیں جانتا ہماری دنیا کا باپ ہے وہ۔۔۔ ہم جیسے کیڑے مکوڑوں کو پلک جھپکتے مسل دے گا۔۔۔ تم بے وقوف عورت ہو جو اس سے پن گا لے رہی ہو"

شاید زندگی میں پہلی بار اس شخص نے ڈھنگ کی بات کی ہو۔ ایک غنڈہ ہی غنڈے کو پہچان سکتا تھا یہ بات اس سے ثابت ہو رہی تھی۔

"دیکھو۔۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔وہ یہاں نہیں آسکتا اس کا اس لڑکے سے کوئی تعلق نہیں"

جھوٹ بولنے پر انکی زبان ایک بار بھی نہیں لڑکھڑائی تھی۔

"نہیں۔۔۔مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔۔۔"

اسکی بات پر ندرت نے ضبط سے دانت بھینچ لئے دل چاہا اسکی سانسیں یہی بند کر دے۔

"میری بات پر یقین کرو۔۔۔وہ پاشا سے کوئی تعلق نہیں رکھتا" وہ لکھ کر دے سکتی تھیں یہ "جھوٹ"

اب وہ اس شخص کو ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتی تھیں اتنی محنت سے انہوں نے اس کام میں کوئی پروفیشنل بندہ ہائر کیا تھا جو آخر میں وہی چوہا نکلا۔

ندرت نے بے چینی سے ہاتھ مسلے پاشا کے ذکر پر تو انکی اپنی ہتھیلیاں بھیگ چکی تھیں۔

"دیکھو۔۔۔ میرا کام پورا ہونے ہی والا ہے میں تمہیں پہلے سے ڈبل پیسے دونگی تم پیچھے مت ہٹو" کیسے اور کہاں سے وہ یہ پیسا لے کر آئیں گی انکو اندازہ نہیں تھا لیکن بس کام پورا کرنا تھا تو کرنا تھا۔

"پیسے تو میں ڈبل ہی لونگا۔۔۔لیکن یاد رکھنا اگر یہ بات جھوٹ نکلی تو تم مجھے جانتی ہو میں کتنا بڑا کمینہ مشہور ہوں "

وہ اپنے انداز میں انکو وارن کرتا کال بند کر گیا جبکہ وہ اپنی جگہ ساکت کھڑی اسکی بات چھوڑے پاشا کے بارے میں سوچنے لگیں۔جب کہ سوچنا انہیں اسکی بات پر چاہئے تھا۔

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے وہ جب واپس گھر لوٹا تھا چہرے پر باہر کی تھکن سے زیادہ اندر سے برلاس کی جانب سے ملنے والی پریشانی صاف نمایاں تھی۔

وہ جیسے ہی لیونگ روم میں داخل ہوا سامنے ہی نظر آئرہ پر پڑی وہ صوفے پر ٹانگیں سمیٹے سر پیچھے رکھے سو رہی تھی چہرہ ستا ہوا مرجھا سا گیا تھا زیحال کو وجہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں تھی اسے پتہ تھا سب۔

وہ اندر جا کر ایک کمفرٹر لے کر آتے دھیرے سے آئرہ کے اوپر ڈال گیا کیونکہ شام ہونے کے ساتھ ٹھنڈ بھی بڑھ رہی تھی۔

خود کو ایک دم سے گرمائش ملنے پر وہ بدک کر اٹھ گئی زیحال کو مڑتے دیکھ اس نے جلدی سے دوپٹہ سر پر لیا۔

"اس۔۔۔ سلام زیحال بھائی" وہ ہڑبڑا کر سلام کرتی سیدھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"وعلیکم سلام"

"آپ کب آئے کچھ چاہئے آپ کو؟ "

"نہیں۔۔۔ تم ریسٹ کرو" وہ سرسری سے انداز میں بولتا بنا اسکی جانب دیکھے جانے ہی لگا تھا جب اس کے ذہن میں اچانک خیال ڈگمگانے لگا۔

"تم۔۔۔ ٹھیک ہو؟" اسکے مڑ کر اس اچانک سوال کے کرنے پر آئرہ نے اسکی جانب دیکھا۔

"ج۔۔۔جی" نہیں کہنا چاہ تی تھی وہ ٹھیک نہیں ہے۔

زیحال نے ایک نظر اسے دیکھا کچھ دیر بعد وہ اسکے سامنے کرسی پر بیٹھی ٹیبل پر رکھے چائے کے کپ کو دیکھ رہی تھی۔ اسکے ساتھ ہی کچھ بریڈ بھی رکھے تھے۔

"کھالو۔۔۔اس سے اچھا کچھ بنانے میں وقت لگتا"

اسکی بات پر آئرہ کو ازحد شرمندگی محسوس ہوئی۔

"میں۔۔۔خ۔۔۔خود بنا لیتی" وہ کہتے ہوئے سر جھکا گئی اور اپنے صاف کٹے ہوئے ناخن دیکھنے لگی۔ یہ اسکی سادگی کا ایک خوبصورت حصّہ تھا۔

"بھائی بہنوں کے لئے کبھی کبھی کچھ بنا لیں تو ثواب ملتا ہے "اسکے منہ سے بھائی کا ذکر سنتے آئرہ نے یکدم سے سر اوپر اٹھایا۔

دل کیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا اسکی بھوری کانچ سی آنکھوں میں نمی تیزی سے بھرنے لگی۔جو اسکے ہونٹوں کی کپکپاہٹ سے اور بھی گہری ہو گئی۔

"تم اگر جانا چاہو تو ملائشیا جا سکتی ہو میں برلاس کا ٹریٹمنٹ پورا کروا کر لے آؤنگا "

"نہیں "زیحال کی بات پر وہ جھٹ سے بولی۔

"میں ۔۔۔میں ساتھ رہنا چاہتی ہوں انکے" اسکی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی جیسے دور ہونے سے ڈر گئی ہو۔

"اوکے" زیحال کو اسکا انداز اچھا لگا تھا۔وہ خود کو سنجیدہ رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

جس کے بعد سیدھا برلاس کے کمرے میں گیا تھا جہاں وہ صبح سے پر سکون نیند سو رہا تھا کمرہ پھر سے اپنی حالت میں آگیا تھا شاید آئرہ سب صاف کرتے ہوئے ہی تھکی تھی۔

وہ دھیرے سے برلاس کے قریب آکر بیٹھتے اسکے

بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا سوتے ہوئے وہ بہت

معصوم لگتا تھا۔نہ کوئی شرارت نہ کوئی غصّہ۔ بلکل

ایک معصوم بچے کی طرح۔

وہ کتنی ہی دیر اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتا رہا جب

برلاس کی آنکھیں دھیرے سے کھلنے لگیں وہ

دھندلائی آنکھوں سے سامنے بیٹھے زیحال کو دیکھنے لگا

جس کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ وہ جھٹ سے پوری

آنکھیں کھول گیا۔

"گڈ ایوننگ" زیحال نے خوش اسلوبی سے اسکے سر کا بوسہ لیتے وش کیا۔

"بھائی" وہ خوشی کے مارے چیختا ہوا اٹھتے ہی اسکے کندھے سے لگ گیا۔

"آپ۔۔۔آپ کب آئے؟" وہ بے یقینی سے زیحال کو باقائدہ چھو کر دیکھنے لگا جیسے یقین کرنا چاہتا ہو کہ وہ واقعی آگیا ہے۔

"جب تم سو رہے تھے" وہ اسکے چہرے کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھ نرمی سے بولا۔

"واقعی۔۔۔میں اتنی دیر سویا ہوں؟ صبح تو ہماری بات ہوئی تھی" وہ اب پہلے سے زیادہ حیران ہوا تھا لیکن اسکی بات پر زیحال کی مسکراہٹ مدھم سی پڑ گئی مطلب اسے کچھ یاد نہیں تھا کہ صبح کیا ہوا تھا وہ کل کی صبح کو آج والی سمجھ رہا تھا۔

"چھوڑو اسے۔۔۔میں آگیا"

اسکی بات پر برلاس کا چہرہ یکدم سے کھل اٹھا وہ پھر سے زیحال کے سینے سے لگ گیا۔

"تھینک یو بھائی آپ آ گئے یو نو مجھے کتنا انتظار تھا آپ کا" اسکی طلب اسکے لہجے سے بھی صاف چھلک رہی تھی خوشی سے اس کے دل میں پٹاخے سے پھوٹ رہے تھے۔

"چلو اب اٹھو۔۔۔ شاور لو۔۔۔ کیا حالت بنالی ہے" وہ اٹھ کر اسکے لئے کپڑے نکالنے لگا جبکہ اندر سے وہ سخت پریشان تھا۔

برلاس خوشی خوشی جلدی سے باتھ روم میں گھس گیا اسے اسکا باپ مل گیا تھا جس کے بعد اسے کچھ یاد رکھنا بھی نہیں تھا۔

زیحال اسکے کپڑے بیڈ پر رکھتے خود بالکونی میں نکل آتے اپنے موبائل پر نمبر ڈائل کرنے لگا کال جارہی تھی جو جلد ہی اٹھالی گئی۔

"اسے کچھ یاد نہیں ہے جو توڑ پھوڑ کی اور جو غصّہ کیا وہ سب بھول چکا ہے وہ" اسکی بات پر دوسری جانب شہریار کے ماتھے پر شکنیں ابھری۔

وہ اس وقت اپنی کلینک پر تھا سامنے اسی مسلے کے دو پیشنٹ بیٹھے تھے۔

"ایسا کب کیا تھا اس نے ؟" وہ پروفیشنلی سوالیہ انداز میں پوچھنے لگا۔

"آج صبح میرے آنے سے پہلے "

"ھمم۔۔۔تو تم نے اس سے ایسا کوئی سوال کیا؟" استفساریہ پوچھا۔

"نہیں اسے جب کچھ یاد نہیں تو کیسے پوچھوں؟"

"دیکھو زیحال۔۔۔میں نے کہا تھا مسلہ وہ نہیں ہے جو ہمیں لگ رہا ہے۔۔۔اگر وہ خوفزدہ ہوتا ہے تو اسے وہ چیز سب سے زیادہ یاد رہے گی "

اسکی بات پر زیحال نے جیب سے ہاتھ نکال کر پیشانی تھامی۔

"تم اسے دو تین دن خود نوٹ کرو اور پھر میرے پاس لے کر آؤ اس سے مجھے اسکا کیس ہینڈل کرنے میں آسانی ہو گی کچھ پوائنٹس مل جائیں گے اسکے بہتر علاج کیلئے "

وہ نہایت پروفیشنل انداز میں اسے تجویز کرنے لگا جس پر زیحال نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا اور سر اثبات میں ہلا دیا۔

"اوکے۔۔۔ لیکن کوشش کرو یہ علاج جلد ہو جائے۔۔۔ مجھے اسے لے کر جلدی واپس جانا ہے"

اسکے ذہن میں زمل اور بچے تب سے ہی گھوم رہے تھے۔

ان سے اتنے دن دور رہنا اسکے لئے بے حد مشکل تھا مگر برلاس کا علاج بھی اب ضروری ہو گیا تھا۔

"تم فکر نہ کرو۔۔۔ایک بار وجہ معلوم ہو جائے اسکے بعد میں برلاس کے سیشنز فون پر بھی کر لونگا اتنا تو تمہارے لئے کر سکتا ہوں۔۔۔آفٹر آل زریاب کے بھائی ہو "

اسکی زریاب خان کے ساتھ ایک اچھی بول چال رہی تھی اتنی مخلص دوستی کے بعد وہ انکے لئے کچھ بھی کر سکتا تھا۔

زیحال فون بند کرتے کچھ دیر اس تازہ ہوا میں گہری
سانسیں لیتا وہی کھڑا رہا جب برلاس جلدی جلدی
شاور لے کر وہی اسکے پاس آگیا
"چلو کچھ کھاتے ہیں" وہ خود کہہ کر باہر نکل آیا جانتا
تھا جیسے ایک مرغی آگے آگے ہوتی تھی اور اسکے
چوزے پیچھے پیچھے ویسے وہ بھی چوزے کی طرح اسکے
پیچھے کھنچا چلا آئے گا۔
کبھی کبھی زیحال کو خود پر ہنسی آتی تھی وہ ایک اچھا
باپ بھائی شوہر اور بیٹا تو تھا ہی لیکن برلاس کے

معاملے میں اسے اپنا آپ صرف ایک ماں کی طرح لگتا تھا۔

برلاس جیسے ہی کچن کی طرف بڑھا اسکے ذہن میں آئرہ آئی تھی وہ پلٹ کر لیونگ روم کی جانب مڑا وہ سامنے ہی واس میں تازہ پھول سیٹ کر رہی تھی۔

وہ سب کچھ چھوڑے اسکے پاس چلا آیا۔جب اسے اچانک دیکھ وہ بدک کر پیچھے ہٹ گئی۔

"کیا ہوا۔۔ ڈر کیوں رہی ہو؟" اسکا یہ انداز برلاس کو برا لگا تھا۔ جبکہ وہ خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ک۔۔۔ کچھ نہیں آپ کو کچھ چاہئے؟" وہ دھیمی آواز میں معصومیت سے پوچھنے لگی۔

برلاس نے گہری لودیتی نظروں سے اسکے چہرے اور گردن پر بکھرے بالوں کو دیکھا اور ایک نظر پیچھے زیحال کو کام میں مصروف دیکھ انگلی کی مدد سے ان بالوں کو سمیٹنے لگا۔

"ہمیشہ تم" دو لفظی جواب جس پر وہ بہت خوش ہوتی مگر جو ہوا تھا اسے یاد کر کر دل صرف ڈوب رہا تھا۔

"میں یہی ہوں۔۔۔آپ کے پاس" وہ بمشکل مسکرا کر بولی۔

"وہ تو ہو۔۔۔دور تو میں بھی جانے نہیں دونگا" اسکا لہجہ یکدم سے شریر ہوا تھا۔آئزہ کو اب اور زیادہ رونا آیا وہ اب شدّت سے چاہتی تھی کہ برلاس جلدی ٹھیک ہو جائے تاکہ انکی زندگی مکمل ہو سکے۔

"میں آتا ہوں" وہ کہہ کر کچن کی جانب بڑھ گیا جہاں زیحال کو اپنے لئے کچھ ٹیسٹی سا بناتے دیکھ اسکی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"ہم گھر کب جا رہے ہیں؟" وہ ایک بادام ڈرائے فروٹ کے جار سے نکال کر منہ میں ڈال کر پوچھنے لگا۔

"ہم فلحال نہیں جا رہے گھر" زیحال کے جواب پر برلاس سلیب پر بیٹھتا بیٹھتا رہ گیا۔

"کیوں؟" اسے شدّت سے بچوں کی یاد ستائی۔

"ہمیں ڈاکٹر کے پاس جانا ہے تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں ہے"

وہ اسکے لئے اسکے فیورٹ کباب فرائی کرتا ہوا مصروف سے انداز میں بولا۔

وہ یہ کام آئرہ کو بھی کہہ سکتا تھا مگر اسکے ذہن میں شہریار کی بات گھوم رہی تھی اسے وجہ معلوم کرنی تھی اس پریشانی کو جڑ سے ختم کرنے کی جس کیلئے وہ اب مواقع پیدا کر رہا تھا۔

"میری طبعیت کو کیا ہوا۔۔۔میں تو فٹ ہوں"

وہ یہ نہیں جان پایا کہ اتنا فٹ اور خوش وہ اپنے باپ کو دیکھ کر ہے ورنہ اس میں کمزوری اب بھی باقی تھی۔

"ھمم لیکن پھر بھی" وہ اسکی جانب دیکھے بغیر بولا تھا۔

"پھر بھی کیا۔۔۔مجھے آپ لینے آئے ہیں ناں۔۔۔تو ہم گھر کیوں نہیں جائیں گے "

"تم یہ کھاؤ" وہ اسکے آگے پلیٹ رکھ کر خود باہر نکل گیا برلا اس نے ایک نظر پلیٹ میں ڈالی اسکا موڈ سخت آف ہوا تھا اب کونسے کباب۔اس کا دل بجھ سا گیا تھا

ورنہ وہ ان کباب پر جان دیتا تھا جن میں اسکے باپ
کے ہاتھ کا ٹیسٹ ہوتا تھا۔

وہ اٹھ کر زیحال کے پیچھے پیچھے نکل گیا۔جب باہر نکلتے
ہی اسکی نظر سامنے گیٹ سے باہر سڑک پر پڑی۔

جہاں ایک عورت بچے کو لے کر کھڑی تھی اور اسکے
سامنے اسکا شوہر تھا شاید دونوں کی کسی بات پر بحث
چل رہی تھی۔

وہ زیحال کو دیکھنے آیا تھا مگر وہاں اسے کچھ اور ہی دیکھنے کو مل گیا تھا وہ یک ٹک اس منظر کو دیکھنے لگا جب اسکے عین دائیں جانب سے زیحال نمودار ہوا۔

اسکی گہری جھیل سی آنکھیں تیزی سے برلاس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہی تھیں اسی وقت گیٹ کی دیوار کے پیچھے سے شہریار نے زیحال کی جانب انگوٹھے سے اشارہ کیا۔

زیحال کے پلک جھپکاتے ہی اسے سگنل مل گیا تھا اس
نے ان دونوں کی جانب اشارہ کیا جب اسکا اشارہ ملتے
ہی وہ دونوں نیچے پر اور بری طرح سے جھگڑنے لگے۔
برلاس کی بھوری آنکھیں ان دونوں پر جیسے گڑھ چکی
تھیں وہ بنا پلک جھپکائے ان دونوں کو دیکھے گیا دماغ
نے دور کہیں ایک برا سگنل دیا تھا جس کا تاثر اسکے
چہرے پر صاف واضح ہو رہا تھا۔

زیحال کا دل اسے دیکھ دھیرے دھیرے اور تیز دھڑکنے لگا کچھ ہونے والا تھا وہی جو وہ نہیں چاہتا تھا مگر وہ خود کو کمپوز کر کر کھڑا تھا۔

98/1

وہ دونوں کسی میاں بیوی کی طرح جھگڑ رہے تھے جس میں وہ بچہ بری طرح سے رو رہا تھا مگر وہ انکی لڑائی کی

وجہ سے نہیں رو رہا تھا بلکہ وجہ ڈاکٹر شہریار کے ساتھ کھڑی نظر آتی اسکی ماں تھی جسے دیکھ وہ بچہ اور بری طرح سے رو رہا تھا۔اس آدمی نے آخر میں اس عورت پر ہاتھ تک اٹھالیا جس کے بعد انکی بحث اور بھی زور پکڑ گئی۔

یہ سب برلاس کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا تھا اور وہ یک ٹک غور سے یہ سب دیکھ بھی رہا تھا دوسری جانب اسکے تاثرات پر زیحال اور شہریار دونوں کی نظر تھی دل تے سے دھڑک رہے تھے۔

جیسے اب وہ پھٹے گا اب اسکے اندر کا وہ بچہ نکل کر باہر آئے گا مگر وہ صرف دیکھ رہا تھا۔

"یہ ری ایکٹ کیوں نہیں کر رہا؟" زیحال کی آواز فون کے سپیکر سے سنتے شہریار نے گردن جھکا کر بر لاس کو دیکھا۔

"کرے گا اس کے ذہن میں وہ سب پھر سے کلک ہو رہا ہے۔۔۔ تم بس خود کو ریڈی رکھو فوراً سنبھال لینا" وہ اسے تاکید کر رہے تھے جبکہ وہ خود برلاس کو اس قدر پر سکون دیکھ پہلے ہی سکون میں تھا۔

اگلا لمحہ وہ تھا جو خود زیحال نے بھی نہیں سوچا تھا وہ اور
ڈاکٹر شہریار پر جیسے ایک ساتھ کئی حیرتوں کے پہاڑ
ٹوٹ پڑے تھے دونوں ہی پھٹی پھٹی نظروں سے
اسے دیکھنے لگے۔

وہ ہاتھ میں پکڑے بادام ایک ایک کر کر منہ میں ڈالتا
مزے سے چباتے ہوئے سامنے چلتی فلم دیکھ رہا تھا۔
یہ برلاس شاہ ہی تھا جسے وہ یادیں اس قدر تکلیف دیتی
تھیں کہ وہ خود کو ہی زخمی کر لیتا تھا مگر اب وہی سب

جب اسکی آنکھوں کے سامنے ہو رہا تھا تو وہ مزے سے بادام کھاتے ہوئے وہ سب دیکھ رہا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ برلاس ہی ہے ناں؟" شہریار کو جیسے یقین نہیں آیا۔

"لگ تو وہی رہا ہے" زیحال خود ہکا بکا رہ گیا تھا۔

"تم منہ تو بند کرو اپنا" شہریار کا کھلا منہ دیکھ اسے اسکے منہ میں مکھی جانے کی فکر ستائی جب اسکے کہتے شہریار نے جھٹ سے اپنا منہ بند کیا۔

جو اتنا کھل گیا تھا گویا کہ پورا مکھیوں کا جھنڈ اسکے اندر جا سکتا تھا

"میرے خیال سے اسے ایک تمہارا آسرا ہے۔۔۔اس لئے اس پر اس چیز کا اثر نہیں ہو رہا" وہ اپنی طرف سے کوئی جواز پیش کرنے لگا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے اب میں یہاں سے غائب ہو جاؤں؟" زیحال نے کلس کر پوچھا۔

"ہو ہی جاؤ تمہاری یہ بگڑی اولاد اتنی سیدھی نہیں ہے تو اسکی بیماری کیسے سیدھی ہو سکتی ہے۔" اسکا انداز جلا

بھنا سا تھا اپنی اولاد کی برائی پر زیحال نے اسے گھور کر دیکھا۔

"یار اتنی محبت سے نہ دیکھو مجھے تم جیسے لوگوں کی محبت سے بڑا ڈر لگتا ہے یہ وہ خطرے والی محبت ہے اور میں بہت معصوم ہوں"

اس نے جھٹ سے دانتوں کی نمائش کرتے جلدی سے اپنا رخ موڑا اور اس فلم کو بند کرتے اپنا بوریا بستر اٹھا کر سب کو لے کر نکل گیا۔

برلاس ان سب کے جاتے ہی واپس اندر آگیا اور زیحال کو ڈھونڈنے لگا۔

"بھائی۔۔۔" وہ پہلا ایسا مرد ہو گا جسے عورت کی محبت سے زیادہ اپنے بھائی کی محبت پاگل کر دیتی تھی۔

"چیخو مت میں یہی ہوں" وہ تب ہی پیچھے سے نمودار ہوا پہلی کوشش بے کار جانے پر زیحال کا منہ اچھا خاصا پھول چکا تھا وہ سیدھا کمرے میں آگیا اسکی پریشانی اب پہلے سے زیادہ بڑھ چکی تھی جب گہری سوچ میں

ڈوبے ہوئے اسکا موبائل رنگ کرنے لگا ڈاکٹر شہریار کی ہی کال تھی۔

"دیکھا۔۔۔میں نے کہا تھا مسلہ کچھ اور ہے۔۔۔ برلاس کی عمر اب وہ نہیں رہی وہ پہلے سے زیادہ سمجھدار ہو گیا ہے"

"تو پھر اصل مسلہ کہاں ہے؟" وہ اسکی بات چھوڑتے سیدھا سوال داغ گیا۔

"اممم۔۔۔ایسے کیس تو صرف میں نے جادو میں دیکھا ہے "اسکی بات پر زیحال کی آنکھیں یکدم سے واہوئی جیسے کسی نے اسے چار سو والٹ کا جھٹکا دے دیا ہو۔

"کیا بکواس ہے۔۔۔تمہارا مطلب ہے برلاس پر کسی نے جادو کروایا ہے؟" وہ تڑخ کر استفسار یہ پوچھنے لگا۔

"دیکھو شانت ہو کر میری بات سنو۔۔۔میں صرف کہہ رہا ہوں میرے پاس ڈیلی ایسے پیشنٹ آتے ہیں تو مجھے اندازہ ہے۔ڈیلی شکر بیچنے والے کو شکر اور گڑھ کے میٹھے میں فرق معلوم ہوتا ہے "

وہ مثال دے کر اسے آسانی سے اپنی بات کا مطلب سمجھانے لگا مبادہ اس سر پھرے کا دماغ گھوم جائے اور دنیا سے ایک شریف آدمی کم کر دے۔

"ویسے مجھے لگتا ہے مجھے زریاب سے اپنی زندگی کی گارنٹی لے کر اس مسلے میں پڑنا چاہئے یہ نہ ہو ایک کنوارہ آدمی کسی کو پہلے ہی بیوہ کر کر چل بسے "

اسکی پٹر پٹر چلتی زبان پر زیحال نے آنکھیں موند لیں۔ اسے کیوں سب ہی سر کھانے والے ملتے تھے وہ

الگ بات تھی کہ زمل کے معاملے میں اسے اپنا سر کھپانا بہت پسند تھا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے کون ہے جو ایسی حرکت کرے گا" وہ واقعی بہت بری طرح سے الجھ گیا تھا۔

"لو۔۔۔میں ہوں ناں بتانے کیلئے۔۔۔ڈیلی ایسے مریض آتے ہیں جن کو دماغی مسلے ہوتے ہیں اور زیادہ تر وجہ میاں بیوی کے جھگڑے ہی ہوتے ہیں جن میں ولن کا رول یا تو لڑکے کی ماں پلے کرتی ہے یا لڑکی کی "

وہ اپنی دھن میں روانی سے وہ بات کہہ گیا تھا جو زیحال کے دماغ میں دور دور تک نہیں آ سکتی تھی اسکا دماغ تیزی سے گھوم کر ندرت خانزادہ کی جانب گیا تھا۔

"میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم ایسی ساس بن رہے ہو لیکن ہو سکتا ہے لڑکی کی ماں کو کوئی مسلہ ہو" اسکی دوسری بات چھوڑے زیحال نے پہلی بات پر موبائل کو دیکھا۔

"ہاہاہا مذاق تھا یار"

"یہی جملہ تمہاری قبر کے تختے پر لکھا جائے تو کیسا رہے گا" اسکی بات پر شہریار نے باقائدہ اپنی قبر پر یہ جملہ تصور کیا اور جھر جھری سے لے کر رہ گیا۔

"استغفراللہ۔۔۔خوف خدا کو دل میں رکھو۔۔۔"

اسکے دینی موڈ کو آن ہوتے دیکھ زیحال نے کال کٹ کر دی وہ وہی پیچھے ڈھے جانے والے انداز میں لیٹ کر چھت دیکھنے لگا۔

"ایسے کیسز میں اکثر جادو بھی ہوتا ہے۔۔۔لڑکے کی ماں ولن کا رول پلے کرتی ہے یا لڑکی کی" شہریار کی

باتیں اسکے زہن میں تیزی سے گھومنے لگی تھیں وہ آنکھیں بند کرتے ندرت کا آخری بار چہرہ یاد کرنے لگا

۔

جب وہ برلاس کو لے کر گاڑی میں بیٹھ رہا تھا تب اس نے آئرہ کا ہاتھ تھاما تھا اور سرگوشانہ انداز میں کچھ تو کہا تھا مگر زیحال ایسی باتوں پر دھیان نہیں دیتا تھا اسے کیا پتہ تھا زندگی میں کبھی ایسی باتوں پر دھیان دینا بھی اتنا کام آسکتا ہے۔

وہ وہی لیٹے لیٹے اسی سوچ میں گم تھا جب اس کے موبائل کی رنگنگ شروع ہوئی یہ رنگ اسکے دل کی دھڑکنوں کو ہمیشہ بے ربط کر دیتی تھی کیونکہ یہ سب سے مختلف تھی سب سے الگ صرف اسکی وائفی کیلئے۔

وہ بنا سکرین دیکھے کال اٹینڈ کرتا موبائل اپنے لبوں پر رکھ گیا۔ سکون ہی سکون۔

جیسے سکون کی ایک لہر سی اسکے پورے بدن میں دوڑتی چلی گئی۔ وہ بھی خاموش تھی کیونکہ اسے بھی

اپنے ہی کی سانسیں محسوس ہو رہی تھی۔دونوں جانب کی دیوانگی عروج کی حدوں کو تجاوز کر رہی تھیں۔

"آئی لو و یو" یہ لفظ کتنے کم تھے اس کے جنون کو بیان کرنے لئے اسکے عشق کی حد بتانے کے لئے۔بہت کم تھے۔

"مجھے تم چاہئے وائفی۔۔۔ابھی اور اسی وقت" اتنی بے چینی اتنی طلب اس ایک وجود کی اس وقت زیحال خان آفندی کو بری طرح سے محسوس ہو رہی

تھی وہ پاس ہوتی تو شاید وہ اسے سانس بھی نہ لینے دیتا اتنی زور سے گلے لگا لیتا۔

"ہبی۔۔۔" اسکے منہ سے ہبی کا لفظ سنتے زیحال نے گہرا سانس لیا نہ بولیں وہ۔اس انداز میں اسے پکار کر اسکی طلب کو اور بھی ہوا دے رہی تھی۔

"مجھے تمہیں گلے لگانا ہے" اسکی فرمائش پر دوسری جانب زمل کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اتنی دور سے کیسے؟" اسکے سوال پر زیحال خود سوچ میں پڑ گیا واقعی یہ تو مسلہ تھا کاش وہ اسے ساتھ ہی لے

آتا مگر یہاں وہ اسے وہ وقت نہیں دے سکتا تھا جو وہ چاہ سکتی تھی۔

تب ہی زیحال کی نظر پلو پر پڑی وہ جھٹ سے اسے اٹھا کر اپنے بازوؤں میں زور سے بھینچ گیا اسکی بھاری ہوتی سانسوں کو محسوس کرتے زمل نے بمشکل لعاب گٹکا۔

"ہبی۔۔۔سانس بند ہو رہی ہے" اسے واقعی ایسا محسوس ہو رہا تھا۔

"ہونے دو۔۔۔میری سانسیں لے لینا" اسکی بات پر زمل کے گال یکدم سے سرخ ہوئے۔

"وہ تو میری ہی ہیں" اسے نکاح کے وقت وہ الفاظ یاد آئے "زیحال خان آفندی کے ساتھ حق مہر اسکی سانسیں کیا یہ نکاح قبول ہے"

وہ انوکھا عاشق تھا جو حق مہر میں اپنی سانسیں لکھوا کر پوری زندگی اس لڑکی کا اصل قرض دار بن چکا تھا۔

"اتنا مس کر رہے ہیں؟"

"بہت۔۔۔ تم سکون ہو میرا۔۔۔ تمہاری آواز۔۔۔ تمہاری صورت۔۔۔" اسے واقعی اس وقت اسکی شدّت سے طلب ہو رہی تھی۔ تاکہ پر

سکون ہو کر بعد میں وہ اس مسلے پر سوچ سکے جس نے

اسے بہت برا الجھا دیا تھا۔

"بچوں نے تنگ تو نہیں کیا؟" وہ اب قدرے نارمل

تھا۔

"نہیں آپ جو لارا دے کر انکو گئے ہیں وہ اسی کو پکڑ کر

پورے گھر میں گھوم رہے ہیں کہ آپ انکے تاہ کو لائیں

گے "

وہ ہنس کر زامل زالے کے کرتوت اسے بتانے لگی

جیسے رات کو اپنے بابا کی جگہ زامل نے اپنی نہ سمجھ

آنے والی زبان میں اپنی ماں اور بہن کو سٹوری سنائی

تھی۔

"وہ بلکل آپ کی طرح میرا اور زالے کا دھیان رکھ رہا

ہے صبح مجھے فورہیڈ کس بھی دی کہ بابا آپ کو دیتے

ہیں"

اسکی بات پر زیحال کے لب گہری مسکراہٹ میں

ڈھل گئے۔اسکا بیٹا واقعی اسکی پرچھائی تھا۔

"اور آپ کو پتہ ہے لان میں گاڑی لے جا کر وہ مجھے

بھی ساتھ بیٹھنے کو کہہ رہا تھا ہاہا۔۔۔میں بھی بیٹھ گئی

اور حیرت کی بات اس نے اس میں بھی ڈرائیونگ کر لی ہبی"

اسکی ہنسی پر زیحال کو بھی ہنسی آرہی تھی یہ سب اسکی بڑی اولاد کے کارنامے تھے جو اسے کچھ بھی سکھانے میں پیچھے نہیں رہتا تھا۔

ہر بڑے ماڈل کا چھوٹا ورژن زامل آفندی کے پاس ہوتا تھا۔اور ڈرائیونگ میں وہ ابھی سے بہت ماہر ہو گیا تھا ہر گاڑی کو آسانی سے چلا لیتا تھا۔

"آخر ہے بھی تو میرا بیٹا" وہ فرضی کالر کھڑے کرتی بھنویں مٹکا کر بولی۔

"ھمم۔۔۔تمہارا ہے۔۔۔اسکوانسٹال میں نے کیا ہے" وہ ہر بار اسکی اس بات کا انوکھا جواب دے کر چپکی لگوادیتا تھا۔زمل تکیے میں منہ دے کر خوب ہنسی۔

"تمہاری ہنسی کی آواز میرے لئے میرافیورٹ ساؤنڈ ہے" وہ اسکی اتنی سی آواز بھی سن گیا تھااسکے بعد وہ کتنی ہی دیر اسکے صرف ہنسنے کی آواز سنتارہاساری

پریشانی یہی دم توڑ گئی تھی اسکا ذہن ایک دم سے فریش ہو چکا تھا جو کچھ لوگوں کے لئے صرف تباہی کا سبب بننے والا تھا۔

وہ کال بند کرتے باہر نکل گیا اسے اب بہت سے کام نمٹانے تھے جن میں پہلا کام اس بات کو جھوٹ کرنا تھا کہ ایسا کچھ کیا جا سکتا ہے۔

وہ صرف آئرہ کو ذہن میں رکھ کر اس بات کی پہلے جانچ پڑتال کرنا چاہتا تھا ورنہ ندرت خانزادہ کو سبق سکھانے کیلئے اسے کسی وجہ کی ضرورت کبھی نہ ہوتی۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ سامنے بیٹھے پرنسپل پر نظریں گاڑھے صرف آنکھوں سے ہی انکو اپنے خوف سے مار رہا تھا اتنی سی دیر میں ہی وہ پسینے سے شرابور بار بار اپنے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کر رہے تھے۔

"ک۔۔۔کیا چاہئے تمہیں؟" انکو پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ کون تھا کہاں سے آیا تھا اسکی آنکھیں ہی اس قدر خطرناک تھیں کہ سامنے والے کی روح ایسے ہی دیکھ کر فنا ہو جاتی تھی۔

اسکے پیچھے ایک لڑکی کھڑی تھی فٹ پینٹ شرٹ پہنے بالوں کی ٹیل پونی بنائے اور آنکھوں کو آئی لائنر سے بڑا کیئے دکھنے میں وہ بھی کسی عام انسان جیسی نہیں لگ رہی تھی۔

"زمل آفندی۔۔۔کال کرواسے" ان کے منہ سے زمل کا نام سنتے ہی پرنسپل کا ذہن تیزی سے گھوم گیا وہ تو پاشا کو پہلے ہی جانتا تھا کیسے ممکن تھا کہ اسکے پیچھے آنے والے لوگ عام ہوتے۔سامنے بیٹھا شخص "زارک ولف" تھا اور اسکے پیچھے کھڑی لڑکی

"جیسمن" تھی۔ جس کے ہاتھ میں چھوٹی سی پسٹل تھی۔

"ا۔۔۔اسے کیوں کرنی کال۔۔۔۔وہ تو"اس سے آگے انہیں کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا جیسمن انکے پیچھے آ کھڑی ہوتی اپنے شکنجے میں دبوچ گئی۔

"جو کہا ہے۔۔۔سیدھی طرح وہ کر"اسکے غرانے پر پرنسپل اپنا سانس تک روک گئے۔

"وہ۔۔۔وہ پاشا کی بیوی ہے۔۔۔اسے ایسے ہی فون کیا تو مجھے نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے"

انکی آواز خوف سے کانپ رہی تھی۔ جیسمن نے

اجازت طلب نظروں سے ولف کی جانب دیکھا جو پر

سکون بیٹھا تھا اس نے سامنے رکھا پین اٹھایا اور اسکی

نب غور سے دیکھنے لگا۔

اسکے دیکھنے کا انداز ہی پرنسپل کی رگوں میں دوڑتے

خون کو جما رہا تھا۔

وہ بچوں کو لے کر کچھ دیر آرام کی غرض سے کمرے

میں آکر بیٹھی ہی تھی کہ اس کا موبائل بج پڑا وہ زامل

زالے کو کھیل میں مصروف کرتی جلدی سے موبائل کی جانب بھاگی آئی اب تو ہر کال اسے اپنے ہبی کی لگ رہی تھی۔

لیکن سامنے سے پرنسپل کا نمبر دیکھ اسکے ماتھے پر شکنیں ابھری وہ کچھ ٹھٹھک کر فون کان سے لگا گئی۔

"ہیلو" اسکی آواز آج پہلی بار زارک ولف کے کانوں میں پڑی تھی اسکی اولیو گرین آنکھیں لمحہ بھر کو ایک نقطے پر ٹھہر سی گئیں۔

"ہیلو سر" انکی جانب سے کوئی آواز نہ سن کر اس نے پھر سے پکارا۔

"ہیلو" یہ آواز بہت بھاری تھی اتنی کہ زمل فون کان سے ہٹاتی اسکی سکرین دیکھنے لگی اس آواز میں کڑک پن تھا گہرائی تھی جو سننے والے کو ہی خوف زدہ کر دے۔

یہ آواز پرنسپل کی نہیں تھی تب ہی زمل فوراً سے کال کٹ کر گئی مگر اسی وقت اسی نمبر سے پھر سے کالز پر کالز آنے لگیں وہ بری طرح سے گھبرا سی گئی۔

"زامی۔۔۔پری کا خیال رکھو میں ابھی آئی او کے" وہ اسے زالے کا خیال رکھنے کا کہتی موبائل لے کر کمرے سے باہر آگئی۔

اسکا رخ سیدھا آفس روم کا تھا جہاں اس نے کچھ دیر پہلے یاقوت کو جاتے دیکھا تھا۔

وہ بنا ناک کیا سیدھا اندر آگئی جب لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے یاقوت نے نظریں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔

"زمل"اسکے چہرے پر گھبراہٹ محسوس کرتے وہ
فوراسے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یاقوت بھائی۔۔۔اس نمبر پر کال کریں یہ پرنسپل کا نمبر ہے لیکن آواز انکی نہیں ہے"وہ اپنا فون اسکے ہاتھ میں تھما گئی

یاقوت کچھ متجسس سا ہوتے اسی نمبر پر کال ملانے لگا وہ اپنی ہبی کو بھی کہہ سکتی تھی مگر وہ اتنی دور اسے اتنی چھوٹی بات کیلئے پریشان نہیں کر سکتی تھی۔

"ہیلو۔۔۔ کون ؟" کال اٹھتے ساتھ ہی یاقوت نے سختی سے استفسار کیا مگر دوسری جانب مکمل خاموشی تھی۔

ان آنکھوں میں پل بھر میں وحشت ٹھہری تھی۔

"ہیلو۔۔۔ ہمت ہے تو بات کرو" یاقوت کو اسکے خاموش رہنے پر غصّہ آیا تھا مگر وہ پھر بھی نہ بولا یاقوت کی آواز پر زارک ولف کے چہرے کے تاثرات یکسر بدلے۔

''تم دوبارہ فیملی ممبرز کے علاوہ کسی کی کال اٹینڈ نہ کرنا اسے میں بعد میں دیکھ لونگا'' وہ اس نمبر کو نوٹ کرتے زمل کو سختی سے تاکید کر گیا۔

وہ سر اثبات میں ہلاتی اپنے کمرے میں آگئی وہ آواز جیسے اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھی وہ ایسا ہی تھا کوئی اسکی آواز بھی سن لے تو رہتی زندگی تک نہیں بھلا سکتا تھا۔

وہ پوری شام باہر اپنے کاموں کو سمیٹتا رہا تھا نجانے کتنے لوگ یہاں اس سے ملنے کے خواہش مند تھے وہ سب سے مل کر اپنے بزنس کی کچھ ڈیل بھی کر آیا تھا۔ لیکن پوری شام اسکے ذہن میں ندرت خانزادہ ہی گھومتی رہی تھیں وہ اس وقت گھر جانے کیلئے گاڑی میں آکر بیٹھا ہی تھا جب موبائل پر ڈاکٹر شہریار کی کالز آنے لگیں۔

"ہاں پتہ کیا تم نے۔۔۔؟" اسکے کال اٹھاتے شہریار نے سیدھا سوال داغا۔

"یہ اسکی سانس سے پہلے تمہارے اندر کس سانس کی

بھٹکتی آتمہ آگئی ہے۔۔۔ صبر نام کی کسی چڑیا کو

جانتے ہو؟"زیحال نے کلس کر پوچھا۔

"نہیں ترکی میں تو اس نام کی کوئی چڑیا نہیں تمہارے

وہاں ہے کیا؟"اسکی حیرت باکمال تھی زیحال کا

سیروں خون ایک ساتھ جل گیا۔

"شیری۔۔۔میں نے کافی دن سے کسی پر فاتحہ نہیں

پڑھی "

ہاں اسکا شدّت سے دل چاہا تھا یہ کام اب کر گزرے لیکن جب جس کی سانسیں جتنی لکھی ہوں۔

"اچھا سوری۔۔۔میں مذاق کر رہا تھا کھڑوس آدمی تمہاری بیوی کیسے برداشت کرتی ہے تمہیں "

وہ کیا جانے وہ بیوی کے سامنے کیسے رہتا تھا وہ بس سوچ ہی سکا تھا۔

"دیکھو۔۔۔معاملہ سیریس ہے۔۔۔یا تو کوئی کچھ کروا رہا ہے یا پھر تمہارا یہاں ہونا برلاس کو ٹیک دے

رہا ہے۔۔۔ ہمیں جلدی اسکا حل نکالنا پڑے گا تا کہ ہم

برلاس کے سیشنز شروع کر سکیں "

وہ اب قدرے سنجیدگی سے بات کر رہا تھا اسکی بات پر

زیحال نے پیچھے سیٹ سے ٹیک لگائی اسکا دماغ تیزی

سے اس جانب گھوما تھا وہ شہریار کی کال کٹ کرتے

راحم صاحب کا نمبر ملا گیا۔

98/2

کال جا رہی تھی انکی جانب بجتی ہر رنگ زیحال کو ہر
بڑھتے پل کے ساتھ بے چین کر رہی تھی اسے جیسے
اپنے سامنے بہت سی چیزیں الجھتی ہوئی دکھائی دے
رہی تھیں جن کو اس نے اتنی محنت سے ٹھیک کیا تھا
کیونکہ ان سب کا واسطہ کہیں نہ کہیں برلاس کی
زندگی سے پڑ رہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ برلاس کی

زندگی میں کوئی نیا مسلہ کھڑا ہو جائے وہ آئرہ کے ساتھ اپنی زندگی شروع کر رہا تھا اور زیحال کیلیئے اسکی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔

"ہیلو" دوسری جانب سے راحم صاحب کی نیند میں ڈوبی بوجھل آواز ابھری۔

"سوری میں نے آپکو ڈسٹرب کر دیا شاید" اسے واقعی شرمندگی سی ہوئی۔

راحم صاحب نام دیکھے بغیر ہی کال اٹھا گئے تھے مگر زیحال کی آواز پہچانتے ہی انہوں نے بے یقینی سے

سکرین پر جگمگاتا ہوا اسکا نام دیکھا پل بھر میں خوشی کی ایک لہر سی انکے بدن میں دوڑ گئی۔

"ارے نہیں نہیں۔۔۔ڈسٹربنس کیسی بیٹا۔۔۔مجھے بہت خوشی ہوئی آپ کی کال دیکھ کر" واقعی وہ بے حد خوش تھے انکی آواز میں بھی چہچہاہٹ سی صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔

"تھینک یو ویری مچ اتنی محبت کیلئے۔۔۔دراصل مجھے آپ کی مسسز سے بات کرنی تھی" وہ نہایت شائستگی

رسے گویا ہوا مگر اسکے منہ سے ندرت بیگم کا ذکر سن کر راحم صاحب کی مسکراہٹ مدھم سی پڑ گئی۔

"وہ تو یہاں نہیں ہیں بیٹا کیا بات ہے؟" انہیں سخت پریشانی لاحق ہوئی تھی کیونکہ زیحال جیسی شخصیت ایک لفظ بھی بنا کسی مقصد کے نہیں بول سکتی تھی اتنی دبنگ پرسنالٹی تھی اسکی۔

"یہاں نہیں ہیں سے کیا مطلب ہے۔۔۔وہ کہاں ہیں؟" انکی بات پر زیحال کو یکدم سے اچھو لگا ذہن بری طرح سے الجھنے کو جیسے پہلے ہی بے تاب تھا۔

"وہ کراچی ہیں دراصل انکے میکے میں کوئی مسلہ چل رہا ہے تو کافی دن سے وہی ہیں "

وہ بول رہے تھے جب کہ یہاں انکی بات کا کوئی خاص اثر زیحال پر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ ونڈو سے باہر دیکھنے لگا۔

"زیحال بیٹا کوئی بات ہے تو مجھ سے کہیں" وہ بہت ہی نرمی اور اپنائیت سے پوچھ رہے تھے جو زیحال کو بھی بہت بھاتی تھی وہ ہیرے کی پہچان کرنا جانتا تھا۔

"نہیں بس ایسے ہی بات کرنا چاہتا تھا ان سے۔۔۔ چلیں ٹھیک ہے آپ انکا نمبر دے دیں میں

سیدھا انہی کو کال کر لو نگ "اسکی بات پر راحم صاحب

نے بہت ہی آسانی سے ندرت خانزادہ کا نمبر اسے

نوٹ کر وادیا تھا۔

"بہت بہت شکریہ "اسے سمجھ نہیں آئ کس لقب

سے انکو پکارے وہ اتنی آسانی سے کسی سے بھی رشتہ

نہیں جوڑتا تھا۔

"مجھے خوشی ہو گی اگر آپ مجھے ماموں جان کہہ لیں"

یہ رشتہ اسکے سب سے قریب ہو سکتا تھا جس پر

زیحال کے ساتھ انکا کوئی قریب رشتہ بن سکے۔اور وہ

چاہتے بھی تھے کہ یہ شخص ان سے کسی طرح جڑ جائے۔

"کیوں نہیں۔۔۔ماموں جان "اسکے منہ سے یہ نام سنتے راحم صاحب کا دل خوشی سے پھولنے لگا تھا وہ ان سے دو چار باتیں کرتا فون بند کر گیا۔

" چلیں ندرت صاحبہ۔۔۔اب آپ سے گپ شپ کرتے ہیں" وہ نمبر ڈائل کرتے انکے کال اٹھانے کا انتظار کرنے لگا رنگنگ ہو رہی تھی

دوسری جانب اسکی ایک کال کونسا طوفان کھڑا کر گئی تھی اسے اندازہ تک نہیں تھا

وہ ریسٹورنٹ سے واپس آکر اپنے لئے کافی بنانا چاہتی تھیں تاکہ دماغ کچھ کھلے۔

جب سے انہیں یہ معلوم ہوا تھا کہ زیحال خان آفندی ترکی میں ہے تب سے انہیں ترکی کی فضا میں گھٹن کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ نجانے کیسے اور کتنی مشکل سے سانس لے رہی تھیں۔

وہ ڈھیلے سے کپڑے پہن کر بالوں کو ہلکے سے جوڑے
میں قید کئے اس وقت کچن میں کھڑی تھیں۔
انکی پرسنالٹی اس قدر پالشڈ تھی کہ آج کل کی لڑکیاں
انہیں دیکھ کر رشک کئے بنا نہ رہتیں۔اس عمر میں بھی
وہ بلکل جوان لگتی تھیں خوبصورت نین نقوش گوری
دمکتی رنگت اور اوپر سے انکا ڈریسنگ سٹائل ہر چیز بلکل
پرفیکٹ لک دیتی تھی وہ قد میں بھی دراز اور اس عمر
میں بھی انکا فگر باکمال تھا وہ خود کی ڈائٹ کا بہت خیال
رکھتی تھیں ایسے ہی تو راحم صاحب ان کے پیچھے پاگل

تھے۔ وہ جوانی کے وقت سے ہی خود کو بہت مین ٹین

کر کر رکھتی تھیں۔

مگر پھر بھی وہ کہیں نہ کہیں ادھوری تھیں انکا ادھورا

پن ان سے نجانے کیا کیا چھین گیا تھا۔

وہ اپنی دھن میں کھڑی تھیں جب باہر لیونگ روم

میں ٹیبل پر پڑا انکا موبائل بجنے لگا۔

وہ اپنے دھیان میں کھڑی تھیں جب اچانک موبائل

کے بجنے پر یکدم سے بدک کر پڑی۔

انکا ہاتھ گرم پین سے ٹکرا گیا۔

"سیی" وہ فوراً اسے ہاتھ کھینچتی اپنی انگلی دیکھنے لگیں جو اتنی سی دیر میں سرخ ہو گئ تھی۔

"کسے موت آئ ہے" وہ بری طرح سے جھنجھلا کر باہر آئیں اور موبائل اٹھانے کیلئے جیسے ہی ٹیبل پر جھکی انکی نظر پہلے موبائل کی سکرین پر پڑ گئ۔

جہاں ایک انجان نمبر سے کال آتی دیکھ وہ وہی رک گئ۔

"یہ کس کا نمبر ہے؟" فون اٹھا کر وہ غور سے اسے دیکھنے لگیں جیسے یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہوں مگر

یاد پھر بھی نہیں آیا تب ہی کچھ ہچکچاتے ہوئے فون کان سے لگا گئیں۔

"ہیلو" دوسری جانب سے آتی آواز سن کر ندرت خانزادہ کی سانسیں لمحہ بھر کو رک گئیں۔ یہ آواز وہ فون پر پہلی بار سن رہی تھیں مگر وہ اس قدر بھاری اور گھری تھی کہ سننے والے کی رگوں میں دوڑتے خون کو جما دیتی۔

"کون؟" انہوں نے بے حد احتیاط سے پوچھا۔

وہاں انکے سوال کرنے پر زیحال سخت کوفت کا شکار ہوا تھا کبھی اس عورت کو بھی کال کرنی پڑ سکتی ہے اس نے سوچا نہیں تھا۔

"زیحال خان آفندی" اسکا نام پورا ہوتے ہی ندرت کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر ٹیبل سے ٹکراتے زمین پر جا گرا تھا۔ انکے اپنے ہاتھ پیر بری طرح سے لرزنے لگے تھے۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اس فون کو دیکھنے لگیں۔

"ہیلو؟" انکی جانب سے کوئی آواز نہ سن کر اس نے پھر سے پکارا تھا مگر اب کیسے کوئی آواز آتی وہ فون سے کوسوں دور جا کر دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی تھیں۔ اور اب بھی پھٹی پھٹی نظروں سے اپنے موبائل کو ہی دیکھ رہی تھیں۔

زیحال نے کال کٹ کرتے پھر سے کال ملائی اسکے نزدیک نیٹ ورک ایشو ہو گیا ہو گا لیکن دوسری تیسری بار کال اٹھائی ہی نہیں گئی جبکہ رنگنگ مسلسل ہو رہی تھی۔

انکے فون نہ اٹھانے پر زیحال کچھ ٹھٹھک سا گیا وہ اپنے موبائل کو دیکھنے لگا۔ کال نہ اٹھانا رنگنگ مسلسل ہوتے رہنا وہ خود سے ان سب سے کیا نتیجہ اخذ کرتا وہ سوچ میں ڈوبا ہی ہوا تھا۔ جب اسکے فون پر ڈاکٹر شہریار کی کال آنے لگی اس وقت بھی انکو سکون نہیں تھا وہ جھنجھلا کر فون کان سے لگا گیا۔

"ہاں زی۔۔۔ ہوئی بات ان سے ؟" اسکے فون اٹھاتے سیدھا سوال داغہ۔

"نہیں فون نہیں اٹھا رہیں" وہ سر پیچھے ٹکاتے سرسری سے انداز میں بولا۔

"دیکھا۔۔۔میں نے کہا تھا ضرور اس عورت نے کوئی سیاپا ڈالا ہے" وہ چٹکی بجاتے جھٹ سے بولے۔

"تم نے ایسا کچھ بھی کہا تھا؟" زیحال کو واقعی اسکی کوئی ایسی بات یاد نہیں تھی۔

"ابھی تو کہہ دی ناں۔۔۔ضرور یہی سے کوئی گڑ بڑ ہے تم مانو یا نہ مانو" وہ اپنی بات پر پوری طرح سے اٹل تھا۔زیحال اسکی بات پر واقعی سوچنے لگا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو اب ؟" اسکی جانب سے مکمل خاموشی پا کر شہریار استفسار یہ مخاطب ہوا۔

"کچھ نہیں"

وہ سرسری سے انداز میں بولتا کال بند کرنے ہی لگا تھا کہ شہریار پھر سے بول پڑا۔

"ایک بات میری یاد رکھنا۔۔۔ یہاں فیملی ایشو ہے لیکن صرف زیحال بن کر سوچنے سے معاملہ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔ یہاں پاشا بے کی سخت ضرورت ہے"

وہ اب قدرے سنجیدگی سے بول رہا تھا اسکی بات بہت گہری تھی اگر زیحال اس پر سوچتا اور وہ سوچ بھی رہا تھا۔

وہ کال بند کرتے کچھ دیر سوچ میں ڈوبا اور پھر ایک نمبر ڈائل کرتے فون کان سے لگا گیا۔

"ایک نمبر بھیج رہا ہوں اسکی ساری ایکٹیویٹی مجھے صبح تک چاہیئے "

اسکے حکم پر مقابل فوراً سے سر خم کر گیا ان گرے جھیل سی آنکھوں میں ایک پل کیلئے پاشا کی جھلک گزری تھی۔

اگر ڈاکٹر شہریار کی بات سچ ثابت ہونے والی تھی تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اس بار ندرت خانزادہ کا کیا حشر کرنے والا تھا اسکے ذہن میں وہ منظر نقش تھا جس میں برلاس خود کو تباہ کر رہا تھا۔

دوسری جانب وہ اب تک اپنے حواسوں میں نہیں آئی

تھیں انہوں نے اپنا لرزتا ہوا ہاتھ اوپر کر کر دیکھا

جہاں آج بھی جلنے کا نشان موجود تھا یہ وہ ہاتھ تھا وہ

اس وقت پاشا کی بیوی پر پڑا تھا صرف ایک تھپڑ پر وہ

شخص انکے ہاتھ کے ساتھ یہ کر سکتا تھا تو اپنے بیٹے کی

زندگی پر ہوئے وار وہ کیسے معاف کر دیتا۔

وہ اسی سوچ سے مزید بری طرح کانپنے لگی تھیں کتنی

ہی دیر وہ اپنے حواس بحال نہیں کر سکیں پھر دھیرے

سے اٹھ کر فون سے اچھا خاصا فاصلہ بنا کر دوسری
جانب رکھے لینڈ لائن کی طرف آ گئیں۔
اور جلدی سے کسی کا نمبر ملا کر کال کرنے لگیں وہ اپنے
فون سے ہی اتنی خوفزدہ ہو رہی تھیں جیسے وہ فون
نہیں بلکہ خود پاشا بے ہو۔
"ہ۔۔۔ہیلو" مقابل کے فون اٹھاتے انکی کانپتی ہوئی
آواز حلق سے نکلی۔
"میری۔۔۔میری سیٹ کل کی کنفرم کریں لاہور
کی" وہ آواز میں بمشکل اعتماد لاتی مقابل سے مخاطب

ہوئیں مقابل نے انکے کچھ احکامات نوٹ کرتے کال بند کردی جس کے بعد انکے ہاتھ تیزی سے کسی اور کا نمبر ڈائل کرنے لگے۔

"مجھے۔۔۔اسکا کام پورا چاہیے" کال کے اٹھتے ساتھ انکی سرد آواز گونجی اس شخص کو آواز پہچاننے میں ذرا دیر نہیں لگی تھی

"ہو جائے گا" صرف یہ ایک جملہ اور ندرت خانزادہ کے اندر سکون سا بھرتا چلا گیا تھا وہ فون رکھتے لمبی لمبی سانسیں لینے لگیں۔

"یہاں سے میں ضرور جاؤ نگی۔۔۔ لیکن جاتے جاتے اپنے بیٹے کیلئے اسکی روح کے سکون کا ساماں لے کر جاؤ نگی۔۔۔ مسٹر برلاس شاہ"

کوئی انہیں اسکا پورا نام بتادیتا تو شاید وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کرنے سے رک جاتیں مگر جو قسمت نے انکے مقدر میں لکھ دیا تھا وہ ہو کر رہنا ہی تھا۔

تب ہی انکا فون بجنے لگا کسی کے مسلسل میسجز آرہے تھے۔

وہ ہمت کر کر آگے آتی اپنا فون جھپٹ کر اٹھاتی جلدی سے اسے سوئچ آف کر گئیں۔ موبائل کے بند ہوتے ہی انہوں نے سکھ کا سانس لیا مگر کئی بار سکون صرف فرضی ہوتا ہے حقیقت اسکے بلکل بر عکس نکلتی ہے وہ میسج انکی زندگی کس طرح بدل دینے والے تھے یہ انہوں نے سوچا بھی نہ ہوگا اس وقت انکے ذہن پر صرف اپنا بدلہ سوار تھا۔

بچے اپنے معمول کے مطابق صبح سویرے ہی اٹھ گئے تھے سارے گھر میں انکا شور تھا اب تو عبدلباری بھی تھوڑا بہت چلنے لگا تھا تینوں کی فوج اکٹھی ہو کر پورے پاشا ولا میں طوفان کھڑا کئے رکھتی تھی۔ باہر سے گارڈز انکو سمبھالتے تھے تو اندر ملازموں کی فوج انکے پیچھے ہوتی تھی۔

زمل انکو کھیلتے ہوئے چھوڑ کر خود اپنے لئے چائے بنا کر کرسی پر آ بیٹھی۔

"زیحال بھائی کب تک واپس آئیں گے ؟" مشی ٹیبل پر ناشتہ لگاتی ساتھ استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"پتہ نہیں۔۔۔آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ "

"تمہارا منہ جو لٹکا ہوا ہے یہ انکے آنے پر ہی سیدھا ہو گا" مشی کی بات پر زمل جھٹ سے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

"کیوں تنگ کر رہی ہو۔۔۔پٹھان کی بیوی ہے" کومل کی بات پر مشی کی ہنسی چھوٹ گئ وہی زمل نے دونوں کو گھور کر دیکھا۔

"ویسے کب تک آئیں گے یہ تینوں مجھے تو آئرہ سے جاننا ہے کیا کچھ ہوا وہاں" کومل کی بات پر مشی نے اسکے کندھے پر دھپ رسید کی۔

"شرم کرو کچھ "

"شرم کیسی یہ بیٹا بھی باپ پر ہی گیا ہے ضرور کوئی کارنامہ سرانجام دے کر ہی آئے گا" وہ تینوں اس بات پر کھل کر ہنسنے لگیں جب باہر سے ایک ملازم ہاتھ میں لفافہ لئے اندر آیا

"بی بی سائیں یہ آپ کیلئے آیا ہے" اس نے وہ لفافہ نہایت مؤدب انداز میں زمل کی جانب بڑھا دیا۔ وہ کچھ متجسس سی ہوتی اس لفافے کو دیکھنے لگی۔

"یہ کس نے بھیجا ہے؟" کومل اور مشی دونوں ہی تشویش بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگیں۔

زمل نے سر ہلاتے لفافہ کھول کر دیکھا۔ سامنے ہی کالج کا بڑا سا نام لکھا ہوا دکھائی دیا۔

وہ کالج کے رزلٹ اناؤنس ایونٹ کا انویٹیشن لیٹر تھا جو خاص زمل خانزادہ کیلئے آیا تھا۔ وہ پورا کھول کر اسے پڑھنے لگی اور ایک ہی نظر میں سارا پڑھ گئی۔

"واؤ۔۔۔ تمہارا رزلٹ اناؤنس ہوگا" مشی جھک کر خود ہی دیکھتی خوشی سے بولی جبکہ زمل کے ذہن میں کل والی آواز ہی گونج رہی تھی۔

"کس کا رزلٹ آنا ہے بھئی" پا میر واک سے واپس آتے سرسری سا فریش ہو کر جلدی سے ٹیبل پر آگیا کہیں آج بھی یہ سب اس کے بغیر ہی ناشتہ نہ کر لیں۔

"زمل۔۔۔کا" کومل نے ٹھہر کر شوخ انداز میں بتایا۔

"ارے واہ بہنا۔۔۔اتنی جلدی پڑھ لیا۔۔۔کہیں کوئی گیم تو نہیں چلادی آخر کو خان کی بیوی ہو "

وہ آبرو اٹھائے شرارت سے پوچھ رہا تھا کومل نے فورا سے اسکی پیٹھ پر دھپ رسید کی۔

"ہر کوئی تمہاری طرح نالائق نہیں ہوتا۔"

"ہنہ۔۔۔ہاہا نالائق۔۔۔اور پامیر سلطان۔۔۔جاؤ خاتون کیسی بات کرتی ہو۔۔۔اتنا بڑا امپائر ایک

نالائق ہی سمبھال رہا ہے" وہ فرضی کالر کھڑے کرتا
اپنے منہ میاں مٹھو بن گیا۔

"تمہارا منہ کیوں اتر گیا یہ تو خوشی کی بات ہے ناں؟"
مشی کب سے زمل کا چہرہ دیکھ رہی تھی بالا آخر پوچھ
بیٹھی۔

"ن۔۔۔ نہیں میں نہیں جاؤ نگی،" وہ لیٹر کو خود سے
کوسوں دور پھینک گئی۔

"ارے۔۔۔ کیوں نہیں جانا؟" سب کو اسکی بات پر
اچنبھا لگا۔

"جب ہی آجائیں گے تب انکے ساتھ جاکر رزلٹ کارڈلے آؤنگی" وہ سنجیدگی سے بول کر اٹھتی کچن میں چلی گئی اسکا دل نجانے کیوں اب بھی گھبرا رہا تھا۔

"لو۔۔۔ میڈم کی پوزیشن آئی ہے سیکنڈ اور یہ اسے مس کر رہی ہے صرف اس لئے کہ زیحال لالا نہیں ہیں" مشی کو حیرت سی ہورہی تھی۔

"ہوسکتا ہے وہ نہ جانا چاہتی ہو زیحال کو بہت مس کر رہی ہو دونوں ایک دوسرے کے قریب بھی تو کتنے ہیں"

کومل نے سب کو جواز پیش کیا جو اس بات کیلئے ناکافی

تھا۔

"فلحال اسکے لئے یہ دن بہت ضروری ہے اسے کچھ تو

سمجھداری سے سوچنا چاہئے "

"ہم اسے فورس نہیں کر سکتے۔۔۔وہ زیحال کے

ساتھ جا کر اپنا کارڈ لے آئے گی" کومل بات ختم کرتی

ناشتے کیلئے اپنی کرسی پر بیٹھ گئی سب نے خاموشی سے

ناشتہ کیا تھا جب سب کے جانے کے بعد مشی نے

زمل کی جانب دیکھا وہ اب بھی گہری سوچ میں گم تھی۔

"زمل۔۔۔بی آسٹرونگ گرل۔۔۔تم پاشا کی بیوی ہو" اسکی بات پر زمل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اسکی بات پر زمل کو اپنے ہبی کی بات یاد آنے لگی تھی۔

"مجھے میری وائفی لیڈی بوس چاہیئے بہت زیادہ سٹرونگ" اسکے کانوں میں زیحال کے الفاظ گونجنے لگے۔

"وہ بھی تو یہی چاہتے ہیں کہ تم سٹرونگ بنو۔۔۔ سوچو جب وہ واپس لوٹیں گے اور تم انکو یہ رزلٹ دکھاؤ گی تو کتنے خوش ہونگے"

اسکی پڑھائی کو لے کر زیحال کس قدر سنجیدہ تھا یہ شاید زمل کو کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

وہ مشی کی باتوں کے بعد گہری سوچ میں پڑ گئی یہ موقع تھا اسکے پاس ایک سٹرونگ گرل بننے کا وہ کب تک ڈر ڈر کر جی سکتی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر وہی بیٹھی سوچتی رہی۔ آخر میں بچوں
نے اسکی ساری توجہ اپنی جانب مبذول کروالی

۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے دھیان میں ٹیبل پر سارا کھانا سیٹ کر رہی تھی
جب اچانک وہ پیچھے سے نمودار ہوتے اسے اپنی
بانہوں میں لیتے پیچھے کھینچ گیا۔
اس اچانک افتاد پر آئرہ کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی
تھی زیحال وہی ساتھ والے کمرے میں موجود تھا

اس نے گردن موڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا جہاں وہ افلاطون کھڑا اسے آبرو اچکائے دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے آنکھوں سے اسکے ہاتھوں کی جانب اشارہ کیا۔

"پیار۔۔۔لو۔۔۔" اس نے پلک جھپکاتے بے حد کیوٹ انداز میں ڈھٹائی سے بتایا۔

"چھوڑیں۔۔۔زیحال بھائی اندر رہی ہیں" وہ پوری طاقت لگا کر اسکے ہاتھ کھولنے لگی لیکن وہ ڈھیٹ مشہور تھا۔

وہ بجائے اسے چھوڑنے کے کچن میں لے گیا۔

"شاہ۔۔۔ک۔۔۔کیا کر رہے ہیں" وہ اسکے اس عمل پر صحیح گڑبڑا گئی تھی۔

"شش۔۔۔ایسے چھپ چھپ کر پیار کرنے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے" اسکی بات پر آئرہ پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا" وہ اسکی بات کو کسی اور ہی جانب لے گئی تھی جب برلاس کو اسکی الجھن محسوس ہوئی۔

"اوہ نہیں۔۔۔تم مجھ پر شک کر رہی ہو۔۔۔میں تمہاری بات کر رہا ہوں" وہ فوراً اسے اپنے حق میں صفائی پیش کرنے لگا وہ الگ بات تھی کہ باہر وہ لڑکیوں پر لائن مارنے سے اپنے بھائیوں کے سامنے بھی باز نہیں آتا تھا

صرف زیحال کی موجودگی میں وہ ایسا کرنے سے باز رہتا تھا ورنہ یاقوت اور پامیر تو کانوں کو ہاتھ لگا کر باقائدہ توبہ استغفار کا ورد شروع کر دیتے تھے اتنا وہ ٹھرک جھاڑتا تھا۔

حسین لڑکیوں کی ذرا سی تعریف کر کر انکو اپنے لئے پاگل بنا کر چھوڑ دیتا تھا سوشل میڈیا پر تو لڑکیاں تھیں ہی اسکے بائسپس کی فین۔

"تو بیوی کے ساتھ چھپ کر پیار کیوں کرنا" ہاں اسے قبول سب کے سامنے کیا تھا تو پیار بھی سب کے سامنے کیا جاتا۔

"ایڈونچر میری جان ایسی یادیں بناتے رہنا چاہیئے کوئی ایک نہ ہو تو ایسے یادوں کو یاد کر کر بندہ خوش ہو جاتا ہے "

اسکی بات پر آئرہ کا دل دھک سے رک گیا وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی جب اسکی کانچ سی آنکھوں کو برسنے کیلئے بے تاب دیکھ وہ فورا اسے سیدھی لائن پر آ گیا۔

"میرا مطلب ہے میں کہیں جاؤں تو تم ایسے خوش رہو "

"آپ مجھ سے بات ہی نہ کریں" وہ تو پہلے ہی ناراض تھی اب تو اور بہانہ مل گیا تھا اس سے پہلے وہ جاتی برلاس اسے پھر سے پکڑ گیا

"اچھاناں سوری "

وہ اسکے گال چومتا کچھ اور بولنے ہی والا تھا کہ تب ہی باہر کرسی کھسکانے کی آواز آتے آئرہ بے اختیار اچھل کر پڑی۔

"ز۔۔۔زیحال بھائی"

"ہاں تو وہ یہاں تھوڑی آئیں گے میرے بھائی ہیں وہ عقلمند" وہ اپنے بھائی کے معاملے میں تھوڑا فخر سے سر اٹھا کر بولا آئرہ نے گھور کر دیکھنے اسکے سینے میں ایک مکا جڑتے خود سے پیچھے دھکیل دیا۔

اور جھٹ سے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی باہر نکل گئی۔

اسکے یوں جانے پر برلاس سر کی پشت پر ہاتھ پھیرتے اپنے جذبات واپس سے سلاتے خود بھی پیچھے پیچھے آ گیا۔

"تھوڑی دیر میں ہمیں ڈاکٹر شہریار سے ملنے جانا ہے" وہ ناشتہ کرتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے مخاطب ہوا۔

جب اسکی بات پر برلاس کا منہ کو جاتا ہاتھ رک گیا اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میں۔۔۔انکے کسی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتا بھائی" اسکی آواز میں خوف صرف زیحال کو محسوس ہوا تھا وہ نہیں چاہتا تھا اسکے اندر اب پہلے کی کوئی بات کریدی جائے وہ اس پوزیشن میں نہیں تھا۔

"کیا میں کہوں تب بھی جواب نہیں دو گے" وہ از حد سنجیدگی سے استفسار یہ پوچھنے لگا۔

"میں" برلاس اس سے آگے کچھ کہتا کہ اسکی آواز رندھ سی گئی۔

"اوکے۔۔۔وہ جو پوچھیں گے میں بتاؤنگا" وہ اپنے باپ کی ناراضگی سے ڈرتا تھا ان یادوں سے زیادہ زیحال کی ناراضگی اسے خوفزدہ کرتی تھی مگر وہ کب جانتے تھے آج گھر سے باہر نکلنے پر کون انکے انتظار میں گھات لگائے بیٹھی تھی۔جس کا کسی نے دور دور تک وہم وگماں بھی نہ تھا۔انہیں چاہئے تھا وہ گھر میں قید ہو کر رہتے۔

98/3

وہ ناشتہ ختم کرتے خود باہر آگیا تھا جب اسکے جاتے ہی
آئرہ نے بے چین ہوتے برلاس کی جانب دیکھا۔ جو
سر جھکائے مرے ہوئے دل سے اپنا ناشتہ کر رہا تھا وہ
کیسے نہ مرجھاتا۔ ان سیشنز کا مطلب تھا پرانی یادوں کو
کریدنا اور پھر سے انہی اذیتوں سے گزرنا۔ جن سے
گزرنا سوائے موت کے اور کچھ نہیں تھا۔

آئرہ نے دھیرے سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جب وہ دھیرے سے سر اٹھائے اسے دیکھنے لگا۔

"میں۔۔۔س۔۔۔ساتھ آنا چاہتی ہوں" وہ کچھ اٹک کر بمشکل استفسار یہ پوچھنے لگی۔

اسکا ساتھ آنا مطلب بر لا س کا اسکے سامنے کمزور پڑنا تھا۔ وہ دیکھتی کہ اسکا مضبوط شوہر اندر سے کتنا کھوکھلا تھا وہ جو باہر سے نظر آتا تھا وہ اندر وہ ذرا بھی وہ نہیں تھا سوائے ایک ٹوٹی بکھری شخصیت کے۔

"ب۔۔۔بولیں شاہ" اسکی خاموشی سے آئرہ کو ڈر لگ رہا تھا۔جب اگلے لمحے برلاس نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"نہیں۔۔۔بھائی ہیں ساتھ" وہ شائستگی سے منع کرتا اٹھنے ہی لگا تھا کہ وہ سختی سے اسکا ہاتھ تھام گئی۔

"میرے آجانے سے کیا ہوگا۔۔۔میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں بس" اسکی آواز بھرا سی گئی تھی کاش وہ بتا سکتا کہ اسکے آنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ایک شوہر کی شخصیت اسکی بیوی کی نظر میں بکھر سکتی ہے۔

"کیا تم دیکھنا چاہتی ہو۔۔۔کہ میں اندر سے کتنا کمزور مرد ہوں؟" اسکا سوال بظاہر نارمل انداز میں تھا مگر وہ آئرہ کے دل کو چیر گیا تھا۔

"شاہ" اسکی آواز ایکدم سے گھٹ گئی ہونٹ بے ساختہ پھڑ پھڑائے تھے۔ برلاس کے لئے یہ لمحہ بہت مشکل تھا وہ سر اوپر کرتا گہری سانس لینے لگا۔

"اوکے فائن۔۔۔ چلو ساتھ" وہ سخت جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتا بول کر خود بھی باہر نکل گیا۔

آئرہ کو صرف اسکے ساتھ جانا تھا تب ہی اسکے انداز کو نظر انداز کرتی دوپٹہ ٹھیک کرتے انکے پیچھے نکل لی۔

جب باہر سامنے ہی زیحال پر نظر پڑی وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا آئرہ کو دیکھ کچھ ٹھٹھکا اور فون بند کر کر انکی جانب مڑا۔

"تم ساتھ آرہی ہو؟" حیرت سے استفسار یہ پوچھا۔

"ج۔۔۔جی" وہ برلاس سے زیادہ زیحال کے آگے گھبرا سی گئی۔

"اوکے۔۔۔تم برلاس کے ساتھ آجاؤ میں آگے ملتا ہوں تم دونوں سے" وہ سرسری سے انداز میں بول کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

اسے نکلتے دیکھ برلاس بے چین ہوتے اسے روکنا چاہتا تھا مگر آئرہ کو دیکھ وہ خاموش ہو گیا اور چپ کر کر اپنی گاڑی کی جانب آتے اسکے لئے دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔

آئرہ کیلیۓ اسکا یہ انداز دل دھڑکا دینے والا تھا وہ مسکراہٹ دباتی اس بگڑے ناراض بچے کو دیکھ فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔

وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کے پاس آگیا جہاں ایک گارڈ اسکے لئے دروازہ کھول کر کھڑا تھا زیحال ان دونوں کو برلاس کیلیۓ چھوڑ کر خود چلا گیا تھا۔

انکی گاڑی آگے پیچھے ایک ساتھ نکلی تھیں مگر زیحال کو کہیں جانا تھا تب ہی وہ پہلے اپنے وہ سب کام نمٹانے چلا گیا تھا۔ برلاس کو ڈاکٹر شہریار کے کلینک کے باہر اسکی

گاڑی کہیں نظر نہیں آ رہی تھی تب ہی فون نکال کر اسے کال کرنے لگا۔

"بھائی آپ کی گاڑی نظر نہیں آ رہی آپ کہیں گئے ہیں؟" دوسری جانب سے کئی گاڑیوں کا شور ایک ساتھ سنائی دے رہا تھا۔

"ہاں تم بیٹھو میں تھوڑی دیر تک پہنچتا ہوں بس ایک ضروری کام ہے" وہ اسے نرمی سے سمجھا کر کال بند کر گیا تھا لیکن یہاں برلاس کی آنکھوں میں خوف کی سرد لہر سی دوڑ گئی تھی۔

اس نے ایک نظر اس کلینک پر ڈالی پہلی بار اسے کسی عمارت سے خوف آرہا تھا۔

"آ۔۔۔ چلو ہم تب تک کافی پیتے ہیں بھائی آجائیں جب تک" وہ خود کو کمپوزڈ کرتا واپس گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

آئرہ اسکے چہرے کی جانب دیکھتی کچھ متجسس سی ہوتی اسکے پیچھے پیچھے ہولی۔

وہ اسے لے کر قریبی کافی شاپ پر آ گیا تھا جہاں اندر جانے کے بجائے وہ باہر لگی کرسیوں پر ہی بیٹھ گئے تھے آس پاس اور بھی لوگ بیٹھے تھے۔

آئرہ یک ٹک اسکا چہرہ دیکھے گئی۔

"مجھے بے بیز بہت پسند ہیں" وہ کچھ سوچ کر بولی جب برلاس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تھوڑے شرارتی تھوڑے معصوم "

اسکی بات پر برلاس کی بھوری آنکھیں پل میں وا ہوئیں کیا وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی؟

"اور میں خوش ہوں کہ میرے پاس ایسا ہی ایک بے بی ہے کیوٹ سا" اب کی بار برلاس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

"کیا مطلب۔۔۔بے بی کہاں سے آیا اور کہاں ہے؟" ہاں اسکا دماغ گھمانے کو اتنی سی بات ہی کافی تھی مطلب وہ اسکی تھی تو اسکی توجہ بھی صرف برلاس شاہ پر ہی رہنی تھی۔

اسکے انداز میں جیلسی بھانپتے آئرہ نے پورا زور لگا کر اپنی ہنسی دبائی۔اور موبائل کا کیمرا آن کر کر اسکی

جانب موڑ دیا جب برلاس کو اس میں واقعی ایک

کیوٹ سا شرارتی پلس پارٹ ٹائم معصوم بے بی نظر آیا

تھا شاید ہی کسی کے پاس اتنا ہینڈسم بے بی ہوتا۔

اس نے جھٹ سے آئرہ کو گھورا اور دونوں کھل کر

ہنس پڑے۔ برلاس سر نفی میں ہلاتا ہوا دائیں جانب

چہرے کا رخ موڑ گیا۔

جب اسکے عین پیچھے آئرہ کی نظر ایک آدمی پر پڑی

اسکے ساتھ ایک لڑکی تھی شاید اسکی بیوی تھی جو سر

جھکائے اسکی سخت باتیں سن رہی تھی۔

"تم ایک خود غرض اور مکار عورت ہو" اسکے الفاظ لہجے کی طرح ہی نہایت سخت تھے۔

آئرہ کی بھوری آنکھیں متحیر سی پھیل گئیں وہ شاید پہلی بار کسی شوہر کو بیوی سے اس انداز میں بات کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

اس نے برلاس کو دیکھا جو اپنے موبائل میں کچھ دیکھ رہا تھا۔

وہ شخص اور بھی بہت سے نازیبا الفاظ کا استعمال کر رہا تھا جو آس پاس کے لوگوں کو ہی شرمندہ کر رہے تھے مگر اسے جیسے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔

"کتنا بدتمیز آدمی ہے کیسے سنا رہا ہے اس بچار. کو" آئرہ کو اس پر شدید غصّہ آیا تھا اسکی بات پر بر لا اس نے گردن موڑ کر اپنے پیچھے دیکھا۔

جب سامنے کا منظر دیکھا اگلے ہی لمحے اسکے ذہن میں تیزی سے کچھ گھوما تھا۔

ایسا منظر جو اسکے ذہن میں ہر وقت گھومتا تھا وہ کیسے

بھول سکتا تھا۔

اسکی گرفت موبائل پر یکدم سے مضبوط ہو گئی دل

میں اس نے شدّت سے زیحال کو پکارا۔

اس شخص نے اپنی بیوی کے بال ذرا سے کھینچ لئے اور

اسکے منہ پر دھاڑ رہا تھا یہ دیکھ بر لا اس کی بھوری

آنکھوں میں خوف کی لہریں سی دوڑ گئیں۔

وہ جھٹ سے مڑ کر اپنے موبائل میں ہی خود کو

مصروف کر گیا۔

آئرہ کے سامنے وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا لیکن اندر سے اسکا وجود بری توڑ پھوڑ کا شکار ہو رہا تھا۔

"اسے تو میں "آئرہ کی برداشت یہاں ختم تھی وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا کر رہی ہو۔۔۔بیٹھو یہاں "اسے اٹھتے دیکھ وہ بے اختیار بولا۔

"کیوں بیٹھ جاؤں۔۔۔مرد ہے تو کیا ہوا عورت کو ایسے سب کے سامنے ذلیل کرے گا" وہ ضبط سے دانت بھینچتی اس شخص کو دیکھنے لگی۔

"وہ انکا آپسی معاملہ ہے۔۔۔" وہ کیسے کہتا اسے یہاں سے بھاگنا ہے اسے کہیں چھپ جانا ہے جہاں اسے ایسا کوئی جوڑا نظر نہ آئے جو اس قدر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو۔

"آپسی معاملہ ہے تو گھر تک رکھے۔۔۔میں اسے نہیں چھوڑونگی "

وہ اپنا پرس چھوڑتی اس شخص کی جانب بڑھ گئی اسے جاتے دیکھ برلاس نے ضبط سے آنکھیں مینچ لیں۔

"اوہیلو مسٹر۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے اس خاتون سے بات کرنے کا"

اسکے سختی سے پھنکارنے پر اس آدمی نے شعلہ بار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو کون ہے۔۔۔اور میرے ساتھ اس انداز میں بات کرنے کی ہمت کیسے ہوئی تیری" وہ نہایت بدتمیزی سے بولتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس عورت نے روتے ہوئے آئرہ کی جانب دیکھا اور سر نفی میں ہلانے لگی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکا شوہر آئرہ کو بھی اپنی جاہلیت سے واقف کرے۔

"آپ انکو کچھ نہ کہیں پ" وہ عورت آگے بڑھ کر اپنے ہی شوہر کو پیچھے ہٹانے لگی تھی کہ اس نے اپنی ہی بیوی کو خود سے دور دھکیل دیا۔

وہ لڑکی پیچھے ٹیبل سے جا ٹکرائی تھی۔

"تم ہٹو پیچھے" وہ اسکے منہ پر خون آشام انداز میں دھاڑا تھا جب اسکی اس قدر بد تمیزی پر آئرہ نے ایک زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر رسید کر دیا۔

آس پاس کے لوگ اس لڑکی کی جرات اور اس آدمی کی جاہلیت پر حیران تھے۔

وہی دوسری جانب برلاس نے اس آواز پر سختی سے آنکھیں میچ کر گردن جھٹکی۔

یہ شور کسی کو جگا رہا تھا جو ایک بار جاگ جائے تو کسی نہ کسی کو ابدی نیند سلا کر ہی دم لیتا تھا۔

"اے۔۔۔ تیری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی "

وہ آدمی پوری قوت سے دھاڑتا اپنا ہاتھ آئرہ کی جانب لے جانے ہی لگا تھا جب ایک جھٹکے میں وہ بیسٹ اسے گردن سے دبوچ کر ٹیبل سے پن کر گیا۔

ہر کوئی سانس روکے اس لڑکے کو دیکھنے لگا جس کی طاقت کا اندازہ اسکے ٹھوس بدن اور بائسپس سے لگایا جا سکتا تھا۔

"بیوی ہے وہ میری۔۔۔اسکی طرف آنکھ بھی اٹھائی تو جان نکال دونگا تیری۔۔۔ سمجھا "

اسکا انداز سرد بر فیلا تھاوہ آدمی سانس لینے کی کوشش کرنے لگا۔ برلاس کے ایک ہی ہاتھ کا دباؤ اتنا تھا کہ اسکا پورا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

آئرہ اسے دیکھتی رہ گئی۔یہی وہ رشتہ تھا جس سے وہ خوف کھاتا تھا مگر وہ خود بھی کسی سے اب محبت کرتا تھا اور اسے لے کر کتنا جنونی تھا یہ پوری دنیا جانتی تھی۔

"شاہ چلیں یہاں سے۔۔۔" وہ برلاس کو بازو سے تھام کر پیچھے لے گئی جب وہ آدمی کھانس کھانس کر بری حالت میں آگیا۔

"اور تم۔۔۔آئندہ اپنی بیوی کی عزت کرنا۔۔۔ سمجھے جاہل آدمی" وہ اسے سخت کٹیلی سنا کر برلاس کے ساتھ ہی ریسٹورنٹ سے باہر آگئی۔

لوگ پھر سے اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے۔ مگر وہ آدمی جیسے اب تک اپنے حواسوں میں نہیں آیا تھا وہ دور جاتے ہوئے اس لڑکے کو دیکھے گیا۔

وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی گردن کے بجائے خود پوری اسکی جانب مڑ گئی جو ڈرائیونگ سیٹ پر پشت پر سر ٹکائے ساکت بیٹھا تھا۔

"شاہ۔۔۔بات کریں ناں مجھ سے" وہ یہی بات کوئی چوتھی بار بول رہی تھی مگر وہ ڈھیٹ بن کر بیٹھا تھا۔

"کیوں کروں بات۔۔۔کیا ضرورت تھی انکے معاملے میں ٹانگ اڑانے کی۔۔۔وہ تم پر ہاتھ اٹھالیتا تو؟" سوچ کر ہی اسکا خون کھول رہا تھا

آئرہ کی آنکھوں میں چمک اتر آئی وہ ذرا سے آگے ہوتی اسکے بائسپس پر ہاتھ ٹکا گئی۔

''آپ ساتھ تھے ناں'' کیا اعتماد تھا اسے یقین تھا اس شخص کے ہوتے ہوئے گرم ہوا بھی آئرہ خانزادہ کو نہیں چھو سکتی تھی۔

''پھر بھی'' وہ اسکے اس انداز پر تیزی سے پگھل رہا تھا۔

''پھر بھی یہ کہ۔۔۔'' وہ ذرا ار کی اور آگے ہوتی اسکے رخصار پر اپنے لب رکھ گئی۔ بر لاس وہی اپنی سانسیں روک گیا۔

"یو آر سو کیوٹ بے بی" وہ آنکھیں پٹپٹاتی جس کیوٹ انداز میں بولی تھی برلاس شاہ برف کی طرح تیزی سے پگھل گیا تھا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گیا۔

برلاس کے دیکھنے کے انداز پر ہی وہ یکدم سے دبک کر پیچھے ہٹی جب اسے احساس ہوا کہ وہ مستی کے چکر میں کیا کہہ گئی ہے۔ چہرہ کسی گلاب کی مانند سرخ پڑ گیا تھا۔

کہ تب ہی اسکی نظر گلاس ونڈو سے باہر گئی جہاں ریسٹورنٹ کے کونے میں کھڑی ندرت بیگم پر نظر

پڑی۔انہیں دیکھتے ہی آئرہ کا نیچے کا سانس نیچے اور اوپر کا اوپر رہ گیا تھا۔

وہ وہاں کھڑی کسی موت کے فرشتے سے کم نہیں لگی تھیں آئرہ کی رنگت پل بھر میں فق پڑ گئی۔

وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلا رہی تھیں جب یہ دیکھ آئرہ کا دل دھک سے رک گیا۔

''کیا ہوا؟'' اسے ایک سکتہ میں گئے دیکھ برلا اس کو اچنبھا ہوا۔

"آ۔۔۔ک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔کچھ بھی تو نہیں" وہ

ہڑ بڑا کر یکدم پیچھے سیٹ سے جا لگی۔جب اسکی یہ

حالت برلاس کو تشویش میں مبتلا کر گئی۔

"از ایوری تھنگ آلرائیٹ؟" وہ اسکے چہرے کو بغور

دیکھتا فکر مندی سے استفسار یہ پوچھنے لگا۔

"ج۔۔۔جی سب ٹھیک ہے" وہ کیا کہتی اس وقت تو

اس کے حلق سے ہی آواز بمشکل نکل رہی تھی۔

کہ تب ہی اسکی نظر پھر سے ندرت خانزادہ پر پڑ گئی۔

وہ اسے وہی بلانے کے اشارے کر رہی تھیں یا انکا اگلا اشارہ خود وہاں آنے کا تھا جو دیکھ تقریباً آئرہ کی روح فنا ہو گئی تھی۔

یہ لمحہ اسکے لئے موت سے کم نہیں تھا اسے سمجھ نہیں آئی کیا کرے دماغ ایک دم سے مفلوج ہو چکا تھا۔ بر لاس کے سامنے وہ انکو کبھی نہیں آنے دے سکتی تھی کیونکہ اب وہ اس رشتے میں مزید کوئی غلط فہمی نہیں چاہتی تھی۔

اسے نہ آتے دیکھ ندرت خانزادہ خود جیسے ہی قدم
آگے بڑھانے لگیں آئرہ کے منہ سے بے ساختہ چیخ
نکل گئی۔

"نہیں" اسے اچانک ایک دم سے جھٹکا لگنے پر برلاس
نے اسکی جانب دیکھا آئرہ اور اسکی نگاہیں ملتے برلاس
کندھے اچکا گیا جیسے کہنا چاہتا ہو

" کیا؟"

اس نے خود سے دیکھنے کیلئے جیسے ہی گلاس ونڈو سے نظر باہر ڈالی آئرہ فوراً سے اسکا چہرہ اپنی جانب موڑ گئی۔

"شاہ" اسکے ہاتھ برلاس کے عین رخسار پر رکھے تھے اور وہ خود اسکے چہرے کے بے حد قریب تھی۔

"مم۔۔۔مجھے پیاس لگی ہے" وہ ہکلا کر بمشکل بولی۔

جب برلاس نے نظر اسکے ہونٹوں پر جمائی۔

"وہ تو مجھے بھی لگی ہے" اسکی معنی خیز نظریں اب بھی انہی پر تھیں لیکن آئرہ ندرت خانزادہ کی موجودگی میں اسکی نظروں کا مطلب ہی اخذ نہیں کر پائی تھی۔

"تو۔۔۔ تو پہلے آپ پی لیں" وہ باہر دیکھتی بے دھیانی میں وہ بول گئی جو ہوش میں رہتے کبھی نہ بولتی۔

برلاس کو تو جیسے موقع مل گیا تھا۔

وہ اس کونے میں کھڑی آئرہ کے آنے کی شدّت سے منتظر تھیں جب انہیں اسکے آگے برلاس جھکتا ہوا نظر

آیا وہ سیٹ پر بیٹھی پوری برلاس کی اوٹ میں چھپ چکی تھی۔

جب یہ بے باک منظر دیکھ ندرت فوراً سے نظروں کا زاویہ بدل گئیں۔

"لاحول ولا قوۃ" انکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا شاید وہ بھول چکی تھیں کہ انکی بیٹی کے ساتھ بیٹھا شخص اسکا شوہر تھا جس نے پوری دنیا کے سامنے انکی بیٹی کو قبول کیا تھا۔

وہ موقع ملنے پر اچھی طرح ہی اپنی پیاس مٹا کر پیچھے ہٹا تھا۔ آئرہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں اسکی محبت بے پناہ پنپ رہی تھی۔

"ا۔۔۔اب میں لے آؤں ؟" اسکے سوال پر برلاس تھوڑا متجسس ہوا۔

"کیا؟"

"پ۔۔۔پانی کی بوتل "

"وہ تم کیوں لاؤ گی میں لے آتا ہوں" وہ محبت بھرے انداز میں اسکے ہاتھ تھام کر نرمی سے دباتا گاڑی سے نیچے اترنے ہی لگا تھا کہ آئرہ اسکا ہاتھ تھام گئی۔

"میں۔۔۔میں لے آتی ہوں ناں"

"تم کیوں جاؤ گی جب میں ہوں" برلاس کو اسکی یہ ضد سمجھ نہیں آئی تھی۔

"پلیز۔۔۔یہ رہی سامنے شاپ" وہ بول ایسے رہی تھی جیسے گاڑی کے ساتھ ہی ہو۔

"اب کسی اور کا منہ توڑنا ہے؟" وہ بھنویں اچکا کر پوچھنے لگا۔

"توڑ بھی دوں گی اگر ضرورت پڑی تو" اسکا انداز دیکھنے والا تھا کیا مان تھا اسے اپنے محبوب شوہر پر جیسے وہ پوری دنیا کے آگے کھڑا ہو جائے گا اپنی بیوی کی ڈھال بن کر۔

"اوکے۔۔۔ توڑ دو۔۔۔ میں ایلفی سے انکے منہ واپس جوڑ کر پھر توڑ دونگا" اسکی بات پر آئرہ کی یکدم سے ہنسی نکل گئی۔ وہ سر نفی میں ہلاتی اسکے بازو پر دھپ

رسید کرتی گاڑی سے نیچے اتر گئی۔ برلاس انہی محبت بھری نگاہوں سے یوز دیکھتا رہا جب تک وہ شاپ کے اندر نہیں چلی گئی۔

کہ تب ہی اسکے فون پر زیحال کی کال ان لگی تھی وہ فوراً سے کال پک کرتے اپنی توجہ اس جانب مبذول کر گیا۔

"کہاں ہو تم۔۔۔"

"ب۔۔بھائی میں آئرہ کو کافی شاپ پر لایا تھا" وہ کچھ ہچکچا کر بولا۔

"تم سے میں نے ڈاکٹر شیری کے کلینک آنے کو کہا تھا" اسکا انداز ڈپٹ نے والا تھا۔ اسکے ڈانٹنے پر برلاس قربان تھا۔

"بھائی میں آیا تھا آپ نہیں تھے اس لئے آگیا "

"ابھی کے ابھی پہنچو واپس" وہ بولتے ساتھ کال کٹ کر گیا۔ برلاس نے گاڑی سے باہر ایک نظر آئرہ کو دیکھا جسے اسکے مطابق اب تک آجانا چاہیئے تھا مگر وہ نہیں آئی۔

برلاس نے کچھ دیر مزید انتظار کیا مگر اسکے نہ آنے پر وہ خود ہی گاڑی سے نیچے اتر کر شاپ کی جانب چل پڑا۔

وہ برلاس کو کال پر مصروف دیکھ جلدی سے اسکی نظروں سے بچ کر اس جانب نکل گئی جہاں ندرت بیگم اسکا بے صبری سے انتظار کر رہی تھیں۔
انہیں دیکھ آئرہ پہلے تو چونکی تھیں کہ وہ یہاں بھی آ سکتی ہیں مگر وہ خود کو کمپوزڈ کرتی انکے سامنے آ گئی۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں ؟" اسکا انداز بے حد سخت تھا۔ وہ شریر مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اسے دیکھ ایک قدم آگے آئیں۔

"کیوں بے بی گرل۔۔۔ میں اپنی بیٹی سے ملنے نہیں آ سکتی؟" انکا انداز دل جلا دینے والا تھا آئرہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ گئی

اسکا رخ ندرت بیگم کی جانب تھا جبکہ انکا رخ برلاس کی گاڑی کی جانب تھا جہاں سے وہ باآسانی اسے گاڑی سے اتر کر شاپ کی جانب آتے ہوئے دیکھ چکی تھیں۔

انکی آنکھوں میں لمحہ بھر کیلئے چمک اتر آئی جسے وہ آئرہ کے سامنے کمپوز کرتی سنجیدگی سے کھڑی ہو گئیں۔

"مجھے یہاں آنا پڑا تم نے جواب نہیں دیا تھا" انکا انداز سخت کٹیلا تھا نہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی انکی ہی بیٹی ہے۔

"کیسا جواب۔۔۔اور کونسا؟" وہ واقعی نہیں سمجھی تھی کیونکہ اس نے ایسا کوئی کام کرنے کو نہیں کہا تھا۔

"واؤ۔۔۔مطلب بھول گئی تم۔۔۔تم یہاں کس لئے آئی تھی؟" انکی آواز ایک دم سے بلند ہو گئی آئرہ کو

سمجھ نہیں آئی کہ وہ بے وجہ اتنی زور سے بات کیوں کرنے لگی ہیں۔

"امی آواز آہستہ رکھیں" وہ ایک قدم آگے آتی انکا بازو تھام کر دائیں جانب دیکھنے لگی۔ جیسے کسی کے آ جانے کا ڈر ہو۔

لیکن تب ہی ندرت کی نظر پیچھے پڑی جہاں انکی آواز اس بھوری آنکھوں والے لڑکے کے کانوں میں جا پڑی تھی قدم بے ساختہ وہی منجمند ہو گئے۔

ساتھ انکی رگوں میں دوڑتے خون کی گردش بھی تیز
ہو گئی۔
کہیں نہ کہیں اب بھی انہیں برلاس کا وہ روپ دیکھنے
سے ڈر لگتا تھا۔
"کیوں۔۔۔ تمہیں کس کا ڈر ہے" وہ نہ محسوس
طریقے سے آواز بلند کر گئیں۔آئرہ کو ڈر لگا تھا کاش وہ
اپنے پیچھے مڑ کر دیکھ لیتی۔
"تم یہاں اپنے مقصد کو پورا کرنے آئی ہو
آئرہ۔۔۔ تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے

۔۔۔جن کا حوصلہ بلند ہو وہ ڈرتے نہیں ہیں" وہ بے حد اپنائیت سے اسے بازوؤں سے تھام گئیں۔

آئرہ کو ان کا یہ بدلتا رنگ سمجھ آنے کے بجائے الٹا گڑبڑانے پر مجبور کر گیا۔

"ا۔۔" وہ کچھ کہنے کو منہ کھولنے ہی لگی تھی کہ وہ بے اختیار اسے اپنے ساتھ لگا گئیں۔

"میری بچی۔۔۔تم ہی میرا سہارا ہو۔۔۔تم نے جب سے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تم اپنے بھائی کے مجرم کو

بھی وہی سزا دو گی۔۔۔تب سے میں اس پل کے

انتظار میں پل پل مر رہی ہوں "

انکی نظریں اس دیوار کی اوٹ میں بے چینی سے ٹکیں

تھی جہاں دھیرے دھیرے انہیں برانڈڈ بوٹ نمودار

ہوتے دکھائی دیے

اگلے لمحے وہ دو بھوری آنکھیں اس دیوار کی اوٹ سے

نمودار ہوتی انکا سانس تک سینے میں اٹکا گئیں۔

وہ پھر بھی ہمت کرتی رونے لگی تھیں۔

"تم۔۔۔اسے وہی موت دینا جو اس نے تمہارے بھائی کو دی تھی تم نے اسی بات کا آتے ہوئے وعدہ کیا تھا تم کرو گی ناں یہ وعدہ پورا"

آئرہ کو انکے گلے سے لگے دیکھ ان الفاظوں پر مانوں ساتوں آسمان ایک ساتھ برلاس شاہ کے سر پر آن ڈھے تھے۔وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

سانس کیسے لیتے ہیں وہ نہیں جانتا تھا سانسوں کے ساتھ دل بھی دھڑکنا بھول گیا تھا۔

وہ پیچھے ہٹتی آئرہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام گئیں جبکہ وہ ہکابکا سی انکی باتیں سنے گئی۔

"آپ"

"میرا آسرا ہو تم اور تمہارا وہ وعدہ" وعدہ؟ یہ لفظ برلاس کی سماعتوں میں ہتھوڑے بن کر گونجنے لگا تھا آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی بھرتی چلی گئی۔

کہ تب ہی برلاس کا موبائل بج پڑا جس کی آواز پر وہ کرنٹ کھاتے پیچھے مڑی سامنے کھڑے برلاس کو دیکھ اسکی روح ایک دم سے پرواز کر گئی تھیں۔ وہ چھٹی

پھٹی نظروں سے اسے دیکھے گئی برلاس کی آنکھوں
میں اتری سرخی اسکی جان نکال گئی تھی۔

وہ بنا کچھ کہے وہی سے واپس پلٹ گیا۔اسے جاتے دیکھ آئرہ نے مڑ کر ندرت بیگم کو دیکھا جن کا چہرہ دیکھنے لائق تھا۔وہ مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتی کندھے اچکا گئیں۔

"یہ ہے میرا بدلہ" وہ ایک ادا سے بولتی بال پیچھے جھٹک گئیں۔

"یہ اب پل پل مرے گا یہ سوچ کر کہ اسے مارنے والی اسی کی محبوبہ تھی۔۔۔ تم فکر مت کرنا۔۔۔ تمہاری ماں کے گھر کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے "

وہ جانتی تھیں اب آگے کیا ہونے والا تھا تب ہی اسے سوچ کر انکا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

آئرہ کی آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہہ نکلا وہ کرب بھری نگاہوں سے انکو دیکھتی بے جان ٹانگوں سے برلاس کے پیچھے ہولی۔

مگر تب تک وہ گاڑی لے کر جا چکا تھا اسے وہاں نہ پا کر آئرہ کو اپنی سانسیں تنگ ہوتی محسوس ہوئیں۔

وہ اسے فون کرنے لگی تھی مگر آج اسکی ایک بھی کال نہیں اٹھائی گئی تھی۔ وہ روتی ہوئی سڑک پر کھڑی آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھنے لگی جب اسکے ذہن میں اچانک زیحال کا خیال آیا۔

وہ فورا اسے کال کرنے لگی جب اسکی پہلی ہی کال اٹھالی گئی۔

زیحال کی جانب سے اسکی کال اٹھالی گئ تھی مگر
مسلسل خاموشی آرہی تھی آئزہ نے کتنی بار ہیلو ہیلو کیا
تھا مگر پھر بھی اسکی جانب سے کوئی جواب نہیں ملا۔
آئزہ نے روتے ہوئے کال بند کرتے پھر سے کال ملائی
مگر پھر بھی اسکی جانب سے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔
لیکن کچھ دیر میں اسے دور سڑک پر زیحال کی گاڑی

اپنی جانب آتی دکھائی دی۔وہ شل ساکت کھڑی اسکی گاڑی کو دیکھے گئی یہاں تک کہ وہ اسکے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔

زیحال گاڑی سے اترتا گھوم کر دوسری جانب آیا اور فرنٹ سیٹ کا دروزہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔

آئرہ نے روتے ہوئے سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھا پھر دھیرے سے فرنٹ سیٹ پر جا بیٹھی زیحال دروازہ بند کرتے واپس ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور گاڑی زن سے اڑا لے گیا۔

وہ پورے راستے بے آواز روتی ہوئی ونڈو سے باہر
دیکھے گئی۔دل جیسے کسی کی سخت گرفت میں آگیا تھا
اور آیا بھی کسی ظالم کے ہاتھ میں تھا جس نے ذرا بھی
اس معصوم لڑکی پر رحم نہیں کھایا تھا۔

کتنی مشکل سے سب ٹھیک ہوا تھا یہاں سات سمندر
پار وہ لوگ اپنی نئی زندگی کی شروعات کرنے آئے
تھے ایک حسین شروعات۔

مگر یہاں تو سوچ کے بلکل برعکس سب ہو گیا تھا۔وہ
سوچ بھی نہیں پارہی تھی کہ وہ کیسے اپنے شاہ سائیں کو

یقین دلائے گی کہ اس نے وعدہ ضرور کیا تھا مگر وہ اسکا

صرف کفارا کرنا چاہتی تھی یہ وعدہ پورا کرنے کا

خواب وخیال تو وہ اسی دن چھوڑ چکی تھی جس تھی

برلاس ایک رات گھر سے باہر کڈنیپ رہا تھا۔

وہ ایک رات اسے شدّت سے احساس دلا گئی تھی کہ وہ

اسکی زندگی میں سانسوں جیسی اہمیت رکھتا ہے۔اسکے

بغیر آئرہ کو کچھ سنائی یاد کھائی نہیں دے رہا تھا۔

اور آج جب وہ کفارا ادا کرنے کیلئے خود کو ایک بیوی کی حیثیت سے اسے سونپ گئی تھی تو قسمت نے ایک نئی آزمائش کا گھیرا انکے گرد تنگ کر دیا تھا۔

وہ کیسے اسے اب یقین دلائے گی کیسے بتائے گی کہ وہ اس سے بے پناہ محبت کرتی ہے کیا وہ کرے گا یقین؟

سوچ کر ہی آئرہ کا دماغ مفلوج ہو چکا تھا دل کی دھڑکنیں تو جیسے دھڑکنا ہی بھول گئی تھیں۔

زیحال نے گاڑی سیدھا گھر کے باہر پورچ میں جا کھڑی کی تھی۔ آئرہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا وہ بنا اسکی جانب دیکھے گاڑی سے اتر کر اندر چلا گیا۔

لیکن آئرہ کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی اسکا دل چاہا باقی کی بچی زندگی یہی گاڑی میں بیٹھے بیٹھے گزار دے مگر اگلے ہی لمحے اسکے کانوں میں کچھ ٹوٹنے کی زوردار آواز گونجی۔

وہ سیٹ پر بیٹھی بیٹھی ہی اچھل کر پڑی تھی اور سانس روکے کھلے ہوئے دروازے کو دیکھنے لگی۔

ایک کے بعد ایک کچھ ٹوٹنے کی آواز پر وہ خوف زدہ
ہوتی مجبورا گاڑی سے نیچے اتر آئی۔

زیحال جیسے ہی لیونگ روم میں پہنچا تھا سامنے سے
ایک واس اسکے قدموں میں آ گرا تھا۔

اس نے جھک کر اسے دیکھا پھر سامنے کھڑے برلاس
کو۔

جو شدید طیش میں آتے دیوار پر لگی پینٹنگز ایک ایک کر
کر زمین بوس کرتا چلا گیا۔
جن کی مالیت کروڑوں کی تھی۔

زیحال انکی حالت دیکھ ضبط سے لب بھینچ کر رہ لیا اس نے برلاس کی جانب دیکھا

"برلاس" زیحال نے بے اختیار اسے پکارا مگر وہ کہاں سنتا وہ اب کسی کی نہیں سن سکتا تھا۔

"برلاس کیا ہوا۔۔۔ کیا ہے یہ سب ؟" اسے اسکے اس اچانک رویے کی سمجھ نہیں آئی تھی جب اگلے ہی پل آئرہ اسکے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔

اس پر نظر پڑتے ساتھ پینٹنگ پھینکتا ہوا برلاس کا ہاتھ پل بھر کو رک سا گیا جب اسے رکے دیکھ زیحال نے بھی مڑ کر آئرہ کی جانب دیکھا۔

وہ بے آواز ہی رو رو کر پاگل ہو چکی تھی خوف سے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ چکا تھا۔

"ش۔۔۔شاہ" وہ کچھ کہنے کے لئے منہ کھولنے ہی لگی تھی جب برلاس کے دھاڑنے پر بری طرح سے لرزتی دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"میرا نام بھی مت لینا۔۔۔سنا تم نے" وہ پوری قوت سے دھاڑتا ہاتھ میں پکڑی پینٹنگ فرش پر دے مار گیا۔

"برلاس،" آئرہ کے ساتھ اسکا یہ رویہ دیکھ زیحال نے فورا اسے ٹوکا تھا مگر آئرہ کا دل بری طرح سے کانپ گیا تھا کیونکہ حقیقت سے زیحال ناواقف تھا وہ نہیں۔

"یہ کیا طریقہ ہے آئرہ سے بات کرنے کا؟" ہاں وہ کبھی اپنے بھائیوں کو اس چیز کی اجازت نہیں دے

سکتا تھا کہ اسکے سامنے کیا کمرے میں ہی اپنی بیویوں پر
آواز اونچی کریں۔

وہ سکھاتا تھا کہ عورت کے سامنے آواز اونچی کرنے
والا جاہل ہو سکتا ہے مرد نہیں۔ جو جانتا ہے اسکی
عورت اسکے سامنے کمزور ہے۔

"میرا طریقہ۔۔۔ میرا؟" وہ بلند آواز میں غراتا ہوا
اپنے باپ کے مقابل آیا تھا۔

"اس سے پوچھیں۔۔۔پوچھیں اس سے یہ یہاں کیا کرنے آئی تھی؟" وہ اپنا کانپتا ہوا ہاتھ آئرہ کی جانب کر گیا۔

جس پر آئرہ کا خون خشک پڑنے لگا تھا وہ زیحال کے مڑ کر دیکھنے پر سر نفی میں ہلانے لگی۔آنکھوں سے آنسوں ابل ابل کر بہہ رہے تھے۔

"پوچھیں نا۔۔۔ں" زیحال کی خاموشی پر وہ پوری قوت سے دھاڑا۔ہونٹ بری طرح سے پھڑ پھڑا

رہے تھے چہرہ ضبط کی شدّت کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔

"میں۔۔۔میں بتاتا ہوں" نہیں آئرہ کا دل پھٹنے کے قریب تھا اب نہیں وہ کسی بھی نئی آزمائش سے گزرنے کی سکت میں نہیں تھی۔

"یہ۔۔۔یہ عورت مجھے مارنے آئی تھی۔۔۔مارنا چاہتی تھی یہ مجھے "

اسکی بات پر زیحال کا دل دھک سے رک گیا مانو سانس لینا محال لگنے لگا ہو۔

آئرہ نے ضبط سے آنکھیں زور سے میچ لیں۔جب

زیحال نے بے یقینی سی نگاہوں سے مڑ کر اسے دیکھا۔

"وعدہ کر کر آئی تھی اپنی ماں سے۔۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے

مارنے کا وعدہ "

وہ کس کرب سے چلا رہا تھا آئرہ کی جان نکل رہی تھی

وہ مسلسل سر نفی میں ہلاتی رہی۔

"کیسے۔۔۔کیسے کر سکتی ہے یہ کیسے؟ "

وہ دھاڑتا ہوا پاس پڑی شیشے کی ٹیبل پر زور سے لات مارتا اسے ٹکڑے ٹکڑے کر گیا تھا جسے دیکھ آئرہ اچھل کر دیوار کے ساتھ جا لگی۔

"برلاس" اسے چوٹ لگ جانے کے ڈر سے زیحال اسے تھامنے ہی لگا تھا جب وہ پوری قوت لگا کر چیختا ہوا نیچے کو جھک گیا۔

"آاااا۔۔۔۔" اسکا رونا کس قدر تکلیف دہ تھا یہ صرف زیحال جانتا تھا جس کیلئے اسکا ایک بھی آنسوں موت بن کر گزرتا تھا۔

"برلاس سمبھالو خود کو" زیحال اسے کندھوں سے

تھام کر اپنے ساتھ لگا گیا۔

"یہ مجھے وہی سزا دینے آئی تھی بابا" وہ کس کرب اور

اذیت سے یہ بات اپنے باپ کو بتا رہا تھا شاید ہی کبھی

اتنا برا وہ ٹوٹا تھا۔

کیونکہ اس بار توڑنے والی اسکی محبوبہ تھی بر

لاس شاہ کی محبوبہ۔

"مجھے سزا دینا چاہتی تھی یہ۔۔۔اسے کہیں

اپنا۔۔اپنا وعدہ پورا کرے۔۔۔اسے کہیں بابا "

"برلاس۔۔۔پاگل مت بنو" اسکی بات پر زیحال کا اپنا دل دہل گیا تھا۔

"اسے کہیں اپنا وعدہ پورا کرے۔" اسکی بات پر آئرہ نے تڑپ کر سر تیزی سے نفی میں ہلایا۔

بس کرے وہ۔ وہ اس لڑکی کو بھی دیکھ لے جو سانس لئے بغیر ہی بے آواز ہچکیوں میں رو رہی تھی۔

"میں۔۔۔میں اسے نہیں رکھنا چاہتا اسے کہیں جائے یہاں سے۔۔۔چلی جائے یہ" وہ اس دھوکے میں

بری طرح سے ٹوٹا تھا بد گمانی کا پردہ دونوں اطراف آ چکا تھا۔

اسکی بات پر آئرہ کی مانو روح قبض ہو گئی ہو موت کی تکلیف کسے کہتے ہیں یہ اسے باآسانی محسوس ہو رہی تھی۔

"وہ کہیں نہیں جائے گی۔۔۔یہی رہے گی اور تمہارے ساتھ تمہارے نکاح میں "

زیحال کا انداز اس بار بے حد سپاٹ تھا۔ مطلب بات انکے طلاق تک آ گئی تھی؟ آئرہ مر رہی تھی کسی کو وہ

زندہ نہیں لگ رہی تھی یہی تو چاہتی تھی اسکی ماں۔ تو آ

کر دیکھ لے اب وہی سب ہو رہا تھا۔

اس نے برلاس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں

لیتے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تم برلاس زیحال خان ہو۔۔۔اور وہ اتنا کمزور نہیں

ہے جو اتنی سی بات پر ٹوٹ جائے "

یہ نام ہی اپنے آپ میں ایک طاقت رکھتا تھا۔ اس

وقت اگر اسے اپنا باپ نظر نہ آتا تو کوئی سوچ بھی

نہیں سکتا تھا کونسی قیامت اس رشتے پر ٹوٹ چکی ہوتی۔

کچھ دیر تک وہ برلا اس کو کمرے میں چھوڑ کر سختی سے باہر نہ آنے کی تاکید کر آیا تھا۔

جب باہر آتے اسکی نظر آئرہ پر پڑی۔ وہ بے جان سی دیوار کے ساتھ لگی کھڑی تھی اسے دیکھ زیحال کو بے ساختہ اس پر ترس آیا۔

وہ چلتے ہوئے اسکے قریب فاصلے پر آ رکا۔

"کچھ دیر اسکے پاس مت جانا۔۔۔اسکا غصّہ ٹھنڈا ہونے دو وہ ٹھیک ہو جائے گا "

اسکی بات پر آئرہ نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

اسے تو غصّہ کرنا چاہیئے تھا بات اسکے بیٹے کی جان کی تھی۔ مگر وہ تو نارمل تھا کیونکہ وہ زیحال خان تھا۔

"م۔۔۔میں۔۔۔انکو کوئی" بات پوری کرنے سے پہلے ہی اسکی آواز بھرا سی گئی۔

"جانتا ہوں۔۔۔ورنہ آج تم بھی اپنی ماں کے ساتھ اپنے انجام تک پہنچ چکی ہوتی "

اسکی بات پر آئرہ نے تڑپ کر پھر سے سر اٹھایا۔اور پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ک۔۔۔کیا مطلب ہے؟" کتنا مشکل تھا یہ سوال کرنا۔ مگر وہ سانس نہیں لے رہی تھی۔

وہ بنا کچھ کہے گھر سے باہر نکل گیا لیکن آئرہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہل سکی تھی۔وہ اپنی جگہ پتھرا چکی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک ایک سوٹ الماری سے نکال کر بیڈ پر رکھتی ان پر گنتی کر رہی تھی جس پر دس آجاتا اسے نکال کر ایک طرف رکھ دیتی پھر باقی کپڑوں کو جگہ دیتی اور وہی عمل انکے ساتھ دہرا کر وہ تقریباً سارے کپڑوں کا ڈھیر لگا چکی تھی۔

اب فائنل میں آنے والے کپڑوں کی باری تھی جس پر وہ گنتی کرتی کسی ایک سوٹ کو سلیکٹ کرنے لگی۔

"یس۔۔۔یہ" ایک مرون رنگ کا گھیر دار بہت ہی پیارا فراک اسکے ہاتھ آیا تھا جس پر خوبصورت گوٹہ

ورک ہوا تھا بارڈر اور بازو کا مدار تھے وہ فراک خاص پشتون لڑکیاں پہنتی تھی اور جب سے وہ ایک پٹھان کی بیوی بنی تھی تب سے اسکی وارڈروب میں بھی ایسے کپڑے آ چکے تھے۔

"یہ کیا۔۔۔ تم یہ پہنو گی؟" مشی ہاتھ میں خوبصورت سینڈلز لئے اسکے کمرے میں آئی تھی جب آگے آتے اسکی نظر اس ڈھیر پر سے ہوتی زمل کے ہاتھ میں پکڑی ڈریس پر گئی۔

"ہاں پیارا ہے ناں۔۔۔ ہبی کو ایسے ڈریس بہت پسند ہیں" وہ چہک کر اسے بتانے لگی۔

"پاگل لڑکی۔۔۔ تم وہاں سٹوڈنٹ بن کر جاؤ گی نہ کہ پٹھانی" وہ اسکے لئے کوئی اور سٹائلش مگر سمپل سا ڈریس دیکھنے لگی۔

"نہیں۔۔۔ میں ہر جگہ ہبی کی پٹھانی بن کر ہی جانا چاہتی ہوں" وہ واپس سے مرون سوٹ اٹھا کر ایک طرف ہو گئی۔

اس فراک سے کیا وہ تو خود بھی چیخ چیخ کر پوری دنیا کو
بتانا چاہتی تھی کہ وہ اپنے خان کی خانی ہے اسکی پٹھانی۔
"اوکے بابا۔۔۔جو تمہارا دل کرے زوناش کو بخار نہ
ہوتا تو میرا بہت دل تھا تمہارے ساتھ جانے
کا۔۔۔لیکن خیر ہے اس بار تم کومل کو لے جا"
وہ مرجھائے چہرے کے ساتھ کہتی اسکے ڈریس کی
چیزیں میچ کر کر رکھنے لگی۔
واقعی جس طرح کی وہ ڈریسنگ کر کر جانے والی تھی
چھریاں چلنی تھیں چھریاں وہ بھی لڑکیوں کے دلوں

پر لڑکے تو پھر جان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھنے والے تھے
جو ایک پٹھان کی بیوی کو دیکھنے کی گستاخی کرتے۔

"ویسے ہبی کو بتادوں؟" وہ کچھ سوچ کر بولی۔

"خبردار۔۔۔تو سرپرائز کیسے رہے گا۔۔۔مجھے تو لالا کا
چہرہ سوچ کر ہی خوشی سی ہو رہی ہے جب وہ دیکھیں
گے کہ انکی وائفی نے پوزیشن حاصل کرلی ہے اففف
میں بتا نہیں سکتی کیا تاثرات ہونگے انکے"

وہ واقعی بے حد ایکسائٹڈ لگ رہی تھی اسکی خوشی میں
زمل وہ گھبراہٹ بھولتی خود بھی خوش ہوگئی

ورنہ اسے بار بار وہی آواز یاد آرہی تھی جو فون پر اس نے سنی تھی۔وہ آواز ہی اتنی سحر زدہ تھی کہ وہ اب تک اسے بھلا نہیں پا رہی تھی۔

______

وہ گنگناتی ہوئیں اپنا بیگ پیک کر رہی تھیں چہرے وہ چمک تھی جو آج سے پہلے انہوں نے خود بھی نہیں دیکھی تھی اتنا دمکتا ہوا چہرہ کہ انکا اپنا ہی چہرہ چوم لینے کا دل چاہا۔

یہ خوشی وہ تھی جسے پانے کیلئے وہ برسوں سے پر تول رہی تھیں جب سے انکا بیٹا ان سے دور گیا تھا تب سے ہی وہ اس موقعے کی تلاش میں تھیں کہ کب اپنے بیٹے کے مجرم کو اس سے بھی بری سزا دے۔

اور اس سے بڑھ کر کونسی سزا ہوسکتی تھی کہ ایک محبوب کو زندہ مارنے والی اسکی اپنی محبوبہ ہو۔

"آئرہ کو کیا پسند ہیں۔۔۔امم۔۔۔بریانی۔۔اوہ نہیں وہ تو اس لڑکے کو پسند تھی میری بیٹی کو کیا پسند ہے

کباب ایس" وہ خوشی سے اپنے آپ سے باتیں کرتی

مینیو سیٹ کر رہی تھیں۔

انکے مطابق گھر پہنچتے ہی پیچھے پیچھے آئرہ بھی آنے والی

تھی انکی فیملی پھر سے کمپلیٹ ہونے والی تھی اس سے

بڑھ کر کیا خوشی ہوتی۔

بیگ پیک کرتے ہوئے انکی نظر ساتھ پڑے موبائل پر

گئی۔

ایک دل تو تھا اٹھا کر آن کر لیں مگر اب بھی پاشا کا

خوف انہیں یہ کرنے سے روک رہا تھا۔

وہ موبائل کو سوئچ آف ہی رکھتی اپنے بیگ میں ساتھ ہی پیک کر گئیں۔

"کچھ کھالوں؟" کھڑے ہو کر سوچا جب پیٹ سے آواز آئی خوشی کا موقع ہے کچھ تو کھانا بنتا ہے۔

وہ جلدی سے کچن میں آگئیں اور اپنے لئے کچھ اچھا سا بنانے لگیں۔

ساتھ ہی لبوں پر خوشی کے الفاظ ناچ رہے تھے۔

"آج میں اوپر آسمان نیچے"

وہ خود میں گنگناتی ہوئی پہلے کافی میکر آن کر گئیں اور دوسری جانب ایئر فرائیر میں کچھ فرائز ڈال کر ساتھ کچھ پیسزز رکھ گئیں۔

"ویسے وہ کیا کر رہا ہو گا اس وقت۔؟" وہ خود سے سوچنے لگیں۔

"رو رہا ہو گا؟ چیخ رہا ہو گا؟" وہ اندازہ لگاتی خوشی سے جھرجھری سی لینے لگیں مطلب اتنا مزہ اتنا سکون جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا تھا۔

"پارٹی ندرت۔۔۔ تمہیں ایوارڈ ملنا چاہیے کیا دماغ لگایا ہے کیا آئیڈیا نکالا تھا واللہ تم سے عشق ہو گیا "

وہ ٹیبل پر کینڈلز لگاتی خود کیلئے اسے سجانے لگیں۔

ہاں یہ آئیڈیا انکے ذہن میں بروقت آیا تھا جب پاشا کا فون اپنے فون پر آتے دیکھا۔اسکے ہوتے ہوئے اسکے بیٹے کی طرف آنکھ بھی اٹھانا مطلب اپنی موت کو خود دعوت دینا تھا۔

مگر وہ ذہنی موت تو دے سکتی تھیں اسے دینے سے ندرت خانزادہ کو کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

کیونکہ جو شخص پہلے ہی دماغی مریض ہو وہ کیوں ناں

اس کی اسی کمزوری کا فائدہ اٹھا کا وار کرتیں۔

یہی پلان تھا انکا برلاس شاہ کو مزید کمزور کر دینا اور وہ

کر بھی چکی تھیں۔

وہ ٹیبل سجا کر کرسی پر بیٹھنے ہی لگی تھیں کہ انہیں

اچانک کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔

وہ ٹھٹھک کر وہی رک گئیں اور اس جانب دیکھنے

لگیں جب یہی آواز انکو اپنے پیچھے سے آئی وہ بدک کر

پیچھے ہٹی اور ہونقوں کی طرح اس جانب دیکھنے لگیں۔

"ک۔۔۔ کون ہے؟" وہ اکیلے میں بھی اس طرح کبھی نہ ڈرتی اگر اس شخص کی وہ ایک کال نہ آئی ہوتی۔ مگر اب تو ہر لمحہ ہی آخری گھڑی لگ رہا تھا۔

"م۔۔۔ میں نے پوچھا کون ہے وہاں؟" انکی آواز میں باقائدہ لرزش تھی۔ جب تیسری جانب سے کھڑکی ٹوٹنے کی آواز پر انکی روح تقریباً فنا ہی ہو گئی تھی۔

وہی سے ایک شخص کود کر گھر میں داخل ہوتے انکے سامنے آگیا جب ماسک پہنے اس شخص کو دیکھتے ہی ندرت کے منہ سے زبردست چیخ برآمد ہوئی۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔

"ک۔۔۔کون ہو تم۔۔۔؟"اس وقت حلق سے آواز نکلنا بھی جیسے غنیمت تھی۔مگر خوف سے رونگٹے کھڑے ہو چکے تھے۔

اس شخص نے اسی وقت ماسک اتار دیا جب اسے پہچانتے ہی ندرت مزید حیرانی میں ڈوبتی چلی گئیں۔

"ت۔۔۔ تم؟" یہ وہی تھا جسے برلاس کے لئے
انہوں نے یہاں آکر ہائر کیا تھا۔ لیکن وہ انکے گھر تک
بھی آسکتا ہے اسکا انہیں اندازہ نہیں تھا۔
"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ اب کی بار بولی نہیں
پھنکاری تھیں۔
لیکن اگلے ہی پل اس نے پسٹل نکال کر ان پر جیسے ہی
تانی انکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔ا۔۔۔اسے نیچے کرو" اصل خوف تو انہیں اب محسوس ہوا تھا سامنے کھڑی موت کو دیکھ کر۔

"تجھے کہا تھا میں نے۔۔۔اس لڑکے کا تعلق پاشا بے سے نہیں ہونا چاہئے۔۔۔تو نے جھوٹ بولا" آخر میں وہ دھاڑا تھا ندرت خانزادہ اسکی دھاڑ پر بری طرح سے لرز اٹھیں۔

"ک۔۔۔کب۔۔۔کب کہا تھا تم نے ایسا" انہیں واقعی ایسا کچھ یاد نہیں تھا اگر ہوتا بھی تو اس وقت وہ صاف مکر جاتیں۔

"اپنا فون چیک کیا ہوتا۔۔۔تو تجھے پتہ چلتا۔۔۔میں نے وارن کیا تھا تجھے۔۔۔میں نے کہا تھا اگر پاشا بے سے اسکا کوئی تعلق نکلا تو تجھے جان سے مار دونگا۔۔۔تو نے پھر بھی جھوٹ بولا۔۔۔وہ پاشا میرے پیچھے موت بن کر گھوم رہا ہے "

اسکی بات پر ندرت خانزادہ کو اپنی سانسیں تنگ ہوتی محسوس ہوئیں۔

جب اگلے ہی پل باہر گاڑی کے ٹائر چرچرانے کی آواز آئی دونوں نے بیک وقت مڑ کر دیکھا یہ آواز عام نہ تھی دور سے پتہ چلتا تھا کہ گاڑی چلانے والا اس چیز میں کتنا ماہر ہے۔

"دیکھا۔۔۔وہ آگیا۔۔۔تو نے مجھے موت تک پہنچا دیا دھوکے باز عورت" اسکے دھاڑنے پر ندرت کی

رنگت فق پڑ گئی وہ بری طرح سے لرزتی ہوئی سر نفی میں ہلانے لگیں۔

"وہ۔۔۔وہ کچھ نہیں کرے گا۔۔۔میرا یقین کرو" انکا بس نہیں چلا وہ اسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑ دیتی یقین دلاتی کہ وہ ٹھیک رہے گا۔

"تونے اسے گلی کا غنڈہ سمجھا ہے؟اس دنیا میں اسکے نام سے بھی لوگ کانپتے ہیں اور تو اس سے پنگا لینے چلی تھی "

وہ اپنی گرفت مضبوط کرتا پوری قوت سے دھاڑا جب یہ دیکھ ندرت کی روح تقریباً پرواز کر گئی تھی۔

"د۔۔۔دیکھو۔۔۔م۔۔۔میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔۔۔م۔۔۔میرا یقین "

اگلے ہی لمحے سب کچھ بدل چکا تھا۔وہ شخص کھڑکی کی جانب دوڑ گیا۔

اسکی برق رفتاری اور دنوں اسے بچا سکتی تھی مگر آج نہیں جب اسکے سامنے پاشا آ کھڑا ہوا تھا۔

وہ جیسے ہی ونڈو سے جمپ لگاتا دوسری جانب کودا وہ سامنے ہی گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے سگار سے دھواں کھینچتا ہوا کے سپرد کر رہا تھا۔

وہ شخص اسے دیکھتے ہی جیسے اگلی سانس بھول گیا تھا یہ وہ تھا جس نے پاشا بے کی اولاد پر بری نظر ڈالی تھی اسے مارنے کا پلان بنایا تھا کیسے کر ممکن تھا کہ وہ اسے بخش دیتا۔

"پ۔۔۔پاشا۔۔۔مم۔۔۔میرا یقین کرو۔۔۔میں میں ایسا نہیں چاہتا تھا" اسے اپنی جانب قدم بڑھاتے دیکھ اسکے ہاتھ سے خوف میں ریوالور چھوٹ کر نیچے جا گری۔

"د۔۔۔دیکھو۔۔۔میں ۔۔۔میں نہیں جانتا تھا کہ وہ تمہارا بھائی ہے۔۔۔۔مم۔۔۔میرا یقین کرو۔۔۔پاشا"

وہ مسلسل پیچھے کی جانب قدم اٹھائے جارہا تھا ایک دردناک موت اسکے سامنے کھڑی تھی۔

اس نے سگار کا ایک کش لگا کر منہ اوپر کی جانب کیا اور دھواں سیدھا آسمان کی جانب چھوڑ دیا۔

صرف ایک لمحہ۔جو پر سکون لگا تھا

مگر اگلے ہی لمحے وہ اسے گردن سے دبوچ پر وہاں بنی پلر زمیں بے دردی سے چن گیا تھا۔اس شخص کی دل خراش چیخیں سن کر اسکے گارڈز نے کانوں میں انگلیاں دے لی تھیں۔

خون کے سرخ دھبے پاشا کی وائٹ شرٹ کو پورا سرخ کر گئے۔کہا تھا وہ سامنے آتا ہے مگر صرف موت بن کر۔

وہ وہی بیٹھ کر اسکے بے جان وجود کو دیکھنے لگا اسکی

ریوالور بھی وہی پڑی تھی جسے اٹھا کر وہ الٹ پلٹ کر

دیکھنے لگا۔

"برلاس زیحال۔۔۔خان" اس نے ٹھہر کر یہ نام

اپنے لبوں سے ادا کیا۔

"جو بھی اس کی طرف دیکھے گا۔۔۔اسے یہی موت

ملے گی" وہ دھڑا دھڑ ساری گولیاں اس کے سینے میں

برسا گیا۔

اسکا کام تمام کرتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اسے گاڑی کی جانب آتے دیکھ اسکے ایک گارڈ نے گاڑی میں رکھی شرٹ نکال لی کیونکہ وہ چلتا ہوا اپنی شرٹ کو تقریباً پھاڑتے ہوئے تن سے جدا کر گیا تھا۔

اور گارڈ کے ہاتھ سے دوسری شرٹ لیتے اس نے فورا اسے پہن لی اور ٹیشو سے اپنے ہاتھ صاف کرنے لگا۔

"پاشا۔۔۔اسکے ساتھی ضرور آئیں گے "گارڈ کی بات پر اسکی گرے جھیل سی آنکھیں اوپر کو اٹھیں۔

"تو میں بھی یہی ہوں" صرف ایک جملہ اور اندازہ ہو گیا کہ وہ ایک ایک کو یہی کتے کی موت مار کر جانے والا تھا۔

اگلے ہی لمحے اسکے فون پر کال آنے لگی جس کی رنگ ٹون سب سے الگ تھی اور اسے عشق تھا اس رنگ ٹون سے۔

وہ بالوں میں ذرا سا ہاتھ پھیرتے خود کو زیحال کے روپ میں لے آیا تھا جو بہت اچھا تھا جو صرف زمل کا ہی تھا۔

"اسے اٹھا کر ہوسپٹل پہنچاؤ بچ جائے تو ٹھیک ورنہ ڈیڈ

باڈی اسکے گھر والوں کو پہنچا دو "

اسکا اشارہ ملتے ہی گارڈز اندر کی جانب دوڑ گئے تھے

جہاں انکے پیروں میں خون کی ندی سی بہہ گئی تھی

سامنے ہی ندرت خانزادہ کا بے جان وجود پڑا تھا

آنکھیں ایک ہی نقطے پر ٹھہری اور چہرے کی س پید

پڑتی رنگت شاید یہی دردناک انجام وہ لکھوا کر لائی

تھیں اپنی قسمت میں۔

سات سمندر پار کوئی بدلے کیلئے آیا تھا؟ نہیں اسے اسکی موت کھینچ کر لائی تھی ایک دردناک موت۔

99/1

وہ شام گئے ہی واپس گھر لوٹا تھا جب اسے لیونگ روم میں بیٹھی آئرہ نظر آئی وہ اسی جگہ دیوار سے لگی گھٹنوں میں منہ دیے ہوئے تھی زیحال کو ایک بار تو اسکے

سو جانے کا شک ہوا پھر وہ دھیرے سے اسکے پاس آکر ذرا سا گلا کھنکار گیا جب اسکی آواز پر آئرہ بے اختیار اچھل کر پڑی اور زیحال کو دیکھ جلدی سے ہڑ بڑا کر دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی۔

"تم دوسرا روم یوز کر سکتی تھی" اسکا اشارہ اپنے کمرے کی جانب تھا مگر جب سے وہ وہاں آکر رہ رہا تھا تب سے آئرہ ایک بار بھی اس کمرے میں نہیں گئی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں میں ٹھیک ہوں" وہ دھیمی آواز میں بولتی اٹھ کھڑی ہوئی انداز بوجھل سا تھا۔

"جاؤ۔۔۔جا کر ریسٹ کر لو" اب کی بار زیحال نے لہجے میں تھوڑی سختی اپنائی تھی جس پر آئرہ خوف زدہ ہوتی سر اثبات میں ہلا کر کمرے میں چلی گئی۔

وہ وہی لیونگ روم میں صوفے پر براجمان ہوتا اپنا فون نکال کر زمل کا نمبر ڈائل کر گیا پہلے اسکی کال آرہی تھی مگر سگنل ایشو کی وجہ سے بات نہیں ہو سکی تھی۔

"بابا" سامنے سے کال زالے نے اٹھائی تھی جب اسے دیکھتے ہی زیحال کی گویا باچھیں کھل گئیں۔

"ارے۔۔۔ میرا بیٹا" وہ ہمیشہ کی طرح اس سے پر جوش ہو کر بات کرنے لگا تھا۔

وہ زالے کیلیئے ہمیشہ بیٹا لفظ ہی استعمال کرتا تھا جس پر زالے بھی بہت خوش ہوتی تھی وہ چاہتا تھا وہ اسکے بیٹے کی طرح ہی رہے بہادر اور طاقتور۔

"بابا مش یو (بابا مس یو) "

"بابا مسڈ یو ٹو میرا بیٹا" اسے واقعی اب شدّت سے انکی یاد آنے لگی تھی۔ دل چاہا اڑ کر انکے پاس پہنچ جائے۔

"بابا۔۔۔ مما شید۔۔۔ یو می دول (بابا ماما نے کہا تھا آپ میری ڈول لے کر آؤ گے)" وہ اپنے انداز میں بے حد کیوٹ طرح سے بولی۔

"یس۔۔۔ ڈھیر ساری ڈولز اینڈ ٹوئز میرے بیٹے سے بھی بڑی بڑی" وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے ویڈیو کال پر بتانے لگا۔ جس پر زالے اور خوش ہوتی تالیاں بجانے لگی۔

''بابا آئی وانٹ ڈول۔۔۔ناؤ(بابا مجھے ابھی ڈول چاہئے)''اسکی ضد پر زیحال کو بے حد پیار آیا۔وہ وہی سے ''اوکے میرا بیٹا'' کہتا اٹھ کر گاڑی کی چابی لیتا باہر نکل گیا۔

یہ شام اسے اپنے بچوں کیلئے صرف کھلونے لینے میں گزری تھی۔کال پر اب زامل کے ساتھ عبدلباری بھی تھا جو اسے یہاں سے وہاں گھن چکر کی طرح گھما رہے تھے۔

اس نے تینوں بچوں کیلئے ڈھیر سارے ٹوائز جمع کر لئے تھے یہاں تک کے زوناش کیلئے بھی اسکے بے بی کاٹ میں لگانے والے جھومر اور بولنے والے ٹوائز جنھیں دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوتی۔

"اچھا بابا بس۔۔۔ بابا کے پاس پورا مال جمع ہو گیا" وہ اتنا سارا ڈھیر دیکھ کر ہنس پڑا تھا اتنے میں پیچھے سے زمل بھی آگئی تھی جو کال پر ہی اتنا سارا ڈھیر دیکھ فورا سے شروع ہو گئی۔

وہاں بچوں کی کلاس لگی تھی سو لگی تھی یہاں سات

سمندر پار بھی زیحال اسکی ڈانٹ سے بچ نہیں سکا تھا۔

"وائفی بچے ہیں" اس نے اپنے بچوں کی جانب سے

ناکام سی کوشش کی جو ہمیشہ کی طرح بے کار گئی تھی۔

"بچے ہیں تو کیا ہوا۔۔۔ہر بار اتنے ٹوائز ابھی تو وہ آپکا

لاڈلا نہیں آیا۔۔۔وہ بھی بنا کچھ لئے گھر میں داخل

نہیں ہوگا۔۔۔میں تھک گئی ہوں پورا دن انکے پیچھے

پیچھے اس کچرے کو سمیٹتی"

وہ واقعی باسٹک لئے انکے کھلونے سمیٹتی کبھی یہاں جاتی کبھی وہاں۔

زامل کے کھلونوں میں تو پھر بھی گاڑیاں ہوتی تھیں جو آسانی سے اٹھائی جا سکتی تھیں مگر زالے کے کھلونے توبہ کروا دیتے تھے۔

زامل کو سب سے زیادہ اسکی ڈولز کے شوز کی فکر ہوتی تھی ایک تو ہوتے بھی تھے اتنے چھوٹے چھوٹے کہ جھک کر ڈھونڈنے پڑتے اوپر سے کہیں صوفے کے نیچے پڑے ہوتے تو کہیں ٹیبل کے نیچے۔

"تم کیوں کرتی ہو جان۔۔۔یہ ملازم میں نے شوپیس بنانے کیلئے تھوڑی رکھے ہیں"

اسکی بات زمل کو سرتاپیر سیخ پا کر گئی۔

"ہاں وہ انسان ہی نہیں ہیں۔۔۔انسان صرف آپ کی یہ اولاد ہے "اسکا بس نہیں چلا زیحال کا گریبان پکڑ لیتی اور پھر کیا ہوتا۔وہ ڈھیٹ اسے اپنے طریقے سے مناتا جیسے اب منا رہا تھا۔

موبائل سکرین کو اتنی ساری کسسز کر کر کہ آس پاس کے لوگ رک رک کر اس دیوانے کو دیکھ رہے تھے۔

لڑکیاں تو اس پر مر مٹتی جا رہی تھیں کمبخت ایک تو ہینڈسم اتنا تھا اوپر سے اتنا لوونگ کہ لڑکی بنا سوچے سمجھیں اسکے پاس آئے اور کہے "پلیز مجھے کڈنیپ کر لیں" ہاہاہا۔

"ہبی" زمل کے گال سرخ ٹماٹر ہونے لگے تھے۔

"سر سے لے کر پیر کے ناخن تک ڈھیر ساری کسسز میرے بے بی کیلئے" اسکی بات پر زمل چہرہ ہی دوسری جانب موڑ گئی۔

یہ شخص کبھی نہیں سدھر سکتا تھا۔زمل کو ہی فون بچوں کے حوالے کر کر جانا پڑ گیا تھا۔

"دیکھا۔۔۔یہ ہے طریقہ تمہاری ماں کو سیدھا کرنے کا۔۔۔ڈونٹ وری بابا بہت سارے ٹوائز لے کر آئیں گے اور وہاں آ کر ماما کو بھی سمبھال لیں گے "

بچے اسکی بات پر خوشی سے تالیاں بجانے لگے تھے۔

وہ ان سب کو خوش دیکھ اپنی ساری پریشانیاں بھول گیا تھا۔

کمرا اس وقت مکمل خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا جہاں اسکے ہونے کے باوجود بھی سانس لینے کی آواز تک نہیں آ رہی تھی صرف ایک پین تھا جس کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔ وہ اپنی سوچوں میں گم اس لیپ ٹاپ کی سکرین کو دیکھ رہا تھا جہاں ایک جگہ کی سی سی ٹی وی فوٹیج چل رہی تھی۔

اس نے موبائل نکال کر اپنی نظروں کے سامنے کیا انگلیاں بے دھیانی میں کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگی تھیں۔

اور وہ نمبر کچھ جانا پہچانا سا تھا اسکا موبائل سسٹم اس نمبر کی ڈیٹیلز فوراً سے ڈکٹیکٹ کر گیا تھا۔ جس کے بعد وہاں ایک نام لکھا ہوا آرہا تھا

"زیحال خان آفندی" نام اسکا تھا مگر یہ نمبر زمل زیحال خان کے زیر استعمال تھا اور یہ بات اب ولف جانتا تھا۔

مگر اس نے یہی نمبر کیوں ڈائل کیا تھا وہ بے اختیار سر

پیچھے پشت سے لگائے سوچنے لگا۔

اتنے میں جیسمن ہاتھ میں دو کپ چائے کے لئے

کمرے میں داخل ہوئی اور ایک ولف کے سامنے رکھ

گئی۔

جب اسکی نظر ولف کے سامنے پڑے موبائل پر

جگمگاتے نمبر پر گئی اس نے تیزی سے اسکے چہرے کی

جانب دیکھا۔

"یہ اس لڑکی کا نمبر ہے" وہ ایک ہی نظر میں تب اس نمبر کو یاد کر گئی تھی۔

ولف نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں وہ رات بھر سویا نہیں تھا اس بات کی گواہی اسکی اولیو گرین آنکھیں تھیں۔

وہ واضح براماں گئی تھی۔

"ویسے انکی آپسی محبت بہت کمال کی ہے۔۔۔ دیکھا ہے میں نے پاشا کو اس لڑکی کے لئے" وہ جان جو جھ پر شوخ ہوتی انکی تعریف کرنے لگی۔

"یہ بھی پتہ چلا ہے کہ یہ دوبارہ امید سے ہے جبکہ انکے پہلے دو بچے ہیں" اب کی بار اسکی بات پر ولف کے چہرے پر ایک رنگ آکر دوسرا گیا تھا۔

"بہت کیوٹ فیملی ہے" وہ کیوں تعریف کر رہی تھی شاید وہ عورت تھی مرد کی نگاہ بھانپ گئی تھی۔

"اور کیا جانتی ہو انکے بارے میں؟" اسکی آواز بہت بھاری تھی جیسے گہرائی سے آئی ہو۔

جیسمن نے اسکے چہرے کو بغور دیکھا اسے پہلی بار ولف برا لگا تھا بہت برا۔

"یہی کہ وہ دیوانگی کی حد تک محبت کرتا ہے اس لڑکی سے۔۔۔انکی محبت کا ثبوت یہ تیسرا بچہ ہے"

اسکی بات پر ولف کی نظروں کے سامنے اس نمبر کے بجائے کسی کا سراپا حسن لہرانے لگا تھا۔

پین کی ٹک ٹک بند ہو گئی۔پلکیں اس ایک نمبر پر ٹھہر سی گئیں۔

"اتنا جنونی عشق میں نے آج تک نہیں دیکھا" اب کی بار ولف کی گرفت پین پر مضبوط ہو گئی۔

اگلے لمحے وہ جیسمن کی عین گردن کے قریب پیچھے

کرسی میں جالگا تھا۔

وہ سانس روکے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے اپنے

چہرے کے اتنے قریب دیکھنے لگی۔

"دیکھو گی بھی کیسے۔۔۔یہ عشق تمہارے نصیب میں

جو نہیں ہے "اسکی آواز سرد تھی جیسمن کا خون جمنے

لگا تھا۔

"و۔۔وہ نصیب صرف پ۔۔۔پاشا کا ہے "وہ

کیوں بار بار اسکا ذہن اس جانب لا رہی تھی کیا وہ اپنے

عمل پر قابو نہیں پا سکتا تھا؟ کیا اسکی خاموشی بھی چیخ رہی تھی؟

"ول یو پلیز شٹ اپ؟" وہ سخت کوفت زدہ ہوا تھا۔

"ول یو پلیز اسٹاپ تھنکنگ اباؤٹ ہر؟" (کیا تم اسکے بارے میں سوچنا بند کر سکتے ہو؟"

اسکے دو بدو سوال پر ولف نے گردن موڑ کر اسے پھر دیکھا۔

"مائنڈ یور آن بزنس" وہ زچ ہوتے چائے کا کپ اپنے لبوں سے لگا گیا۔

"میرا بزنس تو تم ہو۔۔۔ تمہارا یہ وجود۔۔۔ تمہاری یہ روح" اسکا دل چیخا تھا یہ الفاظ لبوں تک لانے کیلئے۔

مگر ایسا شاید کبھی ممکن نہیں ہو سکتا تھا اسے رہ رہ کر اس ہیزل آنکھوں والی لڑکی پر شدید غصّہ آنے لگا تھا۔

"یہ پلان اتنی آسانی سے کامیاب کیسے ہو سکتا ہے میں تو یہ سوچ رہی ہوں؟ "

وہ کچھ دیر بعد قدرے ریلیکس ہوتی لیپ ٹاپ کی سکرین پر چلتی کالج کے باہر کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ کر بولی۔

"کیونکہ اسے بنانے والا زارک ولف ہے" اسکا انداز

بے حد سپاٹ تھا۔

"ھمم۔۔۔اور مٹانے والا پاشا ہے" اسکا دل پھر سے

بولا۔

"یہ دل میری وارڈروب میں رکھا یقیناً بے حد حسین

لگے گا" اسکی بات پر جیسمن نے فوراً اسے اپنے دل پر

ہاتھ رکھا اور گھبرا کر اسے دیکھنے لگی۔

وہ دل کی باتیں بھی سن سکتا تھا اسے بے ساختہ اس

سے خوف آیا۔ وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

اسکے جانے کے بعد اس نے کیوں وہ نمبر دیکھا اور دیکھتا ہی رہا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا یہ عمل نہ محسوس انداز میں تھا۔

ڈاکٹر شہریار نے زیحال کی باتیں سننے کے بعد برلا اس کی دواؤں میں کچھ نیند کے ڈوز بھی شامل کر دیے تھے جن کو لینے کے بعد وہ زیادہ تر صرف سوتا ہی رہتا تھا چاہے دن ہو یا رات اسے جب بھی نیند آتی وہ سو جاتا۔

تب بھی زیحال نے اسے وہی دوائیں دی تھیں جنکو لینے کے بعد وہ رات گئے تک سوتا رہا تھا اب کہیں جا کر اسکی آنکھ کھلی تھی اس نے گھڑی میں وقت دیکھا جہاں رات کا ایک بج رہا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر کروٹ بدلتا بے چین رہا چھت کو دیکھتے ہوئے مسلسل اسکے زہن میں وہی الفاظ بار بار گونج رہے تھے۔

کیا وہ کبھی ان الفاظوں کو بھلا سکے گا؟ یہ ایک سوچ تھی جو بار بار اسکے ذہن میں آ رہی تھی اور وہ چاہ کر بھی اسے جھٹک نہیں پا رہا تھا۔

اسکی آنکھوں کے کنارے بھیگتے کانوں کی لو تک آنسوں پہنچ گئے تھے۔

"بھائی۔۔۔مجھے محبت سے ڈر نہیں لگتا مگر میں اس میں آنے والی آزمائش سے ڈرتا ہوں" یہ کبھی الفاظ تھے اسکے۔

اپنے بھائیوں کی حالت دیکھ کر جب وہ خوف زدہ ہوتا تھا مگر کب جانتا تھا کہ قسمت نے سب سے زیادہ آزمائش اسی کے نصیب میں لکھ رکھی تھیں۔

وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اور کتنی ہی دیر بیٹھا رہا جب ذہن میں زیحال کا خیال آتے اٹھ کر کمرے سے باہر آگیا۔

اسکے مطابق اسے اس وقت اپنے کمرے میں ہونا تھا مگر وہاں آئرہ کو دیکھ وہ بری طرح سے چونک گیا۔

پل میں اسے پھر سے وہی الفاظ یاد آ گئے جب وہ غصّے سے دروازہ بند کرتے لیونگ روم میں آگیا جہاں سامنے ہی زیحال ٹیبل پر رکھے بیگ میں بچوں کے ٹوائز سیٹ کر رہا تھا۔

وہ جا کر اسکے ساتھ لگ گیا۔

"ہم کب جا رہے ہیں؟ "

"کل" اسکے جواب پر برلاس نے فوراً اسے اسکا چہرہ دیکھا۔

"واقعی؟" اسے خوشی سی خوشی تھی واپس اپنے گھر جانے کی بچوں سے ملنے کی یاقوت سے میرو سے سب سے۔

"ھمم" وہ سرسری ساجواب دے کر واپس اپنی پیکنگ میں لگ گیا۔

"لیکن سیشنز؟" ایک نئی فکر لاحق ہوئی لیکن بظاہر۔ اندر سے وہ خود چاہتا تھا کہ وہ سیشنز نہ ہوں۔

"ہم ڈاکٹر شہریار کو ہو ساتھ لے کر جارہے ہیں" اب کی باریہ گویا دھماکہ تھا برلا اس کے سرپر۔

"واٹ۔۔۔انکو کیوں ؟" وہ تقریباً رو دینے کو تھا۔

"یہاں آنے کا اصل مقصد تمہارا علاج تھا لیکن اب میں چاہتا ہوں یہ علاج سب کی موجودگی میں ہو" یا شاید وہ کہنا چاہتا تھا کہ اتنی تکلیفوں کے بعد وہ مزید نہیں چاہتا تھا برلاس کسی بری آزمائش سے گزرے یہاں آکر اچھی یادیں سمیٹنے کے بجائے بہت کچھ برا اسکے ساتھ ہو گیا تھا۔

وہاں بچے تھے اسکے بھائی تھے اسکی بہنیں تھیں سب ہی برلاس سے بہت زیادہ پیار کرنے والے تھے۔

یقیناً اس کے علاج میں کچھ فرق آنے والا تھا۔

"اوکے۔۔۔ جیسا آپ کہیں"

"میں یہ بھی کہوں گا کہ جا کر آئرہ سے معافی مانگو"

اب کی بار زیحال کی بات پر وہ کرنٹ کھا کر اسکی جانب مڑا اور بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟ میں کیوں معافی مانگوں گا بھائی؟"

اسے دھچکا لگا تھا کیونکہ اسکے مطابق اسے آئرہ کو سنانی چاہئے تھی۔

"کیونکہ اس نے وعدہ کیا ضرور تھا مگر اسے پورا نہیں کیا"

"تو کر لیتی پورا۔۔۔دے رہا تھا اسے موقع" وہ دوبدو بولا "اب بھی ہے موقع۔۔۔کرے اپنا وعدہ پورا" وہ اپنی بات پر اٹل تھا۔

"برلاس" زیحال کا انداز تھوڑا سپاٹ تھا۔

"نو۔۔۔میں اسے معاف نہیں کرونگا کبھی بھی نہیں" وہ ضدی تھا وہ جو کہہ دیتا تھا وہ کرتا تھا جب تک زیحال اسے اپنی دوری سے نہ ڈرا دے۔کیونکہ وہی

ایک چیز تھی جو برلاس کو قتل تک معاف کروا سکتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ جیسا تمہیں ٹھیک لگے" وہ بول کر واپس اپنے کام میں لگ گیا۔

"آپ ناراض ہیں؟" وہ ذرا سا جھک کر زیحال کا چہرہ دیکھنے لگا۔

وہ خاموش رہا کوئی جواب نہیں دیا برلاس نے بے چینی سے لب کاٹے۔

"بھائی" اس نے انگلی اور انگوٹھے سے چٹکی کی صورت میں زیحال کی شرٹ پکڑی۔

"بتائیں ناں" وہ کسی معصوم بچے کی طرح پوچھ رہا تھا زیحال چہرے کا رخ دوسری جانب موڑ گیا ہونٹوں پر آنے والی ہنسی پورا زور لگا کر دبائی۔

"تمہیں کیا فرق پڑتا ہے" وہ ہنوز اپنے کام میں مصروف بولا۔

"کیوں نہیں پڑتا فرق۔۔۔ مطلب آپ واقعی ناراض ہیں؟" اسے واضح برا لگا تھا غلطی اسکی نہیں تھی اسکے بھائی کو سمجھنا چاہیئے تھا۔

زیحال اب پورا اسکی جانب مڑا تھا۔

"محبت میں غلطیوں کو اتنی جلدی جگہ نہیں دینی چاہیئے ان سے محبت مٹتے دیر نہیں لگاتی"

وہ اسے کندھوں سے تھام کر بے حد سنجید گی سے سمجھا رہا تھا۔

"محبت اتنی گہری تو ہو کہ غلطیاں اس پر اتنی جلدی غالب نہ آسکیں۔۔۔اور جن کے ساتھ تم نے بوڑھاپا دیکھنا ہو ان کی غلطیوں کے وقت انکی اچھائی کو یاد کرلو تو بوڑھاپا بہت خوشگوار گزرے گا "

اسکی باتیں بہت گہری ہوتی تھیں سامنے والے کو خاموش کروادیتی تھیں۔

"آپ معاف کرتے ہیں زمل کی غلطیاں؟" اسے یہ سوال کرنا چاہیے تھا؟

زیحال بے ساختہ مسکرا دیا"وہ لڑکی میرا عشق ہے

مجھے اسکی غلطیوں سے بھی جنونی محبت ہے "

کاش زمل اسکی بات سن سکتی تو جان پاتی کہ وہ دنیا کی

سب سے خوش قسمت ترین لڑکی ہے جسے اتنا چاہنے

والا شوہر عاشق ملا تھا۔

برلاس آگے کچھ کہہ نہیں سکا تھا وہ کیا کہتا وہ لاجواب

ہوگیا تھا۔

زیحال تقریباً اپنی پیکنگ کر چکا تھا۔

"ابھی رات باقی ہے تم اس کمرے میں سو جاؤ" وہ اپنے کمرے کی جانب اشارہ کرتا خود برلاس کے کمرے میں جا کا دروازہ اندر سے لاک کر گیا مبادہ اسکی بگڑی اولاد اسکے پیچھے پیچھے وہیں نہ آ جائے۔

"یار بھائی مجھے بھی آنا ہے" وہ پیر پٹختا مٹھی بھینچ کر بولا۔

"خبردار اب میں فیڈر بنانے کے موڈ میں ہر گز نہیں ہوں" اسکی بات پر برلاس کو زور کی ہنسی آئی تھی جسے وہ دبا کر سنجیدہ ہو گیا۔

پھر کچھ سوچ کر دروازے کے قریب آ کر اس سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔

''آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں ناں؟'' اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

باہر سے آتی آہٹ پر اس نے دروازے کی جانب دیکھا۔

''نہیں۔۔۔اگر تم میری بات پر عمل کرو گے تو میں ہرگز ناراض نہیں ہوں گا۔''

اس کی آواز میں ایک عجیب سا ٹھہراؤاور یقین تھا، جسے برلاس نے بخوبی محسوس کیا۔

"ٹھیک ہے لیکن یہ مشکل ہے آپ مجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوں گے ؟آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے ؟"

وہ ہر بار کی طرح اپنے لاڈ بھرے انداز میں اس سے وعدہ مانگ رہا تھا۔

اندر، بیڈ پر بیٹھے زیحال کے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ آئی۔

"اوکے وعدہ۔"

باہر کھڑا ابرلاس اس کے وعدے پر بے اختیار مسکرا دیا، مگر پھر بھی اسے تسلی سی نہیں ہوئی۔

"پکا پرامس؟" اس نے دوبارہ پوچھا۔

"ہاں، پکا پرامس۔"

"جھوٹ تو نہیں ہے؟ کبھی پیچھے تو نہیں ہٹیں گے اس وعدے سے؟" وہ جیسے کچھ اور سننا چاہتا تھا۔

زیحال نے دروازہ کھولا، ہلکا سا باہر جھانک کر اسے گھورا۔ "کیا مطلب ہے تمہاری باتوں کا؟"

"کیا آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے؟ مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے؟" وہ نجانے کیوں آج یہ بات بار بار کہہ رہا تھا۔ جیسے قسمت خود آج اس سے یہ الفاظ کہلوا رہی ہو۔

"مجھے کہاں جانا ہے اور نہ میں کہیں جاؤں گا۔۔۔ میں ہمیشہ تم سب کے ساتھ رہوں گا۔"

اس کے انداز میں بے پناہ محبت اور یقین جھلک رہا تھا۔

برلاس نے دروازہ پورا کھولا اور بے اختیار اس کے سینے سے لگ گیا۔

زیحال نے مسکرا کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا مگر یہ پیار بس چند لمحوں کا مہمان تھا۔

اگلے ہی پل اس نے نرمی سے اسے الگ کیا، دوبارہ دروازے کے باہر کھڑا کر تے دروازہ بند کر لیا۔

"جاؤ اور جو کہا ہے، پہلے وہ کرو۔"

یہ کہہ کر وہ پلٹ گیا، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔

اس نے اس کمرے کی جانب دیکھا جہاں اس وقت آئرہ موجود تھی اس کے ذہن میں زیحال کی باتیں

تیزی سے گردش کرنے لگی تھیں وہ کتنی ہی دیر وہی کھڑا سوچتا رہا۔ایک دل تھا اس کمرے میں جانے کا مگر وہ الفاظ اسکے قدم بری طرح سے جکڑ رہے تھے۔

جن کو آزاد اسکے بھائی کے الفاظوں نے کروایا تھا وہ بجھے دل سے اس کمرے کی جانب بڑھ گیا جہاں جانے کے علاوہ اسکے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔

ایک خوشگوار صبح نے اٹھنے والوں کا دلکش استقبال کیا تھا۔ترکی کی صبح تو لگ بھی اور حسین رہی تھی وہ صبح

سویرے ہی ڈاکٹر شہریار کے کلی نک پر پہنچ گیا تھا جہاں آتے ہی اس نے اسے ساتھ لے جانے کا بم پھوڑا اور اسکا اثر اتنا ہوا تھا کہ شہریار سر پکڑے اب تک بیٹھا تھا۔

"یہ موبائل فون صرف عشق معشوقی کے لئے ایجاد نہیں ہوئے چنگیز خان کے ورژن ٹو" اس نے باقاعدہ اپنا فون اٹھا کر دکھایا۔

"بے شک" زیحال نے بے اختیار کندھے اچکا لئے اسکی شان بے نیازی دیکھ شیری لب بھینچ کر رہ گیا۔

"اگر زریاب کے بھائی نہ ہوتے تو"

"تو؟" زیحال اسکی بات کاٹ کر فوراً سے بولتا اسے ہی گڑبڑا گیا۔

"تو۔۔۔تو میں نے خودکشی کر لینی تھی" اسکی بات پر زیحال نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"گڑیہ ابھی بھی کر سکتے ہو انکار کی صورت میں" وہ کس قدر ڈھیٹ تھا یہ شہریار کو اب معلوم ہو رہا تھا۔

"یار میں۔۔۔میں نفسیاتی ڈاکٹر ہوں۔۔۔برلاس کے کیس نے تو نفسیاتی مریض بنا دیا ہے جبکہ ابھی تک علاج شروع بھی نہیں ہوا۔ "

"تو پھر تمہارا علاج میں کرونگا"

"نہیں۔۔۔دیکھ بھائی۔۔۔میرے ہاتھ جڑے دیکھ"

وہ واقعی ہاتھ جوڑ گیا تھا۔اس سے علاج مطلب آخری ٹکٹ وہ بھی اوپر کا اچھے سے جانتا تھا وہ اس سائیکو آدمی کو۔

اس سے بہتر میں پاگل ہی ٹھیک ہوں میں چار بچوں کو یتیم نہیں کروانا چاہتا"

"چار بچے؟" زیحال کو اچھو لگا۔

"ہاں تو۔۔۔ فٹ فاٹ آدمی ہوں چار کا تو صرف پلان ہے بچے تو آٹھ بھی کر لیں گے"

اسکے آٹھ بچوں کا ذکر سن کر زیحال کو زمل کی یاد آئی جس کے سامنے اکثر وہ ٹیم بنانے کی فرمائش کرتا رہتا تھا۔

"میری خواہش ہے برلاس کو بلکل ٹھیک دیکھنا" وہ

کہتے ہوئے جیسے کھو سا گیا تھا۔

"تم دیکھو گے ان شاءاللہ" شہریار پر عزم ہوا تھا مذاق

اپنی جگہ تھا مگر زیحال سے اسے الگ ہی محبت تھی

اسکے لئے وہ ملائشیا کیا دنیا کے ہر کونے میں جا سکتا تھا۔

99/2

وہ دونوں کتنی ہی دیر آپس میں بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے شہریار نے کتنی بار اسے چائے آفر کی تھی مگر وہ ڈھیٹ ایک بار بھی ہاں نہیں کر سکا تھا ایسا عشق تھا اسے اپنی وائفی کے ہاتھ کی چائے سے کہ وہ کہیں بھی چلا جائے اسکے ہاتھ کی چائے کے علاوہ وہ اور کہیں دوسرے کے ہاتھ کی چائے نہیں پی سکتا تھا۔

"تم جیسا زن مرید میں نے آج تک نہیں دیکھا بندہ کم سے کم چائے تو پی ہی سکتا ہے" شہریار کو واقعی اس عاشق بندے پر حیرت سی حیرت ہو رہی تھی۔

"تم کیوں جل رہے ہو؟" زیحال کے سوال پر شہریار کی چائے حلق سے نیچے اترنے کے بجائے اوپر ناک کے راستے ہولی۔

اور پھر اسے اگلے پانچ منٹ لگے تھے واپس سے اپنی حالت درست کرنے میں۔اس نے گھور کر اسے دیکھا۔

"بیٹا ہو ہی گیا میں کنوارہ ورنہ اس بات کا تمہیں اچھا جواب دیتا" وہ چائے پینے کے ساتھ ساتھ اسے گھورنے کا فرض بھی سرانجام دیتا رہا تھا۔

"بس قسمت جس پر مہربان ہو جائے وہ بھی شکل دیکھ کر،" یہ بات سید ھاشیری کے گردے پھیپھڑے سب ہلا گئی تھی۔

"بس۔۔۔اب میں نے ٹھان لی ہے۔۔۔ برلاس کا علاج ہوتے ہی میں اپنے ہاتھ پیلے کرلونگا چاہے پھر مجھے سڑک چلتی کسی حسینہ سے ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔

اسے سڑک چلتی بھی کوئی حسینہ ہی چاہیے تھی یہ بات سوچ کر زیحال بے ساختہ ہنس پڑا اور سر نفی میں

ہلانے لگا جیسے کہنا چاہتا ہو "تم سب نمونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا"

وہ مزید کچھ دیر بیٹھ کر کلینک سے نکلتا گھر کے بجائے کہیں اور نکل گیا تھا۔ فلائٹ شام کی تھی تب تک اسکے لئے یہاں نمٹانے کو کام کافی تھے۔

سڑک پر معمول کے مطابق ہی رش تھا اور اسے اسی چیز سے سخت چڑ تھی جہاں زیادہ لوگ ہوتے تھے اسے وہاں جانا ہی سخت زہر لگتا تھا مگر مجبوری تھی اسی

وہ اپنی بائیک ایک گروسری سٹور کے باہر کھڑی کرتے اندر چلا گیا جہاں بہت سے ورکرز کام کر رہے تھے لوگوں کی بھی رش کم تھی باہر کی نسبت اسے اندر پر سکون ماحول ملا تھا۔

وہ چلتے ہوئے ایک سیکشن کی جانب آ گیا۔ جہاں مختلف فلیورز کے سگار رکھے تھے وہ ان میں سے چاکلیٹ فلیور نکال گیا۔

جب اسے اپنے عقب سے ایک جانی پہچانی سی آواز سنائی دی تھی زارک نے مڑ کر پیچھے دیکھا سامنے ہی اسے وہ لڑکی کھڑی نظر آئی۔

ڈھیلی سی پینٹ شرٹ اور سر پر پی کیپ لئے شولڈر تک آتے بالوں والی لڑکی۔ پیروں میں وائٹ جو گرز پہنے کھڑی تھی اور کسی کسٹمر سے بات کر رہی تھی۔ زارک کی آنکھیں اسے دیکھ کر بے ساختہ پھیلی اسے حیرت ہوئی تھی کہ جہاں وہ ہوتا ہے وہاں وہ لڑکی پہلے

سے کیسے موجود ہو سکتی تھی؟ یا پھر وہی اس جگہ آ جاتا تھا جہاں وہ ہوتی تھی۔

ایسا ہر بار نہیں ہو سکتا تھا اگر وہ اسے کوئی اتفاق سمجھتا یہ اتفاق نہیں تھا۔ وہ کھڑا غور سے اسے دیکھے گیا۔

جب ایک لڑکا اسکے پاس آیا اور اسے مخاطب کرنے لگا۔

"سر کوئی ہیلپ چاہئے آپ کو؟" اس نے نہایت عاجزی سے پوچھا۔

"نوش سرسری ساجواب مگر آواز بہت دھیمی تھی وہ اسی لڑکی کو دیکھنے میں اس قدر مگن تھا کہ اپنے عمل پر غور ہی نہیں کر سکا۔

"سوری سر آپ بتادیں کیسی ہیلپ چاہئے آپ کو؟" اس لڑکے کے سوال دہرانے پر زارک نے کرخت نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"سنا نہیں ایک بار۔۔۔ جاؤ یہاں سے" اس بار وہ سختی سے غرایا تھا اسکے انداز پر وہ لڑکا گھبرا کر آگے بڑھ گیا

اسکے جاتے ہی زارک نے پھر سامنے دیکھا جب وہاں اسے کوئی نظر نہیں آیا۔

وہ سگار کی پیمنٹ کرتا سٹور سے باہر آگیا۔اور بائیک سٹارٹ کرتے آگے نکل گیا۔

وہ اپنے کام میں مصروف ایک کسٹمر کا بل کلئیر کروا رہی تھی جب اسے خود پر کسی کی نظریں جمی ہونے کا احساس ہوا۔

زنو نے بے اختیار نظر اٹھا کر یہاں وہاں دیکھا اسے کوئی بھی اپنی جانب دیکھتا ہوا نہیں نظر آیا۔

وہ اپنا وہم سمجھ کر پھر سے اپنے کام میں لگ گئی مگر اس بار اسے پھر یہی احساس محسوس ہوا اس بار اس نے اچھے سے اپنے ارد گرد کا جائزہ لیا۔

اس بار بھی اسکی نظریں خالی ہی واپس لوٹی تھیں مگر وہ ظاعنہ ورک تھی اتنی آسانی سے تو اپنے وہم کو بھی نہیں جھٹکتی تھی کسٹمر کو بھیج کر وہ اچھے سے ارد گرد دیکھ کر ریسٹ روم کی جانب بڑھ گئی۔

جب اچانک کسی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ایک کونے میں کھینچتے پیچھے دیوار سا جا لگا یا۔

وہ بھی زنو تھی اتنی آسانی سے کسی کے حملے کو کامیاب نہیں بنا سکتی تھی تب ہی اس شخص کے ہاتھ کے نیچے سے ہاتھ گزارتی الٹا اسی کو اپنے شکنجے میں دبوچ پر دیوار سے پن کر گئی۔

"یار۔۔۔۔میں ہوں موبی "خود پر الٹا حملہ ہوتے دیکھ موبی صحیح گڑبڑا گئے تھے۔

اسکی آواز اور پھر چہرہ پہچانتے زنو کی گرفت بے اختیار ڈھیلی پڑ گئی اسے حیرت سی ہوئی انکو یہاں دیکھ کر۔

"آپ یہاں کیسے اور کب آئے؟" وہ پیچھے ہٹتی تڑخ کر پوچھنے لگی۔

"آیا تو ابھی ہوں اور الحمد للہ اپنے پیروں سے چل کر آیا ہوں گاڑی بھی تھی باہر کھڑی ہے" انہوں نے پوری تفصیل سے جواب دیتے زنو کو سرتا پیر سرخ کر دیا۔

"غصّہ نہیں ٹھنڈا پیو" پیچھے رکھی بوتل اٹھا کر اسکے سامنے کر دی۔

"میں اپنی پاکٹ منی سے نہیں دونگی پیسے" بوٹل پکڑ کر صاف ہری جھنڈی دکھا گئی۔

"توبہ ہے۔۔۔میں دے دونگا میری سیلری سے" وہ فراخ دل سے اس کنجوس کو جواب دیتے آس پاس کا جائزہ لینے لگے جب گھوم کر نظر زنو پر ہی آگئی۔

"ویسے آج تم مجھے بتا ہی دو۔۔۔تم کسی ایک کام پر کیوں نہیں ٹکتی کبھی کوئی کام کبھی کوئی؟ چکر کیا ہے؟" انکے سوال پر زنو کو اپنے حلق میں پانی اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ ایک نظر انکو دیکھتی ریسٹ روم کی جانب بڑھ گئی۔

"بتاؤ ناں۔۔۔میں جاننا چاہتا ہوں" ہاں وہ اب نوٹ کر کر تھک چکے تھے وہ اب واقعی جاننا چاہتے تھے وہ بھی اسکے سامنے والے سنگل صوفے پر بیٹھ گئے۔

"ھمم۔۔۔مجھے پسند ہے ایک ہی وقت میں زیادہ کام کرنا" یہ جواب اتنا مطمئن کرنے والا نہیں تھا پھر بھی موبی اسکے سامنے سر ہلا گئے۔

"شادی کے بعد تو بس ایک ہی ڈیوٹی ہوگی تمہاری"

"کونسی؟" بے اختیار پوچھا۔

"ظاہر ہیں پیمپر بدلنے کی ڈیوٹی فیڈر بنانا، پیمپر بدلنا، فیڈ کروانا، چھوٹے چھوٹے کپڑے دھونے چٹکیوں میں" باقائدہ چٹکی دکھائی۔

زنو نے گھور کر انکو دیکھا لیکن وہ واقعی سنجیدہ لگ رہے تھے۔

"میں تو ابھی تمہیں لینے ہی آیا ہوں شادی کا جوڑا لینے جانا ہے" انکی بات پر زنو کو یکدم سے اچھو لگا۔

"ک۔۔۔کیا مطلب ہے اس بات کا کس نے کہا کہ میں شادی کر رہی ہوں آپ سے؟" اسے جھٹکا لگا تھا۔

"میرے پاس آفیشلی اجازت ہے

محترمہ۔۔۔ضرورت پڑی تو گھر سے اٹھا کر بھگا لینے کا

بھی نوٹس جاری کروالیا ہے میں نے"

وہ اپنی باتوں سے زنو کو حیران پر حیران کرتے جا رہے

تھے مطلب برہان نے اجازت دے دی تھی؟اور وہ

واحد وہ انسان تھے جن کے آگے زنو چاہ کر بھی اف

تک بھی نہیں کر سکتی تھی۔

اگر وہ اجازت دیتے تھے کہ وہ اپنی مرضی کی زندگی

گزارے تو وہ اس سے وقت آنے پر اپنے بڑے ہونے

کی وصولی بھی لے سکتے تھے۔جو کہ اب لے بھی

رہے تھے۔

"وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔موبی نے جھک کر اسکے چہرے

کو دیکھا۔

"کیا تمہیں کوئی اور پسند ہے؟" یہ سوال بے اختیار تھا

اس نے سر اٹھا کر موبی کو دیکھا۔

"اگر ہاں کہوں تو کیا انکار کر دیں گے؟" اسکا انداز بجھا

بجھا سا تھا۔

"نہیں۔۔۔اسکی جان لے لونگا" انکے جواب پر زنوکی آنکھیں ان پر ٹھہر سی گئیں وہ کتنی جلدی رنگ بدل لیتے اس قدر سنجیدگی کہ اسے لگتا ہی نہیں تھا یہ مبشر ہیں۔

"واٹ دا۔۔۔" وہ باقی کا جملہ منہ میں بولتی چہرے کے آگے ہاتھ کر گئی۔

"میرا تو کوئی ہے نہیں اس دنیا میں۔۔۔ تمہیں جن کو انوائٹ کرنا ہے کر لو۔۔۔ سادگی سے نکاح ہوگا زیادہ شور شرابا ہم دونوں ہی نہیں چاہتے"

وہ نہایت سنجیدہ قسم کی باتیں کرتے ہوئے زنو سے آگے کچھ نہ کہنے کا موقع چھین رہے تھے۔

"شور تو بس اس رات سے شروع ہوگا" انکی ذو معنی بات پر زنو نے یکدم انکی جانب دیکھا۔اور دیکھتے ہی بوتل انکی جانب اچھالتی اٹھ کر باہر چلی گئی۔

جب اسے ایسے جاتے دیکھ موبی کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"مذاق کر رہا تھا فیوچر بیگم آپ تو برا ہی مان گئی ہیں اتنا بھی ظالم نہیں ہوں یار" وہ بولتے ہوئے اسکے پیچھے

نکل پڑے وہ اونر کو انفارم کرتی انکی گاڑ آئی میں جا بیٹھی۔

"ڈرائیو میں کرونگا کیونکہ میں مرنا نہیں چاہتا"

"محبت کیا تو ڈرنا کیا؟" وہ بھنویں اچکا کر بولتی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"آ۔۔ہاں شاعری وہ بھی مبشر پر۔۔۔۔کیا بات ہے" وہ اسکا جھوٹا پانی خود پیتے بوتل کو بھی اپنے ساتھ ہی لے گئے۔

وہ کیوں اس بوتل کو پھینکتے جس پر انکی محبت کے لمس کا نشان باقی تھا۔

وہ دونوں لڑتے جھگڑتے شاپنگ مال آہی گئے تھے جہاں سے ایک شادی کے جوڑے کے علاوہ باقی ہر فالتو چیز خرید کر موبی کا کارڈ بلکل واش کر دیا گیا تھا کہ انکو اگلے چار مہینے اوورٹائم کام کر کر اپنی ضروریات کو پورا کرنا پڑتا۔

وہ دن گئے سو کر اٹھا تھا بال ماتھے پر بکھرے پڑے اور چہرہ سست سست سا ہو گیا تھا مانو وہ آج سو کر بھی تھک گیا ہو رات بھر دیر سے جاگنے کی وجہ سے اسکی نیند دن گئے ہی پوری ہوئی تھی یا شاید نہیں بھی سر پھر بھی بھاری بھاری لگ رہا تھا۔ وہ کمرے سے باہر نکل آیا پورا لیونگ روم خالی تھا۔

آئرہ نہ اندر تھی نہ باہر اسے کہیں بھی نہ پا کر برلاس کے ماتھے پر کچھ شکنیں سی پڑی۔

"بھائی" بجائے آئرہ کو پکارنے کے وہ زیحال کو پکارنے لگا مگر آواز دونوں میں سے کسی کی بھی نہیں آئی۔

برلاس کچھ ٹھٹھک سا گیا اس نے موبائل نکال کر کال ملالی جب رنگنگ ہونے پر اسے کچھ گھبراہٹ سی ہوئی گھر میں اکیلے ہونے کا احساس بہت عجیب تھا۔

"ہاں برلاس بولو" زیحال کی کال اٹھاتے آواز ابھری۔

"بھائی۔۔۔ کہاں ہیں آپ؟" وہ آنکھ کھلتے ہی اسے دیکھنا چاہتا تھا مگر اسے نہ پا کر سخت موڈ آف ہو گیا تھا۔

"تم بریک فاسٹ کر لو تھوڑی دیر میں ہماری فلائٹ ہے" اسکا انداز تھوڑا مصروف کن تھا بر لاس پکچھ بے چین ہوا جیسے پوچھنا چاہتا ہو کہ وہ کہاں ہے۔

"آپ کہاں ہے؟"

"میں کام سے آیا ہوں تم بریک فاسٹ کرو آکر تمہیں میڈیسنز دونگا" وہ سنجیدگی سے اسے تاکید کرتا فون بند

کرنے ہی لگا تھا جب اسکی جانب سے برلاس کے
کانوں میں آئرہ کی رونے کی آواز گونجی۔

"بھائی ویٹ" وہ بے اختیار بول پڑا۔

"ہاں بولو"

"یہ۔۔۔آ۔۔آئرہ کیوں رو رہی ہے کہاں ہیں آپ
دونوں؟"

وہ نہیں جانتا تھا کہ اتنے غصّے کے باوجود بھی اسے اس
لڑکی کا رونا کیوں دکھی کر گیا تھا شاید یہ محبت ہی تھی۔

اس سے پہلے زیحال اسے کوئی جواب دیتا برلاس کو کسی تیسرے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"سر گولی بلکل ان کو چھو کر گزری ہے جس کر بعد پیشنٹ کو کومہ میں جانا ہی تھا ہم نہیں جانتے انکو کتنا وقت لگے ری کوور ہونے میں"

یہ کسی ڈاکٹر کی آواز تھی جو برلاس کو اچھا خاصا چونکا گئی تھی۔

"بھائی۔۔۔کون ہے کس کی بات ہو رہی ہے پلیز بتائیں" وہ سخت پریشان ہوا تھا زیحال ڈاکٹر سے ساری بات کر کر موبائل پھر سے کان سے لگا گیا۔

"ندرت صاحبہ ہیں۔۔۔کومہ میں چلی گئی ہیں" یہ بات زیحال نے بتائی تھی تب ہی وہ کوئی خاص رسپانس نہیں کر سکا تھا۔ورنہ تو سیدھا کہتا "شکر الحمد للہ "

"کب تک کومہ میں رہیں گی؟اور یہ نیک کام کرنے والا جنتی کون ہے؟"اسکے سوال پر زیحال اسے گھور لیتا اگر وہ سامنے ہوتا۔

"وہ بھی جنت میں ہے"اب کی بار برلاس کو جھٹکا لگا تھا۔

"مطلب یہاں بھی غنڈہ گردی۔۔۔میں ابھی زمل کو فون کرتا ہوں"اسکی دھمکی پر زیحال نے سر پکڑ لیا۔ یہ تھی اسکی اولاد اپنے ہی باپ کو دھمکی دیتی تھی۔

"بیٹا میں نے الٹا لٹکا یا ناں ساری مستی باہر آجائے گی

زمل کے چمچے"

اسکی بات پر برلاس کا بلند بانگ قہقہہ لیونگ روم

میں گونج اٹھا۔

"ممی۔۔۔۔" اسکے چیخنے پر زیحال نے فون ہی کان

سے دور کر لیا اور بے اختیار مسکرا دیا وہ چاہتا بھی یہی

تھا برلاس کا بچپنا کبھی ختم نہ ہو۔

بس آئرہ کے معاملے میں وہ سنجیدہ ہو جائے۔

"تمہیں گھر آکر دیکھتا ہوں گندی اولاد" وہ فون بند کرنے سے پہلے اس کے صحیح لقب سے بھی اسے نواز گیا تھا۔

زیحال نے آئرہ کی جانب دیکھا وہ سر جھکائے کب سے رورو کر ہلکان ہو چکی تھی۔

کوئی لاکھ برا کرتا لیکن سب کا اس سے خون کا رشتہ تھا کسی کا بھائی کے روپ میں تو کسی کا ماں کے روپ میں۔

وہ ان سے لاکھ چاہنے کے باوجود بھی نفرت نہیں کر سکتی تھی۔

"تم چاہو تو انکے ساتھ چلی جاؤ۔۔۔انکے کچھ بہتر ہوتے ہی واپس آجانا" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں اسے تجویز پیش کرنے لگا۔

"کیا پتہ کبھی ٹھیک ہی نہ ہوں۔۔۔ڈاکٹر نے بھی تو یہی کہا ہے" وہ سوں سوں کرتی بمشکل ہچکیوں میں روتی ہوئی بولی۔

"اچھے کی امید رکھو اچھا ہو گا" یہاں اگر یاقوت اور پا

میر ہوتے تو ہنس ہنس کر پاگل ہو جاتے ایسی ایکٹنگ

تھی اسکی۔

کیونکہ اندر سے پاشا کی آواز بار بار اسے جھنجھوڑ رہی

تھی کہ "بس کردو میرا ہنس ہنس کر پیٹ درد ہو گیا"

وہ ندرت خانزادہ کو یہاں سے بھجوا کر ہی گھر واپس لوٹا

تھا آئرہ کو بہت بار کہا کہ وہ ساتھ جانا چاہے تو جا سکتی

ہے مگر وہ صاف انکار کرتی واپس گھر آگئی تھی۔

وہ ہمیشہ کی طرح اسی کمرے میں بند نیلے شیشوں میں سے نظر آتی سامنے سڑک پر دوڑتی گاڑیاں دیکھ رہا تھا اسے اچھا لگتا تھا اپنے سامنے سب کو چھوٹا پا کر۔

پھر چاہے وہ ایسے ہی کیوں ناں چھوٹی نظر آئیں۔ وہ خوش ہوتا تھا ہاتھ میں ہمیشہ ایک خاص شیشے کی بوتل رہتی تھی جسے پی کر ایک الگ ہی نشے میں دھت اپنی دنیا میں مگن رہتا تھا۔

تب ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور زارک اندر داخل ہوا۔

"میں نکل رہا ہوں۔۔۔آپ جیسا چاہتے تھے بلکل ویسا کرنے" اسکی بات سن کر ابراہیم نے گردن موڑی۔

یہ جملہ یہ ایک جملہ سننے کیلئے اسکے کان ترس گئے تھے وہ مڑ کر زارک کو دیکھنے لگا۔

"تم سے مجھے اسی لئے محبت ہے" وہ لبوں پر دو انگلی رکھتا اسکی جانب کر گیا زارک کا چہرہ پھر بھی سپاٹ تھا۔

"یہ احسان تم تب تک چکاؤ گے جب تک تم میں سانسیں باقی ہیں" وہ واحد ایسا شخص ہو گا جو بار بار اپنا احسان یاد کروا کر نجانے کیا کیا کروا یا چکا ہو گا۔اور سامنے کھڑا شخص اتنی سکت ہونے کے باوجود بھی اسکے سامنے اپنے منہ سے ایک حرف بھی نہیں ادا کر سکتا تھا۔

"ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟" یہ پہلی بار تھا کہ اس نے یہ بھی سوال کرنے کی ہمت کی تھی۔

"یس۔۔۔میں بہت خوش ہوں تم جو چاہے پوچھو" وہ خوشی سے اسے اجازت دے گیا۔

"پاشا آپ کے راستے میں کبھی نہیں آیا۔۔۔ہر بار آپ نے اسے جان بوجھ کر آنے کا موقع دیا اور اتنا کہ بات آج اسکی فیملی تک آگئی جو اسے برباد کرنے کی ایک آخری حد ہے۔۔۔کیا جان سکتا ہوں ایسا کیوں ہے؟کیونکہ میں نے آج تک کوئی ایسا دشمن نہیں دیکھا جو پہلے خود دشمن بنائے اور پھر اسے انجام تک

پہنچائے۔۔۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے دشمن خود سے وجود میں آتے ہیں نہ کہ انکو لایا جاتا ہے"

اسکا سوال بہت گہرا تھا ساتھ ہی لہجہ بھی وہ کہیں نہ کہیں ابراہیم کے سامنے بات کرنے سے بری طرح کتراتا تھا۔

لیکن آج اسکی توقع کے عین برعکس ابراہیم اسکے سوال پر مسکرادیا تھا۔

اور اپنی پاور چیئر پر بیٹھتے ہی جھول گیا۔

"ویل۔۔۔ سوال بہت ڈیٹیل سے پوچھا ہے لیکن جواب میں بہت مختصر دونگا "

درمیان میں ایک وقفہ آیا تھااور یہ وقفہ ولف کو کوفت زدہ کر گیا تھا۔

"وہ اس ایک رات کا بدلہ چکائے گا جس رات اس نے میرا سب تباہ کر دیا تھا" اسکا مختصر سا جواب ہی ولف کو بری طرح سے الجھا گیا تھا

"واپس لوٹنے پر پاشا کی تباہی تمہارے ہاتھوں میں
ہونی چاہیے میرے لال" وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی بوتل
اسکے سر سے وار کر نظر اتار گیا۔

"ورنہ میرے ہاتھوں میں تمہاری موت بہت بے
صبری سے تمہارا انتظار کر رہی ہے "
اسکی مسکراہٹ بہت ہی معنی خیز تھی اس لفظ موت
سے زارک کو ڈر نہیں لگتا تھا وہ تو خود اپنی جان اپنی
ہتھیلی پر رکھے پھرتا تھا۔ مگر یہاں معاملہ احسان کا تھا
جس پر وہ جان دے بھی سکتا تھا اور لے بھی۔

اس نے ایک نظر ابراہیم کا چہرہ ب غور دیکھا اور دیکھتا
ہی رہا ان آنکھوں میں بہت کچھ تھا اگر ابراہیم انکو پڑھ
لینے کی سکت رکھتا تو یقیناً وہ سامنے کھڑے شخص سے
خوف کھاتا۔

وہ گہرا سمندر تھا بہت گہرا۔اگر کسی نگلنے پر آجاتا تو
بڑے بڑے مگر مچھوں کو نگل لیتا اور ایسا کہ ڈکار بھی
نہ لے۔مگر وہ پھر بھی اگر جھک رہا تھا تو ابراہیم کو اسکا
شکرادا کرنا چاہئے تھا۔

اسکی رگوں میں ایک مرد کا خون دوڑ رہا تھا جو اسے
احسان فراموشی کی قطعی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔

"مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔ابراہیم" اسکا لہجہ از
حد سرد تھا پہلی بار یہ نام اسکے لبوں پر آیا تھا مگر اس سے
زیادہ اسکا یہ سرد انداز ابراہیم کو ٹھٹھکا گیا تھا۔

وہ گردن سیدھی کئے اسے دیکھے گیا۔

"یہ بھی اسی رات کے احسان کا بدلہ ہے۔۔۔جس کیلئے میں اپنی جان خود بھی دے سکتا ہوں"

یہ لہجہ اسکی دبنگ شخصیت کے بلکل برعکس شکست خوردہ تھا۔ وہ بے حد سنجیدہ تھا یہ سنجیدگی جان لیوا تھی۔

"پاشا اس رات کا بدلہ ضرور چکائے گا۔۔۔اور یہ زارک ولف کا وعدہ ہے" بس یہاں انتہا تھی اس

بربادی کی جو ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ دلوں کو بری طرح سے دہلا گئی تھی۔

"واپسی پر تم میرے ہاتھ میں اس رات کا بدلہ دیکھو گے اس احسان کا بدلہ جو میری وفاداری کا ثبوت بھی ہو گا "

اسے خاموش ہونا چاہیے تھا وہ کس لئے وعدہ کر رہا تھا وہ اس دنیا سے بہت الگ تھے وہ پریوں کی دنیا سے تعلق رکھتے تھے فیری ٹیل ورلڈ کے۔

وہ مڑ گیا تھا اسے نہیں مڑنا چاہئے تھا اسکے ڈھینگ آج بہت لمبے تھے ابراہیم اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا اسکی پیٹھ پر چلتے ہوئے ٹھوس مسلز بھرپور نمایاں ہوتے تھے۔واقعی وہ چلتا پھرتا مکمل حسن تھا۔

وہ شاور لے کر خود مرر کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی اور بالوں میں ہلکا سا ٹاول مارتی انکو خشک کرنے لگی جب اسکے موبائل پر "ہبی کالنگ" لکھا ہوا جگمگانے لگا۔

یہ دیکھ زمل کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔وہ کال کٹ کرتی ہیئر ڈرائیر استعمال کرنے لگی جانتی تھی اب کیا ہو گا۔وہ عاشق مزاج اسکے پیچھے دیوانوں کی طرح پاگل شخص کب برداشت کر سکتا تھا کہ اسکی کال کٹ کی جائے۔

یہ تو ایک طرح سے اسے اسکی گلا لے سے دور کرنے کا ذریعہ تھا جو وہ کبھی مر کر بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا

"خدا کبھی دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہ
کرے" اس پر آمین کی انہیں سخت ضرورت تھی مگر
قسمت نے کہنے والے کا گلا کچھ ایسا دبا دیا تھا کہ یہ لفظ
ادا ہی نہیں ہو سکا۔

زمل کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی وہ سر نفی میں ہلانے
لگی جیسے کہہ رہی ہو "انکا کچھ نہیں ہو سکتا "

وہ پھر سے کال کٹ کر گئی جس کے بعد دھڑا دھڑ
میسجز کی لائن لگ گئی اسکی ٹون بنا سانس لئے بجنے لگی
تھی جیسے کال آ رہی ہو۔

"کال کیوں نہیں اٹھا رہی ؟"

"تم ٹھیک ہو ؟"

"کیا ہوا ہے ؟"

"ناراض ہو ؟"

"کیا میں نے کچھ کر دیا؟ "

"سوری ناں گلا لے مجھ سے بات کرو بتاؤ کیا ہوا ہے
میں سوری کر دیتا ہوں ناں بچے "

"وائفی"

"زرگیہ۔۔۔۔یار کیوں تڑپا رہی ہو بتاؤ ناں "

اتنے میسجز ایک دم سے آتے دیکھ زمل کی مسکراہٹ گہری سے بھی گہری ہوتی چلی گئی تھی دل بری طرح سے زور سے دھڑکتا کانوں کے پردے پھاڑنے لگا تھا۔

اسے گالوں پر بلش آن کی ضرورت نہیں پڑتی تھی ایک نیچرل بلش آن اسکی قسمت میں پہلے سے ہی لکھا جا چکا تھا۔

"اب فون کر رہا ہوں اٹھا لینا۔۔۔ ورنہ میں پھر سوری کر دونگا" زمل کو لگا تھا وہ دھمکی دے گا لیکن اسکی

دھمکی بھی اتنی رومانٹک ہو گی اسے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا وہ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی اور ہنس تی ہی چلی گئی۔

''توبہ ہے ہبی۔۔۔لیکن بولتے رہیں۔۔۔آج میں آپ کی کال کالج سے آنے کے بعد ہی اٹھاؤں گی'' وہ فون سائلنٹ پر رکھتی اپنی تیاری مکمل کرنے لگی۔ لیکن سائلنٹ کرنے کے باوجود بھی اسکی سکرین بار بار چمکتی رہی۔

"وہاں اسکا ذرا اسار پلائے نہ پا کر اس شخص کا کیا حال ہو گیا تھا یہ زمل کو بلکل بھی اندازہ نہیں تھا وہ تیار ہو رہی تھی جب کسی نے دروازہ ناک کیا۔

"آجائیں" زمل کے مطابق دروازے پر مشی ہوتی جس کے زمے زامل زالے کو تیار کرنا لگایا تھا مگر اسکی جگہ یاقوت کو دیکھ وہ تھوڑی ٹھٹھک سی گئی وہ گلا کھنکار کر ذرا اسا کمرے کے اندر آیا مگر نگاہ تب اٹھائی جب وہ دوپٹہ ٹھیک سے سر پر لے چکی تھی۔

"یاقوت بھائی کوئی کام تھا؟" اس نے فکر مندی سے استفسار یہ پوچھا۔

"تم تو ٹھیک ہو بلکل" وہ اسے بلکل صحیح سلامت کھڑے دیکھ اس سے زیادہ حیران ہوا۔

"میں بھی تم سے یہی پوچھنے آیا تھا تم ٹھیک ہو؟" الٹا اسکے سوال پر زمل بری طرح سے چونکی۔

"مطلب؟" وہ واقعی نہیں سمجھی تھی۔

"مطلب یہ کہ میرے بھائی کی سانسیں حلق میں اٹک چکی ہیں تمہارا رپلائے نہ پاکر تھوڑا رحم کرو میرے بھائی پر "

اسکی بات سن کر زمل پہلے تو جی بھر کر حیران ہوئی کہ یہاں سے رسپانس نہ ملنے پر اس نے اتنی جلدی اپنے چمچے کو بھیج دیا تھ۔

پھر وہ بے ساختہ ہنس دی۔

"وہ پاگل ہیں" وہ سر نفی میں ہلاتی ہوئی بس ہنستی چلی گئی۔

"ہاں صرف تمہارے لئے۔۔۔وہ بھی تب سے جب سے تم دودھ بھی فیڈر میں پیتی تھی" اس کی اس بات پر زمل کی ہنسی یکدم سے تھم گئی۔

دل اتنی زور سے دھڑکا تھا مانو ابھی نکل کر باہر آجائے گا۔وہ نظریں چراتی اپنے چہرے کی سرخی کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"اچھا تم بات کر لینا میں ذرا آفس کیلئے نکل رہا ہوں" وہ نرمی سے کہتا نکلنے ہی لگا تھا جب زمل کی آواز پر بے ساختہ رک گیا۔

"یاقوت بھائی۔۔۔آپ پلیز انکو مت بتائیے گا کہ میرا رزلٹ آج آنا ہے یہ میں ہی کے آنے پر انکو سرپرائز دونگی "

"اوکے بابا نہیں بتاتا۔۔۔لیکن گارڈز کو اپنے ساتھ لے کر جانا اوکے۔۔۔پا میر ہوتا تو وہ چلا جاتا وہ بھی میٹنگ کے سلسلے میں شہر سے باہر ہے اور مجھے بھی کام سے جانا ہے۔۔۔گارڈز میں ریڈی کر کر جاؤں گا اوکے "

وہ اسے سختی سے تاکید کرتا واپس چلا گیا اسکی ہر بات پر سرہاں میں ہلاتی وہ یہ ساری باتیں ذہن میں بٹھا گئ۔ اور پھر سے مڑ کر اچھے سے تیار ہونے لگی۔

______

وہ کب سے لیونگ روم کے چکر کاٹ رہا تھا کبھی باہر گیٹ کے پاس تو کبھی لیونگ روم میں رکھے صوفوں کے ارد گرد گھومتا۔ اسکی بے چینی تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ مجبوراً اپنے لئے خود ہی کافی بنانے کچن میں آ گیا

اسے کھڑے ہوئے پانچ منٹ بمشکل گزرے ہی تھے کہ باہر پورچ میں گاڑی کے رکنے کی آواز سن کر بر لاس کے ہاتھ بے اختیار رک گئے۔

سامنے ہی مین گیٹ تھا جس سے زیحال اور اسکے پیچھے اندر داخل ہوتی آئرہ اسے صاف دکھائی دی۔

وہ دونوں کو دیکھ ٹرنس کی سی کیفیت میں وہی کھنچا چلا آیا۔

"تم دونوں ریڈی ہو جاؤ۔۔۔ ہمیں ابھی نکلنا ہے تاکہ

رات تک پہنچ جائیں" وہ دونوں کو تاکید کرتا اپنے

کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

جب اسکے آگے بڑھتے ہی برلاس کی نظر اسکے پیچھے

کھڑی آئرہ پر پڑی تھی اس نے بغور اسکے چہرے کا

جائزہ لیا رو رو کر اسکی آنکھیں تقریباً سوجھ چکی تھیں۔

وہ جیسے ہی فکر مند سا ہوتا ایک قدم آگے آیا آئرہ بنا

اسکی جانب دیکھے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی اسکے

یوں جانے پر برلاس کا دل بری طرح سے بے چین ہوا۔

ذہن میں زیحال کے الفاظ باز گشت کرنے لگے تھے۔ وہ کچھ پل تو کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر آخر میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اسکے قدموں کے نشان پر قدم جما گیا۔

وہ بجھے دل سے اپنا بیگ پیک کرنے لگی تھی ہاتھ نہ محسوس طریقے سے کانپ رہے تھے اور دل؟ وہ تو جیسے پھٹنے کو تھا اس قدر بھاری اور اذیت کے احساس

میں ڈوبا ہوا وہ چاہ کر بھی خود کو نارمل نہیں کر پا رہی تھی۔

ہونٹ اس تڑپ سے پھڑ پھڑا رہے تھے جیسے ابھی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے گی لیکن پھر بھی خود پر ضبط کئے کھڑی تھی۔

اسکا ضبط بھی عنقریب ٹوٹنے کو تھا وہ ہاتھ میں پکڑا ڈریس بیگ میں رکھتی رکھتی درمیاں میں ہی رک دی گئی اور بیگ کو دیکھنے لگی۔

آنکھیں یکدم سے بھر آئی اور وہ ضبط کے ٹوٹتے ہی

وہی بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ پورا وجود جیسے

کسی زلزلے کی زد میں آگیا تھا۔

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے کس تڑپ سے رو رہی تھی

کہ دیکھنے والا چاہ کر بھی اپنی آنکھوں کو خشک نہ رکھ

پاتا۔

یہ کیسی قسمت پائی تھی اس نے؟ ایک طرف ماں

تھی دوسری طرف بھائی اور تیسری طرف اسکا شوہر۔

کیا کسی ایک نے بھی اس معصوم پر رحم کیا تھا؟ سب

نے اس سے ایک اچھی بیٹی، ایک اچھی بہن اور ایک اچھی بیوی ہونے کا ثبوت مانگا کیا انہوں نے خود اسے خود کے اچھا ہونے کا ثبوت دیا؟

وہ کسے کہتی اور کیا؟ کسی کا بھی حوالہ اسکے کام نہ آتا کیونکہ سب نے ہی اسے زندگی کے بہت بڑے بڑے سبق دیے تھے جن میں پہلا آزمائش کا تھا اس میں ڈٹے رہنے کا۔ ورنہ وہ پھر اس رشتے سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتی۔

جتنا آئرہ خانزادہ نے لڑکی ہوتے ہوئے برداشت کیا

تھا اتنا کوئی مرد بھی مرد ہوتے ہوئے نہیں کر سکتا تھا

وہ بھی ٹوٹ جاتا۔

وہ کتنے کرب اور تڑپ سے ہچکیوں میں روتی رہی جب

اچانک اسے اپنے کندھے پر کسی کے لمس کا احساس ہوا

وہ رک کر اس ہاتھ کو دیکھنے لگی بے شک یہ اختیار

صرف اسکے محرم کے پاس تھا۔ وہ ہاتھ کی سیدھ میں

نظر اٹھاتی اسکے چہرے پر جا پہنچی جہاں اپنائیت،

شرمندگی نجانے کونسا احساس نہیں تھا جو آئرہ کو

مزید تکلیف میں مبتلا کر گیا تھا۔

ایک تکلیف تب ہوتی ہے جب سامنے والا کوئی اپنا برا

کر دے مگر تکلیف تب بھی ہوتی ہے جب اسے

احساس ہو جائے اور وہ معافی مانگ لے کیونکہ معافی

کے وقت اسے پھر اسی تکلیف کی یاد سے گزرنا پڑتا

ہے۔ مگر وہ تکلیف کی صرف آخر ہوتی ہے۔

برلاس اسکے ساتھ بیٹھ کر کافی کا مگ ٹیبل پر رکھ گیا

آئرہ بے اختیار اس سے منظریں پھیر گئی۔

"جانتا ہوں میں کافی بہت بکواس بناتا ہوں ۔۔۔ لیکن ہم دونوں شئیر کریں گے تو یقیناً یہ بہت مزے کی لگے گی"

وہ اس ایک کپ کی جانب دیکھ دھیمے لہجے میں بولا۔
وہ نہیں مڑی نہ اس نے اس ظالم شخص کی جانب دیکھا۔ برلاس کا دل اسکے اس عمل پر بری طرح سے دکھا تھا۔

"مس بیوٹی ؟"اس کے نئے دیے گئے لقب پر آئرہ کی پلکیں جھپکی مگر مڑی نہیں تکلیف اور بڑھ گئی تھی۔

"میں کان پکڑلوں؟" وہ واقعی بلکل تیار تھا کان پکڑنے کیلیئے وہ ذرا دیکھ تو لیتی کہ یہ بات کہنے والا کون تھا؟ وہ جو بڑی بڑی شخصیت کے اپنے آگے کان پکڑوا لیتا تھا جو اپنے دشمنوں کو ناک تک رگڑنے کا موقع نہیں دیتا تھا وہ اسکے سامنے کان پکڑنے کو بلکل تیار تھا۔

"میں جانتا ہوں میں برا ہوں۔۔۔ لیکن اس وقت مجھے" اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتا وہ کسی زخمی شیرنی کی طرح دھاڑ اٹھی تھی۔

''کیا اس وقت۔۔۔بولیں۔۔۔کیا اس وقت؟'' وہ پوری قوت سے چلائی تھی اسکی آواز میں کرب اذیت کیا کچھ نہیں تھا۔

''آواز دھیمی رکھو۔۔۔بھائی ہیں گھر میں'' برلاس اسکے مقابل آتا اسے ہوش دلانے لگا۔

''ڈونٹ ٹچ می۔۔۔سمجھے آپ۔۔۔اور جو سنتا ہے سنے۔۔۔بلکہ پوری دنیا سنے'' وہ بجائے آواز نیچی کرنے کے مزید بلند کر گئی تھی جب یہ آواز سنتے ساتھ

والے کمرے میں موجود زیحال نے رک کر ہاتھ میں پکڑی بک کو دیکھا

جبکہ آنکھوں کے سامنے ان دونوں کے چہرے لہرانے لگے تھے۔وہ کچھ سوچ کر خود کو کمپوز کرتا پھر سے بک بیگ میں رکھنے لگا۔

"میں بھی تو بتاؤں دنیا کو۔۔۔کہ میں کتنی بدقسمت لڑکی ہوں۔۔۔کہ جس کے پاس اپنا کوئی نہیں ہے سب کے ہوتے ہوئے بھی میں لاوارث ہوں "

اسکا لہجہ زخموں سے چور تھا اسکے انداز پر برلاس کو اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔

"جسے کبھی اسکی ماں آزماتی ہے تو کبھی شوہر۔۔۔ اگر وہ آزمائش میں فیل ہو جائے تو اسے رشتے سے ہی عاق کر دیا جاتا ہے "

اس کی آنکھوں سے ابل ابل کر آنسوں بہنے لگے تھے برلاس اب بھی کچھ نہیں بول سکا وہ خاموش تھا۔

"آپ۔۔۔آپ کیا کہہ رہے تھے۔۔۔میں جاؤں

یہاں سے؟میں جاؤں؟"

وہ اسکے مقابل آتی زور سے دھاڑی تھی اسکی آواز

برلاس کو اپنے ذہن میں ہتھوڑے کی طرح بجتی ہوئی

محسوس ہوئی مگر وہ نہیں روک پایا اسے بولنے سے۔

آج وہ بتادے اسے کہ وہ کتنا برا ثابت ہوا ہے اس

رشتے میں۔

"آپ چھوڑنا چاہتے تھے ناں۔۔۔چھوڑیں

مجھے۔۔۔دیں طلاق۔۔۔دیں طلاق مجھے" وہ اسکے

کسر تی سینے پر ہاتھ رکھتی پیچھے دھکیلنے لگی اور وہ کسی

بوسیدہ چٹان کی طرح پیچھے کی جانب بے جان قدموں

سے لڑکھڑا سا گیا۔

"دیں نا۔۔۔ں۔۔۔دیں طلاق مجھے" اسکی خاموشی

پر آئرہ مزید تڑپتی دھاڑی تھی۔

"پ۔۔۔پلیز" اسے رحم کھانا چاہیئے تھا مقابل پر جسے

یہ الفاظ سخت تکلیف دے رہے تھے۔

"نہیں۔۔۔یہ پلیز میں کرتی ہوں۔۔۔کہ

پلیز۔۔۔بس کردیں۔۔۔بس کردیں آپ لوگ مجھ

پر رحم کریں۔۔۔ یا ایک ہی بار میں میرا گلا گھونٹ دیں آپ سب" وہ اسکا ہاتھ اپنے گلے پر رکھتی بر لا اس کو بری طرح سے تڑپا گئی وہ تڑپ کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ گیا۔

"وہاں میری ماں کومہ میں ہے۔۔۔ باپ میرا تنہا ہو گیا ہے اور میں یہاں کیا سن رہی ہوں کہ میں جا سکتی ہوں میں چلی جاؤں؟ یہ صلہ ہے میری محبت کا۔۔۔ بولیں شاہ؟ "

وہ کس تڑپ سے روتی ہوئی پوچھ رہی تھی برلاس کا دل بری طرح سے کانپ کر رہ گیا تھا۔ وہ اسے تھامنا چاہتا تھا مگر اسے خود کسی مضبوط سہارے کی ضرورت تھی۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی" اسکا اعتراف مان لینا چاہئے تھا وہ اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ اس بات کے علاوہ اور کچھ کہہ سکے۔

"غلطی تو مجھ سے ہو گئی جو میں یہاں آ گئی ڈھیٹ بن کر۔۔۔ مجھے چلے جانا چاہیے تھا دنیا کے کسی بھی کونے میں جہاں مجھے میرے اپنے نظر نہ آتے "

آنکھیں ایک بار پھر تیزی سے برس پڑی وہ پیچھے ہٹنے لگی۔

"مجھے سب نے دھوکہ دیا ہے رشتوں میں۔۔۔ میرا کوئی نہیں ہے" ٹانگیں بے جان ہونے لگی تھیں وہ کھڑی رہنا چاہتی تھی مگر گرنے لگی تھی۔

"میرا کوئی نہیں ہے" وہ آخر میں ضبط کے ٹوٹتے ہی ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر روتی بیڈ پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھتی چلی گئی۔

برلاس کے لئے بھی برداشت کی یہ آخری حد تھی وہ اسکے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھتا اسکے دونوں ہاتھ تھام گیا آج بھوری آنکھیں کرب اور اذیت کے باعث چھلک پڑی تھیں۔

"میں۔۔۔میں مانتا ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے بہت بڑی غلطی۔۔۔میں۔۔میں معافی مانگتا ہوں تم

سے۔۔۔ تم کو کہو گی میں ویسا کرونگا۔۔۔ل۔۔ لیکن اس وقت میری کنڈیشن کو سمجھو۔۔۔پلیز" یہ کرب کی انتہا تھی وہ کس تڑپ سے اس سے معافی مانگ رہا تھا۔

مگر ہر ہر معاف کر دینا آسان نہیں ہوتا یہ اس تکلیف سے زیادہ دردناک ہوتا ہے۔

آئرہ اپنے ہاتھ چھڑواتی اٹھتی ساتھ برلا اس کا بازو تھام گئی۔

"نکلیں یہاں سے" وہ اسے تقریباً دھکیلتی ہوئی کمرے سے باہر کرتی اندر سے دروازہ لاک کر گئی۔

"یار۔۔۔ایسے کیوں۔۔۔پلیز مجھے سوری تو کرنے دو" برلاس نے خوب دروازہ بجا کر اس سے معافی مانگنی چاہی مگر ناکام ہو گیا۔

وہ نڈھال سا جیسے ہی پیچھے مڑا نظر سیدھا زیحال پر پڑی جو ہاتھ میں سیب لئے مزے سے کتر کر کھا رہا تھا۔

"آپ سیب کھا رہے ہیں؟" اسے حیرت سی حیرت ہوئی۔

"پہلی بار کھا رہا ہوں؟" وہ بھی شان بے نیازی سے کندھے اچکا گیا۔

"یہاں میری لائف کی واٹ لگ رہی ہے اور آپ سیب کھا رہے ہیں" اسے افسوس ہوا تھا کہ وہ اسکا باپ تھا۔

"بی آسٹرونگ ہزبنڈ بیٹا۔۔۔تمہارا باپ ستر ہزار بار ایسے کمرے اور گھر سے باہر ہوا ہے مگر کبھی ہمت نہیں ہاری جس کا رزلٹ کیوٹ سے بے بیز کی صورت میں ملا ہے"

اسکی بات پر برلاس کی بھوری آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں۔

"آنکھیں چھوٹی کرو تمہارے بچے بنا آنکھوں والے باپ پر سیدھا کیس کر دیں گے واپسی کا" اسکی بات سیدھا دل پر لیتے وہ فوراً سے آنکھیں چھوٹی کر گیا۔

"ہوتا ہے۔۔۔بیوی ہے نخرے دکھانا اس پر فرض ہے اور دیکھنا تم پر۔" وہ اسے سمجھا کر کچن کی جانب بڑھ گیا۔

"باقی بیس منٹ رہ گئے گاڑی تیار ہے گھر جا کر میری بات پر عمل کرنا" وہ وہی سے بولتا اپنے کام میں مگن ہو گیا۔ اسے خوشی تھی جیسے ابھی اڑ کر چلا جائے۔

جیٹ بلکل تیار کھڑا تھا کچھ پیپرز تھے جو سائن کرنے باقی تھے۔

وہ تیار ہو کر نیچے آ چکی تھی اب صرف کومل کے تیار ہونے کا انتظار تھا جب اچانک عبدلباری کھیلتے ہوئے نیچے والی چھ سات سیڑھیوں سے دھڑام سے نیچے آ

گرا تھا۔ اسکے ساتھ ہی زامل بھی تھا جس کے ساتھ وہ اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر درمیان میں ہی ناکام ہوتے بری چوٹ کھا گیا۔

اسکے گرنے کی آواز سے پورا پاشاولا گونج اٹھا تھا ایک ساتھ ہی سارے ملازم دوڑے چلے آئے تھے کومل جو اپنی تیاری مکمل کر رہی تھی اسکی آواز پر بھاگی چلی آئی تھی۔

جب سامنے عبدلباری کو ملازموں کے ہاتھ میں دیکھ اسکا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا تھا۔

وہ دوڑ کر اانکے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو لے گئی جو گرنے کے باعث روتے ہوئے سانس بھول گیا تھا۔ کومل نے تیزی سے اسکی پیٹھ تھپکی۔

بمشکل اسے سانس آئی تھی مگر چہرہ رو رو کر سرخ ہو گیا تھا۔

"بس۔۔۔بس میری جان آپ کو کس نے کہا تھا سیڑھیوں پر جانے کیلئے "

وہ خود بھی اسکے ساتھ ہی تقریباً رو دینے کو تھی اتنے میں مشی اور زمل بھی وہی آگئی۔

"کیا ہوا باری کو۔۔۔" وہ پریشان کن لہجے میں پوچھ رہی تھی جب اسکی نظر عبدلباری کے سر پر پڑی جہاں ایک ننھی بوند خون کی چمک رہی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ خون کومل کیا ہوا باری کو یہ خون کیسے آیا ؟" مشی اسکا ذرا سا ہی خون دیکھ بوکھلا گئی تھی۔

کومل نے اسکے سر کا جائزہ لیا جہاں سیڑھی کا کونا لگنے کے باعث ذرا سی چوٹ آگئی تھی مگر اس ننھی سی جان کیلئے وہ چوٹ بھی جیسے بہت بڑی تھی

کومل کے ہاتھ پیر اب صحیح معنوں میں پھول چکے

تھے۔

وہ باری کو لے کر کمرے میں گئی اور جلدی سے اسکا

بینڈج کرنے لگی وہ رونا بند کر چکا تھا مگر اسکی مسلسل

ہچکیاں سنتے کومل کا دل کٹ کر رہ گیا۔

وہ اپنے بچے کو سینے میں زور سے بھینچ گئی اور ڈھیر سارا

پیار کرنے لگی۔ باہر مشی نے گھر کے سارے

ملازموں کی کلاس لگادی تھی جن کے ہوتے ہوئے

بھی بچے سیڑھیاں چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"تم میں ایک بھی کہیں نظر آنے کے لائق نہیں رہے گا۔۔وہ بچے یہاں تک آ کیسے گئے؟"

وہ گویا پھنکاری تھی سب کے سب اسکے سامنے سر جھکا گئے مشی کا بس نہیں چلا سب کے سر پھاڑ دے۔

"اب نکلو یہاں سے سب "اسکے دھاڑتے ہی سب فوراسے آگے پیچھے ہو گئے اور اپنے اپنے کام کرنے لگے۔زمل وہی کمرے میں کومل کے پاس بیٹھی عبدلباری کو دیکھتی رہی۔

کومل کو اب پامیر کی فکر ستا رہی تھی جو اپنے بیٹے کی آنکھ میں ایک آنسوں بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا جب یہ بینڈج دیکھتا تو نجانے اس کا کیا حال ہوتا اور پھر کومل کو کیا کچھ سننے کو مل سکتا تھا کیونکہ گھر رہتے ہوئے عبدلباری کی زمے داری اسکے سر ہوتی تھی۔

"تم۔۔۔چلی جاؤ۔۔۔میں عبدلباری کو ایسے چھوڑ کر نہیں جا سکتی زمل" اسکا لہجہ بلکل بجھا بجھا سا تھا جیسے اپنے بیٹے کے ساتھ وہ بھی رو دے گی۔

"نہیں میں بھی نہیں جا رہی۔۔۔ جانے سے پہلے ہی اتنا برا ہو گیا" وہ کیسے بتاتی اسکا دل جانے سے پہلے ہی کتنی بری طرح سے گھبرا رہا تھا۔

"تم پاگل ہو؟ اتنا اسپیشل دن ہے اور تیار بھی ہو تم۔۔۔ تمہیں جانا چاہئے اور تم جاؤ گی بھی" وہ بڑی بہنوں کی طرح سختی سے بولی تھی۔

زمل نے لب ذرا سے کاٹے اور بے چین ہوتی سوچنے لگی۔

"سوچو مت۔۔۔جاؤ ٹائم ہو گیا ہے گارڈز کو اپنے ساتھ رکھنا ہر جگہ اوکے۔۔۔ذرا بھی لاپرواہی مت کرنا راستے میں کہیں بھی گاڑی نہ رکے تمہاری" وہ اسکی باتوں پر بجھے دل سے سر ہلاتی گئی۔

"ماہ۔۔۔می بائی (ماما میں باری کے ساتھ رکونگا)"

زامل اپنے اشاروں میں زمل کو اپنی بات سمجھانے لگا۔

"لو۔۔۔اب یہ بھی یہی رہے گا۔۔۔تم اسے میرے پاس چھوڑ جاؤ زا لے کو لے جانا بہت لگی ہے تمہاری

بیٹی اور شاید پہلی بھی جو اتنی سی عمر میں ڈگری اپنے ہاتھ میں لے گی"

اسکی بات پر زمل کے لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے اس نے اپنی گود میں بیٹھی معصومیت سے تکتی زالے کو دیکھا۔

"یس میرا بیٹا بہت لکی ہے" وہ زالے کے نرم وملائم گال پر لب رکھتی اسے پیار کرنے لگی۔

"چلو بس نکلو۔۔۔اور ٹائم سے واپس گھر آؤ۔" کمل کے پش کرتے پر زمل سر اثبات میں ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مما۔۔۔می بائی تشی (ماما میں باری کو کسی کروں)؟" زالے معصومیت سے پوچھتی اپنی گپو سی انگلی سے باری کی جانب اشارہ کرنے لگی۔

جو ٹکر ٹکر اپنی مٹر جیسی کیوٹ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

زمل ہنس کر اسے عبدل باری کے پاس لے گئی اور سیدھا جھکا دیا اس نے اپنی ماں کی طرح باری کی کسی لی اور خوش ہوتی تالی بجانے لگی۔

"اوکے میں آتی ہوں جلدی" زمل کومل سے ملتی مسکرا کر باہر آ گئی زامل وہی عبدلباری کے ساتھ کھیلنے لگا تھا۔

مشی ان دونوں کو گاڑی تک چھوڑنے آئی تھی۔

"یاقوت یاقوت تمہیں کالج میں ہی جوائن کرے گا تم اکیلی ہو کومل بھی نہیں جارہی اس لئے میں نے یاقوت کو کہہ دیا ہے اوکے"

وہ نرمی سے بات کرتی اسکے گاڑی میں بیٹھنے تک بولتی گئی زمل سر اثبات میں ہلاتی زالے کو گود میں لئے پچھلی نشست پر بیٹھ گئی آگے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے گارڈ فورا اسے اپنی گاڑی میں آبیٹھے تھے دو گاڑیاں اس کے آگے پیچھے ایک ساتھ نکلی تھیں۔

جب اس نے جاتے جاتے مڑ کر پاشا ولا کو دیکھا۔

زالے باہر جانے کی خوشی میں گاڑی میں ہی اچھلنے لگی تھی۔اسکی یہ خوشی دیکھ زمل بے اختیار نظریں پھیر گئی کہ کہیں اسکی اپنی ہی نظر اپنی بیٹی کو نہ لگ جائے۔

گاڑی پاشا ولا کے راستے کو چھوڑتی دوسری سڑک پر نکل آئی تھی جہاں آگے آج ٹریفک بلکل جام تھا ڈرائیور نے جلدی پہنچنے کی غرض سے دوسرا راستہ اپناتے گاڑی اس جانب موڑ دی۔

بنا یہ سوچے کہ نجانے کس راستے پر موت انکے لئے
گھات لگائے بیٹھی تھی۔اور آج اس موت کا نام تھا
"زارک ولف"

زارک ولف ابراہیم کی اصل طاقت جس کی طاقت کا
تخت ہی صرف اس ایک شخص کے دم پر تھا اسکے بغیر
وہ ایک پل بھی اس دنیا میں نہیں ٹک پاتا جہاں کا اصل
بادشاہ وہ تھا جس کی اصل کمزوری پر ہاتھ ڈالنے کیلئے
اس نے اپنے سب سے خطرناک بندے کو نکال دیا تھا
اسکی گاڑی برق رفتاری سے اس سڑک پر دوڑ رہی
تھی کوئی اونچائی، کوئی رکاوٹ آج اسے روک نہیں پا
رہی تھی وہ بجلی کی رفتار سے اس جانب بڑھ رہا تھا

جہاں اسے پتہ تھا کہ اسکا شکار خود چل کر اسکے پاس آ رہا تھا۔

زالے پچھلی نشست پر کھڑی ہوتی پیچھے رہ جانے والی بلڈ نگز کو دیکھ تالیاں بجا رہی تھی اس وقت وہ براؤن رنگ ہی فراک پہنے سر پر کیپ لئے اور دو چھوٹی چھوٹی پونیوں کے ساتھ بے حد کیوٹ لگ رہی تھی اتنی کہ زمل کو وہ اتنی کیوٹ آج سے پہلے کبھی نہیں لگی تھی۔

وہ اسے گود میں لیتی اس کے ہاتھوں کو چومنے لگی۔

"میرا پیارا بیٹا۔۔۔آپ ابھی سے اتنا پڑھ گئے بھیا سے بھی بہت آگے نکل گئے" وہ اسکے ساتھ لاڈ سے باتیں کرنے لگی۔

"می بیا۔۔۔تیشے (میں بھیا سے کیسے)؟" ہاں اسے جواب چاہئے تھا کیونکہ آگے تو بس تب جاتے تھے ناں جب دونوں کی بھاگنے والی ریس لگتی تھی اور زامل ہمیشہ اس سے جیت جاتا تھا۔

اب وہ ننھی سی جان کیا جانے ڈگری کیا ہوتی ہے اور اس سے کیا بن جاتا ہے انسان۔

"آپ۔۔۔جب اے فار ایپل پڑھو گے تب بھیا صرف اے پڑھیں گے" وہ اسکی چھوٹی سی ناک دباتی شرارت سے بولی۔

"اپول۔۔۔۔ ممما۔۔۔می بابا اپول (ایپل۔۔۔ماما میں نے بابا کو ایپل پڑھایا تھا)" اسے وہ دن فوراً اسے یاد آگیا جب اسکے بات یاد رکھنے پر زمل کی آنکھیں یکدم سے چمک اٹھیں صرف وہی نہیں زالے کے معاملے میں

زمل زیحال دونوں کی زامل سے زیادہ خوش ہوتے تھے کیونکہ وہ نہ صرف بڑا تھا بلکہ نئ چیزوں کو جلدی سیکھ بھی جاتا تھا۔

اسے صرف سننے کی ضرورت ہوتی تھی یا ایک بار سیکھنے کی بس اسکے بعد مجال ہے کوئی اسے وہ بات بھلا دے۔

مگر زالے کو یاد کروانا پڑتا تھا اس لئے اسکا ہر نیا عمل زمل زیحال کو دگنی خوشی دیتا تھا وہ زالے لئے ہوئے ہی اپنی بیلی پر ہاتھ رکھ گئ۔

یہ احساس اتنا خوبصورت تھا کہ وہ چاہ کر بھی اسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی تھی۔

"آپ اپنے نیو بے بی کو بھی پڑھانا اوکے "

"یو بے۔۔۔بی ویش ماما (نیو بے بی کہاں ہے ماما)؟"

اسے نظر کیوں نہیں آرہا تھا وہ بے بی وہ یہاں وہاں اسے ڈھونڈنے لگی جب اسکے حاضر دماغ پر زمل کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"ہاہاہا۔۔۔میرا معصوم شا بچہ" وہ اسکے نرم و ملائم گال کو زور سے کس کر گئی۔

"ابھی وہ بے بی آئے گا جب آجائے تب آپ اسے

پڑھانا اوکے "

وہ پیار سے اسے سمجھانے لگی یہ بھی زالے تھی جو

فوراً اسے ماں کی تابعداری کرتی سر ہلا گئی اگر اسکی جگہ

زامل ہوتا تو یقیناً ضد کر کر بیٹھ جاتا کہ اسے ابھی بے بی

چاہئے۔

"می اپول۔۔۔اوتے مما (میں اپیل پڑھاؤں گی اوکے

ماما) "

"اوکے میرا بیٹا" وہ اسکے ننھے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگاتی ونڈو سے باہر دیکھنے لگی باہر کے دوڑتے منظر آج اسے بہت عجیب لگ رہے تھے۔

ایک عجیب سی گھبراہٹ نے اسکے دل کو گھیر رکھا تھا۔ شاید وہ پہلی بار اپنے ہبی کو بتائے بغیر اور اسکے بغیر گھر سے باہر نکلی تھی یا شاید آج اسکا اتنا سپیشل دن تھا اور اسکے ہبی باہر تھے اس لئے بھی دل بے چین تھا وہ خود کی گھبراہٹ کو الگ الگ جواز پیش کرنے لگی۔ پھر سر پیچھے سیٹ سے لگاتی ذرا سی آنکھیں موند گئی۔

زالے نے خود ہی اسکے فون میں ٹام اینڈ جیری کارٹون لگالی تھی جسے وہ اپنی ماں کو تنگ کئے بغیر مزے سے دیکھنے لگی۔

گاڑی آگے بڑھتی جارہی تھی گول گھومتے پہیئے پر سکون تھے کیونکہ راستہ بلکل صاف تھا اسکے آگے پیچھے ایک ایک گاڑی بھی اسی گاڑی کی رفتار سے دوڑ رہی تھیں۔

جب کچھ ہی دیر میں اچانک ان پہیوں کو جھٹکے سے لگنے لگے جس پر زمل کی آنکھ پٹ سے کھلی وہ سیدھی ہو کر اپنے ڈرائیور کو دیکھنے لگی۔

"کیا ہو رہا ہے یہ ؟" استفسار کرتے اسکا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"پتہ نہیں بی بی سائیں شاید راستہ خراب ہے" وہ خود پریشان تھا۔ زمل نے ذرا ساونڈو سے جھک کر دیکھا راستہ تو بلکل صاف تھا اس نے غصّیلی نگاہوں سے ڈرائیور کی طرف دیکھا۔

"راستہ بلکل صاف ہے۔۔۔پھر کیا ہے یہ؟"اس

سے پہلے ڈرائیور کوئی جواب دیکھا پیچھے سے ایک تیز

دھماکے کی آواز نے انکی توجہ اپنی جانب مبذول کروا

لی۔

زمل نے کرنٹ کھا کر پیچھے دیکھا جہاں اسکے گارڈز کی

گاڑی غائب تھی ایسے جیسے زمین نگل گئی ہو یا آسمان۔

وہ گھبرا کر بے اختیار یہاں وہاں اس گاڑی کو تلاش

کرنے لگی۔زالے اس تیز آواز سے ڈر کر زمل کے

سینے سے لگ گئی۔

"مما" اسکی آواز میں ڈر تھا زمل اسے زور سے اپنے ساتھ لگا گئی۔

"کچھ نہیں ہوا میرا بیٹا۔۔۔یہ گاڑی کہاں گئی گارڈز کی؟" وہ سیدھا ڈرائیور سے مخاطب ہوئی جو خود جھک جھک کر پیچھے دیکھ رہا تھا آگے والے گارڈز چوکس ہوتے چاروں اطراف نظر گھما گئے تھے۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں کیا ہوا ہے یہ اور گاڑی کہاں گئی؟" وہ اب کی بار دھاڑی تھی جب آگے والی گاڑی

ایک بلاسٹ کی زد میں آتی سڑک کی فضاؤں میں
بکھرتی چلی گئی۔

زمل کا دل دھک سے رک گیا اسکے منہ سے چیخ نکلتے
نکلتے رہ گئی تھی وہ پھٹی پھٹی نظروں سے وہ سب دیکھنے
لگی جو اس نے اپنی آنکھوں سے کب دیکھا تھا؟ جب
اسکے ہبی ساتھ تھے مگر ہبی تھے ناں ساتھ آج تو وہ تنہا
تھی وہ بھی اپنی بیٹی کے ساتھ۔

جو اس آواز سے خوفزدہ ہوتی رونے لگی تھی اور مزید
اپنی ماں سے چپک گئی تھی۔

"شاید کسی نے حملہ کیا ہے" ڈرائیور کی بات سن کر زمل نے بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھا وہ نہ محسوس طریقے سے زالے کو مضبوطی سے خود میں بھینچ گئی۔

"ک۔۔۔کس نے کیا ہے۔۔۔" وہ نہیں جانتی تھی کون تھا کس نے ان سے بیر لے لی تھی وہ تو معصوم تھی کبھی کسی کا دل تک نہیں دکھایا تھا پھر کیوں؟ اگر وہ غور کرنے پر آتی تو یہ سب اسکے ہی کا کیا آگے آ رہا تھا۔

ڈرائیور وہی سے بریک پر پاؤں رکھتے سٹیر نگ پوری
قوت سے گھما گیا اور واپس کے راستے کی طرف گاڑی
موڑ کر سپیڈ پہلے سے زیادہ بڑھا گیا اس وقت اسکی جان
سے زیادہ اسکے لئے اپنے مالک کی بیوی اور بیٹی تھیں
جن کی حفاظت اسکے زمے تھی اگر وہ حفاظت ہی نہ
کر سکا تو جینے کا کیا فائدہ تھا۔

وہ برق رفتاری سے گاڑی بھگا لے گیا تھا زملزالے کو
اپنے ساتھ لگائے مسلسل کانپ رہی تھی اس نے

جلدی سے اپنا موبائل اٹھایا اور اپنے ہبی کے نمبر پر
کال کرنے لگی۔

اس کا فون کہیں اور مصروف آرہا تھا مگر وہ پھر بھی
اسے کالز کرتی رہی۔ جب آگے سے کوئی رسپانس نہ پا
کر اس نے سیدھا یاقوت کا نمبر ملایا تھا جو ہڑ بڑی میں
یاقوت کے بجائے برہان کے نمبر پر کال چلی گئی تھی۔
جو انہوں نے فورا اسے اٹھا بھی لی تھی۔

"ہیلو" وہ یقیناً اس وقت ہوسپٹل میں تھے مگر اتنی
مصروفیت میں بھی انہوں نے یہ کال اٹھائی تھی۔

یہ یاقوت کی آواز نہیں تھی وہ کس کا نمبر ملا گئی تھی

اس نے حیرت سے نمبر دیکھا جب برہان کا نام دیکھ

اسکی سانس میں کچھ سانسیں آئی۔

"ہ۔۔۔ہیلو۔۔۔ب۔۔۔ برہان بھائی" اس نے اپنی

بری طرح سے کانپتی ہوئی آواز میں اسے پکارا

جب اسکی اس آواز کو سنتے ہی برہان یکدم سے کرسی

کی ٹیک چھوڑ گئے۔

"زمل۔۔۔کیا ہوا بچے۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" وہ فکر

مندانہ لہجے میں پوچھتے بے چین سے ہو گئے۔

"ب۔۔۔ برہان بھائی۔۔۔وہ۔۔۔وہ یاقوت بھائی

کو۔۔۔بب۔۔۔ بھجیں۔۔۔ی۔۔۔ یہاں

ک۔۔۔ کسی نے حملہ کر دیا ہے" اسکی بات سنتے ہی وہ

کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے اٹھے تھے۔ جیسے اپنے

کانوں پر یقین نہ آیا ہو۔

"تم کہاں ہو اور ساتھ میں کون ہے مجھے لائیو لوکیشن

بھیجو"

کونسے مریض کو نسی ڈیوٹی وہ سب بھول گئے تھے
کیونکہ وہ اس وقت ڈاکٹر برہان تھے ہی نہیں جو روم
سے نکلا تھا وہ "بلیک شیڈو" تھا۔
زمل نے روتے ہوئے اسے اپنی لائیو لوکیشن بھیجی
جسے شیڈو فورا اسے پک کر گیا اسکی گاڑی لوگوں کا ہجوم
چیرتی ہوئی ہسپتال سے باہر نکلی تھی۔
وہ لوکیشن پر نظریں جمائے اگلی راستے پر ڈالتا
تقریبا گاڑی اڑا تھا۔

ذہن میں صرف ایک ہی نام گونج رہا تھا

"پاشا۔۔۔پاشا "

وہ یہاں نہیں تھا اور اسکی غیر موجودگی میں اتنی بڑی قیامت نہیں وہ کبھی یہ بات برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ اکیلا سب کو سمبھال سکتا تھا اور ایک اسکے نہ ہوتے ہوئے اسکی بیوی بیٹی اس حالت میں آگئی تھیں نجانے وہ کیا کچھ کر دیتا۔

۔۔۔۔۔۔۔

زمل کے ہاتھ کام کرنا بلکل ہی چھوڑ چکے تھے وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھی بس دل ایک ہی بات پر لرز رہا تھا وہ خیر خیریت سے گھر پہنچ جائے شاید اسے اتنا خوف نہ آتا اگر وہ اکیلی ہوتی مگر اسکے ساتھ اسکی بیٹی تھی جسے لے کر اسکی جان لبوں پر آ گئی تھی۔

"اور۔۔۔ تیز چلاؤ گاڑی" وہ تقریباً کانپتی ہوئی آواز میں دھاڑی تھیں ڈرائیور نے اسکے حکم پر سپیڈ تقریباً فل کر دی تھی جو یقیناً اور بھی خطرناک تھی۔

"بی بی سائیں اس سے زیادہ ٹھیک نہیں ہو گی۔۔۔بچی ساتھ ہے" اسکے خود ہاتھ پیر پھول گئے تھے وہ صرف ڈرائیور نہیں تھا وہ بھی گارڈز کی طرح ہی ویل ٹرینڈ تھا مگر اب وہ بھی اکیلا رہ گیا تھا۔

ایسی کونسی بلا آگئی تھی جو ایک ہی جھٹکے میں سب کو نگل گئی تھی۔

وہ گاڑی بھگا ہی رہا تھا جب اسکی نظر دور کہیں کھڑی گاڑی پر پڑی۔وہ راستے کے عین بیچوں بیچ کھڑی تھی۔

ڈرائیور نے آنکھیں چھوٹی کر کر غور سے دیکھنا چاہا کہ کہیں اسے وہم تو نہیں ہوا مگر گاڑی جیسے جیسے آگے بڑھ رہی تھی اسے سامنے کا منظر صاف دکھائی دیتا جا رہا تھا۔

وہ سڑک کے بلکل بیچوں بیچ تھی اسکے اطراف سے گاڑی نکال پانا ممکن تھا کیونکہ وہ جھاڑیاں ہی نہیں بلکہ سڑک کی ایک حد تھی جس سے ٹکراتے گاڑی کا برا حشر ہو سکتا تھا۔

وہ گاڑی کی سپیڈ کم کرنے لگا۔زمم نے اسکی رفتار کم ہوتے ہی خود بھی سامنے دیکھا جہاں اسے کوئی کھڑا نظر آرہا تھا۔

اسکا دل دھک سے رک گیا۔وہ کون تھا مگر جو بھی تھا اسے دیکھتے ہی اسے اپنا وجود سن ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

گاڑی اور قریب آپہنچی تھی جب ڈرائیور نے اسکے نہ ہٹنے پر وہی سے ٹرن لینا چاہا مگر وہ جیسے ہی گاڑی موڑنے لگا۔

دو گاڑیاں مزید کہیں سے اڑتی ہوئی اسے پیچھے سے بھی گھیر چکی تھیں اس نے یکدم سے بریک پر پاؤں رکھا تھا جب گاڑی سلپ ہوتی ہوئی اس ایک گاڑی سے کچھ فاصلے پر آر کی تھی۔

زمل اور ڈرائیور دونوں نے اس جانب دیکھا وہ شخص بہت انجان تھا زمل اسے پہلی بار دیکھ رہی تھی۔

"آپ پلیز باہر نہ آیئے گا میں دیکھتا ہوں" وہ سیٹ بیلٹ کھولتے ہی گاڑی سے اترنے لگا تھا جب زمل کی آواز پر بے اختیار رک گیا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔آپ باہر نہ جائیں پلیز یہاں سے گاڑی نکالیں" وہ مسلسل بے آواز رو رہی تھی زالے اسکے ساتھ بلکل مضبوطی سے چپکی ہوئی تھی۔

"راستہ نہیں ہے بی بی سائیں۔۔۔میں دیکھتا ہوں کون ہیں یہ لوگ" وہ نہایت مؤدبانہ انداز میں بولتا جیسے ہی دروازہ کھول کر باہر نکلا۔

ایک تیز اڑتی ہوئی گولی اسکے ماتھے کے بیچوں بیچ سے گزر گئی تھی جب یہ دیکھ زمل کے منہ سے زوردار چیخ برآمد ہوئی۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے گرتے ہوئے دیکھنے لگی۔جب نظر ٹرانس کی سی کیفیت میں گھوم کر اس شخص پر گئی جو گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

کسرتی فٹ جسامت، دراز قد اور دل کو لبھا جانے والی پرسنالٹی مگر اسکا یہ عمل زمل کو سانس لینا بھول چکا تھا۔

وہ دھیرے سے سیدھا کھڑا ہوا جب پیچھے سے کسی نے آکر زمل کی جانب کا دروازہ کھولا وہ گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

وہ بھی کوئی لڑکی تھی بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس جو نہایت چست تھی بالوں کی ٹیل پونی کئے ہونٹوں پر ڈارک مرون رنگ کی لپسٹک لگائے۔

وہ اسے باہر آنے کا اشارہ کر رہی تھی

زمل باہر نکلنے کے بجائے سیٹ پر آگے کو سرک گئی۔

اور بری طرح سے لرزتی ہوئی سر نفی میں ہلانے لگی۔

اسکا وجود بری طرح سے کانپ رہا تھا۔

"باہر نکل" وہ لڑکی از حد بد تمیزی سے دھاڑی تھی۔

"جیسمن" زارک نے فوراً اسے اسے ٹوکا اسکے ٹوکنے پر

جیسمن کو اور غصّہ آیا تھا وہ تو پہلے سے ہی اس ہیزل

آنکھوں والی سے نفرت کرتی تھی۔

"باہر آؤ" اب کی بار وہ قدرے ٹھہر کر بولی تھی زمل کو پھر بھی اس سے خوف محسوس ہوا۔

اسے باہر نہ آتے دیکھ جیسمن جیسے ہی اپنا ہاتھ ریوالور تک لے جانے لگی زمل "نہیں" بے ساختہ بولتی گاڑی سے باہر نکل آئی۔

جب اسے گاڑی سے اترتے دیکھ زارک بے اختیار سیدھا ہو کھڑا ہوا۔ اور اسے سر سے لے کر پاؤں کر دیکھنے لگا۔

پہلی بار وہ اسے سامنے سے دیکھ رہا تھا۔تب ہی ہر نظر جیسے بلکل شروع سے شروع ہورہی تھی۔

وہ جن نگاہوں سے اس نمبر کو دیکھ رہا تھا آج وہی نگاہیں اسکے سراپے پر دوڑ رہی تھیں۔

جیسمن اسے دیکھ مٹھیاں ضبط سے بھینچ گئیں۔

"ک۔۔۔کون ہیں آپ لوگ۔۔۔؟" وہ ہمت کرتی بمشکل بولی۔

اسکے سوال پر زارک نے آنکھوں پر لگے گلاسز اتار کر اسے دیکھا جب اسکی نگاہوں سے نگاہیں ملتے زمل دھک سے پیچھے ہٹ گئی۔

اسکی آنکھیں بہت عجیب تھی لڑکیاں اسے خوبصورت کہتی مگر اس وقت وہ زمل کی رگوں میں دوڑتا خون جما رہی تھیں۔

اس نے اپنے فون کو کان سے لگاتے زمل کے فون کی جانب اشارہ کیا جسے جیسمن کال اٹھاتی اسکے کان سے لگا گئی۔

"ہیلو" صرف ہیلو یہ وہی آواز تھی جسے وہ دو دن تک نہیں بھلا پائی تھی۔اور آج پھر وہی۔

صرف ایک پل۔۔۔ایک پل اسے لگا تھا جب اسے سمجھ آگئی تھی کہ یہ سب اسے ٹراپ کرنے کیلئے کیا گیا تھا۔

کوئی رزلٹ نہیں تھا وہ جھوٹا کارڈ تھا جو اسے بھیجا گیا تھا۔اسکی آنکھیں تیزی سے بھر آئیں۔وہ زالے کو زور سے اپنے سینے سے لگا گئی۔

۔۔۔۔۔۔

وہ تب سے ہی اس ایک کال کے ختم ہونے کا بیزار گی سے انتظار کر رہا تھا کانوں میں ایئرپوڈز لگائے وہ مقابل کی باتیں سن رہا تھا جب اسے اچانک سے اپنے دل میں عجیب سا درد اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ بے اختیار اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ گیا یہ کیسا درد تھا جو پہلی بار اسے ہوا تھا۔ وہ سیٹ سے بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"بھائی آپ ٹھیک ہیں ؟" اسکے ماتھے پر چند شکنیں دیکھ برلاس بے ساختہ بول پڑا۔

"ھمم" زیحال اس سے آگے جواب نہیں دے سکا تھا

نجانے کیوں اسے اپنا دل کسی کی سخت گرفت میں

جکڑتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"آپ سے پھر بات ہو گی۔۔۔جو کہا ہے مجھے یہ کام

کسی بھی حال میں چاہیئے ورنہ آپ مجھے بہتر طریقے

سے جانتے ہیں "

وہ مقابل سے بے حد سپاٹ لہجے میں مخاطب ہوا جب

اس نے نہایت مؤدبانہ انداز میں اسے یقین دلایا کہ

برلاس پر اٹیک کرنے والا گینگ ایک بھی نہیں بچے گا۔

وہ اسکی یقین دہانی لیتے ہی کال کٹ کرتے فوراً سے ایئر پوڈز نکال کر سیٹ پر پھینک گیا۔

کیوں ہوا تھا ایسا پہلی بار کسی کا کام تمام کرتے ہوئے اسے دل میں تکلیف اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

وہ دوسری سیٹ پر دھم سے بیٹھ کر سر پیچھے کی جانب پھینک گیا اور آنکھیں موند کر گہری سانسیں لینے لگا

جب ہر ایک سانس کے ساتھ اسے وہی درد دل میں اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ یکدم سے سیدھا ہو بیٹھا اور کچھ دیر یونہی بیٹھ کر موبائل اٹھا گیا جب سامنے ہی زمل کی اتنی ساری کالز دیکھ اسکی آنکھیں متحیر سی پھیلتی چلی گئیں اسکی اتنی کالز آئی تھیں اور وہ ایک بھی نہیں دیکھ سکا۔

یہ پہلی بار ہوا تھا وہ فوراً اسے پہلے اسے کال بیک کرنے لگا جب یہ کال سفر کرتی ہوئی سڑک پر پڑے موبائل میں جا بجی تھی۔

اور بجتی ہی رہی تھی۔ مگر اٹھائی نہیں گئی زیحال نے رنگ پوری ہوتے ہی پھر سے کال ملائی مگر ناکام ہو گئی وہ کال پر کال کرنے لگا مگر ایک بھی کال نہیں اٹھائی گئی جو زیحال کا سکون مزید برباد کر گئی تھی۔

وہ اسے چھوڑے یاقوت کے نمبر پر کال کرنے لگا۔

جو اس وقت میٹنگ میں موجود تھا مگر بھائی کی کال دیکھ سب سے ایکسیوز کرتا ایک جانب ہو لیا۔

"سو۔۔۔ سوری میں بس نکلنے ہی والا تھا بھائی" وہ اپنا والٹ جیب میں رکھتے نادم سا بولا۔

"کہاں نکلنے والے تھے؟" زیحال کو اسکی بات عجیب لگی۔

"آپ کو نہیں پتہ؟ زمل کا رزلٹ آنا ہے آج" وہ اسکی حیرت پر اور زیادہ حیران ہوا تھا جب ایک دم سے زمل کی بات اسکے زہن میں گھوم گئ

"پلیز آپ ہبی کو نہیں بتایئے گا میں انکو سرپرائز دونگی" زمل کی بات یاد آتے ہی وہ زبان دانتوں تلے دبا گیا وہ تو اس غلطی پر یاقوت کو بخشتی بھی نہ۔

"کونسا رزلٹ یاقوت۔۔اسکا رزلٹ نیکسٹ منتھ

تھا" زیحال کی بات پر یاقوت کو یکدم سے اچھو لگا۔

"نیکسٹ منتھ ؟ نہیں تو آپ سے کس نے کہا؟" وہ

تھوڑا متجسس سا ہوا۔

"یاقوت وہ بیوی ہے میری میں جانتا ہوں تم کس

رزلٹ کی بات کر رہے ہو مجھے بتاؤ "

وہ پہلے سے زیادہ بے چین ہو گیا تھا۔

یاقوت نے اسے گھر آنے والے انویٹیشن کارڈ سے

لے کر رزمل کی تیاری اور اسکے ساتھ زالے کے نکلنے

تک کی ساری باتیں زیحال کے غوش اتار دی۔ جنہیں سن کر زیحال کو اپنے قدموں تلے سے سب کچھ غائب ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"ز۔۔۔زمل کہاں ہے یاقوت؟" یہ آواز جیسے کسی گہری کھائی سے آئی تھی یاقوت کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"زمل اور زالے کہاں ہیں یاقوت۔۔۔؟" اب کی بار وہ پوری قوت سے دھاڑا تھا کہ یہاں موجود یاقوت بری طرح سے لرز کر رہ گیا تھا۔

اگلے ہی پل اسکے بے جان ہاتھوں سے فون چھوٹ کر گرنے والا تھا کہ وہ خود کو سمبھالتا اندھا دھند دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگا تھا۔

سب نے مڑ مڑ کر اسے بھاگتے ہوئے دیکھا تھا مگر وہ سیدھا باہر کی جانب رخ کر گیا درمیان میں آنے والوں کو سائیڈ میں دھکیلتے ہوئے کون گرا تھا کون بچا تھا اس نے نہیں دیکھا مڑ کر۔

وہاں دوسری جانب زیحال نے نجانے کہاں کہاں فون گھما دیے تھے جن میں پہلا فون زمل کے کالج گیا

تھا۔جہاں سے اسے معلوم ہوا کہ انکے کالج میں

رزلٹ کارڈ ڈے اسی تاریخ کو ہونا ہے جو پہلے بتائی گئی

تھی۔

انہوں نے ایسا کوئی کارڈ نہیں بھیجا جب یہ بات سن کر

زیحال کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا۔اسکے ہاتھ نہ

محسوس طریقے سے کانپنے لگے تھے۔

جب برلاس اٹھ کر اسکی جانب پیچھے چلا آیا۔

اسکی نچڑی رنگت دیکھ وہ یکدم سے ٹھٹھک گیا۔

"بھائی۔۔۔ کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں؟" اسکی رنگت زرد پڑ رہی تھی۔

وہ منہ پر ہاتھ پھیر کر سانس لینے کی کوشش کرنے لگا۔

آنکھیں بھر آنے کو شدّت سے بے تاب تھیں۔

"بھائی بتائیں ناں کیا ہوا ہے آپ ٹھیک ہیں؟" یہاں اسکی حالت دیکھ کر لاس کی جان نکل رہی تھی۔

زیحال بنا کچھ کہے پھر سے ہمت کرتا کال کرنے لگا۔

اسکی کالز ایک منٹ کے اندر اندر وہاں موجود اسکا پورا سسٹم ہلا گئی تھیں۔

آخری کال پھر سے یاقوت کو گئی تھی۔

"اپنے بندے نکالو۔۔۔فورا۔۔۔"ضبط کرتے کرتے بھی وہ آخر میں دھاڑ اٹھا تھا۔اسکی بات پر عمل کرتے یاقوت نے یہی کیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ خوف زدہ سی نظروں سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو خاموشی بھی تھا مگر چاہتا بھی بہت کچھ تھا اسکی آنکھیں ہی صرف زمل کی جان نکالنے کو کافی ہو رہی تھیں۔

"ک۔۔۔کیا چاہئے تم لوگوں کو" اس کے ذہن میں اپنی پہنی ہوئی ساری ڈائمنڈ کی جیولری لہرانے لگی تھی وہ خود ہی ساری جیولری اتار کر نیچے پھینک گئی۔

"یہ۔۔۔یہ سب لے جاؤ۔۔۔سب" اسکا لہجہ بے اختیار رندھ گیا جیسے آنسوؤں کا پھندا گلے میں اٹک گیا ہو۔

زارک نے بغور اس معصوم لڑکی کو دیکھا کیا اس نے پہلے ایسا حسن دیکھا تھا؟ کیسے نہ پاشا اس لڑکی کا دیوانہ ہوتا وہ ہر لحاظ سے مکمل تھی

دوسری جانب اسکے دیکھنے کا انداز جیسمن کو بری طرح

سے چبھ رہا تھا اسکا بس چلتا تو زمل کو سب کی نظروں

سے ہمیشہ کیلئے اوجھل کر دیتی۔

"تمہیں لگتا ہے میں یہ سب لینے آیا ہوں؟" وہ ان

سب میں پہلی بار بولا تھا۔

سرد آواز بھاری لہجہ۔۔۔

"ت۔۔۔تو کیا چاہیئے؟" یہ سوال کرنا کتنا مشکل تھا

جب زارک کی نظر اپنی بیٹی پر آتے دیکھ زمل زالے کو

خود میں زور سے بھینچتی تڑپ کر سر نفی میں ہلانے لگی

۔

وہ معصوم جان اپنی ماں کے ساتھ لپٹی ٹکر ٹکر سب کو دیکھ رہی تھی۔

"جو تمہارے ہاتھ میں ہے" اسکی بات پر زمل کی آنکھیں تیزی سے برسنے لگیں۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔میری بیٹی کو ہاتھ بھی مت لگانا" وہ ہمت کرتی بلند آواز میں چلائی تھی۔زارک کا وہی انداز تھا دھیما اور ٹھہرا ہوا۔

"اب آگیا ہوں تو لے کر تو ضرور جاؤں گا" وہ دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے سرد مہری سے بولا۔

"ہ۔۔۔ہمت بھی مت کرنا۔۔۔سنا تم نے۔۔۔ورنہ جان سے ماردونگی تم سب کو "

وہ سب کو ایک ایک نظر دیکھتی کسی زخمی شیرنی کی طرح غرائی تھی یہ صرف ایک لڑکی نہیں تھی یا کسی کی نازک بیوی یہ ایک ماں تھی بیٹی کی ماں۔

"یہ میری بیٹی ہے۔۔۔اسے ہاتھ لگانے کا سوچنا بھی مت" وہ انگلی دکھاتی درشتگی سے وارن کر گئی۔

جب زارک نے گہری پر سکون خارج کرتے آسمان کی جانب دیکھا اور پھر جیسمن کی جانب۔

جو اسکا اشارہ ملتے ہی فوراً اسے آگے آتی زمل کے ہاتھ سے زالے کو زبردستی چھیننے لگی۔

اس کھینچاتانی میں زالے بری طرح سے رونے لگی تھی۔

"چھوڑو میری بیٹی کو" وہ جیسمن کی گرفت زالے پر سے ہٹاتی اسے پوری قوت لگا کر خود سے دور دھکیل گئی۔

"میں نے کہا تھا ہاتھ بھی مت لگانا۔۔۔ورنہ وہ تم سب کو چیر کر رکھ دے گا" وہ حلق کے بل دھاڑتی ایک ایک پر چنگھاڑی تھی۔زالے اس سے لگی اور تیز رونے لگی تھی زمل نے اپنی بیٹی کو دیوانوں کی طرح خود میں بھینچ لیا۔

جیسمن اٹھ کر برق رفتاری سے اس تک آتی اسکے ہاتھوں سے زالے کو پھر سے چھیننے لگی۔

"نہیں۔۔۔چھوڑو۔۔۔میں نے کہا چھوڑو میری بیٹی کو" وہ روتی ہوئی اسے خود سے دور کرنے لگی مگر وہ پھر

بھی زور زبردستی زالے کو اس سے چھیننے میں تقریباً کامیاب ہونے والی تھی۔

جب زمل کے منہ سے آج وہ نام نکل گیا تھا جس کا شاید اسے بھی ہوش نہیں تھا۔

"پا۔۔شا" وہ زور سے بلند آواز میں اسے پکارنے لگی تھی

"پاشا۔۔۔" وہ زالے کو ان سے پوری جان لگا کر چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی آج اسکی آواز میں

ایک الگ ہی تڑپ تھی جب وہ پاشا کو پکار رہی تھی تو ایک بار تو فضاؤں میں بھی سکتہ سا پھیل گیا تھا۔

جیسمن اسکی اتنی کوششیں دیکھ اسے پوری قوت سے دور دھکیل گئی جب زمل لڑکھڑا کر منہ کے بل سڑک پر جا گری تھی گرتے ہی اسکے منہ سے دلخراش چیخ بر آمد ہوئی۔

وہ پیٹ کے بل گری تھی جس میں اٹھتا شدید درد اسکی جان تقریباً نکال ہی چکا تھا۔

وہ پھر بھی ہمت کرتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب مڑتے ہی اسکی نظر جیسمن کی پیٹھ پر پڑی۔وہ اسکی بیٹی کو لئے اس سے دور جارہی تھی۔

زالے روتے ہوئے سانس لینا بھول گئی تھی وہ اپنی ماں کی جانب ہاتھ کئے کس تڑپ سے رو رہی تھی ان ظالم درندوں کو اسکی بچی پر ذرا بھی ترس نہیں آیا تھا۔

"زالے۔۔۔۔" وہ اپنی بچی کو اس قدر تکلیف میں دیکھ ہمت کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی جب تک وہ ان

تک بھاگ کر جاتی وہ گاڑی سٹارٹ کرتے آگے بڑھا

چکے تھے۔

"م۔۔۔میری بیٹی کو چھوڑ دو۔۔۔دروازہ کھولو" وہ

انکی چلتی گاڑی کے شیشوں پر زور سے ہاتھ مارنے لگی۔

جب ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ولف نے بند شیشے میں

سے اسے ایک نظر دیکھا۔

پاؤں بریک پر جانے ہی والا تھا کہ جیسمن کی آواز اسے

ہوش میں لے آئی۔

"جلدی چلو ولف پاشا کے لوگ پہنچتے ہی ہونگے"

اسکی بات پر زارک ولف نے نظریں بے اختیار پھیر لیں اور گاڑی کی سپیڈ یکدم سے بڑھالی۔

انکے گاڑی کے یکدم سے سپیڈ میں آتے ہی زمل کے قدم بے ساختہ لڑکھڑاتے وہ سڑک پر گرنے والے انداز میں بیٹھی چلی گئی۔

"زا۔۔۔۔لے" وہ زمین پر ہاتھ مارتی پاگلوں کی طرح روتی چلاتی ہوئی زالے کو پکارنے لگی تھی دل تکلیف کی شدّت کے باعث بند ہونے کو تھا۔

وہ آسمان کی جانب دیکھتی پھوٹ پھوٹ کر بلند آواز میں رونے لگی وہ بیٹی تھی اسکی بے زبان جو ابھی بولنا بھی ٹھیک سے نہیں سیکھی تھی جس نے ابھی ماں کا دودھ تک نہیں چھوڑا تھا اور وہ لوگ اسے ہی اتنی بے رحمی سے رلاتے ہوئے اسکی ماں سے چھین کر لے گئے تھے کیا انکا دل نہیں پھٹا اتنی معصوم سی بچی کا رونا دیکھ کر بھی۔

زمل کی حالت بگڑنے لگی تھی وہ روتی ہوئی اپنا سر بری طرح سے چکراتے ہوئے محسوس کرنے لگی جب بند

ہوتی آنکھوں نے آخری بار سامنے سے دوڑ کر آتے

برہان اور یاقوت کا چہرہ دیکھا تھا۔

اسکے بعد وہ کس دنیا میں چلی گئی تھی اسے کچھ پتہ نہیں

تھا۔

100/1

وہ دوڑتے ہوئے زمل تک آئے تھے لیکن وہ اس سے پہلے ہی بے ہوش ہوتی تاریک کی دنیا میں جا گری تھی۔اسکے بعد اسے کچھ ہوش نہیں رہا تھا کون اسکے پاس آیا تھا کس نے اسے سمبھالا تھا مگر دل بے ہوشی میں بھی صرف ایک ہی نام پکار رہا تھا

" پاشا" صرف پاشا کا نام اس وقت اسکا یہاں ہونا کتنا ضروری تھا جتنا ایک زندہ کیلئے سانسوں کا چلتے رہنا ضروری تھا اور وہی اس وقت یہاں موجود نہیں تھا مگر

وہ کیا جانے کہ وہ دور ہو کر بھی اس سے بے خبر نہیں رہا تھا اس نے وہاں سے بھی اپنے پورے نظام کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"زمل" یاقوت ایک ہی جست میں اس تک آتے اسکا سر اپنی گود میں رکھ گیا۔

"زمل۔۔۔زمل آنکھیں کھولو۔۔۔زمل اٹھو" وہ اسکے چہرے کو تیزی سے تھپتھپانے لگا تھا

"زمل بچے اٹھو۔۔۔آنکھیں کھولو۔۔۔زالے۔۔۔زالے کہاں ہے؟"اسے فورا سے زالے کا خیال آیا تھا۔

بلیک شیڈو نے گاڑی کو چاروں اطراف سے اندر باہر اچھے سے دیکھا تھا۔

"زالے۔۔۔"اسکی پکار پر جواب میں خاموشی ہی آئی آئی تھی وہ گاڑی کی سیٹوں کے نیچے تک دیکھنے لگا تھا مانو وہ معصوم سی گڑیا وہاں چھپ گئی ہو۔

مگر وہ تو اسے کہیں نہیں ملی تھی وہ یاقوت کے پاس آ بیٹھا اور ساتھ ہی زمل کی کلائی تھام کر نبض چیک کی بات یہاں تک آگئی تھی یاقوت بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔دل جیسے رک رک کر دھڑک رہا تھا۔

"اسے اٹھاؤ جلدی ہوسپٹل پہنچاؤ فورا" اسکی بات پر یاقوت برق رفتاری سے زمل کو اٹھاتے گاڑی کی جانب دوڑ گیا تھا اسکے جاتے ہی پیچھے سے بلیک شیڈو نے جگہ کا اچھے سے جائزہ لیا۔

"زالے۔۔۔"اس نے پھر بلند آواز میں زالے کو پکارا وہ ہوتی تو کوئی آواز آتی۔ مگر ڈرائیور کو بے جان پڑے دیکھ وہ دھک سے رک گیا تھا۔

اس نے سڑک کے دونوں اطراف دیکھا دور دور تک آبادی تک نہیں تھی وہ کمر پر ہاتھ رکھے از حد پریشانی سے یہاں وہاں دیکھنے لگا۔

جب اسکی نظر سڑک پر لگے گاڑی کے ٹائروں کے نشان پر گئی تھی۔ وہ جھٹ سے وہاں بیٹھتا ان نشانات کو دیکھنے لگا جو سڑک کا ایک رخ ظاہر کر رہے تھے۔

وہ اگلا ایک بھی پل ضائع کئے اپنی گاڑی کی جانب دوڑا تھا اور گاڑی سٹارٹ کرتے زن سے اڑا لے گیا تھا۔

اسکی گاڑی بھی اسی سمت دوڑ رہی تھی جہاں سے وہ لوگ زالے کو لے کر گئے تھے۔

اس سارے راستے میں صرف ایک ہی دعا وہ کرتا رہا تھا اس چھوٹی سی جان کو کچھ نہ ہو۔

زیحال یہاں نہیں تھا اور اسکی غیر موجودگی میں اتنی بڑی قیامت وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

وہ کتنی ہی دور تک گیا تھا مگر وہ لوگ ایسے غائب ہو گئے تھے مانو زمین کھا گئی ہو یا آسمان مگر وہ پھر بھی گاڑی کو آس پاس والے راستوں پر دوڑا تا رہا تھا جیسے کہیں تو اسے زالے کا کچھ نشان ملتا۔

یاقوت گاڑی بنا بریک کے بھگاتا ہوا ہوسپٹل تک لے آیا تھا جب اسکے پیچھے اسکے بندوں کی گاڑی بھی ساتھ ہی آر کی تھیں ایک نے دوڑ کر سٹریچر منگوالیا تھا۔

جس پر زمل کو لٹاتے خود یاقوت روم تک لے کر گیا تھا۔

آگے سے پورا راستہ اسکے گارڈز خالی کرواتے گئے تھے اتنے اسلحہ لئے گارڈز کو دیکھ لوگ خود بھی خوف زدہ ہوتے پیچھے ہٹتے جا رہے تھے۔

"ڈاکٹر۔۔۔۔" یاقوت کے دھاڑتے کتنے ہی ڈاکٹر ایک ساتھ بھاگے آئے تھے اور آتے ہی زمل کو روم میں لے گئے تھے۔

یاقوت اس قدر اندر سے توڑ پھوڑ کا شکار ہو چکا تھا جسے لفظوں میں بیان کر پانا تقریباً نہ ممکن تھا وہ سر کی پشت پر ہاتھ پھیرتے گہری سانسیں لینے لگا۔

جب اچانک اسے پھر سے زالے کا خیال آیا اس نے فوراً سے بلیک شیڈو کو کال ملائی تھی جسے وہ فوراً ہی اٹھا بھی گیا تھا۔

"ز۔۔۔زالے کا کچھ پتہ چلا؟" اسکی آواز کے قدر شکست خوردہ تھی دوسری جانب سے بلیک شیڈو کچھ پل کیلئے تو کچھ بول ہی نہیں سکا تھا۔

"وہ۔۔وہ لوگ زالے کو لے گئے یاقوت" یہ آواز کبھی اتنی بھاری نہیں ہوئی تھی جتنی آج ڈوب چکی تھی۔

اسکی بات سنتے یاقوت کو اتنی زور سے دھکا لگا تھا کہ وہ خود کو کھڑے سمبھال بھی نہ سکا اسے بے اختیار دیوار کا سہارا لینا پڑا تھا۔

وہ سانس لے رہا تھا؟ اسکی رنگت پل میں زرد پڑ چکی تھی ایسے جیسے اپنے آخری وقت میں آ پہنچا ہو۔

"میں نے ہر جگہ تلاش کر لیا وہ لوگ نجانے کہاں نکل گئے ہیں" وہ بول رہا تھا جبکہ یاقوت کو اپنے ذہن میں ہتھوڑے سے بجتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

"میرے بیوی بچوں کا خیال رکھنا تمہارے حوالے کر کر جا رہا ہوں" یہ الفاظ اسکے ذہن میں بازگشت کرنے لگے تھے

۔وہ فون پر بھی گرفت نہ جما پایا تھا جب اسکے بے جان ہاتھوں سے فون چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔

وہ خود بھی کہاں کھڑا رہ سکا تھا اسکی ٹانگیں یکدم سے بے جان ہونے لگی تھیں وہ وہی دیوار سے لگا نیچے بینچ پر بیٹھتا چلا گیا۔

"تمہارے حوالے ہیں۔۔۔ میرے بیوی بچوں کا خیال رکھنا" کیوں کہی تھی اس نے یہ بات کیا اس سے اچھا یہ نہ ہوتا وہ یاقوت کو مرنے کا کہہ دیتا۔

وہ شاید آسان وہی ہوتا یقیناً وہی کام آسان تھا بنسبت اس کے جو ذمے داری وہ یاقوت کے سر سونپ کر گیا تھا۔

اور وہ اس ذمے داری کو پورا کرنے میں کتنی بری طرح سے ناکام ہو گیا تھا کیا وہ اب زندہ رہ سکتا تھا؟ کیا یاقوت مرزا زندہ رہ سکتا تھا؟

ان آنکھوں میں اپنے لئے نفرت دیکھ کر جن میں بچپن سے لے کر اب تک صرف شفقت دیکھی تھی محبت دیکھی تھی اور آج وہ کیا دیکھنے والا تھا؟

نفرت؟ شکوے؟ بے یقینی۔۔۔ نہیں اسے ان نظروں کا سامنا نہیں کرنا تھا یاقوت مرزا میں اتنی ہمت نہیں تھی۔

اس سے پہلے قدرت کو اس پر رحم کھانا چاہیئے تھا اور یہ رحم صرف زندگی کا ختم ہو جانا تھا۔

وہ پھر بھی ہار نہیں مانا تھا جہاں جہاں پاشا کے دشمنوں کا ٹھکانا تھا وہ ہر اس جگہ میں تباہی اٹھا چکا تھا مگر کسی ایک نے بھی اعتراف نہیں کیا تھا کہ یہ کام ان میں سے کسی کا ہے یہاں تک کہ وہ ان میں سے کسی کی جان لے لیتا۔

سب نے رو کر گڑ گڑاتے ہوئے بلیک شیڈو کو یقین دلایا تھا کہ وہ بے قصور ہیں۔

ان سب کے بعد وہ مزید الجھ گیا تھا اگر یہ کام ان میں سے کسی کا نہیں تھا تو کون نیا دشمن آ گیا تھا جس نے سیدھا پاشا بے کی اتنی بڑی کمزوری پر ہاتھ ڈالا تھا۔

"ابراہیم؟" یہ نام بے اختیار بلیک شیڈو کے ذہن میں ہتھوڑا بن کر گونجا تھا وہ کچھ پل کیلئے تو اپنی سوچ پر ہی دنگ رہ گیا تھا وہ کیسے اسکا سوچ سکتا ہے کیا وہ اتنا بڑا گناہ کر سکتا ہے؟ بے اختیار سوچا۔

جب جواب آیا "ہاں" وہ کر سکتا ہے اور بے شک اب وہی ایک بچا تھا جس کا دروازہ کھٹکھٹانا بنتا تھا۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہی باہر سے سیدھا آفس ہی آیا تھا کیونکہ یہاں سے بہت سے کام نمٹا کر اسکا ارادہ گھر جا کر آرام کرنے کا تھا پامیر کو دیکھتے ہی سب کے سب یکدم سے سیدھے ہوتے اپنے کاموں پر لگ چکے تھے۔

کیونکہ کام کے وقت اس سے زیادہ سنجیدہ اور سفاک شخص کوئی نہیں ثابت ہو سکتا تھا۔

وہ سیدھا اپنے کیبن میں آیا تھا جہاں آتے ہی اس نے سب سے پہلے ایک کڑک چائے آرڈر کی تھی جس کی اسے اس وقت سخت ضرورت تھی۔

وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی چھوڑتا پاور چیئر پر بیٹھتے ہی لیپ ٹاپ آن کر گیا تھوڑا ہی کام اس پروجیکٹ پر رہتا تھا جسے وہ جلد از جلد ختم کر لینا چاہتا تھا۔

ان سب میں اسکی خوشی کی اصل وجہ آج زیحال کا واپس گھر آ جانا تھا جس کے بغیر پاشا ولا سوائے ایک بنجر زمین کے اور کچھ نہیں لگتا تھا۔

پتہ نہیں کیا تھا اس ایک شخص میں اسکے بغیر تو جیسے دنیا بھی اندھی لگتی تھی اتنی جنونی محبت کسی بیٹے کو باپ سے ہو سکتی تھی؟ یقیناً ہو سکتی تھی اگر کرنے والے پاشا برادرز ہوں۔

اسکی چائے کچھ ہی دیر میں آچکی تھی۔

"سریا قوت سر خیریت سے گئے ہیں ؟" اس نے چائے رکھتے ہوئے فکر مندانہ لہجے میں پوچھا۔

"کیوں ؟ کہاں گئے ہیں وہ ؟" اسکی بات پر پامیر کو جی بھر کر حیرت ہوئی۔

"وہ کوئی فون کال سنتے بھاگتے ہوئے گئے تھے شاید گھر میں کوئی مسلہ ہو گیا ہو "

اب کی بار صحیح پامیر کو جھٹکا لگا تھا اسکے گھر میں کوئی مسلہ اور وہ اس بات سے ہی بے خبر ہے۔

وہ جلدی سے اپنا کام سمیٹتے فوراً سے گھر کیلئے نکل گیا تھا جب اگلے دس منٹ میں وہ گھر پر ہی موجود تھا۔ اور بیڈ پر بیٹھے گود میں لئے عبدلباری کے سر کو دیکھ رہا تھا۔ کومل اسکے عین سامنے کھڑی سر جھکائے ہوئے تھی جیسے کوئی مجرم جرم کرنے کے بعد سزا کے لئے کھڑا کیا گیا ہو۔

"کیسے ہوا یہ ؟" اسکا لہجہ بے حد سرد تھا۔

کومل نے اسے ساری بات بتادی جسے سن کر پا میر کے چہرے پر ایک سایہ سے لہرا گیا تھا وہ عبدلباری کو گود

میں لئے ہوئے ہی اٹھتا کومل کے عین مقابل آ کھڑا

ہوا۔

"تم سے میں نے صرف اپنے بیٹے کا خیال رکھنے کو کہا

تھا کومل یہ خیال رکھا ہے تم نے؟"

اسکے لہجے میں بے حد افسوس تھا کومل نے سر اٹھاتے

تڑپ کر نفی میں ہلایا۔

وہ سیڑھیوں کی طرف گیا اور سیڑھیاں بھی چڑھ گیا

جہاں سے گر کر اس نے اتنی بڑی چوٹ کھالی "

وہ کیسے کر لیتا برداشت اس ننھی سی جان کو تو وہ کانٹا بھی نہ چبھنے دیتا۔

"ایم سوری میر۔۔۔میں۔۔۔میں ریڈی ہو رہی تھی"

"کیوں۔۔۔کیوں ہو رہی تھی ریڈی؟"وہ اسکی بات کاٹتے یکدم سے بولا۔

"تم سے کہا تھا میں نے یہ جاب چھوڑ دو۔۔۔جب تک ہم دونوں تھے میں نے تمہیں کبھی نہیں روکا لیکن اب ہمارا بیٹا بھی ہے تمہیں اسکی تربیت کرنی ہے

اسکا خیال رکھنا ہے۔۔۔کمانے کیلئے میں ہوں میں کر

رہا ہوں ناں تمہاری ضروریات پوری"

اس سنگدل شخص کے الفاظوں سے زیادہ اسکا لہجہ

کومل کو تکلیف دے رہا تھا اسکی آنکھیں یکدم سے بھر ا

گئیں۔

"میں جاب کیلئے نہیں۔۔۔زمل کے ساتھ جانے کیلئے

ریڈی ہو رہی تھی"اس نے دھیمی آواز میں اسے

بتایا۔

جب اسکی بات پر پامیر کے تاثرات کچھ ڈھیلے پڑے۔

وہ گہری سانس لیتے عبدلباری کو دیکھنے لگا۔

"میر۔۔۔ایم سوری ناں" وہ اسکا بازو تھامتی بھرائے لہجے میں بولی۔

"میں نہیں کر رہا ایکسیپٹ" وہ چہرہ دوسری جانب موڑ گیا۔

"کیوں نہیں کر رہے ایکسیپٹ میں منہ توڑ دونگی تمہارا" اسکی دھمکی پر پامیر نے فوراً اسے اسکی جانب دیکھا۔

"عجیب غنڈہ گردی ہے بھئی" وہ اور کیا ہی کہہ سکتا تھا اسکی بات پر کومل کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی وہ اسکے ساتھ لگتی پر سکون سے آنکھیں موند گئی انکو ایسے دیکھ عبدلباری تالی بجانے لگا تھا۔

یہ فیملی ایک ساتھ کتنی پیاری لگتی تھی یہ کوئی ہی بیاں کر سکتا تھا۔

پامیر بازو وا کرتے کومل کو مزید اپنے ساتھ لگاتے اسکے سر کا بوسہ لے گیا۔

"اچھا یہ ٹھیک تو ہے ناں ہو سپٹل لے جانے کی ضرورت ہے تو بتاؤ" وہ پھر سے عبدلباری کا سر دیکھنے لگا اسکی بات پر کومل نے اسے گھور کر دیکھا۔

"تمہیں شک ہے میرے اچھے ڈاکٹر ہونے پر؟" وہ واقعی خفا ہوئی تھی۔

"نہیں تو لیکن میں اپنے بیٹے کے معاملے میں کوئی کوتاہی نہیں چاہتا ناں جان۔۔۔میں ایک بار اسکا چیک اپ کروالاؤں تاکہ میڈیسنز سے جلدی ٹھیک ہو جائے"

وہ پیار اور نرمی سے سمجھاتا اسکی حامی بھروا گیا

عبدلباری اسکے ساتھ باہر جانے پر بے حد خوش تھا وہ

جب اسے لے کر ولا سے نکل چکا تب ہی زامل کھیلتا

ہوا عبدلباری کا پوچھنے آیا تھا۔جب اسے نہ پا کر وہ

رونے لگا تھا۔

"اچھا ناں میری جان کومل ماما آپ کو کوکیز بنا کر دیں

یمی یمی سے "

وہ اسے بہلا کر اپنے ساتھ کچن میں لے آئی اور اسے

کوکیز بنا کر دینے لگی اتنے میں مشی بھی وہی آگئی۔

"اب تک یاقوت نے تصویریں نہیں بھیجی میں نے کہا تھا زمل اور زالے کی تصویر بھیجے" اسکا انداز تھوڑا غصّیلا سا تھا۔

"مصروف ہوگا ناں بھیج دے گا تم تیاری کرو برلاس اور آئرہ کے آنے کی"

"کیا وہ دونوں واقعی آرہے ہیں؟" اسے حیرت سی حیرت ہوئی۔

"اور نہیں تو کیا لے کر آنے والا بھی خود زیحال ہی ہے دیکھنا کیسے سیدھے ہوکر آتے ہیں دونوں"

وہ دونوں اس بات پر ہنسنے لگیں زامل کبھی ایک کو دیکھے تو کبھی دوسرے کو۔

"آئی وانٹ مما (مجھے ماما چاہئے)" اسے شدّت سے اپنی ماں کی یاد آئی۔

"وہ تھوڑی دیر میں آجائیں گی سونا آپ کے لئے ٹوائز لے کر"

وہ کیا جانے جو کھلونا زامل آفندی کے پاس تھا بہن کی صورت میں وہی وہ کھو چکا تھا جس کے بعد کوئی کھلونا اسے خوش کر دینے کی سکت نہیں رکھتا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ ہر جگہ تلاش کر کر خود بھی ہوسپٹل آگیا تھا جہاں
پہلے سے ڈاکٹر مبشر سارا کیس سمبھال گئے تھے انکے
ساتھ ہی پورا اسٹاف بھی تھا جنہوں نے اپنی نگرانی میں
زمل کا ایک اچھی لیڈی ڈاکٹر سے ٹریٹمنٹ کروایا تھا۔
بلیک شیڈو کے کندھے آج اس طرح سے نہ اٹھے تھے
جیسے ہر وقت اٹھے رہتے تھے وہ کسی ہارے ہوئے
انسان کی طرح راہداری میں چلتا ہوا یاقوت کے پاس آ

رکا تھا جو سر جھکائے یوں بیٹھا تھا جیسے کوئی بہت بڑا مجرم ہو۔

"ابراہیم سے رابطہ کرنے کی کوشش ہے شاید اس نے یہ حرکت کی ہو" اسکی بات پر یاقوت کی صرف پلک جھپکی۔

کیا تھا کس نے کیا تھا یہ سب یہ ساری باتیں تو اب بعد کی تھیں اور یقیناً کرنے والے کو اپنے انجام تک بھی پہنچنا تھا کیونکہ وہ کسی عام شخص کی بیٹی نہیں تھی وہ پاشا بے کی بیٹی تھی اسکی عزت۔

لیکن انجام سے پہلے ان سب کو ایک بہت بڑی قیامت سے گزرنا تھا جس میں یاقوت کو اپنے باپ کے سامنے کٹہرے میں کھڑا ہونا تھا۔

جس میں وہ معصوم ان لوگوں کے قبضے میں تھی جن کا ایک غلط عمل اس کی جان لے سکتا تھا ایک باپ کیلئے یہ بات کیسے برداشت کی جا سکتی تھی

کہ جس نے ساری عمر دوسروں کی ماؤں بہنوں کی عزت کو محفوظ کیا انکو ہر بری نظر سے بچایا آج اسکی اپنی عزت کسی دشمن کے ہاتھ لگ چکی تھی۔

"یاقوت" اس نے دھیرے سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے پکارا جب اسکی پکار پر یاقوت کا ضبط ٹوٹتے ہی وہ سسک کر رو پڑا تھا۔

"یار۔۔۔ایسا کیوں کر رہے ہو" بلیک شیڈو اسکے سامنے دوزانوں کو کر بیٹھتے اسکے دونوں ہاتھ تھام گیا وہ کس تڑپ سے سسک پڑا تھا یہ دیکھ بلیک شیڈو کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"میں۔۔۔میں کیا جواب دونگا بھائی کو۔۔۔میں کیسے فیس کرونگا انکو" اسکی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت

محسوس کرنے کا احساس ہی یا قوت کے لئے بہت جان لیوا تھا۔

جس کے خوف میں اسکے ہاتھ ابھی سے کانپنے لگے تھے۔

"وہ میرے حوالے کر کر گئے تھے۔۔۔میں کیا کہوں گا انکو"

اسے بچالے کوئی اس اذیت سے جس کے بدلے اسے موت بھی قبول تھی مگر اسکی نفرت نہیں۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔

"تمہارا قصور نہیں ہے" کاش وہ ان الفاظ پر ایمان لا سکتا مگر ایسا ممکن ہی نہیں تھا۔ وہ سر تک نہیں اٹھا پا رہا تھا جب اتنے میں ڈاکٹر نے آکر اسے زمل کے ہوش میں آجانے کی اطلاع دی۔

یاقوت نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا اور ایک ہی جست میں اٹھتے اس کمرے کی جانب بڑھ گیا جہاں وہ پہلے سے ہی نرسوں کی گرفت سے خود کو آزاد کروا رہی تھی۔

اسے اتنی تگ ودو کرتے دیکھ یاقوت نے فوراً سے اسکے ہاتھ جا پکڑے تھے۔

"زمل ہوش کرو" وہ اسے ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ ماں تھی اسے کیسے ہوش آتا جس سے اسکی بچی کو وہ لوگ چھین لے گئے ہوں۔

"ز۔۔زالے۔۔۔مجھے زالے کے پاس جانا ہے" وہ سب کو خود سے دور کرتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ہم جائیں گے لیکن تم اس کنڈیشن میں نہیں ہو کہ اٹھ سکو پلیز بات کو سمجھو "

وہ عاجز آتے کس منت کرتے لہجے میں بولا تھا۔ مگر وہ کہاں سن رہی تھی کسی کی اسکے سر پر جیسے جنون سوار تھا۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔۔ ہبی۔۔۔۔"وہ روتی ہوئی بلند آواز میں چلا اٹھی تھی۔

"ہبی۔۔۔۔۔۔"وہ کس تڑپ سے خود کو خود سے نوچتی ہوئی اسے پکارنے لگی تھی اسکی یہ حالت دیکھ یاقوت کی جان تقریباً نکل چکی تھی۔

"ہبی۔۔۔۔" وہ آجائے اسکی گلا لے اسے بلا رہی

تھی ایک وہی تو تھا اب جس سے وہ کہہ سکتی تھی کہ

اسکی بچی کو لا دے اسے دورے پڑنے لگے تھے وہ اپنے

ہی بال نوچتی سر پیٹتی بار بار کبھی ہبی تو کبھی زالے کو

پکار رہی تھی۔

وہ معصوم سی جان نجانے کس حالت میں ہو گی جو

اپنے ماں باپ کے علاوہ کسی کا ہاتھ تک خود پر برداشت

نہیں کرتی تھی جو اپنے باپ کو دیکھے بغیر ایک پل

نہیں رہتی تھی جو کھانے سے زیادہ صرف ماں کے

دودھ پر جیتی تھی۔

وہ اب پاس نہیں تھی تو کیسے اسے صبر آجاتا اسکا دل

پھٹ رہا تھا اسکے بارے میں سوچ کر۔

کتنی ہی لیڈی ڈاکٹرز اسے قابو کرنے کی کوشش کر

رہی تھیں جب ڈاکٹر برہان نے اسے مجبور ہوتے بے

ہوشی کا انجیکشن دے دیا۔

وہ منع کرتی رہ گئی کہ کم از کم اسے رونے دے دیا

جائے یہ ظلم تھا اس پر اسے ہی چاہئے تھے کہاں تھے

وہ اسے آجانا چاہئے تھا۔ جب اسکی پکار پر اس شہر کی فضا میں اسکے جیٹ کی آواز گونج اٹھی تھی۔ وہ آگیا تھا اسے آنا تھا مگر اسکا آنا نجانے کس کس کی تباہی ساتھ لے آیا تھا۔

۔100/2

برلاس اب تک نہیں جان پایا تھا کہ وہ کیوں اتنا بے چین ہے کہ جیٹ کی لینڈنگ کو بھی نظر انداز کرتے وہ سیٹ بیلٹ کھول گیا تھا۔

یہ دیکھ برلاس بھی اپنا سیٹ بیلٹ کھولنے ہی لگا تھا جب آئرہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا مگر خاموش رہی۔

اسکی نظروں میں اپنے لئے فکر بھانپتے وہ ایک پل کیلئے تو رک سا گیا تھا مگر جیسے ہی اس نے اپنی خفگی بھری نگاہیں دوسری جانب پھیری۔

وہ فوراً اسے سیٹ بیلٹ کھولتا خود کو بھی آزاد کر گیا اور

اٹھ کر زیحال کی جانب مڑ گیا۔

"بھائی۔۔۔پلیز بتائیں کیا ہوا ہے۔۔۔پلیز" وہ اب

عاجز آنے لگا تھا وہ کیا بتاتا کیسے بتاتا جو کچھ اسکی غیر

موجودگی میں ہو چکا تھا

اسے تو سوچ کر بھی زیحال کا دل بری طرح سے

کانپ گیا تھا۔

"بھائی۔۔۔میں آپ سے پوچھ رہا ہوں" اسکے سوال پر زیحال نے ایک نظر اسے دیکھا آج اسکے دیکھنے کا انداز برلاس کے دل کو چیر کر رکھ گیا تھا۔

اس سے پہلے وہ آگے کچھ پوچھتا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اور بے چینی سے جیٹ کے لینڈ کرنے کا انتظار کرنے لگا اسکا بس چلتا تو یہی سے چھلانگ لگا لیتا۔

اگلے ہی لمحے اسے سامنے رن وے نظر آنے لگا تھا وہ اسے دیکھ یکدم سے مزید بے چین ہوا اٹھا تھا۔اور ہاتھ آپس میں مسلتے ہوئے سیٹ تھام گیا۔

پائلٹ نے لینڈ کرنے کی اطلاع دیتے لینڈنگ شروع کردی تھی۔

جیٹ فل رفتار سے رن وے پر دوڑ رہا تھا جتنی اسکی سپیڈ تھی اس سے کئی زیادہ تیز اسکے دل کی دھڑکنیں اس وقت دھڑک رہی تھیں۔

فضاؤں کو جیٹ کی آواز چیرتی ہوئی آگے بڑھتی جارہی تھی

بس اسے رکنا چاہئے تھا مگر ہر چیز اپنے وقت پر پوری ہونی تھی یہ بات اسے سمجھنی چاہیے تھی مگر وہ دیوانہ کب کچھ دیکھ رہا تھا اسے تو بس ایک ہی چیز دکھائی دے رہی تھی اپنی گلالے اور اپنی بیٹی۔

جیٹ کی سپیڈ کم ہونے لگی تھی جب اسکے حکم پر پائلٹ نے وہی سے دروازہ انلاک کردیا تھا یہ ارجنٹ

لینڈنگ اسکے حکم پر ہی ہوئی تھی جو سفر آٹھ گھنٹے کا تھا
اسے چھ گھنٹوں میں طے کیا گیا تھا۔
آج یہ چھ گھنٹے بھی اس پر موت بن کر گزرے تھے وہ
جیٹ کے رکتے ہی دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگا۔
سامنے سے ایک ساتھ کئی گاڑیاں انکی جانب آرہی
تھیں جو یقیناً اسکے اپنے بندوں کی تھی وہ پھر بھی انکا
خود تک آنے کا انتظار کئے بنا ہی دوڑ گیا تھا۔

"بھائی۔۔۔بھائی بات سن لیں" برلاس بھی اسکے پیچھے ہی بھاگا گیا تھا آئرہ نے پریشان کن نظروں سے ان دونوں کو دیکھا۔

"بھائی۔۔۔" وہ نہیں رکا تھا آج اسے کوئی بھی نہیں روک پایا تھا دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی تھی

جب زیحال ایک گاڑی کے بونٹ سے جا ٹکرایا اسکے ڈرائیور نے اترتے ہی ہاتھ جوڑ لئے تھے اس شخص کا

خوف اتنا تھا کہ اسکے معافی مانگتے ہوئے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے جیسے ٹکرانے میں غلطی اسکی ہو۔

"بھائی" اسے ٹکراتے دیکھ بر لاس یکدم سے بوکھلا گیا تھا۔ مگر زیحال اس ڈرائیور کو پیچھے دھکیلتے گاڑی لے کر زن سے اڑا لے گیا تھا۔ پیچھے کون رہا تھا اس نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔

اسکے موبائل پر بلیک شیڈو کا ایک میسج تھا

"زمل ہوسپٹل میں ہے" اور اسکا رخ سیدھا ہوسپٹل کی جانب ہو گیا تھا اسکی گاڑی راستے میں ہر آنے والی

گاڑی سے کئی بار بہت برے طریقے سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی مگر وہ اندھادھند بس گاڑی بھگا رہا تھا۔

سڑک پر کتنے ہی آتے جاتے لوگوں نے مڑ مڑ کر اس دیوانے کو دیکھا تھا جس کے سر پر ایک ہی جنون سوار تھا۔

اسے یوں جاتے دیکھ برلاس نے اپنے انتظار میں کھڑے گارڈ کا گریبان پکڑ لیا تھا۔

"بھائی کہاں گئے ہیں بول" وہ اسکے منہ پر دھاڑا تھا۔

"وہ۔۔۔ز۔۔۔زالے کو کسی نے اٹھالیا ہے اور زمل بی بی ہوسپٹل میں ہیں"

وہ خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں اسے بتانے لگا تھا جبکہ اسکی بات پر برلاس کو اپنے سر میں ہتھوڑے سے بجتے ہوئے محسوس ہوئے۔

اسکی گرفت اسکے گریبان سے بے اختیار ڈھیلی پڑتی گئی وہ بے یقین سی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھے گیا۔

"ک۔۔۔کیا کہا تو نے۔۔۔کیا کہا؟" اب کی بار اسکے انداز میں قہر چھلکا تھا ہاں اسے سننے میں ہی غلطی ہوئی تھی کس کی موت نے دعوت دی تھی۔

گارڈ نے آنکھیں جھکائے اس بار پہلے سے زیادہ ڈر سے لبریز لہجے میں اسے بتایا جس کے بعد برلا اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔

"ک۔۔۔کیا ہوا ہے؟" اسکی رنگت زرد پڑتی دیکھ آئرہ ایک ہی جست میں اس تک آئی تھی۔

"شاہ بتائیں ناں کیا ہوا ہے زیحال بھائی ایسے کیوں

گئے ہیں ؟" وہ اب تک اسکے اس طرح جانے پر بری

طرح سے الجھی ہوئی تھی۔

مگر وہ نہیں بتا سکا وہ چاہ کر بھی یہ الفاظ اپنے لبوں پر

نہیں لا سکا تھا۔

وہ انجیکشن لگنے کے بعد بھی کتنی ہی دیر بے ہوش

نہیں ہو سکی تھی زبان پر دو ہی نام بار بار آرہے تھے

"ہبی" اور "زالے "

وہ کس تڑپ سے دونوں کو پکار رہی تھی کہ اسے دیکھنے والوں کے دل بری طرح سے لرز گئے تھے یاقوت نہیں دیکھ سکا تھا اسے اس حالت میں وہ بے اختیار اپنا چہرہ آستین میں چھپاتے اپنی آنکھوں سے ابل کر بہتے آنسوں جذب کرنے لگا۔

"ز۔۔۔زالے۔۔۔چاہئے مجھے۔۔۔ ہبی کو بلائیں۔۔۔۔ ہبی" وہ بیڈ پر ہاتھ مارتی اپنے ہبی کو پکارنے لگی تھی

اس وقت اسے پکڑنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ

وہ خود سے اب اٹھ بھی نہیں سکتی تھی۔ایسا سب کو لگا

تھا

مگر اسکی ممتا کے آگے آج سب بری طرح سے فیل ہو

رہا تھا۔یہ انجیکشن تک بھی۔

ذرا سا جھٹکا کھاتے ہی وہ جیسے یکدم سے ہوش میں آئی

تھی اور بیڈ سے اترنے کی کوشش کرنے لگی۔

"زمل۔۔۔۔تم نہیں جا سکتی" یاقوت نے بمشکل ہی

اسے روکا تھا مگر وہ اسکے ہاتھ خود سے پیچھے جھٹک گئی۔

"میں جاؤں گی۔۔۔میری بیٹی کو لے گئے وہ" وہ یکدم سے زخمی لہجے میں دھاڑی تھی یاقوت کا دل دھک سے رک گیا وہ نہیں روک پایا اسے وہ کسی کے قابو میں نہیں آسکی تھی۔

"میری بیٹی۔۔۔میری" وہ سینے پر ہاتھ مارتی کس کرب سے چلائی تھی

وہ سب کیوں نہیں سمجھ رہے تھے وہ ماں تھی جس کی آنکھوں کے سامنے سے اسکی بیٹی کو وہ لوگ لے گئے تھے اسے کیسے صبر آجاتا دل پھٹ رہا تھا اسکا۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے بیڈ سے اترتی کب کمرے سے باہر نکلی یاقوت کو علم ہی نہیں ہو سکا وہ چہرے کا رخ دوسری جانب موڑے ہوئے تھا

جب زمل کو بیڈ پر نہ پاکر وہ ایک ہی جست میں کمرے سے باہر نکل آیا۔

"زمل۔۔۔بچے رک جاؤ" وہ کس عاجزی سے اسکے پیچھے پیچھے منت کرتا ہوا جارہا تھا۔

"زمل۔۔۔میری مان لو۔۔۔زمل" وہ کیا کرتا وہ بے بس ہو چکا تھا۔وہ کچھ نہیں کرپارہا تھا۔

وہ پھر بھی بنا دوپٹے کے ہی ننگے پیر راہداری میں بھاگتی
گئی تھی انجیکشن اپنا اثر دکھا رہا تھا اسکے قدم لڑکھڑانے
لگے تھے۔وہ پھر بھی ہوش رکھتی بس بھاگتی جا رہی
تھی۔

"زمل" یاقوت بے بسی سے ایک بار پھر اسے پکارتا ہوا
اسکے پیچھے ہی تیز قدموں سے چلتا گیا۔

جب زمل کے قدم بے اختیار لڑکھڑا گئے وہ سیدھا منہ
کے گرنے ہی والی تھی

جب سامنے سے زیحال نے آتے ہی اسے بے اختیار
تھام لیا۔ وہ شل ساکت سے اپنے بازو پر جھولتی اس
نازک سی لڑکی کو دیکھے گیا۔

جب سامنے سے آتا یاقوت اسے دیکھ بے اختیار وہی
رک گیا قدم جیسے منجمند ہو گئے ہوں۔ وہ سانس
روکے زیحال کو دیکھے گیا۔

پینٹ شرٹ پر لونگ کوٹ پہنے ماتھے پر ہوا سے
بکھرے بال وہ زیحال تھا اسکا بھائی نہیں اسے آج سے
پہلے کبھی اسے دیکھ کر اتنا خوف محسوس نہیں ہوا تھا مگر

آج وہ اسے دیکھتے ہی قدم آگے بڑھانے کے بجائے
پیچھے ہٹانے لگا تھا۔
"زمل "اسکے پکارنے پر زمل نے تیزی سے سر اٹھایا
تھا اسکی آنکھوں میں سرخی اتر رہی تھی انجیکشن کا اثر
سر چڑھ رہا تھا مگر پھر بھی اس شخص کو دیکھتے ہی اسکا
دل یکدم سے بھاری ہوتا پھٹنے کے قریب ہوا تھا۔
"ہبی "اسکے پھڑ پھڑاتے لبوں نے کس تڑپ سے
اسے پکارا تھا آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا
تھا۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔۔ہبی" وہ تڑپ کر اسکا کوٹ زور سے مٹھیوں میں جکڑے اسکے جھکے ہوئے کندھوں سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

"ہ۔۔۔۔بی۔۔۔۔" وہ مزید کرب سے چیختی چلی گئی

زیحال کو لگا تھا اسکا دل بند ہو جائے گا آج وہ گرے جھیل سی آنکھیں چاہ کر بھی برسنے سے باز نہیں رہ سکی تھیں ان سے بہنے والے آنسوں یا قوت کو زندہ مار گئے تھے۔

وہ اتنی بری طرح سے لرز رہی تھی مانو اسکا وجود کسی زلزلے کی زد میں آگیا ہو۔ وہ زیحال کے سہارے ہی فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔

اس نے نہیں روکا اسے رونے سے۔ آج وہ یہ برداشت بھی اپنے اندر لے آیا تھا ورنہ یہ لڑکی وہ تھی جس کی آنکھوں میں ذرا سی نمی تک برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

وہ نہ محسوس طریقے سے زمل کو اپنے سینے میں اور زور سے بھینچتے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا گیا تھا۔

"میری۔۔۔بیٹی۔۔۔۔" وہ اسکے سینے سے لگی لگی بھی کرب سے چیخ اٹھی تھی اسکا یہ انداز زیحال کی جان نکال رہا تھا۔

ہر آتا جاتا شخص انکو دیکھ رک گیا تھا آج کوئی ایسی آنکھ نہیں رہی تھی جس میں نمی نہ آئی ہو۔

"ہبی۔۔۔زالے۔۔۔وہ۔۔۔وہ زالے کو لے گئے ہبی۔۔۔میری بیٹی کو لے گئے" وہ اسکے سینے پر ضبط سے ہاتھ مارتی چلاتی ہوئی بتا رہی تھی۔

جبکہ اسکی اس بات پر زیحال کو یہ دنیا گھومتی ہوئی

محسوس ہوئی تھی وہ ضبط سے اسے مزید اپنے سینے سے

لگاتے اپنی سرخ متورم نگاہیں اوپر اٹھا گیا۔

جب ان نگاہوں کے اٹھتے یاقوت مر گیا تھا وہ اگلا

سانس نہیں لے سکا تھا جن کرب بھری نگاہوں سے

زیحال نے آج اسکی جانب دیکھا تھا۔

موت تو دیکھتی رہ گئی

ہمیں زندگی نے مار دیا

یاقوت پیچھے ہٹ گیا وہ سانس روک گیا۔اسکا دل بری طرح سے کانپنے لگا تھا وہ خود بھی کانپ رہا تھا۔

زمل پر پھر سے غنودگی طاری ہونے لگی تھی وہ آخری دم تک بس روتی چیختی رہی تھی جیسے رو رو کر مر جانا چاہتی ہو۔

وہ ڈھیلی پڑ رہی تھی وہ زیحال کی ہی بانہوں میں بے جان ہوتی بے ہوش ہوتی چلی گئی جب زیحال نے اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔

ہیزل آنکھیں رو رو کر سوجھ چکی تھیں کتنی تکلیف میں تھی آج وہ اسکا اندازہ اسکے چہرے سے ہی ہو رہا تھا۔

وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھتے آنکھیں بند کر گیا جب دو موتی ٹوٹ کر زمل کے چہرے پر آ گرے۔

وہ اسے اپنے بازوؤں میں اٹھائے کمرے کی جانب بڑھ گیا اور جاتے اسے دھیرے سے بیڈ پر لٹا گیا بے ہوشی کی حالت میں بھی اسکی مٹھی کی گرفت زیحال

کے کوٹ پر از حد سخت تھی وہ چاہ کر بھی اسکی گرفت نہیں کھلوا پایا۔

وہ کرب سے اپنے نچلے لب کو دانتوں میں دبائے خود پر کڑا ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر آج بری طرح سے ناکام ہو رہا تھا۔

اتنے میں بلیک شیڈ وا ور آر سن بھی وہی آ گئے تھے۔

"پاشا۔۔۔" آج وہ کسی کی پکار پر سر نہیں اٹھا پایا تھا وہ اسی طرح زمل پر جھکا رہا۔

"کس نے کیا ہے یہ سب ؟" سرد مہری سے استفسار کرتے اسکی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔

"معلوم نہیں ہو سکا سب کو دیکھ لیا کسی کا کام نہیں ہے اب صرف ابراھیم رہتا ہے جس سے آپ ہی بات کر سکتے ہیں"

بلیک شیڈو نہایت مؤدب انداز میں بولا تھا۔

اسکی بات پر زیحال کی مٹھیاں ضبط سے بھنچ گئیں۔

"کال کرواسے" اسکے بولنے کی دیری تھی کہ دوسری جانب سے فوراً کال ملادی گئی تھی کال لہروں میں سفر

کرتی ہوئی جا رہی تھی اور اگلے ہی پل وہ کال اٹھا بھی لی گئی تھی۔

وہ فون کان سے لگائے زمل کے چہرے کو دیکھتا رہا۔

"ہے۔۔۔ پاشا۔۔۔ تم نے مجھے یاد کیا۔۔۔ کیسے

بڑی" وہ بنا حال احوال لئے سیدھا اپنے شوخ انداز میں

گویا ہوتا پاشا کا تن بدن سلگا گیا تھا۔

"میری۔۔۔ بیٹی کہاں ہے ابراہیم" اسکے لہجے سے

آرسن کو بے ساختہ خوف محسوس ہوا تھا۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ابراہیم کی ایک ہاں کونسی قیامت اس پر لا سکتی تھی۔

"بیٹی۔۔۔ کون؟ کس کی بیٹی؟" وہ حیرت سے استفسار کرنے لگا جب سپیکر سے باہر آتی اسکی آواز پر بلیک شیڈو اور آرسن نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا۔

ان دونوں کو ہی اسکے سوال پر حیرت سی حیرت ہوئی تھی۔

"ابراہیم" یہاں اسکے ضبط کی انتہا تھی۔

"اچھا۔۔۔ تمہاری بیٹی۔۔۔ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو مجھے کیا پتہ وہ کہاں ہے"

وہ ایک دم سے انجان بن گیا تھا اسکی بات پر زیحال کو اپنا دماغ سن ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"تو دعا کرنا تمہیں واقعی اس بارے میں نہ پتہ ہو" اسکا لہجہ از حد سرد تھا آرسن بلیک شیڈو کے پیچھے ہو گیا وہ ہمیشہ پاشا کے اس روپ سے خوف زدہ ہو جاتا تھا

وہ ٹھک سے کال بند کر گیا۔

"یاقوت" اس نے یاقوت کا نام جیسے ہی لیا آرسن فورا سے باہر کی جانب اسے بلانے بھاگا تھا۔

جب اسکی ایک پکار پر وہ دیوانہ مزاج فورا سے چلا آیا تھا۔

"اسے بلاؤ۔۔۔ابھی کے ابھی" وہ ٹھہر ٹھہر کر لفظ چبا کر بولا تھا اسکے حکم پر یاقوت فورا سے سر خم کرتے باہر نکل گیا۔

وہ کسے بلا رہا تھا اسکا اندازہ نہ بلیک شیڈو کو تھا اور نہ ہی آرسن کو دونوں ہی انجان بنے حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

جہاں ہر دروازہ بند تھا کوئی بھی اقرار کرنے کو تیار نہ تھا مجرم کا پتہ نہیں چل رہا تھا ایسے میں وہ کسے بلا رہا تھا جو سب جانتا ہو گا۔

مگر اب اسے بھی سامنے آنا تھا جس کا اب آنا بے حد ضروری ہو چکا تھا۔

وہاں گھر میں زامل نے رو رو کر سب کا جینا حرام کر دیا

تھا اسے کوئی بھی نظر کیوں نہیں آ رہا تھا نہ اسکے بابا نہ

ماما اور نہ ہی زالے جس کے ساتھ وہ سارا دن کھیلتا تھا

وہ بھی کب سے اسکے ساتھ نہیں کھیلی تھی۔

"بس ناں بیٹا ابھی آ جائیں گے سب "کومل اور مشی

اسے چپ کروا کر تھک چکی تھیں مگر وہ تھا کہ

سسکیاں لے کر رو رہا تھا۔

جب اتنے میں ہی اسے گھر کی دہلیز سے داخل ہوتا اپنا

تاہ دکھائی دے گیا تھا۔

وہ کومل اور مشی کے ہاتھ جھٹ سے پیچھے کرتا تیزی سے اسکی جانب بھاگا گیا تھا جب اسے اپنی جانب آتے دیکھ برلاس بے اختیار جھکتے اسے وہی سے اٹھا کر اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا تھا۔

ایک آسرا تو اس ننھی سی جان کومل ہی گیا تھا اپنے تاہ کی صورت میں۔

جو ایک ماں کی طرح اسے خود سے لگائے جیسے اپنے دل کو ٹھنڈک محسوس کروا رہا تھا۔

"ت۔۔تاہ" سسکیاں لیتے ہوئے وہ ٹھیک سے بول تک نہیں پا رہا تھا اسکا یوں رونا دیکھ برلاس کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

آئزہ سے بھی اسکا رونا نہیں دیکھا گیا تھا۔

"بس۔۔۔۔تاہ آ گئے ناں" وہ اسکے گال پر لب رکھتے پھر سے اپنے ساتھ زور سے بھینچ گیا۔

اسکے ساتھ لگتے زامل کے رونے میں کچھ کمی آ گئی تھی مگر برلاس اندر سے بری طرح ہل کر رہ گیا تھا۔

اس نے کب اتنی بڑی قیامت کا سوچا تھا جو ان پر ٹوٹ چکی تھی۔ مشی اور کومل جتنی خوش دلی سے آگے آتی آئرہ سے ملی تھیں اتنی ہی دونوں کی شکل دیکھ کر ٹھٹھک گئی تھیں۔

"کیا ہوا تم دونوں اتنے پریشان کیوں ہو۔۔۔اور زیحال کہاں ہے؟" انکے ستے ہوئے چہرے دیکھ وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

وہ دونوں ابھی تک پاشا ولا پر ٹوٹی قیامت سے بے خبر تھیں تب ہی اتنے سکون میں تھیں ورنہ اب تک باقیوں کی طرح انکا سکون بھی غارت ہو چکا ہوتا۔

آئرہ نے انہیں صرف زیحال کا اس طرح جانا بتایا تھا باقی بات سے وہ بھی انجان تھی مگر اتنی سی بات بھی کومل اور مشی کو بے سکون کرنے کیلیئے کافی تھیں۔

پامیر بھی واپس نہیں لوٹا تھا تو یقیناً کچھ ہوا تھا۔

برلاس زامل کو لے کر دہلیز سے ہی واپس مڑ گیا تھا اور اپنے گاڑی لیتے سیدھا پاشا ولا سے باہر نکل گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں اب تک عجیب سی کشمکش میں مبتلا تھے اس آنے والے شخص کو لے کر جب باہر سے گارڈ نے آکر اسکے آجانے کی اطلاع دی۔

وہ بیڈ پر بیٹھا زمل کا سر اپنی گود میں رکھے اسکے بالوں میں ہلکی نرم انگلیاں چلا رہا تھا جب گارڈ کی اطلاع پر نگاہیں اوپر اٹھائے اسے دیکھنے لگا۔

اسکے دیکھنے کے انداز پر ہی گارڈ سر خم کرتے فورا اسے باہر نکل گیا۔

جب باہر سے کسی کے بوٹوں کے ٹک ٹک کی آواز

سنائی دینے لگی جیسے کوئی کمرے کی جانب ہی آرہا ہو۔

جب اسکے کمرے میں آتے ہی بلیک شیڈ و اور آرسن کی

نظر اس پر پہلے پڑی اور اسے دیکھتے ہی دونوں کے

قدموں تلے سے زمین ایک ساتھ کھنچتی چلی گئی تھی۔

100/3

وہ دونوں ہی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہے
تھے آج زمین پیروں تلے سے کھسکی یا آسمان سر سے
کسی نے چھین لیا یہ سب ان دونوں پر بلکل فٹ بیٹھ رہا
تھا۔ وہ دونوں سانس روکے اسے دیکھتے رہے جب
تک کہ اسکی آواز نہ سن لی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں
آیا تھا کہ جو دیکھا ہے وہ واقعی سچ ہے۔

بلیک ڈھیلی سی ٹراؤزر پر ڈارک چاکلیٹی رنگ کی شرٹ جس پر کچھ ہندسے درج تھے انگلش میں اور اچھا تھا انگلش میں ہی تھے اردو میں نہیں۔

اوپر سے جیکٹ پہنے شولڈر کٹنگ بال اور پی کیپ لئے چوئنگم چباتا ہوا منہ پاشا کے سامنے آتے ہی بند کئے وہ "ظاعنہ ورک" کھڑی تھی عرف اے ڈی "انا ڈیول" جس کی آنکھوں میں ہی شیطانیت ناچ رہی تھی چہرے سے ہی وہ کوئی عام لڑکی معلوم نہ ہوتی تھی۔

جو نازک ہوتی ہیں جو دور سے دیوار پر چلتی چھپکلیوں کو

دیکھ کر ہی چیخ مارنا شروع کر دیتی ہیں۔

وہ ان میں سے تھی جو اس چھپکلی کو دیکھتے ہی اپنا ہاتھ

شوز تک لے جائے اور سیدھا اس چھپکلی پر مارتے اسے

دیوار سے چپکا دے۔

وہ ایسی لڑکی تھی بہادر اور نڈر۔

جو راہ چلتے ہوئے اکیلے میں گھبراتی نہیں تھی جسے یقین

ہوتا تھا کہ برا اسکے ساتھ نہیں ہو گا بلکہ اسکے راستے

میں آنے والے اس شخص کے ساتھ ہوگا جو اسکا راستہ کاٹنے کی کوشش کرے گا۔

وہ بے حد سپاٹ چہرہ لئے نہایت مؤدب انداز میں پاشا کے سامنے کھڑی تھی ایسے جیسے دونوں کا بہت پرانا ساتھ ہو۔

مگر یہ بات بلیک شیڈ واور آرسن کے لئے سر پر ساتوں آسمان گر جانے کے مترادف تھی۔تب ہی اب تک دونوں کو سانس لینا بھی یاد نہیں رہا تھا۔

"آپ نے بلایا پاشا" ان سب میں وہ پہلی بار بولی اسکی آواز بے حد سپاٹ تھی اسکے چہرے کی طرح۔

"کیونکہ اب تمہارا کام شروع ہوتا ہے" آگے سے وہ بھی از حد سرمہری سے مخاطب ہوا تھا

اسکی بات پر اے ڈی بے اختیار سر جھکا گئی اور

"اوکے" کہتی اپنے بیگ سے لیپ ٹاپ نکالنے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ یہاں کیا کر رہی ہے اور پاشا کو کیسے جانتی ہے؟"

آرسن کے سر میں واقعی ہتھوڑے سے بج رہے تھے۔بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

"میں نے بھی اب دیکھا ہے ناں ؟"وہ ضبط سے اسے گھور کر بولا۔

"کیا مطلب ہے آپ کو بھی نہیں پتہ۔۔۔لو جی۔۔۔اسکو اگر پتہ چل گیا کہ ہم ڈاکٹر کے روپ میں نہایت کمینے انسان ہیں تو یہ کیا کرے گی؟ "

اسکی بات پر بلیک شیڈو نے ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب دیکھا جب اسکے دیکھنے کے انداز پر ہی آرسن کی سانس سینے میں اٹکنے لگی تھی۔

"س۔۔سچ ہی تو بولا ہے۔۔۔وہ الگ بات ہے آپ نہ مانیں "

وہ پھر بھی ہمت کرتا اپنی بات پوری کر ہی گیا تھا۔بلیک شیڈو تو بس دانت بھینچ کر رہ لیا۔

"وہ یہاں آئی ہے۔۔۔اس نے پاشا سے سیدھا بات

کی ہے جس کا مطلب ہے وہ" وہ بولتے بولتے یکدم

سے رک گیا۔

دونوں نے کرنٹ کھاتے ایک دوسرے کی جانب

دیکھا ایسے جیسے ایک زوردار جھٹکا لگا ہو۔

"وہ بھی پاشا کیلئے کام کرتی ہے" بات پوری ہوتے انکا

وجود ہی زلزلے کے زد میں آگیا تھا۔

ان پر حیرت کے پہاڑ آن ٹوٹے تھے ایک ہی بندے

کیلئے تینوں کام کرتے تھے اور آج تک بے خبر تھے تو

داد دینی تھی اس شخص کو۔ جس نے اتنا گہرا کھیل کھیلا تھا انکے ساتھ۔

ایک ہی گھر کے افراد اسکے نیچے کام کر رہے تھے اور کسی کو بھنک تک بھی نہیں پڑی تھی۔

اے ڈی کا ہاتھ تیزی سے لیپ ٹاپ پر چل رہا تھا جب اسکے سامنے سکرین پر ایک میپ شو ہونے لگا تھا یاقوت یکدم سے اسکے مقابل آن کھڑا ہوا۔

سامنے سے ایک مارک دکھائی دے رہا تھا جو ایک ہی جگہ رکا ہوا تھا۔

"یہ کس کا مارک ہے" بے اختیار استفسار یہ پوچھا۔

"زارک ولف کی گاڑی کا" یہ گویا سب کے سروں پر دھماکہ تھا سوائے پاشا کے۔

جس کے تاثرات پہلے جیسے ہی سپاٹ تھے جیسے وہ سب کچھ جانتا ہو۔

"تم اسے ٹریک کر رہی تھی؟" یاقوت کو حیرت سی حیرت ہو رہی تھی بلیک شیڈ و اور آرسن کی حیرت تو بعد میں آ رہی تھی۔

"ٹری ک نہیں ٹریپ۔۔۔یہ وہ بندہ ہے جو ابراہیم کا صرف ہاتھ نہیں خود اسکی پوری طاقت ہے۔۔۔اس ایک بندے کے دم پر وہ اپنا پورا سسٹم چلا رہا ہے "

وہ نہایت پروفیشنل انداز میں بول رہی تھی جب کہ اسے یوں پہلی بار بولتے دیکھ برہان کو شاک پر شاک لگ رہا تھا۔

"اور تم اسی کے پیچھے تھی؟" بے ساختہ پوچھا جس پر وہ سر اثبات میں ہلاتی انکی حیرتوں میں مزید اضافہ کر گئی۔

"کیسے؟" ہاں وہ جتنا خطرناک بندہ تھا اسے ٹریپ کرنا بہت مشکل تھا تو وہ کیسے اتنا بڑا کام کر گئی تھی۔

"کیونکہ میں چوزا لوور ہوں ناں مائے ڈیئر" اب کی بار سب کو اسکی بات پر اچھو لگا۔

"مطلب؟"

اسکے سوال پر جواب میں اس نے اپنے جیکٹ میں ہاتھ ڈال کر ایک چوزا نکالا جو بلکل ساکت تھا کوئی حرکت نہیں کر رہا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اسے ڈی کے ایک بٹن کلک کرتے وہ بلکل اصلی چوزے کی طرح چی چی کرنے لگا تھا۔ وہ تینوں پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

"یہ۔۔۔یہ نقلی ہے؟" وہ کس دنیا میں رہ رہے تھے ایک نقلی چوزے کو اصلی سمجھ بیٹھے تھے مگر قصور انکا بھی نہیں تھا سامنے کھڑی لڑکی انکی سوچ سے زیادہ تیز تھی۔

"افکورس۔۔۔یہ نقلی ہے۔۔۔لیکن کام اصلی والے سے اچھا کرتا ہے"

اسکے زہن میں وہ رات گھوم گئی جب زار ک ولف

اس سڑک پر کھڑا راستے کو ناپ رہا تھا۔

تب وہاں اے ڈی کا ہونا اسکی قسمت کو پاشا کے

ہاتھوں میں سونپ گیا تھا۔

وہ اس رات سے لے کر جہاں جہاں اسے دیکھا تھا وہ

ہر بات بتاتی گئی جسے سن کر وہ تینوں غش کھا کر گرنے

کے قریب تھے۔

"صبح وہ کہاں تھا اس وقت ؟" ان سب میں پاشا کی

سرد آواز پہلی بار گونجی تھی

اے ڈی نے ایک سڑک کا نام لیا جہاں سے اسکی گاڑی آکر کھڑی بھی ہوئی تھی اور واپس وہی سے مڑی تھی جبکہ وہ جگہ ویران تھی جہاں کوئی بھی کام کسی کا نہیں ہو سکتا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ تو وہی جگہ ہے جہاں سے زمل" بلیک شیڈو بولتے بولتے بے اختیار رک گیا۔

اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے پاشا کی جانب دیکھا جو اسکی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

"مطلب ابراہیم۔۔۔۔ جھوٹ بول رہا تھا"

اس بات کا ثابت ہو جانا ہی سب کو کتنا بڑا جھٹکا دے

دیا گیا تھا جس کا کسی کو ہی شاید علم ہو سکے۔

پاشا کی مٹھیاں زور سے بھینچتے دماغ کی رگیں

پھڑ پھڑانے لگی تھیں اسکی آنکھوں میں اترتی سرخی

دیکھ سب کو اس سے بے ساختہ خوف آیا تھا

اس نے گردن موڑ کر بے سدھ زمل کو دیکھا اور

دھیرے سے اسکی گرفت اپنے کوٹ سے آزاد

کرواتے سیدھا ہو گیا۔

"پاشا۔۔۔ ہمیں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہوگا کیونکہ یہ کام اگر ابراہیم کا ہے تو وہ کتنا گرا ہوا ہے ہمیں اندازہ ہے"

اسکے انداز سے سب کو پتہ چل چکا تھا کہ وہ اب انکا کیا حال کرنے والا تھا۔

"زمل کب تک بے ہوش رہے گی؟" سرد مہری سے پوچھا۔

"چ۔۔۔ چار پانچ گھنٹے" برہان کا لہجہ بے حد دھیما تھا

انکے بتاتے ہی وہ ضبط سے لب بھینچے کمرے سے باہر

نکل گیا تھا اسے نکلتے دیکھ باقی سب بھی اسکے پیچھے پیچھے نکل چکے تھے۔

زمل کے پاس پورا ڈاکٹرز کا سٹاف موجود تھا جن کے زمے خاص اسکی دیکھ بھال لگائی گئی تھی۔

انکی گاڑی ایک ساتھ آگے پیچھے ہوسپٹل سے نکلی تھیں۔

زامل گاڑی کے بونٹ پر بیٹھا مزے سے آئس کریم کھا رہا تھا سارے کپڑے اور منہ آئس کریم میں

بھر چکے تھے یہاں تک کے گاڑی کے بونٹ پر بھی اسکی ننھی انگلیوں کے نشان بہت خوبصورت اور کیوٹ لگ رہے تھے۔

برلاس نے ایک نظر اسے دیکھا اسے دیکھتے ہی برلاس کو زالے کی یاد شدّت سے ستائی تھی۔دل بہت بری طرح سے دکھا تھا۔

وہ اپنا موبائل نکال کر کسی کو کال کرنے لگا اور ہمیشہ کی طرح پہلی ہی رنگ پر اسکی کال اٹھالی گئی تھی۔

"بالاج کو کون لے کر گیا ہے "اسکی آواز میں از حد سرد مہری تھی پا میرا اسکی بات پر دھک سے رک گیا۔

"تو گیا تھا وہاں؟ "

"میرو میں نے پوچھا بالاج کہاں گیا؟"اب کی بار اسکا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"تو یہ بعد میں پوچھ لینا فلحال زالے والا معاملہ نمٹانا ہے "

اسے ہوسپٹل میں ہی علم ہو چکا تھا اسی لئے وہ زمل کیلئے وہاں رک گیا تھا۔

"میں نے پوچھا بالاج۔۔۔ کہاں گیا" اب کی بار اس نے زور سے دھاڑتے اپنا بوٹ گاڑی کو دے مارا تھا زامل بھی سہم کر اسے دیکھنے لگا جب اسے خود سے ڈرتے دیکھ برلاس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

وہ فوراً سے اپنے تاثرات ڈھیلے چھوڑتا اسکی جانب مسکراہٹ پاس کر گیا۔

"وہ اس وقت مجھے چاہئے کسی بھی حال میں" اتنا تو پامیر کو بھی اندازہ تھا کہ وہ کبھی بھی بچوں کے معاملے

میں چپ نہیں بیٹھے گا اسکی الٹی کھوپڑی کا اسے اچھے سے پتہ تھا۔

مگر ان سب میں بالاج کا وہ کیوں پوچھ رہا تھا یہ وہ لاکھ کوششوں کے باوجود بھی نہیں سمجھ سکا تھا۔

"مل جائے گا" صرف یہ جواب جو وہ سننا چاہتا تھا وہ کال بند کر گیا بھوری آنکھوں میں اس وقت وحشت ناچ رہی تھی۔

اس کی گاڑی بھی اسی سڑک پر تیزی سے دوڑ رہی تھی جس سڑک پر پہلے سے انکی ایک کار موجود تھی مگر وہ اس پر ایک نظر ڈالے تیزی سے اسے کراس کر گیا تھا اسکے پیچھے ہی بلیک شیڈ واور یاقوت کی گاڑیاں آ رہی تھیں۔

سب کی سپیڈ اتنی تھی کہ پلک جھپکاتے دوبارہ وہ گاڑیاں کسی کو نظر تک نہ آتی۔آج انکی رفتار چیتے کی رفتار سے سو گنا تیز تھی۔

وہ گیئر لگاتے سپیڈ مزید تیز کر گیا یہ گاڑی کی فل سپیڈ تھی اسکی گاڑی کو ایسے اڑتے دیکھ یاقوت کو بلیک رین کی شدّت سے یاد آئی تھی کیا وفادار گاڑی تھی۔

انکی گاڑیاں فل سپیڈ میں جنگل کے راستے سے ہوتی ہوئی ایک علاقے میں جا گھسی تھیں جہاں کام کرتے ہوئے لوگ یکدم سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ گاڑیاں کسی طوفان کی طرح اس ایریا میں داخل ہوئی تھیں جہاں انکو سمبھلنے کا موقع دیے بغیر ہی دھڑادھڑ فائرنگ کھول دی گئی تھی۔

آج تک آسمان سے پانی کی برسات ہوتی دیکھی تھی لیکن آج پہلی بار زمین پر گولیوں کی برسات ہو تیوہ لوگ دیکھ رہے تھے وہ بھی آخری بار۔

پاشا کے ہاتھ میں ایک دھاری تلوار تھی جو سامنے آتے ہر ایک کو بیچ سے چیرتی ہوئی جا رہی تھی۔

جن کے خون کے چھینٹے اسکے چہرے اور کپڑوں پر ایسے آلگ رہے تھے جیسے جانور ذبح کرتے کسی قصائی کے کپڑے خون سے بھرنے لگتے ہیں۔

وہاں دوسری جانب یاقوت اور بلیک شیڈو کے ساتھ آرسن نے خون کی ندیاں بہادی تھی ایک بھی ان میں رحم کھانے کے موڈ میں نہیں تھا۔

ایسے اپنی گولیوں سے انکے جسموں کو چھلنی کررہے تھے۔

وہ سب کو اپنے راستے سے ہٹاتا انکے کمرے میں جا گھسا تھا جہاں وہ لوگ باہر سے بے خبر مزے سے تاش کھیل رہے تھے۔

"پ۔۔۔پاشا" اس سے اپہلے وہ آگے کچھ کہتا اسکی تیز دھاری تلوار اس شخص کی گردن سے ہوتی اسے دیوار سے پن کر گئی تھی۔

وہ سیدھا سامنے رکھی کرسی پر بیٹھے شخص کو گریبان سے پکڑ کر سیدھا کھڑا کر گیا تھا۔

جو اسکے چہرے ر کپڑوں پر اتنا خون دیکھ کر ہی بری طرح سے لرز نے لگا تھا۔

"بتا تیرا مالک کہاں ملے گا۔۔۔بول" وہ بولا نہیں سیدھا اسکے منہ پر دھاڑا تھا۔ جس کی دھاڑ پر وہاں کی در و بام تک لرز کر رہ گئی تھیں۔

اسکے آس پاس والے آدمی ان تینوں کی گرفت میں آ گئے تھے جن کے منہ کھول کر سیدھا بندوق ہی اندر تان دی تھی۔

مانو ایک بھی ذرا سی چوں چرا اور سب کی سانسیں یہی

ختم۔

"ک۔۔۔ کون مالک پاشا" وہ بری طرح سے کانپتے

ہوئے پوچھ رہا تھا جب اسکے سوال پر یاقوت کا میٹر ا تنی

زور سے گھوما کہ ٹریگر پر ذرا سا زور دیتے ہی ساری

میگزین اسکے بندے کے منہ میں خالی ہوتی چلی گئی۔

وہ شخص اپنے بندے کی اتنی دردناک موت دیکھ اور

لرز گیا تھا مانو یہی جان نکل گئی ہو۔

"وہ۔۔۔وہ ہمیں نہیں پتہ۔۔۔وہ ک۔۔۔ کسی کو نہیں پتہ ہم صرف اسکے کہنے پر لوٹ مار کرتے ہیں۔۔۔م۔۔۔ میرا یقین کرو پاشا"

وہ ہاتھ جوڑ کر اسکے سامنے زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا۔

"یہاں صبح ایک گاڑی رکی تھی۔۔۔ جس میں زارک ولف تھا۔۔۔وہ کہاں گیا ہے اور گاڑی کیوں بدلی اس نے بتا"

اے ڈی نے ان لوگوں کو ساری انفارمیشن دی تھی

جس گاڑی میں وہ زالے کو لے کر گئے تھے اس میں

اس رات اپنا ایک چوزا چھوڑ چکی تھی جس کے بعد وہ

آسانی سے اسے ہر جگہ ٹریک کر لیتی تھی۔

اسی کے بتانے پر وہ لوگ یہاں آئے تھے جہاں سے وہ

لوگ گاڑیاں بدل کر آگے کے راستے نکلے تھے۔

کیونکہ اتنے بے وقوف وہ بھی نہیں تھے جانتے تھے

آگے انکا باپ ہے جو انکو پاتال سے بھی نکال لائے گا

مگر پھر بھی انکی احتیاط ضروری تھی۔

"وہ۔۔۔وہ جانتے تھے آپ آئیں گے ۔۔۔اس لئے سب اپنی گاڑیاں یہاں چھوڑ گئے "

"آگے کیا رینگ کر گئے ہیں کمینے "آرسن کو اب اس پر شدید غصّہ آنے لگا تھا دل تو چاہا اسے اپنے ہاتھوں سے ختم کر دے۔

"ی۔۔۔یہاں سے وہ لوگ ہیلی کاپٹر کے ذریعے گئے ہیں "اسکی بات پر یاقوت اور باقی سب کا خون یکدم سے کھول اٹھا تھا۔

"جانتا تھا وہ لوگ اول درجے کے۔۔۔ہیں" بلیک شیڈو کا بس نہیں چل رہا تھا سب کو پکڑ کر اپنے قصائی والے روپ میں آتے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

"اب کیا کریں گے پاشا" انکو نئی فکر ستا گئی تھی کیونکہ معاملہ اتنا سیدھا تھا نہیں جتنا انہوں نے سمجھ لیا تھا۔

وہ ابراہیم تھا اتنی آسانی سے ہاتھ نہیں آسکتا تھا۔

"اسے فون کر۔۔۔۔اور پوچھ کہاں ہے وہ" وہ ضبط سے لفظ چباتے ہوئے حکمیہ انداز میں بولا۔

"وہ۔۔وہ نہیں بتائے گا پاشا" وہ مجبور ہوتے روپڑا
تھا کیونکہ پھنس دونوں جانب سے گیا تھا۔
اسکی بات پر پاشا نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی تھی وہ
اسے ایک جھٹکے میں پیچھے دھکیل گیا۔جب اسکے پیچھے
ہٹتے ان تینوں نے اپنی بندوقیں اسکے سر پر تان دی
تھیں۔
"نہیں۔۔۔نہیں پاشا" وہ ہاتھ جوڑے اور زور سے
چلانے لگا تھا۔اسکی آواز پاشا کو اپنے کانوں میں بری
طرح سے چبھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"چھوڑ دو اسے "اسکے حکم پر تینوں ہکا بکا سے اسے دیکھنے لگے جہاں سبکو اتنی دردناک موت دی تھی یہاں اس اکیلے کا چھوڑ دینا انکی سمجھ سے باہر تھا۔

مگر اب حکم تھا تو اسکی تکمیل بھی کرنی تھی تب ہی تینوں پیچھے ہٹ گئے اور پاشا کے پیچھے پیچھے باہر نکل گئے۔

"اسے کیوں چھوڑ دیا پاشا۔۔۔بتایا تو اسی نے نہیں ہے کچھ بھی "

انکی سمجھ میں اب تک نہیں آیا تھا۔

پاشا نے سگار سلگاتے اپنے ہونٹوں میں دباتے کھینچ کر دھواں اپنے اندر اتار لیا۔

وہ شدید اضطرابی کیفیت سے گزر رہا تھا۔اور یہ بات صرف یاقوت جانتا تھا کہ وہ اندر سے کتنا بے چین اور پریشان ہے اپنی بیٹی کو لے کر اس میں تو اسکی جان بستی تھی اور اس وقت وہی اسکے دشمنوں کے پاس تھی۔

"تاکہ یہ بتائے اسے۔۔۔کہ اسکی دردناک موت

اسکے بہت قریب ہے" وہ جس انداز میں بولا تھا ان

تینوں کو اندازہ ہو گیا تھا۔

وہ تینوں بھی اسکے گاڑی میں بیٹھتے ہی اپنی اپنی

گاڑیوں میں جا بیٹھے تھے۔

انکے نکلتے ہی اس شخص نے جلدی سے اپنا موبائل نکالا

اور کسی کو کال کرنے لگا کال سفر کرتی ہوئی کہیں جا

رہی تھی جہاں اسکی کال فورا اسے اٹھا لی گئی۔

"وہ۔۔۔وہ آیا تھا" اسکی کانپتی ہوئی آواز پر اپنی کرسی پر

بیٹھا ولف یکدم سے سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"بہت برا مار کر گیا ہے سب کو۔۔۔اسکی بیٹی اسے

جلدی نہ ملی تو بہت برا ہو گا "

وہ بوکھلاہٹ میں کیا کچھ بول رہا تھا اور کس کے سامنے

اسے یہ تک بھی ہوش نہیں تھا۔ لیکن بس بول رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ بجائے بلیو بلڈنگ جانے کے اپنے مخصوص

اپارٹمنٹ میں آگیا تھا جہاں وہ اس وقت کچن میں اپنے

لئے کافی بنا تھا کہ تب ہی سلیب پر رکھا اسکا موبائل بجنے لگا اس نے ایک نظر سکرین پر ڈالی جہاں جیسمن کا نام جگمگاتا دیکھ اسے سخت کوفت محسوس ہوئی تھی۔ مگر مجبوراوہ کال اٹھا گیا اور کان سے لگاتے اپنے لئے آملیٹ بنانے لگا۔

"اسے ابراہیم کے سامنے پیش کرنے کے لئے اٹھایا ہے ولف۔۔۔وہ اسکے بارے میں پوچھ رہا ہے "

وہ قدرے سنجیدگی سے مخاطب ہوئی تھی۔

اسکی بات پر زارک کا ہاتھ لمحہ بھر کو رکا تھا پلکیں بے اختیار سامنے کی جانب اٹھیں۔ جب اسے صوفے پر نہایت معصومیت سے سوتی ہوئی وہ پری دکھائی دی۔ اسکا دل کچھ عجیب سا ہوا تھا ایسے جیسے وہ پری اسے اپنی جانب کھینچ رہی ہو وہ جلد ہی اس احساس کو جھٹکتے کال کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"وہ صرف پاشا کو کمزور کرنا چاہتا تھا نہ کہ اس پری۔۔۔آ۔۔۔مم۔۔۔میرا مطلب ہے بچی کو پانا چاہتا تھا"

اسکے منہ سے زالے کیلئے پری کا نام سنتے جیسمن کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئی تھیں۔

"تم کہیں اس پر رحم کا تو نہیں سوچ رہے ؟ دیکھو ولف وہ دشمن کی بیٹی ہے" وہ بے ساختہ بولی تھی جب اسکی بات پر زارک نے زور سے لب بھینچے۔

"بکواس بند کرو۔۔۔تم اپنی۔۔۔میں جانتا ہوں میں کیا کر رہا ہوں تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے "

وہ یکدم سے بلند آواز میں غرلایا تھا جب اسکے غرلانے

پر سامنے صوفے پر گہری نیند میں سوتی ہوئی زالے ذرا

سی کسمسائی تھی۔

وہ صرف سونے کے وقت چپ ہوئی تھی ورنہ اس

نے رو رو کر زارک کے سر میں اتنا درد کر دیا تھا مانو

ابھی درد سے پھٹے گا۔

وہ بے اختیار اپنی آواز نیچی کر گیا۔

"تم سے بہت دفع کہا ہے میری ماں بننے کی کوشش

مت کیا کرو" اسکے لہجے میں حقارت سی جھلکی تھی

"میں تمہیں صرف ابراہیم کے قہر سے بچا رہی

ہوں۔۔۔یہاں یہ کر کر تم دونوں جانب سے دشمنی

مول لے لوگے۔۔۔جس کی بیٹی ہے اس سے بھی اور

جس کیلئے اٹھائی ہے اس سے بھی"

اسکی بات پر زارک کو چپکی سی لگ گئی۔وہ بے ساختہ

فون بند کرتے سامنے نظریں ٹکائے رہا۔

جب وہ نیند سے دھیرے دھیرے بیدار ہوتی ٹھسکنے

لگی تھی یقیناً اب اسے پھر سے رونا تھا اور اسکے رونے

کی آواز کو صرف تصور کر کر بھی زارک کا سر پناہ

مانگنے لگا تھا۔

وہ بے اختیار سلیب پر سر ٹکا گیا۔ نہیں اب پھر سے

نہیں۔ مگر اب کیا یہ سر درد لیا تھا تو برداشت تو کرنا تھا

وہ دھاڑیں مار کر رونے لگی تھی۔

اسکے رونے پر زارک فورا سے سیدھا ہوتے یہاں

وہاں نظر دوڑانے لگا مگر اسے فیڈر کہیں نظر نہیں آئی

تھی۔ جو وہ تھوڑی دیر پہلے بھاگ کر لایا تھا۔

وہ یہاں وہاں ہر جگہ وہ چھوٹی سی فیڈر ڈھونڈ رہا تھا
جس میں جلد ہی وہ کامیاب بھی ہو گیا تھا تب ہی وہ اس
میں دودھ گرم کر کر بھرنے لگا لیکن قسمت بری تھی
شاید جو دودھ اتنا گرم ہو گیا تھا اسکا اپنا ہاتھ جلنے لگا تھا۔
"اوہ شٹ۔۔۔رک جاؤ میری ماں" زالے کے
مسلسل رونے پر پریشان ہوتے وہ بوکھلا کر اس نیچ خود

کتنی بار جل چکا تھا اسکا شاید اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔

بس فیڈر میں دودھ لیتے وہ فورا سے اس کے پاس آن پہنچا تھا جو خود سے ہی اٹھ کر بیٹھتی آنکھوں پر ہاتھ رکھے بلک بلک کر رو رہی تھی۔

اسکا یوں رونا دیکھ زارک دھک سے رک گیا۔اور ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے سامنے بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

وہ عام بچوں جیسی نہیں تھی اسکی معصومیت بہت الگ تھی۔

وہ اپنا رونا کچھ دیر کیلئے روک کر سامنے بیٹھے بڑے مونسٹر کو ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔ اسکے لئے تو ہر انجان شخص مونسٹر تھا یہی تو اسکے تاہ نے اسے سکھایا تھا۔ وہ الگ بات تھی کہ سامنے بیٹھا شخص مونسٹر سے زیادہ کسی ریاست کے شہزادے جیسا معلوم ہوتا تھا۔

زارک نے بغور اسکا چہرہ دیکھا۔

ہیزل آنکھیں، لمبی لمبی پلکیں، چھوٹی سی بٹن جیسی ناک اور پیارے سے گلاب جیسے ہونٹ جن کو وہ رونے کے باعث گول کئے ہوئے تھی۔

بالوں کی دو چھوٹی چھوٹی خوبصورت پونیاں کی ہوئی تھیں جو اب کافی حد تک خراب ہو چکی تھیں۔

"تم تو بہت پیاری ہو۔۔۔لٹل فیری" اسکے منہ سے بے ساختہ اسکے لئے اتنا کیوٹ سا نام نکلا تھا۔

کہ وہ خود بھی سوچ کر رہ لیا کہ اس نے یہ نام کیوں لیا مگر زالے کی معصومیت اسے پھر سے اپنی جانب کھینچ گئی تھی۔

"بے حد کیوٹ اور۔۔۔بیوٹیفل" وہ کہتے ساتھ مسکرا تھا۔۔۔زارک ولف مسکرا تھا زندگی میں پہلی بار وہ مسکرایا تھا اگر اسے ایسے مسکراتے وہ خود بھی دیکھ لیتا تو یقیناً غش کھا کر گر جاتا۔

مگر وہ بھی کیا کرتا معصومیت تو جیسے اس لٹل فیری پر تمام تھی اسے علم نہیں ہو سکا کہ وہ کتنی ہی دیر اسکی

معصومیت میں کھویا رہا تھا جب تک اس نے دوبارہ رونا نہ شروع کر دیا۔

"آ۔۔۔س۔۔۔۔ سوری یہ لو" وہ اسکے سامنے فیڈر ایسے کر گیا جیسے کوئی بڑا ہو اور اسے کافی پیش کر رہا ہو۔

زالے اسے ایسے دیکھ اور بھی زور سے رونے لگی تھی کہ اسکے رونے پر زارک یکدم سے بری طرح بوکھلا گیا۔

"ک۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ فیڈر دے تو رہا ہوں۔۔۔۔ لے لو ناں۔۔۔ نیو آرڈر کی تھی میں نے "

وہ اسکے رونے کی اصل وجہ معلوم نہیں کر پا رہا تھا۔ مگر بول ایسے رہا تھا جیسے وہ اسکی بات کو سمجھے گی وہ کیا جانے وہ صرف اپنے باپ کی زبان سمجھتی تھی۔

"اچھا۔۔۔ فیڈر نہیں لینی ؟اور کچھ کھاؤ گی؟ بر گر پیزا۔۔۔ یا کچھ اور"

وہ آفر پر آفر کرنے لگا مگر وہ ایک پر بھی ہاں نہیں کر رہی تھی۔ کیسے کرتی یہ نام تو اس نے سنے بھی نہیں تھے۔

اور وہ بھی کیا کرتا بچہ ہی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا تو
اسے کیسے علم ہوتا کہ اتنا سا بچہ دودھ کے علاوہ ایسی
چیزیں نہیں کھا سکتا۔

"با۔۔با" پہلی بار اسکے منہ سے بابا کا نام نکلا تھا اسے
شدّت سے اپنے بابا کی یاد آ رہی تھی۔

وہ معصوم جس معصومیت سے بابا بول رہی تھی
زارک کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

وہ ایک پل کو رک سا گیا جیسے دل نے اسے
جھنجھوڑنے کی کوشش کی ہو۔وہ نرم پڑ رہا تھا؟ یہ

احساس اسے یہی محسوس کروا رہا تھا تب ہی وہ اسے

جھٹک کر اپنے تاثرات تھوڑے بدل سے گیا۔

وہ سڑک پر بیچ میں ہی گاڑی کھڑی کرتے ونڈو سے باہر

دیکھنے لگا تھا یہ وہی جگہ تھی جہاں زیحال خان آفندی

کی بیٹی کو اٹھایا گیا تھا

وہ کبھی نہیں بھول سکتا تھا یہ بات کبھی بھی نہیں۔

اسکی گاڑی کے رکتے ہی پیچھے آنے والی گاڑیاں بھی

رک گئی تھیں سب ہی اسکے آگے بڑھنے کا انتظار کر

رہے تھے مگر وہ وہی سے دروازہ کھولتے گاڑی سے

باہر نکل آیا تھا۔

اور اس جگہ کو دیکھنے لگا کاش وہ وقت کو پیچھے لے جا سکتا

کاش وہ اپنی بیٹی کو لگنے والے ہاتھوں کو توڑ سکتا۔

یہ کاش ہمیشہ کاش ہی کیوں رہتا تھا کبھی بدلتا کیوں

نہیں تھا کتنے ہی لوگ صرف اسکے لئے مرنے کے

قریب ہو جاتے ہیں کہ "کاش وہ ایسا کچھ کر سکتے"

وہ دھیرے سے قدم اٹھاتے اس گاڑی کے پاس آ گیا

جس میں اسکی دو دو زندگیاں تھیں اس گاڑی کا دروازہ

کھلا تھا جب زیحال کی نظر پچھلی نشست پر پڑی ڈول پر گئی۔

اسکا دل دھک سے رکا تھا ایسے جیسے کسی نے یکدم سے پیر رکھ دیا ہو۔

اسے گاڑی سے اترے دیکھ یاقوت بھی باہر نکل آیا تھا اور اسکے پیچھے پیچھے بلیک شیڈ و اور آرسن بھی آچکے تھے۔

زیحال نے جھک کر وہ ڈول اٹھائی اور اسے دیکھنے لگا یہ اسکی بیٹی کی تھی اسکی بیٹی کی۔

اور وہ پاس نہیں تھی اسکے کیوں نہیں تھی وہ لوگ

کیوں لے گئے تھے اسے۔

وہ تو معصوم سی گڑیا تھی جسے بولنا بھی ٹھیک سے

نہیں آتا تھا دشمنی نکالنی تھی تو اسکے باپ سے مقابلہ کیا

جاتا۔

مگر وہ کیا جانے اسکے باپ سے ہی بدلہ لینے کیلئے یہ

سب کیا گیا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اسکی گرے جھیل سی آنکھوں سے دو

موتی ٹوٹ کر رخصار پر بہتے بئیرڈ میں جذب ہو گئے۔

وہ ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے دائیں بائیں آسمان کی جانب دیکھنے لگا جیسے شدّت سے حلق میں پھنسے آنسوؤں کو واپس دھکیل دینا چاہتا ہو۔

اسے اس قدر تکلیف میں دیکھ یاقوت کا دل یکدم سے مٹھی میں آیا تھا وہ سانس بھی بہت ہلکی ہلکی لے رہا تھا۔

"م۔۔۔میرا بیٹا" وہ اس ڈول کو اپنے لبوں سے لگائے کس تڑپ سے بولا تھا کہ یاقوت کا دل پھٹنے کو ہو گیا تھا۔

''کہاں چلے گئے'' وہ کیسے بتاتا کسی کو کوئی اسے کیا سمجھتا

کہ وہ اندر سے گھٹ رہا تھا اپنی بیوی کی وجہ سے جو وہ

خود کو اتنا مضبوط دکھا رہا تھا اپنی بیٹی کی غیر موجودگی

میں اندر سے ہل کر رہ گیا تھا۔

وہ جسے دیکھے بغیر اسکا دن شروع نہیں ہوتا تھا رات

ختم نہیں ہوتی تھی

اسکی مسکراہٹ مکمل نہیں ہوتی تھی آفس میں اسکی

کال کے بغیر کام میں دل نہیں لگتا تھا یا یہ کہہ لیں کہ وہ

سانس ہی صرف اسے دیکھ کر لیتا تھا۔

بیٹیوں کو دنیا بوجھ سمجھتی تھی کوئی آکر اس ملنگ کو

دیکھتا جس کیلئے بیٹی ہی اسکا سب کچھ تھی اسکا بس چلتا وہ

اپنی سانسیں تک اپنی بیٹی کی قسمت میں لکھوا دیتا۔

"بھائی" یاقوت نہیں دیکھ پا رہا تھا اسے ایسے۔ وہ تڑپ

سے اسے پکار اٹھا۔

جب اسکی آواز پر زیحال نے بے اختیار اسکی جانب

دیکھا جب اسکی آنکھوں میں سرخی دیکھ یاقوت کا دل

دھڑکنا بھول گیا تھا۔

وہ کچھ پل کیلئے تو کچھ بول ہی نہیں سکا تھا۔

"تم سب جاؤ۔۔۔میں آجاؤنگا" وہ چہرے کا رخ موڑ کر بے ساختہ بولا۔

"نہیں" اسکی بات پر یاقوت کے منہ سے بے اختیار "نہیں" نکلا وہ کیسے اسے چھوڑ کر جا سکتا تھا کبھی بھی نہیں۔

"میں نے کہا جاؤ سب۔۔۔" وہ اب بھی قدرے سنجیدگی سے بولا تھا۔

"میں نہیں جا رہا۔۔۔میں آپ کے ساتھ" وہ کس

تڑپ سے آگے بڑھتا بولنے ہی لگا تھا جب زیحال کی

دھاڑ پر وہی قدم روکتے دھک سے رک گیا۔

"کیوں نہیں جاؤ گے۔۔۔۔کیوں نہیں؟" وہ بلند

آواز میں بے اختیار دھاڑ اٹھا تھا اسکی دھاڑ پر بلیک شیڈو

نے بے اختیار آگے آتے اسکا بازو تھاما تھا۔

یاقوت خود کو بے جان محسوس کرنے لگا تھا یہ

لہجہ۔۔۔یہ مار رہا تھا اسے اندر سے۔

آرسن کو لگا اسے سہارے کی ضرورت ہے وہ تب ہی اسکے بلکل قریب آن کھڑا ہوا تھا۔

"جاؤ ناں اب۔۔۔۔۔۔سب چلے جاؤ۔۔۔سب "وہ کرب سے چلا رہا تھا آنکھوں سے تیزی سے گرم سیال بہنے لگا تھا۔

"اب کیوں آگئے۔۔۔تب کہاں سب مر گئے تھے جب وہ میری بیٹی کو چھین کر لے جا رہے تھے کہاں تھے سب؟ "

اسکے الفاظ اس قدر تکلیف دہ تھے کہ یاقوت کو فضا میں آکسیجن ختم ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ وہ پتھر بنا کھڑا تھا۔

"میری بیٹی تک نہیں سمبھالی گئی۔۔۔ کیا اتنا ضروری کام ہو گیا تھا۔۔۔ ارے آگ لگا دونگا میں ہر چیز کو۔۔۔ میری بیٹی ان سب سے بڑھ کر ہے میرے لئے۔۔۔ میرے لئے "

وہ سینے پر ہاتھ مارتا کس کرب سے چلایا تھا وہ تکلیف میں تھا وہ مر رہا تھا کوئی اسے کیسے سمجھ پاتا وہ باپ تھا اسکا۔

وہ "میرے" لفظ پر زور دیتا یاقوت کی آدھی سے پوری جان نکال رہا تھا وہ اب تک شل ساکت تھا مگر ایسے جیسے اب کوئی اسے ہاتھ لگائے اور یاقوت مرزا ریت کی طرح بکھر جائے۔

"پاشا سمبھالیں خود کو" بلیک شیڈو کو اسکی فکر شدّت
سے ستانے لگی تھی وہ ایک جھٹکے میں انکے ہاتھ خود
سے دور جھٹک گیا۔
"میری بیٹی ہے انکے پاس۔۔۔ان کمینوں کے
پاس۔۔۔اگر۔۔۔" یہ اگر اسکی جان نکال گیا تھا۔
"اگر اسے کچھ ہو گیا۔۔۔تو مرتے دم تک خود کو
معاف نہیں کر پاؤں گا۔۔۔"
وہ پاشا کی اولاد تھی وہ ڈھونڈ لیتا اسے کسی طرح مگر تب
تک خدا اسے اپنی امان میں رکھے

وہ بیٹی تھی بیٹا ہوتا تو شاید اسے کبھی اتنی فکر نہ ہوتی

لیکن بیٹی۔۔۔ان لوگوں کا ایک غلط قدم اسکی

معصومیت کو ختم کر سکتا تھا۔

اور یہی سوچ کر زیحال کی جان نکل رہی تھی۔

وہ بنا ایک پل بھی ضائع کیئے اس تک پہنچ جانا چاہتا تھا۔

"اس کے حوالے کر کر گیا تھا میں۔۔۔کیا

کیا۔۔۔آگے سے لے گئے میری بیٹی کو" نہیں وہ

چپ ہو جائے یاقوت کی جان نکل رہی تھی۔

مگر وہ خود آج بہت تکلیف میں تھا اسکے اندر سے یہ
تکلیف نکلنی تھی لیکن غلط جگہ نکل رہی تھی۔

یاقوت مرزا کا بچپن عام بچوں جیسا نہ تھا اسکی آنکھوں
کے سامنے اسکے ماں باپ کو ختم کر دیا تھا اسکی بہن پر
ظلم کیا گیا تھا وہ تن تنہا انکی قبروں پر بھوکا پیاسا رہتا تھا۔
جب قدرت نے اس پر رحم کھا کر ایک باپ جیسا بھائی
عطاء کیا تھا۔

جس نے اسے ماں باپ بھائی بہن ہر رشتے کا پیار دیا تھا اور آج تک دیتا آرہا تھا۔ مگر یاقوت نے کبھی اسکی محبت کے آگے اپنی محبت میں کمی نہیں آنے دی تھی۔ وہ اگر برلاس اور پامیر کی طرح اپنی محبت کو بیاں نہیں کرتا تھا تو کیا۔۔۔ وہ پاگل تھا اپنے باپ کیلیئے وہ ان سے زیادہ جنونی تھا اسکے لئے جو لفظوں سے زیادہ اپنے عمل سے اپنی محبت کا اظہار کرتا تھا۔

جس نے خود کو بھی اسکے ساتھ ہی بڑا کرلیا تھا کتابیں اٹھا کر اسکول ضرور جاتا تھا مگر آدھے میں واپس آکر

اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کو سمبھالتا تھا انکے لئے

کھانا بناتا تھا۔

اپنے بڑے بھائی کے کاموں میں اسکی مدد کرتا تھا اسکے

دشمنوں کو اگر پاشا کے علاوہ اور کسی کا نام یاد رہتا تھا تو

وہ "یاقوت مرزا" کا نام تھا۔

جو پاشا بے کا رائیٹ ہینڈ مشہور تھا۔

مگر وہ یہ بھی دیکھتا کہ وہ اگر کچھ بولتا نہیں تھا تو اسے

سب سے زیادہ زیحال کی باتیں اور ڈانٹ محسوس

ہوتی تھی۔

اسکے اندر آج بھی وہ بچہ زندہ تھا جسے اسکا باپ ڈانٹ دے تو وہ ہچکیوں میں رونے لگ جائے۔

"جاؤ سب یہاں سے۔۔۔ میری بیٹی کو میں خود ڈھونڈ لونگا" وہ سب کو اس زمے داری سے آزاد کر گیا تھا وہ اسکی بیٹی تھی وہ ڈھونڈ لیتا وہ ایک ایک کا دروازہ کھٹکھٹا دیتا وہ دنیا کا ایک ایک کونا چھان مارتا۔ مگر کہیں نہ کہیں سے اپنی بیٹی کو ڈھونڈ لاتا۔

"ہم ساتھ"

"میں نے کہاناں ۔۔۔ جاؤ سب" وہ بلیک شیڈو کی بات بیچ میں ہی کاٹتے زور سے دھاڑا تھا۔

وہ اسکے آگے سر بے اختیار جھکا گیا۔ یہ وقت اس پر دباؤ دینے کا نہیں تھا۔ وہ نجانے جذبات میں آکر کیا کر گزرتا۔

تب ہی بلیک شیڈو کے اشارے پر آرسن یاقوت کا بازو تھام گیا تھا وہ اسی طرح پتھر بنا کھڑا اپنے باپ کو دیکھا رہا تھا۔

کیا اسے نہیں چاہئے تھا کہ یاقوت کو گلے لگا لے یا اسے ہمیشہ کیلئے اس اذیت سے رہائی دے دے۔

"چلو یاقوت"

وہ کس سے بات کر رہا تھا جو کچھ نہیں سن سکتا تھا سوائے اپنے باپ کی آواز کے۔

آنسوں بے دردی سے اسکی آنکھوں کی باڑ توڑ کر نکلے تھے۔

آرسن اسکا بے جان وجود اپنے ساتھ تقریباً گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگا تھا۔

جب اسے اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھاتے خود ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا تھا تب تک بھی یاقوت کی آنکھیں بنا پلک جھپکے صرف زیحال پر جمی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ گاڑی سٹارٹ کرتے آگے بڑھا گیا۔ وہ پیچھے تنہا کھلے آسمان کے نیچے کھڑا ہاتھ میں پکڑی ڈول کو دیکھتا رہ گیا۔

آنکھوں سے گرم سیال نجانے آج اتنا کہاں سے بہہ رہا تھا۔ وہ کرب سے اپنے پھڑپھڑاتے لب دانتوں تلے دبا گیا۔

''می مش یو بابا'' زالے کی آواز اسکے کانوں میں بار بار گونج رہی تھی۔

''بابا مس ڈیو ٹو میرا بیٹا'' وہ کتنا خوش تھا اپنے بچوں سے ملنے کیلئے یہ قسمت نے اسے کس نئی آزمائش میں ڈال دیا تھا۔اسے ترس کھانا چاہئے تھا اس پر۔

وہ بیک ویو مرر میں نظر آتے اپنے باپ کو اب تک دیکھ رہا تھا جب اس سے دور جانے کا احساس اسے یکدم سے جھنجھوڑ گیا۔

وہ ہوش میں آتے خود کو گاڑی میں پا کر سانس لینا
بھول گیا اور آر سن کو دیکھنے لگا۔

"گ۔۔گاڑی روکو" اسکی بات پر اس نے گاڑی نہیں
روکی تھی صرف اسکی جانب دیکھا۔

"ہمیں یہاں سے جانا چاہئے یاقوت" وہ سمجھداری
سے اسے سمجھا رہا تھا مگر وہ کیا جانے اس دیوانے کی
طبعیت اور باپ کیلئے جنونیت کو۔

"میں نے کہا گاڑی روکو "

اب کی بار وہ پوری قوت سے ڈیش پر ہاتھ مارتے ہوئے دھاڑا تھا۔

اسکے غصّے سے گھبرا کر آرسن نے بے اختیار بریک پر پاؤں رکھا۔

گاڑی کے رکتے ہی وہ دروازہ کھول کر دیوانہ وار زیحال کی جانب بھاگا تھا جو اس سے قدرے فاصلے پر تھا مگر یہ فاصلہ کیا اسے دنیا کا کوئی فاصلہ بھی اپنے باپ تک جانے سے نہیں روک سکتا تھا

وہ بھاگتا ہوا اسید ھاا سکی پیٹھ سے جا لگا تھا جب اسکے اچانک لگتے ہی زیحال لڑ کھڑا کر ایک قدم آگے ہوا تھا۔

وہ ضبط سے دائیں جانب دیکھنے لگا تھا جب اسکے کانوں میں یاقوت کی سسکیوں کی آواز سنائی دی تھیں۔ وہ کس تڑپ سے اسکے ساتھ لپٹے بچوں کی طرح رو پڑا تھا۔

اسکا ضبط صرف اتنا ہی تھا اسے اپنے باپ سے دور نہیں جانا تھا کبھی بھی نہیں یہ اختیار موت کے علاوہ کسی کے

پاس نہیں تھا کہ یاقوت مرزا کو اسکے زیحال سے الگ کر سکے۔

"م۔۔۔میری غلطی ہے۔۔مجھے غلطی کی اتنی بڑی سزا نہ دیں بھائی۔۔۔"

وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر روتے ہوئے اس سے معافی مانگنے لگا تھا۔

زیحال ضبط سے لب بھینچ کر خود پر کڑا ضبط کرنے لگا۔

"میری جان لے لیں لیکن مجھ سے ناراض نہ
ہوں۔۔۔آپ کی ناراضگی مجھے مار دے گی۔۔۔مار
دے گی آپ کے یاقوت کو "
وہ اسکی پیٹھ پر سر ٹکاتے مزید ہچکیوں میں رونے لگا تھا
زیحال کو لگا تھا اسکا دل بند ہو جائے گا۔
"آپ تو سب کو معاف کر دیتے ہیں ناں۔۔۔تو اپنے
اس بیٹے کو بھی معاف کر دیں۔۔۔پلیز "
وہ کہہ دے اس نے اسے معاف کیا ورنہ آج وہ رو رو
کر خود کو ختم کر لیتا۔

"پلیز بھائی۔۔۔پ۔۔۔پلیز" اسکے منہ سے زوردار سسکی برآمد ہوئی تھی زیحال کی آنکھیں بے اختیار برس پڑیں۔

"بھائی پلیز۔۔۔۔۔پلیز" وہ کیوں نہیں بول رہا تھا اسکی خاموشی یاقوت کی جان لے رہی تھی زیحال بنا کچھ کہے آگے جانے لگا تھا جب وہ وہی سے بیٹھتا اسکی ٹانگوں سے لپٹ گیا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں پلیز نہیں۔۔۔یار بھائی ایسا نہ کریں۔۔۔میں مر جاؤنگا بھائی۔۔۔"

وہ ایک بیٹی کا باپ تھا پیچھے اسکے زمے اپنی بیوی بیٹی کی

زمے داری تھی۔

لیکن یہاں وہ صرف ایک باپ کا بیٹا تھا اسکا بھائی اسکا

دائیاں ہاتھ۔

اسے زیحال کی ٹانگوں سے لپٹ کر بچوں کی طرح

روتے دیکھ بلیک شیڈ واور آرسن کی آنکھیں یکدم سے

بھر آئ تھیں دل جیسے پھٹنے کو تھے یہ بھائی بھی کمال

تھے انکا عشق کمال تھا۔

اسکا رونا زیحال کو مزید تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا وہ

نہیں کر پایا مزید خود پر ضبط وہ نہیں کر پایا مزید

برداشت وہ بے اختیار مڑتے اسے بازو سے تھام کر

اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا تھا۔

جہاں لگتے ہی جیسے ایک بچے کو ماں کی آغوش مل

جائے ویسے آج یاقوت مرزا کو اسکا باپ مل گیا تھا۔

وہ مزید پھوٹ کر رو پڑا تھا اسکی ہچکیاں زیحال

کا دل بری طرح سے دہلا گئی تھیں۔

وہ اسکی پیٹھ سہلاتے مزید اپنے ساتھ بھینچ گیا۔

یاقوت جیسے اب کبھی پیچھے نہ ہٹنا چاہتا ہو ایسے اسکے سینے سے لپٹ گیا تھا۔ انکو ایسے دیکھ بلیک شیڈ واور آرسن نے اپنی آنکھوں سے بہتی نمی کو صاف کیا تھا۔

"بس۔۔۔ میں پہلے ہی پریشان ہوں۔۔۔ تم مزید کر رہے ہو" وہ یاقوت کو خود سے پیچھے کرتے اسکے آنسوں اپنی ہتھیلیوں سے صاف کرتے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیر کر درست کرنے لگا۔

"جان لگا دونگا۔۔۔اسے ڈھونڈنے میں۔۔۔وہ میری بھی بیٹی ہے" اسکے لہجے میں واضح تڑپ تھی محبت تھی زالے کیلیئے۔

اور زیحال کو کوئی شک نہ تھا ان تینوں پر جو اسکے بچوں کو اپنے بچوں سے بڑھ کر محبت دیتے تھے کہ جن کے باپ نے کبھی انکو پالا تھا آج وہ اسکے بچوں کو وہ محبت دگنی لوٹانے میں پیچھے نہ رہ جائیں۔

۔۔۔۔۔۔۔

زمل نے ہوش میں آتے ہی پورا ہوسپٹل سر پر اٹھا لیا تھا اسے وہی دورے پھر سے پڑنے لگے تھے نہ وہ کسی کے قابو میں آرہی تھی اور نہ ہی کسی کو خود کے قریب کوئی انجیکشن لانے دے رہی تھی ورنہ اب تک اسے صرف انجیکشن کے ذریعے ہی پر سکون رکھا جا رہا تھا۔ ورنہ وہ بار بار وہی منظر اپنی آنکھوں کے سامنے تصور کر رہی تھی اور زالے کا نام چیخ کر پکار رہی تھی۔

پامیر کے ساتھ عثمان بھی ہوسپٹل میں ہی موجود تھا وہ بھی بزنس میٹنگ کیلئے پامیر کے ساتھ شہر سے باہر گیا

ہوا تھا جہاں سے واپس آتے یہ سب پتہ لگنے پر وہ سیدھا ہوسپٹل آ گیا تھا۔

پامیر نے مجبور ہوتے زمل کے ڈسچارج پیپر ریڈی کروا لئے تھے اور زمل کو لے کر گھر کیلئے نکل گیا تھا۔ راستے میں ہی زیحال کو فون بھی کر چکا تھا جو زمل کی کنڈیشن کا سن کر وہیں سے اپنی گاڑی واپس موڑ گیا تھا۔

اس وقت پاشا ولا میں تقریباً سب ہی موجود تھے زریاب خان اور داراب بھی وہیں آ گئے تھے جب انکو زالے کے بارے میں پتہ چلا تھا۔

وہ صوفے پر سر پکڑے بیٹھی مسلسل روئے جارہی تھی کتنی بار مشی اور کومل نے اسے چپ کروانے کی کوشش کی مگر ناکام رہیں۔

اپنی ماں کو روتے دیکھ زامل بھی تب سے ہی رو رہا تھا وہ بار بار زمل سے آ کر لپٹ رہا تھا۔

جب گھر کی دہلیز پر پہنچتے زیحال پر اسکی نظر پڑی۔ وہ

ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا پایا تھا جب وہ بے اختیار

بھاگتی ہوئی اسکے سینے سے جا لگی تھی۔

اور لگتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

سب نے بھرائی آنکھوں سے اسکی حالت دیکھی وہ

ایک ہی دن میں پاگل سی ہو گئی تھی یہ وہ شوخ پر چنچل

لڑکی تھی ہی نہیں جو بن سنور کر ہر وقت مسکراتی

رہتی تھی۔

یہ اپنے بچے کی یاد میں سوکھتی ایک ماں تھی جس کی تڑپ کا شاید ہی کوئی اندازہ کر سکے۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔میری زالے۔۔۔میری زالے کہاں ہے" وہ اسکے بازو تھامے روتی ہوئی حواس باختہ سی پوچھ رہی تھی

جب اسکے سوال پر زیحال کا دل یکدم سے مٹھی میں آیا تھا۔

"بولیں ناں۔۔۔ کہاں ہے میری بیٹی؟" اسکی خاموشی پر وہ زور سے دھاڑی تھی سب کے دل دھک سے رک گئے۔

"گلالے۔۔۔ کمرے میں چلو" وہ ضبط سے اسے نرم سے تھامنے لگا تھا جب وہ بپھر کر اس سے بھی دور ہو گئی۔

"کیوں جاؤں میں۔۔۔ کیوں جاؤں" وہ زور سے ہاتھ مارتی پاگلوں کی طرح چیخی۔

"وہ لوگ میری بیٹی کو لے گئے میری آنکھوں کے

سامنے"

آنکھوں سے آنسوں ابل ابل کر بہنے لگے تھے

زیحال کو اپنا آپ اس قدر اذیت میں آج سے پہلے

کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔

"آپ۔۔۔ نہیں لا سکتے میری بیٹی کو" وہ زیحال کو

گریبان سے پکڑ گئی تھی اسکی آنکھوں کی اجڑی حالت

دیکھ وہ کس طرح خود پر ضبط کئے کھڑا تھا یہ صرف وہی

جانتا تھا۔

"میں خود ڈھونڈ لاؤں گی اپنی بیٹی" وہ کہتے ساتھ باہر جانے ہی لگی تھی کہ زیحال اسے ایک جھٹکے میں تھام کر اپنے ساتھ لگا گیا۔

"چھوڑیں مجھے۔" وہ پوری جان لگا کر خود کو اسکی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"گلا لے پلیز" اسے اسکی تکلیف سے اور تکلیف ہو رہی تھی۔

انکو ایسے دیکھ زامل اور تیز رونے لگا تھا جب کومل نے بھاگ کر اسے گود میں لیا

"میں جاؤنگی۔۔۔اپنی بیٹی کو ڈھونڈنے چھوڑیں

مجھے" وہ روتی چلاتی خود کو چھڑوانے کی پوری کوشش

کررہی تھی مگر ایسا ممکن نہیں تھا۔

تب ہی زیحال اسے سب کے سامنے گود میں اٹھا کر

اوپر اپنے کمرے کی جانب سیڑھیاں چڑھ گیا۔

101/1

زامل جو کب سے انکو ایسے دیکھ زور سے رو رہا تھا

کیونکہ اسکی نظر میں وہ دونوں ایسے زور زور سے بات

کرتے ہوئے یعنی فائیٹ کر رہے تھے اور وہ کب ایسا

کچھ برداشت کر سکتا تھا تب ہی انکے جاتے وہ بھی انکے

پیچھے پیچھے ہو لیا۔

زامل اسکی گود میں بھی زور سے چلاتی خود کو نیچے

اتروانے کی تگ و دو کرتی روئے چلی جا رہی تھی۔

لیکن اب سب کو یقین تھا کہ اسکے پاس اسکا ہبی ہے وہ اسے سمبھال لے گا۔

وہ کمرے میں لے جاتے ہی اسے بیڈ پر بٹھاتے خود دروازہ بند کرنے ہی لگا تھا کہ اتنے میں زامل بھی آگیا وہ اسے اندر کرتے پھر سے لاک لگانے لگا تھا کہ زمل اٹھ کر اسکے ہاتھ لاک سے پیچھے ہٹانے لگی۔

"گلا لے۔۔۔" وہ اسکے ہاتھ تھام کر مضبوطی سے اسے اپنے ساتھ لگاتے لاک لگانے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔ چھوڑیں" وہ آج کسی طور اسکے قابو میں نہیں آ رہی تھی۔

"میری بات سنو" وہ اب بھی قدرے اپنی آواز نیچی رکھ کر اسے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر ایسا اب ممکن ہوتا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"نو۔۔۔نو۔۔۔مجھے جانا ہے میری بیٹی کو لے گئے وہ لوگ"

وہ خود کو اسکی گرفت سے آزاد کرواتی بری طرح سے دھاڑی تھی۔

اسکی یہ حالت دیکھ زیحال کو اپنا دل کٹتا ہوا محسوس

ہوا۔

"وہ میری بھی بیٹی ہے" کیا اسے یہ بتانے کی ضرورت

تھی کتنی تکلیف ہوئی تھی اسے یہ بات بتاتے ہوئے۔

کہ وہ اسکی بھی بیٹی تھی کیا وہ اسکے بغیر سکون میں تھا؟

کیا اسکا دل نہیں پھٹ رہا تھا اسکے بارے میں سوچ

سوچ کر۔

"تو لے کر کیوں نہیں آئے۔۔۔کیوں نہیں آئے اسے لے کر" وہ اسے گریبان سے پکڑتی اسکے منہ پر کرب سے چلائی تھی۔

اسکی تیز آواز سے ڈر کر زامل اور تیز رونے لگا تھا وہ روتے روتے زیحال کی ٹانگ سے چپک گیا جب زیحال نے جھک کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔

کس بے بسی کے مقام پر قسمت نے اسے لا کھڑا کیا تھا ایسے جیسے وہ کچھ بھی نہ ہو سوائے بے بس اور مجبور شخص کے۔

"میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں" یہ آواز کسی گہری کھائی سے آئی تھی زمل اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹنے ہی لگی تھی کہ وہ بے اختیار اسکے ہاتھ تھام گیا۔

"میرا ساتھ دو اس وقت۔۔۔مجھے تنہا نہ چھوڑو" یہ اسکے ساتھ کی جیسے بھیک مانگ رہا تھا اسے مانگنی تھی کیونکہ یہ قیامت اسکے دل پر بھی گزری تھی ایسے میں وہ اس لڑکی کی ناراضگی کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں۔۔۔میں ہماری بیٹی کو صحیح

سلامت لے کر آؤں گا۔۔۔بس مجھ پر یقین کرو"

وہ گردن بے جان سی ڈھلکائے خود پر کڑا ضبط کئے

بول رہا تھا ایسے جیسے خود بھی رو پڑے گا۔

زمل کا دل تیزی سے اسکی بے بسی پر پگھلا تھا وہ کب

اسے کمزور کرنا چاہتی تھی وہ تو بس پریشان تھی وہ فورا

سے اسکے سینے سے لگتی پھوٹ کر رو پڑی۔

زیحال بھی اسے اپنے سینے میں زور سے بھینچے ایک

ہاتھ زامل کے سر پر رکھ گیا۔

یہ وقت بہت ظالم تھا جو آنکھیں کچھ وقت پہلے مسکرا رہی تھیں اب وہ صرف رو رہی تھیں۔

یہاں تک کہ وہ گہرے جھیل سی آنکھیں بھی۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔۔زالے" وہ اسکا نام لیتی اور کرب سے چلا کر روئی تھی وہی دورے پھر سے پڑنے لگے تھے اسکی چیخ پر زیحال کا دل پھٹنے کو تھا۔

وہ کرب سے آنکھیں زور سے مینچے اسکی پیٹھ سہلانے لگا۔

"میں لے آؤں گا۔۔۔لے آؤں گا میں اپنی بیٹی کو"

اسکی آنکھوں میں اس وقت سرخی اتر رہی تھی ان لوگوں کیلیئے جنہوں نے اسکی بیٹی کو ہاتھ لگانے کی غلطی کی تھی۔

زمل کتنی ہی دیر اس سے لگ کر روتی رہی چپ تو وہ بعد میں بھی نہیں ہوئی تھی آنکھیں تھی کہ خشک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی مگر زیحال کے وعدے پر اسکے رونے میں کچھ کمی آگئی تھی۔

اسے تھوڑا پر سکون کرتے زیحال نے دھیرے سے اسے بیڈ پر بٹھایا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر اسکے منہ کے ساتھ لگادیا۔

وہ بھی دو چار گھونٹ پیتی پیچھے ہٹ گئی اسی گلاس میں بچے پانی کو وہ ساتھ بیٹھے زامل کے منہ سے لگا گیا۔

وہ معصوم سی جان تھوڑا سا پانی پی کر پیچھے ہٹ گیا مگر اسکا اگلا عمل زیحال کی سانسیں روک دینے کو کافی تھا۔

وہ اسی گلاس کو اپنے ننھے ہاتھوں میں پکڑنے کی کوشش کرتا اپنے بابا کے منہ سے لگا گیا۔

اسکی اس قدر محبت دیکھ زیحال کی آنکھیں یکدم سے بھرا گئی وہ خوشی خوشی دونوں کا جھوٹا پانی پی گیا اور گلاس ایک طرف رکھتے زامل کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا گیا۔

اسکے دونوں بچے جڑواں تھے وہ ایک کو گلے لگاتا تو دوسرے کا احساس خود ہی محسوس ہوتا تھا وہ اسے سینے

میں زور سے بھینچے زالے کو شدّت سے یاد کرنے لگا تھا۔

زمل بھی ان دونوں کے ساتھ لپٹ گئی۔
یہ فیملی صرف ہنستی کھیلتی ہوئی اچھی لگتی تھی مگر آج انکی خوشی جیسے اس لٹل فیری کے ساتھ کہیں گم ہو گئی تھی۔

"ببا۔۔۔ویش دالے (بابا زالے کہاں ہے)؟" اسے اسکی پرنسز نظر کیوں نہیں آرہی تھی کب سے وہ اسکے ساتھ کھیلی نہیں تھی۔

اسکے سوال پر زیحال اور زمل دونوں کا دل یکدم سے بھر آیا تھا۔

"وہ ابھی آجائے گی اپنے بھیا کے پاس" وہ زامل کے سر پر لب رکھتے پیار اور نرمی سے بولا۔

"مو شتل ایت۔۔۔دالے (مونسٹر نے زالے کو کھا لیا)؟" اسکے سوال پر زیحال کا دل دھک سے رک گیا وہ فورا اسے زامل کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"کس نے کہا آپ سے یہ ؟" اسے اس سوال پر اپنے

اندر شدید وبال سا اٹھتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا وہی

زمل سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔

"مائی انتل شید تومی (مالی انکل نے مجھ سے کہا)" اسکی

بات پر زیحال نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"نہیں۔۔۔گ۔۔۔گندی بات۔۔۔ہماری زالے

واپس آئے گی "

زمل اسکی بات پر بری طرح سے کانپ گئی تھی

زیحا دونوں کو پرسکون کرتے کچھ دیر انکے ساتھ بیٹھا تھا پھر اٹھ کر کمرے سے باہر آگیا۔

اپنے پیچھے وہ زمل کو سمبھالنے کی زمے داری اپنے بیٹے کو سونپ کر گیا تھا کیونکہ جانتا تھا اسکے بیٹے کی عمر چاہے کم ہو۔

مگر وہ عام بچوں کی نسبت زیادہ سمجھدار اور عقلمند تھا۔

باہر آتے ہی اس نے سید ھا مالی کے منہ پر ایک گھونسہ رسید کیا تھا جب وہ اس اچانک حملے پر ایک دم سے لڑکھڑا کر پیچھے جا گرا تھا۔

زیحال کے پیچھے آتے سب بے اختیار رک کر اسے دیکھنے لگے۔ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔

زیحال اسے کالر سے پکڑ کر دبوچتے اپنے مقابل کھینچ کر کھڑا کر گیا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بیٹے کو وہ بات کہنے
کی۔۔۔ہاں" اسکی دھاڑ پر مالی پوری طرح سے لرز گیا
تھا۔وہ کبھی ملازموں سے اونچی آواز میں بات نہیں
کرتا تھا

مگر اس وقت اسکی بیٹی کے بارے میں کوئی بھی ایسی
بات کہتا تو یقیناً بات اسکی جان تک آسکتی تھی۔

"بھائی چھوڑیں۔۔۔اسے ہم دیکھ لیں گے" پامیر اس
مالی کی حالت دیکھ انکے بیچ آتے نرمی سے چھڑوا گیا

ورنہ عنقریب پاشا کو دیکھ اسکی روح فنا ہونے والی

تھی۔

"فارغ کرو اسے۔۔۔ابھی" وہ ضبط سے غرلاتے حکم

دیتا اپنی گاڑی میں جا بیٹھا تھا اسکے پیچھے پیچھے وہ سب

بھی اپنی اپنی گاڑیوں میں آ بیٹھے تھے۔یہاں تک کے

داراب بھی انہی کے ساتھ شامل تھا

۔۔۔۔۔۔

یہ گھر ہمیشہ سنسان اور ویران لگتا تھا جیسے یہاں کوئی

ہو کر بھی نہ رہتا ہو اس قدر گمشدہ اسکی شخصیت تھی

کہ اسکے سانس لینے تک کا بھی فضاؤں کو علم نہیں ہوتا
تھا۔

مگر آج اسکا ویران گھر جیسے زندگی میں پہلی بار آباد ہوا
تھا رنگوں سے، کلکاریوں سے اور مسکراہٹوں سے۔

وہ خود لیونگ روم میں کھڑا کمر پر ہاتھ رکھے اپنے
صوفہ ایریا کو دیکھنے لگا اوپر نیچے ٹیبل صوفہ ہر جگہ
کھلونے ہی کھلونے بھر چکے تھے۔

سب میں گاڑیاں، سپائڈر مین اور ڈولز شامل تھیں
بلاکس تھے جن سے ان ڈولز کا گھر بننا تھا۔

وہ یہ سب آنلائن آرڈر کر کر منگوا چکا تھا اور اب ان پیک کرنے کے بعد اسکے گھر کی یہ حالت تھی کہ جہاں سوائے کالے رنگ کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا وہاں رنگ برنگی تتلیاں سی بکھر گئی تھیں پورے گھر میں۔

اس نے صوفے پر بیٹھی ٹکر ٹکر سب چیزوں کو دیکھتی زالے کو دیکھا۔

"اب کیا پورا مال خرید کر دوں تمہیں؟" وہ اسکے چہرے پر کوئی بھی مسکراہٹ نہ پا کر ہاتھ کھول کر حیرت سے پوچھنے لگا۔

"بولو بھی۔۔۔یہ سب تمہیں اچھا نہیں لگا؟" وہ کس سے پوچھ رہا تھا؟ وہ جو بولتی ہی صرف اپنے ماں باپ کے سامنے تھی اور کوئی مجال ہے جو اس سے کچھ بلوا دے۔

"مرضی ہے۔۔۔ نہیں لینے تو نہ لو" وہ تنگ آکر اپنے
لئے کچھ بنانے کچن میں چلا گیا تھا اسکے رونے کے چکر
میں اب تک اسے کچھ کھانا بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔
وہ اپنے لئے کافی بنا کر ہٹا ہی تھا جب اسکی نظر زالے پر
پڑی۔ وہ ڈھیرے ڈھیرے کھلونوں میں ہاتھ مارنے
لگی تھی یہ دیکھ اسے کچھ سکون کا سانس آیا تھا
مگر وہی اگلی نظر اسکے ہاتھ پر پڑی جب اسکے ہاتھ میں
ریوالور دیکھ وہ اگلا سانس لینا بھول گیا۔

وہ بوکھلا کر کافی کا مگ چھوڑے اندھادھند اسکی جانب بھاگا تھا اس بیچ کافی کا مگ بھی فرش پر گرتے دو ٹکڑے ہو گیا۔

اس نے جاتے ہی اسکے ہاتھ سے ریوالور چھین کر دور پھینکی اور پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

زالے نے ایک نظر اسے دیکھا جب اگلے لمحے وہ اپنے ننھے ننھے ہاتھ اسکے بازو پر مارنے لگی۔

"یو ونڈا ایبی" وہ اسے مارتی ہوئی بے حد معصومیت سے بولی۔جب اسکے منہ سے پہلی بار کوئی جملہ سنتے زارک کی سانس پل بھر کو تھمی تھی۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے سامنے بیٹھتا چلا گیا اور ٹھہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ واقعی کوئی شہزادی معلوم ہوتی تھی اتنی معصومیت اتنی خوبصورتی اس نے پہلی بار کسی بچے میں دیکھی تھی۔

وہ بلکل ایک ہاتھی اور چیونٹی کی طرح لگ رہے تھے۔

زارک جلدی سے سر جھٹکتے ہوش کی دنیا میں آیا۔

"ایم ناٹ۔۔۔دندا" وہ اسکی زبان بولتا ایک انگلی اسکی گپو سی کلائی سے ٹچ کر گیا ایسے جیسے اپنا بدلہ لے رہا ہو۔ مگر اپنے منہ سے گندہ کو دندا کا لفظ ادا ہوتے دیکھ وہ خود ہی گڑ بڑا سا گیا اسے کیا ہو رہا تھا وہ کیوں بھول رہا تھا کہ وہ کون ہے اور کیوں اسے اٹھا کر لایا ہے۔

"یو۔۔۔دندا۔۔۔بے بی۔۔۔اوتے" وہ پھر سے اسکے اتنے بڑے بازو پر اپنا ننھا سا ہاتھ مار کر بولی۔

اسے وہ مونسٹر نہیں لگا تھا کیونکہ وہ بہت پیارا تھا اسکی اولیو گرین آنکھوں میں اسے بے پناہ شفقت نظر آئی تھی۔

اور یہ بچوں سے بہتر اور کوئی محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

"ناٹ او کے۔۔۔یو لٹل فیری" وہ اسکی چھوٹی سی ناک دبا کر شرارت سے بولا۔

بدلے میں زالے بھی اسکی ناک دبانے کی کوشش کرنے لگی تھی مگر وہ اس چیونٹی کے آگے بلکل پہاڑ کی طرح معلوم ہورہا تھا۔

وہ اسکی آسانی کے لئے اسکے سامنے جھک گیا جب زالے نے اسکی ستواں سی خوبصورت ناک دبا کر اپنا بدلہ پورا کیا وہ الگ بات تھی اسے ناک دبانی نہیں آئی تھی اس لئے وہ اپنا چھوٹا سا مکا اسکی ناک پر مار گئی۔

"ہاہاہا۔۔۔سو کیوٹ" وہ پہلی بار اس طرح کھل کر ہنسا تھا اور ہنستا ہی چلا گیا تھا۔

فضائیں تھم سی گئیں دیواریں اپنی پوری آنکھیں کھول گئیں گھر کی ایک ایک چیز پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

وہ ہنس رہا تھا؟ زارک ولف ہنس رہا تھا؟ نہیں یہ دھوکہ تھا ہر چیز کیلئے دھوکہ تھا وہ کیسے ہنس سکتا تھا آج تک جو مسکرایا تک نہیں تھا وہ ہنس رہا تھا۔

اسکی ہنسی جیسے ہر چیز کو ہپنوٹائیز کر رہی تھی یہاں تک کے زالے کو بھی۔ وہ اپنی پٹپٹاتی آنکھوں سے اسے

دیکھے گئی۔وہ واقعی مونسٹر نہیں تھا اگر تھا تو اچھے والا مونسٹر تھا۔

وہ ہنستے ہنستے یکدم سے رکا اور زالے کو دیکھنے لگا۔

اسکی اولیو گرین آنکھیں حیرت سے بے ساختہ پھیلنے لگیں جو کام اسکی پوری زندگی میں اور کوئی نہیں کر سکا تھا وہ اس چھوٹی سی پری نے کر دیا تھا۔

"تمہیں یہ سب اچھا نہیں لگا تو ہم کچھ اور آرڈر کریں؟" وہ اس سے پھر پوچھنے لگا۔

"آئی وانٹ بابا (مجھے بابا چاہئے)" وہ بے حد
معصومیت سے منہ میں انگلی لیتی بولی۔

جب اسکی بات پر زارک دھک سے رک گیا اور اسے
دیکھنے لگا۔

کیا تھا اگر وہ اسی طرح اسے اسکے ماں باپ تک پہنچا دیتا
مگر یہ کیا واقعی اتنا آسان تھا؟ اسے درمیان میں ان
گنت رکاوٹیں دکھائی دے رہی تھی جن میں پہلی
رکاوٹ تھا "ابراہیم "
وہ سر جھٹکتے زالے سے پیچھے ہو گیا۔

"کھیلنا ہے تو ان کے ساتھ کھیلو سمجھی" وہ لہجہ سخت کرتے بول کر اٹھتا واپس کچن میں چلا گیا۔

جب اسکی ڈانٹ پر زالے پھر سے رونے لگی تھی اور اس بار بہت زور سے روئی تھی۔

کیونکہ اسکے بابا نے تو کبھی اسے آنکھیں تک بھی نہیں دکھائی تھیں اسکے سب چاچو اسے ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھتے تھے۔

اور یہ گندہ مونسٹر اسے ڈانٹ کر چلا گیا تھا وہ اپنے بابا کو پکارتی اور تیز رونے لگی۔

جب اسکی رونے کی آواز سن کر زارک یکدم سے بے
چین ہوا اٹھا اس نے وہی سے اسے بغور دیکھا کیا
مطلب اب وہ اسے چپ بھی کروائے گا؟ اسے قسمت
پر غصّہ آنے لگا تھا۔

کہ تب ہی اسکی نظر پورے لیونگ روم پر پڑی وہی
رنگ برنگے کھلونے۔ مانو کوس قزح اسکے گھر میں اتر
آیا ہو۔

یہ وہ رنگ تھے جن کو اسکے گھر نے پوری زندگی
محسوس کیا تھا ان رنگوں کیلئے یہ دیواریں ترسی تھیں

اور اس لٹل فیری نے آتے ہی اسکے گھر کو جنت بنا دیا تھا۔

وہ یک ٹک وہ سب دیکھ ہی رہا تھا جب سلیب پر رکھا اسکا موبائل بجتے اسکی ساری توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا۔

اس نے نام دیکھ کر کال اٹھائی اور فون کان سے لگا گیا۔

"وہ رو رہی ہے؟" سوال کرتے وقت زارک کو جیسمن کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رینگتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"فون کیوں کیا ہے ؟" وہ اپنے لہجے میں از حد سختی لے آیا۔

"ابراہیم تم سے بات کرنا چاہتا ہے" اسکی بات سنتے زارک کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں۔

اتنے میں جیسمن فون ابراہیم تک لے گئی تھی جو فون کان سے لگتے ہی زالے کی رونے کی آواز سن کر اتنا لمبا سکوں بھرا سانس اپنے اندر اتار گیا تھا کہ مانو پوری زندگی اتنا سکون بھرا سانس نہ لیا ہو کبھی۔

"یہ میرا شیر۔۔۔بلکل صحیح جا رہے ہو" وہ خوشی سے اش اش کر اٹھا تھا اسکی خوشی پہلی بار زارک کو اچھی نہیں لگی تھی۔

"اسے لے کر آؤ میرے پاس" اب کی بار اسکی بات پر زارک کو جھٹکا سا لگا تھا۔

"ک۔۔۔کیوں۔۔۔م۔۔۔میرا مطلب ہے یہ یہاں ٹھیک ہے تمہارے سر میں درد ہو گا اسکے رونے کی آواز سے "

وہ بوکھلا کر اپنے لہجے سے نرمی ختم کرتے سختی لے آیا۔

کہ کہیں ابراہیم محسوس نہ کر لے۔

"یہ آواز مجھے خوشی دے گی۔۔۔میری جان اسے

لے کر آؤ۔۔۔تمہارا کام صرف یہی تک تھا"

اسکی بات پر زارک کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے سکے

گا۔

اس نے زالے کو دیکھا جواب بھی رو رہی تھی وہ اسے

دیکھتے ضبط سے لب بھینچ کر رہ گیا۔

"ھمم۔۔۔مجھے تھوڑا وقت دو۔۔۔میں اس پاشا کی عقل ٹھکانے لگا کر لاتا ہوں "

وہ چاہتا تھا ابراہیم جو چاہے صرف پاشا کے ساتھ کرے یہ لٹل فیری اسکی نظروں سے دور رہے مگر ایسا تقریباًنہ ممکن تھا۔

"یہی تو ہے۔۔۔پاشا کو نیچے کرنے کا سب سے بہترین طریقہ۔۔۔لے آؤ اسے میرے پاس۔۔۔میں شدّت سے اسکا انتظار کرونگا"

کہتے ہی فون کاٹ دیا گیا تھا نہ سنا گیا اور نہ مزید سنایا گیا مگر زارک کی سانسیں روک دی گئی تھیں۔

وہ یک ٹک اس ننھی پری کو دیکھے گیا۔ کیا اسے بھولنا چاہیے تھا اپنا مقصد؟ نہیں وہ اسے کیوں لایا تھا یہ یاد رکھنا چاہیے تھا وہ کیوں اپنے دل کو اس کے آگے مجبور محسوس کر رہا تھا۔

وہ کچھ دیر وہی کھڑا رہا جب زالے کا مسلسل رونا اسے بری طرح سے جھنجھوڑ گیا۔

وہ مجبور ہوتے اسکے پاس چلا آیا اور اسے گود میں اٹھا

گیا۔

"اچھا سوری۔۔۔دوبارہ نہیں ڈانٹوں گا" اسکے سوری

کرنے پر زالے یکدم سے چپ ہوتی اسے دیکھنے لگی۔

یہاں زارک غش کھا کر گرنے کو تھا کتنی تیز تھی اسکی

لٹل فیری سوری کرتے ہی چپ ہو گئی۔

لڑکی تھی ناں اسکے اندر یہ عادت تو ابھی سے ہونی ہی

تھی۔

زالے کی آنکھوں سے آخری کے دو موٹے موٹے آنسوں گال پر بہہ گئے جن پر زارک کی نظر پڑی تھی۔ وہ نرمی سے اسکے آنسوں صاف کرتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

حیرت کی بات تھی کہ زالے اسے دیکھ کر ہر بار چپ ہورہی تھی اور ایسا کیوں تھا یہ خود زارک بھی نہیں جانتا تھا۔

"تمہارے بال خراب ہو گئے۔۔۔پھر سے بنائیں؟"

وہ اسے بہلانے کے طریقے اپنا رہا تھا وہ معصویت سے اسے دیکھتی رہی۔

زارک اسے لے کر کمرے میں گیا اور ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا کر اسکے بال دیکھنے لگا پونی کافی حد تک خراب ہو چکی تھی۔

وہ سوچ میں پڑ گیا کہ اب کہہ تو دیا تھا لیکن کبھی ایسے بال بنائے تو نہیں تھے کیونکہ اس نے کبھی کسی لڑکی کو ہی نہیں دیکھا تھا بالوں کا سٹائل بناتے ہوئے۔

اسے عورتوں سے کتنی چڑ تھی یہ ساری دنیا جانتی تھی مگر یہاں آکر اسے ایک بچی کے سامنے جھکا دیکھ لیتے تو یقیناً حیران رہ جاتے۔

وہ موبائل اٹھا کر اس میں بالوں کا سٹائل دیکھنے لگا جن میں سے ایک اسے بہت پسند آیا تھا تب ہی برش اٹھا کر وہ اسکے بالوں کو سیٹ کرتے پونی بنانے لگا۔

اس دوران زالے وہاں پڑے پرفیومز کے ساتھ کھیل میں لگ گئی جب تک وہ اسکے بال بنا کر پیچھے نہ ہٹ لیا۔

مگر وہ پہلی کوشش میں بہت خراب بنے تھے۔ تب ہی وہ اسکے بال پھر سے بنانے لگا اتنی کوششوں کے بعد جا کر اسکے بال اچھے بنے تھے وہ بھی کچھ کچھ۔

وہ جہاں جہاں چھان مار سکتا تھا مار چکا تھا ابراہیم کی ایک ایک جگہ وہ تباہ کر چکا تھا ایک گھنٹے کے اندر اندر جتنے بھی علاقے ابراہیم کے قبضے میں تھے وہ سب کے سب اب پاشا کے قبضے میں آچکے تھے ہر جگہ اسکے بندے تھے۔

اور یہ سب وہ جان بوجھ کر کر رہا تھا تاکہ ابراہیم خود اس سے رابطہ کرے کیونکہ اس سے ایک بار جس نمبر پر رابطہ ہوتا تھا پھر وہ زندگی بھر کیلیۓ بند ہو جاتا تھا۔

اور پاشا کی سوچ کافی حد تک کامیاب ہو چکی تھی صاف پتہ چل رہا تھا کہ شور ابراہیم تک پہنچ چکا تھا۔

وہ ایک سڑک پر کھڑے تھے جب پاشا کے موبائل پر اے ڈی کی کالز آنے لگیں وہ فوراً اسے اسکی کال پک کر گیا۔

"بولو"

"پاشا ابراہیم رابطہ کرنا چاہتا ہے" اسکی بات سن کر

پاشا کے چہرے پر یکدم سے سایہ سا لہرا گیا۔

وہ کال کٹ کرتے برق رفتاری سے اے ڈی کے

اپارٹمنٹ پہنچا تھا جہاں ایک بڑا سا کمرہ تھا پوری

دیوار پر سکرین نصب تھی اتنے بڑے کمرے کا سیٹ

اپ دیکھ بلیک شیڈ و اور آر سن تو سانس ہی نہیں لے

سکے تھے۔

اسکی بہن اتنی بڑی توپ چیز تھی اسے علم ہی نہیں تھا وہ اتنی شاطر اور تیز دماغی سے کام کرتی تھی اسکا اندازہ اس کمرے سے ہو رہا تھا۔

سامنے سکرین پر ابراہیم کے ساتھ کال کنیکٹ ہوتے ایک اموجی سامنے آئی تھی۔

"ہاہاہاہا" اسکا شیطانی قہقہہ پورے کمرے میں گونجتا ان سب کے کانوں میں بری طرح سے چبھا تھا۔

"پاشا۔۔۔پاشا۔۔۔پاشا۔۔۔میری جان پاشا "

"کیا کر رہے ہو یار۔۔۔اتنا غصّہ۔۔۔!" اسکی بات پر یاقوت نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

باقی سب کے غصّے کا پیمانہ بھی لبریز ہونے کو تھا۔اور یہی سب دیکھ اسے مزہ آرہا تھا کیونکہ اس وقت وہ ان سب کو دیکھ سکتا تھا یہ سب اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

سب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا مگر وہ ساکت کھڑا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ سامنے ایسے ہی نہیں آئے گا اسکی صرف آواز بھی سامنے آجانا مطلب کسی بڑی مصیبت کا پیش خیمہ تھی

وہ یک ٹک اس سیاہ سکرین کو دیکھے گیا جب اسے یوں پتھر بنے دیکھ ابراہیم کی ہنسی اور بھی گہری ہوتی چلی گئی۔

وہ سر پیچھے کی جانب پھینک کر پاگلوں کی طرح بس

ہنستا چلا گیا۔

اسکی ہنسی پر یاقوت پا میر عثمان سب نے مٹھیاں ضبط

سے بھینچی تھیں ابراہیم کو اندازہ تک نہ تھا کہ یہ ایک

پردہ اگر بیچ سے ہٹ جائے تو یہ سب اسکا کیا حال کر

سکتے تھے۔

مگر اسکی قسمت میں ابھی جینا لکھا تھا اور تب تک فتح

اسکے قدموں میں ناچ رہی تھی اسکا شاہی رقص اتنا

مسرور کن تھا کہ وہ آگے آنے والی تباہی تک کو نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

اتنے میں برلاس بھی وہی آپہنچا تھا جب ابراہیم کی ہنسی کی آواز سن کر قدم بے ساختہ وہی روک گیا۔

"اتنے پاور فل لوگ تیرے پاس ہیں۔۔۔اور پھر بھی تو اتنا بے بس کھڑا ہے۔۔۔ہاہا آئی لائک اٹ۔۔۔۔آئی لائک اٹ "

اسکی بات پر برلاس نے ایک ایک نظر سب کو دیکھا کیا واقعی وہ سب بے بس تھے ؟ذہن میں سوال آیا تھا

ہاں وہ بے بس تھے جب تک زالے آفندی اس شخص کے پاس تھی وہ سب بے بس تھے کیونکہ انکی ذرا سی کوتاہی زندگی بھر کا روگ دے کر جا سکتی تھی۔

اور جب تک پاشا خاموش تھا تب تک ان میں سے بھی کوئی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔کچھ بھی نہیں۔

"مجھے یہی تو چاہئے تھا۔۔۔یہی۔۔۔یہی چہرہ ۔۔۔یہی بے بسی" وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے بلکل پاشا کے سامنے بیٹھا ہو۔

"میری بیٹی کو چھوڑ دے ابراہیم" وہ کس ضبط سے بے حد دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

اسکی بے بسی کو عروج پر دیکھ سب کے دل جیسے ڈوب سے گئے تھے وہ جیسے بھیک مانگ رہا تھا۔اسے مانگنی تھی کیونکہ سامنے موجود شخص بہت ظالم تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔ایک بار پھر۔۔۔ن۔۔۔نہیں۔۔۔بلکہ ایسے بول میری بیٹی مجھے بھیک میں دے دے "

اسکی بات سنتے سب نے مٹھیاں زور سے بھینچی تھے غصّے سے چہرے سرخ ہو رہے تھے۔

سامنے صرف پاشا کھڑا تھا اور وہ اسے ہی زیر کرنا چاہتا

تھا۔

"میری۔۔۔بیٹی مجھے بھیک میں دے دے" اسکے

ضبط کی انتہا تھی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں مگر نہیں

وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

کہ تب ہی اگلے لمحے ان سب کے کانوں میں زالے کی

تیز رونے کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔

اس آواز کو سنتے ہی زیحال یکدم سے بے چین ہوا اٹھا جب دیکھتے ہی دیکھتے سکرین پر زالے نظر آنے لگی تھی۔

اسے دیکھتے ہی وہ تڑپ کر بے اختیار سکرین پر ہاتھ رکھ گیا تھا وہ رو رہی تھی اور سامنے اپنے بابا کو دیکھ کر تو اور تیز رونے لگی تھی کیونکہ اسے بھی وہ صرف اس بڑی سی سکرین پر نظر آرہا تھا وہ اسے لے کیوں نہیں رہا تھا۔

"زالے۔۔۔" وہ تڑپ کر سکرین پر سے ہی اسکے

چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

جب جیسمن نے پیچھے سے اسے پکڑ کر جھنجھوڑ دیا۔

"نہیں۔۔۔" اس کے اس عمل پر وہ یکدم سے چلا اٹھا

تھا باقی سب کی بھی جیسے ایک پل کیلئے جان سی نکل گئی

تھی۔

یہاں جیسے کسی نے زیحال کی پوری دنیا ہلا دی ہو۔

"ابرا۔۔ ہیم۔۔۔ میں تیری جان لے لونگا کمینے"

اپنی بچی کو اس طرح روتے دیکھ وہ خود سانس نہیں لے سکا تھا

"ہاہاہاہا۔۔۔ کیسا لگا سرپرائز" وہ پھر سے شیطانی قہقہہ مار کر ہنسا تھا مگر سامنے نہیں آیا تھا۔

زالے کو اب تک اسی حالت میں دیکھ پاشا کی جان نکل رہی تھی وہ نہیں کر پا رہا تھا خود پر مزید ضبط۔

"میں نے کیا بگاڑا ہے تیرا۔۔ کیا بگاڑا ہے۔۔۔؟"

وہ ضبط کرتے کرتے بھی آخر میں دھاڑ اٹھا تھا اسے

آگ بگولہ ہوتے دیکھ ابراہیم کو جیسے اور مزہ آرہا تھا وہ ہنستا ہی چلا گیا۔

"ایک بار سامنے آ۔۔۔ صرف ایک بار۔۔۔ میں تجھے زندہ دفن کردونگا"

وہ اب واقعی ایسا کر گزرتا مگر تب جب وہ سامنے آنے کی ہمت کرتا۔

سامنے سے لڑتا صرف وہ تھا شیر کا بچہ جس پر حملہ بھی اسکے دشمنوں نے پیچھے سے کیا تھا

"آؤنگا۔۔۔سامنے بھی آؤنگا۔۔۔اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔۔تیری بیٹی میرے پاس ہے تو خود آئے گا اب" وہ ہنسی روک کر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

یہ انداز ان سب کو ٹھٹھکا تھا۔

"زالے۔۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔باباہیں ناں۔۔۔چپ۔۔۔بلکل چپ" اسے زالے کا رونا از حد تکلیف دے رہا تھا وہ کیا کرتا وہ کیسے اس سے بھیک مانگتا۔

زالے اسکی بات پر اسکی جانب ہاتھ کئے اور بھی رونے لگی تھی کہ اسے لیا جائے وہ معصوم کیا جانے یہ سکرین اسکے اور اسکے بابا کے بیچ کتنی بڑی دیوار تھی۔

ورنہ وہ کب کا اسے ان لوگوں سے چھین کر اپنے سینے سے لگا چکا ہوتا۔

زالے کا رونا دیکھ اسکی جان قطرہ بہ قطرہ نکل رہی تھی سب نے اسے پہلی بار زندگی میں اس قدر بے بس دیکھا تھا۔

"چھوڑ دے میری بیٹی کو۔۔۔ چھوڑ دے" وہ زور سے ہاتھ ٹیبل پر مارتا پوری قوت سے دھاڑا تھا۔

جب اسکی دھاڑ پر برلاس یکدم دھک سے رکتا پیچھے کو قدم ہٹا گیا۔

"تجھے کیا چاہئے بول۔۔۔ میں اپنا سب کچھ دے دونگا۔۔۔ سب کچھ میری بیٹی لوٹا دے۔۔۔ وہ معصوم ہے۔۔۔ معصوم ہے وہ"

وہ ضبط کرتے کرتے بھی پھر سے دھاڑا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا ہر چیز کو تہس نہس کر دے۔

اسکی یہی حالت دیکھ ابراہیم کو اپنے دل میں سکون سا اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔اب کی ہے ناں کام کی بات۔۔۔۔مجھے کیا چاہیئے۔۔۔چل بتاتا ہوں کان ادھر لا "

وہ خود کیمرے کے پیچھے سے آگے آیا تھا صرف آواز سے پتہ چل رہا تھا جیسے وہ بلکل قریب ہی کھڑا ہو۔

"تیری جان" سرگوشی نما انداز میں بتا کر وہ پھر سے زور سے ہنستا چلا گیا تھا۔

جب اسکی ڈیمانڈ پر یہاں باقی سب کا گویا سانس تک رک گیا تھا۔ برلا اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں سکرین کی جانب دیکھا تھا۔

ایسے جیسے یہ نظریں سامنے کوئی نیا شکار دیکھ رہی ہوں اس نے اسکے باپ کی جان لینے کا کہا؟ اسے یقین نہیں آیا تھا۔

یاقوت پا میر بے اختیار زیحال کے دونوں اطراف آ کھڑے ہوئے تھے ایسے جیسے اسکی ڈھال بن گئے

ہوں کیسے ممکن تھا کہ انکے باپ کو کوئی ذرا سا چھو بھی جائے۔

وہی دوسری جانب داراب کی پوری ٹیم اس کال سے لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کر رہی تھی جس میں مددگار ثابت ہو رہی تھی زنو۔

وہ لوگ سر دھڑ کی بازی لگا کر ابراہیم کی لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر ایسا ممکن ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا۔

کیونکہ وہ سامنے بھی آیا تھا تو پوری پلاننگ کے ساتھ آیا تھا۔

"میں اپنی جان اپنی بیٹی پر لاکھوں بار وار سکتا ہوں" وہ سرد مہری سے بولتا یاقوت اور پامیر کی سانسیں روک گیا تھا۔

"بھائی نہیں" پامیر نے تڑپ کر بے اختیار اسکا ہاتھ تھام لیا جسے آج وہ چھڑوا گیا تھا سامنے اسکی بیٹی تھی وہ آج کسی کا نہیں تھا کسی کا بھی نہیں۔

"تو بول اپنے اس بھائی کو۔۔ تیری جان لے میرے سامنے"

وہ یاقوت کی جانب اشارہ کر رہا تھا جب اسکا اشارہ اپنی جانب پا کر یاقوت پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

زیحال شل ساکت کھڑا اسے دیکھے گیا کیا اسکی قسمت میں یہ موت لکھی تھی؟ اپنوں کے ہاتھوں؟ جن ہاتھوں کو اس نے پالا انہی ہاتھوں کے ہاتھ اپنا انجام؟ اسکا دل کسی سخت پکڑ میں آیا تھا۔

اگر اسکی بیٹی کی زندگی کی قیمت اسکی جان تھی تو یہ قیمت چکانے میں کیسی جھجھک؟

"بول اسے تیری جان لے"

"او۔۔۔ئے۔۔۔میری تیری جان لے لونگا کمینے" وہ حلق کے بل دھاڑتا سکرین کی جانب بڑھنے لگا تھا جب زیحال اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے کر گیا۔
اور اسکے چہرے کی جانب دیکھتا سر نفی میں ہلانے لگا وہ کس دہانے پر کھڑا تھا وہ کیا جانے جس کی بیٹی انکے قبضے میں تھی اور وہ انکے اشاروں پر۔

"کرو جو اس نے کہا" اسکی بات پر یاقوت نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا لفظ جیسے لبوں سے ادا ہی نہیں ہو رہے تھے

وہ دھیرے سے ریوالور یاقوت کے ہاتھ میں پکڑا گیا وہ پھٹی پھٹی نظروں سے کبھی ریوالور کو دیکھے تو کبھی اپنے باپ کو۔

وہ دھک سے پیچھے ہٹ گیا۔

"آپ پاگل ہو گئے ہیں" وہ حواس باختہ سا چلایا تھا۔

جب زیحال نے گردن موڑ کر زالے کی جانب دیکھا جیسمن کا اس پر ہاتھ پھر سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ وہ یکدم سے دھاڑ اٹھا۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔" اسکے بے ساختہ بولتے ہی وہ رک سا گیا۔

"چلو یہ کام میں کر لونگا۔۔۔ فلحال یہ تھپڑ اپنی بیٹی کے حصّے کے تم کھاؤ "

ابراہیم یاقوت کے کانپتے ہاتھ دیکھ زومعنی انداز میں بولا۔

اتنی جلدی کھیل ختم کرنے کا متمنی تو وہ بھی نہیں تھا

تب ہی کھیل کو مزید دلچسپ بنانے لگا۔

"چلو شروع ہو جاؤ" اس سے پہلے وہ پھر سے زالے پر

ہاتھ اٹھاتی زیحال یاقوت کا ہاتھ تھام گیا تھا۔

"مارو مجھے" اسکی بات پر یاقوت یکدم سے لرز کر رہ گیا

اور اپنا ہاتھ کرنٹ کی سی سپیڈ سے پیچھے کھینچ گیا۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔م۔۔۔میں کیسے"

یاقوت مرزا کی جان لے لی جائے مگر اتنا بڑا گناہ وہ ان

ہاتھوں سے کرنے کا کبھی وہم و گماں میں بھی نہیں لا سکتا تھا۔

یاقوت کو یہ کام نہ کرتے دیکھ ابراہیم کے اشارے پر جیسمن پھر سے زالے کو جھنجھوڑ گئی جب اس کی ننھی سی رونے کی آواز سنتے زیحال کی جان نکلی تھی۔

"مارو ناں۔۔۔" وہ یکدم سے یاقوت کے منہ پر کرب سے دھاڑا۔

یاقوت تو یہی کھڑے بے جان ہو گیا تھا اتنی بڑی آزمائش اتنا بڑا امتحان جس میں ہارا اسکا مقدر پہلے

سے تھی وہ کیسے اس شخص پر ہاتھ اٹھا سکتا تھا جس کے ہاتھوں میں اپنے لئے شفقت ڈھونڈتا تھا۔

مگر وہاں زالے کا رونا دیکھ اسکا دل لرز کر رہ گیا تھا وہ ضبط سے آنکھیں مینچتے اپنے دل کو دھڑکنے پر آمادہ کرنے لگا جو بند ہونے کے قریب تھا۔

"زی۔۔۔" داراب نے بے یقینی سے اسے پکارا۔

جب اسکی پکار پر زیحال بے اختیار اسکی جانب مڑا اور فوراً سے اسکے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"لالا۔۔۔لالا آپ ماریں۔۔۔" وہ اسکے ہاتھ اٹھا کے اپنے چہرے پر رکھ گیا۔

جب جیسمن کا ہاتھ پھر سے زالے کی جانب جاتے دیکھ وہ داراب پر بھی چلا اٹھا تھا وہ اپنے حواس کھو رہا تھا زالے کی آواز اسکی جان نکال رہی تھی۔

"ماریں ناں مجھے۔۔۔میری بیٹی ہے وہ" وہ کس کرب سے چلا کر انکو بتا رہا تھا۔

یہ تھپڑ کیا وہ اسکے حصّے کی موت بھی اپنے حصّے میں لے سکتا تھا تو یہ تھپڑ کیا چیز تھی۔

داراب نے مجبور ہوتے اس پر زندگی میں پہلی بار ہاتھ اٹھالیا تھا۔

جب اس تھپڑ کی آواز پر برلاس فوراً سے زیحال کے ساتھ جا لگا تھا۔

مگر آج اس نے کسی کو بھی بیچ میں نہیں آنے دیا تھا وہ زالے کو دیکھتے ہوئے یہ تھپڑ خود کھاتا گیا مگر آنکھوں میں اترتی سرخی نہیں روک پایا۔

"ہاہاہا۔۔۔پاشا۔۔۔ تمہیں ایسے دیکھ کر کتنا سکون آ رہا ہے "اسے واقعی اپنے کلیجے میں ٹھنڈک سی پڑتی محسوس ہوئی تھی۔

"لیکن فلحال کیلئے تمہیں اتنی ہی تکلیف دینا کافی ہے ملتے ہیں۔۔۔ بریک کے بعد "

کہتے ہی وہ کال کٹ کر گیا سکرین سے زالے کے غائب ہوتے ہی زیحال تڑپ کر سکرین کی جانب آیا تھا۔

"نہیں" مگر وہ پھر سے دور جا چکے تھے ایک بار پھر
اس باپ کو اپنی بیٹی کیلیئے تڑپتا چھوڑ گئے تھے۔

وہ شاور لے کر ٹاول سے بال صاف کرتے ہوئے جیسے
ہی باتھ روم سے باہر نکلا سامنے بیڈ کو خالی پا کر وہ یکدم
سے ٹھٹھک گیا وہاں ہر جگہ صرف کھلونے کی
بکھرے پڑے تھے مگر زالے کہیں بھی نہیں تھی۔
وہ جھٹ سے ٹاول پھینک کر اسے بیڈ کے اس جانب
دیکھنے لگا کہ کہیں وہ وہاں تو بیٹھی نہیں کھیل رہی۔

مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی زارک وہی سے بیٹھ کر بیڈ

کے نیچے جھک کر اسے ہر جگہ تلاش کرنے لگا اسے

وہاں بھی نہ پا کر وہ کمرے کا کونہ کونہ چھان مارتے

کمرے سے باہر آگیا۔

"لٹل فیری؟" اس نے وہی کھڑے ہو کر اسے پکارا

کہ وہ جہاں بھی ہے اسکی آواز سن کر باہر نکل آئے۔

مگر جواب میں صرف خاموشی ہی آئی تھی۔

اس بار زارک صحیح میں ٹھٹھک گیا تھا وہ اوپر نیچے

صوفے کے آگے پیچھے اندر باہر ہر جگہ پھر کی کی طرح

گھوم کر اسے تلاش کر گیا مگر وہ اسے کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی

حلانکہ وہ اسے وہی کھیلتا ہوا چھوڑ کر شاور لینے گیا تھا۔

کمرے اور باہر ہر جگہ اسکے کھلونے بکھرے پڑے تھے۔

"کہاں ہو لٹل فیری" اسکی پکار کر جواب میں اب پھر خاموشی آئی تھی۔

تھوڑی سی دیر اسے نہ پا کر زارک کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی کہ وہ کہیں ایسی جگہ نہ پہنچ گئی ہو جہاں پھر سے کوئی غلط چیز ہاتھ میں لے لے۔

اس گھر میں تو تھا ہی سب ایسا سامان اس نے کب سوچا تھا کہ کبھی اسے اپنے ہی گھر میں اتنی احتیاط بھی کرنی پڑے گی۔

"کہاں ہو تم لٹل فیری یہاں آؤ۔۔۔ میرے پاس "

مگر نہیں وہ نہیں آئی وہ ہوتی تو ہی آتی مگر اسے نہ آتے دیکھ زارک پیشانی مسلتا مڑنے ہی لگا تھا جب اسے فضا میں ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوئی۔

وہ دھک سے رک گیا اور آنکھیں بند کر کر اس خوشبو کو محسوس کرنے لگا

اس وقت وہ بلیک پینٹ اور بلیک ہی سینڈو میں ملبوس تھا گیلے بالوں کی لٹ ماتھے پر بکھری پڑی تھی۔

اس خوشبو کو وہ کسی وحشی جانور کی طرح سونگھ کر پہچان گیا تھا۔

تب ہی اولیو گرین آنکھیں کھلتی مٹھیاں ضبط سے بھینچ گئی۔

"جیسمن۔۔۔۔" وہ زور سے دھاڑتے اپنا پیر پاس پڑی ٹیبل پر دے مار گیا۔

شدید غصّے کے باعث اسکا چہرہ سرخی چھلکانے کے قریب ہوا تھا۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا جیسمن کی سانسیں تمام کر دے۔

وہ برق رفتاری سے اندر جاتا صوفے پر پڑی اپنی شرٹ اٹھا کر چلتے چلتے پہنتے ہوئے گاڑی میں جا بیٹھا تھا۔

وہ گاڑی میں بیٹھتے زن سے اڑا لے گیا اور راستے میں ہی بیک ویو مرر میں دیکھ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر انکو سیٹ کرنے لگا۔

اس وقت وہ سخت مضطرب معلوم ہو رہا تھا کیونکہ اسے اندازہ تھا ابراہیم کا وہ کس قدر پینچ بندہ تھا اسے بار بار زالے کا معصوم چہرہ یاد آ رہا تھا۔

اور ساتھ جیسمن پر شدید طیش بھی جو حرکت اس نے کی تھی اسکا خمیازہ تو اب وہ بھگتنے والی تھی یہ طے تھا۔

وہ سپیڈ اوور کرتا گاڑی اور تیز بھگانے لگا۔

جب اسکی گاڑی دور سے دیکھتے ہی گارڈ نے گیٹ فورا اسے کھول دیا اس سے پہلے وہ گیٹ ہی اڑا لے جاتا۔

گاڑی سیدھا پورچ میں کھڑی کرتے وہ اندھادھند سیڑیاں اوپر کی جانب چڑھتا چلا گیا۔

جب بھاگ کر ابراہیم کے پورشن میں پہنچتے اسکی نظر سامنے روتی ہوئی زالے پر پڑی۔

اسے روتے دیکھ زارک کا دل بے ساختہ مٹھی میں آیا تھا۔

وہ اب بھی جیسمن کے پاس ہی تھی جس کی شکل ہی دیکھ کر زالے رونا بند نہیں کر رہی تھی۔وہ کب کسی کا ہاتھ برداشت کرتی تھی خود پر۔

لیکن زارک کو دیکھتے ہی وہ اسکی جانب فورا اسے اپنے ننھے ہاتھ کر گئی۔

اسکا رونا زارک کا دل مٹھی میں لے آیا تھا۔

جیسمن نے مڑ کر زالے کے ہاتھوں کی سیدھ میں دیکھا جہاں زارک کو آنکھوں میں موت لئے کھڑے دیکھ اسکا دل دھک سے رک گیا۔

وہ زالے کو چھوڑ کر بے اختیار پیچھے ہٹ گئی۔

"و۔۔۔ولف۔۔۔وہ اب۔۔۔ابراہیم نے" وہ اسے
اس قدر قہر برساتی آنکھوں سے دیکھتی کانپتی ہوئی
آواز میں صفائی پیش کرنے ہی لگی تھی
کہ وہ اسے گردن سے پکڑ کر اپنے قریب کر گیا۔
"تمہاری کب سے اتنی جرات ہو گئی کہ میرے منع
کرنے کے باوجود تم وہ کام کرو۔۔۔ہاں؟"
وہ اسکے منہ پر سخت لہجے میں غرلایا تھا جیسمن کا سانس
رکنے لگا تھا

کہ اسی پل زالے کے ننھے ہاتھ زارک کو اپنی ٹانگوں پر محسوس ہوئے وہ فورا اسے نیچے جھک کر اسے دیکھنے لگا۔

وہ روتی ہوئی اسے گود میں اٹھانے کا اشارہ کر رہی تھی جب اسکی اس قدر معصومیت پر زارک کا دل تیزی سے پگھلا تھا وہ جیسمن کو ایک جھٹکے میں دور کر تا زالے کو گود میں اٹھا گیا۔

اسکی گود میں آتے ہی وہ اسکے کندھے سے لگ کر فورا سے چپ ہو گئی تھی۔

یہ دیکھ جیسمن پر حیرت کے پہاڑ آن ٹوٹے تھے وہ جو اپنے باپ کو دیکھنے کے بعد سے اب تک رو رو کر ان سب کا سر درد بن چکی تھی زارک کے ساتھ لگتے ہی وہ چپ ہو گئی تھی۔

"بس۔۔۔چپ" وہ اسکے آنسوں صاف کرتا پھر سے جیسمن کو دیکھنے لگا۔

زالے اس کے چپ کرواتے ہی چپ تو ہو گئی تھی اور اسی بات پر خود زارک کو بھی حیرت تھی کہ وہ کیسے اسکی اتنی بات مان رہی تھی

یہ پاشا کے بچے تھے ایسے ہی اتنی آسانی سے کسی کے ساتھ گھلتے ملتے نہیں تھے۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اتنے میں ابراہیم بھی آگیا تھا۔

"شیر ۔۔۔۔ شیر ۔۔۔۔ تم آگئے" زارک کو دیکھ وہ یکدم سے اش اش کر اٹھا تھا اور اسے دیکھ زارک فورا سے زالے کو خود سے تھوڑا الگ کر گیا مگر گود سے نہیں اتارا۔

"تمہاری کامیابی اب خود چل کر آرہی ہے یہاں"

اسکی بات پر زارک کچھ ٹھٹھک سا گیا اور متحیر

آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"بھئی خود پاشا آ رہا ہے اپنی بیٹی کو لینے" اسکی بات پر

زارک کا دماغ تیزی سے گھوما تھا کیا وہ پاگل تھا؟ جو کچھ

بھی منہ میں آئے بول رہا تھا۔

"دو دن ہو گئے اس کھیل کو اب یہ کھیل بھی اپنے

انجام کو پہنچے گا اور خود پاشا بے بھی "

اسکی بات میں ایسا تاثر تھا جس سے خوف کھایا جاتا۔

"آپ نے بات کرلی اس سے" وہ کیسے نہ جانتا اس شخص کو اس کی تو رگ رگ سے وہ واقف تھا۔

"یس کیونکہ یونوناں مجھ سے انتظار نہیں ہوتا وہ گانا گانے کیلئے "میرا پیا گھر آیا"

وہ جھوم کر یہ گانا گاتے ہوئے زارک کو پہلی بار زہر لگا تھا۔

"ویسے اسے چھوڑو۔۔۔یہ بچی تمہارے پاس اتنی چپ کیسے ہے؟" اس نے بالا آخر وہ سوال پوچھ ہی لیا

تھا جس کا جیسمن کو بے صبری سے انتظار تھا اور زارک کو تھا کہ وہ یہ سوال نہ ہی پوچھے۔

"وہ تو اسے پتہ ہو گا" وہ کندھے اچکا کر خود کو صاف گویائی سے نکال گیا۔

"نیچے چھوڑ دو اسے" ابراہیم کی بات پر زارک نے زالے کی جانب دیکھا جو ٹکر ٹکر بس اسی کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"ولف" ابراہیم کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لائی تھی۔

"میں نے کہا۔۔۔اسے نیچے چھوڑ دو" اب کی بار وہ قدرے سرد مہری سے بولا تھا اسکے حکم کو بجالاتے زارک زالے کو چھوڑنے کیلئے جیسے ہی نیچے جھکا وہ اسکی شرٹ اپنی ننھی مٹھیوں میں جکڑ کر زور سے رونے لگی۔

اسکا رونا دیکھ ابراہیم کی آنکھوں میں سایہ سا لہرایا تھا اس نے ڈیلے گھما کر سائیڈ میں کھڑی آنکھوں سے جتاتی جیسمن کو دیکھا۔

دونوں کے بیچ کئی باتوں کا تبادلہ ہوا تھا جس سے زارک بے خبر تھا۔

زارک مجبور ہوتے اسے واپس گود میں اٹھا گیا۔

جب اسے دیکھتے ہوئے ابراہیم چند قدم اٹھاتے اسکے قریب آن کھڑا ہوا اور زالے کو دیکھنے لگا جو اس سے ڈر کر زارک سے زور سے چپک گئی۔

"یہ۔۔۔کچھ زیادہ نہیں تم سے اٹیچ ہو گئی؟" اسکے لہجے میں کچھ تھا جو صرف زارک محسوس کر سکتا تھا۔

"اس میں کیا برائی ہے ابراہیم "وہ بھی آگے سے سنجیدگی سے بولا تھا اور اسکی یہی سنجیدگی ابراہیم تک کو بھی ایک حد میں لے آتی تھی۔

"یہی تو۔۔۔یہی تو برائی ہے۔۔۔کہ اس سے لگاؤ نہیں ہونا چاہئے صرف نفرت۔۔۔ سمجھ آئی تمہیں؟"

وہ کچھ نہیں بول سکا وہ خاموش کھڑا تھا۔

"یہ نفرت اتنی ہو کہ جب پاشا آئے تو ساری اس پر نکال دی جائے اتنی ہو یہ۔۔۔ سمجھ آئی تمہیں؟"

وہ اسکے سینے پر انگلی ٹھوک کر بولا تھا زارک اب بھی

کچھ نہیں کہہ سکا تھا وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔

"اسکی تم فکر مت کرو۔۔۔اور جیسا تم سوچ رہے ہو

ویسا کچھ نہیں ہے"

"ہونا بھی نہیں چاہیے میری جان ورنہ تم جانتے ہو مجھ

سے غداری کی قیمت تمہاری جان بھی ہو سکتی ہے "

وہ اپنے انداز سے بہت کچھ باور کروا رہا تھا جو زارک

ولف بخوبی جانتا تھا۔اور سمجھتا بھی تھا۔

وہ گم سم سا بیٹھا مسلسل اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا
کیا واقعی وہ خالی تھے ؟ ہاں آج لگ رہا تھا کہ وہ خالی
تھے اتنی طاقت ہونے کے باوجود بھی وہ خالی تھے۔ وہ

کیا کرتا کس سے جا کر کہتا کہ آج اسے مدد کی ضرورت

ہے۔ کیونکہ معاملہ اسکی بیٹی کا ہے۔

"بھائی" تب ہی اسے اپنے عقب سے آواز سنائی دی

زیحال اس آواز کو سنتے کرسی پر ٹھیک طرح سے ہو کر

بیٹھ گیا۔

اسکے ستے ہوئے چہرے کو دیکھ یاقوت کا دل ایک

ساتھ کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا۔

وہ ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لئے کھڑا تھا۔

"کچھ کھالیں۔۔۔دو دن سے آپ نے کچھ نہیں

کھایا" اسکا لہجہ از حد دھیما اور کرب سے لبریز تھا۔

کھایا تو اور کسی نے بھی نہیں تھا وہ سب ہی صرف

چائے پر گزارا کر رہے تھے نہ ہی پچھلی دو راتوں سے

کسی نے ذرا سا بھی سو کر دیکھا تھا وہ سب ہی جگہ جگہ

زالے کو ڈھونڈ رہے تھے۔

مگر حصّے میں صرف ناکامی ہی آرہی تھی کیونکہ وہ

ابراہیم تھا جسے ڈھونڈ پانا اتنا آسان نہیں تھا وہ نجانے کا

پاتال میں رہتا تھا جہاں پہنچنے میں اچھا خاصا وقت درکار تھا۔

اور وہ اسی وقت میں پل پل اذیت کی موت مر رہا تھا اسکی بیٹی تھی انکے پاس وہ کیسے یہ وقت کاٹ رہا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

باقیوں نے جہاں چائے پر گزارا کر لیا تھا وہاں وہ شخص چائے تک بھی نہ پی سکا۔

"اس نے کھایا ہے؟" استفسار یہ پوچھا وہ ایک لفظ بھی بول رہا تھا تو اسکے بیٹوں کا دل ڈوب رہا تھا۔

اسکی آواز اتنی شکست خوردہ تو کبھی نہیں ہوئی تھی آج

اسکی طرف دیکھا نہیں جا رہا تھا۔

یاقوت نے سر نفی میں ہلا دیا مشی اسے بار بار کال کر کر

سب بتا رہی تھی۔

اسکے سر کو نہ میں ہلتے دیکھ زیحال نے دھیرے سے

سر جھٹکا اور زخمی سا مسکرا دیا۔

"نہیں کھائے گی۔۔۔جب تک اسے اسکی بیٹی نہیں

ملے گی اور میں اسی کو نہیں ڈھونڈ پا رہا۔۔کتنا ناکارا

ہو گیا ہوں میں "

اسکی بات پر یاقوت نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا اور ٹرے رکھتے اسکے سامنے آ بیٹھا۔

"ایسا کیوں سوچ رہے ہیں ہم ڈھونڈ لیں گے "

زیحال کی اس حالت کا زمے دار یاقوت خود کو سمجھ رہا تھا یہ سب اسکی ذرا سی لاپرواہی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ اور اسکے لئے وہ خود کو شاید کبھی معاف نہ کر پاتا۔

زیحال خاموش رہا اسکے پاس الفاظ نہیں تھے۔ آج وہ کچھ کہنے کے قابل نہیں تھا۔ جب اسکی یہ حالت دیکھ یاقوت کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

وہ اٹھ کر فوراً وہاں سے نکل گیا تھا پا میر عثمان وہ سب اب بھی جو جگہیں بچی تھیں انکو چھان مار رہے تھے۔ جبکہ داراب کی پوری ٹیم پورے شہر میں پھیل چکی تھی سڑکوں پر ایک ایک گاڑی کی چیکنگ ہو رہی تھی۔

سب کچھ اتنی آسانی سے حاصل نہیں ہوتا اسکے لئے ایک قیمت چکانی پڑتی ہے اور وہ قیمت اس بار بہت بڑی تھی بہت بڑی۔۔۔

وہ سب سے ایک طرف نکل آیا تھا جہاں کوئی اسے نہ دیکھ سکے نہ سن سکے اور ایسی جگہ آتے ہی وہ دیوار تھامے بے جان ٹانگوں سے زمین پر بیٹھتا چلا گیا تھا۔ آنکھوں سے آنسوں ابل ابل کر بہنے لگے تھے۔ منہ سے سبکیاں برآمد ہونے لگی تھیں وہ سسک سسک کر رو پڑا تھا۔

تکلیف اور اذیت کے باعث وجود جیسے کسی زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اسے کچھ ہو جائے گا دل رک جائے گا یا سانسیں۔

وہ مر رہا تھا یہ تکلیف اسے اندر سے بری طرح کھا رہی تھی۔ یہ کیسی آزمائش تھی اس پر۔

وہ تو آج تک بھی خود کو معاف نہیں کر پایا تھا کہ وہ اپنی بہن کی حفاظت نہیں کر سکا وہ ایک اچھا بھائی نہیں بن سکا۔

وقت نے اگر اسکے اس زخم پر مرہم رکھنا شروع کیا تھا تو ایک اور زخم اسکے حصّے میں لکھ دیا گیا تھا۔

وہ کیسے جی سکتا تھا اس زخم کے ساتھ کیسے۔

یہ کیسے اسے زندہ مار رہا تھا وہ کرب سے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹتے وہی زمین پر زور زور سے ہاتھ کا مکا بنائے مارنے لگا تھا۔

اتنی زور سے ضرب لگتے ہی اسکے ہاتھ زخمی ہونے لگے تھے مگر اب اسے کوئی درد محسوس نہیں ہو رہا تھا جو درد اسے ملا تھا وہ ان سب سے الگ تھا۔

کہ تب ہی باہر سے آتے برلاس کی نظر اس پر پڑی تھی۔

یاقوت کو یہ کرتے دیکھ وہ ایک ہی جست میں اسکی جانب بھاگا گیا تھا

"بھائی" وہ جاتے ہی اسکے ہاتھ زبردستی تھام گیا

"کیا کر رہے ہیں پاگل ہو گئے ہیں؟" وہ اسے یہ کرتے دیکھ بوکھلا سا گیا تھا جب یاقوت اسکے کندھے پر سر رکھتے بلک بلک کر رو پڑا اسکے رونے پر برلاس کا دل حلق میں آ گیا تھا وہ سانس روکے اپنے بڑے بھائی کو کندھے سے لگے روتے ہوئے دیکھنے لگا۔

وہ اتنا بڑا نہیں تھا کہ اپنے بھائیوں کا رونا اپنے کندھے پر برداشت کر سکتا وہ صرف لاڈلا نہیں تھا وہ واقعی چھوٹا تھا جو انکو روتے دیکھ خود رو پڑے۔

برلاس کی آنکھیں تیزی سے نمی سے بھرنے لگی تھیں۔وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا۔

یاقوت کو رونا تھا یہ تکلیف ان آنسوؤں کے ذریعے نکالنی تھی مگر یہ بھی آج نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ جب جب زیحال کو اس حال میں دیکھ رہا تھا۔

اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"آ۔۔۔آپ کیوں رو رہے ہیں۔۔۔ کیا ہوا ہے؟"

اسکے زہن میں یاقوت کے رونے سے عجیب عجیب سے وسوسے زالے کو لے کر آنے لگے تھے۔

عنقریب اسکا دل بھی بند ہونے والا تھا۔

"بھائی بتائیں ناں۔۔۔ کیا ہوا ہے" برلاس کی اپنی آواز بھرا سی گئی تھی وہ سر نفی میں ہلاتے بس بلک بلک کر روتا رہا کوئی لفظ ہی نہیں تھا کہنے کو۔

وہ برلاس کے کندھے سے الگ ہوتے سر جھکائے

رونے لگا تھا برلاس اسے ایسے دیکھ یکدم سے تڑپ اٹھا

تھا وہ اسکے ہاتھ تھامے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

"میں۔۔۔میں بھائی کو بلاؤں۔۔۔ہاں۔۔۔کچھ

بولیں میں۔۔۔میں ابھی بلا کر لاتا ہوں"

اسے چپ نہ ہوتے دیکھ برلاس اٹھ کر سیدھا زیچال

کے پاس پہنچا تھا یہ منظر بلکل اس منظر جیسا تھا جب

انکی عمریں بہت کم تھیں جب انکا باپ صفت بھائی

ایک کے بلانے سے دوسرے کو آکر چپ کرواتا تھا۔

وہ لے آیا تھا زیحال کو جو آتے ہی یاقوت کو بچوں کی طرح روتے دیکھ یکدم دھک سے رک گیا تھا۔

"یاقوت" وہ بے اختیار اسے پکارتے اسکے پاس آ بیٹھا۔

برلاس خود بھی رونا چاہتا تھا مگر ہاتھ ملتے ہوئے خود پر ضبط کئے کھڑا بے چینی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔رو کیوں رہے ہو" وہ سخت فکر مند ہوتا اسکے چہرے کو اوپر کر گیا پورا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔

"کیا" وہ اس سے آگے کچھ کہنے ہی والا تھا جب یاقوت اسکے سینے سے لگتے پھر بچوں کی طرح سسک سسک کر رو پڑا۔

زیحال نے بمشکل خود کو سمبھال کر ٹھیک سے زمین کا سہارا لیا اور اسے اپنے سینے سے لگاتے پیٹھ سہلانے لگا۔

"میں نے کھانا نہیں کھایا اس لئے رو رہے ہو؟" اسکے استفسار پر یاقوت اسکے سینے سے لگے لگے سر نفی میں ہلانے لگا۔

"پھر کیا بات ہے۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔" برلاس بھی انکے پاس ہی آ بیٹھا تھا۔

"پکا میرو نے جھگڑا کیا ہوگا" اسکی شکایت پر زیحال نے اسے مصنوعی سا گھورا مگر اس وقت اسے اپنی بگڑی اولاد بے حد معصوم لگی تھی۔

جو آج بھی میرو کو ڈانٹ پڑوانے والی عادت نہیں چھوڑ سکا تھا۔

"یاقوت۔۔۔میں پریشان ہوں پہلے سے۔۔۔تم مزید کر رہے ہو بتاؤ کیا بات ہے "

وہ واقعی اسکے اس طرح تڑپ کر رونے سے سخت

پریشان ہو رہا تھا۔

یاقوت اس سے الگ ہوتے اپنے آنسوں صاف کرنے

لگا

"بتاؤ "

"ک۔۔۔کچھ نہیں "آواز پھر سے یکدم بھرا سی گئی۔

"میں ناراض "

"نہیں" وہ جملہ پورا کرنے ہی لگا تھا جب یاقوت تڑپ کر اسکے دونوں ہاتھ تھام گیا اور سر تیزی سے نفی میں ہلانے لگا۔

"تو بتاؤ۔۔۔"

یاقوت نے سانس روک کر اسے دیکھا وہ کیسے بتاتا اسے کہ وہ کتنا گر چکا ہے اپنی نظروں میں۔

"م۔۔۔میں۔۔۔میں اچھا مرد نہیں ہوں" اسکی زخمی آواز پر زیحال اور برلاس دونوں کے دل دھک سے رک گئے تھے۔

"تب زوناش کی حفاظت نہیں کر سکا اور اب ۔۔۔"

وہ بات پوری نہیں کر سکا تھا کہ درمیان میں ہی اٹک گیا اسکی تکلیف کی شدّت کا زیحال کو اچھے سے اندازہ تھا۔

وہ کیسے بھول گیا تھا ان تینوں کیلئے پوری دنیا ایک طرف تھی اور یہ ایک شخص دوسری طرف تھا پوری دنیا انکو چاہے کچھ بھی کہہ لے لیکن وہ ایک ایک کو منہ توڑ جواب دینا جانتے تھے مگر یہ اس ایک شخص کا ایک لفظ بھی انکے لئے قیامت بن جاتا تھا۔

وہ یاقوت کو اپنے سینے سے لگا گیا وہاں بر لا اس اب خود رونے کے قریب تھا وہ بھی زیحال کے ساتھ لگ گیا۔

"مجھے تم سے وہ سب نہیں کہنا چاہئے تھا میری غلطی ہے"

وہ دونوں کو اپنی آغوش میں لے گیا تھا جہاں ایک ماں کی محبت باپ کی شفقت بھائی کا پیار ہر رشتے کا احساس مکمل تھا۔

یاقوت کے دل کو کچھ راحت سی محسوس ہونے لگی تھی وہ سر جھکائے اسکے ساتھ کتنی ہی دیر لگا رہا جب تک دل سے یہ ملال کچھ کم نہ ہو گیا۔

مگر ختم نہیں ہوا۔

وہ زیحال کو مزید پریشان کرنے کے ڈر سے پیچھے ہٹتا خود کو نارمل ظاہر کرنے لگا۔

"چلو اٹھو۔۔۔ کھاؤ کچھ" وہ دونوں کو لے کر اندر چلا گیا اسکے کہنے پر ملازم نے کھانے کی میز لگا دی تھی جب سب نے چند نوالے زہر مار کئے۔

"اور آپ؟" زیحال یونہی بیٹھا تھا جب پامیر نے بے ساختہ پوچھا۔

"میں گھر جا کر کھالونگا" ہاں وہ کیسے کھا سکتا تھا جب اسکی گلالے بھوکی بیٹھی ہو۔

وہ سب کے ساتھ کچھ دیر مزید بیٹھ کر گھر کے لئے نکل گیا تھا کیونکہ اسے صرف زالے کو ہی نہیں ڈھونڈنا تھا بلکہ گھر بیٹھی اپنی بیوی اور بیٹے کو بھی سمبھالنا تھا۔

وہ گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے نڈھال سی چال چلتے ہوئے ہوئے جیسے ہی گھر میں داخل ہوا ایک گہرے سناٹے نے اسکا پر تپاک استقبال کیا تھا ایسے جیسے اس گھر میں کوئی بستا ہی نہ ہو۔

وہ صرف ایک تھی ننھی سی کلی اور اسی کے جانے سے سب ادھورے ہو گئے تھے زیحال کا دل مٹھی میں آنے لگا تھا۔

وہ اپنی آنکھوں پر بمشکل قابو پاتے دھیرے سے آگے بڑھ گیا اور سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے میں آگیا

جہاں وہی خاموشی اسکا بے صبری سے انتظار کر رہی

تھی۔

کوئی ایسا دن نہیں گزرتا تھا جس میں اسے اپنا کمرہ

خاموش ملا ہو یا زاالے کے رونے کی آواز آتی تھی جب

زامل اسے تنگ کرتا تھا یا زامل کے رونے کی آواز جب

زمل اسے ڈانٹ دیتی تھی۔

اور آج سب خاموش تھے۔وہ دھیرے سے دروازہ

کھول کر اندر آیا۔

سامنے ہی بیڈ پر وہ زالے کے کھلونے پھیلائے بیڈ کراؤن سے لگ کر بیٹھی تھی۔زامل وہی سو گیا تھا شاید وہ تنگ زیادہ کر رہا تھا۔

زیحال نے خود پر ضبط کرتے جیسے ہی دروازہ بند کیا اسکی آواز پر زمل بے اختیار تیزی سے اسکی جانب مڑی تھی۔

"ہبی۔۔۔"اسے پکارتے ہوئے وہ اٹھ کر ایک ہی جست میں اسکے پاس چلی آئی اور اسکے دائیں بائیں دیکھنے لگی۔

وہ شل سا کت کھڑا تھا یہ اسکے لئے ایک کڑا امتحان تھا۔

"ز۔۔۔زالے کہاں ہے؟ب۔۔۔ باہر ہے؟ ہبی کہاں ہے زالے" وہ حواس باختہ سی دروازہ کھول کر باہر دیکھنے جانے ہی لگی تھی جب زیحال اسے بازو سے تھام کر واپس اندر کر گیا۔

"ہبی زالے کہاں ہے؟" وہ بازو چھڑوا کر درشتگی سے پوچھ رہی تھی کیونکہ زیحال کی خاموشی اسے کھا رہی تھی اندر سے۔

"ہبی بتائیں ناں زالے کہاں ہے۔۔۔آج دو دن ہو گئے میری بیٹی کو کہاں ہے وہ؟" وہ حواس باختہ سی اپنی آواز بلند کر گئی۔

جب اسکی آواز پر زامل کسمسا کر اٹھنے لگا تھا۔

"ہبی کچھ بولیں۔۔۔" اسکی آواز بے اختیار کانپنے لگی تھی آنکھوں سے تیزی سے گرم سیال بہنے لگا۔

"میں "

"کیا میں" وہ ایک لفظ بول کر چپ ہو گیا تھا اسکی حالت وہ کیوں نہیں سمجھ رہی تھی وہ گھٹ رہا تھا اندر سے۔

"کیا میں بولیں۔۔۔آپ نہیں ڈھونڈ سکے میری بیٹی کو۔۔۔ہاں۔۔۔یہ کہنا چاہ رہے آپ؟"

وہ بری طرح سے بپھری تھی اب کی بار زامل اٹھ کر بیٹھتا خاموشی سے دونوں کو دیکھنے لگا تھا۔

"کہاں گئی آپ کی طاقت کہاں گیا وہ غصّہ۔۔۔" وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی زور سے دھاڑی تھی۔

زیحال کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

"وہ بیٹی ہے آپ کی ۔۔۔ آپ اپنی بیٹی کو نہیں لا سکے ۔۔۔ یہ طاقت ہے آپ کی ؟"

اسے اب چپ ہو جانا چاہیئے تھا وہ سامنے کھڑے شخص کو اپنے لہجے سے مار رہی تھی

وہ اور مزید کیا کہتی اسکی ہمت جواب دے رہی تھی وہ پھر سے بے جان پڑ رہی تھی اس دکھ نے دونوں کو بہت گہرا صدمہ پہنچایا تھا۔

زمل کو روتے دیکھ زیحال کو اپنا آپ زمین میں گڑھتا ہوا محسوس ہوا تھا وہ اسی کے سینے سے لگ کر زار و قطار رونے لگی تھی۔

وہ پہلو میں پڑے اپنے ہاتھ تک نہ اٹھا سکا اس قدر اسکے الفاظ اسے اندر سے مار گئے تھے۔

زامل بھی انکو دیکھ رونے لگا تھا مگر منہ سے آواز تک نہ نکالی وہ صرف زالے کی ڈولز لے کر بیٹھا رہا

وہ یک ٹک اسے دیکھتا رہا جبکہ جیسمن خود بھی جانتی

تھی کہ وہ صرف احسان تلے دب کر اتنا مجبور اسکے

سامنے کھڑا تھا ورنہ ابراہیم جیسے سو اور بھی اگر زار ک

ولف کے سامنے آ کھڑے ہوں تو وہ بنا ایک خروچ

آئے بھی ان سے نمٹ سکتا تھا وہ صرف خاموش تھا

کیونکہ وہ احسان تلے دب چکا تھا۔

وہ دھیرے سے سر جھکا کر زالے کو لئے کمرے سے

باہر نکل گیا جب اسے جاتے دیکھ ابراہیم بھی اسکی

جانب مڑ گیا اور اسے جاتے ہوئے دیکھنے لگا وہ جب تک نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔

اس کے اوجھل ہوتے ہی ابراہیم کے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی جو بہت معنی خیز تھی۔

"دشمن وہ جس کے دل میں رحم نہ ہو" وہ جس انداز میں بولا تھا اسکے بولنے اور دیکھنے کے انداز پر جیسمن کا دل دھک سے رک گیا تھا۔

"اور جب رحم آجائے۔۔۔تو اسے چاہئے وہ خود کو بری الزمہ کر لے" کہتے ہی وہ گردن موڑ کر جیسمن

کو دیکھنے لگا۔اسکے دیکھنے کے انداز پر وہ دھک سے

سانس روک گئ۔

"کس سے ؟"آبرو اٹھا کر پوچھا مگر وہ خوف کے

مارے کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔

"زندگی سے "جملہ مکمل کرتے ہی اسکا شیطانی قہقہہ

پورے کمرے میں گونج اٹھا تھا وہ گردن پیچھے پھینک

کر بس ہنستا ہی چلا گیا وہ ہنستا بہت تھا

)قسمت نے رلانا جو تھا(

جیسمن کو اس سے بے اختیار خوف محسوس ہوا تھا اپنے لئے نہیں زارک کیلئے۔

"یہ اٹیچ ہو رہا ہے ناں اس سے؟" استفسار یہ پوچھتے ہوئے اسی دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے زارک گزر کر گیا تھا

"ج۔۔۔جی" وہ جھوٹ نہیں بول سکتی تھی وہ زارک کو بچانا چاہتی تھی دونوں جانب سے ورنہ وہ جو کر رہا تھا اسکے بعد وہ دونوں جانب سے جان کا خطرہ لے سکتا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔ بڑا تیز ہے۔۔۔غداری کرنے کا سوچ رہا ہے" اسکی بات پر جیسمن نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا۔

"ن۔۔۔ نہیں وہ صرف وقتی ہمدردی ہے ابراہیم" اسکی بات پر ابراہیم پورا اسکی جانب مڑ گیا اور آبرو اچکائے اسے دیکھنے لگا۔

"تمہارا کیوں رنگ اڑ رہا ہے۔۔۔ کہیں تم بھی"

"نہیں" اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ بے ساختہ بول پڑی۔

"میرے دل میں کوئی رحم نہیں ہے میں تمہارے

ساتھ ہوں بلکہ اس پاشا کے ساتھ اسکی بیوی کے بھی

خلاف ہوں "

اسکے لہجے میں اس ہیزل آنکھوں والی لڑکی کے لئے

بے پناہ نفرت چھلکی تھی۔

ابراہیم اسکی بات پر ہنس پڑا اور ہنستا ہی رہا۔

"یہ چیز۔۔۔یہی اس زارک میں بھی آنی چاہئے ورنہ

سالا بہت برا مرے گا میرے ہاتھوں "

وہ نظروں کو پڑھنا جانتا تھا اور جو اسے نہیں پڑھنا تھا وہ اسے بھی پڑھ چکا تھا۔

"لیکن اب ایسا ہو جائے گا چچچ" وہ گردن جھٹک کر کرسی پر آ بیٹھا اسکی بات پر جیسمن نے سوالیہ بھنویں اچکائی جیسے جاننا چاہتی ہو کیا ہو جائے گا۔

"اس کے دل میں رحم آ چکا ہے۔۔۔ جس کے بعد اسکا وقت پورا ہونے کو چاہتا ہے مائے ڈئیر"

وہ ذو معنی انداز میں بولتا جیسمن پر اگلی سانس حرام کر گیا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ وفادار ہے تمہارا" وہ کسے احساس دلا رہی تھی جس نے کبھی احساس نامی عنصر اپنے دل میں ہی نہیں آنے دیا تھا۔

وہ مسکرایا تھا اور پھر وہ ہنسا تھا اور ہنستا ہی چلا گیا تھا۔

جیسمن خوف زدہ ہوتی دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ وہ کتنی ہی دیر ہنستا رہا تھا۔

جب ہنسی روک کر جیسمن کو دیکھنے لگا۔

"غداری جس کے زہن میں بھی آجائے اسے غداری کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا"

اسکے لہجے میں کچھ تھا جس سے جیسمن کانپ گئی

تھی۔

"وہ۔۔۔وہ ز۔۔۔" وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی جب وہ

اسے بالوں سے پکڑ کر اپنی طرف جھکا گیا اور اسکی

آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"تمہیں کیوں فکر ہے اسکی اتنی۔۔۔ہاں "

وہ اسکی آنکھوں میں باری باری جھانکتے ہوئے اس

سوال سے اسکے رونگٹے کھڑے ہونے پر مجبور کر گیا

تھا۔

"ن۔۔۔نہیں تو۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے" وہ چاہ کر بھی زارک کیلئے اپنی پسندیدگی ابراہیم پر ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔

"ہونا بھی نہیں چاہئے۔۔۔تم جانتی ہو نا۔۔۔ہاؤ مچ آئی لو وس یو؟"

وہ اسکے بالوں کو انگلی کی مدد سے کان کے پیچھے کرتا بھاری ہوتی آواز میں بولا تھا وہ سمجھ چکی تھی وہ خوف سے سراثبات میں ہلا گئی۔

''گڈ۔۔۔یہ بات ولف تک پہنچی۔۔۔'' وہ اسی انگلی کو دھیرے سے ٹریس کرتا اسکی گردن سے دل کے مقام پر لے آیا۔

''تو یہ دل۔۔۔'' آگے اسے جملہ مکمل کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ جانتی تھی پھر اس دل کا کیا ہونا تھا تب ہی وہ جھٹ سے سر نفی میں ہلا کر اسے یقین دہانی کروانے لگی کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔

ابراہیم نے آنکھوں سے دروازے کے لاک کی جانب اشارہ کیا جب جیسمن کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

وہ کچھ ہچکچاتی ہوئی اپنے لب دانتوں میں دبائے دھیرے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی جانب مڑ گئی۔

ایسے وقت میں اسے ہر بار زارک ولف کی شدّت سے یاد آتی تھی ابراہیم کی جگہ اگر وہ ہوتا تو یقیناً جیسمن اس وقت فضاؤں میں اڑ رہی ہوتی۔

مگر وہ تو اس وقت اپنی لٹل فیری کے ساتھ تھا جو باقی انجان لوگوں کو دیکھ اسکے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔

وہ زالے کے دونوں اطراف کے گال بغور دیکھ رہا تھا اسے رہ رہ کر جیسمن پر شدید طیش آنے لگا تھا وہ مٹھیاں بھینچ کر خود پر ضبط کر کر رہ لیا۔

"سوری۔۔۔میں تمہیں بچا نہیں سکا۔۔۔بٹ اب تم اپنے ماں باپ کے پاس جاؤ گی"

وہ اسکے گال نرمی سے چھوتا بے حد نرمی سے بولا۔

زالے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی جب

زارک کو احساس ہوا کہ وہ کیا کہہ گیا ہے

لیکن وہ کیوں اپنی لٹل فیری کے توسط سے اسکے ماں

باپ پر رحم کھا رہا تھا شاید اسکی معصومیت اسکے دل

میں اس قدر اتر چکی تھی

کہ وہ اسکے لئے کسی کو بھی معاف کر سکتا تھا کسی کو

بھی۔

"دائے وانت بابا (زالے کو بابا چاہئے)" اسکے لہجے میں عرق اتر آیا تھا اسکی بات پر زارک دھک سے رک گیا۔

اتنی معصومیت کیسے کسی میں ہو سکتی تھی کیسے۔ لیکن اس میں تھی اسکی لٹل فیری میں تھی۔ اور وہ اسی پر سب کچھ بھول گیا تھا۔

"اوکے۔۔۔" کہتے اس نے اپنا موبائل نکال کر ایک نمبر ڈائل کرنا چاہا مگر ہاتھ بیچ میں ہی رک سا گیا۔

وہ بے اختیار سوچ میں پڑ گیا وہ کیا کرنے جا رہا تھا اور کیوں کر رہا تھا۔

ہر بار اسے کوئی جھنجھوڑ رہا تھا اندر سے وہ کون تھا یہ وہ کیوں بھول رہا تھا وہ "زارک ولف" تھا مگر وہ ایسا شخص تھا جو عورتوں اور بچوں پر وار نہیں کرتا تھا۔

یہ اس نے زالے کو اٹھا کر اسے محفوظ رکھ کر بھی ثابت کر دیا تھا۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی فون ملا گیا تھا کال لہروں میں سفر کرتی ہوئی سیدھا پاشا و لا گئی تھی جہاں رنگنگ

ہوتے ہی فضائیں بدل گئی تھی وہ شخص فون اٹھا گیا تھا

جسے شاید ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

وہ اس وقت سخت اذیت کا شکار معلوم ہو رہا تھا

اضطرابی کیفیت میں وہ ہمیشہ یہی کرتا تھا ان سگار کا

سہارا لینا جس سے دباؤ کم نہیں ہوتا تھا مگر ذہن کو ایک

دوسری ڈائریکشن مل جاتی تھی اور ذہن اس قدر

مفلوج ہو جاتا تھا کہ یہ تک معلوم نہ ہوتا یہ اطراف

صحیح ہیں یا غلط۔

وہ سوئمنگ پول کے کنارے کھڑا کش پر کش لگائے جا رہا تھا اور زور اتنا لگتا کہ کبھی کبھار تو کھانسی کا دورہ بھی اٹھ جاتا۔

مگر وہ سینا مسلتے ہوئے اسے بھی اندر ہی دبانے کی کوشش کرتا جیسے باقی تکالیف اندر دبی تھیں جن میں آج ایک اور تکلیف کا اضافہ ہو گیا تھا۔

جو سب پر شاید اتنی بھاری پڑی تھی کہ وہ ہل کر رہ گیا تھا۔

وہ طاقتور تھا پھر بھی اپنی بیٹی کو نہیں ڈھونڈ پایا یہ بات

اسے اندر سے ختم کر رہی تھی وہ کرب سے آسمان کی

جانب دیکھتا زخمی سا مسکرا دیا۔

یہ الفاظ کہنے والا کوئی اور ہوتا تو شاید ان الفاظ کی کوئی

وقعت نہ ہوتی لیکن کہے کس نے تھے اسکی گلا لے

نے۔

وہ کیسے بھول جاتا۔وہ سانس لینے کی کوشش کر رہا تھا

جب اسکے موبائل کی ٹون بجنے لگی۔

وہ ضبط سے موبائل نکال کر اپنی نظروں کے سامنے سکرین کر گیا۔

جہاں صرف انجان نام لکھا آرہا تھا نہ کوئی نمبر نہ کوئی اتہ پتہ۔

وہ پھر بھی کال اٹھاتے فون کان سے لگا گیا۔

"بیٹی چاہئے اپنی؟" اسکے کال اٹھاتے ہی مقابل کی جانب سے یہ جملہ سنتے زیحال یکدم سے سیدھا ہو کھڑا ہوا۔

"کون؟" ازحد خود پر قابو رکھتے استفسار یہ پوچھا۔

"یہ جاننے سے غرض مت رکھو۔۔۔بیٹی چاہئے وہ بتاؤ"

مقابل بہت سنجیدہ لگ رہا تھا مگر سوال کیسا کر رہا تھا جس کیلئے وہ در در بھٹک رہا تھا

اپنے دشمن کی انا کو تسکین پہنچانے کیلئے تھپڑ کھا چکا تھا اس سے پوچھ رہا تھا کہ اسے بیٹی چاہئے

"ہاں" ضبط سے جواب دیا

"تو میری بات مان لو" اسکی بات پر زیحال پتھر ہوا تھا

اسکی خاموشی دیکھ مقابل پھر بولا

وہ جو کہہ رہا تھا زیحال بس سنتا چلا جا رہا تھا۔

وہ کتنی آسانی سے یہ بات کر رہا تھا مگر سننے والا بھی

کس پر غور کر رہا تھا اپنی بیٹی کے گھر آ جانے پر۔

"جانتا ہوں تم اپنی بیٹی کو ایسے بھی ڈھونڈ لو

گے۔۔۔ لیکن تب تک شاید بہت نقصان ہو

جائے۔۔۔ڈیل منظور کر لو تو بتانا"

کہتے ہی وہ کال کٹ کرنے والا تھا جب وہ بے اختیار

بول اٹھا۔

"منظور ہے" بنا سوچے سمجھے وہ ہاں کر گیا تھا یہ موت
واقعی آسان تھی بہت بنسبت اسکے جو اسے آگے ملتی
دکھائی دے رہی تھی۔

101/4

فون کٹ چکا تھا مگر وہ بھی اپنی جگہ برف ہو گیا تھا ایسے جیسے دل بھی نہ دھڑک رہا ہو اور نہ ہو سانسیں چل رہی ہوں اندھیرا صرف اندھیرا ہو ہر جگہ ہر سو۔

وہ جس بھی طرف دیکھ رہا تھا اسے سب خالی خالی لگ رہا تھا بلکل اپنے اندر کی طرح جیسے اسکے اندر سب خالی تھا۔ یا شاید اس ایک پل نے کر دیا تھا۔

وہ سانس لینے کی کوشش کرنے لگا اور پھر اسکی کوشش کامیاب ہو بھی گئی تھی وہ کھل کر اس فضا میں سانسیں

لینے لگا یہ سانسیں آج اسے اچھی لگ رہی تھیں اور کیوں؟

یہ سوچ کر اسکا دل یکدم سے ڈوب کر ابھرا تھا مگر وہ پھر خود پر ضبط کر گیا جو اسے اب کرنا تھا۔

زہن میں ہوش سمبھالنے سے لے کر اب تک کی ہر یاد تیزی سے گردش کرنے لگی تھی۔
کبھی خوشی کبھی غم کبھی اذیت کبھی راحت یہ سب تو آیا ہے اسکی زندگی میں بس فرق یہ ہوتا تھا کہ دونوں میں مدت غموں اور اذیتوں کی زیادہ رہی تھی۔

یہ وقت تھا ان خوشیوں سے لطف اٹھانے کا اپنے صبر کے پھل سے راحت پانے کا اور پھر سے انکی مدت کم کر دی گئی؟ یہ تھی اسکی قسمت؟

وہ کیا سوچتا ہر سوچ پر دل تیزی سے دھڑک کر اسے جھٹک رہا تھا وہ وہی کھڑا رہا ہاتھ میں پکڑے سگار کو دیکھا جو خود ہی جل کر ختم ہو رہا تھا۔

اسکے ہاتھ میں تھا وہ اسے بجھا کر ختم ہونے سے بچا سکتا تھا۔

مگر نہیں بچا پایا وہ نہیں بچا سکا۔ وہ اسکی نشانی تھی اسے ختم ہونا تھا بلکل۔۔۔اسکی طرح۔

وہ چہرہ اوپر کی جانب کئے لمبی لمبی سانسیں لینے لگا اور باہر کی ہوا کو کھینچ کر اپنے اندر بھرنے لگا جیسے بہت ساری سانسیں اپنے اندر بھر لینا چاہتا ہو۔

وہ کچھ دیر مزید اس کھلی فضا میں رہ کر اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

اس وقت وہ بلیک پینٹ پر وائٹ شرٹ پہنے دو کھلے بٹن اور فولڈ کئے ہوئے کف میں بے حد جاذب نظر

لگ رہا تھا اتنا کہ کوئی اسے دیکھے تو بس دیکھتا ہی رہ جائے۔

حسن اس شخص پر تمام تھا خاص طور پر تب جب وہ کسی کو دیکھتا تھا وہ گرے جھیل سی آنکھیں سامنے والے کو ہپنوٹائز کر دینے کی طاقت رکھتی تھیں۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے اوپر کی جانب بڑھ رہا تھا ہر قدم پر دل ہی ایک دھڑکن ختم ہو رہی تھی۔

مگر وہ پھر بھی بڑھتا رہا پہلی سیڑھی پر پیر رکھتے ہی اس

نے رک کر اوپر کی جانب دیکھا جب اس جانب دیکھنے

پر اسکے زہن میں کچھ الفاظ باز گشت کرنے لگے تھے۔

"کہاں گئی طاقت۔۔۔ کہاں گیا غصّہ "

"آپ اپنی بیٹی کو نہیں لا سکے یہ ہے آپ کی طاقت "

کتنا آسان تھا اسکے لئے یہ الفاظ کہنا مگر کیا اس نے

دیکھا اسکے یہ الفاظ اس شخص کو اندر سے کس قدر توڑ

گئے تھے۔

اسکے پاس طاقت تھی کیا وہ اس طاقت کا استعمال کر کر

خود اپنی بیٹی کو نہیں لا رہا تھا؟ جو تھی ہی صرف اپنے

باپ کے قریب اور اتنی کہ ماں سے زیادہ اسے باپ

سے محبت تھی اور اسکے باپ کی تو بستی ہی اس میں جان

تھی۔

پھر بھی وہ اتنی بے رحمی سے یہ سب کہہ گئی؟ اسے

سوچنا چاہیے تھا کہ اسکی کیا اہمیت ہے زیحال خان

آفندی کی زندگی میں کہ اسکا ایک حرف بھی اسکے لئے

آخر ہو جاتا ہے۔

وہ کرب بھری نگاہوں سے اوپر کی جانب دیکھے گیا

جب اپنی انگلی اور انگوٹھے کی پور سے آنکھوں کے

بھیگے گوشے صاف کئے۔

اسکا دل بند ہو رہا تھا وہ کمزور ہو رہا تھا وہ کہاں جاتا کس

کو بتاتا کہ اسے سانس نہیں آرہی وہ زبردستی سانس

لینے کی کوشش کر رہا ہے۔

اسے اپنوں کے الفاظ اور رویے بہت دکھ دیتے تھے

کیونکہ ان سے اسکا بچپن سے واسطہ تھا جب بھی ایسا

کچھ ہو تو ذہن میں پچھلی سب یادیں گردش کرنے لگتی تھیں

ایک غم بیٹی کا کم تھا جو اسے یہ بھی دکھ دے دیا گیا کہ وہ خود نہیں لا سکا اپنی بیٹی کو۔

تو وہ لائے گا اب۔اب سب کو زالے آفندی ملے گی۔

وہ اپنی بیٹی کی قیمت چکا کر اسے واپس گھر پہنچا دے گا۔

وہ کمرے میں داخل ہوتے نظر بیڈ پر گھمانے لگا جہاں صرف زامل سو رہا تھا اس نے زمل کے لئے کمرے میں نظر دوڑائی تو وہ صوفے پر نظر آئی تھی جہاں وہ

شاید روتے روتے ہی سو گئی تھی اسے ایسے دیکھ زیحال کا دل یکدم سے مٹھی میں آیا تھا

وہ اسکے پاس جانا چاہتا تھا اس سے لپٹ جانا چاہتا تھا مگر وہ پھر جھٹک دیتی یہ ڈر اسکے دل میں جیسے گڑھ سا گیا تھا۔

مگر وہ ضرورت تھی اسکی۔ اسکی سانسوں میں بستی اسکے دل کی دھڑکنوں میں شامل۔

وہ اپنے آپ کے آگے مجبور ہوتے دھیرے سے قدم اسکی جانب بڑھا گیا اور اسکے جا کر دھیرے بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

اسکے چہرے پر بال آگے کو پڑے تھے جو زیحال انگلی کی مدد سے پیچھے کرنے لگا دل نے کتنا اسرار کیا تھا صرف ایک بار یا شاید۔۔۔آخری بار۔

وہ اسکے اوپر سے ہاتھ گزارتے اسکی گردن میں چہرہ چھپا گیا تھا۔

جب اسکے منہ سے بر آمد ہونے والی سسکی پر زمل کی آنکھیں پٹ سے کھلی وہ کچھ بھی نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

جب اس نے زیحال کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا وہ اسے اٹھ کر دھیرے سے چہرہ باہر نکال کر اسے دیکھنے لگا۔
کتنی منت کتنا اسرار اسکی ان گرے جھیل سی آنکھوں میں تھا وہ پڑھ تو لیتی وہ پڑھنے کی کوشش تو کرتی۔

مگر اس سے پہلے وہ اسکی آنکھوں سے جھلکتی بے رخی کو بھانپ گیا تھا جو اسے اندر سے مزید ختم کرنے کو کافی تھا۔

"ک۔۔۔کوئی کام تھا؟" اتنا اجنبی لہجہ اتنا۔

زیحال نے پوری قوت لگا کر اپنے حلق میں جمع ہوتے آنسوں واپس اندر دھکیلے اور سر نفی میں ہلانے لگا۔

زمل اسکے سر کو نفی میں ہلتے دیکھ اٹھ کر جانے ہی لگی تھی جب زیحال اسکی کلائی بے ساختہ تھام گیا۔

"س۔۔۔ سکون چاہیے" اسکے لہجے میں کپکپاہٹ شامل ہوئی تھی۔زمل نے خفگی بھری نظروں سے اسے دیکھا جب زندگی قسمت میں پچھتاوا لکھ دے تو انسان کی آنکھوں پر پٹی خود ہی بندھ جاتی ہے۔

"اپنی بیٹی کے بغیر سکون پاسکتے ہیں آپ؟" وہ کاٹ دار لہجے میں پوچھتی اسے اور کمزور کررہی تھی اسکے سوال پر چھن کر کر کچھ ٹوٹا تھا زیحال کے اندر۔

"وہ آجائے گی" یہ آواز کسی گہری کھائی سے آئی تھی۔

"خود سے آجائے گی؟ آپ نے کی کوشش؟" وہ کیوں لہجہ نہیں بدل رہی تھی وہ کیوں اس شخص کو نہیں دیکھ رہی تھی جسے اس کا لہجہ اشتعال انگیز کر رہا تھا۔

"میں کر رہا ہوں" وہ پھر بھی خود پر کڑا ضبط کر کر بولا تھا۔

"کر رہے ہوتے تو میری بیٹی میرے پاس ہوتی" وہ کاٹ دار لہجے میں بولی نہیں پھنکاری تھی یہ تمانچہ تھا اسکے اچھے باپ ہونے پر۔

"وہ ٹھیک ہے بلکل۔۔۔ا۔۔۔اسے کچھ نہیں ہوا"

اسکی بات پر زمل کے چہرے کے تاثرات یکدم سے بدلے تھے حیرت، دکھ کیا کچھ نہیں دکھا تھا اسکے چہرے پر اس ایک پل میں۔

"آ۔۔۔آپ جانتے ہیں۔۔۔آپ جانتے ہیں وہ کہاں ہے؟" وہ یکدم سے بے چین ہوتی پوری اسکی جانب مڑی تھی۔

اسکے سوال پر زیحال نے دھیرے سے سر نفی میں ہلا دیا اسے سانس نہیں آرہی تھی دل بند ہو رہا تھا۔

"تو۔۔تو آپ لائے کیوں نہیں بولیں "

"وہ اسکے لئے۔۔۔ب۔۔۔بہت بڑی قیمت مانگ رہے ہیں" وہ اب بھی نہیں سمجھ رہی تھی وہ اب بھی اسکی آواز میں کپکپاہٹ محسوس نہیں کر رہی تھی۔ اسے کر لینی چاہیے تھی۔

"تو دے دیں ناں۔۔۔دے دیں" وہ یکدم سے ہزیانی سی کیفیت میں چلائی تھی۔ان گرے جھیل سی آنکھوں سے نمی اتنے ضبط کے بعد بھی بہنے لگی تھی مگر وہ اب بھی نہیں دیکھ پائی۔

"دے دوں؟" وہ ٹوٹ رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔ہاں دے دیں۔۔۔مجھے میری بیٹی چاہیئے کسی بھی حال میں سنا آپ نے "

وہ اسکے سامنے ہوتی حواس باختہ سی روانی میں بول گئی تھی۔

"وہ۔۔وہ جو مانگ رہے تھے آپ دے کر میری بیٹی کو کیوں نہیں لے کر آئے بولیں"

اب جیسے اسے زیحال کی بات کا ہوش آیا تھا وہ کرب اور اذیت کی ملی جلی سی کیفیت میں چلا کر پوچھ رہی تھی۔

"وہ ق۔۔۔قیمت بہت بڑی تھی۔۔۔میں ایسے ہی زالے کو ڈھونڈ لینا چاہتا تھا"

اسکی بات پر زمل بے یقین سی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی جیسے اسکی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

"م۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔آپ۔۔۔آپ اتنے خود غرض ہو سکتے ہیں۔۔۔اپنی بیٹی کیلیئے آپ انکو وہ قیمت نہیں دے سکے۔۔۔"

وہ حیرانگی کے باعث ٹھیک سے سانس بھی نہیں لے سکی تھی جبکہ وہ اسے دیکھ رہا تھا بس دیکھتا ہی جارہا تھا۔

"دے دونگا۔۔۔اب دے دونگا" آخر میں اسکا لہجہ یکدم سے گھٹ سا گیا تھا زمل کو سمجھ نہیں آئی وہ کیسا تاثر دے مگر اسکی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت کا عنصر دیکھ وہ سانس نہیں لے پارہا تھا۔

وہ اٹھ کر جانے لگی تھی جب زیحال کی آواز پر رک گئی۔

"پ۔۔۔پانی ملے گا؟" وہ نظر نہیں اٹھا پایا تھا۔وہ سختی سے قدم جماتی ٹیبل تک آئی تھی اور پانی کا گلاس بھرتے اسکے سامنے ٹیبل پر رکھ گئی تھی جس کی باقائدہ آواز آئی تھی۔

زیحال نے نظر اٹھا کر کرب بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔وہ مڑ گئی تھی اس نے نہیں دیکھا اسے دیکھنا چاہئے تھا شاید آخری بار۔

اس نے گلاس پر اسکے لمس کو محسوس کرتے اپنے دل

کو راحت پہنچادی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر اس جگہ بیٹھا رہا جب نظر بیڈ پر گئی وہ

زامل کو خود کے ساتھ لگائے سوچکی تھی۔

وہ پھر بھی وہی بیٹھا انکو دیکھتا رہا اپنی نظروں میں بھرتا

رہا۔

پھر اٹھ کر دھیرے سے اسٹڈی روم کی جانب بڑھ گیا

جہاں کرسی پر آبیٹھتے اس نے ایک سگار سلگایا اور

ہونٹوں میں دباتے ہوئے ساتھ ہی ایک صاف ورق اٹھا کر اپنے سامنے رکھا۔

ایک ساتھ کئی آنسوں ٹوٹ کر اس ورق پر گرے تھے۔اور کانپتے ہوئے ہاتھوں نے چند الفاظ تحریر کئے تھے جو سب کی آنے والی زندگی کو بہت الگ انداز میں متاثر کرنے والے تھے۔

وہ زالے کو سلا کر خود دھیرے سے کمرے سے باہر نکل آیا تھا اب وہ ابراہیم کی اجازت کے بغیر زالے کو

یہاں سے اپنے اپارٹمنٹ نہیں لے جا سکتا تھا اس لئے
اسے یہی اپنے کمرے میں سلا چکا تھا۔
کمرے سے باہر آتے اسکی نظر بڑے سے ہال میں لگی
لفٹ پر پڑی تھی اس بلڈنگ کے اتنے فلور تھے کہ
سیڑھیوں سے جا پانا تقریباً نہ ممکن تھا۔
اس خوبصورت بلڈنگ میں ہر چیز بہت نفیس اور مہنگی
معلوم ہوتی تھی ایسے جیسے دنیا سے خوبصورتی چن چن
کر اس بلڈنگ کی زیب وزینت میں لگا دی گئی ہو۔

وہ قدم لفٹ کی جانب بڑھانے کے بجائے سیڑھیوں کی جانب بڑھا گیا۔

کیونکہ اسے آسان کام پسند نہیں تھے تب ہی وہ جسامت میں بھی اتنا فٹ تھا سیڑھیاں چڑھتے ہی وہ چھٹے فلور پر آگیا تھا جہاں اس وقت ابراہیم موجود تھا۔ وہ جیسے ہی کمرے کی جانب بڑھا اسکے کانوں میں کچھ الفاظ سنائی دیے تھے۔

"میرا پیا گھر آیا" وہ فل وولیم میں یہ سن رہا تھا ایسے جیسے اسے جنونی حد تک یہ الفاظ پسند آگئے ہوں۔

زارک ضبط سے لب بھینچتے دھیرے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا جب اسکی نظر سامنے ہی تھرتھراتے جسموں پر پڑی۔

ابراہیم جیسمن کے ساتھ مل کر ان الفاظ پر جھوم رہا تھا اسکی دھمک سے فلور باقاعدہ تھرتھرا رہا تھا۔

زارک دونوں کو دیکھ ٹھہر سا گیا جب اس پر نظر پڑتے ہی جیسمن فوراً سے رک گئی اور سانس روکے اسے دیکھنے لگی جیسے اسے ابراہیم کے ساتھ دیکھ زارک کو

کوئی فرق پڑا ہو مگر اسے کہاں فرق پڑتا تھا وہ کچھ بھی کرے۔

مگر ابراہیم زارک کو دیکھ اسکے ارد گرد گھومنے لگا تھا اسکے جھومنے پر زارک مٹھی بھینچ کر خود پر ضبط کر کر کھڑا رہا۔

"پیا گھر آیا سانو اللہ ملایا" وہ زارک کے منہ پر جھکتے زور سے چیختا اچھل کود کرتے اور تیز جھومنے لگا تھا۔

زارک اسکے اتنے قریب آکر بولنے کر چہرے کا رخ ہی موڑ گیا تھا۔ یہ اسکے ضبط کی انتہا تھی۔

"تمہارا کہا پورا ہو رہا ہے" زارک کی بات ان سنی کرتے وہ اسی طرح جھومتا رہا جبکہ زارک جانتا تھا کہ وہ اسکی بات سن چکا ہے۔

"پاشا آرہا ہے ابراہیم" اب کی بار وہ قدرے بلند آواز میں بولا تھا جب اسکی بات پر ابراہیم یکدم سے رک کر اسے مڑ کر دیکھنے لگا۔

جیسے اسے یقین نہ آیا ہو کہ اس نے جو سنا زارک نے بھی وہی کہا۔

"ک۔۔۔کیا کہا۔۔۔ذرا پھر سے کہنا" وہ کان پر ہاتھ رکھتے اسکے قریب آ گیا زارک نے پوری قوت سے جبڑے بھینچے تھے۔

"پاشا آ رہا ہے۔۔۔اکیلا۔۔۔"اب کی بار اسکی بات پر ابراہیم آنکھیں پھاڑ کر حیرت کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

"ہاہ۔۔۔سچی؟ کھاؤ ماں قسم" وہ زارک کے ضبط کو اس وقت کڑا آزما رہا تھا۔

"پاشا۔۔۔آ رہا ہے۔۔۔" وہ قسم کھا لیتا مگر وہ لفظ منہ سے نہ نکالتا جس سے اسے سخت چڑ تھی۔

"لیکن اسکی بیٹی صحیح سلامت اسکے گھر پہنچے گی "

ابراہیم اس نیوز پر ٹھیک سے خوش بھی نہیں ہوا تھا کہ اس نے اگلا بم اسکے سر پر پھوڑ دیا۔

وہ گردن موڑ کر سپاٹ چہرے سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے ڈیل کی ہے اس سے۔۔۔اسکی جان کا سودا"

اسکی بات اور الفاظ اس وقت ابراہیم کو ہواؤں میں اچھال رہے تھے خوشی پھوٹ پھوٹ کر اندر سے نکل رہی تھی۔

"یہی سودا تم یاد رکھو گے اس بچی کو صحیح سلامت اسکے گھر پہنچانے کا "

"ہاہاہا" ابراہیم کا قہقہہ جاندار تھا زارک پھر بھی نارمل کھڑا رہا۔

"مجھے اس سے کیا۔۔۔ چاہے جہاں بھی بھیجو۔۔۔ لیکن پاشا۔۔۔ ہاہا پاشا آرہا ہے "

وہ کیسے جا کر بتاتا کہ وہ کتنا خوش ہے اتنا کہ بس جس کی کوئی انتہا نہیں تھی۔

"میرا۔۔۔پپا گھر۔۔۔آیا" وہ رک رک یہ لفظ بولتے دھیرے دھیرے پھر سے جھومنے لگا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا فلور تھرتھرا اٹھا تھا خوشی کا جشن بہت زور و شور سے منایا جارہا تھا آخر کو پپا جو آرہے تھے۔

زارک اسے دیکھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

جب اسکے جاتے ہی جیسمن ایک ہی جست میں ابراہیم تک آئی تھی۔

"ت۔۔۔تم اسے جانے دو گے؟" وہ زالے کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

"ظاہر ہے" وہ بھی لاپرواہ سا جواب دے کر اپنے جھومنے میں مگن رہا۔

"م۔۔۔مطلب اب ولف تمہاری نظر میں اٹھ گیا ہے پھر سے؟"

وہ چمکتی آنکھوں سے پوچھ رہی تھی جب اسکے سوال پر ابراہیم نے رک کر اسے دیکھا وہ گہری جانچتی نظروں سے اسے دیکھتا ہوا گھبرانے پر مجبور کر رہا تھا۔

"یہ۔۔۔ مرے گا میرے ہاتھوں" اسکی بات پر جیسمن اگلا سانس نہیں لے سکی تھی اسکے ذہن میں ابراہیم کی پچھلی باتیں گھومنے لگی تھیں اسکا سر چکرانے لگا تھا یہ کیا ہونے والا تھا وہاں پاشا اور یہاں زارک ولف۔

"جشن کا انتظام کرو۔۔۔ میرا پیا گھر آرہا ہے" اسکے حکم پر اسکے بندے ایک ہی جست میں دوڑ گئے تھے پورا ایریا اسکے بندوں سے بھر گیا تھا سب اپنے اپنے ٹارگٹ پر جا بیٹھے تھے جہاں سب کا رخ اس چٹیل

میدان کی جانب تھا جہاں سے پاشا کی گاڑی آ کر رکنی
تھی۔

اس وقت پوری ٹیم ابراہیم کی لوکیشن ٹریس کرنے
میں سر جوڑ بازی لگا رہی تھی جس میں انہیں شام سے
رات اور رات سے پھر صبح ہو چکی تھی
مگر پھر بھی جیسے کچھ ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔

ہاتھ آتا بھی کیسے اتنے بڑی شخصیت کی کمزوری پر ہاتھ ڈال کر وہ آگے نہیں بیٹھ سکتا تھا اسے چھپنا ہی تھا چاہے پاتال میں ہی کیوں ناں چھپے۔

ان سب میں صرف برلاس تھا جو سب سے الگ بیٹھا تھا اسے جیسے انکی کوششوں سے کوئی غرض نہیں تھی اسے واقعی نہیں تھی۔

"یہ ملے گا کہاں۔۔۔ایسی کونسی جگہ ہو سکتی ہے جہاں یہ بیٹھا ہو؟ "

پامیر کا سوچ سوچ کر سر پھٹنے لگا تھا یہی حال تقریباً باقیوں کا تھا۔

"ظاہر ہے آگے تو بیٹھے گا نہیں اسے چھپنا ہی ہے اور چھپے گا بھی ایسی جگہ جو کسی کو معلوم نہ ہو جیسے جنگلوں کے گہرے راستے "

عثمان سر پکڑے سنجیدگی سے بولا سب کی حالت بری ہو چکی تھی۔جب وہ اس حالت زار میں وہ بات کہہ گیا تھا جو اتنے پریشانی والے ماحول میں کسی کے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی۔

"جنگل" یاقوت کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"جنگل" اب کی بار وہ قدرے زور سے بولا تھا سب نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"جنگل میں ہوگا۔۔۔ہاں جنگل میں ضروری وہ وہیں چھپ کر بیٹھا ہے" وہ ہاتھ پر ہاتھ مارتے جوش بھرے انداز میں بولا۔

"تمہارا دماغ سیٹ ہے۔۔۔ جنگل شہر سے زیادہ بڑا ہے بھائی۔۔۔ مہینوں لگ جائیں گے اسکو ڈھونڈتے ڈھونڈتے"

آرسن ازحد سنجیدہ تھا۔سب اسکی بات سے متفق

ہوتے سر ہلانے لگے ایک حل نظر آیا ہی تھا کہ اس

سے پہلے ختم بھی ہو گیا مگر تب ہی یاقوت کی نظر سب

سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھے برلاس پر گئی۔

اسکی شکل دیکھ یاقوت کا دماغ تیزی سے گھوما تھا۔

"جنگل کے راستے تو صرف جانوروں کو پتہ ہوتے

ہیں" وہ سب بول رہے تھے جبکہ یاقوت کی نظریں

مسلسل برلاس پر ٹکی تھیں۔

"جانور۔۔جنگل کے راستے" الفاظ گڈمڈ ہونے لگے تھے دماغ تیزی سے گھوما اور آخر میں وہ بے اختیار بول اٹھا۔

"وہ رہا جانور" اسکے اشارے پر سب نے بیک وقت مڑ مڑ کر برلاس کی جانب دیکھا۔

ہاں سب کو وہاں صرف ایک عام سا پیارا سا لڑکا نظر آ رہا تھا مگر جو اسکی حقیقت جانتے تھے انہیں پتہ تھا کہ وہ واقعی جانوروں سے زیادہ خطرناک ہے۔

یاقوت اس سے آگے کچھ کہتا کہ اسکے موبائل پر مشی کالنگ جگمگانے لگا۔

اس نے فون اٹھاتے کان سے لگالیا۔ آگے سے وہ جو بولی تھی اسے سن کر یاقوت کو اپنے پیروں تلے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

102/1

یاقوت کے ہاتھ سے فون تقریباً گرتے گرتے بچا تھا
اسکے چہرے کی رنگت دیکھ ایک مردے اور اس میں
کو فرق معلوم نہیں ہو سکتا تھا سب اپنے اپنے کاموں
میں مصروف تھے کوئی بھی اسکی جانب متوجہ نہیں تھا
ہوتا تو یقیناً اسے چھو کر دیکھتا اور پھر دیکھتا کہ یاقوت
مرزا کیسے ریت کی طرح بکھرتا ہے۔

وہ نہیں رہ پایا تھا یہاں ایک پل بھی مزید۔ اور پھر
سب نے اسے دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگتے دیکھا
تھا۔

"اسے کیا ہوا۔۔ کہاں گیا ہے یہ ؟" داراب یکدم سے پریشان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ باقی سب کی بھی یہی کیفیت تھی۔

کیونکہ ایسے مشکل وقت میں ذرا سی آہٹ بھی سب کے دل دہلا رہی تھی۔

"پتہ نہیں۔۔۔ میں دیکھتا ہوں" پامیر کہتے ساتھ خود بھی باہر نکل گیا تھا جب باہر آتے اسے یاقوت کی گاڑی گیٹ سے نکلتی دکھائی دی۔

وہ اندھادھند پیچھے دھول اڑاتا ہوا گاڑی نکال لے گیا

تھا۔

جب اسکے ایسے جانے پر پامیر سخت پریشانی کی زد میں آ

گھرا تھا۔

وہ بھی اپنی گاڑی لیتا اسکے پیچھے زن سے اڑا لے گیا تھا۔

"گھر۔۔۔گھر پر کچھ ہوا ہے؟" عثمان کو یکدم سے

اپنے جگر کی فکر ستائی تھی۔

"زی۔۔۔زی گھر گیا تھا وہ ٹھیک تو ہے۔۔۔"

سوچ کر ہی وہ یکدم سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
باقی سب اسکی بات پر پریشانی سے اسے دیکھنے لگے۔
"میں بھی جا رہا ہوں" کہہ کر وہ بھی نہیں رکا تھا اسکے نکلتے ہی بلیک شیڈو اور آرسن بھی پریشان ہو کھڑے ہوئے تھے۔
"میں بھی ابھی آیا۔" ان سب کو ایک ایک کر کر نکلتے دیکھ داراب خود پریشانی کے عالم میں گھر گیا تھا اسکی ٹیم اسکی جانب دیکھنے لگی ایسے جیسے پوچھنا چاہ رہے ہوں "سر آپ بھی جائیں گے؟"

انکی نظروں میں پنپتا سوال سمجھتے داراب نے نچلا لب ذرا سا دانتوں میں دبایا۔

"میں یہاں کیا کرونگا۔۔۔ تم سب کو لوکیشن مل جائے گی" وہ کہتے ساتھ باہر نکلنے ہی لگا تھا جب جاتے جاتے نظر وہاں کھڑے برلاس پر پڑی۔

وہ اسی طرح دیوار سے لگ کر کھڑا تھا۔

"تم نہیں آؤ گے ساتھ؟" بے حد شفقت بھرے لہجے میں پوچھا جب وہ خود پر کڑا ضبط کرتے سر نفی میں ہلا گیا۔

اس میں ہمت نہیں تھی اور کچھ مزید دیکھنے کی۔

داراب کو اسکی آنکھوں میں خوف پنپتا ہوا دکھائی دیا

تھا اسکا دل کئی حصّوں میں بٹا مگر وہ خاموش رہا۔

برلاس کو ایسے دیکھ وہ یہاں سے جا ہی نہیں سکا تھا

اسے کسی بڑے کی ضرورت تھی اپنے ساتھ اور سب

سے آخر میں بھی صرف داراب ہی رہا تھا۔

وہ بمشکل مسکرا کر برلاس کو اپنے ساتھ لگا گیا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا" اس کے اندر سے وہی

خوشبو آرہی تھی جو اسے اپنے باپ کے اندر سے

محسوس ہوتی تھی۔

کیسے نہ ہوتی اس شخص کی رگوں میں بھی وہی خون

دوڑ رہا تھا جو اسکے باپ کی رگوں میں دوڑتا تھا۔

وہ گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے ایک ہی جست میں

اندر آیا تھا جہاں سامنے ہی لاؤنج میں مشی کومل اور

زمل موجود تھی۔ آئرہ ایک طرف زامل کو سمبھال

رہی تھی جو بار بار زمل کے پاس جانے کی ضد کر رہا تھا مگر وہ تو جیسے پتھر اچکی تھی۔

یاقوت کو اسکا چہرہ دیکھ ایک بھی قدم مزید اٹھا پانا بے حد مشکل لگ رہا تھا۔

وہ ہمت کرتے قدم اٹھاتے آگے آیا جب اس پر نظر پڑتے مشی ایک ہی جست میں اسکے پاس آئ تھی۔

''ی۔۔۔یاقوت۔۔۔یہ'' وہ ہاتھ میں پکڑا کاغذ اسکی جانب بڑھا گئ۔

وہ کیسے اسے تھامنے کی ہمت کر لیتا جب اسے پہلے ہی کہہ دیا گیا تھا۔

"کہاں ہو تم جلدی گھر پہنچو۔۔۔لالا کہیں چلے گئے ہیں اور یہ لیٹر چھوڑ گئے ہیں "

وہ یاقوت تھا وہ اپنے بھائی کے ہر ایک عمل سے واقف تھا اسکی زندگی میں کب کیا ہونے والا ہے یا کیا ہو چکا تھا وہ سب جانتا تھا۔

اس وقت بھی وہ ہر بات سے واقف تھا تب ہی اس کاغذ کے ٹکڑے کو پکڑتے ہوئے اسکے ہاتھ نہ محسوس طریقے سے کانپ رہے تھے۔

"یاقوت" مشی اسکا کندھا پکڑ کر اسے ہوش کی دنیا میں لائی تھی جب وہ دل میں چیخ کر دعائیں کرتا وہ کاغذ تھام گیا کہ یہ وہ نہ ہو۔

یہ وہ نہ ہو ورنہ سب برباد ہو جائے گا سب کچھ۔

وہ کاغذ تھام کر اپنی نظروں کے سامنے کر گیا۔

جہاں پہلی نظر اسکی ان آنسوؤں پر پڑی تھی جن کو دیکھتے ہی یاقوت کا دل دھک سے رکا تھا۔

"گلالے"

پہلا لفظ جس میں دنیا جہاں کی محبت اس شخص نے لا بھری تھی وہ منہ سے گلالے پکارتا تھا تو ساتھ محبت کی برسات ہوتی تھی۔

وہ ہمت کرتا آگے کے لفظوں پر نظر دوڑانے لگا۔ جو اسکے لئے از حد مشکل مرحلہ تھا۔

"مجھے علم نہیں تھا کہ کبھی ایسے بھی لکھ کر تم تک اپنی

بات پہنچاؤں گا"

آنسوں کے قطرے نے آدھے لفظ کو مٹا کر اس

شخص کے درد کو چیخ چیخ کر بیاں کرنا چاہا تھا۔

"زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا" لفظ ٹیڑھے میڑھے تھے

یقیناً اسکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ ان لفظوں کے ساتھ ہی

اس کاغذ پر اتری تھی۔

"مگر۔۔۔تم سے بے پناہ محبت ہے یار۔۔۔بے پناہ محبت! تم سے میں نے زندگی کی تکمیل پائی ہے جس سے آگے کسی چیز کی خواہش نہیں رہی"

وہ رو رہا تھا اسکا بھائی رو رہا تھا اور وہاں اسکے دل کو کچھ نہیں ہوا کچھ بھی نہیں؟

"مگر تم نے اپنی اہمیت نہیں جانی کہ تمہارا ایک ایک لفظ میرے لئے کیا معنی رکھتا ہے"

"تم چاہتی ہو میں وہ قیمت چکا کر تمہاری بیٹی کو لے آؤں میں دے دونگا وہ قیمت بس کبھی ان نظروں سے دوبارہ نہ دیکھنا یہ مجھے توڑ دیتی ہیں "

زمل کو اپنا لہجہ اپنے الفاظ اور اپنی نگاہوں کا طرز شدّت سے یاد آیا تھا اسکا دل ڈوبنے لگا تھا وہ بے جان ہو رہی تھی۔

"ہمارا آنے والا بچہ میری تمہارے لئے آخری نشانی ہو گی وہ جب آجائے تو اسے بتانا کہ اسکے بابا بزدل

نہیں تھے وہ اپنی جان کی قیمت چکا کر اپنی بیٹی کو محفوظ کر گئے تھے "

یاقوت کو اپنی پوری دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"میرے بھائیوں کو تم میں، میں نظر آؤں تو انکو میری کمی محسوس نہ ہونے دینا۔۔۔وہ یہ دکھ برداشت نہیں کر سکیں گے "

وہ جانتا تھا پھر بھی چھوڑ گیا پھر بھی؟

یاقوت کو سہارے کی ضرورت تھی۔

وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا ہر لفظ پر جیسے ایک نئی موت مرا تھا اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں نظر اٹھا کر سامنے کھڑی زمل کو دیکھا۔

جو کندھوں پر شال لئے خود کو آگے سے اچھی طرح ڈھانپے کھڑی تھی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں جیسے بہت رو چکی ہو مگر اب بھی آنکھیں خشک نہ ہوئی ہوں۔

وہ بھی سانس روکے کھڑی تھی اور یا قوت کے بولنے کی شدّت سے منتظر تھی۔

"ک۔۔۔کیا کہہ رہے ہیں ہبی؟" وہ یکدم بے چینی سے پوچھتی اپنے ہاتھوں کو آپس میں ملنے لگی رونا پتہ نہیں کیوں آرہا تھا۔ جبکہ ایسا تو کچھ نہیں تھا لیٹر میں۔
ہاں وہ کیسے جان پاتی جان لیتی تو وہ زندہ ہوتی؟
"ب۔۔۔بتائیں ناں۔۔۔ک کیا کہہ رہے ہیں ہبی۔۔۔وہ کہہ رہے تھے کوئی قیمت مانگی ہے انہوں نے۔۔۔"
اسکی آواز کانپ رہی تھی وہ خود بھی کانپ بھی بری طرح سے کانپ رہی تھی۔

مشی کو اسکی حالت پر ترس آیا تھا کومل نے آگے بڑھ

کر اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"ب۔۔۔بتائیں ناں یاقوت بھائی۔۔۔ہ۔۔ہبی وہ

قیمت دے کر زالے کو لینے گئے ہیں

ناں۔۔۔تو۔۔۔تو یہ لیٹر کیوں؟"کوئی تو اسے سانس

لینے میں مدد دیتا۔

اسے بار بار وہ الفاظ یاد آرہے تھے "ہمارے آنے

والے بچے کو بتانا۔۔اسکے بابا بزدل نہیں تھے "

تھے؟ وہ اس تھے لفظ پر اٹک گئی تھی جو وہ کہہ کر چلا گیا تھا وہ کبھی مر کر بھی اس بات کو نہیں مان سکتی تھی۔

"قیمت جانتی ہو کیا مانگی ہے ان لوگوں نے؟" یاقوت کی آواز جیسے کسی گہری کھائی سے آئی تھی مشی اور کومل نے نہ سمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔

"ک۔۔۔کیا؟" پیسہ دولت ہر چیز اسکے ذہن میں گھوم رہی تھی جن کی کوئی وقعت بھی نہیں تھی زمل خانزادہ کی نظروں میں۔

"تم نے کیا کہا ہے بھائی کو؟" اسکے سوال بدلنے پر زمل کا سانس رکنے لگا تھا

"بولو" اسکی خاموشی پر یاقوت نہ چاہتے ہوئے بھی دھاڑ اٹھا تھا جب اسکی دھاڑ پر سب ہی اپنا سانس روک گئے۔

زمل کی آنکھوں سے تیزی سے گرم سیال بہنے لگا تھا۔

"یاقوت۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے؟" مشی کو اسکا یہ انداز وہ بھی زمل کے آگے ان سب کو حیران کر رہا تھا۔

"اس سے پوچھو۔۔۔۔یہ جانتی ہے کیا قیمت مانگی ہے
انہوں نے؟" وہ اب بھی آواز دھیمی نہیں کر پایا تھا۔
زمل کا دل رک رک کر دھڑک رہا تھا وہ اپنے کپکپاتے
ہوئے ہونٹوں پر ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگی کیا
اسکے ہبی ایسے چلائے تھے اس پر کبھی؟۔
"بھائی کی جان کی قیمت مانگ رہے تھے" وہ ہزیانی
سے انداز میں چلا رہا تھا جب کہ ساتوں آسمان پاشا ولا
کے مکینوں پر ایک ساتھ آن گرے تھے۔

زمل کو اپنی ٹانگیں بے جان سی ہوتی محسوس ہونے لگی
تھیں وہ یکدم سے صوفہ تھام گئی جب اسے گرتے
دیکھ کومل نے بیک وقت اسے سہارا دیا تھا۔
"زمل" وہ اسے تھام کر بے اختیار اسے پکارا اٹھی۔
جو بری طرح سے لرزتی صوفے کا سہارا لے کر کھڑی
تھی
جبکہ مشی بلکل پتھر بنی کھڑی تھی جس کے سامنے
آج ان سیاہ کانچ سی آنکھوں سے نمی قطروں کی
صورت میں بہہ نکلی تھی۔

"اور تم نے کہا جا کر دے دیں وہ قیمت "نہیں اسکا دل رک رہا تھا وہ کیسے کھڑا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

انکی تیز آواز پر زامل جو پہلے سے اس سارے ماحول میں نظر انداز ہو رہا تھا بالآخر رو پڑا تھا۔

"اس جان کی قیمت ہم سے پوچھو۔۔۔ ہم یتیموں سے "

اسکی بات پر مشی کا دل تقریباً پھٹنے کے قریب ہوا تھا وہ منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

"یاقوت" وہ بے اختیار یاقوت کا ہاتھ تھام گئی۔ اسکی حالت مشی کے ضبط سے باہر تھی جب اتنے میں پامیر اور پیچھے پیچھے باقی سب بھی آن پہنچے تھے۔

"کیا ہوا؟" پامیر ان سب کو ایسے دیکھ یکدم سے ٹھٹھک گیا تھا وہ باری باری سب کے چہرے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے بتائیں؟" اسکے سوال پر یاقوت نے کرب بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ جب اسکے دیکھنے کے انداز پر ہی پامیر ٹھٹھک گیا تھا۔

"ب۔۔۔ بھائی کہاں ہیں؟" نہیں وہ جو سمجھا تھا ویسا

نہیں ہونا چاہئے تھا یہ ظلم تھا ان پر۔

یاقوت نے کن نظروں سے اسے دیکھ کر کاغذ کا ٹکرا

اسکی جانب بڑھایا تھا جو ایک طرح سے انکی یتیمی کا

سرٹیفیکٹ تھا

پامیر فوراسے وہ کاغذ تھام گیا اور تیزی سے نظریں اس

پر دوڑاکر اسے پڑھنے لگا جیسے جیسے وہ پڑھ رہا تھا اسے

اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ سر نہیں اٹھا

پایا تھا اس کاغذ سے۔

اسے پتھر ہوتے دیکھ عثمان اسکے ہاتھوں سے تقریباً وہ کاغذ چھین کر اپنے ہاتھ میں لے گیا اور تیزی سے اسے پڑھنے لگا۔

ساتوں آسمان ایک ساتھ سر پر آ گرنا کسے کہتے ہیں یہ کوئی ان سے آکر پوچھے جن کے پیروں تلے سے قسمت نے زمین ایسی کھینچی تھی کہ سب کے سب منہ کے بل آن گرے تھے۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے زی ایسا کیسے کر سکتا ہے وہ پاگل ہو گیا ہے؟"

وہ ہزیانی سا ہوتا چلا اٹھا تھا یا قوت اور پامیر پر تو جیسے

قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ یہ کاغذ انکے لئے اجڑنے کا

سبب تھا کوئی کیسے سمجھ پاتا۔

جس نے سڑک سے اٹھا کر انکو باپ کی طرح پالا ہو جو

ایک بار اپنے ماں باپ کو کھو چکے ہوں وہ کیسے دوسری

بار برداشت کر سکتے تھے۔

"کب گئے ہیں وہ؟" بلیک شیڈ وان سب میں پہلی بار

بولا تھا کیفیت اسکی بھی ان سے ذرا الگ نہ تھی۔

"صبح اٹھ کر یہ لیٹر ٹیبل پر ملا تھا" کومل کی بات پر سب

کی سانسیں ایک ساتھ رکی تھی صبح مطلب وہ رات ہی

یہاں سے نکل گیا تھا اتنی خاموشی سے؟

کیا وہ اتنا ناراض تھا سب سے کہ آخری بار بھی کسی

سے مل کر نہیں گیا۔

بلیک شیڈو نے موبائل نکال کر اسے کال ملائی جب

اسکا موبائل وہی لاؤنج میں رکھی ٹیبل پر بجنے لگا تھا

سب نے بیک وقت اسکی جانب دیکھا۔

"وہ ساتھ کچھ بھی نہیں لے کر گئے۔"

وہ لے کر گیا تھا وہ اپنی گلا لے کا آخری لمس اپنے ساتھ لے کر گیا تھا جو اس دیوانے کیلئے آخری سانسوں میں بھی کافی تھا۔

زمل بے جان سی ہوتی گرنے لگی تھی جب ساتھ کھڑی کومل اسے سہارا دینے میں بری طرح سے ناکام ہوئی تھی اور وہ بے جان سی فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔

"تو دے دیں وہ قیمت۔۔۔مجھے میری بیٹی چاہئے" وہ چیخ رہی تھی بنا اسکی آنکھوں میں دیکھے۔

"دے دوں ؟" یہ سوال اسکی زندگی کا اتنا بھیانک لمحہ

بن جائے گا یہ اس نے کب سوچا تھا

"آپ اتنے خود غرض ہو سکتے ہیں میں نے سوچا بھی

نہیں تھا"

وہ کتنی سفاکیت سے اسے اذیتوں کی گہرائی میں

دھکیل گئی تھی ایک بار بھی نہیں دیکھا اسکی طرف۔

اسکی آنکھیں چیخ کر اس سے رحم کی بھیک مانگ رہی

تھیں۔

"دے دونگا۔۔۔اب دے دونگا "

"نہیں" وہ یکدم سے چیخ اٹھی تھی۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔ہبی" وہ بوکھلا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی تھی جب کمزوری کے باعث سر چکراتے پھر سے وہی فرش پر ڈھے گئی۔

"زمل۔۔۔سمبھالو خود کو" کومل اور مشی نے اسے سہارا دینے کی کوشش کی تھی مگر دونوں کے ہاتھ خود سے دور جھٹکتی ہمت کر کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ہبی کے پاس جانا ہے۔۔۔مجھے ہبی کے پاس جانا ہے"

وہ روتی ہوئی یاقوت کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی جس کی نظروں میں بھانپتی ناراضگی پر وہ گہری کھائی میں جا گری تھی۔

"جو تم کر چکی ہو وہی کافی ہے۔۔۔اپنے باپ کو ڈھونڈ لیں گے ہم "

وہ کہہ کر جانے لگا تھا جب پھر سے مڑتے اسے دیکھنے لگا جو اسکی بات پر پتھرا چکی تھی۔

"اگر بھائی کو کچھ ہوا۔۔۔تو یاد رکھنا میں تمہیں کبھی معاف نہیں کرونگا "

وہ اپنے لفظوں سے اسے مار رہا تھا جو پہلے سے ہی مر چکی تھی۔

وہ تڑپ کر سر نفی میں ہلانے لگی سب کو وہ اس وقت ترس کے قابل لگی تھی وہ کیسے اسے یہ سب کہہ سکتا تھا کیا اسکے ہبی کے ہوتے اس میں یہ سب کہنے کی ہمت تھی؟

"م۔۔۔میں جاؤنگی۔۔۔۔میں ہبی کے پاس جاؤنگی "

وہ یاقوت کا ہاتھ تھامے کس تڑپ سے التجا کرنے لگی تھی جب وہ بے دردی سے اسکا ہاتھ خود سے دور جھٹک گیا۔

اسے باہر جاتے دیکھ زمل کا دل رکنے لگا تھا۔

وہ بے اختیار پامیر کی جانب بڑھ گئی۔

"میر۔۔۔ مم۔۔۔مجھے ہبی کے پاس لے کر چلیں پلیز میر"

وہ گلا لے تھی انکے بھائی کی بیوی وہ کیسے اسے اس قدر رلا سکتے تھے اسکے ہبی کے ہوتے کوئی اسے ان نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتا بھی نہ۔

"تم بس ایک احسان کر دو۔۔۔ ہم سے ہمارا باپ نہ چھینو" اسکی سرد آواز پر زمل کو اپنا وجود برف ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ سانس نہیں لے سکی تھی آنکھوں سے آنسوں ابل ابل کر بہنے لگے تھے پامیر بھی چلا گیا تھا اور جاتے جاتے اسے بے جان کر گیا تھا۔

سب نکل گئے تھے کسی نے مڑ کر پیچھے نہیں دیکھا۔نہ سوچا کہ کسے چھوڑ کر جا رہے ہیں جس شخص کے لئے جا رہے تھے اسکے لئے یہ لڑکی اسکی زندگی تھی۔

جب ولا کی دہلیز پر پہنچتے ہی بلیک شیڈو کے قدم بے اختیار رکے تھے اس نے پلٹ کر ایک نظر اس بے جان ہوتی لڑکی کو دیکھا جس پر اسے بے انتہا کا ترس آیا تھا۔

زمل کو آخری نظر دیکھ وہ بھی دہلیز پار کر گیا۔

____

وہ گاڑی سے باہر دوڑتے مناظر دیکھ رہا تھا ہر منظر اسے پہلے سے زیادہ دل کھینچتا ہوا محسوس ہوا تھا گاڑی جیسے جیسے آگے بڑھ رہی تھی وہ پیچھے بہت کچھ چھوڑتا جا رہا تھا۔

مگر جہاں پیچھے وہ اپنی ایک زندگی کو چھوڑ کر آیا تھا وہی آگے اسے اپنی بیٹی کی صورت میں ایک اور زندگی ملنے والی تھی۔

یہ اسے حوصلہ دینے کو کافی تھا مگر آگے کا سوچ کر اس کا ذہن بلکل ماؤف ہو چکا تھا وہ کچھ نہیں سوچ سکا تھا۔

جبکہ اسے سوچنا چاہئے تھا اس ایک شخص سے کتنے
لوگ مکمل ہو رہے تھے وہ سب کو ادھورا کر کر جا رہا
تھا وہ بھی ہمیشہ کیلئے۔

اسے ترس کھانا چاہئے تھا ان پر جو صرف اسکے
سہارے جی رہے تھے
اسکے بیٹے جن کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ انکو پتہ
لگتے ہی وہ لوگ نکل پڑیں گے اپنے باپ کو
ڈھونڈنے۔

اور وہ غلط نہیں تھا اگر اس نے ایسا سوچا تھا۔

ابراہیم کا بندہ جن راستوں سے گاڑی گزار رہا تھا یہ

سارا راستہ خود زیحال کیلئے بھی نیا تھا۔

۔یہ راستہ ان میں سے کسی کے علم میں نہیں تھا یہ

جنگل بہت بڑا تھا اتنا آسان نہ تھا اس تک پہنچنا۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب آگے بیٹھے ڈرائیور نے

گاڑی میں دھمک والا میوزک آن کر دیا تھا۔

"پیا گھر آیا سانو اللّٰہ ملایا" ان الفاظ پر پاشا نے ترچھی

نظروں سے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔

جو بیک ویو مرر میں نظر آتا اسکا بے بس چہرہ دیکھ کمینی مسکراہٹ مسکرا رہا تھا۔

اسے ایسے دیکھ پاشا نے آنکھیں گھما کر باہر کی جانب نظریں پھیر لیں۔

تھا یہ شخص پیچھے بیٹھے شخص کے سامنے کچھ ؟ مگر وہ تو خود ہی خود کو انکے حوالے کر گیا تھا ساتھ کچھ بھی نہ لایا تھا یہاں تک کے فون بھی وہ گھر چھوڑ آیا تھا۔

اس پل میں اس نے سب کے چہروں کو تصور کیا تھا۔
پیچھے سیٹ سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند کر اس نے
اپنی زندگی کے سب خوبصورت پلوں کو یاد کیا تھا۔
جن میں ہنسی تھی خوشی تھی اسکی گلا لے۔۔۔اسکے
بچے اور وہ جواب تک اس دنیا میں آیا بھی نہیں تھا۔
کیا وہ اسے نہیں دیکھ پائے گا؟آنکھیں کھول کر بے
اختیار سوچا کسی نے اسکا دل مٹھی میں لے کر بھینچا تھا۔

"وہ جب آجائے تو اسے بتانا اسکے بابا بزدل نہیں تھے وہ اپنی جان کی قیمت چکا کر اپنی بیٹی کو محفوظ کر گئے تھے "

خط پر یہ الفاظ پیچھے کونسی قیامت ڈھا گئے تھے اسے شاید ہی علم تھا۔

اسکا دل زمل کو سوچتے ہی یکدم سے بے چین ہوا تھا جیسے ابھی اڑ کر اس تک پہنچ جائے۔ وہ کیسے اسے اپنے لئے پوری زندگی روتا ہوا چھوڑ کر جا سکتا تھا۔

دل ایک دم سے پھٹنے کے قریب ہوا تھا

مگر تب ہی نظروں کے سامنے زالے کا چہرہ گھومنے لگا تھا۔ وہ پھر سے ٹیک لگاتے یکدم سے دھیما پڑ گیا۔

زندگی نے اسے ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا تھا جہاں وہ آگے بھی جانا چاہتا تھا اور پیچھے بھی۔

ڈرائیور نے والیم اور بھی تیز کر دیا جب اسکے والیم بڑھانے پر پاشا نے گردن ترچھی کر کر اسے ان نظروں سے دیکھا کہ وہ اس سے خوف کھاتے فورا سے والیم کم کر گیا۔

شیر کو بند کر کر اس پر بھونکنے سے کتے طاقتور نہیں ثابت ہوتے یہ صرف ایک مہلت ہوتی ہے تب تک جب تک درمیان میں حائل ہوئی دیوار ہٹا نہ سی جائے۔

اور یہاں یہ دیوار اسکی بیٹی تھی وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

گاڑی چار گھنٹوں کا سفر کر کر بالا آخر ایک نئے شہر میں داخل ہوئی تھی ابراہیم کے شہر میں۔

یہ شہر اس نے خود آباد کیا تھا اور بہت خوبصورت آباد

کیا تھا۔

پاشا نے باہر کی جانب نظر ڈالی کیا کچھ نہیں نظر آیا تھا

اسے ہر چیز تھی یہاں ایک سے بڑھ کر ایک بلڈ نگ

اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف۔

یہ وہ شہر تھا جہاں صرف ابراہیم کا راج تھا وہ پوری دنیا

میں اپنے پورے سسٹم کو یہی سے چلاتا تھا۔

جو آج پاشا بے خود پہلی بار دیکھ رہا تھا اور یقیناً یہ سب

اسے بھی چونکا رہا تھا۔

نہیں وہ نیاد شمن نہیں تھا اتنا تو خود پاشا بھی سمجھ گیا تھا کہ یہ ضروری اسکا ماضی اٹھ کر اسکے سامنے آیا ہے۔ مگر کون ہو سکتا تھا وہ بے اختیار سوچنے لگا۔ مگر سوچ ہر بار واپس پلٹ آتی۔

گاڑی اس شہر میں داخل ہو کر بھی ایک گھنٹہ مزید چلتی رہی تھی یہ شہر اتنا بڑا تھا۔

بالا آخر وہ بلیو بلڈنگ کے سامنے سے گزرتی ایک لمبی راہداری میں داخل ہوئی تھی جگہ جگہ اسکے بندے چیکنگ کیلیئے کھڑے تھے۔

گاڑی بنار کے آگے بڑھتی گئی جب جا کر ایک بڑے سے میدان نما کار پورچ میں رک گئی۔

ڈرائیور نے مڑ کر پیچھے پاشا کی جانب دیکھا۔

"تم اچھے انسان ہو۔۔۔اور اچھے انسان اس دنیا میں بہت کم وقت کیلئے آتے ہیں "

اسکی بات پر اسکے چہرے پر کوئی تاثر نہیں آیا تھا ایسے جیسے وہ اگلا مرحلہ جانتا ہو۔

"ایک بار بیٹی کی محبت سے آزاد کر کر دیکھو تم سب کا وقت بھی تمام کرتے پل نہیں لگاؤ نگا"

اسکا لہجہ از حد سرد تھا جس سے اس آدمی کو خوف آیا تھا مگر اس خوف کو وہ ہنسی میں اڑا گیا۔

"بہت تیز ہو" وہ کہتے ساتھ بٹن دبا کر اسکی جانب کا بھی دروازہ کھول گیا اور خود اتر کر ایک جانب بڑھ گیا۔

اسے پتہ تھا کہ گاڑی سے نکلنا ہے مگر آج وہ یہ ایک قدم اٹھانے سے پہلے بہت بار سوچ رہا تھا اب بھی سوچ میں ہی گم تھا جب اسکی نظر سامنے سے گلاس ونڈو کے اس پار آتے شخص پر پڑی۔

گرے جھیل سی آنکھیں انتہا کی حد تک پھیلیں تھی نہیں اس شخص کو دیکھ کر نہیں بلکہ اسکی گود میں لی ہوئی اپنی بیٹی کو دیکھ کر۔

وہ تڑپ کر بے اختیار گاڑی سے باہر نکل آیا تھا جب اسکے گاڑی سے باہر آتے ہی چاروں اطراف سے اسے موت نے اپنی گرفت میں آدبوچا تھا۔

102/2

چاروں طرف سے ایک ساتھ اس پر حملہ کر دیا گیا تھا۔

مگر وہ بزدلوں کی طرح نیچے نہیں جھکا تھا نہ وہ بیٹھا تھا وہ پاشا تھا خود میں ایک موت۔

موت اسے نہیں ڈرا سکتی تھی تب ہی صرف آنکھیں بند کئے اپنوں کے چہرے یاد کرنے لگا سب کے ہنستے مسکراتے چہرے کانوں میں انکی کھلکھلاہٹیں سب کی پر سکون زندگی اور انکی وجہ یہ ایک بندہ۔

صرف ایک بندہ۔ مگر وہ بھی آج اپنے آخری وقت پر تھا جب اس نے محسوس کیا کہ ایک بھی گولی اسے چھو کر بھی نہیں گزری تھی۔

اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں اور اپنے ارد گرد فرش کے ساتھ بجتی بلٹس کو دیکھا پھر نظر اٹھا کر چاروں طرف دیکھا جہاں ابراہیم کے بندے ماسک پہنے بیٹھے تھے۔

کسی کا بھی ارادہ نہیں تھا اسے نقصان پہنچانے کا کا

کیونکہ سب کو حکم تھا اگر اس شخص کو ایک خروچ بھی

آئی۔

تو اس شخص کا کیا حال ہو گا اور وہ بھی کرنے والا خود

ابراہیم ہو گا۔

پاشا نے ان پر ایک ایک نظر ڈال کر سامنے دیکھا جہاں

کچھ دیر پہلے ایک آدمی زالے کو لے کر کھڑا تھا۔ہاں

اسے اچھے سے یاد تھا تب ہی وہ بے چین ہوتے بے

اختیار آگے بڑھ گیا۔

"زالے۔۔۔زالے" وہ جانتا تھا اسکی بیٹی اسکی آواز پر ضرور بولے گی۔ مگر وہاں ہر سو خاموشی ہی تھی وہ آگے بڑھا ہی تھا جب پیچھے سے اسکے سر پر ایک بھاری بھرکم چیز آ لگی تھی۔

پاشا کے قدم بے اختیار لڑکھڑائے تھے وہ سر کی پشت پر ہاتھ رکھتے اس شدّت سے اٹھتے درد پر قابو پاتے جیسے ہی پیچھے مڑنے لگا ایک اور ضرب لگتے بے قابو ہو کر زمین پر جا گرا تھا۔

مگر آخری بار ان گرے جھیل سی آنکھوں نے اولیو گرین آنکھوں کو دیکھا تھا۔

نجانے کتنی دیر بعد اسے ہوش آیا تھا۔

اس نے آنکھیں کھلتے اپنے ہاتھ سختی سے رسی میں بندھے محسوس کئے۔

اس نے نظر اٹھا کر اپنے ارد گرد دیکھا جہاں تک نظر جا رہی تھی وہاں تک صرف سناٹا تھا صرف وہ تھا یہاں اکیلا تنہا۔

اس نے ایک نظر اپنے آپ کو دیکھا اور دیکھتے ہی اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی جو دھیرے دھیرے قہقہے میں بدلتی پورے لاؤنج میں گونجتی چلی گئی۔

وہ چہرہ اوپر کی جانب کئے بس ہنستا ہی چلا گیا۔جب اسے دور کہیں سے کسی کے بھاری بھر کم بوٹوں کی آواز سنائی دی۔

وہ پھر بھی ہنستا گیا بس اسکی ہنسی میں ہی اسکا اصل قہر چھپا تھا جو سننے والے کو بخوبی محسوس بھی ہوا تھا تب ہی وہ ضبط سے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ گیا۔

اس آواز پر پاشا نے گردن جھٹکی

جب ایک درد کی لہر اس نے سر میں اٹھتی ہوئی

محسوس کی۔ مگر پھر بھی مسکراہٹ جیسے برقرار رہی

تھی۔

"بہت ہنسی آرہی ہے پاشا" یہ آواز اسے دور کہیں سے

مگر اپنے بہت قریب سنائی دی تھی ایسے جیسے وہ اب

بھی اسکے قریب ہو۔

اسکی بات پر پاشا نے گردن گھما کر اسے ڈھونڈنا چاہا مگر

وہ کہیں نہیں دکھا۔

"کہاں ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔اپنے دل میں دیکھو۔۔۔وہاں ملوں گا"

اسکی آواز میں شرارت تھی جب اس بات پر پاشا تمسخر اڑاتی مسکراہٹ فضاؤں کے سپرد کر گیا۔

"کیوں۔۔۔بیگم ہو تم میری؟جو میرے دل میں ہو گی؟"

اسکی بات پر دور کہیں کسی کا بدن سلگ اٹھا تھا مگر مسکراہٹ پھر بھی برقرار رہی تھی۔

"محبت ہے تم سے" اسکی بات پر پاشا نے برا سا منہ بناتے خود کو دیکھا۔

"میری بیگم کو پتہ چلا تو بہت مارے گی۔۔۔مجھے نہیں۔۔۔تمہیں "

اس عالم میں بھی وہ اتنا پر سکون تھا یہی بات اسے سمجھ نہیں آئی تھی جو اسے اب بھی پردے کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا۔

"بہت بول رہے ہو۔۔۔ڈر نہیں لگ رہا؟" ہاں اسے واقعی جاننا تھا وہ یہاں آتے ہی کتنی بری طرح سے بچا

تھا مگر ایک بھی شکن خوف کی اسکے ماتھے پر نہیں تھی۔

"ڈر؟۔۔۔ کس کا ڈر؟" لاپرواہی سے کندھے جھٹک کر پوچھا۔

"تیرا شہر۔۔۔ تیرے لوگ پھر بھی مجھے باندھنے کی ضرورت آن پڑی تو ڈر کس میں ہوا؟ "

اسکی بات پر ابراہیم کا سگار پیتا ہوا ہاتھ رکا اسکے بندوں نے بیک وقت اسے دیکھا تھا

شیر کو باندھ کر کتوں سے ڈرایا نہیں جا سکتا تھا یہ بات

پاشا جیسے ڈھیٹ بندے کو دیکھ پوری ثابت ہو

رہی تھی۔

اسکے قہقہے کی وجہ یہ تھی اور یہ بات ابراہیم کو یکدم

سے سنجیدہ کر گئی تھی۔

"سامنے آنے کی ہمت کر۔۔۔یقین مان۔۔۔منہ

دکھائی صرف بیگم کی پسند ہے"

اسکی بات پر ابراہیم کا اس بار زوردار قہقہہ گونج اٹھا

تھا وہ ہنسا تھا اور ہنستا ہی چلا گیا تھا۔

"ہاہاہامنہ دکھائی۔۔۔چل کروادیتاہوں۔۔۔اپنی بھی منہ دکھائی۔۔۔پر منہ دکھائی کا تحفہ کیادے گا؟"ہاں رسم کرنی تھی تو پوری تو کی جاتی۔

"انجام۔۔۔"ایک لفظی جواب اورابراہیم کا قہقہہ فوراسے تھم گیا تھا۔

بھوری آنکھوں نے اس شخص کو دیکھا تھا جو بے خوف اور نڈر کھڑا تھا۔

"میرے علاقے میں مجھ سے ہی بد معاشی ؟" سنجیدگی سے پوچھا جب اسکے سوال پر پاشا نے تمسخر اڑاتی مسکراہٹ اچھالی۔

"ہم شریف اور سادہ لوگ ہیں بد معاشی جیسے چھوٹے کام نہیں کرتے"

وہ کیوں نہیں ڈر رہا تھا اسے ڈرنا چاہئے تھا وہ کس جگہ کھڑا تھا اسے سوچنا چاہئے تھا مگر نہیں وہ تو ڈھیٹ کا ڈھیٹ ہی تھا۔

جب اگلے لمحے بوٹوں کی آواز پھر سے آنے لگی ایسے جیسے وہ اور قریب آرہا جو پاشا نے اس جانب دیکھا اور دیکھتا ہی رہا۔

اتنی چاہ اسے کبھی کسی کو دیکھنے کی نہیں ہوئی تھی جتنی ابراہیم کو دیکھنے کی تھی۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون تھا اور کیوں اس سے پنگے لے رہا تھا۔

مگر اب لے چکا تھا تو پیچھے ہٹنے والوں میں سے وہ بھی نہیں تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے ایک سوٹڈ بوٹڈ شخص پاشا کے سامنے آ
کھڑا ہوا تھا۔

برانڈڈ بوٹ، پینٹ شرٹ پر لونگ کوٹ کلائی میں
لاکھوں ڈالرز کی مالیت رکھتی گھڑی اور لبوں میں دبی
سگار۔

وہ ابراہیم تھا۔۔۔ابراہیم شپرڈ۔
"یہ ختم نہیں ہوا یہ سب واپس لوٹے گا میں واپس
آؤنگا" کسی کے الفاظ آج صورت میں ڈھل کر اسکے
سامنے آن کھڑے ہوئے تھے

وہی آنکھوں کی رنگت مگر کچھ مختلف وہی قد کاٹھ اور وہی نین نقش وہ ابراہیم شپرڈ تھا

جسے پہچاننے میں پاشا کو ایک پل نہیں لگا تھا وہ پہلی نظر میں ہی اسے دیکھتے پہچان گیا تھا۔تب ہی یکدم سے مسکرا اٹھا۔

"تم۔۔۔" اسے حیرت اور غصّہ ایک ساتھ آیا تھا مگر پھر بھی مسکراہٹ برقرار رکھی۔

"کیسا لگا سرپرائز" وہ عین اسکے سامنے کھڑا تھا اسکے

بندے اسکے پیچھے کھڑے تھے ہاتھ باندھے نہایت

مؤدب انداز میں۔

"نہایت سستا" اسکا جواب سن کر ابراہیم کی

مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔اسے پتہ نہیں کیوں یہ

بندہ اچھا لگتا تھا اور اسی بات سے پاشا کو چڑ آرہی تھی

"تم بندے بہت اچھے ہو۔۔۔بس دشمنی لے کر

معاملہ خراب کرگئے"

پاشا نے اسکی بات پر بھنویں اچکائی جیسے کہنا چاہتا ہو
"مجھے فرق نہیں پڑتا"۔

ابراہیم ایک قدم مزید آگے آتے بلکل اسکے چہرے
کے قریب آیا تھا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر۔

"وہ باپ تھا میرا۔۔۔میرا واحد سہارا" وہ بے حد
سنجیدہ تھا اتنا کہ اس سے خوف کھایا جائے مگر وہ پھر
بھی اسی طرح کھڑا تھا۔

اسکے ایک اشارے پر ابراہیم کے بندوں آگے آچکے
تھے۔

جب تک اسکے چہرے پر درد ظاہر نہ ہوا اسکے غصّے کو ٹھنڈک نہیں پہنچی تھی۔

ابراہیم کے اشارے پر وہ رک کر واپس پیچھے چلے گئے۔

"ختم کرنا ہے تو ایک ہی بار میں کر۔۔۔ورنہ یہ کھیل تجھے بہت مہنگا پڑے گا "

وہ جانتا تھا اسکا خاموشی سے نکل آنا ہی کافی نہیں ہو گا وہ لوگ اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہونگے

"آہستہ آہستہ حساب چکانے کا بھی اپنا مزہ ہے "

وہ شوخ لہجے میں بولتا زیحال کے رخصار پر بنے زخم کو دیکھنے لگا۔

وہ سرد مہری سے بول رہا تھا جب اسکی آنکھوں میں کوئی خوف محسوس نہ کرتے ابراہیم کی مسکراہٹ سمٹی۔

کہ اگلے ہی پل پاشا کے کانوں میں زالے کے رونے کی آواز گونجی تھی وہ یکدم سے بے چین ہوتے اسے یہاں وہاں دیکھنے لگا۔

"میری بیٹی کہاں ہے ؟" اسکا لہجہ از حد سرد تھا جب اسکے سوال پر ابراہیم نے تمسخر اڑاتی مسکراہٹ اسکی جانب پاس کی۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔مل لینا "

"ابراہیم" اسکی بات پر وہ یکدم کسی زخمی شیر کی طرح گرج دار آواز میں بولا تھا۔

"ڈیل ہوئی تھی۔۔۔میں ڈیل کے مطابق اکیلا آیا ہوں تو اپنی بات پوری کر۔۔۔مجھے میری بیٹی سے ملوا"

وہ حکم دے رہا تھا جیسے اسکا حکم مان لیا جائے گا ایسا لگتا تھا اسے ؟

تو صحیح لگتا تھا کیونکہ وہ بندھ کر بھی ان سب پر اپنی دہشت طاری کئے ہوئے تھا۔

ابراہیم کے اشارے پر اسکا ایک بندہ زالے کو لے کر آیا تھا جب دور سے ہی اپنے بابا کو دیکھ وہ ننھی سی پری اسکی جانب ٹوٹ پڑی تھی۔

اسکے رونے پر زیحال نے پوری طاقت لگا کر رسی توڑنی چاہی مگر بری طرح سے ناکام ہو گیا۔

وہ شخص زالے کو نیچے فرش پر چھوڑ گیا تھا جب وہ روتی ہوئی اپنے چھوٹے چھوٹے قدموں سے اپنے بابا کی جانب دوڑنے لگی تھی۔

اتنے دن بعد اسے کوئی اپنا نظر آیا تھا اور وہ بھی اسکے بابا زالے کے بابا زالے کے ہیرو دنیا کے سب سے بیسٹ ہیرو۔

وہ کیسے رک جاتی وہ اڑ کر اپنے بابا تک پہنچ جانا چاہتی تھی۔

مگر اس جلد بازی میں وہ ننھی پری گھٹنوں کے بل فرش پر آ گری تھی۔

"زالے۔۔۔" زیحال کے منہ سے بے اختیار اسکے نام کی پکار نکلی۔

وہ تڑپ اٹھا تھا اپنی بچی کو ایسے گرتے دیکھ۔

"بابا" وہ روتی ہوئی پھر سے اٹھ کر بھاگتی ہوئی بالا آخر زیحال کی ٹانگوں سے آ لپٹی تھی۔

"با۔۔۔با" وہ جس تڑپ سے رو رہی تھی اسکا رونا دیکھ زیحال کا دل پھٹنے کے قریب تھا

اس نے سخت نظروں سے ابراہیم کی جانب دیکھا۔

"ہاتھ کھول" وہ بولا نہیں غرلایا تھا۔

"اب ڈیل میں یہ تو نہیں تھا" وہ بھی آگے سے کس ڈھٹائی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

اس نے زالے کی جانب دیکھا جو اسکی گود میں آنے کیلئے تڑپ رہی تھی۔

یہ لمحہ زیحال کیلئے بہت اذیت ناک ثابت ہو رہا تھا۔ کہ اگلے لمحے کسی نے زالے کو اٹھا کر اسکے بلکل سامنے کیا۔

زالے خود ہی اپنے بابا کے گلے میں ہاتھ ڈالے اس

سے چپک گئی تھی۔

جب زیحال نے گردن موڑ کر اس شخص کو دیکھا

اسی پل ابراہیم کی بھی نظریں اس پر پڑی تھیں۔

اولیو گرین آنکھیں ستواں سی ناک گلابی ہونٹ جیسے

کبھی سموکنگ نہ کی ہو سورج مائل سی چمکتی رنگت وہ

قد کاٹھ کا لمبا اور بے حد خوبصورت مرد تھا۔

جسے دیکھ زیحال پلک نہیں جھپکا سکا تھا۔ وہ زارک ولف تھا جس کا یہ عمل دیکھ ابراہیم نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

زارک ابراہیم اور ان لوگوں سے بہت مختلف لگا تھا مگر سنجیدہ حد درجے کا تھا۔ زیحال اسے دیکھ اب تک جیسے سانس بھی نہیں لے سکا تھا وہ کون تھا اور کیوں سب سے مختلف تھا۔

وہ دونوں پہلی بار زندگی میں آمنے سامنے آرہے تھے

مگر ایسا لگ رہا تھا جیسے برسوں سے ساتھ ہی رہے

ہوں۔

اگلے ہی لمحے زالے اسکی ساری توجہ اپنی جانب

مبذول کروا گئی۔

"بابا" وہ اپنی جانب سے کس تڑپ سے اپنے بابا کے

چہرے پر کسی کرنے لگی تھی یہ دیکھ زیحال کی آنکھوں

میں بے ساختہ نمی بھر آئی۔

"میرا بیٹا" وہ اسے ہاتھ نہیں لگا سکتا تھا جس کی تکلیف
کا اندازہ بھی صرف وہی کر سکتا تھا۔

وہ کس تڑپ سے اسکا ننھا سا چہرہ چومنے لگا تھا۔

وہ لٹل فیری جواب تک زارک کے علاوہ کسی کو دیکھ
بھی نہیں رہی تھی

وہی اب زارک کو بھی نہیں دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ
سامنے اسکے بابا جو تھے جس کے سامنے وہ اپنی ماں کو
بھی کہاں دیکھتی تھی۔

"بابا۔۔۔" وہ بار بار بابا پکارتی زیحال کی تڑپ کو بڑھا رہی تھی اسکا ہچکیوں میں رونا دیکھ زیحال کا دل کٹ کر رہ گیا۔

اس نے ابراہیم کی جانب دیکھا جو انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

"تجھے میں چاہئے تھا میں آگیا اب میری بیٹی کو گھر صحیح سلامت بھیج"

اسکی آواز میں بلا کی سرد مہری تھی آنکھوں میں اتری سرخی جان لیوا تھی۔

"بھیج دونگا۔۔پہلے یہ اپنے بابا کو توالوداع کر دے"

وہ اپنے داڑھی سے پاک صاف چہرے کو چھو کر دل جلی مسکراہٹ مسکرا دیا۔

"ابراہیم "اس بار اسکے ضبط کی انتہا تھی۔

"پہنچادونگا"اب کی بار وہ بولا تھا جس کی آواز میں دم تھا۔

زیحال نے گردن موڑ کر زارک کو دیکھا۔

یہ وہی آواز تھی جو فون پر اس نے سنی تھی۔

بھاری اور گرج دار۔

"تم نے اپنا وعدہ پورا کیا۔۔اب میں بھی کرونگا"

وہ لئے دیے انداز میں بے حد سادہ طریقے سے بات

کرنے کا عادی تھا۔

"ولف "ابراہیم کو اسکی بات پر شدید غصّہ آیا تھا مگر وہ

اسے اپنے اندر ہی دبا گیا

زالے کے سامنے یہ سب دیکھ زیحال کا دل رک

رک کر دھڑکنے لگا تھا۔

وہ زالے کو آج کن کرب بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جو نہیں جانتی تھی کہ ان لوگوں کا اگلا عمل کیا ہو گا۔

وہ اپنی بیٹی کی پیشانی پر اپنے لب رکھتے پوری شدت سے آنکھیں موند گیا۔ جیسے اس آخری لمحے میں زندگی بھر کے سکون کو محسوس کر لینا چاہتا ہو۔

انکی گاڑیاں جنگل میں چاروں سو بکھر گئی تھیں ہر کسی کی منزل جیسے الگ ہو چکی تھی

وہ لوگ پاگلوں کی طرح یہاں وہاں زیحال کی تلاش

میں بکھر گئے تھے۔

یاقوت کے ہاتھ مسلسل سٹیر نگ پر رکھے کانپ رہے

تھے

وہ بار بار اپنی آنکھوں میں آتی نمی کو آستین سے صاف

کرتے دل میں اپنے بھائی کی خیر کی شدّت سے دعائیں

کرتا بس اندھا دھند گاڑی بھگا رہا تھا اور پچھلے چار

گھنٹوں سے صرف بھگا ہی رہا تھا۔

وہ لوگ کافی فاصلہ طے کر چکے تھے ایسے جیسے منزل
کے بہت قریب آ گئے ہوں۔

جب اسکے موبائل پر کال آنے لگی بنا نام دیکھے فون
کان سے لگا گیا۔

"اگر ایسے گھومتے رہے تو زندگی میں بہت دیر ہو
جائے گی یاقوت ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا "

بلیک شیڈو کی بات پر یاقوت کے پیر بے اختیار سیدھا
بریک پر جا پڑے تھے۔

"ک۔۔۔کیسی بات کر رہے ہو" اسکی بات پر اسکا دل واقعی دہل گیا تھا۔

"ہوش سے کام لو۔۔۔ہمیں اس وقت ہوش سے کام لینا ہے "

وہ اسے ہوش کی دنیا میں لا رہا تھا جس کا بس نہیں چل رہا تھا کھلے آسمان کے نیچے بیٹھ کر دھاڑیں مار کر رو دے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ لوگ سب ایک جگہ جمع ہو چکے تھے داراب مبشر برہان اور باقی سب۔

گاڑیوں کا ایک ہجوم اکٹھا تھا پیچھے انکے بندے کھڑے تھے مگر اصل منزل ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا۔

"یاقوت ریلیکس" اسے اس قدر بے چین دیکھ مبشر بے ساختہ بولے تھے۔

"کیسے ریلیکس ہو جاؤں۔۔۔کیسے؟" وہ بولا نہیں حواس کھوتے سیدھا دھاڑا اٹھا تھا۔

"وہاں میرا باپ خود کو موت کے منہ میں دھکیل گیا میں کیسے ریلیکس ہو جاؤں؟" اسکی آواز میں کپکپاہٹ شامل تھی۔

جسے محسوس کرتے پامیر کا دل کسی سوکھے پتے کی طرح کانپ اٹھا تھا۔

وہ دھیرے سے آگے آتا یاقوت کے ساتھ لگ گیا۔وہ کسے جا کر کہتے کہ انکو انکا باپ چاہئے یہ بے بسی بھی بہت جان لیوا ثابت ہو رہی تھی۔

"برلاس کیوں نہیں آیا ساتھ "اسکے ذہن میں یکدم سے برلاس آیا تھا جو یہاں اسے کہیں نہیں دکھا تھا۔

"پتہ نہیں وہ بہت عجیب ہو گیا ہے ان سب کے بعد سے وہ زیحال کو لے کر بہت پوزیسیو ہے کمرے سے ہی نہیں نکل رہا "

داراب نے اسے ساتھ لانے کی بہت کوشش کی تھی مگر اسکی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ کمرے سے نہیں نکلا تھا تھک کر داراب خود آگیا تھا۔

اسکی بات سن کر یاقوت اور باقی سب کو جی بھر کر حیرت ہوئی تھی بات اگر زیحال کی تھی تو کیسے ممکن تھا کہ وہ کمرے سے نہ نکلے۔

"وہ برلاس ہے۔۔۔میں مان ہی نہیں سکتا وہ ایسا کرے گا" یاقوت کو واقعی یقین نہیں آیا تھا۔

"وہ کر چکا ہے لالا اسکے پاس ہیں اسے ضرورت تھی کسی کی "

جب سے اسکی طبعیت بگڑی تھی وہ تب سے ہی اتنا عجیب ہو گیا تھا

خاموش اور کسی بات پر اتنا خاص ری ایکٹ نہ کرنے والا مگر وہ لوگ کیوں بھول گئے تھے کہ وہ باپ تھا اسکا۔ برلاس کا باپ۔

"اسے واقعی آرام کرنا چاہئے "

"مگر وہ بہتر راستہ ڈھونڈ سکتا تھا"آرسن کو جیسے اسکے

نہ آنے کا دکھ ہوا۔

"وہ کمرے میں بند رہے گا یہ سب کی بھول

ہے۔۔۔وہ جب نکلے گا تو ابراہیم کو اپنے لفظوں پر

پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ہو گا "

وہ سب کیسے بھول گئے تھے کہ وہ دھمکی زیحال کو

برلاس زیحال خان کے سامنے دی گئی تھی۔

"اوکے اب سب میری بات سنو"

داراب نے بونٹ پر ایک میپ رکھتے سب کو اپنی

جانب متوجہ کیا۔

وہ سب ہی اس پر جھکے اسکی بات غور سے سننے لگے۔

"یہاں سے راستہ آگے تھوڑا ہی بچا ہے مگر بنا مارک

کئے یہ راستہ بھی طے کرنے میں ہمیں کئی دن لگ

سکتے ہیں۔۔۔اس لئے بہتر ہے اپنی منزل کو مارک کر

کر نکلو"۔

وہ نہایت سنجیدگی سے سب کو سمجھا رہا تھا۔اسکی بات

مان کر وہ سب خود سے بہت سے راستے مارک کرتے

الگ الگ حصّوں میں تقسیم ہوتے جنگل میں چاروں اطراف پھیل گئے تھے

اور اس بار واپس نہ آنے کے ارادے سے وہ لوگ نکلے تھے جن کے پختہ عزم بتارہے تھے یہ جنون ہارنے والا نہیں ہے۔

____

اس سے پہلے وہ ٹریگر پر انگلی رکھتا اس کی نظر زیحال کے ساتھ لیٹی زالے پر گئی تھی وہ جس تڑپ سے اپنے

بابا کے ساتھ لگی تھی وہ زارک کا ہاتھ روک گئی تھی۔

وہ بے اختیار اسے دیکھے گیا اور اسکا یہ عمل دوسری جانب ابراہیم بخوبی دیکھ رہا تھا جسے اسکے دل میں اترتا رحم صاف دکھائی دے رہا تھا تب ہی وہ ضبط سے مزید مٹھیاں بھینچ کر اسے مہلت دینے لگا۔

"میرا بیٹا ہے ناں۔۔۔بس چپ" زالے کا مسلسل رونا زیحال کو از حد تکلیف دے رہا تھا۔

"ڈائے مش بابا" وہ اٹک اٹک بے حد معصومیت سے بولی۔

"بابا مسڈ یو ٹو میرا بیٹا" وہ زالے کے چہرے کو اور شدّت سے چومنے لگا یہ منظر بے حد خوبصورت تھا جس نے زارک جیسی آگ کو بھی ٹھنڈا کر دیا تھا۔

ابراہیم اس وقت جن شعلہ بار نگاہوں سے زارک کو دیکھ رہا تھا دور کھڑی جیسمن کو بے ساختہ اس سے خوف آیا تھا

ولف" اس نے بے ساختہ اسے پکارا

مگر وہ کہاں سن پایا تھا آج یہ آواز اسے تو صرف اپنی لٹل فیری نظر آ رہی تھی۔

"بس چپ۔۔۔ورنہ بابا زالے سے ناراض ہو جائیں گے" اسکی ناراضگی کا سنتے ہی زالے تیزی سے سر نفی میں ہلانے لگی۔

"دائے ناج نہ بابا (زالے سے ناراض نہیں ہوں بابا)" اسکی بھرائی آواز پر زیحال کا دل دھک سے رکا تھا اس نے نگاہیں ابراہیم کی جانب اٹھائی۔

جو اسکی زندگی میں ایسے حالات لانے کا سبب بنا تھا۔

"می۔۔۔ مما پاش۔۔۔ بابا" وہ اپنی ماں کے لئے

تڑپنے لگی تھی کتنی دیر مزید اپنی ماں سے دور رہ سکتی

تھی۔

"ہاں۔۔۔۔ ہم چلیں گے" اسکے چلیں گے کہنے پر

ابراہیم نے تمسخر اڑاتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"آپ مما کو تنگ نہیں کرو گے او کے۔۔۔ بابا کا اچھا

بیٹا ہے ناں" اسکی بات پر زالے تیزی سے سر ہاں میں

ہلانے لگی

ابراھیم نے پھر زارک کی جانب دیکھا جو مانوان باپ بیٹی کے سحر میں ہی بری طرح سے جکڑا جا چکا تھا۔

"ولف" اب کی بار ابراھیم زور سے دھاڑتے زارک کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا۔

وہ گڑبڑا کر کان کی لو مسلتے خود کو جیسے ہوش میں لایا۔

اسکے دباؤ کو اپنے دل کے مقام پر بڑھتے ہوئے محسوس کرتے زیحال نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔

یہ مقام اتنا عام نہ تھا یہاں وہ دشمن جان رہتی تھی اسکی گلا لے رہتی تھی اور وہ لوگ اسی دل کی دھڑکنوں کو بند کر دینا چاہتے تھے۔

جیسمن نے آگے بڑھ کر زالے کو اس سے چھین لیا تھا جب زالے کے رونے پر زیحال نے انگارے چباتی نظروں سے اسکی طرف دیکھا تھا۔

یہ وہی تھی اسکا چہرہ زیحال کو یاد آتے ذرا دیر نہیں لگی تھی۔

"بائے بائے پاشا" وہ بچوں کی طرح خوش ہوتے اسے

ہاتھ اٹھا کر الوداع کرنے لگا تھا

جب ایک بندہ بھاگتا ہوا انکے پاس آیا تھا۔

"بوس۔۔۔ شہر میں ہر طرف بھیڑیے آ گئے ہیں

نجانے کہاں سے" اسکی بات سن کر سب کے چہروں

پر بلا کی حیرت در آئی تھی۔

مگر وہی دوسری جانب گرے جھیل سی آنکھیں کھلتے

اسکے چہرے پر دلفریب دل جلی مسکراہٹ بکھر گئی

اس نے نگاہ اٹھا کر شل کھڑے ابراہیم کو دیکھا۔

بازی پلٹی تھی اور پلٹنے والا اور کوئی نہیں بلکہ وقت خود تھا۔

"کیسے آ گئے یہ۔۔۔آج سے پہلے تو کبھی نہیں آئے"

ابراہیم کا خون ابل پڑا تھا وہ ضبط کرتے کرتے بھی اپنے بندے پر دھاڑا اٹھا۔

"پتہ نہیں بوس۔۔۔بہت خون خوار بھیڑیے ہیں ہمارے بندوں پر حملہ کر دیا ہے" وہ حواس باختہ سا ٹھیک سے بول بھی نہیں پارہا تھا۔

اسکی بات پر

102/3

ابراہیم اور زارک اسکی بات پر جی بھر کر حیران ہوئے

تھے کیونکہ یہاں انکی بساط دو دن سے نہیں تھی

برسوں سے وہ اس جگہ رہتے آ رہے تھے

کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ جنگل سے کوئی جانور اس

طرح شہر میں داخل ہو جائے۔

تو آج کیسے ممکن تھا تب ہی ابراہیم کی نظر پاشا پر پڑی

جس کی آنکھوں کی چمک ہی بتا رہی تھی کہ وہ بازی

جیت چکا ہے وہ فاتح بن چکا ہے۔

ابراہیم کو وہ چمک بہت چبھی تھی تب ہی وہ بھاری قدم اٹھاتا پاشا کے عین سامنے آن کھڑا ہوا۔

اور اسکی آنکھوں میں گہرائی تک جھانکنے لگا جیسے اسکی آنکھیں پڑھ لینا چاہتا ہو۔

"ولف جا کر صورتحال چیک کرو"

اسکے حکم پر زارک سر خم کرتے فوراً سے باہر نکل گیا تھا جب اس کے جاتے ہی وہاں باقی بندے بچ گئے تھے۔

"یہ تم نے کیا ہے؟" الفاظ ٹھہر کر ادا کرتے ضبط سے استفسار یہ پوچھا۔

پاشا نے بیک وقت اسکی آنکھوں میں جھانکا تھا جہاں اسے وہ سب نظر آیا جو اسکی جیت کیلئے کافی تھا۔

"تم یہاں ہو تو وہ سب؟" وہ حیران تھا پریشان تھا اسے جیسے جھٹکا لگا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں اکیلا آیا ہوں؟" اسکے سوال پر ابراہیم کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں۔

"میں چاہ کر بھی اکیلا نہیں آسکتا میرے پیچھے آنے والے بہت لوگ ہیں اتنے کہ تمہاری سوچ "

کون آسکتا تھا اسکے پیچھے ابراہیم نہیں جانتا تھا اور پاشا اسکی آنکھوں میں یہ سوال بھانپ چکا تھا۔

تب ہی ہونٹوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"میرے بھائی۔۔۔جو مجھ پر اپنی جان دیتے ہیں "کیا مان تھا اسکے لہجے میں ان بھائیوں کے لئے جن کے ہوتے اسے یقین تھا کہ کوئی اسکا بال بھی باکا نہیں کر سکتا۔

"زریاب خان آفندی بزنس ٹائیکون۔۔۔ڈی ایس پی داراب خان آفندی"

یہ نام ہی اتنے بھاری تھے کہ جب وہ خود آتے تو نجانے کیا ہوتا۔

ابراھیم کے ماتھے پر شکنیں بڑھ سی گئیں وہ دل پر پتھر رکھ کر اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔

"میرے بیٹے "آج یہ لفظ صرف بیٹے نہیں رہا تھا دنیا بھر کی طاقت اس ایک لفظ میں آن سموئی تھی۔

کوئی جا کر اسکے بیٹوں کو دیکھتا تو باپ بیٹے کے رشتے پر رشک کرنے لگتا۔

"جو میرے بغیر ایک لمحہ نہیں گزار سکتے جو مجھے ڈھونڈنے کیلئے پوری دنیا ایک کر سکتے ہیں"

اگر اسے یہ یقین تھا تو غلط نہ تھا۔

اس کے پیچھے وہ لوگ واقعی پوری دنیا ایک کر چکے تھے۔

"میرے جگری دوست" دوست یہ لفظ سننے میں اتنا اچھا تھا مگر کوئی آکر اسکے دوستوں کو دیکھتا جو بھول گئے تھے کہ وہ صرف دوست ہیں۔

دوستی میں بھلا جان کون دیتا ہے مگر وہ دیتے تھے۔

رائے عثمان لاشاری بزنس ٹائیکون اور پارٹ ٹائم بدمعاشی کرنے کا عادی وہ الگ بات تھی کہ اسکا یہ مشغلہ بھی بہت ہیوی تھا۔

بلیک شیڈو (ڈاکٹر برہان ورک)اور انکے ساتھ شامل ہوئے آرسن (ڈاکٹر مبشر) جن کے ناموں کا مطلب ہی صرف وفا تھی۔

"ایک ایک تیرا انجام تجھے بتائے گا"

وہ چپ نہیں ہوا جبکہ ابراہیم کا غصّہ سوا نیزے کو چھونے لگا تھا۔اسکا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ گیا تھا۔ اگلے ہی پل اس کی آنکھوں میں بلا کی چمک اتر آئی جسے بھانپتے ہی پاشا کی مسکراہٹ یکدم سے سمٹی۔

ابراہیم گردن دائیں جانب پھینکے اسے دیکھنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے یکدم سے ہنس پڑا۔

"کیا فائدہ ان سب کا۔۔۔جب تیری اتنی بڑی کمزوری میرے ہاتھ میں ہے"

اسکا اشارہ جس جانب تھا پاشا بخوبی سمجھ گیا تھا کہ تب ہی اسکے چہرے کے تاثرات یکدم سے خطرناک حد تک سپاٹ ہوئے تھے۔

"تیری میری ڈیل ہوئی تھی۔۔۔کہ تو مجھے حاصل کر کر میری بیٹی کو واپس لوٹا دے گا "

وہ ہاتھوں کو پوری قوت لگا کر کھولنے کی کوشش کرتا اسکے منہ پر غرلایا تھا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔۔ بائے گاڈ میں نے کبھی زندگی میں کوئی پرامس پورا نہیں کیا "

وہ کس ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے پاشا کے سامنے بول رہا تھا اسکے ہاتھ کھلے ہوتے تو یقیناً اب تک اسے اس بات کا اچھا جواب مل چکا ہوتا۔

"اور یہ اتنا اچھا پرامس پورا کر کر میں رولز خراب نہیں کرنا چاہتا اس لئے "

کہتے ہی اس نے جیسمن کے ہاتھ سے زالے کو لے

لیا۔

"ابراہیم "زالے کو اسکی گود میں آتے دیکھ وہ یکدم

سے بن آب مچھلی کی طرح تڑپا تھا۔

"تیرے ساتھیوں کے آنے سے پہلے ہی"

"نہیں ۔۔۔ نہیں ابراہیم "وہ زالے کو اسکے نشانے

پر آتے دیکھ تڑپ کر یکدم سے حواس باختہ سا چلا اٹھا

تھا۔

جب اسے ایسے تڑپتے بلکتے دیکھ ابراہیم کو اپنے دل میں ٹھنڈک سی اترتی محسوس ہوئی تھی۔

"دیکھ۔۔۔میں تیرے قبضے میں ہوں میں کسی کو کچھ نہیں کرنے دونگا میری بیٹی کو ایک خروچ بھی نہیں آنی چاہیئے۔۔۔ورنہ "

اسکے ورنہ پر ابراہیم نے بھنویں اچکا کر اسکی جانب ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو "ورنہ ؟ "

"ورنہ کیا؟" وہ ایک قدم آگے آتے اسکے سامنے کھڑا ہوا۔

"ورنہ تجھے پچھتانے کا وقت بھی نہیں ملے گا" اسکی بات پر ایک پل کیلئے ابراہیم کی مسکراہٹ سمٹی تھی وہ بغور اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔

یہ یقین یونہی نہیں تھا کچھ تھا اس میں جو اسے یہ یقین دلا رہا تھا مگر کیا؟

یہ جاننے میں اسے وقت نہیں لگا تھا کہ اگلا بندہ بھاگتا ہوا آیا تھا سانسیں پھولی ہوئی تھیں تنفس بگڑ چکا تھا۔

"ب۔۔۔بوس۔۔۔اب کیا کریں گے۔۔۔پورے شہر میں پاشا کے بندے پھیل گئے ہیں۔۔۔چاروں

طرف سے پولیس ہمیں گھیر گئی ہے اور پورا ملک کسی پٹھان نے بلاک کروادیا ہے کہیں سے بھاگنے کا راستہ نہیں بچا"

اسکی بات سن کر ابراہیم نے پھٹی پھٹی نظروں سے پاشا کی جانب دیکھا تھا۔

پیا کو گھر بلایا تھا وہ کب جانتا تھا اس پیا کے پیچھے پوری بارات آئے گی وہ بھی اتنی دھوم دھام سے کہ سوچنے تک کا موقع نہیں دے گی۔

وہ اب تک بے یقین سی نگاہوں سے پاشا کو دیکھ رہا تھا

جو از حد سنجیدہ تھا۔

اسکی خاموشی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ تھی۔

"تو نے مجھے ڈبل کراس کرنے کی کوشش کی؟" اسکا

لہجہ آگ سے لبریز تھا اسکے ضبط کی انتہا تھی اس قدر کہ

اسکا چہرہ ضبط کے مارے سرخ پڑنے لگا تھا۔

"میں نے کسی کو نہیں بلایا" اسکی نظر پیچھے جیسمن پر

تھی جس کی گود میں زالے روتی زیحال کی جانب

آنے کیلئے ہاتھ کررہی تھی۔

"میری بیٹی کو چھوڑ دے" اگر زالے انکے پاس نہ ہوتی تو یہ شخص اکیلا انکو بتاتا کہ کبھی اس شہر میں وہ بھی آیا تھا۔

مگر اس وقت ایک بیٹی کی محبت نے اسے بری طرح سے جکڑ لیا تھا وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔

"مجھے ڈبل کراس کرنے کی سزا تو ملے گی"

وہ لفظ چبا کر بولا تھا جب اسکی بات پر پاشا کا دل دھک سے رک گیا اس نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا۔

"دیکھ۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔میرا یقین کر"

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی آخر میں دھاڑا اٹھا تھا۔
جب جیسمن کے زالے کو جھنجھوڑنے پر وہ یکدم سے

تڑپ اٹھا تھا۔

"اے۔۔۔۔بیٹی ہے وہ میری" وہ جیسمن پر اس قدر

شدّت سے دھاڑا تھا کہ وہ ایک پل کیلیئے سہم سی گئی۔

مگر ہر چیز انکے کنڑول میں تھی تب ہی وہ مضبوط بنتی

تیکھی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا کرنا ہے اسکا بوس" وہ یقیناً زالے کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

"وہی۔۔۔جواب یہ ڈیزرو کرتا ہے" وہ دیکھ پاشا کو رہا تھا مگر اسکے حکم پر پیچھے سے جیسمن نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"نہیں۔۔۔نہیں ابراہیم۔۔۔میں۔۔۔میں سب کو پیچھے ہٹادونگا کوئی کچھ نہیں کرے گا میری بیٹی کو چھوڑ دے"

وہ پوری طاقت لگا کر اپنے آپ کو رسیوں کی گرفت

سے آزاد کروانے کی کوشش کرتے ان پر بے بسی سے

چلایا تھا۔

"یہ تو اپنی فوج کو بلانے سے پہلے سوچنا چاہئے تھا "

وہ کب جانتا تھا کہ اس ایک چھوٹی سی بچی میں اتنی

طاقت ہو گی کہ اتنے بڑے تباہی کے سمندر کو اس

تک آنے سے روک دے

وہ کیسے اسے اب چھوڑ سکتا تھا۔

"میں نے کسی کو نہیں بلایا۔۔۔ کسی کو بھی نہیں"

وہ بے بسی سے دھاڑ اٹھا تھا اسکی بات سنی نہیں جا رہی تھی وہاں جیسمن زا لے کو لے کر سوئمنگ پول کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں اے۔۔۔ میری بیٹی کو چھوڑ دے"

وہ پہلی بار کسی عورت پر اس طرح چلا رہا تھا۔

جیسمن کا ہر بڑھتا قدم پاشا کی ایک ایک سانس جیسے بے دردی سے کھینچ رہا تھا۔

باہر کونسی جنگ چل رہی تھی کسی کو علم نہیں تھا لیکن اتنا ضرور پتہ چل گیا تھا کہ ایک طوفان اٹھا ہے جس کی شدّت سب کچھ لپیٹ میں لے جانے والی تھی۔

"نہیں" جیسمن کے زالے کو لئے سوئمنگ پول کی جانب بڑھتے ہاتھ دیکھ پاشا کی جان نکلی تھی۔

جب دوسری جانب سے ایک اڑتا ہوا اپنی ٹاپوں سے چنگاری نکالتا گھوڑا اسکے بلکل قریب سے گزرا تھا۔

ایک بھاری بھرکم چیز کے پانی میں گرنے کی زوردار آواز فضا میں گونجی تھی۔

جب تک کوئی اس پر غور کر پاتا پیچھے سے ایک گاڑی
انکے بلکل قریب برق رفتاری سے دوڑتی ہوئی گول
گھومتی دھول اڑاتی چلی گئی۔

"زالے" پاشا ان سب میں پوری قوت سے دھاڑا
تھا

دھول اتنی زیادہ تھی کہ کوئی کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہا
تھا۔

جب اگلے ہی لمحے اس کی نظر گاڑی کے شیشے سے نظر
آتی اے ڈی پر پڑی تھی۔

"بوس نکلیں یہاں سے" ابراہیم کے بندے پاشا گینگ کے بلیو بلڈنگ میں داخل ہوتے ابراہیم کو گھیر گئے تھے۔

جواب تک نہیں سمجھ پایا تھا کہ پلک جھپکتے یہ ہو کیا گیا تھا۔

"ابراہیم گاڑی میں بیٹھو" دوسری جانب سے زارک ولف گاڑی بھگالایا تھا جس کی بات پر ابراہیم فوراً اسکی گاڑی میں جابیٹھا تھا۔

ساتھ ہی زارک اے ڈی پر جوابی فائر کر رہا تھا جوان پر قہر بن کر ٹوٹی تھی۔

"اے۔۔۔ڈی زالے۔۔۔۔" پاشا کی جان نکل رہی تھی اب تک کچھ بھی صحیح سے نظر نہیں آیا تھا ایسی بھگدڑ ہر جانب مچ چکی تھی۔

"وہ رہی بوس" وہ زور سے چلائی تھی جب اسکے اشارے کی سمت میں پاشا نے گردن گھما کر دوسری جانب دیکھا تھا۔

جب اسکے منہ سے بے ساختہ "سکائے" کا نام نکلا۔

مگر حیران کن بات یہ نہیں تھی کہ وہاں اسے اپنا

سکائے نظر آیا تھا۔

بلکہ اس پر موجود سیاہ ماسک سے خود کو کور کیئے وہ

لڑکی نظر آئی تھی جو ایک ہاتھ سے زالے اور سکائے

کی نال تھامے دوسرے سے ہاتھ میں گن لئے

مسلسل ابراہیم کے بندوں پر فائر کر رہی تھی۔

پاشا کی آنکھیں تقریباً پھٹنے کو تھیں وہ کون تھی آج

سے پہلے اس نے کبھی اسے نہیں دیکھا تھا۔

مگر اس نے پاشا کی بیٹی کو بچایا تھا یہی بات پاشا کیلئے اسے سب سے اوپر کر گئی تھی۔

"اے ڈی۔۔۔۔" پاشا کے چلاتے اے ڈی نے دور سے ایک فائر کیا تھا جو سیدھا پاشا کے ہاتھ کی رسیوں میں لگ کر گزرا تھا۔

وہ جلدی سے رسی کھول کر اپنے پیروں پر جھکا اور رسی کھول کر خود کو ہر طرح سے آزاد کر گیا۔

اسے بھاگتے دیکھ اے ڈی نے دور سے اسے سامنے کی جانب اشارہ کیا تھا۔

جہاں پاشا کے بھاگتے ہی اے ڈی گاڑی گھما کر لے آئی تھی۔

پاشا فورا اسے اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھا تھا۔

"گاڑی بھگاؤ" وہ زالے کی جانب دیکھتا ایک ہاتھ ونڈو سے باہر نکالے ابراہیم کے ایک ایک بندے کے ساتھ انصاف کرنے لگا تھا۔

اے ڈی نے پوری قوت لگا کر سٹیرنگ گھماتے گاڑی اس جانب دوڑالی تھی۔

"کون ہے وہ؟" پاشا کی جانب سے سوال آتے اے

ڈی یک دم سے جواب نہیں دے سکی تھی۔

مگر اسے جاننا تھا کیونکہ اس لڑکی کے پاس پاشا کی بیٹی

تھی وہ ایسے ہی اسکے معاملے میں کسی پر یقین نہیں کر

سکتا تھا۔

"میں نے پوچھا کون ہے وہ؟" وہ ونڈو کے باہر سے

ابراہیم کے بندوں کو ہٹاتا یکدم سے دھاڑا تھا۔

"آ۔۔۔آپ کی مسسز۔۔۔زمل خانزادہ "

اسکے منہ سے زمل کا نام سنتے پاشا نے ٹرانس کی سی کیفیت میں کرنٹ کھاتے باہر کی جانب دیکھا تھا۔

سکائے۔۔۔زالے۔۔۔ گن اور وہ ماسک پہنی لڑکی۔ جس کے لائٹ گولڈن براؤن بال پیچھے ہوا کے دوش پر اڑ رہے تھے۔

اور وہ سکائے کو بھگاتی چلی جا رہی تھی راستہ ہر وہ اپنا رہی تھی جہاں جہاں ڈریگن سکواڈ تھا سکائے کی ایک ٹانگ انکو راستے سے ہٹانے کو کافی تھی۔

پاشا پر حیرتوں کے پہاڑ آن ٹوٹے تھے اسے اس قدر ششدر رہتے دیکھ اے ڈی کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔

"وہ۔۔۔وہ ک۔۔۔کیسے ؟" وہ ایک پل کو بھول گیا تھا یہاں کیا ہو رہا تھا کون کیا کر رہا تھا۔

اسے بس وہ گولڈن براؤن بالوں والی لڑکی دکھائی دے رہی تھی۔

"اسکی بیٹی اٹھائی تھی ان لوگوں نے۔۔۔وہ کیسے نہ آتی آخر کو پاشا کی بیوی ہے "

اسکے جواب پر پاشا نے پھٹی نظروں سے اے ڈی کو دیکھا تھا۔

"ک۔۔۔کون لایا اسے ؟"اب کی بار زمل کی فکر میں اسکے لہجے سے آگ برسی تھی۔

"میں لائی ہوں۔۔۔ورنہ وہ خود کو کچھ کر لیتی"اس نے پاشا ولا جانے سے لے کر زمل کے خود کو لے جانے پر بلیک میل کرنے تک ہی ساری کہانی پاشا کے گوش اتار دی تھی۔

"تمہارا دماغ خراب ہے۔۔۔اسے فائر تک نہیں کرنا آتا؟"

پہلے صرف زالے کی فکر تھی اب تو جیسے زمل کے آنے سے اسکی جان صحیح سولی پر جا لٹکی تھی۔

"اس نے بھی یہی کہا تھا۔۔۔لیکن میں نے اسے بتایا کہ تم صرف گن پکڑو نشانہ خود بن جائے گا اور اب دیکھیں اسے"

اسکی بات پر پاشا نے سامنے کی جانب دیکھا

واقعی وہ اے ڈی کی بات پر عمل کر رہی تھی بے شک وہ دیکھ کر نشانے نہیں باندھ رہی تھی۔

لیکن اس کے ہاتھ میں گن دیکھ ڈریگن سکواڈ خود ہی ڈر کر راستے سے ہٹ رہا تھا۔

"گاڑی تیز بھگاؤ" وہ اور تیز چلایا تھا جیسے اڑ کر اپنے گلا لے تک پہنچ جانا چاہتا ہو۔

اے ڈی سپیڈ بڑھاتی گاڑی سکائے کے برابر کر گئی تھی جس میں چلتی گاڑی کا دروازہ کھولتے وہ سیٹ بیلٹ تھام گیا تھا۔

"سکائ" اسکے ایک بار پکارنے پر سکائ اپنے تیز

دوڑتے قدم اسکی جانب موڑ گیا تھا۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سکائ کے قریب آتے اس پر

جمپ لگا گیا تھا۔

اسکے جمپ لگانے کے باعث سکائ کا بیلنس بگڑنے

لگا تھا مگر پاشا کے ہاتھ میں نال آتے اس نے جیسے ہی

کھینچی۔

سکائ پھر سے دوڑنے لگا تھا۔

جب اپنے پیچھے بیٹھے پاشا کو اسکی پاشی نے مڑ کر دیکھا تھا ہیزل آنکھیں ماسک میں نظر آتی قہر پاشا کے دل پر ڈھا رہی تھیں۔

اسے اب ضرورت نہیں تھی سکائے کو سمبھالنے کی وہ زالے کو اپنے ساتھ لگائے نگاہیں اٹھائے اپنے خان کو دیکھ رہی تھی۔

اسکی نگاہوں سے نگاہیں ملتے جیسے بجلی سی اپنے بدن میں دوڑتی محسوس کر گیا تھا۔

وہ فوراً اسے سکائے کا رخ بلیو بلڈ نگ کے سیف سائیڈ ایریا میں کر گیا تھا۔

وہ یہاں سے ان دونوں کو لے کر کسی محفوظ جگہ پہنچا دینا چاہتا تھا۔

کیونکہ پیچھے ہر طرف خطرہ تھا اور وہ ان دونوں پر مزید ایک بھی خروچ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اسکے لئے سب سے پہلے اپنی دو زندگیوں کو محفوظ کرنا اہم تھا۔

"یاقوت" وہ دور سے یاقوت کی گاڑی دیکھ بلند آواز

میں چلایا تھا۔

جب اسکی آواز سنتے دور سے یاقوت نے اسے سکائے

پر آتے دیکھ اپنی گاڑی اسکی جانب گھمالی تھی۔

اس کے ساتھ باقی گاڑیاں بھی راستہ صاف کرتی گئیں

زمل نے ان سب کو حیران کن نظروں سے دیکھا۔

وہ سب کے بیچ سے سکائے کو نکال کر دوسری جانب آ

گیا ہر جانب سے خطرہ دیکھ وہ زمل اور زالے دونوں کو

اپنے سینے میں چھپا گیا تھا۔

بالآخر ایک ایسی جگہ جہاں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا سوائے فورس کے۔

انکے ساتھ داراب خود بھی شامل تھا اسے دیکھ پاشا کو کچھ حوصلہ ہوا تھا۔

وہ سکائے کو ایک جگہ کھڑا کرتے زمل کو کندھے پر اٹھا گیا تھا۔

"ک۔۔۔کیا کر رہے ہیں" وہ اسکے عمل پر بری طرح سے گڑبڑا گئی تھی مگر حیران اس پر تھی کہ وہ اکیلا زمل زالے دونوں کو اٹھا گیا تھا۔

وہ بنا کوئی جواب دیئے ان دونوں کو لے کر اندر آ گیا یہ ایک اے سی والا ہال تھا اتنا خوبصورت کہ چند پل تو بندہ صرف اسے ہی دیکھتا رہے۔

"چھوڑیں مجھے" وہ اسکی پیٹھ پر مکے برساتی خود کو نیچے اتروانے کے جتن اور تیز کر گئی۔

مگر وہ ڈھیٹ وہاں بھی سب سے اندرونی محفوظ جگہ تلاش کرتے وہاں لے گیا تھا۔

"چھوڑیں" اب کی بار زیحال اسے نیچے اتارتے گہری سانسیں لینے لگا تھا۔

زالے تو کسی سپائڈر مین کی طرح زیحال کی شرٹ اپنی ننھی ننھی مٹھیوں میں جکڑے اس سے چپکی ہوئی تھی۔

جو دیکھ زیحال کی یکدم سے ہنسی نکل گئی۔

وہ زالے کو گود میں ٹھیک سے لیتا اسے بے تحاشہ چومنے لگا۔

"میرا بیٹا۔۔۔میرا سب کچھ" وہ اور شدّت سے اسے پیار کرتے اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا۔

"بابالووس یو مور اینڈ مور" اسکی محبت اتنی شدید تھی

اپنی بیٹی سے یہ اس ایک پل میں پتہ چل رہی تھی۔

زمل ان دونوں کو ایسے دیکھ ایک پل کیلئے تو سٹک سی ہو

گئی تھی۔اور یک ٹک انکو دیکھے گئی آنکھیں کب

بھرائی کب نمی قطروں کی صورت میں رخسار پر بہنے

لگی اسے علم ہی نہیں ہو سکا تھا۔

جب اچانک زمل کی نظر اسکے سر پر لگی چوٹ پر گئی۔

اسکی ہیزل آنکھیں دھیرے دھیرے پھیلنے لگی تھیں

صاف پتہ چل رہا تھا وہ کتنی مار اپنی بیٹی کیلئے کھا چکا

ہے۔

وہ تڑپ کر بے اختیار آگے آتی اسکے ہاتھ تھام گئی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟" وہ اسکے بازو کھولتی ایک ایک

زخم کو بھرائی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

اتنے گہرے زخم اور یہ شخص کچھ بھی محسوس نہیں کر

رہا تھا؟

"یہ۔۔۔یہ کس نے کیا۔۔۔ہبی کس نے کیا یہ ؟"وہ بوکھلا گئی تھی چوٹ اسے لگی تھی درد اسکی گلا لے کو محسوس ہو رہا تھا۔

مگر وہ کہاں بولتا وہ بول سکتا تھا؟ وہ تو اسے سیاہ رومال میں لپٹے دیکھ پھر سے سٹک ہو گیا تھا جیسے ارد گرد کی دنیا ہی تھم گئی ہو۔

"بولیں۔۔۔"اسکی خاموشی پر اس بار وہ غصّے سے چلائی تھی۔

"ا۔۔۔ان لوگوں نے۔۔۔م۔۔۔مارا ہے" وہ طاقتور تھا؟ نہیں اس وقت وہ خود کو اس نازک سی لڑکی کے سہارے محسوس کرتا کمزور سے کمزور ترین ہو گیا تھا۔

"کس نے۔۔۔میں اسکی جان لے لونگی۔۔۔" اسکی جان نکل رہی تھی اسکے ہبی کو درد پہنچایا جس پر وہ ایک خروچ تک برداشت نہ کر سکے۔

"لے لو" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا تھا۔

جب اسکی آواز میں گہرائی محسوس کرتے وہ یکدم سے ٹھٹھک سی گئی اور اسکی گرے جھیل سی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

وقت تھم گیا تھا دنیا رک گئی تھی ہر چیز رک گئی تھی سوائے انکے دلوں کے۔

جو پہلے سے زیادہ تیز دھڑکنے لگے تھے مانو ابھی باہر آ جائیں گے۔

دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں کے سامنے وہ الفاظ گھومنے لگے تھے۔

"مجھے کبھی نہیں لگا تھا کہ ایسے لکھ کر بھی تم تک اپنی بات پہنچاؤں گا" وہ صرف الفاظ نہیں تھے۔

وہ اس لڑکی کی جان نکالنے کا ساماں تھے

وہ اسکے سینے پر زوردار مکے برسانے لگی تھی۔

"ناہ۔۔۔ بابا" اپنے بابا پر حملہ ہوتے دیکھ زالے ٹھسکنے لگی تھی۔

مگر سامنے بھی ماں تھی اسی کی جس کو رکتے نہ دیکھ وہ خود ہی اپنے بابا کے گال پر پیار کرنے لگی۔

"کیا تھا وہ۔۔۔ہاں کیا تھا؟" وہ نہیں رکی تھی وہ رکنا ہی نہیں چاہتی تھی وہ بس مارتی گئی اور وہ دیوانوں کی طرح کھاتا گیا۔

"زیادہ ہیرو بننا تھا لیٹر لکھا۔۔۔آخری لیٹر ہاں" وہ تابڑ توڑ مکے اسکے کسرتی سینے پر مارتی سسک کر رو پڑی تھی۔

جب وہ بے اختیار اسکی نازک سی کلائی تھامتے اس طوفان کو ایک دم سے روک گیا۔

وہ تھم گئی تھی آنکھیں ٹھہر گئی تھیں مگر آنسوں اور

تیزی سے بہنے لگے تھے وہ کن کرب بھری نگاہوں

سے اسے دیکھ رہی تھی مانو ابھی دل رک جائے گا۔

زیحال نے دھیرے سے اسکا ماسک اتار کر ایک جانب

پھینک دیا۔

اسکا چہرہ دکھائی دیتے ہی جیسے دل نے شکر کا سجدہ کیا

تھا۔

"کیوں کیا۔۔۔جان لینی تھی تو" وہ بول رہی تھی

جب اسکے الفاظ پر وہ بے ساختہ اسکے لبوں پر انگلی رکھ

گیا اور سر نفی میں ہلانے لگا۔

"شش۔۔۔چپ" تڑپ اسکے چہرے پر بھی تھی وہ

بھول گیا تھا باہر کیا ہو رہا تھا۔

زمل نہیں سہہ پائی تھی وہ الفاظ یاد آتے ہی جان جیسے

ایک نئے سرے سے نکل رہی تھی۔

وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ ایسا کچھ بھی کبھی اسکی زندگی میں ہو سکتا تھا۔ وہ ٹوٹ گئی تھی بہت بری طرح۔

وہ بے جان ٹانگوں سے پیچھے رکھے صوفے پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔

ایک طرف بیٹی کے بچھڑنے کا غم اوپر سے وہ لیٹر یہ صرف وہی جانتی تھی کہ وہ کیسے یہ درمیان کے کچھ پل سانس لے سکی تھی کیسے وہ پل پل مری تھی۔

وہ ضبط کرتے کرتے بھی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔اسکا رونا دیکھ زیحال کے دل پر سیدھا ہاتھ پڑا تھا وہ بے اختیار اسکے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا زالے بھی اپنی ماں کو ایسے روتے دیکھ جھٹ سے ہونٹ گول کر گئی۔

"گلا لے" وہ اسکے ہاتھ تھام لینا چاہتا تھا مگر وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے کس کرب سے چلا اٹھی تھی۔

جیسے چیخ کر اس اذیت کو اپنے اندر سے نکال دینا چاہتی ہو۔ مگر نہیں کوئی بھی اس وقت کی بھرپائی نہیں کر سکتا تھا۔

وہ دور جا رہا تھا اپنی گلالے سے اپنی زڑگیہ سے بنا یہ سوچے کہ اسکے بغیر وہ کیسے ایک پل بھی جی سکے گی وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا کیسے یہ سوچ کر وہ اور شدّت سے رو پڑی تھی۔

"ذڑگیہ۔۔۔بس ناں" وہ کیسے اسے چپ کرواتا اسکا رونا زیجال کو شدید تکلیف دے رہا تھا۔

وہ سوں سوں کرتی سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ک۔۔۔کیوں۔۔۔کیوں کیا ایسا۔۔۔ت۔۔۔ترس نہیں آیا تھا مجھ پر؟" اسکے سوال پر زیحال کا دل یکدم سے کانپ اٹھا تھا۔

وہ تڑپ کر سر نفی میں ہلانے لگا۔

"دور جا رہے تھے؟" اسکے سوال پر زیحال نے فورا سے سر نفی میں ہلانا چاہا جب آدھ میں ہی اسکے الفاظ یاد کرتے دل بند ہونے کے قریب ہوا تھا۔

ہونٹ بے ساختہ پھڑپھڑانے لگے۔

"یہ۔۔۔۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر شدّت سے اپنی بیلی پر رکھ گئی۔

"یہ آ۔۔۔آخری ن۔۔۔۔نشانی" اسکی ہچکیاں بندھ چکی تھیں تکلیف سی تکلیف تھی جو دل میں اٹھ رہی تھی۔

وہ اسکی بیلی کی طرف دیکھنے لگا جہاں ایک ننھی سی جان کو محسوس کرتے اسکا دل زور سے دھڑکا تھا۔

"ان۔۔۔انکا سوچا؟" وہ زالے کو لے کر اسکے سامنے کر گئی ایک تو گھر تھا جس نے یقیناً سب کو نچار کھا ہو گا کوئی نظر جو نہیں آ رہا ہو گا اسے۔

"م۔۔۔مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔۔۔ان کا تو س۔۔۔سوچا ہوتا" وہ بچوں کی طرح ہچکیاں لینے لگی تھی۔

"ک۔۔۔کیسے سوچ لیا۔۔۔کیسے۔۔۔" وہ کرب سے چیخ پڑی تھی وہ چیخ کر اس اذیت اپنے اندر سے

نکال دینا چاہتی تھی وہ کیسے تصور بھی کر لیتی اس شخص کے بغیر زندگی۔

سوچ کر ہی جان نکل رہی تھی۔

"گلے یار نہ روؤنہ "اسے تکلیف ہو رہی تھی اس لڑکی کے آنسوؤں سے۔ مگر وہ چہرہ جھکائے بس روتی رہی تھی۔

"ممما۔۔۔نات تائنگ (ماما نہ روئیں)"اپنی ماں کو روتے دیکھ زالے بھی رو پڑی تھی وہ زمل کے گلے سے لپٹ گئی تھی۔

"آ۔۔۔آپ کے بابا۔۔۔ب۔۔۔بہت برے

ہیں۔۔۔ب۔۔۔بہت" وہ زالے کو اپنے سینے میں زور

سے بھینچ گئی۔

زیحال کیلئے یہ لمحہ انتہا کا تھا وہ مزید ضبط نہیں کر پایا تھا

وہ ان دونوں سے لپٹتے اپنے سینے سے لگا گیا۔

جہاں لگتے زمل کا رہا سہا ضبط بھی جواب دے گیا تھا وہ

اسکی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے اسکی گردن میں چہرہ

چھپا کر اور شدّت سے رو پڑی تھی۔

زالے ان دونوں کے بیچ تھی ایک طرف بابا ایک

طرف ماما اس ننھی سی جان کو اور کیا چاہئے تھا اس کے

سوا۔

وہ انکے بیچ بیٹھی اپنی انگلی منہ میں لینے لگی تھی اسے

شدید بھوک لگی تھی۔

''بس۔۔۔بس'' وہ زمل کی پیشانی شدّت سے چومتے

پھر سے اپنے ساتھ لگا گیا۔

"میں جا سکتا ہوں کبھی تم سے دور؟" وہ کس تڑپ سے پوچھ رہا تھا زمل اسے دیکھے بغیر سر نفی میں ہلانے لگی۔

"وہ۔۔۔وہ ل۔۔۔لیٹر میری جان نکال گیا تھا "

"میں اس لیٹر کو لکھنے والے کی جان نہ نکال دوں"

اسکی بات پر وہ دو بدو بولا تھا جب اسکی بات سمجھ میں آتے ہی زمل نے چہرہ باہر نکال کر سوں سوں کرتے اسے دیکھا۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکے سینے پر مکے جڑنے لگی یہی تو چاہیئے تھا شخص کو یہی۔

وہ ایسے لڑے ایسے جھگڑے بس روئے ناں۔

"باہ۔۔۔می چام "زالے نے اس دوران کچھ کہنے کی کوشش کی تھی مگر یہ بات وہ پہلی بار بول رہی تھی اسی لئے زمل زیحال دونوں کو ہی سمجھ نہیں آئی۔

"کیا؟" زیحال نے پیار سے پوچھا۔

"می۔۔۔وانت چام" وہ کچھ مانگ رہی تھی مگر کیا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہے؟" وہ زمل سے پوچھنے لگا۔

"م۔۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔۔ ٹمی خالی ہے میرے بیٹے کا؟" وہ اسکے چہرے کو بے تحاشہ چوم کر پوچھنے لگی۔ جیسے پچھلے دنوں کی ترستی ممتا کو ٹھنڈک پہنچا دینا چاہتی ہو۔

"ناہ۔۔۔می چام۔۔۔ مما" وہ معصومیت سے اسے کچھ بتانے کی کوشش کر رہی تھی۔زیحال خود اپنے بچے کی زبان سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اسے بھوک لگی ہو گی" زمل کی پریشانی پر زیحال نے اٹھ کر یہاں وہاں کچھ کھانے کو تلاش کیا۔

مگر اس ایریا میں اسے کچھ بھی نظر نہیں آیا تھا۔

"میں جا کر کچھ لے کر آتا ہوں" وہ کہہ کر جانے ہی لگا

تھا جب زمل کی آواز پر قدم بے ساختہ رک گئے۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ باہر نہ جائیں "

اسکے لہجے میں از حد فکر تھی جسے بھانپتے زیحال کے

لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

وہ دھیرے سے اسکے پاس آ بیٹھا۔

"اسے بھوک لگی ہے" وہ زالے کا ننھا سا ہاتھ تھامے

لبوں سے لگا گیا۔

اسکے پاس اسکی ماں ہے" زمل کے جواب پر زیحال نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا جب وہ یکدم سے نظریں چرا گئی۔

"اوکے" وہ مسکراہٹ دباتے ایک طرف ہو گیا اور ایک ایک چیز کو دیکھنے لگا تب تک زالے کی ٹمی بھی فل ہونے لگی تھی۔

وہ ٹرانس پیرنٹ گلاس وال کے باہر راستوں کو ناپ رہا تھا جہاں سے زمل اور زالے کو محفوظ طریقے سے نکال کے لے جا سکے۔

باہر ہر جانب پاشا برادرز اور ڈریگن سکواڈ کا ٹکراؤ ہو رہا تھا وہ لوگ پوری طرح سے ان پر غالب آ رہے تھے جگہ جگہ ان پر اپنا کنٹرول جمانا شروع کر دیا تھا۔

جب ان میں سے ایک کو بھاگ نکلتے دیکھ پا میر وہی سے اسکے پیچھے ہو لیا۔

اور عین موقع پر اسکی ٹانگوں کے بیچ لکڑی پھینکتے وہ اسے وہی گرا گیا اور جا کر فوراً اسے اپنے قبضے میں لے گیا۔

"نہ کا کانہ۔۔۔ آج نہیں" اسکا بس چلتا اسکا کام یہی تمام کر دیتا۔ لیکن اس شہر کو سمجھنے میں ان لوگوں کو کسی کی مدد درکار تھی۔

جب اسی دوران پامیر کی نظر دور سے آتے بھیڑیے پر پڑی۔

اسے دیکھتے ہی جیسے خود پامیر سلطان کی سٹی پیٹی گل ہو گئی۔ وہ "یاقوت بھائی" چلانے لگا تھا۔

جب یاقوت اسکی آواز پر دوڑتا ہوا اس تک آیا۔

"کیا ہوا" وہ پریشانی کے عالم میں پامیر کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا کہ کہیں اسے تو کچھ نہیں ہوا۔

اس نے انگلی کی مدد سے بھیڑیے کی جانب اشارہ کر دیا جسے وہی اپنا شکار مل چکا تھا۔

"ب۔۔۔ برلاس کہاں ہے؟" اسکے سوال پر پامیر نے فوراً سے کندھے اچکا دیئے کیونکہ اسکا ٹھکانہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا۔

مگر یہاں تک سب کے آنے میں بڑا ہاتھ صرف برلاس شاہ کا تھا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ پاشا ولا کا بگڑا ضدی لڑکا ہے۔

خیال۔۔۔۔

وہ ڈرائیونگ کرتے کرتے بالا آخر تھک چکا تھا ایک ایک پل کی مسافت بھی صدیوں پر محیط لگ رہی تھی۔

کیونکہ اس ایک ایک پل میں اسے اپنے باپ کی فکر ستائے جا رہی تھی۔

وہ گاڑی ایک ندی کے کنارے لے جا کر کھڑی کرتا نیچے اتر آیا اور وہاں بہتے صاف شفاف پانی کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اپنے چہرے پر مارنے لگا۔

آس پاس صرف خاموشی تھی درختوں کے پتوں کی سنسناہٹ ماحول میں ایک الگ ہی فسوں خیزی سی برپا کئے ہوئے تھی۔

جب وہی سے اسے کسی کی آہٹ کا احساس ہوا۔

یاقوت یکدم سے ٹھٹھک کر اس جانب دیکھنے لگا۔

یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں کوئی ہو جس کے بھاری قدم ایک ایک کر کر یاقوت کو اپنے قریب آتے محسوس ہو رہے تھے۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر اس جانب اور غور سے نظریں گاڑھ گیا۔

جب وہاں کی جھاڑیاں اور شدّت سے ہلنے لگیں۔

انکی آواز پر یاقوت کا دل دھک سے رکا تھا وہ فوراً سے ہاتھ اپنی پسٹل تک لے گیا۔

"ک۔۔۔کون ہے وہاں؟" اتنی خاموشی میں یہ شور اسکی دھڑکنوں کو تیز کر رہا تھا۔

وجہ صرف خوف نہیں تھا اسے اس وقت کسی بات کا ڈر محسوس نہیں ہو رہا تھا ہر بات پر صرف ایک ہی غم غالب آ رہا تھا۔

"میرے بھائیوں کو تم میں میں نظر آؤں" وہ آخری خط۔ وہ الفاظ کو یاقوت کو جب جب یاد آ رہے تھے تب تب وہ صرف اذیت میں مبتلا ہو رہا تھا۔

اپنے باپ صفت بھائی کو ڈھونڈنے کیلئے وہ موت کے اس راستے پر نکلا تھا جہاں سے پلٹ کر خالی ہاتھ جانے سے بہتر یہاں رہ کر اپنی جان دے دینا تھا۔

"م۔۔۔میں نے پوچھا کون ہے وہاں؟" وہ اس حرکت کو اور بڑھتے دیکھ اس بار سختی سے مخاطب ہوا تھا۔

لہجہ کرب سے لبریز تھا یہاں کوئی تھا تو یقیناً آبادی بھی کہیں قریب ہی تھی اور یہ محسوس کرتے ہی یاقوت کا دل دھک دھک کرنے لگا تھا۔

آنکھیں یکدم سے بھرا گئیں اس نے تڑپ کر زمین سے لے کر لمبے درختوں سے آسمان کی جانب دیکھا تھا۔

جہاں نظر پڑتے دل نے شدّت سے دعا کی تھی کہ یہ
ناکامی اسکے مقدر سے ہٹ جائے ورنہ یاقوت مرزا
جیتے جی مر جائے گا۔

وہ جہاں سے بھی چاہے مگر زالے اور زیحال کو ڈھونڈ
نکال لینا چاہتا تھا۔

جب سامنے سے حرکت بڑھنے لگی یاقوت نے بے
اختیار اس جانب دیکھا اس بار اسے شدید غصّہ آیا تھا۔

وہ خود آگے بڑھ کر اس آنے والے سے نمٹنا چاہتا تھا جب یکدم سے اسکے سامنے ایک خطرناک بھیڑیا آن کھڑا ہوا۔

اسے دیکھتے ہی یاقوت کے قدم فل سپیڈ سے بریک پر آ رکے تھے۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا جس کی آنکھوں کی شدید بھوک یاقوت کو دور سے بھی بخوبی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ آگے کے بجائے پیچھے قدم دھیرے سے ہٹانے لگا۔

اسے بھیڑیے کے خطرناک تاثرات سے اپنا کام تقریباً تمام ہوتے محسوس ہو رہا تھا۔

نہیں۔۔۔ابھی نہیں۔۔۔وہ اس گلٹ سے نہیں مرنا چاہتا کہ وہ اپنی بہن کے بعد زالے کی بھی حفاظت نہیں کر سکا۔

جبکہ اسکی غلطی نہ تب تھی نہ اب۔

اسے مہلت چاہیے تھی تب ہی وہ قدم پیچھے ہٹاتا گیا۔

وہ بھیڑیا اسکی جانب دھیرے دھیرے بڑھ رہا تھا جب اسکے ہر بڑھتے قدم پہ یاقوت کی موت بھی قریب آ رہی تھی۔

اس سے پہلے وہ اس پر چھلانگ لگا کر زیر کرتا یاقوت فوراً سے پیچھے گاڑی کے کھلے دروازے سے اندر جا بیٹھا تھا۔

بھیڑیے کی چھلانگ اتنی لمبی تھی کہ وہ دور جا گرا تھا۔

اپنا شکار ہاتھ سے نکلتے دیکھ اسکا غصّہ شدید بڑھ گیا تھا وہ
پہلے سے زیادہ خطرناک انداز میں غراتے یاقوت کی
گاڑی پر آ جھپٹا تھا۔

یاقوت نے سیاہ شیشوں میں سے اسے اپنی گاڑی پر
ٹوٹ پڑتے دیکھا۔

"ناٹ ناؤ۔۔۔ بیبس" وہ اسے وہی ابدی نیند سلاتا
تھوڑا پر سکون سا ہوا۔

یہ سکھ کا سانس لیتے اس نے آنکھیں موند لیں کیسے وہ
اسے خود پر حملہ کرنے دے دیتا۔

جب تک اپنی قسمت کے ساتھ جیتے جی انصاف ہوتے نہ دیکھ لے۔

بھاگنے کے باعث اسے ہلکی کھانسی کا دورا اٹھا تھا جو بر وقت پانی نہ پینے کے باعث بڑھتا ہی چلا گیا۔

وہ ڈیش بورڈ سے بوٹل نکال کر اسے منہ کو لگا گیا جب اچانک پانی پیتے پیتے وہ گھونٹ اسکے حلق میں پھنس سی گئی۔

جسے وہ نہ گٹک سکا نہ نکال سکا۔ وہ سٹک ہوئے اسی

طرح بنا پلک جھپکائے بیٹھا رہا جب اچانک ذہن میں

تیزی سے کچھ گھوما تھا۔

کچھ؟ بھیڑیا۔۔۔ جھاڑی۔۔۔ ایف آئی آر۔

"کیا کیا ہے تو نے کچھ بولے گا؟" وہ استفسار یہ پوچھ رہا

تھا جب کہ وہ بگڑا بچہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"بول ورنہ کان کے نیچے ایک رکھ کر دونگا" اسکی

خاموشی پر یاقوت کو اور غصّہ آیا تھا جب اسکی ڈانٹ پر

وہ اور بھی سر جھکا گیا۔

''وہ شور کر رہا تھا'' کیا جواب تھا جسے سن کر یاقوت اور پامیر دونوں ہی ایک پل کیلئے جیسے سکتہ میں چلے گئے تھے۔

''وہ۔۔۔وہ جانور شور کر رہا تھا؟'' انکو جیسے یقین نہیں آیا۔

برلاس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

''تو تو نے اسے مار دیا؟'' پامیر غش کھا کر گرنے والا تھا کیونکہ مرنے والا جانور بھی ایک بھیڑیا تھا۔

وہ جنگل سے اٹھا کر یہاں لایا گیا تھا وہ تو صد شکر تھا کہ یہاں ڈیوٹی پر داراب موجود تھا۔

"ہاں۔۔۔ تو جب میں کہہ رہا تھا چپ ہو جائے کیوں نہیں ہوا؟" وہ بول ایسے رہا تھا جیسے کسی انسان کی بات کر رہا ہو۔

مگر اسکے اس لاپرواہ سے انداز نے ان دونوں کو کچھ دیر کچھ بولنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

"تم سے مجھے اسکی امید نہیں تھی تمہیں میں نے ان کاموں سے دور رکھا تھا" زیحال اسے غصّہ کر رہا تھا

اور وہ معصومیت سے سر جھکا کر کھڑا تھا۔

مگر وہ ساری باتیں اس وقت یاد آتی یاقوت کو کہیں اور ہی پہنچا رہی تھیں۔

وہ تیزی سے اپنا موبائل اٹھاتے بر لا اس کے نمبر پر کال کرنے لگا۔

مگر کال جا رہی تھی کوئی اٹھا نہیں رہا تھا اسی وقت یاقوت کو داراب کی بات یاد آئی

"لالا کو چھوڑا ہے اسکے پاس اسے ضرورت تھی کسی کی "

یہ بات یاد آتے یاقوت نے تیزی سے زریاب خان کا نمبر ڈائل کیا اور انہیں کال کرنے لگا یہ پل اسکے لئے اور مشکل تھا جیسے اڑ کر برلاس تک پہنچ جائے۔

"ل۔۔لالا۔۔۔ برلاس کہاں ہے؟" زریاب کے فون اٹھاتے اس نے سیدھا سوال داغہ۔

" وہ تو رو رہا ہے۔۔۔ام نے چپ بھی کروایا مگر اسکو اسکا بابا چاہئے ام کیا کرے"

انکی آواز میں اس وقت سخت پریشانی چھلک رہی تھی۔

"اسکو فون دیں لالا۔۔۔ابھی کے ابھی" وہ آواز سے ہی جلد بازی میں لگ رہا تھا۔

زریاب "اچھا" کہہ کر فون کمرے میں لے گئے۔

جہاں وہ خوف زدہ سا بیڈ کراؤن سے لگ کر بیٹھا تھا اسے اس حال میں دیکھ ایک بار پھر زریاب کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"برلاس" یاقوت نے اسے پکارا مگر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون تک نہ پکڑا تب ہی زریاب فون سپیکر پر ڈال گئے۔

"مجھے نہیں کرنی بات" اسکی آواز نقاہت زدہ تھی

جیسے بہت رو چکا ہو۔

"میری بات سنو بچے۔۔۔بھائی اس وقت خطرے

میں ہیں۔۔۔وہ اکیلے ابراہیم کے سامنے چلے گئے

ہیں"

اسکی آواز سن کر براس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں

موبائل کی جانب دیکھا تھا۔

"پلیز۔۔۔اٹھو۔۔۔ہوش اور ہمت سے کام لو بھائی

کی جان خطرے میں ہے "

وہ جان بوجھ کر ایسے الفاظ کا چناؤ کر رہا تھا جو اس کے اندر کے بیسٹ کو جگا دے۔اور وہ جاگ رہا تھا۔

"وہ بھائی کو مارنا چاہتا ہے اٹھو اور کچھ کرو "

"کون ؟" یہ لفظ کون پوچھنے والا یقیناً برلاس شاہ نہیں تھا۔

"ابراہیم" نام سنتے ہی وہ یکدم سے اٹھ کھڑا ہوا تھا یہ باتیں اسکے زہن میں ڈالی جانے کی اشد ضرورت تھی جو کام یاقوت نے کر دیا تھا۔

اور اسکے بعد جو ہوا۔

وہ واقعی جانور تھا اور جانور ہی جانوروں کو اپنی زبان سمجھانا جانتا تھا زیجال کا صرف ایک جیکٹ جو اس نے جانے سے پہلے اتار کر وہی کمرے میں چھوڑ دیا تھا۔ اسکی خوشبو آج سب کو اس تک لے گئی تھی۔

وہاں ایک کے پہنچتے باقی سب بھی فوراً سے جا پہنچے تھے اور جاتے ہی انکو بتایا تھا کہ کس شخص کی سانسیں ختم کرنے کی بات کی گئی تھی۔

وہ غصّے سے آگ بگولہ ہوئے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا جب غصّہ مزید شدّت اختیار کر گیا اس نے ٹیبل پر زور سے لات دے ماری تھی جس کے ٹوٹنے کی آواز پر تقریباً سب ہی لوگ اچھل کر پڑے تھے۔ سوائے زارک کے جو بلکل خاموش کھڑا تھا۔ وہی ابراہیم کو ان سب کی نظروں سے بچا کر یہاں لے آیا تھا مگر خطرہ اب بھی باہر تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کیسے کر سکتا ہے۔۔۔کیسے؟" اسکا بس نہیں چل رہا تھا پوری دنیا کو تہس نہس کر دے۔

زارک تب سے خاموش کھڑا تھا۔ وہ ابراہیم کو اتنے غصّے میں دیکھ ایک جانب نکل آیا۔

جب کسی کا نمبر ملاتے فون کان سے لگایا۔ کال جا رہی تھی ساتھ ہی رنگگ کی آواز سنتے اسکے اندر دبا غصّہ باہر آرہا تھا۔

اگلے ہی لمحے فون اٹھالیا گیا تھا۔

"یہ دھوکہ تمہیں کس قدر مہنگا پڑ سکتا ہے تم نے سوچا بھی نہیں ہوگا" وہ ٹھہرے لہجے میں سرد مہری سے گویا ہوا۔

جب اسکی بات پر مقابل نے لمبا سانس خارج کیا جیسے باقاعدہ اسے محسوس کروانا چاہتا ہو۔

"سستا لفظ پاشا بے کو سوٹ بھی نہیں کرتا" وہ شان بے نیازی سے کندھے اچکا گیا۔

زارک نے اسکی بات پر پوری قوت سے جبڑے بھینچ لئے۔

"پاشا۔۔۔ "

"آواز۔۔۔نیچے۔۔۔ تم باپ نہیں ہو میرے جس کی اونچی آواز برداشت کرونگا"

وہ فورا سے اسے باور کروا گیا تھا کہ اب اسکے ہاتھ کھلے

ہیں۔

"ہمت تھی تو مردوں کی طرح لڑتے سامنے

سے۔۔۔ لیکن میری عزت پر ہاتھ ڈال کر اپنے درد

ناک انجام کو دعوت دی ہے تم سب نے "

وہ بول نہیں رہا تھا منہ سے آگ نکال رہا تھا وہ واقعی

اب آزاد تھا بیٹی کی محبت سے جواب اسکے پاس تھی۔

"لیکن وہ محفوظ تھی۔۔۔ تمہاری ڈیل ایمانداری سے

پوری ہونی چاہئے تھی"

وہ یہ نہیں کہہ سکا کہ اسکی بیٹی کو محفوظ رکھنے والا بھی وہ خود ہی تھا یہ اسے اپنی دشمنی کی توہین لگی تھی۔

"یہ جان میری بیوی کی امانت ہے۔۔۔ جس کے کہنے پر میں دینے آیا تھا۔۔۔ ورنہ تم لوگوں کا باپ بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بول اسے۔۔۔ بل سے نکل کر سامنے آئے"

"پیا اس سے ملنے آیا ہے" اسکا آخری جملہ زارک کے تن بدن کو سلگا کر رکھ گیا تھا۔

"اس کا انجام تم بھگتو گے۔۔۔" وہ کہہ کر کال کٹ کر گیا آنکھوں میں جو لٹل فیری کیلئے تھوڑی نرمی آئ تھی سب ختم ہو چکی تھی۔

زیحال نے مڑ کر زالے کو دیکھا جو زمل کے ساتھ شرارتیں کرتی دودھ پی رہی تھی۔

"آپ اب بڑے ہو گئے ناں۔۔۔ تو اب آپ کو یمی یمی چیزیں کھانی چاہئے "

وہ اسکی چھوٹی سی ناک دبا کر پیار سے بولی۔ زامل دودھ پینا چھوڑ چکا تھا مگر زالے اسکے مقابلے میں کمزور تھی

تب ہی زمل نے اب تک خود کو اسکے فرض سے سبک دوش نہیں کیا تھا۔

وہ اس ننھی سی پری کیلئے خود کی کیئر اب بھی کرتی تھی تا کہ زالے بھوکی نہ رہے۔

"می۔۔۔وانت۔۔۔بوبو" وہ بول کر پھر سے زمل کے سینے میں چھپ گئی۔

اسکی معصومیت پر زمل کی آنکھیں بھر اسی گئیں۔

اسے بار بار وہی منظر اپنی آنکھوں کے سامنے گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔جب وہ لوگ اس گڑیا کو لے کر گئے تھے۔

زمل شدّت سے زالے کا چہرہ اور ہاتھ چومنے لگی۔

"میرا بیٹا۔۔۔ مما کی جان کا ٹکڑا "

وہ اسے سینے میں زور سے بھینچ لینا چاہتی تھی جیسے سب سے چھپا لینا چاہتی ہو۔

وہ قدم قدم چلتا ہوا اسکے پاس آبیٹھا اور اس خوبصورت منظر کو دیکھنے لگا۔

"ہبی" وہ اسکے ماتھے پر لگے زخم کو دیکھ بے اختیار بولی۔

"یس ہبی کا بے بی" وہ انگلی کی پور سے اسکے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کرتے محبت سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔

جس پر زمل کا دل بے اختیار زور سے دھڑکا۔

"آ۔۔۔آپ کچھ لگالیں ناں اس پر۔۔۔ ہمیں گھر چلنا چاہئے"

"جائیں گے۔۔۔ باہر کے حالات کنڑول میں آنے دو" وہ اب بھی لہجے میں دنیا بھر کی محبت سموئے ہوئے تھا۔

وہ دھیرے سے زمل کے بالوں کے قریب اپنی ناک لے جا کر انکی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا۔

"ہبی یہ دیکھ رہی ہے" زالے دودھ چھوڑے ٹکر ٹکر ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"زالے۔۔۔ کلوز یور آئز میرا بیٹا" وہ بنا آنکھیں کھولے بولا تھا۔

"اوتے ببا" وہ بھی جھٹ سے آنکھوں پر اپنے ننھے

ننھے ہاتھ رکھ گئی یہ دیکھ زمل حیران اور بلش ایک

ساتھ ہوئی تھی۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی یہاں آنے

کی۔۔۔ تمہارے ہوتے ہوئے میں کچھ کر بھی نہیں

سکتا"

وہ اسکے گال پر لب رکھتے شدّت سے بولا۔

"ک۔۔۔ کیسے نہ آتی۔۔۔ ہبی" آخر میں وہ یکدم

سے بدکی۔

"وہ ظاعنہ تو ڈاکٹر برہان کی بہن ہے ناں۔۔۔وہ آپ کا پوچھنے کیوں آئی تھی؟" یاد آتے فوراً سے پوچھا۔

سب لوگوں کے نکلنے کے بعد وہ آخر میں پاشاولا پہنچی تھی جسے دیکھ کر سب ہی حیران تھے۔

"وہ جو بھی تھی تم اسکے ساتھ آگئی؟" وہ بھی آنکھوں سے گھورتے فوراً سے پوچھ بیٹھا۔

"م۔۔۔مجھے کوئی بھی نہیں لا رہا تھا وہ آئی تو اس نے ترس کھایا مجھ پر"

اس نے آخری بات جس بھرائے لہجے میں بولی تھی

زیحال کو اپنا دل جکڑتا ہوا محسوس ہوا۔

"پاگل ہو تم۔۔۔تم ترس کے نہیں محبت کے قابل

ہو"

وہ اسکا سر اپنے سینے پر ٹکا گیا۔زمل کو یہ جگہ پوری دنیا

میں بے حد پر سکون لگتی تھی۔

زمل نے زنو کے آنے سے لے کر سکائے سے ملوانے

اور یہاں تک آنے تک ساری کہانی زیحال کے غوش

اتار دی

جسے سن کر وہ پہلے حیران ہوا تھا پھر بے ساختہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہنس پڑا اور ہنستا ہی چلا گیا۔

اسے ایسے ہنستے دیکھ زمل نے خفگی سے گھورا۔

"کیوں ہنس رہے ہیں؟" تڑخ کر پوچھا

"تو کیا کروں۔۔۔" وہ کندھے ایسے اچکا گیا جیسے کچھ جانتا ہی نہیں۔

"تمہیں آج ایسے دیکھ میں شاک رہ گیا تھا کیا بھگایا ہے تم نے ان لوگوں کو"

اسے بار بار زمل کی اندھا دھند فائٹ یاد آرہی تھی۔

زمل کو اسکی ہنسی اچھی نہیں لگی تھی جب اسکی آنکھوں میں ناراضگی بھانپتے زیحال فوراً سے چپ ہو گیا۔

"لیکن ایک بات ہے۔۔۔آج تم مجھے میری بیوی لگی ہو" اسکی بات پر زمل نے گھورنا چھوڑ کر اسے دیکھا۔

"اور دن کیا لگتی ہوں ؟" کس ادا سے پوچھ رہی تھی پاشا تو گیا تھا اپنے دل کے ہاتھوں۔

وہ دھیرے سے اسکے کان کے قریب ہو گیا۔

"میری محبت" سرگوشانہ انداز میں بولتے وہ زمل کا دل زور سے دھڑکا گیا تھا۔

"میری زندگی۔۔۔میرا سب کچھ" اسکا شریر لہجہ زمل کو ساتویں آسمان پر لے جا رہا تھا۔

"اور میرے بچوں کی جنت" اس نے گردن ٹیڑھی کر کر زالے کو دیکھا۔

"میرے سوئیٹ سے بیٹے کی ماما" وہ اسکی چھوٹی سی ناک دبا کر بولا جب اس سے زالے کے چھوٹے سے ذہن میں کچھ کلک ہوا تھا۔

"بابا آئی وانت چام" وہ پھر سے کچھ مانگ رہی تھی۔

"یہ کیا کہنا چاہتی ہے پہلی بار ہمیں سمجھ نہیں آرہی"

وہ دونوں ہی سخت پریشان ہوئے تھے نہ زالے کو اور

آسان الفاظ میں سمجھانا آتا تھا۔

"اوکے۔۔۔ بابا آپکو آپکا چام دلائیں گے اوکے" وہ

آخر میں ہار مان کر اسکے سامنے سر جھکا گیا۔

زمل کو یہ منظر بہت حسین لگا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

بلیو بلڈنگ کے باہر اس وقت موت کا کھیل کھیلا جا رہا تھا ہر طرف فائرنگ ایسے ہو رہی تھی مانو کسی بارات کے آنے پر تیز دھماکے دار میوزک بجایا جا رہا ہو۔

ہر طرف پاشا گینگ کی گاڑیاں گھوم رہی تھیں اور جہاں بھی وہ جا رہی تھیں وہی پر ابراہیم کے بندوں کو ابدی نیند سلا رہی تھیں۔

جب میں بلیک شیڈو، آرسن، عثمان لاشاری، اور پھر وہ جو ایک دردناک موت بن کر ان پر ٹوٹے تھے زیحال خان آفندی کے بیٹے۔

یاقوت مرزا اور پامیر سلطان۔

انکو دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے موت خود زمین پر آگئی ہو وہ

گاڑیاں بھگاتے سید ھاڈر یگن سکواڈ کے ایریا میں

گھس رہے تھے۔

مگر یہ کھیل الگ تھا اس کھیل سے جو اس جانور نے

کھیلا تھا اتنا خطرناک اور بھیانک جو کبھی ابراہیم یا کسی

نے سوچا بھی نہیں تھا۔

اسکے خاندانی افراد (بھیڑیے) ایک ایک پر جھپٹ

پڑتے انکی چیر پھاڑ کر رہے تھے جن کے خوف سے وہ

لوگ ہتھیار پھینک کر بھاگ رہے تھے اور جو بھاگ رہے تھے انکو آگے پاشا گینگ کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

"بوس۔۔۔یہ۔۔۔یہ بھیڑیے بہت خطرناک ہیں۔۔۔ہمارے بندوں کی چیر پھاڑ کر رہے ہیں"

ایک بندہ فون کر پھولتی سانسوں کے ساتھ بمشکل ہی بول رہا تھا۔

یہاں زارک ولف کے ماتھے پر شکن پڑی تھی۔

"بھیڑیے کیسے آ سکتے ہیں؟" وہ ضبط سے زیر لب خود سے مخاطب ہوا تھا۔

ہاں اگر آتے تو اسکے بھائی آتے دوست آتے بیٹے آتے
جو آئے بھی تھے اور ان سے جنگ بھی کی جاسکتی تھی
مگر بھیڑیے۔یہ کون لا سکتا تھا۔

وہ سخت تذبذب کا شکار ہوا تھا۔جب اسکے زہن میں
کچھ الفاظ گھومنے لگے تھے۔

"تیرے نام میں صرف ولف آتا ہے۔۔۔میں نے
ایسے ولف بچپن سے اپنی جیب میں رکھے
ہیں۔۔۔آیندہ میرے بچوں کی طرف دیکھا بھی
۔۔۔تو"

تو یہ موت کا کھیل رچتا جو اب رچایا جا رہا تھا۔

وہ آیا تھا اپنے خاندان کے ساتھ جو صرف اسکی زبان سمجھتے تھے جن کو اس نے ایک راستہ بتایا تھا۔

اور وہ آ گئے تھے۔ ساتھ وہ بھی آیا تھا۔

"کنگ آف ڈیولز" دیوار پر لکھے گئے وہ الفاظ جو زارک کو آج بھی یاد تھے۔

مطلب ان میں یہ دونوں شامل تھے اسے لیٹر بھیجنے والا اور وہ ڈیول جس نے برلاس شاہ کو بچاتے وقت

ڈریگن سکواڈ کے بندے مارے تھے وہ بھی اتنی بے

دردی سے۔

اسکی آنکھیں یکدم سے کھلی تھیں وہ آئے تھے وہ

دونوں آئے تھے جن کا زارک ولف کو خود بھی انتظار

تھا۔

وہ یکدم سے سیدھا کھڑا ہوا تھا۔ہاتھ کی مٹھیاں ضبط

سے بھینچ گئی تھی۔

اسکا ہاتھ سیدھا اپنی ریوالور تک گیا تھا یہاں اس کے ضبط کی انتہا تھی وہ ابراہیم کو بولتے چھوڑ کر خود باہر نکل گیا تھا۔

اب یا تو آر جانا تھا یا پار۔

اسکی گاڑی نکل کر بلیو بلڈنگ کی جانب بڑھ گئی تھی۔

جس کے باہر پہلے سے سیاہ گاڑیاں منڈلا رہی تھیں اس نے آتے ہی اپنے بندوں کو حکم دے دیا تھا جو اسکا حکم پاتے ہی پاشا گینگ پر ٹوٹ پڑے تھے۔

دونوں جانب سے فائر نگ فل زور و شور سے ہو رہی تھی۔ کتنے ہی لوگ اس جنگ میں بے دردی سے مارے گئے تھے۔

یاقوت اور بلیک شیڈو بلیو بلڈنگ کے اندر گھس کر ابراہیم کے بندوں کو مارنے لگے تھے۔ یاقوت کی بندوق سے گولیاں ختم ہوتے دیکھ اس پر ایک ساتھ فائرنگ کھول دی گئی تھی۔

"یاقوت" بلیک شیڈو نے ایک اے کے فورٹی سیون اسکی جانب اچھالتے یاقوت پر فائر کرنے والے کے

چہرے پر سیدھا ایک ساتھ چھ سات گولیاں ماری تھیں۔

زارک کے آنے سے اس کے لوگوں کو جیسے طاقت مل گئی تھی۔ایک طرف وہ تھا اور دوسری جانب پامیر ،آرسن اور عثمان۔

وہ ان میں سے ان دو لوگوں کو ڈھونڈ رہا تھا۔

کنگ آف ڈیولز اور ان بھیڑیوں کا رہنما۔

وہ لوگ یہاں کیوں تھے جتنے خطرناک یہ سب تھے تو

یہاں سے نکل کر بلیو بلڈنگ کو گھیرنا چاہیئے تھا

مگر۔۔۔۔

زارک ولف ان میں کسی کو بھی سمجھنے سے قاصر تھا اور

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔

اگلے لمحے اسکے زہن میں کلک ہوا تھا اور بہت تیزی

سے ہوا تھا وہ تیزی سے گاڑی گھماتا انکے بیچ سے نکال

لے گیا تھا۔

اور سیدھا اس بلڈنگ میں پہنچا تھا جہاں ابراہیم کو محفوظ کیا تھا۔ وہ جیسے ہی وہاں پہنچا اپنے بندوں کو کتے کی موت مرے دیکھ وہ ششدر رہ گیا۔

"ابراہیم"

103/1

وہاں سب ہو کر بھی کوئی نہیں بچا تھا اور ایسا کیسے ممکن تھا جب وہ سب کے سب اسکی آنکھوں کے سامنے وہاں تھے تو یہاں یہ سب کیسے۔

اسکا ذہن تیزی سے گھوم گیا تھا ایسا کیسے ممکن ہو سکتا تھا کیسے۔

وہ کبھی اتنا نہیں الجھا جتنا اس کچھ دیر میں پاشا برادرز نے الجھا کر رکھ دیا تھا اور وجہ وہ اچھے سے جانتا تھا.

وہ دو لوگ جو اسکی نظروں سے اوجھل تھے یقیناً یہ کام انکا تھا۔

کون تھے وہ جو اتنے طاقتور ہو کر بھی سامنے نہیں آ رہے تھے۔آخر کون۔

زارک ولف کی انگلیاں تیزی سے جمع تفریق کرنے لگی تھیں آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں ذہن نے ساری کڑیاں آپس میں تیزی سے ملانی شروع کر دی۔

پاشا کو کمزور کرنے کیلئے جب اسکے چھوٹے بھائی پر ہاتھ ڈالا گیا جوان سب بھائیوں کا لاڈلا تھا جسے زندگی سے لطف اٹھانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔

جو آوارہ گردی میں پی ایچ ڈی کئے ہوئے تھا اسکی ایک ایک ڈیٹیل زارک ولف کے پاس تھی وہ ایک ضدی بگڑا لڑکا تھا جسے اسکے باپ کے لاڈ پیار نے بگاڑ رکھا تھا۔

مگر وہ بہت معصوم تھا جلد رو دیتا تھا ضد کر کر چیزیں بھی اپنے باپ سے مانگتا تھا جو یہ نہیں کہتا تھا کہ تم بڑے ہو گئے ہو تمہیں خود کمانا چاہئے تمہاری شادی ہو چکی ہے۔

وہ بس ضد کرتا تھا اور اسکا باپ ان ضد اور فرمائشوں کو دل و جان سے پورا کر دیتا تھا۔

اسے بچانے بھی وہ شخص آیا تھا جو خود کو ان سب سے بڑا برا انسان کہتا تھا۔

اور پھر اس ریسٹورنٹ میں بچوں کو ایک نظر دیکھنے پر جو اسے لیٹر موصول ہوا تھا۔

کون تھے یہ دونوں۔۔۔۔ کون۔۔۔۔ کہیں دونوں ایک تو نہیں ؟ایک نیا سوال اسکے ذہن میں گردش کرنے لگا تھا۔

پاشا برادرز۔۔۔زیحال خان آفندی، یاقوت مرزا، پامیر سلطان اور پھر آتا تھا وہ بگڑا الڑکا برلاس شاہ۔

یہاں کون تھے؟ یاقوت ہاں اس نے یاقوت کو دیکھا تھا پامیر وہ بھی وہی نظر آیا تھا۔

اور پاشا کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ ہمیشہ سامنے سے دشمن کو للکارتا تھا۔تو بچتا صرف ایک ہی شخص تھا۔۔۔

کون۔۔۔؟ برلاس شاہ۔اسکا نام تو ذہن میں آتے ہی وہ سر جھٹک گیا تھا۔

ایک کم سن لڑکا اتنا خطرناک کیسے ہو سکتا تھا جسے باپ سے لاڈا ٹھوانے کے سوا اور کچھ آتا ہی نہیں تھا۔

تو کون تھا پھر۔اسکا سر چکرانے لگا تھا اس ایک شخص کو لے کر جو نجانے ایک تھے یا دو۔

یہاں کی تباہی دیکھ اسے اندازہ ہو رہا تھا جیسے یہ کسی ایک کا کام نہیں ہو سکتا یقیناً اسکے ساتھ کوئی تھا۔

مگر وہ کیا جانے وہ ایک بھی دو نہیں دس کے برابر تھا۔

وہ ابراہیم کو نہ پا کر سر سے لے کر پاؤں تک سرخ ہو گیا تھا۔ وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچے وہاں سے باہر نکل گیا۔

اور اس بار سیدھا ان پر قہر بن کر ٹوٹا تھا ہر جانب سے ڈریگن سکواڈ کے بندوں نے ان پر گھیرا تنگ کر دیا تھا۔

پہلے جہاں صرف پاشا کے لوگ دکھائی دے رہے تھے وہی اب ڈریگن سکواڈ بھی شامل ہو گیا تھا۔ جس کو لیڈ کرنے والا خود زارک ولف تھا

آرسن نے کا یا ایک دم سے پلٹتے دیکھ سیدھا پاشا کو کال کر دی تھی۔

"بوس۔۔۔یہ لوگ بہت زیادہ آگئے ہیں اب کیا کرنا ہے؟" وہ سخت پریشان لگ رہے تھے۔

جب انکی بات سن کر پاشا کے ماتھے پر یکدم سے بل پڑے۔

وہ اس وقت زمل کے پاس تھا لیکن باہر نکلنا بھی بے حد ضروری تھا تب ہی وہ کال بند کرتے اس جگہ کو دیکھنے لگا۔

سارے کھڑکی دروازے وہ ایک ایک کر کر سب بند

کرنے لگا جب اسے یہ کرتے دیکھ زمل تھوڑی پریشان

ہوئی۔

"ہبی۔۔۔کیا کر رہے ہیں؟" مگر وہ اسکی بات کا

جواب دیے بغیر اپنے کام میں لگا رہا۔

کہیں سے کسی کے آنے کا راستہ نہیں چھوڑا تھا۔یہ

کرتے اسے کچھ حوصلہ ہوا۔

"وائفی میری بات غور سے سنو" وہ یکدم سے سنجیدہ

ہوتے اسکے دونوں ہاتھ تھام گیا۔

زالے صوفے پر بیٹھی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے ابھی یہاں سے جانا ہوگا۔۔۔تم یہی رہو گی زالے کے پاس اسکے ساتھ اوکے"

وہ اسکی آخری بات چھوڑے پہلی بات سن کر سخت پریشانی میں مبتلا ہوئی۔

"آ۔۔۔آپ کیوں جائیں گے باہر وہ لوگ۔۔۔وہ لوگ صحیح نہیں ہیں"ہاں یہ کچھ ہی دیر میں وہ دیکھ آئی تھی۔

مگر کب جانتی تھی اسکے ہبی نے ایسے حالات بہت بار دیکھے تھے۔

"شش۔۔۔میں جانتا ہوں۔۔۔لیکن وہاں میرے بھائی ہیں سب۔۔۔تم میری فکر نہ کرواوکے "

وہ اسے ریلیکس کرنے کے لئے ماتھے پر اپنے لب رکھ گیا۔

جب اس لمحے میں زمل خانزادہ نے پوری زندگی جیسے جی لی تھی۔

"میں جلدی واپس آتا ہوں پھر ہم یہاں سے چلیں گے "

وہ اسے دلاسہ دے کر پر سکون کروانا چاہتا تھا مگر زمل کا دل بری طرح سے گھبرا رہا تھا۔

"ا۔۔او کے بٹ پلیز۔۔۔جلدی آیئے گا"اس نے تڑپ کر زیحال کے ہاتھ تھام لئے۔

اس عاشق مزاج کیلیئے اس لڑکی کا صرف اتنا سا عمل بھی کسی لشکر کو فتح کروانے کیلیئے کافی تھا اور یہ بات وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

وہ زمل اور زالے کو اس جگہ محفوظ کرتا خود باہر نکل گیا تھا۔

زامل کو کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا جن کے ساتھ اسکا بونڈ سب سے زیادہ سٹر ونگ تھا سب سے بڑھ کر تو اسکے لئے اسکے ماں تھے۔

اور وہی اس وقت اسکے سامنے نہیں تھے کب سے اسے گود نہیں لیا تھا اور اب اسی بات پر اس ننھی سی جان نے رو رو کر پورا پاشا ولا سر پر اٹھا لیا تھا۔

"یا اللہ میں کیا کروں کیسے چپ کرواؤں اسے"

آئرہ کو کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا اتنے گھنٹوں سے وہ

اسے سنبھال رہی تھی

کونسا طریقہ اس نے نہیں اپنایا تھا مگر آخر میں اسے پھر

اپنے مما بابا چاہیئے تھے۔

"اچھا۔۔۔ میرا اچھا شہزادہ ہے ناں زامل۔۔۔ انا کے

ساتھ کوکیز کھائے گا یس"

اس نے زامل کے پسندیدہ کوکیز بھی بنائے تھے جسے دیکھ زامل ایک پل کیلئے چپ ہوا مگر یہ کوکیز دینے والی اسکی ماما کیوں نہیں تھی۔

یہ سوچ کر وہ اور تیز رونے لگا۔

"دامی۔۔۔و۔۔۔وانت۔۔۔ماما(زامی کو ماما چاہئے)"

وہ مٹھیاں بند کرتے پورا زور صرف رونے پر لگا رہا تھا۔

"وہ آجائیں گی ناں وہ آپکے لئے ٹوائز لینے گئ ہیں"

"نو۔۔۔آئی وانٹ۔۔۔ماما (نہیں مجھے ماما چاہئے)"

ہاں اسے اب کسی کھلونے کا لالچ نہیں چاہئے تھا۔

آئرہ نے بے بسی سے اسکے سامنے پڑے کھلونے

دیکھے۔

کتنی دیر تو اس نے صرف ان ٹوائز کے ساتھ اسے بہلا

لیا تھا گاڑیوں کے پرزے توڑ کر اسے تھما دیتی اور کہتی

"بابا نے کیسے گاڑی کو ٹھیک کیا تھا"۔

اور وہ تیز ذہن بچہ جس نے صرف ایک بار اپنے بابا کو گاڑی ٹھیک کرتے دیکھا تھا ٹھیک اسکی طرح اسے ٹھیک کر کر دکھانے لگا۔

مگر اب تو ہر چیز صرف پڑی رہ گئی تھی۔

اتنے میں کومل بھی عبدلباری کو سلا کر کچن میں آگئی تھی جس نے زالے کیلئے الگ شور گھر میں ڈال رکھا تھا۔

"دیکھیں اسکو میں کیا کروں۔۔۔اب کسی چیز سے چپ نہیں ہو رہا" وہ سخت پریشانی سے گویا ہوئی۔

کومل اسکی بات سن کر زامل کو گود میں لے گئی اور

اسکے موٹے موٹے آنسوں صاف کرنے لگی۔

"بس گندے بچے روتے ہیں۔۔۔ عبدلباری گندہ ہے

ناں۔۔۔ وہ زیادہ روتا ہے"

اسکی بات پر زامل نے روتے روتے بھی سر تیزی سے

ہاں میں ہلایا تھا جو دیکھ اس مشکل وقت میں بھی کومل

کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

ہاں اسکے لئے عبدلباری گندہ بچہ تھا جس کے ساتھ اسکی پرنسز کھیلتی تھی۔اور زامی کے ساتھ نہیں کھیلتی تھی۔

"توزامی تو گندہ بچہ نہیں ہے وہ تو اچھا ہے اس لئے وہ اب نہیں روئے گا "

اسکی بات پر غور کرتے وہ چپ ہوا تھا واقعی میں اور یہ دیکھ آئرہ جی بھر کر حیران ہوئی۔

مگر اسے پھر سے اپنی ماں نظر نہیں آئی اور اسکا ریڈیو پھر سے آن ہو گیا۔

"دامی وانٹ مما۔۔۔ناہ (زامی کو مما چاہئے ناں)" وہ پورا زور لگا کر بولا اور پھر سے رونے لگا۔

کومل کو بھی اب سخت پریشانی ہونے لگی تھی یہاں زامل کا رونا اور وہاں کی کوئی خبر اب تک نہ ملنا۔

"اچھا آپ زوناش کے ساتھ کھیلو" اتنے میں مشی سوتی ہوئی اس حسین سی پری کو لے آئی تھی۔

جو ننھے سے فراک میں ملبوس سر پر بو پہنے نہایت کیوٹ لگ رہی تھی۔

"یہ سو رہی ہے "کومل کو وہ سوتی ہوئی بے حد معصوم لگی تھی

"خیر ہے جاگ گئی تو میں پھر سلا دونگی لیکن اس وقت زامل کا چپ ہونا ضروری ہے"

اسے روتے دیکھ سب کو تکلیف محسوس ہو رہی تھی وہ بے بسی اور کرب کی ملی جلی سی کیفیت کے بیچ ڈول رہی تھیں۔

یہ سب انکی غلطی کا نتیجہ تھا جو زمل کو خود زبردستی بھیجا تھا اور اس بات کا ملال اتنا شدید تھا۔

کہ اسکے بعد ہونے والے حادثے کو دیکھ ان دونوں کو

سانس بھی خود پر بھاری محسوس ہو رہا تھا

زامل نے زوناش کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا مگر اسکے

رونے کی آواز کے باعث وہ بھی اٹھ کر ساتھ ہی

رونے لگی تھی۔

"دیکھو۔۔۔آپ کی ٹم ٹم رو رہی ہے" کومل نے اسکا

دھیان زوناش کی جانب کیا۔

وہ خود اسے گود میں لینے کیلئے بہت چھوٹا تھا مگر پھر بھی زوناش اسکی گود میں ایک ننھی سی پری معلوم ہو رہی تھی۔

"تائینگ ناہ۔۔۔دامی تائینگ (روؤ نہیں۔۔۔بس زامی روئے گا)" روتے ہوئے بھی اس سے اپنی ٹم ٹم کا رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

جب اسکی اس قدر فکر دیکھ کومل اور مشی نے بیک وقت ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"محبت کے معاملے میں یہ اپنے باپ کو بھی پیچھے چھوڑ دے گا لکھ لو میری یہ بات"

اسکی بات میں اتنا وزن تھا کہ مشی کو باقائدہ یہ الفاظ محسوس ہوئے تھے۔

اسے اپنی بیٹی کی قسمت پر رشک آیا تھا۔

وہ دونوں کھڑی ہی تھیں جب پیچھے سے ایک بھاری بھرکم آواز پر یکدم سے اچھل کر پڑی۔

"کیا کر رہا ہے امارازامی "یہ زریاب خان تھے جن کو دیکھ آئرہ کی آنکھوں میں تشکر امڈ آیا تھا۔

اسی نے فون کر کر زریاب خان کو بلایا تھا۔

زیحال کے نین نقش اس قدر زریاب سے ملتے تھے اور وہ کبھی ایسے موقعے پر بھی اتنے کام آئیں گے کسی نے سوچا تک نہیں تھا۔

زریاب بابا کے آنے سے زامل کے رونے میں اچھی خاصی کمی آگئی تھی۔

وہ اسے لے کر باہر گھمانے لے گئے تھے اتنے سارے ٹوائز دلائے، آئس کریم کھلائی اور پھر وہی سے حویلی لے گئے۔

جہاں داجی تو تھے ہی موجود۔انکے ہوتے ہوئے کیسے ممکن تھا کہ زامل خان آفندی کی آنکھوں میں ذرا سی نمی بھی آجائے وہ دنیا ایک نہ کر دیں اسکے لئے۔

مگر زریاب کے بتانے کے بعد حویلی میں سکتہ سا پھیل گیا تھا۔

"د۔۔داراب کدر ہے؟" بیلا کے لہجے میں داراب کیلئے از حد فکر تھی

"وہ بھی انکے ساتھ ہی ہے بس دعا کرو وہ ٹھیک رہے

سب ۔۔۔امارا دل کر رہا ہے اسکو چوک پر لٹکا

دے "

جس کی وجہ سے انکے زی کی زندگی اس قدر مشکل

میں آئ اسے لے کر انکے دل میں رحم نامی عنصر ہی

ختم ہو گیا تھا۔

انہیں پھر سے کالز پر کالز آنے لگی تھیں۔جسے سننے

کیلیئے وہ اٹھ کر باہر چلے گئے یہاں بیلا کو ایک نئ پریشانی

مل گئ تھی۔

وہ تو پہلے سے اپنی طبعیت کو بوجھل لے کر سخت پریشان تھی۔

وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور جا کر سیدھا فون اٹھا کر داراب کو کال کرنے لگی۔

"ہیلو" وہ اتنی پریشانی کے عالم میں بھی فون اٹھا گیا تھا یہ دیکھ وہ کچھ تو بول ہی نہیں سکی۔

جب اسکی جانب سے گولی چلنے کی آواز پر دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

"ت۔۔۔تم ٹھیک ہے؟ "

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ تم فکر مت کرو" وہ جانتا تھا کہ وہ نہ بھی بتائے تو اسے پتہ چلنا تھا۔

"اپنا خیال رکھنا اور۔۔۔ باقی سب کا بھی" اسکے لہجے میں اپنے بھائیوں کے لئے فکر بھانپتے ان سب میں بھی داراب کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"اوکے جو حکم" کہتے ہی وہ کال بند کر گیا یہ وقت کال کا نہیں تھا کیونکہ وہاں اس وقت زندگی موت کے فیصلے ہو رہے تھے۔

۔۔۔۔۔۔

وہ گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اسکے

سارے بندے اس کے پیچھے تھے پاشا کا رائیٹ ہینڈ

یاقوت مرزا اسکے رائیٹ سائیڈ ہی کھڑا تھا لیفٹ سائیڈ

پامیر سلطان اور ان دونوں کو روکنے والا انکا باپ تھا۔

ورنہ سامنے کھڑے زارک ولف اور اسکے بندوں کو

دیکھ ان دونوں کے خون کھول رہے تھے۔

"تم نے ڈیل میں دغا بازی کی ہے۔۔۔جو کہ ایک

بہت بڑی غلطی ہے" اسکی آواز میں بلا کی سرد مہری

تھی۔

جب اسکی بات پر پاشا نے ذرا سا سر جھٹکا۔

"یہ کون ہے ؟" عثمان کب سے غور لگا کر زارک کو دیکھ رہا تھا اسے ہی لگا تھا جیسے زارک دیکھا دیکھا سا بندہ تھا مگر وہ غلط تھا۔

یہی حال بلیک شیڈو اور آرسن کا بھی تھا۔

"دنیا میں ایک شکل کے سات لوگ ہوتے ہیں یقیناً یہ تمہارے کسی ماموں چاچو کے بیٹے سے ملتا ہو گا "

آرسن کی بات پر عثمان نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تم اپنی منہ بند رکھو" اسکے مذکر مؤنث بگڑتے دیکھ آرسن نے بلیک شیڈو کی جانب ایسے دیکھا۔

جیسا کہنا چاہتا ہو "پھپھو کو بلاؤں "

اور اسکی نظروں کو سمجھ کر بلیک شیڈو کی آنکھیں مسکرا دی تھیں۔

"جانے دو بچے کو۔۔۔گھر جا کر حساب چکتا کریں گے" اسکی بات پر عثمان نے اب کی بار دونوں کو اپنی چینی آنکھوں سے گھور کر دیکھا۔

"بیٹا داماد ہو گئے تم۔۔۔ورنہ ان سب کے ساتھ
تمہاری ٹکٹ بھی کاٹ دیتا "
"شکر۔۔۔کبھی غرور نہیں کیا"کیا ادا تھی کہ اس پل
میں اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی اس پٹھانی لڑکی سے انہیں
شدید محبت محسوس ہوئی تھی۔
"زن مرید"عثمان کے کلس کر بولنے پر آرسن کی
زبان میں بھی کھجلی ہوئی تھی۔

"بول دیکھو کون رہا ہے۔۔۔ کروں ماہی کو فون؟"

اسکے فون نکالنے کی دیری تھی کہ لاشاری صاحب کی

طبیعت وہی سیٹ ہوگئی۔

"تم تو گردوں پر بات لے گئی۔۔۔ رکھو فون "

"میں۔۔۔ میں مذکر ہوں۔۔۔ بھائی۔۔۔ اپنی بہن کو

بتادینا یہ نہ ہو نکاح سے پہلے ہی بات طلاق پر آجائے"

ان حالات میں بھی انکی تو تو میں میں بند نہیں ہوئی تھی

جب تک آگے کھڑے پاشا نے گردن موڑ کر سپاٹ

نگاہ ان پر نہیں ڈالی۔

"ہن آرام اے" ایسی نظریں تھی بلیک شیڈو کی

دونوں کی جانب۔

"میں کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں جاتا" اسکا

لہجہ از حد سپاٹ اورر عبدار تھا۔

"مجھے ابراہیم چاہئے" اسکی ڈیمانڈ پر سب کو زوردار

جھٹکا لگا مگر پاشا خود کو کمپوز کئے کھڑا تھا۔

"تمہارا باپ ہمارے پاس کیا لینے آئے گا؟" عثمان

کے یکدم سے تڑخ کر بولنے پر پاشا نے آنکھوں سے

اسے چپ کروایا۔

جب پیچھے سے پاشا برادرز نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا یہ آنکھیں مسکرا رہی تھیں اور یہ مسکراہٹ عام نہ تھی۔

"وہ یقیناً اپنے پیا کے پاس ہے" یاقوت کی بڑبڑاہٹ بھی پاشا نے بخوبی سن لی تھی۔

تب ہی فون نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا کال جا رہی تھی۔

اور کیسے ممکن تھا کرنے والا وہ ہو اور اٹھانے والا برلاس شاہ نہ ہو۔

"ہیلو" یہ ہیلو کرنے والا یقیناً اسکا بیٹا نہیں تھا۔

"ابراہیم کے ساتھ کیا کیا ہے؟" اسکے سوال پر

دوسری جانب خاموشی سی چھا گئی

"کچھ بھی نہیں۔۔۔" لاپرواہی اپنے عروج پر تھی

پاشا نے اپنی پیشانی مسلی وہ بھی باپ تھا اپنی اولاد کی

رگ رگ سے واقف۔

"برلاس" اس نے صرف نام پکارا تھا۔

"بس تھوڑا سا مذاق کیا ہے" وہ فوراً لائن پر آتے بول

پڑا۔

"برلاس" اب کی بار اسکے لہجے میں ذرا سختی اُمڈ آئی

تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔مذاق تھوڑا سیریس ہو گیا ہے"

اسکا مذاق سیریس ہونا سب وہ اچھے سے جانتا تھا تب

ہی آنکھیں زور سے مینچ گیا۔

زارک کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کس سے بات کر

رہا تھا کیونکہ نام ہی اس نے بہت آہستہ آواز میں لیا

تھا۔

مگر اتنا وہ ضرور جانتا تھا کہ مقابل وہی شخص ہے جس کی زارک ولف کو شدّت سے تلاش ہے۔

"ہم تمہیں کیوں دیں گے ابراہیم جس کی طرف ہمارا حساب رہتا ہے "

یاقوت از حد سپاٹ لہجے میں بولا تھا جب اسکے سوال پر اولیو گرین آنکھوں میں چمک اتری تھی۔

اسکی چمک کے پیچھے وجہ اتنی مضبوط ہو گی یہ کسی نے سوچا بھی نہ ہو گا کہ یہ ان سب کی سانسیں روک دے گا۔

وہاں وہ اپنے مذاق کو جاری کئے ہوئے تھا۔

103/2

وہ کب سے یہاں بند تھا کیونکہ زارک ولف کا خاص
حکم تھا اسے یہاں سے باہر نہ نکلنے کا کیونکہ اس وقت
باہر ہر جانب موت کا کھیل کھیلا جارہا تھا اور ابراہیم
شیر ڈا اتنی جلدی مرنا ہرگز نہیں چاہتا تھا اس لئے اس

وقت زارک اسے جیسا کہتا وہ وہی کرتا اگر اس نے کہا تھا یہاں سے باہر نہ نکلنے کا تو وہ تب تک نہ نکلتا جب تک زارک پھر سے اسے اگلا حکم نہ دیتا۔

اسکے ارد گرد کی سکیورٹی ایک دم ٹائیٹ تھی کوئی بھی اندر نہیں آسکتا تھا۔

آدھے سے زیادہ اسکے بندے باہر بندوقیں لے کر کھڑے تھے۔

"اور کتنی دیر میں لگے گی ولف کو آنے میں؟" وہ

یہاں رہ کر سخت بے زار ہونے لگا تھا کیونکہ ہر پل

اسے اپنا موت کے قریب جاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ یہاں سے نکل کر سیدھا ملک سے نکل جانا چاہتا تھا

مگر ایسا کیسے ممکن تھا جب باہر اسکے پیا موجود ہوں۔

ساتھ اسکی زور و شور سے لائی گئی بارات۔

"بوس پاشا ان میں کہیں نہیں ہے۔۔۔ اسکے بھائی

ہمارے بندوں کو کتے کی موت مار رہے ہیں" اسکے

ایک بندے نے آکر اسے اطلاع دی جس پر ابراہیم

نے ایک کرخت نگاہ اس پر ڈالی اور اگلے ہی لمحے اسکے منہ میں گن رکھتے سیدھا فائر کر دیا۔

"مجھے نفرت ہے۔۔۔ برا بولنے والوں سے" اسکی آواز میں بلا کی سرد مہری تھی اسکا یہ عمل باقیوں کو اس سے خوف زدہ کر گیا تھا۔

تب ہی ہر کوئی یکدم سیدھا ہو گیا۔جب اگلے لمحے اسے باہر ایک عجیب سا شور سنائی دیا۔

عجیب۔۔۔اتنا کہ یہ کسی انسان کا نہیں تھا یہ آواز بہت عجیب تھی ساتھ ہی بھیانک بھی۔۔۔

جب غور کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ یہ آواز کسی انسان کی نہیں تھی بلکہ جنگلی بھیڑیوں کی تھی۔

ابراہیم کا دل دھک سے رکا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ ب۔۔۔بھیڑیے یہاں کیسے آ گئے" وہ گلاس وال سے باہر جھانکنے لگا جہاں دیواریں پھلانگ پھلانگ کر بھیڑیے اس بلڈنگ میں داخل ہو رہے تھے۔

"بوس۔۔۔بوس بھیڑیوں نے یہاں بھی حملہ کر دیا" ایک آدمی بھاگتا ہوا اسکے پاس آیا تھا۔

ابراہیم تو پہلے ہی سانس نہیں لے پارہا تھا اسکی بات پر

دل بھی جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔

"ف۔۔۔فائر کروناں۔۔۔۔بندوقیں کس لئے

ہیں۔۔۔مار دو سب کو "

وہ یکدم سے سب پر دھاڑا تھا اسکے حکم پر اسکے بندے

فوراً سے باہر نکلتے بھیڑیوں پر فائر کرنے لگے تھے۔

جب اگلے لمحے دیوار سے پھلانگ کر انکا باپ کودا تھا

اسے دیکھ وہ سمجھنے کی کوشش میں جو ایک پل کیلئے فائر

کرنا بھولے تھے بھیڑیوں نے اسی لمحے سب پر حملہ کر دیا تھا۔

باہر ہوتی چیخ وپکار پر اندر ابراہیم کی حالت بری ہونے لگی تھی۔

وہ منہ میں انگلی دیے گھبراہٹ کا شکار ہو رہا تھا۔ فضا میں جیسے آکسیجن ختم ہو رہی تھی۔

تب ہی وہ خود سے یہاں سے نکلنے کیلئے کوئی راستہ تلاش کرنے لگا۔

"ک۔۔۔ کیا کروں۔۔۔ کہاں جاؤں" وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہوئے یہاں وہاں دیکھ رہا تھا۔

جب اچانک دروازہ ہی جڑ سے اکھڑ کر اڑتا ہوا سامنے دیوار سے جا لگا تھا۔

یہ دیکھ ابراہیم کانوں پر ہاتھ رکھے یکدم سے نیچے بیٹھ گیا۔

پیچھے سے روشنی اس قدر تھی کہ سامنے سے آنے والے کا چہرہ ٹھیک سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

مگر اسکے دونوں اطراف کھڑے بھیڑیوں کی غرلاہٹ اس قدر شدید تھی کہ ابراہیم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔

"تیری جان چاہئے" یہ الفاظ کبھی اس نے کہے تھے اور کہتے وقت یہ نہیں سوچا تھا کہ یہی الفاظ اسکی موت بن کر کبھی اس طرح بھی سامنے آئیں گے۔

"چل یہی تھپڑ تو کھا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔تجھے تکلیف میں دیکھ کتنا مزہ آرہا ہے پاشا" وہ ہنس رہا تھا اسکے باپ پر برلاس شاہ کے باپ پر۔

اسے ہنسنا چاہئے تھا؟ نہیں ناں۔۔۔وہ گردن ٹیڑھی کئے سامنے کھڑے اپنے شکار کو دیکھ رہا تھا۔

"ک۔۔۔ کون ہو تم۔۔۔ہے۔۔۔ کون ہو تم بولو" وہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کانپتی ہوئی آواز میں استسار کرنے لگا۔

"تیری جان چاہئے۔۔۔ چل تو تھپڑ کھا۔۔۔ہاہا کتنا مزہ آرہا ہے تجھے تکلیف میں دیکھ کر" الفاظ گڈمڈ ہونے لگے تھے۔

اس نے کیوں کہے۔۔۔ کیوں کرتے تھے لوگ ایسا اچھا نہیں تھا کہ اسکے اندر کا بیسٹ سویا رہے۔

مگر لوگ اسے جگا دیتے تھے اور اسے جگانے کیلئے اسکے باپ کو صرف آنکھیں ہی دکھا دینی کافی تھیں۔

وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگا۔جب اسے دیکھ ابراہیم نے فوراً سے اپنی ریوالور نکال کر اس پر تان دی۔

"ک۔۔۔ کون ہو تم۔۔۔ دور رہو۔۔۔ میں۔۔۔ میں مار دونگا "

جس نے کبھی وار نہیں کیا تھا آج وہ ایک اجنبی کو

وار کر رہا تھا۔

کیوں نہ کرتا ایک گولی اسے اس شخص کے سامنے

چھوٹی لگ رہی تھی جس نے اتنے خون خوار بھیڑیوں

سے دوستی کر رکھی ہو

اسے ایک گولی کیا ڈرا سکتی تھی۔

"ب۔۔۔بول کون ہے تو۔۔۔"

بھیڑیا کبھی خاموش نہیں رہتا

اسکی خاموشی آنے والے قہر کا اعلان ہوتی ہے

اور یہ وہ اعلان تھا۔

اس سے پہلے ابراہیم سچ میں ٹریگر پر انگلی رکھ دیتا وہ ایک ہاتھ صوفے پر رکھتا ایک چھلانگ لگاتے اپنے برانڈڈ بوٹوں میں اسکے ہاتھ سے گن چھین کر پھنسا گیا۔

یہ اتنی اچانک تھا کہ ابراہیم کو کچھ سمجھ ہی نہیں آئی کہ ہوا کیا تھا۔

"ہ۔۔ک۔۔۔۔کون ہے تو۔۔۔بتا "

"وہی۔۔۔جس کو دیکھنے کی تمنا تو نے شدّت سے کی تھی"اسکی آواز بھی اسکے جیسی تھی بھاری گرج دار جو سننے والے کے رونگٹے کھڑے کر دے۔

اسکے ہاتھ میں ایک کٹر تھا اتنا نوکیلا اور شارپ۔

"ک۔۔۔کون۔۔۔کس دیکھنا تھا؟"ابراہیم کو واقعی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"تجھ سے بڑا شیطان"یہ جملہ عام نہ تھا اسے سن کر ایک پل کیلئے تو ابراہیم بلکل سٹک ہو گیا تھا۔

جب اسکے ذہن میں تیزی سے کچھ گھوم گیا

"بالاج کس کے پاس ہے"

"کسی بیسٹ نامی شخص کے پاس ہے۔۔۔وہ خود کو شیطانوں کا باپ کہتا ہے"زارک کا جواب اسے اب یاد آیا تھا۔

اور اب وہ شیطان خود اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔م۔۔۔میں نے کیا کیا ہے۔۔۔تم ۔۔۔تم کیوں آئے ہو" اسے پہچان کر اب صحیح ابراہیم کی جان نکل رہی تھی

"تو مارنا چاہتا تھا اسے۔۔۔جسے دیکھ کر اسکا بیٹا جیتا ہے۔۔۔" اسکی بات پر ابراہیم کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھیں۔

"ک۔۔۔کون۔۔۔کسے مارا ہے میں نے "

آہ اب کیا فائدہ۔۔۔یہ یاد کرنے کا اس تھپڑ کی گونج اب تک بیسٹ کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا تھا جب اسے اپنی جانب آتے دیکھ ابراہیم پیچھے صوفے پر ڈھے گیا۔ وہ ایک پیر اوپر رکھتے اسکے اوپر سایہ افگن ہوا تھا۔

"میرا باپ۔۔۔زیحال۔۔۔خان آفندی۔۔۔تو

اسے مارنا چاہتا تھا اسے۔۔۔جسے دیکھ کر اسکا بیٹا جیتا

ہے اسے؟"

وہ اپنے انداز سے کوئی جنونی معلوم ہو رہا تھا۔

"اس سے۔۔۔اس سے عشق ہے اسکے بیٹے

کو۔۔۔تو۔۔۔تو اس سے اسکے باپ کو چھیننا چاہتا تھا"

آخر میں دھاڑتے اس نے گردن سے دبوچ کر چہرہ

اوپر کی جانب کر لیا تھا۔

"کیوں۔۔۔کیوں کرتے ہو تم سب۔۔۔تم سب کو نہیں پتہ۔۔۔ بر لاس نہیں رہ سکتا اسکے بغیر۔۔۔ہاں۔۔۔ تمہیں نہیں پتہ تھا۔۔۔کیوں نہیں پتہ تھا" وہ آخر میں پوری شدّت سے دھاڑتے اس زبان کو ہی منہ سے الگ کر گیا۔

جس نے اسکے باپ کو مارنے کی دھمکی دی تھی۔

ابراہیم کے منہ سے چیخ تک بر آمد نہیں ہو سکی تھی وہ رومال سے اسکے منہ کو وہی بند کر گیا۔

خون پھوٹ کر سائیڈ سے بہنے لگا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ میرا باپ ہے۔۔۔ میرا۔۔۔ جس کی آنکھ میں آنسوں دیکھ کر میں نے تیرے باپ کو مارا تھا۔۔۔ "

قسمت نے کیسا کھیل کھیلا تھا اپنے باپ کیلئے جس کے باپ کو مارا تھا آج وقت اسکے ہاتھوں اسی کے بیٹے کو لے آیا تھا۔

مگر ایک بیٹے کا جنون اپنے بیٹے کیلئے شدّت اختیار کر گیا تھا۔

اتنے میں اسکے موبائل پر کال آنے لگی تھی جب سامنے جگمگاتا نام دیکھ وہ یکدم سے سیدھا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ششش۔۔۔آواز نہیں" وہ منہ پر انگلی رکھتے کال اٹھا کر فون کان سے لگا گیا۔

"جی بھائی"

"ابراہیم کے ساتھ کیا کیا ہے؟" اسکے سوال پر بیسٹ نے سامنے دیکھا جو درد میں کسی مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں"

"برلاس"

"تھوڑا سا مذاق کیا ہے" اسکا تھوڑا سا مذاق سامنے والے کی کیا حالت کر گیا تھا شاید ہی اسے اندازہ ہوتا

اسکے ہاتھ میں ایک فون تھا جس کی سکرین پر ایک لڑکی دکھائی دے رہی تھی جس کا منہ ٹیپ سے بند تھا اور ہاتھ رسیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔

جو اور کوئی نہیں یقیناً زمل خانزادہ تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی زالے بھی موجود تھی۔

ان دونوں کو زارک ولف کی گرفت میں دیکھ سب کا سانس رک چکا تھا وہ بے یقینی سے زارک کو دیکھنے لگے۔

"بھول گئے تھے۔۔۔ یہ ہمارا اعلاقہ ہے۔۔۔ یہاں کی سوئی برابر جگہ کا بھی علم ہے ہمیں "

وہ پاشا کی فق پڑتی رنگت کو دیکھ زو معنی انداز میں بولا تھا۔ وہ واقعی سانس نہیں لے پا رہا تھا۔

"اے۔۔۔ تمہاری اتنی ہمت" یاقوت اور پامیر ایک ساتھ آگے بڑھنے ہی لگے تھے جب پاشا کے روکنے پر دونوں وہی رک گئے۔

"کہاں ہیں وہ دونوں؟" وہ ضبط سے استفسار یہ پوچھ رہا تھا۔

"وہ جہاں بھی ہیں۔۔۔ لیکن تب تک دکھائی نہیں دیں گے جب تک ابراہیم کو ہمارے حوالے نہیں کیا جاتا"

وہ سیدھا ڈیل کرنے والے میں انداز میں دوٹوک بولا تھا۔

جب اسکی ڈیل پر سب نے ایک دوسرے کو جانب دیکھا۔

یہ صرف ایک ڈیل نہیں تھی بلکہ ایک نئی جنگ کا اعلان تھا کیونکہ اس بار ابراہیم یقیناً بڑا ہاتھ مارنے والا تھا۔تب ہی سب کو یہ وقت نہایت مشکل لگا تھا۔

وہ گہرے جھیل سی آنکھیں اس سکرین پر ٹھہر سی گئی تھی ایسے جیسے اب کبھی وہاں سے نہیں ہٹیں گی۔

لمبی پلکیں جیسے جھپکنا ہی بھول گئی تھیں۔ وہ یک ٹک اس سکرین کی جانب دیکھے گیا جب پہلو میں پڑے ہاتھ کی مٹھیاں زور سی بھنچ گئیں۔

"یاقوت" اس نے بے حد سپاٹ لہجے میں یاقوت کا نام پکارا جس پر وہ فورا سے آگے آگیا۔

"لے کر آؤ ابراہیم کو" اسکی بات پر سب نے پھٹی پھٹی نظروں سے اسکی جانب دیکھا وہ کیسے اتنی آسانی سے ان کے آگے ہار مان سکتا تھا۔

"پاشا۔۔۔ ہمیں ہوش سے کام" بلیک شیڈو نے کچھ کہنے کی کوشش کی ہی تھی جب پاشا کی انگارے برساتی آنکھوں کو دیکھ وہ ہی چپ ہو گیا۔

"یاقوت "

"ج۔۔۔ جی ابھی لایا" وہ آخری کرخت نگاہ زارک پر ڈال کر آگے کی جانب بڑھ گیا۔

وہ جانتا تھا ابراہیم اس وقت کہاں ہے لیکن اس وقت پاشا کا حکم سب کیلئے ضروری تھا۔

"گئی بھینس پانی میں۔۔۔یہ ایک بار میرے ہاتھ لگے"

عثمان کو زارک کی شکل ایک آنکھ نہیں بھارہی تھی وہی آرسن کی نظریں صرف اس پر جانچنے کیلئے ٹکی تھی۔

آیا کہ سچ میں وہ کسی ماموں یا بچھڑے ہوئے چاچو کا بیٹا نہ نکل آئے جو کہ ممکن ہی نہیں تھا کیونکہ ایسا رشتہ ان میں سے کسی نے دیکھا ہی نہیں تھا۔

" بھینس تو معصوم ہوتی ہے اسکے لئے کوئی اور نام

سوچو "

جب سے زمل کو اسکے قبضے میں دیکھا تھا تب سے یہ شخص پاشا برادرز کو اور سخت برا لگنے لگا تھا۔

مگر یہاں پاشا خود موجود تھا جس کے ہوتے ہوئے کچھ بھی غلط ہونا ممکن ہی نہیں تھا۔

اس بات کا یقین سب کو تھا۔

جب اگلے لمحے اس نے سب کے یقین کو سچ میں پورا کر دکھایا تھا۔

اس نے پیچھے کی جانب دیکھا جہاں نظر پڑتے اسکے منہ

سے ابراہیم کا نام بے ساختہ نکلا۔

اسکی آواز قدرے تیز تھی اتنی کہ زارک کو بخوبی سنائی

دے سکے۔

جب اس نے خود مڑ کر پیچھے دیکھا اور یہی اسکی زندگی

کی سب سے بڑی غلطی ثابت ہوئی تھی۔

اگلے ہی لمحے پیچھے سے ایک جھٹکے میں پاشا اسکا ہاتھ

سختی سے دبوچتے دوسرے سے اسے پوری طرح اپنے

شکنجے میں دبوچ گیا۔

اس دوران زارک کے ہاتھ میں پکڑی ریوالور سے گولی چل کر سیدھا گاڑی کے لاک پر جا لگی تھی۔

زارک اس اچانک افتاد پر اپنی پوری قوت لگا کر خود کو اسکی گرفت سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔

"پامیر۔۔۔" اسکے پکارنے پر پامیر بھاگ کر سیدھا گاڑی تک آیا تھا جس کے دروازے کھلتے ہی نظر اندر بیٹھی زمل پر پڑی۔

"زمل" وہ تڑپ کر ایک ہی جست میں اسکے ہاتھ کھولنے لگا زالے بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھی رو رہی تھی۔

بس بچے۔۔۔" وہ جلدی جلدی ہاتھ چلا کر دونوں کو گاڑی سے باہر نکال لایا وہاں زارک کو پاشا کے قبضے میں آتے دیکھ اسکے بندوں میں گھما گھمی سی پھیل چکی تھی۔

اور یہاں کام آئی تھی پولیس۔۔۔ جس نے شہر میں داخل ہوتے ہی ایک ایک کونے سے ڈریگن سکواڈ کے بندوں کو نکال کر گرفتار کرنا شروع کر دیا تھا۔

"پاشا۔۔۔"خود کو ملنے والے دھوکے پر وہ پوری قوت سے دھاڑا تھا۔

"وہ میری بیوی ہے۔۔۔اور میری بیٹی۔۔۔"وہ زارک کی گردن دبوچے شدّت سے دھاڑا تھا۔

یہ گہرے جھیل سی آنکھیں ایک سکرین پر تھیں اور دوسری پیچھے کھڑی گاڑی کے سیاہ شیشوں پر۔

جب اسکے دماغ نے تیزی سے کڑی ملاتے ایک پل
میں انکا پلان فلاپ کر دیا تھا۔
وہاں پاشا برادرز نے انکے ایک ایک اہم بندے کو
اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔
پاشا نے ایک جھٹکے میں اسے سیدھا کرتے ایک زور
دار گھونسہ اسکے منہ پر دے مارا۔
جس کے باعث زارک لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے جا گرا
تھا ہو گا وہ طاقتور، ہراتا ہو گا لوگوں کو مگر وہ لوگ جو

اس سے کمزور تر ہوتے تھے آج اسکے مقابل خود پاشا

بے آیا تھا۔

جس کا ایک بھی وار خالی نہیں گیا تھا۔

"زمل چلو یہاں سے "زمل جو رک کر روتے ہوئے

اپنے ہبی کو دیکھنے لگی تھی پامیر کی جلد بازی پر اسکی

جانب دیکھا۔

"ہ۔۔۔ ہبی "اسے رہ رہ کر ہبی کی فکر ستا رہی تھی۔

"وہ دیکھ لیں گے اسے تم پلیز گاڑی میں بیٹھو "وہ عاجز

آتے اپنی آواز بلند کر گیا۔

اور ہاتھ پکڑ کر زمل کو گاڑی کی جانب لے گیا۔

"ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی" اگلا وار ہوتے زارک منہ کے بل زمین پر جا گرا تھا جب اسے گرتے دیکھ زالے اور تیز رونے لگی تھی۔

"چام۔۔۔ مما چام" وہ روتے ہوئے اپنی ننھی سی انگلی سے زارک کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔

مگر زمل نے کب اسکی جانب دیکھا تھا وہ تو بار بار مڑ کر اپنے ہبی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"وہ پاشا کی بیوی اور بیٹی ہے۔۔۔"اسکے سر پر جیسے جنون سوار تھا اتنے دن جو وہ اذیت میں ان لوگوں کی وجہ سے رہا تھا

وہ آج قطرہ قطرہ کر کر زارک پر نکل رہی تھی۔

اسے پٹتے دیکھ زالے اور تیز رونے لگی تھی۔

"مما۔۔۔چام"اسکا چام سامنے تھا اسے دیکھنا چاہیے تھا۔

لٹل فیری کے چام کو اسکے بابا مار رہے تھے وہ کیوں ایسا کر رہے تھے وہ مونسٹر نہیں تھا وہ چام تھا زالے کا۔

جو لفظ اس نے جیسمن کے منہ سے زارک کے لئے سنا

تھا مگر وہ کب جانتی تھی چارم تعریف میں کہا جاتا تھا۔

وہ تب سے اسکا صرف چام بن گیا تھا

اسکے رونے میں شدّت آتے دیکھ پامیر دھک سے

رک گیا اس نے بے اختیار اسکی نظروں کی سیدھ میں

مڑ کر پیچھے دیکھا۔

اور سامنے زارک کو پا کر اسکی آنکھیں تقریباً حد تک

پھیلی تھیں اس نے حیرت سے زالے کو دیکھا۔

وہ اسے دیکھ کر رو رہی تھی؟ اسکے لئے یقین کرنا بے حد مشکل تھا۔

انکے بچے عام بچے نہ تھے جو ہر ایک کو منہ لگالیں وہ بہت خاص لوگ ہوتے تھے جن کی طرف یہ بچے مائل ہوتے تھے اور ان میں زارک تھا؟

اسی پل زارک کو باقیوں کی گرفت میں دیتے وہ جیسے ہی اٹھا اسکی نظر سامنے بلڈنگ میں کھڑے شخص پر پڑی۔

جس کا نشانہ سیدھا زمل کی جانب تھا یہ دیکھ زیحال کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھیں وہ زارک کو تو جیسے ایک لمحے کیلئے وہ بھول ہی گیا تھا۔

اگلے لمحے وہ دیوانہ وار زمل کی جانب بھاگا تھا ساتھ اسکا نشانہ اس شخص پر تھا جسے ہمیشہ کیلئے ہٹاتے وہ سیدھا جاتے زمل اور زالے کی ڈھال بنا تھا۔

اتنی گہما گہمی میں اس شخص کا یوں سامنے آجانا جیسے ہر چیز سے ان دونوں کو چھپا گیا تھا۔

جب اگلے لمحے گولی چلنے کی آواز پر فضائیں لمحہ بھر کو ساکت سی ہو گئیں۔

ہر چیز نے جیسے سانسیں روک لی تھیں ہر شخص جیسے پتھرا گیا تھا۔

زارک ان سب کی گرفت سے آزاد ہوتے یکدم سے جھک کر ریوالور اٹھاتے فائر کر گیا تھا۔

جو سیدھا جا کر زیحال کی پیٹھ پر لگی تھی وہ دھک سے لڑکھڑا کر زمل کے دونوں اطراف گاڑی پر ہاتھ رکھ گیا۔

جب وہ سانس روکے شل ساکت سی ان گرے جھیل سی آنکھوں میں دیکھنے لگی ہوائیں اتنی تیز تھی مانو کانوں کے پردے پھاڑ دیں گی۔

اسی لمحے ان گرے جھیل سی آنکھوں نے اپنے عشق کی انتہا کر ڈالی تھی۔

"ہ۔۔ ہبی" اسکے ہونٹوں سے یکدم ٹھنڈی آہ ابھری

وہ اسکے سامنے ڈھال بنا کھڑا رہا تھا۔ایک ہی وار اسے اتنی جلدی نہیں گرا سکتا تھا۔جب سامنے وہ دشمن جان کھڑی ہو۔

"گ۔۔۔گاڑی میں بیٹھو" اسکی آواز میں درد کی شدّت صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔

"بھائی۔۔۔" پامیر عثمان بلیک شیڈ وایک ساتھ اسکی جانب دوڑے تھے سب کے چہروں کے رنگ اڑ چکے تھے۔

"وہ بھائی کی جان کی قیمت مانگ رہے ہیں" یہ الفاظ

اس وقت شدّت سے ہتھوڑے کی طرح زمل کے سر

میں گونجنے لگے تھے

"اور تم نے کہہ دیا جا کر دے دیں وہ قیمت" کیوں اس

نے وہ الفاظ کہے تھے جن کے بعد یہ لمحہ زمل پر

قیامت بن کر گزرا تھا

جب اسکے سامنے وہ بے جان ہوتے انکے ہاتھوں میں

جا گرا تھا اپنے سامنے اپنے ہبی کو ایسے گرتے دیکھ وہ

جیسے زندہ درگور ہو گئی تھی۔

"بھائی۔۔۔" پامیر نے تڑپ کر اسے تھاما تھا بلیک شیڈو بھی وہی تھا جب پیچھے آرسن کو اکیلے دیکھ زارک نے ایک جھٹکے میں اسے اپنے شکنجے میں دبوچ لیا۔

وہ پوری قوت لگا کر زارک کے ہاتھ کھولتا ایک جھٹکے میں زیر کر گیا اور جب جب پاشا کو دیکھتا اسکے اگلے وار میں اتنی ہی طاقت بھر رہی تھی۔

مگر سامنے بھی زارک ولف تھا جسے زیر کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ اگلے لمحے جب وہ آرسن کو اپنی گرفت لیتے اگلا فائر کرنے ہی لگا تھا اسکی نظر سامنے جا پڑی۔

"بابا" اپنے بابا پر سب کو جھکے دیکھ زالے روتی ہوئی زمل کی گود سے اترنے کے لئے تگ ودو کرنے لگی تھی۔

اور اتر کر زیحال کے پاس بیٹھ گئی تھی۔

جب اپنی لٹل فیری کو روتے دیکھ وہ رک گیا تھا ہاتھ بے اختیار رک گئے تھے۔اور اسی موقعے کا فائدہ اٹھاتے آرسن اسے اپنے شکنجے میں لے گیا تھا۔

وہ دیکھ رہا تھا وہ نظر نہیں ہٹا پایا تھا اسکی لٹل فیری جس کی معصومیت ایک ٹھاٹھیں مارتے سمندر کو ایک دم سے روک گئی تھی۔

آج ایک چیونٹی نے طوفان کو روکا تھا اسکی لٹل فیری نے اپنے چام کو روکا تھا۔

وہ اسے دیکھتے ہوئے چپ چاپ مار کھاتا گیا مگر نگاہ نہیں ہٹائی۔یہ محبت تھی ایک چام کو اپنی لٹل فیری سے وہ خود کو خود ہی زیر کر گیا تھا ہمیشہ کیلئے۔

ہوش سمبھالنے سے لے کر آج تک اس نے کتنے ہی گناہ کیے تھے مگر کبھی انکی سزا نہ پائی تھی کیونکہ وہ طاقتور تھا۔اسے پکڑنا اتنا آسان نہ تھا۔

مگر ایک چھوٹی سی بچی نے اسے اپنی محبت میں اس قدر مجبور کر دیا تھا کہ وہ کچھ کر کر بھی خود کو روک گیا تھا۔

"بابا۔۔۔اوپن آئج ببا" زیحال کی آنکھیں دھیرے دھیرے بند ہو رہی تھیں آخری پل میں بھی وہ اپنی بیٹی کا ہاتھ تھام کر مسکرا دیا۔

جس کے بعد ایک لمبی تاریکی نے اسے آن گھیرا تھا

آخری بار کانوں میں اسے اپنے ارد گرد یاقوت پامیر

باقی سب کا شور سنائی دیا تھا۔

برلاس بھی یاقوت کے ساتھ ہی آیا تھا جب سامنے

اپنے باپ کو دیکھ وہ دھک سے قدم وہی روک گیا تھا

وہ نہیں بڑھ پایا آگے۔

وہ سانس لے رہا تھا؟ زیحال کو سب کے ہاتھوں میں

دیکھ وہ خوف زدہ ہو گیا تھا کچھ دیر پہلے تک جو پورے

سکواڈ پر قہر بن کر برس رہا تھا۔

یہ ایک منظر اسے روک گیا تھا۔ سامنے باپ تھا اسکا

برلاس شاہ کا باپ۔

جسے وہ لوگ گاڑی میں لے جارہے تھے سب لوگ

یہاں وہاں دوڑ رہے تھے پولیس اریسٹ کر رہی

تھی۔

اور وہ سانس بھی نہیں لے سکا تھا۔

"برلاس چل" پامیر اسے بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

وہ لوگ یہاں سے سیدھا ہوسپٹل گئے تھے۔

پورے راستے وہ شل ساکت رہا آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر جیسے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

وہ کب سے یہاں وہاں چکر کاٹ رہے تھے جیسے کسی خبر کے آنے کے منتظر ہوں انہیں جلد از جلد سب اپنی آنکھوں کے سامنے چاہئے تھے۔
تب تک انکے فون کی کالز ختم نہیں ہوئی تھیں۔

''ام کو اسکا ایک بھی بندہ یہاں سے باہر نہیں

چاہئے۔۔۔سب کو پکڑو'' ان کے حکم پر پورا سسٹم ہل

چکا تھا۔

جتنے بھی لوگ ابراہیم سے جڑے ہوئے تھے اور پاشا

کے ڈر سے بھاگنے کی کوشش میں تھے وہ سب

زریاب خان کی پکڑ میں آرہے تھے۔

ایسا کیسے ممکن تھا انکے زی کو تکلیف پہنچا کر وہ بھاگ

سکتے۔

اتنے میں سیماب انکے لئے چائے کا بھانپ اڑاتا ہوا کپ لے آئی۔ جب انکو اس قدر پریشان دیکھ اسکے دل کو کچھ ہوا تھا۔

وہ کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے انکے پاس چلی آئی۔

"تم ٹھیک ہے خان؟" انکا ہاتھ تھامے نرمی سے استفسار یہ پوچھا۔

جب انہوں نے اس لڑکی کی جانب دیکھا جو اس مشکل گھڑی میں بھی انکے سامنے آکر آدھی مشکل آسان کر گئی تھی۔

جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا وہ صحت مند ہوتی جا رہی تھی اور اب تو ایک بڑی سی شال اپنے کندھوں پر پھیلائے رکھتی تھی۔

اسے دیکھ زریاب بے ساختہ مسکرا دیے۔

"ام ٹھیک ہے۔۔۔ تم فکر مت کرو" وہ ان دنوں خاص طور کر سیماب کو ہر طرح کی پریشانی سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

مگر اسکے خان پریشان تھے وہ کیسے نہ ہوتی تب ہی دھیرے سے انکے سینے سے لگ گئی۔یہ جگہ بہت پر سکون تھی۔

"زی کے ساتھ سب اچھا ہو گا" اسکی بات پر زریاب کے دل نے شدّت سے آمین کہا تھا مگر کچھ آمین وقت کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔

"ام دیکھتا ہے کب تک یہ لوگ واپس آئے گا۔۔۔زامل سو گیا؟ "

"ہاں۔۔۔داجی کے کمرے میں انکے ساتھ ہی سو گیا۔۔۔داجی نے سمبھال لیا اسکو" انکو دونوں کی مستیاں یاد کرتے وہ بے ساختہ مسکرا دی۔

واقعی پوتے کے ساتھ وہ بھول جاتے تھے اپنی عمر۔

"بہت جلد وہ اسکے ساتھ بھی کھیلیں گے" انکا ہاتھ معدے سے نیچے محسوس کرتے وہ سرخ پڑی تھی۔

ان شاءللہ" وہ سیماب کے ماتھے پر لب رکھتے اسے پر سکون کر گئے جب اگلے پل انکے موبائل کی رنگ ٹون بجنے لگی انہوں نے بنا دیری کئے فون اٹھا لیا تھا۔

اور آگے سے ملنے والی خبر جیسے انکے پیروں تلے سے زمین نکال لے گئی تھی انکو اپنے پیروں پر کھڑے رہنا ازحد مشکل لگنے لگا تھا۔

103/3

گاڑیاں برق رفتاری سے سڑکوں پر دوڑ رہی تھیں جہاں پیچھے اس ایک گاڑی میں وہ تھا جس نے اس

وقت سب کی سانسیں روک رکھی تھیں وہی اسکے آگے کتنی گاڑیاں صرف راستہ کلئیر کرتی ہوئی بھاگ رہی تھیں۔

شہر پورا جیسے جام ہو چکا تھا وہ ایک لائن میں آتی گاڑیاں دوڑ نہیں اڑ رہی تھیں۔

"ہٹو۔۔۔" یاقوت کی گاڑی سب سے آگے تھی اسے خوف نہیں تھا اسکی گاڑی کے بریک اس طرح فیل بھی ہو سکتے تھے۔

اسکی گاڑی کہیں لگ بھی سکتی تھی جس سے وہ خود
ایک بڑے حادثے کا شکار ہو سکتا تھا۔

مگر دکھ کیا رہا تھا اسے ؟ پیچھے اس گاڑی میں بے سدھ
پڑا اپنے باپ کا وجود۔ جسے گولی لگی تھی اور سانسیں
اسکے بیٹوں کی رک گئی تھیں۔

وہ ایک نظر روتے ہوئے پیچھے دیکھ رہا تھا اور اگلی نظر
آگے۔

یہی حال پامیر کا بھی تھا جس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر
براس بھی موجود تھا۔

مگر وہ پیچھے نہیں دیکھ رہا تھا جہاں اسکا باپ تھا جس کی آنکھیں بند تھی وہ اسی منظر سے اس قدر خوف زدہ ہو گیا تھا۔

کہ اب مڑ کر ایک بار بھی اسے دیکھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

پامیر کے آگے بلیک شیڈ واور آرسن کی گاڑی نکل گئی تھی ہوسپٹل یہاں سے قدرے فاصلے پر تھا اور اس بیچ زیحال کا کافی خون بہہ چکا تھا۔

"یاقوت ہمیں فور اٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے ورنہ دیر ہو جائے گی یار "

وہ نجانے کیسے ڈرائیو کرتے ہوئے یاقوت سے فون پر بات کر رہے تھے مگر انکے ساتھ پیچھے بیٹھی زمل نے ٹرانس کی سی کیفیت میں انکی جانب دیکھا تھا۔

"ورنہ بہت دیر ہو جائے گی" وہ الفاظ بولتے ہوئے انکا دل نہیں کانپا تھا وہ پتھر بنی بیٹھی تھی نہ آنسوں آرہے تھے بس دل تھا جو دھڑک نہیں رہا تھا۔

وہ کیسے آیا اس حال میں ؟ اسے یاد تھا وہ تھی کسی کے نشانے پر اور وہ شخص خود کو اسکی جگہ موت کے حوالے کر گیا۔

یہ محبت ہوتی ہے ؟ اسے محبت کہتے ہیں ؟ پیچھے جو رہ جائے اسے زندہ مار دینے کو محبت کہتے ہیں ؟ وہ اٹھ کر ایک بار اس لڑکی کو دیکھتا تو۔

جس کیلئے رونا چیخنا سب بے معنی ہو گیا تھا مگر اسکا پتھر بن جانا ان سب سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔

"مما۔۔۔آئی وانٹ۔۔۔ بابا (ماما مجھے بابا چاہئے) "

زالے اسکے ساتھ بیٹھی کب سے روتی ہوئی بس یہی
کہے جا رہی تھی۔

اسکی تڑپ اور زیحال کی حالت دیکھ آگے بیٹھے برہان کا
دل کسی گہری کھائی میں ڈوب رہا تھا۔

وہ ڈاکٹر تھے وہ جانتے تھے وقت پر ٹریٹمنٹ نہ دینے
کے باعث کیا ہو سکتا تھا۔

کہ تب ہی سامنے سے ایک ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دیا تھا۔

وہ گاڑیاں اسے دیکھ پھر بھی نہیں رکی تھیں یہاں تک
کہ زریاب کا حکم نہیں آگیا

ہیلی کاپٹر کے نیچے اترتے زیحال کو اٹھا کر اس میں ڈال دیا گیا تھا۔

وہ دیکھ رہی تھی یہ سب۔۔۔وہ خوف زدہ سی سہمی ہوئی کھڑی تھی وہ اپنی بیٹی تک کو نہیں دیکھ رہی تھی۔

جو اسکا ہاتھ چھوڑ کر بھاگتی ہوئی زیحال تک پہنچی تھی جس نے نہیں دیکھا تھا اپنی بیٹی کو اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اس نے اپنی بیٹی کی کسی پکار کا جواب نہیں دیا تھا۔

کونسا ایسا رشتہ تھا جس میں وہ ہارا ہو۔۔ مگر کونسا ایسا

رشتہ تھا جس نے اسے ہرایا نہ ہو۔

یہ باپ تھا جو اپنی دو سالہ بیٹی کیلئے خود کو دھڑ لے سے

ان کے حوالے کر گیا تھا۔

مگر وہ سانس نہیں لے رہی تھی کیونکہ یہ سب اسکی

وجہ سے ہوا تھا۔

وہ یک ٹک سامنے دیکھ رہی تھی سب کو اس شخص کیلئے

بھاگ دوڑ کرتے ہوئے۔

ایسا منظر اس نے پہلے بھی دیکھا تھا تب دیکھا تھا

جب جب وہ اس سے ناراض ہوئی تھی۔

اس لڑکی کی ناراضگی اسے ہر بار موت تک لے آئی

تھی۔

وہ کیوں رحم نہیں کھاتی تھی اس پر اسے کھانا چاہیے تھا

کیا کرتا تھا وہ صرف محبت؟اور شدید محبت؟

ہیلی کاپٹر جا چکا تھا اسکے ہبی کو لے کر۔زالے کے ہاتھ

سے زیحال کی شرٹ چھڑوالی گئی تھی۔

وہ روتی رہی اسے بابا کے پاس رہنا ہے مگر بابا نے اسے نہیں رکھا پاس۔

اب کی بار پاپا میر زمل اور زا لے کو لے کر گاڑی میں نکلا تھا۔

ڈاکٹر برہان اور ڈاکٹر مبشر زیحال کے ساتھ ہی چلے گئے تھے جنہوں نے بروقت زریاب کے لائے سامان کو استعمال کر لیا تھا۔

ان لوگوں کو تین گھنٹے لگے تھے ہوسپٹل پہنچنے میں مگر
انکے آنے سے پہلے ہی زیحال کا ٹریٹمنٹ شروع کیا جا
چکا تھا۔

زریاب خان پہلے سے ہی ملک کے بڑے بڑے ماہر
ڈاکٹرز کو جمع کر چکے تھے۔پورا اسٹاف اس وقت بھاگ
دوڑ میں لگا ہوا تھا۔

وہ بینچ پر خاموش بیٹھی بس آپریشن تھیٹر کے باہر جلتی
اس لائٹ کو دیکھ رہی تھی جسے آدھ میں بند نہیں ہونا
چاہیئے تھا۔

"کتنا بلڈ چاہئے۔۔۔میر ا لو۔۔۔میر ا او نیگیٹو ہے"

بلڈ کی ضرورت آن پڑتے یاقوت نے سب سے پہلے خود کو آگے کر دیا تھا۔

"یاقوت تم نہیں دے سکتے۔۔۔تمہیں بھی لگی ہے"

برہان نے از حد فکر مندی سے اسکے بازو کو دیکھا جہاں گولی چھو کر گزری تھی مگر اس نے ایک بار بھی اس پر دھیان نہیں دیا تھا۔

"ارے بھاڑ میں جاؤں میں۔۔۔تم ایک ایک قطرہ لے لو۔۔۔میرے باپ کو ب۔۔۔بچالو "

اسکی بے بسی سے لڑکھڑاتی زبان پر برہان کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"ام ہے۔۔۔امارا املتا ہے زی سے "زریاب خان کے آنے سے ڈاکٹر برہان کی فکر میں کچھ حد تک کمی آئی تھی۔

وہ سب اسکے ہبی کو بچانے کی کوشش کر رہے تھے اور وہ سن دماغ کے ساتھ بیٹھی دیکھ رہی تھی۔

بات ہوتی اگر سانسوں کی تو وہ خود کو سب سے آگے کر دیتی کیونکہ اس شخص کے بغیر تو یہ سانسیں بھی کسی کام نہ آتی۔

برہان ان دونوں کو لے کر روم میں چلے گئے تھے۔

وقت پر نہ پہنچنے کے باعث اس وقت بلڈ کی کافی ضرورت آن پڑ رہی تھی۔

جب یہ ساری بھگدڑ دیکھ پامیر اور برلاس شل ساکت دیوار کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔

ایسے وقت میں جب جب یاقوت سارے معاملات سمبھالتا تھا تب تب پامیر برلاس کو سمبھالتا تھا۔

مگر اس وقت وہ خود ہمت ہارے کھڑا تھا۔

اس نے گردن موڑ کر برلاس کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں شدّت سے برسنے کو بے تاب تھیں اسکی حالت دیکھ پامیر کا دل مٹھی میں آیا تھا۔

وہ اسکا سر اپنے کندھے پر ٹکا گیا۔

"وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔وہ ہم سے دور نہیں ہو سکتے" وہ کس تڑپ سے اسے دلاسہ دے رہا تھا۔

برلاس اب بھی خوف زدہ نظروں سے آپریشن تھیٹر
کی جانب دیکھ رہا تھا۔
"ای۔۔۔ایسے۔۔۔ہی۔۔۔گ۔۔۔ گولی لگی تھی
انکو "
اسکی کانپتی ہوئی آواز پر پامیر نے بے اختیار خود سے
الگ کر کر دیکھا۔
"وہ۔۔۔وہ۔۔۔م۔۔۔مجھے۔۔۔ چھوڑ۔۔۔گئے
تھے" وہ رونا چاہتا تھا چیخنا چاہتا تھا مگر درد سی قدر
شدید تھا کہ ہر آواز اندر ہی گھٹ رہی تھی۔

"وہ۔۔۔م۔۔۔مجھے۔۔ چھوڑ گئے تھے" وہ آخر میں پھوٹ پھوٹ کر روتے پامیر کے سینے سے لگ گیا تھا۔

جب اسکی بات پر زمل نے سر اٹھا کر ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب دیکھا

پامیر نے اسے سمبھال لیا تھا مگر زمل کو کون سمبھالتا جسے ہر بار اسکے ہبی سمبھالتے تھے اور آج وہ اس سے کیا سب سے ناراض ہو گیا تھا۔

اندر سے ڈاکٹر آجارہے تھے بلٹ نکل چکی تھی لیکن بلڈ کی وجہ سے سب کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

برلاس کتنی ہی دیر پامیر کے ساتھ لگے روتا رہا تھا۔

جب وہ اسے چپ کروانے میں پوری جان لگا گیا مگر وہ چپ نہیں ہوا تھا۔

"تو پاگل ہے۔۔۔ایسا کیوں سوچ رہا ہے۔۔۔اچھا سوچ" وہ کیسے کہتا کہ ایسے الفاظ بھی اپنے باپ کیلئے اس سے برداشت نہیں ہو رہے تھے۔

تب ہی اسکے ذہن میں وہ منظر گھوم گیا تھا جس میں یہ قیامت ان سب پر ٹوٹی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی تھی۔وہ برلاس کو ایک جھٹکے میں خود سے پیچھے کرتا اسکا ہاتھ تھام گیا۔

"چل میرے ساتھ" اسکے بلانے پر برلاس نے نہ سمجھی سے اسکی جانب دیکھا

"م۔۔۔میں نہیں جاؤنگا کہیں" اسکی آواز آخر میں یکدم سے گھٹ گئی۔

"چل۔۔۔ورنہ گلٹ رہے گا کہ کیوں نہیں گیا" اسکی

بات پر برلاس کا سانس رکا تھا اتنی دیر میں وہ اسے

سمجھتا تب تک پا میر اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لے گیا تھا۔

وہ لوگ اپنی گاڑی نکال کر سیدھا اپنے ایریا میں گئے

تھے۔جہاں فیصلے ہوتے تھے جہاں زندگی ملتی تھی یا

چھین لی جاتی تھی۔

گاڑی کو بنا بریک لگائے وہ سیدھا اندر لے آیا تھا جب

اسے دیکھ ان کے بندوں نے سر خم کرتے سلام کیا۔

"چل اندر "

"ک۔۔۔کیوں؟" وہ نہیں سمجھ پایا تھا کہ پامیر اسے یہاں کیوں لایا تھا۔

"اس گستاخ سے حساب برابر کرنا ہے۔۔۔جس نے یہ گستاخی سرانجام دی ہے"

اندر وہی ایک کمرے میں زارک کو بند کیا گیا تھا۔

جس کی جانب پامیر کا اشارہ تھا۔

اسکی بات سن کر برلاس کی آنکھیں متحیر زدہ سی پھیلنے لگی تھیں خون کی گردش جیسے ایک دم سے تیز ہوگئی تھی۔

"یہ۔۔۔حساب پورا کرنا اتنا آسان نہیں ہے" اسکی

آواز میں بلا کی سرد مہری تھی پامیر کو محسوس ہوا جیسے

اس نے غلطی کر دی تھی اسے یہ بتا کر۔

ابراہیم پہلے سے اسکے قبضے میں تھا اور وہ اتنی جلدی

حساب چکتا نہیں کرتا تھا۔

جب تک وہ شخص خود زندگی سے ہار نہ مان لے۔

"تو بیٹھ۔۔۔اور بھول جا جو میں نے کہا "

وہ اسکا ہاتھ نرمی سے دبا کر خود اندر کی جانب بڑھ گیا۔

جہاں زارک اس کمرے میں شل ساکت بیٹھا تھا کمرے کا دروازہ یکدم سے کھلنے پر نظر اٹھا کر سامنے دیکھا۔

جہاں ضبط سے مٹھیاں بھینچے وہ سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ارے میں جاؤں بھاڑ میں۔۔۔میرے باپ کو بچا لو" یہ الفاظ اسے یہی کھڑے کھڑے مار گئے تھے یہ اسکے ضبط کی انتہا تھی۔

جس قدر تکلیف اسے ان الفاظوں سے ہوئی تھی اس نے اس سے کئی زیادہ یہاں زارک ولف کو دے دی تھی۔

مگر اس نے ایک بار بھی پلٹ کر وار نہیں کیا تھا وہ چاہتا تو آسانی سے پامیر کا مقابلہ کر سکتا تھا۔

مگر اسکے ہاتھ بندھ چکے تھے ان ننھے آنسوؤں نے باندھ دیے تھے اسکے ہاتھ۔

وہ چاہ کر بھی نظر تک نہیں اٹھا پایا تھا۔

اندر جہاں یہ ہو رہا تھا وہی اسکی آوازیں باہر صاف سنائی دی جا سکتی تھی۔

مگر وہ ان آوازوں سے اتنا ہی اور خوف زدہ ہو رہا تھا۔

اسے جانا چاہیئے تھا اندر مگر وہ بیٹھا رہا۔ اسے ہر چیز سے خوف آ رہا تھا۔

"ب۔۔۔ بابا۔۔۔ ڈ۔۔۔ ڈونٹ لیو۔۔۔ می بابا"

اسے اپنے باپ کی یاد شدّت سے ستا رہی تھی۔

"بابا" وہ حواس کھو رہا تھا ذہن میں تیزی سے کچھ گھوما تھا۔

اسکی طبعیت پھر سے بگڑ رہی تھی۔ گاڑی میں اسکا دم گھٹنے لگا تھا وہ دروازہ کھول کر یکدم سے باہر آگیا۔

"بابا۔۔۔" اس نے اپنے ارد گرد اپنے باپ کو تلاش کرنا چاہا تھا۔ مگر نہیں دکھا وہ کہیں۔

"با۔۔۔با" وہ بلند آواز میں چیخنے لگا تھا اسکی طبعیت بگڑتے دیکھ ارد گرد کھڑے گارڈز دوڑ کر اسکے پاس آئے تھے۔

"سائیں آپ ٹھیک ہیں؟" ہر کوئی اسے ایسے دیکھ از حد فکر مند ہوا تھا۔ جب ان میں سے ایک بھاگ کر پامیر کو بلا کر لایا۔

اس نے آتے ساتھ ہی برلاس کو اپنے ساتھ لگالیا تھا۔

"بس۔۔۔بس کچھ نہیں ہوا" اسے پینک ہوتے دیکھ پامیر سخت پریشان ہوا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ گ۔۔۔گولی" وہ کچھ کہنا چاہتا تھا الفاظوں کا ڈھیر جو اسکے اندر جمع ہو رہا تھا اسے باہر نکلنا چاہئے تھا۔

باہر اس جم غفیر پر اس نے ایک نظر ڈال کر لبوں سے بہتی ننھی سی بوند کو صاف کیا۔ کس قدر وہ پتھر بن چکا تھا کہ اتنا درد بھی اسے محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

مگر سامنے اسے پامیر کے ساتھ ایک لڑکا نظر آیا تھا اسے ایک پل نہیں لگا تھا اسے پہچاننے میں۔

مگر وہ پینک کیوں ہو رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آئی۔

وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے اسے دیکھے گیا جب ذہن میں وہ لمحہ گھوما جس میں وہ بلکل زارک ولف کے سامنے بیٹھا تھا۔

اسے مارنے سے پہلے اسکے ہاتھوں نے اٹھتے وقت لاکھ
بار سوچا تھا تب بھی دل کی کیفیت عجیب تھی
اور آج۔۔۔آج چیخ وہ رہا تھا اور برازارک کو محسوس
ہو رہا تھا وہ واقعی لاڈ پیار سے بڑا کیا گیا بچہ تھا۔
اور اکثر قسمت انہی لاڈ سے بڑے کئے گئے بچوں کی
ایسی نکلتی ہے جن کے حصّے میں سب سے زیادہ درد
تکلیف آتے ہیں

اسکا ایک دل چاہا جا کر ان سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے کیوں وہ پینک ہو رہا تھا کس چیز سے خوف کھا رہا تھا مگر وہ اسکا کام نہیں تھا۔

ان بھائیوں کیلئے اسکے دل میں کہیں کوئی رحم نہیں تھا۔

وہ ونڈو بند کرتے اندر کی جانب آ گیا۔

اور اپنی شرٹ جو کئی جگہوں سے پھٹ چکی تھی اسے کھینچ کر اپنے تن سے جدا کرتے ایک جانب پھینک گیا۔

اسکی نظر یکدم سے مرر میں نظر آتے اپنے وجود پر پڑی تھی۔

جہاں سکس ایبز بھرپور نمایاں ہو رہے تھے ٹھوس بائسپس جن میں ابھری ہوئی رگ میں صاف واضح ہو رہی تھیں اسکا رنگ قدرتی سورج مائل چمکتا ہوا تھا۔

بلاشبہ وہ بے حد حسین تھا مگر اسے کبھی اس ناز پر غرور نہیں ہوا تھا اسے اس وجود سے ہی نفرت تھی اور اسی نفرت کو وہ آج تک دوسروں پر نکالتا آیا تھا۔

کہ تب ہی اسکی نظر اپنے بازو پر پڑی۔ کچھ تھا جو اسے یاد آیا تھا شاید اسکی لٹل فیری کے وہ ننھے ننھے پنچ۔ جو اسے اب بھی محسوس ہو رہے تھے۔

وہ اسے یاد کرتے بے اختیار مسکرا دیا اسے خود پر ہنسی آئ تھی ایک بچی اسے ہرا گئ تھی؟ یہ تھی اسکی طاقت؟ ایک بچی نے اپنی معصومیت سے اسے ہرا دیا تھا۔

مگر آخری بار کے اسکے وہ آنسوں زار ک کو اب تک

بے چین کئے ہوئے تھے۔ وہ کتنی ہی دیر اسکے بارے

میں سوچتا رہا تھا۔

ڈاکٹر شہریار بھی زیحال کے ساتھ ساتھ ہی آگئے تھے

اور انکا ساتھ آنا کسی نعمت سے کم ثابت نہیں ہوا تھا۔

وہ ایسے کہ انہوں نے فوراً اسے برلاس کو اپنے

طریقے سے سمبھال لیا تھا مگر یہ علاج بہت مختصر تھا۔

برلاس جس سٹیج پر پہنچ گیا تھا وہاں اسکا علاج بے حد ضروری ہو گیا تھا اور اسکے لئے زیحال کا ہونا بے حد ضروری تھا

ایک وہی تھا جو برلاس کو ہر طرح سے قابو کر سکتا تھا اور اس وقت وہی برلاس کے پینک ہونے کی سب سے بڑی وجہ بنا تھا۔

"یاقوت بھائی کو بلالیں" پامیر سے برلاس کی چیخیں سنی نہیں جا رہی تھی اسے تکلیف ہو رہی تھی جس طرح وہ رو رہا تھا۔

"اسکا وہاں ہونا بہت ضروری ہے میر" عثمان اسکے ساتھ ہی تھا دونوں کیلئے یہ وقت از حد مشکل ثابت ہو رہا تھا۔

"پھر کسے کہوں؟ بھائی کے علاوہ کوئی بھی نہیں کر سکتا اسے قابو"

وہ عنقریب اب خود رو دینے کو تھا۔

عثمان کو خود بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کس کی مدد لے وہ دونوں اس وقت کسی سخت آزمائش سے گزر رہے تھے۔

۔۔۔۔۔۔

وہ کب سے یہاں بند تھا اب تو سخت بھوک محسوس ہونے لگی تھی مگر اس سے پہلے اسے کافی کی طلب تھی۔

وہ بھی شدید ترین یہ کافی اسے ابھی چاہئے تھی۔ ورنہ جتنی مار وہ اپنی لٹل فیری کے لئے کھا چکا تھا سب میں تیز ٹیسیں اٹھنے لگتی تب ہی یہاں وہاں کچھ ڈھونڈنے لگا شاید کافی میکر جو اسے چاہئے تھا ہاں جیسے وہ یہاں قید نہیں بلکہ پکنک پر لایا گیا ہو۔

جب کچھ نہ ملا تو وہ گھوم کر ونڈو سائیڈ آ گیا جہاں باہر پاشا کے بندے کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے سٹی بجا کر آبرواچکاتے ایک کو اپنے پاس بلایا۔

وہ دیکھنے میں ہی اس قدر خطرناک لگتا تھا کہ وہ بندہ خود ہی ٹرانس کی سی کیفیت میں کھنچتا ہوا چلا آیا۔

"جلدی میرے لئے ایک کافی منگوا" اسکے حکم پر گارڈ نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

اچھا خاصا نوجوان۔ دکھنے میں ہی جیسے باقاعدگی سے جم کرتا رہا ہو۔ مگر تھا تو ان سب کی قید میں تب ہی وہ ذرا اکڑ سا گیا۔

"پکنک پر آیا ہے؟" انداز نہایت بد تہذیب تھا جس پر زارک نے اسے گردن ٹیڑھی کر کر دیکھا جیسے غور کر رہا ہو۔ کہ ہاتھ قابو رہ سکتے ہیں یا نہیں۔

"کافی بولا ناں۔۔۔ مطلب کافی لے کر آ"

آگے بھی وہ ڈھیٹ تھا۔ ڈر تو جیسے اسے چھو کر بھی نہیں گزرا تھا۔

"کافی۔۔۔؟اتنا ماروں گا ناں کافی کا لفظ بھی بھول جائے گا" اس شخص کی ہمت پر زارک نے آبرو اچکا کر اسے دیکھا۔

کیسا وقت آگیا تھا مطلب اب اس جیسا ماڑا بندہ بھی اسے آنکھیں دکھائے گا۔اسکی جرات پر گارڈ مزید تن کر کھڑا ہو گیا۔

جب اگلے لمحے ونڈو ٹک سے کھلتی درمیان میں بنی دیوار ہٹتی چلی گئی وہ کھل کر اسکے عین سامنے کھڑا تھا۔

جب اسے جیسے پنجرے سے آزاد ہوتے دیکھ گارڈ کی سانسیں رک سی گئی تھیں وہ دھک سے پیچھے ہٹ گیا۔وہ شخص ایسا تھا جس کا سامنے آجانا ہی کافی تھا۔

اور پھر کافی کیا اس نے کھانے کے لئے ایک سے بڑھ کر ایک آرڈر دیا تھا جواب سب اسکے سامنے ٹیبل پر موجود تھا۔اور وہ صرف اتنا ہی کھا پایا تھا جتنا وہ کھاتا تھا مطلب بہت تھوڑا۔

ہوسپٹل کی حالت سنگینی میں بدل چکی تھی ایسے مانو فضا میں فسوں خیزی سی چھا گئی ہو سب کے چہرے اترے ہوئے اور دل مرجھائے ہوئے تھے۔

جب اتنے میں ڈاکٹر برہان اپنی ٹیم کے ہمراہ آپریشن تھیٹر سے باہر نکلے۔

انکو دیکھتے ہی یاقوت ایک ہی جست میں ان تک دوڑ کر آیا تھا۔

"اب۔۔۔اب کیسی طبعیت ہے بھائی کی؟"اسکی آواز میں واضح کرب تھا ایسے جیسے کچھ بھی برا سننے کی سکت کھو چکا ہو۔

"خطرے سے باہر ہے"یہ الفاظ صرف الفاظ نہیں تھے کوئی ان سے پوچھتا جن کیلیۓ انکی دوسری زندگی کے مترادف تھے یاقوت ان الفاظ پر جیسے جی اٹھا تھا۔ تب ہی وہی سجدہ ریز ہوتے اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگا۔

"گولی کندھے پر لگی تھی لیکن وقت پر ٹریٹمنٹ نہ ملنے کے باعث کیس بگڑ گیا تھا اب سب کنٹرول میں ہے"

زریاب خان کا دل ڈوبتے ڈوبتے یکدم سے ابھرا تھا انہوں نے آگے بڑھ کر برہان کو پر جوش ہوتے اپنے ساتھ لگایا۔

"اب کیسا ہے زی؟" داراب وہاں کے معاملات سمبھال کر یہاں پہنچا تھا اور تب سے اسکی جان سولی پر اٹکی تھے زیحال کے بارے میں سوچ کر۔

"الحمد للہ۔۔۔جس کے بیٹے اس پر جان دیں۔۔۔اس پر رب کیسے نہ کرم کرے"

انہوں نے یاقوت کی حالت دیکھی تھی اور انہیں زیحال کی قسمت پر رشک آیا تھا۔

"زمل۔۔۔بچے زالے کو لے کر اندر جاؤ۔۔۔"زمل کی حالت دیکھ برہان بے حد نرمی سے گویا ہوئے جب اس نے کھینچ کر ایک سانس لینی چاہی ساتھ ہی منہ سے سسکی برآمد ہوئی۔

وہ زالے کو اپنی انگلی پکڑا کر دھیرے سے خاموشی کے
ساتھ اندر کی جانب بڑھ گئی جب ہر قدم پہلے سے
بھاری ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

103/4

یاقوت اسے جاتے ہوئے جن ستائشی نظروں سے دیکھ رہا تھا اسے یوں دیکھ برہان بے ساختہ اسکا ہاتھ تھام گئے۔

"وہ ضروری ہے اسکے لئے" انکے الفاظ بہت گہرے تھے یہ تو خود یاقوت بھی جانتا تھا کہ اندر لیٹے شخص کیلئے یہ لڑکی کیا معنی رکھتی تھی بات اگر زندگی کی سانسوں کی ہوتی تو وہ نام اسکا لیتا۔

اس قدر گہرا عشق تھا اسے اس لڑکی سے۔ کہ اسکی دیوانگی میں اس نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی نظر خوف اور گھبراہٹ کے باعث

دھیرے دھیرے سے اوپر اٹھی جہاں وہ سٹریچر پر لیٹا

ہوا تھا تاروں میں جکڑا وجود اور سر پر ہوا بینڈج۔

آنکھیں بند تھیں کیوں بند تھیں وہ اسکی گلا لے آئی

تھی اسے اٹھ کر اسے دیکھنا چاہئے تھا۔

ان ہیزل آنکھوں سے گرم سیال پھوٹ کر بہہ نکلنے

لگا۔زالے اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر زیحال کی جانب

دوڑ گئی۔

"بابا۔۔۔بابا۔۔۔دودی" وہ اسکے کمفرٹر کو اپنی ننھی ننھی مٹھیوں میں جکڑے گود میں لینے کی ضد کرنے لگی تھی۔

"بابا۔۔۔دودی (بابا گودی)" وہ نہیں لے رہا تھا اسے اپنی بیٹی کی یہ تڑپ دیکھ زمل کا دل عنقریب پھٹنے کو تھا۔

وہ منہ پر ہاتھ سختی سے رکھتی بر آمد ہونے والی ہچکی کا گلا گھونٹ گئی۔

"بابا۔۔۔می۔۔۔دالے بابا" وہ کب سے اسکی کسی

بات کا جواب نہیں دے رہا تھا نہ وہاں اسکی طرف

دیکھا تھا اور زالے کب یہ برداشت کر سکتی تھی۔

اسکا وجود شل ساکت پڑا رہا جب اسکے نہ اٹھنے کے

باعث زالے رونے لگی تھی۔

"ممما۔۔۔بابا دودی ناہ (ماما بابا گودی نہیں لے

رہے)" وہ مڑ کر روتی ہوئی اپنی ماں کو شکایت کرنے

لگی تھی۔

اسے دیکھ زمل بے آواز زار و قطار رونے لگی تھی اسکا دل بند ہونے کے قریب تھا۔ وہ کیا کرتی کیسے اسے بتاتی کہ اسکے بابا کو کیا ہوا ہے۔

"مما۔۔۔ بابا دودی ناہ" وہ اپنی ماں کو بھی کچھ نہ بولتے دیکھ اور تیز رونے لگی تھی جب زمل نے آگے بڑھ کر دھیرے سے اسے اٹھا کر زیحال کے پہلو میں چھوڑ دیا۔

وہ اسکے پاس آتے پہلے ان تاروں کو دیکھنے لگی تھی جس نے اسکے بابا کو جکڑ رکھا تھا منہ پر آکسیجن ماسک لگا تھا

اور مشین میں سانسوں کی لائن دکھائی دے رہی تھی۔

"مما۔۔۔" وہ ایک تار پکڑ کر بے حد معصومیت سے اوپر کر گئی کیونکہ اسے نہیں پتہ تھا یہ کیا ہے۔

"بباناہ (بابا نہیں)" اسے یہ اچھی نہیں لگی تھیں تب ہی وہ انکو اپنے بابا سے دور ہٹانے لگی۔

"نو۔۔۔نو" زمل نے تڑپ کر اسکے ہاتھ تھام کر نرمی سے منع کیا خود اسکے آنسوں نہیں رک رہے تھے وہ نجانے کیسے اپنی آواز کو دبا رہی تھی۔

"ب۔۔۔ بابا کو۔۔۔ چوٹ لگی ہے۔۔۔" اسکی بات پر زالے کی آنکھیں بڑی ہوئی اسکے بابا کو چوٹ لگی تھی مگر کہاں۔

"می۔۔۔ ہوف۔۔۔" وہ منہ سے پھونک مار کر اس چوٹ کو ٹھیک کرنے لگی جو نہیں جانتی تھی کہاں لگی ہے وہ بس پھونک مار کر اسے ٹھیک کرنا چاہتی تھی۔ اسکی فکر پر زمل کی برداشت ختم ہو رہی تھی وہ ایک نظر اپنے ہبی کو دیکھنے لگی ظالم تھا جانتا تھا اسے ایسے دیکھ کر اسکا کیا حال ہو گا پھر بھی۔

وہ بھی وہی زیحال کے پہلو میں بیٹھ کر اسے بغور دیکھنے لگی۔آنکھوں سے جیسے سیلابی ریلا بہہ رہا تھا۔وہ دھیرے سے جھک کر زیحال کے بازو پر پیشانی ٹکا گئی۔

وہاں دوسری جانب زالے اپنے بابا کے چہرے پر جا بجا کسی کرتی جا رہی تھی تاکہ اسکی چوٹ ٹھیک ہو جائے۔ یہی تو اسکے بابا نے سکھایا تھا چاروں میں سے کسی کو بھی چوٹ لگتی تھی تو ان میں سے ایک اپنا کس ٹریٹمنٹ دے دیتا تھا جس سے اگلا فورا ٹھیک ہو جاتا تھا۔

مگر وہ کب جانے کہ ایسا اب نہیں ہو سکتا تھا یہ چوٹ
کس یا پھونک مارنے سے ٹھیک نہیں ہو سکتی تھی۔

وہ زیحال کے بازو پر سر رکھے بے آواز ہچکیوں میں
رونے لگی تھی اسے اسکا کندھا چاہیئے تھا اس کا محبت بھرا
لمس۔اسکے محبت بھرے الفاظ جن میں وہ زندگی
جیتی تھی۔اور خوب جیتی تھی۔

زالے بار بار کبھی زیحال کے بالوں میں اپنے ننھے ہاتھ
پھیر رہی تھی تو کبھی اسکے ہاتھ پکڑنے کی کوشش
کرتی۔

مگر اسکی پلکوں تک میں جنبش نہیں ہوئی ہلکی سی بھی نہیں۔ وہ دونوں کتنی ہی دیر اسکے پاس رہی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد سب لوگ دھیرے دھیرے آکر اسے دیکھنے لگے تھے۔

روم میں شفٹ کرنے میں ابھی وقت تھا جب تک زیحال کی کنڈیشن نارمل نہ ہوتی تب تک۔

آخر میں مجبور ہوتے برلاس کو نیند کا انجیکشن دے دیا گیا تھا جس کے بعد سے وہ اب تک گہری نیند میں تھا۔

مگر اتنا بھی علم تھا کہ وہ جیسے ہی اٹھے گا اسے پینک اٹیکس پھر سے آنے لگے گے۔

مگر ایسا کیوں ہوا تھا اچانک پامیر کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ برلاس کے پاس عثمان کو چھوڑ کر آگیا تھا۔

اور اب کب سے یاقوت کے ساتھ بیٹھا تھا جو بے حال پریشان سا باہر بینچ پر بیٹھا تھا۔

وہ کچھ دیر سوچ کر بالا آخر بول پڑا۔

"برلاس اتنا پینک کیوں ہو رہا ہے؟" اسکے سوال پر یاقوت نے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔

"جب سے بھائی کو اس حال میں دیکھا ہے تب سے
اسے پینک اٹیکس آ رہے ہیں "
وہ متجسس تھا کیونکہ وہ بے خبر تھا مگر یا قوت کے
چہرے کے تاثرات سے صاف پتہ چل رہا تھا
کہ وہ ضرور اس بارے میں کچھ جانتا ہے تب ہی متحیر
آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا
"بتائیں ناں بھائی۔۔۔وہ کیوں اتنا زیادہ پینک کر رہا
ہے" وہ پورا اسکی جانب مڑ کر فکر مندی سے پوچھ رہا
تھا۔

اسکے سوال پر یاقوت نے گہرا سانس خارج کیا اور چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے لمبا سانس اپنے اندر اتارا۔

پامیر شدّت سے اسکے بولنے کا منتظر تھا۔

"کہاں ہے برلاس؟" استفسار یہ پوچھا۔

"فارم ہاؤس پر ہے ڈاکٹر شہریار اور عثمان ہیں اسکے پاس "

وہی زارک بھی تھا مگر یہ بات پامیر بتانا بھول گیا تھا۔

"میرے سوال کا جواب؟" یاقوت کی خاموشی پر وہ پھر بولا جیسے جواب لئے بنا وہ سانس نہ لے گا نہ اسے لینے دے گا۔

"ضروری نہیں ہر بات جاننا۔۔۔ جا کر کچھ کھاؤ تم نے کچھ نہیں کھایا"

برلاس نے بھی نہیں کھایا تھا مگر وہ یہاں ہوتا تو شاید یہی حکم اسے بھی ملتا۔

"ہے ضروری۔۔۔کیوں نہیں ہے ضروری۔۔۔وہ چھوٹا بھائی ہے میرا مجھے حق ہے جاننے کا کہ وہ کس چیز سے زیادہ خوف زدہ ہو رہا ہے "

وہ یکدم سے جذباتیت میں آتے آواز تیز کر گیا۔

"کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہیں بھائی کو نہ کھو دے "

اسکے سوال سے عاجز آتے یاقوت بے ساختہ بول اٹھا۔

"ٹھیک اس طرح جس طرح" وہ بولتے بولتے بے اختیار رک گیا۔آواز جیسے اندر ہی دم توڑ گئی۔

جبکہ اسکی بات پر پامیر کو اپنا وجود سن ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

کچھ سوالوں کے جواب نہ ہی ملیں تو بہتر ہوتے ہیں مگر مل جائیں تو پورا سکون برباد کر دیتے ہیں۔

"یہ جو اتنا ہنستا ہے شرارتیں کرتا ہے اسکے پیچھے اتنے گہرے درد چھپے ہیں کہ تمہاری اور میری سوچ بھی کم پڑ جائے گی "

پامیر کی آنکھوں کے سامنے برلاس کا وہ چہکتا ہوا چہرہ آنے لگا تھا اسکا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ دیا ہو

برلاس کو دیکھ کر یہ بات سچ ثابت ہوتی دکھائی دے رہی تھی کہ جو زیادہ ہنستے ہیں ماضی میں قسمت انہیں ہی سب سے زیادہ رلا چکی ہوتی ہے۔

ماضی۔۔۔

وہ آفس سے اپنا کام جلدی ختم کر چکا تھا کیونکہ آج اسکی زندگی کا سب سے خاص دن تھا یہ دن وہ کبھی نہیں بھولتا تھا کیونکہ اس دن اسے رب نے ایک خوبصورت تحفے سے نوازا تھا۔

اور وہ تحفہ گھر پر شدّت سے اسکا انتظار کر رہا تھا۔

"ڈیڈی۔۔۔مائے بڈے (ڈیڈی آج میری برتھ ڈے ہے)" وہ چہک کر معصومیت سے اسے یاد دلا رہا تھا۔

جب اسے اس طرح دیکھ اسفند کو اس پر ٹوٹ کر پیار

آیا

لیکن ساتھ ہی افسوس بھی ہوا اسکی عمر بڑھ رہی تھی

مگر حالات نے اسے ذہنی طور پر بڑا نہیں ہونے دیا

تھا۔

وہ اب بھی بولتا تھا تو اٹک اٹک کر الفاظ ادا کرتا تھا۔

"ڈیڈی آپ کے لئے کیک لے کر آئیں گے لیکن

ایک شرط پر آپ کو پہلے یہ پورا بریکفاسٹ فنش کرنا

ہو گا"

وہ اسے پیار سے بہلا کر ٹرے اسکی جانب کر گیا جس میں برلاس کی صحت کیلئے فائدہ مند چیزیں تھیں۔

"نو۔۔۔آئی وانٹ فیڈر" وہ ٹرے پیچھے کرتے فیڈر پر آگیا جب یہ دیکھ انکو سخت پریشانی محسوس ہوئی۔

صرف دودھ پر رہنے کی وجہ سے اسکی طبیعت تک خراب ہونے لگی تھی جس کے بعد ڈاکٹر نے سختی سے اسے باقی چیزیں برلاس کو کھلانے کی تاکید کی۔

"برلاس۔۔۔اگر آپ نے اب یہ نہ کھائی تو میں ناراض ہو جاؤنگا اور کیک بھی نہیں لاؤنگا"

اسفند کی دھمکی پر برلاس نے رک کر اپنے بابا کو دیکھا اور پھر اچھے بچوں کی طرح ذرا ذرا سا چٹکی میں لے کر کھانے لگا۔

اتنے میں وہ بھی بن ٹھن کر تیار ہوتی کہیں جانے کیلئے روم سے نکلی ہی تھی جب ان باپ بیٹا پر نظر پڑتے رک گئی۔

"تم کہاں جا رہی ہو۔۔۔ وہ بھی ناشتہ کئے بغیر؟" اسکا یوں بن ٹھن کر بنا بتائے جانا اسفند کو سخت ناگوار گزرا تھا۔

"تم سے پوچھ کر جانا پڑے گا؟" وہ جواب دینے کے بجائے الٹا ترخ کر سوال کرنے لگی۔

اسفند نے ضبط کے مارے برلاس کی جانب دیکھا جو اسکی ذرا سی اونچی آواز سے پھر سے پینک ہو رہا تھا۔

"آواز نیچی کرو۔۔۔اور ہاں۔۔۔ شوہر ہوں میں۔۔۔ مجھ سے پوچھ کر جانا پڑے گا "

وہ نہیں تھا ایسا اس نے بنا دیا تھا ورنہ وہ ایک آزاد خیال شوہر تھا جس نے کبھی اس پر کوئی پابندی نہیں لگانی چاہی تھی۔

"ہنہ۔۔۔زبردستی کے شوہر" وہ منہ سکوڑ کر نہایت بدتمیزی سے بولی تھی جب اسے باہر جاتے دیکھ اس نے بے اختیار روک لیا۔

"آج برتھ ڈے ہے ہمارے بیٹے کا۔۔۔ جلدی گھر آ جانا" اب کی بار لہجہ قدرے دھیما تھا اسے فکر تھی اپنے بیٹے کی۔

"بیٹا تمہارا۔۔۔تو برتھ ڈے بھی تم مناؤ" اسکی لاپرواہی پر اسفند کی برداشت جواب دینے کو تھی اس نے ضبط سے لب بھینچے برلاس کی جانب دیکھا۔

"آٹھ بجے۔۔۔گھر ملو۔۔۔اور دو بارہ نہیں بتاؤں گا"

وہ لہجہ دھیما مگر رعب دار رکھتے حکمیہ انداز میں بولا تھا۔

اس نے ایک کٹیلی نظر اسفند پر ڈالی اور باہر نکل گئی

اسے ایسے جاتے دیکھ اسفند کو برا لگا تھا۔

مگر وہ برلا اس کیلئے مسکرا دیا تھا اپنے بیٹے کے آگے اسے ہر دکھ کم لگتا تھا۔

وہ برلاس کو اسکول ڈراپ کر کر خود آفس آ گیا تھا اور اب اس سے کئے وعدے کے مطابق جلدی چھٹی لے کر سیدھا مال گیا تھا۔

جہاں سے ڈیکوریشن کا کچھ سامان اور کیک کے ساتھ برلاس کیلئے گاڑی گفٹ لیتے گھر کیلئے نکل گیا تھا۔

وہ آج واقعی میں بے حد خوش تھا جب اسکے زہن میں بے اختیار کسی کا چہرہ گھوما تھا۔

اسکی گرفت سٹیرنگ پر ہلکی پڑ گئی دل کی دھڑکنیں نہ محسوس طریقے سے بے ربط ہوئی تھیں۔

کچھ دیر سوچ کر اس نے موبائل اٹھایا اور ایک نمبر

ڈائل کرتے کال کرنے لگا

رنگنگ ہو رہی تھی کال ہمیشہ کی طرح تیسری رنگ پر

اٹھائی گئی۔

"برتھ ڈے ہے آج میرے بیٹے کا" اسکی بات پر

دوسری جانب سے مکمل خاموشی چھا گئی۔

"مجھے اچھا لگے گا میرے بیٹے کو یہ تحفہ ملے آج "

اب بھی دوسری جانب خاموشی تھی پھر گہری سانس

لی گئی۔

اسفند نے موبائل نیٹ ورکس دیکھے جو بلکل ٹھیک تھے پھر شاید اسکی قسمت کے سگنل خراب ہو گئے تھے۔

تب ہی شکست خوردہ دل سے اس نے کال بند کر دی۔

وہ آج کسی بھی بات کو اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دینا چاہتا تھا تب ہی گھر پہنچ کر اس نے ملازمہ کی جلدی چھٹی کر دی تھی

اور خود اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر لیونگ روم کو ایک خوبصورت پارٹی ڈیکوریشن میں تبدیل کر دیا۔

"اٹس مائے بڈے ڈیڈی" وہ خوش ہوتا چہک کر اسفند کے گلے سے آ لگا۔

"یس۔۔۔مائے سن۔۔۔آج کے دن آپ میرے پاس آئے تھے اور میری لائف کو بیوٹیفل بنا دیا تھا "

یہ لمحہ بہت خوبصورت تھا اتنا کہ لفظوں میں بیاں نہ کیا جا سکے۔

اسفند نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی جہاں رات کے دس بجنے کو تھے مگر وہ اب تک گھر نہیں لوٹی تھی۔

اسکی لاپرواہی پر اسفند کا ضبط جواب دینے لگا تھا۔

اس نے کال ملانی چاہی مگر نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔وہ کچھ دیر مزید انتظار کر کر پھر سے کال ملانے لگا مگر پھر وہی جواب۔

یہاں اسکے ضبط کی انتہا تھی آنکھیں سرخی چھلکانے کے قریب ہوئی تھیں۔

تب تک اسفند کے بلائے گئے کچھ قریبی دوست آچکے تھے جن کو جوس بھی اسفند نے خود سرو کیا۔

"یار تمہاری وائف نظر نہیں آرہی؟" حیا کو یہاں نہ پا کر یہ سوال ایک نے نہیں تقریباً سب نے پوچھا تھا۔ جس کا جواب اسفند کے پاس ہو کر بھی نہیں تھا وہ کیا کہتا کہ جسے وہ اسکی وائف کا لقب دے رہے ہیں وہ تو خود کو اپنے بیٹے کی ماں تک نہیں مانتی تھی۔

اتنے میں مزید گیسٹ بھی آگئے جن میں وہ بھی تھی۔

اولیو گرین خوبصورت آنکھیں، لمبی گھنی پلکیں

کھڑی پیاری سی ناک اور عنانی ہونٹ۔ڈارک مرون

رنگ کے گاؤن میں بے حد سمپل میک اپ کئے اسکے

بال کیسے قدرتی کرل تھے۔جن کو اس نے دونوں

جانب سے آگے سینے پر پھیلا رکھا تھا۔

پنپی ہیلز پہنے وہ ہر ایک کی نظر کا ٹھہراؤ بنی تھی۔

"واؤ۔۔ایلس روز بھی آئی ہے؟" وہ بلاشبہ سب

میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

وہ سب ایک ہی آفس میں کام کرنے والے کولیگز تھے تب ہی سب کی اچھی جان پہچان تھی۔

وہ سب سے بے حد خوش دلی سے ملی۔اس کے آنے کے بعد زیادہ وقت نہیں لیا گیا تھا بلکہ جلد ہی کیک کٹ کرتے کھانے کی طرف سب لوگ چلے گئے تھے۔

اسفند نے سارا کھانا باہر سے آرڈر کروالیا تھا سب کچھ بہت اچھے سے جا رہا تھا بر لا اس ان سب کے بیچ بے حد

خوش تھا ایلس روز کے ساتھ اس نے باقی چیزیں بھی آرام سے کھالی تھیں۔

بارا بجتے ہی سب لوگ اجازت لے کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہونے لگے تھے۔

اسفند سب کو باہر گیٹ تک چھوڑ کر واپس اندر آ گیا۔

جب اسکی نظر سامنے پڑی۔وہ برلاس کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ٹیبل پر پڑے برتن بھی سمیٹ رہی تھی۔

اسے یہ کرتے دیکھ وہ دھیرے سے آگے بڑھا اور مسکراتی آنکھوں سے یہ منظر دیکھنے لگا۔

بلاشبہ یہ پل بہت حسین تھا جس میں اسے یہ گھر گھر لگا تھا ورنہ اسے آخری سکون کا پل یہاں کب نصیب ہوا تھا اسے یاد نہیں تھا۔

"یہ۔۔۔یہ میں کر لونگا" ایلس کو برتن سمیٹ کر کچن میں لے جاتے دیکھ وہ بے اختیار آگے بڑھ کر وہ تھام گیا۔

جب اسکی انگلی کی ہدت ایلس کو اپنے دودھیا ہاتھوں پر محسوس ہوئی۔

وہ بے ساختہ ہاتھ پیچھے کھینچ گئی۔

"م۔۔۔میں کر لونگی" اسکا اشارہ اسفند کے ہاتھوں کی جانب تھا وہ نظریں چراتی اپنے چہرے پر آئی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسنے لگی۔

"ساتھ میں کر لیں گے" وہ بنا پلکیں جھپکائے بس اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔

جب اسکی نظروں سے گھبراتے ایلس فوراکچن کی
جانب بڑھ گئ۔

اسفند اسکے پیچھے پیچھے سارے برتن سمیٹ کر کچن
میں لے گیا۔ جہاں وہ سنک کے پاس ایپرن پہن کر
کھڑی تھی۔

"ڈیڈی۔۔۔یہ ممی کو دے دوں؟" برلا اس پیچھے پیچھے
ایک چھوٹا سا گلاس ہاتھ میں اٹھائے انکے پاس آگیا۔

جب اسکے منہ سے ممی کا لفظ سنتے ایلس نے گھبرا کر سرخ پڑتے اسفندی کی جانب دیکھا اس نے بھی اسی پل ایلس کی طرف دیکھا تھا۔

"س۔۔۔ سوری۔۔۔" وہ سوری کرتا برلاس کے ہاتھ سے گلاس لے کر سنک میں رکھ گیا۔

"برلاس۔۔۔ چلو آپ کی گاڑی دیکھتے ہیں" وہ اسے لے کر کچن سے باہر آ گیا اور سامنے گاڑی کو برلاس کے ساتھ مل کر انباکس کرنے لگا۔

برلاس اپنی نیو گاڑی کیلئے بے حد ایکسائیٹڈ تھا اور اسے اس قدر خوش دیکھ اسفند کا چہرہ خوشی کے مارے کھل اٹھا تھا۔

وہ دونوں ہنسی خوشی اس گاڑی کو ہر طرف سے دیکھنے لگے۔اس دوران اس نے کی بار پلکیں اٹھا کر سامنے بیٹھے اس شخص کو دیکھا۔

جو بلاشبہ بے حد حسین تھا۔خوبصورتی اس شخص پر تمام تھی لمبا دراز قد، فٹ جسامت جسے باقائدگی سے جم کر کر اس نے اور بھی جاذب نظر بنا رکھا تھا۔

آدھے بال جو ماتھے پر بکھرے رہتے تھے اور خوبصورت نین نقوش وہ اسے دیکھ جیسے پلکیں جھپکانا بھی بھول گئی تھی

تب تک جب تک اس نے بھی اسکی جانب نہیں دیکھ لیا۔

اسفند سے نظریں ملتے وہ گھبرا کر فورا اسے رخ دوسری جانب پلٹ گئی۔

وہ برلاس کو گاڑی میں الجھا کر خود کچن میں آگیا اور کافی میکر یہاں وہاں تلاش کرنے لگا۔

"آپ جائیں میں بنادونگی کافی" اسکی آواز پر اسفند نے بے ساختہ پلٹ کر اسے دیکھا۔

"تھینک یو" وہ سر خم کرتے کچن سے باہر آگیا جہاں برلاس اس تھوڑی سی جگہ میں گاڑی بھگا رہا تھا۔

اسے اس قدر خوش دیکھ اسفند کو دلی راحت محسوس ہوئی۔

مگر محسوس تو اسے کچھ اور بھی ہو رہا تھا شاید کسی کی نظریں خود پر۔

مگر وہ جب بھی دیکھتا وہ صاف گویائی سے نظریں پھیر لیتی۔

"برلاس چلو صبح کھیلیں گے اب سونے کا ٹائم ہے"

اسکی بات پر ایلس نے کافی کا مگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بے ساختہ اسکی جانب دیکھا۔

"ک۔۔۔ کھیلنے دیں اسے" ایک تو وقت پہلے ہی اتنا ہو چکا تھا اوپر سے گھر میں ان دونوں کے علاوہ برلاس ہی تھا۔

اسفند نے ایک نظر اسکے چہرے کی جانب دیکھا دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

"ڈونٹ وری۔۔۔ تمہیں ڈراپ کر آؤنگا میں" وہ نرمی سے بول کر کافی کا مگ اٹھاتے اپنے لبوں سے لگا گیا۔

ساتھ ہی اسے بھی دیکھتا رہا جو مصروف سے انداز میں پورا لیونگ روم صاف کرتی رہی یہ بھی صرف ڈرامہ تھا اصل میں اسکے ہاتھ اسفند کی موجودگی میں کانپ رہے تھے۔

وہ دیکھے بغیر بھی اسکی نظروں کو باقاعدہ خود پر محسوس کر سکتی تھی۔

برلاس کو سلا کر وہ باہر آ گیا جہاں ایلس صوفے پر رکھے کشن سیٹ کر رہی تھی

جب اچانک وہ اسے بیلی سے تھام کر بے اختیار خود سے جوڑ گیا اس اچانک افتاد پر ایلس کا اندر گیا سانس اندر ہی رہ گیا۔

"کب سے دیکھ رہا ہوں۔۔۔ تمہاری ناراضگی ختم ہی نہیں ہو رہی"

اسکی آواز اس خاموشی فضا میں سو گوشی نما انداز میں ایلس کے رونگٹے کھڑے کر گئی۔

"وہ۔۔۔وہ آ۔۔۔جائے گی" وہ گھبرا کر اسکے ہاتھ کھول کر پیچھے ہٹنا چاہتی تھی مگر وہ کیسے ہونے دے دیتا۔

کب سے برلاس کی وجہ سے خود پر جبر کئے ہوئے تھا۔

"آجائے۔۔۔مجھے فرق نہیں پڑتا" ہاں اسے واقعی فرق نہ پڑتا۔ایلس اسکے ہاتھ کھول کر خود اس سے پیچھے ہٹ گئی۔

"یہ ٹھیک نہیں ہے" اسکے چہرے پر خفگی تھی ملامت تھا کیا کچھ نہیں تھا جو اسفند کے دل کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر گیا تھا۔

وہ ضبط کے مارے لب بھینچ کر رہ گیا۔

"کیا تم نے" وہ کچھ کہنے ہی والا تھا جب ایلس کی نظر اسکے پیچھے کھڑی حیا پر گئی

"ح۔۔۔حیا" اسکے منہ سے حیا کا نام سنتے اسفند نے ایڑھی کے بل گھوم کر پیچھے دیکھا جہاں وہ کھڑی تھی اور نجانے کب سے کھڑی تھی۔

پارٹی ڈریس میں ملبوس سرخ آنکھیں ہائی ہیلز پہنے اور شولڈر بیگ پر اپنی گرفت مضبوط کئے۔

اسکے چہرے کو دیکھ صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ ابھی نہیں آئی یقیناً وہ بہت کچھ دیکھ چکی تھی۔

سامنے کھڑی حیا کو دیکھ وہ چند پل کیلئے تو بلکل ساکت ہو گیا تھا مانو سانس بھی نہ لے رہا ہو۔اور وہ ایسے کھڑی تھی جیسے کوئی پتھر کی مورت پورا وجود یکدم سے پتھرا چکا تھا۔

وہ ساکت کھڑی ایک نظر کبھی اسفند کو دیکھے تو کبھی ایلس کو۔ جس کے چہرے پر اسکا خوف صاف عیاں ہو رہا تھا۔

وہ صرف پیاری نہیں تھی وہ معصوم بھی بے حد تھی تب ہی خوف زدہ ہوتی اسفند کی شرٹ چٹکیوں میں جکڑ گئی۔

"ح۔۔۔حیا۔۔۔ت۔۔۔ تم کب آئی" وہ جیسے اب ہوش میں آیا تھا اسکے سوال پر حیا نے طیش بھری نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

ضبط کے مارے منہ سے الفاظ تک نہیں نکل رہے تھے

دل رک رک کر دھڑک رہا تھا اسے آکسیجن چاہیے

تھی مگر اس وقت جیسے یہ ملنا از حد نہ ممکن سی بات ہو

گئی تھی۔

"حیا" اسے شل ساکت کھڑے دیکھ اسفند نے

دھیرے سے آگے بڑھ کر جیسے ہی اسے چھونا چاہا وہ

یکدم سے دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

اور سر نفی میں ہلانے لگی ضبط کے مارے آنکھیں

سرخی چھلکانے کے قریب تھیں۔

"ی۔۔۔یہ۔۔۔یہ۔۔۔یہاں۔۔۔کیا۔۔۔کر رہی ہے اسفند؟" وہ اپنی لرزتی ہوئی انگلی سے پیچھے کھڑی ایلس کی جانب اشارہ کرنے لگی۔

"برلاس کی برتھ ڈے تھی اس لئے میں نے انوائٹ کیا تھا" اسکے سوال کا اسفند نے قدرے نارمل انداز میں جواب دیا تھا۔

مگر اسکا جواب جیسے حیا کے تن بدن میں پتنگے سے بھر گیا وہ کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"برلاس کی برتھ ڈے۔۔۔؟ہاں۔۔۔؟"اسکے

سوال دہرانے پر اسفند خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"یا پھر۔۔۔اپنی حوس بجھانے کیلئے"

"حیا"اسکی اس قدر غلط بات پر اسفند درشتگی سے

دھاڑا تھا وہی اسے دھاڑتے دیکھ ایلس حیا کی بات پر

منہ پر بے اختیار ہاتھ رکھ گئی۔

آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گال پر لڑھک گئے۔

"چیخو مت۔۔۔مجرموں کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ

چیخیں"وہ بھی اس سے بلند آواز میں چلائی تھی۔

"تم۔۔۔ تم نے ثابت کر دیا۔۔۔ میں غلط نہیں تھی"

وہ پرس زور سے ٹیبل پر دے مارتی کاٹ دار لہجے میں

بولی۔

جب اسکی بات پر ایلس نے تڑپ کر سر نفی میں ہلا یا وہ

تو آج پہلی بار اس گھر میں آئ تھی اور پہلی بار میں ہی

یہ سب ہو گیا تھا۔

"تم غلط ہو۔۔۔ تم شروع دن سے غلط ہو" اسفند نے

بے حد دھیمی آواز میں عاجزی سے بات کرنی چاہی

تھی مگر یہ بھی حیا کے غصّے کو ہوا دینے کو کافی تھی۔

"میں غلط تھی تو کیوں کی تھی شادی۔۔۔کیوں کی تھی؟" وہ ہزیانی سے ہاتھ اپنے سر پر مارتی پوری قوت لگا کر چلا رہی تھی۔

ایلس نے دروازے کی جانب دیکھا جو دھیرے دھیرے کھل رہا تھا مطلب برلاس جاگ چکا تھا ایلس نے فورا سے اسفند کا ہاتھ تھام لیا۔

"ب۔۔۔برلاس" اسکی کانپتی ہوئی آواز پر اسفند نے بے اختیار برلاس کے کمرے کی جانب دیکھا۔

جہاں سے اسکے ہاتھ اور پاؤں نظر آ رہے تھے۔

"حیا۔۔۔آہستہ بولو۔۔۔ برلاس اٹھ گیا ہے "

"کیوں بولوں میں آہستہ ۔۔۔ کیوں بولوں۔۔۔اسے بھی تو پتہ چلے اسکے باپ کے کرتوت۔۔۔جو یہاں ایک "

وہ آگے بھی کچھ کہنے والی تھی جب ایک زوردار تھپڑ کی آواز پورے لاؤنج میں گونج اٹھی تھی۔

ایلس تڑپ کر منہ پر ہاتھ رکھتے سانس روک گئی۔

جبکہ حیا جیسے اپنی جگہ برف ہو چکی تھی ایک ہاتھ اپنے رخصار پر رکھے وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"اپنی حد میں رہو۔۔۔" وہ انگلی اٹھا کر درشتگی سے ضبط کرتے غرلایا تھا حیا اب بھی سانس نہیں لے رہی تھی۔

ایلس کے سامنے اسے یہ تھپڑ اپنی اذیت ناک بے عزتی کے مترادف لگا تھا وہی دوسری جانب برلاس کی

معصوم آنکھوں نے یہ سب دیکھا تھا اور اب وہ بے آواز رو رہا تھا۔

"مت بھولو۔۔۔ تم بھی مجھ پر زبردستی مسلط کی گئی تھی۔۔۔ ورنہ میں ہمیشہ سے ایلس کا تھا۔۔۔ صرف ایلس کا "

وہ ہوش کھوتے بلند آواز میں دھاڑا تھا یہ الفاظ آج پہلی بار وہ کھل کر سامنے کہہ رہا تھا تب ہی حیا کو اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھتی رہی۔

"جب سے تم آئی ہو میری زندگی میں، بٹ کر رہ گیا ہوں میں خاندان کی روایتوں میں"

وہ حواس باختہ سا بس بول رہا تھا اسکی برداشت آج یہی تک تھی وہ کب تک آخر کب تک ایک ایسے رشتے میں قید رہتا جس نے اسکا سکون صرف برباد کیا تھا۔

ایک مرد کو اپنی بیوی سے جو سکون چاہئے وہ کبھی اسفند کو میسر نہیں ہوا تھا۔

یہ رشتہ صرف روایات کو برقرار رکھنے کیلئے جوڑا گیا

تھا۔

مرد عورت دونوں سے پوچھا جائے کہ وہ شادی کرنا

چاہتے ہیں یا نہیں۔ محبت کرنے کا حق تو جیسے انکے

پاس تھا ہی نہیں کیونکہ یہ اختیار اور کسی کے پاس تھا۔

اور وہ تھا "شاہ خاندان "

ماضی۔۔۔۔

چترال کی سرسبز وادیوں کے بیچوں بیچ ایک خوبصورت حویلی ایستادہ تھی، جیسے فطرت کے حسن نے خود اسے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہو۔

برف سے ڈھکی بلند پہاڑیوں کے سائے میں کھڑی یہ حویلی لکڑی اور پتھر کی نفیس کاریگری کا شاہکار تھی۔

اس کی بالکونیوں پر جھکے ہوئے رنگ برنگے پھول، ہلکی ہوا کے ساتھ لہراتے، ایک مدھم سی خوشبو فضا میں بکھیر رہے تھے۔

صبح کے وقت جب سورج کی پہلی کرنیں پہاڑوں کے پیچھے سے جھانکتیں، تو حویلی کی دیواروں پر سنہری روشنی یوں بکھر جاتی جیسے کسی نے اسے سونے سے ملمع کر دیا ہو۔

قریب بہتا ہوا شفاف پانی کا ندی نالہ، اپنی مدھر آواز سے سکون کا احساس دیتا، جبکہ دور کہیں چرواہوں کی بانسری کی دھن اس منظر کو مزید دلکش بنا دیتی۔

شام ڈھلے، جب آسمان نارنجی اور گلابی رنگوں میں رنگ جاتا، تو حویلی کی کھڑکیوں سے جلتی مدھم روشنی ایک کہانی سناتی محسوس ہوتی۔

جیسے اس کے اندر کئی خواب، کئی راز، اور کئی نسلوں کی یادیں بسی ہوں۔

یہ حویلی صرف ایک عمارت نہیں تھی، بلکہ چترال کی خوبصورتی، سکون اور روایت کی ایک زندہ تصویر تھی۔

جو بھی سیاح یہاں آتا اس حویلی کو دیکھے بغیر نہیں جاتا تھا۔

یہ حویلی اپنی پوری شان و شوکت سے کھڑی تھی جہاں رہائش پذیر "شاہ" خاندان اپنے نام و وقار کی وجہ سے جانا جاتا تھا۔

اسکی خوبصورتی اس قدر لاجواب تھی کہ اس شہر میں آنے والا ہر شخص اس حویلی کو دیکھے بغیر واپس نہیں لوٹتا تھا۔

مگر جتنی حسین یہ حویلی باہر سے تھی اندر سے اتنی ہی

رہنے والوں کیلئے قید خانہ تھی جنہیں بڑوں کے

اصولوں نے اپنا اس قدر پابند کر لیا تھا۔

کہ وہ سب اپنے نصیب پر رشک کرنے کے بجائے

ایک بار کم از کم شکوہ ضرور کرتے تھے۔

اس حویلی میں شاہ صاحب کے دو بیٹوں کا خاندان مقیم

تھا۔

زوہیب شاہ اور کاویان شاہ۔ دونوں ہی اپنے باپ کی طبعیت کے مطابق پرورش پاتے اسی حویلی میں بڑے پلے تھے۔

اور اب خود کی فیملیز بن چکی تھیں۔

زوہیب شاہ جن کے دو بچے تھے اسفندیار شاہ اور گلریز شاہ جو اسفند سے چھوٹا ضرور تھا مگر اپنے بابا سائیں کے ساتھ مل کر زمینوں اور کاموں کی دیکھ بھال نے اسے اسفند سے بڑا کر دیا تھا۔

کاویان شاہ کے بھی دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں

جن میں سب سے چھوٹی تھی حیا کاویان شاہ۔

موڈی اور اپنے مطابق زندگی گزارنے والی۔

وہ سب سے ہٹ کر طبعیت لے کر پیدا ہوئی تھی مانو غلطی سے اس خاندان میں آگئی ہو۔

کوئی بھی طور طریقے اسکے مطابق نہیں ہوتے تھے یا شاید وہی سب کو نافٹ کر دیتی تھی۔

"زمین پر رہو لڑکی۔۔۔یہ کپڑے پہنو گی تم؟" شاہانہ بیگم اسکے کمرے میں ذرا سا جھانکنے آئی تھیں

جب سامنے بیڈ پر لگے انبار کو دیکھ انکی آنکھیں بے ساختہ حد تک پھیلی تھیں۔

کھلی جینز اور شرٹ جس پر بٹنوں والی شرٹ اوپر تھی اس نے یہ آنلائن کسی اشتہار سے دیکھ کر آرڈر کروایا تھا۔

مگر کب جانتی تھی کہ اسکے بعد اپنی ہی ماں کے ہاتھوں اچھی خاصی کلاس لگے گی۔

"ممی اتنا پیارا تو ہے کونسا جسم نمایاں ہوگا بہت لوز ہے یہ دیکھیں" وہ اٹھا کر باقائدہ لہرا کر دکھانے لگی۔

"رکھو اسے۔۔۔آغا جان نے دیکھ لیا تو سیدھا گولی مار دیں گے"

وہ دیکھنے سے پہلے ہی ریجیکٹ کرتی اسکے ہاتھ سے وہ ڈریس چھین گئیں۔

حیا کا منہ کسی بڑے غبارے کی طرح پھولتا چلا گیا مگر اگلے ہی لمحے اسکی بھوری آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔

"اچھا تو پھر کالج کے ایڈمیشن کیلئے مان جائیں" اب کی بار اسکی فرمائش پر شاہانہ بیگم نے گردن پوری موڑ کر اسے دیکھا۔

"تمہارا دماغ وماغ ہے کہ نہیں لڑکی" وہ واقعی اسکی ایک کے بعد ایک فرمائش پر ان کا دماغ گھومنے لگا تھا۔

"کیوں۔۔۔ہر بات پر نہیں نہیں۔۔۔کبھی ہاں بھی کر دیا کریں" وہ جھنجھلا سی گئی تھی۔

"ہاں تب کروں جب تم انسانوں والی فرمائش کرو۔۔۔جو تم کہہ رہی ہو ان پر آغا جان تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی اسی قبر میں اتار دیں گے "

انکے لہجے میں اس قدر خوف بھانپتے حیا کا دل سکڑ سا گیا تھا۔

"تمہارا خاندان بھیڑ بکریوں جیسا ہے ایک ہی اصول پر چلنا یہ بھی کوئی زندگی ہے "اسکے زہن سی کسی کی آواز گونجی تھی۔

"ممی۔۔۔میں نے صرف یہاں پڑھائی کی اجازت مانگی ہے۔۔۔اسفند بھائی تو لندن گئے ہیں یہ کیسی نا انصافی ہے؟" وہ تقریباً رو دینے کو تھی۔

"وہ لڑکا ہے وہ جا سکتا ہے" انہوں نے جان چھڑانے کیلئے جو ذہن میں آیا جواب دے دیا مگر کب جانتی تھیں کہ یہی جواب انکو مہنگا پڑ جائے گا۔

پھر جو اس نے لڑکا لڑکی میں فرق کا بھاشن دیا تھا شاہانہ بیگم نے کانوں کو ہاتھ لگا لیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔میں بات کروں گی۔۔۔مگر ایک شرط پر "

"منظور ہے منظور ہے" وہ سنے بغیر جلدی سے بس ہاں کر گئی۔

شاہانہ بیگم نے ایک نظر اسے دیکھا اور سر نفی میں ہلاتی اٹھ کر اسکے کمرے سے باہر نکل گئی۔

جیسے تیسے کر کر حیا کا ایڈمیشن کالج میں ہو گیا تھا مگر اصل طوفان تب آیا جب اسے شرط بتانے کا وقت آیا۔

دو سال بعد۔۔۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ ؟" وہ ہزیانی سی ہوتی یکدم سے چلائی تھی۔

"آواز نیچی۔۔۔حیا" کاویان صاحب کو آغا جان کے آگے اسکی بلند آواز پر از حد شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔

"میں کیوں کروں آواز نیچی مجھ سے بنا پوچھے اسفند بھائی سے رشتہ طے کر دیا کیوں ؟ "

اسے کالج سے آتے ہی پتہ چلا تھا کہ اسکی شادی کی

تاریخ تک رکھ دی گئی ہے۔

یہ گویا اس پر ساتوں آسمان آ گرنے کے مترادف

تھا۔

"شاہانہ۔۔۔اسے لے کر جاؤ" انکے ضبط کا پیمانہ

عنقریب چھلکنے کو تھا شاہانہ بیگم شرم سے سر جھکائے

حیا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی باہر لے گئیں۔

اور اسکے بعد جو شادی دو ماہ میں ہونی تھی وہ چار دن بعد

کی رکھ سی گئی تھی

وہ بھی آج ہی لندن سے واپس لوٹا تھا خوش باش سا

جیسے پوری دنیا فتح کر لی ہو۔

اسکا ایم بی اے ختم ہوتے حویلی سے بلاوہ پہنچ چکا تھا اور

وہ اپنے وعدے کے مطابق آ بھی گیا تھا۔

"اسفند کتنے صحت مند ہو گئے ہو؟" گلشنہ اسے دیکھ

ستائشی انداز میں بولی تھی۔

"بس نظر نہ لگا دینا" وہ اپنے اچھے خاصے سکس ایبز کو

ملنے والے نام پر صحیح تپا تھا۔

وہی گلشنہ اسکی بات پر دل کھول کر ہنس دی۔

وہ باقائدگی سے جم کر کے خود کو پہلے سے زیادہ جاذب نظر بنا گیا تھا۔ نین نقوش کی وجہ سے تو پہلے ہی سب میں الگ دکھتا تھا۔

مگر لندن جا کر اسکی خوبصورتی کو مزید چار چاند لگ گئے تھے۔ڈیشنگ اور دبنگ پرسنالٹی۔ جیسے لڑکیوں کے خوابوں کا شہزادہ۔

"حیرت ہے بھئی آج کل کے لڑکوں کو بھی موٹا کہلوانا اچھا نہیں لگتا "

وہ سب کے بیچ ذرا شوخی سے بولی تھی۔ سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"اب تم کیا جانو موٹاپے اور خوبصورتی میں فرق" وہ بہت ٹھہرے لہجے میں بات کرتا تھا اور یہی بات اسکی سب سے جاذب نظر بناتی تھی۔

"ہاں بھئی یہ تو صرف حیا ہی بتائے گی" اسکے منہ سے حیا کا ذکر سنتے اسفند کی مسکراہٹ لمحہ بھر کو تھمی۔

اس نے نظر اٹھا کر سامنے سے آتی حیا کو دیکھا جو ہاتھ میں چائے کی ٹرے لئے وہی آرہی تھی۔

"ایک بچی سے پوچھوں گا میں؟ اتنے بھی برے دن نہیں آئے میرے" وہ ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں بولا۔

جب اسکے اس لاپرواہ سے انداز پر سب نے دبی دبی سی ہنسی ہنسی وہ دونوں آمنے سامنے ہو کر بھی بلکل انجان بن رہے تھے۔

اسفند نے کبھی کسی کو بلاوجہ مخاطب نہیں کیا تھا وہ شروع دن سے سب سے دور دور رہتا تھا آخر میں لندن چلے جانا اسے سب سے بلکل الگ کر گیا۔

"یہی بچی بہت جلد تمہارے سر پر ناچنے والی ہے"

انکی بات پر اسفند نے متجسس نگاہوں سے اسے

دیکھا۔

جب شاہانہ بیگم کی آنکھیں دکھانے پر وہ سب چپ

ہو گئے۔

"آپ کی چائے۔۔۔اسفند۔۔۔بھائی" وہ چائے کا

ایک کپ اسفند کے سامنے رکھتی بھائی لفظ پر زور

دے کر بولی۔

"سوری گڑیا میں چائے نہیں پیتا" وہ شائستگی سے انکار کر گیا جب اسکے منہ سے گڑیا سنتے سب کزنس کا بلند بانگ قہقہہ گونج اٹھا۔

حیا نے کھا جانے والی نظروں سے سب کو دیکھا۔

"یہ سب کو کس بات کے دورے پڑ رہے ہیں؟"

اسفند کو اب دال میں کچھ گڑ بڑ لگ رہی تھی۔

"تو آپ کیا لیں گے اسفند بھائی" وہ جان بوجھ کر شاہانہ بیگم کو سنانے کیلئے اسے بار بار بھائی کہہ کر پکار رہی تھی۔

"کافی۔۔۔اگر آتی ہے تو بنادو ورنہ میں خود بنالونگا"

اسکا لہجہ بے حد نرم اور شفقت بھرا تھا۔

حیا سر ہلاتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"اسے سب آتا ہے یہاں تک کے بے وقوف بنانا بھی" ان سب کے کمینٹس پر اسفند نے سپاٹ نظروں سے سب کی جانب دیکھا یہ ادھوری باتیں اسے سخت ناگوار گزر رہی تھیں۔

شام گئے وہ یہاں دوستوں کو وقت دے کر رات تک

واپس لوٹا تھا جب سے آیا تھا تب سے خاندان اور باہر

والوں سے ملاقاتیں ہی ختم نہیں ہو رہی تھیں۔

اتنی زیادہ محبت اور خوشی پا کر وہ خود حیران تھا بھلا اسکے

واپس آنے پر سب لوگ اتنے خوش کیوں تھے۔

"مام کہاں ہیں؟" اس نے حویلی میں داخل ہوتے

ایک ملازمہ کو روک کر پوچھا۔

"بیگم صاحبہ کو میں نے اوپر جاتے دیکھا تھا" اسکے

بتانے پر اسفند سر ہلاتا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔

بنایہ پوچھے کہ اوپر تو پھر کس طرف۔

وہ خود ہی چل پڑا اتنے سالوں بعد اسے کسی کے کمرے

کا علم نہیں تھا سوائے اسکے اپنے کمرے کے۔

جو بچپن سے صرف اسکے نام تھا۔

وہ کمروں کی تلاشی میں صرف باہر سے دیکھتا ہوا آگے

بڑھتا گیا جب وہاں ایک کمرے کے کھلے دروازے پر

نظر پڑی۔

وہ کچھ جھجھک کر ذرا سا دروازہ کھول کر اندر دیکھنے لگا۔

پورا پنکش روم ہر چیز پنک یہاں تک کے فرنیچر سے لے کر کرٹنز تک ڈریسنگ ٹیبل سے لے کر باتھ جوتوں تک سب کچھ پنک تھا۔

ایک بار کو تو اسفند کو لگا جیسے وہ کسی پریوں کی دنیا میں آ گیا ہو۔

اس قدر خوبصورت کمرہ دیکھ وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اندر چلا آیا۔

اور ہر چیز بغور دیکھتا مسکرا دیا۔ جس کا بھی کمرہ تھا

چوائس بہت باکمال تھی اس نے دل ہی دل میں

اعتراف کیا۔

وہ پلٹ کر جانے ہی والا تھا جب پیچھے سے باتھ روم کا

دروازہ کھلنے کی آواز پر اسفند نے پلٹ کر دیکھا۔

وہ گیلے بال ٹاول سے صاف کرتی باہر نکلی تھی جب

دونوں کی نظر بے اختیار ایک دوسرے سے ملی۔

وہ اس وقت نائٹ گاؤن میں ملبوس تھی مگر اسفند کو

دیکھتے کرنٹ کھا کر ٹاول اپنے آگے کر گئی۔

وہ بھی فوراً سے رخ پلٹتے صحیح معنوں میں گڑ بڑا سا گیا۔

"ایم۔۔۔ایم سو سوری۔۔۔میں"

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"اسکی سوری سنے بغیر

کی وہ پھٹ پڑی تھی جب اسکی اس قدر بد تمیزی پر

اسفند کو یکدم سے اچھو لگا وہ بنا پلٹے اچھا خاصا شاکڈ ہوا

تھا۔

"لندن سے پڑھ کر بھی آپ میں مینرز نہیں

آئے۔۔۔جو پتہ چلتے ہی یہ چھچھوری حرکتیں شروع

کردی "

وہ ہر لحاظ بالائے طاق رکھتے منہ پھٹ انداز میں کاٹ
کھانے والے انداز میں پھنکاری تھی۔
مگر اسکی بات پر اسفند کو کیسے خود پر کھولتا تیل گرتا ہوا
محسوس ہوا۔
وہ جتنا حیران ہوتا کم تھا مگر کیوں۔ وہ ایسا کیوں کہہ رہی
تھی۔اسے سمجھ نہیں آئی۔
شاید اسکی غلطی تھی بہت بڑی۔

وہ بنا کچھ کہے جانے ہی لگا تھا کہ حیا کی آواز پر قدم لمحہ بھر کو زنجیر ہوئے جیسے کسی انجانی طاقت نے اسکے پورے وجود کو جکڑ لیا ہو۔

"میں کبھی مر کر بھی آپ کو قبول نہیں کرونگی۔۔۔سنا آپ نے؟ "

اسکی بات پر اسفند اس بار پلٹے بنا نہ رہ سکا۔

وہ ایڑھی کے بل گھوم کر پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا وہ کیا کہہ رہی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا

مگر آخری بات تو جیسے صرف سننے میں ہی اسکا دماغ چار سو کی سپیڈ سے گھما گئی تھی۔

وہ تب سے ہی بنا شرٹ کے اس کمرے میں بند تھا مگر اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا کہ کسی نے اسے قید کیا ہے اگر اس نے ہار مانی تھی تو پوری ایمانداری سے خود کو ہار دیا تھا۔

اب کوئی بھی حرکت کوئی بھی کام اسکی ایمانداری میں خیانت ثابت ہوتا اور ایسا زارک ولف کو کبھی برداشت نہیں تھا۔

وہ اٹھ کر کمرے کی ایک ایک چیز کا معائنہ کرنے لگا جب اتنے میں کمرے کا دروازہ کھلا۔

اس نے مڑ کر اس جانب دیکھنے کے بجائے شارٹ کٹ اپناتے مرر میں سے ہی آنے والے کو دیکھ لیا تھا۔

آرسن نے آتے ہی اسے حیرت سے دیکھا۔زارک کی پیٹھ اسکی جانب تھی بلیک پینٹ میں ملبوس پیچھے سے

اسکی پیٹھ پر واضح ہوتی بٹر فلائے نہایت دلکش لگ رہی تھی۔

آرسن نے دل ہی دل میں لاحول ولا قوۃ پڑھا جیسے آنکھیں اسے ایسے دیکھ گناہگار ہو گئی ہوں۔

کہ تب ہی اسکی نظر کھلی ونڈو پر پڑی۔ جسے دیکھ آرسن کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھیں۔

اس نے زارک کی جانب دیکھا۔

"تو اندھا ہے؟" اسکے سوال پر زارک نے بے اختیار نظریں اوپر اٹھائی۔

"کھڑکی کھلی تھی اور تو بھاگا نہیں؟"

ہاں اسے حیرت سی حیرت ہوئی تھی زارک واس

سے نکالا پھول ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا واپس سے بیڈ پر آ

کر بیٹھ گیا۔

"بھاگنا ہوتا تو یہ کھڑکی کیا دیواریں بھی راستے سے ہٹا

دیتا" اسکا انداز بے حد لاپرواہ سا تھا جیسے اسے فرق ہی

نہ پڑا ہو۔

"ہاں جانتا ہو گا۔۔۔جہاں بھی جائے گا پاشا تجھے ڈھونڈ لے گا" اسے زارک کا مستقبل سوچ کر ہنسی آئی تھی۔ مگر وہ ڈھیٹ تھا مسکرایا تک نہیں۔

"ہاں۔۔۔جب میں چاہتا۔۔۔جیسے اب" وہ آبرو اچکاتے ساتھ کندھے جھٹک گیا۔

"مطلب؟" آرسن کو اسکی بات سمجھ نہیں آئی تھی

"مطلب وہ لڑکی۔۔۔جو میرے پیچھے پاشا نے لگائی تھی چھوٹے بالوں والی"

اسکے منہ سے زنو کا ذکر سنتے آرسن یکدم سے سیدھا ہو گیا ساتھ ہی چہرے کے تاثرات بے حد سپاٹ ہونے لگے۔

"بتا دیتی تو کافی آفر کر دیتا" اسکی بات پر آرسن کے جیسے تن بدن میں آگ سی بھڑک اٹھی تھی وہ یہاں آیا تو صرف اسے دیکھنے تھا مگر لگے ہاتھوں اس پر ہاتھ بھی صاف کر لئے۔

"آئندہ اسکا نام بھی اپنی سوچ میں مت لانا سمجھا "

وہ زارک پر غراتے کمرے سے باہر نکل گیا پیچھے وہ

ڈھیٹ گردن چیخ کر اپنے زخموں کو دیکھنے لگا۔

"ہوہ۔۔۔اور کتنا پٹوں گا تمہارے لئے لٹل فیری" وہ

زخمی سا مسکراتے پیچھے دھم سے لیٹ گیا۔

اسے سمجھ نہیں آئی تھی وہ دشمن تھا تو اسے اتنی اچھی

جگہ رکھ کر ایسا ٹریٹمنٹ کیوں دیا جا رہا تھا۔

انکو چاہئے تھا اسکا کام وہی تمام کرتے مگر ایسا نہیں ہوا

تھا نجانے کس کا حکم تھا جو اس پر اتنی مہربانی کی جا رہی

تھی۔

باہر آتے ہی وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا سامنے سے آتی اے ڈی سے بری طرح ٹکرایا تھا۔

دونوں ہی ٹکرانے کے باعث بیٹھنے والے انداز میں گرے تھے۔

"اوہ بھلا ہو" آرسن کسی گارڈ کو سمجھتا چلانے ہی لگا تھا جب اے ڈی کو دیکھ باقی کا جملہ اس کے منہ میں ہی رہ گیا اور اسے یہاں پا کر آنکھیں متحیر ہوتی پھیلیں تھیں۔

"اندھے ہیں آپ۔۔۔دیکھ کر نہیں چل سکتے؟" وہ کپڑے جھاڑ کر کھڑی ہونے کی کوشش کرتی جھنجھلا کر بولی تھی۔

آرسن اس سے پہلے اٹھ کر اپنا ہاتھ اسے دے گیا۔

وہ پہلے تو اسکا ہاتھ دیکھتی رہی پھر دور جھٹک کر خود ہی اپنی مدد آپ کے تحت اٹھ گئی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" انداز بے حد کٹیلا تھا۔

"پکنک پر آئی ہوں" اسکے بے تکے سوال پر وہ یکدم تڑخ کر بولی۔

"بکواس بند کرو اور جن قدموں سے آئی ہو ان ہی سے واپس لوٹ جاؤ"

اگر زارک کے منہ سے اسکا ذکر نہ سنا ہوتا تو شاید اسے اتنا غصّہ نہ آیا ہوتا مگر اس وقت زنو کا یہاں ہونا اسکی برداشت کو سخت آزما رہا تھا۔

"بکواس میں نہیں آپ کر رہے ہیں" وہ بھی جیسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"جا رہی ہو یار کھوں ایک کان کے نیچے "اسکی دھمکی پر زنو نے ضبط سے دانت بھینچ لئے اور یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

104/2

مطلب کیا وہ پوری دنیا کے سامنے فن خان بن کر گھومتی تھی کھڑے کھڑے کسی کی بھی حالت بری کر دیتی تھی۔

مگر یہاں تو جیسے اسکی بولتی بند ہو جاتی تھی ہاتھ تک بندھ جاتے تھے جبکہ ڈاکٹر مبشر جتنے سادہ طبعیت اور شوخ مزاج تھے ان سے کسے ڈر لگ سکتا تھا۔

مگر یہاں معاملہ محبت کا تھا اور ڈر محبوب میں نہ ہو تو پھر محبوب کسے کہیں۔

"بس مجھ پر رعب دکھانا آتا ہے" وہ دانت پیس کر جانے ہی لگی تھی کہ جاتے جاتے اسکی کلائی ڈاکٹر مبشر کے ہاتھ میں آگئی۔

وہ ایک جھٹکے میں اسے اپنی جانب کھینچ گئے۔

"جس پر حق ہو گا رعب بھی اسے ہی دکھایا جاتا ہے"

انکے لہجے میں کچھ تھا جسے محسوس کرتے زنو کا دل دھک سے رک سا گیا۔

وہ انکی آنکھوں میں جھانکنے لگی جہاں بیک وقت اسے اپنے لئے بہت سے احساسات امڈ کر آتے محسوس ہوئے تھے۔

وہ بے اختیار نظریں چراتی اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔

"یہاں کرنے کیا آئی ہو؟" وہ اسکا ہاتھ چھوڑتے استفساریہ پوچھنے لگے۔

"یاقوت نے بھیجا ہے۔۔۔اس بندے کی خبر لینے
جب تک پاشا ٹھیک نہیں ہوتے تب تک اسے صحیح
سلامت رکھنا ہے "

اسکی بات سنتے مبشر کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی اور
دیکھتے ہی دیکھتے غصّے سے چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"تم ہی بچی ہو اس کام کیلئے؟ میں نے دیکھ لیا وہ ٹھیک
ہے تم نکلو یہاں سے"

وہ بے زارگی سے بول کر خود جانے کیلئے پلٹے ہی تھے
جب زنو کو وہی کھڑے دیکھ یکدم سے رک گئے۔

"جاؤاب۔۔۔یا چھوڑ کر آؤں ؟" وہ یکدم سے تڑخ کر بولے۔

"یہ ناں۔۔۔ مجھ پر زیادہ" وہ انگلی دکھاتی بولنے ہی لگی تھی کہ مبشر کے قریب آتے بھیگی بلی کی طرح زبان لڑکھڑا گئی۔

"کیا زیادہ ہاں۔۔۔بتانا؟" وہ بھی اسکے عین مقابل آئے تھے۔جب انکے یوں قریب آنے پر زنوہ ہڑبڑا کر پیچھے ہٹ گئی۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں بد تمیز" وہ آخری میں انکو لقب سے نوازتی دوسری جانب بڑھ گئی۔

مگر اسے جاتے دیکھ مبشر کچھ سوچ میں پڑ گئے بئیرڈ کھجاتے انہوں نے تب تک اسے دیکھا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی پھر ہاتھ کے اشارے سے ایک گارڈ کو بلایا۔

"یہ محترمہ مجھے یہاں آس پاس بھی دکھائی دی تو تمہاری چھٹی کر دونگا میں"

انکی دھمکی پر گارڈ جلدی سے سر اثبات میں ہلاتا واپس

اپنی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا۔

وہ شل ساکت سا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جیسے اسکی بات

پر ساتوں آسمان اپنے سے پر گرتے محسوس ہوئے

ہوں وہ بھی بھول گیا تھا

کہ وہ کس حال میں اسکے سامنے کھڑی ہے اور شاید حیا

کو بھی یاد نہیں رہا تھا۔

مگر یہ نظروں کا تبادلہ بہت کچھ کہہ گیا تھا۔ وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب قدم بڑھا گیا جب اسے اپنے قریب آتے دیکھ حیا کچھ گھبرا کر قدم پیچھے ہٹا گئی۔

"کیا کہا تم نے؟" لہجہ کسی بھی احساس سے عاری بے یقین تھا۔

"ی۔۔۔یہی کہ مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی"

اسکے منہ سے شادی کے ذکر پر اسفند کا دماغ یکدم سے گھوم گیا تھا۔

"تم پاگل ہوگئی ہو۔۔۔ کس نے کہا میں تم سی شادی کرونگا۔۔۔ عمر دیکھی ہے تم نے اپنی؟"

اسکے منہ سے یہ بات سنتے اس بار حیران ہونے کی باری حیا کی تھی۔

مطلب وہ انجان تھا ابھی ان سب سے تب ہی آگے کا سوچ کر حیا کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں وہ بے اختیار اپنی بھوری آنکھوں میں نمی بھر لائی۔

"د۔۔۔دیکھیں ناں۔۔۔آغا جان زبردستی میری آپ سے شادی کروا رہے ہیں میں نے بہت بار منع کیا تھا مگر کسی نے بھی میری ایک نہیں سنی "

وہ مزید لہجے میں نمی بھرتی بیچارگی کی انتہا کر گئی جبکہ اسفنداب تک شل ساکت کھڑا تھا ذہن جیسے مفلوج ہو کر رہ گیا ہو۔

"تم فکر مت کرو۔۔۔میں کرتا ہوں بات یہ نہیں ہو سکتا" وہ کہتے ساتھ رکا نہیں کمرے سے باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی حیا نے باقائدہ جھک کر دیکھا آیا کہ ہے یا چلا گیا

مگر وہ واقعی جا چکا تھا تب ہی وہ کمرہ لاک کرتی ٹاول بیڈ پر پھینک کر ڈانس کرنے لگی اسکی خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی۔

یہاں اس کے دو آنسوں وہ کر گئے تھے جو آغا جان کے سامنے چیخنے چلانے نے بھی نہیں کیا تھا۔

"یس۔۔۔یہ کریں گے اب آغا جان سے بات اور پھر یہ شادی کینسل واؤ"

یہ بات اسے دوست کو بھی تو بتانی تھی بس پھر جو کال ملی اگلے ایک گھنٹے تک وہ اس خوشی کو مناتی رہی تھی۔

وہاں دوسری جانب شاہ حویلی میں جیسے اک طوفان سا آ گیا تھا اسفند کی مار دھاڑ پر پوری حویلی ایک ہی جگہ آن جمع ہوئی تھی وہ شاہ بیگم کے منہ سے یہ بات سنتے مزید شاکڈ رہ گیا تھا۔

"آپ سب کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔ عمر دیکھیں ہم دونوں کی۔۔۔ چھوٹی بچی ہے وہ" وہ چاہ کر بھی اپنی آواز کو دھیما نہیں رکھ پایا تھا۔

"یہ آغا جان کا فیصلہ ہے "انہوں نے از حد اسفند کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کی مگر اسکا غصّہ دیکھ انہیں بھی ڈر لگ رہا تھا۔

یہاں تو سب کو اس رشتے سے صرف حیا کا مسلہ لگا تھا لیکن اسفند کا ری ایکشن اس سے زیادہ خطرناک ثابت ہو رہا تھا۔

"پلیز اسفی خاموش ہو جاؤ۔۔۔آغا جان آتے ہی ہو نگے "

انہیں بار بار یہی ڈر ستا رہا تھا کیونکہ یہ وقت انکے
زمینوں سے حویلی واپس لوٹنے کا تھا۔
"میں کیوں ہو جاؤں خاموش۔۔۔میں خود کرونگا
بات "
وہ جیسے کسی جلتے انگاروں پر لوٹ رہا تھا جب تک آغا
جان اور باقی سب نہیں آ گئے تب تک اس نے واقعی
خاموشی اختیار کر لی تھی۔

اوراس وقت آغا جان کے کمرے میں لگی عدالت دیکھ باہر سب نے اپنا سانس تک روک لیا تھا نجانے اندر کیا فیصلے ہو رہے تھے۔

سب سے زیادہ حیا کو بے چینی محسوس ہو رہی تھی وہ بار بار کبھی کمرے کے قریب جاتی اور ڈر کر پھر واپس لوٹ آتی اسے ایسے دیکھ گلشنہ نے آنکھیں دکھائی۔

"تم سکون سے بیٹھو گی یا نہیں؟" وہ اسے ایسے دیکھ تھوڑی مایوس ہوئی۔

"اندر میری زندگی کا فیصلہ ہو گا میں سکون سے کیسے بیٹھ جاؤں تم بتاؤ نہ اسفند بھائی انکار کر دیں گے ناں؟ "

وہ جلدی سے گلشنہ کے پاس آکر بیٹھتی سرگوشی نما انداز میں پوچھنے لگی۔

"دور ہٹو۔۔۔اور نہیں۔۔۔آغا جان کے سامنے آج تک کسی کی نہیں چلی۔۔۔ "

وہ اسکی بے وقوفانہ حرکتوں پر سخت ناراض تھی۔اور یہ بھی جانتی تھی اسفند کو سب گھر والوں کے سامنے بھڑکا کر لانے والی بھی خود حیا تھی۔

تاکہ وہ کسی کی نظر میں بری نہ بنے۔

"آج چلے گی۔۔۔آگے بھی اسفند بھائی ہیں" وہ کندھے جھٹک کر مزے سی صوفے پر پھیل گئی۔

گلشنہ کے پاس اسکی ان حرکتوں کا کوئی جواب نہیں تھا تب ہی اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

''کیا ہو رہا ہے چھپکلی۔۔۔ایسے کیوں بیٹھی ہو؟''گلریز نے پیچھے سے آتے اسکی دو پونیوں کو ایک ساتھ کھینچ دیا۔

''کیا ہے۔۔۔دور رہو میرے بالوں سے''وہ جھنجھلا کر اسکے ہاتھ دور جھٹک گئی۔

''بڑی بھڑک رہی ہو۔۔۔بھول گئی بھابھی بھی میری ہی بنو گی''

وہ بھنویں مٹکاتے اسے مزید چھیڑنے لگا جب اسکے منہ سے اپنے لئے بھابھی کا لفظ سنتے حیا نے دانت پیس لئے۔

"شکل اچھی نہ ہو تو انسان کو بات اچھی کر لینی چاہئے ہنہ" وہ کلس کر بولتی اٹھ کر اسکی نظروں سے غائب ہو گئی۔

"دل کے ارماں آنسوؤں میں بہہ جائیں گے" وہ گنگناتا ہوا خاصی تیز آواز میں اسکا خون جلانے سے تب بھی باز نہیں آیا۔

اندر جیسے موت کا سا سکوت چھایا ہوا تھا ہر کوئی جیسے سانس بھی نہ لے رہا ہو۔

آغا جان اپنی پاور چیئر پر براجمان ہوئے سامنے کھڑے اسفندیار کو دیکھ رہے تھے۔

اس کمرے میں انکے علاوہ انکے دونوں بیٹے اور بہوئیں بھی موجود تھیں اور کسی میں ہمت نہیں تھی آغا جان کے سامنے کچھ کہہ سکیں۔

"شادی سے انکار کی وجہ ؟" انکی آواز میں رعب تھا ایک دبدبہ جو انہیں سامنے والے پر برتری دیتا تھا۔

"وہ بہت چھوٹی ہے مجھ سے "

"شادی کے لائق ہے اور کوئی مسلہ ؟" وہ درشتگی سے اسکی بات کاٹتے اپنی بات کہہ گئے۔

جس پر اسفند ایک پل کیلئے خاموش سا ہو گیا۔ اپنی بات کا کچھ اور مطلب نکلتے دیکھ وہ سرخ پڑا تھا۔

"شادی کے لائق ہوئی ہے تو آغا جان اسکی عمر کے کسی لڑکے سے کریں جسے وہ پسند کرتی ہو"

اسکی بات پر شاہانہ بیگم نے یکدم تیزی سے اسکی جانب دیکھا کیونکہ ایسے وقت میں اسکی یہ بات جلتے میں گھی کا کام کر سکتی تھی۔

"وہ کسی کو پسند نہیں کرتی میں نے اپنی بیٹی کی تربیت ایسی نہیں کی" انہوں نے فوراً اسے اسفند کی تصحیح کی۔

"کسی کو پسند کرنے کا تربیت سے تعلق کب سے ہونے لگا انسان کو کوئی بھی پسند آ سکتا ہے"

اسے بھی واضح برا لگا کہ اسکے گھر میں ایسی سوچ کے لوگ موجود تھے۔

"تم اپنی بات کرو" آغا جان نے گرج دار آواز میں

اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔

"میں بھی نہیں کرنا چاہتا اس سے شادی "

"اسفی۔۔۔خاموش" زوہیب شاہ کی برداشت

عنقریب جواب دینے کو تھی۔

آج تک کبھی وہ اپنے باپ کے سامنے نظر تک نہیں

اٹھا سکے تھے یہاں انکی اولاد نے انکا سر پل میں جھکا دیا

تھا۔

"بولنے دو اسے کیوں نہیں کرنی وجہ" وہ ایک ہی بات سے گویا عاجز آنے لگے تھے۔

"کیونکہ۔۔۔" وہ لمحہ بھر کو رکا "میں بھی کسی کو پسند کرتا ہوں۔۔۔اور شادی کرونگا تو صرف اسی سے"

اسکے منہ سے یہ بات سنتے گویا چترال کے سارے پہاڑ شاہ حویلی پر آن گرے ہوں۔سب نے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا۔

اور اگلا عمل تو جیسے سب کا سانس تک روک گیا شاہ بیگم نے بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

سب کے سامنے جوان اولاد کو پڑنے والا تھپڑ سیدھا انکے دل پر لگا تھا۔

"یہ کرنے کیلئے تمہیں لندن پڑھنے بھیجا تھا نالائق انسان" وہ بولے نہیں دھاڑے تھے انکی دھاڑ پر سب لوگ ساکن ہو گئے۔

"کہ اپنے باپ کو سب کے سامنے یوں ذلیل ورسوا کر دو تم" انکے منہ سے کف نکلنے لگا تھا۔

"پلیز آپ کی طبعیت بگڑ جائے گی" شاہ بیگم بے اختیار انکو کندھوں سے تھام گئیں جنہیں وہ فلفور جھٹک گئے۔

"اپنی اولاد کی فکر کرو تم۔۔۔اور کہہ دو اس سے۔۔۔کل ہی اسکا نکاح حیا سے ہو گا"

انکی بات پر اسفند نے ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنے باپ کی جانب دیکھا۔

وہ باپ تھے ؟ جنہیں اولاد کی خوشی سے زیادہ اپنے اصول عزیز تھے ؟ وہ سانس نہیں لے سکا تھا مگر ہار ماننے والوں میں سے وہ بھی نہیں تھا۔

"میں نہیں کرونگا یہ نکاح "

"تمہارا تو باپ بھی کرے گا۔۔۔" وہ درشتگی سے دھاڑے تھے۔

"تو باپ ہی کر لے" وہ زیر لب بڑبڑایا تھا اسکی یہ بڑبڑاہٹ جلتے پر گھی کا کام کر گئی تھی۔

"اسے کہہ دو۔۔کل نکاح کر لے ورنہ میرا مرا ہوا منہ دیکھے گا "

وہ بول کر رکے نہیں تھے انکو کمرے سے نکلتے دیکھ اسفند نے بے یقینی نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا۔

کیا یہ کوئی آزمائش تھی؟ تھی تو سخت جان لیوا تھی وہ تو خوش خوش سا آیا تھا تا کہ اپنے اور ایلس روز کے بارے میں سب کو بتا سکے۔

مگر یہاں تو جیسے کایا ہی پلٹ گئی تھی۔اور پھر وہی ہوا تھا جو قسمت نے انکے لئے پہلے سے طے کر رکھا تھا۔

وہ دونوں ہی آمنے سامنے بیٹھے تھے درمیان میں ایک پردہ حائل تھا جسے نکاح کے بعد ہٹایا جانا تھا مولوی صاحب بھی آچکے تھے۔

مہمانوں میں خاندان کے قریبی لوگ اور دوست احباب شامل تھے انہی کو ملا کر ہزار سے زائد لوگوں نے نکاح میں شرکت کی تھی۔

یہ نکاح سادہ ہوتے بھی کسی دھوم دھام سے ہونے والے نکاح جیسا بن چکا تھا۔

ہر چیز پر پیسا پانی کی طرح بہایا گیا تھا۔

کھانا ایک سے بڑھ کر ایک تھا وہ ڈشز جو کبھی لوگوں
نے دیکھی تک نہیں تھیں۔

مولوی صاحب نے نکاح کیلئے کلمات پڑھنے شروع کر
دیے تھے جس کے بعد وہ دونوں جو اس رشتے کیلئے
کبھی راضی نہ ہوتے ایک نکاح جیسے مقدس رشتے میں
بندھ چکے تھے۔

"اسفی اٹھو" اسے شل ساکت بیٹھے دیکھ شاہ بیگم نے
آنکھوں کے اشارے سے اسے اٹھنے کا حکم دیا۔

جس پر وہ خود پر سخت جبر کر کر رہ لیا آنکھوں سے

سرخی عنقریب چھلکنے کو تھی اندر ایک شدید لاوا تھا جو

باہر آنے کو شدّت سے بے تاب تھا۔

وہ ضبط کرتے اٹھ کر ڈھیرے سے آگے بڑھا اور

دونوں ہاتھوں سے درمیان میں حائل ہوئے اس جالی

نما پردے کو پیچھے ہٹایا۔

سامنے ہی جیسے کوئی حور نکل کر آئی تھی سرخ جوڑے

میں ملبوس سونے کے زیورات سے لدی سرخ جالی نما

گھونگھٹ لئے پہلی نظر جو اس پر پڑی تو جیسے پلٹنا ہی بھول گئی۔

وہ چوڑیوں سے بھرے ہاتھوں کو گود میں رکھے مسلسل سوں سوں کر رہی تھی۔

اسفند نے دھیرے سے آگے بڑھ کر اسکے ملائم خوب صورت ہاتھوں کو تھاما اور دھیرے سے اپنے مقابل کھڑا کر لیا۔

وہ بلکل اسکے دل کے مقام تک آرہی تھی اسے روتے

دیکھ اسفند کا غصّہ کچھ کم ہونے لگا تھا قصور قسمت کا تھا

ان دونوں کا نہیں۔

جس نے ان دونوں کو ایک مقدس رشتے میں باندھ

دیا تھا۔

اسکے آنسوں دیکھ اسفند نے گہرا سانس اپنے اندر

اتارتے دھیرے سے اسکا گھونگھٹ اوپر اٹھایا اور بے

اختیار اپنے لب اسکے ماتھے پر رکھ دیے۔

یہ لمحہ بے حد خوبصورت تھا دیکھنے والی آنکھیں اش اش کر اٹھی تھیں دونوں کی جوڑی باکمال لگ رہی تھی۔

شادی ہوئے ایک مہینہ گزر چکا تھا مگر دونوں کے درمیان اب تک ازدواجی زندگی کا نام ونشان تک نہیں تھا ایک ہی کمرے میں وہ دونوں ایسے رہ رہے تھے جیسے کوئی اجنبی ہوں۔

"کیا کہہ رہے ہو تم" اسفند کی بات پر کھانا کھاتے تقریباً سب کو جھٹکا لگا تھا۔

"وہی جو مجھے ٹھیک لگا۔۔۔میں واپس لندن جا رہا ہوں کل شام کی فلائیٹ ہے میری" وہ بے رخی سے کھانا کھاتے دو ٹوک انداز میں بولا۔

"لیکن اب تم شادی شدہ ہو حیا کو اکیلے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہو؟ "

شاہانہ بیگم نے حیا کی جانب دیکھا جو اسکے پہلو میں بیٹھی آرام سے ناشتہ کر رہی تھی جیسے اسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔

""""تو میں نے نہیں کہا تھا شادی کریں میری۔۔۔اب کرلی تو اس سے آگے میں کسی کا حکم ماننے کا پابند نہیں"

وہ از حد سپاٹ لہجے میں اپنا حکم سناتے اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

اور تھوڑی ہی دیر میں اسے اپنے ساتھ حیا کا بھی بیگ رکھا دکھائی دیا اس نے حیرت سے پلٹ کر اسے دیکھا جو اپنے کپڑے تقریباً پھینکنے والے انداز میں بیگ میں رکھ رہی تھی۔

"تم کہاں جارہی ہو؟ "

"وہی۔۔۔جہاں آپ جارہے ہیں" وہ بنا دیکھے تڑخ کر بولی۔

"واٹ۔۔۔تم سے کس نے کہا میں تمہیں لے کر جاؤنگا ساتھ؟" اسکا انداز بھی جلا کٹا سا تھا۔

"آغاجان نے" اسکے منہ سے یہ بات سنتے اسفند کے سر پر بجی تھی۔

"اوہ میرے خدایا۔۔۔سب کا دماغ خراب ہو چکا ہے؟" نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی آواز بلند ہوئی تھی۔

"میں کیا کروں۔۔۔جا کر خود بات کر لیں مجھے بھی

شوق نہیں ہے آپ کے ساتھ لٹک کر جانے کا "

وہ نہایت بدتمیزی سے بولتی اپنے باقی کے کپڑے

رکھنے لگی جن میں کچھ نائٹیز بھی تھیں

وہ اسفند کے سامنے بنا جھجھکے اتنے آرام سے وہ سب

بیگ میں رکھ رہی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ سب کیا ہے؟"اسفند کا دماغ گھوم گیا تھا۔

"بڑی امی نے دلایا ہے یہ سب کہا ہے ساتھ لے جاؤ وہاں کام آئے گا" اسکی بات پر اسفند نے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا۔

وہ صرف عمر میں ہی کم نہیں تھی عقل بھی اس میں نام کی تھی۔

"جانتی بھی ہو یہ سب لینے سے کیا ہوتا ہے؟" اسفند کے سوال پر حیا نے اسکی جانب دیکھا۔

"انہوں نے دلایا میں نے لے لیا بات ختم" وہ واقعی
بات ختم کرتی اپنے میک اپ کا سامان اٹھا کر بیگ میں
ڈالنے لگی

وہاں اسفند سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا کیسی بیوی ملی تھی اسے
جسے محبت لفظ کے معنی تک معلوم نہیں تھے۔
اسکی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی حیا اسکے ساتھ
لندن آہی گئی تھی جہاں اسفند کے ساتھ اسکی نئی
زندگی کا آغاز ہوا تھا۔

جس کے شروع میں سب نارمل تھا مگر صرف

شروع میں۔

یہاں آنے کے کچھ وقت بعد اسفند نے اسے آگے

ایڈمیشن بھی دلادیا تھا ہر طرح کی آزادی حیا کو دی

تھی۔

وہ جب چاہتی دوستوں کے ساتھ باہر گھومنے جاتی۔

یہاں تک کے گاڑی بھی اسفند کی ہی استعمال کرتی

تھی

اسے بھی جیسے حیا کے آزادی سے گھومنے سے کوئی غرض نہیں تھی حلانکہ انکے خاندان کی عورتیں باہر بنا دوپٹے کے بھی نہیں جا سکتی تھیں۔

اور یہاں حیا پینٹ شرٹ پہننے لگی تھی جس پر اسفند نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

لیکن تب تک جب تک اس نے اپنی حد پار نہیں کر لی اسکی دی ہوئی اتنی آزادی کا وہ دھیرے دھیرے غلط استعمال کرنے لگی تھی۔

وہ دن بھر کا تھکا ہارا آفس سے گھر لوٹا تھا آج کام زیادہ ہونے کے باعث اسے گھر لوٹنے میں وقت لگ گیا تھا مگر وہ جیسے ہی گھر پہنچا وہ پہلے سے لاک تھا۔

اسے لاک دیکھ اسفند کی آنکھیں متحیر زدہ سی پھیلیں مطلب حیاب تک گھر نہیں لوٹی تھی۔

اس نے وہی سے فون نکال کر اسکا نمبر ڈائل کیا اور کال ملاتے فون کان سے لگا لیا۔

رنگنگ ہورہی تھی جیسے ہی دوسری جانب سے کال اٹھائی گئی حیا کی آواز سے پہلے اسفند کو تیز میوزک کی آواز سنائی دی۔

جس کے ساتھ ہی کچھ آوارہ لڑکوں کے جملے کو شاید وہ وہاں ناچتی ہوئی لڑکیوں پر کس رہے تھے۔

"ہیلو؟" حیا ہیلو کرتی ان سب سے ایک طرف آگئی۔

مگر اسفند کا دماغ تو جیسے ان لڑکوں کی آوازوں میں ہی سٹک رہ گیا تھا۔

"ہیلو؟" اسفند کو کچھ نہ بولتے دیکھ اس نے پھر سے پکارا

"کہاں ہو تم؟" ضبط کے مارے اسکی آواز بھاری ہو رہی تھی۔ حیا نے کلب کا نام دیکھا اور فوراً اسے بتا دیا۔

اسفند اس سے پہلے کا یہاں رہ رہا تھا تب ہی اسے یہاں کے ایک ایک پتے کا علم تھا۔ یہ نام سنتے ہی جیسے اسفند کی شریانوں میں دوڑتا خون یکدم سے ابل اٹھا تھا۔

"ابھی کے۔۔۔ ابھی گھر لوٹو"

"لیکن میں ابھی آئی ہوں" وہ اپنی دوستوں کو مزے کرتے دیکھ ضدی انداز میں بولی۔

دوسری جانب سے اسفند کال کاٹ چکا تھا جس پر حیا غور نہ کرتی واپس سے ان سب کے ساتھ جا ملتی خوب انجوائے کرنے لگی تھی مگر تب تک جب تک وہ نہ آ گیا۔

اتنے اوباش مردوں کے بیچ وہ ایک اپنے پہناوے اور دبنگ پرسنالٹی کی وجہ سے سب سے الگ معلوم ہو رہا

تھا وہ جہاں جہاں سے گزر رہا تھا وہاں سے
لڑکیوں کی آوازیں بلند ہوتی گئیں۔
مگر اسے ایسی رنگینیوں سے نفرت تھی تب ہی وہ
سب کے بیچ حیا کو تلاش کرتا اسکا ہاتھ پکڑ کر سب کے
بیچ سے کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے گیا۔
"ک۔۔۔کیا کر رہے ہو چھوڑو میرا ہاتھ" وہ سب
کے سامنے اپنے ساتھ اس سلوک پر بپھر سی گئی تھی۔
"اسفند چھوڑو میرا ہاتھ" وہ بالآخر چیخ اٹھی تھی۔

جب اسکی بلند آواز پر اسفند نے مڑ کر شعلہ بار نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا اسکی آنکھوں سے ٹپکتی وحشت دیکھ حیا کی رنگت زرد پڑنے لگی۔

وہ اسے گاڑی میں بٹھا کر اپنے ساتھ لے گیا۔

مگر گھر آتے آتے وہ سارا خوف پھر سے بھلا چکی تھی۔

"یہ کیا طریقہ تھا سب کے سامنے میری انسلٹ کروانے کا" وہ گھر آتے ہی یکدم سے پھٹ پڑی تھی۔

جب اسفند نے ایک نظر اسکے پہناوے کو دیکھا۔

اتنی اونچی ڈریسنگ کہ اسکی دودھیا ٹانگیں بھی صاف نمایاں ہو رہی تھی۔

یہ دیکھ اسفند نے ضبط سے اپنی پیشانی مسلی۔

"کچھ بولو گے "

"بکواس بند کرو اپنی" وہ اسکی بات کاٹتے پوری قوت سے دھاڑا تھا جب اسکی دھاڑ پر حیا اپنا سانس تک روک گئی۔

"یہ۔۔۔یہ بے حیائی کرنے کی آزادی دی تھی تمہیں میں نے؟" آواز اب بھی اتنی ہی بلند تھی۔

مگر اسکے منہ سے آزادی کا لفظ سنتے حیا کے تن میں

جیسے پتنگے سے بھر گئے۔

"تم۔۔۔ تم مجھے آزادی دو گے۔۔۔ تم ہوتے کون ہو

مجھے آزادی دینے والے؟" وہ بد تمیزی سے گویا ہوتی

اسفند کے مقابل آئی تھی۔

اس نے اس لڑکی کو دیکھا جو اس سے پوچھ رہی تھی کہ

وہ کون تھا؟ ہاں اسکا پوچھنا بنتا تھا کیونکہ آج تک

اسفندیار شاہ نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ کون تھا

اسکا۔

"یہ میری زندگی ہے میری مرضی ہے۔۔میں جیسے جیوں۔۔۔ہو دا۔۔۔ہیل آر یو؟" وہ اسکے سینے پر انگلی بجاتی پوری قوت سے چلائی تھی۔

اور یہاں اسفند کا ضبط پوری شدّت سے ٹوٹا تھا۔

وہ اسکا نازک ہاتھ تھامتے سختی سے اپنے قریب کر گیا۔

"میں کون ہوں۔۔۔؟ تمہیں جاننا ہے کہ میں کون ہوں؟" اسکی آنکھوں میں سرخی اترتے دیکھ حیا دھک سے رک گئی۔

نہیں یہ وہ آنکھیں نہیں تھیں جن میں شفقت ہوتی

تھی نرمی ہوتی تھی اسکا سوال ان آنکھوں میں

چنگاریاں سی بھر گیا تھا۔

"جاننا ہے ناں کہ میں کون ہوں؟" حیا کی خاموشی پر

وہ پوری شدّت سے دھاڑا تھا اور اس کا ہاتھ تھامے

سیدھا کمرے میں لے جاتے بیڈ پر دھکیل گیا۔

حیا نے پلٹ کر پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا۔

مگر اب وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا ٹھیک ویسے جیسے

الفاظ حیا کا ویان شاہ کی زبان سے نکل گئے تھے۔

مگر انکو ثابت کرنے والا اسفندیار شاہ تھا۔اور وہاں سے قدرت نے لکھی تھی کسی اور کی قسمت۔

وہ گھر نہیں جانا چاہتی تھی مگر زامل اور زالے یہاں رہ کر تنگ آ چکے تھے زامل کی ضد اور رونے کے باعث زریاب خان اسے بھی یہی ہوسپٹل میں لے آئے تھے۔

جہاں انکے بابا موجود تھے مگر ویسے نہیں جیسے اس نے ہر بار اسے پایا تھا۔

دو دن بعد زیحال کو روم میں شفٹ کیا گیا تھا مگر اسے
اب تک ہوش نہیں آیا تھا۔
"کب تک زی کو ہوش آئے گا؟" داجی کے سوال پر
ڈاکٹر برہان نے بے اختیار انکی جانب دیکھا۔
"بابا سائیں۔۔۔ہم پوری کوشش کر رہے ہیں مگر"
انکے خاموش ہونے پر زریاب کا دل بری طرح سے
گھبرایا تھا۔

"مگر؟" وہ کچھ بھی برا سننے کی سکت میں نہیں تھے بیڈ پر موجود شخص انکا زی تھا جسے ایک خروچ بھی آجائے تو تکلیف زریاب خان کو محسوس ہوتی تھی۔

"مگر مجھے ڈر ہے زیحال کہیں۔۔۔کومہ" انکی بات سنتے دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے یاقوت کا دل مٹھی میں آیا تھا۔

وہ بے اختیار سیدھا ہوتے کرب بھری نگاہوں سے انکو دیکھنے لگا۔پہلے پامیر اور اب زیحال نہیں کوئی بھی اتنا بڑا صدمہ برداشت کرنے کی سکت میں نہیں تھا۔

یاقوت کیلئے یہاں مزید رکنا محال ہونے لگا تھا وہ وہی سے پلٹ کر زیحال کے روم میں آگیا۔

جہاں وہ مشینوں میں جکڑے ہوئے آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔اسے دیکھتے ہی بے اختیار آنکھیں برس پڑی۔

وہ زیحال کے بعد سب سے مضبوط تھا؟ نہیں وہ صرف اپنے باپ کے ساتھ ہی مضبوط تھا اسکے بغیر یاقوت مرزا کچھ نہیں تھا۔

زیحال کو اس حال میں دیکھ یاقوت کا دل پھٹنے کے قریب تھا وہ ضبط ٹوٹتے بے اختیار اسکے ہاتھ پر پیشانی رکھتے سسک سسک کر رو پڑا۔

104/3

اسکا دل عنقریب پھٹنے کو تھا یہ سوچ کر کہ وہ سب اپنے باپ سے دور ہونگے۔

چاہے کچھ وقت کیلئے لیکن اس ایک شخص کے بغیر تو ایک پل بھی رہنا نہ ممکن تھا تو وہ کیسے برداشت کر لیتا۔

وہ باقاعدہ ہچکیوں میں رونے لگا تھا مگر ہر بار کی طرح زیحال اسے چپ نہیں کروا پایا۔

اس نے یاقوت کو اپنے گلے نہیں لگایا تھا نہ اسے اپنی شفقت بھری آغوش میں لیا تھا۔

جس کی اس وقت یاقوت کو اشد ضرورت تھی زیحال کے بغیر وہ برلاس اور پامیر کو سمبھال رہا تھا جو زیحال کو اس حال میں دیکھ کر ہمت ہار رہے تھے۔

وہ انکے سامنے جتنی ہمت دکھادے یا مضبوط بن جائے لیکن زیحال کے سامنے وہ ہمیشہ ٹوٹ جاتا تھا۔

وہ یاقوت مرزا نہیں رہتا تھا بلکہ وہ، وہ معصوم بچہ بن جاتا تھا جسے کبھی زیحال نے قبرستان سے اٹھایا تھا۔

اسے دیکھتے ہی دیکھتے یاقوت کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم گیا

خیال۔۔۔

وہ قبر سے لپٹے زاروقطار رو رہا تھا بھوک بھی شدید لگی تھی مگر جس قبر سے لپٹا ہوا تھا اس پر کوئی کتبہ بھی نہیں تھا۔

مگر اس بچے کو علم تھا کہ یہ قبر اسکی ماں کی ہے۔ تب ہی وہ اس سے لپٹ کر تڑپ کر رونے لگا۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔ جیسے پہلے دیتی تھی کھانا اب بھی دیں ناں۔۔۔ اٹھیں ناں امی"

وہ قبر کو ایسے جھنجھوڑ رہا تھا جیسے وہ ابھی اٹھ کر اسے کھانا دے دیں گی۔

اسکا چہرہ پورا آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا اس بچے کی کوئی

بھی حالت دیکھتا تو یقیناً رو پڑتا۔

جس کے اتنی سی عمر میں ماں باپ اور بہن اسے تنہا

چھوڑ کر جا چکے ہوں۔

اگلے پل اسکا دھیان کسی اور جانب مبذول ہو گیا

وہ کب سے اس گاڑی کو دیکھ رہا تھا جو دکھنے میں ہی

مہنگی اور بڑی معلوم ہو رہی تھی۔

مگر اس میں موجود لڑکے نے اسکی آنکھوں کے

سامنے کسی کو مار دیا تھا۔

تب ہی اسے اس گاڑی سے اتر کر آتا ہوا لڑکا دکھائی دیا

جو یقیناً اسی کے پاس آرہا تھا۔

"اوئے۔۔۔تو یہاں کیا کر رہا ہے؟" اسکا انداز بلکل

دوٹوک تھا لمبا قد بھورا رنگ داڑھی سے پاک صاف

چہرہ یقیناً وہ کوئی پٹھان لڑکا تھا اسکی خوبصورتی سے

معلوم ہورہا تھا۔

تب ہی اتنی عمر میں اچھی خوراک کے باعث اسکی

جسامت بلکل فٹ تھی۔

"م۔۔۔میرا گھر ہے یہ" اسکی بات پر اس لڑکے کو اچھو لگا اس نے حیرت سے گھر کو دیکھا یہ بھی کسی کا گھر ہو سکتا تھا بھلا۔

وہ اسکے دماغی توازن کے بگڑنے پر جانے ہی لگا تھا کہ اسکی بھوک کا علم ہوا اس نے گاڑی سے کچھ چیزیں نکال کر اسے تھما دی۔

اور جیسے ہی گاڑی میں بیٹھا وہ بچہ اسے ایسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اب کیا ہے؟" انداز تڑخنے والا تھا۔

"مجھے کسی نے کھانا نہیں دیا بس آپ نے دیا" اسکی آواز بھرائی ہوئی سی تھی جیسے اب رو دے گا۔

یاقوت کی آنکھوں کے سامنے آج بھی وہ منظر ذرا نہیں دھندلایا تھا وہ منہ پر لگے آکسیجن ماسک کو دیکھنے لگا۔

وہ لڑکا مسکرا کر جانے ہی لگا تھا جب دور تک اس بچے کی نظروں کو پیچھا کرتے دیکھ گاڑی واپس موڑ لایا۔

"اب کیا مجھے بھی کھائے گا" اسکی بات پر سیاہ کانچ سی آنکھوں نے تیزی سے نفی کی

اس پٹھان لڑکے کو اسکی یہ معصومیت بے حد بھائی تھی۔

اور ایسے ملا تھا یاقوت مرزا کو ایک باپ صفت بھائی جس نے اسکی زندگی کے سارے رشتے مکمل کر لئے تھے۔

یہ کھانا دینے سے لے کر اس لڑکے سے اسے ہر رشتہ مل گیا تھا اور تب سے لے کر آج تک وہ خود کو مکمل اسکے سہارے کر گیا تھا۔

وہ زیحال کے قریب کہنی رکھے بار بار اس منظر کو یاد کر رہا تھا

یاقوت نے سیدھے ہو کر بیٹھتے اپنے آنسوں بے دردی سے صاف کئے۔

"مجھے آج بھی وہ روٹی آپ سے چاہئے۔۔۔آپ کو ویسے تنگ کرنا ہے جیسے پہلے کرتا تھا" وہ لاڈ سے اس سے باتیں کر رہا تھا۔

مگر اسکی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر یاقوت کی آنکھیں تیزی سے برس پڑی۔

"جواب تو دیں" وہ کس تڑپ سے بھرائے لہجے میں

اس سے جواب مانگ رہا تھا۔

"آپ پر بہت زمے داریاں ہیں۔۔۔آپ کو جلدی

ٹھیک ہونا ہے "

وہ ایسے بول رہا تھا جیسے وہ ابھی اٹھ کر اسے جواب

دے گا مگر اسکی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر یا قوت کا

دل پھٹنے کے قریب ہوا تھا۔

"یار اٹھ جائیں ناں" اسکی آواز آخر میں یکدم بھرا سی

گئی۔

وہ کس کرب اور اذیت میں گھر چکا تھا اسکا اندازہ خود یاقوت کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا۔

کیونکہ ایک وقت آیا تھا جب وہ ایسے ہی اپنی ماں کو اٹھا رہا تھا۔

اتنے میں پامیر بھی تن فن کرتا کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ برہان کیا کہہ رہے ہیں؟" وہ جذباتیت کی انتہا پر تھا ایسے جیسے ابھی رو دے گا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔

"جو تم نے سنا" یاقوت نے بنا پلٹے جواب دیا تھا اور یہاں نکلی تھی جان پامیر کی۔

"ایسے کیسے ک۔۔۔ کہہ دیا۔۔۔انکی ہمت کیسے ہوئی" اسکی کانپتی ہوئی آواز پر یاقوت نے بے اختیار مڑ کر اسے دیکھا۔

اور اٹھ کر دھیرے سے اسے اپنے ساتھ لگالیا جب اسکے ساتھ لگتے ان تین دنوں کا ضبط ایک ساتھ ٹوٹ چکا تھا۔

وہ یاقوت سے لپٹ کر سسک سسک کر رو پڑا انکی رونے کی آواز بھی آج انکے باپ نے نہیں سنی تھی یہ

زندگی میں پہلی بار ہوا تھا کہ وہ ان سے یوں بیگانہ ہوا تھا۔

"بس۔۔۔چپ ہو جاؤ۔۔۔انہوں نے صرف اندازہ لگایا تھا ہم دعا کریں گے اللّٰہ پاک سے "وہ اسکے آنسوں صاف کرتے نرمی سے گویا ہوا۔

"پ۔۔۔پکا؟ "
"ھمم "یاقوت نے اسکا سر چومتے پھر سے اپنے ساتھ لگایا۔

انہیں دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شادی شدہ

ہیں ان میں ہر بڑا خود سے چھوٹے کو ہمیشہ محبت سے

رکھتا تھا۔

"میں ۔۔۔میں اسکی جان لے لونگا" پامیر کو رہ رہ کر

وہ منظر یاد آرہا تھا۔

"لیں گے ۔۔۔ایک بار بھائی ٹھیک ہو جائیں "

"ابھی کیوں نہیں ۔۔۔اسے فورا ختم کرنا چاہئے تھا

تاکہ عبرت بنے سب کیلئے" اسکا غصّہ وقت کے ساتھ

صرف بڑھ رہا تھا۔

"میں بھی نہیں جانتا۔۔۔ لیکن اسے مارنا ہوتا تو بھائی

یہ کام پہلے ہی کر چکے ہوتے "

ہاں وہ یاقوت تھا پاشا کی رگ رگ سے واقف۔

لیکن پامیر کی نظر جیسے ہی زیحال پر پڑی اسکا غصّہ جیسے

پھر سے سوا نیزے کو چھونے لگا تھا۔ وہ لمبے ڈھینگ

بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا

جب اسکے تھوڑی دیر بعد زمل زامل اور زالے کا ہاتھ

تھامے روم میں داخل ہوئی۔

انکو دیکھ یاقوت نے فوراً سے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل ظاہر کرنا چاہا مگر اسکی سرخ ہوئی ناک اور آنکھیں سب کہہ گئی تھیں۔

"کیا ہوا؟" اسے ایسے دیکھ زمل کا دل دھک سے رکا تھا۔

"ک۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔تم کس کے ساتھ آئی ہو؟" وہ اسے یہاں بچوں کے ساتھ دیکھ ہے تھوڑا حیران ہوا۔

"ڈرائیور کے ساتھ" اتنے میں زامل زالے اس سے

ہاتھ چھڑوا کر زیحال کی جانب دوڑ گئے اور جاتے ہی

اوپر چڑھنے کی ضد کرنے لگے۔

یاقوت نے باری باری دونوں کو اوپر چڑھا دیا کیونکہ

کچھ کام دواؤں سے زیادہ محبت کر جاتی تھی اور یہ

دونوں تو تھے ہی اس شخص کو اپنی جان سے زیادہ

عزیز۔

زامل خود سے زیحال کی بند آنکھیں کھولنے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ جتنی بار بھی کھولتا آگے سے اسکی آنکھیں پھر بند ہو جاتی۔

"مما۔۔۔ باہ آئج اوپن ناہ۔۔۔(ماما بابا آئزاوپن نہیں کر رہے) "

وہ مڑ کر تقریباً رو دینے والے انداز میں اپنی ماں کو شکایت لگا رہا تھا۔

''آپ بولیں بابا کو۔۔۔کہ اٹھ جائیں۔۔۔اب بہت سو لئے''زمل کی بات پر یاقوت نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

وہ اس کے بغیر کتنی ہمت دکھا رہی تھی جو کچھ پاشا ولا میں ہوا تھا اسکے بعد وہ مان ان سب پر کھو چکی تھی جیسے۔

"بابا۔۔۔اوپن آئیج۔۔۔بابا (بابا اوپن کریں آئز پلیز بابا) "

وہ دونوں ہی زیحال کے سینے پر اپنے ننھے ہاتھ رکھے اسے ٹھیک ویسے اٹھانے لگے جیسے ہر صبح اٹھاتے تھے۔

"با۔۔۔با" زامل اسکے کان کے قریب جھک کر پوری زور لگا کر بابا پکارنے لگا۔

وہ دونوں اپنی معصومانہ کوششیں پوری کر رہے تھے مگر نتیجہ آتے دیکھ یاقوت کا دل ایک دم سے بھر آگیا تھا۔

"تم رکو میں تم تینوں کیلئے کچھ کھانے کو لے آتا ہوں"

وہ خود کی کیفیت اس پر عیاں ہونے کے ڈر سے فورا

کمرے سے باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی زمل نے اپنے ہبی کی طرف دیکھا جتنی

بھی ہمت دکھا لے اس شخص کے سامنے آنکھیں

خشک رہ ہی نہیں سکتی تھیں۔

وہ دھیرے سے گھوم کر دوسری جانب سے آتی

زیحال کے پہلو میں بیٹھ گئی۔

زامل زالے کی کوششیں اب بھی جاری تھیں مگر وہ ہیزل آنکھیں مسلسل اس گرے جھیل سی بند آنکھوں والے شہزادے پر ہی اٹکی تھیں۔

وہ جھک کر زیحال کی پیشانی پر اپنے لب رکھ گئی۔ دور کہیں دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی تھیں۔

مشین کی ٹوں ٹوں پر زمل نے بے اختیار اس لائن کو دیکھا۔ ایک مسکراہٹ اسکے لبوں پر بکھر گئی

"ٹھرکی ہبی" مطلب اس حال میں بھی اس لڑکی کا لمس اسے محسوس ہو گیا تھا۔

اسکی پلکوں میں ہلکی ہلکی جنبش ہونے لگی تھی جسے دیکھ

زمل کا دل بے اختیار دھک سے رک گیا۔

وہ سیدھی ہو بیٹھتی غور سے زیحال کی لمبی پلکوں کو

دیکھنے لگی۔

جب اسے ان پلکوں کی جنبش تیزی سے بڑھتی

محسوس ہوئی۔ وہ اٹھ کر فوراً اسے ڈاکٹر برہان کے

آفس کی جانب بھاگی تھی۔

وہ پچھلے ایک ہفتے سے ٹھیک طرح حویلی نہیں آسکا تھا جب اسکی جیپ کی آواز سنتے ہی وہ دوڑ کر بالکونی میں آئی۔

اسے دیکھ کئی ملازمین نے جھک کر اسے سلام کیا جس کا سرسری سا جواب دیتے وہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔

بیلا دوڑتی ہوئی تیزی سے سیڑھیاں اترتی اسکے پاس آنے ہی لگی تھی۔جب اس دوران اسکے قدم بے اختیار لڑکھڑا گئے اور وہ سیدھا داراب کے سینے سے جا ٹکرائی۔

"آرام سے پاگل لڑکی" وہ اسے کندھوں سے تھامے یکدم سے بوکھلا سا گیا اس سے زیادہ بیلا کی سانس اٹک گئی تھی۔

وہ ہڑبڑا کر جلدی سے سیدھی ہوتی اپنے آپ کی حالت درست کرنے لگی اسے اپنے بال درست کرتے دیکھ داراب کو تھوڑی سی حیرت ہوئی۔

"دری" اتنے میں پیچھے سے مورے کی آواز پر دونوں بدک کر پڑے۔

"آیا مورے" وہ فوراً سے انکی جانب بڑھ گیا مگر اسے اتنے دنوں بعد دیکھ جو دل کی کیفیت تھی وہ بیلا کی اپنی سمجھ سے باہر تھی۔

وہ انکے ساتھ ہی لاؤنج میں بیٹھ گیا تھا۔

"مورے آپ کیا کریں گی جا کر دا جی کے غصّے کا علم ہے تو" وہ روتی ہوئیں زیحال کو دیکھنے کی ضد کر رہی تھیں۔

جب انکی تڑپ پر داراب کا دل کسی گہری کھائی میں ڈوبنے لگا تھا وہ دھیرے سے اٹھ کر انکے ساتھ جا کر بیٹھتے انہیں اپنے سینے سے لگا گیا۔

"اچھا میں فریش ہو جاؤں پھر لے چلونگا آپ کو"

اسکی بات پر انہوں نے نظروں سے یقین دہانی چاہی۔

"ہمم پکا" وہ انکے سر کا بوسہ لیتے مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا اس مسکراہٹ کے پیچھے آج کئی درد چھپے تھے۔

وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا جہاں بیلا پہلے سے موجود وارڈ روب سے اسکے کپڑے نکال رہی تھی۔

وہ اپنے دھیان میں کھڑی تھی جب پیچھے سے آتے وہ اسے دھیرے سے اپنے حصار میں لیتے اسکے کندھے پر پیشانی ٹکا گیا۔

بیلا سانس روکے جیسے بت بن گئی۔

وہ کتنی ہی دیر بنا کچھ بولے صرف اسکی خوشبو محسوس کرتا رہا ایک سکون سا تھا اس لڑکی کی خوشبو میں۔

وہ کھڑا ہی تھا جب اچانک بیلا کو اپنے معدے میں عجیب سی جلن محسوس ہوئی۔

وہ داراب کو ایک جھٹکے میں پیچھے کرتی فوراً سے ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر منہ سے لگا گئی۔

داراب اسکی حرکت پر تھوڑا متجسس سا ہوا۔

"کیا ہوا تمہیں؟" دھیرے سے دو قدم آگے آ کر پوچھا وہ بیٹھی اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھے برا سا منہ بنا رہی تھی۔

"پتہ نہیں۔۔۔دو تین دن سے ایسے دل خراب ہو رہا ہے" وہ پھر سے پانی پی کر خود کو نارمل کرنے لگی۔

"دو تین دن سے۔۔۔؟ تم نے بتایا کیوں نہیں بخار تو نہیں؟" اس نے بیلا کے ماتھے پر گردن پر ہاتھ رکھ کر ٹیمپریچر چیک کیا۔

"بخار تو نہیں ہے۔۔۔تو پھر کیوں؟" وہ بھی حیران تھا۔

"ام کو کیا پتہ۔۔۔" وہ ایک دم سے چڑ چڑی سی ہوئی۔ اور اٹھ کر داراب کے کپڑے اسے تھما گئی۔

"تم فریش ہو جاؤ ام کھانا لگوا دیتا ہے "

بول کر وہ جانے ہی لگی تھی جب داراب نے بے

اختیار اسکی چوڑیوں سے بھری کلائی تھام لی۔

"کچھ دیر بیٹھ سکتی ہو پاس ؟" بیلا نے متحیر آنکھوں

سے اسے دیکھا۔

"اتنے دن سے سکون نہیں ملا۔۔۔ صرف کچھ دیر ؟"

وہ جیسے منت کر رہا تھا بیلا کا دل بے اختیار زور سے

کانوں میں دھڑکا۔

وہ اسے وہی سے کھینچ کر اپنے ساتھ لگا گیا اور کتنی ہی دیر اس وجود سے سکون حاصل ہوتا محسوس کرتا رہا۔ بے شک نکاح جیسے پاکیزہ رشتے میں اللہ پاک نے اتنا ہی سکون رکھا تھا کہ شخص پوری دنیا سے تھک ہار کر اس ایک شخص سے اپنا سکون حاصل کر لے۔

۔۔۔۔۔۔

کمرے میں اس وقت بلا کی خاموشی تھی صرف ایئر کنڈیشنر کے چلنے کی آواز آ رہی تھی باہر کا موسم مائنس میں تھا۔

اسکے باوجود جیسے وہ کسی آگ کا بنا تھا تب ہی اسے اس ایئر کنڈیشنر کی ضرورت بھی پڑ رہی تھی۔

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا اور مسلسل اپنے ہاتھوں کو تکے جا رہا تھا۔

جب اسی وقت پامیر اترے ہوئے چہرے کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔

دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پر کاؤچ پر موجود ڈاکٹر شہریار فوراً سے اٹھ بیٹھے۔

جن کی شاید کچھ دیر پہلے آنکھ لگ گئی تھی۔

"برلاس اٹھ گیا" وہ اسے جاگتے دیکھ فوراً اسکے

پاس چلے آئے۔

برلاس نے کوئی جواب نہیں دیا شہریار پامیر کے

اشارے پر کمرے سے باہر نکل آیا۔

"یہ کوئی ری ایکٹ کیوں نہیں کر رہا؟ "

"کیونکہ اس وقت وہ دواؤں کے زیر اثر ہے۔۔۔وہ نہ

غصّہ کرنے کی سکت میں ہے اور نہ ہی کوئی شرارت "

اسکی بات پر پامیر کا دل بجھ سا گیا تھا۔

"لیکن زیادہ دیر ایسے نہیں رہے گا یہ۔۔۔زیحال کا نہ ہونا اسکے ذہن کو بری طرح سے پریشان کئے ہوئے ہیں کچھ ہے جو وہ نہیں بتا پارہا"

اسکی بات پر پامیر کو اپنا دل کسی سخت گرفت میں آتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔۔وہ کیا نہیں بتا رہا؟ "

"وہ سائیڈ ٹیبل پر فروٹس باسکٹ میں رکھے چاقو کو دیکھ رہا تھا مجھے اس سے خوف آیا تھا۔"

اسکی بات پر پامیر نے تڑپ کر برلاس کی جانب

دیکھا۔

اسے اس وقت اپنا آپ سخت تنہا محسوس ہوا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر باہر اکیلا بیٹھا رہا ذہن ہر جانب سٹک تھا۔

جب اسے آخر میں ایک خیال آیا جس کے آتے ہی وہ

فوراً سے اٹھ کھڑا ہوا اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔

جہاں برلاس کشن ہاتھ میں لئے اسے سختی سے بھینچ

کر بیٹھا تھا۔

"جانتے ہو؟" پامیر کے بولتے ہی اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا؟" سرسری سے انداز میں پوچھا۔

"بھائی تین دن سے ہوسپٹل میں ایڈمٹ ہیں" اسکی بات پر فائل الٹ پلٹ کرتے شہریار کے ہاتھ فورا سے رک گئے۔

ساتھ ہی برلاس کی بھوری آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگیں۔ جیسے وہ کوئی ری ایکٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"پامیر۔۔۔ کیا کر رہے ہو" شہریار بے اختیار اسکی جانب چلا آیا جس کے دماغی توازن کا اسے خدشہ ہوا تھا۔

پامیر اسکے ہاتھ فورا اسے جھٹک گیا۔

"اور وجہ یہ شخص ہے جو یہاں قید ہے" اسکا اشارہ زارک کی جانب تھا جس کے نام پر برلا اس کو وہ غصّہ نہیں آیا جو اسے آنا تھا کیونکہ دواؤں کا اثر سٹرونگ تھا۔

"پامیر" شہریار کو ڈر لگ رہا تھا زیحال کے بغیر بر لا اس کسی کے قابو میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔

کہہ کر پامیر رکا نہیں وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یہ تم کیا کر کر آئے ہو؟" وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے باہر آ گیا۔

"وہی جو تم نہیں کر سکتے" وہ کندھے جھٹک کر لاپرواہی سے بولا۔

شہریار دانت پیس کر رہ لیا مسلہ صرف اسکے لئے بننا تھا کیونکہ برلاس کو اگر کچھ بھی ہوتا تو یقیناً وہ خود کو زیحال کے نشانے پر آنے سے نہیں بچا سکتا تھا۔

مگر پامیر جانتا تھا اب جو بھی نقصان برلاس پہنچائے گا وہ کم از کم خود کو نہیں ہو گا۔

اسکا ذہن وہ پوری طرح زارک کی جانب موڑ چکا تھا۔

شہریار کیا جانے ان بھائیوں کا بچپن ساتھ گزرا تھا ایک دوسرے کی رگ رگ سے واقف تھے یہ چاروں۔

پامیر کے جانے کے کتنی دیر بعد تک برلاس نے پلکیں تک نہیں جھپکائی تھیں۔

شہریار بھی اسکی دوائیں لینے جا چکا تھا۔ برلاس نے نگاہ اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا

"بھائی تین دن سے ہوسپٹل میں ایڈمٹ ہیں اور وجہ یہ شخص جو یہاں قید ہے"

یہ الفاظ تیزی سے برلاس کے زہن میں گھومنے لگے تھے اسکے قدم خود بخود باہر کی جانب اٹھنے لگے۔

جب وہ باہر آکر اسی کمرے کی جانب دیکھنے لگا جہاں وہ شخص قید تھا۔

وہ خود کے زخموں کا علاج خود ہی کر رہا تھا اے ڈی کے حکم پر گارڈ اسے ایک فرسٹ ایڈ باکس اور کچھ کپڑے دے گیا تھا جس کے بعد وہ فریش ہوتا اب اپنے زخموں پر مرہم لگا رہا تھا۔

زخم اتنے گہرے تھے کہ دیکھ کر ہی درد کا اندازہ بخوبی ہو جائے مگر وہ جیسے بچپن سے ایسے زخموں کا عادی تھا۔

اور وہ کب سے اسے سامنے بیٹھی دیکھ رہی تھی اسکا خود کو یوں نظر انداز کرنا جیسمن کو شدید غصّہ دلا رہا تھا۔

"میں یہاں اپنی جان مشکل میں ڈال کر صرف تمہارے لئے آئی ہوں اور تم۔۔۔ تم ان لوگوں سے پروٹوکول لے رہے ہو؟ "

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کچھ کر گزرے۔ زارک نے پھر بھی اسکی جانب کان نہ دھرے اور اپنے کام میں لگا رہا جب اسکے منہ سے بے اختیار سسکی نکلتے وہ تڑپ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ولف تم کیوں نہیں سن رہے۔۔۔ پلیز۔۔۔ چلو یہاں سے" وہ اسکے ہاتھ سے کاٹن لیتی خود اسکے زخم کو صاف کرتی عاجزی سے بولی۔

جب وہ اولیو گرین آنکھوں نے ترچھے انداز میں اسے دیکھا۔

وہ سب پکڑے جا چکے تھے ایک جیسمن تھی جس کی قسمت شاید اچھی تھی جو وہ پاشا کے لوگوں کی نظر سے بچ گئی تھی۔

مگر اسکی محبت زارک ولف کیلئے باکمال تھی جو وہ اسی جان کو مشکل میں ڈال کر اسے یہاں سے نکال لے جانے آئی تھی۔

وہ ایک جھٹکے میں اپنا بازو چھڑوا گیا۔

"تم۔۔۔اپنی لمٹ میں رہو" وہ ازحد سپاٹ لہجے میں بولتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"لمٹ ؟ کونسی لمٹ۔۔۔ محبت میں کوئی حد نہیں ہوتی" اسے لگا تھا اسکے یہاں آنے سے زارک کے دل میں اسکے لئے ایک جگہ ضرور بنے گی مگر وہ کیا جانے یہ شخص اپنی مرضی سے یہاں قید تھا ورنہ یہ دیواریں کیا دنیا کی کوئی طاقت اسے یہاں سے نکلنے سے نہیں روک سکتی تھی۔

سوائے اس معصوم لٹل فیری کے۔

"جانتی ہو میرے کمرے میں لگی تصویر کس کی تھی

جسے دیکھ کر ہمیشہ تم نے مجھ سے پوچھا کہ وہ کون

ہے؟"

وہ بنا مڑے سوال کر رہا تھا جب اسکے سوال پر جیسمن

کچھ ٹھٹھک سی گئی۔اس وقت یہ سوال؟

"ک۔۔۔کون ہے؟" اسکے سوال پر زارک نے

گردن دائیں جانب کرتے اسے دیکھا۔

اور اگلے ہی پل اسکا وہی بھیانک روپ جیسمن پر کھل

آیا تھا۔

"وہی۔۔۔جسے دنیاماں کانام دیتی ہے" وہ اسکی سانسیں تقریباًروک چکاتھاجیسمن کاچہرہ سرخ پڑنے لگاتھا۔

اسی پل گلاس وال کے اس جانب سے دو بھوری آنکھیں نمودار ہوئی تھیں۔آف وائٹ پینٹ اور لوز سی سکن شرٹ پر آف وائٹ ہی جیکٹ پہنے۔ماتھے پر بکھرے بال اور چہرے پر بلا کا تجسس۔

"اسے مارنے والا اور کوئی نہیں میں تھا۔۔خود زارک ولف" وہ لفظ چبا کر ادا کرتا جیسمن کی جان نکال رہا تھا۔

اسکی بات پر وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"تو سوچو جس نے خود کی ماں کو نہیں بخشا وہ تم پر کیا رحم کرے گا"

وہ چپ ہو جائے اسے چپ ہونا چاہئے تھا اسکے الفاظ اسکی گرفت سے زیادہ خوفناک لگ رہے تھے۔

وہی دوسری جانب برلاس کو کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی وہ صرف اس شخص کو دیکھ رہا تھا۔

اسکی آنکھوں کو جو کچھ پچھ اس پر ظاہر ہو رہی تھیں۔

وہ جیسمن کو ایک جھٹکے میں چھوڑتا خود سے پیچھے دھکیل گیا۔

"آیندہ میرے سامنے اس محبت کا نام بھی مت لینا۔۔۔ ورنہ کوئی بھی لفظ بولنے کے لائق نہیں چھوڑنگا "

وہ کھانستی ہوئی جیسمن کو دیکھ سختی سے غرلایا تھااور مڑ کر ٹیبل کے پاس آتے اس پر رکھی پانی کی بوتل اٹھا کر جیسے ہی منہ کو لگائی۔

نظر دیوار کے اس پار کھڑے برلاس سے جاملی۔

یہ پہلا موقع تھا جب بھوری آنکھوں کا ان اولیو گرین آنکھوں سے تبادلہ ہوا تھا۔

زارک کا ہاتھ منہ کو جاتے جاتے رک سا گیا وہ بے اختیار سیدھا ہوتے اسے دیکھنے لگا۔

جب اسکی آنکھوں سے آنکھیں ملتے برلاس دھک سے رکتا بے ساختہ قدم پیچھے ہٹا گیا۔

"اوہ شٹ۔۔۔اس نے ہمیں دیکھ لیا" برلاس کو یہاں پا کر جیسمن کی جان جیسے حلق میں آ اٹکی تھی۔

"ولف بھاگو یہاں سے۔۔۔اس نے دیکھ لیا ہمیں " وہ زارک کا ہاتھ تھامے اسے باہر کی جانب کھینچنے لگی تھی مگر وہ تو جیسے اپنی جگہ ساکت ہو گیا تھا۔

کچھ تھا۔۔۔جو یہاں دکھائی نہیں دے رہا تھا

مگر دوسری جانب صرف ان آنکھوں کو دیکھا جا تھا کچھ تھا۔۔۔ نہیں بہت کچھ تھا جو دکھائی نہیں دے رہا تھا

۔104/4

برلاس کا ہاتھ قریبی دیوار سے پھسل کر پہلو میں آ گرا

تھا ایک جھٹکا سا اسکے پورے بدن کو لگا تھا

جو بظاہر دکھائی تک نہیں دیا تھا مگر کوئی اسکے اندر

جھانکتا جہاں پوری کی پوری شخصیت برلاس شاہ کی تباہ

ہو چکی تھی مگر یہ بھی کافی نہ تھا اسکی کیفیت کو بیاں

کرنے کیلیئے۔

وہ قدم پیچھے ہٹا رہا تھا سانسیں جیسے تیز ہو رہی تھیں۔

بھوری آنکھوں میں پہلے حیرت پھر تجسس پھر بے

یقینی اور آخر میں نمی کے ساتھ ساتھ خوف سا بھرنے لگا تھا۔

زارک کے ہاتھ بے اختیار پہلو میں آ گرے وہ بوتل پکڑے شل ساکت کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

پہلا لمحہ پہلی نظر جب دونوں ایک دوسرے کے سامنے آئے تھے یہ بھوری نظریں اولیو گرین آنکھوں سے ملی تھی

دور کہیں دل نے بے اختیار طغیانی سا طوفان برپا کر دیا تھا جس سے وہ دونوں ہی انجان تھے۔

جو اس کیفیت کو کسی گھبراہٹ کا یا شاید کوئی نام ہی نہیں دے پا رہے تھے۔

زارک کی نظریں بے اختیار برلاس کے قدموں پر گئی جو وہ پیچھے کی جانب ہٹا رہا تھا اور اسی دوران پیچھے کھڑے پلر سے جا ٹکرایا۔

ٹکراتے ساتھ وہ بیلنس نہیں رکھ پایا تھا تب ہی گرنے لگا جب زارک بوتل وہی چھوڑے اسکی جانب دوڑا۔

درمیان میں گلاس وال کو بھی وہ ایک پل کیلئے جیسے بھول گیا تھا تب ہی وہ برلاس کو گرنے سے نہیں بچا

پاپایا۔اور وہ دو سیڑھیوں سے لڑکھڑاتا ہوا نیچے جا گرا تھا۔

"برلاس" اسے گرتے دیکھ دور سے آتا پامیر بے اختیار چیخا اور دوڑ کر ایک ہی جست میں آتے اسے تھام گیا۔

"ولف بھاگو یہاں سے۔۔۔ولف" وہ اسکا بازو پکڑے پیچھے کی جانب کھینچ رہی تھی

مگر وہ ایک پہاڑ کی مانند تھا جسے اسکی مرضی کے بغیر ایک انچ بھی ہلا پانا نہ ممکن تھا۔

وہ اسی طرح کھڑا برلاس کو دیکھے گیا ایک ہاتھ گلاس وال پر رکھے بے بسی سے جیسے ابھی اسے جا کر تھام لینا چاہتا ہو۔

وہ سانس نہیں لے رہا تھا برلاس شاہ آج سانس نہیں لے رہا تھا کیونکہ وہ لے ہی نہیں سکا۔

"برلاس۔۔۔تو ٹھیک ہے؟" پامیر نے آتے ہی اسے تھام کر اپنے ساتھ لگایا۔

مگر وہ تب بھی زارک کی جانب ہی دیکھ رہا تھا پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں۔

"برلاس کچھ بول ناں۔۔۔کہیں چوٹ لگی دکھا"

پامیر خود ہی فکر مند سا ہوتے اسے ٹٹول کر دیکھنے لگا

جب اسکے ہاتھ پر پڑی خراش پر نظر پڑی۔

"یہ۔۔یہ چوٹ بھی کھالی دیکھ کر نہیں چل سکتا تھا"

وہ اسکی لاپرواہی پر فکر مندی سے ڈانٹتا پھونک مارنے

لگا۔

اس نے ایک بار بھی برلاس کے چہرے کی جانب

نہیں دیکھا وہ کہاں دیکھ رہا تھا اور کیسے۔

وہاں دوسری جانب زارک نے ایک بھی لفظ جیسمن کا نہیں سنا تھا وہ بس اس کمسن لڑکے کو دیکھ رہا تھا جو عمر میں اس سے شاید کچھ ہی سال چھوٹا تھا۔

"برلاس۔۔۔تو" پامیر اسے نہ بولتے دیکھ جیسے ہی چہرے کی جانب مڑا دھک سے رک گیا اور اسکی نظروں کی سیدھ میں دیکھنے لگا۔

جہاں نظر سامنے کھڑے زارک پر پڑی۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا مگر ایسا صرف دنیا کو لگتا۔

ان بھائیوں کو نہیں جو ایک دوسرے کی نظروں کے
انداز تک سے بھی واقف ہوتے تھے۔

اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں برلاس کی جانب
دیکھا اسکی کیفیت بہت بدلی ہوئی تھی۔

"برلاس۔۔۔ یہاں دیکھ"

اس نے برلاس کا چہرہ تھام کر اپنی جانب کیا مگر وہ پھر
زارک کی جانب دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا مجھے بتا۔۔۔ اس نے کچھ کہا؟" اسے زارک پر
شدید غصّہ آیا تھا۔

"بول۔۔۔اس نے کچھ کہا؟" اب کی بار وہ قدرے تیز آواز میں بولا تھا جب برلا اس نے اسکی جانب دیکھا۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی بھوری آنکھوں میں نمی تیزی سے بھرتی چلی گئی۔

"و۔۔۔وہ۔۔۔وہ آ۔۔۔آنکھیں" اسکی سانس پھول رہی تھی وہ پینک ہو رہا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ آنکھیں" وہ کانپتے ہوئے ہاتھ سے زارک کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔

"وہ۔۔۔آنکھیں ب۔۔۔ بابا" وہ بھول رہا تھا وہ سامنے والے شخص کو بھول رہا تھا وہ خود کو بھول رہا تھا۔

"کیا ہوا مجھے بتا میں ہوں ناں" پامیر کو اسکی حالت سے بے اختیار خوف آیا تھا وہ برلاس کو اپنے سینے سے لگا گیا۔

"وہ آنکھیں۔۔۔ باباوہ۔۔۔آ۔۔۔آنکھیں۔۔۔وہ" وہ رونے لگا تھا آواز جیسے یکدم سے بھرا گئی تھی۔

"م۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے مار دیں گی۔۔۔م۔۔۔مجھے مار دیں گی بابا۔۔۔وہ مجھے مار دیں گی "

وہ دھیرے دھیرے حواس کھو رہا تھا تب ہی آواز میں تیزی آنے لگی تھی۔

"کوئی کچھ نہیں کرے گا۔۔۔میں ہوں ناں" پامیر کو اپنا آپ سخت پریشانی میں گھرا ہوا سا محسوس ہونے لگا تھا۔

"وہ آنکھیں۔۔۔۔بابا۔۔۔بابا وہ مجھے مار دیں گی" وہ پہلے سے تیز آواز میں رونے لگا تھا اسکا پورا وجود خوف کے زیر اثر بری طرح سے کانپنے لگا تھا۔

پامیر نے مجبور ہوتے جلدی سے اپنا موبائل نکالا اور یاقوت کو کال کرنے لگا مگر تب ہی اسکی نظر سگنل پر پڑی۔

اس جگہ سگنل بلکل ختم ہو رہے تھے۔

"تو رک۔۔۔میں ابھی آیا" وہ اٹھ کر جلدی سے دوسری جانب بھاگا۔

اسکے جاتے ہی برلاس وہاں تنہا رہ گیا تھا زمین پر بیٹھا ہوا تن تنہا روتا ہوا۔ وہ بد حواسی میں جو منہ میں آ رہا تھا بس بولتا جا رہا تھا۔

وہ پینک ہوتے خود کا سر پیٹنے لگا تھا وہ خود کو خود مار رہا تھا اور یہ دیکھ زارک نے تیزی سے اپنا بازو جیسمن کی گرفت سے چھڑوایا تھا۔

اور باہر جانے کیلئے کوئی راستہ تلاش کرنے لگا۔

"ولف کیا کر رہے ہو۔۔۔ چلو یہاں سے۔۔۔ یہ لوگ ہمیں مار دیں گے۔۔۔ ولف چلو "

وہ بنا سانس لئے اسے یہاں سے چلنے پر اسرار کرتی اسکے پیچھے پیچھے گھوم رہی تھی جبکہ وہ صرف دروازہ تلاش کر رہا تھا جو اس جانب کھلتا ہو۔

"ولف۔۔۔ میری بات سنو" وہ جیسے ہار نہیں ماننا چاہتی تھی جب ولف کا رخ اس گلاس ونڈو کی جانب دیکھا۔

اسکی آنکھیں بے ساختہ متحیر سی پھیلنے لگی تھیں جیسے اسکا ارادہ بھانپ گئی ہو۔

"نہیں۔۔۔ولف تم پاگل ہو گئے ہو۔۔۔یہ کیا کرنے جارہے ہو" وہ اسکے راستے میں بیچ میں آتی تقریباً پھٹ پڑی تھی۔

زارک نے ایک نظر اسے دیکھا مگر اگلی نظر پھر سے برلاس پر پڑی تھی جو آس پاس کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔

زارک نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک جانب دھکیلا تھا جب اسکے اگلے جان لیوا عمل پر جیسمن کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی۔

اس نے اپنے فولادی ہاتھ کا مکا بناتے پوری قوت سے

گلاس وال پر دے مارا تھا۔جو اتنی نازک نہ تھی کہ

ایک ہی وار میں ٹوٹ جائے۔

لیکن اتنی مضبوط بھی نہ تھی کہ مارنے والا ہاتھ اس

بھیڑیے کا ہو اور ٹوٹنے والا ایک شیشہ نہ ہو۔

اس میں دراڑ آپڑی تھیں۔ جیسمن تڑپ کر اسکی

جانب آتی اسکے ہاتھ تھامنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ولف تم پاگل ہوگئے ہو۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو "

"شٹ اپ۔۔۔یو۔۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی آخر میں دھاڑا اٹھا تھا جب اسکی دھاڑ پر جیسمن یکدم سے پیچھے ہٹ گئی۔

اور اگلے ہی پل وہ گلاس وال ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوتی زمین پر جا بکھری تھی۔

اس نے صحیح کہا تھا یہ دیواریں اسے نہیں روک سکتی تھیں مگر کسی کی محبت اس سے جیت گئی تھی۔

اس نے ایک ہی جست میں جاتے برلاس کے ہاتھ پکڑے تھے۔

"یہ کیا کر رہے ہو بچے۔۔۔ہوش کرو" وہ اسکے ہاتھ

تھام کی کوشش کرتا بے حد نرمی سے بولا تھا۔

جب برلاس نے بے اختیار دھک سے رکتے اسے

دیکھا اور دیکھتا ہی رہا۔

وہ آنکھیں جو دور تھیں اب اسکے بے حد قریب آچکی

تھیں۔وہ سانس لینا بھول گیا تھا۔

وہ سب کچھ بھول گیا تھا۔رنگت جیسے کسی مردے کی

طرح سفید پڑنے لگی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟" اسے تھمے دیکھ زارک کو کچھ حوصلہ سا ہوا تھا مگر یہ طوفان کچھ دیر کیلئے رکا تھا۔

ان بھوری آنکھوں کے سامنے کچھ گھوما تھا اور بہت تیزی سے گھوما تھا وہ بے اختیار اپنے ہاتھ چھڑواتے اس سے دور ہوتے پیچھے گرنے لگا۔

زارک نے تڑپ کر اسے تھامنا چاہا تھا مگر بر لاس کی چیخیں اسے وہی روک گئیں۔

"بابا۔۔۔با۔۔۔با" وہ پوری قوت لگا کر چیخنے لگا تھا۔

"بابا۔۔۔ نہیں۔۔۔ دور۔۔۔ مجھ سے

دور۔۔۔ بابا" وہ یہاں وہاں دیکھتا کس تڑپ سے بلا رہا

تھا۔

اسکی حالت دیکھ زارک کا دل تقریباً پھٹنے کو ہوا تھا وہ

انجان نہیں تھا اس سے۔

پر اس کو اٹھانے سے پہلے اس نے کتنے دن اس لڑکے

کی زندگی کو دیکھا تھا۔

یہ تو ایک زندہ دل اور خوش مزاج طبعیت کا مالک تھا

زندگی سے ہر طرح کا لطف اٹھانے والا۔

مگر آج اسکی یہ حالت دیکھ زارک کا اپنا دل کی ٹکڑوں میں بٹا تھا وہ اندر سے ایسا تھا؟ اتنا کھوکھلا اتنا کمزور اتنا ٹوٹا ہوا۔

"بابا۔۔۔" وہ خوف میں بری طرح سے لرزتا ہوا ابلا رہا تھا اپنے باپ کو۔

جب اسے خود کو نقصان پہنچاتے دیکھ زارک نے زبر دستی اسے تھاما تھا۔

"ہوش کرو۔۔۔" وہ کیسے ہوش میں آتا اسے اپنا باپ چاہئے تھا۔

اسکی گرفت میں برلاس خوف سے کسی مچھلی کی طرح

تڑپ گیا تھا وہ اس سے دور جانا چاہتا تھا۔

وہ خود کو اس اذیت سے ختم کر لینا چاہتا تھا جو اسے پل

پل مار رہی تھی۔

"برلاس" اس نے بالا آخر چیخ کر اس کا نام پکارا۔

جب اسکی تیز آواز پر برلاس خوف سے یکدم کانپ اٹھا

تھا۔

اتنے میں پامیر آتا ہوا دکھائی دیا برلاس کے ساتھ زارک کو دیکھ اسکی آنکھیں متحیر سی پھیلتی ہوئی طیش سے بھرتی چلی گئیں۔

"تو باہر کیسے آیا" وہ پوری قوت سے دھاڑتے زارک کو پیچھے ہٹا گیا تھا۔

اس سے پہلے وہ زارک کی طبعیت صاف کرتا اسکی نظر برلاس کے زرد پڑتے رنگ پر گئی تھی۔

"برلاس۔۔۔ برلاس کیا ہوا؟" وہ اسکا چہرہ تھپتھپاتے سخت پریشان ہوا۔

وہ سانس لینا بھول گیا تھا اور یونہی بے جان سا پورا

پامیر کے سہارے آ گیا۔

"برلاس۔۔۔ برلاس اٹھ۔۔۔ برلاس" وہ اسے

گرتے دیکھ بے اختیار چیخا مگر وہ دھیرے دھیرے نیم

تاریکی میں جا گرا۔

اتنے میں یاقوت کی گاڑی فل سپیڈ سے میں آتی سیدھا

کار پورچ میں رکی تھی وہ بنا کسی کی جانب دیکھے اندھا

دھند ان دونوں کی جانب بھاگا تھا۔

زارک تو بس دیکھتا رہ گیا سانس تو وہ بھی نہیں لے سکا تھا اتنی تکلیف؟ اسے کیوں ہو رہی تھی وہ اسکا کچھ نہیں لگتا تھا وہ غیر تھا اور سب سے بڑھ کر وہ پاشا کا بھائی تھا۔

پھر بھی زارک ولف کا دل جیسے اسکی حالت پر کسی کھائی میں جا ڈوبا تھا۔

یاقوت کے حکم پر اسے کب اندر لے جا کر بند کیا گیا۔

اسے علم نہیں ہوا۔

اسکی آنکھوں کے سامنے بار بار وہی منظر گھوم رہا تھا۔

وہ چاہ کر بھی برلاس کی حالت کو بھول نہیں سکا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

"میں نے کہا تھا یہ آخری سٹیج پر ہے۔۔۔زیحال کے بغیر اسکا علاج ممکن نہیں ہے "

شہریار کی بات پر پامیر نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

جبکہ یاقوت بیڈ کے قریب سینے پر ہاتھ باندھے مسلسل برلاس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

دواؤں کے زیر اثر بھی ایک جان لیوا کرب تھا اسکے چہرے پر یہ وہی تو چہرہ تھا جو ہمیشہ ہنستا تھا شرارتیں کرتا تھا۔

اور آج اسکی طرف دیکھنے سے بھی تکلیف سی ہو رہی تھی۔

"ایک نظر اس سے ہٹی نہیں یہ خود کو ختم کر لے گا " یہ الفاظ بولنے میں کتنے آسان تھے مگر جس تڑپ سے یاقوت نے اسکی جانب دیکھا خود شہریار کا دل دھک سے رک گیا تھا۔

"م۔۔۔میری بات مانو۔۔۔یہ ذہنی تکلیف بہت بڑی ہے اسے ختم کرنے کیلئے اسے خود کو ختم کرنا آسان لگے گا"

وہ بول رہا تھا جبکہ جان یاقوت اور پامیر کی نکل رہی تھی۔

وہ دھیرے سے برلاس کے پہلو میں آبیٹھا نظر اسکے چہرے پر ہی تھی جب دھیرے سے جھک کر اس نے برلاس کے سر کا بوسہ لیا۔

اور اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا چھوٹا بھائی صرف

بھائی نہیں پہلی اولاد کی طرح ہوتا ہے اور یہ بات ان

بھائیوں کو دیکھ ثابت بھی ہوتی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر اسکے پاس بیٹھا رہا۔

"اس کمرے سے ہر وہ چیز غائب کردو جس سے" وہ

جملہ مکمل نہیں کر پایا تھا کیا نوبت یہاں تک آگئی

تھی؟

اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے وہ جیسے جیسے برلاس کے

چہرے کو چھو رہا تھا اسکا دل رک رہا تھا۔

وہ اٹھ کر بے اختیار کمرے سے باہر نکل گیا۔ پیچھے پامیر اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا تھا وہ یک ٹک برلاس کو دیکھے گیا۔

باہر آتے ہی یاقوت نے اس جانب دیکھا جہاں زارک بند تھا وہ بے اختیار اس کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ جب جاتے ہی دھاڑ سے دروازہ کھولتے سامنے دیکھا۔ وہ بیڈ پر شل ساکت بیٹھا فرش کو تکے جا رہا تھا جب اچانک آتے یاقوت کو دیکھا۔

یہ کچھ دیر کا تبادلہ نظروں سے ہی بہت کچھ بھانپ گیا تھا زارک اسے دیکھ فوراً اسے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کون ہو تم؟" اسکا سوال اچانک تھا زارک کچھ حیران سا ہوا مگر خود کو کمپوز کر گیا۔

"آپ کا بھائی کیسا ہے؟" اسکے سوال پر سوال کرتے وہ یاقوت کے اندر بھڑکتے لاوے کو شدّت سے مزید بھڑکا گیا تھا۔

وہ ایک ہی جست میں آگے آتے زارک کو گریبان سے پکڑ گیا۔

"میں نے جو پوچھا جواب دے۔۔۔"اب کی بار تقریباً دھاڑتے ہوئے پوچھا تھا۔

"زارک۔۔۔زارک نام ہے میرا"اس نے قدرے تحمل سے جواب دیا جب یاقوت کی سیاہ کانچ سی آنکھوں نے اسکے چہرے کو سکین کیا۔

اولیو گرین آنکھیں، ستواں سی ناک، عنابی کٹاؤ دار ہونٹ داڑھی سے پاک چہرہ اور سورج مائل سی دمکتی رنگت۔

وہ سیاہ آنکھیں دھیرے دھیرے اسکے ایک ایک نقوش کو دیکھ رہی تھیں جب دیکھتے ہی دیکھتے وہ دھک سے پیچھے ہٹ گیا۔

اور پھٹی پھٹی نظروں سے زارک کو دیکھنے لگا۔

برلاس۔۔۔زارک۔۔۔ برلاس۔۔۔۔اسے بیک وقت اپنی آنکھوں کے سامنے دو چہرے گھومتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔

دل دھڑکنا بھول رہا تھا

"بتائیں۔۔۔کیسا ہے آپ کا بھائی" وہ بول رہا تھا مگر یاقوت کو صرف اسکے ہونٹ ہلتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

وہ سانس بھی نہیں لے سکا۔ کتنی ہی دیر آس پاس سے بیگانہ وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی ڈاکٹر برہان کے آفس میں گئی تھی جہاں وہ بیٹھے کسی سے پیشنٹ کے بارے میں ڈسکس کر

رہے تھے وہ بنا پوچھے سیدھا انکے آفس میں چلی آئی تھی۔

جب اسے دیکھ برہان بے ساختہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"زمل۔۔۔بچے کیا ہوا" اسے ایسے بھاگ کر آتے دیکھ وہ ایک پل کیلئے تو سخت پریشان ہوئے تھے۔

"وہ۔۔۔وہ ہبی کو ہوش آرہا ہے" اسکی بات سنتے برہان کو یکدم سے جھٹکا سا لگا تھا۔

"واٹ ؟" صرف ایک لفظ اور وہ مزید ایک پل نہیں رک سکے تھے۔

آج انکے سٹاف نے ڈاکٹر سے پہلے ایک دوست کو دیوانہ وار آئی سی یو کی جانب بھاگتے ہوئے دیکھا تھا۔ جہاں وہ شخص موجود تھا جسکے لئے انکی جان بھی حاضر تھی۔

آتے ہی انہوں نے زیحال کو ایک نظر دیکھا پھر اسکے ہاتھ کی نبض چیک کی۔

زمل بھی انکے پیچھے ہی کھڑی تھی زامل زالے کو کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"ماما۔۔ بابا آج اوپن (ماما بابا آئز اوپن کریں گے)؟"

زامل کو یکدم سے بے چینی سی ہوئی۔

کتنے دن ہو گئے تھے اس ننھی سی جان کو اپنے بابا سے

اپنے حصّے کا پیار لئے۔

"یس" زمل کی آواز میں چہچاہٹ سی بھر گئی تھی جب

برہان کا دل رک رک کر دھڑکنے لگا انہوں نے

دھیرے سے زیحال کی آنکھوں کو چیک کیا۔

اسکی حالت سے کہیں سے بھی یہ پتہ نہیں چل رہا تھا

کہ اسکی باڈی میں ایسا کوئی پازیٹیو چینج آیا ہو۔

"ک۔۔۔کیا ہوا؟" انہیں پریشان کھڑے دیکھ زمل بے اختیار اسکے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔

"تمہیں کونسا چینج دکھا تھا زیحال میں؟ "

"ہ۔۔۔ہبی کی پلکوں میں حرکت ہوئی تھی" وہ بے اختیار تیزی سے بولی۔

"ل۔۔۔لیکن آپ ایسے کیوں کھڑے ہیں بتائیں ناں۔۔۔کیا ہوا ہبی کو؟ "

انکے چہرے پر پریشانی کے سخت اثرات دیکھ اسکا دل دھڑکنا بھول رہا تھا۔

"مجھے ایسا کوئی چینج نہیں لگ رہا زمل" انکی بات پر زمل نے بے اختیار اس ظالم شخص کی جانب دیکھا۔ جو ہر فکر سے آزاد جیسے پر سکون نیند سو رہا تھا اسے ایسے دیکھ وہ ہیزل آنکھیں تیزی سے نمکین پانی سے بھرنے لگیں۔

"م۔۔۔میں نے۔۔۔خ۔۔۔خود دیکھا تھا" اسکی آواز میں بے اختیار کپکپاہٹ سی گھلنے لگی

اسے ایسے دیکھ ڈاکٹر برہان کو دل سے برا محسوس ہو رہا تھا انہوں نے دھیرے سے آگے بڑھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

اسکے علاوہ وہ کیا کر سکتے تھے اسکے ہبی کو اٹھا سکتے تھے؟

"ممما۔۔۔بابا آئج اوپن ناہ (ماما بابا نے آئز اوپن نہیں کی)" زامل اسے ایسے دیکھ اب رونے لگا تھا۔

زالے زمل کا فراک چٹکی میں تھامے کھڑی تھی۔

اس فراک کا رنگ عام نہ تھا یہ اس شخص کا پسندیدہ کلر تھا جو وہ آتے ہوئے اس دل سے پہن کر آئی تھی کہ آج تو وہ اٹھ کر اسے دیکھے گا۔

"مما" اسے زامل کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی بس آنکھیں تھیں جن سے خاموش گرم سیال تیزی سے بہہ رہا تھا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو گی ایسا کچھ نہیں ہوا" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی آواز نارمل نہیں رکھ پایا تھا۔

ایک کرب سا انکے لہجے میں چھلکا تھا جیسے امید کا ایک دیا جل کر یکدم سے بجھ گیا ہو۔

زمل تڑپ کر سر نفی میں ہلانے لگی وہ ٹھیک سے سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔

"م۔۔۔میں نے۔۔دد۔۔۔دیکھا تھا" اس سے بولنا بھی محال ہونے لگا تھا

جب اگلے لمحے مشین کی ٹوں ٹوں پر دونوں نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا جہاں سے سانسوں کی لائن دھیرے دھیرے سیدھی ہو رہی تھی۔

یہ دیکھ ڈاکٹر برہان نے تڑپ کر زیحال کا ہاتھ تھاما۔ وہ کبھی مشین کو دیکھیں تو کبھی زیحال کو جس کے

چہرے پر لگا آکسیجن ماسک اپنا کام اسکی سانسوں کے

ساتھ ہی دھیرے دھیرے چھوڑ رہا تھا۔

زمل تو یوں تھی جیسے کوئی پتھر کی مورت۔

جب اسی کے سامنے ڈاکٹر برہان نے چیخ کر پورے

سٹاف کو بلایا تھا سب دوڑ کر آئی سی یو میں آنے لگے

تھے

ہر کسی میں مچتی بھگدڑ دیکھ وہ سانس نہیں لے سکی تھی

"ممما۔۔۔ بابا آئج اوپن۔۔۔ ممما" زامل زالے اسکا فراک پکڑے ضد کر رہے تھے مگر دوسری جانب صورت حال سخت جان لیوا ہو رہی تھی۔

"زمل باہر جاؤ۔۔۔ڈیفبریلیٹر لے کر آؤ" ڈاکٹر برہان کے دھاڑتے اسسٹنٹ نے جلدی سے انکو مشین سیٹ کر دی۔

زمل کی نظریں ٹرانس کی سی کیفیت میں مشین کی

جانب اٹھی تھیں جہاں سانسوں کی لائن اب بلکل

سیدھی ہورہی تھی۔

اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے زیحال کی جانب دیکھا

جسے ڈاکٹر برہان اپنی پوری جان لگا کر سانسوں کی

طرف لارہے تھے۔

مگر وہاں جیسے سب ختم ہورہا تھا وہ جارہا تھا اپنی گلا لے

سے دور اپنی زرگیہ سے دور۔

"ہ۔۔۔ہبی" اسے جسے یکدم سے سانس آئی تھی۔

"ہبی۔۔۔" وہ تڑپ کر آگے آنے لگی تھی کہ ایک

نرس نے بے اختیار اسکا بازو تھام لیا۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ ہبی" وہ نرس کو خود سے پیچھے

دھکیلتی اپنے ہبی کی جانب بڑھنے لگی تھی مگر نرس نے

اسے بازو سے قابو کرتے پیچھے کھینچ لیا۔

"میم آپ پلیز باہر جائیں "

"میں کیوں جاؤں۔۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ ہبی" وہ

یکدم سے ہزیانی ہو کر چیختی اسے خود سے پیچھے دھکیلتی

اسٹریچر سے جا ٹکرائی تھی۔

"زمل۔۔۔باہر جاؤ۔۔۔پلیز "ڈاکٹر برہان کیلئے اسکے سامنے سب کرنا ازحد مشکل ہو رہا تھا۔

"میرے۔۔۔میرے ہی ہیں۔۔۔یہ۔۔۔یہ ک۔۔۔کیسے ہو سکتا ہے "وہ کیسے بول رہی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔

جب ڈاکٹر برہان کے اشارے پر نرس اسے پکڑ کر باہر کی جانب کھینچ لے جانے لگی۔

"چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔ہ۔۔۔بی۔۔۔ ہبی اٹھیں" وہ حواس کھوتی خود کو انکی گرفت سے پوری جان لگا کر چھڑوا رہی تھی

اسے ایسے دیکھ زامل زالے اور تیز رونے لگے تھے۔

"مما۔۔۔ایو۔۔ماہ۔۔۔ مما (ماما۔۔۔ چھوڑو میری ماما کو)"زامل ان نرسوں کو مارنے لگا تھا۔زالے سب کو اپنی ماں سے پیچھے کر رہی تھی۔

"ہبی۔۔۔ ہبی اٹھیں۔۔۔ہ۔۔۔بی"وہ دو تین کی گرفت سے بھی بے قابو ہو رہی تھی۔

وہاں ڈاکٹر برہان کے ہاتھ جان لیوا حد تک کانپ رہے تھے وہ اور تیزی سے ہاتھ چلا رہے تھے مشین کا جھٹکا جیسے سانس لانے کے بجائے ختم کر رہا تھا۔

آخر میں مشین کی ٹوں ٹوں بجتی سب کی حرکتوں کے ساتھ سانسیں بھی جیسے روک گئی تھی۔

لائن بلکل سیدھی ہو چکی تھی آکسیجن نے ساتھ چھوڑ دیا تھا وہ صرف دھواں بن چکی تھی اور وہ؟

وہ چلا گیا تھا ہمیشہ کیلئے دور سب سے دور اور ساتھ اپنی گلالے کو بھی لے گیا تھا جو مشین کی آواز پر ہی بے جان ہوتی فرش پر ڈھے گئی تھی۔

"زیحال۔۔۔زیحال آنکھیں کھولیں" وہ ڈاکٹر تھے؟ جنہوں نے یہ منظر اپنی زندگی میں کئی بار دیکھا تھا مگر کبھی ہاتھ نہیں کانپے تھے۔

آج تو جیسے ٹانگیں بھی بے جان ہونے لگی تھیں۔

"پ۔۔۔پاشا۔۔۔پاشا آنکھیں کھولیں" وہ اسے پکڑ کر جھنجھوڑنے لگے تھے۔

جیسے جو کام آج مشین نے نہ کیا آج وہ ایک دوست کی

محبت کر جائے گی مگر وہاں کچھ نہیں تھا انہوں نے

کانپتے ہوئے ہاتھوں سے زیحال کے چہرے پر لگا

آکسیجن ماسک دھیرے سے نیچے اتارا۔انکی سانسیں

رک رہی تھیں دل دھڑکنا بھول رہا تھا

اتنے میں ڈاکٹر مبشر بھی آئی سی یو میں داخل ہوتے ہوتے دھک سے رک گئے۔

سامنے کا منظر انکے قدموں کو ایک پل کیلئے پوری طرح سے جکڑ گیا تھا وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں فرش پر بیٹھی زمل اور پھر ڈاکٹر برہان کو دیکھنے لگے۔

جو ایسے کھڑے تھے جیسے اپنی زندگی کا سب کچھ ہار گئے ہوں ان سے اگلی نظر مبشر کی زیحال سے ہوتی مشین تک گئی تھی جہاں ہوئی سیدھی لائن دیکھ وہ بے ساختہ لڑکھڑا کر ایک قدم پیچھے ہٹے۔

اور پھٹی پھٹی نظروں سے اس مشین کو دیکھنے لگے

وہاں صرف ایک لائن سیدھی ہوئی تھی مگر یہاں بنا

لائن کے سب کی سانس رک چکی تھی۔

وہ بے یقینی سے دو قدم آگے آئے۔

"یہ۔۔۔یہ ک۔۔۔کیا ہوا ہے؟" وہ جانتے تھے وہ

خود ایک ڈاکٹر تھے مگر جو دیکھا تھا اس پر چاہ کر بھی

یقین نہیں کر سکتے تھے۔

برہان کے کیلئے مزید کھڑے رہ پانا از حد مشکل ہونے لگا تھا وہ بے اختیار بیڈ تھام کر اسکے سرہانے بیٹھتے چلے گئے۔

"ہاں۔۔۔"مبشر نے تڑپ کر انہیں سمبھالا۔

"پیپرز پر یاقوت مرزا کا نام ہے سر"ایک اسسٹنٹ نے وہاں موجود ڈاکٹر کو اطلاع کی جس نے یہاں سب کی حالت کو دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔

"جا کر انہیں انفارم کرو۔۔۔یہاں سب کی کنڈیشن بری ہے"

خود ڈاکٹر برہان کی حالت اس وقت قابل ترس تھی وہ بھی اتنی سکت میں نہ تھے کہ کچھ کر پاتے۔

اسسٹنٹ سر اثبات میں ہلاتا آئی سی یو سے باہر نکل گیا۔

"مما بابا آج او پن ناہ" زامل زالے بے سدھ بیٹھی زمل کے چہرے کو اپنے ننھے ہاتھوں سے چھو کر اسے بتا رہے تھے۔

جبکہ وہ کچھ سن نہیں پا رہی تھی وہ زندہ تھی؟ اسکا شمار کسی میں نہیں ہو رہا تھا۔

"بابا۔۔۔ بابا آئج اوپن۔۔۔ پیچ بابا (بابا آئز اوپن کریں بابا پلیز بابا)"

زامل بیڈ کے قریب جاتے اسکے اوپر پڑی چادر کو پکڑ کر کھینچنے لگا تھا۔

"بابا۔۔۔ با۔۔۔ با" وہ اب چیخنے لگا تھا اسکے بابا کیوں نہیں سن رہے تھے اسے سننا چاہئے تھا

مبشر نے تڑپ کر اس ننھی سی جان کو دیکھا جسے دیکھ دل کسی سخت پکڑ میں آیا تھا انہوں نے بے اختیار اسے اٹھالیا۔

"ناہ۔۔۔می بابامالننگ (نہیں میں باباکومار ننگ وِش کرر ہاہوں) "

وہ مبشر کی گود میں بری طرح سے مچلتے نیچے اترنے کی ضد کرنے لگا تھا۔

"بیٹا۔۔۔"

"ناہ۔۔۔یو۔۔۔یو ونڈا بے بی۔۔۔ایو می (نہیں تم گندے بچے ہو مجھے نیچے چھوڑو) "

وہ مبشر کے چہرے پر حملہ آور ہونے لگا تھا جب اسکی

جنونیت اپنے باپ کیلئے دیکھ مبشر مجبور ہوتے اسے

زیحال کے پہلو میں چھوڑ گئے۔

"بابا۔۔۔ بابا ماما تائنگ بابا(بابا ماما ر و رہی ہیں بابا) "

وہ زیحال کے چہرے پر اپنے ننھے ہاتھ رکھتا اسے

اٹھانے کی کوشش کرنے لگا تھا جب اسکی کوشش دیکھ

مبشر کا دل پھٹنے کے قریب ہوا تھا

وہ چاہ کر بھی اپنی آنکھوں سے نمی بہنے سے روک

نہیں پائے تھے۔

زالے زمل کے سینے سے خود ہی لپٹ گئ تھی جو کچھ ہوا تھا اسے دیکھ کر وہ بری طرح سے سہم گئ تھی۔

وہ دونوں نہیں جانتے تھے ان پر کتنی بڑی قیامت ٹوٹ چکی ہے۔

باہر سے سٹاف نے یاقوت کو اطلاع کرنے کیلئے نمبر نکال لیا تھا۔بنا یہ دیکھے کہ جسے بلا رہے ہیں وہ خود اس شخص کے کتنا قریب تھا۔

وہ کب سے شل سا کت بیٹھا لان میں اگی گھاس کو تک رہا تھا جس میں اسے نظر کچھ نہیں آ رہا تھا مگر ذہن میں جیسے ہر چیز گھوم گئی تھی۔

کسی کو نہیں پتہ تھا پاشا نے زارک کو زندہ کیوں چھوڑا تھا مگر اب جو یاقوت کو لگ رہا تھا اسکے بعد تو جیسے اسکی پوری دنیا ہی پلٹ گئی تھی۔

وہ شخص ہمیشہ سب سے دو قدم آگے ہی سوچتا تھا ایسے جیسے جہاں سب کی سوچنے کی سکت ختم ہو وہاں اسکی سکت شروع ہوتی تھی۔

وہ مسلسل برلاس اور زارک کے بارے میں سوچ رہا تھا جب اسکے کوٹ کی جیب میں پڑا موبائل رنگ کرنے لگا۔

اس نے بنا دیکھے موبائل نکال کر کال اٹھاتے کان سے لگا لیا۔

"ہیلو" آواز کسی بھی احساس سے بلکل خالی تھی

"یاقوت سپیکنگ؟" مقابل نے نہایت ادب سے پوچھا۔

"یس" یاقوت نے نمبر دیکھ کر کچھ کھٹھکتے ہوئے فون پھر سے کان سے لگالیا۔

"آپ زیحال خان آفندی کے ساتھ تھے؟" اسکی بات پر یاقوت یکدم سی سیدھا اٹھ کھڑا ہوا۔

"تھا کا کیا مطلب ہے میں اب بھی ہوں" اسے جیسے یہ الفاظ سخت برا لگا تھا مگر مقابل کو اس پر شدید ترس آیا تھا۔

"آپ ہوسپٹل آجائیں "

"س ۔۔ سب ٹھیک ہے ؟" اسے کچھ ٹھٹھکا تھا اور

بہت شدّت سے ٹھٹھکا تھا مقابل کی جانب سے

خاموشی پھیل گئی۔

"بولو" اسکی خاموشی پر وہ بے اختیار چیخا تھا۔

"وی آر سوری آپ آجائیں" کہہ کر دوسری جانب

سے کال کٹ کر دی گئی تھی

بنا اس شخص سے پوچھے کہ وہ زندہ تھا؟ یاقوت کے

ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر گھاس پر جا گرا تھا وہ بنا

ایک پل بھی ضائع کئے دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگا تھا۔

وہ کیسے سانس بھول جاتا وہ سانس لے رہا تھا وہاں پچھ ہوا ہوتا تو یاقوت مرزا اب تک زندہ ہوتا؟

یہ وہ الفاظ تھے جن پر وہ چاہ کر بھی یقین نہیں کر سکتا تھا۔ نہیں مر کر بھی نہیں۔

وہ ڈاکٹر کے کیبن میں پیشانی تھامے شل بیٹھا تھا ایسے جیسے زندگی کا مقصد صرف سانس لینا ہو اور وہ صرف وہی کر رہا تھا۔

اسے پورا آدھا گھنٹہ ہونے والا تھا اس ایک پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے۔تب ہی نظر اٹھا کر پردے کی جانب دیکھا۔

جس کے پار سے کچھ آوازیں مسلسل آرہی تھیں۔

مگر کیا بات ہو رہی تھی اسفند کو کچھ بھی علم نہیں تھا۔

تب ہی اسکا موبائل بج پڑا سامنے "ممی کالنگ" جگمگاتا

ہوانام دیکھ وہ اٹھ کر کیبن سے باہر آگیا۔

"کہاں ہو کال کیوں نہیں اٹھارہے تھے" شاہ بیگم کو

اس پر صحیح غصّہ آیا تھا

اسفند نے گہری سانس اپنے اندر اتاری اور لوگوں کو

یہاں بھی پاکر کلینک سے باہر نکل آیا۔

"حیا کی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں تھی اسے ڈاکٹر کے

پاس لایا تھا"

اسکا انداز بے حد سرسری سا تھا مگر اسکی بات پر شاہ بیگم کو جھٹکا سا لگا۔

"کیا مطلب ہے۔۔۔ کیا ہوا ہے حیا کو؟" انہیں یکدم سے اسکی فکر ستائی۔

"کچھ نہیں بس ذرا سی وومٹنگ کر رہی تھی" وہ ابھی نارمل ہی انداز میں بات کر رہا تھا مگر شاہ بیگم کا ری ایکشن اسکے سکون کو صحیح برباد کرنے پر تلا تھا۔

"اسفی۔۔۔کیا کیا ہے تم نے اس بچی کے ساتھ؟" انکی بات پر اسفند کا دماغ بھک کر کے اڑا اس نے کچھ کیا؟ وہ حیرت سے اپنی ہی جانب انگلی کر گیا۔

"ممی۔۔۔میں کیا کرونگا"

"کچھ تو کیا ہوگا اسکا ٹھیک سے دھیان نہیں رکھا ہوگا" انکی فکر سے لگ رہا تھا جیسے اسفند نہیں حیا انکی سگی بیٹی ہو۔

"میں کیا کر سکتا ہوں" اپنے جواب پر اس نے خود سے ہی نظریں چرائی تھیں کیونکہ جو وہ کر چکا تھا اس کے بعد تو جیسے خود سے بھی نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔

"کرنے کا سوچنا بھی مت۔۔۔وہ مجھے بہت عزیز ہے اب اسکا دھیان رکھو اور میری بات کروا دینا یاد سے "

کہہ کر دو چار باتیں کر کر وہ فون بند کر گئی تھیں جب اسفند واپس سے ڈاکٹر کے کیبن میں آیا۔

اس کے آنے کے پانچ منٹ بعد ہی حیا بھی انکے ساتھ ہی اسفند کے برابر والی کرسی پر آ بیٹھی تھی۔

وہ خاموشی سے کچھ دوائیں لکھ رہی تھیں اس دوران اسفند نے گردن موڑ کر حیا کی جانب دیکھا۔

اس رات کے بعد سے اس نے ایک بار بھی اسفند کی جانب نہیں دیکھا تھا۔

اب بھی نجانے کیسے مجبور ہو کر آ گئی تھی۔

"یہ کچھ دوائیں ہیں فرسٹ منتھ کیلئے آپ پراپر اپنی وائف کی کیئر کریں اور ایک منتھ بعد پھر سے چیک اپ ضرور کروائیں "

وہ نہایت پروفیشنل انداز میں بتا کر پر سکرپشن انکی جانب بڑھا گئی

جب انکی بات پر اسفند اور حیا نے بیک وقت ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب ایک منتھ بعد کیوں آنا ہے؟" حیا نے یکدم تڑخ کر پوچھا۔

"کیونکہ آپ پریگننٹ ہیں" یہ گرا تھا آسمان اسفند حیا کے سر پر دونوں ہی پھٹی پھٹی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"یہ کیا بکواس ہے" وہ گویا پھٹ پڑی تھی مگر ڈاکٹر کو اسکا یہ انداز بہت برا لگا تھا تب ہی اسفند اسکا ہاتھ پکڑ کر کلینک سے باہر لے گیا۔

مگر اصل بدمزگی اس نے گھر جانے کے بعد کی تھی۔

اسفند سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا وہ اس بات پر اتنا خوش ہوتا جس کی کوئی انتہا نہیں تھی

مگر حیا کی باتیں سن کر جیسے اسفند کی ساری خوشی کسی ریت کی مانند ہوا میں بکھر گئی تھی۔

"میں۔۔۔میں خود کو ختم کر لونگی" اسکے ہاتھ میں چاقو دیکھ اسفند کی چھٹی حس نے فوراسی الارم بجایا تھا۔

اس نے فوراسے ایک ہی جست میں اٹھتے اسکے ہاتھ سے چاقو چھینتے دور پھینکا تھا۔

"کیا کر رہی ہو پاگل ہو گئی ہو؟" وہ حلق کے بل دھاڑا تھا اسکی دھاڑ پر حیا جیسے سانس نہیں لے سکی تھی۔

"خود کو ماروگی؟لو۔۔۔مجھے کرو ختم تمہارا ہر مسلہ ہی حل ہو جائے گا" وہ اسکے ہاتھ اپنے سینے پر رکھے درشتگی سے دھاڑا تھا۔

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں کرب اذیت اسے کیا کچھ دکھائی نہیں دیا تھا ایک بے بس مرد اپنے حالات کے سامنے مجبور۔ جیسے وہ ابھی گھٹنے ٹیک دے گا۔

اسفند کے غصّے کے بعد وہ کچھ نارمل ہوتی اب سکون سے بیٹھی تھی مگر اسکی مسلسل سوں سوں کی آواز اسفند کو سخت پریشان کر رہی تھی۔

"یہ میرا بچہ ہے۔۔۔مجھے اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہے" اسکی آواز کرب سے چور تھی حیا نے نفرت آمیز نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا

آنکھوں سے آنسوں ابل ابل کر بہہ رہے تھے۔وہ حقارت سے نظریں دوسری جانب پھیر گئی۔

"تمہیں آزادی چاہیئے تھی ناں۔۔۔میں تمہیں آزاد کردونگا" اسکی اس بات پر حیا ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب دیکھا۔

"لیکن تب تک جب تک میرا بچہ میری گود میں نہیں آجاتا" یہ گویا دھماکہ تھا حیا کے سر پر۔

ہر راستہ جیسے اس بات کے بعد بند ہو رہا تھا۔

"ورنہ دوسرا راستہ۔۔۔ کہ تم ہمیشہ یہاں بند رہو گی یا یوں کہہ لو۔۔۔ میں ہمیشہ کیلئے تمہیں خود میں قید کر لونگا "

وہ بول کر رکا نہیں تھا اسکے جانے کے کتنی دیر بعد تک بھی حیا جیسے سانس نہیں لے سکی تھی۔

وہ مختصر الفاظ میں جیسے ساری بات ہی ختم کر گیا تھا مگر حیا کیلئے کچھ بھی سمجھنا اتنا آسان نہیں تھا۔

اس نے بے اختیار اپنی بیلی پر ہاتھ رکھا جہاں اس شخص کی ایک نشانی اپنے وجود میں آرہی تھی۔

لیکن یہ صرف ایک نشانی نہیں تھی اس شخص سے حیا کا ویان شاہ کی آزادی کا پروانہ تھا۔

اور پھر نو مہینے کیسے گزرے پتہ ہی نہیں چلا تھا خدا نے اسفندیار شاہ کو ایک چاند سا بیٹا عطاء کیا تھا۔

دکھنے میں بے حد خوبصورت اور صحت مند بلکل اپنے

باپ کی طرح مگر اسکی آنکھیں حیا پر گئ تھیں

بھوری کانچ سی خوبصورت آنکھیں جو سامنے والے کو

اپنے سحر میں جکڑے بنا نہ رہ سکے۔

اور پھر اسے نام ملا تھا" برلاس اسفندیار شاہ "

اسفند کا بیٹا اسکا خون۔وہ بچہ دکھنے میں جتنا کیوٹ تھا

حرکتوں میں اتنا ہی شرارتی اور بدمعاش۔

یہ وہ بچہ تھا جو اپنی قسمت پہلے سے لکھوا کر لایا تھا اور اسکی قسمت میں دور کہیں ایک باپ صفت بھائی لکھا گیا تھا۔

جس سے دنیا ڈرتی تھی وہ شخص۔اور جو اس سے ڈرے اسکی ناراضگی سے ڈرے وہ شخص۔

وہ شروع میں بہت شرارتیں کرنے لگا تھا مگر یہ بھی صرف کچھ پل کیلئے تھا حیا نے ریکوور ہوتے ہی جیسے اپنی آزادی پالی تھی وہ پھر سے باہر جانے لگی

تھی اور اس بار اسفند اسے چاہ کر بھی نہیں روک سکا

تھا۔

وہ خود اپنے بیٹے کیلئے اسکی ماں اور باپ بن گیا تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ بر لا اس کی طبعیت بہت عجیب

ہونے لگی تھی۔

مسلسل لڑائی جھگڑوں کے بیچ وہ خوف زدہ رہنے لگا تھا

جس کا علاج بھی اسفند نے بہت کروایا تھا۔

مگر سب کا یہی کہنا تھا کہ گھر کا ماحول بچے کے ذہن پر

برا اثر ڈال رہا ہے۔

اسفند کی لاکھ کوششوں کے باوجود حیا کا رویہ برلاس کے ساتھ ذرا بھی نہیں بدلا تھا۔

اور وہاں سے شروع ہوئی تھی برلاس شاہ کی تباہی کی کہانی۔

جو آج بھی زندہ تھی جو آج بھی اسکا سائے کی طرح پیچھا کرتی تھی۔

وہ گہری نیند میں تھا جب اسکے ذہن کے پردے پر کچھ چہرے لہرانے لگے۔وہ سر دائیں سے بائیں حرکت میں لانے لگا۔

سب کچھ دھندلا سا تھا مگر پھر بھی اسکا اثر اتنا سٹرونگ تھا کہ دواؤں کا اثر بھی اسکے سامنے بری طرح سے فیل ہو رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔یہ کیا کر رہی ہو" ایک آواز اسکے کانوں میں گونجنے لگی تھی دو بھوری آنکھیں جو وہ منظر دیکھ رہی تھیں۔

"تم پاگل ہو گئی ہو۔۔۔" کوئی بول رہا تھا اور اسکے بولنے پر وہ ٹیڈی بئیر پکڑے ہوئے بچہ خوف زدہ ہو رہا تھا۔

"تم۔۔۔نے مجھے برباد کیا ہے۔۔۔میں تمہیں برباد کر دونگی" وہ روتی ہوئی بول رہی تھی وہ اپنے حواس میں نہیں تھی

"تم ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔تم پاگل ہو گئی ہو" وہ پوری جان لگا کر جیسے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔

مگر ہوش میں وہ تب آتی جب وہ زندہ ہوتی وہ تو کب کی مر چکی تھی ساتھ ہی اس معصوم بھوری آنکھوں والے بچے کو بھی لے گئی تھی۔

وہ اور تیز سر کو دائیں سے بائیں مارنے لگا۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں" اسکے لب بے ساختہ پھڑ پھڑانے لگے تھے جیسے سب کچھ ختم ہوتا ہوا دکھائی دے رہا ہو۔

"نہیں" آخر میں ایک تیز آواز کے بلند ہوتے وہ چیخ کر اٹھ بیٹھا تھا پورا وجود جیسے پسینے سے شرابور ہو چکا تھا وہ تیز تیز سانس لیتے اپنے ارد گرد دیکھنے لگا۔

مگر اسے کوئی بھی دکھائی نہیں دیا تھا یہی تنہائی اسے

کاٹ کھانے کو دوڑنے لگی تھی وہ کشن ہاتھ میں

تھامے زور سے جکڑ گیا۔

"نہیں تم کیا کر رہی ہو۔۔۔ تم پاگل ہو گئی

ہو۔۔۔میں برباد کر دونگی تمہیں"

آوازیں اسکے زہن میں گونجنے لگی تھیں اسے ارد گرد

اپنے ہر چیز بولتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

وہ بے آواز سسک کر روتے ہوئے ہر چیز کو

خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"میں تمہیں برباد کر دو نگی۔۔۔ میری بات مانو ہوش کرو" وہ کیسے اسے ہوش دلاتا۔ مگر وہاں سب ختم ہو رہا تھا۔

وہ چہرہ کشن میں چھپائے صرف آنکھوں سے ہر چیز دیکھ رہا تھا۔ اسے ہر چیز اپنی دشمن دکھائی دے رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں مجھے۔۔۔ مجھے م۔۔۔ مت مارنا" وہ خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں ان چیزوں سے منت کر رہا تھا۔

"ب۔۔۔ بابا۔۔۔ بابا" وہ اپنے ارد گرد اسے تلاش کرنے لگا تھا وہی مہربان چہرہ جو اسے کبھی اسی حال میں دکھائی دیا تھا اسکا باپ برلاس شاہ کا باپ۔

"بابا۔۔۔ بابا آپ کہاں ہیں؟" وہ کیوں نہیں آرہا تھا برلاس کو اسکی ضرورت تھی۔

وہ اور تیز رونے لگا تھا خوف سے انگ انگ پر لرزا سا طاری ہو رہا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے بیڈ سے نیچے اترنے کی کوشش کرنے لگا جیسے ابھی یہ چیزیں اسے پکڑ لیں گی ابھی اسے ختم کر دیں گی۔

وہ دھیرے دھیرے دبے قدموں سے بنا آواز کئے دروازے کی جانب بڑھنے لگا۔

جب بالا آخر کمرے کا دروازہ کھلتے وہ باہر کی جانب بھاگنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

باہر آتے وہ پھر بھی پیچھے دیکھتا ہوا لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بھاگتا رہا۔

"ب۔۔۔ برلاس نے ک۔۔۔ کچھ نہیں

کیا۔۔۔ بابا۔۔۔ ب۔۔۔ برلاس نے کچھ نہیں کیا "

وہ بس بھاگتا رہا لبوں پر ایک ہی کلمہ جاری تھا جب قدم

بے اختیار لڑکھڑاتے وہ منہ کے بل زمین پر جا گرا۔

آس پاس کوئی نہیں تھا جس نے اسے دیکھا ہو۔

وہ اپنی مدد خود کرتا لڑکھڑاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ب۔۔۔ برلاس نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ کچھ نہیں

کیا اس نے" وہ حواس باختہ سا چیخنے لگا تھا۔

"برلاس نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ برلاس بے قصور ہے۔۔۔ سنا سب نے" وہ کھلے آسمان کے بیچوں بیچ کھڑا پوری قوت سے چلا اٹھا تھا۔

"برلاس۔۔۔بے قصور ہے ا۔۔۔اس نے۔۔۔ک۔۔۔کچھ نہیں کیا ہیں ناں" وہ پاس پکڑے نوکیلے ٹکڑے کو دیکھنے لگا جس پر اسکی نظر ٹھہری تو بس ٹھہری رہ گئی۔

وہ اس ٹکڑے کے پاس بیٹھتے اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔

"برلاس بے۔۔۔ق۔۔۔ قصور ہے ت۔۔۔ تم نے سنا" وہ اس ٹکڑے سے بات کر رہا تھا جیسے وہ ابھی اسے جواب دے دے گا۔

وہ دھیرے سے اس پر اپنے ہاتھ کا دباؤ دینے لگا۔

"برلاس۔۔۔ برلاس نے ک۔۔۔کچھ نہیں کیا" آخر میں اسکی آواز تھوڑی بلند ہونے لگی تھی جیسے اسکی ساری تکلیفیں ایک ساتھ ابھر کر باہر آنے لگی ہوں۔

"برلاس" اسی وقت پامیر اسے ڈھونڈتا ہوا لان میں پہنچا تھا جہاں برلاس کو پا کر اسکے قدموں تلے سے زمین کھسک گئی تھی۔

وہ دوڑ کر ایک ہی جست میں اس تک آ پہنچا تھا۔

"برلاس۔۔۔ یہ کیا کر رہا ہے" اسکا ہاتھ اٹھا کر دیکھا جہاں اچھا خاصا زخم بن چکا تھا۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا کیا تو نے؟" وہ گویا پھٹ پڑا تھا۔

"ب۔۔۔ برلاس نے کچھ نہیں کیا" وہ حواس باختہ سا کیا کہہ رہا تھا اسے کچھ علم نہیں تھا۔

"یہ تونے کیا ہے" پامیر نہیں جانتا تھا کہ اسکے الفاظ اسے کس قدر گھائل کر سکتے ہیں۔

وہ پوری طاقت لگاتے پامیر کو خود سے دور دھکیل گیا۔

"میں نے کہاناں۔۔۔۔ برلاس کچھ نہیں کیا۔۔۔ کچھ نہیں کیا اس نے" وہ اٹھ کر آس پاس پڑے گملے اٹھا کر پلرز پر دے مارنے لگا۔

"برلاس۔۔۔میری بات سن۔۔۔" اسے اس قدر تکلیف میں مبتلا دیکھ پامیر کی گویا جان نکلی تھی۔

"برلاس۔۔۔نے کچھ۔۔۔نہیں کیا" وہ پینک ہو رہا تھا اور جب وہ پینک ہوتا تھا تب اسکے آس پاس ویسی ہی توڑ پھوڑ ہوتی تھی جیسی اس کے اندر تھی۔

"برلاس رک جا۔۔۔برلاس" پامیر کو ڈر تھا کہیں وہ خود کو کوئی بڑا نقصان نہ پہنچا لے۔

"آپ کہاں ہیں بھائی" پامیر کو شدّت سے رونا آیا تھا۔

اس وقت صرف انکا باپ تھا جس کے بغیر اسکے بچے یوں ٹوٹ رہے تھے بکھر رہے تھے

"نہیں کیا کچھ۔۔۔ نہیں کیا۔۔۔" وہ کرب سے بالا آخر زور سے چیخ پڑا تھا اسکی آواز گھٹ رہی تھی جیسے وہ روئے گا اور وہ رو بھی پڑا تھا

اب یا تو وہ ختم ہو جائے یا یہ تکلیف دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔

تب ہی پامیر کی نظر زارک پر پڑی جو برلاس کے بے حد قریب کھڑا تھا برلاس کا یوں دھاڑے مار کر رونا اسکے لئے بھی شدید تکلیف کا باعث بن رہا تھا۔

اس نے جیسے ہی برلاس کی جانب ہاتھ بڑھایا کسی نے

پوری قوت سے اسکا ہاتھ جکڑ لیا تھا

جب ان اولیو گرین آنکھوں کے ساتھ ساتھ ان

بھوری آنکھوں نے بھی نظر اٹھا کر سامنے کھڑے

شخص کو دیکھا تھا۔

جو اور کوئی نہیں "برلاس شاہ کا باپ" تھا گرے

جھیل سی آنکھوں والا خوبصورت شہزادہ۔ سپاٹ چہرہ

اور مضبوط گرفت کہ زارک کے بازو پر رگیں

ابھرنے لگی تھیں۔

گرے جھیل سی آنکھیں جو صرف ایک شخص کی
تھیں جوان آنکھوں سے ہی سامنے والے کو اپنے سحر
میں جکڑ لیتا تھا۔
اسے دیکھ زارک کی آنکھیں بے اختیار پھیلنے لگی تھیں
وہی پامیر سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا

جب اسکے منہ سے بے اختیار ''بھائی'' نکلا۔

سامنے دیکھتے ہی برلاس کی آنکھوں میں تیزی سے

بھرتی نمی قطروں کی صورت میں رخسار پر بہہ گئی

''ب۔۔۔ بابا۔۔۔'' اسکے لبوں نے تڑپ کر اسے پکارا

تھا جب اسکے منہ سے بابا لفظ سنتے زارک نے ٹرانس

کی سی کیفیت میں نظریں اسکی جانب گھمائی۔

''بابا'' وہ کس تڑپ سے اسے پکار رہا تھا جب اسکی

تڑپ پر پامیر کی آنکھیں بے اختیار نہ چاہتے ہوئے بھی

برس پڑیں۔

برلاس تڑپ کر بے اختیار اسکے سینے سے جا لگا تھا۔

جب اسکے اچانک لگتے ہی زیحال کے پورے وجود

میں ایک جھٹکا سا لگا تھا۔

شولڈر پر ہوئے بینڈج میں ایک تیز ٹیس سی اٹھی تھی

جسے وہ ضبط سے لب بھینچتے سہہ گیا۔

اپنے درد کے آگے اسے اپنے بیٹے کا درد زیادہ لگا تھا

جس نے اسکے بغیر تین چار دن میں اپنی کیا حالت بنالی

تھی۔

وہ شروع دن سے صرف زیحال کے کنٹرول میں آتا تھا اور آج بھی صرف وہی تھا جس کے سامنے برلاس شاہ کو توڑ پھوڑ کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اسے صرف اپنا باپ چاہئے ہوتا تھا۔

اسکی آغوش اسکا سایہ صرف یہ برلاس شاہ کو مل جائیں وہ پوری دنیا سے لڑ سکتا تھا۔

"بابا" وہ زیحال کے سینے سے لگا زار و قطار روتے ہوئے جیسے پچھلے دنوں کی ساری اذیت نکال دینا چاہتا تھا۔

جبکہ زیحال کی نگاہیں صرف زارک پر جمی تھیں اسکے

چہرے پر۔

جو برلاس کو اسکے اتنے قریب دیکھ شاکڈ رہ گیا تھا ایک شخص ان تینوں کیلئے اکیلا کون کونسے رشتے مکمل کر رہا

تھا۔

یہ آج برلاس کو دیکھ بخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔ جو اسکے ساتھ ایسے لپٹا تھا جیسے وہ اسکی ماں ہو۔

برلاس ہچکیوں میں رونے لگا تھا اسکے منہ سے نکلتی

سسکیاں جان لیوا تھیں۔

مگر اب وہ خوف زدہ نہیں تھا ان اولیو گرین آنکھوں سے کیونکہ اسکے ساتھ اسکا باپ تھا۔

وہ فرش پر بیٹھی پتھر بنی سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی دل بھی جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا وہ کسی مردے کی طرح بے جان سی بیٹھی تھی اس نے زالے کی جانب بھی نہیں دیکھا۔

جو ننھی سی جان نہیں جانتی تھی کہ انکے ساتھ کیا ہوا ہے اسے اپنے بابا چاہیئے تھے اور بابا؟

وہ یک ٹک اس مشین کو دیکھ رہی تھی جہاں سانسوں کی لائن بلکل سیدھی چل رہی تھی۔

یہ صرف اس شخص کی سانسوں کی لائن نہ تھی یہ زمل فہد خانزادہ کی سانسوں کی لائن تھی وہ واقعی سانس نہیں لے پا رہی تھی۔

ڈاکٹر برہان کی حالت بھی اس سے ذرا مختلف نہ تھی وہ سب اپنی زندگی ہارے بیٹھے تھے۔ صرف ایک شخص کے جانے سے۔

جانے سے؟ وہ دیکھ رہی تھی مشین کو اسے دیکھنا تھا مگر اگلے ہی پل جیسے ان ہیزل آنکھوں نے متحیر سا ہوتے پھیلنا شروع کر دیا تھا۔

اسکے ساکت پتھر بنے وجود میں ذرا سی حرکت ہوئی دور کہیں دل نے ذرا سا دھڑکنے کی کوشش کی۔

سانسوں کی لائن جو بلکل سیدھی تھی وہ دھیرے دھیرے ٹیڑھی ہو رہی تھی۔ اسے دیکھ زمل کے بدن میں جھٹکا سا لگا تھا۔ آنکھوں سے آنسوں مزید تیزی سے ابل پڑے۔

سانسوں کی لائن تیزی سے حرکت میں آرہی تھی
صرف وہی نہیں زمل فہد خانزادہ کی رکی ہوئی سانسیں
بھی اسکے ساتھ ہی واپس آرہی تھیں۔
وہ دھیرے سے اٹھنے کی کوشش کرنے ہی لگی تھی
جب کمزوری کے باعث بے اختیار گرگئی۔
وہاں سانسوں کی لائن مزید تیزی اختیار کرگئی تھی
مشین کی ٹوں ٹوں پورے کمرے میں گونجنے لگی۔
جس کی آواز پر موبی نے بے اختیار ٹرانس کی سی
کیفیت میں مشین کی جانب دیکھا۔

اسکی لائٹ جل بجھ رہی تھی سانسوں کی لائن اب

تیزی سے دوڑ رہی تھی ایسے جیسے نارمل رفتار کو بھی

بری طرح سے مات دے رہی ہو۔

انہوں نے تڑپ کر بیڈ کی جانب دیکھا جہاں دو گہرے

جھیل سی خوبصورت آنکھیں انہیں دیکھ رہی تھیں۔

اسکی کھلی آنکھوں کو دیکھتے ہی وہ دھک سے پیچھے ہٹ

گئے اور منہ سے زبردست چیخ برآمد ہوئی۔

انکی چیخ پر زمل اور برہان نے بیک وقت انکی جانب

دیکھا۔

موبی تڑپ کر بھاگتے ہوئے ایک ہی جست میں اس تک آ گئے اور بے یقینی سے اسے دیکھنے لگے جیسے اسکی کھلی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"پ۔۔۔ پاشا۔۔۔ پاشا آپ۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟"

وہ یہ نہیں کہہ سکے کہ وہ زندہ ہے کیونکہ اسے مرا ہوا تصور کرنا جیسے خود کو ختم محسوس کرنا تھا۔

برہان تڑپ کر ایک ہی جست میں اٹھتے اسے دیکھنے لگے۔

"ہاں۔۔۔ہاں یہ دیکھیں۔۔۔ہاں آنکھیں کھلی ہیں پاشا کی۔۔۔ہاں ہمارے پاشا کی آنکھیں کھلی ہیں"

وہ بوکھلاہٹ اور خوشی کے باعث کیا بول رہے تھے انہیں کچھ علم نہیں تھا۔

"ہاں۔۔۔ہاں دیکھیں" وہ برہان کو بازو سے تھام کر جیسے انکو یقین دلا رہے تھے۔

جن کی سبز آنکھوں سے جیسے پانی کسی سیلابی ریلے کی طرح بہنے لگا تھا ٹانگیں یکدم سے بے جان ہونے لگیں انہوں نے بیڈ کا سہارا لیا تھا۔

انہوں نے کس کرب اور اذیت بھری نگاہوں سے مشین کی جانب دیکھا تھا۔

جہاں چلتی سانسوں کی لائن ان سب کی ایک نئی زندگی کی نوید تھی۔وہ بیڈ کو اور مضبوطی سے تھام گئے واقعی انکو ضرورت تھی اسکی۔وہ ضبط کرتے کرتے کرتے بھی روپڑے تھے وہ بے اختیار زیحال کے سینے سے لگ گئے۔

اور مزید پھوٹ کر رو پڑے۔

"پاشا۔۔۔" انکے لبوں نے تڑپ کر اسے پکارا۔ جبکہ انکے پیچھے بیٹھی بے جان سی لڑکی اب تک بے یقین تھی۔

زامل زالے دوڑ کر اپنے بابا کے پاس آئے تھے جن کو دیکھتے ہی موبی نے دونوں کو زیحال کے دائیں بائیں چھوڑ دیا۔

اسکی کھلی آنکھیں دیکھ دونوں میں جیسے خوشی کی لہریں سی دوڑ گئی تھیں۔

"بابا۔۔۔بابا" وہ دونوں یکدم سے اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔دونوں ہی اسکے چہرے کو شدّت سے چومنے لگے تھے۔

"می بابا۔۔۔۔(میرے بابا)"زامل بتا رہا تھا سب کو یہ اسکے بابا تھے جنہوں نے آئزاوپن کرلی تھی۔

"بابا۔۔۔می او ویو بابا(بابا میں آپ سے پیار کرتی ہوں بابا) "

زالے کس تڑپ سے اسے بتا رہی تھی جب اپنے بچوں کی محبت اور تڑپ اپنے لئے دیکھ زیحال کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھری تھی۔

اس نے دھیرے سے ہاتھ اٹھا کر دونوں کو مزید اپنے چہرے کے قریب کرتے باری باری دونوں کا بوسہ لیا۔

برہان نے پیچھے مڑ کر زمل کی جانب دیکھا جو دروازے کا سہارا لئے بے جان سی کھڑی تھی۔

وہ اسکی آسانی کیلئے درمیان سے ہٹ کر ایک جانب ہو گئے جب اسکی نظر براہ راست اس دشمن جان پر پڑی۔

جس کی چلتی سانسوں کو دیکھ وہ اس سے زیادہ بے یقین تھی جتنی اسکی بند سانسوں کو دیکھ کر ہوئی تھی۔

برہان کے ہٹنے سے زیحال کی نظریں بھی اسی وقت زمل کی جانب اٹھی تھیں اسے دیکھ جیسے وہ جھیل سی گرے آنکھیں اپنی جگہ ٹھہر سی گئیں۔

ان نظروں کا تبادلہ قیامت تھا۔

زیحال نے دھیرے سے اٹھنے کی کوشش کی جب اسکی یہ کوشش دیکھ برہان نے بے اختیار اسے کندھوں سے تھاما۔

"آپ کیوں اٹھ رہے ہیں لیٹے رہیں پلیز" انکی اس قدر فکر پر زیحال نے نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

اسکی نگاہوں سے ڈر کر ہی برہان اسے سہارا دے کر سیدھا پیچھے کراؤن سے ٹیک لگا کر بٹھا گئے۔

زامل زالے اسکے سینے سے ایسے ہی چپکے ہوئے تھے جیسے بندر کے بچے بندریا کے ساتھ ہر وقت چپکے رہتے ہیں۔

زیحال نے کن اکھیوں سے اس لڑکی کو دیکھا۔

جھیل سی بو جھل گرے آنکھیں خوبصورت نین نقوش پر سر پر ہوا سفید بینڈج جس پر پڑے اسکے بال اسے نہایت جاذب نظر بنا رہے تھے۔

کمبخت کے دیکھنے کا انداز میں جان لیوا تھا۔

"ا۔۔۔ایک بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔آپ کو ایک دم
سے۔۔۔ہ۔۔۔ہوش کیسے؟" موبی اب تک اس
احساس کے سحر سے نکل نہیں پائے تھے۔
کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس سے سیدھا سوال
کر لے۔
"آپ کو ہوش کب آیا پاشا؟" برہان خود اسی کشمکش
مبتلا تھے۔
مگر وہ کب کسے دیکھ رہا تھا اسے تو بس اپنی گلالے نظر آ
رہی تھی۔

"جب کسی نے اپنے لمس سے معطر کیا تھا مجھے" اسے دیکھتے ہوئے وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا تھا جب اسکی بات پر برہان اور مبشر نے پھٹی پھٹی سی نظروں سے اسے دیکھا یہی حال زمل کا بھی تھا۔

"م۔۔۔ مطلب۔۔۔ یہ۔۔۔ س۔۔۔ سانسیں؟" اسکی دہشت کہ اب بھی سوال پورا نہیں کیا گیا تھا۔

"پرینک تھا" یہ ہوا تھا سب کے سروں پر دھماکہ جیسے ساتوں آسمان ایک ساتھ انکے سروں پر آن ڈھے ہوں۔

"ک۔۔۔کیا مطلب۔۔۔پرینک تھا؟ آپ کو کچھ نہیں ہوا تھا؟" مبشر کے سوال پر اس ڈھیٹ نے گردن دائیں بائیں نفی میں ہلائی۔

"پاشا؟" برہان نے بے ساختہ اسے حیرت سے پکارا وہ ہکا بکا سے کچھ بول بھی نہیں پا رہے تھے۔

وہ کہنا چاہتے تھے اتنا جان لیوا پرینک کون کرتا ہے سب کی سانسیں نکال رہی تھی اس پرینک نے۔

اسی وقت وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بھاری قدم اٹھاتی اسکے قریب آنے لگی۔

اسکی سرخ متورم آنکھیں اس وقت قہر ڈھا رہی تھیں

وہ پتھر بنی اسے دیکھ رہی تھی۔

جب اسکے آتے ہی مبشر نے کچھ ٹھٹھک کر بچوں کو

درمیان سے اٹھالیا

"ناہ ایو می۔۔۔یو ڈنڈا بے بی (نہیں مجھے چھوڑو گندے

بچے)"وہ مبشر کی بازو پر اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے

احتجاج کرنے لگا تھا۔

"شش۔۔۔دیکھو۔۔۔ماما بابا کو" مبشر کے انکا دھیان

وہاں مبذول کرواتے دونوں سچ میں ٹکر ٹکر اس

جانب دیکھنے لگے تھے۔

"گلالے" اسے اتنے خطرناک تاثرات لئے اپنی

جانب آتے دیکھ زیحال کی سانسیں خشک ہوئی تھیں

"ک۔۔۔کیا تھا یہ؟" کتنی مشکل ہوئی تھی اسے یہ

لفظ ادا کرتے ہوئے۔

"م۔۔۔میں نے پوچھا۔۔۔کیا تھا یہ؟" وہ دھیرج

رکھتی رکھتی بھی بالا آخر چیخ پڑی تھی۔

برہان بے اختیار پیچھے ہٹ گئے جو کچھ ہو چکا تھا اسکے

بعد اسکا ایساری ایکٹ ایک عام بات تھی

یا شاید یہ بھی بہت کم ہوتا۔

"میں دیکھنا چاہتا تھا"

"کیا دیکھنا چاہتے تھے ہاں؟" اسکی بات پر وہ پھٹ پڑتی

اسے شرٹ سے جکڑ گئی تھی۔

زیحال نے ایک نظر اسکے ہاتھوں کو دیکھا وہ ہوسپٹل

والی پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا۔

ماتھے پر بینڈج ہاتھ پر بینڈج اور شولڈر والا جو سب

سے اہم تھا وہ تو دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔

"یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ آپ کے بغیر میں کیسے مرتی

ہوں۔۔۔یہ دیکھنا تھا؟"

اسکی بات پر زیحال نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا۔

"ہمت کیسے ہوئی۔۔۔اتنا گھٹیا مذاق کرنے

کی۔۔۔جواب دیں" اسے جواب چاہیئے تھا

اسکے ہاتھ بری طرح سے کانپ تھے زیحال نے بے اختیار اسے کندھوں سے تھاما جسے وہ فوراً سے جھٹک گئی۔

"گلا لے ریلیکس میں صرف" وہ اپنے حق میں صفائی پیش کرنے ہی لگا تھا جب وہ آس پاس نظر دوڑانے لگی۔

"ک۔۔۔کیا کر رہی ہو؟" اسکے ارادے زیحال کے ساتھ ساتھ ان دونوں کو بھی خطرناک لگے تھے۔

"ذڑگیہ میری بات سنو۔۔ کیا کر رہی ہو؟"وہ جواب چاہتا تھا جب جواب میں ایک اڑتا ہوا واس اسکی جانب آیا تھا۔

جسے بروقت وہ کیچ کرتے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

اور پھر صرف واس نہیں وہ ٹیبل پر جو کچھ پڑا سامنے آ رہا تھا وہ سب بس پھینکتی جا رہی تھی۔

"گلالے نہیں۔۔۔و۔۔۔وائفی۔۔۔میری بات تو سنو"وہ نہیں سن رہی تھی۔

برہان اور مبشر تو اس جنگ میں دونوں بچوں کو لے کر

آپس میں چپک گئے تھے مبادا ان میں سے کوئی بیگانی

جنگ میں شہید چوک نہ بن جائے۔

"نہیں۔۔۔نہیں وائفی" اسکے ہاتھ میں آکسیجن

مشین دیکھ زیحال بے اختیار چیخ پڑا تھا۔

"بچو اصل سانس تو اب یہ پاشی نکالے گی اور کریں

ایسے پرینک "

موبی کی بات پر زیحال نے پھاڑ کھانے والی نظروں

سے اسے دیکھا۔

"شٹ اپ ۔۔۔ تمہیں بعد میں دیکھوں گا" وہ اسے جھاڑتے پھر سے اپنی جنگلی بلی کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"بس ۔۔۔ سب کچھ مار لیا اب خود کو مار دو مجھے ۔۔۔ قسم سے خوشی کھاؤنگا"

اسکی بات پر سر تا پیر سیخ پا ہوتے وہ تن فن کرتی اسکے پاس آتے اپنے نازک مکے اسکے سینے پر برسانے لگی

"کیا تھا یہ ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ کیا تھا" وہ بری طرح سے لرزتی بس اسے مارتی چلی جارہی تھی

اب نہیں دیکھی کوئی بھی چوٹ یا زخم یہ سب بہت چھوٹا تھا اسکے آگے جو اس نے کر لیا تھا۔

"میری جان نکل جاتی تو" وہ اسکے جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی منہ پر ہاتھ رکھتے کمر سے تھام کر اپنے قریب کر گیا۔

وہ ہیزل آنکھیں جو رو رو کر سوجھ چکی تھیں ان میں باری باری جھانک کر دیکھا۔

"آنکھیں بند کریں آپ کیوں دیکھ رہے ہیں ؟"

برہان کی نظریں وہاں پا کر موبی نے تڑخ کر انکی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔

"میں تو الحمد للہ شادی شدہ ہوں آپ آنکھیں بند کریں"

انکی بات سیدھا موبی کے دل پر جا کر لگی تھی وہ جل بھننے والے انداز میں انکو دیکھنے لگے۔

"بیٹا بس مولوی کی دیری ہے میرے منہ سے پھوٹ پھوٹ کر قبول ہے نکل رہا ہے اگر آپ کی وہ غنڈی بہن مان جائے تو "

انکی بات پر برہان نے دانت پیس کر باقاعدہ انکو دکھائے۔

"شکل ہی ایسی ہے "انکی اپنی تو تو میں میں شروع ہو گئی تھی جب زیحال نے گردن ٹیڑھی کر کر ذرا سا گلا کھنکارا۔

دونوں ہی یکدم سے تیر کی طرح سیدھے ہوتے باہر کھسک لئے ساتھ پاشا کی افلاطون اولاد کو بھی لے گئے۔

جس نے اپنی مرضی کے خلاف کام ہوتے دیکھ پورا ہوسپٹل سر پر اٹھا لیا تھا اسے روتے دیکھ زالے بھی رونے لگی تھی۔

"یار۔۔۔جڑواں بچے تو ہونے ہی نہیں چاہئے ایک کو کچھ ہو دوسرا ایسے ہی گلا پھاڑ کر روتا ہے"

موبی کے کانوں سے اس تھوڑی سی دیر میں ہی ریشہ

نکلنے لگا تھا

وہ تو حیران تھے یہ چھوٹا سا بچہ کیسے انکا مقابلہ کر رہا تھا۔

نہ ڈر رہا تھا نہ جھجھک رہا تھا آخر کو پاشا کی اولاد تھا۔

____

دوسری جانب وہ اس ہیزل آنکھوں سے نکلنے والی نمی

کو اپنے لبوں سے بے اختیار چننے لگا۔

جس پر اور بھی آنسوں جیسے ابل ابل کر بہہ نکلے تھے وہ

بری طرح سے کانپتی ہوئی پوری اسکے سہارے آتی

سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی اسکے رونے میں واضح تڑپ تھی جسے محسوس کر کر زیحال کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"اچھا ناں میرا بچہ۔۔۔ غلطی ہو گئی"

غ۔۔۔ غلطی؟" وہ بچوں کی طرح سسکیاں لیتی کس کرب سے پوچھ رہی تھی زیحال ٹرانس کی سی کیفیت میں سر نفی میں ہلانے لگا۔

"گ۔۔۔گناہ۔۔۔گناہ کیا ہے۔۔۔آ۔۔۔آپ

نے "ہچکیوں کے باعث اس سے ٹھیک سے بولا تک

نہیں جا رہا تھا۔

"م۔۔۔میں۔۔۔میں ک۔۔۔کیسے رہتی

آ۔۔۔آپ کے بغیر۔۔۔س۔۔۔سوچا ہے؟" اسکے

یوں بات کرنے پر زیحال کا دل کسی گہری کھائی میں

ڈوب رہا تھا۔

وہ بے اختیار اسے خود میں بھینچ گیا اس میں اتنی طاقت نہیں تھی مگر پھر بھی اس لڑکی کیلیئے وہ اپنی صحت بھی بھلا سکتا تھا۔

"میں کیا کرتا۔۔۔شاید یہ ضروری تھا۔۔۔یہ دیکھنے کیلیئے کہ میں تمہارے لئے کتنا ضروری ہوں "

اسکی بات پر زمل نے بے اختیار چہرہ باہر نکال کر اسے دیکھا آنکھوں میں بے یقینی سی تھی۔

"ص۔۔۔صرف اس لئے؟" اسکے سوال پر زیحال نے اثبات میں سر ہلایا۔

پچھلے دنوں وہ کتنے کرب سے گزرا تھا یہ شاید ہی کوئی سمجھ سکے گا وہ سب کیلئے ضروری تھا مگر وہ کس کیلئے ضروری تھا یہ اسے محسوس کرنا تھا۔

اس لڑکی کی تڑپ دیکھ اسکے دل میں خوشی کے شامیانے سے بج رہے تھے۔

وہ اسے یک ٹک دیکھتی رہی جب آخر میں پھر سے دور اپڑتے اسکے سینے پر دے دھڑا دھڑ مکے برسانے لگی۔

"آؤچ مار دیا ظالم نے" وہ جان بوجھ کر سر پیچھے پھینکے درد کی ایکٹنگ کرنے لگا مگر اندرونی درد اسے پہنچ رہا تھا۔

زمل کیلئے یہ سب برداشت سے باہر ہو رہا تھا وہ تڑپ کر اسکے کندھے سے لگتی لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی جب اسے اس قدر شدّت سے روتے دیکھ زیحال کی جان نکلی تھی۔

"وائفی۔۔۔اچھاناں سوری" اسکا ایک لفظ کیا اس پل

کوزمل فہد خانزادہ کی زندگی سے نکال سکتا تھا جس میں

اسکی آنکھوں نے ان سانسوں کو ختم ہوتے دیکھا تھا۔

وہ نہیں ہوئی تھی چپ وہ جی بھر کر رونا چاہتی تھی وہ

الگ بات تھی کہ اسکے اندر سے آنسوؤں کے ذریعے

تکلیف نکل رہی تھی مگر وہی اسکے رونے سے زیحال

کومل رہی تھی۔

"گلالے۔۔۔ایسے روکر تو سچ میں جان" وہ بولنے ہی

لگا تھا جب وہ تڑپ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

آنکھوں سے آنسوں ابل ابل کر بہہ رہے تھے۔

"پپ۔۔۔پلیز" وہ چیخ کر کہنا چاہتی تھی کہ بس کرے

اپنے ہبی کے دور جانے کا خوف اسکی رگوں میں خون کے ساتھ ہی دوڑنے لگا تھا۔

زیحال نے ایک نظر اسکی آنکھوں میں دیکھا اور شدّت سے اسے اپنے آپ میں بھینچ گیا

ان دونوں وجود کے ملتے سانسوں نے ایک نئے سرے سے چلنا شروع کر دیا تھا دلوں کی دھڑکنیں تیزی سے دھڑکنے لگی تھیں۔

"بس۔۔۔اب اور نہیں رونا۔۔۔ صرف ایک گولی مجھے تم سے دور نہیں کر سکتی" وہ مزید اسے اپنے دل کے قریب کر گیا۔

زمل بھی اس سے مزید لپٹنے لگی جیسے اب کبھی دور نہ ہونا چاہتی ہو۔دونوں طرف سے عشق نے شدّت اختیار کی تھی۔

وہ زاروزارا اپنے ہبی کے چہرے کو چومنے لگی ہر لمس میں ایک الگ ہی جان لیوا تڑپ تھی۔ وہی دوسری جانب جیسے ان پلوں میں واقعی زندگی کی طرف آرہا تھا۔

وہ گاڑی سے چابی نکالے بغیر ہی اندر کی جانب بھاگا تھا اسے بھاگتے ہوئے کتنے ہی لوگوں نے دیکھا تھا کوئی اسے روک کر بھی دیکھتا۔

کہ وہ سانس لے رہا ہے؟ یا قوت مرزا آج سانس لے

رہا ہے۔

وہ بس دیوانہ وار کوریڈور میں بھاگ رہا تھا جب اس نیچ

آگے سے آتے کسی ڈاکٹر سے جا ٹکراتے دونوں ہی

بری طرح سے سفید ماربلوں پر جا گرے تھے۔

وہ تب بھی نہیں رکا تھا اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا وہ اٹھا

اور پھر سے اندھا دھند روم کی جانب دوڑ گیا۔

جہاں جاتے دروازے کے کھلتے ہی نظر سامنے پڑی

جہاں وہ اپنے گلالے کو پیار سے چپ کروا رہا تھا۔

یاقوت کے ذہن میں وہ الفاظ گونجنے لگے تھے۔

"وی آر سوری آپ آجائیں" یہ الفاظ تھے؟ یہ جان نکالنے کیلئے ایک صور تھا جو یاقوت مرزا میں پھونکا گیا تھا۔

سامنے اپنے باپ کو صحیح سلامت بیٹھے دیکھ وہ مزید اپنے قدموں پر کھڑا نہیں رہ پایا تھا۔
ٹانگیں بے جان ہونے لگی تھیں وہ دھیرے سے فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔اور اسے دیکھتا رہا۔

"یاقوت" اسے ایسے بیٹھتے زیحال نے بے اختیار

اسے پکارا۔

جب وہ مزید ضبط نہ کر پاتے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے

پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا۔

زمل اسے پہلی بار ایسے روتے ہوئے دیکھ رہی تھی تب

ہی دل جیسے منہ کو آگیا تھا۔

"یاقوت" زیحال نے تڑپ کر اسکا نام پکارا مگر وہ

نہیں دیکھ پایا اسکی جانب۔

اتنے میں ڈاکٹر برہان نے آتے ہی اسے سمبھالا۔

"یاقوت سمبھالو خود کو "

مگر وہ کتنی ہی دیر نہیں سمبھال پایا تھا وجود جیسے کسی زلزلے کی زد میں آگیا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ ک۔۔۔ کہہ رہا۔۔۔ تھا" وہ ہچکیوں کے باعث ٹھیک سے بول تک نہیں پا رہا تھا۔

برہان نے بے اختیار زیحال کی جانب دیکھا جس کے اشارے پر وہ یاقوت کو کندھوں سے تھام کر اٹھاتے زیحال تک لے آیا تھا۔

زمل اسکے دوسری جانب کھڑی یہ منظر دیکھنے لگی جب یاقوت آتے ہی زیحال کے سینے سے لپٹ کر مزید شدّت سے رو دیا۔

"آ۔۔۔آپ کو کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا" اسکی تڑپ پر زیحال کا دل کانپ اٹھا تھا اسے صرف لگا تھا کہ وہ ضروری ہے سب کیلیئے۔

مگر وہ تو سب کی سانسوں کی مانند بن چکا تھا۔

کتنی ہی دیر یاقوت چپ نہیں ہوا تھا۔

"ویسے آپ کو ہوش کب آیا؟" برہان کو اب تک تجسس ہو رہا تھا۔

"صبح" اسکے جواب پر سب نے ٹرانس کی سی کیفیت میں پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا۔

زمل کو اپنی حرکت یاد آئی مطلب یہ ڈھیٹ تب ہوش میں تھا؟

اسکی نگاہیں اس وقت بھی زمل کی جانب تھی جن میں پنپتی شرارت بھانپتے وہ بے اختیار نظریں چرا گئی۔

"زمل۔۔۔ایک وار اس میری جانب سے بھی مارو"

برہان کی بات پر زیحال نے گھور کر اسے دیکھا۔

جب اگلا حملہ خود انہوں نے اس پر کر دیا تھا کشن سیدھا

زیحال کے منہ پر لگا تھا۔

"ک۔۔۔کیوں؟" جمیل کی جمیلہ کو کوئی ہاتھ لگائے

یہ اس سے کب برداشت ہو سکتا تھا۔

"بیٹا تمہارا باپ بھری جوانی میں نکلنا چاہتا ہے" ماحول

مبشر کی بات پر یکدم سے خوشگوار ہو گیا تھا۔

"برلاس اور پامیر کہاں ہیں؟" کب سے زیحال کو وہ دونوں ہی دکھائی نہیں دیے تھے جب برلاس کے ذکر پر یاقوت کا چہرہ بجھ سا گیا پریشانی نے بیک وقت اسے آن گھیرا تھا۔

"وہ۔۔ب۔۔۔ برلاس کے ساتھ ہے "

"اور برلاس کہاں ہے؟" دوبدو سوال کیا۔

"فارم ہاؤس پر۔۔۔" اسکی بات میں چھپی اصل وجہ جیسے زیحال کو دھیرے دھیرے سمجھ آرہی تھی وہ بغور اسکا چہرہ دیکھنے لگا جیسے پڑھ رہا ہو۔

"وہاں کیا کر رہا ہے ؟ "

"ج۔۔۔جب سے آپ کی طبعیت خراب ہوئی ہے
تب سے اسے پینک اٹیکس آرہے ہیں کئ بار اپنی
جان لینے کی کوشش کر چکا ہے"

اسکی بات پر زیحال کا چہرہ یکدم سے تاریک ہوا تھا
الفاظ جیسے ذہن میں گونجنے لگے تھے اور ایسا کیسے ممکن
تھا اسکی اولاد اتنا بڑا قدم اٹھائے اور وہ تکلیف میں
ہونے کے باوجود بھی نہ جائے۔

وہ کب سے زیحال کے ساتھ لپٹ کر بیڈ پر بیٹھا تھا نہ کوئی خوف نہ کوئی ڈر ایسے جیسے سب کچھ بھاگ گیا جو اس کمرے کی جتنی چیزیں اسے خوفزدہ کر رہی تھیں۔

اب وہ سب کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے سب کا مقابلہ کر لے گا پوری دنیا کا مقابلہ۔

اسکے ساتھ اسکا باپ موجود تھا اور اسکا ساتھ برلاس شاہ کیلئے اسکی پوری طاقت تھا۔

اس شخص کا صرف چہرہ ہی برلاس شاہ کو دکھائی دینے کیلئے کافی ہوتا تھا پھر وہ پوری دنیا کو بتا سکتا تھا۔ کہ وہ کون ہے۔

اس وقت بھی وہ زیحال کے ساتھ کسی معصوم بچے کی طرح دبک کر بیٹھا تھا۔

اور اسے ایسے بیٹھے دیکھ شہریار اور باقی سب کو تھوڑی سی حیرت ہوئی۔

کیوں ناں ہوتی پچھلے تین چار دنوں سے یہی شخص خود کی کتنی بار جان لینے کی کوشش کر چکا تھا اور وجہ صرف ایک تھی۔

اس تکلیف سے آزادی جو اسکی جان پل پل قطرہ کر کر نکال رہی تھی اسے کتنی محبت ہو سکتی تھی زیحال خان آفندی سے؟

اس بات کو لفظوں میں بیان کرنے سے پہلے ایک نظر اسے اس شخص کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا جاتا۔

جو اسکے ساتھ برلاس شاہ کے چہرے پر اطمینان آیا تھا سکون رگوں میں اترا تھا۔جلتے پر جیسے ٹھنڈک ڈال دی گئی تھی۔ایسی کیفیت تھی اسکی۔

زیحال نے گردن جھکا کر برلاس کی جانب دیکھا اسکی آنکھیں کھلی تھی اور ایک ہی نقطے پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں نے کہا تھا اسکا علاج اب بہت ضروری ہے"

شہریار کی آواز پر اس نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

"اور تمہارے بغیر یہ تین چار دن اس نے جو حالت بنائی ہے اپنی میں لفظوں میں بیاں نہیں کر سکتا"

وہ واقعی قاصر تھا لفظوں میں وہ سب بتانے سے۔

زیحال نے پھر سے ایک نظر برلاس کی جانب دیکھا۔

اسکے بغیر؟ یہ چیز زیحال کو اندر سے بے حد خوف زدہ کر گئی تھی اسکی شاید زندگی لکھی تھی تب ہی وہ بچ گیا تھا۔

اگر وہ نہ بچتا تو؟ اس سے آگے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا ان سب کی حالت خاص طور پر برلاس کی حالت اسے خوف زدہ کر گئی تھی۔

"تم نے علاج کیسے بتایا تھا؟" اسکا انداز بہت دھیما اور سنجیدہ تھا۔

"سب سے بہتر ہے ایک بار برلاس کے سامنے اسکا وہ ماضی رکھنا جو اسے سامنے آئے بغیر خوف زدہ کرتا ہے"

برلاس نے اب بھی اسکی جانب نہیں دیکھا بات اسکی ہو رہی تھی وہی چیز جو تھوڑی دیر پہلے اسکے باپ کے بغیر منہ کھول کر اسے نگلنے آرہی تھی اب جیسے فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔

اتنے میں یاقوت ایک نرم سی میٹرس نماچیز شولڈر کو ٹیک دینے کیلئے لے آیا۔

''آپ اس سے ٹیک لگا لیں'' اس نے آتے ہی اسے زیحال کے پیچھے سیٹ کرتے دھیرے سے اسکی ٹیک لگوائی۔

جس پر زیحال نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

اسکی اپنے لئے اتنی فکر پر وہ بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

لیکن صرف اتنا ہی نہیں تھا پیچھے پیچھے ڈاکٹر برہان اور مبشر بھی وہی آ گئے تھے جن کو لانے والا بھی خود یاقوت مرزا ہی تھا۔

"بھائی ڈیوٹی تو کرنے دیتے جو یہاں اٹھا لائے" موبی کا بڑے سے غبارے کی طرح منہ پھولا ہوا تھا

"تمہاری ڈیوٹی یہ ہے" یاقوت نے آنکھیں دکھا کا اسکی چونچ بند کروائی۔

جب اس بات پر ڈاکٹر برہان نے پورا زور لگا کر اپنی ہنسی روکی۔

"موبی یہ ڈیوٹی امپورٹنٹ ہے" انہوں نے سامنے بیٹھے زیحال کی جانب اشارہ کیا۔

مطلب اب وہ جہاں بھی جاتا ان دونوں کی ڈیوٹی تھی اسکے ساتھ رہنا اسے فوری طور پر میڈیکل ٹریٹمنٹ دینا۔

"اس ڈیوٹی سے تو ویسے ہی میری جان نکلتی ہے" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے ذرا دور جا کر صوفے پر براجمان ہو گئے۔

برہان ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلاتے انکے پیچھے ہو لئے جب اتنے میں پامیر سب کے لئے کھانے کی مزے دار سی ٹرالی تیار کروالایا۔

اتنے دن سے کسی نے بھی کچھ بھی ٹھیک سے نہیں کھایا تھا تب ہی اس کھانے کی خوشبو سے سب کو شدید بھوک محسوس ہونے لگی۔

"اللہ تمہیں عبدلباری جیسے دس جڑواں بچے دے" موبی دعا دیتے فوراً سے کھانے پر ٹوٹ پڑے تھے۔

"کچھ بھی؟" برہان انکی دعا پر ہکا بکا سے ہاتھ اٹھائے انکو دیکھنے لگے۔

"نہیں۔۔۔ مطلب الگ الگ" انکو کشمکش میں گھرے دیکھ جلدی سے بات واضح کی جس پر کمر پر ایک دھپ رسید ہوتے وہ ہنس پڑے۔

"بھائی یہ آپ کا کھانا" پامیر نے فش سوپ اٹھا کر زیحال کے سامنے رکھ دیا۔

وہ کبھی سوپ کو دیکھے تو کبھی اپنی ٹیڑھی اولاد کو۔

جس کے سامنے لیگ پیس کباب اور نجانے کتنا لذیذ
کھانا رکھا تھا۔
"میرے لئے تمہیں یہی ملا تھا؟" تڑخ کر پوچھا۔
"نہیں اگر آپ پرینک نہ کرتے تو اب تک جلدی ری
کوور ہو چکے ہوتے پھر یقیناً ہمارے والا کھانا ملتا"۔
لگے ہاتھوں موبی نے زبان کی کھجلی مٹائی۔
زیحال نے گھور کر ڈھیٹوں کو دیکھا جو اسکے سامنے
اتنے مزے کے کھانے کھا رہے تھے۔

"پرینک سے یاد آیا۔۔ یاقوت" اس نے آخر میں

یاقوت کا نام لیا۔

"جی بھائی" وہ ایک جانب کھڑا تھا جب خود کو پکارے

جانے پر یکدم سے آگے آیا۔

"ان دونوں نمونوں کی ڈگری کینسل کرواؤ"

اسکی بات پر مزے سے بریانی کھاتے ہوئے موبی کو

جو کھانسی کا دورا پڑا تھا ایسے جیسے زلزلہ آگیا ہو۔

"کیا ہو گیا آرام سے کھائیں" برہان نے انکی پیٹھ مسلتے

کچھ حوصلہ دیا۔

"بھائی ان سے کوئی غلطی ہو گئی؟" یاقوت کو اصل

معاملہ اب تک نہیں پتہ تھا

لیکن اگر پاشا نے کہہ دیا تھا تو ایسا کرنے سے یاقوت

مرزا کو پوری دنیا ہی نہیں روک سکتی تھی۔

"میں سانسیں بند کر سکتا تھا دھڑکنیں نہیں" زیحال

کی بات پر برہان اور موبی دونوں نے متحیر زدہ آنکھوں

سے اسے دیکھا۔

"آپ کی سانسوں نے ہی ہماری سانسیں ایسے نکال دی تھی کہ دل کی دھڑکنوں کی طرف دھیان ہی نہیں گیا "

بچارگی عروج پر تھی انکے چہرے دیکھنے لائق تھے جن پر پا میرا اپنا قہقہہ نہ چاہتے ہوئے بھی روکنے میں بری طرح سے ناکام ہوا تھا۔

"استغفراللہ۔۔۔۔۔میرے بغیر ادھر پارٹی ہو رہا ہے؟" عثمان صبح سے آفس کے چکر پر چکر کاٹ رہا تھا انکے بغیر وہاں کا نظام بھی درہم برہم ہونے لگا تھا۔

"بیٹا اب تک تو پارٹی چل "رہی" تھی لیکن تمہارے آنے سے اسکے مذکر مؤنث کو دورے پڑ گئے "

پامیر کے ٹوکنے پر مبشر کے منہ سے ہنسی کا پھوارہ پھوٹتے سیدھا برہان کے چہرے پر گیا تھا۔

وہ ٹم ٹم پلک جھپکاتے اسے دیکھنے لگے۔

"ہاہاہا۔۔" باقی سب کو جیسے ہنسی کے دورے پڑنے لگے تھے سب ہی پاگلوں کی طرح ہنسنے لگے۔

برلاس اب بھی صرف سب کو دیکھ رہا تھا۔

وہ ہنسا تو نہیں تھا مگر ایک پیاری سی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر بھی بکھر گئی۔

برہان کا بس نہیں چلا انکی گردن مروڑ دیں۔

"یار کیا کھا کر پیدا کیا ہے ان کو" شہریار کے اپنے پیٹ میں ہنس ہنس کر درد ہونے لگا تھا۔

زیحال نے بے اختیار سر کھجایا یہ کام تو انکے ماں باپ کا تھا نام تو ایسے ہی زیحال کا بدنام ہو رہا تھا۔

مگر اسے فخر تھا اپنی پہلی اولادوں پر۔

سب لوگ خوش گوار ماحول میں کھانا کھانے لگے تھے۔

جب زیحال کی نظر یاقوت پر پڑی وہ صرف چمچ ہلا رہا تھا۔

"یاقوت۔۔۔یہاں آؤ" اسکے بلانے پر وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے پاس چلا آیا۔

زیحال نے تینوں کو ایک ساتھ اپنے سامنے بٹھایا اور درمیان میں کھانا رکھتے باری باری تینوں کے منہ میں نوالے بنا کر ڈالے۔

اسکا ایک ہاتھ اٹھ رہا تھا جبکہ دوسرا اس وقت مکمل طور پر کسی بھی کام کی سکت میں نہیں تھا۔

اسکے اس عمل پر یاقوت اور پامیر دونوں کے دل رک رک کر دھڑکنے لگے۔

آنکھیں نجانے کیوں تیزی سے نمی میں بھرنے لگیں۔

یہ لمحہ یہ احساس اس قدر خوبصورت تھا جسے لفظوں میں بیان کر پانا تقریباً نہ ممکن تھا

انہوں نے دھیرے سے منہ کھول کر اسکے ہاتھ سے نوالے اپنے منہ میں لئے۔

یہ ذائقہ یہ وہ ذائقہ نہیں تھا جو دنیا کے کھانوں کا ہوتا ہے یہ بہت الگ تھا

انکے لئے اس قدر عزیز کہ اسے وہ کبھی نہ نگلیں کیونکہ اس میں انکے باپ کے لمس کی خوشبو تھی۔

کتنے سالوں بعد وہ تینوں کو ایسے بٹھا کر کھلا رہا تھا بچپن میں ایسے وہ ہر روز کرتا تھا۔ وہ خوبصورت پل واپس لوٹ آیا تھا۔

یاقوت مزید ضبط نہیں کر پایا تھا وہ بے اختیار زیحال کے سینے سے لگتا بے آواز رو دیا۔

کب سے وہ ان الفاظ کے زیر اثر تھا "وی آر سوری" اب تک دل جیسے کانپ رہا تھا اسے چاہئے تھا اپنا باپ اسکا پیار پوری عمر کیلئے۔

"یاقوت" اسے روتے دیکھ زیحال کا دل بے اختیار بیٹھنے لگا تھا۔

"ک۔۔۔ کبھی چھوڑ کر نہ جائیں

ہمیں۔۔۔ک۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ہ۔۔۔ ہم نہیں رہ

سکتے آپ کے بغیر" وہ مزید شدّت سے تڑپ کر رو

دیا۔

پامیر بھی اٹھ کر پیچھے سے آتے زیحال کے ساتھ لپٹ

گیا وہ اتنے بڑے ہو گئے تھے مگر آج بھی اس سے

بچوں کی طرح ہی لپٹتے تھے۔

برلاس یک ٹک انکو دیکھ رہا تھا یہ اسکی جگہ تھی اسے آنا

تھا اسکی مراد بھانپتے زیحال نے اپنا بازو وا کر دیا۔

اور پھر تینوں ہی اپنے باپ کی آغوش میں آتے پوری

دنیا سے چھپ گئے تھے۔

بلاشبہ اس منظر سے حسین منظر کہیں اور نہ دیکھا تھا جو
پوری دنیا گھوم آئے تھے مگر جو دل کو سکون یہاں ملا
تھا تو اور کہیں نہیں ملا۔

سب کی آنکھیں ان چاروں کو دیکھ اشک بار ہونے لگی
تھیں۔

"اچھا بس۔۔۔یہ لوگ کیا کہیں گے اتنے بڑے ہو
گئے اور اب بھی بچوں کی طرح روتے ہیں "

اس نے تینوں کو باقیوں کے سامنے شرم دلانے کی
کوشش کی مگر وہ ڈھیٹ اب بھی نہیں مانے تھے۔

"کہنے دیں۔۔۔میں سب کے منہ توڑ دونگا" یاقوت
کی بات پر موبی نے تڑپ کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔
"اتنا بھی حسین نہیں ہے" انکے عمل پر برہان کلس کر
بولے تھے۔

"آپ کیوں جل رہے ہیں میرے حسن سے" وہ بھی
کہاں پیچھے رہتے تڑخ کر جواب دیا۔

"آپ کی بہن ویسے ہی منہ نہیں لگاتی ٹوٹے ہوئے منہ
کے ساتھ تو دیکھے گی بھی نہیں "

انکی بات پر برہان نے انکی جانب دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے منہ سے ہنسی کا پھوارہ پھوٹ کر نکلا۔

"ہنس لیں۔۔۔ لیکن جب تک میری شادی نہیں ہوتی آپ ایسے ہی چھڑے چھانٹ رہیں گے" اس پرسنل اٹیک پر برہان نے گھور کر انکو دیکھا

بات تو صحیح تھی صرف ایک نکاح ہی تو ہوا تھا باقی تو سب ویسا ہی تھا۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے"

"مطلب کچھ کچھ ہو چکا ہے؟" انکی بات پر موبی فورا
سے جھک کر بھنویں مٹکاتے پوچھنے لگے۔

"موبی؟" برہان کو حیرت سی حیرت ہوئی۔

"بتائیں ناں۔۔۔مجھے تو آپ کی ہر بات پتہ ہوتی
بولیں تو سب بتادوں۔۔۔جیسے کلر "

وہ نان اسٹاپ بس بولتے ہی جارہے تھے جب برہان
نے انکے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی گرفت میں دبوچ لیا۔

"اس زبان کو بند کریں ورنہ مجھے بناز بان کے بھی دوستی قبول ہے "انکی دھمکی پر موبی کی آنکھیں پٹ سے کھلی تھیں۔

"اممم" وہ منہ بند ہونے کے باعث بول تک نہیں پا رہے تھے۔

شہریار نے سب کو باری باری دیکھا اگر کوئی کہے زندگی جینا کسے کہتے ہیں تو وہ بلا جھجھک ان سب کا نام لیتا جو یہاں کمرے میں موجود تھے۔

"مانامیں آدھا پاکستانی اور آدھا چینی ہوں لیکن میں آدھا تم سب کا بھی ہوں"

عثمان کی بات پر سب نے اسکی جانب دیکھا جب وہ بول کر رکا نہیں سیدھا زیحال سے لپٹ گیا۔

"ہمیں نہیں چاہیے بنا داڑھی والا بکرا"

پامیر کی بات پر عثمان نے جو پامیر کی درگت بنائی تھی سب کے پیٹ میں ہنس ہنس کر درد ہونے لگا تھا۔

برلاس سب کو دیکھ کر صرف مسکرا رہا تھا کھانا کھاتے ہی سب نے تھوڑی دیر آرام کیا تھا جیسے پچھلے دنوں کی تھکاوٹ اتاری جا رہی ہو۔

وہ کب سے بے چین سا یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا دل میں ایک عجیب سی بے چینی تھی ایک الجھن جسے کوئی نام دینے سے وہ خود بھی قاصر تھا۔
ایسی کیفیت زارک ولف پر کبھی طاری نہیں ہوئی تھی تو پھر آج کیوں؟

کیوں اسکے ذہن سے وہ لڑکا نہیں نکل رہا تھا وہ پاشا کا

بھائی تھا اور اسے پاشا سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔

تو پھر کیوں کونسی نسبت تھی ایسی کہ وہ نہ چاہتے ہوئے

بھی اپنے دل کو اس لڑکے کی جانب کھچنے سے روک

نہیں

پا رہا تھا۔

وہ بالا آخر تھک کر بیٹھتے لمبی سانسیں لینے لگا۔

مگر اس سے بھی اندر اٹھے طوفان میں ذرا بھی کمی نہیں

آئی تھی۔

وہ لیٹ کر چھت دیکھنے لگا دل جس قدر بھاری تھا لیٹنے سے بھی یہ بے چینی کم نہیں ہوئی تھی۔

وہ پھر سے اٹھ کر بیٹھتے اس مسلے کا حل سوچنے لگا۔

جب اسے وال گلاس کے باہر ایک گارڈ کھڑا نظر آیا وہ اٹھ کر فورا سے اسکے پاس گیا۔

"اوئے بات سن "اسکے بلانے کا انداز ہی اتناد بنگ تھا کہ گارڈ خود بخود اسکی جانب چلا آیا۔

"کچھ بھی کر مجھے پاشا سے ملوا" اسکی ڈیمانڈ پر گارڈ کی آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگی تھیں۔

"پاشا میرا بھائی نہیں بوس ہے ایسے کیسے ملوادوں "

اسکے جواب پر زارک نے ضبط سے دانت بھینچے

ہاتھوں میں زور کی کھجلی ہوئی تھی عنقریب وہ اسی پر

اس کھجلی کو مٹا دیتا۔

لیکن اسے ضبط کرنا تھا وہ کر رہا تھا۔

"تجھ سے جتنا کہا اتنا کر۔۔۔جا کر پاشا کو بول مجھے اس

سے ملنا ہے"

اسے جیسے یقین تھا اسکی بات کو جھٹلایا نہیں جائے گا

اسکے یقین پر گارڈ نے ایک نظر اسے دیکھا اور سر

ہلاتے چلا گیا

زارک کیلئے اب انتظار کی گھڑیاں مزید لمبی ہونے لگی

تھیں وہ بے چینی سے پاشا کے آنے کا منتظر تھا۔

وہ پچھلے دو گھنٹوں سے یہاں چھپی بیٹھی تھی کب سے

یہاں سے نکلنے کے موقعے تلاش کر رہی تھی مگر ہر

دو سرے منٹ یہاں سے کوئی نہ کوئی گارڈ گزر کر جا

رہا تھا۔

آتے وقت سر پر محبت کا ایسا بھوت سوار تھا کہ موت کا

سمندر بھی پار کرتے ہوئے اسے ایک بار بھی زندگی کا

خیال نہیں آیا۔

مگر زارک کے جھٹکنے پر اب اسے یہاں سے نکلنا تھا

جیسے تیسے بھی۔ مگر ہر جگہ پاشا کے بندے گھوم رہے

تھے۔

جیسمن کو اپنا آپ سخت پریشانی میں مبتلا محسوس ہوا تھا

وہ لب دانتوں میں دباتی جھک کر دیکھنے لگی۔

جب اچانک اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ

محسوس ہوئی۔

جیسمن جیسے اپنا سانس تک روک گئی مڑنے کی ہمت

جیسے بلکل جواب دے گئی تھی جب تک وہ مڑتی تب

تک اسے بالوں سے پکڑتے وہ ایک جھٹکے میں اٹھا کر

اپنے مقابل کر گئی۔

"ہمارے پودوں میں زہریلے جانور کب سے آنے

لگے "اے ڈی نے بغور اسکے چہرے کی اڑی ہوئی

رنگت دیکھی۔

جیسمن تو یوں تھی جیسے کوئی موت کا فرشتہ دیکھ لیا

ہو۔

"و۔۔وہ میں "اسکے خوف میں زبان تک ہکلانے

لگی تھی اگلے لمحے وہ یکدم جیسے ہی اے ڈی پر حملہ آور

ہوئی۔

اس نے جھک کر اسے ایک جھٹکے میں زیر کرتے زمیں پر گرا دیا۔

"ناہ بے بی۔۔۔ اتنی جلدی نہیں" سامنے بھی اے ڈی تھی جو لڑکوں کے ہجوم سے اکیلی لڑ جائے پھر یہاں تو سامنے ایک لڑکی ہی تھی۔

"چھوڑو مجھے" جیسمن پورا زور لگا کر خود کو اسکی گرفت سے آزاد کروانے لگی مگر وہ اسی طرح اسے کھینچ کر ایک کمرے میں لے جاتے بند کر گئی۔

"دروازہ کھولو۔۔۔میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا "

وہ دروازہ زور سے پیٹتی حلق کے بل چیخی تھی

جب اسکے سوال پر اے ڈی کی آنکھوں کے سامنے وہ

منظر لہرانے لگا جب زالے اسکے ہاتھ میں تھی

اگر وہ سب وقت پر نہ پہنچتے تو نجانے اب تک کیا ہو

چکا ہوتا۔

"تم سب کے حصّے کا سورج ڈوب چکا ہے اب یہ ہماری

حدود ہے۔۔۔جہاں ایک ایک سے حساب ہو گا "

وہ از حد سپاٹ لہجے میں بول کر رکی نہیں تھی۔

پیچھے سے کتنی ہی دور تک جیسمن کی آواز اسکا پیچھا کرتی رہی

"دروازہ کھولو۔۔۔ کوئی ہے؟" وہ مسلسل دروازہ پیٹنے لگی تھی مگر باہر صرف گارڈز کھڑے تھے۔

جو بنا اجازت اسکی کسی بات کا جواب تک نہیں دے سکتے تھے۔

۔۔۔۔۔۔

رات گئے وہ سب پاشا ولا لوٹے تھے اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے صدیوں بعد اپنے گھر لوٹے ہوں جو

صرف ایک گھر نہیں ان چاروں کی محبت سے بنا سکون کا پیکر تھا۔

یاقوت زیحال کا ہاتھ پکڑے اسے دھیرے دھیرے چلا کر اندر لایا جہاں باقی سب پہلے سے ہی شدّت سے ان سب کے منتظر تھے۔

زمل بے اختیار دوڑ کر اسکے پاس آئی تھی جب اسے آتے دیکھ یاقوت مسکرا کر دھیرے سے پیچھے ہو گیا۔

زیحال خود چل سکتا تھا مگر جان بوجھ کر اپنے ایک ہاتھ کا پورا زور زمل کے نازک کندھوں پر ڈال گیا۔

''آر یو شیور میرا وزن برداشت کرلو گی؟'' اس نے جھک کر زمل کے کان میں سرگوشی کی۔

''میں کرلو نگی'' وہ واقعی کرسکتی تھی۔

''آہمم۔۔۔ پھر میرا فیورٹ کلر ڈن؟'' اسکی بات پر زمل نے یکدم سے اسکی جانب دیکھا۔

اسکی بات سمجھنے میں پورا ایک منٹ لگا تھا اسے جب سمجھ آتے زمل کی ہیزل آنکھیں یکدم سے پھٹی اس نے سب کی نظروں سے بچتے کہنی سیدھا اس ٹھرکی کے پیٹ میں ماری

"آؤچ" اسکے منہ سے یہ لفظ سنتے یاقوت پامیر بیک وقت اسکی جانب آئے۔

"کیا ہوا۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" دونوں نے ہی سخت فکر مندی سے پوچھا۔

"ہ۔۔۔ہاں ٹھیک ہے سب۔۔۔سوائے میرے دل کے" آخری بات اس نے قدرے سوگوشی نما انداز میں بولی تھی جو صرف زمل کو سنائی دی۔

زیحال کے صوفے پر بیٹھتے بچے اسکے پاس دوڑے آئے تھے۔عبدلباری کو کتنے دن سے اسکے بڑے بابا نہیں ملے تھے نہ اسکی ٹم ٹم ملی تھی۔

اب جیسے وہ پچھلے دنوں کی ساری کسر ایک ساتھ پوری کر رہا تھا۔

آئرہ نے سب کی نظروں سے بچ کر برلاس کی جانب دیکھا۔جو ایک طرف بیٹھا مسکراتا ہوا بچوں کو دیکھ رہا تھا۔

اسکے دل میں ایک درد کی لہر سی اٹھی تھی اتنے دن اتنے گھنٹے اس شخص کے بغیر وہ کیسے رہ رہی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی

وہ سب کے بیچ خود پر ضبط کئے کھڑی رہی۔

ان کچھ دنوں میں وہ کتنا بدل گیا تھا جیسے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

رنگت پھیکی اور چہرہ اترا ہوا اسے اس حال میں دیکھ آئرہ کے دل پر سیدھا ہاتھ سا پڑا۔

"برلاس۔۔۔روم میں جاکر ریسٹ کرو" زیحال کی آواز پر اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔اور دیکھتا ہی رہا۔

"تم چلو میں آتا ہوں" یہی تو وہ سننا چاہتا تھا جو ڈر برلاس کے دل میں اسے کھونے کا بیٹھ گیا تھا اسکے بعد اسے اپنے باپ سے دور ہونا محال لگنے لگا تھا۔

اسے کمرے میں بھیج کر زیحال نے آئرہ کی جانب دیکھا جو اسکے دیکھنے پر ہی بے اختیار اچھل کر پڑی۔

اور سیدھی کمرے کی جانب بڑھ گئی یہ ضروری تھا ان

دونوں کیلئے ایک ساتھ وقت گزارنا۔

وہ آخری وقت نہیں بھولا تھا جو دراڑ بیچ میں آئی تھی وہ

قریب آنے سے ہی بھر سکتی تھی۔

105/4

وہ کمرے میں آتے ہی ہر چیز کو بغور دیکھنے لگا سب

ایسے لگ رہا تھا جیسے صدیوں بعد دیکھ رہا ہو۔

کہ تب ہی بدن میں شدید کمزوری کی لہر سی اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی اس سے پہلے اسکا سر چکراتا پیچھے سے آئرہ نے آکر بے اختیار اسے تھاما۔

برلاس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو اسکے کندھے کے بے حد قریب کھڑی تھی اسے تھامے ہوئے۔

یہ بلکل ایسے تھا جیسے ایک چیونٹی پہاڑ کو سہارا دیے ہوئے وہ اتنی نازک اور کیوٹ سی لگ رہی تھی اسکے سامنے۔

اور وہ جو اپنے بھائیوں کے سامنے بلکل چھوٹا سا لاڈلا بچہ بن کر رہتا تھا وہ یہاں آکر اسے دیکھتے۔

اپنی محبوبہ کے سامنے چوڑا ہوا اسکا سینا اور لمبا دراز قد۔

بلاشبہ دونوں ایک ساتھ باکمال لگتے تھے وہ کتنے ہی پل اسکی کانچ سی بھوری آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"آ۔۔۔آرام سے بیٹھ جائیں یہاں" وہ ہکلاتی ہوئی بول کر اسے بیڈ تک لے گئی اور بٹھا کر پانی کا گلاس اسکے آگے کر دیا۔

برلاس نے ایک نظر اسے اور پھر گلاس کو دیکھا اسے

پیاس نہیں تھی پھر بھی اس نے پورا پانی ختم کیا تھا۔

آئزہ جھک کر اسکے شوز اتارنے ہی لگی تھی جب اسکے

اس عمل پر برلاس نے تڑپ کر اسکے ہاتھ تھامے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہی ہو؟" اس کے اس عمل پر وہ

ششدر رہ گیا تھا۔

"آ۔۔۔آپ ریسٹ کر لیں گے تھوڑا" وہ اسکے

قدموں میں بیٹھی کس معصومیت سے بولی تھی

برلاس تو جیسے اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"جو محبت کو قدموں میں لے آئے ایسے شخص پر سانسیں حرام ہو جاتی ہیں "

بول کر اس نے آئرہ کو دھیرے سے اٹھاتے اپنے پہلو میں بٹھایا اور خود جھک کر شوز اتارنے لگا۔

جھکنے کے باعث اسکے سر پر شدید دباؤ پڑ رہا تھا۔ پھر بھی وہ ضبط کرتے سیدھا ہو بیٹھا۔

اسکے ذہن میں بار بار وہ سب گھوم رہا تھا جو اسکے لئے مزید جان لیوا تھا وہ چاہ کر بھی کچھ بھی جھٹلا نہیں پا رہا تھا

"میں۔۔۔میں بے قصور ہوں۔۔۔ برلاس نے کچھ نہیں کیا" الفاظ اسکے زہن میں ہتھوڑے کی طرح بجنے لگے تھے۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔تم پاگل ہو گئی ہو۔۔۔یہ کیا کر رہی ہو" یہ سب الفاظ آپس میں گڈ مڈ ہوتے برلاس کا سر تیزی سے گھمارہے تھے۔

وہ کانوں پر ہاتھ رکھ لینا چاہتا تھا وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا کہیں دور بہت دور جہاں وہ کسی کو نہ دکھے اور نہ ہی اسے کوئی آواز سنائی دے

"و۔۔وہاں باکس رکھا ہے اٹھا کر لاؤ" اسکے کہنے پر آئرہ جلدی سے ٹیبل کی جانب بڑھی اور باکس اٹھا کر لائی۔

برلاس نے اسے کھول کر ایک دوا باہر نکالی آئرہ خاموش بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی اسے کچھ نہیں پتہ تھا وہ کیا کر رہا تھا۔

اس نے پانی کے ساتھ دوا نگلتے لمبی سانس لی۔

"و۔۔ونڈو کھول دو" آئرہ فورا اسے اٹھ کر ونڈو کھول آئی جس سے ہوا کا تھپیڑ سا اندر آیا تھا۔

آئرہ نے مڑ کر اسے دیکھا اتنی ٹھنڈ میں بھی اسے گرمی لگ رہی تھی۔

وہ اپنی گردن دائیں بائیں موو کرتا گہری سانسیں لے رہا تھا بالا آخر شرٹ نکال کر دور پھینک دی۔

آئرہ نے اسکی پیٹھ کی جانب دیکھا جہاں موومنٹ کے باعث اسکے مسلز بھرپور نمایاں ہو رہے تھے۔

"یہاں آؤ" اس نے بنا مڑے آئرہ کو بلایا جب وہ جھجھک کر اسکے پاس چلی آئی۔

"دروازہ لاک کرو" اسکی بات پر آئرہ کی آنکھیں

خطرناک حد تک پھیلیں۔

"جاؤ" اسے کھڑے دیکھ وہ تھوڑے سپاٹ لہجے میں

بولا۔ آئرہ فورا اسے دروازہ لاک کر آئی۔

جب تک وہ بیڈ پر اوندھے منہ بلکل چت لیٹ چکا تھا۔

بازو دونوں بلکل سیدھے تھے۔ آنکھیں بند اور چہرہ

بائیں جانب۔

آئرہ نے اسکے طلسمی وجود سے بے اختیار نظر میں

چرائیں۔

"میری کمر پر دباؤ دو" اسے ریڈھ کی ہڈی میں شدید درد

محسوس ہو رہا تھا۔

اسکی بات پر آئرہ دھیرے سے جھجھکتی ہوئی بیڈ پر

اسکے قریب آ بیٹھی۔

اور اپنے نازک ہاتھوں سے اسکی پیٹھ پر دباؤ دینے لگی

مگر وہ کتنا دے سکتی تھی اس چٹان کو تو وہ بھی کم ہی

لگتا۔

"زور سے دو کھانا نہیں کھاتی؟" وہ درد سے دہرا ہو رہا

تھا

"د۔۔۔دے تو رہی ہوں" وہ بچاری بھی کیا کرتی جتنا دباؤ دے سکتی تھی دے رہی تھی۔

"ایک کام کرو مجھے ہاتھ دو اور کھڑی ہو جاؤ کمر پر"

اسکی بات پر آئرہ کی آنکھیں یکدم سے پھٹی وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی جیسے اسکے دماغی توازن کے بگڑ جانے کا خدشہ ہوا ہو۔

مگر اس سے پہلے وہ غصے میں آتا آئرہ دھیرے سے اٹھ کر اسکی پیٹھ پر کھڑی ہو گئی۔

"تمہارے وزن جتنے میں چار ڈمبلز اٹھا لوں"

یہ عزت افزائی تھی ؟آئرہ نے بے اختیار سوچا اور گھور کر اسے دیکھتی یکدم سے جمپ لگاتی برلاس کی چیخ نکلوا گئی۔

"آؤچ۔۔۔آرام سے "اب آرام سے ؟آئرہ نے دانت پیس کر اسے دیکھا جسے کہیں سکون نہیں تھا۔

وہ اب دھیرے دھیرے یہاں سے وہاں گھوم رہی تھی۔

بندہ شرٹ بھی پہن سکتا تھا لیکن نہیں فلیکس جو مارنا تھا وہ دل ہی دل میں سوچتی کتنی بار نظریں چرائی تھیں

۔

جب اپنے دھیان میں اسکا پیر یکدم سے پھسلا اور وہ دھڑام سے سیدھا برلاس کے اوپر آگری۔
دونوں کے منہ سے بیک وقت ایک چیخ نکلی تھی جس کی گونج اچھی خاصی تھی۔

برلاس نے اسکے دوپٹے کو جھنجھلا کر دور پھینکتے اسے دیکھا جو اسکے پہلو میں پڑی اپنے ہی بالوں میں الجھی ہوئی تھی۔

"یہ گز بھر دوپٹہ سائیڈ میں نہیں رکھ سکتی تھی؟"

اسکی کمر میں درد ختم ہونے کے بجائے مزید بڑھ گیا تھا۔

وہ کمر تھامے درد سے مزید دہرا ہو گیا۔

"برلاس۔۔۔ کیا ہوا تم دونوں ٹھیک ہو؟" باہر سے یاقوت کی آواز پر دونوں نے سانس روک کر دیکھا۔ وہ

یہاں سے گزر رہا تھا جب دونوں کی آواز سنتے بے اختیار رک گیا۔

"ہ۔۔۔ہاں ٹھیک ہوں" برلاس کے حلق سی آواز نکلنا جیسے دنیا کا مشکل ترین کام ثابت ہوا تھا۔

یاقوت کے قدموں کی آہٹ دور جاتے محسوس کر کر دونوں نے ایک لمبا سانس لیا اور سانس لیتے وہ آئرہ کو گھورنے لگا۔

جو اسکی گھوری پاتے فوراً سے اس سے پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئی اور اسکی نظروں سے گھبرا کر معصوم سی شکل بنا گئی۔

برلاس جو یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا دیکھ کہاں رہا تھا سیدھا سیدھا گھور رہا تھا یکدم سے دھیما پڑتے سیدھا ہو گیا۔

اس لڑکی کے ساتھ اس میں الگ ہی انرجی بھر جاتی تھی۔

آئرہ روم کی لائٹس کو دھیما کرتی اپنی سائیڈ میں آکر لیٹتی چور آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جو نجانے کن سوچوں میں گم صرف چھت کو دیکھ رہا تھا۔

جب اسے اندھیرے کا یکدم سے ہوش آیا وہ یہاں وہاں بوکھلاہٹ کا شکار ہوتا نجانے کیا دیکھنے لگا تھا جب نظر آئرہ پر پڑی۔

اسے دیکھتے ہی وہ بے اختیار اسکی جانب کھسک گیا وجود پر ایک کپکپی سی طاری تھی۔

جسے محسوس کرتے آئرہ یکدم سے سیدھی ہوئی۔

"شاہ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں ؟" وہ فکر مندی سے پوچھتی سخت پریشان ہوئی۔

"ہ۔۔۔۔ ہمم سو جاؤ" وہ اس پر اپنا خوف عیاں نہیں ہونے دینا چاہتا تھا تب ہی اس سے لپٹ کر آنکھیں موند گیا۔

نیند کی گولی وہ پہلے ہی لے چکا تھا تب ہی جلدی نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

۔۔۔۔۔۔

زامل زالے دونوں کا جیسے پرائز بانڈ نکل آیا تھا اتنی خوشی کہ لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی تھی اتنے دنوں بعد رات کے وقت انکو اپنے بابا ملے تھے

وہ دونوں تو زمل کی جانب دیکھ ہی نہیں رہے تھے جو بار بار انکو نائٹ ڈریس چینج کرنے کیلئے بلا رہی تھی۔

"زامی۔۔۔زالے۔۔۔اب اگر دونوں نہ آئے تو پٹائی ہو گی آپ دونوں کی" وہ آنکھیں دکھاتی دھمکی دے کر بلانے لگی۔

جب نظر اس دشمن جان پر پڑی وہ ہر چیز بھولے

صرف اپنے گلا لے کو جان لٹاتی نظروں سے دیکھ رہا

تھا۔

جب اسکی شریر نگاہوں سے خفت زدہ ہوتے وہ

سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

نیچے والی اسکی بات اب تک یاد تھی تب ہی وہ اسکی

نظروں سے بچنے کے حربے سوچ رہی تھی۔

"ویسے۔۔۔ چیلنج تو مجھے بھی کرنا ہے الجھن ہو رہی

ہے ان کپڑوں میں" اسے واقعی الجھن ہو رہی تھی

وہ ایک دن میں دو تین بار ڈریسنگ کرنے والا بندہ آج صبح سے ایک ہی ڈریس میں ملبوس تھا۔

اسکی بات پر زمل نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا وہ تنگ نہیں کر رہا تھا وہ تنگ ہو رہا تھا۔

تب ہی وہ اٹھ کر وارڈروب سے اسکے لئے نائٹ ڈریس نکال کر لائی مگر پھر ذہن میں کچھ آتے اس نے وہ واپس وارڈروب میں رکھا اور چاروں کیلئے ایک ہی رنگ کی ڈریس نکال لائی۔

اسکے اس عمل پر جاندار مسکراہٹ زیحال کے لبوں پر بکھر گئی۔

وہ گھوم کر اسکے پاس آئی اور اسکا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھ کر دھیرے سے اٹھانے لگی۔

"اٹھیں بھی" اسے جم کر بیٹھے دیکھ وہ یکدم سے تڑخ کر بولی

"میرے بازو میں حرکت نہیں ہو رہی" وہ بے حد سنجیدہ تھا واقعی اسکا بازو دواؤں کے زیر اثر سن تھا تاکہ ذرا سی ٹیس لگنے سے بھی اسے درد نہ ہو۔

زمل نے کچھ سوچ کر اسے سہارا دے کر اٹھایا۔

"میں ابھی آئی تب تک خبردار جو دونوں نے کوئی حرکت کی۔۔۔ورنہ مما سے پٹائی ہو گی"

وہ جاتے جاتے دونوں کو اچھا خاصا وارن کر کر گئی۔

"مما ہپ ہپ؟"زامل نے باقائدہ ہاتھ ہلا کر پوچھا کہ ایسے پٹائی ہو گی۔

اسکی حرکت پر زمل زیحال دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور بے اختیار دونوں کی ہنسی چھوٹ گئی۔

وہ زیحال کو لے کر جیسے ہی گئی پیچھے زامل کو تو جیسے موقع مل گیا تھا

"دالے می اندا (زالے میں تمہیں انڈا کروں)" وہ ہائیڈ اینڈ سیک گیم کے بارے میں پوچھتا ساتھ آنکھوں پر ہاتھ بھی رکھ گیا۔

زالے اس سے چھپنے کیلئے جلدی سے پلو کے پیچھے چھپ گئی۔

"ون۔۔۔۔"

"تو۔۔۔(ٹو)"

"تھی (تھری۔۔۔)"

کاؤنٹنگ کرتے وہ لپک کر اسے ڈھونڈ گیا دونوں کی کھلکھلاہٹیں ایک ساتھ کمرے میں گونجنے لگی تھیں۔

انکا اپنا کھیل جاری تھا اور دوسری جانب انکے بابا کا جو اپنی آنکھوں کے ایکسپریشنز سے ہی زمل کی جان نکال رہا تھا۔

وہ اسے باتھ ٹب پر بٹھا کر اسکی شرٹ تن سے الگ کرنے میں مدد دے رہی تھی مگر ساتھ ہی اسکی نظروں سے گھبرا بھی رہی تھی۔

"ہبی کیا ہے؟" جھنجھلا کر بالا آخر پوچھ ہی لیا۔

"کیا ہے۔۔۔ میں تو دیکھ رہا ہوں" آگے وہ بھی ڈھیٹ تھا زمل سر نفی میں ہلاتی اپنا کام کرتی رہی۔

جب اگلے ہی پل وہ اسے اپنی گود میں بٹھا گیا۔

"ک۔۔۔ کیا کر رہے ہیں؟" اسکے عمل پر زمل یکدم سے بوکھلائی تھی۔

"تم سچ میں ڈر گئی تھی مجھے کھونے سے؟"

اسکے سوال پر زمل کا دل جیسے رک رک کر دھڑ کنے لگا تھا وہ قیامت پل میں جیسے ذہن میں گھوم گئی تھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے؟" آواز میں بے اختیار نمی سی گھل گئی۔

اس وقت وہ اپنے پورے ہوش وحواس میں تھا اسکی چیخ وپکار کا ایک ایک لفظ زیحال خان آفندی کو جیسے حفظ ہو چکا تھا۔

وہ بے اختیار اسکے سر سے اپنا سر جوڑ گیا۔وہ نہیں کر پائی تھی ضبط اپنی آنکھوں پر وہ اسکے کندھے سے لگتی سسک کر رو پڑی۔

"بس ناں میرا بچہ۔۔۔بھول جاؤ "

"ک۔۔۔کیسے۔۔۔کیا اتنا آسان ہے؟" وہ کرب کے کس دہانے پر کھڑی تھی وہ کیا جانے۔

"لیکن اب تو میں ساتھ ہوں ناں۔۔۔ایک گولی کی اتنی اوقات نہیں کہ وہ مجھے تم سے جدا کر سکے "

وہ اسے مزید اپنی روح کے قریب کر گیا بیمار ہونے کے باوجود وہ اپنی صحت سے پہلے اپنی گلا لے کے لاڈ دیکھ رہا تھا۔

وہ سوں سوں کرتی دھیرے سے پیچھے ہٹی۔

"م۔۔۔میں کبھی آپ کو اسکے لئے معاف نہیں کرونگی" وہ اپنے صاف لمبے ناخنوں کو دیکھتی بے حد معصومیت سے بولی۔

اسکے اس عمل پر زیحال کے لب گہری مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"اور میں معافی مانگنے کیلیئے اپنی پوری زندگی لگادونگا" وہ اسکی ناک کی ٹپ چومتے شرارت سے بولا۔

"بیمار نہ ہوتے تو میں بتاتی" وہ یکدم سے تڑخ کر بولی۔

"میں بیمار نہ ہوتا تو میں بھی تمہیں بتاتا جیسے تم بیٹھی ہو" وہ اسکے بیٹھنے کی جانب اشارہ کرتا ذو معنی انداز میں بولا۔

زمل بدک کر یکدم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتی گیلے کپڑے سے اسکے بدن کو دھیرے دھیرے صاف کرنے لگی۔

کمبخت کچھ نہ کر کر بھی اسکی دھڑکنیں بے ربط کر رہا تھا۔

"ہبی۔۔۔یہ بینڈج کب بدلنا ہے؟" اسے اپنا ہاتھ بھی اسکے قریب لے جانے سے ڈر لگ رہا تھا۔

"وہ صبح برہان آکر، کر لیں گے" وہ دھیرے سے احتیاط کرتی اسے دوسری شرٹ پہنا کر اپنا سہارا دے کر باہر لے آئی۔

"دیکھا۔۔۔میں نے کہا تھا یہ دونوں پٹیں گے" وہ بیڈ کا حال دیکھتی سرخ ہوئی تھی پھر دونوں کو اچھے سے تیار کر کر بیڈ صاف کرتی واپس وہی لے آئی۔

جب تک وہ زامل زالے کو لے کر باتھ روم میں گئی تھی تب تک زیحال نے اپنا موبائل اٹھاتے کسی کا نمبر ڈائل کیا۔

کال لہروں میں سفر کرتی ہوئی دوسری پار جارہی تھی اور پھر دوسری ہی رنگنگ پر اٹھالی گئی۔

"مجھے انکا ایڈریس کل صبح تک کنفرم چاہئے "

"لیکن وہ تو یہاں نہیں ہیں" مقابل نے جیسے اسکے سر پر دھماکہ کیا تھا۔

"کہاں گئیں؟ "

"نجانے کہاں ہیں کافی دنوں سے نہیں آرہی نہ ہی لیو لے کر گئی ہیں" اسکی بات پر زیحال سخت پریشان ہوا تھا۔

"اوکے۔۔۔کوشش کرو جلد پتہ نکالو" کہتے ہی وہ فون بند کر گیا اتنے میں زمل بھی ان دونوں کو واپس لے آئی

وہ تب سے اسے ہی دیکھے جارہا تھا وقت جیسے جیسے گزر رہا تھا اس لڑکی سے عشق کے معاملے میں دل بگڑتا چلا جارہا تھا۔

نجانے اسے کس حد پر جا کر رکنا تھا مگر یہ بڑھتا عشق

جان لیوا تھا۔ وہ پلکیں جھپکائے تا عمر اسے یونہی دیکھ

سکتا تھا۔

۔۔۔۔۔

پاشا ولا پر کتنے دنوں بعد ایک خوش گوار صبح کا سورج

طلوع ہوا تھا

جس کی کرنیں پڑتے ہی جیسے یہ سفید بلڈنگ روشنی

میں نہا سی گئی باہر لان میں رنگ برنگے پھول نکل

آئے تھے۔

جس سے باہر کا منظر بلکل جنت نما سا لگنے لگا تھا مالی نے آج دل کھول کر پورے لان کو جگمگ جگمگ کر دیا تھا۔

اندر بھی باہر سے زیادہ خوشگواریت اس صبح کے ساتھ ہی آئی تھی بچے پھر سے اپنی روٹین پر آتے لاؤنج میں صبح صبح گھوم گئے تھے۔

پہلے صرف زامل زالے ہوتے تھے اب تو عبدلباری بھی میدان میں آگیا تھا وہ جتنا چھوٹا ہوتے شریف لگ

رہا تھا جیسے جیسے بڑا ہو رہا تھا اسکی اور زامل کی خوب بنتی

جا رہی تھی۔

زامے کیلئے اپنی بولنے والی ڈول زوناش ہی کافی تھی

جسے وہ اپنے ٹوائز اٹھا اٹھا کر دے رہی تھی۔

"ناش۔۔۔می دول۔۔۔بابا(زوناش میری ڈول بابا

لے کر آئے ہیں)" وہ چہک کر اسے اپنی پیاری سی

ڈول دکھا رہی تھی۔

جب پیچھے سے سیڑھیاں اترتے زیحال کی اس پر نظر پڑی۔اسکی نظروں میں پنپتی طلب بھانپتے زمل اسے وہی لے گئی۔

وہ جاکر زالے کو ایک ہاتھ سے اپنی گود میں لیتا اسکے نرم و ملائم گالوں پر پیار کرنے لگا۔

"میرا کیوٹ سا بیٹا" زالے اسے پہلے بھی اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی مگر اس حادثے کے بعد تو جیسے اپنی بیٹی کو وہ ہر سانس کے ساتھ اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا۔

وہ بے اختیار زالے کو اپنے سینے سے لگا گیا۔

"بابا آپ سے بہت پیار کرتے ہیں اپنی جان سے بھی زیادہ" اسکی محبت وہ بھی محسوس کرتی تھی تب ہی اپنے بابا کے سب سے قریب تھی۔

اسے دیکھتے ہی زوناش بھی تیزی سے ہاتھ پیر مارنے لگی تھی جو دیکھ مشی کو جی بھر کر حیرت ہوئی۔

اس پدی سی کو کتنی پہچان تھی زیحال کی۔ وہ بھی اسے وہی لئے پیار کرنے لگا زامل باری بھی دوڑ کر اسکے پاس آگئے تھے۔

یہ منظر بلاشبہ بے حد حسین تھا خاص طور پر یاقوت اور پامیر کیلئے۔

"ناشتہ لگ چکا ہے" کومل کی آواز پر سب سے پہلے بچے دوڑے تھے اپنی کیوٹ سی چھوٹی ٹیبل کی طرف جس کے ارد گرد انکے قد جتنی ہی کرسیاں رکھی تھی۔ اور ٹیبل پر انکی صحت کے مطابق اچھا لذیذ کھانا۔

"واؤ۔۔۔میں آج انکے ساتھ ناشتہ کروں گا" پامیر انکے آگے اتنا لذیذ کھانا دیکھ وہی بیٹھنا لگا تھا جب کومل

اسکی شرٹ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بڑوں کی ٹیبل پر لے گئی۔

"شرافت سے یہاں بیٹھو "

"ارے اٹس اوکے۔۔۔میں بھی بچہ ہی ہوں" وہ جان بوجھ کر اپنی ہنسی دباتے اسے زچ کرنے لگا تھا۔

"شرم کرو۔۔۔ایک بچے کے باپ ہو" کومل نے تڑخ کر اسے شرم دلائی۔

"تو اگلا بھی سوچ لوں ؟" یہی۔۔۔۔یہی تو وہ کہنا چاہتا تھا لگے ہاتھوں دل کی مراد سامنے رکھ لی۔

"میں تمہارا اگلاد بادونگی" وہ سرگوشی کرتی اسے غصّے سے بھری آنکھیں دکھانے لگی۔

"بھائی دیکھیں یہ عورت میرا اگلاد بانے کی دھمکی دے رہی ہے "

پامیر کے بلند آواز میں شکایت لگانے پر کومل نے تڑپ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"اب کیوں ڈر رہی ہو ہاں۔۔۔اپنے باپ کی اکلوتی فسادی اولاد ہوں۔۔۔جسے کھونا یقیناً وہ نہیں چاہتے "

بات تو سچ تھی لیکن کومل کا دل چاہ رہا تھا وہ ایک بار

اسے کمرے میں ملے زیحال کے سامنے وہ لحاظ کر رہی

تھی۔

"تم کمرے میں آؤ ایک بار "

"میں نہیں آرہا"

"میں تمہیں کھینچ کر لے جاؤ نگی" انکی آپسی تو تو میں

میں شروع ہو گئی تھی جب زیحال نے آکر دونوں کو

گھورا۔

"تم دونوں کو سدھرنا ہے یا نہیں؟" اسکی ڈانٹ پر پامیر نے ترچھی نظروں سے کومل کو دیکھا جس کے ہاتھوں اب اسکی دھلائی پکی تھی۔

آج کتنے دنوں بعد ناشتہ ایک خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا۔جب تھوڑی ہی دیر میں ملازم نے باہر سے زریاب خان کے آنے کی اطلاع دی۔

"مگر وہ اکیلے نہیں تھے انکے ساتھ خودنوشیر وال صاحب بھی آئے تھے جن کو دیکھ یاقوت اور پامیر اپنی اپنی جگہ سٹک ہو گئے تھے۔

برلاس اب تک نیند سے بیدار نہیں ہوا تھا یقیناً اسکے
ہوتے ہوئے یہ معاملات اتنے پر سکون ماحول میں
طے نہ کئے جاتے۔

106/1

ملازم کے اطلاع دینے پر زیحال نے فوراً سے یاقوت کی جانب دیکھا جس نے اسکی نظروں کی طلب بھانپتے اسی وقت آ کر اسے سہارا دے کر کھڑا کیا۔

وہ اس وقت وائٹ پینٹ پر لائٹ بلیو رنگ کی بٹنوں والی شرٹ پہنے ماتھے پر ہوئے بینڈج کے ساتھ بے حد جاذب نظر لگ رہا تھا۔

رہی سہی کسر ماتھے پر پڑے بالوں نے کر دی تھی کمبخت بیمار ہو کر بھی دل کو دھڑکانا نہیں بھولا تھا۔

زمل اسے کمرے تک سنبھال رہی تھی مگر یہاں آتے یاقوت اور پامیر دونوں نے اپنی ڈیوٹی سنبھال لی تھی۔

وہ یاقوت کا سہارا لے کر لاؤنج میں آگیا جہاں سے باہر کا گیٹ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

اور وہاں سے آتے ہوئے نوشیر وال صاحب جن کے پیچھے پیچھے زریاب خان بھی آرہے تھے۔

ایسا نہیں تھا کہ اسے بابا سائیں کو یہاں دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی تھی مگر وہ کبھی بھی بے وجہ نہیں آتے تھے۔

"سلام بابا" زیحال نے آگے بڑھ کر انکے ہاتھ کا بوسہ کیا یہ خاص پٹھانوں میں روایت ہوتی تھی اپنے بڑوں کا ہاتھ سلام کرتے وقت چومنا۔
اور بے حد خوبصورت روایت تھی جس میں ادب و احترام اور محبت ایک ساتھ جھلکتی تھی۔

زریاب خان بھی آگے بڑھ کر اسے دھیرے سے اپنے ساتھ لگاتے اسکے سر کا بوسہ لے گئے۔ انکے سامنے زیحال ہمیشہ چھوٹا ہی لگتا تھا۔

ورنہ یاقوت پامیر کی طرف سے دیکھا جاتا تو اسکا عہدہ بہت بڑا تھا۔

"بیٹھیں بابا" انکو کھڑے دیکھ زیحال کو شرمندگی سی ہوئی اپنے بیٹے کے گھر میں انہیں کہنے کے بعد بیٹھنا پڑ رہا تھا۔

وہ دھیرے سے ایک صوفے پر براجمان ہو گئے اور

انکے بیٹھتے ہی پہلے یاقوت اور پامیر نے آکر زیحال کی

دیکھا دیکھی انکے ہاتھ کا بوسہ لیا اور خوشگواریت سے

حال احوال پوچھا۔

پھر گھر کی بہوؤں نے آکر نہایت ادب سے انکے آگے

سر جھکا کر سلام کیا۔

یہ سب دیکھ نوشیر وال صاحب کے لبوں پر

خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔

کسی بڑے کے نہ ہوتے ہوئے بھی انکے بیٹے نے

اپنے گھر میں نظم و ضبط کا کتنا خیال رکھا تھا دیکھ کر ہی

دل خوش ہو گیا تھا۔

"پانی" زمل نے دونوں کی جانب پانی کے گلاس

بڑھائے زریاب اسے دیکھ کر مسکرا دیے۔

"امارا گھر کا عورت تو بڑا سمجھدار ہے" وہ اسکے چہرے

پر داجی کے سامنے ڈر بھانپتے مذاقیا انداز میں بولے۔

"خوش رہو بچے" اسکے سر پر ہاتھ رکھتے انہوں نے از

حد خوش دلی کا مظاہرہ کیا۔

"تمہارا بازو کیسا ہے اب؟" سوال دا جی کی جانب سے آیا تھا۔

"ٹھیک ہے بابا" کتنا ٹھیک تھا یہ اسکے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا اسے مزید ہوسپٹل میں کچھ دن رہنا تھا مگر برلاس کا سن کر وہ بنا کسی کی سنے خود ہی ڈسچارج ہو آیا تھا۔

اور اب اسکے چہرے سے علم ہو رہا تھا رنگت پہلے سے ماند پڑ چکی تھی۔اور درد کی لہریں اسکے چہرے پر رقم تھیں۔

"تم کو خیال کی ضرورت ہے اپنا کام وام ایک طرف کرو اور اپنا خیال رکھو" انکی فکر اپنے لئے دیکھ زیحال کے دل نے پر سکون سانس لیا۔

"اس لئے ام تم کو ساتھ لے جانے آیا ہے کچھ دن جب تک تم ٹھیک نہیں ہو جاتا "

انکی بات پر زیحال سے پہلے یاقوت اور پامیر نے تڑپ کر انکی جانب دیکھا تھا گویا ایسے جیسے انکی موت کا اعلان ہوا ہو۔

زیحال نے نظر اٹھا کر دونوں کو دیکھا اور دونوں کے ہی چہرے بے بسی اور کرب کی ملی جلی سی اذیت سے لبریز تھے۔

"تم اور بچے حویلی رہو گے جتنے دن تم ٹھیک نہیں ہوتا "

زریاب خان خاموشی سے بیٹھے ان تینوں کے چہروں کو دیکھ رہے تھے۔

وہ ساتھ نہیں رہتے تھے مگر پھر بھی ان چاروں کی بے مثال محبت سے اچھی طرح واقف تھے۔

"بابا میں ٹھیک ہوں یہاں۔۔۔یہ سب ہیں میرا خیال رکھنے کیلئے "اس نے کچھ سوچ کر نہایت دھیمے لہجے میں کہا۔

"ام جانتا ہے کہ سب ہے۔۔۔ لیکن ام چاہتا ہے تم اماری نگرانی میں رہو "انکے لہجے میں اسکے لئے از حد فکر چھلک رہی تھی۔

یاقوت مزید یہاں کھڑا نہیں رہ پایا تھا اسے جاتے دیکھ پامیر نے ایک نظر زیحال کو دیکھا جسے اپنا آپ سخت پریشانی میں گھرا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

یہاں اگر برلاس ہوتا اور انکی یہ بات سن لیتا تو یقیناً اب تک پاشا ولا میں طوفان آچکا ہوتا۔

جس سے اسکے باپ کو دور لے جانے کی بات کی جا رہی ہو اسکے مقابلے یاقوت اور پامیر ہمیشہ سمجھداری کا مظاہرہ کرتے تھے۔

مگر یہ احساس انکو اندر ہی اندر کتنی تکلیف دیتا تھا اسکا اندازہ زیحال کو بخوبی تھا۔

"بابا"

"سامان پیک کروا پنا" اس سے پہلے زیحال کچھ کہتا زریاب خان بیچ میں بول پڑے۔

زیحال نے متحیر زدہ آنکھوں سے انہیں دیکھا وہ تو ہر بات سے ہی واقف تھے پھر بھی۔

"صرف تم نہیں۔۔۔ام کو اپنے زی کا یہ تینوں بگڑا بچہ بھی حویلی میں چاہئے پورا گھرا ایک جگہ پر"

یہ ہوا تھا سب کے سروں پر دھماکہ

مشی کومل اور زمل جو پلر کی اوٹ میں کھڑی انکی باتیں سن رہی تھیں اس بات پر یکدم سے اچھل کر پڑی۔

"آؤچ۔۔۔میرا پیر"مشی کا پیر جیسے ہی کومل کے پیر پر آیا اسکے منہ سے ایک اور چیخ نکل گئ۔

"س۔۔سوری سوری۔۔۔مطلب ہم سب حویلی جائیں گے؟خانم کے ساتھ رہیں گے؟ "

خوشی کے باعث اسکی آواز چہک رہی تھی کومل بھی درد بھولتی اسکی خوشی میں خوش ہونے لگی۔

مگر زمل کو اب تک کچھ بھی صحیح سے سمجھ نہیں آیا تھا

اسے نجانے کیوں سسرال والوں کی جانب سے اپنے

آپ کو لے کر ایک ڈر رہتا تھا۔

جبکہ جتنا چاہنے والا آفندیز کا بیٹا اسے ملا تھا اسے ہواؤں

میں اڑنا چاہئے تھا۔

لیکن اس میں پھر بھی مشرقی عورتوں والی جھجھک

ضرور تھی۔

اتنے میں آئرہ اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹتی

نیند سے ابھی ہی بیدار ہو کر کمرے سے نکلی تھی۔

جب آتے آتے ان بد تمیز خواتین سے ٹکرا گئی۔ وہ

تینوں اسے ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے وہ کوئی چوری کر

کر آئی ہو۔

"ک۔۔۔کیا ہوا؟" اس نے ٹھٹھک کر کچھ جھجھکتے

ہوئے پوچھا۔

"کہاں سے آ رہی ہو؟" انکے سوال پر آئرہ اچھی خاصی

چونکی۔

"ر۔۔۔روم سے" معصومیت انتہا کی تھی جس پر

تینوں نے پوری قوت لگا کر اپنی ہنسی روکی۔

''کیا کر کر آئی ہو روم میں ؟'' اب کی بار سوال گھما دینے والا تھا آئرہ نروس ہوتی انکو دیکھنے لگی۔

''س۔۔۔ سو رہی تھی'' اسے لگا کہ اس نے کوئی غلطی کر دی ورنہ یہ تینوں کیوں کچھ پوچھتی۔

''تو یہ وقت ہے سو کر اٹھنے کا؟'' کومل نے جان بوجھ کر اپنی ٹون سخت کی۔

آئرہ نے گھبرا کر وقت دیکھا واقعی وقت تو زیادہ ہو گیا تھا تب ہی وہ مزید ڈر گئی۔

"س۔۔۔سوری۔۔۔م۔۔۔میری آنکھ نہیں کھلی وہ میں رات کو"

وہ اپنے حق میں صفائی دینے ہی لگی تھی جب تینوں کا پھوٹ کر زوردار قہقہہ نکلا۔

آئرہ متحیر زدہ آنکھوں سے تینوں کو ہنستے ہوئے دیکھنے لگی۔

"شکل دیکھو اسکی" اسکی شکل دیکھ کر تینوں کی ہنسی اور بھی گہری ہوتی چلی گئی۔

آئرہ بات کے سمجھ آتے تینوں کو گھور کر دیکھنے لگی مطلب یہ شرارت ان تینوں کی تھی۔

اور وہ پیچھے بیٹھے نوشیر وال صاحب کی وجہ سے خوفزدہ ہو رہی تھی جن کو وہ آتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔

"حد ہے ڈرا دیا مجھے" وہ لمبا سانس لیتی اپنے اور برلاس کیلئے ناشتہ بنانے کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"ویسے ساس نہ ہونے کا صحیح فائدہ اٹھاتی ہیں ہم اور اب وہ فائدہ بھی ختم "

کومل کی بات پر آئرہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"کیسے ؟" سرسری سے انداز میں پوچھا۔

"وہ ایسے کہ ۔۔۔۔ ہم کچھ دنوں کیلئے حویلی رہنے جا رہے ہیں" اپنی بات پر جہاں وہ آخر میں اچھلی تھی وہی آئرہ کو حیرت سی ہوئی۔

"سچ میں ؟" ہاں یہ بات ایسی نہیں تھی جس پر یقین کیا جا سکے۔

"باہر سن تو لو کہیں لالا نے منع نہ کر دیا ہو" زیحال کا سوچ کر مشی کی خوشی ماند سی پڑی۔

"اسکی ٹینشن نہ لو۔۔۔وہ اپنی طوطی کے قبضے میں ہے

اور وہ طوطی ہمارے قبضے میں ہے "

اسکا اشارہ زمل کی جانب تھا جو زامل زالے کو فیڈر میں

جوس ڈال کر دے رہی تھی۔

وہ دونوں اسکے دونوں اطراف اسکی فراک پکڑ کر

کھڑے بے حد کیوٹ لگ رہے تھے۔

"ممما۔۔۔می وانت دالے فیدو (ممما مجھے زالے کی

فیڈر چاہیے)"زامل کی نئی فرمائش پر زمل نے جھک کر

اسے گھورا۔

"آپ کی ہے ناں فیڈر۔۔۔چپ کر کر پیو" وہ اسکے سامنے اسکی فیڈر کر گئی لیکن وہ تو جیسے ضد ہی پکڑ گیا تھا۔

"ناہ می فید وناہ مما(نہیں میری فیڈر نہیں دینا مما)" زالے اپنی فیڈر کو لے کر جھٹ سے بولی۔

اور پھر جو دونوں کی اس ایک فیڈر پر ہوئی تھی جبکہ فرق صرف رنگ کا تھا۔

زامل کی فیڈر سکائے بلیو تھی جبکہ زالے کی فیڈر پنک تھی پھر بھی دونوں کو ایک ہی چاہیے تھی۔

"اب دونوں کی پٹائی ہو گی" زمل تنگ آکر دونوں کو ڈپٹنے لگی۔

جب پیچھے سے برلاس کو دیکھ وہ فیڈر کیا اپنی ماں کو بھی بھول گئے۔

"تاہ" اتنے دن بعد تاہ صاحب نظر آرہے تھے وہ بھی انکو دیکھ مسکراتا ہوا وہی فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر انکو اپنے سینے سے لگا گیا۔

"تاہ تو عید کا چاند بن گئے کبھی کبھی نظر آتے ہیں"

کومل کی چوٹ مارنے پر آئرہ نے اپنی مسکراہٹ

دبائی۔

"جب کہہ دیا چاند تو چاند مان بھی لیں" وہ صدا کا

ڈھیٹ انسان اس بات کو بھی اپنی تعریف میں بدلتا سر

خم کر گیا۔

"تاہ می وانت فیدو" زامل نے لگے ہاتھوں اپنی ماں کی

شکایت لگائی۔

جبکہ برلاس انکی آواز سن کر ہی یہاں آیا تھا تب ہی

معاملے کا اسے پہلے سے پتہ تھا۔

نہ اس نے اب تک باہر بیٹھے نوشیر وال صاحب اور

زریاب خان کو دیکھا تھا۔

وہ دونوں کافی دیر زیحال کے پاس بیٹھے رہے تھے اس

بیچ شاہی کھانوں کی ملازموں نے بھرمار کر دی تھی۔

انکے جانے کے کچھ دیر بعد زیحال جیسے ہی باہر آیا

سامنے ہی برلاس سنجیدہ چہرہ لئے بیٹھا تھا یقیناً وہ ان

دونوں کو جاتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔

زیحال کچھ سوچ کر اسکے سامنے آبیٹھا اور یک ٹک
اسے دیکھنے لگا دونوں ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کوئی
مقابلہ ہونے والا ہو۔

۔۔۔۔۔۔۔

یہ ایک بند علاقہ تھا جہاں جھونپڑی نما گھر بنے تھے گھر
نہ زیادہ بڑے تھے نہ چھوٹے مگر یہاں رہنے والے
لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

سب ہی مڈل کلاس کے لوگ تھے گلیاں اتنی تنگ تھیں کہ گاڑی ذرا سی بھی آگے لے جا پانا از حد مشکل تھا۔

تب ہی وہ گاڑی پیچھے کھڑی کرتے تیز ر عبدار قدم اٹھاتے ہوئے آگے کی جانب بڑھنے لگا۔

اسکے پیچھے دو گارڈز بھی اسکے ہم قدم ہوتے آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ جا کر ایک گھر کے سامنے رک گیا اور تیزی سے اسکا دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔

جب اسکی دستک پر اندر سے عمر رسیدہ عورت باہر نکل

کر آئی اسکے دروازہ کھولتے ہی وہ گن نکالتے اندر

داخل ہوا۔

جب اسکے ہاتھ میں گن دیکھ وہ دیکھ پھٹی پھٹی نظروں

سے اسے دیکھنے لگی وہ کبھی اسے دیکھے تو کبھی گن کو۔

"بیٹھ "اسکا اشارہ پیچھے کرسی کی جانب تھا اس عورت

نے مڑ کر پیچھے دیکھا

اور بری طرح سے کانپتی ہوئی پیچھے کرسی پر بیٹھ گئی۔

اسکے بیٹھتے ہی وہ بھی سامنے والی کرسی پر براجمان ہو گیا جو اسکے گارڈ نے اسکے لئے رکھی تھی۔

"ک۔۔۔کون ہو تم لوگ؟"خوف کے مارے اسکے حلق سے آواز تک نہیں نکل رہی تھی۔

"جو پوچھیں اس بات کا سیدھا سیدھا جواب دے" اسکی ٹون ہی اس قدر سخت تھی کہ وہ عورت اسکے پوچھنے سے پہلے ہی سانس تک روک گئی۔

"یہاں سے کہاں غائب ہوئی تھی؟"اس کے سوال پر اس عورت کے ماتھے پر پریشانی کے بل پڑے۔

تھوک تک نگلنا جیسے محال ہونے لگا تھا۔

وہ خوف کے مارے کچھ بول تک نہیں پا رہی تھی جب اسکی خاموشی سے کوفت زدہ ہوتے اس نے اپنے کان کی لو مسلی۔

"اٹھاؤ اسکو" کہہ کر وہ خود رکا نہیں تھا پیچھے وہ عورت اپنے بچاؤ کیلئے چیختی رہی مگر کسی ایک نے بھی نہیں سنی۔

لوگ نکل نکل کر اسے دیکھنے لگے تھے آگے چلتے

ہوئے شخص کی اتنی دہشت تھی کہ کسی نے بھی اسے

روکنے کی ہمت نہیں کی۔

اسکا نام تھا" یاقوت مرزا" اسکی دنیا میں ایک نہایت

سفاک اور بے رحم شخص جسے اپنے بوس کا صرف

ایک حکم چاہئے ہوتا تھا اسکے بعد چاہے اسے اس شخص

کو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالنا پڑتا۔

انکی گاڑیاں نکلتے ہی لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے

تھے۔

وہ عورت ایک کالج میں پڑھانے والی معمولی سی ٹیچر تھی جو کچھ وقت تک اسی کالج کی اچھی پرنسپل بھی رہ چکی تھی۔

مگر وقت کے ساتھ دماغی توازن کچھ کچھ بگڑنے لگا تھا جس کی وجہ سے اسے پرنسپل کے عہدے سے ہٹا کر معمولی سے ٹیچر کے عہدے پر فائز کر دیا گیا تھا۔

یہاں بھی بات رکی نہیں تھی۔ وہ ٹیچر بننے کا فرض بھی ویسے ادا نہیں کر سکی تھیں جیسے کرنا چاہئے تھا تب ہی کبھی کالج جاتی تھیں اور کبھی نہیں۔

آگے انکی قسمت کے فیصلے اب شاید نہیں یقیناً کسی اور کے ہاتھ میں تھے۔ جس کے پاس وہ لے جائی جاچکی تھیں

____

وہ انوکھا قیدی تھا جو قید میں رہ کر بھی اپنی ہی موج بھری زندگی گزار رہا تھا۔

جیسے کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ وہ باہر آکر لان میں لگے خوبصورت پودوں کو دیکھنے لگا گارڈز کو اسے دیکھ کر حیرت ہوتی تھی

کیسا تھا یہ شخص جسے پاشا نے خود اتنی آزادی دے رکھی تھی۔

یہ دکھنے میں ہی خطرناک لگتا تھا اگر چاہتا تو یہاں سے نکل سکتا تھا مگر وہ خود نہیں چاہتا تھا۔

اس نے ایک پھول توڑ کر دیکھا اور پھر اسکی خوشبو سونگھتے ہوئے اپنے کان میں اڑس لیا۔

یہ دیکھ گارڈز نے اپنی ہنسی دبائی۔ وہ اپنے آپ میں گنگناتا ہوا یہاں سے وہاں واک کرنے لگا۔

جب اسکی نظر اسی گارڈ پر پڑی جسے پاشا سے ملاقات کا

کام سونپا تھا

وہ اسکی نظر خود پر پڑتے بھاگنے ہی لگا تھا جب زارک

نے فوراً اسے جا لیا۔

"کہاں۔۔ برخوردار ذرا اپنا دیدار تو کرواتے جائیں"

وہ اسے کالر سے پکڑ کر کھڑا تھا اس گارڈ نے رونی شکل

بنا کر اسے دیکھا

"م۔۔۔ میں نے کوشش کی تھی" وہ ڈر کے مارے

ٹھیک سے کچھ بول بھی نہیں پا رہا تھا۔

"تو نے وہ کوشش ہی کیوں کی جو فیل ہو گئی" اسکی بات پر گارڈ نے مزید رونی شکل بنائی جس پر زارک کو ترس آیا اور وہ اسے چھوڑ کر خود کوئی حل سوچنے لگا۔

"اسکا گھر کہاں ہے؟" یہ وہ سوال تھا جو بنا بتائے گارڈ کی جان سولی پر اٹکا گیا تھا یعنی نہ جواب دے سکے اور نہ دیے بنا رہ سکے۔

"وہ۔۔۔وہ میں"

"یہ کہنے کی کوشش بھی نہ کرنا کہ تو نہیں جانتا کیونکہ اسکے بعد میں کیا کرونگا یہ میں بھی نہیں جانتا"

اسکی دھمکی پر گارڈ کو سانس لینا بھی دو بھر لگنے لگا تھا
پہلا بندہ تھا جس سے پاشا کی ٹکر کا خوف محسوس ہوا
تھا۔

وہ ایک ہاتھ کی انگلیاں لیپ ٹاپ پر تیزی سے چلاتے
ہوئے اپنی کسی فائل پر کام کر رہا تھا جب وہ ہاتھ میں
اسکے لئے فریش فروٹس کٹ کئے ہوئے لے کر آئی۔
مگر آتے ہی جیسے نظر اس کے کام کرنے پر پڑی وہ وہی
کھڑی اسے گھورنے لگی۔

"آپ کے بغیر کام رک نہیں جائے گا" زمل کی بات پر وہ بنا دیکھے ڈھیٹوں کی طرح مسکرا دیا۔

"رکے گا نہیں لیکن سلو ضرور ہو جائے گا" وہ نرمی سے بولتا اب آدھا دھیان اسکی جانب مبذول کر گیا تھا۔

"تو ہونے دیں سلو۔۔۔آپ یہ فنش کریں" وہ اسکے آگے سے لیپ ٹاپ اٹھا کر ایک طرف کر گئی جہاں اسکی اتنی ضروری فائل وہ ٹائپ کر رہا تھا اور زمل کے ایک ہاتھ لگنے پر وہ فوراً سے ریمو و ہونا سٹارٹ ہو گئی۔

لیکن وہ فائل دیکھنے کے بجائے اسے دیکھتا رہا۔

"میری فائل ڈیلیٹ ہو گئی" اسکی بات پر زمل نے دھک سے رکتے جھک کر لیپ ٹاپ دیکھا۔

"آ۔۔۔ایم سو سوری۔۔۔میں نے دیکھا نہیں تھا" وہ گھبرا کر لیپ ٹاپ سیدھا کیئے اسے دیکھنے لگی۔

جہاں اسکے ہی کی پچھلے دو گھنٹوں کی محنت دو سیکنڈ س میں مٹ گئی تھی۔

"صرف سوری؟" وہ از حد سنجیدہ تھا جب اسکی سنجیدگی پر زمل نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

"م۔۔۔میں پھر سے کر دیتی ہوں"

"کرنا آتا ہے؟" وہ دو بدو بولا تھا اسکے سوال پر اصل

پریشانی اب ہوئی تھی زمل کو۔

کہ اسے تو کرنا بھی نہیں آتا تھا وہ معصومیت سے

رونے والی شکل بناتی سر نفی میں ہلانے لگی پہلی بار

اپنے ہبی سے ڈر لگ رہا تھا۔

"آتا کیا ہے تمہیں؟" اسکے سنجیدگی سے پوچھنے پر زمل

بدک کر پڑی آنکھیں رونے کیلئے شدّت سے بے تاب

ہوئی تھیں۔

"م۔۔۔میں ی۔۔۔یاقوت بھائی سے ک۔۔۔کروا

دونگی" وہ ہاتھ مسلتی کس معصومیت سے بولی تھی کہ

زیحال کو مزید خود کی ہنسی روک پانا مشکل لگنے لگا تھا۔

"خود تمہیں کیا آتا ہے وہ بتاؤ "

"ک۔۔۔کچھ بھی نہیں" یہ تو سچ تھا اسے لیپ ٹاپ

چلانا ہی نہیں آتا تھا موبائل بھی زیحال کے لے کر

دینے کے بعد آیا تھا۔

زیحال نے دھیرے سے اسکی کلائی پکڑ کر اسے ٹیبل پر

اپنے سامنے بٹھایا وہ اب تک رونے کے موڈ میں تھی۔

"فروٹس کھلاؤ مجھے" یہ حکم تھا اور جس انداز میں دیا گیا تھا زمل منع بھی نہیں کر سکتی تھی تب ہی جلدی سے اسے اسکے منہ کی جانب ہاتھ میں پکڑا پائنا پیل لے گئی۔

"ایسے کھلاتے ہیں؟ تمہیں کھلانا بھی نہیں آتا؟ یا اسکے لئے بھی تم یاقوت کو بلاؤ گی"

اب کی بار زمل کی آنکھیں تیزی سے نمی سے بھرنے لگی تھی۔ جب اگلے پل اس نے اپنے طریقے سے سلائس کھاتے زمل کو حیران کر دیا۔

اسکے ذہن میں وہ پہلی ملاقات گھوم گئی تھی جب یہ ڈھیٹ ایسے ہی کھانا اسے بھی کھلاتا تھا اور خود بھی کھاتا تھا۔

"ایسے کھلاتے ہیں کیوٹی پائی" اسکے گال پر چٹکی کاٹنے پر زمل کی ہیزل آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگی۔

"م۔۔۔مطلب آپ غصّہ نہیں ہیں؟ وہ فائل ڈ۔۔۔ڈیلیٹ ہو گئی؟ "

وہ کس معصومیت سے پوچھ رہی تھی کہ زیحال کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"ایسی سو فائلیں تم پر قربان میری جان" اسکے شوخ

ہونے پر زمل کا پارا ایکدم سے ہائی ہوا تھا

وہ پہلے تو پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھتی رہی پھر جو

اس نے اسکی طبعیت درست کی۔

اس نے توبہ مانگ لی تھی آئندہ بیوی جیسی مخلوق کو

چھیڑنے سے بھی۔

"اچھا مجھے بتائیں۔۔۔حویلی چلیں گے ؟" وہ کپڑے

سیٹ کرتی وارڈ میں رکھتی ہوئی استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"ھمم دیکھیں گے" اسکے جواب پر زمل نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے؟ "

"مطلب کے مجھے کچھ کام ہیں اسکے بعد سوچیں گے" وہ سرسری سے انداز میں بولتے ہوئے ساتھ ساتھ لیپ ٹاپ پر اپنا کام بھی کر رہا تھا۔

زمل خاموشی سے نکل کر باہر آگئی بچے اسے کہیں بھی نہیں دکھے تھے تب ہی انکو ڈھونڈتے ہوئے وہ باہر لان میں آگئی۔

جہاں اس نے چاروں طرف انکو تلاش کرنے کیلئے جیسے ہی نظر گھمائی نظریں ایک منظر پر جا کر ٹھہر گئیں۔

پل میں جیسے اسکی آنکھوں کے سامنے سب کچھ گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

اگلے ہی پل اسکی چیخ پر پورا پاشاولا گونج اٹھا تھا۔

106/2

گاڑی ایک صاف سیدھی سڑک سے ہوتی ہوئی سامنے ایک خوبصورت بنگلے کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی جس کے باہر دو ویل ٹرینڈ گارڈز کھڑے تھے۔
جنکو اپنی گاڑیوں کی پہچان تھی تب ہی دور سے آتی اس گاڑی کو دیکھ انہوں نے راستہ دے دیا۔
وہ گاڑی باہر کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی جس کے آگے بھی طویل راہداری سے گزر کر مین گیٹ تک کا راستہ طے کرنا پڑ رہا تھا۔

اسکی پچھلی نشست کی ونڈو دھیرے سے کھلنے لگی جب
اس میں سے نمودار ہوتی وہ خوبصورت اولیو گرین
آنکھیں اس بنگلے کو متحیر انداز میں دیکھنے لگیں۔

اس نے آج تک بلیو بلڈنگ سے خوبصورت بلڈنگ
نہ دیکھی تھی مگر یہ بنگلہ اسے یہی بات پھر سے سوچنے
پر مجبور کر رہا تھا۔
جس کی خوبصورتی دور سے ہی بول رہی تھی

صبح کی سنہری روشنی اس کی وائٹ دیواروں پر پڑ کر ایسا منظر بنا رہی تھی جیسے موتیوں سے تراشا گیا کوئی محل ہو۔

اونچے سفید ستون، شیشوں سے جگمگاتی بڑی بڑی کھڑکیاں، اور بالکونیوں پر لگے خوبصورت سنہری لائٹس پورے ماحول کو شاہی بنا رہے تھے۔

بنگلے کے سامنے لمبا کشادہ راستہ تھا جس کے دونوں طرف تراشے ہوئے سبز پودے اور سفید گلابوں کی قطاریں ہوا کے ساتھ ہل رہی تھیں۔ درمیان میں بنا

شفاف پانی والا فاؤنٹین روشنیوں کے ساتھ چمک رہا

تھا۔ جیسے ستارے زمین پر اتر آئے ہوں۔

ہر چیز اتنی نفاست اور شان سے سجی ہوئی تھی کہ

نظریں ایک جگہ ٹھہر ہی نہیں رہی تھیں۔

وہ ایک ایک چیز کو بغور دیکھتا رہا جب ڈرائیور نے

گاڑی کو مین گیٹ کے قریب لا کھڑا کیا آگے اسے

جانے کی اجازت نہیں تھی

کیونکہ یہاں کی سیکیورٹی اور بھی سخت تھی۔ اس نے

مڑ کر پیچھے بیٹھے زارک کو دیکھا۔

''آگے میں نہیں جا سکتا آپ کو خود جانا پڑے گا'' اسکی

بات پر زارک نے ایک نظر باہر دیکھا۔اور دھیرے

سے دروازہ کھول کر باہر آگیا

باہر آتے اس نے پھر سے اپنے ارد گرد دیکھا گارڈ اسے

ترچھی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

وہ پہلی بار ایسا چہرہ یہاں دیکھ رہے تھے تب ہی انکو

تجسس ہو رہا تھا ان میں سے ایک آگے آ ہی گیا۔

''کون ہو تم ؟'' انداز سخت تھا کیونکہ ایسے ہی کسی کو بھی اندر جانے دینا یقیناً پاشا بے کے ہاتھوں اپنی شامت کو دعوت دینا تھا۔

''کام سے آیا ہوں '' کیا انداز تھا بلکل شاہانہ ایسے جیسے یہاں کا مالک وہی ہو۔ تب ہی گارڈ کو اس پر اور غصّہ آیا۔

وہ اسکی طبعیت صاف کرنے کیلئے آگے بڑھا ہی تھا کہ سامنے کھڑے ڈھیٹ شخص نے اسے اپنا آپ بہت اچھے سے بتایا۔

اسکی دیکھا دیکھی دوسرا گارڈ بھی اس پر حملہ آور ہونے لگا تھا مگر وہ صرف کچھ وقت کیلئے بھولا تھا۔

کہ وہ کون ہے لیکن اب اسے نہ صرف خود یاد آیا تھا بلکہ سامنے والے کو بھی اچھی طرح بتایا تھا۔

"زارک ولف نام ہے میرا۔۔۔اب یادرکھنا" وہ زمین پر پڑے گارڈز کو درد میں کراہتے دیکھ اپنی شرٹ جھاڑ گیا۔

پھر وہ گیٹ کی جانب بڑھتے اسے کھولنے کا طریقہ دیکھنے لگا جو آٹو میٹک تھا اور صرف چہرے کی شناخت کر کر کھلتا تھا

اسکے علاوہ اور کوئی راستہ بھی نہیں تھا جہاں سے وہ اندر جا سکتا۔

اس نے سر کھجاتے ہوئے حل سوچا مگر کوئی حل بر وقت اس کے ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔

"شاید واپس جانا پڑے گا" اسے یہی حل نظر آیا تھا۔

وہ جیسے ہی جانے کیلئے واپس پلٹا پیچھے سے اسے ایک چہکتی ہوئی پیاری سی آواز سنائی دی۔

وہ بے اختیار پیچھے مڑ کر اس جانب دیکھنے لگا جہاں سے تھوڑی سی جگہ میں اسے ایک معصوم چہرہ نظر آیا تھا۔

ٹھنڈ کی وجہ سے موٹے کپڑے پہنے سر پر دو پونیاں کئے اچھل کود کرتی وہ کوئی اور نہیں بلکہ اسکی لٹل فیری تھی۔

جو باقی بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی وہ اسے دیکھتے ہوئے خود بخود آگے بڑھ گیا

وہ کیوں اسے دیکھ کر سب بھول جاتا تھا اسکی

معصومیت زارک جیسے شخص کو ہپنوٹائز کر دیتی تھی۔

اور اب کیسے ممکن تھا کہ وہ اسے دیکھ کر اس سے ملے

بغیر اتنی قریب سے واپس چلا جائے۔

وہ بے چین ہوتے درمیان میں حائل ہوئی اس

رکاوٹ کو دیکھنے لگا۔

وہ کسی بھی طرح اس رکاوٹ کو اکھاڑ پھینک دینا چاہتا

تھا اور اس نے یہ کر بھی دکھایا تھا

وہ ہر کام میں ماہر بندہ اپنی لٹل فیری کو دیکھ اس شناخت کرنے والے سسٹم کو ہی فیل کر گیا۔

جسے کوئی ماہر سے ماہر بندہ بھی نہیں کر سکتا تھا وہ زارک ولف نے کر دکھایا تھا۔

وہ گیٹ کھولتے ہی دھیرے سے اندر داخل ہوا جب نظر سیدھا اپنی لٹل فیری پر گئی۔

وہ بھاگ رہی تھی اور پیچھے پیچھے زامل اسے پکڑ رہا تھا عبدلباری ابھی چلنا سیکھ رہا تھا

تب ہی گرتے پڑتے وہ کبھی زامل کو پکڑنے کی

کوشش کرتا تو کبھی زالے کو۔

جس کی کھلکھلاہٹیں زارک کے کانوں میں رس سا

گھول رہی تھی وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ مسکرا رہا ہے ایک

خوبصورت مسکراہٹ اسکے لبوں پر بکھر چکی تھی

جب دیکھتے ہی دیکھتے زالے تیز بھاگنے کے باعث

لڑکھڑا کر گرنے ہی لگی تھی کہ اگلے پل زارک نے

دوڑ کر اسے بہت برا گرنے سے بچایا تھا۔

لیکن وہ معصوم سی گڑیا گرنے کے ڈر سے ہی رونے لگی تھی۔

"بس۔۔۔بس نہیں لگی" یہ آواز زالے کو اچھے سے یاد تھی اسکی ہیزل کانچ سی بلیو آنکھیں ٹکر ٹکر زارک کو دیکھتی رہیں

اور کیسے ممکن تھا کہ یہ مہربان چہرہ اسے یاد نہ ہو۔وہ زارک کو پہچانتے یکدم سے چیخ پڑی تھی۔

"می چا۔۔۔م" اسکی اتنی زیادہ خوشی پر زارک بیک وقت حیران اور خوش ایک ساتھ ہوا تھا۔ کہ وہ اسے بھولی نہیں تھی۔

زالے اسکے گلے لگ کر پیچھے ہی نہیں ہٹی تھی زارک کا دل اسکی محبت پر خوشی کے سمندر میں غوطہ زن ہوا تھا۔ وہ بھی اسے گود میں لیتے زور سے سینے میں بھینچ گیا۔

جبکہ زامل اور عبدلباری اسے پہچاننے کی ہی کوشش

کر رہے تھے جب زامل کی بٹن سی آنکھوں نے تیزی

سے اس چہرے کو اپنے ذہن میں سکین کیا تھا

یہ وہی چہرہ تھا جو اس نے ریسٹورنٹ میں دیکھا تھا اور

زامل آفندی کب بھولتا تھا جو ایک بار دیکھ لے۔

"اے۔۔۔یو دندا بے بی۔۔۔ایو می دالے (اے تم

گندے بچے۔۔۔ چھوڑو میری زالے کو)"

وہ زالے کی شرٹ پکڑ کر پیچھے کی جانب کھینچنے لگا

تھا۔

عبدلباری بھی اسکی دیکھادیکھی زارک کے ٹھوس بائسپس پر مارنے لگا۔

"ایو دالے۔۔۔می ببا ہپ ہپ (چھوڑو میری زالے کو میرے بابا تمہیں ماریں گے)" وہ بنا ڈرے بہادری سے اسے اپنی بہن سے دور کر رہا تھا۔

جب اسکی اپنی بہن کیلئے جنونیت دیکھ زارک ٹرانس کی سی کیفیت میں زالے سے دور ہو گیا۔

"بیا۔۔۔می چام بیا(بھیا میرے چام بھیا)"زالے خوشی سے چہکتی ہوئی ان دونوں کو اپنا چام دکھا رہی تھی

"نو۔۔۔اتج بید۔۔۔(نہیں یہ گندہ ہے)"ہاں وہ اسکی بہن کے پاس آرہا تھا تو زامل کیلیئے وہ گندہ تھا وہ زالے کو پیچھے ہٹا کر خود اسکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور غصّے سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"می دالے۔۔۔اوتے۔۔۔(میری زالے ہے

اوکے)" وہ اپنی ننھی سی انگلی دکھا کر غصّے سے بول رہا

تھا۔

جبکہ زارک غش کھا کر گرنے کے قریب تھا کہ یہ

چھوٹا سا لڑکا جس کی عمر شاید دو سال تھی کتنا تیز تھا۔

جس کی محبت اپنی بہن کیلیۓ جنونی تھی اسے ہاتھ تک

لگانا اس سے برداشت نہیں ہوا تھا

وہ نہیں دیکھ رہا تھا کہ سامنے کوئی بڑا آدمی ہے اسے

کچھ کر دے گا۔

زارک کو اس میں ایک بچہ نہیں بلکہ دبنگ پرسنالٹی والا زیحال خان آفندی عرف پاشا بے دکھائی دے رہا تھا۔

نہ کوئی ڈر نہ کوئی خوف اپنوں کو لے کر ایک جنون اور غصّہ۔

"میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا بچے" وہ بہت محبت سے اسکے ننھے ہاتھ کو تھام کر بولا

جب زامل نے اسکے چہرے کو دیکھا قریب سے بہت قریب سے۔

آنکھیں بدلی تھیں مگر ناک، ہونٹ، ماتھا بہت اپنا اپنا ساتھا اتنا اپنا؟ کہ دیکھنے والا ہی دیکھ کر کتنے پل بول ہی نہ سکے

دیکھتے ہی دیکھتے اسکی محبت پر اسکے منہ سے یکدم تاہ نکلا تھا۔ جس پر خود زارک بھی حیران رہ گیا دل نے رکنا چاہا تھا۔

مگر کیوں وہ ان بچوں کو دیکھنے لگا جب اندر سے آتی زمل کی نظر اس پر پڑی۔

اسے زارک کو پہچاننے میں ذرا بھی دیر نہ لگی تھی تب ہی اسکے منہ سے زوردار چیخ نکلتی پورے پاشا ولا میں گونج گئی۔

"کیا ہوا؟" اندر کام کرتی کومل یکدم سے سیدھی ہوئی۔

مشی زوناش کو گرم کپڑے میں اچھے سے لپیٹ رہی تھی جسے کچھ دیر کھیلنے کیلئے کھولا تھا اور اب بند ہوتے وقت رو رہی تھی۔

وہ دونوں زمل کی آواز پر پریشان ہوتی باہر کی جانب بڑھ گیئں۔

"کیا ہوا" آتے ہی از حد فکر مندی سے پوچھا جب اسکی نظروں کی سیدھ میں دونوں نے اس جانب دیکھا۔

"یہ کون ہے؟" مشی کو اسے دیکھ حیرت سی حیرت ہوئی۔

زمل جلدی سے بھاگ کر زامل زالے عبدلباری تینوں کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کھینچ گئ۔

"ہبی۔۔۔ہبی" وہ زور زور سے ہبی کو پکارنے لگی تھی۔کومل اور مشی بھی جلدی سے اسکے پاس آ گئیں۔

"کون ہیں یہ اور اندر کیسے آئے؟" وہ دونوں ہی اب تک اسے نہیں پہچان پائی تھیں لیکن اگلے ہی پل اسے دیکھ دونوں ہی سٹک ہو گئیں۔

"ہبی۔۔۔" زمل کسی کی نہیں سن رہی تھی وہ بس زیحال کو آواز دے رہی تھی یہ بھول گئی تھی کہ وہ کس حال میں ہے وہ بے حد خوف زدہ ہو گئی تھی۔

اتنے میں برلاس اور آئرہ اندر سے نکل آئے تھے۔

"کیا ہوا؟" وہ جیسے ہی انکے پاس آیا زمل بچوں کو لے کر اسکے پیچھے چھپ گئی۔

"ب۔۔۔ برلاس۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ وہی ہے۔۔۔ ج۔۔۔ جس نے زالے کو مجھ سے چھینا تھا"

وہ کانپتی ہوئی آواز میں اسے خوف سی بتانے لگی۔

جب اسکی بات پر سب نے پھٹی پھٹی نظروں سے زارک کی جانب دیکھا جو پہلے تو سب نئے چہرے حیرت سے دیکھ رہا تھا

مگر جیسے ہی برلاس آیا وہ اسے دیکھتے ہوئے ہر چیز بھول گیا اس نے بھی اسی وقت نظر اٹھا کر سامنے کھڑے زارک کو دیکھا۔

وہ سیدھا اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اولیو گرین آنکھیں جو بہت خوبصورت تھیں مگر۔۔۔۔

کچھ تھا ان میں جو ان میں جھانکتے ہی برلاس کے ذہن میں تیزی سے کوئی منظر گھوما تھا۔

"نہیں۔۔۔چھ۔۔۔چھوڑو۔۔۔تم پاگل ہو گئی ہو "

"میں تمہیں برباد کردونگی" وہ صرف کہہ رہی تھی

اور پھر اس نے کر بھی دیا تھا سب برباد ہو گیا تھا۔

یہ الفاظ بیک وقت برلاس کی سماعتوں میں گونجنے لگے

تھے وہ زارک کو دیکھتے ہوئے جیسے سانس لینا بھول گیا

تھا۔

جب اتنی دیر میں زیحال ایک ملازم کا ہاتھ پکڑے

دھیرے دھیرے چلتا ہوا باہر آیا۔

زمل کی آواز اسے سنائی دے گئی تھی مگر وہ اس حال

میں نہ تھا کہ دوڑ کر اسکے پاس آسکے

اسے دیکھ جوزمل کے منہ سے ہی لفظ نکلا تھا اس پر برلاس نے بھی مڑ کر پیچھے دیکھا اور صرف یہ چہرہ دیکھ لینا ہی کافی تھا۔

ذہن نے سب کو خاموش کروا دیا تھا وہ اب صرف برلاس زیحال خان تھا تب ہی مڑ کر طیش بھری نگاہوں سے زارک کو دکھنے لگا۔

"تم یہاں؟" زیحال اسے دیکھ حیران تھا مگر اتنا نہیں اور اسکے اس قدر نارمل ہونے پر زمل اور باقی سب حیران ہوئی تھیں۔

"ملنے آیا تھا آپ سے" وہ قدرے ٹھہرے لہجے میں بولا زیحال کی حالت دیکھ اسے کہیں نہ کہیں گلٹ محسوس ہوا تھا۔

اسکی یہ حالت زارک کی وجہ سے تھی وہ کیوں بدل رہا تھا ان سب کے لئے کیا وجہ یہ بچی تھی؟ نہیں صرف اتنی سی وجہ ایک چٹان کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی تھی

اس نے اسی وقت برلاس کی جانب دیکھا۔

"تم کیسے ہو بچے ؟" اسکی طبعیت کو مد نظر رکھتے اس نے نرمی سے استفسار کیا۔

یہ سب دیکھ مشی کومل اور آئرہ غش کھا کر گرنے کو تھیں۔

ایک کڈنیپر گھر تک آگیا تھا انکے سامنے کھڑا تھا سوال ایسے کرر ہا تھا جیسے کوئی بہت اپنا ہو اور زیحال کوئی ری ایکٹ نہیں کرر ہا تھا۔

"یہ یہاں کیسے آیا؟" برلاس کے ضبط کی انتہا تھی وہ برلاس تھا اور خود میں کسی کو جاگنے سے پوری طاقت لگا کر روک رہا تھا۔

"سب اندر جاؤ" زیحال کے حکم پر مشی کومل اور آئرہ فوراً اسے بنا سانس کی آواز کئے اندر کی جانب بڑھ گئیں۔

جبکہ زمل اسے متحیر زدہ آنکھوں سے دیکھ رہی تھی جیسے اسے دیکھتے ہی کرچیاں سی بھرنے لگی تھیں۔

"ڈر گیہ اندر جاؤ" اسے وہی کھڑے دیکھ وہ نہایت
دھیمے لہجے میں بولا جب وہ بھرائی آنکھوں سے بچوں کا
ہاتھ پکڑ کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"می۔۔۔چام۔۔۔مما۔۔۔می چام" زالے اس سے
ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ
رہی تھی۔

مگر زمل نے ایک بار بھی اسکے چام لفظ کو نہ سمجھا۔

"مما۔۔۔ایومی۔۔۔چام (مما مجھے چھوڑو میرا چام
ہے)" وہ کس معصومیت سے بول رہی تھی

اسکی آواز پر زارک نے ذرا سا زیحال کی اوٹ میں اپنی لٹل فیری کو جاتے ہوئے دیکھا اسکے دل نے شدّت سے چاہا اسے روک لے مگر ایسا ممکن نہ تھا۔

اسکے جاتے ہی زیحال نے بے حد سپاٹ نظروں سے زارک کی جانب دیکھا۔

"برلاس" زارک کو دیکھتے ہوئے اس نے برلاس کو پکارا جو ضبط سے گہرا سانس اپنے اندر اتارتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"یہ اپنی پہلی اور آخری غلطی سمجھنا۔۔۔کیونکہ میں معاف نہیں کرتا"اسکے انداز میں وہ رعب تھا جو خاص پاشا کی پہچان تھی

"میں صرف"وہ آگے سے کچھ کہنے ہی لگا تھا جب زیحال نے گاڑی کی چابی اسکے سامنے کر دی۔

"واپس جاؤ۔۔۔وہی ملاقات ہو گی"وہ اسے گاڑی کی چابی دے رہا تھا؟زارک کو حیرت سی حیرت ہوئی۔

"میں خود چلا جاؤں؟"ہاں اسے پوچھنا تھا

"تم اتنے خاص نہیں کہ میں تمہیں چھوڑنے جاؤں"

اسکا انداز دوٹوک تھا۔

"میں نے گولی چلائی ہے آپ پر آپ مجھے جان سے

مارنے کے بجائے اتنی آزادی دے رہے ہیں وجہ؟"

وہ حیران تھا مگر خود کو کمپوز کئے ہوئے تھا۔

"بہت جلد پتہ چل جائے گا"

"اور اگر میں بھاگ گیا تو؟" آبرو اچکا کر پوچھا جب

اسکے سوال پر زیچال اسکے عین مقابل آ کھڑا ہوا تھا۔

لمبا دراز قد چوڑی چھاتی اور چٹانی وجود وہ اسکے مقابل

کھڑا عین ٹکر کا لگ رہا تھا

"دنیا کے کسی بھی کونے میں چھپ جاؤ ڈھونڈ نکالوں

گا لیکن تب مہلت نہیں سیدھا موت دونگا"

اس بات میں اتنا اثر تھا کہ ایک پل کیلئے جیسے زارک

کو بھی دل میں خوف اترتا ہوا محسوس ہوا

وہ گاڑی کی چابی دیکھنے لگا۔ اور کچھ سوچ کر ہاتھ میں پکڑ

لی۔

"مجھے انتظار رہے گا آپکا۔۔۔ بھاگنا میں بھی نہیں چاہتا

بہت کچھ ہے جو مجھے جاننا ہے "

ہاں وہی تجسس جو اسے یہاں موت کے منہ میں لے

آیا تھا۔ لیکن اب وہ اسے ختم کرنا چاہتا تھا وہ ہر سوال کا

جواب چاہتا تھا۔

"جاتے جاتے ان گارڈز کو ہوسپٹل چھوڑ دینا" یہ بات

زارک کو مزید حیران کر دینے والی تھی مگر وہ سر خم

کرتے باہر کی جانب بڑھ گیا

اور اسکے حکم کے عین مطابق انہی گارڈز کو اٹھا کر

ہوسپٹل چھوڑ کر آیا جن کی کچھ دیر پہلے ہڈیاں خود

توڑی تھیں۔

۔۔۔۔۔۔۔

"اسکو چھوڑا کیسے۔۔۔آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟" وہ

اسکے کمرے میں آتے ہی گویا پھٹ پڑی تھی

زیحال بیڈ پر بیٹھے اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا اسے

دکھ ہوا تھا خود کو نہ سمجھے جانے کا۔

"میں آپ سے بات کر رہی ہوں بولیں۔۔۔چپ

کیوں ہیں؟ "

اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔جا کر خود ہی زارک سے

سارا حساب چکتا کر لے

"کیا میں تم سے تھوڑا ٹرسٹ ڈیزرو کر سکتا ہوں؟"

اسکے لہجے میں کچھ تھا جسے محسوس کرتی زمل ٹھٹھک

سی گئی

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کندھے بے اختیار ڈھیلے

چھوڑ گئی اور دھیرے سے جا کر اسکی گود میں بیٹھ گئی۔

"ایم سوری "لہجہ یکدم سے بھر آیا تھا

زیحال کی خاموشی اسے مزید بے چین کر رہی تھی وہ مزید قریب ہوتی اسکے کندھے پر سر رکھ گئی۔

"م۔۔۔میں آپ کو ہرٹ کر دیتی ہوں مجھے اپنے اموشنز پر کنٹرول کرنا چاہئے "

وہ بھرائی آواز میں اس سے معافی مانگ رہی تھی۔

جب زیحال اسکے گرد حصار بناتے اپنے ساتھ لگا گیا۔

"تمہیں ہر طرح کا حق ہے۔۔۔تم تنگ نہیں کرو گی تو کون کرے گا"

وہ اسکا مان ہمیشہ رکھ لیتا تھا کیونکہ وہ اسے دکھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"پکا؟" وہ کس معصومیت اور لاڈ سے پوچھ رہی تھی کہ زیحال کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ بکھر گئی مطلب تنگ اسے کرنا ہی تھا۔

"پکا میرا بچہ" وہ اسکے سر کا بوسہ لیتے محبت بھرے لہجے میں بولتا یہ مان بھی رکھ گیا۔

"اب پیکنگ کرو ہم حویلی جائیں گے۔۔۔ساتھ اپنی بہوؤں سے بھی کہو"

اسکی آخری بات پر زمل حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"ہاں تو یہ تینوں جب مجھے باپ کی جگہ سمجھتے ہیں تو تم بھی تو ماں کی جگہ ہوئی۔۔۔وہ الگ بات ہے کہ تم دنیا کی سب سے چھوٹی ساس بنی ہو"

وہ اسکا مذاق بنا رہا تھا؟ زمل نے گھور کر اسے دیکھا اور پھر جلد ہی کندھے چوڑے کر گئی۔

"تو۔۔۔میں ہوں ساس پھر" وہ ایک ادا سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اور اب میں ساس بن کر دکھاؤں گی آپ کو" اسکے

ارادے زیحال کو بہت خطرناک لگے تھے اتنے کہ

اس سے ہنسی دبا پانا نہایت مشکل ہو رہا تھا۔

"پھر تو سب کو بچ کر رہنا پڑے گا "

"ہاں تو بچ کر رہیں میں بہت ظالم ساس ہوں" وہ بیگ

میں کپڑے ڈالتی ناز سے بولی۔

"چھوٹی سی ساس" زیحال کی ساتھ ہی ہنسی چھوٹ

گئی۔

"اگر چوٹ نہ لگی ہوتی تو آپ کو بتاتی" وہ دانت پیس کر بولتی اپنے کام میں لگی رہی زیحال کیلئے اپنی بچت بہت اہم تھی

وہ بھی اٹھ کر ایک ہاتھ سے ضروری فائلز اٹھا کر لے آیا جو اسے ساتھ لے کر جانی تھیں۔

وہ نیچے ملازموں کو کام سمجھانے میں مصروف تھی نجانے کیوں ایک دم سے آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا وہ بے اختیار کرسی پر آ بیٹھی۔

جب اسے ایسے بیٹھتے دیکھ سیماب جو کمرے میں جا رہی تھی بے اختیار اسکے پاس چلی آئی۔

"کیا ہوا تم ٹھیک ہے؟" اسے ایسے دیکھ اس نے فکر مندی سے پوچھا۔

"ہاں پتہ نہیں سر گھوم گیا ایک دم سے" وہ سر پکڑے کمزور سی آواز میں بولی۔

"رکو ام تم کو پانی دیتا ہے" سیماب اسکے لئے پانی کا گلاس لے کر آئی جسے بیلا تھام کر اپنے لبوں سے لگا گئی۔

اس دوران سیماب اسے غور سے دیکھ رہی تھی یہ آج سے نہیں وہ کافی دن سے نوٹ کر رہی تھی کہ اسکی طبعیت ڈاؤن تھی وہ کچھ سوچ کر اپنا موبائل اٹھاتی ایک جانب آ گئی۔

اور نمبر ڈائل کرتی کال کرنے لگی جب یہی کال لہروں میں سفر کرتی ہوئی پولیس سٹیشن گئی تھی جہاں اس وقت وہ انصاف کا کھیل کھیل رہا تھا۔

ابراہیم کے سب بندے اس وقت پولیس کی گرفت میں تھے آج تک انہوں نے جو بھی جرم کئے اب ان سب کا حساب ہو رہا تھا جو کرنے والا اور کوئی نہیں بلکہ خود "ڈی ایس پی" داراب خان آفندی تھا۔

یہ لوگ ابراہیم کے ہوتے ہوئے ہر جرم کھل عام کرتے تھے کیونکہ انکو کسی کا ڈر نہیں تھا انہیں بچانے والا خود انکے ساتھ تھا۔

لیکن اب وہ خودکسی کی سخت گرفت میں آچکا تھا جس کے بعد اسے سانس بھی اب اسکی مرضی سے ہی لینی تھی۔

وہ سلاخوں کے باہر کھڑا کانسٹیبل کو ان بندوں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا چہرے کے تاثرات از حد سپاٹ تھے۔

جب ایک کانسٹیبل نے آکر اسے فون بجنے کی اطلاع دی۔

جسے سن کر داراب کے تیور سخت بگڑے تھے اسے

ڈیوٹی کے وقت کسی کی کال آنا سخت زہر لگتا تھا تب ہی

منہ بگاڑے وہ اپنے کیبن کی جانب بڑھ گیا

آتے ہی اسکی نظر موبائل سکرین پر پڑی جہاں سیم کا

نام جگمگا رہا تھا۔

"ہیلو" فوراسی فون کان سے لگاتے بولا۔

"کدر ہے تم؟" اسکے سوال پر داراب کچھ چونکا۔

"کیا مطلب ڈیوٹی پر ہوں" اسے اس اچانک سوال کی

سمجھ نہیں آئی تھی۔

"ایک ڈیوٹی تمارا گھر بھی بنتا ہے اور سب سے پہلے بنتا ہے" اسکی بات پر داراب خاموش رہا جیسے اسکی اگلی بات کا منتظر ہو۔

" جلدی پہنچو حویلی" اور پھر کال کاٹ دی گئی وہ کچھ بھی پوچھے بنا اپنا کام سب ایک طرف کرتے فوراً سے حویلی پہنچ گیا تھا۔

اسکے لئے واقعی وہ ڈیوٹی سب سے پہلے ضروری تھی باقی سب بعد میں آتا تھا۔

وہ باہر بیٹھا بے چینی سے بیلا کے آنے کا انتظار کر رہا تھا جو ڈاکٹر کے ساتھ اندر موجود تھی اور اپنا چیک اپ کروا رہی تھی۔

اسکی اچانک طبعیت خراب نہیں ہوئی تھی وہ خود بھی کافی دنوں سے اسے نوٹ کر رہا تھا مگر یہ تاخیر خود بیلا نے کی۔

جس کی وجہ سے اب داراب کو اس پر غصّہ آ رہا تھا بات یہاں تک آگئ کہ وہ سر چکراتی پھر رہی ہے اور پھر بھی کہتی ہے کچھ نہیں ہوا۔

دس منٹ گزرے تھے کہ اندر سے ایک بلاوا آگیا۔ وہ اٹھ کر فوراً سے اندر گیا جہاں ایک کرسی پر اسسٹنٹ کے سامنے بیلا بیٹھی تھی۔

"بیٹھیں سر" وہ اسسٹنٹ اسے وردی میں دیکھ نہایت ادب واحترام میں بولی۔

اسکی وردی اس وقت اتنا دبنگ تاثر اس پر ڈال رہی تھی کہ اسے الفاظ بھی سوچ سمجھ کر استعمال کرنے پڑ رہے تھے۔

بیلا نے اس مونسٹر کی جانب دیکھا جو اپنی کھڑوس

شکل سے ہی سب کو ڈرا دیتا تھا

"ڈاکٹر تو چلی گئی ہیں لیکن رپورٹ وہ بنوا گئی ہیں جب

تک رپورٹس آئیں تب تک آپ انتظار کر لیں "

داراب سر ہلاتے بیلا کی جانب دیکھنے لگا جو اس سے

نظریں چراتی گود میں پڑے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی

تھی۔

"اب کیوں نظریں چرا رہی ہو" وہ تڑخ کر بولا جس پر

بیلا نے ترچھی نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"ام کو کوئی بتا کر چکر نہیں آیا تھا" آگے بھی وہ تھی
کب اسکار کھتی تھی دو بدو بولی۔

"بندہ کیئر ہی کر لے اپنی "

اس سے پہلے وہ دونوں شروع ہوتے نرس ہاتھ میں
رپورٹ تھامے اندر آئی۔

"آگئ آپ کی رپورٹس" اس اسسٹنٹ نے رپورٹ
تھام کر پہلے خود پڑھی جس پر اسکی آنکھیں کچھ متحیر سی
پھیلنے لگی

اس نے ایک نظر سامنے بیٹھی بیلا کو دیکھا اور پھر رپورٹس کو۔

"کیا ہوا؟ سب ٹھیک ہے؟" داراب اسکی نظروں میں پنپتی بے چینی بھانپتے ٹھٹھک کر پوچھنے لگا۔

"نہیں سب ٹھیک ہے" لیکن اسکے الفاظ اسکے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہے تھے وہ اب بھی الجھی ہوئی ہی تھی۔

اس نے سامنے اپنی لکھی ہوئی ادویات کو دیکھا اور وہ پیج پھاڑ کر دوسری دوائیں لکھنے لگی۔

"انکو صرف کمزوری ہے۔۔۔آپ انکا کھانا بہتر کریں اور ایکسرسائز کروائیں "

وہ پروفیشنل انداز میں بولتی ساتھ ساتھ کچھ لکھ رہی تھی۔

"یہ میڈیسنز ہیں آپکو ویٹ گین کرنے کی بھی ضرورت ہے آپ لگتی صحت مند ہیں لیکن وزن بہت کم ہے آپ کا "

اسکی بات پر بیلا نے تڑپ کر خود کو دیکھا۔

"وزن کب سے کم ہوا؟" داراب بے ساختہ بولا۔

"آئی ڈونٹ نو یہاں بہت کم ہے انکا" اسکے بے تکے سوال پر اسسٹنٹ تھوڑی سی جھجھک کر بولی۔

"میری تو سانس پھول گئی تھی اٹھا کر"

وہ اس بار قدرے کم آواز میں بولا تھا جو صرف بیلا کو سنائی دیا۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی جب اسکی بھوری کانچ سی آنکھوں میں پنپتے سوال پر داراب ذرا سا کندھا اسکی جانب جھکا گیا۔

"بیڈ سے ڈریسنگ ٹیبل تک ہی" مختصر سا جواب تھا

مگر بیلا کی سانسیں روک دینے کو کافی تھا۔

وہ فوراً سے سٹپٹا کر اس بے شرم سے پیچھے ہٹ گئی۔

وہ اسسٹنٹ سے رپورٹس اور پرسکرپشن تھام کر

کلینک سے باہر آ گئے جب باہر آتے ہی گاڑی تک

پہنچنے سے پہلے بیلا کے قدم لڑکھڑا گئے۔

"آرام سے۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" وہ اسکے لئے فکر مند

ہوا تھا۔

"ہاں۔۔۔ل۔۔۔ لیکن امار اسر" وہ اپنی آنکھوں کے سامنے سب کچھ اندھیرے میں ڈوبتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

کہ اگلے ہی پل وہ اسے ایک جھٹکے میں بانہوں میں اٹھا گیا اسکے عمل پر بیلا نے سٹپٹا کر اسے دیکھا۔

"ک۔۔۔ کیا کر رہا ہے تم۔۔۔ سب دیکھ رہا ہے ام کو" واقعی سب لوگ مڑ مڑ کر اس خوبصورت جوڑے کو دیکھ رہے تھے۔

"تو۔۔۔اب نکاح نامہ ہاتھ میں لے کر گھوموں کہ بیوی ہے میری؟" وہ اسکی بے تکی بات پر کلس کر بولتا گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

"تم بہت ڈھیٹ ہے "

"پھر بھی کبھی غرور نہیں کیا" وہ بھی دو بدو بولتا ہوا گاڑی میں بٹھا کر ہی مانا تھا۔

"چلو پہلے تمہارے چکر ختم کروں" کہتے ہی اس نے گاڑی ایک ریسٹورنٹ کی جانب موڑلی۔

"کیا کھلائے گا تم ام کو؟" وہ ریسٹورنٹ کے نام پر ہی یکدم سے چہکی تھی باہر کی دنیا تو جیسے اسکے لئے ایک خواب بن چکی تھی۔

جس طرح وہ ونڈو سے باہر دوڑتے مناظر کو دیکھ رہی تھی اپنی عمر کے مطابق اس نے بہت کم دنیا گھومی تھی۔

داراب نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور جیسے دیکھتا ہی رہ گیا اسکی معصوم آنکھوں کے جگنو آج اسے اچھے لگ رہے تھے۔

"ہوا" اسکے جواب پر بیلا نے یکدم پلٹ کر اسے دیکھا

"ہوا۔۔۔؟ یہ کیسا ڈش ہے" یہ نام وہ پہلی بار کسی ڈش

کیلئے سن رہی تھی تب ہی حیران تھی

"تم جیسے لوگوں کے لئے۔۔۔ ہوا بھری جاتی ہے

کھانا تو لگتا نہیں تو پھر یہی صحیح"

اسکے جواب پر بیلا پہلے تو سمجھی نہیں مگر غور کرنے پر

جیسے ہی سمجھ آیا گھور کر اسے دیکھنے لگی۔

"تم نے بھی یہی کیا ہو گا جو اتنا وزن ہے تم میں" وہ

تڑخ کر بولتی داراب کو بے حد کیوٹ لگی تھی

"تمہیں ایک ہی بار میں میرے وزن کا بھی پتہ چل گیا "

وہ اسکی بات کو اپنی جانب سے رخ دیتا الٹا اسے ہی سٹپٹا جانے پر مجبور کر گیا۔

پھر تو پورے راستے وہ اس ڈھیٹ پٹھان کے آگے چسکی تک بھی نہیں تھی یہاں تک کے وہ دونوں ایک اچھے ریسٹورنٹ آ گئے۔

داراب نے یہاں کی سب بیسٹ ڈشز آرڈر کرلی تھیں جن میں نجانے کیا کیا ایسا تھا جو بیلا دیکھ ہی پہلی بار رہی تھی۔

مگر خوشی اتنی تھی کہ بس ایک بار شروع ہو کر کھاتی ہی چلی گئی۔

"کھاؤناں تم۔۔۔ام کو کیا دیکھ رہا ہے" داراب کی نظریں خود پر پا کر بولتی آدھی منہ سے باہر چاؤمن کو سپ کر کر اندر لے گئی۔

جس پر داراب کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی
تھی وہ اپنی شرٹ کے اوپر والے دو بٹن کھول گیا۔

صرف ایک بار نہیں وہ اپنا کھانا چھوڑے بس اسے ہی
دیکھ رہا تھا جب عاجز ہوتے کرسی پر ٹھیک ہو کر بیٹھنے
لگا۔

"تم۔۔۔تم عام لوگوں کی طرح نہیں کھا سکتی؟"
اسکے زچ ہونے پر بیلا نے رک کر اسے دیکھا۔

"تو کیا ام بندروں کی طرح کھا رہا ہے؟" اب وہ کیا بتاتا
اسے کہ وہ کس انداز میں کھا رہی تھی

داراب دونوں ہاتھ سر کے پیچھے لے جاتے چہرہ اوپر کی جانب کر کر گہری سانسیں لینے لگا۔

جب اسے اپنے گال سرخی سے دہکتے ہوئے محسوس ہوئے

وہ کافی کا مگ اٹھاتے اپنا رخ ہی پلٹ گیا بیلا اسے عجیب نظروں سے دیکھتی بھاڑ میں بھیج کر پوری ٹیبل پر بھرے کھانے کے ساتھ انصاف کرنے لگی۔

جب کھاتے کھاتے اسے یکدم سے مورے کا خیال آیا۔

"گ ۔۔۔ گھر چلو" وہ سب کچھ چھوڑے بے چینی

سے بولی۔

داراب نے پہلے کھانے کو اور پھر اسے دیکھا

"یہ تمہیں اچانک گھر کا دورا کیوں پڑا؟" تھوڑی دیر

پہلے تک وہ ندیدوں کی طرح کھا رہی تھی اور اب جیسے

ساری بھوک سوا ہو گئی تھی۔

"م ۔۔۔ مورے ام کو غصّہ کرے گا ام نے اسکو بتایا

بھی نہیں "

اسکی فکر جائز تھی جیسا رویہ فرخندہ بیگم کا اسکے ساتھ تھا۔اس کے بعد تو انکا سوچ کر ہی جان نکل رہی تھی۔

"تم آرام سے کھاؤ کوئی کچھ نہیں کہے گا" وہ ایک اعتماد سے بولا تھا۔

"نہیں ام کو جانا ہے۔۔۔ تم چلو ناں" وہ کسی طور یہاں نہیں رکنا چاہتی تھی۔جب داراب اسکی آنکھوں میں دیکھتے دھیرے سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گیا۔

"میری بیوی ہو تم۔۔۔مت بھولا کرو" کیا مان تھا اسکے لفظوں پر بیلا کو اک دم سے اپنا آپ ساتویں آسمان پر محسوس ہوا۔

"ل۔۔۔لیکن مورے غصّہ کرے تو؟" وہ کس معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔

"تو تمہارے آگے میں کھڑا ہوں" کہتے ہی وہ مسکرا دیا اسکی مسکراہٹ پر بیلا کے دل میں تتلیاں سی بکھر گئیں تھی

اسکے بعد وہ بے فکر تھی ہر طرح سے اور دونوں نہ صرف ریسٹورنٹ بلکہ اور بھی دو تین جگہوں پر گھوم کر حویلی واپس گئے تھے۔

۔۔۔۔۔۔

"زامل اب بس بھی کرو" وہ کب سے اسکے گیت سے سن رہی تھی آخر میں جیسے تنگ آگئ

وہ جب سے اس مونسٹر کو زالے کے پاس دیکھ کر آیا تھا تب سے ہی وہ زمل کا دماغ خراب کر رہا تھا کہ اسکی بہن کے قریب کوئی آیا بھی تو کیسے۔

"ببا۔۔۔ ہپ۔۔۔ ہپ نات۔۔ مما (بابا نے اسے

نہیں مارا مما)" وہ چاہتا تھا اسکے بابا اس گندے مونسٹر

کو ڈھیشم ڈھیشم کر دیں۔

"بابا کریں گے۔۔۔ آپ ویٹ کرو" وہ انکے ٹوائز دیکھ

دیکھ کر ایک بیگ میں رکھ رہی تھی

بنا یہ جانے کہ جو دو دن وہ حویلی رہ کر آیا تھا ان دو

دنوں میں ہی دنیا بھر کے کھلونے نوشیر وال صاحب

نے اسکے لئے بھر دیے تھے۔ آخر کو آفندیز کا وارث

تھا۔

زمل کی جانب سے کوئی جواب نہ پاکر زامل بیڈ کے کنارے پر بنی سیڑھیوں سے جلدی جلدی اترتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

زمل کو لگا وہ کھیلنے گیا ہے مگر وہ غلط تھی اس کی رگوں میں دوڑتا خون اس شخص کا تھا جو چلتی پھرتی خود میں ایک آگ تھا۔

وہ سیڑھیاں اترتا نیچے ایک کمرے کی جانب بڑھ گیا جو اور کسی کا نہیں بلکہ اسکے تاہ کا تھا۔

اب یہ مسلہ اسکا پارٹنر ہی حل کر سکتا تھا وہی ہوا دونوں سر جوڑے بیڈ پر بیٹھے آپس میں سر گوشی کر رہے تھے۔

"دندا۔۔۔بے بی۔۔۔دالے ہپ ہپ (وہ گندہ بچہ زالے کو مار رہا تھا)" آدھی بات اپنی طرف سے ملاتے وہ اپنے تاہ کو بہت سنجیدگی سے بتا رہا تھا۔

"اسکی تو میں۔۔۔ میں اسکی ہڈیاں توڑ دونگا" وہ کف اوپر ایسے کرنے لگا جیسے ابھی جا کر اپنا کہا پورا کر دے گا۔

"لیکن۔۔۔بابا نہیں مانیں گے" آخر میں یکدم

زیحال کی فکر ہوئی جو ڈھال تھا ان سب کے اور

زارک کے بیچ

اور جب تک وہ نہ چاہتا ان میں سے کوئی بھی زارک کا

بال تک باکا نہیں کر سکتا تھا۔

"تاہ۔۔۔وات دونو (تاہ اب کیا کریں)" اسکی بات پر

برلاس کوئی حل سوچنے لگا۔

جب باہر سے آئرہ ہاتھ میں کچھ کپڑے لئے کمرے میں آئی آتے ہی نظر سیدھا ان دونوں افلاطونوں پر پڑی تھی جن کی کوئی سنگین میٹنگ چل رہی تھی

"کیا ہو رہا ہے یہاں" وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

"میتنگ اوتے۔۔۔بے بی" وہ انگلی اٹھا کر کس پھرتی سے بولا کہ خود برلاس بھی دنگ رہ گیا۔

"اوئے۔۔۔بے بی کس کو بولا؟" وہ اپنے پرانے والے مخصوص انداز میں تڑخ کر پوچھنے لگا۔

"یو بے بی۔۔۔می بے بی۔۔۔او تے (تمہارا بے بی میرا بے بی او کے)" وہ اسکے منہ سے نجانے کب آئرہ کیلئے یہ لفظ سن گیا تھا۔

مگر اب تو کمان سے تیر نکل چکا تھا بر لا س سر تھامے اسے دیکھنے لگا۔

وہی دوسری جانب آئرہ منہ پر ہاتھ رکھے پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی روک رہی تھی۔

اگلے ہی پل اسکا پھوٹ کر نکلتا قہقہہ پورے کمرے میں گونج اٹھا اسے ہنستے دیکھ زامل بھی ہنس پڑا

برلاس کبھی ایک کو گھورے تو کبھی دوسرے کو۔

آخر میں زامل کو پیٹھ پر بٹھاتے بیڈ پر الٹا گیا جیسے ایک نئی جنگ شروع ہو گئی ہو۔

"میرا ہے وہ بے بی۔۔۔ میرا اوکے۔۔۔" تھوڑی دیر پہلے جو بھائی چارہ جاگا تھا سب پل میں ہوا ہو گیا تھا۔

آئرہ دونوں کو ایسے دیکھ بس پیٹ پکڑے ہنستی گئی دونوں ہی اپنی اپنی عمر بھول گئے تھے مگر ایک چیز جو آئرہ کو دھک سے روک گئی تھی۔

وہ ہنس رہا تھا کھلکھلا رہا تھا وہ زندگی کو پہلے والے انداز میں جی رہا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھے گئی۔جب برلاس کے پکارنے پر وہ دھیرے سے انکے پاس آکر بیٹھی۔

"یہاں آؤ۔۔۔"اسکے بلاتے ہی زامل فوراسے اسکی گود میں جاکر بیٹھ گیا۔

"میں آپ بھی انا ہوں او کے آپ مجھے انا بلاؤ گے"وہ اسکی چھوٹی سی ناک چھو کر پیار سے سمجھانے لگی۔

"انا کیسے۔۔۔میں چاچو ہوں تو تم بھی چاچی ہوئی" وہ ایسے بول رہا تھا جیسے معاملہ بہت سنجیدہ ہو۔

"نہیں زمل میری بہن ہے تو میں اسکی نسبت سے انکی انا ہوئی" وہ بال پیچھے کرتی ایک ادا سے بولی۔

"و۔۔۔ویٹ۔۔۔میری نسبت۔۔ سمجھی تم۔۔۔تم میری ہو تو میری نسبت سے پہچانی جاؤ گی" وہ جیلس ہو رہا تھا صاف ظاہر ہو رہا تھا۔

''می انا۔۔ نوتاہ'' زامل کو چاچی جیسا مشکل لفظ تو کہنا بھی نہیں آرہا تھا وہ خود ہی فیصلہ کرتے فوراً سے باہر بھاگ گیا

پیچھے اپنی انا کو اس ظالم شخص کے حوالے کر کر جو اسے اپنی نسبت کی اہمیت بہت اچھے سے سمجھا گیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں دو گھنٹوں میں واپس لوٹے تھے جب درمیان میں ہی داراب کو پولیس سٹیشن سے کال آ گئی۔

"مجھے جانا پڑے گا۔۔۔ تم جاؤ اندر میں تھوڑی دیر تک واپس آجاؤنگا" اسکی بات سن کر بیلا سخت پریشانی میں مبتلا ہوئی

"ک۔۔۔ کیوں تم بھی ساتھ چلو ناں" اسکے لہجے میں ڈر صاف چھلک رہا تھا۔ داراب نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اسکے چہرے پر جھک گیا۔

لبوں پر اتنی دیر سے مچلتی طلب کو مٹاتے وہ واپس اپنی جگہ سیدھا ہو گیا۔

"اب جاؤ اندر" بیلا کا چہرہ یکدم سے سرخ قندھاری ہوا۔ وہ اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔

"میرے آنے تک یہ کافی ہو گا۔۔۔ یا اور دوں؟"

اسکے اور لفظ پر بیلا بدک کر فورا اسے گاڑی سے نیچے اتر گئی۔

جب اسکی تیزی پر داراب کا بے ساختہ قہقہہ گاڑی میں گونج اٹھا وہ گاڑی آگے بڑھا گیا بیلا بھی اسکے جاتے ہی اندر آ گئی

جب اس کے ڈر کی صورت بلکل سامنے کھڑی اسے دیکھ رہی تھیں ان پر نظر پڑتے ہی بیلا یکدم رک گئی۔

"میرے آنے تک یہ کافی ہو گا" اسکے لمس کا احساس اب تک تازہ تازہ تھا جس پر اسکا ذہن تیزی سے داراب کی جانب گھوم گیا۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے؟" انکے غیر متوقع سوال پر بیلا چونک سی گئی۔

"ام تم سے پوچھ رہا ہے" اسکی حیرت پر انہوں نے اس بار قدرے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔بس کمزوری بتائی ہے" وہ کچھ جھجھک کر ان سے نظریں چرانے لگی۔

وہ کسی بھی طرح اپنے چہرے کی سرخی ان سے چھپانا چاہتی تھی

مگر دوسری جانب اسکے عمل کا کتنا غلط اثر پڑا تھا اسکا اسے اندازہ تک نہیں تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ گارڈز کو ہوسپٹل چھوڑ کر خود سیدھا فارم ہاؤس پر ہی لوٹ آیا تھا جب اسے اتنی شرافت سے واپس آتے دیکھ گارڈز کو حیرت سی ہوئی۔

وہ لمبے ڈھینگ بھرتا گاڑی کی چابی ایک گارڈ کی جانب اچھالتا خود اس کمرے میں آگیا جہاں آج کل اسکا بسیرا تھا۔

آتے ہی وہ شرٹ نکال کر بیڈ پر پھینکتے ایک طرف رکھی کافی میکر کی جانب بڑھ گیا۔

موسم چاہے کیسے بھی ہوتا اسے گرمی ہی لگتی تھی تب ہی وہ صرف سینڈو میں خود کو آرام دہ محسوس کرتا تھا۔

یہ کافی اسکے لئے سانسوں جتنی ضروری تھی اتنی عادت ہو گئی تھی اسے اسکی لیکن کب سے اسے یاد نہیں تھا۔

شاید تب سے جب سے کسی کو وہ بار بار یہی کافی پیتے ہوئے دیکھا کرتا تھا ایک پل کیلئے وہ کسی اور جہاں میں چلا گیا تھا۔

لیکن احساس سے نکل آتے وہ سارا دھیان کافی کی

جانب کر گیا۔

اس میں چمچ چلاتے ہوئے وہ پیچھے کی جانب مڑنے ہی

لگا تھا کہ اسکی نظر وال گلاس سے باہر کی جانب پڑی۔

سامنے کا منظر دیکھ وہ سٹک رہ گیا تھا وہ بنا پلک جھپکائے

سامنے دیکھے گیا وہ اولیو گرین آنکھیں حیرانگی سے

پھیل رہی تھیں۔

ان اولیو گرین آنکھوں میں آج کسی کا عکس بہت
صاف دکھائی دے رہا تھا بنا پلکیں جھپکیں جیسے وہ آس
پاس کی ہر چیز بھول گیا تھا۔
باہر وہ عین اسکی نظروں کے سامنے کسی گارڈ سے
ٹکرانے کے باعث گھاس پر بیٹھی اپنی کہنی سہلا رہی
تھی۔

جبکہ وہ گارڈ جھک جھک کر اس سے معافی مانگ رہا تھا

جس پر اس نے نجانے کیا کہا کہ وہ گارڈ بھی اسکے ہاتھ

ہنس پڑا ایسے جیسے بہت بنتی ہو آپس میں۔

وہ مسکرا کر اس سے بات کر رہی تھی وہ وہی تھی

شولڈر کٹ بالوں والی خوبصورت نین نقوش اور

ڈھیلے سے لباس میں درمیانے قد کی لڑکی۔

ظاعنہ ورک عرف اے ڈی پاشا بے کی چھپی ہوئی

طاقت جس کے ذریعے وہ زارک جیسے خطرناک

بندے تک کا پتہ بھی نکال گئی تھی۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا وہ کیوں اسے دیکھ رہا تھا اسے خود بھی علم نہیں تھا بس اسے دیکھنا تھا۔

وہ اٹھ رہی تھی اس گارڈ نے اپنا ہاتھ آگے کیا جس پر زارک کی نظر پہلے پڑی تھی۔

دل رک رک کر دھڑک رہا تھا وہ دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا وہ ہاتھ دے گی؟ وہ کافی کا گھونٹ بھر کر بے اختیار سوچنے لگا

ہاں اس نے دیا تھا وہ اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑنے لگی مگر وہی زارک کو کافی یکدم سے کڑوی لگی تھی۔

وہ کرٹنز کو پھینکنے والے انداز میں آگے کرتا بیڈ کی جانب آگیا جب اسے بیٹھے ہوئے دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ اسکا دروازہ ناک ہونے لگا۔

اس کی بنا اجازت ہی مقابل اندر آگیا تھا اتنی اہمیت کم از کم باقیوں سے اسے نہیں مل سکتی تھی۔

"یہ فون تمہارا۔۔۔پاشا نے بھیجا ہے" وہ فون بیڈ پر پھینکتی سرسری سے انداز میں بول کر مڑی ہی تھی کہ وہاں رکھی قالین میں پیر پھنستے دھڑام سے کہنی کے بل گر گئی۔

"آؤچ" منہ سے بے ساختہ کراہ نکلی۔

زارک جو ڈھیٹ بن کر سامنے وال گلاس سے نظر

آتے ہوئے پودوں کو دیکھ رہا تھا

مڑ کر ایک نظر کرم اس پر بھی ڈال لی جو آج جیسے چکر

کھا کر بار بار گر رہی تھی۔

"سسسیی" وہ کہنی سے نکلتی چھوٹی سی بوند دیکھ برا سا

منہ بنانے لگی۔

"یو اوکے ؟" وہ وہی بیٹھے بیٹھے پوچھ رہا تھا۔ جس پر زنو

نے کاٹ کھانے والی نظروں سے اسے دیکھا

کتنا سنگدل شخص تھا ایک بار بھی اٹھ کر اسے نہیں دیکھا۔ دیکھتا نہ صحیح کم از کم تھوڑا احساس ہی ظاہر کر دیتا۔

"شٹ اپ" وہ چلا کر بولتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب اسکی نظر اپنے شوز میں اٹکے کیل پر گئی۔

وہ رک کر اسے دیکھنے لگی مطلب یہ تھی وجہ اسکے گرنے کی اس نے جھٹ سے اس کیل کو اکھاڑا اور غصّے سے دیکھنے لگی۔

"بدتمیز۔۔۔" وہ کیل کو بدتمیز کا لقب دے رہی تھی

یہ دیکھ زارک کو اسکے دماغ پر چوٹ لگنے کا خدشہ ہوا۔

وہ کیل پھینک کر جیسے ہی اٹھنے لگی گھٹنے پر چوٹ کے

باعث پھر سے بیٹھ گئی درد کی ایک لہر سی پورے بدن

میں دوڑ گئی تھی۔

اسے جلد یہاں سے واپس نکلنا تھا کیونکہ اسکے لئے اگلا

حکم تیار تھا جس کیلئے اسے آفس پہنچنا تھا۔

اسے یونہی بیٹھے دیکھ زارک اٹھ کر کافی کا مگ ہاتھ میں لئے دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالے دو قدم چل کر اسکے عین سامنے آ کھڑا ہوا۔

زنو نے نظر اٹھا کر شدید غصّے سے اسے دیکھا۔ بلیک پینٹ اور بلیک ہی سینڈو میں وہ قیامت لگ رہا تھا۔ وہ بے اختیار نظریں چرا گئی

جب زارک نے ذرا سا جھک کر دھیرے سے اسکی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا۔

زنو نے پہلے اسکے ہاتھ کو اور پھر اسکے چہرے کو دیکھا۔

اولیو گرین آنکھیں بلکل نارمل سا تاثر دے کر بھی قیامت لگ رہی تھی ایک ایک نقش جیسے بہت باریکی سے تراشا گیا ہو۔

چہرے پر ہلکی بئیرڈ تو اور جان لیوا لگ رہی تھی اوپر سے اسکا طلسمی وجود جو کسرت سے جم کرنے کے باعث بے حد جاذب نظر لگتا تھا۔

یہ برا شخص تھا؟ وہ بے اختیار سوچنے لگی

جب اسکے کارنامے یاد آتے آنکھوں میں نفرت سی بھر گئی۔

"نو تھینکس" وہ تڑخ کر بولتی خود سے اٹھنے کی کوشش میں آخر تک تو پہنچ گئی مگر سیدھے کھڑے نہ رہ پانے کے باعث لڑکھڑا گئی۔

وہ اسکے قریب کھڑا تھا اور اسی کا فائدہ ہوتے اسے بازو سے تھام کر پیچھے کے بجائے آگے کو اپنی جانب کھینچ گیا۔

وہ بے اختیار اسکے کسرتی سینے سے آٹکری تھی۔

دل کے مقام سے بھی چھوٹا قد۔ اٹھی ہوئی ٹھوڑی اور غصّے سے بھری سبز نشیلی آنکھیں۔

پہلی بار وہ اپنی زندگی میں اتنے قریب سے کسی لڑکی کی آنکھیں دیکھ رہا تھا۔

زنو اسے ایک جھٹکے میں خود سے پیچھے دھکیل گئی۔

"اے۔۔۔ حد میں رہو اپنی سمجھے" وہ اپنے مخصوص انداز میں بلکل منہ پھٹ لوگوں کی طرح بولی تھی۔

"وہ کسے کہتے ہیں؟" وہ آبرو اچکائے استفساریہ پوچھنے لگا۔

"میں کم از کم کسی کا سہارا نہیں لیتا" یہ چوٹ ماری تھی

اس نے زنو نے بے ساختہ سوچا مگر کس بات پر اسے

سمجھ نہیں آئی۔

زنو نے دانت پیس کر اسکے ایک ایک نقوش کو دیکھا

دل تو چاہا سب کو بگاڑ کر جواب دے

تاکہ اسے پتہ چل جائے لیکن پاشا کی اجازت کے بغیر

اب اسے کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا تھا۔

"بہت جلد بتاؤں گی۔۔۔ایک بار پاشا تمہاری شناخت

کر لے" وہ۔ پاشا بے کیلئے خفیہ کام کرتی تھی

تب ہی اسکے منہ سے یہ بات الفاظ پھسل جانے والے انداز میں نکل گئی

اسکی بات پر زارک کی آنکھیں متحیر سی پھیلی تھیں

"کیسی شناخت ؟" اسکا انداز بے حد سرد تھا پل میں اسکے چہرے کے تاثرات بدل کر خطرناک ہوئے تھے۔

"پتہ نہیں" وہ جلدی سے یہاں سے نکلنا چاہتی تھی جب وہ اسے ایک جھٹکے میں پیچھے دروازے سے پن کرتا اسکے ایک طرف سختی سے ہاتھ جما گیا۔

وہ سانس روکے اسکی وحشی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"میرے بارے میں جاننے کی اجازت کس نے دی تم سب کو؟" اسکی آواز ضبط کے باعث گہری ہو رہی تھی۔

"پاشا کو کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں" وہ ہمت کرتی سپاٹ لہجے میں بولی۔

"ہے" وہ دروازے پر زور سے ہاتھ مارتا درشتگی سے دھاڑا تھا جب اسکی دھاڑ پر زنو کا دل دھک سے رک گیا۔

وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی زندگی میں پہلی بار اسے کسی سے اس قدر خوف محسوس ہو رہا تھا

"میرے بارے میں جاننے کی میں کسی کو اجازت نہیں دیتا۔۔۔سنا تم نے" وہ لفظ چباتے ہوئے اسے وارن کر رہا تھا۔

جب اگلے لمحے اسے زنو کے ماتھے پر چمکتے پسینے کے قطرے دکھائی دیے وہ بے اختیار اپنے تاثرات ڈھیلے چھوڑتا پیچھے ہٹ گیا

اور گہری سانسیں لینے لگا اگلے پل اس نے کافی کا مگ

زور سے فرش پر دے مارا تھا زنو پھٹی پھٹی نظروں سے

اسے دیکھنے لگی۔

"نکلو یہاں سے" وہ باہر کی جانب اشارہ کرتے اسے

یہاں سے نکل جانے کا کہہ رہا تھا۔

زنو کو یقین نہیں آیا مگر پھر بھی کچھ احتیاط کو مد نظر

رکھتے ہوئے وہ یہاں سے باہر نکل گئی۔

اسکے جانے کے بعد زارک کتنی ہی دیر تک اپنے حواس قابو میں نہیں لا سکا تھا وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر بیڈ پر بیٹھتے تیزی سے ٹانگ ہلانے لگا۔

آنکھیں نہ محسوس طریقے سے سرخ ہو رہی تھیں ایسے جیسے ابھی سرخی چھلکے گی

وہ پیچھے دھم سی لیٹ کر چھت دیکھنے لگا جب آنکھیں بند کرتے اسکی نظروں کے سامنے ایک منظر صاف لہرانے لگا تھا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں ت۔۔۔ تم غلط کر رہے
ہو۔۔۔ م۔۔۔ میں بے قصور ہوں۔۔۔ تم۔۔۔ تم
سمجھ کیوں نہیں رہے "

درد میں ڈوبے الفاظ اور کرب سے چور لہجہ جس میں
کوئی بول رہا تھا۔

اسکے سامنے گڑگڑا رہا تھا مگر اسے جیسے کچھ بھی محسوس
نہیں ہو رہا تھا۔

اور اگلے ہی لمحے اسکا دباؤ ٹریگر پر دبتے جیسے پل میں
سب ختم ہو گیا وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھتے لمبی سانسیں
لینے لگا۔

کسی کی اولیو گرین آنکھیں اسکی نظروں کے سامنے
تھیں بے اختیار زارک کے لبوں سے سسکی نکلی۔

ایسے جیسے اسکے اندر کوئی رو رہا ہو وہ کانپ رہا تھا وہ بیڈ
شیٹ مٹھیوں میں جکڑے خود پر ضبط کرنے کی
کوشش کر رہا تھا۔

کچھ دیر تک اسکا پورا بدن بری طرح سے تیز بخار میں

جھلسنے لگا تھا وہ بیڈ پر تنہا اس کمرے میں پڑا تھا

منہ سے نقاہت زدہ آوازیں نکل رہی تھیں اور نجانے

پھر کونسی گھڑی اسکی ہوش کی آخری ثابت ہوئی تھی۔

یہ منظر ایک خوبصورت گھر کا تھا جس کے باہر لان

میں رنگ برنگے پھول اور پھر ان پر اڑتی تتلیاں بے

حد خوبصورت لگ رہی تھیں۔

نہ صرف یہ بلکہ جہاں صرف پھول تھے وہیں اب
بہت ساری سبزیوں نے بھی جگہ بنالی تھی

جہاں لال لال ٹماٹر، ہری مرچیں اور بہت سی سبزیاں
تھیں جو عام روٹین میں ہر کھانے میں شامل ہوتی
تھیں۔

یہ اور کسی نے نہیں بلکہ اس جگہ کی اصل مالکن نے کیا
تھا

جس کے آنے کے بعد سے یہ گھر جیسے ایک جنت سا بن گیا تھا خوبصورتی اس قدر بڑھ گئی تھی جیسے ساری بہار صرف اس ایک گھر پر اتر آئی ہو۔

وہی اندر کا منظر اس سے زیادہ دلکش تھا جہاں وہ اپنی وہیل چیئر پر بیٹھی ٹیبل پر رکھی سبزیاں کاٹ رہی تھی۔

"اور کیا کیا آپ نے ان دنوں" برہان کچن میں کھڑے فش فرائی کر رہے تھے ساتھ ساتھ زرتشم سے سوال بھی کر رہے تھے۔

"کچھ بھی نہیں بس اپنا کام کرتا تھا ام" وہ مصروف سے انداز میں ٹیڑھے میڑھے منہ بناتی زبان ذرا سی باہر نکال کر آلو کو بلکل سیدھا کاٹنے کی کوشش کر رہی تھی

جب اسکے اس عمل پر برہان بے اختیار مسکرا دیے

"ملازمہ نے تنگ تو نہیں کیا؟ "

"نہیں۔۔۔ بھلا ام کو تنگ کر کے اسکو مرنا تھا۔۔۔"

وہ بولتے ہوئے بلکل پٹھان بھائیوں کی بہن لگ رہی تھی

"یہ بھی ہے صبح سے کیا کیا آپ نے" وہ اسے سننا چاہتے تھے کیونکہ اسکی آواز اتنی میٹھی تھی جیسے کانوں میں رس گھول رہی ہو۔

"ام نے تو بس بیڈ بنائی اور اب سبزیاں بنا رہا ہے"

اسکی پہلی بات پر برہان کی آنکھیں یکدم پھٹی انہوں نے جھک کر اپنے کمرے میں دیکھا۔

"بیڈ تو وہی ہے آپ نے کیا بنایا ہے؟" وہ حیرت سے پوچھ رہے تھے بیڈ اور یہ بنا لے ہاں انکی حیرت بجا تھی۔

"نہیں۔۔۔ام نے بنائی ہے دیکھو۔۔۔بیڈ شیٹ کتنا

پیار الگ رہا ہے" وہ بیڈ شیٹ ٹھیک کرنے کو بنانا کہہ

رہی تھی

جب اسکی بات کو اب صحیح انداز میں سمجھتے ڈاکٹر برہان

نے سر پیٹنا چاہا۔

"آپ کی اردو ٹھیک کروانی پڑے گی ورنہ کسی دن

میری اردو خراب ہو جائے گی" انکی بات پر زرتشم نے

گھور کر انکو دیکھا۔

"ایسا بھی نہیں ہے ام صحیح بولتا ہے"

"آپ صحیح نہیں بولتے آپ اردو کی ہڈیاں توڑتے ہیں" ہاں اب تک اس حساب سے وہ پوری اردو کو معذور کر چکی تھی۔

"تم امارا امذاق بنارہا ہے۔۔۔" وہ غبارے کی طرح منہ پھلاتی تڑخ کر پوچھنے لگی جس اسکے سوال پر ڈاکٹر برہان نے پوری قوت لگا کر اپنی ہنسی روکی۔

"ایسی میری مجال" ہاں پاشا کی بہن تھی اسے کچھ کہنے پر انہیں اپنی شامت کو دعوت تھوڑی دینی تھی

"ہاں دوبارہ ام سے پنگا نہیں لینا سمجھی تم"

وہ جلد بازی میں رہی سہی اردو بھی بگاڑتی ڈاکٹر برہان کو قہقہہ مار کر ہنسنے پر مجبور کر گئی۔

آج وہ پہلے کی نسبت زیادہ بول رہی تھی اور یہی وہ احساس تھا جو ڈاکٹر برہان کو اپنے رشتے میں چاہیئے تھا۔

"ضرور آپ نے اس عثمان کا جھوٹا کھایا ہے وہی ایسے مذکر مؤنث کی ٹانگیں توڑتا ہے "

"نہیں تو وہ تو بہت پیارا ہے۔۔۔زی کا اچھا دوست ہے"

وہ اپنے بھائی کے دوست کے خلاف بھی ایک لفظ برداشت نہیں کر سکتی تھی تب ہی فورا اسے اسکی سائیڈ لی

یہ تھی وہ جنونی محبت اپنی زی سے اسے۔
وہ مسکرا کر اس کے پاس آتے اسکی چیئر کچن میں لے گئے۔

"یہاں میرے ساتھ ہیلپ کریں" وہ یقیناً مزید کسی کی تعریف اسکے منہ سے نہیں سن سکتے تھے جیلسی بھی کسی چڑیا کا نام تھا بھئی۔

"ام کیا کرے گا یہ تو کھڑے ہو کر کرنے والا کام
ہے" وہ معصومیت سے کچھ سوچ کر بولی جیسے اپنی کمی
اسے شدّت سے محسوس ہوئی ہو۔

"خیر ہے آپ کچھ بھی کر سکتے ہیں جو چاہیں "

وہ سارے کام اس پر چھوڑتے اپنے کام میں لگے رہے
جب زرتشم کچھ سوچ کر آٹے میں لگ گئی۔

جب تک برہان اسے پلٹ کر دیکھتے تب تک وہ دونوں
ہاتھ آٹے میں بھر چکی تھی۔

تب ہی برہان فریج سے کچھ لینے کیلئے جیسے ہی مڑے

اسے آٹے والی کیوٹ سی بھوتنی بنے دیکھ دھک سے

رک گئے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں" وہ بوکھلا کر اسکی حالت

دیکھنے لگے جو انکے پوچھنے پر ٹکر ٹکر انکو دیکھ رہی تھی۔

"ا۔۔ام تو بس۔۔۔آٹا بنا۔۔۔رہا تھا" انکے سوال پر

وہ یکدم سے گھبرا سی گئی

جب اسکی معصومیت دیکھ ڈاکٹر برہان کے کندھے خود

ہی ڈھیلے ہو گئے۔وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکے۔

"اوکے ۔۔۔ کرلیں" انکی اجازت ملتے ہی جیسے زرتشم کی تو باچھیں کھل گئی تھی

وہ اور مزے سے پورے دل کے ساتھ آٹا گوندھنے لگی۔ جو پہلے کی طرح روٹی بنانے کے قابل نہیں رہا تھا۔

وہ بار بار مڑ کر چور نظروں سے اسے دیکھنے لگے وہ لائٹ پنک سے فراک میں بالوں کو ہلکے سے جوڑے میں قید کئے صرف لپسٹک لگائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

جب اسے چور نظروں سے دیکھنے کے چکر میں ان کا

ہاتھ سلیب پر رکھی آئل بوتل پر جا لگا۔

اور وہ گرتے ساتھ پورے فرش پر پھیل گیا وہ دونوں

ہی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگے

زرتشم نے جھک کر آئل دیکھا اور پھر برہان کو اور پھر

اگلے ہی پل دونوں ہی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"توبہ ہے،" اتنا ہنسنے کے باعث انکی آنکھوں سے پانی

آنے لگا تھا مطلب کام میں زیرو دونوں ہی تھے۔

وہ اسے صاف کرنے کیلئے جیسے ہی آگے بڑھے انکی سلیپرز میں پڑے آئل کی وجہ سے پیر بے اختیار پھسل گیا۔

اور وہ سیدھا سامنے بیٹھی زرتشم پر جا گرے۔

انکو خود پر گرتے دیکھ زرتشم کی چیخ نکلتے نکلتے بچی تھی وہ پھٹی پھٹی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"س۔۔۔سوری" وہ کچھ شرمندہ سے ہوتے اٹھنے کی کوشش میں پھر سے بے اختیار پھسل گئے۔

اس بار انکے پھسلنے پر زر تشم جو ہنسی تھی تو پھر ہنستی ہی

چلی گئی تھی۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے ایسے ہنستے ہوئے

دیکھنے لگے۔ کتنی خوبصورت تھی اسکی ہنسی دل نے

بے ساختہ اعتراف کیا۔

جب انکی نظروں میں شدید طلب بھانپتے زر تشم کی

ہنسی یکدم سے تھمی۔

وہ بھی انکی مسکراتی خوبصورت آنکھوں میں دیکھنے لگی

دونوں جانب دلوں کی دھڑکن بے ربط ہوئی تھی۔

وہ دل کے آگے مجبور ہوتے دھیرے سے ٹرانس کی سی کیفیت میں آنکھیں بند کر کر اسکے چہرے کے قریب ہوتے گئے۔

اس تھوڑے سے پل میں زرتشم کا دل نجانے کتنی یک بارگی سے دھڑکا تھا

وہ بے اختیار آنکھیں بند کرتی اپنی فراک مٹھیوں میں زور سے بھینچ گئی۔

صرف ایک انچ کا فاصلہ تھا اور دلوں نے اندر ادھم سا مچادیا تھا اس سے پہلے وہ قریب آتے اپنی سانسوں کی طلب مٹاتے باہر سے کسی نے دروازہ ناک کیا۔

اس آواز پر وہ دونوں بدک کر پیچھے ہٹ گئے۔ ڈاکٹر برہان کیلئے تو جیسے شرم سے ڈوبنے کا مقام تھا وہی زرتشم نظریں چراتی اپنے دہکتے گال چھپانے لگی۔

"میں دیکھتا ہوں" وہ دھیمے لہجے میں بول کر شرٹ ٹھیک کرتے احتیاط سے اٹھے

اور سلیپرز نکال کر اپنے پیروں کو صاف کرتے

دروازے کی جانب بڑھ گئے۔

"کس کی موت آئی ہے۔۔۔ایک کس بھی نہیں

کرنے دیتے یہ دنیا والے" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے

ہوئے جا رہے تھے۔

انکی بچارگی اس وقت عروج پر تھی جیسے آنے والے کا

گلا دبا دیں۔جو بہت غلط وقت پر آیا تھا۔

دروازہ کھولتے ہی سامنے دیکھا۔جہاں ایک لڑکا ہاتھ

میں ایک لفافہ لئے کھڑا تھا.

ڈاکٹر بان کو دیکھتے ہی اس نے نہایت ادب سے سر جھکایا اور لفافہ آگے بڑھا دیا۔

"سر یہ ہوسپٹل سے وہ رپورٹ آئی ہے جو آپ نے منگوائی تھی" اسکی بات پر ڈاکٹر برہان کو یاد آیا انہوں نے باقی دن زرتشم کے ساتھ گزارنے کیلئے کام اپنے گھر سے ہی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"اوکے تم جاؤ" وہ لفافہ تھام کر دروازہ بند کر گئے زرتشم جھک کر انکو ہی دیکھ رہی تھی۔

"کون تھا؟" بے چینی سے پوچھا۔

"سٹاف کا لڑکا تھا" وہ سرسری سے لہجے میں بتاتے ہوئے لفافہ کھول کر دیکھنے لگے جہاں لکھے اوپر والے الفاظ ہی انکی سانسیں روک گئے تھے۔

وہ تیزی سے آنکھیں گھماتے پورا پیپر پڑھ گئے اور پڑھتے ہوئے ہر لفظ پر جیسے انکی ہمت جواب دے رہی تھی۔

"ک۔۔۔کیا ہے اس میں ؟" انکے چہرے پر بڑھتی اضطرابی کیفیت محسوس کرتی وہ بے چینی سے پوچھنے لگی۔

"م۔۔۔مسکیرج پیپر" یہ الفاظ سننے میں ہی قیامت

تھے زرتشم بے اختیار انکے پاس چلی آئی اور انکے ہاتھ

سے پیپرز پکڑ کر خود تیزی سے پڑھنے لگی

جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہی تھی پیروں تلے سے ویسے

ویسے زمین کھنچتی چلی جا رہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ نیچے لاؤنج میں مہرام اور مہروز کے ساتھ بیٹھی

موبائل پر کچھ دیکھ رہی تھی جب بیٹھے بیٹھے اسکا سر پھر

سے چکرانے لگا۔

وہ بے اختیار اپنا سر تھامے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی جب اسکے اس عمل پر سامنے بیٹھی سیماب نے پریشان کن نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم نے دوا کیا جو ڈاکٹر نے دیا تھا؟" اسکے سوال پر بیلا نے دھیرے سے ہاں میں سر ہلا دیا۔

"تو تم کو آرام کرنا چاہیۓ تا کہ دوا اثر کرے جاؤ کمرے میں ام کچھ کھانے کو بھیجتا ہے" اسکی فکر پر بیلا دل سے مسکرا دی۔

وہ اٹھ کر کمرے میں جانے ہی لگی تھی جب پیچھے سے فرخندہ بیگم کی آواز پر یکدم سے رک گئی اور پلٹ کر انہیں دیکھنے لگی۔

"ادھر آؤ" انکے بلانے پر بیلا ٹرانس کی سی کیفیت میں انکی جانب بڑھ گئی۔

جب انکے پاس جاتے اسکی نظر ٹیبل پر رکھے ڈرائے فروٹس اور کچھ باقی چیزوں پر پڑی سب ہی صحت کے لئے مفید چیزیں تھیں۔

"ام یہ سب ملازم کے ہاتھ بھیج رہا ہے۔۔۔ تم یہ سب کھا کر ام کو خالی برتن دکھائے گا "

انکے حکم پر بیلا آنکھیں پھیلائے انکو دیکھنے لگی جیسے اس بات پر یقین کرنا پہاڑ سر کرنے کے برابر ہو۔

"سن لیا؟ "

"ج۔۔۔جی۔۔۔ام۔۔۔ام کھالے گا" وہ لرز کر کانپتی ہوئی آواز میں بولتی بے حد معصوم لگی تھی۔

"ام لے جاتا ہے خود" کہہ کر وہ جیسے ہی آگے بڑھی انکی آواز پر قدم پھر سے رک گئے۔

"ملازمہ رکھ دے گی۔۔۔ تم کچھ دن صرف آرام کرو۔۔۔ کمزوری اس وقت آنا اچھی بات نہیں" انکی بات پر بیلا نہ سمجھی سے انکو دیکھنے لگی۔

وہ ملازمہ کو آواز دیتی آگے بڑھ گئی تھیں مگر وہ وہی کھڑی انکو دیکھے گئی۔

انہوں نے بیلا کی فکر کی تھی؟ مطلب بیلا کی؟ وہ خوشی سے پھر چکرا کر گرنے والی تھی۔

جب پیچھے سے آتی سیماب کچھ بادام اٹھا کر منہ میں اچھال گئی۔

"زیادہ زیادہ کھاؤ بھئی۔۔۔ام کو داراب کا اترا ہوا چہرہ اچھا نہیں لگے گا" وہ مسکراہٹ دباتی منظر سے فوراً ہٹ گئی۔

بیلا کو کسی کی بات سمجھ نہیں آئی تھی وہ خوشی سے پاگل ہوتی کمرے میں کی جانب بڑھ گئی

کمرے میں آتے ہی وہ دھم سے بے جان سی ہوتی بیڈ پر گر گئی خوشی اپنی جگہ تھی مگر طبعیت خراب ہونا دوسری جگہ تھا۔

اتنی کمزوری کیسے ہوگئی تھی اس میں وہ تو شروع دن سے اچھا کھاتی تھی ایسا کبھی نہیں ہوا تھا مگر اب تو چلتے پھرتے اسے چکر آنے لگے تھے۔

کچھ دیر لیٹنے سے اسے واقعی اپنی طبعیت میں کچھ آرام آتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

جب اسی پل اسکا ہاتھ بے اختیار اپنے لبوں پر آگیا جہاں اب تک کسی کا احساس تازہ تھا۔

اسکا دل جیسے کانوں میں زور سے دھڑکنے لگا تھا وہ گہرا مسکراتی کروٹ بدل گئی۔ وہ جتنا اس بندے کو شریف سمجھ رہی تھی

وقت کے ساتھ وہ اچھے سے اپنی شرافت اس پر واضح کر رہا تھا۔

وہ بیڈ کے اوپر لگی بڑی سی تصویر میں اس کا خوبصورت چہرہ دیکھنے لگی جہاں وہ پولیس کی وردی میں سپاٹ چہرہ لئے کھڑا تھا۔

یہ الگ بات تھی کہ اس وردی میں وہ بلا کا خوبصورت لگتا تھا وہ نجانے کتنے پل اسے یونہی دیکھتی رہی جب اسکے کانوں میں ایک بھاری خوبصورت آواز گونجی۔

"سامنے سے اتنی غور سے دیکھو گی تو یقیناً اور اچھا لگونگا" اس آواز پر بیلا بدک کر بے اختیار اٹھی۔

اور سامنے کھڑے اسی تصویر والے شہزادے کو دیکھنے لگی وہ کب آیا اسے علم تک نہیں ہوا۔ وہ چہرے پر دلکش مسکراہٹ لئے اسے جان لٹاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ بے اختیار اٹھ بیٹھتی ہڑ بڑا کر اسے دیکھنے لگی جو
دروازے میں کھڑا اسے شریر نگاہوں سی دیکھ رہا تھا
اسے نظروں میں بھرے دھیرے سے قدم اسکی
جانب بڑھا گیا۔

جب اسے اپنی جانب آتے دیکھ بیلا یکدم سے اٹھتی یہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ سر چکرانے کے باعث اپنا بیلنس کھو بیٹھی۔

مگر اگلے پل داراب اسے اپنے سہارے کھڑا کر چکا تھا۔

"تمہاری طبعیت میں اب تک کوئی فرق نہیں آیا" وہ ازحد فکرمندی سے پوچھ رہا تھا بیلا نے سر تھام کر زور سے آنکھیں بند کیں۔

"پتہ نہیں ام کو چکر کیوں آرہا ہے" وہ خود بھی اپنی حالت سمجھنے سے قاصر تھی۔

"اچھا بیٹھو یہاں" وہ اسے دھیرے سے بیڈ پر بٹھا کر اسکے لئے پانی کا گلاس بھر کر لایا اور خود اپنے ہاتھوں سے اسے پلانے لگا۔

جب واپس گلاس رکھتے اسکی نظر کھانے سے بھری ٹرالی پر پڑی جہاں ایک سے بڑھ کر ایک ڈرائے فروٹ اور پھل رکھے تھے۔

ساتھ میں فریش پھلوں کا جوس بھی تھا مگر سب ان چھوار کھا تھا

"تم نے یہ سب اب تک نہیں کھایا؟" لہجہ بے حد سپاٹ تھا

"ام کھانے ہی والا تھا بس" اسکے لہجے سے تھوڑی جھجھکتی وہ نظریں چرا کر بولی۔

داراب نے ٹرالی اسکی جانب کھسکا دی۔

"یہ کھاؤ اور جب تک میں فریش ہو کر آؤں تب تک
یہ مجھے آدھی فنش چاہیے" وہ حکم دے رہا تھا اور حکم
بھی ایسا جسے پورا کرنے میں بیلا کو سال لگ جاتا۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ک۔۔۔کیسے یہ بہت زیادہ ہے "

"منہ صرف کھانے کیلیئے کھولو گی تو بہتر ہو گا ورنہ
آدھی کے بجائے پوری فنش کرواؤں گا" وہ سیدھا
سیدھا دھمکی دے رہا تھا۔

جب اسکی دھمکی پر بیلا کا ڈر ختم ہوتے اسکے اندر کی پٹھانی جاگنے میں دیر نہیں لگی تھی۔

وہ ایک دم اٹھتی اسکے مقابل آ کھڑی ہوئی اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگی۔

"تم پولیس ہو گا اپنے سٹیشن پر ام پر تم ایسے آرڈر نہیں چلا سکتا سمجھا تم" وہ انگلی دکھا کر اسے دھمکا رہی تھی جب داراب نے پہلے اسکی انگلی دیکھی اور پھر اسکا چہرہ۔اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھرنے کو شدّت سے بے چین ہوئی تھی۔

مگر وہ پوری قوت لگا کر ہنسی دباتے اسکی اسی نازک سی انگلی کو اپنی فولادی انگلی سے پکڑ کر اسی اسے اپنی جانب کھینچ گیا۔

بیلا نے سٹپٹا کر اسے دیکھا تھا۔

"یہ وردی میری زندگی میں بعد میں آئی ہے اس سے پہلے یہ دل تم پر آچکا تھا مس بیلا ولی خان "

اسکا لہجہ جنونی تھا آنکھوں میں بے پناہ محبت پنپ رہی تھی۔

بیلا سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔

"مگر یہ دل صرف محبت کرنے کیلئے نہیں

ہے۔۔۔اگر میرا کہا پورا نہ کیا تو یہ دل ضد پر بھی آسکتا

ہے اور میری ضد "

کہتے ہی وہ دھیرے سے جھک کر اسکے کان کے قریب

ہوا۔

"اسکا اندازہ تو ہو گیا ہے تمہیں پھر بھی دوبارہ اچھے

سے کروادونگا" کہتے ساتھ وہ سیدھا باتھ روم میں

گھس گیا تھا۔

وہ وہی کھڑی یک ٹک اسے دیکھے گئی پھر جلدی سے ڈر کر بیڈ کے پاس آتی ٹرالی سے چیزیں اٹھا کر کھانے لگی۔ ایسے جیسے نجانے کب کی بھوکی ہو جب داراب سادہ سی پینٹ اور ٹراؤزر پہنے باتھ روم سے باہر نکلا۔

نکلتے ہی نظر سامنے پڑی تھی جہاں وہ تیزی سے ہاتھ چلاتی منہ بھر بھر کر کھا رہی تھی اپنی دھمکی کو اس قدر کارآمد ثابت ہوتے دیکھ داراب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

جس پر بیلا نے مڑ کر اسے دیکھا منہ اب بھی بھرا ہوا تھا

دار اب اسکے پاس آکر بیٹھتے ہنسی روک کر اسے دیکھنے

لگا۔

جب اگلے پل وہ جھک کر بیلا کے ہونٹوں میں دبا انگور

اپنے لبوں میں دباتے منہ میں بھر گیا

وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

"اممم۔۔۔انگور کھانے کا یہ طریقہ کتنا بیسٹ ہے" وہ

مزے سے اس انگور کو نگلتے جیسے ہی بیلا کو دیکھنے لگا

وہ بدک کر اس سے دور ہٹ گئی۔

"د۔۔۔دور۔۔۔ام سے دور" منہ میں زیادہ انگور بھرنے کے باعث وہ ٹھیک سے بول تک نہیں پا رہی تھی۔

"کیوں۔۔۔دور مجھے بھی کھانے ہیں انگور" وہ ڈھٹائی سے بول کر اسکے دونوں اطراف بیڈ پر ہاتھ رکھتے جیسے ہی اس پر جھکا

بیلا جلدی جلدی منہ چلاتی سارے انگور خود کھا گئی۔

"خ۔۔ ختم ہو گئے" وہ ہاتھ دکھاتی یہ بولتی ہوئی

داراب کو بے حد کیوٹ لگی تھی۔وہ بھی جان بوجھ کر

اسے تنگ کر رہا تھا تاکہ وہ فروٹس اچھے سے کھا سکے۔

اسکے بعد وہ ایک ایک اٹھا کر خود اسے پکڑانے لگا جسے

تھام کر بیلا منہ دوسری جانب کرتی چھپا کر جلدی

جلدی کھانے لگی۔

یہ کرتی ہوئی وہ کسی شرارتی بچی جیسی کیوٹ لگ رہی

تھی جسے اپنی چیز کے چھن جانے کا ڈر ہو اور چھیننے والا

بھی ایک شرارتی بچہ ہی ہو۔

اپنے کہے مطابق وہ بیلا کو تب تک کھلا رہا جب تک

اسکی ٹمی فل نظر نہیں آنے لگی تھی۔

وہ سب سینے پر ہاتھ باندھے کسی بت کی طرح کھڑے

سامنے کا منظر دیکھ رہے تھے ان میں سے ایک کے

چہرے پر بھی ذرا سی مسکراہٹ نہیں تھی۔

الٹا سب کے منہ کسی رو سے بندر کی طرح بنے ہوئے

تھے ایک ایک کی شکل پر بارہ کی جگہ تیرا بجے ہوئے

تھے۔

مگر مقابل بھی ڈھیٹ تھا جسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔ کوئی کیا کہہ رہا تھا کیا سن رہا تھا بس وہ اپنے کام میں لگا ہوا تھا۔

ڈاکٹر برہان نہایت سنجیدگی سے زیحال کا بینڈج بدل رہے تھے

جس پر وہ ساکت بیٹھا خاموشی سے کروا رہا تھا اتنے گہرے زخم میں بھی وہ درد محسوس نہیں کر رہا تھا

اس نے ایک نظر سامنے کھڑے نمونوں کو دیکھا جن سے اچھی شکل زیحال کو نرسری کے بچوں کی لگی تھی جو روپیٹ کر اسکول بھیجے جاتے ہوں۔

"آپ کو اپنی کیئر کرنی چاہئے زیادہ ہاتھ کو حرکت دینا آپکے زخم کے لئے بلکل ٹھیک نہیں ہے"

وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے ایک طرف ہو گئے۔

جب یاقوت نے آگے بڑھ کر اسکی شرٹ پہننے میں مدد کی۔

"کب تک یہ ڈرامہ ختم ہو گا؟" وہ بینڈج دیکھ سخت کوفت کا شکار تھا۔ اسے جلدی یہ ہاتھ چلانا تھا کسی پر۔

"ج۔۔۔ جلدی ہی" وہ تو شکر تھا یہ چوٹ ٹھیک کرنا برہان کے ہاتھ میں نہیں تھا ورنہ وہ ڈھیٹ انہیں بھی نہ چھوڑتا کہ جلدی ٹھیک کر کر دو۔

ڈرامہ بنانے والے کی تو آپ اتنی کیئر کر رہے ہیں" یاقوت شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے منہ ہی منہ میں بڑ بڑایا تھا

جس پر زیحال نے نظریں ترچھی کر کر اسے دیکھا۔

"ویسے تم کیوں جلتے توے پر بیٹھے ہو۔۔۔مجھے تو لگتا ہے زی کو ایک اور بے بی مل گئ"

عثمان پامیر کے کندھے پر کہنی رکھے خاصی دھیمی سرگوشی کرنے لگا

جس پر پامیر نے طیش بھری نگاہوں سے سامنے بیڈ پر لیٹے زارک کو دیکھا۔

جس کی ٹھنڈے پانی سے پٹی کرنے کی زمے داری ڈاکٹر مبشر کی تھی پہلی بار کوئی مریض انکو زہر لگا تھا۔

"شٹ اپ ۔۔۔ ہم تین ہی ٹھیک ہیں چوتھے کی ضرورت نہیں" وہ تڑخ کر اسے گھورتے ہوئے بولا۔

"تین کیا تیسرا تو فیڈر کے ساتھ فری ہی مل گیا" اس نے سامنے بیٹھے برلاس کو دیکھا جو چپ چاپ نجانے کیا سوچتے ہوئے زیحال کو دیکھ رہا تھا

شاید اسے اچھا نہیں لگا تھا اپنے باپ کی فکر اور کسی کے لئے دیکھ۔

زیحال نے زارک کی جانب دیکھا جو نجانے کب سے بے ہوش اکیلا کمرے میں پڑا تھا وجود بری طرح سے آگ کی طرح بخار میں تپ رہا تھا

جب ایک گارڈ کی نظر اس پر پڑی اس نے فوراً سے اس بات کی اطلاع زیحال کو دی تھی جس کے حکم پر گارڈز زارک کو لے کر یہی ہوسپٹل میں آ گئے تھے

اب تک بھی اسکے چہرے کی رنگت سے زردی کم نہیں ہوئی تھی۔اسے اس وقت سخت ٹریٹمنٹ کی ضرورت تھی۔

"تم مانو یا نہ مانو تمہاری باپ کو ایک نئی بے بی مل گئی"

عثمان جیسے بھی پامیر سے یہ بات منوا لینا چاہتا تھا۔

"سٹار فور ہوتے ہیں اور وہ پورے ہیں" وہ تڑخ کر

جواب دیتا گردن جھٹک گیا آج تو مذکر مؤنث پر بھی

دھیان نہیں جا رہا تھا۔

"لیکن میں نے تو فائیو سٹار سنی ہے؟" وہ واقعی سوچ

میں پڑ گیا کیونکہ یہاں فارمولا بدل رہا تھا۔

پامیر نے اس بار اسے کھا جانے والی نظروں سے

دیکھا۔

"میں نے فور کہا تو وہ فور ہی ہے اب اپنی منہ بند رکھو سمجھے تم "

جلد بازی میں عثمان کی صحبت کا اثر لیتے پامیر کی اپنی زبان کے مذکر مؤنث بگڑ گئے۔

وہ دونوں آپس میں لگے ہوئے تھے جب زیحال کی نظروں سے خاموشی کا حکم بھانپتے دونوں ہی چپ ہو گئے۔

"اور کتنی دیر لگے گی؟" اس نے مبشر سے براہ راست سوال کیا جو اسکے اتنے سپاٹ انداز پر ہی یکدم سے گھبرا گئے۔

"ب۔۔۔بس تھوڑی دیر تک ٹھیک ہو جائے گا"

آگے وہ اور کچھ بھی اس شخص کیلیۓ استعمال کرنا چاہتے تھے مگر پاشا کے خوف سے زبان پر قابو پا گئے۔

وہ یک ٹک زارک کے چہرے کو دیکھے گیا نجانے کیوں اسے اس میں کوئی برا شخص نظر نہیں آ رہا تھا۔

شاید اسکی نظریں جو ہمیشہ سے چہرے پڑھ لیتی تھیں
آج بھی اس اجنبی کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کر
رہی تھیں

اور زہن میں صرف چند سوال آرہے تھے جن میں
پہلا سوال صرف یہی تھا" وہ یہاں تک کیسے آیا؟ "
باقی سب سے بھوک برداشت نہیں ہوئی تھی تب ہی
سب نے یہیں اپنے لئے کھانے کی چیزیں آرڈر
کرلی تھیں گویا کسی شاندار پارٹی کا اہتمام کیا گیا ہو۔

"یہ اس کو بخار ہونے کی خوشی میں میری طرف

سے "آرسن نے ایک گلاس میں کولڈ ڈرنک بھرتے

جھٹ سے منہ کو لگالی۔

"اسکو دیکھو جیسے وہ اسکے مخالف پارٹی ہے "آرسن کی

جیلسی صرف اسے لگا تھا کہ اس تک محدود ہے مگر ایسا

نہیں تھا

اسے دیکھنے والے آسانی سے بتا سکتے تھے کہ وہ اپنے

جذباتوں پر قابو نہیں رکھ پارہا جو کھل کر دنیا پر عیاں ہو

رہے تھے۔

"تم منہ بند کرو۔۔۔یہ منہ پیزا کے لئے کھلے تو بہتر ہے"وہ جل کر بولتا پیزے کا پورا اسلائس عثمان کے منہ میں ٹھونس گیا۔

یاقوت خاموشی سے بیٹھا تھا جیسے اسکا ان چیزوں میں کوئی حصّہ ہی نہ ہو۔ بر لاس یہاں سے زیحال کے جانے کے بعد ہی نکل گیا تھا۔

"کھالو میرا بچہ۔۔۔نہیں کرتا تمہارا باپ چو تھا بچہ ایڈ اپٹ" عثمان انکی حالت کے مزے لیتا شرارت سے بولا۔

جب اسکی بات پر آرسن کی بے اختیار ہنسی چھوٹتے ساری کولڈ ڈرنک حلق میں اترنے کے بجائے ناک میں چڑھ گئی۔

وہ زور زور سے کھانستے ہوئے جیسے ہی پیچھے مڑا سامنے اولیو گرین آنکھوں کو پورے ہوش و حواس میں بیڈ پر جاگتے دیکھ کھانسی کیا اگلا سانس تک لینا بھول گیا۔

"کیا ہوا۔۔۔ کھانس تو ل" پامیر اسکی پیٹھ پر دھپ رسید کرنے کو جیسے ہی اٹھا سامنے بیٹھے زارک کو دیکھ بلکل سٹیچو بن گیا۔

جب ان دونوں کو ایسے بت بنے دیکھ پیچھے والوں نے
گردن جھکا کر سامنے دیکھا۔

زارک ایک ایک کا چہرہ ایسے دیکھ رہا تھا جیسے نیو بورن
بے بی دنیا میں آنے کے بعد اپنے ماں باپ کا چہرہ پہلی
بار دیکھتا ہے
کبھی ایک کا تو کبھی دوسرے کا مگر ایسے کہ ہر نظر پر
حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔

وہ یہاں کب اور کیسے آیا یا کون اسے لایا یہ سب
سوالات اسکے ذہن میں ایک ساتھ گھومنے لگے تھے

کیونکہ آج تک پوری زندگی میں اس نے ہر درد اکیلے

جھیلا تھا

ابراہیم کے لئے وہ صرف ایک طاقت تھا جس کا

استعمال کرنا اسے آتا تھا مگر کبھی اسکے درد کو سمجھنا

نہیں آیا

تواب کون اس پر مہربان ہوا تھا کس نے اس لاوارث

کاسوچا تھا اسکا دل نجانے کیوں دھڑک نہیں رہا تھا۔

"یہ کب ہوش میں آئی" عثمان کا منہ حیرت سے کھلا

تھا ہاتھ میں پیزا کا سلائس اور منہ کھلا ہوا۔

اسے ایسے دیکھ ایسی سچویشن میں بھی پامیر کے منہ سے ہنسی کا پھوارہ پھوٹ کر بے ساختہ نکلا۔

اسکی ہنسی پر عثمان نے گھور کر اسے دیکھا اور اپنے ہاتھ میں پکڑے پیزا سلائس کو اسکے منہ میں ٹھونستے پیچھے سے جو کہنی ماری۔

پامیر وہی دھم سے گر گیا مگر ڈھیٹ کی ہنسی پھر بھی بند نہیں ہوئی تھی۔ وہ اور زور سے ہنسنے لگا اور ہنستا ہی چلا گیا۔

زارک ہونقوں کی طرح ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا یہ

بھی اسی زمین پر رہتے تھے ؟اس نے زندگی کی کوئی

جیتی صورت دیکھی تھی تو شاید سامنے موجود لوگوں

میں دیکھی تھی

یاقوت ایسی حالت میں بھی اسکی ہنسی پر بے اختیار

مسکرادیا اور اٹھ کر اسے اپنے سہارے پر اٹھایا۔

"پہلے یہ کھاؤ ورنہ پھنس جائے گا" وہ اسکی شرٹ

درست کرتے ایسے سمجھانے لگا جیسے وہ کوئی چھوٹا سا

بچہ ہو۔

اور پامیر بھی صرف پیزا پر دھیان دے رہا تھا اسکی شرٹ ٹھیک کرنے کیلیئے اسکا بڑا بھائی تھا ناں۔

یہ منظر دیکھ زارک کی آنکھیں بے اختیار پھیلی تھیں یہ محبت تھی؟ اس نے کبھی محبت جیسا احساس محسوس تک کیا دیکھا تک نہیں تھا

مگر یہ منظر بہت خوبصورت تھا۔ اسے اچھا لگا تھا تب ہی بنا پلکیں جھپکائے انکو دیکھنے لگا۔

"تم پیزا کھائے گا؟. بہت مزے کی ہے کھا کر دیکھو" عثمان پورا ڈبہ اٹھا کر اسکے سامنے رکھ گیا

جس پر آر سن اور باقیوں نے تپ کر اسے دیکھا۔

"یہ ۔۔۔یہ مرے گا میرے ہاتھوں "

"پر سکون ہو جاؤ۔۔۔ تمہاری کونسا سوکن ہے جو تمہیں اس پر اتنا غصّہ آرہا ہے" پا میر اب تک بھی آر سن کے غصّے کی وجہ نہیں سمجھ پایا تھا۔

اور وہ تب سے ہی تپا ہوا تھا جب سے زارک کے منہ سے ظاعنہ کا نام سنا تھا۔

"کام تو وہی کر رہا ہے" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی منہ ہی منہ میں بڑ بڑایا۔

وہ سب کے سب ڈھیٹ سوائے یاقوت کے زارک

کے بیڈ پر بیٹھ کر ہی زنگر برگر، فرائز، مٹن بریانی اور

کباب نجانے کیا کیا کھا رہے تھے

اور بخار کی وجہ سے زارک کے منہ کا ذائقہ اس قدر

خراب تھا کہ ایک بھی چیز کی جانب دیکھنے کا دل نہیں

چاہا

آج خان حویلی میں خوشیوں کا پورا سمندر امڈ آیا تھا
یہاں کی دیواریں جو مکینوں کے ہونے کا باوجود بھی
جیسے سونی رہتی تھیں
وہ بھی آج خوشی سے جھوم رہی تھیں ملازموں میں
جیسے پھرتی سی آگئی تھی ہر کوئی کام پر لگا ہوا یہاں سے
وہاں گھوم رہا تھا۔
کیونکہ آج خان حویلی کا سب سے چھوٹا بیٹا یہاں رہنے
آیا تھا کیسے ممکن تھا کہ نوشیر وال صاحب اتنی محبت
سے اسرار کرتے اور وہ انکار کر دیتا

پوری زندگی باپ کی محبت کے لئے ترستے شخص کیلئے
یہ لمحہ جی لینے والا تھا۔
مگر اب وہ صرف ایک نہیں تھا اسکے ساتھ پاشا ولا کی
رونقیں بھی آئی تھیں۔
مشی کومل اور آئرہ تینوں حویلی پہلی بار آئی تھیں اور
تب سے ہی اس جنت نما محل کو دیکھ دیکھ کر پاگل ہو
رہی تھیں

"اتنا پیارا گھر تو میں نے آج تک نہیں
دیکھا۔۔۔امم۔۔۔ہم یہاں کیوں نہیں رہتے" مشی
تقریباً رو دینے کو تھی۔

اتنے میں باہر سے زوناش کے رونے کی آواز آنے لگی
تھی جب تک ملازمہ اس پیاری سی ڈول کو ہاتھوں میں
لئے اسکے پاس آئی

"بی بی سائیں۔۔۔یہ رو رہی ہے" وہ نہایت ادب سے
زوناش کو اسکی گود میں دے گئی۔

یہ سب بہت الگ تھا پاشا ولا میں ملازموں کی فوج
ہونے کے باوجود بھی یہ سب اپنی زندگی پر سکون اور
اپنے مطابق ہر کام کر کر گزارتی تھیں

مگر یہاں حویلی میں بس نہیں چلتا منہ میں نوالہ دینے کا
کام بھی ملازموں کے سر ڈال دیا جائے۔

"یہاں سے جانے کے بعد کم از کم میں زمین پر پاؤں تو
رکھنے سے رہی"

کومل کی بات پر مشی اور آئرہ نے یکدم سے پھوٹ کر
آنے والی ہنسی دبائی۔

جب اتنے میں سیماب لاؤنج میں داخل ہوئی۔

پیروں سے ذرا اوپر تک آتی فراک پہنے بالوں کو

جوڑے کی شکل میں قید کئے کندھوں پر شال لے کر

خود کو ڈھانپے ہوئے۔

اسکے چہرے پر ہمیشہ والی خوبصورت مسکراہٹ ان

چاروں میں بڑھتی گھبراہٹ اور ہچکچاہٹ کو ایک پل

میں ختم کر گئی۔

"اومارا۔۔۔یہ خوبصورت خواتین کتنی مشکل سے

دکھاہے ام کو"

وہ نہایت خوشدلی سے سب سے ایک ایک کر کر گلے
ملی اتنی محبت اتنی اپنائیت دیکھ ان چاروں کے چہرے
پر چمک سی آگئی۔

"ام سو رہا تھا مورے نے ام کو اٹھایا بھی نہیں اتنا دیر
کیسے ہو اام کب سے تم سب کے انتظار میں بیٹھا تھا"

یہاں سے زریاب خان نے خاص ان سب کیلئے
گاڑیاں پروٹوکول کے ساتھ بھیجی تھیں
اور صبح سے ہی حویلی میں انکے آنے کی تیاریاں چل
رہی تھیں۔

یہاں تک کے کرٹنز تک تبدیل کروائے گئے تھے

حویلی اس وقت جگمگ جگمگ کر رہی تھی۔

"ویسے خانم۔۔۔آپس کی بات ہے۔۔۔اتنا سب ؟"

کومل کو تھوڑی جھجھک محسوس ہو رہی تھی کہ انکے

آنے پر اتنا تکلف کیا گیا۔

"تم کو اندازہ نہیں ہے داراب کا دل بھی نہیں کر رہا تھا

آج ڈیوٹی پر سب اتنا خوش ہے "

اسکی بات پر انکی بچی کچی ہچکچاہٹ بھی ختم ہو گئی

تھی۔

مورے اور بیلا بھی وہی انکے پاس آگئیں جو پہلے ہی

ان سب سے مل چکی تھیں

وہ سب آپس میں کتنی ہی دیر بیٹھی گپ شپ کرتی

رہیں یہاں انکی باتیں چل رہی تھیں۔

وہاں دوسری جانب طوفان کے آنے سے مہرام اور

مہروز خوشی سے نہال ہو رہی تھیں۔

اب تو ایک نہیں چار چار بچے آگئے تھے۔

زامل نے سب کے وارے نیارے کر دیے تھے وہ

لان میں نوشیر وال صاحب کی نظروں کے سامنے

اچھل کود کرتا ہوا انکی آنکھوں میں ٹھنڈک بھر رہا تھا۔

مگر اس بار انہوں نے عبدلباری کیلئے بھی ویسا ہی

احساس دل میں پایا جیسا زامل کیلئے تھا۔

وہ بچوں کے ساتھ اس عمر میں وہی پکڑنے والا کھیل

کھیل رہے تھے۔

وہ کرسی پر بیٹھا سپاٹ نظروں سے سامنے بیٹھے زارک کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر سوائے سنجیدگی کے اور کچھ نہیں تھا۔

"مجھے یہاں کون لے کر آیا؟" پہلا سوال تھا جو اس نے زیحال کے سامنے کیا تھا۔

"کیوں؟" الٹا سوال داغہ

"ہاتھ توڑ دونگا اسکے" اسکی بات پر پیچھے موجود یاقوت اور ڈاکٹر برہان نے متحیر آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"لہجہ دھیمار کھو" پاشا کے سامنے یاقوت کو اسکا یہ انداز سخت چبھا تھا۔

جس پر زیحال نے گردن موڑ کر ترچھی نظروں سے اسے دیکھا یہاں اسے خاموش ہونا تھا۔

وہ ہو بھی گیا تھا مگر پھر بھی جیسے اندر ایک وبال سا اٹھ رہا تھا۔ وہ مزید یہاں نہیں رک پایا۔

اسے غصّے میں جاتے دیکھ برہان اسکے پیچھے پیچھے نکل گئے

"تم ٹھیک ہو جاؤ۔۔۔ ہم پھر بات کریں گے" وہ اسکی دماغی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے اٹھ کر جانے ہی لگا تھا جب زارک کی آواز پر بے اختیار رک گیا۔

"مجھے ختم کریں" اسکا انداز بہت سرد تھا۔

"یہ کام کرنے کیلئے تمہارا اپنا ذہن کافی ہے" زیحال کے جواب پر اس نے ٹرانس کی سی کے میں اسکی جانب دیکھا۔

"لیڈی سٹیلا کو جانتے ہو؟" اسکے منہ سے یہ نام سنتے ہی زارک کے چہرے کی رنگت پل میں بدلی تھی سانسوں نے جیسے آمد ورفت روک دی ہو۔

وہ اپنی رگوں میں دوڑتے خون کو جمتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

107/2

زیحال اسکے چہرے کے ہر بدلتے رنگ کو بغور دیکھ رہا

تھا اسکی نظر چیل کی تھیں ہر باریکی کو آسانی سے

بھانپ لیتی تھیں۔

اسے سامنے والے کے الفاظوں کی ضرورت نہیں

پڑتی تھی جواب اسے خود مل جاتا تھا تب ہی وہ کندھے

ڈھیلے چھوڑ کر بے اختیار پیچھے ہو کر ٹیک لگا گیا۔

زارک اب تک شل بیٹھا تھا اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ

وہ سانس بھی نہیں لے رہا۔

"تم نے آج تک خود کو وہ بنا کر رکھا جو تم ہو ہی نہیں"

وہ بول رہا تھا مگر یہ الفاظ زارک کیلئے بلکل نئے تھے

آج تک اس نے خود کے لئے ظالمانہ الفاظ اور لقب ہی

سنے تھے سامنے بیٹھا شخص پہلا تھا جو اسے بتا رہا تھا

اسکی اصل حقیقت۔

زارک کو اسکی نظروں سے بے اختیار خوف آیا تھا۔

مبادہ یہ نگاہیں مزید کچھ نہ پڑھ لیں۔

"میں جانا چاہتا ہوں یہاں سے" وہ خوفزدہ سا بیڈ پر بیٹھا بے چین ہونے لگا۔ مگر جسم میں از حد کمزوری کے باعث وہ اٹھ بھی نہیں سکا۔

"تمہیں اب سہارے کی ضرورت ہے" یہ بات یقیناً اب کیلئے نہیں تھی تب ہی زارک نے بے اختیار اسے دیکھا

آج ان اولیو گرین آنکھوں کے دیکھنے کا انداز بہت مختلف تھا یہ آنکھیں آج ترس کے قابل لگی تھیں مگر اگلے لمحے وہ آنکھیں سپاٹ کر گیا۔

"مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں" اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا وہ جتنا کڑا ضبط خود پر کر سکتا تھا کر رہا تھا۔

مگر زیحال کو لگا جیسے وہ اسے کندھا دیا تو وہ رو پڑے گا۔

اور اتنا روئے گا کہ روتے روتے دم نکل جائے گا۔

وہ ساتھ رکھی سٹک کا سہارا لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ جب اسے ایک سٹک کے سہارے کھڑے ہوتے دیکھ زارک کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"ابراہیم نے اچھا نہیں کیا" وہ خودی میں نجانے کیا بول گیا اس وقت وہ وہاں موجود نہیں تھا جب ابراہیم نے بندوں نے اس پر یہ اٹیک کیا۔

"اور میں نے بھی" سب سے زیادہ قصوروار اسکا اپنا آپ تھا۔ جس کے غصّے میں اٹھایا ایک قدم اچھے خاصے شخص کو کتنا گہرا زخم دے گیا تھا۔

"میں تمہیں معاف کر چکا ہوں" اسکی بات پر زارک نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیوں؟" "ہاں اسے جاننا تھا وہ کب سے اسکے قبضے میں تھا ایسا دشمن اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔

جو قید میں رکھ کر بھی پوری آزادی دے اور بدلے میں موت کی جگہ معافی دے دے۔

اسکے سوال کے جواب میں زیحال ذرا سا جھکا۔

"اسکا جواب تمہیں بہت جلد ملے گا" سرگوشی نما انداز میں بول کر وہ رکا نہیں تھا۔ اسکے کمرے سے نکلتے ہی زارک کو اپنا آپ پہلے سے زیادہ تنہا محسوس ہوا تھا۔

لیکن کیوں وہ تو پہلے سے تنہا تھا اب کیوں اسے یہ تنہائی اتنی شدّت سے محسوس ہوئی تھی۔

"وہ سر جھکاتے کندھے ڈھیلے چھوڑ گیا دل جیسے رک رک کر دھڑک رہا تھا۔ وہ کمرے کی ایک ایک چیز کو دیکھنے لگا اسے یہاں سے نکلنا تھا جیسے بھی کر کر۔

سب لوگ رات کا ڈنر کر چکے تھے تب تک بھی ان چاروں میں سے کوئی نہیں آیا تھا جبکہ دا۔جی کو شدّت سے ان سب کے آنے کا انتظار تھا

وہ سب تو ڈنر بھی انکے بغیر نہیں کر رہے تھے مگر زریاب خان کے کہنے پر سب گھر والوں نے ڈنر کر لیا تھا۔

"یہ کیا ایسے ہی دیر سے آتا ہے گھر؟" سیماب چائے کی گھونٹ بھرتی تشویش بھرے لہجے میں پوچھنے لگی۔
"نہیں آتے تو ٹائم سے ہیں لیکن یہاں آنا انکو عجیب لگ رہا ہو گا اس لئے شاید وہ سب فارم ہاؤس میں رکیں "

مشی کے منہ سے نکلی بات پر کومل اور زمل نے جھٹ سے اسکی جانب دیکھا جیسے اس نے یہ کہہ کر بہت بڑی غلطی کر دی ہو۔

"ایسا کیوں۔۔۔انکو داجی کا معافی اچھا نہیں لگا؟"

سیماب دکھ بھرے لہجے میں تاسف سے پوچھنے لگی۔

"ن۔۔۔نہیں ایسا نہیں ہے وہ دراصل سب یہاں آنے سے شرمارہے ہونگے" کومل نے جو منہ میں آیا اسی طریقے سے بس بات بدلنی چاہی۔

"ام ابھی خان کو بھیجتا ہے ان سب کا شرم ختم کر کے

لائے ادر دا جی کتنا انتظار کر رہے ہے "

وہ بول کر بنا انکی سنے اٹھ کر مردان خانے کی جانب

بڑھ گئ

پیچھے اصل تو ان سب کی جان سولی پر اٹکی تھی وہ سب

ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

وہ سب سے الگ باہر سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھا

آدھی ٹانگیں پانی میں ڈبوئے نجانے کن سوچوں میں

گم تھا جب پیچھے سے کسی آہٹ کو اپنے قریب آتے محسوس کر کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

یاقوت بھی اسکے ساتھ ہی اسکے انداز میں بیٹھ گیا

برلاس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تک بھی نہیں۔

"سب تمہاری وجہ سے یہاں ہیں تم کب تک ضد کرو گے" اسکا لہجہ از حد دھیما تھا۔ برلاس تب بھی خاموش رہا۔

"جانتا ہوں حویلی والوں نے بہت سی غلطیاں کی ہیں لیکن تم یہ بھی تو دیکھو کہ خود داجی نے آکر معافی بھی مانگی ہے "

وہ اسے احساس کروانے کی کوشش کر رہا تھا مگر اسے جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔

"برلاس میں تم سے بات کر رہا ہوں مجھے دیکھو" اس نے جیسے ہی برلاس کا چہرہ پکڑ کر اپنی جانب کیا اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ دل یکدم سے مٹھی میں آگیا تھا۔

"تم۔۔۔تم رو رہے ہو؟" وہ بے یقینی سے استفسار کرنے لگا۔

"لیکن کیوں۔۔۔ کسی نے کچھ کہا ہے بتاؤ۔۔۔" وہ اسے بے اختیار اپنے ساتھ لگا گیا روتا ایک چھوٹا تھا مگر تکلیف تینوں بڑوں کو محسوس ہوتی تھی۔

"بتاؤ ناں میری جان کیا بات ہے" اسکی خاموشی یاقوت کو مسلسل بے چین کر رہی تھی۔

"میں۔۔۔میں وہاں نہیں جانا چاہتا۔۔۔مجھے نفرت ہے ان سب سے جنہوں نے ہم سے ہمارا باپ چھیننے کی کوشش کی تھی"

وہ پہلے ہی زیحال کو لگنے والی گولی کا منظر نہیں بھولا تھا اوپر سے حویلی جانے والی بات پر انکے ذہن میں ہر وہ منظر گھوم گیا تھا جس میں اس نے اپنے باپ کو ان لوگوں کی وجہ سی روتے ہوئے دیکھا تھا۔

انسان کیلئے سب سے بڑا دشمن اسکا اپنا ذہن ہوتا ہے جو ایسی باتوں کو یاد رکھتا ہے جو اسکے لئے جان لیوا ثابت ہوں۔

وہ بھی باتیں نہیں بھولتا تھا وہ بس یاد رکھتا تھا۔

"بس چپ۔۔۔ کوئی بھی نہیں چھین سکتا انکو ہم سے ہم وہ بچے نہیں رہے"

یاقوت کا لہجہ از حد مضبوط تھا جس میں محبت جیسا احساس طاقت بن کر چھلک رہا تھا۔

مگر برلاس، وہ کیا بتاتا کہ بات صرف یہ نہیں تھی وہ آج کل کن ذہنی اذیتوں سے گزر رہا تھا ماضی کس طرح اسے نوچ رہا تھا۔

وہ بتانا چاہتا تھا مگر بتا نہیں پا رہا تھا۔

"اگر اب ہم وہاں نہ گئے تو یہ بات بھائی کو اور بھی ہرٹ کرے گی اس لئے اٹھو اور سمائل کرو میں پرامس کرتا ہوں دو دن سے زیادہ وہاں نہیں رکیں گے ہم"

وہ اسے بلکل ویسے سمجھا رہا تھا جیسے چھوٹے ہوتے
اسے سمجھاتا تھا جب وہ پاپا میر سے جھگڑ کر منہ پھلا کر
ایسے کہیں بیٹھ جاتا تھا۔

"چلو اٹھو شاباش" وہ خود اٹھ کر ساتھ اسے بھی اٹھنے
کیلئے ہاتھ دے گیا۔ جسے برلاس نے ایک نظر دیکھا اور
پھر کچھ سوچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو سمائل کرو بھائی کے سامنے ایسا چہرہ لے جا کر
انہیں پریشان نہیں کرو گے او کے پہلے ہی تم کر چکے
ہو"

اسکی آخری بات پر برلا اس کی آنکھوں کے سامنے کل صبح کا منظر دوڑ گیا۔

"میں نہیں جاؤنگا میں آپ کو بھی نہیں جانے دونگا"

وہ حواس باختہ سا چیخ رہا تھا

جبکہ اسکے سامنے اپنی کرسی پر زیحال پر سکون بیٹھا تھا۔ چہرے پر صرف سنجید گی تھی۔

"صرف کچھ دن کیلئے"

"نو۔۔۔نو۔۔۔نیور۔۔۔انہوں نے آپ کو ہرٹ کیا ہے ہم سے چھیننے کی کوشش کی ہے۔۔۔مجھے وہ اچھے نہیں لگتے"

وہ چیخ کر اپنے اندر کی بھڑانس کو ختم کر لینا چاہتا تھا اور زیحال اسے موقع دے رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا۔ پچھلے دنوں کی انکے اندر بڑھتی خاموشی کا نکلنا کتنا ضروری تھا۔

"یہاں آؤ میرے پاس" وہ بازو وا کر کر اسے بلا رہا تھا جب برلاس نے لمبی سانسیں لیتے ہوئے اسے دیکھا۔

یہ بلکل ایسے تھا جیسے ایک ماں اپنے بچے کو بلا کر اپنی
آغوش میں پر سکون کر دے مگر یہاں تو اس ماں سے
بڑھ کر تھا یہ شخص۔

وہ ماں جو اسے پیدا ہی نہیں کرنا چاہتی تھی؟ وہ جس
نے کبھی اسکی طرف مسکرا کر نہیں دیکھا؟ وہ جو اس
سے ہر دن ہر پل صرف نفرت ظاہر کرتی تھی؟
وہ کیوں ناں اس شخص کیلئے پاگل ہوتا جس نے وہ بھی
احساس دلائے جن سے اسکے اپنوں نے اسے محروم کر
دیا تھا۔

وہ نہیں کر پایا مزید برداشت وہ اگلے ہی پل اسکے ساتھ جالگا تھا وہ اس سے الگ نہیں ہونا چاہتا تھا کیونکہ اسکے بغیر اسکا ماضی اسے ختم کر رہا تھا۔

جواب شاید کسی اور جاگتی صورت میں اسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا

اسکے ذہن میں اس وقت وہی دو اولیو گرین آنکھیں تھیں۔ جو اسے پل پل خوفزدہ کیئے ہوئی تھیں۔

"کوئی بات ہے ؟" محبت بھرے لہجے میں پوچھا جس

پر برلاس نے سر نفی میں ہلا دیا آنکھوں سے گرم سیال

خاموشی سے بہہ رہا تھا۔

"ریلیکس ۔۔۔" وہ دھیرے دھیرے اسکی پیٹھ

سہلاتے اسے پر سکون کرنے لگا

کتنی ہی دیر برلاس اس سے الگ نہیں ہوا تھا یہ لمحے

سکون کے تھے جس میں اسے ماں باپ دونوں کا

احساس محسوس ہو رہا تھا

مگر اگلے ہی پل اسکے چہرے کا تاثرات ایکدم سے بدل گئے جب اسکے کانوں میں یہ الفاظ گونجے۔

"ہم سب جائیں گے حویلی" اسکی بات پر برلاس ٹرانس کی سی کیفیت میں اس سے دور ہوتا بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔

زیحال جیسے اسکے کچھ بولنے کا منتظر تھا مگر وہ کچھ کہے بغیر ہی اٹھ کر چلا گیا۔

اور اب وہ حرکت یاد کر کر بھی برلاس کی روح کانپ رہی تھی

جس سے محبت کا دعوی ہو پھر اسکی باتیں رد نہیں کی جاتی یہ بات اسے اچھے سے سمجھ آگئی تھی۔

وہ یاقوت کے ساتھ ہی اندر آگیا تھا جہاں سامنے ہی زیحال صوفے پر لیپ ٹاپ گود میں رکھے ایک ہاتھ سے بٹنوں پر انگلی چلا رہا تھا۔

برلاس نے اسے دیکھ کر یاقوت کو دیکھا جو اسے آنکھوں کے اشارے سے اسے زیحال کے پاس جانے کا کہہ رہا تھا

دوسری جانب عثمان اور پامیر آپس میں کوئی نیو ریسیپی ٹرائے کر رہے تھے وہ الگ بات تھی کہ آتا انکو پہلے بھی کچھ نہیں تھا۔

"اس میں شاید نمک کم ہے؟" پامیر انگلی کی مدد سے ٹیسٹ کرتا ٹیڑھا سا منہ بنانے لگا۔

"اونہہ اس میں مرچی کم ہے" عثمان بھی چمچ سے چیک کرتا برا سا منہ بنا گیا۔

"کوکیز میں مرچیں کب سے آنے لگی؟" پامیر کو اسکی بات واقعی سمجھ نہیں آئ تھی۔

"جیسے تم آگئے۔۔۔اپنے چھوٹے سے باپ کی زندگی میں" عثمان کی اس چوٹ مارنے والی بات پر پامیر نے ایک نظر اسے دیکھا

عثمان کو اچھے سے اندازہ تھا اس پھپھو کو چھیڑ کر اسی کی شامت آنی تھی پامیر سلطان بھلا رکھتا تھا کسی کا۔

"اچھا ناں جانی مذاق تھی تم نمک ڈالو" وہ مسکراہٹ پاس کرتا اسکے ہاتھ سے نمک لے کر خود ڈالنے لگا۔

"ا۔۔۔اوئے یہ کیا کیا اتنے چمچ" اس نے ایک نہیں دو نہیں بھر بھر کر پانچ چھ چمچ ڈال دیے تھے۔

"ہاں تو ایک ہی بار میں پورا ہو جائے گا" وہ آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے بولا

اس پر جو پامیر کو تپ چڑھی وہ چمچا لے کر اسکے پیچھے بھاگ لیا عثمان آگے آگے اور وہ اسکے پیچھے پیچھے۔

دونوں ہی اس وقت آٹے میں بھی بھرے ہوئے تھے اوپر سے یہ مستی۔انکو ایسے دیکھ یاقوت سر پیٹ کر رہ لیا۔

"تم دونوں باز نہیں آؤ گے" یاقوت کی آواز پر عثمان فورا سے اسکے پیچھے چھپ گیا۔

"دیکھو ناں مجھ معصوم پر ظلم کر رہی ہے یہ پھپھو" وہ معصومیت کی انتہا کرتے الٹا اسے پامیر کے خلاف کر گیا۔

"اس سے پوچھیں۔۔میرے کو کیز میں نمک کی کان کس سے پوچھ کر کھولی" پامیر دانت بھینچ کر کلس کر پوچھنے لگا۔

"ہاں واقعی نہیں کرنا چاہیئے تھا وہ تو آلریڈی تمہاری منہ میں کھلی ہوئی ہے" عثمان کی اس بات پر پامیر کا پارا اور آسمان پر جا پہنچا تھا۔

"آج یہ چینی بکرا میرے ہاتھوں شہید چوک بنے گا "

بولتے ہی وہ جو عثمان کے پیچھے دوڑا وہ پورے فارم ہاؤس میں چوہے بلی کی طرح دوڑ گئے۔

"بچاؤ۔۔۔زی۔۔۔ نہیں تو ماہی پر بیوگی کا سٹیمپ لگ جائے گی"

وہ بھاگ بھی رہا تھا ساتھ اس ڈھیٹ سے مدد بھی مانگ رہا تھا جو ہمیشہ کی طرح کان آنکھ بند کئے اپنے کام سے کام رکھ رہا تھا۔

"تم دونوں دنیا پر آئے ہی کیوں تھے رکو" یاقوت دونوں کے بیچ آتے یکدم سے روک گیا دونوں کی سانس پھول چکی تھی۔

"شرم آتی ہے ؟" وہ کن سے یہ سوال کر رہا تھا؟

"نہیں وہ کیا ہوتی ہے ؟" عثمان کے دوبدو سوال پر یاقوت نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا

"ہنہ اس سے پہلے یہ تو پوچھ لیں کہ شرم مذکر ہے کہ مؤنث۔۔۔ آیا بڑا "

پامیر کالر جھاڑتے جس طرح بولا اسکی بات پر عثمان کا چہرہ یکدم سے اتر گیا جیسے اسے یہ بات بہت گہرائی سے لگی ہو۔

اسکے چہرے پر اداسی دیکھ پامیر دھک سے رک گیا۔

"ایم سوری۔۔۔میں آیندہ تنگ نہیں کرونگا" وہ بجھے بجھے سے انداز میں بولتا چہرہ جھکا گیا پہلی بار عثمان کے چہرے پر یہ اداسی آئ تھی

یاقوت نے افسردگی سے اسے دیکھا

پامیر کا تو دل ہی جیسے ہاتھ میں آگیا تھا وہ جھپٹ چھینکتے

اسکے ساتھ آلپٹا۔

"نہیں تو تو بھائی ہے میرا۔۔۔میں سوری کرتا ہوں"

وہ اس سے لپٹا تقریباً بچوں کی طرح معافی مانگنے لگا

تھا۔

وہ واقعی کبھی دل سے عثمان کو تنگ نہیں کرتا تھا یہ

اسکی محبت تھی کہ وہ اسکے ساتھ ہر وقت مستی والا

ماحول بنالیتا تھا

عثمان کی باتیں اسکے لہجے میں عرق لے آئی تھیں۔

اس سے پہلے پامیر بچوں کی طرح رو بھی پڑتا عثمان کے منہ سے جو ہنسی کا پھوارہ پھوٹا اسکی ہنسی پر پامیر اور یاقوت دھک سے رک کر اسے دیکھنے لگے۔

وہ پیٹ پکڑے پاگلوں کی طرح ہنستا ہی گیا۔

"اوہ۔۔۔اوہ میری پیٹ درد کر رہی ہے۔۔۔۔تم کو بے وقوف بنادیاہاہاہا۔۔۔۔سلطان صاحب۔۔۔اور معافی۔۔۔۔ہاہاہا "

انکی آوازوں پر ہی زیحال کے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی تھی

وہ عثمان کو شروع دن سے جانتا تھا اسکی رگ رگ سے

واقف تھا کہ اسے کب کونسی بات بری لگ سکتی ہے

اور یہ اسے معلوم تھا

کہ زیحال کی نسبت جس بھی شخص سے تھی رائے

عثمان لاشاری کیلئے وہ شخص اپنی سانسوں سے زیادہ

ضروری تھا۔

اب کی بار پامیر کو جو تپ چڑھی تھی وہ فورا اسے ہنستے

ہوئے عثمان کو دبوچ گیا اسکا بس نہیں چلا عثمان کو اٹھا

کر باہر پھینک دے۔

اب یہ ہو رہا تھا تو تھوڑی ہی دیر میں دونوں پھر سے

ایک جانی جگر کی طرح کچن میں کھڑے کوکیز بنا رہے

تھے

بس اتنا سا تھا جھگڑا دونوں کا یہ دونوں ہی ایک

دوسرے کے بغیر ادھورے تھے

انہوں کچن اوپن تھا جس سے دونوں کا سامنے لاؤنج کا

منظر صاف دکھائی دے رہا تھا جہاں وہ بگڑا بچہ غلطی

بھی خود ہی کر کر ناراض بھی اب خود ہی کھڑا تھا۔

"جاؤ" یاقوت نے اسے پیچھے سے ذرا سا دھکا دیا۔

برلاس کچھ جھجک کر اگلے ہی پل اس سے جا لپٹا۔

"ایم سوری۔۔۔ایم سو۔۔۔ سوری بھائی۔۔۔" اسکے لہجے میں بے اختیار عرق اتر آیا تھا زیحال نے ایک نظر لیپ ٹاپ کو دیکھا جو اب سائیڈ میں پڑا تھا

پھر برلاس کو جس کی اس حرکت پر ایک خوبصورت مسکراہٹ اسکے لبوں پر بکھر گئی۔

وہ جانتا تھا ان تینوں کو سیدھا کرنے کیلئے اسکی خاموشی بھری سنجیدگی کافی تھی۔

"اے۔۔۔لے۔۔۔فیڈر لے کر آئیں؟" عثمان اور

پامیر دونوں اسے ایسے دیکھ ہنسنے لگے تھے

یاقوت نے گھور کر دونوں کو دیکھا جس پر دونوں کی ہی

بتیسی فوراً سے اندر ہو گئی۔

"اب چلیں ہم وہاں لالا انتظار کر رہے ہونگے"

یاقوت کچھ سوچ کر سنجیدگی سے بولا۔

جب زیحال بر لاس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ل۔۔۔لیکن ہماری کوکیز؟" عثمان نے تڑپ کر

معصومیت سے انکو اپنی محنت دکھائی۔

"جو نمک کی کان اس میں کھل چکی ہے اسکے بعد اسے کھا کر یقیناً ہم نہیں مرنا چاہتے"
یاقوت نہایت ادب سے اسکی میٹھی میٹھی کرتا اسے جلتے توے پر بٹھا گیا۔
"تم نے پکا پچھلی زندگی میں کوئی غلطی کیا ہوگا تب ہی ایسا اولاد ملا ہے تمہیں" وہ جل بھن کر تینوں ڈھیٹوں کی جانب اشارہ کر گیا۔
"بس کبھی غرور نہیں کیا" پا میر اسکے کان میں بول کر ہاتھ جھاڑتا ہوا جا کر ان تینوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"اب میں کہاں جاؤں؟" عثمان کی بچارگی اس وقت عروج پر تھی۔

"چچچ۔۔۔بچارے کی بیوی بھی میکے گئی ہوئی ہے اب کیا کرے گا۔۔۔ایسا کر تو" اس سے پہلے پامیر اپنے پامیر ہونے کا ثبوت دیتا۔

یاقوت اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے اسکا منہ ہی بند کر گیا۔

"تم بھی ساتھ آجاؤ۔۔۔دو دن وہاں خوب انجوائے کریں گے لالا کے ساتھ" یاقوت کی بات پر عثمان کی تو گویا باچھیں ہی کھل گئی تھیں۔

"ویسے ہم تین تھے چوتھا فری میں ٹپک گیا" پامیر باقاعدہ بلند آواز میں عثمان کو بول کر سنا تا اسے جلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

مگر عثمان بے کو غصّہ دلانا اتنا آسان نہیں تھا۔

وہ پانچوں ایک ہی گاڑی لے کر نکل گئے تھے رات کا پہلا پہر تھا جب پانچوں ایک ساتھ حویلی پہنچے اور توقع کے عین مطابق سامنے ہی زریاب خان کھڑے تھے۔

انہیں کھڑے دیکھ زیحال کو چھوڑ کر چاروں کا سانس اوپر کا اوپر رہ گیا۔

''آ گیا تم سب ۔۔۔ کدر تھا اب تک ؟'' وہ از حد سپاٹ لہجے میں پوچھ رہے تھے۔

جب عثمان اور پامیر نے جھک کر زیحال کو بھی دیکھا آج تو وہ بھی لائن میں کھڑا تھا۔

''آج یقین ہو گیا۔۔۔ ہر باپ کا ایک باپ ہوتا ہے'' دونوں پھنس پھنس کر ہنسنے لگے جب زریاب کو اپنی جانب دیکھتے پا کر دونوں کی ہنسی اڑن چھو ہو گئی۔

"لالا ہم فارم ہاؤس پر تھے عثمان کو بخار تھا اسے پٹیاں کر رہے تھے" پامیر کی بات پر عثمان نے تڑپ کر اپنے چہرے کو چھوا۔

"بخار۔۔۔وہ کب ہوئی؟" ہاں اسے کوئی بتائے بھئی اسے کب ہو گئی۔۔۔بخار۔

"آ۔۔۔س۔۔۔ساتھ میں الٹیاں بھی لگی ہیں بہت" یاقوت جلدی سے بچنے کیلئے پامیر کا ساتھ دے گیا عثمان تو انکا منہ ہی دیکھتا رہ گیا آخر میں بات سمجھ آتے ان ڈھیٹ اولادوں کو دیکھا۔

"یہ سب میرے ہاتھوں شہید ہونگے" وہ جھک کر

زیحال کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

"ابھی فلحال منہ بند رکھو۔۔۔بعد میں مل کر کریں

گے" وہ اسے چپ کروا کر حوصلہ دیتا زریاب کو دیکھنے

لگا۔

"ابھی کیسا ہے تم۔۔۔بتایا کیوں نہیں کہ طبعیت

نہیں ٹھیک ام ڈاکٹر لے آتا "

زریاب اسکی فکر میں آگے آتے محبت سے بولے۔

"نہیں اسکی ضرورت نہیں تھی۔۔۔یہ دونوں تھے

ناں۔۔۔پیدائشی ڈاکٹر" وہ دانت بھینچ کران دونوں

نمونوں کو دیکھ کر بولا۔

"مطلب؟"زریاب کواسکی بات سمجھ نہیں آئ۔

"نہیں مطلب وہ ذاتی ڈاکٹر شیڈو۔۔۔مم۔۔۔میری

مطلب ہے وہ برہان ہے ناں اس نے آکرایسی دوادی

کہ میں فوراسے اٹھ کر پورے شہر میں چکرلگا

آیا۔۔آپ کی پارٹی نے بہت اچھے کام کئے ہیں"

وہ جو منہ میں اس رہا تھا بولتا چلا جا رہا تھا جبکہ اسکی اول فول پر پامیر اور یاقوت کیلئے مزید ہنسی روک پانا نہایت مشکل ہو رہا تھا۔

کہ تب ہی دونوں کے منہ سے ہنسی کا پھوارہ پھوٹ نکلا زریاب نے حیرت سے ان پر اس اچانک پڑنے والے دورے کو دیکھا۔

"اندر چلیں لالا مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا" زیحال جان بوجھ کر انکی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا وہ

بھی فوراً سے آگے آتے اسے سہارا دے کر اندر لے گئے۔

جہاں سب کے لئے شاہی مخمل کے بستر ایسے لگائے گئے تھے جیسے کوئی مہاراجہ آ رہے ہوں۔ زیحال کے علاوہ سب کی ہی آنکھیں تقریباً پھیل گئی تھیں۔

ملازم نے آکر ایک تھال میں گلاب کے پانی سے سب کے ہاتھ دھلوائے اور پھر پیچھے کھڑا ملازم رات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہلکا پھلکا سب کیلئے کھانا لے آیا وہ الگ بات تھی کہ یہ ہلکا پھلکا بھی بہت شاہی لگ رہا تھا۔

"اتنی عزت کبھی گھر میں نہیں ہوئی" پامیر کی آنکھوں سے بس آنسوں آنا باقی تھے۔

"ادھر تو کومل تمہاری پٹائی کرتی ہے" عثمان کی بات پر پامیر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ مگر زریاب کے ڈر سے دونوں اچھے بچے بن کر اپنی اپنی جگہ آ گئے۔

107/3

وہ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہی تھے جب بستر اتنے مزے کا دیکھ پامیر اور عثمان تو سیدھا لیٹ ہی ہو گئے اور لمبی سانسیں لینے لگے۔

کب سے کچن میں ایک چیز کے ساتھ لگے ہوئے تھے اب اتنا اچھا بستر ملتے ہی دونوں کو بیٹھتے ہی نیند آنے لگی تھی۔

"ہاہ۔۔۔ سکون ملا۔۔۔" پا میرہاتھ کھولے چھت

دیکھتا دہائیاں دینے لگا جیسے نجانے کتنے دن کا تھکا ہوا

ہو۔

"واقعی۔۔۔۔ میرا تو ہڈیاں بھی لالا کو دعائیں دے

رہی ہیں" عثمان تو آنکھیں بند کر کر جیسے سکون کی

وادیوں میں اتر گیا تھا۔

"ہاں جیسے ہل چلا کر آئے ہو ناں دونوں" یاقوت نے

انکی تھکاوٹ پر دانت پیس کر چوٹ کی۔

"ہل سے بھی بڑا کام۔۔۔آپ کیا جانیں۔۔۔ بھلا

چولہے کے سامنے کھڑے ہونے کی مشقت "

یہ آواز پامیر کی جانب سے ان عورتوں کیلئے تھی جو

ڈیلی گھنٹوں کھڑی ہو کر سب کیلئے کھانا بناتی تھیں۔

"پامیر" یاقوت ہکا بکا سا اسکی ایکٹنگ پر بولا۔

"ج۔۔۔جی؟" وہ بھی جیسے ایک دم سے ہوش کی دنیا

میں آیا تھا

جب اسکے جواب پر عثمان کا جو قہقہہ پھوٹ کر نکلا وہ

پاگلوں کی طرح لیٹا لیٹا ہنستا ہی چلا گیا۔

"اس میں پکا کومل کا روح آگیا تھا ہاہا۔۔۔اوہ مائے گاڈ۔۔۔"

اسکی ہنسی بند نہ ہوتے دیکھ پامیر نے کشن اٹھا کر اسکے منہ پر پھینک کر دے مارا۔

"بتیسی بند کرو ورنہ توڑ دونگا" اسکی دھمکی کارآمد ثابت ہونے کے بجائے الٹا عثمان اور زور سے ہنسنے لگا۔

یاقوت کیلئے بھی اب اپنی ہنسی روک پانا نہایت مشکل ہو رہا تھا کہ تب ہی اسکی نظر برلاس پر پڑی۔

وہ سب کے بیچ ہو کر بھی سب سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھا تھا۔ سب سے آخر والا بیڈ اس نے اپنے لئے منتخب کیا تھا۔

اس سے پہلے یاقوت اٹھ کر اسکے پاس جاتے اس سے سوال کرتا وہ اسکی آہٹ پر ہی زور سے آنکھیں بند بند کر کر سونے کی ایکٹنگ کرنے لگا

"کیا ہوا؟" اسے کھڑے دیکھ زیحال نے بے ساختہ پوچھا۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں" وہ کچھ ہچکچا کر واپس چلا گیا مگر پیچھے زیحال کیلئے ایک سوال چھوڑ گیا اس نے برلاس کی جانب دیکھا

اسکی یہ حالت دیکھ دل عجیب سی پکڑ میں آ رہا تھا مگر اسکا حل صرف اداسی نہیں تھا

وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا اور یہاں یاقوت کو خود یقین ہو گیا تھا کہ اب برلاس کی یہ حالت مزید نہیں رہے گی۔

۔۔۔۔۔۔

آج کا سورج خان حویلی پر کئ خوشیوں کو لے کر

طلوع ہوا تھا اسکی روشنی میں پوری حویلی اپنا ایک الگ

ہی شاندار منظر دے رہی تھی

لان میں لگے پھولوں میں جیسے بہار سی اتر آئ تھی

سب ہی رنگ برنگے رنگوں میں بے حد خوبصورت

لگ رہے تھے اوپر سے سب کی خوشبو ایک ساتھ فضا

میں خوشگوار سی مہک گھول گئ تھی۔

داجی اپنے معمول کے مطابق لان میں صبح سویرے

واک کرنے نکلے تھے اور فرخندہ بیگم ہمیشہ کی طرح

جوانی سے لے کے آج تک انکے لئے صبح کی پہلی چائے

خود اپنے ہاتھوں سے بناتی تھیں۔

وہ ایک طرف رکھی چیئرز پر بیٹھی سامنے ٹرے میں

رکھے گرم گرم دودھ کو کپ میں انڈیل رہی تھیں

ساتھ سامنے نوشیر وال صاحب کو بھی دیکھ رہی تھیں

جو اس قدر بڑھاپے میں بھی آکر خود کو فٹ رکھے

ہوئے تھے۔

وائٹ شلوار قمیض اور اوپر کندھوں پر شال لئے وہ ہاتھ میں تسبیح پکڑے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہے تھے جب اتنے میں انہیں سامنے سے آتا زامل دکھائی دیا۔ وہ زالے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ننھے قدموں سے کہیں جا رہے تھے جب داجی نے ان دونوں کو آواز دی۔

"اوماڑا۔۔۔امارا چاند سا بچہ لوگ کدر جا رہا ہے ادر آؤ بھاگ کے آؤ" وہ اپنے دونوں بازو وا کئے انکے سامنے بیٹھ گئے۔

جب زالے اور زامل دونوں دوڑ کر انکے سینے سے آ لگے انہوں نے باری باری دونوں کو ڈھیر سارا پیار کیا اتنی خوبصورت صبح آج تک انکی زندگی میں نہیں آئ تھی۔

جس میں انہیں اتنے چاند سے چہرے دیکھنے کا موقع ملے۔

"کدر جارہا ہے امارا بچہ" وہ بے حد محبت بھرے لہجے میں دونوں سے پوچھنے لگے۔

"می۔۔۔ببا۔۔۔پاش(میں باباکے پاس)"زامل نے نہایت معصومیت سے بتایا وہ دونوں کب سے اپنے بابا کو اس بڑے سے گھر میں ڈھونڈ رہے تھے۔

"ارے۔۔۔آپ اپنے باباکوڈھونڈرہے ہو۔۔۔"

اسکی اتنی صاف زبان پر انکا دل خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔

دوسری جانب فرخندہ بیگم بھی انکے پاس ہی چلی آئی تھیں۔

"تم دونوں کچھ کھائے گا ام منگوائے" وہ بھی انکے

ساتھ بیٹھتی بے حد محبت سے پوچھنے لگیں۔

"نو۔۔وی بابا پاش (نہیں ہمیں بابا کے پاس جانا

ہے) "

زمل نے دونوں کو تیار کر کر یہی کہہ کر بھیجا تھا جا کر

اپنے بابا کے پاس بیٹھیں۔

اب یہ پیاری سی سواری اپنے بابا کو پوری حویلی

معصومیت سے ڈھونڈ رہی تھی انکو اب آندھی طوفان

بھی اس مشن سے نہیں ہٹا سکتا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔تم دونوں کو بابا چاہئے" انکی بات پر دونوں نے تیزی سے سر ہلائے۔

"آؤ ام تم کو لے کے جاتا ہے" وہ دھیرے سے سہارا لے کر اٹھ کھڑے ہوئے

"ملازم چھوڑ آئے گا ناں آپ چائے پیو" انکی اتنی سی مشقت میں سانس پھولتی دیکھ وہ فکر مند سی بولیں۔

"نہیں۔۔۔یہ امارا بچہ ہے۔۔۔ام خود ہی لے کر جائے گا" وہ دونوں کو ایک ایک انگلی پکڑوا گئے۔

جب انکے ساتھ وہ دونوں ہی اپنے چوچو والے شوز کی گونج پوری حویلی کو سناتے ہوئے بے حد کیوٹ طریقے سے چل رہے تھے۔

داجی انکو لے کر مردان خانے میں آ گئے جہاں صبح کا تو جیسے کوئی نام ونشان بھی نہیں تھا ایسے جیسے رات ابھی شروع ہوئی ہو۔سب کے سب گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔

سب سے تمیز میں انکا زی تھا۔ایک پلو سر کے نیچے اور دوسرا بازو میں دبوچے سیدھا لیٹا گہری نیند میں تھا۔

وہ بازو کی وجہ سے کروٹ تک نہیں لے سکتا تھا اور سوتا بھی ایسے تھا جیسے ایکٹنگ کر رہا ہو اتنی پر سکون نیند تھی اسکی۔

سوتے ہوئے بھی کمبخت قیامت لگتا تھا یقیناً یہاں زمل ہوتی تو اب تک پردوں میں شرم سے منہ چھپاتی پھر رہی ہوتی۔

دوسری جانب برلاس اور یاقوت اسکے مقابلے تھوڑے بے ترتیب تھے رات کے نجانے کون سے پہر برلاس ڈر کر یاقوت کے ساتھ آ کر چپک گیا تھا۔

جانا اسے زیحال کے پاس تھا مگر اسکے زخم کی وجہ سے وہ یاقوت کے سہارے آگیا اور اب ایک ٹانگ اس پر رکھے مزے سے سو رہا تھا۔

نوشیر وال صاحب نے یاقوت کو دیکھا جو نہایت سلیقے سے سو رہا تھا اور ایک بار بھی برلاس کے ٹانگ رکھنے سے تنگ نہیں آیا۔

انہوں نے جیسے ہی نظر گھمائی گھوم کر ان دونوں افلاطونوں پر آر کی جن میں رات کو نجانے کونسی آندھی طوفان آگیا تھا جو ایسے سو رہے تھے

ایک کی ٹانگ مشرق میں تھی تو دوسرے کی مغرب میں اور منہ کھولے فل خراٹے بازی چل رہی تھی۔

انکو ایسے دیکھ نوشیر وال صاحب نے گہرا سانس لیا۔

"ببا۔۔۔"ان دونوں کو تو اپنا باپ نظر آ گیا تھا تب ہی اپنا ہاتھ چھڑواتے دوڑ کر زیحال کے پاس گئے۔

جو انکی ایک آواز پر جھٹ سے آنکھ کھولے انکو دیکھنے لگا۔

"بابا۔۔۔ مالننگ۔۔۔" زالے تو اسکا کمبل کھینچ کر اوپر چڑھنے کی تگ ودو کرنے لگی تھی جبکہ زامل تیزی سے چڑھ گیا تھا۔

"مارننگ میرا بچہ" وہ دھیرے سے ایک ہاتھ کا سہارا لے کر اٹھتے اسی ہاتھ سے زالے کو اوپر کھینچ گیا۔

دونوں ہی اسکے چہرے پر پرندیدوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے ایک گال پر زامل کا قبضہ تھا تو دوسرے پر زالے کا۔

"اچھا۔۔اب بابا بھی کریں" وہ ہنس کر آنکھیں بند کئے انکی ریس دیکھ رہا تھا۔

پھر باری باری دونوں کو ڈھیر سارا پیار کرتے اپنے ساتھ لگا گیا۔تب ہی نظر نوشیر وال صاحب پر پڑی جو اب سیدھا سیدھا ان سب نمونوں کو گھور رہے تھے۔

"آہمم" وہ اتنی زور سے گلا کھنکارے کہ اسکی آواز پر عثمان تو دھڑام سے عرش سے فرش پر آ گرا تھا۔

پامیر بھی گرنے ہی لگا تھا مگر بچت ہو گئی یاقوت جلدی سے اٹھ کر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر بلکل ایسے ہو گیا جیسے سویا ہی نہیں۔

البتہ برلاس کروٹ بدلے لیٹا رہا نیند سے وہ اٹھ چکا تھا مگر مڑنے کا دل بلکل نہیں تھا تب ہی چپ چاپ ایک ہی پوزیشن میں لیٹا رہا۔

"س۔۔۔ سلام حضو۔۔۔آ۔۔۔مم۔۔۔میرا مطلب ہے د۔۔دا جی"

عثمان کے خواب میں جو بادشاہ حضور آئے تھے اسے کب پتہ تھا وہ حقیقت میں اسکے سامنے کھڑے ہونگے۔

"کیسے ہیں آپ۔۔۔د۔۔۔داجی" یاقوت نے اعلی تربیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹھ کر انکے ہاتھ کا بوسہ لیا جس پر نوشیر وال صاحب کا دل باغ باغ ہوا اٹھا تھا۔

وہ جیسے ہی پیچھے ہٹ نے لگا وہ دھیرے سے مسکرا کر اسے اپنے ساتھ لگا گئے۔

"تم بہت اچھا بچہ ہے۔۔۔ کسی نسلی مرد کا بچہ مارڑا" وہ اسکی تعریف کئے بنا نہ رہ سکے

شروع دن سے وہ اسے نوٹ کرتے تھے وہ سب سے الگ سب سے انوکھا تھا چہرے سے معصوم سلجھا ہوا اور نفیس طبعیت کا مالک۔

بے شک اسے دیکھ کر کہا جا سکتا تھا کہ ایک اعلی مرد ایسا ہوتا ہے۔ خوبصورتی جیسے وراثت میں ملی تھی

یاقوت نے انکی بات پر زیحال کی طرف دیکھا تھا اور اسکی نظریں اپنی جانب اٹھتے دیکھ وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

دونوں مسکرائے تھے اور یہ مسکراہٹ دونوں جانب سے ایک طاقت بن کر ابھری تھی

یہ منظر بلکل خواب جیسا تھا نہیں بلکہ خواب ہی تھا جیسے پامیر اور عثمان پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے

دونوں نے آنکھیں مسل مسل کر دوبارہ دیکھا خواب تھا تو اٹھ جائیں بھئی مگر یہ منظر تو تحلیل ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

"تم مجھے چٹکی کاٹو میں تمہیں" پامیر کی بات پر عثمان نے سیریس ہوتے اسے اتنی زور سے چٹکی کاٹی کہ پورے کمرے میں اسکی چیخ گونج اٹھی

اتنی کہ برلاس بھی یکدم سے بدک کر پڑا تھا

سب نے حیرت سے انکی جانب دیکھا جب میں دا جی نظریں اپنی جانب بھانپتے پامیر تڑپ کر منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔

"ادھر آؤ تم ؟" دا جی کے بلانے پر اسکی سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی تھی۔

"مم۔۔۔میں ؟" اس نے یقین دہانی چاہی کہیں اسکی روح کا بلاوا نہ آیا ہو۔

داجی سپاٹ نگاہیں دیکھ وہ ڈرتے ڈرتے آڑھے قدم اٹھاتے انکے قریب ہوا جب داجی اسے گھور کر دیکھنے لگے۔

"س۔۔۔ سوری داجی۔۔۔ غلطی سے مسٹیک ہو گئی۔۔۔آ۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے مم ۔۔۔ مسٹیک سے غلطی۔۔۔ن۔۔۔ نہیں کیا کہنا ہے"

خوف سے اسکی زبان پھسل پھسل کر جارہی تھی اور کہاں یہ تو اسے خود بھی نہیں پتہ تھا۔

دوسری جانب سب کیلئے اپنی ہنسی روک پانا بے حد مشکل ہو رہا تھا

اگلے لمحے خود دا.جی کا زوردار قہقہہ گونج اٹھا جس پر سب نے پامیر سمیت حیرت سے دیکھا

وہ.جی دار ہنسی ہنستے ہوئے پامیر کو اپنے ساتھ لگا گئے۔

"تم رونق ہے امارازی کی زندگی میں ماڑا" انکے اپنے ساتھ لگانے والے عمل پر پامیر تقریباً بے ہوش ہونے کو تھا

انکا سب کے ساتھ اتنا اچھا رویہ دیکھ زیحال کے

چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئ تھی۔

یہی تو وہ چاہتا تھا۔

کہ اسے قبول کیا جائے مگر اسکی اولاد سمیت جن کے

بغیر وہ ادھورا تھا۔

سب کے بیچ ایک خوشگوار ماحول بن گیا تھا دا جی کافی

دیر سب کے بیچ بیٹھ کر گئے تب تک برلاس سونے کی

ایکٹنگ کرتا کرتا تھک گیا تھا

مگر ڈھیٹ تھا اٹھ کر ایک بار بھی کسی کی جانب نہیں دیکھا۔

معمول کے مطابق اسکی آنکھ کھلنے لگی تھی وہ دھیرے سے کسمسا کر کروٹ بدلتے جسم کی اکڑ کو ختم کرنے لگا دن بھر کی بھاگ دوڑ میں جیسے ہڈیاں سن ہو کر رہ جاتی تھیں ایک یہی بیڈ تھا جہاں اسے سکون بھری سانسیں آتی تھیں۔

یا شاید سکون کی وجہ اور بھی تھی جسے ڈھونڈنے کیلئے

وہ نیند میں ہی ہاتھ مارنے لگا۔بیڈ پر یہاں وہاں ہاتھ

مارتے اسے خالی خالی سا محسوس ہوا

تب ہی وہ پٹ سے آنکھیں کھول کر کمبل کو دیکھنے لگا

اسے اٹھا کر جھاڑ کر ایسے دیکھ رہا تھا جیسے گم ہونے والی

چیز بلکل چھوٹی سی تھی

جبکہ وہ جیتی جاگتی پوری ایک انسان تھی اسکی تلاش

میں داراب جھٹ سے اٹھ بیٹھتے بیڈ کراؤن سے ٹیک

لگا گیا۔

جب اسکی نظر سامنے جا پڑی جہاں وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھی پورے دل سے تیار ہو رہی تھی۔

ڈارک مروں رنگ کا گھیر دار فراک پہنے کمر پر پھیلے گولڈن براؤن سلکی بال اور گلے اور کانوں میں چھوٹے چھوٹے خوبصورت آویزے۔

وہ اب میک اپ کر رہی تھی اور اسکے کرنے کے انداز سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ کتنے دل سے وہ یہ کام سر انجام دے رہی تھی۔

وہ وہی بیٹھا بیٹھا شریر نگاہوں سے اپنی خوبصورت پٹھانی کو دیکھنے لگا جہاں آج وہ اسکے دل پر چھریاں چلا رہی تھی۔

"کیا بات ہے۔۔۔ آج بڑے دل سے تیار ہوا جارہا ہے" اسکی آواز پر بیلا بدک کر پڑی

تو یہ مڑ کر اسے دیکھنے لگی وہ جن کب اٹھا بے اختیار سوچا۔ اگلے لمحے وہ خود کو کمپوز کرتی کندھے جھٹک گئی۔

"ہاں تو۔۔۔ام بہو ہے اس حویلی کا۔۔۔کیوں ناں تیار ہوا ایسے" وہ جس مان سے بولی تھی داراب کا دل اس پر ہزار بار ایک ہی وقت میں آیا تھا۔

"کیسا لگ رہا ہے ام؟" وہ مڑ کر چہکتی ہوئی آواز میں پوچھنے لگی۔

اسے پوچھنا چاہیے تھا؟ وہ بھی اس شخص سے جسے وہ ہر حال میں پورے دل سے بھاتی تھی۔

"رات کو پوچھتی۔۔۔اور زیادہ اچھا بتاتا" اسکے ٹیڑھے جواب پر بیلا کے گال یکدم سے بلش کر گئے تھے۔

وہ سٹپٹا کر واپس مڑ گئی۔

"تم سے تو بات کرنا ہی بے کار ہے" اپنی سرخی چھپانے کیلئے وہ زچ ہوتی بولی۔

"پیار کرنا یقیناً کارآمد ہو گا آؤ وہی کر لیتے ہیں" صبح صبح جیسے وہ قسم کھا کر اٹھا تھا آج اسے تیار نہیں ہونے دے گا

"ام سے مورے کا ایک بیٹا کم ہو جائے گا" وہ سیدھی سیدھی دھمکی دے رہی تھی۔

"تو بیٹے کا وارث مل جائے گا" اسکی اس بات پر بیلا کا ہاتھ بے اختیار رک گیا وہ شیشے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھنے لگی۔

اسکی آنکھوں میں بے اختیار نمی بھر آئی تھی یہ احساس کتنا خوبصورت تھا اور وہ اس سے محروم تھی۔

"ک۔۔۔کچھ بھی" وہ جھٹ سے لپس ٹک اٹھا کر ہونٹوں پر ملنے لگی خود کو اسکی نظروں سے چھپانے کا بر وقت یہی طریقہ اسے ملا تھا

"ہاں کچھ بھی۔۔۔ویسے میری مدد چاہیۓ ہو تو بتانا" وہ بولتے ہوۓ اٹھ کر پیروں میں سلیپرز اڑسنے لگا

"تم صرف بگاڑ سکتا ہے" وہ جل بھن کر بولتی اب بال بنا رہی تھی

"میں بھی بگاڑنے کی ہی آفر کر رہا تھا سویٹی" وہ جھک کر جاتے جاتے اسکے گال کا بوسہ لیتے باتھ روم میں گھس گیا

اسکے اس عمل پر بیلا کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آتے آتے بچا تھا وہ گال پر ہاتھ رکھے اسی طرف دیکھے گئ۔

جب آخر میں بے اختیار مسکراتی اٹھ کر اسکے کپڑے وارڈروب سے نکالنے لگی۔

"اپنے ڈریس جیسی شرٹ نکالنا" وہ اندر سے ہی شاور لیتے لیتے بولا تھا۔

''تم چپ کرے گا یا ام اپنی بات پوری کرے''

''میں بھی پھر پوری کرونگا'' وہ بھی آگے سے دوبدو بولا تھا بیلا کیلئے اپنی سرخی پر قابو رکھ پانا اب اور مشکل ہو رہا تھا

تب ہی وہ اسکے نکلنے سے پہلے ہی اپنی تیاری جلدی جلدی مکمل کرتی کمرے سے باہر آگئی۔ جہاں سیماب پہلے سے ملازموں کو ناشتے کی ہدایت کر رہی تھی۔ اسے دیکھ بے اختیار مسکرادی۔

دونوں نے مل کر ملازموں کی مدد سے سارا انتظام خود ہی کروالیا تھا کہ تب ہی زمل بھی انکے ساتھ ہی آگئ جسے دیکھ دونوں کو بے حد خوشی ہوئی تھی۔

"ماڑا تم کو اس حویلی کی بہو بنتے دیکھ بھی ام کو الگ ہی خوشی ملتی ہے"

واقعی وہ آج پشتون گھگے میں ملبوس تیار ہوئی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

زریاب ان سب کو ناشتے پر اندر ہی لے آئے تھے

سب نے مل کر صبح کا ناشتہ ساتھ کیا تھا۔اور آج کا

ناشتہ سب سے انوکھا ثابت ہوا تھا

ان پانچوں کے حویلی آجانے سے رونق میں چار چاند

لگ گئے تھے۔

جب پیچھے سے آنے والی آواز پر سب نے مڑ کر اس

جانب دیکھا سامنے کا منظر دیکھ سب کی سانسیں بے

اختیار رکی تھی۔

جس کے ہاتھ میں جو نوالہ تھا وہ ایسے کا ایسے ہی رہ گیا تھا یہاں تک کہ منہ میں موجود نوالہ بھی نہ کسی نے نگلا نہ کسی نے اگلا اگر کہیں کہ کوئی سانس نہیں لے رہا تھا تو یہ بھی بلکل صحیح تھا۔

سب پتھرائی نظروں سے پیچھے مڑ کر دیکھ رہے تھے جہاں وہ اپنے قدموں پر کھڑی ایک اپنے محبوب سے

شوہر کے ہاتھ میں ہاتھ دیے کھڑی خود بھی بے یقین سی نظروں سے ان سب کو ایک جگہ موجود دیکھ رہی تھی۔

اس نے بے یقینی کی سی کیفیت میں اپنے ساتھ کھڑے ڈاکٹر برہان کو دیکھا جو اسے دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیے۔

''کیسا لگا سرپرائز؟'' انہوں نے ذرا سا جھک کر سرگوشی نما انداز میں پوچھا۔

جب انکی بات پر گل کو تھوڑی دیر پہلے والا منظر یاد آیا

وہ سو کر اٹھی ہی تھی جب سامنے اسے اپنے اور ڈاکٹر

برہان کے ڈریسز رکھے دکھائی دیے۔

ساتھ ہی باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی

جیسے وہ شاور لے رہے ہوں۔

مگر ایسے ڈریسز تو کہیں آنے جانے میں پہننے والے

تھے زرتشم کا دھانی رنگ کا مدار سوٹ جس پر بلیک

جری کا نام نہایت نفاست سے ہوا تھا۔

ساتھ ڈاکٹر برہان نے بھی اپنے لئے اسکے ڈریس کی میچنگ کلر شرٹ اور بلیک پینٹ نکال رکھی تھی۔

جب تک وہ اپنا دماغ لگا کر سوچتی تب تک وہ شاور لے کر باتھ روب میں لپٹے دوسرے ٹاول سے بال خشک کرتے باتھ روم سے باہر نکلے۔

جب نظر سامنے جا پڑی جہاں وہ بیٹھی یہ سب چھوڑے انہیں ہی دیکھ رہی تھی

اسکی نظریں خود پر بھانپتے برہان نے یکدم سے خود کی حالت دیکھی اور پھر زر تشم کو۔

اگلے ہی پل دونوں اپنا اپنا رخ جھٹ سے موڑ گئے۔

"اس۔۔۔ سوری مجھے نہیں پتہ تھا آپ اٹھ گئے ہیں"

انکی بات پر زر تشم کو اپنا آپ پانی پانی ہوتا ہوا محسوس

ہوا۔

وہ زور سے آنکھیں مینچے اپنی سرخی پر قابو پانے کی

کوشش کرنے لگی۔

ڈاکٹر برہان جلدی سے اپنی پینٹ شرٹ اٹھا کر باتھ

روم میں گھس گئے اور واپسی پر بٹن کرتے ہوئے باہر

نکلے۔

"اب دیکھ سکتے ہیں" اسے اب تک آنکھیں بند کئے دیکھ وہ بے ساختہ مسکرا دیے وہ یہ عمل کرتی ہوئی بے حد کیوٹ لگ رہی تھی۔

اس نے دھیرے سے مڑ کر انکو دیکھا جب انکو اپنے رنگ میں دیکھ دل بے اختیار کانوں میں آ دھڑکا تھا آج تو سبز آنکھوں والا شہزادہ اس رنگ میں اش اش کر اٹھا تھا۔

وہ بنا پلکیں جھپکائے انکو دیکھے گئی یہاں تک انہوں نے اسکی آنکھوں کے سامنے انہوں نے ہاتھ ہلا کر ہوش دلایا۔

"مانا میں ہینڈسم ہوں لیکن آپ ایسے دیکھیں گے تو بلش کر جاؤنگا" انکی بات پر زرتشم کی آنکھیں بے اختیار پھیلیں۔

وہ جھٹ سے نظروں کا زاویہ بدل گئی۔

"آ۔۔۔آپ کہیں جا رہا ہے؟" استفسار یہ پوچھا۔

''آپ نہیں ہم۔۔۔ ہم دونوں جارہے ہیں'' وہ مرر میں دیکھتے ہوئے بالوں میں برش پھیرتے ہوئے بولے۔

''کہاں؟'' حیرت سے پوچھا کیونکہ رات تک توکوئی ایسا پلان نہیں تھا۔

''خان حویلی'' انکے جواب پر زرتشم کی آنکھیں بے ساختہ پھیلی تھیں یہ نام بظاہر بہت نارمل تھا لیکن کوئی اس لڑکی سے پوچھتا جس کیلئے اس نام سے نجانے کونسا بھیانک احساس جڑا تھا۔

"ک۔۔۔کیوں ؟" اسکے سوال پر برہان نے مرر میں سے اسکا خوفزدہ عکس دیکھا۔

جب برش رکھتے وہ بے اختیار اسکی جانب مڑے اور جا کر اسکے قریب بیٹھ گئے۔

"وہ آپ کا میکا ہے۔۔۔آپ کے ماں باپ کا گھر" وہ محبت بھرے لہجے میں بولتے زرتشم کے رخسار پر ہتھیلی جما گئے۔

"جہاں آپ کی پہلی کلکار گونجی تھی وہ جگہ میرے لئے دنیا کی سب سے خوبصورت جگہ ہے "

انکے الفاظ بے حد خوبصورت تھے جن پر زرتشم کی آنکھیں بے اختیار مسکرا دی تھی۔

انہوں نے آگے ہو کر اپنے لب زرتشم کی پیشانی پر رکھے یہ لمس جیسے انکو سکون کی وادیوں میں لے اترا تھا۔

"چلیں اٹھیں اور ریڈی ہو جائیں" وہ اٹھ کر جیسے ہی اسے اٹھانے لگے اس نے بے اختیار انکا ہاتھ تھام لیا۔

وہ جن خوف بھری نگاہوں سے انکو دیکھ رہی تھی برہان کو اپنا دل بری طرح سے ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

"میں ہوں آپ کے ساتھ۔۔۔آپ کے اندر آپ کی روح میں شامل۔۔۔مجھے محسوس کریں باقی سب بھلا دیں"

یہ الفاظ اتنے طاقتور تھے کہ ایک پل لگا تھا زرتشم کی رگوں میں دوڑتا خون گردش تیز کر گیا۔

وہ بھرائی آنکھوں سے انکو دیکھنے لگی واقعی اس شخص سے وہ مکمل ہوئی تھی اسکی زندگی کو اصل مطلب ملا تھا۔

وہ بے اختیار انکا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا گئی اسکا یہ عمل ایک ہی پل میں ڈاکٹر برہان کو ساتویں آسمان پر لے گیا۔

وہ ایسے تھے جیسے انکو پر مل گئے ہوں۔

انہوں نے اپنا سہارا دے رکر زر تشم کو اٹھایا اور باتھ روم میں لے جاتے باتھ ٹب میں چھوڑ گئے۔

روز کا یہ وقت زر تشم کیلئے سب سے کڑا وقت ثابت ہوتا تھا جس میں وہ ان سے نظر میں تک نہیں ملا پاتی تھی۔

اور روز کی طرح وہ بنا اسکی جانب دیکھے باہر آ گئے انکی نظروں میں یہ احترام زر تشم کو انکے لئے دن بہ دن مزید پاگل کرتا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں وہ بلکل تیار تھی اور اپنی وہیل چیئر پر بیٹھی تھی۔ اسے اس کرسی سے اتنی آزادی مل گئی تھی کہ وہ صرف کھڑی ہو سکے۔

"میں بال بنا دوں؟" انہوں نے اجازت چاہی۔ جس پر وہ سر ہلاتی مسکرانے لگی۔

برہان اس سے پوچھ پوچھ کر بالا آخر ایک خوبصورت
ہیئر سٹائل بنا گئے۔
"چلیں اب "انکے پوچھنے پر زرتشم نے کچھ سوچ کر
سر اثبات میں ہلا دیا۔
اور اب وہ کھڑی تھی اپنے قدموں پر ان سب کے
سامنے جن کے سامنے وہ تقریباً مرنے کے قریب ہو
گئی تھی

مگر اس شخص کی محبت نے اسے پھر سے زندہ کر دیا تھا اسکی محبت زرتشم کے چہرے سے جیسے ٹپک رہی تھی۔

سب سے پہلے زیحال اور پھر داراب اور زریاب اٹھ کر اسکے پاس ایک ہی جست میں آئے تھے۔

"گل۔۔۔تم" وہ اپنا سوال تک پورا نہیں کر سکا آنکھیں اسے اپنے قدموں پر کھڑے دیکھ بھرا سی گئی تھیں۔

وہ بھی انکی خوشی دیکھ پاگل سی ہونے لگی تھی زیحال مزید ضبط نہ کرنے کے باعث اسے بے اختیار اپنے ساتھ لگا گیا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا گل۔۔۔تم۔۔۔تم کھڑی ہو"

اسے واقعی یقین کرنا ازحد مشکل لگ رہا تھا۔

زریاب اور داراب بھی اسکے پاس آتے خوشی سے بھرائی آنکھوں سے دیکھنے لگے وہ باری باری تینوں کے سینے سے لگی۔

"امارا گل شیر ہے شیر اسکو اپنے پیروں پر کھڑے ہونا تھا" زریاب کی خوشی کا جیسے کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔ مورے سیماب اور باقی سب بھی آکر گل سے ملنے لگے سب کے سب ہی خوشی سے نہال ہو رہے تھے ایسے جیسے اصل خوشی ہی اب مکمل ہوئی ہو۔

"یہ چل نہیں سکتے ابھی صرف کھڑے ہوئے ہیں" برہان کے بتانے پر سب میں جیسے خوشی کا دیا ماند سا پڑنے لگا جب اگلے لمحے خود ایک روشنی اسے پھر سے روشن کر گئی۔

"میری بہن اپنے قدموں بھی کھڑی ہو گئی یہی

ہمارے لئے سب سے بڑی خوشی ہے "

زیحال کی بات سب کی مسکراہٹ پھر سے جاندار ہو

گئی مورے نے تو صدقے پر صدقے نکال دیے

تھے۔

جب آخر میں داجی اسکے پاس آئے انکو دیکھ کر زر تشم

کچھ خوف زدہ ہوئی تھی۔

مگر جیسے ہی انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگایا وہ یکدم

سے ساتویں آسمان پر جا پہنچی تھی۔

"اما بیٹا واقعی شیر ہے "آج انکے منہ سے بیٹی لفظ نہیں نکلا

یہ بیٹا لفظ زرتشم کو خوشی سے پاگل کر گیا تھا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی آنکھوں کو برسنے سے نہیں روک سکی تھی۔

وہ داراب اور زریاب کا ہاتھ تھامے صوفے تک آئی اور دھیرے سے بیٹھ گئی

اسکے آجانے سے خان حویلی کی اصل خوشی مکمل ہوئی تھی ہر کوئی خوشی سے نہال تھاڈاکٹر برہان کی طرف تو وہ دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

برہان مسلسل زرتشم کو ہی جان لٹاتی نظروں سے دیکھ رہے تھے جب ان پر زیحال کی نظر پڑی۔

اس نے جیسے ہی گلا کھنکارا وہ یکدم سے بدک کر اسکی جانب متوجہ ہوئے۔

"تھینک یو" اسکے تھینکس پر انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"میری بہن کو خوش رکھنے کیلئے" یہ فیصلہ اسکا اپنا تھا اور آج تک زیحال خان آفندی کا کوئی بھی فیصلہ غلط ثابت نہیں ہوا تھا

وہ کیا جواب دیتے کہ خوش تو وہ ہوئے تھے اسے اپنی زندگی میں پا کر۔

سب لوگوں نے مل کر انکے ساتھ ناشتہ کیا جسکے بعد کافی دیر سب نے ساتھ بیٹھ کر ڈھیر ساری باتیں کی

یہ لمحہ بلکل ایسا تھا جس پر یقین کر پانا از حد مشکل تھا
مگر ایسا ممکن ہو چکا تھا کیونکہ کرنے والے خود
نوشیر وال صاحب تھے

وہ سارے پیشنٹس کی رپورٹ چیک کرتی اسکا روم
نمبر دیکھ کر اندر چلی آئ جب سامنے بیڈ خالی پا کر اسکی
چیخ نکل گئی۔

وہ یہاں وہاں اسے تلاش کرنے لگی باتھ روم سے لے کر باہر تک ہر جگہ وہ اسے تلاش کر گئی تھی مگر وہ کہیں نہیں تھا

مطلب وہ جا چکا تھا؟ اور اسکے جانے پر اسے پاشا کے غصّے سے خوف محسوس ہوا تھا تب ہی وہ دوڑ کر ڈاکٹر مبشر کے پاس گئی۔

جن کو زارک کے چلے جانے کی اطلاع دی۔ وہ خود بھی یہ سن کر سخت پریشان ہو گیا تھا۔

کیونکہ پاشا کا خاص حکم تھا اس پر نظر رکھی جائے مگر کب کوئی جانتا تھا وہ نظروں میں دھول جھونکنے کا شروع سے ماہر تھا۔

وہ سب مردان خانے میں بیٹھے زریاب خان سے انکے جوانی کے قصے سن کر پاگلوں کی طرح ہنستے چلے جا رہے تھے

آج تو داراب کا بھی دل نہیں تھا ڈیوٹی پر جانے کا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ ڈیوٹی پر جانے سے خود انکار کر رہا تھا۔

اس نے تب تک چھٹی کا ارادہ کیا تھا جب تک یہ سب یہاں موجود تھے وہ زندگی جینا چاہتا تھا اور یہ پل زندگی جینے کو کافی تھے۔

"ویسے لالا آپ کو دیکھ کر یقین ہو گیا بھائی ایسے کیوں ہیں "

"کیسے مطلب؟" پامیر کی بات اتنی واضح کسی کو سمجھ نہیں آئی تھی جبکہ زیحال اپنی اولاد کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اسکے منہ سے کچھ بھی سننے کی اسے توقع ہو۔

"یہی زن مرید کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے" اس سے آگے وہ کچھ کہتا زیحال نے کشن اٹھا کر اسے دے مارا۔

باقی سب کا قہقہہ چھوٹ کر نکلتا مردان خانے کو اس خوبصورت آواز سے بھر گیا۔

"بات تو صحیح ہے۔۔۔جو ریکارڈ چھوٹے نے توڑے

ہیں وہ تو اب تک میں بھی نہیں توڑ سکا "

داراب کہاں پیچھے رہتا اسے میدان میں اترتے دیکھ

زیحال نے کندھے اچکا کر اسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو

"آپ بھی "

"ہاں تو۔۔۔ام کو فخر ہے اس پر" زریاب سب کے بیچ

اپنی زی کی ٹانگ کھنچتے دیکھ اسے اپنے ساتھ لگا گئے

"اے لے۔۔۔آج بھائی سے برلاس والی فیلنگ آرہی

ہے" واقعی وہ داراب اور زریاب کی موجودگی میں

اپنی عمر سے بھی کم لگ رہا تھا

جبکہ وہ تھا اب بھی ویسا ہی سنجیدہ اور خاموش مزاج کا۔

"برلاس سے یاد آیا یہ کہاں گیا؟" یاقوت نے سب

کے بیچ اسے تلاش کیا جب اسے یاد آیا کہ وہ اسے

ناشتے کے بعد سے ہو دکھنا بند ہو گیا تھا۔

وہ سب کو ہنستے ہوئے چھوڑ کر باہر نکل کر یہاں وہاں برلاس کو تلاش کرنے لگا تھا جب اسے وہ کہیں بھی دکھائی نہیں دیا۔

اس نے جلدی سے کسی کا نمبر ڈائل کیا جب اگلی ہی رنگ کر اسکا فون اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو۔۔۔ برلاس گھر آیا ہے ؟" اسکے سوال پر مقابل نے نجانے کیا جواب دیا لیکن اسے سن کر یا قوت اپنی جگہ سے کتنی ہی دیر ہل نہیں سکا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ گیٹ کھولتے دھیرے سے اندر داخل ہوا جب ایک خاموش سنسناہٹ نے اسکا پرتپاک استقبال کیا۔

یہاں ہر وقت ان چاروں کے قہقہے گونجتے تھے لاؤنج میں بچوں کی چیخیں ہوتی تھیں انکے کھیلنے کی خوبصورت آوازیں ہوتی تھیں۔

اور دوسری جانب یاقوت اور پامیر کی زیحال کے ساتھ میٹنگ چلتی تھی وہ سب اب یہاں نہیں تھے وہ کہاں تھے؟ یہ یاد کرنے کیلیۓ برلاس شاہ کو آج اپنے ذہن پر زور دینے کی ضرورت پڑی تھی۔

ہاں وہ سب وہاں تھے جہاں جانے پر اسکا دم تک گھٹتا تھا اور وہ سب وہاں گئے۔

کیا ان سب کو جانا چاہئے تھا؟ کیا برلاس کی بات نہیں مانی چاہئے تھی؟ سوچ کر اسکی آنکھوں کے سامنے سب کچھ تیزی سے دھندلانے لگا۔

دو موتی ٹوٹ کر رخصار بہہ گئے۔

یہ کیوں کرتے تھے سب کیوں سب کو برلاس سے پیار نہیں تھا کیوں؟ یہ سوچ اسکے اندر ایک وبال سا کھڑا کر رہی تھی۔

وہ گر رہا تھا اسے کھڑا ہونا تھا وہ ہر چیز کو ایسے دیکھنے لگا جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔

"کیوں نہیں کرتا تھا کوئی بر لا اس سے پیار کیوں؟"

دیکھتے ہی دیکھتے اس نے پاس رکھی ٹیبل کو ہی اٹھا کر فرش پر دے مارا تھا۔

"کیوں۔۔۔۔کیوں نہیں کرتا کوئی مجھ سے پیار۔۔۔؟" وہ پوچھ رہا تھا اسے جواب چاہئے تھا۔

اسکے زہن میں حال کہیں نہیں تھا وہ مکمل طور پر ماضی
میں کھو چکا تھا جہاں سے اسکی زندگی کی شروعات ہی
صرف نفرت سے ہوئی تھی۔

اسکی ذہنیت کا کیا عالم ہو گا جسے پیدا ہوتے ہی پہلی نظر
نفرت کی مل جائے وہ بھی کسی اور سے نہیں اپنی

"ماں" سے

ماں لفظ زہن میں آتے ہی صرف ایک احساس دل
میں آتا تھا اور وہ تھا محبت کا احساس۔

لیکن برلاس کو وہ احساس تو شروع سے ہی نصیب نہیں ہوا۔ وہ کیسے نہ اتنی آگ بنتا۔ جسے کوئی بھی چھوئے تو جل جائے۔

"میں۔۔۔ میں بہت برا ہوں۔۔۔ میں بہت برا ہوں" وہ اپنے اندر کا غبار چیزوں پر نکالنے لگا تھا ایک ایک چیز اسکی نفرت کی زد میں آرہی تھی۔

"میرے ساتھ ہی کیوں۔۔۔۔ کیوں میرے ساتھ۔۔۔ مس حیا شاہ۔۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔ رئیلی رئیلی ہیٹس یو۔۔۔ سنا تم نے "

وہ بری طرح سے ہانپتے ہوئے ہر چیز توڑ رہا تھا۔ اسکے ہاتھ بری طرح سے لرز رہے تھے۔
دیکھتے ہی دیکھتے پورا لاؤنج اسکی نفرت کی زد میں آتے مکمل طور پر برباد ہو چکا تھا۔ مگر پھر بھی جیسے اسکے اندر وہ آگ نہیں بجھی تھی

جب اسکا دھیان وہاں پڑی ٹوٹی ہوئی کانچ کی ٹیبل پر گیا۔

وہ اسے اس انداز میں دیکھ رہا تھا کہ اسے دیکھ کر کسی بھی انسان کو خوف آتا۔

"مم۔۔۔مجھ سے سب۔۔۔ن۔۔۔ نفرت کرتے ہیں۔۔۔ برلا اس کسی کو اچھا نہیں لگتا" وہ ان ٹکڑوں کے پاس بیٹھتے انکو عجیب انداز میں دیکھنے لگا۔

"ت۔۔۔ تمہیں پتہ ہے۔۔۔س۔۔۔سب مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔۔۔م۔۔۔میری ماں بھی۔۔۔وہ۔۔۔وہ مجھ سے۔۔۔ب۔۔۔بہت نفرت کرتی ہے۔۔۔تم سن رہے ہو"

وہ اس سے جواب مانگ رہا تھا مگر ایک بے جان چیز اسے کیا جواب دیتی۔

"بولونا۔۔۔ں۔۔۔ تم بولتے کیوں نہیں؟" وہ دے دے اسے جواب ورنہ آج یہ اذیت اسے ختم کر دیتی

وہ پاگلوں کی طرح پھوٹ کر رو پڑا تھا۔

"م۔۔۔میرا کیاق۔۔۔ قصور بتاؤ۔۔۔ مجھ سے نفرت کیوں کی اس نے۔۔۔م۔۔۔میں اسکا بیٹا تھا۔۔۔ تھاناں؟"

وہ اسکے لئے "آپ" لفظ تک استعمال کرنے کے حق میں نہیں تھا لہجے سے اس قدر حقارت چھلک رہی تھی۔

"مم۔۔۔ماں تو سب کو پیار کرتی ہے۔۔۔پھر۔۔۔پھر میری کیوں نہیں۔۔۔کیوں نہیں۔۔۔۔؟" وہ آخر میں ضبط کرتے کرتے بھی چیخ پڑا تھا۔

"مجھے مار دیتی تو اچھا تھا۔۔۔زندہ رکھ کر نفرت کیوں جتائی۔۔۔کیوں۔۔۔"اس نے زور سے ہاتھ فرش پر بکھرے ٹکڑوں میں دے مارا تھا۔

اور وہی جھکے زاروقطار روتا چلا گیا۔اسکے انگ انگ سے تکلیف نکل رہی تھی۔

جب اچانک اسے اپنے کندھوں پر کسی کے مہربان ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔

برلاس نے فوراً سے پلٹ کر پیچھے دیکھا جہاں گرے جھیل سی آنکھوں کے علاوہ دو اولیو گرین آنکھیں دکھائی دی تھیں۔

انکو دیکھ برلاس کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگا۔

وہ زارک تھا جو اسے اس حال میں دیکھ سخت افسردہ لگ رہا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" اسکی آواز سحر زدہ تھی سامنے والے پر سحر پھونکتی تھی اسکی آواز پر برلاس جیسے یکدم سے ہوش کی دنیا میں آ گرا۔

وہ یکدم سے بدک کر اسے پیچھے ہٹا اور پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"گھر میں اور کوئی نہیں ہے؟" اس نے یہاں وہاں دیکھا ہر طرف خاموشی تھی۔

جبکہ برلاس کی رنگت اسے دیکھ زرد پڑ رہی تھی وہ بے اختیار پیچھے ہٹنے لگا۔اسے خود سے پیچھے ہٹتے دیکھ زارک کو اچھو لگا۔

"کیا ہوا۔۔۔تم ٹھیک ہو؟" وہ ذرا سا آگے ہو کر اسکا ہاتھ تھامنے لگا

جب برلاس اسکا ہاتھ جھٹکتے پیچھے ہو گیا۔

"د۔۔۔دور۔۔۔دور۔۔ مم۔۔۔ مجھ سے۔۔۔دور"

اسکی آواز تک حلق سے خوف کے مارے نہیں نکل رہی تھی۔

"لیکن کیوں۔۔۔میں تمہیں نقصان پہنچانے نہیں آیا"زارک کو اسکے لئے آج بھی وہی ہمدردی محسوس ہو رہی تھی یا شاید اس سے بھی زیادہ۔

"د۔۔۔دور۔۔۔میں۔۔۔نے ک۔۔۔کہا ناں۔۔۔دور"وہ بے آواز رونے لگا تھا۔

"بچے تم"

"میں نے کہا نا۔۔۔ں۔۔۔دور۔۔۔۔"وہ یکدم سے دھاڑا تھا جب اسکی دھاڑ پر زارک سن رہ گیا۔

"میرے قریب بھی مت آنا۔۔۔ورنہ جان لے لونگا

تمہاری۔۔۔سنا تم نے" وہ پوری قوت لگا کر چیخ رہا تھا

جبکہ زارک اب تک شل تھا۔

دونوں کے بیچ ایک بڑی دیوار تھی اور دونوں کے پار

کیا تھا یہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے۔

"کیا میں نے تمہارے بھائی کو نقصان پہنچایا اس لئے

تم مجھ سے خفا ہو؟" وہ نہایت دھیمے لہجے میں پوچھنے

لگا

جبکہ اسکا یہ انداز نہیں تھا اسے تو محبت سے بات کرنا آتا

ہی نہیں تھا لیکن برلاس کے سامنے وہ کمزور پڑ رہا تھا

اور کیوں یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

"بولو" اسکی خاموشی پر زارک نے پھر پوچھا۔

جب اسے وہ سننے کو ملا تھا جو زارک ولف کو جیتے جی

زندہ گاڑھ گیا تھا۔ وہ سانس لے رہا تھا؟ نہیں اسے

ہاتھ لگایا جاتا تو وہی ڈھیر ہو جاتا۔

وہ گاڑی سیدھا کار پورچ میں کھڑی کرتے اندر کی جانب بھاگا گیا جہاں کا منظر دیکھ اسکے قدم جیسے برف ہوئے تھے۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے کا منظر دیکھنے لگا جہاں ہر چیز تہس نہس پڑی تھی۔اسکی نظر ٹرانس کی سی کیفیت میں برلاس کی جانب گئی تھی

وہ ایک ہی جست میں اسکے پاس جاتے اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

"برلاس۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" وہ ازحد فکرمندی سے

اسے دیکھنے لگا کہ کہیں چوٹ نہ کھالی ہو

ایسی توڑ پھوڑ کی تو ان تینوں کو عادت ہو چکی تھی وہ

جانتے تھے اچھے سے کہ برلاس کو غصّہ اتارنا ہوتا تھا

مگر انکو ہمیشہ فکر سامان کے بجائے اپنے چھوٹے بھائی

کی ہوتی تھی۔

کہ تب ہی یاقوت کی نظر زارک پر پڑی جواب تک

پتھر بنا بیٹھا تھا اسکی نظریں یک ٹک برلاس پر ہی تھیں

وہ نجانے کیسے لیکن سانس نہیں لے پا رہا تھا۔

"تم۔۔۔تم یہاں کیسے آئے؟" وہ گویا پھنکارا تھا

مگر وہ جواب دینے کی سکت میں نہیں تھا ورنہ وہ بتاتا کہ

وہ یہاں آیا تھا اس لئے کہ پاشا کو بتا سکے وہ جا رہا ہے۔

ہمیشہ کیلئے یہاں سے دور اس دنیا سے دور مگر اب تو

جیسے یہی اسکی دنیا پلٹ گئی تھی۔

کب یاقوت نے اسے پنچ مارا کب وہ گرا اسے کسی چیز کا

ہوش نہیں رہا تھا۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر وہاں سے باہر نکل گیا اسکے جاتے ہی یاقوت نے برلاس کو سمبھال کر اٹھایا اور جا کر صوفے پر بٹھاتے اپنے ہاتھوں سے پانی پلایا۔

وہ شل بیٹھا تھا جیسے اپنے منہ سے نکلے الفاظ پر خود ہی ساکت رہ گیا ہو۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا ایسے الفاظ اسکی زبان سے کبھی نکل سکتے ہیں مگر وہ نکل چکے تھے۔

"تم ٹھیک ہو؟ یہاں کیوں آئے بنا بتائے؟" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی لہجہ سخت کر گیا۔

بر لاس خاموش تھا اسکے منہ سے وقتاً فوقتاً سسکیاں اب بھی نکل رہی تھیں۔اسے ایسے دیکھ یاقوت کا دل کٹ کر رہ گیا۔

اس نے ایک جانب آکر اپنا موبائل نکالا اور زیحال کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

۔۔۔۔۔۔

زرتشم کو اس بار حویلی بہت الگ لگ رہی تھی
ماحول ویسا رہا ہی نہیں تھا جیسا وہ چھوڑ کر گئی تھی سب
لوگ بدل چکے تھے۔

خاص طور پر نوشیر وال صاحب جو اتنے بدل گئے تھے
کہ انکو دیکھ کر کہا ہی نہیں جا سکتا تھا کہ کبھی وہ برادری
کے اصولوں پر چلنے والے شخص تھے۔

وہ تو بلکل بدل گئے تھے جن کے لئے صرف اولاد تھی
باقی کسی کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

وہ بیٹھی اپنے خیالوں میں گم تھی جب اسے اپنے قریب کسی کے ہونے کا احساس ہوا۔

اس نے مڑ کر بے اختیار دائیں جانب دیکھا جہاں وہ بیٹھے اسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔زرتشم کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔

"کیسا ہے تم بچے" وہ سب کے بعد اب اسکے ساتھ بیٹھے تھے انکا لہجہ از حد محبت سے لبریز تھا

"ٹھ۔۔۔ٹھیک ہوں بابا" اسکا لہجہ یکدم سے بھرا سا گیا۔ وہ پہلی بار باپ ہونے کا احساس محسوس کر رہی تھی۔

انہوں نے اپنا شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پر رکھا۔ ساتھ کچھ پیپرز اسکی جانب بڑھا دیے وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ کیا ہے بابا" استفسار یہ پوچھا۔

"ام جانتا ہے اب تک ام نے ایسا کچھ نہیں کیا جس سے تم کو لگے کہ ام باپ ہے" انکی بات پر زر تشم نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا

"لیکن ام چاہتا ہے اپنے مرنے سے پہلے ام یہ غلطی ٹھیک کر لے تاکہ رب کے سامنے سر تو اٹھا سکے "

انکی یہ باتیں آج زر تشم کو اس سے زیادہ تکلیف دے رہی تھیں جب وہ اسے اپنی بیٹی کہنے سے ہی انکار کر دیتے تھے۔

"یہ کچھ حصّہ ہے۔۔۔ام نے اپنی بیٹی کیلئے رکھا ہے یہ
تم ساتھ لے کر جانا"

وہ پیپر زاسکے ہاتھوں میں تھما گئے جنہیں وہ بے یقینی
سے دیکھ رہی تھی۔

"ل۔۔۔لیکن ام کو اسکی ضرورت نہیں ہے بابا"

اسے واقعی ان سب کی ضرورت نہیں تھی وہ تو اپنے
بابا سے ملنے والے پیار پر ہی پاگل سی ہو رہی تھی

"نہیں۔۔۔ تم اسکور کھو۔۔۔ تمارے بابا کا محنت

ہے۔۔۔ تمارا ابھی حق ہے اس پر" وہ اسکے سر پر ہاتھ

رکھتے نہایت نرمی اور محبت سے بولے۔

کہنے کو یہ بہت چھوٹا حصّہ تھا مگر دیکھا جاتا تو اس میں

زرتشم کو پوری زندگی کسی کی ضرورت نہیں پڑ سکتی

تھی ایک آرام دہ زندگی گزارنے کیلیئے۔

وہ کافی دیر بیٹھے اسکے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ آج

زرتشم ہواؤں میں اڑ رہی تھی اسے جیسے آج لگ رہا تھا

زندگی ہونا کسے کہتے ہیں۔

''آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا یہ کیوں لیا آپ نے؟'' وہ ہاتھ میں پکڑے پیپرز دیکھ تھوڑے سنجیدہ سے ہوئے۔

انہیں واضح برا لگ رہا تھا اتنا بڑا حصّہ دیکھ کر مگر زر تشم بلکل نارمل بیٹھی تھی جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑ رہا ہو۔

خوشی سے اسکا چہرہ تمتما رہا تھا وہ مسکراتی نگاہوں سے انکی جانب دیکھنے لگی۔

"بابا نے دیا ہے ام انکار نہیں کر سکتا تھا" وہ ہاتھوں میں پہنے گولڈ کے کنگن نکالتی سرسری سے انداز میں بولی۔

"آپ کوشش تو کرتے۔۔۔مجھے بلکل اچھا نہیں لگ رہا ہم وہاں صرف ملنے گئے تھے"

وہ کیسے اسے سمجھاتے کہ وہ ان مردوں میں سے نہیں تھے جنہیں بیوی کے حصّے سے کوئی غرض ہو۔

"اچھا ہے ناں۔۔۔کام آجائے گا" حویلی سے آکر وہ بلکل بدلی بدلی سی لگ رہی تھی ہاں وہ پہلے سے زیادہ مم لگ رہی تھی

اور وجہ اسکے باپ کا پیار تھا انکا ساتھ تھا جواب جا کر زرتشم نوشیر وال کو ملا تھا اب اسکے پیچھے اسکے باپ بھائی کھڑے تھے اور جس عورت کے پیچھے یہ دو رشتے موجود ہوں انکا ساتھ پا کر عورت پوری دنیا فتح کر سکتی ہے۔

وہ دھیرے سے اسکے قریب بیٹھتے نرم وملائم ہاتھ سے تھام گئے انکے عمل پر زر تشم نے بے اختیار انکی جانب دیکھا۔

"آپ میرے سلامت رہنے کی دعا کیا کریں۔۔۔دنیا آپ کے قدموں میں لے آؤنگا"

انکے انداز میں دل دھڑکا دینے والا نے احساس تھا۔ وہ پلکیں نہیں جھپکا سکی تھی۔

"آپ کو یقین ہے ناں مجھ پر؟" یہ سوال کرتے ہوئے کیا کچھ نہیں محسوس ہوا تھا اسے انکے لہجے میں۔وہ کس

ماں سے پوچھ رہے تھے کہ وہ بے اختیار سر اثبات میں ہلا گئی۔

"یہ یقین برقرار رکھیں بس" وہ مسکرا کر اسکے ہاتھوں کو لبوں سے لگا گئے۔

"لیکن ام یہ واپس نہیں کرے گا۔۔۔ بابا نے بہت پیار سے ام کو دیا ہے "

وہ جیسے اسرار کرنے لگی تھی انداز ہی اتنا کیوٹ تھا کہ برہان اس بار دیکھتے رہ گئے۔

"اوکے ۔۔۔ام اسکو اپنے پاس رکھے گا بے شک کبھی استعمال نہ کرے اور اب تم ام کو منع نہیں کرے گا " وہ بچوں جیسے انداز میں ڈیل کر رہی تھی جس پر برہان بے ساختہ ہنس پڑے یہ عورت انہیں اپنے ہر انداز سے پاگل کرنے میں ماہر تھی۔

"اوکے بابا جیسا آپ کہیں" وہ ہار مانتے اسکے سامنے جھک گئے اور یہ جھک جانا ہی اسکی محبت کو اسکے دل میں اور گہرا کر گیا تھا۔

"ویسے تم کو کیسے پتہ تھا کہ سب لوگ ادر آیا ہوا

ہے؟" وہ اب اپنے کانوں کے بوندے نکال رہی

تھی۔

جب اسکی جیولری سیٹ کر کر رکھتے ہوئے برہان کے

ہاتھ بے اختیار رکے۔

ذہن میں کچھ اور خیالات گردش کرنے لگے تھے

جنہیں وہ زبان پر لانے سے قاصر تھے تب ہی

سنجیدگی سے اپنا کام کرتے رہے۔

حویلی میں آنے سے خاص کر زامل کو جیسے ہر طرح کی شرارت کرنے کی آزادی مل گئی تھی وہ نہ زمل کے ہاتھ آرہا تھا اور باقی تو کیا ہی اسے قابو کرتے۔

نوشیر وال صاحب تو اس سے لگی رونق پر ہی خوشی سے نہال ہو رہے تھے کتنے دنوں بعد انکے قہقہوں کی آواز حویلی کی در و بام نے سنی تھیں۔

وہ اس وقت بھی لاؤنج میں بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے جو اپنی چھوٹی سی انگلی کے اشارے پر حویلی کے ملازموں کو یہاں سے وہاں دوڑا رہا تھا۔

"جامی۔۔۔وانت۔۔۔کو کی (زامی کو کوکیز چاہئے)"

یہ حکم اس نے جاری کیا تھا

جس پر ملازمہ دوڑ کر کچن میں گئ تھی

زمل اوپر کھڑی ضبط سے اسے دیکھ رہی تھی ایک باریہ

چھوٹا طوفان اسکے ہاتھ لگتا وہ اچھے سے اسکی ساری من

مانیاں پوری کرتی۔

وہاں وہ میٹھا ایک حد تک زامل زالے دونوں کو دیتی

تھی اور یہاں وہ اپنی ضد کر کر بس میٹھے پر میٹھا کھا رہا

تھا۔

"پتہ چلے گا جب یہ خرگوش جیسے چار دانت ختم ہونگے" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی اندر اپنے کمرے میں آگئی۔

جب دروازہ بند کرتے ہوئے سامنے نظر پڑتے اسکے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے بیٹھے اس طوفان کے باپ کو دیکھنے لگی جو ٹانگ پر ٹانگ دھرے بیڈ پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

زمل کو لگا وہ سانس نہیں لے رہی اگلے پل وہ جلدی سے دروازہ بند کرتی اسکی جانب مڑی۔

"ک۔۔۔کیا ہے یہ سب ؟ "

"کیا ہے ؟" وہ ایسے کندھے اچکا گیا جیسے کچھ جانتا ہی نہیں۔

"آپ۔۔۔آپ یہاں کیسے ؟کسی نے دیکھ لیا تو؟" وہ جب سے یہاں آئے تھے تب سے کسی کو کسی سے ملنا نصیب نہیں ہوا تھا۔

"تو دیکھ لیں۔۔۔ گرل فرینڈ تھوڑی ہو جو ڈر لگے گا"

اسکی بات پر زمل نے آنکھیں چھوٹی کر کر گھورا۔

"مطلب گرل فرینڈ بھی ہو سکتی تھی؟"

اسے تو بہانہ چاہئے ہوتا تھا اس شخص سے لڑنے کا۔

"ایسا کب کہا۔۔۔ میں تو تم سے"

"بات سے نہ مکریں" وہ انگلی دکھاتی جنگلی بلی کی طرح غرائی تھی۔

"جان قسم سے وہ مطلب نہیں تھا" اسے غلط فہمی ہوتے دیکھ زیحال کی جان سولی پر اٹکی تھی۔

''تو کیا مطلب تھا آپ بتا دیں'' وہ جس انداز میں سینے پر ہاتھ باندھ کر پوچھ رہی تھی زیحال کو وہ بے حد کیوٹ لگی۔

وہ اٹھ کر اسکے مقابل آیا جب تک وہ بیٹھا تھا تب تک وہ شیرنی بن کر غرا رہی تھی لیکن جیسے ہی وہ پہاڑی وجود کھڑا ہوا وہ بھیگی بلی بنتی پیچھے ہٹ گئی۔

اس وقت ٹیڈی بئیر والی باتھ روم یوز سلیپرز پہنے وہ اپنے قد کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے بے حد کیوٹ لگ رہی تھی۔

وہ قدم اٹھاتے اسکے قریب آگیا یہاں تک کہ وہ دروازے سے جا لگی۔

"مطلب بتاؤں؟" وہ آبرو اچکائے جس انداز میں پوچھ رہا تھا زمل کے گال دہکنے لگے تھے
وہ مسکراہٹ دبائے سے نفی میں ہلانے لگی۔ جس پر زیحال کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"پوچھ لو۔۔۔اچھے سے بتاؤں گا" وہ ایک ہاتھ اسکے پیچھے دروازے پر رکھتا اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جھک سا گیا۔

"ب۔۔۔بتائیں" وہ دل کی دھڑکنیں سمبھالتی بمشکل پوچھ بیٹھی۔

"کسی نے بارہ سال کی عمر میں مجھے اپنی محبت میں ایسا گرفتار کیا تھا کہ اسکے بعد کسی اور عورت کی طرف نگاہ ہی نہیں اٹھی"

یہ الفاظ وہ بہت بار سن چکی تھی مگر ہر بار جیسے پہلے سے اور زیادہ خوبصورت ہو جاتے تھے۔

وہ بلش کر رہی تھی اور اسکا بلش کرنا زیحال کیلیۓ جان لیوا ثابت ہو رہا تھا

وہ دھیرے سے اسکے چہرے پر جھکنے ہی لگا تھا جب باہر سے کسی نے دروازہ ناک کیا۔

زیحال نے یکدم سے اس جانب کاٹ دار نظروں سے دیکھا جبکہ زمل کی ہنسی یکدم سے چھوٹ گئی۔

"کون ؟" نگاہیں زمل پر جمائے تڑخ کر پوچھا۔

"خان جی چھوٹی بی بی سائیں کو مورے صاحبہ بلا رہی ہیں "

ملازمہ اسکی غصّیلی آواز پر ڈرتی دھیمے لہجے میں بولی۔

"جاؤ تم۔۔۔آ رہی ہیں۔۔۔ چھوٹی بی بی سائیں" اس نے دانت پیس کر جس انداز میں کہا تھا زمل کیلئے ہنسی روک پانا اور مشکل ہو گیا۔

"تمہیں کچھ زیادہ نہیں ہنسی آ رہی؟ "

"نہیں تو۔۔۔ہ۔۔۔ہاں تھوڑی سی" اسکی بات پر زیجال نے گھور کر دیکھا۔

وہ پھر اسکے لبوں پر جھکنے ہی لگا تھا کہ پھر سے باہر سے کسی نے دروازہ ناک کیا۔

"آاا۔۔" وہ دیوار پر ہاتھ مارتے ضبط سے چیخنا چاہتا تھا اسکی حالت پر زمل کی ہنسی اس بار پھوٹ کر نکلی۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنستی چلی گئی زیحال نے کلس کر اسے دیکھا۔

"تمہیں تو میں دیکھتا ہوں فلحال اسے دیکھ لوں میں "

وہ غصّے سے دروازہ کھول کر بولنے ہی والا تھا جب نظر اوپر سے ہوتی ہوئی نیچے گئی۔

اسکی خاموشی پر زمل اسکے بازو کے نیچے سے جھک کر دیکھنے لگی۔ جہاں اسکی نظر اس چھوٹی سی پرنسسز پر پڑی۔

اس نے وہی سے گردن موڑ کر اپنے اوپر اپنے ہبی کو دیکھا اس نے بھی اسی وقت دیکھا اور دیکھتے ہی دونوں کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"ہاں اب بولیں ناں۔۔۔" زیحال زالے کو اٹھا کر گود میں لیتے اسکے نرم وملائم گال پر پیار کرنے لگا۔

وہ اچھے سے جانتی تھی کہ یہ شخص اپنی پسندیدہ

عورتوں سے عشق کرتا تھا

پھر چاہے وہ ماں ہو بیوی ہو یا بیٹی۔

"ہبی۔۔۔آپ کا بازو "اسے گود میں لیتے دیکھ وہ

یکدم سے فکر مند ہوئی۔

"کچھ نہیں ہوتا "اپنی بیٹی کے آگے وہ ایک بازو دیکھتا؟

"ببا۔۔۔بیا۔۔۔د ھیشم د ھیشم (بابا بھیا فائٹ کر

رہے ہیں)" وہ اٹک اٹک کر بے حد معصومیت سے

زامل کی شکایت لگانے لگی۔

"آ۔۔۔ بابا بھیا کی پٹائی کریں گے" اسکی بات پر

زالے ایکدم سے خوش ہوتی اسکے گلے سے لگ گئ

زمل کیلئے یہ منظر بے حد خوبصورت تھا وہ بھی آگے

آتی ان سے لپٹ گئ

زیحال نے اسکے سر کا بوسہ لیا کہ تب ہی اسکا فون بج

پڑا سامنے ہی یاقوت کالنگ جگمگا رہا تھا۔

"اسے لو" وہ زالے کو اسکے حوالے کرتا خود بات

کرنے کیلئے ایک جانب آگیا

جب زمل کو اسکے چہرے کی مسکراہٹ ختم ہوتے سنجیدگی پھیلتی ہوئی دکھائی دی۔

وہ یک ٹک سامنے بیٹھے برلاس کو دیکھ رہا تھا جو اپنے کئے پر از حد شرمندہ تھا اسے اچھے سے اندازہ تھا کہ یہ سب زیحال کو کتنا تکلیف دے سکتا ہے
اس وقت کمرے میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا وہ ایک کرسی پر بیٹھا تھا جبکہ زیحال اپنی پاور چیئر پر۔

"ایم سوری" یہ آواز جیسے کسی گہری کھائی سے آئی

تھی وہ سر جھکائے نادم سا بولا۔ مگر آواز میں لرزش

تھی جیسے ابھی رو دے گا۔

"یہی سوری سب چیزوں سے کہو۔۔۔اور دیکھو کیا

سب صحیح ہوتا ہے؟"

اسکی بات پر برلاس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں سر

اٹھا کر اسے دیکھا۔

واقعی کچھ ابھی ٹھیک نہیں ہو سکتا تھا بلکل اسکے ماں کی

طرح جسے آج گہری ٹھیس پہنچی تھی۔

"میں کچھ دنوں سے تمہیں نوٹ کر رہا ہوں۔۔۔ تم

کیا چھپا رہے ہو مجھ سے؟"

اس سوال کا جواب دینا اسکے لئے کتنا مشکل تھا یہ

صرف وہی جانتا تھا۔

"ک۔۔۔کچھ بھی نہیں"

"برلاس۔۔۔!" اسکے نہ پر وہ بیچ میں ہی ٹوک گیا

برلاس کو کمرے میں آکسیجن ختم ہوتی محسوس ہوئی

تھی مطلب آج جواب دینا تھا۔

''کیا چل رہا ہے تمہارے ذہن میں ؟'' وہ سوال پر جیسے بضد تھا برلا اس کی آنکھیں تیزی سے بھرا گئیں۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا یاقوت قدموں کی سیدھ میں چلتا ہوا زیحال تک آیا اور جھک کر نجا نے اسکے کان میں کیا کہہ گیا کہ اسکی بات سن کر وہ بے یقینی اور غصّے کی ملی جلی سی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا۔

اسکی گرفت پین پر بے اختیار مضبوط ہوئی۔

وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ یاقوت بیچ میں بول پڑا۔

"آپ کی طبعیت نہیں ٹھیک میں چلا جاتا ہوں" وہ فکر مندی سے اجازت مانگ رہا تھا۔

مگر جن شعلہ بار نگاہوں سے زیحال نے اسے دیکھا تھا وہ بے اختیار اس سے پیچھے ہٹ گیا۔

وہ سب کچھ چھوڑے کمرے سے باہر نکل گیا اسکے جاتے ہی یاقوت نے ایک نظر برلاس کو دیکھا۔

"جن سے محبت ہوا نکے سکون کو پہلے دیکھا جاتا ہے" اسکی بات سن کر برلاس کو اپنا آپ برف ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ بھائی کی پریشانی کی سب سے بڑی وجہ تم بن رہے ہو"

کیا اسے چپ نہیں ہونا چاہئے تھا؟ جو شخص پہلے سے اتنی اذیتوں میں گھرا ہوا اسے مزید اذیت دینا ٹھیک تھا؟

"تمہارا خوف چند لفظوں کی مار ہے۔۔۔ تم اتنے کمزور نہیں ہو کہ حالات تمہیں مات دے دیں" یہ وہ الفاظ تھے جنکی برلاس کو اشد ضرورت تھی۔

"لیکن تم کمزور پڑ رہے ہو۔۔۔ ہمت کرو اور بولو۔۔۔ کہ تمہارے ذہن میں کیا چل رہا

ہے۔۔۔انکو زبان پر لانے کی ہمت کرو۔۔۔ورنہ آج کے بعد یہ نہ کہنا کہ زیحال خان آفندی باپ ہے تمہارا"

اسکی آخری بات پر برلاس بری طرح سے کانپ اٹھا تھا۔وہ بے یقینی سے بھرائی آنکھوں میں اسکا عکس دیکھنے لگا۔

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا اسے رکنا چاہئے تھا کیونکہ اسکے الفاظ برلاس شاہ کو لرزا گئے تھے۔وہ رونا چاہتا تھا لیکن اندر میں جیسے گھٹن بڑھ رہی تھی۔

وہ اب سٹک کے سہارے نہیں تھا اسکے قدموں میں پہلے جیسی رفتار تھی وہ پختگی تھی جو اسکی شخصیت کی اصل پہچان تھی۔

وہ تیز رعبدار قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتا چلا جارہا تھا نظریں اپنے دائیں بائیں جانب گھوم رہی تھیں جہاں اسکے بندے زخمی پڑے تھے۔

ہر ایک کو دیکھ اسکے ہاتھ کی مٹھی مزید ضبط سے بھنچتی چلی جارہی تھی۔

بالا آخر وہ اس کمرے میں پہنچا جہاں ایک کرسی تھی وہ بھی خالی پڑی تھی اس پر رسی بے ترتیب سی پڑی تھی۔

پاشا نے ضبط سے پورے کمرے میں نظر دوڑائی اسکے پیچھے یاقوت مرزا اسکا رائیٹ ہینڈ کھڑا تھا۔

"میں نے کہا تھا آپ سے اس پر اتنا یقین نہ کریں۔۔۔دیکھ لیں اس نے وہی کر دکھایا جو اسکی خصلت تھی "

وہ جتنا ہو سکتا تھا اپنے لہجے کی کڑواہٹ پر قابو پا رہا تھا۔

اسکی بات جیسے جلتی آگ میں گھی کا کام کر گئی تھی اور اور ضبط سے جبڑے بھینچ گیا۔

"وہ شروع سے ایسا ہے دھوکے باز۔۔۔ شکل سے جو لگتا ہے عادتوں سے ویسا ہرگز نہیں ہے ہو بھی کیسے سکتا ہے جسے شروع سے ابراہیم جیسے بندے کی صحبت ملی ہو "

وہ جیسے منہ سے آگ نکال رہا تھا اسے شدید غصّہ آرہا تھا جب سے زارک یہاں سے اس لیڈی سٹیلا کو نکال لے گیا تھا

نہ صرف اسے لے گیا بلکہ اپنے راستے میں آنے والے گارڈز کو بھی زخمی کر گیا تھا۔

"اسے ڈھونڈو۔۔۔مجھے وہ چاہیئے" آخر میں وہ ضبط کرتے کرتے بھی دھاڑ اٹھا تھا

یاقوت مرزا سر خم کرتے باہر نکل گیا جبکہ وہ وہی کھڑا اس جگہ کو دیکھے گیا۔

گرے جھیل سی آنکھیں بند ہوتی تیزی سے منظر کی جمع تفریق کرنے لگی تھی کچھ دیر پہلے کا اس کا چہرہ اور اس پر چھائی بدحواسی۔

اسے بہت کچھ بتا رہی تھی۔ گہرے جھیل سی آنکھیں
پٹ سے کھلیں وہ وہی سے مڑ کر تیزی سے باہر نکل گیا
اور اسکا رخ سب سے الگ تھا۔

108/2

وہ اس کمرے سے نکل آئی تھی جہاں اسے ہر لمحہ ہر گھڑی موت کی لگ رہی تھی مگر یہاں آنے کے بعد تو جیسے ہر سانس ہی آخری سانس لگ رہی تھی۔

وہ ہونقوں کی طرح اپنے ارد گرد دیکھنے لگی جیسے کوئی اسکے پیچھے ہو اور یہ صرف ایک احساس تھا بہت بھیانک احساس۔

وہ بمشکل ہی سانس لے پاتی اپنے ہاتھ پیر کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔

مگر وہ اتنے قابو تھے کہ اس اکیلی کیلئے اسے کھول پانا نہایت مشکل تھ۔

وہ خوف سے چہرے پر آئے پسینے گردن جھٹک کر دور کرنے لگی اسکا پورا وجود اس وقت پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔

"ک۔۔۔کوئی ہے؟" وہ ہمت کرتی کانپتی ہوئی آواز میں پوچھنے لگی مگر جواب میں صرف خاموشی آئی تھی۔

"ک۔۔۔کوئی ہے۔۔۔پلیز ہیلپ می" وہ التجائیہ انداز میں گڑگڑاتی جیسے بھیک مانگ رہی تھی۔

"ازاینی ون دئیر۔۔۔پلیز ہیلپ می (کیا وہاں کوئی ہے میری مدد کریں)" وہ روتی ہوئی آواز میں کسی کو مدد کے لئے بلارہی تھی

مگر کوئی بھی نہیں تھا جو اس وقت اسکی مدد کو آتا کیونکہ وہ کسی عام جگہ نہ تھی بلکہ بلیو بلڈنگ میں قید تھی جہاں پہنچ پانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں تھی۔

کہ تب ہی اسے کچھ آواز سنائی دینے لگی جیسے کوئی کسی

چیز میں چمچ چلا رہا ہو

وہ سانس روکے اس آواز کی سمت کو محسوس کرنے لگی

جب اسی جانب اسکی نگاہیں ٹک سی گئیں۔

وہ اب تک سانس روکے اس آواز کو اپنے قریب آتے

ہوئے محسوس کر رہی تھی جب تک کہ وہ آواز اور

جس کی وجہ سے آواز ہو رہی تھی وہ سامنے نہیں آگیا۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے کھڑے شخص کو

دیکھنے لگی۔ جس کے ہاتھ میں کافی کا مگ تھا۔

اور وہ مسلسل اس میں چمچ چلا رہا تھا

مگر آنکھیں جیسے قہر برپا کر رہی تھیں اس قدر وحشت

ان اولیو گرین آنکھوں میں تھی

وہ دھیرے سے ایک کرسی کو الٹا کرتے دونوں

اطراف ٹانگیں پھیلا کر بیٹھتا پھر بھی چمچ ہلائے گیا اور

اسے دیکھے گیا لیڈی سٹیلا یوں تھی جیسے سامنے کوئی

موت کا فرشتہ ہو۔

وہ گردن ٹیڑھی کئے شل بیٹھا اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا جب کافی سے چمچ نکال کر اسے غور سے دیکھنے لگا

اسکے دیکھنے کا انداز بہت عجیب تھا۔

پھر اگلی گھونٹ کافی کی بھرتے اس نے ایسے آنکھیں بند کی جیسے سکون کی بوند بوند اسکی رگوں میں اتر گئی ہو۔

دو چار پھر آٹھ اور کرتے کرتے اس نے ایک ساتھ کئی گھونٹ بھر لیں یہاں تک کے مگ بلکل خالی ہو گیا

اس نے پھر بھی الٹا کر دیکھا جیسے وہاں سے کچھ نکلے گا اور کچھ کے نام پر صرف ایک بوند نکلی تھی وہ بھی فرش پر گر گئی۔

"ختم؟" یہ بات وہ لیڈی سٹیلا سے پوچھ رہا تھا۔

"چچ۔۔۔اتنی جلدی؟" وہ اپنے انداز سے اسے سانس لینے میں دشواری دے رہا تھا۔

پھر اٹھ کر گیا اور پھر سے ایک کپ بنا کر لایا لیڈی سٹیلا کو وہ پاگل معلوم ہو رہا تھا جسے جیسے کافی کا ایک نشہ سا ہو گیا ہو۔

اس نے گھونٹ گھونٹ کرتے وہ مگ بھی ختم کر ڈالا پھر تین پھر چار پھر پانچ وہ جیسے پاگل ہو رہا تھا۔

"عادت ہے مجھے۔۔۔اچھی لگتی ہے یہ "لیڈی نے پوچھا نہیں تھا اس نے پھر بھی بتایا تھا۔

"اور جو چیز مجھے اچھی لگے۔۔۔میں اسے ختم کر دیتا ہوں "اس کا ذو معنی لہجہ سمجھتے لیڈی کی روح جیسے کانپ سی گئی۔

"جیسے تم۔۔۔مس لیڈی سٹیلا "ہر الفاظ سرد مہری سے لبریز تھا

"ک۔۔۔کون ہو تم۔۔۔؟" لاکھ ہمت جٹاتی اس

نے بالا آخر پوچھ ہی لیا۔

"وہی۔۔۔جس کا راز تم سینے میں دفن کئے قبر میں اتر

جانا چاہتی ہو" اسکی بات سن کر لیڈی کے حواس شل

ہوئے وہ کس راز کی بات کر رہا تھا

وہ تو کسی کا کوئی راز نہیں جانتی تھی ایک معمولی سی کالج

پروفیسر تھی اس سے بھلا کسی کے راز کا کیا تعلق ہو

سکتا تھا۔وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ک۔۔۔کیساراز۔۔۔تم کس راز کی بات کر رہے ہو" وہ ہکلاتی ہوئی ہمت کرتی تیز آواز میں پوچھ بیٹھی جس سے اسے نفرت تھی کسی کی تیز آواز سے۔

وہ سرد مہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"ت۔۔۔تم ایسے دیکھ کر مجھے خ۔۔۔خوف زدہ نہیں کر سکتے"

وہ ایک جملے کی ہمت کرتی اب اور بولتی جارہی تھی جو یقیناً اسکی زندگی کی بہت بڑی غلطی تھی۔

اگلے لمحے وہ اسے گردن سے پکڑ گیا۔

"میں تمہیں خوف زدہ نہیں کرونگا۔۔۔میں صرف

اس دل کو مٹاؤنگا۔۔۔جس نے میرا راز خود میں رکھنے

کی کوشش بھی کی "

وہ بولا نہیں غرلایا تھا لیڈی کو سانس لینے میں دشواری

ہونے لگی۔

"ک۔۔۔کون ہو

تم۔۔۔ک۔۔۔کیوں۔۔۔م۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے

مارنا۔۔۔چ۔۔۔چاہتے ہو"

اس سے بولنا بھی محال ہونے لگا تھا وہ پھر بھی ہمت کرتی بول رہی تھی۔

"زارک۔۔۔" یہ نام سنتے ہی لیڈی کی آنکھیں جیسے ٹھہر سی گئیں کسی نے اس کے پورے وجود میں صور سا پھونک دیا تھا۔ وہ ٹھہری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

اب سانس نہ ہی آتی تو اچھا تھا اسے ختم ہو جانا چاہیئے تھا اسی راز کے ساتھ جو اسے آج یہاں تک لے آیا تھا اسکی رنگت فق پڑ چکی تھی ایسے جیسے کوئی مردہ۔

"پورا نام بتاؤں ۔۔۔ یا یاد آ گیا" پورا نام ؟ وہ تو ان آنکھوں کو ہی پہچان گئی تھی جن سے وہ پوری زندگی بھاگتی ہوئی آئی تھی کہاں کہاں نہیں وہ چھپی۔

مگر بالا آخران اولیو گرین آنکھوں نے اسے ڈھونڈ نکالا تھا۔

"کیسے ۔۔۔ کیسے رکھ لیا تم نے وہ راز اپنے دل میں ۔۔۔ تمہیں خوف نہیں آیا میرا ؟ "

وہ جس انداز میں بات کر رہا تھا خوف تو اس سے آ رہا تھا

کچھ تھا جو لیڈی کے ذہن میں تیزی سے گھوما تھا وقت اور ماضی اسے اپنے گھیرے میں بری طرح سے جکڑ چکے تھے۔

"ک۔۔۔کونسے کی راز۔۔۔کی۔۔۔ب۔۔۔بات کر رہے ہو تم؟" وہ جان کر بھی انجان بن رہی تھی جب وہ اس سے اپنے طریقے سے اگلوانے ہی لگا تھا کہ اگلے ہی پل اسکے منہ پر زوردار تھپڑ آپڑا تھا۔

وہ خود کو فوراً سے سمبھالتے جیسے ہی الٹا حملہ آور ہوا سامنے کھڑے شخص کو دیکھ وہ سانس لینا تک بھول گیا

ہاتھ ہوا میں مہلک اور آنکھیں اس شخص کے چہرے پر ٹھہریں۔جو اس وقت اپنی گرے جھیل سی آنکھوں سے انگارے برسا رہا تھا۔

"پ۔۔۔پاشا" اسکے منہ سے بے ساختہ یہ نام نکلا۔

جب اسے اگلی بات کہنے کا موقع دیے بغیر اس نے اگلا پنچ اسکے سینے میں دے مارا

اس بار زارک خود کو بیلنس میں نہیں رکھ پایا تب ہی
منہ کے بل نیچے جا گرا۔
لیڈی نے اس فرشتہ صفت انسان کو دیکھا جس نے
اسے بچایا تھا یقیناً وہ اسکے لئے فرشتہ ہی تھا۔
"میری۔۔۔بات سنیں "
"بکواس بند کرو تم اپنی" وہ سیدھا حلق کے بل دھاڑا
تھا زارک کو اسکا غصّہ بلکل اچھا نہیں لگا تھا اسے
افسوس تھا کہ اسے غصّہ زارک کی وجہ سے آیا۔

"تم پر یقین کرنا میری زندگی کی سب سے بڑی بے وقوفی تھی۔۔۔یہ دھوکہ تمہاری رگوں میں ہے "

اسکی گرج دار آواز پوری بلڈنگ کو لرزا رہی تھی

زارک اٹھ کھڑا ہوتے اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے کوئی دھوکہ نہیں دیا" اسکی بات پر زیحال آگ بگولہ ہوتے اسے ایک اور مارنے کیلئے آگے بڑھا ہی تھا کہ زارک ڈر کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ایک لفظ اور منہ سے نکالا تو میں حشر کر دونگا تمہارا" وہ انگلی دکھاتے سخت طیش میں اسے وارن کر رہا تھا۔

زارک بے اختیار سر جھکا گیا۔ زیحال نے لیڈی کی

جانب دیکھا جو اسے ہی مدد طلب نظروں سے دیکھ

رہی تھی

پیچھے سے یاقوت اور عثمان بھی آ گئے تھے جب لیڈی

کو زارک کے قبضے میں دیکھ یاقوت نے شعلہ بار

نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"یہ تھی ہی دھوکے باز" عثمان کا بھی بس نہیں چل رہا

تھا اسکے نقشے بگاڑ دے۔

جبکہ ان میں یاقوت کو دیکھ لیڈی پھر سے سانس لینا بھول گئی تھی یہ وہی تو تھا جو اسے اٹھا کر لایا تھا۔

مطلب یہ سب ملے ہوئے تھے۔

"یاقوت "زیحال کے پکارنے پر وہ زارک کو ہی گھورتا ہوا آگے آیا تھا اور لیڈی کے ہاتھ پیر کھول کر اسے ساتھ کھڑا کر گیا۔

زیحال کا حکم تھا جسے بنا کہے ہی سمجھ کر یاقوت اور عثمان اپنے ساتھ لے گئے تھے ان کو جاتے دیکھ زارک بے اختیار آگے آیا۔

"میں اسے نہیں جانے دونگا" وہ بے اختیار بولا جب

زیحال کی شعلہ بار نگاہوں نے اسکے قدم وہی روک

دیے۔

زارک کی بے چینی صاف واضح تھی وہ جیسے جلتے

انگاروں پر لوٹ رہا تھا اسکا بس نہیں چلا ابھی اس لیڈی

کو ختم کر دے۔

"تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے" زیحال کے

استفسار پر زارک دیکھ کر رہ گیا وہ گہری لمبی سانسیں

لینے لگا ضبط کرنا اس وقت سخت مشکل ہو رہا تھا۔

وہ کن پٹی سہلاتے ہوئے یہاں سے وہاں چکر کاٹنے لگا۔

"مجھے۔۔۔مجھے وہ چاہئے۔۔۔آپ چاہیں مجھے مار دیں مجھے وہ چاہئے"

وہ یکدم سے بضد ہوا تھا جیسے ابھی وہ نہ ملی تو وہ کسی کو کچھ کر دے گا۔

"آپ بدلے میں میری جان لے لیں۔۔۔لیکن مجھے وہ چاہئے۔۔۔" وہ ضبط کرتے کرتے بھی آخر میں چیخ اٹھا تھا وہ حواس کھو رہا تھا

"تم اسکے قریب بھی نہیں جا سکتے۔۔۔سنا تم نے؟"

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی آواز بلند ہونے سے خود کو

روک نہیں پایا تھا۔

جتنا ٹھنڈا وہ پہلے تھا اب اتنی ہی آگ اسکے وجود میں

بھر رہی تھی۔وہ کچھ کر دینا چاہتا تھا۔

"اتنی بے چینی کیوں۔۔۔ایسا کیا ہے اس لیڈی

میں؟" یہ سوال زیحال کر رہا تھا؟جو پہلے سے سب

کچھ جانتا تھا مگر اب اسکا سوال اپھر سے بہت کچھ کرید

رہا تھا۔

"کیونکہ وہ۔۔۔" وہ بولتے بولتے بے اختیار رک سا گیا

اولیو گرین آنکھیں بے اختیار پھیلنے لگی تھیں

جیسے ذہن میں کچھ تیزی سے گھوم گیا ہو۔

"برلاس کون ہے؟" یہ سوال اچانک تھا مگر اسکے لئے۔زیحال کو صرف لیڈی والا غصّہ تھا تب ہی وہ آگ بگولہ ہوا اسے اسی بات پر دیکھ رہا تھا۔

زیحال کی خاموشی پر اسکے ذہن میں کچھ الفاظ گونج اٹھے۔۔۔

"ک۔۔۔ کیا تم مجھے بھی ویسے مار دو گے جیسے تم نے حیا شاہ کو مارا تھا" یہ الفاظ تھے؟ اسے زندہ در گور کرنے کا ساماں تھے۔

زارک کو لگا وہ سانس نہیں لے رہا نہیں اسے لگا وہ زندہ نہیں ہے۔

یہ الفاظ اب تک اسے اپنے سحر میں جکڑے ہوئے تھے وہ پاگل ہو رہا تھا اسے جواب چاہیے تھا وہ کون تھا جو یہ بات جانتا تھا

اتنا راز جانتا تھا جسے زارک نے پوری زندگی اپنے سینے میں دفن کر کر رکھا تھا اسے کوئی انجان کیسے جان سکتا تھا اور وہ بھی وہ شخص جس کیلئے وہ ہمدردی محسوس کرتا تھا۔

"میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔ برلا اس کون ہے؟" اب کی بار وہ دھاڑا تھا جیسے اس سوال کا جواب نہ ملا تو وہ کچھ کر گزرے گا۔

"آواز نیچے"

"نہیں۔۔۔ نہیں کر سکتا میں۔۔۔میں پاگل ہو جاؤنگا

مجھے بتائیں وہ کون ہے۔۔۔آپ کا کیا تعلق ہے اس

سے۔۔۔بولیں "

وہ حواس باختہ سا چلا رہا تھا اسے جواب چاہئے تھا ورنہ

اسکے اندر کی گھٹن اسے مار دیتی۔

"بتائیں مجھے "وہ آخر میں کیسے دھیما پڑ گیا تھا اسکے

اعصاب جواب دے رہے تھے زیحال کو اس پر ترس

کھانا چاہیے تھا اسے جواب دینا چاہئے تھا۔

جب اگلے الفاظ زارک کو آج کھڑے کھڑے زندہ مار گئے تھے وہ اپنے قدموں پر کھڑا نہیں رہ سکا تھا۔

جب سے حویلی والوں کو اسکی نیوز ملی تھی تب سے تو ہر کوئی اسے ایک قدم اضافی رکھنے پر بھی ٹوکنے لگا تھا بیلا خود اسے کوئی کام نہیں کرنے دیتی تھی اسکی ہر زمے داری وہ اب خود پوری کرتی تھی۔ جبکہ اسکی اپنی طبعیت خراب رہتی تھی

اب بھی تو کب سے کمرے میں بند تھی باہر جاتی تو فرخندہ بیگم کی ڈانٹ سنے بغیر واپس نہ آتی۔
وہ بیٹھی کچھ کرنے کا سوچ ہی رہی تھی
جب ملازمہ اسکے کھانے کیلیۓ فروٹس لے آئ۔ جن کو دیکھ سیماب نے برا سامنہ بنایا۔
"یہ کس نے بھیجا؟ "
"مورے سائیں نے" ملازمہ نہایت ادب سے بتاتی اسکی اجازت کی منتظر تھی جب سیماب نے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا حکم دیا۔

اسکے جاتے ہی اس نے فروٹس کو دیکھا اس وقت پیٹ فل تھا مگر فرخندہ بیگم کا حکم تھا تو اسے یہ سب کسی بھی طرح پورا کرنا تھا۔

جب اسکے ذہن میں اچانک سے کسی کا خیال آیا۔اس نے جلدی سے فون اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا۔اور ہمیشہ کی طرح اسکی کال پہلی ہی فرصت میں اٹھالی گئی۔

"ام کو تم ابھی اسی وقت ادر چاہئے" وہ ایک ضروری میٹنگ میں تھے جب فون کے سپیکر سے نکلتی آواز پر

انکے آس پاس موجود کلائنٹس نے چہرہ موڑ کر ہنسی دبائی۔

"آہمم۔۔۔خان ام میٹنگ میں ہے۔۔۔ضروری کام ہے؟"زریاب ذرا سا گلا کھنکار کر نرمی سے پوچھنے لگے۔

"تمارے لئے ام ضروری ہے۔۔۔اس لئے فورا ابھی پہنچو نہیں تو ام رونے لگ جائے گا"

یہ وہ جملہ تھا جو زریاب خان کو اگلے سیکنڈ حویلی پہنچا دینے کی طاقت رکھتا تھا

ساتھ کھڑے مینیجر نے پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی روکی لیکن اب مشکل ہو رہا تھا۔

"خان۔۔۔کام تو بتاؤ۔۔۔۔ "

"تم نہیں آرہا؟" وہ سید ھاد ھمکی آمیز لہجے میں استفساریہ بولی۔

"آئے گا ام کیوں نہیں آئے گا لیکن" وہ کچھ کہنے کی کوشش کرنے ہی لگے تھے جب وہ پھر سے بیچ میں ہی ٹوک گئی۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں جلدی پہنچو تم" وہ حکم دیتی کال بند کرنے ہی لگی تھی جب خود ہی یکدم سے بول پڑی۔

"اور ہاں۔۔۔دروازے سے نہیں آنا۔۔۔ کھڑکی سے آنا۔۔۔ سمجھا تم"

اس کی بات سنتے زریاب کی آنکھیں یکدم سے پھٹی۔ جبکہ باقیوں کی پھنسی ہنسی یکدم سے پھوٹ کر نکل گئی۔

زریاب نے سب کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جب انکے خوف سے سب اپنے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ گئے۔

زریاب اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ورنہ کچھ بعید نہ تھی کہ اسکی خانی آج انکی عزت کا فالودہ بنا کر چھوڑتی۔

"کیوں حویلی کا دروازہ کدر گیا جو ام بندر کی طرح کھڑکی سے آئے" اب کی بار وہ تڑخ کر بولے تھے۔

"تم بندر بھی بن جاؤ آج" کہتے ہی وہ فون کٹ کر گئی

جبکہ وہ یہاں ہیلو ہیلو کرتے فون کو دیکھنے لگے۔

مگر قدم جیسے اس عورت کے ایک حکم کے پابند تھے

چلتے ہی جا رہے تھے یہاں تک کہ وہ گاڑی میں آ بیٹھے

ساتھ ہی انہوں نے داراب کا نمبر ملایا۔

"کدر ہے تم؟" اسکے فون اٹھاتے سیدھا سوال داغہ

"میں گھر ہوں کیا ہوا الا سب ٹھیک ہے؟" وہ اسکے

اچانک سوال پر فکر مند سا ہوا۔

"یہ تمارا ابھا بھی کدر ہے؟"

"وہ کمرے میں ہو گی کیوں؟" انکے اچانک سوال

داراب کو تشویش میں مبتلا کر رہے تھے۔

"کمرے میں بیٹھ کر ام کو بندر بنانے کا پلان بنا رہا ہے

وہ" انکی بات پر داراب یکدم سے چونکا۔

"مطلب؟" اسے واقعی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"ام کو حکم دیتا ہے کھڑکی سے آؤ۔۔۔ بھلا اس عمر میں

ایسے چڑھے گا ام" وہ جل بھن کر بول رہے تھے جبکہ

داراب کی یکدم سے ہنسی چھوٹ گئی۔

"یہ۔۔۔یہ سب اسکی وجہ سے ہوا ہے وہ دنیا میں
آئے گا تو اسکو ایک تپڑ (تھپڑ) ام ضرور لگائے گا جو
خان سے یہ سب کروا رہا ہے"
ان کی باتوں سے زیادہ انکا پشتو لہجہ اور اردو داراب کے
پیٹ میں ہنسا ہنسا کر درد کرنے لگا تھا۔
"لالا۔۔۔ہمت ہے تو سیم سے پنگا لیں اس معصوم کا
کیا قصور" اسے واقعی اس آنے والے مہمان کی فکر
ہوئی تھی۔

"تم مذاق بنا رہا ہے ؟ بچہ تم کو ابھی بیلا ڈائن کے سامنے کھڑا کیا تم سانس نہیں نکالے گا منہ سے "

"ہاہاہا۔۔۔بس کیا کریں۔۔۔اپنے لالا سے یہی سیکھا ہے جس میں بیوی کا ڈر نہیں وہ مرد نہیں" وہ سارا ملبہ زریاب پر ڈالتا ہنستا چلا گیا۔

"تم کو آکے دیکھتا ہے" وہ کال بند کرتے گاڑی کی سپیڈ بڑھا گئے۔

جب کچھ دیر میں وہ اپنی خانم کے سامنے بیٹھے اسے گھور رہے تھے جو ہاتھ میں ٹیشو لئے عین آنکھوں کے

نیچے رکھے انکو بلیک میل کر کر سارا فروٹس کھلا رہی تھی۔

"کھاؤ۔۔۔ کھاؤ" وہ اس وقت کسی غنڈی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ سب لوگ باہر موجود تھے فرخندہ بیگم اسکی گھڑیوں کا حساب رکھتی تھیں ایک سیکنڈ بھی اسے زیادہ باہر نہیں دیکھنے دیتی تھیں۔

"یہ تم کو کھانا چاہئے خان "

"کیوں۔۔۔ تم باپ نہیں ہے ؟" انکی بات پر وہ یکدم تڑخ کر بولی۔

"پیدا تو تم کرے گا ناں یا وہ بھی ام کرے" انکی دھڑلے سے کی گئی بات پر سیماب شل رہ گئی۔

"ہاں بولو اب" اب وہ کیا بولتی گال یکدم سے سرخ ہوئے تھے۔

"ب۔۔۔بھلے۔۔۔لیکن تم کو بھی کھانا چاہیئے" وہ دھمکی دیتی اٹھ کر باہر دیکھنے لگی کہ کوئی آ تو نہیں رہا۔ زریاب بچارگی سے سارے فروٹس خود ختم کر گئے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زیحال اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکی حالت قابل ترس

تھی۔

"وہ برلاس ہے۔۔۔ برلاس اسفند یار شاہ" وہ ٹھہر

ٹھہر کر بول رہا تھا جبکہ زارک ان ایک ایک لفظ پر گرتا

جا رہا تھا وہ سانس نہیں لے رہا تھا وہ لے ہی نہیں سکا۔

"اسفند یار شاہ کا بیٹا۔۔۔ اسکا خون۔۔۔ جو اس

وقت۔۔۔ تمہاری رگوں میں بھی دوڑ رہا ہے "

یہ الفاظ نہیں تھے یہ صور تھا جو آج زارک میں

پھونک دیا گیا تھا

وہ مزید اپنے قدموں پر کھڑا نہیں رہ سکتا تھا اسے سہارا چاہیئے تھا۔

''ج۔۔۔ جھوٹ'' اسکی آواز کانپنے لگی تھی آنکھوں کے سامنے سب دھندلانے لگا تھا پہلی بار یہ آنکھیں برسنے کو بے تاب ہوئی تھیں۔

''تمہارے کہہ دینے سے سچ جھوٹ بن جائے گا؟'' وہ سوالیہ پوچھ رہا تھا جبکہ یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا اسے۔ وہ کیوں ترس نہیں کھا رہا تھا اس پر۔

وہ مزید کھڑا نہیں رہ پا رہا تھا سماعتوں میں اسکے الفاظ گونجنے لگے تھے۔

"اسفندیار شاہ کا خون جو اس وقت تمہاری رگوں میں دوڑ رہا ہے۔۔۔اسکا بیٹا "

یہ الفاظ اسکے ذہن میں گڈمڈ ہونے لگے تھے۔

"اسفندیار شاہ کا بیٹا "

وہ اسکا بیٹا تھا؟اس شخص کا بیٹا؟ جس کا خون ؟ وہ آگے نہیں سوچ سکا۔

وہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا جب آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر سیلاب کی مانند رخسار پر بہنے لگے تھے۔

"حیا اور اسفند کا بیٹا" اس بار اس نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا آنکھیں جیسے پتھرا چکی تھیں

"اس عورت کا بیٹا جس سے نفرت کی آڑ میں تم نے اس بچے کو ختم کرنا چاہا" وہ بول رہا تھا جبکہ زارک شاہ اپنی جگہ برف ہو رہا تھا۔

حیا کے نام پر جیسے اسکی رگوں میں دوڑتا وہی خون ابلنے لگا تھا دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی تھی

"مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔یہ کہتے ہوئے کہ" وہ بولتے بولتے بے اختیار رک گیا۔گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔جیسے آنسوؤں کا گولہ اٹک گیا ہو۔

"وہ۔۔۔م۔۔۔میرا نہیں۔۔۔تمہارا بھائی ہے" یہ قیامت تھی اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اپنی زبان سے یہ الفاظ بھی کہہ سکتا ہے۔

مگر اس نے آج ہمت کی تھی۔ اسکے ذہن میں ایک منظر سا گھوم گیا۔

خیال۔۔۔۔۔۔

وہ یہاں وہاں اس کمرے کو دیکھ رہی تھی جہاں اسے قید رکھا گیا تھا مگر اگلے ہی پل اسے کسی کے بھاری بوٹوں کی آواز سنائی دی جو دھیرے دھیرے اسکے قریب آ رہی تھی۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ شخص اسکے سامنے آ کھڑا ہوا لیڈی سٹیلا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

گہرے جھیل سی آنکھیں چوڑی پیشانی جس پر چھوٹا سا

بینڈج تھا

باقی پورا چہرہ سیاہ ماسک سے ڈھکا ہوا تھا آج وہ بلکل

ویسا لگ رہا تھا جب پہلی بار زمل فہد خانزادہ کے سامنے

آیا تھا۔

اسکے ایک بندے نے کرسی اسکے سامنے لا رکھی جس

پر بیٹھتے ہی اس نے ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔

درد چاہے جتنا بھی تھا مگر وہ اپنا طریقہ نہیں بھول سکتا تھا جو سامنے والے کو اسکے انداز سے ہی خوفزدہ کر دیتا تھا۔

"ک۔۔۔کون ہو تم؟" اس نے کانپتی ہوئی آواز میں بمشکل پوچھا۔

جب اسکے ایک بندے نے لیڈی سٹیلا کو بندوق کے نشانے پر رکھ لیا یہ دیکھ وہ اگلا سانس نہیں لے سکی تھی۔

"سادہ سوال۔۔۔اور سادہ سے جواب" وہ نہایت سنجیدگی سے اپنی کلائی پر بندھی برانڈڈ گھڑی دیکھنے لگا۔

"صرف ایک سیکنڈ۔۔۔ تمہاری جان بخش بھی سکتا ہے اور۔۔۔" آگے اسے بولنے کی ضرورت نہیں تھی اسکا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ایک سیکنڈ پھر کیا کر سکتا تھا۔

وہ سوال کرتا گیا تھا جس کا جواب وہ دیتی گئی مگر اسکے جواب خود اسے کانپنے پر مجبور کر رہے تھے زیحال کو لگا وہ مزید نہیں پوچھ سکے گا۔

"اور پھر س۔۔۔سب۔۔۔خ۔۔۔ختم۔۔۔ہو گیا"

وہ جیسے اس منظر میں کھو سی گئی تھی جبکہ وہ سانس بھی نہیں لے پا رہا تھا۔

"بہت برا ہوا تھا۔۔۔اس بچے کے ساتھ۔۔۔"

اسے وہ معصوم سا بچہ یاد آرہا تھا جس نے اپنی عمر سے بڑے دکھ دیکھے تھے۔

زیحال نے چہرہ موڑ کر اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کیئے۔

"یہ سب کرنے والا کون تھا؟" یہ آخری سوال تھا مگر اسکے لہجے سے اس سوال میں وحشت ٹپک رہی تھی۔

آگے سے لیڈی سٹیلا نے جس کا نام لیا تھا اسے سن کر زیحال خان آفندی خود سکتے میں چلا گیا تھا۔ وہ کئی لمحے سانس نہیں لے سکا۔

اسکے لئے یہاں بیٹھنا مزید محال ہونے لگا تھا تب ہی وہ اٹھ کر باہر نکل گیا۔

وہ دونوں اس وقت کرب کی انتہا پر تھے جہاں قسمت کے انگارے دونوں کو جھلسا رہے تھے۔زارک بے جان سا فرش پر بیٹھا رہا اس میں اٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔

جب پیچھے سے دونوں کو قدموں کی آواز سنائی دی زیحال نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں آنے والے کو دیکھ وہ سانس لینا بھول گیا تھا۔

108/3

وہ دونوں ہی آنے والے اس شخص کو دیکھ رہے تھے جسے دیکھ اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے رہ گئی تھی۔

بلیک ڈھیلی سی پینٹ پر گول گلے والی شرٹ جس پر انگلش میں کوئی لفظ تحریر تھا اوپر سے لیدر کی جیکٹ۔

ہمیشہ کی طرح ماتھے پر بکھرے بال اور سنجیدہ سا چہرہ

لئے وہ برلاس زیحال خان آفندی کھڑا تھا نہیں شاید

آج اسکا یہ نام ہلکا پڑ رہا تھا

اس نام کے آگے جو اسکی اصل پہچان تھا اور وہ چاہ کر

بھی اس سے خود کو بری نہیں کر سکتا تھا وہ چیخ چیخ کر دنیا

کو کہتا کہ اسے اس نام سے نہ بلایا جائے۔

پھر بھی دنیا اسے کہتی "برلاس اسفندیار شاہ" تھا کیوں

اسے اس نام سے بلایا جاتا یہ ایسا تھا جیسے جسم کے ساتھ

اسکی روح۔

جیسے روح کو جسم سے الگ کیا جاتا تو جسم میں کچھ نہ بچتا ویسے ہی برلاس اسفندیار شاہ کے نام سے اسفندیار شاہ کا نام نکال دینے سے وہ بے جان ہوتا۔

مگر وہ تو زیجال خان آفندی کا بیٹا تھا ناں؟ پھر یہ سب کیا تھا؟ وہ بے یقینی سے سامنے دیکھ رہا تھا جبکہ اسے یہاں دیکھ زیجال اب تک سانس نہیں لے سکا تھا۔

"ک۔۔۔کون ہے یہ؟" اسکا سوال بے مقصد نہیں تھا یقیناً وہ کچھ سن چکا تھا یا شاید سب کچھ۔

اسکے سوال پر زیحال نے سانس لینے کی کوشش کی۔وہ

ضبط سے لب دانتوں تلے دبا گیا۔

"م۔۔۔میں۔۔۔پوچھ رہا ہوں۔۔۔ک۔۔۔کون

ہے۔۔۔یہ ؟" وہ انگلی سے اشارہ کر کر پوچھ رہا تھا جبکہ

وہ انگلی بری طرح سے کانپ رہی تھی

زیحال کیلئے اس سوال کا جواب دینا از حد مشکل تھا وہ

ضبط نہیں کر پا رہا تھا

وہ کہہ سکتا تھا کہ سامنے کھڑا شخص اسکا بھائی تھا برلاس شاہ کا بھائی۔ یہ قیامت نہیں تھی کہ جسے اپنی اولاد کی طرح پالا تھا

جس کے منہ سے اپنے علاوہ کسی کے لئے بھائی لفظ نہیں سنا تھا آج اسکا اپنا بھائی اسکے سامنے آگیا تھا۔

یہ قیامت تھی اسکے دل پر اور وہ اسے برداشت نہیں کر پا رہا تھا سانس لینے میں دشواری سی ہونے لگی۔

"میں۔۔۔میں پوچھ رہاہوں کون ہے یہ ؟"اس بار وہ پوری قوت سے دھاڑاتھازیحال نے ضبط سے آنکھیں میچ لی۔

"ب۔۔۔بھائی ہے تمہارا"الفاظ بالاآخراسکے لبوں سے نکل چکے تھے مگر ساتھ ہی جیسے جان بھی نکل گئی تھی۔

وہ کبھی ایسے ہی کمزور نہیں پڑتا تھاوہ حال میں نہیں رہتا تھااسکاذہن مستقبل میں بھی گھومتا تھاجہاں اسے

وہ نظر آرہا تھا جو ان بھائیوں کے لئے سخت جان لیوا تھا۔

برلاس شل کھڑا تھا وہ اسے ہونقوں کی طرح دیکھنے لگا جب نظر ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنے سامنے کھڑے زارک پر پڑی۔

وہ پتھر بنا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا تو یہ دل جھوٹا نہیں تھا یہ سچا تھا۔ یہ کہتا رہا وہ اسکا ہے اور اس نے نہیں مانا۔

سامنے کھڑا لڑکا اسکا بھائی تھا دونوں کی رگوں میں ایک ہی شخص کا خون دوڑ رہا تھا

انکے بیچ سفر کرتا احساس ایسا تھا جیسے آج خود اسفند یار
شاہ انکے درمیان آ کھڑا ہوا ہو۔
جو آکر دیکھتا کہ آج اسکے بیٹے جوان ہوئے ایک
دوسرے کے عین سامنے کھڑے تھے مگر برسوں
بعد بھی ملنے کے باوجود دل میں کوئی احساس نہیں تھا
زبان پر محبت کا ایک لفظ نہیں تھا
وہ اسکے قد کے برابر قد نکال چکے تھے مگر انکے بیچ کا
فاصلہ ان سے خون کا جوش ختم کر گیا تھا۔

ورنہ اتنے برسوں بعد ایک بھائی اپنے بھائی سے ایسے نہیں ملتا جیسے وہ دونوں کھڑے تھے بلکل انجان لوگوں کی طرح۔

"ج۔۔۔جھوٹ" یہ لفظ کانپ کر اسکے لبوں سے نکلا تھا زیحال نے اسکی طرف نہیں دیکھا وہ دیکھ ہی نہیں سکا تھا۔

"جھوٹ۔۔۔ہے یہ" وہ بول نہیں پارہا تھا اس قدر آواز اسکے اندر گھٹ رہی تھی وہ کانپ رہا تھا

ایسا کیسے ممکن تھا برسوں بعد کوئی آجائے اور کہے وہ

برلاس شاہ کا بھائی تھا

جسے بچپن سے پتہ تھا کہ وہ یتیم ہے اور اس یتیمی کے

بعد اسے ایک باپ صفت بھائی عطاء کیا گیا تھا اب ایسے

ہی کوئی اسکی جگہ لینے آگیا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ بھائی نہیں مجرم ہے۔۔۔ مجرم ہے یہ" وہ

آخر میں ضبط سے دھاڑا اٹھا تھا۔

جب اسکی دھاڑ پر زارک کو اپنا آپ سخت آزمائش میں

محسوس ہوا اسے کیوں برا لگ رہا تھا اسکا یہ لہجہ۔

وہ تو اس سے محبت نہیں کرتا تھا۔۔۔ محبت نہیں کرتا تھا؟ اسکے ذہن میں بہت سی یادیں ایک ساتھ گردش کرنے لگی تھیں جیسے یادوں کا طوفان سا اسکے ذہن میں امڈ آیا تھا۔

خیال۔۔۔۔۔

وہ کب سے ایک ہی اکویشن سولو کرنے کی کوشش میں اپنا سارا دماغ لگا رہا تھا اتنی کم عمر میں وہ اپنے تیز زہن ہونے ہی وجہ سے باقی بچوں سے خاصا آگے نکل چکا تھا۔

مگر کبھی کبھی وہ ذہن نہیں لگا پاتا تھا یہ ذہن کئی جگہوں پر بٹ جاتا تھا وہ بیٹھ کر کئی کئی گھنٹے نجانے کیا کیا سوچتا رہتا۔

جب اسکے کانوں میں ایک آواز سنائی دی۔

"میں آجاؤ نگی" وہ کسی سے فون پر بات کر رہی تھی لہجہ بجھا بجھا سا تھا۔

"کیا صرف مدر نہیں آسکتی ہیں؟ فادر کا ساتھ آنا ضروری ہے؟"

مقابل نے اس سے کچھ کہا تھا جس پر وہ مزید پریشان سی ہو گئی۔

وہ اندر بیٹھا نظریں بک پر جمائے کان باہر لگائے ہوئے تھا۔

فادر کے بغیر؟ کیوں کیا اسکے فادر نہیں تھے؟ وہ بے اختیار سوچنے لگا۔

وہ نہایت خاموش طبعیت کا مالک تھا پورے اسکول میں سب سے الگ اور اپنی خاموشی کی وجہ سے سب سے زیادہ پر کشش۔

وہ کسی ایکٹیویٹی میں جاتا نہیں تھا اسے لے جایا جاتا تھا اور کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ وہ ہار جائے بنا سیکھے بھی وہ جیت کر آتا تھا۔

آج بھی اسکی جیت کا انعام اسے دیا جا رہا تھا جس میں پیرنٹس کو خاص طور پر انوائٹ کیا جا رہا تھا مگر پیرنٹس میں اسکے فادر کہاں تھے؟

سوچ کر اسے سخت برا لگ رہا تھا۔

وہ پین رکھتے اٹھ کر کمرے کے دروازے تک گیا جہاں وہ صوفے پر سر جھکائے سخت پریشان سی بیٹھی تھی۔

"آپ کہہ دیں میرے فادر نہیں ہیں" اسکا لہجہ کسی بھی احساس سے عاری تھا۔

"زارک" ایلس اسکی بات پر کانپ سی گئی تھی۔وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی

"کیوں ؟ کیا ہیں میرے فادر ؟ مجھے نظر نہیں آرہے" وہ طنزیہ پوچھ رہا تھا جبکہ ایلس اسکی بات پر شل تھی۔

"زارک۔۔۔جا کر ہوم ورک کرو اپنا" اسکے حکم پر وہ بجائے اندر جانے کے کچن کی جانب گیا ایلس اسے دیکھ رہی تھی

جب وہ آتے ہوئے پانی کا گلاس لے کر آیا اور لا کر اپنی ماں کے سامنے رکھ دیا۔

"پانی پئیں۔۔۔" وہ جھک کر اپنی ماں کے سر کا بوسہ لے گیا اسکے اس عمل پر ایلس نے بے اختیار پر سکون سی آنکھیں بند کیں۔

کیا اسے ضرورت تھی اس شخص کی؟ جس نے اسے

دھوکہ دیا تھا اسکے پاس اسکا بیٹا تھا جس کے بعد اسے

کسی کی ضرورت نہیں تھی

مگر دل۔۔۔اس دل کا کیا کرتی جو اس ظالم شخص کی

گرفت میں ایسا قید تھا کہ وہ چاہ کر بھی اس سے نفرت

نہیں کر سکتی تھی۔

وہ بول کر اندر چلا گیا اور پھر سے اپنا ہوم ورک کرنے

لگا۔ایلس نے پانی کا گلاس دیکھا اور اپنی آنکھوں سے

ٹوٹ کر گرنے والے موتی انگلی کی پوروں سے چنے۔

وہ گھونٹ گھونٹ پانی پیتی اپنے ہونٹوں پر طاری ہوئی کپکپی پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی وہ بار بار اپنے آنسوں صاف کر رہی تھی۔

جب باہر سے کسی نے دروازہ ناک کیا وہ یہ انداز پہچانتی تھی تب ہی دل بے اختیار تیزی سے دھڑکا تھا۔

وہ شل بیٹھی اس جانب دیکھنے لگی ٹانگوں میں جیسے ہمت نہیں تھی اٹھ کر جانے کی جب تک وہ ہمت

کرتی زارک کمرے سے باہر آتا دروازہ کھولنے کیلئے بڑھ چکا تھا۔

اسکے دروازہ کھولتے ہی اسفند اندر داخل ہوا اسکی گود میں ایک بچہ تھا۔زارک ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔

"ایلس۔۔۔ایلس پلیز سمبھالو اسے" اسکی آواز کانپ رہی تھی برلاس کی بگڑتی حالت دیکھ اسکے ہاتھ پیر پھول رہے تھے

اور یہاں ایلس روز سب گلے شکوے بھول گئی تھی وہ

اس بچے کو ایک ماں کی طرح اپنی ممتا بھری آغوش

میں لے گئی تھی۔

وہ دونوں اس بچے کیلئے بھاگ دوڑ کر رہے تھے جبکہ وہ

کھڑا اس بچے کو دیکھ رہا تھا۔

بھوری آنکھوں والا خوبصورت صحت مند بچہ۔ جس

کے نین نقش بلکل اسکے جیسے تھے وہ خود کو آئنے میں

دیکھتا یا اس بھوری آنکھوں والے بچے کو۔ کوئی خاص

فرق نہ تھا

مگر وہ یہ نہیں کہہ سکا کہ وہ اسکا بھائی تھا زارک کا بھائی۔اسفند یار اس قدر نہیں گر سکتا تھا وہ اب بھی یہی سوچ رہا تھا۔

اس رات کے بعد سے اسکے دل میں اپنے باپ کیلئے جو بھی احساس باقی تھا وہ سب ختم ہو گیا تھا مگر وہی ایلس سب کچھ بھلا چکی تھی۔

پر لاس کی طبعیت جب جب بگڑنے لگتی تھی تب تب وہ اسے ایک ماں کی طرح سمبھالنے لگی تھی۔

وہ بیٹھا ایک گاڑی کے ساتھ کھیل رہا تھا جب اسفند نے بے اختیار اسے اور ایلس کو دیکھا کو اسے ساتھ ساتھ کھانا بھی کھلا رہی تھی۔

یہ منظر بے حد خوبصورت تھا وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

اور یہاں سے اس نے سکھایا تھا کہ وہ اسکی "ممی" ہے تب سے برلاس اسے ممی کہنے لگا تھا اور یہاں ایلس کو ملا تھا ایک اور بیٹا۔

حال۔۔۔۔

وہ بچہ تو بس ایک رات کیلئے آیا تھا جسے اسکا باپ ہمدردی میں اٹھا کر لایا تھا پھر اب کیسے وہ اسکا بھائی ہو سکتا تھا؟ یا وہ بھائی تھا؟

وہ سانس نہیں لے رہا تھا آنکھوں سے بے بسی پھوٹ پھوٹ کر خاموشی سے نکل رہی تھی۔ آج وہ اتنا ٹوٹ گیا تھا جس کی کوئی حد نہیں تھی۔

"یہ۔۔۔یہ مجرم ہے۔۔۔ مجرم ہے یہ حیا کا۔۔اسفند کا" وہ چیخ چیخ کر بتا رہا تھا جبکہ اسکی باتوں پر زیحال کا دل پھٹ رہا تھا۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھنے لگا وہ جانتا تھا یہ بات ؟ وہ شل رہ گیا اتنی بڑی حقیقت وہ جانتا تھا ؟

"ت۔۔۔ تمہیں ک۔۔۔ کیسے پتہ ؟" یہ سوال کرنا کتنا مشکل ثابت ہوا تھا اسکے لئے یہ صرف وہی جانتا تھا۔

"م۔۔میں نے دیکھا تھا۔۔۔میں نے دیکھا تھا اس نے کیسے "

وہ بولتے بولتے چپ ہو گیا وہ پھر سے خوفزدہ ہونے لگا تھا زیحال اسے اس بار نہیں تھام سکا۔

جبکہ زارک کو اپنے وجود پر کھولتا تیل گرتا ہوا محسوس

ہو رہا تھا۔

"آپ۔۔۔آپ مجھ سے پوچھتے تھے

ناں۔۔۔م۔۔میں کیوں ڈرتا ہوں۔۔۔یہ۔۔۔یہ

ہے وجہ" وہ مڑ کر زارک کی جانب اشارہ کرتا پوری

شدّت سے چلایا تھا

زیحال پھٹی پھٹی نظروں سے زارک کی جانب دیکھنے

لگا۔

"یہ ہے وہ وجہ" وہ کس کرب سے چیخ چیخ کر اسے بتا رہا تھا جبکہ زیحال سانس نہیں لے پا رہا تھا

وہ گواہ تھا ان راتوں کا جن میں اس نے اپنے بیٹے کو جاگ جاگ کر سمبھالا تھا اسکے غصّے کو برداشت کیا تھا اسکے لئے دنیا کو اس سے دور رکھتا تھا

یہ اسے آج علم ہو رہا تھا کہ اسکے پینک ہونے کی وجہ سامنے کھڑا شخص تھا؟

خیال۔۔۔

وہ ذرا سا دروازہ کھول کر کھڑا باہر کا منظر دیکھ رہا تھا ہاتھ میں پکڑا ٹیڈی بئیر اسکی سخت گرفت میں خوف سے مزید جکڑا جا رہا تھا۔

"حیا۔۔۔آواز نیچے۔۔۔ برلاس اٹھ گیا ہے" ایلس اسکی توجہ برلاس کی جانب مبذول کروا چکی تھی جس کے ننھے ننھے پیر اور ذرا سے ہاتھ دکھائی دے رہے تھے۔

"کیوں۔۔۔۔کیوں کروں میں آواز
نیچے۔۔۔۔تم۔۔۔تم دھوکے باز ہو چیٹ کیا ہے تم
نے مجھے"

وہ بدحواسی میں چلا رہی تھی۔اور اسکی تیز آواز
برلاس کو خوفزدہ کر رہی تھی۔
یہاں اسفند کی بس ہوئی تھی وہ کب سے اسے خاموش
کروا رہا تھا۔مگر وہ تھی کہ بولتی ہی چلی جا رہی تھی۔

"میں نے تمھیں کوئی دھوکہ نہیں دیا۔۔۔نہیں دیا میں نے کوئی دھوکہ۔۔۔ایلس میری زندگی میں تم سے پہلے تھی "

بالا آخر وہ ضبط کے ٹوٹتے چیخ پڑا تھا۔اسکے الفاظ حیا کے ساتھ ساتھ ایلس کو بھی ساکت کر گئے۔آج وہ اپنی زبان سے اقرار کر رہا تھا۔

"میری پہلی محبت۔۔۔میری پہلی بیوی۔۔۔ایلس ہے "آج وہ اپنے لفظوں سے حیا کو حیران نہیں کر رہا تھا یہ الفاظ کوڑے کی طرح اس پر برس رہے تھے۔

وہ پتھر بنی کھڑی اسے دیکھتی رہ گئی جب آنکھوں سے کئی آنسوں ٹوٹ کر ایک ساتھ گرے۔

اتنی بھیانک حقیقت اس سے چھپائی گئی تھی؟ وہ بے یقینی سے بے یقینی کے عالم میں اسے پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میری زندگی میں دوسری عورت تم ہو۔۔۔تم مس حیا کاویان۔۔۔شاہ۔۔۔جسے میرے سر پر مسلط کیا گیا"

مسلط؟ وہ مسلط کی گئی تھی؟ نفرت تو وہ کرتی تھی وہ تو محبت کرتا تھا نہیں وہ غلط تھی جسے وہ محبت سمجھتی تھی وہ تو لاپرواہی تھی

اس شخص کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا وہ کہاں جاتی ہے وہ کیا کرتی ہے وہ صرف بڑوں کے دباؤ میں آکر اسے اپنا نام دے گیا تھا۔

وہ تو پہلے سے شادی شدہ تھا۔

"میں نے تمہیں دھوکہ نہیں دیا یہ بات آغا جان اور باقی سب جانتے تھے پھر بھی تمہیں میرے ساتھ اس رشتے میں باندھ دیا "

وہ چپ ہو جائے اسے رحم کھانا چاہیے تھا اس لڑکی پر جس پر آج یہ حقیقت بہت بھیانک طریقے سے کھل کر سامنے آ رہی تھی۔

"م۔۔۔ میں نے کسی کو دھوکہ نہیں دیا" اسے برا لگ رہا تھا حیا کو دیکھ جس طرح وہ کھڑی تھی

یوں جیسے کوئی ریت کا ڈھیر ہو ہاتھ لگے اور وہ ہوا میں
زرہ زرہ بکھر جائے۔

مگر اگلے لمحے سب کچھ بدل گیا تھا اسفند جو اسکے لئے
ہمدردی محسوس کر رہا تھا اسکے ہاتھ میں گن دیکھ شل
رہ گیا تھا۔

"ن۔۔ نہیں" ایلس حیا کے اس عمل پر تڑپ کر اسفند
کے برابر آ گئی۔

"ت۔۔۔ تم دونوں نے مل کر مجھے برباد کیا ہے۔۔۔ میں آج تم دونوں کو برباد کر دونگی" وہ بلکل بھی اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔

"حیا۔۔۔ یہ کیا پاگل پن ہے۔۔۔ نیچے کرو اسے" وہ شل رہ گیا تھا وہ یہاں تک بھی جا سکتی تھی؟ مگر وہ جا چکی تھی۔

"ت۔۔۔ تم سب نے کیا سوچا تھا۔۔۔ م۔۔۔ مجھے دھوکہ دے کر بچ جاؤ گے۔۔۔ میں سب کو ختم کر دونگی "

وہ ہزیانی سی چلائی تھی بر لاس انکو ایسے دیکھ مزید
خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"حیا پاگل مت بنو۔۔۔نیچے کرو اسے "

"نہیں۔۔۔ نہیں کرونگی میں" وہ اسکی بات کاٹتی
درشتگی سے دھاڑی تھی۔

"حیا۔۔۔" اسفند ایلس کو اپنے پیچھے کر گیا جب اسکا یہ
عمل حیا کے بدن میں مانو پتنگے سے بھر گیا تھا وہ ضبط
سے دانت بھینچ گئی۔

آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا تھا وہ اپنے حواس کھو رہی تھی جب اگلے لمحے پورے گھر میں گولی چلنے کی آواز اس گھر کی درو بام کو ہلا کر رکھ گئی۔

"اسفند" ایلس کے منہ سے تڑپ کر بے اختیار اسکا نام نکلا۔

شدید درد کی لہر سی اسفند کے چہرے پر دوڑ گئی مگر اسکے ساتھ ایلس بھی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

"اسفند۔۔۔اسفند اٹھو" اسکی آنکھیں دھیرے دھیرے بند ہو رہی تھی سانسیں ٹوٹ رہی تھیں۔

"نہیں۔۔۔نہیں اسفند۔۔۔اسفند آنکھیں کھولو۔۔۔اسفند" وہ اسکے چہرے کو زور زور زور سے تھپتھپانے لگی۔وہ بری طرح سے کانپ رہی تھی۔

"یہ کیا کیا تم نے۔۔۔؟" وہ حیا کو دیکھتی شدّت سے چلائی۔

حیا کی آنکھوں میں اس وقت انگارے سے لوٹ رہے تھے جیسے اپنے کئے کا اسے کوئی افسوس نہ ہو۔اسکے سامنے اسکا شوہر اپنا دم توڑ گیا تھا اور اس کا دل نہیں لرزا۔ہاتھ نہیں کانپے۔

"کیا کیا۔۔۔تم نے۔۔۔۔؟" ایلس ہزیانی سی ہوتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی پورا وجود زلزلے کی زد میں آگیا تھا۔

جب اگلے ہی پل ایک آواز پھر سے گونجی اور وہاں سب ختم ہو گیا اس نے کہا تھا وہ برباد کر دے گی اس نے کر دیا تھا۔

بادل زور سے گرجے تھے بجلی آسمان میں کڑکنے لگی تھی جیسے کوئی تیز طوفان آنے کی پیشن گوئی کر رہی ہو۔

ایلس روز بے جان سی ہوتی اسفند کے چہرے پر آ گری تھی۔اسکے فون پر "زارک سن" کالنگ جگمگا رہا تھا۔اور ایک نہیں بار بار بنا رکے وہ مسلسل کال کر رہا تھا۔

جب اسی پل دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر داخل ہوا تھا۔ ہاتھ میں موبائل لئے چہرے پر پھیلی سخت پریشانی۔ گھر میں قدم رکھنے سے پہلے نظر سامنے گئی تھی جہاں اسکی ماں بے جان سی اسکے باپ کے چہرے پر پڑی تھی۔

اسے یوں دیکھ فون اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر جا گرا تھا۔اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں سامنے کھڑی حیا کی جانب دیکھا۔

جو خود ایسے کھڑی تھی جیسے کوئی پتھر کی مورت۔یہ وہ کیا کر گئی تھی اسے خود بھی یقین نہیں آرہا تھا۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں قدم آگے بڑھانے لگا آنکھیں خشک تھیں حواس بحال تھے

وہ قدم قدم چلتے ہوئے دھیرے سے انکے پاس آکر بیٹھا۔اور ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

محبت کے معنی کیا تھے کوئی آ کر ان دونوں کو دیکھتا محبت آج جیتی جاگتی صورت میں اسکے سامنے پڑی تھی۔

وہ دھیرے سے ہاتھ ایلس کی ناک کے قریب لے گیا جہاں اسے کچھ بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔

وہ سانس نہیں لے سکا۔اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں سر اٹھا کر حیا کو دیکھا۔

جو خالی ہاتھ شل ساکت کھڑی تھی نظریں ان دونوں پر تھی۔زارک اسے دیکھ کھڑا ہوتا چلا گیا آنکھیں اب بھی خشک تھیں مگر دل؟

یہ اسکی ماں تھی اسکی کل کائنات۔۔۔جس نے اکیلے اسے پالا تھا وہ زندگی تھی اسکی اسکا خاندان۔اور اس نے اسے ختم کر دیا تھا؟

بادل اور زور سے گرجے تھے باہر طوفانی بارش ہونے لگی تھی جیسے آسمان بھی اس غم میں برابر کا شریک ہو۔

اس کی جگہ وہ رو رہا تھا۔اس وقت کوئی بھی زار ک

اسفندیار کو دیکھتا تو کہتا کہ وہ رو لے۔اسے ایسے دیکھ

دل ڈوب رہا تھا۔

وہ آگے بڑھ کر حیا کے سامنے پڑی گن اٹھا گیا جب

اسکے ہاتھ میں دیکھ حیا اگلا سانس نہیں لے سکی وہ پھٹی

پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''میری ماں تھی وہ'' تھوڑی دیر پہلے وہ کتنی خوش

خوش سی تیار ہوئی کسی کی برتھ ڈے میں آئی تھی اور

اب وہ اسکے لئے '' تھی ''کا لفظ استعمال کر رہا تھا۔

"میں انتظار کر رہا تھا اسکے آنے کا" اسکا لہجہ کسی بھی احساس سے عاری تھا پھر بھی اسکی بات پر حیا کا دل پھٹنے کے قریب ہوا۔

"تم نے اسے مار دیا؟" وہ صدمے میں تھا وہ اکیلا رہ گیا تھا اس بھری دنیا میں۔

"م۔۔۔میں نے۔۔۔ن۔۔۔نہیں۔۔۔" وہ جملہ تک پورا نہیں کر پا رہی تھی وجود پر بری طرح سے لرزا سا طاری تھا۔

"تم نے میرا نہیں سوچا؟ زارک کا اسکے علاوہ کوئی نہیں ہے؟" اسکے سوال پر حیا تڑپ کر سر نفی میں ہلانے لگی۔

"نہیں سوچا؟" وہ اور تیزی سے سر نفی میں ہلانے لگی

"د۔۔دیکھو۔۔۔میں۔۔۔میں صدمے میں تھی۔۔۔میں" وہ اپنے حق میں کوئی صفائی دینے لگی تھی مگر یہ جانے بغیر کہ سامنے کھڑا لڑکا کسی بھی قسم کے احساس سے عاری تھا۔

وہ بھوری آنکھیں یہ سب دیکھ رہی تھیں۔جب اسکے

سامنے ایک اور زندگی چھین لی گئی مگر اس بار اس نے

ہمت کر کر دیکھ ہی لیا تھا

وہ دواولیو گرین آنکھیں جس نے اسکا سب ختم کر دیا

تھا اسے زندگی بھر کا صدمہ دے دیا تھا۔ مگر وہ نہیں

دیکھ سکا اسے۔

دور کہیں کھڑکی کے پاس کوئی چیز گری تھی زارک

نے بے اختیار اس جانب دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔

وہ اکیلا لاؤنج میں کھڑا تھا آگے پیچھے اسکے کوئی نہیں تھا لیکن یہ صرف اسکا وہم تھا

وہ دو بھوری آنکھیں اسے یہ سب کرتے ہوئے دیکھ چکی تھیں۔

مگر زارک کی اس پر نظر نہیں پڑی۔ وہ پیچھے پڑی اپنی ماں کو دیکھنے لگا۔ اسکے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔ وہ خود کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے آگے لایا اور گرنے والے انداز میں بیٹھتا ایلس کو دیکھنے لگا

یہ عورت اسکی ماں تھی نہیں صرف ایک رشتہ کہنا غلط تھا۔ وہ راتوں کو اکیلی اسکے ساتھ جاگتی تھی وہ اکثر بیمار رہتا تھا وہ راتوں کو جاگ کر اسے پٹی کرتی تھی۔

وہ اکیلی اسے اسکول چھوڑنے جاتی تھی وہ جاب کر کر پیسے کماتی تھی تاکہ اپنے بیٹے کی ضروریات کو پورا کر سکے۔

باپ تھا اسکا ہاں وہ ضروریات بھی پوری کرتا تھا مگر جب سے حیا کے ساتھ اسکی شادی کا علم ہوا تھا تب کے بعد وہ خود اپنے اخراجات پورے کرنے لگی تھی

یہ اسکی ناراضگی کا ایک انداز تھا کتنی پاگل تھی اسکی
ماں۔اتنا بڑا دھوکہ ملنے کے بعد بھی اس شخص کو نہیں
چھوڑا۔

راتوں کو کتنی دیر تک وہ اسی آس میں رہتی تھی کہ وہ
ابھی آئے گا مگر وہ نہیں آتا تھا زارک نے جب سے
ہوش سمبھالا تھا تب سے اس نے اتنا اپنی ماں کو خوش
نہیں دیکھا تھا

وہ عشق کرتی تھی اسفندیار شاہ سے۔ایسا عشق جو اندھا تھا جو بہرا تھا ایلس روز وہ عورت تھی جس نے مرد کو اس سے زیادہ چاہا تھا۔

اس نے اپنے بیٹے کو بھی نہیں دیکھا جس کیلئے وہی اسکا سب کچھ تھی نہیں سوچا اس نے۔

وہ اسکے چہرے کو چھونے لگا بال چہرے پر پڑے تھے وہ بال پیچھے ہٹانے لگا۔

دل رک رہا تھا اسے کچھ ہو رہا تھا وہ مر رہا تھا سامنے پڑی عورت اسکی ماں تھی۔

"م۔۔۔ ممی" اسکی پکار خالی نہیں اس نے نہیں دیا جواب۔

"ممی۔۔۔" یہ صدا بھی ناکام ہو گئ نہیں بولی وہ۔ وہ کتنی خوش تھی یہاں آنے کیلیئے۔ کتنے دل سے تیار ہوئی تھی وہ اپنے بیٹے کی بر تھ ڈے کیلیئے۔

بیٹا؟ وہ بیٹا تھا تو زارک؟ زارک تو رہ گیا تھا نہ تنہا۔ وہ تو ہو گیا تھا ناں ختم۔

وہ دیکھتے ہی دیکھتے پوری قوت سے آسمان کی جانب منہ کئے چیخنے لگا تھا۔

"آاااا۔۔۔۔۔" اسکا پورا وجود بری طرح سے لرز رہا تھا آنکھوں سے ایک سیلابی ریلا بہنے لگا تھا۔

وہ ایلس کا چہرہ اپنی گود میں رکھے اسکے چہرے پر جھک کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا اسکے رونے کو کوئی بھی دیکھتا تو یقیناً تڑپ اٹھتا۔

"م۔۔۔۔۔می۔۔۔۔۔۔" وہ اسکے چہرے کو تھپتھپاتے اسے اٹھا دینا چاہتا تھا۔

"م۔۔۔مجھ۔۔۔۔مجھے چھوڑ کر نہ جائیں۔۔۔۔نہ

جائیں" وہ مزید سسک کر رونے لگا تھا وہ کیوں نہیں

اٹھ رہی تھی

وہ ترس کھاتی اپنے بیٹے پر جسے محبت کیلئے اس بھری

دنیا میں تنہا چھوڑ گئ تھی وہ اتنی سی عمر میں کس کے

پاس جاتا کون اسکا خیال رکھتا اسے کھانا دیتا۔

اسکا تو اب کوئی نہیں تھا کوئی بھی نہیں زارک اکیلا رہ

گیا تھا ایلس۔۔۔اسے اٹھ کر دیکھو

قسمت اسے جھنجھوڑنے لگی تھی اداس بچے کیلئے جو اپنی ماں سے لپٹ کر اسے اٹھا رہا تھا۔ اسکا رونا دل کو چیر رہا تھا۔

وہاں سے سب بدل گیا تھا زار ک تنہا رہ گیا تھا مگر وہ ایلس روز کا بیٹا تھا کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا تھا اتنی سی عمر میں دنیا نے اسے جتنی ٹھوکریں ماری تھیں کوئی بیٹھ کر اس سے پوچھتا کہ وہ یہاں تک کیسے پہنچا۔

وہ آج فرش پر بیٹھا اسی طرح رو رہا تھا آنکھوں سے دکھ آنسوؤں کی صورت میں بہنے لگا تھا۔

"یہ ۔۔۔یہ مجرم ہے حیا کا ۔۔۔اسفند

کا ۔۔۔" برلاس اپنے حواس کھو رہا تھا جبکہ زیحال خود

شل تھا۔

آج یہ جگہ ماتم میں بدل جاتی اگر سمبھالنے والا زیحال

خان آفندی نہ ہوتا ایسی قیامت ان پر ٹوٹنے کو بے

تاب تھی

بھائی جیسا رشتہ ایسا تو نہ تھا یہ تو محبت کا دوسرا نام تھا مگر

آج یہاں دو بھائیوں کو دیکھ اس نام کا مطلب اس سے

بلکل مختلف نکل رہا تھا۔

"میں اسے۔۔۔میں اسے بھی ماردونگا۔۔۔میں مار دونگا اسے" برلاس زارک کی جانب بڑھتے اس پر حملہ آور ہوا۔

زارک اس حال میں نہیں تھا کہ وہ اسے روک سکتا وہ گر گیا پیچھے اس نے کھالی مار وہ کھاتا رہا۔

"برلاس۔۔۔برلاس پیچھے ہٹو" زیحال نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے تھامتے پیچھے کھینچنے کی کوشش کی۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔میں اسے ماردونگا۔۔۔یہ مجرم

ہے۔۔۔مجرم ہے یہ "وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھا

اسے دیکھ زیحال کا دل پھٹ رہا تھا۔

زارک خاموشی سے مار کھاتا رہا کونسی طاقت کیسی

طاقت آج اسے ایلس روز کے دکھ نے مار دیا تھا۔

وہ زندہ ہو کر بھی یہاں زندہ نہیں تھا۔

"براس۔۔۔میں نے کہا پیچھے ہٹو "زیحال پوری

طاقت لگا کر اسے پیچھے ہٹا رہا تھا مگر پھر بھی وہ اسکی

گرفت سے نکل کر بار بار زارک کی جانب بڑھ رہا

تھا۔

"برلاس۔۔۔بچے میری بات سنو"وہ نہیں سن رہا تھا اسکی وہ کسی کی نہیں سن رہا تھا۔تب جو بھوری آنکھوں نے دیکھا تھا آج وہ اسکے جنون کی نظر نکل رہا تھا۔

"برلاس"زیحال اسے پیچھے ہٹاتا کہ برلاس اسکا ہاتھ پیچھے کر گیا۔اسکے اس عمل پر زیحال کے کندھے میں اتنی زور سے جھٹکا آیا

کہ وہ بے اختیار پیچھے ہٹتا چلا گیا زخم ہرا تھا تب ہی بگڑنے میں دیر نہیں لگی تھی درد کی شدید لہر سی زیحال کے پورے بدن میں دوڑ گئی۔

مگر اس نے ہار نہیں مانی تھی وہ اپنے ہاتھ پر بندھا بیلٹ کھول کر دور پھینک گیا۔

بازو جیسے پہلو میں آگری تھی درد مزید بڑھ گیا تھا جسے وہ ایک ہی بار میں جھٹک گیا۔

اسے عادت تھی زخموں کی اور پھر درد سہنے کی مگر آج یہ درد وہ ایک دشمن کیلئے سہہ رہا تھا۔

وہ پھر سے برلاس کی جانب بڑھتے اسے پیچھے کرنے لگا۔

برلاس قد میں صرف اسکے برابر نہیں آگیا تھا بلکہ طاقت میں بھی اسکے برابر ہی تھا۔ اکیلے زیحال کیلئے اسے سمبھال پانا مشکل ہو رہا تھا۔

"برلاس۔۔۔" اس بار وہ پوری قوت سے دھاڑتے برلاس کو پیچھے کرتے اسکے گال پر زناٹے دار تھپڑ رسید کر گیا۔

اسکے عمل پر زارک تڑپ کر اٹھا تھا جبکہ برلاس شل رہ گیا اس نے گال پر ہاتھ نہیں رکھا وہ پتھر بنا کھڑا اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔

جس نے آج اسکے دشمن کیلیئے اپنے بیٹے کو تھپڑ مارا تھا اپنے بیٹے کو؟ نہیں وہ یقین نہیں کر سکتا تھا مگر ایسا ہوا تھا

پورا وجود بری طرح سے جیسے لرز کر رہ گیا تھا۔

"خبر دار جو اب اسکے قریب بھی گئے تم۔۔۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" وہ پوری قوت لگا کر دھاڑا تھا اپنے بیٹے پر؟ وہ بھی اس شخص کیلئے۔

وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا اسے زارک شاہ سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔

زیجال کے ہاتھ سے سرخ بوند ٹپک کر فرش پر گرنے لگی تھی جس پر اسی وقت برلاس کی نظر پڑی۔

وہ تڑپ کر بے اختیار ایک ہی جست میں اس تک آتے اسکا بازو تھام گیا۔

"یہ۔۔۔یہ کیا ہوا آپ کو۔۔۔کیا ہوا یہ؟" وہ حواس باختہ سا اسکے ہاتھ اور پھر کندھے کو دیکھنے لگا۔

زارک بھی پریشان سا آگے بڑھنے ہی لگا تھا جب برلاس اسے زیحال سے دور جھٹک گیا۔

"دور۔۔۔دور رہو میرے باپ سے۔۔۔سنا تم نے" وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔زارک کے قدم وہی منجمند ہو گئے۔

وہ چاہے لاکھ تھپڑ مار لیتا لیکن تھا تو برلاس کا باپ ناں۔

"اس بار جان لے لونگا تمہاری۔۔۔اگر اس نگاہ سے دیکھا بھی تو" وہ اپنے باپ کیلئے اپنے بھائی کے سامنے کھڑا تھا

زیحال نے کس کرب سے ان دونوں کو دیکھا وہ انکے بیچ آرہا تھا؟ کیا ان سب کی وجہ وہ تھا؟ ایسی سوچ اسکے ذہن میں آتے ہوئے اگر برلاس محسوس کرلیتا تو یقیناً نئی قیامت لے آتا۔

"آپ۔۔۔آپ بیٹھیں یہاں" اسکی حالت ابتر ہو رہی تھی زیحال کا دل پھٹنے کے قریب ہوا۔

"میں ۔۔۔ میں کیا کروں ۔۔۔۔ میں ک ۔۔۔ کیسے روکوں اسے ۔۔۔ ک ۔۔۔ کیا کروں میں" وہ یہاں وہاں فرسٹ ایڈ باکس دیکھنے لگا تھا۔

"برلاس ریلیکس" زیحال نے دھیمے لہجے میں اسے پکارا مگر وہ نہیں سن سکا۔

"ک ۔۔۔ کیا کروں ۔۔۔ ی ۔۔۔ یہاں کچھ بھی نہیں ہے ۔۔۔ میں سے کیسے روکوں ۔۔۔ کیسے" وہ بری طرح سے لرزنے لگا تھا وہ حواس کھو رہا تھا۔

"برلاس کچھ نہیں ہوا"

"ارے کیسے نہیں ہوا" وہ یکدم سے دھاڑا تھا جس پر زیحال شل رہ گیا وہ اسے ٹھہری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"میں نے کہاناں۔۔۔خون نکل رہا ہے۔۔۔آپ کو سمجھ نہیں آرہی؟" وہ اب بھی اپنی آواز کم نہیں کر سکا تھا۔

"یا آپ بھی مجھے چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں۔۔۔بولیں" اسکی بات پر زیحال کا دل یکدم سے کانپ اٹھا تھا۔

وہ یکدم سے زیحال کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھتے اسکے دونوں ہاتھ تھام گیا۔

"چھ۔۔۔ چھوڑنا چاہتے ہیں مجھے۔۔۔ بولیں" اسکے سوال پر زیحال نے بے اختیار سر نفی میں ہلایا اسکا دل ڈوب رہا تھا اسے اس حال میں دیکھ۔

"م۔۔۔میں نہیں جانے دونگا آپ کو کہیں۔۔۔۔سنا آپ نے۔۔۔۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی آخر میں اپنی آواز بلند کر گیا۔

"آپ۔۔۔آپ صرف میرے ہیں۔۔۔صرف برلاس کے۔۔۔اسکا باپ۔۔۔اسکی ماں۔۔۔اسکا بھائی اسکا سب کچھ۔۔۔آپ۔۔۔"وہ تڑپ کر زیحال کا چہرہ تھام گیا۔

زیحال کا پھٹ رہا تھا۔

"آپ۔۔۔ص۔۔۔صرف میرے ہیں۔۔۔میں آپ کو کہیں نہیں جانے دونگا۔۔۔آپ چاہیں گے تب بھی نہیں"

وہ جنونی انداز میں بولتا زیحال کے سینے سے لپٹ گیا۔

صرف لپٹا نہیں تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا اسکی آواز میں آج جان لیوا تڑپ تھی اور یہ تڑپ اسکا باپ نہ سمجھتا تو کون سمجھتا۔

اتنے دن سے وہ کیوں خوفزدہ تھا یہ بات اسے آج معلوم ہو رہی تھی۔

کیونکہ گولی لگنے کا منظر وہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا مگر تب اس نے سب کچھ کھو دیا تھا اور اب وہ کچھ بھی کھونے کی سکت میں نہیں تھا۔

وہ نہیں کھو سکتا تھا اپنے باپ کو۔

زیحال ایک ہاتھ سے اسے مزید اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا۔

"میں یہی ہوں۔۔۔کہیں نہیں جارہا" یہ الفاظ نہیں تھے صرف یہ اس بچے کیلئے اسکی زندگی تھی۔

وہ اور مزید زار و قطار رونے لگا وہ دیگر کتنی ہی دیر روتا رہا۔

جب تھوڑی دیر میں وہ فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر ہاتھ میں لئے زیحال کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

زیحال نے نظر اٹھا کر سامنے کھڑے زارک کو دیکھا جو کسی اجڑے بیاں باں کی طرح کھڑا تھا۔

زیحال نے اسے دیکھتے ہوئے خود سے لپٹے بر لا اس کو دیکھا۔ وہ کسی طور اس سے دور نہیں ہونا چاہتا تھا اور اسے اسکے ساتھ ایسے لپٹے دیکھ زارک کا دل ڈوب رہا تھا۔

وہ چہرے کا رخ موڑ کر اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرنے لگا۔

"برلاس" پہلی بار اسکی آواز میں لڑکھڑاہٹ آئی تھی جس طرح اس نے پکارا برلاس نے شعلہ بار نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

اسکے ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس نہ ہوتا تو یقیناً وہ اسکا نام پکارنے کی ایک بہت بڑی قیمت چکا دیتا۔

وہ دھیرے سے پیچھے ہٹ گیا جب زارک آگے آکر زیحال کے پیچھے کھڑے ہو کر اسکا بینڈج بدلنے لگا۔

وہ ماہر تھا ایسے کاموں میں کیونکہ آج تک اپنے ہر زخم پر اس نے خود ہی تو مرہم رکھا تھا۔

برلاس یک ٹک زیحال کو دیکھے گیا وہ جس طرح اسکا

ہاتھ اب تک پکڑے ہوئے تھا۔زارک کو نجانے

کیوں اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

زیحال نے مڑ کر ایک نظر اسے دیکھا۔

آج ان گہرے جھیل سی آنکھوں میں اسکے لئے واضح

ہمدردی تھی۔

ایسے جیسے اسے سامنے کوئی اپنا ہی دکھائی دے رہا ہو۔

"ہ۔۔ہو گیا" وہ بول کر پیچھے ہٹ گیا۔اسکے ہٹتے

برلاس زیحال کے قریب آ کھڑا ہوا

اور اسے ایسے دیکھنے لگا جیسے کہنا چاہتا ہو "آج وہ اسے

اسکے باپ کو چھیننے نہیں دے گا"

وہ کھڑا تھا آج اسکے آگے۔آج وہ اپنی دنیا نہیں

اجڑنے دے گا۔

"چلیں یہاں سے "وہ زیحال کا ہاتھ تھامے یکدم سے

بضد ہوا۔زیحال نے زارک کو دیکھا جو انکے جانے

کے نام پر ہی یکدم سے بے چین ہوا تھا۔

"بابا چلیں یہاں سے "اسکے منہ سے زیحال کیلئے بھائی

کی جگہ بابا لفظ سن کر متحیر ہوا تھا۔

اسے کیا پتہ۔۔۔سامنے کھڑے شخص کو یہ رشتہ

کمانے میں پوری زندگی لگ گئی تھی وہ کیسے نہ اسے

باپ مانتا جس نے اسکے لئے اپنی جوانی تمام کر دی

تھی۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اسکا اٹھنا زارک کو مار گیا تھا۔

وہ بے چین نگاہوں سے انکو دیکھنے لگا

جب برلاس زیحال کا ہاتھ تھامے اسے باہر کی جانب

لئے بڑھ گیا۔زیحال مڑ مڑ کر زارک کو دیکھ رہا تھا جو

اب تک وہی کھڑا کن کرب بھری نگاہوں سے انکو دیکھ رہا تھا۔

وہ اکیلا پڑ رہا تھا پھر سے اس بھری دنیا میں۔

یہاں تک کہ برلاس زیحال کو لے کر چلا نہیں گیا۔

اور پھر زارک ایلس روز پھر سے تنہا ہو گیا۔

وہ اپنے آس پاس چیزوں کو دیکھنے لگا یہ سب جیسے اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اسکے اندر ایک وبال سا اٹھنے لگا تھا وہ چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکنے لگا۔

"زارک اکیلا تھا۔۔زارک کا کوئی نہیں تھا۔۔زارک کو ایلس چھوڑ گئی تھی" یہ باتیں اسکے ذہن میں گردش کرنے لگی تھیں۔

"آاا۔۔۔۔" وہ فرش پر بیٹھتے آسمان کی جانب منہ کرتا پوری شدّت سے دھاڑا اٹھا تھا۔

اسکی تو دنیا ہی الٹ گئی تھی برسوں بعد خون ایک رشتہ سامنے آیا تھا وہ بھی کس صورت میں۔

وہ تو ہو گیا تھا ناں برباد وہ اکیلا رہ گیا تھا پھر سے۔

وہ وہی فرش پر بیٹھا رہ گیا آنکھوں سے بے بسی پھوٹ

پھوٹ کر نکل رہی تھی وہ اذیتوں کی انتہا پر تھا آج۔

آج اسکے پاس سب تھا ابراہیم کے جانے کے بعد یہ

پوری سلطنت اسکی تھی جس کا اکلوتا حقدار صرف

زارک ولف تھا

مگر اتنا سب حاصل کر کر بھی اسے اپنا آپ آج بھی

ویسا ہی لگ رہا تھا جیسا اپنی ماں کے قریب بیٹھ کر اسکے

لئے روتے ہوئے لگ رہا تھا۔

وہ چاروں آج خان حویلی کو پورا گھوم کر آئی تھیں کتنے عرصے سے دل میں یہی ایک ارماں تھا اس خوبصورت حویلی کو دیکھنا۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی جہاں اسکے ہبی کی پہلی کلکار گونجی تھی جہاں اسکے ننھے قدم پڑے تھے جہاں اسکی کھلکھلاہٹیں گونجتی تھیں۔

سب کچھ اس ایک شخص کی نسبت سے زمل کو بے حد حسین لگ رہا تھا۔

"یہ زی کا گاڑی ہے۔۔۔بہت پسند تھا
اسکو۔۔۔ٹوٹنے کے بعد بھی نہیں چھوڑتا تھا "
فرخندہ بیگم نے ایک تصندوق کھول رکھا تھا جس میں
سامنے ہی بہت ساری یادیں چیزوں کی صورت میں
رکھی تھیں۔
وہ چاروں انکے اطراف وہی فرش پر بیٹھی انکو دیکھ رہی
تھیں۔جبکہ وہ انکے پیچ کرسی پر بیٹھی صندوق سے
چیزیں نکال نکال کر کن ستائشی نظروں سے دیکھ رہی
تھیں۔

زمل نے بے اختیار وہ گاڑی لے کر دیکھی۔ کہیں کہیں سے اس پر سکریچ آیا ہوا تھا۔
ورنہ وہ بلکل نئ جیسی لگ رہی تھی۔

"یہ اتنا پاگل تھا یہ ٹوٹ جاتی تو زریاب اسکو اور لا کے دیتا مگر اسکو کوئی بھی پسند نہ آتی۔۔۔بس سکریو سے اسکو واپس جوڑنے لگتا"

وہ بول کر اپنی ہی بات پر ہنس پڑی۔ جبکہ زمل اس گاڑی پر اپنے ہبی کے وہ ننھے لمس محسوس کر رہی تھی

"اب پتہ چلا۔۔۔زامل ایسا کیوں ہے" کومل کی بات پر مشی اور آئرہ ہنس پڑی۔

"لالا ٹھرکی بھی تھے کیا مورے" مشی کی بات پر جہاں سب کی ہنسی چھوٹی وہی زمل نے گھور کر اسے دیکھا۔

"مارا۔۔۔اسکی عمر کی ایک بیلا تھی۔۔۔اسی سے وہ ہر وقت جھگڑتا تھا۔۔۔وہ گھر میں آتی تھی تو وہ کہتا تھا اسکا اپنا گھر نہیں ہے "

انکی بات پر سب کے قہقہے بلند ہو گئے۔

"مطلب وہ بچپن سے ہی عورتوں کے معاملے میں کھڑوس ہیں"

"ہونا ہی تھا۔۔۔سار ی ٹھرک اس بچاری پر جو نکالنی تھی"کومل نے جس انداز میں زمل کا سر پچکارا سب پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی۔

جبکہ زمل یکدم سے بلش کر گئی تھی۔

"مما"اسی وقت زامل مما مما کرتا ہوا ملازم کے ساتھ وہی آگیا۔یقیناً وہ اسے ہی ڈھونڈ رہا تھا۔

"می۔۔۔بم۔۔۔بم۔۔۔ببا(میں بابا کے ساتھ گاڑی پر باہر جانا چاہتا ہوں)"کب سے ان تینوں کو کوئی باہر نہیں لے کر گیا تھا۔

"نو۔۔۔آپ یہ دیکھو" زمل نے چہک کر اسکی توجہ گاڑی کی جانب مبذول کروائی۔

"آپ کو پتہ ہے یہ بابا کا ٹوائے ہے" اسکی بات پر زامل ہنسنے لگا جس پر زمل کو اچھو سا لگا۔

"ہنسے کیوں؟" اسکی کمر پر دھپ رسید کرتے پوچھا۔

"کوج ببا۔۔۔گائی۔۔۔ بگ بگ (کیونکہ بابا کی گاڑی بڑی بڑی ہے)" ہاں بھئی اسکے بابا تو بڑی گاڑیاں بھگاتے تھے صحیح تو وہ بھی تھا۔

"تو کیا بڑے ہی پیدا ہو گئے تھے آپ کے بابا۔۔۔ڈفر" وہ دانت پیس کر اس سے گاڑی لینے لگی مگر زامل گاڑی لے کر فورا سے باہر بھاگ گیا۔

"زامی نہیں۔۔۔یہ والی نہیں" اسے جیسے اس گاڑی سے جنونی محبت ہو گئی تھی وہ بھی اٹھ کر فورا سے اسکے پیچھے گئی۔

"اؤ بچے۔۔۔ تم ایسے نہیں بھاگو۔۔۔" مورے نے اسے اس حال میں ایسے بھاگتے دیکھ نرمی سے پکارا جب اسکے قدموں کی جانب دیکھ وہ بے اختیار دھک سے رک گئیں۔

وہ بچوں کی طرح زامل کے پیچھے بھاگتی ہوئی اسکے ساتھ کھیل رہی تھی جبکہ فرخندہ بیگم اسے ایسے دیکھ اگلا سانس نہیں لے سکیں۔

۔۔۔۔۔۔

وہ خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ آئحال نے مڑ کر اسے دیکھا وہ خاموش نہیں تھا وہ خاموشی سے بے آواز رو رہا تھا۔

زیحال نے بے اختیار اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہا مگر وہ دھیرے سے بے اختیار ہاتھ پیچھے کر گیا۔

پورا راستہ خاموشی سے طے ہوا تھا یہاں تک کہ گاڑی پاشا ولا میں داخل ہو گئی۔

وہ کار پورچ میں گاڑی کھڑی کرتے اتر کر دوسری جانب گھوم کر آگیا اور زیحال کی سائیڈ کا دروازہ کھول کر بنار کے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

زیحال نے اسے جاتے ہوئے دیکھا پھر دھیرے سے خود بھی اسکے پیچھے اندر آگیا مگر اس سے پہلے وہ اپنے آپ کو کمرے میں بند کر چکا تھا۔

آج اسکی ناراضگی کی وجہ خود زیحال بنا تھا اس بات کا اسے شدید ملال تھا۔

وہ دروازہ بند کرتے ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکا۔

اس قدر دل بھاری ہونے لگا تھا۔

وہ کیسے بتاتا آج اسکی پوری دنیا ہی الٹ گئی تھی ماضی یوں بھی اسکے سامنے آکر کھڑا ہو سکتا تھا اس نے کبھی سوچا تک نہیں تھا۔

وہ دروازے کے سہارے وہی فرش پر بیٹھتا چلا گیا اور انگلیاں بالوں میں پھنسائے گھٹنوں میں سر دیے بے اختیار سسک کر رو پڑا۔

پورا وجود جیسے کسی زلزلے کی زد میں آگیا تھا۔

وہ اور شدّت سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تکلیف
رگ رگ میں اتر گئی تھی۔

109/1

آج کتنے دنوں بعد وہ ایسے بچوں کی طرح گھٹنوں میں
منہ دے کر سسک سسک کر رو رہا تھا
ایسے جیسے ہر آہ میں ہر تکلیف میں مزید شدّت آرہی
ہو۔ قسمت نے اسے کہیں سے نہیں چھوڑا تھا۔

ایک کڑی آزمائش اس پر آئی تھی یہ آسان نہ تھا برسوں بعد اپنے کسی کو دیکھنا جس سے اسکا خون کا رشتہ ہو۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا تھا اسکے تمام رشتے ختم ہو گئے تھے ایسے کیسے کوئی آکر کہہ دے کہ وہ اسکا بھائی ہے۔

بھائی اسکے صرف تین تھے "زیحال خان آفندی، یاقوت مرزا، پامیر سلطان" انکے علاوہ وہ کسی کو نہیں جانتا تھا۔

وہ کانپ گیا تھا یہ سوچ کر بھی کہ کوئی خود کو اسکا بھائی کہہ رہا تھا ایسے کیسے ؟؟؟

وہ نہیں جا سکتا تھا اپنے ان بھائیوں سے دور خوابوں میں بھی نہیں وہ زبان پر بھی ایسے الفاظ نہیں لا سکتا تھا

وہ ایک ہی جملہ بار بار دہراتا رہا۔

"م۔۔۔میرے یہی بھائی ہیں۔۔۔ک۔۔۔کوئی نہیں ہے میرا اور۔۔۔مم۔۔۔میرے یہی بھائی ہیں"

نجانے کتنی بار اس نے یہ جملہ بول کر خود کو یقین دلایا تھا۔

اسے پہلے صرف تیز آواز سے خوف آتا تھا اب تو جیسے

کمرے کی ہر چیز سے ہی اسے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اٹھ کر کمرے کی ایک ایک چیز توڑنے لگا تھا جیسے

اندر کی تکلیف ان چیزوں میں دیکھنا چاہتا ہو۔
ٹوٹنے کے بعد کیسے لگتی ہیں یہ ہاں بلکل ویسی ہی تھیں

جیسا اندر سے وہ تھا ٹوٹا ہوا بکھرا ہوا۔

وہ باہر لاؤنج میں بیٹھے اپنے ہاتھ دیکھ رہا تھا آج اس ہاتھ میں اسے جلن سی محسوس ہو رہی تھی ایسے جیسے اس نے بھڑکتے شعلوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا ہو۔

اتنی جلن اتنا درد کہ آج وہ گرے جھیل سی آنکھیں بھر اگئی تھیں نہ چاہتے ہوئے بھی موتی ٹوٹ کر اسکی گود میں آ گرے تھے۔

آج اس نے یہ ہاتھ اپنی بگڑی اولاد پر اٹھایا تھا جس پر کبھی آواز اونچی نہیں کرتا تھا جسے کبھی غصّے سے نہیں دیکھتا تھا۔

آج اس پر ہاتھ اٹھالیا۔ یہ دوسری بار تھا جو اس نے یہ جان لیوا عمل کیا تھا اور آج پہلے سے زیادہ اسے تکلیف ہو رہی تھی۔

وہ اس حال میں نہ تھا وہ پہلے سے ہی پینک ہو رہا تھا اوپر سے زیحال کا ہاتھ اٹھانا اسے کس قدر توڑ گیا ہو گا اسے اندازہ تھا اور بہت اچھے سے تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اس ہاتھ کا مکا بناتے ٹیبل پر دے مارتے اسے چکنا چور کر ڈالا تھا۔

اسی وقت یاقوت گھر میں داخل ہوا تھا جب اسکا یہ عمل دیکھ اس کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی تھی۔

"بھائی" وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسکا ہاتھ تھام کر پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔ پاگل ہو گئے ہیں آپ" وہ حواس باختہ سا حیرت اور بے یقینی کی ملی جلی سی کیفیت میں پوچھنے لگا۔

زیحال کبھی ایسا عمل کر ہی نہیں سکتا تھا وہ چہرے سے ہی نہایت سمجھدار شخص معلوم ہوتا تھا۔

تو آج کس قدر اسے تکلیف ملی ہو گی جس کے آگے وہ اتنا برا اگرا تھا کہ خود کو ہی زخمی کر گیا تھا۔

یاقوت اٹھ کر فورا اسے کچن کی جانب بھاگا تھا جہاں سے ٹھنڈا پانی لاتے اس نے زیحال کا ہاتھ اس میں ڈبو دیا۔

''آپ سے میں پھر بات کرونگا۔۔۔بہت ہو گیا۔۔۔کب سے دیکھ رہا ہوں۔۔۔آپ اپنی من

مانیاں کررہے ہیں" وہ فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر لاتے ساتھ ہی ساتھ اسکے ہاتھ پر بینڈج کرنے لگا تھا۔

ساتھ اسے ڈپٹ بھی رہا تھا ہاں اسے یہ حق حاصل تھا کیونکہ وہی تو تھا جس نے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر اپنے چھوٹے بھائیوں کو پالا تھا۔

کوئی انجان بھی دیکھ کر کہہ سکتا تھا زیحال کے بغیر یاقوت کچھ بھی نہیں اور نہ ہی یاقوت کے بغیر زیحال خان آفندی کچھ تھا۔

"بتائیں۔۔۔کیا بات ہے۔۔۔آپ پریشان ہیں کافی دن سے" وہ اسکے ساتھ بیٹھتے اس سے بے حد نرمی سے پوچھنے لگا جب اچانک اسے برلاس کے کمرے سے توڑ پھوڑ کی آوازیں آنے لگی۔

وہ کرنٹ کھا کر مڑتے اس جانب دیکھنے لگا۔

"یہ۔۔۔یہ پھر سے پینک ہو رہا ہے؟" وہ یکدم سے فکر مند ہوتا کھڑا ہوا ہی تھا کہ زیحال اسکا ہاتھ تھام گیا۔

"بھائی" اسکے روکنے پر وہ بے اختیار بولا۔ زیحال نے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

"چھوڑ دو اسے اسکے حال پر" پہلی بار تھا جو وہ اپنی بگڑی اولاد کو ایسے حال میں دیکھ اکیلا چھوڑ رہا تھا۔ ورنہ وہی تو تھا جو سب سے پہلے ایسے وقت میں جا کر اسے سمبھالتا تھا اور آج وہی یہ کہہ رہا تھا؟

یاقوت کو یقین نہیں آرہا تھا۔

یاقوت ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے سامنے بیٹھ گیا اور بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔

"ک۔۔۔کچھ ہوا ہے؟" وہ یہ مان ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ بنا وجہ برلاس کو اسکے حال پر چھوڑ دے۔

"ا۔۔۔اس نے کوئی غلطی کی؟ میں سمجھا دیتا ہوں آپ مجھے بتائیں" ہاں وہی تو تھا جو اسے زیحال کے بعد سمجھانے کی سکت رکھتا تھا۔

اور ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ برلاس نے اسکی بات نہ مانی ہو۔وہ سمجھاتا ہی اتنی محبت سے تھا۔

زیحال کے چہرے پر پھیلا کرب محسوس ہوتے یاقوت کی جان لبوں پر آئی تھی۔

"بھائی۔۔۔" وہ اسکے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ یکدم سے بے چین ہوا۔

"بتائیں ناں۔۔۔ کیوں جان نکال رہے ہیں۔۔۔" سچ میں اسے اس قدر تکلیف میں دیکھ یاقوت کو سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سب مل کر آج ملازموں کو ایک طرف کئے دن کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں اور ایسا پہلی بار ہوا تھا جب خان حویلی کا کچن ملازموں سے خالی ہوا تھا۔

بیلا بھی ان سب کے ساتھ ہی شامل تھی جبکہ سیماب اور زمل کو خاص طور پر حکم تھا ریسٹ کرنے کا۔

لیکن بچے کسی کے حکم کے پابند نہیں تھے۔ وہ ضد کر کر ان سب کے درمیان ہی گھسے ہوئے تھے۔

"اللہ۔۔۔ میں کیا کروں تمہارا" کومل عبدلباری کی ضد سے اب تنگ آنے لگی تھی۔

"ما۔۔۔ ہ۔۔۔ اوں۔۔۔ اوں۔۔۔ ناہ" وہ اشاروں سے یہ کہنے کی کوشش کر رہا تھا کہ مما آپ روئے نہیں۔

جبکہ باقی سب اسکی بات پر بے یقینی سے اسے دیکھنے لگیں۔

"یہ۔۔۔یہ بولا۔۔۔۔یہ بولا ابھی؟" مشی تو خوشی سے پاگل ہونے لگی تھی۔ عبدلباری اپنی ننھی سی مٹھی میں آٹا بھرے اپنی مٹر مٹر سی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

بھلا اسکی مشی ماما کیوں کود رہی تھیں وہ اسے بھی کھیل سمجھتا خود بھی اچھل کود کرنے لگا تھا۔

"میں خود حیران ہوں "کومل نے بھی آج پہلی بار اسے ایسے بولتے سنا تھا وہ بیٹھ کر اسکے گال پاگلوں کی طرح چومنے لگی۔

"میرا بیٹا۔۔۔میری جان کا ٹکڑا "

"منہ میٹھا کرو سب "مشی سب کے منہ میں کیک ٹھونستی سب سے مبارکیاں لینے لگیں

سیماب اور بیلا یہ دیکھ کر خوشی سے کھل اٹھی تھیں۔

بیلا کو اب سمجھ آرہی تھی کہ سیماب کو کیوں پاشا ولا کی خواتین پسند تھیں کیونکہ وہ چاروں دل سے ایک تھیں۔

انکے شوہروں کی آپسی محبت اگر بے مثال تھی تو پیچھے وہ چاروں بھی نہیں تھیں یہ پہلا ایسا گھر ہوگا جہاں صرف محبت کرنے والے رہتے تھے۔

"یہ دونوں بڑے کہاں ہیں؟" زمل نے ذرا سے آنکھیں دکھا کر پوچھا کب سے اسے زامل زالے نظر نہیں آئے تھے۔

"دا۔۔ہ۔۔۔ای "عبد لباری جلدی سے اسکے پاس آتا اسکی فراک پکڑ کر ایک جگہ لے جانے لگا۔

زمل جیسے ہی وہاں گئی اسکے دونوں نمونے ٹیبل کے نیچے بیٹھے ملے جن کو دیکھ وہ یکدم سے حیران ہوئی۔

"اوئی۔۔۔تم دونوں" وہ یکدم سے بولتی بولتی رک گئی جب نظر انکی ننھی ننھی مٹھیوں پر گئی جہاں دونوں ہی چینی بھر بھر کر کھا رہے تھے۔

پیچھے وہ سب ہنس ہنس کر پاگل ہو رہی تھیں کہ عبدلباری اتنا بڑا ضرور ہو گیا تھا کہ ان دونوں کی شکایتیں لگا سکے۔

تھوڑی دیر میں وہ دونوں ٹیبل پر اپنی ماں کے سامنے سر جھکا کر بیٹھے تھے اور وہ صوفے پر بیٹھی غصّے سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"تم دونوں کو میں الٹا لٹکا دوں گی اب۔۔۔ منع کیا تھا ناں مما نے؟"

اسکی بات پر زالے نے سرہاں میں ہلایا وہی زامل نہ میں ہلانے لگا جس پر زمل نے گھور کر اسے دیکھا۔

"زامی"

"می ناج (میں ناراض ہو گیا)" وہ اسی ٹیبل پر اکڑ وہو کر بیٹھتے ناراضگی دکھانے لگا۔

"ہاہ۔۔۔ایک تو غلطی اوپر سے مجھے ہی نخرے" زمل کا دل چاہا اسے ایک لگا دے جسے باپ چاچو کی محبتوں نے حد سے زیادہ بگاڑ دیا تھا۔

"مما۔۔۔شولی (مماسوری)"زالے اچھے بچوں کو

طرح سوری کرتی کان بھی پکڑ گئی۔

"اوماڑا۔۔۔امارا بچہ لوگ ایسے کیوں بیٹھا ہے؟"

زریاب مہرام اور مہروز کو جیسے ہی اسکول سے لائے

آگے آتے ان دونوں کی کلاس لگتے دیکھ حیران

ہوئے۔

انکو دیکھ زمل فوراسے اٹھتی سرپر صحیح سے دوپٹہ لے

گئی۔

"بگ۔۔۔ بگ۔۔۔ بابا۔۔۔ مماہپ می (بڑے بڑے بابا مما مجھے مار رہی ہیں)" زامل فوراً سے انکے پاس دوڑ کر جاتا الٹا زامل کی شکایت کرنے لگا جو ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی جب تک وہ اسے بتاتی تب تک مورے کا بلاوا اسے آچکا تھا وہ اسکی طبعیت بعد میں صاف کرنے کا ارادہ کرتی مورے کے پاس چلی گئی۔

آج یہ اتنا بڑا گھر اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا پہلے
بھی تو یہ گھر غنڈوں سے بھرا رہتا تھا آج وہی تو یہاں
سے گئے تھے

مگر کیا واقعی اسے تکلیف ابراہیم کے جانے سے ہوئی
تھی نہیں شاید نہیں۔

اسے ایسا احساس تب محسوس نہیں ہوا تھا جب ابراہیم
اسکی گرفت میں گیا تھا اسے یہ تکلیف برلاس کے
جانے سے ہوئی تھی۔

برلاس۔۔۔اسفندیار شاہ کا بیٹا۔۔۔اسکا خون وہی خون جو اس وقت اسکی رگوں میں بھی دوڑ رہا تھا۔

اس نے بے اختیار اپنے بازو دیکھے جہاں ابھری رگیں صاف ظاہر ہو رہی تھیں۔

وہ عجیب سی نظروں سے ان کو دیکھنے لگا آج یہ گردش اسے تکلیف دے رہی تھی۔

"ب۔۔۔ برباد کر دیا آپ سب نے مجھے" کس تڑپ سے یہ الفاظ اسکے لبوں سے نکلے تھے کوئی سنتا تو شاید مر جاتا۔

"برباد کردیا مجھے" آنکھوں سے کئی موتی ایک ساتھ ٹوٹ کر گرے تھے

باہر آج ویسا ہی موسم ہو رہا تھا آسمان پر اچانک کہیں سے بادل آنے لگے تھے ایسے جیسے کالی گھٹاؤں نے دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر اپنا ڈیرہ جما لیا ہو۔

کھلی کھڑکیوں کے پردے ہوا کے دوش پر اتنی زور سے اڑ رہے تھے جیسے ابھی دیوار سے اکھڑ جائیں گے۔

باہر تیز آندھی شروع ہو گئی تھی ایک طوفان سا بلکل اسکے اندر کے جہاں کی طرح یہاں شاید اس سے کم

جو تباہی آج زارک ولف کے اندر تھی جسے وہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا۔ وہ وہی فرش پر بیٹھا بے آواز رونے لگا تھا۔

اسکے غم میں آج آسمان بھی شامل ہوا تھا باہر طوفانی بارش شروع ہو گئی تھی جس کی آواز اندر تک آ رہی تھی۔

وہ وہی بیٹھا باہر برستی اس بارش میں اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا وہی منظر تھا برسوں پہلے اسی طوفانی بارش میں وہ اپنی ماں کا بے جان وجود لے کر کھڑا تھا۔

کسی نے مدد نہیں کی تھی اسکی کسی نے انسانیت نہیں دکھائی تھی۔

اس پر کیسی قیامت گزری تھی یہ تو وہ کبھی بتا بھی نہیں سکتا تھا جس دن وہ الفاظ اپنی زبان پر لاتا اسی دن اسے کچھ ہو جاتا۔

وہ دن تھا جب کسی نے اسکی مدد کی تھی صرف ایک شخص نے جسے اس احسان کے بدلے زارک شاہ اپنی پوری زندگی دے گیا تھا۔

خیال۔۔۔۔

یہ ایک بس اسٹینڈ تھا جہاں ہر گھنٹے بعد ایک بس آکر رکتی تھی جس سے لوگ اتر بھی رہے تھے اور چڑھ بھی رہے تھے۔

وہی سڑک کے کنارے وہ تن تنہا بینچ پر ایلس روز کو لئے بیٹھا آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہا تھا کوئی بھی اسے دیکھتا تو فوراً اسے نظریں پھیر لیتا جیسے کوئی بھی اس معاملے میں نہ پڑنا چاہتا ہو۔

سب کو اپنا آپ دکھ رہا تھا اور وہ بچہ ؟ جسے اپنی ماں کے لئے کسی کی مدد کی ضرورت تھی وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"ہ۔۔۔ ہیلپ۔۔۔" اتنی ٹھنڈ میں اسکے کپکپاتے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔

بارش ہونے کی وجہ سے ٹھنڈ کافی بڑھ رہی تھی اسکے پاس اوڑھنے کیلئے کچھ نہیں تھا۔

آنکھوں سے آنسوں تواتر جاری تھے۔ بے بسی حد درجے کی تھی وہ بار بار اپنی آنکھیں خشک کرنے کی

کوشش کرتا۔ مگر پھر ناکامی۔اور آنکھیں پھر برس پڑتیں۔

"پلیز ہیلپ۔۔۔"اس نے قریب سے جاتے ایک شخص کو پکارا جو اسکی پکار پر بے اختیار رک گیا۔

"واٹ ہیپنڈ؟"اس نے رک کر نرمی سے پوچھا۔

"ہ۔۔۔ہیلپ مائے مدر فارمی"وہ ہاتھ جوڑے اس شخص سے بے بسی سے منت کرنے لگا

اس نے آگے بڑھ کر اسکی ماں کو دیکھا جس کا سر زارک کی گود میں رکھا تھا۔

وہ بے ساختہ کرنٹ کھاتے پیچھے ہٹ گیا اور ہٹ کر
ایک سخت الفاظ استعمال کرتے وہاں سے چلا گیا۔
وہ لفظ آج بھی اسکی سماعتوں میں گونجتا تھا۔
وہ کس کرب سے بیٹھا باہر برستی بارش میں وہی منظر
دیکھ رہا تھا۔
نہیں آیا کوئی بھی کسی نے بھی اسکی مدد نہیں کی۔ آج
وہ بے بسی اسکی آنکھوں سے پھوٹ پھوٹ کر بہہ رہی
تھی
ہوسکتی تھی کسی کی اس سے بری قسمت؟

جس نے پوری زندگی تنہا بھٹک کر گزار دی۔ یہ دنیا آج اسے برا کہتی ہے کیا اس نے اسکے ساتھ اچھا کیا تھا؟

وہ اپنی ماں کو لے کر کتنے گھنٹے بیٹھا رہا تھا مگر کوئی نہیں آیا وہ خود ہی مجبوراً اٹھ کر ایلس کو لئے ایک جانب بڑھ گیا۔

وہی سائکل جس پر وہ اپنی ماں کو لینے آیا تھا اسی پر وہ اسے لئے گرتے پڑتے ایک جنگل کی جانب آ گیا۔

رات کی تاریکی بڑھ رہی تھی طوفان مزید شدّت اختیار کر رہا تھا۔ وہ پھر بھی ہمت کئے آگے آ کر ایک گڑھا کھودنے لگا۔

آنکھوں سے نکلتے آنسوں اس طوفانی بارش کا مقابلہ پوری جان سے کر رہے تھے۔

وہ اس وقت فرش پر بیٹھا گھٹنوں میں منہ دیے مزید پھوٹ پھوٹ کر رو دیاں وہ لمحہ یاد کر کر اسکے آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

وہ اکیلا کتنی مشکل سے بہت تھوڑی سی کھدائی کر پایا تھا اتنی سی دیر میں اسے سب سے شدید نفرت ہو گئی تھی۔

وہ روتے ہوئے یہ کر ہی رہا تھا جب کسی نے پیچھے سے آ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

زارک نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ جہاں ایک دراز قد نوجوان کھڑا تھا جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔ ڈھیلی سی پینٹ ٹراؤزر اور سر پر پی کیپ لئے۔

اس کے پیچھے دو طاقتور گارڈز کھڑے تھے جن میں

سے ایک نے اس پر چھاتا کھول رکھا تھا۔

"ہو۔۔۔آر یو۔۔۔اینڈ واٹ یو آر ڈوئنگ ہئیر (کون

ہو تم اور یہاں کیا کر رہے ہو) "

اسکا لب ولہجہ خاص انگریزوں والا تھا بولنے میں

نہایت سنجیدہ مگر چہرہ پیچھے سے آتی روشنی میں بلکل

تاریک تھا۔

"ہوز شی (کون ہے یہ)" اسکے سوال پر زارک کو اتنا تو علم ہو گیا تھا کہ اسکی نگاہ بہت تیز تھی اندھیرے میں بھی وہ ایلس کو دیکھ گیا تھا۔

"ماہ مدر" کس کرب سے کانپتی ہوئی آواز میں بتایا۔

"از شی ڈیڈ؟" یہ الفاظ زارک کیلئے کس قدر تکلیف دہ ثابت ہوئے تھے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

وہ کرب سے سر اثبات میں ہلاتے اپنی آستین سے آنکھوں کو صاف کرنے لگا۔

"بوئز" اس لڑکے نے پیچھے کھڑے اپنے گارڈز کو اشارہ کیا جو اسکے حکم پر آگے آتے زارک کی جگہ کام کرنے لگے تھے

مگر اس سے بہتر اور اچھا کام کیا تھا اس کے مزید بندوں نے آکر قبر کو پھولوں سے بھر دیا تھا اوپر ایک چھت سی بھی بنائی گئی تھی جس سے پانی وہاں تک جا پانا نہ ممکن ہو گیا تھا۔

زارک کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا وہ منظر آج بھی یاد کرتے اسکا دل پھٹتا تھا وہ وہی قبر سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔

وہ لڑکا جیسے آیا تھا ویسے ہی اپنے بندوں کے ساتھ واپس چلا گیا تھا وہ کوئی فرشتہ تھا جس نے ایک معصوم کی مدد کی تھی۔

اب تو وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ "ڈونٹ لیو می ممی" اب اسے یقین آگیا تھا کہ وہ اسے ہمیشہ کیلئے چھوڑ گئی تھی۔

طوفانی بارش رک چکی تھی ہوائیں ٹھنڈی پڑ گئی تھیں

اور وہ صبح ہونے تک وہی اس پر قبر پر بے ہوش پڑا تھا۔

جب اسے ہوش آیا تو خود کو ایک ہوسپٹل میں پایا وہ

دھیرے دھیرے ہوش میں آنے لگا تھا جب آنکھیں

کھلتے پہلے چھت نظر آئی تھی پھر اسکی سماعتوں میں

وہی آواز گونجنے لگی۔

"ڈیڈی۔۔۔میں اپنے فرینڈ کے ساتھ ہوں وہ

ایڈمٹ ہے۔۔۔ٹرسٹ می میں کلاس نہیں چھوڑنا

چاہتا تھا"

وہ فون کان سے لگائے شاید کسی کو یقین دلا رہا تھا
مگر زارک کے کانوں میں صرف ایک لفظ گونجا تھا

"دوست "

اس نے ذرا سی گردن اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں
صوفے پر ایک لڑکا بیٹھا تھا فریش ہوا لیدر کا جیکٹ
پہنے اسی طرح سر پر پی کیپ لئے۔

"ہوہ۔۔۔ڈیڈی کو کون بتائے مجھے کلاس نہیں
لینی۔۔۔مجھے سٹڈی ہی نہیں کرنی" وہ سخت کوفت کا
شکار تھا۔

"بوس۔۔۔اسے ہوش آگیا" اسکے گارڈ نے پیور انگریزی میں اسے اطلاع دی جس پر اس لڑکے نے بے اختیار زارک کی جانب دیکھا۔

"اوہ واؤ۔۔۔ تم ٹھیک ہو گئے" وہ یکدم سے اٹھتے خوش مزاجی سے بولا۔

زارک اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا وہ بھوری آنکھوں والا لڑکا چہرے سے ہی بہت اوباش قسم کا معلوم ہو رہا تھا جو نجانے جنگل میں اس وقت کیا کر رہا تھا۔

"بائے داوے تھینکس ۔۔۔ تمہاری وجہ سے مجھے کلاس نہیں لینی پڑی یو نو ۔۔۔ اچھے بچے پڑھتے نہیں ہیں "

وہ ہاتھ ہلاتے شرارتی انداز میں چہک کر بولتا بل دیکھنے لگا۔

"اتنا سا بل ؟" ڈالرز کی صورت میں بل بھی اسے کم لگ رہا تھا اس نے جیب سے کارڈ نکال کر اس نرس کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

"تم بھی ٹپ رکھو۔۔۔یو بے بی گرل" اسکے گال پر چٹکی کاٹتے وہ لاپرواہی سے بولتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

زارک بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اسے جاتے ہوئے دیکھتارہ گیا۔ایلس کی یاد آتے ہی دل ایک بار پھر تڑپ اٹھا تھا۔

سب خود کو اچھا انسان کہتے ہیں لیکن اسکی تو کسی اچھے انسان نے مدد کی۔

یہ بات اسکے ذہن میں تب سے بیٹھ گئی تھی جب سے ایک بری عادتوں والے انسان نے اسکی مدد کی۔ اس دن کے بعد سے وہ خود کو ابراہیم شیپرڈ کے اس احسان تلے دبا گیا۔

اس نے نہیں دیکھا اس احسان مے بدلے وہ اس سے کیا مانگ رہا تھا وہ دو وقت کی روٹی کیلئے خود کو اسکا غلام نہیں بنا گیا۔

وہ دو روٹی وہ خود کمانے کی سکت رکھتا تھا وہ صرف اس احسان کے نیچے دب گیا تھا جو اس نے اسکی ماں کی مدد کر کر کیا تھا۔

وہ آج بھی فرش پر بیٹھا وہ منظر یاد کرتے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا۔

وہ دنیا کو بتاتا۔۔۔آ کر سنتی اسے یہ دنیا۔آج برا کہتے ہو۔وہ بھی پوچھتا کہ تب اسکے ساتھ اچھا کیا تھا؟

وہ اپنی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا آج ساری تکلیفیں جو برسوں سے اسکے اندر تھیں آنسوؤں کے ذریعے بہنے لگی تھیں۔

وہ اکیلا تنہا بیٹھا اپنی قسمت پر ماتم کر تارہا تھا۔اس سے کوئی نہ پوچھے کہ اسکے ساتھ کیا ہوا وہ بتاتا تو مر جاتا۔

زارک اسفندیار شاہ تباہ تھا۔

یاقوت شل بیٹھا تھا ایسے جیسے سانس بھی نہ لے رہا ہو۔وہ ساکت بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا جبکہ زیحال نے اب تک نظر نہیں اٹھائی تھی۔

وہ کندھے ڈھیلے چھوڑے ایسے بیٹھا تھا جیسے اپنی زندگی کا سب کچھ ہار گیا ہو۔

اسکے چہرے پر واضح بے بسی اور کرب تھا۔

"ای۔۔۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟"زندگی میں پہلی بار یاقوت کو کوئی سوال کرنا اتنا مشکل لگا تھا۔

زیحال جواب نہیں دے سکا وہ اسی طرح خاموش بیٹھا تھا۔

"ک۔۔۔کوئی بھی آکر کہہ دے کہ وہ برلاس کا بھائی ہے اور آپ مان لیں گے؟"

وہ بات کو کسی اور انداز میں نہیں کر سکا اتنی ہمت نہیں تھی اس میں۔

جبکہ وہ جانتا تھا زیحال کبھی بھی کوئی بات بے مقصد نہیں کرتا تھا

"میں نہیں مان سکتا۔۔۔کوئی اسکا بھائی نہیں ہے

سوائے ہمارے" وہ یکدم سے اٹھ کھڑا ہوتے بے

اختیار بولا تھا۔

"وہ ہمارا بھائی ہے۔۔۔ہمارا۔۔۔ایسے کوئی بھی آ کر

کہہ دے کہ وہ اسکا بھائی ہے میں اسکی جان لے

لونگا "

اسکی آواز میں کپکپاہٹ سی شامل تھی وہ ٹھیک سے

بول بھی نہیں پا رہا تھا جبکہ زیحال پہلے سے آنے والی

قیامت سے باخبر تھا جو ان بھائیوں پر ٹوٹنے کو شدّت

سے بے تاب تھی۔

"وہ اسفند کا بیٹا ہے۔۔۔ ایلس اور اسفند کا بیٹا" اسکی

آواز کرب سے چور تھی۔ اسکی بات پر یا قوت دھک

سے رکا۔

"ل۔۔۔ لیکن وہ مجرم ہے ان سب کا" وہ بے ساختہ

بولا۔ چہرہ ضبط سے سرخ پڑ رہا تھا

زیحال نے ایک نظر اسے دیکھا اسے دیکھ زیحال کو

شدّت سے رونا آیا تھا۔

"وہ۔۔۔" آج آواز ہی جیسے حلق سے نہیں نکل رہی تھی وہ بول نہیں پا رہا تھا۔

"وہ۔۔۔ک۔۔۔کسی کا مجرم نہیں ہے۔۔۔سوائے حیا کے" اسکی یہ بات سن کر یاقوت جیسے شل رہ گیا تھا

وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگا۔

اتنی بڑی حقیقت بھی وہ جانتا تھا جس سے آگے یاقوت سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسکے ذہن میں کیا چل رہا ہو گا۔

"لیکن م۔۔۔میں کہہ رہا ہوں۔۔۔وہ مجرم ہے"

اسکے انداز میں کچھ تھا جسے محسوس کرتے زیحال نے

بے اختیار اسے دیکھا

آج پہلی بار اسے یاقوت کی آنکھوں میں یاقوت نظر

نہیں آیا تھا وہ کوئی خود غرض شخص تھا۔جو اپنے بھائی

کے لئے خود غرض بن رہا تھا

"وہ ہے مجرم ان سب کا یہی اب سچ ہے" یہ بات وہ

ایماندار یاقوت مرزا نہیں کر رہا تھا۔

وہ نہیں رک پایا مزید وہ برلاس کے کمرے کی جانب

بڑھ گیا۔

زیحال کیلئے یہ لمحہ اذیتوں بھرا تھا وہ اس حال میں نہ تھا

کہ کسی سمبھال سکے۔

اسکے پیچھے یاقوت تھا جس پر اسے اندھا یقیں تھا وہ اپنی

جگہ سے دھیرے سے اٹھ کھڑا ہوا اور باہر کی جانب

بڑھ گیا۔

وہ کچھ جھجھک کر فرخندہ بیگم کے کمرے میں گئیں جہاں وہ کرسی پر بیٹھیں دونوں ہاتھ باندھے نجانے کن سوچوں میں گم تھیں۔

جب زمل کے دروازہ ناک کرنے پر انکی نظروں کا ارتکاز ٹوٹا۔وہ دھیرے سے کمرے میں داخل ہوتی انہیں سلام کرنے لگی۔

"وعلیکم سلام۔۔۔بچے بیٹھو ادر" انہوں نے بیڈ کی جانب اشارہ کیا وہ جا کر خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گئی

فرخندہ بیگم نے کبھی اس سے غصے میں بات نہیں کی تھی یہاں تک کہ اسے کبھی غضّیلی نظروں سے دیکھا تک نہیں تھا۔

مگر پھر بھی جیسے اسے ان سے جھجھک سی محسوس ہوتی تھی وہی مشرقی عورتوں والی عادت اسکے اندر بھی تھی ساس کا احترام۔ جو خود فرخندہ بیگم کو بھی اچھا لگتا تھا۔ وہ اتنی عمر میں نہیں تھی کہ اتنی سمجھداری کا مظاہرہ کر سکے اور جسے چاہنے والا شوہر انکے بیٹے زیحال خان

آفندی جیسا ہوا سکا دماغ تو ایسے ہی ساتویں آسمان کو چھو سکتا ہے۔

مگر وہ اپنی حدود کبھی کراس نہیں کرتی تھی نہ کبھی زیحال کی محبت کا ناجائز فائدہ اٹھاتی تھی جو اسے ایک قابل اور مکمل عورت بنانے کو کافی تھا۔

"روبینہ۔۔۔۔کدر مر گیا تم" انہوں نے بلند آواز میں یقیناً کسی ملازمہ کو پکارا تھا۔انکے انداز میں سختی در آئی تھی۔

زمل تھوڑی خوف زدہ سی ہوتی کبھی انکو تو کبھی آنے

والی ملازمہ کو دیکھنے لگی جس کے پیچھے ایک لیڈی ڈاکٹر

آرہی تھی۔

ڈاکٹر کو دیکھ زمل کا دل مٹھی میں آیا تھا وہ حیرت سے

کبھی مورے کو دیکھے تو کبھی ڈاکٹر کو۔

انکے سخت تاثرات اسے پریشانی میں مبتلا کر رہے

تھے۔

"جاؤ تم باہر اور کسی کو اندر نہ آنے دینا" انکے حکم پر وہ

سر ہلاتی جلدی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔اسے

جاتے دیکھ زمل کا دل چاہا خود بھی جلدی سے باہر نکل جائے۔

مگر فرخندہ بیگم کے سامنے اسکی اتنی ہمت ہو ہی نہیں سکتی تھی تب ہی مجبوراً وہی بیٹھی رہی۔

لیڈی ڈاکٹر اپنا بیگ رکھ کر کچھ نکال رہی تھی جب فرخندہ بیگم نے زمل کو اس قدر پریشان پایا۔

"تم پر سکون ہو جاؤ بچے" انکے لہجے میں اسکے لئے بے اختیار نرمی در آئی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہی ہیں؟" اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔

فرخندہ بیگم نے گہری سانس خارج کی۔

"یہ تمارا چیک اپ کرے گا" انکی بات پر زمل اچھی خاصی حیران ہوئی۔

"ل۔۔۔لیکن کیوں۔۔۔؟ "

"ایسے ہی۔۔۔ام چاہتا ہے ایک بار تمارا ٹیسٹ ہو جائے" وہ کھل کر یہ نہیں بتا سکیں کہ انکا تجربہ آج شدّت سے انہیں کھٹک رہا تھا۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس خیال کو نہیں جھٹک سکتی تھیں تب ہی اس لیڈی ڈاکٹر کو طلب کیا تھا۔

وہ ڈاکٹر زمل کو دھیرے سے پیچھے تکیے پر لٹانے لگی جب فرخندہ بیگم کی موجودگی میں زمل کو شرم سی محسوس ہوئی۔

"ام تمارے خان کا ماں ہے۔۔۔ام سے شرماؤ نہیں"

وہ نرمی سے بول کر مسکرا دیں جس پر زمل کو کچھ حوصلہ سا ہوا۔

مگر پھر بھی وہ آنکھیں زور سے بند کر گئیں۔تب تک فرخندہ بیگم بھی ساتھ رکھی اپنے اون کے سامان کو اٹھا کر چھوٹے چھوٹے موزے بننے لگیں۔

یہ فارغ وقت میں انکا سب سے پسندیدہ عمل تھا جسے وہ پورے دل سے کرتی تھیں۔

اگلے پندرہ منٹ ڈاکٹر کو چیک اپ کرنے میں پورے لگے تھے۔جب وہ ہاتھوں کے دستانے نکالتی ہوئی فرخندہ بیگم کی جانب مڑی۔

زمل جلدی سے اٹھ کر بیٹھتی اسے دیکھنے دیکھنے لگی اسکے چہرے پر پھیلے پریشانی کے اثرات اسے سخت پریشان کر رہے تھے۔

"ک۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔آپ مجھے بتائیں گی؟"

یہاں اسکے صبر کی انتہا تھی۔

"آپ کا شک صحیح تھا مسسز نوشیر وال"اس نے نہایت سنجیدگی سے انہیں مخاطب کیا۔

جب اسکے الفاظ پر ہی فرخندہ بیگم کے چہرے کی رنگت اڑی تھی۔ وہ زمل کو دیکھنے لگی جو انکے دیکھنے کے انداز پر ہی ٹھٹھک سی گئی تھی۔

"کچھ نہیں ہے" اسکے یہ الفاظ زمل کے سر سے آسمان کھینچ لے گئے تھے

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اس ڈاکٹر کو دیکھنے لگی ہاتھ تڑپ کر بے اختیار بیلی پر گیا تھا۔

یہی کچھ حال فرخندہ بیگم کا تھا جو ڈاکٹر کی اگلی بات پر گویا سانس نہیں لے سکیں تھی۔

"آپ کی طبیعت کب خراب ہوئی تھی؟" وہ اپنے پروفیشنل انداز میں اس سے سوالات کرنے لگی تھی مگر وہ اس کنڈیشن میں نہ تھی کہ کسی بھی سوال کا جواب دے سکے تب ہی شل بیٹھی رہی۔

"بولیں مسسز زیحال" اس نے پھر نرمی سے پکارا۔ مگر اسکی زبان گنگ تھی آنکھوں سے گرم سیال خاموشی سے بہنے لگا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم جاؤ" انکے حکم پر ڈاکٹر اپنا بیگ اٹھاتی انکے سامنے سر خم کرتی باہر نکل گئی۔

اسکے جاتے ہی انہوں نے زمل کی جانب دیکھا جو پتھر بنی بیٹھی تھی۔

وہ اٹھ کر دھیرے سے اسکے پاس آکر بیٹھتی اسکا ہاتھ تھام گئیں۔

"ام نے تمارے قدم پہلے ہی دیکھ لئے تھے

بچے۔۔۔۔یہ کب ہوا؟" آخر میں انکی اپنی آواز بھرا سی گئی۔

یہ وقت اتنا آسان نہ تھا یہ بات اتنی چھوٹی نہ تھی

اسکے ذہن میں سیدھا زیحال کلک ہوا تھا اسکے

احساسات اپنے بچے کو لے کر۔ وہ کیسے برداشت کر لیتا

اتنا بڑا دکھ۔ وہ نہیں کر سکتا تھا

زیحال کا خیال دل میں آتے ہی زمل کو اپنا دل پھٹتا

ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

وہ اٹھ کر سیدھا کمرے سے باہر نکل گئی اور اپنے

کمرے میں جا کر اندر سے دروازہ بند کر گئی۔

کمرے میں آتے ہی وہ بیڈ پر گرنے والے انداز میں

بیٹھتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

تھوڑی ہی دیر میں اسکی رو رو کر ہچکیاں سی بندھ چکی تھی

ایسا نہیں تھا کہ زامل زالے کے ہونے سے ان دونوں کو اپنے اس بچے کی کوئی دلی خواہش نہ ہو۔

ان دونوں کی اپنی جگہ تھی اور اس آنے والے کی اپنی مگر یہ تو آنے سے پہلے ہی انکا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔

جس ساتھ کیلئے اسکے ہبی نے اتنے خواب دیکھ رکھے تھے ان سب کا کیا ہوتا جب اسے یہ بات پتہ چلتی۔

اسکا سوچ سوچ کر زمل کی حالت مزید بگڑ رہی تھی وہ تکیے میں منہ دیے سسکیاں لینے لگی تھی۔

دل چاہا چیخے اپنے اندر کی تکلیف کو باہر نکال دے مگر ایسا ممکن نہیں تھا۔

تھوڑی دیر میں کمرے کا دروازہ ناک ہوا وہ سیدھی ہو کر بیٹھتی سامنے سے فرخندہ بیگم کو آتے دیکھ جلدی سے چہرہ صاف کرنے لگی۔

وہ دھیرے سے اسکے پاس آکر بیٹھتی اسے نرم نگاہوں سے دیکھنے لگیں۔

"ام کو دکھ ہے۔۔۔بہت چاہ سے ام نے اسکا انتظار کیا ہے "

انکے لہجے میں واضح کرب تھا جسے محسوس کرتے زمل کی آنکھیں بے اختیار پھر سے برسنے لگیں۔

"لیکن خدا کی مرضی کے آگے بندوں کی مرضی نہیں چل سکتی بچے "

"میں۔۔۔میں ہبی کو کیا کہوں گی" اصل وجہ اسکے ہلکان ہونے کی وہی تھا جسے یہ بری خبر دینے کی اس میں کبھی ہمت نہیں آسکتی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ نہیں کر سکتے برداشت" کہتے ہی وہ

پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی

فرخندہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسے خود سے لگا لیا۔اور

اسکی پیٹھ سہلاتی خود بھی اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے

نہیں روک پائیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر اکیلا بیٹھا رہا یہاں تک کہ رات کے بعد

صبح بھی آگئی تھی۔

آج یہ منظر بلکل اس دن جیسا تھا مگر آج اسکے پاس کوئی نہیں آیا تھا۔

کیوں ؟اب تو اسکا کوئی اپنا نکل آیا تھا آج بھی وہ تنہا تھا تو بہتر تھا وہ شخص جو غیر ہو کر بھی اسکی مدد کر گیا تھا۔

آج اسکی نظر میں ابراہیم کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی تھی۔وہ بیٹھ کر اسکے بارے میں سوچنے لگا۔

اسکے زہن میں جیسی سوچیں آرہی تھیں انہیں اگر کوئی بھانپ لیتا تو یقیناً اس سے خوف کھاتا۔

وہ اٹھ کر اپنے کمزور وجود کو گھسیٹتے ہوئے کچن تک

لا یا۔

بخار پھر سے شدّت اختیار کر رہا تھا اسے خود اپنے منہ
سے گرم سانسیں نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں
آنکھیں بری طرح سے جلنے لگی تھیں۔

وہ پانی کے بجائے فریج سے ایک دوسری بوتل نکال
گیا۔اور نکال کر اسے دیکھنے لگا۔

نوبت یہاں تک آگئی تھی کہ اسے خود سے بھی نفرت
محسوس ہو رہی تھی

وہ اس بوتل کو منہ سے لگاتے ایک ہی سانس میں

پوری ختم کر گیا۔

جب اگلی اٹھاتے وہ گھوم کر دھیرے دھیرے

لڑکھڑاتے ہوئے لاؤنج تک آیا اور سگار اٹھا کر لبوں

میں دبا گیا۔

وہ دھیرے دھیرے مزید کمزور ہو رہا تھا وہ سیدھا

ہوتے پیچھے صوفے کے ہتھے پر سر گرا گیا

چھت دیکھتے ہوئے اس کا ذہن بلکل مفلوج ہو رہا تھا

آنکھیں سرخی سے لبریز بند ہونے کے قریب تھیں۔

آج عثمان اور پا میر آفس سے لوٹے تھے انکے آتے ہی ماحول یکدم سے بدل گیا تھا۔

رات کے کھانے میں خواتین نے آج بہت ساری ڈشز بنائی تھیں جن کو دیکھ مرد حضرات کی تو گویا باچھیں ہی کھل گئی تھیں۔

"تم سب ادر ہی کیوں نہیں رہتا کم سے کم ام کو اتنا مزے کا کھانا تو ملے گا "

زریاب کی بات پر سیماب نے انکو گھور کر دیکھا۔

"ہاں تم لوگ ادر رہو ناں۔۔۔حویلی میں ایک بندر

بھی ہے ام تم کو وہ بھی دکھائے گا "

اسکی بات پر زریاب کو کھانا کھاتے ہوئے یکدم سے

اچھو لگا۔اور جو کھانسی ہوئی سب انکی طرف دیکھنے

لگے

سوائے داراب کے جو حویلی کے اس پیارے سے بندر

کو جانتا تھا۔

اس نے چہرہ نیچے کو جھکاتے پوری طاقت لگا کر ہنسی

روکنی چاہی۔مگر ناکام ہو گیا۔

"واقعی۔۔۔بہت کیوٹ ہے وہ بندر "زریاب نے

باری باری دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"بینڈل۔۔۔۔آئی وانت توشی (بندر۔۔۔آئی وانٹ

ٹوسی)"زامی سب سے پہلے اچھلا تھا۔

زالے باری سب بندر کو دیکھنے کیلئے تالیاں بجانے لگے

تھے یہاں تک کہ مہروز بھی۔

داراب اسکی بات پر پیٹ پکڑے پاگلوں کی طرح ہنسنے

لگا اس پر اس اچانک پڑے دورے پر بیلا نے حیرت

سے دیکھا۔

"بیلا تم کو بتیسی توڑنا آتا ہے؟" زریاب کے سوال پر وہ یکدم سے گڑبڑا گئی۔

"ن۔۔۔نہیں تو"

"بس۔۔۔تم بھی بن لیا خان کا بیوی" اسکی نفی پر جل بھن کر بولے جبکہ داراب پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے اپنی جنگلی بلی کو دیکھنے لگا۔

"اسکو بیڈ توڑنا آتا ہے" وہ جھک کر بیلا کے کان میں سرگوشی نما انداز میں بولا۔

وہ جھٹ سے اسے پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"لالا۔۔۔ام کو بتاؤ بتیسی کیسے توڑنا ہے" وہ چمچ قابو کرتی دانت پیس کر ان سے پوچھنے لگی

"میں بتاتا ہوں بتیسی کیسے ٹوٹتا ہے" عثمان سب کے بیچ خوشی سے اچھلا تھا جیسے کوئی جنگ فتح کرنے کا پلان بنالیا ہو۔

"آؤ میرا بچہ۔۔۔پہلے تمہارے مذکر مؤنث ٹھیک کرواؤں" پامیر کی بات پر سب کے درمیان قہقہوں کا سمندر سا امڈ آیا تھا۔

عثمان نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"بھئی تم کیوں تنگ کرتا ہے امارے عثمان کو۔۔۔ام کو اسکا یہی غلطی بہت پسند ہے "

زریاب نے فورا اسے اسکی سائیڈ لی وہ بچپن سے زیحال کے ساتھ تھا دونوں کی دوستی کتنی گہری تھی یہ پوری حویلی جانتی تھی

یہاں تک کہ نوشیر وال صاحب اسے زیحال کی طرح بیٹا ہی سمجھتے تھے۔تب ہی وہ اتنا کھل کر سب کے بیچ بیٹھا تھا۔

"دیکھا تم نے۔۔۔یہ ہوتا ہے محبت" وہ فرضی کالر کھڑے کرتا شوخ سا ہوا۔

"محبت ہوتی دیکھی ہے ہوتا نہیں ہٹ۔۔۔چائنی مکسچر"

یہاں انکی آپس میں شروع ہو گئی تھی جسے سب نے ہی بہت انجوائے کیا تھا۔

جبکہ انکی یہ پیاری سی جنگ مشی کومل اور آئرہ خوب انجوائے کر رہی تھیں۔

جب کومل نے نوٹ کیا کہ زمل ان کے بیچ نہیں تھی

وہ یہاں وہاں اسے تلاش کرنے لگی۔

"زمل کہاں ہے؟" اسکے سوال پر مشی اور آئرہ نے

بھی اسے تلاشہ۔

"وہ تو شام سے نظر نہیں آئی" آئرہ کی بات پر کومل

اٹھ کر خود زمل کو بلانے کمرے میں جانے ہی لگی تھی

جب فرخندہ بیگم کی آواز پر بے ساختہ رک گئی۔

"وہ۔۔۔آ۔۔۔آرام کر رہا ہے۔۔۔اسکا طبعیت کچھ

ٹھیک نہیں تھا تم بیٹھو بچے۔۔۔ام اسکو دیکھ لے گا "

وہ از حد محبت سے بولتی کھانے کی جانب متوجہ ہی گئیں

کومل کیلئے انکی محبت کا احساس ہی کافی تھا۔وہ سب کے ساتھ بیٹھ کر خوشگواریت بھرے ماحول میں کھانا انجوائے کرنے لگی۔

اتنے میں باہر سے آتے ہوئے زیحال پر نظر پڑی وہ اپنے ہی دھیان میں چلتا ہوا اوپر جارہا تھا جب کانوں میں فرخندہ بیگم کی آواز سنائی دی

"زی" انکی آواز پر اس نے بے اختیار اس جانب
دیکھا
اور دیکھتے ہی آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگیں اس نے ایک
ایک چیز بغور دیکھی جب اسے احساس ہوا کہ وہ یہ تک
بھول گیا تھا کہ وہ حویلی میں رہ رہا ہے۔
وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں وہی چلا آیا۔
"کدر بچے۔۔۔آ کر کھانا کھاؤ" وہ فکر مند سی بول رہی
تھیں جبکہ زریاب کی سکین کرتی آنکھوں نے اسکی
حالت دیکھی تھی۔

"نہیں مورے۔۔۔ بھوک نہیں ہے" وہ دھیمے لہجے میں انکار کرتا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔

اسکے جانے سے زریاب کو کھانا بدذائقہ سا لگنے لگا تھا وہ بے اختیار اسکے بارے میں سوچنے لگے۔

وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر اپنے کمرے میں آگیا۔

جہاں پہلے سے ایک اور کڑی آزمائش اسکا شدّت سے انتظار کررہی تھی۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھ زمل بدک کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

اسکے یوں اٹھنے پر وہ کچھ حیران سا اسے دیکھنے لگا۔ آج پہلی بار اسکی آنکھوں میں اپنے ہبی کو دیکھ محبت کی جگہ خوف در آیا تھا۔

وہ دھیرے سے قدم اٹھاتے اسکے قریب آیا اور بغور اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔

"گلا لے۔۔۔یو او کے ؟" اسکے رخسار پر ہاتھ رکھتے وہ محبت بھرے لہجے میں پوچھتے فکر مندی سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

جو بار بار اس سے نظریں چرا رہی تھی

"یہاں دیکھو" وہ سب بھولے اسکی فکر میں بے چین ہوا تھا

ہیزل آنکھوں نے کتنی مشکل سے ان گرے جھیل سی آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت کی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔

"بتاؤ کیا بات ہے۔۔۔ کسی نے کچھ کہا؟ مجھے بتاؤ" وہ کب برداشت کر سکتا تھا کہ اسے کوئی کچھ کہہ دے۔

زمل سر نفی میں ہلانے لگی آنسوؤں کا گولہ سا حلق میں پھنس گیا تھا وہ ضبط کرتی بمشکل مسکرا دی۔

"آ۔۔۔آپ کہاں تھے۔۔۔میں۔۔۔نے بہت مس کیا آپ کو" وہ بے اختیار اسکے سینے سے لگتی بھرائے لہجے میں پوچھنے لگی

ڈر تو ان آنکھوں کا تھا جنہیں وہ پڑھ لیتا۔

"پاگل میں تو کچھ کام سے گیا تھا۔۔۔ لیکن تم کیوں رو رہی ہو مجھے وجہ بتاؤ۔۔۔ ورنہ میں ابھی نیچے جا کر سب سے پوچھونگا "

اسکی بات پر زمل یکدم پیچھے ہٹتی تیزی سے سر نفی میں ہلانے لگی۔

"ک۔۔۔ کسی نے بھی کچھ نہیں کہا۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے آپ کی یاد آرہی تھی "اس میں ہمت نہیں تھی اس وقت یہ سچ بتانے کی۔

یاشاید یہ قسمت تھی تو اس شخص پر کچھ دیر رحم کھا رہی تھی۔

"پکا۔۔۔؟"

"آپ کو یقین نہیں ہے؟" تاسف سے پوچھا جب اس نے ان ہیزل آنکھوں میں دیکھ اپنے لب اسکے ماتھے پر رکھ دیے۔

"خود سے زیادہ۔۔۔پوری دنیا سے زیادہ" ان الفاظوں میں جنون بھری شدّت تھی یہ سچ تھا ایسا کیسے ممکن تھا کہ جسم کو روح پر یقین نہ ہو۔

وہ اسکے سینے سے لگی گہری سانسیں لینے لگی اس شخص کے پاس سکون کا ڈھیر تھا ایسا ہی کچھ وہ بھی اسکے بارے میں سوچ رہا تھا۔

جب اسکے موبائل پر کسی کی کال آنے لگی۔ زیحال نے جیسے ہی سکرین دیکھی سامنے جگمگاتا نام دیکھ گرے جھیل سی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگی۔

اور آگے سے ملنے والی خبر پر تو گویا پیروں تلے سے زمین ہی کھینچ لی گئی تھی۔

اسکے چہرے پر پریشانی بھانپتے زمل دھیرے سے اسکے ساتھ آ کھڑی ہوئی اور اسکی کال کے ختم ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

جب وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں موبائل نیچے کرتا شل کھڑا سامنے دیکھتا رہا۔

"ہبی۔۔۔سب ٹھیک ہے ؟"وہ اسکی آستین چٹکی میں تھامے دھیمی آواز میں استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"ہمم۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔میرے کپڑے نکالو۔۔۔مجھے کام سے جانا ہے "

وہ کہتے ہی باتھ روم کی جانب بڑھ گیا زمل نے پریشان کن نظروں سے گھڑیال کی جانب دیکھا جہاں رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

اس وقت وہ کہاں جا رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آئی وہ اپنی ہی سوچوں میں الجھی وارڈروب کی جانب بڑھ گئی اور جا کر اسکے لئے سادہ سا لباس نکالنے لگی۔

ڈرائیور نے گاڑی گیٹ کے باہر ہی جا کر روک دی تھی آگے اسکے بندے کھڑے تھے اس نے گردن ذرا سی ترچھی کر کر آگے دیکھا۔

"بوس۔۔۔آگے گاڑی نہیں جاسکتی" وہ نہایت

مؤدب انداز میں بتا کر گاڑی سے اترتا دوسری جانب آ

گیا اور اسکی جانب کا دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔

جب وہ دھیرے سے اتر کا سامنے کا منظر دیکھنے لگا۔

بلیک شیڈ واور آرسن بھی یہی موجود تھے وہ قدم قدم

چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

فارم ہاؤس پر لگے خوبصورت پودے اجڑ کر اسکے

قدموں تلے آرہے تھے یہ توڑ پھوڑ اس بات کا ثبوت

تھی کہ یہاں کوئی طوفان آیا تھا۔

اور اب یہ طوفان کونسا تھا اسے پہلے سے بخوبی علم تھا۔

"پاشا۔۔۔"اس سے پہلے کوئی اسے کچھ کہتا وہ ہاتھ اٹھاتے اسے روک گیا۔اور اپنے فارم ہاؤس کو دیکھنے لگا۔

"کہاں ہے وہ؟"آواز میں بلا کی سرد مہری تھی۔

"اندر بیٹھا ہے"آرسن کا لہجہ یہ بتاتے ہوئے از حد کڑوا ہوا تھا۔

وہ اس جانب سپاٹ نظروں سے دیکھتا ہوا آگے بڑھا اور دھاڑ سے کمرے کا دروازہ کھول گیا جہاں سامنے ہی وہ ہاتھ بندھے بیڈ پر بیٹھا تھا۔

ہاتھ پر بینڈج، ماتھے پر بکھرے بال اور بلیک پینٹ پر بلیک کی بٹنوں والی شرٹ پہنے کف موڑے وہ جبڑے بھینچے بیٹھا تھا۔

اسے دیکھ زیحال کے ماتھے پر کئی شکنیں نمودار ہوئی تھی وہ خود پر کڑا ضبط کس قدر کر رہا تھا یہ اسکے ہاتھ کی بند مٹھی سے ہی معلوم ہو رہا تھا۔

"ابراہیم کہاں ہے؟" وہ بنا اسکی جانب دیکھے سرد مہری سے پوچھ رہا تھا۔

ایک بار نظر اٹھا کر سامنے دیکھ لیتا تو یقیناً یہ اطمینان اتنا گہرا نہ ہوتا کیونکہ وہاں زیحال خان آفندی نہیں تھا۔

اسکی آنکھوں میں کسی اور کا تاثر تھا۔

"میں نے پوچھا ابراہیم کہاں ہے؟" وہ اٹھ کر اسکے مقابل ہوتا سپاٹ لہجے میں پوچھنے لگا۔

"کیوں؟" ضبط سے پوچھا۔

"اسے لینے آیا ہوں" انداز بلکل نارمل تھا ایسے جیسے

کوئی معمولی سی چیز لینے آیا ہو۔

"اسکے لئے یہ سب؟" اسکا اشارہ توڑ پھوڑ کی جانب تھا

جو اسکا اچھا خاصا اربوں کا نقصان تھا۔

"آپ ایسے نہ آتے" مطلب اسے بلانے کیلئے اس نے

یہ توڑ پھوڑ کی تھی۔

تھے تو دونوں بھائی ایک ہی شخص کا خون کیسے نہ

عادتیں ملتیں اور وہ بھی ٹیڑھی۔

اس نے بغور اسے دیکھا اسے ایک جھلک زارک کی تو اگلی جھلک برلاس شاہ کی لگ رہی تھی۔

وہ پیشانی مسل کر گہری سانس لیتے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبائے اسے گردن ٹیڑھی کر کر دیکھنے لگا۔

اسکا یہ انداز کلر تھا۔جو سامنے والے کو اسکے لئے پاگل کر دیتا تھا۔

وہ قدم قدم چلتا ہوا اسکے سامنے بلکل مقابل آ کھڑا ہوا اور ان اولیو گرین آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

کمرے میں سنسناہٹ سی پھیل گئی تھی ایسے جیسے دل کی دھڑکن بھی سنائی دے جائے۔

"وہ جہاں ہے۔۔۔وہاں سے اسے کوئی نہیں لا سکتا" وہ کہتا کہ وہ اس موت کے پاس ہے جسے ابراہیم نے خود چنا تھا۔

"کیونکہ۔۔۔"بول کر وہ لمحہ بھر کو رکا یہ لمحہ زارک کے ضبط کو کڑا آزما رہا تھا اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"اسکے پیچھے پاشا بے کھڑا ہے"یہ صرف الفاظ نہ تھے یہ تباہی تھی۔

آج تک اسکی بگڑی اولاد کے کھلونے یونہی اس تک نہیں رہے تھے ایسے ہی وہ ہر ایک تک نہیں پہنچ جاتا تھا۔

اسکے پیچھے ایک طاقت تھی جس کا نام تھا"زیحال خان آفندی"جس کے ہوتے ہوئے کوئی بھی آندھی یا طوفان اسکے بیٹے تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

کیونکہ وہ اسفند کا بیٹا تھا۔۔۔مگر اب وہ زیحال خان آفندی کا بیٹا بن چکا تھا جس نے دنیا اپنے بیٹے کے قدموں میں رکھ دی تھی۔

وہ جس کھلونے پر ہاتھ رکھتا تھا وہ اسکے پاس اس لئے

پہنچتا تھا کیونکہ اسکے لیے اسکا باپ کھڑا تھا۔

اس نے بالاج سے خود حساب برابر کیوں نہیں کیا۔

کیونکہ یہ حساب اس سے بہتر تھا جو وہ قطرہ قطرہ کر کر

ادا کرتا۔

زارک نے چہرے کے تاثرات بے اختیار ڈھیلے چھوڑ

دیے۔

"مجھے چاہئے وہ" وہ سرسری سے انداز میں مگر اسے بتا

رہا تھا کہ وہ اب یہ چاہتا ہے۔

زیحال نے کندھے اچکا کر سر کھجایا جیسے سخت کوفت کا شکار ہوا ہو۔

"ایسا بھی کیا ہے اس آدھے مرد میں ؟"اس کی بات پر زارک حیرت سے اسے دیکھتا یکدم سے خود کو کمپوز کر گیا۔

"وہ جو پورے مردوں نے نہیں کیا "

"جیسے کے ؟"وہ واقعی جاننا چاہتا تھا کیونکہ زارک ولف جیسا شخص اتنا بے وقوف نہیں تھا شاید وہ خود بھی جانتا تھا کہ وہ ابراہیم سے زیادہ طاقتور ہے

اسکے باوجود وہ اسکی غلامی میں رہتا تھا

اس بات کا جواب بہت سادہ سا تھا مگر اگر وہ یہ الفاظ

اپنی زبان پر لے آتا تو یقیناً وہ مر جاتا۔

وہ ایک قدم آگے آتا زیحال کی آنکھوں میں دیکھنے

لگا۔

"میرا اس دنیا میں اسکے علاوہ اور کوئی نہیں ہے" یہ

صرف الفاظ نہیں تھے یہ دل کو چیر دینے والا ایک

احساس تھا۔

"جو تھے وہ بھی نہیں رہے" وہ بلکل نارملی انداز میں بول رہا تھا مگر زیحال جانتا تھا

اندر سے اسکے کوئی چیخ رہا تھا کہ ایسا کیوں اسکے ساتھ ہی کیوں۔ وہ تنہا تھا ایک بھائی ملنے کے بعد بھی وہ تنہا ہی ہے۔

"تو مجھے اب وہی چاہئے میں اسے آپ کی گرفت سے بازیاب کروالونگا۔۔ چاہے میری جان کیوں ناں چلی جائے"

بول کر وہ رکا نہیں تھا پیچھے اپنے الفاظ کا ایسا اثر چھوڑ گیا تھا کہ زیحال کتنی ہی دیر انکے حصار میں گھرا کھڑا رہا۔

اسے زارک کی جگہ بر لاس محسوس ہوا تھا کیا وہ اسے کبھی یوں تنہا دیکھ سکتا تھا؟

اسے چاہئے تھا کہ وہ رو دیتا اسکے غموں پر مگر وہ پھر بھی ختم نہ ہوتے۔

____

وہ تقریباً ایک گھنٹے سے اسکی گود میں سر رکھے فرش پر

ہی لیٹا ہوا تھا یا قوت بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگائے اس

کے سر میں نرم انگلیاں پھیر تا رہا۔

یہ احساس اسے کسی جلتے الاؤ سے پر ٹھنڈی پھوار کا کام

کر گیا تھا۔

اسے غصّہ آتا تھا مگر اسکے بھائی اسے سمبھال لیتے تھے

تو وہ کیسے نہ ان بھائیوں کو اپنا سب کچھ مان لیتا۔

جنہوں نے اسکے لئے اسکے ماں باپ سے بڑھ کر کیا

تھا۔

"انہوں نے مجھے تھپڑ بھی مارا" وہ کب سے روتے ہوئے معصومیت سے یاقوت کو شکایتیں لگا رہا تھا۔

اور کوئی ٹائم ہوتا تو وہ ہنس پڑتا مگر اس وقت اسے برلاس پر صرف نرمی آ رہی تھی۔

"ہو جاتا ہے کبھی کبھی ایسا۔۔۔ماں باپ بھی تو مار دیتے ہیں"

اسکی بات پر برلاس نے تڑپ کر اسے دیکھا آنکھیں لبالب پانی سے بھر گئی تھیں۔

"وہی میرے بابا ہیں" وہ جیسے بے اختیار بولا تھا

یاقوت کو اپنے لفظوں کا احساس ہوا۔

وہ مسکرا کر جھکتے ہر لاس کے سر کا بوسہ لے گیا۔

"تو میری جان۔۔۔دل پر کیوں لے رہے

ہو۔۔۔ایسے تھپڑ تو میں بہت بار کھا چکا ہوں "

"نہیں مجھے پتہ ہے آپ پرفیکٹ ہیں" وہ پھر سے

دھیما پڑ گیا اس ضدی بچے کی طرح جو کہے کہ ماں باپ

کو ایک سے پیار ہے اور اس سے نہیں۔

"غصّہ بھی کیا مجھ پر۔۔۔میں ان سے بات نہیں
کرونگا اب" وہ اعلانیہ ناراض ہو رہا تھا
جس کا مطلب تھا اسے منایا جائے مگر کیسے اسے نئ
بائیک دلا کر یا اسکی اور کوئی فرمائش پوری کر کر۔
" بائیک کا ذکر کیا تو الٹا لٹکا دیں گے بھائی
تمہیں۔۔۔آلریڈی بہت بائیکس لے چکے ہو تم" وہ
پہلے سے خبر دار کر رہا تھا۔
"میں پھر بھی لونگا۔۔۔انہوں نے غصّہ کیا ہے" اسکی
باتوں پر یاقوت کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آرہی تھی

یہ بات وہ مان گیا تھا کہ حالات ہی انسان کو وقت سے پہلے یا بعد میں بڑا کرتے ہیں۔

اس میں اور زارک میں زمین آسمان کا فرق تھا حالات شروع دونوں کے ایک سے ہوئے تھے مگر فرق صرف اتنا تھا کہ اسے ابراہیم مل گیا تھا جس نے اسے پتھر دل بنا دیا۔

جانوروں کی طرح اس سے کام لیتا رہا یہاں تک کہ وہ اسکا ملازم بن چکا تھا۔

مگر وہی برلاس شاہ جسے پالنے والا خود ایک کھرا مرد تھا

"زیحال خان آفندی "

جس نے اسے اپنی اولاد کی طرح پرورش دی تھی اسکے

ناز نخرے اٹھا کر اسے خود ضدی بنایا تھا۔

وہاں وہ کانٹوں پر پل بڑھ کر خود ایک کانٹا بن چکا تھا اور

یہاں یہ تین بھائیوں کا پیار پا کر ضدی بگڑیل اور

شرارتی بن گیا تھا۔

اسے نجانے کیوں زارک کیلئے دلی ہمدردی محسوس ہونے لگی تھی۔وہ کیوں اسکے لئے برا محسوس کر رہا تھا

جب اگلے پل اس نے برلاس کو دیکھا وہ اب بھی شکایتیں ہی لگا رہا تھا جبکہ یاقوت کا ذہن ان دونوں کے بیچ گھوم کر خوف میں مبتلا ہو گیا تھا۔

وہ برلاس کو اپنے سینے سے یوں لگا گیا جیسے کوئی اسکا پسندیدہ کھلونا اس سے چھین لے جائے گا۔

"کیا ہوا؟" اسکے اچانک عمل پر برلاس چونکا۔

"تم میرے بھائی ہو۔۔۔ صرف میرے" وہ یہ برداشت ہی نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی اسے اپنا بھائی سوچ بھی لے۔

"افکورس ایم یورس۔۔۔(ظاہر ہے میں آپ کا ہوں)" وہ نہیں جانتا تھا کہ اس وقت کونسی توڑ پھوڑ اسکے ذہن میں چل رہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

حویلی رات کے اس پہر گولڈن لائٹس سے جگمگ کر رہی تھی باہر لان کے پودوں کو بھی انہی لائٹس سے جگمگا کر منظر کو اور بھی حسین بنا دیا گیا تھا۔

باہر سے کھڑے ہو کر اس حویلی کی اصل شان معلوم ہوتی تھی جو زمین کے اس ٹکڑے پر برسوں سے کھڑی اپنا شان برقرار رکھے ہوئے تھی۔

آج وہ سب اسی لان کے دامن میں جمع تھے کافی عرصے بعد یہ حسین وقت آیا تھا۔جب وہ تمام لوگ اس ایک جگہ جمع ہوئے تھے۔

زیحال بھی ان سب کے ساتھ شامل تھا مگر ذہنی طور پر وہ یہاں موجود نہیں تھا۔

تمام مرد حضرات اپنی اپنی باتیں کر رہے تھے اور پھر کسی ایک بات پر دل کھول کر ہنس دیتے۔

انکے قہقہے لان میں گونجتے فضاؤں میں سر سا بکھیر رہے تھے۔

ملازم ایک کے بعد ایک ڈش لے کر آرہے تھے لیکن اسکے بعد بھی باہر باربی کیو کا سیٹ اپ زور و شور سے چل رہا تھا۔

"بابا یہ۔۔۔ٹیسٹ کریں۔۔۔میں نے بنایا ہے"

داراب ایک پلیٹ اچھی سی سجا کر نوشیر وال صاحب کے پاس آگیا

آج تو ز ہے نصیب وہ بھی بچوں کے ساتھ شامل تھے اس حسین پل میں اور انکا ہونا اس منظر کو اور بھی حسین بنا گیا تھا۔

"ام کو پہلی بار پولیس اچھی لگی ہے" زریاب کی چوٹ پا جہاں سب ہنسے تھے وہی داراب نے ترچھی نظروں سے انکو دیکھا۔

"بابا۔۔۔" اس نے فوراً سے نوشیروال صاحب کو شکایت لگائی۔

"زری" انکی ایک آواز آنی تھی کہ زریاب خان تیر کی طرح سیدھے ہو کر بیٹھے تھے۔

"لالا۔۔۔ ویسے بچپن میں زیادہ شرارتی کون تھا۔۔۔ بھائی تو نہیں ہو سکتے"

پامیر اسے یوں شریفوں کی طرح بیٹھے دیکھ خود ہی نفی کر گیا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔۔جوک آف دی ڈے" عثمان پیٹ پکڑے زور سے ہنستا چلا گیا جب پامیر نے جل بھن کر گرم گرم کباب اسکے منہ میں ٹھونس دیا۔

پھر جو باقی ہنسے تھے خود نوشیر وال صاحب بھی ہنس ہنس کر سرخ پڑ گئے تھے۔

"یہ جب بھی کھیلنے جاتا تھا اس بالاج کا طبعیت صاف کر کے آتا تھا "

زریاب کی بات پر ڈاکٹر برہان نے آرسن کی جانب دیکھا

دونوں نے پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی دبائی

"وہ تو آج بھی ہو رہی ہے" انکا دل چاہا زور سے بولے لیکن خیر تھی۔

وہ زرتشم کو لے کر شام ہی آ گئے تھے اسکی ضد تھی حویلی میں آ کر ان سب کے ساتھ رہنے لگی۔

"ویسے۔۔۔ داماد صاحب آپ کے جانے کا وقت نہیں ہو گیا؟ "

پامیر نے سب کے بیچ جان بوجھ کر برہان کی ٹانگ کھینچی جسے ہنستے ہوئے وہ دیکھ چکا تھا۔

"نہیں۔۔۔اپنے بھائی سے جوزن مریدی کا کورس کیا تھا اس میں یہی سیکھا ہے جب تک بیوی میکے رہے تم بھی شرم تالے میں بند کر کر گھر داماد بن جاؤ"

اس بار جو عثمان کو ہنسی کا دورہ پڑا تھا وہ کرسی سے ہی نیچے الٹ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گیا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ تو بے عزتی ہو گیا۔۔۔ہاہاہاہا" وہ پامیر کے پھولے ہوئے منہ کی طرف اشارہ کرتے پاگلوں کی طرح ہنستا رہا۔

"بھائی۔۔۔" اس نے فوراً سے زیحال کو شکایت لگائی۔

"یہ۔۔۔یہ چینی بکر اضائع ہو جائے گا میرے ہاتھوں" وہ سچ میں جیسے جلتے توے پر بیٹھا تھا۔

"عثمان۔۔۔" زیحال نے ایک گھوری اسے دی جب اسی وقت یاقوت برلاس کو لئے وہی انکے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔

"ماڑا۔۔۔یہ کدر گم تھا۔۔۔ام کو تو ابھی دکھا ہے" زریاب برلاس کو دیکھتے ہی جیسے کھل اٹھے تھے۔

"اوئے۔۔۔ تیرا کیوں منہ اترا ہوا ہے۔۔۔ طبعیت

ٹھیک ہے؟"پ

امیر اسے کافی دیر بعد کا اب دیکھ رہا تھا۔

برلاس نے ترچھی نظروں سے زیحال کو دیکھا وہ اسے

ہی دیکھ رہا تھا تب ہی پھولے غبارے کی طرح چہرہ

جھکا گیا۔

زیحال چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔

"کیوں ناں اتن کریں آج" داراب کی پیش کش پر

سب سے پہلے پامیر کی بانچھیں کھلی تھیں۔

وہ سب مل کر سپیکر میں میوزک چلائے آگ کے ارد گرد گھوم کر اتن کرنے لگے تھے۔

"زی۔۔۔آؤ ناں" اسے وہی بیٹھے دیکھ داراب نے آنے کا اشارہ کیا۔

"نہیں۔۔۔آپ سب کریں" وہ نرمی سے انکار کرتا جیسے ہی سیدھا ہونے لگا نظر اوپر بالکونی میں کھڑی ان ہیزل آنکھوں پر پڑی۔

وہ آنکھیں چھوٹی کر کر اس سے اتن کرنے کی فرمائش کرنے لگی

پھر کیسے ممکن تھا کہ وہ اس لڑکی کی کوئی بات ٹال دیتا۔

سب کے بیچ وہ بھی شامل ہوا تھا

اسے اتن کرتے دیکھ زمل کو اپنا دل سمبھال پانا از حد مشکل لگ رہا تھا جو بار بار ہتھیلی پر آ دھڑک رہا تھا۔

"ممما۔۔۔ باباوات دوئنگ (ماما بابا کیا کر رہے ہیں)"

زامل زالے اسی وقت اسکا فراک پکڑ کر دونوں اطراف آکھڑے ہوئے تھے۔

"ڈانس" وہ مسکرا کر بولتی اپنے ہبی کو ہی دیکھتی رہی جو کمبخت قیامت لگ رہا تھا۔

"ممی۔۔دانش۔۔۔مما (میں ڈانس کروں ماما)" وہ خوش ہوتے آنکھیں پٹپٹا کر پوچھنے لگا۔

"ممی۔۔۔اوشو (میں بھی کرونگی)" زالے خوشی سے اچھلنے لگی تھی زمل انکو دیکھ بے ساختہ گہرا مسکرادی

"اوکے آؤ" وہ دونوں کو لئے کمرے کے بیچوں بیچ آگئی پہلے زالے کو ننھی سی انگلی پکڑ کر اسے گول گول گھمایا اسکی ننھی سی فراک گھومنے لگی تھی۔

"یش مما۔۔۔می ہاپی (یس ماما میں خوش ہوگئی)" وہ اچھلتی تالیاں بجانے لگی تھی۔

"نو۔۔۔می مما(اب میں مما)"زامل کی بات پر وہ

اسکا ہاتھ پکڑنے ہی لگی تھی لیکن اس نے الٹا زمل کا

ہاتھ تھام لیا

"نو۔۔۔ببا۔۔۔آئک (نہیں میں بابا کی طرح

کرونگا)" وہ ٹھیک زیحال کی طرح اسکی انگلی تھام کر

اسے گول گھمانے کی کوشش کرنے لگا۔

زمل اسکی حرکت پر بے اختیار ہنس دی۔

"آپ ابھی چھوٹے ہو۔۔۔جب بابا کی طرح بڑے

ہو جاؤ گے تب اپنی ہائفی کے ساتھ کرنا "

وہ زمل کو وائف کی جگہ ہائفی بولتا بے حد کیوٹ لگتا تھا۔

"نو۔۔۔نو" وہ ضد پکڑ کر وہی لوٹ پوٹ ہونے کی تیاری کرنے ہی لگا تھا کہ زمل اس کے آگے فوراً سے ہار مان گئی

"اوکے چندا۔۔۔آؤ۔۔۔" وہ جانتی تھی کہ وہ اپنے باپ کی طرح ضدی تھا تب ہی اسکے سامنے بیٹھ کر اپنی انگلی اسے تھما گئی۔

وہ خوشی سے اسے گول گھمانے کی کوشش کرنے لگا مگر ایسا ممکن نہیں تھا وہ زمل کی آدھی ٹانگوں تک آتا تھا

مگر اسکی کوشش اور اتنے پرفیکٹ انداز میں گھمانے کا طریقہ دیکھ وہ شاکڈ رہ گئی تھی۔

"اوکے میرا بیٹا۔۔۔آپ ایسے کرو" وہ زامل کو گود میں لے کر اسے انگلی پکڑائے گول گھوم گئی

زامل اسی میں خوش ہو گیا کہ اس نے مما کے ساتھ بابا والا ڈانس کر لیا۔

زالے انکو دیکھ زور زور سے تالیاں بجانے لگی تھی۔

وہ دونوں گھوم ہی رہے تھے جب پتہ ہی نہیں چلا کب

قدموں میں تیزی آگئی اور وہ گھومتی ہوئی بے اختیار

گرنے ہی لگی تھی

کہ کمرے میں داخل ہوتے زیحال سے جا ٹکرائی۔

جب وہ دونوں کو تھامے بہت برا گرنے سے بچا گیا

تھا۔

زمل تیز تیز سانس لیتی اسے دیکھنے لگی جو مصنوعی غصّے

سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا تھا یہ ؟" سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ زمل کو اس سے

بے ساختہ ڈر لگا۔

"وہ۔۔۔ز۔۔۔ زامل ضد کر رہا تھا ڈانس کی" اس سے

پہلے وہ آگے کچھ کہتی وہ زامل کو اسکی گود سے لے کر

نیچے اتار گیا۔

"تمہیں ویٹ اٹھانے سے ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا

تھا تمہیں سمجھ نہیں آئی تھی انکی بات؟ "

وہ ڈانٹ نہیں رہا تھا انداز صرف پوچھنے والا تھا مگر اسکی

بات پر زمل کا دل رک رک کر دھڑکنے لگا آنکھیں

شدّت سے بھرنے کو بے چین ہوئی تھیں۔

"لیکن آہستہ آہستہ ڈانس کرنے سے منع نہیں کیا

تھا" وہ بول کر آخر میں مسکراتے اسکی انگلی تھام کر

دھیرے دھیرے گھمانے لگا

زمل کے لبوں سے لمبی سانس خارج ہوئی۔

"یے۔۔۔ بابا۔۔۔ یوون۔۔۔"

"ماہ بیا۔۔۔ ون"

زامل زالے دونوں ہی اچھل اچھل کر تالی بجاتے اسی کسی ریس جیسا سمجھ کر خوش ہو رہے تھے۔

وہ نیچے خود کو سب کے بیچ ہو کر بھی خالی خالی محسوس کر رہا تھا مگر اب جیسے دنیا ہی حسین بن گئی تھی۔

وہ اسے گول گھماتے دھیرے سے اپنے بازو پر لے گیا اور عین اسکے چہرے پر جھکے اسکی ہیزل خوبصورت آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"ہ۔۔ہبی اپنا بازو" وہ اسکے بازو کا سوچتی بے اختیار فکر مند سی ہوئی۔

"تمہارے آگے ہر درد بے وقعت ہے" وہ شریر انداز میں بولتا اسکی ناک کی ٹپ چوم گیا۔

اس کے عمل پر زمل یکدم سے بلش کر گئی تھی۔ جب وہ اسے بانہوں میں بھرے دائیں سے بائیں موو کرنے لگا۔

"تمہیں ایک بات بتاؤں" اسکے پوچھنے پر زمل بے اختیار سر اثبات میں ہلاتی اسکے سینے پر سر ٹکا گئی۔

"میری زندگی مشکلات سے بھری رہتی ہے۔۔۔ایک مشکل ختم نہیں ہوتی کہ اگلی آزمائش مجھ سے ملنے کیلئے شدّت سے بے چین ہوتی ہے "

اسکی بات پر وہ دھیرے سے ٹیک چھوڑتی دھیمی دھیمی سانسیں لیتی اسے دیکھنے لگی۔

"مگر تمہارے میری زندگی میں آنے کے بعد مجھے ہر مشکل چھوٹی لگنے لگتی ہے "

اسکے لہجے میں زمانے بھی کی تھکاوٹ تھی مگر آج وہ اپنی باتوں سے زمل کی جان نکال رہا تھا۔

اسکا دل کسی سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا۔

وہ اسے لئے صوفے پر آ بیٹھا تھا زامل زالے بھی اسکے

پاس ہی آ چکے تھے۔

اس نے باری باری دونوں کے گال چومے۔ بدلے

میں وہ بھی اپنے بابا کو پیار کرنے لگے۔

"تم سے مجھے اپنی زندگی کے سب سے حسین تحفے ملے

ہیں" وہ زامل زالے کو کن نظروں سی دیکھ دل میں

شکر ادا کرنے لگا تھا۔

جب اگلا پل زمل کی جان لبوں پر لے آنے والا تھا۔ وہ اسکی بیلی پر ہاتھ رکھ گیا۔

"اور کتنا وقت ہے۔۔۔ مجھے بے صبری سے اس کا انتظار ہے"

طلب اسکے لہجے میں واضح تھی مگر یہ الفاظ زمل کو مزید خوف زدہ کر گئے تھے۔

"ہ۔۔۔ ہبی۔۔۔ آ۔۔۔ اپ سیٹ لگ رہے ہیں کیا بات ہے" وہ اسکا دھیان دوسری جانب موڑنے کی

کوشش کرنے لگی جس میں وہ کامیاب بھی ہو گئ

تھی۔

"میں پریشان ہوں۔۔۔ ذڑ گیہ "اسکے انداز پر زمل کا

دل کسی گہری کھائی میں ڈوبنے لگا۔

"ک۔۔۔ کیا بات ہے مجھ سے شئیر کریں۔۔۔" وہ

اپنی بھول ے اسکی فکر میں ہلکان سی ہوئی۔

وہ بولنے کیلیئے الفاظ ڈھونڈ رہا تھا مگر آج اسے الفاظ بھی

نہیں مل رہے تھے۔ جب اتنے میں دروازہ ناک

کرتے ملازمہ نے آواز دی۔

"بی بی صاحبہ۔۔۔ بڑی بیگم نے آپ کی دوائیں بھیجی ہیں" وہ نہایت مؤدب انداز میں اندر آنے کی اجازت مانگ رہی تھی۔

مگر دواؤں کے ذکر پر زیحال نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

"دوا؟۔۔۔ کس چیز کی دوا۔۔۔ تم ٹھیک ہو گئے؟" وہ یکدم سے سیدھا ہو بیٹھتے اسے دیکھنے لگا۔ مبادہ کہیں چوٹ نہ کھالی ہو۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔وہ" اصل جان تو اسکی اب نکل رہی تھی جب اس نے زیحال کی جانب دیکھا وہ شدّت سے اسکے بولنے کا منتظر تھا۔

زیحال اسے عجیب سی کشمکش میں مبتلا دیکھ خود ہی

دروازے کی جانب بڑھنے لگا تھا جب اسے جاتے دیکھ

وہ یکدم سے اسکا بازو تھام کر روک گئی۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔میں دیکھتی ہوں" وہ اسے روک

کر خود جلدی جلدی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

"آرام سے۔۔۔اتنی بھی کیا جلدی ہے" وہ اسے ایسے

بھاگ دوڑ والے انداز میں جاتے دیکھ تھوڑا خفا ہوا وہ

بلکل اپنا دھیان نہیں رکھ رہی تھی۔

وہ آدھا دروازہ کھول کر غصّیلی نظروں سے اس

ملازمہ کو دیکھنے لگی۔

"ب۔۔۔بی بی جی۔۔۔یہ" ملازمہ اسے غصّے میں دیکھ

ٹھیک گھبرائی تھی۔

جب وہ اسکی ٹرے میں سے ایک ٹیبلیٹ اٹھا کر اسے

وہی سے واپس بھیج گئی۔

اور دروازہ بند کرتی جیسے ہی پیچھے مڑی اسکے فولادی

سینے سے جا ٹکرائی وہ عین اسکے پیچھے کھڑا تھا۔

زمل اس سے ڈر کے پیچھے دروازے سے لگ کر کھڑی ہو گئی اور خوف زدہ سی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہو۔۔۔کس چیز کی میڈیسن بھیجی ہے مورے نے" وہ اسکے عین قریب کھڑا سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"ک۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔بس سر درد تھا اس لئے مورے نے یہ بھیجی ہے" اس نے دھیرے سے ہاتھ آگے کر کر اسے میڈیسن دکھائی۔

زیحال ایک نظر اسکے ہاتھ پر ڈالتا اسے دیکھنے لگا۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔۔یہاں

بیٹھو۔۔۔زیادہ ہے ڈاکٹر کے پاس لے کر چلوں؟ "

وہ یکدم سے اسکے لئے فکر میں ہلکان ہوا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔میں یہ لونگی تو ٹھیک ہو جاؤنگی"

وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلنے

لگی جب وہ درمیان میں ہی اسکے ہاتھ سے جگ لے گیا

اور خود پانی ڈال کر اسے میڈیسن کھلائی۔

اسکی اتنی فکر اپنے لئے دیکھ زمل کا دل ڈوبنے لگا تھا وہ

اسے بھرائی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

"لیٹ جاؤ تم" وہ اسے کندھوں سے تھامے خود پیچھے تکیے پر دھیرے سے لٹانے لگا جب زمل کی نظر اسکے ہاتھ پر ہوئے بینڈج پر پڑی۔

"ہ۔۔۔ ہبی۔۔۔ یہ چوٹ کب آئی۔۔۔" وہ لیٹتے لیٹتے ایک دم سے اٹھ بیٹھی اور اسکا ہاتھ تھامے دیکھنے لگی۔

"کچھ نہیں ہوا معمولی سی چوٹ ہے "

"معمولی سی؟ یہ لگ رہی ہے معمولی سی؟ جانے سے پہلے آپ کا ہاتھ بلکل ٹھیک تھا تو اب کیسے؟ "

وہ اسکی بات درمیان میں ہی کاٹتی غصّے سے بولی۔

"گلا لے۔۔۔لگ جاتی ہیں ایسی چوٹیں تم ریسٹ کرو۔۔۔ہم صبح بات کریں گے۔۔۔"وہ اسے واپس تکیے پر لٹاتے اسکے اوپر کمفرٹر ٹھیک کرنے لگا۔

"پکا؟"اسکے لہجے میں بے ساختہ عرق امڈ آیا نجانے کیوں وہ رونا چاہتی تھی اسکے سینے سے لگ کر۔

زیحال نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور اسکے پاس بیٹھ کر چہرے پر جھکتے ایک ایک نقوش کو نرمی سے اپنے لبوں سے چھوا۔

"تمہیں نہیں بتاؤں گا۔۔۔تو کسے بتاؤں گا" کیا مان تھا اسکے لہجے میں۔

اس محبت پر زمل کا دل اش اش کر اٹھا تھا وہ وہی سے اسکے سینے سے لگ گئی۔

"آئی لو ویو ہبی" یہ الفاظ ایسے وقت میں زیحال کیلئے ہیلنگ کا کام کر گئے تھے۔

اسکے تنے اعصاب بے اختیار ڈھیلے پڑے وہ مسکرا کر اسکی گردن میں چہرہ چھپانے ہی لگا تھا کہ زامل زالے یکدم ساتھ ہی بیڈ پر دھمک پڑے۔

"می۔۔۔اوویو۔۔۔ببا(میں بھی آپ سے پیار کرتا

ہوں بابا)"زامل کو آج اس پر الگ ہی پیار آرہا تھا۔

زیحال نے ان دونوں کو پہلے تو گھورا پھر یکدم سے

ہنس پڑا زامل شرم کے مارے چہرے پر دوپٹہ ڈال گئی۔

"جب سے یہ دونوں آئے ہیں تب سے میں تم سے

ٹھیک طرح سے پیار نہیں کر سکا "

اسکی بات پر زامل نے وہی سے اسکی کمر پر دھپ رسید

کی۔

"تیسرے کے آنے کے بعد میرے خیال سے یہ رو کھا سو کھا بھی ختم ہو جائے گا" اب کی بار وہ اپنی بات سے زمل کو سانس لینا تک بھلا گیا۔

وہ دوپٹے کی اس پار سے اسکا چہرہ دیکھتی اپنے دل کو ڈوبتا ہوا محسوس کرنے لگی۔

وہ بچوں کے ساتھ لگ کر ہنس بول رہا تھا کوئی پریشانی کوئی تھکاوٹ اسکے ارد گرد قریب بھی نہیں تھی۔

یہ رشتہ اللہ پاک نے اس قدر خوبصورت بنایا تھا۔

بیوی بچے ایک مرد کیلئے دنیا میں راحت کا سامان بنا کر
بھیجے گئے ہوتے ہیں۔

وہ سب کے ساتھ باہر کافی دیر تک بیٹھا رہا تھا یہ پل
آنے والے وقت کی خوبصورت یادوں میں شمار ہو چکا
تھا جس میں سب نے ایک ساتھ مل بیٹھ کر اتنا
انجوائے کیا تھا۔

اتن کر کر سب اتنے تھک چکے تھے کہ کوئی مشرق میں بیٹھا تھا تو کوئی مغرب میں سب ایسے ہی یہاں وہاں پھیلے ہوئے تھے۔

نوشیر وال صاحب کے کمرے میں جانے کے بعد سے سب کو جیسے اور بھی آزادی مل گئی تھی۔

"ویسے۔۔۔لالا آپ کو بھی آرام کرنا چاہیئے" پامیر اور برہان آپس میں سرگوشی کرتے نجانے کیا سوچ کر بولے۔

"نہیں ۔۔۔ام ادر ہی بیٹھے گا" وہ بھی مزید پھیل کر

بیٹھتے کھلی فضا کے مزے لینے لگے۔

وہاں پامیر اور برہان کا منہ بچوں کی طرح فورا سے اترا

تھا دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"لالا کے سامنے انکی بہن سے ملنے گئے تو اسے بیوہ

کرتے دیر نہیں لگائے گے" پامیر کی بات پر برہان

کے چہرے پر پریشانی چھلکی۔

"یہی تو سب سے بڑا نقصان ہے تین تین پٹھان

بھائیوں کی بہن سے شادی کرنے کا "

پامیر کو لگا کہ وہ اب رو دیں گے تب ہی اسکی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"چچچ۔۔۔بیچارے" اسکے مذاق اڑانے پر برہان نے گھور کر اسے دیکھا

"ذرا تم جانے کی ہمت کرنا۔۔۔وہ تو پٹھان نہیں ہے" انکے کھلے چیلنج پر پامیر نے ترچھی نظروں سے گھورا۔

یہاں زریاب اور داراب کی موجودگی میں انکو اپنی بیویوں سے ملنے تک میں ڈر محسوس ہو رہا تھا کیا قسمت پائی تھی۔

حویلی ہی پوری پٹھانوں سے بھری پڑی تھی جس سے ماحول میں وزن سا آگیا تھا۔

"یہ تو پرسنل اٹیک ہے اب تو کچھ کرنا ہی پڑے گا" وہ پامیر سلطان تھا جسے کوئی کام مشکل کہہ دے اور وہ کرنے سے پیچھے ہٹ جائے۔

"ویسے پٹھانی تو وہ خود بھی ہیں۔۔۔انکے ساتھ کیسے نمٹتی ہے؟"اسکے سوال پر برہان کو زرتشم کی اردو یاد آئی تھی

وہ سر کھجاتے ہوئے بے اختیار ہنس پڑے۔

"وہ تو ہر روز بیڈ بناتے ہیں"انکی بات پر پامیر کو اچھو سا لگا۔

"وہ کیسے۔۔۔اتنی پاورفل ہیں گل؟"اسے بھی سمجھ نہیں آئی تھی جب برہان کے سمجھانے پر وہ دونوں

پاگلوں کی طرح ہنسنے لگے۔اور کئی دیر تک ہنستے

رہے۔

آخر میں پامیر کا ہی خرافاتی دماغ کام کرنے لگا تھا جو وہ

برہان کو جھکا کر انکی پیٹھ مسلنے لگے۔

"بس کریں کھانسی۔۔۔آپ کو پانی دوں" کھانسی

کے نام پر برہان نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

"کھانسی۔۔۔لیکن اسکو تو نہیں ہو رہا" زریاب نے

پریشان کن نظروں سے برہان کو دیکھا

اور پھر جو وہ ایکٹنگ کر کر کھانسنا شروع ہوئے تھے

اس چکر میں اصلی والی کھانسی کا دورہ آپڑا تھا۔

"م۔۔۔میں انکو پانی پلا کر لاتا ہوں" پامیر انکا ہاتھ

پکڑے اٹھنے ہی لگا تھا جب داراب نے بے اختیار

روک لیا۔

"تم دونوں کیوں جاؤ گے رکو میں ملازم سے کہتا

ہوں" اسکی نظر میں گھر کے داماد کی بہت عزت تھی

لیکن داماد کے کارنامے پتہ چلنے پر یقیناً وہی سب سے

پہلے بندوق اٹھاتا۔

"ن۔۔۔نہیں میں جارہاہوں ناں ساتھ دم والا پانی پلاؤں گا جلدی ٹھیک ہو نگے" اسکی بات پر اس بار سب کو اچھو لگا۔

عثمان جو فون پر ماہم سے بات کر رہا تھا واپس آتے ہوئے اسکی بات سن چکا تھا تب ہی اسکے منہ سے ہنسی کا پھوارہ سا پھوٹ کر نکلا۔

"مولوی سلطان صاحب اب دم کرے گی ہاہاہا" وہ پیٹ پکڑے جس طرح ہنسا تھا پا میر کا دل چاہا کچا چبا جائے اسے۔

"تم منہ بند کرواپنا۔۔" وہ کہاں اسکی سننے والا تھا

آج سے پہلے سنی تھی جو آج سنتا۔

"اچھا جاؤ جاؤ۔۔ماڑا کچھ ہو نہ جائے اسکو" برہان

ایکٹنگ کر کر پاگل ہو گئے تھے اب تو سچ میں حالت

بری ہونے لگی تھی

تب ہی ٹیبل کے نیچے سے پامیر کے بوٹ پر اپنا بوٹ

اتنی زور سے مارا کہ اسکے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل

گئی۔

"کیا ہوا؟" اسکی چیخ کر زریاب یکدم سے سیدھے ہو
بیٹھتے فکر مندی سے اسے دیکھنے لگے۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔دل چاہ رہا تھا چیخ نے

کا۔۔۔چ۔۔۔ چلیں ڈاکٹر صاحب "

وہ بنا ایک پل کی بھی دیری کئے جلدی سے انہیں لے

کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

راستے میں جاتے جاتے انکو صحیح گھور گھور کر اپنی نیلی

دلکش آنکھوں سے مارا تھا۔

"ہو ہی گئے بہن کے شوہر۔۔۔ نہیں تو بم سے اڑا چکا ہوتا تمہیں میرا باپ" وہ بچوں کی طرح اپنے باپ کی دھمکی دے رہا تھا۔

کیونکہ اسے یقین تھا اسکے باپ کو اپنی فسادی اولاد سے طوفانی محبت تھی اسے کوئی کچھ کہہ کر بچ جائے ایسا خواب میں بھی ممکن نہیں۔

"ایک تو تم۔۔۔اور تمہارا باپ "

"بیٹا سامنے آنے پر تمہاری سانسیں خشک ہو جاتی ہیں" یہ لگا تھا تیر سیدھا نشانے پر۔

"دماغ چلاؤ۔۔۔زبان نہیں" وہ زچ ہوتے عنقریب اسکا اگلا پیر بھی توڑنے والے تھے۔ مگر بچت ہو گئی۔

وہ اپنا تیز دماغ چلا کر یہاں وہاں گھومتے آخر کار گل کو تلاش کر ہی گئے تھے۔

مگر کمرے میں جانے سے ڈاکٹر برہان کترا رہے تھے تب ہی دروازے کے باہر کھڑے ہو گئے۔

"جاؤ ناں۔۔۔اب کیا مہرت نکلواؤں؟" کسی کے آ جانے کے ڈر سے وہ دانت پیس کر سرگوشی کرنے لگا۔

"ا۔۔اگر کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔؟ میری تو عزت کا

کچرا ہو جائے گا "

انہیں یہاں آکر اپنی عزت کی فکر ستائی تھی پامیر کا دل

چاہا انکا سر پھوڑ دے۔

"بیٹا اس سے پہلے میں تمہارا کچرا بنا کر توڑ موڑ کر حویلی

سے باہر پھینکوں اندر جاؤ" اسکی دھمکی پر برہان کے

ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگی تھیں۔

"ل۔۔۔لیکن۔۔۔" وہ ہاتھ مسلتے اپنی زبان خشک

ہونٹوں پر بار بار پھیرنے لگے۔یہ دیکھ پامیر نے

گردن کی پشت سہلائی جیسے یہ اسکی برداشت کی

آخری حد ہو۔

"اچھا اوکے۔۔۔میں کوئی حل نکالتا ہوں رکو" وہ کہہ

کر برہان کے پیچھے جا کھڑا ہوتے یہاں وہاں دیکھنے لگا

جیسے کوئی آ نہ رہا ہو۔

"کیا کر رہے ہو؟" برہان کو اسکی سمجھ نہیں آئی۔

"رومانس" تپ کر بولا۔

"استغفراللہ" برہان نے فوراً سے کانوں کو ہاتھ لگایا

جس پر پامیر کا سیروں خون ایک بار میں جل گیا تھا۔

"بیٹا ایک عدد بیوی ہے میرے پاس "

"پلان تو بتاؤ۔۔۔بیوی کا تو مجھے بھی پتہ ہے۔۔۔یہ بھی پتہ ہے اس سے پٹتے بھی ہو" یہ پرسنل اٹیک تھا جو سیدھا پا میر کے دل گردوں پر ہوا تھا۔

پھر جو اسے تپ چڑھی تھی اس نے ایک لمبا سانس لے کر آنکھیں بند کی۔

"اب تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں اب میں تمہیں بتاؤں گا" وہ کسی مارنی بھینس کی طرح لمبی لمبی سانس لیتے اپنے بازو اوپر کرنے لگا۔

برہان مڑ کر اسے دیکھنے لگے لیکن پامیر نے انکو
کندھوں سے پکڑ کر واپس آگے موڑ دیا۔

وہ جیسے ہی آگے کو مڑے پیچھے سے پامیر نے زور سے
لات دے ماری وہ سیدھا کھلے دروازے سے اندر جا
گرے تھے۔

گل جو بیڈ پر بیٹھی اپنی پرانی فوٹوز دیکھ رہی تھی انکو دیکھ
یکدم سے اچھل کر پڑی

اور پھٹی پھٹی نظروں سے منہ پر ہاتھ رکھے انہیں
دیکھنے لگی۔

"افف میری کمر۔۔۔اللہ پوچھے تم سے میرو کے

بچے" وہ کمر تھامے درد سے کراھنے لگے تھے۔

وہی باہر پا میر کا پیٹ پکڑے ہنس ہنس کر براحال ہو گیا

تھا اس سے پنگا لیا تھا۔

کیسے ممکن تھا کہ وہ بخش دیتا ایسے ہی تو وہ باپ کی

فسادی اولاد مشہور تھا۔

"تم۔۔۔تم ادر کیسے "گل کو جیسے اب ہوش آیا تھا کہ

سامنے پڑا شخص اسکا نامدار شوہر ہے بھئی۔وہ جلدی

سے ایلبم پھینک نے والے انداز میں بیڈ پر پٹختی

ٹانگیں نیچے لٹکا گئ۔

"میری کمر گئ۔۔۔زر" وہ آنکھیں اوپر اٹھائے بغیر

مزید کراہنے لگے۔

جس میں آدھی سے زیادہ ایکٹنگ تھی کہ کہیں وہ کسی

کو بلا نہ لے۔اور انکی عزت کا سچ میں کچرا ہو جائے۔

"ام۔۔۔ام آتا ہے۔۔۔ تم کو زیادہ لگی کیسے گرا

تم۔۔۔تم ادر کیسے آیا" وہ تابڑ توڑ سوال کرتی انکی

جانب بڑھ رہی تھی۔

بڑھ رہی تھی ؟ وہ قدم اٹھا رہی تھی جس میں ٹانگیں بری طرح سے لرز رہی تھیں مگر وہ کب اپنی تکلیف دیکھ رہی تھی وہ بس اپنے ہان کو تکلیف میں دیکھ رہی تھی۔

"آپ کیسے" وہ جیسے بولنے کیلئے اوپر اٹھے سامنے نظر اسکے دودھیا پیروں پر پڑی

جو آج بڑھ رہے تھے وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سانس روکے ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے نیچے سے اوپر دیکھتے گئے۔

"ام۔۔۔دیکھتا ہے۔۔۔تم کو زیادہ تو نہیں لگا؟" وہ انکی فکر میں ہلکان بول رہی تھی جبکہ وہ سانس روکے اسے صرف چلتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

"ہ۔۔ہاں" ان تک پہنچتے پہنچتے اسکی ٹانگیں جواب دینے لگی تھیں۔

"تم۔۔۔تم ٹھیک ہے؟" وہ اب بھی نہیں دیکھ پائی جب قدموں کے لڑکھڑاتے بے اختیار گرنے لگی۔

برہان نے ایک ہی جست میں خود کو انکے آگے جا کیا تھا جب وہ سیدھا انکے اوپر دھڑام سے آ گری۔

اور پھر رہی سہی ڈاکٹر برہان کی کمر اب ٹوٹ گئی تھی۔

"میں گیا۔۔۔ماں" انکے منہ سے کراہ نکلتے نکلتے دب گئی تھی۔

"س۔۔۔سوری۔۔۔ام۔۔۔ام گر گیا" وہ شرمندہ سی ہوتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب اسکی نظر بیڈ سے یہاں تک آنے کے فاصلے پر پڑی۔
وہ سانس روکے کبھی بیڈ کو تو کبھی اس جگہ کو دیکھے جہاں پڑی تھی۔

وہ یہاں تک آگئی تھی ؟خود ؟اپنے پیروں پر ؟اسے یقین نہیں آرہا تھا وہ مڑ کر برہان کو دیکھنے لگی جو اسکے بال اپنے چہرے سے ہٹانے میں ہی الجھے ہوئے تھے۔

"ام۔۔۔ام۔۔۔ادر۔۔۔آ۔۔۔آگیا۔۔۔ام ادر آ گیا؟ کیسے ؟"ہاں وہ پوچھ رہی تھی کیونکہ اسے ایسے یقین آنا نہ ممکن تھا۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔ام۔۔۔ام ادر آگیا" وہ دھیرے دھیرے یہ خوشی محسوس کرتی کبھی ہنس نے کی

کوشش کرتی تو کبھی درد سے آنکھوں میں آنسوں جھلملانے لگتے۔

"یہ آبشاریں تو سمیٹیں اپنی" وہ زچ ہوتے اسکے لمبے بال خود سے احتیاط کے ساتھ پیچھے کرنے لگے۔

جب گل نے خود سے جلدی جلدی بال پیچھے کئے تب وہ سبز آنکھوں والا شہزادہ اسکے سامنے نمودار ہوا تھا۔

"کیا کہہ رہے تھے آپ؟" انکے سوال پر گل سٹپٹا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی مگر یکدم ہاتھ پھسلتے انکے چہرے پر آ گری۔

"بیڑا اتر جائے۔۔۔اس پامیر کے بچے کا" وہ کمر میں اٹھتی ٹیس پر کراہتے گل کو کندھوں سے تھام کر دھیرے سے ٹھیک کرنے لگے۔

"ام۔۔۔اپنے پیروں پر چل کر آیا؟" وہ اب بھی پوچھ رہی تھی جب برہان کو یہ پل یاد آیا وہ خوشی سے اش کر اٹھے تھے۔

"اوہاں۔۔۔آپ۔۔۔آپ اپنے پیروں پر چلے۔۔۔" اصل خوشی تو دونوں کے بیچ اب شروع ہوئی تھی۔

"ام۔۔۔اپنے پیروں پر چلا۔۔۔ام چلاناں؟" اسکے پوچھے پر برہان بچوں کی طرح تیزی سے سر اثبات میں ہلانے لگے۔

"یے۔۔۔ام چلا۔۔۔ام چل کے آیا۔۔۔اماری پیر کام کرنے لگ گیا" وہ خوشی سے اچھلتی وہی سے انکے گلے لگتی ان پر گر گئی۔

برہان ہنستے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگا گئے۔دونوں خوشی سے پاگل ہونے لگے تھے۔

''اماری پیر کام کرنے لگ گیا۔۔۔ام۔۔۔ام چلنے لگا
ہے''اسکی بچوں کی سی خوشی پر برہان کی آنکھوں میں
بے اختیار نمی بھرنے لگی تھی۔

وہ چلی تھی اپنے قدموں پر اور چلانے والی بالا آخران
دونوں کی محبت ثابت ہوئی تھی خوشی سے انکا دل
عنقریب بند ہونے کو تھا۔

وہ وہی زمین پر لیٹے لیٹے اسے مزید اپنے سینے میں بھینچ
گئے۔

"ہ۔۔۔ہاں" اسکے حصار میں ہدت محسوس کرتے گل کی دھڑکنیں بے ربط ہوئی تھیں مگر وہ کہاں سن رہے تھے۔

"ہاں۔۔۔اٹھو ناں "

"نہیں۔۔۔ایسے ہی پڑے رہیں۔۔۔پوری رات" وہ آنکھیں بند کئے شریر انداز میں بولتے اسکے گال سرخ کر گئے

مگر وہ بھی تھی تو پٹھانی۔ انکے سینے پر دھپ رسید کرتی وہ سیدھی ہو بیٹھی۔ جبکہ برہان وہی لیٹے رہے جب گل کو غصّے میں دیکھ انکا بے ساختہ قہقہہ نکلا۔

"اچھا بابا۔۔۔اٹھ گیا" وہ ہار مانتے اٹھ کر وہی بیٹھ گئے ایک ٹانگ سیدھی کئے دوسری فولڈ کر کر سیدھا بازو رکھے وہ قریب سے اپنی بیوی کو دیکھنے لگے۔

"آپ اتنے حسین ہیں یا آج زیادہ لگ رہے ہیں" انکی خوبصورت آنکھوں سے عشق کی تپش پھوٹ رہی تھی۔

وہ آگے بڑھ کر اسکے ماتھے پر بوسہ لے گئے۔

"تھینک یو۔۔۔مجھے دونوں جہاں میں اپنے ساتھ سے نوازنے کیلئے" انکے لہجے میں دنیا بھر کی محبت تھی۔ جسے محسوس کرتے زرتشم کا دل ایک سیکنڈ میں نجانے کتنی بار دھڑکا تھا۔وہ کتنی ہی دیر اسے لودیتی نظروں سے دیکھتے رہے

"تم۔۔۔تم ادر کیسے؟" یہ تو وہ کب سے پوچھنا چاہ رہی تھی اب تو بہانہ تھا انکی نظروں سے بچنے کا۔

"آپ سے ملنے آیا تھا شام سے نظر نہیں آئے تھے"

مطلب اس شخص سے اتنی سی دوری بھی برداشت نہیں ہورہی تھی

وہ سوچ کر بے ساختہ ہنس پڑی۔

"تم پاگل ہے سچ میں" وہ ہنستی ہوئی چہرہ ہاتھوں میں چھپانے لگی جب اسکے اس معصومانہ عمل پر برہان بے ساختہ دل پر ہاتھ رکھتے پیچھے کو گر گئے۔

"ہائے مار ڈالا" انکی اس دلکش ادا پر گل کو ہنسنا شروع ہوئی تھی پاگلوں کی طرح ہنستی چلی گئ تھی

یہ تھا اسکا نصیب جو اسے ملنا تھا مگر اس تک لانے کے لئے اسے ایک کڑی آزمائش سے گزارا گیا تھا جس میں کامیاب ہو کر اسے برہان ورک جیسا حسین تحفہ ملا تھا۔

یہاں اسکی دنیا تمام تھی۔

"اچھا تم ادر گرا کیسے ؟" اسکے سوال پر برہان یکدم سے اٹھ بیٹھے کمر کا درد بھی فوراً سے جاگ گیا تھا۔

"یہ آپ کے اس بھائی کی فسادی اولاد پامیر کے کارنامے ہیں آپ سے ملوانے کے چکر میں کمر توڑ دی میری "

درد سے وہ کمر پھر سے تھام گئے گل بے ساختہ پھر ہنس پڑی۔

"تو تم کو کیا ضرورت تھا۔۔۔ایسے آنے کا" اسکی بات پر برہان نے دانت بھینچ کر اسے دیکھا۔

"یہ۔۔۔یہ حویلی پٹھانوں کی ہے آپ کے بھائیوں
پتہ چلتا تو گولی سے اڑا دیتے ایک تو یہ پٹھان لوگ بات
بھی بندوقوں کے ساتھ کرنے کے عادی ہیں"
وہ جس جلے انداز میں بول رہے تھے گل کے منہ سے
ہنسی کا پھوارہ پھوٹ کر نکلنا تھا مگر وہ منہ پر ہاتھ رکھتی
اسے وہی دبانے کی کوشش کرنے لگی۔
"ہنس لیں آپ۔۔۔"اسے ایسے پھنس پھنس کر ہنستے
دیکھ وہ صحیح تپتے توے پر بیٹھے تھے۔
"پتہ نہیں کن غنڈوں میں پھنس گیا میں شریف"

شریف لفظ اس وقت کمرے کے کونے میں کھڑا اپنی قسمت پر رو رہا تھا۔

"چلیں اٹھیں۔۔۔ کہیں آپ کو بھی درد نہ ہو جائے ۔۔۔ میرا ہی نقصان ہے اس میں "

وہ اٹھ کر گل کو اپنی بانہوں میں اٹھا گئے

"ت۔۔۔ تمارا اکمر" اسے انکے درد کی فکر ستائی تھی

"اس کام کے آگے کس کمبخت کو درد دکھے گا قلب حیات" انکے منہ سے قلب حیات اتنے دنوں بعد سن کر گل کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔

وہ اسے لیے بیڈ پر آ گئے اور بٹھا کر خود بھی دھم سے گرنے والے انداز میں بیٹھ گئے۔

"ام دبا دے؟" اس نے اجازت چاہی۔ جب اسکی بات پر برہان اسکے ہاتھ دیکھنے لگے۔ پھر تھام کر انہیں اپنے لبوں سے لگا لیا۔

"یہ ہاتھ بہت نازک ہیں ان سے کام لینا یقیناً ناانصافی ہو گی" وہ نرمی سے دبا کر شریر لہجے میں بولتے یہ پل حسین بنا گئے تھے۔

"ویسے آپس کی بات ہے۔۔۔ایسے چوری چھپے ملنے کا
بھی اپنا ہی مزہ ہے وہ بھی اپنی حلال بیوی سے" انکی
بات پر دونوں ہی بے ساختہ ہنس پڑے۔
کمرے میں دونوں کے قہقہے گونجتے فضا میں حسین سا
سر بکھیر گئے تھے۔

110/1

ہنستے ہنستے انہوں نے ٹھہر کر اسے دیکھا وہ اب بھی ہنس رہی تھی اور اس سے زیادہ حسین منظر ڈاکٹر برہان ورک کو اور کوئی نہیں لگا تھا۔

وہ کبھی ایسے ہی ہنستی کبھی چہرے پر ہاتھ رکھ لیتی اسکے بال اس دوران بار بار چہرے پر آرہے تھے جن میں الجھ کر وہ اور بھی حسین لگ رہی تھی۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے چہرے پر آئے بالوں کو اسکے کان کے پیچھے اڑسنے لگے۔

جب وہ رک کر بے ساختہ انہیں دیکھنے لگی۔

وہ آگے بڑھ کر اسکے رخسار پر اپنے لب رکھ گئے جس

پر زرتشم کا گال یکدم سرخی سے دہک اٹھے تھے۔

"آپ ایسے ہی ہنستے رہیں۔۔۔ہمیشہ "یہ دعا اسکے دل

سے نکلی تھی جس پر وہ امین نہیں کہہ سکی۔

"آپ کے ساتھ۔۔۔ہمیشہ "اسکی بات کی تصیح کرتے

وہ آخر میں آمین کہہ گئی جس پر برہان کی مسکراہٹ

اور بھی گہری ہو گئی۔

"میرے ساتھ ہی ہو گی۔۔۔میں آخر تک آپ کے ساتھ رہونگا" وہ اسکے ہاتھ تھامے بے حد محبت بھرے لہجے میں بولے

یہ الفاظ اب زرتشم کی زندگی بن چکے تھے۔وہ کتنی ہی دیر انہی جان لٹاتی نظروں سے اسے دیکھتے رہے۔

جب اچانک انکے ذہن میں کچھ تیزی سے گھوما تھا۔

"ویسے۔۔۔آج کیا ہم ساتھ نہیں سوئیں گے؟"

انکے اچانک سوال پر زرتشم پہلے تو چونکی پھر انکے کندھے پر دھپ رسید کر گئی۔

"تم کو اور کسی نے دیکھ لیا تو اچھا نہیں ہو گا" وہ خود بھی میکے آنے کے بعد برہان سے بات بھی سمبھل کر کر رہی تھی۔

"ہاں یہ بھی ہے۔۔۔" وہ کان کی لو مسلتے کچھ سوچ میں پڑ گئے۔

"یہاں آکر مجھے لگتا ہے کہ ایک پٹھان لڑکی سے شادی مہنگی پڑی ہے مطلب اپنی ہی بیوی سے میں مل نہیں سکتا بات نہیں کر سکتا "

انکی بات پر گل کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی وہ کسی معصوم سے بچے کی طرح شکایت لگا رہے تھے۔

"لیکن مجھے عشق ہے اس پٹھان لڑکی سے" بولتے بولتے انکے لہجے میں خماری اترنے لگی۔

گل اس سے پہلے انکی کسی بات کا جواب دیتی باہر سے کسی نے دروازہ ناک کیا۔ جس پر دونوں ہی ڈر کر یکدم سے اچھل پڑے۔

"ک۔۔۔کون آیا ہوگا۔۔۔ کہیں زریاب لالا تو نہیں؟" انکو ڈر صرف زریاب خان سے لگتا تھا اراب

توانکے ہم عمر تھاتب ہی دونوں کافی چل بھی کرتے تھے۔

"ہ۔۔۔ہو سکتا ہے" گل کی یقین دہانی پر برہان کی جان نکلی تھی۔

"ہو سکتا کا کیا مطلب ہے۔۔۔پوچھیں کون ہیں ۔۔۔میں بے اولاد نہیں مرنا چاہتا دو چار پروڈکٹ تو پیدا کروا کر ہی جاؤنگا "

انکی بات پر گل نے انکے کندھے پر دھپ رسید کرتے گھور کر دیکھا۔

"ک۔۔۔کون ہے؟"اس نے خاصی تیز آواز میں پوچھنے لگی۔

"ام ہے گل۔۔۔زریاب۔۔۔دروازہ کھولو بچے"وہ نہایت نرمی سے بول رہے تھے مگر انکی آواز ہی اتنی دبنگ تھی کہ برہان کے تو مانو چھکے چھوٹ گئے ہوں۔

"ل۔۔۔لالاہیں یہ تو سچ میں۔۔۔اوہ میرے خدا۔۔۔میں کہاں جاؤں"وہ بوکھلا کر یہاں وہاں کوئی جگہ چھپنے کی تلاش کرنے لگے۔

"چھ۔۔۔ چھپ جاؤ کہیں۔۔۔ وہ سچی میں تم کو مار دے گا" گل کی اپنی سانس نکلی رہی تھی دونوں جلدی جلدی کوئی جگہ تلاش کرنے لگے۔

"وارڈروب۔۔۔ تم وارڈروب میں چھپ جاؤ" گل کی تجویز پر انہوں نے اسکی وارڈروب دیکھی اور جلدی سے اس جانب جاتے جیسے ہی دروازہ کھول کر کھڑے ہوئے

اندر سے کپڑوں کا ڈھیر انکے قدم بوسی کے لئے آ گرا تھا۔ انہوں نے مڑ کر گل کو دیکھا۔

"س۔۔۔ سوری۔۔۔ام کو پتہ نہیں تھا" وہ کان کھجاتی خاصی شرمندہ سی ہوئی۔

"یہاں بھی میں آپکی وارڈ سیٹ کر کے جاؤں" وہ جل بھن کر پوچھ رہے تھے۔

"ہاں تو۔۔۔ شادی کیوں کیا ہے۔۔۔اب ایسا تو کرنا پڑے گا" وہ بھی لگے ہاتھوں کچھ بھی منہ میں آیا بول گئی۔

"ہاں۔۔۔ سرکاری ملازم لگایا ہے ناں آپ کے اس غصّیلے بھائی نے"

انکو غصّہ اس بچارے شریف زیحال پر آرہا تھا جس کا ڈر تب ہی ہوتا تھا جب پاس وہ نہیں ہوتا تھا۔

"اب تم پہلے ام سے جھگڑ لے پھر لالا سے اپنا ہڈی توڑ والے" اسکی بات پر برہان کو جیسے اپنے مشن کا ہوش آیا تھا۔

" صحیح ہے۔۔۔مجھے ہی طوفانی قسم کی محبت کے دورے اٹھ رہے تھے اب ایسا تو ہو گا ہی "

وہ کپڑے اٹھا کر انکو درست کر کر وارڈ میں رکھنے لگے۔

"کیا کر رہا ہے تم۔۔۔لالا باہر کھڑے ہیں تم وارڈ بنا رہا ہے" وہ سر پر ہاتھ مارتی زچ ہو کر بولی۔

"پہلی بات تو میں وارڈروب سیٹ کر رہا ہوں بنا نہیں رہا دوسری بات اب چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔چھ فٹ چار انچ کے بندے کو آپ بیڈ کے نیچے نہیں چھپا سکتے"

انکو پہلی بار اپنی اتنی اونچی ہائیٹ پر افسوس ہوا تھا۔

گل نے تیزی سے اپنا دماغ چلایا جب تک زریاب کی آواز بھی پھر سے آگئی تھی۔

"گل۔۔۔دروازہ کھولو بچے تم ٹھیک ہے ناں؟" اسے دیر لگاتے دیکھ زریاب کو اب واقعی اسکی فکر ہوئی تھی۔

جب گل کے منہ سے بے ساختہ کراہ نکل گئی۔

"ک۔۔۔کیا ہوا۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" برہان سب کچھ بھولے ایک ہی جست میں اسکے پاس آتے اسکی ٹانگ دیکھنے لگے۔

"امارا ٹانگ۔۔۔" وہ ٹانگ پکڑے درد سے کراہنے لگی تھی۔

"مجھے دیکھنے دیں گے آپ؟ ہاتھ پیچھے کریں

جاناں۔۔۔میں دیکھوں تو صحیح "

وہ بے حد نرمی اور فکر سے اسکے ہاتھ پیچھے کرتے

ٹانگوں کا جائزہ لینے لگے۔

تب ہی گل نے انکی نظروں سے بچتے سائیڈ ٹیبل پر

رکھے ریموٹ کو اٹھا کر بٹن پریس کر دیا جس سے اسکے

کمرے کا دروازہ بے اختیار کھلتا چلا گیا۔

"گل بچے تم "زریاب اسکے دیر سے دروازہ کھولنے پر فکر مند سے اندر آکر بولنے ہی لگے تھے جب نظر سامنے بیٹھے برہان پر پڑی۔

"کیا ہوا۔۔۔ تم ادر خیریت "وہ کچھ چونک کر سے آگے آتے انکو دیکھنے لگے۔

جب انکو گل کی ٹانگوں کا جائزہ لیتے دیکھ اپنے سوال کا خود ہی جواب مل گیا۔

"اوہ۔۔۔کیا ہوا بچے۔۔۔تم ٹھیک ہے ٹانگوں کو کیا ہوا؟"وہ گل کی فکر میں ہلکان باقی سب بھول گئے جس پر گل نے پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی دبائی۔

"لالا۔۔۔امارا ٹانگ درد کرنے لگا تھا تو ام نے ہان کو بلالیا۔۔۔"وہ لہجے میں معصومیت بھرتی آنکھیں پٹپٹا کر بولی

جب اسکی بات پر برہان یکدم سے اسے دیکھتے ششد رہ گئے مطلب یہ ڈرامہ تھا؟انہیں زریاب سے بچانے کا۔

اسکے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ بھانپتے برہان حیرت سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتے رہے آخر میں کندھے ڈھیلے چھوڑتے چہرے کا رخ موڑتے بے ساختہ ہنس پڑے۔

"اب کیسا ہے زیادہ درد ہے تو ام ہوسپٹل لے کر چلے" انکی اتنی فکر پر گل کے دل میں خوشی کا احساس بھرنے لگا تھا۔

"نہیں لالا ام ٹھیک ہے اب"

"پکا؟" انکو اتنی آسانی سے یقین دلانا مشکل تھا۔

"ہاں۔۔۔پکا" وہ مسکرا کر بولی جب انہوں نے نرمی سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"اچھا ام پوچھنے آیا تھا برہان تو ادر ہی ہے ناں آج؟"

انکے سوال پر برہان نے چمکتی آنکھوں سے فوراً انکو دیکھا۔

"ہاں۔۔۔یہ ادر ہی ہے" انکی طرف سے وہ بولی تھی۔

"اچھا پھر صحیح ہے اچھا ہے ادر ہی رکو۔۔۔"

وہ مطمئن ہوتے جانے ہی لگے تھے جب پیچھے سے برہان نے کندھے اچکائے۔

"پھر تم مردان خانے آجانا گل کو دوادے کے امادر ہی ہے" انکی بات پر برہان کا چہرہ بچوں کی طرح اتر سا گیا تھا۔

گل نے پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی روکی

"یا ساتھ ہی چلو تم آجاؤ گل ٹھیک ہے اب" وہ بھی جیسے برہان کو کڑے امتحان میں ڈال رہے تھے تب ہی باز نہیں آئے۔

برہان انکی مانتے فوراً سے اٹھ کھڑے ہوئے اتنے میں

زریاب کا فون بج پڑا وہ چہرے کا رخ موڑے فون پر

کسی سے بات کرنے لگے تھے

جب پیچھے سے برہان نے زرتشم کا ہاتھ تھام لیا وہ

زریاب کے ڈر سے چھڑوانے کیلئے انکو آنکھیں

دکھانے لگی جس کا کوئی خاص اثر ان پر نہ ہوا۔

''کیا کر رہا ہے تم لالا دیکھ لیں گے'' وہ سرگوشی کرتی

اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگی۔

"دیکھ لیں۔۔۔بیوی ہے میری" وہ بھی جھک کر دھیمی سرگوشی میں بولے۔

"ہاں۔۔۔لالا۔۔۔دیکھ لیں گے کیا کر رہا ہے تم" اسکی تو جیسے جان پر بن آئی تھی۔

برہان انکی نظروں سے بچتے اسکے گال پر لب رکھتے پیچھے ہٹ گئے۔گل تو آنکھیں پھاڑے انکو دیکھتی رہ گئی۔

انکے جانے کے کتنی دیر بعد بھی وہ بلش کرنا نہیں بھولی تھی سچ میں اسے پاگل شخص ملا تھا جس نے اس پر خود کو تمام کر دیا تھا۔

______

وہ کب سے گھڑیال میں وقت دیکھتی یہاں وہاں کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی مگر وہ تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

وہ جب سے یہاں آئی تھی اسے برلاس بہت کم ہی ملا تھا تب ہی وہ اسکے لئے اس وقت سخت پریشان ہو رہی تھی۔

وہ مجبورا فون اٹھا کر برلاس کو کال کرنے لگی جس میں ایک رنگنگ ہو رہی تھی مگر وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

"کہاں ہیں آپ شاہ۔۔۔اور کتنی دیر لگائیں گے آنے میں؟" وہ فون بیڈ پر پٹخنے والے انداز میں رکھتی لب بھینچے اسکے بارے میں سوچ لگی۔

جب دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ کمرے سے باہر نکلی جہاں لمبی راہداری سے ہوتے ہوئے آگے لاؤنج آتا تھا۔

حویلی کی زیادہ تر لائٹس بند کر دی گئی تھیں اکا دکا ہی اس وقت جل رہی تھیں۔

وہ دبے پیر رکھتی دھیرے سے آگے بڑھنے لگی سانس بھی بلکل آہستہ آہستہ لے رہی تھی مبادہ اسی کی آواز سے کوئی جاگ نہ جائے۔

وہ اپنے دونوں اطراف دیکھتی ہوئی آگے بڑھنے کے
چکر میں آگے تو دیکھ ہی نہیں سکی۔

جب کسی کے فولادی سینے سے ٹکراتے اسکے منہ سے
چیخ نکلنے لگی تھی جسے مقابل اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے وہی
دبا کر اسے اپنے قریب کر گیا۔

"کیا کر رہی ہو۔۔۔ پاگل ہو؟" وہ سرگوشی کرتے
ہوئے اندھیرے میں بھی اسے آنکھیں دکھانے لگا۔

"آ۔۔۔آپ۔۔۔میں آپکو ہی ڈھونڈ رہی تھی" وہ بر
لاس کی آواز پہچانتی یکدم سے بولی۔

برلاس اپنے ارد گرد دیکھتا جیسے کوئی دیکھ نہ رہا ہو آئرہ

کا ہاتھ تھام کر اسے روم میں لے گیا۔

"میں چھوٹا بچہ ہوں جسے تم ڈھونڈنے" وہ کمرے میں

آتے ہی اسے ڈپٹنے لگا تھا

جب اس سے پہلے وہ بے اختیار اسکے سینے سے لگ گئی

برلاس کا منہ جو بولنے کیلئے کھلا تھا وہ ایسے کا ایسا ہی رہ

گیا۔

"میں پریشان تھی آپ کیلئے" وہ آنکھیں بند کئے بول رہی تھی مگر برلاس اسکے اس عمل پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیوں پریشان تھی؟" وہ جان کر بھی انجان بنتا پوچھ رہا تھا جب آئرہ اس سے پیچھے ہٹتی غصّے سے اسے دیکھنے لگی۔

"یہاں آنے کے بعد آپ اب مل رہے ہیں مجھ سے تو کیا میں پریشان بھی نہ ہوں؟" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی خفگی چھپا نہیں سکی۔

وہ ایک قدم آگے آتا اسکے مقابل کھڑا ہوا۔

"تو تمہیں مجھ سے ملنا تھا ہاں ؟" وہ قدم قدم آگے بڑھانے لگا تھا جس پر آئرہ گھبرا کر پیچھے ہٹنے لگی۔

"ن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ میں تو۔۔۔ بس ایسے ہی" وہ ہاتھ مسلتی ٹھیک سٹپٹائی تھی۔

وہ اس وقت سب کچھ بھولے ہوئے اس معصوم سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا وہ کیوں بھول جاتا تھا کہ اسکی زندگی میں ایک نعمت یہ بھی تھی۔

جو بلاشبہ بے حد حسین تھی۔

کوئی تھی جو اسکے پیچھے اسکا انتظار کر رہی تھی اور وہ اتنا لاپرواہ تھا کہ ایک بار بھی اسکا نہیں سوچا۔

یہ احساس اسے اندر ہی اندر گلٹی کرنے لگا تھا وہ دھیرے سے اسے بازو سے تھام کر اپنے ساتھ لگا گیا۔

"ایم رئیلی سوری میرا بچہ۔۔۔مجھے آنے میں واقعی دیر ہو گئی" یہ بات اس وقت کیلئے تو نہ تھی۔

مگر وہ بول رہا تھا اور دل آئرہ کا بند ہو رہا تھا پہلی بار اسکے حصار میں اسے حرارت بھرا احساس محسوس ہو رہا تھا۔

"شاہ۔۔۔آ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" اسے محسوس ہوا تھا جیسے وہ کچھ پریشان ہے۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔تمہارے ہونے سے ٹھیک ہوں" وہ ٹھوڑی آئرہ کے سر پر ٹکاتے دھیمی آواز میں بولا۔

"مجھے نہیں لگ رہے آپ ٹھیک" وہ دھیرے سے اس سے الگ ہوتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ جہاں زمانے بھر کی تھکاوٹ جمع تھی۔

"شاہ۔۔۔بتائیں ناں کیا بات ہے" وہ بے اختیار اسکے رخسار پر ہاتھ رکھتے فکر مندی سے پوچھنے لگی۔

آج ان بھوری آنکھوں کے نیچے سیاح حلقے تھے۔

چہرے کی رنگت ماند پڑ گئی تھی۔

"تھک گیا ہوں۔۔۔بکھر گیا ہوں" کس کرب سے

اس نے یہ الفاظ اپنے لبوں سے ادا کئے تھے کہ آئرہ کا

دل ڈوبنے لگا تھا۔

"ای۔۔۔ایسا کیوں۔۔۔" اسکی تکلیف وہ ایسے

محسوس کر رہی تھی جیسے زخم اسے ملا ہو۔

وہ کر سکتی تھی وہ بیوی تھی اسکی جس رشتے میں وہ ہمیشہ

ہار جاتا تھا۔اور اسکا خوف ہمیشہ جیت جاتا تھا۔

"تم۔۔۔تم تو ناراض تھی ناں۔۔۔یہاں آنے سے پہلے "اس وقت وہ یہ بات پوچھ رہا تھا؟ آئرہ کو یقین نہیں آیا۔

"میں نہیں ہوں ناراض" بے ساختہ بولی۔

"کیوں؟" دوبدو پوچھا۔

جس پر وہ کچھ دیر بول نہیں سکی لہجے میں بے ساختہ عرق اتر آیا تھا۔

"جس محبت میں ناراضگی کو جگہ دی جائے۔۔۔وہاں صرف ناراضگی بڑھتی ہے محبت نہیں" اسکے الفاظ

آج بہت بھاری ثابت ہوئے تھے برلاس شاہ کے دل پر۔

وہ خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

"اور میں نے۔۔۔ا۔۔۔اس محبت کو پانے کی بہت بڑی قیمت چکائی ہے۔۔۔ناراض ہو کر۔۔۔اس سے محروم نہیں ہو سکتی "

اسکے لہجے میں اترتی نمی سے آواز میں لڑکھڑاہٹ سی پیدا ہونے لگی تھی بھوری کانچ سی آنکھیں تیزی سے نمی میں بھرتی چلی گئیں۔

جن میں آج برلاس شاہ کو اپنا آپ ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ جا کر بیڈ پر بیٹھتی کمفرٹر لے کر دوسری جانب منہ کرتی لیٹ گئی۔ اس میں مزید ہمت نہیں تھی اس شخص کے سامنے کھڑے ہونے کی۔

وہ کتنی ہی دیر وہی کھڑا اسے دیکھتا رہ گیا وہ بہت ہی مختصر لیکن اپنے الفاظ سے وہ ماضی کی تلخ حقیقتیں اسکے سامنے لے آئی تھی۔

وہ قدم بڑھانے کیلئے ہمت کرنے لگا لیکن آج یہ کام اسکے لئے سخت مشکل بن رہا تھا۔

پھر بھی وہ بھول گیا تھا کہ لوگ حویلی میں تھے یاد تھا تو بس یہ کہ سامنے اسکی بیوی تھی برلاس شاہ کی بیوی۔

اور آج اسے صرف یہی یاد رہا تھا۔

آج ان سب کا آخری دن تھا حویلی میں۔ زیحال یہاں زیادہ دن نہیں رک سکتا تھا یہاں آنے سے پیچھے اسکے کئی کام رک گئے تھے۔

تب ہی وہ نوشیر وال صاحب سے اجازت لیتے آج یہاں سے روانہ ہونا چاہتا تھا اور جب سے یہ بات سیماب اور بیلا نے سنی تھی تب سے دونوں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔

"ویسے آپ بہت سوئیٹ ہیں ہم تو ایسے ہی سوچ رہی تھیں کہ داراب لالا کی وائف پتہ نہیں کیسی ہو گی " مشی نے آج کھلے دل سے اسکی تعریف کی تھی۔

"لالا۔۔۔آھمم۔۔۔"کومل نے منہ کے آگے ہاتھ رکھتے ذرا سا کھانسا جس پر مشی اسے گھور کر دیکھنے لگی۔

"سامنے دیکھ لو۔۔۔تمہارے منہ سے بھی لالا ہی نکلے گا" اسکے بھنویں اچکا کر بتانے پر کومل نے فورا اسے اس جانب دیکھا جہاں سے برلاس آئرہ کا ہاتھ تھامے آرہا تھا۔

وہ تو باقی سب بھولے ان دونوں کو ایسے دیکھنے لگی۔

"کیا تم بھی وہی دیکھ رہی ہو جو میں دیکھ رہی ہوں ؟"

وہ بنا پلکیں جھپکائے سامنے کا دم دار منظر دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"آج سورج کہاں سے نکلا ہے ؟" وہ دونوں منہ کھولے پاگلوں کی طرح ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"مجھے تو کبھی نہیں دیکھا اتنی غور سے" مشی جوان دونوں کو دیکھنے میں مگن تھی۔

اپنے کان میں ہوئی سرگوشی پر اچھل کر پڑی پورے تین دن بعد وہ اسے دکھائی دیا تھا۔

"تم دکھو گے تو دیکھوں گی ناں" وہ بول کر زوناش کو اسکی گود میں دے گئی ان بھائیوں کا کچھ پتہ بھی نہیں تھا۔

"میرا بیٹا" زوناش کو گود میں لیتے وہ باقی سب بھول گیا تھا

وہ سب لاؤنج میں جمع تھے صبح کے بریکفاسٹ کے لئے ڈائننگ ٹیبل پر ایک سے بڑھ ایک ڈش رکھی گئی تھی۔

مگر ان سب میں زمل از حد پریشان تھی وہ بار بار

فرخندہ بیگم کی جانب دیکھ رہی تھی۔

سب کے ناشتہ کرنے کے بعد انہوں نے اسے اپنے

کمرے میں بلایا تھا۔

"آؤ بچے "ہمیشہ کی طرح وہی محبت بھرا انداز اسکے

باوجود بھی زمل کا دل بری طرح سے کانپ رہا تھا۔

وہ ہمت کرتی آگے آئی اور انکے سامنے بیڈ پر سر جھکا کر

بیٹھ گئی۔

"تم نے زی سے بات کیا؟" انکے سوال پر اس نے تڑپ کر سر اٹھایا چہرہ ضبط کے باعث سرخ ہونے لگا تھا۔

وہ سر نفی میں ہلاتی پھر سے سر جھکا گئ۔

" بات کر واس سے اعتماد میں لے کر۔۔۔ میرا بیٹا ضرور سمجھے گا" وہ اسکا ہاتھ نرمی سے تھام کر بولیں۔

"م۔۔۔ میں نہیں بتا سکتی" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی رو پڑی تھی۔

"بچے۔۔۔حوصلہ کرو" وہ اسے اپنے ساتھ لگا کر پیٹھ سہلانے لگیں اسے روتے دیکھ انکا دل ڈوب رہا تھا۔

"ہبی نے بہت انتظار کیا ہے اس کا۔۔۔میں کیسے بتاؤں انکو "

"بس بچے۔۔۔جو قسمت میں ہوا۔۔۔" وہ دل سے دکھی تھیں انہیں زمل کے پیر کچھ ہلکے لگے تھے اس شک کی بنا پر تب ہی انہوں نے ایک لیڈی ڈاکٹر کو بلا کر اسکا چیک اپ کروایا تھا

مگر ڈاکٹر نے آکر اسکے شک کو یقین میں بدل گیا

"تم کو بتانا چاہئے زی کو۔۔۔ کل کو اسے کسی اور طریقے سے پتہ چلے تو وہ دکھی ہو گا "

کہنا کتنا آسان تھا لیکن وہ اسکے دل کا حال نہیں جانتی تھیں جسے علم تھا اچھے سے۔

کہ اسکے ہبی کو اس بچے کی کتنی طلب تھی زاامل زالے کے ہونے کے باوجود بھی اسکی محبت اس بچے کیلئے مکمل تھی۔

وہ بیٹھی بات کر رہی تھیں جب کمرے کا دروازہ ناک ہوتے زیحال اندر آیا تھا اسے دیکھتے ہی زمل بدک کر سیدھی ہوئی۔

مگر اس سے پہلے وہ اپنے آنسوں صاف کر پاتی وہ دیکھ چکا تھا اسکی گہرے جھیل سی آنکھوں میں پھیلتا تحیر اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ اسے روتے ہوئے دیکھ چکا ہے۔

زمل اگلا سانس نہیں لے سکی۔یہی حال فرخندہ بیگم کا تھا۔

وہ دھیرے سے قدم بڑھاتے ہوئے آگے آکر زمل کو دیکھنے لگا جو خوف کے مارے اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوں تک صاف کرنے کی ہمت نہیں کر پائی۔

اس نے ایک نظر اسکے چہرے کو بغور دیکھا۔

اور اگلے لمحے انگوٹھے کی پور سے اسکے آنسوں چن لئے۔

وہ دونوں فق رنگت کے ساتھ کھڑی تھیں اور ایسا کیسے ممکن تھا کہ وہ شخص چہرے نہ پڑھ سکے۔

"مورے نکلنے کا ٹائم ہو گیا۔۔۔آپ خیال رکھیئے گا اپنا اور بابا کا" وہ دھیرے سے آگے بڑھ کر انہیں اپنے سینے سے لگا گیا۔

جبکہ ایک ہاتھ میں زمل کا ہاتھ اب بھی تھام رکھا تھا اس نے اپنا ہاتھ زیحال کے ہاتھ میں دیکھ اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔

"اتنی جلدی کیوں بچے۔۔۔ابھی تو آیا تھا تم" وہ بھرائے لہجے میں بولتی اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھام گئیں۔

"مورے پیچھے بہت کام پڑا ہے۔۔۔ جلدی آؤنگا رہنے۔۔۔" وہ محبت بھرے لہجے میں بولتا انکے ماتھے کا بوسہ لے گیا۔

"آپ کو بھی لینے آؤ نگا آپ اور بابا میرے ساتھ بھی
رہیں کچھ وقت مجھے اچھا لگے گا۔"

ہاں وہ انکے چھوٹے بیٹے کا گھر تھا وہ جب چاہیں وہاں جا
کر رہ سکتے تھے کیونکہ وہ گھر بھی انکا ہی تھا۔

"ضرور۔۔۔ام آئے گا" وہ اسکے ہاتھ چومتی محبت
سے بولیں۔

جب اس نے مڑ کر زمل کو دیکھا اسکی آنکھوں میں پنپتا
حکم بھانپتے وہ دھیرے سے آگے بڑھ کر فرخندہ بیگم
کے گلے لگ گئیں۔

"خوش رہو بچے۔۔۔اللہ تمارا گود بھرے اور بچوں کی لمبی زندگی لگائے" وہ اسے مسکرا کر دل سے دعائیں دینے لگیں جس پر زیحال بے ساختہ مسکرا دیا۔

"گود بھر چکی ہے مورے اب دعا کریں وہ خیر خیریت سے آئے" اسکی بات پر زمل کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

اسے ڈر محسوس ہوا تھا کہ کہیں فرخندہ بیگم کچھ کہہ نہ دیں۔

"کیوں نہیں بچے ام ضرور دعا کرے گا خوش رہو

دونوں" وہ ان سے مل کر زمل کا ہاتھ تھامے کمرے

سے باہر نکل آیا اور باقی سب سے ملنے لگا۔

باہر گاڑیاں تیار کھڑی تھیں بچے خوشی سے اچھل رہے

تھے بھلا اب سب اپنے گھر جا رہے تھے

جہاں انکے لئے ہر چیز جانی پہچانی تھی

وہ سب لوگ ایک ساتھ حویلی سے نکلے تھے آج وہ

خود ڈرائیو کر رہا تھا یا شاید اپنے ذہن میں الجھے سوالوں

کا جواب پانے کیلئے سب سے الگ زمل اور بچوں کو

لے کر نکلا تھا۔

وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی خاموشی سے باہر دیکھ رہی تھی

اس اپنے ہاتھ پر اسکے فولادی ہاتھ محسوس کرتی بے

اختیار اسکی جانب مڑی۔

"یو او کے؟" اسکے پوچھنے پر زمل بے ساختہ سر اثبات

میں ہلا گئی۔

جب زیحال نے سب کے بیچ سے گاڑی نکال کر ایک

نئی سڑک پر ڈال دی۔

"ہبی۔۔۔یہاں کیوں؟ باقی سب تو وہاں سے جا رہے ہیں" وہ نہ سمجھی سے اس راستے کو دیکھنے لگی جو کچھ جانا پہچانا سا تھا۔

"ہاں لیکن اب ہم اس راستے سے جائیں گے" اسکی بات پر زمل کو اچھو لگا۔

پچھلی نشست پر زامل زالے دونوں سو رہے تھے وہاں کھیل کھیل کر اتنے تھک گئے تھے کہ اب گاڑی میں سکون پاتے دونوں گہری نیند کی آغوش میں جا گرے۔

جب زمل کو راستے کی کچھ کچھ سمجھ آنے لگی یہ راستہ سیدھا ہوسپٹل جاتا تھا تب ہی وہ پھٹی پھٹی نظروں سے زیحال کو دیکھنے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟" وہ یکدم سی حواس باختہ استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"ہوسپٹل" ایک لفظی جواب وہ بلکل مطمئن لگ رہا تھا۔

"ل۔۔۔لیکن کیوں۔۔۔" وہ نہیں جانتی تھی لیکن جذبات میں آکر اسکی آواز بلند ہونے لگی تھی۔

"تمہارا چیک اپ کروانے" وہ اب بھی بلکل نارمل تھا مگر اسکی بات پر زمل کی جیسے جان نکل گئی تھی۔

ماتھے پر ننھی بوندیں پسینے کی چمکنے لگی تھی وہ ہاتھوں کو آپس میں مسلتی گھبراہٹ کا شکار ہو رہی تھی اسکا بس نہیں چل رہا تھا یہاں سے کہیں غائب ہو جائے۔

اسے انکار بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اس انکار پر وہ سوال ضرور کرتا اور وہ سوال جس کا جواب بھی پھر اسے ہر حال میں چاہیے ہوتا۔

گاڑی جب ہوسپٹل کے پارکنگ ایریا میں آرکی۔

زیحال نے باہر نکل کر نجانے کس کو بلایا اور زامل زالے کی دیکھ بھال کیلئے یہاں چھوڑ کر زمل کو لئے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

آگے آکر ایک ڈاکٹر پہلے سے انکی منتظر تھی شاید وہ فون کر کر سب کچھ پہلے سے سیٹ کروا چکا تھا۔

تب ہی وہ آتے ساتھ زمل کو لے کر روم میں چلی گئیں۔

وہ راہداری میں کھڑا ہی تھا جب سامنے سے آتے ڈاکٹر مبشر کی نظر اس پر پڑی۔

"بوس آپ یہاں؟" وہ ایک پل کیلئے اسے دیکھتے جیسے اپنی ڈیوٹی بھول گئے تھے۔

"زمل کو لایا تھا۔۔۔کل سے سر درد نہیں جا رہا" وہ سرسری سے انداز میں بتانے لگا

"اچھا تو آفس میں آجائیں آپ" وہ اسے لے کر اپنے آفس میں آگیا تب تک زیحال پریشان سا ڈاکٹر اور زمل کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

"ہیلو۔۔ڈاکٹر ایلسا سے کہو مسز زیحال کو میرے آفس میں لے آئیں" وہ فون پر ریسپشنسٹ کو انفارم کرتے ساتھ چائے بھی آرڈر کر گئے۔

"میں چائے نہیں پیتا" انہیں دو کپ منگواتے دیکھ وہ منہ بسور کر بولا۔

"خیر ہے زمل سے کہہ کر ایک سپ دلوادونگا پھر تو آپ کپ بھی ایسے نہ جانے دیں"

انکی بات صحیح نشانے پر لگی تھی تب ہی زیحال نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔

"گستاخی معاف۔۔۔" وہ اسے ایسے دیکھتے دیکھ جھٹ سے کانوں کو ہاتھ لگا گئے۔

"ویسے آپ جیسی محبت کرنے کیلئے کیا کرنا چاہئے" اب کی بار وہ از حد سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔

"تیسری بلڈنگ سے چھلانگ لگا دو" اسکی تجویز پر مبشر کو سیریس ہو کر بیٹھے سن رہے تھے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگے۔

"آھمم۔۔۔پھر رابطہ محبوب سے جنت میں ہوگا یا جہنم میں؟"انکے ٹیڑھے سوال پر زیحال کا دل چاہا سر پیٹ لے اپنا۔

"کرتوت سیدھے ہوں تو جنت میں بھی مل سکتے لیکن مجھے نہیں لگتا تمہارے معاملے میں ایسا کوئی سین ہوگا "

اسکی بات سیدھا مبشر کے دل گردوں پر جا لگی تھی تب ہی وہ اپنے منہ کو ہاتھ لگا لگا کر دیکھنے لگے۔

"ایسا بھی نہیں ہے۔۔۔" وہ دونوں آپس میں لگے ہی تھے جب ڈاکٹر زمل کو لے کر وہی آ گئیں۔

زمل کے چہرے کی ہوائیاں اب تک اڑی ہوئی تھیں۔ وہ گھبرائی ہوئی سی زیحال کو دیکھنے لگی۔

"بیٹھو زمل۔۔۔ کچھ لو گی؟ ہمارے غریب خانے سے؟"

مبشر کے خوش مزاج سلوک پر زمل کے چہرے پر نہ چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ در آئی تھی۔

"سر یہ میڈیسنز میں نے لکھ دی ہیں آپ دیکھ لیں ایک بار" وہ پر سکرپشن مبشر کے آگے رکھ گئی۔

"اوکے آپ دیکھیں۔۔۔چائے کے ساتھ کچھ اچھا سا بھی بھیج دیں کچھ ٹافی شافی "

زمل کے لئے ٹافی منگوانے پر زیحال کی اپنی ہنسی چھوٹ گئی وہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے ہنس نے لگا۔

وہ غور سے سامنے رکھی پر سکرپشن دیکھنے لگے جیسے جیسے انکی نظر اس پر دوڑ رہی تھی ویسے ویسے زمل کی جیسے جان نکل رہی تھی۔

"ھمم۔۔۔ سر درد کیوں ہو رہا ہے بچے۔۔۔ کچھ سوچ رہی ہو کوئی ٹینشن ہے؟" وہ فکر مندی سے اس سے سوال کرنے لگے۔

جس پر زیحال نے بھی گردن موڑ کر اسکی جانب دیکھا وہ گھبرا کر سر نفی میں ہلانے لگی۔

"اوکے۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔ ہو جاتا ہے کبھی کبھی زیادہ سر اپنے ہبی کا کھایا کرو۔۔۔ ہم نے تمہیں دیا ہی یہ اس لئے ہے "

وہ اپنی باتوں سے ہنسا کر اسے اپنی طرف سے کچھ لکھ

کر دینے لگے مگر وہ شاکڈ تھی کہ انہوں نے ایسا کچھ

نہیں کہا تھا جس سے وہ خوف زدہ ہو رہی تھی

تھوڑی دیر تک کچھ لوازمات انکی ٹیبل پر رکھے تھے

جسے تینوں نے باتیں کرتے انجوائے کر کر کھایا۔

"اچھا زمل کی رپورٹس میں بعد میں لے آؤنگا ابھی

بچے ہیں باہر تو آپ کا جانا مناسب ہے "

انکے منہ سے رپورٹس کا سنتے زمل کا دل بری طرح

سے ڈوبنے لگا تھا۔

رپورٹس مطلب وہ سچ ان بے جان الفاظ کے ذریعے

اس تک پہنچنے والا تھا وہ اس قیامت کے بارے میں

سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

زیحال اسکا ہاتھ تھامے باہر آگیا مبشر انکو گاڑی تک

چھوڑ کر گئے تھے۔ جب واپسی میں سارا راستہ وہ

خاموش رہی۔

پاشا ولا پہنچنے کے بعد بھی وہ شام تک روم سے باہر

نہیں نکلی تھی بچے اپنی انا کے پاس تھے جس نے انکو

بہت اچھے سے سمبھال لیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ رات کے بعد سے اب تک اسکی خوشبو میں خود کو مہکتا ہوا محسوس کر رہی تھی بار بار وہ خوبصورت لمحہ یاد آتے آئرہ کیلئے اپنے دل کو سمبھال پانا مشکل ہو رہا تھا۔

تب ہی کومل ایک بک لئے وہی لاؤنج میں آبیٹھی ارادہ تو بک پڑھنے کا تھا مگر آئرہ کو اس قدر خیالوں میں گم دیکھ وہ بھی بلش کرتے ہوئے دیکھ وہ اسے ہی دیکھتی رہی۔

"آ،ہمم۔۔۔ برلاس کہاں ہے ؟" اسکے گلا کھنکار پر

پوچھنے پر آئرہ خیالوں سے باہر آتی بدک کر پڑی۔

"م۔۔۔مجھے کیا پتہ" وہ زامل زالے کے منہ پر لگا

کیک صاف کرتی سٹپٹا کر بولی

کومل نے اپنی مسکراہٹ دبا کر آتی ہوئی مشی کو دیکھا

دونوں ہی آنکھوں کے اشاروں سے بات کرتی

کھسیانی سی ہنسی ہنسنے لگی۔

"ویسے آئرہ۔۔۔ تم دونوں کی شادی کو بھی کافی ٹائم ہو گیا۔۔۔اب تم دونوں کو بھی بے بی پلان کر لینا چاہئے "

مشی کی بات پر آئرہ کے ہاتھ میں پکڑا اٹوائے بے ساختہ چھوٹ کر گرا۔

وہ ہڑ بڑا کر دونوں کو دیکھنے لگی۔جب اسی پل اسکی نظر باہر سے آتے ہوئے اس دشمن جان پر پڑی۔

"مشی آپی کافی۔۔۔جلدی" وہ آتے ہی صوفے پر بیٹھتا کافی کا آرڈر دے گیا مطلب یہ کام تو صرف مشی ہی کرتی تھی۔

"شیور لالا۔۔۔ابھی لائی" وہ اٹھ کر زوناش کے منہ میں فیڈر دیتی خود کچن میں چلی گئی۔

برلاس نے اسکے جاتے ہی زوناش کو گود میں لے کر اسکے نرم و ملائم گالوں پر ڈھیر سارا پیار کیا۔

اسے بھی اب گھر والوں کی پہچان ہونے لگی تھی۔
خاص طور پر زیحال کی اور اسکے بعد برلاس اور پامیر
کی۔
جو اسے سب سے زیادہ لیتے بھی تھے اور وقت بھی
گزارتے تھے۔
"تم نے جواب نہیں دیا آئرہ" کومل برلاس کو دیکھتی
جان بوجھ کر پھر سے بولی

"ہماری بھی وش ہے۔۔۔سب بچوں کے ساتھ تم دونوں کا بے بی دیکھنے کی" وہ بول کر رکی نہیں تھی بلکہ انکو وقت دینے کیلئے اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

اسکے جاتے ہی برلاس نے گردن موڑ کر آئرہ کو دیکھا جو اسکے دیکھنے پر ہی اچھل کر پڑی تھی۔

اب تو جیسے ہاتھ پیر بھی کانپنے لگے تھے پہلے ہی وہ اسکی نظروں سے بچ رہی تھی اب تو جیسے جان ہی ہتھیلی پر آ گئی تھی۔

"تاہ۔۔۔بے بی۔۔۔ پین وات (تاہ بے بی پلان کیا ہوتا ہے)؟" زامل فوراً سے اٹھ کر اسے سنی سنائی بات پوچھنے لگا۔

آئرہ نے چہرہ جھکائے منہ پر ہاتھ رکھتی شرم سے سرخ پڑ گئی تھی۔

"بے بی پلان۔۔۔؟ کس نے کہا یہ آپ سے" وہ زامل کو پیار کرتے اپنی گود میں لے گیا۔ اسکے ایک طرف زوناش تھی اور دوسری زامل۔

"تمل۔۔۔شید۔۔۔(کومل نے کہا)"اسے بات سمجھ آئ تھی یانہیں لیکن سنی تھی وہ اسے ہی آگے پٹر پٹر بتا رہاتھا۔

جبکہ اسکی بات سن کر برلاس نے جیسے آئرہ کو دیکھا تھا وہ شرم سے دہری ہوتی اٹھ کر فوراسے کچن میں غائب ہوگئی۔

وہ اسے یوں جاتے دیکھ بے ساختہ مسکرادیا۔جب اچانک ذہن میں کچھ جھماکے سے آیاتھااور اسکی

مسکراہٹ یوں نگل گیا جیسے وہ اب کبھی دوبارہ نہیں مسکرا سکے گا۔

ان سب کے جانے کے بعد زرتشم اور ڈاکٹر برہان بھی اپنے گھر کیلئے روانہ ہو گئے تھے سب کے جانے سے حویلی جیسے پھر سے خالی خالی سی ہو گئی تھی۔
لیکن اب پہلے سے ماحول بہتر ہو گیا تھا مہرام اور مہروز کے آنے سے پتہ چلتا تھا کہ حویلی میں رہنے والے لوگ بھی موجود ہیں۔

اس وقت بھی وہ دونوں بیٹھی داراب کے ساتھ گیمز کھیل رہی تھیں۔ایک ریموٹ داراب کے پاس تھا اور ایک ایک مہرام اور مہروز کے پاس۔

لیکن انکا کنڑول ایک ہی تھا وہ دونوں داراب کی دوسری ٹیم میں تھیں۔

وہ اکیلا مزے سے پاپ کارن کھاتا ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

"چاچو۔۔۔میں جیتوں گی" مہروز بھنویں مٹکاتی اسے کھلا چیلنج کر رہی تھی۔

داراب نے ہنستے ہوئے دو چار پھانکے مار کر ہاتھ

جھاڑے اور ٹھیک ہو کر بیٹھتے واپس سے ریموٹ اٹھا

گیا۔

"بیٹا۔۔۔چاچو سے پنگا نہیں لیتے۔۔۔جب ہارنا

کنفرم ہو" وہ اسکے گال پر چٹکی کاٹتے اسے چڑانے

والے انداز میں بولا۔

"نو۔۔میں نہیں ہارونگی۔۔۔میں چاچی کو بتاؤنگی"

وہ سیدھا سیدھا اسے سامنے سے آتی بیلا کی دھمکی دے

رہی تھی

جب اسکی دھمکی پر داراب نے بے ساختہ اس جانب دیکھا۔

"یہ ٹھیک ہے۔۔۔جب ہارنے لگو تو اس ظالم کی دھمکی دے دو" وہ کیسے نہ اس سے ڈرتا اس سے ڈرنا داراب خان پر فرض تھا۔

جو اسے عزت بخشنے کا ایک انوکھا انداز تھا۔

وہ دونوں خوب اپنی گاڑیوں کو بھگا رہی تھیں جو بڑی سی دیوار میں نصب سکرین پر دوڑتی دکھائی دے رہی تھیں۔

داراب اب تک مزے سے سامنے رکھی چیزیں کھارہا تھا جیسے اسے ہار جیت سے کوئی فرق ہی نہ پڑ رہا ہو۔ اگلے پل اس نے پھر سے ریموٹ اٹھایا اور سکرین پر ایک تیکھی نظر ڈالی۔

اور اسکے ایک بٹن کے سٹارٹ ہوتے اسکی گاڑی بھی اسی ٹریک پر دوڑنے لگی تھی۔اسکی سپیڈ دیکھ مہروز کے ہاتھ سے ریموٹ گرتے گرتے بچا تھا۔

"نو۔۔آپ اتنی فاسٹ نہیں چلا سکتے یہ چیٹنگ ہے" مہروز کا دل چاہا رو دے۔

وہی مہرام بہت سمجھداری سے گیم کھیل رہی تھی

اسکے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ ٹھہری

ہوئی اسے مزید دلکش بنا رہی تھی۔

جب آخر میں داراب یکدم سے انکی گاڑی کراس کر

گیا۔

"نو۔۔۔"مہروز یکدم سے اچھلتی بے اختیار چیخی

تھی۔

"ہار جیت تو ہوتی رہتی ہے"مہرام ریموٹ رکھتی پر

سکون انداز میں پیچھے صوفے سے ٹیک لگا گئی۔

داراب نے ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ بھی بلکل اپنے باپ پر گئی تھی تحمل مزاج، پرکشش شخصیت اور طبعیت میں بلا کا اطمینان۔

وہ پندرہ سال سے اوپر کی ہو گئی تھی مگر قد میں اپنے باپ دادا پر گئی تھی وہ لگتی ہی نہیں تھی کہ اسکی عمر اتنی کم ہے۔

"تم دونوں کی سٹڈیز کیسی جا رہی ہیں؟" وہ اب سنجیدگی سے کام کی بات پر آیا۔

"میں نہیں کر رہی آپ سے بات۔۔۔" مہروز بڑا سا منہ پھلائے دوسری طرف چہرہ کر گئی۔

"میں دکھاتی ہوں چاچو" مہرام جلدی سے اپنی نوٹ بکس اور ساتھ ایک سرٹیفیکٹ بھی اٹھا کر لائی۔

"یہ مجھے آج ملا ہے۔۔۔ ایک اچھی سٹوڈنٹ ہونے کا انعام" وہ چہک کر اسے اپنا انعام دکھانے لگی جس پر بڑا بڑا سا تحریر تھا" مہرام خان آفندی "

"لیکن کل کو پیرنٹس کو بھی ساتھ جانا ہے۔۔۔ "

"ارے واہ۔۔۔یہ ہوئی ناں۔۔۔میرے بیٹے والی بات "اس نے مہرام کو اپنے ساتھ لگاتے خوشی سے اسکی قابلیت کو سراہا۔

"مہروز کا انعام کہاں ہے "اس نے جان بوجھ کر اسے چھیڑا مگر وہ روسا بندر بنی بیٹھی نخرے دکھا رہی تھی۔

اتنے میں بیلا بھی انکے پاس آکر بیٹھ گئی اسے معاملہ سمجھنے میں ذرا بھی دیر نہ لگی تھی۔

تب ہی وہ اٹھ کر اسکے پاس جا بیٹھتی اسے اپنے ساتھ لگا گئی۔

"امارا مہروز تو خود ایک خدا کا انعام ہے۔۔۔ام کو اور کیا چاہئے" وہ اسکی ٹھوڑی تھامے نہایت محبت سے بولی مہروز تو اسی پر خوشی سے پھولنے لگی تھی۔

مہرام کے مقابلے وہ زیادہ شرارتی اور زندہ دل لڑکی تھی ہر بات کو جلدی دل پر لینے والی اور پھر ایک ہی سوری پر جھٹ سے مان جانے والی۔

"چلو ام تم کو کچھ بنا کے دیتا ہے چھوڑو انکو" وہ مہروز کا ہاتھ تھامے اسے لئے اٹھ کر جانے ہی لگی تھی جب

اچانک سر چکرانے کے باعث لڑکھڑا کر واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔

"بیلا۔۔۔" داراب اسے یوں گرنے والے انداز میں بیٹھتے دیکھ ایک ہی جست میں اس تک آیا۔

"کیا ہوا۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟ "

"ا۔۔۔ امارا سر" وہ سر تھامے خود کو جیسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اٹھو ابھی۔۔۔ ڈاکٹر کے پاس۔۔۔" وہ اب عاجز آنے لگا تھا اسکی من مانیوں سے۔

"نہیں۔۔۔ام کو کمرے میں جانا ہے بس تھوڑی کمزوری ہو گیا ہے" وہ اٹھنے کی کوشش میں پھر سے گرنے لگی تھی

مگر اس سے پہلے داراب اسے تھام گیا۔

"تم اپنی من مانیاں نہیں کر سکتی ہر بار" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی لہجہ سخت کر گیا تھا۔

"پلیز۔۔۔" بیلا اسکا ہاتھ تھامے منت کرتے لہجے میں بولی وہ تو اسکے معصومانہ انداز پر ہی اسکی کیری پر کشش آنکھوں میں دیکھتا رہ گیا۔

"اوکے۔۔۔لیکن اگر ایک بار اور چکر آیا تو میں تمہاری ایک نہیں سنوں گا "

وہ ساتھ ہی دھمکی دیتے اسے اپنے ساتھ لگائے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"مہرو۔۔۔انکو کیا ہوا؟"مہروز کچھ بھی سمجھ نہیں پائی اسکا تو کچھ کھانے والا پلان ہی فلاپ ہو گیا تھا۔

"طبعیت ٹھیک نہیں ہے انکی۔۔۔رکو میں میڈ سے کہہ کر کچھ بنواتی ہوں تمہارے لئے"وہ اسے بٹھا کر خود ملازمہ کو آواز دیتی آگے بڑھ گئی۔

سیماب کا اس وقت میں سب سے زیادہ خیال مہرام رکھ رہی تھی جس نے مہروز کو پوری طرح سے سمبھال رکھا تھا

جبکہ وہ خود اس سے صرف پانچ سال بڑی تھی مگر اس وقت وہ صرف بڑی بہن تھی۔

پوری بلڈنگ میں کہیں کہیں سکیورٹی گارڈز کھڑے تھے

انکی موجودگی بھی اس سے برداشت نہیں ہوئی تھی تب ہی سب کو جاب سے نکال سے وہ اکیلا پوری بلڈنگ میں رہ رہا تھا۔

مگر اب اسے اس جگہ سے اس اکیلے پن سے وحشت سی ہونے لگی تھی ایسے جیسے یہ تنہائی اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہی ہو۔

وہ نشے میں دھت بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگائے فرش پر بیٹھا آدھا ہوش میں اور آدھا مدہوشی میں ڈول رہا تھا۔

"م۔۔۔مجھے۔۔۔بر۔۔۔بار کر کیا ہے سب نے" یہ

الفاظ وہ ہوش میں رہ کر نہیں بول رہا تھا۔

مگر ان لفظوں میں عجیب ہی تڑپ تھی جو دل کو چیر

رہی تھی

ایک نہیں کئی بار وہ یہی ایک جملہ دہراتا رہا گردن بار

بار دائیں جانب ڈھلک رہی تھی

قسمت کو اس پر ذرا بھی ترس نہیں آرہا تھا۔ جبکہ وہ

اب رحم کے قابل تھا۔

مگر نہ قسمت نے اس پر رحم کھایا تھا اور نہ ہی لوگوں نے۔ وہ تنہا تھا اور آج بھی تنہا ہی رہ رہا تھا۔

یہ تنہائی اسکا مقدر بن چکی تھی اور وہ اسے قبول کر چکا تھا۔ اس وقت اسکی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ خود سے اٹھ کر ہوسپٹل جا سکتا۔

جبکہ اسکا پورا وجود اس وقت جیسے تپتی بھٹی میں جل رہا تھا۔

آنکھوں سے گرم سیال خاموشی سے بہتا سائیڈ کان کی لو میں جذب ہو رہا تھا۔

وہ ذرا سی آنکھ کھولنے کی کوشش کر کر اپنے ارد گرد دیکھتا مگر وہی منظر اسے دھندلا نظر آنے لگتا۔

سامنے رکھی ٹیبل پر اسکا موبائل پڑا بجنے لگا تھا۔

وہ ہتھیلی فرش پر ٹکاتے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا مگر ناکام۔اور لڑکھڑا کر وہی گر گیا۔

موبائل بجتا رہ گیا مگر وہ نہ اٹھ سکا۔ وہ وہی نڈھال سا پڑا

رہا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ کب سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا

وہ سونے کی کوشش میں کبھی دائیں جانب کروٹ

بدلتی تو کبھی بائیں جانب۔

لیکن سکون جیسے کسی بھی طرف نہیں آرہا تھا اور اسکی

یہ بے چینی داراب کب سے نوٹ کر رہا تھا۔

بالا آخر اٹھ کر اسکے پاس سرہانے جا بیٹھا اور اسے دیکھنے لگا۔

"مان لو میری۔۔۔ڈاکٹر کو دکھا لیتے ہیں" وہ اسکے سر میں ہاتھ پھیرتے نہایت نرمی سے گویا ہوا۔

جب اسکی بات پر بیلا کی آنکھیں پٹ سے کھلی۔ اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا مگر دل جیسے کسی گہری کھائی میں ڈوبا تھا۔

"کیا بتائے گی ڈاکٹر۔۔۔یہی کہ ام کو کمزوری

ہے۔۔۔ام کھانا اچھا کرے اپنا" اسکا لہجہ اپنے آپ

بھرا سا گیا۔

داراب نے ایک نظر اسے دیکھا اسکی آنکھوں میں

ابھرتی نمی اسے کچھ الجھا سا گئی۔

"تو میری جان جو مسلہ ہو گا ڈاکٹر تو وہی بتائیں گی ناں"

وہ اسکے نرم و ملائم ہاتھ تھامے اپنے لبوں سے لگا گیا۔

"نہیں جانا ام کو" وہ ہاتھ چھڑواتی کروٹ بدل کر

دوسری جانب چہرہ کر گئی۔

داراب کو اسکی یہ کشمکش سمجھنے میں ذرا بھی دیر نہ لگی تھی۔

تب ہی ایک پیاری سی مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئی۔

"تم کیا سوچ رہی تھی اس وقت؟" وہ دھیرے سے اسکے کان پر جھکتے شریر لہجے میں گویا ہوا

جب اسکے سوال پر بیلا کی آنکھیں یکدم سے کھلی۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔ تمہیں بھی جنت کے آنے کا انتظار اتنا ہی ہے جتنا مجھے "

وہ سرگوشی نما انداز میں بول ہی رہا تھا کہ بیلا آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

یہ بات تو دور دور تک اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی تب ہی وہ ایسے اسے دیکھ رہی تھی۔

جب اسکے یوں دیکھنے کے انداز پر داراب کے زور لگا کر رکی ہنسی کا یکدم سے پھوارہ پھوٹ کر نکلا۔

"ہاہاہا۔۔۔اوہ گاڈ۔۔۔چہرہ دیکھو اپنا۔۔ک۔۔۔کتنی فنی لگ رہی ہو" وہ منہ پر ہاتھ رکھے پاگلوں کی طرح ہنستا چلا گیا۔

جبکہ بیلا کا دل چاہا کچھ اٹھا کر اسکے سر پر دے مارے

چہرہ تو واقعی اسکا دیکھنے لائق تھا تب ہی وہ جلدی سے

اٹھ کر اسے غصّے سے دیکھنے لگی۔

"تم۔۔۔تم ام پر ہنس رہا ہے۔۔۔" وہ انگلی سے اپنی

جانب اشارہ کرتی زچ ہو کر پوچھنے لگی۔

"تم۔۔۔تم سچ میں بہت فنی لگ رہی تھی" اسکی ہنسی

اب تک بھی نہیں تھمی تھی۔

جب بیلا نے زچ ہوتے اسے زور سے بیڈ سے نیچے جا

دھکیلا۔

جب دھڑام سے گر کر بھی اس ڈھیٹ کی ہنسی نہیں تھم رہی تھی وہ اور زور سے پیٹ پکڑے ہنستا چلا گیا۔

بیلا کو اب مزید برداشت نہیں ہوا تو کمفرٹر منہ تک تانے واپس لیٹ گئی۔ داراب کتنی ہی دیر ہنستا رہا پھر اٹھ کر وہ اسے دیکھنے لگا۔

"میں ساتھ لیٹ جاؤں؟" ہنسی دبا کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"خبردار۔۔۔ام جان سے مار ڈالے گا تم کو" وہ کسی جنگلی بلی کی طرح غصّے سے غرائی تھی۔

"اچھا۔۔۔پلیز۔۔۔" وہ معصومانہ انداز میں منت کرتا اسکے قریب بیٹھنے ہی لگا تھا جب وہ انگلی دکھاتی اسے واپس پیچھے کر گئی۔

"ام شور کرے گا پھر تم جواب دینا سب کو" اسکی دھمکی پر داراب نے اس بار واقعی اپنی ہنسی کو پوری طاقت لگا کر روکا۔

کچھ بعید نہ تھی یہ لڑکی آدھی رات کو شور کر کر سب کو اکٹھا کر دیتی اور بچارا داراب سب کے منہ دیکھتا رہ جاتا۔

اس سے پہلے وہ اسے پھر کسی اور طریقے سے تنگ کرتا اسکا موبائل بجنے لگا تھا۔

وہ بیلا کو تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے کال اٹھا کر مقابل سے بات کرنے لگا مگر جس سنجیدگی سے وہ بات کر رہا تھا بیلا خود ہی کمفرٹر سے نکل کر اسے دیکھنے لگی۔

"اوکے۔۔۔میں ابھی آتا ہوں" اسکے آنے والی بات پر بیلا نے گھڑیال میں وقت دیکھا جہاں رات کا ایک بج رہا تھا۔

"کدر جا رہا ہے تم ؟" وہ اٹھ کر بیٹھتی فکر مندی سے

پوچھنے لگی۔

"ڈیوٹی پر" وہ کچھ بجھے بجھے سے انداز میں بولتا وارڈ

روب سے اپنی یونیفارم نکالنے لگا تھا۔

"ل۔۔۔لیکن اس وقت کیسے۔۔۔ صبح چلے جاتے"

وہ بھی جیسے اسکے اس وقت جانے پر اداس سی ہوئی۔

"ڈیوٹی ہے کبھی بھی آرڈر آسکتا ہے۔۔۔ویسے بھی

میں نے تین چھٹیاں کی ہیں۔۔۔اب جانا تو پڑے گا "

وہ نرمی سے اسکے رخصار پر ہاتھ رکھتے مسکرا کر بولتا
باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔
وہ جو تھوڑی دیر پہلے تک اس پر غصّہ تھی اب اسکے
جانے پر بے چین سی ہو رہی تھی۔
تب تک داراب فریش ہو کر مرر کے سامنے آ کھڑا
ہوا۔ وہ بالوں میں برش پھیرتے ہوئے مسلسل اسے
ہی نظروں میں لئے ہوئے تھا۔
اسکی فکر اپنے لئے دیکھ دل سکون کی گہری کھائیوں
میں جا اترا تھا۔

"میں جلدی واپس آجاؤنگا۔۔۔ تم خیال رکھنا اپنا" وہ کلائی پر گھڑی باندھتے اسکے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

وہ آنکھیں بند کئے کچھ دیر تو جیسے کسی اور ہی دنیا میں چلی گئی تھی۔ پھر بمشکل مسکرا دی۔

وہ نیچے آکر ملازم سے چائے کا کپ بنواتا کچھ کھا کر ڈیوٹی کے لئے نکل گیا تھا۔

وہ ایک زمے دار آفیسر تھا جس کیلیئے ڈیوٹی، اپنا فرض پہلے آتا تھا اور سکون بعد میں۔

اس نے زندگی اپنے ملک کے لوگوں کی حفاظت کیلئے وقف کردی تھی۔ جس میں وہ مطمئن تھا پر سکون تھا۔

داراب کے جانے کے کتنی دیر بعد تک بھی اسے نیند نہیں آئی تھی نیند کا تو جیسے دور دور تک کوئی اتہ پتہ بھی نہیں تھا۔

وہ بے چین سی ہوتی اٹھ کر بیٹھ گئ۔ کمرے میں بلکل خاموشی تھی کتنا بدل گیا تھا وقت پہلے بھی تو وہ اکیلی رہتی تھی

مگر اس حلال رشتے میں اتنی طاقت تھی کہ اب اسے ایک لمحہ بھی اس شخص کے بغیر مشکل لگتا تھا۔

وہ لب دانتوں میں دبائے کچھ سوچ ہی رہی تھی جب اچانک اسے منہ بھر کرتے آئ وہ اٹھ کر فورا اسے باتھ روم میں گھس گئ۔

دو تین بار میں جو بھی رات کے کھانے میں کھایا تھا

اب معدہ بلکل خالی ہو گیا تھا۔

وہ کمزور سے قدم رکھتی باہر آکر بیڈ پر بیٹھتی سینا مسلنے

لگی۔دل عجیب سا ہو رہا تھا۔

اس نے پانی کا گلاس بھر کر ایک ہی بار میں حلق میں

اتار لیا۔

تھوڑی دیر گزری ہی تھی کہ پھر سے اسکا جی بری

طرح سے متلایا اس بار وہ دوڑ کر باتھ روم میں گئی۔

کتنی ہی دیر اسکی حالت نارمل نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ وہ نڈھال ہوتی وہی دیوار کا سہارا لے گئی۔

"د۔۔۔داراب۔۔۔"اسکے منہ سے کمزور سی آواز نکلی تھی مگر اتنی نہیں کہ اس دشمن جان تک پہنچ سکے۔

وہ اسی طرح چیزوں کا سہارا لیتی بیڈ تک آتی دھم سے گرنے والے انداز میں بیٹھ گئی۔

موبائل وہی سائیڈ ٹیبل پر پڑا تھا وہ ہمت کرتی ذرا سی آگے کو جھک کر موبائل اٹھانے لگی۔

مگر آنکھوں کے سامنے جیسے سب دھندلانے لگا تھا۔

ہاتھ لگتے موبائل ہاتھ آنے کے بجائے نیچے گر گیا۔

مگر اب اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ جھک کر موبائل اٹھا سکتی۔

موبائل اٹھانے کی تگ ودو میں وہ وہی جھکی نیم بے ہوش ہوتی تاریکی میں جا گری۔

"یہ تم ام کو نہیں سونے دے رہا یا یہ اندر والا جن" وہ کب سے اسکے ساتھ جاگ رہے تھے وہاں انکی ذرا سی

آنکھیں بند ہونے لگتی اور یہاں سیماب انکو پکڑ کر جھنجھوڑ دیتی۔

"تم ہو گا جن۔۔۔ تمارا بچہ لوگ ہو گا" وہ جلد بازی میں جو منہ میں آیا بول گئی۔

"توام نے بھی تو اسکو ہی بولا" وہ بھی زریاب تھے کیسے ممکن تھا کسی کی بات سے غلطی نہ پکڑتے۔

"خان۔۔۔ تم کو صرف جگایا ہے بولنے کیلئے نہیں" وہ زچ ہوتی انگلی دکھانے لگی۔

انہوں نے اٹھ کر اسکی انگلی اپنے دانتوں میں دبالی۔

جس پر سیماب آنکھیں پھاڑے انکو دیکھنے لگی۔

"ام تمارا حکم کا غلام ہے۔۔۔خان۔۔۔ تم جو بولے"

وہ تابعداری کی ہر حد پار کرتے سیماب کو ہنسنے پر مجبور کر گئے۔

"تم نہیں سدھرے گا" وہ دونوں سر جوڑے کتنی ہی دیر آپس میں ہنستے رہے۔

"چلو ابھی تم تھوڑا واک کرو۔۔وقت ہو گیا" انکی بات پر سیماب نے برا سا منہ بنایا مگر اب یہ حکم ماننا تو تھا ہی۔

وہ اٹھ کر دھیرے سے بیڈ سے نیچے اتری۔ صحت پہلے سے زیادہ بھر گئی تھی کچھ تو موٹی وہ پہلے سے تھی اور باقی کسر آنے والے بے بی نے پوری کر دی تھی۔

"ویسے خان تم پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گیا ہے" انکی بات پر سیماب نے فورا سے مڑ کر انکو گھورا۔

"کیا مطلب ہے ام پہلے نہیں تھا خوبصورت" یہ ایسی بات تھی جس پر وہ زریاب کے ساتھ جنگ کر سکتی تھی۔

"نہیں ام نے ایسا کب بولا "

"نہیں تم نے ابھی بولا" وہ مڑ کر لڑنے کو تیار ہو گئ تھی

"یہ دیکھو امارا ہاتھ۔۔۔اٹھو ام کو پتہ ہے تم واک نہ کرنے کے بہانے ام سے لڑنا چاہتا ہے۔۔۔ لیکن امارا بچہ۔۔۔ام تم کو ایسا نہیں کرنے دے گا"

وہ بھی خان تھے اسکے۔اسکی رگ رگ سے واقف

اسے پکڑ کر خود ہی دروازے کی جانب موڑ گئے۔

"جلدی آؤ۔۔۔تب تک ام دو چار خراٹے مارلے"

"خان تم بہت ڈھیٹ ہے" وہ جل بھن کر بولتی

کمرے سے باہر نکل گئی۔

زریاب کو تو جیسے واقعی خراٹے مارنے کا موقع مل گیا

تھا اسکے جاتے اوندھے منہ بیڈ پر گر کر آنکھیں بند کر

گئے۔

سیماب دھیرے سے ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرا بیلی

پر راہداری میں واک کرنے لگی تھی۔

یہ اس لئے تھا تاکہ تھکاوٹ میں اسے نیند آسکے۔

اسے پانچ منٹ ہوئے تھے واک کرتے ہوئے جب

بیلا کے کمرے سے کچھ گرنے کی آواز پر اسکی توجہ اس

جانب مبذول ہوئی۔

وہ پریشان کن نظروں سے وقت دیکھتی اسکے کمرے

کی جانب دیکھنے لگی۔

"یہ شور کیسا تھا؟" وہ کھڑی وہی سوچنے لگی پھر ایک ملازمہ کو بلا کر اسکا ہاتھ پکڑ کر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

"بی بی جی ام دیکھ آتا ہے۔۔۔آپ ادر آرام کرو" وہ اسکی فکر میں نہایت ادب سے بولی۔

"نہیں۔۔۔ام دیکھے گا اسی بہانے تھوڑا اوپر نیچے کا چکر بھی ہو جائے گا" وہ آہستہ آہستہ احتیاط سے سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی۔

اور جا کر بیلا کے کمرے کا دروازہ ناک کرنے لگی۔

جب پہلا ہی ہاتھ لگتے دروازہ بے اختیار اپنے آپ کھلتا چلا گیا۔

وہ حیران ہوتی دروازے کو دیکھ رہی تھی جب نظر اسکے کھلتے سامنے نڈھال سی بے ہوش پڑی بیلا پر گئی۔

"بیلا" پہلے پہل اسکی آنکھیں متحیر سی پھیلی تھیں پھر اگلے پل وہ ایک ہی جست میں اس تک دوڑی گئی۔

"بیلا۔۔۔ بیلا اٹھو" وہ اسے سیدھا کرتی اسکے چہرے کو تھپتھپانے لگی۔

"داراب کدر ہے؟"

"بی بی جی وہ تو تھوڑی دیر پہلے ڈیوٹی پر چلے گئے"

ملازمہ کی اطلاع پر سیماب کی پریشانی مزید بڑھ گئ تھی۔

"اچھا تم جلدی سے خان کو بلا کر لاؤ۔۔۔ جلدی"

اسکے حکم پر ملازمہ جلدی سے دوڑی نیچے گئ تھی۔ اور جا کر انکے کمرے کا دروازہ ناک کرنے لگی جس ہڑ بڑی میں وہ بجا رہی تھی زریاب یکدم سے اٹھے تھے۔

"آرہا ہے بھئی ایسا کونساز لزلہ آگیا" وہ نیند میں ڈولتے دروازہ کھول کر اسے دیکھنے لگے جیسے آدھی نیند سے اٹھانے پر اسے کچا چبا جائیں گے۔

"کیا مسلہ ہے۔۔۔آدھی رات کو تم کو سکون نہیں ہے؟ "

"وہ۔۔۔خان جی بی بی جی کا طبعیت بگڑ گیا ہے وہ بے ہوش ہو گیا ہے "

اسکی بات پر زریاب کے قدموں تلے سے مانو زمین کھسک گئی تھی۔

"کیا۔۔۔ کدر ہے خان۔۔۔ یہ تم ام کو جلدی نہیں بتا سکتا تھا" وہ بنا چپل پہنے بوکھلا کر باہر بھاگے تھے۔

جب وہاں جا کر سیماب کی جگہ بیلا کو بے ہوش دیکھ انکی سانس میں کچھ سانس آتی وہ بھی رہ گئی۔

"خان۔۔۔ جلدی ہوسپٹل چلو۔۔۔ یہ دیکھو بیلا اٹھ نہیں رہی" وہ پریشانی سے زریاب کا ہاتھ تھامے بھرائے لہجے میں بولی۔

"اچھا تم فکر نہیں کرو ام ابھی لے جاتا ہے" وہ ملازمہ کی مدد سے بیلا کو سہارا دے کر نیچے گاڑی تک لے آئے۔

جب سیماب وہی کھڑی انکو جاتے ہوئے دیکھنے لگی وہ واپس آکر اسے اپنی گود میں اٹھا کر احتیاط سے نیچے لے آئے۔

"ام۔۔۔ام کو کدر لے کر جا رہا ہے تم" اسے واقعی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اکیلا تو جانے سے رہا ام۔۔۔ تم ساتھ چلو" سیماب کو اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بٹھاتے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھے۔

ملازمہ پیچھے بیلا کے ساتھ بیٹھی اسکے ہاتھ پیر بار بار مسل رہی تھی۔ وہ احتیاط سے ڈرائیونگ کرتے بالا آخر ہوسپٹل آن پہنچے تھے۔

جہاں قسمت اچھی تھی کہ آگے ہی ڈاکٹر ماہم آن ڈیوٹی مل گئی تھی۔

اسکے ہونے سے کافی مدد ہوئی تھی بیلا کو روم میں بھی وہی لے کر گئی تھی تب تک وہ تینوں باہر اسکا انتظار کرنے لگے۔

"یہ داراب کا کونسا جنگ کا آرڈر آگیا تھا جو اس وقت گیا۔۔وہ بھی بچی کی طبعیت اتنی خراب تھی "

انکو لگے ہاتھوں بیلا کی حالت دیکھ داراب پر غصّہ آیا اور ساتھ ہی اسے فون بھی کرنے لگے۔

"وہ بھی کیا کرے۔۔۔ڈیوٹی ہے اسکا بھی" سیماب نے فوراً اسکی طرفداری کی وجہ صرف زریاب کا غصّہ تھا۔

ورنہ وہ بھی ایسے وقت میں بیلا کو اکیلے چھوڑ کر جانے پر داراب سے صحیح خفا ہوئی تھی۔

"اب فون بھی نہیں اٹھا رہا یہ۔۔۔گھر آنے دو اسکو" وہ یہاں وہاں چکر کاٹتے پریشانی میں مبتلا ہوئے۔

"اچھا تم چلو۔۔۔لگے ہاتھوں تمارا ابھی چیک اپ ہو جائے گا"

وہ ہاتھ دے کر اسے اٹھانے لگے مگر وہ تو گول گپہ سی

جیسے جم کر بیٹھی تھی۔

"نہیں ام کو کچھ نہیں ہوا۔۔۔ ٹھیک ہے ام بلکل" وہ

زریاب کا ہاتھ پیچھے کرتی ضدی انداز میں بولی۔

"خان چلو۔۔۔ نہیں توام ادر بھی اٹھا کر لے جائے

گا" انکی دھمکی پر سیماب نے گھور کر دیکھا۔

"ام ٹھیک ہے۔۔۔ام کو کیا ہوا ہے دیکھو۔۔۔ڈبل ہو

گیا ہے ام" اسے رہ رہ کر اپنے موٹاپے کی فکر ہو رہی

تھی۔

"ام جاننا چاہتا ہے نیند کا مسلہ تم کو ہے کہ اندر بیٹھے اس کو" وہ ابھی اسے کوئی بھی نام نہیں دے سکتے تھے۔

کیونکہ وہ دونوں رب کی طرف سے ملنے والے اس تحفے کے منتظر تھے۔جو بھی ملتا بیٹا یا بیٹی زریاب خان کو پورے دل سے قبول تھی۔

مگر اگر بیٹا ہوتا تو اسکی خیر نہ ہوتی کیونکہ جتنا اس نے زریاب کو تنگ کر دیا تھا دنیا میں آنے کے بعد ایک دو ہاتھ تو وہ اسکے ساتھ ہونے ہی والے تھے۔

"اس کو کوئی مسلہ نہیں ہے۔۔۔" وہ خود ہی ہاتھ

دکھاتی اپنا علاج بتا گئی۔

مگر زریاب بھی زریاب تھے اسے زبردستی لے کر

دوسری ڈاکٹر کے پاس چلے گئے۔ جس نے اٹھتے ساتھ

سیماب کا چیک اپ پہلے کیا۔

"سسٹر یہ رپورٹس آپ ابھی کاؤنٹر پر جمع کروا دیں اور

مسٹر زریاب کو میرے آفس میں بھیجیں"

ڈاکٹر ماہم بیلا کا اچھے سے چیک اپ کرتی اپنے آفس میں گئی تھی جہاں آتے اسکا فون پہلے سے بجتا اسکا شدّت سے منتظر تھا۔

"ہیلو۔۔۔ بیگم کہاں ہو۔۔۔ کب سے ایئرپورٹ پر کھڑا انتظار کر رہا ہوں یار"

آگے سے عثمان کی شدّت میں ڈوبی آواز پر اسکے لبوں پر پیاری سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ماں میں شام کی فلائیٹ سے ہی آچکی ہوں۔۔۔ اور آتے ہی مجھے ڈیوٹی کا بلاوا بھی آگیا ہے "

اسکی بات پر عثمان اچھل کر پڑا تھا

"واٹ" وہ اتنی زور سے چیخا کہ آس پاس سے

گزرتے لوگوں نے اسے جو دیکھا تھا سو دیکھا تھا خود

ماہم بھی فون کان سے ہٹا کر دیکھنے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ نہ انصافی ہے میرے ساتھ میں کب سے

کھڑا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔تم ڈیوٹی پر چلی گئی؟ "

دکھ سا دکھ اسکے لہجے میں ابھرا تھا

مگر ماہم کا دل اسکے لئے دو سو کی سپیڈ سے دھڑکا تھا۔

یہ جنونی شخص اسکے لئے کتنے گھنٹے سے ایئرپورٹ پر
انتظار کر رہا تھا جبکہ اس نے یہ بات اسے ہفتہ پہلے بتائی
تھی کہ وہ کس فلائیٹ سے آنے والی ہے۔
اور اسے وہ یاد تھی بات تب ہی اس سے پہلے ایئر
پورٹ پہنچا کھڑا تھا۔
وہ کیسے ایک بوند کے پیچھے بھاگ رہی تھی جبکہ یہاں
پورا سمندر اسکے رب نے اسکی قسمت میں لکھا تھا۔
"اچھا آپ گھر چلے جائیں میں جلدی آتی ہوں"

"نو۔۔۔نیور۔۔۔میں ابھی آرہا ہوں تمہیں پک کرنے ہوسپٹل سے۔۔۔تمہارے ہوسپٹل والوں کی ایسی کی تیسی۔۔۔میرا بیگم مجھ سے چھیننے کی کوشش "

وہ جلد بازی میں جو مذکر مؤنث بگاڑ گیا تھا اس پر ماہم دل کھول کر منہ پر ہاتھ رکھے ہنسنے لگی۔

"ہنس لو تم۔۔۔اب تمہیں بھی سزا ملے گی" اسکی سزا کے نام پر ملنے والے جنون کا سوچتے ماہم کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے تھے۔

"ماں میں سفر سے تھک کر آئی ہوں" وہ جان بوجھ کر لہجے میں تھکاوٹ بھر گئی۔

"اٹس اوکے ماں کی جان میں ہوں ناں۔۔۔ ساری تھکاوٹ دور کردونگا "

وہ جس شریر لہجے میں بولا تھا ماہم ایک سیکنڈ اور اس سے بات نہیں کر سکی تھی تب ہی جلدی سے فون کاٹ گئی۔

وہ سیماب کا چیک اپ کروا کر اسے بھی ساتھ ہی ماہم کے آفس میں لے آئے تھے جوان سے پہلے کسی پیشنٹ کی رپورٹ پر کام کر رہی تھی۔

انکو دیکھتے ہی بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سلام مسز۔۔۔زریاب" اسکے خوش اخلاقی سے ملنے پر سیماب کا دل باغ باغ ہوا تھا عثمان کی نسبت سے ان دونوں کو ماہم اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہوئی تھی۔

"تم کدر گم تھا۔۔۔ابھی عثمان حویلی رہ کر گیا تھا تم نہیں تھا ساتھ" وہ بیٹھتے ہی اس سے گلہ کرنے لگی۔

"وہ ایکچوئلی میں امی کی طرف تھی۔۔۔انکی طبعیت تھوڑی ناساز تھی"

وہ مسکرا کر بولتی ان دونوں کیلئے کچھ کھانے پینے کو آرڈر کرنے لگی۔

"اوہ اب کیسا ہے امی جان؟ "

"بہتر ہیں الحمدللہ" زریاب کے پوچھنے پر وہ مسکرا کر جواب دیتی رپورٹس کو ان دونوں کے آگے رکھ گئی۔

"مبارک ہو آپ دونوں کو۔۔۔ مسز داراب امید سے ہیں"

اسکی بات پر سیماب اور زریاب نے پہلے رپورٹس کو اور پھر ایک دوسرے کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔

"ک۔۔۔ کیا۔۔۔؟ تم کیا بولا ابھی؟" سیماب اس وقت اتنی جلدی نہ اپنی آنکھوں پر یقین کر سکتی تھی اور نہ ہی اپنے کانوں پر۔

"یہی کہ ۔۔۔ مسز داراب امید سے ہیں اور انکا مہینہ بھی پورا ہونے والا ہے" وہ مسکرا کر بولتی دونوں کی حیرت پر حیران ہوئی۔

"ہاہ۔۔۔ سچی ۔۔۔ مطلب ۔۔۔داراب کا بے بی ۔۔۔داراب کا ۔۔۔؟" وہ خوشی سے پھولتی زریاب کا ہاتھ تھامے پوچھنے لگی۔

جن کا خود چہرہ خوشی سے تمتمار ہا تھا۔وہ بھی اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے خوش ہوئے۔

"کدر ہے بیلا۔۔۔ام کو دیکھنا ہے اسکو" وہ بیلا سے

ملنے کے لئے شدّت سے بے تاب ہوئی تھی۔

"وہ تو روم میں ہیں لیکن۔۔۔ایک بات مجھے سمجھ

نہیں آئی۔۔۔انکی طبعیت تو پہلے خراب ہونی تھی تو

کیا آپ نے انکا چیک اپ نہیں کروایا تھا؟ "

وہ کب سے اسی کشمکش میں مبتلا تھی تب ہی حیرت سے

استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"کروایا تھا ناں۔۔۔لیکن ڈاکٹر نے بولا کہ ایسے ہی

کمزوری ہے" اب تو سیماب کو بھی جیسے فکر ستائی۔

"حیرت ہے۔۔۔اتنی بڑی مسٹیک کیسے ہو گئی کسی

سے "ماہم خود اس بات پر حیران تھی مگر یہ خوشی اتنی

بڑی تھی کہ سیماب مزید اس پر غور نہیں کر سکی۔

اور اٹھ کر بیلا کے پاس چلی گئی۔

110/4

وہ اٹھ کر اس روم میں گئی جہاں بیلا بیڈ پر بیٹھی اپنے ناخن دیکھ رہی تھی اسے ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہوش آیا تھا۔

اسے دیکھتے ہی سیماب کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں وہ جا کر سیدھا اسکے گلے سے لگ گئی جب اسکے اس قدر جوش پر بیلا حیران سی اسے دیکھنے لگی۔

"بہت بہت مبارک ہو تم کو۔۔۔ام بہت خوش ہے"

وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔

مگر بیلا کو اب بھی اسکی سمجھ نہیں آئی کیونکہ ہوش میں آنے کے بعد سے وہ اکیلی یہاں بیٹھی تھی۔

سوچ رہی تھی وہ کب اور کیسے ہوسپٹل آگئی۔ مگر اب سیماب کی خوشی اسے ان سوالوں سے نکال کر اسکی خوشی پر حیران کر رہی تھی۔

"ل۔۔۔لیکن کس بات کا مبارک؟" ہاں اسکا پوچھنا بنتا تھا۔

"یہی کہ تم ماں بننے والا ہے" اسکی بات پر بیلا جو بے تابی سے اسے سن رہی تھی اسکی بات پر اگلا سانس نہیں لے سکی۔

وہ پتھر بنی شل سا کت سی اسے دیکھنے لگی اتنی جلدی اتنی بڑی بات پر یقین کرنا اسکے لئے از حد مشکل تھا تب ہی سیماب اسے پھر سے اپنے ساتھ لگاتی اس بات کا یقین دلا گئی جبکہ بیلا کی سماعتوں میں اب تک اسکے الفاظ گونج رہے تھے۔

"تم ماں بننے والا ہے" یہ صرف الفاظ نہیں تھے یہ اسکے دل کو یکدم سے ایک عجیب سی گرفت میں لے گئے تھے کچھ دیر پہلے جو وہ مذاق میں بات کر رہا تھا وہ سچ ہو گئی تھی؟

نہیں اسے اس بات پر یقین دلانے کیلئے خود کو جھنجھوڑنے کی ضرورت تھی۔ وہ اب بھی ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔

"داراب کو جب پتہ چلے گا وہ کتنا خوش ہو گا

ناں۔۔۔ام۔۔۔گھر چل کے جلدی سے مورے کو

بتاتا ہے "

داراب کے نام پر بیلا کا دل یکدم سے بھر اسا گیا

آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھرتی چلی گئیں۔

کیسا لمحہ ہو گا جب اسے یہ خوش خبری ملے گی کہ وہ

جس جنت کا انتظار کر رہا تھا وہ اللّٰہ پاک نے اسکی دعا

سن کر قبول کر دی تھی۔

وہ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ دیکھنے لگی جو اب خالی نہیں تھے یہ اس شخص کی محبت سے بھر چکے تھے۔

وہ نہیں کر پائی برداشت یہ احساس اس قدر بھاری تھا اسکی آنکھوں سے بہتے گرم سیال کو دیکھ سیماب بے چین سی ہو گئی۔

"ارے۔۔۔رونے کی کیا بات ہے اس میں۔۔۔تم خوش ہو جاؤ۔۔۔تم اور دارا اب ماما بابا بننے والا ہے"

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس وقت بیلا کا دل کیسے بند ہو رہا تھا وہ اس احساس کو لفظوں میں بیان کرنے تک سے قاصر تھی۔

اتنے میں زریاب بھی وہی آ گئے جن کو دیکھ بیلا نے اپنے دوپٹے کو ٹھیک سے سر پر جمایا۔انہوں نے آگے بڑھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"اللہ تم دونوں کو خوش رکھے" انکے ایک جملے نے بیلا کو زمین سے آسمان تک پہنچا دیا تھا۔

سیماب اور وہ خوشی سے ایک دوسرے کے گلے لگ
گئیں۔یہ لمحہ خوشی کا تھا اور خان حویلی میں تو جیسے ان
خوشیوں کا سمندر امڈ آیا تھا۔

داراب خان کی نسبت سے یہ خوشی جیسے دگنی ہو گئی
تھی وہ بھی اپنی قسمت جیت گیا تھا۔

صبح صبح یہ خوش خبری خان حویلی میں خوشیوں میں کی
بہار لے آئی تھی۔

بیلا کو سب سے زیادہ فرخندہ بیگم کا خوف محسوس ہو رہا
تھا انکے ڈر سے تو وہ جیسے سر تک نہیں اٹھا پا رہی تھی۔

"مطلب ہمارے گھر میں بھی دو دو بے بی آئیں گے زوناش کی طرح چھوٹے چھوٹے؟"مہروز نے تو جب سے سنا تھا تب سے خوشی سے چیختی پھر رہی تھی۔

"ہاں۔۔دو دو۔۔۔"زریاب کے یقین دہانی کروانے پر تو جیسے وہ زمین پر ہی نہیں رہی تھی۔

مہرام بیلا کے ساتھ لگی بیٹھی تھی ان سب کی خوشی اسے کچھ دیر کیلئے مورے کا خوف بھلا رہی تھیں لیکن داراب کے بغیر اکیلے اسے ان سب کے بیچ شرم سی محسوس ہو رہی تھی

بار بار دل اس دشمن جان کیلئے ایک الگ ہی لے پر

دھڑک رہا تھا نجانے اسکا کیا ری ایکٹ ہوتا جب وہ سنتا

کہ وہ باپ بننے والا ہے داراب خان آخر کار باپ بننے

والا ہے

وہ تو خوشی سے پاگل ہی ہو جاتا شاید چیخ چیخ کر پوری دنیا

کو بتاتا کہ وہ بھی باپ بننے والا ہے اسے بھی کوئی اب

بابا کہہ کر پکارے گا۔

اتنے میں فرخندہ بیگم باہر کہیں سے ہو کر آئی تھیں۔

جب انہیں یہاں آتے ہی سب سے پہلے نوشیر وال

صاحب نے یہ نوید سنائی تھی وہ تو مانو ساتویں آسمان پر

اڑ رہے تھے۔

وہ حیرت بھری نگاہوں سے سامنے بیٹھی بیلا کو دیکھنے

لگیں جو انکی ایک ہی نظر پر جیسے کانپ سی گئی تھی۔

"مورے۔۔۔ کیا ہوا؟" زریاب انہیں ایسے بیٹھے

دیکھ انکا ہاتھ تھام گئے سب خاموشی سے انکو دیکھنے

لگے۔

"داراب کی خوشی آئی ہے مورے" انہوں نے پھر

سے لفظ دہرائے۔

وہ کچھ دیر بیٹھی رہیں نجانے کیا سوچ کر اٹھتی بیلا کے قریب آتی اسکے سر کا بوسہ لے گئ۔

"بہت مبارک ہو تم کو۔۔۔اللّٰہ امارے داراب کا یہ خوشی مبارک کرے امین" انکے الفاظ خوشی سے بھر پور تھے جن میں باقاعدہ بیلا کو اپنے لئے پہلی بار محبت نظر آئ تھی۔

وہ تو پہلے ہی اسے دیکھ چکی تھیں جب وہ پہلی بار ڈاکٹر کے پاس ہو کر آئ تھی وہ تب ہی سمجھ چکی تھیں کہ معاملہ کمزوری کا نہیں ہے۔

مگر انکا رشتہ جن حالات میں جڑا تھا اس میں یہ

خوشخبری انکی توقع کے مطابق نہیں ہو سکتی تھی۔

مگر یہ نکاح جیسا مضبوط رشتہ جوان دونوں کے بیچ طے

ہوا تھا اسکے بعد کیسے ممکن تھا کہ کوئی دوری باقی رہتی۔

"ام داراب کو فون کرتا ہے رات سے ڈیوٹی پر ہے

ابھی اسکو گھر آنا چاہئے "

"ہاں بلاؤ اس کو گھر "نوشیر وال صاحب کے حکم پر

زریاب نے پھر سے داراب کا نمبر ملایا مگر آگے سے

وہی جواب آیا تھا۔

نمبر بند مگر اس بار زریاب کو اسکی تھوڑی فکر ہوئی وہ کبھی بھی اپنا فون اس طرح بند نہیں کرتا تھا۔

"ام پھر کر لے گا کال۔۔۔ابھی تو بیلا کو کچھ کھانے کو دو۔۔۔ڈاکٹر نے بولا ہے ہر تھوڑی دیر بعد اسکو کچھ کھانا ہے"

زریاب کی تاکید پر فرخندہ بیگم نے اسکے لئے فریش فروٹس منگوائے اور پہلی بار آج اسے اپنے ہاتھوں سے کھلایا تھا۔

بیلا انکی اتنی محبت پر ہی غش کھا کر گرنے کے قریب تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔

آنے والا خون داراب خان آفندی کا تھا اب کیسے ممکن تھا کہ اسے وہ مقام نہ ملتا جو اس حویلی کے بڑے بیٹے کی بیوی کو ملنا چاہیئے۔

اس نے اپنا کہا کر دکھایا تھا۔ ہوسپٹل سے وہ اسے رات ہی لے آیا تھا اور اب وہ صبح فجر سے لے کر دن کر بارہ بج آئے تھے سو ہی رہی تھی۔

عثمان خود ہی اپنے لئے کافی بنا کر کمرے میں آگیا وہ

کب سے ماہم کے اٹھنے کا شدت سے منتظر تھا۔

لیکن وہ اپنے سفر اور رات جاگنے کی تھکاوٹ دور کر

کر ہی اٹھنے والی تھی۔

وہ بیڈ پر اسکے سرہانے آکر بیٹھتا بالوں میں نرم انگلیاں

پھیرنے لگا۔

جب اسکے لمس پر وہ دھیرے سے کسمسا کر ادھ کھلی

نیند سے بوجھل آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"گڈ آفٹرنون محترمہ" اسکے منہ سے یہ لفظ ماہم کے چہرے پر سمائل لے آیا۔ وہ ذرا سی اٹھ کر اسکی گود میں سر رکھ گئی۔

"یہ کیا۔۔۔اٹھنے کا ٹائم ہو گیا ماہی" وہ بے حد محبت سے اسکے بال سمیٹتے ہوئے پیار سے اٹھانے لگا۔

"اونہہ۔۔۔مجھے اور سونا ہے" وہ کسمسا کر پھر سے سونے کی تیاری پکڑ گئی۔

"نہیں۔۔۔اب تم اٹھو گی۔۔۔میں نے کتنے دن تمہارے آنے کا انتظار کیا ہے" بے تابی اسکے لہجے سے صاف چھلک رہی تھی۔

ماہم نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"رات کس نے نہیں سونے دیا تھا" وہ پوچھ لینے والے انداز میں تڑخ کر بولی۔

"لو۔۔۔وہ تو جب بیوی اتنے دن بعد ملے گی پیار تو آئے گا ہی ناں" وہ فوراً سے معصوم بنا تھا لیکن ماہم کا منہ بنا دیکھ یکدم سے ہنس پڑا۔

وہ اسے خود سے دور کرتی کمفرٹر میں چھپ گئی گال سرخی سے دہکنے لگے تھے۔

"اچھا ناں۔۔۔ کافی پیو گی؟ نہیں تو اٹھو فریش ہو جاؤ۔۔۔ میں تمہارے لئے خود بریکفاسٹ بناتا ہوں "

وہ اٹھ کر جوتے پہننے ہی لگا تھا ماہم نے فوراً اسے منہ باہر نکالا۔

"آپ بنائیں گے؟" اسے حیرت ہوئی تھی وہ بہت کم ہی کچن میں جاتا تھا۔

"ہاں تو۔۔۔ تمہارے جانے کے بعد میں خود ہی کھانا بناتا تھا" وہ کندھے اچکا کر بولا

"باہر سے آرڈر نہیں کرتے تھے؟" اسے حیرت سی حیرت ہو رہی تھی۔ وہ تو اسی گمان میں تھی کہ اس کے جانے کے بعد وہ یا تو باہر سے کھاتا ہو گا یا زیحال کی طرف رہنے چلا گیا ہو گا۔

مگر اسکے پیچھے سے وہ سارے کام خود کر رہا تھا اس بات کا اسے شدید افسوس ہو رہا تھا۔

"یہ سب میرا کام تھا" لہجے میں شرمندگی سی اتری تھ

عثمان نے جھک کر اسکے سر کا بوسہ لیا۔

"ڈونٹ وری۔۔۔ ہمیں بیویوں کی مدد کرنے میں شرم محسوس نہیں ہوتی" کیسے ممکن تھا کہ اس پر صحبت کر اثر نہ ہوتا۔

یہ رنگ ان دوستوں کا تھا جن کیلئے بیوی لفظ بہت معنی رکھتا تھا وہ کیسے ان سے سیکھ کر اپنی بیوی کو اپنی ملکہ بناتا۔

اس نے اپنے کہے مطابق اپنے اور ماہم کے لئے اچھا کھانا تیار کیا تھا۔ کچھ چیزیں باہر سے بھی آرڈر کی تھیں

\-------

وہ آج کافی دن بعد آفس آیا تھا اسکے پیچھے سے بہت سے کام ادھورے تھے جو صرف زیحال خان آفندی سے ہی مکمل ہو سکتے تھے۔

اسکے آنے سے ہر کام مکمل ہونے لگا تھا اور عثمان سب سے زیادہ خوش تھا اسکے آنے سے۔

کیونکہ زیحال کے بغیر اس نے اور پامیر نے اکیلے سب ہینڈل کیا تھا ایسا نہیں تھا کہ وہ دونوں ایکسپرٹ نہ تھے اس کام میں۔

لیکن یہ تھا کہ جو کام وہ دونوں مل کر کرتے تھے وہ اکیلا زیحال خان آفندی منٹوں میں نمٹا دیتا تھا اسکا ایک سائن اور وہاں بڑی بڑی اربوں کھربوں کی ڈیل ڈن ہو جاتی تھی۔

آج بھی اسکے سامنے ٹیبل پر فائلوں کا انبار اکٹھا تھا اور مینیجر اسے ایک ایک کر کر کھولتا دے رہا تھا۔

جب اتنے میں یاقوت بھی اسکے آفس میں آگیا آتے

ہی وہ کرسی پر جس طرح سر پکڑ کر بیٹھا تھا زیحال کا

ہاتھ اسے دیکھ اپنے آپ رک گیا۔

"باقی بعد میں" وہ ہاتھ اٹھا کر مینیجر کو باہر جانے کا

اشارہ کر گیا۔

جب وہ اسکے حکم پر سر خم کرتے باہر چلا گیا اسکے جاتے

ہی وہ بھی اپنی پاور چیئر سے ٹیک لگا گیا۔

"کیا مجھے خود پوچھنا پڑے گا کہ کیا بات ہے؟" اسکے سوال پر یاقوت نے ترچھی کر کر ایک آنکھ کھول کر اسے دیکھا۔

پھر سیدھا ہو کر بیٹھتے ٹیبل پر کہنی ٹکا گیا۔

"مجھے اس لیڈی کی بات کرنی ہے" وہ پہلے سے سوچ کر آیا تھا جو بات اسے کافی دن سے پریشان کر رہی تھی۔

"اسکی کیا بات؟" ایسا تو ہو نہیں سکتا تھا کہ اسے یاقوت کی بات کا مقصد کہنے سے پہلے سمجھ نہ آیا ہو۔

"مجھے وہ اچھی نہیں لگ رہی" دوسرے الفاظ میں اسکی بات زیحال کو خوب سمجھ آئی تھی۔

تب ہی وہ آبرو اچکائے اسے دیکھنے لگا۔

"اسے غائب کروادیں۔۔۔میں نہیں چاہتا وہ برلاس کے سامنے کچھ کہے" اسکی بات پر زیحال نے دونوں ہاتھوں کو باہم ملاتے ٹھوڑی اس پر ٹکائی۔

"کیا میں نے تمہیں حقیقت چھپانا سکھایا ہے؟" اسکا لہجہ ازحد سنجیدہ تھا جبکہ اسکے سوال پر یاقوت کا دل کانپ گیا تھا۔

وہ کیا کہنا لفظ لبوں کے پیچھے بری طرح سے مچلے تھے۔

"میں۔۔۔میں صرف برلاس کو نہیں کھونا چاہتا" اسکا

لہجہ جیسے بھرا سا گیا تھا۔

"وہ اسکا بھائی ہے خونی رشتہ ہے دونوں کا آپس

میں۔۔۔" وہ جیسے کچھ اور کہنا چاہتا تھا لیکن الفاظ بدل

رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔وہ ہمارا بھائی ہے" وہ یکدم سے بے ساختہ

بولا۔

"مطلب۔۔۔آپ اسے زارک کے ساتھ" وہ اپنا سوال تک پورا نہیں کر پایا دل تھا کہ بند ہونے کے قریب ہو رہا تھا۔

زیحال بے اختیار نظریں چرا گیا۔

"مجھے دیکھیں۔۔۔جواب دیں" وہ آگے کو جھک کر کس تڑپ سے جواب مانگ رہا تھا۔

"میں خونی رشتوں کو نہیں جھٹلا سکتا" وہ یہ بات یاقوت کو دیکھتے ہوئے نہیں کہہ سکا تھا

دونوں کے بیچ ایک طویل خاموشی کا دورانیہ آیا تھا یاقوت کے ذہن میں نجانے کون کونسے طوفان اٹھنے لگے تھے۔

وہ دونوں خاموش تھے جب آفس روم کا دروازہ کھلتے برلاس اندر آیا۔دونوں جیسے اسکے اچانک آنے پر چونک گئے تھے۔

"میں آپ سے ناراض ہوں" آتے ہی وہ دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھتا بولا۔

یاقوت نے پہلے اسے اور پھر زیحال کو دیکھا

مطلب وہ اپنی بگڑی اولاد کو منانا ہی بھول گیا تھا اسے

خود آناپڑا تھا یہ یاد کروانے کہ وہ ناراض ہے۔

یہ دن بھی برلاس شاہ کو دیکھنا تھا۔

"تھینکس میرے علم میں اضافہ کرنے کیلئے" وہ صدا

کا ڈھیٹ اب بھی مطمئن سے انداز میں بولا۔

"کیا مطلب۔۔۔آپ کو فرق نہیں پڑ رہا؟" وہ شاکڈ

تھا۔

"آپ نے۔۔۔آپ نے مجھے تھپڑ مارا تھا" وہ گال پر

ہاتھ رکھے کس معصومیت سے بتانے لگا۔

زیحال کو وہ پل کیسے بھول جاتا آج وہی یاد کرتے اسکے
ہاتھ میں جلن سی ہونے لگتی تھی۔

"اچھا۔۔۔مجھے تو نہیں یاد "

"کیا مطلب۔۔۔آپ بھول گئے ؟اس شخص کیلئے
آپ نے مجھے تھپڑ مارا تھا یہاں" وہ اپنا گال آگے کر کر
اسے باقاعدہ دکھا کر یاد کروانے لگا۔

یاقوت نے بے اختیار اسے دیکھا اسکا انداز ایسا تھا جیسے
کوئی بچہ آکر اپنے باپ کو شکایت لگا رہا ہو کہ باہر کسی
نے اسکی پٹائی کی۔

اسکا دل برلاس کیلئے مزید بے چین ہونے لگا۔

زیحال نے گہرا پر سکون سانس لیا اور ایک بازو وا کر دیا

یہ دیکھ برلاس کی آنکھوں میں چمک اتر آئی تھی لیکن

اتنی جلدی وہ مان جاتا ایسا کب ہوا تھا؟

وہ منہ پھیر کر سینے پر ہاتھ باندھے غبارے کی طرح

منہ پھلائے کھڑا ہو گیا۔

یاقوت نے چہرہ جھکا کر اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"برلاس۔۔۔کو آ ،ہمم۔۔۔نیو بائیک دلا دیں" لگے ہاتھوں یاقوت نے اسکی عرضی خود اسکے آگے رکھ دی

جس پر برلاس نے فوراً اسکی جانب دیکھا۔زیحال کی نظر اس پر نہ ہوتی تو ایک ہائی فائی ضرور بنتا دونوں کا۔

"دلا دیتا۔۔۔اگر یہ ابھی آکر مجھے زور سے ٹائٹلی ہگ کرتا" اسکی بات پر برلاس نے یکدم مڑ کر اسے دیکھا۔

ایک تیر سے دو دو نشانے اسکے لگ رہے تھے۔ لیکن سب سے پہلے تو اسے اپنے باپ کی آغوش مل رہی تھی وہ بنا ایک پل کی بھی دیری لگائے پیچھے سے اس سے جا لپٹا۔

"ارے آرام سے۔۔۔ بھائی کی طبعیت ابھی مکمل ٹھیک نہیں ہوئی"

وہ اسکی سنے بغیر زیحال کے ساتھ لپٹا رہا۔ وہ بھی درد سے پہلے اسکی محبت دیکھ رہا تھا۔

"ماشاءللہ۔۔۔میرے بغیر ہی یہاں محبت لوٹی جارہی ہے"اسی وقت پامیر بھی عثمان کے ساتھ ہی آدھمکا تھا

برلاس کو اکیلے پیار لوٹتے دیکھ وہ کہاں پیچھے رہنے والا تھا وہ بھی فوراً سے آگے آتا زیحال کے ساتھ لپٹ گیا

"زی۔۔۔پلیز۔۔۔دو فیڈر آرڈر کرو"عثمان کرسی پر بیٹھتے بیٹھتے بولا جس پر یاقوت کا قہقہہ پھوٹ کر نکلا تھا۔

"اس چینی بکرے کیلئے ایک عدد ٹیپ بھی۔اسکا منہ بند کرنے کیلئے"

پامیر بھی کہاں پیچھے رہتا ہر بار اپنے جواب سے اسکی بولتی بند کر دیتا تھا۔

"اچھا سب چھوڑیں بڑی عید کیلئے جانور لینے کب جانا ہے" یاقوت کو یکدم سے اس کی فکر ستائی۔

"کیا مطلب۔۔۔ عید آرہی ہے؟" عثمان کو شاک لگا تھا اسے تو یہ یاد ہی نہیں تھا۔

"نہیں۔۔۔عید آ نہیں رہی بلکہ عید آ رہا ہے" پامیر نے اسکے مطابق مذکر مؤنث بگاڑ کر اسے سمجھایا جس پر عثمان نے اسے گھور کر دیکھا۔

"ویسے میں تو اسے ہی قربان کرونگا اتنا سوہنا جانور ہے" پامیر کی بات سمجھ آتے سب یکدم سے ہنس پڑے

"تم لوگ جا کر لے آنا۔۔۔" وہ واپس سے فائل کھول کر بولا۔

"ایسے کیسے۔۔۔ہم مل کر چلتے ہیں ناں۔۔۔مجھے تو بہت شوق ہے جانور خریدنے کا" عثمان چہک کر بولتا انکے منہ دیکھنے لگا۔

"ہاں اسکے لئے بنا داڑھی والا بکرا لیں گے جو پچھلے جنم میں کسی میلے میں اس سے بچھڑ گیا تھا۔۔۔دوسرے لاشاری صاحب "

پامیر کی بات پر برلاس اور یاقوت کے منہ سے ہنسی کا پھوارہ پھوٹ کر نکلا۔

جبکہ عثمان کسی مارنی بیل کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔

اسکا بس نہیں چلا اسے جا کر ٹکر مار دے۔

زیحال نے لب بھینچتے اپنی ہنسی روکی۔

وہ کسی ایک کی طرف داری نہیں کر سکتا تھا یہاں آکر

وہ ہمیشہ پھنس جاتا تھا ایک طرف جگر تھا تو دوسری

طرح اسکی فسادی اولاد۔

"اور تمہارے لئے میں تمہارے جیسا کوئی ڈنگر

لونگا۔۔۔دو سینگوں والا"

اسکی بات پر پامیر نے اپنے سر پر واقعی دو سینگ

تلاشے

لیکن انکی اس جنگ میں برلاس اور یاقوت کا ہنس ہنس

کر برا حال ہو گیا تھا۔

"ہی ہی۔۔۔ میرے تو سینگ ہی نہیں ہیں۔۔۔" وہ

سچ میں اپنا سر جھکا جھکا کر دکھانے لگا۔

"ابھی آجائیں گے" عثمان جیسے ہی کرسی سے اٹھا پامیر

فوراوہاں سے بھاگ لیا پورے روم میں ٹیبل کے گرد

دونوں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگے تھے۔

زیحال تو گھن چکر بنا سر تھام کر رہ لیا وہ کیسے سدھارتا

ان دونوں کو یہ کبھی باز نہیں آنے والے تھے۔

"بس آپ دونوں کے سات چکر ہو گئے ماہم اور کومل

کو ایک ایک سوکن مبارک "

برلاس نے پیچ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرتے دونوں

کے سروں پر اچھال دیے جس کے بعد دونوں کا رخ

اس بچارے کی جانب ہو گیا تھا

زیحال نے تڑپ کر اسکے کارنامے دیکھے جو پیج اس

نے پھاڑا تھا وہ اسکے اربوں کی ڈیل کے پیپرز تھے اور

اس بگڑی اولاد نے بنا دیکھے پھاڑ دیے۔

بس یہی وجہ تھی کہ وہ برلاس کو آفس نہیں آنے دیتا

تھا وہ آکر اسکے لئے دو چار کام ضرور بڑھاتا تھا۔

اور پھر برلاس کی چیخ وپکار "بھائی بچائیں

مجھے۔۔۔بھائی "لیکن پنگا خود لیا تھا ناں اب کیوں

زیحال آتا۔

لیکن بات اسکے بگڑے بچے کی تھی وہ کیسے نہ اٹھتا۔

"اچھا بس۔۔۔لڑائی لڑائی معاف کرو۔۔۔" وہ انکے بیچ سے اپنے معصوم سے بچے کو نکال کر اپنے ساتھ لگا گیا۔

"میری بات تو وہی رہ گئی۔۔۔دن بہت کم ہیں ہمیں جلدی لے کر آنے چاہئے پھر انکی دیکھ بھال بھی تو کرنی ہے"

یاقوت جانور لانے کیلئے از حد سنجیدہ تھا شاید سب میں ایک اسے ہی فکر تھی۔

"مطلب آپ کچھ دن انکے ساتھ ہی رہیں گے" پامیر کے الٹے سوال پر یاقوت کا ہاتھ جوتے تک جاتا جاتا رہ گیا۔

وہ جلدی آفس کا کام ختم کر کر گھر آ گئے تھے کیوں واقعی عید کی تیاری تو کرنی ہی تھی۔انکے گھر آتے پاشا ولا کی رونق سی جیسے واپس آگئی تھی۔

بچوں کو سب مل گئے تھے بابا بھی تاہ بھی، یاقوت اور میر بابا بھی۔

"یہ۔۔۔ہر چیز اتنی بدلی بدلی کیوں لگ رہی ہے؟"

مشی جب سے آئی تھی لاؤنج کی بہت سی چیزیں بدلی

ہوئی محسوس کر رہی تھی۔

اسکی بات پر یاقوت نے بے ساختہ زیحال کی جانب

دیکھا۔

اس نے ان سب کے گھر لوٹنے سے پہلے بر لا اس کی توڑ

پھوڑ کو واپس سے ٹھیک کر دیا تھا

ہر چیز بلکل نئی تھی اور پہلے سے زیادہ شاندار تھی۔

"پتہ نہیں ہو گا کچھ۔۔۔ تم بتاؤ۔۔۔ عید کی شاپنگ پر

کب لے کر چلنا ہے تم سب کو"

یاقوت نے جان بوجھ کر شاپنگ کا نام لیا جس سے پتہ

تھا کہ یہ خواتین کے دماغوں کو تیزی سے کسی بھی

بات کی سائیڈ سے موڑ سکتا ہے

اسکی بروقت چالاکی پر زیحال نے منہ کے آگے ہاتھ

کرتے اپنی ہنسی دبائی۔

"واؤ۔۔۔ابھی چلتے ہیں ناں" مشی تو خوشی سے یکدم

چہکی تھی۔

"کومل۔۔۔اور آئرہ۔۔۔ تم دونوں؟" اس نے ایک طرف سر جوڑ کر بیٹھی کسی بات پر ڈسکشن کرتی خواتین سے پوچھا۔

"ایک منٹ تم دونوں کی کونسی جنگ عظیم پر اتنی سنجیدہ گفتگو ہو رہی ہے ذرا ہمیں بھی بتاؤ"

پامیر کو جب تک بات نہ پتہ چلتی اسے سکون نہ آتا۔ لیکن کومل نے اسے جس طرح دیکھا تھا بچارا خود ہی پیچھے ہٹ گیا یہ نہ ہو سب کے سامنے پٹ جائے۔

"جب تم بولو" کومل کی بات پر آئرہ نے بھی سر ہلا

دیا۔

"زمل کہاں ہے۔۔۔اس سے بھی پوچھ لیتے ہیں "

وہ یہاں وہاں سب میں زمل کو دیکھنے لگا۔

"وہ کمرے میں ہے۔۔۔ سر میں ہلکا سا درد تھا تو

ریسٹ کر رہی ہے"

انکی بات سن کر موبائل میں جھکے زیحال نے فوراً سے

سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔۔اب بھی سر درد ہے؟" وہ صبح آفس جانے سے پہلے اس سے پوچھ کر گیا تھا اگر وہ کہتی اسے سر درد ہے تو وہ اسے چھوڑ کر کبھی نہ جاتا۔

کومل کے جواب دینے سے پہلے زیحال اٹھ کر فورا اسے کمرے میں گیا جہاں وہ بیڈ پر لیٹی رخ موڑے ہوئے تھی۔

"گلالے" وہ آواز دیتا اسکے قریب آیا مگر اسکی آنکھیں بند تھیں مطلب وہ سو رہی تھی۔

وہ دھیرے سے اسکے پاس بیٹھ کر اسکے چہرے سے بال ہٹانے لگا۔

وہ سوتی ہوئی بے حد معصوم اور پیاری لگ رہی تھی

زیحال نے جھک کر اسکے رخصار پر اپنے لب رکھے۔

جب اسکے لمس پر وہ دھیرے سے کسمساتی آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی۔

ہلکی دھندلاہٹ کے ہٹتے وہ پوری طرح نیند سے بیدار ہوتی فوراً سے اٹھ بیٹھی ایسے جیسے ڈر گئی ہو۔

اسکی آنکھوں اور چہرے پر خوف وہ بھانپ چکا تھا تب ہی پریشان کن نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے۔۔۔ پھر سر درد ہوا ہے؟" اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لئے بے حد نرمی سے پوچھا۔

"ن۔۔۔ نہیں تو" وہ جواب میں نظریں چرانے لگی تھی۔

"کومل نے تو یہی بتایا" وہ کچھ چونکا تھا۔

"ہ۔۔ہاں تھوڑا سا تھا۔۔۔" اسے یاد آیا کہ نیچے وہ کیا کہہ کر اوپر کمرے میں آئی تھی۔

لیکن اسکی ہڑبڑاہٹ زیحال کو پریشان کر رہی تھی۔

وہ بغور اسکا چہرہ دیکھے گیا۔

"ذڑگیہ "اس نام اور اسکے لہجے میں جیسے پوری دنیا کی محبت آسمٹی تھی اس نے بے اختیار اپنی پلکوں کی جھالر اٹھائی۔

"جی ہبی "اسکے جواب پر زیحال کا دل یکدم سے دھڑکا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

"یہاں آؤ" کہتے ہی اس نے زمل کو دھیرے سے اپنے سینے سے لگالیا۔ وہ تو جیسے اس کے ساتھ لگتے کسی اور ہی دنیا میں چلی گئی تھی۔

"میرا بے بی کس بات سے اتنا ڈسٹرب ہے؟" وہ اسکے نرم وملائم ہاتھ رب کرتے نرمی اور لاڈ سے پوچھنے لگا۔

زمل کا دل چاہا کہہ دے سب بتادے جو بھی اسکے اندر تھا جو اسے خوف زدہ کر رہا تھا جو اسے پل پل مار رہا تھا۔

مگر پھر وہ قیامت اسکی آنکھوں کے سامنے آنے لگتی وہ کیا کہتی اسے کہ وہ اسکی نشانی اسکے بچے کا خیال نہیں رکھ سکی۔

ہیزل آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھرتی چلی گئیں۔

"بتاؤ ناں جان۔۔۔کیا بات ہے" اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ بات کچھ تو ہے جو وہ اس سے چھپا رہی تھی مگر کیا تھی اس کا وہ اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"ہ۔۔۔ہبی" اس نے کانپتی ہوئی آواز میں اسے پکارا

"یس ہبی کا بے بی" وہ بھی آگے سے نہایت محبت بھرے لہجے میں بولا۔

"آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟" یہ سوال اسے کرنا چاہئے تھا؟ جس کا جواب کائنات کی ایک ایک چیز چیخ چیخ کر دیتی تھی۔

"نہیں" اسکے جواب پر زمل نے بے اختیار ٹھوڑی اوپر اٹھائی۔ اسکی آنکھوں میں حیرت ابھری تھی۔

"مجھے محبت نہیں ہے تم سے" وہ از حد سنجیدہ تھا۔

زمل کا دل رک رک کر دھڑکنے لگا۔

"پ۔۔۔پھر؟" کتنی مشکل سے پوچھا تھا اس نے۔

"عشق ہے۔۔۔جنون کی حد تک" یہ جواب اور الفاظ ایک ہی جھٹکے میں زمل کو زمین سے آسمان پر لے گئے تھے۔

آنکھیں تیزی سے نم ہونے لگی اس نے باری باری ان ہیزل آنکھوں کا بوسہ لیا۔

"تم واحد میرے جینے کی وجہ ہو گالے۔۔۔تمہارے بعد میں زندگی جینے لگا ہوں۔۔۔ورنہ اس سے پہلے موت کو ہتھیلی پر لئے گھومتا تھا "

اسکی بات پر زمل کا دل یکدم سے کانپ اٹھا۔

"مگر مجھے تم سے ملنا تھا۔۔۔اس لئے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں"

وہ کندھے اچکائے اتنے نارمل انداز میں یہ بات کر گیا جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔

اسکی اتنی بڑی بات وہ بھی اتنی لاپرواہی سے بولنے پر زمل نے جو اس پر مکوں کی برسات کی تھی

"اچھا اٹھو اور سب کے ساتھ شاپنگ پر جاؤ ذہن تھوڑا کھلے گا" وہ اٹھ کر اسکے سامنے اپنا ہاتھ کر گیا۔

باہر جانے کے نام پر زمل کے دل میں خوف کا سایہ سا لہرا گیا تھا۔ جسے سمجھنے میں زیحال کو ذرا بھی دیر نہیں لگی تھی۔

بے فکر رہو۔۔۔اب کوئی تمہاری طرف آنکھ بھی نہیں اٹھا سکتا "

جو انجام اس نے ابراہیم کے بندوں کا کیا تھا اسے دیکھنے کے بعد لوگ اس سے خود ہی خوف زدہ رہنے لگے تھے۔

بہت عرصے بعد اس نے اپنا یہ روپ پھر دکھایا تھا۔

وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی ساتھ ہی اٹھ گئ اور کمرے سے باہر نکل آئ۔ وہ ساتھ چل رہی تھی مگر زیحال کی نگاہیں اسی پر جمی تھیں۔

وہ ایک بار اسکی نظروں میں دیکھتی تو بات چھپانے پر اس سے خوف ضرور کھاتی۔

وہ سب مل کر عید کی شاپنگ کرنے یاقوت اور پامیر کے ساتھ گئ تھیں

جب واپسی پر وہ دونوں بچارے بیگز میں لدے دکھائی بھی نہیں دے رہے تھے۔

بالا آخر وہ دن بھی آگیا تھا جب وہ سب مل کر عید کا جانور لینے جارہے تھے سب سے زیادہ زامل اور عبدلباری خوش تھے۔

جب سے انکو پتہ چلا تھا کہ آج وہ لوگ اپنے گھر میں بڑے بڑے ٹوائز لے کر آئیں گے۔

وہ بھی چلنے پھرنے والے تب سے دونوں کی بانچھیں کھل گئی تھیں۔انکے لئے تو وہ چلنے پھرنے والے ٹوائز ہی تھے۔

"بھائی آپ نہیں چل رہے ؟" زیحال جو آنکھوں پر سن گلاسسز لگائے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا یاقوت کی آواز پر انکی جانب مڑا۔

"تم سب ہو تو۔۔۔آگے سے عثمان بھی تمہیں جوائن کر لے گا" وہ بہت ہی سر سری سے لہجے میں بول کر گاڑی میں بیٹھنے ہی لگا تھا جب زامل دوڑ کر اسکی ٹانگ سے لپٹ گیا۔

"نو۔۔۔ببا۔۔۔می توئے وانت (نہیں بابا میں ٹوائے لونگا)" اسکے کہنے کا مقصد تھا کہ وہ ساتھ آئے۔

زیحال تھائی سے پینٹ اوپر کرتا اسکے سامنے بیٹھا۔

''آپکے ساتھ قوت اور میرو بابا ہیں ناں۔۔۔'' وہ

اسکے گال پر پیار کرتے نرمی سے بولا۔

''نو۔۔۔ می وانت ببا (نہیں مجھے بابا چاہیے)'' وہ ضد

کرنے کیلیئے اسکے آگے لم لیٹ ہونے ہی لگا تھا

جب وہ پہلے ہی اسے اوپر اٹھا کر اسکی ماں کو غصّہ دلانے

کا پلان فلاپ کروا گیا

''چل رہے ہیں بابا بھی۔۔ لیکن کپڑے گندے کیئے تو

آپ کے ساتھ بابا کی بھی دھلائی ہو گی ''

مجبورا اسے بھی ساتھ ہی جانا پڑا تھا۔

"دائی۔۔۔تیشے ببا (دھلائی کیسے بابا)" ہاں اب اسے سمجھایا جاتا کہ دھلائی کیسے ہوتی ہے۔

"وہ واشنگ مشین میں ہم دونوں کو ڈال کر گول گول گھمادیں گی" اسکی بات کا اب یہی جواب اسکے ذہن میں بروقت آیا تھا

جسے سن کر ڈرائیونگ کرتے پامیر کا قہقہہ بلند ہوا

"اس۔۔۔سوری" زیحال کی گھوری پاتے اس نے فورا اسے بتیسی اندر کی۔

وہ لوگ جلد ہی اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ چکے تھے جہاں آنا زیحال کو اچھا نہیں لگا تھا مطلب وہ صرف حکم دیتا تو یہ سارے جانور اسکے گھر کے لان میں ملتے۔

لیکن نہیں۔۔۔اسکی اولادوں کو چین کہاں تھا ہر نیکی کا کام خود سے سر انجام دینے میں مزہ جو آتا تھا۔

وہ اتر کر سامنے دیکھنے لگا یا قوت نے اتنا کر دیا تھا کہ اس جگہ کو باقی لوگوں سے بلکل خالی کروا دیا تھا۔

وہاں صرف جانور اور جانوروں کے مالک موجود تھے یا باہر انکے گارڈز کھڑے تھے۔

زامل اور عبدل باری یہاں آتے ہی جیسے آزاد ہو گئے تھے وہ اپنے ہاتھ چھڑواتے آگے آگے بھاگنے لگے۔

"آرام سے۔۔۔ کسی بیل کے نیچے نہ آجانا" پامیر جلدی سے دونوں کے پیچھے بھاگا کچھ بعید نہ تھی یہ چوزے ایسا کر بھی گزرتے۔

"بھائی۔۔۔ جانور خوبصورت بھی ہوناں۔۔۔ یہ دیکھیں" یاقوت کے متوجہ کرنے پر زیحال نے اس جانب دیکھا

جہاں ایک بے حد خوبصورت بیل کھڑا تھا قد آور اور

جسامت میں چار بیل کو بھی مات دینے لگا۔

سفید رنگ صاف ستھرا اور اوپر سے رہی سہی کسر اس

پر سرخ ویلوٹ رنگ کی چادر ڈال کر پوری کر دی گئی

تھی۔

"کیوں تم شادی کرو گے اس سے؟" عثمان جو باقی

جانور دیکھنے میں مصروف تھا اسکی بات پر ہنسی دبا کر

پوچھنے لگا۔

"پامیر کی بات پر مجھے غور کرنا پڑے گا" یاقوت نے آبرو اٹھا کر اسے یاد دلایا جس کے بعد عثمان لاشاری کسے نظر آنا تھا۔

"صرف قربانی نہیں جانور کی خوبصورتی بھی دیکھنی چاہیئے" وہ قدرے نرم لہجے میں بولتے اس بیل کو دیکھنے لگا

جو زیحال کے اپنے دل کو بھی یقیناً خوب بھایا تھا۔

"ویسے جتنا یہ خوبصورت اور صحت مند ہے اسکی قیمت بھی کروڑوں میں ہو گی" عثمان کی بات پر زیحال نے بغور اس بیل کو دیکھا۔

"اسکی منہ مانگی قیمت دو اسے۔۔۔" وہ بول کر خود آگے بڑھ گیا یاقوت بچوں کی طرح خوش ہوتا اس بیل کے مالک کی طرف بڑھ گیا۔

آگے آتے پامیر کو دیکھا جو زامل اور عبدلباری کو اونٹ کی سواری دلوا رہا تھا۔

وہ بھی دیکھنے میں صحت مند اور بہت خوبصورت تھا

اسے جو جو جانور خوبصورت لگا تھا اس نے وہ سب لئے

تھے۔

"اتنے زیادہ جانوروں کا کیا کریں گے بھئی جنت میں

باقیوں کو بھی جگہ ملنی چاہیئے "

عثمان کو واقعی سمجھ نہیں آئی کہ وہ اتنے کیوں لے رہا

تھا۔

"یہ عید خاص طور پر ان مستحق لوگوں کیلئے ہوتی ہے

جو سارا سال صرف اس دن گوشت کھانے کا انتظار

کرتے ہیں۔۔۔ ہم تو سارا سال کھاتے ہیں۔۔۔ تو یہ سب انکے لئے ہیں تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھا سکیں "

اسکی بات سیدھا عثمان کے دل پر لگی تھی اور اتنی لگی تھی کہ اس نے بھی اپنے جگر کی دیکھا دیکھی اندھا دھند پیسا لگا دیا تھا

آخر میں جب واپس جانے کی باری آئی تب زامل کی نظر وہاں دوڑتے چوزوں پر پڑ گئی جو مرغی کے ساتھ ہی دوڑ رہے تھے۔

"بابا۔۔۔چوچو۔۔۔باباچوچو" وہ زیحال کی انگلی پکڑے زور زور سے چیخنے لگا۔

"یہ۔۔۔یہ چوزے یہاں کہاں سے آگئے؟" زیحال انکو دیکھ یکدم سے زچ ہوا۔

"ماماہین ساتھ ہیں واک پر آئی ہونگی" انکے اپنے مذاق چل رہے تھے لیکن یہاں زامل خان آفندی نے اپنا نیا مشن ڈھونڈ لیا تھا اپنے باپ کی ناک میں دم کرنے کا۔

"بابا نی وانت چوچو۔۔۔(بابا مجھے چوزا چاہیے)" وہ ضدی انداز میں بولتا اس جانب زیحال کو کھینچ کر لے جانے لگا۔

"اسکا کیا کریں گے میری جان۔۔۔ہم نے اتنے جانور لئے ہیں "

"نو۔۔۔می وانت چوچو۔۔۔" اسے اب وہ چوزہ چاہیے تھا تو مطلب چاہیے تھا۔

"بھائی لے لیتے ہیں ایک۔۔۔یہ چپ ہو جائے گا"

پا میرے سے اسکا رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔اسکی خوشی کیلئے میں کسی دوسرے معصوم کی زندگی ختم نہیں کرسکتا۔۔۔ہر ضد بھی پوری کرنے والی نہیں ہوتی "

وہ جانتا تھا زامل کس لئے وہ چوزہ مانگ رہا تھا تب ہی اسے نہ محسوس انداز میں غصّہ آگیا۔

وہ زامل کو روتے ہوئے گود میں اٹھا کر گاڑی میں لے گیا پیچھے ان تینوں کو زامل کے رونے پر برا لگا تھا عبدلباری اچھے بچوں کی طرح چپ چاپ پامیر کی انگلی پکڑے چل رہا تھا۔

111/1

گھر آنے کے بعد بھی زامل کا رونا بند نہیں ہوا تھا بلکہ
پہلے سے زیادہ رونے لگا تھا
اس نے کمرے کا کوئی کونا نہیں چھوڑا تھا جہاں اس نے
ناگن ڈانس نہ کیا ہو۔

ایک ایک جگہ لیٹ لیٹ کر اس نے رو کر سب کو بتایا تھا کہ بابا نے اسے چوچو لے کر نہیں کیا۔

زمل تو اب اسکے رونے سے ہی تنگ آگئی تھی وہ کتنی بار اسے چپ کروانے کی کوشش میں بری طرح سے ناکام ہوئی تھی

آخر میں تنگ آتے اس نے زیحال کو آفس میں فون کر ہی دیا تھا۔ جواب اتنی افراتفری میں گھر اسکے سامنے بیٹھا تھا

اور زامل سامنے سر جھکا کر کھڑا تھا زیحال نے اسکے قد کو دیکھا جو ابھی سے اپنے باپ کی طرح لمبے قد کا نوجوان بننے والا معلوم ہو رہا تھا

لیکن اس وقت تو اسکے سامنے کھڑا اچھوٹا سا چوزہ کی تھا جو اپنے باپ کی آدھی ٹانگ جتنا بھی نہیں تھا۔

"کس بات پر ماما کو تنگ کر رہے ہو؟" وہ قدرے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

"می نات" وہ فورا سے انکار کر گیا اسی سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ زیحال کے آگے کتنا کنڑول رہتا تھا۔

''کیا چاہئے آپ کو؟''اس نے پھر پوچھنے کی کوشش کی زمل وہی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی

زامل کو اس طرح ڈرے دیکھ اسکا دل منہ کو آرہا تھا۔ مگر زیحال سے بچانے کی بھی ہمت نہیں تھی۔وہ جب بھی اس قدر سنجیدہ ہوتا تھا تب زمل تو کیا گھر کا کوئی فرد اسکے سامنے نہیں آتا تھا۔

زالے پیچھے بیٹھی سیب کھاتے ہوئے اپنے بیا کو ڈانٹ پڑتے دیکھ رہی تھی۔

جب زمل نے اسکی آنکھوں آنکھوں اور ہاتھوں سے

بابا کو کسی اور پیار کرنے کا اشارہ کیا۔

وہ جانتی تھی دنیا میں وہ کسی پر بھی ناراض یا غصّہ ہو سکتا

تھا مگر اسکی بیٹی واحد ایسی تھی جسے وہ کبھی سخت

آنکھوں سے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا

وہ اٹھ کر بیڈ پر ہی کھڑی ہوتی پیچھے سے زیحال کے

گلے میں ہاتھ ڈال گئی۔

"یو۔۔۔اینگی ببا (یو اینگری بابا)" وہ اپنی معصومانہ

زبان سے اس سے پوچھ رہی تھی

اسکے بچے تو تلی زبان نہیں بولتے تھے مگر لفظوں کو اتنے کیوٹ انداز میں بولتے کہ سامنے والا ان پر فدا ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

اس کے سوال پر نہ چاہتے ہوئی بھی زیحال کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی اور اسے دیکھ زمل کی سانس میں جیسے سانس آئی تھی۔

"نو میرا بیٹا۔۔۔" وہ زالے کے گال پر ہاتھ رکھتے نرمی سے بولا۔

"ہبی" زمل زامل کو اپنے ساتھ لگائے احتیاط سے
اسے پکارنے لگی
"ہبی یہ ایک چوزے کی ہی تو ضد کر رہا ہے پلیز لا
دیں" یہ فرمائش کرتے ہوئے اسے زیحال سے تھوڑا
ڈر بھی لگ رہا تھا۔
"نہیں لا سکتا۔۔۔اس بار یہ کھیلنے کیلئے نہیں مانگ رہا
بلکہ قربانی کے لئے مانگ رہا ہے "
اسکی بات پر زمل نے حیرت سے زامل کی طرف
دیکھا۔

"یہ ارادے ہیں اس بار تمہارے بیٹے کے۔۔۔" وہ زامل کو سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا یہی اب اسے قابو میں لاسکتی تھیں۔

وہ ان ماں باپ میں سے نہیں تھا جو اپنی اولاد کے لاڈ پیار میں انکو بگاڑ کر رکھ دیں۔

وہ اصول پسند شخص تھا جس نے پہلے بھی اپنی تین اولادوں کو ایسے ہی پالا تھا اور آج بھی اپنے بچوں کے معاملے میں اسکے یہی اصول تھے۔

"تو آپ نقلی لادیں وہ تو صحیح رہے گا" وہ کچھ سوچ کر اسے آئیڈیا دینے لگی جس پر زیحال نے کن نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"میرا بچہ۔۔۔وہ تمہیں پتہ ہے کہ نقلی ہے مجھے پتہ ہے کہ نقلی ہے لیکن اسے نہیں معلوم اسکے ذہن میں یہی بیٹھے گا کہ اپنی خوشی کیلئے کسی کی قربانی دے دو" بول کر وہ اپنی جگہ سے اٹھا زمل بے تاثر چہرے سے اسے دیکھ رہی تھی ذہن میں تو اسکے بھی آیا تھا۔

"اور میں نہیں چاہتا ہمارے بچے اپنی خوشیوں کے

لیے کسی اور کی خوشی برباد کریں "

اسکی بات سیدھا زمل کے دل پر جا لگی تھی

وہ اپنے بچوں کی پرورش سب سے الگ کر رہا تھا جس

میں پیار اور انصاف دونوں برقرار تھے۔

"تو۔۔۔تو کیا آپ نے آج تک اپنی خوشی کیلیئے کسی

کو" وہ بات پوری نہیں کر سکی لیکن زیحال اسکی بات

سمجھ گیا تھا۔

اسے معلوم تھا کہ کبھی نہ کبھی وہ اس سے ضرور یہ سوال کرتی جو اسکا حق بھی تھا اور اسے خوشی ہوئی تھی کہ اس نے پوچھا تھا۔

وہ ایک قدم آگے آتے زمل کے رخصار پر ہتھیلی جما گیا۔

"میں نے آج تک کسی کو اسکی غلطی سے بڑھ کر سزا نہیں دی۔۔۔۔جو جتنے کا مستحق تھا اسے اتنا انجام ملا لوگ مجھ سے نہیں ڈرتے وہ اپنے کئے سے ڈر جاتے ہیں جو انہیں یا بخش دیتا ہے یا پھر ختم کروا دیتا ہے"

پہلی بار اسکے سامنے زیحال نہیں خود پاشا بے بولا تھا

جسے بولنا تھا اور زمل پہلی بار اس پاشا کو اپنے سامنے

دیکھ سانس روک گئی تھی

یہ زیحال خان آفندی سے بہت مختلف تھا۔ایک آگ

تھا تو دوسرا پانی۔

"لوگ مجھے گناہوں کی دنیا کا بے تاج بادشاہ کہتے

ہیں۔۔۔لیکن میں نہیں ہوں۔۔۔میں صرف

انصاف قائم کرتا ہوں "

زمل ان گہرے جھیل سی آنکھوں میں ڈوبتی چلی جا رہی تھی الفاظ دل میں جیسے گڑھ سے گئے تھے۔

وہ بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھتی اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ گئی۔

"پاشا" پہلی بار۔۔۔ پہلی بار اس نے سامنے سے اسے اس نام سے پکارا تھا اور وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے لبوں سے یہ نام سن کر وہ اس وقت کیا محسوس کر رہا تھا۔

"یس جان" وہ اسے کمر سے تھامے قریب کر گیا اتنے میں زامل دونوں کے بیچ آکر کھڑا ہو گیا۔

"می ناج او تے (میں ناراض ہوں اوکے)" وہ بول کر رکا نہیں تھا بلکہ کمرے سے باہر بھاگ گیا تھا۔

"لو۔۔۔اب اسے مناؤ" زیحال کے سارے رومانس کی ایسی کی تیسی ہمیشہ یہی کرتا تھا۔

"اب جا کر منائیں اسے۔۔۔ڈانٹا بھی آپ نے ہی ہے ناں" زمل سے اپنی ہنسی دبانا مشکل ہو گیا تھا۔

"خبردار جو تم نے اس سے اگلا پروڈکٹ بھی بیٹا ڈیلیور کیا تو" وہ انگلی دکھاتا زامل کے پیچھے گیا۔

مگر پیچھے اپنی بات سے زمل کی سانسیں روک گیا تھا۔

وہ دروازے کی ہی جانب دیکھتی رہ گئی۔

آج چاند رات تھی اور آج کو لے کر سب خواتین کو بہت ساری فکر ستائے جا رہی تھیں کسی کا ڈریس مکمل ریڈی نہیں تھا تو کسی کو مہندی کی جلدی تھی۔

"تم ایسا کرو یاقوت کو بھیج دو وہ کسی مہندی آرٹسٹ کو لے آئے گا" کومل کی بات پر مشی نے گھور کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟" کومل کو اسکی نظریں سمجھ نہیں آئی تھی۔

"مہندی آرٹسٹ لڑکی ہو گی اور میں یاقوت کو کسی لڑکی کو لینے نہیں بھیج سکتی" جیلسی اسکے لہجے میں صاف چھلکی تھی۔

"توبہ ہے بھئی۔۔۔اب مہندی والی خود تو چل کر نہیں آئے گی ناں "

یہ ایک نیا مسلہ تھا وہ دونوں اسی پر سوچ میں پڑ گئیں۔

جب سامنے سے برلاس آتا دکھائی دیا لیکن اسکے پاس زامل تھا یقیناً وہ اسے شکایتیں لگا رہا تھا۔

"اسے بھیج دیتے ہیں" مشی کو فوراً سے چٹکی بجاتے آئیڈیا آیا۔

"توبہ کرو لڑکی۔۔۔یہ چلتی پھرتی لڑکیوں پر ٹھرک جھاڑ دے اسکے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر تو اس لڑکی کا اپنا ہی دماغ درست نہیں رہے گا لڑکا تو دیکھو ہمارا اکتنا ہینڈسم ہے"

بات تو اسکی بلکل درست تھی زیحال کی بگڑی اولاد خود میں چلتی پھرتی ایک آفت تھی۔

"تو آئرہ کو ساتھ بھیج دیتے ہیں اسی بہانے دونوں تھوڑا وقت گزار لیں گے" مشی کا یہ آئیڈیا کومل کی آنکھیں جگنو کی طرح چمکا گیا۔

آئرہ جو کچن میں کھڑی عید کے دن کے لئے سوئیٹ ڈشز بنا رہی تھی ان دونوں کے یکدم سے آ دھمکنے پر ہڑ بڑا کر دیکھنے لگی۔

"تم یہ چھوڑو اور جا کر کوئی اچھی سی مہندی والی پکڑ کر لاؤ"

مشی اسے ہٹا کر اسکے ہاتھ سے چمچہ لیتی خود زعفرانی کھیر تیار کرنے لگی تھی

"ہاں شیر خرمہ اور شاہی ٹکڑے میں بنالونگی باقی رس ملائی آکر تم دیکھ لینا باقی سب تو ریڈی ہے ناں"

وہ سلیب پر رکھی تیار شدہ چیزوں کا جائزہ لینے لگی جہاں خاص طور پر بچوں کیلئے چاکلیٹ مولٹن لاوا کیک تیار رکھا تھا۔

"گڈاب جلدی سے جاؤ فورا" وہ اسے کچن سے باہر
ہاتھ پکڑ کر چھوڑ کر آتی خود کام میں لگ گئی۔
آئرہ سر کھجاتی لاؤنج میں آہی گئی جہاں پہلے سے
برلاس صوفے پر بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا
یقیناً وہ دونوں پہلے سے اسے تیار کر کر بٹھا گئی تھیں۔
"چلیں؟" اس نے ہاتھ آگے کرتے شریر لہجے میں
پوچھا
آئرہ مسکرا کر اسکے آگے چل دی چاند رات
صرف عید کی وجہ سے بھی خاص نہیں تھی۔

اس نے ڈرائیونگ کرتے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر
بیٹھی آئرہ کو دیکھا۔

اس لڑکی کے زندگی میں آنے کے بعد بھی یہ رات
مزید خوبصورت ہی گئی تھی۔

جب آئرہ نے کچھ سوچ کر پریشان کن نظروں سے بر
لاس کی جانب دیکھا وہ لاکھ کوشش کرتا خود کو خوش
دکھانے کی مگر وہ جانتی تھی کہ وہ اندر سے کتنا ڈسٹرب
ہے۔

"شاہ" نرمی سے اسے پکارا۔

"جی جان شاہ" اسکے اتنے خوبصورت جواب پر آئرہ ایکدم سے بلش کر گئی۔

"آپ کو زارک بھائی کو معاف کر دینا چاہئے" اسکی بات پر برلاس کے چہرے پر آئی مسکراہٹ یکدم سے غائب ہو گئی۔

پہلی بار اس نے جذبات میں آکر اس رات آئرہ کو اپنے دل کی ہر بات بتادی تھی اپنے ماضی کا ایک ایک لمحہ جس نے اسکی زندگی برباد کی تھی۔

اوراب وہ سب جانتی تھی اسکے پینک ہونے کی وجہ

شاید یہ بھی وجہ تھی کہ وہ اس رات کے بعد اتنا

پرسکون تھا کیونکہ اپنا ماضی بتاتے ہوئے وہ جس قدر

ٹوٹ کر بکھرا تھا آئرہ خانزادہ نے اسے اسی طرح

سمبھال بھی لیا تھا۔

"میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا" وہ صاف

گویائی سے انکار کر گیا

مگر آئرہ کو اس وقت زارک کے لئے شدید برا لگ رہا

تھا۔

"عید پر سب ساتھ ہونگے اور وہ تنہا۔۔۔ کیا انکے نصیب میں صرف تنہائی لکھی ہے بچپن سے لے کر اب تک؟ "

اسکی بات پر برلاس کے چہرے کی رنگت یکسر بدلی تھی۔

"اگر وہ غلط راستے پر آ بھی گئے تھے تو حالات بھی تو ایسے تھے۔۔۔ وہ خود غلط ہوتے تو حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد بھی وہ سب نہ چھوڑتے "

برلاس کی خاموشی گواہ تھی کہ اسکی باتیں برلاس کے

دل پر لگ رہی تھیں۔

"مجھے بہت برا لگ رہا ہے انکے لئے۔۔۔"واقعی اسکا

دل اس وقت زارک کی حالت سوچ کر ڈوب رہا تھا

اسے نجانے کس بات کی سزا مل رہی تھی

کسی کو اسکا خیال نہیں تھا عید جیسے خاص موقعے پر بھی

وہ تنہا ہی تھا۔

برلاس پھر بھی خاموش رہا وہ اسے لے کر ایک

مارکیٹ میں آگیا

جہاں پہلے سے عورتوں کی بہت رش تھی۔اس گہما گہمی میں وہ آئرہ کا ہاتھ تھامے آگے بڑھنے لگا۔

جب اسکی نظر بیچ میں لگے چوڑیوں کے سٹال پر گئی وہاں لائٹنگ میں چوڑیاں رکھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھیں۔

وہ آئرہ کو لے کر اس جانب بڑھ گیا اور جا کر چوڑیاں دیکھنے لگا۔آئرہ اسے دیکھ حیران ہوئی۔

"یہ کلر تمہارے ڈریس میں ہے ناں ؟" اس نے چوڑیاں اٹھا کر اسے دکھائی جو پہلی جھلک میں ہی آئرہ کو بے حد خوبصورت لگی تھیں۔

"یہ بھی کلر ہے تمہارے سوٹ میں" وہ اگلا کلر اٹھاتا اسے حیران کر گیا۔

"آپ نے اتنی غور سے دیکھا تھا میرا ڈریس؟ "

وہ سب کے بیچ ڈریس اٹھا کر ویسے ہی دور سے اس سے آنکھوں کے اشارے سے پوچھ رہی تھی

"افکورس۔۔۔ جان شاہ۔۔۔ تمہاری کوئی چیز بے

دھیانی میں دیکھ سکتا ہوں بھلا "

اسکی بات پر آئرہ کا دل زور سے کانوں میں دھڑکا تھا۔

وہ خود اپنے ہاتھوں سے اسے چوڑیاں پہنانے لگا یہ لمحہ

آئرہ کو اسکے لئے پاگل کر رہا تھا جب اسکا اگلا عمل تو

جیسے آئرہ کو زمین سے اٹھا کر آسمان میں لے گیا تھا۔

وہ جھک کر اسکے چوڑیوں سے سجے خوبصورت ہاتھوں

کو چوم رہا تھا۔

آس پاس کتنی ہی لڑکیوں نے اس خوبصورت جوڑے کو دیکھ کر آہ بھری تھی۔

بے شک وہاں یہاں موجود عورتوں میں سب سے خوش نصیب تھی۔

وہ دونوں وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ جہاں اور بھی مہندی آرٹسٹ بیٹھی تھیں۔

"کسے لے کر چلنا ہے؟" اس نے مڑ کر کئی لڑکیوں کو دیکھا جو پہلے سے عورتوں کے ہاتھ پر مہندی لگا رہی تھیں۔

آئرہ نے بغور سب کے ڈیزائن دیکھے ان میں سے

ایک کا اسے پسند آیا۔

برلاس اسے وہی کھڑا کر کر خود اس گروپ کے اونر

سے بات کرنے آگے بڑھ گیا

اور اسے یہاں سے ڈبل قیمت دے کر دو گھنٹوں کیلئے

اسکی ورکر کو گھر لے جانے کی بات کرلی تھی

وہ لڑکی ڈھیلا سا لباس پہنے عین سر کے اوپر بالوں کا

چھوٹا سا جوڑا کئے اسکے ساتھ چل رہی تھی۔

جب اسے یاد آیا کہ اسے کچھ ڈیزائن اپنے ساتھ لے جانے ہیں۔

"سرویٹ میں ڈیزائن اٹھالوں" وہ بول کر اپنے ڈیزائن لینے واپس کیمپ میں چلی گئی۔

برلاس وہی کھڑا ہاتھ پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھنے لگا جب اسکی نظر بے اختیار اوپر اٹھتی آئرہ کے ساتھ کھڑے لڑکے پر گئی۔

اس لڑکے کو پہچاننے میں برلاس کو ایک پل سے زیادہ نہیں لگا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ احمد جیلانی تھا۔

"ہیلو۔۔۔ مس۔۔۔ آئرہ رائیٹ؟" اسکی آواز پر آئرہ نے چونک کر اسے دیکھا اگر وہ پاشا ولا نہ آیا ہوتا تو یقیناً آئرہ اسے نہ پہچانتی۔

"آپ؟" حیرت سے استفسار یہ پوچھا۔

"ہاں جی میں۔۔۔ آپ یہاں اکیلی آئی ہیں کوئی ساتھ نہیں آیا؟" وہ اسے یہاں اکیلے کھڑے دیکھ ہی آیا تھا ورنہ پاشا برادرز کے ہوتے ہوئے وہ پاشا ولا کی خواتین کے آگے پیچھے تک نظر نہ آتا۔

"نہیں۔۔۔میں اکیلی نہیں ہوں میرے ساتھ "اس سے پہلے وہ خود اسے اپنے منہ سے بتاتی برلا اس خود وہاں آگیا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" ایک تو احمد کو دیکھ پچھلی یادیں تازہ ہونے پر غصّہ آتا تھا اوپر سے اسکا آئرہ کو مخاطب کرنا۔

یہ تو جلتے پر تیل کا کام کر گیا تھا۔

"وہ میں یہاں کچھ دوستوں کے ساتھ آیا تھا" احمد جلدی سے باتیں بنا کر دوستوں کے گروپ کی طرف

اشارہ کرنے لگا مگر انکی حرکتیں دیکھ انگلی وہی کی وہی ٹھہر گئی۔

وہ سب کے سب گاڑی سے ٹیک لگائے آتی جاتی لڑکیوں کو تاڑ رہے تھے۔

برلاس نے ضبط سے اسے دیکھا احمد تو ایسے تھا جیسے بدن کاٹو تو لہو نہیں۔

"بہت افسوس کے ساتھ کہ تم مشائم کے بھائی ہو"

اسکی بات پر احمد نے بے اختیار اسے دیکھا۔

"ن۔۔۔ نہیں وہ تو بس۔۔۔" بر وقت اس سے کوئی

بہانہ بھی نہیں بن رہا تھا۔

"کیا بس۔۔۔ کیا کرنے آئے ہو تم یہاں۔۔۔ یا

تمہیں بھی مہندی لگوانی تھی "

وہ احمد کے ہاتھ اوپر کرتا سپاٹ لہجے میں پوچھتا اسے ہی

گڑ بڑانے پر مجبور کر گیا۔

"ن۔۔۔ نہیں مہندی کیوں" اسکے گڑ بڑانے پر آئرہ

نے چہرہ موڑ کر اپنی ہنسی دبائی بر لاس کے آگے اسکی

ہوا ٹائٹ ہو گئی تھی

"یہاں سب عورتیں مہندی ہی لگوانے آئی ہیں" اس نے سب کی جانب اشارہ کیا واقعی ہر طرف بس یہی کام ہو رہا تھا۔

"امم۔۔۔" وہ کان کھجاتے صحیح پکڑ میں آیا تھا۔

برلاس اس پر ایک کٹیلی نظر ڈالتا آئرہ کا ہاتھ تھامے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

"شاہ۔۔۔میری بات سنیں" اسے اس قدر غصّے میں دیکھ آئرہ کی جان نکلی تھی۔

احمد وہی کھڑا اسے دیکھ رہا تھا اسکی آنکھیں یکدم سے سپاٹ ہوئی تھیں

"شاہ" وہ پھر بولنے کی کوشش کرنے ہی لگی تھی کہ برلاس کے مڑنے پر وہی اپنی سانس تک روک گئی۔

"کیا ضرورت تھی اس سے بات کرنے کی؟" اسے رہ رہ کر آئرہ پر بھی غصّہ آ رہا تھا۔

"وہ تو۔۔۔بس پوچھ "

"تم۔۔۔ صرف مجھ سے بات کر سکتی ہو" وہ اسکی بات بیچ میں ہی کاٹتے اپنے قریب کرتا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

اس سے پہلے وہ اور کچھ کہتا وہ مہندی آرٹسٹ بھی وہی آگئی تھی جسے لے کر وہ دونوں جھگڑا چھوڑتے گھر کیلئے نکل گئے۔

۔۔۔۔۔۔۔

انکے گھر پہنچنے تک زمل زالے اور زوناش کے ہاتھوں پر چھوٹی چھوٹی سی گول ٹکی بنا چکی تھی جسے لگوانے کے بعد زالے تو جیسے زمین پر ہی نہیں تھی۔

وہ دونوں ہاتھ اور پاؤں جہاں زمل نے مہندی لگائی تھی دونوں سیدھے کر کر ایسے بیٹھی تھی جیسے کوئی دلہن۔

جبکہ زوناش سو رہی تھی تب ہی اسکے ہاتھ پر اتنے پر سکون ماحول میں مہندی لگ گئی ورنہ تو اس نے ایک

ہاتھ سے پورے منہ اور جسم پر وہ مہندی پھیلا لینی تھی۔

"بابا۔۔۔" سامنے سے آتے اپنے بابا کو دیکھ زالے زور سے چیخی تھی زمل نے بھی مڑ کر اس دشمن جان کو دیکھا۔

"ماشاءاللہ۔۔۔میرے بیٹے نے مہندی لگائی ہے" وہ وہی اپنا کوٹ صوفے پر رکھتے تھائی سے پینٹ اوپر کھینچتے زالے کے سامنے بیٹھ کر اسکے ننھے گپو سے ہاتھوں پر لگی مہندی دیکھنے لگا۔

"کتنا پیارا لگ رہا ہے میرا بیٹا "

"ببا۔۔ ہفو۔۔۔۔" وہ باقاعدہ پھونک مار کر اسے

بتانے لگی کہ ایسے پھونک ماریں۔

زیحال کے ساتھ ساتھ زمل بھی ہنس پڑی

"اوکے میرا بیٹا۔۔۔ بابا پھونک بھی مار دیتے ہیں" وہ

اپنے فولادی ہاتھوں میں اسکے ننھے ہاتھ رکھ کر ان پر

پھونک مارنے لگا۔

یہ منظر بلاشبہ بے حد خوبصورت تھا زمل نے جلدی

سے فون میں اس منظر کو ریکارڈ کیا۔

جہاں ایک باپ اپنی شہزادی سی بیٹی کے ہاتھوں اور پاؤں کی مہندی کو خود سوکھا رہا تھا۔

"تم نے نہیں لگائی اب تک؟" اس نے زمل کے سونے ہاتھ دیکھے۔

"میرا دل نہیں ہے" وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے لگی۔

"پٹنے کا ارادہ ہے میرا بچہ؟" وہ سر جھٹکتے آبرو اچکا کر پوچھنے لگا۔

"آپ مجھ پر ہاتھ اٹھائیں گے ؟" وہ آنکھیں پٹپٹاتی معصومیت سے پوچھنے لگی۔

"نہیں۔۔۔میں تم پر مہندی اٹھاؤں گا اور جو دل میں آیا ویسا ڈیزائن بناؤں گا۔" اسکی بات پر زمل کی یکدم سے ہنسی چھوٹ گئی۔

"ہہی آپ بھی ناں۔۔۔"

"کتنی ان رومانٹک ہو تم۔۔۔کوئی اور ہوتی تو کہتی ضرور ہہی۔۔۔آپ ہی لگا دیں" وہ منہ بنا کر بولتا ہنسی دبانے لگا

جب کسی اور کے ذکر پر زمل نے سیدھا اسے گریبان سے پکڑا۔

"کوئی اور کیوں ہوتی۔۔۔میں ہی ہوں صرف اور میں ہی ہوتی سمجھے آپ" وہ یکدم سے جنونی ہوتی اسے اپنے انداز سے حیران کر گئی تھی۔

"نہ کرو۔۔۔ایسے تو یہ چاندرات مزید حسین ہو جائے گی "

وہ جس شریر لہجے میں بولا تھا اسکے ارادے بھانپتے زمل یکدم سے پیچھے ہٹ گئی

"بس۔۔۔اتنی ہی تھی بہادری۔۔۔کمرے میں آکر

بہادر بنو ہمت ہے تو "

وہ اسے کھلا چیلنج کرتا کوٹ اٹھائے اوپر کی جانب بڑھ

گیا لیکن زمل آفندی بھی سمجھدار تھی اتنی جلدی اسکی

باتوں میں نہیں آسکتی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ لڑکی بھی آگئی تھی اسکے آنے

کے بعد پانچوں نے مل کر اس سے اپنے ہاتھوں پر

خوبصورت مہندی لگوائی۔

جن میں ماہم بھی شامل تھی اسے بھی عثمان کل تک

کیلئے یہی لے آیا تھا۔

"بائی یو۔۔ میندی (باری تم مہندی لگواؤ گے)؟"

زامل اور باری جو کب سے اپنی ماؤں کو یہ کام کرتے

دیکھ رہے تھے

بالا آخر آپس میں سر جوڑ کر یہ پلان بنا ہی لیا۔

باری نے زالے کے ہاتھ پر مہندی لگی دیکھ جھٹ سے

ہاں کی جس کے بعد وہ دونوں سب کی نظروں سے بچ

کر ایک مہندی اٹھا کر ڈائننگ ٹیبل کے نیچے گھس

گئے۔

"می۔۔۔اوتے (میں لگاؤنگا اوکے)" زامل مہندی کو

اوپر نیچے دیکھنے لگا کہ وہ لگے گی کہاں سے۔
اسی کشمکش میں وہ نیچے سے کہیں سے کھل گئی اسکے بعد

زامل جانے اور عبدل باری۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ سب باہر لان میں بیٹھے تھے سامنے ہی ایک طرف

سارے جانور بندھے تھے زامل اور عبدلباری کی ضد

پر یہ سارے جانور یہی پاشا ولا کے بڑے سے لان میں باندھ دیے گئے تھے۔

اور وہ سب اب انکی دیکھ بھال کیلئے یہی کرسی ڈال کر بیٹھ گئے۔

درمیان میں رکھی ٹیبل پر وقتاً فوقتاً ملازم کھانے کی کوئی نہ کوئی ڈش لے کر آرہا تھا چائے تو ہر تھوڑی دیر بعد ضروری تھی۔

"ویسے۔۔۔ یہ نیک کام کرے گا شروع کون کرے گا؟" پامیر ہاتھ جوڑے اس سوچ میں پڑ گیا۔

"ظاہر ہے تمہارا تو نورانی شکل ہے نہیں کوئی مولوی ہی تکبیر پڑھے گا" ایسا ہو سکتا تھا کہ پامیر بولے تو عثمان نہ بولے یا عثمان بولے اور پامیر نہ بولے۔

"تمہارا زبان بند ہو گا یا کل کو اس پر میں بھی تکبیر پڑھوں "

پامیر کے کلس کر پوچھنے پر یاقوت کے منہ سے ہنسی کا پھوارہ پھوٹ کر نکلا۔

"تم دونوں اپنی اپنی زبانوں کی قربانی دے دو بہت بولتی ہیں" یاقوت کا مشورہ تھا تو اچھا مگر تھا نا قابل قبول۔

"او۔۔۔ہاں" پامیر نے یکدم سے چٹکی بجاتے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"اپنے پاس ہے ناں ایک پروفیشنل بندہ اس کام میں "

کام کو دیکھ کر ہی بندے کی شکل سب کے ذہنوں میں گھوم گئی تھی۔

"یہ کی ناں تمہاری زبان نے کام کی بات۔۔۔ کرو برہان کو فون۔۔۔ گل کو بھی لے آئے

پہلی عید اپنے میکے میں ہونی چاہئے اسکی "

یاقوت کی بات پر امیر نے بنا دیری کئے برہان کا نمبر ڈائل کرتے فون گھما دیا تھا۔جب کال لہروں میں سفر کرتی ورک ہاؤس گئی تھی۔

جہاں وہ آج بہت محبت سے اپنی زر کے ہاتھ پیروں پر مہندی لگا رہے تھے۔

111/2

وہ اپنے پیر سامنے ٹیبل پر رکھے ہاتھ پر لگی مہندی کو سوکھانے میں مصروف تھی جب اس نے ایک نظر اٹھا کر سامنے دیکھا۔

جہاں اسکے ڈاکٹر صاحب فرش پر الٹی پلتی مارے بیٹھے ایک ہاتھ میں مہندی لئے اور دوسرے میں موبائل پکڑے کوئی ڈیزائن دیکھ کر زر کے پیروں پر بنا رہے تھے۔

انکے ہاتھوں کا لمس اپنے پیروں پر محسوس کرتے
زرتشم کا دل یکدم سے کانوں میں آدھڑکنے لگا تھا۔
جس لگن اور محنت سے وہ اسے مہندی لگا رہے تھے وہ
زرتشم کو انکے لئے پاگل کر رہی تھی۔
انکے لگانے کا طریقہ کوئی الگ تھا وہ ایک سکے کو زرتشم
کے پیروں پر رکھتے اسکی مدد سے گول ٹکی بناتے۔
انہیں آتی نہیں تھی تو اب یہی صحیح یا ایسے ہی صحیح وہ
جیسی بھی لگا رہے تھے مگر یہ ان سب مہندیوں سے

زیادہ حسین تھی جو آج تک زر تشم کے ہاتھ یا پیروں پر لگی تھی۔

"جان دیکھیں۔۔۔یہ ٹھیک بنا ہے؟" انہوں نے نہایت مصروف سے انداز میں ایک ڈیزائن بنا کر پوچھا۔

مگر انکے منہ سے اپنے لئے جان لفظ سنتے زر تشم کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

"بتائیں بھی" انہوں نے پھر اسے پکارا۔

"ہ۔۔۔ہاں اچھا بنا ہے "وہ مسکرا کر تعریف کرنے لگی۔

"پکی بات ہے ؟ کہیں میرا دل رکھنے کے لئے تو نہیں کہہ رہے آپ ؟" انکو یکدم سے فکر ستائی کہ اگر اچھا نہ بنا ہوا تو۔

زرتشم نے محبت بھری نظروں سے انکو دیکھا اور بے ساختہ مسکرا دی۔

"یہ کیا بات ہوئی۔۔۔آپ تو اتنی سی بات پر بلش کر کے میری نیت خراب کر رہے ہیں "

انکی بات پر زر کی مسکراہٹ فوراً سے غائب ہو گئی ایسے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

"تم مہندی لگاؤ ام کو۔۔۔ بھوک لگی ہے" وہ جلدی سے بس انکی نظروں سے بچنا چاہتی تھی۔

"ارے تو بتایا کیوں نہیں۔۔۔ رکیں میں ابھی لایا کچھ کھانے کیلئے" وہ اٹھ کر فوراً سے کچن میں چلے گئے۔

انکے جاتے ہی زر نے اپنے پیروں کو دیکھا جہاں ٹیڑھی میڑھی مہندی بھی لگی بے حد خوبصورت لگ

رہی تھی وہ ایسے تھی جیسے کسی بچے نے لگائی ہو کیوٹ

اور خوبصورت۔

وہ تھوڑی دیر میں اسکے لئے کلب سینڈوچ بنا کر لے

آئے ساتھ میں فریش جوس بھی۔

وہ اسکے ساتھ ہی صوفے پر آبیٹھے اور اپنے ہاتھوں سے

اسے تھوڑا تھوڑا سینڈوچ کر کر کھلانے لگے۔

انکی اتنی محبت دیکھ زرتشم کی آنکھیں نہ چاہتے ہوئے

بھی یکدم سے بھر آگئی۔

"کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں ؟" وہ سینڈوچ ٹیبل پر رکھتے اسکی آنکھوں سے نکلتے آنسوں صاف کرنے لگے۔

"زر۔۔۔میری جان بتائیں تو صحیح کچھ ہوا ہے ؟ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ؟" انہیں یہ فکر ہوئی تھی کہیں ان سے کوئی غلطی نہ ہو گئی ہو۔

وہ سر نفی میں ہلاتی چہرہ نیچے جھکا گئی۔

"ام سے۔۔۔ام سے کبھی کسی نے۔۔۔اتنی محبت نہیں کی" اسکی آواز میں کپکپاہٹ سی گھلی تھی۔

برہان کو لگا کسی نے انکا دل مٹھی میں لے کر بھینچ دیا ہو۔وہ بے اختیار اسے اپنے ساتھ لگا گئے۔

"آپ پاگل ہیں سچ میں۔۔۔"انہیں ہنسی بھی آئی تھی مگر دل بھی اسکے آنسوؤں پر بے چین ہوا تھا۔

"وہ کبھی اس لئے کسی نے نہیں کی کیونکہ مجھے آپکو وہ محبت دینی تھی جس کے آپ حقدار ہیں"

وہ محبت بھرے لہجے میں اسے سمجھانے لگے۔

یہ الفاظ اتنے خوبصورت تھے کہ زرتشم کے آنسوں فورا سے تھم گئے۔

وہ بے اختیار انہیں دیکھنے لگی۔

"یقین کریں ایسا ہی ہے" وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتے نرمی اور محبت سے بولتے اسے اپنے لبوں سے معطر کر گئے۔

"اماری زندگی میں اس سے پہلے اتنا خوبصورت چاند رات نہیں آیا" وہ بھرائے لہجے میں بتانے لگی۔

"میری زندگی میں بھی۔۔۔اور وہ اس لئے کہ" وہ بولتے بولتے ذرا سا آگے کو اسکے کان پر جھکے۔

"اس چاند رات پر میرا چاند میرے ساتھ ہے "

انکی بات پر زرتشم انکو دیکھتی رہ گئی

اسکی قسمت دن بہ دن اور بھی حسین ہورہی تھی۔

" چلیں اب کھائیں خالی پیٹ زیادہ دیر رہنا ٹھیک نہیں ہے " وہ اسے پھر سے سینڈوچ کھلانے لگے۔

اس بار وہ تھوڑا تھوڑا کر کر کھانے لگی یہاں تک کہ اسکا پیٹ بھر گیا۔

اسے کھلانے کے بعد وہ پھر سے اپنا کام کرنے لگے وہی مہندی ڈیزائن مکمل کرنا تھا۔

بالا آخر وہ آخری انگلی پر پہنچ ہی گئے تھے جب ٹیبل پر رکھا انکا فون بجنے لگا۔

انہوں نے پامیر کا نام دیکھ فوراً اسے فون کان سے لگا لیا۔

"ہاں بھئی ڈاکٹر صاحب آپ کی ہمیں اشد ضرورت پڑی ہے اوہ سوری آپ کی نہیں بلکہ۔۔۔اھمم بلیک شیڈو کی"

اسکے منہ سے یہ نام سنتے برہان نے بے اختیار زر تشم کی جانب دیکھا سپیکر اتنی تیز ضرور تھا کہ وہ صحیح سے وہ نام سن سکتی۔

تب ہی وہ گڑ بڑا کر فون تھوڑی دور لے گئے۔

"گل میرے پاس ہیں تھوڑا تو خیال کرو میرو" وہ سرگوشی نما انداز میں بولتے ایک نظر اسے بھی دیکھنے لگے۔

"ہاں تو ہماری بہن کو دھوکے میں رکھو گے بتاؤ اسے تم کون ہو "

اسکی بات پر برہان کی گویا سانس اٹک گئی تھی۔

"میں ابھی زی کو کال کرتا ہوں" وہ کہتے فون کاٹنے ہی لگے تھے جب پامیر فورا لائن پر آتے چیخ پڑا۔

"اچھا سوری سوری۔۔۔وہ کہنا یہ تھا کل عید یہاں پاشا ولا میں ہو گی تم سب کی اس لئے شرافت سے ابھی ہماری بہن کو لے آؤ "

انکی بہن تو وہ واقعی تھی۔اس بات سے برہان انکار نہیں کر سکتے تھے۔تب ہی مسکرا دیے۔

"اوکے۔۔۔آجاؤنگا" وہ دو چار اور باتیں کر کر فون کٹ کر گئے۔

واپس آتے زر تشم کو پاشا ولا جانے کا بتایا تو وہ خوشی سے پاگل ہونے لگی تھی وہاں جانا تو اسے سب سے زیادہ پسند تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

آخر کار وہ صبح آہی گئی تھی جسکا اتنے دن سے سب کو شدّت سے انتظار تھا۔ عیدالضحیٰ کا دن۔

یہ دن ہی اپنے آپ میں بہت خوبصورت احساس رکھے ہوئے تھا۔

اس دن کا سورج باقی دنوں کی نسبت اور زیادہ گرم تھا جیسے بتانے آیا ہو کہ وہ سب سے انوکھا ہے۔

اس دن لوگوں کی چہل پہل دیکھنے لائق تھی۔ ہر طرف خوشیوں کی بہار سی آگئی تھی۔ بچوں کو خوشی اس دن سب سے زیادہ اپنے نئے کپڑے پہننے کی تھی۔

حلانکہ نئے کپڑے وہ اور دن بھی پہنتے تھے مگر یہ دن عید کا دن تھا۔

وہ تو صبح صبح ہی شور کرنے لگے تھے زامل اور عبدل باری گھر سے باہر جانوروں کے پاس آ گئے تھے جہاں ملازم انکی رات سے خاصی اچھی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ وہ انکو دیکھ مزید خوش ہو گئے۔

اندر زارا لے اپنی مہندی سب کو دکھا رہی تھی۔

"آ۔۔۔میرا بچہ کتنی کیوٹ لگی ہے آپ کو مہندی" کومل نے بیٹھ کر اسکے دونوں ہاتھ چومے مگر تب ہی اوپر سے زیحال کی چیخ سنائی دی تھی۔

"یا اللہ خیر کیا ہو گیا" اسکے ساتھ مشی بھی جلدی سے لاؤنج میں بھاگی آئ۔

"پتہ نہیں۔۔۔یاقوت کو بلاؤ پوچھ کر آئے" اسکی بات پر جلدی سے مشی یاقوت کو بلانے کمرے میں گئی۔

وہاں اوپر کا منظر سب سے الگ تھا جہاں وہ مرر کے سامنے کھڑا اپنے گال پر لگی مہندی دیکھ رہا تھا۔

تب ہی زمل جلدی سے شاور لیتی باتھ روم سے باہر نکلی۔

"کیا ہوا ہبی۔۔۔" وہ فکر مند سی اسکے پیچھے آکر کھڑی استفسار یہ پوچھنے لگی۔

"یہ دیکھو" وہ مڑ کر اسے اپنا گال جھک کر دکھانے لگا جہاں سیم ویسا ڈیزائن تھا جو زمل کے ہاتھ کی پشت پر لگا تھا .

اس نے آنکھیں پھاڑ کر ایک نظر اپنے ہاتھ کو دیکھا تو اگلی نظر زیحال کے گال کو۔ وہ اب تک اسی پوزیشن میں کھڑا تھا۔

مہندی کو چھوڑے زمل اسکے معصوم بچوں کی طرح کھڑے ہو کر شکایت کرنے کے انداز پر ہنسی اور ہنستی ہی چلی گئی۔

"تمہیں ہنسی آرہی ہے۔۔۔ یہاں میرے منہ پر تم نے اپنی مہندی لگا دی ہے"

وہ حیران تھا اور پریشان بھی کہ ایسے کیسے سب کے سامنے جائے گا۔

"ہاں تو کس نے کہا تھا ساتھ مل کر سوئیں" وہ کندھے اچکاتی سارا ملبہ اپنے معصوم ہبی پر ڈال گئی۔

"اچھا مطلب اس میں بھی میری غلطی" وہ اپنے سینے پر انگلی رکھتا تڑخ کر پوچھنے لگا۔

"بھائی۔۔۔کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" باہر سے وقت یاقوت کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔۔۔ ٹھیک ہے سب" وہ خاصی تیز آواز میں جواب دیتے آخر میں دانت بھینچ گیا۔

زمل کی ہنسی اور بھی گہری ہوتی چلی گئی جب اسے یوں ہنستے دیکھ وہ کمر سے تھام کر ایک جھٹکے میں اپنے قریب کر گیا۔

"تمہیں کچھ زیادہ ہنسی نہیں آرہی؟" اسکے سوال پر زمل نے سر نفی میں ہلا کر پوری طاقت سے ہنسی روکی۔

"اچھا ہے ناں۔۔۔سب کو ہماری محبت صاف دکھے گی" وہ شرارتی لہجے میں بولتی آنکھ دبا گئی۔

"اوہ۔۔۔تو محترمہ دنیا کو بتانا چاہتی ہیں ہماری محبت کیسی ہے "

اسکے سوال پر زمل سر اثبات میں ہلا گئی۔

"بہت تیز ہو گئی ہو وائفی" وہ پہلے سے دھیما پڑتا خود بھی ہنس دیا۔

"اچھا جلدی جاکر فریش ہو جائیں عید کی نماز میں کچھ ہی وقت رہ گیا ہے" وہ جلدی سے دور ہٹتی اسکے لئے آج کا لباس نکالنے لگی۔

"عید تو ملو گی ناں آج۔۔۔چاند رات تو ملی نہیں" وہ جاتے جاتے بھی اسکا خون جلانا نہیں بھولا تھا۔

"شرافت سے ریڈی ہو جائیں" آج اس نے زیحال اور زامل کیلئے ایک جیسا وائٹ کاٹن کا سوٹ ریڈی کیا تھا۔

اسکے اوپر خوبصورت شال تھی وہ جب بھی کندھوں پر

شال ڈال کر چلتا تھا نری قیامت ڈھاتا تھا۔

وہ خود اچھا سا تیار ہو کر نیچے آ گئی تھی تاکہ زامل اور

زالے کو پکڑ کر تیار کر سکے وہ دونوں تو ہاتھ ہی نہیں آ

رہے تھے۔

بالا آخر وہ انکو پکڑ کر واپس کمرے میں لے گئی تب تک

زیحال بھی شاور لے چکا تھا جس کے بعد اس نے

زامل زالے کو شاور دلوایا۔

"مما۔۔۔می عید بائک اوتے (مما میں عید مبارک کرونگا او کے)" وہ اتنے دن سے موبائل میں عید ملنے کی ویڈیوز دیکھ رہا تھا۔

"ضرور میری جان آپ سب سے ملنا" وہ اسکے بال ٹاول سے خشک کرتی اگلی باری زالے کی لگانے لگی عید کی نماز میں صرف پندرہ منٹ باقی تھے۔

وہ سب تیار ہو کر لاؤنج میں آ گئے۔آج تو ہر طرف حسین رنگ بکھر گئے تھے۔

زیحال، زمل اور زامل زالے نے ایک جیسے رنگ کے

سوٹ پہنے تھے جبکہ باقی کپلز نے ایک نے جیسے۔۔

عبدل باری کے ڈریس کا رنگ پامیر اور کومل کے

ڈریس جیسا تھا اور زوناش کا یاقوت اور مشی کے

ڈریس جیسا۔

سب کی فمیلیز پوری تھی اور وہی برلاس نے آئرہ کے

ڈریس سے میچنگ رنگ کردہ شلوار قمیض بنوایا تھا۔

"ماشاءاللہ۔۔۔آج لگ رہے ہو انسان" وہ کئی دنوں بعد ایسے شلوار قمیض پہن کر آیا تھا تب ہی کسی کی نظر اس سے نہیں ہٹ رہی تھی۔

ہمیشہ پینٹ شرٹ میں لڑکیوں کا دل دھڑکانے والا آج اس دیسی لباس میں قیامت ڈھا رہا تھا۔

"چلو عید کی نماز نکل جائے گی" زیحال کے کہتے وہ چاروں باہر نکل گئے اس بار تو زامل اور عبدلباری بھی نماز پڑھنے گئے تھے

۔۔۔۔۔۔۔

قریب ہی ایک مسجد تھی جہاں پہلے سے وہ پانچوں

ایک ہی لائن میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے زیحال

جانتا تھا اسکی اولاد کی ہڈیوں میں سکون نامی چیز نہیں

ہے تب ہی وہ ساتھ ایک بیلٹ لے کر گیا تھا

جس کا ایک سرا زامل کے ہاتھ میں اور دوسرا زیحال

کے ہاتھ میں تھا۔ وہ نماز ادا کر رہا تھا جس کی وجہ سے

زامل اس سے زیادہ دور نہیں جا سکا۔

نماز ادا کرتے سب مردوں نے آپس میں عید مبارک

ملی۔ یہ لمحہ دل کو سکون سے بھر دینے والا تھا۔

"عید مبارک بھائی" یاقوت سب سے پہلے اسکے گلے آکر ملا۔

وہ بھی اسی گرم جوشی سے اسکی پیٹھ تھتھپاتے ہوئے ملا اسکے بعد پامیر اور پھر برلاس۔

"عید مبارک میری جان۔۔۔بہت بہت" عثمان خوشی سے چہکتا سب سے آخر میں ملا۔

"آرام سے۔۔۔اتنا حق صرف زمل کا ہے" پامیر کی بات پر زیحال نے بمشکل مسکراہٹ دبائی۔

"جانتا ہوں"

"اوہ تم جانتی ہو یہ تو اچھی بات ہے" وہ آج بھی اسکے مذکر مؤنث کا مذاق بنانا نہیں بھولا تھا۔

"آج تم بول لو۔۔۔آج تم پر میرا غصّہ قربان ہے" وہ فراخ دلی سے بازو کھولتا پا میر کو اپنے گلے سے لگا گیا۔

"گھر چلیں؟" برلاس کے انداز میں بے تابی سی تھی وجہ بھی صرف وہی جانتا تھا اپنی جان شاہ کو دیکھنے کی جلدی جو تھی۔

"چلتے ہیں اتنی بھی کیا جلدی ہے" یاقوت اسکی بے تابی کی وجہ خوب جانتا تھا۔

"آ۔۔۔وہ مجھے بچوں کو عیدی دینی ہے ناں" بروقت

اسے بہت اچھا بہانہ سوجھا تھا۔

"بیٹا یہ گوشت کی عید ہے تم سب کو گوشت بانٹنا" وہ

اسکے ارمانوں پر پانی پھیرنے کی پوری تیاری کر کے آیا

تھا جیسے۔

"نہیں میں نے آلریڈی بہت پیسے رکھے ہیں بچوں کو

دینے کیلئے آپ سب چلیں ناں "

وہ باقاعدہ زیحال کا بازو تھام کر اسے آگے کھینچ کر لے

جانے لگا۔

پیچھے سب کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا۔

"بیٹا تم آج کے ہو۔۔۔ہم نے تجربہ بھی کر کے دیکھ لیا" پامیر نے اسکے کندھے پر دھپ رسید کرتے سب کا قہقہہ گہرا کروا دیا۔

وہ سب دو گاڑیوں میں آئے تھے جو ایک ساتھ مسجد سے پاشا ولا کیلئے نکلی تھیں۔

اور جلد ہی پہنچ بھی گئی تھیں۔انکے واپس آنے سے پاشا ولا میں جیسے بہار سی آگئی تھی۔

ہر طرف عید مبارک کے نغمے۔ان سب نے اپنی اپنی بیویوں کے علاوہ باقی سب کے سروں پر خوشنودی سے ہاتھ رکھے۔

مشی زوناش کو لے کر کھڑی تھی جب یاقوت نے آگے بڑھ کر زوناش سمیت مشی کو ذرا سا اپنے قریب کر لیا۔

"عید مبارک سوہنے" وہ جھک کر زوناش کے گال پر پیار دیتا ساتھ اسے بھی عید وش کر گیا

جبکہ سب کے بیچ اسکے عمل پر مشی کیلئے دل کو سمبھال پانا مشکل ہو گیا تھا۔

"خیر مبارک "

بچوں کی عیدی کا شور بڑھ گیا تھا۔

"ہیں۔۔۔ عیدی؟" سب سے پہلے تو بچوں کی ماں نے عیدی کی صدا بلند کی تھی۔

" دیتا ہوں گلا لے۔۔۔۔ یا قوت۔۔۔ چلو قربانی کرو۔۔۔ گوشت سب کو عیدی میں ملے گا" اسکی بات پر سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی۔

جبکہ زمل نے اپنی بیویوں والی آنکھوں کی پاور کو استعمال کرتے اسے سیدھی لائن دکھائی۔

''آج بھی ان آنکھوں سے نہ بخشنا'' وہ ہنس کر بولتا صوفے پر آ بیٹھا

وہ گھر کا سربراہ تھا جس سے عیدی لینا سب کا حق تھا یہاں تک کہ اسکی بڑی تین اولادوں کا بھی جو فخر سے آج بھی اتنے بڑے ہونے کے باوجود بھی اپنے باپ سے عیدی لینا نہیں بھولے تھے۔

وہ صوفے پر بیٹھ کر اپنی جیب سے کڑک ڈالرز کی

گڈی نکال گیا۔

"ببامی۔۔۔بوت شائے (بابا میں۔۔۔بہت

سارے)"زامل کو نئی گاڑی چاہیئے تھی اور یہ اچھا

موقع تھا لینے کا بھی۔

"پہلے یاقوت کی باری"ہاں پہلے اسکی بڑی اولاد کا حق

تھا۔

یاقوت کی تو گویا باچھیں کھل گئی تھی وہ آگے آتا جھک

کر زیحال کا ہاتھ تھام کر بوسہ لے گیا۔

یہ عمل اتنا خوبصورت تھا کہ ہر آنکھ اسے دیکھ اشک بار ہوئی تھی۔

زیحال نے اسے صرف ایک نوٹ دیا یہ ایک بھی یاقوت مرزا کیلیئے دنیا جہاں سے انوکھا اور قیمتی تھا۔

اسکے بعد پامیر آگے آتا یاقوت کا عمل دہرانے لگا اسے بھی یاقوت سے تھوڑی ہی زیادہ ملی تھی۔

مگر وہ اس میں بھی خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔

یہاں موجود سب افراد نہیں جانتے تھے کہ وہ دونوں

زیحال سے ملی عیدی کو کبھی خرچ نہیں کرتے تھے

بلکہ آج تک اسے جمع کرتے ہوئے آئے تھے۔

اب تک نجانے کتنے پیسے وہ دونوں جمع کر چکے تھے۔

"اب میری باری" برلاس کی باری میں اسے صرف

ایک نوٹ نہیں بلکہ اتنے ملے تھے کہ اسکی ایک

بائیک آجائے

وہ توخوشی سے چیختا زیحال کے اوپر آگرا تھا۔

"بھائی تھینک یو تھینک یو تھینک یو۔۔۔ایم سو ہیپی "

وہ واقعی خوشی سے پاگل ہو رہا تھا اور اسے خوش دیکھ اسکے بڑے بھائی خوش تھے۔

"اب زامل اور عبدلباری کیلئے "اسکے کہنے پر یاقوت انکے لئے گاڑیاں اٹھا کر لایا جو پہلے سے اس نے منگوا رکھی تھیں۔

"یے۔۔۔می بمم۔۔۔بمم۔۔۔"وہ دونوں تو جیسے زمین پر ہی نہیں رہے تھے۔

مگر اپنے بڑوں کی دیکھا دیکھی ان دونوں نے جب یہ عمل دہرایا تو خود زیحال کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

اس نے جھک کر دونوں کے سروں کا بوسہ لیا۔

"میری پرنسسز کہاں ہیں؟"

وہ زالے اور زوناش کو بلانے لگا۔جب مشی ان دونوں کو لے کر آئی۔

وہ دونوں جیت گئی تھیں انہیں سب سے زیادہ عیدی ملی تھی۔

"عید مبارک زی بابا کی جان "اس نے دونوں کو باری باری پیار کیا اور اپنے ساتھ لگایا۔

"اب ہماری باری "زمل کے بولنے پر وہ بے ساختہ ہنس دیا

"رات کو "اس نے سب کی نظروں سے بچتے سرگوشی والے انداز میں بولتے اس سرخ ہونے پر مجبور کر دیا۔

اس نے پہلے اس سے بڑی چاروں کو جن میں ماہم بھی شامل تھی عیدی دے کر انکے سروں پر ہاتھ رکھا جب آخر میں وہ دشمن جان اپنا حق لینے آئی۔

وہ بھی اپنے ہبی کا ہاتھ تھامے اس کا بوسہ لینے ہی لگی تھی جب وہ وہی سے زمل کا ہاتھ پلٹتے اس پر اپنے لب رکھ گیا

سب کے سامنے اسکا یہ عمل جان لیوا تھا زمل جیسے اپنی جگہ برف ہوئی تھی۔

مگر وہ یہاں نہیں رکا تھا اس نے اٹھ کر زمل کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے بے حد دلکش انداز میں عید مبارک کی۔

باقی سب تو منہ پر ہاتھ رکھے چمکتی آنکھوں سے دیکھتی رہ گئیں۔

"تھینک یو۔۔۔ میری زندگی کا ہر دن اپنی موجودگی سے عید کے دن جیسا بنانے کیلئے "

اسکے لفظوں سے زمل ہوش میں آئی اور مسکراتی نگا ہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ کومل اور مشی کی بعد کی شرارتیں سوچتی وہ پیچھے ہٹ گئی۔

"میری عیدی؟" سب میں واحد وہ تھی جس سے وہ خود عیدی مانگ رہا تھا۔ زمل گڑبڑا کر اسے دیکھنے لگی۔

"زمل جلدی سے عیدی لاؤ" پامیر نے جان بوجھ کر سنجیدہ لہجہ کرتے اسے تنگ کیا۔

"ہاں واحد تم ہو جو بھائی کو عیی دے گی تو انکار نہیں کرنا" ان سب کی باتوں سے وہ پریشان سی ہونے لگی۔

"اوکے ابھی آئی" کہتے وہ جلدی سے اوپر گئی۔ پیچھے سب شدّت سے اسکے آنے کے منتظر تھے جب واپسی پر وہ ہاتھ کی مٹھی میں کچھ لئے پیچھے کر کر زیحال کے سامنے آئی۔

وہ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پہلے آپ مجھے دیں" وہ ڈیل والے انداز میں ہاتھ آگے کر گئی جس پر زیحال نے آبرو اچکائی۔

"پکا دو گی؟ "

"نہیں دو نگی اگر ایسے کہیں گے" اس نے فوراً سے آنکھیں دکھائی۔

"اچھا یہ لو اور میری عیدی دو" وہ بھی اسکے انداز میں بولتا نوٹوں کی گدی اسکے ہاتھ میں رکھ گیا۔

جب زمل نے اسکے ہاتھ پر چھوٹے چھوٹے نوٹوں کی گدی رکھی وہ یہ زامل زالے کے کھلونوں سے اٹھا کر لائی تھی۔

زیحال کی آنکھیں متحیر سی پھیلنے لگی اس نے آنکھیں چھوٹی کر کر اسے گھور کر دیکھا اتنے میں وہ فوراً سے بھاگ گئی۔

باقی سب کے قہقہے بلند ہو گئے۔

"چلو قربانی کا وقت ہو گیا" پامیر کے یہ کہنے کی دیری تھی کہ ڈاکٹر برہان اور مبشر بھی آگئے۔

انکے ساتھ زنو اور زرتشم بھی تھیں جن کے آنے سے مزہ دو بالا ہو گیا تھا۔

111/3

زرتشم سب سے پہلے سیدھا زیحال سے ملی تھی جو اسے یہاں دیکھ وہ بھی عید کے دن بے حد خوش ہوا تھا۔

"عید مبارک زی "

"خیر مبارک۔۔۔بہت اچھا لگا مجھے تمہارے آنے

سے" وہ خوشی سے لبریز آواز میں بولتا اسے اپنے

ساتھ لگا گیا۔وہ بھی جیسے اتنے دن کی آج کھل اٹھی

تھی۔

باقی سب باری باری اس سے آکر جس طرح ملے تھے

گل کو واقعی لگا تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کے گھر آگئی

ہے۔

ان تینوں نے پہلے ثابت کیا تھا کہ وہ صرف کہتے نہیں ہیں بلکہ زیحال کو اپنا سب کچھ مانتے ہیں

مگر اس سے جڑے ہر رشتے کو اس طرح سے اپنا لینا اس بات کا ثبوت بھی بن چکا تھا۔

وہ سب لاؤنج میں ایک ساتھ آ بیٹھے تھے عید کے موقع پر سب کا اکٹھا ہونا ماحول کو مزید خوش گوار بنا گیا تھا۔

آئرہ اور مشی سب کے لئے رات بنائی گئی سوئٹ ڈشز ملازموں کی مدد سے سب کو سرو کرنے لگی۔

"واؤ۔۔۔اتنا سب میٹھے میں۔۔۔"

پامیر کو تو میٹھے سے عشق تھا اس نے باری باری سب کچھ ٹرائے کیا مگر آخر میں دل آیا بھی تو بچوں کیلئے بنائے گئے کیک پر۔

برلاس ان سب کے ساتھ بیٹھا ہنس بول رہا تھا جب اچانک ذہن میں کسی کا چہرہ تیزی سے گھوم گیا۔

"وہ اکیلے ہوں گے اس عید پر۔۔۔ کیا انکے حصّے میں صرف تنہائی آئے گی؟"

یہ الفاظ اس چہرے کے ساتھ برلا اس کے دل میں
جیسے گڑھ سے گئے تھے۔
بیک وقت مسجد میں سنے جانے مولانا کے الفاظ بھی یاد
آنے لگے۔
"یہ عید صرف گوشت کی قربانی کا نام نہیں
ہے۔۔۔اس پر بہت کچھ قربان کرنا چاہئے جیسے کہ
اپنی انا اپنے اندر کا غصّہ سب اپنے رب کی رضا کیلئے
قربان کر دو صاف کر لو دلوں کو۔۔۔کچھ نہیں ملے گا
یہ سب دل میں رکھ کر سوائے رب کی ناراضگی کے۔

اتنے گہرے الفاظ جن کو وہ سوچنے لگتا تو دل کسی گہری

کھائی میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا۔

اس نے سب کو دیکھا سب کے چہرے ہنستے کھلتے

ہوئے تھے

تب ہی تصور کیا اس ایک چہرے کو جو نجانے آج کس

اذیت اور کرب میں مبتلا ہو گا اور وہ یہ سوچتے ہوئے

غلط نہیں تھا۔

وہ آج جلدی اٹھا تھا یا یوں کہنا بہتر تھا کہ وہ آج سویا ہی نہیں تھا رات بھر کروٹیں بدل بدل کر دائیں بائیں ہر طرف اسے صرف اپنا ماضی دکھائی دے رہا تھا۔

پوری رات اس نے ایک لمحے کیلئے بھی سو کر نہیں دیکھا۔ دکھ ہر انسان کی زندگی میں آتے ہیں لیکن کچھ لمحے ایسے ہوتے ہیں جو ان دکھوں کو مزید گہرا کر دیتے ہیں۔

جیسے کہ عید جیسے یہ خاص موقعے جن پر وہ اپنے بچھڑ جاتے ہیں جو کبھی اس خوشی میں ساتھ ہوتے تھے۔

وہ اس تاریکی میں تھی اور یہاں زارک کا دل پھٹ رہا تھا یہ سوچ سوچ کر کہ اسکی ماں وہاں تنہا ہے۔

ایک وقت تھا جب یہی عید جیسے خاص موقعے پر وہ ایلس اور اسفند کے ساتھ بہت خوش تھا۔ کتنا حسین لمحہ تھا وہ۔

"زارک۔۔۔ اٹھو میری جان۔۔۔ آج عید ہے اور آپ کو مسجد جانا ہے اللہ پاک سے بہت کچھ مانگنے"

وہ پیار سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی نرمی سے جگا رہی تھی۔

"کیوں وہاں جانے سے کیا ہوگا ممی" وہ بے حد معصومیت سے اپنی ماں کی گود میں سر رکھے پوچھنے لگا۔

"اللہ پاک خوش ہونگے۔۔۔اور بہت سارے گفٹس دیں گے" اسکی بات پر زارک کی آنکھیں نہیں چمکی تھیں۔

"کیا گفٹ میں مجھے بابا ملیں گے؟" اسکے سوال پر ایلس کے چہرے کے سے مسکراہٹ یکدم سے غائب ہوئی۔

وہ خالی نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگی یہ ایسی خواہش تھی جسے وہ کبھی چاہ کر بھی پورا نہیں کر سکتی تھی۔

کیونکہ ابھی وہ بے خبر تھا کہ اسکے بابا اب نہیں آئیں گے جیسے پہلے آتے تھے۔

"میں آگیا" اسی وقت دروازے میں سینے پر ہاتھ باندھے کھڑے اسفند پر نظر گئی

جو چہرے پر زمانے بھر کی شدید تھکاوٹ ہونے کے باوجود بھی مسکراہٹ سجائے ہوئے کھڑا تھا۔

"بابا" وہ اپنے باپ کو دیکھتا خوشی سے کمفرٹر پھینکتے دوڑ کر اسکے سینے سے جا لگا تھا

ایلس ان دونوں کو ایسے دیکھ اپنی جگہ سے بے ساختہ اٹھتی چلی گئی۔ آنکھیں تیزی سے نمی سے بھرتی چلی گئی تھیں۔

"میرا بیٹا۔۔ بابا کو یاد کر رہے تھے آپ" وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتے محبت بھرے لہجے میں بولا۔

"یس۔۔۔ ممی نے بولا ہے میں آپ کو اللہ سے مانگوں گا تو آپ مجھے مل جائیں گے۔۔۔ میں مانگوں گا تو آپ مجھے مل جائیں گے ناں"

وہ اسے ہر وقت اپنے پاس چاہتا تھا۔ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ ایک ہنسی خوشی بھری زندگی چاہتا تھا۔ اور آج برسوں بعد وہ الفاظ اسکی آنکھوں کو خشک نہیں ہونے دے رہے تھے۔

وہ بخار میں تپتے وجود میں بیڈ پر نڈھال سا پڑا اچھت دیکھ رہا تھا مگر وہاں اسے اپنا ماضی گھومتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

آنکھوں سے آنسوں سیلابی ریلے کے مانند بہتے تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔اب تو تکیہ بھی جیسے پناہ مانگنے لگا تھا مزید اذیت بھرے آنسوں ضبط کرنے سے۔

اسفند نے کن کرب بھری نگاہوں سے سامنے کھڑی ایلس کو دیکھا جو ٹوٹی بکھری کسی ریت کے ڈھیر کی طرح کھڑی تھی۔

اسکے دیکھتے ہی وہ نظریں پھیر گئی تھی۔ برلاس کے ہونے کے بعد وہ اب آرہا تھا انکے پاس۔

کیا اسے نہیں سوچنا چاہیے تھا کہ وہ اپنے ان بیوی بیٹے کا بھی جو صرف اسکے سہارے زندہ تھے۔

"م۔۔۔میں تمہارے لئے کپڑے نکال دیتی ہوں"

وہ عرق زدہ لہجے میں بولتی وارڈروب کی جانب بڑھنے ہی لگی تھی جب اسفند کے پکارنے پر وہی رک سی گئی۔

"کیا مجھے بھی اللہ پاک سے معافی ملے گی؟" اسکے الفاظ پر ایلس کا دل تڑپ اٹھا تھا آنکھوں سے آنسوں پھوٹ پھوٹ کر بہنے لگے تھے۔

وہ دونوں اس وقت کرب کی انتہا پر تھے دونوں کے ہی دل ڈوب رہے تھے۔

"زارک۔۔۔شاور لو بیٹا۔۔۔اللہ پاک کے سامنے

ایسے گندے نہیں جاتے۔۔۔"

وہ نظریں اسفند پر گاڑھے زارک سے مخاطب ہوتی

اسے جیتے جی مار گئی تھی۔

وہ نہیں کھڑی رہ پائی مزید وہ کمرے سے نکلتی اسکی

نظروں سے اوجھل ہوگئی اور پھر اس نے اپنے بیٹے کا

مان آج نہیں توڑا تھا۔

وہ اسکے ساتھ تیار ہو کر مسجد گیا تھا جہاں اپنے بیٹے کو اپنا

آپ ہی مانگتے دیکھ وہ زمین میں جیسے گڑھ سا گیا۔

اور وہ لمحہ تھا جس کے بعد زارک اسفند کو ہوش آیا تھا کہ اسکی دعا تو سننے سے پہلے رد ہو چکی ہے۔اسے نہیں ملا تھا اسکا باپ۔

اور پھر دھیرے دھیرے اسکے دل سے اپنی ماں کے آنسوں دیکھ باپ کی محبت جاتی چلی گئی۔

گھر آنے کے بعد وہ خود بھی ہلکا پھلکا سا تیار ہوئی چہرے پر مسکراہٹ لئے کھڑی انکا انتظار کر رہی تھی۔

"زارک جلدی سے یہ فنش کرو۔۔۔آج کے دن میٹھا

کھانے سے اللہ پاک خوش ہوتے ہیں" کتنا

خوبصورت احساس تھاناں

جب اسکی ماں اسے ہر بات میں اللہ پاک کی محبت کا

احساس دلاتی تھی اور اب ؟اب کہاں گیا وہ احساس؟

اسے تو صدیاں ہوگئی تھیں اس رب سے ملے۔

کیا وہ اتنا گر گیا تھا کہ اب اس رب سے ملنے ہی نہیں

جاتا تھا اب تو وہ بھی اسے بھول چکا ہوگا اب تو وہ بھی

اس سے نفرت کرنے لگا ہوگا۔

ہاں پوری دنیا کرتی ہے تو اس دنیا کو بنانے والا کیوں نہیں کرے گا۔

اس نے کتنے برے کام کئے تھے وہ ناراض ہو گا۔ کیا واقعی؟ وہ رب وہی اس سے نفرت کرتا ہے؟ یہ احساس پورا کا پورا ازارک شاہ لے ڈوبا تھا۔

وہ دھیرے سے اٹھ بیٹھا جسم کا جوڑ جوڑ اس وقت ٹوٹا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

اتنے دن سے اسے بار بار شدید بخار آ جکڑ رہا تھا۔اور

اسکے پاس کوئی نہیں تھا جو اس سے صرف پوچھ بھی

لے کہ وہ ٹھیک ہے؟

وہ رب تو تھا ناں ناراض تھا تو کیا ہوا۔۔۔رب تو تھا ناں

اسکا۔

ایلس کی جگائی گئی محبت آج بھی کہیں نہ کہیں اسکے دل

میں پھر سے پنپنے لگی تھی

وہ ہمت کر کر بیڈ سے اترا اور خود کے وجود کو گھسیٹتے

ہوئے باتھ روم میں لے گیا۔

گرم پانی بھی اسے اس وقت یخ برف لگ رہا تھا وہ سردی نہ ہونے کے باوجود بھی بری طرح سے کانپ گیا تھا۔

مگر پھر بھی وہ اس پانی سے جیسے اپنے اوپر لگی گناہوں کی گندگی کو دھونا چاہتا تھا رب سے جو ملنا تھا ایسے کیسے گندہ اسکے سامنے چلا جاتا۔

کتنی ہی دیر وہ اس نہ دکھنے والی گندگی کو دھوتا رہا مگر اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اسکے ساتھ گڑھ چکی ہے۔

اب مزید ہمت نہیں تھی اس میں کہ وہ کھڑا رہ سکے۔

وہ باتھ روب میں لپٹے باہر نکلا اور اپنے لئے کوئی لباس دیکھنے لگا۔

اس کے پاس ایک بھی شلوار قمیض نہیں تھا وہ پینٹ شرٹ ہی پہنا بالوں میں ہاتھ پھیرتے باہر نکلا اور گاڑی لے کر نکل گیا۔

اسکے قریب کوئی مسجد بھی نہیں تھی اسے اس حال میں سفر کر کرا اتنی دور جانا پڑا تھا۔

نماز پڑھنے کے بعد لوگ آپس میں عید مل رہے تھے اور وہ تنہا سر جھکا کر بیٹھا تھا۔ وہ کسی کو نہیں جانتا تھا جو اس سے عید ملتا۔

یہاں لوگ صرف ان سے مل رہے تھے جن کو جانتے تھے۔

تب ہی اسے اپنے عین عقب سے ایک جانی پہچانی سی آواز سنائی دی جیسے وہ برلاس اور زیحال کی آواز ہو۔

اس نے پلٹ کر دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا اسکا وہم تھا اس نے پھر بھی اتنی بھیڑ میں ان کو تلاش کرنا چاہا مگر ناکام۔

سب اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے تھے جہاں ان کے اپنے انکے منتظر تھے۔ مگر وہ تنہا تھا اسکا کون منتظر تھا۔

"ک۔۔۔ کیا کیا ہے آپ سب نے میرے ساتھ؟"

وہ سر جھکائے بہت سے لوگوں سے بے آواز مخاطب ہوا تھا

جو اسکے ارد گرد بھی نہ تھے مگر انکی یادیں اسکی روح میں بس چکی تھیں

اور ایسی بسی تھیں کہ پل پل اسے موت کے قریب لے کر جارہی تھیں۔

"برباد کیا ہے مجھے آپ سب نے مجھے۔۔۔ برباد کر دیا" اسکا پورا وجود بری طرح سے لرز رہا تھا وہ سر جھکائے گھٹ گھٹ کر رو رہا تھا۔

مگر اسکے اندر کوئی چیخ چیخ کر یہ سب کہہ رہا تھا اس سے یہ تکلیف آج برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

"ک۔۔۔کاش۔۔۔کاش آپ انکو تب چھوڑ

دیتی۔۔۔کاش ممی۔۔۔کاش"

تکلیف حد سے سوا ہو رہی تھی۔اسے جیسے سانس

لینے میں بھی دشواری سی ہونے لگی ہو۔

"اگر۔۔۔اگر آپ انکو چھوڑ دیتی تو آج مجھے انکا

خون۔۔۔م۔۔۔میرا بھائی نہ ملتا"

یہ بھائی لفظ کس تڑپ سے اسکے دل سے نکلا تھا کوئی

سنتا تو رو پڑتا۔

"اسکی نفرت مجھے اس عمر میں بھی آکر اذیت کی موت

مار رہی ہے۔۔۔ کیوں کیا آپ

نے۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیوں؟" کوئی اسے سن لے ورنہ

اسکے اندر کی یہ چیخ وپکار اسے لے ڈوبتی آج۔

وہ تنہا تھا اتنے لوگوں کے ہونے کے باوجود بھی وہ تنہا

تھا کیوں؟ یہ اسکا مقدر تھا؟ ایسے مقدر سے وہ ہمیشہ

کیلئے آزاد ہونا پسند کرتا۔

وہ کتنی ہی دیر تنہا بیٹھا رہا لوگوں کی بھیڑ دھیرے

دھیرے ختم ہو رہی تھی اتنے لوگوں کے باوجود وہ تنہا

تھا تب اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔

اسے یہاں ایلس کی جگائی محبت اپنے رب کیلئے یاد آنے

لگی تھی مگر دل اس قدر جکڑا جا چکا تھا

کہ معافی مانگنے کیلئے اٹھائے گئے ہاتھوں سے پہلے وہ

شرم سے ختم ہو گیا تھا۔

کیسے کس منہ سے اتنے برسوں بعد وہ اس سے مانگتا معافی وہ تو نماز پڑھنا بھی بھول گیا تھا یہاں بھی نجانے کیا پڑھا تھا۔

یا صرف مولوی کو سنا تھا۔اور سن کر ہی دل اس قدر بھاری ہو گیا تھا کہ اب سانس لینے میں بھی مشکل ہو رہی تھی۔

وہ اٹھ کر پیچھے مڑا پوری مسجد خالی تھی سب لوگ جا چکے تھے صرف ایک بزرگ بیٹھے رب سے گفتگو کر رہے تھے۔

انکو دیکھ وہ باہر جانے ہی لگا تھا جب انکی آواز پر بے ساختہ پلٹ کر دیکھا۔

"تم اب تک گھر کیوں نہیں گئے بیٹا۔۔۔آج عید ہے اپنوں سے نہیں ملو گے؟ "

انکے سوال پر زارک کے چہرے کی رنگت پل بھر میں نچڑی تھی جیسے تکلیف رگ رگ میں دوڑ گئی ہو۔

"بولو بیٹا" اسکی خاموشی پر وہ پھر سے محبت سے مخاطب ہوئے۔

جب زارک کے ہونٹ بے ساختہ کپکپائے وہ حلق میں اٹکے آنسوؤں کے گولے کو واپس اندر دھکیلتا چہرے کا رخ موڑ کر آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرنے لگا۔

"م۔۔۔میرا۔۔۔ک۔۔۔کوئی نہیں ہے" یہ جملہ دل کو چیر دینے والا تھا اسکی آنکھوں سے نہ چاہتے ہوئے بھی آنسوں ٹوٹ کر گرے تھے۔

وہ بزرگ مسکرادیے جیسے انہیں پہلے سے علم ہو اسکی تکلیف کا۔

"اس دنیا میں کوئی تنہا نہیں ہے۔۔۔ جس کا کوئی نہیں ہے اسکا اللہ ہوتا ہے اور جس کا اللہ ہو جائے۔۔۔ اسے پھر کس کی ضرورت بیٹا "

یہ الفاظ بہت گہرے تھے جو پورا کا پورا زارک لے ڈوبے تھے۔

وہ بھاری ہوتے دل کے ساتھ انہیں دیکھے گیا۔ اس دوران آنکھیں کتنی برسی اسے معلوم نہیں ہوا۔

"وہ۔۔۔ج۔۔۔جسے میں اتنے برسوں سے بھول گیا ہوں؟"اسکے سوال پر اس بزرگ کی مسکراہٹ اور بھی گہری ہوئی۔

"تم بھولے تھے وہ نہیں۔۔۔تب ہی تو برسوں بعد بھی بلالیا آج"

وہ خاموش ہو جائیں انکی باتیں سن کر زارک کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ گہری سانس خود میں بھر کر کڑا ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"آ۔۔۔آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ "

"میرا بھی اللّٰہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔۔۔"وہ نہایت ٹھہرے اور خوش گوار لہجے میں بات کر رہے تھے زارک کو آج سے پہلے کسی کی مسکراہٹ اتنی خوبصورت نہیں لگی تھی۔

انکے لباس سے معلوم ہو رہا تھا کہ انکے پاس قربانی کیلئے کچھ نہیں ہے تب ہی اس نے اپنی پاکٹ میں ہاتھ ڈالا۔

جہاں پیسوں کے نام پر ایک سکہ بھی نہیں تھا لیکن
کارڈ تھا جس کی پاور کا اندازہ کوئی عام شخص لگا بھی
نہیں سکتا تھا۔

"کیا آپ کے گھر میں کوئی دوسرا مرد نہیں ہے؟"
اسکے سوال پر بزرگ نے سر نفی میں ہلایا انکی ہڈیاں
کمزور تھیں۔

جنہیں دیکھ اس نے کچھ سوچا اور مسجد سے باہر نکل
گیا۔ وہ بزرگ اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے مگر
مسکراہٹ وہی تھی۔

میٹھا کھانے کے بعد سب مل کر بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے جب باہر سے ملازم نے آکر انہیں قصائی کے آنے کی اطلاع دی۔

"یاقوت جا کر دیکھو اور اسے سب سمجھا دو" اسکے کہنے پر یاقوت فورا اسے اٹھ کر باہر چلا گیا۔

جب اسے جاتے دیکھ زمل نے نے ایک نظر اپنے ہبی کو دیکھا جو اتنی دور سے بھی اسکی آنکھوں کی خفگی بھانپ گیا تھا۔

وہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی تھی مگر پیچھے سے اپنے ہبی کا چین بھی لے گئی تھی۔

"میں ابھی آیا" وہ برہان اور باقی سب سے ایکسیوز کرتا اٹھ کر خود بھی زمل کے پیچھے گیا۔

جو کچن میں کھڑی ایسے ہی چیزوں میں ہاتھ مارنے لگی تھی اس دوران جب اسکی چوڑیوں سے سجی کلائی زیحال کے ہاتھ میں آگئی۔

"کس بات پر ناراض ہے میرا بے بی؟" وہ اسکے
چہرے پر آئی لٹوں کو پیچھے کرتے محبت بھرے لہجے
میں پوچھنے لگا۔

"ناراض تو نہیں ہوں" وہ بس بجھی ہوئی سی تھی۔

زیحال اسے کندھوں سے تھام کر اپنے مقابل کر گیا

"کیا بات ہے گلالے۔۔۔بتاؤ" اس بار لہجے میں مزید
نرمی اتری تھی۔

"ہبی۔۔۔قربانی ہماری ہے توہمیں ہی کرنی چاہئے

باہر سے بندہ کیوں بلایا ہے" اسکی بات پر زیحال ایک

پل کیلئے حیران ہوا۔

مگر پھر اسکی معصومیت پر بے ساختہ ہنس دیا۔

"ذڑگیہ وہ اسکا کام ہے۔۔۔ہم توجانور لے آئے ہیں

ناں" وہ اسکے رخصار پر ہتھیلی جمائے محبت سے بولا۔

"کیوں۔۔۔آپ خود کر سکتے ہیں۔۔۔اتنے ہیں آپ

سب یاقوت بھائی میر بھائی عثمان بھائی اوراب توڈاکٹر

مبشراور برہان بھائی بھی آگئے"

اسکے منہ سے ایک ایک کا نام سنتے زیحال کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی۔

"آپ ہنس رہے ہیں" وہ فورا اسے خفا ہوتی پیچھے ہٹ گئی۔

"نہیں تو" مگر وہ ہنس رہا تھا اور ہنس کیوں رہا تھا یہ بھی صرف وہی جانتا تھا۔

وہ اسے گھور کر کچن سے باہر نکل گئی پیچھے سے زیحال کی ایک آواز نہیں سنی۔

باہر یاقوت کی نگرانی میں کام شروع ہو گئے تھے ایک
نہیں کافی لوگ بیک وقت اس کام پر لگے تھے۔

اندر سب بیٹھے چائے اور باقی لوازمات انجوائے کر رہے
تھے جب سب کی نظر بے اختیار اوپر سیڑھیوں کی
جانب اٹھی۔

جہاں سے وہ دشمن جان بلیک پینٹ پر بلیک ہی سینڈو
پہنے جن میں اسکے ٹھوس مسلز اور گورا بدن بھرپور
نمایاں ہو رہے تھے۔

پیروں میں ہلکی سی سلیپرز پہنے وہ سیڑھیوں سے اتر کر نیچے آیا زمل نے اسی وقت نظر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا۔

اور وہ جو نظریں اٹھی تھی تو جھک نہ سکیں کمبخت عید حلیے میں اسکے معصوم سے دل پر قیامت ڈھا رہا تھا۔

"بھائی یہ کب سوچا عید پر۔۔۔اور ہمیں نہیں بتایا؟"

پامیر کا انداز بلکل بچوں جیسا تھا

جسے یہ نہیں بتایا گیا ہم عید پر کیسی ڈریسنگ کریں گے اور اب اسے دھوکہ ملا ہو۔

"اٹھو سب۔۔۔قربانی ہم خود کریں گے" وہ نظروں میں سامنے کھڑی دشمن جان کو بھرے دلکش انداز میں بولا۔

"واؤ۔۔۔مطلب ٹکاٹک برہان صاحب کریں گے" اسکی اتنی وش تھی اس معصوم بندے کی بدمعاشی دیکھنے کی۔

"ڈاکٹر صاحب تو شریف ہیں انکو کہاں یہ سب کرنا آتا ہو گا"

زرتشم کو انکی یکدم سے فکر ستائی

ہاں وہ تو شریف تھے انکو بھلا کیسے یہ کام آسکتا تھا۔

زیحال کے حکم پر سب فوراً سے اٹھ گئے جن میں پہلے

برلاس آگے ہوا تھا۔

"میں بھی ابھی آیا چینج کر کر "

"نہیں۔۔۔تم نہیں۔۔۔تم انجوائے کرو" اپنے باپ

کے منہ سے یہ سن کر برلاس نے بچوں کی طرح منہ

پھلایا۔

جبکہ پامیر اور عثمان کی ہنسی پھوٹ کر نکلی۔

"الے۔۔۔میرا بچہ۔۔۔جا کر گھوموں پھرو "

"بھائی۔۔۔یہ ناانصافی ہے" وہ پامیر اور عثمان سے اپنا مذاق نہیں بنوا سکتا تھا اسکے لئے اسے اپنے باپ کے سامنے ضد ہی کیوں ناں کرنی پڑتی۔

بالا آخر ہمیشہ کی طرح اسکی ضد کامیاب ہو گی گئی تھی۔

اب کے باہر جاتے وہ بھی جانے لگا تھا جب جاتے جاتے درمیان میں رک کر زمل کو دیکھا اور اسکے کان کے قریب جھکا۔

"آپ کے لئے جان بھی حاضر ہے جنون

زیحال ۔۔۔ یہ کام تو کچھ بھی نہیں "

وہ شریر لہجے میں بولتا ایک دلفریب مسکراہٹ اسکی

جانب اچھال کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

پیچھے اسکے لئے اپنے دل کو سمبھال پانا مشکل ہو گیا تھا

جو دھڑک دھڑک کر پسلیوں سے باہر آنے کو ہوا

تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سب کے سب پینٹ اور سینڈو پہنے ہوئے قیامت لگ رہے تھے ایسے جیسے حسن یہاں تمام تھا۔

آج سب اپنے اصلی روپ میں لگ رہے تھے سب سے بڑھ کر پاشا اور بلیک شیڈو جو پہلے سے اس کام میں ماہر تھے۔

مگر کم آج پاشا کی بگڑی اولاد بھی نہیں لگ رہی تھی وہ جس مہارت اور تیزی سے یہ کام کر رہا تھا یا قوت اور پامیر تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔

اسے جتنا بھی اس کام سے دور رکھا گیا تھا وہ اتنا ہی بڑھ چڑھ کر آگے آیا تھا۔

ملازم ساتھ ہی ساتھ چائے کی ٹرالی لا رہا تھا ہر طرف چہل پہل اور رونقیں لگی تھی۔

زامل اور عبدل باری بھی آج ساتھ کام کروا رہے تھے ایک ایک ننھی بوٹی اٹھا کر زیحال کے پاس لا کر رکھ رہے تھے۔

"اندر چلو دونوں۔۔۔آپ کو لگ جائے گی میرا بیٹا"

وہ پیار سے اسکا سر چومتا بہلا کر اندر بھیجنے لگا مگر ایسا

ممکن تھا کہ زامل کوئی بات مان لے وہ بھی اتنی آسانی

سے۔

وہ دونوں بھی انکی ناک میں دم کرنے کا پورا پورا کام

ایمانداری سے سرانجام دے رہے تھے۔

اس نے اس بزرگ کیلئے نہ صرف قربانی کا جانور لیا تھا

بلکہ خود اسے ذبح کر کر سارا گوشت بنا کرا نکے لئے

اسی جگہ لے گیا جہاں وہ بیٹھے تھے مگر اسکے واپس آنے

تک وہ وہاں موجود نہیں تھے۔

اس نے آس پاس کے لوگوں سے پوچھا جنہوں نے

اسے اس بزرگ کے گھر کا بتایا۔

وہ انکے بتائے ایڈریس پر چلا گیا جو ایسے علاقے میں تھا

جہاں سب متوسط طبقے کے لوگ رہ رہے تھے

وہ ان سے گھر کا پتہ پوچھ پوچھ کر بالا آخر اس جگہ آ پہنچا

جہاں ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنی ہوئی تھی۔

دیکھنے میں خستہ بوسیدہ مگر جس انداز میں اسکے باہر

پودے لگائے گئے تھے ایسا لگتا تھا کہ وہ بزرگ بابا اس

حال میں بھی اپنے رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتے۔

اتنی خوبصورت جگہ تھی اس لئے کہ یہاں سکون تھا

زارک نے دھیرے سے اس جھونپڑی کا دروازہ

کھٹکھٹایا۔

111/4

اندر سے اسی بزرگ کے کھانسنے کی آواز آنے لگی تھی

جیسے انہیں اٹھنے میں تکلیف درپیش آرہی ہو۔

یہ آواز سن کر زارک کچھ بے چین سا ہوا ایک دل تو تھا
کہ اندر جا کر انہیں دیکھ لے مگر پھر دل میں خیال آیا
کہ ہو سکتا ہے انکے گھر کی کوئی عورت بھی ہو۔

مگر انہوں نے کہا تھا وہ اکیلے رہتے ہیں پھر بھی وہ
عجیب سی کشمکش میں گھر گیا تھا۔

یہ وقت بھی زارک ولف پر آنا تھا وہ جو کبھی کسی کا
نہیں سوچتا تھا آج وہ بھی کسی کا خیال کر رہا تھا۔

جب تک وہ خود کچھ سوچتا اندر سے وہی بزرگ باہر آئے خستہ حال سر سے پگ اتری ہوئی اور سفید داڑھی سینے تک آتی۔

انکے چہرے پر ایک الگ ہی نور تھا اتنا کہ زارک نے ان سے پہلے کوئی حسین شخص نہیں دیکھا تھا وہ تو کچھ کہے بغیر ہی انکو دیکھے گیا۔

"گوشت لے آئے بیٹا" انکی آواز پر زارک یکدم سے ہوش میں آیا

مگر اسکی آنکھوں میں حیرت در آئی تھی انہیں کیسے

پتہ وہ تو بتا کر بھی نہیں گیا تھا۔

"ج۔۔۔جی لیکن آپ کو کیسے پتہ میں یہ لینے گیا

ہوں "

وہ حیران تھا اسے واقعی اس سوال کا جواب چاہئے تھا

جس پر وہ بزرگ اسی دلکش انداز میں مسکرا دیے۔

"مجھے پتہ تھا میرا رب مجھے اپنے گھر سے خالی ہاتھ

نہیں لوٹائے گا ایسا کبھی ہوا ہی نہیں کہ میں اس سے

کچھ مانگنے جاؤں اور وہ مجھے نہ دے"

اُنکے جواب پر زارک گنگ رہ گیا دماغ شل ہونے لگا

تھا کیا کسی کا اتنا پختہ یقین بھی ہو سکتا ہے اپنے رب

پر؟

"اگر میں نہ آتا تو؟" وہ متحیر سے انداز میں پوچھنے

لگا۔

"اس سے مانگ کر اگر مگر نہیں سوچتے۔۔۔وہ

نجانے کہاں سے وسیلے بنادے بس یقین پختہ

ہو۔۔۔اب جیسے تمہیں میرے گھر کا علم نہیں تھا پھر

بھی آگئے "

انکی باتیں زارک کو لاجواب کر گئی تھیں واقعی وہ انہیں جانتا نہیں تھا وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیوں کسی اجنبی کیلئے اتنی محنت کر کر یہ گوشت بنا کر لایا ہے۔

وہ اسی کشمکش میں مبتلا کھڑا تھا جب سر چکراتا ہوا محسوس ہوا اسے تیز بخار کی وجہ سے کمزوری حد درجے کی ہونے لگی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔یہ آپ کیلئے" وہ نرمی سے بول کر جانے لگا تھا جب اس بزرگ کی آواز پر پلٹ کر دیکھا۔

"تمہیں بھی میرا رب ہی یہاں لایا ہے۔۔۔آجاؤ اندر بیٹا۔۔۔کچھ کھالو"

وہ اسکی طبعیت اپنی تجربہ کار نگاہوں سے بھی بھانپ گئے تھے۔

انکی اس قدر محبت پر زارک کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

ایسے جیسے اسکے زخموں میں چیس سی اٹھنے لگی ہو جب اپنوں نے دھتکار دیا تو پرائے لوگوں سے کیسی توقع۔

"بہت بہت شکریہ آپ کا۔۔۔ میرا جانا بہتر ہے" وہ نہایت مؤدب انداز میں بول کر جانے ہی لگا تھا جب انکی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔

" کبھی پلٹ کر آنا ہوا تو ضرور آنا۔۔۔ یہ جگہ تمہارا انتظار کرے گی "

انکی بات ہی ایسی تھی کہ وہ پلٹ کر انہیں دیکھے بغیر نہ رہ سکا یہ صرف الفاظ نہیں تھے ان میں بہت اثر تھا۔ وہ سانس روکے انکو دیکھے گیا وہ انہیں جانتا نہیں تھا مگر پھر بھی دل جیسے انکی ہر بات پر یقین کرنے کو تیار تھا۔

مگر وہ کیوں آئے گا یہاں یہ صرف بات تھی وہ دل کو دلاسہ دے کر انکی جانب مسکراہٹ اچھالتا انکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اتنے دن سے اس نے ٹھیک سے کچھ کھایا بھی نہیں تھا اوپر سے بار بار آتے بخار نے اسکے بدن سے ساری طاقت جیسے نچوڑ لی تھی۔

رنگت زرد پڑ رہی تھی آنکھیں اس وقت بھی بری طرح سے جل رہی تھیں۔ وہ پھر بھی ہمت کر کر ڈرائیو کر رہا تھا۔

راستہ پتھریلا ہونے کے باعث آج اسے ڈرائیونگ
کرنے میں دشواری ہو رہی تھی۔ سر چکرانے کے
باعث اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ گاڑی مار نہ دے۔

خان حویلی میں بھی عید کا دن کم ثابت نہیں ہو رہا تھا
زریاب خان کی نگرانی میں بہت بڑی تعداد میں قربانی
کی جا رہی تھی

حویلی کے ایک اطراف غریب لوگ بیٹھے تھے جن

کیلیئے پہلے بھی اچھے شاہی کھانے کا انتظار کیا گیا تھا جو

زریاب خان ہر سال دونوں عیدوں پر کرتے تھے۔

بس فرق اتنا تھا پہلے وہ اپنے زی کے مل جانے کی وجہ

سے یہ نیک کام کر کر ان غریبوں سے دعائیں لیتے تھے

مگر اب ان کے پاس سب تھا

انہیں انکا زی مل گیا تھا جس کے بعد انہیں اور کچھ

نہیں چاہئے تھا۔ لیکن اب بھی انکا طور طریقہ نہیں

بدلا تھا۔

اب بھی وہ اسی بڑی تعداد میں غریبوں میں اس دن راشن، کپڑے اور زیادہ مقدار میں گوشت تقسیم کرتے تھے۔

اندر مہرام اور مہروز تیار ہوئی اب مورے کے پیچھے تھیں کہ وہ بھی تیار ہو جائیں۔

"ارے ام کیسے۔۔۔ام تو بوڑھا ہو گیا ہے۔۔۔ تم سب ہو جاؤ بچے" وہ آج باقی دنوں کی نسبت مزید کامدار سوٹ پہنے کندھوں پر ویلوٹ کی شال لئے بے حد حسین لگ رہی تھیں۔

انکے جھریوں زدہ چہرے کو میک اپ کی ضرورت نہ تھی ایسے ہی وہ اس عمر میں بھی بے حد حسین لگتی تھیں۔

یوں تو بیٹے اس قدر خوبصورت پیدا نہیں کئے تھے سارا کریڈٹ مسز نوشیر وال اور نوشیر وال صاحب کو جاتا تھا۔

"مورے۔۔۔کر لیں ناں حسین لگے گے "سیماب خود بھی تیار ہوئی بیٹھی ہنس کر بولی۔اسے بھی مہرام نے ہی تیار کیا تھا۔

"ام کیسے۔۔۔ تمہارے دا جی مذاق اڑائیں گے کہ اس عمر میں بھی ام کو مستی ہے" وہ بول کر ہٹی ہی تھیں کہ نظر سامنے سے پیچھے ہاتھ باندھ کر آتے نوشیر وال صاحب پر پڑی۔

"ارے نہیں کہتے ہم کچھ فرخندہ بیگم۔۔۔ کروالیں یہ سرخی پاؤڈر۔۔۔ آپ پر بھی تھوڑی جوانی لوٹ آئے گی"

وہ شریر لہجے میں بولتے اپنی شاہی کرسی پر آ بیٹھے مگر انکی بات پر جو فرخندہ بیگم کے گال سرخ ہوئے تھے مگر سیماب نے بھی سر جھکا کر اپنی ہنسی دبائی۔

"ک۔۔۔کیسی باتیں کر رہے ہیں زری کا بابا" وہ آج بھی انہیں انکے نام سے نہیں بلاتی تھیں یہی احساس دونوں کے بیچ بے حد حسین تھا۔

" صحیح تو بول رہے ہیں دا جی مورے "سیماب نے لگے ہاتھوں موقع ملتے ڈور سمبھالی۔

پھر تو مہرام اور مہروز دونوں کو ہی آزادی سی مل گئ

تھی۔

لاؤنج میں ہنسی خوشی کا ماحول تھا ہی جب بیلا بھی آج

ڈارک براؤن رنگ ویلوٹ کا سوٹ پہنے ہلکا پھلکا سا

تیار ہوئی لاؤنج میں آکر بیٹھی۔

عید وہ صبح ہی مل چکی تھی مگر تیار وہ اب ہوئی تھی

طبعیت آج کل کچھ بوجھل رہنے لگی تھی۔

اسکے ہاتھ میں فون تھا اور چہرے پر پریشانی کی لکیریں۔

سیماب نے ایک نظر اسے بغور دیکھا اسے دیکھ اسکی اپنی مسکراہٹ بھی سمٹی تھی۔

"کیا بات ہے بیلا" وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی نرمی سے مخاطب ہوئی۔

"ام۔۔۔ام داراب کو فون کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن وہ آج بھی نہیں اٹھا رہا" اسکے لہجے میں بے ساختہ عرق اتر آیا۔

یہ ان دونوں کی پہلی عید تھی اور وہ اس عید پر بھی اسکے ساتھ نہیں تھا یہی سوچ کر اسے رونا آ رہا تھا۔

"زریاب نے کیا تو تھا فون وہ کسی مشن پر گیا ہے جلدی واپس لوٹے گا" وہ محبت بھرے لہجے میں جسے دلاسہ دینے لگی۔

مگر وہ کیا جانے اسکے دل کی کیفیت جو اپنے خان کے بغیر اس عید پر خود کو ادھورا محسوس کر رہی تھی۔

"ل۔۔۔لیکن اتنے دن ہو گئے۔۔۔اسکو ام سے بات تو کرنا چاہئے تھا"

وہ اس سے بے حد خفا تھی مگر دل کے ہاتھوں اس دشمن جان کے آگے مجبور تھی۔

وہ آتا تو سب سے پہلے یہی اسکے سینے سے لگتی۔

"ھمم یہ تو غلط ہے ام بولے گا زریاب کو وہ اسکے کسی آفیسر سے بات کرے اور واپس بلائے تم کو ابھی اسکی بہت ضرورت ہے"

ضرورت تو واقعی تھی وہ اب اکیلی نہیں تھی دارا ب خان کا انتظار کرنے والی۔

اسکی مذاق میں کی گئی جنت والی بات بھی سچ ثابت ہوتی اب اسکی منتظر تھی۔اسے کوئی بابا کہنے والا اسکا منتظر تھا۔

"بیلا۔۔۔ کیا بات ہے تم پریشان لگ رہا ہے بچے"

نوشیر وال صاحب کی نظر جو نہی اس پر پڑی انہوں

نے بے حد محبت سے پوچھا۔

"ن۔۔۔ نہیں داجی۔۔۔ام ٹھیک ہے" انکو پتہ لگ

جانے کے ڈر سے وہ جلدی ہی مسکرا دی

ورنہ سب سے پہلے وہی داراب کی کلاس لے لیتے مگر

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اپنے مشن سے واپس آکر پہلے

ڈانٹ ہی کھائے۔

وہ سب کے بیچ بیٹھی بول ہنس کر پہلے سے بہتر محسوس کر رہی تھی۔ باہر سے زریاب اکیلے سب دیکھ رہے تھے۔

وہ بھی آخر میں سارا کام نمٹا کر لاؤنج میں آتے سب سے پہلے اے سی کی سپیڈ فل کر گئے۔

"کام ہو گیا؟ "

"جی بابا۔۔۔ آج کا کام تو ہو گیا" وہ تھکے تھکے سے لہجے میں بولے بیلا اٹھ کر انکے لئے پانی کا گلاس لے کر آئی۔

"یاد آیا زی کا کا فون آیا تھا کہہ رہا تھا شام کو سب اسکے گھر چلیں "انکی بات پر سب کا ہی چہرہ تقریباً کھل اٹھا تھا

اب تو بیلا کو بھی پاشا ولا جانے کی چاہ ہونے لگی تھی اس بار ایسا اثر وہاں کی خواتین ان پر چھوڑ کر گئی تھیں

انکا ہنسنا بولنا اور خوش اخلاق ہر ایک کے دل میں انکی جگہ بنالیتا تھا۔

باہر کا کام جلدی پورا ہو سکتا تھا مگر ان سب کی مستی اگر قابو میں آتی جہاں پا میر عثمان اور مبشر ہوتے وہاں بھلا کوئی کام پر سکون انداز میں ہو سکتا تھا۔

وہ تینوں ایک دوسرے کے ساتھ لگے باقی سب کو بھی ہنسا ہنسا کر پاگل کر گئے تھے۔

مگر ایک وہ تھا جسے حکم ملا تھا یہ کام خود کرنا ہے اور وہ سنجیدہ ہو کر بس اسی کام کو مکمل کرنے میں لگا ہوا تھا۔

"بھائی تھوڑا ریسٹ کر لیں بازو درد کرنے لگے گا"

یاقوت جو کب سے اسے کام کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا

اسکی فکر میں بولا۔

"واہ۔۔۔ جمیلہ کو اپنے جمیل کی فکر ہو رہی ہے" پامیر

کی بات پر پہلے ان دو ڈھیٹوں کا قہقہہ پھوٹ کر نکلا

تھا۔

مگر تب ہی زیحال نے چہرہ اوپر کرتے رک کر ذرا سا

سانس جو نہی لینا چاہا نظر سامنے بالکونی میں کھڑی اسی

دشمن جان پر گئی۔

جو فکر مندسی اسے دیکھ رہی تھی کچھ تو دل نے بار بار ایک الگ ہی لے پر دھڑک کر اسے پاگل کر رکھا تھا۔ وہ کمبخت آج اسکے دل کو چین سے رہنے کہاں دے رہا تھا ایک تو حلیہ ایسا اوپر سے اسکی محبت کہ اتنی گرمی میں بھی وہ اسکی خواہش پر کام پورا کر رہا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" اس نے اشاروں میں زیحال سے پوچھا جس پر وہ پلکیں جھپکاتے بے ساختہ مسکرادیا۔ زمل اسکے مسکرانے پر خود بھی مسکرادی اور وہی کھڑی کھڑی منہ سے پھونک مارنے لگی۔

جو وہاں تک پہنچنا تو نہ ممکن سی تھی مگر یہ بات وہ دیوانہ کب جانتا تھا۔

جو اسکی ذرا سی پھونک کر آنکھیں بند کر کر اسکی سانسوں کی ٹھنڈک محسوس کرتے پیچھے گرتے گرتے بچا۔

اسکی دیوانگی پر زمل یکدم سے بلش کرتی ہنسی پڑی تھی۔

وہاں وہ بھی ہنس دیا دونوں کے بیچ محبت عشق بن کر جنونی ہوتی رقص کرنے لگی تھی

وہ جن نظروں سے اسے دیکھتا تھا وہ خود کو ساتویں آسمان پر محسوس کرتی تھی۔

کتنی ہی دیر وہ دونوں اسی طرح اشاروں میں بات کرتے رہے جب پامیر کی خرافاتی نظریں زیحال کی نظروں کی سیدھ میں سیدھا اوپر گئیں۔

وہاں کھڑی زمل کو دیکھتے ہی اس نے ہونٹ گول کرتے "اوو۔۔۔۔تو یہ بات ہے" کہہ کر اپنی ہنسی دبائی۔

"زمل۔۔۔یہ دیکھو۔۔۔بھائی کا دل۔۔۔تمہارے لئے "اس نے دل اٹھا کر زمل کے آگے کر دیا جو سب کے سامنے اسکی بات پر گڑ بڑا سی گئی۔

"میرو۔۔۔میرا جوتا آئے گا اب "اپنے باپ کی ڈانٹ سنتے وہ لائن پر آتے آتے پھر اتر گیا۔

"دینے دیں ناں۔۔۔پلیز؟"وہ معصوم سا چہرہ بناتے اس سے اجازت طلب کرنے لگا

مگر وہ جانتا تھا کہ اسکی گلا لے ڈر جائے گی تب ہی اسے انکار کر گیا مگر وہ زمل کو بخش کر کومل کو ڈرانے چلا گیا تھا۔

جس نے آج کے دن بھی پھر اسے نہیں بخشا تھا۔

باہر سب اسکی حرکت پر ہنس ہنس کر پاگل ہو گئے تھے۔

وہ بار بار اپنی پوری بند ہوتی آنکھوں کو کھول کر ڈرائیونگ کی جانب دھیان دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر ہر بار ناکام ہو جاتا۔

اس بار تو گاڑی ٹریک سے اترتی اترتی بچی تھی آخر میں اس نے بریک پر پاؤں رکھتے ایک جگہ گاڑی آروکی۔

وہ اس حال میں ڈرائیو کرتا تو اپنا بہت بڑا نقصان کروا بیٹھتا۔

تب ہی وہ گاڑی سے اتر کر اپنے ارد گرد دیکھنے لگا وہاں کوئی نہیں تھا سوائے سناٹے کے۔

یہی سناٹا اسکے اندر بھی تو تھا۔ بس فرق اتنا تھا وہ گہرا تھا۔ بہت گہرا۔

اسے شدّت سے رونا آیا تھا کتنا روتا وہ کیوں اسے اب بس رونا آتا تھا۔ وہ گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا اس جگہ کو دیکھے گیا۔

وہ بھی اسی ویرانے کی طرح گم ہو جانا چاہتا تھا جہاں کوئی نہ ہو کسی کی آواز نہ ہو۔ وہ تھک گیا تھا زارک شاہ آج تھک گیا تھا اپنے مقدر سے لڑتے لڑتے۔

اسے کسی کی ضرورت تھی اشد ضرورت جو اسے آکر سمبھال لے وہ مزید خود کو نہیں سمبھال سکتا تھا۔

وہ ہمت کر کر آگے بڑھنے لگا ہر قدم پہلے سے زیادہ بھاری ہو رہا تھا وہ کیا کرتا کہاں جاتا۔ دن بہ دن اسکی حالت ابتر ہو رہی تھی۔

تب ہی بے دھیانی میں پتھریلے راستے پر پیر پڑتے وہ سر چکرانے کے باعث گرنے ہی لگا تھا

کہ کسی کے مضبوط ہاتھوں نے آگے سے آتے اسے سمبھال کر اپنے ساتھ لگا یا تھا

زارک ٹھوکر لگتے ہوش میں آتے ہی سامنے کھڑے

شخص کو دیکھنے لگا جسے دیکھ وہ سانس نہیں لے سکا تھا۔

کب سے ہمت کرتے ہوئے خود کے حالات سے

لڑتے ہوئے وہ ایک ہی پل میں اسکے سامنے ہار گیا تھا۔

112/1

وہ پیچھے نہیں ہٹ سکا وہ تو سانس بھی نہیں لے پا رہا تھا دل اس قدر بھاری ہو رہا تھا کہ آنکھوں سے نہ چاہتے ہوئے بھی آنسوؤں کا چشمہ سا پھوٹ نکلا تھا۔

سامنے کھڑا شخص دشمن تھا اسکا ہاں یہی تو ابراہیم نے کہا تھا کہ وہ بہت برا ہے وہ صرف اپنوں کیلئے اچھا ہے وہ پٹھان ہے۔

دوستی میں جان دینے والا اور دشمنی میں جان نہ بخشنے والا۔

مگر آج یہی دشمن یہی پٹھان اسے گرنے سے بچاتے ہوئے تھام کر کھڑا تھا۔ گرے جھیل سی پر کشش آنکھیں آج پہلے سے بدلی بدلی سی تھیں۔

ان میں احساس اپنائیت کا تھا اس قدر اپنائیت کہ زارک کا دل بند ہونے کے قریب ہو رہا تھا۔

وہ زیحال خان آفندی تھا خوبصورت پٹھان اس سے زیادہ حسین شخص زارک نے نہیں دیکھا تھا۔

"خیال سے۔۔۔لگ جائے گی" وہ نرمی سے بول کر اسے سیدھا کر گیا۔

زارک اب تک سانس نہیں لے پایا تھا وہ دشمن تھا تو آج کیوں آیا تھا۔ اس ویرانے میں اسکا آنا زارک کے دل کو چیر گیا تھا۔

اسکے ہونٹ بے ساختہ کپکپانے لگے جیسے وہ ابھی زیحال کے سینے سے لگ کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دے گا۔

وہ خود ہی دھیرے سے آگے بڑھ کر اسکے گلے لگ گیا۔ جب اسکے چند الفاظ زارک کی سانسیں روک گئے تھے۔

"عید مبارک۔۔۔" یہ صرف دو الفاظ نہیں تھے ان میں اپنائیت کا احساس تھا اپنوں سی محبت تھی باپ صفت بھائی سی شفقت تھی۔

وہ ایسے بول رہا تھا جیسے انکے بیچ کبھی کچھ ہوا ہی نہیں۔

ورنہ یہی شخص تھا جو ابراہیم پر ایک ایک سانس اس لئے بھاری کر رہا تھا کہ اس نے اسکی بیٹی کی طرف نگاہ اٹھانے کی گستاخی تھی۔

"کیا ہوا؟" وہ سمجھ رہا تھا مگر پھر بھی جان بوجھ کر نارمل خود کو ظاہر کر رہا تھا۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں" وہ بول کر وہی سے پلٹ گیا اور نجانے کس سمت مگر چلنے لگا۔

زیحال وہی کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ آیا تھا اسکے لئے۔ وہ آیا تھا اپنے دشمن کیلیئے۔۔۔دشمن کیلیئے؟ زارک کے دل نے یکدم سے انکار کیا تھا۔ اس نے پلٹ کر بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ اور دیکھتا ہی رہ گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سارا گوشت غریبوں میں تقسیم کروا کر ساتھ ہی ساتھ فری ہو گیا تھا جب واپس آتے اس نے سب کے بیچ زیحال کو تلاشہ مگر وہ وہاں موجود نہیں تھا۔

اوپر سے اتنی گرمی اور اتنی دیر سے کام کرتے ہوئے اسکا حال خود کا بہت برا ہو گیا تھا۔

مبشر پا میر اور عثمان نے ساتھ ہی باربی کیو پارٹی رکھ لی تھی انکی اپنی موج مستی چل رہی تھی

پر لاس اب تک وہی بیٹھا خود نجانے کن سوچوں میں گم تھا یا قوت نے اسے ایک نظر دیکھا۔ اسے وہ پریشان

لگا تھا ایسے جیسے کوئی بات ہے جو اسے اندر ہی اندر بے چین کئے ہوئے ہے۔

وہ سب کا اچھے سے جائزہ لیتے اندر کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا جب مبشر نے اسے آواز دے کر اپنی جانب متوجہ کیا۔

"تم کہاں چلے بھئی۔۔۔اپنی محنت کا صلہ تو لے لو" وہ مزے سے تکہ بوٹیاں کھاتے ہوئے اسے بھی ساتھ آنے کی دعوت دینے لگا۔

"میں کم از کم اس حال میں تم لوگوں جیسی ڈھٹائی نہیں دکھا سکتا"

وہ واقعی حیران تھا ان سب کو موج مستی کے سامنے اپنا حال بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

"نہیں ہم گندے بچے ہیں۔۔۔اسی حال میں رہنا پسند کرتے ہیں" پامیر کی بات پر مبشر اور عثمان کا بلند و بانگ قہقہہ گونج اٹھا۔

یاقوت نے ان تینوں ڈھیٹوں کو دیکھ سر نفی میں ہلایا پوری دنیا یہاں سے وہاں ہو سکتی تھی سوائے ان تینوں کے سدھرنے کے۔

جو قسم کھا کر پیدا ہوئے تھے نہ خود سکون سے رہے گے نہ کسی کو رہنے دیں گے لیکن یہ بات الگ تھی کہ انکے ہونے سے ہی آج کا دن مزید خاص لگ رہا تھا۔

"ویسے۔۔۔ کسی کو زیحال بھائی کا پتہ ہے کہاں گئے ہیں؟" وہ جاتے جاتے رک کر ان سے استفسار یہ پوچھنے لگا۔

"نہیں۔۔۔وہ بتا کر تو نہیں گئے۔۔۔شاید کسی عزیز کو گوشت پہنچانے گئے ہونگے" انہوں نے بھی اسے گاڑی میں بیٹھ کر صرف جاتے دیکھا تھا۔

یاقوت انکی بات پر عجیب سی کشمکش میں مبتلا ہوا ایسا کونسا عزیز تھا جس کے بارے میں یاقوت نہیں جانتا تھا۔

وہ بری طرح سے الجھتا کچھ سوچ کر اندر کی جانب بڑھ گیا فلحال تو اسے اپنا حلیہ درست کرنا تھا جس سے اسے خود الجھن ہو رہی تھی۔

اندر آتے وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا جہاں جاتے

دروازہ کھول کر پہلی نظر اسکی سیدھا سامنے پڑی جہاں

زوناش خود سے کھیل رہی تھی۔

اسے دیکھتے ہی یاقوت کے چہرے سے ساری بے

زاریت پل میں ہوا ہو گئی۔

وہ بے ساختہ دل کش مسکراہٹ مسکراتا قدم قدم

چلتے دھیرے سے اسکے پاس آکر "ہاؤ" کر گیا۔

وہ اپنے دھیان میں تھی مگر اپنے بابا کو یکدم سے پہچان گئی تھی تب ہی تیزی سے ہاتھ پیر مارتی کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

آج کے دن مشی نے اسے چھوٹی سی کیوٹ سی فراک اور سر پر چاروں اطراف والی بو پہنا رکھی تھی جس سے یہ گڑیا اور بھی حسین لگ رہی تھی۔

"بابا کی جان کیا کر رہا ہے میرا بیٹا" وہ اسکے اوپر جھکے چٹا چٹ اسکے دونوں گال چومنے لگا۔

جتنا مشی اسے نازو سے رکھ رہی تھی اسکی صحت بھی پہلے سے اور بھر گئی تھی۔

گپو سے گال گوری گوری سلوٹیں پڑی کلائیاں۔اور خوبصورت چھوٹے چھوٹے نین نقوش۔

بلاشبہ وہ اپنے ماں باپ کا بھی ریکارڈ توڑ گئی تھی۔اس معاملے میں آگے تو پھر زامل کا اللہ ہی حافظ تھا جس کی قسمت میں یاقوت مرزا کی یہ گڑیا لکھی گئی تھی۔

"کھیل رہا ہے میرا بیٹا خود سے۔۔۔ہاں۔۔۔ مما نے آپ کو اکیلا چھوڑ دیا"

وہ اس سے لاڈ سے جس طرح بات کر رہا تھا وہ بھی آگے سے ویسے ہی ہنگورے سے بھرتی جیسے ہر بات کا جواب دے رہی تھی۔

"بولو بابا کی جان۔۔۔ مما کی شکایت لگا رہا ہے میرا بیٹا۔۔۔ اتنا شانا شانا ہو گیا میرا بچہ۔۔۔" وہ بار بار لے دے کے اسکے نرم و ملائم گالوں پر ٹوٹ پڑتا۔

زوناش کو بھی جیسے مزہ سا آرہا تھا وہ اپنے ننھے ہاتھوں سے اپنے بابا کے چہرے کو چھونے کی کوشش کرتی۔

"ہم مما کو ڈانٹیں گے۔۔۔ بابا کی جان کو ایسے اکیلا

چھوڑا ایسے کرنا چاہیے تھا مما کو؟ "

اسکی بات پر آگے سے زوناش "ہنگو۔۔۔آ" بے حد

کیوٹ انداز میں بولتی بلکل سیریس لگ رہی تھی

یاقوت کو واقعی لگا جیسے وہ شکایت لگا رہی ہے۔

تب ہی اسکی اپنی ہنسی چھوٹ گئ۔

اس سے پہلے وہ باپ بیٹی مشی کی پٹائی کرنے کا کوئی

پلان بناتے اتنے میں وہ باتھ روم سے شاور لے کر

نکلتی ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

جب یاقوت کو اس حال میں وہ بھی زوناش کے قریب اور بیڈ پر لیٹے دیکھ وہ یکدم سے چیخی۔

"تم۔۔۔تم۔۔۔اس حال میں بیڈ پر آ گئے" اسکے چیخنے پر یاقوت کے ساتھ ساتھ زوناش کی یکدم سے اچھل کر پڑی تھی۔

"کس حال میں؟" وہ بھی ڈھیٹ بنا اسی طرح لیٹ کر پوچھنے لگا۔

مشی ایک ہاتھ میں ٹاول پکڑے بالوں کو لپیٹ کر کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ قصائیوں والا حال۔۔۔اٹھو۔۔۔اٹھو یہاں سے میں نے صبح یہ بیڈ شیٹ چینج کی ہے"

اسے تو ہول سے پڑ رہے تھے اپنی اتنی خوبصورت بیڈ شیٹ کو گندہ ہوتے دیکھ۔

"میں کر دونگا اگلی بار چینج" وہ بول کر پھر سے زوناش پر جھک گیا جب اسکے اس عمل پر وہ پھر سے چیخ پڑی۔

"نہیں۔۔۔نہیں دور۔۔۔اس سے بھی دور۔۔۔میں نے ابھی اسکو کپڑے پہنائے ہیں"

واقعی اتنی گرمی دیکھ اس نے نہ صرف خود دوبارہ شاور لیا تھا بلکہ اپنی پرنسز کو بھی پھر سے تیار کیا تھا۔

"اچھا۔۔۔" یاقوت نے ایک نظر زوناش کو دیکھا اور پھر اگلی نظر مشی کو جو اسکے ارادے کچھ ٹھیک طرح سے سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

اگلے پل وہ اٹھ کر دھیرے دھیرے اسکی جانب بڑھنے لگا مشی نے متحیر آنکھوں سے اسکے قدم دیکھے جو اسی کی جانب آ رہے تھے۔

وہ آنکھیں پھاڑ کر کبھی اسے دیکھے تو کبھی اسکے قدموں کو۔ اسے اب ایک پل نہیں لگا تھا اس دشمن جان کے ارادے سمجھنے میں۔

وہ جیسے ہی قریب آکر اسکے سامنے بازو کھولنے لگا مشی یکدم سے اسکے نیچے سے نکلتی دور بھاگ گئی۔

"یاقوت۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں تمہاری جان لے لونگی" وہ بھلا ابھی نہا کر آئی تھی کیسے اسے اپنے نزدیک آنے دے دیتی۔

یاقوت نے پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی روکی۔

"مجھے تم پر آرہا ہے۔۔۔" وہ بول کر پھر سے اسکی

جانب بڑھنے لگا۔

"نہیں۔۔۔میں بہت مارونگی تمہیں" وہ بیڈ کے پاس

کھڑی انگلی دکھاتی غصّے سے بولی۔

یاقوت کے لئے اپنی ہنسی روک پانا اب مشکل ہورہا

تھا۔وہ جب تک اس تک پہنچتا مشی چھلانگ مارتی بیڈ

پر چڑھ گئی۔

"کیوں جان آؤناں پاس۔۔۔تھوڑا پیار کرلیں" وہ

جان بوجھ کر لہجہ شریر کرتا اسے چھیڑنے لگا۔

"نہیں۔۔۔میں۔۔۔میں لالا سے شکایت کر دونگی "

"کر دو۔۔۔ لیکن کہو گی کیا۔۔۔کہ یہ مجھ سے پیار کر رہا تھااور میں نے کرنے نہیں دیا" اپنی بات پر اسکی اپنی ہنسی نکل گئی۔

مشی نے بھی اس پر سوچ کر اپنے سر پر ہاتھ مارا یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔

"ل۔۔۔لیکن میں۔۔۔۔میں تمہیں" وہ جھک کر کشن ہاتھ میں اٹھا گئی۔

"خود تو ہٹا سکتی ہوں ناں" وہ ایک کے بعد ایک کشن اس کے اوپر دے مارنے لگی۔

"یہاں۔۔۔یہاں مارو۔۔۔ایک بھی کشن کھڑکی سے باہر گیا تو میری عزت کا جنازہ نکل جائے گا " وہ اسکی ڈائریکشن دیکھ کر رک کر پہلے جنگ کے اصول بتانے لگا۔

مشی نے آنکھیں چھوٹی کر کر اسے دیکھا یا قوت بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا جب اگلے لمحے مشی نے جان بوجھ کر ایک کشن کھڑکی سے باہر دے مارا۔

"لو۔۔۔اب کہتے رہنا سب کو۔۔۔" وہ بھنویں مٹکاتی اسے چڑانے لگی تھی یاقوت کی تو گویا سانس ہی رک گئی تھی۔

"تمہاری تو میں" وہ یکدم سے اسکی جانب جیسے ہی لپکا وہ دوڑ کر چھلانگ لگاتی دوسری جانب بھاگ گئی۔

"تم نہیں بچو گی اب۔۔۔" وہ دونوں جیسے کمرے میں ہی پکڑم پکڑائی کھیلنے لگے تھے۔ مشی آگے آگے اور یاقوت پیچھے پیچھے۔

زوناش ان دونوں کو دیکھتی گول گول گھوم گئ تھی نہیں مطلب ایسے اگر خود ہی کھیلنا تھا تو اسے کیوں پیدا کیا۔

یہ اگر وہ بول سکتی تو ضرور بولتی مگر ابھی تو وہ فل انجوائے کر رہی تھی اس کیوٹ سی مستی کو۔

آخر میں وہ یاقوت کے ہاتھ آتی آتی دونوں اوپر نیچے سیدھا بیڈ پر جا گرے۔

مشی نے کس کر بند کی ہوئی آنکھوں کو کھول کر دیکھا جب یاقوت کو اتنے قریب دیکھا اسکی ساری ہیر وئن پنتی ہوا ہو گئی۔

"اب کہاں بھاگیں گے سوہنے" وہ اسکی ناک سے ناک ٹچ کرتے شریر لہجے میں پوچھنے لگا جب مشی کے ہونٹ زوناش کی طرح گول گول ہونے لگے۔

"میں ابھی فریش ہوئی تھی" وہ کس معصومیت سے بتا رہی تھی۔ کہ یاقوت کو وہ بے حد کیوٹ لگی۔

"تواب میں شاور لونگا۔۔۔ ساتھ ہی "اس سے پہلے وہ کچھ کہتا مشی فوراً اسے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔ گال سرخی سے تپ اٹھے تھے۔

"چپ کرو۔۔۔ اور ہٹو پیچھے" وہ اسے ہٹا کر اٹھنے ہی لگی تھی کہ وہ روک کر اسے دیکھنے لگا۔

"پانی بچانا ثواب ہوتا ہے میں تو نیکی کی دعوت دے رہا ہوں" وہ کب باز آنے والا تھا مشی کی شرم سے دہری ہوتی اسے گھور کر دیکھنے لگی۔

"ایک ثواب کا کام میں بھی کرونگی" اسکی بات پر یاقوت کی آنکھیں فوراسے چمکی۔

"اور وہ کونسا؟" دل میں یہ سوال کرتے ہوئے تتلیاں سی اڑنے لگی تھی۔

"تمہارا سر پھوڑنے کا" اب کی بار یاقوت نے آبرو اچکا کر اسے دیکھا "اچھا" وہ بول کر اسکی گردن میں چہرہ چھپائے گدگدی کرنے لگا۔

"ہاہاہا نہیں۔۔۔" وہ اسے پیچھے ہٹاتی پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی اسے ہنستے دیکھ یاقوت بھی ہنس پڑا۔

دونوں کی کھلکھلاہٹیں کمرے میں دلکش سا سر بکھیر گئیں وہ بھول گئی کہ وہ ابھی نہا کر آئی تھی۔

کتنی ہی دیر زوناش اکیلی کھیلتی رہی جب مشی پھر سے فریش ہو کر مرر کے سامنے بیٹھ کر اپنے بال خشک کرنے لگی ساتھ مرر میں نظر آتے اس دشمن جان کے عکس کو دیکھا۔

وہ ایک ہاتھ میں ٹاول پکڑے بالوں کو خشک کرتے ساتھ ساتھ زوناش کے ساتھ بھی مستیاں کر رہا تھا۔

مشی خود میں بلش کرتی اسے دیکھتی رہی اسے جب جب دیکھتی ہر نظر میں محبت اور بھی گہری ہوتی ہوئی محسوس ہوتی۔

وہ خود کو اس زمین پر سب سے زیادہ خوش نصیب سمجھتی تھی۔

جسے گناہوں کے انبار سے اٹھا کر سیدھا تخت پر بٹھا دیا گیا تھا اور نوازا گیا تھا اس خوبصورت شخص سے۔

وہ زوناش سے کوئی بات کرتا اور پھر دونوں باپ بیٹی

ایک ساتھ ہنس دیتے مشی انکو دیکھ نظر لگ جانے کے

ڈر سے نظریں پھیر گئی۔

وہ سب اب تک لان میں ہی بیٹھے اپنی بار بی کیو پارٹی

جاری رکھے ہوئے تھے۔جب پاشا ولا کا گیٹ کھل نے

لگا سب نے بیک وقت اس جانب دیکھا۔

جہاں سے رینج روور دھیرے دھیرے اندر داخل ہو

رہی تھی۔

"آ گئے بھائی" زیحال کی گاڑی دیکھ سب سے پہلے پامیر کی بات پر برلاس مڑا تھا۔

وہ سب اسے ہی دیکھ رہے تھے جس کے بند سیاہ شیشوں سے کچھ بھی صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"لگتا ہے گوشت تقسیم کرنے گئے تھے" مبشر نے اپنا اندازہ لگایا۔

"لیکن وہ تو یہی سے ہوا ہے۔۔۔ تو بھائی کہاں سے کرنے گئے؟" پامیر کو اب تک سمجھ نہیں آئی تھی۔

"پوچھ لیتے ہیں کہیں دوسری بیگم تو نہیں رکھ رکھی؟" عثمان کی بات پر یاقوت نے یکدم سے اسکی جانب دیکھا اور اسکے کندھے پر ٹہوکا رسید کیا۔

"تم کیوں جل رہے ہو۔۔۔اوہ اچھا۔۔۔ تمہاری جمیلہ ہے۔۔۔ جیلس ہو رہے ہو ہاں۔۔۔ بولو بولو۔۔۔" وہ آبرو مٹکاتے اسے چھیڑنے لگا تھا

"شٹ اپ منہ بند کرو اپنا" یاقوت نے دانت پیس کر اسکی بولتی بند کروائی۔

گاڑی ایک طویل راستے پر چلتی ہوئی سیدھا پورچ میں جا رکی تھی گارڈ نے دوڑ کر زیحال کی طرف سے دروازہ کھولا۔

وہ اترا تھا ساتھ آنکھوں پر لگے گلاسز بھی اتار کر گارڈ کی جانب اچھالے جسے وہ بروقت کیچ کر گیا۔

"بابا" اندر سے تیار ہو کر پیارا سا فراک پہن کر تیار ہوئی اسکی کیوٹ سی پرنسز باہر نکل کر آئی تھی۔

جسے دیکھ زیحال کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

وہ وہی بیٹھ کر اپنے دونوں بازو وا کر گیا یہ منظر بلاشبہ بے حد حسین تھا مگر تب تک جب تک گاڑی کا دوسرا دروازہ نہیں کھلا۔

سب نے اس جانب بے اختیار دیکھا جب اترنے والے شخص کو دیکھ سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

وہ کوئی اور نہیں بلکہ زالے کا چام تھا صرف اسکا چام۔

اس پر نظر پڑتے تو خود زالے بھی رک گئی تھی۔

برلاس ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنی جگہ سے اٹھتا چلا گیا یہی حال باقی سب کا بھی تھا۔ آنکھوں میں حیرت سی حیرت در آئی تھی۔

پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ زالے آفندی اپنے بابا کے سامنے کسی اور کو دیکھ کر رک گئی تھی

اسکا چام دھیرے دھیرے پورا نمودار ہوا تھا جب گاڑی کے اس طرف آتے اسکی نظر بھی سامنے کھڑی اپنی لٹل فیری پر پڑی۔

وہ چھوٹی سی گڑیا بھی حیران تھی اچانک اپنے چام کو یہاں دیکھ لیکن اگلے لمحے وہ خوشی سے چیخ مارتی اپنے بابا کو چھوڑ کر اپنے چام کی طرف دوڑ گئی تھی۔

"چام۔۔۔۔می چام (چام میرے چام)" وہ یہی الفاظ زور زور سے بولتی بس بھاگتی گئی۔

اسے اپنی جانب آتے دیکھ زارک کا دل رک رک کر دھڑکنے لگا تھا آنکھیں تیزی سے سیلابی ریلے کی طرح بہنے لگی تھی۔

وہ وہی بے جان سا ہوتا گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنے بازو کھول گیا جب زالے سیدھا اسکے سینے سے جا ٹکرائی تھی وہ بھی آگے سے اپنے بازو بند کر اپنی لٹل فیری کو اپنے آپ میں چھپا گیا تھا۔

یہ منظر دیکھ زیحال اپنی جگہ سے اٹھتا چلا گیا اور ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

پتہ نہیں کیوں لیکن یہ منظر دیکھ اسکے ہونٹوں پر تبسم سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ مگر پیچھے سب حیران اب بھی تھے۔

پامیر اور عثمان اسے آج دیکھ رہے تھے اتنے دن بعد تب ہی دونوں کی حیرت بجا تھی وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ شخص یہاں کیوں آیا تھا۔

نہ صرف آیا تھا بلکہ سب سے زیادہ بات جو حیران کن تھی وہ زالے تھی جس نے آج پہلی بار اپنے بابا کے سامنے کسی اور کو دیکھا تھا۔

یہ بات چھوٹی نہیں تھی نہ ہو سکتی تھی وہ پاشاولا کے بچے تھے اتنی آسانی سے کسی کو منہ نہیں لگاتے تھے۔ مگر یہاں دور سے ہی دیکھ کر معلوم ہو رہا تھا کہ وہ شخص کتنی آسانی سے انکے معصوم دلوں میں اپنی جگہ بنا گیا تھا۔

زیحال بھی وہی کھڑا اس منظر کو دیکھ رہا تھا جہاں زارک نے اب تک زالے کو الگ نہیں کیا تھا نہ وہ خود اپنے چام سے دور ہوئی تھی۔

وہ زالے کو زور سے اپنے سینے میں بھینچے اپنا چہرہ اسکے کندھے میں چھپا گیا تھا جب زیحال نے دیکھا کہ اسکے وجود نے ہچکولا سا کھایا تھا۔

وہ وہی سے بے ساختہ پلٹ گیا گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

وہ باقی سب کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ کھڑے متحیر آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

وہ آکر یاقوت کے ساتھ کھڑا ہو گیا جو بلکل سن کھڑا تھا اسے حیرت زالے کو زارک کے قریب دیکھ کر نہیں ہوئی تھی بلکہ زارک کو ہی دیکھ کر وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا۔

وہ جب جب اسے دیکھتا تھا اسے برلاس خود سے دور جاتا ہوا محسوس ہوتا تھا تب ہی وہ اس سے ہچکچاتا تھا

یا شاید خوفزدہ ہوتا تھا اس سچ سے جو کبھی نہ کبھی سچ ہونے والا تھا۔

"آ۔۔۔آپ نے مجھے۔۔۔زالے کو باہر بلانے کا کیوں کہا تھا؟" یاقوت اسے بے یقینی سی نگاہوں سے دیکھتا استفساریہ پوچھنے لگا۔

تھوڑی دیر پہلے اسے زیحال کا میسج آیا تھا جس میں اس نے زالے کو باہر بلانے کا کہا تھا مگر یاقوت کو وجہ اب معلوم ہو رہی تھی۔

"اندر چلو سب" اسکی بات پر سب نے بیک وقت

اسکی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

مگر اسکے حکم کے آگے کسی کا سوالیہ حرف بھی نہیں

چل سکتا تھا وہ کہتا تھا اور سب پر وہ بات ماننی فرض ہو

جاتی تھی۔

وہ سب دھیرے دھیرے اپنی جگہ چھوڑ کر جانے لگے

مگر برلاس وہی کا وہی رہ گیا ان بھوری آنکھوں میں

اس وقت شدید نفرت پنپ رہی تھی ہاتھ کی مٹھیاں

پوری ضبط سے بھینچ رکھی تھی جیسے وہ خود پر کڑا ضبط کر رہا ہو۔

زیحال اسے دیکھ اسکے قریب آیا اور عین مقابل کھڑا ہوتے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

جب برلاس کی نگاہیں زارک سے ہٹ کر زیحال کی طرف آئی آج ان میں پہلی بار اپنے باپ کیلئے ناراضگی چھلکی تھی۔نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھیں تیزی سے نم ہوتی گئیں۔

"اندر چلیں؟" وہ بے حد نرمی سے بول کر بنا اسکا

جواب لئے اسکا ہاتھ تھام گیا۔

ہاں وہ تھا ناراض اپنے باپ سے لیکن ایسا کبھی نہیں ہو

سکتا تھا کہ وہ اپنے باپ کا ہاتھ جھٹک دے۔

زیحال اسے لے کر اندر کی جانب بڑھ گیا لان سے

دہلیز تک پہنچنے میں اس نے ایک بار بھی نہیں دیکھا

پیچھے۔ مگر جو نہی دہلیز پر دم رکھا۔

اس نے پلٹ کر اپنی بیٹی کو دیکھا جو اپنے چام کے ساتھ بے حد پر سکون لگ رہی تھی یہ دیکھ زیحال کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ بکھر گئی۔

"زالے۔۔۔"اپنے بابا کی آواز پر اس نے فوراً سے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا۔اسکے ساتھ ہی زارک نے بھی نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا

"یش ببا" وہ اتنے کیوٹ انداز میں بولی تھی کہ زارک اسے دیکھتا رہ گیا۔

ہاں اتنی تیزی سے وہ صرف اپنے بابا کو ہی جواب دے سکتی تھی باقیوں کے سامنے وہ گونگی لگتی تھی۔

"اپنے چام کو میرے روم میں لے آنا او کے میرا بچہ؟"

آخر میں اس نے جس نرمی سے اسے پکارا تھا زارک کو سمجھ آگئی تھی وہ کیوں اپنے بابا سے اتنی اٹیچ ہے۔

کیونکہ اسکی ہر بات میں یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ اپنے باپ کیلئے کتنی اہم ہے اور اسے اپنی بیٹی سے کتنی محبت ہے۔

"اوتے ببا۔۔۔می چام۔۔۔اوم (اوکے بابا میں چام کو روم میں لے آؤ نگی)"

وہ اتنی پھرتی سے جواب دے گی یہ زارک نے نہیں سوچا تھا

وہ تو آج اپنی لٹل فیری کو پہلی بار صحیح سے بولتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

زیحال مسکرا کر جیسے ہی مڑا سامنے سے اسکا بگڑا بچہ مزید بگڑا ہوا لگ رہا تھا۔

زیحال اسکے گرد بازو پھیلاتے اپنے ساتھ لگا کر اندر لے گیا۔انکے جاتے زارک نے بے ساختہ زالے کی جانب دیکھا اسے دیکھتے ہی دل نجانے کیوں بھاری ہونے لگا تھا

ایسے جیسے دنیا میں صرف اسے ایک ہی اپنا رشتہ نظر آ رہا ہو وہ بھی اپنی لٹل فری کے ساتھ۔

اسکا ضبط ٹوٹ رہا تھا ہونٹوں پر کپکپی سی طاری ہونے لگی تھی۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنا ضبط توڑ گیا تھا۔ آنکھوں سے
آنسوں سیلابی ریلے کی طرح بہنے لگے تھے وہ ضبط کے
ٹوٹتے زالے کو پھر سے اپنے سینے سے لگا گیا
اور لگاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا۔ اسے روتے
دیکھ زالے یکدم سے پریشان ہوتی خود بھی ہونٹ
گول کر گئی۔

اس نے کب کسی کو اتنا روتے ہوئے دیکھا تھا تب ہی وہ
ننھی سی جان پریشان ہو گئی تھی۔

"چام۔۔۔"اس کے پکارنے پر زارک نے پیچھے ہٹ کر اسے دیکھا آنکھیں رو رو کر سرخ ہو گئی تھیں چہرہ آنسوؤں سے تر۔

"یونات تائینگ چام (آپ نہیں روناں چام)" اسکا چام رو رہا تھا اور اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا

اسکی بات پر زارک کو جیسے مزید پھوٹ کر رونا آیا وہ اسکے ننھے ہاتھ تھامے اسکے سامنے سر جھکا گیا۔

دل تھا کہ رونے سے باز ہی نہیں آرہا تھا وہ کیسے سمجھاتا اپنی لٹل فیری کو کہ وہ کس قدر ازیت میں ہے۔

زالے اسکے سامنے الٹی پلتی مار کر بے حد معصومیت سے بیٹھ گئی اور ہونٹ گول کئے اسے دیکھنے لگی۔

"نات تائینگ۔۔۔۔دالے۔۔۔۔ناج(نہیں رونا زالے ناراض ہوجائے گی)" وہ کس معصومیت سے اسے دھمکی دے رہی تھی

وہاں اسکا دل پھٹ رہا تھا ایک چھوٹی سی بچی اسے آج بھری دنیا میں اپنا واحد رشتہ لگ رہی تھی۔

وہ روتے ہوئے سر نفی میں ہلانے لگا۔ دونوں آمنے سامنے بیٹھے وہی ہاتھی اور چیونٹی سا خوبصورت رشتہ لگ رہے تھے

"ت۔۔۔ تمہیں پتہ ہے۔۔۔ لٹل فیری۔۔۔ تمہارے چام کا کوئی نہیں ہے۔۔۔ کوئی نہیں ہے اسکا"

وہ کہتے ہی اپنے الفاظ پر سر جھکائے سسک کر رو پڑا تھا۔

زالے کو اسکی باتیں بہت مشکل لگ رہی تھیں لیکن اسے صرف یہ سمجھ آ رہی تھی کہ اسکا چام رو رہا ہے اور اسے بھی رونا آ رہا ہے۔

وہ معصوم پری ہونٹ گول کس معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"س۔۔۔سب نے۔۔۔سب نے مل کر تمہارے چام کو برباد کیا ہے۔۔۔کیا ہے ناں" وہ کس کرب سے زالے سے سوال کر رہا تھا۔

ہاں اسے رونا تھا اور بہت رونا تھا کوئی اسے سنتا وہ برسوں سے گڑھی اپنے اندر کی اذیت باہر نکال دینا چاہتا تھا کوئی تو اسے سنتا۔

وہ بتاتا کہ اس نے یہ وقت کیسے گزارا تھا اپنوں کے بغیر۔۔۔اپنی ماں کے غم کے ساتھ اور اب جب کوئی اپنا ملا بھی تو کیسے وہ ٹھکرا دیا گیا۔

وہ مر جاتا اگر وہ بتاتا کہ اس پر کیا گزری۔

زالے کو نجانے کیا سوجھی جو وہ اٹھ کر کھڑی ہوتی ایڑھی اوپر اٹھائے زارک کے ماتھے پر ٹھیک لب رکھ گئی

ہاں اسکے ماما بابا نے یہی سکھایا کہ کوئی روئے تو اسے کسی کر کر چپ کروادو۔

زارک وہی کا وہی پتھرا گیا وہ شل ساکت بیٹھا پتھرائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ اپنے ننھے ہاتھوں سے اسکا چہرہ تھامے کھڑی تھی وہ بیٹھ کر بھی اس سے بہت بڑا لگ رہا تھا۔

زالے اسکی گود میں بیٹھ کر اسکے سینے کو ایسے تھپتھپا نے لگی جیسے زیحال کے سلاتے وقت اسکی پیٹھ تھپتھپاتی تھی۔

زارک اب تک شل تھا ایک چھوٹا سا کنارا اٹھا ٹھیں مارتے سمندر کو روک گیا تھا۔

پھر وہ اٹھ کر اسکی بڑی سی انگلی پکڑ کر اسے اٹھانے لگی مگر وہ بھاری وجود اس چیونٹی کے بس میں کہاں تھا۔

مگر یہ اس چام کی محبت تھی اپنی لٹل فیری کیلئے کہ وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اٹھتا چلا گیا۔

انگلی اس ننھی پری کے ہاتھوں سے چھوٹ نہ جائے

تب ہی وہ جھک کر اسکے ساتھ چلنے لگا۔

وہ اسے لے کر سیدھا اپنے بابا کے پاس گئی تھی وہ اکیلا

بیٹھا اپنا فون دیکھ رہا تھا۔

"بابا" اسکے پکارنے پر زیحال نے موبائل سے نظر ہٹا

کر اپنی پرنسز کو دیکھا۔

وہ زارک کی انگلی چھوڑ کر زیحال کی گود میں چڑھ گئی۔

اور اسکے سینے سے لپٹ کر رونے لگی۔

"کیا ہوا۔۔۔میرا بیٹا رو کیوں رہا ہے؟"

وہ جانتا تھا زارک کی آنکھوں سے اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کیوں روئی ہے۔

مگر رونا بھی اسے صرف اپنے بابا کے پاس تھا اور کسی کے پاس نہیں۔

زارک اسے دیکھے گیا یہ باپ بیٹی کا رشتہ اسے اسی دن معلوم ہو گیا تھا۔

"چام۔۔۔تائینگ ببا (چام رو رہا ہے بابا)" اس کی بات پر زیحال نے زارک کی جانب دیکھا۔

"توآپ نے چپ کروایا؟اپنے چام کو؟"اس نے زالے کے بالوں کی پونی درست کرتے محبت سے پوچھا۔

"یش می تشی (ہاں میں نے کسی کی ہے) "

مگر وہ چپ نہیں ہوا تھا اس نے اپنی لٹل فیری کو رلایا تھا اس بات کا زارک کو اب دکھ ہو رہا تھا۔

"پھر بابا آپکے چام کو ہپ کریں؟"اسکے پوچھنے پر زالے نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا۔

"نو۔۔۔یو نات دنداے بی (نہیں آپ گندے بچے
نہیں ہو)"

وہ یکدم سے اپنے چام کے حق میں بولتی اپنے باپ کو
مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

اس نے بیک وقت زالے کے نرم و ملائم گالوں پر پیار
کیا۔

"میرا بیٹا۔۔۔آپ کے چام کو کوئی کچھ نہیں کہے
گا۔۔۔آپ کے بابا بھی نہیں "

اس بات پر زارک نے بے ساختہ اسے زخمی نگاہوں سے دیکھا۔

ہاں وہ اسکی بیٹی کا چام تھا اب اسے ہاتھ لگانے والے کا بازو توڑنا اسکے باپ پر فرض ہو چکا تھا۔

کچھ دیر بعد کمرے کا ماحول بلکل بدل گیا تھا وہ خاموش کرسی پر بیٹھا اپنی لٹل فیری کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے۔۔۔ یہ تم سے اٹیچ کیوں ہے؟" اسکے سوال پر زارک نے نظر زالے سے نہیں ہٹائی۔ مگر جواب وہ چاہتا تھا۔

"اسکے لئے تم اسکے تاہ جیسے ہو" تاہ کے نام پر اولیو

گرین آنکھوں نے زیحال کو دیکھا

اور جس انداز میں دیکھا زیحال کو اپنا دل ڈوبتا ہوا

محسوس ہوا تھا۔

"تمہارا چہرہ اسکے تاہ سے بہت ملتا ہے" اسکی باتوں پر

زارک سانس روکے کان دھر گیا۔

"تاہ" یہ لفظ تب زالے نے اسکے لئے ادا کیا تھا مگر

کیوں یہ وہ آج جان رہا تھا۔

یہ اسکے لئے مزید اذیت کا باعث تھا وہ اس قدر اپنے
بھائی سے ملتا ہے کہ ایک بچی اس سے اتنی اٹیچ ہو گئی۔

"میں۔۔۔چ۔۔۔چلتا ہوں" وہ کہہ کر اٹھنے ہی لگا تھا
کہ زیحال کی آواز پر رک گیا۔

"تمہاری لٹل فیری کا دل ٹوٹ جائے گا۔۔۔شاید
تمہارا بھی" اسکی بات پر زارک نے بے ساختہ اسکی
گود میں بیٹھی زالے کو دیکھا۔

جو بے حد معصومیت سے منہ میں انگلی لئے اپنی مٹر سی
آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"بیٹھ جاؤ" وہ نہیں جانتا تھا مگر وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بیٹھتا چلا گیا۔

زیحال نے فون کر کر یا قوت سے کھانا لانے کو کہا جو تھوڑی ہی دیر میں پوری ٹرالی لوازمات سے سجوا لایا۔

جب آگے بیٹھے زارک کو دیکھ اس نے یکدم سے زیحال کی طرف دیکھا

وہ اسکے آفس روم میں بیٹھا تھا اور یہاں تک صرف خاص لوگ ہی آتے تھے۔ یہ بات وہ نہیں کر سکتا تھا برداشت کبھی بھی نہیں۔

"زالے۔۔۔اپنے چام کو کھانا کھلاؤ میرا بیٹا" اسکے کہنے پر زالے اسکی گود سے اتر کر ٹیبل پر چڑھتی زارک کے سامنے بیٹھ گئی۔

وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھے گیا۔وہ اپنی طرف سے اسے کھلانے کی پوری کوشش کررہی تھی یہ احساس بے حد خوبصورت تھا۔

زارک کی آنکھیں بے اختیار بھر آئی اتنے دن سے کسی نے اس سے نہیں پوچھا تھا کہ اس نے کچھ کھایا۔ آج کھلا بھی رہا تھا تو کون اسکی لٹل فیری۔

وہ روتے روتے بھی اسکی کوشش دیکھ ہنس پڑا تھا جب اسے ہنستے دیکھ زالے بھی کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

"یو ندا بے بی (تم گندے بچے ہو)" وہ شرارت سے اسکے ٹھوس بائسپس پر اپنا ننھا سا مکا جڑنے لگی۔

بدلے میں زارک نے اپنی انگلی اسکی سلوٹیں پڑی گپو سی کلائیوں سے ٹچ کی۔

یہ فائیٹ کا وہی خوبصورت منظر تھا جب پہلی بار اسے یہ لٹل فیری اپنی معصومیت کے آگے ہرا گئی تھی۔

زالے اور وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ پیچھے
زیحال بیٹھا نہیں دیکھ رہا تھا اسکی مسکراہٹ پہلے سے
گہری ہوگئی تھی۔

اسکی تربیت واقعی بولتی تھی کہ یہ ایک پٹھان کے بچے
ہیں۔

"تمہارے لئے میں نے پچھلا پورشن سیٹ کروا دیا ہے
جانا مت۔۔۔ورنہ میری بیٹی رونے لگے گی جو میں
نہیں چاہتا کبھی بھی "

اسکی بات پر زارک نے منہ روک کر اسے دیکھا۔

کیا وہ چاہتا تھا اسکی لٹل فیری روئے؟ نہیں وہ اب اسے نہیں جانے دے سکتی تھی دور۔ وہ اسکا چام تھا۔

وہ بول کر دھیرے سے اٹھتا آفس روم سے باہر آگیا۔

جہاں یاقوت پہلے سے بے چین کھڑا تھا

زیحال کے آتے ہی مڑ کر اسے دیکھا۔

"آپ۔۔۔آپ نے اسے گھر کیوں بلایا ہے۔۔۔؟"

وہ تب سے بے چین روح کی طرح پورے گھر میں چکر کاٹ رہا تھا۔

"میں آپ سے پوچھ رہا ہوں بھائی۔۔۔یہ صحیح نہیں ہے" وہ عاجز آتے لہجہ بھیگنے سے نہیں روک پایا۔

"تمہیں کس بات کا ڈر ہے؟" وہ نرم نگاہوں سے اسے دیکھ استفسار یہ مخاطب ہوا۔

کیا اسے ضرورت تھی اس سوال کی؟ یاقوت کو یقین نہیں آیا تھا وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔

"ہم برلاس کو نہیں کھو سکتے" آخر میں اسکا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی بھیگ گیا تھا۔

"تم حقیقت کو کب تک چھپاؤ گے" اسکی بات پر

یاقوت کا دل رکنے لگا تھا ایسے جیسے کسی نے اسکے دل پر

بھاری پتھر رکھ دیا ہو۔

"کیسی حقیقت؟" پامیر کی آواز پر دونوں نے مڑ کر

اسے دیکھا۔

وہ اب تک بے خبر تھا ان باتوں سے مگر زیادہ دیر تک

نہیں رہ سکا تھا۔

کمرے میں اس وقت مکمل خاموشی تھی جیسے کوئی سانس بھی نہ لے رہا ہو پامیر شل ساکت کھڑا زیحال کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ عورت اس سچ کے ساتھ اب تک زندہ ہے؟"

اسکا لہجہ کسی بھی احساس سے عاری تھا۔

زیحال نے دونوں کو بے یقینی سی نگاہوں سے دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو۔۔۔میں نے تمہیں یہ نہیں سکھایا" اسے دکھ ہوا تھا انکی باتیں سن کر۔

"لیکن آپ نے ہمارے محبت ضرور ڈالی ہے جو یہ گوارا نہیں کرتی کہ کوئی ہم سے ہمارا بھائی چھین کر لے جائے "

وہ دوبدو بولتے زیحال کو مزید دکھی کر رہا تھا۔

"تو کیا اسکے لئے تم اس عورت کو ختم کرو گے؟ "

اسکے سینے میں وہ راز دفن تھا جو ان چاروں کے بیچ قیامت خیز دراڑ ڈالنے کی طاقت رکھتا تھا۔

"اگر نہ کیا تو برلاس اس تک ضرور پہنچے گا اور اس نے اگر بتا دیا کہ " وہ بولتے بولتے رک سا گیا لہجہ عرق سے بھرنے لگا تھا۔

"کہ۔۔۔؟ "

"کہ۔۔۔زارک قصوروار نہیں ہے اسکے باپ کو مارنے والی حیا تھی نہ کہ زارک "

"پامیر "اسکے اتنے صاف الفاظ پر یاقوت یکدم سے اٹھ بیٹھا۔آج اسے دیواروں کے کانوں سے بھی خوف آ رہا تھا۔

زیحال کچھ نہیں کہہ سکا آج پہلی بار اسکے پاس الفاظ نہیں تھے۔

وہ کب سے کمرے میں بند تھا آئرہ کو انداز نہیں ہوا وہ تو ابھی سب کے بیچ سے اٹھ کر کمرے میں آئی تھی جب کمرے کو گھپ اندھیرے میں ڈوبے دیکھ وہ تھوڑی چونک سی گئی۔

اسکے ایک ہاتھ پڑتے کمرہ روشنی میں نہا سا گیا۔

جب اسکی نظر بے اختیار بیڈ پر گئی جہاں وہ پہلے سے بیٹھا تھا روشنی پڑتے چہرے کا رخ بے اختیار موڑ گیا۔

"شاہ" اسے دیکھ وہ تیزی سے اسکی جانب آئی وہ مزید اس سے چہرے کو چھپانے لگا جسے آنسوؤں میں تر وہ دیکھ چکی تھی۔

"شاہ کیا ہوا۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟" وہ اسکا بازو تھامے فکرمندی سے پوچھنے لگی۔

وہ نہیں بتا سکا کچھ بھی آنکھوں سے آنسوں کسی سیلابی ریلے کی طرح بہہ رہے تھے۔

"آپ۔۔۔" اس سے پہلے وہ آگے کچھ پوچھتی وہ اسکے کندھے پر سر رکھتے بے اختیار سسک کر رو پڑا۔ آئرہ کو لگا جیسے کسی نے اسکی جان نکال دی ہو۔

وہ نہیں تھام سکی اسکا بازو وہ شل بیٹھی سانس روکے اسکی سسکیاں سننے لگی جیسے کوئی ٹوٹ کر بہت برا بکھر جائے۔

آج اسکے شاہ ایسے بکھرے لگ رہے تھے۔ وہ ایک لفظ نہیں بول سکا اسے کندھا چاہیئے تھا اپنی جان شاہ کا جو اسے مل گیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی زامل اور عبدلباری کو کھانا دے کر ہٹی تھی صبح

سے دونوں باہر مردوں کے ساتھ تھے کھانے کا

ہوش دونوں کو ہی نہیں تھا۔

اور اب آ کر دونوں نے اپنی زمل ماما کے سر میں درد کر

دیا تھا۔

"اب سکون سے بیٹھ کر کھاؤ۔۔۔ گرانا نہیں ورنہ

پٹائی ہو گی"

وہ انکی چھوٹی سی ٹیبل سجا کر دونوں کو تنبیہہ کرتی اٹھی ہی تھی جب اسکا موبائل رنگ کرنے لگا۔

وہ جیسے ہی فون کے قریب آئی سامنے فرخندہ بیگم کا نام جگمگاتے دیکھ سانس رک سی گئی۔

فون بج کر بند ہو گیا تھا جب اگلی بار بجنے پر وہ ہوش میں آتی فون اٹھا کر کان سے لگا گئی۔

"کیسا ہے تم بچہ "انکی آواز میں وہی اپنائیت وہی محبت تھی

"ام۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔آپ کیسی ہیں

مورے "

"ام بھی خوش ہے۔۔۔ام کو پوچھنا تھا تم نے زی سے

بات کیا تھا؟"یہی وہ بات تھی جس کی وجہ سے وہ فون

اٹھانے سے بھی ڈر رہی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔موقع ہی نہیں ملا "

"اچھا۔۔۔اور وہ دوا بھی کھا رہا ہے تم۔۔۔ڈاکٹر نے

بولا تھا بہت ضروری ہے تمہارے لیے "انکے لہجے فکر

کے ساتھ تشویش بھی تھی۔

نجانے کیوں مگر ڈاکٹر نے بہت فورس کر کر یہ کھانے کیلئے کہا تھا شاید ضروری تھی تب ہی۔

"نہیں۔۔۔م۔۔۔میں نہیں کھا سکی۔۔۔رات کو ہبی جلدی آجاتے ہیں۔۔۔انکے سامنے نہیں کھا سکتی تھی "

وہ اپنے لمبے کٹاؤ دار ناخن چباتی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔

"بچے وہ بہت ضروری ہے۔۔۔امارا فیملی ڈاکٹر ہے وہ اس نے تم کو سخت تاکید کیا تھا "

"ہ۔۔۔ہاں لیکن۔۔۔ہبی کے سامنے" اسکی ہتھیلیوں میں پسینہ اور آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی۔

"ام شام کو آئے گا بات کرے گا زی سے" انکی یہ بات زمل کی گویا سانسیں روک گئ۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔پلیز۔۔۔میں۔۔۔میں خود بتانا چاہتی ہوں" وہ کپکپاتے لہجے میں منت کرتی بولی۔

فرخندہ بیگم کو اس پر ترس آیا تھا۔وہ اکیلی اس اذیت میں مبتلا تھی اور خوف زدہ بھی تھی تو کس احساس سے۔

کہ انکا بیٹا یہ سچ جان کر کس قدر دکھی ہوگا انکی محبت کا پیمانہ کر پانا نہ ممکن تھا۔

فون بند ہونے کے کتنی دیر بعد تک وہ بیڈ پر بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں گم رہی۔

وہ آئرہ کی گود میں سر رکھے بنا پلکیں جھپکائے ایک ہی نقطے پر نظریں گاڑھے ہوئے تھا۔

آئرہ نے اسکے بالوں میں چلتی اپنی نرم انگلیوں کو روک کر اسے دیکھا وہ کسی معصوم بچے کی طرح لگ رہا تھا۔

"شاہ"اس نے جھجک کر دھیرے سے اسے پکارا۔

"ھمم"وہی جواب جس کی اسے توقع تھی۔

"میں زارک بھائی کو دیکھنا چاہتی ہوں"اسکی بات پر

برلاس نے بے اختیار گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

اور جن سرد نگاہوں سے دیکھا تھا آئرہ کو اپنی خواہش پر

ڈر سا محسوس ہونے لگا۔

"وہ۔۔۔وہ میں بس۔۔۔"اسکی بات مکمل کرنے

سے پہلے ہی وہ گردن موڑ کر واپس وہی دیکھنے لگا۔

"ایسا کیا ہے۔۔۔جو آپ کو روک رہا ہے۔۔۔اپنے
ہی بھائی سے ملنے سے ؟" وہ واقعی جاننا چاہتی تھی۔

جب اسکے سوال پر برلاس کے ذہن میں تیزی سے
ایک منظر گھوم گیا تھا۔

وہ چھوٹے قدم دروازے کے پاس کھڑے سامنے کا
منظر دیکھ رہے تھے جب ہمت کرتے اس نے باہر کی
طرف قدم بڑھائے۔

وہی وہ کھڑا تھا ہاتھ میں ریوالور لئے جب اسکے سامنے حیا بے جان ہوتی نیچے گری تھی مگر اسے حیا سے کوئی غرض نہیں تھی۔

اس نے صرف اپنے بابا کو دیکھا تھا جس کا مجرم اسکی نظروں میں سامنے کھڑا لڑکا تھا۔

آئرہ کو جیسے چپکی لگ گئی تھی اسکی بات سن کر۔اتنا بھیانک ماضی جسے بتانے کیلئے بھی ڈھیروں ہمت درکار ہو۔

وہ کب سے فون ملانے کی کوشش کر رہی تھی مگر مقابل نے جیسے قسم کھائی تھی اسے ستا کر رکھنے کی۔ مگر ہار اس نے بھی نہیں مانی تب ہی مسلسل فون کرتے رہنے سے مقابل کی جانب سے کال اٹھالی گئی۔

''کہاں تھی آپ۔۔۔ جانتی بھی ہیں میری سانسیں کیسے اٹکی ہوئی ہیں''کال کے اٹھتے وہ جیسے پھٹ پڑی تھی۔

"آپ کے کہنے پر میں نے مسز نوشیر وال کو کال کر کر

ڈرایا ہے کہ وہ میڈیسن انکی بہو کیلیئے بہت ضروری

ہیں۔۔۔ لیکن اب مجھے ڈر لگ رہا ہے "

خوف سے لہجہ بھی جیسے کانپ رہا تھا۔

"کیسا ڈر ؟" مقابل کی آواز میں بلا کی سرد مہری تھی۔

"یہی کہ اگر انہیں معلوم ہو گیا وہ غلط دوائیں

ہیں۔۔۔ اور ان کو کھا کر ہی انکی بہو"

"شش "اس سے پہلے وہ آگے کچھ کہتی مقابل نے

اسکی بولتی وہی بند کر دی۔

"دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں" مسکراہٹ جیسے اسکے لبوں پر بکھری تھی۔

"ل۔۔۔لیکن مجھ پر وہ اعتبار کرتی ہیں" ڈاکٹر کو اپنی جان کی پڑی تھی۔

"یہ تب خیال نہیں آیا جب ام سے تم نے اتنا پیسا لیا تھا؟" اب کی بار مقابل بپھرا تھا۔

"اب اگر ام سے چالاکی کی تو تمارا سارا ریکارڈ امارے پاس ہے۔۔۔اس زیحال خان کو بھیجنے میں ام کو وقت

نہیں لگے گا۔۔۔پھر تو تم جانتا ہی ہے۔۔۔آگے کیا ہو گا "

اپنی بات پر اسکا قہقہہ زور سے گونجا تھا جس پر ڈاکٹر کی گویا سانس اٹک گئی تھی۔ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکتی ہاتھ سے فون گرنے لگا تھا۔

جب وہ فون کاٹ کر اپنے خشک لبوں پر زبان پھیرتی سر پکڑ کر دائیں سے بائیں چکر کاٹنے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ میں نے کیا کر دیا۔۔اس سے

تو۔۔۔ب۔۔۔بچے کے ساتھ ماں کی جان کو بھی

خطرہ ہے۔۔م۔۔۔میں کیا کروں"

سوچ سوچ کر ہی اسے ہول سے پڑ رہے تھے اتنا پیسا

دیکھ تب اس نے نہیں سوچا تھا مگر اب وہ پیسا بھی کس

کام آتا جب وہی نہ رہتی۔

۔۔۔۔۔

وہ تب سے بیٹھی ان میڈیسنز کو دیکھ رہی تھی جنکا اسے

اندازہ نہیں تھا کونسی کتنی کھانی ہے۔

"کس سے پوچھوں؟" وہ وہی بیٹھی بیٹھی سوچ میں گم تھی جب اچانک ذہن میں کومل کا کھایا آیا۔

"ہاں۔۔۔انکو آئیڈیا بھی ہے" کومل کا نام ذہن میں آتے اسے بڑی بہنوں سا حوصلہ ہوا تھا وہ اٹھ کر باکس لئے نیچے کومل کو ڈھونڈنے لگی۔

112/3

کومل کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ نیچے اس کے کمرے میں آ گئی جہاں اسی کو سوچ کر دھاڑ سے دروازہ کھولتے سامنے کا منظر دیکھ کر وہ سٹک ہو گئی۔

سامنے پامیر بیڈ کے نیچے پڑے کھلونے سمیٹ کر ایک باسکٹ میں رکھ رہا تھا۔

"اتنا بکھیر رکھا ہے کمرہ۔۔۔کومل" وہ ساتھ ہی ساتھ کومل کو بھی آوازیں دے رہا تھا مگر وہ ہوتی تو سنتی۔

"یہ سب کیا ہے ؟" وہ دروازے پر ہوئی آہٹ سن کر جیسے ہی پلٹا سامنے کومل کی جگہ زمل کو کھڑے دیکھ حیران سا ہوا۔

"زمل تم۔۔۔اندر آجاؤ وہاں کیوں کھڑی ہو" اسے دیکھتے ہی وہ لہجے میں بے ساختہ نرمی لے آیا تھا۔ لیکن وہ یوں تھی جیسے کوئی جن دیکھ لیا ہو ہاتھ میں پکڑی میڈیسنز کو وہ اور زور سے جکڑ گئی جب اسکی گھبراہٹ پر پامیر نے اسکے ہاتھوں کو دیکھا۔

''کیا ہوا۔۔اس میں کیا ہے ؟'' وہ دو قدم آگے آتا فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

''ک۔۔۔کچھ بھی نہیں وہ میری میڈیسنز تھیں'' اس کے جواب پر پامیر کو کچھ تسلی سی ہوئی۔

''اب کیسی طبعیت ہے تمہاری۔۔۔؟''

''ا۔۔اچھی ہے۔۔۔کومل نہیں ہے یہاں؟'' وہ باہر اسے ہر جگہ ڈھونڈ کر آئی تھی لیکن وہ تو کمرے میں بھی نہیں ملی۔

''نہیں باہر نہیں ہے وہ؟'' اسکے سوال پر زمل نے سر نفی میں ہلایا۔

''ہمم کومل سے ہی کام ہے؟'' اس بار اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

''رکو میں فون کرتا ہوں'' کہتے ہی اس نے فون نکال کر کومل کا نمبر ڈائل کرتے کال ملائی۔ جو پہلی ہی رنگ پر اٹھا لی گئی۔

"کہاں ہو تم ؟" اسکے سوال پر آگے سے وہ کچھ بولی تھی جس سے پامیر کے چہرے کے تاثرات یکدم سے ڈھیلے پڑے۔

"ساتھ کون گیا ہے ؟" وہ تھوڑی اور بات کر کر کال جلدی ہی بند کر گیا۔

"وہ ماہم کے ساتھ گئی ہے اسکے فلیٹ پر شاید کوئی ڈریس لینا ہے تم بتاؤ کیا کام ہے ارجنٹ ہے تو میں اسے ابھی بلا لیتا ہوں "

اسکی بات پر زمل کو یکدم سے فکر ستائی فرخندہ بیگم نے اتنا زور دے کر اسے یہ لینے کیلئے کہا تھا یقیناً اس میں زمل کا ہی فائدہ تھا۔

"وہ بس۔۔۔مجھے انجکشن لگوانا تھا اس میں ایک یہ بھی ہے "

اس نے نکال کر پامیر کو دکھایا ڈاکٹرز کی لکھائی کو تو وہ بھی سمجھتا تھا آخر کو ڈاکٹر بیوی تھی اسکی۔

پامیر نے پرسکرپشن میں دیکھا جہاں کچھ دن پہلے انجیکشن لینے کا لکھا گیا تھا اور دن اوپر ہو گئے تھے۔

"یہ تو بہت لیٹ ہو گیا۔۔۔تم نے پہلے کیوں نہیں

بتایا۔۔۔تب ہی تم اتنی ڈل رہتی ہو ہر وقت"

وہ فکر مندی سے اسے ڈانٹ رہا تھا۔

زمل کو سمجھ نہیں آئی کیسے اس سے اپنی پریشانی

چھپائے

"چلو آؤ میں لگا دوں" اسکی بات پر زمل یکدم سے

گڑبڑا کر اسے دیکھنے لگی۔

"بھائی آپ؟"

"ایک ڈاکٹر کا شوہر ہوں ۔۔۔اتنا سا کام تو مجھے بھی آتا

ہے "

وہ یہ نہیں بتا سکا کہ کومل سے شادی کرنے سے پہلے
ہی وہ اسے یہ کام سکھا چکی تھی۔

زمل کو بس فرخندہ بیگم کا ڈر تھا کہیں آ کر وہ سب ایسے

ہی پڑا دیکھ اسے غصّہ نہ کرتی اور جا کر زیحال کو خود ہی

نہ بتا دیتیں۔

اسی پریشر میں آ کر وہ پامیر کو ہاں کر گئی جسے واقعی اس

کام میں کومل سے کم مگر مہارت حاصل تھی۔

وہ بیڈ پر بیٹھی نروس ہوتی پامیر کو دوا بھرتے ہوئے
دیکھ رہی تھی جب اسکے انجیکشن وہ جیسے ہی قریب لایا
زمل ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔

"ن۔۔۔نہیں" وہ منہ پر ہاتھ رکھے خوف زدہ سی
نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ہاہاہا۔۔۔تمہیں ایک سوئی سے ڈر لگتا ہے" وہ جانتا
تھا کہ وہ کیسے ہوسپٹل کا کر سب کو اپنے ڈر سے ہنساتی
تھی۔

"ک۔۔۔کس کو نہیں لگتا ڈر؟ "

"تمہارے ہی کو۔۔۔بھائی اتنے بریو ہیں اور

تم۔۔۔چلو اچھے بچوں کی طرح آرام سے بیٹھو پہلے ہی

تم نے اتنا لیٹ کر لیا۔۔۔بھائی نے نہیں دیکھا یہ؟"

وہ ساتھ ساتھ اسے ڈانٹ بھی رہا تھا اور باتوں

میں کب اسے انجیکشن لگ گیا پتہ ہی نہیں چلا۔

وہ اب منہ بنا کر بیٹھی کسی ضدی بچے کی طرح لگ رہی

تھی۔

"جا کر اسکی اچھے سے مالش کرو شاباش۔۔۔اور بھائی سے میں بات کرتا ہوں تمہارے ساتھ وہ کیسے اتنے لاپرواہ ہو گئے؟ "

"ن۔۔ نہیں آپ انکو نہ کہیں کچھ" وہ پامیر کی بات پر یکدم سے بولی۔

جب وہ اسکے چہرے پر پریشانی بھانپنے میں ذرا نہیں چوکا تھا۔

"زمل۔۔۔تم ٹھیک ہو؟" وہ اسے کسی بات سے از حد پریشان لگ رہی تھی تب ہی اس نے فکر مندی سے پوچھا۔

"جی ٹھیک ہوں" وہ چہرہ نہ پڑھ لے اسی ڈر سے وہ اٹھ کر ہڑ بڑی میں کمرے سے باہر نکل گئی مگر جاتے جاتے وہ میڈیسنز بھی اٹھانا بھول گئی۔

"زمل یہ تو لیتی جاؤ" وہ دروازے پر آیا تھا مگر وہ تب تک منظر سے اوجھل ہو گئی تھی۔

پامیر اسے واپس اپنے کمرے میں لاتا سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھ کر خود بیڈ پر لم لیٹ ہو گیا۔

کچھ تھکاوٹ پہلے سے تھی اور کچھ اب برلاس والی بات نے بڑھا دی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر لیٹ کر چھت دیکھتا رہا ذہن میں عجیب سے وسوسے بار بار آرہے تھے۔ جنہیں جھٹکنے کی وہ لاکھ کوشش کرتا مگر ناکام رہتا

وہ کمرے میں آتے کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئی تھی لیکن کچھ ہی دیر بعد اسے اپنے اندر کچھ تبدیلیاں آتی محسوس ہوئی۔

وہ اٹھ کر بیٹھتی دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر گہری سانسیں لینے لگی۔

مگر یہ صرف یہاں نہیں رکا تھا دھیرے دھیرے اسے اپنی حالت میں فرق آتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

اس نے ثابت کیا تھا کہ اسے اپنی لٹل فیری کے آنسوں واقعی تکلیف دیتے ہیں تب ہی وہ زیحال کے کہنے پر کچھ دن یہی پاشاولا کے پچھلے پورشن میں ٹھہر گیا تھا۔

جو دیکھنے میں بہت شاندار تھا بلکل آگے کے منظر جیسا۔ اتنی بڑی جگہ میں اسے آج اکیلا پن محسوس نہیں ہو رہا تھا کیونکہ اسکی لٹل فیری ہر بار اسکے لیے کچھ نہ کچھ بنوا کر لاتی تھی اب تو جیسے زامل کو بھی اس میں اپنا تاہ نظر آنے لگا تھا۔

وہ ابھی باہر سے کچھ کام کر کر آیا تھا جب درمیان میں
اسکی نظر باہر سے آتے برلاس پر پڑی۔
وہ پہلے جیسا بلکل نہیں لگ رہا تھا چہرہ مرجھایا ہوا سا تھا
اور چال بلکل ڈھیلی جیسے صدیوں کا بیمار ہو۔
اسے دیکھ کر زارک کے دل پر ہاتھ سا پڑا تھا وہ وہی
کھڑا اسے دیکھنے لگا۔
جب دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ آگے بڑھتا اسکے
پاس جا کر کھڑا ہوا اسے دیکھ برلاس کے قدموں کو
بھی بریک لگی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟" آواز میں بے حد اپنائیت اور چہرے پر احساس کے تاثرات تھے مگر یہ بھی بر لاس کو از حد چبھے تھے۔

وہ نفرت آمیز نظروں سے اسے دیکھ ایک قدم آگے آیا اور آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آئندہ میرے آس پاس بھی نظر نہ آنا۔۔۔ورنہ بھائی کی وجہ سے جو لحاظ کیا ہے وہ بھی بھول جاؤنگا "

اسکے الفاظ کاٹ دار تھے اتنے کہ زارک کا دل کئی ٹکڑوں میں ایک ساتھ کٹ گیا تھا۔

وہ بول کر رکا نہیں تھا قدموں میں پہلے سے زیادہ تیزی آگئی تھی۔اسے جاتے دیکھ زارک وہی کھڑا رہا۔

جب چہرہ اوپر کرتے سانس لینے کی کوشش کی حلق میں اٹکا آنسوؤں کا گولہ واپس اندر دھکیلا۔

اور وہ خود بھی اپنے پورشن کی جانب بڑھ گیا۔

اندر آتے وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا تھا جہاں دروازہ بند کرتے وہ اپنا ضبط خود پر سے کھونے لگا تھا۔

وجود میں لرزش دھیرے دھیرے تیز ہوتی ہاتھ بھی کپکپانے لگے تھے۔

کیوں؟ وہ کیوں تھا یہاں۔ اسکے گھر میں اسکی جگہ پر۔

اسکا باپ اسے بھی وہی اہمیت دے رہا تھا جو اپنے باقی

بچوں کو دیتا تھا۔

کیا اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ مجرم ہے اسکے باپ کا اسکے

باوجود بھی اس پر اس قدر رحم کیا جا رہا تھا۔

وہ جب جب اسے دیکھتا تھا اسے وہی برسوں پرانا منظر

یاد آنے لگتا تھا جو اسکی راتوں کی نیند برباد کر دیتا تھا دن

کا سکون چھین لیتا تھا۔

اب بھی وہ ان تلخ یادوں سے باہر نہیں آسکا تھا اور اوپر سے وہ شخص یہی آگیا تھا کیوں؟

وہ اپنا ضبط کھو رہا تھا کانوں میں وہ الفاظ کسی ہتھوڑے کی طرح بجتے اسے کرب کی انتہا پر لے گئے تھے۔

وہ کانوں پر ہاتھ رکھے ان آوازوں کو بند کر دینا چاہتا تھا۔

"نہیں۔۔۔ت۔۔۔ تم غلط کر رہے ہو۔۔۔ یہ چھوڑ دو" وہ رو رہی تھی گڑگڑا رہی تھی اور اس نے ٹھیک

اس پر ویسے ہی بے رحمی دکھائی جیسی اسکے باپ پر دکھائی تھی۔

آج وہ سب برلاس کی روح ایسے زخمی کر رہا تھا جیسے کانٹوں بھری چھال پر باریک کپڑا اچھینک کر بے دردی سے کھینچ دیا گیا ہو۔

"آاا۔۔۔۔" وہ پوری قوت سے چیختے ڈریسنگ ٹیبل پر پوری قوت سے ہاتھ مارتے ہر چیز زمین بوس کر گیا تھا۔

جس کی آواز لہروں میں سفر کرتی کچن میں کھڑی آئرہ کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

جب اس آواز کو سنتے اسکے ہاتھ میں پکڑی نائف چھوٹ کر نیچے جا گری تھی۔اگلے پل وہ سب کچھ چھوڑ کر سیدھا اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔

جہاں سے مزید توڑ پھوڑ کی آوازیں آرہی تھیں وہ جیسے ہر چیز اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا۔

"شاہ" آئرہ نے آتے کمرے کا لاک دیکھا جو اندر سے لگا ہوا تھا وہ زور زور سے دروازہ پیٹنے لگی

"شاہ۔۔۔شاہ دروازہ کھولیں۔۔۔کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔دروازہ کھولیں" وہ اور زور سے دروازہ بجانے لگی۔

"کیا ہوا۔" ان آوازوں پر کومل اور مشی بھاگ کر اسکے پاس آئی تھیں۔

"پتہ نہیں۔۔۔ش۔۔۔شاید پھر سے پینک کر گئے ہیں" وہ بھرائے لہجے میں بولتی بری طرح سے کانپ رہی تھی۔

"گھر پر کوئی ہے بھی نہیں۔۔۔کسے بلائیں" وہ تینوں پریشان سی کھڑی سوچ رہی تھی جب کومل کے ذہن میں زارک کا خیال آیا۔

"ہاں وہ جو زیحال کا مہمان ہے اسے ہی بلا لو" زارک کے ذکر پر آئرہ کے چہرے کی رنگت یکسر بدلی۔

یہ تو صرف وہی جانتی تھی کہ جسے یہ صرف مہمان سمجھ رہی ہیں وہ تو برلاس کے سب سے قریب تھا۔

"شیر دل" کومل کے آواز دینے پر وہ باہر سے بھاگتا ہوا آیا تھا۔

"جی بی بی سائیں"

"جا کر جلدی سے پچھلے پورشن میں سے زیحال صاحب کے مہمان کو بلا کر لاؤ فورا"

اگر زیحال نے اسے وہاں رکھا تھا تو یقیناً وہ شخص اعتبار کے قابل تھا۔ ورنہ وہ اتنی آسانی سے گارڈز کو بھی اندر نہیں بلاتی تھیں۔

شیر دل اسکے کہنے پر بھاگتا ہوا باہر گیا تھا اور جا کر جلدی سے زارک کو بلا کر لایا جو اسکے بلانے پر فورا اسے آیا تھا۔

اسکے آتے وہ تینوں خود پیچھے ہٹ گئیں جب اس نے بنا کوئی آواز کئے خاموشی سے دروازہ توڑ دیا۔

اتنی طاقت اسکے وجود میں ضرور تھی کہ وہ کوئی بھی لاک توڑ دیتا۔

لیکن اتنے ہی کھوکھلے اسکے الفاظ بھی تھے کہ اپنے ہی بھائی کے سامنے وہ ایک لفظ نہیں بول سکتا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ ذرا سا کچھ بولا تو اسکی آواز سن کر براس خود کو کہیں نقصان نہ پہنچا لے تب ہی یہ عمل اس نے بہت خاموشی سے کیا۔

پیتہ تب چلا جب اندر جا کر اس نے برلاس کا ہاتھ تھاما۔

"کیا کر رہے ہو۔۔۔ پاگل ہو گئے ہو تم" وہ اسکے ہاتھ سے واس لیتا سختی سے گویا ہوا۔

جب برلاس اسے دیکھ یوں سٹک ہوا جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔

پیچھے آئرہ کی سانسیں اور جان دونوں اٹک گئی تھیں وہ ان دونوں کو آمنے سامنے دیکھ کسی قیامت کو تصور کر رہی تھی۔

لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کیونکہ عین وقت پر زیحال اور یاقوت آن پہنچے تھے۔

وہ دونوں آفس سے تھکے ہارے آئے تھے جب شیر دل کے بتانے پر سیدھا یہیں آ گئے۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" برلاس کو بعد میں لیکن یاقوت کو زارک کو برلاس کے سامنے کھڑا دیکھ کر جھٹکا لگا تھا۔

زارک نے ایک نظر زیحال کو دیکھا اور بنا کچھ کہے واپس اپنے پورشن کی طرف بڑھ گیا۔

اسے جاتے ہوئے باہر سے پامیر کے ساتھ گھوم کر آتے بچوں نے دیکھ لیا تھا تب ہی وہ اسے چھوڑ کر زارک کے پورشن کی طرف دوڑ گئے تھے۔

"سب جائیں یہاں سے" وہ برلاس کو دیکھ رہا تھا جب اسکی سپاٹ آواز پر مشی اور کومل فورا اسے لاؤنج میں آ گئی۔

مگر آئزہ اب تک خوف زدہ سی کھڑی برلاس کو دیکھ رہی تھی۔آخر میں زیحال کے خوف سے وہ بھی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"یہ سب کیا ہے؟"سب کے جاتے اس نے سرد مہری سے استفسار یہ پوچھا۔

وہ خاموش رہا وہ خاموشی سے دیکھتا رہا اندر میں جیسے ایک وبال سا اٹھنے لگا تھا۔وہ رونا چاہتا تھا خوب مگر ضبط کئے کھڑا رہا۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔یہ سب کیا ہے؟"وہ آفس سے تھکا ہوا گھر آئے اور آگے اسے یہ سب دیکھنے کو ملے تو کیا گزرے گی اسکے دل اور ذہن پر۔

"آپ نے اسے یہاں کیوں رکھا؟" وہ یہی سوال بہت وقت سے کرنا چاہتا تھا مگر کر نہیں پا رہا تھا۔

"زالے کی وجہ سے" وجہ تو یہی تھی مگر سب وجوہات میں۔

"میرے بچوں کو اسکی ضرورت نہیں ہے" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی گویا پھٹ پڑا تھا۔

"میں کافی ہوں انکے لئے سنا آپ نے" وہ بھی جانتا تھا یہ بات تو کہ وہ اسے اپنے تاہ جیسا سمجھ کر ہی پیار دے رہے تھے۔

"اسے نکالیں یہاں سے۔۔۔وہ مجرم ہے" وہ اب بھی آواز نیچی نہیں کر سکا تھا۔اسکے اندر کا بچہ چیخ رہا تھا۔

زیحال کو دکھ ہوا تھا وہ کیوں اسے نہیں سمجھ رہا تھا محبت میں سامنے والے کو سمجھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

"اور اگر میں کہوں کہ وہ "

"بھائی۔۔۔پلیز نہیں" اس سے پہلے وہ کچھ کہتا یاقوت تڑپ کر اسے بیچ میں ہی روک گیا۔

زیحال نے زخمی نگاہوں سے انکی جانب دیکھا دونوں طرف محبت تھی اور شدید محبت۔

دھیرے دھیرے ان بھائیوں کے بیچ وہ دراڑ بن رہی تھی جو کبھی کسی نے نہیں سوچی تھی۔

وہ نہیں رکا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا تھا پیچھے سے یاقوت نے برلاس کو پر سکون کرتے ڈاکٹر شہریار کو بلا لیا تھا۔

وہ کمرے میں آتے سیدھا بیڈ دراز ہوا جب اسے ایسے بیٹھتے دیکھ باتھ روم سے نکلتی زمل یکدم سے ٹھٹھک گئی۔

وہ جس طرح سر پکڑ کر بیٹھا تھا وہ ٹاول کاؤچ پر رکھتی ایک ہی جست میں جس تک گئی۔

"ہبی کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں؟" اسے یوں اس قدر پریشان دیکھ اسے بھی پریشانی سی ہونے لگی تھی۔

مگر یکدم سے تو وہ بھی کچھ نہیں بتا سکا زمل نے اٹھ کر اسے پانی کا گلاس دیا۔

اسکے پانی پیتے وہ گلاس واپس ٹیبل پر رکھ کر اسکے سامنے بیٹھ گئی۔

"کیا بات ہے۔۔۔پریشان کیوں ہیں؟" اسکا ہاتھ تھامنا اور بات پوچھنا ہی زیحال کیلئے دل کو پرسکون کرنے کا کام کر گیا تھا۔

وہ اسے کلائی سے پکڑ کر پاس کرتے اسکے کندھے پر سر رکھ گیا۔

"کبھی کبھی زندگی بہت مشکل لگنے لگتی ہے" اسکی آواز بوجھل اور تھکاوٹ سے چور تھی۔

زمل کو سمجھ نہیں آئی کیا کہے جب بات ہی اسے معلوم نہیں تھی۔

"لیکن تم ساتھ ہو تو میں کچھ بھی ہینڈل کر لونگا" وہ اسکا ہاتھ تھامے دیوانگی سے انداز میں بولتا زمل کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"آئی لو یو ہبی" اسکے الفاظ زیحال کی ساری تھکاوٹ کو فوراً سے اڑن چھو کر گئے۔

وہ اسکے رخسار پر ہاتھ رکھے اسکے پنکھڑی سے لبوں پر جھکنے ہی لگا تھا جب وہ آنکھیں بند کئے بیٹھی یکدم سے بے چین ہو بیٹھی۔

"کیا ہوا؟" اسے ایسے دیکھ زیحال کچھ چونکا۔

مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ابکائی آتی وہ اٹھ کر واپس سے باتھ روم کی طرف دوڑ گئی۔

"گلالے۔۔۔ کیا ہوا؟" وہ بھی اٹھ کر اسکے پیچھے پیچھے گیا۔

۔۔۔۔۔۔

عید بھی گزر گئی تھی مگر اب تک داراب نے نہ فون کیا تھا اور نہ ہی اپنے کہیں ہونے کی خبر جو بھی رابطہ ہو رہا تھا وہ اسکے کسی آفیسر کے ذریعے ہو رہا تھا۔

وہ کب سے اپنے کمرے میں بیٹھی اسی بارے میں سوچ رہی تھی جب اسکے فون پر کسی کی کال آنے لگی۔

وہ داراب کا سوچ کر یکدم سے سائیڈ میں رکھے فون کی جانب لپکی۔ جہاں عین کا نام دیکھ اسکے چہرے سے ساری مسکراہٹ پل میں غائب ہو گئی۔

فون بند ہو گیا تھا مگر پھر سے بجنے لگا اس بار مجبوراوہ کال اٹھا کر فون کان سے لگا گئی۔

"بہت مصروف ہو گیا ہے تم اپنی زندگی میں" اسکے لہجے میں کہیں نہ کہیں طنز کا عنصر نمایاں تھا۔

"کاش کے تم بھی مصروف ہوتا۔۔۔ لیکن نہیں۔۔۔ تم پیدائشی ویلا ہی ہے" بدلے میں وہ بھی اسی کی ٹون میں بولی۔

"ہاہاہا۔۔۔تم مذاق کرنا آج بھی نہیں بھولا ہے"

آگے سے بیلا کا اتنا مضبوط لہجہ دیکھ وہ اپنی ٹون یکدم سے بدل گئی۔

"پہلے کونسا تمارے ساتھ بیٹھ کر ام نے قہقہے مارے ہیں مارا۔۔۔کام کی بات کرو۔۔۔ورنہ ام فون رکھے۔۔۔ام کو واقعی اپنے سسرال میں بہت کام ہے"

وہ سسرال لفظ پر زور دیتی اسے کچھ جتانے لگی تھی جو وہ جتانا چاہتی تھی وہ بخوبی عین کو محسوس ہو گیا تھا۔

"انکی وجہ سے ادر تمارا بھائی بیمار ہے اور تم؟" اسے افسوس خود نہیں تھا مگر وہ بیلا کو کروانا چاہتی تھی۔

"وجہ وہ خود ہے اور انکے گناہ۔۔۔ مکافات کا نام سنا ہے؟" اسکے سوال پر عین کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔

"تو تمارا مکافات کیا ہے؟ کیا تو تم نے بھی بہت کچھ ہے" وہ نہیں جانتی تھی مگر اس بار اسکے الفاظ بیلا کو ہلا گئے تھے۔

"آ۔۔آ۔۔فون کٹ مت کرنا۔۔۔ تم کو بہت ضروری بات بتائے گا ام" وہ سچ میں فون کٹ کرنے ہی لگی تھی جب عین کی بات پر وہ رک گئی۔

"تم سے کسی کام کی بات کی توقع ایسی ہے جیسے گدھے کے سر پر دوبارہ سینگ اگ آنے کی "

وہ تڑخ کر بولتی کال بند کر گئی۔اسکا کال کاٹ دینا وہاں عین کے منہ سے نکلتے الفاظ وہی روک گیا۔

"کاش تم ام کو سن لیتا۔۔۔تو پتہ چلتا کہ ام نے خان حویلی کے بیٹے کی زندگی کو کیسے خراب کیا ہے"

وہ بول کر موبائل صوف پر پھینکتی کتنی ہی دیر مسکراتی رہی۔

112/4

وہ باتھ روم میں آتی سیدھا وینٹی کاؤنٹر پر جھک کر وومٹ کرنے لگی جس کی آواز پر زیحال سیدھا اندر آتے اسکے قریب آکر کھڑا ہوا۔

"گلا لے۔۔۔" وہ اسکی پیٹھ سہلاتے ازحد پریشان سا

اسے وومٹ کرتے ہوئے دیکھنے لگا اس سے پہلے بھی

وہ یہی کر کر باتھ روم سے نکل رہی تھی۔

"کیا کھایا تھا تم نے۔۔۔آج وومٹ بھی کر رہی ہو

کل سے کمزور بھی لگ رہی تھی "

وہ اسے اس حال میں دیکھ خود کو ازحد تکلیف میں

محسوس کر رہا تھا۔

جب زمل وومٹ کرتے کرتے اپنا پیٹ جکڑے بے ساختہ لڑکھڑا کر گرنے لگی۔زیحال نے بے ساختہ اسے تھام کر اپنے سہارے لیا۔

"زمل۔۔۔زمل کیا ہوا" اسے ایسے گرتے دیکھ زیحال کی جان حلق میں آئی تھی۔

"ہ۔۔۔ہبی" وہ درد میں بری طرح سے مبتلا ہوئی اسکا ہاتھ زور سے تھام گئی۔

"ب۔۔۔بہت پین ہو رہی ہے۔۔۔۔ہبی" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی درد سے رو پڑی تھی۔

"درد۔۔"اس نے جھک کر اسکا ہاتھ دیکھا وہ پیٹ زور سے پکڑے درد سے کراہ رہی تھی۔

زیحال نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اسے سیدھا اپنے بازوؤں میں بھرتے باتھ روم سے نکلتا باہر کی جانب دوڑ گیا۔

سیڑھیوں میں آتے اس سے زور سے یاقوت پا میر کو آواز دی۔جس پر وہ دونوں ہی اپنے اپنے کمروں سے نکل کر دوڑے آئے تھے۔

''کیا ہوا بھائی'' انکے چہرے پر بھی ازحد فکرمندی کے آثار تھے۔زمل کو اسکی بانہوں میں دیکھ کر حالات کا بھی بخوبی اندازہ ہورہا تھا۔

''گاڑی نکالو فورا'' وہ کہتے خود آگے بڑھا اور ساتھ ہی پامیر اور یاقوت بھی اسکے پیچھے ہو لئے۔

یاقوت جلدی سے کار پورچ سے گاڑی نکال کر لاتے مین گیٹ کے سامنے لے آیا۔

اور وہ تینوں ہی زمل کو لے کر سیدھا ہوسپٹل روانہ ہو گئے تھے۔

آج وہ سب زالے کے چام کے گھر آئے تھے ہاں وہ اب اسی کا گھر تھا جہاں وہ رہ رہا تھا اور آج اسکی چام اپنے بیا اور بیسٹ فرینڈ عبدلباری کو وہاں لائی تھی۔

اور اب تینوں ہی صوفے پر شرافت سے بیٹھے تھے جبکہ زالے کا چام انکے لئے خود چاکلیٹ کیک بیک کر رہا تھا۔

"ویسے میں نے کبھی کچھ بنایا نہیں ہے لیکن آج آپ تینوں کیلئے ٹرائے کریں گے "

وہ سامنے رکھے موبائل میں ویڈیو لگا کر ریسیپی دیکھتا ساتھ ہی ساتھ خوش گواریت سے ان سے بھی مخاطب ہوا۔

"می ہیپ یو (میں آپ کی ہیلپ کروں)" زالے صوفے سے اتر کر سیدھا اسکے پاس آکر کھڑی ہوئی۔

ویسے بھی اوپن ایریا کچن تھا جہاں سے لیونگ روم کا خوبصورت منظر صاف نظر آتا تھا۔

"نو۔۔۔آپ کے چاچو خود آپ کے لئے کیک بنائیں گے اوکے؟" وہ جھک کر اسکے گال پر پیار دیتے محبت بھرے لہجے میں بولا۔

"نو۔۔۔می ہیلپ یو۔۔۔بابا شید (نہیں میں آپ کی ہیلپ کرونگی بابا نے کہا تھا)" اسکی بات سن کر زارک کا کام کرتا ہوا ہاتھ رکا۔

اس نے بے اختیار اس ننھی پری کو دیکھا جسے ہر بار دیکھ کر اسے اپنا آپ خوش قسمت لگتا تھا جسے بھری دنیا میں اتنی خوبصورت پرنسز ملی تھی۔

جس کے ہر بول میں ماں باپ کی اعلی تربیت نمایاں

ہوتی تھی۔

"اوکے۔۔۔آپ اسے مکس کرو" وہ باؤل وہی نیچے

فلور پر رکھ گیا جب زا لے وہی الٹی پلٹی مار کر بیٹھتی

اپنے چام کے بتائے طریقے کو فالو کرنے لگی۔

اتنے میں زامل اور عبدلباری بھی اٹھ کر وہی آ گئے۔

"می اوتے۔(میں کرونگا اوکے)" زامل اسکے آگے

سے باؤل کھینچتا خود کرنے لگا۔

"می چام ہیپ بیا (میں چام کی ہیلپ کر رہی ہوں بھیا) "

وہ بے حد معصومیت سے بولتی ان دونوں بعد تمیزوں کو دیکھنے لگی جو اسکے کام کے بیچ آ رہے تھے۔

"دا۔۔۔می۔۔۔"عبدلباری نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر یہاں گونگا گونگے سے بات کر رہا ہو وہ والا سین تھا۔

زارک بے ساختہ ہنس دیا اس نے دوسرا باؤل انکے آگے رکھ دیا۔

"آپ دونوں یہ کرواو کے میں ابھی آیا" مگر یہی اسکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی جس پر وہ یقیناً ابھی پچھتائے گا۔

تھوڑی ہی دیر میں زامل اور عبدلباری نے اسکے پورے کچن کو سفید آٹے سے کوئی ڈراؤنی حویلی بنادی تھی۔

"ہاؤ۔۔۔" وہ خود دونوں سر سے لے کر پیر تک آٹے سے بھر چکے تھے زامل اس پر اپنی ننھی سی مٹھی بھر کر آٹے کی پھینکے تو عبدلباری اس پر۔

دونوں کی طرف سے ایک دوسرے پر برابر اٹیکس ہو رہے تھے اور درمیاں میں زالے خامخواہ پس گئی تھی۔

وہ خود کے گپو سے ہاتھ اور فراک دیکھنے لگی جب خود کو سفید بھوتنی بنے دیکھ جھٹ سے ہونٹ گول کر گئی۔

آ۔۔۔۔ں۔۔۔۔چام" وہ روتی ہوئی اٹھ کر اپنے ننھے قدموں سے اپنے چام کو ڈھونڈتی ہوئی چلنے لگی۔

جو باہر لان سے تازہ چمن کے پھول لا رہا تھا۔

سامنے سے آتی سفید بھوتنی کو دیکھ اسکے قدم بے ساختہ رکے اور آنکھیں پوری کی پوری پھٹی۔

"چام۔۔۔می دنداناہ (چام میں گندی نہیں ہوں ناں)" وہ چاہے چھوٹی تھی مگر ابھی سے اس میں لڑکیوں کی طرح یہ پوزیسیونیس ضرور تھی کہ وہ کیسی دکھ رہی ہے۔

زارک پہلے تو حیرت سے اسے دیکھتا رہا پھر یکدم سے اسکی ہنسی چھوٹ گئی۔

''می ناج اوتے'' وہ ناراض ہو کر جانے ہی لگی تھی کہ

زارک نے یکدم سے اسے روک لیا۔

''اچھا ناں۔۔۔رکو تو صحیح'' وہ بھی اسکے سامنے بیٹھ کر

اسے دیکھنے لگا وہ الگ بات تھی کہ اسے اپنی لٹل فیری

ایسے زیادہ کیوٹ لگی تھی۔

اس نے ان پھولوں میں سے ایک پھول نکال کر

زارا کے بالوں میں لگا دیا۔

''اب لگ رہی ہو۔۔۔کیوٹ سی بھوتنی'' وہ اپنی ہی

بات پر خود ہی پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا۔

زالے نے پھولے غبارے کی طرح اسے دیکھا اور ناراض ہو کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔

لیکن کچن تک آتے آتے صرف وہی بھوتنی نہیں رہی تھی بلکہ اسکے ساتھ ایک بڑا بھوت بھی تھا۔

جسے دیکھ زامل عبدلباری رک کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چاروں ہنس پڑے بچے زارک کے ساتھ مزید فری ہوتے کھل کر کھیلنے لگے تھے۔

ایک دوسرے پر آٹا پھینکنا اور پھر اسکے بھوت بننے پر کھلکھلا کر ہنسنا۔

کیک تو گیا تیل لینے یہاں تو اور ہی کھیل شروع ہو گیا تھا جسے خود زارک نے بھی خوب انجوائے کیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

یاقوت نے بنا بریک دیے ہوسپٹل تک کا راستہ طے کیا تھا مگر اس دورانیے میں بھی وہ درد سے کراھتی رو رو کر آدھی ہو گئی تھی۔

زیحال اسے اپنی گود میں لئے بیٹھا اس قدر پھولتی

سانسوں سے آگے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اسے ہو سپٹل

لے اڑے گا۔

"یاقوت تیز چلاؤ" وہ حلق کے بل دھاڑتے اپنے

حواس کھو رہا تھا۔

اسکی ہر بڑی پر یاقوت اپنا کنڑول سٹیر نگ پر سے کھو رہا

تھا وہ بار بار اپنا دھیان آگے راستے پر آتی گاڑیوں کی

جانب مبذول کرنے کی کوشش کرتا۔

پامیر نے ساتھ ہی ہوسپٹل فون کر کر پہلے ہی ڈاکٹر برہان کو انفارم کر دیا تھا۔

"ہوا کیا ہے زمل کو۔۔۔کل تو بلکل ٹھیک تھی"

یاقوت کو اب تک سمجھ نہیں آرہی تھی۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔اچانک پیٹ میں درد ہوا ہے تم جلدی چلاؤ۔۔۔"وہ بات بھی ٹھیک سے نہیں کر رہا تھا ایسے جیسے یہ تکلیف اسے ہو رہی ہو۔

اس نے اپنی گود میں کرلاتی زمل کو دیکھا جو اسکی شرٹ مٹھی وں میں جکڑے رو رو کر ہلکان ہو گئی تھی۔

"ہ۔۔۔ہبی۔۔۔بہت پین۔۔۔ہ۔۔۔ہو رہی ہے" وہ بچوں کی طرح روتی اسے بتا رہی تھی۔

"بس میرا بچہ۔۔۔ابھی پہنچ جائیں گے۔۔۔بس تھوڑا ساویٹ۔۔۔"

وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتے اسکے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے ہٹانے لگا۔

درد سے اسکے چہرے پر پسینے کی بوندیں بھی چمکنے لگی تھی۔

اگلے پانچ منٹ میں وہ لوگ ہوسپٹل پہنچ گئے تھے پا

میر نے گاڑی سے پہلے ہی اتر کر آگے کا سارا راستہ

صاف کروادیا تھا جس میں مبشر اسکے ساتھ شامل تھے

۔

زیحال زمل کو بازوؤں میں اٹھائے اندر کی جانب بھاگا

سامنے ہی برہان کے حکم پر اسسٹنٹ دوڑ کر سٹریچر

لے کر آئے۔

اور جلد ہی زمل کو روم میں لے گئے۔ گئی وہ تھی مگر ساتھ اپنے ہبی کا سکون بھی لے گئی تھی وہ وہی پیچھے دیوار سے جا لگا۔

اسے کیوں تھی اس لڑکی سے جنونی محبت اسے ذرا بھی کانٹا چبھتا تھا تو تکلیف زیحال خان آفندی کو محسوس ہوتی تھی۔

"بھائی۔۔۔ وہ ہو جائے گی ٹھیک" یاقوت اسکے ساتھ آ کھڑا ہوا اسے بہت برا لگ رہا تھا اپنے باپ کو اس قدر نڈھال دیکھ۔

اندر پورے سٹاف کو سختی سے تاکید کرتے خود برہان باہر آگئے تھے پورا اسٹاف فیمیلز ڈاکٹرز کا تھا۔

وہ خود باہر نکل کر انکے ساتھ آ کھڑے ہوئے

"آفس میں آجائیں آپ" انہوں نے قدرے دھیمے لہجے میں جھجھک کر پیش کش کی۔

مگر وہ تو یہاں سے ایک انچ بھی ملنے کو تیار نہ تھا یہ اسکے چہرے کے تاثرات سے اچھی طرح معلوم ہو رہا تھا۔

"کیا زمل نے کچھ ایسا ویسا کھایا تھا؟ کیونکہ اکثر کیسز میں ایسا ہوتا ہے"

وہ اپنی طرف سے زیحال کو پر سکون کرنا چاہتے تھے مگر وہ کیا جانیں وہ اسکا یہ درد بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا

وہ خاموش رہا نظریں کمرے کے دروازے پر جم چکی تھیں۔

"نہیں۔۔۔پہلے تو کبھی نہیں ہوا۔۔۔نہ ہم گھر میں ایسا کچھ آنے دیتے ہیں" جواب پا میر نے دیا تھا۔

ہاں کھانے کے معاملے میں وہ لوگ سخت پابند تھے
چاہے بچوں کے لئے ہوتا وہ بھی گھر میں فریش بنا کر دیا
جاتا تھا۔
باقی سب تو زیحال کو ہی فالو کرتے کھانا ہیلدی ہی
کھاتے تھے تو یہ بات ماننا نہ ممکن سی تھی۔
"ہو سکتا ہے زمل نے کچھ" وہ بولتے بولتے یکدم سے
خود ہی خاموش ہوئے۔
جیسے ذہن میں کچھ تیزی سے گھوما تھا انہوں نے
ٹرانس کی سی کیفیت میں زیحال کی جانب دیکھا۔

انہیں وہ رپورٹس یاد آئی تھیں جو انہیں گھر موصول ہوئی تھی۔

"کیا۔۔۔آپ نے۔۔۔زمل کے ٹیسٹ کروائے تھے پھر؟" انکے سوال پر زیحال نے بے ساختہ انکی جانب دیکھا۔

"کیسے ٹیسٹ؟" ہاں وہ اس سوال پر چونکا تھا وہ بلکل ٹھیک تھی تو ٹیسٹ کیسے۔

"وہ۔۔۔" برہان کو یہ بات بتانی کس قدر مشکل لگ رہی تھی یہی ہمت کر کر وہ حویلی گئے تھے مگر پھر ہار گئے۔

"بولو" اس وقت وہ کسی بھی مزید الجھن میں نہیں پڑ سکتا تھا۔

"وہ۔۔۔ زمل کے مسکیرج کی" وہ بات ہی مکمل نہیں کر پائے تھے سامنے کھڑے زیحال کو دیکھ جس پر انکی بات سے گویا ساتوں آسمان سر پر آن گرے تھے۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا یہی کچھ حال یاقوت اور پامیر کا بھی تھا۔

زیحال کو لگا وہ سانس نہیں لے پا رہا وہ کیسے اتنی بڑی بات کہہ گئے تھے وہ کتنا متمنی تھا اپنی اس اولاد کیلئے۔

"یہ کب" وہ آگے سوال کرنے ہی والا تھا جب اندر سے ڈاکٹر نکل کر سیدھا برہان کے پاس آئی۔

"ڈاکٹر پیشنٹ کی کنڈیشن بہت خراب ہے مسکیرج بھی ہو سکتا ہے آپ پلیز اسپیشلسٹ کو بلا دیں "

اسکی بات پر زیحال نے تیزی سے گردن موڑ کر برہان کو دیکھا۔

جو اسکی بات پر شل کھڑے تھے جیسے اسکی باتوں پر یقین کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

"م۔۔۔مسکیرج۔۔۔اب؟" انکے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے آنکھوں کے سامنے وہ رپورٹ گھومنے لگی تھی۔

یہ سب اب ہو رہا تھا تو وہ کیا تھا؟ مطلب کسی نے انہیں غلط گائیڈ کیا تھا انہیں اپنے پیروں پر کھڑا رہ پانا مشکل لگنے لگا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہے برہان" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی گرج دار آواز پر قابو نہیں پا سکا تھا۔

برہان کیا کہتے وہ خود شاکڈ تھے۔ یا شاید الجھ گئے تھے کیونکہ ایسا کون کر سکتا تھا دور دور تک ذہن میں کوئی نہیں تھا۔

"جا کر ڈاکٹر کومل کو فون

کرو۔۔۔اور۔۔۔م۔۔۔مدثر کو بھیجو" انکے حکم پر

ڈاکٹر فورا اسے واپس پلٹی۔

زیحال اب تک جواب طلب نظروں سے انہیں دیکھ

رہا تھا۔

"یس سر" اس اسسٹنٹ نے آتے ہی نہایت مؤدب

انداز میں پوچھا۔ برہان نے کن شعلہ بار نگاہوں سے

اسے دیکھا کہ وہ وہی خوف سے کانپنے لگا

"اس دن مجھے کس کی رپورٹ گھر دینے آئے تھے بولو؟" صرف منہ سے آگ نکلنی باقی تھی وہ بے حد سپاٹ لہجے میں گویا ہوتے پوچھنے لگے۔

"س۔۔۔ سر کاؤنٹر پر سب رپورٹس کے ساتھ و۔۔۔وہ بھی تھی" وہ گھبراہٹ کے مارے صحیح سے بول بھی نہیں پایا۔

"م۔۔۔ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی سر؟ "

"اس دن ڈیوٹی پر کون کون تھا مجھے سب کی لسٹ
چاہئے اور لسٹ کے ساتھ وہ سب خود بھی سمجھے
تم؟ "

انکی بات پر وہ بچارا تیزی سے سر اثبات میں ہلاتا فورا
سے اس حکم پر عمل درآمد کرنے چلا گیا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔ تم مجھے کچھ بتاؤ
گے۔۔۔ اتنی بڑی بات کیسے الجھ گئی؟ "

واقعی اب زیحال کے سر گھومنے لگا تھا بات اسکی بیوی
بچے کی تھی کیسے وہ اتناری ایکٹ کرتا۔

"میں نہیں جانتا پاشا۔۔۔کیسے یہ مس انڈر سٹینڈ نگ ہوئی مگر رپورٹ میں کلئیر زمل کے بارے میں لکھا تھا "

وہ خود اس بات پر از حد گھبرائے ہوئے تھے۔

کومل بھی تھوڑی دیر تک پہنچ گئی تھی جسے سیدھا کمرے میں جاتے دیکھ سفید کوٹ میں پہلی بار پامیر کو اپنا دل بے ساختہ دھڑکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

آج وہ اسے اپنا فخر محسوس ہوئی تھی۔

اسکے آتے زمل کا پراپر چیک اپ شروع کیا گیا تھا جس کے کچھ ہی دیر بعد رپورٹس آگئی تھیں۔

"کیا آیا ہے رپورٹس میں بتاؤ" زیحال بے اختیار برہان کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

جو رپورٹس کو دیکھ رہے تھے نگاہیں تیزی سے لفظوں پر دوڑ رہی تھیں مگر ساتھ ہی ساتھ انکو اپنی جان سی نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

"برہان کیا لکھا ہے ان میں بولو۔۔۔" وہ مزید خود پر ضبط نہیں کر پایا تھا تب ہی بے اختیار دھاڑ اٹھا۔

اسے ان سب کا آئیڈیا ہوتا تو وہ کسی کو پاس بھی نہ آنے دیتا لیکن وہ تو بے بس تھا

"زمل کو کسی نے غ۔۔۔ غلط انجیکشن دیا ہے۔۔۔ جس سے۔۔۔ اسکی اور بچے کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے "

وہ بات پوری کرتے سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے لگے جو گویا سانس ہی لینا بھول چکا تھا۔ رنگت یوں سفید جیسے کوئی مردہ۔

"کیا بکواس ہے یہ۔۔۔ایسا کون کرے گا؟" یاقوت حلق کے بل دھاڑتے انکے ہاتھ سے رپورٹس لے کر دیکھنے لگا۔

جبکہ پامیر کے کانوں میں گھنٹیاں سی بجنے لگی تھیں آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھومنے لگا جب زمل اسکے پاس لے کر آئی تھی اور وہ بھی خود۔

وہ اپنے قدموں پر کھڑا نہیں رہ پا رہا تھا یہ سوچ کر کہ یہ کام خود زمل نے کیا؟

"ک۔۔۔کس نے کیا ہے یہ۔۔۔" وہ حلق کے بل

دھاڑتے یاقوت اور پامیر کی جانب مڑا۔

اسکی دھاڑ پر پامیر ایک قدم پیچھے کھڑا ہوا تھا ماتھے پر

گھبراہٹ سے پسینے کی بوندیں چمکنے لگی تھیں۔

جب اسے یوں پیچھے ہٹتے دیکھ زیحال کی گہرے جھیل

سی آنکھیں تقریباً حد تک پھیلی تھیں اسکی نظروں کی

سیدھ کی میں یاقوت نے بھی ٹرانس کی سی کیفیت میں

گردن موڑ کر اپنے ساتھ کھڑے پامیر کو دیکھا۔

اسکا چہرہ ہی بغیر الفاظوں کے صاف بتا رہا تھا اسے آج خود بولنے کی ضرورت نہیں تھی۔

جبکہ زیحال بے یقینی کی سی موت اس ایک پل میں کئی بار مرا تھا۔ آنکھوں میں سرخی خطرناک حد تک اتری تھی۔

وہ دو قدم آگے آتا پامیر کے مقابل کھڑا اسکی جھکی نظروں کو دیکھنے لگا۔

نہیں وہ یہ قیامت برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ مر جاتا یہ سننے سے پہلے کہ یہ گناہ سرزد کرنے والا اسکا اپنا بھائی تھا۔

جسے اس نے بچپن سے لے کر اب تک اولاد کی طرح پالا تھا۔

"پامیر" یاقوت کے لبوں سے بے یقینی کی سی کیفیت میں اسکا نام نکلا۔

"کہو تم نے نہیں کیا؟" ہاں وہ نہ کر دے وہ کر دے نہ
ورنہ وہ یہی مر جاتا۔ مگر وہ سر جھکا گیا۔اور اسکا سر جھکانا
زیحال کو آج جیتے جی مار گیا تھا۔

وہ کچھ نہیں کہہ سکا شدّت کی حد سے گرم سیال
گرے جھیل سی آنکھوں سے بہہ نکلتا اسکی بئیرڈ میں
جذب ہونے لگا تھا۔

"کیا کر رہا ہے تو۔۔۔بول ناں۔۔۔بول تو نے
نہیں کیا" یاقوت کیسے برداشت کر لیتا یہ۔وہ حواس
باختہ سا اسے کندھے سے تھام کر جھن جھوڑ گیا۔

"بول میرو۔۔۔تو نے نہیں کیا۔۔۔" وہ ضبط کھو رہا تھا تب ہی آواز بھی لرزنے لگی تھی۔

پامیر کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر بہہ نکلے۔

"م۔۔۔میں نے۔۔۔کیا ہے" ان الفاظ سے ہوسپٹل کی چھت ان سب کی سروں پر آ گری تھی۔

برہان بھی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھے گئے۔

جبکہ زیحال ایسے کھڑا تھا کوئی اسے انگلی بھی لگاتا تو وہ وہی ڈھیر ہو جاتا۔

"م۔۔۔میں نے۔۔۔کیا ہے" یہ الفاظ زیحال کے کانوں میں شدّت سے ہتھوڑے کی طرح بجنے لگے تھے۔وہ پیچھے ہٹتا گیا۔

یہاں تک کے دیوار سے جا لگا۔آنکھوں سے نجانے کتنے آنسوں آج بے قدر ہوتے بہہ نکلے تھے۔

"م۔۔۔میں نے۔۔۔کیا ہے" وہ کانوں پر ہاتھ رکھ لینا چاہتا تھا وہ نہیں پا رہا تھا برداشت۔وہ پتھر بنا کھڑا سانس بھی نہیں لے پا رہا تھا۔

"پاگل ہو گیا ہے تو۔۔۔بول جھوٹ ہے۔۔۔میرو بول" یاقوت اسے پکڑ کر بری طرح سے جھنجھوڑ رہا تھا۔

مگر وہ خود کو ڈھیلا چھوڑ گیا تھا جیسے وہ ہار گیا ہو۔

وہ ایک اچھا بھائی ایک اچھا بیٹا ہونے کے رتبے سے آج گر گیا تھا۔وہ کر سکتا تھا یہ برداشت؟ نہیں لیکن یہ اس تکلیف سے یقیناً کچھ کم ہوتا۔

جو اسکے باپ کو یہ جان کر ملتی کہ اسکے بچے کی جان خطرے میں ڈالنے والی خود زمل تھی۔

"میرو۔۔۔بول" یاقوت کسی بھی طرح جیسے اسکے

اندر سے سچ باہر نکال لینا چاہتا تھا۔

مگر وہ بجائے کچھ کہنے کے وہی سے پلٹ کر ہوسپٹل

سے باہر نکل گیا۔

وہاں ٹھہرتا تو یقیناً کچھ بول پڑتا۔اور اسکے بعد برپا

ہونے والی قیامت وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اسکے جاتے یاقوت زیحال کی جانب پلٹا۔۔۔

"بھائی ۔۔۔ بھائی وہ" وہ بے ساختہ اسکے پاس آکر کچھ کہنے کی کوشش کرنے لگا تھا مگر الفاظ جیسے آج ختم تھے۔ آواز کپکپا رہی تھی۔

"بھائی ۔۔۔ میر وایسا نہیں کر سکتا ۔۔۔ وہ ضرور کچھ چھپا رہا ہے ۔۔۔ میر ا یقین کریں وہ ایسا ۔۔۔ ایسا نہیں کر سکتا "

کیا اس نے تھا ہوا کسی اور کے ساتھ تھا لیکن جان یاقوت مرزا کی نکل رہی تھی جو اپنے بھائیوں کے لئے

اس قدر جنونی تھا کہ ان میں ذرا سی بھی دراڑ اسکی جان نکال دیتی تھی

برلا اس کے سچ کو چھپانے میں بھی اسی کا سب سے بڑا ہاتھ تھا۔ وہ بولتا نہیں تھا مگر اسکی کل کائنات اپنے بھائیوں کے ارد گرد گھومتی تھی۔

زیحال کچھ نہیں بول سکا وہ اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ کچھ کہہ سکے۔

یاقوت بے چین سا کبھی زیحال کو دیکھے تو کبھی پامیر کے گزرے راستے کو۔ وہ اس وقت شدید جلتے

انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔

یہ کیا ہو گیا تھا ایک دم سے اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ان بھائیوں کے بیچ ایسا لمحہ بھی آ سکے گا۔ کب ایک بول نہیں سکے گا اور دوسرا سن نہیں سکے گا اس قدر دونوں اطراف خاموشی بکھر جائے گی۔

زیحال نڈھال سا بینچ پر بیٹھ گیا جیسے مزید کھڑا رہ پانا اسکے لئے مشکل ہو گیا ہو۔ ہر بار ایک نئ آزمائش اسکے لئے منہ کھول کر تیار کھڑی ہوتی تھی۔

اور گھیرتی بھی ایسا تھی کہ وہ چاہ کر بھی خود کو ٹوٹنے سے نہیں روک پاتا تھا اسکا بھائی؟ اسکی اولاد؟ نہیں یہ نام چھوٹے تھے وہ تو ان کے لیے اس سے بڑھ کر بنا تھا پھر بھی؟

اسکی آنکھوں سے ٹوٹ کر بہتے آنسوں یاقوت کے
دل پر گرتے اسکی جان نکال رہے تھے۔وہ تڑپ کر
اس کے ساتھ بیٹھتا اسکا ہاتھ تھام گیا۔
"م۔۔۔میں نہیں مان سکتا کہ پاپا میرا ایسا کر سکتا ہے
کبھی نہیں۔۔۔ کبھی بھی نہیں" وہ یہ بات اپنے خون
سے بھی لکھ کر دے سکتا تھا
زیحال خاموش رہا اسکی خاموشی یاقوت کی مزید جان
نکال رہی تھی وہ کیسے سمجھاتا اسے۔

مگر سامنے بیٹھے شخص کو کیا یہ بات سمجھانے کی ضرورت تھی؟ کیا وہ خود واقف نہیں تھا اپنی اولاد سے؟

یاقوت بیٹھا سوچ ہی رہا تھا جب زیحال کے الفاظ پر گردن موڑ کر اسے دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔

"بلاؤ اسے ۔۔۔ باہر جا کر رو رہا ہو گا" یہ صرف الفاظ نہ تھے انکا اثر اتنا طاقتور تھا کہ یاقوت کی آنکھیں نہ چاہتے ہوئے بھی تیزی سے برس پڑی۔

ہاں وہ کیسے بھول گیا تھا کہ سامنے انکا باپ تھا اسے یہ سب کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ یہ سب اسکی اولاد نے کیا ہے۔ وہ باپ تھا اور باپ ہی اولاد سے واقف نہ ہوگا تو کون کہو گا۔

یاقوت روتے ہوئے سر تیزی سے ہاں میں ہلاتا اٹھ کر فورا اسے باہر بھاگا۔

برہان کھڑے یہ سب دیکھ رہے تھے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ انکے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی۔

کیا اس جیسا شخص انہوں نے کہیں دیکھا تھا؟ وہ ہر طرح سے مکمل تھا ہر رشتے میں وہ ایک بنیاد بن جاتا تھا اور اسکی جڑیں اپنے ساتھ اس قدر مضبوط کر لیتا تھا کہ مقابل چاہ کر بھی اس سے دور ہونے کا نہ سوچ سکے۔

یاقوت باہر آتے یہاں وہاں لوگوں کی بھیڑ میں پامیر کو تلاش کرنے لگا مگر وہ ملا پھر بھی ایک کونے میں ہی تھا۔

آج بھی اسکی یہی عادت تھی رونے کے لئے کوئی کونہ تلاش کرنا۔ یہ دیکھ یاقوت کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

وہ سب کے بیچ سے ہوتا اسکے قریب گیا جب قریب آنے پر اسکی سسکیاں سنائی دی۔

وہ بار بار اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوں صاف کر رہا تھا۔ یاقوت دھیرے سے اسکے پاس بیٹھ گیا جسے دیکھ پامیر مزید چہرے کا رخ دوسری جانب موڑ گیا۔

"رو کیوں رہے ہو؟" وہ جان کر بھی انجان بنتا پوچھ رہا تھا۔

"جیسے آپ کو نہیں پتہ" وہ بنا چہرہ موڑے خفگی سے بولا اب یاقوت کو وہ پورا بچپن والا پامیر لگا تھا۔

"نہیں مجھے واقعی نہیں پتہ۔۔۔مجھے یہ نہیں پتہ کہ تم جھوٹ کیوں بول رہے ہو" اب کی بار پامیر نے مڑ کر اسے دیکھا نیلی آنکھیں سرخ ہوئی مزید خوبصورت لگ رہی تھیں۔

"میں نے جھوٹ نہیں کہا۔۔۔وہ سچ تھا" اسکی بات پر یاقوت کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہونے لگی وہ فق رنگت سے اسے دیکھنے لگا۔

"نہیں۔۔۔یہ جھوٹ ہی ہے۔۔۔ورنہ پھر یہ آدھا سچ ہے" ہاں وہ کسی طور اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا تھا۔

لیکن پامیر کو یہ سوچ کر رونا آیا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے اتنا اندھا اعتبار کرتا ہے اس پر۔

"یہی اعتبار بھائی کو ہے مجھ پر ؟" اسکی آواز یکدم سے

بھراسی گئی آنکھوں سے آنسوں مزید تیزی سے بہہ

نکلے۔

"کیوں نہیں کریں گے ظاہر ہے وہ کریں گے" وہ لکھ

کر دینا چاہتا تھا اسے یہ بات۔

"لیکن۔۔۔لیکن انکا دل ٹوٹا ہے۔۔۔ہم تینوں نے

انکا دل توڑا ہے پہلے برلاس کا سچ چھپانا۔۔۔پھر آپ

کی مصروفیت اور اب یہ "

اسکی باتوں پر یاقوت کا دل دھیرے دھیرے ڈوبنے لگا تھا وہ تو آج تک اس احساس سے ابھر نہیں سکا تھا۔

"انہوں نے خود کو ہمارے لئے ہر رشتہ بنایا لیکن ہم نے کیا دیا صلہ انہیں؟ "

کہتے ہی وہ سر جھکائے سسک کر رو پڑا یہ تکلیف اسکی جان نکال رہی تھی آخری بار اپنے باپ کی حالت اسے اب تک یاد تھی۔

"میں انکے سامنے نہیں جا سکتا۔۔" وہ اتنی ہمت کم از کم اس وقت نہیں کر سکتا تھا۔

"بھائی نے خود تمہیں بلایا ہے۔۔۔اگر نہیں جاؤ گے تو وہ مزید ہرٹ ہو جائیں گے" اسکی بات پر پامیر نے بے ساختہ اسے دیکھا۔

"کیا تم یہی چاہتے ہو؟" اسکے سوال پر میرو نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا اور پھر اگلے پل وہ اٹھ کر یا قوت کے ساتھ ہی اندر چلا گیا۔

جہاں وہی بینچ پر زیحال سر جھکائے بیٹھا تھا اس وقت اس سے زیادہ زمانے بھر کا تھکا ہوا انسان کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

انکی آہٹ پر ہی اس نے نظر اٹھا کر انکو دیکھا اسکے دیکھنے پر ہی پامیر دھیرے سے یاقوت کے پیچھے چھپ گیا۔

"یہاں آؤ" زیحال کے بلانے پر اسکا دل زور سے دھڑکتا بند ہوا تھا وہ رونا چاہتا تھا۔ مگر خود پر ضبط کرتے وہ سر جھکائے اپنے باپ کے سامنے گیا۔

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اسکے بازو وا کرتے پامیر کو اور شدّت سے رونا آیا وہ یکدم سے اسکے سینے سے جا لگا اور ضبط ٹوٹتے رو پڑا۔

''ایم سوری بھائی۔۔۔ایم سوری'' آواز میں کپکپاہٹ تھی وہ اور زور سے زیحال کی شرٹ مٹھی میں جکڑ گیا۔

اسے تکلیف صرف زیحال کی تکلیف سے ہو رہی تھی وہ نہیں کر پا رہا تھا برداشت اسکے آنسوں اسکا ٹوٹنا۔

زیحال نے اسکی پیٹھ سہلائی۔اور خود پر ضبط کرتے گہرا سانس اندر اتارا۔

''میں نے۔۔۔ہمیشہ کوشش کی تم تینوں میں اعتماد پیدا کرنے کی۔۔۔لیکن میں ہار گیا'' آخر میں اسکی

آواز جس طرح کپکپائی تھی پامیر نے تڑپ کر سر اٹھایا۔

"بھائی" اسکا دل ڈوبنے لگا تھا۔

"کیا تمہیں مجھ سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت تھی؟" وہ کس کرب سے پوچھ رہا تھا پامیر نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا۔

"تو سچ کیوں نہیں بتایا؟" اب کی بار پامیر سچ میں سانس لینا بھول گیا تھا وہ حقیقت پوچھ رہا تھا اور حقیقت بہت تلخ تھی۔

"بتاؤ۔۔۔" نہیں وہ نہ پوچھے وہ بتا کر اسے مزید دکھی نہیں کر سکتا تھا مگر جس طرح وہ پوچھ تھا اس طرح اسکا جواب دینا فرض ہو چکا تھا۔

"وہ۔۔۔م۔۔۔ میڈیسنز اور انجیکشن خ۔۔۔خود زمل لے کر آئی تھی میرے پاس"

اسکی بات پر زیحال کا ہاتھ اسکے کندھے پر رکھا بے جان سا ہو کر پہلو میں آ گرا۔

سانس نہ لینا کسے کہتے ہیں یہ اب اسے دیکھ کر پتہ چل رہا تھا وہی دوسری جانب یاقوت اور برہان پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ک۔۔۔کیا کہا تھا اس نے؟" یہ سوال کرتے ہوئے اسکی آواز کانپ رہی تھی۔

"ی۔۔۔یہی کے ڈ۔۔۔ڈاکٹر نے اسے وہ دی ہے۔۔۔اور کافی دن پہلے" اسکی بات سن کر زیحال کندھے ڈھیلے چھوڑ گیا۔

وہ سر جھکائے سانس لینے کی کوشش کرنے لگا کیا ہو رہا تھا اسکے ساتھ بات کس قدر الجھ رہی تھی۔

"زمل ایسا کیوں کرے گی۔۔۔وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتی" یاقوت اور باقی سب کیلئے بھی اس بات پر یقین کرنا از حد نہ ممکن تھا۔

"م۔۔۔مجھے بھی یہی لگتا ہے۔۔۔شاید وہ بھی نہیں جانتی تھی یہ کس چیز کی دوائیں ہیں" پامیر کو اسکا چہرہ یاد آیا اس دن وہ خوف زدہ بھی لگ رہی تھی۔

"وہ خوف زدہ بھی تھی جیسے کچھ چھپا رہی ہو۔۔۔میں نے۔۔۔میں نے پوچھنا چاہا تو کمرے سے باہر چلی گئی"

وہ بول رہا تھا جبکہ زیحال کے کان سن ہو رہے تھے یہاں تک کہ پورا وجود ہی وہ چہرہ اوپر کر کر سانس لینے کی کوشش کرنے لگا۔

"زمل کو ہوش آجائے تو آپ اس سے پوچھ لیں۔۔۔یہ صحیح نہیں ہے اس نے خود کی جان کسی کے کہنے پر خطرے میں ڈال دی "

برہان کو اب مزید اسکی فکر ہو رہی تھی بچے کیلئے تو امید اب نہ ہونے کے برابر ہوئی ہی تھی آگے بھی اسکی پریگننسی رک سکتی تھی۔

زیحال ان میں سے کسی کو نہیں سن پا رہا تھا وہ شل دماغ کے ساتھ بیٹھا رہا۔

وہ چاروں اب ایک ساتھ کھڑے اپنے کچن کا حال دیکھ رہے تھے جو انکی طرح ہی سفید بھوت جیسا بن چکا تھا۔زارک نے جھک کر اپنے ساتھ کھڑی چھوٹی

پارٹی کو دیکھا انہوں نے بھی اسی وقت نظر اٹھا کر اپنے ٹیم ہیڈ کو دیکھا۔

نظریں ملتے ایک طویل قہقہوں کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا وہ چاروں آپس میں ہنستے ہوئے بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔

زارک کو یقین نہیں آیا کہ وہ ہنس رہا تھا اور وہ بھی دل سے۔

اسے ہنسنا آگیا تھا برسوں سے مسکراہٹ بھولے ہوئے شخص کو اب ہنسنا آگیا تھا کیا یہ بات چھوٹی تھی؟ یقیناً نہیں۔

وہ تینوں کو لیونگ روم میں چھوڑ کر خود کچن میں آیا اور چیزیں سمیٹ کر رکھنے لگا۔ مگر اب کیک تو نہیں بننا تھا سارا سامان ختم ہو چکا تھا۔

وہ سب صاف کر کرا نکے پاس آیا جو تینوں ایک دوسرے کو دیکھ اب بھی ہنس رہے تھے۔

''کیک تو نہیں بنے گا اب۔۔۔کیونکہ سارا سامان ویسٹ ہو گیا ہے''اس نے سنجیدگی سے یہ بات تینوں کے غوش اتاری۔

''ہاہ''عبدل باری نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ایک نہیں کئی بار ایسے ہاہ کیا جس پر زارک کی ہنسی چھوٹ گئی۔

یہ بچے بھی ناں کسی طرح اسے سیریس نہیں رہنے دے رہے تھے۔

"اچھا آپ تینوں پرامس کرو۔۔۔ کہ میرے واپس آنے تک آپ تینوں شرارت نہیں کرو گے میں ابھی جا کر مارکیٹ سے ریڈی میڈ کیک لے آتا ہوں"

"اوتے پامش (اوکے پرامس)" سب سے پہلے زامل بولا تھا اسکی دیکھا دیکھی زالے اور عبدل باری بھی بول پڑے۔

زارک تینوں کی ایک ایک کسی لیتا اپنی پی کیپ اٹھا کر باہر نکل گیا۔

وہ تینوں بیٹھے ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے۔۔

''واتش ڈوبیا (ہم کیا کریں بھیا)''زالے کو تب تک

ایسے ہی بیٹھنا بور نگ لگ رہا تھا۔

تب ہی زامل کے دماغ کی بتی جلی اور جب وہ جل

جائے تو پھر سب اندھیرا تو ہونا ہی تھا وہ پھر سے اسی

بھوت والا کھیل کھیلنے لگ گئے اور اس بار باہر کے

سب گارڈز کو بھی ساتھ لگا لیا تھا۔

وہ گاڑی ایک جگہ پارک کرتا اپنی کیپ ٹھیک کر کر بیکری کے اندر گیا جہاں سامنے ہی کاؤنٹر پر ایک لڑکا کھڑا تھا۔

اس نے سامنے رکھے فریش کیکس میں سے ایک چاکلیٹ کیک پسند کیا اور جیب سے کارڈ نکال کر اسکے سامنے رکھ گیا۔

وہ لڑکا کارڈ دیکھ کر یکدم سے چونکا اس نے اس شخص کو دیکھا جس نے اتنی لاپرواہی سے اپنا کارڈ اسکے سامنے رکھا تھا۔

اسکی پاور کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔اس لڑکے نے کارڈ اٹھایا اور پیمنٹ کرنے لگا۔

زارک یہاں وہاں نظریں گھماتا مزید چیزیں دیکھ رہا تھا تھا بچوں کیلیئے جب اس نے دو چار سوئیٹس اور اٹھائی۔

"ہو گیا؟" چیزیں کاؤنٹر پر رکھ کر سر سری سے لہجے میں پوچھا۔

"یس" کہتے ہی اس لڑکے نے اسکا کارڈ اسکے سامنے رکھ گیا جب کارڈ اٹھاتے ہوئے ان اولیو گرین

آنکھوں نے ایک نظر اس لڑکے کے چہرے کو دیکھا جو گھبرایا ہوا سا لگ رہا تھا۔

"ہم نے شرافت کا لبادہ کیا اوڑھا پوری دنیا ہی بدمعاشی پر اتر گئی" وہ دل ہی دل میں یہ ڈائیلاگ سوچتا بیکری سے باہر آ گیا۔

وہ جانتا تھا اس لڑکے نے اسکے کارڈ سے زیادہ اماؤنٹ نکالی ہے پے وہ خود بھی کر سکتا تھا مگر اسے ان چیزوں کی پرواہ ہی کب ہوئی تھی۔

وہ واپس اپنی گاڑی میں آ بیٹھتے گھر کیلیۓ نکل گیا۔

جب اسکے پیچھے سے ایک بندہ نمودار ہوا جس کے ہاتھ

میں فون تھا۔

"وہ چلا واپس پاشا ولا۔۔۔یہاں سے کچھ چیزیں لے

کر بیکری کی" وہ فون پر کسی کو اطلاع دے رہا تھا مقابل

نے اس سے کچھ کہا اور فون بند کر دیا۔

دیکھنے والے کی آنکھوں میں صرف نفرت تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات گئے زمل کو کچھ کچھ ہوش آیا تھا مگر پھر بھی پوری

طرح سے وہ ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔ذرا سی آنکھیں

کھلتے اس نے چھت پہلے دیکھی دھندلا دھندلا سا سب

نظر آرہا تھا اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ کہاں ہے۔

جب اسے اپنا ہاتھ کسی کی نرم گرفت میں محسوس ہوا

اس نے گردن موڑ کر اس جانب دیکھا جہاں وہ پہلے

سے اسکا ہاتھ تھامے اس پر چہرہ ٹکائے بیٹھا تھا۔

سامنے اپنے ہبی کو بیٹھے دیکھ اسکی آنکھیں پوری کھلنے

لگی تب ہی اپنے ہاتھ پر لگی ڈرپ پر بھی نظر گئی۔اسے

سمجھنے میں دیکھ نہ لگی تھی۔

اس نے چونک کر پورے کمرے کو دیکھا وہ ہوسپٹل میں تھی وقت پیچھے گیا اور ذہن میں ہر پل تیزی سے گھوم گیا۔

ساتھ ہی اسکے چہرے پر شدید خوف کی لہر بھی دوڑ گئی

اس نے یکدم سے اپنے ہبی کی جانب دیکھا۔

جو اسے اسی طرح شل ساکت بیٹھا دیکھ رہا تھا آنکھیں ٹھہری ہوئی اور چہرہ بے تاثر تھا لیکن پھر بھی بہت سے سوال تھے اسکے چہرے پر جوزمل کی جان نکال گئے تھے۔

"س۔۔۔سوری ہبی۔۔۔" اسکے لبوں سے ٹوٹ کر الفاظ نکلے جب زیحال نے ضبط سے آنکھیں مینچ کر کھولیں۔

اس نے اٹھ کر زمل کے ماتھے پر لب رکھے جس پر وہ ایک ہی پل میں سکون کی دنیا میں چلی گئی۔

"اب کیسا ہے پین؟" لہجہ وہی ہمیشہ کی طرح نرم تھا۔

"ٹھ۔۔۔ٹھیک ہے" وہ بھرائے لہجے میں بولتی اسے دیکھنے لگی جیسے اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"ہ۔۔۔ہبی "

"جی" پہلی بار اس نے صرف مختصر جواب دیا تھا اور اسی پر زمل کو شدّت سے رونا آیا آنکھیں تو بھرا ہی گئی تھیں۔

"آپ۔۔۔ ناراض ہیں؟" وہ اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامے بھرائے لہجے میں پوچھنے لگی۔ آج جیسے ڈر ہو وہ ہاتھ چھڑوالے گا۔

"نہیں۔۔۔ خفا ہوں۔۔۔ یا شاید۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گیا ساتھ زمل کی سانسیں روک گیا۔

"یا شاید ڈر بھی گیا ہوں خود کو ادھورا محسوس کر کر"

اسکے الفاظ آج زمل کی جان نکال گئے تھے اسکی آنکھوں سے آنسوں تیزی سے نکلتے سائیڈ کان کی لو میں جذب ہونے لگے۔

"ہبی" وہ اٹھنا چاہتی تھی مگر درد نے اسے یہ اجازت نہ دی۔

"لیٹی رہو۔۔۔تم ابھی مکمل ٹھیک نہیں ہو" وہ اسکے تکیے کو ٹھیک کرتے ہوئے فکر مندی سے بولا۔

"آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔۔۔" وہ اور بھی رونا چاہتی تھی مگر خود کو مضبوط ظاہر کرتی وجہ جاننا چاہتی تھی جو شاید وہ پہلے سے جانتی تھی۔

"تم مجھ سے پوچھ رہی ہو۔۔۔ سیریسلی؟ کیا اتنی بڑی بات تم مجھے نہیں بتا سکتی تھی؟ اتنا بھی حق نہیں رکھتا میں؟"

آج اسکا لہجہ کرب سے چور تھا زمل کا دل ڈوبنے لگا تھا۔ وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔

"میں۔۔۔ میں بتانا چاہتی تھی"

"کب ؟" وہ اسکی بات کاٹتے یکدم بولا۔

"کب بتاتی ؟ جب بات بلکل ختم ہو جاتی ؟ مجھے ہر بار آخر میں ہی سب کیوں بتایا جاتا ہے۔۔۔ کم سے کم اپنا یقین تو دیا ہوتا مجھے "

وہ آج ٹوٹ کر جتنا برا بکھرا تھا زمل اندازہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"تمہیں یہ بچہ نہیں چاہئے تھا تو مجھ سے کہتی میں خود پر قابو "

"ہبی" وہ اسکی بات پر یکدم سے کانپ سی گئی تھی وہ
کیسے اتنی بڑی بات سوچ سکتا تھا مگر وہ کیا جانے
حالات نے اسے مجبور کر دیا تھا۔
"میں ۔۔۔ میں نہیں کر پا رہا برداشت
گلا لے ۔۔۔ میں نہیں کر پا رہا" وہ ٹوٹ رہا تھا وہ کرب
سے اپنا سر اسکے بازو پر رکھ گیا۔
"بس کرو مجھ پر یہ آزمائشیں میں ختم ہو رہا ہوں ان
سے پلیز "

اسکے صرف ہاتھ جوڑنے باقی تھی مگر زمل اب تک

سن تھی کہ اس نے یہ سوچ لیا؟

"یہ۔۔۔یہ میری وجہ سے ہوا؟" اسکے سوال پر

زیحال نے سر اٹھایا اور سوالیہ نظروں سے اسے

دیکھا۔

"مورے نے جس ڈاکٹر سے چیک اپ کروایا اس نے

بتایا کہ"

وہ آگے نہیں بول سکی کیونکہ وہ دن اسکے لئے ایک

بھیانک خواب بن گیا تھا۔

"مورے نے؟"فرخندہ بیگم کے ذکر پر اسکے چودہ طبق یک دم سے روشن ہوئے۔

زمل نے اس دن والی بات ایک ایک شروع سے لے کر آخر تک زیحال کو بتائی جسے سن کر وہ گویا سانس بھی نہیں لے سکا تھا۔

113/2

وہ شل سا کت بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا آج اسکے پاس کہنے کو ایک لفظ نہیں تھا کوئی بھی معاملہ اسکے پاس سیدھی طرح نہیں آسکتا تھا اسی طرح الجھا ہوا آکر اسے بھی بری طرح سے الجھا دیتا تھا۔

کیا اسکی اپنی ماں نے یہ سب کیا؟ لیکن کیوں وہ بنا کسی کو بتائے ایسا کیوں کریں گی یا ایسی کیا مجبوری تھی کہ انہوں نے ایسا کیا۔

کئی سوال ایک ساتھ اسکے ذہن میں جنم لینے لگے تھے وہ وہی کھڑا بری طرح سے الجھ چکا تھا۔

زمل نے اسکے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھے پھر دھیرے سے اسکا ہاتھ تھاما جس پر زیحال نے دھیرے سے اسے دیکھا۔

"ایم سوری۔۔۔ہبی۔۔۔مم۔۔۔مجھے آپ کو بتانا چاہیۓ تھا۔۔۔ل۔۔۔لیکن۔۔۔میں ڈر گئ تھی۔۔۔"آخر میں اسکا لہجہ پھر سے بھراسا گیا۔

"نہیں۔۔۔اٹس اوکے"وہ آگے ہو کر اسکے رخسار پر اپنی ہتھیلی جما گیا۔

"نہیں۔۔۔م۔۔۔مجھے پنشمنٹ ملنی چاہئے۔۔۔ہر بار آپ کو ہرٹ کرنے کی وجہ میں ہوتی ہوں"

وہ واقعی اس بار پوری طرح سے گلٹ میں ڈوب چکی تھی اسے احساس تھا کہ ہر بار اسی کی غلطیاں اسکے ہبی کو بری طرح سے توڑ دیتی ہیں۔

"اچھا" اس کے اچھا کہنے پر زمل کا دل یکدم سے رکا مطلب وہ سزا دے گا اسے۔

ایک طرف سزا کو منظور کرنے کا بھی حوصلہ پورا تھا مگر دوسری طرف اس سزا کا خوف بھی دل میں سر اٹھا رہا تھا۔

کیسے نہ اٹھاتا اس شخص سے اس نے ہمیشہ محبت حاصل کی تھی سزا جیسا لفظ تو اسکی زندگی سے ہی جیسے نکل چکا تھا تو آج کیسے یکدم سے اسے قبول کر لیتی۔

مگر اب اسے یہ کرنا تھا خود کو آئندہ غلطیوں سے باز رکھنے کیلئے یہ سزا منظور کرنی ضروری تھی۔

تب ہی وہ آنکھیں زور سے بند کر گئی گال ابھی سے تپنے لگے تھے جہاں سزا میں اسے ایک یا شاید دو تھپڑ ملنے تھے۔

دل زور زور سے دھڑک رہا تھا جب اسے وہی تپش گال کے بجائے ہونٹوں پر محسوس ہوئی۔
وہ آنکھیں تک نہیں کھول سکی کیونکہ مقابل نے اسے یہ موقع ہی نہیں دیا تھا۔

وہ بھی اچھے سے اسے سزا دے کر پیچھے ہٹا تھا جو سزا کم اور محبت زیادہ ثابت ہوئی تھی۔اسکے پیچھے ہٹتے زمل نے بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"تم انہی سزاؤں کی حقدار ہو۔۔۔جو تمہیں ہر روز ملنی چاہئے" وہ اسکی ناک دباتے شریر لہجے میں بولا۔ جب زمل دیکھتے ہی دیکھتے ہونٹ گول کر گئی نہیں یہ سزا پر رونا نہیں تھا بلکہ اسکے نام پر ملی گئی محبت پر رونا تھا۔

زیحال نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا وہ بھی اسکے ساتھ لگتے جیسے پر سکون ہو گئی دل میں سکون کی لہریں سی دوڑ گئیں۔

ان چاروں نے مل کر کیک کٹ نہیں کیا تھا بلکہ کٹ کئے بغیر ہی کھا لیا تھا پہلے سفید بھوت اور اب سب بندر یا بندریا لگ رہے تھے ایک زارک تھا جو اس سے بچا تھا۔

زالے نے کھڑے ہوتے اسکے گالوں پر بھی بلی کی تین تین مونچھیں دونوں اطراف بنادی۔ جسے دیکھ پہلے تو وہ چونکا پھر جو ہنسا تو بس ہنستا ہی چلا گیا۔

"چلو بس بہت کھیل لئے آج اب آپ سب جا کر شاور لو اور سو جاؤ" وہ تینوں کے گالوں پر پیار دیتا ایک لائن میں تینوں کو کھڑا کر گیا۔

ہاں آج ان سب نے بہت انجوائے کیا تھا ایسا وقت شاید انہیں برلاس نے بھی نہیں دیا تھا جتنا زارک نے ایک ایک پل انکے نام کر کر انکا دل جیت لیا تھا۔

اب توزامل اور عبدلباری بھی اسکے لیے پاگل سے ہو

رہے تھے خوشی سے تینوں آگے چلے۔زارک

انکو مین گیٹ تک چھوڑنے گیا تھا جہاں پہنچتے ہی

سامنے کھڑے برلاس پر نظر پڑی۔

وہ یقیناً بچوں کا ہی منتظر تھا اسے دیکھتے ہی وہ تینوں

بھاگ کر اس سے جا لپٹے۔

"تاہ" برلاس نے ایک نظر ان تینوں کی حالت دیکھی

جو صاف بتا رہی تھی کہ وہ خوب کھیل کر آئے ہیں۔

تب ہی اگلی کاٹ دار نظر زارک پر ڈالی۔

"آئندہ۔۔۔میرے بچوں سے دور رہنا" وہ سخت لہجے میں غراتے انکو لے کر اندر چلا گیا۔

زارک وہی کھڑا اسکے الفاظ کی تپش کو محسوس کرنے لگا دل اسکے لہجے پر ڈوب کر ابھرا تھا۔

وہ مسکرانے کی کوشش کرنے لگا زخمی مسکراہٹ۔

وہ واپس اپنے پورشن میں آگیا اور آکر سارا پورشن خود صاف کیا پھر خود بھی شاور لیتے کمرے میں آگیا۔

جہاں اسکی لٹل فیری کے اتنے کھلونے پڑے تھے

انہیں دیکھ سارا دکھ درد پل میں ہوا ہوتا لبوں پر

مسکراہٹ بکھر گئی۔

وہ آگے آکر سارے کھلونے پیار سے سمیٹنے لگا اور

سمیٹ کر سب ایک باسکٹ میں رکھ دیے۔

اسے آج بھی اپنے بے رنگ گھر میں یہ پیار کے

خوبصورت بکھرے رنگ یاد تھے وہی تو دن تھا اسکی

زندگی کے بدل جانے کا۔

سب کچھ کر کر وہ پر سکون سا بیڈ پر لیٹ گیا آج تھکاوٹ اتنی ہو گئی تھی کہ لیٹتے ہی نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

زمل کو ہوسپٹل سے چھٹی ملنی تھی تب تک ایسا ممکن نہیں تھا کہ زیحال اسے وہاں چھوڑ کر خود گھر آ جائے البتہ اس نے یاقوت اور پامیر کو گھر بھیج دیا تھا۔

جن کے آنے کے بعد زاملزالے کو سمبھالنے والے کئی افراد گھر میں ہو گئے تھے تب ہی وہ چاہ کر بھی زمل کو یاد نہیں کر پائے ہر ایک سے اتنا لاڈ پیار انکو ملتا تھا۔

"آپ تینوں آج اپنے روم میں سوئیں گے اوکے"

کومل کی بات پر انہوں نے تیزی سے سر ہاں میں ایسے ہلایا جیسے جانتے ہوں انکا روم کونسا ہو۔

لیکن اصل آنکھیں تینوں کی تب کھلی جب کومل نے انکو انکا نیا روم دکھایا۔

کمرے کو نرسری کے بجائے ایک لگژری کڈز روم کی صورت دی گئی تھی جسے دیکھ تینوں کی آنکھیں پہلے پہل جس طرح حیرت سے پھیلی تھیں کومل کو وہ دیکھ ہنسی آئی۔

دیواروں پر کارٹون کریکٹرز، قلعوں، بادلوں اور ننھے ستاروں کی خوبصورت پینٹنگز بنی ہوئی تھیں جبکہ ایک پوری دیوار ان تینوں کی تصویروں اور یادگار لمحات کے فریموں سے سجی تھی۔

کمرے کے درمیان میں نرم اور موٹا پلے میٹ بچھا تھا کونے میں چھوٹا سا انڈور سلائیڈ اور بال پٹ بنایا گیا تھا، جبکہ دوسرے کونے میں منی کچن سیٹ، ٹرین ٹریک اور تعلیمی کھلونوں کی قطار لگی ہوئی تھی۔

ان تینوں کیلئے الگ الگ تھیم والے بیڈ رکھے گئے تھے زالے کا بیڈ شہزادیوں کے محل جیسا تھا جبکہ زامل اور عبدل باری کے بیڈ ریسنگ کار اور سپیس شپ کی شکل میں ڈیزائن کیے گئے تھے۔ چھت سے لٹکتے کرسٹل لیمپس کمرے میں نرم سنہری روشنی بکھیر رہے تھے

اور بڑی کھڑکیوں پر لگے سفید اور آسمانی پردے ہوا کے ساتھ ہلکے ہلکے لہرا رہے تھے۔ پورا کمرہ اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ تینوں منہ میں سونے کا چمچ ہی لے کر پیدا ہونے والے بچوں میں شامل تھے۔

"چلو اب کھیلنا کل۔۔۔ ابھی نائی نائی کر کر سو جاؤ تینوں" وہ تینوں کو نہلا کر نائٹ ڈریس پہناتی انکے اپنے اپنے بیڈ پر لٹا گئی۔

اور کتنی ہی دیر تینوں کو سٹوریز سناتی بس سلانے کی کوشش کرنے لگی۔وہ بھی زارک کی طرح تھکے ہوئے تھے تب ہی جلد نیند آگئی۔

کومل دھیرے سے بنا آواز کئے انکے روم کی مدھم لائٹس آن کرتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

یہ فیصلہ یاقوت کا تھا بچوں کو اب الگ کمرہ دینے کا ساتھ ہی باہر ایک ملازمہ بھی رکھی گئی تھی جس کی ڈیوٹی ہی صرف یہ دیکھنا تھی کہ ان تینوں میں سے کوئی جاگ نہ جائے۔

وہ جیسے ہی کمرے میں آئی نظر سامنے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھے پامیر پر گئی۔اسکے سامنے کئی میڈیسنز رکھی تھی جنہیں وہ بڑی غور سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا فائدہ انہیں دیکھنے کا" وہ پاس آکر اسکے سامنے بیٹھتی دیکھ کر بولی۔

وہ خاموش رہا جیسے ابھی تک اس گلٹ سے ابھر نہ پا رہا ہو۔کومل نے آگے سرک کر اسکا ہاتھ تھاما۔

"میں۔۔۔میں کبھی اس چیز کیلئے خود کو معاف نہیں کر سکتا" وہ سر جھکا گیا۔کومل کو دل سے اسکے لئے برا لگا تھا۔

"تمہیں علم تھوڑی تھا کہ ایسا کچھ ہو جائے گا لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہی یہ سب زمل یہ سب کیسے۔۔۔؟"

"وہ آئی تھی تمہارے لئے۔۔۔لیکن تم ماہم کے ساتھ گئے ہوئے تھے" اسکی بات پر کومل کچھ چونکی۔

"مطلب۔۔۔وہ میرے پاس آئی تھی؟" اسے حیرت سی حیرت ہوئی۔

"ھمم۔۔۔" اسکے سرسری سے جواب پر کومل نے ان میڈیسنز کو دیکھا ایک ایک کر کر وہ اٹھاتی گئی اور دیکھتی گئی۔

"یہ۔۔۔یہ سب تو وہ ہیں جن سے اسکا مسکیرج ہو سکتا تھا لیکن وہ مجھے دکھانے آئی تھی اسکا مطلب یہ سب اسے کسی نے دیا تھا "

اسکا ذہن تیزی سے جمع تفریق کرتا کسی اور ہی نہج پر پہنچا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"مطلب غلطی تمہاری بھی نہیں ہے کسی اور نے یہ کیا ہے لیکن کون کرے گا ایسا؟ "

وہ لاکھ ذہن پر دباؤ دے کر سوچتے لیکن چاہ کر بھی اصل مجرم پر نہیں پہنچ سکتے تھے۔

"جو بھی ہے۔۔۔سامنے تو آئے گا اور اس بار میں اسے خود دیکھوں گا"

وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔

جب جب زیحال کا اس انداز میں ٹوٹنا اسے یاد آرہا تھا تب تب یہ آگ اسکے اندر اور تیز بھڑک رہی تھی۔

کومل کتنی ہی دیر ان میڈیسنز کو دیکھتی رہی پھر اٹھ کر سب سمیٹتی اسکے ساتھ آ بیٹھی۔

"مجھے تم پر پورا یقین ہے۔۔۔تم ایسا کبھی جان بوجھ کر نہیں کرو گے "اسکے الفاظ تھوڑے ہی صحیح لیکن پامیر کے دل سے کچھ بوجھل کم کر گئے تھے۔

وہ وہی اسکی گود میں سر رکھے لیٹ گیا یہ جگہ سکون بھری تھی۔

"عبدلباری کہاں ہے؟"اسے وہ نظر نہیں آرہا تھا نہ اب تک وہ کسی اور چیز پر دھیان دے سکا۔

"یاقوت نے انکے لئے کمرہ سیٹ کروایا ہے تینوں بچے
وہی رہیں گے زوناش چھوٹی ہے ورنہ اسکے لئے بھی وہ
وہی سیٹ اپ کروا دیتا "
"ایسا کیوں ؟" اسے سمجھ نہیں آئی۔
" حالات جو ہو جاتے ہیں ایسے میں بچے بہت ڈسٹرب
رہنے لگتے ہیں اس لئے ان پر خاص توجہ دینے کیلئے اس
نے قدم اٹھایا ہے "
اسکی بات پر پامیر کے اعصاب ڈھیلے پڑے وہ کب
ایک دوسرے کی رائے سے اختلاف کر سکتے تھے

ایک جو کہہ دے وہ بات دوسرے کیلئے سر آنکھوں پر پھر چاہے وہ اولاد کیلئے کوئی فیصلہ ہو۔

"چلو تم سو جاؤ۔۔تاکہ ذہن تھوڑا پر سکون ہو جائے جب بھی ایسی سچویشن بنے کوشش کرنی چاہئے کہ سو جائیں "

اسکی بات پر پا میر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"اچھا۔۔"اس نے جس انداز میں اچھا کہا تھا کومل نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ڈاکٹر صاحبہ کا موڈ آج ڈاکٹر بننے کا ہے "

"وہ تو میں ہوں" وہ کندھے اچکاتی ذرا شوخ ہوئی۔

"واقعی میں۔۔۔؟" اسکے آبرو اچکا کر پوچھنے پر کومل نے بھی آنکھوں سے جواب دیا۔

"پھر ذرا اس مریض کو بھی دیکھ لیں۔۔۔کب سے بیمار ہے اور علاج کی اشد ضرورت ہے" وہ اسکا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھ گیا۔

کومل ہنستی ہوئی اسے دیکھنے لگی وہ پھر سے اپنی ٹون میں آرہا تھا۔

"اس مریض کو صرف دھلائی کی ضرورت ہے"

اسکی بات پر پا میر نے لمبا سانس لے کر آنکھیں گھمائیں۔

"تم بڑے ہونے کا کچھ زیادہ ہی فائدہ نہیں اٹھاتی؟"

آبرو اچکائے شوخی سے پوچھا۔

"تھوڑا۔۔۔سا" وہ انگلی اور انگوٹھے سے پیمانہ کر کر بتاتی ہوئی ہنس دی۔

"تھوڑا سا ہاں۔۔۔ تھوڑا سا" وہ اٹھ کر اسے گدگدی کرتا پاگلوں کی طرح ہنسنے پر مجبور کر گیا دونوں کی

کھلکھلاہٹیں کمرے کی حدود میں گونجتی فضا میں

حسین سا سر بکھیر گئی۔

وہ اب ہوسپٹل بہت کم جاتی تھی اسے سمجھ آ گئی تھی

کہ مرد اگر محبت اور زمے داریاں بخوبی پوری کرنے

والا ہو تو عورت کی پہلی زمے داری اپنے گھر کو جنت

بنانا بن جاتی ہے۔

وہ دونوں اب خوش ایک ساتھ اور مکمل بھی جسے

عبدلباری نے آکر کیا تھا۔جواب مزے سے اپنے

ننھے سے بیڈ پر سو رہا تھا۔

رات کو کوئی چھتیس بار کومل ان تینوں کو آکر دیکھا تھا
کہ کہیں کوئی جاگ نہ گیا ہو اسکے ساتھ پا میر بھی ٹھیک
سے نہیں سو سکا۔

صبح کا سورج اپنی کرنیں خان حویلی پر بکھیریں اسے
زمین کے اس حصّے پر روشن کر گیا تھا۔ صبح ہوتے ہی
کئی ملازموں کی ڈیوٹی شروع ہو جاتی تھی جس میں
سب سے پہلے لان کی صفائی آتی تھی۔

ان سب کو نجانے پودوں سے کی عشق تھا چاہے وہ پاشا ولا ہو یا خان حویلی دونوں طرف الگ سے ملازم رکھے جاتے تھے لان کی دیکھ بھال کے لئے۔

صبح صبح نوشیر وال صاحب لان میں تازہ ہوا کھانے کیلئے واک کر رہے تھے جب باہر سے مہرام واک کرتی واپس آئی۔

"ارے۔۔۔ تم کدر گیا تھا؟" اسے باہر سے اکیلے آتے دیکھ انہیں کچھ حیرت سی ہوئی۔

"میں واک پر گئی تھی بابا سائیں" اسکی بات پر

نوشیر وال صاحب کو مزید حیرت ہوئی۔

"لیکن بچے۔۔۔ تم تو فٹ ہے تم کو کیا ضرورت" وہ

سیدھے الفاظ میں یہ نہیں کہہ سکے کہ اسکا اکیلے جانا

انہیں کچھ ناگوار گزرا تھا۔

"میں بھی یہی کہہ رہی تھی لیکن بابا کو کون

سمجھائے"

وہ بول کر ہٹی ہی تھی جب پیچھے سے زریاب مہروز کا

ہاتھ پکڑے گیٹ سے اندر داخل ہو رہے تھے۔

"اچھا۔۔۔زری تم کو لے کر گیا تھا"اب کی بار انکے چہرے پر کچھ چمک سی آئی۔

"سلام بابا"انہوں نے آتے ہی ان سے سلام کیا ساتھ انکے ہاتھ کا بوسہ جو دیکھ مہرام سر پر ہاتھ مارتی جلدی سے آگے آکر انکا ہاتھ تھام گئی۔

نوشیر وال صاحب کو مہرام سے الگ ہی لگاؤ تھا مہروز کا بچپنا تو وہ پسند کرتے ہی تھے لیکن مہرام کی کم عمر میں بھی اتنی سمجھداری انہیں بے حد پسند تھی۔

"یہ۔۔۔داراب کب لوٹے گا۔۔۔اب تو مہینہ ہونے کو ہے" وہ کرسی پر بیٹھتے سنجیدگی سے بولے۔

ملازم چائے کی ٹرالی وہی چھوڑ گیا تھا جب مہرام نے آگے بڑھ کر نوشیر وال صاحب اور زریاب کیلئے چائے کا کپ بنایا۔

"پتہ نہیں بابا اب جب بھی فون کرتا ہے آگے سے آفیسر خود کوئی پکا جواب نہیں دیتا لگتا ہے ام کو خود جانا پڑے گا اب تو ام کو بھی فکر ہو رہی ہے "

وہ واقعی اب پہلے سے زیادہ فکر مند ہوئے تھے یہ پہلی بار ہوا تھا کہ داراب اتنے دن گھر سے باہر رہا تھا ورنہ ہر دن نہ صحیح ہر ہفتے ضرور چکر لگاتا تھا۔

"ھمم پتہ کرو۔۔۔ام کو وہ جلدی گھر چاہیئے اسکی زمے داری ایک ادر بھی ہے" انکا اشارہ یقیناً بیلا کی جانب تھا۔

مہرام انکو باتیں کرتے چھوڑ کر حویلی کے اندر چلی گئی کچھ ہی دیر میں اسکا اسکول شروع ہونے والا تھا۔

وہ جیسے بولنے میں سنجیدہ تھی ویسے ہی پڑھائی کے معاملے میں بھی مہروز سے کئی آگے تھی ذہن اس قدر تیز تھا کہ ہر کلاس میں سب سے ٹاپ کرتی تھی۔

اسکے مقابلے مہروز تھوڑی چلبل سی غیر زمے دار لگتی تھی جسے پڑھائی بھی مجبوری میں کرنی پڑتی ہو۔

\----------

وہ اب پہلے سے بہتر تھی اتنی کہ اب وہ ٹھیک سے بیٹھ سکتی تھی اسکے باوجود بھی زیحال نے خود اپنے ہاتھوں سے اسے بریکفاسٹ کروایا۔

"ہبی۔۔۔گھر کب جائیں گے؟" اسے شدّت سے بچوں سے ملنے کی طلب ہو رہی تھی۔

"بس کچھ دیر میں۔۔۔" وہ اسکے ساتھ بیٹھ کر ہاتھ تھامے نرمی سے گویا ہوا۔

"ا۔۔اور رپورٹس؟" اسکا دل یہ سوال کرتے ہوئے تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا۔

"آتا ہو گا برہان۔۔۔ پھر دیکھتے ہیں ڈونٹ وری سب ٹھیک ہو گا" اسکے اپنے دل کی کیفیت کچھ ایسی ہی تھی لیکن زمل کیلئے وہ خود کو از حد کمپوز کئے ہوئے تھا۔

اتنے میں برہان بھی آ گئے جن کے ہاتھ میں اسکی رپورٹس تھیں آج وہ صرف پیپر زنہ تھے ان میں چند الفاظ یا تو اسکا دل رکھ لیتے یا بہت بری طرح سے بکھیر دیتے۔

"زمل گھر جا سکتی ہے۔۔۔ لیکن پراپر کیئر کرنی ہو گی

مکمل بیڈ ریسٹ۔۔۔ بیڈ سے ذرا بھی نہ اٹھنے دینا

کیونکہ ابھی بہت ویکنیس ہے "

وہ اپنے پروفیشنل انداز میں اسے سب بتاتے جا رہے

تھے۔ مگر زیحال کے کان تو کچھ اور ہی سننے کو بے

تاب تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"انسان بن کر اصل بات بتاؤ گے یا پھاڑوں تمہاری

ڈاکٹر کی ڈگری" وہ جلتے توے پر بیٹھا تھا اسکے انداز پر

برہان کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اب آپ ڈھیٹ ہیں تو کیسے ممکن ہے آپ کی اولاد نہ ہو" انکی بات پر زیحال زمل دونوں کا دل بیک وقت رکا۔

"مطلب۔۔۔صاف صاف بتاؤ نہیں تو بہت برا ماروں گا" وہ کسی ضدی بچے کی طرح آگے آکر بے چینی سے پوچھنے لگا۔

"دونوں ٹھیک ہیں۔۔۔الحمدللہ" یہ الفاظ گویا زیحال کو نئی زندگی بخش گئے تھے وہ آنکھیں بند کئے چہرے

پر ہاتھ رکھ گیا جیسے زمانے بھر کی تھکاوٹ ایک پل میں
ختم ہو گئی ہو۔

برہان آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگا گئے یہ لمحہ
خوشیوں بھرا تھا اتنی خوشی پہلی نہیں ہوئی تھی جب
یہ خوش خبری ملی تھی جتنی اب اسکے محفوظ ہونے کی
ہو رہی تھی۔

برہان کے روم سے نکلتے اس نے زمل کی جانب دیکھا
جو اسے ہی بھرائی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

وہ نہیں کر پایا ضبط آج پھر اسکے سامنے۔ وہ زمل کے کندھے پر سر رکھے بے ساختہ رو دیا ضبط تو وہ بھی نہیں کر پائی۔

"تھینک یو۔۔۔ تھینک یو وائفی۔۔۔" وہ یہ لفظ بنا سانس لئے اسے پوری زندگی بھی کہہ سکتا تھا یہی تو لڑکی تھی جس کی وجہ سے اسے اپنی ایک خوبصورت فیملی ملی تھی۔

وہ کچھ دیر تک سارا کام مکمل کرتے اسے لے کر باہر آ گیا تھا جب واپس برہان سے ملنے اندر گیا۔

"زمل کی کنڈیشن بہت نازک ہے اسکے لئے ایک ایک پل بہت قیمتی ہے جتنا ہو سکے اسے وقت دیں اور سٹریس بلکل بھی نہ لینے دیں"

وہ فکر مندی سے اسے ہر چیز کی تاکید کرنے لگے جسے وہ بغور سن کر سر اثبات میں ہلا گیا۔

لیکن وہی دوسری طرف یہ الفاظ کسی اور کیلئے اسکے اندر شدید آگ سی بھڑکا گئے۔

وہ زمل کو لے کر پاشا ولا آگیا تھا۔ لیکن سختی سے بیڈ سے نیچے اترنے سے منع کر دیا تھا۔

"اب اگر میری اجازت کے بغیر تم نے قدم بھی نیچے رکھا تو اچھا نہیں ہوگا "

اسکی ڈانٹ پر زمل کے ہونٹ گول ہوتے آنکھیں یکدم سے بھرا گئیں۔

"ڈر گیہ "اسکی آنکھوں کی نمی پر وہ بے چین ہوتے اسکے قریب بیٹھا۔

"آپ۔۔۔آپ اسکے لئے مجھے ڈانٹ رہے ہیں؟"وہ بیلی کی جانب اشارہ کرتی آنکھیں پٹپٹا کر پوچھنے لگی۔

جب اسکے سوال پر نہ چاہتے ہوئے بھی زیحال کے لب گہری مسکراہٹ میں ڈھلے۔اس نے آگے بڑھ کر اسکے ماتھے پر لب رکھے۔

"اسکے لئے کیا میں تمہیں کسی کے لئے بھی نہیں ڈانٹ سکتا۔۔۔تم میرے لئے ہر چیز سے پہلے ہو اور رہو گی" وہ اپنے خوبصورت الفاظ میں ہمیشہ کی طرح آج بھی اپنی محبت سے اسے پر سکون کر گیا تھا۔

"اب تم ریسٹ کرو۔۔۔مجھے ضروری کام ہے" وہ اٹھ کر اسکا کمفرٹر ٹھیک کرنے لگا۔

"ک۔۔۔کہاں جا رہے ہیں؟" اسکے سوال پر ایک نظر گرے جھیل سی آنکھوں نے اسے دیکھا دو دن میں اسکی بیوی کا رنگ مدھم پڑ گیا تھا اتنا درد وہ برداشت کر کر آئی تھی کیسے ممکن تھا کہ وہ یہ درد صرف اکیلے برداشت کرتی۔

وہ مسکرا کر سیدھا کھڑا ہوا۔

"کوئی بہت بیمار ہے اسے علاج کی سخت ضرورت ہے" اسکی بات پر زمل حیرت سے دیکھنے لگی۔

"آپ کریں گے علاج؟" ہاں وہ ڈاکٹر تو نہیں تھا۔

"کچھ علاج صرف میرے جیسے لوگ کر سکتے ہیں۔۔۔ چلو میں آیا کچھ دیر تک" کہہ کر وہ جانے ہی لگا تھا جب زمل کی آواز پر رکا۔

"بچوں کو بھیج دیں میرے پاس"

"شرافت سے بیٹھو ورنہ پٹو گی" وہ قدرے تیز آواز میں بول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

113/3

وہ نیچے جیسے ہی آیا بچے اسے دیکھ دوڑ کر اسکی ٹانگوں سے آ لپٹے زیحال بھی ان کے سامنے وہیں بیٹھ کر باری باری تینوں کے گال چومنے لگا۔

"بامی۔۔۔ مش یو(بابا میں نے آپ کو بہت مس کیا)" زامل کا آج الگ ہی اپنے باپ پر پیار برس رہا تھا۔

"کیا چاہئے میرے بیٹے کو۔۔۔اتنا مکھن لگانے سے بہتر سیدھا بتا ہی دو" وہ بھی اسکی رگ رگ سے واقف تھا تب ہی آبرو اچکا کر پوچھنے لگا۔

"ہی ہی۔۔۔ بابا۔۔۔آئی وانٹ نیو گاڑی (بابا مجھے نئی گاڑی چاہئے) "

ہاں اس نے اور عبدلباری نے فون پر کار کا نیا ماڈل دیکھا تھا رگ تو دونوں میں تھی ہی اپنے باپ والی کیسے نہ اس کار کو دیکھ انکا جی للچاتا۔

"اوہ۔۔۔تو یہ بات ہے۔۔۔اوکے۔۔۔ بابا آپ کے لئے آتے ہوئے نیو گاڑی لے کر آئیں گے "

زامل کی بات منظور ہوتے دیکھ عبدلباری بھی جلدی سے میدان میں اتر آیا۔

"می۔۔۔بم بم۔۔۔باہ" وہ ہاتھ کی مٹھی کھول بند کرتا بے حد معصومیت سے اپنے زی بابا سے ڈیمانڈ کرنے لگا جس پر زیحال کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"میرا بچہ۔۔۔زی بابا آپ کے لئے زامی بھیا سے بھی پہلے لائیں گے" وہ عبدلباری کو اپنے سینے میں چھپاتے سر کا بوسہ لے گیا۔

""بامی دول اوتے (بابا میری ڈول او کے)؟"

زالے نے سمجھداری سے زیحال کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"او کے میرا بیٹا" وہ ایک ایک کی فرمائش ایسے سن رہا تھا جیسے ابھی مال جا کر سب کیلئے لے آئے گا۔

فلحال تو اسکے ہاتھوں میں جو کھجلی ہو رہی تھی اسے مٹانے کیلئے وہ از حد بے چین تھا۔

وہ سب کا زی بابا تھا بچوں کو اپنے باپ کی طرح اس سے بے پناہ محبت تھی شاید ہی اتنی محبت زوناش کو یاقوت سے اور عبدلباری کو پامیر سے ہو گی جتنی ان دونوں کو اپنے زی بابا سے تھی۔

تب ہی صوفے پر اوندھے منہ لیٹی زوناش انکو دیکھ چیخیں مارنے لگی۔

"اسے بھی دیکھ لو۔۔۔وہ تو ابھی سے جیلس ہونے لگی ہے"کومل ناشتے کی ٹیبل سیٹ کرواتی دور سے بولی۔ واقعی میں اسکا ذہن ابھی سے تیز تھا ان سب کو تو ڈر تھا کہیں زامل کی ہی واٹ نہ لگا دے وہ۔ایک ہی گھر میں دو تیز دماغ نجانے کیسے رہتے۔

"آگیا۔۔۔آگیا" وہ زوناش کی مسلسل کلکاریاں سنتے آخر کو اٹھ کر اسکے پاس آہی گیا۔اور وہی ہوا اسکے گود میں لیتے وہ چپ بھی ہو گئی۔

"مجھے تو لگتا ہے سب کو اسی میں ماں نظر آتی ہے"

کومل کی بات پر ساتھ کام کرتی مشی اور آئرہ نے اسے دیکھ اپنی ہنسی دبائی۔

"جیسے ہمارے شوہروں کو؟" اسکے سوم پر کومل نے آنکھیں گھمائی۔

"ویسے تو زیحال ان رشتوں سے ہمارے ساس سسر دونوں کے رشتے پرفٹ ہوتا ہے لیکن اسے چھوڑ کر اسکی اولاد میں یہ کوالیٹیز آگئی ہیں"

وہ جل بھن کر بولتی ساتھ اپنا کام بھی کر رہی تھی جب پیچھے سے پامیر نے اسکے کان میں پھونک ماری۔ کومل بدک کر پیچھے ہٹتی اسے دیکھنے لگی۔

"مجھے یاد کیا جارہا تھا دیکھو۔۔۔میں حاضر ہو گیا" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھتے شوخی سے بولا لیکن کومل کا بس نہیں چلا وہی چاقو اس پر چلا دے۔

"تمہیں تو پاشا ولا کی فسادی پھپھو کا ٹائٹل ملنا چاہئے" اسکی بات پر پامیر کا سیب کترتا منہ رکا۔

"پھپھو۔۔۔؟"ہاں وہ فسادی اولاد ضرور تھی لیکن

پھپھو کب بنی۔

"بہت اچھے میرا بھی یہی رائے ہے"اسی وقت عثمان

کے آدھمکنے پر سب نے اسکی جانب دیکھا۔

"اور تمہارے بارے میں میرے خیالات بھی بلکل

نیک ہیں اگلی عیدالضحی پر تمہیں قربان کرنے

کے۔۔۔یو بنا داڑھی والے بکرے "

وہ کانٹا دکھاتے جل کڑھ کر بولا۔عثمان آؤ دیکھا نہ تاؤ

کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"تمہاری نیک خیالات میں بعد میں سنوں گا۔۔۔فلحال کومل۔۔۔تم میری پیٹ کی صدا سنو۔۔۔اور اچھا سا ناشتہ لگادو"

"کیوں کیوں۔۔۔وہ کیوں لگائے۔۔۔تمہاری ماہی نے منہ نہیں لگایا تمہیں" وہ فوراً سے میدان میں کودا ہاں اب وہ پکا فسادی پھپھو تھا۔

"نہیں۔۔۔اس نے کومل کی کلاس مس کر دی تھی"

اس کے دوبدو جواب پر کومل مشی کے ساتھ ساتھ ٹیبل پر آتے زیحال کی بھی ہنسی چھوٹ گئی۔

"میں۔۔۔میں کسی دن اسکا شہید چوک بنادونگا"

پامیر کا بس نہیں چلا ہاتھ میں پکڑے کانٹے سے ہی

جنگ شروع کر دے۔

"بس بس۔۔۔ لڑائی لڑائی معاف کرو میرے جوتے

صاف کرو بہت گندے ہو گئے ہیں" یاقوت آکر

جوتے ایک طرف رکھے ایسے ہی اپنی کرسی سمبھال

گیا۔

"تمہیں اور کوئی نہیں ملے۔۔۔اندر سیل لگا رکھی ہے تم نے اپنے سیکشن میں "مشی نے جھک کر اس کے کان میں ڈپٹا۔

"سوہنے میرے پینٹ کوٹ پر یہ زیادہ اچھے لگ رہے ہیں" وہ بھی ڈھیٹ تھا اندر پورا ابھرا ہوا سیکشن جو توں کا چھوڑ کر یہ کل والے اٹھا کر لے آیا۔

"اوہ۔۔۔اتنا بن ٹھن کر جانے کی وجہ ؟ کہیں مجھ پر کوئی سوکن لانے کا ارادہ تو نہیں ؟ "

"لاحول ولا قوۃ۔۔۔کیسی باتیں کر رہی ہو میں تم پر سوکن لاؤنگا؟ مطلب میرے ارادے تمہیں پتہ چل گئے؟" اسکی بات پر مشی کے ہونٹ جھٹ سے گول ہوئے۔

"سوکن۔۔۔کس کی سوکن۔۔۔۔مجھے بھی بتائیں" پامیر کے کان ایسی باتوں پر کھڑے نہ ہوں ایسا ہو سکتا ہے بھلا؟ کومل نے اسے ترچھی نظروں سے گھورا۔

"م۔۔۔میں تو پوچھ رہا تھا بس" وہ جھٹ سے معصوم بنتا اپنی پلیٹ سیدھی کر گیا۔

"ویسے کونسا آندھی طوفان آگیا تھا تمہاری زندگی میں جو صبح صبح میرے کانوں کے پردے پھاڑ دیے فون کر کر "

وہ ناشتہ کرتے ساتھ اس اچانک ہنگامی کال کی وجہ طلب کرنے لگا۔

زیحال نے ہی اسے کال کر کر یہاں بلایا تھا وہ بچارا اماہم کو ناشتے پر اکیلا چھوڑ کر یہاں آگیا لیکن آگے مشی آئرہ کے ہاتھوں کے مزے مزے کھانے، کھانے کو مل گئے تھے۔

"ہے کچھ ضروری کام میرے پاس تمہیں گھر سے پک کرنے کا وقت نہیں تھا" وہ سنجیدگی سے ناشتہ کرتے گویا ہوا۔

"سب ٹھیک ہے؟" عثمان اسکا ہر انداز بخوبی جانتا تھا اور اس وقت وہ کوئی دبی چنگاری معلوم ہو رہا تھا۔

"لگتا ہے کسی نے گستاخی کی ہے" اسکی بات پر زیحال نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"گناہ۔۔۔گناہ کیا ہے" وہ سرد مہری سے بولتا عثمان تک کا خون جمنے پر مجبور کر گیا تھا عثمان نے بمشکل نوالہ نگلا۔

"اوکے۔۔۔۔بوس میں حاضر"ہاں وہ مان تھا زی کا اسے ہر وقت ہر لمحہ اسکے لئے حاضر رہنا تھا۔

"برلاس نہیں اٹھا؟"آئرہ اپنا ناشتہ کرتی کرتی زیحال کی بات پر اسکی جانب دیکھنے لگی۔

"نہیں۔۔۔۔انکی تھوڑی طبعیت ٹھیک نہیں ہے" وہ بولتی ہوئی تھوڑی جھجھک رہی تھی۔

مگر کس کے سامنے؟ جو اپنی اولاد کی رگ رگ سے

واقف تھا وہ کیوں نہیں آیا یہ وہ اچھے سے جانتا تھا۔

وہ تقریباً ناشتہ ختم کر چکا تھا مگر اب بھوک تھی بھی تو

اس بات سے ختم ہو گئی تھی۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر اسکے کمرے کی جانب گیا جب

اسے جاتے دیکھ آئرہ کے چہرے پر خوف کا سایہ سا لہرا

گیا۔ وہ جھوٹ نہیں کہہ رہی تھی وہ صرف وہ الفاظ

کہہ رہی تھی جو اسے یاد کروا کر بھیجے گئے تھے۔

کمرے تک پہنچتے اس نے دھیرے سے دروازہ ناک کیا۔ مگر اندر سے جواب آنے کا انتظار کئے بغیر دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔

"تمہاری ناراضگی کب تک ختم ہو گی؟" وہ وہی کھڑا پوچھ رہا تھا جبکہ وہ خود سامنے بیٹھا ہاتھ میں پکڑی بال سامنے دیوار پر مارتا پھر سے کیچ کر رہا تھا۔

"جب تک وہ یہاں ہے" وہ اسکا نام تک لینا نہیں چاہتا تھا۔

"کیا میرے فیصلے پر تمہیں شک ہے؟ "

"وہ مجرم ہے۔۔۔اسے سزا ملنی چاہئے" وہ اسکی بات کو ایک طرف کرتے اسکی جانب دیکھ کر سپاٹ لہجے میں بولا۔

"اتنی سزا کافی نہیں جو وہ آج تک کاٹتا ہوا آیا ہے؟"

اب کی بار اسکے سوال پر برلاس کو چپکی سی لگ گئی وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔

بول کر وہ بھی نہیں رکا تھا مگر پیچھے اپنے الفاظ کا ایسا سحر چھوڑ گیا تھا کہ وہ خود اس پر سوچنے کیلئے مجبور ہو گیا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ سب سے پہلے سیدھا خان حویلی گیا تھا جہاں اسے اچانک دیکھ آفس کیلئے تیار ہوئے کھڑے زریاب خوشی سے پھولے نہیں سمائے۔

"ماڑا تم نے امارا روح خوش کر دیا۔۔۔ کیسا ہے تم؟"

وہ زیحال کو پرجوش سا گلے لگاتے محبت بھرے لہجے میں بولے مگر اسکی نگاہیں فرخندہ بیگم کی ہی جانب تھیں۔

وہ سب سے مل کر انہیں روم میں آنے کا کہتے خود اوپر اپنے روم میں چلا گیا۔

وہ بے شک یہاں نہیں رہا تھا لیکن آج بھی اسکا کمرہ صرف اسکا تھا جہاں اسکے علاوہ صرف زمل کو جانے کی اجازت ملی تھی۔

فرخندہ بیگم نیچے ملازمہ کو لوازمات لانے کا حکم دیتی خود اوپر آگئیں جہاں وہ اپنی بئیرڈ مسلتے کمرے میں دائیں سے بائیں چکر کاٹ رہا تھا

انکے آتے ہی قدموں کو بریک لگی مگر نگاہوں میں سرد مہری مزید بڑھ گئی۔

"کیا بات ہے۔۔۔ تم ام کو پریشان لگ رہا ہے" وہ نیچے ہی اسکے چہرے کے تاثرات بھانپ گئی تھیں۔

"مورے۔۔۔ صرف ایک سوال۔۔۔ زمل کا چیک اپ کس سے اور کیوں کروایا تھا؟" وہ اسی سرد مہری سے پوچھتا ان کے مقابل آیا۔

وہ مر کر بھی یہ شک اپنی ماں پر نہیں کر سکتا تھا کہ اس گناہ میں انکا کوئی ہاتھ ہو سکتا ہے۔

"فیملی ڈاکٹر ہے۔۔۔ام کوزمل کی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں لگی تھی بس اس لئے" وہ نرم لہجے میں پریشانی سے گویا ہوئیں۔

"لیکن کیا بات ہے بچے۔۔۔تم ام کو اس بات سے بڑھ کر پریشان دکھ رہا ہے" وہ اسکے رخسار پر ہتھیلی جمائے نرمی سے پوچھنے لگیں

"کس ہوسپٹل میں ملے گی؟" اسکے پاس وقت نہیں تھا پوری بات بتانے کیلئے تب ہی سیدھا مدعے پر آیا۔

انکے نام بتاتے ہی وہ انکے سر کا بوسہ لیتے "پھر آؤنگا"
کہہ کر بنار کے روم سے باہر نکل گیا۔

جب نیچے آتے اپنی گاڑی تک کے فاصلے تک آتے
آتے اسکی نظر زریاب پر پڑی وہ فون پر کسی سے نہایت
غصّے سے بات کر رہے تھے۔

"زی چلو۔۔۔ہمیں نکلنا ہے" عثمان گاڑی میں بیٹھا
اسے آنے کی آوازیں دے رہا تھا

جبکہ وہ زریاب کو ایسے پریشان کھڑے دیکھ آگے
نہیں بڑھ سکا۔

"کیا بات ہے لالا۔۔۔کچھ پریشان لگ رہے ہیں ؟"

اسکے پوچھنے پر وہ بے ساختہ اسکی جانب مڑے۔

"کیسے نہ ہو۔۔۔داراب کا کچھ پتہ نہیں ہے۔۔۔ابھی آفیسر سے غصّے سے پوچھا تو کہتا ہے اتنے دن سے جھوٹ بول رہا تھا داراب کا کسی کو نہیں پتہ کہ مشن پر گیا تھا وہاں سے کہاں غائب ہو گیا "

انکی بات پر زیحال کا دل یکدم سے رکا وہ اسکا بھائی تھا اور اتنے دن سے لاپتہ بھی وہ کیسے اس سے اتنا بے خبر رہ گیا کیسے ؟

"کب سے گئے ہیں لالا؟" اسکے پوچھنے پر زریاب نے

دن تاریخ اور کتنی بار کال کر لکر پوچھا سب بتا دیا۔

یہ سب سن کر زیحال کو مزید پریشانی ہوئی تھی۔ یہ

مسلہ دکھنے میں ہی بہت بڑا الگ تھا۔

"اوکے آپ پریشان نہیں ہوں۔۔۔ میں کرتا ہوں

کچھ" اسکے الفاظ ہی زریاب کیلئے دل کو سہارا دینے کے

لئے کافی تھے۔

پھر بھی وہ بوجھل سا سر ہلا گئے اسکے جانے کے بعد وہ جیسے ہی مڑے سامنے کچن کے پاس کھڑی بیلا کو دیکھ انکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ لیا۔

____

ہوسپٹل میں آج معمول سے زیادہ رش تھا کیونکہ ڈاکٹر کی آج ایک امپورٹنٹ میٹنگ تھی پیچھے صرف اسسٹنٹ تھے دیکھ بھال کیلئے جن سے اتنے مریض سمبھلنے میں ہی نہیں آرہے تھے۔

اور اندر میٹنگ کہاں سب کی سانسیں روکنے کا سلسلہ جاری تھا سب ہی خوف زدہ سے سانسیں روک کر کھڑے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھے شخص کو دیکھ رہے تھے۔

"تم میں سے کسی کو نہیں پتہ وہ کہاں گئی؟" وہ لا پتہ ہونے والی ڈاکٹر کیلئے سب پر چلا رہے تھے۔

جبکہ وہ ڈھیٹ بنا کرسی پر بیٹھا ہاتھ میں پکڑی چین گھما رہا تھا سر جھکا ہوا تھا ایک طرف ذہن میں زمل والا

معاملہ گھوم رہا تھا تو دوسری طرف داراب کی گمشدگی۔

جبکہ برہان کھڑے سب پر غصّے سے چلا رہے تھے۔

"ڈاکٹر ہمیں جو گھر پتہ تھا ہم نے بتایا ہے۔۔۔ مگر وہ اس کے بعد کہاں گئی ہیں ہمیں نہیں معلوم" ایک نے ہمت کرتے لرزتی ہوئی آواز میں بتایا۔

"تو کیا پاتال میں چلی گئی۔۔۔ جو کسی کو بھی اسکا ایڈریس نہیں پتہ؟" اب کی بار انکی آواز مزید بلند ہوئی۔

"چھوڑو جانے دو ان سب کو" زیحال کی بات پر ساتھ کھڑے عثمان کو بھی اچھا لگا۔

"لیکن زی۔۔۔ پھر پتہ کیسے چلے گا؟ "

"لیکن ایسے نہیں۔۔۔" اس نے سب کی جانب اشارہ کیا۔

"یہ سب ٹائم ویسٹ ہیں اور زندگی میں بہت سے کام کرنے کو پڑے ہیں۔۔۔ بھگاؤ ان سب کو" اسکے کہنے پر سب کو جیسے ایک اور زندگی مل گئی تھی۔

انکے جانے کے بعد پیچھے مبشر، برہان، عثمان اور صرف وہ رہ گئے تھے۔

"اب بتاؤ۔۔۔ کیا کرنا ہے آگے؟" عثمان کے ذہن میں تو دور دور تک کوئی آئیڈیا نہیں آرہا تھا جس سے یہ سچ معلوم کیا جاسکے۔

"تمہیں کس سے سب سے زیادہ محبت ہے؟" اسکے سوال پر تینوں چونکے یہ بھلا اس وقت پوچھنے والا تھا۔

"تم سے۔۔۔" وہ شرارتی موڈ میں بولتا ہنسی دبانے لگا جب زیحال نے اسے سنجیدہ نظروں سے دیکھا۔

"میں سیریس ہوں"

کاش وہ سمجھتا کہ اگلا بھی سیریس ہے بس اسکے لئے زیحال خان کی جگہ زحلہ خان اگر بیٹھی ہوتی تو۔

"مجھے افکورس ماہم سے محبت ہے" اب کی بار سیدھی طرح شرافت سے جواب دیا۔

"اور تمہیں؟" اب کی بار سوال برہان سے تھا جو اسکے سوال پر یکدم سے ہڑبڑا گئے۔

"م۔۔۔میں۔۔۔میں تو"

"کیوں۔۔۔میری بہن کے علاوہ بھی کسی سے کرتے

ہو؟" اسکے ہڑبڑانے پر اسکا طنز برابر آیا تھا اور وہ بھی

جان لیوا۔

"ن۔۔۔نہیں استغفر اللہ میں ایسا کیوں کرونگا" ان

کی تو گویا جان پر بن آئی تھی پیچھے کھڑے موبی نے

پوری طاقت سے اپنی ہنسی روکی

"تو جب تم لوگوں کی زندگی میں ایک ہی شخص

امپورٹنٹ ہے تو اسکی زندگی میں بھی ہوگا ایسا ہی

رائیٹ ؟" اسکی بات پر تینوں کی آنکھیں یکدم سے کھلی۔

"تو جاؤ۔۔۔اور پکڑ کر لاؤ اسے" یہ گویا حکم تھا جس پر عمل درآمد ہونا ان سب کا فرض تھا۔

برہان کے علاوہ وہ دونوں اسی وقت نکل گئے تھے اس شخص کی تلاش کرنے۔

"ویسے وہ ڈاکٹر تو بہت اچھی ہیں مجھے سمجھ نہیں آرہی وہ ایسا کیوں کریں گی" ڈاکٹر برہان تب سے ہی اسکے بارے میں سوچ رہے تھے۔

"پیسہ اچھے اچھوں کی نیت بدل دیتا ہے "

"پیسہ۔۔۔" برہان اسکے ایک لفظ پر رکے۔

"پیسہ۔۔۔ مطلب کسی نے پیسے دے کر ان سے یہ

کروایا ہے لیکن کون۔۔۔ایسا کون ہو گا؟"اب کی بار

وہ اس اصل مجرم کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو

گئے۔

مگر وہ اسکے حکم پر نکلے تھے کیسے ممکن تھا کہ کچھ کر کر نہ لوٹتے۔ وہ بس ایک اشارہ دیتا تھا آگے اس اشارے پر دوڑ لگا دینا پاشا برادرز پر فرض ہو جاتا تھا۔

عثمان یاقوت اور مبشر تینوں ایک ہی گاڑی میں موجود ایک کلب کے باہر بیٹھے تھے بار بار تینوں کی نظر اپنے ہاتھوں کی کلائیوں پر بندھی گھڑی پر جا رہی تھی۔

وقت تیزی سے گزرنے کے بجائے رینگ رینگ کر جارہا تھا ایک ایک سیکنڈ جیسے گھنٹہ بن کر گزر رہا ہو اب تو عثمان سر کھجانے لگا تھا۔

"پکی بات ہے وہ یہی ملے گا؟" وہ بیزاریت سے پوچھنے لگا جب اسکی بات پر آگے بیٹھے دونوں نے بیک ویو مرر میں اسے دیکھا۔

"نہیں۔۔۔ کچی بات ہے تم انتر منتر پڑھ دو پکی ہو جائے گی" مبشر کی بات پر عثمان نے فوراً اسے دانت پیسے مطلب بندہ اب منہ بھی نہ کھولے۔

"پڑھنا آتا تو پہلے تم پڑھتا ہنہ۔۔۔ویسے بھی جی کر کیا اکھاڑ لیا۔۔"اسکا اشارہ جس طرف تھا مبشر بخوبی جانتا تھا تب ہی مڑ کر اسے دیکھا۔

"بیٹا میں کنوارہ ہوں لیکن تم لوگ شادی شدہ ہو کر بھی میرے جیسے ہی ہو۔۔۔سب جانتا ہوں تم لوگوں کی بیویاں تم لوگوں کو منہ بھی نہیں لگاتی "

یہ پرسنل اٹیک تھا جس پر تڑپ کر عثمان نے یاقوت کو دیکھا جو اسکے حق میں بولتا لیکن وہ ڈھیٹ بنا کان لپیٹ

کر بیٹھا رہا بھلا اس نے تو ایک تیر مار لیا تھا اب وہ انکی لسٹ سے باہر تھا۔

"زنو ہے کہاں ویسے ؟" عثمان کے ذہن میں فورا اسے وہ آئ کافی دن سے وہ واقعی نظر نہیں آئ تھی۔

"پتہ نہیں۔۔۔شاید اپنے کسی کام سے گئ ہے ہان کو پتہ ہو گا "

وہ کیا کہتا معلوم تو اسے بھی نہیں تھا کتنی بار انھوں نے برہان سے معلوم کرنے کی کوشش کی تھی مگر ہر بار وہ یہی کہتے

"آپ بے فکر رہیں۔۔۔وہ اپنے ضروری کام سے گئی ہے آجائے گی"اب ضروری کام تو خود مبشر کو بھی نہیں پتہ تھا پوچھنے پر بھی جواب نہ ملنے کی توقع پہلے سے رکھ کر پوچھنے کی زحمت انہوں نے خود ہی نہیں کی تھی۔

کہ تب ہی سامنے سے ایک شخص گاڑی سے نمودار ہوا جسے دیکھتے ہی وہ تینوں یکدم سے چوکس ہوئے۔

"یہ۔۔۔گاڑی کا نمبر نوٹ کرو جلدی"یاقوت کے حکم دیتے مبشر نے گاڑی کا نمبر نوٹ کرتے ڈیٹیلز

نکالی جب آگے آنے والے نام پر یاقوت اور عثمان کی جانب دیکھا۔

"عثمان کا انتر منتر کام آگیا یہ وہی ہے" اسکی بات پر یاقوت کے جبڑے بھینچے۔

"یہ ہے وہ محبوب؟ ایسے محبوب کے قدموں میں بیٹھ کر تو بندہ اسکی جرابوں کی سمیل سے مر جائے" عثمان کو بے اختیار محبوب لفظ سے اکتاہٹ محسوس ہوئی۔

اسے زیحال کی بات سے پہلی بار اختلاف ہوا تھا اگر اس ڈاکٹر کو یہ بندہ عزیز تھا تو بہت ہی کوئی اعلی درجے کی اندھی تھی۔ایسا عثمان کو لگا۔

"یہ اتنی مہنگی گاڑی اس کے پاس کیسے آئی جبکہ یہ معمولی سٹور پر کام کرتا ہے۔۔۔" عثمان کو گاڑیوں کی پہچان نہ ہو؟ایسا ممکن تھا؟وہ ٹائروں کے نشان دیکھ کر دیتا دیتا تھا کہ یہ کس گاڑی کے نشان ہیں۔

"ضرور کسی موٹی پارٹی نے اسے پیسے دیے ہیں یہ اب اس سے دو دو ہاتھ کر کر ہی پتہ چلے گا "

مبشر کے ہاتھ میں تو ابھی سے کھجلی ہونے لگی تھی تب ہی کلائی مسل کر اجازت طلب نظروں سے یاقوت کی جانب دیکھا۔

جس نے سر کے اشارے سے جیسے ہی حکم دیا وہ فورا سے اتر کر کلب کی طرف بڑھ گیا ساتھ ہی عثمان بھی اترا تھا جس کا رخ کلب کے باہر کھڑے گارڈز کی جانب تھا۔

"ہیلو کیوٹیز۔۔۔" وہ جاتے ہی دونوں سے مخاطب ہوا جب انکے دیکھنے کے سپاٹ انداز پر خود ہی اچھل کر پیچھے ہٹا۔

"سوہنیوں پیار سے تو دیکھ لو" وہ تالی بجاتے کسی اور ہی جینڈر کی روح کا لبادہ اوڑھ گیا تھا۔

وہی دیوار کے پیچھے کھڑے موبی نے آنکھیں پھاڑ کر اس تیسری مخلوق کو دیکھا۔

"آ۔۔۔ہاں۔۔۔ تیری شرٹ تو بڑی مست ہے

رے۔۔۔ادھر دکھا۔۔۔میں بھی دیکھوں امیروں

کے کپڑے کیسے ہوتے ہیں "

وہ اسے شرٹ سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ گیا گارڈ تو

اسکے آدھے حسن پر ہی پاگل ہو گیا تھا جبکہ دوسرا اسے

دیکھ صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

موبی نے اسکی اداکاری پر منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی ہنسی

روکی۔

"ہائے اتنا گندا ہے رے تو۔۔۔نہاتا نہیں ہے کیسے بد بو آرہی ہے تیرے اندر سے" وہ واقعی اسکی پسینے کی سمیل پر چکرانے والا تھا۔

"کون ہو تم۔۔۔اور یہاں کیا لینے آئی ہو؟" دوسرا گارڈ جو کب سے اسے دیکھ رہا تھا بالا آخر پوچھ بیٹھا۔

"تیری قسمت ہوں۔۔۔لیکن اچھے والی۔۔۔تیری شکل سے زیادہ۔۔۔ادھر آ گندے بچے۔۔۔نہایا تو تو بھی نہیں ہے "

وہ اسے بھی اپنے آگے کر گیا دونوں ہی اب کلب کی دہلیز سے ہٹ گئے تھے جب موقع ملتے عثمان نے پیچھے ہاتھ کر کر موبی کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔

وہ بھی ڈھیٹ بنے منہ پر ہاتھ رکھے سر نفی میں ہلانے لگے۔ پھنس پھنس کر ہنسنے کے باعث انکا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"بیٹا تمہارا یہ روپ دیکھے بغیر میں نہیں جانے والا"

پہلی بار عثمان کی کلین شیوا تنی کام آئی تھی کہ اسکا ذرا سا بدلا ہوا لہجہ سامنے والے کو پاگل کر گیا۔

عثمان نے نظر بچا کر موبی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"تم دونوں کیلئے زمین پر پانی ختم ہو گیا ہے کیا یہ لو ۔۔۔ میری پرفیوم" اس نے پاکٹ سے مینی سائز پرفیوم نکال کر دونوں پر سپرے کی۔

"دیکھا ۔۔۔ اب کیسے گلاب کی طرح کھل گئے دونوں" وہ بول کر ہٹا ہی تھا جب وہ دونوں گارڈز اسکے قدموں میں بے ہوش ہوتے ڈھیر ہو گئے۔

"چل۔۔۔چل بھاگ اندر۔۔۔" وہ موبی کا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے اندر لے گیا اس کلب کا اونر کوئی عام شخص نہ تھا اگر پتہ چل جاتا تو بات تھوڑی سی سے زیادہ بگڑ جاتی۔

"ویسے تمہاری اس کوالٹی کا ماہم کو آئیڈیا ہے؟ پکا نہیں ہوگا ورنہ اب تک بچاری تم پر خلع دائر کر چکی ہوتی" وہ ایسی سچویشن میں بھی مذاق کرنے سے باز نہیں آئے تھے۔

"تم نے اگر اپنی منہ کھولی تو میں تمہیں الٹا لٹکا دونگا"

وہ دانت پیس کر کلس کر بولتے دونوں اندر گئے جہاں

بہت لوگ ڈانس کر رہے تھے۔

دونوں نے اس شخص کو تلاشہ جس کی انہیں اس وقت

اشد ضرورت تھی اور ایسا کیسے ممکن تھا انکی عقاب

جیسی نظریں ناکام ہو جائیں۔

وہ اسے پکڑ کر باہر گاڑی میں لے آئے جہاں یاقوت

پہلے سے انکا منتظر تھا اسکے آتے گاڑی فورا اسے بھگا لے

گیا۔

وہ یہاں رہ کر بور تو کم از کم نہیں ہوا تھا البتہ زندگی جینے کا ہنر بخوبی جان گیا تھا جو اور کسی نے نہیں برسوں بعد ایک ننھی سی پری نے اسے سکھا دیا تھا۔

اس نے اب تک اپنا بیگ اوپن نہیں کیا تھا سارے کپڑے اسی میں پیک رکھے تھے جب سے روز وہ نکال کر تبدیل کرتا۔

مگر اب اسکی نظریں بیگ کی بند زپ پر تھی وہ کب

سے بیٹھا بس اسے ہی دیکھے جارہا تھا جب دل میں ایک

آس سی جگی۔

وہ دھیرے سے اٹھتا بیگ اٹھا کر بیڈ پر رکھ کر کھول گیا

اور سامنے اپنے بکھرے کپڑوں کو دیکھنے لگا اسکے پاس

سب ہلکے رنگ تھے کبھی گہرے رنگ پہننے کی چاہ سی

نہیں ہوئی۔

کیسے ہوتی جب زندگی نے اسے خوشی کے کوئی رنگ

نہیں دکھائے تو وہ کیسے پہن لیتا۔

مگراب دل نے ایک خواہش سی کی تھی ایک اچھاسا رنگ پہننے کی۔

اس نے فون اٹھاکرایک نمبرڈائل دیااوراس پر وائس نوٹ چھوڑاجس پراسے خودہی ہنسی آنے لگی۔

"ہے لٹل فیری اپنی پسند کا کلر سلیکٹ کرو۔۔۔اپنے چام کیلیۓ" یہ میسج کرتے اب وہ زالے کی جانب سے جواب کا منتظر تھا۔

یہ نمبر بھی زیحال کا تھا جس سے وہ زالے کی بات رات میں بھی اکثر زالے کی ہی فرمائش پر کروا دیتا تھا۔ جب اس پر چام کی یاد کے دورے پڑتے تھے۔

اگلے پانچ منٹ میں اس نے زالے کو ہی اسکے پورشن میں بھجوا دیا تھا۔ وہ بھی خوشی خوشی اچھلتی ہوئی اسکے کمرے میں آئی۔

جب جواب کی جگہ اسے ہی دیکھ زارک کی آنکھیں یکدم سے چمکی۔ وہ فون چھوڑے وہی بیڈ سے اترتا گھٹنوں کے بل کارپٹ پر بیٹھ گیا۔

وہ بھی دوڑ کر اسکے سینے سے آ لگی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا" وہ واقعی خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔

مگر وہ اب آ ہی گئی تھی تو زارک نے کلرز بک اٹھا کر اسکے سامنے رکھ دی تھی۔ وہ بھی ایسے ایک ایک رنگ دیکھ رہی تھی جیسے اسے رنگوں کی سمجھ ہو۔

وہ جس جس کلر پر ہاتھ رکھتی گئی زارک نے وہ وہ کلر اسی وقت آرڈر کرتا گیا یہ نہیں دیکھا کہ وہ اچھا تھا یا

نہیں۔اسکی لٹل فیری نے اسے کہہ دیا تھاتو بس اسے وہ لینا تھا۔

"چلو کچھ نہیں تمہارے لئے بھی آرڈر کرتے ہیں" وہ اسکی گود میں بیٹھی سامنے سکرین پر خوبصورت فراکس دیکھنے لگی۔

اس نے جس جس پر ہاتھ رکھازارک نے وہ سب آرڈر کر دیا۔

"اب آپ کیلئے جب یہ سب آجائے تو مجھے پہن کر دکھانا اوکے" وہ اپنی پرنسز کو ان سب ڈریسز میں دیکھنا چاہتا تھا۔

"اوتے" وہ اوکے کرتی زارک کو بے حد کیوٹ لگی تھی۔

"چام۔۔۔۔می تمی نات فل (چام میری ٹمی فل نہیں ہے)" اسے واقعی ابھی بھوک شدید محسوس ہوئی تھی۔

زارک نے اسکے گال پر پیار کیا اور اسے لئے باہر

لیونگ روم میں آتے اسے صوفے پر بٹھا گیا۔

"یہاں بیٹھو۔۔۔میں ابھی کچھ لایا" وہ اسکے لئے کچھ

بنانے کچن میں گیا اسکے جاتے زالے تب تک کسی

کھیل میں مصروف ہو گئی۔

انہیں کچھ دیر گزری ہی تھی جب زارک کی کام

کرتے ہوئے نگاہ اوپر اٹھی سامنے کھڑے برلا اس کو

دیکھا وہ جیسے سانس نہیں لے سکا۔

"تاہ" زالے اسی وقت صوفے کے اس پار سے نکل کر آئی تھی جب سامنے کھڑے اپنے تاہ کو دیکھ دوڑ کر اس سے آلپٹی۔

مگر وہ اسے نہیں دیکھ سکا اسکی شعلہ بار نگاہیں سیدھا زارک پر جمی تھیں۔

وہ ایپرن اتار کر کچن سے باہر آیا وہ مسکرانے کی کوشش میں تھا اس لئے کہ وہ اسکے پورشن میں خود چل کر آیا تھا۔

"بیٹھو۔۔۔میں تمہارے لئے کافی بنادیتا "

"انف" وہ بولنے ہی لگا تھا جب برلا س نے درشتگی
سے اسکی بات کاٹی۔

مگر اسکا لہجہ پہلے ہی وار میں زارک کا دل چیر گیا تھا جس
کی تکلیف اسکے چہرے پر صاف عیاں ہوئی تھی۔

"تم سے میں نے کہا تھا۔۔۔ان سے دور رہنا۔۔۔ان
سے کیا میری فیملی سے ہی دور رہنا تو تمہیں سمجھ نہیں
آئی تھی میری بات؟ "

وہ بولا نہیں سیدھا دھاڑا تھا زارک کا دل رک رک کر
دھڑکنے لگا۔

"م۔۔۔میں تو بس"

"شٹ اپ۔۔۔جسٹ شٹ اپ" اب کی بار وہ پوری قوت سے دھاڑا کہ زارک ایک لفظ کہنے کی ہمت نہیں کر سکا۔

"اگر تمہیں لگتا ہے پہلے کی طرح تم مجھ سے میرے رشتے چھین لو گے تو غلط لگتا ہے تمہیں" وہ ایک قدم آگے آتا اسکے عین مقابل ہوا۔

اس نے رشتے چھینے تھے؟ زارک بے یقینی سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"اب ایسا کچھ سوچا بھی۔۔۔تو یاد رکھنا یہ وہ چھوٹا بچہ نہیں رہا جسے تمہاری پناہ سے محفوظ کر کر چھپایا جائے گا "

اسکی آنکھوں کے سامنے آج بھی وہی منظر گھوم گیا تھا جب وہاں وہ سب کسی کی نگاہوں نے دیکھا تھا اور پھر اس بچے کو وہاں سے بچا کر چھپا لیا گیا تھا۔

"جس کے پاس ایک بھی رشتہ نہ ہو اس سے بہتر رشتوں کی اہمیت کسے پتہ ہو گی؟"

اسکے سوال کو اگر وہ سمجھنے پر آتا تو اسے پتہ چلتا کہ وہ کس قدر اذیت میں مبتلا ہے اس وقت۔

"اسے بھی رشتوں کی اہمیت معلوم ہو گی جس نے کسی اور سے اسکے رشتے چھینے ہوں؟" اسکے سوال پر زارک کا دل دھک سے رکا۔

"میں نے غلط نہیں کیا تھا" ہاں اس نے غلط نہیں کیا تھا اگر وہ حیا کو نہ مارتا تو وہ اس بچے کو نقصان پہنچا دیتی۔ لیکن اس وقت دونوں طرف سے نظریہ بہت مختلف تھا۔ دلوں میں بدگمانی عروج پر پہنچ رہی تھی۔

برلاس کو اسکے الفاظ مزید بھڑکا گئے تھے وہ ضبط کے

جیسے آخری مراحل پر کھڑا تھا۔

"اگر اتنی ہی تمہیں رشتوں کی اہمیت کی پتہ

ہے۔۔۔تو جاؤ یہاں سے اور آئندہ میرے کسی گھر

والے کے قریب قریب بھی دکھائی نہ دینا "

وہ لفظوں کو چباتے اسکے منہ پر غرلایا۔

وہ بول کر رکا نہیں تھا لمبے ڈھینگ بھر تا زالے کو لے

کر باہر نکل گیا۔پیچھے زارک شل سا کت کھڑا رہ گیا۔

وہ سب ہاتھ باندھے کھڑے تھے جبکہ وہ کرسی پر بیٹھا سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہا تھا جواب تک ہاتھ جوڑے رو رہا تھا۔

"م۔۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔وہ صرف میری گرل فرینڈ ہے" وہ کانپتی ہوئی آواز میں گڑگڑاتے ہوئے بولا۔

"گرل فرینڈ سے اتنی مہنگی گاڑی لے لی؟ سچ بول۔۔۔ورنہ کان کے نیچے دور کھ کر دونگا" یاقوت کو

کب سے اس پر تاؤ آرہا تھا مگر زیحال کی وجہ سے وہ اپنے ہاتھوں کو قابو کیئے ہوئے تھا۔

"یاقوت" زیحال کے ٹوکتے وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

جب اگلے پل اسکے ساتھ سب کی آنکھیں پھیلنے لگی کیونکہ وہ لفظوں سے نہیں اپنے پسندیدہ طریقے سے بات کرنے لگا تھا۔

"آسان الفاظ میں پوچھ رہا ہوں۔۔۔وہ کون ہے اور اس وقت کہاں ہے؟" وہ بندوق اسکی کن پٹی پر رکھے سرد مہری سے پوچھنے لگا۔

یہاں تو جیسے اس بندے کی پوری جان ہی ہوا ہو گئی تھی وہ اب کی بار پورا کا پورا لرز گیا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں بتاتا ہوں۔۔۔میں بتاتا ہوں" اسکے یہی الفاظ سن کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی مطلب گھی ٹیڑھی انگلی سے ہی نکلا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ میری بیوی ہے۔۔۔ہ۔۔۔ہم ساتھ نہیں رہتے کیونکہ ہماری فیملیز اس شادی کے اگینسٹ تھی"

"پتے کی بات بول" وہ اسکی بات سے شدید اکتایا اسے کوئی غرض نہیں تھی کہ وہ خوش تھے یا نہیں۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔وہ۔۔۔وہ اپنی بہن کے گھر گئی ہے

کچھ دن کا بول کر رہنے کیلئے۔۔۔ا۔۔۔اسی نے مجھے یہ

گاڑی گفٹ کی پوچھا تو کہنے لگی۔۔۔ک۔۔۔کوئی امیر

پارٹی آئی تھی ہوسپٹل جس نے خوش ہو کر ٹپ میں

اسے کافی پیسے دیے"

وہ بنا رکے فر فر بولتا گیا لیکن زیحال کا ذہن تو بس ایک

ہی لفظ پر سٹک تھا"امیر پارٹی "

کون ہو سکتا تھا یہ امیر شخص جسے زیجال سے دشمنی تھی اور اس قدر کہ اسکی بیوی بچے کی جان خطرے میں ڈال دی۔

وہ پیچھے ہٹ گیا وہ وہاں سے مڑ کر رونڈ و سائیڈ آ گیا پیچھے ان سب کو جیسے ہاتھ کی کھجلی مٹانے کا موقع مل گیا تھا

۔

"امیر پارٹی" زمل اور اسکا بچہ۔۔۔۔

وہ باہر دیکھتے ہوئے یہاں وہاں نگاہ گھمانے لگا اسکا ذہن تیزی سے اس بات کی گہرائی کو سوچنے لگا تھا۔ جب

دھیرے سے پلکیں بند ہوتی آنکھوں کے سامنے ہر امیر پارٹی کا چہرہ گھوم گیا۔

مگر ایک بھی اسے ایسا نہیں لگا تھا جس کی دشمنی اس سے اس قدر ہو کہ بات اس کے بیوی بچے کی جان پر آ جائے۔

سب کے نام سوچتے سوچتے جب آخر میں وہ بری طرح سے نتیجہ نکالنے میں ناکام ہوا تھا تب آخر میں اسکے ذہن کے پردے پر ایک نام جگمگایا تھا

"عین دلدار خان" یہ نام ذہن میں آتے اسکی آنکھیں پٹ سے کھلی "امیر پارٹی" زمل وہ ٹارگٹ جسے ہٹ کرنے سے زیحال خان آفندی کو بہت برا گرایا جا سکتا ہے۔

ہاں اور کون ہو سکتا تھا اس عورت کے علاوہ جس کے پاس اب رشتے کے نام پر کومہ میں گیا ایک شوہر بچا تھا۔

زیحال کے جبڑے بھینچتے چلے گئے۔ کہ اسی وقت یاقوت اسکے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

"اس نے اس ڈاکٹر کی بہن کا ایڈریس بتایا

ہے۔۔۔آپ بتادیں کب نکلنا ہے" وہ نہایت مؤدب طریقے سے پوچھ رہا تھا جب زیحال کو ضبط کرتے دیکھ وہ ٹھٹھک کر خاموش ہوا۔

"مجھے عین دلدار کی پچھلے دنوں کی ساری رپورٹس چاہئے۔۔۔وہاں گئی۔۔۔کس سے ملی۔۔۔کیا کھایا اور کتنی بار سانسیں لی۔۔۔مجھے ایک ایک بات کی ڈیٹیلز چاہئے۔۔۔کل تک کا وقت ہے تمہارے پاس "

وہ لفظوں پر زور دیتا اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر اس پر حکم صادر کر رہا تھا۔ یاقوت نے سر اثبات میں ہلایا اور بس یہی سے شروع تھی "عین دل دار کی بری قسمت" جس نے اس بار سوئے ہوئے بھیڑیے کو اسکی سب سے بڑی کمزوری پر ہاتھ مار کر جگایا تھا۔

"اسکا کیا کریں؟" یاقوت کا اشارہ اس شخص کی طرف تھا جو بچارا پہلے ہی بہت مار کھا چکا تھا۔

"پہلے تو اسے نئے موزے دلاؤ یار۔۔۔اسکی محبوبہ قدموں میں کیسے بیٹھے گی؟" عثمان کو تو بس اسکی فکر تھی۔

"ہاں کوئی ساتھ ہی ماہم کو بھی انفارم کرنا کہ اس نے کسی "موبی بولنے ہی والے تھے جب عثمان نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھتے سختی سے انکا منہ دبوچا۔

"میں تمہاری منہ توڑ دونگا موبی" وہ جتنا مرضی کوشش کرتا لیکن وہ بھی موبی تھے سب کو عثمان کی

حرکت بتائے بغیر توانکے پیٹ میں درد ہونا شروع ہو جاتا۔

اب صرف وہی نہیں باقی سب کے پیٹ میں ہنس ہنس کر درد ہونے لگا تھا۔

موبی بار بار عثمان کی ایکٹنگ کرتے سب کو ہنسا ہنسا کر پاگل کر رہے تھے اس شخص نے ان سب پاگلوں کو دیکھا۔

کڈ نیپرز تو اتنے سنجیدہ ہوتے ہیں یہ کیسے لوگ تھے جو اسکے سامنے جگتیں لگا رہے تھے۔

"م۔۔۔میں جاؤں ؟"اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"اوئے چپ کر کر بیٹھو مجھے تمہاری محبوبہ کا فکر ہو رہا ہے جب تک تمہارے موزے نہیں بدل جاتے تم کہیں نہیں جاؤ گے"

عثمان کی بگڑی مذکر مؤنث پر سب کا قہقہہ پھوٹ کر نکلا۔

وہ تو صد شکر تھا کہ اصل پھپھو یہاں موجود نہیں تھی ورنہ تو اس شخص نے نجانے ان لوگوں کے کون کون سے رنگ دیکھ لینے تھے۔

اور وہ تھا کہاں ؟آفس میں اس وقت بیٹھا منہ میں پین لیے سامنے رکھی فائل کو بغور دیکھ رہا تھا۔جہاں کئی الفاظ اسکے سر سے گزر جانے والے لکھے تھے۔

وہ تنگ آکر ٹھپ سے فائل بند کر گیا عثمان بھی آفس نہیں آیا تھا جس کا یہ کام تھا اب سارا بر ڈن صرف پامیر سلطان کے معصوم کندھوں پر تھا۔

وہ پیچھے پاور چیئر سے ٹیک لگا کر بیٹھتے کچھ سوچنے لگا جب ذہن میں ڈاکٹر صاحبہ کا خوبصورت خیال آیا وہ اپنے آپ ہی مسکرانے لگا تھا۔

فون اٹھا کر اسے کال ملائی جسے اٹھاتے وہ بڑے مصروف سے انداز میں گویا ہوئی۔

"کیا ہوا۔۔۔ بزی لگ رہی ہو "

"تمہاری اس نیک اولاد کے کارنامے ہیں مصروف تو ہونگی ہی" وہ بھی آگے سے جیسے سنانے کو تیار بیٹھی تھی۔

"اب کیا کر دیا میرے معصوم بچے نے جو تم اس کے پیچھے پھر سے پڑ گئ" اسکی بات اس وقت تو جلتے پر تیل کا کام کر گئ تھی۔

"ساری بیڈ شیٹ پر ان پروفیسر صاحب نے نجانے کونسی چائینیز زبان میں بڑے بڑے حرف لکھ دیے ہیں صبح میں نے تبدیل کروائی تھی "

اسکی بات پر پامیر کی ہنسی چھوٹ گئ۔

"تم ہنس لو۔۔۔ تم باپ بیٹا نے میری ناک میں دم کر رکھا ہے" وہ کسی طور اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"اچھا ناں بیگم۔۔۔آتے ہوئے آپ کیلئے نئی بیڈ شیٹ لے آؤنگا میرے معصوم بیٹے کو کچھ نہ کہنا "

اسکی بات پر کومل نے گردن موڑ کر اسکے معصوم بیٹے کو دیکھا جو واقعی معصوم بنا کان پکڑ کر کھڑا تھا۔

"یہ سب زامل کی کارستانی ہے"ہاں جب سے باری کی پارٹی زامل کے ساتھ بنی تھی تب سے وہ شرارتیں

کرنے لگا تھا ورنہ توزا لے کی صحبت میں بہت شریف

تھا۔

"تو بڑے بھائی کے رنگ ہے تم کیوں جیلس ہو رہی

ہو "

"میں کیوں ہو نگی لیکن دونوں بہت شرارتیں کرنے

لگے ہیں آگے چل کر پتہ نہیں کیا گل کھلائیں گے "

اسے آگے کی فکر ابھی سے تھی۔

"تم اسکی فکر چھوڑو خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے اچھا

سنو۔۔۔آج کہیں باہر چلیں ؟ڈنر پر " اتنے دن بعد وہ

خود سے یہ فرمائش کر رہا تھا اسکی بات پر کومل حیران سی حیران ہوئی۔

"کیا ہوا کچھ بولو تو۔۔۔یا منہ میں دہی جما لی "

"نہیں۔۔۔یقین دلا رہی ہوں خود کو۔۔۔کہ ہمارے لئے بھی تم بھائی ایسا کچھ سوچ سکتے ہو ورنہ تو ہماری زندگی بس چار دیواری کے اندر ہی رہ گئی ہے "

وہ صحیح تھی اپنی جگہ لیکن وہ یہ بھی دیکھتی کہ اس چار دیواری میں ان چاروں بھائیوں نے انکی پوری دنیا بسا

دی تھی کوئی ایسی نعمت نہیں تھی دنیا کی جو انکے پاس

نہ ہو۔

"اچھا اب ایموشنل نہ کرو۔۔۔میں رویا تو تمہارا

دوپٹہ بھی نہیں ملے گا ناک صاف کرنے کو" اسکی

بات پر کومل نے جھٹ سے اپن دوپٹہ ایسے پکڑا جیسے

وہ ابھی یہ کام کرنے لگا ہو۔

"ہاہاہا۔۔۔چلو تیار رہنا۔۔۔میں کچھ دیر میں آیا

اوکے" وہ کہہ کر دو چار باتیں اور کرتا کال بند کر گیا۔

وہاں کومل ابھی سے ہواؤں میں اڑنے لگی تھی اس نے اپنے اور پامیر کیلئے کپڑے نکالے ساتھ عبدلباری کیلئے پامیر کے ڈریس سے ملتا جلتا ڈریس نکالا۔

114/1

اس نے اپنا کہا پورا کیا تھا اسکے گھر آنے سے پہلے ہی کومل اور عبدل باری تیار بیٹھے تھے وہ انکو لے کر وہی سے کسی اچھے ریسٹورنٹ کیلئے نکل گیا۔

وہ لوگ ایک بہت بڑے ریسٹورنٹ میں آئے تھے جہاں انکے آنے سے پہلے ہی کئی ہاسپیٹیلیٹی ورکرز ہاتھوں میں بکے لئے کھڑے تھے مینجر نے آگے بڑھ کر ایک بڑا سا بکے پامیر کی جانب بڑھایا جسے خوش دلی سے تھام کر وہ کومل کی جانب مڑا۔

اسے اپنی طرف مڑتے دیکھ کومل کا دل دھک سے رکا اصل تو دل ہتھیلی پر تب آیا جب وہ سب کے سامنے وہی گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بکے آگے کر گیا۔

"ہیپی برتھ ڈے باری کی ماما" وہ نہایت خوبصورت

انداز میں اس کے سامنے بیٹھا برتھ ڈے وش کررہا تھا

کومل کو تو جیسے یقین ہی نہیں آیا۔

خوشی کے مارے اسکی آنکھیں لبالب نمکین پانی سے

بھرتی چلی گئیں۔

"تھینکس۔۔۔اپنی خوشبو سے میری دنیا کو مہکانے

کیلئے اور مجھے اتنا حسین تحفہ دینے کیلئے" عبدلباری بھی

اسکے ساتھ ہی آ کھڑا ہوا۔

دونوں باپ بیٹا ایک سی پینٹ شرٹ پہنے لگ بھی ہینڈسم رہے تھے اوپر سے انکا انداز کومل کو پاگل کر دینے والا تھا۔

"ت۔۔۔ تمہیں یاد تھی؟" وہ اب تک بے یقین تھی کیونکہ بھول تو وہ بھی گئی تھی۔ مگر پامیر سلطان کو ہمیشہ کی طرح یاد تھی۔

"کیسے بھول جاتا۔۔۔ اس دن تم نہ آتی تو میرا کیا ہوتا۔۔۔ کون مجھے ڈانٹتا اور کہتا میرو۔۔۔ باز آجاؤ" اسکی بات پر کومل روتے روتے بھی ہنس پڑی۔

''تم وہ واحد عورت ہو۔۔۔ جس پر پامیر سلطان اپنی

روح تک قربان کر گیا ہے۔۔۔میں تم سے بہت محبت

کرتا ہوں۔۔۔اتنی کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا ''

وہ اپنے الفاظ اور انداز سے کومل کا دل بھاری کرتا چلا جا

رہا تھا وہ منہ پر ہاتھ رکھے سسکی کا گلا گھونٹ گئ۔

خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

''کیا تمہیں۔۔۔میں۔۔۔اور میرا معصوم سا

بیٹا۔۔۔قبول ہیں؟''اس لفظ میں وہی طاقت آج بھی

کومل کو محسوس ہوئی جو تب ہوئی تھی جب اس نے سب کے سامنے اس لڑکی کو قبول کیا تھا۔

وہ اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرتی سر تیزی سے اثبات میں ہلانے لگی۔

اسکا ہاں پامیر کو پہلے ہاں سی خوشی دے رہا تھا وہ کیسے اسے بتاتا کہ وہ اس سے عشق کرتا ہے۔

کومل کی آنکھوں کے سامنے وہ برے لمحات بھی گزر گئے جب اسکی آنکھوں کے سامنے وہ بے جان ہو کر گرا تھا۔

اسکا کومہ میں چلے جانا۔ وہ کیسے بتاتی کہ اس وقت تلخ یادیں کیسے اسکی روح کو نوچ رہی ہیں۔

یہ آنسوں اب خوشی کے نہیں تھے یہ ندامت کے آنسوں تھے۔ جنہیں بھانپ کر وہ دھیرے سے اٹھا اور اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔

"پاگل۔۔۔خوشی کے موقع پر روتے نہیں ہیں" وہ اسکا چہرہ تھپتھپاتے بچوں کی طرح چپ کروانے لگا۔

"بائی۔۔۔ مما(باری کی مما)"آج پہلی بار عبدل باری نے بھی پورا جملہ بولنے کی کوشش کی تھی جس پر کومل پامیر دونوں ہی سٹک ہوئے اسے دیکھنے لگے۔

"بائی مما" وہ آگے آتا کومل کا فراک پکڑ کر کھینچنے لگا تھا۔

کومل اسکے سامنے بیٹھتی بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"پھر سے بولو" وہ اسکا چہرہ تھامے شدّت سے پھر سننا چاہتی تھی باری نے بھی اچھے بچوں کے دائرے سے نکلتے سر نہ میں ہلا دیا۔

کومل نے اسے گھور کر دیکھا وہیں پامیر کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"موڈی ہے میرا بیٹا" وہ باری کو گود میں اٹھا کر اسکے نرم و ملائم گالوں پر ڈھیر سارا پیار کرنے لگا۔

"آج ایک ساتھ دو خوشیاں سلیبریٹ کریں ایک مما کی برتھ ڈے دوسرا باری کا بولنا "

اسکے آرڈر پر اب ایک کی جگہ دو کیک آئے تھے جن پر باقائدہ طور پر مینشن تھا۔

کومل نے جتنی تمیز سے چھری کی مدد سے کیک کٹ کیا تھا باری نے اتنی ہی بے قدری سے اپنے ننھے ہاتھ کو کیک پر مارتے اپنے ایک ہونے کا ثبوت دیا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ یہاں بھی باز نہیں آ رہا" کومل اسے ڈانٹنے کی تیاری پکڑنے ہی لگی تھی جب پامیر نے اسے ظالم عورت سے بچا کر اپنی گود میں لے لیا۔

"بلکل نہیں۔۔۔میرا بیٹا جیسے مرضی کھائے" وہ کبھی عبدل باری پر اسکی غصّیلی نظریں برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

کیک کٹ ہوتے ہی ایک کینڈل لائٹ ڈنر شروع کیا گیا تھا ایک سے بڑھ کر ایک ڈش پا میر نے آرڈر کی تھی۔

وہ کہیں سے بھی کوئی بھی کمی ہرگز نہیں چھوڑنا چاہتا تھا تاکہ یہ لمحہ اسکی فیملی کا یادگار لمحہ رہے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئزہ خود سے زمل کیلئے ہلکا پھلکا سا کھانا بنا کر اسکے لئے کمرے میں لے گئی تھی جہاں پہلے سے زوناش کو بیڈ پر کھیلتے چھوڑ کر مشی زامل اور زالے کو کپڑے چینج کروا رہی تھی۔

"وہ پیچھے جو گیسٹ رہ رہے ہیں وہ کون ہیں جب دیکھو بچے انکے پاس چلے جاتے ہیں اور تو اور وہاں کھیل کر گندے بھی ہو جاتے ہیں "

وہ کپڑے تبدیل کرواتی ساتھ ہی ساتھ بول بھی رہی تھی اس صبح وہ ٹھیک سے زارک کا چہرہ نہیں دیکھ سکی تھی تب ہی اب تک اسے نہیں پہچان پائی۔

"ہ۔۔۔ ہبی کے کوئی فرینڈ ہونگے" زمل جانتی تھی مگر زیحال پر یقین اس قدر پختہ تھا کہ اگر اس نے دشمن کو اپنے گھر میں پناہ دی ہے تو ضرور کوئی وجہ ہوگی۔

اتنے میں آئرہ کمرے میں آتی ہوئی انکی باتیں سن چکی تھی تب ہی اسکا چہرہ بجھ سا گیا۔

ان سب میں اصل حقیقت سے صرف وہی واقف

تھی تب ہی اسے یہ باتیں تکلیف دے رہی تھیں۔

"یہ لو۔۔۔اب کچھ کھالو۔۔۔ تمہیں کمزوری بہت

زیادہ ہوگئی ہے" وہ زمل کے سامنے ٹیبل سیٹ کرتی

ایک ایک چیز اس پر درست ترتیب سے رکھنے لگی۔

"ہاں۔۔۔اب تو تمہیں ڈبل کھانا چاہئے ابھی

ہوسپٹل سے آئی ہو" زمل کے لئے زیحال نے سب

پر سختی کردی تھی۔

اب وہ ایک سانس بھی کم لیتی تو اسے کم از کم اسکے ہبی نہ بخشتے۔جواب سے ستر بار فون کر کر اسکی طبعیت کا پوچھ چکے تھے۔

"بے۔۔۔ہی۔۔۔کدل ہے۔۔۔بے بی (بے بی؟ کہاں ہے بے بی)"زامل کو کوئی بے بی نظر آ نہیں رہا تھا تب ہی جھٹ سے پوچھا۔

"تمہاری مما کی ٹمی میں"مشی کے جواب پر زمل نے ہنسی دباتے اسے گھورا۔

"وات۔۔۔ ممی۔۔۔بے بی۔۔۔کالیا(کیا؟ ممی نے بے بی کھالیا)؟"اب کی بار اسکے سوال پر جو تینوں کا پھوٹ کر قہقہہ نکلا تھا زمل کو تو ہنس ہنس کر واپس سے پیٹ درد ہونے لگا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔افففف میں گئی"مشی پیچھے کاؤچ پر گرتی پاگلوں کی طرح ہنستی پیٹ پکڑ گئی۔

"یہ بچے بھی ناں"آئرہ آگے آتی اس گولو مولو کو گود میں اٹھا گئی۔

"تم بہت بولتے ہو ناں۔۔۔" اسکی ناک دبا کر لاڈ سے

پوچھا

"می۔۔۔ نات بوتا۔۔۔ انا۔۔۔ می اشتنگ (میں نہیں

بولتا انا میں پوچھتا ہوں)" وہ معصوم بنتا آنکھیں پٹپٹا کر

بولا جس پر آئرہ کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا۔

"انا کی جان نہ کیا کرو ایسی حرکتیں۔۔۔" وہ اسکے گپو

سے گالوں پر ڈھیر ساری کسی کر گئی۔

"بھئی یہ کیا ابھی سے عبد لباری کے ساتھ لگ گئی ؟"

مشی نے زالے کی جانب دیکھا جو زمل کا فون اٹھائے بار بار منہ کی طرف لا رہی تھی۔

وائس میسج دونوں کو ہی کرنے آتے تھے تب ہی سارا دن اپنے باپ کو باہر جانے کے بعد بھی نہیں بخشتے تھے۔

"نہیں یہ اپنے فرینڈ کے ساتھ بات کر رہی ہے" زمل جانتی تھی کہ وہ اس وقت بھی زارک کو ہی وائسز بھیج رہی ہو گی۔

"او۔۔۔اگر عبدلباری کو پتہ چلا تو بہت غصّہ کرے گا" وہ ایکٹنگ ایسے کرتی بولی جیسے ابھی وہ آکر زالے پر غصّہ کر دے گا۔

مگر اسکی زبان مبارک ہوئی تھی کومل بھی اسی وقت آ کر بیٹھی تھی جہاں وہ تینوں وہی وہ بھی نہ آئے ایسا کیسے ممکن تھا۔

"آگئی تم۔۔۔ ہمارے بھائی کو لوٹ کر" اسکے ساتھ اتنے زیادہ شاپنگ بیگز دیکھ کر مشی جھٹ سے اٹھی۔

"ہاں۔۔۔لیکن صرف اپنے لئے نہیں لوٹا" وہ بال پیچھے جھٹکتی ہوا کھانا لگی گرمی سے باہر اسکی حالت بری ہوگئی تھی۔

"مطلب ہم پر بھی ترس آگیا ویسے لائی کیا ہو؟" مشی بے تابی سے ایک ایک بیگ کھول کر دیکھنے لگی تب تک آئرہ نے زامل زالے دونوں کو ریڈی کر دیا۔

"واؤ۔۔۔میرے لئے ڈریس" اسکے ہاتھ پہلے اپنی ہی ڈریس لگی تھی۔

"ہاں اور آئرہ کے لئے یہ ڈائمنڈ کا نیکلیس۔۔۔"اس
نے آئرہ کی جانب اسکا بیگ بڑھایا۔
"آئی ہاپ تمہیں پسند آئے" اسکی بات پر آئرہ بے
ساختہ دل سے مسکرا دی۔

"تحفہ تو تحفہ ہوتا ہے۔۔۔چاہے کیسا بھی ہو" وہ ہمیشہ
کی طرح بہت دھیما بولی تھی اور بہت اچھی لگی تھی۔

"ہاں اب اسے ہمارے بگڑے بچے کے ہاتھوں
پہننا۔۔۔اسکے ساتھ ذرا لو و شو و والی بائیٹ یو نو" وہ
کہتے کہتے شرارت سے آنکھیں دبا گئی۔

آئرہ اسکی بات پر نظریں چراتی اپنے گالوں کی سرخی چھپانے لگی۔

"اور زمل کیلئے یہ۔۔۔" اسکے بیگ میں ایک خوبصورت شال تھی۔ جس کے ڈارک بلیو رنگ پر گولڈن جری کا بے حد خوبصورت کام ہوا تھا۔

"اف۔۔۔ افف اتنی پیاری" مشی کی پہلے اس پر نیت خراب ہوئی تھی۔

"لڑکی۔۔۔ تمہارے لئے وہ ہے" کومل نے جھٹ سے ڈپٹ کر شال زمل کے حوالے کی۔

"تمل۔۔۔می؟" زامل کو اپنی تمل سے کچھ نہ ملے

ایسا بھلا ہو سکتا تھا کیا۔

"آ۔۔۔میرا بچہ۔۔۔آپ دونوں کے لئے کومل ماما

پیارے پیارے ٹیڈی کسٹم ڈریس لائی ہیں۔" اس

نے ان دونوں کو ابھی وہ ڈریس پہنا دیے تھے۔

جسے پہن کر وہ دونوں تو جیسے ہواؤں سے باتیں کرنے

لگے تھے

عبدلباری جو باہر جا کر بھی ان دونوں کے بغیر شدید بور ہوا تھا اب جیسے چودھویں کے چاند کی طرح کھل سا گیا تھا۔

"وہ اب بلکل اکیلی ہے حویلی میں اسکے علاوہ صرف ملازم ہوتے ہیں ہر مدد اپنے آپ کی تحت کرتی ہے کوئی مرد نہیں جس کا اسے سہارا ہو"

وہ ہاتھ پیچھے باندھے سینا تان کر کھڑا بے حد سپاٹ لہجے میں بول رہا تھا۔

جبکہ وہ اپنی پاور چیئر پر دھیرے دھیرے جھولتے ایک ہاتھ میں پین پکڑے ٹک ٹک کرتا اسکی باتیں سن رہا تھا۔

"پچھلے مہینے سے وہاج کی طبعیت بہت خراب رہ رہی ہے جسے لے کر عین دلدار نے ہر ڈاکٹر سے رابطہ کیا ہے اسی ہوسپٹل میں اسکے بہت چکر لگے ہیں"

وہ بول رہا تھا جبکہ ہوسپٹل کے نام پر زیحال کے کان تیزی سے کھڑے ہوئے۔

"اور۔۔وہ اسی دن ہو سپٹل آئی تھی جس دن زمل کو میں لا یا تھا" اب کی بار ان گرے جھیل سی آنکھوں میں وحشت اترنے لگی تھی۔

"اسکے بینک سے ایک ساتھ اتنی رقم نکلی ہے جس سے وہ گاڑی آسکتی تھی یا اس سے کئی زیادہ" وہ بس بولتا چلا جارہا تھا جبکہ اسکے الفاظ وہاں بیٹھے شخص کی رگوں میں دوڑتے خون میں جوش پیدا کر گئے تھے۔

"امیر پارٹی۔۔۔زیحال کی سب سے بڑی کمزوری زمل فہد خانزادہ" کیا اسے اب بھی کسی ثبوت کی

ضرورت تھی؟وہ کبھی اپنے فیصلوں میں غلط ثابت نہیں ہوا تھا یقیناً اس بار بھی ایسا ہی ہونے والا تھا۔

"مجھے عین دلدار چاہیئے" وہ سرد مہری سے لفظ چبا کر بولا۔

یاقوت نے ایک نظر اسے دیکھا پہلی بار وہ عورت کی دشمنی کو مکمل کر رہا تھا۔

"جیسا آپ کہیں" اب یاقوت مرزا پر فرض ہو چکا تھا عین دلدار کو کٹہرے میں کھڑا کرنا۔اور اس میں کچھ شک نہ تھا کہ وہ ایسا کر گزرتا۔

ڈاکٹر برہان آج معمول سے زیادہ مصروف تھے تب ہی وہ گھر پر اکیلی اپنے لئے کچھ بنانے کا سوچ رہی تھی مگر تب ہی اسکے ذہن میں چلنے کی پریکٹس کا خیال آیا۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر چیزوں کو پکڑ کر چلنے کی کوشش کرنے لگی اب بھی وہ مکمل صحیح نہیں چل پاتی تھی۔

جب بھی کوشش کرتی جسم بری طرح سے دباؤ کی وجہ سے کانپنے لگتا تھا اب بھی اسکے ساتھ یہی ہو رہا تھا۔

مگر اسے اب ٹھیک ہونے کا جنون اپنے سر پر سوار ہوتا محسوس ہوا تھا۔ وہ کوشش کرتی ایک دو چکر یہاں سے وہاں کے کاٹتی واپس صوفے تک آ کر بیٹھی۔

پانی کا پورا گلاس ایک ہی سانس میں حلق سے نیچے اتارتے لمبی سانسیں لی۔ اتنا سا چلنا اسکے لئے ایسے تھا جیسے وہ کسی ریس میں دوڑ کر فرسٹ آئی ہو۔

"کیا کرے ام۔۔۔ کھانا بنا یا تو ہان غصّہ کریں گے" اسے سمجھ نہیں آئی اس وقت کو کہاں صرف کرے لیکن ایسے ہی بیٹھ بیٹھ کر وہ بور ہو چکی تھی۔

تب ہی نظر سیدھا دیوار میں نصب ہوئی بڑی سی سکرین پر گئی۔

ذہن میں آئیڈیا آیا اور وہ سامنے ٹیبل پر رکھی ریموورٹ اٹھا کر اسے آن کر گئی۔

سامنے ہی ایک ٹاک شو چل رہا تھا جس میں اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی تب ہی چینل بدل بدل کر دیکھنے لگی جب ایک پر اسے سامنے ہی زریاب خان کی تصویر دکھائی دی۔

وہ اسی پر دھک سے رکتی متحیر آنکھوں سے اپنے لالا کو دیکھنے لگی۔

وہاں ایک طرف زریاب کی تصویر آرہی تھی اور دوسری طرف داراب کی ساتھ ہی نیوز اینکر ملے زبان میں نجانے کیا کچھ بتا رہا تھا۔

اسے اس زبان کی سمجھ نہیں تھی مگر سامنے اسکے دو بھائی تھے اور وہ بھی نیوز چینل پر یہ چھوٹی بات نہ تھی۔

اس نے جھٹ سے فون اٹھا کر سیماب کا نمبر ڈائل کرتے کال ملائی۔

"ہیلو۔۔۔زر۔۔۔کیسا ہے تم؟" آگے سے اسکی خوشگوار چہکتی ہوئی آواز ابھری۔

"ام ٹھیک ہے بھابھی۔۔۔یہ لالا کدھر ہے؟" اسکے پوچھنے پر سیماب کچھ چونکی۔

"وہ تو آفس میں ہونگے کیوں سب خیریت۔۔۔؟ تم ٹھیک ہے؟" اسے سب سے پہلے زرتشم کی فکر ہوئی تھی۔

"ام تو ٹھیک ہے یہ لالا اور داراب نیوز چینل پر کیا کر رہے ہیں تم نے دیکھا؟" اب کی بار اسکے سوال پر صحیح سیماب کی آنکھیں پھیلی تھیں۔

"ن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ رکو ام دیکھتا ہے" وہ جلدی سے فون رکھتی نیوز چینل کھول کر دیکھنے لگی۔

جہاں نیچے کوئی ہیڈ لائن چل رہی تھی اور بار بار زریاب اور داراب کی تصویر دکھائی جا رہی تھی۔

وہ فون اٹھا کر اس ہیڈ لائن کی تصویر لیتی اسے ٹرانسلیٹ کر کر دیکھنے لگی۔

جب سامنے آتا مطلب پڑھ کر اسکے قدموں تلے سے گویا زمین کھینچ لی گئی تھی۔

114/2

وہ وہاں چلتی لائن کو تیزی سے ایک بار پھر پڑھنے لگی جب پڑھتے پڑھتے اس کے ہاتھ کانپنے لگے پورا وجود ہی جیسے یکدم سے سن پڑنے لگا تھا۔

"شہداء کی لسٹ میں ایک نام فیمس بزنس ٹائکون اور ساتھ ہی ایک چڑھتے سورج کی طرح ابھرتی پارٹی کے چیئرمین زریاب خان آفندی کے بھائی ڈی ایس پی داراب خان آفندی بھی شامل ہے جن کی ڈیڈ باڈی اہل خانہ کو سپرد کرنے کی تیاریاں کی جارہی ہے"

"جی ناظرین آپ کو بتاتے چلیں کہ دشمنوں کی جانب سے کئے گئے حملے میں ہمارے کئی افسران زندگی کی بازی ہار گئے جن میں ایک نام ڈی ایس پی داراب خان آفندی کا بھی ہے"

"م۔۔۔ مورے۔۔۔ مورے" وہ لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں انہیں پکارتی اپنی جگہ سے اٹھی اور بھاری قدموں سے باہر کی جانب دوڑی اس حالت میں اسکے لئے ایک بھی قدم اتنی ٹینشن میں اٹھانا عمر بھر کا روگ بن سکتا تھا۔

مگر وہ پھر بھی بس بھاگتی چلی جارہی تھی۔

"مورے" باہر آتے لاؤنج میں انہیں زور سے پکارا جب سامنے نظر پڑی جہاں نوشیر وال صاحب اور فرخندہ بیگم ایک ساتھ بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

"سیماب۔۔۔ کیا ہوا بچے" اسے ایسے بھاگتے آتے دیکھ وہ پریشان سی اٹھ کر ایک ہی جست میں اسکے پاس آئیں۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔د۔۔۔دارا

مورے۔۔۔داراب۔۔۔"جملہ تک پورا کرنے کی

ہمت نہیں تھی اس میں زبان اس قدر لڑکھڑا گئی تھی۔

"کیا داراب۔۔۔ کیا کہنا چاہتا ہے تم صاف صاف بولو بچے" وہ اسکے رخسار پر ہاتھ رکھے بے حد محبت سے پوچھنے لگیں۔

تب ہی پیچھے سے بیلا اپنے لئے خود چائے کا مگ بنا کر لائی تھی کل سر سر درد میں ذرا بھی آرام نہیں آرہا تھا۔

طبعیت تو اسکی پہلے ہی ناساز تھی جب سے داراب سے رابطہ منقطع ہوا تھا تب سے وہ اور بھی کمزور ہو گئی تھی۔

وہ وہی کھڑی ان دونوں کو دیکھنے لگی جن کی بات کی سمجھ اسے نہیں آرہی تھی مگر ایک نام ضرور سنا تھا

"داراب "

"آ۔۔۔آپ دیکھیں۔۔۔دیکھیں یہاں" وہ جلدی سے آگے آتی لاؤنج کی دیوار میں نصب بڑی سی سکرین آن کر گئی۔

جہاں وہی خبر پھر سے گردش کر رہی تھی باقی افسران کو بھی دکھایا جا رہا تھا لیکن زریاب خان کی نسبت سے داراب کو بار بار ہائی لائیٹ کیا جا رہا تھا۔

بیلا کی گرفت مگ پر یکدم سے مضبوط ہوئی ابھی تو صرف تصویر سامنے آئی تھی آگے جب وہی تصویر ایک تابوت پر رکھی دیکھی تو مگ ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر جا گرا۔

اس آواز پر سب نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں وہ پتھر بنی کھڑی شاید سانس بھی نہیں لے رہی تھی۔

"بیلا" اسے ایسے دیکھ سیماب جلدی سے اس تک آئی جب کہ مورے کو خود ایک جان لیوا جھٹکا لگا تھا نوشیر وال صاحب نے آگے بڑھ کر انہیں تھاما۔

"یہ۔۔۔یہ ک۔۔۔کیا ہے۔۔۔؟" وہ اپنی لرزتی ہوئی انگلی سے سامنے سکرین پر نظر آتے تابوت کی جانب اشارہ کر کر پوچھنے لگیں۔

"آپ سمبھالیں خود کو۔۔۔ام پوچھتا ہے زری سے" وہ انہیں تھام کر صوفے پر بٹھاتے خود فون نکال کر زریاب کو کال کرنے لگے۔

"شیری۔۔۔شیری پانی لے کر آؤ" بیلا کو بے جان ٹانگوں سے فرش پر گرتے دیکھ سیماب کی چیخیں بلند ہوئی تھیں۔

"بیلا" نوشیر وال صاحب بھی فوراً سے اسکے پاس گئے

۔

"بیلا۔۔۔بیلا پانی پیو۔۔۔بیلا" وہ نہیں سن پا رہی تھی کسی کی آواز اسکی سماعتیں گویا پتھرا گئی تھیں۔

وہ بنا پلکیں جھپکائے اسکی سکرین کو دیکھ رہی تھی اسے ٹرانسلیشن کی ضرورت نہیں پڑتی تھی وہ شروع سے

یہی رہتی آئی تھی اسے یہ زبان بہت اچھے سے سمجھ آتی تھی۔

مگر آج اس زبان میں کیا بتایا جارہا تھا؟" داراب خان آفندی" شہداء کی لسٹ میں۔

" بیلا۔۔۔بچے پانی پیو" نوشیر وال صاحب کے پکارنے پر اس نے زخمی نگاہوں سے انکی جانب دیکھا۔

سیماب نے اسکے منہ کو گلاس لگاتے خود سے پانی پلانے کی کوشش کی مگر وہ حلق میں اترنے کے بجائے ہونٹوں سے واپس باہر آگیا۔

"بیلا۔۔۔ بیلا" اسکے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑتے دیکھ سیماب کی یکدم سے جان نکلی تھی۔

فرخندہ بیگم بھی اٹھ کر ہمت کرتی اسکے پاس آئیں۔

"پیروں کی مالش کرو۔۔۔ کیا دیکھ رہا ہے تم۔۔۔"

ملازمہ کو پریشان کھڑے دیکھ وہ حلق کے بل دھاڑی تھی۔

جب دو تین ملازمہ ایک ساتھ بیلا کے ہاتھ پیروں کی مالش کرتی اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے

لگیں مگر وہ بے ہوش ہوتی وہی سیماب کی گود میں گر گئی۔

اس نے جتنے دل سے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھے تھے اس دل سے کہ وہ یہ سب وارڈروب میں سیٹ کرے گا مگر اب اتنے ہی ٹوٹے ہوئے دل سے اس نے یہ سب واپس سے بیگ میں بھر دیے تھے۔

کچھ لوگوں کا مقدر کبھی نہیں بدلتا انکے حصّے میں صرف اپنوں کے در کی ٹھوکریں آتی ہیں جیسے زارک شاہ کے حصّے میں۔

مگر اس بار اسکی آنکھ سے ایک بھی آنسوں نہیں آیا تھا وہ کر گیا تھا خود پر ضبط اسے کرنا تھا۔

وہ بوجھل دل سے اٹھا اور بیگ بند کرتے ایک طرف رکھ کر اپنا فون اٹھایا۔

اسکا مطلوبہ نمبر سب سے اوپر ہی تھا جس پر کلک کرتے کال لہروں میں سفر کرتی ولی خان حویلی میں گئ تھی۔

"ہیلو" آگے سے بھاری مردانہ آواز ابھری۔

"میں جا رہا ہوں" زارک کا لہجہ بھی کسی بھی قسم کے احساس سے خالی تھا۔

"بعد میں بات کریں گے" وہ سنجیدگی سے بول کر فون کٹ کرنے ہی لگا تھا جب زارک پھر سے پکار بیٹھا۔

"میں جا رہا ہوں۔۔۔" اب کی بار لفظوں پر زور دیا۔

"تم کیا چاہتے ہو اب محبوبہ کی طرح زبردستی کروں؟"

آگے سے پاشا کے جلے کٹے جملے پر نہ چاہتے ہوئے بھی زارک کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھری۔

"نہیں میں چاہتا ہوں آپ مجھے پر سکون طریقے سے جانے دیں بہت دن رہ لیا میں "

وہ کسی بھی طرح اس پر اپنا دکھ واضح نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"یہ تم ڈیسائیڈ نہیں کرو گے اس لئے خاموشی سے وہی رہو جہاں ہو" وہ پورے رعب سے اسے حکم دے رہا تھا جیسے وہ اسکا حکم مان لے گا۔

"اوکے" اس نے مان لیا تھا کیونکہ اسے بھی اب یہ شخص اچھا لگنے لگا تھا۔

وہ فون رکھتے کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا جب اسے شدّت سے کافی کی طلب ہوئی۔ وہ اٹھ کر اپنے لئے کافی بناتا مسلسل برلاس کی باتوں کو سوچتا رہا تھا۔

نجانے وہ کیوں اس سے اس قدر بدگمان تھا جہاں تک زارک کو علم تھا تو اسفند ہمیشہ اسے حیا کی بے رخی سے بچانے کیلئے ہی ایلس کے پاس لاتا تھا۔

تو اب کیوں وہ صرف حیا کیلیئے اپنی خونی رشتے کو جھٹلا رہا تھا یہ بات جتنی زارک کو تکلیف دے رہی تھی اتنی ہی اسے الجھا بھی گئی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ کب سے یہاں کھڑے اتنی بھیڑ میں داراب کو تلاش کر رہے تھے ہر طرف عجیب سی گہما گہمی مچ چکی تھی ہر کوئی اپنے جانے والے کے تابوت سے لپٹ کر وہیں رو رہا تھا۔

یہ سب دیکھ زریاب کا دل بیٹھنے لگا تھا انہیں شدید گھبراہٹ سی محسوس ہونے لگی تب ہی اپنے رومال سے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کرنے لگے۔

"سر آپ گاڑی میں بیٹھ جائیں۔۔۔ہم معلوم کر لیتے ہیں" انکے مینیجر نے طبعیت بگڑتے دیکھ نہایت فکر مندی سے کہا۔

"کیوں۔۔۔کیوں بیٹھ جائے ام۔۔۔بھائی ہے وہ امارا۔۔۔خود دیکھے گا اسکو ام" وہ ہمیشہ کی طرح اپنے سپاٹ لہجے میں بولتے اسے وہی چپ کروا گئے۔

انکے پیچھے سٹاف کے دس بارہ بندے ایک ساتھ چل رہے تھے جو آگے راستہ صاف کر رہے تھے۔

وہ ہمت کرتے سب کے بیچ سے ہوتے ہوئے آگے آئے جب انکی نظر ایک آفیسر پر پڑی۔

وہ وہاں کھڑے موبائل کال پر اپنی ٹیمز سے مخاطب تھے۔آگے شہید ہونے والے آفیسر ز کے تابوت رکھے تھے اور باقیوں کے ابھی لائے جا رہے تھے۔

جب زریاب کی نظر ایک تابوت پر پڑی جس پر ایک نوجوان کی تصویر لگی تھی۔ مگر انکا دل یہ دیکھ کر نہیں رکا۔

بلکہ اس سے لپٹ کر روتی ایک کم عمر لڑکی کو دیکھ کر رکا تھا جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی بچی تھی۔ جو بار بار اس تابوت کو اپنے ننھے ہاتھ لگاتی رو رہی تھی۔ یہ منظر دیکھ زریاب کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

"لالا اب تو بس جنت کا انتظار ہے۔۔۔ جلدی سے آئے" اس بچی کو دیکھ داراب کے یہ الفاظ یاد آتے زریاب کا دل رکنے لگا تھا۔

"جنت۔۔۔ او میری جنت" وہ زور زور سے چلا کر زریاب کو چھیڑ رہا تھا۔

"او۔۔۔ ماڑا بس کرو۔۔۔ آجائے گا تمارا جنت۔۔۔ امارا کان کا پردو تو نہیں پھاڑو" انکے بس ہاتھ جوڑنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔

"تو کریں ناں مورے سے بات۔۔۔تب ہی آئے گی جنت بھی" وہ کب سے انکے ترلے کر رہا تھا جب اس بات پر زریاب نے اسے گھور کر دیکھا۔

"مار اشرم کو تھوڑا ہاتھ مارو۔۔۔ بڑے بھائی سے ایسے بات کرتا ہے توبہ توبہ"

وہ کانوں کو ہاتھ لگانے لگے جب داراب کا منہ بنا دیکھ انکی اپنی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اچھا ایسے نہیں گھورو۔۔۔ کرے گا ام بات مورے سے انکو کیا حرج ہے تمارا شادی شدہ زندگی سے"

وہ اب تک نہیں سمجھ پائے تھے ہاں بیلا تو انہیں بھی کچھ خاص پسند نہیں تھی لیکن داراب کی بیوی کی حیثیت سے وہ اسے عزت دیتے تھے۔

"یہی کہ وہ ولی خان کی بیٹی ہے اور اگر اس سے بیٹا ہو گیا تو باباسائیں کی نظر میں اسکی عزت سیم سے زیادہ ہو جائے گی "

وہ سنجیدگی سے انکو اب اصل مسلہ بتا رہا تھا جسے سن کر زریاب کے ماتھے پر بل پڑے انہوں نے آگے دانتوں میں اٹکے بادام کو ٹوتھ پک سے نکالا۔

"ایسا کس نے بول دیا۔۔۔ام کو تو خوشی ہو گی اگر دا جی کو تم سے وارث ملتا ہے"

انکی بات پر داراب کے دل میں انکی عزت اور بھی بڑھ گئی تھی۔

ان بھائیوں میں دولت کا لالچ کسی میں نہیں تھا گویا کہ کسی کو اس دھن دولت سے غرض نہیں تھی۔

زیحال تو خود کو حویلی کا حصّہ دار سمجھتا ہی نہیں تھا رہتے زریاب تھے وہ بھی آج اپنا ہاتھ کھینچ گئے۔

"بس۔۔۔ مورے کو کون سمجھائے مجھے پہلی بیٹی

چاہئے جس کا نام جنت رکھونگا" اس نے بہت دل سے

یہ نام بھی سوچ لیا تھا۔

مگر آج وہ کیا سن کر یہاں آئے تھے؟ کہ داراب

شہداء میں شامل ہے وہ اپنی جنت کو دیکھے بغیر کیسے جا

سکتا تھا انکا دل نہ پھٹ جاتا یہ سوچ کر بھی۔

وہ بے اختیار اس لڑکی اور بچی سے نگاہیں پھیر گئے۔

اور ہمت کرتے آگے بڑھ کر اس آفیسر کے پاس آ گئے

جو انکو دیکھ جھٹ سے کال بند کر گیا۔

"ہیلو سر" فوراً سے جھک کر سلام کیا۔

"ا۔۔ام کو فون تم نے کیا تھا؟" آج سوال کرتے ہوئے انکا لہجہ کمزور سا محسوس ہو رہا تھا۔

"یس۔۔۔میں نے کیا تھا اور۔۔۔مجھے آپ کیلئے بہت برا محسوس ہو رہا ہے"

اسکی دلی ہمدردی زریاب کے دل پر کونسی قیامت بن کر گزری تھی وہ کیا جانے۔

"آئیں میرے ساتھ" وہ انہیں لے کر آگے بڑھا

زریاب کو اپنا ایک بھی قدم اٹھا پانا از حد مشکل محسوس

ہو رہا تھا

وہ پھر بھی آگے بڑھتے گئے وہ انہیں لے کر ایک

تابوت کے پاس گئے۔ زریاب کا دل اس وقت شدّت

سے دعائیں کر رہا تھا کہ وہ داراب نہ ہو۔

نہیں وہ کر سکتے تھے یہ عمر بھر کا غم برداشت وہ تو

یہاں آتے ہی ہمت ہارنے لگے تھے۔

مگر سامنے آتے داراب کا نام دیکھ انکے قدم یکدم سے لڑکھڑا گئے انکے ساتھ چلتے مینیجر نے بیک وقت انہیں سمبھالا۔

"سر۔۔۔ سمبھالیں خود کو" نام وہ بھی پڑھ چکا تھا تب ہی اس وقت کوئی بھی لفظ اسے زریاب کیلئے چھوٹا لگ رہا تھا۔

زریاب کو جیسے اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہوتا ہوا محسوس ہوا وہ چاہ کر بھی ٹھیک سے سانس نہیں لے پائے۔

انہوں نے بے یقین سی نظروں سے مینیجر کو دیکھا جسے آج ان پر بے ساختہ ترس آیا تھا۔ وہ ایسے دیکھ رہے تھے جیسے پوچھنا چاہ رہے ہوں۔

"یہ سچ ہے؟"

انکے کمزور کندھوں میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اس عمر میں اپنے جوان بھائی کا جنازہ اٹھا سکیں۔ انکا دل پھٹ جاتا ہیں۔

آنکھوں سے گرم سیال بے حد خاموشی مگر تیزی سے بہہ نکلا تھا۔ وہ کتنی دیر مینیجر کے سہارے کھڑے رہے۔

انکا بھائی وفادار نکلا تھا لیکن اپنے لوگوں کے ساتھ۔ گھر والوں کو تو وہ زندگی بھر کا روگ دے گیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کہیں اور نہیں گیا تھا کیونکہ چھپ کر وار کرنا اسکی عادت نہ تھی وہ سامنے آکر اپنے دشمن کو للکارتا تھا ٹھیک اب بھی وہ خود آیا تھا ولی خان کی حویلی میں۔

بنا یہ سوچے کہ اسکے ارادے بھانپ کر نجانے اس حویلی کے گارڈز کیا کرتے مگر وہ کیا کر سکتے تھے کیونکہ ان سے پہلے ہر طرف پاشا کے بندے پہنچ گئے تھے۔

اس وقت وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ دھرے اتنے دھڑلے سے بیٹھا تھا جیسے یہ حویلی اسی کے نام ہو۔

سامنے بیٹھی عین کی اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے ماتھے پر آئے پسینے کی بوندیں ہی صاف کر سکے۔

وہ تو ڈر ڈر کر اپنے خشک حلق کو تر کر رہی تھی۔

"یاقوت۔۔۔پانی دواسے" وہ اپنی بیوی کی مجرم کو کم از کم "آپ" نہیں کہہ سکتا تھا۔

یاقوت سر خم کرتے ملازم سے پوچھ کر کچن میں گیا اور آتے ہوئے پورا جگ لے کر آیا۔ شاید یہ بھی عین دلدار کیلئے اس وقت کم ہوتا۔

"ک۔۔۔کیوں آیا ہے تم ادر؟" اسکا لہجہ یہ سوال کرتے ہوئے کانپ رہا تھا۔

"میں کب آیا۔۔۔تم نے بلایا ہے مجھے" نہیں اسکی بری قسمت نے بلایا تھا اسے۔

"ا۔۔۔ام کیوں بلائے گا تم کو۔۔۔؟"ہاں وہ کبھی بھی
یہ غلطی نہیں کر سکتی تھی

اسکی بات پر پاشا نے آبرو اچکا کر اسے ایسے دیکھا جیسے
کہہ رہا ہو"واقعی؟ "

"اس ڈاکٹر پر اتنا پیسہ برباد کرنے کے بجائے دو پیسے لگا
کر مجھے کال کر دی ہوتی تو خود تمہارا مرض ٹھیک کر
دیتا لیکن۔۔۔۔جس کی موت آئی ہو "

اسکی آخری بات پر عین کی آنکھیں یکدم سے پھٹی
سانس گویا اندر جا کر باہر آنا بھول گئی تھی۔

"میں عورت ذات پر کبھی نگاہ بھی نہیں

اٹھاتا۔۔۔کیونکہ وہ کمزور ہوتی ہے۔۔۔ مگر

تم۔۔۔بہت طاقت آگئی ہے تم ؟"

وہ پوچھ اتنے سپاٹ انداز میں رہا تھا کہ عین کا سارا

خون اسی میں خشک ہو رہا تھا۔

"اتنی کہ۔۔۔میری بیوی کی جان خطرے میں ڈال

دی" نہیں یہ غلطی تھی اسکی بہت بڑی غلطی۔

"ک۔۔۔کیا بکواس کر رہا ہے تم۔۔۔ا۔۔۔ایسا کچھ نہیں کیا ام نے" جھوٹ پر بھی اسکی زبان اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"یاقوت۔۔۔مجھے کس چیز سے نفرت ہے؟" اسکے سوال پر یاقوت نے گردن موڑ کر عین کو دیکھا جسے پاشا سے زیادہ یاقوت مرزا سے خوف آ رہا تھا۔
وہ شخص ایسا تھا جسے پاشا کا صرف ایک اشارہ چاہئے تھا اور وہ اسی میں سب درہم برہم کر دیتا۔

"جھوٹ سے" اسکا جواب مختصر مگر سانس روک

دینے والا تھا۔

"اور سزا؟ "

"چھوٹی سی۔۔۔"

"کیا؟ "

"موت" وہ چپ ہو جائیں دونوں کی باتیں عین کی

جان نکال رہی تھیں۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں ام بتاتا ہے۔۔۔ام بتاتا ہے ام جھوٹ نہیں بولے گا" وہ یکدم سے بول اٹھی جس پر یاقوت کے لبوں کا ایک کونہ دھیرے سے واہوا۔

"ام۔۔۔ام تو بس غصّے میں تھا۔۔۔تم نے ام سے امارا واحد سہارا چھین لیا۔۔۔تم کو ذرا بھی امارا خیال نہیں آیا"

وہ رو پڑی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی کیسے وہ یہاں تنہا ہر مشکل سے گزر رہی تھی دو مرد تھے گھر کے اور اب دونوں ہی نہ ہونے کے برابر تھے۔

اسکی بات سن کر یاقوت نے اجازت طلب نظروں
سے پاشا کی طرف دیکھا اسے یہ عورت ایک آنکھ
نہیں بھا رہی تھی۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور قدم قدم چل کر عین کے
سامنے آ کھڑا ہوا۔

"اس وقت تمہارے گھر کا کوئی مرد ہوتا تو یقیناً میں
اس سے بات کرتا۔۔۔ لیکن افسوس کے وہ دونوں ہی
کسی کام کے نہیں تھے"

بول کر رکا ساتھ عین کی سانسیں رکی۔

وہ ایک پیر اسکے صوفے پر رکھتا ذرا سا جھکا۔

"میرے لئے مجھ سے جڑی ہر عورت عزیز

ہے۔۔۔چاہے وہ میری ماں ہے۔۔۔بہن

ہے۔۔۔بیوی ہے یا بیٹی۔۔۔انکے لئے درندہ بننے

والے شخص کیلئے میں اس سے بڑا درندہ

ہوں۔۔۔مس عین دلدار "

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے اسکے منہ پر غرایا تھا عین

نے بمشکل سانس لی۔

"مگر۔۔۔یہی غلطی تم نے بھی کی۔۔۔اس عورت کو مارنے کی جسے دیکھ کر میری سانسیں چلتی ہیں" کہتے ہوئے اسکا ہاتھ بڑھا جس پر یاقوت نے آگے بڑھ کر ریوالور رکھ دی۔

یہ دیکھ کر عین کی آنکھیں پھٹی تھیں۔

"کیسے۔۔۔کیسے سوچ لیا تم اسے ماردو گی ہاں۔۔۔"

وہ ضبط کے آخری مراحل سے گزر رہا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ام سے غلطی ہو گئی۔۔۔ام ۔۔۔ام معافی چاہتا ہے" وہ ہاتھ جوڑے گڑگڑانے لگی تھی۔

"میں گناہ معاف نہیں کرتا" وہ فیصلہ کن لہجے میں بولتے اسکی کنپٹی پر ریوالور ٹکا گیا۔

عین اتنے قریب سے موت دیکھ کر بری طرح سے لرز گئی تھی وہ ہاتھ جوڑے گڑگڑا کر معافی مانگنے لگی۔

جب اس سے پہلے وہاں ایک زندگی ختم ہوتی پیچھے سے یاقوت کی آواز ابھری۔

"بھائی" اسکے پکارنے پر پاشا نے مڑ کر اسکی جانب
دیکھا جہاں اسکے موبائل پر چلتی نیوز پر نگاہ پڑتے وہ
جیسے کھڑا تھا ویسے کا ویسا ہی کھڑا رہ گیا۔

وہ صوفے پر بیٹھی تھی لیکن زندہ انسان کی طرح نہیں
اسے دیکھ مردے اور اس میں کوئی فرق محسوس نہ
ہوتا۔
ہوش میں آنے کے بعد ایک لمحے کیلئے بھی اسکی
آنکھوں سے آنسوں نہیں رکے تھے وہ کیسے سب سے

اپنے وجود پر طاری ہوئی کپکپی چھپاتی سب عیاں ہو رہی تھی۔

"بیلا۔۔۔ پانی پی لو" سیماب کب سے اسے پانی پلانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ پھر منہ پھیر لیتی۔

وہ جس کرب سے اپنے آنسوں صاف کرتی دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ اسے دیکھ دل کو کچھ ہو رہا تھا۔

"زری۔۔۔۔ لے آئے گا امارے بچے کو۔۔۔ اسکو کچھ نہیں ہوا ہوگا" فرخندہ بیگم کس تڑپ سے اپنے بچے کی

راہ تک رہی تھیں کہ انکی طرف دیکھنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔

"بیلا۔۔۔ تم ٹینشن کیوں لیتا ہے خان لے کر آئیں گے داراب کو۔۔۔ تم اتنی ٹینشن لے گا تو کیسے چلے گا تم اکیلا نہیں ہے "

وہ پیار سے اسے سمجھاتی کسی طرح پر سکون کرنا چاہتی تھی جبکہ اپنا سکون اسکا بھی برباد تھا جب تک زریاب داراب کو لے کر گھر نہیں آجاتے۔

بیلا پھر دروازے پر نگاہیں جما لیتی اسے کوئی غرض نہیں تھی اس بچے سے۔ جب اسکا باپ ہی۔

وہ آگے سوچ بھی نہیں سکی دل بری طرح سے لرز گیا تھا۔

تب ہی باہر سے کئی گاڑیوں کی ایک ساتھ آواز آنے لگی جنہیں سن کر سب ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے سوائے بیلا کے اس میں اتنی ہمت نہ تھی۔

حویلی کے گیٹ کے آگے سے گاڑیاں گھوم کر دوسری طرف جارہی تھی آج سے پہلے یہ گاڑیاں یہاں نہیں دیکھی گئی تھیں۔

یہ سب پولیس کی گاڑیاں تھیں جن کا بجتا سائرن آج بیلا کی جان نکال رہا تھا۔وہ بیٹھے بیٹھے صوفے کو مٹھیوں میں زور سے جکڑ گئی۔

"یہ۔۔۔یہ اتنی گاڑیاں۔۔۔۔کیوں؟"فرخندہ بیگم کی آواز کانپ رہی تھی کتنا مشکل لگ رہا تھا آج بولنا بھی۔

نوشیر وال ہمت کرتے دھیرے سے آگے بڑھنے لگے

جب باہر سے زریاب آتے دکھائی دیے بوجھل

کندھے بکھرے بال اور اجڑا حال جیسے اپنی زندگی کا

سب کچھ لٹا آئے ہوں۔

انکو دیکھ کر ہی فرخندہ کے دل پر جیسے ہاتھ ساپڑا تھا۔

"زری۔۔۔"نوشیر وال صاحب تیزی سے ان تک

آتے کندھوں سے تھام گئے۔

"کیا ہوا۔۔۔تم ایسے کیوں آرہا ہے کدر ہے

داراب؟"ہاں ایک باپ منتظر اپنے بیٹے کا اپنے جوان

بیٹے کا جسے یہاں تک پہنچانے کیلئے انکی جوانی ڈھل گئی

تھی۔

زریاب نے سرخ متورم نگاہیں اٹھا کر انکی جانب دیکھا

آج انکا یہ انداز نوشیر وال صاحب کا دل دہلا گیا تھا۔

"بابا۔۔۔" وہ یکدم سے نوشیر وال کے کندھے سے

لگتے پھوٹ کر رو دیے جیسے کب سے ضبط کر

رہے تھے۔

انکو ایسے روتے دیکھ نوشیر وال صاحب نے خود کو بمشکل گرنے سے بچایا تھا نہیں یہ نہیں ایسا انتظار تو نہ کیا تھا اپنے بیٹے کا۔

"بابا داراب چلا گیا بابا۔۔۔۔داراب چلا گیا" وہ مزید پھوٹ پھوٹ کر روتے جس کرب سے بولے تھے حویلی میں جیسے قہرام سا برپا ہو گیا تھا فرخندہ بیگم کھڑے کھڑے وہی ڈھے گئیں۔

"مورے۔۔۔"سیماب نے ایک ہی جست میں انکو سمبھالنے کی کوشش کی مگر بے سدھ وہ خود ٹوٹ گئی تھی۔

بیلا تو جیسے اگلا سانس نہیں لے سکی۔ وہ پتھر بنی انہیں دیکھے گئی۔ جب سامنے سے ایک تابوت لایا جارہا تھا

اسکے سامنے ایک تابوت لا یا جارہا تھا جس کے اوپر ڈھیر سارے پھول اور ایک گلدستہ رکھا صاف دکھائی دے رہا تھا جس کے بیچ بڑے حروف میں لکھا گیا تھا۔

"داراب خان آفندی" وہ آج اپنے قدموں پر نہیں آ رہا تھا۔اسے کندھوں پر لا یا جارہا تھا۔

بیلا اپنی جگہ سے ٹرانس کی سی کیفیت میں اٹھتی چلی گئی باقی سب پر تو جیسے قیامت سی ٹوٹ گئی تھی۔

مگر وہ اس دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ اپنی وردی پہن کر آتا ہوا اسے ہر بار دکھائی دیتا تھا مسکراہٹ اسکے چہرے سے جدا نہیں ہوتی تھی۔۔

آتے ہی وہ مورے اور داجی کے ہاتھ پر بوسہ دیتا تھا ساتھ ہی اس دشمن جان کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا تھا۔

آج بھی تو اسے ایسے ہی آنا چاہئے تھا وہ کتنی شدّت سے اسکی منتظر تھی کہ وہ اسی طرح آئے گا اور آکر اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھے گا۔

مگر آج وہ دیکھ نہیں رہا تھا وہ آنکھیں بند کر گیا تھا۔

وہ آج اپنے پیروں پر نہیں آ رہا تھا کیوں؟ یہ کیوں بیلا کے پورے وجود کو جھنجھوڑ گیا تھا وہ پتھرائی آنکھوں سے سامنے کا منظر دیکھنے لگی۔

لان کے بیچوں بیچ تابوت رکھا جا رہا تھا اور اسکے ساتھ ہی بیلا داراب خان بھی گرتی چلی جا رہی تھی۔

اسے یوں گرتے دیکھ کئی ملازماؤں نے اسے دوڑ کر سمبھالا تھا۔

''بی بی جی۔۔۔ سمبھالیں خود کو'' آج اس لڑکی پر جتنا بھی ترس آتا کم تھا کم عمری میں بیوگی کا رنگ اس پر بہت جان لیوا الگ رہا تھا۔

بیوہ؟ وہ بیوہ تھی اب اسکی؟ سوچ کر ہی اسکی جان نکلی تھی اس نے سانس لینے کی کوشش کی جب اسکے منہ سے ہچکی بر آمد ہوئی۔

تابوت سے لپٹ کر روتی ہوئیں فرخندہ بیگم پر بار بار غشی کے دورے پڑ رہے تھے۔

سیماب کی ایسی حالت نہ تھی کہ وہ انہیں سمبھال سکتی۔سب پر گویا قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔

"ہوش کریں بی بی سائیں۔۔۔پانی لاؤ"ایک ملازمہ دوڑ کر پانی لائی۔

مگر وہ بت بنی سامنے رکھا تابوت دیکھ رہی تھی پورا وجود جیسے ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔

پولیس افسران ایک سیدھی لائن میں گردن تان کر کھڑے تھے کیونکہ شہید ہونے والا انکا آفیسر تھا۔

مگر وہ کسی کا بیٹا بھی تھا کسی کا بھائی بھی تھا اور کسی کا شوہر۔ یا شاید اب کوئی اور بھی تھا اسکا انتظار کرنے والا۔

حویلی پر جیسے ایک قیامت سی ٹوٹ گئی تھی زریاب کیا سمبھالتے سب کو وہ خود بہت برا ٹوٹ کر بکھرے تھے۔

"داراب۔۔۔۔داراب" فرخندہ بیگم کی پکار سیدھا عرش تک جا رہی تھی انکی چیخ و پکار پر وہاں کھڑے

افسران کی آنکھوں سے گرم سیال خاموشی سے بہنے لگا تھا۔

داجی اس عمر میں اپنی سکت سے زیادہ ہمت دکھاتے زریاب کو سمبھال رہے تھے آخر کو باپ تھے اولاد کا غم اور خوشی انکے ہی کندھوں پر آنا تھا مگر یہ غم تو انکے کندھے توڑ گیا تھا۔

وہ اس وقت اندھا دھند ڈرائیو کر رہا تھا کون عین کونسی سزا اور کونسا گناہ اسے کچھ یاد نہیں تھا اسکی

آنکھوں کے سامنے وہ نیوز بار بار گھوم رہی تھی۔

نیوز؟

"ڈی ایس پی داراب خان شہید ہو چکے ہیں"

آج یہ نیوز اسکی سانسیں روک گئی تھی۔اسکے ساتھ

بیٹھا یاقوت آج اسے نہیں کہہ سکا کہ "بھائی آہستہ

ڈرائیو کریں "

"م۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔داراب لالا" وہ

جملہ پورا نہیں کر سکا اس نے گردن موڑ کر زیحال کی

جانب دیکھا جس کے ہاتھ سٹیرنگ پر بے ساختہ کانپے

تھے۔

وہ ونڈو سے باہر دیکھتا کس کرب سے اپنی آنکھ سے

بہتے آنسوں ہاتھ کی پشت سے صاف کرنے لگا تھا یہ

صرف وہی جانتا تھا۔

مگر اسکی یہ حالت دیکھ یاقوت کا دل بھی جیسے کٹ کر

رہ گیا تھا۔

"م۔۔۔مجھے نہیں لگتا۔۔۔ایسا کچھ ہوا ہے۔۔۔کیسے کہہ سکتے ہیں ایک تابوت کو دیکھ کر کہ وہ داراب لالا ہیں "

اسکی اس بات پر زیحال نے ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی جانب دیکھا۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی مس انڈر اسٹینڈنگ ہو" آج اسکے الفاظ زیحال کو جیسے موت کے منہ سے واپس لا رہے تھے۔

وہ سامنے دیکھ کر سپیڈ بڑھاتے ہوئے مسلسل اس کے الفاظوں کو سوچنے لگا تھا۔

ہاں ایسے کیسے اسکے بھائی کو کچھ ہو سکتا تھا جس شخص نے پوری زندگی خوشیوں کا انتظار کیا اب جب خوشیاں اسکے در پر آئی تھیں تو زندگی کیسے اسے اتنا بڑا دھوکہ دے سکتی تھی۔

"ہمیں فل انویسٹیگیشن کروانی چاہیئے" یاقوت کو اسکی خاموشی سے بولنے کی مزید ہمت تو ملی ہی تھی مگر دل میں خوف بھی پیدا ہوا تھا۔

اگر اسکی باتیں سچ نہ ہوتی اور جو دکھ رہا تھا وہ سچ ہوتا تو اسکا باپ پہلے سے زیادہ اور بہت برا ٹوٹ جاتا۔

وہ خاموشی سے مگر اندھا دھند ڈرائیو کرتا رہا۔

وہ اس وقت ایک بھی لفظ خود سے کہنے کی سکت میں نہیں تھا کہنا تو دور کی بات تھی وہ یہ سب سن بھی نہیں سکتا تھا۔

وہ بس گاڑی بھگا رہا تھا ایسے جیسے اسے اپنی زندگی کی کوئی فکر نہ ہو۔اور اسکی یہ جست اسے وقت سے پہلے حویلی پہنچا گئی تھی۔

جہاں پہلے سے ایک قہرام برپا دیکھ وہ گاڑی سے اترتا وہی پتھرا گیا۔

سامنے لوگوں کا جم غفیر اکٹھا تھا باہر پولیس کی اتنی گاڑیاں کھڑی تھی کہ اسے اپنی گاڑی تک پارک کرنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ سب ؟" اتنے لوگ اور گاڑیاں دیکھ یاقوت کا دل دھک سے رکا تھا۔

مگر وہ اپنے باپ کو بھی تو دیکھتا جو سانس بھی نہیں لے پا رہا تھا وہ ہمت کرتے دھیرے سے آگے بڑھا جب ہجوم میں سے اسے آواز آنے لگی تھی۔

"راستہ دو یہ مرحوم کے بھائی ہیں" ان الفاظ پر زیحال نے رک کر اسے دیکھا اسکی سماعتوں میں مرحوم لفظ گونجنے لگا تھا۔

"بھائی چلیں" یاقوت اسے بازو سے تھام کر آگے بڑھ گیا۔

جب وہ دونوں ہجوم کو چیرتے ہوئے آگے آئے جہاں تابوت رکھا تھا اس سے لپٹ کر اپنی ماں کو روتے دیکھا۔ اپنی بہن کو روتے دیکھا۔

اس سے پہلے پامیر برلاس اور باقی سب وہاں پہنچ چکے تھے۔

جن میں زمل بھی شامل تھی جس کی نظر اسی وقت سامنے کھڑے اپنے ہبی پر اٹھیں تو دل کیسے یکدم سے مٹھی میں آیا تھا۔

وہ آگے بڑھنے لگا ایک ایک آفیسر کے آگے سے
گزرتے ہوئے ان کا سر اسکے آگے جھکتا چلا جارہا تھا۔
"سر" آخر والے نے یکدم سے سلیوٹ مارا جس پر
زیحال نے اسے سر تا پیر دیکھا۔
وہ منوں بھاری قدم اٹھاتے دھیرے سے تابوت کے
قریب آیا جہاں سامنے ہی ایک تصویر لگی تھی۔
سیاہ کانچ سی مسکراتی آنکھیں، باوردی نوجوان سپاہی
جس کے سینے پر کئی سٹار اسکی کامیابی کی داستان سنانے
کو شدّت سے بے تاب ہورہے تھے۔

وہ اس تابوت کو اوپر سے نیچے تک دیکھنے لگا۔

"تم کیوں نہیں آجاتے حویلی۔۔۔ ہم بھائی ساتھ رہیں کتنا اچھا لگے گا "

داراب کے الفاظ اسکی سماعتوں میں گونجنے لگے تھے وہ توسب کو ایک جگہ اکٹھا کر رہا تھا پھر اب خود کیوں؟

"ڈیوٹی پر نہیں جا رہے آپ؟ "

"نہیں یار۔۔۔ دل نہیں ہے۔۔۔ میں تم سب کے ساتھ انجوائے کرنا چاہتا ہوں یہ گولڈن میموریز" وہ ساتھ میں کباب کھاتے شرارت سے بولا تھا۔

''آپ تو کبھی ڈیوٹی سے آف نہیں لیتے۔۔۔میں اتنا ضروری ہوں آپ کیلئے؟ ''

اسکے سوال پر داراب نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا ایسے جیسے چھوٹے ہوتے اسے پچکارتا تھا۔

''تم نہیں جانتے تم کتنے ضروری ہو میرے لئے۔۔۔جان ہو میری پاگل'' وہ اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔

وہ بھی آج اسے لگانا چاہتا تھا گلے مگر اس طرح نہیں۔

وہ مر جاتا مزید یہ دیکھ کر۔

وہ وہی بے جان ٹانگوں سے بیٹھتا چلا گیا اور اس تابوت کو چھو کر دیکھنے لگا۔ اسکی آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

"ل۔۔۔لالا" اسکے لبوں سے تڑپ کر اسکے لئے پکار نکلی مگر آج اسے اس طرح جواب نہیں ملا جیسے ہر بار ملتا تھا۔

اسکی نگاہیں تابوت پر جس طرح جمی تھیں یہ انداز دیکھ یاقوت کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"بھائی مورے کی حالت "یاقوت کی نظر جیسے ہی ان پر پڑی انکی حالت دیکھ اسکا دل مٹھی میں آیا تھا۔

زیحال نے بھی اسی وقت انکی طرف دیکھا زمل انہیں سمبھالنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ کسی طرح قابو میں نہیں آ رہی تھیں۔

وہ یاقوت کا ہاتھ پکڑ کر دھیرے سے اٹھا مگر یہ دیکھ کر یاقوت کی جان نکلی تھی کہ آج اسے اٹھنے کیلئے سہارے کی ضرورت پڑی تھی۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے فرخندہ بیگم کے پاس آ کر بیٹھتے انہیں اپنے سینے سے لگا گیا۔

"دارا۔۔۔ب" وہ سینے پر ہاتھ مارتی پوری قوت سے اسے پکار رہی تھیں۔

جب انکی پکار پر کتنے ہی آنسوں ایک ساتھ ان گرے جھیل سی آنکھوں سے بہے تھے۔وہ پھر بھی خود پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ہوسکتا ہے یہ کوئی مس انڈر اسٹینڈ نگ

ہو۔۔۔" یاقوت کے الفاظ یاد آتے اس نے نگاہ اٹھا کر

اسے دیکھا۔

وہ زریاب لالا کے ساتھ کھڑا تھا۔ پامیر بر لاس بھی

انکے پاس ہی تھے کوئی ایسی آنکھ نہ تھی جو اس وقت

اشک بار نہ ہو۔

وہ دھیرے سے اٹھ کر سب سے الگ ہو کر ایک جگہ

آیا اور اپنا موبائل نکال کر کسی کو کال کرنے لگا۔

ایک کے بعد ایک کال کرتے ہوئے اسکی سانسوں کا تنفس بگڑ رہا تھا۔

جیسے ابھی مقابل کو جا کر پکڑ لے جس نے اسکی کال اٹھانے کی ہمت نہیں کی تھی۔

"آپ کسے کال کر رہے ہیں؟" برہان اسے سب سے الگ یہاں آتے دیکھ خود بھی پیچھے پیچھے چلے آئے۔

"تمہاری بہن فون کیوں نہیں اٹھا رہی؟" اسکے ضبط کی انتہا تھی۔

"مجھے علم نہیں" انہیں واقعی علم نہیں تھا مگر اسکی غیر موجودگی برہان کو بھی سخت پریشان کر گئی تھی۔

"میں ٹرائے کرتا ہوں اسے کال" وہ کہہ کر خود زنو کا نمبر ڈائل کرنے لگے۔

ان پر یہ کام سونپ کر وہ خود واپس آگیا تھا جب آتے ہی اسکی نظر بیلا کے پاس بیٹھی کئی عورتوں پر پڑی۔

"انکی چوڑیاں توڑ دو" کسی نے بیلا کے ہاتھوں میں رنگ برنگی چوڑیاں دیکھ کر کہا۔

جس کی بات پر سب نے یکدم سے اسکی جانب دیکھا یہ
جملہ روحیں کھینچ لینے والا تھا۔
مگر یہ دنیا تھی یہ بیوگی پر ایک ہی رنگ پسند کرتی تھی
وہ تھا سفید رنگ۔
دو عورتوں نے آگے بڑھ کر بیلا کے ہاتھ تھام لئے وہ
ایسے بیٹھی تھی جیسے کوئی بے جان شے۔آنکھیں
خشک تھیں مگر تابوت پر جمی تھی۔
وہ اٹھ کر دیکھے۔کیسے اسکی بیلا کے ہاتھوں سے
چوڑیاں نکالی جارہی تھیں۔

"ناک میں پہنی لونگ بھی نکال دو۔۔۔یہ سب شادی شدہ کی نشانیاں ہیں" کتنے بے رحم لوگ تھے کتنی سفاکیت سے اس سے اسکے سہاگ کی نشانیاں چھین رہے تھے۔

مگر وہ ایک لفظ نہیں کہہ پائی وہ تو جیسے ہوش میں ہی نہیں تھی۔

ایک عورت آگے بڑھ کر اسکی ناک سے ڈائمنڈ کی لونگ نکالنے لگی۔یہ منظر سب کے لئے جان لیوا تھا۔ سیماب نے روتے سر نفی میں ہلاتے منہ پر ہاتھ رکھا۔

لونگ نکال کر ایک پلیٹ میں رکھ دی گئ تھی جسے
دیکھ زمل نے تڑپ کر اپنے ہبی کی جانب دیکھا۔اسے
دیکھ کر دل پھٹ رہا تھا۔

عورت کہے کہ مرد کی کیا اہمیت ہے اسکی زندگی میں تو
یہ اہمیت ہے کہ اسی سے سارے رنگ ہوتے ہیں
عورت کی زندگی میں۔

وہ اپنے ہبی کے سینے سے لگ جانا چاہتی تھی اسے کہنا
چاہتی تھی کہ وہ خوف زدہ ہو گئی ہے۔

وہ بھی ان عورتوں کو ہی دیکھ رہا تھا جن کا عمل اسکے

لئے بھی سخت جان لیوا ثابت ہو رہا تھا اس نے ضبط سے

ہاتھ کی مٹھیاں بھینچی۔

آخر میں اسکا ضبط ٹوٹتے وہ بول اٹھا تھا۔

"بس "ان عورتوں کا ہاتھ بیلا کی چوڑیوں کی طرف

جاتے دیکھ وہ یکدم سے دھاڑا تھا۔

وہ اٹھ کر انکے قریب گیا جب اسے دیکھتے ہی وہ سب

پیچھے ہٹتی گئیں۔

زیحال نے جھک کر زمین پر پڑی چوڑیاں اٹھائیں۔

صرف چوڑیاں ہی تو تھیں مگر انکی وقعت ان کلائیوں سے اترتے بدل گئی تھی۔

"پہنوانکو" اس نے بنا بیلا کی جانب دیکھے چوڑیاں اسکی جانب بڑھائیں وہ نہیں تھام سکی وہ تو شاید زندہ بھی نہیں تھی۔

زمل نے آگے بڑھ کر اپنے ہبی کے ہاتھ سے چوڑیاں لے کر بیلا کے ہاتھوں میں پہنائیں جس پر اس نے زمل کی طرف دیکھا۔

آج اسکا دیکھنا ہی زمل کو مار گیا تھا وہ تڑپ کر بیلا کو اپنے سینے سے لگا گئی جب اپنی ہم عمر کا کندھا ملتے اسکا ضبط ٹوٹنے لگا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے بلند آواز میں روتی پوری لرز گئی تھی۔زمل کو لگا جیسے اسکی جان بھی نکل جائے گی۔

کومل اور مشی نے فوراً سے بیٹھتے اسے سمبھالا۔انکی اپنی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں۔

"بس بیلا۔۔۔حوصلہ کرو" آج کوئی بھی الفاظ جس لڑکی کو دلاسہ دینے کیلئے چھوٹا تھا۔

مشی نے کن کرب بھری نگاہوں سے تابوت کی جانب دیکھا "ہینڈسم پولیس والا" یہی بلاتی تھی نہ وہ اسے۔آج اسکے ساتھ شہید کا لفظ لگاتے ہوئے اسکی اپنی جان نکل رہی تھی۔

"داراب۔۔۔" وہ پوری قوت سے اسے پکارنے لگی تھی اسکا ضبط ٹوٹا کتنوں کی جان نکال گیا تھا۔

"سر۔۔۔کافی دیر ہوگئی ہے ہمیں اب نکلنا چاہئے" شہید ہونے والے تمام افسران کی ایک ہی جگہ تدفین کی تیاریاں کی گئی تھیں۔

انکی بات پر زریاب نے تڑپ کر انہیں دیکھا۔

وہ لوگ آگے بڑھ کر تابوت اٹھانے لگے تھے جس پر چیخ وپکار مزید بڑھنے لگی تھی۔

پہلا کندھا دینے والا وہ خود تھا "زیحال خان آفندی" دوسری طرف یاقوت پامیر اور برلاس تھے۔

"نہیں۔۔۔ نہیں داراب۔۔۔" انکو اپنے داراب کو خود سے دور لے جاتے دیکھ وہ بوکھلا کر اٹھی تھی اس دوران دوپٹہ بھی وہی گر چکا تھا۔

"بیلا" کئی عورتوں نے آگے بڑھ کر اسے تھامنے کی کوشش کی مگر وہ ہزیانی سی ہوتی انکی گرفت سے نکل کر بار بار ان کے پاس جا رہی تھی۔

"یہ۔۔۔امارا ادارا ب ہے۔۔۔ چھوڑو اسکو۔۔۔ام نہیں لے جانے دے گا" وہ زیحال کا گریبان پکڑے بری طرح سے کانپتی ہوئی چلائی تھی۔

وہ نظریں جھکا گیا جب ان گرے جھیل سی آنکھوں سے بہتا سیال مزید تیزی سے بہنے لگا۔ وہ تو کھل کر رو

بھی نہیں سکا تھا۔اسکے کندھوں پرپڑی زمے داری

نے اس سے رونے کا حق بھی چھین لیا تھا۔

"بیلا۔۔۔ سمبھالو خود کو"کومل اور مشی اسے

سمبھالنے کی پوری کوشش کر رہی تھیں۔

"نہیں۔۔۔ام نہیں لے جانے دے

گا۔۔۔داراب۔۔۔۔داراب۔۔۔"اس بار وہ

مضبوطی سے اسے روک گئی تھیں وہ انکی گرفت میں

ہی نڈھال سی ہوتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

دارا۔۔۔۔ب" وہ زمین پر ہاتھ مارتی اپنے حواس کھو رہی تھی اس پر دھیرے دھیرے طاری ہوتے غشی کے دورے سب کی جان نکال گئے تھے۔

"امارادارااب ہے۔۔۔وہ امارا ہے کیوں لے کر جارہا ہے تم۔۔۔"

نہ لے جایا جائے یا اسے بھی کہا جاتا کہ وہ بھی ساتھ جائے وہ انکار نہ کرتی۔

وہ لوگ اسے لے کر حویلی سے نکل گئے تھے ہمیشہ کیلئے یہ تھا زندگی سے موت تک کا سفر۔ کبھی اسی گیٹ سے وہ روز آتا جاتا تھا۔

اور اب کبھی واپس نہ آنے کیلئے چلا گیا تھا۔ جاتے جاتے کئی اپنوں کو بھی ساتھ لے گیا تھا۔

پیچھے جو قہرام برپا ہوا تھا پھر وہ کتنی ہی دیر نہیں تھما تھا بیلا بار بار بے ہوش ہو رہی تھی اسکی بگڑتی حالت سے سب کو خوف آنے لگا تھا۔

یہ جنگل بہت گہرا تھا اتنا کہ سورج کی روشنی بھی درختوں کی آپس میں الجھی شاخوں کو چیر کر زمین تک بمشکل پہنچ پا رہی تھی۔

ہر طرف بلند و بالا درخت خاموش محافظوں کی طرح کھڑے تھے، جن کے تنے کائی سے ڈھکے ہوئے تھے۔

نم مٹی کی خوشبو ہوا میں گھلی ہوئی تھی، جبکہ دور کہیں کسی نامعلوم پرندے کی پُراسرار آواز خاموشی کو چیرتی سنائی دے رہی تھی۔

جھاڑیوں کے درمیان ہلکی سی سرسراہٹ ایسا گمان پیدا کر رہی تھی جیسے کوئی ان دیکھی مخلوق سایوں میں چھپی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہو۔

شام کے دھندلکے نے جنگل کو مزید پراسرار بنا دیا تھا، اور ہر درخت کا سایہ کسی راز کی مانند زمین پر پھیلا ہوا تھا۔ اسی ایک سائے کے بیچ اسکا وجود بے وقعت ہوا پڑا تھا۔

دائیں کندھے اور ٹانگ پر لگی گولی نے اسے کسی حرکت کے قابل نہ چھوڑا تھا۔ وہ نجانے کب سے

یہاں بے ہوش پڑا تھا جب کئی گھنٹوں بعد اسکے وجود میں ہلکی ہلکی سی جنبش ہونی شروع ہوئی۔

114/4

سینے میں درد کی ایک شدید لہر سی اٹھنے لگی کھانسی سے
پورا وجود جیسے لرز کر رہ گیا وہ اسی طرح پڑے پڑے
بری طرح سے کھانسنے لگا تھا۔

کھانسنے کے باعث زخموں میں درد مزید بڑھتا ہوا
محسوس ہونے لگا تھا۔

جب تھوڑی دیر میں اسکی آنکھیں دھیرے سے وا
ہوئی۔ ذرا سی کھلی آنکھوں سے اسے اپنے اوپر کئی
جھاڑیاں پڑی محسوس ہوئیں۔

گلا اس قدر خشک تھا جیسے وہاں تھوڑی ہی دیر میں
کانٹے اگ آئے ہوں نجانے وہ کب سے یہاں پڑا تھا۔
کسی نے اسے دیکھا نہیں دیکھا مگر اس وقت وہ مر بھی
جاتا تو شاید کسی کو علم تک نہ ہوتا۔

"پا۔۔۔ پانی۔۔۔ پانی" وہ اپنے ہی لعاب کو گٹکتا پانی
کیلئے کسی کو پکارنے لگا۔ مگر کوئی نہ آیا۔

"ل۔۔۔ لالا

۔۔۔زی۔۔۔ پانی۔۔۔ پ۔۔۔ پانی" پانی کی

کوشش کی میں ایک بار پھر بری طرح سے کھانسی کے

دھسکے نے اسے آن جکڑا تھا۔

آج کوئی بھی نہ آیا اسکے لئے وہ یہاں بے یار و مدد گار

پڑا تھا اور ایسے وقت میں انسان کو اپنے سب سے

قریبی رشتے ہی یاد آتے ہیں۔

وہ اپنی مدد آپ کے تحت اٹھنے کی کوشش کرنے لگا

جس میں بری طرح سے ناکام ہوتے وہی پھر سے

ڈھے گیا۔

اور اس بار جو آنکھیں بند ہوئیں تو نجانے کب کی کب جا کر کھلی تھیں۔

باہر اتنے لوگ تھے آنے جانے والے لیکن اس وقت حویلی کا کوئی بھی فرد کسی سے ملنے کی سکت میں نہیں تھا زریاب خان بھی بوجھل سے کندھے جھکائے کھڑے تھے لوگ خود آ کر انکے گلے سے لگتے اظہار افسوس کر رہے تھے۔

کتنے چھوٹے الفاظ تھے ان سب کے یہ کہہ دینا کہ " ہمیں آپکے بھائی کا سن کر دکھ ہوا" کیا واقعی ؟

یہ کہنے والوں کو دکھ ہوتا ہے؟ اتنا جتنا اس جانے والے سے جڑے لوگوں کو ہوتا ہے؟

زریاب کی آنکھیں اب تک خشک نہیں ہو سکی تھیں۔جب قبرستان سے واپس لوٹتے زیحال پر انکی نظر پڑی۔

ان سب میں پہلی بار وہ اپنے زی کو دیکھ رہے تھے لیکن کن حالات میں؟ اسے دیکھتے ہی انکا ضبط جواب دینے لگا تھا۔

زیحال دھیرے سے انکے قریب آیا جب وہ انکے کندھے سے لگ کر اپنا ضبط کھو بیٹھا۔ زریاب یہاں صیح معنوں میں ٹوٹ گئے تھے۔

وہ تین تھے یہ کہتے ہوئے دل پھٹ رہا تھا کہ وہ اب دو رہ گئے ہیں۔ دار اب نہیں رہا دونوں میں۔

"بس لالا" اسے اپنا دل زریاب کے رونے پر پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"د۔۔۔ داراب چلا گیا زی۔۔۔ وہ ام کو چھ۔۔۔ چھوڑ کر چلا گیا" زندگی میں پہلی بار وہ بہت برا ٹوٹے تھے۔ وہ شخص دونوں بھائیوں کی زندگی میں کہاں نہیں پایا گیا تھا۔ زیحال کی غیر موجودگی میں وہ زمل کو صحیح سلامت گھر لایا تھا۔

زریاب کی غیر موجودگی میں اس نے سیماب کا ساتھ دیا تھا کہاں کہاں وہ نہیں رہا تھا ایک اچھا بیٹا جس کی فرمانبرداری کے چرچے تھے۔

آج اسکی ماں پر غشی کے دورے پڑ رہے تھے رو رو کر انکا حال برا ہو گیا تھا۔

اور بیلا؟ وہ تو کسی کے قابو میں ہی نہیں آ رہی تھی زیادہ دوائیں بھی اسکے لئے ٹھیک نہ تھیں۔ کومل اور ماہم جیسے بھی اسے سمبھال رہی تھیں۔

کیونکہ اسکے ساتھ ایک ننھی زندگی جڑی تھی۔داراب کی نشانی۔

زیحال انہیں بٹھا کر انکے لئے پانی لے کر آیا۔

"بابا کہاں ہیں؟"اس نے یہاں وہاں سب کے بیچ نوشیر وال صاحب کو تلاش کیا۔

"سو رہے ہیں دوائیں دے کر سلایا ہے"وہ خود انہیں سلا کر آئے تھے جوان بیٹے کی موت انہیں بہت برا توڑ گئی تھی۔

وہ وہی زریاب کے قدموں میں بے گیا۔اور سر انکی گود میں رکھے ایک نقطے پر نگاہیں جما گیا۔

وہ چاہتا تو اس وقت اپنے ذہن میں چلتی الجھنیں زریاب کے ساتھ شئیر کر لیتا مگر وہ انہیں مزید کوئی کمزور سی آس دے کر پھر سے توڑنا نہیں چاہتا تھا۔ جب تک اسے خود نہ سب معلوم ہو جائے۔

"لالا کے جانے کے بعد آپ کی ان سے کوئی بات ہوئی تھی؟" بنا سر اٹھائے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"نہیں ایک مہینہ ہو گیا تھا۔۔۔ام کو اسکا انتظار کرتے ہوئے" وہ درد میں ڈوبی آواز میں بولے۔

زیحال کو انکے لہجے میں بے پناہ درد محسوس کرتے اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا۔

"ام۔۔۔کو۔۔۔ام کو پتہ ہوتا وہ جا کر واپس نہیں آئے گا تو ام اسے کبھی نہ جانے دیتا" وہ سر جھکائے سسک کر رو پڑے۔

"لالا" انہیں یوں تڑپ کر روتے دیکھ زیحال کی جان نکلی تھی۔اس نے بمشکل اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوں روکے۔

"ای۔۔۔ایسے روئیں گے تو میں بھی" وہ جملہ مکمل نہیں کر سکا جب زریاب نے سر نفی میں ہلاتے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"نہیں۔۔۔ام پر۔۔۔ترس کھاؤ" وہ ہاتھ جوڑے کس کرب سے بولے کہ زیحال کا دل بری طرح سے کانپ گیا۔

"ام ایک کو کھو کر مر رہا ہے۔۔۔ام نہیں کھو سکتا تم لوگوں کو۔۔۔" وہ سر جھکائے کس تڑپ سے روتے اسے اپنے ہاتھ دکھانے لگے۔

"یہ۔۔۔یہ ہاتھ خالی رہ گئے زی۔۔۔خالی رہ گئے۔۔۔ام سے داراب دور چلا گیا"

انکار و ناز یحال کی جان نکال گیا تھا وہ اٹھ کر ان سے بے اختیار لپٹ گیا۔

اس بار چاہ کر بھی اپنی آنکھوں کو بہنے سے نہیں روک پایا تھا۔

''ام کس سے جا کر کہے ام کو امار ابھائی دے دو۔۔۔ام مر جائے گا اسکے بغیر۔۔۔ام نہیں کر پا رہا یہ غم برداشت ''انکی آواز میں ایک الگ ہی جان لیوا تڑپ تھی۔

زیحال کو اپنی بھی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔وہ بے آواز روتے ہوئے زریاب کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھا رہا۔

اسے اب بھی کہیں نہ کہیں داراب کے لوٹنے کی امید تھی وہ کیسے یقین کر لیتا یہ اتنی چھوٹی بات نہیں تھی۔

"آپ اٹھ کر اندر چلیں ریسٹ کریں" وہ اٹھ کر زریاب کا ہاتھ تھام کر انہیں اپنے سہارے کھڑا کرنے لگا۔ کیسی قسمت پائی تھی اس نے۔ اپنوں کے رونے کے ڈر سے وہ خود کھل کر رو بھی نہیں پا رہا تھا۔

وہ زریاب کو لے کر اندر گیا اور انہیں کمرے میں لے جاتے خود ان پر کمفرٹر ٹھیک کر کر سونے کیلئے کہہ کر باہر آگیا۔

"ہبی" اسی وقت پیچھے سے زمل کی آواز پر اس نے بے ساختہ مڑ کر پیچھے دیکھا۔

جہاں اسے اس لڑکی کا چہرہ نظر آیا جسے دیکھ کر اسکا سارا ضبط ٹوٹنے کی حد پر آگیا تھا۔

وہ قدم قدم چلتی ہوئی اسکے پاس آکر کھڑی ہوئی اور ان گہرے جھیل سی آنکھوں میں دیکھنے لگی جن میں پنپتی اذیت اسکی جان نکال گئی تھی۔

"آ۔۔۔آپ۔۔۔ ٹھیک ہیں؟" اسے نہیں پوچھنا چاہئے تھا یہ سوال۔ان الفاظ پر گہرے جھیل سی آنکھیں تیزی سے بھرتی چھلک پڑی تھیں۔

وہ چہرے کا رخ موڑے بے دردی سے ان آنسوؤں

کو ہاتھ ہی پشت سے صاف کر گیا۔

"ھمم۔۔۔ ٹھ۔۔۔ ٹھیک ہوں" اسکی زبان کی

لڑکھڑاہٹ گواہ تھی وہ کس قدر ٹوٹ گیا ہے۔

زمل نے اسکے کپڑوں پر لگی مٹی دیکھی۔ یہ مٹی اسکی

جان نکال گئی تھی۔ وہ دونوں حویلی کے پچھلے حصّے

میں آ گئے تھے جہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

"آپ کہاں تھے؟" سب تو پہلے ہی قبرستان سے

واپس آ گئے تھے ایک وہی سب سے آخر میں لوٹا تھا۔

"قبرستان" اس نے ہونٹوں کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے بمشکل جواب دیا۔

"پوچھ رہا تھا ان سے۔۔۔ک۔۔۔کہ واقعی چھوڑ کر چلے گئے ہیں"

"ہبی" زمل کی جان نکل رہی تھی اسے ضبط کرتے دیکھ اسے خوف آیا تھا کہ کہیں وہ ضبط کرتے کرتے خود کو کچھ نہ کر لے۔

وہ بے ساختہ اسکے ہاتھ تھام گئی مگر اس بار وہ اسکی طرف نہیں دیکھ سکا وہ چہرے کا رخ موڑ گیا۔

"ہبی۔۔۔ی۔۔۔یہاں دیکھیں" اس نے خود اسکا چہرہ اپنے مقابل کیا۔جب اسکی آنکھوں میں اتری سرخی دیکھ وہ کانپ سی گئی۔

آج یہ آنکھیں ایسے تھیں جیسے ٹوٹے ہوئے کانچ کا کوئی انبار ہو۔وہ بہت برا ٹوٹ گیا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ میرا بھائی ہوا سچ میں۔۔۔تو؟" وہ اب تک خود کو اس بات پر دلاسہ دے رہا تھا کہ وہ نہیں ہو سکتا۔

اگر۔۔۔یہ اگر لفظ اسکی پل پل جان نکال رہا تھا کہ اگر وہی ہوا تو؟ تو زیحال تو مر جائے گا وہ اتنا مضبوط نہیں تھا کہ کسی اپنے کو مٹی تلے دیکھ سکے۔

"ک۔۔۔کیا وہ۔۔۔داراب لالا نہیں تھے؟" یہ سوال کرتے اسکی زبان بے ساختہ لڑکھڑائی۔

زیحال نے سر نفی میں ہلایا۔"میں۔۔۔میں سوچ بھی نہیں سکتا وہ۔۔۔" اسکی زبان اس قدر لڑکھڑانے لگی تھی کہ بولنا تک مشکل ہونے لگا تھا۔

"اتنا بڑا ظلم۔۔۔م۔۔۔میری جان لے لے گا اگر لالا" وہ سر جھکائے بے آواز رو دیا تھا۔زمل اسے ایسے دیکھ خود کو رونے سے باز نہیں رکھ پائی۔

وہ ذرا سی آگے کھسک کر اسکے بازو پر سر ٹکا گئی۔

"آپ تو سب سے زیادہ سٹرونگ ہیں ہبی۔۔۔آپ ایسے ہمت ہار جائیں گے تو باقی سب کو کون سمبھالے گا"

ہاں ایسے میں اسے ہی سب سے زیادہ مضبوط بننا تھا مگر وہ نہیں بن پا رہا تھا۔ ابھی تو وہ کھل کر رو یا بھی نہیں تھا صرف ایک آس دل میں لئے۔

کہ اسی وقت ایک ملازم وہاں پیچھے سے آتے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا۔

"خان جی۔۔۔لالا کے کچھ آفیسر دوست آئیں ہیں"

اسکی آواز پر زیحال نے جلدی سے چہرہ صاف کرتے مڑ کر اسے دیکھا۔

وہ صرف سر ہلا سکا تھا کچھ بھی کہتا تو شاید آواز نہ نکلتی

اسکے اشارے پر ملازم واپس چلا گیا۔

جب اس نے زمل کی طرف دیکھا اس نے بے اختیار

زیحال کا ہاتھ تھام کر پلکیں جھپکائی۔

زیحال کے اٹھ کر جاتے وہ وہی بیٹھی اسکی بات کو

سوچنے لگی نجانے کیوں مگر اسکی باتوں نے زمل کا دل

بھی ایک ہی پل میں بدل دیا تھا۔

وہ مردان خانے کی طرف آیا جہاں دو تین آفیسرز

بیٹھے تھے ملازم انکے لئے مشروبات لا رہا تھا۔

جب زیحال کے آتے ہی وہ یکدم سے اٹھ کھڑے

ہوئے۔اور سلیوٹ مارتے سینے پر ہاتھ رکھ گئے۔

اس نے سب کی وردیاں دیکھیں نجانے کیوں اسکا دل

پھٹنے کو ہوا تھا۔

"امید کرتا ہوں ہم نے آپ کو ڈسٹرب نہیں کیا ہوگا

مگر یہ کچھ امانت تھیں ہمارے پاس "

اس آفیسر کے اشارے پر ایک نے آگے آکر ایک شیشے کا باکس آگے بڑھایا۔ جس پر زیحال کی نظر پڑتے دل مٹھی میں آیا تھا۔

سامنے ہی داراب کی کچھ چیزیں اور اسکا وہ پین جسے وہ ہر بار لکھنے کیلئے استعمال کرتا تھا۔ ساتھ ہی والٹ رکھا تھا۔

"یہ سر کی کچھ چیزیں ہیں۔۔۔ باقی آفیسر کی چیزوں کے ساتھ برآمد ہوئی ہیں"

وہ بول رہا تھا جبکہ زیحال کو اپنا پورا وجود سن پڑتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"وہ ہمارے ایک قابل آفیسر تھے جنہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا" وہ چپ ہو جائیں ورنہ زیحال کا دل پھٹ جاتا۔ کئی آنسوں ایک ساتھ آنکھوں کی باڑ توڑ کر بہہ نکلے۔

اس نے ہمت کرتے اپنے لرزتے ہاتھوں سے اس باکس کو تھاما جسے تھام کر ہی اسے اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھیں۔

وہ سب چلے گئے تھے اپنا فرض ادا کر کر مگر پیچھے رہ جانے والے شخص کو بھی کوئی دیکھتا وہ باکس کا وزن نہیں سہہ پایا تھا تب ہی بے اختیار پیچھے صوفے پر ڈھے سا گیا۔

اور بے یقینی سے اس باکس پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ جو دل میں آس تھی وہ ایک طرف تھی مگر یہ سب اسے تکلیف دے رہا تھا۔

اس نے والٹ نکال کر اس پر نرمی سے انگلیاں پھیریں۔اور پھر کھول کر دیکھا جب اسکے اندر اپنی ہی تصویر پر نظر پڑی۔

وہاں زریاب اور وہ دونوں ہنس رہے تھے وہ اپنے بھائیوں کو ساتھ لے کر گھومتا تھا تب ہی اتنی تمنا تھی کہ سب ایک ساتھ ایک جگہ رہیں۔

تینوں میں وہی تو کوشش کرتا تھا کہ سب بکھرا ہوا ایک جگہ سمٹ جائے وہ آج اگر یہاں تھا تو صرف داراب خان کی وجہ سے۔

وہ نہیں کر پایا برداشت وہ اسی باکس پر پیشانی ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا اتنا کہ وہ چیخنے لگا تھا اسکی چیخوں نے وہاں کی در و بام کی لرزا کر رکھ دیا تھا۔

"بھائی" اسے ایسے روتے دیکھ مردان خانے میں آتا پامیر ایک ہی جست میں اس تک آ پہنچا۔

یہاں اسکا ضبط ٹوٹا تھا اور بہت برا ٹوٹا تھا اور اس بار وہ ایسا رویا تھا کہ پامیر کو اپنا آپ بکھرتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ چاہ کر بھی اسے چپ نہیں کروا پا رہا تھا۔ مگر اس سے لپٹ کر ضرور خود بھی رو دیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

اندر بیلا دواؤں کے زیر اثر پتھر بنی بیٹھی تھی اسکے

سامنے تیسری بار کھانا رکھا گیا تھا مگر اس بار بھی وہ

ایسے ہی رکھے رکھے ٹھنڈا ہوا تھا۔

"بیلا۔۔۔میری جان کچھ کھالو،"کومل کو اسکی بے حد

فکر ہو رہی تھی۔

تب ہی اسکی نظر بیڈ کے اوپر لگی داراب کی تصویر پر گئی

جس میں وہ ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھے مسکرا رہا

تھا۔

اسے دیکھ کومل کا دل پھٹنے کو ہوا تھا اس نے بیلا کی جانب دیکھا اسے دیکھ اس پر بے اختیار ترس آیا۔

لونگ سے خالی ناک اور چوڑیوں سے خالی ہاتھ جو نجانے کس نے اسکے ہاتھوں کی چوڑیاں توڑ دی تھیں۔ وہ کوئی اجڑا بیاباں بنی بیٹھی تھی۔

"تم اکیلی تو نہیں ہو۔۔۔ تمہارے پاس داراب کی نشانی ہے اسی کا خیال کر لو"

وہ کس کرب سے یہ بات مکمل کر پائی تھی صرف وہی جانتی تھی۔

جب اسکی بات پر بیلا نے تڑپ کر اسے دیکھا۔اسے سانس لینے میں بے ساختہ دشواری آنے لگی تھی۔ کومل نے نرمی سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جب کئ آنسوں ایک ساتھ ٹوٹ کر بیلا کے رخصار پر آ گرے تھے۔

"وہ آخری بار تمہیں اپنی نشانی دے کر گئے ہیں بیلا" یہ الفاظ بیلا کیلئے سخت جان لیوا تھے۔وہ سر نفی میں ہلانے لگی آواز جیسے حلق میں ہی گھٹ سی گئ تھی۔

وہ سر گھٹنوں میں دیے سسک سسک کر رو پڑی تھی وہ کتنا روتی اسے تو زندگی بھر کا رونا مل گیا تھا۔

"بیلا" کومل آگے ہو کر اسے اپنے ساتھ لگا گئی اس لڑکی کو دیکھ کر اسکا کلیجہ منہ کو آرہا تھا۔

"داراب۔۔۔۔ کدر چلا گیا۔۔۔ام کو داراب واپس لوٹا دو۔۔۔ام مر جائے گا اسکے بغیر" وہ روتی ہوئی کس تڑپ سے اس سے اپنے داراب کو مانگ رہی تھی۔

کومل کے بس میں ہوتا تو وہ ایک پل نہ لگاتی اسے اسکا
داراب واپس لوٹانے میں مگر وہ اس معاملے میں بے
بس تھی۔

دھیرے دھیرے اسکے رونے میں تیزی آتی کومل کی
جان نکال گئی تھی اسے مجبوراز بردستی بیلا کو دوا دے
کر سلانا پڑا تھا۔

ورنہ وہ اسی طرح رو رو کر اپنے بچے کو نقصان پہنچا
لیتی۔اسے لیٹے ہوئے دیکھ وہ وہی کھڑی ہو گئی۔

بنا چوڑیوں اور لونگ کے وہ بلکل خالی لگ رہی تھی

جیسے کوئی ویران شہر۔اسکا غم بے شک چھوٹا نہ تھا۔

اگر داراب واپس آتا تو کیا بیتتی اسکے دل پر جب اپنی

بیوی کو اس حال میں دیکھتا اسے دیکھنا چاہیے تھا اسکے

بغیر یہ دنیا کیسے اس سے اسکے رنگ چھین گئی تھی۔

اس سے اسکا سہاگ چھین گئی تھی۔

وہ کمرے میں مدھم روشنی جلا کر دھیرے سے دروازہ

بند کرتی باہر آگئی۔

نیچے لاؤنج میں کئی عورتیں بیٹھی قرآن پاک پڑھ رہی تھیں ایک طرف فرخندہ بیگم گھٹنوں پر ہاتھ رکھے ہاتھ میں تسبیح لئے خاموش بیٹھی تھیں۔

آنکھوں سے اب تک آنسوں بہنا بند نہیں ہوئے تھے انہیں اس حال میں دیکھ کومل کے دل پر ہاتھ سا پڑا۔

"سنو" اسی وقت مشی اسکے پاس آکر کھڑی ہوئی۔

"بچے رو رہے ہیں آئرہ سے اکیلے سمبھل نہیں رہے۔۔۔میں جاکر انہیں یہاں لے آؤں؟" وہ

اجازت طلب کر رہی تھی کومل نے کچھ سوچ کر سر اثبات میں ہلایا۔

وہ وہی سے انکو لینے پاشا ولا نکل گئی تھی اور واپس پر آئزہ کو بھی ساتھ ہی لے کر آئی تھی جواب تک یہاں نہیں آسکی تھی۔

ان چاروں نے رات تک سب کچھ خود سمبھالا تھا اگلی صبح ایک بڑی خیرات کا انتظار کیا تھا۔

سب کچھ یاقوت پامیر کے کندھوں پر آگیا تھا زریاب کچھ بھی خود سے کرنے کی سکت میں نہ تھے۔

اور وہ۔۔۔وہ کبھی بھی بنا جانچ پڑتال کے اس بات پر یقین نہیں کر سکتا تھا اسکی کوشش خود سے داراب کو ڈھونڈنے کی تھی۔تب ہی وہ کل سے نجانے کس کس کو کال کر گیا تھا۔

115/1

اس نے نجانے کس کس کو کال کر کر خبر دار کر دیا تھا وہ لوگ جن سے کبھی زندگی میں بات نہیں کی تھی ان تک بھی وہ پہنچ گیا تھا۔

سب حویلی میں ہی موجود تھے سارا انتظام یاقوت عثمان پامیر اور برہان نے سمبھال رکھا تھا زریاب تک کوئی زمے داری نہیں آنے دی تھی نہ ہی وہ اس پوزیشن میں تھے کہ ایسا کچھ کر سکیں۔

وہ سب تو جیسے اس غم میں ٹوٹ سے گئے تھے۔

بیلا کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی نہ ہی کسی کو کمرے میں آنے دیا تھا اسکا بھوکا رہنا سب کو مزید پریشان کر رہا تھا۔

"اسکو کھلاؤ کچھ۔۔۔کیوں اپنی اور بچے کی جان کا دشمن بنا بیٹھا ہے" فرخندہ بیگم گھٹی گھٹی سی آواز میں گویا ہوئیں۔

انکے ساتھ بیٹھی سیماب نے پریشان کن نظروں سے انکی طرف دیکھا وہ کیا بتاتی انہیں کہ اس نے خود کا کیا حال بنالیا تھا رو رو کر اسکی حالت بری ہوگئ تھی۔

"ام دیکھتا ہے۔۔۔آپ یہ کھاؤ" وہ انہیں ایک دو نوالوں پر اکتفا کرتے دیکھ کھانے کی ٹرے انکی جانب بڑھا گئی۔

"بس۔۔۔ا۔۔۔اور نہیں ہے بھوک" کہتے ہوئے انکی آواز بھرا سی گئی وہ کیسے بتاتیں بیٹے کی جدائی نے بھوک پیاس سب چھین لی تھی۔

"مورے۔۔۔آپ نہیں کھاؤ گے تو کوئی نہیں کھائے گا۔۔۔کھالو" وہ منت کرتی بھرائے لہجے میں بولی۔

مگر انکی بوڑھی آنکھیں بے ساختہ چھلک پڑی وہ سر جھکائے بے آواز رونے لگیں۔

"مورے۔۔۔" انکو یوں روتے دیکھ سیماب کا دل کانپ سا گیا وہ آگے ہو کر انکے ساتھ لپٹ گئ۔

"حوصلہ کریں مورے۔۔۔" وہ کیسے کہتی خود وہ داراب کا غم برداشت نہیں کر پا رہی تھی اور اب تو آخری کے دن چل رہے تھے اسے مزید ٹینشن اسکی طبیعت میں بگاڑ پیدا کر سکتی تھی۔

"ام۔۔۔کیسے کھالے۔۔۔ک۔۔۔کیسے۔۔۔امارا بچہ ام کو چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔امار ادار اب چلا گیا " وہ سیماب کے کندھے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں بے شک انکا غم بہت بڑا تھا جوان بیٹے کو کھو دینے کا غم انہیں اس ڈھلتی عمر میں جیتے جی مار گیا تھا۔

"بس مورے۔۔۔داراب اتنا ہی وقت لے کر آیا تھا۔۔۔اسکو جانا ہی تھا مورے" انکو دلاسہ دینے کیلئے چنے گئے اپنے الفاظ پر اسکا اپنا دل بری طرح سے کانپ اٹھا تھا۔

وہ سر نفی میں ہلاتیں مزید شدت سے رو پڑیں۔ کچھ بھی کر کراان سے یہ دکھ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر روتی رہیں بالآخر خود ہی جیسے تھک سی گئی تھیں۔ انکے چپ ہونے کے بھی کافی دیر بعد تک سیماب انکے پاس بیٹھی رہی تھی۔

باہر عورتوں کا آنا جانا اب تک ختم نہیں ہوا تھا جسے دیکھ کرانہیں مزید تکلیف ہو رہی تھی۔

اظہار افسوس کرنے والوں کا ارادہ نیک تھا مگر جن سے اظہار افسوس کیا جارہا تھا کوئی ان کے دل کو بھی دیکھتا۔

"جا کر بیلا کو دیکھ لو۔۔۔ کچھ کھایا ہے یا نہیں" انکو بیلا کے لئے اب دل سے برا الگ رہا تھا وہ اکیلی نہیں تھی اسکے ساتھ انکے بیٹے کی نشانی جڑی تھی۔

"ام دیکھتا ہے آپ بے فکر ہو کر بیٹھے ادر" وہ نرمی سے گویا ہوتی دھیرے سے اٹھ کر ملازمہ کو کھانا لانے کا حکم دیتی خود اوپر کی جانب بڑھ گئی۔

لیکن ہر بڑھتا قدم جیسے پہلے سے زیادہ بھاری ہو رہا تھا۔ وہ ہمت کرتی اسکے کمرے کے باہر آ کر گہری سانسیں لینے لگی۔

اسے نجانے کیوں بیلا کے بے رنگوں سے خوف آرہا

تھا اسکے سامنے جانے کی ہمت نہیں تھی کسی میں۔

اس نے اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوں صاف کر کر

دھیرے سے دروازہ ناک کیا۔

"ب۔۔۔بیلا" اس نے ہمت کر کر اسکا نام پکارا مگر

اندر سے کوئی آواز نہ آئی۔

"بیلا دروازہ کھولو۔۔۔ تمارے لئے کھانا لے کر آیا

ہے ام" اب بھی ہنوز وہی خاموشی برقرار تھی۔

سیماب کو اسکی فکر ہوئی

"بیلا۔۔۔دروازہ کھولو۔۔۔کیا کر رہا ہے تم ؟" وہ
مزید نرمی سے بولتی دروازہ مسلسل ناک کرنے لگی۔
"دیکھو۔۔۔تم کچھ کھائے گا نہیں تو کیسے چلے
گا۔۔۔اپنے بچے کا سوچو "
نہیں اسے نہیں تھی اس بچے کی فکر۔وہ کیوں کرتی
اکیلی۔کیا اسے نہیں پتہ تھا کہ اس پر اب ایک اور
زمے داری ہے۔

اسے نہیں تھا خیال اپنی اولاد کا جو چھوڑ کر چلا گیا وہ بھی ہمیشہ کیلئے؟ سوچ کر ہی وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رہ پڑی تھی۔

وہ کب سے فرش پر بیٹھی بیڈ سے ٹیک لگائے گود میں رکھی داراب کی تصویر دیکھ رہی تھی۔ جو اس وقت اسکے آنسوؤں سے پوری تر ہو چکی تھی۔

سیماب کی باتوں پر اس نے داراب کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"ک۔۔۔کدر چلا گیا تم" یہ سوال وہ اسی دشمن جان سے کر رہی تھی جو تصویر میں مسکرا رہا تھا مگر حقیقت میں اسی جان کو رلا رہا تھا۔

"بولو۔۔۔کدر گیا ہے تم۔۔۔تم کو امارا ذ۔۔۔ذرا وہی خیال نہیں؟"

وہ سسک کر روتی اس سے پوچھ رہی تھی وہ اسے جواب دے ورنہ وہ اسی طرح رو رو کر مر جاتی۔

"یہ۔۔۔یہ سب۔۔۔یہ سب ام کو بول رہا ہے۔۔۔کہ۔۔۔کہ تم نہیں رہا۔۔۔کیسے نہیں رہا

تم۔۔۔ہاں؟" وہ یہ الفاظ اپنے لبوں سے ادا کرتی جیسے مرنے کے قریب ہوئی تھی۔

کتنا مشکل تھا یہ سوچنا بھی اور اسے ایک ایک نے کہا تھا کہ وہ بیوہ ہو گئی ہے کسی نے نہیں سوچا اسکے دل پر کیا گزرے گی۔

"تم ایسے نہیں جا سکتا۔۔۔تم کیسے جا سکتا ہے۔۔۔تم اپنی بیلا کو نہیں چھوڑ سکتا ہیں ناں۔۔۔بولو۔۔۔بولو تم ام کو نہیں چھوڑ سکتا ناں بولو۔۔۔"

وہ آخر میں چیخ اٹھی تھی وہ کیوں جواب نہیں دے رہا تھا وہ مر رہی تھی اسکے ایک جواب کو پانے کیلیئے۔

"ام۔۔۔ام کیسے جئیے گا تمارے بغیر۔۔۔ام مر جائے گا داراب۔۔۔ام مر رہا ہے"

وہ پیشانی اسکی تصویر پر ٹکائے مزید سسک کر رو پڑی تھی۔

"تم۔۔۔تم ایک بار واپس آئو۔۔۔ام۔۔۔ام تم کو کبھی دور نہیں جانے دے گا ک۔۔۔ کبھی نہیں داراب "

اسکی سانسیں سینے میں ہی اٹکنے لگی تھیں رو رو کر جیسے

ہچکیاں سی بندھ چکی تھیں۔

"ام ت۔۔۔ تم سے بہت محبت کرتا ہے

د۔۔۔ داراب۔۔۔ بہت محبت کرتا ہے۔۔۔ ام تم کو

ب۔۔۔ بتائے گا۔۔۔"

اس نے دیر کر دی تھی بتانے میں۔ کچھ الفاظ وقت پر

ادا نہ کئے جائیں تو انکی قضا بھی نہیں ملتی۔

"ا۔۔۔ایک بار۔۔۔و۔۔۔واپس۔۔۔ام۔۔۔ام تم سے کبھی نہیں جھگڑا کرے گا۔۔۔ام۔۔۔ام وعدہ کرتا ہے۔۔۔وعدہ کرتا ہے ام۔۔۔"

رو رو کر اسکا سر شدید درد سے پھٹنے لگا تھا مگر وہ پھر بھی رونے سے باز ہی نہیں آرہی تھی رونے کے باعث اسکا وجود ہچکولے سے لینے لگا تھا۔

وہ وہیں روتی روتی نجانے کب نیم بے ہوشی میں جا گری کسی کو علم نہیں تھا داراب کی بیلا کس حال میں پڑی تھی۔

وہ دیکھتا تو شاید پھر سے مر جاتا کہ اسکی غیر موجود گی نے جیتی جاگتی لڑکی کو زندہ مار دیا تھا۔

وہ سب ابھی لوگوں سے فری ہوئے تھے زریاب کے کہنے پر انہوں نے غریبوں میں بہت سی چیزیں تقسیم کروائی تھیں۔ جن میں کھانے پینے اور پہننے کے لئے کپڑے شامل تھے۔

وہ تو پہلے بھی یہ سب غریبوں میں تقسیم کرتے تھے مگر آج جس مقصد کیلئے کیا جارہا تھا اسے سوچ سوچ کر انکا سر پھٹ رہا تھا۔

وہ کب سے کرسی پر شل بیٹھے سامنے کا منظر دیکھ رہے تھے جب انکی حالت دیکھ یاقوت نے جلد ہی سب کو فارغ کروادیا۔

"لالا" اس نے قریب آکر انہیں پکارا۔ مگر شاید وہ ذہنی طور پر یہاں موجود نہ تھے۔ تب ہی اسکی آواز نہیں سن پائے۔

"لالا۔۔۔اندر چلیں۔۔۔" اب کی بار انہوں نے جیسے یکدم سے ہوش میں آتے پلکیں جھپکائی۔

"ہ۔۔۔ہاں" کہتے ہی انہوں نے یاقوت کے ہاتھ کا سہارا لیا۔ یہ دیکھ یاقوت کا دل کئی حصّوں میں بٹا تھا۔ وہ جسامت اور ذہنی دونوں طرف سے آج بھی بہت سٹرونگ تھے اتنے کہ کسی بھی بڑے سے بڑے طوفان کے آگے اکیلے ڈٹ جاتے۔

مگر بھائی کے دکھ نے انہیں کچھ ہی گھنٹوں میں شدید بوڑھا اور کمزور کر دیا تھا یاقوت انکا ہاتھ تھامے اندر

لے کر آیا جہاں لاؤنج میں سب پہلے سے موجود تھے۔سب کی حالت ٹوٹی بکھری سی تھی۔

وہ بھی انکے ساتھ ہی آبیٹھے۔جب یاقوت نے نوٹ کیا ان میں زیحال نہیں تھا وہ صبح سے ہی کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔

وہ زریاب کو بٹھا کر خود باہر آگیا جہاں وہ سب بیٹھے تھے وہ وہاں بھی نہیں تھا۔

"میر۔۔۔بھائی کہاں ہیں؟"اسکے سوال پر پا میر نے سیدھے ہو کر یہاں وہاں نظر گھمائی۔

"اندر نہیں ہیں؟" الٹا سوال داغہ۔

"نہیں میں ابھی اندر سے ہی آرہا ہوں "

"پھر مجھے علم نہیں۔۔۔شاید کسی کام سے گئے ہوں"

وہ اپنی طرف سے اندازہ لگانے لگا۔

"کام؟اس کنڈیشن میں وہ کونسا کام کریں گے" اسے شک نہیں یقین تھا اس وقت وہ کسی آفس کے کام کو ترجیح نہیں دے سکتا تھا۔

جتنی بڑی قیامت ٹوٹی تھی اسکے بعد تو وہ اگلے نجانے کتنے دن ایسا کوئی کام نہ کرتا غم ہی اتنا بڑا تھا۔

مگر اس وقت کونسا کام ؟ وہ بے اختیار سوچ میں پڑ گیا۔

جب کچھ سوچ کر اس نے موبائل نکالا اور اسکا نمبر ڈائل کرتے کال کرنے لگا۔

"کال بھی نہیں اٹھا رہے" وہ اب پہلے سے زیادہ پریشان ہوا۔

باقی سب بھی سیدھا ہو بیٹھے۔

"کہاں گیا ہے زی۔۔۔کسی کو بتا کر نہیں گیا؟" عثمان کے سوال پر یاقوت نے سر نفی میں ہلا یا۔

"تو کھڑے کیوں ہو چلو دیکھتے ہیں وہ ایسے بنا بتائے کہیں نہیں جاتا" وہ اٹھ کر پریشان کن لہجے میں بولتا مردان خانے سے باہر آیا۔

وہ سب ایک ایک کر کر باہر آتے یہاں وہاں ہاتھ پیر مارنے لگے وہ کسی کا فون نہیں اٹھا رہا تھا اور یہ بات سب کو مزید پریشان کر گئی تھی۔

وہ کب سے اسکے سامنے بیٹھے سمبھل کر بات کر رہے تھے ہر بات کا جواب بھی جیسے سوچ کر دینا پڑ رہا تھا۔وہ ایک ایک سے پوری تفتیش کر رہا تھا۔

مگر جیسے جیسے اسے معلومات مل رہی تھی اسکا دل بیٹھتا چلا جا رہا تھا۔

"ہمارے جتنے سپاہی گئے تھے سب ہی تابوت میں واپس لوٹے ہیں ہمیں کوئی بڑا آپریشن اس مافیا کے خلاف کرنا پڑے گا ورنہ ہم ایسے ہی اپنے ڈائمنڈ کھو دیں گے"

وہ بول رہے تھے اور زیحال کو اپنی سانسیں اٹکتی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ بے اختیار سینے پر ہاتھ رکھے دھیرے دھیرے مسلنے لگا۔

"ہم نے بہت کچھ گنوا دیا ہے دار اب سر ہمارے لئے بھی بہت قابل آفیسر تھے" وہ خاموش ہو جائیں کیونکہ سامنے بیٹھے شخص کے لئے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔

وہ سگار نکال کر ایک کے بعد ایک کش بھرنے لگا آفیسر نے اسکی حالت دیکھی جس پر اسے بے ساختہ خوف آیا تھا۔

"اس مافیا کا بوس کون ہے ؟" الفاظ دھویں کی مانند مگر ٹھوس ہو کر اسکے لبوں سے بر آمد ہوئے تھے۔

"وہ کبھی سامنے نہیں آیا مگر انکا نیٹ ورک بہت بڑا ہے یہ آپریشن کامیاب ہو گیا تو ہم ڈائریکٹ اسکے گریبان پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں "

انکی بات پر گرے جھیل سی آنکھوں نے بے ساختہ انکو دیکھا۔ جن میں بلا کی سرخی پنپ رہی تھی۔

"بھیجنے کیلئے میرا بھائی ملا تھا؟ "

وہ ضبط کی انتہا پر تھا۔ سانس اب تک سینے میں اٹک رہی تھی۔ اسکا دل بھاری ہو رہا تھا۔

"سر خود یہ زمہ داری لے کر گئے تھے۔۔۔ وہ ہم میں سب سے بڑی پوسٹ پر تھے بس۔۔۔ ج۔۔۔ جس کا وقت پورا ہو گیا "

وہ آگے کچھ نہیں بول سکے تھے جب اس نے اٹھ کر پوری قوت سے کرسی کو لات دے ماری تھی۔

"وقت نہیں ہوا اسکا پورا۔۔۔ نہیں ہوا" وہ حلق کے بل دھاڑتے وہاں سب میں خوف کی لہر دوڑا گیا۔

"نام بتا اس کا۔۔۔اسکے حلق سے بھی اپنے بھائی کو نکال کر لے آؤ نگا۔۔۔نام بول" وہ دھاڑتے ہوئے نام طلب کر رہا تھا۔

ان سب نے نام کے ساتھ ساتھ پوری ڈیٹیلز اسے تھما تھی جس تھام کر اس نے قہر بار نگاہوں سے اس پیپر کو دیکھا۔

یہ پیپر نہیں تھے یہ اسکے بھائی کی زندگی تھی وہاں اسکے گھر والے رو رہے تھے اور وہ یہاں اسے تلاش کر رہا تھا۔

"سر۔۔۔ میں ٹیم ریڈی کروادیتا ہوں آپ کے ساتھ جانے کیلئے" آفیسر نے احتیاطاً اسے تجویز پیش کی جس پر وہ خاموش رہا۔

یہ خاموشی جیسے اجازت نامہ تھی اس آفیسر نے فلفور پوری فوج تیار کر دی تھی جسے لیڈ کرنے والا اب خود ایک مافیا کنگ تھا۔

جو کام وہ لوگ کرتے تھے اس دنیا کی رگ رگ میں پاشا بے کا نام دوڑتا تھا کیسے نہ اسے وہ سارے طریقے معلوم ہوتے جن سے وہ ان سب کو اپنے قہر سے واقف کرواتا۔

وہ نکل گیا تھا باہر اسکے ساتھ پیچھے پیچھے پوری ٹیم نکل چکی تھی۔وہ گاڑی لئے اس جنگل کی جانب بڑھ گیا تھا جہاں یہ قیامت خان حویلی پر ٹوٹی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

"بوس ایک ہی تو بندہ تھا آپ اسکے لئے پریشان ہو رہے ہیں؟"اسے اس قدر شعلوں پر لوٹتے دیکھ وہ بالا آخر بول پڑا تھا۔

"وہ صرف ایک بندہ نہیں تھا۔۔۔اگر ہمارا کوئی بندہ مرا ہے تو مطلب انکا کوئی بندہ ابھی تک زندہ ہے۔۔۔ لیکن کون؟ "

وہ انگلیوں کو تیزی سے گھماتے گہرائی سے سوچنے لگا۔ کیونکہ یہ بات چھوٹی نہ تھی اگر انکا کوئی بندہ زندہ تھا تو مطلب ان پر خطرہ اب بھی منڈلا رہا تھا۔

"بوس۔۔۔ کہیں وہ ڈی ایس پی تو نہیں بچ گیا؟" ایک نے ایسے ہی تکا مارا تھا مگر اس نے فوراً سے اسکی جانب دیکھا

"ڈی ایس پی" اسکا نام ایک ہی وقت میں کئی بار اسکے ذہن میں گونجا تھا۔

"ہاں۔۔۔ڈی ایس پی۔۔۔وہ ڈی ایس پی بچ گیا تو ہم نہیں بچیں گے۔۔۔جا کر ڈھونڈو اسے۔۔۔پڑا ہو گا یہیں جنگل میں۔۔۔ملتے ہی ختم کر دینا "

اسکے حکم پر اسکے بندے فوراً سے باہر نکل گئے تھے اور چاروں سو پھیل کر اسے تلاش کرنے لگے تھے جو نجانے زمین کے کس حصّے پر بے سدھ پڑا تھا۔

"بوس۔۔۔مجھے نہیں لگتا ان میں سے کوئی بچا ہے۔۔۔ہمیں یہاں سے نکلنا چاہئے" وہ یہاں پھر سے آنے والی آفت پر سخت پریشان ہو رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔جب تک اسے پورا ختم نہ کر دوں تب تک مجھے سکون نہیں آئے گا" اسکے ارادے اس وقت اپنے لئے بھی خطرناک ہی لگ رہے تھے جس پر اسے خاموشی اختیار کرنی بہتر لگی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

گہری شام آہستہ آہستہ جنگل پر اپنی سیاہی بکھیر رہی تھی۔ مغرب کی سرخ روشنی درختوں کی چوٹیوں سے لپٹ کر دھندلی پڑ چکی تھی اور گھنے درختوں کے درمیان اندھیرا خاموشی سے اترنے لگا تھا۔

ہوا میں نمی گھل گئی تھی، جبکہ دور کہیں نامعلوم پرندوں کی آخری صدائیں سنائی دے رہی تھیں۔ خشک پتوں پر چلتی ہوا کی سرسراہٹ ایسے محسوس ہوتی تھی جیسے کوئی اب بھی سانسیں لینے کی کوشش کر رہا ہو۔

جوں جوں رات قریب آرہی تھی، جنگل کا رنگ بدلتا جارہا تھا۔ لمبے اور گھنے درخت اندھیرے میں پراسرار سایوں کی صورت اختیار کر چکے تھے۔

کہیں کہیں جھاڑیوں کے درمیان جگنو ننھی ننھی روشنیوں کی مانند چمک رہے تھے، گویا تاروں نے زمین پر اتر کر بسیرا کر لیا ہو۔

فضا میں ایک عجیب سی سنجیدگی اور اسرار گھل گیا تھا، ایسا لگتا تھا جیسے پورا جنگل رات کے استقبال کے لیے سانس روکے کھڑا ہو۔

دور کہیں کسی الو کی مدھم آواز گونجی تو خاموشی مزید گہری محسوس ہونے لگی اسی آواز پر اسکے ساکت پڑے وجود میں ہلکی سی جنبش ہونی شروع ہوئی۔

وہ دھیرے دھیرے ہوش میں آتی دھندلاتی آنکھوں سے اپنے ارد گرد گھومتے جگنو دیکھنے لگی۔

آسمان پر شام کی آخری سرخی مٹ رہی تھی اور سیاہ چادر آہستہ آہستہ پورے جنگل کو اپنی آغوش میں لے رہی تھی۔ یہ وہ لمحہ تھا جب دن کی زندگی ختم ہو رہی تھی اور رات کے راز جاگنے والے تھے۔

انہی رازوں کا آج وہ حصّہ بنی تھی "ظاعنہ ورک "

وہ دھیرے سے ہوش میں آتی اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش

کرنے لگی جب اچانک اسکے ذہن میں داراب کا خیال

آیا۔

اس نے یہاں وہاں نظر گھما کر اسے تلاش کیا۔

"د۔۔۔داراب سر" اسکی پکار جیسے اسے واپس سنائی

دی۔

اس قدر خاموشی اور سرسراہٹ سے اسے خوف سا محسوس ہونے لگا تھا۔ پورا جسم جیسے کئی حصّوں میں بٹ گیا تھا۔

وہ ذرا سی کھسک کر یہاں وہاں اپنا فون تلاش کرنے لگی جو نجانے اس سے کہاں گر گیا تھا۔

صرف اتنی سی کوشش میں وہ ہمت ہارتی پھر سے ڈھے سی گئی۔ آنکھوں کے سامنے داراب کا آخری بار گرنا یاد آیا۔

نہیں اسے گولی لگی تھی وہ اسکی آنکھوں کے سامنے گرا تھا یاد آتے وہ برق رفتاری سے اٹھنے کی کوشش میں ناکام ہوتی بہت برا واپس گری۔

"پ۔۔۔پاشا۔۔۔" پاشا کو پکارتے اس نے یہاں وہاں اپنے فون کیلئے ہاتھ مارنا شروع کیا مگر رات کے اس اندھیرے میں اسے فون ڈھونڈنے میں سخت دشواری پیش آرہی تھی۔

مگر وہ بھی زنو تھی ہار ماننا اس نے سیکھا ہی نہیں تھا وہ

جلد ہی اپنا فون ڈھونڈنے میں کامیاب ہوتی سیدھا

زیحال کا نمبر ملا گئی۔

115/2

کال جارہی تھی مگر آگے سے اسکی نظر فون کی بیٹری پر
پڑی جہاں صرف دو پرسنٹ بچی ہوئی تھی یعنی فون
بھی اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا۔
کال ختم ہوتے اس نے پھر سے کال ملائی آگے سے
کال جارہی تھی مگر وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔
یہ رات کی اندھیری اور بدن پر آئے شدید زخم اسکی
جان نکال رہے تھے رہی سہی کسر داراب کی فکر نے
پوری کر دی تھی۔

وہ ہمت کرتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب پاس ہی کھڑے درخت کا سہارا لیتی وہ بیٹھ کر اپنے بازو میں لگی نوک دار لکڑی کو کھینچ کر دور پھینک گئی۔

ساتھ ہی اسکے منہ سے کراہ نکلی درد حد سے سوا تھا اتنا کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی رو پڑی تھی۔

آنکھیں زور سے بند کئے کتنی ہی دیر وہ اس درد کو قابو کرنے کی کوشش کرتی رہی جب اچانک اسے فون کی بیٹری پھر سے یاد آئی۔

وہ جلدی سے فون اٹھا کر اپنے لرزتے ہاتھوں سے کال ملانے لگی۔ مگر اس بار بھی رنگنگ ہو کر بند ہو گئی اور کال نہیں اٹھائی گئی۔

وہ فون ایک طرف رکھتی یہاں وہاں دیکھنے لگی رات کی تاریکی جنگل میں گھنے درختوں کی وجہ سے وقت سے پہلے تیزی سے پھیل رہی تھی تب ہی اسے کچھ بھی صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ ہمت کرتی اٹھ کر کھڑی ہونے کی کوشش کرنے لگی۔فون کی بیٹری بھی اتنی نہیں تھی کہ اسکی مدد سے ٹارچ جلا کر راستہ دیکھ سکتی۔

"د۔۔۔داراب۔۔۔سر"اس نے نہایت دھیمی اور درد میں ڈوبی آواز میں جسے پکارا مگر جیسے وہاں موجود ہر چیز نے اسکی آواز واپس لوٹادی تھی۔

"د۔۔۔داراب۔۔۔آپ یہاں ہیں؟"وہ چاہ کر بھی چیخ کر اسے نہیں پکار سکتی تھی کیونکہ دشمن یہی کہیں ہو سکتے تھے۔

وہ ذرا سی آگے کو کھسکنے لگی۔اپنے اندازے کے مطابق وہ اس راستے پر چلنے لگی جہاں سے وہ دونوں بھاگ رہے تھے۔

اسے اچھے سے یاد تھا یہاں گرنے سے پہلے اس نے داراب کو گولی لگتے دیکھی تھی اسکا مطلب وہ بھی یہی کہیں موجود تھا مگر اسکی خاموشی زنو کی جان نکال رہی تھی۔

"داراب۔۔۔م۔۔۔میری آواز آرہی ہے؟"اسکے سوال پر ہنوز خاموشی اسکے جواب میں آئی تھی۔

وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگی جب ایک گہرا گڑھا اسکے راستے میں آتے اسکے منہ سے زبردست چیخ برآمد کرواگیا۔

وہ منہ کے بل سیدھا اس گڑھے میں جا گری جو چوٹ کچھ ضبط کے باعث کم لگنے لگی تھی اس میں جیسے پھر سے ٹیسیں اٹھنے لگیں۔

وہ بازو زور سے دبائے اس درد کو ہی دبا دینا چاہتی تھی لیکن وہ درد تو جیسے پورے بدن میں سرائیٹ کر گیا تھا۔

وہ روتے ہوئے اٹھنے لگی جب اسکا ہاتھ وہاں کسی کے
بے جان ہاتھ وجود سے جا ٹکرایا۔اس سے ٹکراتے تو
زنو کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھے بر آمد ہونے والی چیخ کو اندر ہی دباتی
پھٹی پھٹی نظروں سے وہاں پڑے بے جان وجود کو
دیکھنے لگی جو اس نیم اندھیرے میں کچھ کچھ نظر آتے
اسکی جان حلق میں لے آیا تھا۔

پورا وجود جیسے کسی زلزلے کی زد میں آگیا تھا۔ کتنی ہی
دیر وہ اپنا بگڑا تنفس ٹھیک کرنے کی کوشش کرنے لگی

پھر جلد ہی یہاں سے اٹھ کر باہر نکلنے لگی جب اچانک

اسکا پورا وجود یکدم سے ساکت ہوا۔

جیسے ایک ان دیکھی طاقت نے اسے پورا جکڑ لیا ہو۔وہ

سانس روکے دھیرے سے پیچھے مڑی اور اسے شخص

کو دیکھنے لگی۔

دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلنے

لگی تھیں وہ ایک ہی جست میں واپس بیٹھتی اسے ہاتھ

لگا کر محسوس کرنے لگی۔

چہرے کا ایک ایک نقوش اس نیم اندھیرے میں بھی
اس کی انگلیوں کی پوریں تیزی سے پہچان رہی تھیں۔
وہی چوڑی پیشانی وہی کھڑی ستواں سی ناک اور وہی
چہرے پر سجی ہلکی خوبصورت بئیر ڈ۔ وہ اور کوئی نہیں
خوددارا ب خان آفندی تھا۔

زنو کا دل تیزی سے دھک دھک کرنے لگا وہ اسکے
سینے پر درج نیم پلیٹ کو انگلیوں کی مدد سے ٹریس
کرتی نام پڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ڈی ایس پی داراب" نام سمجھ آتے وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔

"د۔۔۔داراب۔۔۔۔داراب سر" وہ اسکے چہرے پر ہاتھ مارتی اسکے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ نجانے کب سے یہاں بے ہوش پڑا تھا۔

اب تو بدن بھی ٹھنڈا پڑنے لگا تھا جسے محسوس کرتے زنو کی جان لبوں پر آئی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں آپ کو کچھ نہیں ہو سکتا ۔۔۔آپ۔۔۔اٹھیں۔۔۔داراب سر" وہ اور تیزی

سے اسکے چہرے کو جھنجھوڑتی اسے ہوش میں لانے کی ناکام کوششیں کرنے لگی مگر وہی ناکامی اسکے حصّے میں آئی۔

"ای۔۔۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ نہیں۔۔۔پلیز اٹھیں۔۔۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔۔۔پلیز داراب سر۔۔۔"وہ کچھ بھی کر کر اسے ہوش میں نہیں لا پا رہی تھی۔

پھر کچھ سوچ کر وہ دھیرے سے جھک کر اسکے دل کے مقام پر اپنے کان دھر گئی۔اسکا اپنا دل یہ کرتے ہوئے آؤٹ آف کنٹرول دھڑک رہا تھا۔

مگر وہاں کوئی دھڑکن اسے محسوس نہیں ہوئی تھی۔وہ سانس روکے اٹھ کر اسے دیکھنے لگی۔

آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ا۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔داراب" وہ پھر سے جھک کر اسکی ہارٹ بیٹ کو محسوس کرنے لگی۔

"نہیں۔۔۔میں۔۔۔میں ایسا نہیں ہونے دے سکتی۔۔۔اٹھیں۔۔۔داراب سر"اسکی آواز نہ محسوس طریقے سے کانپنے لگی تھی وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں جوڑ کر اسکے دل کے مقام پر دباؤ دینے لگی۔

"اٹھیں۔۔۔اٹھیں آپ۔۔۔آپ ایسے نہیں جا سکتے۔۔۔اٹھیں"اسکی آنکھوں سے تیزی سے گرم سیال بہنے لگا تھا۔

"ک۔۔۔کیسے۔۔۔کیسے ہو گیا یہ۔۔۔داراب اٹھیں۔۔۔داراب" وہ اسکے چہرے پر جھک کر دبی دبی آواز میں چیخی تھی۔

"سن رہے ہیں۔۔۔آپ۔۔۔آپ ایسے نہیں جا سکتے۔۔۔داراب سر" وہ اسکے دل کے مقام پر پھر سے دباؤ دیتی مسلسل اپنی کانپتی ہوئی آواز میں اسے ہوش دلانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

مگر دوسری جانب سے کوئی جواب نہ آیا جو ظاعنہ ورک کی جان نکال گیا تھا۔

"ای۔۔۔ایسے کیسے۔۔۔" وہ یہاں وہاں دیکھتی کچھ سوچنے لگی جب اچانک پھر سے زیحال کا خیال آیا۔

وہ تیزی سے اٹھ کر اس گڑھے سے باہر آئی اس دوران اسکے اپنے زخم بگڑ رہے تھے مگر وہ کب دیکھ رہی تھی خود کو۔

آج اسکی دوستی اور ڈیوٹی دونوں کا سوال تھا وہ شخص اسکی زندگی میں ایک اچھے دوست کی حیثیت سے ہر جگہ پایا گیا تھا اور آج وہ اسے چھوڑ گیا تھا؟

سوچ کر ہی اسکی جان نکل رہی تھی وہ واپس سے اسی
جگہ آتی اپنا فون ڈھونڈنے لگی یہاں وہاں اندھیرے
میں ہاتھ مارتے وہ جلد ہی فون تلاش کرنے میں
کامیاب ہو گئی تھی۔

وہ تیزی سے زیحال کا نمبر ملاتی کال کرنے لگی فون
ایک پرسنٹ رہ گیا تھا یہ دیکھ وہ مزید کمزور پڑنے لگی۔

"ف۔۔۔فون اٹھالیں۔۔۔پلیز۔۔۔پلیز۔۔۔سر"

وہ روتی ہوئی مسلسل کانپ رہی تھی ہاتھ میں پکڑا فون
تک گرنے کی زد میں تھا۔

وہ لوگ کسی اسٹاپ پر رکے تھے جن کے ساتھ مجبورا زیحال کو بھی رکنا پڑا تھا وہ ایسے ہی بنا پلاننگ کے جا کر انکی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔

تب ہی ایک آفیسر اسکے لئے چائے کا کپ لے کر حاضر ہوا۔

"سر چائے پی لیں" اسکے مؤدبانہ انداز پر زیحال نے اسکی جانب قہر بار نگاہوں سے دیکھا۔

"تم لوگوں کو چائے پینی تھی؟" اسے یقین نہیں آیا وہ تو کسی میپ کے انتظار میں تھا اور وہ لوگ ٹی پارٹی کر رہے تھے۔

"سوری سر ہم ناشتہ کر کر نہیں نکلے تھے اس لئے" وہ خاصا شرمندہ ہوتے سر جھکا گیا لیکن زیحال کو اسکی بات پر سخت تاؤ آیا تھا۔

وہ ایک جھٹکے میں اٹھتا شعلہ بار نگاہ اس پر ڈالتے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

اسے غصّے میں جاتے دیکھ وہ بھاگ کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور جا کر سب کو اطلاع دی جس کے بعد سب کے سب اپنی اپنی چائے پانی چھوڑ کر اسکے پیچھے سرپٹ دوڑے تھے۔

کیونکہ اس شخص کے بارے میں وہ اچھے سے جانتے تھے وہ غصّے میں خود کی بھی نہیں سنتا تھا۔

وہ گاڑی میں آکر بیٹھتے فوراً اسے گاڑی سٹارٹ کر گیا سب اسکے پیچھے اپنی گاڑیاں نکال گئے تھے۔

وہ تھوڑی آگے تک گیا ہی تھا جب اسے اپنے موبائل کا خیال آیا جسے وہ کب سے گاڑی میں ہی بھولے بیٹھا تھا۔

اس نے یہاں وہاں فون تلاش کیا جو وہی پیسنجر سیٹ کے نیچے پڑا تھا۔

وہ اٹھا کر اسے ذرا سا جھاڑنے لگا جب اس دوران اسکی سکرین اپنے آپ آن ہو گئی۔ تب ہی اسکی نظر سامنے آئی مسڈ کالز پر گئی تھیں۔

سامنے ہی زنو کا نام دیکھ اسکی آنکھیں تیزی سے پھیلیں

اس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اسے کال کی تھی۔

"زنو۔۔۔زنو کال اٹھاؤ" پہلی ہی رنگ پر وہ شدید

بے چین ہوا تھا۔

وہی دوسری جانب وہ کال نہ اٹھتے دیکھ جانے لگی تھی

جب اندھیرے میں فون کی سکرین اس شخص کے نام

سے جگمگا اٹھی تھی جو ایسے حالات میں اسے اپنی

"سانسیں" لگا تھا۔

وہ ایک ہی جست میں آتی فون اٹھا گئی تب ہی وہاں دس سیکنڈ میں فون شٹ ڈاؤن ہونے کا نوٹیفیکیشن آتے دیکھ وہ جھٹ سے فون کان سے لگا گئی۔

"س۔۔ سر۔۔۔ سر میری بات سنیں "

"ظاعنہ کہاں ہو تم۔۔۔اور لالا۔۔۔لالا کہاں ہیں؟"

یہ وہ سوال تھا جسے کرتے ہوئے اسکی جان حلق میں اٹکی تھی۔

وہ کہہ دے اسکے لالا اسکے پاس ہیں پلیز وہ کہہ دے یہ دعا ایک ہی وقت میں اسکے دل نے شدّت سے ہزاروں بار کی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ میرے پاس ہیں۔۔۔ج۔۔۔ جلدی آئیں وہ لوگ ہمیں مار دیں گے وہ ہمارے" وہ بول ہی رہی تھی جب آگے سے ٹوں ٹوں ہوتے دیکھ زیحال نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔

"ہیلو۔۔۔ہیلو" آگے سے کوئی جواب نہ پاتے اس نے پھر سے کال ملائی مگر اس بار آگے سے مسلسل فون شٹ ڈاؤن آ رہا تھا۔

"آ۔۔۔ااا۔۔۔" وہ سٹیرنگ پر زور سے ہاتھ مارتے پوری قوت سے چلایا۔

مگر تب ہی اسکی سماعتوں میں زنو کی وہ بات گھوم گئی

"وہ۔۔۔وہ میرے پاس ہیں" یہ صرف الفاظ نہ تھے یہ زیحال خان آفندی کے لئے گویا نئی زندگی تھی۔

وہ سٹک ہوا کتنی ہی دیر سانس نہیں لے سکا تھا۔

اگلے لمحے پیچھے سیٹ سے سر کی پشت ٹکائے آنکھیں موند کر شکر کر کلمہ ادا کر گیا۔

"لالا۔۔۔لالا۔۔۔۔" اسکی آواز کانپنے لگی تھی۔

"ل۔۔۔لالا۔۔۔آئی لو ویو لالا۔۔۔آئی رئیلی رئیلی ڈو" نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی گرے جھیل سی آنکھوں سے گرم سیال بہہ نکلا تھا۔

اسکا یقین صحیح ثابت ہوا تھا اسکا بھائی زندہ تھا وہ صحیح تھا یہ بات اسے خوشی سے پاگل کرنے لگی تھی۔

وہ پل کی پل ہواؤں میں اڑنے لگا تھا جب اگلے لمحے

اسے مزید الفاظ یاد آئے۔

"وہ لوگ ہمیں مار دیں گے" یہ الفاظ یاد آتے اسکی

آنکھیں پٹ سے کھلیں کیا یہ صرف الفاظ تھے؟ اپنے

بھائی کے دور ہونے کی اذیت وہ جھیل کر آیا تھا۔

یہ الفاظ اسکی رگوں میں دوڑتے خون کی گردش کو

مزید تیز کر گئے۔ اگلے لمحے اسکی گاڑی ہواؤں سے

باتیں کرنے لگی تھی۔

"شٹ۔۔۔" وہ فون کو تیزی سے زمین پر دے مار گئی۔ جتنا غصّہ اسے اس پر آیا تھا کسی شخص پر آیا ہوتا تو اب تک وہ اسے نمٹا چکی ہوتی۔

وہ اٹھ کر لڑکھڑاتے قدموں سے واپس داراب کے پاس جانے لگی جب اسے دور کہیں سے ایک ساتھ کئی قدموں کی چاپ سنائی دی۔

"ڈھونڈو اسکو۔۔یہی کہیں ہوگا" وہ لوگ وہیں آس پاس کتوں کی طرح منڈلانے لگے تھے۔

مگر وہیں انکی آواز پر ظاعنہ کو اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی محسوس ہونے لگی۔ وہ اپنا درد بھلاتی تیزی سے داراب کے پاس جا کر چھپ گئی۔

مگر یہ کافی نہ تھا وہ لوگ آسانی سے ان دونوں کو تلاش کر سکتے تھے۔

تب ہی وہ وہاں پڑی چھال کو داراب کے اوپر اچھے سے ڈھک کر خود وہاں موجود جھاڑیوں میں چھپ گئی۔

"مجھے نہیں لگتا یہاں ہو گا وہ۔۔۔اگر ہوا بھی تو یہ ایریا خطرناک جانوروں سے بھرا پڑا ہے کسی نہ کسی کی خوراک بن چکا ہو گا "

ان میں سے ایک سخت بیزاری سے بولا۔

"چپ کر کر ڈھونڈو۔۔۔وہ ہماری خوراک ہے سمجھے تم لوگ" ان میں سے ایک سفاکیت سے بولتا یہاں وہاں آوارہ کتوں کی طرح گھومنے لگا۔

جب اسے اس گڑھے کے قریب آتے دیکھ زنو کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلیں۔

وہ سر نفی میں ہلانے لگی دل تیزی سے دھک دھک کرنے لگا تھا۔ "نہیں نہیں" دل نے شدّت سے اس ایک لفظ کا جیسے ورد پکڑ لیا تھا۔

مگر وہ تو مسلسل اسکی گڑھے کی جانب آرہا تھا جب وہ کچھ سوچ کر اپنی جھاڑیوں کو تیزی سے ہلا کر اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گئی۔

"ک۔۔۔کون ہے وہاں؟" وہ ٹارچ کی روشنی اس جانب کرتے ب غور دیکھنے لگا۔

"پاس جا کر دیکھ لے۔۔۔ کوئی ہرن نہ نکل آئے پارٹی کریں گے" اسکا ساتھی شوخی سے بول کر خود اپنا کام کرنے لگا۔

"بات تو صحیح ہے لیکن اسکی جگہ کوئی بھیڑیا ہوا تو میں اسکی پارٹی کا سبب بن جاؤنگا "

اسکی بات پر سب کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔

"ہنسنا بند کرو سب۔۔۔ اگر وہ بھیڑیا وہی ڈی ایس پی نکل آیا تو ہم سب اسکی خوراک بن جائیں گے" ان

میں سے ایک نے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے سب کو

خبردار کیا۔

جس کے بعد وہ شخص ہر قدم پھونک پھونک کر رکھتا

ان جھاڑیوں کے قریب آنے لگا۔

ہاتھ میں بندوق لئے وہ خاصا چوکس ہوئے آگے آرہا

تھا جب وہاں پہنچتے اس نے جھاڑیوں کے پیچھے دیکھا۔

وہاں کوئی نہیں تھا یہ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی مگر وہ

جیسے ہی واپسی کیلئے مڑا سامنے سبز آنکھوں والی

خوبصورت ہرن کو دیکھ اسکا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔

وہ ایک جھپٹے میں اسے اپنے شکنجے میں دبوچ گئی۔

"ہرن نہیں۔۔۔بلڈی الفا بول مجھے" وہ دبی آواز میں غراتی اسکا کام وہیں تمام کر گئی۔

"یہ کہاں گیا۔۔۔؟ منو؟" اسکے ساتھی اسے یہاں وہاں تلاش کرنے لگے۔

"ہلکا ہو نے گیا ہو گا چلو آگے۔۔۔یہاں کوئی نہیں

ہے"ان میں ایک بڑا اپنا حکم صادر کرتے آگے بڑھ

گیا باقی بھی اسکی پیروی کرتے آگے بڑھ گئے۔

جب وہ سبز آنکھوں والی ہرن جھاڑیوں کی اوٹ سے

اپنے اگلے شکار کو دیکھنے لگی۔

وہ لوگ آگے گئے ہی تھے جب منو کو واپس نہ آتے

دیکھ وہیں رک گئے۔

"وہ آیا نہیں ابھی تک۔۔۔مجھے کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے

میں دیکھ کر آتا ہوں"ان میں سے ایک منو کی فکر میں

واپس آیا اور وہاں آس پاس اسے آوازیں دیتا تلاش کرنے لگا۔

"منو۔۔۔ کہاں ہے تو؟" اسکی بات کا کوئی جواب نہ آیا۔

"منو۔۔۔ میری آواز سن رہا ہے؟" وہ اور قریب آتے اسے آوازیں دیتا ڈھونڈنے لگا۔ جب اسکا رخ گڑھے کی جانب دیکھ زنو کی سانس اٹکی۔

وہ یہاں وہاں دیکھتی کوئی حل تلاش کرنے لگی۔ کہ تب ہی اسکی نظر پتھر پر پڑی۔ وہ تیزی سے جھپٹ کر پتھر اٹھاتی دوسری سمت اچھال گئی۔

"اوئے وہاں کوئی ہے" وہ چیخ کر سب کو بلاتا اس سمت بڑھ گیا۔

"خیال سے۔۔۔سچ میں کوئی جانور بھی ہو سکتا ہے "

"لیکن منو کہاں گیا۔۔۔ منو۔۔۔"آخر میں اس نے پھر اپنے ساتھی کو آواز دی۔

"یہیں تو تھا وہ کہاں جا سکتا ہے ؟" اب سب کو اسکے لئے فکر ہونے لگی تھی جو حقیقت میں اپنے لئے تھی۔ کیونکہ اسے کچھ ہو جانا مطلب وہی خطرہ ان پر بھی منڈلا سکتا تھا۔ وہ ایک ساتھ آگے بڑھ کر وہاں آس پاس اپنے ساتھی کو ڈھونڈنے لگے۔

اسی دوران زنو پیچھے سے نکل کر انکا دوسرا ساتھی دبوچ کر گئی۔

تب ہی کسی کو سائے کی طرح گزرتے دیکھ سب کرنٹ کھا کر پلٹے جب ایک اور ساتھی کم پا کر سب کے ماتھوں پر شکنیں پڑی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔کون ہے یہاں؟" وہ لوگ ان دیکھی طاقت سے خوف زدہ ہوتے آپس میں جڑ سے گئے۔

"چوڑیاں پہن لو تم سب۔۔۔اتنے ہو کر بھی ڈر رہے ہو۔۔۔بے وقوف نالائق کہیں کے" وہ سب کو جھاڑ کر خود دبے پیر آگے بڑھنے لگا۔

"دیکھ کر۔۔۔کہیں یہ چڑیل آتمہ تجھے بھی لے جائے"ان میں سے ایک کے جملے پر اس نے شعلہ بار نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

"بکواس بند۔۔۔اور ڈھونڈو اس ڈی ایس پی کو"وہ اتنے کرخت لہجے میں غرایا تھا کہ باقی سب اس سے خوف زدہ ہوتے اپنے کام پر لگتے یہاں وہاں پھیل گئے۔

"یااللہ۔۔۔میں۔۔۔میں کیا کروں؟"ان سب کو چاروں طرف پھیلتے دیکھ زنو کو داراب کی فکر ستائی۔

اسے اپنی جان کی پرواہ نہیں تھی بار بار صرف داراب
کا خیال آرہا تھا۔

وہ موقع پا کر جھاڑیوں کے پیچھے سے نکل کر دبے پیر
اس درخت کے پیچھے آگئی جہاں وہ گڑھا تھا۔ساتھ ہی
ہاتھوں میں کچھ پتھر اٹھا گئی۔

جسے ایک ایک کر کر اس گڑھے سے دور دور کر کر
پھینکنے لگی۔

"وہاں کوئی ہے۔۔۔"ان میں سے ایک چیخا۔

"وہاں بھی کوئی ہے" تب ہی دوسری جانب سے آواز آتے وہ سب اس جانب متوجہ ہوئے۔

"چلو دیکھتے ہیں" ان کا بڑا آگے بڑھ کر جائزہ لینے لگا مگر وہاں کچھ نہ پا کر اس نے سب کو کچا چبا لینے والی نظروں سے دیکھا۔

"بھانگ پی کر آئے ہو کیا سالوں۔۔۔ آواز بھی نہیں پہچانتے۔۔۔" اسے سب پر شدید تاؤ آیا اتنا جتنا خود ڈی ایس پر بھی نہیں تھا۔

"ن۔۔۔نہیں ایسی آوازیں آنا مطلب ہمارے علاوہ کوئی ہے۔۔۔ ہمارے دو ساتھی غائب ہوئے ہیں

استاد "

اب کی بار اسکی بات پر وہ واقعی سوچ میں پڑا۔

ساتھیوں کا گم ہونا اس بات کی علامت تھا کہ انکے علاوہ یہاں کوئی تو موجود تھا۔

"تو پھر ڈی ایس پی کو چھوڑ کر اسے ڈھونڈو۔۔۔یقیناً ڈی ایس پی کا پتہ جانتا ہوگا "

اسکا حکم ملتے سب ایک ہو کر اس ان جان شخص کو ڈھونڈنے لگے اس بار توز نو پر بھی سانسیں تنگ پڑی تھیں۔

اسکے پاس اب ایسا کچھ نہیں تھا جس سے وہ انکا مقابلہ کرسکتی۔ وہ آنکھیں زور سے بند کئے وہی بیٹھ گئی۔

دل اس خاموشی میں زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

ایسے مانو کانوں کے پردے پھاڑ رہا ہو۔ کہ تب ہوا سے اپنے کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا۔

وہ چیخ مارتی درخت سے چپک کر آنکھیں پھاڑے اس میلے کچیلے آدمی کو دیکھنے لگی۔

"تو۔۔۔کون ہے تو۔۔۔؟" وہ رات کے اس پہر وہ بھی اتنی سنسان جگہ پر کسی لڑکی کو دیکھ بہت بر اچونکا تھا۔

"تیری موت" کہتے ہی وہ یکدم سے اس پر جھپٹ پڑتی اسے وہی گرا گئی۔

"اے۔۔۔" لیکن اس بار اسکا لک شاید اسے چھوڑ گیا تھا تب ہی ایک ساتھ دو لوگوں نے اسے آدبوچا۔

وہ انکی پکڑ میں کسی مچھلی کی طرح پھڑکتی ہاتھ پیر چلانے لگی۔

"چھوڑو مجھے "

"چل چپ چاپ۔۔۔ سبز ہرنیا" وہ اسے لے کر اپنے بوس کے پاس آ گئے۔

"بوس۔۔۔یہ ہے وہ آتمہ جو کب سے بھٹک رہی تھی" زنو نے شعلہ بار نگاہوں سے ان کے بوس کو دیکھا۔

"ایک بار چھوڑ۔۔۔تم سب کی آتمہ کو بھٹکنے لائق بھی نہیں چھوڑوں گی" وہ نڈر بنکی زخمی شیرنی کی طرح دھاڑی تھی۔

"واہ۔۔۔اتنی بہادر لڑکی۔۔۔یقیناً اسی ڈی ایس پی کی چمچی ہو گی" اسکے اندازے پر زنو کے چہرے کی رنگت بدلی۔

"چل بول۔۔۔کہاں چھپا ہے وہ ڈی ایس پی۔۔۔بول" وہ اسکے مقابل آتے کرخت لہجے میں پوچھنے لگا۔

جب زنو نے اسکی آنکھیں میں دیکھتے نیچے سے لات

دے ماری۔

اسکے ساتھی اسکی حرکت پر اچھل کر پڑے۔

"مجھ سے بد تمیزی کرے گا۔۔۔ تیری جان لے لونگی

میں" وہ کہاں کسی کا رکھتی تھی ڈرنا تو اس نے سیکھا ہی

نہیں تھا۔

"تیری تو" وہ ایک ہی جست میں آگے آتا اسکے ملائم

گال پر زوردار تھپڑ رسید کر گیا۔

"لڑکی ہو کر اتنی ہمت۔۔۔ "

"ہاں۔۔۔لڑکی ہو کر مجھ میں اتنی ہمت

ہے۔۔۔ایک بار چھوڑ۔۔۔ثابت بھی کر دونگی" وہ

کسی زخمی شیرنی کی طرح دھاڑتی اس پر غرائی تھی۔

"اسے پتہ ہے وہ کہاں چھپا ہے اگر یہ یہاں ہے تو وہ

بھی یہی ہو گا۔۔۔ڈھونڈو" اسکے حکم پر آدھے آدمی

وہاں آس پاس داراب ڈھونڈنے لگے۔

جب انکو درخت کے پاس جاتے دیکھ زنو یکدم سے چیخ

اٹھی۔

"میں۔۔۔میں بتاتی ہوں" اس کی بات پر وہ تمسخر اڑاتی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"نکل گئی ساری ہیکڑی۔۔۔اب بول۔۔۔کہاں ہے وہ؟" وہ کاٹ دار لہجے میں پوچھنے لگا جس پر زنو نے زور سے آنکھیں بند کرتے اپنے دل کی دھڑکنوں پر ضبط کرنے کی کوشش کی۔

"مجھ سے پوچھ۔۔۔تیرے باپ کا پتہ بھی بتادونگا" اس آواز پر زنو کی آنکھیں تیزی سے کھلیں۔

وہ جیسے ہی اس بھاری آواز والے شخص کو دیکھنے کیلئے مڑا اسکی ناک پر سیدھا مکا آیا تھا۔

"پاشا۔۔۔" سامنے کھڑے شخص کو دیکھ زنو کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"میرے لالا کی جان لے گا تو۔۔۔ہاں" وہ اسکی بندوق چھینتے الٹا اسی کی کھوپڑی میں ساری میگزین خالی کرتے ایک ہی پل میں پورے جنگل کو گولیوں کی بوچھاڑ سے گونجنے پر مجبور کر گیا تھا۔

اسکا ساتھ پاتے ظاعنہ ورک کے بدن میں بھی بجلی
سی سرائیت کر گئی تھی۔وہ بھی اٹھ کر انکے ساتھ
برابری کا انصاف کرنے لگی۔

اسی کے دو بندے آگے آتے اس پر حملہ آور ہونے
لگے تھے جب ایک کو گردن سے پکڑتے وہ سیدھا
درخت میں دے مارتے اسکی گردن کی پشت پر فائر مار
گیا جب کے دوسرے کو بازو سے پکڑتے اپنی کہنی مار
کر ہڈیوں کا سرمہ بنا دیا تھا۔

اسکی دل خراش چیخوں پر زنو نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا

بے شک وہ خود ایک درندہ تھا اور مارتا بھی پھر

جانوروں کی طرح ہی تھا۔

گولیاں نہیں تھیں مزید یہ دیکھ ظاعنہ نے اپنا کٹر اسکی

جانب اچھال دیا "سر یہ پکڑیں" وہ دور سے اسکا کٹر کیچ

کرتے سامنے سے آتے شخص کے دل کے مقام پر مار

گیا اور ایک نہیں اس ایک جگہ ایک ہی بار میں اتنے

چھیر کئے کہ خون کی دھاریں پاشا کے چہرے اور

کپڑوں پر آ گری تھی اسکا یہ وحشی روپ دیکھ زنو بے ساختہ آنکھیں بند کر گئی۔

"میرے لالا کی جان لوگے۔۔۔میرے لالا کی۔۔۔" وہ دھاڑتے ہوئے اسکے گلے کی گردن کا آدھا حصّہ ہی دھڑ سے جدا کر گیا۔

"لالا۔۔۔کہاں ہیں۔۔۔؟" وہ اگلے کو راستے سے ہٹاتے بے چینی سے پوچھنے لگا۔

اتنے میں پولیس کی بھاری نفری نے انکے پورے ایریا کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔

جن کو لیڈ کرنے والا اس بار وہ خود تھا۔ایسا جال بچھایا تھا کہ وہ لوگ چاہ کر بھی وہاں سے بھاگ نہیں سکے تھے۔

جگہ ان سب کو پہلے سے معلوم تھی تب ہی یہاں پہنچنے میں ذرا دیری نہیں لگی تھی۔

"لالا کہاں ہیں؟"اس نے پھر سیدھا آتے داراب کا پوچھا۔

"و۔۔۔وہاں ہیں"اس نے انگلی کے اشارے سے

گڑھا دکھایا جس پر نظر پڑتے زیحال کے دل کی

دھڑکنیں کم ہونے لگیں۔

"د۔۔۔داراب نہیں رہا۔۔۔زی"زریاب کے الفاظ

یاد کرتے اسکی ٹانگیں بے جان ہونے لگی تھیں۔

وہ ہمت کرتا بھرائی آنکھوں سے آگے بڑھنے لگا جب

پیچھے سے کسی نے اسکے سر پر زور سے وار کیا۔

"نہیں۔۔۔"زنو نے آگے بڑھ کر تیزی سے اسے

جھپٹ لیا۔

مگر وہ نہیں رکا۔۔۔وہ لڑکھڑاتے قدموں سے بھی

آگے بڑھتا گیا جب اس گڑھے کے اوپر پڑی جھاڑیوں

کو ہٹاتے اسے سامنے ہی داراب کی صورت دکھائی

دی۔

"ل۔۔۔لالا"لبوں سے بے ساختہ تڑپ کر اسکے لئے

"لالا"نکلا۔

"لالا۔۔۔۔"وہ بچوں کی طرح اسے پکارتے گڑھے

میں اتر گیا اور اسکا سر اپنی گود میں رکھتے اسکے چہرے کو

چھو کر دیکھنے لگا۔

"لالا۔۔۔میرے۔۔۔میرے ل۔۔۔لالا"

آنکھوں سے آنسوں پوری شدّت سے بہہ نکلے وہ پاگلوں کی طرح اسکے چہرے کو چومتے اسے زور سے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

"لا۔۔۔۔لا" اسکی پکار نے رات کے پہر سوئے ہوئے پرندوں کو جگادیا تھا مگر وہ چیخ چیخ کر پوری دنیا کو بتانا چاہتا تھا کہ یہ اسکا بھائی ہے اور وہ زندہ ہے۔

"لالا۔۔۔لالا آنکھیں کھولیں۔۔۔د۔۔۔دیکھیں

میں آیا ہوں۔۔۔آپ کا۔۔۔آپکا زی آیا ہے

لالا۔۔۔لالا آنکھیں کھولیں "

وہ کس تڑپ سے اسے آنکھیں کھولنے کا کہہ رہا تھا۔

"لالا اٹھیں ناں۔۔۔ایک بار بول دیں۔۔۔آپ

میرے لالا ہیں۔۔۔۔لالا صرف ایک بار" وہ سننا

چاہتا تھا اسکی آواز۔وہ دبانا چاہتا تھا اس آواز کو جواب

تک اسکے کانوں میں گونج رہی تھی۔

"داراب نہیں رہا" وہ سب دیکھیں آکر اسکا داراب

زندہ تھا۔

"س۔۔۔ سر" پیچھے سے زنو نے دھیرے سے اسے

پکارا۔

"د۔۔داراب سر۔۔۔ سانس نہیں لے رہے" اسکی

بات پر زیحال نے تڑپ کر اسے دیکھا۔ جب اگلے

لمحے وہ بھی سانس نہیں لے سکا۔

"ن۔۔۔نہیں لالا نہیں۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟" وہ اسکی سانسیں بند دیکھ بے خودی سے چیخا اسکا درد بہت گہرا تھا۔

"لالا اٹھیں۔۔۔لالا۔۔۔" وہ اسے پوری طرح سے جھنجھوڑتے ہوش میں لانے کی کوششیں کرنے لگا۔

"لالا میں کہہ رہا ہوں ناں۔۔۔اٹھیں۔۔۔اٹھیں لالا" وہ کانپتی ہوئی آواز میں اسے جگانے کی کوشش کرتا بری طرح سے ناکام ہو رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔میں۔۔۔میں آپ کو نہیں جانے دے سکتا۔۔۔سنا آپ نے۔۔۔سنا آپ نے لالا۔۔۔"وہ پوری قوت سے چلاتے اسکے سینے پر زور زور سے دباؤ دینے لگا۔

"لالا اٹھیں۔۔۔آپ کا زی آیا ہے لالا "

اسکے اس جملے میں وہ تڑپ تھی جو سننے والے کی روح تک کو تڑپا رہی تھی۔

زنو منہ پر ہاتھ رکھے بے آواز رونے لگی یہ منظر دیکھ اسکا دل ڈوب رہا تھا۔

"ایسے چھوڑ کر نہیں جا سکتے آپ۔۔۔سنا آپ نے ۔۔۔اٹھیں۔۔۔میں کہہ رہا ہوں ناں" وہ اسکے چہرے پر جھکے پوری شدّت سے چلا رہا تھا۔

جب اگلے دباؤ میں سانس تیزی سے داراب کے لبوں سے پھوٹتی زوردار کھانسی کا دورا اٹھا تھا۔

اسے سب کر زنوا ور زیحال دونوں کی سانس یکدم سے رکی۔

وہ کھانس رہا تھا مگر آنکھیں بند تھی۔

"لالا۔۔۔لالا۔۔۔" وہ تڑپ کر اسے اپنے سینے میں بھینچتے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

"پ۔۔۔پا۔۔۔نی" وہی کیفیت اس پر اب بھی طاری تھی۔

"میں۔۔۔میں ابھی لایا" وہ اٹھ کر اپنی گاڑی کی جانب دوڑ گیا اور جا کر پانی کی بوتل لاتے داراب کے منہ سے لگا گیا۔

وہ بنا رکے ایک ہی سانس میں پانی پی گیا تھا مگر حالت اب بھی ناساز تھی۔

تب ہی زیحال اٹھ کر اسے پوری جان لگاتے اپنے کندھوں پر اٹھا گیا۔ زنو نے بھاگ کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔ جس میں داراب کو ڈالتے وہ تیزی سے گاڑی جنگلی راستوں سے بھگا لے گیا۔

115/3

زنو بار بار پیچھے مڑ کر داراب کو دیکھ رہی تھی اسے خود

بہت سی چوٹیں آئی تھیں مگر اسے بار بار صرف

داراب کی فکر ستا رہی تھی۔

اسکی حالت بہت نازک تھی نجانے کب سے وہ بے

ہوش پڑا تھا اور صرف ایک پانی کی بوند کے لیے تڑپ

رہا تھا۔

کتنا مشکل ہوتا ہے جو چیزیں ہمیشہ آسانی سے میسر

ہوں اور اچانک انکی قیمت زندگی سے بھی بڑھ جائے

وہ اس وقت کو بھی سوچ کر بری طرح کانپ گئی تھی۔

اس نے زیحال کی جانب دیکھا جو آؤ دیکھ رہا تھا نہ تاؤ

بس اندھا دھند ڈرائیو کر رہا تھا وہ نہیں دیکھ رہا تھا کہ یہ

جنگلی راستہ ہے۔

راستے میں پڑے پتھروں کو بھی وہ نہیں دیکھ رہا تھا۔

پیچھے پوری فورس تھی جو سب سمبھال گئی تھی۔

وہ لوگ سیدھا ہوسپٹل آئے تھے جہاں ڈیوٹی پر نہ ہی

ڈاکٹر برہان تھے اور نہ ہی ڈاکٹر مبشر اور انکے علاوہ وہ

کسی پر کبھی اعتبار نہیں کر سکتا تھا۔

تب ہی داراب کو آئی سی یو میں داخل کرواتے وہ خود ایک طرف آتے ان دونوں کو کال کرنے لگا۔

کال کی رنگ جتنی دیر ہوتی رہی اتنی دیر میں وہ ایک ایک پل جیسے انتظار کی لمبی سولی پر اٹکا تھا۔

بالآخر فون کے اس پار سے گونجنے والی آواز پر اسکی سانسوں میں جیسے سانس آئی تھی۔

"ہ۔۔۔ہیلو۔۔۔ برہان۔۔۔ جلدی ہوسپٹل پہنچو۔۔۔فوراً" اسکے لہجے میں جلد بازی بھانپتے برہان اپنی جگہ سے بے اختیار اٹھے۔

"خیریت ہے زیحال۔۔۔؟آپ ٹھیک ہیں؟" وہ سامنے زرر شم کو دیکھ اسے اسکے نام سے پکار گئے اسکے سامنے ہاتھ تک انہوں نے اسے پاشا نہیں کہا تھا۔

"تم پہنچو۔۔۔وقت نہیں ہے۔۔۔" کہتے وہ کال کاٹ گیا مزید اس میں کچھ بھی کہنے کی ہمت نہیں تھی۔

وہاں برہان کے آنے تک وہ باقی سٹاف کو ایک پیر پر کھڑا کر گیا تھا سب یہاں وہاں بھاگ دوڑ میں لگ چکے تھے۔

جب تک برہان نہیں آئے تب تک وہ داراب کو چھوڑ کر باہر نہیں گیا تھا وہ بار بار نظریں ٹکائے اسکے چہرے کو ہی دیکھ رہا تھا۔

جیسے خود کو یقین دلا رہا ہو کہ اسکا بھائی زندہ تھا اسکے سامنے تھا۔ وہ اب تک یہ سب برداشت نہیں کر پایا تھا۔ لوگوں کے الفاظ اسکے ذہن میں جیسے گڑھ چکے تھے۔

"سر آپ آفس میں آجائیں۔۔۔ آپ کو بھی چوٹ آئی ہے سر پر میں آپکا بینڈج کر دوں یہاں سر کا

آپریشن ہو گا" انکے منہ سے آپریشن کا لفظ سنتے اس

نے بے یقینی سے دیکھا۔

"آ۔۔۔آپریشن؟ "

"جی سر انکا آپریشن ہو گا انہیں کندھے اور ٹانگ پر

گولی لگی ہے" اسکی بات پر زیحال کی سانسیں دو بھر

ہونے لگی تھیں اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں

داراب کی جانب دیکھا۔

"ا۔۔اوکے" وہ بمشکل بول کر دھیرے سے اٹھے

دل کے ساتھ تھیٹر سے باہر آگیا۔ مگر دل اندر ہی

داراب کے ساتھ رہ گیا تھا۔

وہ مزید کھڑا نہیں رہ سکتا تھا وہ بوجھل قدموں سے بینچ

کے قریب آتے ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ گیا۔

اکیلے یہ سب اس سے برداشت کر پانا نہایت مشکل ہو

رہا تھا وہ سر پیچھے پشت پر ٹکائے آنکھیں موند گیا۔

"داراب نہیں رہا زی۔۔۔۔ام خالی ہاتھ ہو گیا "

"توڑدو انکی چوڑیاں۔۔۔۔بیوہ پر یہ اچھی نہیں لگتیں "

یہ صرف الفاظ نہیں تھے وہ جب بھی ان الفاظ کو یاد کرتا ایک نئی موت مرتا ہاں وہ زندہ تھا مگر اسکے مرنے کا احساس زیحال کو اندر سے بے حد خوف زدہ کر گیا تھا۔

جیسے اس نے ایک جھلک دیکھ لی ہو اس وقت کی جب سچ میں وہ اپنے بھائی کو؟ آگے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

تب ہی پٹ سے آنکھیں کھول کر وہ سر تھامے بے بسی سے رو پڑا تھا بے آواز اسکی سسکیاں اسکے اندر ہی کہیں جیسے دم توڑ رہی تھیں۔

"انہیں ٹانگ پر گولی لگی ہے" ڈاکٹر کے الفاظ یاد آتے وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں سیدھا ہو بیٹھا آنکھوں میں جیسے سرخی سی اترنے لگی تھی۔

اس نے فون نکال کر کسی کا نمبر ڈائل کیا جسے فوراً ہی اٹھا لیا گیا۔

"سر کیا کمال کیا ہے آپ نے۔۔۔وہ سارے کے سارے پکڑے گئے ہیں آپ کا طریقہ واقعی کارآمد تھا" آگے سے آفیسر کی چہکتی آواز اسے زہر لگی تھی۔

"تو ان کا بوس مجھے تحفے میں چاہیے" اسکی بات پر دوسری جانب مکمل خاموشی چھا گئی۔

"ک۔۔۔کیا کہہ رہے ہیں سر" انہیں جیسے اسکی بات سمجھ آکر بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"میں۔۔۔نے کہا۔۔۔مجھے میرا انعام چاہئے۔۔۔جس میں اسکا بوس۔۔۔ صحیح سلامت زندہ ملنا چاہئے "

اب کی بار اس نے لفظوں پر زور دیتے اپنی بات مکمل کی۔

"سر یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔داراب سر بہت غصّہ ہونگے "وہ بہت عرصے سے داراب کے ساتھ ان فرائض کو سر انجام دے رہے تھے اچھے سے جانتے تھے داراب اسے کبھی اسکی اجازت نہ دیتا۔

"جتنا کہا ہے اتنا کرو۔۔۔ورنہ تمہاری آنکھوں میں دھول جھونکنا میرے لئے مشکل نہیں" کہتے وہ ٹھک سے کال بند کر گیا جبکہ دوسری جانب وہ ہیلو ہیلو کرتے اسے پھر سے کال ملانے لگے اور پھر ملاتے ہی رہ گئے۔

"سر پلیز آپ بینڈج کروالیں" اسسٹنٹ نے باہر آتے اسے یوں بیٹھے دیکھ فکر مندی سے کہا۔

"وہ جو ساتھ لڑکی تھی مس ظاعنہ انکی کیسی کنڈیشن ہے اب؟ "

"اسکے بازو پر کافی گہرا زخم آیا تھا باقی انکا پر اپر چیک اپ چل رہا ہے" اس نے نہایت پروفیشنل انداز میں بتایا۔

وہ کچھ دیر سوچ میں ڈوبا وہ یہی بینڈج باکس اٹھا کر لے آیا کیونکہ وہ یہاں سے ہٹنے والا نہیں تھا یہ اسے علم ہو چکا تھا۔

"پاشا" دور سے راہداری میں دکھائی دیتے برہان دوڑ کر اسکے پاس آئے تھے جن کو دیکھتے وہ ایک ہی جست میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"برہان۔۔۔برہان اندر۔۔۔داراب لالاہیں۔۔۔انکو گولی لگی ہے۔۔۔پلیز کچھ کرو۔۔۔انکو ٹھیک کرو" اسے جیسے ہر درد کی دوا برہان کی صورت میں مل گئی تھی۔

وہ بھول گیا تھا ہر پریشانی ہر غم وہ کسی بچے کی طرح انکے سامنے پہلی بار اپنے بھائی کے لئے گڑگڑا رہا تھا۔

"د۔۔۔داراب؟" انہیں جیسے سننے میں غلطی ہوئی تھی۔ مگر زیحال انکا ہاتھ پکڑ کر آپریشن تھیٹر میں لے گیا۔

جہاں بے ہوش ہوئے داراب کو دیکھتے برہان کے تو مانو پیروں تلے سے زمین کھسک گئی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے داراب کو دیکھنے لگے۔

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔یہاں۔۔۔؟" وہ چاہ کر بھی یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ زندہ ہے؟ وہ کہاں سے آیا کیسے آیا یہ سب سوال کرنے کی سکت تو جیسے کہیں گم ہو گئی تھی۔

"سوالات بعد میں کرنا۔۔۔ تم دیکھولالا کی کیا کنڈیشن ہے ابھی فورا۔۔۔۔مجھے وہ بلکل صیحح سلامت چاہیئے" وہ حکم صادر کرر ہا تھا۔

برہان اپنی حیرت اور سوالوں کو ایک طرف کرتے آگے آئے انکو دیکھ باقی ڈاکٹرز ایک طرف ہو گئے۔ وہ سب سے سینئر تھے۔انہیں دیکھ باقی سب انہیں فالو کرنے لگے۔

اتنی دیر میں زیحال گھڑی کی ایک ایک سوئی میں اٹک گیا تھا مسلسل تین گھنٹے وہ آئی سی یو کے باہر سے ہلا تک نہیں تھا۔

ایسے جیسے بچہ اپنے رزلٹ کے آنے کا انتظار پوری شدّت سے کر رہا ہو۔تب ہی اسے دور کہیں سے مسجدوں میں اذان ہوتی سنائی دی۔

"اللہّ اکبر۔۔۔اللہّ اکبر۔۔۔"

"اللہّ سب سے بڑا ہے۔۔۔اللہّ سب سے بڑا ہے"

مولوی کے یہ الفاظ اسکے کانوں میں پڑتے اسکی سماعتوں کو پتھر کر گئے۔ وہ ساکت ہوا ان الفاظ کو سنے گیا۔ جن مطلب گویا اسکی رگوں میں سرائیت کرنے لگا تھا۔

واقعی وہ بڑا تھا وہ سب سے بڑا ہے لیکن یہ پکار اسکی محبت کی نشانی تھی کہ وہ اپنے بندے کو اپنی طرف بلا رہا ہے یہ بلاوا تھا اسکی طرف سے اسکی ملاقات کا۔

یہاں کوئی ایک درجے اوپر چلا جائے تو وہ پہچاننے سے
انکار کر دیتا ہے جبکہ وہ رب ہو کر دن میں پانچ وقت
بلاوا بھیجتا ہے اپنے بندوں کے لئے۔

کتنے بد بخت ہیں وہ لوگ جو اس بلاوے پر اپنے کان
لپیٹ لیتے ہیں کیسے دل کو سخت پتھر بنا لیتے ہیں۔

"حَیَّ عَلَی الفَلَاحِ۔۔۔"

"حَیَّ عَلَی الفَلَاحِ۔۔۔"

"آؤ کامیابی کی طرف۔۔۔"

"آؤ کامیابی کی طرف۔۔۔"

کامیابی۔۔۔وہی کامیابی تھی ناں جس کے پیچھے لگ کر

اس بلاوے کو بھی رد کر دیا گیا تھا؟

نہیں یہ کامیابی تو اس سے بہتر کامیابی تھی جو دنیا و

آخرت دونوں کی کامیابی تھی پھر کیسے نہ لوگ سب

کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس کامیابی کو لینے نہیں دوڑ پڑے؟

مفت کا یہ دنیا زہر نہیں چھوڑتی کہ کیڑے مارنے میں

کام آئے گا اور اتنے بڑے رب ہی بادشاہ کی دی ہوئی

کامیابی نہیں لی؟

وہ کانپ گیا تھا یہاں بیٹھا بیٹھا۔۔ کہاں زندگی گزار
رہا تھا وہ ہر چیز کا پابند تھا وہ ہر رشتے میں بلکل پرفیکٹ
تھا چاہے باپ کا ہو بھائی کا ہو شوہر کا ہو یا پھر ایک
فرمانبردار بیٹے کا۔
لیکن کیا وہ ایک اچھا بندہ تھا؟ اپنے رب کا؟ نہیں وہ
نہیں تھا اچھا اس نے بہت سی پکار پر کان لپیٹ لئے
تھے جس پر آج وہ بری طرح سے کانپ گیا تھا۔ وہ لرز
گیا تھا۔

وہ وہی سے اٹھ کر ہوسپٹل سے باہر آیا جب وہاں سے گزرتے ایک شخص سے پوچھا۔

"مسجد کہاں ہے یہاں؟" اسے ڈھیروں شرمندگی نے ایک ساتھ آن گھیرا۔ اپنی اصل منزل سے وہ بے خبر تھا۔

اس شخص نے اسے راستہ سمجھایا۔ یہ ہوسپٹل اس شہر کا سب سے بڑا ہوسپٹل تھا جس میں بنی مسجد کا راستہ سمجھ کر اسے وہاں تک پہنچنے میں پانچ منٹ لگے تھے۔

وہاں آتے اس نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کوئی ہاتھ سے معذور تھا تو کوئی ٹانگ سے کسی کی زندگی کا آخری لمحہ چل رہا تھا تو کوئی ڈرپ بھی اپنے ساتھ لایا تھا۔

سب کی اپنی اپنی مرادیں تھیں۔ کوئی بھی اسے صرف اپنے رب سے ملاقات کیلئے آیا دکھائی نہیں دیا تھا۔

اسکی آنکھوں میں بے ساختہ عرق امڈ آیا وہ وضو خانے کی جانب بڑھا اور ٹیلے پر بیٹھ کر اپنے ہاتھوں پر پانی گرایا۔

پہلی بوند پر ہی اسکے خون کی گردش تیز ہو گئ تھی وہ دھیرے دھیرے پورا وضو کرنے لگا۔

آخر میں اپنے پیروں کو دھو کر پیچھے کرتے وہ اٹھ کر جانے ہی لگا تھا جب اسے یاد آیا کہ اسکے پاس سر پر لینے کیلئے کچھ نہیں ہے۔

تب ہی اسے زمل کا وہ عمل یاد آیا اس نے جیب سے اپنا رومال نکال کر سر پر باندھ لیا اور صف میں سب سے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔

جیسے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر رہا ہو وہ رب یہ نہ کہہ دے کہ آ گئے تم۔۔۔ مل گیا تمہیں وقت۔

مگر وہ سوچ کر کانپ گیا تھا کہ وہ رب تو ہر بار ہی طرح مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا وہ تو اپنے بندے کے انتظار میں تھا۔

نماز ادا کرتے وہ وہی ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ سب اپنی اپنی دعا مانگ رہے تھے نجانے ان میں سے کتنے ہونگے جو رب سے رب کو ہی مانگ رہے ہونگے کیونکہ جسے وہ مل گیا اسے گویا پورا جہاں مل گیا۔

وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگا جو بظاہر خالی تھے لیکن قسمت بھری ہوئی تھی۔

"میرے پاس سب کچھ ہے۔۔۔ یا اللہ۔۔۔" وہ کانپتی ہوئی بے آواز میں دل میں مخاطب ہوا۔

"مگر میرے پاس وہ دل نہیں ہے جو تجھ سے ویسی محبت کرے جیسی محبت تیرا حق ہے" اسکی آنکھوں سے گرم سیال خاموشی سے بہنے لگا تھا۔

"مجھے اپنا پرفیکٹ بندہ بنا لے۔۔۔ مجھے وہ دل عطاء کر دے جو تیرے بغیر کہیں سکون نہ پائے کہیں بھی

نہیں" وہ سر اپنے ہاتھوں پر گرائے گڑ گڑا کر مانگنے لگا

تھا۔

اسکا روم روم اس وقت ندامت میں ڈوبا لرز رہا تھا۔

"میں۔۔۔میں بندہ ہوں۔۔۔خود غرض

ہوں۔۔۔میں پھر بھی تجھ سے مانگوں گا۔۔۔میرے

بھائی کو شفا عطاء کر دے میرے رب۔۔۔اسے ٹھیک

دے "

داراب کی حالت اور لوگوں کے الفاظ اسے مزید کمزور کر گئے تھے وہ دھیرے دھیرے اپنے رب کے ساتھ دل کی ہر بات کرنے لگا تھا۔

اور اسے محسوس بھی ہو رہا تھا جیسے یہ باتیں جو اسے تکلیف دے رہی تھی اسکے دل سے اب نکل رہی ہوں۔

وہ کتنی ہی دیر یونہی بیٹھا رہا اس پر سکون ماحول میں جہاں دنیا کا کوئی شور نہیں تھا پھر اٹھ کر اس نے اگلے ایک گھنٹے تک قرآن پاک کی تلاوت کی۔

اور اپنے دل میں کئی سارا سکون اکٹھا کر کر مسجد سے

باہر آیا۔ سر پر رکھا رومال اتار کر واپس جیب میں رکھتے

ساتھ موبائل نکالا اور یاقوت کا نمبر ڈائل کیا۔

"ہیلو۔۔۔یار بھائی۔۔۔کہاں ہیں آپ۔۔۔فون

کہاں تھا آپ کا۔۔۔بندہ ایٹ لیسٹ ایک کال کر کر بتا

سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے ٹھیک ہے کچھ ہوا تو

نہیں۔۔۔بولیں اب "

وہ کال اٹھاتے جیسے پہلے سے بھرا بیٹھا تھا پھٹ پڑا۔

اس نے پر سکون سانس فضا کے سپرد کی۔

"ٹھیک ہوں میں۔۔۔" صرف تین الفاظ اور وہاں یاقوت مرزا اپنے رب کا شکر ادا کر گیا تھا۔

"کہاں ہیں آپ۔۔۔بتائیں میں آجاتا آپ کے پاس" ہاں اسے کہاں اپنی جملہ کے بغیر سکون آنا تھا۔

"ہوسپٹل میں ہوں "

"ک۔۔۔کیا۔۔۔ہوسپٹل۔۔۔؟ ابھی آپ نے کہا آپ ٹھیک ہے اور اب ہوسپٹل کیا ہوا ہے آپ کو بتائیں۔۔۔ "

"یاقوت۔۔۔یاقوت" اسکے فر فر بولنے پر زیحال نے بے ساختہ بریک لگوائی۔ مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

"کیا یاقوت۔۔۔ ہوسپٹل آپ دہی لینے گئے ہیں۔۔۔؟" وہ اب صحیح خفا ہو رہا تھا۔

"تم سے ایک کام ہے۔۔۔ جو کہہ رہا ہوں اب وہ کرو" وہ دھیرے دھیرے اسے بتانا شروع ہوا جسے سن کر یاقوت کو جھٹکا لگا۔

"کیا مطلب زریاب لالا اور باقی پلٹن کو وہاں لاؤں۔۔۔سب خیریت؟ "

"تم یہاں آجاؤ پھر بتاتا ہوں اور ہاں اندر کسی کو نہ بتانا۔۔۔ورنہ تمہارے لئے اچھا نہیں ہوگا" اسکی دھمکی پر یاقوت نے سر کھجایا۔

وہ آج بھی اپنے باپ سے پٹ سکتے تھے اور پوری خوشی سے۔

وہ فون بند کرتے واپس وہی آگیا۔اب تو کافی دیر ہو گئ تھی مگر اسے بعد میں پتہ چلا کہ ڈاکٹر برہان اسکا انتظار اپنے آفس میں کر رہے ہیں۔

وہ فورا اسے انکے آفس میں گیا جہاں وہ کرسی پر بیٹھے گہری سوچوں میں گم تھے۔زیحال کے آنے پر نگاہیں اوپر اٹھائی۔

''کیسی کنڈیشن ہے لالا کی؟''آتے ہی سخت پریشانی سے پوچھا۔

"بلڈ کی ضرورت تھی میں نے ارینج کر لیا تھا۔۔۔ باقی وہ اب خطرے سے باہر ہے۔۔۔ صرف ٹانگ بری طرح سے متاثر ہوئی ہے جسے ٹھیک ہونے میں وقت لگے گا "

انکی بات سن کر اسکے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی۔

"اس کمینے کی ٹانگوں کا وہ حال کرونگا کہ سڑکوں پر بھیک مانگنے لائق بھی نہیں رہے گا" وہ جلتے انگاروں پر لوٹ رہا تھا حساب تو باقی تھا۔

"کون۔۔۔کس کی بات کر رہے ہیں آپ؟" برہان کو سمجھ نہیں آئی۔

وہ انکے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جنہوں نے لالا پر اٹیک کیا" اسکی بات پر انہیں جھٹکا سا لگا۔

"مطلب۔۔۔وہ زندہ تھے؟" انہیں حیرت سی حیرت نے آن گھیرا تھا۔

"ہاں" زیحال نے کچا چبا لینے والی نظروں سے دیکھتے جواب دیا کیونکہ وہ مزید ایسے جملے سننے کی سکت میں نہیں تھا۔

"ل۔۔۔لیکن کہاں تھے وہ۔۔۔کچھ پتہ چلا کون لوگ تھے؟" اب یہ بات ان سے بلیک شیڈو پوچھ رہا تھا۔آخر کو داراب خان آفندی سے اسکا بھی ایک رشتہ تھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔لیکن پتہ لگاؤنگا" اسکے ارادے آگے کو لے کر نہایت خطرناک لگ رہے تھے مگر سامنے بیٹھا شخص بھی اسکا پیروکار تھا۔

کچھ ہی دیر میں یاقوت زریاب کولے کا ہوسپٹل آگیا تھا جوزی کا سن کر خود دوڑے آئے تھے داراب کو کھو کر تو جیسے ان میں رہی سہی طاقت بھی ختم ہو گئی تھی۔ آتے ہی انکی نظر زیحال کے سر پر ہوئے بینڈج پر گئی۔

"زی۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا ہوا تم کو؟" وہ بوکھلا کر اسے کندھوں سے تھامے سر کی چوٹ دیکھنے لگے۔

"میں ٹھیک ہوں لالا" انکی اتنی فکر کے آگے وہ ہمیشہ خود کو وہی چھوٹا بچہ محسوس کرتا تھا۔

"کیسے ٹھیک ہے۔۔۔چوٹ کیسے آئی تم کو۔۔۔کدھر گیا تھا بتاؤ ام کو "

"بتاتا ہوں چلیں میرے ساتھ" وہ انکا ہاتھ تھام کر آفس سے باہر آیا جہاں اسکی اولاد اسکا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی اسے چوٹ لگی دیکھ تینوں بے ساختہ آگے آئے۔

"بھائی۔۔۔یہ چوٹ کیسے آئی؟"تینوں کے چہرے پر ہی اسکے لئے اشد پریشانی چھلکی تھی۔

"بتائیں کس نے کیا ابھی کمینے کو ٹپکا دیں گے" پامیر کی غنڈوں والی زبان پر زیحال نے گھور کر دیکھا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ لٹکا دیں گے "وہ فورا اسے اپنے باپ کا شریف بچہ بنا جسے صرف بزنس کرنا آتا تھا۔

"لیکن مجھے جاننا ہے کس نے کیا یہ؟"یاقوت جسے جھوٹ بولا گیا تھا کہ وہ ٹھیک ہے اب صحیح خفا نظر آرہا تھا۔

اس نے برلاس کی جانب دیکھا جو چپ کھڑا تھا اسکی خاموشی ہی سب سے بڑا شور تھی۔

"تم سب کے سوالوں کا جواب دونگا چلو ابھی میرے ساتھ" وہ برلاس کو بھی اپنے ساتھ لئے آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھ گیا۔

جہاں سے برہان پہلے ہی ڈاکٹرز کو باہر جانے کا کہہ چکے تھے وہ سب ایک ساتھ اندر آئے جہاں باری باری سب کی نظر آکسیجن ماسک کے پیچھے سے نظر آتے داراب کے چہرے پر پڑی۔

وہ سب کے سب گویا اگلا سانس نہیں لے سکے۔بیک وقت سب نے بےیقینی سے زیحال کی جانب دیکھا جبکہ زریاب تو دیکھ بھی نہ سکے۔

وہ پتھر بنے سامنے لیٹے اپنے داراب کو دیکھنے لگے جس کی جدائی ایک دن بھی ان سے برداشت نہیں ہوئی تھی۔

"داراب لالا۔۔۔"اس نے بتانا ضروری سمجھا کیونکہ یقین دلانا ضروری تھا۔

"ک۔۔۔کیسے؟"عثمان کو تو جیسے یقین سا نہیں آیا۔

"بعد کی بات ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ل۔۔۔لالا صحیح سلامت ہیں" اسکی بات پر زریاب نے ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی طرف دیکھا۔

"د۔۔۔داراب" اس نے سر کے اشارے سے بھرائے لہجے میں انہیں یقین دلانا چاہا۔

"جو دفنایا گیا وہ کوئی انجان تھا۔۔۔لالا نہیں تھے" یہ الفاظ زریاب کی ٹانگوں سے رہی سہی ہمت بھی چھین گئے تھے۔انہیں سہارے کی ضرورت تھی۔

زیحال انکا ہاتھ تھام کر داراب کے قریب لایا جواب صیحح سانس لے رہا تھا۔ اسکی دھڑکنیں صیحح کام کر رہی تھیں۔ وہ بلکل ٹھیک تھا۔

"یہ ۔۔۔ یہ د ۔۔۔ داراب ؟" وہ پوچھنا چاہتے تھے کہ یہ کوئی خواب تو نہیں کیونکہ ایک بار ٹوٹ کر یہ خواب بھی انکی جان لے سکتا تھا۔

زیحال کی یقین دہانی کرواتے وہ مزید ضبط نہیں کر پائے تھے۔ وہ داراب سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے تھے۔

ان کی چیخ وپکار وہاں سب کی سانسیں رک گئی تھیں۔

نہ چاہتے ہوئے بھی انکی آنکھوں سے گرم سیال بہہ نکلا تھا۔

"لالا۔۔۔لالا ہمت کریں۔۔۔" زیحال کو یہ لمحہ مزید تکلیف دے رہا تھا۔

"امارا۔۔۔امارا ادارا ب ہے یہ۔۔۔امارا" وہ اس سے لپٹ کر بچوں کی طرح اسے چومتے پیار کرتے اپنے ساتھ لپٹا گئے تھے۔

کتنی ہی دیر وہ خود کو نہیں سمبھال سکے تھے مگر یہاں انکا زیحال تھا جو انہیں سمبھال گیا تھا۔

"حویلی میں کیسے بتائیں گے سب کو؟" یاقوت کو زریاب کی حالت دیکھ باقی سب کی فکر ہوئی۔

"ہمیں آہستہ آہستہ سب کو اعتماد میں لے کر بتانا پڑے گا" پامیر کچھ سوچ کر بولا۔

"اگر ابھی لالا کو حویلی نہیں لے کر گئے تو وہاں سب انہیں۔۔۔ سمجھ کر ایسے ہی روتے رہیں گے" وہ اس

لفظ کو سکپ کر گیا۔ جیسے بول کر بھی تکلیف ہو رہی تھی۔

"اور لے کر گئے تو یہ ٹریٹمنٹ"

"وہ۔۔۔وہ میرا کام ہے۔۔۔" برہان یکدم سے بولے سب نے انکی جانب دیکھا۔

"میں خود انکا وہاں خیال رکھونگا جو چاہیئے ہو گا میسر کرونگا۔۔۔بس داراب کو حویلی لے کر چلیں" ان کے لہجے میں منت تھی طلب تھی۔

"خیریت؟" زیحال کا لہجہ سرسری سا تھا۔

"میری بیوی بہت روئی ہے۔۔۔مزید نہیں رلانا چاہتا" وہ وہ پر ہاتھ پھیرتے دھیمے سے بولے۔

"لو بھئی۔۔۔ایک اور زن مرید پیدا ہو گئی" عثمان پیچھے ٹیک لگاتے لمبی سانس چھوڑ کر بولا سب نے اسکی طرف ایسے دیکھا جیسے اس معصوم نے کوئی گناہ کر دیا ہو۔

"ماہم سے آج تمہاری کلاس نہیں لگی؟" مبشر کے سوال پر عثمان نے بھنویں اچکائی۔

"ہم۔۔۔شوہر ہیں۔۔۔او کے "کیا ادا تھی کیا رعب

تھا لیکن کچھ دیر کا۔

"سر" اسی وقت ماہم کمرے میں داخل ہوتی برہان

سے مخاطب ہوئی۔جس کی آواز پر عثمان کا ہاتھ پشت

پر رکھا بے ساختہ نیچے آ گرا۔

"نکل گئی؟ساری۔۔۔شوہر پنتی؟" پا میر اسکے کان

کے قریب ہوتے سرگوشی نما انداز میں پوچھنے لگا۔

"بیٹا اگلی آواز کومل کی آئے گی "

"ہنہ۔۔۔دیکھ لونگا اسے تو میں" وہ کالر کھڑے کرتا بھنویں مٹکا کر بولا جیسے ابھی وہ آئے اور پامیر سلطان کا سلطانوں والا روپ دیکھے۔

جب اگلی آواز واقعی اسی کی تھی۔

"سر آپ نے بلایا؟" ان دونوں کو ہی ارجنٹ برہان نے طلب کیا تھا اور یقیناً ان دونوں نے ہی داراب کو اب تک نہیں دیکھا تھا۔

"نکل گئی تمہاری بھی سلطان گیری۔۔۔دونوں چپ کر کر بیٹھو" مبشر نے بازو اوپر چڑھاتے ان بھیگے بلوں کو آنکھیں دکھائیں۔

"بیٹا تمہارا نمبر لگنے دو۔۔۔پھر پوچھوں گا بیوی کا خوف کیا ہوتا ہے" پامیر کی بات پر مبشر نے تمسخر اڑاتی آنکھیں گھمائی۔

"شیر کا بچہ۔۔۔بلی سے نہیں ڈرتا "

"آپ دونوں زنو کے پاس رہیں۔۔۔میں نے ڈرپ لگادی تھی اسے کسی بھی ٹائم ہوش آسکتا ہے" انکی

بات پر ان دونوں نے سر ہلایا اور ایک ساتھ باہر آ گئیں۔

"زنو۔۔۔ کیا ہوا اسے ؟" مبشر جواب تک اسکے آنے سے بے خبر تھے یکدم بے چین ہو کھڑے ہوئے۔

"داراب کے ساتھ تھی وہ اسے بھی زخم آئے ہیں" وہ اپنی دھن میں بول ہی رہے تھے جب بات مکمل ہونے سے پہلے مبشر فورا اسے کمرے سے باہر نکل گئے۔

سب نے انہیں جاتے دیکھ ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اس کا شادی کرواؤ۔۔۔جلدی" زریاب کی بات پر

سب کا بے ساختہ قہقہہ پھوٹ کر نکلا۔

زیحال نے سب کو دیکھا اس قدر رونے کے بعد اسے

سب کے قہقہے کتنے حسین لگے تھے وہ بیان نہیں کر

سکتا تھا۔

115/4

وہ کومل اور ماہم سے پہلے زنو کے کمرے میں پہنچے تھے جہاں وہ دواؤں کے زیر اثر گہری نیند میں تھی ماتھے پر ذرا سا بینڈج مگر بازو پر آرم پاؤچ دیکھ مبشر کی جان نکلی تھی۔

وہ ایک ہی جست میں اسکے قریب آتے بے یقینی سے اسکی حالت دیکھنے لگا۔ جانے سے پہلے وہ بتا کر بھی نہیں گئی تھی اور اب جب واپس آئی تو اس حالت میں۔

ایک بار اٹھ کر اس شخص کو بھی دیکھتی جو دیوانہ وار اسکا جائزہ لے رہا تھا جس کی آنکھوں میں اس وقت محبت کا گہرا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

"کیا کنڈیشن ہے انکی؟" وہ نگاہیں زنو پر ٹکائے پاس کھڑی نرس سے مخاطب ہوئے۔

"سر کمزوری ہے اور بازو پر کافی گہرا زخم آیا ہے جس پر بینڈج کر دی ہے" وہ نہایت پروفیشنل انداز میں رپورٹس دیکھ کر انہیں بتانے لگی۔

"مجھے دو یہ رپورٹس اور تم جاؤ یہاں سے" اسکے ہاتھ سے رپورٹس لیتے اسے جانے کا حکم دیا۔

وہ بھی فوراً سے سر ہلاتی کمرے سے باہر چلی گئی اب یہ کیس اسکے سینئر کے پاس تھا جس کا مطلب اب اسکی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

اسکے کمرے سے نکلتے رپورٹ سے نظر ہٹا کر اس لڑکی پر ڈالی جو سوتے ہوئے بھی بدمعاش ہی لگ رہی تھی۔ مطلب وہ کبھی نہیں کہہ سکیں گے کہ تم سوتے ہی صحیح لیکن بہت معصوم لگتی ہو۔

وہ رپورٹ ٹیبل پر رکھتے اسکے قریب ہی بیڈ پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگے۔ شولڈر کٹ بالوں کو شاید کافی وقت ہو گیا تھا کٹ کئے ہوئے۔ تب ہی اب کندھے سے نیچے تک آرہے تھے۔

وہ دھیرے دھیرے اسکے بالوں کو چہرے سے ہٹا کر کان کے پیچھے سمیٹنے لگے۔

کم از کم اس وقت انکی نگاہوں کی تپش ظاعنہ ورک کی برداشت سے بالاتر ہوتی۔ جو اسے گہری نیند میں بھی باآسانی محسوس ہونے لگی تھی۔

وہ دھیرے سے کسمسانے لگی پلکوں میں دھیرے سے ہوتی جنبش اچانک سے تیز ہونے لگی جیسے اسکی آنکھوں کے پردے پر کوئی منظر تیزی سے گھوم رہا ہو۔

"پکڑو اسکو۔۔۔ ساری ہیکڑی نکال دیں گے"

"ن۔۔۔ نہیں" اسے پکڑ رکھا تھا دو چار بندوں نے وہ خود کو چھڑوا رہی تھی مگر وہ چھوڑ نہیں رہے تھے۔

"چھ۔۔۔ چھوڑو مجھے" وہ گہری نیند میں بھی ویسے ہی سر دائیں بائیں مارتی خود کو چھڑوانے کی تگ و دو کرنے لگی۔

ڈاکٹر مبشر اسکے اس سٹیج کو سمجھتے تھے تب ہی پر سکون سے انداز میں دیکھتے رہے۔

"میں نے کہا چھوڑو مجھے "

"نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ کبھی بھی نہیں" وہ جان لٹاتی نظروں سے اس لڑکی کو دیکھتے دیوانہ وار بولے۔

"مجھے ہاتھ لگائے گا تو۔۔۔" اگلے لمحے اسکا زوردار ہاتھ کا مکا موبی کے کندھے پر آپڑا تھا جس پر اپنا توازن کھوتے وہ دھڑام سے نیچے جا گرے۔

"آؤ۔۔۔۔چ مار دیا" اسکی کراہ پر کرنٹ کھا کر اٹھ کر بیٹھی زنو نے بے یقینی سے آنکھیں پھاڑ کر انکو دیکھا۔

"تم۔۔۔تم کبھی عام لڑکیوں کی طرح سلوک نہیں کر سکتی میرے ساتھ" وہ کمر تھامے کلس کر پوچھنے لگے۔

"آپ۔۔۔آپ کب آئے؟" وہ حیرت اور شرمندگی کے باعث دھیمے لہجے میں بولی۔

"جب تم خوابوں میں بھی کسی کی ہڈیاں توڑ رہی تھی مگر حقیقت میں صرف میں ہی ملتا ہوں" انکی بچارگی عروج پر تھی۔ زنو کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آئی۔ جسے وہ منہ میں ہی دبانے کی کوشش کر رہی تھی مگر قسمت کہ مبشر کی نظر پڑ گئی۔

"ہنس لو۔۔۔ایک ایک بات کا حساب لونگا تم سے" وہ اٹھ کر اپنی کہنی سہلاتے دانت پیس کر بولے۔

"جیسے میں دے دو نگی" وہ کندھے اچکاتی تڑخ کر پوچھنے لگی۔

"تم ذرا سی آواز ہی نکال کر دکھا دینا۔۔۔مان لو نگا تمہیں میں مس ظاعنہ ورک صاحبہ "اسکا پورا نام لیتے ہوئے بھی انکا لہجہ شدید کڑوا ہوا تھا۔

"اچھا یہاں آئیں دیکھوں زیادہ لگی ہے؟" وہ بلاتے ہی اتنی کیئرنگ لگی تھی کہ مو بی چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکے۔

وہ اسکے پاس بیڈ پر بیٹھ گئے جب اس نے کہنی کی جانب ہاتھ بڑھایا۔

"کمر پر لگی ہے زیادہ" وہ معصوم بچوں کی طرح شکایت کرتے انداز میں بولتے زنو کو بے حد کیوٹ لگے تھے۔

وہ پیچھے سے انکی شرٹ اوپر کرتی نہ دکھنے والا درد دیکھنے لگی لیکن تب ہی اسکی نظر وہاں بنے ایک زخم پر گئی جو شاید بہت پرانا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ زخم کب آیا؟" اسے آج تک یہ دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

"بچپن میں گر گیا تھا بابا کے ساتھ کھیلتے ہوئے" وہ بنا کوئی تاثر لئے سرسری سے لہجے میں بتانے لگے۔

زنو نے پہلی بار انکے منہ سے بابا کا ذکر سنا تھا وہ بھی بہت مختصر سا۔وہ شرٹ نیچے کرتی نگاہیں ان سے پیچھے ہٹا گئی

"دکھا۔۔۔تمہارا دیا درد ؟" ان کے کلس کر پوچھنے پر

زنو نے تیکھی نظروں سے دیکھا۔ ساتھ ہی ایک زور

دار مکا جڑتے انکی کراہ بلند کروا دی۔

"اب صحیح ہے ؟ "

"تمہیں تو دیکھ لونگا میں" وہ دونوں بچوں کی طرح

آنکھوں میں آنکھیں ڈالے لڑنے کیلئے تیار تھے جب

دروازہ ناک ہوتے ڈاکٹر برہان اندر آئے۔

انکو دیکھ مبشر جھٹ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اب کیسی طبعیت ہے؟" انہوں نے پاس آتے اسکے سر پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔

"بہتر ہوں" نجانے کیوں لیکن برہان جب بھی اسے نرمی سے مخاطب کرتے تھے اسکی آنکھیں بھر آجاتی تھیں۔ شاید انکا بھائی بہن کا وہ رشتہ نہیں بن پایا تھا جو دنیاوی بھائی بہنوں کا ہوتا ہے۔

"ہاں اتنی صحیح ہوگئی کہ مجھ پر ہاتھا پائی کرنے پر اتر آئی ہے" مبشر نے دانت پیس کر اسکی شکایت لگائی جس پر برہان نے زنو کو دیکھا۔

"جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔میں نے نہیں مارا "

"اچھا اب لڑنا بند کرو۔۔۔ہر وقت بچوں کی طرح لڑتے رہتے ہو۔۔۔شادی کے بعد بھی یہی حال رہے گا" انکے منہ سے شادی کا لفظ سنتے ان دونوں کی بیک وقت نگاہیں ملیں۔

وہ دل کو کانوں میں دھڑکتا ہوا محسوس کرتی فوراً سے نظریں چرا گئی۔

"نہیں آپ کے اور زرتشم کے جیسے بنیں گے" ہاں بے شک وہ دونوں ہر طرح سے مکمل تھے۔

"اتنی شرافت تمہیں دکھا ہی نہ دوں میں" وہ دل ہی دل میں بولتی آنکھوں کے ڈیلے باقاعدہ گھما کا دکھا گئی۔

"کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتانا۔۔۔یہاں سے ہم سیدھا گھر چلیں گے" انکی بات پر اس نے تابعداری سے سر ہلایا۔ برہان کے جاتے ہی مبشر پر نظر پڑی جو اسے گھور رہے تھے۔

دو گاڑیاں ایک ساتھ خان حویلی میں داخل ہو رہی تھیں ملازمین نے کام چھوڑ چھوڑ کر ان آتی ہوئی بڑی گاڑیوں کو دیکھا جو ایک ایک کر کر طویل راہداری سے ہوتی سیدھا مین گیٹ کے سامنے جا کر رکی تھی۔

اس گاڑی سے پہلے زیحال اترا تھا جسے دیکھ کر ملازم نے جھک کر سلام کیا وہ جواب دیتے دوسری جانب آیا اور زریاب کے لئے دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔

پیچھے سے یاقوت گاڑی سے اترتا برہان کے ساتھ مل کر سٹریچر سیٹ کروانے لگا تھا۔

"لالا۔۔آپ کو اندر جانا چاہئے" زیحال کی بات سمجھتے انہوں نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلا یا اور اندر کی جانب بڑھ گئے جہاں لاؤنج میں ہی مورے اور سیماب بیٹھی تھیں۔

" باقی سب کدر گیا؟" انکی آواز پر سیماب نے مڑ کر انکو دیکھا۔

" وہ۔۔ پاشا ولا چلا گیا۔۔اور دا جی کمرے میں دوا لے کے لیٹے ہیں" وہ دھیمے لہجے میں جواب دیتی مورے کو دیکھنے لگی۔

وہ اسی پوزیشن میں بیٹھی تھیں ہاتھ میں تسبیح لئے خشک مگر ویران آنکھیں۔انہیں دیکھ کر بیٹے کی جدائی کا غم بہت گہرا معلوم ہوتا تھا۔

"مورے" انکے پکارنے پر فرخندہ بیگم نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔

"مورے داراب آیا ہے" انکی بات پر سیماب اور فرخندہ بیگم دونوں کی آنکھوں میں حیرت امڈ آئی۔ مگر اس سے پہلے وہ ان سے سوال کرتیں نظر باہر سٹریچر کھینچ کر لاتے یاقوت اور برہان پر نظر پڑی۔

حویلی کے ملازمین پر تو جیسے گویا ساتوں آسمان آ گرے

تھےn

سب پھٹی پھٹی نظروں سے داراب کو دیکھنے لگے وہ

ہوش میں ہوتا تو سب کی حیرت پر پھر سے ضرور بے

ہوش ہو جاتا۔

انکے ساتھ ہی عثمان پامیر بھی باقی چیزیں لا رہے تھے

مگر انکی نگاہ تو جیسے اس سٹریچر پر لیٹے وجود پر ہی جا کر

سٹک ہو گئی تھی۔

وہ دھیرے دھیرے قریب لاتے انکے پاس رکے

جب قریب سے ان دونوں نے بے ہوشی کی حالت

میں ڈوبے داراب کو دیکھا۔

تب ہی وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے کھڑے

زیحال اور زریاب کو دیکھنے لگیں آنکھوں میں ڈھیر

سارے سوال لئے۔ حیرت لئے اور آنسوں لئے۔

زیحال نے آگے بڑھ کر انکو اپنے سینے سے لگاتے

رخصار پر ہاتھ رکھا اور نرمی سے سر کا بوسہ لیا۔

"آپکا دارا ب کہیں نہیں گیا۔۔۔وہ یہیں ہیں۔۔۔ ہم سب کے پاس صحیح سلامت "

اسکی بات پر فرخندہ بیگم نے تڑپ کر سر اٹھایا اور اسے دیکھنے لگیں آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا تھا۔

وہ پلکیں جھپکا کر انکو تسلی دے گیا۔

کچھ دیر بعد لاؤنج میں مکمل خاموشی کا راج تھا سب لوگ اپنی اپنی جگہ بلکل ساکت بیٹھے تھے۔

فرخندہ بیگم کی سوں سوں زیحال کو تکلیف دے رہی تھی۔

"مورے۔۔۔آپ ایسے کریں گے تو میں چلا جاؤں گا" اسکی بات پر وہ تڑپ کر سر نفی میں ہلانے لگیں۔

"یہ لے آیا داراب کو۔۔۔آپ کا زی لے کر آیا ہے" زریاب کی بات پر سب ل نے بیک وقت انکی جانب دیکھا۔

"لیکن بھائی۔۔۔ہمیں بتائے بغیر کیوں گئے آپ؟"

یاقوت کو اب تک اس بات کا غصّہ تھا۔

"وقت نہیں ملا ورنہ ضرور بتاتا" وہ نرمی سے بول کر اٹھا۔

" چلیں مورے آپ بھی آرام کریں اور داجی کو آہستہ آہستہ اٹھا کر لالا کے آنے کے بارے میں بتائیں پھر میں سب کو لے آؤنگا لالا سے ملوانے "

وہ جھک کر انکے ہاتھ کا بوسہ لیتے اپنے ساتھ اٹھا گیا۔ وہ بہت رو چکی تھیں داراب سے مل کر بھی۔ اب انہیں شدید آرام کی ضرورت تھی۔

"وہ۔۔وہ امارا۔۔۔داراب ہی ہے ناں ؟" انہیں اب تک مکمل یقین نہیں آیا تھا کیسے آتا یہ دکھ بہت بڑا تھا۔

"آپ کا داراب ہی ہے" وہ مسکرا کر جواب دیتے انکو کمرے میں لے گیا۔

داراب کو وہ لوگ کمرے میں چھوڑ آئے تھے۔

"بیلا کی طبعیت کیسی ہے اب ؟" آتے ہوئے انہوں نے بیلا کو بھی ایک نظر دیکھا تھا تب ہی فکر مندی سے پوچھا۔

"کمرے کا دروازہ نہیں کھول رہی تھی بعد میں پتہ چلا

وہ بے ہوش ہے۔۔۔تب سے ڈاکٹر نے دوا دے کر

سلایا ہے "

اسکی آواز خوشی سے لبریز تھی خاص طور پر بیلا کیلیئے۔

جو تصویر میں ہاتھ پکڑے سوئی تھی اور اٹھے گی اپنے

پہلو میں لیٹے داراب کے ساتھ۔

وہ کب سے لیپ ٹاپ پر اپنا کام نمٹا رہا تھا مگر ساتھ ہی اسے مرر کے سامنے کوئی دسویں بار کپڑے تبدیل کر کر خود کو ہر اینگل سے جانچتے ہوئے بھی دیکھ رہا تھا۔

وہ ہر پانچ منٹ بعد دوسرا ڈریس بدل کر آتی خود کو مرر میں دیکھ رہی تھی اب تو وہ بھی سر پکڑ گیا تھا۔

"گلالے۔۔۔ ہم شادی میں جا رہے ہیں؟" بالآخر پوچھ ہی لیا۔

"نہیں لیکن ہبی۔۔۔میں کتنی موٹی لگ رہی ہوں ان میں ؟" وہ رونے والی شکل بناتی اسکے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔

"دیکھیں" کیا دیکھتا وہ اسکا وہم ہی تھا مگر وہ کہہ رہی تھی تو وہ اسکی بات سے انکار کر کر اپنی شامت کو دعوت نہیں دے سکتا تھا۔

"ہاں واقعی۔۔۔موٹی ہوگئی ہو۔۔۔بے بی ہونے کے بعد ڈائیٹ کر لینا"

وہ سنجیدگی سے بول کر واپس لیپ ٹاپ پر نظریں گاڑھ گیا جہاں بہت ہی ضروری فائل اپلوڈ ہو رہی تھی۔

"لیکن۔۔۔ابھی کیوں نہیں۔۔۔" وہ منہ سے بھی گول گپہ سی لگ رہی تھی۔

"ذڑگیہ۔۔۔ایسے وقت میں سب موٹے ہوتے ہیں "

"تو آپ کیوں نہیں ہوئے" اسکی بات پر زیحال کو یکدم سے اچھو لگا وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔

"م۔۔۔میں کیوں ہونگا؟"ہاں اسے جواب دے

ورنہ یہ ایسے ہی دماغ کی دہی کرتی رہے گی۔

"توآپ بھی تو بابا بننے والے ہیں"اب کی بار زیحال کا

صحیح سر گھوما تھا۔

"وائفی۔۔۔جا کر میرے لئے پانی کا گلاس لے کر

آؤ "

"یہ رکھا"اس نے فوراً سے سائیڈ ٹیبل پر پورے جگ

کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں مجھے کچن والا پینا ہے جاؤ شاباش لے کر آؤ "

"اچھا۔۔ابھی لائی" وہ ڈریس وہی بیڈ پر رکھتی کمرے سے باہر چلی گئی جب اسکے جاتے زیحال نے سر پشت پر گراتے لمبا سانس لیا۔

"کچھ بھی بول دیتی ہے پاگل" وہ خود سے باتیں کرتا ہنس پڑا تھا وہ بنا سمجھے کچھ بھی بول کر اس اچھے خاصے بندے کا دماغ گھمانا اچھے سے جانتی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کی پو پھوٹ چکی تھی مگر یہ ان دو دنوں کے بعد صرف صبح کا سورج نہ تھا یہ خان حویلی والوں پر خوشی

کا سورج بھی تھا جس کے طلوع ہونے کے ساتھ ساتھ سب کی زندگیوں میں جیسے بہار سی بھی آگئی تھی۔

وہ کروٹ بدل کر جیسے ہی پلٹی اسکا ہاتھ ساتھ میں لیٹے داراب کے سینے پر پڑا جسے محسوس کرتی وہ دھیرے سے کسمسا کر آنکھیں کھولتی اسے دیکھنے لگی۔

اسکی سیاہ کانچ سی آنکھیں اسی کے خوبصورت مخمور چہرے پر جمی تھیں۔

"یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنی؟" وہ نجانے

کب سے نیند سے بیدار ہوا اسے دیکھ رہا تھا اسکے ہاتھ

چوڑیوں سے خالی تھے نہ ناک میں وہی خوبصورت

ڈائمنڈ کی لونگ تھی اوپر سے آنکھوں کے پپوٹے بھی

سوجھ کر آنکھوں کا برا حال تھا۔

وہ اٹھ کر دھیرے سے اسکے بازو پر سر رکھ کر لیٹ

گئی۔

"عورتوں نے امارا چوڑی اتار دیا بولا کہ ام۔۔۔ام بیوہ ہو گیا ہے" اسکی بات پر داراب کی آنکھیں متحیر انداز میں پھیل نے لگیں۔

اس نے سے اٹھا کر اسے دیکھا جب اسکی کیری آنکھوں کو ایک بار پھر سے سرخ ہوتے دیکھ داراب کی گویا جان نکلی تھی۔

"ام ہو گیا ب۔۔۔بیوہ؟" وہ جس طرح پوچھ رہی تھی داراب سانس نہیں لے سکا اصل موت اسے اب محسوس ہوئی تھی۔

اس نے اسکے بے رنگ دیکھے اسکے بغیر کیسے یہ دنیا اسکی بیوی کے رنگ چھین گئی تھی اسے تکلیف ہو رہی تھی اور اشد تکلیف۔

وہ سر نفی میں ہلاتے اسکے بالوں کو پیچھے سمیٹتے اسکے ماتھے پر لب ٹکا گیا۔

"میں زندہ ہوں۔۔۔ صحیح سلامت تمہارے سامنے"

ان الفاظ پر جیسے بیلا اب صحیح ہوش میں آئی تھی وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اٹھ کر اسے دیکھنے لگی۔

ہاتھ پر لگی ڈرپ سر پر ہوا بینڈج بازو پر لگا آرم پاؤچ

اور ٹانگ وہ پوری سفید پٹیوں میں لپٹی ہوئی تھی۔

وہ سانس روکے اسکے پورے کا جائزہ لینے لگی اور جیسے

جیسے اسے یقین آتا گیا کہ یہ کوئی خواب نہیں بلکہ

حقیقت ہے ویسے ویسے اسکی آنکھوں سے ابل ابل کر

آنسوں بہنے لگے تھے۔

وہ آگے بڑھ کر اسے چھو کر دیکھنے لگی نہیں وہ ہوا میں

تحلیل نہ ہو وہ اسکا دار اب ہو بیلا کا دار اب وہ بے حد

خوف زدہ سی اسے چھونے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ آگے بڑھ کر اسے چھو کر دیکھنے لگی نہیں۔۔۔وہ ہوا
میں تحلیل نہ ہو وہ اسکا داراب ہو حقیقت
میں۔۔۔اسکا دل سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا تھا۔
وہ بیلا کا داراب تھاناں تو اسے حقیقت میں ہونا چاہیئے
تھا وہ بے حد خوف زدہ سی اسے چھونے کی کوشش کر

رہی تھی۔ جب اس کے ہاتھ کو تھام کر لبوں سے
لگاتے اس نے تڑپ کر سرخ متورم نگاہوں سے اسے
دیکھا۔

وہ اسکے عمل کو بغور دیکھ رہا تھا وہ حیران نہیں تھا نہ
پریشان وہ جانتا تھا اسے اتنے دن بعد دیکھ کر اسکی
طلب بجا تھی۔

مگر اسکی حالت دیکھ کر اسکے دل کو دھچکا سا لگا تھا اور
اتنی زور سے کہ وہ اب تک یقین نہیں کر پایا تھا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم سچ میں۔۔۔سچ میں امارے

پ۔۔۔پاس۔۔۔ہے۔۔۔؟"وہ کس تڑپ سے

پوچھ رہی تھی کہ داراب خود تڑپ اٹھا تھا وہ سر اثبات

میں ہلانے لگا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم سچ میں ہے ناں؟"وہ بری طرح

سے کانپنے لگی تھی آنکھوں سے سیلابی ریلا پوری

شدّت سے بہنے لگا تھا

"تم۔۔۔تم خ۔۔۔خواب تو نہیں ہے

ناں۔۔۔بولو۔۔۔بولو تم خواب نہیں ہے؟"نہیں وہ

مر جاتی اگر یہ خواب ہوتا اگر خواب بھی تھا تو وہ اب کبھی بیدار نہیں ہونا چاہتی تھی۔

داراب میں اٹھ کر بیٹھنے کی ہمت نہیں تھی مگر وہ اپنی بیلا کیلئے یہ ہمت بھی کر گیا تھا صرف ذرا سی اٹھنے کی کوشش میں اسکے پورے وجود میں درد کی لہریں سرائیت کر گئی تھیں۔

اسے اٹھنے کی کوشش کرتے دیکھ بیلا نے فوراً سے آگے ہوتے اسے بازو سے تھام کر بیٹھنے میں مدد دی۔

وہ اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔اور اسے ہی دیکھ رہا تھا جواب بھی اسکے ہونے پر یقین نہیں کر پائی تھی۔

وہ دھیرے سے اسکے نرم و ملائم ہاتھ تھام کر اپنے لبوں کے قریب لے گیا اور باری باری شدّت سے دونوں کا بوسہ لیا
کیری آنکھیں پہلے سے زیادہ شدّت سے برس پڑی تھیں۔داراب اسے کمر سے تھام کر اپنے قریب کر

گیا۔ وہ کسی بے جان شے کی طرح اسکے ساتھ آ لگی تھی۔

جب اس نے باری باری اسکی آنکھوں کو چوما وہ مزید تڑپ اٹھی تھی دل تکلیف کی شدّت کے باعث بند ہونے کے قریب تھا اتنا کہ اسے سانسیں بھی بھاری لگنے لگی تھیں۔

"کیا اب بھی یقین نہیں آیا کہ میں زندہ ہوں؟" وہ پوچھ رہا تھا جبکہ وہ سر نفی میں ہلاتی اپنے لب کو دانتوں میں دبا گئی۔ وہ تکلیف کے آخری مرحلے میں تھی۔

"تمہارا داراب زندہ ہے۔۔۔چاہے تو اپنے طریقے سے چھو کر دیکھ لو" وہ دیوانہ وار اسکے چہرے کے نقوش نہارتا بولا۔

بیلا کی آنکھیں مزید برس پڑی تھیں وہ تڑپ کر اسکے بازو پر ہاتھ پھیرنے لگی جو سفر کرتا داراب کی گردن تک گیا تھا۔جہاں سے ہوتے وہ اسکے چہرے پر آگیا۔ وہی تھا وہ اسکا داراب تھا۔وہ ہونٹ وہی ناک وہی آنکھیں۔۔۔وہ اسکا داراب تھا اور وہ زندہ تھا اس بات

کا احساس ہوتے اسکی آنکھیں داراب پر ٹھہر سی گئیں۔

"ا۔۔ام۔۔۔ام بیوہ نہیں ہے؟" وہ جس تڑپ سے یہ سوال کر گئی تھی وہ داراب کو جیتے جی مار گئی تھی۔

وہ اسے بازو سے پکڑ کر اپنے سینے سے لگا گیا۔

"نہیں ہو تم بیوہ۔۔۔ایک بار اور یہ لفظ اپنی زبان پر نہ لانا" وہ رونے لگی تھی دھیرے دھیرے اسکے رونے میں شدّت آتی گئی اتنی کہ وہ ضبط کے ٹوٹتے اب چیخنے لگی تھی۔

اسکی چیخوں پر داراب کو اپنا آپ زمین میں گڑھتا ہوا محسوس ہوا تھا اتنا درد ان زخموں میں نہیں ہوا تھا جتنا بیلا کے رونے پر اسکے دل میں ہو رہا تھا۔

وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا وہ جس تڑپ سے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اسے بار بار چوم رہی تھی اس سے لپٹ رہی تھی وہ ندامت کے باعث اتنا ہی ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔

"ت۔۔۔ تم امارا داراب ہے۔۔۔ تم امارا ہے۔۔۔ تم کھیں نہیں گیا۔۔۔ تم ام کو چھوڑ کر نہیں

گیا۔۔۔ نہیں گیا۔۔۔" وہ اسکی گردن میں منہ
چھپائے ضبط سے چیخ پڑی تھی

داراب ضبط سے آنکھیں زور سے بند کر گیا۔ جب
سائیڈ سے بہتا گرم سیال کانوں کی لو میں جذب ہونے
لگا۔

وہ اسے مزید اپنے سینے میں زور سے بھینچ گیا وہ اب
بھی یقین نہیں کر پا رہی تھی مگر اسے کرنا تھا اب
کیونکہ وہ اسی کا داراب تھا۔

وہ کتنی ہی دیر اسکے سینے میں منہ چھپائے روتی رہی جب وہ اسے اپنے ساتھ پہلو میں بٹھا کر اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔

وہ اب بھی وقتاً فوقتاً سسکیاں لے رہی تھی۔

"تم نے کیوں اتار دی چوڑیاں" اسکا دل کانپ رہا تھا یہ سوال کرتے ہوئے کتنے بے رحم لوگ تھے اتنی سی دیر میں ایک معصوم سے اسکے رنگ چھین لئے۔

اسے اپنی اہمیت اب بیلا کی زندگی میں نظر آنے لگی تھی وہ جو بناؤ سگھار کرتی تھی وہ جو اسکے لئے سجتی تھی وہ صرف اسکے محرم کیلئے تھا۔

"ا۔۔۔ام کو پتہ ہی نہیں چلا کب۔۔۔ک۔۔۔کسی نے امارا چوڑی توڑ دیا "

وہ سسکی لیتی معصومیت سے بتانے لگی۔

"ھمم۔۔۔اٹھو"اس کے کہنے پر وہ اٹھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"جا کر فریش ہو کر کوئی اچھا کلر فل ڈریس پہنو" اسکے اوپر سفید رنگ داراب کو خوف زدہ کر رہا تھا۔

وہ اسے دیکھتی بے اختیار سر نفی میں ہلانے لگی جیسے ڈر گئی ہو وہ جائے گی تو وہ بھی چلا جائے گا پھر سے دور اور بہت دور۔

"میری جان میری بات مانو جاؤ" وہ اسکے رخسار پر ہاتھ رکھتے بے حد نرمی سے بولا۔

"ت۔۔۔ تم کدر۔۔۔ بھی ن۔۔۔ نہیں جائے گا
ناں؟" اسکی معصومیت پر داراب کے لبوں پر
مسکراہٹ بکھر گئی۔

"میں پہلے کبھی کہیں گیا تھا؟" اسکے سوال پر بیلا نے
سر نفی میں ہلایا۔

"میں یہی ہوں۔۔۔ ہمیشہ تمہارے پاس تمہارے
ساتھ" وہ چاہ کر بھی اس سے دور نہیں ہو پا رہی تھی
داراب تو اسے دیکھ کر ہی حیران تھا۔

وہ کبھی اتنی کھل کر محبت کا اظہار نہیں کرتی تھی شاید

اسے محبت ہی نہیں تھی ایسا داراب کو لگتا تھا مگر جب

سے وہ واپس آیا تھا وہ ایک ایک لمحہ اسے اپنی محبت

بیان کرنے میں لگ گئی تھی۔

"پ۔۔۔پکا؟ "

"ہاں۔۔۔ہاں پکا۔۔۔اب جاؤ نہیں تو میں چلا

جاؤں"

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں" وہ یکدم سے تڑپ کر اسکا ہاتھ تھام گئی اور تیزی سے سر نفی میں ہلاتی بے آواز رونے لگی۔

کتنی ڈر گئی تھی وہ یا کتنا ڈرا دیا تھا اس دنیا نے اسے یہ سب داراب کے لئے اشد تکلیف کا باعث بن رہا تھا۔

"جاؤ شاباش" اب کی بار وہ نظروں سے نہ جانے کی التجا کرتی دھیرے سے بیڈ سے نیچے اتری اور اسے دیکھتی ہی دیکھتی باتھ روم میں چلی گئی۔

اسکے جاتے داراب نے گہرا سانس لیا اسکی آنکھوں میں کئی شکایتیں جنم لینے لگی تھیں۔

سب اپنوں سے جنھوں نے اسکی بیوی کو اس قدر بے قدر بننے دے دیا تھا اب تو اسکی زندگی تھی وہ آگیا تھا مگر جب حقیقت میں موت آتی تو کیا اسکی بیوی اس قدر رلا دی جاتی؟

اب تو جیسے اسے مرنے سے بھی خوف آنے لگا تھا۔

وہ کچھ ہی دیر میں شاور لے کر باہر نکلی جب داراب نے ہاتھ میں پکڑے بیلا کے موبائل سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا۔

پیروں سے کچھ ہی اوپر تک آتی فراک پہنے وہ بالوں کو ٹاول سے خشک کرتی اسکے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔

پورے فراک پر رنگ برنگے پھول بنے تھے گلے پر باریک موتیوں کی لائن بڑی نفاست سے بنی ہوئی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

وہ اسے وجود کے آر پار ہو جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ تب ہی کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔

"جاؤ دیکھو۔۔۔ کچھ آیا ہے تمہارے لئے" اسکی بات پر بیلا چونکی۔

"ا۔۔۔ امارے لئے؟" بے یقینی سے پوچھا۔

"ہاں" اسکے محبت سے جواب دینے پر بیلا دروازے کی طرف بڑھی جس کے دوسری پار ملازم ہاتھ میں ایک بڑا سا باکس لئے کھڑا تھا۔

"یہ خان جی کے نام سے آیا ہے بی بی سائیں" وہ نہایت مؤدب انداز میں بول کر اسے باکس تھماتے خود واپس ہولیا۔

"ک۔۔۔کیا ہے اس میں؟" اس نے دروازہ بند کرتے پوچھا۔

"تمہارا سہاگ" اسکے جواب پر بیلا کی بے ساختہ نگاہیں اس پر اٹھیں۔

"یہاں لاؤ" اسکے نرمی سے بلانے پر بیلا دھیرے دھیرے قدم قدم چلتی اسکے پاس آکر کھڑی ہوئی۔

داراب نے اسکے ہاتھ سے باکس لیتے اسے کٹر کی مدد
سے کھولا اسکا صرف ایک ہاتھ کام کر رہا تھا۔
وہ اسی سے اس باکس کو کھول کر اس میں موجود ڈھیر
ساری چوڑیاں نکال کا بیڈ پر رکھنے لگا وہ حیرت سے
پھیلی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی وہ کب میں یہ
سب آرڈر کر گیا۔
مگر صرف چوڑیاں نہیں اس میں ایک خوبصورت
ڈائمنڈ کی لونگ بھی تھی۔

"بیٹھو یہاں" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔

"ہاتھ آگے کرو" وہ چوڑیاں اٹھائے اسکی نازک کلائیوں میں تین تین کر کر پہنانے لگا دیکھتے ہی دیکھتے بیلا کی کلائیاں ان چوڑیوں سے سج چکی تھیں۔

"بہت حسین لگ رہی ہیں" اسکی تعریف پر بیلا کا دل یکدم سے بھر آیا۔

"میری بیوی کے ہاتھوں میں" اسکے منہ سے بیوی کا لفظ سنتے بیلا کا دل کانوں میں زور سے دھڑکا تھا۔

"یہاں قریب آؤ" وہ لونگ ہاتھ میں پکڑے اسے
قریب آنے کا کہنے لگا۔

"آؤناں" وہ تو رونا چاہتی تھی دل اتنا بھاری ہو رہا تھا
جیسے اسکے رنگ چھینے گئے تھے اور اب کتنے
خوبصورت انداز میں اسے یہ رنگ واپس مل رہے
تھے۔

بیلا اسکے قریب ہو گئی جب داراب نے احتیاط کرتے
لونگ اسکی ناک میں ڈالنے کی کوشش کی مگر اسکا ایک
ہاتھ یہ کرنے میں ناکام ہو رہا تھا۔

"ام مدد کرتا ہے" وہ ایک ہاتھ اپنا لگا گئی۔

اور اگلے پل وہ لونگ اسکی چھوٹی سی بٹن نوز میں چمک اٹھی تھی۔

اسکا سگار مکمل تھا بنا میک اپ کے اپنے شوہر کی محبت کے سرخ رنگ گالوں پر لئے وہ گیلے بالوں میں حد حسین لگ رہی تھی۔

داراب کا دل اسکے لئے شدّت سے بے چین ہونے لگا تھا مگر اپنی حالت دیکھ اسے خود کے جذباتوں پر تاؤ آیا۔

اس نے بیلا کی ناک پر لب رکھتے اسکی لونگ کا حق ادا کیا۔

"اب لگ رہی ہو۔۔۔داراب خان کی بیوی" وہ اسے اسکے رنگ واپس لوٹاتے محبت بھرے لہجے میں بولتا اسے مزید آبدیدہ کر گیا۔

"اب یہ سب کبھی نہ اتارنا۔۔۔میں تمہارے لئے ان چیزوں سے پوری حویلی بھی دونگا بس ایک بار مجھے بیڈ سے اٹھنے دو" وہ یہ نہیں کہہ سکا کہ وہ ایک ایک سے اسکے رنگوں کا حساب لے گا۔

"ایک بات پوچھے ام؟ "

"زندگی بھر بس پوچھتی رہو" وہ دیوانہ وار اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

"کدر تھا تم؟" یہ سوال اس نے کس کرب سے پوچھا تھا صرف وہی جانتی تھی۔

"کچھ لوگ کافی ٹائم سے الیگل ایکٹیویٹیز کر رہے تھے انکو پکڑنا بہت ضروری تھا لیکن عین ٹائم پر آکر میں چوک گیا "

آخر میں اسکا لہجہ دھیما پڑ گیا۔ بیلا نے اسکے چہرے کی جانب دیکھا جہاں ندامت سی ندامت تھی۔

مگر وہ نہیں جانتا تھا جہاں سے وہ ہارنے کی بات کر رہا تھا وہی سے وہ زندگی جیت کر آیا تھا وہ بے خبر تھا ابھی اپنے ساتھیوں سے جو زندگی کی بازی ہار گئے تھے۔

"تم اب تو نہیں جائے گا ناں" وہ اسکا ہاتھ تھامے کس تڑپ سے پوچھ رہی تھی داراب نے آگے ہو کر اسکے رخسار پر ہاتھ رکھا۔

"نہیں۔۔۔ تمہیں میری حالت لگ رہی ہے کہیں جانے والی؟" اس نے اپنے زخموں پر چوٹ کی۔

وہ تو خود حیران تھا کیا حالت ہو گئی تھی اسکی بھوک سے اب بھی اسکے پیٹ میں شدید چوہے دوڑ رہے تھے۔

"فلحال میرے پیٹ میں بھوک کیلئے جنگ عظیم چل رہی ہے مجھے اچھا لگے گا اگر تم مجھ معصوم غریب پر ترس کھا کر کچھ کھانے کو دے دو گی"

وہ نان اسٹاپ بولتا بیلا کو ہی حیران کر گیا مگر اسکی کوشش بیلا کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی کامیاب ہو گئی تھی۔

"ابھی لے کر آیا ام" وہ بول کر اٹھی اور مرر کے سامنے جا کر بالوں کو اچھے سے جوڑے میں قید کرتی کمرے سے باہر آئی۔

اس کے جانے کے بعد داراب کو مزید بیٹھنا دشوار لگنے لگا تھا وہ خود ہی کوشش کرتا دھیرے سے تکیہ پیچھے ٹھیک کرتے لیٹ گیا۔

وہ نیچے آکر سیدھا کچن میں گئی تھی چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ وہ پورے دل سے داراب کیلئے ناشتہ بنانے لگی وہ نجانے کب سے بھوکا تھا کب سے اس نے ٹھیک طرح سے کھانا نہیں کھایا تھا۔

اسکے کچن میں آنے کے کچھ دیر بعد سیماب کچن میں آئی جس کی نظر سیدھا بیلا پر پڑی

"ماشاءللہ۔۔۔اللہ تم کو ایسے ہی خوش اور آباد رکھے"

اسکی دعا پر وہ دل ہی دل میں امین کہتی اپنے کام میں لگی

رہی۔

"داراب اٹھ جائے تو بتانا۔۔۔داجی اور مورے اس

سے ملنے کیلئے بے تاب ہو رہا ہے"

وہ دونوں صبح سویرے سے اٹھے داراب سے ملنے کا

انتظار کر رہے تھے اس وقت بھی داجی باہر لان میں

بیٹھے زریاب سے ساری باتیں پوچھ رہے تھے۔

"وہ اٹھ گیا ہے۔۔۔ام مورے کو بتا دیتا ہے"

"نہیں۔۔۔ابھی یہ وقت تمارا ہے۔۔۔اسکے ساتھ ناشتہ کرو پھر سب مل لیں گے اس سے" وہ نرمی سے بولتی اسکے ساتھ کام میں مدد کروانے لگی۔

"ویسے۔۔۔تم نے اپنی پریگننسی بتائی داراب کو؟"

اسکے سوال پر بیلا کا دل کانوں میں آ دھڑکا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں "

"گڈ۔۔۔بہت اچھا کیا" یہ بات شاباش میں تو بلکل نہیں کہی گئی تھی۔

"آ۔۔۔ام کو وقت ہی نہیں ملا" اسکی بات پر سیماب نے جس طرح آنکھیں چھوٹی کر کر اسے دیکھا تھا بیلا یکدم سے گڑبڑا گئی۔

"ا۔۔۔امارا مطلب تھا ام۔۔۔ابھی اٹھ کے آیا ہے وہ"

"بس۔۔۔تم سے عمر ہی نہیں تجربے میں بھی بڑا ہے تم سے" وہ ہاتھ اٹھاتی بلکل لڑاکا انداز میں بولی۔

"یہ لو" اس نے تھوڑی دیر میں ایک چھوٹی سی دودھ سے بھری فیڈر اسکی ٹرے میں رکھ دی۔

"یہ۔۔۔یہ کس لئے؟" وہ واقعی اسکا مطلب نہیں سمجھی تھی۔

"داراب کیلئے۔۔۔"

"ہیں۔۔۔؟سچ میں؟" وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے پوچھنے لگی سیماب کا دل چاہا سر پیٹ لے اپنا۔ وہ اسکے کان کے قریب ہوتی کچھ کھسر پسر کرنے لگی جو پاس کھڑے ملازموں کو بھی سنائی نہ دیا۔

"ا۔ایسے کیسے؟"

"تم جا رہا ہے یا چھوڑ کر آئے ام؟" وہ سید ھاد ھمکی پر اترتی اپنی بڑی بڑی آنکھیں دکھانے لگی۔

"ن۔۔۔ نہیں جا رہا ہے۔۔۔ ام جا رہا ہے" وہ جلدی سے ٹرے اٹھاتی فوراً سے کچن میں سے رفو چکر ہو گئی۔

لیکن باہر آتے اپنے کمرے کی طرف بڑھتا ہر قدم جیسے دل میں گھبراہٹ کو بھی بڑھاتا جا رہا تھا۔

وہ لمبی لمبی سانس لیتی اوپر اپنے کمرے میں آئی جہاں وہ آنکھیں بند کئے لیٹا تھا۔

وہ اسکے پاس ٹیبل رکھتی ناشتہ سیٹ کر کر اسکے پاس آئی مسلسل لب کچلتے وہ اس جن کو اٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔

"د۔۔۔داراب "اس نے ایک انگلی اسکے ٹھوس بائسپ پر پنچ کرتے اسے پکارا۔

"ہمم "وہ جاگ ہی رہا تھا تب ہی فورا سے آنکھیں کھول لیں۔بیلا کے سہارے وہ پھر سے بیٹھا۔

جب وہ ٹیبل اور اسکے پاس لے آئی وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جو جھجھک کر اسکے لئے پلیٹ میں ناشتہ نکال رہی تھی۔

"کیا ہوا تم اتنی گھبرا کیوں رہی ہو؟" اسکے چہرے پر گھبراہٹ وہ پہلی ہی نظر میں بھانپ گیا تھا مگر خود کو غلط ثابت کر رہا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں تو" وہ سر نفی میں ہلاتی اسکی جانب چمچ بڑھا گئی جسے خاموشی سے منہ میں لے جاتے وہ اسکے نہیں کو اسکے چہرے سے ملا کر دیکھنے لگا۔

"کچھ کہنا چاہتی ہو؟" جواب میں اس نے سر نفی میں ہلا یا۔

"اوکے" اب اسکا وہم تھا شاید وہ اب تک اسے کھونے کے احساس سے ڈری ہوئی تھی یہی جواز خود کو پیش کرتے وہ جیسے ہی ٹیبل پر جھکا۔

نظر سامنے رکھی چھوٹی سی فیڈر پر گئی جسے وہ فورا اسے اچک گیا۔

"یہ کس کیلئے؟" اسکے سوال پر بیلا کا دل ہتھیلی پر آیا۔

وہ فیڈر کو الٹ پلٹ کر کر دیکھ رہا تھا خود سے تو سمجھنے کی عقل تھی ہی نہیں ناں وہ دل ہی دل میں سیماب کو کوسنے لگی۔ جس کا یہ آئیڈیا تھا۔

"میرے لئے۔؟" اس نے اپنی جانب اشارہ کیا ساتھ ہی ہنس بھی پڑا۔

"تم پاگل ہے" وہ بول کر مرر کے سامنے جا کر اپنے بال بنانے لگی۔

"ہاں تو کونسا جنت آگئی جس کے لئے تم یہ بنا کر لائی ہو ویسے کیسا لگتا جب تم میرے اور اسکے لئے ایسا ناشتہ بنا کر لاتی۔۔۔"

وہ اپنی ہی خوابوں کی دنیا میں مگر صحیح ٹریک پر جا رہا تھا بس تھوڑا سا منزل سے دور رہ گیا تھا۔

"ا۔۔ام یہ سب رکھ کے آتا ہے" وہ جلدی سے برتن سمیٹ کر روم سے باہر بھاگ گئی۔

"اسے کیا ہوا؟ میں نے کوئی رومانٹک بات کردی کیا؟" پیچھے وہ سوچ میں پڑے ہاتھ میں اس فیڈر کو پکڑے بیٹھا رہ گیا۔

جس پر نہ چاہتے ہوئے بھی اسے ڈھیر سارا پیار آنے لگا تھا کاش یہ حقیقت ہوتی اسکی کتنی دلی خواہش تھی ایک چاند سی بیٹی کی۔

لبوں نے بار بار جنت جنت پکارتے اسکا نام ابھی سے جنت رکھ دیا تھا اور یہ حقیقت تھی اتنی مشکلات بھری

زندگی اکیلے گزارنے کے بعد وہ اسکے لئے جنت سا

تحفہ اولاد کی صورت میں ہوتی۔

وہ ابھی آفس سے لوٹا ہی تھا جب درمیان میں ہی

ملازم نے اسے زارک کا پیغام پہنچایا جس پر بنا کچھ کہے

وہ خاموشی سے پچھلے پورشن کی جانب بڑھ گیا۔

"آج تک ہر کوئی بھائی کے بلانے پر آیا ہے اور بھائی

آج اسکے بلانے پر خاموشی سے چلے گئے؟" پامیر کا

انداز سنجیدہ تھا۔

"تم دونوں بس بھی کرو" یاقوت جھنجھلا کر اندر آگیا پامیر بھی اسکے پیچھے پیچھے ہولیا۔

"کیا بس۔۔۔آپ بھی کہیں اسکی سائیڈ تو نہیں ہو گئے؟" اسکے سوال پر یاقوت نے رک کر سپاٹ نگاہ اس پر ڈالی۔

"آج کہہ دیا دوبارہ کہا تو منہ توڑ دونگا تمہارا "

"توڑ دیں۔۔۔ لیکن میں آپ لوگوں کو اسکی طرف نہیں ہونے دونگا مجھے وہ "

وہ بول ہی رہا تھا جب سامنے سے آکر کھڑے ہوتے

برلاس کو دیکھ کر زبان کو بریک لگی۔

"کیا ہوا؟" اسکے یوں اچانک آکر کھڑے ہونے پر

پامیر تڑخ کر بولا۔

"میر۔۔۔اب جوتا آئے گا" یاقوت نے فوراً اسے ٹوکا

اس سے پہلے دونوں کی جنگ شروع ہوتی۔

"مجھے آفس جوائن کرنا ہے" وہ بے حد سنجیدہ تھا مگر

اسکی بات پر پامیر کو ضرور اچھو لگا۔

"آفس۔۔۔ہی ہی۔۔۔ویسے کس لئے ؟فائل پھاڑنے کیلیئے یا کسی کا سر؟ کیونکہ یہی دو کام کرنے تو تو آتا ہے یا پھر بھائی کے پیچھے فیڈر فیڈر کرتے پھرنے کیلیئے "

"فیڈر ؟" یاقوت نے مڑ کر نہ سمجھی سے پوچھا۔

"یار بائیک۔۔۔فیڈر کی طرح ہی مانگتا ہے" وہ جھنجھلا کر مطلب واضح کرنے لگا۔

"ہاں یہ تو ہے۔۔۔ویسے ان میں سے کونسی وجہ ہے؟" وہ اب براہ راست برلاس سے پوچھ رہا تھا۔

"میں بڑا ہو گیا ہوں او کے؟" یہ بات کرتے بھی اسکا بچپنا ہی چھلکا تھا۔

"ہاہاہا تو" وہ کہنے کیلئے منہ کھولنے ہی لگا تھا جب ملازم نے آ کر تینوں کو زیحال کا بلاوا بھیجا وہ ان تینوں کو ہی بلا رہا تھا اور اسکے ایسے اچانک بلاوے پر وہ تینوں بنا ایک پل بھی ضائع کئے فوراً سے گئے۔

تینوں کے چہرے ستے ہوئے تھے اسکے اچانک اس طرح بلانے پر مگر آگے جاتے ہی انکی نظر سامنے کھڑی بلیک رین پر پڑی۔ جسے زیحال بڑی محبت سے چھو کر دیکھ رہا تھا جیسے یقین چاہ رہا ہو کہ وہ واقعی اس کے پاس آگئی ہے۔

ان تینوں کو حیرت سے زیادہ سامنے کھڑے زارک اسفند پر غصّہ آیا تھا وہ کیوں پرانے زخم ادھیڑ رہا تھا یا شاید یہ کوئی اور طریقہ تھا انکے باپ کے آگے نمبر بنانے کا۔

خیر سے تینوں کو اپنے باپ کی خوشی دیکھ کر خوشی ہوئی تھی اور بے تحاشہ ہوئی تھی۔

"یاقوت، پامیر، برلاس "اس نے محبت سے تینوں کے نام پکارے اور اس پل اس لمحے انکو اپنے نام دنیا میں سب سے خاص لگے تھے۔

"میری بلیک رین۔۔۔"وہ بچوں کی طرح خوش ہوئے تینوں کو ایسے دکھا رہا تھا جیسے اسکے دکھانے سے پہلے ان تینوں نے ہی نہ دیکھا ہو۔

"مبارک ہو بھائی" یاقوت آگے بڑھ کر اسکے ساتھ لپٹ گیا۔ پامیر پیچھے کیوں رہتا وہ بھی آگے بڑھ کر انکے ساتھ لگ گیا مگر وہ نہیں بڑھ سکا۔

اسکی بھوری مائل آنکھوں میں اس وقت شدید شعلے بھڑک رہے تھے وہ کم از کم ایسے عمل پر خوش نہیں ہو سکتا تھا جو اس شخص کو برلاس شاہ کے باپ کی نظروں میں اوپر کرے۔

"برلاس" زیحال کے پکارنے پر اس نے بے ساختہ زیحال کی طرف دیکھا۔

اسکے بازو وا تھے وہ بنا دیری کئے اسکے ساتھ جا کر لگ گیا۔ وہ کبھی اس لمس کو رد نہیں کر سکتا تھا جس پر اپنی پوری دنیا وار سکتا تھا۔

"تھینک یو۔۔۔یہ مجھ پر تمہارا احسان رہے گا" وہ مڑ کر نرمی سے مخاطب ہوا۔

جس پر جتنی خوشی زارک کو محسوس ہوئی تھی اتنے ہی شعلے برلاس اسفندیار کے وجود میں بھڑکے تھے۔

"بھائی اندر زمل آپ کو ڈھونڈ رہی تھی" پامیر کی اطلاع پر وہ اندر کی جانب بڑھ گیا جب اسکے جاتے ان تینوں نے زارک کی جانب دیکھا۔

"زیادہ خوش مت ہو۔۔۔ بھائی کی اس گاڑی کو برباد کرنے والے بھی تم ہی تھے" وہ کڑوے کسیلے لہجے میں بول کر خود بھی اندر کی جانب بڑھ گیا۔

یاقوت کو برا لگا تھا پامیر کا یہ لہجہ۔ یہ سچ تھا اسے زارک کچھ خاص پسند نہیں تھا مگر برلاس کی طرف دیکھتا تو

اسکی سی نفرت اسے زارک سے محسوس ہونے لگتی تھی۔

"اندر چلو" وہ برلاس کو کہہ کر خود اندر کی جانب بڑھ گیا پیچھے کسی نے اسکا چہرہ نہ دیکھا جو تاریکی میں ڈوب چکا تھا۔

اسکا قصور کیا تھا صرف یہ کہ وہ حالات کا مارا گیا تھا اس نے رشتے نہیں صرف نفرت دیکھی تھی۔ آزادی نہیں اس میں چھپی غلامی دیکھی تھی۔

یہ چاروں ایک تھے اور وہ اکیلا اسکا در دان میں سے کوئی بھی سمجھنے کو تیار نہ تھا یہاں تک بھی نہیں کہ وہ کس قدر ٹوٹا ہوا تھا ایک ڈھائی سالہ بچی میں اپنا محسن ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بہت ڈھیٹ ہو تم۔۔۔ مجھے لگا تھا تم اب تک یہاں سے دفع ہو چکے ہو گے۔۔۔ لیکن یہ میری سب سے بڑی بھول تھی" اسکے الفاظ کے ساتھ شعلے بھی منہ سے بر آمد ہوئے۔

جو سامنے کھڑے زارک اسفند کو بری طرح سے جھلسا کر رکھ گئے۔ وہ کہتے ہی پلٹا تھا جب پیچھے سے اسکی عرق آلود آواز پر قدم بے ساختہ روک گیا۔

"تمہاری نفرت کو کم کرنے کا یہ واحد طریقہ ہے؟" استفسار کرتے وہ سانس بمشکل لے رہا تھا۔ کیا وہ جانے کا کہہ دے گا۔ دل سوچ کر ڈوبنے لگا تھا۔

برلاس نے پلٹ کر شدت سے سرخ ہوتا اسکا چہرہ دیکھا۔

"نفرت میں تم سے مرنے کے بعد بھی ختم نہیں کرونگا" برچھی کی طرح یہ لفظ زارک کے دل پر پڑے تھے۔

"لیکن تمہیں کم سے کم میری نفرت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا" بول کر وہ رکا نہیں تھا پیچھے رہ جانے والی اذیت میں ڈوبی روح کو مزید ڈوبا گیا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر اس ایک جگہ ساکت رہا کیسے وہ اسکے دل سے نفرت ختم کرتا وہ تو اسے پہلے ہی قید ہو جانے کی سزا سنا گیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

آج اسکا ڈاکٹر کے پاس اپائٹمنٹ تھا یہ تیسرا چیک اپ تھا جس کے بعد انہوں نے اسے مکمل درست ہو جانے کی نوید سنا کر باہر کوریڈور میں بیٹھے زیحال کو خوش کر دیا تھا۔

وہ زمل کو لے کر ہوسپٹل سے باہر نکل آیا جب اسکی فرمائش پر قریبی بڑے ریسٹورنٹ پر دونوں نے کھانا کھایا۔

"شاپنگ پر چلیں ہ" کھانا کھاتے ہوئے فون میں کچھ انٹرسٹنگ چیزیں دیکھ کر جیسے ہی اس پر نگاہ اٹھائی وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مکمل توجہ اور نرم نگاہوں سے۔زمل کو جی بھر کر شرمندگی ہوئی۔

"سوری وہ بس میں آئیڈیا لے رہی تھی "اپنی ندامت کو چھپانے کیلئے فلفور بہانہ گھڑا۔

"اٹس اوکے۔۔۔تم دیکھو فون" وہ اسکی بات کا کبھی برا مان سکتا تھا؟ یہ لڑکی اسے ہر طرح سے اچھی لگتی تھی۔

"نہیں۔۔۔ہم باتیں کرتے ہیں" تو میڈم کو یاد آ ہی گیا تھا کہ سامنے بیٹھے اپنے نامدار شوہر سے اسے باتیں کرنی چاہیے یہی ادب کا طریقہ تھا۔

"جیسا تم کہو"

"ہبی۔۔۔ہم بے بی کی شاپنگ کریں گے جیسے کہ اسکے رومپرز، جوتے، بے بی کریب اور سواڈل" وہ

اسکی لسٹ کو بغور سنتے اپنی مسکراہٹ دبانے میں بری طرح سے ناکام ہوا۔

زمل نے اپنی چھوٹی سی ناک پر غصّہ بٹھاتے باقائدہ اسے جتایا کہ یہاں ہنسنا نہیں تھا وہ طوفانی قسم کی سنجیدہ ہے ان چیزوں کو لے کر۔

"سوری۔۔۔ لیکن اسے آنے تو دو۔۔۔ یہ سب لینے میں زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے "اسکی گھوری پر دو گھنٹے کہنا غلطی لگا"میرا مطلب دو سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں جیسے چار"

"چار گھنٹے ؟" اسکا بے بی تھا مذاق تھوڑی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ ہم پورا دن لگا دیں گے۔۔۔ کم سے کم اس وقت میں چار پانچ مالز تو خریدے جا سکتے ہیں نہیں ؟" آخر میں تائید چاہی۔

"ہبی۔۔۔ آپ مذاق بنا رہے ہیں ؟" اسکی بات پر زیجال کی بند مٹھی ہونٹوں کے اوپر آئی۔

"بلکل نہیں" دل نے چیخ کر کہا" یہ بندہ جھوٹ بول رہا ہے "

"وائفی۔۔۔اسے آنے دو آئی پرامس میں کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دونگا "

"ہاں تو تب میں نہیں جاسکوں گی ناں ساتھ اور آپ کی پسند پر مجھے ذرا بھی یقین نہیں" اصل مسلہ یہ تھا مطلب۔

"عورتیں مرتی ہیں اور تم "

"کیا کہا؟" وہ کاٹ کھاتی یکدم سے لڑاکا انداز میں پوچھنے لگی۔

"میں ذرا فون سن لوں" وہ فون کان سے لگاتے کسی سے بات کرنے لگا تھا لیکن قسمت جب ساتھ نہ دے اسی وقت رنگنگ ہونے لگی تھی۔

زمل نے ترچھی نظروں سے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو "فون اٹھالیں کال اب آئی ہے"

وہ بمشکل ہنس کر فون کان سے لگا گیا اسی دوران پیمنٹ کرتے وہ دونوں شاپنگ کیلئے نکل آئے تھے۔

نیو بے بی کیلئے اسکا جو دل چاہا وہ لیتی گئی جس میں بلیو اور پنک دونوں کلرز شامل تھے یہی سوچ کر کہ جو بھی ہوا باقی کا وہ ڈونیٹ کر دے گی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

آج اسکے بازو پر لگا آرم پاؤچ ہٹنے والا تھا دو ہفتوں میں ہی وہ خود کو جلدی ریکوور کر گیا تھا لیکن ٹانگ میں لکنت آگئی تھی اسے چلنے میں پہلی سی آسانی مہیا نہیں ہوئی تھی اور یہی اسکا سب سے بڑا غم تھا جو اسکے چہرے سے صاف واضح ہو رہا تھا۔

''کیا بات ہے تم اتنے اداس کیوں ہو؟'' ڈاکٹر برہان اسکے بازو کو اوپر نیچے کرواتے نرمی سے مخاطب ہوئے۔

مگر وہ خاموش ہی رہا کیسے بتاتا اسے کتنا دکھ ہو رہا ہے اپنی ٹانگ کا جس کے بارے میں ڈاکٹرز کا خیال تھا کہ وہ اب کبھی ٹھیک سے چل نہیں پائے گا۔

''بے فکر رہو۔۔۔جان بچ جانے کے آگے یہ کمی بڑی نہیں'' وہ سمجھداری سے اسکے غم کو کم کرنے کی سعی کرنے لگے مگر ندارد۔

"میں یہ برداشت نہیں کر پاؤں گا" جس نے خود کو ہمیشہ مکمل دیکھا ہو وہ اتنی بڑی کمی کے ساتھ نہیں جی سکتا تھا اسکا غم واقعی بڑا تھا۔

"تو اپنے رب پر یقین رکھو۔۔۔ جس نے پہلے تمہیں مکمل پیدا کیا تھا وہ اب بھی تمہیں مکمل کرنے پر قادر ہے" انکے نرم الفاظ کافی حد تک داراب کیلئے کار آمد ثابت ہوئے تھے۔

وہ اگلے ہفتے تک چلنے کی پریکٹس بھی کرنے لگا تھا مگر اس میں ہاتھ جتنی آسانی نہیں آئی تھی بہت مشکل تھا

خود کو دوبارہ مکمل کرنا لیکن اسکے سر پر سوار ہوا جنون خود کو مکمل کرنے کا اسے رکنے نہیں دے رہا تھا۔

"یہ ہو گیا۔۔۔ تیسرا چکر۔۔۔" ساتھ وہ تالیاں بجانے لگی جس سے گود میں رکھی نوٹ بک نیچے جا گری۔

وہ جیسے ہی اسے اٹھانے کو جھکی داراب نے اس میں پہلے سے کافی چینجز نوٹ کر لئے تھے۔

"یہ تم موٹی ہو رہی ہو یا میرا وہم ہے؟" اسکے سوال پر بیلا کی رنگت یکدم سرخ پڑی۔

ھوا کے دوش پر اڑتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے اس نے گلا تر کرنا چاہا کہ اسی وقت ملازم کے ہمراہ سیماب انکے لئے کچھ کھانے پینے کو لے آئی تھی۔

"یہ تم دونوں کیلیئے ہے اور پھر ڈاکٹر کے پاس بھی جانا ہے یاد رکھنا" وہ بیلا کو سختی سے تنبیہ کرتی واپس ہولی۔ وہ خفا تھی کہ اتنی سی بات بتانے کیلیئے وہ اتنا وقت لے گئی تھی آخر کو یہ داراب کی خوشی تھی اسکا حق بنتا تھا یہ جاننا کہ وہ باپ بننے والا ہے۔

"ڈاکٹر کے پاس۔۔۔؟ تم ٹھیک ہو؟" اسکی فکر میں بے ساختہ پوچھا۔

"ہ۔۔۔ہاں ام ٹھیک ہے۔۔۔ تم یہ کھاؤ" وہ ہچکچا کر بولتی اندر صدر گیٹ کی جانب دیکھنے لگی جہاں سے سیماب گزر کر گئی تھی۔

"وہ۔۔۔ا۔۔۔ام کو کچھ بتانا ہے" وہ سوپ پی رہا تھا جب اسکی جانب متوجہ ہوا۔

"ہوں۔۔۔بولو" انداز اتنا سرسری سا تھا کہ بیلا کو

اندر میں اٹھتے خوشی کے وبال بے معنی محسوس

ہوئے۔

مطلب کوئی تو خوشی ظاہر کرتا وہ جس سے بیلا کو

حوصلہ ملتا مگر وہاں تو صرف اپنے کام کی فکر تھی ڈیوٹی

کی فکر تھی۔

"بولو بھی یا کوئی مہرت نکلواؤں" ہمیشہ کی طرح اسکا

انداز سپاٹ تھا۔

"ایک چوٹ تمہارے سر پر بھی لگ جاتا" وہ جل بھن کر بے ساختہ بول گئی جس پر ایک جاندار مسکراہٹ نے داراب کے لبوں کا احاطہ کیا۔

"اچھا۔۔۔اس دن تو بڑا رو یا جا رہا تھا ساتھ لگ لگ کر" اسکی بات پر بیلا کے گال یکدم سرخ ہوئے۔

"کہیں سچ میں بیوہ ہونے سے ڈر تو نہیں گئی تھی؟" یہ لفظ آج بھی اسکے چہرے کے رنگ لے اڑا تھا وہ خفگی اور اذیت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتی اٹھ کر اندر چلی گئی۔

"ارے۔۔۔مذاق کر رہا تھا۔۔۔بیلا۔۔۔ مسز

داراب۔۔۔ مورے کی بہو۔۔۔جنت کی ماما" وہ تیز

تیز قدموں سے چلتی اسکے ناموں کو نظر انداز کرتی

آخر میں دیے گئے لقب پر رک گئی۔

دل بے ساختہ کانوں میں دھڑکا تھا۔

"واؤ۔۔۔جنت۔۔۔آنے سے پہلے اس چڑیل کو قابو

کرلیا" وہ اپنے میں ہی ہنس کر اسے دیکھتا رہا وہ وہیں

سے اسے گھوری سے نوازتی اندر چلی گئی۔

"جنت۔۔۔جنت۔۔۔جنت۔۔۔ویسے میں نے یہ نام کب سوچا اور کیوں؟" اور کچھ ملا نہیں تو اسی پر کئ وقت سوچنے میں لگاتے وہ بھی اندر کی جانب بڑھ گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

"تم ایک کام کرو۔۔۔جب ہوسپٹل سے گھر بے بی کو لاؤ تب اسکو بتانا کہ وہ باپ بن گیا" وہ پچھلے دو گھنٹے سے اسے کلاس دے رہی تھی یا شاید اسکی کلاس لے رہی تھی۔

بیلا نے دوپٹے کا کونہ انگلی پر لپیٹا۔

"لیکن۔۔۔ام۔۔۔ام کیسے بتائے مطلب۔۔۔" وہ بری طرح سے جھنجھلائی اس بارے میں ہی سوچ رہی تھی سیماب کو جی بھر کر اس پر تاؤ آیا۔

"کیسے کا کیا مطلب۔۔۔سیدھا کہو۔۔۔داراب۔۔۔تم باپ بننے والا ہے بس" وہ بہت ہی آرام دہ لہجے میں بول ہی رہی تھی جب دروازے سے چھناک سے کچھ گرنے کی آواز پر دونوں بدک کر اس جانب متوجہ ہوئیں۔

سامنے دہلیز کے بیچوں بیچ وہ اپنی وہیل چیئر پر بیٹھا ہاتھ میں واٹر بوٹل لئے سکتہ کے عالم میں بیلا کو ہی دیکھ رہا تھا وجود پورا سن ہو کر رہ گیا تھا ایسے جیسے کسی نے اسکے وجود کے نظام کا ہینڈل ایک دم سے گرا دیا ہو۔

سیماب نے پتھر ہوئی بیلا کو دیکھا اور وقت مناسب لگتے دھیرے سے منظر سے اوجھل ہو گئی۔

وہاں اب دو لوگ باقی تھے چار نگاہیں جڑی تھیں دو دل دھڑکنا بھولے تھے اور سانس آنا بند ہوئی تھی۔

وہ سکتہ ٹوٹتے بے یقینی کے عالم میں آگے آتا پیچھے سے دھاڑسے دروازہ بند کر گیا جس پر بیلا کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

وہ بٹن پریس کرتے وہیل چیئر اسکے بلکل سامنے لے آیا وہ سر جھکائے کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی جیسے ابھی سزائے موت سنادی جائے گی۔

"سیم کیا کہہ رہی تھی؟" اسکا دل اب بھی نہیں دھڑکا تھا آواز میں لکنت آگئی تھی۔

بیلا کی آنکھیں جذبات کی شدّت سے لبالب نمکین پانی سے بھرتی چلی گئیں۔

"بیلا۔۔۔میں تم سے پوچھ رہا ہوں" وہ خاموش تھی اور دل داراب کا جل اٹھا تھا یہ بات اتنی چھوٹی تو نہ تھی جسے بتانے میں کی جانے والی تاخیر وہ معاف کر دیتا۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔ڈ۔۔۔ڈاکٹر نے" اس سے ہمت ہی نہیں ہوئی اب شرم سے زیادہ شرمندگی تھی جو آڑے آرہی تھی۔

داراب نے قریب آتے اسکی مخروطی انگلیوں والے مومی ہاتھ تھامے تو آنسوں بے ساختہ چھلک پڑے خوشی کے ندامت کے اور نجانے کون کونسا احساس۔

وہ خاموشی سے اسے اپنے ساتھ لگا گیا وہ مکمل ہو گیا تھا داراب خان مکمل ہو گیا تھا اسکی سن لی گئی تھی اسے بھی یہ خوشی نواز دی گئی تھی۔

بیلا نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے ساتھ لگی رو دی تھی۔

دونوں کے وجود میں خون نے ایک ساتھ سرائیت

کرنی شروع کی تھی۔دل ایک ساتھ ایک ہی لے پر دھڑکے تھے۔

وہ کچھ دیر رو کر اس سے الگ ہوتی اٹھ کر ڈھیر سارے کھلونے بازوؤں میں بھر کرلائی جسے دیکھ کر داراب کے چہرے پر کبھی نہ جانے والی مسکراہٹ قائم ہوئی تھی۔

"یہ۔۔۔موورے لے کر آیا ہے۔۔۔ج۔۔۔جنت کیلیئے" وہ پیاری سی ننھی سی فراک اٹھا کر اسے دکھانے لگی۔

جس کی خوبصورتی کے ساتھ اسکی ماں کی محبت بھی بے حد نمایاں تھی۔

وہ اپنے ہاتھوں میں وہ ننھی سی فراک تھامے بھرائی آنکھوں سے دیکھنے لگا یہ احساس اسکے دل کو بھاری کرنے لگا تھا۔ آنکھیں بے ساختہ برس پڑیں۔

"د۔۔داراب" وہ تڑپ کر اسکے ہاتھ تھام گئی وہ سر جھکائے کندھے ڈھیلے چھوڑے زمانے بھر کا تھکا جیسے رو پڑا تھا۔

اس نے دھندلائی آنکھوں سے بیلا کو دیکھا اور شدّت

سے اسکے ماتھے پر لب رکھتے آنکھیں موند لیں۔

"تھینک یو۔۔۔م۔۔۔مجھے مکمل کرنے کیلئے" ہاں وہ

مکمل تھا اب داراب خان مکمل تھا۔

"میری۔۔۔تاریک زندگی کو روشن کرنے

کیلئے۔۔۔تم نے۔۔۔تم نے مجھے مکمل کر دیا بیلا" وہ

کیسے بتاتا کن الفاظ میں بیاں کرتا۔

یہ خوشی یہ احساس دنیا میں بہت سے لوگوں کو نصیب

ہوتا ہے لیکن جو مقدر کے مارے ہوں جو زندگی بھر

صرف بھٹکے ہوں جنہوں نے صرف محرومیاں دیکھی ہوں انکے لئے یہ خوشی یہ احساس گویا ایک نئی زندگی تھا۔

وہ کتنی ہی دیر بیٹھے ان کھلونوں پر کپڑوں کو دیکھتے رہے وہ جو اپنی ٹانگ کا غم لے کر بیٹھا تھا اس خوشی کے ملتے باقی سب جیسے بھول گیا تھا۔

وہ بچوں کے ساتھ کافی سارا وقت بیتا کے کمرے میں جیسے ہی آئی وہ سامنے جہازی سائز بیڈ پر بیٹھا اپنے

جوتوں کے تسمے کھول رہا تھا۔ مطلب آج وہ باہر نہیں جا رہا تھا۔

"کہاں تھی تم؟" سامنے کھڑی آئرہ کو دیکھ بے ساختہ پوچھا۔

"ب۔۔۔ بچوں کے ساتھ" وہ اس اچانک سوال پر تھوڑی گڑبڑائی۔ وہ کونسا گھر سے باہر جاتی تھی جو وہ ایسا سوال کر رہا تھا۔

"بچوں کو گھر میں اتنا وقت ملتا ہے اسکے باوجود وہ پچھلے پورشن میں کیسے پہنچ جاتے ہیں؟" اسکا لہجہ معمول سے ہٹ کر مرچیں چباتا تھا۔

"محبت لے جاتی ہے انکو" اسکے بے ساختہ جواب پر برلاس کے تیور خاصی حد تک بگڑے جس پر آئرہ کو اپنی زبان کے پھسل جانے کا احساس ہوا۔

"م۔۔۔میرا مطلب تھا کہ۔۔۔انکو ویسے بھی وہ جگہ بہت پسند ہے" بات بنانی چاہی مگر بنی نہیں۔

وہ اٹھ کر باتھ روم کا دروازہ دھاڑ سے بند کر گیا جس پر آئرہ بے اختیار اچھل کر کانوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

"کھڑوس" اسے سڑے ہوئے لقب سے نوازتی وہ بیڈ کے تکیے ٹھیک رکھنے لگی مبادہ وہ اسی کو بہانہ بنا کر اسی سے نہ لڑ پڑے۔

سادہ سی پینٹ شرٹ پہنے وہ سیدھا بیڈ پر آ دھمکا تھا اسکے غصّے پر بک پڑھتی آئرہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"غصّہ کس بات کا ہے" وہ دل ہی دل میں سوچتی

اندازے لگانے لگی وہ آج پچھلے پورشن میں گیا تھا

کیا۔

"شاہ" ڈرتے ڈرتے اسے پکارا۔

"بولو" جواب بھی کاٹ کھانے والا دیا تھا وہ منہ بسور

کر آگے کی بات سوچنے لگی جس کیلئے اسے مخاطب کیا

تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" اور کچھ نہ سوجھا تو یہی سوال کر دیا

جس پر اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"تمہیں میں بیمار لگ رہا ہوں ؟ "

"نہیں ذہنی توازن ٹھیک نہیں لگ رہا" وہ چاہتی تو پوری شدّت سے تھی یہ الفاظ لبوں پر آجائیں۔ لیکن یہ بول کر وہ اس جن کا لقمہ نہیں بننا چاہتی تھی۔

"تم ہنس رہی ہو" اسکی مسکراتی آنکھوں کو دیکھ وہ جل بھن ہی تو گیا تھا آئرہ نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا۔

"بھائی اسے اتنی اہمیت کس وجہ سے دے رہے ہیں "

"آپ کی وجہ سے" وہ دو بدو بولی جس پر برلاس کی زبان مقفل ہوئی۔

"زارک کا رشتہ آپ سے ہے۔۔۔آپ کی نسبت سے زیحال بھائی ان سے بہت عزت واحترام سے پیش آتے ہیں "

اس نے آخری بار زارک کے لئے رکھوائے گئے ڈنر کو یاد کروایا اور اس دن برلاس پوری رات گھر نہیں آیا تھا اور وہی پہلی بار تھا جب اسکے باپ نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

"وہ میری نفرت کے قابل بھی نہیں ہے" وہ انگاروں سے بھرے لہجے میں پھنکارا۔

"حیا کو مارنے پر آپ اس سے اتنی نفرت کر بیٹھے؟ اس عورت کے مرنے پر جس نے آپ کو جیتے جی مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی؟" وہ بے یقین تھی۔ مگر افسردہ بھی۔

"حیا کے ساتھ ساتھ بابا بھی تھے"

"لیکن آپ نے انکو صرف حیا کو مارتے دیکھا تھا" وہ بک ٹیبل پر رکھتی رخ موڑ کر کمبل سر تک تان گئی۔

مگر پیچھے ایک جیتا جاگتا سوال وہ برلاس شاہ کیلئے چھوڑ گئی تھی "صرف حیا کو مارتے دیکھا تھا" ان الفاظوں کے ساتھ کئی یادیں کئی آوازیں اسکے ذہن میں گردش کرنے لگی تھیں۔

وقت کے ساتھ اسے وہ سب یاد کرنے میں خاصی دشواری پیش آنے لگی تھی۔

وہ رات کے نجانے کس پہر تک اسی بارے میں سوچتا رہا تھا مگر آج جا کر اسے زار ک برا ہی لگتا تھا شاید حیا کی وجہ سے یا شاید اپنے وجہ زیحال بن رہا تھا۔

وہ کب اپنی بچکانہ حرکتیں چھوڑیں گا وہ سر گھٹنوں میں دے گیا۔ مگر جو اسکا تھا وہ صرف اسکا تھا وہ زارک کو یہاں سے نکال کر ہی دم لے گا وہ ٹھان گیا تھا۔

ناشتے کی ٹیبل پر سب موجود تھے مگر زیحال کے آنے تک کسی نے بھی ناشتے کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا مگر یہ اصول صرف بڑوں پر لاگو ہوتا تھا۔

نیچے الگ سے رکھی ٹیبل پر موجود بچہ پارٹی اس اصول کے دائرے سے باہر تھی۔

انکی ٹیبل پر منی منی کیوٹ سی چیزیں رکھی تھیں جن کو دیکھ پامیر کا دل بار بار انکو تنگ کرنے کا کر رہا تھا۔

"واؤ۔۔۔زالے کیا بنا کر لائی ہے"زالے اپنے منی کچن سے زامل اور عبدلباری کے لئے ننھی سی پلیٹ میں کوکیز اور کینڈیز رکھ کر لائی تھی جو ان سے پہلے اسکے میر و بابا نے لے لئے تھے۔

دو پونیوں والی پرنسز کے ساتھ ساتھ اسکے دونوں گارڈز نے بھی اپنی چھوٹی سی ناک پر غصّہ بٹھا لیا۔

"واؤ بہت ٹیسٹی بنے ہیں۔۔۔میری بہو تو ابھی سے کوکنگ میں ماسٹر بن گئی ہے" وہ مزے سے کینڈیز ہڑپ کرتا انکے غصّے سے سرخ ہوتے چہرے دیکھنے لگا۔

"بابا" زامل سیدھا احکام اعلی کو آواز دینے لگا تھا۔

"بابا کے بچے۔۔۔ذرا سی کینڈی کیا کھالی بابا کو بلا رہے ہو۔۔۔پھر آنا میرو بابا کے پاس باہر جانے کیلیئے"

اسکی دھمکی پر زامل کو اپنے کئی سارے پلانز بری طرح سے فیل ہوتے نظر آئے۔

"میو بابا۔۔۔جامی لو ویو" وہ فورا اسے لائن پر آتا پا میر کے ساتھ نہ صرف لپٹا بلکہ اسے آج کے پلان بھی بتانے لگا۔

"انکا کچھ نہیں ہو سکتا" پیچھے مشی اور کومل نے سر پر ہاتھ مارا۔

اتنے میں زیحال آتے سر براہی کرسی پر براجمان ہو گیا اسکے آتے ہی سب نے بریکفاسٹ شروع کیا۔

"مسٹر نوال کے پوتے کی برتھ ڈے ہے تو تم میں سے کوئی فیملی سمیت شام کو انکے گھر ہو آنا۔۔۔انکے ساتھ بزنس ٹرمز بہت اچھے ہیں ہمارے "

وہ کھانا کھاتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"میں تو آپکے ساتھ جا رہا" یاقوت نے پہلے ہاتھ کھینچے۔

"اور مجھے اس چینی بکرے۔۔۔آ۔۔۔مم۔۔۔میرا مطلب ہے عثمان کے ساتھ میٹنگ کیلئے آؤٹ آف ایریا جانا ہے تو میری طرف سے ہیپی برتھ ڈے یہی سے" پامیر کے بھی ہاتھ کھینچتے زیحال کی نظر سیدھا

اپنے ناشتے کے ساتھ انصاف کرتے برلاس پر جا کر ٹھہری۔

"ہاں اس دیوداس کو بھیج دیں ویسے ہی آج کل اسے آؤٹنگ کی شدید ضرورت ہے گھر پر رہتے اسے بڑے بھیانک خیالات آتے ہیں" پامیر کو اسکی آفس والی بات یاد آتے ہنسی آئی۔

"اوکے ! برلاس تم آئرہ کے ساتھ چلے جانا" وہ حکمیہ انداز میں کہتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اسکے ساتھ ہی یاقوت بھی نکل گیا تھا۔

برلاس کے پاس اور کوئی چارا نہیں بچا تھا سوائے اس بچے کو برتھ ڈے وش کرنے کے۔

"بیگم۔۔۔ مسز پامیر۔۔۔ سلطانہ" پامیر اسے جان بوجھ کر چھیڑتا کومل کو تیز آواز میں پکارتے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

پیچھے برلاس نے دانت پیس کر اسے جاتے دیکھا کافی دن ہو گئے تھے اسکی شکایت زیحال سے لگائے لگتا ہے وہ دن آج تھا۔

وہ مرر کے سامنے کھڑا اپنی ٹائی کی ناٹ درست کر رہا تھا جب پیچھے سے وہ نک سک سی تیار ہی برآمد ہوئی۔

بر لااس اسکا عکس مرر میں دیکھتے پورا ایڑھی کے بل گھوم گیا وہ سامنے ہی تیار ہوئی کھڑی تھی۔

پنک کلر کی میکسی، ہلکا سا پنکش میک اپ، چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈ کے بوندے اور گلے میں پہنا خوبصورت پینڈنٹ۔

خوبصورت کلائیوں میں ایک ایک کڑا اور اسکی دی
ہوئی انگوٹھی۔ بالوں کا ہلکا سا جوڑا کئے جس سے کچھ
آوارہ لٹیں باہر پڑی جھول رہی تھیں۔

وہ بے حد حسین لگ رہی تھی اتنی کہ وہ اسے دیکھ کتنی
ہی دیر پلکیں نہیں جھپکا سکا۔

"وہ۔۔۔ز۔۔۔زیادہ ہو گیا ناں۔۔۔میں نے کہا بھی
تھا۔۔۔ل۔۔۔لیکن مشی آپی نے بات ہی نہیں مانی"

اسکی نگاہوں کی تپش سے بری طرح گھبرائے وہ ان
لٹوں سے الجھنے لگی تھی۔

وہ بے ساختہ چند قدم اٹھاتے اسکے قریب آ کر رکا۔

آئرہ کو لگا وہ اسے انہی نگاہوں سے نگل جائے گا۔

"بہت حسین لگ رہی ہو" اسکی تعریف پر آئرہ کے گال بے اختیار دہک اٹھے۔

"اتنی کہ میرا پارٹی میں جانے کا ارادہ کینسل کرنے کا موڈ بن رہا ہے" اسکی بات پر آئرہ نے جھٹ سے نگاہ اٹھائی۔

"خبر دار۔۔۔اب میں تیار ہوئی ہوں تو چلتے ہیں" وہ ویسے بھی کہاں اتنی جاتی تھی باہر قسمت سے تو کوئی موقع آیا تھا۔

"اوکے بابا" وہ ہنس کر اپنی رسٹ واچ اٹھاتے اسکے ساتھ باہر آگیا دونوں ایک ساتھ بے حد حسین کپل لگ رہے تھے انکے جاتے کومل نے باقاعدہ انکی نظر اتاری۔

بنا یہ سوچ کہ کچھ نظریں حدود چیر کر انسان کی زندگی میں شامل ہو جاتی ہیں جنہیں کوئی نہیں روک سکتا۔

116/3

وہ آئرہ کو لے کر اگلے دو گھنٹے میں نوال ہاؤس میں

موجود تھا جہاں انکے آنے سے پہلے ہی کئی لوگ آ چکے

تھے کہنے کو یہ ایک سالہ بچے کی برتھ ڈے پارٹی تھی

مگر یہاں شہر کی معروف شخصیات، کاروباری

شخصیات اور معزز مہمان اپنی فیملی سمیت پارٹی میں

شریک ہوئے تھے۔

جن میں ایک وہ بھی تھا "پاشا برادرز انڈسٹریز" میں

آنے والے ناموں کی لسٹ میں نمایاں ہوتا "برلاس

شاہ" جسے کون نہیں جانتا تھا زیحال خان آفندی کی

نسبت سے اسے بزنس نہ کرنے کے باوجود بھی کافی شہرت حاصل تھی۔

آخر کو اس انڈسٹری کے سی ای او کی اکلوتی بگڑی اولاد تھا جس کے چرچے ہر گھر میں ہوتے تھے۔ یہاں بھی اسے برلاس شاہ سے زیادہ برلاس زیحال خان کی نسبت سے نہ صرف پہچانا جا رہا تھا بلکہ وی آئی پی پروٹوکول بھی دیا جا رہا تھا۔

وہ ایک ایک سے آئرہ کا تعارف کروا رہا تھا جو پہلی بار اتنی بڑی پارٹی میں شریک ہوئی تھی۔ وہ تو یہاں کی سجاوٹ دیکھ کی گنگ رہ گئی تھی۔

عالی شان مین گیٹ سے لے کر مرکزی عمارت تک سفید اور سنہری پھولوں کی محرابیں بنائی گئی تھیں۔ پورے ڈرائیو وے کے کناروں پر لگے فانوس اور جدید لائٹنگ رات کے اندھیرے کو دن کی روشنی میں تبدیل کر رہے تھے۔ وسیع و عریض لان میں شیشے کے بنے خوبصورت ڈیکور پیسز، پھولوں کے

فوارے اور دلکش سجاوٹ ہر آنے والے کی توجہ اپنی جانب کھینچ رہے تھے۔

تین منزلہ محل نما عمارت کی بالکونیاں جگمگاتی فیری لائٹس سے مزین تھیں جبکہ مرکزی ہال کو خاص طور پر بچے کے تھیم کے مطابق سجایا گیا تھا۔ چھت سے لٹکتے کرسٹل فانوس اپنی چمک بکھیر رہے تھے اور ان کی روشنی سنہری سجاوٹ پر پڑ کر پورے ماحول کو جادوئی بنا رہی تھی۔

مہنگی گاڑیوں کی قطار مین گیٹ کے باہر موجود تھی جبکہ پروفیشنل اسٹاف ہر مہمان کا پرتپاک استقبال کر رہا تھا۔

ہال کے وسط میں کئی منزلہ شاہانہ کیک رکھا تھا جس کے گرد تازہ پھولوں اور نرم روشنیوں کی آرائش کی گئی تھی۔

لوگوں سے مل کر وہ برلاس کے ساتھ ایک طرف کھڑی ہو گئی تھی کیونکہ نوال صاحب اب اس سے کاروبار کی کوئی بات کر رہے تھے۔

"بھئی اپنے بھائی سے کہو تھوڑا کھڑوس پن کم کرے۔۔۔ایسے خوف پھیلا کر رکھتا ہے جیسے ابھی بندے کا بندہ نگل جائے گا" انکی بات پر برلا اس مبہم سا ہنس دیا۔

"اسکے غصّے کی وجہ سے کتنے ہی لوگ اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں کر پاتے جتنی بلندی تمہارے بھائیوں نے سر کی ہیں اس سے ڈبل کر سکتے ہیں بس تھوڑا غصّہ کم ہو جائے تو "

وہ خاصی شکایتیں سمیٹ کر بیٹھے تھے بر لاس انکی ایک ایک شکایت نوٹ کرتا گیا تاکہ گھر جا کر بڑھا چڑھا کر زیحال کو بتا سکے۔

"تم انجوائے کرو میں واپسی پر تم سے ملتا ہوں گپ شپ کریں گے" وہ کسی مہمان کے آنے پر ان سے ملنے کی غرض لئے آگے بڑھ گئے۔

"ہم کچھ کھائیں؟" اسے اپنے پیٹ سے شدید بھوک کی صدائیں بلند ہوتی محسوس ہوئیں۔

"ضرور! ویٹر" برلاس نے ہاتھ کے اشارے سے ویٹر کو پاس بلا کر کچھ لانے کی تنبیہ کی وہ سر خم کرتے فورا سے چلا گیا۔

"کیا ہم" وہ کچھ بولنے ہی والی تھی جب ایک لڑکی انکے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔

فٹ پینٹ پر ڈارک چاکلیٹی رنگ کی شرٹ زیب تن کئے کھلے گولڈن بال جن کو خاصی دل جمعی سے سٹریٹ کیا گیا تھا اوپر سے سمو کی میک اپ اور ڈارک ریڈ لپسٹک۔ جس سے وہ کوئی خون پینی چڑیل معلوم

ہو رہی تھی خاص طور پر آئرہ کا اسکے بارے میں یہی خیال تھا۔

پہلے حیرت پھر بے یقینی اور پھر جھٹکا لگنے کی کیفیت لئے آنکھوں پر لگائے گلاسز اوپر بالوں میں اڑستی وہ آنکھیں پھاڑے برلاس کو دیکھ رہی تھی۔

"آر یو بی کے؟" یہ نام برلاس کے دوستوں میں بہت پہلے مشہور تھا جس کا مطلب برلاس زیحال خان تھا مگر شارٹ فارم میں سب زیڈ کو نکال دیتے تھے جو

اسے خاصا ناگوار گزرتا تھا تب ہی وہ خود کو بھی برلاس کہلوانا پسند کرتا۔

مگر یہ محترمہ کون تھیں جو اسکے اتنے پرانے نام کو جانتی تھی۔ جب تک وہ سمجھ پاتا تب تک وہ اسکے گلے سے لگ چکی تھی۔

"اوہ مائی گاڈ بی کے۔۔۔ آئی کانٹ بلیو۔۔۔ تم میرے سامنے کھڑے ہو اوہ مائی گاڈ" وہ اسکی گردن سے لپٹی خوشی کے باعث چیخنے لگی تھی۔

آئرہ ہونقوں کی طرح کبھی اس لڑکی کو دیکھے تو کبھی اپنے نامدار شوہر کو۔

"تم۔۔۔تم یہاں کیسے مطلب اتنے ٹائم بعد تمہیں وقت مل گیا ہم سے ملنے کا؟" ہم سے؟ وہ کب گیا اس سے ملنے یہ تو بچہ پارٹی تھی آئرہ نے تپ کر سوچا۔

لیکن اصل طیش تو اسے اپنے میاں صاحب پر آرہا تھا کیسے وہ اسے خود سے دور نہ کر سکا ٹھرکی کہیں کا۔

"میں نوال صاحب کے انویٹیشن پر آیا ہوں" اسکی بات کی تصحیح کی جس پر آئرہ کو زیادہ اچھا لگا۔

"اوہ۔۔۔آئی سی۔۔۔مجھے لگا میرے لئے آئے ہو"

خاصی خوش فہمی تھی محترمہ کو۔تپ کر سوچا۔

"تم سے کیسے ملنے آسکتا ہوں تم اور نوال صاحب ایک ہیں؟" سمجھا وہ بھی نہیں تھا۔

"لو۔۔۔تمہیں یہی نہیں معلوم۔۔۔ڈیڈ ہیں وہ میرے" یہ گویا دھماکہ تھا برلاس کے سر پر۔

"باقی سب مجھ سے ملنے آئے ہیں مجھے لگا تم بھی" وہ سرے سے ہی آئرہ کو فراموش کئے برلاس کے ساتھ

ہی باتیں کر رہی تھی جس کی اسے خاصی تپ چڑھ رہی تھی۔

اتنے میں برلاس کے باقی دوست بھی وہیں آ گئے جن کی توقع اسے یہاں تو ہر گز نہیں تھی لیکن نوال صاحب کی کمپنی سے بہتر ان سب کی بونگیاں تھیں۔ وہ ایک ایک سے بہت اچھے سے ملا تھا۔ سب واقعی صرف منال کے لئے آئے تھے وہ کافی عرصہ پہلے امریکہ چلی گئی تھی اپنے بھائی کے ساتھ اور ابھی وہیں

اسکی فیملی کے ساتھ رہ کر اپنی سٹڈیز مکمل کر رہی تھی

یہاں تو وہ اب نظر آئی تھی۔

"تم آج بھی نہیں بدلے۔۔۔ویسے ہی

ہو۔۔۔ہینڈ سم۔۔۔ گڈ لکنگ گریس فل پرسنالٹی" وہ

دل کھول کر اسکی تعریف کر رہی تھی مگر آئرہ کی

آنکھیں ان بیوی کی آنکھیں تھیں جو سامنے والی کی

آنکھوں میں اپنے شوہر کیلئے اٹھتے جگنو دیکھ سکتی تھی۔

"ہیلو" اس آواز پر سب نے اسکی جانب دیکھا سمیت

برلاس کے۔

"آئرہ۔۔۔ برلاس شاہ" اس نے ہاتھ بڑھا کر منال کو اپنا تعارف کروایا ساتھ ہی اسکے چہرے کے بدلتے رنگ بغور دیکھے۔

"شی از مائے وائف "اب یاد آیا تھا؟ آئرہ نے دانت پیسے۔

" واؤ تم آج اپنی وائف کو لائے ہو؟ یقین نہیں آرہا" واقعی یہ بات یقین کے قابل نہ تھی وہ پہلی بار اپنی بیوی کے ساتھ منظر پر آیا تھا۔

نہ صرف آیا بلکہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے قریب کئے کھڑا تھا۔

"کیا۔۔۔ تمہاری شادی ہو گئی؟" منال کو اپنی ہی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"ارے وہ تو یہاں شفٹ ہونے سے پہلے ہی ہو گئی تھی بس رخصتی بعد میں ہوئی تھی" اسکی معلومات میں اضافہ ہوا تھا اور بہت خطرناک ہوا تھا۔

"ل۔۔۔ لیکن تم نے کبھی بتایا تو نہیں" وہ اب تک گہرے صدمے میں تھی دل میں جیسے ہول سے اٹھ

رہے تھے فضا میں عجیب سے گھٹن کا احساس بڑھا تھا

اور پھر بڑھتا ہی چلا گیا تھا۔

"بتا نا کیا تھا اس میں ؟ نکاح بہت پہلے ہو گیا تھا ہمارا" وہ

سر سری سے انداز میں بول رہا تھا جس سے آئرہ کو یہ تو

اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ فتور صرف اس چھپکلی کے دماغ

میں تھا۔ لیکن کیوں تھا اسے یہ سوچ کر بھی غصّہ آرہا

تھا۔

وہ نہ محسوس طریقے سے آگے ہوتی برلا اس کا ہاتھ

تھام گئی جس پر وہ نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگا جیسے اسے

کچھ چاہیے یا وہ نروس ہو رہی ہو۔

"یار ویسے بہت غلط بات ہے ہم تمہاری شادی پر نہیں

آسکے تو ٹریٹ تم نے بھی نہیں دی" اسکی بات سے

اکتفا کرتے باقیوں نے بھی شکوہ کیا۔

مگر منال کے وجود میں جیسے دھماکے سے ہونے لگے

تھے وہ اب تک یقین نہیں کر پائی تھی اسے صدمہ تھا

تو کس بات کا؟

وہ شادی کر چکا تھا یا شادی اس سے نہیں کی اس بات

کا؟

"شیور وائے ناٹ کل ہی تم سب کو ٹریٹ میری

طرف سے "شاہ خرچ تو وہ پہلے سے تھا پانی کی طرح

پیسا تو وہ پہلے بھی اڑاتا تھا تو اب بھی وہی سب ہونے

والا تھا۔

"ہاں لیکن اس بار تمہارے بنگلے پر ہی کریں گے

شادی کی ٹریٹ ہے تو باہر کیوں "اب تک برلاس نے

ان سب کو پاشا ولا میں ایک بار بھی نہیں بلایا تھا تب ہی وہ راضی ہو گیا۔

واپسی کے سارے راستے وہ اسے اپنے سب دوستوں کے بارے میں بتاتے ہوئے آیا تھا جس میں منال کا ذکر بھی تھا تب ہی وہ گردن موڑ کر اسے خفگی سے دیکھنے لگی۔

"انسان کی چوائس اسکے فرینڈ سرکل سے بھی معلوم ہوتی ہے" وہ بول کر گاڑی سے باہر دوڑتے مناظر میں گم ہو گئی۔

"تو میرا کونسا دوست تمہیں آوارہ چھپری نظر آیا ہے؟" اسے واضح برا لگا تھا لیکن وہ اس لڑکی کا نام نہیں لے سکی۔

"ہاں بس یہ منال تھوڑی چیکو ٹائپ ہے تب بھی ایسے ہی"

تب بھی؟" وہ یکدم سے بولی۔

"ایسے ہی؟" اسے گہرا صدمہ ہوا۔

"ایسے ہی بولتی تھی۔۔۔" برلاس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر اسکی سانسوں کو بحال کیا۔

وہ باقی کے سارے راستے اپنا سیروں خون جلاتی ہوئی آئی تھی گھر آنے کے بعد بھی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اپنے ایک ایک آویزے کو اتار کم اور پٹخ زیادہ رہی تھی۔

وہ بھی پیچھے بیڈ پر بیٹھا ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے اسکے بگڑے تیوروں کی وجہ جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

ایسا تو کسی نے کچھ نہیں کہا جس پر وہ ایساری ایکٹ کرے مگر وہ کر رہی تھی بات یہ تھی۔

وہ اپنے جذبات اس پر عیاں ہو جانے کے ڈر سے کمرے سے باہر نکل گئی۔ مگر ساتھ ہی وہ ڈھیٹ بھی آ گیا۔

"ہوا کیا ہے بتاؤ گی؟" وہ نہ سمجھی سے اسکے پیچھے پیچھے چل رہا تھا بس دوپٹے کا پلو پکڑنا باقی رہ گیا تھا۔

"آپ جا کر بیٹھیں کمرے میں" وہ تپ کر بولتی کچن میں جا کر فریج میں منہ دے گئی اصل جھٹکا تب لگا جب ساتھ وہ بھی منہ دے کر کھڑا ہوا۔

"کیا ہے ؟" وہ جھاڑ کر بولتی پانی کی بوتل اٹھا کر گلاس ڈھونڈنے لگی جو اسے سامنے رکھا بھی غصّیلی نظروں سے نظر نہیں آرہا تھا۔

برلاس نے اٹھا کر گلاس اسکے آگے کر دیا جسے اچک کر وہ پانی سے بھرنے لگی۔

"وہ تب چپکو نہیں تھی میرا یقین کرو" وہ معصومیت سے اسے اپنے حق میں صفائی پیش کرنے لگا۔

"میں نے کچھ کہا؟ میری بلا سے ہزار بار چپکے" اور وہ ہزار بار اس چھپکلی کا سر پھوڑے دل ہی دل میں ارادہ بھی پختہ کیا۔

"واقعی؟ تمہیں فرق نہیں پڑے گا؟" وہ حیران ہوا تھا مگر ہنسی ضبط کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔

وہ کچن سے باہر بھی اسکے پیچھے پیچھے ہی آ گیا تھا۔

"ارے۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ تم دونوں ایسے کیوں چور پولیس کھیل رہے ہو؟" کومل اپنی کسی رپورٹ کو دیکھ

رہی تھی جب سامنے سے آتے ان دونوں کو دیکھ انکی جانب متوجہ ہوئی۔

"ان کو ہی شوق ہے" وہ پھٹی آواز میں بولتی دھم سے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"بچوں کے ساتھ کھیلنے کی عمر میں خود کھیل رہے ہو دونوں" اسکی بات پر آئرہ کے گال یکدم سے دہک اٹھے۔ لیکن وہی کومل کو برلاس کے چہرے کے رنگ بدلتے نظر آئے وہ بنا رکے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

''اسے کیا ہوا؟''آئرہ نے بھی مڑ کر اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

وہ ہمیشہ بچوں کے ذکر پر ایسے کیوں ہو جاتا تھا اسے سمجھ نہیں آئی نہ ہی اس میں اتنی ہمت تھی کہ سامنے سے پوچھ سکے۔

''بس تھک گئے ہونگے میں دیکھتی ہوں'' وہ اٹھ کر فورا سے اسکے پیچھے گئی۔

وہ آج بہت دل سے تیار ہوئی تھی اب تو پہلے سے زیادہ حسین رنگ وہ اپنی وارڈروب میں بھر گئی تھی۔ایک ایک جوڑا بے حد حسین ایک ایک جیولری بے حد نایاب اور جوتوں کی ریک میں ایک سے بڑھ کر ایک جوتا۔

وہ نک سک سی تیار ہو کر کمرے سے باہر نیچے چلی آئی جہاں باقی سب اسی کا انتظار کر رہے تھے۔داراب کی نگاہ جو اس پر پڑی تو اسی پر ٹھہری رہ گئی وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی۔

سکن کلر کا چوڑی دار پاجامہ جس پر پیروں سے ذرا اوپر تک آتی لمبی قمیض اور اس پر ہوا خوبصورت کام۔ ہلکے سے میک اپ میں بھی وہ دل کو دھڑکا دینے والی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

"چلیں؟" زریاب نے اسی سے سیدھا پوچھا۔ وہ تیزی سے ہاں میں سر ہلا گئی۔

وہ چاروں فرخندہ بیگم کی دعاؤں کے زیر حویلی سے ایک ساتھ نکلے جن کو جاتے دیکھ وہ خوشی سے پھولے نہیں سمائیں

زندگی جیسے اپنے ڈگر پر آگئی تھی۔

وہ لوگ ایک ساتھ ورک ہاؤس گئے تھے جہاں آج خاص انکی بہن نے انکی دعوت کرر کھی تھی۔اور اسی دعوت میں صحیح بینڈ ڈاکٹر برہان کی بج رہی تھی۔

صبح سے وہ اسکے ساتھ کچن میں گھسے الگ الگ ڈشز بنا رہے تھے اور وہ ان پر حکم صادر کرتی ساتھ ساتھ کام میں مدد بھی کر رہی تھی۔

کہ اگلے پل انگلی جلوا بیٹھی اسکے منہ سے سی کی آواز نکلتے وہ سب کچھ چھوڑ کر ایک ہی جست میں اسکے پاس آ گئے۔

"کیا ہوا دکھائیں جلا لیا ہاتھ۔۔۔ منع بھی کر رہا ہوں لیکن نہیں آپ کو سننی کہاں ہوتی ہے اپنی مرضی کرتے ہیں"

وہ ذرا سی سرخ انگلی دیکھ اسے ڈپٹنا شروع ہو گئے۔

سامنے صوفے پر بیٹھی میگزین پڑھتی زنو نے نظر کی نظران دونوں کو دیکھا اور دل میں خوش ہوتی واپس سے میگزین میں منہ دے گئی۔

اسکا کہنا تھا مہمان انکے تھے تو تیاری بھی وہ کریں وہ خود یہاں مہمان تھی ایسا وہ تصور کرتی تھی۔

"اسے بھی کچھ سکھادو ورنہ مجھے میرا فیوچر بھی اسی آگ میں جھونکتا ہوا دکھائی دے رہا ہے" صوفے پر جم کر بیٹھی زنو پر طعنہ کستے وہ چیزیں کاؤنٹر ٹیبل پر رکھ گئے۔

"ہاں۔۔۔سیکھوں گی ناں زہر بنانا" برہان کی غیر موجودگی میں وہ چیخ کر یہ بات کہتی۔

"سکھادونگا۔۔۔آپ وہ سلاد بنالیں" ایک نیا کام ایک نئی زمے داری مبشراب رونا چاہتے تھے۔

مگر وہ پھر بھی سبزیاں اور باقی چیزیں اٹھا کر زنو کے ساتھ آبیٹھے۔

اس نے ترچھی نظروں سے صوفوں کی جانب ایسے دیکھا جیسے جتارہی ہو کہ جگہ وہاں بھی ہے۔

"لیکن تم یہاں ہو تو میں بھی یہاں ہوں" صاف ہری جھنڈی دکھاتے اسے مزید تپا گئے۔

وہ اٹھ کر جانے لگی تھی جب وہ بے ساختہ اسکی کلائی تھام گئے۔

"چپ کر کر بیٹھو نہیں تو میں بہت برا پیش آؤنگا" انکا لہجہ از حد سخت تھا زنو خاموشی سے انکے ساتھ بیٹھ گئی۔

اور وقت میں جتنی مرضی شیر بن جائے لیکن انکے غصّے سے خوف تو آتا تھا یہ سچ بات تھی۔

"ویسے دو کو دعوت پر بلایا ہے تیسرے نے کونسا آپکا حصّہ رکھ لیا تھا جو اسے نہیں بلایا "

"ام نے زی کو بولا تھا وہ شہر سے باہر کسی کام سے گیا ہے اس لئے نہیں آسکا لیکن ام اسکو دوبارہ بلائے گا" وہ مصروف سے انداز میں کھیر کی سجاوٹ کرتی بتانے لگی۔

"ہوں! کام۔۔۔ذرا پوچھو تو کیا کام کرتا ہے" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگے۔

"کیا بولا؟" یہ بڑبڑاہٹ بھی وہ بخوبی سن چکی تھی کتنے

تیز کان تھے انہوں نے اعتراف کیا۔

"کچھ نہیں حضور میں کیا کہہ سکتا ہوں وہ بھی آپ

کے "بھائیوں" کے بارے میں" وہ لفظ پر زور دیتے

باقائدہ باور کرواگئے بھلا انکی مجال تھی چھوٹے والا تو

خاص انکے گلے کا طوق تھا صحیح اٹکا کے رکھتا تھا۔

کئی گھنٹوں تک وہ کچن کے کاموں میں زرتشم کے ساتھ ہی مصروف رہے تھے جسے بھائیوں کے آنے کی اتنی خوشی تھی کہ سارے کام خود اکیلے کرنا چاہتی تھی مگر ایسا کیسے ممکن تھا کہ وہ کہے وہ کھانا خود بنائے گی اور برہان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ کر اسے دیکھتے رہیں۔

اب وہ پورا کام ختم کر کر اسکے ساتھ روم میں آئے تھے پہلے وہ شاور لے کر فریش ہوئی اسکے بعد برہان۔

جواب مرر کے سامنے بیٹھی ہلکا پھلکا ساٹچ اپ لیتی

زرتشم کو دیکھتے ہوئے کف لنکس لگا رہے تھے ساتھ

آنکھوں میں بے پناہ محبت تھی جس سے خائف ہوتے

زرتشم نے انکو گھور کر دیکھا۔

"تم ام کو ایسے دیکھنا بند کرے گا؟" ہاں وہ انکی نگاہوں

کی تپش محسوس کرتی صحیح سے تیار بھی نہیں ہو پا رہی

تھی۔

"میں نے کیا کیا۔ میں تو بس دیکھ رہا ہوں" ہاں کیسے یہ

نہیں بتا سکے۔

وہ اب چوڑیاں اٹھا کر پہن رہی تھی جب برہان نے اسکے ہاتھوں سے چوڑیاں لیتے بہت محبت سے پہنائیں۔

"آپ وہ کنگن کیوں نہیں پہنتے؟" پچھلی بار اس نے یہی کانچ کی چوڑی توڑوا کر ہاتھ میں کٹ لگوالیا تھا آخر کو میڈم کو ہر ڈریس سے میچ کرتی چوڑیاں چاہئے ہوتی تھیں۔

وہ برہان کے زندگی میں آنے کے بعد جیسے زندگی کے ہر رنگ کو اپناگئ تھی وہ جو برسوں سے تیار نہیں ہوئی تھی اب ہر روز دل سے اپنے شوہر کیلئے تیار ہوتی تھی۔

اور انہیں بھی اسکا اپنے لئے سجنا سنورنا بہت اچھا لگتا تھا کبھی کبھار تو خود سے اسکے لئے کپڑے جوتے چوڑیاں لے آتے تھے۔

اتنے میں باہر زریاب کی آواز نے دونوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔ وہ جلدی سے دوپٹہ سر پر لیتی برہان کا ہاتھ تھامے کمرے سے باہر آئی۔

وہ اب چل سکتی تھی بس تھوڑے سے سہارے کی ضرورت پڑتی تھی اور وہ سہارا ابرہان خوشی بن جاتے تھے۔

"لالا۔۔۔بہت دیر کر دیا آنے میں" وہ زریاب اور پھر داراب سے مل کر شکوہ کرنے لگی۔

"ام کو تو لگتا ہے جلدی آگیا" سیماب برہان کے چہرے پر اسکی محبت کے رنگ دیکھ مصنوعی سا چھیڑنے لگی۔

زرتشم کہنی سے ٹھوک بجاتی اسے آنکھیں دکھانے لگی

بیلااور سیماب پہلی بار زرتشم کے سسرال آئے تھے

ورک ہاؤس خان حویلی جتنا بڑاہر گز نہیں تھا مگر وہ

چھوٹاہو کر بھی خوابوں کے محل جیسا لگتا تھا۔

جتنی محبت سے برہان اور زرتشم نے اپنے گھر کو سجایا تھا

وہ ہر آنے والے کوانکی خوبصورت زندگی اور خوشیوں

بھری زندگی کی نوید سناتا تھا۔

ہر جانب دیوار پر انکی پینٹنگز واس میں رکھے تازہ پھول

جو ہر روز وہ خود لان میں سے توڑ کر لگایا کرتی تھی۔

نفیس سا ڈرائنگ روم اور سکن کلر کے صوفوں سے میچ کرتے باریک کرٹنز جہاں سے باہر کا ویو بے حد خوبصورت آرہا تھا۔

سامنے ہی اوپن ایریا کچن تھا اور وہ بھی بے حد خوبصورت چھوٹا سا دو لوگوں کے مطابق ہر ضرورت کے سامان سے لبریز۔

زریاب بھی اسے اس قدر خوش دیکھ اندر تک مطمئن ہو گئے تھے برہان تو حقیقت معلوم ہونے سے پہلے ہی انہیں بہت پسند تھے لیکن جب سے انہوں نے زرتشم

کی زندگی کو خوشیوں سے بھرا تھا تب سے وہ انہیں ہر ایک سے زیادہ عزیز ہو گئے تھے۔

"پھپھو۔۔۔ ہم یہ پھول توڑ لیں" مہروز تو اندر آنے کے بجائے باہر ہی رک گئی تھی اتنے خوبصورت پھول اور نفاست سے اگائی گئی سبزیاں دیکھ کر۔ اور اب آئی بھی تو کونسی فرمائش لے کر۔

"ضرور توڑو بچے جتنا دل کرے لو" وہ کھلے دل سے اجازت دیتی مسکرا دی۔

وہی برہان نے تڑپ کر اسکی طرف دیکھا یہی تھی ناں

وہ جس نے انکے صرف ایک۔۔۔ صرف ایک ٹماٹر

توڑنے پر پورے دو دن منہ سوجا کر رکھا تھا۔

اب کیسے کھلے دل سے سب تباہ کرنے کی اجازت

دے دی۔

یہ ناانصافی تھی انکو انصاف چاہئے تھا۔

کافی دیر خوشگوار باتوں کے بعد زنوا اپنے کمرے سے

باہر نکلی تھی۔

ادب کا خیال کرتی کھلی ٹراؤزر پر شارٹ سی قمیض پہنے جو بہت پیاری لگ رہی تھی بالوں کی فرنچ بنائے بنا میک اپ کے بس ہلکی سی لپ گلوس۔

وہ آکر سیماب اور بیلا سے نہایت خوشگواریت سے ملی وہی نظر داراب کی جانب اٹھی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا یقیناً وہ اسے مشرقی لباس میں دیکھ کر حیران تھا وہ بھی اچھا خاصا۔

"تو تم انسانوں والے روپ میں بھی آسکتی ہو" اسکی بات پر سب کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا۔

"اب کیسی طبعیت ہے سر آپ کی؟"اس نے نہایت

مؤدب انداز میں پوچھا۔

"بہتر ہوں انفیکٹ ہاتھ بھی ٹھیک ہو گیا ہے"اس نے

باقاعدہ بازو کی حرکت نوٹ کروائی۔

"ماشاءللہ"وہ ادب سے بولتی مبشر کو اچھو لگا گئی وہ جو

سب سے الگ تھلگ شریف بن کر بیٹھے تھے اسکی

شرافت پر دانت پیس کر رہ گئے۔

"ساری غنڈہ گردی میرے لئے ہے اور یہاں دیکھو

یس سر۔۔۔نو سر"باقائدہ اسکی نقل اتاری اگر یہ

کرتے ہوئے زنوا نکو دیکھ لیتی تو یقیناً انکی دو سو چار ہڈیاں ضرب ضرور ہو جاتیں۔

کچھ دیر تک کھانا بھی شروع کر دیا تھا مہرام جتنے سلیقے سے کھا رہی تھی مہروز کو اتنی ہی جلدی تھی جیسے پیچھے کوئی ٹرین چھوٹ جائے گی۔

"مہروز۔۔۔بچے آرام سے "سیماب نے یکدم سے ٹوکا۔

"نو ممی۔۔۔مجھے باہر وہ پیرٹس دیکھنے ہیں" وہ زبر دستی دو چار نوالے زہر مار کرتی اٹھ کر باہر بھاگ گئی۔

"پیرٹس۔۔۔وہ کہاں سے آئے" برہان کو سمجھ نہیں آئی تب ہی اٹھ کر اسکے پیچھے گئے جب باہر جا کر انہیں پتہ چلا انکے پڑوس میں ایک ادھیڑ عمر خاتون آئی ہیں اور ساتھ ہی ایک طوطا بھی لائی ہیں جو اڑ کر زرتشم کے چھوٹے سے کھیت میں آ کر اسکی مرچیں مزے سے کھا رہا تھا۔

کہیں کہیں تو ٹماٹروں کا بھی برا حشر تھا اور تو اور باقی سبزیاں بھی اسکی چونچ والے ہتھیار سے محفوظ نہیں رہ سکی تھیں۔

وہ بے ساختہ سر پکڑ گئے وہ تو انہیں نہیں بخشتی تھی پھر

یہ طوطا تو پکا انکے ہاتھوں شہید ہونے والا تھا۔

لیکن وہ ایک بے زبان جانور کو اسکا رزق لینے سے

نہیں روک سکتے تھے تب ہی کچھ سوچ کر اندر واپس

چلے آئے۔

اور یہ تو بعد میں معلوم پڑنا تھا کہ وہ بے زبان جانور منہ

میں کتنی بڑی اور لمبی زبان رکھتا تھا۔

اندر آنے کے بعد وہ لوگ چائے پر کافی ساری باتیں کرنے لگے جس میں زریاب کی کاروباری باتیں تھیں تو داراب کی اپنی ڈیوٹی کی۔

"ویسے ایک بات تو بتاؤ" موبی ذرا سا آگے کھسک کر اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگے۔

"جی پوچھیں" اتنا ادب۔

"خیر سے میں کہیں فوت ہی نہ ہو جاؤں" انہیں کہاں اسکے جی لفظ کی عادت تھی وہ تو جب بھی بولتی تھی پھاڑ کھانے کو بولتی تھی۔

"میرے بغیر آپکا کھانا ہضم نہیں ہوتا؟"تپ کر پوچھا۔

" بلکل بھی نہیں۔۔۔ کھانا پانی جوس کولڈ ڈرنک کچھ بھی ہضم نہیں ہوتا" وہ ڈھیٹ پن کا بھرپور مظاہرہ کرتے اسکے آگے نمبر اور گرا گئے۔

"پوچھنا یہ تھا کہ وہ تم میں اور کتنی کوالیٹیز ہیں کیونکہ یہ والی دیکھ کر تو فدا ہو گیا" واقعی وہ جب سے شلوار قمیض میں سامنے آئی تھی نظریں ہٹا پانا مشکل ہو رہا تھا۔

''اگلی دیکھ کر سچ میں فوت ہو جائیں گے'' اسکی بات پر موبی نے فورا سے کانوں کو ہاتھ لگا یا۔
''توبہ توبہ۔۔۔خود کو کیسے بیوہ کروانے پر تلی ہو۔۔ایک وہ تھی جو اپنے والے کیلئے رو رو کر پاگل ہو گئی تھی'' انکو بیلا کا رونا یاد آیا افسوس اب بھی کیا جا رہا تھا۔
''میری طرف سے ایسا کچھ نہیں ہو گا ایک مٹھی مٹی بھر میں بھی ڈال دو نگی۔۔۔آپ پر'' وہ لفظوں پر زور دے کر بولتی مبشر کو بہت ڈراؤنی لگی تھی۔

"اب مجھے پکا یقین ہو گیا ہماری شادی دیر سے کیوں ہو رہی ہے "

"کیوں ہو رہی ہے ؟" استفسار یہ پوچھا۔

"اسی لئے کہ تم مجھے مارنے کے نت نئے پلان لے کر بیٹھی ہو۔۔۔میں بھی سمجھتا ہوں اممم" آخر میں گردن ہلائی۔

"تو پھر کینسل کر دیں"

"کیا؟"

"شادی"

"کیوں ؟ "

"میں آپکو مارنے کے پلان بنا رہی ہوں ناں" وہ صحیح معنوں میں اب سرخ ہوئی تھی وہ بھی غصّے سے۔

"تو بنالو۔۔۔ مر تو تم پر پہلے ہی گیا ہوں بس سانسیں نکلنی وہ تم نکال دینا" انکی بات پر وہ دیکھتی رہ گئی دل نے بے اختیار ایک بیٹ مس کی جسکے اثرات چھپانے کیلیئے وہ چہرے کا رخ موڑ گئی۔

اس میں کوئی شک نہ تھا کہ یہ شخص اس پر دل و جان سے مر مٹا تھا وہ بہت خوش نصیب تھی کہ اسے اتنا

چاہے جانے والا شخص ملا تھا۔وہ الگ بات تھی کہ اسکے نخرے پورے نہیں ہو رہے تھے۔

وہ آج آفس نہیں گیا تھا بلکہ زرتشم کا بھی یہ کہہ کر دل رکھ لیا تھا کہ وہ کام کے سلسلے میں شہر سے باہر ہے۔

آج برلاس کے دوستوں کی گھر پر دعوت تھی اس سے پہلے وہ کبھی انکو گھر تک نہیں لایا تھا نہ کبھی پامیریا یاقوت کے کوئی دوست احباب گھر تک آئے تھے لیکن یہ برلاس تھا جو چاہتا تھا کرتا تھا۔

اس نے ہی زیحال کو منع کیا تھا کہیں بھی جانے سے کچھ بھی کرنے سے آج وہ اسے اپنے سب دوستوں سے ملوانے والا تھا۔

کھانے کا اہتمام بہت ہی شاہی رکھا گیا تھا شادی کی دعوت تھی تو شادی سے بھی زیادہ لذیذ ڈشز تیار کی گئی تھیں۔

جب سے اس نے بتایا تھا کہ اسکے فرینڈ سر کل میں لڑکیاں بھی ہیں تب سے کام ختم کرواتے ہی وہ سب

بھی اچھے سے تیار ہو گئ تھیں آخر کو بھا بھی تھیں وہ تینوں برلاس کی۔

"کب تک آئیں گے یہ لوگ؟" یاقوت نے رسٹ واچ میں وقت دیکھتے کوفت سے پوچھا وہ پہلے ہی برلاس کی اس حرکت پر تپا بیٹھا تھا۔

ہاں کھلانا تھا تو باہر اتنے بڑے مہنگے رستوران تھے گھر بلانے کی کیا ضرورت تھی لیکن اب زیحال کا حکم تھا تو وہ منہ کی زپ بند کئے بیٹھا تھا۔

"آتے ہی ہونگے" برلاس کو خود غصّہ آرہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ آج باہر جانے کا ارادہ ملتوی کئے وہی لان میں لگے پودوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا تھا اور مالی سے بہتر کر رہا تھا وہ تو بس اسے دیکھتا رہ گیا۔

"ایسے ہوتی ہے۔۔۔ تمہیں یہ بھی نہیں کرنی آتی" ساتھ ہی پیچھے کھڑے مالی کو جھاڑ پلائی وہ جو خود کو اس کام کا ماسٹر کہتا تھا سر جھکا گیا۔

وہ بلیک کلر کی پینٹ پر سکائے بلیو رنگ کی شرٹ پہنے جس کے اوپر کے دو بٹن کھلے۔ ماتھے پر بال بکھرے

ہوئے منہ میں ٹوتھ پک پھنسائے کندھے پر رومال لئے وہ پورے جون میں آج یہ کام سرانجام دے رہا تھا۔

تب ہی زارک کے دماغ میں ایک آئیڈیا آیا۔

وہ وہی جگہ بنا کر زالے کے لئے ننھا سا پودا لگانے لگا یاد کے طور پر تا کہ وہ جب بھی پودا دیکھتی اسے اپنا چام ضرور یاد آتا۔

وہ اتنے مگن ہو کر پودا لگا رہا تھا کہ باہر گیٹ سے داخل ہوتی گاڑی بھی اس نے نوٹ نہیں کی۔

"ہے لسن" کسی نے اسے پکارا تھا تب ہی اس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا اور بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"گاڑی کس طرف لے جا کر پارک کرنی ہے؟" ایک لڑکا پوچھ رہا تھا یقیناً اسے پارک ایریا دکھائی نہیں دیا تھا جو گھوم کر جاتا تھا۔

"آگے سے لیفٹ لو سامنے ہی ساری گاڑیاں پارک ہیں" وہ سنجیدگی سے بتا کر اپنے کام میں لگ گیا۔

کہ تب ہی برلاس سامنے سے آتا دکھائی دیا یقیناً وہ اپنے دوستوں کو اس سے بات کرتے دیکھ چکا تھا تب ہی تیور خاصے بگڑ گئے۔

"برلاس" وہ اسے دیکھ وہی سے گاڑی سے اتر کر اس سے جا کر ملنے لگے۔

"شیر دل۔۔۔انکی گاڑی پارک کر کر آؤ" اس نے رعب دار آواز میں شیر دل کو بلایا جو بھاگتا ہوا آیا تھا۔

"ویسے وہ کون ہے ؟" ہانی کی نظر بار بار اس ہینڈ سم مالی کی طرف اٹھ رہی تھی جواب انکی طرف بلکل بھی متوجہ نہ تھا۔

"یقیناً ملازم نہیں ہو گا۔۔۔ تمہارا بھائی تو نہیں ہے" ہاں ان سب نے برلاس کے تینوں بھائیوں کو دیکھ رکھا تھا تصویر میں بزنس میگزین میں مگر سامنے سے نہیں۔

"کام کرتا ہے یہاں" یہ الفاظ لہروں میں سفر کرتے زارک کی سماعتوں میں گونجے تھے وہ پلٹ کر اسے

نہیں دیکھ سکا مگر دل کسی کی مضبوط گرفت میں آیا

تھا۔

"اتنا ہینڈسم بندہ کام پر رکھا ہے؟ بچ کر کہیں"

"ہانی" وہ جیسے پھٹ پڑا تھا۔

"اندر چلو سب" وہ ضبط کی انتہا پر تھا باقی سب تو اسکے

غصّے سے پہلے ہی واقف تھے سو چپ چاپ اندر کی

جانب بڑھ گئے۔

انکے جاتے ہی شعلہ بار نگاہ برلاس نے زارک کی

پشت پر ڈالی اور مٹھیاں بھینچتے دھپ دھپ پیر رکھتے

اندر کی جانب بڑھ گیا۔

تب زارک نے مڑ کر اس راستے کو دیکھا اور دیکھتا ہی

رہا۔ محرومی تب تکلیف نہیں دیتی جب کوئی اپنا دنیا

میں نہ ہو یہ تب زیادہ تکلیف دیتی ہے جب کوئی اپنا ہو

کر بھی اسے اپنا نہ مانتا ہو۔

سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے تھے ہنسی مذاق چل رہا تھا تب ہی وہ پینٹ شرٹ اور ویسٹ کوٹ زیب کئے سیڑھیاں اترتا ہوا دکھائی دیا۔

وہی رعب دار چال، وہ سنجیدہ سپاٹ چہرہ اور وہی پر وقار شخصیت جس کا رعب دوسرے پر دور سے ہی اثر انداز ہونے لگتا تھا اور اسکے بارے میں تو برلا اس سے باتیں ہی اتنی سن رکھی تھی کہ اسے سامنے سے دیکھنے ہی سب کی دلو خواہش بن چکی تھی۔

میرا بھائی ایسا ہے میرا بھائی ویسا ہے وہ مجھ پر جان دیتا ہے میری کسی بات کو نہیں ٹالتا میری ہر خواہش ہر خواب کو پورا کرتا ہے اور بہت سی باتیں۔

وہ صرف باتوں میں ہی ایک مکمل شخصیت تھا سامنے سے تو سانسیں روک دیتا تھا۔

وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہیں اپنی اہمیت ثابت کرنے کے لیے الفاظ کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

لاؤنج میں موجود تقریباً ہر شخص کی نظریں بے اختیار اس کی جانب اٹھ گئیں۔چند دوست جو ابھی لمحہ پہلے

تک ہنس رہے تھے، غیر محسوس انداز میں سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"افف۔۔۔ ففف بڑا بھائی ایسا ہوتا ہے۔۔۔ میرا بڑا بھائی کیوں نہیں ہے کوئی؟" ہانی کی بات پر فروا نے کہنی دے کر ماری۔

"انسان بنو۔۔۔ برلاس نے پہلے ہی خبردار کیا تھا کہ اگر گھر میں دعوت چاہئے تو ساری موج مستی باہر چھوڑ کر آنا"۔

برلاس کے دوستوں نے ایک ایک کر کر آتے اس
سے سلام لیا وہیں لڑکیوں کی بھی شدّت سے خواہش
جگی مگر برلاس کی نگاہوں کو دیکھ وہ دل پر کڑا جبر کر
گئیں۔ وہ لڑکیوں سے ہاتھ ملانا دور کی بات تھی ان
سے مخاطب ہی بہت کم ہوتا تھا۔

اسکے صوفے پر بیٹھتے یاقوت اور پامیر کی سانسیں
بحال ہوئیں کہ اب انکی زبان قابو میں رہے گی۔

"زیحال بھائی سنا ہے آپ نے ایک نئ کمپنی لے لی
ہے" ضامن اسکے بارے میں یقیناً معلومات رکھتا تھا۔

"ہاں ہم کچھ نیا کرنے کا ارادہ بنا رہے ہیں" وہ سنجیدگی سے مگر مسکراہٹ لئے ان سے مخاطب ہوا۔

"واؤ۔۔۔آپ کا نام تو پہلے سے ہی ٹاپ بزنس ٹائیکونز میں شمار ہوتا ہے" اور یہ آخری سیڑھی تھی جس کے بعد وہ شہر میں پہلے نمبر پر آنے والا تھا۔

"ہاں ہم بھی میگزین پڑھتے ہیں" پامیر نے دانت پیس کر جواب دیا اسے اچھا نہیں لگا تھا یہ لڑکا اپنے باپ سے فری ہوتا ہوا۔

"میں انٹرن شپ کیلئے اپلائے کرنے کا سوچ رہا ہوں اگر آپ کی کمپنی میں کام ہو جاتا تو آئی ول بی ویری تھینک فل فار دس فیور (میں اسکے لئے بہت شکر گزار رہوں گا) "

"ضرور پا میر سے بات کر لینا وہ تمہیں رکھ لے گا"

"ہاں بیٹا آؤ تم۔۔۔تم سے تو میں فری ہو نگا" پا میر کی آنکھوں میں وہ چمک تھی جو شکاری کی شکار کو دیکھ کر آنکھوں میں جاگتی ہے۔

"ہاتھ ہولا رکھنا بچارا۔۔۔ بڑے بھائی کی محبت کو ترسا ہوا لگ رہا ہے" یاقوت اسکے ارادے بھانپتے سرگوشی میں بولا۔

"کیوں نہیں۔۔۔ فیڈر کے ساتھ ساتھ کینڈیز بھی دونگا" وہ تپ ہی تو گیا تھا۔

"یہ شب تون ہیں (یہ سب کون ہیں)" زامل باہر سے اب کھیل کر آ رہا تھا کپڑے مٹی سے بھرے ہوئے ہاتھ میں فٹ بال لئے اسکے پیچھے اسکا چیلا مطلب چھوٹا سلطان بھی تھا۔

"یہ آپ کے تاہ کے فرینڈز "یاقوت نے اسکے گال پر

پیار کرتے انفارمیشن دی۔جب وہ اپنی مٹر سی

آنکھوں سے سب کا اچھے سے ایکسرا کرنے لگا اور پھر

سیدھا جا کر لڑکیوں سے ہاتھ ملانے لگا۔

اسکی حرکت پر یاقوت اور پامیر کی تو آنکھیں پھٹی رہ گئی

تھیں۔

"یہ پکا اس فتنہ اولاد کے کارنامے ہیں اپنے جیسا بنادیا

پکا یہ اب بھائی سے پٹے گا" پامیر نے منہ پر ہاتھ رکھ

لیا۔

"می جامی اینڈیو (میں زامی ہوں اور آپ)" وہ بلکل بڑ
وں کی طرح سیریس ہو کر اپنا تعارف کروا رہا تھا۔

"می ہانی۔۔۔ مسٹر کیوٹ" وہ اسکے گال بھینچتی بولی
جیسے ابھی اس میٹھے رسگلے کو کھا جائے گی۔

البتہ عبدل باری نے کسی لڑکی کو گھاس نہیں ڈالی۔ وہ
سید ھا زالے کی تلاش میں نکل گیا صبح سے اسکے ساتھ
نہیں کھیلا تھا۔

"یہ میرا داماد کینسل" یاقوت کو صدمہ ہوا تھا لیکن
تھوڑا سا۔

"اس باپ کی اولاد ہے جس نے اسکی ماں کو اٹھایا تھا اب بیٹا کیسے نہ انکو فالو کرے" ہاں یہ سچ بات تھی زامل آفندی میں ابھی سے اپنے باپ کی شبیہ دکھتی تھی کیسے نہ وہ جنونی ہوتا۔

آئرہ دور سے پہلے سب کا جائزہ لے رہی تھی کہیں وہ چھپکلی بھی تو نہیں آئی لیکن صد شکر تھا کہ وہ نہیں آئی تھی وہ جیسے ہی سکھ کا سانس لیتی واپس جانے لگی اسکی سماعتوں میں کسی کی ہیل کی ٹک ٹک سنائی دی جس نے پورے پاشا ولا کو اپنی آمد سے خبردار کر دیا تھا۔

فٹ پینٹ پر مرون رنگ کی لش پش کرتی شرٹ
پہنے جس کی سلیوس سے اسکی آدھی دودھیا بازو باہر
جھانک رہی تھیں۔ بال گولڈن ڈائے جنہیں آج
خوبصورت انداز میں کرل کئے وہ پشت پر پھیلائے

ہوئے تھی۔ دودھیا کلائیوں میں گولڈن نفیس زنجیر

نما بریسلیٹ اش اش کر رہا تھا۔

فل میک اپ اور ہائی ہیلز نے اسکی پرسنالٹی کو مزید چار

چاند لگا گئے تھے۔

خوبصورت تو وہ پہلے سے تھی مگر یہ تیاری اسے مزید

حسن دے گئی تھی وہ اتنی پیاری تھی کہ اسے دیکھنے

والا مڑ کر مزید کئی بار ضرور دیکھتا۔

وہ ہاتھ میں بکے لئے پاشا ولا کے صدر گیٹ پر کھڑی

تھی چہرے پر دلکش مسکراہٹ نے اپنی جگہ بنا رہی

رکھی تھی اسکی لگائی گئی پرفیوم اس سے پہلے لاؤنج میں موجود لوگوں تک پہنچ گئی تھی۔

"منال عباسی "نوال صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی۔ جس سے کئی بار پامیر کی آفس میں بھی ملاقات ہو چکی تھی مگر وہ یہاں کیسے۔

کہیں اسکے توسط سے تو نہیں آگئی اسے یکدم سے کومل کا جلالی روپ یاد آنے لگا وہ تو خود کو بیوہ کرتے ایک بار بھی نہیں سوچے گی۔

مگراگروہ اسکے لئے نہیں آئی تھی تو پھر کس نے بلایا

تھا۔

سامنے پلر کے پاس کھڑی آئزہ جیسے سانس نہیں لے

سکی چہرہ ضبط کے باعث سرخ ہورہا تھا وہ اسے ہی تو

نہیں چاہتی تھی اور وہی آگئی تھی۔

وہ ہیلز کی ٹک ٹک بجاتی لاؤنج میں آئی۔

"ہیلو ایوری ون "وہ مسکرا کر ایک ساتھ سب سے

مخاطب ہوئی۔

"اوہ پامیر سلطان" وہ سامنے بیٹھے پامیر کو دیکھ پہلے شاکڈ ہوئی اور پھر بے یقین۔ وہ یہاں کیسے مگر اسے یہ جلد معلوم ہو گیا تھا کہ وہ جس پاشا برادرز کے ساتھ اپنے باپ کو کام کرتے ہوئے دیکھتی تھی وہ کوئی اور نہیں بلکہ برلاس شاہ کے ہی بھائی ہیں۔

یہ بات اسے اندر تک مسرور کر گئی تھی۔ گویا اپنی فتح پہلے ہی دکھائی دے گئی ہو۔

وہ پامیر کی جانب ملنے کیلئے بڑھ کر ہاتھ آگے کر گئی۔

جسے بلا تردد وہ تھام کر اسے سیٹ کی جانب اشارہ کر گیا۔

"تم یہاں؟ ویسے خیریت تھی؟ "

"ہاں برلاس نے فرینڈز کو پارٹی دی تھی تو مجھے بھی آنا پڑا" وہ مسکرا کر بولتی یاقوت پامیر کو جھٹکا سا لگوا گئی۔

"اسے کب بلایا تھا" ہانی نے سرگوشی کی۔

"بن بلائے مہمان کیسے ہوتے ہیں اسے دیکھ لو" فروا کو بھی اسے یہاں دیکھ اتنی خوشی نہیں ہوئی تھی۔

ہوتی بھی کیسے وہ ان میں کبھی خود کو شمار ہی نہیں کرتی
تھی اونچے سٹیٹس کی وجہ سے وہ خود کو سب سے اعلی
سمجھتی تھی جبکہ اسکے مقابلے سٹیٹس زیادہ برلاس شاہ
کا سٹرونگ تھا۔

مگر وہ کبھی بھی دوستوں میں خود کو سب سے افضل
نہیں سمجھتا تھا وہ انکے ساتھ مڈل کلاس ہی بن جاتا تھا۔
"اچھا ہوا تم بھی آگئی ہم تمہیں ہی یاد کر رہے تھے کہ
تم ہوتی تو اور مزہ آتا" زمان کی بات پر سب نے دانت
پیسے یہ بندہ نہیں سدھر سکتا تھا۔

البتہ اسکی بات نے منال کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیا

تھا۔

وہ مسکراتی نگاہوں سے برلاس کی جانب دیکھنے لگی

اپنے ڈیڈ کی وجہ سے وہ اب بھی سب سے اوپر ہی خود

کو سمجھ رہی تھی آخر کو پاشا برادرز کے ساتھ بزنس

کے بعد اب فیملی ٹرمز بھی شروع ہونے والے تھے۔

آئرہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتی اپنے کمرے میں چلی گئ

جب اسے ایسے جاتے دیکھ سامنے سے آتی کومل

ٹھٹھکی۔

وہ اسکی جگہ آکر کھڑی ہوتی لاؤنج کا جائزہ لینے لگی جیسے دیکھنا چاہ رہی جو کس چیز نے آئرہ کا موڈ خراب کیا ہے مگر وہاں سب درست تھا۔

"ڈیڈ نے یہ آپ کیلئے بھیجا ہے۔۔۔انہیں میرے یہاں آنے سے بے حد خوشی ہوئی" لائی تو برلاس کیلئے تھی مگر نمبر بنانے کیلئے زیحال پر نظر چلی گئی۔ وہ مسکراتی بکے زیحال کے آگے رکھ گئی۔ جس میں کچھ لیلی کے پھول تھے۔ وہ فورا سے چھینکوں میں پاگل ہو گیا۔

"سو۔۔ سوری منال۔ بھائی کو ان پھولوں سے الرجی

ہے" پامیر نے فوراً سے وہ بکے اچک لیا جس پر زیحال

نے نہ فہمی سے اسے دیکھا یہ الرجی اسے کب ہوئی؟

بے ساختہ سوچا۔

"اچھا۔۔ سوری مجھے اندازہ نہیں تھا۔" وہ خاصی

شرمندہ ہوئی۔ "نیکسٹ ٹائم میں اچھے پھول لاؤنگی"

مطلب وہ نیکسٹ ٹائم بھی آئے گی پامیر نے سر کھجایا۔

"چلو سب کھانا کھاتے ہیں میری بہنوں نے بہت دل

سے تم سب کیلئے بنایا ہے" برلاس کے کہنے پر سب

اٹھ کر ڈائننگ ٹیبل پر آ گئے مگر یہاں زیحال ان سب کو جوائن نہیں کر سکا تھا۔

وہ تھوڑی دیر کیلئے بیٹھا تھا وہ بھی خاموش پھر اٹھ کر اپنے کام کے سلسلے میں باہر چلا گیا جس کے پیچھے یاقوت بھی تھا۔

اب بچا تھا پامیر جسے زیحال کے جانے سے گو یا زبان کی آزادی مل گئی ہو اور اسکی موجودگی میں ایسی چھپکلیاں،ٹڈیاں، مینڈکی سب کا علاج چٹکیوں میں ہوتا تھا۔

رہی سہی کسر اس نے ساتھ عثمان کو بلا کر پوری کر لی تھی جو میٹنگ میں بزی تھا لیکن اسکے دل کے قریب نہیں بلکہ دل گردے پھیپھڑے سب کے قریب رہنے والا میر واسے بلائے اور وہ نہ جائے ایسا کیسے ممکن تھا۔

وہ میٹنگ جلدی ختم کرتے وہی آگیا تھا مگر آج ماہم بھی ساتھ آئی تھی اسکی ڈیوٹی خاصی سخت تھی بہت کم ہی پاشا ولا آپاتی تھی۔

"کھانا تو بہت لذیذ بنا ہے جادو ہے آپی آپ سب کے ہاتھوں میں "زمان انکی تعریف کئے بنا نہ رہ سکا۔

واقعی کھانا ایسا تھا کہ ذائقہ منہ میں گھل جائے۔

"تھینک یو۔۔۔" مشی سر خم کرتی اپنے ساتھ بیٹھی ہانی اور فروا کو بریانی آفر کرنے لگی جو دونوں نے بہت خوشی خوشی اپنی پلیٹوں میں بھروالی۔

"ویسے آپ خود کیوں کرتی ہیں کام ملازم بھی تو ہیں" منال منہ میں چمچ لئے دلچسپی سے بولی۔

"ہمیں ملازم اپنے گھر کے کچن میں پسند نہیں اس لئے کھانا ہم خود بناتی ہیں" کومل کو اسکا یہ کہنا ذرا نہیں بھایا تھا۔

"ریئلی ککنگ مجھے بھی بہت پسند ہے اسپیشلی بریانی بہت اچھی بناتی ہوں" اسکی نظروں میں برلاس تھا تب ہی اسکے ساتھ بیٹھی آئرہ نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

حلق میں نوالہ پھنستے کھانسی ہونے لگی تھی برلاس نے ایک دم سے پانی کا گلاس خود سے اسکے لبوں سے لگایا۔

"یواو کے ؟" فکر مندی سے پوچھا۔ جواب میں وہ صرف سر ہلا گئی۔

"یہ لو تم ۔۔۔ مشی آپی نے بہت اچھے کباب بنائے ہیں" برلاس اسکی پلیٹ میں کباب سرو کر رہا تھا یہ منظر چبھا تھا منال کی آنکھوں میں۔

"بریانی ۔۔۔ یہ تو ہماری زمل بھی بنا لے گی ۔۔۔ تھوڑا مرچ مسالوں کا تڑکا لگا کر" پامیر کی بات پر زمل نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ہاں وہ تم کھاؤ گی تو اگلی باری جنت میں فرمائش کرنے
کی آئے گی کیوں بہنا؟" عثمان کیسے نہ پیچھے بولتا اسکا
میر و جو بولا تھا۔

"لگتا ہے آپ دونوں کا شدّت سے موڈ ہو رہا ہے
جنت میں جانے کا" وہ دانت پیس کر خطرناک طریقے
سے بولی۔

"اسکے ہبی جان کہاں ہیں؟" عثمان نے بڑبڑاتے
یہاں وہاں نظر گھمائی یہ نہ ہو وہ کہیں سے نکل آئے

اور پھر پوچھے بنا ہی ان دونوں کا جنت کا ٹکٹ کٹوا

دے۔

"سچ میں بہت مزہ آیا اتنا اچھا کھانا کھا کر ہم ایسے ہی

باہر کا کھانا کھاتے ہیں "

وہ سب باہر لان میں آ گئے تھے جہاں ٹی پارٹی شروع

ہوئی تھی۔

ان سب میں آئرہ بہت خاموش تھی وہ برلاس کو سب

سے ہنستے ہوئے بات کرتے دیکھ رہی تھی۔

لیکن اسے اس لڑکی پر شدید غصّہ آ رہا تھا جو اپنے آپ

میں ہی نہیں رہ رہی تھی۔

ہانی اور فروا تو اس چھوٹے خان کی ہی دیوانی ہو گئی تھیں

وہ انکو لے کر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا یہ کہہ کر کہ "

میں اپنے تواںج دکاؤں (میں اپنے ٹوائز دکھاؤں) "

ایک کو تو گاڑی میں بیٹھنے کی آفر بھر کر دی تھی وہ لان

میں اپنے ساتھ ہانی کو بٹھائے پورے لان میں گاڑی

بھگا رہا تھا۔

جبکہ بے بی کاٹ میں بیٹھی زوناش اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھی اس نے کچھ ہی دن پہلے تالی بجانا سیکھی تھی وہ بھی زامل نے ہی سکھائی تھی۔

"دیکھو کیسے خوش ہو رہی ہے اور کل کو جب اسے اس چھوٹے فتنے کی یہ بات پتا چلے گی تو اسی گاڑی کے نیچے اسے دینے میں ایک بھی لمحہ نہیں لگائے گی "

پامیر کے مستقبل کو لے کر کھینچے گئے نقشے پر عثمان کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں پھر دونوں ایک ساتھ ہنس پڑے۔

"ویسے تم کب کرو گے فیملی پلان ؟" سوال اچانک تھا۔

"جب اللہ چاہے" وہ مختصر جواب دے کر خاموش ہو گیا پامیر کو کچھ ٹھٹھکا تھا۔

"آپ تو بہت سے بھی بہت زیادہ کیوٹ ہو زامل۔۔۔ میرا دل چاہ رہا ہے کھا جاؤں میں آپ کو" اپنی کچھ ہی دیر پہلے بنی گرل فرینڈ کی اپنے بارے میں ایسی سوچ سن کر زامل کا ننھا سا دل یکدم سے ٹوٹا تھا۔

وہ اٹھ کر فورا اسے اپنے تاہ کی گود میں جا کر حرف بہ حرف ہانی کی شکایت لگانے لگا۔

"یہ جامی کو کا (کھا) جائے گی؟" بے حد معصومیت سے اپنی بٹن سی آنکھوں کو پھیلا کر پوچھا۔

"نہیں۔۔۔اس سے پہلے زامی اسے ہپ کر دے گا" اپنے تاہ سے ملی گئی شے پر وہ گویا ہواؤں میں اڑنے لگا تھا۔

عبد لباری جلدی سو گیا تھا البتہ زالے بہت سمجھداری سے زوناش کو کیک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے منہ میں دیتی کھلا رہی تھی۔ وہ اسکا بہت خیال رکھتی تھی۔

وہ رات گئے ہی بزنس میٹنگ سے فارغ ہو کر گھر لوٹا تھا اس کے واپس آنے تک سب ہی تقریباً اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔

لیکن جونہی وہ کمرے میں آیا وہاں کا ماحول دیکھ یکدم

سے ششدر رہ گیا وہاں کوئی رات کا وقت نہیں تھا پورا

کمرہ روشنیوں سے نہایا ہوا ایسے جیسے دن کا وقت ہو۔

بیڈ پر جگہ جگہ کھلونے بکھرے پڑے تھے ایک

طرف زامل کی کاریں سپائڈر مین اور ہاتھی پانڈا بندر

نجانے کیا کیا پڑا تھا جبکہ دوسری جانب زالے کی ڈول

پنک فراک پہنے سر پر پریوں والا تاج پہنے تکیے پر

آنکھیں کھول کر سو رہی تھی۔

اس نے زمل کیلئے یہاں وہاں نظر دوڑائی مگر وہ کہیں نہیں تھی۔

وہ کوٹ ایک جانب اسٹینڈ پر ڈالتے کف لنکس اور رسٹ واچ ٹیبل پر رکھ کر انکے پاس آگیا۔

"بابا" زالے فوراً اسکے سینے سے آلپٹی۔

"وی مِش یو بابا (ہم نے آپ کو مس کیا بابا)" ہاں اسے کرنا تھا ماں جو نہیں تھی پاس۔

"ہاں۔۔۔میرا بیٹا مس کر رہا تھا بابا کو" وہ پیار سے اسکے بھرے گالوں کو چومنے لگا۔

"می تو (می ٹو)" زامل نے فوراً سے اپنی چھوٹی ٹانگ اڑائی۔

"میں نہیں مانتا" زیحال کی بات پر وہ تیزی سے اسکی گود میں چڑھ کر بیٹھ گیا۔

"میں مش کیا بابا (میں نے مس کیا بابا)" وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اٹھا کر اسے یقین دلانے لگا جس پر زیحال ہنس کر دونوں کو اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

"مما کہاں ہیں؟"

"پلے ڑوم (روم) میں" انکے جواب پر زیحال نے

حیرت کا تاثر دیا پھر انکو کھیلتا ہوا چھوڑ کر خود نیچے پلے

روم میں آگیا جہاں سامنے ہی وہ میڈم انکے چھوٹے

سے بیڈ پر سمٹ کر سو رہی تھی۔

یقیناً انکے شور سے تنگ آکر وہ یہاں آگئی تھی دن بھر

دعوت کی جانب سے ملنے والی تھکاوٹ اسکے چہرے پر

صاف عیاں ہو رہی تھی۔

وہ دبے پیر اسکے پاس آکر بیٹھتے چہرے پر پڑی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے سمیٹنے لگا مگر وہ اسکے اتنے سے لمس پر ہی بدک کر اٹھی۔

"کیا ہوا۔۔ڈر گئی؟"یقیناً وہ گہری نیند سے جاگی تھی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

سامنے اپنے ہبی کو دیکھ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور کسمسا کر اپنا سر اسکی گود میں رکھ گئی وہ بھی نرم انگلیاں اسکے بالوں میں چلاتے محبت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"بہت تنگ کرتے ہیں میرے بچے؟"محبت سے پوچھا۔وہ جواب میں سر اثبات میں ہلا گئی۔

وہ تو سارا دن آفس میں ہوتا تھا اصل مشقت تو اولاد کی وہ اٹھا رہی تھی یہی وجہ کافی ہو سکتی تھی ایک مرد کیلئے اپنی بیوی سے عشق کرنے کی۔اور وہ تو جنون کی حد تک اس کیلئے پاگل تھا۔

وہ جسم کے بھر جانے کی وجہ سے لیٹے ہوئے بھی بار بار تنگ ہوتی تھی زیحال کو خود پر ضبط کرنا پڑا وہ اس معاملے میں اسکی پریشانی دور نہیں کر سکتا تھا۔

تب ہی اسے اٹھا کر اوپر کمرے میں لے آیا جہاں زامل زالے کھیلتے کھیلتے اتنی سی دیر میں سو گئے تھے ہر طرف کھلونے بکھرے پڑے۔انکی جگہ کہیں نہیں تھی۔

وہ زمل کو کاؤچ پر سلا کر پورا کمرہ سمیٹنے لگا سب کام سر انجام دیتے خود بھی سب کو انکی جگہ پر پہنچا کر اپنی جگہ پر آگیا۔

رات کا جانے کونسا پہر تھا مگر اسکا ذہن کئی الجھنوں کا شکار تھا دل میں عجیب سا بھاری پن جیسے آنے والا دن بہت بھاری ثابت ہونے والا ہو۔

پاشاولا کی صبح بچوں کی رونق سے انکی کلکاریوں سے شروع ہونے لگی تھی پہلے جہاں بڑوں کی خاموشی تھی وہاں اب بچوں کا شور تھا جس نے فضا میں خوشیوں کے رنگ بکھیر دیے تھے۔

زمل انکے لئے ملک شیک ساتھ میں مفنس اور براؤنیز لے آئی جسے ٹیبل پر رکھ کر وہ خود واپس ناشتے کا اہتمام دیکھنے کیلئے اندر چلی گئی۔

زیحال ٹریک سوٹ میں ملبوس پسینے سے شرابور ابھی واک سے واپس آرہا تھا۔آتے ہی صوفے پر دھم سے جم کر بیٹھ گیا۔

اسکے پیچھے یاقوت اور پامیر بھی تھے آج وہ ان دونوں کو ساتھ لے کر گیا تھا دونوں کا دماغ جو الٹا چلنے لگا تھا۔

کل یاقوت کی ہی اجازت پر پامیر نے منال کو اتنا تنگ کیا کہ وہ گھر جا کر رونے لگی تھی وہاں سے نوال صاحب کی کال آئی تھی کہ اسکے بچے بہت شرارتی ہیں اب کونسے بچے یہ اسے اب پتہ چل رہا تھا۔

"میری ٹانگیں۔۔۔ٹوٹ گئیں" پامیر پھولے تنفس سے ٹانگوں کو پکڑے یاقوت کے اوپر رکھ گیا اشارہ تھا کہ دبادو۔

"گلا بھی دے دو۔۔۔وہ بھی دبادوں" وہ کلس کر بولا لیکن ساتھ ٹانگیں بھی دبانے لگا تھا۔

"حضور آپ کے لئے سلطان کی جان بھی حاضر بس نکالنی نہیں ہے" وہ دل کھول کر آخر میں ننھے بچوں کی طرح پٹ سے بند کر گیا۔

"تم دونوں ہی آج آفس میں ملو مجھے بہت کام ہیں" ایک نیا حکم نامہ جاری۔

"آج میں عثمان کی طرف جاؤنگا اس نے کو کی اور کینڈی پارٹی پر انوائٹ کیا ہے" پامیر کی بات پر یاقوت نے ایک مکا اسکی ٹانگ پر جڑ دیا جس پر اسکی کراہ پورے پاشاولا میں گونجی تھی۔

تب ہی سامنے پلیٹ میں دو مفن بچے تھے جس پر ایک
پر زامل نے ہاتھ مار لیا تھا اور دوسرے پر زالے نے۔

اس نے مڑ کر اپنے بابا کو دیکھا جو انہیں ہی محبت بھری
نگاہوں سے دیکھ رہا تھا لیکن اسکے پاس مفن نہیں تھا یہ
زالے کو بہت برا لگا۔

اس نے اپنے چھوٹے سے ہاتھ میں پکڑے مفن کو توڑ
کر آدھا اپنے بابا کی جانب بڑھا دیا۔

وہ یہ دیکھ اپنا سانس روک گیا ایک طرف اسکا بیٹا بھی تو
تھا اس نے نہیں سوچا اپنے باپ کیلئے یہ صرف بیٹیاں
ہی سوچتی ہیں۔

اسکی آنکھوں میں بے ساختہ نمی بھر آئی دل بھاری
ہونے لگا تھا وہ اسے گود میں اٹھا گیا۔ وہ بھی زیحال کی
گود میں آتے جیسے پوری دنیا سے چھپ جاتی تھی۔

"ہمیں بھی" پامیر نے فورا اسے ہاتھ آگے کیئے۔

زالے نے اپنے ننھے ہاتھوں سے پامیر اور یاقوت کے
منہ میں چھوٹے چھوٹے حصّے ڈالے۔

"مجھے بھی اگلی بیٹی چاہئے ان شاءﷲ" اسکی خواہش پر
زیحال بے ساختہ مسکرا دیا۔

وہ مرر کے سامنے کھڑا کف لنکس لگاتے خود پر پرفیوم
سپرے کر رہا تھا اسکی خوشبو پورے کمرے میں اس
وقت چاروں سو پھیل گئی تھی کہ کمرے میں داخل
ہوتی زمل کی ناک کے نتھنوں سے سیدھا پہلے اسکی
خوشبو ٹکرائی۔

"ہبی گل آپا نے ہمیں دعوت پر بلایا تھا اور آپ نے منع کر دیا؟" وہ بیڈ شیٹ درست کرتی پوچھنے لگی۔

"ہوں! چلیں گے شام میں، ابھی ایک میٹنگ کیلئے جانا ہے" وہ رسٹ واچ باندھ رہا تھا زمل نے اسکی جانب دیکھا۔

"ہبی" اسکے پکارنے پر وہ بے ساختہ پلٹا۔

"سب ٹھیک ہے؟" اسے وہ کچھ الجھا ہوا سا لگ رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہے تم اپنا خیال رکھو اور تھوڑی دیر بعد فروٹس کھالینا میں شیر دل کو کہہ کر جاؤنگا" وہ اسے خود سے لگا کر محبت سے تاکید کرتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

مگر وہ وہی کھڑی اسے دیکھتی رہی وہ الجھا تھا بے چین تھا تو سکون اسے بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

\-------

وہ اوندھے منہ گہری نیند میں تھا رات وہ دوستوں کے ساتھ ہی چلا گیا تھا جب تک لوٹا تب تک آئرہ سو چکی تھی صبح بھی ناشتے پر سب تھے سوائے اسکے۔

وہ دوسری بار اسے اب جگانے آ رہی تھی چہرے پر شدید خوف اور پریشانی کے اثرات لئے پھولی ہوئی سانسیں جیسے بھاگ کر آئی ہو۔

آتے ہی اس نے برلاس کا کندھا پکڑ کر زور سے ہلایا کہ وہ یکدم سے حواس باختہ سا اٹھا۔

"ک۔۔۔ کیا ہو گیا" سرخ آنکھیں نیند سے بھری ہوئی تھیں وہ عجلت میں اٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

"ز۔۔۔زیحال بھائی آپ کو بلا رہے ہیں۔۔۔اور بہت غصّے میں ہیں" وہ ہاتھ مسلتی پریشان کن لہجے میں بولی۔

برلاس کے چہرے پر بے یقینی اور پریشانی کے تاثرات ایک ساتھ چھلکے وہ کمفرٹر ایک جانب کرتے شرٹ ٹھیک کرتا کمرے سے باہر نکلا۔

وہ لاؤنج میں ہاتھ کا مکا بنائے ٹھوڑی اور ہونٹوں پر ڈھکے یہاں وہاں اضطرابی کیفیت میں چکر کاٹ رہا تھا۔ برلاس کو دیکھ یکدم سے رک گیا۔

ایک طرف کھڑے یاقوت اور پامیر جو اسکے ساتھ آفس جانے کیلئے بلکل تیار کھڑے تھے برلاس کو دیکھ انکی آنکھوں میں خوف سا چھلکا۔

"بھائی بلایا آپ نے؟" قریب آتے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"پامیر سبقت خان کو بلاؤ" اسکے کہنے پر پامیر فورا اسے

باہر مالی کو بلانے گیا۔ واپسی پر اسکے ساتھ وہ بھی تھا۔

"یہ کون ہے؟" اسکی جانب اشارہ کر کے پوچھا

برلاس کا دل زور سے دھڑکا وہ لب بھینچ کر اسے

دیکھنے لگا۔

"س۔۔۔ سبقت خان" ہکلا کر جواب دیا۔

"اور اسکا کام؟" اس سوال پر برلاس نے بے اختیار

اسے دیکھا وہ جانتا تھا کس بات پر یہ عدالت لگی ہے وہ

مٹھیاں بھینچ گیا۔

"میں پوچھ رہا ہوں یہ کیا کام کرتا ہے؟" اب کی بار زیحال کے لہجے میں سختی امڈ آئی تھی اسکی آواز پر زوناش جسے ابھی مشی سلا کر گئی تھی وہ بھی اٹھ گئی۔

"م۔۔۔مالی ہے" بمشکل جواب دیا

"کیا اسکی شکل تمہیں زارک سے ملتی جلتی لگتی ہے؟"

آخر کار وہ سوال جس پر برلاس کے دماغ کی رگیں پھڑپھڑائی تھیں۔

"اس نے لگادی آگ۔۔۔یہی تو آتا ہے اسے "

"برلاس" وہ یکدم سے دھاڑا اسکی دھاڑ پر برلاس کا
دل یکدم سے سمٹا۔ وہ سر جھکا گیا۔
"بھائی۔۔۔اس سے غلطی ہو گئی" پامیر بے ساختہ
آگے آیا وہ تینوں آفس کیلئے نکل رہے تھے جب
سبقت خان نے آکر کل شام کی تمام باتیں زیحال کو
بتادی تھیں اور اب وہ برلاس کے خوف سے کانپ رہا
تھا۔ جس کے عتاب سے اسے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

"نہیں ہوئی مجھ سے کوئی غلطی۔۔۔وہ اسی لائق ہے" وہ لہجے میں نفرت کے انگارے لئے لفظ چبا کر بولا۔

"مجرم ہے وہ۔۔۔ نفرت ہے مجھے اس سے شدید نفرت۔۔۔اس نے مار دیا میرے باپ کو مار دیا اس نے" وہ چیخ رہا تھا کرب اور اذیت سے اسکا انگ انگ بکھر رہا تھا۔

وہ سب ایک جانب کھڑی روتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ گئیں یہ منظر انکا دل دہلا رہا تھا وہ بہت کم ہی اپنے

باپ کے سامنے کھڑا ہوتا تھا آج بھی کھڑا تھا اور بچوں کی طرح رو پڑا تھا۔

یاقوت اور پامیر کا دل یکدم سے مٹھی میں آیا۔

اسی وقت زارک بھی وہاں پہنچا تھا جس کیلئے یہ منظر سانسیں روک دینے والا تھا۔

وہ آج بھی اسے سر بازار مجرم ٹھہرا رہا تھا آج بھی اسکا دل کسی گہری کھائی میں ڈوبا آنکھوں میں تیزی سے نمی بھر گئی۔

"نہیں مارا اس نے" وہ یکدم سے دھاڑا فضا میں

سکوت سا پھیل گیا۔ بر لا اس سانس نہیں لے سکا اسکے

باپ کے الفاظ کانوں میں گونجنے لگے تھے۔

"بھائی نہیں پلیز" پامیر نے روتے ہوئے اسکا ہاتھ

تھامنا چاہا یہ حقیقت نہ کھلے مگر کھل گئی تھی۔

"حیا تھی وہ جس نے اسفند یار شاہ کے ساتھ اسکی ماں

کو مارا تھا اسکی ماں کو" اس نے دھاڑتے ہوئے ایک

جانب سر جھکائے بے آواز روتے شخص کی جانب انگلی

سے اشارہ کیا۔

برلاس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں ایک طرف کھڑے زارک کو دیکھا جو اسکی آنکھوں کی نفرت بھانپتے وہی گرڑھ سا تھا۔

"تم۔۔۔یہاں مزید نہیں رہ سکتے" یہ الفاظ گویا خنجر تھے یاقوت اور پامیر یکدم سے تڑپ اٹھے۔

"ہبی نہیں" زمل تڑپ کر روپڑی تھی۔وہ مضبوط چٹان ٹوٹ رہا تھا۔وہ بھائی ٹوٹ رہے تھے۔وہ جانتی تھی اپنے ہبی کو ایک الفاظ پہلے اسکے وجود پر چابک کی طرح پڑے ہونگے۔

"جاؤ یہاں سے۔۔۔تمہارا بھائی وہ ہے۔۔۔اور وہی رہے گا" اسکی آواز کانپ رہی تھی اسے سانس نہیں آ رہی تھی وہ پھر بھی فیصلہ سنا رہا تھا۔اور اسکا فیصلہ پتھر کی لکیر ہوا کرتا تھا۔

وہ بھی دنگ کھڑا تھا برلاس شاہ دنگ کھڑا تھا اسے جانے کیلئے کہا جا رہا تھا ہمیشہ کیلئے۔وہ سانس نہیں لے سکا۔

"میں۔۔۔میں ک۔۔۔ کہیں نہیں جاؤنگا" آواز کہیں دور سے آئی تھی۔آنکھوں سے آنسوں بے ساختہ ٹوٹ کر گرے۔

مگر اگلے پل وہ برلاس کو ہاتھ سے پکڑ کر پاشاولا کے باہر کھڑا کر گیا تھا۔آج سے وہ ان چاروں میں نہیں تھا جس قیامت کا ڈر تھا وہ ان چاروں پر ٹوٹ پڑی تھی۔

"بھائی نہیں۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟" پا میر نے تڑپ کر برلاس کو اپنے ساتھ لگالیا۔ مگر وہ

نہیں دیکھ رہا تھا اسکی طرف وہ مڑا تو نظر سید ھا زار ک

پر پڑی وہ وہی کھڑا تھا اسکے قریب۔

کانوں میں کچھ الفاظ باز گشت کرنے لگے تھے۔

"تم یہاں رہو۔۔۔وہ ٹھیک ہو جائے گا تمہیں قبول

کر لے گا" وہ سنجید گی سے اسے دلاسہ دے رہا تھا جو

پہلے ہی بر لاس کے رویے سے بہت بر ا ٹوٹا تھا۔

"اور اگر نہ کیا تو؟" اسکی آواز خالی تھی درد کی شدّت

بڑھ گئی تھی۔

وہ منتظر تھا وہ کیا جواب دے گا اسے۔ کیا وہ اب بھی دنیا کی طرح فیصلے کرے گا یا پھر اپنی باری میں وہ خود غرض بن جائے گا بھول جائے گا اپنے تمام اصول جو دوسروں پر تولا گو ہوتے تھے مگر اس پر خود پر نہیں۔

"تو میں اسے تمہارے ساتھ بھیج دونگا" یہ آواز کسی گہری کھائی سے آئی تھی زارک نے بے اختیار اسکے ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔

آج وہ اپنا کیا وعدہ نبھا رہا تھا اس نے زارک کو اسی لئے یہاں رکھا تھا تا کہ وہ یہی سے ٹھیک ہو جائے مگر

چیزیں اتنی آسان نہیں ہوتی جتنی انسان کو لگنے لگتی
ہیں۔

وہ حقیقت جان کر بھی انجان بن رہا تھا وہ نفرت کے
ناحقدار سے نفرت کر رہا تھا وہ آنکھوں دیکھی پر یقین
کر رہا تھا کانوں سنی پر نہیں۔

وہ صدر گیٹ سے باہر سٹیپ پر کھڑا تھا آنکھوں میں
دھندلاہٹ چھانے لگی تھی اسکے باپ نے کہا اسے
جانے کیلئے؟ برلاس شاہ کے باپ نے؟

وہ یقین نہیں کر سکا تھا آنکھوں سے آنسوں بے ساختہ ٹوٹ کر گرے تھے۔ وہ چند پل کیلئے تو جیسے سانس بھی نہیں لے سکا تھا وہ گھر کے باہر کھڑا تھا اس گھر کے باہر جس میں اسکا باپ تھا

وہ باپ جس نے بچپن سے لے کر اب تک اسکے تمام رشتے مکمل کئے تھے آج وہ ایسے اسے ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر کر گیا تھا؟ وہ کیسے یقین کر لیتا۔

"ب۔۔۔بھائی" اسکی کانپتی گھٹی ہوئی آواز بمشکل حلق سے نکلی ساتھ آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی موتیوں کی طرح ٹوٹ کر گال پر پھسلی تھی۔

"ب۔۔۔بھائی" اس نے بری طرح سے کانپتے ہوئے ہاتھ سے دروازہ ناک کیا۔

اندر کھڑی آئزہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیوں کو بمشکل روک پا رہی تھی اسکا بس نہیں چل رہا تھا دروازہ توڑ دے یا دیوار۔ لیکن اسکے پاس پہنچ جائے۔

"بھائی۔۔۔د۔۔۔دروازہ کھولیں۔۔۔میں

ب۔۔۔برلاس ہوں" یہ قیامت تھی اسے بتانا پڑ رہا

تھا کہ وہ اسکا برلاس ہے اسکا بیٹا اسکا بھائی۔

"ب۔۔۔بابا۔۔۔بابا دروازہ کھولیں۔۔۔بابا" وہ رو

پڑا تھا آواز گھٹنے لگی تھی اسکی تڑپ پر اندر کھڑے پامیر

اور یاقوت کی آنکھیں بے اختیار بھر آئی تھیں۔

پامیر بے ساختہ دروازے کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا

جب زیحال نے بنا اسکی جانب دیکھے کلائی سے پکڑ کر

وہی زنجیر کر دیا۔

وہ بے یقینی سے اپنے باپ کو دیکھنے لگا یہ وہی تھا ناں جس نے ان تینوں کو پالا تھا جو انکے لئے خود کو وقت سے پہلے بڑا کر گیا تھا۔

آج وہ اتنا بے حس اور پتھر ہو گیا تھا کہ اسے انہی یتیم بچوں کی پکار نہیں سنائی دے رہی تھی یہ لمحہ اسکی جان نکال دینے والا تھا۔

وہ بے اختیار پیچھے ہٹ گیا ایسے کہ پیچھے کھڑے یاقوت کے ساتھ جا ٹکرایا۔

"بابا۔۔ بابا دروازہ کھولیں" وہ پہلے خوفزدہ نہیں ہوا تھا اسکے چیخنے پر۔ وہ مضبوط بنا کھڑا تھا کیونکہ سامنے اسکا باپ تھا۔

لیکن اب اسی نے اپنے اور برلاس کے بیچ اس دیوار کو کھڑا کر دیا تھا اس نے کبھی ایسا لمحہ ایسی سزا وہم و گماں میں بھی نہیں سوچی تھی۔

آج اسکے ساتھ اسکا باپ نہیں تھا تو اسے فضا کی سرسراہٹ بھی خوفزدہ کر رہی تھی۔

برلاس شاہ کی شخصیت ٹوٹ کر بکھر رہی تھی فضا میں ریزہ ریزہ ہو رہا تھا۔ وہ تنکا تنکا بکھر رہا تھا۔

"بابا۔۔۔میں۔۔۔میں برلاس ہوں" وہ اور زور سے دروازہ پیٹنے لگا آواز مزید گھٹ رہی تھی اسے سانس نہیں آرہی تھی

ایسے کیسے کسی نے جسے بند کمرے میں قید کر دیا ہو جہاں ہوا کا نام و نشان تک نہ ہو۔

اسکے پیچھے کھڑا ازارک یہ منظر دیکھ اپنے دل کو بمشکل ہی سمبھال پارہا تھا۔ آنکھوں میں نہ چاہتے ہوئے بھی دھندلاہٹ سی بھر رہی تھی۔

"ب۔۔۔ برلاس" اس نے پکارا مگر وہ نہیں سن سکا۔

"بابا۔۔۔دروازہ کھولیں" وہ روتے ہوئے مسلسل دروازہ پیٹ رہا تھا۔

وہ بھول گیا تھا کہ اس سے ایک رشتہ بھائی کا بھی ہے یاد تھا تو صرف یہ کہ وہ اسکے باپ کی جگہ اسکی زندگی میں آیا تھا۔

"برلاس۔۔۔میری بات سنو" زارک ایک قدم آگے آتے بمشکل اسے پکارنے کی کوشش کرنے لگا۔

"بابا۔۔۔بابا میں ہوں۔۔۔برلاس۔۔۔آپ کا بیٹا"

اسکے الفاظ زارک کا دل چیر رہے تھے

وہی اندر زیحال کے دل پر ایک گھونسہ سا پڑا تھا۔

آنکھوں کے ڈورے مزید سرخ ہونے لگے تھے۔

پیچھے کھڑی زمل میں آج ایک لفظ بھی کہنے کی ہمت نہیں تھی کسی میں نہیں تھی یہ ان چار بھائیوں کا

معاملہ تھااور اس میں دنیا کا کوئی شخص عمل دخل نہیں دے سکتا تھا۔

"بابا۔۔۔ بابا کھولیں دروازہ۔۔۔ بابا" وہ بچوں کی طرح سسک کر رونے لگا تھا وہاں پچیس سالہ برلاس شاہ نہیں تھا وہاں بھوری آنکھوں والا معصوم بچہ تھا خوفزدہ ذرا سی آہٹ سے بھی ڈر جانے والا۔

"برلاس۔۔۔ میری بات"

"تم چپ کر۔۔۔و" وہ مڑ کر یکدم سے بے طرح دھاڑا کہ زارک کو اپنے قدم وہی برف ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"میں منا رہا ہوں ناں اپنے باپ کو۔۔۔ تم بیچ میں مت پڑو۔۔۔ سنا تم نے؟" وہ انگلی دکھاتے پوری قوت سے دھاڑ کر اسے سانس لینا بھولا چکا تھا۔

"لگا دی تم نے آگ۔۔۔ تم نے چھین لیا تھا مجھ سے میرا باپ۔۔۔ تم آج بھی یہی کرنے آئے ہو۔۔۔ تم

چھیننے آئے ہو مجھ سے۔۔۔م۔۔۔میرے باپ کو"

وہ اٹک اٹک کر سانس لینے لگا تھا۔

زارک میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی وہ سر کو ہی جنبش

دے سکے۔

"آج۔۔۔آج میں تمہاری جان لے لونگا۔۔۔سنا تم

نے؟" جان لے ہی تو رہا تھا مگر لفظوں سے۔

" ماردونگا میں تمہیں۔۔۔وہ میرا باپ ہے

۔۔۔میرا۔۔۔برلاس شاہ کا۔۔۔صرف میرا" وہ

پینک ہو رہا تھا زیحال سے ذرا سی دوری اسے حواسوں

سے دور لے گئی تھی۔

اس دن اسکے ہاتھوں سے کھائی مار میں اتنا درد نہیں تھا

جتنا آج ان الفاظوں سے مل رہا تھا۔

"بابا۔۔۔" اسکے منہ سے بابا لفظ سنتے زارک کا دل

پھٹ رہا تھا۔ جس شخص کو وہ زیحال خان آفندی میں

تلاش کرتا تھا وہ زارک کا بھی تو باپ تھا۔

جس نے اسکی ماں کو تب چھوڑا تھا جب اسے سب سے

زیادہ اسکی ضرورت تھی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کیا ہے آپ نے؟" پامیر بے اختیار اسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا جو دروازے کے عین سامنے کھڑا تھا سپاٹ چہرہ۔پتھریلے تاثرات لئے جیسے اسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو لیکن ایسا ممکن تھا؟

جس بچے کو بچپن سے جوانی کی دہلیز پر ایسے پہنچایا ہو جیسے اسکے اپنے بچے۔آج وہ اس سے اجنبی ہوا کھڑا تھا۔

''میں آپ سے پوچھ رہا ہوں'' وہ پاس رکھی ٹیبل پر پڑا واس اٹھا کر پوری قوت سے فرش پر مار گیا تھا۔ اسکا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔

جس پر کومل نے تڑپ کر کانوں پر ہاتھ رکھا اور پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ پہلی بار وہ اسے اس قدر جلالی روپ میں دیکھ رہی تھی۔

وہ پھر بھی پتھر بنا کھڑا رہا جیبوں میں ہاتھ ڈالے سانس روکے یا شاید دل بھی۔

"یہ کرنے کیلیئے ہم یتیموں کو بڑا کیا تھا۔۔یہاں تک لائے تھے؟"یتیم۔اس لفظ پر زیحال نے آنکھیں بند کرتے کئی آنسوں ایک ساتھ اپنے اندر دھکیلے تھے۔

"ارے جب یہی کرنا تھا تو کیوں سمبھالا ہمیں کیوں پرورش کی پڑے رہنے دیتے ناں۔۔۔اسی سڑک پر۔۔۔خود ہی پل بڑھ جاتے یا کچل دیے جاتے"اسکے الفاظ روح کو چیر رہے تھے۔

بچے رونے لگے تھے انہوں نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا تھا اپنے تاہ کو ایسے روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"اس دن کیلئے یہاں تک پہنچایا تھا۔۔۔کہ کوئی بھی اٹھ کر آجائے اور آپ ہمیں اسکے حوالے کر دیں۔۔۔یہ کرنا تھا؟بولیں۔۔۔میں آپ سے پوچھ رہاہوں "

زندگی میں پہلی بار اسکی آواز زیحال کے سامنے اونچی ہورہی تھی۔

"پامیر۔۔۔ نہیں" یاقوت نے ضبط کا کڑوا گھونٹ اپنے حلق میں اتارتے اسے بازو سے تھاما مگر وہ اسکی گرفت سے نکل کر پھر زیحال کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

"یہ۔۔۔ یہ جان ان ہاتھوں کی وجہ سے بچی تھی ناں۔۔۔ ان سے ہی آج لے لیں۔۔۔ ماردیں ہم تینوں کو" وہ دھاڑتے ہوئے زیحال کے ہاتھ اپنی گردن تک لے آیا تھا۔

زیحال کے ہونٹ بے ساختہ کپکپائے تھے وہ ہاتھ پیچھے کھینچ گیا آنسوں لڑیوں میں ٹوٹ کر بکھرے تھے۔

"آج اسے نکال دیا گھر سے۔۔۔کل کو کوئی ہمارا انکل آئے ہمیں بھی نکال دیں گے۔۔۔دور کر دیں گے خود سے "

یہ منظر قیامت تھا پامیر کا رونا اسکے الفاظ دلوں کو چیر رہے تھے۔

یاقوت نے آستین سے اپنی آنکھوں کو رگڑ کر خشک کرنے کی ناکام سی کوشش کی مگر ناکام ہو گیا۔

"ہ۔۔۔ہم اسے بھی رکھ لیں گے ساتھ۔۔۔ برلاس کیلئے ہم اسے بھی قبول کر لیں گے "

یاقوت بے حد دھیمی کمزور سی آواز میں اسکے سامنے بولنے کی ہمت زندگی میں پہلی بار کر پایا تھا۔

"ہم چار سے پانچ ہو جائیں گے۔۔۔پ۔۔۔پلیز۔۔۔ برلاس کو نہ نکالیں"

اسکا رونا دیکھ مشی کا دل بند ہو رہا تھا وہ منہ پر ہاتھ رکھے سسکیاں روکتی گود میں روتی ہوئی زوناش کو چپ کروانے لگی۔

"کیسے رکھوں؟ اس طرح ہر پل ہر دن اسے لفظوں کی موت مارنے کیلئے؟" وہ بولا بھی تھا تو کیا؟ آواز کسی کھائی سے آرہی تھی۔

کیا وہ بے خبر تھا؟ کہ اسکے پیچھے سے برلاس کتنی بار زارک کی روح کو زخمی کر چکا تھا۔

وہ نہیں بولتا تھا تو کیا اولاد تو زیحال خان کی تھی جس کی رگ رگ سے وہ واقف تھا۔ کل سب کے سامنے اسکی عزت نفس مجروح ہوئی تھی مگر اس پر بھی وہ بھائی کی محبت کو غالب لے آیا تھا یہ وہ پرورش تو نہ تھی جو اس نے برلاس کو دی تھی۔

وہ آؤٹ آف سیٹی کسی ضروری میٹنگ کے سلسلے میں گئے تھے جہاں پر مورے کی کال نے انکو ایک پل بھی مزید وہاں نہیں رہنے دیا تھا۔

وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپس بھاگے آئے تھے اور حویلی کے بجائے وہ سیدھا ہوسپٹل گئے تھے جہاں سامنے ہی راہداری میں فرخندہ بیگم اور بیلا موجود تھیں۔

نوشیر وال صاحب روم کے باہر اضطرابی کیفیت میں چکر کاٹ رہے تھے۔

"ک۔۔۔کیا ہوا؟" انہوں نے آتے ساتھ ہی عجلت میں پوچھا یہاں سیماب نہیں تھی مطلب وہ اندر تھی۔

"سیماب کا طبعیت اچانک خراب ہو گیا تھا تب سے ڈاکٹر اندر ہے اسکو دیکھ رہا ہے "

وہ پریشان کن لہجے میں بتاتی ساتھ انہیں بھی شدید پریشان کر گئیں۔وہ نوشیر وال صاحب کو پر سکون رہنے کا کہتے خود ڈاکٹر کے آفس کی جانب بڑھ گئے۔ ڈیوٹی پر ڈاکٹر ماہم تھی برہان اس کیس کی پرکھ خود کر رہے تھے جیسا کہ وہ ہر کیس کی کرتے تھے۔

وہ فون پر یقیناً زرتشم کے ساتھ تھے لیکن سامنے سے آتے زریاب کو دیکھ وہ فون فوراً سے بند کرتے انکی جانب متوجہ ہو گئے۔

"کیا ہوا ہے سیماب کو وہ ٹھیک ہے؟"

"آپ بے فکر رہیں۔۔۔وہ ٹھیک ہو نگی" وہ دلاسہ دیتے انکے کندھے پر ہاتھ رکھ گئے۔

"لیکن ہوا کیا ہے ایسے اچانک ہو سپٹل آنا پڑا؟" جب تک وجہ معلوم نہ ہوتی تب تک انہیں کسی طور چین نہیں آسکتا تھا۔

لیکن تب ہی نرس نے آکر انہیں ایسی اطلاع دی کہ خود کھڑے کھڑے زریاب کو برہان کا ہاتھ تھامنا پڑا تھا۔

117/3

ایک گھنٹہ تقریباً مزید لگا تھا مگر یہ اس گھنٹے کا ایک ایک لمحہ زریاب پر صدیاں بن کر گزرا تھا کوریڈور کو وہ انچ بہ انچ اپنے قدموں سے ناپ چکے تھے ہاتھ کا مکا بنائے دوسرے ہاتھ سے جکڑے وہ شدید اضطرانی کیفیت سے دوچار ہو رہے تھے۔

وہیں باقی سب کا بھی یہی حال تھا نرس نے آکر فوری طور پر مزید دو لیڈی ڈاکٹرز کو طلب کرنے کی درخواست کی تھی جسے ڈاکٹر برہان بنا وقت ضائع کئے فوری طور پر ارینج کر گئے تھے۔

زریاب کو سمجھ نہیں آرہی تھی اور نہ ہی برہان کے پاس وقت تھا کہ وہ انہیں بیٹھ کر سیماب کی کنڈیشن کے بارے میں بتا سکیں۔

مزید ایک گھنٹہ اور یہاں زریاب کو اپنی سانسیں مشکل لگنے لگی تھی وہ اچھا خاصا ہنستا ہوا اسے چھوڑ کر گئے تھے۔

ان مہینوں میں انہوں نے سیماب کو ایک پل کیلئے بھی تنہا نہیں چھوڑا تھا آج جب چھوڑا تو نتیجہ سامنے تھا۔

وہ ہوسپٹل پہنچ گئی تھی اور پہنچی بھی نہایت نازک حالت میں۔

"مورے۔۔۔تم فکر کیوں کرتا ہے اللّٰہ پر یقین رکھو وہ بہتر کرے گا ان شاء للہ" بیلا کے الفاظ اس وقت میں تھوڑے ہی صحیح مگر فرخندہ بیگم کو کچھ حوصلہ دے گئے تھے۔

"بابا۔۔۔بیٹھ جائیں۔۔۔تم تھک جائے گا" انکی غیر موجودگی میں آج نوشیروال صاحب نے سب

سمبھالا تھا یہ ایک طرح سے خوشی کی بات تھی انکے لئے۔

"ام ٹھیک ہے تم پوچھو برہان سے آیا کیوں نہیں ابھی تک ام کو فکر لگ رہا ہے" انکی آواز سے بھی شدید پریشانی چھلکی تھی۔

"ام پوچھتا ہے آپ بیٹھو آؤ" وہ انکا ہاتھ تھام کر بینچ پر لے آئے انہیں تو بٹھادیا تھا مگر خود ابھی بھی جلے پیروں والی بلی کی طرح یہاں وہاں چکر کاٹ رہے تھے۔

جب اگلے لمحے اندر سے ایک بچے کی کلکاریوں نے سب کی سانسیں روک دی باہر بیٹھے ایک ایک فرد نے بے ساختہ سر اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا۔

"یہ۔۔۔یہ ب۔۔۔بچہ؟"فرخندہ بیگم حیرت اور بے یقینی کے باعث بول تک نہیں پا رہی تھیں۔

"مورے۔۔۔ہمارا مہمان آگیا مورے"بیلا کی آواز خوشی سے کھنکنے لگی تھی اسے خود بھی یقین نہیں آرہا تھا۔

تب ہی نرس نرم مخمل کے کپڑے میں ایک چاند سا بچہ باہر لے کر آئی۔ لیکن اسے لے کر وہ سیدھا دوسرے یونٹ میں چلی گئی جہاں اسکی سانسوں اور دیگر علامات کی مسلسل نگرانی کی جانی تھی۔

"مورے۔۔۔ باباسائیں آجائیں" برہان انکو لے کر وہیں یونٹ میں چلے گئے مگر زریاب کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھاانہیں صرف سیماب کی فکر تھی

سب کے جانے کے باوجود بھی وہ وہاں سے ایک قدم بھی آگے نہیں سرکے بس روم کے باہر کھڑے سیماب سے ملنے کا انتظار کرتے رہے۔

اگلے دو گھنٹے مزید ان پر پہاڑ بن کر ٹوٹے تھے جب اسکے بعد سیماب کو روم میں شفٹ کرتے انہیں ملنے کی اجازت دی گئی۔

وہ بنا ایک لمحہ بھی ضائع کئے اپنی خان کے پاس پہنچے تھے۔جو دواؤں کے زیر اثر اب تک سو رہی تھی

چہرے پر تکلیف کے اثرات صاف ظاہر ہو رہے

تھے۔

"انہیں ابھی ہوش آجائے گا آپ تب تک اپنے بچے

سے مل سکتے ہیں "لیڈی ڈاکٹر خوشی سے لبریز آواز

میں بولیں۔

"نہیں۔۔۔بعد میں دیکھ لے گا" انکے غیر متوقع

جواب پر وہ.جی بھر کر حیران ہوئی عجیب شخص تھا وہ

دن میں کتنے بچوں کے کیس سمبھالتی تھیں مگر ہر بار

بچے کے آتے اسکی ماں کو تو جیسے بھلا دیا جاتا تھا۔

یہاں یہ شخص بے چین کھڑا اپنی بیوی کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا شاید اسے بچہ نہیں چاہئے تھا یہ سوچ کر وہ خفا ہوتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

"خان" انہوں نے دھیرے سے سیماب کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے جگانے کی کوشش کی مگر بے سدھ۔

زریاب کا دل کسی آہنی گرفت میں جکڑا گیا تھا انہوں نے جھک کر اسکے ماتھے پر لب رکھے پھر اسکے ہاتھوں کو تھاما۔

"خان۔۔۔اٹھو۔۔۔ام کو بتاؤ تم ناراض ہے؟" ہاں وہ ہوتی ناراض آخری بار کال پر بھی وہ ناراض ہی تھی کہ وہ بنا بتائے کیوں چلے گئے۔

"ام سے غلطی ہو گیا ام آئندہ تم کو ایسے نہیں چھوڑ کر جائے گا پکا وعدہ" وہ ہاتھ لبوں سے لگائے نادم سے بیٹھے تھے جب اگلی آواز پر کرنٹ کھا کر اٹھے۔

"ام تم کو وعدہ توڑنے پر جان سے مار دے گا" آواز بے حد کمزور اور گھٹی ہوئی تھی وہ اٹک اٹک کر بولی بھی تو کیا۔

زریاب بے ساختہ ہنس پڑے۔

"امارا پاگل بچہ۔۔۔ڈرا دیا ام کو۔۔۔اب کیسا ہے تم۔۔۔ڈاکٹر کو بلائے ام؟" وہ اسکے سر پر نرم ہاتھ پھیرتے پریشانی سے پوچھنے لگے۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔تم ہے ناں پاس" وہ انہیں دیکھتی بدقت مسکرادی۔ مگر اسکا جواب زریاب کو اندر تک سرشار کر گیا۔

پچھلے جتنے بھی گھنٹے انہوں نے انگاروں پر گزارے تھے سب اس ایک لمحے میں وصول ہو گئے تھے۔

جب سیماب کو اپنا آپ خالی خالی سا محسوس ہوا وہ

پریشان کن نظروں سے زریاب کو دیکھنے لگی۔

"ام؟" آواز یکدم سے بھرا گئی خوف سے خوشی سے

بے یقینی سے۔

"ہاں۔۔۔ تم نے اپنے قدموں میں ایک بار اور جنت

لے لیا" وہ اسکا ہاتھ نرمی سے دباتے سر کا بوسہ لینے

لگے سیماب یوں تھا سانس نہیں لے سکے گی۔

"ک۔۔۔ کیا ہوا؟" یہ سوال اسے کرنا چاہئے تھا؟ کیا کبھی زریاب نے اس سے کہا تھا کہ انہیں بیٹا چاہیے بیٹی نہیں۔

"جو بھی ہے امارا ہے" اس وقت میں دونوں کی یاداشت پچھلی جیسے مٹ گئی تھی۔

"ل۔۔۔ لیکن ب۔۔۔ بابا" اسکی آنکھیں بھی بھرانے لگی یہ بات زریاب کیلئے اذیت نما تھی کہ اسے بیٹے اور بیٹی میں ایک بیٹا چاہئے تھا۔

"ام کو بیٹی بھی قبول ہے خان۔۔۔ تمارے جیسا۔
چاہے دس بارہ اور آ جائے۔۔۔ام خوشی خوشی اپنی
بیٹیوں کو دنیا سے ملوائے گا فخر سے "
واقعی وہ ایسا کرتے مگر سیماب کے دل میں جیسے وہ
آواز قید تھیں وہ جملے قید تھے "تم دوسری شادی کر
لو۔۔۔ کم سے کم ام کو وارث تو ملے گا"
وہ کرب سے آنکھیں مینچتی چہرے کا رخ موڑ گئی اور
یہ بات زریاب کے لئے شدید تکلیف کا باعث بنی
تھی۔

انہیں مہرام اور مہروز کی محبت یاد کروانی چاہیے تھی

جیسے وہ ان دونوں پر جان دیتے تھے۔

تب ہی کچھ دیر میں دروازہ ناک ہوتے زریاب یکدم

سے سیدھے کھڑے ہو گئے۔

"سیماب" بیلا خوشی سے چہکتی اسکے ساتھ آ لگی تھی

"کیسا ہے تم۔۔۔بہت بہت مبارک ہو تم پھر سے

جنت بن گیا" ویسے تو وہ اس جنت کی بات کر رہی تھی

مگر آئی یاد اسے اپنی جنت تھی۔

"بہت بہت مبارک ہو بچے" فرخندہ بیگم نے اسکا ماتھا چوما۔جب سیماب اور زریاب کی نظر بے اختیار نوشیر وال صاحب کے ہاتھ میں پکڑے بچے کی جانب اٹھی۔

اسکا دل بے ساختہ زور سے دھڑکا۔

"بیٹا ہوا ہے امارا چھوٹا زریاب آیا ہے" انکی بات پر سیماب کا دل پہلے سے اور زور سے دھڑکا آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

"دیکھو" وہ ان سے لے کر بچے کو سیماب کی گود میں ڈال گئیں۔

وہ بھرائی آنکھوں سے اس معصوم ننھے مہمان کو دیکھنے لگی جو ابھی تک سو رہا تھا لیکن کچھ منٹ صرف کچھ منٹ اسے اعلی اخلاق کا مظاہرہ کرنا تھا۔

اگلے پل وہ جو رویا زریاب تو کانوں میں ہاتھ دے گئے گلا تھا کے سپیکر۔

وہ اسے بے پناہ چومنے لگی اپنے سینے میں زور سے بھینچ گئی جیسے برسوں سے تڑپتی ممتا کو یکدم سے راحت مل گئی ہو۔

"مبارک ہو مورے" زریاب فرخندہ بیگم اور نوشیر وال صاحب سے ملے جن کے پیر ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

پوتے کی آمد پر انہوں نے فوراً سے پورے خاندان کی دعوت رکھ دی تھی۔ دل کھول کر دگنا تگنا غریبوں میں خوب ساری رقم تقسیم کروائی۔

اس چھوٹے زریاب کا صدقہ بلا ناغہ نکلتا گیا تھا۔

زریاب نے اپنے ہاتھوں میں اسے لیا ان کی گود میں آتے ہی وہ ٹکر ٹکر انہیں دیکھنے لگا۔

بھلا یہ کون تھے جنھوں نے بنا اجازت اسے لے لیا تھا اور یہ بات اس چھوٹے خان کو ذرا اچھی نہیں لگی تھی بھئی مینرز بھی کسی طوطے مینا چڑیا کوے کا نام تھا۔

وہ پھر سے گلا پھاڑ کر رونے لگا۔

"یہ۔۔۔یہ اتنا کیوں رو رہا ہے اسکو کچھ چاہئے؟" ہاں اسکو چاہئے تھا دودھ۔اتنا لمبا سفر کر کر وہ تھک جو گیا تھا۔

سب کے جاتے ہی سیماب نے اسے فیڈ کروائی انکے ہاتھ دس سال بعد یہ خوشی آئی تھی یہ احساس ہی الگ تھا بہت خوبصورت بہت پر سکون کر دینے والا۔

تھوڑی ہی دیر میں مہرام اور مہروز بھی گارڈ کے ہمراہ ہوسپٹل آگئی تھیں مہروز نے شور ڈال رکھا تھا اپنی

چھوٹی بہن کو دیکھنے کیلئے لیکن آگے ملا اسے چھوٹا سا گڈا تھا بلکل اپنے بابا جیسا۔

"واؤ۔۔۔ ہمیں بھی چھوٹا بے بی مل گیا" وہ خوشی سے چیختی سیماب کے ساتھ لپٹ گئی۔

"ہاں بلکل آپ کے جیسا" زریاب کی تعریف پر وہ بلش کرنے لگی۔

"مطلب کیوٹ بابا؟" آنکھیں تو ایسے ہی چمکی تھیں۔

"نہیں پھٹا ڈھول" آگے سے ملنے والے لقب پر مہروز چیخی تھی باقی سب کے قہقہے بلند ہو گئے مہرام سیماب کی دوسری جانب بیٹھی اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔

"بابا اسکا نام کیا رکھیں گے؟" اسے نئی فکر لاحق ہوئی جیسے ابھی کوئی نام نہ سوچا تو پھر کبھی اسے نام نہیں مل پائے گا۔

"وہ تو سوچا ہی نہیں چلو ام پھر رکھے گا ابھی صرف بھائی بولو" ہاں اسکے بعد سے وہ دونوں بھائی بھائی کرتی نہیں تھکی تھیں۔

انکا بھائی دنیا میں آیا تھا یہ بات وہ چیخ چیخ کر سب کو بتا گئی تھیں۔

وہ وہی باہر ہی سٹیپس پر بیٹھا سر گھٹنوں میں دے گیا تھا مسلسل بے آواز روتے اسکا پورا چہرہ بھیگ چکا تھا لیکن وہ یہاں سے اٹھنے کو تیار نہ تھا۔

تب ہی کسی نے پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا جس پر نظر ڈالتے اوپر نگاہ اٹھائی۔ وہی تھا وہ۔ زارک اسفندیار شاہ۔

برلاس نے اسکے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھام لیا اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے پوری قوت سے فرش پر گلاس دے مارا۔

"پ۔۔۔ پچھلے پورشن میں چلیں؟" زارک نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ جس پر سرخ متورم نگاہوں سے اسے ایسے دیکھا جیسے مار دے اور مر جائے۔

"میں بات کر لو نگا زیحال سے" اپنے تئیں وہ بہت سمبھل کر لفظوں کا تعین کر رہا تھا تا کہ اسے مزید غصّہ

نہ آئے مگر اسکا صرف بولنا بھی برلاس کے تن بدن میں آگ سی بھڑکا گیا تھا۔

"جسٹ۔۔۔ گیٹ لاسٹ "وہ حلق کے بل دھاڑا تھا جس پر زارک کو اپنی روح تک فنا ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"تم دفع کیوں نہیں ہو جاتے ہم سب کی زندگیوں سے۔۔۔ کیوں؟"وہ سٹیپس پر ہاتھ رکھے بری طرح سے چیخنے لگا تھا انگ انگ پر لرزا ساطاری تھا۔

جیسے وہ اب تک یقین نہ کر پا رہا ہوا سکی وجہ سے وہ آج اپنے ہی گھر سے باہر اپنے ہی بھائیوں سے الگ تھا۔

"کیوں ہماری زندگیوں میں نفرت گھولنے آ گئے کیوں مجھ سے میرا باپ چھین رہے ہو میرے بھائی میرا سب کچھ؟" وہ بول رہا تھا اور ختم زار ک ہو رہا تھا۔

وہ تو یہاں صرف اپنے ایک رشتے کیلئے آیا تھا اپنی بچپن سے ملی تنہائی کو بانٹنے آیا تھا ختم کرنے آیا تھا مگر وہ تو یہاں بھی تنہا ہو گیا تھا۔

"کیوں ؟۔۔۔کیوں ؟"اس کا بس نہیں چل رہا تھا ایک ایک اینٹ اس ولا کی ڈھیر کر دے۔ گارڈز نظریں جھکا گئے تھے ایسے جیسے نہ کچھ دیکھا ہو نہ سنا ہو۔

مگر یہ ذلت تھی رسوائی تھی اس کی جوان سب کا حقدار نہ تھا۔

"م۔۔۔میں تو بس "

"کیا میں ؟" وہ درشتگی سے بات کاٹتے اسکے مدمقابل آیا۔

"کیا میں ہاں۔۔۔ بولو؟" اسکی خاموشی پر وہ مزید طیش میں آیا۔

"تمہاری وجہ سے میرا باپ مجھ پر چیخا۔۔۔ مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے گھر سے نکال دیا" آخر میں اسکی آواز غم سے گھٹ سی گئی۔

"اس دن تم نے مجھ سے اسفندیار کو چھینا تھا اور آج۔۔۔ آج مجھ سے زیحال خان کو چھیننے آئے ہو؟" وہ سوال کرتے زارک کو لاجواب کر رہا تھا۔

"م۔۔میں نے نہیں مارا۔۔۔ب۔۔۔بابا کو" وہ کرب کی انتہا پر تھا وہ اسکا بھی تو باپ تھا اسکی ماں کی محبت۔اسکی چاہت اسکا سہارا۔

"میں نے خود۔۔۔اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا" وہ اپنے سینے پر انگلی ٹھوک کر بولا۔

"میں نے مارا تھا۔۔۔م۔۔۔مگر صرف۔۔۔حیا کو" آواز کہیں دور سے آئی تھی جیسے وہ منظر اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہو وہ لمحہ جب اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں نے اپنی ماں کا بے جان وجود اٹھایا تھا۔

اپنے باپ کو بنا سانسوں کے دیکھا تھا خود کو اپنی آنکھوں سے یتیم ہوتے دیکھا تھا۔

"اس نے بابا کو چھین لیا تھا ہم سے اور س۔۔۔ساتھ میری۔۔۔م۔۔۔ماں کو" آخر میں اسکی آواز کانپ گئی تھی دل تکلیف کی شدت سے بند ہو رہا تھا۔

"اس ماں کو۔۔۔ج۔۔۔جسے میں نے۔۔۔ان ہاتھوں سے" اس نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ آگے کئے۔

"ان سے قبر میں اتارا تھا ان پر مٹی ڈالی تھی* وہ کر سکتا تھا اندازہ؟ ایک کم سن لڑکا جس کے کندھوں پر قسمت نے کھلونوں کے بجائے اسکی ماں کی موت کا بوجھ ڈال دیا تھا۔

"تمہارے پاس تو۔۔۔ باپ جیسی شفقت کے سائے میں رکھنے والا بھائی تھا۔۔۔م۔۔۔میرے پاس کون تھا؟" جواب دے اسے ورنہ یہ تکلیف اسکی جان لے لے گی۔ برلاس خاموش تھا۔

"کون تھا میرے پاس ؟" اسکی خاموشی پر وہ یکدم سے دھاڑا۔

"وہ جس نے مجھ سے ہمیشہ اپنی غلامی کروائی ؟ مجھے روبوٹ بنا کر رکھا ؟ مجھ میں رشتوں کا احساس ختم کر دیا مجھ میں سے انسانیت نکال کر درندگی بھر دی وہ تھا "

وہ ضبط کرتے کرتے بھی آخر میں دھاڑا تھا بر لاس بے ساختہ ایک قدم پیچھے ہو گیا اور خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"تمہارے پاس تین تین بھائی تھے۔۔۔ تمہارے نخرے اٹھانے والے۔۔۔ مجھے ہمیشہ دھتکار ملی ہے۔۔۔ ٹھوکر پر رہا ہوں اسکی" وہ رو پڑا تھا آواز گھٹ رہی تھی۔

"تم۔۔۔ تم مجھے قصوروار ٹھہرا رہے ہو۔۔۔ ارے میں کیسے مار سکتا ہوں اسفندیار کو کیسے؟" وہ سر پر ہاتھ مارتے ہذیانی سا چیخنے لگا۔

"میرا۔۔۔ میرا باپ تھا وہ۔۔۔ دنیا میں میری ماں کے بعد میرا واحد سہارا۔۔۔ میں اسے ماروں گا؟ میں؟"

"ان سے محبت کرتا تھا انکا خون تمہاری رگوں میں دوڑتا دیکھ وہ محبت پھر سے جاگ گئی۔۔ ورنہ مجھے عادت ہو چکی ہے۔۔۔ اس دنیا کی ٹھوکر پر رہنے کی ایسے کہ مر گیا تو کوئی فاتحہ پڑھنے والا بھی نہیں ہو گا مجھ پر "

وہ اندر بیٹھا سی سی ٹی وی کیمرے میں باہر کا منظر دیکھ رہا تھا زارک کی باتیں اسکا دل سخت گرفت میں لے رہی تھیں۔

"م۔۔۔مجھے نہیں سننا کچھ "وہ ہمت کر کر بمشکل بولا۔ وہی زارک کا وجود سن پڑ گیا۔ کندھے ڈھیلے ہو گئے سانسیں تنگ پڑ گئیں۔

"سن لو۔۔۔ آخری بار سنا رہا ہوں "

"آخری بار بھی نہیں سننا" وہ یکدم سے چیخا۔

زارک کیلئے مزید یہاں کھڑے رہ پانا جان لیوا ثابت ہو رہا تھا اتنی تکلیف آج تک ابراہیم نے نہیں دی تھی جتنی برلاس کے لہجے نے اسے دے دی تھی۔

وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گیا آنکھوں سے سیلابی ریلا بہہ نکلا تھا۔

"ٹھ۔۔۔ٹھیک ہے" وہ پیچھے ہٹتا گیا وہ موت کے قریب ہوتا گیا۔

"تم خوش رہو۔۔۔مجھے اور کچھ نہیں چاہئے کچھ بھی نہیں" آخر میں آواز بری طرح سے گھٹ گئی۔

وہ نہیں رک سکا وہ پیچھے قدم اٹھاتا گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ پاور چیئر پر بیٹھا گردن پشت پر ٹکائے بنا پلکیں جھپکائے مسلسل کسی سوچ میں گم تھا اور وہیں دوسری جانب اس پر نظریں ٹکائے یاقوت سامنے صوفے پر بیٹھا تھا۔ وہ زیحال کے پیچھے پیچھے ہی آفس روم میں آ گیا تھا۔

دونوں کے بیچ طویل خاموشی کا راج ہوا تھا مگر اس دوران یاقوت از حد بے چین تھا وہ کچھ کہنا چاہتا تھا بہت کچھ سننا چاہتا تھا۔

وہ اتنی دور بیٹھا بھی زیحال کی آنکھوں میں ٹھہری نمی دیکھ سکتا تھا۔ اسکی آنکھیں اس وقت سرخ ہو رہی تھیں جیسے ضبط کے آخری مرحلے میں ہو۔

تب ہی زیحال کا فون رنگ کرتے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا۔ وہ سیدھا ہو بیٹھتے سامنے سکرین پر جگمگاتا ہوا نام دیکھ فون کان سے لگا گیا۔

"جی لالا" آگے سے زریاب کے فون پر مہروز تھی۔

"چاچو میں مہروز ہوں" اسکے لالا کہنے پر وہ فوراً اسے اپنا تعارف کروانے لگی۔

"جی بیٹا۔۔۔"

"چاچو آپ کو پتہ ہے ہمارے گھر چھوٹا سا بے بی آیا ہے اسکی آنکھیں بھی کھلی ہیں اور بول بھی رہا ہے" وہ خوشی سے چہکتی آواز میں بتانے لگی۔

"بول کہاں رہا ہے سر میں درد کرتا سارے بدلے پورے کر رہا ہے" تب سے اسکی واں واں بند ہی نہیں ہو رہی تھی۔زریاب کلس کر بولے۔

"ماشاءاللہ۔۔۔ب۔۔۔بہت خوشی ہوئی" وہ آنکھوں کی نمی صاف کرتے بمشکل مسکرایا۔

"چاچو آپ کب آؤ گے بے بی سے ملنے اور زامی زالے کو بھی لاؤ گے اور۔۔۔اور زوناش اور عبدلباری کو بھی "

سب کا نام ضروری تھا کہیں وہ اسکے کسی ایک فرینڈ کو چھوڑ آتا تو مہروز کا کیا ہوتا وہ تو ٹیم کی لیڈر تھی اسے پوری ٹیم ایک ساتھ چاہیے ہوتی تھی۔

"میں جلدی آؤ نگا بیٹا۔۔۔ بابا کو میری طرف سے مبارک باد دینا"

"او کے لیکن آپ میرے لئے چاکلیٹس لاؤ گے؟

ساتھ میں کیک بھی"اسکا شدّت سے دل تھا اس وقت میٹھے میں یہ کھانے کا میٹھائی کھا کھا کر تو اک چکی تھی۔

"ضرور بیٹا میں لے کر آؤنگا"مہروز کی آنکھیں چمکی وہ فون اور بھی منہ میں گھساتی زریاب کی نظروں سے بچ کر پیزا برگر براؤنیز سینڈوچ جانے کیا کیا فرمائش کرتی نوٹ کرواگئی۔

زیحال نے مسکرا کر اسکی ساری چیزیں ذہن میں نوٹ کرلی جس لسٹ میں آخر میں اسکا فیورٹ گڈا اور ٹیم لیڈر پارٹنر زامل آفندی خاص طور پر تھا۔

فون بند ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی اور وہ پھر سے انہی سوچوں میں غلطاں کسی گہری کھائی میں ڈوب گیا تھا۔

"میں اتنا ضرور جانتا ہوں۔۔۔ کہ آپ ہم تینوں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں" وہ ہمت کرتے بولنا شروع ہوا۔

زیحال نے اسکی طرف نہیں دیکھا۔

"برلاس کو گھر سے نکالنے کے پیچھے آپ نے ضرور کچھ سوچا ہو گا۔۔۔آپ ہم سے زیادہ ہمارے قریب ہیں صرف کہنے کی حد تک نہیں۔۔۔ہم تینوں نے ماں باپ کی محبت میں آپ میں ڈھونڈی ہے"

کوئی شک نہ تھا اس بات میں وہ خود بھی انکاری نہیں تھا لیکن اس وقت یہ بات اسکے دل پر گھونسا بن کر پڑی تھی۔

"کل کے آئے شخص کے لئے آپ برلاس کو"

"وہ کل کا آیا نہیں ہے" وہ بے اختیار سیدھا ہو بیٹھا۔

"بھائی ہے وہ اسکا۔۔۔خونی رشتہ ہے دونوں کا" وہ

ضبط سے لہجے پر قابو رکھتے دھیمی آواز میں بولا۔

"اسے یہاں رکھ لوں؟ اتنے دن سے رکھا ہی تھا کیا

نتیجہ نکلا۔۔۔ برلا اس اسے بے عزت کرتا پھرے

دوستوں کے سامنے؟" یاقوت کو چپکی لگ گئی وہ بھی

وہیں تھا جب سبقت خان نے شام کا ہوا سارا واقعہ

انہیں بتایا تھا۔

"مطلب۔۔آپ نے اسے صرف احساس کروانے کیلئے گھر سے باہر؟" وہ احساس ہونے کی شدّت سے سانس نہیں لے پایا۔

وہ کتنے غلط تھے کیسے اور کتنی جلدی اپنے باپ پر سے اپنا اعتبار اٹھا گئے تھے بنا یہ سوچے کہ وہ ان سے زیادہ ان سے محبت کرتا ہے وہ کیسے اپنی اولاد کو خود سے دور کر سکتا تھا۔

زیحال کندھے ڈھیلے چھوڑ کر پیچھے ٹیک لگا گیا۔

"رہنے دو اسے باہر۔۔۔دونوں بات کریں گے تو ہی معاملہ حل ہو گا "

"م۔۔۔ مطلب آپ اسے واپس لے آئیں گے؟"

اسکی آنکھیں یکدم سے بھر آئیں۔

"کیا میں تم تینوں کو خود سے دور کر سکتا ہوں؟" اسے دکھ پہنچا تھا بہت ہی گہرا دکھ۔اسے آج یہ بات اپنے منہ سے بتانی پڑی تھی اسکی محبت ناکافی تھی ان کیلئے یہ ثابت کرنے کیلئے کہ وہ بھی ان میں اولاد کا عکس ہی ڈھونڈتا ہے۔

یاقوت کی سمجھ میں آچکی تھی کہ برلاس نہیں کرے گا قبول زارک کو کبھی بھی نہیں حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد بھی نہیں۔

لیکن ایک چیز جو پوری دنیا میں اسے یہ کرنے پر مجبور کرسکتی تھی وہ تھی اسکے باپ کی ناراضگی۔

وہ کتنی ہی دیر اسی بات کو سوچتا رہا جب ایک نتیجے پر
پہنچتے اس نے بے ساختہ نظر اٹھا کر زیحال کو دیکھا
جس کی نگاہیں پھر سے لیپ ٹاپ کی سکرین پر جم چکی
تھیں وہ غور سے اسکی سکرین پر کچھ دیکھ رہا تھا۔

وہ تو بعد میں پتہ چلا کہ اسکے ایک کان میں ایئر بڈ بھی لگا
تھا مطلب وہ کچھ سن بھی رہا تھا پوری توجہ کے
ساتھ۔اور جو سن رہا تھا وہ اسکے چہرے کے تاثرات
میں آتے اتار چڑھاؤ سے بخوبی پتہ چل رہے تھے۔

"کیا آپ کو نہیں لگتا یہ چیز برلا س پر دباؤ ڈالے گی زارک کو قبول کرنے کیلیئے؟" اسکی بات پر زیحال کی نگاہیں اوپر اٹھیں۔

"میرا مطلب ہے وہ آپ سے دور چلے جانے کے خوف سے زارک کو قبول کرے گا نہ کہ دل سے" اسے اب زیحال کے فیصلے ٹھیک لگ رہے تھے۔

"انکو وقت چاہیے اور وہ وقت نہیں دے رہا" ہاں یہ بات اب اسے وقت ہی دے سکتی تھی اور انکے

پاس ایک بہت اچھا موقع آنے والا تھا برلاس کے دل میں احساس لانے کیلئے۔

"ہوں" کچھ سوچ کر ہنکارا ابھرا "پھر اب؟ "

زیحال نے بھنویں اچکائی کہ کیا اب؟۔

"مطلب کہ اتنی سزا کافی ہے اب تک تو برلاس کو پتہ چل گیا ہو گا کہ آپ اسے معاف کب کریں گے جب وہ زارک کو قبول کرے گا تو پھر اسے اندر لے آؤں؟ "

وہ ایسے بے چین ہو رہا تھا جیسے ایک ماں اپنے بچے کے لئے ہوتی ہے زیحال نے بھنویں اچکائی۔

"ن۔۔۔ نہیں وہ میرا مطلب تھا کہ۔۔۔ وہ رو رہا ہے" آخر میں سر جھکا لیا کہ کہیں اسے اب بھی نہ لگے کہ وہ اسکے فیصلے کے خلاف ہے۔

"تو بھی جا کر رو لو اسکے ساتھ" تنک کر جواب دیا یاقوت نے یکدم سے سر اٹھایا۔

"ک۔۔۔ کیا؟" وہی بے وقوفانہ سوال۔

زیحال نے پھر سے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نگاہیں جما

لیں جب اسکی گرے جھیل سی آنکھوں میں ایک

سایہ سا لہرایا اس نے بٹن پریس کرتے ایک منظر دیکھا

پھر دوسرا وہ کرسی سے ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا۔

پھر منظر بدل کر تیسرا دیکھا۔

اسکے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے تھے۔

"کیا ہوا۔۔۔سب ٹھیک ہے؟" یاقوت اسے ہی دیکھ

رہا تھا تب ہی بے اختیار پوچھا۔

"لاسٹ ٹائم سکیورٹی کا جائزہ کب لیا تھا؟" سوال پر

سوال۔

"اممم۔۔۔یہی کوئی ایک مہینہ پہلے" اسکے جواب پر

زیحال نے خفاسی نظروں سے اسے دیکھا۔یاقوت

گڑ بڑا گیا۔

"وہ میں۔۔۔ بزی ہو گیا تھا پھر" اسے خاصی

شرمندگی ہوئی ایک ہی کام تو اسکے زمے تھا اس میں

بھی وہ لاپرواہی برت گیا۔

''اور گھر کے باہر؟'' اگلا سوال اگلا تجسس اگلی بے چینی۔

''دونوں میں اس بار میں کام چوری دکھا گیا'' اسکے جواب پر زیحال نے انگوٹھے اور انگلی سے چٹکی میں پیشانی تھام لی۔

''سوری'' یاقوت اب زیادہ شرمندہ ہوا تھا مگر یہ پریشانی والی بات تو نہیں تھی کیونکہ سب ٹھیک تھا اسکے مطابق۔

"آگے سے اس کام میں کوئی کوتاہی نہ ہو تم جانتے ہو ہم اسے اگنور نہیں کر سکتے" وہ لہجے حتی المقدور نرم رکھتے بولا یاقوت نے سر اثبات میں ہلا دیا ہاں یہ کام ضروری تھا۔

"ابھی کچھ ہوا ہے؟" وہ پریشان نہ ہوتا مگر زیحال کے اچانک پوچھنے پر ہوا تھا۔

مگر وہ جواب بروقت نہیں دے سکا وہ ہنوز سکرین پر نظریں گاڑھے بیٹھا تھا جہاں ایک ہی منظر بہت قریب سے دکھ رہا تھا صدر گیٹ کے باہر سٹیپس کا

منظر جہاں سے اسے برلاس اور زارک بخوبی دکھائی

دے رہے تھے مگر آواز آنا اب بند ہو گئی تھی۔

وہ حویلی آچکی تھی جہاں گرم جوشی سے اسکا اور

زریاب کا ایک نئے ننھے مہمان کے ساتھ پرتپاک

استقبال کیا گیا تھا۔وہ مہمان جس کا خان حویلی کی درو

بام نے بھی شدّت سے انتظار کیا تھا۔

آج وہ انتظار مکمل ہوا تھا آج وہ آگیا تھا جس کیلیئے یہ

سلطنت قائم کی گئی تھی نوشیر وال صاحب کا دوسرا

پوتا انہیں ایک کی خواہش تھی خدا نے انہیں دوسرا بھی دے دیا تھا۔

اور دیا بھی ایسا تھا جو پہلے دن کی بے حد ایکٹو اور پھرتیلا تھا اتنا کہ خود زریاب کو شک ہونے لگا تھا وہ انکی اولاد ہے۔

مہرام مہروز کی آمد پر خوشی منائی گئی تھی لیکن وہ دونوں بے حد خاموش بچیاں تھیں مہرام کے وقت تو پتہ ہی نہیں چلا تھا کہ گھر میں کوئی بچہ آیا ہے۔

مہروز کے وقت اسکی تھوڑی بہت رونے کی آواز حویلی میں رونق لے آتی تھی لیکن اب اس چھوٹے خان نے آکر وہ ساری کسر پوری کر دی تھی۔

وہ یا تو سوتا تھا یا پھر روتا تھا اور جب وہ روتا تھا تو شیر وال صاحب کی جان پر بن آتی تھی کہ وہ کیوں رو رہا ہے اسے کیا چاہئے۔

دنیا کی موسٹ برانڈڈ کمپنیز کے اعلی کوالٹی کے ملک پیک اسکے لئے منگوا دیے گئے تھے تا کہ اسے اپنی ماں کا دودھ اچھا نہیں لگ رہا تو وہ ان میں سے پی لے۔

کھلونوں سے یکایک ملازموں نے حویلی بھر دی تھی

جیسے آج نہ آئے تو کبھی نہیں آسکیں گے۔ مگر انکو یہ

بات کون سمجھاتا کہ وہ ابھی صرف ایک دن کا تھا جسے

کھیل کے نام پر بھی صرف رونا آتا تھا۔

زریاب بیڈ پر بیٹھے اپنے اور خانم کے بیچ آئے اس ننھے

مہمان کو دیکھ رہے تھے جواب مہمان کم زریاب خان

زیادہ لگ رہا تھا۔

انکی جگہ پر انکی بیوی پر اپنا قبضہ جمائے فل ٹھاٹھ سے اپنی ننھی مٹھیاں بھینچ کر ساتھ لبوں کو باہم پیوست کئے۔

ابھی سیماب نے اسے فیڈ کروایا تھا تب ہی وہ اتنی پر سکون نیند سو پایا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو خان ؟" وہ انکو کب سے دیکھ رہی تھی جو یک ٹک اپنے صاحبزادے کو دیکھ رہے تھے۔

"ام دیکھ رہا ہے۔۔۔اب اسکی بیٹری کب تک چارج رہے گی" انکی بات پر سیماب نے ٹھوکا انکے کندھے پر رسید کیا۔

"چھوٹا بچہ ہے" اسکی بات پر زریاب کی بے ساختہ آنکھیں پھیلیں حیرت سے بے یقینی سے۔

"چھوٹا بچہ؟" وہ تقریباً چیخے "اس چھوٹے بچے نے آتے ساتھ سب کو ایک ٹانگ پر کھڑا ابھی کر دیا۔۔۔اور تم کہہ رہا ہے چھوٹا بچہ ہے۔۔۔امارا بیٹیوں کو دیکھا تھا؟ پورے تین مہینے تو انکا پتہ بھی

نہیں چلا تھا اور اس نے ہوسپٹل میں ہی ام کو ناک میں دم کروا دیا"

یہ بات صرف سیماب ہی نہیں سن رہی تھی وہ چھوٹا خان بھی سن رہا تھا۔ تب ہی مزید اپنی ننھی مٹھیاں بھینچ کر پورا لگا کر رونے لگا۔

"یہ۔۔۔یہ سن رہا تھا؟" زریاب یکدم سے بوکھلا گئے سیماب نے اسکے ننھے سے وجود پر ہاتھ رکھ کر ذرا سی تھپکی دی ماں کو قریب ہی پا کر وہ فورا اسے پر سکون ہوتے سو گیا۔

جیسے اسے پتہ چل گیا ہو کہ وہ اکیلا نہیں ہے اس جلاد آدمی کے پاس اسکی ماں بھی ہے۔

تھوڑی دیر بعد زریاب اسے لے کر باہر آ گئے تھے

سیماب کا ابھی مکمل طور پر بیڈ ریسٹ پر تھی اور کئی دن تک کمرے سے بلکل ہی باہر نہیں آسکتی تھی اسکے لئے اندر ہی دو تین ملازمائیں رکھ دی گئی تھیں۔ جو اسکی پل پل خدمات سر انجام دے رہی تھیں۔

باہر داراب ابھی آیا تھا اسے آتے ہی شدّت سے اپنے

ننھے فرد کو دیکھنے کی طلب ہوئی تھی زریاب کی گود

سے لے کر اس نے بغور دیکھا۔

اتنے گھنٹے بعد وہ اب ٹکر ٹکر آنکھیں کھول کر سامنے

آیا نیا چہرہ دیکھ رہا تھا اب بھلا یہ کون تھا جو اسے اٹھا کر

دیکھ رہا تھا۔

لیکن سیاہ کانچ سی آنکھیں بھوری رنگت اور ہلکی ہلکی

بئیرڈ والا یہ شخص اسے برا نہیں لگا تھا جو اسے ہنس ہنس

کر کھلا رہا تھا۔

اسکے گالوں پر کوچی کوچی کر رہا تھا اسے اپنی بئیرڈ سے بچاتے وہ ڈھیروں پیار اسکے نرم و ملائم گال پر کر رہا تھا۔

زرتشم اور ڈاکٹر برہان بھی حویلی آ گئے تھے۔ زرتشم تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی وہ ایک بار پھر سے پھپھو بن گئی تھی۔

"ام کو دو" وہ کب سے اسے داراب کے قبضے میں دیکھ رہی تھی۔

"کیوں دوں میں پہلے آیا تھا" داراب بضد ہو کر تھوڑا اور آگے صوفے پر کھسک گیا۔

"ام تم کو اٹھا کر باہر پھینکوا دے گا" وہ دھمکی پر اتر آئی انکی لڑائی آج بھی ویسے ہی ہو رہی تھی جیسے چھوٹے ہوتے بچپن میں ہوتی تھی۔

"داراب" نوشیر وال صاحب کب سے ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے پھر ویسے ہی بولے جیسے تب بولتے تھے اپنی بیٹی کو تنگ ہوتے تو وہ آج بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔

مگر تب ہی انکے ذہن میں وہ تلخ یادیں گردش کر گئیں وہ کیسے بالاج کے وقت بھول گئے تھے کہ وہ انکی بیٹی ہے کیسے انہوں نے پتھر دل کر لیا۔

لوگوں کے بولنے کا خوف ایک باپ کی محبت پر غالب آگیا تھا انہیں آج اس بات کر شدید پچھتاوہ ہوتا تھا اتنا کہ سانس لینا بھی دوبھر لگے۔

نہیں انہیں لوگوں کو نہیں دیکھنا چاہیے تھا جو آج کہیں نہیں تھے انکے پاس انکی بیٹی تھی یہ بھی قسمت تھی کہ

بیٹی بچ گئی تھی ورنہ انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی

تھی اسے گنوانے میں۔

داراب نے منہ بنا کر ننھے زریاب کو زرتشم کی گود میں

دے دیا۔

اسے لے کر وہ جلدی سے پیچھے ہو گئی مبادہ اسکا بد تمیز

بھائی اسے پھر سے تنگ نہ کرے۔

وہ بے بی کو بے تحاشہ چومتی اپنے ساتھ لگا گئی جیسے

ایک ماں کی ممتا نے کئی برسوں اسکا انتظار کیا ہو۔

اسکی اتنی محبت دیکھ داراب اور زریاب اپنی اپنی جگہ سٹک ہوئے تھے بہن کی شادی ہو جائے تو بھائیوں کی خواہش اسکے گھر کو ہنستا بستا دیکھنے کی ہوتی ہے یہی ان دونوں کی بھی تھی۔

برہان اٹھ کر اسکے پاس آ گئے اور اسکی گود میں ہی بے بی کو پیار کرنے لگے مجال ہے جو وہ رویا ہو یا ذرا سا بھی چسکا ہو بس ٹکر ٹکر سب کو دیکھ رہا تھا۔

"اب دیکھو اسکو کیسے چپ ہے ام ذرا بھی ہاتھ لگائے تو
ایسے روتا ہے جیسے ام نے اسکو مارا ہو" وہ جھینپ کر
اپنے صاحبزادے کو دیکھنے لگے۔

"اوں۔۔۔ایسا سوچنا بھی مت ورنہ تم ام کو اپنا دشمن
پائے گا" نوشیر وال صاحب نے فوراً اسے اپنے پوتے
کی سائیڈ لی۔

"پوتے سے یاد آیا زیحال اب تک نہیں آیا؟ اسکو تو
بہت پہلے آ جانا چاہئے تھا" انکو زیحال کو فکر ہوئی بھلا

ایسے موقعے پر اپنے بیٹے اور اپنے بڑے پوتے کے بغیر انکی خوشی کیسے مکمل ہوتی۔

وہ تو خان حویلی کا اگلا سردار تھا جسے ابھی سے سرداری سونپ دی گئی تھی۔

"میں نے بولا تھا چاچو کو ابھی تک نہیں آئے" مہروز کو تو سب سے زیادہ اسکا انتظار تھا بھلا وہ اسکی ٹیم کے ساتھ اتنا کچھ پارٹی کیلئے لانے والا تھا۔

"دری۔۔۔فون کرو" انکے کہنے پر داراب نے فورا سے فون نکال کر زیحال کو کال کی رنگنگ ہو رہی تھی مگر وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔

"شاید مصروف ہو گا آجائے گا کچھ دیر تک" وہ دلاسہ دیتے انکو پر سکون کر گیا۔

جب زرتشم کی نظر اپنے ساتھ بیٹھے برہان پر پڑی وہ بے بی کو بے تحاشہ پیار کر رہے تھے وہ انکو دیکھتی رہ گئی۔

"اتنا چھوٹا بے بی میں نے پہلی بار اٹھایا ہے یہ کتنا کیوٹ ہے" انکی خوشی دیکھنے لائق تھی خوشی سے چہرہ جیسے تمتمانے لگا تھا۔

زرتشم کو انکی خوشی پر اپنی سانسیں تنگ پڑتی محسوس ہوئی وہ انکو دیکھتی رہی جیسے آس پاس اور کوئی نہ ہو سوائے انکے۔

"اتنا ہلکا سا بھی ہے" وہ واقعی اسکے ٹھوس بائسپس کے آگے تنکے جیسا معلوم ہورہا تھا جسے وہ اتنے بھاری بھرکم کمبل میں بھی ایک ہاتھ پر اٹھا گئے تھے۔

زرتشم کی آنکھوں میں تیزی سے نمی بھرنے لگی وہ اٹھ کر اندر چلی گئی اسے ایسے جاتے دیکھ بیلا پریشان سی ہوئی۔

سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے وہ اٹھ کر وہیں اسکے پیچھے کمرے میں آگئی جب سامنے ہی وہ بیڈ پر بیٹھی سسکیوں میں رو رہی تھی۔

"گل" وہ بے اختیار اسکے پاس جا بیٹھی جب اسے دیکھ وہ آنکھوں کے کنارے صاف کرتی سیدھی ہو بیٹھی۔ مگر آنکھوں سے آنسوں اب بھی نکل رہے تھے۔

"کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہا ہے کچھ ہوا ہے ؟" وہ پریشان کن لہجے میں اسکا کندھا تھامے محبت سے پوچھنے لگی۔

انکے بیچ ماضی میں سب ٹھیک نہیں رہا تھا مگر اب داراب کے جانے کے بعد سے وہ اس سے جڑے ہر رشتے کو اپنا چکی تھی۔

"بتاؤ بھی۔۔۔ام کسی کو بلائے ؟" وہ اسکی خاموشی پر اٹھ کر جانے ہی لگی تھی جب زرتشم نے بے ساختہ اسکا ہاتھ تھام کر سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں۔۔۔ک۔۔۔ کسی کو نہ بلاؤ" بولتے ہی وہ پھر روپڑی بیلا واپس بیٹھ کر اسے دیکھنے لگی جیسے منتظر ہو وہ اب کچھ بتائے گی۔

"ام نے بہت غلط کیا ہے۔۔۔ا۔۔۔ام خود کو کبھی اسکے لئے معاف نہیں کرے گا" وہ سسک کر روتی سر ہاتھوں میں گرا گئی۔

"کیا کیا ہے میری جان ام کو کچھ بتاؤ تو سہی" وہ اب صحیح معنوں میں پریشان ہوئی تھی۔

وہ اسے شروع سے لے کر اب تک سب بتاتی گئی جسے سن کر زرتشم سے زیادہ بیلا کو اپنا آپ زمین میں گڑھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

بالاج کی وجہ سے آج وہ ماں بننے کا اختیار کھو چکی تھی یہ بات اسکی رپورٹس میں شروع دن سے واضح تھی کہ وہ اب کبھی ماں نہیں بن سکتی۔

یہ جاننے کے باوجود اس نے ڈاکٹر برہان سے شادی کر لی جنہیں آج ایک بچے سے پیار کرتے ہوئے دیکھ اسکا دل پھٹنے کو ہوا تھا۔

وہ کیسے اتنا بڑا گناہ کر گئی ایک مکمل شخص کو اپنی وجہ سے نا مکمل کر گئی یہ دکھ بہت بڑا تھا یہ اذیت بہت بڑی تھی۔

"ا۔۔۔اسکوک۔۔۔کسی چیز کی کمی نہیں ہے پھر بھی" وہ ہینڈ سم تھے گڈ لکنگ ہر طرح سے مکمل انسان اور تو اور اسپیشلسٹ بھی تھے جن کا نام شہر کے جانے مانے معروف ڈاکٹرز میں شمار ہوتا تھا۔

کتنی ہی کامیاب ترین ڈاکٹرز ان سے شادی کرنے کی خواہشمند تھیں آج بھی ہیں مگر انہوں نے کبھی کسی کو جواب نہیں دیا تھا۔نہ آج کسی کو ہاں کرتے ہیں۔

"ک۔۔۔کیا وہ جانتے ہیں اس بارے میں ؟" اسکی آواز میں خوف سا چھلکا زرتشم سر اثبات میں ہلا گئی۔

بیلا کو اس شخص پر جی بھر کر حیرت ہوئی وہ مکمل تھا تو وہ کیوں اسے قبول کرے گا۔

مگر وہ کر چکا تھا کیونکہ اسے محبت تھی چاہت تھی عشق تھا اور وہ بھی بے پناہ۔جنون کی حد تک وہ شخص اس

لڑکی کے پیچھے پاگل تھا کہ اچھی خاصی عورتوں کو چھوڑ کر وہ اس لڑکی سے اسکی محبت کی بھیک مانگ رہا تھا صرف اس ایک نظر کی محبت سے۔

تب ہی زرتشم کی نظر دروازے پر کھڑے برہان پر پڑی جو اسے ڈھونڈتے ہوئے ہی یہی آئے تھے انہیں اچانک دیکھ وہ سانس لینا بھول چکی تھی۔

وہ اسکے سامنے کھڑا تھا مگر ڈھیر ہو رہا تھا وہ زندہ تھا مگر مردہ ہو رہا تھا وہ سانس لے رہا تھا مگر سانسوں کا منکا ٹوٹ رہا تھا وہ کیسے برداشت کر پا رہا تھا بر لا اس کی باتیں یہ صرف وہ جانتا تھا۔

"ا۔۔۔او کے۔۔۔ ٹھیک ہے" دوسری بار وہی جواب مگر لہجہ پہلے سے زیادہ ٹوٹا ہوا تھا آواز اب زیادہ شکست خوردہ لگ رہی تھی۔

وہ کس کے سامنے رشتے کی بھیک مانگ رہا تھا جو اسے بھیک میں صرف دھتکار دے رہا تھا ایک نقش جو اسکے

ننھے ذہن پر آج بھی بر قرار تھا اور ذہن کی نشو نما کے ساتھ وہ بھی جڑیں پکڑ گیا تھا۔

"وہ تمہیں بھی مار دے گا وہ بہت ظالم ہے اس نے مار دیا تمہارا ماما بابا کو "

کسی کے الفاظ آج بھی بھوری آنکھوں والے لڑکے کے ذہن میں گونج رہے تھے اس وقت طاری ہوا لرزا آج بھی اسی کیفیت پر اسے لے جا رہا تھا۔

وہ زارک کے سامنے کھڑا تھا مضبوط چٹان بن کر لیکن اسکی اولیو گرین آنکھیں آج بھی اسے اسی خوف کی کیفیت سے دوچار کر رہی تھیں۔

"نہیں کہوں گا اب کچھ۔۔۔ نہیں مانگوں گا کچھ" وہ قدم پیچھے کی جانب بڑھاتا گیا ہر قدم پر جیسے وہ اپنی خواہش کے قریب پہنچ رہا ہو۔

"نہیں آؤں گا تم لوگوں کے بیچ" لہجے کے ساتھ دل بھی بہت برا ٹوٹ رہا تھا ایسے جیسے خون رس رہا ہو۔

"ن۔۔۔ نہیں سنو گے دوبارہ یہ آواز"

''نہیں آؤنگا پ۔۔۔پھر نظر'' آنکھوں کی باڑ توڑتے کئی آنسوں تیزی سے گال پر پھسلے تھے برلاس کے دل کو کچھ ہوا اسکے چہرے کے تاثرات یکدم سے بدلے۔

''م۔۔۔میں نے۔۔۔میں نے بابا کو نہیں مارا تھا'' وہ کہہ رہا تھا ساتھ قدم پیچھے اٹھا رہا تھا برلاس ایک دم سے سیدھا ہو کھڑا ہوا۔

''میں نے نہیں مارا انکو۔۔۔وہ۔۔۔وہ میرا ابھی باپ تھا'' برلاس یکدم سے دو قدم آگے آیا بے اختیار بے

خودی میں اٹھائے گئے یہ دو قدم جن سے وہ خود بھی واقف نہ تھا۔

"یہ۔۔۔یہ تکالیف۔۔۔یہ اذیتیں۔۔۔میں اب اور نہیں کر سکتا برداشت "آواز کانپنے لگی برلاس کا دل یکدم سے مٹھی میں آگیا جیسے خون اپنے خون کے لئے جوش مارنے لگا ہو۔

"نہیں کر سکتا میں۔۔۔"وہ آخر میں کرب اور اذیت سے چیخ پڑا تھا برلاس لرز کر وہی رک گیا تھام گیا سانسیں روک گیا۔

"م۔۔۔میرے ساتھ یہی ہونا چاہئے تھا۔۔۔کیوں رہا میں زندہ۔۔۔کیوں؟" وہ چیخ رہا تھا وہ برلاس سے دور جا رہا تھا آواز کم ہو رہی تھی۔

وہ اب نہیں بڑھ رہا تھا اسکی طرف وہ صرف دیکھ رہا تھا۔

"مر جانا چاہئے تھا اسی قبر میں دفن ہو جانا چاہئے تھا جس میں میں نے خود اپنی ماں کو اپنے ہاتھوں سے اتارا تھا۔۔۔کیوں رہا میں باہر۔۔۔کیوں۔۔۔کیوں؟"

اسے اس کیوں کا جواب چاہیئے تھا ورنہ اسکے دماغ کی رگیں آج پھٹ جاتی یہ تکلیف اسکی جان لے لیتی۔

برلاس وہی کھڑا تھا وہ وہی کھڑا رہ گیا تھا اور وہ چلا گیا تھا اس سے کئی قدم دور۔ کئی فاصلے پر۔ یہاں تک کے بیرونی گیٹ تک جا پہنچا تھا۔

وہ پاس تھا تو غصّہ آرہا تھا شدید غصّہ لیکن جب دور جارہا تھا تو اسے برا کیوں لگ رہا تھا دل اسکے لئے بے چین کیوں ہورہا تھا۔

زارک پاشاولا کی حدود سے باہر ہو گیا مگر وہ برلاس کی نظروں میں اب بھی تھا۔ کیوں تھا وہ اسے اگلے ہی لمحے علم ہو گیا تھا۔

وہ لمبی سڑک پر الٹے قدموں برلاس کو دیکھتے آنکھوں میں آخری خواہش لئے کھڑا ہوا تھا جب ایک تیز رفتار گاڑی کہیں سے آتی اسے ایک جھٹکے میں اڑا گئی اور سب فنا ہو گیا۔

اسے اسفندیار شاہ کا خون فضاؤں میں دکھائی دیا تھا۔ وہ خون جو بچپن سے بے وقعت تھا آج بھی بے وقعت ہو گیا تھا۔

بر لاس وہی کھڑا رہا ہوا رک چکی تھی سانسیں بند ہو چکی تھیں آس پاس سب دھندلا سا گیا تھا مگر وہ کھڑا تھا وہ زندہ ہو کر بھی مردوں کی طرح کھڑا تھا۔

وہ نہیں دیکھ پایا اپنے باپ کو دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگتے یاقوت کو بھاگتے گارڈز کو بھاگتے سب باہر کی

طرف جا رہے تھے کیوں؟ وہ اس کیوں کا جواب چاہ کر بھی اپنے سن ہوتے دماغ کو نہیں دے پایا تھا۔

118/2

زیحال کب سے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نہ صرف صدر گیٹ کا منظر دیکھ رہا تھا بلکہ اسے پاشا ولا کے باہر آس پاس کچھ گڑ بڑ بھی محسوس ہو رہی تھی۔

باہر کی سڑک پاشا ولا سے گزرتی دوسرے اطراف بھی جاتی تھی مگر وہاں آج تک کسی کو آنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی یہ پورا علاقہ اسکا تھا جہاں دور دور تک اسکے بندے ہوتے تھے۔

مگر آج اسے وہاں کی فضا میں ہی عجیب سا بدلاؤ محسوس ہو رہا تھا تب ہی وہ بے چین سا ہوتا باقی کیمرے چیک کرنے لگا۔

دور دور تک اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دیا ایسا جس پر وہ اپنے شک کو یقین میں بدل سکے تب ہی واپس سے اسی کیمرے پر آ گیا جہاں سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

مگر اسے آن کرتے ہی اسکی گرے جھیل سی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں۔ اسے زارک کے قدم پیچھے کو اٹھتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ یکدم سے سیدھا ہوا۔

جب دوسری سکرین پر ایک گاڑی نمودار ہوئی جو اسکی نہیں تھی نہ اسکے بندوں کے زیر استعمال تھی تو پھر وہ کس کی تھی۔

یہاں زارک مین گیٹ کی جانب بڑھ رہا تھا اور برلا اس اسے بڑھنے دے رہا تھا۔ زیحال نے فون اٹھا کر گارڈ کو کال کی جسے وہ فوراً اسے ریسیو کر گیا۔

"ایک نہ معلوم گاڑی اس طرف آرہی ہے چیک کرو کس کی ہمت" اگلے پل اسکے ہاتھ سے فون چھوٹ کر بے اختیار گود میں گرتا نیچے جا گرا۔

وہ بنا ایک لمحہ بھی ضائع کئے دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگا۔جب باہر سے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لئے یاقوت نے اسے اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھا۔ اسکے ذہن میں پہلا خیال سیدھا برلاس کا آیا تھا وہ ٹرے رکھتے خود بھی اسکے پیچھے بھاگ لیا۔

برلاس کھڑا تھا مفلوج ذہن کے ساتھ اس نے دیکھا تھا اپنی آنکھوں سے کسی کو زندگی اور موت کا کھیل

کھیلتے ہوئے۔ مگر وہ پتھر بنا کھڑا تھا جیسے اب کبھی کوئی حرکت نہیں کر سکے گا۔

اسکے کندھے سے زیحال کا کندھا بھی ٹکرایا وہ پھر بھی نہ ہل سکا۔ اسکا باپ باہر کی جانب بھاگ رہا تھا یا قوت اسکے پیچھے تھا گارڈز پہلے ہی باہر نکل کر اس گاڑی پر اٹیک کر چکے تھے۔

اور انکی کوششیں رنگ لے آتی وہ گاڑی سمیت لوگ بھی ختم ہو گئے مگر جو نقصان وہ پیچھے کر گئے تھے اسکی بھرپائی اب دنیا کا کوئی فائدہ نہیں کر سکتا تھا۔

"زارک "زیحال کی آواز فضا میں گونجتی لہروں کی صورت میں سفر کرتی اسکے کانوں میں پڑی تھی۔

مگر ایسے جیسے وہ سمندر کی تہوں میں اپنے وجود کو غوطہ زن محسوس کر رہا ہو۔زیحال نے آتے ہی اسکا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھتے اسکا چہرہ تھپتھپایا۔

"زارک۔۔۔زارک آنکھیں کھولو۔۔۔زارک۔۔۔یاقوت۔۔۔یاقوت گاڑی نکالو۔۔۔جلدی "وہ ہزیانی سا چیخنے لگا تھا زارک کا چہرہ اس وقت سرخی سے بھر چکا تھا۔

اس نے بوجھل آنکھیں کھولنے کی کوشش میں پوری

طاقت لگادی۔

"و۔۔وہ

۔۔۔اب۔۔۔اب۔۔۔ر۔۔ا۔۔۔ہ۔۔ی۔۔۔

م"کپکپاتے ہونٹوں سے اس نے کچھ کہنے کی کوشش

کی جب ایک شدید درد کی لہر نے آن کی آن اسکے

پورے وجود کو آن جکڑا۔

"نہیں۔۔۔نہیں پلیز۔۔۔۔یاقوت۔۔۔پامیر"وہ

حواس باختہ سا چیخ کر انکو پکار رہا تھا جب یاقوت تیزی

سے گاڑی نکال کر لاتے انکے قریب روک گیا۔اور اتر کر زیحال کے ساتھ مل کر زارک کو گاڑی کی پچھلی نشست پر ڈالا زیحال وہیں اسکے ساتھ اسکا سر اپنی گود میں رکھے بیٹھ چکا تھا جب یاقوت نے گیئر لگاتے گاڑی سٹارٹ کی۔

اگلے لمحے گاڑی ہواؤں سے باتیں کرنے لگی تھی۔

"آنکھیں کھولو۔۔۔کھولے رکھو۔۔۔ہم ابھی ہوسپٹل پہنچ جائیں گے اوکے۔۔۔کچھ نہیں ہوگا

تمہیں" وہ کسے جھوٹا دلاسہ دے رہا تھا جو خود ہنسی

خوشی موت کو گلے لگانے کو بے تاب تھا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں زارک" اسکی بند ہوتی آنکھوں کو

دیکھ اسکی جان نکلی تھی۔

وہ پھر سے اسکی آواز پر آنکھیں کھولنے کی کوشش

کرنے لگا بوجھل پلکیں جن پر اسفندیار شاہ کا وہی خون

ٹھہرا تھا جسے بچپن سے آج تک صرف دھتکار ملی

تھی۔

"آ۔۔آپ

سے۔۔۔م۔۔۔میری۔۔۔ک۔۔۔کوئی

د۔۔۔دش۔۔۔م۔۔۔نی۔۔۔ن۔۔۔نہیں

تھ۔۔۔تھی اب۔۔۔اب۔۔۔را۔۔۔ہی۔۔۔م

نے۔۔۔م۔۔۔مج۔۔۔ھے

۔۔۔مم۔۔۔مج۔۔۔بور۔۔۔ک۔۔۔کیا۔۔۔"

اسکی آنکھوں سے گرم سیال بہتا سیدھا زیحال کے دل پر گرا تھا اور اسے تکلیف سے دوچار کر گیا تھا۔

"تم۔۔۔تم چھوڑو یہ باتیں۔۔۔سانس لو۔۔۔لمبا سانس لو" وہ نہ دلائے اسے لمبا سانس جس میں وہ پوری زندگی کے سانس ایک ہی بار میں لے جائے۔

"ب۔۔۔ر۔۔۔ل۔۔۔ا۔۔۔س۔۔۔لٹ۔۔۔ل۔۔۔ف۔۔۔فی۔۔۔ری" اولیو گری آنکھوں میں اس وقت ان دو چہروں کو دیکھنے کی شدّت سے خواہش ہوئی تھی۔ مگر کچھ خواہشیں جنم لینے سے پہلے ہی ادھوری لکھ دی جاتی ہیں۔

وہ بولنا چاہتا تھا مگر بول نہیں پا رہا تھا وہ باتیں کرنا چاہتا تھا اتنی کہ سننے والا اسے زندگی بھر سنتا رہے مگر اسکی باتیں ختم نہ ہوں۔

"آنکھیں کھولو۔۔۔میں کہہ رہا ہوں ناں۔۔۔سانس لو ایک لمبا سانس" اس نے زیحال کی بات پر اپنی بمشکل کھلتی آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھا۔

وہ مہربان تھا وہ دشمنوں کے لئے بھی مہربان تھا اسکی بات وہ کیسے ٹال دیتا جس نے اسے اسکے بھائی سے ملوایا۔

وہ زیحال کی بات مان کر لمبا سانس لے گیا جب منہ سے ایک سسکی بر آمد ہوتی حلق میں کچھ ٹوٹا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ ٹھہر گئی چہرے پر اطمینان ٹھہر گیا اور پلکوں کی جنبش ہمیشہ کیلئے رک گئی۔

سانسوں کا منکا ٹوٹ چکا تھا وہ چلا گیا تھا سب سے دور بہت دور جہاں اسے کوئی اذیت نہیں والا نہیں تھا جہاں اسے کوئی دھتکارنے والا نہیں تھا۔

زیحال سانس نہیں لے سکا وہ شل بیٹھا اسے دیکھتا رہا جیسے اسکی آنکھوں کی حرکت اسکی ناک اور منہ سے

نکلتی سانسوں کی بھانپ کو محسوس کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"ز۔۔۔زارک۔۔۔؟"اس نے زارک کا چہرہ تھپتھپایا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا اور ہمیشہ کے لئے وہ اب اسے ہی دیکھ سکتا تھا۔

"زارک"خوف سے اسکی آواز پھٹی یاقوت نے مڑ کر اسے دیکھا اسکے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا۔۔ ٹھیک ہے زارک ؟" وہ ڈرائیونگ کرتے مکمل طور پر پیچھے نہیں مڑ سکتا تھا لیکن زیحال کا چہرہ اسکے دل کو دھڑکے میں ڈال گیا۔

"بھائی کچھ بولیں" وہ نہیں بول سکا نہ ہی کوئی جواب دے سکا جیسے اب کبھی بول ہی نہیں پائے گا۔

یاقوت نے گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھالی اور ہوسپٹل پہنچنے سے پہلے ہی وہ مبشر کو کال کر چکا تھا جو انکا پہلے سے منتظر کھڑا تھا۔

زارک کو افرا تفری کے عالم میں سٹریچر پر ڈالتے اندر لے جایا گیا جہاں سے ڈاکٹر مبشر نے انکو جوائن کیا لیکن آئی سی یو کی طرف بڑھتے انکے تیز قدم سست روی اختیار کر گئے۔

انہوں نے رک کر اسے دیکھا۔

"دیکھ کیا رہے ہو کرو ناں کچھ" اسکے دیر کرنے پر یاقوت بے طرح برہم ہوتا چیخ پڑا جبکہ زیحال کی نگاہیں اب تک زارک کے چہرے پر ٹھہری تھیں۔

مبشر نے اسے روم میں داخل کرتے اسکی دھڑکنوں کو چیک کیا انہیں کانوں میں کوئی حرکت ہوتی سنائی نہیں دی۔

پھر انہوں نے اسکی سانسوں کو محسوس کرنا چاہا نبض پر ہاتھ رکھا۔ دل بے اختیار رک گیا ایسے جیسے اب کبھی نہیں دھڑکے گا۔

یاقوت بے چینی کے عالم میں انہیں ہی دیکھ رہا تھا جب اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات پر یکدم سے ٹھٹھکا۔

"ک۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔ تم۔۔۔ تم کچھ بول کیوں نہیں رہے؟" اسکی خاموشی چبھی تھی یاقوت کو۔

انہوں نے خالی نظروں سے یاقوت کی جانب دیکھا۔

ہونٹ بمشکل ہلے۔

"یہ۔۔۔ یہ مرچکا ہے یاقوت" یہ الفاظ یاقوت کے کانوں میں ہتھوڑے بن کر گونجے تھے اس نے بے یقینی سے زارک کو دیکھا جس کی آنکھیں پوری بند بھی نہ تھیں۔

مگر مبشر نے بند کر دی تھیں انکے عمل پر یا قوت یکدم

سے ہوش میں آتا بوکھلا سا گیا۔

"ارے۔۔۔ای۔۔۔ایسے کیسے۔۔۔ابھی تو یہ لڑ رہا

تھا برلاس سے اس سے اپنا بھائی مانگ رہا تھا پھر ک

۔۔کیسے۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گیا خود ہی۔

اس کی نظر ٹرانس کی سی کیفیت میں زار ک کے

چہرے پر پھر پڑی۔

تو کیا وہ آخری بار تھا سب ؟ وہ آخری بار اپنے دل کی

باتیں کر رہا تھا۔ آخری بار محبت کی بھیک مانگ رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں تم کوشش کرو۔۔۔ یہ ٹھیک ہے بلکل یہ ابھی بول رہا تھا تم کوشش کرو۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں ناں" آخر میں وہ یکدم سے دھاڑ اٹھا۔

ڈاکٹر مبشر نے بمشکل آنسوں ضبط کرتے اپنے ہاتھ کے پنجوں کو آپس میں ملا کر اسکے سینے پر دباؤ دیا ایک بار دو بار تین بار۔

پوری طاقت لگا کر اخر میں جس پر مشینری استعمال کی گئی لیکن ہر چیز بے سدھ ہو گئی ناکام ہو گئی کوئی بھی اسے زندگی کی طرف نہیں لا پائی۔

"ہ۔۔۔ہم۔۔۔ باہر انتظار کرتے ہیں۔۔۔تم۔۔۔تم آپریشن کرو جو تم ڈاکٹرز کرتے ہو تم وہ کرو۔۔۔"وہ زیحال کا ہاتھ تھامے باہر جانے کی لگا تھا مبشر کے الفاظ اسکے قدم وہیں زنجیر کر گئے۔

"ہم ڈاکٹر مرے ہوئے لوگوں کو زندگی کی طرف نہیں لا سکتے یاقوت"آواز بوجھل تھی شکست خوردہ۔ ایسے جیسے ابھی دل پھٹ جائے گا۔

یاقوت نے ٹرانس کی سی کیفیت میں مڑ کر انہیں دیکھا
وہ سر نفی میں ہلا گئے۔ وہاں کچھ نہیں بچا تھا سوائے
اذیت سے زخمی ہوئے وجود کے۔

یاقوت کے ہاتھ سے زیحال کا ہاتھ چھوٹ گیا اس نے
گردن موڑ کر اپنے باپ کو دیکھا۔

جس کی سفید شرٹ اسفندیار شاہ کہ خون سے لبریز
تھی چہرا بنا کسی تاثر کے۔ اسکی گود میں سر رکھے اس
شخص نے اپنی آخری سانس لی تھی اسکے کہنے پر۔

اتنی لمبی سانس کہ اب اسے زندگی میں دوبارہ سانسوں کی ضرورت نہ پڑے۔

مبشر نے اپنے لرزتے ہاتھوں سے سفید چادر اسکے چہرے پر ڈالنے سے پہلے اسکی آنکھوں کو بند کرنے کی کوشش کی جو بند ہو بھی گئیں ہمیشہ کیلئے۔

بند ہونے سے پہلے ساتھ منٹ جس کے سات سیکنڈ بچے تھے زہن نے دو چہرے یاد کئے تھے۔

برلاس شاہ۔۔۔

چام کی لٹل فیری۔۔۔

وہ کسی کا منتظر نہیں تھا جیتے جی اس نے اپنوں کی خواہش کی تھی مرنے کے بعد وہ انکو دیکھنے کا حق اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

مبشر نے چادر جیسے ہی اسکے چہرے پر ڈالی سائیڈ پینٹ کی جیب سے ایک کاغذ جو اس افراتفری میں نکل کر گرنے کو ہوا تھا بالآخر مبشر کے قدموں میں گر گیا تھا۔

انھوں نے جھک کر اسے اٹھالیا۔ سامنے اس شخص کے تحریر کئے الفاظ تھے جن کو وہ اپنے ساتھ لے کر گھومتا تھا۔

انھوں نے دھندلاتی آنکھوں سے اسکے سفید چادر میں ڈھکے چہرے کو دیکھنا چاہا۔ کیا وہ جانتا تھا اسکا وقت دنیا میں پورا ہو چکا ہے۔

"زیحال خان آفندی کیلئے" نام پڑھتے ہی انھوں نے اپنے بوسیدہ قدم اٹھاتے زیحال کا رخ کیا۔

اور اسکے قریب آتے وہ لیٹر اسکی جانب بڑھا دیا جسے

دیکھ اس نے نہ سمجھی سے مبشر کو دیکھا۔

"ز۔۔۔۔زار۔۔۔ک کا خط ہے" کتنا مشکل ہو رہا تھا

آج یہ لفظ ادا کرنا۔

وہ شخص ہمیشہ سے انکی آنکھوں میں چبھا تھا وہ بلا کا

حسین جو تھا لڑکیاں مرتی تھیں اسکی ایک جھلک پر

لیکن کھڑوس اتنا تھا ایک جھلک بھی نصیب نہیں

ہونے دیتا تھا۔

لیکن آج انہیں اس شخص کا جانا تکلیف دے رہا تھا اور بہت شدید تکلیف جیسے دل چیخ رہا ہو کہ وہ نہ جائے ان سب کو چھوڑ کر۔

وہ اسکی خوبصورت شکل کو غصّیلی نظروں سے برداشت کر سکتے تھے لیکن وقت ہاتھ سے نکل گیا تھا اور وہ بھی۔

وہ دھیرے سے لیٹر کھول گیا جہاں سامنے ہی اپنا نام دیکھ کر اسکے دل کو کسی نے مٹھی میں لے کر دبوچا تھا۔

"زیحال خان آفندی کیلئے" اپنا نام اسکی ہینڈ رائٹنگ میں بہت خوبصورت لگا تھا مگر اتنا ہی دل پھٹنے کے قریب ہوا تھا۔

"جانتا ہوں یہ لیٹر آپ تک پہنچ جائے گا نام ہی ایسا ہے جسے پڑھنے والا سات سمندر پار بھی آپ تک اسے پہنچا دے گا "

اسے لگا وہ مسکرایا تھا جہاں زندگی سے بھرپور زخمی مسکراہٹ۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے میرے پیچھے ابراہیم کے کچھ خفیہ بندے ہیں جو موقع ملتے میں ختم کردیں گے آپ کے گھر جو رہ رہا تھا "

دشمن کے گھر پناہ لینا اسے زندگی کی جنگ میں اتنی بری شکست دلائے گا یہ جانتے ہوئے بھی وہ وہاں رہ رہا تھا۔

"لیکن مجھے نہیں لگتا میں انکو روک سکوں گا کیونکہ وہ برے لوگ ہی صحیح لیکن میرے گناہوں کی ایک سزا ہیں جس کا میں حقدار ہوں "

نہیں تھا وہ حقدار وہ نہیں تھا زیحال کا دل چیخنے لگا تھا مگر وہ ضبط کئے خاموش کھڑا تھا۔

"زیادہ نہیں بول سکتا یہاں اسکے لئے میں نے ایک لمبی کہانی آپ کے لئے چھوڑ دی ہے میں چاہوں گا کوئی میری آواز نہ سہی میرے لفظوں کو سن لے "

مگر زیحال کو اسکی آواز سننی تھی جواب ہمیشہ کیلئے بند ہو چکی تھی۔

"میں آخری خواہش صرف آپ سے کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جانتا ہوں آپ کے علاوہ مجھے کوئی نہیں سمجھے گا"

اس لفظ پر دھندلاہٹ تھی جیسے پانی گرا ہو مگر وہ صرف ایک قطرہ تھا جو اسکی آنکھ سے نکلا تھا۔اور اس لفظ کو مٹانے کی کوشش میں تھا جیسے کہہ رہا ہو تمہیں نہیں سمجھا جائے گا۔

"یہ نیچے ایک ایڈریس ہے میری ماں "ایلس روز" کی قبر کا۔۔۔مجھے وہاں دفنایا جائے تاکہ میری ماں تنہا نہ رہے۔۔۔ان ہیں اپنے بیٹے کا آسرا ہو جائے "

زیحال کی گرفت کاغذ پر مضبوط ہو گئی آنکھوں سے تیزی سے گرم سیال بہنے لگا۔

"وہ تنہا ہے زیحال۔۔۔مجھے ان تک پہنچا دینا۔۔۔انکے قدموں میں میری آخری منزل بنا دینا "

وہ تنہا ہیں زیحال۔۔۔وہ تنہا ہیں۔۔۔الفاظ خلاؤں میں گونجتے زیحال کی سماعتوں کو پتھر کر گئے وہ آواز زارک کی تھی جو اسکے سامنے رو رہا تھا ہاتھ جوڑ رہا تھا۔ آگے صرف آنسوں تھے جو لفظوں سے زیادہ بول رہے تھے جو اسکی اذیت کو چیخ چیخ کر بیان کر رہے تھے۔

اس نے سرخ متورم نگاہوں سے سامنے ہوا سے اڑتے ہوئے سفید کپڑے کو دیکھا اسے پہلی بار سفید رنگ سے خوف آیا تھا۔

وہ بوجھل قدم اٹھاتے دھیرے دھیرے اسکے قریب آیا اور آتے ہی جیسے اسکی خوشبو نے زیحال کے وجود کو اپنی گرفت میں لے لیا ہو۔

چادر ہٹادی گئی تھی اسکا چہرہ سامنے آگیا تھا جو پہلی بار حد سے زیادہ خوبصورت لگا تھا ہر تکلیف سے آزادی پا کر۔

زیحال نے جھک کر دھیرے سے اپنے لب اسکے ماتھے پر رکھے یہاں اسکا ضبط ٹوٹ گیا تھا وہ رو پڑا تھا وہ سفید چادر میں ڈھکے وجود کے ساتھ لپٹ کر رو دیا تھا۔

اے کاش وہ اسے یوں سینے سے تب لگا لیتا جب وہ تنہا تھا جب وہ اپنوں کی بھیک مانگ رہا تھا لیکن اس کام کی تاخیر سب کو پچھتاؤں میں گھیر گئی۔

سب اسکے مجرم بن گئے اس نے اللہ کو مانگا تھا اسے اللہ مل گیا تھا۔

زیحال کو یوں تڑپ کر روتے دیکھ یاقوت کا دل پھٹا تھا وہ مرے مرے قدموں سے چل کر اپنے باپ کو کندھوں سے تھام کر بمشکل اپنی سسکی کا گلا گھونٹ سکا تھا۔

"ب۔۔۔بھائی" اس نے لرزتی آواز میں اسے پکارا وہ سر نفی میں ہلاتے زاروزار زارک سے لپٹ کر روتا رہا۔

وہ اٹھ جائے وہ دیکھ لے سب کے دلوں میں اپنے لئے نرمی اترے۔۔۔ صرف ایک بار صرف۔۔۔اور صرف ایک بار۔

"بھائی۔۔۔پ۔۔۔پلیز" یاقوت خود بھی رو پڑا تھا۔

"نہیں۔۔۔۔" وہ گھٹی گھٹی آواز میں چیختا مزید زارک سے لپٹ گیا۔

اب بھی دل کو دھڑکا سا لگا تھا کہ وہ اٹھ جائے گا اور کہہ دے گا کہ اس نے سانسیں روکنے کا مذاق کیا تھا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کون کون اس کیلئے روئے گا۔

لیکن وہ ناراض ہو گیا تھا اور سب سے اپنی ملاقات حشر کے میدان کے لئے چھوڑ گیا تھا جہاں وہ ایک ایک کو کھڑا کرتا اپنے رب کے سامنے۔

اور بتاتا کہ کیسے اسکا بندہ دھتکارا گیا کیسے اسے تنہا کیا گیا کیسے نہ کسی کو اس پر رحم آیا۔

لوگوں سے بھری دنیا میں وہ احساس نامی رشتے سے محروم رہا تھا وہ جا کر بتاتا اپنے رب کو وہ سب کی شکایت لگاتا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ وہی کھڑا تھا کتنی ساعتیں گزر گئی اسے علم نہیں ہوا کتنے گھنٹے گزرے اسے علم نہیں ہوا کون آکر اس سے مخاطب ہوا اسے علم نہیں ہوا۔
علم میں کوئی چیز تھی تو وہ زارک کا ہوا میں بکھرتا وجود تھا۔ اسکے الفاظ تھے جو اسکے کانوں میں زندہ تھے۔

اتنے گھنٹے کھڑے رہ کر اسے ٹانگوں میں کوئی حرکت محسوس نہیں ہوئی جیسے وہ اسکے وجود کا حصّہ ہی نہ ہوں۔

تب ہی پامیر سو کر اٹھا اور سیدھا باہر آگیا کیونکہ جس گیٹ کو بند دیکھ کر سویا تھا وہ کھلا ہوا تھا۔

وہ ایک ہی جست میں باہر آیا جہاں سامنے ہی برلاس کو کھڑے دیکھ وہ بنا ایک پل کی بھی دیری کئے اسکے ساتھ آلپٹا۔

"برلاس۔۔۔ میری جان۔۔۔ تم۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" وہ اسکے بازو اور چہرے پر ہاتھ پھیرتے ممتا بھری نگاہ سے دیکھنے لگا۔

جب اسکی آنکھوں میں ٹھہرا منظر دیکھ وہ یکدم سے ٹھٹھک گیا اس نے مڑ کر مین گیٹ کے باہر دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا۔

"کیا ہوا۔۔ برلاس؟" اس نے برلاس کا چہرہ اپنی جانب موڑا۔

"بتا کیا بات ہے ایسے کیوں کھڑا ہے؟" اسے نہیں آئی سمجھ وہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ اسکی آنکھوں میں کونسا منظر ٹھہرا تھا۔

"بتاناں؟ بھائی نے تجھے کھڑے ہونے کی سزا دی ہے؟" ہاں جیسے بچپن میں وہ دونوں کو لڑنے پر ایسی سزا اکثر دے دیتا تھا۔

"چل میں بھی کھڑا ہوں ہم دونوں کھڑے ہو جاتے ہیں" وہ اسکے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا ایک پل دو پل

تیسرا پل گزرتے پامیر کو کچھ ہونے کا احساس ہوا کچھ

بہت برا۔

"ب۔۔۔بھائی کہاں ہیں؟"اس نے ٹھٹھک کر

پوچھا۔

"میں تجھ سے پوچھ رہا ہوں بول۔۔۔چپ کیوں کھڑا

ہے اور زارک۔۔۔وہ کہاں گیا"

زارک کے نام پر برلاس نے اسکے چہرے پر نگاہ ڈالی

اور ایسی نگاہ کے پامیر کو سانس لے پانا مشکل لگنے لگا۔

وہ بھاگ کر اندر گیا اور جا کر زیحال کو تلاش کرنے لگا کمرہ، بالکونی، بیک یارڈ، آفس روم ہر جگہ وہ اسے تلاش کر کر واپس باہر آیا جہاں برلاس جوں کا توں کھڑا تھا۔

اس نے گارڈ سے جا کر پوچھا گو کہ زیحال زارک کو لے کر کہیں اور چلا گیا ہو۔

"پاشا اور بوس اس مہمان کو لے کر لندن چلے گئے"

اس نے ملنے والی اطلاع پامیر کے غوش اتار دی۔ جسے

سن کر اسے پہلے تو حیرت بھی پھر خوشی و مسرت سے چہرہ کھل اٹھا۔

مطلب اسکے باپ کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ چار تھے اور چار ہی رہیں گے تا قیامت۔

"گڈ۔۔۔اچھا فیصلہ ہے جان چھوٹ گئی اس سے بھی" وہ خود سے باتیں کرتا اندر کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا جب پیچھے سے گارڈ کی آواز پر رک گیا۔

"اس مہمان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے بہت برا۔۔ لگتا نہیں ہے بچ پائے گا" ان الفاظ پر پامیر نے ایڑھی کے بل گھوم کر اسے دیکھا۔

"اوئے جا جا۔۔ بکواس کر رہے ہو" اسے یقین نہیں آیا۔

"نہیں سائیں میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔ ایکسیڈنٹ بہت برا تھا" اس نے دور کئی فاصلے پر پڑے سرخ رنگ کی جانب اشارہ کیا جسے دیکھ پامیر اپنی جگہ برف ہو گیا۔

فضا میں ایک دم سے گھٹن بڑھ گئی سانسیں جیسے تنگ پڑ گئی ہوں۔ کسی معصوم کی آہوں نے اسے گھیر لیا ہو۔

وہ برلاس کے پاس واپس آیا جو اسی طرح کھڑا تھا۔

"ی۔۔۔یہاں کیا ہوا تھا کیسے۔۔۔م۔۔۔مطلب یہ سب؟" وہ بات کیسے پوچھے یہی سمجھ نہیں آرہا تھا حواس اس قدر شل ہو چکے تھے۔

وہ نہیں بتا پایا کچھ وہ اس حالت میں نہیں تھا پامیر کو اسے دیکھ اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا وہ برلاس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور اسے روم میں چھوڑ کر خود

کپڑے تبدیل کرتا باہر آ گیا ہاتھ میں گاڑی کی چابی تھی۔

کومل اسکے لئے گرم قہوہ بنا کر لا رہی تھی جب اسے اتنی عجلت میں باہر جاتے دیکھ اسے پکار بیٹھی لیکن وہ نہیں رکا نہ ہی مڑا وہ تن فن کرتا گھر سے باہر نکل گیا۔

"یہ کہاں گیا ہے اور وہ بھی اتنی جلدی میں" اسے نہیں آئی سمجھ وہ سمجھ بھی نہیں سکتی تھی۔

موسم اچانک بگڑ گیا تھا آسمان کو کالے سیاہ بادلوں نے گھیر لیا تھا طوفانی ہوائیں کھڑکیوں کے پردے ایسے اڑا رہی تھی کیسے جبجڑ سے ہی اکھاڑ پھینکے گی۔

118/3

اس نے زیحال اور یاقوت دونوں کو کال کی مگر کسی ایک نے بھی اسکی کال کا جواب نہیں دیا تھا گر

ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو یقیناً گزارک کو پہلے ہوسپٹل لے جایا گیا ہوگا یہی سوچ کر وہ گاڑی کا رخ ہوسپٹل کی جانب کر گیا۔

جہاں اسکی توقع کے عین مطابق ڈاکٹر مبشر آن ڈیوٹی تھے وہ سیدھا انکے آفس میں آگیا ساتھ ایک نرس کو مبشر کا بلاوا دے کر بھیجا۔

وہ تھوڑی ہی دیر میں پریشان حال سے تھکے ہوئے آئے تھے چہرے پر صدیوں کی تھکاوٹ لئے۔ انکو دیکھ پامیر کے دل کو دھڑکا سا لگا۔

"ز۔۔زارک کیسا ہے اب ؟بھائی اسے لندن کیوں لے کر گئے ہیں وہ بھی اتنی اچانک کیا یہاں علاج ممکن نہیں تھا؟ "

ایک ساتھ تابڑتوڑ سوال کرتے وہ مبشر کا منہ دیکھنے لگا کہ وہ اب جواب دیں گے انہوں نے گہری سانس لی اور کرسی پر تھکے ہارے سے بیٹھ گئے۔

"ھمم۔۔۔یہاں ممکن نہیں تھا" بولنے کے دوران وقفہ لیا" اسکی خواہش تھی اسے لندن اسکی ماں کے پاس دفن کیا جائے "

دفن یہ ایک لفظ پامیر کے کانوں میں ہتھوڑے کی طرح برسا تھا وہ پھٹی پھٹی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"وہ۔۔۔وہ مم۔۔۔ مر گیا؟" کتنا مشکل تھا یہ سوال کرنا ساتھ دل خوف سے ڈوبا وہ ایک بار کہہ دے نہیں وہ وہاں شفٹ ہونے گیا ہے۔

"ھمم۔۔۔ تم کچھ لو گے چائے کولڈ ڈرنک؟" وہ آفر کرتے ساتھ فون بھی اٹھا گئے۔

جانے والا انہیں کچھ خاص پسند نہیں تھا لیکن پھر بھی

اسکے جانے کے بعد سے دل نہایت افسردہ ہوگیا تھا

جیسے بہت کوئی قریبی اس دنیا سے چلا گیا ہو۔

چائے بھی آگئی تھی جس سے انہوں نے اپنے سر پر

بڑھے بوجھ کو کم کرنا چاہا مگر ناکام ہوگئے دل اور دماغ

پھر بھی زارک کی طرف جارہے تھے آخر میں وہ

چائے کا کپ ٹیبل پر رکھ گئے۔

پا میر بنا کچھ کہے اٹھ کر چلا گیا تھا اور بیٹھنا وہ بھی نہیں

چاہتے تھے تب ہی آف لیتے اپنے گھر چلے گئے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دروازے کے بیچوں بیچ کھڑے اسے دیکھ رہے تھے یقیناً انکی ایک نظر نے زرتشم کی آنکھوں کے آنسوں دیکھ لئے تھے۔

انکو دیکھ بیلا سر جھکائے دوپٹہ ٹھیک کرتی کمرے سے باہر چلی گئی جب اسکے جاتے ہی برہان دھیرے سے اسکے پاس آکر بیٹھے وہ چہرے کا رخ موڑے بیٹھی تھی یقیناً مزید سسکیوں کا گلا گھوٹنے کیلئے۔

"یہاں دیکھیں" انہوں نے اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اپنی جانب کیا جب اسکی آنکھیں سرخ دیکھا انکے دل پر گھونسہ سا پڑا۔

"رو کیوں رہے ہیں؟" وہ جانے کب سے دروازے میں کھڑے تھے بات سنی تھی یا نہیں لیکن سوال نہیں پوچھا۔

"بتائیں بھی زر" اسکی خاموشی پر لہجہ مزید دھیما کیا۔

"ک۔۔۔کچھ بھی نہیں ایسے ہی" وہ سر جھکائے اپنے ہاتھ کی مخروطی انگلیوں کو چھیڑنے لگی برہان نے اسکا وہی ہاتھ تھام کر نرمی سے دبایا۔

"آپکو ایسے ہی نہیں، وجہ ملنے پر بھی رونے کی اجازت نہیں ہے کوئی بات ہو تو سیدھا مجھ سے آکر کہا کریں میں آپ کے رونے سے پہلے وہ کام کر دونگا اتنا یقین رکھیں مجھ پر "

انکی بات پر زرتشم کا دل ڈوبنے لگا تھا وہ محبت کرتے تھے مگر وہ اس محبت کا صلہ ایسے نہیں دینا چاہتی تھی۔

"ت۔۔۔تم کو بچے نہیں پسند؟" وہ بولی تو گھٹی ہوئی آواز میں اسکے سوال پر برہان کی مسکراہٹ سمٹی وہ خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

"بولو "

"نہیں۔۔۔مجھے نہیں چاہئے" انکا لہجہ انکے الفاظوں کا ساتھ دینے میں ناکام ہورہا تھا۔

شادی کے بعد ایک خوبصورت حصّہ بچے ہوتے ہیں کسی بھی انسان کیلئے لیکن وہ اس خوبصورت حصّے کو قربان کر گئے تھے زرتشم کے اوپر۔

"تم کو چاہئے" اسکی آواز کانپی آنسوں ایک بار پھر

ٹوٹ کر رخسار پر بہے۔

برہان نے اسے دھیرے سے اپنے ساتھ لگالیا۔

"چاہئے ہونگے تو رب سے مانگ لو نگا وہ معجزے

کرنے پر قادر ہے وہ وسیلے بنانے پر قادر ہے" انکی

آواز میں محبت تھی نرمی تھی زر تشم بے اختیار ڈھیلی پڑ

گئی۔

انکی محبت اسکے لئے کافی تھی وہ دونوں ایک دوسرے

کیلئے کافی تھے اور یہی زندگی کی تکمیل تھی جس میں

ایک دوسرے کی کمی کوتاہیوں کے ساتھ اسے قبول کیا جاتا ہے۔

وہ آج کافی دن بعد فارم ہاؤس آئی تھی جہاں وہی ویرانی وہی خاموشی تھی یہاں کبھی کبھی برلا اس اپنے دوستوں کے ساتھ آجاتا تھا جن کی باربی کیو پارٹی چلتی تھی لیکن اب تو وہ بھی نہیں آرہا تھا۔

لیکن پھر بھی یہاں بہت کچھ ضروری بچا تھا جیسے وہ لڑکی۔

وہ گاڑی سے اتر کر سیدھا اندر گئی درمیان میں آتے

ملازم اسے جھک کر سلام کرنے لگے وہ سر ہلاتی

ایک کمرے کے پاس جاکر رکی چابی سے دروازہ

انلاک کرتے اندر داخل ہوئی۔

جب اسکے بھاری بوٹوں کی ٹک ٹک کی آواز پر جیسمن

نے نظر اٹھا کر اوپر دیکھا سامنے وہ کھڑی تھی "ظاعنہ

ورک" اسے دیکھتے ہی جیسمن فوراً سے اٹھ کھڑی

ہوئی۔

نہ صرف اٹھی بلکہ سیدھا اس پر جھپٹ پڑی زنو نے اسکا ہاتھ ایک ہی جست میں پکڑتے پیچھے کی جانب موڑ دیا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے مجھے مارنے کی۔۔۔ تھوڑا تو حوصلہ کرو" وہ اسکے کان میں دبی آواز میں غرائی۔

ہاتھ پر اپنا دباؤ مزید بڑھا لیا۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ تم مجھے یہاں قید نہیں رکھ سکتی" وہ بن آب مچھلی کی طرح یکدم سے پھڑ پھڑائی۔

"کس نے کہا مجھے تمہیں یہاں قید رکھنے کا شوق

ہے۔۔۔ تم لوگ صرف پاشا کے حکم کی وجہ سے زندہ

ہو ورنہ اب تک تمہارا نام و نشان بھی مٹا دیتی "

وہ ایک جھٹکے میں جیسمن کو چھوڑتی خود سے دور

دھکیل گئی جس پر وہ اپنا بیلنس برقرار نہ رکھ پاتے صو

فے سے جا ٹکرائی۔

"تمہاری اتنی ہمت" وہ جب تک واپس آتی زنو کا

مومی ہاتھ لوہا بن کر اسکے نرم گال پر بجا تھا۔

"حد میں رہو۔۔۔ورنہ کسی کا حکم مجھے تمہارا کام تمام کرنے سے روک نہیں پائے گا" وہ انگلی اٹھاتی درشتگی سے دھاڑی۔

جیسمن کی آنکھوں میں نہ چاہتے ہوئے بھی عرق اتر آیا یہاں وہ مکمل بے بس تھی کیونکہ ساری زندگی اس نے اپنے بندوں کی طاقت پر گزار دی تھی۔

لیکن سامنے کھڑی لڑکی کے خود کو فولاد بنایا تھا اب اسے ہرا پانا کم از کم جیسمن کیلئے نہ ممکن تھا۔

"تم سے صرف یہ کہنا ہے کہ ابراہیم کے زیر استعمال ایک ایک جگہ کا نام بتاؤ جہاں جہاں اسکے بندے پھیلے ہوئے ہیں "

وہ پاشا کے حکم کر اس سے یہی تفتیش کرنے آئی تھی یہ سوچ کر کہ اب تک اسکا دماغ درست ہو چکا ہو گا۔ مگر نہیں وہ اب بھی ٹیڑھی ہی تھی۔

وہ زنو کی بات پر ہنسنے لگی اور ہنستی ہی چلی گئی۔

"تم۔۔۔تم مجھے بے وقوف سمجھتی ہو؟" دبی غراتی آواز میں پوچھا۔

"نہیں میں تمہیں کچھ نہیں سمجھتی" اسکا کچھ لفظ جیسمن کو بہت برا چبھا تھا۔

"میں تمہیں ایک بات بھی نہیں بتاؤں گی سنا تم نے؟" وہ یکدم سے پھٹی۔

"بتانی تو تمہیں پڑے گی ورنہ تمہارے ساتھی کی طرح تم بھی ماری جاؤ گی اپنے ہی بندوں کے ہاتھوں"

اسکی بات پر جیسمن کے تاثرات یکدم سے بدل گئے۔

"ک۔۔۔کونسا ساتھی؟"انکی گرفت میں صرف

زارک تھا اور یہ بات اسکے لئے نہیں تھی اس نے چیخ

کر اپنے دل کو کہا۔

"ایک ہی تھا وہ "زارک وولف" تین دن پہلے مارا گیا

ایک کار ایکسیڈنٹ میں "

اسکے الفاظ جیسمن کے کانوں میں ہتھوڑے بن کر

برسے تھے وہ سانس نہیں لے سکی وہ پتھرائی آنکھوں

سے زنو کو دیکھے گئی۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم مذاق کر رہی ہو ناں؟" نہیں

اسکا زارک کیسے اسے چھوڑ کر جا سکتا تھا۔

"تمہارا میرا ایسا کوئی کنیکشن نہیں جس میں تم سے

مذاق کیا جائے" وہ دوٹوک لہجے میں بولی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں تم مذاق کر رہی ہو۔۔۔ تم سچ نہیں

بول رہی۔۔۔بتاؤ مجھے۔۔۔بولو یہ مذاق ہے "

وہ اٹھ کر اسکے مقابل آتی حواس باختہ سی بولی۔

زنو نے سینے پر ہاتھ باندھتے سپاٹ نظروں سے اسے

دیکھا۔

پھر اپنا فون نکال کر اس میں تصویر کھول کر اسکے

سامنے کی وہ ایک قبر کی تصویر تھی جس کے تختے پر

صاف الفاظ میں اسکا نام تحریر تھا۔

"زارک اسفندیار شاہ"تاریخ پیدائش کے ساتھ

وفات کی تاریخ۔

وہ جھوٹ نہیں بول رہی تھی وہ سچ کہہ رہی تھی

جیسمن کو اپنے ارد گرد دھماکے سے اٹھتے ہوئے ہوئے

محسوس ہوئے۔

وہ بے اختیار پیچھے صوفے پر ڈھے سی گئی سانس اب بھی نہیں آ رہی تھی آنکھوں سے عرق اب ابلتے آنسوؤں میں تبدیل ہو کر رخسار پر بہہ نکلا تھا۔

"ای۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ز۔۔۔زارک مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں تم" وہ یکدم سے اٹھتی زنو کو کندھوں سے تھام گئی۔

"تم۔۔۔تم جھوٹ بول رہی ہو نا۔۔۔بولو ایسا نہیں ہے بولو۔۔۔"

وہ سسک کر رو پڑتی اسے جھنجھوڑنے لگی تھی جیسے وہ ابھی کہہ دے کہ ہاں یہ جھوٹ ہے اور جیسمن پھر سے زندہ ہو جائے۔

"بولو نا۔۔۔بولتی کیوں نہیں ہو" اسکی خاموشی پر وہ یکدم سے دھاڑی زنونا سے خود سے دور دھکیل گئی۔

"جھوٹ مجھے بولنے کی عادت نہیں" الفاظ تھے کہ خنجر اتنی بری طرح جیسمن کے وجود کو زخمی کر گئے تھے۔

"کیسے۔۔۔کیسے چھوڑ گیا وہ۔۔۔وہ مجھے نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ کبھی بھی نہیں" وہ حواس کھو رہی تھی وہ پاگل ہو رہی تھی۔

زنو کو دونوں کا معاملہ سیریس لگا تب ہی خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

"زا۔۔۔رک۔۔۔۔زارک" وہ بالوں میں ہاتھ ڈالے فرش پر بیٹھتی بری طرح سے رونے لگی تھی چیخنے لگی تھی زنو کو اسکی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

وہ اس کنڈیشن میں تو اب بلکل نہیں رہی تھی کہ اسے
کچھ بتا سکتی تب ہی وہ واپس کمرے سے باہر نکل آئی۔
اور اسکے بعد جیسمن اپنا دماغی توازن بلکل کھو چکی تھی
وہ بیٹھے بیٹھے خود کو نوچنے لگتی مارنے لگتی بلند آواز میں
زارک کا نام پکارنے لگتی۔

زیحال کے کہنے پر اسکا علاج بھی کروایا گیا لیکن اسکے
باوجود اسکی طبعیت پھر ویسی نہ ہو سکی۔

"ایسے انسان جو کسی سے دلی طور پر مکمل اٹیچ ہوں
انہیں جب وہ نہ ملیں یہ ٹھیک نہیں ہو سکتے، "

ڈاکٹر شہریار اسے نیند کی دوا دیتے اپنی چیئر پر آ کر بیٹھے

وہ سامنے ہی ٹانگ پر ٹانگ دھرے کرسی پر بیٹھا تھا۔

چہرہ از حد سپاٹ تھے کندھے اچکے ہوئے پینٹ کوٹ

میں ملبوس بالوں کو سلیقے سے جمائے جن میں سے کچھ

ہوا کی دوش پر اڑ کر ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔

یقیناً وہ آفس جانے کیلئے مکمل طور پر ریڈی تھا مگر عین

وقت پر اسے کال آ گئی تھی کہ جیسمن نے خود کو

نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

وہ کہتی ہے اگر زار ک نہیں ہو گا تو وہ بھی نہیں رہے گی۔

"مجھے اسکا مکمل علاج چاہئے۔۔۔چاہے تو ایک مہینہ لے لو" وہ سپاٹ لہجے میں بولتا کوٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس میں ایسا کیا ہے۔۔۔دشمن ہی تو ہے" شہریار کو سمجھ نہیں آئی وہ لڑکی اسکے لئے اتنی خاص کیوں تھی جبکہ وہ تھی بھی دشمن۔

لیکن یہ صرف وہی جانتا تھا کہ وہ کیوں خاص تھی۔

"تم سے جتنا کہا ہے اتنا کرو" کہہ کر وہ جانے لگا تھا

جب شہریار اسکے پیچھے پیچھے آگیا۔

"اچھا یہ تو بتاؤ تمہارے اس دوست کی قبر کہاں ہے

مجھے بعد میں پتہ چلا افسوس ہوا، دعا مانگ کر آجاؤنگا"

وہ ساتھ چلتے چلتے پوچھ رہا تھا۔

جب زیحال نے رک کر اسے دیکھا آنکھوں میں

اذیت بھری تھی دل کسی کی گرفت میں آیا تھا۔

"اسے تمہاری دعا کی ضرورت نہیں" وہ کہتے ہی اپنی

گاڑی میں بیٹھتے زن سے اڑا لے گیا۔

شہریار وہی کھڑا ہاتھ اٹھائے ہونقوں کی طرح اس عجیب و غریب مخلوق کو دیکھتا رہا۔

"دعا کی ضرورت نہیں؟ ایسا کونسا ولی تھا" وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ مگر وہ ولی ہی تھا اللہ کا بندہ جس نے رب سے رب کو مانگا اپنے لئے اسکے بندوں کے حق میں صاف دل مانگا تھا۔

وہ معمول کی روٹین پر آگیا تھا مگر اسکی روٹین میں ہر ہفتے لندن کا ایک چکر ضرور لگنے لگا تھا زمل اس سے

پوچھ نہیں سکی وہ کیوں اتنا لندن جانے لگا ہے اور تو اور اب پہلے کی طرح زیادہ بات بھی نہیں کرتا تھا بس ہوں، ہاں میں جواب دینے لگا تھا۔

بچے اسکے ساتھ کھیلنے کی کوشش کرتے تو زالے کو دیکھ بیٹھے بیٹھے اسکی آنکھیں بھر آتیں۔

اب بھی وہ کارپٹ پر اپنی کلر بک میں کلرنگ کرتی زالے کو دیکھ رہا تھا جو کچھ بنا رہی تھی۔

لیپ ٹاپ سے بار بار دھیان ہٹ کر اسکی طرف جا رہا تھا اور یہ بات زمل وارڈروب سیٹ کرتے ہوئے کئی بار نوٹ کر چکی تھی۔

اتنے میں ملازمہ اسے آکر کومل کا بلاوہ دے کر چلی گئی۔ وہ سب چھوڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

"بابا" زالے تھوڑی دیر میں اٹھ کر اپنی نوٹ بک لئے اسکے پاس آئی۔

"جی بیٹا" اس نے نظر لیپ ٹاپ سے ہٹا کر اسے دیکھا۔

"میئ دائینگ (میری ڈرائنگ) تیشی ہے (کیسی ہے)" وہ ڈرائنگ اسکے سامنے رکھ کر پوچھنے لگی۔

جب زیحال کو نظر وہاں ایک بڑے سے گڈے پر پڑی اور اسکے ساتھ اسکی انگلی تھامے چھوٹی سی پرنسز۔

"زامل بھیا کہاں ہیں اس میں؟" وہ ہر بار اپنے بابا کی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں زامل زالے کو ہی پکڑاتی تھی۔

"نو۔۔۔بیا نئ ہے میں اول۔۔۔چام (نہیں بھیا نہیں ہیں میں اور چام ہیں)" اسکے منہ سے اسکے چام کا سنتے

زیحال کے دل کو دھکا سا لگا وہ دھندلاتی آنکھوں سے اپنی بیٹی کو دیکھنے لگا۔

"ببا۔۔۔چام نات لووی ہنا (بابا چام مجھ سے پیار نہیں کرتے ہیں ناں)" وہ بے حد معصومیت سے پوچھ رہی تھی زیحال کا دل کسی گہری کھائی میں ڈوبنے لگا۔

اس نے اٹھا کر زالے کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

"نہیں۔۔۔آپ کے چام کو آپ سے بہت محبت ہے" وہ اسکے گال چھوتے کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

"بابا یو تائینگ (بابا یو آر کرائنگ ۔۔۔ بابا آپ رو رہے ہو)" اس ننھی گڑیا کو سمجھ نہیں آئی اس کے بابا کی آنکھوں سے آنسوں کیوں نکل رہے تھے۔

زیحال نے بے اختیار اپنی آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کئے اور سر نفی میں ہلانے لگا۔

"نہیں ۔۔۔ بابا نہیں رو رہے ۔۔۔" وہ آنکھوں کو مزید رگڑ کر بلکل خشک کر لینا چاہتا تھا ورنہ زمل کسی بھی وقت اسے آکر دیکھ لیتی اور اسے بتانا پڑتا کہ وہ کیوں رو رہا ہے۔

اس نے اب تک کسی کو نہیں بتایا تھا کہ وہ سب کسے کھو چکے ہیں۔

وہ آفس آیا تو سامنے برلاس کو پا کر خاصا حیران ہوا وہ آفس میں بیٹھا مینیجر کے ساتھ فائلز پر ڈسکشن کر رہا تھا کچھ دیر اسے دیکھتے ہوئے وہ آگے اپنے آفس کی جانب بڑھ گیا روٹین اسی طرح ہو چکی تھی انکی ملاقات صرف کھانے کی میز پر ہوتی وہاں بھی سب خاموش ہوتے۔

وہ چاروں تعجب کا شکار تھیں کہ گھر میں ہو کیا رہا ہے زیحال تھا وہ اتنا چپ چپ رہنے لگا تھا برلاس تھا اس نے اپنی مستیاں چھوڑ دی تھیں۔

اور تو اور وہ خود ڈاکٹر شہریار کے پاس جانے لگا تھا اسکے سیشنز چل رہے تھے پہلے سے زیادہ اسکی راتیں اب برباد ہو رہی تھیں۔

آئرہ انکو بتاتی تھی کہ کیسے وہ رات کو اچانک نیند میں ڈر کر اٹھ جاتا تھا بیٹھے بیٹھے رونے لگتا تھا اور کبھی کبھی بہت تیز بخار ہو جاتا تھا۔

وہ پہلے سے زیادہ سنجیدہ رہنے لگا تھا نہ کچھ کہتا نہ پوچھتا بلکل روبوٹ بن کر رہ گیا تھا۔

"تم بات کیوں نہیں کرتے" وہ کب سے بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی اسکی بات پر یاقوت نے فائل سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا۔

زوناش اسکے پاس بیٹھی اسکی فائلز کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی اسکے پین اٹھا اٹھا کر بیڈ سے نیچے پھینک کر اپنی ماں کی طرف اشارہ کر رہی تھی کہ اسے اٹھا کر دو

تا کہ وہ دوبارہ پھینک سکے اور وہ دوبارہ اٹھا سکے اسے یہ کھیل بہت دلچسپ لگا تھا۔

"کس سے؟" سوال ایسے کیا جیسے جانتا ہی نہ ہو وہ کیا پوچھ رہی ہے۔

"میں برلاس کی بات کر رہی ہوں وہ کتنا عجیب ہو گیا ہے آفس جانے لگا ہے تم امیجن کر سکتے ہو؟" وہ نہیں کر سکتی تھی۔

"تو اچھی بات ہے اسے لائف کو لے کر سیر یس ہو نا

چاہیئے " وہ لاپرواہی سے بولتا کندھے اچکا گیا مشی کا

منہ کھلا رہ گیا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔ تمہیں فرق نہیں پڑتا وہ

دوائیں لینے لگا ہے اسکے بغیر اسے نیند نہیں آتی نہ

بھوک لگتی ہے آئرہ اسے زبردستی دیتی ہے تاکہ وہ

اچھے سے کھا سکے اور سو سکے۔۔۔ ڈاکٹر شہریار کے

پاس ہر ہفتے جاتا ہے "

"تو ان سب میں برا کیا ہے؟ڈاکٹر کے پاس بھی جا رہا ہے دوائیں بھی لے رہا ہے غلط تب ہوتا جب وہ یہ سب نہ کرتا" وہ مشی کو جھٹکے پر جھٹکے دے رہا تھا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو؟ "

"نہیں۔۔۔لیکن تم ہو رہی ہو" دو بدو جواب دیا۔

"میں سر پھوڑ دونگی تمہارا" وہ زچ ہوئی تھی۔

"یہ لو۔۔۔اپنی خواہش پوری کر لو" وہ سر اسکے آگے پیش کر گیا مشی جھنجھلا کر اسے دیکھتی پیر پٹخ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

"حد ہے اب کہہ رہا ہوں تو چھوڑ بھی نہیں رہی" وہ حیران ہوتا پھر سے اپنے کام میں لگ گیا جب زوناش پر نظر پڑی وہ کیوٹ لگ رہی تھی وہ اسے گود میں لے کر اسکے ساتھ کچھ دیر کھیلنے لگا۔

دماغ میں کہیں دور کسی کا چہرہ لہرایا تھا۔

وہ کرسی پر جھولتے ایک ہاتھ میں پین لئے جسے آدھا منہ میں دبائے دوسرے ہاتھ میں کاغذ تھامے ناک پر چشمہ دھرے کچھ پڑھ رہے تھے اور بہت غور سے۔

"ھمم۔۔۔تو اب کیسا فیل کرتے ہو؟" وہ کاغذ ٹیبل پر رکھتے برلاس کی طرف جھکے جو سامنے کرسی پر بیٹھا اکتاہٹ سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"میں کچھ فیل نہیں کر رہا" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ہیں۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے کچھ تو ہوگا اچھا برا ڈراؤنا کچھ تو بتاؤ" شہریار کو اسکا جواب بے تکا لگا تھا۔

"مجھے کچھ بھی فیل نہیں ہوتا" وہی جواب وہی سرسری سا لہجہ۔

شہریار نے سر پکڑ لیا وہ کیا کرتے اپنے اس ڈھیٹ

مریض کا جو ٹھیک سے کچھ بتاتا ہی نہیں تو علاج کیسے کر

ممکن ہوتا۔

"تم سے اگلوانے کیلئے میرے پاس ایک حل ہے رکو"

ساتھ ہی فون نکال کر کسی کو کال کرنے لگے برلاس

کی بھوری آنکھیں انہی پر جم ی رہیں جیسے وہ بھی منتظر

ہو کہ وہ کسے بلانے والے تھے۔

وہ اکتاہٹ سے شہریار کو فون ملاتے دیکھ رہا تھا شاید
مقابل بزی تھا تب ہی اسکی کال نہیں اٹھا رہا تھا اس نے
تب تک کیلئے اپنی پاکٹ سے سیگریٹ نکال کر سلگائی
جب اسکے اس عمل پر شہریار کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی
رہ گئیں۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم سموکنگ کرنے لگے ہو؟" وہ فون کو چھوڑے حیرت سے پوچھنے لگے۔ برلاس نے ایسے کندھے اچکائے جیسے کہہ رہا ہو "سو واٹ؟ "

"تم۔۔۔تم کب سے یہ کرنے لگے کہیں تم شراب وراب تو۔۔۔" بھوری آنکھوں میں سختی در آتے دیکھ انکی چلتی زبان کو وہی بریک لگ گئی۔

جو بھی تھا اس بندے سے انکو ڈر بہت لگتا تھا جیسے وہ دیکھتا تھا یا جیسے وہ بولتا تھا۔

"ضروری ہے جو سموکنگ کرے وہ یہ سب بھی کرے ؟" سختی سے پوچھا۔

"ظاہر ہے جو سیگریٹ پی سکتا ہے وہ باقی بھی پی سکتا ہے۔" اسکے سیدھے مگر الٹے انداز میں دیے گئے جواب نے برلاس کو اندر تک سلگا دیا۔

"اوہ مطلب تم ابھی بھی پی کر ہی آئے ہو تب ہی ایسی اہکی بہکی باتیں کر رہے ہو اوہ مائے گاڈ میں سمجھا کیوں نہیں پہلے "

وہ سر پر ہاتھ مارتے جیسے اصل مدعے پر پہنچے۔ بر لا اس لبوں کو باہم پیوست کر گیا۔ جیسے ضبط کی آخری انتہا پر ہو۔ اور اسے ضبط کرتے دیکھ شہریار کو اپنی زبان کا احساس ہوا تب ہی جلدی سے اسے بند کرنے میں ہی اپنی آفیت جانی۔

"جسے کال کرنی تھی وہ آرہے ہیں یا نہیں؟ "

"ہاں ابھی کرتا ہوں" یاد آنے پر انہوں نے پھر سے کال ملائی اس بار اٹھالی گئی تھی شاید میٹنگ سے فری ہو گیا تھا۔

"ہاں شیری بولو" سپیکر آن ہونے کی وجہ سے آواز برلاس کے کانوں تک صاف پہنچ رہی تھی اور کیسے ممکن تھا کہ وہ اس آواز کو نہ پہچانتا لاکھوں کی بھیڑ میں بھی وہ اسے پہچان جاتا۔

" بڑے لاپرواہ ہو یہاں تمہارا بیٹا علاج کیلئے بیٹھا ہے اور تم آفس میں ہو" اس نے سہی اسکی کلاس لگائی لیکن برلاس کو پتہ ہوتا کہ وہ کسے کال کرنے والا ہے اور کیا کہنے والا ہے وہ کبھی نہ کرنے دیتا۔

"کیوں۔۔۔کیا ہوا؟" اسکے لہجے میں فکر چھلکی ساتھ

برلاس کا دل مٹھی میں آیا۔

اس نے سموکنگ کا بتانے سے سختی سے اشاروں میں

منع کیا۔

"وہ ٹھیک سے نہیں بتا پارہا کچھ تمہیں اسکے ساتھ آنا

چاہئے تھا" افسردگی ظاہر کی۔

"وہ اب چھوٹا نہیں رہا۔۔۔خود کو سمبھال سکتا ہے"

الفاظ نارمل تھے لہجہ نارمل تھا مگر کہنے والا اسکا باپ تھا

تب ہی یہ الفاظ بھی برچھی کی طرح برلا اس کے وجود پر برسے تھے۔

اسکے چہرے کی رنگت فق پڑ گئی جیسے پوری دنیا بے رونق ہو گئی ہو۔اسے فرق نہیں پڑتا تھا؟

"یہ تم کہہ رہے ہو زی؟"شہریار کو بھی دھچکا لگا تھا۔

"نہیں میرے مؤکل"کلس کر جواب دیتے ٹھک سے کال بند کر گیا۔

"عجیب بندہ ہے ویسے تو اتنی جان دیتا ہے اپنے بچوں پر
یہاں اسے یہ بڑے ہوتے نظر آ گئے مؤکل
ہنہ۔۔۔اچھا برل "
وہ کہتے ہوئے نگاہ جیسے ہی اوپر اٹھائی سامنے کرسی خالی
پڑی تھی وہ اٹھ کر جا چکا تھا۔
"لو جی۔۔۔ برلاس۔۔۔۔ برلاس رکو" وہ اٹھ کر
اسکے پیچھے بھاگے مگر جب تک وہ کلینک سے باہر آتے
تب تک وہ گاڑی لے جا چکا تھا۔

اور آتے ہی اپنے روم میں بند ہو گیا تھا اسے سانس

نہیں آرہی تھی دل پر ایک بوجھ سا آن پڑا تھا۔

وہ سینے پر ہاتھ رکھتے تیزی سے مسلنے لگا۔ کمرے میں

جیسے آکسیجن ختم ہو گئی تھی۔

وہ بیڈ پر دھم سے آ بیٹھتے سر ہاتھوں میں گرا گیا۔

وہ نہیں کر سکتا تھا اپنے باپ کی یہ بے رخی برداشت۔

وہ تو اسکی آنکھوں کی سختی تک برداشت نہیں کر سکتا

تھا اور یہاں۔

وہ کیسے سہہ پاتا سب ۔اسکی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرانے لگا وہ ہوا میں ایک لمحے کیلئے مہلک ہوا وجود وہ خون۔

وہ منظر اسکی راتوں کی نیند برباد کر گیا تھا اسکے چہرے سے ہنسی ہمیشہ کیلئے لے گیا تھا۔

وہ کیا کرتا وہ کس سے جا کر بات کرتا باپ سے نہیں کر سکتا تھا اسکی ناراضگی وہ سہن نہیں کر سکتا تھا۔

آئرہ جب تک کمرے میں آئی تب تک وہ دوا لے کر

لیٹ چکا تھا اسے گہری نیند میں دیکھ اسکے دل کو کچھ ہوا

تھا۔

وہ پہلے جیسا نہیں رہا تھا وہ بدل رہا تھا اور اسکا بدلنا آئرہ

خانزادہ کو تکلیف دے رہا تھا۔

وہ اگلی بار پورے پانچ گھنٹے بعد روم میں آئی تھی تب

تک کومل اور زمل کے ساتھ مارکیٹ گئی تھی شاپنگ

پر۔

اسے لگا تھا وہ سو رہا ہو گا مگر وہ جاگ رہا تھا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے مسلسل گہری سوچوں میں گم جانے کیا کچھ سوچ رہا تھا۔

"آپ اٹھ گئے۔۔۔ کھانا لاؤں؟" صبح ناشتے کے بعد سے رات ہو گئی تھی وہ اب تک بھوکا ہی تھا۔

"نہیں۔۔۔ بھوک نہیں ہے مجھے" وہ دھیمی آواز میں بول کر موبائل اٹھا گیا اور بے مقصد ویڈیوز دیکھنے لگا۔ آئرہ اسے افسوس سے دیکھتی رہی پھر سائیڈ ٹیبل کے دراز سے کچھ میڈیسنز نکال کر اسکے سامنے کیں۔

"لے لیں۔۔۔تاکہ بھوک لگے آپ کو" وہ اسے دن بہ دن کمزور ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی بہت مشکل تھا۔

وہ خاموشی سے اسکے ہاتھ سے میڈیسن لے گیا اور پھر وہی ہوا کچھ دیر بعد وہ آئرہ کا لایا ہوا کھانا کھا رہا تھا خاموشی سے۔

وہ کب سے بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی آنکھوں میں بار بار نمی بھر رہی تھی وہ ایک نوالہ خود لیتا ایک اسکے منہ میں دیتا۔

وہ نہیں کر پا رہی تھی برداشت۔

"کیا ہوا؟" اسکے ہونٹ کپکپاتے دیکھ بے ساختہ پوچھا۔

"آپ کو نہیں پتہ؟" آنسوں رگڑ کر صاف کرتے بمشکل استفسار کیا۔

"کیا نہیں پتہ؟" الٹا سوال داغہ۔ وہ جان کر انجان بن رہا تھا۔

"اتنے عجیب کیوں ہو گئے ہیں۔۔۔آپ کو تو فرق نہیں پڑتا تھا زارک بھائی سے۔۔۔جب سے وہ دنیا سے گئے ہیں تب سے" وہ بولتے بولتے رک سی گئی۔

جب اس نے برلاس کے چہرے پر تکلیف اور کرب کی لہریں دوڑتی دیکھیں اسکی آنکھوں کے ڈورے یکدم سے سرخ پڑنے لگے۔

"لے جاؤ یہ" وہ کھانے سے اپنا ہاتھ کھینچ گیا آئرہ کا دل مٹھی میں آیا تھا۔

"میرا یہ مطلب "

"میری بھوک اتنی ہی تھی لے جاؤ" وہ اپنے لہجے کی سختی پر قابو پاتے بمشکل دھیمے لہجے میں بولا آئرہ خاموشی سے ٹرے اٹھا کر باہر چلی گئی۔

وہ وہیں بیٹھا اس دروازے کی طرف دیکھے گیا۔

"جب سے وہ دنیا سے گئے ہیں" دنیا سے چلے جانا اور وہ منظر دونوں باتیں اسکے ذہن میں گردش کرنے لگی تھی ساتھ دماغ کی کوئی رگ پھڑپھڑاتی محسوس ہوئی۔

وہ کن پٹی سہلاتے سر پیچھے پشت پر ٹکائے آنکھیں موند کر اس منظر کو ختم کر دینا چاہتا تھا لیکن نہیں کر پا رہا تھا۔

پہلے اسفندیار شاہ کی موت نے اسے جوانی تک اپنی یادوں سے رہائی نہ دی تھی اور اب انکے بیٹے نے۔

وہ چاہتا تو وہ روک سکتا تھا اسے لیکن نہیں روک پایا۔

موت اسے نگلنے کیلئے دروازے کے باہر ہی کھڑی تھی کیا ہو جاتا اگر وہ صرف لفظ کہہ دیتا "بھائی"

وہ رک جاتا وہ ہمیشہ کیلئے رک جاتا لیکن وہ چلا گیا تھا وہ
برلاس اسفندیار کو ہمیشہ کیلئے گلٹ میں چھوڑ گیا تھا۔
وہ اب کہاں تھا؟ اس اندھیری قبر میں؟ سوچ کر ہی
برلاس کا دل پھٹنے لگا وہ کب اسے یاد کرتے کرتے
رونے لگا تھا اسے علم ہی نہیں ہوا اور روتے روتے اسی
طرح سو گیا اور اب سویا تو اگلے دن ہی جا کر اٹھا تھا۔

وہ شاور لے کر نکلا ہی تھا جب اسکی نظر سامنے زالے
زامل پر پڑی دونوں ہی ہاتھ روب میں لپٹے بیڈ پر اچھل

رہے تھے اور زمل وارڈروب میں منہ گھسائے انکے آج کے کپڑے دیکھ رہی تھی۔

"اتنا ڈھیر لگانے کی ضرورت کیا تھی مشکل تو مجھے ہوتی ہے کونسا پہناؤں کونسا نہ پہناؤں" وہ دانت پیستی اپنا سارا غصّہ انکے معصوم کپڑوں پر نکال رہی تھی۔

"کل کون لے کر آیا تھا مزید؟" وہ مرر کے سامنے کھڑا اپنی شرٹ پہنتے ہوئے پوچھنے لگا۔

زمل نے منہ باہر نکال کر اپنے ہبی کو گھورا۔

"صرف تین تین لائی تھی آپ بھائیوں کی طرح نہیں پورا مال اٹھا کر" وہ تپ کر بولتی پھر سے اپنے مشن میں لگ گئی۔

وہ وہی کھڑا اسے دیکھنے لگا وہ بھرے بھرے جسم کے ساتھ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی تو یہ طے تھا وہ اس حالت میں اسے اور زیادہ اچھی لگے گی۔

وہ قریب آکر اسکی مدد کیلئے خود سے انکے کپڑے سلیکٹ کر گیا میچنگ جوتے میچنگ ہیئر کلپس اور میچنگ کیپ۔

زمل اسے دیکھتی رہ گئی اتنا آسان تھا تو وہ کیوں غصّہ ہو رہی تھی اصل بات تو وہ بھی نہیں جانتی تھی یا شاید جانتی تھی۔

وہ بار بار کمرے کے ایک کونے میں سجے اس بیگ کو دیکھ رہی تھی جو زیحال کے لئے تیار رکھا تھا وہ شام کی فلائیٹ سے لندن جا رہا تھا۔

زامل زالے کو تیار کر کر روم سے باہر بھیجتی وہ اسکے پیچھے آن کھڑی ہوئی۔ وہ کف لنکس لگا رہا تھا۔

نظر اٹھا کر اسے دیکھا ساتھ بھنویں اچکائی جیسے کہہ رہا ہو "کیا؟"

"آپ مجھے بتانا پسند فرمائیں گے کہ لندن میں میری سوکن نمبر کونسی بیٹھی ہے جس کے پاس آپ ہر ہفتے جاتے ہیں؟ "

اسکی دھڑلے سے کی جانے والی بات پر وہ اچھا خاصا حیران ہوا تھا مگر کمپوزڈ ہو گیا۔

"اتنی مرتی ہیں مجھ پر نمبر یاد نہیں ہیں" اسکی توقع کے عین برعکس جواب دیتے وہ مزید تپا گیا۔

زمل نے ہاتھ کا مکا بناتے اسکی پیٹھ پر رسید کیا۔

"تم میں طاقت آ گئی ہے" اسکے گپو سے سراپے کی طرف اشارہ کیا زمل سٹپٹا کر دوپٹہ آگے پیچھے کر گئی۔

"آپ سچ کیوں نہیں بتا رہے" وہ اب کی بار سنجیدہ تھی کیسے وہ برداشت کر لیتی وہ اسے بتائے بغیر اتنا کوئی سنجیدہ عمل کرتا۔

وہ خود پر پرفیوم سپرے کرتے اسکی جانب مڑا وہ کیسے بتا دیتا اسے وہ اس حالت میں نہیں تھی کہ اتنا بڑا دکھ سہہ پاتی۔

"تم بے فکر رہو۔۔۔میں تمہاری امانت ہوں اس میں

کبھی خیانت نہیں کرونگا" وہ اسکے ماتھے پر لب رکھ گیا

زمل کیلئے یہی ایک جملہ کافی تھا۔

مگر اسے بے چینی تھی یہ جاننے کی کہ وہ کیوں اتنا وہاں

جانے لگا تھا۔

"آپ اب کب واپس آئیں گے "

"دو تین دن لگیں گے" وہ بیگ میں اپنی چیزیں دیکھنے

لگا۔

"بس دو تین دن ؟" اسے گھبراہٹ سی ہوئی اسکے بغیر دو تین دو تین صدیاں بن کر گزرتی۔

"جلدی آنے کی کوشش کرونگا تم اپنا بہت سارا خیال رکھنا" وہ اسے نرمی سے تاکید کرتے اپنے ساتھ بیگ اٹھائے باہر آگیا۔

سب لوگ ناشتے کی ٹیبل پر انہی دونوں کا انتظار کر رہے تھے انکے آتے ہی ناشتہ شروع کر دیا گیا۔

"آپ اکیلے جا رہے ہیں ؟" یاقوت نے اسکا بیگ دیکھ استفسار یہ پوچھا۔

"ھمم" سرسری ساجواب۔

"بھائی لندن میں کوئی پراجیکٹ شروع کیا ہے؟"

پامیر کے ذہن میں دور دور تک نہیں تھا کہ وہ کیوں

وہاں جانے لگا ہے۔

"یہی سمجھ لو" اب بھی لہجہ وہی تھا۔

برلاس نے اسکی طرف نگاہ اٹھائی۔وہ اس سے بات

نہیں کررہا تھا اور یہ بات اسے تکلیف دے رہی تھی۔

"برلاس۔۔۔ مسٹر نوال سے آج مل لینا وہ ضروری

ہے" وہ سرسری سے لہجے میں یہ کام برلاس کو سونپتے

اٹھ کھڑا ہوا یا قوت بھی اسے ایئرپورٹ ڈراپ کرنے ساتھ ہی اٹھ کر چلا گیا تھا۔

پیچھے پامیر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا وہ یہ کام برلاس کو سونپ کر گیا تھا برلاس کو؟ اسے یقین نہیں آیا۔

مگر اب باپ نے یہ کام دیا تھا تو اسے کرنا تھا ہر حال میں کرنا تھا۔

گاڑی پاشا ولا سے باہر نکل رہی تھی جب سبقت خان نے ہاتھ ہلا کر اسے روکا ساتھ ہاتھ بھی جوڑے کہ اسے یوں روکنا پڑا۔

"خان جی لان میں پودا زیادہ ہو گیا ہے آپ بولو تو مشین منگوا کر صفائی کروا دے؟" وہ اجازت طلب کر رہا تھا۔

زیحال نے ایک نظر لان کو دیکھا جہاں اضافی پودے اور بیلیں دیواروں کے پاس بے ترتیبی حالت میں گزر رہی تھیں۔

"ھمم کروالو" وہ اجازت دیتے جانے ہی لگا تھا جب سبقت خان پھر بول پڑا۔

"خان جی وہ۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک سا گیا چہرے پر افسردگی سی چھا گئی۔

"کیا بات ہے پریشان لگ رہے ہو "

"خان جی۔۔۔وہ آپکا ایک مہمان تھا ناں جو اللہ کو پیارا ہو گیا اس نے زالے بی بی کے لئے ایک پودا لگایا تھا وہ بیچ میں ہے آپ بولے تو اس رکھے یا "

وہ بات پوری بھی نہیں کر پایا تھا جب زیحال دروازہ کھولتے گاڑی سے اتر کر باہر آیا۔

"کہاں ہے وہ؟" آواز میں عجلت تھی۔

سبقت خان اسے لے کر اس پودے کے پاس چلا گیا جس میں ایک پھول اگ آیا تھا۔ زیحال کا دل بے اختیار مٹھی میں آیا۔

اسے اس پھول سے زارک کے لمس کی خوشبو محسوس ہوئی تھی وہ بیٹھا رہا اس پودے کو نرمی سے تھامے۔ کب آنکھ سے نمی قطرہ بن کر ٹپکی پتہ ہی نہیں چلا۔ وہ اس پودے کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا مگر اسے اکھاڑنے پر وہ بے جان ہو جاتا اسے زندہ رکھنے کیلئے اسی جگہ رکھنا ضروری تھا۔

وہ آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرتے اٹھ کھڑا

ہوا۔

"اسکا خیال رکھو چاہے پورا چمن اجاڑ دو" اسکی بات پر

یاقوت نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔اور دیکھتا ہی

رہ گیا۔

وہ اب پہلے سے صحیح چل پھر لیتی تھی تھوڑے بہت

کاموں کو ہاتھ بھی لگا لیتی تھی لیکن زریاب کا گھر کا

کوئی بھی فرد اسے زیادہ بیڈ سے اٹھنے نہیں دیتا تھا۔

بیلا خود اس حالت میں ہو کر اسکا بہت خیال رکھتی تھی اسکے بیٹے کو دن بھر خود کھیل میں لگا کر رکھتی۔ وہ زیادہ تر بیلا اور داراب کے پاس رہتا تھا۔

"زی۔۔۔بچے کیسا ہے تم" سامنے سے آتے زیحال کو دیکھ فرخندہ بیگم کی آنکھیں بے اختیار چمکیں۔

وہ آگے آکر انہیں اپنے سینے سے لگا گیا۔ پیچھے یاقوت بھی تھا جو زیحال کی دیکھا دیکھی ان سے ایک بیٹے کی طرح ہی ملا تھا۔

"میں ٹھیک مورے۔۔۔لالا کہاں ہیں؟" وہ زریاب کے بلانے پر پہلے یہاں آیا تھا تب ہی زریاب کمرے سے نمودار ہوئے ساتھ سیماب بھی تھی۔

وہ ان سے مل کر کچھ دیر لاؤنج میں بیٹھ گیا داراب بھی بے بی کو لے کر وہی آگیا۔جواب زیحال کی گود میں اونگھ رہا تھا۔

"تم نے اس پر کوئی جادو کیا ہے تمارا گود میں آتے یہ ایسے سو جاتا ہے جیسے کوئی ماں کا گود ہو "

زریاب یہ کئی بار نوٹ کر چکے تھے کہ جب بھی زیحال اس سے ملنے آتا تھا وہ اسے لے کر کئی گھنٹے بیٹھا رہتا اور وہ بھی اسکی گود میں پر سکون کی نیند سوتا رہتا۔ وہ نہیں دے پایا کوئی جواب وہ کیوں اس سے اتنا ملنے آتا تھا شاید اسکے نام کی وجہ سے جو دیا بھی اس نے خود ہی تھا۔

"ٹھیک ہے لالا میں نکلتا ہوں فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے" وہ اٹھ کر سب سے ملا انکے پوچھنے پر بھی وہ صحیح سے جواب نہیں دے پایا۔

یاقوت اسے ایئرپورٹ ڈراپ کرنے آگیا تھا تمام راستے وہ اسکے چہرے پر سنجیدگی اور پچھتاوے کے سوا اور کچھ نہ ڈھونڈ سکا۔

"آپ کب تک اس سے ملنے جاتے رہیں گے ؟"

اسکے سوال پر بے اختیار گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"پتہ نہیں" اسکی توقع کے مطابق ہی جواب آیا تھا۔

دس منٹ بمشکل ایئرپورٹ پر اسکے ساتھ رہ پایا پھر اسے چھوڑ کر خود سیدھا آفس آگیا اکیلے برلاس نہیں کر سکتا تھا وہ اسکی مدد کو یہاں رات تک رہا تھا۔

اگلا دن اسکی زندگی کا سورج لندن کے آسمان پر طلوع ہوا تھا وہ پردے کھڑکی سے کھینچ کر باہر کا منظر دیکھنے لگا تب ہی ڈول بیل بجی اس نے جونہی دروازہ کھولا آگے سے ویٹر اسکے لئے کھانا لے کر کھڑا تھا۔

زیحال نے اسے اندر آنے کیلیئے راستہ دیا وہ اسے ٹیبل پر رکھ کر مزید "کچھ چاہیئے" پوچھ کر واپس چلا گیا۔

وہ سادہ سی شرٹ ٹراؤزر کے حلیے میں خود کی حالت سے بے خبر ناشتہ کرنے لگا کہ اتنے میں زامل زالے

کی کال آگئی وہ دونوں کب سے زمل کا دماغ خراب کر رہے تھے کہ انکی بابا سے بات کروائی جائے۔

"بابا میں دندا بے بی نئی ہونا ہنا (بابا میں گندہ بچہ نہیں ہوں ہیں ناں)"اس نے ویڈیو کال پر آتے سیدھا اپنا کیس پیش کیا۔

"نو کس نے کہا آپ سے یہ "

"شوفی نے (صوفی نے)"اسکا نیا دوست جو پلے گراؤنڈ میں بنا تھا برلاس اکثر اب بچوں کو وہاں لے جانے لگا تھا آؤٹنگ کیلئے مگر یہ حقیقت صرف زیحال

جانتا تھا کہ بچوں کے بہانے وہ خود کے ذہن کو بھٹکانا

چاہتا تھا۔

صوفی کو اس نے اب اپنی بال نہیں دی تو وہ اس پر گندہ

بچہ ہونے کا فتوی لگا گیا تھا۔اب زامل اسی کو لے کر

پریشان بیٹھا تھا۔

"بابا آپ شوفی کو ہیپ کلیں (کریں) گے؟ "

"یس میرا بیٹا کرونگا اور میری پرنسز کی کیا شکایت

ہے" زالے اپنے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"بابا میئا (میرا) چام کدل (کدھر) ہے اشکو (اسکو) لے کل (کر) آؤناں" وہ بس آگے پیچھے اب یہی مانگتی تھی کھلونے مانگنا اسکی بیٹی نے چھوڑ دیے تھے اسکی فرمائش پر زیحال کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

پہلی بار زندگی میں وہ اپنی بیٹی کی خواہش پوری نہیں کر سکتا تھا پہلی بار۔

"مما کو فون دو" اسکے کہنے پر زالے فون لے کر زمل کے پاس چلی گئی اس سے دو تین باتیں کر کر وہ فون بند کر گیا تھوڑی دیر میں تیار ہو کر اپنا روم لاک کرتے

وہ باہر نکل آیا جہاں سامنے ہی ایک گاڑی کھڑی تھی
جس کی چابی اسکے پاس تھی۔
وہ گاڑی لے کر سیدھا قبرستان کیلئے نکل گیا۔

119/1

وہ سیدھا قبرستان آیا تھا جہاں قبروں کے نام پر صرف دو قبریں تھیں وہ گاڑی سڑک کے ایک کنارے پارک کرتا پاس کی شاپ سے دو تازہ پھولوں کے بکے لے آیا۔

اور احتیاط سے سڑک پار کرتے تھوڑے سے قدموں کی دوری پر آگے بڑھنے لگا۔

شاپ کیپر نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا اور پاس کھڑے شخص کے کان میں کچھ سرگوشیاں کرنے لگا

جس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسکی بات بہت خوفناک تھی۔

یہاں لمبے درختوں کا ایک مکمل جھنڈ تھا اور دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ بوسید پرانا جنگل ایسے جیسے صدیوں سے یہاں ویرانیت آباد ہو۔ کسی نے کبھی کوشش ہی نہ کی ہو اس جگہ کو آباد کرنے کی مگر نہیں۔

کوشش کی گئی تھی مگر ناکام بنا دیا گیا تھا یہاں رہنے والے اس سائے نے جو صدیوں سے یہاں آباد تھا۔

لوگ اسے سایہ ہی سمجھتے تھے جو لوگوں کو یہاں آنے نہیں دیتا تھا اسے یہاں صرف اپنا بسیرا پسند تھا۔

مگر وہ جانتا تھا وہ سایہ نہیں بلکہ جیتا جاگتا ایک شخص تھا جس کی ماں یہاں سالوں پہلے دفن ہوئی تھی۔

جس کی قبر کو وہ آج تک آباد رکھے ہوئے تھا وہ نشانی مٹ نہ جائے جس کی وجہ سے اس نے کسی کو بھی اس جنگل کا راستہ اپنانے نہیں دیا تھا۔

وہ قدم قدم چلتا ہوا اونچے نیچے راستوں سے ہوتا ہوا آگے آیا اور آکر ایک جگہ رک گیا جہاں سامنے ہی دو قبریں بنی تھیں۔

ایک سالوں پرانی تھی جس کے تختے پر لکھا تھا "ایلس روز اسفندیار "

اسکے بعد دوسری قبر جسے بنائے ہوئے زیادہ وقت نہ گزرا تھا اسکی تازگی بتاتی تھی مرنے والے کا کفن بھی میلا نہیں ہوا۔

وہ بوجھل دل اور قدموں کے ساتھ آگے آکر پہلے

ایک بکے ایلس کی قبر پر رکھ گیا اور دوسرا ساتھ بنی قبر

پر جسے دیکھتے ہی اسکی آنکھوں کی نمی آنکھوں کی باڑ

توڑتے پھوٹ پڑی۔

اس نے کی پشت سے آنسوں صاف کئے اور تازہ گلاب

کی پتیوں سے دونوں قبروں پر چادر بھی بنادی۔

وہ اب مکمل سرخ پتیوں سے ڈھک چکی تھیں۔

وہ کتنی ہی دیر یہاں بیٹھا اسے دیکھتا رہا آنکھوں سے

خاموش نمی کیوں اتنی بہتی رہی اسے کچھ علم نہیں تھا۔

اسکے آنسوں محو گفتگو تھے اسکے پاس الفاظ کم پڑ رہے تھے۔

"ب۔۔۔بہت مشکل ہے تمہیں یہاں دیکھنا" اسکی آواز گھٹی ہوئی درد سے چور تھی جیسے اپنی زندگی ہار دی ہو۔

"میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں تھا لیکن" وہ بولتے بولتے چپ ہوا گہری سانس لی "لیکن پھر بھی تم سے بہت اپنائیت محسوس کی ہے میں نے "

وہ اس شخص کو یہاں اندھیری قبر میں تصور بھی نہیں
کر پا رہا تھا دل پھٹ رہا تھا وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔
اسکا بس چلتا تو اسے ابھی یہاں سے نکال لیتا مگر
قدرت کے کچھ اصول ہیں جنہیں نہ چاہتے ہوئے بھی
اسے قبول کرنا تھا۔
"تم اتنی کم زندگی کیوں لکھوا کر لائے؟" اس نے
ساتھ ایلس روز کی قبر دیکھی۔

جو اپنے بیٹے سے پہلے ہی جا چکی تھی اگر وہ ہوتی تو کیسے

برداشت کر لیتی بھری جوانی میں اپنے بیٹے کی موت وہ

بھی اتنی اذیت بھری۔

"میری بیٹی۔۔۔۔وہ تمہیں بہت یاد کرتی ہے روز

پوچھتی ہے اسکا چام کب آئے گا کیا بتاؤں اسے ؟ "

وہ پوچھ رہا تھا سیدھا اسکے چام سے جو اسے جواب نہیں

دے رہا تھا اور یہ بات اسے بہت تکلیف دے رہی

تھی۔

"چلو میرے ساتھ چلو۔۔۔میں تمہیں اپناؤں گا"

کاشششش یہ الفاظ مرنے والا سن سکتا کاش۔

کوئی اسے اپنانے آیا تھا اور وہ سن کر جواب نہیں دے

رہا تھا۔

"تم جانتے ہو۔۔۔تمہاری یاد میں ,میں نے زریاب

لالا کے بیٹے کا بھی زارک رکھا ہے اچھا ہے ناں؟

زارک خان آفندی "

وہ پوچھ رہا تھا اور جیسے اندر موجود شخص طنزیہ مسکرایا تھا اسکی سانسیں چھین لی گئیں اب اسکے نام کو زندہ رکھنا تھا؟

زیحال کو اپنی سانسیں بھاری پڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔وہ چہرہ آسمان کی جانب کئے گہری سانس لینے کی کوشش کرنے لگا۔

"زارک شاہ نہ صحیح زارک آفندی تو ہمارے بیچ ہو گا تمہارا سوچ کر میں اسکے ساتھ کئی گھنٹے گزارتا ہوں اور

مجھے ایسا لگتا ہے جیسے تمہارے ساتھ وہ گھنٹے گزار لئے ہوں "

کتنے حسین الفاظ تھے مگر بے وقعت ہو گئے تھے کیونکہ وہ وقت نہ رہا تھا۔

آدھے سے زیادہ دنیا ڈپریشن جیسی بیماری سے آزاد ہو جائے اگر وہ لفظوں کو صحیح وقت پر ادا کرنے کا ہنر جان جائیں۔

وہ کتنی ہی دیر اسکے پاس بیٹھا رہا یہاں وہاں کی باتیں بتاتا رہا مگر صرف خود۔ آگے سے کوئی جواب نہیں آرہا تھا۔

وہ ہر ہفتے یہاں آتا تھا یہی وجہ تھی کہ اب تک بھی یہاں پڑے پھول سوکھ نہیں پائے تھے وہ بکے رکھتا اور کچھ دیر بیٹھ کر باتیں کر کر چلا جاتا۔

آج بھی یہی ہوا تھا وہ اٹھا اور کپڑوں پر لگی تھوڑی بہت مٹی جھاڑ کر آخری نظر اس قبر پر ڈال گیا جسے خود اس نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔

پہلی قبر پہلا شخص اور پہلی ایسی تکلیف جسے وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔

گھیر دار فراک پہنے بالوں کو سٹریٹ کئے سر پر ہیئر بو لگائے وہ ہاتھ میں سیزر لئے غیر ضروری پودوں کو کٹ کر رہی تھی۔جب اسکی نظر اپنے لگائے گئے ٹماٹر کے پودوں پر پڑی۔

اسکی گہری جھیل سی آنکھیں بے اختیار پھیلنے لگیں اور دبی دبی سی چیخ مارتی وہ منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

ہوش میں آتے وہ جلدی سے ان تک آئی اور ہاتھ میں لے لے کر دیکھنے لگی کوئی ایسا ٹماٹر نہیں بچا تھا جو محفوظ رہا ہو سب کے سب کھائے ہوئے لگ رہے تھے۔

خان حویلی سے واپس آنے کے بعد وہ کتنے دن اپنے پودوں کو نہیں سمبھال سکی تھی لیکن جب آئی تو آگے یہ حال دیکھ وہ سکتہ میں چلی گئی تھی۔

اتنے میں برہان ہاتھ میں دو چائے کے کپ لئے لان میں ہی آ گئے آج انکی چھٹی تھی اور یہ سارا دن محترمہ کے ساتھ لان میں گزارنے کا تھا۔

جوان پودوں کو ہی اپنی اولاد سمجھ کر انکی دیکھ بھال کرتی تھی مبشر کو اسکے چھوٹے سے کھیت کے ٹماٹر بہت پسند تھے مگر وہ انہیں کبھی کھانے نہیں دیتی تھی جس پر وہ ہمیشہ کہتے۔

"اور لاؤ پٹھانوں کی لڑکی دیکھا ایک ٹماٹر نہیں کھانے دیتی یہ مجھے" وہ جل بھن کر ہر بار رہ جاتے۔

"کیا ہوا؟" اسے ایسے سٹک دیکھ بے اختیار پوچھا۔

"یہ۔۔۔یہ کس نے کیا؟ "

اسکے سوال پر برہان نے پودونوں کی جانب دیکھا جہاں چھوٹے چھوٹے کٹ یقیناً یہ اسی طوطے کی شرارت تھی۔

انہوں نے اپنی ہنسی دباتے چہرے پر فکر ظاہر کی۔

"کیا؟" اسے خود کو گھورتے پا کر اسکی سٹی پٹی یکدم سے گل ہوئی۔

"میرے دانت اتنے چھوٹے نہیں ہیں ٹرسٹ می دیکھیں" وہ باقائدہ اپنے دانت دکھانے لگے۔

زرتشم نے دانت کچکچا کر انکو دیکھا جیسے ابھی سارے باہر نکال دے گی۔

"امارا ٹماٹر ادر خراب ہو گیا اور تم کو اپنا دانت کا پری (پڑی) ہے" اسے افسوس تھا اسکے ساتھ افسوس کیا جاتا۔

"نہیں مجھے آپ کی پڑی ہے" وہ اسکے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر بیٹھ گئے۔

"لیکن یہ کس نے کیا ام کو پتہ کرنا ہے ام دار اب سے کہہ کر اسکو اندر کروائے گا "

اسکی بات پر برہان نے خیالوں میں طوطے کیلئے چھوٹی سی ہتھکڑی تصور کی انہیں ہنسی آئی تھی۔ مگر سنجیدگی ظاہر کرنا ضروری تھی۔

"کیا ہوا کھانے کی چیز تھی کھالی گئی۔ چاہے کسی انسان نے کھائی یا جانور نے جس کا رزق تھا اسے مل گیا "

انکے الفاظ اس قدر خوبصورت تھے کہ زرتشم کا غصّہ فوراً سے اڑن چھو ہو گیا۔ مگر تھوڑا ناک پر اب بھی باقی تھا۔

ہاں وہ کسی کا رزق نہیں روک سکتی تھی مگر اس بات پر اسے بہت خوشی ہوئی تھی کہ اللہ پاک نے اسے کسی کے رزق کا وسیلہ بنایا۔

وہ خراب ٹماٹر اتار کر ایک طرف رکھنے لگی جب رکھتے رکھتے اس کی نظر ایک ٹماٹر پر کھائے ہوئے نشانوں پر پڑی۔

اگر اسکے ہاں کوئی بچہ ہوتا کیا وہ بھی ایسے ہی چیزیں کھاتا؟ اسکے چھوٹے چھوٹے دانت ایسے ہی ہر چیز پر اپنے خوبصورت چھاپ چھوڑتے۔

وہ ٹماٹر ہاتھ میں پکڑے کتنے ہی لمحے اسے دیکھتی رہی آخر میں برہان کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لائی۔

"اب اسے ایسے ہی پکڑ کر بیٹھیں گے یا اندر بھی چلیں گے؟"

"ہاں" وہ کھوئے سے انداز میں انکو پکار بیٹھی۔

"یس" وہ کپ ٹرے میں رکھتے مصروف سے انداز میں بولے

"امارا بے بی ہوتا تو اسکے دانت بھی اتنے چھوٹے چھوٹے ہوتے؟" اسکی بات پر انہوں نے بے اختیار سر اٹھایا۔

وہ اس وقت یہ نہیں دیکھ رہی تھی کہ اسکی بات انہیں کتنی تکلیف دے گی یا انکے دل میں دبی خواہش کو ہوا دے گی وہ بس غیر ارادی طور پر بول گئی۔

"ہوتے۔۔۔ لیکن اب نہیں ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں دنیا میں بہت سے لوگ بغیر اولاد کے ہیں ہم بھی ہو گئے تو کیا ہوا"

وہ محبت سے اسکے سر کا بوسہ لیتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہم نے کوشش کی تھی مگر اولاد ہمارے نصیب نہیں اور یہ رب کا فیصلہ ہے اسکے فیصلوں پر راضی ہونا چاہیے ناراض نہیں "

"جلدی آئیں اندر میں آپ کے بالوں کی مالش کر دوں بعد میں نہیں کرونگا" جاتے جاتے اسے دھمکایا۔

"ام بعد میں بھی کروالے گا" وہ بھی جوابا تیز آواز میں بولی۔

"اپنے پٹھان بھائیوں کا زیادہ فائدہ نہ اٹھائیں" انکا صاف جواب آیا تھا جس پر زر تشم نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑی۔

وہ کیوں ڈرتے تھے اسکے بھائیوں سے اتنے تو اچھے تھے وہ تینوں لیکن ایسا صرف اسے لگتا تھا کیونکہ اپنے چھوٹے بھائی کی شرارتوں سے ابھی واقف ہی کہاں تھی۔

اور جلد ہی اسے ساتھ والے طوطے کی شرارت کا بھی علم ہو گیا تھا جس کے بعد اس نے فوراً اسے داراب کو اسے اریسٹ کرنے کے آرڈرز جاری کئے تھے۔

یہاں برہان کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا۔

وہ بیڈ پر کچھ فائلز بکھیر کر ان میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا جو اسے ملنے میں ہی نہیں آرہا تھا اتنے میں آئرہ اسکے لئے گرما گرم بھانپ اڑاتا چائے کا مگ لے آئی۔

اس نے جیسے ہی سامنے رکھا برلا اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "کافی ایسی کب سے ہو گئی؟"

"جب باقی کاموں میں بڑے ہو گئے ہیں تو کافی کے معاملے میں کیوں نہیں۔۔۔کافی ویسے بھی زارک بھائی کی فیورٹ تھی آپ اسے پی کر انہیں یاد کریں گے "

وہ کمفرٹر کو پھر سے درست کرتی خود کو مصروف سے انداز میں ظاہر کرتی بولی۔

جبکہ زارک کے نام پر اسکے چہرے پر کئ رنگ ایک ساتھ آکر گزرے تھے۔

"ویسے مجھے لگتا ہے اسفی بابا کو کافی بہت پسند تھی تب ہی انکے دونوں بیٹے کافی لوور ہیں نائس" وہ وارڈروب کی جانب مڑتی اپنی دھن میں بولتی رہی جبکہ اسکی باتیں برلاس کو تکلیف دے رہی تھیں۔

"زارک بھائی کتنا کم وقت لے کر دنیا میں آئے تھے ناں۔۔۔یقین ہی نہیں آتا کہ وہ ہم سب کے بیچ نہیں رہے"

آخر میں اسکا لہجہ دھیما پڑا مڑ کر بر لاس کو دیکھا جب

اسکی وقت دو موتی ٹوٹ کر اسکی آنکھوں سے

گرے۔

وہ چہرے کا رخ موڑ کر انہیں بے دردی سے رگڑ کر

صاف کر گیا۔

"کیا اچھا نہ ہو؟ اگر ہم اپنوں کی قدر انکے جیتے جی کر

لیں؟ نہ کہ قبر میں جانے کے بعد؟" کیا وہ اس پر رحم

نہیں کر سکتی تھی؟

وہ ہر بار اپنی باتوں سے اسکی روح کو زخمی کرتی تھی وہ نہیں کر پاتا تھا برداشت اور نہ ہی اسکی انا اسے اجازت دیتی تھی زبان سے یہ کہنے پر کہ "اسکی باتیں مت کرو مجھے تکلیف ہوتی ہے "

"بہت اچھے انسان تھے بچوں کو بہت جلدی اپنے ساتھ کمفرٹیبل "وہ بول ہی رہی تھی جب برلاس اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"انکو کیا ہوا؟ "وہ نہ سمجھی سے دروازے کو دیکھتی رہی پھر کچھ نہ سمجھ آنے پر اپنے کام میں لگ گئی۔

وہ سیدھا پول سائیڈ آ گیا تھا جہاں اس وقت وہ تھا اور اسکے ساتھ اسکی یادیں تھیں۔

تیز ہوا اس وقت کانوں میں شدید سرسراہٹ پیدا کر رہی تھی وہ پول کے کنارے آ کر بیٹھ گیا۔

آنکھوں سے ابل ابل کر بہتے آنسوں اسکے ضبط سے بے قابو ہو رہے تھے۔

"کتنا کم وقت لکھوا کر لائے تھے ناں وہ "

"ہم اپنوں کی قدر انکے جیتے جی کیوں نہیں کرتے "

ہاں کیوں نہیں کرتے وہ اس بات پر سٹک ہو گیا تھا جیسے یہ الفاظ اس کی زندگی کی عکاسی کر رہے ہوں۔ ہوا کے دوش پر اڑتے اسکے بال ماتھے پر بکھر رہے تھے اس نے سائیڈ پاکٹ سے سگریٹ نکال کر سلگائی اور گہرے کش بھرنے لگا۔

بار بار آنکھوں کو خشک کرنے کی کوشش میں وہ بری طرح سے ناکام ہو رہا تھا۔ دل تھا کہ بے چین ہو رہا تھا۔

اس نے سائیڈ پاکٹ سے فون نکال کر ایک نمبر ڈائل کرتے کال ملائی جو پہلی ہی فرصت میں اٹھا لی گئی تھی۔

"زہے نصیب مجھے پتہ تھا آپ کو میری یاد ضرور آئے گی" انکی بات پر برلاس کے آنسوں تھمے چہرے کے تیور بگڑے۔مانا وہ لڑکیوں سے فلرٹ کرتا تھا لیکن اب اپنے ساتھ ہوتے ہوئے اسے ذرا بھی اچھا نہیں لگا تھا۔

"مجھے اپنا ٹریٹمنٹ چاہئے میں سب بتاؤں گا آپ کو"

لہجہ فیصلہ کن تھا دوسری جانب شہریار کو لگا جیسے وہ

خواب دیکھ رہے ہوں۔

"تم آکر پہلے ایک مکا مارو مجھے تاکہ میں ہوش میں آ

جاؤں۔۔۔ مطلب برلاس شاہ خود علاج کا کہہ رہا ہے

آج سورج کس طرف سے نکلا ہے؟ "

وہ باقاعدہ سورج کے نکلنے کی ڈائریکٹشن دیکھنے میں

مصروف ہوگئے تھے برلاس نے کال کٹ کردی۔

تاکہ وہ فرصت سے سورج کی ڈائریکٹشن دیکھ سکیں۔

وہ اب رو نہیں رہا تھا مگر دل و دماغ مکمل طور کر اسکی یادوں میں جکڑا گیا تھا۔

"سائیں آپ کو یاقوت سر نے بلایا ہے" پیچھے سے ایک ملازم نے آکر اسے اطلاع دی جب اسکے ہاتھ میں پکڑی جلتی ہوئی سگریٹ پر نظر پڑی۔

پر اس نے پہلے اسکی نظر پھر اپنا ہاتھ دیکھ کر لب بھینچے اور ایسی خونخوار نظروں سے دیکھا کہ وہ بچارا اپنی آنکھوں کی گستاخی پر گوڈے گوڈے معافی مانگتا وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا۔

وہ منہ سے اچھی طرح دھوئیں کی سمیل مٹاتے خود کی
حالت اچھے سے درست کر کر آفس روم میں پہنچا
جہاں وہ کام میں ہنوز مصروف دکھائی دے رہا تھا۔
"ہاں وہ فائل ریڈ کرلی تم نے؟" بنا نظر اٹھائے
مصروف سے انداز میں پوچھا۔
"جی کرلی تھی "
"گڈ۔۔۔ابھی جاؤ اور مسٹر نوال کے ساتھ اس پر
ڈسکشن کرلو اس پراجیکٹ میں انکی انڈسٹری ففٹی
پرسنٹ کی شئیر ہولڈر ہے "

اسکے حکم پر برلاس نے بے اختیار اسکا چہرہ دیکھا یہ لوگ اتنی جلدی اسے کیسے ایک میچور پرسن ٹریٹ کر سکتے تھے؟ اسے حیرت ہو رہی تھی۔

"کچھ کہنا ہے؟" اسے وہی جم کر کھڑے دیکھ بے ساختہ پوچھا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں" کہتے ہی وہ الٹے قدموں باہر نکل گیا۔اور ریڈی ہو کر مسٹر نوال کی طرف چلا گیا۔

وہ اکثر اپنے آفس میں ہی ہوتے تھے لیکن برلا اس کی قسمت کہ اسے ہمیشہ انکے گھر جانا پڑتا تھا۔

آج بھی وہ تیار شیار ہو کر نوال ہاؤس میں موجود تھا اپنے لئے ملازموں کی اتنی آؤ بھگت اسے حیران کر رہی تھی۔

"میں یقیناً پارٹی پر نہیں آیا" اس نے بتانا مناسب سمجھا اسکے منہ پھٹ انداز پر نوال صاحب کا زوردار قہقہہ گونجا۔

"بھئی یہ تو ہمیں بھی نہیں پتہ لیکن جب سے منال کو تمہارے آنے کا پتہ چلا ہے تب سے کچن میں لگی یہ سب بنا رہی ہے ہم تو خود حیران ہیں جس نے کبھی خود پانی کا گلاس نہیں پیا آج ہمارے مہمان کیلئے اتنی کرم نوازیاں "

برلاس کو انکی بات پر عجیب سا لگا تھوڑی ہی دیر میں انکی پوری فیملی جس میں اکا دکا ہی لوگ تھے لاؤنج میں موجود تھی۔

سب کے بیچ اسے بیٹھنا بہت عجیب لگ رہا تھا یہ کوئی بزنس ڈیل نہ تھی نہ ہی بزنس کی باتیں۔

اسی بات پر وہ گھر جا کر جو چھوٹا تھا یا قوت اور پامیر چپ چاپ بیٹھے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"آئندہ میں انکے گھر نہیں جاؤنگا" آخری میں ٹھنڈا پڑتے وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"یہ۔۔۔ کب تک ایسا رہے گا؟" پامیر کو اب اسکی فکر ہونے لگی تھی۔

"ہو جائے گا ٹھیک" یاقوت کے چند الفاظ اسکے لئے کافی نہ تھے۔

"بھائی کا اسے توجہ نہ دینا اسکے ذہن پر بہت برا اثر ڈال رہا ہے مانا وہ بڑا ہو گیا ہے لیکن بچپن سے وہ بھائی پر کتنا ڈیپینڈ رہا ہے اب ایک دم سے اسے خود سے دستبر دار کر دینا ٹھیک ہے؟ "

اسکی بات پر یاقوت کچھ دیر سوچ میں پڑا بات تو صحیح تھی مگر سامنے بات اسکے باپ کی تھی۔

"بھائی ہم سے بہتر جانتے ہیں تم فکر مت کرو کل
آفس میں ملتے ہیں "
کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ پا میر گھر کے
بجائے آفس کے نام پر خاصا جلا تھا۔
اس نے فون نکال کر ایک میسج ٹائپ کیا جو اڑتے اڑتے
چائنہ پہنچا تھا۔
"تمہاری نیک روح ایک جگہ ٹک نہیں سکتی تمہارے
بغیر میں یہاں رج کر بور ہو گیا ہوں جلدی آؤ ناں"
۔آخر میں لکھا تھا"میرے بنا داڑھی والے بکرے "

وہ اب بھی دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھی مگر جب بھی ہوش میں آتی زارک کا نام پکارنے لگتی جس سے تنگ آ کر آج ایک تھپڑ تو شہریار نے بھی اسکے گال پر جڑ دیا تھا۔

"کیا زارک زارک لگا رکھا ہے۔۔۔کان کھا گئی ہو میرے" وہ اسے کندھوں سے تھام کر منہ پر دھاڑا تھا جیسمن وہی سہم سی گئی۔

"مر چکا ہے وہ۔۔۔ مر چکا ہے" لفظوں پر زور دیتے

کتنا جان لیوا وار کیا تھا اسکے دل پر۔

جیسمن کی آنکھیں پھوٹ پڑی تھیں وہ سر جھکائے

سک کر رونے لگی۔ شہریار کو اپنے بلند آواز میں

چلانے پر پچھتاوہ ہوا۔

وہ یکدم سے پیچھے ہٹ کر گردن کی پشت سہلانے لگا۔

"ہر ایک کو اس دنیا سے جانا ہے تمہیں بھی مجھے بھی

اور تمہارے زارک کو بھی۔۔۔ جو کہ جا چکا ہے ہمیں

یہاں بیٹھ کر لوگوں کیلئے قیامت کا ٹکٹ نہیں کاٹنا

بی "

نہ چاہتے ہوئے بھی آواز پھر بلند ہو گئی۔

"ہمیں بھی جانا ہے پہلے تم یا میں لیکن جو آیا ہے وہ

جائے گا ایسے رونے سے جانے والا واپس نہیں آ

سکتا "

وہ کیسے اسے سمجھاتا وہ کچھ بھی سمجھنے کو تیار ہی نہ تھی

اسے زارک وولف چاہیۓ تھا ہر حال میں چاہیۓ تھا۔

"یار اسے لے کر جاؤ کسی پاگل خانے میں بھرتی کرواؤ ورنہ میرا ٹکٹ کروادو کچھ دن ان پاگلوں سے دور سکون سے رہوں گا "

وہ جل بھن کر بولتے دھپ سے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے زنو نے ایک نظر انکو دیکھا اور پھر کاغذ پین اٹھا کر کچھ لکھنے لگی۔

شہریار نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا جب اس نے نوٹ انکی جانب بڑھادیا وہاں واقعی ایک پاگل خانے کا ایڈریس لکھا تھا۔ شہریار دانت بھینچ کر رہ گئے۔

"تم سب چلے جاؤ یہاں تم سب کو ضرورت ہے "

"آپ کی بات پر غور کیا جائے گا لیکن آپ کو بتا دوں یہ پاشا کا حکم ہے یہ یہاں سے ٹھیک ہونے کے بعد ہی نکلے گی "

گویا بم پھوٹا تھا ان کے سر پر وہ آ گے جو کچھ کہنے لگے تھے وہ کم از کم زنو نے نہیں سنا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

اسکے آخری دن چل رہے تھے اور یہ دن اسکے لئے پہلے کی طرح بہت مشکل ثابت ہو رہے تھے وہ کیسے ایک ایک لمحہ گزار رہی تھی یہ اسے ہی علم تھا۔

حلانکہ مشی کومل اور آئرہ اسکی دیکھ بھال بہت اچھے سے کر رہی تھیں مگر اسے زیحال کی توجہ چاہیے تھی جواب کہیں بٹ چکی تھی ایسا صرف اسے لگا تھا۔

وہ تین دن کا کہہ کر دو دن میں واپس آگیا تھا اور اسکا بہت خیال رکھ رہا تھا پر اپر ڈاکٹر سے اسکی ہر تھوڑی دیر کی رپورٹ دے کر اپڈیٹ لے رہا تھا۔

آفس کا کام بھی وہ اب گھر سے ہی کرنے لگا تھا مگر ان سب کے باوجود بھی وہ ہر وقت جلتے توے پر بیٹھی ہوتی تھی۔

"اوکے بس یہ لاسٹ ہے اسکے بعد ہم کوئی بے بی نہیں کریں گے "اس نے زمل کا ہاتھ نرمی سے تھام کر محبت سے کہا۔

"کیوں ؟اب آپ کو کسی اور سے چاہئے ؟"انداز جلا کٹا سا تھا زیحال ششدر رہ گیا۔

"ہاں۔۔۔چاہئے ہونگے اسی سے جو لندن میں بیٹھی ہے" اسکی بات پر زیحال نے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے لاحول ولا قوۃ پڑھی۔

"میں تمہاری کنڈیشن دیکھ کر کہہ رہا ہوں ذڑ گیہ "

"رہنے دیں۔۔۔میں نے کچھ کہا؟" وہ لڑنا چاہتی تھی وہ لڑ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔نہیں تم نے کیا کہا ہے اتنی دیر سے میں ہی تو بول رہا ہوں" اس نے ہاتھ کھڑے کر لینے میں ہی اپنی عافیت جانی مگر وہ اس بات پر بھی چڑ گئی۔

"بتادیں کون ہے وہ؟ "

"کوئی بھی نہیں ہے "

"تو کس سے ملنے جا رہے ہیں؟" وہ اب سنجیدہ تھی۔

جب اسکے اگلے الفاظ زمل فہد کے ہوش یکدم سے اڑا گئے وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"مجھے یہ بچہ نہیں چاہئے" الفاظ تھے کہ چابک زمل کے وجود پر برچھی کی طرح برسے تھے۔

وہ شل ساکت بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی ایسے جیسے سانس بھی نہ لے رہی ہو آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی پھوٹ رہی تھی۔

وہ شخص جس کے منہ سے اب تک صرف اس بچے کیلئے انتظار سنا تھا وہ آج کہہ رہا تھا کہ اسے یہ بچہ نہیں چاہیئے؟

یہ آخری دن تھے وہ کبھی بھی دنیا میں آسکتا تھا کبھی بھی انکی چھوٹی سی فیملی میں اپنی جگہ بنا سکتا تھا اور اب

آخر میں اسکا باپ صاف الفاظ میں کہہ رہا تھا "مجھے یہ بچہ نہیں چاہیئے"

زمل کو یوں سٹک دیکھ زیحال نے لیپ ٹاپ ایک جانب رکھ دیا اور بیڈ پر آگے کو کھسک گیا۔

زمل میں پلکیں جھپکانے تک کی بھی ہمت نہیں تھی وہ پتھر کی مورت بنی اسے دیکھ رہی تھی جب ہاتھوں پر اسکے فولادی ہاتھوں کی گرفت محسوس ہوئی۔

"ہاں۔۔۔مجھے یہ بے بی نہیں چاہیئے" اس نے پورے ہوش وحواس میں یہ الفاظ دہرائے۔

جب ہیزل آنکھوں سے موتیوں کی گویا لڑی گالوں پر

لڑھک پڑی تھی۔

زیحال نے ایک ایک کر کر اسکے آنسوں موتی بنا کر

چن لئے۔

"میرے لئے زامل زالے کافی ہیں میں مزید کی

خواہش کیلئے تمہیں اتنے بڑے امتحانوں میں نہیں ڈالنا

چاہتا"

وہ ہوش میں تھا؟ وہ کیا کہہ رہا تھا جس بچے کے آنے

میں صرف کچھ دن باقی تھے وہ اسے ہی قبول کرنے

سے انکار کر رہا تھا۔

آج پہلی بار زمل کو اپنا دل بری طرح سے ٹوٹتا ہوا

محسوس ہوا تھا وہ بھی اپنے ہی ہبی کے ہاتھوں۔

"پوچھو گی نہیں ایسا کیوں؟" اسکے سوال پر ایک

دھڑکن مس ہوئی۔

زمل نے بمشکل سر اثبات میں ہلایا کیونکہ منہ سے

بولنے کی ہمت نہیں تھی۔

"میں۔۔۔" وہ رکا گہری سانس لی اور یہ دورانیہ ہی زمل کیلئے صدیوں پر محیط بن گیا تھا۔

"میں اسے گل کی گود میں دینا چاہتا ہوں" یہ الفاظ دوبارہ زمل کی سماعتوں میں گونجے۔ مگر اسکے کہنے سے پہلے ہی وہ پھر سے بول پڑا۔

"میں اسکی طرف گیا تھا کافی دن سے وہ ہمیں بلا رہی تھی" اسکی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھومنے لگا۔

گاڑی ایک بڑی سی سوسائٹی سے ہو کر گزرتی ایک چھوٹے سے خوبصورت گھر کے سامنے آرکی تھی۔

جس کے باہر بورڈ پر چند الفاظ میں درج تھا

"ورک ہاؤس "

اسے محبت تھی اس نام سے کیونکہ یہ اسکی بہن کا گھر

تھا۔

وہ گاڑی سے اتر کر گلاسز شرٹ میں اڑکاتے دوسری

جانب آیا اور فرنٹ سیٹ پر رکھی پھلوں کی ٹوکری اٹھا

کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

لیکن جونہی دروازہ ناک کرنے کیلیۓ ہاتھ بڑھایا اسکے

کانوں میں الفاظ ٹکرانے لگے۔

"ٹھیک سے بیٹھیں میں آئل کیسے لگاؤں گا اور۔۔۔یہ ۔۔۔یہ ٹماٹر چھوڑ دیں اب" وہ جھنجھلا کر اسکے ہاتھوں سے ٹماٹر لے کر ایک طرف رکھ گئے۔

"ام دیکھ رہا ہے ناں دیکھنے میں کیا ہے" وہ سہی ناراض ہوئی تھی۔

"دیکھ نہیں رہے آپ خود کو تکلیف دے رہے ہیں"

"اولاد کا ہونا نعمت ضرور ہے مگر اسکا نہ ہونا زحمت بھی نہیں ہے ہم ایک دوسرے کے ساتھ خوش ہیں زر"

وہ کیسے اسے سمجھاتے وہ خود کے ساتھ ساتھ انکو بھی تکلیف پہنچا رہی تھی۔

ان کی بات پر وہ مایوس ہو گئ تھی اسکی آواز نہیں آئی مگر وہ جانتا تھا وہ رو رہی ہو گی وہ بہن تھی اسکی۔

"ٹھیک ہے ہم کسی یتیم خانے سے بچہ ایڈاپٹ کر لیں گے پھر خوش ہو نگے آپ؟" وہ محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگے۔

"نہیں۔۔۔ام کو نہیں چاہئے" وہ گھٹی ہوئی آواز میں اپنے آنسوں بے دردی سے رگڑ کر بولی۔

"اس نے امارا زندگی برباد کر دیا وہ چلا گیا لیکن۔۔۔ لیکن ام سے امارا خوشی بھی لے گیا" وہ سر جھکائے رونے لگی تھی۔

برہان یکدم سے بے چین ہوتے اسکے ساتھ ہی نیچے بیٹھ گئے۔

"میری جان آپ کیوں خود کو ہلکان کر رہے ہیں اس کمینے کے پیچھے وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے" وہ اسے اپنے سینے سے لگائے دنیا بھر کی محبت اپنے لہجے میں لے آئے۔

مگر وہ ہچکیوں میں رونے لگی تھی واقعی وہ جاچکا تھا مگر اسکی دشمنی اور نفرت کے آثار اب کبھی زرتشم نوشیر وال کی زندگی سے نہیں جا سکتے تھے۔

وہ اٹھ کر اندر کمرے میں جا کر بند ہو گئی باہر برہان نے اسے کئی آوازیں دی مگر سب ندارد۔

اتنے میں وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا جب پیچھے مڑ کر سامنے نظر زیحال پر پڑی۔ وہ یکدم سے چونک سے گئے وہ اچانک اتنے دنوں بعد یہاں۔

"سلام پ۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے زیحال آئیں بیٹھیں" انکو بے حد خوشی ہوئی تھی وہ انکے گھر آیا تھا۔ وہ خاموشی سے پھلوں کو ایک طرف رکھتے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"پانی؟" انہوں نے گلاس آگے بڑھایا جسے چپ چاپ وہ تھام کر پینے لگا۔ اسکی خاموشی پر برہان کو شبہ سا ہوا۔

"خیریت سے آنا ہوا؟ "

"کیوں ؟اپنی بہن کے گھر نہیں آسکتا؟"تڑخ کر پوچھا۔

"ن۔۔۔نہیں ایسا کب کہا میں نے۔۔۔آپ جب چاہے آئیں آپ کا ہی تو گھر ہے "اس سالے کے آگے ہمیشہ ہوا ٹائیٹ ہو جاتی تھی۔

"میرا نہیں تمہارا گھر ہے "اس نے تصیح کی۔

"گل کیوں رو رہی ہے ؟"وہ جان کر انجان بن رہا تھا لیکن برہان کا رنگ اسکے سوال پر یکدم سے اڑا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے "سوال دہرایا۔

"وہ۔۔وہ میں مارکیٹ نہیں لے کر گیا اس لئے

بس" انہیں لگا وہ ابھی آیا ہو گا جانتے ہوتے کہ وہ وہی

کھڑا تھا کبھی جھوٹ بولنے کی گستاخی نہ کرتے۔

زیحال نے سر اثبات میں ہلا دیا دونوں کے بیچ تھوڑی

بہت کام کی بات ہوئی اور وہ اٹھ کر واپس آ گیا۔

برہان کو حیرت ہوئی تھی وہ اپنی بہن سے نہیں مل کر

گیا مگر کیوں۔

اس کیوں کا جواب صرف وہی جانتا تھا جن جلتے

انگاروں پر اس نے ڈرائیونگ کی تھی ضبط سے وہ

پورے شہر میں گاڑی بھگاتا رہا تھا مگر ذہن جیسے کئی الجھنوں کا شکار ہو گیا تھا۔

اب بھی وہ اسکی کیفیت میں مبتلا سر جھکائے زمل کے سامنے بیٹھا تھا وہ چاہتا تو اکیلا یہ فیصلہ کر دیتا وہ کیا ہی کر سکتی تھی۔

مگر وہ بے بس ہو گیا تھا اسکے سامنے زمل کو نجانے کیوں اس پر ترس آنے لگا۔

"میں اور کچھ نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ" وہ بولتے بولتے رکا۔

"میں اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنی بہن کی گود میں

ڈال دوں میں اسے وہ وقت واپس نہیں کر سکتا جو

میری وجہ سے برباد ہوا "

اسکی آنکھیں سرخ ہونے لگی تھیں نمی دھیرے

دھیرے بڑھ رہی تھی۔زمل کا دل مٹھی میں آیا۔

"ہم دونوں بے قصور تھے قصوروار صرف وقت تھا

اور غلط فیصلے تھے مگر وقت آنے پر انکا کچھ تو مداوا کیا جا

سکتا ہے ناں گلا لے؟ "

وہ کس کرب سے پوچھ رہا تھا زمل بے اختیار سر ہاں میں ہلانے لگی۔

"میں۔۔۔میں تم پر دباؤ نہیں ڈالوں گا اس پر تمہارا حق زیادہ ہے میں۔۔۔میں صرف ریکوئیسٹ کر سکتا ہوں" اسکی درد سے چور بے بس آواز پر وہ تڑپ گئی تھی۔

وہ بے اختیار اسکے سینے سے لگ گئی اور خود بھی بے آواز رونے لگی کتنا مشکل وقت تھا یا شاید فیصلہ۔

جس کے آنے کے اس نے ایک ایک دن گنے ہوں

اسکے آتے ہی اسے کسی اور کو دے دینا۔اسکے کلیجے کو

ہاتھ پڑا تھا۔

لیکن اپنے ہبی کو دیکھ کر اسکا دل اپنا ممتا سے بہت

تیزی سے مڑنے لگا تھا ایسے جیسے کبھی اس بچے کے

بارے میں سوچا ہی نہ ہو۔

"ہم۔۔۔ہم اسے گل آپا کی گود میں ڈال دیں گے"

وہ دل پر ہاتھ رکھے بمشکل بولی۔

زیحال نے اسے کندھوں سے تھام کر بے ساختہ اپنے مقابل کیا۔

"تم کسی دباؤ میں تو یہ فیصلہ نہیں کر رہی؟" اسکے دل کو دھڑکا سا لگا تھا وہ کبھی اسکی خواہش کے خلاف جا کر اس پر اپنا کوئی فیصلہ مسلط نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں۔۔۔میں خوشی سے کہہ رہی ہوں۔۔۔ہمارے لئے زامل زالے کافی ہیں شاید۔۔۔گل آپا اور برہان بھائی کے لئے اسکی زندگی بچی تھی"

مشکل وقت کو یاد کرتے اسکا دل مٹھی میں آیا تھا وہ نہیں جانتی تھی اسکے الفاظ کتنی خوبصورتی سے اسکے دل سے بوجھ ہٹا گئے تھے۔

"میں فریش ہو آؤں پھر دیکھتا ہوں یہ دونوں کہاں ہیں" زامل زالے اب تک کمرے سے باہر تھے دونوں کے وقت کے ساتھ پیر کم اور پر زیادہ نکل آئے تھے۔

کبھی کمرے میں ٹکتے ہی نہیں تھے زیادہ تر اپنے پلے روم میں ہوتے یا کسی تاہ کے ساتھ باہر گئے ہوتے

جب سے زوناش بیٹھنے لگی تھی اور عبدل باری نے چلنا شروع کیا تھا تب سے انکی ٹیم اور بھی سٹرونگ ہو گئی تھی۔

"لیکن یہ نہیں بتایا کہ لندن کیوں جانے لگے ہیں" وہ اسے باتھ روم کی جانب بڑھتے دیکھ پھر سے بولی۔

"تمہاری سوکن نمبر ا مم "نمبر سو چا" چار سے ملنے" دھڑلے سے جواب دیتے وہ باتھ روم میں گھس گیا کیونکہ جانتا تھا پیچھے سے کتنے حملے ہونگے اس پر۔

اور وہی ہوا وہ بیڈ کے سارے کشنز اٹھا اٹھا کر دروازے پر دے مار گئی۔

مگر پھر وہ دھیمی پڑتی اپنے وجود میں پلتے اس ننھے وجود کو محسوس کرنے لگی چاہے جتنا دل کو باندھ لیتی وہ ماں تھی کیسے اپنا دل اتنا بڑا کر لیتی۔

بیٹھے بیٹھے اسکا ذہن تیزی سے گھوم گیا اپنے ہی لفظ کانوں میں گونجنے لگے۔

"نہیں۔۔۔میں۔۔۔میں کیسے دے دوں" اسکا ہاتھ بے اختیار دل کے مقام پر گیا وہ شدید گھبراہٹ کا شکار ہونے لگی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔مم۔۔۔میرا ہے میں کیسے" کہہ تو دیا تھا مگر اب ارادہ تیزی سے بدل رہا تھا دل عجیب سی گھٹن کا شکار ہو رہا تھا۔

اس نے خوف زدہ سی نظروں سے باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھا۔ وہ کتنا خوش خوش سا گیا تھا۔

کیا گزرتی اس پر جب وہ کہتی کہ وہ نہیں کر سکتی اپنا دل

اتنا بڑا۔

____

آج پاشا ولا میں کئی دنوں بعد خاموشی کا سحر ٹوٹا تھا کئی

دنوں بعد گھر والوں کے چہروں پر مسکراہٹ آئی تھی

گھر میں بچوں کا شور ہوا تھا۔

مہروز اور اسکی ٹیم نے کئی جگہوں پر دھاوا بولا تھا کہ

ملازم بھی ششدرہ گئے تھے۔

آج وہ سب ایک ساتھ پاشا ولا آئے تھے سیماب کی طبعیت مکمل ٹھیک ہونے کے بعد اسکا بے بی کے ساتھ پہلا چکر تھا۔

وہ بھی مٹر مٹر سی آنکھیں کھولے اس نئی جگہ کا بڑی دلچسپی سے جائزہ لے رہا تھا۔

چھوٹا سا وائٹ رومپر پہنے ہاتھوں میں ننھے ننھے سے گلوز اور سر پر کیپ پہنے وہ چھوٹا خان بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔

اپنے نین نقش اور حلیے سے وہ سب کی توجہ حاصل کرنے میں جلدی ہی کامیاب ہو گیا تھا۔

بلکل کسی ٹیڈی بئیر جیسا لگتا تھا وہی گول مٹول سے نین نقوش تھے۔

"بہت خوشی ہوئی کہ تم آئی ہو میں تو پھر سے آنے کا سوچ رہی تھی اتنا کیوٹ بے بی ہے تمہارا" کومل کی بات پر سیماب مسکرا دی۔

"امارا دل تو تھا مگر خان کو ام پتہ نہیں کیوں ہر وقت بیمار لگتا ہے "اس نے دانت پیس کر ساتھ بیٹھے زریاب کو دیکھا۔

وہ جھک کر بچوں کے ساتھ اپنے بیٹے کا معائنہ کر رہے تھے نہیں وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ اسکے سپیکر میں کہیں خرابی تو نہیں ہو گئی

یہاں آ کر تو بس بچوں کے ساتھ واں واں کر رہا تھا۔

"یہ میلا اگدا ہے ہنا (یہ میرا اگڈا ہے ہیں نا؟)" زامل جو صوفے پر چڑھ کر بیٹھا ضد کرتے چھوٹے خان کو گود میں لئے ہوئے تھا آنکھیں پٹپٹا کر بولا۔

"نہیں بلکل نہیں۔۔۔یہ امارا ہے ام کو بہت مہنگا پڑا ہے یہ"

انکو وہ راتیں جاگی ہوئی یاد آئی جب سیماب انکو ایک ٹانگ پر کھڑا رکھتی تھی بندروں کی طرح کھڑکیاں عبور کرواتی تھی مہنگا تو واقعی تھا یہ بچہ۔

"خان" سیماب نے سرگوشی نما انداز میں دانت

پیسے۔

"ن۔۔۔ نہیں مہنگا نہیں ہے بلکل بھی نہیں ہے ام

ایسا بچہ دس بارہ اورافورڈ کر سکتا ہے دکھائے ام ؟"

وہ اپنا والٹ نکال کر کھولنے لگے سیماب سب کی

طرف دیکھ کر مسکراتی انکے بازو پر دباؤ دے گئی۔

"اچھا کم ہے۔۔۔ تو ام وہ پاکستان والا زمین بیچ دے گا

اور بولو تم خان ام دس بارہ کیا بیس بائیس بچہ لوگ لے

آئے گا"

"خان ایک لفظ اور بولا توام سب کو بتادے گا خان حویلی کا بندر کون ہے" وہ مسکراہٹ سب کو پاس کرتی دھمکی آمیز لہجے میں سرگوشی کرنے لگی۔

"خان؟" انکی آواز صدمے سے پھٹی۔

"ہاں تو پٹر پٹر بولنا بند کرو ورنہ ام سچ میں ایسا کرے گا" وہ باز نہیں آرہی تھی۔

"صحیح ہے تم اب ایسا کرے گا۔۔۔امارے ساتھ؟" اموشنل ہتھیا چار مگر ناکام۔وہ سرپورے ہوش و حواس میں ہاں میں ہلا گئی۔

"اب سمجھ آئی زیحال بھائی کیوں اتنے حویلی جانے لگے ہیں اتنا کیوٹ ہے یہ "آئرہ زامل کو ٹافی کا لالچ دے کر بے بی کو اپنی گود میں لے گئی۔

"باپ پر جو گیا ہے "ساری تعریف خود وصول کی۔

"بلکل بھی نہیں یہ امارے دور کے چاچا کے ماما کے بیٹے کے بیٹے پر گیا ہے "

سیماب کے رشتہ بتانے پر سب کا منہ حیرت سے کھل گیا مگر ہمیشہ کے جل ککڑ زریاب فورا اسے انگلیوں پر

حساب کر گئے جب آخر میں وہ ماموں کے بیٹے کا بیٹا وہ خود نکلے تھے۔

وہ دنگ ہوئے اپنی شریک حیات کو دیکھنے لگے "گھر چلو تم" حساب بعد پر چھوڑ کر ابھی صبر پر اکتفا کیا۔

آئزہ زامل کی نظروں سے بچا کر اسے اپنے کمرے میں لے گئی تاکہ کچھ دیر کھیل سکے مگر سامنے بیٹھے برلاس کو دیکھ اسکے قدم وہی رک گئے۔

وہ کب آیا گھر اس نے دیکھا بھی نہیں۔

مگر وہ خود کو کمپوز کرتی بے بی کو لئے بیڈ پر آ گئی۔ اور اسکے ارد گرد اپنے ڈریسنگ ٹیبل کی چیزیں بکھرا کر کھیلنے لگی۔

"ہاہ۔۔۔ تم کتنے پیارے بے بی ہو بلکل چھوٹے چھوٹے سے ہاتھ۔۔۔ پیر" وہ اسکے ہاتھوں پیروں کو گدگداتی اسے ہنسانے کی کوشش کرنے لگی۔

مگر وہ نہیں ہنسا اسے جیسے ہنسنا ہی نہیں آتا تھا ابھی۔

اسے یوں دیکھ آئرہ کی مسکراہٹ دھیرے دھیرے سمٹنے لگی۔

اتنی دیر میں وہ بھی بیڈ پر آکر بیٹھ گیا اور کشن گود میں رکھے اپنا فون استعمال کرنے لگا۔

جب اسے کمرے کی خاموشی میں کسی گڑبڑ کا احساس ہوا اس نے نظر اٹھا کر آئرہ کو دیکھا جو بے بی کو دیکھنے میں محو تھی۔

وہ پھر سے فون پر جھک گیا۔

"آپ کو پتہ ہے اسکا نام کیا ہے" کچھ سوچ کر اسے مخاطب کیا۔

"کیا نام ہے" نظریں ہنوز موبائل کی سکرین پر جمی تھی۔

"زارک" اسکے زارک نام پر لینے پر برلاس کی نظریں بے اختیار اس بچے کی جانب اٹھی۔

وہ ہاتھ پیروں کو چلانے کی کوشش کر رہا تھا مگر مسکرا نہیں رہا تھا برلاس کا دل یکدم سے مٹھی میں آیا۔

"زارک بھائی چلے گئے لیکن یوں لگ رہا ہے جیسے انکی یادیں سانس لے رہی ہیں" بے بی ہاتھوں کو منہ تک لے جا رہا تھا۔

"جب بھی اسکا نام پکارا جارہا ہے دل زارک بھائی کو

ڈھونڈنے لگتا ہے کیا ایسا اب ہمیشہ ہوگا؟" اس نے

نظر اٹھائی سوال کیا مگر جواب نہیں ملا۔

وہ شل بیٹھا تھا ہاتھ میں فون پر گرفت مزید مضبوط

ہونے لگی۔

"ایک زارک کو قسمت نے ہم سے چھین لیا اور دوسرا

اب یادوں کو زندہ رکھ رہا ہے" اسکی آواز بھرانے لگی

وہ سانس نہیں لے رہا تھا۔

"مجھے سن لو۔۔۔میں آخری بار سنا رہا ہوں" الفاظ اسکے ذہن میں بازگشت کرنے لگے تکلیف دل میں سر اٹھانے لگی۔

"زارک آفندی اب صرف نام نہیں ہو گا۔۔۔یہ زارک اسفندیار سے جڑی ایک ادھوری کہانی رہے گی" اور یہ ادھوری کہانی سب کی جان لے لے گی وہ یہ نہیں کہہ رہی تھی پہلا نمبر اسکے محبوب شوہر کا ہی تھا۔

کانچ سی بھوری آنکھیں نم ہو گئیں۔وہ اس بچے کو دیکھ نہیں پا رہی تھی۔

"دو نام ہیں اور درد۔۔۔ایک ہی۔۔۔زارک اسفند یار ایک یاد بن گیا ہے اور زارک آفندی اسی یاد کا ایک خوبصورت سہارا "

وہ آخر میں رو پڑی تھی اس شخص کے لئے جس کے ساتھ وقت نہیں گزارا تھا مگر اسکی قسمت سب کو رلا جاتی تھی۔

وہ گردن گرائے ہاتھ میں سختی سے موبائل پکڑے اس بچے کو دیکھ رہا تھا اسے نہیں پتہ چلا کہ اسکے آنسوں کشن کو بھگو رہے تھے۔

"وہ ایک یاد بن گئے۔۔۔ایک درد بھری یاد" وہ چپ کیوں نہیں ہوتی تھی وہ کیوں اسے تکلیف دیتی تھی۔

وہ کتنی بار اٹھ کر جاتا مگر آج بھی چلا گیا تھا گاڑی نکال کر وہ کہاں گیا تھا اسے علم نہیں تھا وہ بس چلا گیا تھا۔

آئرہ کتنی ہی دیر اس بے بی کو گود میں لئے روتی رہی پھر اپنے آنسوں صاف کرتی اسے کھلانے لگی اس بچے کے ساتھ سب کا دل جڑ گیا تھا۔

زیحال کو پتہ چلا تو وہ آفس کا سب کام چھوڑ کر فورا سے آگیا تھا۔

رات گئے تک سب لوگ ساتھ رہے تھے مگر وہ نہیں تھا وہ نہیں آیا تھا۔

وہ واک سے واپس آکر اپنے لئے کافی بنانے لگے جب کاؤنٹر پر رکھا انکا فون بیپ کرنے لگا انہوں نے سکرین پر جگمگاتا نام دیکھ کر کال ریسیو کر لی۔

"سر۔۔۔اس لڑکی نے سب کو نچا کر رکھ دیا ہے بار بار خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے"

مقابل کی آواز عجلت بھری تھی۔

شہریار سر پکڑ کر بیٹھ گئے انہوں نے کال کٹ کر کر دوسرا نمبر ملایا آگے سے نیند سے بھری بھاری آواز سنائی دی۔

"وہاں تم مزے سے سو رہے ہو یہاں اس لڑکی نے میرے کلینک کی دھجیاں اڑادی ہیں" وہ شدید کوفت کا شکار ہوئے۔

زیحال اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔

"بہت افسوس ہوا تم سے ایک لڑکی نہیں سمبھلی "

"او بھائی یہ لڑکی نہیں ہے چلتی پھرتی آفت کی پڑیا ہے میں نہیں جانتا اسکو لے کر جاؤ" وہ بضد ہوئے۔

"اوکے۔۔۔میں مبشر کو بھیجتا ہوں" کہتے اس نے کال کٹ کی اور وقت دیکھ کر کمفرٹر ایک سائیڈ کرتے فریش ہونے چلا گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک کرسی پر بیٹھا دوسری کرسی پر ٹانگ دھرے منہ میں پین لئے تیکھی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جب اسکی نظروں کو خود پر بھانپتے زیحال نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائیں۔

اور آبرو اچکائی ایسے جیسے پوچھ رہا ہو "کیا ہے؟"

"تم جتنی شریف لگتے ہو اتنے ہو نہیں" عثمان کی بات پر وہ کندھے ڈھیلے چھوڑ گیا۔

"اچھا۔۔۔کونسی۔۔۔بد معاشی کر لی میں نے؟ "

"یہ جو تم آج کل کر رہے ہو نا سب سمجھ آتا ہے مجھے تم وہ نہیں ہو جو دکھتے ہو میسنے" وہ منہ سے کاغذ کا ٹکڑا پھینکتے لفظ چبا کر غرایا۔

"ماہم نے آج زیادہ تیکھا کھلا دی؟" استفسار کیا۔

"نہیں لیکن زمل ضرور تمہیں کھلائے گی۔۔۔ایک بات بتاؤمیں یہاں سے کچھ دن کیلئے کیا گیا تم نے اتنا سب کرلیا؟" وہ حیران تھا اور جی بھر کر حیران تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ جواب میں کہتا دھاڑ سے دروازہ کھلتے یاقوت اندر آیا دونوں نے اسکی جانب دیکھا۔

وہ چہرے سے شدید غصّے میں لگ رہا تھا۔

"آپ کیا کرتے پھر رہے ہیں آج کل؟" وہی سوال زیحال پیچھے کرسی سے ٹیک لگا گیا

عثمان نے بھی کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے وہ نہ صحیح اسکی اولاد ہی صحیح اس سے حساب مانگنے کیلیئے۔

"آپ کسی سے لڑ کر آئے تھے؟"اب کی بار عثمان کرنٹ کھا کر سیدھا ہوا مطلب بدمعاشی والی بات سچ تھی۔

"واہ واہ۔۔۔اولاد سدھری تو باپ نے یہ ڈیوٹی سمبھال لی"اسکا اشارہ برلاس کی جانب تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے"اس نے تسلی دی۔

"ایسا ہی ہے آپ بتائیں آپ کہاں جا رہے ہیں آج کل کیا کر رہے ہیں" وہ ساتھ ایک شرٹ اسکے آگے رکھ گیا جس پر جگہ جگہ سرخ دھبے نمایاں تھے۔

زیحال کے چہرے کے تاثرات بدلے۔اس نے گلا کھنکارا۔

ساتھ عثمان نے بھنویں اچکائی جیسے کہہ رہا ہو اب دو
ناں جواب کہ کیا کرتے پھر رہے ہو آج کل تم۔ مگر
آگے بھی وہ تھا ڈھیٹ الٹرا پروا تنی جلدی کیسے خود کو
ایکسپوز ہونے دے سکتا تھا وہ جو کرتا تھا اسکی خبر اگلے
لمحے تک اسے خود بھی نہیں ہوتی تھی۔
"بتائیں کہیں مار پٹائی کر کر آئیں ہیں؟" اسکے مار پٹائی
پر عثمان نے منہ پر ہاتھ رکھا کہ "ہاہ غنڈہ گردی شروع
کر دی؟"

"برلاس کی سیٹ سمبھال رہا ہے تمہارا بھائی سمبھالو

اسکو کہیں بگڑ نہ جائے زیادہ "

"بولیں اب "اسکی خاموشی پر وہ بے ساختہ خفا ہو رہا

تھا۔

"ایئرپورٹ سے آتے ہوئے ایک بندے نے میرا

والٹ چھیننے کی کوشش کی تو اسکے ساتھ ہو گئے دو چار

ہاتھ "بولنے کا انداز قدرے لاپرواہ سا تھا۔

"اچھا۔۔اور آپ کب سے اتنے چھوٹے موٹے

جھگڑوں میں پڑنے لگے جہاں تک میں جانتا ہوں آپ

اس والٹ کو خود اسے تھما دیتے "

ہاں وہ سمجھداری کا مظاہرہ کرتا تھا آج کیسے بچکانہ

حرکت کر گیا تھا۔

"اسکو میں جانتا ہوں اسکی عادت ہے بچپن سے پنگے

کرنے کی یاد نہیں اسکول میں ایک لڑکے نے تم سے

تمہارا نوٹ بک چھین کر پھاڑ دیا تھا کیا دھویا تھا تم نے

اسکو ہاہاہا "

وہ بات کر کر خود ہی ہنسنے لگا زیجال نے گھور کر اسے دیکھا کہ یہ بات انکے سامنے کیوں کی۔

وہ تو انکو اسکول بھی یہ کہہ کر بھیجتا تھا کہ وہاں جا کر مار پٹائی نہیں کرنی۔

"اس میں زمل کی تصویر تھی" آخر کار زبان پر صحیح بات آہی گئی یہاں یاقوت کو چپکی لگ گئی مگر پھر بھی وہ اسے شکی نگاہوں سے گھورنا بند نہیں ہوا تھا۔

"اب کیوں دیکھ رہے ہو ایسے بتا تو دیا" وہ جھنجھلا سا گیا۔

"یقین کر رہا ہوں یقین توڑیئے گا مت" وہ دھیمے لہجے میں جیسے وارن کر رہا تھا اور اس ایک لمحے میں اس نے اپنے باپ کے چہرے پر شرارت بھانپ لی تھی۔

کہ اسے یقین نہیں کرنا چاہئے وہ یقین کے قابل نہیں تھا۔

اور یہ بات صرف عثمان سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ جو نظر آرہا تھا وہ ہرگز نہیں تھا۔

"تم اٹھ کر جا رہے ہو یا لگاؤں تمہیں بھی؟" وہ عثمان پر تپا جو اسکے پول کہیں بھی کھول دیتا تھا۔

"جا رہا ہوں مجھ شریف انسان کی قدر ہی نہیں

تمہیں" وہ اٹھ کر ایک فائل ڈھونڈ کر ہاتھ میں تھامتا

دروازے میں پہنچ گیا۔

جب مڑ کر زیحال کو پھر دیکھا۔

"مجھے اپنے بچوں کی طرح معصوم نہ سمجھنا" کہتے ہی وہ

کمرے سے باہر نکل گیا۔اسکے جاتے زیحال دونوں

ہاتھ باندھ کر سر کے پیچھے ٹکائے کرسی پر جھولنے

لگا۔

وہ کب سے اپنے ٹیبل کے گرد چکر کاٹ رہے تھے کبھی باہر جا رہے تھے کبھی اندر آ رہے تھے ہاتھ میں کبھی کھانے کو کچھ ہوتا تو کبھی کچھ۔

ایک ساتھ درجن کیلے لئے ایک ایک کر کر گڑپ کر گئے۔

اب تو پیٹ بھی چیخ چیخ کر کہنے لگا تھا "مالک تھوڑا رحم کرو" وہ ہاتھ جھاڑ کر خود کی حالت درست کرتے پاور چیئر پر واپس آ بیٹھے اور سامنے بیٹھے بت کو دیکھنے لگے۔

ہاں یہ بت سانس لینے والا تھا اسکی چلتی سانسیں انہیں تسلی دینے کو کافی تھی۔

"چائے پیو گے یا کافی؟" گیارہویں بار پوچھا جواب کچھ نہ آیا شہریار نے دانت بھینچ لئے۔

"یقین کرو تمہارا باپ مجھے تمہاری شکل دیکھنے کے پیسے نہیں دیتا"

انداز جلا کٹا سا تھا پچھلی بار جو وہ انکے کلینک کا حال کر کر گیا تھا۔اب تو ڈر لگنے لگا تھا۔

"تمہارا علاج مجھے سب سے مہنگا پڑ رہا ہے تم آخر بتاؤ گے کہ ارادہ کیا ہے؟" وہ ہنوز خاموش تھا۔

شہریار نے پیچھے کرسی سے ٹیک لگاتے لمبا سارا سانس لیا جیسے ضبط کے اگلے مرحلے کیلئے خود کو تیار کر رہے ہوں۔

"باہر میرے اتنے سارے پیشنٹ ویٹ کر رہے ہیں بر لاس تم بتاؤ گے کیا ایشو ہیں تا کہ میں اسے حل کروں" وہ اب نرمی سے پوچھ رہے تھے۔یہی ایک واحد حل تھا۔

"مجھے۔۔۔مجھے ٹھیک ہونا ہے" وہ بھرائی آواز میں بولتا شہریار کو وہی چھوٹا سا بچہ لگا۔

انہیں بے ساختہ اس پر ترس آیا۔وہ کرسی سے اٹھ کر اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"تم ٹھیک ہو ٹرسٹ می" بھوری آنکھیں نم ہونے لگیں۔

" کبھی کبھی ہم خود کو ماضی کی کچھ یادوں سے الگ نہیں کر پاتے جان بوجھ کر انہیں یاد کرتے ہیں اور خود کو تکلیف دیتے ہیں" سچ تھا وہ صحیح کہہ رہے تھے۔

"تم ٹھیک ہونا چاہتے ہو ناں تو بہت آسان ہے" وہ سانس روک گیا۔

"جو آنکھوں سے دیکھا اور جو کانوں سے سنا اس سے ہٹ کر ایک بار دل کو دیکھنے دو اسے سننے دو وہ کبھی غلط نہیں سنتا نہ دیکھتا ہے"

وہ بے اختیار اسکا ہاتھ تھام گئے۔

"م۔۔۔ مگر ک۔۔۔ کیسے۔۔۔؟" وہ کھل کر کہہ نہیں پا رہا تھا اب دل کو دیکھنے بھی دے تو کسے وہ تو چلا گیا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ چلا گیا" اسکی آواز گھٹنے لگی شہریار کو اسکی طبعیت بگڑتی محسوس ہو رہی تھی تب ہی احتیاط کے طور پر انہوں نے ایک ہاتھ سے موبائل اٹھالیا۔

"وہ مجھے مزید گلٹ میں زندہ چھوڑ کر چلا گیا وہ بہت برا ہے بہت برا" وہ بچوں کی طرح شکایت لگا رہا تھا۔

"ہاں واقعی اس نے برا کیا" شہریار نے تائید کی۔

"اسے۔۔۔اسے وقت دینا چاہئے تھا ناں سمجھنا چاہیے تھا مجھے" شہریار اسکے ساتھ سر ہلانے لگے

دوسری جانب فون پر یہی سب الفاظ سنتے زیحال کے دل میں ایک ٹھنڈک کا سا احساس اترنے لگا تھا۔

"لیکن وہ بھی وہی سب کر گیا اس نے مجھے مزید گلٹ دے دیا میں کھل کر جی نہیں پا رہا مجھے اپنی سانسیں خود پر تنگ پڑتی محسوس ہونے لگی ہیں "

آئرہ کی باتیں اسے از حد تکلیف دیتی تھی نہ صرف اس وقت بلکہ بعد میں بھی رات میں بھی صبح میں بھی شام میں بھی۔

"تو کیا تمہیں۔۔۔لگتا ہے کہ زارک بے قصور تھا؟"

انہوں نے کچھ احتیاط کرتے بالآخر وہ سوال کیا جس کا جواب وہ سب کب سے سننے کو بے تاب ہو رہے تھے۔

برلاس کی بھوری آنکھیں ان پر جمی۔ کیا اس نے ایسا کچھ کہا؟ وہ سوچ میں پڑ گیا اپنے الفاظ یاد کرنے لگا۔ وہ بے خودی میں بول تو یہی سب گیا تھا مگر زبان سے صاف اقرار نہیں کر پا رہا تھا۔

"بولو برلاس۔۔۔ کیا تمہیں زارک بے قصور لگ رہا ہے؟" وہ بے چین ہوئے۔

"مم۔۔۔میں۔۔۔میں ایسا نہیں کہنا چاہتا میں" وہ الجھ سا گیا۔

"لیکن تمہاری باتوں کا یہی مطلب نکلتا ہے کہ تم اب شرمندہ ہو کہ تم نے زارک کے ساتھ غلط کیا"

وہ اسے مزید الجھا رہے تھے وہ اپنے ہاتھ اسکی گرفت سے باہر نکال گیا اور خوف زدہ سی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"دیکھو۔۔۔تم نے آنکھوں دیکھے اور کانوں سنے پر یقین کیا مگر جب زارک نے تمہیں سچ بتانا چاہا تب تم

نے اپنے دل کو بند کر لیا اسے دل میں آنے ہی نہیں دیا

ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار اگر تم اسے سن لیتے تو

شاید آج وہ "

وہ رک گئے آگے الفاظ کا چناؤ بہت مشکل تھا۔

"وہ تمہارے ساتھ تم بھائیوں کے ساتھ خوش ہوتا

ہیں ناں؟ "

بھوری آنکھیں ایک پل کیلئے اسے سب کے ساتھ

خوش تصور کرنے لگیں۔

"جس انسان نے پوری زندگی کوئی خوشی نہیں دیکھی وہ آخر میں موت کا حق دار تو نہیں تھا" انکے الفاظوں پر برلاس کی روح کانپ سی گئی۔

"لوگ غلط کہتے ہیں کہ ہیپی اینڈنگ ایسی بھی ہوتی ہے لیکن میں کہتا ہوں یہ کیسی ہیپی اینڈنگ ہے جس میں اسے کوئی خوشی ہی نہیں ملی "

بھوری آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھرنے لگیں۔

ماتھے پر بکھرے بالوں آنکھوں میں چبھنے لگے تھے۔

"تمہیں تو زیحال مل گیا تھا سوچو اسے کون ملا تھا؟

ابراہیم؟ جو اسے انسان ہی نہیں سمجھتا تھا اسے غلام بنا

کر رکھا کیا تمہیں نہیں چاہئے تھا کہ اپنے بھائی کے

غموں کو چن لیتے اسے خوشیاں دیتے چار سے پانچ ہو

جاتے "

وہ مسلسل بول رہے تھے بنا بھوری آنکھوں میں دیکھے

جو برس رہی تھیں وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔

"مگر تم نے اپنے بے جا خوف کو ختم کرنے کے بجائے نفرت میں بدل دیا اور ایسے شخص کے نام کر دی جو اسکا مستحق نہیں تھا "

وہ شرم سے ڈوب رہا تھا برلاس شاہ آج زندہ گڑھ رہا تھا۔

"تم نے دل کی نہیں سنی تمہیں دل کی سننی چاہیئے تھی" وہ نہیں سن پا رہا تھا مزید وہ اٹھ کر باہر چلا گیا جہاں گاڑی کی جانب بڑھتے اسکی نظر سامنے اٹھی۔

گاڑی سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا وہ زیحال خان آفندی تھا برلاس شاہ کا باپ۔

برلاس کی آنکھیں اسے دیکھتے ہی تیزی سے بھرانے لگی دل یکدم سے بھاری ہوا۔

اتنے دنوں بعد وہ شاید دو ماہ بعد وہ اسکے سامنے اسکا باپ بن کر کھڑا تھا برلاس کو یقین نہیں آیا مگر جب آیا تو ایک لمحہ بھی مزید رکا نہ گیا۔

وہ دوڑ کر اسکے سینے سے لگ گیا جس کے حصار میں

آتے وہ پوری دنیا سے چھپ گیا تھا ہر غم اس سے

کوسوں دور جا کھڑا ہوا تھا۔

زیحال نے اسکے گرد اپنے بازو پھیلائے اور یہ لمحہ

برلاس شاہ کے دل میں سکون بن کر اتر گیا۔

تھوڑی دیر میں دونوں پارک میں ایک بینچ پر خاموش

بیٹھے تھے آتے جاتے لوگوں کو دیکھتے ہوئے۔

شام کی ٹھنڈی ہوا انکے وجود کے ساتھ چٹکلیاں کرنے میں مگن تھی۔ موسم حسین تھا یا اپنے باپ کے ساتھ اسے اور حسین لگ رہا تھا۔

"تو تمہیں غلطی کا احساس ہو گیا؟" اسکے سوال پر برلاس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹک گیا ہاں کرے یا نہ وہ جواب تو سمجھ ہی جائے گا۔

"میں ڈر گیا تھا "

"کس سے؟"

"وہ بلکل بابا جیسا دکھتا ہے" اسکے نین نقوش ایک ایک جھلک میں اسفند یار اسکے سامنے کھڑا ہوتا تھا۔ مگر اگلے لمحے اسے بے جان وجود اسے خوف زدہ کر جاتا تھا وہ اپنے حواسوں میں نہیں رہتا تھا جو منہ میں آئے بول دیتا تھا۔

مگر وہ الفاظ اسے اتنے بھاری پڑیں گے اس نے سوچا بھی نہ تھا۔

"ضروری تو نہیں وقت خود کو دہرائے" یہ بات

برلاس کے دل کو یکدم سے گہری کھائی میں پھینک

گئی۔

"م۔۔۔مگر ایسا ہو گیا" آواز مزید گھٹ گئی زیحال نے

اسکی آنکھوں میں جھانکا اور نرمی سے اپنا بازو اسکے

کندھوں پر پھیلا دیا۔

"تمہیں احساس ہو گیا یہی کافی ہے "

"مگر وہ واپس تو نہیں آ سکتا ناں۔۔۔میں نے اسے دل سے نہیں سنا میں اسکا گناہگار بن گیا" وہ زیحال کے کندھے پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

اتنے دن سے اسے یہ ایک کندھا چاہیئے تھا جو اسے نہیں مل رہا تھا دل پر ایک بوجھ بن گیا تھا وہ ہر دن خود سے ایک نئ جنگ لڑنے لگا تھا۔

"وہ چلا گیا دور بہت دور۔۔۔مجھے ہمیشہ کیلئے گلٹ میں چھوڑ کر" اسکی ہچکیاں بندھ چکی تھیں۔

شہریار کی باتیں اسکے ذہن میں ایک الگ ہی منظر بنا کر پیش کرنے لگی تھی۔

ایک یہ وقت تھا اور ایک وہ وقت ہوتا جب وہ سب کے ساتھ خوش ہوتا بے حد خوش ہوتا۔

"اٹس اوکے"

"اٹ از ناٹ اوکے" وہ پیچھے ہٹ کر یکدم سے بولا۔

"م۔۔۔مجھے اس سے معافی مانگنی ہے" اسکے الفاظ سن کر زیحال کا دل اندر ہی اندر خوشی سے جھوم رہا تھا۔

اس نے چہرے کا رخ موڑ کر اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

"میں اس سے معافی مانگوں گا" اسکا دل پھٹ رہا تھا وہ کبھی ایسے معافی نہیں مانگنا چاہتا تھا کبھی بھی نہیں۔

"اوکے مانگ لینا اب رونا نہیں" وہ اپنے ہاتھوں سے اسکے آنسوں صاف کرنے لگا۔

"چلو کچھ کھا لیتے ہیں" وہ اسکا ہاتھ تھام کر قریبی رستوران میں آگیا جہاں کھانے کا آرڈر دے کر وہ یہاں وہاں کی ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگا۔

برلاس صرف ہوں ہاں میں ہی جواب دے رہا تھا۔

زیحال کا چہرہ اتنے دنوں بعد آج کھلا کھلا سا لگ رہا تھا۔

وہ بار بار بیزاریت سے اوپر نظر اٹھاتی جہاں قطرہ قطرہ ڈرپ سے نکل کر اسکی رگوں میں شامل ہو رہا تھا مگر اسکا بس چلتا تو ایک دم سے اسے پورا کر دیتی اس نے جھنجھلا کر سامنے کاؤچ پر بیٹھے داراب کو دیکھا جو ہاتھ میں میگزین لئے بہت غور سے پڑھ رہا تھا۔

بیلا نے دانت کچکچائے خود کتنے مزے سے بیٹھا تھا اور وہ بور ہو رہی تھی۔

"تم کو یہاں یہ پڑھنے آنا تھا تو پہلے بتا دیتے ام سیماب کو لے آتا" وہ سر تکیے پر مارتی جل کڑھ کر بولی۔

"نہیں جنت کا بابا میں ہوں وہ نہیں" اسکے جواب پر بیلا نے پھر سے سر اٹھایا صد شکر اسکے ہاتھ کوئی چیز نہیں لگی۔

"یہ کب پورا ہو گا ام تنگ آگیا ہے"

"بس ایک سے ہی ؟ ابھی تو ڈاکٹر نے دو اور لگانے کا کہا ہے" اسکی بات پر بیلا کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی۔

"ک۔۔۔ کیا مطلب دو اور ؟" صدمے سے اسکی آواز پھٹی۔

"حوصلہ کرو۔۔۔ ابھی کب کہا کچھ دن بعد اور پھر اسکے کچھ دن بعد" وہ میگزین ایک طرف رکھ کر اسکے پاس آیا۔

"ماں بننا آسان نہیں ہوتا" جتایا گیا۔

داراب نے بھنویں سیکوڑ کر اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو

"اچھا؟ "

"باپ بننا بھی آسان نہیں ہوتا" جواب تیار تھا۔

"کیوں۔۔۔ تم کیا کر رہا ہے ایسا؟" وہ تپ کر بولی۔

"تمہارے موڈ سوئنگس برداشت "اسکے جواب پر بیلا کے چہرے کی سختی یکدم سے غائب ہوئی۔

"ویسے کتنا اچھا ہو میری بیٹی بھی ایسی ہی نک چڑی اور غصّے والی ہو ڈینجرس لیڈی" وہ لفظوں سے اسکا عکس تیار کرنے لگا۔

بیلا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوش دلایا۔

"تم کو کیسے پتہ بیٹی ہی ہو گی بیٹا بھی تو ہو سکتا ہے"

"نہیں۔۔۔میں نے بہت دل سے پہلی اولاد بیٹی مانگی ہے اور مجھے وہی چاہئے" انداز فیصلہ کن تھا بیلا نے گھور کر دیکھا۔

"بیٹا ہوا تو کیا ریٹرن کروا دے گا؟" اسکے اچانک سوال پر داراب حیران ہوا پھر جو ہنسا پیٹ پکڑے پاگلوں کی طرح ہنستا چلا گیا۔

"تم۔۔۔ تم سچ میں بہت فنی ہو" بیلا کو اب بھی ہنسی نہیں آئی البتہ مسکراہٹ دبائی تھی۔

"ھمم۔۔۔بیٹا ہو گیا تو۔۔۔بیٹی کیلیئے اگلے سال ایک اور ڈرپ" بیلا اسکے جواب پر مسکرا رہی تھی جب سمجھ آتے ہی آنکھیں پھٹی۔

"داراب" وہ چیخی تھی اسکی چیخ پر داراب کا فلگ شگاف قہقہہ گونج اٹھا تھا دور کہیں وہ بھی مسکرائی تھی۔

وہ ہاتھوں کو آپس میں مسلتی گھبراہٹ پر قابو پانے کی
ازحد کوشش کرتی بری طرح سے ناکام ہورہی تھی
دل تھا کہ بار بار ہتھیلی پر آرہا تھا۔

وہ کوئی چھتیس بار زیحال کے آفس روم کے باہر تک جا
کر واپس آچکی تھی مگر ایک بھی قدم اندر تک بڑھانے
کی ہمت نہیں کر پارہی تھی۔

اتنے میں پامیر جیب میں ہاتھ ڈالے دوسرے میں
ڈرنک لئے جاتے جاتے رکا پلٹ کر جھک کر آئرہ کو
دیکھا جو منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

"اھمم۔۔۔"گلا کھنکارا اسکے اچانک نمودار ہونے پر آئرہ بدک کر پڑی۔

"کیا بات ہے بہنا۔۔۔اس فتنے نے تمہیں کمرے سے نکال دیا؟"اسکے سوال پر آئرہ نے فورا اسے سر نفی میں ہلایا۔

"اس نے جھگڑا کیا تم خود آئی؟"پھر سر تیزی سے نفی میں ہلا۔

"پکا کسی برانڈ کا سوٹ نہیں دلایا ہوگا"آئرہ جھنجھلا کر اور تیز سر نہ میں ہلانے لگی۔

"پھر کیا ماجرا ہے بھٹکتی آتمہ بن کر کیوں گھوم رہی ہو مجھ جیسے معصوم بندے کا ویسے ہی ترا نکل جائے "

اسکی بات پر آئرہ کی یکدم سے ہنسی چھوٹی ساتھ پامیر بھی مسکرا دیا اسکا مقصد ہی آئرہ کے چہرے پر سمائل لانا تھا۔

"وہ۔۔۔م۔۔۔مجھے زیحال بھائی نے بلایا ہے" آخر کو اپنا مسلہ بتایا۔

"لے۔۔۔تو وہ کونسا تمہیں کھا جائیں گے یقین کرو وہ آدم خور نہیں ہیں "

سرگوشی کی اتنے میں کومل آگئی اسے یہاں دیکھ سینے پر ہاتھ باندھ کر گھورا۔

"لیکن میرے بارے میں تمہارا یہ خیال ضرور صحیح ثابت ہوگا ہیں ناں؟" تڑخ کر پوچھا۔

"ن۔۔۔ نہیں بیگم۔۔۔ باہر لان میں کہیں بھی باری کی گاڑی نہیں ہے" وہ دیکھنے یہی آیا تھا لگے ہاتھوں پیٹ کے آگے مجبور ہوتے کچن کا بھی دورہ کرلیا۔

پامیر اور کومل کے جاتے آئرہ پر وہی کیفیت پھر سے طاری ہوگئی۔

لیکن ہمت کر کر وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا

جہاں وہ سامنے ہی بیٹھا اپنا کام کر رہا تھا اور زالے اسکے ٹیبل پر پڑی چیزوں کو ترتیب دے رہی تھی۔

یقیناً اسے اپنے بابا کی ترتیب پسند نہیں آئی تھی۔

"زالے۔۔۔ بابا کا پین پاس کر و بیٹا" وہ مصروف سے
انداز میں بول رہا تھا مگر زالے نے بہت ہی سمجھداری
سے اسے ایک پین اٹھا کر تھما دیا۔
جس پر زیحال کو اس پر بے تحاشہ پیار آیا وہی ہاتھ بے
ساختہ چوما اسکی بیٹی سمجھدار ہو گئ تھی۔
تب ہی اسکی نظر آئرہ پر پڑی جو دروازے میں کھڑی
یہ خوبصورت منظر دیکھ رہی تھی۔
"تم۔۔۔ وہاں کیوں کھڑی ہو اندر آؤ" اسکے اجازت
دیتے آئرہ تھوڑی جزبز سی ہوتی اندر آئی اور زیحال

کے اشارہ کرتے صوفے پر بیٹھ گئی۔ دل کو دھڑکا سا لگا ہوا تھا اسکے یوں اچانک طلب کر لینے پر۔

"تم سے میں نے ایک کام کہا تھا" سنجیدگی سے بولنا شروع ہوا آئرہ کو لگا وہ یہی بہہ جائے گی مطلب کام میں کوئی گڑبڑ کر دی۔

"م۔۔۔میں کر رہی ہوں بھائی" آواز دھیمی تھی مگر ساتھ ہی ساتھ کانپ بھی رہی تھی۔

"کر رہی ہو ؟اتنا کر رہی ہو کہ میرے بیٹے کو ہی ڈرا دیا"آج برلاس نے اسے پارک میں سب بتادیا تھا کیسے آئرہ کی باتوں نے اسے تکلیف پہنچائی۔

"ن۔۔۔نہیں میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا آپ نے کہا کہ انہیں احساس ہو جائے تو بس میں تو وہی ہلکی پھلکی باتیں کرتی تھی "

اسکی ہلکی پھلکی آگے کتنی بھاری پڑتی تھیں وہ یہ نہیں دیکھتی تھی ایک بار تو وہ خود کو بھی جانی نقصان

پہنچانے والا تھا اور یہ بات سن کر آئرہ کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔

"میں صرف چاہتا ہوں برلا س نے جو کیا اسے احساس ہو کہ وہ غلط تھا مگر میں اسے اس طرح ٹوٹا ہوا ہر گز نہیں دیکھ سکتا اس لئے بہتر ہے اگلی تھوڑی احتیاط کرو"

آخر میں لہجہ تھوڑا نرم کیا آئرہ سر جھکاتی اثبات میں ہلا گئی وہ اسے دو چار اور باتیں سمجھاتا رہا جن کو اچھے سے رٹ کر آئرہ آفس روم سے باہر نکل آئی۔

"ایک بار ٹھیک ہو جائے پھر آپ کو بتاؤں گی مجھے ڈانٹ پڑوائی" وہ پیر دھپ دھپ رکھتی کمرے میں چلی گئی۔

جہاں وہ اسکے آنے سے پہلے ہی دوا لے کر سونے کیلئے لیٹ چکا تھا آئرہ کو یہ وقت کچھ بھی کہنے کیلئے مناسب نہیں لگا تب ہی خاموشی سے اسکے پاس آکر لیٹ گئی۔

اور نہ محسوس طریقے سے اپنی انگلی سے اسکی چوڑی پیٹھ پر کچھ لکھنے لگی۔

''آئی لو و یو ٹو'' اچانک آواز آنے پر آئرہ بے اختیار اچھل کر پڑی اور پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ رخ پلٹ کر ایک ہاتھ چہرے کے نیچے رکھے اسے دیکھنے لگا پوری توجہ کے ساتھ پورے دل کے ساتھ۔

''آ۔۔۔آپ سوئے نہیں ابھی تک'' اسے شرمندگی ہوئی تھی۔

"نیند نہیں آ رہی" حلانکہ نیند سے اسکی آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں سرخی بتا رہی تھی خماری گہری ہو رہی ہے جلد وہ دوسری دنیا میں ہو گا۔

آئرہ نے اپنے گالوں کی سرخی چھپائی اور اپنی حرکت پر جی بھر کر نادم ہوئی۔

"پھر؟ اب کیا کریں گے؟" وہ بے خودی میں پوچھ گئی۔

"تم سے باتیں" وہ نیند سے بوجھل ہوتی آواز میں بولا۔

آئرہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی اور ذرا سی آگے کو تکیے پر

سرک گئی۔ بر لاس کے ہاتھ میں ایک بریسلٹ تھا وہ

نوٹ کرتی تھی کہ وہ اسے کبھی نکالتا نہیں تھا۔

"یہ خاص ہے؟" وہ یہ نہیں پوچھ سکی کسی لڑکی نے دیا

ہے۔

"ھمم بہت" انداز مزید جلانے والا تھا آئرہ کی

مسکراہٹ سمٹی۔

"ک۔۔۔ کس نے دیا؟" لڑکی نے دیا ہوتا تو وہ بتا

ڈرتی اسے ابھی۔

"کسی نے نہیں میری قسمت میں تھا میرے پاس آ گیا" جواب ایسا آیا تھا جو میں آئرہ مزید الجھ گئی۔

"اچھا کیسے ؟ "

وہ گہرا سانس لے کر تکیے پر اسکے قریب سرک گیا۔

"یہ بابا کا ہے میں اسے خود کے قریب رکھتا ہوں پہلے بچہ تھا تھ چھوٹا مگر اب یہ مجھے پورا آتا ہے "

اس نے بیلٹ نما بریسلٹ کو دیکھا آنکھوں میں نمی در آنے لگی جیسے اسفندیار اسکے پاس ہی ہوں۔

"میرا برتھ ڈے تھا" اسکی آواز گھٹنے لگی آئرہ کی مسکراہٹ یکدم سے سمٹ گئی۔ وہ بریسلٹ کو دیکھتے ہوئے بہت پیچھے چلا گیا تھا۔

"بابا بہت خوش تھے ایلس روز بھی آئی تھی" وہ اسے ماں نہیں پکار سکا جسے اسفندیار نے خود اپنے منہ سے ماں کہلوایا تھا۔

"حیا کا انتظار کرتے کرتے میری برتھ ڈے شروع ہو گئی مگر وہ آخری خوشی تھی بابا کی" اسکا دل پھٹنے کو ہوا تھا وہ منظر یاد کرتے۔

کاش وہ وقت کو پیچھے لے جاتا کاش وہ حیا کا ہاتھ روک لیتا اسے اپنی ماں کے فرض سے آزاد کر دیتا۔

"میرا سب برباد ہو گیا تھا سب کچھ" وہ تکیے میں منہ چھپا گیا آئرہ کا دل حلق میں آیا تھا وہ آگے کو ہوتی اسکے ساتھ لپٹ گئی۔

"بابا مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے وہ عورت مجھ سے سب کچھ چھین گئی تھی"

جب سے زارک کی باتیں سنی تھی تب سے وہ اپنے دل کی سن رہا تھا یہ احساس مزید تکلیف دہ تھا

کہ جس عورت نے اسکے لئے ماں لفظ کا مطلب بدل

دیا اسی نے اس کے سر سے باپ کی شفقت بھری

چھت چھین لی تھی۔

"لوگ۔۔۔لوگ کہتے ہیں ماں جنت ہوتی

ہے۔۔۔م۔۔۔میری ماں نے تو میری زندگی جہنم بنا

دی تھی اتنی نفرت مجھ سے کہ مجھے خود سے گھن آتی

ہے "

آئرہ نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا۔

"ایسا نہیں ہے" وہ اسکے ماتھے پر بکھرے بال سمیٹتی نرمی سے بولی۔

"وہ نفرت کرتی تھی مجھ سے" وہ گھٹی آواز میں کسی معصوم بچے کی طرح اسے بتا رہا تھا۔

"آپ۔۔۔اس لئے اپنی بر تھ ڈے سلیبریٹ نہیں کرتے" یہ اسے آج سمجھ آئی تھی جو دن اس پر قیامت بن کر ٹوٹا تھا وہ دن کیسے وہ خوشی کے طور پر منا سکتا تھا۔

"میں ہی نہیں۔۔۔میرے بھائی بھی نہیں کرتے صرف اس لئے کہ۔۔۔کہ مجھے وہ سب یاد نہ آئے "

اسے بے اختیار اپنے بھائیوں پر رشک آیا تھا جو اسکی قسمت میں لکھے گئے تھے جنہوں نے اسے تکلیف سے بچانے کیلئے یہ دن ہی اپنی زندگی کے کلینڈر سے نکال دیا تھا۔

"تو آپ تو لکی ہوئے ناں ایک طرف آپ سے اسفی بابا لے لئے گئے تو دوسری طرح ماں باپ دونوں کا پیار دینے والا شخص زیحال خان آفندی دے دیا گیا بھائی

بہنوں والا پیار دینے کیلئے یاقوت بھائی اور پامیر بھائی

دے دیے گئے "

ہاں وہ مشکور تھا ان نعمتوں کا جتنا شکر ادا کرتا کم تھا۔

"ایک بات پوچھوں؟ "

"ھمم "وہ اسکے بازو پر سر رکھے اب قریب لیٹی تھی۔

وہ اب رو نہیں رہا تھا۔

"آپ زیحال بھائی کو کیسے ملے ؟"اس کے سوال پر

برلاس نے بے اختیار گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

آنکھوں کے سامنے وہ سارے منظر دھندلانے لگے اسے کچھ بھی اتنا کلئیر یاد نہیں تھا باقی یادوں کی طرح یہاں بھی بہت کچھ بلر تھا۔

"یہ تو بھائی بتائیں گے مجھے بس یہ یاد ہے انکے آنے کے بعد مجھے انکا پیار کیسے ملا میرو سے کیسے جھگڑا اور یاقوت بھائی سے کیسے اسکول میں لڑکوں کو پٹواتا تھا" مطلب وہ بچپن سے خرافاتی ذہن تھا۔ آئرہ نے گھور کر اسے دیکھا پھر اسکے ہاتھ کی انگلیوں میں باہم انگلیاں پھنسائے وہ یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگی۔

وہ بالوں کو کیچر کی مدد سے ہلکا سا جوڑے لان میں گھاس پر بیٹھی کوئی بک پڑھ رہی تھی زامل زالے اور عبدل باری سامنے اپنا کھیل کھیل رہے تھے جبکہ زوناش اسکے پاس بیٹھی ڈش میں رکھے ہوئے مفنز میں ہاتھ مار رہی تھی۔

جو ہاتھ پر چاکلیٹ لگتی اسے منہ میں لے جاتی یہ اسکا پہلا تجربہ تھا دودھ کے علاوہ کسی چیز کے ٹیسٹ کا۔

اور اسکے منہ سے پتہ چل رہا تھا کہ اسے زامل کی طرح

چاکلیٹ بہت پسند آئی تھی۔

زمل نے ایک نظر اس پر ڈالی اور مسکرا کر پھر سے بک

پڑھنے لگی۔ لیکن ذہن کہیں اور الجھا ہوا تھا۔

اتنے میں گیٹ سے گاڑی اندر داخل ہوئی جسے پہچانتے

بچے اسکی طرف دوڑے گئے۔ وہ بچوں کو لے کر اسی

طرف آگیا۔

جب سامنے بیٹھی حسینہ کو دیکھ اسکے چہرے کی مسکرا

ہٹ سمٹی وہ خاموشی سے اسکے پاس بیٹھ گیا۔

پھر اسکے ہاتھ میں پکڑی بک کو سیدھا کیا جب زمل کو احساس ہوا کہ وہ بک بھی الٹی پکڑ کر بیٹھی تھی۔

اسے اپنی غائب دماغی پر جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔

زیحال نے نرم نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھا۔

"کیا بات ہے اتنی الجھی کیوں ہوئی ہو" وہ چہرہ پڑھ گیا تھا زمل کو اپنی سانس اٹکتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ جان تو نہیں گیا کہ وہ کیوں الجھی ہوئی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں تو میں کب الجھی" وہ چہرے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسنے لگی۔

"مجھ سے باتیں کب سے چھپانے لگی؟" زمل اس بات پر مزید پانی پانی ہوئی وہ رو دینا چاہتی تھی مگر ضبط کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

"ہبی" بے ساختہ پکارا مگر وہ انہی نرم نگاہوں سے اسکے چہرے کو نہارتا رہا۔

"ہبی۔۔۔" پھر پکارا آواز دب سی گئی۔

"جی ہبی کی جان" یہ جواب ہمیشہ اسکا دل بھاری کر دیتا تھا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی آنکھوں کو چھلکنے سے روک نہیں پائی۔

"کیا میں نے تم سے محبت میں بہت مشکل ثبوت مانگ لیا؟" نہیں وہ اسی سوال سے ڈرتی تھی وہ یہی سوال کر گیا تھا۔

وہ تیزی سے سر نفی میں ہلانے لگی۔

"میری جان کے ٹوٹے" وہ اسکے گرد بازو پھیلائے اسے اپنے سے قریب کر گیا۔

"میں ثبوت دے سکتا ہوں لیکن کبھی مانگ نہیں سکتا یہ بات کبھی اپنے ذہن میں بھی مت لانا" اسکا ایک ایک لفظ محبت سے چور تھا۔

"ک۔۔۔کیوں ؟اگر میں محبت ہی نہ کرتی ہوئی تو؟"

اسے ایک پل کیلئے یہی لگا تھا ورنہ وہ کبھی نہ اسکی خواہش پر اتنا سوچتی اس نے مانگا ہی کیا تھا صرف اپنی بہن کے لئے خوشی۔

"تو۔۔۔" وہ سوچ میں پڑا پھر ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تو میری محبت ہم دونوں کیلئے کافی ہو گی" وہ ہمیشہ کی طرح لاجواب کر گیا تھا زمل اسے دیکھتی رہی۔ دل بدل رہا تھا محبت جیت رہی تھی۔

"ڈونٹ وری میں گل کیلئے کچھ اور سوچ لونگا ہم اپنا

بے بی کسی کو نہیں دیں گے اوکے" وہ بچوں کی طرح

نرمی اور محبت سے اسکے آنسوں پونچھنے لگا۔

"ن۔۔۔نہیں" وہ سوں سوں کرتی پیچھے ہٹی۔

"م۔۔۔میں نے کب کہا کہ میں نہیں دینا چاہتی

م۔۔۔مجھے بس وقت چاہیے دل کو مضبوط کرنے

کیلئے"

وہ یہ بولتی ہوئی بہت معصوم لگی تھی۔وہ مسکرا دیا۔

لے لو وقت لیکن فیصلہ وہی کرنا جو دل کہے میرا نہ

سوچنا میں ویسے بھی ٹھہرا زن مرید "

اسکے آخری لفظ پر زمل نے گھورا اور ایک مکا اسکے

بائسپس پر جڑ دیا۔

وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا مگر ذہن میں

گل کیلئے کوئی حل تیزی سے نکل رہا تھا اسے اپنی بہن

کیلئے کچھ کرنا تھا یہ وہ ٹھان گیا تھا۔

"ماں۔۔۔آپ آ رہے ہیں یا میں آؤں ؟" وہ یہ کوئی چوتھی بار اسے آواز دے رہی تھی مگر وہ لیونگ روم میں مزے سے صوفے پر لم لیٹ ہوا ایل ای ڈی میں ٹام اینڈ جیری کارٹون دیکھ رہا تھا۔

"ماں ؟" اب کی بار وہ غصّے سے چیخی اس بار عثمان سر پٹ دوڑا اور جلدی سے ڈائننگ ٹیبل پر پہنچا۔

جہاں وہ کھانا ترتیب سے رکھے اسکا انتظار کر رہی تھی لیکن اب غصّے میں بھی کھڑی تھی۔

"سوری وہ ٹام سے جیری کو پکڑا ہی نہیں جارہا تھا بچارا بہت افسوس ہوا مجھے" وہ واقعی افسوس کر رہا تھا ماہم کے ہاتھ میں کانٹا دیکھ اسکی چلتی زبان کو بریک لگی۔

"آ۔۔۔س۔۔۔۔ سوری مجھے بہت بھوک لگی ہے واؤ تم نے بریانی بنایا ہے"

وہ بریانی کے ساتھ انصاف کرنے بیٹھ گیا ماہم بھی اسکے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"او ہاں میرا بیگ پیک کر دینا میں کچھ دن کیلئے بزنس میٹنگ میں جارہا ہوں" اسکی بات پر کھانا کھاتے ہوئے ماہم نے رک کر اسے دیکھا۔

"خیریت؟ پچھلے مہینے بھی گئے تھے یہ کچھ زیادہ میٹنگز نہیں ہونے لگی" وہ بیوی تھی انداز شکی خود ہو نا تھا۔

"نہیں ہونے تو لگی ہیں لیکن یہ والی اب ہوئی ہیں" اسکے بات گھمانے پر ماہم نے گھورا۔

"مان۔۔۔ صاف صاف بتائیں "

"ماہی ٹرسٹ می میٹنگ ہی ہے" وہ گلا صاف کرتے احتیاط سے بولا لیکن اسکے لہجے سے جتنی خوشی پھوٹ رہی تھی ماہم کا شک پکا ہو رہا تھا۔

"یہ میٹنگ مجھے عجیب کیوں لگ رہی ہے کسی لڑکی کے ساتھ ہے کیا؟" اسکی بات پر عثمان کا چلتا منہ رکا ترچھی نظروں سے دیکھا۔

"تم کو کیسے پتہ چلا یہ بات واؤ۔۔۔ تم نجومی بن گئی" وہ صاف مذاق اڑا رہا تھا ماہم نے آنکھوں کی پاور استعمال کرتے اسے سیدھی لائن دکھائی۔

"اوکے بتا دیتا ہوں ایک دوست سے ملنا ہے اسکی

تیمار داری کرنے کیلئے جانا ہے "

اب صحیح مدعے کی بات بتائی تھی ماہم نے سوچ کر

اسے دیکھا۔

"آپ کے کونسے دوست زیحال یا قوت پا میر تو یہی

ہیں برلاس سے آپ کی دوستی نہیں وہ چھوٹا ہے باقی

بچتے ہیں برہان اور مبشر سریہ سب فٹ ہیں تو بیمار کون

ہے ؟ "

اسے مطمئن کر پانا نہایت مشکل تھا عثمان سر بھی نہیں

پکڑ سکتا تھا اس نے جلدی سے کوئی جواب سوچا اتنے

میں زیحال کی کال آ گئی۔

"تم نکلے نہیں ابھی تک فلائیٹ کا ٹائم ہو گیا "

"ہ۔۔۔ہاں بس ابھی آیا" وہ کال کرتے جلدی سے

اٹھا ماہم کیلیۓ یقین کرنے کو اب یہی کافی تھا کہ آگے

زیحال اسکے ساتھ تھا اسکے ہوتے ان میں سے کوئی

کسی لڑکی کی طرف نگاہ بھی نہیں اٹھا سکتا تھا۔

"جلدی بس دو چار کپڑے ڈال دو اور تم بھی بیگ پیک کرو تمہیں پاشا ولا چھوڑ دونگا" وہ جاتے جاتے بول کر گیا۔

120/1

وہ اٹھ کر اسکے پیچھے آئی اور بیگ میں اسکے کپڑے ڈالنے لگی مگر اپنی باری پر اسکے ہاتھ سست ہونے لگے جیسے ذہن کئی الجھنوں کا ایک ساتھ شکار ہوا ہو۔

اتنے میں عثمان جلدی سے شاور لے کر باتھ روم سے نکلتا سیدھا مرر کے سامنے جا کھڑا ہوا اور جلدی جلدی بالوں کو ماہم کے ہیئر ڈرائیر سے خشک کر کر شرٹ پہننے لگا جب اسکی نظر ماہم پر پڑی۔

وہ ہاتھ کم اور ذہن زیادہ چلا رہی تھی جسے بھانپتے عثمان دھیرے سے اسکے سامنے آیا وہ اسکا آنا بھی نوٹ نہیں کر پائی۔

"ماہی" اس کے پکارنے پر ماہم کی پلکیں جھپکی اس نے بدک کر اسے دیکھا۔

"ہ۔۔۔ہاں آپ نے کچھ کہا؟" وہ چونکی تھی اور اس سے زیادہ عثمان چونکا تھا۔

"یو اوکے؟" نرمی سے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"ج۔۔جی میں ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے" وہ بول کر خود کو کمپوز کرتی وارڈروب کی جانب مڑ گئی۔

جب اگلے پل وہ اسے بازو سے پکڑ کر وہی وارڈروب سے پن کر گیا ماہم اس اچانک افتاد پر بوکھلا سی گئی۔

"کیا کر رہے ہیں؟" وہ صحیح معنوں میں گھبرائی تھی۔

"آپ نہیں جانتی؟" الٹا سوال داغہ۔

"م۔۔۔مجھے کیسے پتہ ہوگا" وہ واقعی نہیں جانتی تھی وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"میں نوٹ کرتا ہوں تمہارا پاشا ولا جانے کا دل نہیں کرتا یا تو اپنی امی کے گھر یا پھر یہاں جان سکتا ہوں ایسا کیوں ہے ؟ "

اسکے سوال پر ماہم کے چہرے کے تاثرات بدلے جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو مگر غلط وقت پر۔

اور وقت ہوتا تو وہ ضرور اپنی بات کو ایکسپلین کرتی۔

"ن۔۔۔نہیں ایسا کچھ نہیں ہے "

"تو کیسا ہے آپ بتادیں میں جاننا چاہتا ہوں" اسکی سنجیدگی پر ماہم کی جان نکلی تھی وہ بہت کم اسے آپ کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔

"ماں "

"اگر نہیں بتائیں گی تو میں وہی سمجھوں گا جو میرے ذہن میں آتا ہے" وہ سنجیدگی سے بات کرتا ماہم کی جان نکال رہا تھا۔

"ک۔۔۔ کیا آتا ہے آپ کے ذہن میں؟" وہ خوف زدہ تھی کہیں اسکا ذہن صحیح نہ سوچ رہا ہو اسکا دل اس احساس سے ہی سوکھے پتے کی طرح کانپنے لگا تھا۔

"یہی کہ " وہ رکا ساتھ ماہم کا دل بھی "آج بھی برلاس کو دیکھ کر آپ کو وہ سب یاد آتا ہے" وہی ہوا جس سے وہ ڈرتی تھی خوف زدہ ہوتی تھی۔

ماہم پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی دل تو کام ہی نہیں کر رہا تھا۔

"ایسا ہی ہے؟" وہ کیسے یہ سوال کر گیا تھا کیا وہ چہرے پڑھنا جان گیا تھا اگر ہاں تو کب سے۔ وہ کب سے برباد ہو رہی تھی۔

"ای۔۔۔ایسا نہیں ہے" آواز کہیں دور سے آئی تھی۔

"ایسا ہے بھی تو تم مجھے بتا سکتی ہو" انداز فیصلہ کن تھا ماہم کو اپنی آنکھوں کے سامنے تارے ناچتے ہوئے نظر آئے۔ وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔

اگلے لمحے عثمان نے آگے بڑھ کر اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھتے اسے وہی ساکت کر دیا وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔

"میں بہتر نہیں ہوں تمہارے لئے لیکن بہترین بننے کی کوشش کرونگا" وہ بول کر مسکراہٹ اسکی جانب پاس کرتا اپنا بیگ اٹھا گیا۔

"دل چاہے تو چلی جانا ورنہ باہر گارڈز کھڑے ہیں تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہو گا" وہ نرمی سے سمجھا کر

کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ ماہم وہی برف ہوئی کھڑی رہی۔

دل اب تک کام نہیں کر پا رہا تھا وہ کیسے اندر ہی اندر اس شخص کو توڑ رہی تھی کیسے اسے علم ہو گیا تھا۔

وہ وہی بیڈ پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھتی چلی گئی کئی دیر تک تو رو بھی نہ پائی مگر جو روئی تو اندر سے ساری تکلیفیں ساری یادوں کو بہا دینا چاہتی تھی۔

وہ کم از کم ایسے شخص کو تکلیف نہیں دے سکتی تھی جو اسکے دل میں کسی اور مرد کی موجودگی بھانپتے ہوئے بھی اسے قبول کر گیا تھا۔

وہ ایئرپورٹ وقت سے پہلے پہنچ گیا تھا ایک ہاتھ سے بیگ گھسیٹتے ہوئے وہ آگے آیا زیحال اب تک نہیں پہنچا تھا نہ اسکی گاڑی عثمان کو کہیں پارکنگ ایریا میں نظر آئی تھی۔

وہ وہی بیٹھ کر پھر سے ٹام اینڈ جیری دیکھنے لگا مگر اس بار اس میں پہلے جیسا مزہ نہیں تھا اور نہ ہی وہ سکون جو اسے پہلے محسوس ہو رہا تھا۔

وہ بے دلی سے فون واپس رکھ گیا اٹھ کر اپنے لیے کھانے پینے کی چیزیں لایا جبکہ تھوڑی دیر پہلے وہ اچھا کھانا کھا کر آیا تھا۔

اس نے مڑ کر ایک نظر ڈالی کہ وہ اب آئے یا تب آئے کہ تب ہی اسے سامنے سے زیحال دو گارڈز کے ہمراہ آتا ہوا دکھائی دیا۔

ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں اور ہوا کے دوش پر کوٹ کے دونوں سرے اڑتے ہوئے اوپر شرٹ کے دو بٹن کھلے اور آنکھوں پر لگے گوگلز اسکی پرسنالٹی ہی بہت خطرناک تھی چال میں رعب چھلکتا تھا۔

عثمان دیکھ کر مسکرا دیا جیسے اس ایک لمحے میں اس نے بچپن والے زی اور اب والے زیحال خان آفندی کو میچ کر کر دیکھ لیا ہو۔

مگر اگلے لمحے اسکی مسکراہٹ سمٹ گئی جب اسکے پیچھے آتا ہوا برلاس دکھائی دیا۔

اسکے پیچھے یاقوت اور پامیر تھے بطور گارڈز کیونکہ اسے وہی سمبھال سکتے تھے وہ اوروں کے بس کی چیز نہ تھا۔

"اتنی جلدی آگئے خیر تو ہے ماہم نے گھر سے نکال دیا؟" یاقوت اسکے ساتھ بیٹھتے اسکے ہاتھ سے فنگر فرائز لے کر کھانے لگا۔

"اجازت تو لو"

"اجازت والی شکل ہے تمہاری؟" سیدھا منہ پر منہ توڑا۔

"ویری بیڈ یاقوتہ" وہ ناراض ہو کر اسے یاقوت کی جگہ یاقوتہ کہتا تھا اور بہت اچھا بھی لگتا تھا۔

"خیر سے جا رہے ہو بھائی برلا اس کو بھی ساتھ لے کر جا رہے ہیں" وہ اب تک نہیں سمجھا تھا کہ یہ سب ایسے کیوں جا رہے ہیں۔

"خیر والی جگہ تمہارا بھائی پلس باپ کبھی گیا ہے؟ وہ پہلے خیر کو خیر آباد کہتا ہے پھر جاتا ہے" اپنے باپ کیلئے یاقوت کو یہ بات تھوڑی اچھی نہیں لگی تب ہی صرف گھورنے پر اکتفا کیا۔

"برلاس کیوں جا رہا ہے اسکی طبعیت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے" پامیر کب سے اسکا بجھا بجھا سا منہ دیکھ رہا تھا۔

"جانے دو گھوم لے گا تو کچھ بہتر محسوس کرے گا" وہ کافی دن سے چپ چپ سا رہ رہا تھا وجہ سب ہی تقریباً جانتے تھے۔

"ٹھیک ہے پھر جلد ملتے ہیں" فلائیٹ کی اناؤنسمنٹ ہوتے ہی زیحال اٹھ کھڑا ہوا ساتھ ہی وہ باقی سب بھی۔

جیسے جیسے وقت آگے بڑھ رہا تھا برلا اس کی طبعیت بگڑ رہی تھی ذہن کئی سال پیچھے جا رہا تھا جہاں سے سب شروع ہوا تھا۔

لندن۔۔۔لندن سے پاکستان، پاکستان سے ملائشیا اور اب پھر لندن قسمت اسے گھما کر اسی جگہ پھر سے لے جا رہی تھی جہاں سے اسکی زندگی کی تباہی شروع ہوئی تھی۔

مگر وہ صرف معافی مانگنے جا رہا تھا وہ بھی کس طرح؟

اس سے قبر میں؟ سوچ کر ہی برلا اس کا دل پھٹ رہا تھا

وہ کیسے اسکا سامنا کرے گا کیسے اس سے کہے گا کہ وہ

اب دل کی سن رہا ہے۔

"کیسے؟ میں کیسے مانگوں گا معافی؟" اسکی آواز گلوگیر

ہوئی وہ بھرائی آنکھوں سے زیحال سے پوچھ رہا تھا۔

"مردے بھی آواز سنتے ہیں وہ صرف بول نہیں

سکتے" یہ لفظ برلاس کیلئے بہت تکلیف دہ تھا کہ وہ اب

اپنے بھائی سے نہیں ایک مردے سے معافی مانگنے جا

رہا تھا۔

"ب۔۔۔بہت مشکل ہے" آواز دبنے لگی۔

"معافی مانگنا واقعی مشکل ہوتا ہے تب ہی تو اس پر اتنا اجر ہے" مگر سامنے والے کا زندہ ہونا دل کو صاف کرنا بھی تو ضروری تھا۔

"اٹس اوکے ہم چلیں گے زارک سے معافی مانگنے دیکھنا وہ خوش ہوگا" وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے نرمی سے بولا۔

"ل۔۔۔لیکن مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ اس نے معاف کردیا؟" وہ یہ نہیں کہہ پایا کہ کاش وہ زندہ ہوتا۔

"جس تڑپ سے اس نے تم سے اپنا واحد رشتہ مانگا تھا

وہ کبھی بھی تمہیں انکار نہ کرتا "

کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ برلا اس نے بھی نگاہ اٹھائی۔

"میں تمہاری ٹکٹ بھی بک کروا دیتا ہوں اس بار تم

بھی چلنا "

"آپ اس سے ملنے جاتے ہیں؟" سوالیہ پوچھا

"ہاں"

"کیوں؟" وہ نہیں سمجھا تھا۔

"تاکہ وہ خود کو اکیلا محسوس نہ کرے" کاش یہ بات قبر میں سونے والا بھی سن سکتا۔

"وہ اکیلا ہے؟" مزید دل پھٹا۔

"نہیں اسکے پاس اسکی ماں ہے اسکی خواہش تھی ایلس روز کے ساتھ اسکی قبر بنائی جائے" کتنی مشکل خواہش تھی سننے والے کو تڑپا دینے والی۔

"میں وہاں نہیں جا سکتا" آواز مزید گھٹنے لگی۔

"کیوں؟" وہ جانتا تھا جواب مگر الفاظوں کے ذریعے اسکے ذہن کا بوجھ کچھ ہلکا کر دینا چاہتا تھا۔

برلاس کے لب کپکپانے لگے وہ پوچھ رہا تھا کیوں ؟ کیا اسے پوچھنا چاہئے تھا؟ وہاں کی فضا اس بھوری آنکھوں والے بچے کا عکس لئے پھر رہی ہو گی شدّت سے اب اس نوجوان کا انتظار کر رہی ہو گی جو وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

اور آج قسمت اسے پھر سے اسی فضا سے ملانے لے جا رہی تھی۔

"مجھے نہیں چاہئے یہ۔۔۔ تم دھوکے باز ہو۔۔۔ میری زندگی برباد کر دی ہے تم نے "

کتنے الفاظ تھے مگر لہجہ ایک ہی تھا جو ہر بار دل کے ٹکڑے کر دیتا تھا۔

"تمھیں کس نے کہا یہ ڈرائنگ بنانے کو ہاں میں تمہارے ساتھ ایسے کبھی نہیں رہ سکتی کبھی بھی نہیں" وہ ننھے ہاتھوں سے ڈرائنگ چھین کر پھاڑ گئی تھی۔

جس میں ایک پیارا سا کپل کھڑا تھا ساتھ میں درمیان میں موجود چھوٹا سا بچہ۔

اس دن کے بعد بھوری آنکھوں نے کلرز سے نفرت کو اپنی زندگی کا حصّہ بنالیا اس منظر سے نفرت کو اپنے دل میں بٹھالیا وہ خوف زدہ ہوتا تھا تب ہی اسے اولاد نہیں چاہیئے تھی وہ اس ڈرائنگ کے ٹکڑوں کو اپنی زندگی سے نہیں جوڑ سکتا تھا حیا نے اسے ایسا بنادیا تھا۔

"میڈم میں نے کہا تھا بابا سے کہ میں چلتی ہوں آپ کے ساتھ مگر یہ ضد کر رہے ہیں کہ آپکے ساتھ جانا ہے" میڈ سر جھکا کر کھڑی مؤدب انداز میں بولی۔

تب اتنا سمجھانے کے بعد ایک تھپڑ اسے ملا تھا پھر اس نے کبھی اسکول میں اپنی ماں کے ساتھ جانے کی ضد نہیں کی تھی۔

وہ سیٹ پر بیٹھا باہر نظر آتے بادلوں میں اپنی زندگی کے گزرے پل دیکھ رہا تھا منزل کے قریب پہنچنے پر اسکا وجود عجیب سی گھبراہٹ اور خوف وہراس میں مبتلا ہو رہا تھا۔

"تمہیں برلاس کو نہیں لانا چاہئے تھا" عثمان نے سرگوشی کی وہ لوگ بزنس کلاس میں تھے برلاس الگ

تھا انکے مطابق وہ سو رہا تھا مگر صرف زیحال جانتا تھا وہ

لندن کے آتے ہی کیسے ہو گا۔

"شہریار بھی ساتھ ہے "یہ دھماکہ ہوا تھا عثمان نے

دنگ نظروں سے اسے دیکھا۔

"مطلب زارک پر فاتحہ پڑھتے اسکا علاج ختم؟" اسکی

بات پر زیحال نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"اچھا نہیں بول رہا کچھ ایسے گھورو تو نہیں" وہ ٹھیک

سے بیٹھتے چہرے پر رومال ڈال گیا۔

چند منٹوں بعد اسکے اور برلاس کے خراٹوں کا پر زور

مقابلہ چلا تھا۔

طویل سفر کے بعد وہ لوگ فلیٹ پر موجود تھے عثمان

کو اب نیند کل تک نہیں آنی تھی لندن کی ہواؤں میں

وہ اتنا مگن ہو گیا تھا۔

دور کے چچا، ماما پر دادا کی نسل نجانے کس کس کے

رشتے نکال لے آتے وہ سب سے ملنے کی ایک لسٹ بنا

چکا تھا۔

جس پر بھرے پانی کا گلاس انڈیلتے زیحال نے اسکے ارمان بھی پانی میں بہادیے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کیا تم نے؟" وہ صدمے سے پھٹی آواز میں بولا۔

"یہ سب فلاپ پلان ہمارے پلان کا حصّہ نہیں ہیں" وہ دوسرے ہاتھ میں پکڑی کافی کے گھونٹ بھرتا کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔

"فلاپ نہیں ہیں میرے رشتہ دار ہیں" جتایا گیا۔

"تو رشتہ کرنے آئے ہو؟" ٹونٹ مارا۔

"نہیں لیکن ملنے میں کوئی حرج بھی نہیں کیا پتہ کسی کی طرف کوئی قرض نکل آئے پارٹی کریں گے" وہ اب گیلے پیچ کو پھونک مار کر سوکھا رہا تھا۔

"ویسے رشتہ دار سے یاد آیا برلاس کے پیٹرنل ریلیٹیوس کہاں ہیں کیا وہ بھی لندن میں ہیں؟" اسے شبہ ہوا اپنے رشتہ داروں سے زیادہ ان سے ملنے کی۔

"وہ یہاں نہیں ہیں "

"تو پھر؟ "

"میں نہیں جانتا" وہ کاؤچ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"سیدھا کہو کہ بتانا نہیں چاہتے" وہ منہ بنا گیا لیکن دل میں ان سب کو دیکھنے کی خواہش اٹھ چکی تھی۔

"برلاس اٹھ گیا؟" وہ آتے ساتھ پھر سے سو گیا تھا وہ شاید نیند سے خوف کو ہرانا چاہتا تھا۔

"نہیں اسے میں نے کہا کہ اٹھ جاؤ قبرستان جانا ہے لیکن سن کر پھر سو گیا"

زیحال اٹھ کر اسکے کمرے میں گیا جہاں اسکی توقع کے عین مطابق وہ جاگ رہا تھا قبرستان کے نام پر اسے اب نیند آنا مشکل تھی۔

"فریش ہو جاؤ ہمیں نکلنا ہے" وہ کہہ کر جانے لگا جب اسکی آواز پر بے ساختہ رک کر پلٹا۔

"قبرستان؟" وہ چاہتا تھا کہ وہ انکار کر دے۔

"ہاں" یہاں اسکا دل بہت برا ٹوٹا تھا وہ بمشکل خود کو کمپوز کر پایا تھا۔

"تم نے معاف کرنے میں دیر کر دی اب معافی مانگنے میں دیر مت کرو ورنہ پچھتاوہ اور گہرا ہو جائے گا اور یہ صحت کیلئے اچھا نہیں ہے" وہ اسکے سر پر نرمی سے ہاتھ پھیرنے لگا۔

"میں۔۔۔میں نہیں کر پاؤں گا" وہ رو دینا چاہتا تھا۔

"اسے اچھا لگے گا تم اس سے ملنے آئے وہ کتنا خواہش مند تھا تم سے محبت بھری باتیں سننے کا اب اسے بھی ترساؤ گے؟"

کاش وہ سب باتیں سامنے سے کر پاتا اسے قبر میں تصور کر کر برلاس کا دل پھٹ رہا تھا۔ زیحال مزید رکے بغیر واپس چلا گیا

۔۔۔۔۔۔۔

وہ سو گیا تھا وہ نہیں جانا چاہتا تھا وہاں۔ یہاں تک آنے

میں ہی اسکی ساری ہمت پوری ہو گئی تھی

وہ نہیں کر پایا زارک اسفندیار پر یہ احسان۔

اسے اس بار جگایا بھی نہیں گیا۔

وہ شام گئے اٹھا تھا فلیٹ بلکل خالی تھا شاید وہ دونوں

اسکے بغیر ہی چلے گئے تھے۔ وہ بجھے دل سے کچن میں آ

گیا اور اپنے لئے کافی بنانے لگا جب اچانک اسے اپنے

پیچھے سے کوئی سایہ گزرتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ کرنٹ کھا کر پیچھے پلٹا سب خالی تھا اسکے اندر کی طرح۔

بر لاس کو اپنا وہم لگا وہ پھر سے کافی میکر کو دیکھنے لگا۔

جب اسکے کانوں میں سنسناہٹ سی ہوئی وہ بدک کر سلیب کے ساتھ جڑ گیا اور ہونقوں کی طرح اپنے ارد گرد دیکھنے لگا۔

"ک۔۔۔کون ہے؟" آواز دھیمی اور کمزور تھی۔

اسے کوئی نہیں دکھا کوئی ہوتا تو نظر آتا۔

"ب۔۔۔بھائی" اس نے بمشکل زیحال کو پکارا۔

جب اسکے منہ سے چیخ نکل گئی کچن کی دیوار سے لگ کر کھڑے وجود کو دیکھ۔ جگہ جگہ سے پھٹے کپڑے اور خون آلود وجود۔

وہ اولیو گرین آنکھوں والا لڑکا تھا جسے دیکھ بر لا اس کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔

"کسے بلا رہے ہو۔۔۔ ملنا تو مجھ سے تھا ناں؟" اسکی آواز بہت بھاری تھی آنکھیں خطرناک حد تک سرخ ہو رہی تھیں۔

برلاس سر نفی میں ہلانے لگا جب زارک کے ساتھ کھڑی ایک عورت نظر آئی۔

''کیا ہوا برلاس یہاں آؤ'' وہ باہیں کھولے اسے بلا رہی تھی وہ کوئی اور نہیں حیا شاہ تھی۔وہ برلاس کی جانب قدم اٹھانے لگی۔

وہ سر دائیں بائیں مارتے اس سے پیچھے ہٹنے لگا جب ہاتھ لگتے کافی میکر فرش پر آ گرا۔

"نہیں۔۔۔نہیں م۔۔۔میرے پاس۔۔۔مت آنا د۔۔۔دور" وہ روتے ہوئے کانپتی آواز میں اسے پیچھے ہٹانے لگا۔

"تم ہم سے ملنے آئے ہو اور ہم سے دور بھاگ رہے ہو" یہ اسفندیار کی آواز تھی بھاری لرزتی ہوئی خوف ناک۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔م۔۔۔میں ک۔۔۔کسی سے ملنے نہیں آیا۔۔۔میں نہیں آیا کسی سے ملنے "

وہ پیچھے ہٹتا کونے میں جا کھڑا ہوا وہ اسکے قریب آ رہے تھے محبت سے مگر وہ اس محبت کا متمنی کبھی نہیں تھا۔

"دور مجھ سے دور" وہ رونے لگا تھا کانوں پر ہاتھ رکھے وہ ان آوازوں کو بند کر دینا چاہتا تھا۔

مگر اسکی چیخوں سے زیادہ ان سب کی آوازیں تھی۔

جب انہی آوازوں میں اسے ایک زندہ انسان کی آواز سنائی دی وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے دیکھنے لگا۔

نہ آنکھیں سرخ تھیں نہ کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور نہ ہی وجود خون آلود تھا بس سر پر ایک بینڈج تھا کمزور سا

وجود جیسے کئی دن سے بستر کا حصّہ رہا ہو وہ وہیں تھیں

"اولیو گرین آنکھیں "

برلاس شاہ کو اپنا وجود فنا ہوتا ہوا محسوس ہوا

120/2

کمزور وجود خود سے اپنے سہارے کھڑا نہیں ہو سکتا تھا

اسے سہارے کی ضرورت تھی جو اسکے ساتھ کھڑے

شخص نے دے دیا تھا آج وہ اسکا بازو بن گیا تھا اسکے مضبوط قدم بن گیا تھا وہ اسکے لئے خود کو ڈھال بنا گیا تھا۔

یہ تھا اسکا باپ "زیحال خان آفندی" جسے دیکھ وہ کبھی خود کو خوابی دنیا میں تصور نہیں کر سکتا تھا وہ حقیقت میں تھا۔

مگر حقیقت میں وہ بھی تھا جسے نہیں ہونا چاہئے تھا یا جو حقیقت سے بہت پرے ہو گیا تھا۔

"میں معافی کیسے مانگوں گا؟" اپنے ہی الفاظ یاد آنے لگے۔

"قبرستان چلیں گے ہم مردے بول نہیں سکتے مگر سن تو سکتے ہیں" جواب یہی آیا تھا ہاں بلکل یہی اس نے پتھرائی نظروں سے اپنے باپ کو دیکھا۔

وجود اب بھی لرز رہا تھا ہاتھ اب بھی کانپ رہے تھے اور آنکھوں سے گرم سیال اب بھی بہہ رہا تھا وہ کیسے کھڑا تھا وہ نہیں جانتا تھا وہ بس کھڑا تھا بنا سہارے کے بنا سانس لئے مردوں کی طرح۔

"اندر چلو۔۔۔ تم اتنی دیر کھڑے نہیں رہ سکتے"

زیحال نے نرمی سے اسے کہا۔

جب اولیو گرین آنکھوں نے اسے ایک نظر دیکھا

آنکھوں میں گہرا صدمہ تھا خوف تھا پھر سے کچھ کھو

دینے کا پھر سے دھتکار دیے جانے کا۔

سر پر بینڈج تھا بال اسکے اوپر پڑے تھے بکھرے

ہوئے۔وائٹ پینٹ شرٹ میں رف سے حلیے میں

اسکا وجود بہت کمزور لگ رہا تھا آنکھوں کے نیچے سیاہ

حلقے پڑ چکے تھے ہونٹوں پر سفید پرت جمی تھی جیسے
صدیوں پر محیط سفر کاٹ کر آیا ہو۔
ٹانگیں بری طرح سے کانپ رہی تھیں وہ واقعی مزید
کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ زارک اسفندیار شاہ تھا اسکا خون جو بے وقعت ہو گیا
تھا مگر وقت نے اس پر رحم کیا تھا اسکی اینڈنگ ویسی نہ
کی تھی جیسی برلاس شاہ نے دیکھ لی تھی۔

وہ وہی کھڑا پتھر کی مورت بنے اسے دیکھ رہا تھا اسے دیکھ کر کوئی بھی کہہ دیتا کہ وہ موت سے لڑ کر آیا ہے۔

"تم نے ضد کی تھی گھر آنے کی جبکہ تمہیں اگلے ایک مہینے تک ہوسپٹل سے ڈسچارج نہیں کیا جا سکتا تھا تو اب اپنا خیال رکھنے میں کوئی کوتاہی نہ کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا "

وہ اسے صوفے پر بٹھاتے پانی کا گلاس اپنے ہاتھوں سے اسکے منہ تک لے گیا۔

جب چند گھونٹ بھرتے اس نے نظر اٹھا کر اس مہربان شخص کو دیکھا جو محبت سے پیش آئے تو لگے کہ پوری دنیا اسکی ہوگئی ہے۔

اولیو گرین آنکھیں نم ہونے لگیں اس نے خوف زدہ نظریں برلاس پر ڈالی جو وہی جم کر کھڑا تھا۔

جیسے کہنا چاہتا ہو کہ "برلاس مجھ سے بات کرے گا؟" اسکی آنکھیں سوال کر رہی تھیں اور وہ سوال زیحال بخوبی سمجھ رہا تھا۔

اس نے پلکیں جھپکا کر اسے تسلی دی اور پانی پلا کر خود کچن میں آ گیا۔ کیبنٹ کھولے چوکو بار نکالی۔ سلیب پر رکھی ساتھ ہی کافی میکر اٹھایا جو فرش پر پڑا تھا۔

اور اب خراب بھی ہو گیا تھا اس نے اسی وقت ٹول باکس اٹھا کر اسے ادھیڑ کر رکھ دیا۔

"کافی پیو گے؟" مصروف سے انداز میں پوچھا۔

پر لا اس اسکی طرف نہیں دیکھ سکا وہ سامنے صوفے پر بیٹھے زارک کو دیکھ رہا تھا وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

زیحال نے اسکے نہ کہنے کے باوجود بھی کافی بنالی اور

کچھ براؤنیز ساتھ ڈونٹ تاکہ میٹھا منہ بھی ہو جائے

دواؤں نے منہ کا سارا ذائقہ نچوڑ رکھا تھا۔

"آجاؤ اتنی دیر کھڑے رہے تو ٹانگیں درد کریں گی"

وہ نرمی سے بول کر ٹرے اٹھائے باہر آگیا۔

"یہ۔۔۔یہ ب۔۔۔بول نہیں رہا" وجود کی طرح

آواز بھی بہت کمزور ہو گئی تھی۔ بمشکل ہی بولا جا رہا

تھا۔

"بولنے لگے گا ابھی شاکڈ ہے تمہیں زندہ دیکھ کر" وہ

اپنے ہاتھ سے اسے کھانا کھلاتے سرسری سے انداز

میں بتانے لگا۔

"ز۔۔۔زندہ؟" وہ شاکڈ ہوا تھا وہ مراکب تھا۔

"لمبی کہانی ہے لیکن وہ تمہیں مرا ہوا سمجھ کر بہت رویا

ہے تم سے معافی بھی مانگنے آیا ہے تمہارے بتائے

گئے ایڈریس پر "

آخر میں انداز جو طنزیہ ہوا سو ہوا مگر نظریں ترچھی کر

کر اس بندے کو ضرور تاڑا جس نے اپنی قبر تک کا

ایڈریس دے دیا تھا۔

زارک اسکی نظروں سے تھوڑا الجھ کر نظریں چرانے

لگا۔ اتنے میں عثمان بھی آگیا۔

دونوں ہاتھ پھلوں اور پھولوں سے بھرے ہوئے

تھے اتنے کہ اسکی حالت بری ہوگئی تھی انہیں اٹھا

کر۔

"اوہ میں گیا" وہ سب دھڑ سے نیچے رکھتا ایک صوفے پر زبان ٹیڑھی نکال کر گر گیا جیسے بس اسکا کام تمام ہو گیا۔

زارک نے نہ سمجھی سے زیحال کو دیکھا جس نے ایسے پلکیں جھپکائی جیسے کہہ رہا ہو "ڈونٹ وری میں کرتا ہوں اسے زندہ "

اس نے ایک پھول اٹھا کر اسکی ناک میں گھسا دیا جس کی گدگدی سے عثمان صوفے پر ہی اچھل کر پڑا تھا۔

"تم نہیں سدھروگی خان" انداز جلا کٹا تھا مذکر

مؤنث کی جلد بازی میں گڑبڑ ہو گئی۔

"میرے پاس پروف ہے کہ میں "گاہوں گی نہیں"

انداز وہی تھا دل جلا دینے والا عثمان نے آس پاس کوئی

شے ڈھونڈی۔

زارک کو آج بھی انکا انداز بہت اچھا لگا تھا یہ لوگ

زندگی جیتے تھے جبکہ وہ صرف زندگی کاٹ کر آیا تھا۔

تو کیسے نہ جینا بھولتا۔

"یہ سب اسکے لئے ہوسپٹل والوں نے دیا ہے بس ایک رشتہ رہ گیا تھا وہ میں نے مانگ لیا" وہ سارے پھول پھلوں کو دیکھ کر بولا۔

سب پروش کارڈز لگے تھے پھول تازہ تھے جن کی خوشبو دور تک محسوس ہو رہی تھی پھلوں پر تو عثمان نے ہاتھ صاف کر لیا تھا جب کہ مریض اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"تو پھر دیا رشتہ؟" زیحال نے ٹرے میں برتن سمیٹتے ہوئے پوچھا۔

"کہاں دیا بولے معاف کرو بھائی تمہارا اشکل ایسا نہیں ہے کوئی دو روپے بھی دے"

وہ جوں کا توں وہی جملہ دہرا گیا جسے سن کر زیحال کا جو قہقہہ پھوٹا۔

اسے ایسے ہنستے دیکھ زارک بھی مسکرا پڑا وہ تینوں خاصے خوش گوار موڈ میں آ گئے تھے۔

"تم بھی ناں" زیحال کی آنکھوں سے ہنسنے کے باعث پانی آنے لگا تھا۔

"دیکھو میں کتنا اچھا ہوں اس جیسے کھڑوس کو بھی ہنسا دیا جس کے ہنسنے پر کی ٹیکس لگتا ہے" عثمان کی بات پر زیحال کی ہنسی یکدم سے اڑی وہ سنجیدہ سامنہ بنائے اسے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں نہیں یہ چیٹنگ ہے تم ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔ تم نہیں کر سکتی صاحبہ۔۔۔ صاحبہ میری بات سنو" وہ اٹھ کر اسکے پیچھے پیچھے گھومتے ہوئے کچن میں آ گیا تھا۔ زیحال نے اسے گھور کر پیچھے کرنے کی کوشش کی مگر وہ تو سائے کی طرح اسکے پیچھے ہی لگ گیا تھا۔

زیحال واپس صوفے پر آ بیٹھا۔

"عثمان باز آجاؤ" یہ دھمکی تھی لیکن خوبصورت والی جیسے وہ کوئی لڑکی ہو۔

"و۔۔۔ویسے۔۔۔ص۔۔۔حیح لوگ۔۔۔فدا ہیں آپ پر" وہ لفظ بمشکل ادا کرتے شوخ ہوا عثمان نے آنکھیں گول کرتے آگے ہو کر جھٹ سے اسے دیکھا۔

بندہ ہوسپٹل سے کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا اور اب فلرٹ جھاڑ رہا تھا۔

"کیوں اب تم بھی مجھ پر لائن مارنے کا سوچ رہے ہو"

وہ جل کر بولا تھا رعائث وہ کسی کے ساتھ نہیں کرتا

تھا۔

اسکی بات پر زارک کے گال سرخ ہوئے وہ ہنسی دبا گیا

جبکہ یہ دیکھ عثمان کی آنکھیں پھٹی تھیں۔

"آپ لڑکی ہوتے تو ضرور" وہ کر رہا تھا یہ بات۔

زارک وولف جسے نفرت تھی لڑکیوں سے۔

لیکن اس جیسی حسین و جمیل اور سگھڑ بیوی ہوتی تو

کون کمبخت انکار کرتا۔

"واؤ۔۔۔ جوڑی بنتے بنتے رہ گئی" عثمان کی بات پر زیحال نے کچا چبا لینے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اس نے شرما کے میرے سوالات پر۔۔۔ گردن ایسے جھکائی مزہ آگیا" عثمان گنگناتے ہوئے اٹھ کر صوفے کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہو گیا کیونکہ جانتا تھا اب کیا ہو گا۔

اگلے پل وہ اسکے پیچھے جوتا اٹھائے باہر تک آیا تھا آس پاس کے پڑوس نے چینی مکسچر کو بھاگتے دیکھ اپنی ہنسی کو آزاد کیا۔

"تم واپس مت آنا" وہ چلایا تھا۔

"اوکے پانچ منٹ کیلئے نہیں آتا" آگے بھی وہ ڈھیٹ تھا اندر زارک کیلئے ہنسنا بھی مشکل ہو گیا تھا ہنسی روک کر پیٹ میں درد ہونے لگا تھا اور کھل کر ہنستا تو زخموں میں ٹیس اٹھتی۔

زیحال واپس اندر آیا اور سیدھا زارک کے پاس گیا۔

"تمہارے دانت نکالنے پر بھی انرجی لگے گی تو بچا کر رکھو اور چلو کمرے میں "

وہ زارک کا ہاتھ تھام کر سہارا دے کر اٹھانے لگا۔

زارک نے برلاس کی جانب دیکھا وہی خوف آنکھوں میں پھر سے در آیا اس نے زیجال کو مدد طلب نظروں سے دیکھا۔

"میں سمبھال لونگا اسے" وہ زارک کو تسلی دیتا کمرے میں لے گیا اسکے لئے اتنی دیر بیٹھنا خطرے سے خالی نہ تھا۔

ڈاکٹرز تو اسے سختی سے ڈسچارج کرنے سے منع کر رہے تھے وہ تو جب زارک کو برلاس کے آنے کا علم ہوا تو وہ خود ہی ضد کر کر آگیا۔

زارک کو کمرے میں چھوڑ کر وہ خود باہر آیا اور لیونگ

روم کی سیٹنگ کرنے لگا جو صرف ایک بہانہ تھا بر

لاس کو نارمل کرنے کا۔

وہی ہوا وہ پھر کسی چوزے کی طرح اسکے پیچھے آنے لگا

زیحال نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی۔

وہ ایسے بچوں میں سے تھا جن کو ماں منہ نہ لگائے تو خود

ہی آجائیں۔

"کیا ہوا کافی چاہیئے؟" زیحال نے مڑ کر ایسے پوچھا

جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ برلاس نے سر نفی میں ہلایا۔

زیحال کچن میں چلا گیا اور کھانا بنانے کی تیاری کرنے لگا باہر سے آرڈر کرتا تو زارک کیلئے پھر بھی خود بنانا پڑتا اور یہاں اتنی جلدی کک ارینج کرنا مشکل تھا۔

برلاس کے لئے اب ضبط سے یہ سب باہر ہونے لگا تھا اسکے اندر ایک وبال سا اٹھنے لگا وہ بمشکل گلے میں ابھرتی گلٹی معدوم کرتے وہی جم کر کھڑا ہوا۔

وہ اب بولے گا وہ اب بتائے گا کہ یہ سب حقیقت کیسے ہے وہ تو مر گیا تھا اسے تو دفنا دیا گیا تھا دو مہینے سے یہی

جملے وہ سنتا آرہا تھا یہی باتیں اسے تکلیف دے رہی تھیں۔

وہ راتوں کو انہی باتوں کو یاد کر کر روتا تھا کسی کو احساس تھا کہ اس سے کتنا بڑا جھوٹ بولا گیا تھا۔

زیحال کی خاموشی اسے مزید طیش دلا رہی تھی اتنا کہ آخر میں اس نے سلیب پر رکھی گلاس سے بھری ٹرے فرش پر دے ماری تھی۔

سارے گلاس دھڑادھڑ فرش پر گرتے شہید ہو گئے۔

زیحال کے چلتے ہاتھ رکے اس نے برلاس کا چہرہ دیکھا

جو مارے اذیت کے سرخ ہو رہا تھا۔

"ک۔۔۔کیا ہے یہ سب ؟" وہ کمرے کی جانب انگلی

سے اشارہ کرنے لگا۔انگلی بھی لرز رہی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ م۔۔۔مر گیا تھا یہی کہا تھا ناں آپ نے تو

وہ زندہ کیسے ہے ؟" آخر میں وہ دھاڑا تھا زیحال اپنی

جگہ ساکت کھڑا رہا۔

"بولیں۔۔۔جواب دیں" ان دو مہینوں میں اس نے جو تکلیف سہی تھی اسکا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ہر رات اسکے ساتھ اسی قبر میں دفن ہوتا تھا اور ہر صبح پھر سے نکل آتا تھا۔

"کیسے۔۔۔۔کیسے زندہ ہے وہ" وہ پوری قوت سے دھاڑ رہا تھا جیسے بھی سچ اگلوا لے گا اسکا بس چلتا تو یہاں کی ہر چیز تہس نہس کر دیتا۔

"میں۔۔۔میں لندن آیا ج۔۔۔جہاں میں۔۔۔میں کبھی مر کر بھی نہیں آنا چاہتا تھا۔۔۔ا۔۔۔اور

مجھے۔۔۔مجھے جھوٹ بول کر لایا گیا کیوں۔۔۔۔کیو

۔۔۔ں" اس نے پاس پڑی چیئر پر زور سے لات دے

ماری تھی۔

زیحال اب بھی خاموش کھڑا تھا۔

"تمہیں اسے زندہ دیکھ کر غصّہ ہے؟" یہ سوال نرمی

سے پوچھا گیا لیکن یہ سوال برلاس کے اندر اٹھتے

لاوے کو ایک پل کیلئے روک گیا تھا۔

کیا واقعی اسے زارک کو زندہ دیکھ کر غصّہ آیا تھا؟ دل نے چیخ کر کہا نہیں "وہ پینک ہو گیا تھا وہ اس سے پہلے اسکے تصور سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔

وہ کیسے بتاتا کچھ دیر پہلے اسکے ساتھ کیا ہوا تھا یہاں کی فضا کیسے اسکے خوف میں اسے لپیٹ رہی تھی۔

زیحال نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھامنا چاہا مگر وہ وہی سے پیچھے ہٹ گیا وہ ٹوٹا تھا اور بہت برا ٹوٹا تھا۔

"تمہاری بے رخی نے اسے مار دیا تھا مگر قدرت نے اس پر رحم کیا ہے" یہ الفاظ آج برلاس شاہ کیلئے بے معنی ہو گئے تھے۔ وہ سر نفی میں ہلاتا رہا۔

الفاظ اسکے اندر گھٹ رہے تھے وہ بار بار بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کہ اس نے یہاں حیا کو دیکھا اسفندیار کو دیکھا اور انکے ساتھ زارک بھی تھا جسے اب زندہ دیکھ کر وہ اور زیادہ خوف زدہ ہو گیا تھا۔

"کیا تمہیں نہیں لگتا کہ ہمیں اس سے بات کرنی چاہئے سب حل کر لینا چاہئے کیا تم تھک نہیں گئے یا ڈر نہیں گئے اگر وہ سچ میں تم سے دور چلا جاتا تم سے معافی مانگنے کا حق چھن جاتا کیا تم سچ میں خوف زدہ نہیں ہو؟ "

یہ الفاظ برلاس کو پتھرا گئے تھے وہ بند سانسوں کے ساتھ اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔

وہ جانتا تھا اپنی اس اولاد پر کیسے وار کیا جا سکتا تھا وہ سب جانتا تھا۔

"ی۔۔۔یہاں۔۔۔یہاں حیا

تھی۔۔۔اس۔۔۔اسفند بھی تھا وہ انکے ساتھ تھا" وہ

روتے ہوئے اس جگہ کی جانب اشارہ کرنے لگا۔

"وہ۔۔۔وہ مجھے لینے آئے تھے۔۔۔وہ مجھے آپ سے

دور لے جانے آئے تھے" وہ رو پڑا تھا بچوں کی طرح

بلک بلک کر۔

زیحال کا دل مٹھی میں آنے لگا۔

"کوئی نہیں آیا۔۔۔نہ کوئی تمہیں لے جا سکتا ہے مجھ

سے دور تم میرے بیٹے ہو زیحال خان آفندی کے "

الفاظ کتنے مضبوط تھے ایک پل لگا تھا صرف ایک پل برلاس شاہ کے اندر سے سارا خوف زائل ہونے میں وہ تو خان تھا وہ شاہ تھوڑی تھا۔

"لندن نے تمہیں خوف زدہ نہیں کیا تمہارے اپنے اندر کے ڈر نے تمہیں ڈرا دیا ہے یہاں کوئی نہیں ہے" ہاں وہاں اب کوئی نہیں تھا۔

"میں۔۔۔میں اسے معاف نہیں کرونگا" ضد تھی اتنی جلدی ختم نہیں ہو سکتی تھی۔

"دل کی سنو۔۔اتنی آگے آکر ضد سے سب برباد مت کرو تمہارا خوف یہاں ختم ہو گا بی آنارمل پرسن بر لاس "

اسکے لہجے میں دکھ تھا آواز کمزور تھی اولاد کہنا آسان تھا اولاد کی طرح پرورش کرنا اپنی عمر سے پہلے خود کو اسکے لئے بڑا کر کر اپنی خواہشات کا گلا دبا دینا بہت مشکل تھا اور وہ کر چکا تھا یہ سب۔

"اب تو مجھے تمہیں نارمل دیکھنے کا حق ہے اب تو مجھے اپنی طرف سے بے فکر کر دو کب تک میں تم سے ڈرتا

رہوں کہ کوئی تم پر چیخے ناں تم کسی کو کچھ کر نہ دو کوئی تمہیں کچھ نہ کر دے اب مجھے یہ سکون دے دو "

برلاس شل ساکت کھڑا تھا اندر کا شدید طوفان تھم گیا تھا وہ باپ بن کر التجا کر رہا تھا بھائی بن کر سمجھا رہا تھا۔

"اگر مجھے سچ میں اسفندیار کی جگہ سمجھا ہوتا تو تمہیں میری باتیں اب تک مان جانی چاہیے تھیں مگر میں غلط تھا" لہجہ ٹوٹ گیا مان ٹوٹنا باقی تھا۔

"میں غلط تھا آج تک" وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تم تینوں کو میں نے اپنی اولاد سمجھا مگر تم تینوں مجھے وہ مقام نہیں دے سکے تو میرا فائدہ تم تینوں کے ساتھ رہنے کا؟ "

وہ ہٹ رہا تھا پیچھے برلاس کا دل یکدم سے مٹھی میں آیا۔

"میں یہی تک ساتھ دے سکتا تھا اتنی آگے آکر تم خوف کو مجھ پر ترجیح دو میں یہ برداشت نہیں کر سکتا " کہہ کر وہ باہر کی جانب بڑھ گیا برلاس کی نظر اسکے قدموں پر تھی وہ دور جا رہا تھا برلاس سے۔

اسکا باپ برلاس شاہ کا باپ۔

اسکے اندر ایک شدید توڑ پھوڑ ہونے لگی تھی آنکھوں سے آنسوں ابل ابل کر بہنے لگے۔

وہ باہر آگے ریموٹ سے گاڑی ان لاک کر گیا قریب آتے جیسے ہی گاڑی کا دروازہ کھولا اسکے ہاتھ سے کسی نے ریموٹ چھین مکر دور پھینک کر دے مارا۔

زیحال کے چہرے پر بنا مڑے مبہم سی مسکراہٹ بکھر گئی اسکے پلٹنے کی دیری تھی کہ وہ روتے ہوئے اسکے ساتھ لپٹ گیا۔

اور خوب رونے لگا جیسے زندگی بھر کا آج سارا رو دینا

چاہتا ہو۔

"برلاس "اسکے اس قدر رونے پر زیحال کا دل مٹھی

میں آیا۔

"آپ۔۔۔آپ اسفند کی طرح مجھے چھوڑ کر جانا

چاہتے ہیں ہاں آپ نے مجھے گھر سے نکال دیا اب مجھے

چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ مجھے ایک ہی بار میں ختم

کیوں نہیں کرتے۔۔۔کیوں "

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا۔

"م۔۔۔مجھے چھوڑ کر مت جائیں پلیز۔۔۔پلیز میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔"پہلے گھر سے نکالنا اب اسکا خود دور چلے جانے کا کہنا۔بھوری آنکھوں والے بچے کے ذہن میں ایک الگ خوف بیدار کر رہا تھا۔

"میری بات سنو"زیحال نے اسے خود سے الگ کیا۔

"نہیں۔۔۔مجھے نہیں سننا۔۔۔آپ کیسے جا سکتے ہیں دور آپ جا سکتے ہیں؟"وہ دھاڑا تھا آس پاس کے لوگوں نے رک کر انہیں دیکھا۔

زیحال نے سر نفی میں ہلایا کچھ بعید نہ تھی اسکی پاگل

سر پھری اولاد اسے ہی کڈنیپ کر کر ایسی جگہ چھپادیتی

جہاں سے وہ کبھی دور نہ جا سکے۔

"میں تو عثمان کو لینے جارہا تھا" وہ ایک نمونہ اب

پارک میں بیٹھا میسج کر رہا تھا کہ مجھے آکر لے جاؤ۔

زیحال نے نرمی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"میں یہی ہوں ہمیشہ تم لوگوں کے پاس جب تک

زندگی ہے تب تک میں کبھی تم تینوں سے دور نہیں جا

سکتا "

ہر لفظ محبت میں چور تھا برلاس یکدم سے ڈھیلا پڑ گیا۔

"جاؤ اندر زارک اکیلا ہے میرے آنے تک اسکا خیال رکھنا" وہ پیار سے کہتا ریموٹ اٹھا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

برلاس اب تک وہی کھڑا تھا۔

"آجاؤ نگا بابا میں نے کہاں جانا ہے جاؤ اندر" اسے وہی جم کر کھڑے دیکھ لہجہ مزید نرم کیا۔

برلاس نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر اسے راستہ دیا زیحال مسکرا کر گاڑی نکال لے گیا۔

وہ وہی کھڑا رہا اسے زمے داری ملی تھی حفاظت کی خیال کی مگر کس کی؟"زارک اسفندیار شاہ کی قسمت اسے کان سے پکڑ کر لائی تھی زیادہ نخرے نہیں دکھانے تھے۔

"ہیلو" دور کہیں کسی نے فون کان سے لگایا تھا۔

"وہ زندہ ہے اب تک ہمارے بندے غائب اسی نے کیئے ہیں" وہ سرگوشی نما انداز میں بول رہا تھا۔

آگے سے کچھ کہا گیا جس پر وہ خود تشویش میں پڑ گیا۔

"پاشا اسے چھوڑ کر کہیں گیا ہے یہاں صرف ایک چوبیس پچیس سالہ ایک لڑکا ہے" جو اسکے سامنے کھڑا تھا۔ پودوں کو دیکھ رہا تھا کچھ سوچ رہا تھا۔ اس لڑکے کو دبوچنا اس شخص کو آسان لگا تھا۔

وہ پارک میں بیٹھا آتی جاتی حسیناؤں کو لتاڑ رہا تھا ساتھ ہاتھ میں پکڑے بنٹی کے پیکٹ سے ایک ایک نکال کر پھانک رہا تھا۔

"ویسے انگریز لڑکی سے شادی کے بھی ان گنت فائدے ہیں" وہ بیٹھا تھا سوچا ساتھ والے کھڑوس بندے کو مشورہ ہی دے دے۔

"میرے لئے پاکستانی لڑکی کافی ہے" کیا ادا تھی انداز میٹھا تھا ذکر جو اس ظالمہ کا ہوا تھا۔

"سن تو لو میں اپنی بات کر رہا ہوں" عثمان برا مان گیا۔

"ایک تو بیوی گوری اور خوبصورت۔۔۔دوسرا بچے بھی اسکے جیسے تیسرا ابچاری جو بولتی رہے اسے نہ میری

سمجھ آنی نہ مجھے اسکی زندگی یونہی چلو چل ہو گی تو کون

میں کون "

زیحال نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا بات بہت

پتے کی بتائی تھی۔

"ایویں بیوی کے روز کلمے سنوا انکی توڈانٹ بھی میٹھی

ہو گی وہ بولے گی شٹ اپ میں بولوں گا آئی لو و یو ٹو "

"ماہم نے منہ لگانا چھوڑ دیا کیا؟" اسکے ہاتھ سے بنٹی کا

پیکٹ لیا۔

"منہ لگاتی ہی کب ہے" اسکی بات پر زیحال نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"ایک بات پوچھوں ؟" وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں سامنے دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"ہوں"

"کیا عورت پہلی محبت بھلا سکتی ہے؟" یہ سوال کرتے ہوئے کتنی تکلیف اسے ہوئی تھی وہی جانتا تھا۔

"یہ تو پہلے اور دوسرے والے پر ڈیپینڈ کرتا ہے "

"کیسے" بے ساختہ پوچھا۔

"پہلا یاد رکھنے کے لائق ہے یا دوسرا اسے بھلانے کے" مختصر جواب میں مگر وہ بات بلکل واضح کر گیا تھا۔

"پر اس کو اکیلا چھوڑ دیا وہ لڑنے نہ لگ جائے زارک کے ساتھ" وہ گہری سانس لے کر بولا۔

"نہیں لڑے گا اسے ڈرا کر آیا ہوں،" وہ ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتا ہاتھ پیچھے سر کی پشت پر ٹکا گیا۔

"ویسے بہت ظالم باپ ہو تم" بات سچ تھی مگر بات تھی رسوائی کی مگر اب وہ سوچ رہا تھا کہ گھر وہ کیا کر رہا ہو گا۔

120/3

اور اسکی سوچ کے عین مطابق وہ ڈر گیا تھا اپنے باپ کی دور جانے کی دھمکی سے۔اس دھمکی کے آگے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا کچھ بھی اس سے کروایا جا سکتا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر باہر کھڑا رہا جب اسے خود کر دور کہیں سے کسی کی نگاہیں جمی ہوئی محسوس ہوئی۔

اس نے یہاں وہاں دیکھا مگر ارد گرد کہیں بھی کوئی ایسا شخص نظر نہیں آیا جو اسے دیکھ رہا ہو۔

وہ اچھے سے ہر ایک چیز کا جائزہ لیتے اندر کی جانب بڑھ گیا اندر آتے اس نے دروازہ بند کر دیا لیکن یہ کرتے اسے ایک دم سے گھٹن کا احساس ہوا۔

نگاہیں سیدھی کچن کے اس کونے میں گئی جہاں اسے اب تک اسفندیار اور حیا کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔ وہ خوف زدہ ہوتے یکدم سے دروازہ کھول گیا۔ جیسے وہ انکے ساتھ انکی یادوں کے ساتھ اکیلا نہ رہنا چاہتا ہو دروازہ کھولتے ہی ایک ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اسکے وجود کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی۔

لندن کا موسم خاصا خوش گوار تھا ٹھنڈ حد سے زیادہ تھی عنقریب بارش ہونے کے امکان تھے۔

وہ برسوں بعد اس جگہ آیا تھا جہاں اس نے آنے کا کبھی سوچا بھی نہیں تھا

مگر آیا بھی تھا تو کس کیلئے "زارک اسفندیار شاہ" کیلئے اسے یقین نہیں آیا خود پر۔ وہ کبھی مر کر بھی لندن کی طرف منہ نہیں کرنا چاہتا تھا اور اب آ گیا تھا۔

وہ خود پر ہی بے یقین تھا جب اسی دوران اسے اندر سے زارک کے کھانسنے کی آواز آئی۔ وہ مسلسل کھانس رہا تھا اسے پانی چاہیے ہو گا دل میں خیال آیا۔ اگلے پل سارا خیال جھٹکتے اسے غصّہ آنے لگا سب کی باتیں ایک ایک کر کر یاد آنے لگی جب انہی باتوں کے آخر میں اسے ایک جملہ یاد آیا۔

"کیا تم تھک نہیں گئے۔۔۔ میں ہی چلا جاتا ہوں۔۔۔ مجھے اسفندیار کی جگہ سمجھا ہوتا تو ضرور میری بات مانتے"

یہ الفاظ نہیں تھے یہ برلاس شاہ کی پوری شخصیت کو جھنجھوڑنے کا سامان تھا۔

وہ کھڑے کھڑے ہل گیا تھا ان لفظوں پر۔

کبھی سوچا تھا کہ اسکا باپ اتنی بڑی بات کہہ دے گا کیا وہ اسے زندگی کے اس نہج پر لے آیا تھا کہ وہ خود کو اتنا کمتر محسوس کرے۔

اگر اس نے محسوس کر لیا تھا تو بہت شرم کی بات تھی یہ توہین تھی اس محبت کی جس کا دعوی برلاس شاہ نے کیا تھا۔

وہ کھانستے ہوئے مسلسل اپنے کمزور ہاتھوں سے سینا مسلنے کی کوشش کر رہا تھا نگاہیں بار بار دروازے کی جانب اٹھ رہی تھیں۔ جیسے ابھی کوئی اسکی مدد کو آئے گا مگر کوئی نہیں آیا۔

وہ خود ہی اٹھنے کی کوشش کرتے جگ کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا۔ ہاتھ بھی بری طرح سے کانپ رہا تھا۔ وہ کچھ بھی مکمل طور پر خود نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسکا جسم اس وقت شدید کمزوری کا شکار تھا ایکسیڈنٹ اتنا

برا تھا کہ اسکی ٹانگیں آدھے سے زیادہ بری طرح سے متاثر ہوئی تھیں کہ انکو ٹھیک ہونے میں وقت لگتا۔

پانی کے بغیر گلے میں کانٹے سے چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے کھانس کر اب حالت بری تھی مگر ہاتھ گلاس تک پہنچا پانا مشکل ہو رہا تھا۔

کہ تب ہی اسکی نظر اس ہاتھ پر پڑی جو اس سے پہلے گلاس تک پہنچا تھا اور اٹھا کر اب اسکی طرف بڑھا رہا تھا۔

زارک نے جونہی نظر اٹھائی سامنے کھڑے برلاس کو دیکھ وہ سانس نہیں لے سکا۔وہ ڈھیٹ چہرے کے تاثرات سخت کئے اسکے منہ سے گلاس لگائے کھڑا تھا۔

"اب پی لو" دانت پیس کر ضبط سے کہا۔

زارک نے فوراً سے گھونٹ بھرنا شروع کر دی اور جتنا پانی پینا تھا اس سے کئی زیادہ پی گیا تھا اسکا بس چلتا تو مرتے دم تک اب پیتا ہی رہتا۔

برلاس اسکے پانی پیتے گلاس واپس ٹیبل پر رکھ گیا زارک اب تک سر اٹھائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اور کچھ چاہئے ؟" انداز برہم تھا مگر وہ براہ راست زارک سے مخاطب ہو رہا تھا یہی بات زارک کا دل بند کر رہی تھی۔

اس نے نم آنکھوں سے سر نفی میں ہلایا الفاظ حلق میں ہی گھٹ رہے تھے وہ نہ جائے وہ ایسے ہی سامنے کھڑا رہے۔

مگر وہ پلٹ گیا تھا وہ اسکا دل توڑ گیا تھا۔

برلاس جیسے ہی دروازے تک پہنچا پیچھے سے زوردار شیشہ گرنے کی آواز آئی وہ یکدم سے پیچھے مڑا نظر پہلے زارک پر گئی وہ سر جھکائے خود سمٹ کر بیٹھا تھا۔

اگلی نظر ونڈو کے دوسری طرف سے نمودار ہونے والے شخص پر گئی جو اچانک چھلانگ لگا کر کمرے میں آگیا تھا۔

چہرہ برلاس کے لئے انجانا تھا لیکن زارک کے چہرے سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ اس شخص کو پہچان گیا ہے۔

"کون ہو تم؟" برلاس متجسس سا واپس کمرے میں آیا۔

"تم یہاں چھپ کر بیٹھے ہو کیا لگا تھا ہم سے بچ جاؤ گے" وہ برلاس کو نظر انداز کرتا زارک پر غرایا۔

برلاس نے زارک کی جانب دیکھا اسے دیکھ کر اندازہ ہو گیا تھا کہ بندہ اسکی جان پہچان کا ہے مگر وہ خوف زدہ کیوں ہو رہا تھا اس سے وہ یہ بات نہیں سمجھ سکا۔

"ت۔۔۔ تم یہاں تک کیسے آئے؟" وہ بمشکل ہکلا کر استفساریہ پوچھنے لگا۔

"آنا مشکل نہیں تھا تمہیں ختم کرنا مشکل ہو رہا ہے"

اسکی بات اور ارادے خطرناک لگ رہے تھے۔

برلاس کو یہ منظر دیکھنے میں دلچسپی سی ہونے لگی۔

"لیکن اب یہ مشکل بھی مشکل نہیں رہے گی" وہ

کہتے ہی اپنے ہاتھ میں چھپایا کٹر نکال گیا برلاس کی

بھوری آنکھیں اسکے کٹر پر جم گئیں۔

"پاشا نے تمہیں بچانے کی بہت کوشش کی ہم سے

جھوٹ بولا گیا جھوٹ دکھایا گیا کہ تم مر گئے ہمارے

بندے اس جھوٹ میں کتنے مارے گئے تمہاری اس جھوٹی قبر کو دکھا کر "

وہ ایک ایک لفظ زہر خند لہجے میں بول رہا تھا۔

اس گاڑی کے تباہ ہونے کے بعد بھی ابراہیم کے لوگوں نے زارک کا پیچھا کرنا بند نہیں کیا تھا ہوسپٹل میں بھی وہ لوگ انکے پیچھے پہنچ گئے تھے۔

وہاں جب پتہ چلا کہ زارک وولف مر چکا ہے تب انکو کچھ سکوں آیا تھا مگر کام اتنی جلدی ختم ہو جاتا اس بات کا یقین کسی کو بھی اتنی جلدی نہیں آ سکتا تھا۔

تب ہی وہ لوگ لندن میں بھی ان کے پیچھے تھے جہاں وہ زیحال کو اسکی قبر سے باتیں کرتے دیکھ مطمئن ہو گئے تھے کہ وہ واقعی مر چکا ہے۔

لیکن پھر دھیرے دھیرے اس جنگل میں جانے والا انکا بندہ غائب ہونے لگا تھا اسے غائب کرنے والا کون تھا اسکا جواب ڈھونڈ پانا مشکل تھا۔

انکا شک پاشا پر جا رہا تھا لیکن آج اس نے خود زارک کو سب کے سامنے لا کھڑا کیا تھا اور تو اور اسے گھر میں

اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا وہ بھی ایک چوبیس پچیس سال کے لڑکے کے ساتھ۔

مطلب شیر اپنا شکار بھیڑیوں کے لئے خود چھوڑ گیا تھا ایسا موقع وہ لوگ کیسے گنوا دیتے۔

زارک کو خود سے زیادہ برلاس کی فکر تھی اس نے خوف زدہ سی نظروں سے برلاس کو دیکھا جو ڈھیٹ بنا سینے پر ہاتھ لپیٹے ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔

"ب۔۔۔ برلاس تم جاؤ یہاں سے" اسکی بات پر

برلاس نے بھنویں اچکالی جیسے کہہ رہا ہو "میں کیوں

جاؤں "

"یہ فلیٹ میرے باپ کا ہے جس کی کھڑکی توڑ کر یہ

اندر آیا ہے میں اس کی بھرپائی کرواؤنگا کیونکہ میرے

باپ کا پیسا محنت کی کمائی ہے حرام کی نہیں "

اسکی بات پر زارک تو ششدر رہا ہی تھا وہ لوگ بھی جی

بھر کر حیران ہوئے۔

یہاں وہ ایک بندے کا کام تمام کرنے آئے تھے اور یہ لڑکا ان سے اپنے باپ کی محنت کی کمائی وصول کرنے کی بات کر رہا تھا۔

اس بات کے بعد تو جیسے ان کو یقین ہو گیا کہ اس کم عمر لڑکے میں دماغ نامی چیز نہیں ہے۔

" برلاس باتیں مت کرو جاؤ یہاں سے یہ تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں "

وہ خود آج بیڈ سے اٹھ نہیں سکتا تھا اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ اپنے چھوٹے بھائی کو ان سے پروٹیکٹ کر پاتا یہ بے بسی بہت بری تھی۔

"صحیح کہہ رہا ہے یہ بچے۔۔۔جاؤ اگر اپنی جان پیاری ہے تو" وہ شخص بھاری آواز میں دھمکی آمیز انداز میں بولا۔

"کھڑکی۔۔۔پیسے" اسکی ایک ہی رٹ تھی۔

"یہ پاگل ہے؟" اس نے اپنے ہی بندے سے پوچھا۔

"بوس بچہ ہے جانے دیں" اسکے بندے نے اپنا موؤقف پیش کیا حلانکہ وہ بچہ جسامت میں اس سے کئی زیادہ تھا۔

باقاعدگی سے کی گئی جم سے فٹ جسامت شرٹ سے باہر نمایاں ہوتے سکس ایبزاور آستین سے نمایاں ہوتے ٹھوں بائسپس جس کا ایک ہاتھ پڑ جائے تو بندہ دیوار کے آر پار۔

"لگتا ہے اسے بات سمجھ نہیں آئی" وہ شخص اب صیح طیش میں آ رہا تھا۔

"برلاس بات کیوں نہیں مان رہے جاؤ یہاں سے" وہ اب بے بسی سے غصّے میں غرایا۔

وہ اٹھنا چاہتا تھا بیڈ سے وہ اپنے بھائی کو ان سے بچانا چاہتا تھا کیونکہ انکی طاقت کا اسے اچھے سے اندازہ تھا۔

"تمھیں جان پیاری نہیں؟" اب وہ شخص سیدھا برلاس سے پوچھنے لگا۔

"بہت پیاری ہے اس شخص سے زیادہ پیاری ہے" اس نے زارک کی جانب اشارہ کیا جس پر زارک کے اندر کچھ چھن کر کے ٹوٹا۔

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا جھوٹ ہی سہی لیکن کیا وہ اسے اپنا بھائی نہیں کہہ سکتا تھا۔

"لیکن اسکی جان میرے باپ کو بہت پیاری ہے اس لئے تم اسے ہاتھ نہیں لگا سکتے" دھمکی تو بلکل نہیں تھی وہ صرف بات کر رہا تھا۔

"ہاہ۔۔۔ہاہاہا" وہ شخص ہنسا اور خوب ہنسا۔

"بات سن رہے ہو اسکی یہ ہمیں بتائے گا کہ ہمیں ہاتھ لگانا چاہئے یا نہیں؟" وہ طنز کر رہا تھا اسکا طنز زارک کو خوف زدہ کر گیا۔

"برلاس کیوں بحث کر رہے ہو جاؤ یہاں سے" وہ بے بسی کے عالم میں دھاڑا تھا۔

برلاس نے خفا سی نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "تم مجھ پر چلائے میرا باپ نہیں چلاتا "

"سنا نہیں جا یہاں سے تجھے اپنی جان کی پرواہ" وہ شخص دھاڑتے ہوئے آگے آیا ہی تھا جب اگلے سارے الفاظ اس کے حلق میں ہی دم توڑ گئے۔

"مجھ پر چلا مت۔۔۔ سمجھا تو" اسکا کٹر پلک جھپکتے بھوری آنکھوں والے کم سن کے ہاتھ میں تھا جواب اس شخص کی گردن میں جا چکا تھا۔

زارک کی آنکھیں پھٹی وہ بے یقینی سے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھنے لگا۔

"اوئے" اسکا ساتھی آگے بڑھا ہی تھا کہ برلاس کی ایک لات پڑتے وہ کھڑکی سے باہر جا گرا تھا۔

"سنا نہیں۔۔۔مجھے چلانے والے لوگ نہیں پسند " وہ ضبط سے سرخ متورم آنکھیں اس پر گاڑھ کر غرایا۔

زارک سانس نہیں لے سکا۔ وہ کیسے اتنے خطرناک

بندوں کو مار سکتا تھا اس نے کب یہ سب سیکھا۔

"یہ شخص میرے باپ کیلئے بہت اہم ہے تو اسے بری

نظر سے دیکھنے پر بھی میں تمہاری جان لے لونگا "

وہ اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے گیا۔

"اب یہ کھڑکی میں نے بھی آدھی توڑی ہے تو پیسے ہم

آدھے آدھے بھریں گے "

وہ اس زخمی حالت میں پڑے شخص کی جیب سے

نوٹ نکال کر گننے لگا۔

اور پوری ایمانداری سے بچتے پیسے واپس اسکی جیب

میں رکھ دیے۔

پھر جھک کر اسکے کان کے قریب ہوا۔

"زندہ اس لئے چھوڑا ہے تاکہ جا کر اپنے باپ کو بتا

سکو۔۔۔کہ "وہ مزید اسکے کان کے قریب ہوا۔

"زارک اسفندیار شاہ۔۔۔برلاس اسفندیار کا بھائی

ہے جو تمہارے باپ کا بھی باپ ہے "

وہ غرا کر پیچھے ہٹا۔"اگلی بار تعداد میں کچھ زیادہ آنا ہاتھ

کی کھجلی اتنے پر مٹتی نہیں "

وہ ہاتھ جھاڑ کر کھڑا ہوا اور انسانوں کی طرح دروازے

سے اندر داخل ہو گیا۔

کچھ دیر بعد وہ سیب لے کر زارک کے کمرے میں

موجود تھا کمرے کی حالت وہ درست کر چکا تھا فون کر

کر ونڈو بھی فورا اسے تبدیل کروادی تھی تاکہ زیحال

کو علم نہ ہو یہاں کیا ہوا ہے وہ اسے پریشان نہیں کرنا

چاہتا تھا۔

زارک اب تک سکتہ میں تھا بر لاس نے قاش اسکی

جانب بڑھائی۔

"کھالو اب میں تمہارے منہ میں نہیں دے سکتا"

انداز جلا بھنا سا تھا آرڈر ملا تھا کچھ دیر بعد اس مریض کو

کچھ کھلانے کا۔

"ت۔۔۔ تم نے یہ سب کیسے کیا؟ "

"ٹانگیں اوپر تھی اور سر نیچے "اس سوال کا یہی جواب

بن سکتا تھا۔

اگر زارک اسکے منہ سے اپنے لئے بھائی لفظ سن لیتا تو

یقیناً خوشی سے وہی ڈھے جاتا۔

زارک نے برا سا منہ بنایا بھلا سیدھا جواب بھی دیا جا سکتا تھا لیکن نہیں۔یہ چیز ہی ٹیڑھی تھی۔

"م۔۔۔میں باہر جانا چاہتا ہوں" اسے برلاس کے ساتھ مزید وقت گزارنا تھا۔

"کیوں یہاں کانٹے لگے ہیں؟" اشارہ نرم و ملائم بیڈ کی جانب تھا۔

"شاید ہاں" زارک کو اسکا یہ انداز اچھا لگا تھا ضدی بچوں والا۔"زیحال ہوتے تو لے جاتے"

جتایا گیا کہ وہ اسکی زمے داری ہے تو اپنے باپ کی

طرح پوری کرے۔

"لیکن کوئی بات نہیں میں انہیں کہہ دونگا کہ مجھے باہر

لے جائیں برلاس کی ٹانگوں میں درد تھا"

برلاس نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا مطلب اتنا بڑا

جھوٹ۔اسے افسوس ہوا کہ اس نے اسے اپنا بھائی

کہا۔

"کیا مصیبت ہے" وہ جھنجھلا کر اٹھا اور بے دلی سے زارک کی جانب ہاتھ بڑھا گیا وہ خوشی سے پاگل ہونے لگا تھا چہرہ تمتما رہا تھا۔

وہ برلاس کا ہاتھ تھامے اسکے سہارے اٹھ کھڑا ہوا۔ برلاس نے اسے اپنا سہارا دے کر قدم آگے بڑھایا۔

وہ اسے لے کر کمرے سے باہر آگیا مگر زارک کو باہر جانا تھا برلاس مجبوراً اسے لے کر باہر لان میں آگیا۔

اور یہاں وہاں دھیرے دھیرے چکر دلوانے لگا۔

زارک کی نگاہیں تو اسی پر جمی تھی جس کا ساتھ اسے خوشی سے نہال کر گیا تھا۔

تب ہی انکے نزدیک گاڑی آکر رکی پہلے زیحال پھر عثمان باری باری نیچے اترے جب سامنے کا منظر دیکھ عثمان کی آنکھیں پھٹی۔

"صدقے۔۔۔ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو گھما رہا ہے لڑائی تو نہیں کی ناں۔۔۔ بری بات" وہ انگلی دکھاتے آنکھیں گھما کا بولا۔

برلاس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"اچھا ہوا آپ آ گئے۔۔۔انکو آپ کی یاد آرہی تھی"

وہ فورا اسے زارک کا ہاتھ چھوڑ گیا۔

اسکے چھوڑتے ہی زیحال نے زارک کا ہاتھ تھام کر

اسے گرنے سے بچالیا۔

"برلاس"اس نے سختی سے اسے پکارا۔

وہ وہی پلٹ کر زارک کا ہاتھ تھام گیا نظریں تک نہیں

اٹھائیں زارک کا دل دکھا تھا۔

وہ اسے لے کر اندر چلا گیا اور خوب خدمات کرنے لگا

اپنے باپ کے سامنے نمبر جو بنانے تھے۔

"یہ آپ پکڑو یہ مما اٹھائے گی" وہ اپنے ڈریسنگ ٹیبل

سے اٹھائی گئی لپ گلوز زوناش کے ہاتھ میں پکڑا گئی جو

اسے بہت پسند تھی۔

اپنے کھلونے چھوڑ کر اپنی مما کا میک اپ پسند آتا تھا۔

"کہاں کی تیاری ہے میرے سوہنے کی" وہ پیچھے سے

مشی کو اپنے حصار میں لیتا محبت سے پوچھنے لگا۔

"ہم جا رہے ہیں" وہ پیچھے ہٹ کر زوناش کا کمبل اور ہیڈ سیٹ اٹھانے لگی

"کہاں ؟" یاقوت ابھی آفس سے آیا تھا اور آ کر اسے یہ سرپرائز ملا تھا کہ اسکا سکون اور اسکی بیٹی کمرے سے باہر جا رہے تھے۔

"زمل کے کمرے میں" اسکے جواب پر یاقوت کو اچھو لگا۔

"کیوں ؟ "

"کیوں کیا؟ وہ اس حالت میں ہے اسے اکیلے چھوڑ دیں؟ زیحال لالا بھی نہیں ہیں" وہ اسکے بے وقوفانہ سوال پر تپ کر بولی۔

"ہاں۔۔۔یہ تو ہے لیکن تم کیوں میں یہاں اکیلا کیسے رہوں گا" اسے رونا آیا یا رونے کی ایکٹنگ کی۔

"اکیلے کہاں ہو کمرہ ہے ناں تمہارے ساتھ" وہ فٹ سے بولی۔

"اس کمرے میں تم تو نہیں ہو ناں" اسکے بے تابی پر
مشی کے گال سرخ ہوئے۔ وہ خود کو کمپوز کرتی اسے
گھورنے لگی۔

"لالا کے آنے تک ہمارے بنا گزارا کرلو۔۔۔ چلو
زونو" وہ زوناش کو گود میں لیتی ساتھ اپنا چھوٹا سا بوریا
بستر اٹھانے لگی۔

"میں ہوں ناں آپ کا غلام" کلس کر اسکے ہاتھ سے
بیگ لیا۔

"آج ہی بھائی کو کال کرتا ہوں واپس آئیں میری بیگم مجھ سے بے وفائی کر رہی ہے" مشی کو اسکی بات پر ہنسی آئی تھی مگر زوناش کو لئے وہ بال جھٹکتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔ یاقوت اسے چھوڑنے اوپر تک گیا تھا جہاں کومل اور عبدلباری پہلے سے موجود تھے اور بچوں نے رات کے اس پہر بھی خوب تباہی مچا رکھی تھی۔

یاقوت کا منہ حیرت سے کھل گیا اس نے جھٹ سے مشی کو دیکھا۔

"ہمارا پلان ہے آج ساتھ رہنے کا ہمیں کپڑے ڈسکس کرنے ہیں بے بی کے آنے پر پہننے کیلئے" وہ بول کر کمرے میں گھس گئی۔

یاقوت کھڑا اسے دیکھتا رہ گیا وہ یہاں بے بس تھا بس منہ ہی بنا سکتا تھا وہ نیچے آیا اور اپنے کمرے میں جانے کے بجائے پامیر کے کمرے کا رخ کر گیا۔

وہ اوندھے منہ پڑا موبائل میں کوئی مووی دیکھ رہا تھا۔

یاقوت نے ایک دھپ اسکی پیٹھ پر رسید کی اور خود بھی اسکے بیڈ پر لم لیٹ ہو گیا جب اسے یہاں دیکھ پامیر کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"کومل کا بھوت دیکھ لیا؟" یاقوت کو اسکی ہنسی زہر لگی۔

"نہیں آپ کو دیکھ لیا" اسکے جواب پر یاقوت مزید تپ گیا۔

"میں بھی ایسے ہی دھوکہ کھا کر بیٹھا ہوں انکو ایک برانڈ پسند آگیا ہے جس پر آج رات اسکو ریسرچ کرنی ہے" وہ اسکی معلومات میں اضافہ کر گیا۔

"مجھے نام بتاؤ اس برانڈ کا"

"نہیں انکا کیا قصور بس آگے سے برانڈ چلا نہیں سکیں گے" اسکی بات پر یاقوت نے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

پھر جو دونوں ہنسے تو کئی دیر تک ہنستے ہی رہے۔

آج کی رات پھر سے بچپن کی طرح ایک ہی بیڈ پر لم

لیٹ دونوں سوئے تھے۔

لندن کی صبح بھی رات سے کم نہ تھی آسمان پر کالی

گھٹائیں چھائی ہوئی تھی جیسے ابھی جم کر برS سے گا

وہی ہوا تھوڑی دیر میں تیز موسلادھار بارش ہونے

لگی تھی۔

ٹھنڈ بھی کافی بڑھ گئ تھی وہ پینٹ پر گرم اونی شرٹ پہنے گردن پر مفلر لپیٹے کچن میں کھڑا زارک کیلئے قہوہ بنا رہا تھا۔

اتنی شدید سردی اسکے لئے صحیح نہ تھی۔وہ صوفے پر بیٹھا عثمان کے ساتھ موبائل دیکھ رہا تھا۔

"یہ لو اور پورا ختم کرو"قہوہ اسکے ہاتھ میں احتیاط سے پکڑاتے خود اسکے قریب ہی بیٹھ گیا۔

اور دیکھنے لگا کہ وہ خود پی سکتا ہے یا نہیں مگر وہ ہمت کرتے خود پی رہا تھا۔

"م۔۔۔مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے" وہ دو چار گھونٹ بھرتے زیحال سے مخاطب ہوا۔

"پوچھو پوچھو یہ تمہیں ہر بات کا جواب دے گا نہ دے تو زمل کا نمبر مجھ سے لے لینا دیکھنا کیسے چٹکیوں میں یہ لمبو سیدھا ہوتا ہے"

عثمان نے اسکی اطلاع میں اضافہ کیا نہیں تو زارک کو کیسے پتہ چلتا احکام اعلی کون ہے۔

"برلاس کون ہے؟" سوال اچانک تھا زیحال اسکے سوال پر ٹھٹھکا۔ ساتھ ہی عثمان بھی۔

"کیوں تمہارے اسفی بابا نے بتایا نہیں تھا وہ کون تھا؟" اس نے بات پلٹنی چاہی۔

"میں جاننا چاہتا ہوں" وہ کل سے اب تک الجھا ہوا تھا وہ منظر بار بار اسکی آنکھوں کے ساتھ آ رہا تھا وہ کیسے کسی کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

120/4

زیحال کے ہاتھ میں بادام تھے جنہیں ایک ایک کر کر وہ منہ میں لیتا چبا رہا تھا۔زارک کے سوال پر اسے وہ اپنے حلق میں اٹکتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"برلاس میرا بیٹا ہے" وہ کہہ رہا تھا انداز بہت نارمل تھا لیکن الفاظ محبت سے لبریز تھے۔زارک کے دل کو ایک پل کیلئے حوصلہ سا ہوا۔

"ل۔۔۔لیکن میں اسکی روٹین جاننا چاہتا ہوں وہ کیا کرتا ہے کہاں رہتا ہے کن لوگوں میں"

وہ از حد فکر مند تھا مگر اسکے سوالوں پر پہلے عثمان بولا

تھا جس کی زبان کو کبھی سکون نہیں آ سکتا تھا۔

"صدقے۔۔۔ بڑے بھائی کو اپنے چھوٹے بھائی کی

فکر ہو رہی ہے بہت اچھی بات ہے پوچھو پوچھو یہ بیٹھا

اسکا باپ اسکے ایک ایک قدم پر چیل جیسی نظر رکھتا

ہے یہ شخص"

اسکا بس چلتا تو زیحال کی شخصیت پر لمبے لمبے قصیدے

پڑھ دیتا لیکن اسکے بعد اسکی آتمہ ماہم کو سفید کپڑوں

میں دیکھ کر تڑپتی رہتی۔

"کیوں ؟! تم کیوں پوچھ رہے ہو" وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

"کل یہاں ابراہیم کے بندے آئے تھے" اسکی اس بات پر قہوہ عثمان کے حلق سے نیچے اترنے کے بجائے اوپر ناک میں چڑھ گئی پھر جو وہ کھانسنا شروع ہوا۔

"پھر؟" زیحال نے چہرے کے تاثرات سپاٹ رکھے۔

"برلاس نے جس طرح انکو نمٹا یا وہ کسی ماہر گیر بندے کا کام ہے کوئی عیاش پرست لڑکا کیسے اس کام میں اتنا ماہر ہو سکتا ہے "

وہ کبھی بھی وہ منظر نہیں بھول سکتا تھا وہ کس طرح اسکے لئے خوف زدہ تھا مگر آگے سے وہ کتنی آسانی سے ان دونوں کو راستے سے ہٹا گیا تھا۔

"صرف بندے نمٹائے؟ وہ تو انکے باپ کو نگل کر بیٹھا ہے ڈکار بھی نہیں ماری" عثمان یہ بات صرف سوچ سکا تھا۔

اسے زارک پر ہنسی آ رہی تھی وہ کسے معصوم سمجھ رہا تھا وہ جو اپنے باپ کی ہو بہ ہو پرچھائی تھا باپ تو کچھ رحم کر دیتا تھا مگر وہ تو اس لفظ سے ہی جیسے واقف نہیں تھا۔

"کیا وہ اس پر چلائے تھے؟" سوال کیا زارک کو انکی بات یاد آئی۔

"میں نے کہا مجھ پر چلا مت" وہ دھاڑ کر اسے کھڑکی کے آر پار کر گیا تھا۔ زارک نے یاد کرتے جھرجھری سی لی۔

"ہاں۔۔۔وہ تیز آواز میں بولا تو تھا" اس نے یاد کر کر

بتایا۔

"بس پھر۔۔۔کوئی اسکے سامنے چلائے تو وہ سمجھ نہیں

پاتا کہ اسے کیساری ایکٹ کرنا ہے وہ پینک ہوتا ہے "

وہ سمجھداری سے بتا کر اپنے فون میں گھس گیا کہ اب

کوئی سوال نہ کیا جائے مگر ایسا ممکن تھا بھلا۔

"کیا صرف چلانے پر وہ اتنا برا مارتا ہے؟" وہ جی بھر کر

حیران تھا۔

"نہیں اسکے باپ کو کوئی کچھ کہہ دے تو وہ اس سے بڑا جلاد بن جاتا ہے" عثمان نے پھر سوچا مگر ایسے جواب منہ پر نہیں دے سکتا تھا۔

سامنے چنگیز خان کی آتمہ جو بیٹھی تھی۔

"ہوں" زیحال نے ہنکارا بھرا زارک کو اپنا دماغ سٹک سا محسوس ہوا اسے نجانے کیوں وہ دن یاد آیا جب اس نے برلاس کو کڈنیپ کیا تھا۔

"کیا وہ ہر بار ایسا کرتا ہے؟" وہ سیدھی طرح یہ نہیں پوچھ سکا کہ اس دن اسکے بندوں کو مارنے والا بھی خود

برلاس ہی تھا وہ کبھی بھی اس دیوار پر لکھے الفاظوں میں اپنے چھوٹے بھائی کو نہیں ڈھال سکتا تھا۔

"کنگ آف ڈیولز" وہ اسکی نظر میں سامنے بیٹھا شخص تھا۔

"نہیں اسے ایسے دورے کبھی کبھی پڑتے ہیں"

جواب عثمان نے دیا تھا وہ جانتا تھا زیحال زیادہ جھوٹ نہیں بول سکتا اسے باتیں لمبی کرنی نہیں آتی تھی۔

"جیسے کل۔۔ویسے مارا بہت اچھا تھا" زارک کو خوشی تھی کہ اسکا بھائی خود کو پروٹیکٹ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

"ہاں یہ بھی بولا تھا کہ "زارک شاہ برلاس شاہ کا بھائی ہے" یہ پھسلی تھی عثمان کی زبان۔

زیحال کو بادام اپنے حلق میں پھنستے ہوئے محسوس ہوئے اس نے فوراً سے پانی کی بوتل منہ سے لگاتے زوردار کھانسی کو دبوچ لیا تھا۔

"آپکو کیسے پتہ؟" اسی وقت برلاس کمرے سے نمودار ہوا ڈھیلی ڈھالی سی پینٹ شرٹ پہنے بکھرے بال ماتھے پر پڑے نیند سے بھری بوجھل آنکھیں۔۔ اسکے چہرے پر خطرناک تاثرات تھے زیحال نے عثمان کو کچا چبا لینے والی نظروں سے دیکھا۔

"ک۔۔۔ کیا برلاس نے ایسا کہا تھا؟" زارک بھول گیا تھا کہ اسے کیسے پتہ وہ صرف اسی پر اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس کر رہا تھا کہ برلاس نے اسے بھائی کہا۔

وہ بھرائی آنکھوں سے گردن موڑ کر برلاس کو دیکھنے لگا۔

"آ۔۔۔ مم۔۔۔ میرا اندازہ ہے تم نے ایسا کہا ہو گا ہیں ناں کہا تھا ناں ہیں ناں۔۔۔ ہیں ناں؟" وہ چمکتی آنکھوں سے تائید مانگنے لگا۔

"مجھے سچ سننا ہے" برلاس اگلے پل عثمان کے پیچھے موت کا فرشتہ بن کر کھڑا تھا۔

"برلاس" زیحال نے نرمی سے اسے پکارا جس پر عثمان کی گویا سانس میں سانس آئی تھی۔

براس فوراً سیدھا ہو گیا لیکن نظروں سے گھورنا بند نہیں کیا تھا۔

"آج کا کھانا میں بناؤں گا اوکے" عثمان کو اس سے بہتر طریقہ براس کی نظروں سے چھپنے کا نہیں ملا تھا۔

وہ تینوں لاؤنج میں تھے براس جگہ دیکھ کر زارک سے دور ہو کر بیٹھا تھا جو اپنی خوش فہمی پر نہ چاہتے ہوئے بھی اداس ہو گیا۔

وہ کیسے اتنی جلدی یقین کر سکتا تھا کہ وہ اسے اپنا بھائی تسلیم کر لے گا۔

"ہم واپس کب جائیں گے ؟" وہ سخت کوفت کا شکار تھا لندن کی ہوا اسے اپنے وجود کو جھلساتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

" چلیں گے جلد ہی" اسکے دن نہ بتانے پر برلا اس کا منہ پھول گیا۔

" کتنی جلدی؟ مجھے آج ہی جانا ہے" وہ بضد ہوا زارک اسے پہلی بار زیحال کے ساتھ ضد کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

اس نے صرف دور سے ان باپ بیٹا کا مضبوط رشتہ دیکھا تھا آج قریب سے انکی جھلک اسے اور بھی خوبصورت لگ رہی تھی۔

"کیوں تمہیں آئرہ کی یاد آرہی ہے؟" زیحال کے سوال پر زارک کے سامنے برلاس سہی سٹپٹا گیا اکیلے میں ہوتا تو اب تک دو چار لائینیں آئرہ کی یاد میں جھاڑ چکا ہوتا۔

"ا۔۔۔ایسا کب کہا مجھے بچوں کی یاد آرہی ہے" وہ بیوی پگلو تو ہر گز نہیں تھا ایسا وہ زارک کو دکھانا چاہتا تھا۔

"ضرور مجھے بھی انکی یاد آرہی ہے لیکن ہمیں یہاں کچھ کام ہیں وہ کئے بغیر نہیں جا سکتے "

"کونسے کام؟" بے ساختہ پوچھا۔

زیحال نے فون سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا وہ بلکل نارمل بیٹھا تھا مگر اسکے جواب دینے کے بعد نارمل نہیں رہا تھا۔

"ہمیں اسفند یار اور ایلس کی قبر پر جانا ہے" اسکے جواب پر زارک کو نے کرب بھری نگاہوں سے اسے دیکھا دل کسی سخت گرفت میں آیا تھا۔

جبکہ برلاس کا چہرہ دیکھنے لائق تھا کرب اذیت زلت رسوائی کونسا احساس باقی رہا تھا جو زیحال کو نظر نہیں آیا تھا۔

"ب۔۔۔ بابا کی ق۔۔۔ قبر؟" زارک کیلئے بولنا محال ہونے لگا تھا۔

مطلب ایک اور وجہ جو برلاس کو اس سے نفرت کی سب سے ٹھوس ملنے والی تھی اسکی سانسیں تنگ پڑنے لگی۔

"بے فکر رہو ہم صرف فاتحہ پڑھنے جائیں گے جانے والوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کبھی وہ ہماری زندگی کا سب سے اہم حصّہ رہ چکے ہوتے ہیں "

وہ کہہ کر اٹھا اور کچن میں غائب ہو گیا۔

پیچھے برلاس سکتہ میں تھا وہ پتھر بنا پلک تک نہیں جھپکا سکا۔

"کیا تم اسے بتانے والے ہو کہ اسفندیار کی قبر یہاں ہے؟" عثمان نے سرگوشی نما انداز میں پوچھا۔

زیحال کچھ سبزیاں نکال کر سلیب پر لے آیا۔

"ھمم۔۔۔اسے پتہ ہونا چاہئے" انداز مصروف کن تھا۔

"کیا یہ پتہ ہونا چاہئے کہ زارک نے اسفند اور حیا کو اسی گھر میں دفنا دیا تھا؟ اور جس قبر پر برلاس جاتا رہا ہے وہ اسکے پیٹرنل ریلیٹیوز سے دھوکے کیلئے بنائی تھی؟ "

یہ سچ ہی اتنا بھاری تھا کہ اسکے الفاظ ادا کرنے بھی
مشکل ہو رہے تھے۔
"برلاس کو اب مکمل ٹھیک ہونا ہے اسکے لئے تمام
حقیقت اسے معلوم ہونی چاہئے" وہ اب بھی مصروف
نظر آ رہا تھا۔
لیکن ذہن تیزی سے اس منظر کو سوچ رہا تھا جب بر
لاس کو سچ میں پوری حقیقت معلوم ہونے والی تھی۔

"ویسے غلط تو ہوا ہے برلاس کے ساتھ ہمیں اسے وقت دینا چاہئے "اسے دلی ہمدردی برلاس کیلئے محسوس ہوئی۔

"لیکن ان سب میں زارک کے ساتھ ناانصافی نہیں ہو سکتی اس نے بھی وہی سب برداشت کیا ہے جو برلاس نے کیا ہے یا شاید اس سے کئی زیادہ "

اسکی بات میں دم تو تھا عثمان فوراً اسے امپریس ہوا۔

"پھر شہریار کو کہو انگریز لڑکیوں کے ساتھ ڈیٹ مارنا بند کرے اور آکر اپنے پیشنٹ کو سمبھالے جو عنقریب پورے لندن میں بوال مچانے والا ہے "

اپنی بات پر اسے خود ہی ہنسی آئی لیکن زیحال مسکرا تک نہیں پایا۔

"کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟" دل میں خیال آیا۔

"کیوں؟" تڑخ کر پوچھا کیونکہ وجہ وہ جانتا تھا۔

"یہی کہ میں نے بتادیا کل بندے تم نے بھیجے تھے"

وہ بات آگے بھی کرتا لیکن زیحال اس کا منہ دبوچ گیا۔

"منہ بند رکھو چینی بکرے" اسکے منہ سے اپنے لئے پامیر والا لقب سنتے عثمان نے اپنی چھوٹی چھوٹی چینی آنکھیں اور چھوٹی کیں۔

"تم اور تمہاری اولاد۔۔۔ جہنم میں الگ ہی بحریہ ٹاؤن پاؤ گے"

اسکے علاوہ وہ اور کیا کہہ سکتا تھا۔

کچن کی نسبت لاؤنج کا ماحول گرم تھا زارک جہاں خوف زدہ بیٹھا تھا وہی برلاس کسی جلتے انگاروں پر بری طرح سے لوٹ رہا تھا۔

____

وہ صبح کی واک کر کر اچھی خاصی تھک گئی تھی رات سے پیٹ میں عجیب سا درد اٹھ رہا تھا مگر ساتھ کومل تھی تو اسے کسی بات کی فکر نہیں تھی۔

وہ ایک ایک پل زمل کے ساتھ رہی تھی آج تو یا قوت اور پا میر بھی آفس نہیں گئے تھے گو کہ وہی غلطی پھر سے نہیں دہرانا چاہتے تھے۔

کومل اور مشی نے ان دونوں کو سمجھا دیا تھا کہ کسی بھی وقت ہوسپٹل جانا پڑ سکتا ہے وہ دونوں اسی بات پر خوشی سے پاگل تھے کہ انکے گھر ایک اور ننھا مہمان آنے والا ہے۔

"یہ لو گرما گرم سوپ جلدی سے پیو پھر تھوڑی دیر میں فروٹس بھی کھانے ہیں" آئرہ اسکے لئے سوپ بنا کر لائی۔

کھانے کی زمے داری اسکے سر تھی جسے وہ بخوبی پورا کر رہی تھی۔

"مما۔۔۔آپ تیک نئ او (ماما آپ ٹھیک نہیں ہو)" اپنی ماں کے چہرے پر درد والے ایکسپریشن دیکھ زامل کو فکر ہوئی۔

زیحال کی غیر موجودگی میں وہ ویسے بھی زمل کو اتنا تنگ نہیں کرتا تھا۔

"مما کو پین ہے زامی" وہ رو دینے کو تھی اپنے ہبی کے بغیر اسے یہ پل بہت مشکل لگ رہا تھا بات بات پر رونا آ رہا تھا۔

لیکن وہ اسے وہاں فون کر کر تنگ نہیں کرنا چاہتی تھی تب ہی ضبط کر رہی تھی لیکن ایسا کیسے ممکن تھا کہ اپنے کاموں کے پیچھے وہ اپنی گلا لے کو بھول جائے۔

تب ہی ٹیبل پر رکھا زمل کا موبائل بجنے لگا زا لے وہی اسکے قریب زوناش کے ساتھ کھیل رہی تھی جب موبائل پر اپنے بابا کی گلاسز والی تصویر دیکھ وہ یکدم سے کھل اٹھی۔

"بابا" فون کان سے لگاتے وہ چیخ پڑی۔

"بابا کی جان کیسا ہے میرا بیٹا" آگے سے اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھ اسکی ساری پریشانی ہوا ہو گئی۔

"میں تیک اوں آپ تیشے ہو تب آؤ دے (میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہو کب آؤ گے)"

وہ اب جملہ صحیح سے بولنے لگی تھی بنا اٹکے بنا رکے بس زبان تھوڑی توتلی تھی جو زیحال کو بہت کیوٹ لگتی تھی۔

"جلدی آئیں گے بابا آپ کے پاس" اس کا شدّت سے دل چاہا تھا ان سب کے پاس آنے کا لیکن وقت اور حالات کبھی کبھی ساتھ نہیں دے پاتے۔

"مما کہاں ہے فون دو مما کو" وہ اتنا تو جان گیا تھا کہ زمل کا فون لان میں ہے تو بچوں کے ساتھ وہ بھی یہی ہو گی۔

"مماج تائنگ ببا (مماز کرائنگ بابا)" وہ خود رونے والا منہ بنا گئی

زیحال یکدم سے سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیوں۔۔۔ مما کے پاس فون لے کر جاؤ" اسکے لہجے میں از حد فکر چھلکی تھی۔

وہ جلدی سے اٹھ کر فون اپنی ماما کے پاس لے کر گئی جو زامل کا ہاتھ پکڑے چکر کاٹ رہی تھی اس سے زامل کو خوشی مل رہی تھی کہ وہ اپنی ماما کی مدد کر رہا ہے۔

"مما۔۔۔ بابا" زالے نے کیمرہ اسکی جانب کر دیا جہاں اپنے ہبی کو دیکھ زمل اپنے درد کو چھپاتی بمشکل مسکرا دی دل تو چاہا رو دے اور خوب رو دے۔

"کیا ہوا رو کیوں رہی ہو؟" وہ فکرمندی پوچھتے اسکے چہرے کا جائزہ لینے لگا۔

"ن۔۔۔ نہیں تو میں کب روئی "

"تو زالے ایسے ہی یہ بات کہہ دے گی؟ بتاؤ کیوں روئی؟" اسے یقین دلانا اتنا آسان نہ تھا۔

"آپ کی یاد آرہی تھی" آواز یکدم سے بھرا گئی

زیحال کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"مجھے بھی تم بہت یاد آرہی ہو جلدی کام ختم کرنے کی کوشش کرونگا" وہ اب قدرے نرمی سے بات کررہا تھا۔

"برلاس کیسا ہے ڈاکٹر نے کیا کہا؟ "

"وہ ٹھیک ہے بس ایک دو سیشن ہونگے دعا کرو اسکی طبعیت اس بار مکمل ٹھیک ہوجائے" وہ برلاس کیلئے فکرمند لگ رہا تھا۔

"ان شاءاللہ ہو گی آپ جو اس بار ساتھ ہیں اسکے "

"تم بتاؤ طبعیت ٹھیک ہے؟ پین تو نہیں ہوا؟" اسکے سوال پر زمل کو لگا وہ ابھی اسکا درد بھانپ لے گا۔

وہ بہت گہری نظروں سے اسے دیکھتا تھا بات کرتے وقت وہ کتنی بار پلکیں جھپکاتی تھی وہ بتا سکتا تھا۔

"نہیں بلکل ٹھیک ہے" اسی وقت اسے شدید درد کی لہر سی اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی وہ فون ٹھک سے بند کر گئی اور وہی نرم گھاس پر بیٹھتی چلی گئی۔

"مما۔۔۔ ممایواوتے (ماما آپ ٹھیک ہو)"

زامل اسکے ساتھ کھڑا تھا اپنی ماں کو ایسے بیٹھتے دیکھ

وہ فوراً سے اندر بھاگتا ہوا گیا اور کومل کو بلا کر لایا۔

"زامل۔۔۔زامل کیا ہوا زیادہ درد ہو رہا ہے؟" وہ آتے

ہی اسے کندھوں سے تھام گئی وہ اب رونے لگی تھی۔

"م۔۔۔مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا" روتے ہوئے

وہ تڑپ کر بولی۔

"بس میری جان تھوڑی دیر کیلئے" وہ اسے حوصلہ

دیتی اپنے ساتھ اٹھا گئی آئرہ نے بھی آکر اسکی مدد کی۔

تب تک مشی یاقوت کو بلا لائی تھی جس نے گاڑی اسی وقت نکالی اور زمل کو ہوسپٹل لے گیا گھر میں صرف بچے اور آئرہ تھی مشی اور کومل ساتھ ہی گئی تھیں۔

زمل کا فون وہی رہ گیا جس پر بار بار زیحال کو کال آ رہی تھی بنا رکے بنا سانس لئے وہ بس کال کرتا جا رہا تھا۔

"مما کدل دئی (ماما کدھر گئی)" زالے کو رونا آ رہا تھا جیسے اسکی ماما کو وہ لوگ لے کر گئے تھے۔

"مما ابھی آجائیں گی زالے کو کیا چاہئے انا کو بتاؤ ابھی انا آپکو لا کر دیں گی"

وہ اسکے بھرے بھرے گال چھو کر محبت سے پوچھنے لگی اسے خوشی بھی ہو رہی تھی ان بچوں کیلئے جن کا آج کوئی بہن یا بھائی آنے والا تھا۔

"نو مما پاش (نہیں ماما کے پاس جانا ہے)" وہ رو پڑی تھی۔

"دالے یونات دندا بے بی ہنا (زالے تم گندی بچی نہیں ہوناں)" زامل کے پوچھنے پر اس نے سر نفی میں ہلا یا۔

وہ زالے کو اپنے ساتھ لگا گیا آئرہ کو یہ منظر بہت حسین لگا تھا عبد لباری بھی انکے ساتھ لپٹ گیا زوناش بیٹھی انکو دیکھتی رہی۔

اسکے ہاتھ پیر تیزی سے چل رہے تھے جیسے وہ بھی انکے پاس آنا چاہتی ہو۔

121/1

زالے اب نہیں رو رہی تھی کیونکہ اسے سمبھالنے والا اسکا بھائی تھا جو اپنے ماں باپ کی غیر موجودگی میں اسکا خیال ایک بڑے بھائی کی طرح رکھ رہا تھا۔

آئرہ نے چاروں کیلئے ایک ساتھ فیڈر بنادی تھی مگر اس میں سے زامل پہلے زالے کی فیڈر اٹھا کر لایا اور اسے صوفے پر لیٹنے کا کہتے اسکے منہ میں فیڈر دے کر خود پکڑے بیٹھ گیا۔

"زامی میری جان انازا لے کو فیڈر پلادیں گی آپ بھی پیو" وہ پیار سے اسے اپنے پاس بلانے لگی۔

لیکن وہ کہاں سنتا اسکی بہن روئی تھی اور مما بھی نہیں تھی تو اسے ہی خیال رکھنا تھا۔

آئرہ کو اس پر جی بھر کر پیار آیا وہ کیسے اپنے ماں باپ کی غیر موجودگی میں خود کو بڑا تصور کر لیتا تھا۔

وہ جب تک زالے کی فیڈر ختم نہیں ہوئی تب تک وہاں سے نہیں اٹھا پھر اسے اسکے کھلونے لا کر دیتے خود اپنی فیڈر پینے لگا۔

آئرہ کو سب سے خوبصورت وقت ان بچوں کے ساتھ گزارا ہوا لگتا تھا وہ اپنی انا کے ساتھ بہت خوش تھے۔

"ما۔۔۔ما؟"عبدلباری کو اب ہوش آیا تھا کہ اسکی ماما بھی تو نہیں تھی۔

وہ اپنے ننھے قدموں سے کمرے میں دیکھ کر آیا تھا مما اسے نہیں ملی تھی۔

"ان۔۔۔ا۔۔۔ مما؟" وہ بھی زاامل زالے کے ساتھ اسے انا بلانے لگا تھا۔

"مما ابھی آجائیں گی چلو ہم سب کھیلتے ہیں او کے یہ دیکھو عبدل باری کی گاڑی" وہ نیو گاڑی اٹھا کر اسے دکھانے لگی تاکہ وہ بہل جائے۔

لیکن وہ زامل زالے جتنا مضبوط دل نہیں تھا اسے مما چاہیئے تھی تو مطلب چاہیئے تھی۔

"اب کیا کروں؟" آئرہ کو مشکل درپیش آنے لگی کہ تب ہی باہر سے پامیر آتا دکھائی دے گیا اسے دیکھ تو جیسے اسکی سانس میں سانس آئی تھی۔

وہ ابھی ہوسپٹل سے گھر آیا تھا یقیناً کومل نے ہی بھیجا

تھا کیونکہ بچے اکیلے آئرہ سے نہیں سمبھل سکتے تھے۔

"میر بھائی آپ ان سب کو باہر لے جائیں گھر میں بور

ہو رہے ہیں "

"شیور ہم ابھی چلے جاتے ہیں اٹھو بچہ پارٹی لائن میں

لگو سب "

وہ زوناش کو گود میں لے کر اسکے بھرے بھرے

گالوں پر پیار کرتا باقی تینوں کو ایک لائن میں لگا گیا۔

"تم کچھ کھاؤ گی تمہارے لئے بھی لاؤں؟" رک کر آئرہ سے پوچھا۔

"نہیں تھینک یو" وہ شائستگی سے انکار کر گئی پامیر مسکرا کر بچوں کو باہر لے گیا انکے فیورٹ پارک جہاں جا کر چاروں ہی اپنے سارے درد بھول جاتے تھے۔ یہاں آتے زامل کو وہی دندا بے بی مل گیا جسے اس نے گاڑی نہیں دی تھی تو اس نے زامل کو ہی بیڈ بوائے بنا دیا تھا۔

پھر اسکے بعد اس نے اپنے خاندان کے ایک ایک فرد یہاں تک کہ کتے بلی چڑیوں سے بھی تصدیق کر لی تھی کہ وہ بیڈ بوائے نہیں ہے ناں۔

عثمان نے اپنے مطابق بہت اچھا کھانا بنایا تھا لیکن یہ تو باقی تینوں کے منہ سے معلوم ہو رہا تھا کہ اسکا اچھا کھانا اصل میں کتنا اچھا ہے۔

زیحال نے پہلا چمچ منہ میں لیتے اسکی طرف دیکھا جو مزے سے انکی طرف سے ملنے والی تعریف کا شدّت سے انتظار کر رہا تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔بتاؤ ناں کیسی بنی ہے کھانا؟" اس نے باری باری چمکتی آنکھوں سے تینوں کو دیکھا۔

زارک نے جو ہمت یہاں بیٹھنے کی کی تھی وہ ساری اب اسے افسوس محسوس کروا رہی تھی۔

"کچن میں نمک کی فیکٹری کب کھلی؟" زیحال کے پوچھنے پر عثمان نے جھک کر باقاعدہ کچن میں نہ دکھنے

والی نمک کی فیکٹری تلاش کی جس پر زیحال نے

دانت پیس لئے۔

وہی زارک نے پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی دبائی البتہ

برلاس اس وقت زہر بھی خاموشی سے کھا سکتا تھا

کیونکہ اسکا موڈ ٹھیک نہیں تھا۔

"نہیں تو فیکٹری تو نہیں کھلا تمہیں کیسے دکھا؟" وہ

سیریس ہو کر پوچھ رہا تھا۔

"عثمان میں تمہیں اٹھا کر یہاں کے کسی سمندر میں

پھینک دونگا"

وہ دھمکی دے رہا تھا مگر سامنے بھی عثمان تھا اتنی جلدی کیسے دھمکی میں آجاتا۔

"نہیں تم ایسا نہیں کر سکتی صاحبہ کیونکہ تم میری بیوی کو بیوہ نہیں دیکھ سکتی" وہ جان بوجھ کر اسکا اور خون جلانے لگا۔

ہاں اسکے لئے نہ صحیح وہ ماہم کیلئے اسکی جان بخشی دے سکتا تھا نہیں تو۔۔۔۔

"لیکن مجھے بھوک لگی ہے" زارک کو اپنے پیٹ میں چوہے دوڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"مجھے کھالو" عثمان تپ کر بولا۔ زارک نے واقعی اسے ایسے دیکھا پھر منہ بگاڑ لیا۔

"نہیں میں چینی چیزیں نہیں کھاتا" اسکے جواب پر عثمان مزید تپ اٹھا تھا مطلب یہ بھی پہلے سے ٹرینڈ تھا اس آفندی کی اولاد بننے کیلیئے۔

"تمہارے لئے میں بنا دیتا ہوں باقی باہر سے آرڈر" زیحال سمجھداری سے بولنے ہی لگا تھا جب اسکی نظر برلاس پر پڑی وہ بس کھاتا ہی چلا جا رہا تھا

"برلاس" اسکے پکارنے پر برلاس نے رک کر اسے دیکھا۔

"یواوکے؟" اسکا سوال تھا کہ اسے کھانا ٹھیک لگا۔

"مجھے کیا ہونا ہے میں ٹھیک ہوں" اسکے جواب دینے کی دیری تھی کہ عثمان اچھل پڑا۔

"دیکھا۔۔۔دیکھا میرا کھانا برلاس کو کتنا پسند آیا وہ بنا رکے کھا رہا ہے تم دونوں کو کونسا مستی لگا ہے ہاں "

اسے دکھ تھا کہ اسکی محنت ضائع ہو رہی ہے۔

"ہمیں اپنا پیٹ بہت عزیز ہے" زیحال نے اسکا معصوم دل یکدم سے توڑ دیا۔

"اگلی بار میں تمہیں زہر دونگا" وہ کھانا سمیٹتے جل بھن کر کچن میں چلا گیا باہر کا مزے دار کھانا تو اسے بھی کھانا تھا۔

زیحال نے باہر سے آرڈر کر لیا تھا ساتھ ہی زارک کیلئے گھر میں کچھ بنا دیا تھا مگر ذہن الجھ کر زمل کی طرف جا رہا تھا۔

اس نے فون نکال کر پامیر کو کال کی لیکن وہ بھی کال نہیں اٹھا رہا تھا۔ جس کے بعد زیحال کو سہی پریشانی نے آن گھیرا تھا۔

یاقوت کبھی اندر آتا کبھی باہر جاتا اس نے کوئی چھتیس بار پوچھ لیا تھا کہ کچھ چاہیئے تو نہیں کیونکہ زیحال کی غیر موجودگی میں اسے یہ سچویشن بھی بہت بھاری لگ رہی تھی۔

کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے وہ ہر کام بلکل پرفیکٹ

چاہتا تھا۔

"بھائی کی کال آرہی ہے "کال پر دوسری جانب پامیر

تھا۔

"تم نے اٹھائی تو نہیں؟" اسے فکر ہوئی۔

"میں پاگل تھوڑی ہوں انکو بتانا بھی تو ہے کہ ہم بھی

کچھ کر سکتے ہیں" وہ ذرا شوخ ہوا۔

"پاس ہوتے تو ایک لگا دیتا میں بھائی کو سرپرائز کرنا

چاہتا ہوں "

اسکا ارادہ اس بار زیحال کے ایکسپریشن دیکھنے کا تھا ان

دونوں کو سوچ کر ہی مزہ آرہا تھا کہ زیحال کو کیسا لگے

گا جب وہ اپنے بچے دو سے تین دیکھے گا۔

"اچھا اوکے میں فون ہی پاور آف کر دیتا ہوں" اسے

نیا آئیڈیا آیا۔

"ایسا غلطی سے بھی مت کرنا بھائی وہاں بیٹھے بیٹھے بھی

یہاں کی پل پل کی خبر رکھتے ہیں بس جہاں تک ممکن

ہو یہ بات انکو پتہ نہیں چلنی چاہیے "

وہ بھی یاقوت تھا جب تک نہ چاہتا زیحال تک کوئی بھی کچھ بھی بات نہیں پہنچا سکتا تھا ایسے ہی تو وہ اسکا رائیٹ ہینڈ مشہور نہیں تھا۔

پامیر کا فون رکھتے وہ واپس اندر آیا سامنے ہی مشی نماز کی طرح دوپٹہ فولڈ کئے بٹنوں والی تسبیح لے کر بیٹھی تھی۔

اسے ایسے دیکھ یاقوت کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

وہ جا کر اسکے ساتھ بیٹھ گیا اسکی زمل کیلئے اتنی فکر اسے اچھی لگی تھی۔

"زمل کی کنڈیشن کیسی ہے "نرمی سے پوچھا۔

"پتہ نہیں کومل نے کہا تو ہے فکر کی کوئی بات نہیں پھر بھی مجھے اسکی فکر ہو رہی ہے "

وہ مزید اسکے لئے دعائیں کرنے لگی۔ایسے وہ یاقوت کو اپنے لئے مزید پاگل کر رہی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے مجھے تم سے محبت کب ہوئی تھی؟"

اسکے سوال پر مشی نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ک۔۔۔کب ہوئی تھی؟" بے اختیار پوچھا دل دھک دھک کر رہا تھا۔

"جب تم نے پہلی بار ایسے دوپٹہ لیا تھا اس دن مجھے تم سے عشق ہو گیا تھا" اسکی بات پر مشی کے گال سرخی سے دہک اٹھے۔

"میرے خواب میں ایک لڑکی آتی تھی مجھ سے ملنے" لڑکی کے نام پر مشی کے چہرے کے تاثرات کسی جلاد بیوی جیسے ہوئے۔

"باپردہ" ایک لفظ اور مشی کا دل رکنے لگا۔ اپنا ماضی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

"مجھے اسے دیکھ کر اسکی طلب ہونے لگی تمہیں جب اسکی جگہ سوچتا تو دل بند ہونے لگتا کہ تم ویسی نہیں ہو"

وہ جیسے اس منظر میں کھو سا گیا آنکھوں کے سامنے وہی پل لہرانے لگے۔

"پھر ایک دن جب تم اس طرح حجاب میں میرے کمرے کے باہر آئی تب میرا دل تمہارے لئے پہلی بار دھڑکا تھا "

وہ کمرے کے باہر کھڑی تھی ہاتھ میں جائے نماز پکڑے وضو بنائے جس کے شفاف قطرے چہرے سے ٹپک رہے تھے۔

"اور مجھے پتہ ہے تم کب اچھے لگے تھے ؟" اسکے پوچھنے پر یاقوت نے گردن ہلائی جیسے کہہ رہا ہو "کب ؟ "

"جب تم نے نکاح میں ہونے کے باوجود میرے سامنے نگاہیں جھکا کر رکھی"

اسے وہ باحیا باوقار مرد یاد آیا جو اسکے سامنے جلتا انگارا بن کر آتا تھا جو اسکے ساتھ ایک گھر میں بھی رہا اور ایک کمرے میں بھی مگر پھر بھی اسے کبھی اس مرد سے اپنی عزت کا خطرہ محسوس نہیں ہوا۔

مرد ایسے بھی ہوتے ہیں اسے زندگی میں پہلی بار پتہ چلا تھا اور تب اسے اس مرد سے عشق ہو گیا تھا۔

"اچھا۔۔۔تب ہی گھر جانے کے بعد رو رہی تھی"

"جی نہیں وہ تو ڈیڈ نے کوئی بات کر دی تھی" وہ اپنے گالوں کی سرخی چھپاتی یکدم سے بولی۔

"ہاں۔۔۔اور وہ بات مجھ سے طلاق کی تھی" اسکے منہ سے طلاق کا لفظ سنتے مشی کا دل مٹھی میں آیا۔

وہ بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی کتنا مشکل وقت تھا مگر وہ مرد تھا ناں اس لئے اپنی محبت کیلئے ڈٹ گیا تھا کوئی اور ہوتا تو خود کو حالات کے حوالے کر دیتا۔

"آئی لو یو" وہ بے اختیار بولی۔

"اب میں یہاں بلش نہیں کر سکتا لوگ دیکھ رہے ہیں "اس نے آس پاس گزرتے لوگوں کو دیکھا۔

"ہاں یہ بھی تم کمرے میں جا کر کرو گے "وہ منہ بسور کر بولی۔

"ہاں ناں ایسے ہی یہاں کوئی پیچھے پڑ گئی تو کیسے سمبھالوں گا دو دو بیویاں "وہ کیسے اسکا خون جلانا بند کر سکتا تھا۔

"لیکن میں بیوہ ہو کر یقیناً اور خوبصورت لگوں گی "وہ کندھے اچکاتی اسکی بولتی بند کر گئی۔

"زوناش کے بعد اور پراڈکٹ کہاں سے آئیں گے"

ہاں یہ بھی تو تھا۔ مشی نے جھٹ اسے دیکھا اسے اس

صاف گویائی کی توقع نہیں تھی۔

"میرے بڑھاپے کا سہارا میری بیٹی ہی کافی ہے" وہ

بھی مشائم تھی آگے نہیں آنے دے سکتی تھی

یاقوت کو اسکے ساتھ جھگڑنے میں مزہ آرہا تھا تب ہی

وہ بات در بات نکالتا ہی جارہا تھا۔

ہوسپٹل کے کوریڈور میں بیٹھے وہ کتنی ہی دیر آپس

میں جھگڑتے رہے لیکن آخر میں یاقوت نے ذرا سا

اسکا گال چوم کر اسے اگلے ایک گھنٹے تک بلش کرنے کیلئے چھوڑ دیا تھا۔

کہ تب ہی اندر سے کسی بچے کی کلکاریوں نے انکی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی دل دھڑکنا بھول گئے۔

وہ چاروں اس وقت ایک ہی گاڑی میں سوار تھے جن میں زارک بھی شامل تھا کیونکہ اسے اکیلے گھر چھوڑنا مناسب نہیں تھا۔

خطرہ اس پر اب بھی منڈلا رہا تھا تب ہی زیحال احتیاط کے پیش نظر ہر ایک قدم بہت سمجھداری سے رکھ رہا تھا۔

جنگل میں جانے کا مقصد صرف ان لوگوں کو ٹریپ کرنا نہیں تھا بلکہ وہ پیچھے آنے والوں کو وہی دبوچ لیتا تھا۔

پھر ان سے ملنے والی انفارمیشن سے وہ ابراہیم کے کتنے ہی لوگوں تک پہنچ گیا تھا۔

واقعی وہ دو آنکھیں پیچھے بھی رکھتا تھا ہوسپٹل میں وہ دیکھ چکا تھا کہ اسکے پیچھے ابراہیم کے بندے ہیں۔

ہوسپٹل کا منظر۔۔۔۔

مبشر دونوں ہاتھ آپس میں جوڑے زارک کے سینے پر دباؤ دیتے جا رہے تھے مسلسل دباؤ سے اسکے دل کی دھڑکنیں واپس سے نارمل رفتار میں آ رہی تھیں۔

کہ تب ہی زیحال کی نظر سامنے ٹرانسپیرنٹ مرر پر پڑی۔ جس میں وہ پیچھے کھڑا مشکوک بندہ دیکھ چکا تھا۔

اس نے مبشر کو آنکھوں کے اشارے سے اپنی بات سمجھائی اور جو اسکا انداز تھا وہ کبھی اسکے دشمن نہیں سمجھ سکتے تھے۔

یہ آنکھوں کی بولی صرف اسکے ساتھیوں کے بیچ گھومتی تھی۔

مبشر نے بہت ہی ہلکا سا سر خم کرتے اسے کہہ دیا" یہ مر چکا ہے" الفاظ اس قدر کرب اور اذیت بھرے تھے کہ جھوٹ ہونے کے باوجود بھی زیحال کا دل مٹھی میں آنے لگا تھا۔

وہ رو یا تھا وہ سچ میں رو یا تھا اس شخص کی قسمت پر جسے اگر سچ میں موت آ لیتی تو وہ کیسے خود کو معاف کر پاتا۔ اسکے سامنے ایک شخص محبت کو ترستا اس دنیا سے چلا جاتا وہ تو آدھا مر جاتا۔

تب اس نے کھڑے کھڑے فیصلہ کیا تھا کہ وہ زارک کا علاج لندن میں ہی کروائے گا تاکہ بر لا اس کو وہی لے جا کر اسکے ماضی سے ملوا سکے۔

اور آج وہ دن آگیا تھا وہ لوگ اس گھر کے باہر کھڑے

تھے جس پر آج بھی وہی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی

"اسفندیار ہاؤس "

بر لا اس نے نگاہ کیا سر تک نہیں اٹھایا وہ سر جھکائے

ہاتھوں کو آپس میں جوڑے بیٹھا تھا۔

اسکے ساتھ پچھلی نشست پر عثمان تھا جس نے اسکی

حالت دیکھ اپنے دل پر گھونسہ سا پڑتا ہوا محسوس کیا۔

اسکے ساتھ پچیس سالہ لڑکا نہیں بلکہ بھوری آنکھوں

والا بچہ بیٹھا تھا ڈرا ہوا خوف زدہ سا دبکا ہوا۔

اسکا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا آنکھوں سے گرم

آنسوں ابل پڑے تھے۔

"زی" اس نے بے اختیار زیحال کو پکارا جس نے مڑ

کر جو نہی پیچھے دیکھا برلاس رو پڑا تھا چہرہ ہاتھوں میں

چھپائے سسک سسک کر۔

"م۔۔۔میں نہیں جاسکتا۔۔۔میں نہیں جاسکتا" وہ

تڑپ کر روتا یہی الفاظ دہرانے لگا۔

زیحال فوراً سے گاڑی سے اتر کر پیچھے والا دروازہ کھول

گیا۔

"برلاس۔۔۔ برلاس یہاں دیکھو" اس نے بمشکل برلاس کا چہرہ اپنی جانب کیا۔

"میں ہوں ناں ساتھ یہ تمہارا گھر ہے تمہارے بابا کا اسفندیار کا" الفاظ بہت بھاری تھے برلاس کا دل پھٹنے کو ہوا تھا۔ جیسے ابھی اسفندیار کو دیکھ لے وہ ابھی اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لے۔

وہی دوسری طرف یہی حال زارک کا بھی تھا جس کی آنکھوں کے سامنے وہ بارش برستی ہوئی رات گھومنے لگی تھی۔

وہ کم سن بچہ اپنی ماں کو لئے یہاں دروازے سے نکل رہا تھا یہی اس نے ایلس روز کو کھویا تھا اپنی ماں کو۔

121/2

وہ منظر آج بھی اسکی آنکھوں کے سامنے تازہ تھا ایسے لگتا تھا جیسے وہ اب تک اپنی ماں پر مٹی ڈال رہا ہو۔

جبکہ دوسری طرف یہ گھر برلاس کو انہی تلخ یادوں

میں گھیر گیا تھا جن سے وہ آج تک نہیں نکل پایا۔ وہ

اسے اذیت دیتی تھیں اور اسے اذیت میں جینے کی

عادت ہو چکی تھی۔

زیحال نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے باہر نکالا وہ ڈر کر

اسکے پیچھے ہو گیا زیحال کو لگا جیسے اسکے پیچھے چھپنے والا

وہی بھوری آنکھوں والا بچہ ہے۔

جس کے سامنے حیا کھڑی تھی جس کے سخت تیور اس

کی جان نکال رہے تھے۔

"کچھ بھی نہیں ہوگا میں ہوں ناں ساتھ" اسکا ساتھ پا کر بھی آج برلاس اپنا دل مضبوط نہیں کر پا رہا تھا۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی سر نفی میں ہلا گیا۔

"زی مجھے لگتا ہے ہمیں واپس چلنا چاہئے" عثمان نے زارک کی حالت بھی دیکھی وہ دونوں ہی اس ساتھ شدید کرب اور اذیت کا شکار تھے۔

"نہیں اتنی آگے آکر واپس نہیں جا سکتے" وہ اپنے فیصلے پر اٹل تھا اسی وقت شہریار بھی وہی آگئے زیحال انہیں پہلے ہی انفارم کر چکا تھا۔

برلاس انکو دیکھ کر مزید وہی قدم جما گیا۔

"برلاس" زیحال کے پکارنے پر اس نے خوف زدہ

سی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم جانتے ہو اندر کون ہے؟" یہ سوال بہت عجیب تھا

وہ چاہ کر بھی اسکے جواب کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا تب

ہی سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

وہی دوسری جانب زارک کا دل مٹھی میں آنے لگا تھا

وہ خوف سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ک۔۔۔کون ہے؟" بمشکل پوچھا۔

"اسفند یار کی قبر" صاف الفاظ تھے مگر یہی کھڑے کھڑے وہ بر لا اس شاہ پر ساتوں آسمان گرا گئے تھے۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اس گھر کو دیکھنے لگا۔

اب تک اس نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا کہ اسفند یار کی قبر یہاں ہے اس گھر میں۔

کیسے ؟اس کیسے کا جواب اسکے ذہن کو مفلوج کر رہا تھا۔

زیحال اسکا ہاتھ تھام کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

جب دروازہ کھلتے ہی نظر بے اختیار سامنے گئی۔

وہی لاؤنج وہی کچن وہی پردے سب کچھ وہی تھا۔

دھول مٹی سے پورا گھر اَٹ چکا تھا مکڑیوں کے جالے اس قدر بڑھ چکے تھے کہ گھر کا نقشہ تک ٹھیک سے معلوم نہیں ہو رہا تھا۔

عثمان ٹرانس کی سی کیفیت میں آگے آیا اور اس گھر کو دیکھنے لگا۔

دھول مٹی میں اسے کھانسی ہونے لگی تھی مگر وہ کھانستے ہوئے بھی بغور اسی گھر کا جائزہ لے رہا تھا۔

"برلاس۔۔۔برلاس کہاں ہو دیکھو بابا کیا لائے ہیں"

آواز برلاس کے کانوں میں گونجنے لگی۔آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا۔

وہی کمرہ جہاں وہ کھڑا تھا ٹھیک اس جگہ ایک ٹیڈی بئیر پڑا تھا بے حال مٹی سے بھرا ہوا جس کی صورت تک پہچان میں نہیں آرہی تھی۔

وہ ایک ایک چیز کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگا زیحال کے اشارے پر عثمان نے وہاں پڑی کسی شے سے جالے ہٹائے۔

لائٹس گھر کی خراب ہو چکی تھیں شہریار نے آگے بڑھ کر پردے جو نہی پیچھے سرکانے کی کوشش کی وہ اسکے قدموں میں بوس ہوتے چلے گئے۔
گو کہ انسانوں کے ساتھ چیزیں بھی کمزور ہو چکی تھیں۔

برلاس نے وہاں پڑے دھول مٹی میں بھرے صوفوں پر ہاتھ پھیرا۔

"وہ میرا بیٹا ہے اپنا رویہ اسکے ساتھ درست رکھو "

وہ دھاڑ رہا تھا جبکہ اسکے مقابل کھڑی لڑکی بھی اسکے سامنے دھاڑ رہی تھی۔

"مجھے دھوکہ دیا ہے تم نے میں تمہیں برباد کر دونگی "

برباد تو وہ دونوں مل کر اس معصوم کو کر رہے تھے جو انکے بیچ نہ حق پس رہا تھا۔

"بکواس بند کرو تم کہاں تھی اب تک برلاس اکیلا تھا گھر پر" وہ اس وقت برلاس کے عین سامنے کھڑے تھے۔

"میں جہاں بھی تھی تمہارا بیٹا میری زمے داری نہیں ہے" وہ اسکی ماں تھی کیا ماں ایسی ہوتی ہیں؟ وہ بے اختیار سوچنے لگا۔

تب بھوری آنکھوں والا بچہ روتا تھا آج وہ ان باتوں کو سمجھ رہا تھا۔

"تم ماں ہو اسکی "

"دھوکے سے" جواب دو بدو آیا تھا۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔ہیپی برتھ ڈے ٹو ڈیئر مائے سن" وہ خوش تھے وہ تالیاں بجا رہے تھے انکے ارد گرد لوگ تھے انکے بیٹے کی خوشی میں خوش۔

وہ ٹھیک اس جگہ آ کر کھڑا ہو گیا جہاں اس رات ٹیبل رکھی تھی۔

زیحال اور باقی سب اسے دیکھ رہے تھے وہ حال میں نہیں تھا وہ ماضی میں جا چکا تھا۔

"ہ۔۔۔ہیپی۔۔۔۔ب۔۔۔برتھ

ڈے۔۔۔ٹو۔۔۔یو" اسکے لبوں سے کمزور سی آواز

نکلنے لگی آنکھوں کے ڈورے مزید سرخ ہو گئے۔

"ہ۔۔۔ہیپی برتھ ڈے ٹو یو برلاس۔۔۔۔ہیپی برتھ

ڈے" وہ اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے کلیپنگ کرنے لگا

عثمان نے بے اختیار زیحال کو دیکھا۔

"برلاس" اس نے دھیرے سے اسے پکارا مگر وہ نہیں

دیکھ سکا اسے۔

"ی۔۔۔یہاں۔۔۔یہاں وہ کھڑے

تھے۔۔۔ب۔۔۔بابا یہاں کھڑے تھے"

وہ اس جگہ بیٹھ کر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے آج بھی انکے

جوتوں کے نشان محسوس ہو رہے ہوں۔

"ی۔۔۔یہاں وہ۔۔۔وہ کھڑے تھے پھر۔۔۔پھر

ایک دم۔۔۔ایک دم سب ختم ہو گیا" اسے اسفندیار

کا وجود ڈھیر ہوا یاد آیا۔

مگر اسی پل زارک کو وہاں انکے ساتھ اپنی ماں بھی یاد

آئی دونوں ایک دوسرے پر بے جان پڑے تھے۔

"وہ۔۔وہ کہاں چلے گئے؟" وہ سر اٹھا کر زیحال سے

پوچھ رہا تھا وہ دھیرے سے آگے بڑھ کر برلاس کو

کندھوں سے تھامے ایک طرف لے گیا جب اسکے

اشارے پر شہریار نے صوفے پیچھے ہٹا دیے۔

تب ایک ساتھ دو قبریں نمودار ہوئیں جن کو دیکھ

برلاس خوف سے پیچھے ہٹ گیا۔ وہ سانس لینا بھول

گیا۔

وہ اسفندیار کی قبر تھی دوسری حیا شاہ کی۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے دونوں کو دیکھے گیا بنا سانس

لئے اب تک صرف الفاظ تھے اب ثبوت سامنے تھا۔

"یہ ہے تمہارے بابا کی اصلی قبر" زیحال کی آواز اسے

آج سے پہلے کبھی بری نہیں لگی تھی۔

"اس حویلی میں موجود قبریں شاہ خاندان نے

دکھاوے کیلئے بنائی تھیں اور دنیا کو دکھانے کیلئے وہ اس

حویلی کو چھوڑ گئے تھے۔

وہ خاموش ہو جائے وہ حقیقت بیان کرتے ہوئے

برلاس کو آج اچھا نہیں لگا تھا۔

بھوری آنکھوں سے گرم سیال تیزی سے بہنے لگا ایک

اور دھوکہ اسکے اپنوں نے ہی دیا۔

برلاس شاہ۔ شاہ خاندان کا وارث تھا پہلا اور وہ لوگ

اسی سے بے خبر رہے اسے زندہ اسکے ماں باپ کی

جھوٹی قبر میں دفن کر گئے۔

وہ وہی اسفندیار کی قبر پر ڈھے گیا اور اس سے لپٹ کر

پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

زیحال کو لگا اسکا دل پھٹ جائے گا عثمان وہاں سے باہر

چلا گیا اسکے لئے یہ سب برداشت سے باہر تھا۔

"با۔۔۔ با" وہ بلک بلک کر روتے اس قبر کی مٹی کو ہاتھوں میں لینے لگا.

زارک کو اسے روتے دیکھ اپنا آپ زمین میں گڑھتا ہوا محسوس ہوا۔

"بابا۔۔۔ بابا اٹھیں۔۔۔ بابا" وہ برسوں پہلے مرے ہوئے شخص کو کس تڑپ سے اٹھا رہا تھا کہ دیکھنے والے خود تڑپ اٹھتے۔

آسان نہیں ہوتا اپنے ماں باپ کو اس جگہ دیکھنا۔ اور وہ تو دیکھ ہی آج رہا تھا۔ وہ جتنا رو لیا تھا زیحال کو اسکے لئے ڈر لگنے لگا تب ہی اس نے شہریار کو اشارہ کیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گاڑی میں پر سکون نیند سو رہا تھا مگر اس دوران بھی اسکے منہ سے وقتاً فوقتاً سسکیاں نکل رہی تھیں۔

باقی وہ تینوں ایک رستوران پر بیٹھے تھے باہر جم کر بارش برس رہی تھی یہی وہ رات تھی جس رات ایک

کم سن لڑکا اپنی ماں کا بے جان وجود لے کر مدد کیلئے

لوگوں کو پکار رہا تھا۔

"میری کسی نے مدد نہیں کی لوگ اپنے چہروں پر اچھا

ہونے کا لبادہ اوڑھے بہت خوش تھے "

سب پر سکتہ سا طاری تھا جیسے زارک کے ساتھ اس

رات میں کھو گئے ہوں۔

"مجھے اس دن سب سے نفرت ہو گئی اسی نفرت کی

آگ میں، میں نے اسفند اور حیا کو اسی گھر میں دفنا

دیا "

"شاہ خاندان اس وقت پاکستان میں ہی ہے لیکن آغا خان کی موت کے بعد ان لوگوں کو خاندان بھر سے اسفند یار اور حیا کیلئے سوال اٹھتے سنائی دینے لگے تھے"

"وہ لوگ، لوگوں کے فیصلے کرتے تھے تو کیسے برداشت کر لیتے کہ کوئی انہیں یہ کہہ دیتا انکے غلط فیصلے نے انکے ہی بیٹے اور بیٹی کی زندگی برباد کر دی وہ انا وہ لوگوں کا ڈر انکا دل پتھر کر گیا"

"اسفند اور حیا کی جھوٹی قبر بنا کر وہ لوگ خود کو تسلی

دیتے رہے لیکن ایک بار بھی یہاں آکر نہیں دیکھا

جہاں انکے بیٹے اور بیٹی کی اصل قبر موجود تھی "

" مگر دیکھا کیوں نہیں ؟" عثمان نے سنجیدگی سے

پوچھا۔ جس پر زارک تمسخرانہ مسکراہٹ مسکرایا۔

"بلی سے شیشہ ٹوٹ جائے تو اسکے آنکھ بند کر لینے سے

حقیقت نہیں بدلے گی یہی ان لوگوں نے کیا یہاں

سے تعلق ختم کر کر وہاں اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ

اگئے یہاں سے انہیں لے کر جاتے تولوگ حقیقت

جان لیتے "

اتنے بے درد لوگوں پر عثمان کا خون کھولا تھا ایسی بھی

کیا سرداری جسے برقرار رکھنے کیلیۓ ان لوگوں نے اپنے

ہی بچوں کی لاش بھلادی۔

"وہ لوگ برلاس کے بارے میں جانتے ہیں لیکن وہ

زندہ ہے یہ نہیں جانتے جس دن جان گئے اس دن وہ

لوگ اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے "

اسکی بات پر زیحال نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

"وہ انکا اکلوتا وارث ہے کیونکہ انکے باقی بیٹوں کی ایک حادثے میں موت گئی تھی"

اس بات پر عثمان کو جی بھر کر مزہ آیا مطلب صحیح ہوا اسکے ساتھ یہی ہونا چاہئے تھا۔

"ہوں۔۔۔لے ہی نہ جائیں آتو جائیں ایک بار سامنے وہ اسکے بتادے گا کہ وہ کس کا بیٹا ہے "

شہریار نے ترچھی نظروں سے اپنے ساتھ بیٹھے زیحال کو دیکھا۔جس کی محبت اب اسکی رگوں میں دوڑتی تھی اسفندیار کہیں نہیں تھا اس میں۔

اب وہ برلاس زیحال خان تھا۔

"تم انکی اتنی خبر کیوں رکھتے ہو؟" عثمان کو سمجھ نہیں آئی اسکے مطابق تو اسے سب سے نفرت ہونی چاہئے تھی۔

"میری نفرت محبت سے زیادہ گہری ہے" اسکا لہجہ سرد تھا عثمان نے اسکا چہرہ دیکھا۔

سپاٹ تاثرات اور سر پر ہوا بینڈج اس وقت وہ ٹوٹا ہوا کانچ معلوم ہو رہا تھا جو کسی کو بھی چبھ سکتا تھا۔

"ویسے قدرت بھی کیسے دنیا میں ہی سزا دیتی ہے

بچارے آغا جی انکا خاندان ہی آگے نہیں بڑھ پایا "

اسکی بات پر ایک سرد لہر سی زارک کی آنکھوں میں

دوڑ گئی۔ جسے نوٹ کرنے والا زیحال خان آفندی

تھا۔

"موت کیسے ہوئی؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"ابھی تو بتایا زارک نے کہ ایک حادثے میں ہوئی"

اسے لگا زیحال ذہنی طور پر یہاں موجود نہیں ہے۔

مگر وہ مکمل ہوش و حواس میں یہاں بیٹھا زارک کو دیکھ رہا تھا۔

"حادثے کبھی کبھار کروائے بھی جاتے ہیں" وہ بول کر اٹھا اور باہر چلا گیا برلا اس کو دیکھے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔

مگر پیچھے جو سوال وہ چھوڑ کر گیا تھا اس پر عثمان ضرور سوچنے لگا تھا۔

چار گھنٹے بعد زمل کو روم میں شفٹ کیا گیا تھا جہاں اس سے ملنے کی سب کو اجازت تھی مشی اور کومل وہی اسکے پاس تھیں۔

وہ بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ہوش میں آئی تھی۔

جب اسے اپنا وجود خالی سا محسوس ہوا۔

مشی اور کومل کے چہرے کی چمک بتا رہی تھی کہ اسکی زندگی میں ایک اور ننھی جان کی آمد ہو گئی ہے۔

''کیسی ہو تم کہیں پین تو نہیں؟'' کومل سر پر ہاتھ رکھے بے حد محبت سے پوچھنے لگی۔

زمل نے صرف سر نفی میں ہلایا مگر آنکھیں شدّت

سے اپنے بے بی کو دیکھنے کی منتظر تھیں جسے بھانپتے

کومل نے مسکرا کر اپنا موبائل نکالا اور فون کرتے

نرس کو بے بی لانے کا کہا۔

"ویسے تم گیس کرو اس بار زالے آئی ہے یا زامل؟"

مشی چہک کر پوچھنے لگی۔

اس بار زیحال نے اسے سرپرائز رہنے دیا تھا جو بھی

ہوتا اسے دل و جان سے منظور تھا۔

"ب۔۔۔بیٹی" وہ کمزور سی آواز میں بولی۔

اسکے ہبی کو بیٹی کی شدّت سے خواہش تھی زالے جیسی ایک اور بیٹی کی زامل جیسا افلاطون تو اسے توبہ کروا گیا تھا۔

"ہی ہی۔۔۔ سرپرائز" کومل ہاتھ میں سفید ململ کے کپڑے میں لپٹے چھوٹے زیحال کو لے کر آئی۔ جسے دیکھتے زمل کی آنکھیں ٹھہر سی گئیں وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھے گئی۔

یہاں تک کہ وہ سوتا ہوا بے بی اسکی گود میں آ گیا تھا ننھے ننھے ہاتھ جس کے ناخن بھی ابھی تک نہیں کٹے تھے۔

سوجھی ہوئی آنکھیں چھوٹی سی ناک اور ہونٹ تو دکھ ہی نہیں رہے تھے ایسے آپس میں پیوست کیئے سو رہا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ بے بی بوائے؟" اسے لگا جیسے اسکے ہاتھ میں اسکے ہبی کا چھوٹا ورژن آ گیا ہو اتنا کیوٹ تھا یہ۔

"یس میری جان بے بی بوائے" وہ دونوں اسکے دائیں

بائیں بیٹھ کر اسے دیکھنے لگیں ایک نے کہاں اسکی ناک

زیحال پر ہے دوسری نے کہا اسکی آنکھیں لیکن ابھی

اسکے نین نقش سمجھ پانا مشکل تھا۔

"مبارکاں" اسی وقت پا میر یاقوت اور آئرہ نے ایک

ساتھ کمرے میں دھاوا بولا۔

زامل زالے اور عبدلباری خوشی سے ناچتے ہوئے

آگے آگے تھے اور آتے ساتھ اپنی مما سے لپٹ

گئے۔

"واؤ۔۔۔ سو کیوٹ" پہلے پامیر نے اسے اپنی گود میں لیا۔

خوشی ایسے تھی جیسا پہلا بچہ ہو۔ یاقوت اسکے ساتھ جڑ گیا تاکہ جب تک ملے نہ تب تک اسے دیکھنے پر اکتفا کر لے۔

"چلو اب میری باری" وہ زوناش کو ایک بازو پر لیتا بے بی کو اپنی گود میں لے گیا۔

"نہیں میں نے ابھی لیا تھا" پامیر کی شکل رونے والی ہو گئی تھی۔

"خیر ہے پھر لے لینا ابھی ہم دیکھیں گے" عبدل باری بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھ گیا اور بے بی کو نرمی سے پیار کرنے لگا۔

"تم کیسی ہو زمل" پامیر کے پوچھنے پر اس نے سر ہلایا مگر ہونٹ بے اختیار کپکپانے لگے تھے اسے اپنے ہبی کی شدّت سے یاد آئی اس موقعے پر وہ ساتھ کیوں نہیں تھا۔

"مما پین تیک اے (مما پین ٹھیک ہے)" زامل فکر مندی سے پوچھ رہا تھا اسے بھلا کیا پتہ کہ اسکی مما یہاں کیوں آئی تھی۔

"یس مما کی جان۔۔۔ مما بلکل ٹھیک ہیں" وہ زامل زالے کو اپنے ساتھ لگا گئی۔

وہ دونوں اس ابے بی کے آگے بڑے بڑے لگ رہے تھے ورنہ کل تک یہی دونوں اسکے چھوٹے بچے تھے۔

"زامی زالے دیکھو کون آیا ہے" یاقوت کے بلانے پر

دونوں نے اپنی ماں کو دیکھا اس نے مسکرا کر ان

دونوں کو یاقوت کے پاس بھیجا۔

"یہ تون (کون) ہے" زامل اپنی گول مٹول آنکھوں

سے اس عجیب و غریب مخلوق کو دیکھنے لگا۔

"آپ کا چھوٹا بھائی" یاقوت کی بات اسے کچھ سمجھ

نہیں آئی اسکا چھوٹا بھائی تو عبدلباری تھا۔

"نو۔۔۔یہ بائی نئ اے (نہیں یہ باری نہیں ہے)"

اسکا باری تو ایک ہی تھا ناں وہ اتنا چھوٹا کیسے ہو گیا۔

"ہاہاہااب باری کے ساتھ یہ بھی ہے آپ کے جیسا

دیکھو آپکے جیسی نوز ہے بھیا کی چھوٹی سی "

زامل نے غور سے اسکی ناک دیکھی پھر یکدم سے چیخ

پڑا۔

"مئی نوجی لے لی اش نے مما۔۔۔ مما مئی نوجی

(میری نوزی لے لی اس نے مما میری نوزی لے

لی)" وہ روتے ہوئے زمل کے پاس چلا گیا۔

اسکی بات پر جو سب کا قہقہہ بلند ہوا خود زمل کو اپنے

سٹیچز میں درد محسوس ہونے لگا تھا۔

لیکن ہنسنے سے وہ تب بھی باز نہیں آئی۔

"وہ اسکی اپنی ہے آپ دیکھو یہ رہی آپ کی" اس نے اسکی ننھی سی انگلی اسکی ناک پر رکھی۔

تب جاکر اس افلاطون کو حوصلہ ہوا کہ اسکی ناک اسکے پاس ہے۔

"وہ توں ہے دندا بے بی" ہاں وہ گندہ تھا آتے ساتھ اسکی ناک چرالی۔

"وہ آپ کا بھائی ہے" زمل نے پیار سے سمجھایا۔

"ناہ۔۔ بائی ناں" وہ رونے لگا تھا وہ کیوں اسے اسکا بھائی بنا رہے تھے۔

لیکن زالے کو وہ گڈا بہت پسند آیا تھا وہ آپی بن گئی تھی۔

"ارے چھوٹی سی آپی۔۔۔ دیکھو بھیا کو کیسے آپ کو دیکھ رہے ہیں" پامیر زالے کو گود میں لے کر بے بی دکھانے لگا۔

"بیا؟ "

"یس زامی آپ کے بھیا ہیں ناں ایسے ہی اب یہ بھی ہے" اسکے سمجھانے پر زالے کو خوشی ہونے لگی اسکا ایک اور بھیا آگیا تھا۔

پھر جو وہ اسے پیار کرنا شروع ہوئی تھی لیکن زامل کو اس عجیب و غریب مخلوق کے قریب بھی جانے سے ڈر لگ رہا تھا مبادہ اگلی بار آنکھ ناک ہونٹ کچھ بھی چرا لے۔

"زیحال کو بتایا؟" کومل کو اچانک اسکا خیال آیا۔

"نہیں ہم بھائی کو سرپرائز دیں گے" پامیر کو سوچ کر ہی مزہ آرہا تھا۔

"دیکھ کر میں بیوگی افورڈ نہیں کر سکتی" وہ ناک سکوڑتی بول کر گھوم گئی پیچھے جہاں پامیر نے اسے گھورا تھا وہی باقی سب ہنسنے لگے تھے۔

"بھائی کل واپس آجائیں گے" یاقوت کی بات پر زمل کا دل بے اختیار دھڑکا جیسے ابھی سے انتظار مشکل ہونے لگا ہو۔

وہ شرٹ کے بٹن بند کرتا اسکے پیچھے آ کھڑا ہوا جو مرر میں خود کو دیکھتی بال بنا رہی تھی لیکن بال لمبے ہونے کے باعث سمبھلنے میں ہی نہیں آ رہے تھے۔

داراب نے رک کر ایک نظر اسے دیکھا پھر کچھ سوچ کر اسے کرسی پر بٹھاتے خود بال بنانے لگا۔

"تم کو بال بھی بنانا آتا ہے؟" اسے حیرت ہوئی تھی۔

"مجھے بہت سے کام آتے ہیں" اسکے بہت سے کاموں میں یہ والا کام تصور کرتے بیلا اسے گھورنے لگی۔

"مطلب کہ یہ والا یوٹیوب سے سیکھا تھا باقی کھانا بنانا صفائی کرنا سب ٹریننگ کے دوران سیکھا تھا "

وہ اس رومانٹک موڈ میں بیوی کی شکی نگاہیں کم از کم افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ بیلا کی توقعات سے زیادہ اچھے وہ اسکے بال بنا گیا تھا یا شاید وہ بناتے ہوئے اسے اتنا کیوٹ لگا کہ ٹیڑھا میڑھا ڈیزائن بھی اچھا لگ رہا تھا۔

وہ لوگ ایک ساتھ پاشاولا گئے تھے چھ گھنٹے بعد زمل گھر آگئی تھی اس وقت پاشاولا میں رونقیں لگی ہوئی تھی۔

میکال زریاب کی گود میں سونے کی ڈیوٹی پوری کر رہا تھا آئرہ بار بار اس بچے کو دیکھتی تو نجانے کیوں اسے ہنسی آجاتی۔

"یہ زی کدر رہ گیا ہے پہلے تو ام پوچھے گا ام کو اتنا وقت میکال کا نام بتانے سے کیوں روکا "

انکو ابھی تک سمجھ نہیں آئی تھی جسے آرہی تھی اسکی ہنسی ہی بند نہیں ہو رہی تھی برلاس یقیناً یہاں ہوتا تو اب تک پاشا ولا سر پر اٹھا چکا ہوتا۔

پاشا ولا میں بچے ہی بچے ہو گئے تھے انکی رونق نے
پورے پاشا ولا کو خوشیوں سے بھر دیا تھا۔ یاقوت
پامیر تو چھوٹے پاشا کی حفاظت کرتے کرتے ہی
آدھے ہو گئے تھے۔

دور دور سے زیحال کے تعلقات سے مبارک باد آ رہی تھیں ملازم چکر لگا لگا کر گھن چکر بن چکے تھے اتنے لوگ اتنی مبارکیں۔

"ویسے چھوٹا مجھ سے فاسٹ نکل گیا" داراب کی سرگوشی پر بیلا نے سب کو مسکرا کر دیکھتے اسکے پیٹ میں کہنی دے ماری۔

"تم چپ کر کے بیٹھو نہیں تو مورے کو شکایت لگا دے گا ام"

اسکی دھمکی اتنی کار آمد ثابت نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ باز آنے والوں میں سے نہیں تھا۔

"ویسے قسمت دیکھو۔۔۔ بابا کو ایک وارث چاہئے تھا اب تیسرا بھی آگیا۔" زریاب نے چھوٹے زیحال کو گود میں لیتے اسے بغور دیکھا۔

وہ ہو بہ ہو زیحال جیسا تھا ایک پل کیلئے تو انہیں لگا جیسے انکی گود میں انکا زی آگیا ہو۔

اسکی پیدائش پر وہ دس سال کے تھے اور دس سال

کے بچے کا حافظہ اچھا ہوتا ہے انہیں ایک ایک پل یاد

تھا۔

کیسے وہ انکی گود میں آیا تھا کیسے وہ فرخندہ بیگم کے ساتھ

اسے سمبھالتے تھے داراب تب چھوٹا تھا پانچ سال کا

اسے اتنی سمجھ نہیں تھی۔

لیکن زریاب نے اپنے دونوں بھائیوں اور گل کو اچھے

سے سمبھال لیا تھا۔

فرخندہ بیگم کے ساتھ سب انہیں بھی ان تینوں کی ماں کہنے لگے تھے۔ جو انکو ساتھ اسکول لے کر جاتے پھر لے کر آتے۔

جب تک زیحال اور گل اسکول جانے کے قابل ہوئے تب تک انہوں نے خود ڈرائیونگ سیکھ لی تھی۔

"یہ اتنے ڈرائیور کس لئے رکھے ہیں ام نے یہ جائے گا انکو اسکول چھوڑنے تم کو اپنا کالج دیکھنا چاہئے زریاب "

وہ اپنے آفس روم میں تھے جب زریاب ان سے

گاڑی کی چابی کے ساتھ اجازت بھی مانگنے آئے۔

"بابا میں خود سیکھنا چاہتا ہوں تاکہ ان دونوں کو خود

پک اینڈ ڈراپ کر سکوں "

وہ سیدھے الفاظ میں یہ نہیں بتا سکے کہ انکے بغیر

زیحال اسکول نہ جانے کی ضد کر رہا تھا۔

"لیکن تمہارا کالج؟" انہیں زریاب کی پڑھائی کی فکر

ہوتی تھی کیونکہ کچھ سالوں میں وہی انکے ساتھ مل کر

یہ امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار سمبھالنے والے تھے۔

"میں دیکھ لونگا وہ بھی" وہ انہیں اپنی طرف سے بے فکر کر گاڑی کی چابی لیتے ملازم کے ساتھ ڈرائیونگ سینٹر چلے گئے تھے۔

پھر ہر شام باقاعدگی سے گاڑی چلانا سیکھتے جس سے ایک ہی مہینے میں وہ لائسنس لے کر خود کو ٹرینڈ کر گئے تھے۔

جس کے بعد وہ تینوں کو خود سے لے کر جاتے اور خود لے کر آتے آج وہ پل یاد کرتے انکی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

وقت کتنی تیزی سے گزر گیا تھا مانو پلک جھپکائی ہو اور انکی گود میں زی کی جگہ اسکا بیٹا آ گیا ہو۔

کہ تب ہی میکال کا سپیکر آن ہو گیا وہ اپنی ننھی گپو سی مٹھیاں بند کئے زور زور سے رونے لگا۔

"اسکو کیا ہوا" وہ اچانک رویا تھا معلوم کرنے پر علم ہوا کہ زامل نے اسکے منہ میں تیکھا لیموں ڈال دیا تھا۔

"اوہ یہ کیا کیا آپ نے زامی" آئرہ نے دوڑ کر اسکے ہاتھ سے وہ لیموں لیا اور دور پھینکا۔

"کھتا کھتا انا۔۔۔یم یم (کھٹا ہے یہ انا بہت مزے کا)" وہ آنکھیں پٹپٹاتا معصومیت سے بولا۔

"لیکن یہ کھانے کا نہیں ہے آپ نے میکال کو بھی کھلا دیا،" اسکا سپیکر اب تک بند نہیں ہوا تھا۔

"اسکی فکر نہ کرو اسکے حلق میں پیدائشی سپیکر فٹ ہے" اسے شرمندہ ہوتے دیکھ زریاب نے سر پر ہاتھ رکھا۔

اور اپنے صاحبزادے کو اٹھا کر گود میں لیتے جھولا جھلایا۔ جو تھوڑی ہی دیر میں رونا بھولے ٹکر ٹکر اس شخص کو دیکھنے لگا جس نے اس سے پیدائشی کی دشمنی پال لی تھی۔

"دیکھو کیسے دیکھ رہا ہے ام کو لگتا ہے یہ کسی اور کا پراڈکٹ غلطی سے ام کو ڈیلور ہو گیا" انکی بات پر سیماب نے گھور کر انکو دیکھا۔

"خان تم امارے بچے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے" وہ جل تپ کر بولتی میکال کو انکی گود سے لے گئی۔

"نہیں ام نے منہ بھی دھویا ہے اسکے پیچھے پڑنے سے پہلے "وہ بھی ڈھیٹ تھے اسکا خون جلانے سے باز نہیں آ سکتے تھے۔

"ھمم تب ہی ام نے داجی کو پہلے ہی بلالیا تھا ام کو پتہ تھا تم امارے بچے کو ادر بھی نہیں بخشے گا "

وہ صدر گیٹ سے اندر داخل ہوتے نوشیر وال صاحب کو دیکھتی شوخی سے بولی انکے آتے ہی ماحول میں وزن آگیا تھا ایسے جیسے ایک خاندان مکمل ہو گیا ہو۔

زمل اوپر اپنے کمرے میں تھی سب اس سے مل کر نیچے بیٹھے تھے تاکہ وہ کچھ دیر آرام کر سکے۔

لیکن زالے اسکے پاس سے ہی نہیں اٹھ رہی تھی وہ بار بار اسکا موبائل پکڑ کر کبھی اپنے بابا کو میسج کر رہی تھی تو کبھی اپنے چام کو۔

"مما چام کدل اے (ماما چام کہاں ہے)" اسے اب رونا آرہا تھا اتنے دن ہو گئے تھے اسے اسکا چام نہیں دکھا تھا۔

''آجائیں گے میری جان بابا لے آئیں گے آپ کے

چام کو'' وہ زالے کو اپنے قریب کر گئی۔

اسے پہلے ڈر لگتا تھا کہ وہ ایک اجنبی کے قریب ہو رہی

ہے لیکن اسے اپنے ہی پر یقین تھا کہ وہ کبھی بھی اپنی

بیٹی کو کسی غلط شخص کی نظر میں بھی نہیں آنے دے

سکتا تھا۔

تب ہی اسکا فون بجنے لگا سامنے زیحال کی ڈی پی دیکھ

زالے نے جھٹ سے کال اٹھالی۔

"ارے میرا بیٹا۔۔۔کیسا ہے مما کیسی ہیں" چھوٹتے ہی پہلا سوال یہی تھا تب سے وہ فکر میں ہلکان ہو رہا تھا

۔

یہاں والوں نے تو قسم کھالی تھی اسے تڑپانے کی اور وہ تڑپ بھی رہا تھا۔

"بباممادداالے تل آئی (باباماما گڈا لے کر آئی ہیں)"

وہ اپنی کیوٹ سی زبان میں اپنے بابا کو بتانے لگی جسے اسکی بات کی اتنی خاص سمجھ نہیں آئی۔

وہ چاہ کر بھی اپنا ذہن وہاں نہیں لے جا سکتا تھا کیونکہ زمل کی ڈلیوری میں ابھی وقت تھا وہ پوری تصدیق کر کر آیا تھا۔

یہ تو اسکے سپوت نے ہنگامی لینڈنگ کر دی تھی اپنے باپ کو جھٹکے دار سرپرائز دینے کیلئے۔

وہ جو بیٹی کی تمنا کرتا تھا زالے جیسی کیوٹ سی معصوم سی اسے ایک اور بیٹا مل گیا تھا زامل کیسا افلاطون یا شاید زالے جیسا معصوم۔

"کیا لے کر آئی؟" اسے لگا وہ مارکیٹ سے کوئی گڈا دلا کر لائی ہے۔

"تمہاری ماں کو سکون نہیں ہے میں نے کہا تھا مارکیٹ نہیں جانا فون دو مما کو" اس نے خود ہی زمل کو بات کا بہانہ دے دیا تھا۔

زالے نے کیمرا اسکی جانب کر دیا جسے دیکھ زیحال کا منہ کچھ کہنے کیلئے کھلا ہی تھا جب آگے سے زمل کا کمزور سا چہرہ دیکھ وہ یکدم سے پریشان ہوا۔

"کیا ہوا اگلا لے۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" اسکے لہجے میں بے پناہ فکر چھلکی۔

"جی ہبی میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں" وہ رسماً مسکرا کر اس سے بھی پوچھ گئی۔

"میں تم سے سچ میں پوچھ رہا ہوں چہرہ کیوں اترا ہوا پین زیادہ ہو گیا؟ تب کال کیوں بند کر دی تھی کوئی فون بھی نہیں اٹھا رہا تھا ان سب کو میں نے الٹا لٹکا دینا ہے آکر"

"ہبی ہبی۔۔۔" اس نے بمشکل اسکی چلتی زبان کو بریک لگوائی۔ وہ رک کر اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔

"آپ کب تک واپس آئیں گے؟" اسکا دل اس وقت شدید بے چینی کا شکار تھا۔

"آنا تو کل تھا لیکن مجھے کچھ وقت مزید لگے گا شاید دس دن" اسکے منہ سے دس دن سن کر زمل کا دل یکدم سے مٹھی میں آیا۔

"د۔۔دس دن؟" یہ دس دن اسے دس سال دس صدیوں جیسے محسوس ہوئے تھے۔

"کیوں آپ نے کہا تھا کل آئیں گے یاقوت بھائی بتا

رہے تھے" اسکے لہجے میں عرق اتر آیا۔اپنے بے بی کی

اسے اتنی خوشی بھی نہیں ہوئی۔

کیسے ہوتی اپنے ہی کے ساتھ خوشی اسے حقیقت میں

محسوس ہوتی۔

"اسے میں نے ہی کہا تھا لیکن اب کام بڑھ گیا ہے تو

اچھا تم بتاؤ کومل کو بتایا طبعیت کا اس نے کیا کہا میں

کروں فون ؟ "

وہ اسکا دھیان بھٹکانے کی کوشش کر رہا تھا کیوں وہ عنقریب رونے والی تھی۔

"ذڑگیہ میری جان روکیوں رہی ہو ایسے کیسے کرونگا میں کام" اسکی ہیزل آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھرتی چلی گئیں۔

"آ۔۔۔آپ جھوٹے ہیں آپ نے صرف دو تین دن کہا تھا آپکو ہفتہ ہونے کو ہے" اسے روتے دیکھ زالے بھی ہونٹ نکال گئی۔

زیحال نے دونوں کو ایسے دیکھ سر پکڑ لیا۔اب تو زمل اور بھی رونے لگی تھی۔

"وائفی۔۔۔رونا کیوں ہے یار "

"یو چیٹر۔۔۔مجھ سے بات نہ کریں"وہ ٹھک سے فون بند کر گئی۔بنا دوسری جانب دیکھے جہاں وہ پہلے ہی انتظار کی سولی پر لٹک رہا تھا مزید بے چین ہو گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات گئے تک وہ زامل کو سمجھاتی رہی تھی کہ یہ بے بی اب یہی رہے گا اسی کمرے میں اسی بیڈ پر بلکہ اب

زامل زالے بڑے ہو گئے تھے انکے لئے زیحال نے پہلے ہی روم میں چھوٹے چھوٹے دو بیڈر کھوادیے تھے۔

کمرہ زمل کو پہلے بہت بڑا لگتا تھا پورے ولا میں یہی ایک کمرہ شاہی تھا جو اب اسے بھرا بھرا ور نقوں والا لگ رہا تھا۔

"نو۔۔۔یہ دندا بی اے (نہیں یہ گندہ بچہ ہے)" وہ بضد تھا اسے قبول ہی نہیں کر پا رہا تھا زمل کو اب فکر ہونے لگی تھی۔

تب ہی آئرہ ان دونوں کو فیڈر اور زمل کیلئے کھانے کو کچھ لے آئی۔اسے دیکھ زمل کو کچھ حوصلہ سا ہوا۔کہ تب ہی کومل بھی آگئی۔

اسکے بغیر تو زمل کی کنڈیشن کی ٹھیک نہیں تھی وہ اسکی ایک ایک چیز کا بحیثیت ایک ڈاکٹر خیال رکھ رہی تھی۔

"یہ کر لے گا اسے قبول تھوڑا وقت دو اسے" وہ عبدلباری کے ساتھ زامل کو اسکے چھوٹے سے بیڈ پر سلا کر آتی زمل کو تسلی دینے لگی۔

"اگر نہ کیا تو؟" وہ پہلے ہی ایموشنل تھی اب تو بہانے مل رہے تھے بنا بات رونے کے۔

"کیسے نہیں کرے گا وہ صرف زیحال کے قابو آتا ہے وہ آئے گا تو خود ہی زامل کو بھی سمجھالے گا"

سونے پر سہاگہ اسکی بات پر زمل کی آنکھیں پھر بھر آئی۔

"ہبی تو دس دن مزید لگائیں گے" نم لہجے میں بتایا۔

"وہ اتنے دن کیسے رہ سکتا ہے" اسکے انداز میں پریشانی تھی جبکہ زالے کے پاس لیٹی آئرہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

زمل کے پاس تو بچے تھے لیکن وہ تو سچ میں اکیلی تھی نہ اسکی برلاس کے ساتھ اب تک کوئی بات ہوئی تھی۔

"میں پاپا میر سے بات کرتی ہوں" وہ زمل کو کھلا کر اسے سونے کیلئے لٹا چکی تھی کتنی ہی دیر اسے نیند نہیں آئی۔

ذہن میں عجیب سے وسوسے آرہے تھے اگلے دن اسکے وسوسے خوف میں بدل گئے تھے جب زرتشم اور برہان اسے مبارکباد دینے پاشاولا آئے۔

گل نے آتے ساتھ اپنے ننھے بھتیجے کو گود میں لیا تھا خوشیوں نے جیسے آفندی خاندان میں ڈیرہ جمالیا تھا۔

"اسکا نام بھی میں رکھوں گی" میکال کا نام بھی اسی نے رکھا تھا جسے کچھ وقت کیلئے زیحال نے بدل دیا تھا۔ یہ کہہ کر کہ اسکے بیٹے یا بیٹی کا نام بھی وہی رکھے گی۔

"گل تمہاری اردو کتنی صاف ہو گئی ہے" کومل کب

سے نوٹ کر رہی تھی۔

اسکی بات پر برہان نے شوخ نظروں سے گل کو دیکھا۔

"ہمارا کمال ہے" برہان کی شوخی پر گل نے منہ سکوڑا

کہ جیسے "اوہ میں نے خود سیکھی ہے "

"وہ دراصل ہم اپنے بچوں کو مکسچر نہیں بنانا چاہتے

تھے اس لئے ہم نے زر کی اردو پر محنت شروع کر دی

رزلٹ آرہا ہے دھیرے دھیرے مزید بہتری آجائے

گی "

"ام ایسے بھی بہت اچھی ہے" جلد بازی میں اسکی زبان پھر سب بھول گئ۔

"واقعی عثمان کی طرح تم ایسے ہی اچھی ہو" وہ سب اسکی بات پر ہنسنے لگی تھی برہان نے گھور کر اسے دیکھا۔

زمل خاموشی سے مسکراتی ہوئی گل کو دیکھ رہی تھی ایک دم سے دل کو دھڑکا سا اسے دیکھ کر لگا تھا وہ اب قدرے کم ہو گیا تھا۔

دل جیسے دھیرے دھیرے مضبوطی پکڑ رہا ہو اس نے اپنے پاس ہی سوئے ہوئے بے بی کو دیکھا۔

کل سے وہ صرف سو رہا تھا دودھ پینے کے لئے روتا اور پی کر چند منٹ جاگتا اور پھر سو جاتا۔

کل شام تک وہی رہی تھی اور تب تک زمل نے اسکی محبت اس بچے کیلئے دیکھ کر اپنے دل کو مضبوط ہوتے محسوس کیا تھا۔

برلاس کو تب سے ہی تیز بخار نے آن جکڑا تھا مگر ساتھ میں شہریار تھے اس لئے انھوں نے سب سمبھال کر زیحال کی فکر کو کچھ کم کر دیا تھا۔

"تمہیں دل مضبوط کرنا ہے زی میں نے کہا تھا وہ یہ سب دیکھے گا تو برداشت نہیں کر پائے گا جو چیز اتنے عرصے سے اسے خوابوں میں تنگ کرتی رہی ہے وہ سامنے آکر کتنی تکلیف دے گی"

وہ سامنے بیٹھا کپ پر انگلی پھیر رہا تھا ذہن مسلسل برلاس کیلئے سوچ رہا تھا۔

زارک نے بغور اسکا چہرہ دیکھا اگر برلاس نے اسے باپ کی جگہ دی تھی تو وہ غلط نہیں تھا اس شخص کی محنت اور محبت اسے ثبوت کے طور پر دکھتی تھی۔

وہ اپنا سب کچھ چھوڑے یہاں اسپیشلسٹ سے اسکا علاج کروا رہا تھا اسکے ساتھ ساتھ ہر چیز میں آگے ہو رہا تھا۔

اتنا کوئی ایسے ہی نہیں کرتا یقیناً اسکی محبت انکے لئے گہری تھی وہ پہلی بار زندگی میں خون کے علاوہ محبت کے رشتوں کی طاقت دیکھ رہا تھا۔

اور بے شک ایسی محبت وہی شخص بانٹ سکتا تھا جو خود

کبھی اس محبت کیلئے ترسا ہو۔

"میری مانو تو اسے ڈاکٹرز سے زیادہ تم ٹھیک کر سکتے ہو

تمہاری محبت اسے ماضی کی ان تلخ یادوں سے باہر لا

سکتی ہے اس سے بات کرو اسکے دل کا حال سمجھو "

وہ سمجھداری سے اسے سمجھا رہا تھا جبکہ وہ شل بیٹھا تھا

کافی بھی ٹھنڈی ہو گئی تھی۔

"صحیح کہہ رہا ہے شیری تم بات کرو بر لا اس سے ختم کرواسکا یہ ڈرا اسکی شادی ہو چکی ہے آگے فیملی بڑھے لائف کو لے کر وہ سیریس ہو "

اسکے لہجے میں آئرہ کیلئے فکر تھی جو بچاری یہ سب بنا کسی غلطی سے بھگت رہی تھی۔

"میں کرونگا بات" کچھ سوچ کر اس نے کہا۔

"گڈ۔۔۔اب میں کھانا بنالوں کیونکہ میرے پیٹ سے احتجاج اٹھنے لگی ہے" عثمان کی کھانے والی بات پر زارک جھٹ سے بولا۔

"نہیں زی۔۔۔زیحال بنالیں گے" انداز معصومانہ تھا جیسے وہ تو کچھ بولا ہی نہیں۔

"یہ تمہاری چوتھی اولاد پہلے ہی میرے ہاتھوں شہید ہو گی" وہ جل بھن کر بولتا کچن میں چلا گیا۔

لیکن پیچھے جو بات کہہ گیا تھا اس پر زارک کا دل بے اختیار رک گیا اس نے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔

اس سے رشتہ جڑنا مطلب پوری کائنات کا قدموں میں آجانے کے مترادف تھا تب ہی زیحال نے بھی اسکی جانب دیکھا وہ بے اختیار نظریں چرا گیا۔

دل کتنی ہی دیر سنبھلنے میں نہیں آیا تھا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی آنکھوں کی نمی چھپا نہیں سکا۔

121/4

اسکے دل میں یہ خیال آنا کہ وہ بھی اس شخص کے ساتھ جڑ سکے گا محض ایک اتفاق نہیں تھا بلکہ رب کی طرف سے ایک اشارہ تھا جس پر اسکا دل گہرائی سے سوچنے لگا تھا۔

زیحال نے اسکی مدد کی کھانے میں اور آخر میں ایک

بہترین کھانا سب کے سامنے پیش تھا۔

"تم جیسی مردوں کے گھر بستے ہیں گڈ جاب مائے

سن "

عثمان نے زیحال کی پیٹھ تھپتھپائی جس پر اس نے ایک

نظر اسے دیکھا عثمان فوراً سے ہاتھ پیچھے کھینچ گیا۔

"دیکھو مگر پیار سے" اسکی باتوں پر شہریار مشکل سے

اپنی ہنسی روک پا رہا تھا زارک کا موڈ بھی سنجیدہ تھا جس

کو عثمان نے بغور دیکھا۔

"تمہاری منہ کیوں اتری ہوئی بھئی کسی لڑکی وڑکی کا چکر ہے تو بتادو ابھی ہم یہی ہیں تین بول بلوا کر ساتھ لے جائیں گے "

اسکے اندازے پر زارک کا دماغ بھک کر کے اڑا۔

مطلب اسکی شکل ایسی لگ رہی تھی کہ اسکا کسی لڑکی کے ساتھ کوئی چکر ہو سکتا ہے۔

وہ دل ہی دل میں لاحول ولا قوۃ پڑھ کر رہ لیا۔

"ویسے برلاس کو یہاں نہیں لانا چاہیۓ تھا بیمار ہو کر رہ گیا ہے بچہ "اسے برلاس کی فکر ہوئی۔وہ کل سے تیز بخار میں تپ رہا تھا۔

"وہ ٹھیک ہوتا تو اب تک زیحال کو دادا بنا چکا ہوتا" وہ اور شہریار ہاتھ مارتے آپس میں ہنسنے لگے۔

"عثمان "زیحال نے ٹوکا۔

"میں تو بس کنفرم کر رہا تھا کہیں کل کو کہے ایک لڑکی نہیں دلائی" وہ منہ بسور کر کھانے کے ساتھ انصاف کرنے لگا۔

"لڑکی کوئی چیز ہے کیا جو دلانی پڑے گی" شہریار کو ہنسی آئی۔

"ہاں ہوتی تو تم کب کی لے چکے ہوتے ہاہاہا" اب شہریار نے اسے گھورا تھا ساتھ زیحال کو دیکھا۔

جیسے کہہ رہا ہو "اس چینی بکرے کو چپ کروالیں۔

میرے کنوارے ہونے پر طعنے دے رہا ہے۔

" برلاس اٹھے تو اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے اسے بہت تیز بخار ہے" اسکی بات پر زارک کا دل مٹھی میں آیا۔

"ھمم ضرور" اسے بات گھمانی تھی اور وہ گھمانے میں کامیاب بھی ہو گیا تھا اب وہ عثمان سے بزنس کی بات کر رہا تھا۔

صبح کا سورج پوری طرح سے طلوع ہوا بھی نہیں تھا ہر کوئی اب تک بستر میں پڑا گہری نیند لے رہا تھا کومل زمل کے بیڈ پر ایک طرف سو رہی تھی۔

جبکہ زامل کے ساتھ اسکے بیڈ پر عبدلباری تھا اور زالے کے بیڈ پر آئرہ تھی۔

وہ خود کو وہی ایڈجسٹ کر گئی تھی لیکن اسے وہاں مزہ آرہا تھا نرم نرم سا بیڈ اور کیوٹ سا کمفرٹر۔ سب کا کلر بھی پنک تھا۔

لیکن ایک نظر جہازی سائز بیڈ پر دوڑائی جاتی تو نظر آتا وہ چھوٹا زیحال اپنی بٹن سی آنکھیں کھولے سر پر جلتی مدھم سی روشنی کو دیکھ رہا تھا۔

اسکی آنکھیں ہیزل گرے تھیں بلکل زیحال جسی البتہ باقی نقشہ فلحال زامل جیسا لگ رہا تھا ناک ہونٹ گپو سے گال۔

صحت میں وہ پیدائشی بہتر تھا اور جس طرح اب وہ لائٹ کو دیکھ رہا تھا دھیرے دھیرے اپنی ننھی پلکوں کو جھپکا کر جیسے اس لائٹ جیسی چیز کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ یہ ہے کیا۔

ہاتھ کی مٹھیاں کبھی کھلتی کبھی بند ہوتی وہ اب تک اتنا رویا نہیں تھا جتنا زامل رویا تھا۔ وہ زالے کی طرح خاموش لگتا تھا۔

زمل نے جو نہی کروٹ بدلی اسے جاگتے پا کر مسکرا دی۔

"اٹھ گیا میرا بے بی" وہ اسکے ننھے ہاتھوں کو انگلی سے چھونے لگی پہلے کی نسبت اب اسے اس بے بی کیلئے ڈر نہیں لگ رہا تھا۔

ورنہ زامل زالے کو تو وہ چھوتی بھی ایسے تھی جیسے پتہ نہیں وہ کونسے سیارے کی مخلوق ہوں۔

وہ اپنی ماں کے قریب ہوتے ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگا۔

"بابا نہیں آئے ناں ابھی۔۔۔آپ ناراض ہو جانا ان سے" وہ اسکی بات بڑی غور سے سن رہا تھا۔

اور سنتے ہی اوں اوں کرنے لگا زمل کی یکدم سے ہنسی چھوٹ گئی۔

''آپ کو بات سمجھ آرہی ہے مما کی ہاں۔۔۔ گندے بچے'' وہ اسکی چھوٹی سی ناک کے ساتھ ناک جوڑتی لاڈ کرنے لگی۔

بچہ چاہے ایک دن کا ہو یا ایک سال کا ماں کی خوشی کی پہچان اس میں قدرتی طور پر رکھ دی جاتی ہے۔

"مما" اسی وقت زالے نیند میں اٹھ کر اسکے پاس آئی بال بکھرے پڑے تھے پونیوں کے کھجور اجڑ چکے تھے۔

"جی مما کی جان" وہ ہاتھ کھول کر اسے بھی پاس کر گئی۔

"فیدو (فیڈر)" ہاں انکو تو اٹھتے ساتھ پہلے منہ میں فیڈر چاہیے ہوتی تھی اور آئرہ رات انکی ہی وجہ سے دیر سے سوئی تھی تب ہی اسکی آنکھ اب تک نہیں کھلی تھی۔

زمل نے دونوں کو دیکھا کومل اور آئرہ دونوں گہری نیند میں تھیں وہ انہیں اٹھانے کا ارادہ ترک کرتے خود ہی ہمت کرتی بیڈ سے اٹھ گئی۔

"مما آپ تیک او (مما آپ ٹھیک ہو)؟" اپنی ماں کے چہرے کو درد والا دیکھ وہ معصومیت سے پوچھنے لگی۔

"جی میرا بیٹا مما ٹھیک ہیں" اسے خوشی ہوتی تھی چاہے جتنا لاڈ پیار سب دے لیں لیکن اسکے بچوں میں تربیت اچھی ہوئی تھی۔

احساس کے معاملے میں زامل زالے دونوں ہی
سمجھدار تھے خاص طور پر اپنے بابا کی غیر موجودگی

میں۔

وہ زالے کو لے کر دھیرے دھیرے کچن میں آگئی

پیچھے بے بی خود ہی اپنے آپ میں کھیلنے لگا تھا وہ لائٹ

اسے اچھی لگی تھی۔

کچن میں آتے اس نے زالے کے لئے فیڈر بنائی کہ

اتنے میں زامل بھی اٹھ گیا۔

"ممامئ بی فیدر (مما میری بھی فیڈر بنا دو) "

وہ بول کر اپنی چھوٹی ٹیبل کی کرسی پر بیٹھ گیا زمل کو اسکی بولتی پر ہنسی آئی۔

"آپ دونوں کو پتہ ہے آپ دونوں بہت کیوٹ ہو مما کی جان ہو دونوں"

اپنے بچوں سے خوب سارا پیار کرنے لگی نیو بے بی کے آنے کے بعد وہ اب ان دونوں کو خود سے لگا رہی تھی۔

"وودنداببی نئی اے نامما(وہ گندہ بے بی نہیں ہے ناں مما)" وہ تائید چاہ رہا تھا کہ وہ گندا بے بی کیوٹ نہیں ہے۔

"آپ کو پتہ ہے وہ کون ہے؟" اسے لگا یہی صحیح وقت ہے ان دونوں کو سمجھانے کا۔

وہ ہاتھ میں فیڈر لئے تیزی سے سرہاں میں ہلا گئے کہ بتاؤ بتاؤ کون ہے وہ مخلوق جو انکے کمرے میں انکے بیڈ پر انکی مما کے پاس ہے۔

اور آتے ہی ان دونوں کو الگ بیڈ پر پھینک دیا مطلب

پورا بیڈ اس پدے سے کا بن گیا تھا۔

"وہ آپ دونوں کا چھوٹا بھائی ہے جیسے زالے آپ کی

بہن ہے اور زامل آپ کا بھائی ہے بلکل ایسے "

اسکی بات پر زامل زالے نے ایک دوسرے کو دیکھا

بات کوئی سمجھ نہیں آئی تھی۔

نہیں نہیں وہ کیسے بھائی تھا بھائی تو ایک تھا زالے کا اور

زالے بھی ایک تھی زمل نے سر پکڑ لیا وہ کیسے

سمجھائے کہ وہ تیسرا ہے مطلب الگ سے آیا ہے۔

"مماوہ میلا گدا اے نا (مماوہ میرا گڈا ہے ناں)"

زالے کو بس یہ پتہ تھا وہ مارکیٹ سے لایا گیا اسکا بولنے

والا گڈا تھا۔ جیسے عبدلباری تھا ویسے۔

"بیٹا مما میں اتنی ہمت نہیں ہے آپ دونوں کے

ساتھ سر کھپانے کی آپ دونوں فیڈر ختم کرو "

وہ اپنے ہبی کا انتظار کرنے لگی تھی وہی آکر انکے

دماغوں میں یہ بات بٹھا سکتا تھا۔

وہ کچن میں آہی گئی تھی تو کیوں ناں اپنے لئے بھی کچھ

بنا لیتی اسے بھوک جلدی لگ رہی تھی اور کومل نے

بھی اسے سختی سے ہر تھوڑی دیر بعد کچھ ہلکا پھلکا کھانے کو کہا تھا۔

وہ سلیب کے پاس کھڑی اپنے لئے دودھ کو نیم گرم کر رہی تھی جب باہر سے ایک ساتھ کئی آوازیں آنے لگی۔

اس نے تیزی سے مڑ کر پیچھے دیکھا زامل زالے دونوں کی کرسی خالی تھی فیڈر بھی نہیں تھی۔

اسکا دل زور سے دھڑکا وہ دھیرے دھیرے سلیب کا سہارا لیتی کچن سے باہر آئی جب باہر آتے نظر سامنے گئی۔

جہاں اسے وہ دشمن جان نظر آیا تھا پینٹ کوٹ میں ملبوس کندھوں پر مفلر لئے ماتھے پر بکھرے بال اور ساتھ میں رکھا اٹیچی۔

جس پر تین بکے رکھے تھے یقیناً دو زامل زالے کیلیئے تھے اور ایک انکی ماں کیلیئے۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی آنکھوں کو بھرنے سے نہیں روک پائی۔

وہ اسکے ہبی تھے جس نے دس دن بعد کے آنے کا کہہ کر اگلی صبح ہی اسے سرپرائز کر دیا تھا۔

"بباوہ دندا ہے اش نے مئی نوجی لے لی ببا(باباوہ گندہ ہے اس نے میری نوز لے لی بابا) "

زامل زیحال کی گردن میں منہ چھپائے روتے ہوئے بتا رہا تھا۔ حلانکہ اسے سب نے حوصلہ دیا تھا کہ آپ کی نوز آپ کے پاس ہے۔

"آ۔۔۔کس نے لے لی میرے بیٹے کی نوز" وہ ایک کندھے پر زامل اور کو اور دوسرے پر زالے کو لئے بے پناہ چوم رہا تھا۔

اتنے دن بعد جیسے وہ ترس گیا تھا اپنے بچوں کو پیار کرنے سے بھی۔اور وہ بھی اس سے لپٹ کر پیچھے ہٹ ہی نہیں رہے تھے۔

برلاس نے ایک نظر دونوں کو دیکھا وہ پورے سفر میں ایک بار بھی نہیں مسکرایا تھا اب کہیں جا کر ان دونوں کو دیکھ کر اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔

وہ آگے بڑھ کر زامل زالے کے سر کا بوسہ لے کر کمرے کی جانب بڑھ گیا اس سے کھڑا ہونا اس وقت شدید محال ہو رہا تھا۔

زمل وہی کھڑی اسے دیکھے گئی رونا پتہ نہیں کیوں آ رہا تھا۔ بس وہ رو روتی چلی جا رہی تھی۔

شاید اپنے ہبی کو اتنے دن بعد دیکھا یا شاید اسکے ایکسپریشن کو سوچ کر کہ اسے کیسا لگے گا اپنے دوسرے بیٹے کو دیکھ کر۔

"گڈے نے بابا" زالے نے بتایا گڈے نے اسکی نوز لے لی۔

"گڈا۔۔۔وہ کیسے لے سکتا ہے مما کہاں" اسکی بولتے بولتے نظر سامنے پڑی وہ کچن کے باہر کھڑی تھی۔

زیحال نے بے اختیار ان دونوں کو نیچے اتارا اور بکے اٹھا کر اسکی جانب بڑھ گیا۔

جاتے ساتھ اسے اتنی زور سے سینے میں بھینچا کہ زمل پر سانسیں تنگ پڑنے لگی۔اسکا سر چوما ماتھے کا بوسہ لیا۔

اسکی اتنی محبت پر زمل کا دل کھل اٹھا تھا وہ خوشی سے نہال ہوتی چلی گئی۔

"گلا لے۔۔۔۔ میری جان" وہ اتنے دن سے اسکی یاد میں تڑپتا ایک ہی لمحے میں خود کو یہ یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ اب اسکے پاس ہے۔

"ہبی۔۔۔آ۔۔۔آپ کیسے آپ نے کہا تھا دس دن بعد" وہ پیچھے ہٹتی بھرائے لہجے میں بولی۔

اب تو جیسے کوئی درد بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

''تم نہ روتی تو شاید دس دن لگا بھی لیتا لیکن۔۔۔تمہیں سرپرائز کرنا تھا'' ہاں سرپرائز بھی ایسا تھا کہ وہ سانس لینا تک بھول گئی تھی۔

وہ پھر سے اسکے سینے سے لگ گئی اور خوب رونے لگی۔

''ذڑگیہ۔۔۔آتو گیا ناں میری جان اب کیوں رو رہی ہو'' اسکے آنسوں آج بھی پہلے دن کی طرح اسے بے چین کر دیتے تھے۔

"ل۔۔۔لیکن آئے تو اتنے دن میں ہیں ناں" ایک

ہفتہ بھی اسے ایک صدی جیسا لگا تھا اس شخص کے

بغیر۔

"بابا" زامل زالے بھی اسکے ساتھ آکر پھر سے لپٹ

گئے۔

"اب نہیں جاؤنگا کہیں اب لندن بھی نہیں جایا

کرونگا" وہ اسکے سر کا بوسہ لیتے خود سے قریب کر گیا۔

"پکا؟ "

"پکا" وہ اسکی پیشانی سے پیشانی جوڑتے محبت سے بولا

وہ بھی مسکرادی کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا۔خاص

طور پر اس لڑکی کے سامنے۔

وہ تینوں کے ساتھ لاؤنج میں آگیا زامل زالے کیلئے تو

لائے گئے ٹوائز ہی کافی تھے۔وہ دونوں ان میں مگن ہو

گئے۔

"ہبی آپ کے لئے چائے لاؤں؟" وہ جانتی تھی اسکے

ہبی کو باہر کہیں سے بھی چائے پسند نہیں آتی تھی۔

اسے عشق تھا اسکی زیادہ شوگر والی چائے سے۔

"ضرور لیکن تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی"

وہ کب سے اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا وہ خوشی کے پیچھے کوئی درد چھپا رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں آپ کو دیکھ کر خوش بھی" وہ خوشی سے چہکتی آواز میں بولتی اٹھی اور کچن کی جانب بڑھ گئی

وہ وہی بیٹھا غور کرتا رہ گیا کہ وہ بدلی بدلی کیوں لگ رہی تھی اسکا ذہن چاہ کر بھی اتنی بڑی بات کی طرف نہیں جا سکتا تھا۔

دھیرے دھیرے سب اٹھنے لگے تھے صبح کے سورج نے اپنی آمد کے ساتھ ساتھ اسکی آمد کی اطلاع بھی سب کو دے دی تھی۔

پامیر جو اپنے دھیان میں اٹھ کر آرہا تھا جمائیاں لیتے لیتے نظر سیدھا سامنے بیٹھے زیحال پر پڑی۔

اسکا منہ جو کھلا تھا وہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا آنکھیں پھٹی کی پھٹی اور سانس رکی کی رکی۔

اسکے پاس بچے بھی تھے جن کے ارد گرد کھلونے

بھرے پڑے تھے جن کو دیکھ اسے یقین آگیا تھا کہ وہ

سچ میں ہے۔

نہیں تو کوئی شک نہ تھا کہہ دیتا کہ وہ نیندوں میں ہے

اور سامنے بیٹھا شخص اسکا بھوت۔

زیحال نے گردن ٹیڑھی کر کر اسے ایسے دیکھا جیسے

کہہ رہا ہو "خیر ہے کوئی بھوت تو نہیں دیکھ لیا "

"ب۔۔۔بھائی آپ۔۔۔آپ کب آئے؟" وہ

ہکلاہٹ کے مارے صحیح سے بول تک نہیں پا رہا تھا۔

اسے جھٹکا لگا تھا اور بہت زوردار لگا تھا یا شاید اس نے صبح صبح اپنی اچھی خاصی لگنے والی کلاس کی توقع نہیں کی تھی۔

وہ اٹھ کر قدم قدم اسکے پاس آیا اور آتے اپنا بھاری بھرکم ہاتھ اسکے کندھے پر رکھا۔

"جب تم نے دیکھا" جواب دیتے ایک مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی یہ مسکراہٹ تو ہرگز نارمل نہیں تھی۔

اگلے لمحے وہ اسکا ہاتھ پیچھے کمر کے ساتھ لگا گیا۔

"بھائی۔۔۔بھائی ایم سوری۔۔۔ غلطی ہو گئی معاف کر دیں" وہ ڈائریکٹ معافی تلافی پر اتر آیا اس سے پہلے باپ سے صبح صبح ٹیوننگ ہو جائے۔

"تمہارا فون کہاں ہے؟"

"ک۔۔۔کمرے میں ہے" فورا جواب دیا۔

"اسے میں توڑوں یا یہ نیک کام تم خود کرو گے؟" تڑخ کر پوچھا۔

"م۔۔۔میں توڑتا ہوں ناں ابھی توڑ دیتا ہوں" بس اسکی ہڈیاں سلامت رہ جائے۔

"اور تمہارا منہ ۔۔۔ وہ میں توڑ دیتا ہوں فون کیوں

نہیں اٹھا رہے تھے ہاں ۔۔۔ کہاں بزی تھے ؟ "

اسکا بس چلتا تو اسی وقت اڑ کر اسکے پاس پہنچ جاتا جب

اس نے کال بزی کر دی تھی۔

وہ وہاں کیسے ایک ایک پل گزار کر آیا ہے یہ صرف

وہی جانتا تھا کیونکہ جس طرح زمل نے کال بند کی تھی

گویا اسکی سانسیں بند ہو گئی تھیں۔

"نہیں میں۔۔۔میں منہ بھی توڑ لونگا بھائی درد ہو رہا ہے بازو میں" وہ رونے والی شکل بنائے منت کرنے لگا۔

زیحال نے جھٹکے سے اسکا بازو چھوڑا اور گھور کر دیکھا پامیر جھٹ سے آنکھیں نیچے کر گیا۔

"یاقوت بھائی نے منع کیا تھا" کمرے سے نمودار ہوتے ہکا بکا مرزا صاحب پر سارا الزام دھر دیا۔

"بھائی آپ۔۔۔آپ کب آئے آپ تو دس دن بعد آنے والے تھے" وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے اسے دیکھ کر بولا۔

"دیکھیں۔۔۔یہ دس دن تک مجھے آپ کا فون نہ اٹھانے دیتے پوچھیں ان سے۔۔۔الٹا لٹکا دیں انکو" وہ منہ بھر بھر کر اسکی شکایتیں کرنے لگا۔

زیحال کی خطرناک گھوری پا کر دونوں سر جھکا گئے اور تھوڑی دیر میں عدالت زیحال میں دونوں مجرم بن کر پیش تھے۔

فون سامنے ٹیبل پر رکھے تھے اور زیحال کے ہاتھ میں ہتھوڑی دیکھ دونوں کی سانسیں حلق میں اٹکی ہوئی تھیں۔

"آئندہ میرا فون نہ اٹھانے کی غلطی کروگے؟"

آنکھیں دکھا کر پوچھا دونوں نے اس جلاد پرنسپل کے آگے سر تیزی سے نفی میں ہلایا۔

اتنے میں زمل اسکے لئے گرما گرما چائے اور شیر دل کی مدد سے ناشتہ بنا کر لے آئی۔

اسکے لئے اتنی دیر کھڑے ہونا مشکل تھا تب ہی اب بیٹھی بیٹھی ہانپ رہی تھی اسے ایسے دیکھ زیحال نے دونوں کو بخشا اور اسکی جانب مڑ گیا۔

" گلے۔۔۔ تمہارا چہرہ کو زرد پڑ رہا ہے۔۔۔ ہوا کیا ہے تم بتا کیوں نہیں رہی میں ابھی تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں گا "

وہ فکر مندی سے بولتا اسکے رخسار پر ہتھیلی جما گیا۔اس بچارے کا بھی قصور نہیں تھا ایک تو وہ فراک بہت

کھلے پہنتی تھی اوپر سے جسامت میں اتنا کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا۔

ان مہینوں میں زیحال نے جو اسکی خوراک بنوادی تھی اسکے بعد اب زمل کو اچھی ڈائیٹ کی اشد ضرورت تھی دوبارہ سے سمارٹ ہونے کیلیۓ۔

"میں ٹھیک ہوں ہبی آپ بریک فاسٹ کریں ناں اور برلاس کیوں سو گیا اسے بھی تو کرنا ہوگا بریکفاسٹ "

وہ ہنسی دباتی اسکا دھیان ناشتے کی جانب موڑنے لگی۔

"وہ تھوڑی دیر سو لے تاکہ مائنڈ فریش ہو جائے پھر کر لے گا تم مجھے اپنا بتا رہی ہو یا نہیں" وہ سب بھولے اب اسکا حال جاننے کیلئے بضد تھا۔

"تم مجھے تنگ کر رہی ہو نا۔۔۔ستانے میں مزہ آرہا ہے؟ "

"ہاہاہا نہیں۔۔۔بلکل بھی نہیں" وہ سر نفی میں ہلاتی ہنسی پر کنٹرول ہی نہیں کر پا رہی تھی۔

"ایک منٹ۔۔۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے" اسکی نظر زمل کے ہاتھ پر بندھے آئی ڈی بینڈ پر پڑی جسے وہ اب تک بچا کر رکھ رہی تھی۔

کومل اسے ہوسپٹل میں ہی اتار دینا چاہتی تھی مگر زمل نے منع کر دیا تھا شاید اس پل کیلئے بچا کر رکھنے کیلئے۔

زیحال اسکا ہاتھ تھامے بغور اس بینڈ کو دیکھنے لگا جس پر مدر نیم "زمل زیحال خان" لکھا تھا جبکہ بے بی کی جگہ صرف بے بی بوائے لکھا تھا۔

وہ یکدم سے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگا دل جیسے رک

رک کر دھڑک رہا تھا۔

زمل کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ مسکرائے یا رو دے دل

تو خوب رونے کا تھا جھگڑنے کا تھا کہ وہ کیوں اسکے

پاس نہیں تھا اسکے ساتھ وہ بھی ایسے وقت پر۔

"یہ۔۔۔یہ آئی ڈی بینڈ تو" وہ جملہ پورا ابھی نہیں کر

سکا تھا جب اسے اپنے پیچھے سے کسی کی ننھی دبی دبی

کلکاریاں سنائی دی۔

زیحال نے بے اختیار پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں کومل گود میں ایک ننھے سے وجود کو لئے کھڑی مسکرا رہی تھی سامنے ہی اسکی ماں بھی کھڑی تھی۔

اور وہ اپنی ننھی مٹھیوں کو بند کئے ناراضگی سے روئے جا رہا تھا اسے کیوں چھوڑ کر اوپر آئی اسکے دونوں بھائی بہن کو لے آئی اور اسے چھوڑ دیا۔

زیحال کو لگا وہ سانس نہیں لے پا رہا وہ پتھر بنا اسے دیکھتا رہا جب کومل کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لائی۔

"تم کب آئے سرپرائز دیا ہے" وہ سب اسکے اچانک سرپرائز پر بے تحاشہ خوش تھیں خاص طور پر آئرہ۔

جس کا چہرہ خوشی سے تمتمارہا تھا اگر زیحال آیا ہے تو یقیناً برلاس بھی آگیا ہوگا۔ وہ اس سے ملنے کیلئے شدید بے چین ہونے لگی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ ک۔۔۔کون؟" وہ زمل کی جانب دیکھتا انگلی سے بے بی کی جانب اشارہ کرنے لگا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی اچانک ایسا دھاوا اسکے چھوٹے صاحب زادے نے بولا تھا۔

کومل نے آگے بڑھ کر اسے زیحال کی گود میں دے دیا جسے لیتے زیحال کو لگا جیسے منوں بھاری شے اسکے حصار میں آگئی ہو۔

اس نے بمشکل اسے گرنے سے بچایا اور ٹھہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا وہ جو ماں کے پاس آنے

کیلئے بے چین ہو رہا تھا باپ کی خوشبو پاتے چپ ہو گیا
اور ٹکر ٹکر دیکھنے لگا۔

چاہے باپ تھا لیکن دودھ تو اسے ملنا تھا ناں وہ تب ہی
اپنی سرخ چھوٹی سی زبان گلابی ہونٹوں پر
پھیرنے لگا۔

زیحال کی آنکھیں دھیرے دھیرے پھیلنے لگیں وہ
اس کی آنکھوں کا رنگ دیکھ رہا تھا بلکل اپنے باپ جیسا
ہیزل گرے وہی باپ جیسی لمبی پلکیں۔

وہ ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہا تھا فیڈ اب تک نہیں آئی کیوں نہیں آئی بس یہی دیکھ وہ ایسا رو یا کہ خود زیحال بد ک پڑا تھا۔

ہوش میں آتے وہ کبھی زمل کو دیکھے تو کبھی اپنے بچے کو جو ہو بہ ہو اسکی شکل لے کر دنیا میں آیا تھا زیحال کو لگا جیسے اس نے اپنا ہی چھوٹا ورژن گود میں لے لیا ہو۔

"یہ۔۔۔ہ۔۔۔ ہمارا بیٹا، ؟" اسکی آنکھیں یکدم خوشی سے بھر اسی گئیں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

زمل نے سر اثبات میں ہلا دیا آنکھیں تیزی سے بھر نے لگی خوشی کی شدّت سے دل بھاری ہونے لگا تھا۔

زیحال نے بے یقینی سے پھر اسے دیکھا جو رو کر اب چپ تھا شاید اب ملے گی فیڈ لیکن پھر نہیں ملی اور اب کی بار وہ ایسا رو یا کہ زیحال کے سمبھلے نہیں سمبھلا۔

زمل نے مسکرا کر آگے بڑھ کر اسے گود میں لے لیا ہاں اب کچھ سکون تھا تسلی تھی کہ اب فیڈ مل جائے گی نہیں تو ماں تو مل ہی گئی تھی۔

"ببا۔۔اش نے مئ نوجی لے لی ببا (بابا اس نے میری نوزی لے لی بابا) "

زامل باہر سے کھیل کراب آرہا تھا جب اسکی نظر اس چھوٹے افلاطون پر پڑی۔

زیحال شاک کی سی کیفیت میں اب تک گھرا کھڑا تھا زامل کے آنے سے ہوش میں آیا۔

اس نے جونہی گردن موڑ کر یاقوت اور پامیر کو دیکھا پامیر تو اچھل کر یاقوت کے پیچھے چھپ گیا البتہ یاقوت کی ٹانگیں کھڑے کھڑے کانپنے لگی تھی۔

"ڈونٹ وری۔۔۔ سفید کلر مجھ پر بہت اچھا لگے گا"

مشی پاس سے گزرتی سرگوشی نما انداز میں بولی۔

اور زوناش کو لے کر زیحال سے ملنے چلی گئی۔

وہ اسے گود میں لیتے ڈھیر سارا پیار کرنے لگا عبدلباری

جو کب سے کھڑا اپنے بڑے بابا کو دیکھ رہا تھا آگے بڑھ

کر اسکی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔

"جی۔۔۔ ببا" وہ زی بابا کو جی بابا کہتا بے حد کیوٹ لگتا

تھا۔

زیحال نے سب بچوں کو انکے لئے لائے گئے گفٹس دیے جن میں زوناش کے لئے پیاری پیاری ڈولز اور لرننگ بکس ٹوائز تھے۔

وہ ایک پر کلک کرتی تو اسے جانوروں کی آواز کی پہچان ہوتی۔ پھل پھول مختلف جانوروں کے نام سیکھتی۔

وہ سب بچوں کے بیچ گھرا بار بار زمل کی جانب دیکھ رہا تھا وہ بے بی کو لے کر اوپر کمرے میں چلی گئی۔

یہ وقت تھوڑی دیر بعد اسے فیڈ کروانے کا تھا۔نہ کروائی جاتی تو اس نے رو رو کر پورا پاشا ولا سر پر اٹھا لینا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ سب کے ساتھ ناشتہ بمشکل ہی کر پا رہی تھی دل میں بار بار اس دشمن سے ملنے کی ہوک سی اٹھ رہی تھی جیسے ابھی اڑ کر کمرے میں چلی گئے۔

اسکے ساتھ بیٹھی مشی نے ایک نظر آئرہ کو دیکھا اسکی بے چینی وہ اچھے سے بھانپ گئی تھی تب ہی مسکراہٹ دباتی چمچ دیکھ کر بولی۔

"اتنے دن بعد تمہیں ناشتہ اپنے میاں کے ساتھ کرنا چاہیئے تھا" اسکی بات پر آئرہ نے بے اختیار گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"م۔۔۔میں کر سکتی ہوں؟" اسکی بونگی بات پر مشی کی آنکھیں پھیلیں جیسے اس عجیب سوال پر اسکا دماغ گھوم گیا ہو۔

"ظاہر ہے وہ شوہر ہے تمہارا "

"لیکن سب کے ساتھ ناشتہ ۔۔۔"وہ سیدھی طرح یہ نہیں کہہ سکی کہ کسی کو برا نہ لگتا کہ وہ ایسے ناشتہ کمرے میں لے گئی۔

"لو تمہاری کونسا کوئی ساس ہے ہو تیں بھی تو یقیناً وہ بھی اتنی ظالم نہ ہو تیں کہ تمہیں اپنے شوہر کے ساتھ ناشتہ کرنے سے انکار کر تیں "

اسکی بات پر آئرہ کو تھوڑی شرمندگی ہوئی۔

"ویسے ایک بات کہوں؟" آئرہ نے دھیرے سے سر خم کیا وہ دونوں سرگوشی نما انداز میں بات کر رہی تھیں لیکن پھر بھی مشی کو یہاں بات کرنا مناسب نہیں لگا تھا۔

ناشتہ کرتے ہی وہ دونوں مشی کے کمرے میں موجود تھیں بیڈ پر آئرہ عین اسکے سامنے بیٹھی تھی۔

"میں نوٹ کرتی ہوں تم دونوں اپنے رشتے کو سنجیدہ نہیں لیتے"

اسکی بات آئرہ کو کچھ خاص سمجھ نہیں آئی اسکی بات پر

وہ نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"ہم تینوں کو دیکھو ہم مکمل لگتے ہیں رشتے میں بھی اور

محبت میں بھی لیکن میں جب برلاس کو دیکھتی ہوں تو

لگتا ہے تم کہیں ہو ہی نہیں اسکی زندگی میں "

یہ بات سیدھا آئرہ کے دل پر لگی تھی جس کا اثر اسکے

چہرے پر بخوبی دکھائی دے رہا تھا۔

"میں یہ تمہیں اس سے دور کرنے کیلئے نہیں کہہ رہی لیکن میری جان اسے یہ احساس کروانا تمہارا کام ہے کہ اسکی زندگی میں اب عیاشی کی جگہ تم ہو "

وہ محبت سے اسکے رخسار پر ہاتھ رکھے نرمی سے سمجھانے لگی۔

"اسے احساس دلاؤ کہ تم اسکی بیوی ہو اور اسکی زندگی میں کیا اہمیت رکھتی ہو"

الفاظ بے حد نرم تھے جو آسانی سے آئرہ کے دل میں اتر گئے۔

"وہ آج بھی اپنی وہی زندگی جی رہا ہے مانا اس پر کوئی

زمے داری نہیں ہے جب تک اسکے بھائی اسکے سر پر

ہیں تب تک اسے کبھی اس چیز کی فکر نہیں ہو گی لیکن

اسے تمہاری فکر ہونی چاہئے "

وہ دھیرے دھیرے اسے پیار سے سب سمجھا رہی تھی

آئرہ کی آنکھیں نم نہیں تھیں وہ سمجھ کر سب ذہن

میں بٹھا رہی تھی جیسے ایک بڑی بہن کی بات کو ذہن

نشین کیا جاتا ہو۔

"اس سے بات کرو اور فیملی آگے بڑھاؤ یقیناً تب اس لڑکے کو کچھ عقل آئے گی" اس بات پر آئرہ کے گال یکدم سے سرخ ہوئے۔

"میں تمہیں بلش کرنے کا نہیں کہہ رہی لڑکی" مشی نے گھر کا لیکن آئرہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"ا۔۔۔اوکے" اسے ہنستے دیکھ مشی نے سر پکڑ لیا۔

"میں تمہیں کیا سمجھا رہی ہوں یاقوت سے کہوں گی بر لا اس کو سمجھائے۔۔۔اب ہمارے بچوں کو چھوڑ کر اپنے بچوں کا سوچے "

وہ آئرہ کو ڈپٹتی اٹھ کھڑی ہوئی ساتھ ہی آئرہ بھی۔

"میں جاؤں ؟" لہجے میں بے تابی سی تھی مشی اسکی آنکھوں میں پنپتی بے چینی بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔

"جاؤ۔۔۔ تمہیں سمجھانے سے اچھا ہے میں کسی دیوار میں سر دے ماروں" وہ جل بھن کر بولتی زوناش کے کپڑے اٹھانے لگی۔

"اور سنو" آئرہ کو باہر نکلتے دیکھ فورا اسے روکا۔

"جی "

"اسکے لئے ناشتہ کمرے میں لے جاؤاور یہ ساس والا

احساس اپنے اندر سے نکال دو ہم تمہاری جیٹھانی بعد

میں اور بہنیں پہلے ہیں ہمیں برا نہیں لگے گا "

آئرہ اسکی بات پر مسکراتی باہر کے بجائے اندر آتی اسکے

ساتھ لپٹ گئی۔

"تھینک یو مشی" اسکی چہکتی آواز پر مشی کا دل کچھ پر

سکون ہوا۔

"یو ویلکم میری جان اب جاؤ نہیں تو ہمارا لڑکا ناراض ہو جائے گا کہ بیگم نے اب تک آکر ایک ہگ بھی نہیں کیا"

اسکی بات پر آئرہ ٹیوب لائٹ کی طرح بلش کرتی کمرے سے باہر نکل گئی اسکے جاتے مشی نے زوناش کے کپڑے درستے کرتے ذہن میں انکے لئے کچھ پلان سوچا لیکن پہلے کی طرح ہر پلان اسے فلاپ ہوتا ہوا ہی دکھائی دے رہا تھا۔

کیونکہ معاملہ اب تک برلاس تک نہیں پہنچا تھا۔

"وہ ایک بار صحیح ہو جائے پھر لائن لگا دے گا بچوں کی ایسے ایسے"

وہ وارڈروب میں منہ گھسائے اپنے آپ میں بڑبڑا رہی تھی جب پیچھے سے کندھے پر کسی کی تھپکی ملتے بری طرح سے اچھل کر پڑی۔

منہ سے نکلنے والی چیخ مقابل نے منہ پر ہاتھ رکھتے روک دی تھی۔

"تم قسم کھا کر آئی تھی کیا میری عزت کا کچرا کرنے کی" یاقوت نے آنکھیں دکھا کر پوچھا۔

"اور تم قسم کھا کر آئے تھے میری جان ایسے نکالنے کی کبھی انسانوں کی طرح نہیں آ سکتے کمرے میں "

وہ بنار کے اس پر چڑھ دوڑی تھی۔

"جان تو تمہاری میں نکال لونگا اپنے پاس رکھنے کیلئے پہلے یہ بتاؤ کون بچوں کی لائن لگادے گا؟ "

ہاں یہ بات اسکے خرگوش جیسے کان سن گئے تھے مشی نے تیز نظروں سے اسے گھورا۔

"تمہارا چھوٹا بھائی۔۔۔جسے کوئی احساس ہی نہیں اپنے بچے بھی کرنے ہیں "

یاقوت کے ذہن میں سیدھا برلاس ہی کلک ہوا تھا۔

" ہوں۔۔۔ وہ ابھی بچہ ہے کیا کرے گا بچوں کا ابھی" وہ بیڈ پر بیٹھتے بیٹھتے مشی کی چیز پر رک گیا۔

"رکو۔۔۔ خبردار جو بیڈ شیٹ خراب کی اور کیا بچہ ہے ہاں فیڈر پیتا ہے وہ؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھے تپ کر بولی۔

"نہیں اگر دیں گے تو پی بھی سکتا ہے" وہ بات کو مذاق میں لیتے ہنسی دبا کر بولا۔

وہ ایک دو قدموں میں اسکے قریب پہنچ کر کھڑی ہوئی دونوں کے قد میں کوئی خاص فرق نہ تھا پھر بھی اسے یاقوت کو ذرا سا سر اٹھا کر دیکھنا پڑتا تھا۔

"بابا ہوتے تو اسے سمجھاتے کہ شادی شدہ زندگی کیسے گزارتے ہیں وہ نہیں ہیں تو کیا یہ فرض بڑے بھائیوں کا نہیں ہوتا؟ "

وہ سنجیدہ تھی اسکی سنجیدگی پر یاقوت کو مسکراہٹ یکدم سے سمٹ گئی۔

"زیحال بھائی پورا گھر سمبھالتے ہیں ہم سب کو دیکھتے ہیں اس گھر کے نظم و ضبط کو برقرار رکھتے ہیں کیا ہر کام صرف ان پر فرض ہے؟ "

اسکی بات پر یاقوت ٹرانس کی سی کیفیت میں سر نفی میں ہلا گیا۔

"بچے شادی کے بعد میاں بیوی کے رشتے کو مضبوط کرنے کا بہترین حل ہوتے ہیں یہ نہ ہوں تو کوئی بات نہیں اگر ہو جائیں تو میاں بیوی کا رشتہ بہت مضبوط اور خوبصورت ہو جاتا ہے"

"یاقوت" وہ مزید قریب آتے اسکے سینے پر اپنے ہاتھ رکھ گئی۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسکی سانسیں مدھم کر گئی۔

"ان دونوں کی زندگی میں اس مضبوطی کی کمی ہے وہ بکھرے ہوئے ہیں اور میں آئرہ کو مزید اس گھر میں ہمارے لئے نہیں دیکھ سکتی۔ بر لاس کو چاہئے اسے اپنی نسبت سے گھر میں سب کیلئے اہم کر دے "

"کیا کسی نے آئرہ سے کچھ کہا؟" یاقوت کو شبہ ہوا مبادہ ایسا سچ ہوا تو وہ ابھی جا کر کہنے والے کا گریبان پکڑ لے گا۔

"ضروری ہے کوئی کہے؟ کیا آئرہ کی آنکھوں میں تمہیں نظر نہیں آتا اسکے رویے سے؟" یاقوت خاموش رہا وہ کبھی یہ سب نوٹ نہیں کر پایا۔ شاید اب وہ یہی کرتا۔

"وہ ہم سب کیلئے یہاں ہے بر لا اس کو اسے صحیح بیوی والا رتبہ دینے کی ضرورت ہے تم سمجھ رہے ہو ناں میں کیا کہہ رہی ہوں "

یاقوت نے سر اثبات میں ہلایا مشی مبہم سا مسکرادی۔

"اب تم کرو گے ناں یہ کام ؟" لاڈ سے پوچھا۔

"ایک شرط پر" یاقوت کی اس بات پر مشی کا دماغ بھک کر کے اڑا۔ بھلا یہاں کیسی شرط۔

"فرمائیں،" تپ کر بولی۔

یاقوت بنا کچھ کہے اپنا گال آگے کر گیا اسکی دبی مسکراہٹ سے مشی کو اندازہ ہو گیا تھا۔

"یو ٹھرکی فلرٹی مین "

"میرا ٹھرک فلرٹ حلال ہے محترمہ۔۔۔اتنے دھوم دھام سے سب کو لایا تھا" مشی کو اسکا آنا یاد آیا تب ہی جیسے ذہن میں وہ سب گھومتے دل پکڑ میں آ گیا۔

وہ مسکرا کر اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لئے اس کی پیشانی پر لب ٹکا گئی۔

یاقوت کو اس پل اپنا آپ کسی اور ہی دنیا میں محسوس ہونے لگا تھا وہ مسکرا کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"میری خوش قسمتی ہے کہ تم میرے حصّے میں آئے"

وہ اس مرد کو پا کر جتنا بھی شکر ادا کرتی کم ہوتا۔

اتنے میں دروازے پر نظر پڑی جہاں سے زوناش تھوڑا تھوڑا آگے سرکنے کی کوشش کر رہی تھی اسے یقیناً یہاں کوئی بٹھا کر گیا تھا۔

"اوہ میرا بچہ" یاقوت فوراً سے مشی کو بھولے اسکی جانب بڑھ گیا مشی تو گویا تپ اٹھی تھی۔

"ہاں ہاں اب تو تمہیں اپنی بیٹی ہی عزیز ہے میں کہاں عزیز ہوں" وہ جان بوجھ کر ایکٹنگ کرنے لگی۔

"سو تو ہے میرا بیٹا ہے ہی اتنا پیارا" وہ بھی اسکا خون جلانے میں کسر نہیں چھوڑتا تھا۔

"تم دونوں باپ بیٹی کو کمرے سے نکال دیا ناں خود ہی لائن پر آجاؤ گے" وہ ملکہ تھی اس شخص کے دل کی اسکی زندگی کی وہ چاہتی تو ایسا کر سکتی تھی۔

دھمکی ملتے دونوں باپ بیٹی فورا سے لائن پر آ گئے

زوناش یایایا۔۔۔۔اتا۔۔۔ما۔۔۔ما۔۔۔پتہ نہیں کیا کیا بولنے لگی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں اپنے چھوٹے صاحبزادے کو مشکل سے سلانے کی کوشش کر رہی تھی جب کمرے میں اچانک ان تینوں نے دھاوا بول دیا۔

زیحال زامل زالے دونوں کو لے کر کمرے میں اب آیا تھا جب آتے ہی اسکی نظر زمل پر پڑی۔

اسکی گود میں بے بی کو دیکھ وہ پھر سے رک گیا اور دھیرے سے ان دونوں کو نیچے چھوڑ کر انگلی پکڑائے آگے آیا۔

"سو گیا؟" سرگوشی نما انداز میں پوچھا۔

"کیا آپ کے بچے اتنے سیدھے ہو سکتے ہیں؟ چاہے تین دن کے ہوں یا تین سال کے"

اس نے زامل پر چوٹ کی جو منہ میں انگلی دیے اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔

زیحال نے اوپر ہوتے جھک کر دیکھا۔ وہ مٹر مٹر سی آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا زیحال کا دل یکدم سے کسی پھول کی طرح کھل اٹھا۔

وہ اسے گود میں لے کر پھر سے غور سے دیکھنے لگا۔

"آپ پر گیا ہے ناں ؟" وہ ان باپ بیٹا کو کن اکھیوں سے دیکھنے لگی۔

"لگ تو مجھے بھی رہا ہے۔۔۔ کیا یہ واقعی میرا ؟" وہ جملہ بھی پورا نہیں کر پایا کہ لہجہ آدھے میں ہی رندھ گیا آواز کپکپا گئی۔

زمل اسے ایسے دیکھ بے اختیار اسکے قریب ہو گئی۔

"ہبی۔۔۔" اسے ایسے دیکھ زمل کا دل مٹھی میں آیا تھا۔

"میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ۔۔۔ کبھی میری زندگی میں اتنی خوشیاں ہو نگی اور یہ سب صرف تم سے آئی ہیں"

وہ بھرائے لہجے میں اسکا ہاتھ تھامے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگا۔

''آپ کے نصیب میں یہ خوشیاں لکھی تھیں ہبی'' وہ پیار سے اسکا تھامے محبت سے بولی زیحال کے لئے اس وقت اپنے دل کو سمبھال پانا مشکل تھا۔

وہ نیچے کسی طرح خود پر ضبط کر گیا تھا لیکن یہاں وہ نہیں کر پا رہا تھا۔

اسکا ضبط ٹوٹ رہا تھا خوشی اسکے انگ انگ پر حاوی ہو رہی تھی گزرے دنوں کی تکلیف اسکے وجود اسکی روح میں شامل ہوئی اسے چھوڑ رہی تھی۔

وہ بے اختیار اسے اپنے سینے سے لگا کر رو پڑا تھا اسے رونا تھا اسے اپنے رب کی بے تحاشہ دی گئی نعمتوں پر رونا تھا۔

"بابا" زامل زالے اسکے ساتھ جڑ گئے انکو بھی جیسے رونا تھا۔

زمل کو اسے اب سمیٹنا آتا تھا اور وہ اپنے ہبی کو سمیٹ گئی تھی وہ اپنے بیٹے کو سینے سے لگائے بے تحاشہ پیار کرنے لگا۔

اس کے ننھے چہرے کو جا بجا چومنے لگا اسکے ننھے ہاتھوں کو پیروں کو بس چومتا ہی چلا جا رہا تھا۔

"بابا می؟" زامل کو جیلسی ہوئی۔

زیحال نے ہنس کر اپنی آنکھیں صاف کرتے اسکے چہرے کو بھی جا بجا چوما پھر زالے کے چہرے کو۔

"ہبی میں؟" زمل جان بوجھ کر ہونٹ گول کر گئی۔

"تم تو ان سے بھی پہلے" وہ کہہ کر جیسے ہی اسکے چہرے پر جھکا زمل فورا اسے پیچھے ہو گئی۔

"پہلے تھی توپہلے کرناتھاناں" اسے کئی دن ہوگئے
تھے جھگڑا کئے اب اسے جھگڑا توکرناتھاناں ورنہ گزارا
کیسے ہوتا۔

122/2

وہ منہ پھلائے اسکے سامنے بیٹھ گئی زیحال کو ہنسی آئی

تھی وہ جان بوجھ کر اس سے لڑنے کے بہانے

ڈھونڈتی تھی۔

لیکن اسے وہ ایسے بھی اچھی لگتی تھی یہ مان دینے والا

بھی وہ خود ہی تھا۔

وہ اپنی ہنسی دبانے کی بھرپور کوشش کرنے لگا کیونکہ

اس وقت ہنس کر آ بیل مجھے مار والی کہاوت کو سچ نہیں

کرنا چاہتا تھا۔

تب ہی جان لٹاتی نظروں سے گردن جھکائے اسے دیکھنے لگا زامل کو بچوں کے سامنے اسکے ایسے دیکھنے پر شرم سی آنے لگی۔

"زامل۔۔۔زالے بیٹا نیچے سے یاقوت بابا کے پاس بابا کی فائل رکھی ہے اٹھا کر لاؤ"

وہ بناان دونوں کی جانب دیکھے محبت سے بولا۔

"فائی" "آگے کا" "ل" وہ افلاطون پھر کھا گیا تھا۔زامل کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ اسے بڑوں والا کام کہا گیا ہے۔

"یس میرا بیٹا فائل" وہ جلدی سے اپنے بابا کے کام کیلئے نیچے دوڑ گیا پیچھے پیچھے زالے بھی چلی گئی۔اسے بھی اس کام میں حصّہ ڈالنا تھا۔

انکے جاتے ہی زمل کا دل بے اختیار اچھل کر حلق میں آگیا۔

"ک۔۔۔کونسی فائل منگوانی تھی؟میں لے آتی ہوں" آتے ہی کوئی فائل اسے نہیں چاہئے تھی اتنا تو وہ جانتی تھی۔

تب ہی اس سے بچنے کیلئے خود بھی اٹھنے لگی جب

زیحال اسکا ہاتھ تھامے دھیرے سے واپس بٹھا گیا۔

"کسے چاہئے فائل مجھے تو انکو یہاں سے بھیجنا تھا

صرف" وہ کندھے اچکاتے اسے ہکا بکا کر گیا۔

"اور آپ کہاں چلی ہیں۔۔۔پہلے لڑ تو لیں میرے

ساتھ" اسکی بات پر زمل کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔

"ن۔۔۔نہیں میں کیوں لڑوں گی میں بچی تھوڑی

ہوں آپ بھی ناں"

وہ بات کو رفع دفع کرتی پھر اٹھنے لگی اس بار زیحال اسے اپنی طرف کھینچ گیا۔

"تم نہیں لڑو گی تو میرا گزارا کیسے ہو گا وائفی" وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے محبت بھرے لہجے میں بولا۔

"مطلب میں لڑتی ہوں؟" انداز یکدم تیکھا ہوا۔

"بلکل" ایک لفظ گویا جلتے میں پٹرول کا کام کر گیا۔

"مطلب میں لڑاکا ہوں آپ یہ کہہ رہے ہیں آپ کچھ نہیں کرتے کچھ بھی غلط یہی مطلب ہے ناں آپ کا؟ "

وہ چابی والے گڈے کی طرح شروع ہوتی کمر پر ہاتھ دھر کر بولی زیحال نے پوری قوت لگا کر اپنی ہنسی روکی۔

"نہیں میں کب کہا کہ میں صحیح ہوتا ہوں ظاہر ہے میری غلطیاں ہوتی ہیں" یہ بات بھی زمل کے تن میں پتنگے سے بھر گئی۔

"جیسے ابھی اس وقت مجھے اکیلا چھوڑ گئے پتہ ہے میں

کس کنڈیشن میں تھی کتنا پین ہو رہا تھا مجھے "

یہ بات سو فیصد صحیح تھی یہاں وہ اپنے حق پر آئی تھی

زیحال کو شرمندگی سی ہوئی لیکن وہ کیا بتاتا کہ اسے

ڈاکٹر نے گیارہ دن بعد کی تاریخ بتائی تھی۔

لیکن اسکی ہی اولاد کو ہنگامی لینڈنگ کا شوق تھا باپ کی

کلاس جو لگوانی تھی اسکے بغیر اسکا دودھ کیسے ہضم

ہوتا۔

"میں معذرت کرتا ہوں" وہ سر جھکا گیا اسکے سر

جھکاتے ہی زمل یکدم سے کندھے ڈھیلے چھوڑ گئی اور

نرم نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ہاں ٹھیک ہے اس بات پر نہیں لڑتی لیکن اب پیار

کرنے کا پہلا حق میرا تھا" وہ اسکے ساتھ بیٹھتی ناراضی

سے بولی۔

کہ اگلے پل وہ اسکے رخسار پر اپنے لب ٹکا گیا۔

"بلکل میری بیگم کا پہلا حق ہے" وہ اسے آنکھیں پھاڑ

کر دیکھنے لگی گال یکدم سے دہک اٹھے تھے۔

''حق زیادہ ہے تو'' کہہ کر وہ اسکی ٹھوڑی چوم گیا۔

''تو زیادہ پیار کرنا چاہیئے'' وہ اسے بلش کرنے پر مجبور

کر رہا تھا اور وہ ہو بھی رہی تھی وہ بمشکل ہنسی روکتی

اسکے چہرے کا رخ دوسری جانب موڑ گئی۔

''ہبی باز آجائیں'' اس نے اپنے بیٹے کو دیکھا جو ٹکر ٹکر

ان دونوں کو دیکھ رہا تھا یقیناً اسے اپنا نظر انداز ہونا پسند

نہیں آیا تھا ایسے اسکے تیور بتا رہے تھے۔

"ویسے مجھے یقین نہیں آرہا اب تک یہ۔۔۔یہ واقعی آ گیا؟" وہ اپنے معصوم سے بچے کو بغور دیکھتا خوشی سے لبریز آواز میں بولا۔

"آپ کو تو آسانی سے یقین آنا چاہئے کیونکہ سب نے اسے دیکھ کر کہا کہ یہ بلکل چھوٹا زی ہے "

وہ سب کی باتیں ایک ایک کر کر اسے بتانے لگی۔

سن کر وہ جیسے خوشی سے نہال ہو گیا تھا اسکا بیٹا ہو بہ ہو اسکے جیسا تھا باپ کی پرچھائی۔

زیحال نے گردن موڑ کر اسے دیکھا وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی لیکن زیحال کے دیکھنے پر اسے دھڑکا سا لگا تھا۔

"تم نے۔۔۔ کیا سوچا پھر؟" اسکے سوال پر زمل کا دل یکدم سے رک گیا۔ جیسے دھڑکنا ہی بھول گیا ہو۔

"میں نام کی بات کر رہا ہوں" اسکی اگلی بات پر جیسے زمل کی نکلتی سانسیں واپس آئی تھیں۔

وہ اسکے سامنے لمبا سانس بھی نہ لے سکی کہ کہیں اسے کچھ محسوس نہ ہو جائے۔

"نام۔۔۔آپ رکھ لیں میں نے زامل کار کھ دیا تھا"

وہ اپنے بیٹے کا ننھا سا ہاتھ تھام گئی۔

دل اب تک رک رک کر دھڑک رہا تھا اسکا ہاتھ

تھامتے جیسے کسی نے دل کو مضبوطی سے جکڑا تھا لیکن

وہ جیسے ہی زیحال کی جانب دیکھتی دل میں نجانے

کہاں سے ہمت آجاتی تھی۔

"ہبی" اسے نام سرچ کرتے دیکھ نرمی سے پکارا۔

"جی ہبی کی جان" انداز گو کہ مصروف کن تھا مگر لہجے

میں پھر بھی وہی محبت برقرار تھی۔

"آپ اسے گل آپا کو کب دیں گے؟" اسکے سوال پر زیحال نے بے اختیار سر اٹھایا۔

وہ اسکی آنکھوں میں ایک مضبوط عورت بن کر دیکھ رہی تھی وہ کہیں سے بھی اسے محسوس نہیں کروا چاہتی تھی کہ وہ ڈر گئی تھی۔

"میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے" وہ سرسری سے لہجے میں بول کر اپنے بیٹے پر جھک گیا جو اسکی گود میں ہی سو گیا تھا۔

اسے ایک جانب بیڈ پر لٹاتے نرم ہونٹوں سے ڈھیر

سارا پیار کیا۔ دل اب تک اس پر یقین نہیں کر پایا تھا۔

لیکن اب آگیا تھا تو اسے رات کا انتظار تھا جب

اسکے دونوں بچوں کے ساتھ اب یہ بھی کھیل میں

شامل ہوتا۔

وہ اٹھ کر جیسے ہی جانے لگا زمل اسکا ہاتھ بے اختیار

تھام گئی۔

"کیا ہو؟" اسکے چہرے پر نمی دیکھ وہ رک سا گیا اسکی

جانب مڑا اور عین قریب کھڑا ہو گیا۔

ہبی" لہجہ بھرا سا گیا دل رک گیا تھا۔

"بولو میری جان۔۔۔کیا بات ہے" اسکی آنکھوں کی نمی زیحال کو چونکا گئی تھی۔

"آپ۔۔۔آپ کو یہ تو نہیں لگا کہ میں۔۔۔میں آپ کی محبت میں پوری نہیں اتر سکی" دل سوچ کر ہی بری طرح سے کانپ گیا تھا۔

"پاگل ہو تم" وہ بے اختیار اسا اپنے قریب کر گیا۔

"کیا تمہیں لگتا ہے میں تمہیں آزماؤں گا" اسکے سوال پر زمل نے بے اختیار سر نفی میں ہلایا آنکھوں سے آنسوں چھلکنے کو بے تاب تھے۔

"میری جان" وہ اسے اپنے سینے میں چھپاتے نرمی سے سر تھپتھپانے لگا۔

"ایک ماں کیلئے اسکا بچہ کیا ہوتا ہے یہ میں بھی جانتا ہوں اور میں کبھی تمہیں اس آزمائش میں نہیں ڈال سکتا کہ میرے لئے تمہیں اپنا دل مارنا پڑے "

اسکا ایک ایک لفظ محبت سے چور گواہ تھا کہ وہ کبھی اسے اس دوراہے پر نہیں لا سکتا تھا۔

اس نے کہا تھا کہ وہ اس لڑکی سے پورے دل سے محبت کرتا ہے تو وہ ثابت بھی کرتا تھا۔

"آئندہ ایسا کچھ سوچا تو پٹو گی مجھ سے" اسکی اس بات پر زمل ہونٹ گول کرتی اسے بے حد کیوٹ لگی۔

"میں چاہتا ہوں تم مجھ پر حکمرانی کرو اور ہر بات حکم دے کر منواؤ۔۔" اس بات پر زمل کے لب

دھیرے سے وا ہوئے

"مجھے اچھا لگے گا خود کو آپ کا غلام کہلوانا سر کار" وہ سر خم کئے پورا جھک گیا تھا اب آنکھوں میں خوشی کے آنسوں تھے۔

"ہبی۔۔۔ ہو سکتا ہے میرا ابھی دل بدل جائے ویسے بھی تین مہینے تو اسے میں فیڈ کر واؤں گی اسکے بعد ہم گل آپا کیلئے بھی سوچ لیں گے "

وہ ایک طرف سے گل کیلئے بھی فکر مند تھی اور اسکے بیٹے کو تین مہینے لازماً صرف اسکی ماں کا دودھ چاہئے تھا۔

"ضرور" وہ اسکے سر کا بوسہ لیتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی زمل نے مڑ کر بیڈ پر سوتی ہوئی ننھی سی جان کو دیکھا۔

وہ اگر برہان اور زر تشم کی قسمت میں تھا تو اسکا دل قدرت کی طرف سے بدل جانا تھا وہ چاہ کر بھی کسی کے نصیب کو نہیں بدل سکتی تھی۔

یہی سوچ کر اسے کچھ حوصلہ سا ہوا وہ اسکے پاس لیٹ گئی رات بھر اس نے جگا کر رکھا تھا اور صبح سویرے زامل زالے نے۔

تب ہی اسے لیٹتے ساتھ نیند آ گئی۔

وہ صبح آتے ہی سیدھا اپنے کمرے میں آ گیا تھا بنا کسی سے ملے یا بات کئے اس پر نیند کا ایسا غلبہ طاری تھا کہ کسی چیز کا ہوش ہی نہیں رہا۔

مگراب جیسے نیند کوسوں دور بھاگ گئی تھی آنکھوں
میں صرف ویرانیت بھری تھی اور دور دور تک
صرف ویرانی۔

وہ ونڈو سائیڈ کھڑا باہر سے مالی کو پودوں کی دیکھ بھال
کرتے دیکھ رہا تھا کچھ پودوں کی لمبی ٹہنیاں اسکے
کمرے کی کھڑکی کے عین قریب آتی تھیں۔

وہ اس خوشبو کو محسوس کرنا چاہتا تھا جو فضا کی تازگی
سے بھرپور تھی۔ لیکن اسکے اندر سکون بھرنے سے
قاصر تھی۔

وہ اپنی سوچوں میں مگن تھا جب کمرے کا دروازہ کھلا وہ جو اسے سوتے ہوئے کا سوچ کر دھڑلے سے آئی تھی اسے جاگتے پا کر دروازے میں ہی سٹک ہو گئی۔

برلاس نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں وہ کھڑی تھی۔

وہ اتنی دور سے بھی برلاس کی آنکھوں کے ڈورے سرخ ہوتے دیکھ گئی تھی۔

پچھلے دنوں اپنے بولے گئے جھوٹ ایک ایک کر کر تیزی سے ذہن میں گھوم گئے۔ہاتھ میں پکڑی ناشتے کی ٹرے پر گرفت مضبوط ہونے لگی۔

"اندر آؤ وہاں کیوں کھڑی ہو" برلاس کی آواز پر وہ یکدم سے ہوش میں آئی۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اسکے پاس رکھی ٹیبل پر ناشتے کی ٹرے رکھ گئی۔

"اٹھ گئے آپ۔۔۔اب کیسی ہے طبعیت" وہ آگے بڑھ کر ہمت کرتی نرمی سے پوچھنے لگی۔

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا براہ راست اسکی نگاہ خود پر آئرہ کو بہت گہری محسوس ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔تم سب کے جھوٹ نے ٹھیک کر دیا" وہی بات وہی الفاظ جس سے وہ خوف زدہ تھی وہ نہیں چونکی وہ تیار تھی اسکے لئے۔

"زارک بھائی کیسے ہیں؟ "

"وہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔قبر میں "اسکے آخری لفظ پر آئرہ کی رنگت اڑی ایسے جیسے سفید مردہ کھڑا ہو۔

"ک۔۔۔کیا مطلب؟"وہ واقعی نہیں سمجھی تھی۔

"تمہارے مطابق تو وہ قبر میں ہی تھا"اب کہیں جا کر آئرہ کی سانس میں سانس آئی تھی۔

"کبھی بھی نہیں وہ تو ہوسپٹل میں ایڈمٹ تھے"

یکدم سے زبان پھسل جانے پر اسے احساس ہوا۔

بھوری آنکھیں اسی پر جمی تھیں۔

"وہ۔۔۔وہ ز۔۔۔زیحال بھائی نے" وہ بولنے کی

کوشش کرنے کی لگی تھی کہ وہ بازو سے پکڑ کر آئرہ کو

دیوار سے پن کر گیا۔

"میں نے کیا کہا تھا؟" آواز دبی ہوئی غراہٹ سے

بھرپور تھی آئرہ کی جان لبوں پر آئی تھی۔

تب ہی باہر کھڑے مالی نے بھی مڑ کر ان دونوں کو دیکھا آئرہ کا کندھا اسے صاف دکھائی دے رہا تھا۔

برلاس نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ خوف سے کانپتا پائپ وہی چھوڑ کر نو دو گیارہ ہو گیا۔

"بازو چھوڑیں میرا" وہ اسکی مضبوط گرفت سے اپنا بازو چھڑوانے کی تگ ودو کرنے لگی۔

"کیا ایک بار بھی تم نے میری حالت دیکھی تھی؟ تمہارے جھوٹ نے میرا کیا حال کر دیا تھا کیا یہ محبت تھی تمہاری؟ "

اسکے الفاظ آئرہ کو تکلیف دے رہے تھے لیکن وہ پھر بھی مضبوط بن کر اسکے سامنے کھڑی تھی۔

"آپ سے بہتر آپ کو زیحال بھائی جانتے ہیں اور یہ سب انہوں نے کرنے کو کہا تھا" وہ اسے پیچھے ہٹاتی طیش میں بولی۔

برلاس کے کان سائں سائں کرنے لگے۔

اس دن آئرہ کو زیحال نے اپنے آفس میں بلایا تھا اور ساری بات اسکے گوش اتاری تھی۔

"میں۔۔۔میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں" وہ روتی ہوئی بمشکل بولی۔

"کیا تم نہیں چاہتی وہ ٹھیک ہو جائے؟" اسکے سوال پر وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔

کیا وہ نہیں چاہے گی؟ بر لا اس کی بیماری ہی تھی جو انکے رشتے میں دوری پیدا کر رہی تھی تو کیا وہ اس دوری کو مٹانا نہیں چاہے گی۔

"م۔۔۔میں کر لونگی" وہ ہمت کرتی گلوگیر لہجے میں بولی۔

"گڈ۔۔۔ جاؤاب کام پر لگو" وہ زیحال کے آفس روم سے باہر آتی کچھ دیر وہی کھڑی سوچتی رہی۔

آج جیسے اسے اپنی زندگی کی راہ کو ہموار کرنے کا ایک موقع ملا تھا وہ کیسے نہ اس پر عمل کرتی۔

وہ اب برلاس کے سامنے ایسے کھڑی تھی جیسے موت کے آگے کھڑی ہو۔

"تم بھی سب جیسی ہو۔۔۔ تم نے بھی مجھے تکلیف دینے "

وہ کرب کی انتہا پر پہنچا کس تکلیف سے بولنے ہی لگا تھا جب وہ ایڑھی اٹھاتی اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی جوڑ گئی۔

باقی الفاظ جیسے برلاس کے حلق میں ہی رہ گئے۔

وہ باری باری اسکی آنکھوں کا بوسہ لیتی جیسے جلتے پر ٹھنڈی پھوار پھینک گئی ہو۔

برلاس سانس روکے اسے دیکھنے لگا۔

"آئی لو یو برلاس" اسکے الفاظ پر برلاس کے منہ سے ٹھنڈی سانس برآمد ہوئی۔

وہ کندھے بے اختیار ڈھیلے چھوڑ گیا۔

"میں مزید ہمارے رشتے میں دوریاں نہیں چاہتی"

آواز بھرا سی گئی جیسے وہ تھک گئی ہو۔

"کیا میں باقیوں کی طرح حسین زندگی کی حقدار نہیں

ہوں؟ کیا میرے حصّے میں صرف خوف لکھا ہے؟"

وہ اب بھی سانس نہیں لے رہا تھا۔

"بولیں" وہ جواب چاہتی تھی آنکھیں لبالب نمکین

پانی سے بھر گئیں۔

"آج بھی خاموش رہیں گے؟"اسکی خاموشی آئرہ کی جان نکال رہی تھی۔مگر وہ خاموش کھڑا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔آپ رہیں خاموش یہ میری آخری کوشش تھی ہم دونوں کو بہتر کرنے کی"وہ نم آواز میں بولتی دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"اب نہیں کرونگی کوئی کوشش"کہتے ہی وہ بے ساختہ پلٹ گئی آنکھوں سے آنسوں چھلک پڑے تھے۔

وہ دو قدم بھی آگے نہ گئی تھی جب اسے اپنا آپ کسی کے مضبوط حصار میں جکڑتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھے بر آمد ہونے والی سسکی کا گلا گھونٹ گئی اس دشمن جان کی خوشبو بہت قریب سے محسوس ہوئی تھی۔

122/3

آئرہ اسی طرح کھڑی رہی وہ چاہ کر بھی ایک انچ بھی نہیں ہل سکی یا شاید وہ اسے ایسی کوئی مہلت نہیں دے رہا تھا۔

"چھوڑیں مجھے" وہ روتے ہوئے سسک کر بولی۔

" کبھی بھی نہیں" وہ دو بدو کسی جنونی شخص کی طرح بولتا اسے چپکی لگوا گیا۔

"آج کیا کبھی بھی نہیں چھوڑونگا" اس بات پر آئرہ کو مزید رونا آیا تھا آنکھوں سے آنسوں ابل کر بہنے لگے.

"ایسے پاس رکھنے سے بہتر ہے دور کر دیں" وہ بے رخی سے گلوگیر آواز میں بولی بر لا اس نے اسے بے اختیار چھوڑ دیا۔

اسکے ڈھیلا چھوڑنے پر جیسے آئرہ کا دل مٹھی میں آیا تھا مطلب وہ اسے دور کر سکتا تھا لیکن پاس رکھ کر خود کو ٹھیک نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے مڑ کر زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا وہ شل کھڑا تھا آئرہ کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" وہ بول کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"آپ رہیں اپنے ساتھ" وہ اپنے آنسوں بے دردی سے رگڑ کر صاف کرتی نم آواز میں بولی۔

"میں اب آپ کو کہیں نہیں دکھوں گی" وہ واقعی اب اسکی نظروں سے ہمیشہ کیلیئے اوجھل ہو جانا چاہتی تھی۔

وہ مزید قدم پیچھے ہٹانے لگی جب اسکے مڑتے ہی ایک آواز آئی آئرہ خانزادہ اپنی جگہ منجمند ہو گئی۔

"ڈرامے بازی بند کرو میرے لئے جم والی شرٹ نکالو"

آئرہ نے مڑ کر تیزی سے اسے دیکھا وہ بلکل نارمل کھڑا تھا ایسے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

"ک۔۔۔کیا؟" آئرہ کو یقین نہیں آیا۔

"سنا نہیں میں نے کیا کہا؟ اور اپنے لئے بھی گول گپہ ہو گئی ہو گھر رہ کر آج سے میرے ساتھ جم جاؤ گی "

وہ جھٹکے پر جھٹکے دے رہا تھا آئرہ کی آنکھوں سے تیزی سے آنسوں ابل پڑے وہ بنا ایک لمحہ بھی ضائع کئے اسکی جانب دوڑ گئی۔

وہ بھی دونوں بازو کھولے اسے اٹھا کر خود سے لگائے گول گول گھما گیا۔دونوں کے وجود سے خوشی انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

اسے یقین تھا وہ کبھی اسے جانے نہیں دے سکتا تھا وہ اس سے محبت کرتا تھا وہ اسکی محبوبہ تھی آج بھی اسکے دل میں وہی مقام رکھتی تھی۔

برلاس نے اسے جیسے ہی نیچے اتارا وہ خود کو چکراتے ہوئے محسوس کرتی برلاس کا بازو تھام گئی۔

"میرا سر" اسکا سر تھوڑا تھوڑا گھوم رہا تھا۔

"بہانے نہیں چپ چاپ جا کر کپڑے بدلو" وہ بھی سب سمجھتا تھا آئرہ نے گھور کر اسے دیکھا ناک سے سوں سوں اب بھی جاری تھی۔

برلاس نے ٹیبل پر رکھے ٹیشو باکس سے ٹیشو نکالتے اسکی ناک بھینچ دی۔ آئرہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

"چلو چینج کرو جلدی" وہ وارن کر رہا تھا اسکے بعد پھر وہ کیا کرتا وہ اچھے سے جانتی تھی۔

تب ہی سرپٹ دوڑے وارڈروب سے اسی کی کوئی ٹھیک سی شرٹ اور ٹراؤزر نکال کر باتھ روم میں گھس گئی۔

تھوڑی دیر میں دونوں جم والے کپڑوں میں بلکل تیار کھڑے تھے بر لاس اسکا ہاتھ تھامے پچھلے دروازے سے جم سائیڈ لے گیا۔

وہاں برلاس جس ملازم کو اجازت دیتا تھا صرف وہی جا سکتا تھا اسکے علاوہ اس جن کی اجازت کے بغیر وہاں کوئی نظر بھی گھمالے تو خمیازہ خود بھگتتا تھا۔

باقی تینوں بھائی صبح میں کر چکے تھے وہ دونوں اب آ رہے تھے آئرہ نے پہلی بار آج اس جم کو دیکھا تھا جہاں ہر طرح کی مشینری رکھی تھی۔

چار بھائیوں کے حساب سے بھی یہ جم بہت بڑی تھی آئرہ برلاس سے اپنا ہاتھ چھڑواتی گول گول گھوم کر دیکھنے لگی۔

وہ بے دھیانی میں ٹریڈ مل پر چڑھ گئی اور اسکے فنکشنز کو دیکھنے لگی اسے کیا پتہ تھا یہ ٹچ ایبل ہے اسکا ہاتھ لگتے وہ یکدم سے چل پڑی۔

"بالی" وہ ڈر کر یکدم سے چیخنے لگی۔

وہ جو دور کھڑا مزے سے اسے دیکھ رہا تھا بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔

"بچاؤ۔۔۔میں۔۔۔میں گر جاؤں گی" وہ بار بار خود کو گرنے سے بچاتی چیخنے لگی تھی۔ لیکن وہ بھی دور کھڑا مزے لے رہا تھا۔

"بچاؤ۔۔۔میں بھائی کو شکایت لگاؤ نگی
تمہاری۔۔۔بالی"

وہ بولنے کے چکر میں بہت برا گرنے والی تھی لیکن آخر میں اسکے منہ سے بالی لفظ سنتے اسکا اگلا ہاتھ ٹریڈ مل کو روک چکا تھا۔

آئرہ کی سانس بری طرح سے پھول گئی تھی وہ کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

اسے ایسے دیکھ برلاس کا جو قہقہہ بلند ہوا پورے جم میں صرف وہی سنائی دینے لگا تھا۔

آئرہ کا بس نہیں چلا اسے بھی اس ٹریڈ مل پر بھگا بھگا کر تھکا دے۔اتنا کہ وہ روتا ہوا زیحال کے پاس جائے۔

"ہاہاہا تم۔۔۔تم بہت فنی ہو" وہ پیٹ پکڑے بس ہنستا ہی چلا جارہا تھا آئرہ کا چہرہ مارے شرم کے سرخ پڑ گیا۔

"تمہاری طرح روز نہیں آتی جم سمجھے تم" وہ تڑخ کر بولتی اس گندی سی مشین کو دیکھنے لگی۔

کہ تب ہی اس لمحے برلاس کی ہنسی تھمی اس نے غور کیا کہ وہ آج اسے آپ کہنے کے بجائے تم کہہ کر پکار رہی تھی۔

کیا یہ واقعی ایک نئے رشتے کی شروعات تھی؟اس نے دل میں سوچا اگر ہاں تو اسے یہ شروعات اچھی لگی تھی۔

وہ مسکرا کر اسکے قریب آیا آئرہ اپنے دھیان میں کھڑی تھی جب وہ اسے کسی ہلکی شے کی طرح اٹھا کر ٹریڈمل پر کھڑا کرتے خود بھی اوپر چڑھ گیا۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو؟" وہ بوکھلا کر اسے دیکھنے لگی۔

"ساتھ میں بھاگتے ہیں۔۔۔جیسے اب آگے ساتھ

رہیں گے ان شاءللہ "اس نے آخری لفظ زور دے کر

جیسے ہی کہا آئرہ کا دل کانوں میں آ دھڑکا۔

وہ اسکے عین پیچھے کھڑا قدم سے قدم ملا کر اٹھانے لگا۔

سپیڈ بہت سلو تھی۔آئرہ اسی طرح گردن موڑے

اسے دیکھتی رہی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے۔

اسے علم ہی نہیں ہوا کب میں سپیڈ دھیرے دھیرے

بڑھتی چلی گئی وہ تو جب وہ گرنے لگی تب اسے ہوش

آیا۔

"بالی میں تمہاری جان لے لونگی" وہ چیخ پڑی تھی۔

برلاس پاگلوں کی طرح ہنستا چلا گیا۔

"ہاہاہا۔۔۔اوہ۔۔۔اوہ گاڈ۔۔۔ تم سچ میں میری جان لے رہی ہو"

اسکا بالی کہنا آپ کی جگہ تم کہہ کر پکارنا سچ میں آج برلاس شاہ کو پاگل کر رہا تھا۔

"بند کرو اسے۔۔۔میں نے کہا بند کرو" لیکن وہ کہاں اسکی چیخیں سن رہا تھا اسے تو بس مزہ آرہا تھا۔

"ممی۔۔۔۔زیحال بھائی۔۔۔" وہ ایک ایک کر کر سب کو بلانے لگی تھی مگر کون آتا۔

اگلے لمحے وہ اسے اٹھا کر ٹانگیں پیچھے اپنی کمر سے لاک کر گیا۔

"یہ زیادہ بیٹر ہے نہیں؟" آخر میں تائید چاہی۔

وہ تو سانس بھی نہیں لے رہی تھی لفظ منہ سے نکالنے دور کی بات تھی۔

''ٹرسٹ می آج سے پہلے مجھے اتنا مزہ کبھی نہیں آیا جم کرتے ہوئے'' وہ اتنی سپیڈ پر اسے اٹھا کر بھی فل رفتار سے بھاگ رہا تھا۔

''اتنی زیادہ جم کی ضرورت کیا تھی'' وہ اسکے بائسپس پر مکا مارتی ناک سکوڑ کر بولی۔

''نہ کرتا تو تمہیں کیسے اٹھاتا'' اسکے دیے گئے جواب پر آئرہ نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

''اتارو مجھے نیچے'' انداز جلا بھنا سا تھا۔

"کبھی بھی نہیں" وہ گردن نفی میں ہلاتا ڈھیٹ بن گیا
اور اگلے دس منٹ وہ اسی طرح اسے اٹھائے ٹریڈ مل پر
بھاگتا رہا تھا۔

"اب تھوڑا سا بریک لیں گے ہم" وہ رکا تو آئرہ کو بھی
کچھ سانس آئی اسے بس اسکی فکر تھی۔

جلدی سے پانی کی بوتل اٹھا کر لائی وہ مسکراتی نگاہوں
سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"پکڑو ناں" وہ اسکے یوں دیکھنے پر جھینپ سی گئی۔

"اتنی مہربانی کر ہی رہی ہو تو ذرا اٹا ول بھی پاس کر دو۔۔۔ تم بہت بھاری تھی دیکھو "

وہ اپنی سینڈو کو چٹکی میں پکڑ کر جسم سے الگ کر کر دکھانے لگا۔

پوری پسینے سے شرابور ہو چکی تھی لیکن اسے چھوڑے آئرہ کی نظر اسکے سکس ایبز پر گئی وہ بے اختیار نظریں گئی۔

"ویسے کیا کھایا ہے تم نے۔۔۔ اتنی موٹی کیسے ہو گئی"

وہ اب تک اسکی جسامت پر ہی غور کر رہا تھا۔

"کہاں ہوئی ہوں بلکل بھی نہیں ہوئی" وہ ہر جگہ صرف مرر ہی مرر لگے میں اپنا آپ دیکھتی تیزی سے بولی۔

"ہر کسی کو اپنا آپ فٹ ہی لگتا ہے محترمہ" اسکی بات پر آئرہ نے مڑ کر اسے تڑخ کر دیکھا۔

"اور پتہ نہیں وہ کونسے شوہر ہیں جن کو اپنی بیویاں ہر حال میں اچھی لگتی ہیں "

اسکے لڑاکا انداز پر وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے بے ساختہ ہنس دیا آئرہ نے گھور کر اسے دیکھا۔

"بائے گاڈ آج میں جان سے جاؤنگا" وہ بول کر مڑنے ہی لگا تھا کہ وہ بے اختیار اسکا بازو تھام گئی۔

"پلیز۔۔۔ایسی باتیں نہیں" آواز میں نمی تھی برلاس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

"میں صرف مذاق کر رہا تھا" اسکا ڈر بھانپتے نرمی سے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"اور میں ایسا مذاق بھی برداشت نہیں کر سکتی" آج وہ اسکے لئے جنونی ہو رہی تھی اور وہ اسے ایسے دیکھ پاگل ہو رہا تھا۔

"ضرور جیسا آپ کا حکم" وہ سر خم کرتے اسکے دل کی بیٹ مس کر گیا۔

"اب باتیں کم کرو اور چلو" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر ایلپٹیکل مشین کے پاس لے گیا۔

"نہیں ناں بس اتنا ہی" وہ واقعی تھک گئی تھی۔

"صرف دس منٹ ہی تو ہوئے ہیں ابھی سے تھک گئی چلو" وہ بلکل استاد کی طرح پیش آتا بلکل بھی رعایت نہیں دے رہا تھا۔

"یہ کیسے یوز کرتے ہیں" وہ اس عجیب و غریب شے کو دیکھ منہ بنا گئی برلاس نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی۔

جو بھی تھا وہ اونچی پونی کیئے اسکی پینٹ شرٹ میں لگ کیوٹ رہی تھی۔

"پہلے اس پر کھڑی ہو جاؤ اور احتیاط سے دونوں پاؤں پیڈلز پر رکھو" وہ جھک کر اسکے پیروں کو درست جگہ پر رکھ رہا تھا۔

ہینڈلز کو بھی مضبوطی سے پکڑو گر کر کوئی ہڈی ٹوٹ گئی تو میں زمے دار نہیں"

اس بات پر آئرہ نے گھور کر اسے دیکھا مطلب یہ بات کیسے کہہ دی وہ اسکا سر نہ پھوڑ دے جو وہ اسے گرنے دے۔

"اب ایک پاؤں آگے اور دوسرا پیچھے کی طرف چلانا شروع کرو جیسے تم ہوا میں چل رہی ہوں یا سیڑھیاں چڑھ رہی ہو۔ "

وہ بلکل چھوٹے بچوں کی طرح اسے ایک ایک چیز سمجھا رہا تھا واقعی ایسا کرنے سے اسے وزن کم کرنے میں مدد ملتی۔

وہ صرف خود کو ہی فٹ نہیں رکھتا تھا اسے اپنی محبوبہ بھی فٹ چاہیئے تھی۔

"اپنی کمر سیدھی رکھو آگے نہ جھکو" وہ دھیرے دھیرے سپیڈ بڑھاتے ہوئے اسے گائیڈ کرتا جا رہا تھا۔

اب آئرہ کو کچھ مزہ آنے لگا تھا وہ اسکی ہر بات کو فالو کرتی گئی اور جتنی دیر برلا اس نے کروائی اتنی دیر

خاموشی سے کر لی تب تک وہ اپنی بھی ایکسر سائز کرتا رہا۔

"واؤ۔۔۔اتنے بھاری ڈمبلز کیسے اٹھا لیتے ہو؟" وہ آنکھیں پھاڑے اسکے بائسپس کو دیکھنے لگی۔

سلیو لیس سینڈو میں وہ ڈمبلز اٹھاتے وقت اور بھی نمایاں ہو رہے تھے۔

وہ اتنے تھے کہ آئرہ کو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسے کوور کرنے میں استعمال کرنا پڑتا۔

"سمپل ہے جیسے تمہیں اٹھالیا" اسکے جواب پر آئرہ گویاتپ اٹھی تھی۔

اس ڈھیٹ سے بات کرنا ہی بیکار تھاتب ہی وہ اپنے پر دھیان دے گئی۔

کافی دیر مزید وہ دونوں ساتھ ہی جم کرتے رہے آج پہلا دن تھااور آئرہ کو یہ پہلا دن ہی آخری ہوتا معلوم ہورہاتھا۔

وہ بار بار اسے گھور کر دیکھ رہی تھی برلاس کو لگا جیسے وہ اس پر شک کر رہی ہے۔

ہاں وہ کیا جانے اسکے خرافاتی ذہن میں اس وقت منال عباسی گھوم رہی تھی وہ اسے مار کر اس سے ہی شادی کرنا چاہتا تھاناں۔

ہاں ضرور یہی وجہ ہے وہ سوچ کر جلدی سے مشین بند کرتی نیچے اتر گئی اور اسکے پاس گئی۔

"بس بہت ہو گیا گھر چلیں اب "

"ارے تھوڑی دیر تو" وہ بولنے ہی لگا تھا کہ آئرہ اسکا منہ بند کر گئی۔

"چپ کر کر اٹھو۔۔" اسکے تڑخ کر بولنے پر برلاس کو مجبوراً اٹھنا پڑا تھا۔ وہ اسکا ہاتھ تھامے باہر لے گئی۔

لیکن اس بار وہ اسے پیچھے کے نہیں آگے کے دروازے سے لے کر گیا تھا۔

"یہ۔۔۔ یہاں سے کیسے سب ہونگے" وہ بوکھلا کر اسکا ہاتھ تھام گئی۔

"مجھے پتہ ہے کون ہوگا چلو تم" وہ الٹا اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا۔ سامنے ہی لاؤنج میں مشی زوناش کی

فیڈر اٹھا کر اسکے آس پاس کھلونوں کا ڈھیر لگا کر جا رہی تھی۔

جب جاتے جاتے اسکی نظران دونوں پر پڑی آئرہ خود کی حالت سوچ کر یکدم سے برلاس کے پیچھے چھپ گئی۔

جبکہ برلاس کھڑا امشی کو آنکھیں پھاڑے خود کو دیکھتے دیکھ رہا تھا۔

"ت۔۔۔تم دونوں جم گئے تھے؟" وہ حیران سی حیران تھی۔

آئرہ کو ڈھیروں شرمندگی نے ایک ساتھ آن گھیرا۔

"ظاہر ہے ایسے لک میں کسی پارٹی میں تو جانے سے رہے۔۔۔ مشی آپی ذرا ایک کپ کافی بھیج دیں میری بیگم تھک گئی ہے"

وہ آئرہ کا ہاتھ تھامے مشی کے چہرے پر جھولتی لٹ کھینچتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

مشی تو عنقریب غش کھا کر گرنے والی تھی یہ موسم اچانک کیسے بدلا تھا اور اتنا بدلا تھا کہ طوفان بھی اسکے آگے کچھ نہ تھا۔

یاقوت کو تو اس سے بات کرنے کا اب تک موقع نہیں ملا تھا اتنا تو وہ جانتی تھی۔ لیکن اس بدلے موسم نے اسے اچھا خاصا چونکا دیا تھا۔

وہ سو کر ابھی اٹھا تھا طبعیت پہلے سے کچھ بہتر تھی آنکھوں کے نیچے پڑے سیاہ حلقے اب بھی ویسے ہی تھے۔

مگر جسامت میں پہلے سے کچھ بہتری آگئی تھی اور سارا کریڈٹ جاتا تھا اسے جو اسکے دن رات کے کھانے کا

دھیان رکھتا تھا گو کہ اسکی زندگی میں صرف یہی ایک کام رہ گیا ہو۔

وہ اٹھ کر باتھ روم گیا اور فریش ہو کر باہر نکل آیا جہاں سامنے ہی شہریار اسکے لئے ناشتہ بنا رہا تھا۔

زارک آکر ٹیبل پر بیٹھ گیا شہریار نے اپنے اور اسکے لئے ناشتہ سیٹ کیا اور آخر میں بھانپ اڑاتے دو کافی کے مگ اٹھائے خود بھی کرسی پر آبیٹھا۔

"اب کیسی طبعیت ہے؟" اسے ہانپتے دیکھ فکر مندی سے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں" جبکہ وہ ٹھیک نہیں تھا اتنا سا چل کر ہی اسکی سانس پھولنے لگی تھی۔

"ھمم۔۔۔ نظر آرہا ہے خیر یہ بتاؤ وہ لڑکی کون ہے جو تمہارا نام دن میں اپنی سانسوں سے زیادہ بار لیتی ہے"

اسکے سوال پر زارک کا منہ کو جاتا ہاتھ رکا اس نے نظر اٹھا کر سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"ارے وہی۔۔۔ جیسی پیسی۔۔۔ پاگل ہو گئی ہے جب سے سنا تم مر گئے ہو" اسکا انداز کڑوا تھا زارک سمجھ گیا وہ کس کی بات کر رہا ہے۔

"میرا کسی لڑکی سے کوئی تعلق نہیں" وہ بول کر اپنے ناشتے کے ساتھ انصاف کرنے لگا۔

"لو۔۔۔وہاں وہ پاگل ہو رہی ہے اور تم کہہ رہے ہو تمہارا کوئی تعلق نہیں جھوٹے" وہ بڑے بھائیوں کی طرح اسے آنکھیں دکھانے لگا۔

"میرا واقعی کوئی تعلق نہیں اس سے "

"ایسے ہی کوئی لڑکی تمہارے پیچھے اتنی پاگل ہو گی" اسے زارک پر بھی یقین آ رہا تھا لیکن جیسمن کی حالت سوچ کر اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

"اچھا چھوڑو اسے دیکھ لیں گے ویسے بھی اسے اب زیحال کہیں اور شفٹ کرے گا تاکہ دوبارہ وہ ہم میں سے کسی کو تنگ نہ کرے "

وہ بات کو رفع دفع کرتا ناشتے کے ساتھ انصاف کرنے لگا۔

جب تھوڑی ہی دیر میں ان دونوں کو دروازے سے نمودار ہوتا ہوا یاقوت دکھائی دیا۔

زارک کو یقین نہیں آیا کہ وہ یہاں آیا ہے وہ تو اس
سے کھنچا کھنچا سا رہتا تھا لیکن آج اسے یہاں دیکھ کر اسکا
دل رک رک کر دھڑک رہا تھا۔

122/4

وہ ہاتھ میں ایک فائل لئے کھڑا تھا نظریں زارک پر
جمی تھی وہ قدم قدم چلتا ہوا شہریار کے پاس آگیا۔

"یہ بھائی نے بھیجی ہے برلاس کی رپورٹس" وہ فائل ٹیبل پر رکھتے سنجیدگی سے بولا۔ شہریار نے فائل اٹھا کر کھول کر دیکھی۔

"ھمم کافی بہتر ہو گیا ہے یہ بچہ۔۔۔ مزید بہتری اسکا بڑا بھائی لے آئے گا کیوں زارک؟"

وہ ساتھ ہی زارک سے تائید چاہنے لگا زارک نے خاموش نظروں سے یاقوت کی جانب دیکھا اسکے تیور آج سخت نہیں لگے تھے۔

"اچھا نہیں سدھارو گے کوئی بات نہیں تم دونوں کا باپ کافی ہے" وہ بول کر فائل اٹھائے لاؤنج میں رکھنے چلا گیا۔

"یاقوت چائے پی کر جانا" وہ وہی سے آواز دے کر بولا یاقوت اپنی جگہ کھڑا تھا اسکی چائے والی آفر پر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

دونوں کے بیچ یہ خاموشی کا تبادلہ کافی گہرا ہوا تھا اور طویل بھی زارک کو ہی پہل کرنی مناسب لگی تھی وہ گلا کھنکار کر اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا۔

"یہ۔۔۔ب۔۔۔ براؤنیز لیں" وہ ڈش اٹھا کر یاقوت کے سامنے کر گیا اس نے ایک نظر ڈش پر ڈالی اور اگلی زارک پر۔

"میں لے لونگا" وہ سرسری سے لہجے میں بول کر خاموش ہو گیا زارک نے ڈش واپس رکھ دی۔

وہ اب کوئی اور بہانہ ڈھونڈ رہا تھا یاقوت سے بات کرنے کیلئے لیکن ذہن جیسے کام ہی نہیں کر رہا تھا

اسے وہ شخص نجانے کیوں شروع سے ہی بہت پسند تھا خاموش طبیعت خوبصورت مزاج اور سلجھا ہوا یاقوت مرزا سب کی طرح اسے بھی اپنا اسیر کر گیا تھا۔

"امم۔۔۔آ۔۔۔آپ کا کام کیسا جا رہا ہے؟" اسکے سوال پر یاقوت نے سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی۔

"الحمد للہ بہت اچھا" خلاف توقع اس نے غصّے میں جواب نہیں دیا تھا زارک کو جیسے اس سے مزید ہمت مل گئی تھی۔

اتنے میں شہریار گرما گرم چائے کا کپ لا کر اسکے سامنے رکھ گیا۔

"یہ لو بھئی تمہاری چائے" یاقوت نے ایک نظر اسکی بنائی ہوئی چائے کو دیکھا اسے زارک کیلئے دل سے افسوس ہوا جو شہریار صاحب کا بنایا ناشتہ کر رہا تھا۔

"مجھے کب یہاں سے چھٹی ملے گی بھئی اپنے کلینک اپنے ملک واپس جانے کی؟" بیٹھتے ساتھ چھوٹتے ہی پہلا سوال یہ کیا۔

"جلدی۔۔۔ برلاس کو مکمل ٹھیک ہونے دو" اسکے ٹھنڈے جواب پر شہریار تپ اٹھا تھا۔

"ویسے تمہیں شادی کر لینی چاہیے میں نہیں چاہتا تم کسی دن اپنے ہی ہاتھ کا کھانا کھا کر خودکشی کر لو"

وہ بول کر اٹھا اور جانے کیلئے مڑ گیا لیکن اسکی بات شہریار سے پہلے زارک سمجھ گیا تھا تب ہی اسکی ہنسی چھوٹ گئی۔

"یہ ۔۔۔یہ کیا بولا تم نے ؟" شہریار اٹھ کر اسکے سامنے آیا جبکہ اس نے مڑ کر زارک کو دیکھا اسکی ہنسی وہی رک گئی۔

"وہی جو تمہارے گستاخ کانوں نے سنا اب راستے سے ہٹو" وہ دھیمے سے بولتا شہریار کو پتنگے لگوا گیا۔

"تم سب کو میں نے تمہارے باپ کے سامنے کھڑا کر دینا ہے" انگلی دکھا کر ڈرانا چاہا۔

"ضرور میں بھی بتاؤنگا کہ تم نے کتنا برا کھانا بنایا ہے

اور" کہتے ہوئے وہ پیچھے پلٹا اسکے پلٹنے پر زارک کا دل

یکدم سے رک گیا۔

نظر اٹھا کر یاقوت کو دیکھا کیا وہ اس سے مخاطب ہوا

تھا؟

" بیماری میں ایسا کھانا کھاؤ گے تو مزید بیمار پڑ جاؤ گے

آج میں تمہیں ڈنر پر لے کر جاؤنگا"

اسکی بات پر زارک کی آنکھیں پھٹی بے یقینی سے

اسے دیکھا۔

کیا اس نے وہی کہا تھا جو زارک نے سنا تھا وہ غش کھا
کر عنقریب گرنے کو تھا۔

"واہ۔۔۔اور میں ؟" شہریار تڑخ کر بولے۔

"تم اپنا ہی بنایا ہوا زہر کھاؤ" بول کر وہ رکا نہیں تھا
پیچھے سے شہریار کی اونچی دہائیاں سنتے وہ پورشن
سے باہر نکل گیا تھا۔

"دیکھ لونگا میں تم سب کو۔۔۔ایک ایک کو۔۔۔میں
زی کو شکایت لگاؤنگا" وہ جو منہ میں آیا بس بولتا چلا جا
رہا تھا۔

زارک تواب تک شاک کی سی کیفیت میں ہی گھرا بیٹھا تھا اسے ایسے سٹپچو دیکھ شہریار نے گھورا۔

"تمہیں کونسا میرا زہر جیسا کھانا لگ گیا جو ایسے سٹک بیٹھے ہو"

"نہیں۔۔۔وہ۔۔۔ا۔۔۔اچھا کھانا ہے" وہ خاموشی سے اسکا بنایا ہوا ناشتہ کرنے لگا شہریار کو اچھا لگا تھا وہ کتنا سادہ بندہ تھا بنا چوں چرا کئے شہریار کا دل رکھ رہا تھا۔

"یار وہاں تو ممی بنا دیتی ہیں۔۔۔اس لئے کبھی سیکھنے کا موقع ہی نہیں ملا خیر تم تو خوش ہوناں یا قوت تمہیں ڈنر پر لے کر جائے گا "

وہ دوستانہ انداز میں کرسی پر بیٹھتا گویا ہوا۔

زارک کا چہرہ کھل اٹھا تھا وہ اس خوشی کو لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر تھا لیکن ایک طرف دل کو یہ دھڑکا سا بھی لگا تھا کہ ایک دم کیسے موسم بدل گیا تھا۔

"یہ بھائی بہت اچھے ہیں تم انکے ساتھ بہت خوش رہو گے "وہ آگے ہو کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گیا۔

"زیحال صرف باپ کہلواتا نہیں اس میں باپ جیسی صفات بھی ہیں اس ایک سے جڑ کر تمہیں پورا خاندان مل جائے گا زارک "

وہ نرم لفظوں میں بہت محبت سے اسے سمجھا رہا تھا لیکن زارک کو اپنا آپ اس محبت کے قابل نہ لگا تھا۔

"ویسے تاریخ میں لکھا جائے گا لڑکے کی آفر پر لڑکی تو بلش کرتی دیکھی ہے پہلی بار اب ایک لڑکا بلش کر رہا ہے"

وہ برتن سمیٹتے ہوئے اٹھ کر اسے چھیڑنے لگا۔

زارک کو اسکی بات کچھ دیر بعد سمجھ آئی تھی اور تب

سے وہ اسے گھور گھور کر ہی مار رہا تھا۔

"یار ایک تو تم دونوں بھائی شکل سے ایک طرح بہت

معصوم لگتے ہو لیکن جب دیکھتے ہو تو ولن سے بھی

خطرناک لگتے ہو "

وہ جھینپ کر اسکی نظروں سے تنگ ہوتے بولا۔

"دونوں بھائی؟" اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ اور کس کی

بات کر رہا ہے۔

"ارے وہ تمہارا اچھو" شہریار بولتے بولتے رکا اس نے زارک کا چہرہ دیکھا تو اسے احساس ہوا۔

وہ تو برلا اس کے بارے میں حقیقت سے واقف ہی نہیں تھا تو وہ کیسے اسے سچ بتا دیتا۔

اپنی زبان کو بریک لگواتے وہ بات کو رفع دفع کر گیا۔

لندن سے واپس آکر شہریار زارک کے ساتھ اسی کے پورشن میں رہ رہا تھا دونوں کی آپس میں اس دوران کافی اچھی دوستی بھی ہو گئی تھی۔

شہریار کی خاطر و مدارت نے ویسے بھی اسکا دل جیت لیا تھا۔ جو وہ اب اسکا بنایا بھونڈا کھانا بھی خاموشی سے کھالیتا تھا۔

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی کوئی میگزین پڑھ رہی تھی گو کہ اسے اتنا پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا لیکن کچھ کچھ تو وہ بھی پڑھ لیتی تھی۔

پڑھائی میں کچھ اسے ہی دلچسپی نہیں تھی کچھ آگے

اسکی قسمت نے اس پر یہ مہربانی کر دی تھی کہ وہ مزید

پڑھائی سے دور ہو گئی۔

لیکن اب اگر دیکھتی تو اسے ایک پڑھا لکھا ہینڈسم ڈی

ایس پی ملا تھا جس پر سیکڑوں لڑکیاں مرتی تھیں۔

مگر وہ پٹھان تھا اپنا کل عشق صرف ایک کے نام

کرنے والا وہ اسکا سوچتے ہوئے کب سے بلش کر رہی

تھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

لیکن ہوش آتے خود کو ڈپٹا اور میگزین رکھ کر دوپٹہ
گلے میں ڈالتی کمرے سے باہر آگئی۔

نیچے ہی لاؤنج میں سیماب بچوں کے ساتھ بیٹھی تھی دا
جی میکال کو کھلا رہے تھے اور فرخندہ بیگم مہروز سے
کوئی کہانی سن رہی تھیں۔

منظر مکمل تھا وہ دیکھ کر مسکرا دی اور سیڑھیاں اتر کر
نیچے آگئی۔

"ارے آؤ آؤ۔۔اور یہ سیڑھیاں کس خوشی میں اتنی جلدی پار کیا ہے؟"فرخندہ بیگم اسکی دھپ دھپ کی آواز پر کچھ ناراض سی ہوئیں۔

"وہ ام" بیلا کو احساس ہوا اس نے غلطی کر دی۔

اتنے میں داراب وردی میں ملبوس اسی وقت ڈیوٹی سے واپس آیا تھا۔

"احتیاط کرو تم کو ایک ایک قدم احتیاط سے رکھنا ہے" وہ ناراضگی سے اسے ڈپٹنے لگیں۔

داراب نے اپنی زوجہ محترمہ کو دیکھا جو ڈانٹ کھاتے ہوئے خاصی کیوٹ لگ رہی تھی۔

"ام آگے سے دھیان رکھے گا مورے" وہ سر جھکائے دھیمے لہجے میں بول کر صوفے پر آ بیٹھی۔

"پانی۔۔۔" داراب نے جان بوجھ کر بلند آواز میں پانی کی صدا لگائی۔

ملازمہ دوڑ کر اسکے لئے پانی کا گلاس لے کر آئی جب وہ پانی کا گلاس منہ سے لگائے شرارتی نگاہوں سے بیلا کو ہی دیکھ رہا تھا۔

یہ طریقہ سب کے بیچ اسکی توجہ حاصل کرنے کا تھا جس میں وہ میسنا کامیاب بھی ہو گیا تھا اور اب مسکراتے ہوئے بیلا کا جی جلا رہا تھا۔

اسے بھنویں اچکاتے دیکھ بیلا نے مٹھیاں بھینچ لیں جیسے وہ کہہ رہا ہو "کیسا لگ رہا ہے ڈانٹ کھانے کے بعد"

"تم جلدی آگیا؟" سیماب کے پوچھنے پر وہ گلاس ٹیبل پر رکھ کر ذرا سا کھانسنے لگا۔

"وہ بس کام جلدی مکمل ہو جاتا ہے اس لئے" وہ صحیح طرح سے یہ نہیں بتا سکا کہ اسکی بیگم نے آج کل اسے ایسا پاگل کیا ہوا ہے کہ وہ کام کو خود ہی آدھا کر کر آنے لگا تھا۔

"ہاں یہ صحیح ہے تم کو جلدی آنا چاہیے ابھی بیلا کو ٹائم دوپھر بجے کو "

مورے نے جونہی بچے کا ذکر کیا ان دونوں کی نگاہیں دو سے چار ہوئیں۔

بیلا فوراً اسے نگاہیں پھیر گئی داراب کا دیکھنا اسے یہاں بیٹھنے میں مشکل دے رہا تھا۔

اتنے میں نوشیروال صاحب کا فون بج پڑا انہوں نے میکال کو داراب کے حوالے کرتے کال ریسیو کی۔

"کیسا ہے میرا بیٹا۔۔۔ہاں چاچو کے پاس نہیں آتے اب چاچو آپ سے ناراض ہو جائیں گے"

وہ اسکے نچلے ہونٹ کو چھوتے لاڈ کرنے لگا میکال کو جیسے اسکی باتیں سمجھ آرہی تھیں تب ہی کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔

"ماشاءاللہ میرا بچہ ایسے ہی ہنستا رہے" وہ جھک کر اسکے چہرے پر پیار کرنے لگا۔

بیلا کے ذہن میں بیٹھے بیٹھے وہ منظر گھوم گیا جب ایسے ہی داراب کی گود میں اسکا اپنا بے بی ہو گا۔

"کب؟" نوشیر وال صاحب کے منہ سے اچانک یہ لفظ نکلا سب نے بے اختیار انکی جانب دیکھا۔

"اناللہ" اس جملے پر تقریباً سب کی رنگت فق پڑ گئی دل ہتھیلی پر آ گئے تھے۔

"کیا ہوا بابا؟" داراب نے شدید پریشان کن لہجے میں پوچھا۔

"وہاج کا انتقال ہو گیا ہے" انکی بات سنتے داراب نے بے اختیار بیلا کو دیکھا جو بیٹھے بیٹھے وہی سفید پڑ گئی۔

"ک۔۔۔ کب اچانک کیسے؟" فرخندہ بیگم کا لہجہ کانپنے لگا تھا۔

جو بھی ہوا تھا وہ سب ماضی کی باتیں تھیں کوئی دنیا سے چلا جائے تو اسکے لئے برائی اپنے آپ ذہن سے مٹ جاتی ہے۔

''آج صبح ہی۔۔۔'' انکے بتانے پر سب کی سانسیں رک رک کر چلنے لگی تھیں۔

''تم کو جانا چاہیئے وہ خون ہے تمارا'' فرخندہ بیگم کی بات پر انہوں نے خفا سی نظروں سے انکو دیکھا۔

''مورے ٹھیک کہہ رہی ہیں بابا ہمیں چلنا چاہیئے حالات جیسے بھی تھے لیکن اب وہاں کوئی بھی مرد نہیں ہے ''

ان سب کی باتیں بیلا کا دل چیر رہی تھیں وہ اٹھ کر بمشکل سیڑھیاں چڑھتی اوپر چلی گئی۔

"ٹھیک ہے ام کپڑے بدل کر آتا ہے" وہ کہتے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے فرخندہ بیگم انکے ساتھ ہی کمرے میں چلی گئیں۔

"ممما یہ وہی ہیں ناں جنہوں نے پھپھو کے ساتھ برا کیا تھا؟" مہرام کی بات پر سیماب نے فوراً اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"ایسے نہیں بولتے بیٹا کوئی دنیا سے چلا جائے تو اسکے لئے مغفرت مانگنی چاہیے"

اسکی بات مہرام نے غور سے سنی اور اپنے پلو سے

باندھ لی۔

البتہ مہروز کو ابھی اس جتنی سمجھ نہیں تھی تب ہی

میکال کے ساتھ کھیل میں لگ گئی۔

اب تو اسے بھی اپنا بے بی مل گیا تھا ہر وقت وہ اپنے

بھائی کے ساتھ جڑ کر رہتی تھی اسکول بھی اتنی مشکل

سے اسے بھیجا جاتا تھا۔

وہ جیسے ہی کمرے میں آیا سامنے وہ بیڈ پر بیٹھی ہچکیوں

میں رو رو کر پاگل ہو گئی تھی۔

داراب ایک ہی جست میں اس کے پاس آگیا اسے اندازہ تھا کیا گزر رہی ہو گی اس کے دل پر۔

"بیلا۔۔۔میری جان" اسکے پاس بیٹھتے ہی بیلا اسکے سینے سے لگتی مزید پھوٹ کر رونے لگی۔

"ل۔۔۔لالا۔۔۔لالا۔۔۔چلے گئے داراب۔۔۔وہ ام کو چھوڑ کر چلے گئے "

وہ تڑپ کر روتی داراب کا دل بھی کانپنے پر مجبور کر گئی وہ اسکے بازو کو سہلاتے خود پر ضبط کرنے لگا۔

جانتا تھا بہن بھائی کا رشتہ چاہے کتنا ہی کیوں ناں بگڑ جائے لیکن دنیا سے چلے جانے پر دوسرے کو جیتے جی ضرور مار جاتا ہے۔

"بس۔۔۔جو اللہ کو منظور ہو۔۔۔ہم اس میں کچھ نہیں کر سکتے"

وہ نرم لہجے میں اسے تسلی دینے کی کوشش کرنے لگا اس وقت ہر لفظ تسلی دینے کو کم تھا۔

"ام۔۔۔ام کتنا بد قسمت ہے۔۔۔انکو آخری وقت پر دیکھ بھی نہیں سکتا۔۔۔ام بہت بد نصیب ہے بہت "

وہ سر پر ہاتھ مارتی اپنے حواس کھونے لگی تھی۔داراب نے تڑپ کر اسکے ہاتھ تھامے۔

"میری جان کس نے کہا تم ابھی بھی نہیں دیکھ سکتی۔ "

وہ پھر بھی روتی رہی اسکے رونے میں مزید شدّت آنے لگی تھی۔

"ام۔۔۔ام ادرجا بھی نہیں سکتا" یہ تڑپ الگ تھی یہ درد بہت گہرا تھا وہ سسک کر روتی اسکے سینے کے ساتھ لگی رہی۔

کچھ ہی دیر میں وہ داراب کے ساتھ ولی خان کی حویلی میں آگئی تھی برسوں بعد اپنی حویلی کو دیکھ کر جیسے آنکھیں بے یقین سی تھیں۔

وہ لے آیا تھا اسے اپنے باپ کی مخالفت کے باوجود بھی اسکے بھائی کا آخری دیدار کروانے کیلئے۔

یہاں آتے وہ اسکے جنازے سے لپٹ کر خوب روئی تھی ہر آنکھ اسے دیکھ کر اشک بار تھی۔

کچھ ہی دیر میں اسکی تدفین کردی گئی تھی ولی خان کی حویلی ایسے تھی جیسے کوئی گھنا جنگل سنسان ہر طرف سے صرف عین رہ گئی تھی۔

"تم رہو گی یہاں؟" وہ کمرے میں بیٹھا نرمی سے پوچھ رہا تھا وہ اب چپ تھی۔

"نہیں۔۔۔ام واپس جانا چاہتا ہے" وہ اپنے خاموش آنسوں صاف کرتی اسکے قریب ہو کر بیٹھ گئی۔

"تمارا بہت بہت شکریہ تم" وہ بولنے لگی تھی جب داراب اسکے منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔

"تم میری بیوی ہو۔۔۔ تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا بیلا" وہ اسکا ہاتھ تھامے کس دیوانگی سے بولا تھا

بیلا کا دل یکدم سے بھر آیا اسے لاکھ گلے شکوے وہاج سے ہو سکتے تھے مگر ایک کام وہ اچھا کر گیا تھا جو اسے خان حویلی سے نہیں لایا تھا۔

لے آتا تو بیلا ولی کو یہ شخص کیسے ملتا جو اسے پوری دنیا سے زیادہ چاہتا ہے۔

وہ بیلا کو لے کر حویلی سے پہلے ہوسپٹل لے گیا تھا وہ نہ نہ کرتی رہی لیکن وہ نہیں چاہتا تھا ان سب کا اثر اسکی صحت پر پڑے۔

مکمل چیک اپ کے بعد وہ اسے یہاں وہاں مختلف جگہوں پر لے گیا تھا جس کے بعد وہ پہلے سے کچھ ہلکا محسوس کرنے لگی تھی۔

"تمہیں یہ تو نہیں لگ رہا میں تم سے تمہارے بھائی کی یادیں چھیننے لایا ہوں؟" وہ اسے سامنے بیٹھے دیکھ استفساریہ مخاطب ہوا۔

بیلا نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"ام کو انکے جانے کا دکھ ضرور ہے لیکن۔۔۔وہ سب تو امارے لئے بچپن میں ہی ختم ہو گیا تھا" اسکی آواز گلوگیر ہوئی۔

"لیکن ام انکا مشکور رہے گا انکی وجہ سے ام کو تم مل گیا" اس کی بات پر داراب نہ چاہتے ہوئے بھی مبہم سا مسکرا دیا۔

اگلے کتنے ہی دن وہ اس صدمے سے باہر نہیں آسکی تھی داراب نے اتنے دن ڈیوٹی سے بھی آف لے لیا تھا وہ اپنا سارا وقت اسے دے رہا تھا۔

"مورے۔۔۔میں بیلا کو کچھ دن کیلئے باہر لے جانا چاہتا ہوں" فرخندہ بیگم لان میں بیٹھی تھیں جب داراب کی بات پر انہوں نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم جانتا ہے وہ اس کنڈیشن میں نہیں کہ کہیں جا سکے اور ام تم پر اعتبار نہیں کرے گا"

یہاں تو وہ اسکے کھانے پینے کا سارا دھیان خود رکھتی تھیں۔

"مورے۔۔۔میں کیسے نہیں رکھونگا

دھیان۔۔۔میں بھی تو کچھ لگتا ہوں اس کا "

وہ سیدھا نام نہیں لے سکا آج بھی انکے سامنے اسکی جھجھک ختم نہیں ہوئی تھی۔

"کس کا؟" استفساریہ پوچھا۔

"بیلا کا اور۔۔۔آپ کے آنے والے پوتا یا پوتی کا"

اسکے جواب پر وہ بے اختیار مسکرادیں۔

"باز آجاؤ۔۔۔لے کر جائے گا تو اسکا اچھا خیال بھی رکھنا پڑے گا" انہوں نے ساری تاکید ایک ساتھ کر دی داراب تو اجازت ملتے ہی ہواؤں میں تھا۔

وہ اپنی اور بیلا کے ہنی مون کی ٹکٹ کنفرم کر گیا تھا جو ایک طرح سے اسکے لئے سرپرائز تھا پتہ چل جاتا تو یقیناً اسے جوتے ضرور پڑتے کہ وہ اب اسے ہنی مون پر لے کر جا رہا تھا۔

123/1

مورے سے اجازت ملنے کی دیری تھی کہ وہ تمام معاملات فوراً سیدھے کر گیا لیکن اندر ہی اندر خوشی سی بھی تھی یقیناً بیلا بہت خوش ہوتی لیکن داراب کو ڈر بھی تھا جو ڈانٹ اسے پڑنے والی تھی اسکے لئے داراب کو خود کو پہلے ہی تیار کرنا تھا۔

وہ اپنے کہے مطابق زارک کو ڈنر پر کہیں باہر لے کر آیا تھا زارک کو لگا تھا وہ اسے گھر پر ہی انوائٹ کرے گا لیکن یاقوت اسے ایک اچھے مہنگے رستوران لے کر آیا تھا۔

یہاں آکر بھی ایک الگ سے کونا اپنے لئے مختص کیا تھا جہاں وہ زارک کے سامنے بیٹھا تھا۔

زارک اسے ہی خاموش نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اسے یہاں کیوں لایا ہے لانے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔

کیونکہ بنا مقصد توجہ اسے ایسے ہی یہاں لانے سے رہا

اتنا تو وہ خود بھی سمجھتا تھا تب ہی اسکے خود سے بولنے کا

منتظر تھا۔

یاقوت نے کافی کا گھونٹ بھرتے گلا کھنکارا۔

"تم سوچ رہے ہو میں تمہیں یہاں کیوں لایا ہوں ہیں

ناں؟" وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے اسکے ذہن کو پڑھ رہا

ہو۔

زارک نے ٹرانس کی سی کیفیت میں سر اثبات میں

ہلایا۔

"تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں کرو گے ؟" وہ ہاتھ

آگے بڑھائے اسے دوستی آفر کر رہا تھا۔

زارک نے بے یقینی سے کبھی اسے تو کبھی اسکے ہاتھ کو

دیکھا وہ اسے خود سے دوستی آفر کر رہا تھا۔

"مطلب نہیں؟ کرلو برا لڑکا نہیں ہوں میں" وہ خود

سے خود کی تعریف کر رہا تھا بنا شرمائے۔زارک نے

اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"میں نے کب کہا تم برے ہو" وہ اسے آپ کے بجائے تم کہہ کر پکار رہا تھا کیا یہ دوستی کی شروعات تھی؟ یاقوت نے بے ساختہ سوچا۔

اس نے ہاتھ آگے کرتے اسکا ہاتھ تھامنا ہی چاہا تھا کہ یاقوت نے ہاتھ ذرا سا پیچھے کر لیا۔

زارک کو حیرت ہوئی وہ اسی طرح سٹک ہوا اسے دیکھے گیا۔

"پہلے پوچھ تو لو میں دوستی کر کیوں رہا ہوں؟" اسکے سوال پر زارک ٹھٹھکا اور چہرے کے تاثرات ڈھیلے چھوڑ گیا۔

"تو بتاؤ کیوں کر رہے ہو یہ دوستی؟" سیدھا سوال کیا یاقوت معنی خیز مسکراہٹ مسکرانے لگا۔

"سمپل ہے بنا مطلب کے میں کچھ نہیں کرتا دوستی بھی نہیں تو مجھے تم سے بھی مطلب ہے" وہ سنجیدگی سے بات کرنے لگا زارک کے کان خرگوش کی طرح کھڑے ہونے لگے تھے۔

"میں تم سے تمہیں چاہتا ہوں" اسکی بات پر زارک کی آنکھیں پھیلیں اسکے یکدم تاثرات بدلنے پر یا قوت دانت بھینچ گیا۔

"تم کوئی لڑکی ہو جو ایسے ایکسپریشن دے رہے ہو؟" تپ کر پوچھا زارک فوراً سے سیدھا ہو گیا۔

"ن۔۔۔نہیں میں تو ایسے ہی" وہ گڑبڑا سا گیا۔

"میں برلاس کو دور جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا اور بھائی کا ارادہ ہے وہ اسے تمہارے ساتھ بھیج دیں "

بات کرتے ہوئے لہجہ دھیما ہو گیا جیسے ایک درد آسمایا ہو۔

"ہم چاروں بھائی بچپن سے ایک ساتھ ہیں تو اب یہ جدائی ہم برداشت نہیں کر سکتے" وہ دن یاد آنے لگا جب زیحال نے برلاس کو گھر سے نکالا تھا۔

"تو۔۔۔میں برلاس کو اپنے ساتھ نہیں لے کر جاؤنگا" وہ کچھ سوچ کر نرمی سے بولا۔

اسکی ایک ہی بات نے یاقوت کے دل میں اسکے لئے جگہ بنادی تھی ایسے جیسے ایک ہی پل میں اسکے دل کا میدان زارک اسفندیار کیلئے وسیع ہو گیا ہو۔

"لیکن بھائی تمہیں اب اکیلا نہیں چھوڑیں گے" ایک نئ فکر ستائی۔

"تم ہمارے ساتھ رہ سکتے ہو ہم۔۔۔چ۔۔۔چار سے پانچ ہونے کیلئے تیار ہیں" اسکی اس بات نے گویا زارک کی سانسیں روک دی تھیں۔

"نہیں۔۔۔میں نہیں رہ سکتا آپ کے ساتھ" وہ کچھ سوچ کر دھیرے سے بولا یاقوت کے چہرے کی رنگت فق پڑ گئی جیسے ساری امید ایک ہی پل میں چکنا چور ہو گئی ہو۔

"میں آپ سے برلاس کو بھی نہیں چھین رہا" وہ یہ بات دل پر کتنے پتھر رکھ کر بول رہا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

یہ ایک رشتہ اسکے لئے کتنا اہم تھا یہ اسکے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا تھا پوری دنیا میں اسے صرف ایک بھائی ملا تھا۔

اور اب وہ اسے ہی خود سے دور کرنے کی بات کر رہا تھا گویا کہ خود پر ایک اور ظلم کر رہا تھا۔

"تو۔۔۔تو کیا کرو گے تم؟" وہ بمشکل ہی پوچھ سکا۔

"چلا جاؤنگا یہاں سے "

"کہاں؟" بے ساختہ پوچھا۔

"اسی دنیا میں۔۔۔جہاں سے میں آیا تھا" اسکا لہجہ بہت گہرا تھا جیسے صدیوں کا غم لئے ہوئے ہو۔

"وہ لوگ مجھے مارنا نہیں چاہتے وہ صرف مجھے حاصل کرنا چاہتے ہیں ابراہیم سے زیادہ انکے میں اہم ہوں " اسکی بات سن کر یاقوت کا دماغ مفلوج ہونے لگا تھا وہ چاہ کر بھی کچھ بھی نہیں سوچ پارہا تھا۔

"کیا تم۔۔۔و۔۔۔وہی سب کروگے جو کرتے آئے تھے ؟" یہ ایسا سوال تھا جس کی زارک کو توقع نہیں تھی۔پھر بھی وہ مسکرادیا۔

"ڈونٹ وری میں آپ لوگوں سے بہت دور چلا جاؤنگا
یہاں آپ کو میرا نام ونشان بھی نہیں ملے گا "
وہ بول کر خاموشی سے کپ دیکھنے لگا یا قوت کو لگا جیسے
وہ دل کی بات نہیں کہہ رہا اسکا چہرہ اسکے دل کی ٹوٹی
ہوئی داستان سنا رہا تھا۔
"ہمارے ساتھ کیوں نہیں رہ سکتے ؟" پھر سے سوال
دہرایا۔

"وہ لوگ میری وجہ سے آپ سب تک بھی آئیں گے اور پہلا نشانہ برلاس کو بنائیں گے میں اس پر ایک بھی خروچ برداشت نہیں کر سکتا "

وہ اپنے بھائی کیلئے کتنا جنونی تھا اسکے انداز سے بخوبی معلوم ہو رہا تھا۔

"بہتر ہے میں خود کو انکے حوالے کر دوں" کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"بھائی تمہیں نہیں جانے دیں گے" یاقوت بے اختیار اٹھتے بولا۔

"میں خاموشی سے نکل جاؤنگا انہیں علم نہیں ہوگا" وہ جانے کے لئے مڑ گیا۔ جب کچھ یاد آنے پر واپس پلٹ کر یاقوت کو دیکھا۔

"آپ کی دوستی مجھے قبول ہے جہاں بھی رہوں گا اسے پورے دل و جان سے نبھاؤں گا" وہ بے حد خوبصورتی سے بول کر باہر نکل گیا۔

نجانے کیوں لیکن یاقوت مسکرا دیا تھا اتنا بھی برا نہیں تھا اسفندیار کا بڑا بیٹا اس نے اعتراف کیا تھا۔

لیکن اسکے واپس جانے کا سن کر اسکا دل جانے کیوں بجھنے لگا تھا۔

وہ ناشتہ ایک ٹرے میں رکھ کر کمرے میں لے کر آئے جب نگاہ سیدھی اس دشمن جان پر گئی جو انکے جانے کے بعد اٹھی تھی۔
بال جیسے تھے ویسے ہی بکھرے ہوئے تھے۔یقیناً اسے ٹھیک کرنے کا ہوش بھی نہیں تھا۔وہ یک ٹک باہر دیکھ رہی تھی۔

برہان دھیرے قدموں سے آگے آئے اور آکر ٹرے ٹیبل پر رکھ کر زرتشم کی جانب مڑے وہ اب بھی انہیں نہیں دیکھ سکی تھی۔

وہ بیٹھ کر اسکے بالوں کو سمیٹ کر ایک جوڑے کی شکل دیکھنے لگے اس عمل پر زرتشم سے رخ موڑ کر انہیں دیکھا

آنکھیں یوں تھیں جیسے بہت روئی ہو۔

وہ دھیرے سے انکے کندھے پر سر رکھ گئی جب اسکے
ایسا کرنے پر وہ بھی خاموشی سے اسکے بالوں میں نرم
انگلیاں پھیرنے لگے۔

"کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے جس سے میرے ذہن
کا سارا یاد مٹ جائے؟" آواز بہت دھیمی تھی۔

" بلکل ہے۔۔۔ اگر آپ اپنے حال اور خوشیوں سے
بھرے مستقبل پر دھیان دیں تو برا ماضی ذہن میں
دور دور تک نہیں بھٹک سکتا لیکن مسلہ تو یہی ہے ناں
کہ ہم ایسا کر نہیں پاتے "

وہ بہت محبت سے اسے سمجھانے لگے انکی بات پر

زرتشم نے پلکیں ایسے جھپکائی جیسے صدیوں سے اس بات پر عمل کر رہی ہو لیکن فرق کچھ نہ محسوس ہوا ہو۔

"آپ خود کو خود ہی ماضی میں دھکیلتے ہیں جب کہ وہ اب کہیں نہیں ہوتا "

اب کی بار وہ پلٹ کر انکو دیکھنے لگی گہرے جھیل سی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔

"ک۔۔۔ کیا ام خود کو خود لے کر جاتا ہے ماضی

میں؟" لہجہ ٹوٹ سا گیا تھا۔

جب سے وہاج کی موت کی خبر سنی تھی تب سے ہی وہ

اسی طرح ڈھیلی ہو گئی تھی اسے خوش ہونا چاہئے تھا

کہ اسکا ایک مجرم لقمہ اجل بن گیا تھا اب اس سے

حساب لینے والا اسکا رب تھا۔

جو ایک ایک ذرے کا حساب لینے پر قادر ہے۔

لیکن اسے تب سے اپنا آپ اسی وقت میں محسوس ہو

رہا تھا جب سے یہ سب اسکے ساتھ ہونا شروع ہوا تھا۔

"وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے" انہوں نے تسلی دینی چاہی

"اور ب۔۔۔ بالاج؟" اسکا نام لیتے ہوئے بھی وہ کانپ رہی تھی جیسے وہ ابھی اپنا نام سنتے اسکے پاس آ جائے گا۔

"وہ زندہ ہے ابھی" انکی بات پر زرتشم کی گویا سانسیں اٹک گئیں۔

"لیکن وہ زندہ ہو کر بھی مردوں سے بدتر ہے وہ ایک

ایک دن ویسا یا شاید اس سے برا گزار رہا ہے جیسا اس

نے آپ کو دیا تھا "

وہ اسکے رخصار پر نرمی سے ہاتھ دھر گئے۔

"آپ کے بھائیوں نے اسے وہ سبق سکھایا ہے کہ وہ

مرتے دم تک اپنے کئے کو روتا رہے گا "

بھائیوں کے ذکر پر اسکا دل رک رک کر دھڑکنے لگا

ہاں اس کے بھائی جنہوں نے اسے یقین دلایا تھا کہ

اب انکی بہن کو کوئی میلی نگاہ سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔

"دو چار تھپڑ میں نے بھی مارے تھے" وہ ذرا سے شوخ ہوتے جھٹ سے معصوم بن گئے۔

"صرف دو چار؟" انکی خلاف توقع اس نے سوال کیا تھا۔

"کیا زیادہ مارنا چاہئے تھا؟" وہ سر تیزی سے ہاں میں ہلا گئی۔

"میں معصوم سا ڈاکٹر کیسے مار سکتا اسے اتنے جلاد صرف آپکے بھائی ہیں" وہ ناشتے کی ٹرے آگے رکھتے اپنے ہاتھوں سے اسے کھلانے لگے۔

"نہیں جی امارا بھائی بہت اچھا ہے تینوں کے تینوں" وہ اپنے بھائیوں کے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتی تھی۔

برہان نے بھنویں اچکالیں جیسے کہہ رہے ہوں

"اچھا؟ "

دیکھتے ہی دیکھتے اسکی نگاہیں برہان کے چہرے پر ٹھہر سی گئیں وہ یک ٹک انکویوں دیکھتی شک میں مبتلا کر رہی تھی وہ اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلانے لگے۔

"یواوکے؟ "

"ام سوچ رہا ہے کہ۔۔۔"

"کہ ۔۔۔؟ "

"کہ وہ نہ آتا اماری زندگی میں تو کیا ام کو تم بہت پہلے مل جاتا؟" اسکے اچانک سوال پر برہان کی مسکراہٹ سمٹ سی گئی جیسے وہ خود اس ماضی میں چلے گئے ہوں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہمیں الگ سے ایک فلیٹ لینا چاہیئے وہ جاپانی لڑکا رات کو سوتے وقت بہت زور سے خراٹے مارتا ہے" وہ یہ بات کوئی چوتھی دفع کر رہا تھا اور چوتھی دفع بھی برہان نے کانوں میں انگلیاں دے لی تھیں۔

"نو۔۔۔تم۔۔۔تم ایسے نہیں کر سکتے تمہیں ہیڈ سے بات کرنی چاہئے وہ تمہاری سنتے ہیں" برہان کی لاپرواہی پر موبی گویا تپ اٹھا تھا۔

"وہ میرے کچھ نہیں لگتے جو میری ہر بات مانیں گے ہم غریبوں کو یہ جگہ بھی مل گئی وہ بھی بہت ہے"

وہ اپنی چائے کا مگ اٹھا کر بیڈ پر جا بیٹھا بیڈ بھی اتنا تھا جو ایک کے سونے کو کافی ہو۔

"واہ۔۔۔کچھ نہیں لگتے تو ایکسٹرا اٹائم سٹوڈنٹس کیوں دیتے ہیں پڑھانے کیلیئے وہ۔۔۔وہ پٹھان لڑکی اتنے

امیر گھرانے کی ہے اسکے لئے ٹیچر نہیں رکھا تمہیں

رکھ لیا واؤ۔۔۔۔"

اسکا بس نہیں چل رہا تھا اس جاپانی لڑکے کا سارا غصّہ

ہیڈ اوف ڈپارٹمنٹ پر اتار آئے۔

"مجھے پرابلم نہیں ہے اس لڑکی کو پڑھانے میں"

برہان نے کندھے اچکا لئے۔

لیکن وہی موبی کی آنکھیں شکی انداز میں پھیلتی چلی

گئیں وہ فر سے اسکے سامنے آبیٹھا اور دھپ سے کتاب

بند کر دی۔

تاکہ یہ کتابی کیڑا اسکی بات غور سے دونوں کان ایک دماغ اور دونوں آنکھیں کھول کر سن لے۔

"کہیں تمہیں اس لڑکی پر کرش تو نہیں ہو گیا؟ اوہ مائے گاڈ اسکو دیکھا ہے کیسے پورے تھان میں لپٹ کر آتی ہے جیسے کوئی حور ہو کہیں کی"

اسکی بات پر برہان کی آنکھوں کے سامنے پچھلے ہفتے کا وہ منظر گھوم گیا۔

خالی کلاس اور صرف وہ دونوں۔ وہ گھبرائی ہوئی سی اسکے سامنے بیٹھی تھی۔

"ڈر کیوں رہے ہیں کھا تھوڑی کھاؤنگا آپ کو" اسکے یوں ڈرنے پر برہان کو اپنی انسلٹ فیل ہوئی۔

پورے کالج کی لڑکیاں اس پر مرتی تھیں اس سے پڑھنے کیلیئے ترستی تھیں اور یہ محترمہ۔

اسی پل اس ڈری سہمی سی لڑکی نے نگاہ اوپر اٹھائی پہلا لمحہ پہلی نگاہ ان سبز خوبصورت آنکھوں سے ملیں جس کے بعد جیسے پورا کا پورا برہان ورک ان میں ڈوب گیا تھا اور تب سے اب تک وہ ان آنکھوں سے باہر نہیں نکل سکا تھا۔

"دیکھا میرا اشک صحیح تھا تمہاری ضرور گندی نظر ہے اس پر "

اسکی بات پر برہان نے ہوش میں آتے اسے دیکھا۔

"وہ ایسی نہیں ہے جس پر گندی نظر رکھی جا سکے "

وہ بے ساختہ بولا تھا اور یہی بات اسے موبی کے آگے کے چار گھنٹوں والے لیکچر کی نظر کر گئی تھی۔

اس نے مشرق سے لے کر مغرب تک کی ساری مثالیں اٹھا کر برہان کے منہ پر دے ماری تھیں لیکن اسے فرق ایک سے بھی نہیں پڑا تھا۔

اسی پل انکے ہاسٹل روم کا دروازہ ناک ہوا۔

"کون ہے اب؟" اسے لگا تھا آنے والا وہی جاپانی لڑکا ہے لیکن آگے سے دو پونیوں والی کیوٹ سی کم سن لڑکی کو آتے دیکھ مبشر اپنی جگہ سٹک ہو گیا۔

اسکی آنکھوں کا رنگ بھی سبز تھا سلکی گولڈن بالوں کو دو چٹیوں میں قید کئے معصومیت سے بھرا چہرہ لئے وہ سیدھا برہان کے گلے لگ کر رونے لگی۔

"زنو۔۔۔ کیا ہوا بیٹا۔۔۔ رو کیوں رہی ہو" وہ اسکے یوں اچانک آنے اور پھر رونے پر بے حد پریشان ہوا۔

مبشر ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے پاس آکھڑا ہوا۔

"وہ۔۔۔وہ موحد نے بہت زور سے ہٹ کیا مجھے۔۔۔چوٹ بھی لگی" وہ روتے ہوئے اپنی کہنی دکھانے لگی۔

وہ شاید اسکول کے آخری سال میں تھی قد بھی مناسب تھا معصومیت حد درجے کی تھی۔

"کیوں۔۔۔اسے کیا تکلیف تھی؟" پوچھنے والا مبشر تھا برہان نے آنکھوں سے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"کوئی جھگڑا ہوا اس سے؟" نرمی سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ صرف مارکس زیادہ تھے اس سے اسکی جیلسی تھی اسے" وہ پڑھنے میں اپنی خوبصورتی سے زیادہ ہوشیار تھی۔

"تو تمہیں اتنی دور سے اکیلے نہیں آنا چاہئے تھا اور ڈن سے کہہ کر فون کر لیتی میں خود آجاتا "

وہ اپنے بورڈنگ اسکول سے اکیلی یہاں تک آ گئی تھی اس بات کی برہان کو سب سے زیادہ پریشانی تھی۔

"آپ میرے ساتھ چلیں وہ بد تمیز ہے اسے سمجھائیں نہیں تو آپ بھی اسے ماریں "

"یہ ہوئی ناں بات چلو اسکی ہڈیاں توڑتے ہیں" مبشر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا برہان نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو تمہاری بہن کو مارا ہے انہوں نے ایک دو کو تو سبق سکھانا پڑے گا ناں" وہ ایسے ہی تھا جذباتی جلد گو۔

"زنو۔۔۔بچے آج اکیلی آئی ہو آئندہ ایسا کیا تو میں ناراض ہو جاؤنگا" وہ واقعی اپنے بھائی کی ناراضگی سے ڈرتی تھی۔

"نہیں لیکن ابھی آپ چلیں" وہ بضد تھی۔

"نہیں۔۔۔اسے موقع دو وہ سدھر جائے گا" وہ طبعیت کا بہت سادہ بندہ تھا لڑائی جھگڑا کرنا اسکا شیوہ نہیں تھا لیکن اسکے بعد جو ہوا اس نے برہان ورک کی پوری زندگی بدل دی تھی۔

برہان ورک کی خاموشی کو اسکی کمزوری سمجھ کر اسکی بہن کو اٹھا کر وہ لوگ اپنے فارم ہاؤس پر لے گئے تھے۔

وہ یہ کام کسی بڑے کی مدد کے بغیر نہیں کر سکتے تھے انکے ساتھ کوئی شامل تھا۔

یہ پانچ لوگوں کا گروپ تھا جنہوں نے یہ گستاخی سر انجام دی تھی۔

وہ آج اپنی کلاسز جلدی ختم کر آیا تھا وہ یہاں صرف پڑھتا نہیں تھا بلکہ اپنے آپ سے جونیئر سٹوڈنٹس کو پڑھا کر ان سے فی بھی چارج کرتا تھا۔

اور یہی اسکا زریعہ انکم تھا جس سے وہ اپنی بہن کو پڑھا لکھا رہا تھا۔

بچپن میں ماں باپ کے گزر جانے کے بعد گھر جیسی چھت بھی سر سے چھن گئی تھی کیونکہ وہ پہلے سے ہی گروی رکھی جاچکی تھی۔

یہ برہان کو بعد میں علم ہوا کہ اسکا باپ جوے میں اس گھر کو اور اپنے کاروبار کو بہت بری طرح سے ہار گیا تھا۔

جس کے بعد اس پر یہ انکشاف ہوتے دیر نہ لگی تھی کہ وہ ایکسیڈنٹ محض ایک دھوکہ تھا وہ تو خود کو بے دردی سے خود ہی ختم کر گئے تھے۔

پیچھے اپنے بچوں کو تنہا دنیا کے حوالے کر کر جو بہت

بے رحم ثابت ہوئی تھی۔

وہ کم سن برہان اپنی بہن کو ساتھ لے کر مختلف دکانوں

پر کام کر کر اسے پالنے لگا تھا ملنے والے پیسے شروع

میں بہت کم تھے۔

جس میں کھانا پینا ہی بہت مشکل سے پورا ہوتا تھا اور

زنو تب تک دودھ بھی پیتی تھی۔

اسکے لئے چھت کا انتظام کرنے کیلیئے وہ دن رات محنت کرتا خود کو اس مقام پر لے آیا کہ ایک چھوٹا سا کمرے جتنا گھر کرائے پر لے سکے۔

لیکن وہاں بھی صرف رات کو آنا نصیب ہوتا تھا دن بھر ٹھوکریں کھا کر وہ صرف پیسے کماتا تھا۔

قسمت اسکے ساتھ تھی کیونکہ اسکا یقین اسکے رب پر پختہ تھا۔

تب ہی کام کے ساتھ ساتھ اس کی پڑھائی بھی جاری رہی تھی۔ کوئی ایسا رشتہ دار نہ تھا جنہوں نے ان بھائی بہن کو اپنانے کیلیئے قدم آگے بڑھایا ہو۔

اور پھر جب وقت گزرا تو وہ خود کو اس قابل بنا گیا کہ زنو کو بورڈنگ میں ڈال کر خود میڈیکل کالج میں آگیا

اس سفر میں اسے جو سب سے خوبصورت ساتھ ملا تھا وہ مبشر کا تھا۔

جس نے اسے بتایا کہ کوئی بھی دنیا میں تنہا نہیں ہوتا وہ رب کسی نہ کسی کو اسکے لئے ضرور بھیجتا ہے۔

اور وہ اسکی زندگی کو اپنی موجودگی سے بے حد حسین بنا گیا تھا جسے صرف یہ پتہ تھا کہ برہان کی ایک بہن بورڈنگ میں ہے۔

وہاں برہان کی قابلیت دیکھ اور پڑھائی میں دلچسپی دیکھ ہیڈ نے اسے باقی سٹوڈنٹس کو پڑھانے کی اجازت دے دی تھی۔

ان سے ملنے والے پیسے وہ زنو پر لگا دیتا تھا تا کہ وہ اچھی تعلیم حاصل کر سکے۔

آج یہ پہلا موقع تھا جب مبشر نے ظاعنہ کو دیکھا تھا۔
اور تب سے ہی وہ برہان کے کان کھا گیا تھا کہ اسکی
بہن رو رہی ہو گی چلو چلتے ہیں۔
برہان نے ذرا بھی اسکی بات نہیں سنی آج وہ کلاسز
جلدی لے کر اپنے روم میں آگیا تھا دل عجیب سی
گھبراہٹ کا شکار تھا۔
زہن بھٹک کر زنو کی جانب ہی جا رہا تھا کیونکہ
ایک وہی تو تھی اسکا کل خاندان۔

"تم کتنے ڈھیٹ ہو ایک بار جا کر اپنی بہن کو نہیں دیکھ

سکتے کتنے دل سے وہ اپنے بھائی کے پاس آئی تھی"

مبشر کی بات پر برہان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

چہرے پر ایک تاثر آکر گزرا۔

"میں کسی سے پنگے لینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں

موبی میرے پیچھے کھڑے ہونے والا باپ نہیں ہے"

وہ بے حد سنجیدہ تھا۔

مبشر کو اسکی بات پر اپنا دل بجھتا ہوا محسوس ہوا۔

"تو تم تو ہو ناں اپنی بہن کیلئے اسکے باپ کی جگہ انفیکٹ ماں بھی وہ تمہیں ہی سمجھتی ہے" وہ اسے احساس دلوانا چاہتا تھا۔

"وہ ٹھیک ہو گی" خود کو جھوٹی تسلی دیتے وہ کتاب سرہانے رکھ کر لیٹ گیا۔

جب کچھ دیر میں وارڈن کی کال آئی اور اس نے وہ کہا جس نے برہان ورک کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی۔

"آپ کی بہن صبح سے یہاں سے غائب ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں وہ آپ کے پاس ہے؟ "

پہلے ہی طرح کہیں وہ اب بھی خود سے نہ چلی گئی ہو سوچ کر وہ مطمئن تھیں لیکن برہان کا سارا سکون چھین گئی تھیں۔

وہ اور مبشر اسی وقت زنو کو ڈھونڈنے نکل پڑے تھے اسکا پورا اسکول چھان مارا تھا لیکن وہ وہاں کہیں بھی نہیں تھی۔

اسکے اسکول سے لے کر اپنے کالج آنے تک سارا ایریا وہ چھان گئے تھے لیکن وہ وہاں بھی کہیں نہیں تھیں۔ یہاں برہان کی جان نکلی تھی اپنی بہن کو کھونے کے خوف سے۔ وہ بار بار اپنے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کر رہا تھا۔

"یار کہاں گئی ہو گی تمہاری بہن؟" مبشر خود آس پاس کی دکانوں کے اندر بھی دیکھ آیا تھا مبادہ کہیں بیٹھی رو نہ رہی ہو۔

کہ تب ہی برہان کے ذہن میں وہ لڑکا کلک ہوا وہ لمحے

کے آخری حصّے میں ٹھٹھکا اور ہیڈ کی لائی ہوئی گاڑی

اسکے اسکول بھگا لے گیا۔

جہاں سے اس لڑکے کی تمام تر ڈیٹیلز نکالنے کے بعد

وہ آخر کار اسکے گھر سے فارم ہاؤس پر پہنچ گیا تھا۔

وہ وہیں تھی انکے قبضے میں روتی ہوئی لیکن مضبوط بن

کر کھڑی جیسے کوئی زخمی شیرنی ہو۔

اپنے بھائی کو سامنے کھڑا دیکھ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو

پڑی۔

"بھائی" اسکے منہ سے یہ لفظ سنتے جیسے کسی نے برہان کا پورا وجود جھنجھوڑ دیا تھا۔

اور وہ دن تھا جب وہ انسانیت پر رحم کرنا بھول گیا تھا وہ برہان ورک تھا مستقبل کا ڈاکٹر شاید اچھا بھی بن جائے۔

لیکن یہاں قسمت نے اسے دوسرا رخ دکھا دیا تھا۔

زنو کو لے کر وہ ایک فلیٹ میں آگیا تھا جس کا کرایہ بہت زیادہ تھا۔

لیکن اب وہ اپنی بہن کو اکیلے کہیں بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا اس نے جو کیا تھا اس پر پولیس اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہی تھی۔

لیکن اسکی قسمت اچھی تھی کہ اسکی ابھی تک شناخت نہیں ہو پائی تھی۔

اس نے مجبور ہوتے زرتشم کے بھائی سے خود اسے پڑھانے کی بات کر لی تھی۔

"میں جانتا ہوں وہ ڈیوٹی میری ہیڈ نے لگائی تھی لیکن آپ بہت بڑے شخص ہیں تھوڑی سی اماؤنٹ آپ

کے لئے کچھ نہیں ہو گی لیکن میری بہن کو میں محفوظ
چھت دے سکوں گا"
وہ عرضی لے کر زریاب خان کے سامنے کھڑا تھا سر جھکائے نظریں نیچی جیسے اسے اٹھانی ہی نہ آتی ہوں۔
زریاب نے بغور اس لڑکے کو دیکھا اور پھر اس کے بعد وہ انکی پناہ میں چلا گیا تھا جتنا پیسا زریاب خان نے اسے دیا تھا ان میں وہ ایک چھوٹی گاڑی اور خود کا ایک مکان لے گیا تھا۔

اس دن کے بعد سے وہ زرتشم کو بہت توجہ کے ساتھ پڑھانے لگا تھا وہ بھی اب اس سے کم ہی ڈرتی تھی۔ ڈر اس خول کا تھا جو اسکے ارد گرد خاندانی اصولوں نے باندھا تھا ورنہ یہ پڑھانے والا تو شکل سے ہی بہت معصوم لگتا تھا۔

''آپ یہ کل پڑھ کر آئیں گے خود سے پھر میں آپ کا ٹیسٹ لونگا'' وہ بک بند کرتے اسے کل کا شیڈول سمجھانے لگا۔

وہ سر ہلاتی اپنا بیگ بند کرنے ہی لگی تھی کہ اس نے اپنا بھاری ہاتھ اسکے بیگ پر رکھ دیا۔

"صرف سر ہلانا کیا ہوتا ہے آپ بول نہیں سکتے؟"

اسے تھوڑا غصّہ آیا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔ام پڑھ کر آئے گا" وہ خوف زدہ سی دھیمی آواز میں بولی۔

برہان کو اسکی اردو تھوڑی دلچسپ لگی تھی اس دن کے بعد سے وہ زریاب سے تو نہیں ملا لیکن وہ زرتشم کو ایکسٹرا ٹائم دینے لگا تھا۔

اسکا خوف اب کہیں نہیں تھا وہ برہان کے ساتھ کافی گھل مل گئی تھی۔لیکن قسمت نے آگے انکے لئے جو دردناک وقت لکھا تھا اسکی ایک بھی جھلک اگر ان دونوں کو معلوم ہو جاتی تو یقیناً وہ کبھی نہ مسکرا پاتے۔

____

وہ کئی دنوں بعد آج خود کو قدرے بہتر محسوس کر رہا تھا شہریار اسکے ٹھیک ہونے کی تسلی کرتے رات ہی واپس چلے گئے تھے تب ہی وہ خود کیلئے اب خود کھانا بنا رہا تھا۔

کہ تب ہی اسے باہر سے ایک چوں چوں کی آواز سنائی دی زارک اس آواز پر ٹرانس کی سی کیفیت میں کچن سے جیسے ہی باہر آیا سامنے اسکی لٹل فیری کھڑی تھی۔

اسے دیکھتے ہی زارک کا چہرہ یکدم سے کھل اٹھا۔

وہ دونوں بازو کھولتے گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گیا۔

جسے دیکھ زالے بھاگتی ہوئی اسکے ساتھ آلگی۔

"چام۔۔۔۔می چام" وہ یہی جملہ اسے دیکھ کر ہمیشہ بولتی تھی۔

"یس مائے لٹل فیری۔۔۔کدھر تھا میرا بچہ چام

سے آج ملنے آیا ہے "

وہ بے حد محبت سے اسکے ماتھے پر بکھرے بے بی کٹ

بالوں کو ٹھیک کرنے لگا۔

"میں۔۔۔ببا۔۔۔تو (کو) بولاتا (تھا)۔۔۔وہ نئ لے

کل (کر) آئے "وہ اس سے اپنے باپ کی ہی شکایت

کرنے لگی تھی۔

"آ۔۔۔ بابا نے اچھا نہیں کیا ہم بابا سے ناراض ہو جائیں گے" وہ اسکی بات پر زور و شور سے سر ہاں میں ہلانے لگی۔

"واؤ۔۔۔ باپ سے غداری بیٹا" پیچھے سے زیحال کی آواز پر زارک بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا چہرہ تاریک پڑ گیا۔

"ن۔۔۔ نہیں میں تو بس"

"ریلیکس" اسکے گھبرانے پر زیحال نے نرمی سے تسلی دی۔

لیکن تب ہی زارک کی نظر اسکی گود میں ایک ننھے

سے بچے پر پڑی۔

وہ اتنا چست بچہ تھا کہ کمبل سے اچھل اچھل کر باہر

آنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کون ہے؟"زارک کو تجسس ہوا۔

"میرا بیٹا۔۔۔تم سے ملوانے لایا ہوں" وہ آگے آتے

اپنے بیٹے کو زارک کی جانب بڑھا گیا وہ پہلی بار اپنی زندگی

میں اتنا چھوٹا بچہ اٹھا رہا تھا۔

تب ہی ڈر تھا کہیں وہ گر نہ جائے وہ اپنی ساری طاقت اس ننھی جان کو سمبھالنے میں لگانے لگا۔

"ایزی ہو جاؤ یہ کہیں نہیں جائے گا" اسکا ڈر بھانپتے وہ نرمی سے بولا۔

"یہ تو۔۔۔ بلکل آپ پر گیا ہے" وہ اسکے نین نقوش کو بہت غور سے دیکھ کر بولا۔

کہ اگلے پل اسے اپنا آپ گیلا ہوتا ہوا محسوس ہوا زارک نے جھک کر دیکھا اسکی حالت دیکھ زیجال کا قہقہہ بے اختیار نکلا۔

"سوری آج سنڈے ہے تو یہ بھی آزاد ہے" وہ ابھی اسے مالش کرواتے ہوئے کو اٹھا کر یہی لایا تھا اور آتے ساتھ اس نے بتادیا تھا وہ کے کا بیٹا ہے۔

"اور مجھے انکی آزادی کی قدر ہے" وہ بھی قہقہے میں شامل ہو گیا۔

تھوڑی دیر میں وہ کپڑے بدل کر واپس باہر آ گیا۔

زیحال تو چلا گیا تھا لیکن زالے نہیں۔

اسکے چام کو اتنے دن بعد دیکھا تھا وہ بہت سارا وقت اسکے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔

اتنے دن اسکے تاہ نے اپنے پارٹنر کو ایک بار بھی نہیں دیکھا تھا تو اسکا ناراض ہونا بجا تھا زامل منہ پھلائے ہوئے آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا تھا۔

بھلا کیسے اپنے ہی تاہ کے کندھوں پر بیٹھ کر۔

"می ناج اوتے (میں ناراض ہوں اوکے)" جتایا گیا وہ بھی برلاس کے بال مٹھی میں جکڑ کر۔

"یہ میرے بال ہیں گھوڑے کی لگام نہیں" برلاس کے تپ کر بولنے پر دور بیٹھی آئرہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

وہ کب سے ان چاچا بھتیجا کی صلح ہوتے دیکھ رہی تھی لیکن ایسا کوئی امکان نظر آ نہیں رہا تھا۔

"دیکھو میری بات سنو" برلاس اب اسے ٹیبل پر بٹھائے خود کرسی پر بیٹھا اپنی جانب متوجہ کر کر بولا۔

"تاہ کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی ناں؟" پوچھا گیا لیکن طبعیت ٹھیک ہونا کس کو کہتے ہیں اس افلاطون کو نہیں پتہ تھا۔

"یار۔۔۔یہاں۔۔۔مجھے یہاں چوٹ لگی تھی"

برلاس نے سر آگے پیش کر دیا زامل نے اپنی بٹن سی آنکھوں سے چوٹ تلاش کی وہ بھی نہیں ملی۔

"می کتی۔۔۔یو ندے بے بی (میں کٹی ہوں تم گندے بچے ہو)"

وہ اسے الو بنا رہا تھا جبکہ زامل تو زامل تھا الو نہیں۔

"تمہاری تو میں۔۔۔اب بولو" برلاس اسے اٹھا کر الٹا لٹکا گیا۔ پھر جو زامل چیخا ہے پورے گھر کو اس نے فوراً اسے اکٹھا کر لیا تھا۔

"تم دونوں باز نہیں آؤ گے چھوڑو ایک دوسرے کو"

وہ دونوں ایک دوسرے کا کان پکڑے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"نئ (نہیں)"زامل نے سر نفی میں ہلایا یا قوت کو یہ ٹیڑھی ہڈیاں ایسے سیدھی ہوتی نظر نہیں آرہی تھیں تب ہی وہ ان دونوں کو زیحال کے پاس لے گیا۔

وہ دونوں اب سیدھے کھڑے تھے ایک میں بھی اپنے باپ کے سامنے چوں تک کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

"تم بڑے ہو تم بھی جھگڑا کر رہے ہو تو میں اس سے کیا توقع رکھوں" اس نے اپنے بڑے صاحبزادے کی جانب اشارہ کیا۔

زامل سر جھکا گیا ڈانٹ جو پڑ رہی تھی۔

"تم سے میں نے پہلے بھی کہا تھا لیکن تم نہیں آئے باز کیوں؟" وہ مزید بر لاس پر آواز بلند کر گیا۔

یاقوت کھڑا انکو دیکھ رہا تھا لیکن معاملہ سیریس ہوتے دیکھ اسکی رنگت فق پڑ گئی۔

''نہیں مانو گے ناں ہاں؟'' وہ جو نہی برلاس کا ہاتھ مارنے کے لئے تھامنے لگا زامل چیخ کر برلاس کی ٹانگوں کے ساتھ لپٹ گیا۔

''نو۔۔۔ببا۔۔۔ہپ ناہ (نہیں بابا مارو نہیں)'' وہ رونے لگا تھا برلاس نے اسے گود میں اٹھالیا۔

زامل مزید اسکے گلے میں ہاتھ ڈال کر لپٹ گیا۔

''می۔۔تاہ۔۔۔ببا۔۔۔ہپ ناہ (میرے تاہ ہیں بابا آپ مارو نہیں) ''

"می شوئی (میں سوری کرتا ہوں)" وہ روتے ہوئے

اپنے باپ سے اپنے تاہ کی طرف سے سوری کر رہا تھا

یاقوت نے زیحال کی جانب دیکھا۔

وہ بمشکل ہی اپنی مسکراہٹ دبا رہا تھا مطلب اس نے

جان بوجھ کر اسکے تاہ کو ڈانٹا یہی ایک طریقہ تھا اس

چھوٹے فتنے کو ٹھیک کرنے کا۔

وہ خود چاہے جتنا لڑ لیں لیکن کوئی اور اسکے تاہ کو ایک

لفظ بھی کہے تو زامل کی جان پر بن آتی تھی۔

پیچھے بیڈ پر چھوٹا زیحال اپنے آپ میں ہاتھ پیر مار رہا تھا

زمل اسے ابھی لٹا کر گئی تھی۔زامل نے مڑ کر اسے

گھورا۔

"یو ڈنداہی ڈونت لاف (اے گندے بچے ہنسو

نہیں)"اتنا سیریس میٹر چل رہا تھااور وہ ہنس رہا تھا۔

زیحال اور یاقوت نے منہ پر ہاتھ رکھتے پوری قوت

سے اپنی ہنسی دبائی۔وہ واقعی بڑا بھائی لگ رہا تھا۔

برلاس زامل کو لے کر بیڈ پر آگیا لیکن زامل کو اپنے تاہ

کے پاس وہ گندا بچہ بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔

دونوں اسکے اوپر جھکے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے وہ بھی ایسے مٹر سی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے ان دونوں کی خوب پہچان ہو۔

"اسے میں اٹھالوں ؟"اس نے زامل سے پوچھا۔

"نو۔۔۔یہ دندا ہے"اس نے پتے کی بات بتائی۔

"کیوں ؟"برلاس کو اب تک انکے بیچ ہوا فنڈا معلوم نہیں ہو سکا تھا۔

"اش نے مئی نو جی بی لی اول۔۔۔اول ممابی(اس نے میری نوزی بھی لے کی اور۔۔۔اور میری مما بھی)"

رات کو زمل اب اسے پاس سلاتی تھی جبکہ زامل زالے اپنے بیڈ پر ہوتے تھے۔

''لیکن یہ چھوٹا ہے ناں مما کے پاس رہے گا'' برلاس کی باتیں وہ فوراً سے سمجھ جاتا تھا آج اسکی بھی نہیں سمجھ رہا تھا۔

''تو میں بد بداوں (تو میں بگ بگ ہوں؟)'' اس نے ہاتھ بڑا۔۔۔۔ سا کر کر پوچھا ساتھ آنکھیں گول ہونے لگیں۔

"یس آپ اب اتنے۔۔۔ بڑے ہو گئے ہو" برلاس کی بات سن کر زامل بیڈ پر وہی کھڑا ہو گیا برلاس جو کہ کہنی کے بل لیٹا ہوا تھا اس سے نیچے ہو گیا۔

"یش۔۔۔یش۔۔۔جامی۔۔۔بلاو دیا۔۔۔یش یش (یس۔۔۔یس۔۔۔زامی بڑا ہو گیا۔۔۔یس یس) "

وہ زور زور سے چیختے ہوئے کودنے لگا تھا اتنے میں اسکی جائیداد میں برابر کا شریک گلا پھاڑ کر رونے لگا۔

برلاس نے اسے فوراً سے گود میں لے لیا وہ اسے
دوسری بار گود میں اٹھا رہا تھا خوشی سے دل اس قدر
بھاری تھا کہ وہ منہ سے کوئی لفظ ادا نہیں کر پا رہا تھا۔
"اسے۔۔۔م۔۔۔میں کوئی نام دوں؟" اس نے نم
آواز میں زیحال سے پوچھا۔
"تم ہی دو گے" وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے محبت
سے بولا۔

برلاس کی تو گویا باچھیں کھل گئی تھیں وہ بغور اسے دیکھتا ذہن میں کوئی نام سوچنے لگا جب اسکے ذہن میں ایک خوبصورت نام گردش کرنے لگا۔

123/3

نام دینے کیلئے سب کا اکٹھا ہونا ضروری تھا وہ اب چھ
دن کا ہونے لگا تھا جس پر نوشیر وال صاحب نے ایک
بڑی دعوت رکھی تھی۔

پورے خاندان کو انہوں نے اس دن مدعو کیا تھا ٹھیک
ویسے جیسے میکال کے پیدا ہونے پر سب لوگ انکی
خوشی میں شامل ہوئے تھے۔

اسکے صدقے کے جانوروں کا ڈھیر لگا دیا گیا تھا وہی
سب آج چھوٹے خان کے لئے کیا جا رہا تھا۔

یہ خوشیاں وہ تھیں جن کے کبھی نوشیر وال صاحب متمنی رہتے تھے آج رب نے انہیں تین تین وارث دے دیے تھے۔

پاشاولا سے وہ سب آج خان حویلی ہی آ گئے تھے جہاں انکے آنے پر رونق سی لگ گئی تھی میکال کو بیلا سمبھال رہی تھی جبکہ خود سیماب سب کے کاموں میں بزی تھی۔

"کیا نام سوچا پھر اپنے شہزادے کا؟" زریاب نے اسکے ننھے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی ڈالتے محبت سے پوچھا۔

دوسری جانب مورے نے سونے کی چمچ سے سونے کے ہی برتن سے تھوڑا سا شہد نکال کر اسکے منہ میں دیا تو وہ دودھ سے ہٹ کر ملنے والے ٹیسٹ کو تیزی سے زبان پھیر کر محسوس کرنے لگا۔

"ہاہاہا یہ سب سے تیز بنے گا اسکا حرکت ام کو بتا رہا ہے زامل کو بھی پیچھے چھوڑ دے گا"

وہ جس طرح سب کو مٹ مٹ دیکھ رہا تھا اس سے لگ

رہا تھا وہ نئی جگہ کا تجربہ بڑی غور سے کر رہا ہے۔

"نہیں۔۔۔مجھے شریف اولاد چاہئے پہلے دو کو جھیل

رہا ہوں" زیحال نے فورا سے دونوں کو گھورا جو پارٹی

بنائے ایک ساتھ بیٹھے تھے۔

زامل برلاس کی گود میں چڑھ کر بیٹھا تھا اسے کسی سے

کوئی دلچسپی نہیں تھی بس تاہ جو مل گئے تھے۔

"نئی جامی بلاؤ دیا بد بد (نہیں زامی بڑا ہو گیا بگ بگ)" ہاں وہ زامی تھا وہ اس جیسا بلکل نہیں تھا جب تک وہ نوزی واپس نہ کر دے۔

"اسکا نام برلاس نے رکھا ہے" اسکے بتانے پر سب نے بے اختیار اسکی جانب دیکھا۔

برلاس کے گال سرخ ہوئے تھے کسی بچے کو اس نے نام دیا تھا یعنی اسے مستقبل کی ایک پہچان دی تھی یہ کام ہرگز چھوٹا نہیں تھا تب ہی اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا نجانے سب کو کیسا لگے۔

"قسمت نے ہمارے نام کا پہلا حرف ایک جیسا ملا دیا

ہے تو برلاس نے وہی اسکا نام اسی حرف سے رکھا ہے

"زیام"

اسکے منہ سے نام ادا ہوتے برلاس کی سانسیں بھی

رک گئی اس نے بغور سب کے چہرے دیکھے دل اور

تیزی سے دھک دھک کرنے لگا۔

"ماشاءاللہ۔۔۔بہت خوبصورت نام ہے" سراہنے والا

داراب تھا جس کے پیچھے باقی سب نے بھی اپنی اپنی

خوشی ظاہر کی۔

برلاس تو گویا ہواؤں میں اڑنے لگا تھا۔اسے خوش دیکھ زامل بھی خوشی سے چیخنے لگا۔

دور زیام سے صرف وہ رہ رہا تھا ورنہ زالے تو اپنے اچھی آپی ہونے کا بھرپور ثبوت دے رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سب نے مل بیٹھ کر کھانا اچھے خوش گوار ماحول میں انجوائے کیا تھا۔

ان سب میں اس حالت کے ساتھ بیلا کی حالت بری ہوگئی تھی۔

سب کے جاتے ہی وہ بھی کمرے میں آگئی تھی جب اسے یوں بے وقت لیٹے دیکھ داراب اسٹڈی روم میں جانے کے بجائے اسکے پاس آکر بیٹھ گیا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ جھک کر نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں" یہ ہاں تو بلکل بھی سچا نہ تھا اسکا لہجہ بتا رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے میری بلبل اداس کیوں ہے؟" اسکے منہ سے اپنے لئے ایک نیا نام سنتے بیلا کی دھڑکن بے ساختہ مس ہوئی۔

"ام اداس نہیں ہے" اسکے لفظ لہجے کا ساتھ بلکل بھی نہیں دے رہے تھے جسے محسوس کرتے داراب نے اسے کندھے سے تھام کر سیدھا کیا۔

"تم اداس ہے اور ام جان کر رہے گا کہ کیوں اداس ہے تم مار ابتاؤ ام کو "

وہ خاص پشتون لہجہ کرتے استفسار یہ پوچھنے لگا۔

لیکن بتانے سے پہلے ہی بیلا کی ہنسی چھوٹ گئی اسے ہنستے دیکھ داراب نے دل پر ہاتھ رکھتے مر جانے کی ایکٹنگ کی۔

"چلو اب بتاؤ جنت کی ماما اداس کیوں ہیں" وہ جب

بھی اسے یوں جنت کی ماما کہہ کر پکارتا تھا بیلا کو اپنا آپ

بہت خاص لگتا تھا۔

لیکن آج اسے یہ نام خوشی نہیں دے رہا تھا۔ وہ پھر

سے گویا بجھ سی گئی۔

"تم۔۔۔ تم ام کو غلط تو نہیں سمجھے گا؟" یہ یقیناً اعتبار

کی کمی تھی شاید ماضی میں ہوئی غلطیوں نے اسے

داراب کی نظر میں اب تک وہ اعتبار نہیں بخشا تھا۔

"بلکل بھی نہیں غلط بات ہوئی تو ہم اسے درست کر لیں گے" وہ اسکے بالوں میں نرم انگلیاں چلاتے مان بخش رہا تھا۔

"ام کو۔۔۔ام کو بیٹا چاہئے" یہ گویا دھماکہ ہوا تھا داراب پر وہ کرنٹ کھاتے سیدھا ہو بیٹھا جب اسے یوں بیٹھتے دیکھ بیلا بھی تیزی سے اٹھ بیٹھی۔

"ام۔۔۔ام کو غلط نہیں سمجھو۔۔۔ام" وہ داراب کے تاثرات دیکھ خوف زدہ ہو گئی تھی۔

"تم نے ایسا کیوں کہا؟" وہ اپنے کہے مطابق نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

"کیونکہ۔۔۔ام ڈر گیا ہے۔۔۔وہ وارث نہیں ہوگی" آج ہوئی تقریب جسے بہت اعلی طریقے سے سرانجام دیا گیا تھا۔

ان سب میں اسے یہ احساس بہت شدت سے ہوا تھا کہ اسکے ہاں بیٹی ہوئی تو اسکے نصیب میں یہ خوشیاں نہیں آئیں گی وہ ڈر گئی تھی اسکے نصیب سے۔

"مجھے افسوس ہے۔۔۔ کہ تم مجھے اب تک نہیں سمجھ سکی "

اسکا لہجہ بے حد دھیما تھا جس کے پیچھے چھپا درد بیلا کی جان نکال گیا تھا۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہے داراب۔۔۔ تم بہت اچھا ہے۔۔۔ لیکن داجی" بالا آخر وہ اپنا خوف زبان پر لے ہی آئی تھی۔

"بابا کی فکر مت کرو تم۔۔۔وہ بیٹیوں سے نفرت نہیں کرتے کاش تم انکی خوشی زرتشم کے پیدا ہونے پر دیکھ سکتی "

وہ گل کے ساتھ ہی پلا بڑا تھا دونوں میں زیادہ فرق بھی نہ تھا تب ہی وہ گواہ تھا کیسے نوشیروال صاحب اسے اپنے ہاتھ کا چھالہ بنا کر رکھتے تھے۔

"وقت نے ضرور ان سے غلط فیصلہ کروادیا تھا لیکن انہوں نے کبھی بیٹی پر نفرت کا اظہار نہیں کیا "

بیلا کو لگا وہ بہت غلط کر گئی ہے وہ اسکے جذباتوں کو ٹھیس پہنچا گئی ہے۔تب ہی بے ساختہ اسکا ہاتھ تھام گئی۔

"ام کو غلط مت سمجھو ام تو بس" وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ داراب نے بے ساختہ اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"میں تمہیں غلط نہیں سمجھ رہا لیکن اس بات کا جواب میں تمہیں وقت کے ساتھ دونگا۔۔۔اپنی بیٹی کو دنیا کی سب سے لکی گرل بنا کر "

اسکا ایک ایک لفظ اپنی بیٹی کی محبت میں چور چور تھا۔

"مجھے پہلی اولاد تم سے تمہارے جیسی بیٹی چاہیئے بیلا" وہ نرمی سے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھام گیا۔

"اسکے بعد چاہے تم بیٹوں کی لائن لگا دینا" آخر میں اسکا لہجہ یکدم سے شوخ ہوتا بیلا کو سرخ کر گیا اس نے جھٹ سے اسے پیچھے کر دیا۔

"ام کو نیند آئی ہے" وہ غڑاپ سے کمبل میں گھس گئی

۔

"سو جاؤ جنت کو بھی ریسٹ چاہیئے ہو گا" اسکی بات پر اس نے کمبل کے اندر سے ہی مکا اسکے بازو پر رسید کیا تھا جبکہ وہ اسکی حالت سوچ کر پاگلوں کی طرح ہنستا چلا گیا۔

____

مہرام کا اسکول سے کالج شروع ہونے والا تھا جس کے مطابق وہ اپنا اسٹڈی ٹائم بھی بڑھا گئی تھی اپنے ٹیسٹ کی تیاری میں اس نے دن رات ایک کر دیا تھا۔

اسکے مقابل مہروز کو اپنے امتحانوں کی ہی فکر نہیں تھی اسے بس موویز، گھومنا پھرنا داراب کے ساتھ آئس کریم پارلر جانا داجی کے ساتھ ڈھیروں کہانیاں شیئر کرنا بے حد پسند تھا۔

"آپ کو پتہ ہے میں ایک دن بہت بڑی رائیٹر بنوں گی کہانیاں لکھوں گی لوگ میرے فین ہونگے میرا آٹو گراف مانگے گے"

وہ خیالوں میں نجانے کہاں پہنچ گئی تھی لیکن ایک بات تھی اسکے خیال تھے بہت حسین۔

اسکی بات پر نوشیر وال صاحب کا بے ساختہ قہقہہ

گونج اٹھا میکال جو فیڈر خود سے پکڑے پی رہا تھا انکی

ہنسی کی آواز پر اپنے بے بی کاٹ میں ہی الٹا ہو کر انکو

دیکھنے لگا۔

"تاہ۔۔۔۔تا تا" اسے اب تک یہی بولنا آیا تھا پتہ نہیں

کونسی زبان تھی لیکن وہ چیخ کر اسی زبان میں سب کو

اکٹھا کر لیتا تھا۔

"کیا بول رہا ہے امارا بچہ "نوشیر وال صاحب اسے بے

بی کاٹ سے نکال کر گود میں لے گئے۔

وہ انکی داڑھی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔

بیلا اور داراب اپنے ہنی مون ٹور کیلیئے چلے گئے تھے اور آج انکو گئے دوسرا ہفتہ تھا۔

سیماب وہیں سب کیلیئے چائے اور کچھ کھانے کے لوازمات ملازم کے ہمراہ لے آئی اسی وقت زریاب بھی اپنے کام سے واپس لوٹے تھے۔

انکو دیکھتے ہی میکال نے چیخیں مارنی شروع کر دی۔

"چیخ لو بیٹا تھوڑے بڑے ہو گے ام تمہارا اسپیکر ضر ور سیٹ کرے گا"

انکی دھمکی پر سیماب سے پہلے نوشیر وال صاحب نے گھورا تھا۔

"اورام تمارا۔۔۔ خبر دار جو امارے بیٹے کو کچھ بولا تو "

وہ فورا اسے اسکی سائیڈ لیتے تھے جیسے زریاب تو کچھ ہیں ہی نہیں۔

"بابا انکو سمجھائیں میکال سے ہر وقت لڑتے ہیں" لگے ہاتھوں سیماب نے بھی شکایت درج کروا دی۔

"ہاں وہ تو اسکو بڑے بائی (بھائی) کی کمی فیل نہ ہو اس لئے کرتا ہے ام" انکے بر وقت بہانے پر سیماب نے آنکھیں پھاڑ کر انکو دیکھا۔

"بابا آپ بڑے بھائی ہیں میکال کے؟" مہروز نے جس انداز میں بڑی آنکھیں کرتے حیرت سے پوچھا تھا مہرام کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"تم اپنا کھاؤ" انکے ڈپٹتے وہ پھر سے اپنے پاپ کارن والے باؤل میں منہ گھساتی آگی والی کارٹون آئی پیڈ میں دیکھنے لگی۔

میکال کے آنے سے حویلی میں جیسے رونق سی ہو گئی تھی ہر جانب ہر کوئی اسکے ساتھ بچہ بنا کھیل رہا ہوتا تھا۔

"مورے کب واپس آئیں گے؟" وہ فوتگی پر کسی رشتہ دار کے گھر گئی تھیں انکی کمی بھی الگ ہی تھی کوئی پوری نہیں کر سکتا تھا۔

''دو دن شاید''سیماب کے جواب پر انکا چہرہ بجھ سا گیا اور کوٹ کندھے پر لٹکائے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''مائی رے مائی۔۔۔تم بن بھی جی نہ لاگے''ماں کے بنا انکو یہ حویلی کھانے کو دوڑتی تھی۔آج انہوں نے اعتراف کر لیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ گاڑی جنگل کے اونچے نیچے ڈھلوانوں پر بھگاتے بالا آخر ایک صاف سڑک پر لے آیا تھا جو اتنی لمبی تھی کہ

جہاں تک نظر جاتی وہ سڑک ختم ہوتی ہوئی نظر نہ آتی۔

وہ اس صاف سڑک پر گاڑی بھگاتے ایک سنسان علاقے میں لے آیا تھا جہاں ایک مکان کے باہر گاڑی کھڑی کرتے وہ نیچے اترا اور جیب سے چابی نکال کر اس جانب بڑھ گیا۔

دور کہیں سے چیلوں کی آواز سنائی دینے لگی تھی آسمان بھی یہاں کے سناٹے پر خاموش بادلوں میں گھرا رہتا تھا۔

اس خاموشی میں اسکے بھاری بوٹوں کی دھپ دھپ کی آواز ماحول میں فسوں خیزی سے پھیلا رہی تھی۔

دروازہ اس قدر بھاری تھا کہ کھلتے ہوئے خوف ناک سی چرر کی آواز نے اسکے کانوں میں دھماکے سے کر دیے وہ آگیا تھا کئی دنوں بعد اپنا دیدار کروانے۔

ابراہیم نے بمشکل کھلتی آنکھوں سے اسکا دھندلاتا ہوا چہرہ دیکھا۔

جو گرز شوز بلیک پینٹ پر مسٹرڈ رنگ کی ہڈی پہنے ایک ہاتھ جیب میں ڈالے دوسرے ہاتھ کی انگلی میں

وہ چابی گھماتا ہوا دھیرے دھیرے اسکے قریب آ رہا تھا۔ سیٹی بجاتے ہوئے۔

سیٹی کی آواز ماحول میں سنسنی سی پھیلا رہی تھی۔

"مجھے لگا تم مجھے مس کر رہے ہو گے۔۔۔تو سوچا آج منہ دکھائی کروا دوں"

وہ بولتا بھی اس انداز میں تھا کہ سامنے والا مزید کسی چاہ میں رہے ہی نہ۔

"ک۔۔۔کون ہو تم۔۔۔کون ہو؟" وہ مارے زخموں میں اٹھتی ٹیسوں کے آخر میں دھاڑ اٹھا تھا۔

جب اسکے دھاڑنے پر مقابل نے ایک بھاری شے اسکے سر پر دے ماری ابراہیم کا دماغ گھوم کر رہ گیا تھا۔

"مجھے نفرت ہے چیخنے والوں سے۔۔۔ چیخ کر وقت سے پہلے اپنی موت کو دعوت دے کر خود پر ظلم کر رہے ہو "

اسکی بات پر ابراہیم کا وجود سن پڑ گیا تھا وہ اسکا چہرہ پہچاننے کی کوشش کرنے لگا جب دھیرے دھیرے

وہ بھوری آنکھیں اور پھر پورا چہرہ آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

ابراہیم کو دن میں تارے ناچتے ہوئے دکھائی دینے لگے تھے وہ جیسے اپنی دردناک موت سمجھ رہا تھا وہ وہی تھا معصوم بچہ جسے اٹھوانے کیلئے وہ شدّت سے بے چین تھا۔

"بہت بے چینی تھی ناں مجھ سے ملنے کی۔۔۔آج آ گیا سامنے "

ابراہیم کو اب تک اپنے ارد گرد دھماکے سے ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم کیسے یہ سب" وہ مارے حیرت کے پوری بات بھی نہ کر سکا لیکن سانس جو اٹک رہی تھی وہ بحال ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"سمپل ہے۔۔۔میرے باپ سے پنگا لے لو۔۔۔پھر میرے پنگے اس شخص کے ساتھ شروع ہو جاتے ہیں اور ایک بات بتاؤں" وہ ذرا سا اسکے قریب ہوا۔

"یہ کھیل میرا سب سے پسندیدہ کھیل ہے" وہ سر

گوشی نما انداز میں بولتا ابراہیم کی رنگت زرد کر گیا۔

"تو نے مجھے اٹھوایا۔۔۔مجھے فرق نہیں پڑا لیکن

میرے باپ کو کیسے اٹھالیا۔۔۔کیسے" وہ ابراہیم کی چیخ

بلند کرواگیا۔

"جانتا نہیں وہ برلاس شاہ کا باپ ہے نہیں جانتا؟

میرے بارے میں سب جان لیا تھا لیکن یہ کیسے نہ جانا

کہ زیحال خان آفندی۔۔۔ برلاس شاہ کے لئے اسکا

سب کچھ ہے"

وہ مزید دھاڑتے اس پر قہر بن کر ٹوٹ پڑا تھا آج اس نے بتا دیا تھا کہ وہ کس کا بیٹا ہے پیدا کرنے والا بے شک اسفند یار تھا لیکن پالنے والے کی محبت اسکی رگوں میں خون سے تیز گردش کرتی تھی۔

وہ گاڑی فل سپیڈ میں بھگاتے ہوئے اس بلیو ویل بلڈنگ کے سامنے سے گزارتا چلتی گاڑی سے اسے باہر پھینک گیا تھا۔

"اوئے رک کون ہے تو" ابراہیم کے بندے اسکے پیچھے دوڑے لیکن اسکا ہاتھ آنا نہ ممکن تھا وہ لوگ واپس آکر اس شخص کو دیکھنے لگے۔

جس کی شناخت کرنے کیلئے اسکی کچھ انگوٹھیاں کارآمد ثابت ہوئی تھیں۔

وہ شدید اضطرابی کیفیت سے دوچار یہاں وہاں چکر کاٹ رہا تھا جب اسکے موبائل پر ایک پیغام موصول

ہوازارک نے جونہی موبائل میں وہ ویڈیواوپن کی
اسے بے ساختہ صوفے کا سہارا لینا پڑا۔
وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اس میں چلتے منظر کو
دیکھنے لگا۔
وہ تیزی سے زیحال کا نمبر ڈائل کرتے کال گھما گیا۔
اگلے دس منٹ میں وہ اسکے سامنے بیٹھا تھا انکے علاوہ
وہاں یاقوت بھی موجود تھا۔
"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں" وہ شدید صدمے کا شکار
لگ رہا تھا۔

"بتاؤ گے کیا ہوا ہے ؟" وہ بے حد پر سکون لگ رہا

تھا۔

زارک نے وہ ویڈیو کھول کر اسکے سامنے رکھ دی۔

"میں نے آپ سے اسے زندہ صحیح سلامت مانگا تھا

آپ نے اسے اتنی بے دردی سے ختم کر دیا؟"

صدمے سے اسکی آواز پھٹ گئی تھی۔

وہیں زیحال نے پیشانی تھام لی اور غصّے سے یاقوت کی

جانب دیکھا۔

"کہاں ہے یہ گندی اولاد ؟ "

"مجھے علم نہیں صبح سے دوستوں کے ساتھ شکار پر گیا ہوا ہے" وہ معصوم بنتا خود کو اس مسلے سے پہلے ہی نکال گیا جبکہ اس پر نظر رکھنے کی ڈیوٹی اسی کی تھی۔

"بلاؤ اسے۔۔۔ابھی کے ابھی" یاقوت سر خم کرتے باہر نکل گیا جبکہ زارک استفساریہ نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔

"آپ کس کی بات کر رہے ہیں میں آپ سے کیا پوچھ رہا ہوں" اپنا جواب نہ ملنے پر تپ گیا تھا۔

زیحال نے اسے جن نگاہوں سے دیکھا زارک وہی کا

وہی سٹک ہو گیا۔

123/4

زارک کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کسے بلا رہا ہے

اتنے میں پامیر اسکے آفس روم میں آگیا جب زیحال

آفس آتا تھا تب وہ ہر طرح سے زمے داریوں سے

آزاد ہو جاتا تھا۔

بڑے بھائی کے ہوتے اسے کسی کلائنٹ کی یا کسی

میٹنگ کی کوئی فکر نہیں ہوتی تھی۔تب ہی ہاتھ میں

باداموں سے بھرا باؤل پکڑے مزے سے چباتا ہوا

زارک کے پاس سی گزرا ساتھ اسے گھور کر دیکھا۔

"بھائی بیٹھے ہیں تم سے میں بعد میں جھگڑوں گا" وہ

سرگوشی کرتا سامنے کاؤچ پر دھپ سے بیٹھ گیا۔

زارک نے گردن موڑ کر اسے دیکھا مطلب ان

چھوٹے نمونوں کی ہڈیوں میں سکون نہیں تھا ہر وقت

انکے خرافاتی دماغوں میں لڑائی کے پینچے ہی چلتے رہتے تھے۔

"آرہا ہے فون کیا ہے میں نے اسے" یاقوت نے آکر اسے اطلاع دی زیحال گہری سانس لے کر رہ گیا یہ اسے کبھی سکون سے رہنے نہیں دے سکتا تھا۔

"آپ نے کسے بلایا ہے؟" اسے لگا تھا وہ برلاس کی بات کر رہا ہے لیکن اس معاملے میں اسکا کیا کام ہو سکتا تھا وہ سوچ کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر میں انکے چائے انجوائے کرنے کے دوران

باہر سے اسکے آنے کی آوازیں آنے لگی تھیں پورے

آفس کو پتہ چلتا تھا کہ وہ آگیا ہے پھر کوئی فائل پھاڑنے

پھر کسی کلائنٹ کو الٹے قدموں بھگانے۔

اسکے روم میں داخل ہوتے زارک کی نظر اس پر

پڑی۔

سکن پینٹ پر سکن ہی جیکٹ پہنے جس پر "سلی

بوائے" لکھا ساتھ میں چشمے والے بدتمیز بچے کی

تصویر بنی تھی وہی ماتھے پر بکھرے پر کشش بال۔

اسے یہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ ہر چھوٹے کے بال

ماتھے پر کیوں رہتے تھے۔

"مجھے بلایا ہے؟"کیا شان تھی اسکی بات پر پامیر نے

بے ساختہ قہقہہ روکا۔

"وہ ہم ٹی پارٹی کر رہے تھے اس لئے سوچا تمہیں بھی

بلالیں آؤ آؤ۔۔۔تمہارے لئے اسپیشل زہر والی چائے

تیار ہے "

وہ شوخ ہوتے ایک کپ آگے کر گیا برلاس کی تو گویا

آنکھیں چمک گئی تھیں وہ آگے بڑھ کر جیسے ہی کپ

اٹھانے لگا بیچ میں زیحال آکر کھڑا ہو گیا۔

اسے دیکھ برلاس کے قدموں کو چار سو کی سپیڈ سے

بریک لگی تھی۔

"شکار کیسا ہوا تمہارا؟" وہ استفساریہ انداز میں مخاطب

ہوا۔

اسکے سوال پر زارک بھی انہی کی جانب دیکھ رہا تھا لیکن شکار کا سنتے اس نے پریشان کن نظروں سے برلاس کو دیکھا۔

"ک۔۔۔کب کیا میں نے؟" آواز بمشکل حلق سے نکلی۔

"بیٹا جی باپ کے سامنے دو نمبری کب سے کرنے لگے ہیں آپ؟" وہ سیدھا سیدھا طنز کر رہا تھا۔

برلاس سر جھکا گیا مطلب اسے پتہ چل گیا تھا لیکن

کیسے ؟اس نے تو ویڈیو ابراہیم کے بندوں کو بھیجی تھی

وہ یہاں کس کے پاس کیسے آگئی۔

سوچ کر اسکا دماغ گھوم گیا تھا کس نے اسکی کلاس لگوا

کر اپنی شامت کو دعوت دی۔

"میں تو نہیں کر رہا وہ ہادی نے گولی ماری تھی ہرن کو

میں نے منع کیا معصوم ہے جانور نہ مارو اس نے سنی

نہیں"

ہاں تھوڑی دیر پہلے وہ واقعی اسی مشن پر تھا لیکن اصل مشن کیسے پتہ چلا یہی پتہ کرنا تھا۔

باپ کا بھاری ہاتھ کندھے پر پڑتے وہ کھڑے کھڑے کانپ گیا تھا۔

"شکار پر کچھ بھی ہو سکتا ہے تمہیں نہیں جانا چاہیئے تھا" زارک بے ساختہ بولا۔

اسکے لہجے میں بے پناہ فکر تھی اپنائیت تھی یا شاید محبت بھی۔ برلاس نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"اسے نہیں ہوتا بچارا شکار ہی اسکے ہتھے چڑھ کر پچھتا

نے لگتا ہے "

پامیر نے بات کو مذاق میں اڑانے کی کوشش کی لیکن

باپ کی گھوری ملتے منہ کی زپ بند کرلی۔

"میں پوچھ رہا ہوں۔۔۔شکار کیسا رہا" وہ سوال ٹھہر

ٹھہر کر دوبارہ دہرانے لگا برلاس نے بمشکل تھوک

نگلا۔

"ا۔۔اچھا رہا "

"کہیں کوئی کمی تو نہیں چھوڑی ؟" اگلا سوال۔

"ن۔۔۔نہیں" اسکی جان نکل رہی تھی ساتھ غصّہ بھی آرہا تھا۔

اسے علم ہو جاتا کہ یہ بات اسکے باپ تک پہنچانے والا یہی بیٹھا ہے تو اس نے ضرور شور ڈال دینا تھا یہیں۔

"میں چلتا ہوں" زارک بول کر اٹھ کھڑا ہوا وہ یہاں اپنی بات کرنے آیا تھا لیکن برلاس کی شکار پر جانے والی بات نے اسے پریشان کر دیا تھا۔

وہ بھلے اسکے ساتھ نہیں تھا لیکن اسکے ایسے کام جو اسے نقصان دیں اسے تکلیف دینے لگے تھے۔

"تمہیں ایسے کام نہیں کرنے چاہئے جو تمہیں تکلیف دیں اپنا خیال رکھو" وہ برلاس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے شفقت بھرے لہجے میں بول کر باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی پامیر کا بے ساختہ قہقہہ پھوٹ کر نکلا تھا اور اتنا جاندار تھا کہ پورا روم اسکے قہقہے سے گونج اٹھا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ کسے شریف سمجھ رہا ہے

کسے۔۔۔ہاہاہا۔۔۔اوہ مائے گاڈ یہ فتنہ اسکی ناک نیچے

سے ابراہیم کو لے گیا وہ اسے معصوم سمجھ رہا ہے

ہاہاہا "

اسکی ہنسی پر یاقوت نے پوری طاقت لگا کر اپنی مسکراہٹ روکی۔

"مجھے افسوس ہے کہ تم میرے مطابق نہیں بن سکے" وہ بول کر رکا نہیں تھا برلاس کی جان نکال کر روم سے باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے برلاس کی سانس میں سانس آئی لیکن جو وہ بول گیا تھا اس نے برلاس کا سارا سکون چھین لیا تھا۔

''کس نے شکایت لگائی میری۔۔۔۔ضرور میروآپ کی حرکت ہے یہ'' وہ سیدھا پا میر پر ہی گولہ باری کرنے لگا تھا۔

''او ہیلو میں ابھی آیا تھا اس سے پہلے تمہاری شکایت عدالت میں پہنچ چکی تھی۔اس نے مڑ کر یا قوت کو دیکھا۔

وہ بھی کندھے ایسے اچک گیا جیسے کچھ معلوم ہی نہ ہو برلاس کو اب اس بندے کی تلاش تھی۔

۔۔۔۔۔۔

شام آہستہ آہستہ لنگکاوی کے افق پر اتر رہی تھی۔ سنہری سورج سمندر کی گہرائیوں میں ڈوبنے کے قریب تھا، اور اس کی روشنی فیروزی لہروں پر بکھر کر یوں چمک رہی تھی جیسے پانی پر سونے کی باریک چادر بچھ گئی ہو۔ نرم سفید ریت پر قدموں کے نشان بنتے اور اگلی ہی لہر انہیں خاموشی سے مٹا رہی تھی۔ ہلکی سمندری ہوا کھجور کے درختوں کو آہستہ آہستہ جھولا دے رہی تھی۔

دور ساحل کے کنارے لگژری ریزورٹس کی روشنیاں ایک ایک کر کے جلنے لگی تھیں، جبکہ چند یاٹس خاموشی سے پانی پر تیر رہی تھیں۔

فضا میں نمکین سمندری خوشبو، لہروں کی مدھم آواز اور غروبِ آفتاب کی سنہری روشنی مل کر ایسا منظر بنا رہی تھیں جیسے کسی خوبصورت فلم کا آخری سین چل رہا ہو۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے ساحل کے کنارے خاموشی سے چل رہا تھا۔

نہ انہیں خاموشی بوجھ لگ رہی تھی، نہ الفاظ کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔

اس لمحے میں صرف سمندر، ڈوبتا سورج، ٹھنڈی ہوا اور ایک دوسرے کی موجودگی ہی کافی تھی۔

بیلا نے مسکراتی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا وہ اس فضا میں سکون محسوس کر رہا تھا۔

"تم۔۔۔ تم پہلے بھی ادر آیا ہے؟" دھیمے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ بہت بار" وہ بنا دیکھے نرمی سے بولا۔

"تب بھی تم کو اتنا ہی مزہ آتا تھا؟" وہ پوچھنا سیدھا
سیدھا یہی چاہتی تھی لیکن پوچھ گھما کر رہی تھی۔
"نہیں۔۔۔ایسا سکون پہلے کبھی نہیں ملا جو آج
تمہارے ساتھ مل رہا ہے "
اسکی توقع کے عین مطابق جواب آیا تھا۔بیلا بلش
کرنے لگی۔وہ سرشار ہوتی ایک لمبی سانس اپنے اندر
اتار گئی۔

"ام کو بھوک لگی ہے" اس نے لاڈ سے فرمائش کی اگلے دس منٹ میں وہ قریبی لئے چھوٹے سے فلیٹ پر آگیا تھا۔

"ام رستوران بھی جا سکتا تھا" وہ گھر کا بنا کھانا ملتے دیکھ منہ بنانے لگی سامنے گرلڈ فش، چکن، کباب اور فرائڈ رائس رکھے تھے ساتھ میں فریش جوس دو تین طرح کے۔

پھل علیحدہ تھے جن کو اب وہ کاٹ کر اسکی پلیٹ میں رکھ رہا تھا۔

"مورے سے تمہیں یہاں لانے کی اجازت مل گئ وہی کافی ہے اب میں تمہیں باہر کے کھانے کھلا کر تمہیں بیوہ نہیں کروا سکتا "

اسکے جواب پر بیلا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی مطلب انکو پہلے سے علم تھا لیکن کہہ کر یہ بھیجا تھا کہ ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔

وہاں سے یہ بندہ اسے کڈنیپ کر کر یہاں ہنی مون پر لے آیا تھا۔

"ویسے انکو تب بھی ام اچھا لگے گا جب انکو جنت کے بارے میں علم ہو گا؟" وہ متجسس انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"اب تم مجھ سے مار کھانے کے موڈ میں ہو" وہ ڈپٹنے والے انداز میں بولتا پائن ایپل کی قاش اسکے منہ میں دے گیا۔

"اممم۔۔۔ یہ تو اچھا نہیں ہے" اسے ایک دم سے ابکائی آئی۔

"بیلا۔۔۔خبر دارا اگر منہ سے نکالا یہاں جو باہر بھی

گھمار رہا ہوں وہ بھی نہیں گھماؤں گا" وہ سیدھا سیدھا

دھمکی دے رہا تھا۔

بیلا نہ کھانے کے سارے حربے ترک کرتی منہ بنا کر

سب کچھ کھانے لگی۔

"تم جیسا فراڈی پولیس والا ام نے نہیں دیکھا ایک تیر

سے دو شکار امارے ساتھ اپنی جنت کو بھی گھمانے لایا

ہے تم "

اسے اب لڑنے کا بہانہ چاہئے تھا لیکن اسکے منہ سے فراڈی پولیس کا لفظ سنتے کو داراب کا قہقہہ بلند ہوا۔
بیلا کا سیروں خون جل کر رہ گیا تھا۔
"دیکھ لو۔۔۔ میں کتنا اچھا ہوں" اس نے شوخی سے کندھے اچکائے۔
"بہت۔۔۔ اب ام مورے کو بتائے گا تم نے ام کو باہر کا کھانا کھلایا" بولتے ہی وہ اٹھ کر روم میں چلی گئی۔

"بیلا۔۔۔جھوٹی۔۔۔رکو تم" وہ سب کھانا چھوڑے

اسکے پیچھے لپکا تھا کچھ بعید نہ تھی وہ فرخندہ بیگم کو ایک

کی چار بنا کر لگا دیتی پھر گیا تھا کام سے یہ فراڈ یا

کمرے سے خوشیوں بھرے قہقہوں کی آواز آنے لگی

تھی وہ دونوں آج زندگی سے بھرپور لگ رہے تھے

ایک ساتھ محبت کو جیتے ہوئے۔

وہ بہت عاجز آ کر آج کئی مہینوں بعد بلیو ویل بلڈنگ

آیا تھا جہاں اسکے لوگ اب بھی اسی طرح رہ رہے

تھے اور انکی کوشش یہی تھی کہ کسی بھی طرح زارک

کو واپس حاصل کر لیں۔

کیونکہ ابراہیم صرف بولتا تھا اس سلطنت کا اصل

مالک زارک وولف تھا جس کی اجازت کے بغیر یہاں

ایک بھی شخص یہاں وہاں نہیں ہو سکتا تھا۔

اب اسکے بغیر یہ نظام چلا پانا نہ ممکن تھا لیکن وہ واپس

اس دنیا میں نہیں آنا چاہتا تھا اب بھی نہ آتا اگر اسے

دھمکی یہ نہ ملتی۔

"ہم جانتے ہیں تمہارا ایک بھائی بھی ہے۔۔۔اسے پہلے بھی اٹھایا لیکن کوئی ڈیول نام کا بندہ اسے نکال لے گیا تھا۔۔۔اس بار اسے کوئی نہیں نکال سکے گا تم بھی نہیں"

"ہمیں صرف تم چاہئے ہم تمہیں اپنا سردار بنائیں گے اس لئے خاموشی سے واپس اسی دنیا میں آجاؤ جہاں کے تم ہو ورنہ مجبورا ہمیں اپنی دھمکی پوری کرنی پڑے گی"

"اور یاد رکھنا اس بار تمہارے بھائی کو زندہ نہیں
چھوڑیں گے "
اس آخری دھمکی پر وہ اپنی جگہ لرز گیا تھا برلا اس کو
کھونے کا احساس ہی بہت جان لیوا تھا۔
وہ اب تک اسکے قریب نہیں ہو پایا تھا جس سے وہ
اسے بچا سکے محفوظ کر سکے۔
وہ جتنی آوارہ گردیاں کرتا تھا ان لوگوں کے لئے
آسان نہ ہوتا اسے اٹھا کر لے جانا۔

وہ اب انکے سامنے کھڑا تھا سپاٹ تاثرات لئے اسے یہاں دیکھ وہ لوگ بے حد خوش تھے۔

"ہمیں پتہ تھا تم اپنے بھائی کیلئے کچھ بھی کر سکتے ہو" ان میں سے ایک کی مسکراہٹ زارک کو زہر لگی تھی۔

"بہت بولنا آگیا ہے؟" وہ گردن ٹیڑھی کئے سرد مہری سے پوچھ رہا تھا۔

آج کئی دنوں بعد اسکی آنکھوں میں وہ بھیڑ یاد کھائی دیا تھا جسے وہ لوگ "زارک وولف" کے نام سے جانتے تھے۔

"کیا کریں۔۔۔ ہمیں اپنا دھندہ بہت عزیز ہے اس لئے بولنا پڑ" وہ جملہ پورا نہیں کر سکا اور نہ اب کبھی کر سکتا تھا۔

باقی سب اسے اپنے اصلی روپ میں آتے دیکھ سہم سے گئے۔

"زارک وولف کو صرف سننے والے پسند
ہیں۔۔۔ٹیں ٹیں کرنے والے نہیں" وہ ایک جھٹکے
میں اسے دور پھینک گیا۔
"پھینک دو اسے کہیں کیا اسکے علاوہ بھی کسی کو کوئی
درد ہے جس کا علاج چاہیئے ؟" وہ بلند آواز میں پوچھ رہا
تھا سب خاموش۔
کسی کی سانس کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔

"وہ بھائی ہے میرا۔۔۔اگر اسکی طرف آنکھ بھی اٹھائی تو آنکھیں نکال لونگا تم سب کی" وہ انگلی اٹھائے درشتگی سے دھاڑ رہا تھا۔

کوئی اب بھی کچھ نہ بولا تھا اس نے ایسا چپ کروا دیا تھا ۔

"میں واپس لوٹوں گا۔۔۔ لیکن کچھ وقت میں تب تک مجھے تم میں سے کسی کی شکل کہیں نظر نہ آئے "

حکم دیتے وہ وہیں سے واپس پلٹ گیا جاتے جاتے وہ ایسا سب کو خاموش کروا کر گیا تھا کہ اب ان میں سے کوئی کہیں بھی نظر نہیں آتا تھا۔

واپس لوٹ کر کئی دنوں تک وہ اپنے پورشن نہیں گیا تھا آخر میں زیحال کا ہی فون آگیا تھا جس کے بعد وہ اب اسکے سامنے حاضر تھا۔

"جان سکتا ہوں آج کل تم کہاں ہوتے ہو؟" وہ سپاٹ لہجے میں پوچھ رہا تھا زارک سر جھکا گیا۔

"مجھے آپ سے برلاس کے بارے میں بات کرنی ہے" وہ جواب دینے کے بجائے اپنی بات رکھ گیا۔

زیحال نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

جب تک وہ بولتا باہر سے زامل بے بی کاٹ کو دھکا دیتے اسکے آفس روم میں آگیا۔

"ببا۔۔۔ مممانے بولا اے اش توچپ کلواؤ شول کلتا ہے یہ دندا بے بی (بابا ماما نے بولا ہے اسکو چپ کرواؤ شور کررہا ہے یہ گندا بچہ "

وہ اپنے ماتھے پر پڑے بالوں لکو جھنجھلا کر پیچھے کرتا کچھ فکر مندی سے بولا۔

اسے خود سمجھ نہیں آتی تھی اپنے بھائی کے ساتھ پیار سے رہنا ہے یا لڑائی کرتے کرتے۔

"اوکے میر ابیٹا بابا ابھی کروادیں گے آپ مما سے اسکی فیڈر لاؤ "

اپنے باپ کا کام تو وہ اچھل اچھل کر کرتا تھا سارا دن وہ اپنے تینوں تاہ کو اپنے باپ کے ساتھ ادب سے پیش آتے دیکھ اب خود بھی وہی سیکھ گیا تھا۔

"اوتے میں ابی لے کل آتا اوں (اوکے میں ابھی لے کر آتا ہوں)" بول کر وہ اچھلتا ہوا باہر چلا گیا۔

"بولو تم کیا کہنے لگے تھے" زیحال جھک کر زیام کو گود میں لیتے اس سے مخاطب ہوا۔

وہ باپ کے پاس آتے فوراً سے چپ ہو گیا تھا نہیں تو جو موٹے موٹے آنسوں اسکی بڑی بڑی آنکھوں سے نکلے تھے پتہ چل رہا تھا بڑے بھائی نے اسے خوب ڈانٹا ہے۔

"آپ کو اس پر نظر رکھنی چاہئے میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں ہمیشہ کیلئے لیکن اسے اس حال میں چھوڑ کر نہیں "

اسکی بات عجیب تھی لیکن سامنے والا اتنی جلدی کوئی تاثر نہیں دیتا تھا۔

"اور وہ کیوں؟" سرسری سے انداز میں پوچھا۔

"ابراہیم کے لوگ اب بھی اسکے پیچھے ہیں وہ موقع ملتے پہلے کی طرح اسے اٹھالیں گے" وہ بہت فکر مند لگ رہا تھا۔

زیحال نے زیام کو دیکھا جو اپنے ہی ہاتھوں کو گول مول کرتا اوں اوں کر رہا تھا۔

"تو اٹھا لیں" وہ بنا اسکی جانب دیکھے لاپرواہی سے بولا۔

زارک کو لگا اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے تب ہی حیرت سی حیرت آنکھوں میں لئے اسے دیکھنے لگا۔

"آ۔۔۔آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔اگر میں انکو نہ ملا تو وہ لوگ اسے مار دیں گے "

وہ بے یقین تھا کم سے کم زیحال سے وہ برلا اس کیلئے یہ بات کی توقع نہیں رکھ سکتا تھا۔

"وہ میرا بیٹا ہے۔۔۔کوئی اسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا جان سے مار دینا بہت دور کی بات ہے "

لہجہ ایسا تھا جو سامنے والے کو برف کر دے۔

"ل۔۔۔لیکن آپ پہلے سے اسے کیوں نہیں سمبھال رہے اگر اسے کچھ "وہ بول ہی رہا تھا جب زیحال نے اسکی بات بیچ میں کاٹ دی۔

"کیا اس دن تمہارے بندے جنہوں نے اسے اٹھایا
تھا وہ زندہ بچے تھے؟" وہ سوال کر رہا تھا وہ بھی کیسا
جس پر زارک کا دماغ گھوم جائے۔

وہ کیسے بھول جاتا وہ دن وہ شام کیا حال ہوا تھا اسکے
لوگوں کا۔ وہ بے ساختہ سر نفی میں ہلانے لگا۔

"م۔۔ مگر انکو تو آپ نے ختم کیا تھا" وہ بمشکل بول
سکا۔

زیحال ہنسنا چاہتا تھا لیکن صرف مسکرا دیا اسکی
مسکراہٹ بلکل بھی عام نہ تھی۔

"لفظوں سے سنو گے یا آنکھوں سے دیکھو گے؟" وہ بہت عجیب سوال کر رہا تھا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں" الٹا سوال داغہ۔

"جو آنکھوں سے دیکھنے میں مزہ ہے وہ سننے میں نہیں آئے گا" وہ زارک کی حالت کے مزے لے رہا تھا۔

"تو دکھادیں پھر" وہ سنجیدگی سے بول کر اسے دیکھتا رہا۔

جب اتنے میں دروازہ کھلتے دو بھوری آنکھیں اندر جھانکنے لگیں۔

"میں دیکھ رہا ہوں" اپنے پکڑے جانے پر وہ آنکھیں زور سے بند ہوئیں وہ چپ چاپ اندر آگیا۔ لاپرواہ سا حلیہ یقیناً بائیک رائیڈنگ کی تھی اس نے۔

"بھائی آپ ناراض ہیں؟" اسے اب بھی اسکی ناراضگی کی فکر تھی۔

زارک نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو اسکے بارے میں ایسا کیا ہے جسے دیکھنا ضروری ہے۔

"تمہیں فرق پڑتا ہے؟" وہ جان بوجھ کر خفا سا پوچھنے لگا۔

"افکورس۔۔۔آپ ناراض ہیں تو مجھے کچھ بھی اچھا
نہیں لگ رہا"

اسکی بات پر زیحال نے اسکے ہاتھ میں ہیلمٹ دیکھا
جسے برلاس یکدم سے چھپا گیا۔

"تاہ مئی آئش کیم نئی لائے اپنا ندا پا تھالے کل آئے
(تاہ میری آئس کریم نہیں لائے اپنا گندہ پراٹھالے
آئے) "

وہ ہاتھ میں پیزا کا ڈبہ اٹھائے برلاس کے پیچھے پیچھے آ گیا تھا آج اسکا عبدل باری کا اور برلاس کا پارٹی کرنے کا ارادہ تھا۔

عبدلباری بھی بڑی سی کولڈ ڈرنک بمشکل اٹھائے سانسیں پھلا کر کھڑا تھا۔

برلاس نے زور سے آنکھیں مینچ لیں زیحال نے گردن یوں ٹیڑھی کی جیسے کہہ رہا ہو "واہ بیٹا جی یہ سب واقعی آپ کو اچھا نہیں لگ رہا "

"زامی۔۔۔ باری۔۔۔بھاگو یہاں سے" وہ سرگوشی

کرتا دونوں کو یہاں سے بھگانے لگا۔

"تم بھی جاؤ تمہارے ساتھی تمہارے بغیر سانس نہ

لیں پارٹی کرنا تو بہت دور کی بات ہے" وہ مسکراہٹ

دباتے اسے جانے کی اجازت دے گیا۔

برلاس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا وہ آتے ساتھ

زیحال کے ساتھ لپٹ گیا۔

"لو و یو۔۔۔ سو۔۔۔۔ مچ بھائی۔۔۔" ساتھ اسکے گال پر زور کی کسس بھی کر دی زار ک اشک بار نگاہوں سے اسے دیکھے گیا

"چلو لگو دونوں آگے کرواؤں تم لوگوں کی پارٹی" وہ زامل باری کو آگے لائن میں لگاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میں تمہیں دکھا کر جواب دونگا تب تک تم اپنے پورشن میں چلے جاؤ" وہ ٹھہرے لہجے میں بولتا اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

۔۔۔۔۔۔

"یہ تم او۔۔۔یہ میں اوں۔۔۔کوت کوت نا(یہ تم ہو یہ میں ہوں کیوٹ کیوٹ ناں)"زالے ڈرائنگ بنا بنا کر زوناش کو دکھا رہی تھی۔

جس کے بال اتنے بڑے نہ تھے پھر بھی مشی نے اسکی دو چھوٹی چھوٹی کھجور سی پونیاں کرر کھی تھیں۔

وہ سر ایسے ہلانے لگی جیسے اپنی آپی کی بات سمجھ رہی ہو۔

"زالے۔۔۔زونو۔۔۔بھاگ کر آؤ پارٹی کریں گے"

برلاس نے جاتے جاتے ان دونوں کو بھی بلا لیا جب آگے سے آتی آئرہ رک گئی انکی پارٹی کا سامان وہ دیکھ چکی تھی۔

"میں بھی آجاؤں؟" وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی پوچھنے لگی۔

"جی سرکار آپ بھی آجائیں" پھر کیا وہ سب آپس میں سر جوڑ کے بیٹھے پارٹی میں مصروف ہو گئے۔

وہ سب آپس میں سر جوڑے بیٹھے پیزا پارٹی کر رہے تھے بچوں کو زامل کے مطابق یہ فاتا مطلب پراٹھا جسے وہ پیزا کے نام کو بدل کر کہتا تھا پسند نہیں تھا۔
زوناش کیلئے تو آئرہ نے بیچ میں فیڈر رکھ لی تھی بھئی اسکی شرکت بھی ضروری تھی پارٹی میں چاہے وہ اب فیڈر کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔

باقی عبدلباری اور زالے بیٹھ کر فنگر فرائز پر ہاتھ صاف

کر رہے تھے میٹھے میٹھے کیچپ کے ساتھ

آ۔۔۔ہاہ۔۔۔بہت مزہ آ رہا تھا۔

زامل کوشش تو کر رہا تھا پیزا کھانے کی لیکن اس

سے پہلے وہ اسکا پوسٹ مارٹم کرنے پر تلا تھا ساری

چیزیں الگ الگ بکھیر کر۔

کچھ ایسے کہ پیزا ایجاد کرنے والا اگر اسے دیکھ لیتا تو

مرا ہوا زندہ ہو کر خودکشی کر لیتا۔

"زامی ایسے کھاؤ۔۔۔ایسے" برلاس نے اسے باقائدہ کھا کر چبا کر دکھایا تھا۔

"ایشے" وہ بھی اسکی دیکھا دیکھی بڑا سا منہ کھول کر چھوٹی سی چک اس پر لگا گیا۔

آگے سے تیکھا سا س زبان پر لگتے اسکی ساری تاہ کی محبت ہوا ہو گئی جو وہ سی سی کرنے لگا تھا بس رونا باقی رہ گیا تھا۔

"ہاہ۔۔۔سی۔۔۔تاہ۔۔۔" وہ رونا تو ہر گز نہیں چاہتا تھا وہ بڑا جو ہو گیا تھا گب گب اور گب انچے روتے

نہیں ہیں وہ بریو ہوتے ہیں ایسا اسکے تاہ نے اسے بولا تھا۔

''کیا کر رہے ہو اسے پانی دو'' آئرہ نے ایک دھپ برلاس کے کندھے پر رسید کی وہ جلدی سے پانی کا گلاس زامل کے منہ کو لگا گیا۔

تب جا کر کہیں اسے کچھ سکون آیا تھا مگر پھر سے وہ پیزا کھانے لگا تھا اب تو یہی کھانا تھا۔

سب کی پارٹی زور و شور سے چل رہی تھی جب دروازہ کھلتے زمل نے اندر جھانک کر دیکھا۔انکی پارٹی دیکھ اسکی آنکھیں پہلے پھٹی پھر گھور کر رہ گئی۔

"وہ چھوٹا ورژن تم لوگوں کے پاس ہے؟" منہ اندر دیے دیے ہی پوچھا۔

"نئی میں ببا کو دے کل آیا تا ممما(نہیں میں بابا کو دے کر آیا تھا ممما)"

زامل نے بنا مڑے جواب دیا۔

زمل اسکی فیڈر ہلاتی اب کہیں اور ڈھونڈنے چلی گئی تھی لیکن اسے یہ تو پتہ چل گیا تھا زامل نہیں سدھرے گا۔

وہ اسے زیام کے پاس دھیان رکھنے کیلئے چھوڑ کر گئی تھی اور وہ اسکا کاٹ گھسیٹ کر اپنے باپ کے حوالے کر آیا۔

وہ بھی یہ کہہ کر کہ مما نے کہا ہے اسکو سمبھالو اب کیسے ممکن تھا اسکی بیگم کوئی حکم دیتی اور وہ پورا نہ کرتا۔

اسے زیحال پر اس معاملے میں بہت پیار آتا تھا کہ وہ

صرف بچے پیدا کرنے کا شوقین نہیں تھا بلکہ اسکے

ساتھ مل کر انکی پرورش بھی کرتا تھا۔

ماں کی طرح سمبھالتا بھی تھا اپنے ساتھ بھی رکھتا تھا

رات کو انکو خود سلاتا تھا حلانکہ وہ خود آفس سے تھکا ہارا

واپس آتا تھا

لیکن اسکی گلا لے نے دن بھر انکو سمبھالا ہوتا ہے تو وہ

اس ڈیوٹی کو خوشی بخوبی سر انجام دیتا تھا۔

وہ اسکے آفس روم میں ہی آگئی تھی اسکی توقع کے عین

مطابق اسے وہ وہیں ملا تھا۔

زیام اسکی گود میں اب تک جاگ رہا تھا اور حیران کن

بات تھی کہ بنا فیڈر کے بھی وہ باپ کے ساتھ خوشی

خوشی کھیل رہا تھا۔

بس اس نے دو پین اسکے ننھے ہاتھوں میں پکڑا رکھے

تھے جن کو اسکا بیٹا آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا تھا کہ یہ

کونسی بلا ہے۔

"مجھے ابھی سے اسے ڈھونڈنا پڑ رہا ہے" وہ اندر داخل ہوتی جھٹ سے بولی۔

"کیوں سرکار آپ ایک آواز دیں ہم خود چل کر آئیں گے" وہ اٹھ کر اسکے پاس کاؤچ پر ہی آگیا۔

ہاں اب ماں دکھ گئی تھی تو بھوک بھی یاد آگئی وہ تیزی سے ہاتھ پیر چلانے لگا۔

"ہاں اب اسے بھوک لگی ہے بہت ہی کوئی دو نمبر ہیں آپ کے بچے"

وہ اسے زامل کی حرکت بتانے لگی کیسے وہ اپنی زمے

داری اپنے باپ کو گیا تھا۔

اور پھر اسکے بعد اسکی کلاس لگی تھی وہ بھی پیار سے

سمجھانے والی کہ وہ آیندہ جھوٹ نہیں بولے گا جو بھی

ہو سچ بول کر اپنا کام کروائے گا۔

وہ زامل زالے کو انکے بیڈ پر سلا کر خود اپنے بیڈ پر آگئی

تھی اور بیٹھ کر اپنے کمرے کو دیکھنے لگی۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ زیام کا ننھا سا ہاتھ تھامے آدھا

لیٹا ہوا تھا اسکے یوں دیکھنے پر بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔

"ہمارا کمرہ کتنا خوبصورت لگ رہا ہے ناں ہبی بس

ایسے ہی رہے امین" وہ اپنی نظر لگ جانے سے ڈر کر

نظریں پھیر گئی۔

"تو میں نہیں کہتا تھا بچے زیادہ ہی اچھے" وہ اپنے

مطلب پر فورا اسے آیا تھا۔

زمل کمفرٹر ٹھیک کرتی اسے گھورنے لگی یہ بندہ باتوں

سے اپنے مطلب نکالنے میں خوب ماہر تھا۔

"لیکن آپ کو پتہ ہے مجھے اچھا نہیں لگتا جب زامل کہتا ہے زیام نے اس سے مما لے لی۔۔۔میں تو تینوں کو بھرپور ٹائم دیتی ہوں ہبی"

وہ اسکے سینے پر سر رکھے فکر مندی سے اپنی بات شیئر کرنے لگی جو وہ کئی دنوں سے سوچ رہی تھی۔

"ڈونٹ وری گلالے وہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گا وہ بس زیام کو ایکسیپٹ نہیں کر پا رہا"

اسکی بات پر وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہبی۔۔۔ ہم نے۔۔۔ جلدی تو نہیں کر دی؟" وہ سوئے ہوئے زیام کو دیکھتی از حد پریشانی سے پوچھنے لگی۔

"جلدی۔۔۔؟ کیا مطلب جلدی اگر جلدی ہوئی تو کیا اسے تم ریٹرن کرواؤ گی؟" وہ تپ گیا تھا۔

"ہبی" اس نے ایک دھپ اسکی چوڑی چھاتی پر رسید کی۔

"ہمارے بچے اب تین ہی کافی ہیں انکی اچھی پرورش ہو جائے وہی کافی ہے" وہ واپس سے سر رکھتی فیصلہ کن لہجے میں بولی۔

اور وہ تو احکام اعلی تھیں جو حکم دے غلام کو منظور ہوتا تھا۔

صبح صبح اٹھتے آج زامل کو نجانے کہاں سے دوبارہ ٹم ٹم کے دورے پڑنے لگے تھے زالے کے ہاتھ میں

انگوٹھی دیکھ وہ پورے گھر میں شور ڈال گیا تھا کہ اسے بھی ٹم ٹم چاہئے۔

"مما آئی وانت تم تم مما (ماما مجھے ٹم ٹم چاہئے ماما) "

وہ زمل کے پیچھے پیچھے اسکے دوپٹے کا پلو پکڑے گھوم رہا تھا۔

"کہاں سے دوں بیٹا آپ بابا کا ویٹ کرو بابا آکر دلائیں گے آپ کو" وہ کسی طرح اس افلاطون سے چھٹکارا پانا چاہتی تھی۔

"نو۔۔ابی۔۔ابی دو (نہیں ابھی۔۔ابھی دو)" وہ ضد پر آگیا تھا اور ضد کرتے وہی فرش پر ناگن ڈانس کرتے رونے لگا تھا۔

اتنے میں برلاس سویا ہوا اٹھ کر ابھی آیا تھا ناشتے کیلئے جیسے ہی منہ کھولنے لگا سامنے نظر زامل پر پڑ گئی۔

"یہ صبح صبح کیوں ناگن ڈانس کر رہا ہے" وہ قریب آ کر اسے گود میں لے گیا زامل کو تو جیسے اور بھی پر لگ گئے تھے۔

"کیوں اسے لنگی ڈانس کرنا چاہئے؟" مشی نے پیچھے سے آکر اسے کچھ یاد کروایا۔

برلاس سرخ پڑ گیا ساتھ ہنسی بھی آنے لگی کیا کچھ وہ کرتا رہا تھا۔

"ویسے تمہیں ایک بار اور ٹرائے کرنا چاہئے زونو اور باری نے ابھی تک اپنے تاہ کو لنگی ڈانس کرتے نہیں دیکھا "

اسکی بات پر کومل آئرہ زمل سب کی ایک ساتھ ہنسی چھوٹی تھی برلاس کو لگا وہ یہی بہہ جائے گا لیکن وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

"ناشتہ۔۔۔شیر دل۔۔۔۔مائے وائف۔۔۔میرا ناشتہ "اسکے منہ سے شیر دل کیلئے وائف سنتے آئرہ نے وہی سے گھور کر دیکھا دل تو تھا ہاتھ میں جو آئے اسے دے مارے۔

وہ ناشتہ کرتے زامل کو اسکی ٹم ٹم دلانے چلا گیا تھا لیکن جب یاقوت کو پتہ چلا تو اسے نجانے کیوں اچھا نہیں لگا تھا۔

وہ زیحال کے کہے مطابق اپنے پورشن میں واپس آ گیا تھا باقاعدگی سے ہر روٹین کو فالو کرنے لگا تھا جیسے پہلے ایک روبوٹک زندگی جیتا تھا آج وہی اسکا وہی انداز واپس لوٹ آیا تھا۔

نہ مسکرانا نہ نرم پڑنا وہ شاید بچپن کی عادتوں کو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

وقت کا جو زہر بھرا انجیکشن ابراہیم نے اسے لگا یا تھا اسے اپنے وجود سے کم کرنا یا ختم کرنا شاید اسکے بس میں نہیں تھا۔

برلاس کی نفرت نے اسے یہ کم کرنے ہی نہیں دیا تھا وہ یہاں سے دلبرداشتہ ہو گیا تھا تب ہی پہلے ہی اپنا بیگ پیک کر گیا۔

اتنے میں اسے فون آنے لگا تھا اس نے سائیڈ ٹیبل کے
قریب آکر اس پر رکھا موبائل اٹھایا تو سامنے اسکے
بندوں کا ہی نام جگمگا رہا تھا۔

"بوس۔۔۔آپ حکم کریں اسے ختم کر دیں ہم" وہ
کسی کی بات کر رہے تھے جو انکی مخالفت کرنے پر اتر
آیا تھا۔

"ک" وہ بولنے کیلئے جیسے ہی منہ کھولنے لگا کسی نے
اسکے ہاتھ سے موبائل لے کر اپنے کان سے لگالیا تھا۔

''آپ کا زارک وولف فوت ہو چکا ہے'' کہتے وہ کال کٹ کر گیا زارک ششدر سا یاقوت کو دیکھے گیا۔

''بیکار ہیں یہ کوششیں۔۔۔بھائی تمہیں واپس نہیں جانے دیں گے'' وہ بیڈ پر لیٹنے والے انداز میں بیٹھ گیا۔

''میں جاؤنگا'' وہ بضد تھا وہ یہ نہیں کہہ سکا کہ وہ یہاں رہ کر برلاس کی نفرت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

''اچھا۔۔۔تو کوشش کر لو'' وہ جیسے چیلنج کر رہا تھا۔

"اور اگر کامیاب ہو گیا تو؟" وہ بھی آبر واچکا گیا

یاقوت کو وہ اچھا لگا تھا دھیرے دھیرے کمفر ٹیبل

ہوتے۔

"تو تمہارے لئے لڑکی میں ڈھونڈوں گا" اسکی بات پر

زارک نے کندھے بے ساختہ ڈھیلے چھوڑ دیے جیسے

کہہ رہا ہو یہ کیسی ڈیل ہے۔

"تو کیا کنوارے رہنے کا ارادہ ہے؟ "

"شاید۔۔۔ہاں" وہ بھی اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

"ہاہاہا امپا سیبل ۔۔۔اس کی رشتے کے بغیر تم کیا کوئی

بھی نہیں رہ سکتا اللہ پاک نے اسے بنایا ہی ایسا ہے "وہ

بہت دوستانہ انداز میں بولا۔

"آج تک بھی تو رہتا آیا ہوں ناں آگے بھی رہ لونگا"

وہ جانتا تھا مستقبل بھی ایسا ہی ہو گا۔

"جیسمن کیسی رہے گی "

"استغفر اللہ "زارک کانوں کو ہاتھ لگاتا اٹھ کھڑا ہوا۔

یاقوت کا بے ساختہ قہقہہ گونج اٹھا

''ایک دن آئے گا جس دن تمہاری نظر کسی پر اٹھے
گی اور پھر کبھی نہیں جھکے گی'' اسکی بات کو زارک نے
ہوا کر دیا تھا۔
لیکن وہ نہیں جانتا تھا واقعی وہ نگاہ جب اٹھتی ہے تو
سامنے والے کے سحر میں اپنے آپ جکڑتی چلی جاتی
ہے۔

اس نے کوشش کی تھی مگر وہ اب تک یہاں سے جا

نہیں سکا تھا جانے کیوں لیکن ایک طرف جیسے وہ

زیحال کی نظر میں خود کو محسوس کر رہا تھا

مگر وہیں دوسری طرف وہ اسکی طرف سے ملنے

والے جواب کا منتظر تھا جو وہ اسے دکھانا چاہتا تھا۔

"تم اب تک واپس نہیں آئے کہیں تمہارا ارادہ ہمیں

دھوکہ دینے کا تو نہیں ہے؟ "

اسے فون پر کسی کی زہر خند آواز سنائی دے رہی تھی۔

زارک نے پیشانی تھامتے لب بھینچے۔

"میں اپنی بات سے نہیں مکرتا۔۔۔میں واپس آؤں گا" وہ لفظوں پر زور دیتے ضبط سے بولا۔

"یہ دھوکہ تم کسی اور کو دینا ہمیں نہیں اب تم اپنے بھائی کو بچاؤ بس جو اس وقت اپنے دوست کے فارم ہاؤس پر مزے کر رہا ہے "

کہتے ہی مقابل فون کاٹ گیا لیکن یہاں زارک کا مکمل سکون چھین گیا۔

وہ جھٹ سے زیحال کا نمبر ڈائل کرنے لگا لیکن وہ بھی اس وقت میٹنگ میں تھا تب ہی اسکی کال نہیں اٹھا سکا۔

وہ مجبوراً اپنے پورشن سے نکل کر پاشا ولا کی جانب آگیا تھا اب تک وہ کچھ ہی بار اندر گیا تھا لیکن زیحال کی موجودگی میں۔

آج ایسے جانا اسے بہت عجیب لگ رہا تھا لیکن برلاس کی فکر اسے اندر لے ہی گئی تھی۔

جب سامنے سے آتی آئرہ کی نظر اس پر پڑی وہ فوراً سے

دوپٹہ ٹھیک کرتی اسکے پاس چلی آئی۔

"سلام زارک بھائی کیسے ہیں آپ" اسے خوشی سی ہو

رہی تھی اسے یہاں اپنے سامنے دیکھ۔

اسکے سلام پر زارک رک سا گیا یہ کون تھی جو اسے

سلام کر رہی تھی۔

اگلے پل اسکے ذہن میں برلاس کے ساتھ رستوران

میں بیٹھی لڑکی کا چہرہ گھوم گیا۔

"م۔۔۔میں ٹھیک ہوں" وہ کچھ ہچکچا کر بولا۔

"آئیں ناں بیٹھیں میں چائے لاتی ہوں آپ کیلئے"

اسکی اتنی اپنائیت پر زارک کا دل یکدم سے بھاری ہوا۔

یہاں رشتوں کی بھرمار تھی لیکن ایک ان بھوری آنکھوں کی نفرت نے اسے کسی کے قریب ہونے نہیں دیا تھا۔

"ن۔۔۔ نہیں میں بس جا رہا تھا۔۔۔ بر لاس کہاں ہیں؟"

"وہ تو باہر ہیں شاید دوستوں کے ساتھ" وہ نرمی سے گویا ہوئی۔

"نمبر مل سکتا ہے؟" بالا آخر اپنی پریشانی بتائی۔

"ضرور آپ نوٹ کریں" وہ اسکا بتایا گیا نمبر جلدی سے نوٹ کرتے باہر نکل گیا۔

یہ پہلی کال تھی اسکے نمبر سے برلاس کے فون پر تب ہی وہ انجان سمجھ کر فورا سے اٹھا گیا۔

"ہیلو" براہ راست پہلی ہیلو اور لہجہ نرم۔زارک ہاتھ کی مٹھی بھینچ گیا فون پر گرفت مضبوط ہو گئی۔

"ک۔۔۔کہاں ہو؟" وہ بمشکل ہی بول سکا تھا۔

"کون؟" آگے سے الٹا سوال کیا گیا لیکن وہ خود ہی اسکی خاموشی سے سمجھ گیا تھا وہ کون ہو سکتا ہے۔

"میں دوستوں کے ساتھ ہوں" خلاف توقع وہ دھیمے سے بولا تھا زارک کا دل مٹھی میں آگیا۔

"گھر آجاؤ۔۔۔وہاں رہنا سیف نہیں ہے" وہ فکر مند تھا اور بہت زیادہ برلاس کی جانب خاموشی چھا گئی۔

اور اگلے پل کال کٹ ہو گئی زارک کا دل بھی کٹ گیا وہ وہی کھڑا کھلی فضا میں سانس لینے کی کوشش کرنے لگا۔

اگلے پندرہ منٹ میں اسے برلاس کی گاڑی اندر آتی دکھائی دی تھی زارک کو لگا وہ ہواؤں میں اڑ رہا ہے وہ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھے گیا۔

"بھائی کہاں ہیں؟" وہ آتے ساتھ اس سے مخاطب ہوا۔

"بھائی؟"زارک کو سمجھ نہیں آئی وہ کس کے بارے

میں پوچھ رہا ہے۔

برلاس شدید پریشانی کے عالم میں اندر چلا گیا جب

اسکے جاتے زارک کا فون بج پڑا۔

سامنے ہی زیحال کا نام جگمگاتا دیکھ وہ کال اٹھا گیا۔

"دیکھنا تھا ناں کہ وہ کون ہے۔۔۔تو لوکیشن بھیج رہا

ہوں آجاؤ"

وہ ساتھ ہی اسے اپنی لوکیشن کی بھیج گیا زارک کو کچھ

سمجھ نہیں آرہی تھی۔

یہاں برلاس ایک ٹانگ پر تھا وہاں زیحال اسے بلا رہا تھا لیکن اسے اب جانا تھا۔

تب ہی وہ اسکی دی گئی لوکیشن پر نکل گیا۔

124/2

وہ کسی سنسان جگہ آیا تھا لیکن یہ جگہ بھی وہ تھی جہاں وہ آج سے پہلے ہزاروں بار آچکا تھا کیونکہ یہ جگہ بلیو ویل بلڈنگ کے بہت قریب تھی

یہ ابراہیم کے ایریا میں ہی آتی تھی تب ہی زارک

یہاں رک سا گیا وہ چاہ کر بھی آگے قدم نہیں بڑھا پا

رہا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ مجھے یہاں کیوں بلائیں گے؟" سوچ کر

اس نے پھر سے لوکیشن نکالی وہ زیحال کی بھیجی گئی

لوکیشن سے ذرا ہی دور تھا

لیکن جتنی دور تھا وہاں سے آگے بلیو بلڈنگ شروع ہو

جاتی تھی جو آدھے شہر پر پھیلی ہوئی تھی اسکا ایک

علاقہ زارک کے نام تھا جہاں وہ بہت کم ہی رہتا تھا۔

اسے اسکے مقابلے اپنا چھوٹا سا گھر پسند تھا جہاں اسے اپنی لٹل فیری ملی تھی۔

وہ ساری سوچیں جھٹک کر آگے بڑھنے لگا اور کرتے کرتے وہ بلیو بلڈنگ میں ہی آگیا تھا یہ دیکھ اسکی آنکھیں پھٹنے کو تھیں۔

وہ کہاں اسے بلا رہا تھا شاید وہ بھی جانتا تھا بنا لوکیشن کے وہ یہاں نہیں آئے گا یا بہت سارے سوال کرے گا اور آج اسے صرف جواب ملنے تھے سوالوں کا حق بعد میں ملنا تھا۔

وہ سمجھ رہا تھا وہ بلیو بلڈنگ کے آس پاس ہو گا لیکن وہ تو اندر تھا یہ دیکھ کر وہ بے اختیار ماتھا پکڑ گیا اور گہری سانسیں لینے لگا۔

وہ کھڑا ہی تھا جب اتنے میں اسکے ایک بندے کی نظر اس پر پڑی وہ بے ساختہ اسکی جانب بھاگ آیا اور آتے ہی سلام کرنے لگا۔

زارک نے ہاتھ کھڑا کرتے اسے واپس جانے کا حکم دیا اس وقت وہ ان میں سے کسی کی شکل تک دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

"بوس آپ کو ایک ضروری بات بتانی ہے" وہ اجازت طلب کر رہا تھا کیونکہ اسکا وولف والا روپ دیکھ سب اس سے پہلے اجازت لے رہے تھے۔

"بولو" وہ یہاں وہاں دیکھ رہا تھا نظریں زیحال کو تلاش کر رہی تھی وہ یہاں آیا تھا تو اتنا نارمل سب کیسے تھا۔

وہ اچھے سے جانتا تھا پاشا کو یہاں دیکھ کر ہنگامہ ضرور ہو گا اتنی خاموشی وہ بھی پاشا کے آنے پر یہ ممکن ہی نہیں تھا۔

"ہم نے پاشا کو پکڑ لیا وہ یہی پاس والی سڑک پر اپنی خراب گاڑی کے پاس کھڑا تھا ہمارے بندوں نے اسے موقع پاتے پکڑ لیا "

وہ ایسے بتا رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا کام کر لیا ہو لیکن وہی زارک کی سانسیں جیسے سینے میں ہی اٹک گئی تھیں۔

وہ یہ ظاہر نہیں کر سکتا تھا کہ اسے پاشا کے ساتھ ہمدردی ہے ایسا کرنے پر یہ لوگ بگڑ سکتے تھے اور بگڑے ہوئے لوگ نجانے کیا کر دیتے۔

وہ اس وقت یا شاید اب کبھی بھی اپنی لٹل فیری کے بابا پر ایک آنچ بھی نہیں برداشت کر سکتا تھا۔

"ک۔۔۔ کہاں ہے وہ؟" بمشکل سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"اندر" وہ اسے اپنے ساتھ لے کر اندر کی جانب بڑھ گیا اور اس کمرے میں لے آیا جہاں اس وقت انہوں نے پاشا کو رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔

اس پر نظر پڑتے ہی جیسے زارک کا دل یکدم سے مٹھی میں آیا تھا۔

وہ ایک ہی جست میں اسکے پاس پہنچا اور گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

کیونکہ اسے رسیوں سے جکڑ کر نیچے زمین پر بٹھا رکھا تھا۔ ساتھ منہ پر ٹیپ بھی لگی تھی جسے احتیاط سے زارک نے اتار کر ایک جانب پھینکا۔

"آ۔۔۔آپ یہاں کیسے پہنچے۔۔۔کیا یہ لوگ لے کر آئے؟" وہ سرگوشی نما انداز میں سب سے بچ کر سوال کرنے لگا۔

وہ سر نفی میں ہلا گیا زارک کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہہ

رہا تھا۔

"بولیں کیا یہ لوگ آپ کو اٹھا کر لائے میں ابھی ان

سب کو "

وہ شدید طیش میں آتے دونوں مٹھیاں بھینچ کر

بولنے ہی لگا تھا جب زیحال نے اسکی بات نرمی سے

کاٹ دی۔

"کال کرو۔۔۔ برلاس کو" اسکی بات پر زارک نے

فون نکالتے نکالتے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔

"برلاس کو یا یاقوت؟" اسے لگا کہ اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"برلاس۔۔۔اسفندیار کو کال کرو" وہ اب نام پورا لیتے زور دے کر بولتا زارک کو جھٹکا سا لگوا گیا۔

"وہ یہاں کیوں؟ یہ لوگ پہلے ہی اسکے پیچھے پڑے ہیں میں ہوں میں آپ کو یہاں سے لے کر جاؤنگا" وہ نرمی سے بولتا اسکے ہاتھوں کی رسی کھولنے لگا تھا کہ زیحال پھر سے بول پڑا۔

"میں جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔۔ برلاس کو فون کرو

اور اپنے نہیں میرے فون سے فون کرو ابھی کے ابھی

۔۔۔میری میٹنگ کا ٹائم ہونے والا ہے جلدی"

وہ ایسے بول رہا تھا جیسے ابھی چائے پر آیا ہو زارک کا

دماغ گھوم کر رہ گیا تھا۔

لیکن اب ایک بھی لفظ مزید بولنا زارک کو وقت کا

ضیاں لگ رہا تھا تب ہی خاموشی سے سر ہلاتے اس نے

زیحال کے فون سے برلاس کا نمبر ڈائل کرتے کال

ملائی۔

ایک نظر میں وہ اسکا نمبر یاد کر گیا تھا اور اب شاید کبھی بھولے بھی ناں۔

رنگ جانا شروع ہوئی ہی تھی کہ اس نے فوراً اسے کال اٹھالی کاش وہ زارک کی کال بھی ایسے ہی اٹھاتا وہ دل میں سوچ کر حسرت کرتے رہ گیا۔

زیحال کے اشارے پر فون اس نے زیحال کے کان سے لگادیا۔

"بھائی۔۔۔بھائی کہاں ہیں آپ۔۔۔آپ کی کال کیوں بند ہوئی تھی بولیں" وہ تب سے ایک ٹانگ پر کھڑا تھا۔پریشانی سے اسکی جان نکل رہی تھی۔

"مکامارو مجھے" وہ سرگوشی کرتے زارک کو اشارہ کرنے لگا۔

"جی؟" وہ نہیں سمجھتا تھا وہ سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔

"مکا۔۔۔پنچ۔۔۔ایڈئیٹ" اب کی بار وہ دانت پیس کر اسے ہی ڈپٹنے لگا زارک کا منہ کھل گیا۔

"م۔۔۔میں۔۔۔میں کیوں نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا" وہ اب ایسا خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا

زیحال نے زور سے آنکھیں میچ لی

دل تو چاہ رہا تھا سر پیٹ لے اپنا لیکن ایسا ممکن نہیں تھا زمل کو چوٹ نظر آتی تو وہ سو سوال کرتی۔

"مارو۔۔۔میں کہہ رہا ہوں نہیں تو میں تمہاری ہڈیاں توڑ دونگا سمجھے تم"

وہ بچوں کی طرح جھگڑ رہا تھا زارک کو اس پل وہ بہت کیوٹ لگا۔

اس نے ذرا سا ہلکا سا مکا اسکے منہ پر مارا جس پر زیحال
نے گھور کر اسے دیکھا۔

"میں زالے نہیں ہوں اسکا باپ ہوں" وہ تپ کر
بولا۔

زارک کو ہنسی آئی تھی لیکن اب کرنا تو تھا ناں وہاں
زیحال کی خاموشی پر بر لا اس کی جان نکل رہی تھی۔
زارک دھیرے سے کھڑا ہوا اور بظاہر مگر ہلکا سا مکا
اسکے جبڑے پر رسید کر گیا۔

زیحال نے اسی پر منہ سے درد بھری کراہ نکالی جسے سن کر دوسری جانب برلاس کے قدموں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو بھائی۔۔۔ بھائی۔۔۔" وہ ایک سانس میں اسے پکارنے لگا جان جیسے حلق میں آگئی تھی۔

"ب۔۔۔ برلاس۔۔۔ برلاس یہ لوگ۔۔۔ یہ م۔۔۔ مجھے مار رہے ہیں" وہ درد بھری آواز میں چنگاری پھینک رہا تھا وہ بھی پھونس بھرے جنگل میں۔

"کون ہے۔۔۔کون ہے وہاں ؟" وہ ضبط کرتے کرتے بھی دھاڑ اٹھا تھا۔

"بلیو بلڈنگ۔۔۔جلدی۔۔۔آؤ" اگلے پل زیحال کے اشارے پر زارک نے کال کٹ کر دی۔

جیسے ہی کال کٹی وہ خود ہی رسی توڑ کر سیدھا الٹی پلٹی مار پر فرش پر بیٹھ گیا۔

"ویسے یہ مکا تھا؟" کیا شان تھی وہاں زارک پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ادھر آؤ" زیحال کے بلانے پر وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں جیسے ہی نیچے جھکا ایک زوردار پنچ اسکے منہ پر آلگا وہ بے اختیار پیچھے گرا۔

اور جھٹ سے اٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

"پنچ ایسے مارا جاتا ہے یو ایڈئیٹ" وہ اپنے پھٹے ہونٹ سے نکلتی سرخ بوند کو انگلی کی پور سے صاف کرتے تڑخ کر بولا۔

یہ بھی زارک کے بندوں نے اسکے آنے سے پہلے ہی زیحال کو سوغات دے دی تھی۔

"لڈو منگوالو جب تک مجھے لینے میرا بیٹا آئے" وہ ایسے بیٹھا تھا جیسے یہ اسکی جاگیر ہو لیکن کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اسکے بیچ مداخلت کر سکے۔

لڈو آچکی تھی دو بندے اور شامل ہو گئے تھے اور ایسے میں باقی سب کا دماغ گھوم گیا تھا کہ یہاں ہو کیا رہا ہے۔

انکا بوس خود پاشا کے ساتھ بیٹھ کر لڈو کھیل رہا تھا۔

"آ۔۔۔ہاں۔۔۔تم تو بازی لے کر جا رہے ہو۔۔۔ہار جاؤ" وہ ساتھ بیٹھے بندے کے سر پر چپت رسید کرتا آنکھیں دکھا کر بولا۔

"میں کیوں ہاروں میں جیت رہا ہوں" وہ اپنے حق میں بولنے لگا تھا جب اگلا پنچ زارک نے دے مارا۔

"سنا نہیں۔۔۔ہار جاؤ" اسے اپنے حق میں بولتے دیکھ زیحال نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی۔

کئی دیر لڈو کھیلی گئی جب باہر سے ایک ساتھ کئی آوازیں آنے لگی زیحال نے گردن اٹھا کر اوپر دیکھا۔

"مجھے باندھ دو جلدی" اسکی بات زارک نہیں سمجھا تھا لیکن جتنی جلد بازی میں وہ بولا تھا وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتے اسے واپس باندھنے لگا۔

"آپ مجھے پاگل کر دیں گے" وہ جل کر بولا تھا۔

"خیر ہے گڈ لکنگ ہو لوگ پاگل کو بھی اپنی بیٹی دے دیں گے "

اسکی تعریف پر زارک یک دھک اسے دیکھنے لگا پھر ہنسی روکتے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بوس باہر کوئی آیا ہے بہت برا مار رہا ہے ہمارے

بندوں کو ساتھ یاسر کو بھی اپنی قید میں لے لیا۔"

یاسر زارک کے بعد ایک طاقتور شخصیت تھا اسے

دبوچنا مطلب ایک ہی جھٹکے میں پوری فوج کو دبوچ

لینا تھا۔

اور اسے دبوچنا اتنا آسان نہ تھا یہ کام کس نے کیا تھا یہ

دیکھنے کیلئے زارک زیحال کے اشارے پر باہر نکل گیا۔

وہ تیزی سے بلڈنگ سے باہر آیا جب اسکی نظر سیدھا پی کیپ پہنے شخص پر گئ چوڑی پیٹھ لمبا قد اور ہاتھ میں خطرناک ہتھیار لئے۔

وہ یاسر کو دبوچے اسکے بندوں کو ختم کر رہا تھا۔

"ہٹ جاؤ۔۔۔پ۔۔۔ پیچھے "اپنی جان جانے کے ڈر سے یاسر نے کسی کو اس پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

زارک تیزی سے آگے آتے اسے پیچھے سے دبوچ کر یاسر کو اسکی گرفت سے چھڑوا گیا جب ایک زوردار چیخ اسکے منہ پر بھی آپڑا تھا۔

"کہاں ہے میرا باپ بول" وہ واپس سے یاسر پر جھپٹتے اسے گن پوائنٹ پر رکھ گیا۔

ایک بندہ آگے آتے یاسر کو بچانے ہی لگا تھا جب اسکے ایک فائر پر اسکی آنکھ سے خون کا پھوارہ پھوٹ پڑا تھا۔

اسکی اتنی بے دردی دیکھ کمزور دل پھٹ جاتے۔

وہیں دوسری جانب اس آواز کو پہچانتے زارک کو اپنے

ارد گرد دھماکے سے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے وہ

ٹرانس کی سی کیفیت میں اٹھتا چلا گیا۔

"ب۔۔۔ برلاس" اسکے منہ سے بے ساختہ یہ نام نکلا

۔

"ک۔۔۔ کون ہے تو۔۔۔ چھوڑ مجھے" یاسر کو سانس

لینے میں دشواری ہورہی تھی۔

مقابل کی ایک ہی بازو نے اسے دن میں تارے دکھا

دیے تھے۔

"تیرا باپ۔۔۔" یہ نام ایک ہی بار میں گھنٹے کی طرح زارک کے کانوں میں بجنے لگا تھا وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھے گیا۔

پیروں سے زمین نکل جانا کسے کہتے ہیں یہ آج زارک کو علم ہو رہا تھا۔

ساتوں آسمان سر پر کیسے گرتے ہیں اسے اب معلوم ہو رہا تھا وہ سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے کیا کیا نہیں گزر گیا تھا۔

وہ دن جب اسے یہاں کڈنیپ کر کر لایا گیا وہ حالت جو وہ اسکے بندوں کی کر کر گیا تھا۔

"تیرے صرف نام میں وولف آتا ہے میں ایسے وولف جیب میں لئے پھرتا ہوں آئندہ میرے بچوں کی طرف آنکھ بھی اٹھائی تو وہ حشر کرونگا تا قیامت نہیں بھولے گا"

وہ بچے۔۔۔وہ انکے ساتھ انکے تاہ کا جنون وہ لیٹر میں آخری الفاظ "کنگ آف ڈیولز"

وہ دیوار پر لکھا یہی نام صرف تب نہیں جب ابراہیم کو لے جایا گیا انکی ناک کے ییچے سے۔وہ کوئی اور نہیں اسکے سامنے کھڑا لڑکا تھا۔

" برلاس اسفندیار شاہ "

"آپ کو برلاس پر نظر رکھنی چاہئے وہ لوگ اسے نقصان پہنچادیں گے "

"میں اپنے بھائی پر اپنی وجہ سے کوئی مصیبت آنے نہیں دے سکتا میں اس سے دور چلا جاؤنگا"

اپنے ہی الفاظ اسکے کانوں میں باز گشت کرنے لگے تھے۔

وہ کسے پر وٹیکٹ کر رہا تھا اور کن سے جن کو خود اس ایک سے پر وٹیکٹ کرنے کی ضرورت تھی۔

زارک کا سر گھومنے لگا تھا۔ "آپ میں ڈیول کون ہے؟"

یہ سوال اس نے کیا تھا جواب آج اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔

"یاسر اسے اندر لے گیا تھا جہاں زیحال کو رسیوں سے باندھ کر بٹھا رکھا تھا اس پر نظر پڑتے بر لاس سب کچھ بھول گیا تھا۔

وہ یاسر کو ایک ہی جھٹکے میں ختم کرتے زیحال کے پاس بھاگا آیا تھا۔

"بھائی۔۔۔ بھائی آپ ٹھیک ہیں" وہ تیزی سے اسکی رسیاں کھول کر یکدم سے اسکے کندھے سے جا لگا تھا۔ وہ بری طرح سے لرز رہا تھا اپنے باپ کو کھو دینے کے خوف سے۔

اسی وقت پیچھے سے حملہ آور ہونے والے تینوں کے

ماتھوں کے بیچ فائر دے مارتے انکو وہی ڈھیر کر دیا۔

اور جو باہر رہے تھے انکے ساتھ آج زارک وولف نے

حساب پورا کیا تھا آخری کیل تابوت میں ٹھوکنے والا

کام۔

اس نے ایک کی گردن توڑتے دوسرے کو پیچھے سے

دھکا دیتے تلوار پر گردن کے بل جا گرا تھا۔

ایک پل میں بلیو ویل بلڈ نگ سنسان ہو گئی تھی تینوں نے پلک جھپکتے کسی کو سانس لینے کا بھی موقع نہیں دیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں دیکھو" وہ برلاس کو نرمی سے پیچھے کرتے اپنا آپ دکھانے لگا۔

"آپ کو۔۔۔آپ کو یہاں لایا کون مجھے نام بتائیں۔۔۔میں جان سے مار دونگا اسے" وہ جنونی ہوتا وحشی انداز میں پوچھ رہا تھا۔

زیحال نے گردن ٹیڑھی کرتے پیچھے کی جانب اشارہ کیا جب برلاس نے اسکی انگلی کی سیدھ میں یاسر کو پایا۔

وہ ایک جھٹکے میں اٹھا اور اسکے پاس جا بیٹھتے اپنا کٹر نکالتے اسکے دل کے مقام پر جنونی انداز میں مارنا شروع ہو گیا۔

خون کے چھینٹے اسکے چہرے پر یوں آرہے تھے جیسے کوئی قصائی جانور ذبح کر رہا ہو۔

اسکے بعد اس نے اسی کٹر سے بڑی بے دردی سے اسکی گردن کاٹتے زارک کو دہل جانے پر مجبور کر دیا۔

نہیں وہ معصوم نہیں تھا وہ تو جانور تھا یا شاید ان سے
بھی زیادہ خطرناک۔

زیحال کپڑے جھاڑتے اٹھا اور زارک کے پاس آگیا
اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے وہ سامنے دیکھنے گیا۔

"یہ ہے میرا بیٹا۔۔۔جسے تم پروٹیکٹ کرنے کا کہہ
رہے تھے "

"اور یہ ہے ایک تیر سے دو نشان اب شرافت سے
گھر واپس آجانا یہاں اب کچھ نہیں رکھا "

وہ بول کر ایک دل جلی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"تم نے یہ کیا۔۔۔میں تم سے ناراض ہوں" جاتے جاتے وہ بولنا نہیں بھولا تھا۔

پر اس کو یکدم سے ہوش آیا کہ وہ اپنے باپ کے سامنے یہ کر گیا ہے تب ہی تیزی سے اٹھ کر اس کے پیچھے پیچھے بھاگا گیا زارک وہیں کھڑا رہ گیا۔

زیحال واپس آکر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا تھا جب پیچھے پیچھے برلاس کو آتے دیکھا اسکے چہرے پر اپنی ناراضگی کا خوف وہ صاف دیکھ سکتا تھا تب ہی بمشکل ہنسی دبانے لگا۔

"بھائی" وہ گاڑی کے قریب آتے ونڈو سے اندر جھانکنے لگا۔

"آپ۔۔۔آپ ناراض ہیں؟" لہجے میں خوف تھا پچھتاوہ تھا وہ کبھی بھی اسے یوں ناراض نہیں دیکھ سکتا تھا جان نکلتی تھی اسکی۔

"نہیں میں بہت خوش ہوں آؤ تمہیں تمغہ پیش کروں" وہ جل بھن کر دانت پیس کر بولا برلاس نے بے اختیار سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں تو بس ایسے ہی کر رہا تھا" ایسے ہی کیا وہ یہ کھل کر نہیں بتا سکا۔

"ایسے ہی کیا محبت کر رہے تھے اسکے ساتھ؟" اسکے سوال پر برلاس نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا۔

"اب جاکر زارک کو پکڑ کر لاؤ ہمیں دیر ہو رہی ہے"

"میں؟" وہ حیرت سے اپنی جانب انگلی کر کر پوچھنے لگا

"نہیں جو مؤکل رکھے ہوئے انکو بھیج دو۔۔۔ جا کر پکڑ کر لاؤ اسے نہیں تو میں سچ میں ناراض ہو جاؤں گا "

"مطلب آپ ابھی تک ناراض نہیں ہوئے؟" برلاس کی گویا باچھیں کھل گئی تھیں۔

"نہیں لیکن اب ہو جاؤ نگا" اسکے یہ کہنے کی دیری تھی کہ برلاس فوراسے زارک کو لینے جانے کیلئے مڑ گیا۔

جب زیحال کی آواز پر واپس پلٹا۔

"پیار سے لے کر آنا نہیں تو جائیداد سے عاق کر دو نگا" سیدھا دھمکی دی تھی برلاس پہلے تو سمجھا نہیں لیکن پھر یکدم سے مسکرادیا۔

"خیر ہے لیکن کبھی محبت سے نہ بھیجیے گا نہیں تو برلاس کہیں کا نہیں رہے گا" وہ جنونی ہوتا محبت بھرے لہجے میں بولتا زیحال کو اندر تک سرشار کر گیا۔

وہ مسکرا کر اپنی بگڑی اولاد کو دیکھے گیا وہ زارک کو لینے

اندر چلا گیا تھا۔ زیحال باہر بیٹھا انکا انتظار کرنے لگا

اسے یقین تھا اب برلاس اسے پیار سے ہی لائے گا۔

یہاں بھی وہ ایک تیر سے دو شکار کھیل گیا تھا زارک

شاید ایسے نہ جاتا لیکن برلاس کا نرم لہجہ اس سے کچھ

بھی کروا سکتا تھا۔

اور وہ اپنے باپ کی محبت کے آگے اس قدر مجبور تھا کہ

وہ پوری دنیا کے سامنے جھک سکتا تھا بس وہ ناراض نہ

ہو۔

برلاس جیسے ہی اندر آیا وہ سامنے ہی کھڑا تھا شل ساکت شاید بنا سانس لئے آنکھوں کے سامنے جیسے وہی منظر گھوم رہا تھا۔

"چلو بھائی بلا رہے ہیں" وہ بنا اسکی جانب دیکھے دھیمے سے بولا لیکن زارک نے جیسے سنا ہی نہیں۔

برلاس نے دانت پیس کر اسے دیکھا ساتھ گردن کی پشت سہلاتے خود پر کڑا ضبط کیا۔

اگلے لمحے وہ زارک کے پیچھے آتے اسکی کمر پر دونوں ہاتھ رکھتا دھکا دیتے ہوئے باہر لے گیا۔ زارک بنا

بریک لگائے آگے بس چلتا گیا یہاں تک کے برلاس

نے اسے گاڑی میں لا بٹھایا۔

"اب آپ نہیں ہیں ناراض ہیں ناں؟" وہ سیدھی

طرح یہ نہیں کہہ سکا کہ دیکھیں میں نے لڑائی نہیں

کی۔

"ھمم نہیں ہوں ناراض" وہ بس اتنا بولا تھا اور برلاس

کی سانس میں جیسے سانس آگئی تھی۔

زیحال نے خود ڈرائیو کی تھی اور اس جنگل کو ہمیشہ

کیلئے خیر آباد کہہ دیا تھا۔

چار گھنٹے کی ڈرائیو پر برلاس تو خراٹے مارنے لگا تھا لیکن زارک پیچھے چپ بیٹھا تھا نظریں زیحال پر جمی تھیں۔ جب اس نے بیک ویو مرر سے اسے دیکھا۔

"کیا تم ٹھیک ہو؟" وہ پوچھ کم اور اسکی حالت کے مزے زیادہ لے رہا تھا۔

زارک کچھ نہیں کہہ سکا وہ اب تک شاک میں تھا وہ لوگ اگلے کچھ دیر میں پاشا ولا پہنچ گئے تھے وہ کہیں اسے اپنے ساتھ نہ بلا لے اس لئے وہ پہلے ہی گاڑی سے اتر کر اپنے پورشن میں چلا گیا تھا۔

زیحال نے اسے خاموشی سے جاتے دیکھا اور اندر کا راستہ اپنالیا۔

"جا کر اس چھوٹے کو اٹھا کر لاؤ خراٹے مار رہا ہے گاڑی میں" اندر آتے صوفے پر دھپ سے بیٹھتے اس نے یاقوت پامیر پر حکم جھاڑا۔

"کیوں گھر پہنچ کر گاڑی لے لی اس نے؟" پامیر کو چائے پیتے پیتے اچھو لگا تھا۔

"جا رہے ہو یا پہلے تمہیں نکالوں" زیحال دانت پیس کر بولا۔

''نیک کام میں دیری نہیں کرنی چاہیے'' ایسا ممکن تھا بات اسکے شوہر پر ہو اور کومل بیچ میں ٹکڑا نہ لگائے۔

''تم سے میرا چھتیس کا آکڑا اب ڈبل ہو جائے گا'' وہ صدا کا اس سے لڑنے کیلئے تیار بیٹھا۔ زیحال نے فورا سے اسے گھوری دی۔

اس کے آگے صرف کومل کی ہی زبان چلتی تھی وہ بچارا تو کمرے میں جا کر حساب پورے کرتا تھا۔

اگلے پل یاقوت اور پامیر دونوں برلاس کو چیختے، اتر نے کی تگ ودو کرتے اٹھاتے ہوئے اندر لا رہے تھے۔

"چھوڑیں مجھے بھائی۔۔۔بھائی" وہ پوری طاقت لگا کر چیخ رہا تھا وہاں زیحال کو اسکا بچپن یاد آ گیا۔

ایسے ہی وہ باہر جھگڑتا تھا اور وہ دونوں اسے اٹھا کر گھر لاتے تھے۔

انھوں نے لا کر اسے صوفے پر پٹخ دیا صرف اتنی سی دیر میں دونوں کی سانسیں بری طرح سے پھول چکی تھیں۔

"اسکا کھانا بند کرو یار۔۔۔دو من سے زیادہ وزن ہو گیا ہے اسکا" پامیر تو اسی کے اوپر گر گیا تھا جب بر لاس نے خود کو وزنی کہنے پر اسکے ساتھ اپنا حساب اسی وقت پورا کیا۔

وہ دھڑام سے نیچے جا گرا تھا اور گرا بھی کمر کے بل تھا۔

"اففف اماں۔۔۔میری کمر" وہ پڑے پڑے درد سے کراہنے لگا جس میں درد کم اور ایکٹنگ زیادہ تھی۔ وہاں سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئ۔ لیکن زیحال نے جھٹکے میں اٹھتے اسے اٹھا کر صوفے پر بٹھایا۔

"لگی تو نہیں دکھاؤ" وہ اسکی کمر پر لگنے والی چوٹ دیکھ رہا تھا ٹھیک ایسے جیسے ایک ماں پریشان ہو کر اپنے بچے کو ٹٹولتی ہے۔

اس بیچ پامیر نے برلاس کی اگلی پچھلی ساری کلاس لگوا دی تھی۔

اوراب برلاس کا منہ غبارے کی طرح پھول گیا تھا

ڈائننگ ٹیبل پر وہ خاموش تھا اور پامیر پٹر پٹر بول رہا

تھا۔

"یہ چینی بکرا کہاں غائب ہے کافی دن سے آیا نہیں

گھر" پامیر کو ہی سب سے پہلے اسکی یاد آئی تھی واقعی

وہ کافی دن سے آفس بھی نہیں آرہا تھا۔

"پتہ کرو کہیں چائنہ والوں نے اسے اٹھا تو نہیں لیا کہ

انکا پراڈکٹ یہاں غلطی سے ڈیلور ہو گیا ہے"

اس سچویشن میں بھی پامیر کی بات پر سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی تھی۔

"میں جاؤنگا اسکی طرف تو پتہ کرونگا" یاقوت سنجیدگی سے بول کر باقی کی گفتگو بزنس کے حوالے سے شروع کر گیا تھا۔

\------------

وہ ابھی باہر اپنے پودوں کو سمبھال کر آئی ہی تھی جب باہر سے اسی طوطے کی آواز سنائی دینے لگی زرتشم تیزی سے باہر نکلی۔

وہی شرارتی طوطا اسکے ٹماٹر کھانے آگیا تھا وہ جلدی سے اسے بھگانے کیلئے ہش ہش کرتی آگے جیسے ہی بڑھی۔

بے دھیانی میں پیر مڑتے دیر نہ لگی تھی اور وہ اپنی سبزیوں کی ٹوکری سمیت دھڑام سے نیچے جا گری تھی اور پھر اسکے بعد ایک طویل بیڈ ریسٹ پر چلی گئی تھی۔

"آپ کو کس نے کہا تھا ٹارزن بن کر اس طوطے کے پیچھے بھاگیں" برہان اسکے پیروں کی مالش کرتے ساتھ ڈپٹ بھی رہے تھے۔

"وہ جو امارا ٹماٹر کھا رہا تھا وہ۔۔۔ تم اسکو نہیں دیکھ رہا نہ ڈانٹ رہا ہے اسکو" وہ ایسے جھگڑ رہی تھی جیسے مقابل کوئی انسان ہو۔

برہان کا سر پیٹ لینے کو دل چاہا لیکن وہ خود پر ضبط کرتے گہرا سانس لے گئے۔

اگلے دن وہ اس طوطے کا بھی انتظام کر گئے تھے اپنے گھر ایک مینا لا کر جس کا خوبصورت پنجرا ساتھ والے گھر سے ملتی دیوار کے قریب ہی رکھا گیا تھا۔

ارد گرد لگے رنگ برنگے پھولوں نے اس حصّے کو بے حد خوبصورت بنا دیا تھا اب وہ طوطا آگے نہیں آتا تھا جو ٹماٹر مینا کے پنجرے میں رکھے ہوتے تھے وہ انہی سے خوشی خوشی گزارا کر لیتا تھا۔

"مجھے جاب پر جانا ہے زنو سے کہہ دیا ہے وہ آجائے گی آپ کے پاس"

ملازمہ کو توزر نے بھگا دیا تھا کیونکہ اتنا بڑا گھر نہیں تھا جس کیلئے ملازمہ کی ضرورت پڑتی۔

"ام ایک بات پوچھے" وہ انکوٹائی باندھتے دیکھ دھیرے سے بولی۔

"ضرور جاناں آپ ہزار پوچھیں" وہ بنا اسکی جانب دیکھے محبت سے بولے۔

"مبشر بھائی بہت اچھے ہیں۔۔۔زنو کا رشتہ کیوں نہیں کر دیتے آپ ان سے" وہ کتنی بار انکی آنکھوں میں زنو کیلئے محبت دیکھ چکی تھی۔

لیکن یہ ان بھائی بہنوں کا معاملہ تھا اس لئے خاموش رہتی تھی۔

"ھمم کرتا ہوں کچھ" وہ ایسے بولے جیسے کوئی بڑی بات ہی نہ ہو۔

"امارا بات کو ہلکا نہیں لو۔۔۔ سوچو اس پر وہ بھی اب صحیح عمر میں آگئی ہے اکیلی رہتی ہے جو صحیح نہیں ہے کب تک ایسے رہے گی اور مبشر بھائی بھی تو اکیلے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں "

اسے دکھ ہوا تھا کہ برہان نے زنو کو اسکے حالات پر کتنی آسانی سے چھوڑ دیا تھا۔

مگر وہ اصل حقیقت سے واقف نہیں تھی وہ ایک واقعہ اسکی زندگی تب سے بدل گیا تھا وہ کچھ عرصے بعد اپنے بھائی سے راستے الگ کر گئی تھی۔

کہاں وہ کیا کر رہی تھی برہان چاہ کر بھی علم نہیں رکھ پا رہے تھے۔

انہوں نے مڑ کر اسے دیکھا اسکے چہرے پر صاف پریشانی چھلک رہی تھی۔

"میں بات کرونگا اس سے" وہ سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

"وہ لڑکی ہے وہ نہیں بولے گی اگر اسکی ماں ہوتی تو اسے بولنا بھی نہ پڑتا" یہ بات جیسے سیدھا برہان کے دل پر لگی تھی۔

ساری زندگی اسے ماں باپ بن کر پالا اور آج انہیں یہ بات سننے کو ملی تھی بظاہر وہ نارمل کھڑے تھے لیکن اندر سے وہ ہل گئے تھے۔

زنو کے آنے کے بعد وہ ڈیوٹی پر نکل گئے تھے جہاں پورا دن وہ ایک ہی سوچ میں گم رہے۔

تب ہی انکے آفس میں اچانک چھاپہ پڑا تھا۔اور مارنے والا اور کوئی نہیں دی ون اینڈ اونلی مبشر تھے۔

"آپ خیر سے اتنے دن غائب تھے کہیں کوئی پیر ویر تو بھاری نہیں ہو گئے ؟"انکے سوال پر برہان کو جھٹکا لگا۔

"آپ کے نہیں آپ کی زوجہ کے" وہ انکے تاثرات بھانپتے اپنی بات واضح کر گئے مبادہ وہ یہی نہ سمجھ لیں۔

"پیر ٹوٹ گیا ہے انکا موچ آئی ہے" وہ یکدم سے تپ کر بولے۔

"اوہ۔۔۔بہت افسوس ہوا سن کر میں آؤنگا۔۔۔اتنے دن سے آؤٹ آف ایریا ڈیوٹی کر کر میں تنگ آگیا ہوں"

وہ شکل سے بھی بیزار ہی لگ رہے تھے یہاں جو مزہ تھا وہ اور کہاں بھلا آسکتا تھا۔

"آنا۔۔۔ضرور۔۔۔لیکن" وہ بولتے بولتے رکے گہری سانس لی۔

"خیر ہے ؟" انکے یوں رکنے پر موبی کچھ چونکے تھے۔

"ہاں۔۔۔آتے وقت میٹھائی کی ٹوکری لیتے آیئے گا"

گلا کھنکارتے انہوں نے بات مکمل کی۔

"میں نہیں لارہا پیر ٹوٹنے کی خوشی میں کون مٹھائی لاتا

ہے یار "

وہ بات کو ہوا کرتے پیچھے کرسی سے ٹیک لگا گئے یہ

سیدھا سیدھا کنجوسی تھی۔

برہان نے اس کنجوس کو گھور کر دیکھا جس کی بات کچھ

دیر میں بدلنے والی تھی۔

"زنو کا ہاتھ مانگنا ہے تو مٹھائی تو لانی پڑے گی ہیں ناں"

وہ آبرو اچکائے انکے مزے دیکھنے لگے جن کے چہرے پر خوشی کا ایک رنگ آکر دوسرا گزرا تھا۔

وہ آنکھیں پھاڑے انکو دیکھنے لگے جیسے بے یقین سے بے یقین ہوں۔

"س۔۔۔سچ میں۔۔۔کھاؤ میری قسم؟" وہ اس سے پہلے ٹیبل پر ہی چڑھ جاتے بندر کی طرح گلاٹیاں مار کر برہان پہلے ہی بول پڑے۔

"آپ کی قسم۔۔۔آپ کی" دوبارہ دہرایا گیا۔

مبشر تو جیسے ہواؤں میں اڑنے لگے تھے۔

"مٹھائی کی ٹوکری کے بدلے آپ کی بہن کا ہاتھ ملے گا تو کیا پوری فیکٹری کے بدلے آپ کی پوری بہن مل جائے گی؟ "

وہ خوشی میں کیا بول گئے تھے انکو خود بھی نہیں پتہ تھا پتہ تب چلا جب برہان نے انکو ہوسپٹل میں بھگا بھگا کر تھکا یا۔

لیکن آج وہ دونوں خوش تھے بے حد خوش۔

"ویسے تم کو کونسے کلر پسند ہیں ہلکے یا گہرے "زرتشم فیشن میگزین سے منہ باہر نکال کر زنو سے پوچھنے لگی۔

"مجھے۔۔۔؟ "زنو کو اپنے علاوہ اور کوئی دکھ بھی نہیں رہا تھا۔

"ہاں ناں۔۔۔ شادی کے بعد تو گہرے رنگ زیادہ اچھے لگتے ہیں موبی بھائی تو دیوانے ہو جائیں گے تم کو اس روپ میں دیکھ کر"

اسکا اشارہ زنو کے لڑکیوں والے پہناوے کی طرف تھا

۔

لیکن وہاں زنو کو اپنے ارد گرد دھما کے سے اٹھتے ہوئے
محسوس ہوئے تھے آگے زر تشم کیا کہہ رہی تھی کیا
پوچھ رہی تھی اسے کچھ اندازہ نہیں تھا۔

ـــــــــــــــــ

وہ سب آج گھر ہی موجود تھے اتوار کا دن مانو خوشیوں
کا دن معلوم ہوتا تھا اس دن چاروں بھائی گھر ہوتے
تھے بچوں کی تو موجیں لگ جاتی تھیں۔

موسم ٹھنڈا میٹھا سا تھا دھوپ ہلکی ہلکی اچھی لگ رہی تھی وہ سب لان میں آج اس دھوپ کے مزے لے رہے تھے۔

کہیں کوئی اپنا فون چلا رہا تھا کہیں کوئی اپنے بزنس کو دیکھ رہا تھا تو کہیں کوئی بچوں کے ساتھ کھیل میں مگن تھا۔

زامل نے زیام کو آج دوسری بار رلایا تھا اسے زامل کی ایک چھوٹی سی لائٹ پسند آگئی تھی جس میں زرد بتی جلتی اسے اچھی لگ رہی تھی۔

لیکن وہ کہاں اسے اپنے ٹوائز دیتا لے گیا اس سے اپنا ٹوائے اور پھر جوزیام نے رو رو کر زیحال کو اسکی شکایت لگائی تھی زامل نیچے منہ کئے اس پدو کو گھورنے لگا۔

"آپ بڑے ہو آپ کو بھیا کے ساتھ پیار سے رہنا چاہئے ناں؟" زیحال اسے سامنے کھڑا کئے اسکی کلاس لگا رہا تھا۔

"میں تو بلا نئی اوں میں بی شوتا شا اوں دیکو بابا (میں تو بڑا نہیں ہوں میں تو چھوٹا سا ہوں دیکھو بابا) "

وہ اپنے باپ کے ساتھ قد کا موازنہ کر کر دکھا رہا تھا

زیحال نے اس چٹکے کو گھورا ابھی سے باپ کے ساتھ

برابری۔

"بیٹا پہلے زمین سے اگ تو لو پورا آئے بڑے باپ سے

برابری والے" آخری الفاظ وہ منہ میں بڑ بڑا کر بولا

تھا۔

"ادنا۔۔۔وہ کیا اوتا اے بابا (اگنا؟ وہ کیا ہوتا ہے بابا)"

وہ بھلا اب یہ سوال جانے دے سکتا تھا باپ سے

جواب نہ ملا تو اپنے تاہ کے پاس پہنچ گیا۔

وہ پش اپس کر رہا تھا اور پامیر اسکی پیٹھ پر بیٹھا تھا وہ یہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ سمارٹ ہے۔

"یہ ہو گئے بیس پورے" پامیر نے بیس نمبر والے بوکس پر ٹک مارک لگایا۔

"تاہ وات اج ادنا؟" اس نے آگے سوال داغہ۔

"ادنا۔۔۔یہ کونسی بلا ہے اوہ کہیں یہ کسی لڑکی کا تو نام نہیں؟" برلاس کے تکیے پر پامیر نے ایک چپت اسکے سر پر لگائی۔

"ہمارا بچہ تمہارے جیسا نہیں ہے ٹھرکی مین" وہ اسے جھاڑ کر زامل کو اپنے پاس کر کر پوچھنے لگا جب اسے کافی دیر بعد سمجھ آئی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

پھر اس نے باقاعدہ سب بچوں کو اگنا کیا ہوتا ہے وہ سکھایا تھا سامنے ایک پودا دکھا کر اور تب سب کو سمجھ آ گئی تھی کہ وہ سب ایسے اگے تھے۔

اتنے میں زارک بھی وہی آتا دکھائی دیا اسکا ارادہ انکی نظر سے بچ کر نکل جانے کا تھا لیکن زیحال کی آواز پر اسے وہیں آنا پڑا۔

"کہاں برخوردار۔۔۔ نظر ہی نہیں آرہے؟" اسکے سوال پر زارک تھوڑا اگڑ بڑا سا گیا۔

"وہ میں۔۔۔ کسی سے ملنے جارہا تھا" جھجھک کر بتایا۔

"واؤ۔۔۔ مٹھائی؟" پامیر نے ہاتھ فورا سے آگے کر لئے زارک نے پہلے اسکے ہاتھ اور پھر اسے دیکھا۔

"نہیں ہے بھکڑ کہیں کے" وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتا باہر نکل گیا پیچھے یاقوت کا قہقہہ بلند ہوتا اسکے کانوں میں گونجا تھا۔

"زنو کی انگیجمنٹ ہے اس ویک سب کو جانا ہے مطلب سب کو" وہ دیکھ زارک کو رہا تھا مگر مخاطب خواتین سے تھا۔

زارک اسکی بات سن کر بے اختیار رک سا گیا ساتھ ہی دل بھی ایک پل میں جیسے اسے وہ بھوری آنکھیں بے حد قریب سے یاد آئی تھیں۔

"واؤ۔۔۔ کس کے ساتھ؟" زمل خوشی سے چہک کر پوچھنے لگی کتنے دن ہوگئے تھے اس نے کوئی بھاری فراک نہیں پہنا تھا۔

"مبشر کے ساتھ" نام سنتے زارک نے مڑ کر اسے

دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔

124/4

اسکی آنکھوں میں کچھ تھا جیسے ایک چاہت ایک

حسرت ایک خواہش لیکن ساتھ ہی ایک مسکراہٹ

جس کا مطلب صاف واضح تھا کہ وہ ان سب پر یقین

نہیں کرتا۔

اسے پہلے سے جیسے یہ علم تھا کہ یہ سب بے بنیاد ہیں انکا کوئی مطلب نہیں نکلتا اسکی زندگی میں۔

وہ جانے کے لئے مڑ گیا جب نظر برلاس پر پڑی۔

مطلب تو واقعی نہیں نکلتا تھا دل نے پھر سے اعتراف کیا اور جیسے ایک دکھ نے سر اٹھایا۔

"چام۔۔۔تاہ" وہ برلاس کی جانب اشارہ کرنے لگی جو باری باری سب کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر ایک ہاتھ سے پش اپس کر رہا تھا۔

زالے کی بات وہ اب بہت جلدی سمجھ جاتا تھا شاید اب وہ بچی پیار کی زبان میں بات کرتی تھی۔

"میں بی (بھی)" وہ دونوں ہاتھوں میں فراک تھامے بے حد کیوٹ سے انداز میں فرمائش کرنے لگی مطلب اسے اپنے تاہ کے بعد اپنے چام کی پیٹھ پر سوار ہونا تھا۔ اور ایسا کیسے ممکن تھا اسکی لٹل فیری کچھ کہے اور وہ مانے نہ۔

وہ دھیرے سے اسے گود میں اٹھا کر انکے پاس ہی لے

آیا جب پا میر کی نظر اس پر پڑی وہ فورا اسے سمجھ گیا تھا

یہ پدی اسے کیوں لے کر آئی تھی۔

"واؤ۔۔۔تم بھی میدان میں اتر جاؤ دیکھتے ہیں کس

میں زیادہ دم ہے ہمیں تو یہ ہرا دیتا ہے" ساتھ منہ

بناتے چھوٹے نواب کو دیکھا۔

جواب اسے ایسے گھور رہا تھا جیسے ایسے ہی کھا جائے گا

قسمت بار بار اسے اسفندیار کی یادوں کے قریب لے

کر جا رہی تھی جو اپنے بیٹے کی شکل میں برلاس کے

سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

زارک مسکرا کر پش اپس کی سیٹنگ میں آ گیا جب

زالے کو پامیر نے اٹھ کر اسکی پیٹھ پر بٹھایا۔

ایک دو تین چار وہ بنا رکے آسانی سے بس کرتا گیا۔ وہ

بھی صرف ایک ہی ہاتھ استعمال کر رہا تھا۔

"واؤ۔۔۔ میں بی آؤں" زامل نئ سواری کے ملتے

جھٹ سے اسکی پیٹھ پر سوال ہو گیا۔

عبدلباری کہاں پیچھے رہتا جہاں اسکی ٹیم وہاں وہ۔

وہ تینوں زارک کی پیٹھ پر بیٹھ گئے لیکن اسے جیسے فرق ہی نہ پڑا اسے عادت تھی اتنے پش اپس وہ آسانی سے کرلیتا تھا۔

"ماہ۔۔۔"زوناش انکو آپس میں کھیلتے دیکھ شور کرنے لگی کہ اسے کیوں پیچھے چھوڑا گیا پامیر نے اسکی کسر بھی پوری کردی۔

برلاس اب گھاس پر التی پلتی مارے بیٹھ کر ان سب کو دیکھ رہا تھا مطلب پارٹی کتنی جلدی بدل گئی تھی اور بدلنے والا یہ میرو کا بچہ تھا۔

"تم تو بہت ایکٹو ہو اب تک نہیں تھکے" پامیر کو حیرت ہوئی تھی جب اسکی اگلی بات نے گویا برلاس کو پتنگے سے ہی لگا دیے تھے۔

"اتنے تو برلاس کبھی نہیں کر سکتا گریٹ یار کیا بات ہے۔۔۔ایسے ہی لگے رہو۔۔۔۔ چلو بچوں بولو۔۔۔زور لگا کے۔۔۔ہیا۔۔۔"

پامیر کی بات پر بچوں نے اپنی ننھی مٹھیاں بند کرتے سواری اور زور سے سراہا برلاس کا چہرہ لال بھبھوکا ہو گیا تھا۔

"ان میں وزن ہی کتنا ہوگا یہ تو کوئی بھی آسانی سے کر لے گا" صاف ظاہر تھا وہ جل رہا ہے۔

"اچھا۔۔۔ تو تمہیں مشکل دیکھنا ہے تو بچوں کو اتار کر خود بیٹھ جاؤ" پا میر نے گویا چیلنج کیا کہ جلو نہیں وہ تم سے بہتر ہے۔

"میں بچہ نہیں ہوں" وہ اٹھ کر ٹاول پکڑتے گردن پر بہتی پسینے کی لائنوں کو صاف کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

جب پیچھے سے اسکی سماعتوں میں گونجنے والی آواز نے اسکے قدموں کو وہیں زنجیر کر دیا۔

"بات ثابت کرنے کیلئے بچہ یا بڑا ہونا ضروری نہیں عزم ہونا چاہئے یقین ہونا چاہیئے اپنی کہی بات پر"

برلاس نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں زارک بیٹھا مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

بچے اسکی پیٹھ سے اتر گئے تھے زامل کا تو منہ ہی بن گیا تھا اس زالے کے چام سے۔

اتنا مزہ آرہا تھا اسے اس سواری کا اور وہ اتر بھی گیا بٹی ہونے سے پہلے ہی وہ اسکے ساتھ کٹی کر کر اپنے باپ کو زالے کے چام کی شکایت لگانے پہنچ گیا۔

"ہاں اب بولو" پامیر اسے سٹک دیکھ ٹکڑا اسا لگانے لگا انداز آگ لگانے والا تھا۔

"ایسی بات ہے تو ثابت کردونگا میں" برلا اس غصّے سے لال ہوتے ٹاول کرسی پر پھینک گیا پامیر نے پوری طاقت لگا کر اپنی ہنسی روکی۔

اور پھر کچھ ہی دیر میں سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں سامنے کا منظر دیکھ کر۔

زارک اپنی پیٹھ پر برلاس کو بٹھائے بنار کے پش اپس لگا رہا تھا۔

اور پامیر زور و شور سے زارک کو زور لگا کے ہیا کرتا جا رہا تھا زیحال نے مسکراتی نگاہوں سے یہ منظر دیکھا آنکھوں کو کتنی حسرت تھی یہ منظر دیکھنے کی۔

بالا آخر یہ لمحہ آ ہی گیا تھا۔

یہ کام پامیر خود سے نہیں کر رہا تھا بلکہ اسے کہا گیا تھا

زیحال کے ذہن میں ایک منظر تیزی سے گزرا۔

"مجھے مدد چاہئے تمہاری" وہ سامنے کھڑے پامیر سے

مخاطب تھا جو اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کسی بچے کو

کلاس لگنے کیلئے کھڑا کیا جاتا ہے۔

"میں حاضر ہوں سائیں آپ حکم کریں" انداز مستی

بھرا تھا وہ کبھی اپنے باپ کے سامنے بھی سیریس

نہیں ہو سکتا تھا۔

"تمہیں ایک کامیڈی شو میں بھیجنا ہے جاؤ گے ؟"

تڑخ کر پوچھا۔

"اگر وہ بنا داڑھی والا بکرا ابھی ملے گا تو" وہ تو جیسے تیار

بیٹھا تھا جانے کیلئے زیحال نے لب بھینچ لئے

"پامیر تم کیوں چاہتے ہو کہ تمہاری دھلائی کی جائے

کافی دن ہو گئے" وہ کف موڑتے ہوئے نہایت

سرسری سے انداز میں بولا۔

پامیر کے سیدھا سر پر بجی تھی وہ فوراً سے سیدھا ہوتے

منہ شریفوں والا بنا گیا۔

"تمہیں برلاس کو زارک کے قریب کرنا ہے دونوں کی بانڈنگ بنانے کیلیئے "

اسکی بات پر پامیر کا منہ یکدم سے اتر گیا جیسے اسے اس حکم کی توقع نہ ہو۔

"آپ مجھے کامیڈی میں بھیج دیں میں عثمان کے بغیر بھی چلا جاؤنگا" وہ جھٹ سے بولتا زیحال کو حیران کر گیا اس نے گھور کر اسے دیکھا۔

"پھر اسکے لئے میرا ایک ہی پنچ کافی ہے "

"بھائی۔۔۔یار یہ کام میں کیسے" وہ سیدھی طرح یہ

نہیں کہہ سکا کہ اسے زارک خود نہیں پسند وہ کیا بر

لاس کو اسکے قریب کرے گا۔

"پامیرا اگر تمہیں ہاتھ پر کوئی چوٹ لگے اور وہی

چوٹ مجھے بھی لگ جائے تو کیا مجھے تمہیں اس درد کا

اندازہ کروانے کی ضرورت ہو گی؟"

وہ بے حد سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا پامیر نے بے اختیار

سر نفی میں ہلایا۔

"زارک نے ہم سے برے زخم پائے ہیں زندگی سے کیا ہمیں اسکے دکھوں پر زخموں پر رحم نہیں کھانا چاہیئے ایک بار خود کو اسکی جگہ رکھ کر؟ "

پامیر کچھ نہیں بول سکا وہ شل کھڑا تھا زیحال اٹھ کر اسکے قریب آیا۔

"میں نے تم تینوں سے بہت محبت کی ہے۔۔۔اسی محبت میں سے بہت تھوڑی سی کیا تم اسے نہیں دے سکتے؟ "

وہ جتنی محبت ان کو دے چکا تھا اسکا بہت تھوڑا حصّہ بھی زارک کو دیا جاتا تو اسکی زندگی بن جاتی۔

وہ کچھ نہیں بول سکا بس آنکھوں میں نمی سے بھر گئی کتنی آسانی سے وہ بڑی سے بڑی بات کو انکے ذہنوں میں ڈال دیتا تھا۔

پامیر بے اختیار اسکے کندھے سے لگ گیا۔

"ہم خوش نصیب تھے اور رہیں گے کہ ہمیں آپ ملے ہیں بھائی" اسکی آواز میں نمی تھی جسے محسوس کرتے زیحال بے اختیار مسکرا دیا۔

اور تب سے اسکا مشن بن گیا تھا برلاس کو زارک کے قریب کرنا اور وہی ایک تھا جو یہ کام آسانی سے کر سکتا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

برلاس خود بھی حیران تھا وہ کیسے اسکا اتنا وزن برداشت کر رہا تھا نہ اسے سانس چڑھ رہی تھی مگر یہ تو صرف وہی جانتا تھا کہ وہ کیسے یہ ظاہر نہیں کر رہا تھا تاکہ برلاس اس سے دور نہ ہو جائے۔

برلاس خود ہی اس کی پیٹھ سے اتر کر اسے دیکھنے لگا۔

اسکی آنکھیں بول رہی تھیں "ہاؤاٹ ازپاسیبل "

"ای۔۔۔ایسے تو میں بھی کرلونگا" انداز چیلنج کرنے

والا تھا۔

" بلکل نہیں بھلے سے کر کے دیکھ لو" پامیر نے آبرو

اچکالی۔

"آجائیں دکھادیتاہوں" وہ جھٹ سے اپنی پوزیشن

سیٹ کر گیا زارک نے پریشان کن نظروں سے اسے

دیکھا۔

وہ نہیں چاہتا تھا اسے ذرا بھی تکلیف ہو لیکن پامیر نے ایسے دیکھا جیسے اسے ابھی مار دے گا۔

زارک خاموشی سے بیٹھ گیا

برلاس نے پش اپس لگانے شروع کئے اور کرتے ہی کرتے اسکی سانس پھولنے لگی زارک فورا اسے اتر کر اس کے لئے پانی کا گلاس لے آیا۔

"پانی پیو" اس نے از حد فکر مندی سے اس کی جانب گلاس بڑھایا۔

برلاس نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا سوائے حیرت کے۔

وہ نفرت بڑھا رہا تھا اور مقابل محبت سے اسے روک رہا تھا زبردست بات یہ تھی کہ محبت کی طاقت نفرت سے زیادہ تھی۔

وہ کیوں اسکے لئے اچھا سوچ رہا تھا یہی سوچ کر برلاس کو جھٹکا سا لگا وہ یکدم سے اٹھ کر اندر چلا گیا گلاس زارک کے ہاتھ میں ہی رہ گیا۔

"میں ہوں ناں۔۔۔جوس بھی لے آؤ تو اچھا ہو گا"

پامیر اسکے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے آگے بڑھ گیا۔
لیکن زیحال انکو دیکھ کر گہرا مسکرا دیا تھا اسکی نگاہ نے وہ
دیکھ لیا تھا جو اور کوئی نہ دیکھ سکے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

اس منگنی کی تقریب میں صرف اپنے ہی لوگوں کو
مدعو کیا گیا تھا جس میں خان حویلی سے پاشا ولا سے اور
برہان کے ارد گرد کے کچھ دوست تھے۔

ان سب کیلئے ورک ہاؤس چھوٹا تھا تب ہی برہان نے ایک چھوٹا سا ہال بک کر لیا تھا۔

خوشیوں کی ہر طرف بھرمار تھی۔ سب بہت اچھا سا تیار ہوئے اس ہال میں آچکے تھے۔

آفندیز کی بہو نے آج خاص پشتون لباس پہن کر آفندی بوائز کو پاگل کر رکھا تھا۔

داراب تو بہانے بہانے سے بیلا کے ارد گرد گھوم رہا تھا باقی زیحال اور زریاب تو مہمانوں کو ہی سمبھال رہے تھے۔

"تم کو شرم ورم نہیں آتا کیسے ام کو گھور رہا ہے سب دیکھ رہے ہیں" وہ آنکھیں دکھاتی سب کی نظروں سے بچ کر غرائی۔

"خیر سے نکاح میں لیا ہے انہی سب کے سامنے تو میرے پاس تمہیں گھورنے کا آفیشل لائسنس ہے " وہ ایسے بتا رہا تھا جیسے کوئی فخر کی بات ہو۔

"تم ام سے بہت برا مار کھائے گا "

"چلو پیار نہ سہی مار سہی" وہ کسی طور ٹلنے والوں میں سے نہیں تھا بیلا ہار مانتی آنکھیں زور سے مینچ گئی۔

تھوڑی دیر بعد زنو کو سٹیج پر لایا گیا تھا وہ کلر فل لہنگے پر

بلیک کلر کی بلاؤز میں قیامت ڈھا رہی تھی اوپر سے

اسکے شولڈر کٹ بال جوڑے کی شکل میں پیچھے

بندھے بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔

اسے صوفے پر بٹھاتے مبشر کو بھی بلا لیا گیا تھا جو باہر

دوستوں کے ساتھ کھڑے مبارکباد وصول کر رہے

تھے۔

"بسم اللہ کرو سائیں" مولوی صاحب کی بات پر سب

نے چونک کر اس جانب دیکھا۔

"ضرور آپ نکاح شروع کریں" یہ ہوا تھا سب کے سروں پر دھماکہ زنو آنکھیں پھاڑے اپنے بھائی کو دیکھنے لگی یہی حال مبشر کا بھی تھا۔

آج تو صرف منگنی تھی پھر یہ مولوی اور پھر نکاح۔

سب شاک کی سی کیفیت میں کھڑے تھے۔

"محترمہ ظاعنہ ورک ولد اعجاز ورک کیا آپ کو ملک مبشر کے ساتھ حق مہر دس لاکھ میں یہ نکاح قبول ہے "

وہ پوچھ رہے تھے جبکہ زنو کو ہر طرف دھماکے سے اٹھتے محسوس ہو رہے تھے۔

"بولو زنو" برہان نے بے حد نرمی سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"ب۔۔۔بھائی" اسکی آواز یکدم سے بھراتی لڑکھڑا سی گئی۔

"بابا ہوتے تو کب کا یہ فرض ادا کر چکے ہوتے لیکن میں بھائی ہوں دیر کر دی میں نے۔۔۔آج مجھے اپنے اس فرض کو پورا کرنے دو"

وہ پہلے سے جیسے ذہن بنا کر بیٹھے تھے زنو کو منگنی کا کہہ کر اس لئے منایا تھا کہ وہ سیدھا نکاح کیلئے کبھی راضی نہ ہوتی۔

"میں۔۔۔میں ن۔۔۔نکاح" وہ الجھ گئی تھی بہت برا۔دل چاہا رو دے اور خوب رو دے۔

"قبول کرو" وہ محبت سے بول کر اسے آنکھوں سے تسلی دے گئے۔

مبشر کو لے کر انہیں اندھا یقین تھا اس سے بہتر شخص انکی بہن کو پوری دنیا میں کہیں نہیں مل سکتا تھا۔

"ق۔۔۔قبول ہے" پہلا قبول ہے اسکے لبوں سے نکلا ہی تھا جب کسی کے بھاری بوٹوں کی چاپ ہال میں گونجی تھی زنو نے نگاہ اوپر اٹھا کر دیکھا۔

بلیک پینٹ پر وائٹ بٹنوں والی شرٹ پہنے وہ عام سے حلیے میں بھی بے حد جاذب نظر لگ رہا تھا۔

وہ خاموشی سے آکر ایک جانب کھڑا ہو گیا۔

زنو کی نگاہ اس پر اٹھی جیسے جھک ہی نہیں سکی تھی وہ اسے دیکھے گئی جبکہ آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم رہا تھا۔

جب وہ اولیو گرین آنکھیں ایک پل کیلئے اسکے بہت قریب آئی تھیں۔

وہ اس شخص پر کب سے نظر رکھ رہی تھی اسکے کردار کی وہ گواہ تھی اور مرد جیسا ہوتا ہے وہ ویسا تھا مکمل اور وجاہت سے بھرپور۔

دل نے ایک لمحے کیلئے صرف ایک لمحے کیلئے مبشر اور زارک اسفندیار کو ایک کٹہرے میں کھڑا کر دیا تھا۔

اسکی نگاہیں کیوں اس پر ٹکی تھیں وہ خود بھی نہیں جانتی تھی اس ایک نگاہ نے اسے ایسے جکڑ لیا تھا۔ باقی سب اسکے دوبارہ بولنے کے منتظر تھے مولوی صاحب تیسری بار پوچھنے کے انتظار میں بیٹھے تھے جب زنو کو خاموش دیکھ مبشر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا۔۔۔تم ٹھیک ہو ؟" انہیں فکر ہوئی تھی اسکی۔

یقیناً اسے بھی شاک لگا ہو گا منگنی کی جگہ نکاح کا سن کر اور مبشر کے نزدیک اسکی اہمیت سب سے زیادہ تھی اگر وہ ان سب کیلئے تیار نہ تھی تو وہ کبھی بھی اسے نکاح کیلئے فورس نہ کرتے۔

"اگر وقت چاہئے تو لے لو" انکی بات پر زنو نے بے اختیار گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔

وقت ؟مزید وقت ؟اور کتنا وقت ؟انکی عمر نکل رہی تھی اسکے انتظار میں کسی چیز کی کمی نہیں تھی لڑکیاں ان پر مرتی تھی اچھے مشھور ڈاکٹر تھے۔

وجاہت سے بھرپور اور سب سے بڑھ کر اس سے محبت کرنے والے جو آج کی نہیں تب کی تھی جب انہیں شاید محبت نامی بلا کا بھی علم نہیں تھا۔

"کیا۔۔۔تم۔۔۔م۔۔۔مزید انتظار کر سکتے ہو؟"

اسکی آواز کانپی تھی خوف سے آنکھیں بھرا گئی تھیں ڈر سے۔

''تم حکم کرو۔۔۔اپنی آخری سانس تک انتظار کر لونگا'' انکی بات پر زنو کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔

وہ سانس روکے انکو دیکھے گئی۔

یہ وہ شخص تھا جس کی نگاہ میں اسے پہلے سے ہر بار زیادہ محبت دکھائی دیتی تھی۔

آج بھی وہ اسکے لئے انتظار کرنے کو تیار تھا کیا وہ شک کر سکتی تھی اسکی محبت پر؟ کیا وہ انکے علاوہ اور کسی کی ہو سکتی تھی،؟ دے سکتا تھا کوئی اسے اتنی محبت۔

دل میں ایک طوفان سا اٹھ گیا تھا آنکھیں تیزی سے بھر تی چھلک پڑی تھیں۔

"ق۔۔۔قبول ہے۔۔۔قبول ہے۔۔۔قبول ہے"

وہ ایک سانس میں تین بار کانپتی ہوئی بولتی چلی گئی اور یہی پل تھا کہ مبشر دل و جان سے اس لڑکی کا ہو گیا تھا۔

مبشر سے بھی پوچھا گیا تھا اور انہوں نے بھی پورے جوش و خروش سے اسے قبول ہے کیا تھا۔

ہر جانب تالیوں کی گونج دعاؤں کی صدا بلند ہو گئی

تھی۔

دونوں آج ایک دوسرے کے ہو گئے تھے مبشر کا صبر

اور محبت جیت گئی تھی دنیا ہار گئی تھی ظاعنہ ورک

بھاگتے بھاگتے ہار گئی تھی۔

آج وہ پورے دل اور وجود سے مبشر کی ہو گئی تھی

جس کا رنگ ہی قبول کرتے اس پر ایسا چڑھا تھا کہ وہ

کھل اٹھی تھی۔

رونا چاہتی تھی مگر رو نہیں پارہی تھی خوشی کی شدّت اس قدر گہری تھی۔

باقی سب آکر ان دونوں کو مبارک باد دینے لگے دل کھول کر سب نے انہیں دعائیں دیں۔جب اسی گھما گھمی میں مہروز جوزامل کے پکڑنے سے بچ کر بھاگ رہی تھی۔

ٹکر لگتے آگے چلتی مہرام کے ساتھ بری طرح سے جا ٹکرائی جو آگے کو اپنا فراک اٹھائے سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہی تھی۔

بہت ہی برے طریقے سے منہ کے بل آگے گرنے لگی تھی مگر بروقت اسکی کلائی کسی کے فولادی ہاتھوں میں آئی تھی۔

وہ آگے کے بجائے پیچھے واپس اٹھتی اسکے بازو سے ٹکرا گئی۔

یہ لمحہ بہت چھوٹا تھا اس نے مڑ کر جیسے ہی پیچھے دیکھا وہاں مہروز کھڑی تھی۔

"مہرو۔۔۔یہ کیا کیا ایسے بھاگتے ہیں" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے ڈانٹ گئی۔مہرو پہلے ہی نادم سی کھڑی تھی اسکی ڈانٹ پر رونے لگی تھی۔

"اب رو کیوں رہی ہو میں نے صرف کہا ناں کہ دیکھ کر چلو" وہ بڑی بہنوں کی طرح اسے اپنے ساتھ لگا گئی۔

"میری جگہ تمہیں لگ جاتی تو۔۔۔آگے سے دیکھ کر چلنا اوکے" وہ اسکے گال پر پیار کرتی نرمی سے سمجھانے لگی وہ بھی سمجھ گئی تھی۔

ہال میں سب لوگ اب پر سکوں بیٹھے آپس میں باتیں کرتے ہوئے کھانا شروع کر چکے تھے۔

زنو اور مبشر سٹیج پر اکیلے رہ گئے تھے انکے سامنے ٹیبل پر لوازمات سجا دیے گئے تھے پہلا کھانا تھا جو وہ دونوں ساتھ میں کھا رہے تھے۔

"آج سے پہلے بھی کھانا کھایا ہے لیکن اتنا پیٹ کبھی نہیں بھرا" وہ محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے شرارت سے بولے۔

زنو کا منہ کو جاتا ہاتھ رک گیا اس نے ترچھی نظروں
سے اس بندے کو دیکھا۔

وہ تازہ تازہ ابھی اسکے شوہر کے رتبے پر فائز ہوا تھا
مطلب اسے لائسنس مل گیا تھا اب دن رات اسکی
کلاس لگانے کا۔

"دیکھ کر کہیں موٹے نہ ہو جانا ورنہ بیوہ ہونے کا غم
نہیں ہو گا مجھے "

وہ بول کر ہاتھ جھاڑتی اٹھ کر سٹیج سے اترتی اپنے بھائی
کے ساتھ والی کرسی پر جا بیٹھی۔

"ارے زنو بیٹا۔۔۔وہاں سے کیوں اٹھ گئی ؟"اس ٹیبل پر زیحال کی فیملی بھی بیٹھی تھی سب آپس میں باتیں کرتے کھانا انجوائے کر رہے تھے۔

زنو کو یہاں دیکھ سب ہی تقریباً حیران ہوئے تھے۔

"مجھے نہیں بیٹھنا انکے ساتھ میں یہی ٹھیک ہوں" وہ بول کر انکے ساتھ ہی کھانے پر جٹ گئی جب سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی۔

"سوری گائز میری مسز کا دماغ تھوڑا اسٹڈ کا ہوا ہے۔۔۔ چلو واپس" مبشر نے آتے ہی اسکا ہاتھ تھام کر کھڑا کر لیا۔

"نہیں۔۔۔ میں تمہارے ساتھ نہیں بیٹھوں گی" وہ بضد ہوئی دونوں کو ایسے جھگڑتے دیکھ سب کا قہقہہ مزید گہرا ہو گیا۔

"بھئی موبی۔۔۔ تم تو برباد ہو گئے" پا میر ہاتھ پر ہاتھ مارتا پاگلوں کی طرح ہنستا گیا۔

"تمہاری طرح" وہ بھی مبشر تھا کیسے پیچھے رہ لیتا۔ زنو کو واپس سے اپنی جگہ لے گئے۔

"اب تم جہاں بھی اڑو گی تمہارے پیچھے پیچھے آؤنگا"

انکی بات پر زنو نے مسکراہٹ دبائی۔

وہ بھی تو یہی چاہتی تھی وہ پیچھے پیچھے آتے رہیں لیکن وہ تنگ کرنا نہ چھوڑے۔ اسے بھی مزہ آتا تھا۔

رخصتی بعد میں رکھ دی گئی تھی لیکن نکاح کا سب سے بڑا فرض آج ہی ادا کر دیا گیا تھا۔

\-------

سب لوگ وہی سے خان حویلی چلے گئے تھے لیکن زارک تھا جو سیدھا گھر چلا گیا تھا وہ ابھی کسی کے ساتھ اتنا گھلا ملا نہیں تھا نہ اسکی طبعیت میں یہ چیز تھی۔

وہ گھر آتے اپنے پورشن کی جانب بڑھنے لگا تھا جب اسکی نظر لان میں گھومتے برلاس پر پڑی۔

وہ جیب میں ہاتھ ڈالے ایک ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے ٹہل رہا تھا۔

مطلب وہ بھی جلدی آگیا تھا وہ دونوں بھائی ایک ہی طبعیت کے مالک تھے ایسے فنکشنز پر بہت کم جانا پسند کرتے تھے۔

زارک تو گیا ہی پہلی بار تھا آج سے پہلے وہ کبھی کسی کی شادی میں نہیں گیا تھا آج زیحال کا حکم تھا جو وہ وہاں گیا تھا۔

وہ اندر جانے کا ارادہ ترک کرتے وہی اسکے پاس آگیا۔

جب اسے دیکھ برلاس بے اختیار رک گیا۔

"خود بنا لیتے ہو کافی؟" سوالیہ پوچھا۔

"جی اس میں پڑھے جانے والے کلمے مجھے آتے ہیں"

وہ جل کر بولتا چہرے کا رخ موڑ گیا۔

زارک کو ہنسی آئی تھی کم از کم وہ بات کا جواب تو دے رہا تھا۔

"میرے ساتھ ایسے رویہ کیوں رکھتے ہو کیا میں تمہیں پسند نہیں ہوں؟" وہ پوچھ ایسے رہا تھا جیسے پہلے انکے بیچ سب ٹھیک رہا ہو۔

"بلکل بھی نہیں" وہ بچوں کی طرح لڑنے والے انداز میں بولا۔

"لیکن تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو"

"کیوں؟" بے ساختہ پوچھا۔

"کیونکہ تم سے ممی کو بہت محبت تھی" اسکی بات پر بر لاس ٹھہر سا گیا آنکھوں کے سامنے کچھ کچھ ایلس کا چہرہ گھومنے لگا تھا۔

"وہ تمہیں بیٹا کہتی تھیں اور میرا چھوٹا بھائی حلانکہ انہیں تم سے ویسی نفرت کرنی چاہئے تھی جیسی حیا نے مجھ سے کی"

وہ کیوں بول رہا تھا برلاس کو بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"لیکن تمہاری قسمت میں تو صرف محبتیں آئی ہیں تم لکی ہو" وہ حسرت لئے لہجے میں بول رہا تھا۔

جبکہ برلاس کو پہلی بار دکھ محسوس ہو رہا تھا

"مجھے ہمیشہ غلام بنا کر رکھا گیا اور تمہیں بگڑی اولاد۔۔۔ تمہارے نخرے بنتے ہیں کیونکہ تمہارے پاس باپ جیسا بھائی ہے"

وہ نہیں جانتا تھا مگر اسکا لہجہ بھرا سا گیا تھا ایسے جیسے

ٹوٹ رہا ہو۔

"کیا اب بھی۔۔۔اب بھی مجھے محبت نہیں مل سکتی

اب بھی نہیں؟" اسکے سوال پر برلاس کا دل سوکھے

پتے کی طرح کانپ گیا تھا۔

وہ کپ پر گرفت اور بھی مضبوط کر گیا۔

"کاش میں نہ بچتا اس ایکسیڈنٹ میں۔۔۔آج مجھے تم

سے اپنے ہی بھائی کو بھکاری کی طرح نہ مانگنا پڑ رہا

ہوتا"

اسکی آنکھیں چھلک پڑی تھیں دل کانپ اٹھا تھا۔

"میں تمہیں اپنانا چاہتا ہوں۔۔۔اپنی بگڑی اولاد وں کی طرح۔۔۔کیا تمہیں قبول ہے؟ "

پیچھے سے ایک بھاری خوبصورت آواز نے دونوں کو اپنی جانب متوجہ کرلیا۔

زارک نے مڑ کر دیکھا یہ آواز اسے سب سے پہلے اچھی لگی تھی سب سے پہلے اس نے زارک کو بچایا تھا۔ اور آج تو اس نے حد کر دی تھی وہ اس یتیم کو اپنانے کی بات کر رہا تھا؟ جس کا نہ باپ تھا نہ ماں۔

جس نے زندگی قید تنہائی میں گزار دی جس کیلئے رشتوں کا مطلب ہی کچھ نہیں بنتا تھا آج اسے پوری دنیا اسکے قدموں میں دینے والا شخص مل رہا تھا۔

زیحال کے پیچھے یاقوت اور پامیر کھڑے تھے۔

"توکیا حرج ہے فورسٹار سے فائیو ہو جاؤ" عثمان کی بات پامیر کے ذہن میں گونجنے لگی تھی۔

"بولو زارک۔۔۔" وہ بے حد اپنائیت اور محبت سے پوچھ رہا تھا۔

زارک کو لگا اسکا دل بند ہو جائے گا اسکی سانسیں اب کبھی واپس نہیں آئیں گی۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا جیسے ایک ڈرا سہما سا بچہ دیکھتا ہے۔

"ہاں بس ہو جاتے ہیں ہم بھی فائیو سٹار لیکن میں اس سے جھگڑنا بند نہیں کرونگا "

پامیر کا اٹل فیصلہ تھا پہلے تو اسے صرف برلاس تبلے کی طرح بجانے کو ملتا تھا اب ایک اور۔

"اور میں ویسے ہی ڈانٹوں گا جیسے ان دونوں کو ڈانٹتا ہوں منظور ہے تو بولو"

یاقوت کی بات پر زارک نے دونوں کو باری باری دیکھا اسکی جان نکل رہی تھی دل بھاری ہو رہا تھا جیسے اب پھٹے گا۔

"ہم اسے قبول کرلیں گے لیکن شاید یہ ہمیں نہ کرے" پامیر کے لہجے میں دکھ ابھرا تھا۔

"ہاں تمہاری شکل بھی تو مراسیوں جیسی ہے مجھے پتہ ہوتا تو بھائی بدل کر لیتا اللّٰہ پاک سے" یاقوت کی بات پر پامیر نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"یہ زیادتی ہے" پامیر نے رونے والی شکل بناتے زیحال کو دیکھا۔

"یاقوت" اس نے فوراً اسے یاقوت کو ٹوکا۔

"اب آیا مزہ" پامیر کی جتاتی نظریں اسے چڑانے سے باز نہیں آرہی تھیں۔

"شاید تم دونوں ٹھیک کہتے ہو۔۔۔یہ ہمیں قبول نہیں کرے گا" زیحال کی بات پر جیسے فضا میں سکوت سا پھیل گیا۔

"تم حق پر ہو تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا معاف کر نا جو بھی ہم سے غلطی ہوئی" وہ بول کر جانے کیلئے مڑ گیا اور اسکا مڑ نا آج زارک کی جان نکال گیا تھا۔

125/2

یاقوت اور پامیر کھڑے اسے دیکھ رہے تھے زیحال
کے یوں پلٹنے پر اسکے چہرے کے بدلتے رنگ ان
دونوں نے بخوبی دیکھے تھے جب اگلے لمحے ایک
کپکپاتی ہوئی آواز نے سب کے دلوں کو ایک دم سے
جکڑ لیا تھا۔

"ب۔۔۔بھائی" یہ آواز جیسے کسی گہری کھائی سے
آئی تھی جہاں اترا ہوا شخص ایک دم نہیں اترا تھا ایک
صدی لگی تھی۔

اسے اس کھائی میں دھکیلنے کیلئے جہاں اب وہ رہ کر تھک چکا تھا بیزار ہو چکا تھا خود کو اب بوجھ سمجھنے لگا تھا

۔

زیحال نے مڑ کر اسے دیکھا آج سے پہلے کتنی بار اس نے یہ لفظ سنا تھا لیکن ایسے لگا جیسے برسوں بعد ایک اور یاقوت نے اسے بھائی کہا ہو۔

ایک اور پامیر نے اسے بھائی مان لیا ہو ایک اور برلاس نے اسے بھائی سے باپ ہونے کا رتبہ دے دیا ہو وہ آج بھی ایک اور زمے داری اٹھا گیا تھا۔

زیحال خان آفندی آج ایک اور کی پوری دنیا بن گیا تھا۔

اس نے جیسے ہی مسکراہٹ زارک کی جانب اچھالی وہ کندھے بے اختیار ڈھیلے چھوڑ گیا تھکاوٹ اتر گئی بیزارگی ختم ہو گئی۔ رشتے مل گئے۔ محبت مل گئی۔

وہ بے اختیار اسکے ساتھ لگ گیا نہ چاہتے ہوئے بھی وہ زیحال کے ساتھ لگتے رو پڑا تھا اور ایسا رویا جیسے آج روتے روتے ہی مر جائے گا۔

اسکا یوں پھوٹ پھوٹ کر رونا تڑپ کر رونا باقی تینوں کا دل بری طرح سے دہلا گیا تھا۔

خود زیحال کا دل بھی جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔

اسے نہیں کہنا چاہئے تھا اسے کہ وہ اسکے لئے تمام رشتے بن جائے گا اسے اکیلے رہنے دینا چاہئے تھا۔

کیونکہ وہ اکیلے رہ رہ کر ڈھیٹ بن چکا تھا خود کو پتھر بنا چکا تھا آج جب اسے کوئی ایک رشتہ ملا محبت ملی تو وہ ٹوٹ گیا وہ بکھر گیا۔

لیکن مقابل میں اسے سمیٹنے کی طاقت تھی وہ محبت کا پیکر تھا اسکے لمس میں بڑے بھائی جیسی طاقت باپ جیسی شفقت اور ماں جیسی محبت جھلکتی تھی۔

زیحال نے اسے چپ نہ کروایا اسے رونے دیا اور آج زارک اسفندیار خوب رویا اتنا رویا کہ دیکھنے والوں کو بھی رلا گیا۔

پیچھے برلاس شل ساکت کھڑا تھا وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا کیا وہ غلط کر گیا تھا؟ خون جوش مار رہا تھا۔ محبت سر اٹھا رہی تھی۔

"بھائی۔۔۔ا۔۔۔اسے چپ کروائیں یہ مر جائے گا"

یاقوت کو اسکے لئے خوف محسوس ہوا تھا۔

زیحال کی آنکھوں کے ڈورے سرخ ہونے لگے تھے

جیسے وہ ضبط کی آخری انتہا پر ہو۔

"بس۔۔۔زارک "اس نے محبت سے اسے پکارا۔

وہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے روتے گیا اور کتنی ہی دیر

روتے رہا جب اگلے لمحے وہ سر جھکائے زیحال کے

سامنے بیٹھا تھا سے جھکائے ہاتھوں کو باہم پیوست

کیئے۔

یاقوت اسکے لئے پانی کا گلاس لے کر آیا پامیر خود اسکے لئے کافی بنا کر لایا تھا انکی اتنی فکر اور محبت دیکھ زارک کا دل پھر سے بھر آنے لگا۔

وہ آج تک کی آپ بیتی انکو سنا کر مزید تڑپا گیا تھا۔

"اسے مرنا نہیں چاہئے تھا کمینے کو اور تڑپنا چاہئے تھا" پامیر کو ابراہیم پر غصّہ آرہا تھا۔

"وہ اپنے انجام کو بہت اچھا پہنچا ہے ہمیں اب آگے کی فکر کرنی چاہئے" یاقوت نہایت سمجھداری سے بولا۔

زیحال نے برلاس کی جانب دیکھا جو شل بیٹھا تھا جیسے کہنے کو ایک لفظ بھی نہ ہو۔

اتنے میں زامل زالے اور عبد لباری کا ہاتھ تھام کر باہر لان میں ہی آگیا۔

"ببا۔۔۔ مما نے بولا اے ام کو بائی (باہر) لے کل (کر) جاؤ نئی تو مما دانتے گی" اسکی بات پر زیحال کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں۔

وہی اتنے سرد ماحول کے باوجود بھی پامیر اور یاقوت

کی ہنسی چھوٹ گئی وہ دونوں منہ پر بر وقت ہاتھ رکھتے

اسے وہی روک گئے۔

"میں لے جاتا ہوں" برلاس کو تو جیسے کوئی بہانہ

چاہیئے تھا یہاں سے اڑنے کا۔

وہ بچوں کو لے کر باہر چلا گیا کافی دن ہو گئے تھے اسے

بھی کہیں گئے بچوں کے ساتھ۔

اس بار اسکے ساتھ زوناش بھی تھی زیام کو ابھی تک

انکی طرح ضد کرنی نہیں آئی تھی تب ہی منہ میں

پیسیفائر لئے بے بی کاٹ میں سیٹ بیلٹ باندھ کر بیٹھا ٹکر ٹکر ان کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا اگلو گلو سا بچہ۔۔۔ کیا دیکھ رہا ہے ہاں اب مشی مما آپ کو یہ کھلائیں گی" وہ اسکی صحت کے لئے ہیلدی کھانا لے کر آئی تھی۔

وہ دودھ سے بنی کھیر جس میں ہلکے ہلکے ڈرائے فروٹس کا ٹیسٹ تھا یم کر کر کھانے لگا۔

کھانا کیا تھا وہ صرف اسے چیزوں کی پہچان کروا رہی تھی تاکہ وہ آگے چل کر باقیوں کی طرح بگڑ نہ جائے۔

"ویسے تمہیں بھی اب سوچ لینا چاہئے سب کی فیملی بن چکی ہے" وہ سامنے بیٹھی آئرہ سے مخاطب ہوئی۔

وہ میگزین سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھتی ایک پل کیلئے گڑبڑا سی گئی۔

"مشی یہ ڈریس دیکھیں کتنا پیارا ہے میرے خیال سے مجھے یہ اپنے لئے لینا چاہئے ہیں ناں"

وہ اسکی ساری توجہ اس ڈریس کی جانب مبذول کروا گئی جبکہ اسکے اپنے ذہن میں بہت سی باتیں چلنے لگی تھیں۔

وہ کپڑے وارڈروب میں اچھے سے سیٹ کر کر رکھتی بالکونی میں آگئی جہاں وہ پہلے سے کھڑا تھا فضا میں ہلکی ہلکی تازہ پودوں کی خوشبو پھیلی سانسوں کو جیسے صاف کر رہی تھی۔

وہ بھی اسکے ساتھ ہی کھڑی ہو گئی اور اپنے ہاتھ بے مقصد دیکھنے لگی۔

"کچھ کہنا ہے؟" وہ اسکی بے چینی بھانپتے نرمی سے گویا ہوا۔

"ہ۔۔۔ہاں" وہ کچھ ہکلا کر بولی بر لاس کو لگا وہ اس سے کترا رہی ہے تب ہی وہ دھیرے سے اسکے گرد بازو پھیلاتے اپنے ساتھ لگا گیا۔

"تو بولو۔۔۔چپ کیوں ہو؟" وہ نہیں بتا سکی وہ کیوں چپ ہے وہ بس تھی یا شاید رونا چاہتی تھی اس لئے۔

"آئرہ؟" براہ راست اسکے نام لینے پر آئرہ کا دل بے

اختیار دھڑکا۔

"ھمم۔۔۔!!

"بولو" وہ منتظر تھا اسے سننے کیلئے اسکے بولنے کا۔

"ک۔۔۔کیا ہم" وہ اچھی خاصی گھبرا رہی تھی ایک

فطرتاً شرم نے اسے گھیر رکھا تھا لیکن اب جیسے

ضروری ہو گیا تھا۔

"کیا ہم۔۔۔ف۔۔۔فیملی پلان کر سکتے ہیں؟" وہ اٹک اٹک کر بات پوری تو کر گئی لیکن پھر ایسے لگا جیسے سانس رک گئی ہو۔

برلاس کی نگاہیں خود پر جمی دیکھ اسکی جان نکل رہی تھی وہ یہاں سے غائب ہونا چاہتی تھی اسکی نظروں سے دور بہت دور۔

شرم سے گال الگ سرخ تھے لیکن یہ بات خود کرنے پر شرم سے ڈوب مرنے کا مقام الگ محسوس ہو رہا تھا۔

"تمھیں بے بی چاہئے؟" وہ پوچھ رہا تھا آئرہ کا دل چاہا نہ کر دے لیکن کہہ دے کہ وہ اسکی زندگی میں اب اہمیت چاہتی ہے چاہے بچے سے ہی کیوں نہ ملے۔

وہ بھرائی آنکھوں سے سر اثبات میں ہلانے لگی۔

برلاس نے گہرا سانس لیا اور باہر دیکھنے لگا۔

"مجھے بھی چاہئے" اسکے ایک جملے پر آئرہ رک سی گئی اور اسے دیکھنے لگی۔

"لیکن میں ڈرتا ہوں کہیں اسکی قسمت میرے جیسی نہ نکل آئے" یہ بات آئرہ کے دل کو ٹکڑوں میں تقسیم کرگئ تھی۔

"ت۔۔۔ تمہیں لگتا ہے کہ میں۔۔۔ میں حیا بنوں گی؟" اسکی آواز کانپی تھی دل لرزا تھا وہ کیسے سوچ سکتا تھا کیسے۔

"نہیں۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ میں اسفندیار بن جاؤنگا ۔۔۔ جو اپنے بچے کیلئے انصاف نہیں کر پاؤنگا "

جہاں بھی جس کی بھی غلطی تھی قصور وار صرف اسکا باپ تھا وہ چاہتا تو وہ حیا سے شادی نہ کرتا۔

وہ چاہتا تو برلاس انکی زندگی میں نہ آتا وہ چاہتا تو ایلس اس روز انکے گھر نہ آتی اور وہ چاہتا تو وہ سب نہ ہوتا جو ہو گیا تھا۔

"تم نے خون ملتے دیکھے ہیں میں قسمت ملتی دیکھی ہے اور میری قسمت بہت بری ہے" اسکی آواز کانپی۔

آئرہ یکدم سے اسکی جانب مڑ گئی وہ اسے دیکھ رہا تھا مگر نظریں چرا کر جیسے وہ اسکے سامنے کمزور پڑ جائے گا۔

''آپ کی قسمت بری نہیں ہے اگر ہوتی تو آپ کو زیحال بھائی نہ ملتے'' وہ اسکے ہاتھ تھامے محبت سے بولی۔

برلاس کا دل ایک پل کیلئے سکون میں آگیا تھا وہ کیسے انکار کر سکتا تھا یہ قسمت بے شک صرف اسکی تھی اور کسی کی نہیں۔

''اس ایک بندے نے اپنا آپ تینوں پر قربان کر دیا اتنی چھوٹی عمر میں خود کو بڑا کر لیا آج بھی میں انکو دیکھتی ہوں تو لگتا ہے وہ خود کو بہت سمیٹ کر رکھتے

ہیں انکے اندر وہ سب قید ہو گیا ہے جو لڑکپن میں
انجوائے کرنا تھا جو ضد اپنے بڑوں سے کرنی تھی جو
خیال ان سے رکھوانا تھا"

وہ بنا رکے بولتی چلی جا رہی تھی آج اسے لے کر دل
عجیب سا بھاری ہو رہا تھا۔

"انکی قربانیوں کا آپ تینوں صلہ نہیں دے سکتے اور یہ
انکے ساتھ ناانصافی ہے اگر آپ کہیں کہ آپ کی
قسمت بری ہے"

اسکی بات پر برلاس کا دل ایک پل کیلئے کانپ سا گیا۔

"قسمت آپ تینوں کی بہت اچھی ہے جو ایسا بھائی ملا افسوس ہے مجھے کہ آپ اپنی قسمت کو برا کہہ رہے ہیں"

وہ اسکی بات پر تیزی سے سر نفی میں ہلانے لگا۔

"آپ کو بے بی نہیں چاہئے تو ٹھیک ہے مجھے بھی نہیں چاہئے ان بچوں میں، میں بھی اپنی ممتا ڈھونڈ لیتی ہوں "

وہ بول کر باہر چلی گئی لیکن آج سے اسکے دل میں اسکے وجود میں ایک جگہ خالی سی رہ گئی تھی ہمیشہ کیلئے۔

مشی کب سے اسے بلا رہی تھی لیکن وہ تھی کہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھی۔

"لگتا ہے بر لا اس کو سوچ رہی ہے چھوڑو سوچنے دو تم یہاں دیکھو یہ میں لے لیتی ہوں اور یہ تم "

کومل اسکے ساتھ مل کر خود کیلئے کپڑے سلیکٹ کرنے لگی اور وہ یوں ہی بیٹھی رہ گئی۔

زیام اپنی ہی نہ سمجھ آنے والی زبان میں نجانے کیا کچھ کہہ رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چاروں باہر لان میں ہی بیٹھے تھے آج موسم باقی دنوں سے ہٹ کر بہت پیارا ہو رہا تھا ٹھنڈا میٹھا سا۔

اوپر سے شیر دل نے انکے معدے کا بیڑا غرق کرنے کی جیسے قسم کھالی تھی بس کھلاتا ہی جارہا تھا جیسے سموسے پکوڑے نگٹس اور بن کباب۔

"بس کرو یار۔۔۔ تم نے موٹا کرنا ہے ہمیں" یاقوت بالآخر بول ہی پڑا تھا۔

پامیر کا تو ہاتھ ہی نہیں رک رہا تھا اتنے میں عثمان بھی آ دھمکا۔

"میرے بغیر یہ سب کھا رہے ہو یہ تم کو ہضم نہیں ہو گی" آتے ساتھ وہ پامیر کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گیا۔

"آ گیا میرا شریک بھائی۔۔۔ نہیں تم اسی وقت کیوں ٹپکتے ہو جب میں کچھ نوش فرما رہا ہوتا ہوں۔"

وہ جل کر بولا تھا کیونکہ اسکے ہاتھ والا کباب اب عثمان کے پیٹ میں جا چکا تھا۔

"کیونکہ مجھے تمہارے معدے کی فکر ہے جس کا تم حشر کر رہے ہو یہ سب کھا کر "

اسکی بات پر پامیر مزید تپ گیا تھا۔

"ویسے کہاں چلہ کاٹ رہے تھے تم خیر تھی؟"

یاقوت کے پوچھنے پر عثمان نے جیسے جواب سوچا تھا اور سوچ کر دیے گئے جواب اسی فیصد جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔

"بعد میں بتاؤنگا" وہ یاقوت کی جاننے والی بے چینی بڑھاتے مزے سے سب چیزوں پر ہاتھ صاف کرنے لگا۔

زارک انکو دیکھ کر مسکرا دیا اس نے زیحال کی جانب دیکھا جو مسکراتی نگاہوں سے ان نمونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا میں جان سکتا ہوں آپ کو برلاس کیسے ملا تھا" اسے یہ جاننے کیلئے بہت تجسس تھا اس رات اس گھر میں صرف حیا اور دو لوگوں کو مزید دیکھا تھا۔

برلا اس کو تو وہ بھول ہی گیا تھا لیکن وہاں سے وہ کیسے

زیحال تک پہنچا اسے جاننے کی شدّت سے جب کہ

چینی تھی۔

یاقوت نے زیحال کی جانب دیکھا جیسے نظروں سے

اجازت طلب کر رہا ہو کہ میں بتاؤں۔

اس نے دھیرے سے پلکیں جھپکا دیں۔

"سمپل تھا اس نے برلا سکو فیڈ رد کھائی اور وہ بھاگ

بھاگ کر بابا بابا کرتا ہوا اسکی گود میں آگیا "

عثمان کی بات پر پامیر کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"فیڈر۔۔۔ہاہاکیسے رات کو فیڈر منہ میں لئے لئے سو جاتا تھا"

وہ ان خوبصورت پلوں کو یاد کرتے دل کھول کر ہنسے تھے۔

یاقوت زارک کو لے کر کہیں چلا گیا تھا وہ بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں لے جا رہا ہے وہ بس چلتا گیا۔

جب وہ اسے لے کر اپنے فارم ہاؤس پر آگیا اسکے ایک کمرے کے باہر جہاں لاک لگا تھا زارک اسے دیکھ کر چونکا۔

"یہ کیوں؟" اس نے حیرت سے پوچھا

یاقوت نے کمرے کا دروازہ کھول دیا جب سامنے سے ایک لیڈی نظر آئی زارک آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھنے لگا جب کچھ ہی لمحوں میں اسکے ذہن میں جیسے اسکا چہرہ گھوم سا گیا۔

"یہ۔۔۔یہ یہاں؟" اس پر ایک ساتھ کئی حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔

"تمہیں یاد ہے یہ؟" اسکے پوچھنے پر زارک بمشکل ہی سر اثبات میں ہلا پایا۔

"یہ وہ ہے جو برلاس کو اس دن وہاں سے بچا کر لائی تھی اسے لگا تم برلاس کو مار دو گے اسکی وہی بات برلاس کے ذہن میں نقش ہو گئی اور وقت کے ساتھ تمہارے خوف میں تبدیل ہو گئی "

یاقوت اسے لے کر اندر آیا وہ کچھ ہوش میں تھی یاقوت کو دیکھ پوری طرح بیدار ہو گئی۔

"آج تمہارے بولنے کا وقت ہے سوچ کر بولنا یہ الفاظ تمہیں یہاں سے آزاد بھی کروا سکتے یا پھر بھی تمہیں مروا دیں گے "

اسکی بات پر لیڈی کی آنکھیں خوف سے پھیلیں وہ زارک کو دیکھ کر سانس لینا بھول گئی۔

اسے پہچاننے میں لمحہ نہیں لگا تھا لیکن آج اسے بولنا تھا یہی راز اسے یہاں سے آزاد کروا سکتا تھا۔

زارک اسکی بات پر سانس روک گیا اور وقت دونوں کو کسی ٹائم مشین کی طرح پیچھے لے گیا

125/3

وہ اتنے دن سے یہاں قید تھی یہ قید اسکے لئے موت کے مترادف تھی پل پل اسے موت کا خوف محسوس ہوتا تھا ایسے جیسے اب وہ اسے آ لے گی۔

وہ خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی دل کو ایک دھڑکا سا لگا تھا کہ یہ لوگ اسے اب بھی کچھ کر دیں گے۔

"تمہیں وہ بتانا ہے جسے تم آج تک چھپا کر بیٹھی ہو اس کے بعد تمہیں یہاں سے بہت دور بھیج دیا جائے گا اور

نہ صرف بھیجا جائے گا بلکہ تمہاری زندگی سیٹ کر دی جائے گی "

وہ جو کہہ رہا تھا وہ لیڈی بخوبی سمجھ رہی تھی تب ہی اس کے دل کو کچھ تسلی سی ہوئی۔

وہ کندھے بے اختیار ڈھیلے چھوڑ گئی اور وہی بیڈ پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ سی گئی۔

زارک نے یاقوت کو ایسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ وہ کیا بتائے گی۔

وہ یاقوت کے ساتھ سامنے صوفے پر بیٹھ گیا اور اسے

یک ٹک دیکھنے لگا۔

جیسے گھڑیال کی سوئی ٹک ٹک کر رہی تھی ویسے ہی

اسکا دل بھی ٹک ٹک کرتے دھڑک رہا تھا۔

وہ لیڈی بولنا شروع ہوئی دل کی دھڑکن بھی ساتھ ہی

تیز ہونے لگی۔

"میں اس رات اپنے گھر جا رہی تھی موسم بہت

خراب تھا میرا گھر اسفندیار کے گھر کے کچھ ہی فاصلے پر

تھا"

وہ بولنے لگی ذہن میں منظر تیزی سے گھومنے لگے وہ کھو گئی ماضی میں وہ اب حال میں نہیں تھی۔

"وہ بہت اچھا انسان تھا میری بہت بار مدد بھی کی تھی اس نے اس دن بھی مجھے اس سے کچھ پیسے ادھار چاہئے تھے کیونکہ میرے گھر کا کرایا پورا نہیں تھا جس سے مالک مکان نے میری زندگی مشکل کر دی تھی" اسکے چہرے پر وہی بیزارگی اب بھی چھلک رہی تھی جیسے اس پر اس شخص کیلیۓ محسوس ہو رہی تھی۔

"میں جیسے ہی اسفندیار کے گھر گئی"

منظر بدل گیا وہ اپنے ساتھ ان دونوں کو بھی ماضی میں لے گئی بہت دور۔

منظر۔۔۔۔۔

وہ اپنے گھر سے تیز تیز قدم اٹھاتی سامنے گھر کی جانب بڑھ رہی تھی جب پیچھے سے آواز آئی۔

"وہ آئے گا صبح سویرے اور اس بار کرایہ نہ ملنے پر دھکے مار کر نکالے گا "

پیچھے ایک کم سن لڑکا کھڑا تھا پینٹ ٹی شرٹ پہنے ماتھے پر بکھرے بال اور چہرے پر سخت تاثرات لئے

۔

عورت نے مڑ کر دیکھا وہ ہو بہ ہو اس عورت سے ملتا

تھا۔

"مجھے یقین ہے اس بار بھی وہ ہماری مدد کرے گا ش اسکے لہجے میں ایک یقین سا جھلکا تھا۔

"ورنہ کی تو کل کی رات ہم سڑک پر گزاریں گے" مزید نفرت اسکے لہجے میں آگئی۔

"تم اچھا کیوں نہیں بولتے؟" عورت کو مکان مالک سے زیادہ اپنے بیٹے پر غصّہ آیا تھا۔

"کیونکہ میں روز روز بے عزتی نہیں کروا سکتا۔۔۔اگر آپ مجھے بھیج دیتی تو آج ہمارا اپنا گھر ہوتا "

"جو گئے تھے وہ واپس آئے؟" وہ لاجواب ہو گیا وہ اب کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

غیر قانونی طریقے سے جانے والے لڑکے آج پولیس کی حراست میں تھے وہ بھی جارہا تھا لیکن ماں کے آنسوؤں نے روک لیا تھا۔

وہ مر گئی مگر جو امید اسے تھی وہ اسکے بیٹے میں نہ جاگ سکی وہ چھوڑ گیا اسے اور اس دن کے بعد نہیں آیا واپس۔

لیڈی کو مدد مل گئی تھی لیکن بیٹا واپس نہ مل سکا۔

وہ آج کئی مہینوں بعد پھر اسکی طرف جا رہی تھی پیسے لینے یا شاید دینے اسکے ہاتھ میں کچھ تھا جسے وہ اچھے سے دبوچے ہوئے تھی۔

موسم بگڑ رہا تھا اور بنا چھاتے کے وہ زیادہ دیر باہر نہیں رک سکتی تھی تب ہی تیزی سے اس گھر کی جانب بڑھ گئی۔

جہاں سے آج عجیب و غریب آوازیں آ رہی تھی لیڈی نے دروازہ ناک کرنا چاہا کہ تب ہی اسکے کانوں میں گولی چلنے کی آواز گونج اٹھی۔

وہ دوڑ کر کھڑکی کے پاس گئی جہاں سے اس کی نظر سامنے زمین پر بے جان پڑے اسفند یار پر پڑی۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

کہ اگلے لمحے پھر سے ایک گولی چلی اور ایلس بھی وہی ڈھیر ہو گئی۔

پل میں سب خاک ہو گیا ختم ہو گیا۔ لیکن یہاں سب رکا نہیں تھا پھر اسے اپنے بیٹے کی عمر کا ایک لڑکا دکھائی دیا۔

دراز قد جیسے وقت سے پہلے بڑھ گیا ہو جسامت بھری ہوئی چہرے پر حیرت بے یقینی اور اجڑ جانے کا دکھ لئے۔

اور اسکے دیکھتے ہی دیکھتے حیا بھی ختم ہو گئی ہنستا بستا گھر پل میں خاک ہو گیا۔ وہاں موت کا کھیل چل رہا تھا اس شخص کے گھر جس نے اس کی بہت بار جان بچائی تھی۔

خون کا رشتہ نہ ہونے کے باوجود بھی اس شخص نے اپنائیت رکھی اسکے ساتھ۔

اور آج اسکا گھر اسکی آنکھوں کے سامنے برباد ہو گیا تھا

وہ کیسے دیکھ لیتی یہ۔

کہ تب ہی اسکی نظر بھوری آنکھوں والے بچے پر پڑی

وہ اس کم سن لڑکے کی نظروں سے بچتی پیچھے کی کھڑکی

سے اس بچے کو اٹھا کر لے گئی۔

"بھاگو یہاں سے وہ۔۔۔وہ تمہیں بھی مار دے گا

۔۔۔بھاگو" وہ اسکا ہاتھ تھامے تیز تیز بھاگ رہی تھی

جیسے پیچھے وہی لڑکا آجائے گا۔

"مما۔۔۔" وہ بچہ بھاگ نہ پانے کی وجہ سے رو پڑا تھا۔

لیڈی نے مڑ کر اسے دیکھا اور آس پاس کوئی سواری دیکھنے لگی ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔

بار بار آنکھوں کے سامنے اس لڑکے کا درندہ روپ آ رہا تھا جیسے وہ حیا اور اسفند کو وہی دفنا رہا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ تمہیں بھی مار دے گا۔۔۔وہ مار دے گا تمہیں" وہ بس یہی بولتی جا رہی تھی اسے رب نے بھیجا تھا اس بچے کی حفاظت اس لڑکے سے کرنے کیلئے۔

اور وہ کر رہی تھی مگر اسکے الفاظ جیسے اس بچے کے ذہن پر نقش ہو رہے تھے وہ بار بار اسکی جانب دیکھ رہا تھا رو رہا تھا ہاتھ چھڑوا رہا تھا۔

انکی قسمت اچھی تھی کہ ایک بس ان دونوں کو مل گئی تھی۔

وہ جلدی ہی بچے کو لے کر اس میں سوار ہو گئی وہ کہاں جا رہی تھی کچھ خبر نہ تھی جو پیسے ہاتھ میں دبوچ رکھے تھے اسے دینے کیلئے۔

وہ انہیں اسکے بیٹے کی حفاظت پر لگانے کو تیار ہو گئی تھی۔

بس سے اتر کر وہ ایک انجان شہر آگئی تھی جہاں وہ کسی کو نہیں جانتی تھی مگر یہ بھی علاقہ زیادہ دور نہ تھا۔

وہ درندہ اسفندیار کے بیٹے تک یہاں بھی پہنچ جاتا۔

وہ دو راتیں وہاں ٹھہری تھی وہ بچہ بھوک سے مر رہا تھا نہ دودھ پی رہا تھا نہ کچھ کھا رہا تھا بس رو رہا تھا یا سو رہا تھا۔

"کیا کروں میں کہاں لے کر جاؤں اسے ؟" وہ گھبرائی للچائی سی چاروں اطراف دیکھنے لگی۔

اگلے دن وہاں ایک بس آ کر رکی تھی جس پر لکھا تھا

لندن سے پاکستان کا سفر۔

وہ پاکستان کا نام پڑھ کر شل ہو گئی پاکستان ایک انجان ملک جہاں وہ کبھی نہیں گئی تھی لیکن یہاں سے جانے کیلئے اسے وہی ایک جگہ نظر آئی تھی۔

وہ جانتی تھی یہ سفر آسان نہ ہو گا لیکن اس درندے سے بچنے کیلئے اسے یہ کرنا تھا

لندن کی ٹھنڈی صبح تھی۔ ہلکی ہلکی بارش سڑکوں کو بھگو رہی تھی۔

اس نے بھوری آنکھوں والے بچے کو سینے سے لگا رکھا تھا اور ایک ہاتھ میں چھوٹا سا سفری بیگ تھا۔ آنکھوں میں بے شمار تھکن، مگر دل میں صرف ایک امید۔۔۔ پاکستان پہنچنے کی جہاں وہ اس درندے سے اس بچے کو بچا سکتی تھی۔

کوچ بس آہستہ آہستہ لندن سے روانہ ہوئی۔ کھڑکی کے باہر شہر کی روشنیاں پیچھے رہتی گئیں اور اس کی زندگی کا ایک باب بھی وہیں ختم ہو گیا۔

اگلے کئی دن اس نے مختلف ممالک سے گزرتے ہوئے بسیں بدلیں۔

کہیں سرحدوں پر لمبی قطاریں تھیں، کہیں امیگریشن کے سوالات، اور کہیں گھنٹوں کا انتظار۔

وہ بچہ کبھی اس کی گود میں سو جاتا، کبھی بھوک سے رونے لگتا، اور وہ اسے خاموش کراتے ہوئے خود بھی آنسوں چھپا لیتی۔

وہ کبھی اتنی نہ خوف زدہ ہوتی اگر اسے اتنی بے درد سے انکو مارتے اور پھر گاڑھتے ہوئے نہ دیکھ لیتی۔

آخر کار، کئی دنوں کے طویل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد جب بس پاکستان کی سرحد میں داخل ہوئی۔

تو اس کی بند آنکھوں سے بے اختیار آنسوں بہہ نکلے۔

اس نے شیشے سے باہر دیکھا مٹی کی وہ خوشبو محسوس کی جس کے لیے وہ ہزاروں میل کا سفر طے کر کے آئی تھی۔

نجانے کیوں اسے یہاں سب محفوظ لگا تھا ایسے جیسے یہاں وہ بچہ اپنی قسمت پائے گا اور اسکی قسمت سونے سی نکھری ہو گی۔

اس نے بچے کی پیشانی چومی اور دھیمی آواز میں کہا

"ہم آ گئے اب کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا دیکھنا۔۔۔یہاں تم محفوظ رہو گے" اسکی آنکھوں سے آنسوں مزید روانی سے بہنے لگے۔

رات کی تاریکی نے اس سڑک کو اپنی آغوش میں لے رکھا تھا۔

بس سنسان شاہراہ پر آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی کہ اچانک گولیوں کی تڑتڑاہٹ نے خاموشی چیر دی۔

وہ لیڈی خوف زدہ نظروں سے اپنے ارد گرد دیکھنے لگی دل یکدم سے ہتھیلی پر آگیا تھا

"سب نیچے جھک جاؤ"

ڈرائیور کی چیخ کے ساتھ ہی بس کے شیشے ٹوٹ کر بکھر گئے۔

چند نقاب پوش ڈاکوؤں نے بس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مسافروں کی چیخیں فضا میں گونجنے لگیں۔

کسی نے مزاحمت کی تو فائرنگ شروع ہو گئی۔ چند لمحوں بعد بس پر پٹرول چھڑک دیا گیا۔

"آگ لگادو" ایک چیخا تھا شعلے پل بھر میں بس کے ایک حصے سے دوسرے حصے تک پھیل گئے۔

دھواں اندر بھرنے لگا۔ سانس لینا مشکل ہو گیا۔ وہ لی ڈی بری طرح سے کھانستی بچے کو مزید اپنے سینے میں بھینچ گئی۔

اسے اپنی فکر نہ تھی رہ رہ کر ہر بات اسے اس بچے کی فکر میں مبتلا کر رہی تھی۔

اس نے اسکے ماتھے پر آخری بار بوسہ دیا اور ٹوٹی ہوئی کھڑکی کی طرف دوڑ پڑی باہر چند لوگ مسافروں کو نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔

کانپتے ہاتھوں سے اس نے بچے کو باہر کی طرف بڑھا دیا۔

"اس بچے کو پکڑ لو۔۔۔خدا کے لیے اسے بچالو" وہ بری طرح سے کھانستی ہوئی اسے کسی کے حوالی کر رہی تھی۔

باہر کھڑے ایک آدمی نے فوراً بچے کو اپنی بانہوں میں

تھام لیا۔

"ممما۔۔۔ ممما۔۔۔ب۔۔۔ بابا" وہ چیخنے لگا وہ اسے

اسکے ماں باپ سے دور لے آئی تھی تو وہی لے کر جا

بھی سکتی تھی۔

تب ہی وہ اور زور سے چیخیں مارتے رونے لگا۔

"برلاس۔۔۔۔ب۔۔۔بھاگو۔۔۔ برلاس بھاگ

جاؤ" وہ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے اسے دور چلے جانے

کا کہتی رہی۔

جب کچھ لوگ اسے لے کر اسکی نظروں سے اوجھل

ہو گئے

وہ کھڑکی سے اسے دیکھتی رہی، آنکھوں میں آنسوں

اور لبوں پر ایک کمزور سی مسکراہٹ تھی۔

"ڈ۔۔۔ڈرنامت۔۔۔یہ۔۔۔یہ ج

۔۔۔جگہ۔۔۔ت۔۔۔تمہاری ق۔۔۔قسمت" وہ

ٹوٹتی سانسوں کے ساتھ بولنے کی کوشش کرتی

دھیرے دھیرے نیم بے ہوش ہونے لگی۔

اگلے ہی لمحے آگ کے شعلے مزید بھڑک اٹھے اور دھوئیں نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔
اس کی آواز سنسان رات میں دیر تک گونجتی رہی، مگر جلتی ہوئی بس خاموشی سے شعلوں میں گھرتی چلی گئی۔

"میں نہیں جانتی مجھے اس دن وہاں کس نے بچایا لیکن۔۔۔میں جب ہوش میں آئی تو میں ہوسپٹل میں تھی"

وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بیٹھی بول رہی تھی جبکہ زارک اور یاقوت پر جیسے سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔

اسکی باتیں سن کر اسے اپنا آپ بھی اسکی آگ میں جھلستا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ آنکھوں کے ڈورے سرخ پڑنے لگے۔

"یہ ٹھیک تھی تمہارا خوف نہیں بر لاس کی قسمت اسے پاکستان لائی تھی" یاقوت کی آواز پر زارک نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"وہ لوگ اسے لے کر ایک یتیم خانے چلے گئے تھے
جہاں پہلے بھی بہت سے ایسے بچے تھے جو لاوارث
تھے"

وہ ایسے بول رہا تھا جیسے خود اس وقت میں پہنچ گیا ہو۔

"تو۔۔۔ز۔۔۔زیحال کو وہ کیسے ملا؟" اسکا دل یہ
جاننے کیلئے شدّت سے بے چین تھا

یاقوت نے اسکی جانب دیکھا اور اسے اس وقت میں
لے گیا جہاں سے برلاس شاہ کی قسمت بدل گئی تھی۔

جسے وہ شخص ملا تھا جس نے اس پر دنیا تمام کر دی
تھی۔

منظر۔۔۔۔۔

یتیم خانے کی پرانی عمارت میں عجیب سی اداسی بسی
ہوئی تھی۔

دیواروں کی اکھڑی ہوئی رنگت ٹوٹی ہوئی کھڑکیاں
اور نم زدہ کمروں میں پھیلی خاموشی ہر آنے والے کو
بے چین کر دیتی تھی۔

یہ عمارت بہت پرانی تھی اسکی خستہ حالت اسکی گواہی
دیتی تھی۔

کمرے کے ایک کونے میں پانچ چھوٹے بچے خاموشی
سے بیٹھے تھے۔ سب کی عمر لگ بھگ سات آٹھ سال
کے قریب تھی۔

ان کے سامنے رکھی پلیٹوں میں ٹھنڈی اور بے ذائقہ
روٹی پڑی تھی، مگر کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ
شکایت کر سکے۔

اتنے میں وارڈن کی کرخت آواز گونجی۔

"جو کام نہیں کرے گا اسے آج کھانا بھی نہیں ملے گا" اسکی دھمکی پر بچوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور فوراً سر جھکا کر اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ کسی نے فرش صاف کرنا شروع کر دیا، کسی نے برتن اٹھا لیے، اور کسی نے کپڑے تہہ کرنے شروع کر دیے۔

سب کے کام ٹوٹے پھوٹے سے تھے مگر پھر بھی کرنے تھے۔ سب کی آنکھوں میں نمی تھی۔

کمرے کے سب سے تاریک کونے میں ایک بھوری آنکھوں والا بچہ اپنے گھٹنوں کو سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔

اس نے پرانا، پھٹا ہوا کمبل مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا جیسے وہی اس کی پوری دنیا ہو۔

خوف سے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وہ کسی کی آنکھوں میں دیکھنے کی بھی ہمت نہیں کر پا رہا تھا۔

ہر بار جب وارڈن کے قدم اس کے قریب سے گزرتے وہ مزید سمٹ جاتا۔

اس کی نظریں دروازے پر جمی تھیں شاید آج بھی اسے امید تھی کہ وہی لیڈی آئے گی اور اسے اسکے بابا کے پاس لے جائے گی۔

وہ بچہ اپنے پھٹے ہوئے کمبل کو سینے سے لگائے خاموشی سے آنسوں پونچھتا رہا۔ہاتھ میں فیڈر تھی جو اسے رو رو کر ملتی تھی۔

وہ اب اچھی خوراک لے سکتا تھا لیکن ایک یاد جو خوف بن کر اسکے ساتھ جڑ چکی تھی وہ اس فیڈر کو پکڑے اسکے سحر میں جکڑا ہوا تھا۔

"انکو کب یہاں سے لے کر جانا ہے؟" کسی کی آواز اسکے کانوں میں گونجی۔

"دیکھتے ہیں لیکن جلدی کرنا پڑے گا نہیں تو" وہ آپس میں بات کر رہی رہے تھے جب دھاڑ سے دروازہ کھلتے کوئی اندر داخل ہوا تھا۔

125/4

دروازہ کھلتے سامنے ایک کم عمر لڑکا شدید غیض و غضب کے عالم میں کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

اسکے بائیں دائیں دو طاقتور گارڈز کھڑے تھے جن کو دیکھ کر کسی بھی عام شخص کی سانسیں خشک پڑ جائیں۔

"کیا یہ ہے وہ؟" اس نے سامنے کھڑے لڑکے کی جانب اشارہ کیا۔ اسکے ساتھ کھڑے لڑکے کی سیاہ کانچ سی آنکھیں فوراً اسے پہچان گئی تھیں۔

کانوں میں کسی کی معصومانہ چیخیں اسکی روح کو ایک بار پھر بری طرح سے زخمی کر گئیں۔

"ہ۔۔۔ہاں یہی تھا وہ۔۔۔ج۔۔۔ جس نے میری بہن کے ساتھ" وہ کانپتی ہوئی آواز میں جملہ بھی پورا نہ کر پایا آنکھوں سے آنسوں ابل پڑے۔

اس لڑکے نے ضبط سے مٹھیاں بھینچتے اگلے لمحے اس شخص کو جا دبوچا عمر میں کم مگر جسامت میں اس سے طاقتور تھا۔

"تو نے کیسے میری بہن کو ہاتھ لگایا کیسے؟" وہ دھاڑتے ہوئے اسے بری طرح سے پیٹنے لگا۔

"پاشا اسے ہمارے حوالے کر دیں" اسکے گارڈز نے اجازت طلب کی۔

اتنے میں باہر سے انکے گارڈز آگئے جن کو اسکے گارڈز وہی سے دبوچ گئے۔

یاقوت کھڑا روتے ہوئے اسے دیکھنے لگا اس نے کہا تھا وہ اسے انصاف دلائے گا وہ دلا رہا تھا وہ اسکے ایک ایک مجرم کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مار رہا تھا۔

آج یہ آخری شخص بچا تھا جو یہاں چھپا نوکری کرنے کا ڈھونگ کر رہا تھا آج وہ بھی اسکی پکڑ میں آگیا تھا۔

وہاں کچھ ہی دیر میں ہنگامہ سا مچ گیا سب یہاں وہاں بھاگنے لگے بچے خوف زدہ ہو کر چھپنے کی کوشش کرنے لگے جب کچھ کے پیروں تلے اس کا معصوم ہاتھ آتے زخمی ہو گیا۔

بھوری آنکھیں لبالب نمکین پانی سے بھر گئیں۔

"بول۔۔۔بول کیسے ہاتھ لگایا میری بہن کو۔۔۔بول" وہ اندھا دھند اس پر برس رہا تھا بنا کوئی رحم کئے۔

اور کچھ ہی دیر میں وہ اسکی درگت بناتے اپنے گارڈز کے حوالے کر گیا تھا۔

وہ کم سن لڑکا اپنے سٹر ونگ بیک گراؤنڈ کی وجہ سے کسی پر بھی بھاری پڑ سکتا تھا کیونکہ اسکے پیچھے ایک بڑی طاقت تھی جس کا نام تھا"زریاب خان آفندی " جو نہ ساتھ ہو کر بھی ساتھ تھے پل پل اس کی خبر رکھتے تھے یہ گارڈز انکے تھے جو زیحال کی حفاظت کرنے کیلئے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔

لیکن وہ جلد اپنی ایک سلطنت بنا گیا تھا جس کے بعد اسے کسی کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

اسکے بھائیوں کی محبت اسے ایک عام لڑکے سے ہٹ کر پاشا بے بنا گئی تھی۔

وہ نہیں چاہتا تھا یہ مار پٹائی یہ لڑائی جھگڑے لیکن قسمت نے اسے بنا دیا رہا وقت اسے کیا سے کیا بناتا گیا۔
اس دن کے بعد وہ کئی بڑے لوگوں کی نظر میں آنے لگا تھا اسکا خوف ہر طرف پھیلنے لگا۔

وہ اسے زمین پر ڈھیر پڑے دیکھ اپنے اندر کی آگ کو ٹھنڈا ہوتے محسوس کر رہا تھا۔اس نے یاقوت کا ہاتھ تھام لیا۔

آج اس معصوم کو بھی سکون بھری نیند آتی جس کی بہن کے مجرم کو جہنم واصل کر دیا گیا تھا۔

وہ اسے لے کر جانے ہی لگا تھا جب اسکی نظر ٹیبل کے نیچے سے نظر آتے ننھے زخمی ہاتھوں پر پڑی۔

وہ بے اختیار رک گیا اور اسے دیکھنے لگا جب بے خودی میں وہ وہی بیٹھتا چلا گیا۔

وہ جیسے ہی بیٹھا اسکی نظر سامنے بھوری آنکھوں پر پڑی جن میں موٹے موٹے آنسوں اور خوف ایک ساتھ جھلک رہے تھے۔

وہ رک گیا اسکی معصومیت اسے وہی روک گئی جیسے آس پاس اور کچھ نہ ہو صرف وہ ہو اور اسکے سامنے بیٹھا وہ معصوم بچہ۔

"بھائی چلیں" یاقوت یہاں سے جلد از جلد نکلنا چاہتا تھا اسے پامیر کی فکر ہو رہی تھی جسے سوتا ہوا چھوڑ کر وہ لوگ آئے تھے۔

زیحال اٹھ کھڑا ہوا نگاہیں جھک کر ان ننھے زخمی

ہاتھوں پر ٹھہر گئی۔

یاقوت نے اسکا ہاتھ تھاما اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔

لیکن جیسے ہی دہلیز پر قدم رکھا وہ رک گیا دل جیسے کسی

انجانی گرفت میں آگیا۔

وہ پلٹ کر پیچھے دیکھنے لگا وہ بچہ وہیں بیٹھا رو رہا تھا باقی

سب بھاگے وہ نہ بھاگا۔

اسکے ہاتھ میں فیڈر تھی اسکی عمر نہیں تھی فیڈر پینے کی لیکن وہ ایک یاد تھی اس پل کی جس نے اسکی زندگی اس سے چھین لی تھی۔

"بھائی۔۔۔ چلیں؟" یاقوت نے پھر پوچھا۔

لیکن وہ باہر جانے کے بجائے اس بچے کی جانب بڑھ گیا اور جا کر اسکے پاس بیٹھتے اسے دیکھنے لگا۔

بچہ مزید سمٹ گیا اور خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"میرے ساتھ چلو گے ؟" وہ نہیں جانتا تھا اس نے ایسا کیوں کہا شاید اسے اس بچے میں یاقوت اور پا میر دکھائی دیے تھے۔

وہ ہاتھ بڑھائے اس سے پوچھ رہا تھا۔ وہ بچہ مزید دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ بے آواز سسکیوں نے زیحال کا دل کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔

"یہ کتنا کیوٹ ہے بھائی" یاقوت اسکے ساتھ بیٹھتے اس بچے کو دیکھنے لگا۔

بھرے بھرے سے گال چمکتی آنکھیں اور گورا رنگ خوبصورت نین نقوش اوپر سے بلا کا معصوم۔

"اسے ساتھ لے کر چلیں؟" یاقوت کی بات پر اس نے دیکھا اور دل جیسے مزید بے چین ہو گیا۔

وہ زبردستی اسے نکال کر گود میں اٹھائے باہر لے گیا۔

بر اس نے زور زور سے رونا شروع کر دیا وہ نہیں جانا چاہتا تھا مزید گندے لوگوں کے پاس لیکن وہ نہیں جانتا تھا لے کر جانے والا برا نہیں تھا۔

اور یہ بات اسے جلد معلوم ہو گئی تھی۔

وہ تین سے چار ہو گئے تھے وہ جو اکیلا تھا آج اسکے

زمے تین بھائیوں کی زمے داری تھی وہ خود کو بڑا کر

گیا وہ مزید ایسے بچے قسمت نہ پائیں خود سے یتیم خانے

بنا گیا۔

اسکی دولت میں برّکت خود آتی گئی جانے کہاں سے

لیکن غریب بچوں کو ایک محفوظ چھت ملنے لگی وہ

سب کا محافظ بن گیا۔

لیکن ان تینوں کیلیۓ انکی پوری دنیا بن گیا تھا۔

پامیر تو رہ رہ کر اسکے بھرے بھرے گالوں کو چھیڑتا ہنس رہا تھا۔

"مجھے بھی ایسے چاہئے" وہ فرمائش لے کر کچن میں تینوں کے لئے ناشتہ بناتے زیحال کے پاس پہنچا۔

"میراب پٹو گے" وہ بار بار کوئی نہ کوئی الٹی فرمائش لے کر اسکے پاس آرہا تھا۔

کبھی اسے بھوری آنکھیں چاہئے تھیں کبھی گال کبھی اسکے بال۔

"وہ بولتا کیوں نہیں ہے" وہ خود اتنا بولتا تھا اس لئے چاہتا تھا وہ بھی بولے۔

"تم جا کر اسے فیڈر دو" وہ فیڈر اسے تھماتے جلتے ہوئے آملیٹ کو پلٹنے لگا۔

"ہاہاہا اتنا بڑا ہو کر بھی فیڈر پیتا ہے" وہ ہنس ہنس کر پاگل ہونے لگا زیحال نے گھور کر دیکھا مگر وہ جانتا تھا کہ اسے نارمل کرنے کیلئے اسکی یاد اسکے ساتھ رکھنا کتنی ضروری ہے۔

"میر واب ایک تھپڑ لگے گا" اسکی دھمکی پر میر سنجیدہ سامنہ بناتے باہر آگیا۔

"یہ لو۔۔۔فیڈر" فیڈر پر زور دیا یا قوت نے اسے گھورا وہ لڑنے کے موڈ میں تھا۔

وہ فیڈر پی نہیں رہا تھا بس اپنے ساتھ رکھتا تھا کس کر پکڑتا اپنے سینے سے لگائے۔وہ ذہنی طور پر بڑا نہیں ہو پا رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ اب پہلے سے قدرے بہتر تھی بلکہ زنو کی شادی کے بعد سے وہ خوش بھی رہنے لگی تھی وہ رخصتی تک اب یہی ورک ہاؤس میں ہی تھی یہ برہان کا سخت حکم تھا۔ نہیں تو وہ چڑیا اب تک کہیں کی اڑ چکی ہوتی یہ بات برہان جانتے تھے تب ہی انھوں نے زنو کو سختی سے اب مزید کچھ بھی کرنے سے منع کر دیا تھا۔

اور وجہ صرف وہی جانتے تھے جو کھانا کھاتے ہوئے اسکا پھولا ہوا منہ دیکھ رہے تھے زرتشم نے آنکھوں کے اشارے سے انکی طرف دیکھا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے اسکے غصّے سے" وہ آنکھوں کے اشارے سے انہیں بتا رہی تھی۔

انہوں نے پلک جھپکتے اسے تسلی دی۔ جب انکے ذہن میں کسی کی بات گھومنے لگی۔

"میں آپ کی شروع سے ریسپکٹ کرتا ہوں ہاں آپ کے فیصلوں سے مجھے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی "

وہ انکے سامنے بیٹھے کرسی پر ان سے مخاطب تھے

برہان نے انکی جانب دیکھا آج سے پہلے مبشر کبھی ان سے اتنی سنجیدگی سے بات نہیں کرتے تھے۔

"لیکن ۔۔۔مجھے اب ایک اعتراض ہے" وہ کچھ جھجھکے

خوف سا لہجے میں چھلکا۔

برہان نے آگے بڑھ کر انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور

مسکراہٹ انکی جانب اچھالی۔

"آپ کہیں جو کہنا ہے میں سن رہا ہوں" یہ وہ محبت

تھی جو شروع سے انہیں مبشر کے ساتھ تھی۔

"جب تک رخصتی نہیں ہوتی تب تک میں چاہتا ہوں

اپنی بیوی کے خرچے میں خود اٹھاؤں وہ ابھی آپ کے

گھر ہے تو آپ اسے یہ نہیں بتائیں گے لیکن اسے اب

کوئی کام بھی نہیں کرنے دیں گے ایک بار وہ میرے پاس آگئی تو میں خود اسے سمبھال لونگا"

وہ ڈر ڈر کر بول رہے تھے کہ کہیں برہان کو انکی کسی بات کا برا نہ لگے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ انکی اس بات نے انکی عزت برہان کی نظر میں کتنی بڑھا دی تھی۔

"وہ آپ کی زوجہ ہیں اب۔۔۔آپ جو چاہے انکے لئے فیصلہ لیں میں اعترض نہیں کرونگا"

صرف ایک پل میں وہ مبشر کا مان یکدم آسمان کی بلندیوں تک لے گئے تھے وہ تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ انہیں کئی دیر تک دیکھتے رہیں۔

اور اس دن سے مبشر نے اچھی خاصی رقم برہان کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرنی شروع کر دی تھی۔

بنا یہ جانے کہ اسے وہ خرچ کر بھی رہے تھے یا نہیں لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ اسے ہاتھ تک نہیں لگا رہے تھے۔

زنو پر سختی وہ اب ایک باپ کی طرح کر رہے تھے جو شاید بہت پہلے کرنی چاہئے تھی لیکن ایک خوشی انہیں یہ بھی تھی کہ زنو نے آزادی ملنے کے باوجود بھی کبھی انکا یقین نہیں توڑا تھا۔

"زر آپ کو اپنے گھر جانا تھا ناں تو تیار ہو جائیں میں ہوسپٹل جاتے ہوئے آپ کو ڈراپ کر دونگا "

وہ انکی بات پر نہ سمجھی سے انہیں دیکھنے لگی وہ کب جانا چاہتی تھی یا اس نے کب کہا تھا۔

وہ سوچ میں پڑ گئی مطلب بڑھاپا ابھی سے اس پر آ گیا تھا کہ وہ باتیں بھولنے لگے۔

"ا۔۔۔اوکے ام ابھی تیار ہو کر آتا ہے" وہ اٹھ کر کمرے میں چلی گئی پیچھے پیچھے برہان بھی اٹھ گئے۔

"ام نے کب بولا تھا کہ ام جائے گا؟" وہ یہ نہیں کہہ رہی تھی کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں وہ جاننا چاہتی تھی کہ اسے بھولنے والی بیماری کب سے لگی ہے۔

برہان اسکے پیچھے آکر کھڑے ہوتے مرر میں اسکا عکس دیکھنے لگے۔

"وہاں جا کر بتاؤں گا،" اسکے سر کا بوسہ لیتے وہ اسکے بال سمیٹ لگے یہ انکا پسندیدہ کام تھا۔

وہ گھر میں اکیلی بیٹھی بور ہونے لگی تھی اتنی دیر تو وہ کبھی نہیں ٹکی تھی ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتی رہتی تھی۔ بیک وقت وہ اپنی ڈیوٹی اور پاشا کیلیئے کام کر رہی تھی لیکن اب تو دونوں طرف سے ہی اسے کوئی کام نہیں مل رہا تھا۔

ایک دو بار کوشش بھی کی لیکن جواب صاف آیا تھا"

اپنی شادی انجوائے کرو" بھلا وہ کیسے کرے اسکی کونسا

رخصتی ہوئی تھی۔

وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور کچھ نہ ملا تو سو گئی

صبح کی سوئی وہ شام کو جا کر اٹھی تھی۔

اتنی دیر سو کر اب دماغ ایک دم سے فریش ہو گیا تھا وہ

اٹھ کر کپڑے بدلتی بادلوں کو ہلکا سا لپیٹ کر ایسے ہی

باہر آ گئی۔

کیونکہ جانتی تھی اب برہان اور زر تشم رات سے پہلے نہیں آئیں گے وہ آزادنہ گھومتی کبھی باہر کبھی اندر آخر میں کچن میں ہی آگئی تھی۔

اور اپنے لئے کچھ نوڈلز بنانے لگی۔

"اگر تھوڑی میرے لئے بھی بن جاتی تو" وہ

ادھورے جملے پر یکدم سے بدک کر مڑی۔

آج سے پہلے کبھی وہ اس طرح نہیں ڈری تھی لیکن اب تو جیسے سانس اوپر نیچے ہو کر اصل توازن میں ہی آنا بھول گئی تھی۔

سامنے کھڑے مبشر کو دیکھ اسکے دل کی دھڑکنیں بے ربط ہونے لگیں۔ نکاح کے بعد وہ اب انہیں دیکھ رہی تھی۔

وہی شکل تھی وہی جسامت تھی وہی شخص تھے لیکن نکاح کے تین بول نے دونوں کے بیچ حائل ایک پردہ جیسے ہٹا دیا تھا۔

"میری مسز ڈرپوک کب سے ہوئیں بھئی وہ تو بہت بہادر تھیں" وہ قدم قدم قریب آتے اسکے پیچھے رکھی فروٹ کی ٹوکری پر ہاتھ مار گئے۔

"آ۔۔آپ کیسے یہاں ؟" وہ اسکے یوں جھکنے پر پیچھے سلیب پر ہاتھ رکھے پیچھے کو ہی جھکتی نظریں چرانے لگی

۔

"بیوی کی یاد کا شدید دورہ پڑا تھا سوچا اس نادان دل کو اسکی ملکہ کا دیدار کروا دیا جائے "

وہ شریر ہوتے سیب کھاتے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولے

زنو کو انکی طرف دیکھنا بھی آج مشکل لگ رہا تھا۔ وہ اس قدر جان لٹاتی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"آ۔۔آپ کو نہیں آنا چاہئے تھا بھائی گھر پر نہیں ہیں" وہ بنا انکی طرف دیکھ کر بولی۔

"سالے صاحب سے تو ابھی ملاقات ہوئی تھی انہی سے تو معلوم ہوا کہ میری مسز اکیلی ہیں سوچا جا کر کمپنی دے دوں "

زنو نے بے ساختہ انکو دیکھا مطلب برہان جان بوجھ کر زرتشم کو لے کر گئے تھے. وہ مٹھیاں بھینچ گئی ساری شرم دھری رہ گئی۔

"مطلب خود آپ نے انکو جانے کا بولا؟" تڑخ کر پوچھا۔

"کہا تو یہی تھا کہ مجھ غریب پر تھوڑا ترس کھالیں" وہ ہنسی دباتے اسکے غصّے سے لال بھبھوکا ہوتے چہرے کو دیکھنے لگے۔

وہ دونوں ہاتھ انکے فولادی سینے پر ٹکاتی پوری طاقت لگا کر خود سے دور کر گئی۔

"یو ٹھرکی مین۔۔۔میں پوچھ لونگی بھائی سے بھی" وہ اس چیٹنگ پر خوش نہیں تھی۔

وہ جانے ہی لگی تھی جب اسکی کلائی مبشر کے ہاتھ میں آگئی۔

وہ ایک جھٹکے میں اسے واپس کھینچتے اسے مضبوطی سے کمر سے تھام گئے۔انکے اس عمل پر زنو کی آنکھیں پھٹی تھیں۔

نظریں بار بار اسکے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"ٹھرک بتاؤں کسے کہتے ہیں؟" وہ پوچھ رہے تھے۔
جبکہ وہ کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔

کہ اگلے لمحے وہ اپنے لب اسکے ہونٹوں کے کنارے پر ٹکا گئے۔

کچھ سیکنڈز میں اسکی سانسوں کا تنفس بگڑ چکا تھا وہ شل کھڑی انہیں دیکھنے لگی۔

"اب حق ہے تم پر۔۔۔جب چاہے۔۔۔ جس وقت چاہے آؤں گا۔۔۔اور زیادہ بولو گی تو اٹھا کر بھی لے جاؤنگا وہاں جہاں سے میرے علاوہ تم کسی کو دیکھ بھی نہیں پاؤ گی"

وہ اسکا چہرہ تھامے اس پر جھکے شدید جنونی انداز میں بولے تھے۔زنو سانس روکے انکو دیکھنے لگی۔

"بہت انتظار کروایا ہے تم نے۔۔۔اب مزید کروا کر مجھ پر ظلم کرو گی"لہجہ یکدم سے شریر ہوا۔

زنو جو پہلے خوف زدہ سی کھڑی تھی یکدم سے ڈھیلی پڑتی بمشکل لعاب گٹکنے لگی۔

"اب ایک کپ میرے لئے بھی؟ یا اسکے لئے اور ڈوز دوں؟"وہ جانتے تھے وہ اب نہیں بولے گی ایک گھنٹے تک یونہی شرماتی رہے گی۔

وہ خود باہر آ گئے تھے جبکہ وہ اندر کھڑی اپنے ابلتے چہرے پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے بدن کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آ گیا ہو۔

وہ چائے کے دو کپ اور اپنی نوڈلز باؤل میں ڈال کر ڈائننگ ٹیبل پر آ گئی۔

اب تو انکے سامنے آنا بھی محال لگنے لگا تھا وہ ہمت کرتی سپاٹ چہرہ لئے کرسی پر بیٹھ گئی۔

لیکن اب بھی نظریں آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھیں وہ زچ ہو گئی۔

"بس۔۔۔آپ کو نہیں لگتا آپ نکاح کے بعد کچھ زیادہ ٹھرکی ہو گئے" وہ مٹھیاں بھینچ کر سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔

مبشر سے اب ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

126/1

وہ جانے کیوں آج انکے سامنے بیٹھ نہیں پا رہی تھی۔ یا شاید انکی حرکت یاد کرتے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔

"ویسے رخصتی لے لینی چاہئے نہیں؟" آبرو اچکا کر پوچھا جیسے کہنا کچھ اور چاہتے ہوں۔

"ک۔۔۔کیوں؟" وہ انکی نظروں کی تپش پر زچ ہوتی دانت پیس کر بولی۔

"شادی کے بعد لڑکیاں اپنے گھر زیادہ اچھی لگتی ہیں"

انکی بات پر زنو کا دل بے اختیار دھڑکا۔

وہ شخص مکمل اسکا ہونے کو تیار تھا۔وہ جس طرح اسے دیکھتا تھا زنو کا دل دھڑکنا بھول جاتا تھا اس قدر عشق اسکی آنکھوں میں چھلکتا تھا۔

"پ۔۔۔پتہ نہیں" وہ اٹھ کر جانے لگی تھی جب وہ پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لے گئے۔

"اور کسے پتہ ہو گا جاناں۔۔۔" اسکی آواز بھاری ہونے لگی زنو کو لگا وہ سانس نہیں لے سکے گی وہ گردن موڑے بے حد قریب سے انہیں دیکھنے لگی۔

"بولو کروں بات برہان سے ؟" وہ اجازت طلب کر رہے تھے اب بھی۔ جبکہ اب وہ تمام اختیارات اپنے پاس رکھتے تھے پھر بھی وہ خود کو اسکی مرضی کا غلام بنا رہے تھے جو انہیں سرکار کہے۔

زنو کے گال دہکنے لگے تھے وہ جھٹ سے انکو پیچھے کرتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی پیچھے مبشر کا ہاتھ سیدھا دل کے مقام پر گیا تھا۔ مطلب اسکی ہاں تھی؟ وہ سوچ کر ہی خوشی سے پاگل ہونے لگے تھے۔

____

وہ نہ تو فیڈر پی رہا تھا اور نہ ہی کچھ اور کھا رہا تھا کبھی بھی وقت پر کھانا نہ کھاتا بس جب بھوک حد سے زیادہ نڈھال کر دیتی تو چھپ کر تھوڑا سا کھانا کھا لیتا۔

اسے لگا تھا یہ کرتے ہوئے اسے کوئی نہیں دیکھ رہا لیکن وہ دیکھتا تھا تب ہی وہ جان بوجھ کر ایکسٹرا کھانا بنا کر کچن میں کسی نیچے والی جگہ پر رکھ دیتا تھا کہ وہ آسانی سے کھا سکے۔

وہ زیادہ تر ڈرا سہما سا کسی ایک کونے میں بیٹھا رہتا یا کسی ٹیبل کے نیچے چھپ جاتا۔

اسے ایسے دیکھ زیحال کا دل نجانے کیوں کٹ کر رہ جاتا۔

وہ تینوں اسکے لئے کیوں کر ضروری ہو گئے تھے وہ نہیں جانتا تھا وہ کیوں خود کو اتنا بدل گیا تھا وہ کیا تھا اور کیا بن گیا تھا۔

"بھائی میں میر کو اسکول چھوڑ آتا ہوں" یاقوت تب ہی پامیر کو اسکول کیلئے تیار کر کر لایا تھا جب کسی چیز کا حساب کرنے کیلئے بک پکڑے گہری سوچ میں گم بیٹھے زیحال کو مخاطب کیا۔

"بھائی" اس نے پھر پکارا اس بار زیحال نے ہڑ بڑا کر

اسے دیکھا۔

"ہ۔۔۔ہاں؟"

"میں میر کو اسکول چھوڑ آؤں؟" اجازت طلب کی۔

زیحال نے اسکے ساتھ کھڑے پامیر کو دیکھا۔

تھا تو وہ بھی کمزور ایسے جیسے کچھ ہی وقت میں مر جائے

گا لیکن زیحال کی محبت نے اسے زندگی دے دی

تھی۔ وہ جی اٹھا تھا۔

آج وہ ایک صحت مند بچہ تھا اسکول جاتا تھا کھیلتا تھا ہر طرح کا کام کرتا تھا تو جب اسکی محبت پامیر کو بدل سکتی تھی تو برلاس کو کیوں نہیں؟

دل میں ایک سوال نے سر اٹھایا تھا اور بنا جواب لئے واپس نہیں جانا تھا۔

"تم خود بھی ریڈی ہو جاؤ۔۔۔ تم دونوں کو میں ڈراپ کر دونگا" وہ بک بند کرتے اٹھ کھڑا ہوا۔

یاقوت کو اسکول جانے سے زیادہ زیحال کے ساتھ رہنا پسند تھا وہ دن بھر جتنے بھی کام کرتا وہ اسکے ساتھ رہتا۔

وہ اپنی پڑھائی بھی مکمل کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ کچھ بزنس مینز کے ساتھ مل کر انویسٹ بھی کرتا وہ کیوں اسکے ساتھ کام کرتے تھے جبکہ اسکی اتنی عمر بھی نہ تھی۔

لیکن انکی تھی جو اسکے پیچھے کھڑے تھے "زریاب خان آفندی "

وہی انکوڈیل کرتے تھے لاس ہونے کے باوجود بھی پرافٹ ہی ہمیشہ اسکے حصّے میں آتا تھا وہ کبھی سمجھ ہی نہ پایا چیزیں کیوں کر اتنی آسان ہو جاتی ہیں اسکے لئے۔

وہ ان دونوں کو اسکول چھوڑ کر خود واپس آگیا تھا ورنہ اسکا ارادہ وہاں سے کہیں اور جانے کا تھا۔

وہ آتے ہی پہلے برلاس کو ڈھونڈنے لگا وہ یہاں وہاں کہیں نہیں دکھا تھا۔

زیحال کا دل یکدم سے بے چین ہوا کہیں وہ چلا نہ گیا ہو۔

وہ اسکے ہر طرف ڈھونڈتے باہر نکل آیا جب وہ سامنے ہی ایک بہتی ندی کے پاس بیٹھا تھا گھٹنوں میں منہ دیے۔

زیحال کی سانس میں جیسے سانس آئی وہ اسکے پاس وہی چلا آیا جب اسے دیکھ بر لاس یکدم سے پیچھے ہٹ گیا چہرے پر خوف در آیا۔

نہیں یہ برا تھا یہ شخص برا تھا اسکے دماغ نے الارم دینا شروع کر دیا۔

وہ اندر بھاگ گیا اسے ایسے بھاگتے دیکھ زیحال پریشان سا ہوا وہ اس سے ڈرتا تھا اور اسے اچھا نہیں لگتا تھا۔

وہ جب اندر آیا تو اسکی نظر ٹیبل کے نیچے سے اسکے نظر آتے پیروں پر پڑی ایک مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئی۔

وہ وہی بیٹھ کر جھک کر اسے دیکھنے لگا۔

"اب کہاں بھاگنا ہے؟" وہ پیاری سی مسکراہٹ لئے اس گولو سے بچے سے پوچھ رہا تھا۔

جو اس سے چھ سات سال چھوٹا تھا۔ وہ الٹی پلتی مارے اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"ھمم۔۔۔ تو تم ڈرپوک ہو" وہ بہت ہی دوستانہ انداز میں اس سے پوچھ رہا تھا وہ بھوری آنکھوں سے اسے دیکھے گیا۔

"پامیر کو دیکھا ہے۔۔۔ وہی جسے تم بہت اچھے لگتے ہو وہ" اس نے یاد کروایا اسے کیسے بھولا جا سکتا تھا۔

وہ تو ہر وقت اس کے ارد گرد گھومتا تھا اسے کھیلنے کیلئے اپنے ٹوائز دیتا تھا مگر وہ لیتا ہی نہیں تھا۔

"وہ بھی بہت ڈرپوک تھا لیکن میں نے اسے ایسی پاور زدی کہ اب وہ سب سے فائیٹ کرتا ہے جیسے تمہارے ساتھ "

اسکی بات پر بھوری آنکھیں بے اختیار پھیلیں۔

"میرے پاس سپائڈر مین والی پاورز ہیں تمہیں چاہیئے ؟" وہ پوچھ رہا تھا جبکہ وہ ہاں کرنا چاہتا تھا مگر کر نہیں پا رہا تھا۔

"اوکے نہ لو میں پا میر کو دے دونگا" وہ بول کر اٹھنے لگا تھا جب اسے اپنی ٹانگ پر ننھا سا ہاتھ محسوس ہوا وہ بے اختیار گہرا مسکرا دیا۔

اور کچھ ہی دیر میں وہ اسکے سامنے بیٹھا اسکے ہاتھوں سے کھانا کھا رہا تھا کھانا بھی اچھا تھا وہ مان گیا تھا۔

"یہ کھانے سے تمہارے اندر پاورز آئیں گی اور جیسے ہی میرو آئے گا ہم اسکے ساتھ فائیٹ کریں گے اوکے ؟ "

بھوری آنکھیں ذرا سی چمکیں کہ وہ بھی پاورفل بن رہا

ہے۔

"اور کھاؤ گے ؟"کافی کھانا کھلا دینے کے بعد وہ نرمی

سے پوچھنے لگا بھوری آنکھوں نے جھٹ سے انکار کیا

وہ خوش تھا کہ اب اسکے پاس پاورز ہیں۔

اور پھر زندگی نے اس پر ظاہر کر دیا تھا کہ اس شخص

نے اسے کیا پاورز دی تھیں۔

وہ رات کو اٹھ اٹھ کر تینوں کو دیکھتا تھا کہ کہیں کوئی جاگ نہ گیا ہو اسی فکر میں ساری رات اسکی یونہی گزر جاتی تھی۔

اب بھی وہ برلاس کے کمرے میں دیکھنے آیا ہی تھا جب سامنے کا منظر دیکھ اسکی آنکھیں پھیلنے لگی۔

وہ بیڈ کے نیچے چھپا سسکیوں میں رو رہا تھا خوف سے اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

زیحال نے ایک ہی جست میں جاتے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے بیڈ کے نیچے سے نکال لیا وہ اور بھی شدّت سے سسکیوں میں رونے لگا۔

"کیا ہوا۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔کچھ خواب دیکھا ہاں۔۔۔مجھے بتاؤ" وہ اسکا چہرہ تھامے ازحد فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

"و۔۔وہ۔۔۔ب۔۔۔بابا" وہ ہچکیوں میں روتے ہوئے اپنے بابا کو پکارنے لگا یہ سن کر زیحال کا دل کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا۔

"میں ہوں تمہارے پاس۔۔۔یہاں آؤ" وہ اسے اپنے سینے سے لگا کر نرمی سے سہلانے لگا۔وہ رات شاید آخری تھی اسکے خوف کی۔

اسکے بعد وہ زیحال کے پاس سونے لگا تھا اور پھر کبھی اسے کسی ڈر نے نہیں ڈرایا تھا۔

"ہم دوست بنیں؟" پامیر دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا تھا جب برلاس نے اس شرارتی بچے کی آنکھوں میں دیکھا۔

"بھائی اب یہ دوستی نہیں کر رہا اب میں نہیں کرونگا اس سے بات" وہ جلد ہی برا مان کر منہ پھیر گیا۔

"میر۔۔۔" وہ اندر سے بولا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ تم دوست بن جاؤ میں تمہیں اپنے ٹوائز دونگا لیکن صرف کچھ سارے نہیں" ان کچھ میں ہی اسکا دل بیٹھ رہا تھا۔

"سارے دینے سے کیا ہو گا؟" یاقوت کی بات پر پامیر کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو ہو گئیں۔

"ایسے کیسے۔۔۔اس نے مجھے اپنے چکس دیے تھے؟" وہ فوراً سے محاذ کھڑا کر گیا یاقوت نے سر اپنی گود میں گرا لیا مطلب اسکا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

"چکس کون دیتا ہے ڈفر" یاقوت نے ڈپٹا۔

"تو ٹوائز کون دیتا ہے" پامیر بھی فوراً سے بولا تھا۔

لیکن تب ہی برلاس اسکی گاڑی اٹھا کر کچن میں بھاگ گیا پامیر کو تو ہارٹ اٹیک ہی آنے لگا تھا وہ اٹھ کر اسکے پیچھے بھاگا۔

"نہیں۔۔۔" برلاس پکڑے جانے کے ڈر سے چیخ

مارتا زیحال کی ٹانگوں کے ساتھ لپٹ گیا۔

"ارے۔۔۔ کیا کر رہے ہو دونوں۔۔۔ میر وہ گر

جائے گا "

"اس سے میری گاڑی لے کر دیں میں نے آج ہی اسکا

ریموٹ ٹھیک کیا ہے" وہ غصّے سے سرخ ہوا کھڑا تھا۔

"برلاس۔۔۔اسے گاڑی دو آپ کے لئے میں نیو لے

کر آؤنگا" اسکے پیار سے بولنے پر برلاس ں نے

خاموشی سے گاڑی میر کو دے دی۔

وہ آنکھوں سے اسے ڈراتا فورا باہر نکل گیا۔

"نیو۔۔۔گاڑی؟" اس نے اٹک اٹک کر پوچھا نیو تو اسکے بابا لاتے تھے۔

"ہاں نیو" وہ ہنوز اپنے کام میں مصروف ساتھ اس سے بھی باتیں کر رہا تھا۔

"نیو۔۔۔گاڑی۔۔۔ب۔۔۔بابا" وہ چمکتی آنکھوں سے ایک بار پھر پوچھ رہا تھا مگر اسکے منہ سے بابا سنتے زیحال کے کام کرتے ہاتھ رکے دل بھی رک گیا۔

اس نے پلٹ کر اس بچے کو دیکھا۔

"ک۔۔۔ کیا بولا تم نے؟" وہ کیوں اٹکا وہ نہیں جانتا تھا۔

"نیو گاڑی بابا" اب کی بار زیحال سانس نہیں لے سکا۔

وہ تو بھائی بن رہا تھا انکا آج اسے باپ کا درجہ ملا تھا اس محبت کی وجہ سے جو وہ ان تینوں کو دے رہا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے اسفندیار کو اس میں ڈھونڈنے لگا تھا وہ اسے حیا کی ڈانٹ سے نہیں بچا پاتا تھا لیکن

زیحال کے ہوتے ہوئے کوئی برلاس کو غصّیلی نگاہ

سے بھی نہیں دیکھتا تھا۔

وہ وہی گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھتا کندھوں سے

تھام گیا۔

"ہاں۔۔۔نیو گاڑی بہت ساری۔۔۔میری جان" وہ

خوشی سے اسے اپنے ساتھ لگا گیا برلاس کو اب وہ اچھا

لگنے لگا تھا۔

وہ اسے ڈانٹتا نہیں تھا نہ مارتا تھا بس پیار دیتا تھا پھر ایک

دن وہ ہوا جس کا کسی کو علم بھی نہ تھا۔

پا میر کھیلتے کھیلتے اس پر چیخ پڑا جب اسکی چیخ پر برلاس
بری طرح سے خوف زدہ ہو گیا اسے پینک اٹیکس
آنے لگے۔

اور خوف میں اس نے سارے کھلونے توڑ دیے یہ
بات زیحال کو کام سے واپس آکر پتہ چلی تھی۔
برلاس کو شدید بخار نے آن گھیرا تھا زیحال اسے لے
کر کئی ہوسپٹلز میں گیا مختلف ڈاکٹرز کو دکھایا۔
مگر اسکا بخار کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا آخر میں اسے
ایک ڈاکٹر ملا تھا جس کا کیریئر ابھی شروعاتی سٹیج پر تھا

مگر وہ کیوں اسکے پاس آیا کیوں اسکی مدد کی زیحال نہیں جانتا تھا۔

"اسے بلند آوازوں سے خوف آتا ہے کوشش کیجئے گا کہ کوئی اسکے سامنے چیخے نہ ورنہ اسکا خوف ایک دن اسے ہی نقصان پہنچادے گا"

اسکے چیخنے سے خوف کی وجہ ڈاکٹر شہریار کو بھی معلوم نہیں تھی وہ بس ہدایات کرتے اپنی ڈیوٹی پر چلے گئے۔

زیحال نے اسے مزید اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

وہ خود کو کچھ کر لے گا یہ خیال ہی اسکے دل کو کانپنے پر مجبور کر گیا تھا۔

اس دن کے بعد سے کوئی اسکے سامنے بلند آواز میں بات نہیں کرتا تھا بر لا اس کے اسکول سے ایک بار شکایت آئی تھی اس نے کسی بچے کا سر پھاڑ دیا تھا۔

کسی کا بیگ کہیں پھینک دیا تھا کسی کی کاپی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تھے آخر میں اسے پرنسپل کو پیسے دے کے اسکی حفاظت کروانی پڑی تھی۔

پا میر اب اسکے ساتھ جھگڑتا تھا لیکن چیختا کبھی نہیں تھا

۔

"یہ کیا کیا تم نے؟" وہ پرنسپل کے آفس میں بیٹھا اس

سے پوچھ رہا تھا جبکہ وہ سامنے سر جھکائے کھڑا تھا۔

"وہ چیخا تھا مجھ پر" لہجہ سپاٹ تھا۔

"تو تم سر پھاڑ دو گے اسکا؟ "

"ہاں" آج پہلی بار زیحال کو یقین ہو گیا کہ اب اسکے

دل سے خوف کبھی نہیں جائے گا۔

وہ ہر وقت چوکس رہنے لگا اور مزید پیار و محبت اسے دینے لگا تاکہ وہ نارمل ہو جائے لیکن اسکا خوف زندگی بھر کا تھا یہ اسے معلوم نہ تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے سامنے بیٹھا جیسے سکتہ میں چلا گیا تھا وہ سانس روکے اسے دیکھے گیا۔

"جیسے جیسے برلاس بڑا ہوتا گیا اسکی جنونیت اور خوف اسکے ساتھ بڑھتے گئے وہ نہیں جانتا تھا وہ کب کیا کر جاتا ہے بس جو چیختا تھا وہ اسکا برا حشر کر دیتا تھا"

زارک اسکی باتیں بہت غور سے سن رہا تھا اسکی

کارستانیاں سن کر تو اسے بھی خوف آنے لگا تھا۔

وہ جسے معصوم سمجھ رہا تھا وہ تو کچھ اور ہی تھا.

126/2

یاقوت نے اسکا چہرہ دیکھا جو پہلے سے بدل چکا تھا یقیناً

وہ خود کو اس وقت میں محسوس کرتے شرمندگی کے

گڑھے میں گر چکا تھا۔

اسکے خوف نے برلاس کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا تھا وہ

کیا کچھ برداشت کر چکا تھا صرف اسکی وجہ سے۔

"م۔۔۔میں۔۔۔میں کبھی خود کو اس چیز کیلئے معاف نہیں کر سکتا" وہ چہرے کا رخ موڑے اپنے لہجے میں در آنے والے عرق کو واپس اندر دھکیلنے لگا

یاقوت نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"تمہاری غلطی نہیں ہے اسکی قسمت اسے وہاں لائی تھی وہ اگر نہ آتا تو اسے ہم کیسے ملتے بھائی کیسے ملتے "

اسکی بات پر زارک کا دل کچھ پر سکون سا ہوا تھا ندامت کچھ حد تک کم ہوئی۔

یاقوت اٹھ کر اس لیڈی کے پاس چلا گیا اور اپنی پاکٹ سے چیک بک نکال کر ٹیبل پر رکھتے اس پر سائن کرنے لگا۔

وہ یقیناً سوچ کر آیا تھا زار ک اسے دیکھنے لگا۔

اس نے بلینک چیک اسکی جانب سائن کر کر تھما دیا۔

"یہ لو جتنی چاہے رقم تم نکال سکتی ہو لیکن دوبارہ کہیں آس پاس نظر نہ آنا ورنہ وہی ختم کر دونگا "

اسکی دھمکی پر اسکی رنگت فق پڑ گئی وہ سر نفی میں ہلاتی اسکے ہاتھ سے چیک پکڑ گئی۔

یاقوت کے حکم پر گارڈ اسے لے کر باہر نکل گئے اسکے جاتے یاقوت بھی واپس جانے کیلئے واپس پلٹ گیا۔

"چلیں گھر؟" استفسار یہ پوچھا۔

"م۔۔۔میں وہاں؟" وہ ہڑبڑا سا گیا ذہن میں ہی نہیں رہا کہ جو برلا اس کے ساتھ برسوں پہلے قسمت نے کیا تھا۔

وہی قسمت اسے بھی آج اسی شخص کے پاس لے آئی تھی فرق صرف اتنا تھا اس نے جتنے دکھ دیکھے برلا اس نے انکا آدھ بھی نہیں دیکھا تھا۔

"ک۔۔۔کیا وہ مجھے بھی۔۔۔ایسے ہی اپنالیں گے جیسے ؟" اسکا لہجہ آخر میں بھراسا گیا۔

یاقوت وہی کھڑا اسے دیکھے گیا پھر مسکرا کر اسکے قریب آتے ہاتھ تھام کر کھڑا کر گیا۔

"جیسے برلاس کو اور ہم دونوں کو اپنایا" وہ اسکے سوال کی عکاسی کر رہا تھا۔

زارک نے سے اثبات میں ہلا دیا اسکا خوف یاقوت کی سمجھ میں اچھے سے آرہا تھا۔

"تو اسکا جواب میں یا کوئی اور نہیں وقت تمہیں دے گا۔۔۔ چلو گھر۔۔۔ورنہ لیٹ آنے پر ان سے ڈانٹ بھی اچھی خاصی پڑ سکتی ہے وہ صرف محبت نہیں دیتے کبھی کبھار ٹیوننگ بھی کر دیتے ہیں"

وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے اسے اپنے اس واقعے کے بارے میں بتا رہا تھا کہ کیسے وہ تینوں مشی سے ملنے گئے تھے۔

اور واپسی پر باجماعت انکی کلاس لگی تھی اسکی باتیں سن کر زارک کے پیٹ میں ہنس ہنس کر درد ہونے لگا تھا۔

"اور پھر انکی سر کار نے ہمارے سامنے ان سے سٹ اپ کروائے مزہ آگیا تھا۔۔۔ہاہاہا" ان دونوں کے خوب قہقہے گاڑی میں گونجنے لگے تھے۔

"ہاہاہا۔۔۔اوہ گاڈ کتنے مزے کا سین ہو گا کاش میں دیکھ سکتا "

وہ آنکھوں میں آئے پانی کو صاف کرتے بمشکل بولا ہنسی رک ہی نہیں رہی تھی۔

"ہاں تاکہ تم اب اور ہم پر ہنستے" یاقوت نے کلس کر اسے دیکھا زارک کو اسکے حال پر اور ہنسی آئی تھی۔

وہ دونوں سیدھا گھر جانے کے بجائے پہلے کسی رس
توران گئے تھے اور اچھے سے پیٹ پوجا کر کر ہی گھر
لوٹے تھے وہ تو قسمت اچھی تھی آج سب باہر لان
میں ہی بیٹھے ٹھنڈی ہوا کے مزے رہے تھے۔

موسم بے حد حسین تھا آسمان پر بادلوں نے گھیرا ڈال
رکھا تھا۔ بتب ہی بوہ سب باہر بیٹھے اسے انجوائے کر
رہے تھے۔

زارک اس فیملی کو دیکھ بے اختیار وہی رک گیا جب
اندر کی جانب بڑھتے یاقوت نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"رک کیوں گئے اندر آؤ،"اس نے بے حد محبت سے اسکی جانب ہاتھ بڑھایا۔

"م۔۔۔میں نہیں آسکتا" وہ دھیمے لہجے میں بول کر چہرے کا رخ موڑ گیا۔

"کیوں؟" یاقوت کو اچنبھا سا ہوا۔

"وہاں پر آپ کے گھر کی خواتین بیٹھی ہیں تو میں کیسے" اسکی بات پر یاقوت دھک سے رک گیا اسکی سیاہ آنکھوں نے زارک کے چہرے پر حیا بھانپ لی تھی۔ اسکے لب بے ساختہ گہری مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"ڈونٹ وری وہ سب سر پر دوپٹہ رکھتی ہیں اور تم غیر نہیں ہو اس لئے چلو "

اسے پہلی بار اس بات کا احساس کرتے خوشی سی محسوس ہو رہی تھی کہ چاہے جتنی بھی آزادی ملی ہو لیکن وہ کبھی سر سے دوپٹہ نہیں اترنے دیتی تھیں۔

زارک اسکے ساتھ اندر تو آگیا لیکن پھر بھی ایک کی طرف بھی اس نے نگاہ تک نہ اٹھائی۔

"آ گئے آپ دونوں آوارہ گردی کر کر۔۔۔ یہ نہ انصافی ہے بھائی میں جب جاتا ہوں تو آپ میری کلاس

لگادیتے ہیں اور اب یہ دونوں کہاں سیر سپاٹے کر کر آ رہے ہیں پوچھیں"

پامیر کو انکی کلاس لگتے دیکھنی تھی یہ تو سچ بھی تھا وہ ذرا سا کہیں عثمان کے ساتھ جاتا تھا پیچھے سے کومل زیحال کو اسکی شکایت پہنچادیتی تھی۔

"ہاں بھئی کہاں تھے دونوں؟" زیحال نے چائے کا کپ میز پر رکھتے گلا کھنکار کر پوچھا۔

"وہ۔۔۔بس ذرا کھانا کھانے" وہ بات پوری بھی نہیں کر پایا تھا کہ پامیر چیخ پڑا۔

"کھانا کھانے۔۔۔؟ مطلب جو مشی نے اتنی دیر کچن

میں گرمی میں کھڑے ہو کر بنایا وہ سب

ویسٹ۔۔۔۔چچ۔۔۔۔"

وہ سر نہ میں ہلاتے کانوں کو ہاتھ لگانے لگا مشی نے

جھٹ سے یاقوت کی جانب کھا جانے والی نظروں

سے دیکھا اس بچارے کی تو وہیں سانسیں خشک پڑ

گئیں۔

"ن۔۔۔ نہیں زیادہ نہیں کھایا بس تھوڑا ہی کھایا ہے بھلے زارک سے پوچھو۔۔۔ بتاؤ تم چپ کیوں کھڑے ہو"

اس نے زارک کو دیکھ کر دانت پیسے جو اسکی بینڈ بجتے دیکھ اپنی ہنسی دبا رہا تھا خود کو بیچ میں گھسیٹنے پر ہڑ بڑا سا گیا۔

"نہیں۔۔۔ آ۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے ہاں۔۔۔ تھوڑا سا کھایا تھا" بروقت جھوٹ بھی اسکی زبان سے نکلنے سے انکاری تھا۔

"کتنا تھوڑا ہاں۔۔۔اتنا یا پھر اتنا" پا میر نے انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے پیمائش کرتے پوچھا۔

یاقوت نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں۔

"میر۔۔۔شیطان نے اپنی سیٹ تمہیں دے دی؟"

وہ ضبط کرتے دانت پیس کر پوچھ رہا تھا۔

"نہیں ابھی میری ڈیل چل رہی ہے آپ بات کا جواب دیں "

وہ کسی طور دونوں کو معاف کرنے والا نہیں تھا بھئی اسکے بغیر وہ دونوں گئے کیسے۔

آج کل اسکا مان تو ویسے بھی اسے منہ نہیں لگا رہا تھا۔ تو ان دونوں سے ہی کام چلانا تھا۔

زیحال ساری صورت حال بڑی خاموشی سے دیکھ اٹھ کر اپنی شرٹ درست کرنے لگا۔

"سب آج دل کھول کر کھانا کھائیں۔۔۔ برتن یہ لیلی مجنوں دھوئیں گے" وہ ترچھی نظروں سے یاقوت و دیگر زارک کو دیکھتے حکم صادر کر کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"لیلی۔۔۔مم۔۔۔مجنوں ؟" یاقوت اور زارک کے تو گویا سر پر بجی تھی۔

"بب۔۔۔بھائی۔۔۔بھائی بات سنیں" یاقوت جیسے ہی اسکے پیچھے ل پکا پا میر نے اسکا راستہ جا لیا۔

"نو بھائی۔۔۔او نلی باپ۔۔۔اور باپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔یو جینٹل مین۔۔۔کومل "

اس نے یاقوت کو دیکھتے ہوئے کومل کو پکارا وہ بھی وہی تھیں ان چاروں کی تو ہنسی دبا دبا کر جان ہی نکل گئی تھی چہرے سرخ پڑ گئے تھے۔

"آج گھر کے ہر برتن میں کھانا ڈالو میں سب میں سے
ایک ایک نوالہ لونگا "

اسکی بات سنتے یاقوت کی آنکھیں باہر آنے کو ہو گئی
تھیں اسکا چہرہ غصّے سے لال بھبھوکا ہونے لگا۔

"تمہیں تو میں اپنے جوتے کھلاؤں گا فسادی اولاد" وہ
واقعی اپنا جوتا اتار کر اسکے پیچھے بھاگ لیا۔

پامیر نے جو سپیڈ پکڑی دونوں کو آگے پیچھے ایسے
بھاگتے دیکھ ان سب کے پیٹ میں ہنس ہنس کر درد
ہونے لگا تھا۔

خود زارک بھی گھن چکر بنا ان دونوں کو دیکھنے لگا جب اسکی نظر برلاس پر پڑی وہ دور بیٹھا جانے کب سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اسکے دیکھتے ہی وہ جھٹ سے نگاہیں پھیر گیا۔ زارک کے چہرے پر ایک انجانی سی مسکراہٹ آن ٹھہری۔

پامیر نے اندر آتے فوراً اسے زیحال کو پکڑ کر بیچ میں ڈھال بنالیا۔

"بھائی۔۔۔بھائی بچالیں اس ظالم مرزا سے" وہ اسکے پیچھے کھڑا رونی صورت بنا کر التجا کرنے لگا۔

"بھائی اسکو باہر کریں۔۔۔آج میں اسکا خون پی جانا"

وہ ارادہ تو یہی رکھ رہا تھا۔

"نہیں تو کومل کافی ہے پینے کیلئے" اسکی بات پر باہر

سے آتی کومل نے گھورا۔

"یاقوت میری طرف سے بھی دو چار لگا دینا" وہ

سفاک بنتی آرڈر جاری کر کر آگے بڑھ گئی باری نے

اپنی بک پھاڑ دی تھی اب اسے نیو بک چاہیے تھی۔

"ہوا کیا ہے مجھے بتاؤ گے" زیحال کو کچھ سمجھ نہیں آرہا

تھا۔

"یہ جانے کہاں سے فساد برپا کرنے کی کلاسز لے رہا ہے کوئی موقع نہیں چھوڑتا انگلی لگانے کا "

"عثمان دے رہا ہے" وہ یہاں نہیں تھا ہوتا تو یقیناً جوتے کی جگہ بندوق اٹھا لیتا۔

پامیر اسکا نام لیتے بروقت بچ گیا تھا لیکن جب یاقوت اسکی کلاس لگاتا تب اسکے ساتھ عثمان بھی اسی پر حملہ آور ہونے والا تھا۔

"پامیر سوری کرو" پامیر نے سے نفی میں ہلاتے معصوم سا چہرہ بنایا۔

"پامیر"

"اچھا سوری" سوری بھی ایسے کیا جیسے ہتھوڑا مارا ہو۔ زارک ان کو ایسے دیکھ مسکراتے مسکراتے تھک گیا تھا لیکن دل میں سکون اترنا نہیں رکا تھا۔

"ملنا تم مجھے بعد میں" یاقوت دانت پیس کر دھمکی دیتا وہاں سے اندر چلا گیا۔ جب زیحال کی نظر زارک پر پڑی۔

"تم بھی کھانا ساتھ کھاؤ گے" وہ پوچھ نہیں رہا تھا بتا رہا تھا اور زارک اسکے سامنے کچھ بول نہیں پا رہا تھا۔

ایسا تو پہلے بھی تھا لیکن اب تو جیسے اسے اس بندے
سے عشق ہو گیا تھا وہ سر خم کر گیا۔

تب ہی زالے کو اسکا چام مل گیا اور وہ اسے لے کر اپنے
پلے روم میں چلی گئی جہاں اتنے سارے کھلونے تھے
جن کو ایک ایک کر کر اپنے چام کو دکھانا تھا۔

وہ خوشی خوشی بچوں کے ساتھ انکے کمرے میں کئی دیر
تک بیٹھا رہا یہ جگہ جیسے جنت تھی خوشیوں سے بھر
پور۔

وہ لیپ ٹاپ پر کوئی فائل سیو کر رہا تھا جب وہ وارڈ روب زور سے بند کرتی اسکی جانب مڑی یہ بھی غصّہ ظاہر کرنے کا ایک طریقہ تھا۔

جس پر زیحال فوراً سے لیپ ٹاپ بند کرتے ایک طرف رکھ کر ایسے بیٹھ گیا جیسے وہ کچھ کر ہی نہیں رہا تھا اسکا یہ ڈر دیکھ زمل نے پوری طاقت لگا کر ہنسی روکی اور چہرہ ہنوز غصّے والا رکھا۔

"میں آپ سے کب سے کہہ رہی ہوں مجھے زالے کے کان سلوا دیں لیکن آپ سن ہی نہیں رہے"۔

وہ پچھلے دو دنوں سے اسکے پیچھے تھی لیکن وہ تھا کہ اسکی باتوں پر دھیان ہی نہیں دے رہا تھا اور ایسا بھی وہ جان بوجھ کر کر رہا تھا۔

"گلا لے۔۔۔اسکی کیا ضرورت ہے" وہ سیدھی طرح نہیں کہہ سکا کہ وہ اپنی بیٹی کو درد ہوتے نہیں دیکھ سکتا چاہے ایک سوئی برابر کیوں نہ ہو۔

"ہبی۔۔۔یہ ضروری ہے ابھی اتنا درد نہیں ہو گا بڑے ہونے کے بعد کسی بھی طرح کروالے درد ہو گا ہی "

وہ اسکے پاس چلی آتی دھپ سے بیٹھ گئی۔

"لیکن کیوں۔۔۔ابھی یا بعد میں کیوں۔۔۔میں تمھیں ایسی جیولری لاکر دونگا جس کیلیۓ اسکے کان ایسے بھی ٹھیک ہونگے "

وہ بول ایسے رہا تھا جیسے وہ درد اسے ہو گا۔

زمل کا چہرہ غصّے سے سرخ پڑ گیا۔

"ہبی "غصّے سے پکارا زیحال گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

اس نے زالے کیلئے ڈائمنڈ کے سٹڈ لئے تھے لیکن انکو پہناتی کہاں اسکے تو کان ہی نہیں سلے تھے اب جب بول رہی تھی تو اسکا باپ نہیں مان رہا تھا۔

"جا رہے ہیں یا نہیں" وہ اسکے بیڈ پر رکھے ہاتھ پر اپنے ناخن زور سے دباتی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھنے لگی۔

"نہیں" ڈھٹائی سے انکار کیا۔

"نہیں جائیں گے ؟"اس نے دباؤ مزید بڑھا دیا زیحال کو ہنسی آئی تھی وہ چیونٹی جتنا زور لگانے کو اپنی پوری طاقت سمجھ رہی تھی۔

"نہیں" وہ جھک کر اسکی ٹھوڑی چوم گیا۔

"ہبی آخری بار پوچھ رہی ہوں"اب کی بار اسکے ارادے خطرناک ہوئے تھے۔

"نہیں۔۔۔مطلب نہیں"وہ اسے اٹھا کر گود میں بٹھا گیا۔

"تو مجھ سے بات نہیں کریں گے آپ" وہ دھمکی دیتی اٹھ کر جانے لگی تھی جب زیحال نے اسے روک کر واپس بٹھایا۔

"اوکے بات نہیں کر سکتا پیار تو کر سکتا ہوں ناں" مطلب اسے اپنا مطلب نکالنا تھا چاہے وہ غبارے جتنی پھول جائے۔

"نہیں آپ نہیں کر سکتے مطلبی" وہ کلس اسکے فولادی سینے پر ہاتھ رکھے پیچھے کرنے لگی۔

جب اسکے اوپر کے کھلے دو بٹنوں میں جھانکتے سینے پر ہاتھ رکھا۔

وہ سٹک ہوئی. اسے دیکھے گئی وہ غور نہیں کرتی تھی کہیں اسکی نظر نہ لگ جائے ورنہ بندہ تو اسے ہاٹ ملا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ اسکی نگاہوں میں اٹھتی تپش بھانپتے شریر لہجے میں پوچھنے لگا۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔آپ مجھ سے بات نہیں کریں اگے اب" وہ اسے دور کرتی اٹھ کر باہر چلی گئی۔

جبکہ وہ پیچھے اسکی نظروں کا مطلب سمجھتے گہرا مسکرادیا تھا۔

اسکی ضد پوری ہوگئ تھی وہ زالے کو لے کر جیولر کے پاس آگیا تھا زالے نہیں جانتی تھی اسکے بابا کیوں اسے یہاں لائے ہیں۔

"ک۔۔۔کیا یہ ضروری ہے؟" زارک بھی اسکے ساتھ ہی تھا کیونکہ زالے اسکے پاس تھی اور آتے ہوئے ضد کر کر اسے بھی ساتھ لے آئی تھی۔

"بس بیوی کا حکم ہے کیا کر سکتے ہیں" وہ بیٹھا بے بسی سے اپنی بیٹی کو دیکھنے لگا۔

"میرے پاس ایک آئیڈیا ہے" زارک نے چٹکی بجاتے اسکے کان میں کھسر پھسر کی زیحال نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔

"تمہیں بھی ایسی شرارتیں سوجھ سکتی ہیں" اسکی نگاہوں کو سمجھتے زارک سر خم کر گیا جیسے بلش کر رہا ہو۔

پھر وہی کیا جو زارک نے کہا تھا اصل دنگل تو گھر جا کر شروع ہونا تھا جب اسکی سرکار نے انکی چالاکی پکڑنی تھی اور پھر وہی ہوا جس کا ڈر دونوں کی سانسیں خشک پورے راستے کرتا آرہا تھا۔

126/4

وہ دونوں زالے کو لے کر گھر واپس آگئے تھے اور مسلسل ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے انکی نگاہوں کے ملاپ کو دیکھ یاقوت کچھ ٹھٹھکا تھا تب ہی وہ سب کی نظروں سے بچ کر زارک کے قریب ہوا۔

"یہ تم بھائی کے ساتھ کونسی نین ملا رہے ہو چکر کیا ہے؟ "

اسے واقعی اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ دونوں کیا کر کر آ رہے ہیں۔

"ک۔۔۔کچھ بھی نہیں بس زالے کے کان میں سٹڈ پہنانے تھے اسکے لئے جیولر سے کان چھدوائے ہیں" اس نے سنجیدگی سے بتایا۔

"اچھا۔۔۔" اس نے بڑا سا اچھا کرتے گردن ہلائی اتنے میں زمل جو اندر تھی خوش سی جلدی سے باہر آئی۔

"ہبی ہو گئے؟" آتے ساتھ زالے کو پکڑ کر اسکے کان دیکھنے لگی جن میں خوبصورت ڈائمنڈ کے سٹڈ پہنا رکھے تھے۔

"ہاں دیکھو۔۔۔اب خوش؟" وہ زمل کی خوشی دیکھ خود بھی خوش ہوا تھا۔ ساتھ تھوڑی شرمندگی بھی ہوئی اپنی چیٹنگ پر۔

"میں اسکے لئے وہ والے سٹڈ لے کر آتی ہوں جو میں نے لئے تھے" وہ اٹھ کر جیسے ہی جانے لگی زیحال نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں۔۔۔و۔۔۔وہ کیوں یہ بھی تو اچھے ہیں" اسکی سانسیں تقریباً خشک ہونے لگی تھیں یہی حال زارک کا بھی تھا وہ نظر بچا کر زیحال کو دیکھنے لگا۔

"نہیں مجھے وہ پسند ہیں آپ کی پسند اچھی نہیں ہے" وہ سیدھا سیدھا بولتی اوپر کمرے میں چلی گئی۔

پیچھے مشی اور کومل نے بمشکل اپنی ہنسی روکی ایک یہ لڑکی تھی جو اس بندے کا لحاظ نہیں کرتی تھی ورنہ اور کسی کی ہمت نہیں تھی کہ اسکے سامنے کچھ کہہ سکیں۔

زیحال نے زارک کی طرف ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "اب ؟"

اب تو گئے کام سے۔وہ سر کی پشت پر ہاتھ پھیرتے گہری سانسیں لینے لگا۔

اتنے میں زمل اپنے لئے ہوئے سٹڈ اٹھا کر نیچے لے آئی اور زالے کو پکڑ کر اسے پہنانے لگی۔

"گلا لے نہیں" زیحال کے یکدم سے چیخنے پر سب نے جب کہ اختیار اسکی جانب دیکھا جیسے سب پر سکتہ سا چھا گیا ہو۔

"کیا ہوا بھائی۔۔۔کوئی مسلہ ہوا ہے؟" یاقوت کب سے انکو ایسے دیکھ فکر مند ہو رہا تھا۔

"ن۔۔۔ نہیں لیکن جیولر نے منع کیا تھا کہ اگلے دس سال تک یہ سٹڈ نہیں نکالنے ورنہ زالے کے کانوں میں زخم بن سکتا ہے"

اسکے دس سال والے لمبے جھوٹ پر زارک نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا ایسے جیسے کہہ رہا ہو۔ "دس سال تک کا جھوٹ زیادہ لمبا نہیں ہو جائے گا؟"

"لیکن ایسے کیسے۔۔۔ دس سال تک تو پتہ نہیں اس نے کتنے ایئر رنگز پہن لینے تھے" مشی کو افسوس ہوا۔

"ہاں ناں یہ کونسا نکما جیولر تھا جس نے دس سال تک کا ہی بین لگا دیا ہماری زالے پر" کومل کو اسی پر غصّہ آیا تھا۔

"اسکے نکمے باپ نے" زیحال یہ بات دل ہی دل میں سوچ سکا تھا۔

"نہیں ایسا نہیں ہوتا کوئی بہت ہی خراب جیولر آپ نے سلیکٹ کیا ہے ہبی ایسے نہیں ہوتا"

وہ کسی طور یہ بات ماننے کو تیار نہ تھی لیکن مانی بھی ضروری تھی کیونکہ زالے کے کانوں کا مسلہ تھا۔

"جی وہ کہہ تو یہی رہا تھا اب آپ اپنے سٹڈ دیکھیں گی یا زالے کے کان "زارک ان سب میں پہلی بار بولا تھا۔ اور بولا بھی ایسا کہ کوئی سانس بھی نہ لے سکا زمل زیحال کی جانب دیکھنے لگی جیسے بے بس ہو گئی ہو اب کیا کہے۔

اسکے یوں دیکھنے پر زیحال نے اسے جھٹ سے گھورا مطلب سارا زور اس معصوم پر ہی چلتا تھا اس جلاد عورت کا۔

''نہیں میں زالے کے کان ہی دیکھ لو نگی'' زمل دھیمی پڑتی زالے کو اپنے قریب کر گئی اپنی بیٹی پر کوئی زخم اسے کیسے کر برداشت ہو سکتا تھا۔

اسی وقت زیام زور سے چیخیں مارنے لگا اسکی آواز اب اتنی تیز ہو گئی تھی کہ کانوں کے آر پار ہوتی سنائی دیتی تھی گلہری جیسی یا طوطے جیسی باریک اور تیز۔

''جی جی میرا بیٹا۔۔۔آپ کو کسی نے نہیں لیا'' اسے اسکے بے بی کاٹ سے نکالتے زیحال نے گود میں لیا۔

وہ پہلے سے اور بھی صحت مند اور گولو مولو سا ہو گیا تھا۔

"اب کہیں یہ تو ضد نہیں کر رہا کہ زالے کی طرح اسے بھی سٹڈ پہناؤ" کومل کی بات پر سب کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا۔

زمل نے مشی کی طرف دیکھا اور موقع پاتے گلا کھنکار کر اپنے ہبی کو دیکھنے لگی۔

"ویسے کتنا اچھا ہوتا زامل کو ٹم زوناش سے ملتی ہائے کتنا کیوٹ لگتا ناں" اسکی بات پر یاقوت نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

زوناش وہیں زالے اور عبدلباری کے ساتھ بیٹھی تھی اسکے ارد گرد بلاکس پڑے تھے جن کو باقیوں کی دیکھا دیکھی وہ اٹھا کر جوڑ رہی تھی۔

یاقوت کے چہرے پر دکھ کا سایہ سا ابھرا اس نے مشی کی جانب مدد طلب نظروں سے دیکھا کہ اسے روکے۔

کہ وقت زیحال نے مسکراتی نگاہوں سے انکی جانب دیکھا اور لبوں سے بے اختیار "ان شاء للہ" نکل گئ۔

جب اسکے منہ سے ان شاء للہ کا لفظ سنتے یا قوت کی سانسیں رک گئ اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

صرف ایک لفظ اور خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹنے لگی تھی اسکے چہرے کو دیکھ مشی بھی گہرا مسکرا دی۔

لیکن ان دونوں کا جھوٹ زیادہ دیر نہیں چل سکا تھا زالے نے اسی وقت کھیلتے ہوئے اپنے کن کھجا لئے۔

اور کھجائے بھی اتنی زور سے کہ وہ سٹڈ نکل کر فرش پر گر گئے انکو سوکھنے میں ابھی وقت لگنا تھا لیکن اس نے اپنے باپ کی کلاس جو لگوانی تھی۔

زمل سمیت سب ہی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگے جو محض چپکائے گئے تھے۔

زمل نے انہی پھٹی پھٹی نظروں سے اپنے ہبی جان کو دیکھا جو اس سے اب نظریں تک نہیں ملا پا رہے تھے۔

کمرے میں آتے ہی اس کی نظر یاقوت پر پڑی جو سر جھکائے ہاتھوں پر سر گرائے بیڈ پر بیٹھا تھا۔

مشی اسے ایسے بیٹھے دیکھ بے اختیار اسکے پاس چلی آئی اور ساتھ بیٹھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ گئی۔

"یاقوت؟" اسکے پکارنے پر یاقوت نے سر اوپر کو اٹھانے کے بجائے دوسری جانب موڑتے آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کیئے۔

"یاقوت میری طرف دیکھو" اسکا چہرہ پکڑ کر اپنی جانب موڑا۔

اسکی آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو رہے تھے مشی کا دل دھک سے رک گیا وہ سانس روکے اسے دیکھے گئی۔

"کیا ہوا۔۔۔یہ۔۔۔یہ آنسوں؟" وہ ٹھیک اسے دیکھ پریشان ہوئی تھی۔

"کچھ بھی نہیں" وہ بھرائی آواز میں بولتا اپنی آنکھوں کو برسنے سے باز رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

لیکن ایسے جیسے آنسوں آج خود بخود نکل رہے تھے مشی کا چہرہ خود رونے جیسا ہو گیا۔

"یاقوت۔۔۔ تم زیحال بھائی کی بات پر دکھی ہو کیا تم نہیں چاہتے؟ "

وہ بات مکمل کر بھی نہیں پائی تھی کہ یاقوت نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہے" وہ سوچ کر بھی کانپ گیا تھا کہ اسے ایسا لگا۔

"پھر۔۔۔ پھر کیا بات ہے تم ایسے مجھے پریشان کر رہے ہو" وہ اب سچ میں رو دیتی۔

"میں۔۔۔میں خوش ہوں اور اتنا کہ میں سمجھ نہیں پا رہا مجھے خوشی میں رونا چاہئے یا ہنسنا "

وہ واقعی اسی کشمکش میں جھول رہا تھا مشی نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔

"میں۔۔۔خود کو ان بچوں سے کمپئیر کرتا تھا جو یتیم تھے جن کا ماں باپ کے بعد کوئی نہیں تھا" اسکی آواز درد سے چور تھی۔

"لیکن پھر جب بھائی کی طرف دیکھتا تو لگتا مجھ سے زیادہ لکی اس دنیا میں کوئی نہیں ہے جسے اس جیسا

شخص ملا جس نے بہت تھوڑی عمر میں ہمارے

سارے رشتے مکمل کر دیے "

وہ رونا چاہتا تھا اور بہت خوب سارا رونا چاہتا تھا۔

"اب جب انہوں نے زونو کے لئے ان شاء اللہ کہا تو

میرا دل رک گیا۔۔۔میں۔۔۔میں سمجھ نہیں پا رہا

میں کن لفظوں میں بتاؤں کہ میں کتنا خوش ہوں"

وہ بول بھی ٹھیک سے نہیں پا رہا تھا مشی کو اسے ایسے

دیکھ خود بھی رونا آ رہا تھا۔

"میرے بعد میری بیٹی کو اس شخص کے بیٹے کا ساتھ ملے گا۔۔۔ تو مجھے اور کیا چاہئے اپنی بیٹی کیلئے "

اسکی آنکھوں کے سامنے زوناش کا چہرہ گھوم گیا اسکی چیخ و پکار اسکے منہ سے نکلا "بھائی" لفظ۔

وہ نہیں بتا پا رہا تھا اپنی بہن کے ساتھ وہ سب دیکھ کر اپنی بیٹی کیلئے وہ کس قدر خوف زدہ رہتا تھا اتنا کہ اسے مرنے سے بھی ڈر لگنے لگا تھا۔

"میں۔۔۔ میں اتنا مطمئن ہوں کہ میں۔۔۔ میں اب سکون سے مر بھی س۔۔۔ سکتا ہوں "

"یاقوت" مشی کا رنگ مردے کی طرح پل میں سفید پڑ گیا وہ تڑپ کر یاقوت کا ہاتھ تھام گئی آنکھوں سے آنسوں ابل ابل کر بہنے لگے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا بکواس ہے میں منہ توڑ دو نگی اور تمہارا" اسکی آواز کانپنے لگی تھی۔جان لبوں پر آ گئی تھی۔

"بولنا ہے مجھے۔۔۔مجھے سن لو آج۔۔۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا کب کونسی سانس آخری بن جائے "

مشی نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا۔

"میں تم سے آج کہہ رہا ہوں۔۔۔میری بیٹی کو زامل

کے نام کر دینا۔۔۔وہ اپنے باپ کی ہو بہ ہو پرچھائی

بنے گا۔۔۔وہ ہماری بیٹی کی اپنی جان سے بڑھ کر

حفاظت کرے گا "

اسکی گرفت میں مشی کے ہاتھ بے اختیار لرزے تھے

وہ سر نفی میں ہلانے لگی وہ کیوں اسکی جان نکال رہا

تھا۔

اسی وقت زوناش ننھے ننھے قدم اٹھاتی گرتی پڑتی پھر سے اٹھ کر کمرے میں آگئی اور سیدھا اپنے باپ کے گھٹنوں کے ساتھ لگ گئی۔

اس نے بھیگی آنکھوں سے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا۔

"اپنی بہن کے ساتھ وہ سب ہونے کے بعد اپنی بیٹی کیلئے میرا خوف صرف اسی طرح ختم ہو سکتا ہے زامل میں زیحال بھائی کا خون دوڑ رہا ہے۔۔۔وہ ہماری بیٹی کو جنون کی حد تک چاہے گا "

اسے زوناش میں زامل کا چہرہ دکھائی دینے لگا تھا دنیا اگر اسکے قدموں میں آسکتی تھی تو صرف زامل خان آفندی لا سکتا تھا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم اپنی بیٹی کو بھی تو سٹرونگ بنا سکتے ہو۔۔۔کہ اسے کسی زامل کی ضرورت نہ پڑے" وہ بھرائی آواز میں بمشکل دکھ سے بولی۔

"عورت جتنی بھی مضبوط بن جائے مشی۔۔۔اسکی ڈھال اللّٰہ پاک نے مرد کو بنایا ہے۔۔۔میں بناؤں گا اپنی بیٹی کو سٹرونگ بہت سٹرونگ۔۔۔لیکن"

اس نے رک کر زوناش کو دیکھا جو اسکے ہاتھ پر
بندھی گھڑی کے ساتھ کھیل میں لگ گئی تھی۔

"لیکن عورت کی مضبوطی وہی ایک مرد ہوتا ہے اگر
وہ انتخاب صحیح کر لے "

صحیح انتخاب پر اسے آفندیز کے ہونے والے سردار کا
چہرہ دکھائی دیا تھا جس میں ابھی سے مردوں کی اعلی
تربیت چھلکتی تھی۔

"تم مجھے بہت ہرٹ کر رہے ہو۔۔۔میں تمہیں معاف نہیں کرونگی" وہ چہرہ ہاتھوں میں گرائے رو پڑی تھی۔

"نہیں" یاقوت نے بے اختیار اسے اپنے ساتھ لگا لیا جب اسکے سینے سے لگتے وہ اور بھی شدّت سے رونے لگی۔

"م۔۔۔میں تمہارے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتی۔۔۔ت۔۔۔تم کیسے۔۔۔کیسے یہ سب کہہ گئے "

اسکی جان اب تک حلق میں اٹکی ہوئی تھی سوچ کر ہی

دل پھٹ رہا تھا۔

کبھی اس شخص کے بغیر ایک لمحہ بھی تصور کرنا نری

موت تھا اسکے لئے۔

"پاگل ہو تم۔۔۔دنیا میں ہر آنے والا جائے

گا۔۔۔اور ہو سکتا ہے ہم دونوں ساتھ میں چلے

جائیں"

اسکی بات پر مشی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور لبوں

سے بے اختیار آمین نکل گیا۔

اسی وقت زوناش کھڑے کھڑے جانے کیسے گر گئی
کہ گرتے ہی وہ بری طرح سے رونے لگی۔

یاقوت ں نے فوراً اسے گود میں لیتے اپنے سینے
سے لگالیا۔

"بس میرا بیٹا۔۔۔ کہاں لگی باباکودکھا" وہ دکھانے
کے بجائے ننھے پھول کی طرح اپنے باپ کے مضبوط
بازوؤں میں چھپ گئی۔

"اس نے مارا اسے ہم۔۔۔ایسے ماریں گے" یاقوت نے اسے چپ کروانے کے لئے فرش کی اس جگہ پر پیر مارا جسے دیکھ زوناش فوراً اسے چپ ہو گئی۔

"اب آپ بھی سوری کرو بری بات ہے ناں فائیٹ کرنا" اسکے لاڈ سے بولنے پر زوناش نے فوراً اسے اپنے کان پکڑ لئے۔

مشی یہ دیکھ کر بے اختیار مسکرا دی۔

وہ بھی یاقوت کے سینے سے لگ گئی دونوں کو خود سے لگائے یاقوت کو اپنا آپ جنت میں محسوس ہو رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا سامنے کھڑے دی پاشا بے کو دیکھ رہا تھا ہنسی تھی کہ پھوٹ پھوٹ کر منہ سے نکل رہی تھی لیکن وہ بمشکل منہ پر ہاتھ رکھے اسے روکے ہوئے تھا۔

"کھل کر ہنس لو۔۔۔ایسے پھنس پھنس کر ہنسنے سے کیا ہوگا" زیحال کا انداز جلا کٹا سا تھا۔

پھر جوزارک کا قہقہہ پھوٹا وہ پاگلوں کی طرح ہنسنا شروع ہو گیا۔

اسے پیٹ پر ہاتھ رکھے ہنستے دیکھ زیحال کا سیروں خون جل کر رہ گیا تھا۔

"مت بھولو بیٹا تم بھی گھر کی دہلیز کے باہر کھڑے ہو"اس نے جلے بھنے انداز میں اسے یاد کروایا۔

جب زارک کو احساس ہوا کہ "ارے ہاں میں بھی تو گھر سے نکال دیا گیا ہوں "

"ویسے شادی شدہ ہونے کا ایک نقصان یہ بھی ہے مجھے آج معلوم ہوا "

پہلے یاقوت کی اور اب زی حال کی بینڈ بجتے دیکھ اسکی ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔

"ایک بار تمہاری زندگی میں آئے کوئی پھر پوچھوں گا" اسکی بات پر زارک کی ہنسی یک دم سے تھم گئی۔ مسکراہٹ دھیرے دھیرے مدھم پڑنے لگی۔ جسے زیحال نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔

"ضروری تو نہیں کوئی آئے۔۔۔اکیلے بھی تو رہا جا سکتا ہے" اسکا لہجہ کسی بھی قسم کے احساس سے عاری تھا۔

پوری زندگی رشتوں کے بغیر رہا وہ شخص اب اسے رشتے بنانے نہیں آتے تھے تو کیسے کہہ دیتا کہ کوئی آ جائے۔

اسی وقت یاقوت اور پامیر باہر نکل آئے پامیر تو آتے ہی ہنسنا شروع ہو گیا جب پیچھے سے کومل نے ایک تکیہ اسکے منہ پر مارتے دروازہ دھک سے بند کر دیا۔

"یاقوت نے ہنسی روکنے کی پوری کوشش کی لیکن پھنس پھنس کر نکلتی ہنسی ایک دم سے پھوٹ پڑی پامیر نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہ تو نہ انصافی ہے میں نے بس یہ کہا کہ بھائی کو واپس اندر لاؤ یہ مجھے بھی گھر سے نکال دیا"

وہ تکیہ اٹھا کر بچاری نظروں سے دیکھنے لگا۔

"تو کس نے کہا تھا ان جلاد عورتوں کے سامنے منہ کھولو بند نہیں رکھ سکتے تھے"۔

اپنے واپسی کے دروازے اچھے سے بند ہوتے دیکھ زیحال تڑخ کر بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے یہ جمیل صاحب باہر کیا کر رہے ہیں مشی نے بھی نکال دیا؟ "

آبرو اچکا کر پوچھا یاقوت نے تینوں کے چہرے باری باری دیکھے اور دھیرے سے سر نفی میں ہلا دیا۔

"پھر؟" تینوں کی جانب سے سوال آیا۔

"پھر یہ کہ۔۔۔بھائی باہر تھے تو میں بھی آگیا" اسکی معصومیت دیکھ تینوں دھک سے رہ گئے۔

پامیر نے تکیہ زور سے اپنے منہ پر مارتے اسی میں اپنی چیخ دبالی۔

"یاراس جمیلہ کے جمیل کو کوئی سدھارو" اسکے منہ سے اپنے لئے جمیلہ کالقب سنتے زیحال نے اس گندی اولاد کو دیکھا۔

"آ۔۔۔آپ سب میرے پورشن میں چل لیں" زارک کو نہیں پتہ تھا یہاں چوتھا پانچواں جمیلہ جمیل کون تھے اس نے پیش کش رکھ دی۔

کہ اسی وقت برلاس بھی باہر سے آتا دکھائی دے گیا جو گاڑی کی چابی گارڈ کی جانب اچھالتے اندر کی جانب آ رہا تھا۔

اسے چاروں نے ایسے دیکھا جیسے شکاری کو شکار نظر آ گیا ہو۔

127/1

وہ اپنی دھن میں آ رہا تھا جب آگے آتے ان چاروں کو کھڑے دیکھ ٹھٹھک کر رک گیا اور باری باری انکے چہرے دیکھنے لگا۔

جب کچھ سمجھ نہ آئی تو آبرو اچکا کر سوالیہ انداز میں زیحال کی جانب دیکھا جو خود انکے ساتھ کھڑا تھا۔

"اٹھالواسے بھی" وہ حکم دیتا پورشن کی جانب بڑھ گیا پیچھے سے یاقوت اور پامیر برلاس کو اٹھا کر پورشن کی جانب چل پڑے۔

وہ چیختا چلاتا اترنے کی تگ ودو کرتا رہا لیکن آج تو اسکے باپ کو بھی کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا وہ ڈھیٹ بنا سیدھا پورشن میں آگیا۔

جبکہ زارک کو برلاس پر ترس آرہا تھا وہ بار بار آنکھیں زور سے بند کرتا اسکی چیخوں پر اپنی ہنسی دباتا یا پھر ایک پل کو بے چین ہو جاتا اسے نیچے اتارنے کیلئے۔

"مم۔۔۔مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟" وہ پورشن کو دیکھ خاصا شاکڈ ہوا تھا زیحال نہ ہوتا تو وہ یہ سوال کرنے کے بجائے یہاں سے غائب ہو چکا ہوتا۔

"کیونکہ آج کی رات ہم یہاں گزاریں گے" پامیر یہاں وہاں سونے کی جگہ تلاش کرتا شرارت سے بولا

۔

"لیکن کیوں یہاں کیوں؟" اسکے دوبار کیوں کیوں پر یاقوت نے گھور کر دیکھا۔

"کیوں یہاں تمہیں کانٹے چبھ رہے ہے؟" تڑخ کر پوچھا۔

"نہیں لیکن مجھے گھر جانا ہے" وہ کہہ کر جانے ہی لگا تھا جب پامیر نے اسے سر کے بالوں سے پکڑ کر واپس پیچھے کھینچ لیا۔

"ایک قدم بھی باہر نکالا توٹانگیں توڑ دونگا تیری" وہ سیدھی سیدھی دھمکی دے رہا تھا جس پر برلاس نے تپ کر زیحال کی طرف دیکھا۔

"بھائی" وہ اسے پکار رہا تھا لیکن آج تو وہ بھی جیسے کان لپیٹ چکا تھا۔

"میرا بستر یہاں لگاؤ" اس نے صوفے کی جانب اشارہ کیا۔

"اور انکے جمیل کا یہاں" پامیر نے اسکے سامنے والے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

"پامیر اب میرا جوتا آئے گا" اسکی ڈانٹ پر پامیر کے ساتھ ساتھ زارک نے بھی ہنسی دبائی۔

"میں آپ لوگوں کیلئے کچھ کھانے کو لے کر آتا ہوں"
وہ کہہ کر جانے ہی لگا تھا جب زیحال کی آواز پر پلٹ کر اسے دیکھا۔

"یاقوت کو بھی ساتھ لے جاؤ بہت اچھی ہیلپ کرتا ہے" اسکی تعریف پر یاقوت نے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو

"یہ تعریف ہی تھی ناں"

وہ اٹھ کر زارک کے ساتھ کچن کی جانب بڑھ گیا جب انکے جاتے ہی برلاس ایک ہی جست میں زیحال کے پاس آیا۔

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں گھر چلیں اپنے" وہ اسکا بازو تھام کر ضدی انداز میں اٹھانے لگا۔

"یہ کس کا گھر ہے؟" اس نے نگاہ اٹھا کر استفسار یہ پوچھا۔

"یہ اسکا پورشن ہے" لہجہ تھوڑا سخت سا ہونے لگا۔

"برلاس" وہ دبی آواز میں اسکا نام لیتا جیسے تنبیہ کر رہا تھا۔

برلاس نے زور سے آنکھیں مینچ لی محبت کس قدر مجبور کر دیتی ہے اسے اچھے سے اندازہ ہو چکا تھا۔

"اچھا۔۔۔یہ۔۔۔یہ زارک کا پورشن ہے ہمیں اپنے گھر چلنا چاہیۓ" وہ بچوں کی طرح ضد کرتا اسکا بازو تھام کر اٹھا رہا تھا۔

"زارک کا ہے تو زارک بھی ہمارا ہے" اسکی بات پر برلاس دھک سے رک گیا۔

وہ شام ذہن میں تیزی سے گھوم گئی جب اس نے
زارک کو اپنا بیٹا اپنا بھائی مان لیا تھا وہ اب غیر نہیں تھا
اگر وہ غیر تھا تو پھر اپنے یہ تینوں بھی نہیں تھے۔
وہ ہر طرف سے اس شام کے بعد پھنس گیا تھا۔
وہ اسفندیار کے بیٹے کو قبول نہیں کر رہا تھا لیکن اب
زیحال خان آفندی کے بھائی کو قبول کرنا پڑ رہا تھا۔
"بیٹھ جاؤ بیٹا۔۔۔ فیڈر آتی ہو گی" پامیر کے چھیڑنے
پر برلاس نے دانت بھینچ لئے۔

"انکو چپ کروائیں نہیں تو میں" وہ دھمکی دیتا غرایا تھا۔

"نہیں تو تم کیا۔۔۔ صوفے سے چھلانگ لگا کر خود کشی کر لو گے؟ یا صرف کھا کر سوسائڈ؟" اسکے تکے پر زیحال نے مسکراہٹ دبائی۔

وہ جان بوجھ کر اسے غصّہ دلا رہا تھا۔

"بھائی آپ میرو کو کچھ کہتے کیوں نہیں؟" وہ اسکا خون جلا رہا تھا اور اسکا باپ بیٹھا مزے سے دیکھ رہا تھا

۔

"میر و مت کرو۔۔۔ورنہ پٹ جاؤ گے" ہاں اب برلاس کے کلیجے کو ٹھنڈک پڑی تھی اب وہ یہاں سکون سے بیٹھ سکتا تھا۔

زارک کا پورشن ہی سہی لیکن میر و کو ڈانٹ پڑوانے والا مشن تو کمپلیٹ ہو ہی گیا تھا بس ایک بار اسکی دھلائی ہوتے ہوئے بھی دیکھ لیتا تو روح خوش ہو جاتی۔

وہ دونوں کچن میں گھسے الگ الگ ایکسپیریمنٹ کر رہے تھے یاقوت سینڈوچ ٹرائے کر رہا تھا اور زارک کباب۔

"یہ تو جل گیا" اس نے فرائی پین میں جلتے کباب کو دیکھ کر افسوس کیا۔

"تو تم کیوں سٹیچو بن گئے اسے الگ کر دو"

"لیکن ۔۔۔ لیکن سامان صرف اتنا ہی تھا" اس نے بچارا سا منہ بناتے شرمندگی کا اظہار کیا۔

"کوئی بات نہیں باقی کچھ ہو گا گھر میں وہ بنا لو" وہ بہت نرمی سے اسے ایڈوائس دینے لگا۔

"لیکن اور کچھ بھی نہیں ہے یہی تھا" اب کی بار زارک کو اپنا آپ منو شرمندگی میں گھرتا ہوا محسوس ہوا۔

اس نے تو سوچا ہی نہیں تھا کہ ایسے بھی وہ لوگ اسکے گھر آ سکتے ہیں بھوکا وہ رہ سکتا تھا لیکن انکو کیسے رکھتا۔

"خیر ہے ہم اس سے گزارا کر لیں گے" وہ سینڈوچ پلیٹ میں نکال کر رکھتا مسکرا کر بولا۔

"نہیں ۔۔۔میں زیحال بھائی کو صرف یہ پیش نہیں کر سکتا مجھے اچھا نہیں لگے گا "

اوہ تو مطلب اسے زیحال کی فکر تھی یقیناً وہ ابھی اسکی محبت سے واقف نہیں تھا وہ بندہ کبھی چھوٹی موٹی چیزوں کی شکایت نہیں کرتا تھا۔

"بھائی کی فکر مت کرو۔۔۔وہ ایسی چیزیں شوق سے نہیں کھاتے" وہ اسے نارمل کرنا چاہ رہا تھا لیکن زارک پر کیفیت ہی الگ طاری تھی۔

"تم ایسا کرو یہ بناؤ میں ابھی مارکیٹ جا کر گروسری لے آتا ہوں" وہ چٹکی بجاتے آئیڈیا پیش کر کر بولا۔

"زارک۔۔۔میری بات"

"تم میری بات سمجھو۔۔۔میں انکے سامنے صرف سینڈوچ اور جلے ہوئے کباب پیش نہیں کر سکتا میں بس ابھی آجاؤنگا"

وہ بول کر رکا نہیں بلکہ سائیڈ اسٹینڈ سے اپنی پی کیپ اٹھاتے وہیں سے باہر نکل گیا۔

یاقوت نے مسکراتی نگاہوں سے اسے جاتے دیکھا اور خود اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"اف یہاں مچھر کتنے ہیں" پامیر اپنے گال پر تھپڑ رسید کرتا مرنے والے مچھر کو انگلیوں سے کچل گیا۔

"کومل کی جگہ پوری کر رہے ہیں" برلاس کی بات پر پامیر نے اسے گھورا۔

"عثمان ہوتا تو کم سے کم مچھر نہ ہوتے" اسے اسکی شدّت سے یاد آئی تھی۔

"کیوں ۔۔۔اس سے مچھروں کا پردہ ہے؟" کلس کر

پوچھا۔

"نہیں اسکا خون میٹھا ہے انکو اسی چینی بکرے سے

فرصت نہ ملتی ہم تک آنے کی "

پامیر کی بات پر زیحال نے فون کی سکرین سے نظر ہٹا

کر اسے دیکھا انکا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

"فون کرتا ہوں" وہ جھٹ سے اسکا نمبر ڈائل کر گیا۔

کال لہروں میں سفر کرتی لاشاری ہاؤس گئی تھی۔

"کون ای تیکوں رات وچ وی سکون نئیں" وہ نیند سے بوجھل آواز میں بڑبڑایا تھا۔

"لگتا ہے ماہم سے پٹ کر سوئے ہو" پامیر کی آواز پہچانتے اس نے پوری آنکھیں کھول کر اسکا نام دیکھا۔

"اور لگتا ہے تمہارا باری اب آیا ہے" کلس کر بولا۔

"نہیں۔۔۔خوش قسمتی سے میری بیوی نے تکیہ میرے منہ پر مار کر گھر سے باہر کر دیا۔۔۔اور اب مجھے تکلیف ہو رہی ہے کہ تم کیسے گھر کے اندر رہو"

اسکی بات سنتے عثمان جھٹکا کھا کر اٹھا۔

"کھاؤ قسم ۔۔۔ تم گھر سے باہر ہو؟ "اسے اچھی خاصی حیرت ہوئی تھی۔

پامیر نے اپنی تصویر بھیج دی۔

"ہاہاہا ۔۔۔ سچ میں ۔۔۔ میر صاحب باہر ہو گئے ہاہاہا ۔۔۔ واؤ ۔۔۔ کومل کیا شاٹ ماری ہے "اسکی ہنسی پر پامیر نے دانت پیستے فون کی سکرین دیکھی۔

"بیٹا یہاں پورا ٹبر باہر ہے "اس نے ڈیٹیل میں سب کے نام بتائے اب تو عثمان کی ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔

"ویسے تم کیوں اتنا پھٹ رہے ہو ماہم نہیں ہے کیا؟"

اسے اچنبھا ہوا۔

"نہیں اسکی نائٹ ڈیوٹی ہے" وہ ہنسی کے تھمتے سنجیدہ سا ہو گیا۔

"تو پھر وہاں کیا کر رہے ہو آ جاؤ یہاں" اس نے موقع ملتے جھٹ سے تیر چھوڑا۔

"نہیں۔۔۔میں سونے لگا ہوں" وہ واقعی کمبل سے تک تان کر سونے کی تیاری پکڑنے لگا تھا۔ کہ پامیر نے اسے روک لیا۔

"بیٹا اگر آج تم نہیں آئے تو میری طرف سے تمہیں تین طلاق" وہ کہتے ساتھ جھٹ سے کال بند کر گیا۔

یہاں برلاس اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو

"نکاح کب ہوا آپ دونوں کا"

وہ گاڑی لئے سیدھا گروسری سٹور آ گیا تھا جہاں سے اس نے ضرورت کا ہر سامان لے لیا تھا پہلے بھی اسکے ساتھ یہی ہوا تھا۔ اب وہ یہ لاپرواہی دوبارہ نہیں کر سکتا تھا۔

یعنی کے اسکا ارادہ پھر سے سب کو گھر سے باہر

کروانے کا تھا سوچ کر ہی اسے ہنسی آنے لگی۔

وہ بل کی ادائیگی کرتے اسٹور سے جیسے ہی باہر نکلا

گاڑی کی جانب بڑھتے اسکی نظر بے اختیار سامنے گئی۔

جہاں ایک لڑکی کو چار پانچ اوباش لڑکوں نے گھیر رکھا

تھا وہ لڑکی تھی یہ دیکھ کر زارک اسفندیار نہیں رکا تھا۔

وہ لڑکی "ظاعنہ اعجاز ورک" تھی یہ دیکھ کر اسکے قدم

وہی زنجیر ہو گئے تھے۔

ہاتھ میں پکڑا سامان کا تھیلا بمشکل گرنے سے بچا۔

رات کے اس پہر وہ سڑک پر اور پھر اسکے ارد گرد ان لڑکوں کو دیکھ زارک پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹنے تھے۔ لیکن تب ہی اسے اسکا وہ روپ یاد آگیا مطلب اس سے بہتر اس لڑکی کو کون جان سکتا تھا آدھی رات کو بھی جو لوگوں کو ٹکریں مارتی پھرتی تھی۔

وہ وہی کھڑا اسے دیکھنے لگا اولیو گرین آنکھوں نے باری باری ان لڑکوں کے چہروں کا جائزہ لیا۔

"اس دن ہمیں مار کر غائب ہو گئی تھی آج ہاتھ آئی ہے یہ حسینہ "اسکی بات پر زارک کی نگاہ اس حسینہ پر پڑی۔

ڈھیلی سی پینٹ ٹراؤزر اور ہاتھ میں کھانے کے پیکٹس لیے وہ ڈھٹائی سے انکو دیکھ رہی تھی۔

"وہ تم لوگوں کی خوش قسمتی تھی کہ دوبارہ میرے ہاتھ نہیں لگے "

اسکی بات پر جہاں وہ سب شیطانی قہقہہ لگا کر ہنسے تھے وہی زارک کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"زبان بہت چلتی ہے تیری۔۔۔آج کے بعد نہیں

چلے گی" وہ آگے بڑھ کر زنو کی کلائی زور سے جکڑ گیا۔

اسکی اس حرکت پر زارک کی مٹھیاں زور سے بھینچ گئ

اس نے جیسے ہی قدم آگے بڑھانا چاہا اسکی نظر اس

شخص پر پڑی۔

جس نے رستوران سے نکلتے ایک پنچ سیدھا اسکے منہ پر

دے مارا تھا۔

"ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی "

وہ ملک مبشر تھا جس کے ہاتھ میں بھی کچھ پیکٹس تھے

یقیناً وہ دونوں کھانے پینے کی چیزیں لینے آئے تھے۔

وہ صرف ایک پنچ پر نہیں رکا تھا اسکا ہاتھ بری طرح

سے مروڑتے ایک مکا اسکے منہ پر دے مارا۔

باقی تین پیچھے ہٹ گئے اور حیرت سے اس بندے کو

دیکھنے لگے۔

"بول" وہ دھاڑتے ہوئے تقریباً اسکی روح فنا کر گیا

تھا باقی تین اپنے ساتھی کیلئے جیسے ہی آگے آئے وہ

حسینہ میدان میں اترتی اپنے اصلی روپ میں آگئی۔

دونوں نے مل کر ان کی ایسی دھلائی کی کہ کھڑے کھڑے زارک کو مزہ آگیا۔

"چلو زنو" مبشر اسکا ہاتھ تھامے چیزوں کے پیکٹس اٹھا کر آگے گاڑی کی جانب بڑھ گئے۔

جب انکو جاتے دیکھ زارک نے ٹھنڈی آہ بھری۔

وہ گاڑی کی جانب بڑھ گیا لیکن اب وہ لڑکے کبھی اس حسینہ کے راستے میں نہیں آسکتے تھے کیونکہ ان پر اولیو گرین آنکھیں ٹھہر چکی تھیں۔

"دیکھو گلالے۔۔۔زالے ابھی چھوٹی ہے اسے درد ہو سکتا تھا "

وہ کب سے اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ تھی کہ ایک بار ماننے کو تیار نہیں تھی۔

"اچھا پرامس وہ جیسے ہی پانچ سال کی ہو گی میں خود اسے لے کر جاؤنگا جیولر کے پاس جیسے بولو گی ویسے کروادونگا اب خوش؟"

نہیں وہ کہاں خوش ہوتی۔

"گلالے۔۔۔سن لو"

"سوری ناں"

"اچھا میں کان پکڑ رہا ہوں"

"سٹ اپس بھی کر لیتا ہوں"

"ذڑ گیہ۔۔۔جان۔۔۔گلا لے۔۔۔وائفی۔۔۔"

اور بلاک۔۔۔۔وہ خود کو بلاک دیکھ کر صدمے سے گنگ رہ گیا مطلب گھر سے نکال دیا اور اب بلاک بھی۔

"لگتا ہے۔۔۔کوئی بلاک ہو گیا" زیحال کی صورت ایسی بنے دیکھ پامیر کی زبان میں کھجلی سی ہوئی۔

اور اگلے لمحے اسکے منہ پر کشن پڑا تھا۔

"مزہ آگیا" برلاس کی ہنسی چھوٹی پامیر نے وہی کشن

اسکے ہنستے ہوئے منہ پر دے مارا۔

"واؤ۔۔۔گیمز بھی کھیلی جارہی ہیں۔۔۔میری

باری" عثمان بھی اسی وقت دھمکا تھا جب برلاس اور

پامیر نے ایک دوسرے کو شیطانی نگاہوں سے دیکھا۔

اور پھر دھڑادھڑ اسکی جانب کشن کی بارش کردی۔

"ارے۔۔۔میں مذاق کررہا

تھا۔۔۔رکو۔۔۔زی۔۔۔روکو انکو" وہ بچارا انکے

باپ کو پکارتا رہ گیا لیکن اس نے ایک کان نہیں دھرا وہ خود انکی تو تو میں میں سے کب سے تنگ تھا۔

"یہ کھانا آج کی تاریخ میں بنے گا یا مجھے بھوک سے شہادت کے رتبے پر فائز ہوتے دیکھنا ہے "

زیحال کو بلاک ہونے کے بعد صحیح بھوک کے شدید دورے پڑ رہے تھے۔

"لگتا تو یہی ہے کل ہم سب کے شہید چوک بنے گے "

پامیر کو بھی کشن کی گیم کھیلنے کے بعد صحیح بھوک محسوس ہوئی تھی۔

"جا کر دیکھو۔۔۔یہ لیلی مجنوں کیا کر رہے ہیں"

زیحال کے حکم پر پامیر مرا مرا سا اٹھ کر کچن میں گیا جہاں زارک اور یاقوت آپس میں ہنستے ہوئے چائینز بریانی بنا رہے تھے۔

"سبحان اللّٰہ۔۔۔وہاں ہم بھوک سے مر رہے ہیں اور یہاں لیلی مجنوں کی گپ شپ چل رہی ہے "

اسکے منہ سے اپنے لئے یہ نام سنتے یاقوت نے چاقو دکھادیا جس پر سلطان صاحب کی آنکھیں تقریباً باہر آنے کو ہو گئی تھیں۔

وہ وہی دھم سے بے ہوش ہوتے فرش پر گر گیا۔

"پامیر۔۔۔پامیر کیا ہوا" یاقوت اور زارک کے شور کر وہ تینوں جھٹ سے اٹھ کر کچن میں آئے جب سامنے پامیر کو ایسے پڑے دیکھ زیحال کی جان نکلی تھی۔

"پامیر۔۔۔کیاہوااسے" وہ ازحد پریشانی سے یاقوت اور زارک سے پوچھنے لگا۔

"پ۔۔۔پتہ نہیں ابھی تو ٹھیک تھا میں نے تو بس چاقو دکھایا" اسکے ہاتھ میں اب بھی نائف تھی جسے دیکھ زیحال کی آنکھیں تقریباً پھٹی۔

"یاقوت۔۔۔یہ کیا کیا تم نے۔۔۔تم سے چھوٹا ہے وہ ایسے ڈراتے ہیں؟" وہ پریشانی کے عالم میں اسکے ہاتھ پیر مسلنے لگا۔

"ل۔۔ لیکن اس سے ک۔۔۔ کیسے مطلب" وہ بچارا ہکابکا سا صورت حال سمجھنے کی کوشش کرنے ہی لگا تھا جب اسکی نظر پامیر کی ایک ادھ کھلی آنکھ پر پڑی۔

وہ فورا اسے بند کرتے آدھی زبان باہر نکال گیا۔

یاقوت تو جیسے غش کھا کر گرنے لگا تھا مطلب وہ ایکٹنگ کر رہا تھا۔

"بھائی۔۔۔ ایم سوری۔۔۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا آپ اسے ہوش میں لائیں" وہ فکر مندی سے پامیر کو دیکھ کر بولا۔

"لیکن کیسے۔۔۔ہوش میں کیسے لائیں اسکو" عثمان جو بھی آیا ہی تھا آگے یہ دیکھ صحیح پریشان ہو گیا۔

"میرے پاس ایک طریقہ ہے" یاقوت بول کر اٹھتا کچن سے باہر چلا گیا۔

پامیر کو بند آنکھوں کے پردے پر یاقوت مرزا آگے آگے اور زیحال پیچھے پیچھے بھاگتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

لیکن یہ خواب پورا کب ہوتا اسے شدّت سے انتظار تھا اس سے پہلے وہ اٹھ کر خود پوچھتا یاقوت کے واپسی پر

ہاتھ میں شیر دل کے وہ موزے تھے جو اس نے پچھلے پندرہ دن سے نہیں دھوئے تھے۔

"یہ دیسی ٹوٹکہ ہے اسے آزماتے ہیں "

اسکے ٹوٹکے کو دیکھ برلاس یکدم سے پیچھے ہٹ گیا۔

"ایو۔۔۔۔یہ۔۔۔یہ ٹوٹکہ "وہ الٹی والا منہ بناتے کوسو دور ہٹ کر بیٹھ گیا۔

اصل مزہ تو تب آیا جب وہ موزے پامیر کی ناک کے نتھنوں کے قریب آئے وہ پٹ سے آنکھیں کھول کر اس بدبو کو سونگھ کر پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

جب وہاں موزے دیکھ اسکی آنکھیں یکدم سے پھٹ گئیں۔

''آ۔۔۔ااا'' وہ زور سے چیختا بجلی کی سی رفتار سے اٹھ کر باہر بھاگ گیا اور پھر جو اسے الٹیاں ہوئیں۔

اسکے ایسے دیکھ ان سب کے پیٹ میں ہنس ہنس کر درد ہونے لگا تھا۔

وہ باہر پودوں پر جھکا الٹی پر الٹی کرنے لگا تھا اسے ایسے جھکے دیکھ پیچھے سے ان سب کے زوردار قہقہے گونج رہے تھے سوائے زیحال کے جو ترچھی نظروں سے یاقوت کو گھور رہا تھا۔

اسکی نظر جیسے ہی اپنے باپ پر پڑی وہ جھٹ سے منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی کا وہی گلا دبا گیا۔

"یہ تو بہت برا ہو گیا پھپھو کے ساتھ" عثمان کی ہنسی رک ہی نہیں رہی تھی اسکے ساتھ زارک بھی شامل تھا لیکن وہ سمٹ کر ہنسنے والا بندہ تھا۔

ہنستا بھی ایسے تھا جیسے اس پر ٹیکس لگتا ہو وہ ہو بہ ہو زیحال کی کاپی لگتا تھا جیسے وہ ہنسنے میں بلا کا کنجوس تھا۔

پامیر کو واپس لاتے زیحال نے پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا۔ جسے پکڑتے وہ ایک ہی سانس میں حلق سے نیچے اتار گیا۔

پھر جو اس نے یاقوت کو نظروں سے گھورا تھا اسکی جگہ اگر یہ حرکت برلاس نے کی ہوتی تو اب تک یہاں جنگ برپا ہو چکی ہوتی۔

"چلو سب کھانا کھاؤ" زیحال کے حکم پر وہ سب ٹیبل پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"میں نہیں کھاؤنگا انکے ہاتھ کا کھانا" پامیر بھنائے ہوئے انداز میں بولا۔

"کھالو بیٹا۔۔۔ شیر دل کے موزے نہیں ملائے"

یاقوت کی بات پر پامیر کو ایک بار پھر ابکائی سی آنے لگی۔

"اسکو تو میں سکھاؤنگا کہ موزے کیسے دھوتے ہیں" وہ جلے کٹے طیش بھرے انداز میں بولتا مٹھیاں بھینچ گیا۔

"اب بچارا تمہاری چائے بنائے روز صبح میں یا موزے دھوئے بتاؤ کیا کیا کرے"

اسکی بات پر پامیر کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو ہوئی تھیں۔

وہ جم سے واپس آکر اسی کے ہاتھ کا ناشتہ زیادہ تر کرتا تھا لیکن اس بات کے بعد اسے ہر اس دن کے نام کی الٹی آئی تھی جس دن اس نے شیر دل کا بنایا ناشتہ کیا۔

"اب دیکھنا میر و فنجر کے ٹائم کومل سے ناشتہ بنوائے گا اب تو جم کو اپنا مرا ہوا ہی منہ دکھائے گا "

عثمان کی بات پر سب کے بے ساختہ قہقہے بلند ہوئے۔

زیحال نے باری باری سب کے چہرے دیکھے جس پر وہ لوگ سٹک سے اسے دیکھنے لگے جھٹ سے سب کو

یاد آیا کہ سب کے بیچ ایک خان صاحب بیٹھے ہیں جن کو کھانے کے دوران خاموشی پسند ہے۔

وہ سب خاموشی سے منہ صرف کھانے کیلئے کھولنے لگے۔

اب کوئی دسویں بار زامل آکر زمل سے پوچھ رہا تھا کہ اسکے بابا گھر سے باہر کیوں ہے اور وہ آدھی نیند میں اور آدھی ہوش میں رہ کر اسے جواب دے رہی تھی۔

اتنی دیر سے جواب بنا بنا کر دیتی آخر میں آکر جواب میں سچ منہ سے نکل گیا۔

"میں نے انکو گھر سے نکال دیا" وہ نیند میں تھی تب ہی یہ بات کہہ گئی ورنہ انکے سامنے وہ کبھی ایسے بات نہ کرتی۔

"گل شے بائل کل دیا(گھر سے باہر کر دیا)" وہ اپنی بٹن سی آنکھوں کو بڑا کئے پوچھنے لگا۔

"ھمم" وہ اب بھی جیسے نیند کے نشے میں جھول رہی تھی۔

"نو مے بباہیں او تے میں ان تو اندل لے کل آؤں دا

(نہیں وہ میرے باباہیں او کے میں انکو اندر لے کر

آؤنگا) "

وہ اٹھ کر بیڈ سے نیچے اترتا کمرے سے باہر نکل گیا زمل

نیند میں اتنی ٹن تھی کہ اسے جاتے ہوئے بھی نہیں

دیکھ سکی۔

وہ سٹول پر چڑھتا کمرہ انلاک کرتے باہر نکلا اور آرام

آرام سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آگیا سب اپنے اپنے

کمروں میں جاچکے تھے۔

وہ بڑے سے لاؤنج سے ہوتا باہر آیا اور یہاں وہاں اپنے بابا کو تلاش کرنے لگا جو اسے کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔

وہ آگے بڑھتا گارڈ انکل کی نظروں میں آ گیا وہ جلدی سے اسکے پاس بھاگ کر آیا رات کے اس پہر وہ گھر سے باہر۔

"زامل بابا آپ باہر کیوں آئے؟" وہ جھک کر نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

"مے ببا کدل اے گاد انتل (میرے بابا کدھر ہیں

گارڈ انکل)" وہ پریشان سا اس سے پوچھتا خود بھی اپنی

بٹن سی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

"وہ تو اندر ہونگے ناں آپ اندر جائیں اس وقت باہر

جن آتے ہیں آپ کو اٹھا کر لے جائیں گے "

وہ کسے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا جو خود جن تھا۔

"مے جن تو مال دوگا مے ببا کدل ہیں (میں جن کو مار

دونگا میرے بابا کدھر ہیں)" اب کی بار وہ غصّے سے

بولا۔

ایک پل کیلئے تو لگا جیسے پاشا بے خود بول رہا ہو آخر کو خون بھی تو اس پٹھان کا تھا جس کی رگوں میں خون کے ساتھ رعب بھی دوڑتا تھا۔

گارڈ اسے گود میں لے کر یہاں وہاں دیکھنے لگا۔ بھلا گھر کے اندر اسے جانے کی اجازت نہیں تھی اور باہر رہ کر وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا۔

تب ہی ڈرتے ڈرتے اس نے زیحال کو ہی کال کر دی ہاتھ کو کانپ رہے تھے سو کانپ رہے تھے آواز بھی کانپنے لگی تھی۔

"پ۔۔۔پاشا۔۔۔ چھوٹے بابا گھر سے باہر آ گئے ہیں۔۔۔ک۔۔۔ کیا کروں؟" اسکی بات سنتے کھانا کھاتے زیحال کو اچھو لگا۔

"زامل۔۔۔وہ کیسے باہر آ گیا" وہ یکدم سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

سب کے چلتے منہ رکے اور پریشانی سے اسے دیکھا۔

"پ۔۔۔پتہ نہیں پاشا وہ کیسے آ گئے اب کیا کروں؟" وہ بول رہا تھا جبکہ وہ اسی وقت پورشن سے

نکل چکا تھا اور قدم اتنے بڑے بڑے تھے کہ کال کے بند ہونے سے پہلے وہ انکے پاس پہنچ گیا تھا۔

"بابا۔۔۔بابا" زامل اسے آتے دیکھ گارڈ کی گود میں ہی اچھلنے لگا۔

زیحال نے قریب آتے اسے اپنی گود میں لیتے زور سے سینے میں بھینچ لیا۔

وہ تو گارڈ کی کرم نوازی تھی کہ اس نے زامل کو دیکھ لیا ورنہ وہ گیٹ سے باہر بھی جا سکتا تھا۔

اس نے ولا کے صدر گیٹ کو کھلے دیکھا اور ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"شیر دل کو کہو ہر رات خود سے گیٹ اچھے سے دیکھ کر بند کرے آئندہ میں ایسی غلطی معاف نہیں کرونگا "

اسکی کرخت اور رعبدار آواز پر گارڈ نے تیزی سے سر اثبات میں ہلا دیا۔

وہ زامل کو لے کر پورشن کی جانب بڑھ گیا ساتھ ہی دل میں تھوڑا سا زامل سے خفا بھی ہوا۔

کیسے اسکی موجودگی میں زامل کمرے سے باہر آگیا۔ وہ پورشن میں آتے اسے سب کے بیچ لے کر بیٹھ گیا۔

"ہاہاہا اب بچوں کی ڈیوٹی بھی پاشا بے کی ویسے وہ چھوٹے والا کب تک تمہارا جینا حرام کرنے لائق ہو گا؟"

عثمان کو زیام کا شدّت سے انتظار تھا ایک بیٹے نے اسکی یہ حالت بنادی تھی دوسرا تو پتہ نہیں کیا کر جاتا۔

"تم اپنا بتاؤ ناں ۔۔۔ کب تک مارکیٹ میں پراڈکٹ لانچ کرنے کا ارادہ ہے؟" اس نے الٹا اسی پر سوال داغ دیا۔

عثمان کی مسکراہٹ سمٹتی پل میں چہرہ سنجیدہ ہو گیا

سب نے اسکی جانب پریشان کن نظروں سے دیکھا۔

جب وہ ذرا سا جھک کر زیحال کے قریب ہوا۔

"نو مہینے کا پراجیکٹ ہے لانچنگ ڈیٹ ڈاکٹرز بتائیں گے" اسکی بات پر زیحال کی آنکھیں پھٹی۔

وہ میسنا ہنسی دبائے چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جب آنکھوں کے سامنے اسکی ڈاکٹر صاحبہ کا چہرہ گھوم گیا۔

وہ لندن سے واپسی پر سیدھا گھر آیا تھا جب اسے گارڈ نے بتایا کہ ماہم بی بی آج ہی آپ کا سن کر واپس آئی ہیں وہ پاشا ولا چلی گئیں تھیں۔

اسکی بات سن کر عثمان کو اچھا خاصا شاک لگا اس نے تیزی سے قدم اندر کی جانب بڑھا دیے۔

جب سامنے ہی وہ سر پر چھوٹا سا ترکش رومال لئے
ایپرن پہنے مزے مزے کے کھانے بنا رہی تھی۔
پورے گھر میں اسکی خوشبودار ڈشز کا راج چل رہا تھا
عثمان بیگ رکھتے ٹرانس کی سی کیفیت میں کاؤنٹر کے
پاس آیا اور بہانے سے فریج سے نوتل نکال کر پانی
پینے لگا۔

"آپ۔۔۔آپ کب آئے؟" وہ اسے اچانک دیکھ
حیران ہوئی تھی۔

"جب آپ نے دیکھا" وہ سنجیدگی سے بولتا پانی کے گھونٹ بھر کر کچن سے باہر آگیا۔

ماہم کے اندر کچھ ٹوٹا تھا شاید اسکا دل لیکن درد ویسا نہیں ہوا ہوگا جیسا آج تک وہ عثمان کو دیتی آئی تھی۔

وہ خود کو کمپوز کرتی ایپرن اتار کر گیس بند کرتی باہر آئی اور سیدھا کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔

اسکے یوں جانے پر عثمان کا چہرہ سرخ پڑنے لگا وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچے اس بند دروازے کو دیکھے گیا۔

پھر اوپرے دل سے بیگ سے چیزیں نکال کر ٹیبل پر رکھنے لگا وہ چیزیں جو اس نے ماہم کے لئے بہت دل سے لی تھیں۔

لیکن اب وہ دل کی نظروں سے انکو دیکھ نہیں پا رہا تھا وہ سب چیزیں ٹیبل پر پھیلائے صوفے پر پیچھے سر ٹکائے آنکھیں موند گیا۔

سفر نے بہت تھکا دیا تھا لیکن اب تو جیسے جسم کا ایک ایک جوڑ ٹوٹ گیا تھا بہت بری طرح سے۔

وہ آنکھیں بند کئے لیٹا ہی تھا جب کچھ دیر بعد ایک بہت ہی پیاری سی خوشبو اسکی ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی۔

وہ آنکھیں کھول کر جیسے ہی سیدھا ہوا وہ سامنے ایک بے حد خوبصورت لباس پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے سٹریٹ کر کر۔ ہلکے سے میک اپ اور جیولری میں اس پر قیامت ڈھا رہی تھی۔

عثمان اسے دیکھ کر سانس نہیں لے سکا وہ تیار ہو کر آئی تھی اسکے سامنے اس کے لئے؟ بے ساختہ سوچا۔

"کھانا لگا دوں؟ماں "اسکے منہ سے آج یہ نام سنتے عثمان کے منہ سے ٹوٹی پھوٹی سی سانس نکلیں۔

وہ بمشکل سر اثبات میں ہلا سکا تھا۔ماہم مسکرا کر ٹیبل پر کھانا لگانے لگی اتنی دیر میں ماہم پورا ٹیبل سیٹ کر چکی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ سب؟"وہ اسکی اور ٹیبل کی تیاری دیکھ کر کچھ متجسس سا ہوا۔

"آپکے آنے کا مجھے پتہ چل گیا تھا اس لئے یہ سب بنایا"وہ مسکرا کر اسکی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگی۔

"اور یہ "اس نے ماہم کی تیاری کی جانب اشارہ کیا۔

جب اسکے پوچھنے پر ماہم کے گال سرخی سے دہک اٹھے تھے وہ نظریں چراتی اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

"یہ۔۔۔یہ تو بس ایسے ہی" وہ ٹھیک سے بول تک نہ پائی۔

لیکن اسکے گالوں کی سرخی عثمان کو بہت کچھ کہہ گئی تھی وہ اندر سے پھولنے لگا تھا آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

اور اس دن وہ سارا کھانا ٹھنڈا ہو گیا تھا جسے بعد میں گرم کر کر ایک دوسرے کے ساتھ کھایا گیا تھا۔

وہ اگلے دن اسے لے کر کسی خوبصورت جگہ پر چلا گیا تھا دونوں نے بہت ہی پیارے لمحات ایک ساتھ انجوائے کئے۔

جب اچانک ماہم کا سر بری طرح سے چکرانے لگا اس نے عثمان کو دور سے آتے دیکھا اسکے ہاتھ میں دو آئس کریم تھیں۔

وہ پگھل جانے کے ڈر سے تیز تیز قدم اٹھائے اسکی جانب آرہا تھا جب ماہم کو ایک جانب جھکے دیکھ وہ پتھرا سا گیا۔

اور اگلے کچھ پلوں میں وہ اسکے پاس پہنچ گیا تھا۔

"ماہی۔۔۔ماہی کیا ہوا" کونسی آئس کریم ساری وہ وہی گرا چکا تھا وہ ماہم کو جھکے ہوئے الٹیاں کرتے دیکھ شدید پریشانی کے عالم میں گھر چکا تھا۔

"م۔۔۔میرا سر" وہ صبح سے خود کو ڈاؤن محسوس کر رہی تھی ایک دو بار تو وومٹ بھی کر چکی تھی لیکن اب کی بار عثمان نے اسے دیکھ لیا۔

"چلو میرے ساتھ" وہ اسے اٹھا کر گاڑی کی جانب تیزی سے بڑھ گیا۔

"م۔۔۔ماں سب دیکھ رہے ہیں کیا کر رہے ہیں" وہ شرمندہ سی ہوتی اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

"تو اپنی بیوی کو اٹھایا ہے انکی بیویوں کو نہیں" اسکی بات پر ماہم نے جھٹ سے منہ باہر نکال کر اسے گھورتے ہوئے مکا اسکے سینے پر جڑ دیا۔

"ہاں مارنے کی انرجی تمہارے اندر اب بھی ہے" وہ اسکی اس حرکت پر جی وار تا تھا۔

"تو کیوں بولا" گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بھی وہ باز نہیں آئی تھی۔

"میری غلطی جہاں پناہ میں کان پکڑتا ہوں اب ڈاکٹر

کے پاس چلیں" وہ کہتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا

۔

"ڈاکٹر کے پاس کیوں؟" وہ ذو معنی انداز میں پوچھ

رہی تھی۔

"اوہ میں تو بھول گیا آپ تو خود ڈاکٹر ہیں۔۔۔بتائیں

کیا ہوا ہے میری بیگم کو؟"

وہ شرارتی انداز میں پوچھتا اسکی طبعیت ہلکی پھلکی کر

رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ" وہ گاڑی کے باہر دیکھتی ہاتھوں کو گھبراہٹ کے مارے آپس میں الجھانے لگی۔

"لو۔۔۔ تو ڈاکٹر کس نام کی ہو۔۔۔ خیر ہم کسی اور کے پاس چل لیتے ہیں "

وہ اسکے معاملے میں اس پر اعتبار بھی نہیں کر سکتا تھا جانے وہ کیا الٹا سیدھا سچ بتا کر دواؤں سے بچ جائے۔

"بولا بھی تھا الٹا سیدھا نہیں کھانا لیکن پھر بھی پیزا برگر سب کھائے ہیں "

وہ ڈپٹ رہا تھا جبکہ ماہم منہ باہر نکالے بار بار اپنی آنکھوں کی نمی صاف کر رہی تھی۔

ایک بہت ہی خوبصورت احساس کا رنگ چہرے پر بار بار آرہا تھا۔

وہ زامل کو کسی طرح سے سلانے کی کوشش میں تھا لیکن وہ جن جیسے قسم کھا کر آیا تھا نہ خود سوئے گا اور نہ ہی باپ کو سونے دے گا۔

وہ سب بھی اسکے سونے کے انتظار میں ایسے بیٹھے تھے جیسے پوری دنیا میں اس سے ضروری اور کوئی کام ہی نہ رہا ہو۔

"یہ نہیں سوئے گا یہ ہم سب کو سلانے آیا ہے"

عثمان ہاتھ کھڑے کرتا مرے ہوئے مردے کی طرح پیچھے صوفے پر گر گیا۔

"میں بھی سونے لگا ہوں چلو زامی بیٹا لوری سناؤ ہم سب کو" پامیر کی بات پر یاقوت کی پھنسی پھنسی سی ہنسی نکلی۔

"نو مما۔۔۔ بباتو شناتی ہیں (نہیں ماما بابا کو سناتی ہیں)"

اسکی بات پر جہاں زیحال نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنی اولاد کو دیکھا۔

وہی سب کا جاندار قہقہہ گونج اٹھا وہ سب کے بیچ اس بات پر اپنے بیٹے کو گھورنے لگا جسکو لگا کہ اسے بھی ہنسنا ہے۔

"چلو بھئ آج بھائی تو نہیں سوئیں گے کیونکہ لوری جو نہیں سنائی دے رہی میں تو سونے لگا" زیحال نے پامیر کو کچا چبا لینے والی نظروں سے دیکھا۔

"ببا۔۔نینی نئی۔۔۔بم بم۔۔۔ببا بم بم" وہ سونے سے صاف انکار کرتا اسے رات کے اس پہر باہر گھمانے کی ضد کر رہا تھا۔

"زامی سو جاؤ کل چلیں گے" وہ کسی طرح اسے سلا دینا چاہتا تھا لیکن وہ اب کہاں سونے والا تھا اب تو اسکی ضد پوری کی جاتی۔

"تو ہمیں سونا نہیں چاہئے آج ہم لونگ ڈرائیو پر چلتے ہیں کیوں؟" ہاں یہ ضد تو برلاس کی سب سے پہلے کرتا۔

ان دونوں کی بات پر باقیوں نے ایک دوسرے کے
چہرے دیکھے۔

اب ایک سے بھلے دو کی ضد تھی اور دونوں کی اسکی
ضدی اولاد تھیں تب ہی اگلی کچھ دیر میں وہ سب اپنی
اپنی گاڑیاں لے کر سڑکوں پر نکل چکے تھے۔

زیحال کی گود میں بیٹھا زامی بار بار کھڑا ہوتا سٹیرنگ
پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بھا۔۔۔ئی۔۔۔ہمت ہے تو مجھ سے جیت کر
دکھائیں" برلاس گاڑی کے بجائے اپنی بائیک لے کر

آیا تھا اور جس طرح وہ اسے اڑا رہا تھا زیحال دنگ گیا تھا۔

"نو وی ون۔۔۔ببا۔۔۔اول یج ببا۔۔۔فاشٹ (نہیں ہم جیتیں گے بابا تیز بھگائیں اور تیز)" وہ اپنے باپ کی گود میں یوں اچھل رہا تھا جیسے اسکے اچھلنے سے ہی گاڑی فاسٹ ہو گی۔

وہی ہوا وہ بھی اسکا باپ تھا جس کے پاس اسکی بلیک رین تھی اس نے فل سپیڈ میں گاڑی سب گاڑیوں کو

اوور ٹیک کرتے ایسی نکالی کہ پیچھے صرف دھول باقی رہ گئی تھی۔

برلاس تو آنکھیں پھاڑے اپنے باپ کو ہی دیکھتا رہ گیا۔

وہ گاڑی اس سپیڈ سے نکال کر لے گیا کہ پیچھے والے صرف دیکھتے رہ گئے اور اسکی گاڑی کا ساؤنڈ اس قدر بلند تھا کہ پیچھے رہتی فضا میں جیسے کئی دیر تک گونجتا رہا۔

زامل یہ دیکھ کر خوشی سے پاگل ہونے لگا تھا وہ زیحال کی گود میں بیٹھا بیٹھا ہی زور زور سے اچھلنے لگا۔

"ی۔۔۔۔۔۔ے۔۔۔وی ون۔۔۔ببا۔۔وی ون" وہ ہاتھ کی مٹھیاں بھینچے وہی اسکی گود میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنے لگا۔

اور کھڑکی سے باہر اپنے تاہ کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگا جو خود بھی اسی سپیڈ سے اب آ رہا تھا۔

باپ کو ہلکے میں لے کر اس نے غلطی کر دی تھی۔

زیحال نے زامل کی دونوں ٹانگیں سٹیر نگ کے اندر سے گزار کر اس کے اوپر بٹھا گیا۔

وہ اسکے اوپر بیٹھ کر اور زیادہ خوشی سے پھولنے لگا تھا۔ جیسے گاڑی ہی اب وہ چلا رہا ہو۔

پیچھے سے وہ سب بھی اپنی اپنی گاڑیوں کی سپیڈ بڑھا گئے۔ سب کو زیحال کے برابر ہونا تھا

ان کی گاڑیاں سڑکوں پر چلنے کے بجائے اڑ رہی تھیں۔ وہ سب ایسے تھے جیسے صدیوں سے قید جیل سے آج آزاد ہوئے ہوں۔

"نہیں یہ چیٹنگ ہے" وہ اپنی بائیک کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا منہ کے آڑے ترچھے نقشے بنا رہا تھا۔

سب وہی گول دائرہ بنا کر کھڑے تھے۔ نہ صرف خود بلکہ اپنی گاڑیوں کو بھی ایسے ہی کھڑا کر رکھا تھا۔

زیحال نے گاڑی کے بونٹ پر بیٹھے زامل کے منہ سے ٹپکنے والی آئس کریم کے قطرے کو ٹیشو سے صاف کیا۔

"ببا یم یم" وہ مزے کے منہ بناتا خوشی سے بتا رہا تھا جب برلاس نے اسے گھور کر دیکھا

"اوئے چپ کرو میں بات کر رہا ہوں ناں" وہ سینے پر ہاتھ باندھے اینگری برڈ بنا کھڑا تھا

جب زامل بھی وہی گاڑی کے بونٹ پر کھڑا ہو کر اسکے برابر ہو گیا۔

"می ایکم۔۔۔کھا لا اوں ناں تاہ (میں آئس کریم کھا رہا ہوں ناں تاہ)"

وہ زیحال کی طرح آبرو اٹھائے جس پھرتی سے بولا تھا سب اسکے منہ کو دیکھتے رہ گئے۔

"اول۔۔۔اول" وہ تھوڑا ہکلاتے ہوئے اپنے ماتھے پر پڑے سلکی بالوں کو پیچھے ہٹانے لگا۔

یہ دیکھ زیحال نے اپنی ہنسی بمشکل دبائی اور خود آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کے بالوں کو پیچھے کیا مگر وہ رہ رہ کر اسکے ماتھے پر گر رہے تھے۔

زارک نے غور سے ایک نظر برلاس کو اور ایک نظر زامل کو دیکھا۔

وہ دونوں ایک جیسے لگتے تھے چھوٹے بڑے ورژن وہی ماتھے پر بکھرے بال وہی خوبصورتی باپ جیسی اور وہی ادائیں جو لوگوں کو پاگل کر دیں۔

"اول۔۔۔اول کیا توتلی عوام" یہ ہوا تھا اموشنل اٹیک زامل کے چھوٹے سے دل پر۔

"ناہ۔۔۔ببا۔۔۔مے آم نئ اوں نامی جامی ہناہ (نہیں بابا میں عوام نہیں ہوں ناں میں زامی ہوں ہیں ناں)"

اسکے دل پر لگی تھی بھئی۔ وہ زامی تھا عوام تھوڑی۔

"جی میرا بیٹا آپ عوام نہیں ہو" زیحال نے اسے خود سے لگاتے اسکا سر چوما۔
"زی نے زندگی میں ایسے تو بہت سی ایڈونچرز کئے ہیں لیکن یہ والے دو سب سے الگ ہیں"
اس نے برلا اور زامل کی جانب اشارہ کیا
برلاس جو باپ کی توجہ نہ پا کر زامل کو گھور رہا تھا زیحال نے مسکرا کر ہاتھ اسکی جانب بڑھا دیے۔
وہ اسکے وا ہوئے بازو کو دیکھ کر ایک ہی جست میں اسکے ساتھ لگ گیا۔
"بیٹا۔۔۔باپ باپ ہوتا ہے اسکی پاورز کو انڈرسٹیمیٹ نہیں کرنا چاہئے" اسکی بات پر سب کے بے ساختہ قہقہے گونج اٹھے۔
برلاس خود بھی ہنس دیا وہ کیسے بھول گیا تھا کہ اسے ڈرائیونگ سکھانے والا بھی خود اسکا باپ ہی تھا۔
جو انگلی پکڑ کر چلنا سکھائے اسکے ساتھ بھاگنے کی ریس نہیں لگانی چاہئے۔
"می ببا اوتے" باقائدہ جتایا۔
"میرے بابا اوکے" وہ دونوں آپس میں شروع ہو گئے تھے زیحال کبھی ایک کو دیکھے تو کبھی دوسرے کو۔
"نو۔۔۔یو بد بد ایم چھمال چھمال (آپ بڑے بڑے ہو میں چھوٹا چھوٹا ہوں)" وہ اپنی چھوٹی سی انگلی دکھاتے بڑوں کی طرح بول رہا تھا۔
"نہیں۔۔۔یہ بھی میرے لئے چھوٹا ہی ہے" زیحال نے جیسے ہی اسکے سر کا بوسہ لیا برلاس کو لگا وہ کسی اور ہی دنیا میں ہے۔
پیچھے سے پامیر بھی انکے ساتھ لگ گیا۔
"ٹرسٹ می میرے بھی ابھی دس بچے نہیں ہوئے اور دادا تو میں بلکل نہیں بنا"

اسکی بات پر جو سب کو ہنسی کا دورا پڑا خود زیحال بھی منہ پر ہاتھ رکھے ہنستا چلا گیا۔
یہ منظر بہت خوبصورت تھا انکے بیچ محبت رقص کر رہی تھی۔
زارک کو اپنا آپ خوش قسمت محسوس ہوا جو وہ اس فیملی کے ساتھ آ جڑا تھا۔
"لیکن جیتنا نہیں تھا" برلاس کو ٹون وہی اٹکی تھی وہ اس صدمے سے باہر نہیں آ رہا تھا۔
"اوکے آگے سے ہمیشہ ہار جایا کرونگا"
"پکا؟" اس نے ہاتھ کی انگلی آگے کرتے پرامس چاہا۔
"پکا میری جان" وہ اسکے سر پر اپنے لب رکھتے زور سے خود میں بھینچ گیا برلاس خوشی سے پھولنے لگا تھا۔
وہ پامیر اور اسے ہمیشہ بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا تھا البتہ یاقوت ان دونوں سے زیادہ میچور تھا اسکی سمجھداری ہی تھی جو اس نے زیحال کے ساتھ مل کر ان دونوں کی پرورش کروائی تھی۔
"ویسے تم لوگوں کا پانچواں سٹار کہاں ہے؟" عثمان نے یہاں وہاں زارک کیلیئے نظر دوڑائی جو آس پاس تو کہیں نہیں دکھ رہا تھا۔
"پتہ نہیں یہ کہاں چلا گیا" یاقوت نے تھوڑی آگے تک اسے جا کر دیکھا لیکن وہ ارد گرد کہیں نہیں تھا۔
اسکی گاڑی بھی نہیں تھی مطلب وہ گاڑی لے کر کہیں نکل گیا تھا گھر تو نہیں گیا ہوگا یہ اسے یقین نہیں لیکن پھر کہاں۔
وہ سب سوچ میں پڑنے ہی لگے تھے کہ زیحال کا فون رنگ کرنے لگا اس نے جونہی فون کی سکرین پر نظریں ڈالی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے رہ گئی تھی۔

سامنے ہی "وائفی" کالنگ جگمگا رہا تھا اس نے فورا سے پہلے کال اٹھاتے فون کان سے لگانے کی کوشش ہی کی تھی کہ عثمان اسے سپیکر پر ڈال گیا۔

"ہبی۔۔۔ کہاں ہیں آپ۔۔۔ز۔۔۔زامل گھر میں کہیں نہیں ہے" اسکی آواز شدید پریشانی میں ڈوبی ہوئی لگ رہی تھی۔

"مما می۔۔۔ادل اوں (مما میں ادھر ہوں)" باپ سے پہلے وہ بول پڑا تھا اور بولا بھی اتنی تیز آواز میں کہ پورا محلہ سن لے۔

"کیا۔۔۔؟ زامل آپ کے پاس ہے اور آپ کہاں ہیں؟" وہ اب پریشان ہونے کی جگہ حیران تھی کیونکہ اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ اس وقت سڑکوں پر آوارہ گردی کرنے نکلے ہونگے۔

"ہ۔۔۔ہم مم ۔۔۔میرا مطلب میں۔۔۔میں تو گھر سے باہر ہوں تم نے ہی تو نکالا تھا" صحیح معنوں میں سانس اب خشک ہوئی تھی۔

سزا کو مزہ بنانے پر وہ اس کا جینا حرام کر سکتی تھی۔

"کہاں گھر کے باہر؟ میں نے ابھی زامل کو ڈھونڈا تو تھے تو آپ بھی نہیں۔۔۔ ہبی۔۔۔سچ سچ بتائیں کہاں ہیں آپ؟"

وہ لڑاکا بیویوں کی طرح طیش بھرے انداز میں غرائی تھی۔

وہ کیسے بھول گئی تھی جب زامل کو باہر ڈھونڈ رہی تھی تب زیحال بھی کہیں نہیں دکھا تھا۔

وہ تو اسے اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس بھی دیکھ کر آئی تھی کہ کہیں وہ پہلے کی طرح وہاں سے کوشش تو نہیں کر رہا۔

"پھنس گئے پاشا صاحب" عثمان نے منہ پر ہاتھ رکھتے بڑبڑاتے ہوئے ہنسی دبائی۔

"گھر آئیں ذرا دیکھتی ہوں کہاں مصروف ہیں آپ" وہ کہتے ہی کال کٹ کر

گئی اور وہاں زیحال ہیلو ہیلو کرتے فون کی سکرین دیکھتا رہ گیا۔
"میں تو پریشان ہی ہو گئی تھی آج سے پہلے زامل ایسے تو باہر کبھی نہیں گیا"
مشی زوناش کو گود میں لئے صوفے پر آ بیٹھی۔
وہ اپنی مٹر سی آنکھوں کو مسل مسل کر سب کو دیکھ رہی تھی اس وقت تو
سب سوتے ہیں آج کیسے جاگ رہے ہیں۔
"خیر باہر اتنی سکیورٹی ہے وہ کہیں جا تو سکتا نہیں تھا لیکن بات یہاں ان سب
کی ہے جو گدھے کے سر سے سینگھوں کی طرح غائب ہیں"
کومل کی بات پر مشی کھسیانی سی ہنسی۔
آئرہ کو تو رہ رہ کر جمائیاں آ رہی تھیں اسے کوئی فکر نہیں تھی برلاس کی
کیونکہ زیحال اسکے ساتھ تھا آج۔
"آئیں یہ دیکھ لیتے ہیں ان سب کو بھی" گھر سے باہر کرنا ایک سزا تھی جسے وہ
لوگ مزہ بنا کر بیٹھے تھے۔
"خیر سے تم بھی تبلے کی طرح بجا دیتی ہو ہمارے بچارے زیحال کو گھر سے ہی
نکال دیا"
کومل کی بات پر زمل نے زالے کے کان دیکھے جہاں اب ایک سٹڈ چمک رہا
تھا۔
"ہاں تو کام کونسا نیک کئے ہیں مجھے پاگل بنا رہے تھے" وہ ہاتھ کی مٹھی بند
کرتی دانت پیس کر بولی۔
"یار اس وقت تو کلبز بھی اوپن ہوتے ہیں وہاں تو لڑکیاں بھی اتنی ہاٹ آتی
ہیں" مشی کو یکدم سے یاقوت کا خیال آیا ساتھ تو وہ بھی تھا۔
"تم تو منہ بند رکھو۔۔۔ برا ہی بولنا" کومل کو تو اسکی بات پر ہول پڑے تھے
وہیں آئرہ کی آنکھیں لڑکیوں کے ذکر پر پٹ سے کھل گئیں۔

"کیا سچ میں وہ لوگ کلب گئے ہونگے؟"
"شٹ اپ سب منہ بند کرو۔۔آنے دو ان کو" کومل جلتے توے پر لوٹتی دروازے پر نظریں گاڑھ گئی۔

وہ دونوں سب کیلئے چائے بنانے میں مصروف تھے جبکہ باقی سب بیچ میں ٹیبل رکھے اس پر تاش کھیل رہے تھے۔
ان سب کے قہقہوں میں عجیب سی گھٹن تھی۔
وہ کچن میں کھڑا اپنے منہ پر برف کے ٹکڑے سے سکائی کر رہا تھا۔
"سالے نے اتنی زور کا پنچ مارا جبڑا ہل گیا میرا" وہ نازیبہ الفاظ سے اسے نوازتا اپنے غصّے کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔
"زیادہ لگی؟" اسکے ساتھ نے آگے بڑھ کر اسکی چوٹ دیکھنی چاہی جسے وہ بھڑک کر پیچھے کر گیا۔
"ہٹ پیچھے۔۔۔کمینے۔۔۔تب تو اپنی بہن پیش کر کر بھاگ گیا تھا اب زیادہ فکر دکھا رہا ہے؟" وہ تو جیسے جلتی آگ میں ڈھے گیا تھا۔
"یار وہ مار بہت برا رہا تھا وہاں رہتا تو مجھے بھی مار دیتا"
"بزدل" وہ منہ سے دو چار گالیاں دیتا وہاں رکھے سٹول پر بیٹھ گیا۔
"اچھا فکر نہ کر۔۔۔اگلی بار اس لڑکی کو ایسا سبق سکھائیں گے کسی قابل نہیں رہے گی" وہ چائے کا کپ اسکے سامنے رکھتا نرمی سے بولا۔
"نہیں۔۔۔اگلی بار میں اسے سیدھا جان سے مار دونگا" اسکے ارادے اس قدر خطرناک دیکھ اسکے ساتھی کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔
"مارنے سے پہلے ایک رات کیلئے مجھے دے دینا" اسکے لہجے میں ٹپکتی حوس بھانپتے دیکھ اس نے شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"چل ہٹ حوسی کمینہ" وہ چائے کا کپ اٹھاتے باہر آیا۔
سب کو پاگل نشے میں دھت شراب پیتے اور تاش کھیلتے دیکھ اسکا موڈ مزید بگڑ گیا۔
وہ برا سا منہ بنائے باہر نکل آیا تازی ہوا کے جھونکے نے اسکا پر تپاک استقبال کیا وہ آنکھیں بند کئے اسے محسوس کرنے ہی لگا تھا جب ایک زور دار لات اسکے سینے پر آ لگی تھی۔
وہ اپنے دھیان میں کھڑا اڑتا ہوا پیچھے دروازہ توڑتے اندر اپنے ساتھیوں پر جا گرا تھا۔
وہ سب بوکھلا کر یکدم سے اٹھے اور سامنے دیکھنے لگے جہاں باہر سے ایک سایہ سا دکھائی دے رہا تھا۔
اسکی پیٹھ پر پڑتی روشنی میں اسکا چہرہ آگے سے صحیح واضح نہیں ہو رہا تھا۔
"اوئے کون ہے تو؟" ان میں سے ایک بھڑکتا آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہونے ہی لگا تھا جب اس نے ہاتھ میں پکڑی زنجیر کو مزید ہاتھ میں لپیٹتے سختی سے پکڑا۔
اور گھما کر اسکی گردن میں دے مارا۔
وہ وہی گردن ٹوٹتے زمین بوس ہوتا بری طرح سے چلانے لگا اسکے ساتھی اسکی حالت دیکھ خوف زدہ سے ہوتے پیچھے ہٹ گئے۔
"کون ہے سامنے آ"
وہ سامنے آیا تھا بھاری بوٹ اور سرخ آنکھیں۔
اولیو گرین آنکھوں میں اس وقت شرارے سے مچل رہے تھے اسے پہچاننے میں ان سب کو ذرا بھی دیری نہ لگی۔
"و۔۔۔وولف۔۔۔ت۔۔۔تم" ان سب پر مانو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے

تھے۔
وہ کیسے نہ پہچانتے ان سب کو ٹرینڈ کرنے والا بھی تو وہ خود ہی تھا۔
"یہ کیا کیا تم نے اپنے ہی آدمی کو اتنا برا مار دیا" وہ حیرت اور دکھ کے مارے بول بھی نہیں پا رہے تھے جب وہی پہلا شخص اٹھتے اسے سینے پر ہاتھ رکھ کر روک گیا۔
اور ہاتھ کی پشت سے منہ سے نکلتے خون کو صاف کرتے شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھا۔
"یہ وولف نہیں ہے" اسکی بات پر سب نے زارک کی جانب دیکھا۔
"یہ زارک۔۔۔زیحال خان آفندی ہے" پہلی بار کسی نے اسے اس نام سے پکارا تھا جس پر خود زارک کا دل دھک سے رک گیا۔
"یہ ان بھائیوں کی طرف ہے اب" وہ منہ سے جیسے انگارے برسا رہا تھا۔
"اس لئے۔۔۔مارو کمینے کو" اسکے دھاڑ کر دیے گئے حکم پر اسکے ساتھ ایک ساتھ اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔
وہ سب کو ایک ساتھ اپنی جانب آتے دیکھ دوڑ کر دروازہ پکڑتے اسکے سینوں پر چلتے دوسرے کو مکا مارتے نیچے گرا گیا۔
خود نیچے بیٹھتے ایک ہی ٹانگ میں زنجیر لپیٹتے اسے وہی گرا کر اٹھتے دوسرے کے ہاتھ سے خنجر پکڑتا اسی کے ساتھی کی گردن میں آر پار کر گیا۔
پیچھے سے دو نے اسے ایک ساتھ آن پکڑا تھا جب وہ انکے سہارے اچھل کا سامنے والوں کو ایک ایک لات مارتے پیچھے دیوار میں جا بھڑایا۔
وہ سب کو کتوں کی طرح مار رہا تھا ایسے جیسے سر پر خون سا سوار ہو ہو۔
"وو۔۔۔وولف۔۔۔کیوں مار رہے ہو ہمیں" وہ اسکی بات پر رک کر اسے دیکھنے لگا۔

وہ کیوں مار رہا تھا؟ یہ سوال اس نے خود سے بھی کیا جب آنکھوں کے سامنے یہی سب کھڑے دکھائی دیے اور انکی نگاہیں اس سبز آنکھوں والی لڑکی پر جمی تھیں۔

وہ ہاتھ کی مٹھیاں اور زور سے بھینچ گیا ساتھ جبڑے بھینچے رگیں تن گئی تھیں۔

جب تک وہ اگلا وار کرتا پیچھے سے ایک زور دار ضرب اسکے سر پر لگی تھی وہ وہی سے لڑکھڑاتا خود کو گرنے سے بچاتے مڑ کر اس شخص کے ہاتھ سے ڈنڈا لیتے الٹا اسی پر اسے توڑ گیا۔

وہ سب کو زیر کرتے ایک کرسی کھینچ کر اب ان کے بیچ بیٹھا تھا۔

ہاتھ میں جلتی سگریٹ اور طیش بھری نگاہیں سب پر جمی۔

آخر میں اس نے دھیرے سے بندوق نکالی اور ایک ایک کر کر سب کو نشانہ بناتے سیدھا گردن میں فائر مار دیے۔

آخر میں وہی بچا تھا جس کے اندر کی آگ بجھ نہیں رہی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں وولف" وہ گڑگڑاتے ہوئے اپنی زندگی کی بھیک مانگنے لگا۔

اس نے بغور اسکا چہرہ دیکھا اور جھک کر اسکی آنکھوں میں اسی عکس کو ڈھونڈا جو بہت دیر سے وہاں مچل رہا تھا۔

"اس لڑکی کی طرف اٹھی ہر نگاہ۔۔۔بند ہونا ڈیزرو کرتی ہے" کہتے ہی وہ اسکے سینے میں پوری میگزین خالی کر گیا۔

وہ سب کو بے سدھ پڑے دیکھ اٹھ کر وہی کونے میں رکھا پٹرول اٹھا کر ان سب پر ڈال گیا۔

پٹرول چھڑکتے وہی کچن سے میچ باکس اٹھا کر لے آیا اور آتے ایک تیلی صرف ایک تیلی اور سب جل کر اسی وقت بھسم ہو گئے

وہ خود باہر نکل آتے گاڑی میں رکھے ٹیشو کے باکس سے ایک ساتھ کئی ٹیشو نکال کر سر کی پشت پر رکھے۔
درد شدید تھا مگر چہرے پر عیاں نہیں ہو رہا تھا۔
"وہ کیوں کر رہا تھا ایسا" کسی نے پھر یہ سوال کیا اور جواب کہیں اور چھپا تھا۔
وہ سب کو باتوں میں مصروف دیکھ کر پیچھے سے اپنی گاڑی نکال لے گیا تھا جس کی کسی کو خبر تک نہیں ہو سکی۔
اسکی گاڑی تمام گاڑیوں کے بیچ سے ہوتی سیدھا ایک گھر کے سامنے جا رکی تھی جو عین اسکی نظروں کے سامنے تھا۔
اور اب وہ یہاں سے واپس جا رہا تھا۔

سب کا انتظار شدید و طویل ہو رہا تھا جب کچھ ہی دیر میں گاڑیاں ایک ساتھ پاشا ولا کے گیٹ سے اندر داخل ہونا شروع ہوئیں۔
وہ سب ایک ساتھ اندر آئے تھے سب سے آگے زیحال تھا باقی سب تو اسکے پیچھے ایسے چھپے جیسے نظر ہی نہ آ رہے ہوں۔
زیحال نے مڑ کے ان سب خبیثوں کو دیکھا۔
"بھائی۔۔۔ڈریں نہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں" پامیر کی بات پر زیحال نے دانت پیسے۔
" نظر آ رہا ہے کتنے ساتھ ہو" اس نے سب کو بھیگے بلوں کی طرح پیچھے چھپے دیکھ ٹونٹ مارا۔
"ہمت مردا۔۔۔مدد خدا"
"شٹ اپ" عثمان کو شٹ اپ کال دیتے وہ آگے کو مڑا اور زامل کو گود سے اتار کر سب سے آگے کھڑا کر دیا۔

قسمت کہ وہ چھوٹا پیکٹ اپنے باپ کو چھپانے میں بری طرح سے ناکام ہوا تھا۔
"جی۔۔۔تو کہاں کی سیر کر کر آرہے ہیں؟" وہ سینے پر ہاتھ باندھے تڑخ کر پوچھنے لگی۔
"وہ۔۔۔ہم۔۔۔ہم یہی پاس میں ہی چائے پینے گئے تھے" پاس ایسے بولا جیسے بغل میں ہی ڈھابہ ہو۔
"کتنا پاس؟" پھر سے پوچھا۔
"اتنا کہ تم یہاں کھڑے کھڑے اسکو ہاتھ لگا دو" پامیر نے گردن باہر نکال کر ٹکڑا لگایا۔
"چپ کر کر کھڑے ہو جاؤ کومل کا ایک ہاتھ لگا تو تم یہاں آس پاس نظر نہیں آؤ گے"
یاقوت نے اسے دھمکانے کی ایسی کوشش کی کہ اسکے اندر کا شوہر بھڑک کر جاگ اٹھا تھا۔
"ہوں۔۔۔بیوی وہ ہے میری میں نہیں" وہ اس وقت گول گلے والی وائٹ شرٹ میں کھڑا تھا جس کے کالر نہ ہوتے ہوئے بھی وہ فرضی کالر کھڑے کر گیا۔
"آ۔۔۔ہاں۔۔۔دیکھنا ذرا اسکی طرف" یاقوت کے کہنے پر پامیر نے گردن اوپر کرتے کومل کو دیکھا۔
وہ کسی مارنی بیل کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔
پامیر نے اسے دیکھ بمشکل تھوک نگلا۔ اور مڑ کر مسکراتے ہوئے یاقوت کو دیکھا۔
"وہ۔۔۔وہ تو اسکی پیار بھری نظر ہے"
"ہاں۔۔۔بیٹا انہی پیار بھری نظروں سے وہ تمہارا شہید چوک بنا دے گی" انکی

اپنی گپ شپ شروع ہو گئی تھی۔
آگے زیحال زمل کو راضی کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ واقعی یہی قریب ہی گیا تھا۔
"ممّا۔۔۔وی ون۔۔۔ہناہ ببا (ماما ہم جیتے ہیں ہیں ناں بابا)" اس نے مڑ کر آئفل ٹاور جتنے باپ سے تصدیق چاہی۔
"کیسے ون؟" زمل کو سمجھ نہیں آئی تھی لیکن زامل نے پوری ایمانداری سے اسے ایک ایک بات بتائی تھی جسے سن کر زمل کی آنکھیں بے ساختہ پھیلنے لگیں۔
زیحال گردن نفی میں ہلانے لگا جب کہ زمل کا چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔
وہ زیام کو گود میں لئے زالے کا ہاتھ پکڑ کر اوپر کمرے میں چلی گئی پیچھے ان باپ بیٹا کو اکیلے چھوڑ کر۔
"ممّا ناج ہے بابا(ماما ناراض ہیں بابا)" وہ اپنی بٹن سی آنکھیں گول کر کر بتا رہا تھا۔
"کیا کس نے ہے" وہ اب کیا غصّہ کرتا اس دو فٹ کر۔
بس اسے بھی گود میں اٹھائے اوپر چلا گیا جب پیچھے وہ بچارے اکیلے رہ گئے۔
"میں تو یہاں ہوں ہی نہیں" پامیر کی آنکھیں تو فورا ہی پھر گئی تھیں وہ عبدلباری کو اپنے چہرے کے آگے کرتا کمرے میں چلا گیا۔
جب یاقوت کی نظر مشی پر پڑی زوناش اس کا فراک اپنی ننھی مٹھیوں میں تھامے کھڑی تھی جب اپنے بابا کو دیکھتے اسکی آنکھیں چمک اٹھیں۔
"با۔۔۔با" وہ بابا بولتی اسکے پاس آنے کی کوشش کرنے لگی۔ یاقوت کو آج اسکی بیٹی نے بچا لیا تھا مشی چاہ کر بھی اسے کچھ بول نہیں سکی۔
ان سب کے جاتے پیچھے برلاس اور آئرہ بچے تھے عثمان زارک کے ساتھ کھڑا

اسکی طرف جانے کا سوچ رہا تھا۔
برلاس نے ایسے آبرو اچکائی جیسے کہہ رہا ہو "کیا؟"
"تم کچھ نہیں بولو گے؟" انداز تڑخنے والا تھا۔
برلاس کو پہلی بار وہ بیوی لگی تھی ایسے پوچھتے ہوئے تب ہی دل میں ہلچل سی مچ گئی خوشی سے۔
"نہیں۔۔۔میں بھی بولوں گا" وہ دھیرے سے آگے بڑھتے اپنے لہجے کو شریر کر گیا۔
آئرہ جو دیوار بن کر حائل تھی اسکے یوں کہنے پر یکدم سے ٹھٹھک گئی۔
"ٹھرکی۔۔۔سب کو تم ہی لے کر گئے ہوگے خبردار جو کمرے میں آئے"
وہ اسکی نیت بھانپتے جان بوجھ کر سارا ملبہ اسی پر ڈالتی فورا سے اندر بھاگ گئی۔
برلاس کو سمجھ نہیں آئی کیا کرے وہ کمرہ بھی اندر سے لاک کر چکی تھی۔
برلاس نے سے کھجاتے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں عثمان سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔
"ہمیں جوائن کر سکتے ہو" اسکی آفر پر برلاس کی نظر زارک پر گئی وہ بھی جیسے تب سے اسی کا منتظر تھا۔
"ضرورت نہیں" وہ بول کر وہی صوفے پر بیٹھ گیا زارک کا چہرہ کسی معصوم بچے کی طرح اتر سا گیا۔
"کوئی یہ نہیں جانتا کہ میں شکایت لگانے میں کتنا ماہر ہوں چلو زارک" وہ زارک کو اپنے ساتھ لگاتے باہر نکل گیا۔
"یہ کیا بولا تم نے؟" اسے سمجھ نہیں آئی تھی پوچھتے ہوئے وہ پیچھے مڑنے کی جیسے ہی کوشش کرنے لگا عثمان نے اسکا منہ پکڑ کر سیدھا کر دیا۔
"سیدھا چلو سکون تو تمہاری ہڈیوں میں بھی نہیں ہے" وہ دانت پیسے اسے

پورشن میں لے گیا جہاں سامنے ہی صوفے پر لم لیٹ ہوئے برلاس کو دیکھ دونوں کی آنکھیں پھٹی۔
اور ایک دوسرے کو ہکا بکا سے دیکھنے لگے۔
"تم کب مطلب کیسے کہاں سے آئے؟" راستے میں تو وہ کہیں نہیں آیا۔
عثمان نے اسکی نہ دکھنے والی شکنتیوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر وہ ڈھیٹ بن کر لیٹا آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔
"یہ میرا گھر ہے مجھے ہر راستہ معلوم ہے" بنا آنکھ کھولے دونوں پر بم پھوڑا۔
عثمان کو ہنسی آئی تھی جسے وہ بر وقت دبا گیا۔ اور خوشی سے تمتماتے چہرے پر قابو پاتے اپنی جگہ سمبھال گیا۔
زارک کی اپنی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔
اس رات وہ ایک پل کیلئے بھی سو نہیں سکا تھا وہ سامنے صوفے پر بیٹھا یک ٹک اسے ہی دیکھتا رہا وہ کہیں صوفے سے گر نہ جائے اسے ٹھنڈ نہ لگے اس کا کمبل ہٹ نہ جائے۔
وہ ہر بات کا بلکل ایسے دھیان رکھ رہا تھا جیسے ایک ماں بچے کا دھیان رکھے۔
کہ تب ہی اسے اپنے سر میں شدید درد کی لہر سی اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی۔
وہ اٹھ کر کمرے میں آگیا وہ جانتا تھا اسکے نظر انداز کرنے سے یہ زخم بھر نہیں جائے گا۔
وہ سائیڈ ٹیبل میں رکھا فرسٹ ایڈ باکس نکال کر بیڈ پر رکھتے خود شرٹ ریموو کرنے لگا۔
اس وقت وہ صرف سینڈو اور پینٹ میں ملبوس تھا ٹھوس بائسپس بھرپور نمایاں ہو رہے تھے۔ وہ بیڈ پر بیٹھتا کاٹن سے اپنی گردن کی پشت صاف کرنے لگا۔
خود سے یہ عمل بہت مشکل ثابت ہو رہا تھا۔ کہ تب ہی پیچھے سے کسی نے

اسکے ہاتھ سے کاٹن لیتے خود اسکا زخم صاف کرنا شروع کیا۔
زارک نے مڑ کر جو نہی پیچھے دیکھا وہ سامنے کھڑے برلاس کو دیکھ سانس لینا بھول گیا۔
وہ خاموشی سے اپنا کام کرنے لگا بینڈج اٹھا کر نہایت پروفیشنل انداز میں بینڈج کی۔
"تم سوئے نہیں تھے؟" اسے فکر اپنے زخم کی نہیں تھی اسے رہ رہ کر اپنے عمل یاد آ رہے تھے۔
کہیں وہ اسکے کمبل ٹھیک کرنے یا اسے گرنے سے بچاتے وقت تو نہیں اٹھا۔
"یہ چوٹ کیسے لگی؟" سوال پر سوال داغہ۔
"یہ۔۔۔یہ تو" وہ کچھ بول نہیں سکا برلاس نے بھی اس وقت اسکی غیر موجودگی نوٹ کی تھی۔
"میری پوچھ گچھ کرنے سے پہلے اپنے کام سیدھے کئے ہوتے"
وہ سخت ٹون میں بولنے کی کوشش کرتا ہوا بھی اپنی فکر نہیں چھپا پایا۔
زارک اسکے مقابل کھڑا ہوا وہ عمر میں صرف بڑا نہیں تھا بلکہ اسکے مقابلے قد میں بھی کچھ بڑا ہی لگتا تھا۔
"تم حکم کرو میں سب چھوڑ دونگا" اسکے لہجے میں نمی بھانپتے برلاس کا دل یکدم سے مٹھی میں آ گیا۔
ایک پل کیلئے صرف ایک پل کیلئے اسے لگا جیسے اسفندیار اسکے سامنے آ گئے ہوں۔
وہی آنکھیں وہی ناک وہی ہونٹ رنگت ان سے بھوری لیکن وہ ہو بہ ہو اپنے باپ پر گیا تھا۔
"مرضی ہے آپ کی" وہ کسی روٹھے بچے کی طرح بول کر واپس جانے ہی لگا

تھا جب زارک کی آواز پر قدم بے ساختہ زنجیر ہوئے۔
"تم میرا واحد رشتہ ہو برلاس۔۔۔اس مجھ سے دور نہ کرنا"
اسکے پاس الفاظ نہیں تھے جن میں وہ بتا پاتا کہ وہ پوری زندگی بنا رشتوں کے غیروں میں کیسے رہا تھا۔

وہ دونوں ہاتھ باندھے گلو سا بنا منہ پھلا کر بیٹھا تھا بار بار اپنی ایک آنکھ اوپر کرتے سامنے بیٹھے جلاد باپ کو دیکھتا اور پھر آنکھیں بند کر لیتا۔
"آپ کو سکریٹ رکھنا چاہیئے تھا ناں بابا کا؟" وہ نہایت سنجیدگی سے اس سے بات کر رہا تھا۔
رات سے زمل نے اس سے ایک بار بھی بات نہیں کی تھی۔
پہلے تو زامل چھوٹا تھا لیکن اب وہ باتیں سمجھنے لگا تھا تب ہی وہ اسے سکریٹ رکھنا سکھا رہا تھا۔
وہ سر نفی میں ہلانے لگا جس پر زیحال نے اسے گھور کر دیکھا۔
اسکے پیچھے بیٹھے زیام نے زامی کی شرٹ کھینچنی چاہی جس پر وہ اسے فورا جھٹک گیا۔
"زامل" اسکے اتنے سخت عمل پر زیحال نے ذرا سختی سے ٹوکا۔
"بری بات ہے وہ چھوٹا ہے آپ سے" وہ اپنے دوسرے بیٹے کو دیکھنے لگا جسے زمل تکیوں کے سہارے بٹھا کر گئی تھی۔
"وہ مال لاتا (وہ مار رہا تھا)" معصوم بننے کی کوشش کی گئی۔
"مارا نہیں ہے وہ پیار کرنا ہے اسکا"
"پیال؟" بڑی بڑی آنکھیں کر کر پوچھا۔
"ہاں پیار"

"اوتے مے بی پیال کلتا اوں (اوکے میں بھی پیار کرتا ہوں)" وہ بول کر زیام کے منہ پر جھکتا اسے پیچھے گرا گیا۔
اسکے اتنے شدید پیار پر زیحال کی ہنسی بے ساختہ چھوٹ گئی اس نے جھٹ سے اٹھتے زیام کو اسکے نیچے سے نکال لیا جو زامل کے سامنے خاصا چھوٹا تھا ابھی۔
اتنے میں زمل انکے دھلے ہوئے کپڑے لے کر کمرے میں آئی جب اس پر نظر پڑتے زیحال اٹھ کھڑا ہوا وہ بولنے کا ارادہ اب بھی نہیں رکھتی تھی۔
وہ ناک کی سیدھ میں سیدھا وارڈ روب تک گئی تھی زیحال بھی اسکے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے وہی پہنچ گیا زمل مڑے بغیر اپنے غصّے کو دبانے کی کوشش کی۔
وہ وارڈ روب سے ہٹ کر ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آگئی اور ترتیب سے رکھی چیزوں کو پھر سے ترتیب سے رکھنے لگی۔
لیکن وہ وہاں بھی اسکے پیچھے پیچھے آ گیا تھا ایسے جیسے اسکے قدموں کے نشان کو ایک بھی جانے نہ دینا چاہتا ہو۔
زمل نے زور سے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے اپنے غصّے کو قابو کیا وہ کاؤچ کے آگے رکھے ٹیبل پر جھکتی اپنی بکس اور زیحال کی فائلز اٹھانے لگی۔
جب دل بے ساختہ الگ ہی لے پر دھڑکا۔
اسکی آفس کی فائلز کے ساتھ اسکی بکس پڑی ہوئی کتنی کیوٹ لگ رہی تھی۔
وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ دباتی پھر سے جانے ہی لگی تھی جب اسے پیچھے آتے دیکھ اسکے ضبط کی انتہا ہونے لگی۔
"ہبی کیا مسلہ" وہ بولتی ہوئی پیچھے مڑنے ہی لگی تھی جب نظر اس بڑے ٹاور سے ہوتی چھوٹے اینٹینا پر گئی۔
زامل بھی انکے پیچھے پیچھے گھوم رہا تھا جسے دیکھ زمل ہک دک سی الفاظ منہ میں ہی رکھ گئی۔

"مما۔۔۔ تین تین کھیل لے او (مما ٹرین ٹرین کھیل رہے ہو)"
اسکے سوال پر زیحال نے جھک کر اپنے پیچھے دیکھا وہ کب اسکے پیچھے آیا اور تب سے اپنے باپ کے پیچھے گھوم رہا تھا۔
اس نے زمل کو دیکھ کر ایسے کندھے اچکائے جیسے کہہ رہا ہو "ٹرسٹ می میں نے اسے نہیں کہا ایسا"
"نہیں۔۔۔ ہم کوئی کھیل"
"ہاں۔۔۔ہاں" زیحال نے یکدم سے اسکی بات کاٹی۔
"ہم کھیل رہے ہیں ٹرین والا" اسکی بات سن کر زمل نے غصّے سے اسے دیکھا۔
"دل رکھ لو میرے بیٹے کا چھوٹا سا ہے ٹوٹ گیا تو کسی لڑکی کے قابل نہیں رہے گا"
اسکی بات پر زمل کی آنکھیں بے ساختہ پھیلیں۔
"جیسے زوناش کے ہی۔۔۔وہ تو ہے بھی نخرے والی" وہ سرگوشی نما انداز میں بول رہا تھا جیسے زامل سن لے گا و دیگر ابھی اس پر لائن مارنا شروع کر دے گا۔
"ببا تین تین کھیلو ناں (بابا ٹرین ٹرین کھیلو ناں)" انکو دیر کرتے دیکھ زامل کو اپنی ٹرین چھوٹتی نظر آ رہی تھی۔
زیحال نے آنکھوں سے جیسے منت کی زمل نے ضبط سے گہرا سانس لیتے خود کو پر سکون کیا اور آگے کو منہ کر کر کھڑی ہو گئی یہ اسکی رضا تھی۔
"چلو زامی تمہاری مما کے شہر چلتے ہیں" وہ بول کر زمل کی کمر پر ہاتھ رکھ گیا اس نے یکدم سے مڑ کر اسے گھورا۔
"زامل۔۔۔آگے آؤ چندا مما کا فراک پکڑو" وہ اس ٹھرکی آدمی سے بچنے کیلئے

زامل کو آگے لانا چاہ رہی تھی۔
"نہیں۔۔۔انجن سب سے آگے ہوتا ہے" وہ بول کر خود آگے آ گیا۔
اب جھک کر اپنے چھوٹے سے انجن کے پیچھے کیسے چلتا۔ اس سے اچھا تھا خود آگے آ جاتا۔
زیام بیڈ پر بیٹھا اس ٹرین کو دیکھ رہا تھا جس کا انجن وہ بھی تھا مگر ایک طرف کر رکھا تھا۔
زمل اسکے پیچھے کھڑی ہو گئی اور زامل اسکے پیچھے اپنی ماں کا فراک پکڑے۔
اتنے میں زالے بھی باہر سے کھیل کر آ گئی اسے لگی تو بھوک تھی لیکن اپنے بابا کو ٹرین والا کھیلتے دیکھ جھٹ سے انکے پاس بھاگ آئی۔
اب ٹرین کر ڈبے پورے تھے سوائے چھوٹے کے جو وہی سے انکو دیکھ دیکھ کر خوشی سے ہنگورے بھر رہا تھا۔
"تم رکھ لو ہاتھ میں نہیں بولوں گا تمہیں ٹھرکن" اسکی بات پر زمل نے گردن نکال کر اسے گھورا۔
وہ ذرا سی چٹکیوں میں اسکی شرٹ تھامے کھڑی تھی
"جی نہیں آگے چلیں" وہ تڑخ کر بولتی اسے آگے دھکیل گئی وہ میسنا اپنی ہنسی دبائے دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگا۔
کیونکہ سپیڈ اسکی تھی اسکے بچوں کی نہیں اسکے چھوٹے چھوٹے قدم زامل زالے کے لئے بڑے بڑے قدموں کے مترادف تھے۔
وہ پورے کمرے میں گھومنے لگے زیام کو بھی زیحال گود میں اٹھا گیا تھا۔
یہ خوبصورت سی ٹرین زندگی کے بہت خوبصورت سفر پر نکل چکی تھی سب کے چہروں پر خوشی بھری مسکراہٹ اور خوبصورت قہقہے تھے۔
وہ زیام کو زور زور سے اوپر اچھالتا اسکی کھلکھلاہٹیں کمرے میں بلند کروا گیا اور

پھر زمل کی انگلی تھامے گول گول گھمانے لگا بچے انکو ایسے دیکھ خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔
"بابامی" زالے اپنے بابا کی ٹانگ سے لپٹتی کیوٹ سی فرمائش کرنے لگی زیحال اسکے سامنے بیٹھ کر اسکی ننھی سی انگلی تھامے گول ہول گھمانے لگا۔
یہ منظر اتنا حسین تھا کہ زمل نظر لگ جانے کے ڈر سے نگاہیں دوسری جانب پھیر گئیں۔
ان باپ بیٹی کی محبت ہمیشہ آنکھوں میں نمی اور دل کو خوشی سے بھر دیتی تھی۔
"گلالے مان جاؤ ناں غلطی ہو گئی" وہ پھر سے اسکے ترلے کرنے لگا تھا۔
"بلکل نہیں آپ نے میرے ساتھ چیٹنگ کی ہے" وہ منہ پھلا کر زیام کے کپڑے تبدیل کر رہی تھی۔ جسے زامل گندہ کر گیا تھا۔
"یار وہ بھی تو دیکھو کہ زالے کو اس سے کتنا درد ہوتا" وہ بچارا سا منہ بنائے اسے احساس کروانا چاہ رہا تھا۔
"نہیں ہوتا ہم نے نہیں کروایا تھا دیکھیں میرے کان" اس نے اپنے کان آگے کرتے تڑخ کر دکھائے جہاں ڈائمنڈ کے چھوٹے سٹڈ اور سب سے نیچے خوبصورت بالیاں جھول رہی تھیں۔
"کتنے پیارے لگ رہے ہیں" وہ آگے بڑھ کر انہیں چھونے ہی لگا تھا کہ زمل نے یکدم سے پیچھے ہٹا دیا۔
"پیچھے۔۔۔ پیچھے ہاتھ نہیں لگانا" اسکے اتنے طیش بھرے انداز پر زیحال نے خوف اپنے چہرے پر باقاعدہ دکھایا۔
"وہ ایک گن یوز کرتے"
"گن" وہ بول بھی نہیں پائی تھی کہ وہ یکدم سے چیخ پڑا۔

"گن؟ وہ میری بیٹی پر گن یوز کرتے انکی تو میں"
"ہیی" اس نے زیحال کی شرٹ پکڑتے واپس کھینچا۔
"پیئرسنگ گن۔۔۔پیئرسنگ" اس نے لفظوں پر زور دیا زیحال کی سانس میں کچھ سانس آئی تھی۔
سارا دن وہ انہی کھلونوں میں رہتا تھا تو اب بھی زہن میں پہلی تصویر وہی آئی تھی۔
"اب میں بلکل بات نہیں کرونگی" وہ ناراض ہو کر جانے ہی لگی تھی کہ
زیحال اسے کلائی سے پکڑتے اپنے قریب کر گیا۔
وہ جھیل سی آنکھوں کو اتنے قریب دیکھ کر سانس روک گئی۔
"تم ناراض نہ ہوا کرو۔۔۔تمہاری ناراضگی جان نکال دیتی ہے" اسکے لہجے میں کچھ تھا زمل ٹھٹھک گئی۔
وہ رکے دل سے اسے دیکھے گئی یہ شخص ہر طرح سے اسے زیر کرنے کی
طاقت رکھتا تھا۔
زمل نے بمشکل لعاب گٹکا۔
"اسے درد نہ ہوتا" دھیمی آواز میں بولی۔
"ذرا سا بھی نہیں؟" اسکے لہجے میں ڈر تھا فکر تھی۔
"نہیں ذرا سا بھی نہیں" اسکی بات پر وہ کچھ مطمئن سا ہوا پھر بھی اسے اپنا دل باندھتے کچھ دن لگے اور وہ زالے کو لے کر پھر سے جیولر کے پاس تھا۔
وہ پیئرسنگ گن لئے زالے کے جیسے ہی قریب آیا زیحال اسے اپنے سینے میں زور سے بھینچے بازوؤں میں چھپا گیا۔
"سر" جیولر کا انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہا ہو "سر کرنے تو دیں"
زالے نے ٹکر ٹکر اپنے بابا کو دیکھا وہ نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ وہ کیوں اتنا ڈر

رہا ہے۔
پھر بھی ہمت کرتے اس نے اپنے چہرے کا رخ موڑ گیا جیولر نے پیئرسنگ گن زالے کے کان پر رکھی۔
زیحال اسکے ننھے ہاتھوں کو اور زور سے پکڑ گیا۔
اور صرف ایک سیکنڈ۔
ایک سیکنڈ میں دونوں جانب سے اسکے کانوں میں گولڈ کے سٹڈ آ گئے تھے۔
زالے نے ہونٹ گول کرتے اپنے بابا کو دیکھا یہاں تو جیسے زیحال کی جان نکلی تھی۔
"آرام سے نہیں کر سکتے تھے تمہیں کرنا نہیں آتا" اس نے فورا سے اس بچارے پر چڑھائی کر دی۔
"ببا۔۔۔می وانت آئش کیم (بابا مجھے آئس کریم چاہیے)"
اس نے ٹرانس پیرنٹ بڑی سی وال کے اس پار نظر آتے آئس کریم پارلر کی جانب اشارہ کیا۔
اسکے اس عمل پر زیحال کو احساس ہوا جیولر تو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ اسکا برسوں سے قرضی ہو۔
"ہو جاتا ہے یار چل کرو" وہ اسکے کندھے کو تھپتھپاتے کارڈ سے پیمنٹ کرتا باہر آ گیا اور اب باپ بیٹی دونوں آئس کریم انجوائے کرنے لگے تھے۔

وہ دھیرے دھیرے پہلے سے صحت مند ہو رہی تھی فرخندہ بیگم جتنا اسکا خیال رکھ رہی تھیں بیلا پہلے سے زیادہ خوشحال ہو گئ تھی۔
اور جب سے ڈاکٹر نے اسے بیٹی کا بتایا تھا تب سے تو داراب کے پیر ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

آتے جاتے وہ اسے جنت کے نام سے چھیڑتا کبھی کمرے میں کبھی سب کے بیچ۔

اور بیلا کی شرم کا یہ عالم ہوتا کہ وہ وہی بیٹھے بیٹھے شرم سے بہہ جائے۔

"ویسے مورے۔۔۔جنت کب آئے گی مطلب آٹھ مہینے تو پورے ہو گئے ناں"

وہ سب کے بیچ چائے پینے کے دوران فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔

جب اسکی بات پر چائے پیتی بیلا کو اچھو لگا وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی دا جی کے سامنے بھی اسے شرم نہیں آ رہی تھی۔

"صبر کرو ماڑا تمارے جلدی کرنے سے وہ جلدی نہیں آ جائے گی" مورے نے اسکے کندھے پر دھپ رسید کی۔

"حلانکہ اسے آنا چاہئے اسکے بابا ویٹ کر رہے ہیں* اسکی اس بات پر بیلا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہ گئی۔

آخر میں انہی قاتلانہ نگاہوں سے اسے گھور کر دیکھا۔

"کمرے میں چلو تمہارا انتظار تو ام ختم کرے گا" وہ آنکھوں سے بولنا یہی چاہتی تھی جسے داراب بخوبی سمجھ گیا تھا۔

"ماڑا تم کو جلدی ہے اسی لئے وہ آ بھی نہیں رہی اماری طرح روز بولا کرو

"اسکو آنے دو اسکا سپیکر ام سیٹ کرے گا" پھر دیکھنا کیسے جلدی آتا ہے بلکہ ہنگامی لینڈنگ کرتا ہے"

دونوں بھائیوں کی بات سن کر سیماب اور بیلا دونوں کے چہرے سرخ پڑے تھے اب انکا اللہ ہی حافظ تھا۔

میکال جو دا جی کے اخبار میں چہرہ چھپا کر بار بار تات والا کھیل کھیل رہا تھا اپنے سپیکر کے ذکر پر ٹکر ٹکر اپنے باپ کو دیکھا۔

بھئی فرمانبردار اولاد تھی کیسے باپ کی بات کو جھوٹا ثابت ہونے دیتی۔
وہ گاڑی نیچے پھینک کر زور زور سے رونے لگا۔
"اسکو کیا ہوا"
سب نے حیرت سے اسے دیکھا داجی کی تو جان پر بن آتی تھی وہ ذرا سا بھی رو دے تو۔
ہر ہفتے تو اسکا چیک اپ ہوتا تھا اسکے رونے میں کہیں پیٹ درد سر درد بازو درد ٹانگ درد داجی پتہ نہیں کون کونسے درد نکال لاتے تھے۔
"اسکو ام سے پٹنا ہے اور کچھ بھی نہیں"
"اونہوں" داجی نے اپنے بڑے صاحب زادے کو گھرکا۔
"یہ نہ انصافی ہے بابا آپ کو یہ دو فٹ کا چوزہ ام سے زیادہ عزیز ہو گیا مت بھولو آپ کو جنت کی چابی پہلے ام نے بنایا تھا یہ سب تو ایسے ہی دنیا میں آنے کی زحمت کر گیا"
ترچھی نظروں سے داراب کو دیکھا انکی بات پر بیلا کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔
"تم کو مسلہ کیا ہے امارے بیٹے سے خان" سیماب نے پاس ہوتے ان سے سرگوشی میں پوچھا۔
"کیونکہ اس نے ام سے امارا خان چھین لیا" فورا سے جواب آیا۔
وہ رات کو اپنی ماں کے پاس سوتا تھا مہرام اور مہروز کافی عرصے سے اپنے الگ کمرے میں رہ رہی تھی یہ اب آ گیا تھا ان دونوں کے بیچ۔
"تو کس نے بولا تھا اس عمر میں ایسا کرنے کو اب بھگتو"
وہ بنا شرمائے تڑخ کر بولتی انکا منہ کھلا چھوڑنے پر مجبور کر گئی۔
ان سب کے بیچ میکال گول گھومتا سب کو لطف اندوز کر رہا تھا۔ جب سے یہ آیا تھا تب سے حویلی میں مانو رونقوں نے ڈیرہ ڈال لیا تھا۔

وہ کئی دنوں بعد اپنے لگائے گئے پودے کو دیکھنے آیا تھا جس کی حفاظت مالی نے بہت اچھی کی تھی۔

باقی پودے چاہے کسی بھی حال میں ہوں لیکن یہ ایک پودا جیسے اسکی زندگی کا مقصد بن گیا تھا اسکی حفاظت کرنا اسکی اچھی دیکھ بھال کرنا۔

زارک نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اپنے پودے کو۔

کچھ دیر میں زیحال آفس کیلئے نکلنے ہی لگا تھا جب اسکی نظر سامنے زارک اور زالے پر پڑی۔

وہ دونوں چچا بھتیجی بیٹھ کر اپنے پودے کا حال لے رہے تھے۔

زیحال بھی وہی انکے پاس چلا آیا۔

"کیا ہو رہا ہے" اسکی آواز پر دونوں نے پلٹ کر دیکھا۔

"ببا کوت کوت شا فول ہناہ (بابا کیوٹ کیوٹ سا پھول ہیں ناں)" وہ اپنی ننھی انگلی سے اس پھول کی جانب اشارہ کرتی اپنے بابا کو دکھانے لگی۔

"آہاں کیوٹ تو واقعی ہے بلکل میرے بیٹے جیسا" اس نے بیٹھ کر زالے کو اپنے حصار میں لیتے اسکے نرم و ملائم گال چومے۔

"ببا چام۔۔۔فول۔۔۔دیکو (بابا چام نے پھول دیا دیکھو)" وہ اپنی پونیوں میں اٹکے پھول کو خوشی سے دکھانے لگی۔

اپنی بیٹی کو اس قدر خوش دیکھ زیحال نے اسکی وجہ دیکھی وہ کافی دنوں بعد آج اسکے سامنے آیا تھا۔

"زخم کیسا ہے اب" اسکے اچانک سوال پر زارک چونک سا گیا۔

"ز۔۔۔زخم" وہ ہڑبڑا سا گیا۔

"بیٹا۔۔۔کسی اور کی بیوی کے لئے مار پٹائی کرو گے تو مجھ سے پٹتے دیر نہیں

لگے گی باز آ جاؤ ان کاموں سے"
وہ بول کر زالے کو اندر چھوڑے چلا گیا جبکہ پیچھے زارک ہکا بکا سا اس شخص کو دیکھنے لگا۔
"بھائی کی نظر ہم پر رہتی تھی اب لسٹ میں تم بھی شامل ہو" پامیر منہ میں برش پکڑے ہلتا ہوا اسکے پاس آ گیا۔
"یہ تو باتھ روم میں نہیں کرتے؟" سوال پوچھا۔
پامیر نے چلتے ہاتھ کو روکا اور وہاں سائیڈ لگے واش بیسن میں منہ دھوتے اسکے پاس واپس آ گیا۔
"نہیں۔۔۔وہاں انسان کرتے ہیں اور میں انسان بلکل نہیں ہوں"
اسکے انکار پر زارک نے ہنسی دبائی اسے سب سے زیادہ پامیر اچھا لگتا تھا یہ وہ شخصیت تھا جس کے پاس کوئی غم لے کر جائے تو خوشیوں سے دامن کو بھر کر لے آئے۔
وہ لوگوں کے غم کو ختم کرنے کی طاقت رکھتا تھا اسکی ہنسی اتنی خوبصورت تھی باتیں اتنی میٹھی تھیں۔
"شاور باتھ روم میں ہی لیتے ہیں جلدی لے کر آفس پہنچو" گاڑی میں بیٹھے زیحال کی آواز پر زارک کا زور دار قہقہہ گونجا۔
پامیر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔
"میں بھی تم پر ایسے ہی ہنسوں گا" بول کر وہ اندر چلا گیا۔
اسکے ایک وقت میں دو دو کام واک اور برش نمٹانے والے آئیڈیے سے امپریس ہوتے زارک پورشن کی جانب بڑھ گیا۔
لیکن ذہن میں زیحال کی آواز کئی دیر تک گونجتی رہی تھی وہ آدھے دن تک یہی بات سوچتا رہا کہ وہ واقعی کیا کر رہا ہے۔

وہ صوفے پر پیچھے پشت پر ٹیک لگائے بیٹھا مسلسل چھت کو دیکھ رہا تھا ذہن میں زیحال کی آوازیں گونج رہی تھی وہ اسکے ہر عمل سے واقف تھا لیکن وہ اسکے ان دنوں سے واقف تھا؟ جب وہ اپنی زندگی میں مگن تھا۔
آنکھوں کے سامنے تیزی سے وہ ورک شاپ والا منظر گھوم گیا جب اس نے مڑ کر اس لڑکی کو دیکھا تھا جو زخمی حالت میں پڑی تھی۔
لوگ اسکے ارد گرد جمع تھے اسکی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے درد میں وہ مبتلا تھی۔
تب کیوں نہیں اسے احساس ہوا آج یہ احساس کہ کوئی اسے تکلیف دے تو وہ اسے ختم کرنے پر آ جائے۔
کہ اگلے پل اسکے ذہن میں کئی آوازیں ایک ساتھ گھومنے لگی تھیں۔
"وولف آپ نے جس لڑکی کا بتایا تھا ہم نے اسکا پتہ کیا ہے وہ پاشا کی بھیجی ہوئی ہے اور آپ کی معلومات کیلئے آپ کے پیچھے لگائی گئی ہے بولیں تو اسے ختم کر دیں"
وہ اجازت طلب کر رہے تھے وہ سگریٹ کے گہرے کش لگاتا بار ٹکٹکی باندھے چلتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھ رہا تھا۔
"مار دو" ایک بھاری آواز نے سب کو اپنی جانب متوجہ کر لیا زارک نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں ابراہیم کھڑا تھا۔
اسے دیکھتے ہی سب اپنے اپنے سر جھکا گئے کیونکہ اسے اٹھے ہوئے سر اور اٹھی ہوئی آواز پسند نہیں تھی۔
"جو ہم سے دشمنی کرے اسے اسکے انجام تک پہنچا دو" یہ حکم ابراہیم کا تھا جس میں زارک بھی اب مداخلت نہیں کر سکتا تھا۔
وہ تب کے بعد سے اس لڑکی کو کسی طرح خود سے پیچھے ہٹانا چاہتا تھا کیونکہ

اسکے پیچھے اسکے اپنے بندے لگ چکے تھے۔
وہ زخم اسے موت سے بچا سکتے تھے اور بچا بھی گئے تھے اس دن کے بعد سے وہ خود اسکی نظروں کے سامنے بہت کم آنے لگا تھا۔
وہ جو اسے اپنی نظروں میں سمجھتی تھی کب جانتی تھی کہ وہ بھی اسے اپنی نظروں میں بھرے ہوئے تھا۔
وہ سیدھا ہو بیٹھتے پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے ایک ہی سانس میں پی گیا۔
وہ کیوں سوچ رہا تھا اسکے بارے میں اسے نہیں سوچنا چاہئے تھا وہ شدید پریشان ہوتا اپنا سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا ہی تھا جب اسے ایک پیاری سی آواز سنائی دی۔
"چام" اس نے زالے کی آواز پر فورا سے سر اٹھایا۔
"جی میرا بچہ"
وہ اسکے لئے ہمیشہ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا تھا وہ جھک جاتا تھا اپنی لٹل فیری کیلئے۔
وہ آکر اسکی گود میں چڑھ گئی زارک نے اسکے نرم و ملائم گالوں پر پیار کیا بدلے میں وہ بھی اپنے چام کے ماتھے پر پیار دیتی تھی۔
اور وہ لمحہ زارک کو اپنا آپ ساتویں آسمان پر محسوس ہوتا تھا۔
"چام۔۔۔ مما۔۔۔نے" وہ اٹک اٹک کر بولنا شروع ہوئی۔
"یس کیا مما نے"
وہ اسے ہمیشہ بولنے کیلئے خود تھپکی دیتا تھا ایسا کرتے وہ بہت کیوٹ لگتی تھی۔
"مما۔۔۔نے۔۔۔یم۔۔۔یم۔۔۔ام" وہ پریشان ہوتی بات سوچنے لگی زارک بہت پر سکون ہوا اسکے بولنے کا منتظر تھا جب اسکی نظر اسکے ہاتھ میں پکڑی چٹ پر گئی۔

اس نے وہ چٹ لیتے اسے کھول کر دیکھا جہاں کچھ الفاظ تحریر تھے۔
"زارک بھائی کھانے کا ٹائم ہو گیا آ جائیں" یہ یقیناً آئرہ نے لکھا ہوگا وہی اسے سب کے بیچ لانا چاہتی تھی۔
سب میں زارک کو اسکی پہچان اچھے سے ہو گئی تھی کیونکہ ایک طرح سے اسکا آئرہ کے ساتھ بہت قریبی رشتہ تھا۔
"اوکے چلتے ہیں" اسکی لٹل فیری لینے آئے اور وہ انکار کر دے ایسا کبھی ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔
وہ اسکی ننھی سی انگلی تھامے ساتھ چلانے لگا۔
جب وہ اپنے چام کو لے کر گھر آئی سب لوگ کھانے کی میز پر پہلے سے موجود تھے آج خاص طور پر کھانا بنا تھا۔
اس لئے سب کو آفس سے بھی بلا لیا گیا تھا رہی سہی کسر زریاب خان کی فیملی نے آ کر پوری کر دی تھی۔
میکال کو دیکھ کر سب بچوں میں زیام خوش ہوا تھا اسے دیکھ کر چیخیں مارنے لگا تھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو میرے پاس رہو۔
وہ بھی اپنے چھوٹے سے کزن کیلیئے بہت خوش تھا ان ٹڈوں کی دوستی تو ابھی سے ہو گئی تھی۔
البتہ وہ چاچا کا بھتیجا زیادہ زوناش اور مہروز کے ساتھ خوش رہتا تھا۔
اسکے ساتھ رہ رہ کر عبدلباری بھی اسی جیسا بن رہا تھا۔
"آپ نے اچھا کیا آ کر ورنہ میں آنے والا تھا کافی دن ہو گئے تھے سب سے ملے"
وہ کھانے کے بعد چائے انجوائے کرنے بیٹھے تھے جب وہ زریاب سے مخاطب ہوا۔

"آؤ آؤ۔۔۔مورے داجی بھی تم کو یاد کر رہے تھے خوش ہو جائیں گے تم کو دیکھ کر"

وہ چائے کی گھونٹ بھرتے خوش اسلوبی سے بولے۔

باقی سب اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھیں ایک مہرام تھی جسے اپنے کالج کے ٹیسٹ کی تیاری کرنی تھی۔

وہ تو آنا بھی نہیں چاہ رہی تھی مگر زریاب کے کہنے پر اسے آنا پڑا تھا اور اب یہاں بیٹھ کر وہ اپنے ٹیسٹ کی ہی تیاری کر رہی تھی۔

جب ایک ٹاپک پر آ کر اٹک گئی۔ اسے رہ رہ کر اس پر غصّہ آ رہا تھا۔ اس نے سب کی طرف دیکھا سب اپنی باتوں میں مصروف تھے۔

جب اسکی نظر سیدھا زارک پر پڑی وہ ایک صوفے پر بیٹھا گود میں زالے کو بٹھائے اسکی کیوٹ کیوٹ سی معصومانہ باتیں سن رہا تھا۔

وہ اٹھ کر اسکے پاس چلی آئی۔

"آپ۔۔۔آپ کون ہیں؟" اس نے زارک کو شاید پہلے دیکھا تھا زنو کی شادی پر لیکن وہ اس سے اسکا نام نہیں پوچھ پائی تھی۔

زارک کو سمجھ نہیں آئی وہ اپنا کیا تعارف دے وہ انجان تھا وہ اپنا تھا وہ کیا تھا۔ کہ تب ہی اسکی مشکل آسان کر دی گئی۔

برلاس فون میں گھسا اسی صوفے پر آ کر بیٹھ گیا اس نے شاید زارک کو نہیں دیکھا تھا۔

مہرام نے دونوں کے چہرے ملائے ایک ایک نظر میں ہی وہ دونوں کو ایک جیسا پا کر خوش ہو گئی۔

"آپ۔۔۔ برلاس چاچو کے کیا لگتے ہیں؟" وہ اتنی سمجھدار نہیں تھی جو اسے سیدھا بھائی کہہ دیتی۔

لیکن برلاس کے سامنے یہ سوال کرنے پر اس نے نظر اٹھا کر زارک کو دیکھا اسے احساس ہوا وہ میچ دیکھنے میں اتنا مگن تھا کہ غلط جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔
"بھائی ہوں میں اسکا" وہ یہ بتاتے ہوئے جیسے ساتویں آسمان پر تھا۔
برلاس کی بھوری آنکھیں بے ساختہ پھیلیں اب وہ گھور بھی نہیں سکتا تھا باپ جو سامنے بیٹھا تھا۔
مجبورا اپنے چہرے پر مسکراہٹ لے آیا۔
"بڑا بھائی ہے میرا۔۔۔" اسکے یہ الفاظ لبوں سے ادا ہوتے زارک کی سانسیں روک گئے۔
وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گیا یہ ایک جملہ وہ کب سے سننا چاہ رہا تھا کب سے اور آج اس نے دکھاوے کیلئے ہی سہی لیکن بول دیا تھا۔
"واؤ۔۔۔لیکن یہ انٹروڈکشن ہم بعد میں کر لیں پہلے آپ مجھے یہ ٹاپک سمجھا دیں گے؟"
وہ زارک کے ساتھ ذرا فاصلے پر بیٹھتی اسے اپنی نوٹ بک دکھانے لگی۔
برلاس نے اسے گھور کا دیکھا۔
"مجھ سے بھی پوچھ سکتی تھی کلاس میں فرسٹ آتا تھا میں" وہ بچوں کی طرح جیسے خفا سا ہوا۔
"جی پتہ ہے نہ آتے تو ٹیچر کو ہی اوپر پہنچا دیتے"
اپنی بات پر وہ تو ہنس دی لیکن زارک کے ساتھ برلاس بھی ہک دک سا رہ گیا۔
"تمہیں کیسے پتہ چھپکلی" اسے چھپکلی بول کر وہ حساب برابر کر گیا تھا مہرام نے اپنی آنکھوں پر لگا چشمہ نیچے کرتے اسے گھورا۔
"سامنے آپ کی ہی بات ہو رہی ہے۔۔۔زی چاچو کے بگڑے بچے" اس نے

سامنے کی طرف اشارہ کیا واقعی موضوع گفتگو وہی بنا ہوا تھا۔
کہ زامل کی شرارتیں بلکل برلاس پر گئی ہیں اور زریاب تو کہتے ہی تھے اسے اپنے زی کا بگڑا بچہ۔
"ویسے چاچو۔۔۔آپ کیسے لیتے تھے مارکس مجھے بھی بتائیں میرے بھی آ جائیں" وہ سرگوشی نما انداز میں پوچھ رہی تھی۔
"چپ کر کر پڑھ لو۔۔۔آئی بڑی مارکس لے گی یہ" وہ لڑاکا انداز میں بول کر اٹھ کھڑا ہوا۔
مہرام نے اسے دیکھ آڑھے ترچھے منہ بنائے اسکے سارے چاچو اچھے تھے سوائے اس کھڑوس کے۔ جو ہر بار آخر میں جھگڑ کر ہی جاتا تھا۔
زارک ان دونوں کو دیکھ کب سے مسکرائے جا رہا تھا اسکے جاتے وہ سنجیدہ ہو کر مہرام کا ٹاپک دیکھنے لگا۔
"اوکے چلو یہ پڑھتے ہیں" وہ اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا زالے بھی ایسے دیکھ رہی تھی جیسے ٹاپک ہی اسکا ہو۔
وہ بہت دھیان سے پڑھ رہی تھی اور مزے کی بات تھی کہ وہ جس انداز میں سمجھا رہا تھا مہرام کو سب سے آسان وہی لگا تھا۔
اتنے میں زریاب اٹھ کر آ گئے۔
"چلیں مہرو" وہ اسے پڑھتے دیکھ خوش ہوئے۔
"بابا بس یہ رہ گیا" وہ چہرے سے ہی بہت خوش لگ رہی تھی۔
یقیناً اسکی بہت بڑی مشکل آسان ہو گئی تھی اب ٹیسٹ میں اسکے مارکس بنا مار پٹائی بھی اچھے ہی آنے والے تھے۔
راستے میں وہ زارک کے گیت گاتی ہوئی واپس آ رہی تھی مہروز نے اپنی گیم بیگ میں رکھتے اسے دیکھا۔

وہ بہت کم ہی اتنی خوش نظر آتی تھی ہر وقت تو کتابوں میں سر دیے رکھتی تھی۔
"مہرو یہ وہی ہے ناں۔۔۔جس نے تمہیں گرنے سے بچایا تھا؟"
اسکے سوال پر مہرام نے وہ پل یاد کیا۔
بچانے والا اسے نہ پکڑتا تو اب تک اسکی کوئی ہڈی ضرور ٹوٹ چکی ہوتی۔
"نہیں وہ یہ کیسے ہو سکتے ہیں" وہ اس دن اس شخص کا چہرہ بھی نہیں دیکھ پائی تھی۔
وہ دونوں اس سوچ میں پڑنے سے بچتی اپنی باتیں کرنے لگیں۔
کچھ ہی دن بعد زریاب کا فون سیدھا زیحال کے پاس آیا تھا وہ لوگ لان میں بیٹھے تھے۔
موسم خاصا خوشگوار تھا وہ پوری فیملی وہاں بیٹھی چائے سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔
زیام اب بیٹھنے لگا تھا اور جب سے وہ بیٹھنا شروع ہوا تھا تب سے زامل کا جینا حرام ہو گیا تھا۔
وہ اسکے ہی کھلونے مانگتا حلانکہ برلاس نے زیام کیلئے پورا ایک الگ روم سیٹ کر دیا تھا۔
لیکن وہ بھی ضدی تھا اسے زامل کی چیزیں پسند آتی تھیں۔
"لالا۔۔۔وہ کیسے پڑھا سکتا ہے" وہ کچھ تشویش میں مبتلا ہوا اور سامنے بیٹھے زارک کو دیکھا۔
وہ برلاس کے ساتھ کسی بات پر بحث کر رہا تھا اگر پاس جا کر انکی باتیں سنی جاتی تو معلوم ہوتا کہ وہ دونوں جم پر لڑ رہے تھے۔
"آپ کتنا کے جی ویٹ اٹھا سکتے ہیں ہاں۔۔۔میں آپ کو بھی اٹھا سکتا۔۔۔میں

نے اتنا ٹائم خود کی فٹنس پر لگایا ہے"
وہ اپنی بازو کو اوپر کرتے اپنے ڈولے شولوں کی نمائش کر رہا تھا۔ زارک نے ایک نظر اسکے بازو کو دیکھا اور کھسیانی سی ہنسی ہنسا۔
اور اپنا بازو اوپر کرتے اسے اپنے بائسپس دکھانے لگا جن کو دیکھ برلاس کے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔
"بیٹا۔۔۔ مجھ سے پنگا اچھا نہیں" وہ دل جلی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتا اٹھ کھڑا ہوا۔
"تم دونوں مجھ سے پوچھو میں ہیڈ ہوں اوکے" پامیر نے دونوں کو اپنے سامنے کرتے باری باری دیکھا۔
اور آخر میں وہ اس نہج پر پہنچا کہ برلاس جیسے شرلی کو ذرا سی چنگاری لگانے کی دیری تھی اور وہ سیدھا زیحال کے پاس ہوتا۔
"زارک" وہ اندر جاتے زارک کو آواز دے کر روک گیا اس نے پلٹ کر دیکھا۔
"جی۔۔۔ بھائی" اسکے منہ سے بھائی سنتے زیحال کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ دوڑ گئی۔
"زریاب لالا کی کال آئی تھی تم نے مہرام کو پڑھایا تھا؟"
"مہرام کون؟" وہ نہ سمجھی سے استفساریہ پوچھنے لگا۔
"انکی بیٹی وہ اس دن یہاں آئے تھے فیملی کے ساتھ" اسکے یاد کروانے پر زارک کے ذہن میں وہ دن گھوم گیا۔
اور گھوما بھی برلاس کو لے کر اس نے اسے بھائی کہا تھا وہ کیسے بھول سکتا تھا ان دن تاریخ کو۔
"جی پڑھایا تھا وہ اپنا کوئی ٹاپک لے کر آئی تھی"

"اوکے۔۔۔اسے ٹیوشن دینے لگو لالا کا حکم ہے" وہ بول کر واپس کے لئے مڑ گیا۔
جبکہ ٹیوشن کے نام پر زارک کا جو منہ کھلا تھا اسے پامیر نے ہی آ کر بند کیا تھا۔
"ٹرسٹ می تمہیں مچھر میٹ ذرا بھی پسند نہیں آئے گا" وہ بول کر اندر چلا گیا جبکہ پیچھے زارک ابکائی لیتا وہی پودوں پر جھک گیا۔

وہ ماہم کو لے کر اپنی فیملی کے پاس آ گیا تھا اتنے مہینوں بعد وہ دونوں واپس اپنے گھر آ گئے تھے ماہم کی پرگننسی کا سن کر تو جیسے وہ سب خوشی سے پاگل ہونے لگے تھے۔
عثمان لاشاری صاحب کا اکلوتا بیٹا تھا دونوں بیٹیوں کی شادی ہو چکی تھی اب گھر میں صرف وہ انکی بیگم اور اب بیٹا اور بہو تھے۔
وہ بھی امید سے ہو کر ان سب کو مکمل کر گئی تھی۔ یہ نو مہینے کا عرصہ کیسے گزرا تھا پتہ ہی نہیں چل سکا۔
جب انکے ہاں ایک خوبصورت بیٹے نے جنم لیا بلکل عثمان کی دوسری کاپی۔
اس نے اپنی خوشی میں سب کو چائنہ بلایا تھا زیام بھی اب چلنے لگا تھا اور جنت اسکے ساتھ بیٹھنے لگی تھی۔
جنت داراب خان آفندی جس نے کچھ ہی مہینے پہلے آ کر اپنے بابا کی دنیا ہی جنت بنا دی تھی۔
وہ سب چائنہ گئے تھے عثمان کی خوشی میں شرکت کر کے واپس اپنے اپنے آشیانوں میں لوٹ آئے تھے۔
زندگی نے اپنا موڑ سکون بھرے راستے لی جانب موڑ لیا تھا سب ٹھیک ہو گیا

تھا ہر کوئی مکمل ہو گیا تھا۔ ہر کوئی خوش تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

وہ اپنی ڈیوٹی سے جلدی فری ہوتا گھر آ گیا تھا جب نظر سامنے فرش پر بچھے نرم میٹرس پر بیٹھی جنت پر گئی۔
وہ اپنے ارد گرد پڑے بلاکس کو منہ میں لیتی کھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ مسکراتا ہوا اسکے پاس وہی فرش پر بیٹھتے اسے گود میں لے گیا۔
"میرا بیٹا۔۔بابا کی جان بابا کا چاند بابا کا سب کچھ" وہ اسکے منہ کو چٹا چٹ چومتا اپنے سینے سے لگا گیا۔
جب سے جنت اسکی زندگی میں آئی تھی وہ تو زمین پر ہی نہیں رہا تھا۔ بیلا اسکے دل کے اور قریب ہو گئی تھی۔
وہ اسی وقت کچن سے جنت کی فیڈر لے کر نکلی۔
سامنے باپ بیٹی کو دیکھ کر سر پکڑ گئی اس نے کتنی بار منع کیا تھا باہر سے آ کر پہلے فریش ہوا کرو۔
لیکن داراب ایسا کر بھی دے تو جنت رو رو کر پوری حویلی اپنے سر پر اٹھا لیتی تھی۔
کہ اسکے بابا پیار کئے بغیر کیسے چلے گئے اور وہ پھر اپنی بیٹی کا دل رکھنے کیلئے اسے ڈھیر سارا پیار دیتا۔ پھر بعد میں بیلا کو جنت کے کپڑے بھی بدلنے پڑتے۔
"اب تم باپ بیٹی ام سے بہت باتیں سنے گا" اسے غصّے میں دیکھ داراب جنت کو لئے اٹھ کر اسکے پاس آیا۔
وہ فیڈر ہاتھ میں پکڑے بنا دوپٹے کے بالوں کو ہلکے سے کیچر میں مقید لئے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔
جنت کے بعد اسکی صحت ٹھیک ہی رہی تھی گولو مولو سے گال اب بھی

بھرے بھرے سے ہی تھے۔
وہ اسے کمر سے تھامے قریب کر گیا۔
"سنا دیں سرکار آپ کو تو پوری زندگی سنا جا سکتا ہے" وہ خوشی سے بھرپور آواز میں شریر ہوتے بولا۔
"کیا کر رہا ہے ملازم ہے گھر میں" وہ سٹپٹا کر اس سے دور ہو گئی۔
"خیر ہے وہ سب اجازت کے بغیر ہمیں دیکھنے کی گستاخی نہیں کر سکتے"
"تم جا کر فریش ہو جاؤ اور اسکو مجھے دو" وہ جیسے ہی جنت کو لینے کیلئے اسکے قریب آئی اسے دیکھ جنت جھٹ سے اپنے بابا کے سینے میں چھپ گئی۔ ایسے جیسے اب اسے اسکی ماما نہیں دیکھ سکے گی۔
بیلا نے گھور کر ان باپ بیٹی کو دیکھا وہ اتنی سی ہی اپنے باپ کے بہت قریب ہو گئی تھی۔
کیسے نہ ہوتی صبح اٹھنے والا پہلا چہرہ اسے اپنے بابا کا نظر آتا تھا رات کو وہ تب تک نہیں سوتی تھی جب تک اسکے بابا اس کے ساتھ تات والا کھیل کھیل نہ لیں۔
داراب نے اسے واقعی محبت دے کر خوش قسمت ترین بیٹی ثابت کر دیا تھا۔
جنت چھ مہینے کی ہو گئی تھی اور ان چھ مہینوں میں داراب نے ہر مہینے اسکی برتھ ڈیٹ سلیبریٹ کی تھی۔
وہ اپنی بیٹی کے کپڑوں کے رنگ کے کپڑے لاتا اور تینوں ایک جیسا رنگ پہن کر اس خوشی کو مناتے۔
اسی طرح وہ ہر مہینے کوئی نہ کوئی ایکٹیویٹی جنت کے ساتھ ڈھونڈ لیتا تھا۔
"لالا سے بات ہوئی وہ کب تک آئیں گے؟" وہ میز پر بیٹھ جنت کے کاٹ کو ہلاتی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

"ہمم ابھی ایک ہفتہ شاید اور لگ جائے اچھا ہے پاکستان بھی تو کتنے سالوں بعد گئے ہیں سب اچھے سے سب سے مل کر آ جائیں گے"
وہ ایک نظر جنت کو دیکھ کر مسکراتا پھر اگلا نوالہ پہلے بیلا کے منہ دیتا اور پھر اپنے۔
"تو ام کو بھی جانا چاہئے تھا ام تو پاکستان کبھی نہیں گیا" اسکی پیدائش یہی کی تھی تب ہی آج تک وہ کبھی پاکستانی رشتہ داروں سے نہیں ملی تھی۔
"چلیں گے ہم بھی یہاں حویلی کو ایسے ہی نہیں چھوڑ سکتے تھے تو نیکسٹ ٹائم میں تم دونوں کو لے چلوں گا"
وہ چمچ کے بجائے بریانی اپنے ہاتھ سے بیلا کو کھلا رہا تھا جس کا ذائقہ ہی جیسے اسکے ہاتھوں سے بدل گیا تھا۔
بیلا مزے سے اسکے ہاتھ سے بریانی کھا رہی تھی جب اسے کھلا کر اپنی انگلیوں پر لگے کچھ دانے وہ اپنے منہ میں لے گیا۔
یہ دیکھ بیلا کا دل مانو کانوں میں زور سے آ دھڑکا تھا۔
"تم۔۔۔امارا جھوٹا کھا سکتا ہے؟" پہلی بار وہ پوچھ رہی تھی ایک بیٹی ہونے کے بعد اسکے اتنے ڈفر سوال پر داراب نے ترچھی نظروں سے اسے گھورا۔
"بیوی ہو تم تمہارا جھوٹا کھا سکتا ہوں" وہ ایک ہی جملے میں اسے دنیا کی تمام عورتوں سے اوپر کر گیا تھا۔
بیلا کو اس پل اپنا آپ بے حد خاص لگا تھا وہ اٹھ کر اپنے اور اسکے لئے چائے بنانے لگی ملازم باقی کچن کا کام سمیٹ رہے تھے۔
باہر وہ جنت کو لے کر لاؤنج میں بیٹھا فیڈر پلا رہا تھا جسے کب سے بیلا اسے پلانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ تھی کہ ماں کی بات ہی نہیں سن رہی تھی۔

"یہ ابھی سے اتنی ضدی ہے بعد میں کیا کرے گی" وہ چائے پیتی اسے دیکھ رہی تھی جو منہ میں پیسیفائر لئے جھنجھنے کو ہلا کر اسکی آواز سے خوش ہو رہی تھی۔

"تم اسے وہ ٹوائز دیا کرو جس میں دعائیں ہوں میں لایا تو تھا پچھلی بار"

وہ جنت کا دھیان اس میوزک پر اس قدر دیکھ خفا سا ہوا۔

بیلا نے اسی وقت اسکا ٹوائے بدل کر اسے ایک گاڑی ہاتھ میں پکڑا دی جس میں کوئی تلاوت چل رہی تھی وہ سنتے سنتے وہیں بے بی کاٹ میں سو گئی۔

اسے اس قدر پر سکون نیند میں دیکھ بیلا کو کچھ سکون سا ملا۔

وہ دونوں جنت کو سلا کر کافی دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے جب سے باقی سب پاکستان گئے تھے۔

داراب جلدی ڈیوٹی سے واپس آنے لگا تھا اور یوں ان دونوں کو ایک ساتھ اب کافی وقت گزارنے کو مل رہا تھا۔

اتنے خوبصورت پل بیلا کو اپنے زندگی میں کبھی نہیں لگے تھے جتنے اب داراب کے ساتھ وہ گزار رہی تھی۔

دل نے شدّت سے اس وقت کے رک جانے کی خواہش کی لیکن وقت آگے بڑھ جاتا ہے وہ یا تو خوشیاں لے آتا ہے یا غم۔

مگر اب داراب نے اسکی زندگی میں کوئی غم نہیں آنے دیا تھا وہ اب جب چاہے باہر جا سکتی تھی اپنے میکے رہنے جا سکتی تھی۔

عین نے دھیرے دھیرے خود کو سمبھال لیا تھا وہ ایک تھی مگر اس ایک سے بھی بیلا کو اپنے میکے کی محرومی ختم ہوتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

وہ جنت کے ساتھ دس دن وہاں رہ کر آئی تھی جب دا جی نے خود اسے فون کر کر بلا لیا۔

اب تو انکا بھی میکال یا جنت کے بغیر ذرا دل نہیں لگتا تھا۔
زامل زالے بہت کم حویلی آتے تھے پہلے کا یہ حال تھا اب تو دونوں ارلی
چائلڈ ہڈ ڈیولپمنٹ کلاسز لینے لگے تھے۔
زیحال چاہتا تھا اسکے ذہنوں پر ابھی پڑھائی کا دباؤ ڈالنے کے بجائے دونوں کو
کسی ایکٹیویٹی میں مصروف کر دیا جائے تاکہ انکا ذہن پر سکون رہے اور مزید تیز
ہو۔

وہ نیچے لاؤنج میں موجود اپنے کاموں کو نمٹا رہی تھی جب پیچھے سے زامل کے
زور زور سے چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں۔
"مما۔۔مما" وہ چیختا ہوا دھپ دھپ سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ رہا تھا۔
"زالے بھی وہی لاؤنج میں بیٹھی اپنی ڈرائنگ مکمل کر رہی تھی ساتھ زوناش
کو بھی سکھا رہی تھی جسے ابھی سہی سے قلم پکڑنا نہیں آیا تھا لیکن جو اسکی
زالے آپی کرتی تھی وہ کام زوناش کو کرنا ہی کرنا ہوتا تھا۔
"کیا ہوا۔۔اتنی زور سے کیوں بول رہے ہو" وہ پریشان سی اسکی جانب مڑی
جب زامل نے اپنے ہاتھ میں پکڑی بک آگے کی۔
زمل نے بغور اس کی بک کو دیکھا جو پھٹی ہوئی حالت میں زامل کی ساری محنت
کے ضائع ہونے کی داستان سنا رہی تھی۔
"یہ۔۔۔یہ کیسے ہو گئ؟" وہ ہک دک سی اسکی کتاب پکڑے دیکھنے لگی۔
"اش (اس) نے کیا ہے" اس نے صوفے کے پیچھے چھپے زیام کے ننھے پیروں
کی جانب اشارہ کیا۔
جب سے وہ جن چلنا سیکھا تھا زامل کی زندگی مشکل میں آ گئ تھی۔
وہ ابھی اپنی بکس کو رکھ کر باہر گیا تھا جب پیچھے سے زیام نے آکر اسکی ساری

بک پھاڑ کر ریزہ ریزہ کر دی۔
زمل نے اس ننھی شرارتی روح کو گھور کر دیکھا۔
اپنی زالے آپی کی بکس کو تو وہ بہت سمبھال سمبھال کر رکھتا تھا لیکن زامل کے ساتھ اسکی ہمیشہ تو تو میں میں رہتی تھی۔
"زیام یہاں آؤ" اس نے سخت لہجے میں اسے پاس بلایا۔
لیکن وہ وہیں کھڑا گردن باہر نکال کر "نو نو" کرنے لگا۔
"زیام مما سے پٹائی ہو گی آ جاؤ" وہ اب مزید ڈپٹنے والے انداز میں بلا رہی تھی
زیام کو لگا اب سچ میں اسکی پٹائی ہو جائے گی۔
وہ دھیرے دھیرے اپنی ماں کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اب زامل کو کچھ سکون تھا کہ وہ دو چار تھپڑ تو اسے ضرور کھاتے دیکھ لے گا۔
"یہ کیا کیا ہے بھیا کی بکس کا آپ کو ایسا کرنا چاہئے تھا؟" وہ اسکے ہاتھوں کو جوڑے پوچھ رہی تھی۔
زیام نے سر جھٹ سے نفی میں ہلایا۔
"تو آپ نے کیوں کیا بری بات تھی ناں یہ" اب وہ سر اثبات میں ہلا رہا تھا ہاں بری بات تو تھی لیکن ہر عمل کا رد عمل ضرور آتا ہے۔
یہ بھی رد عمل تھا جب زامل نے اسے اپنے کلر مارکرز نہیں دیے تھے وہ اپنی گاڑیوں کو کلر کرنا چاہتا تھا۔
اب جب نہ دیے تو اس نے اپنے بھائی کی بنائی گئی گاڑی کو بھی تہس نہس کر دیا۔
"می۔۔۔بم۔۔۔بم۔۔۔ماہ" وہ اپنی بات سمجھانے کی بے حد کوشش کر رہا تھا مگر زمل کے پلے کچھ نہیں پڑ رہی تھی۔
تب ہی وہ اپنی گاڑی اٹھا کر لایا جس کے ٹرانس پیرنٹ شیشے اب اورنج تھے

پیلا بونٹ اب لال تھا اور جگہ جگہ فیروزی رنگ سے نہ معلوم جزیرے کے نقشے بنا رکھے تھے۔
وہ بھی ادھورے تھے اور اسے وہی مکمل کرنے نہیں دیا گیا اب زمل کو سارا ماجرا سمجھ آیا تھا۔
وہ زامل کو پیار سے سمجھا کر زیام کے لئے اپنے ہبی سے کہہ کر نیو کلرز منگوا گئی تھی۔
عبدلباری گھر پر انکے بغیر کیسے رہتا تب ہی وہ بھی زامل زالے کے ساتھ کلاسز لینے لگا تھا۔
اور اب کومل کے سامنے بیٹھا اپنی ڈرائنگ مکمل کرنے کے ڈرامے کر رہا تھا۔
"مما" اس نے فون میں پکچرز لیتی اپنی ماں کو پکارا۔
"یس بیٹا"
"مے۔۔۔ بائل جاؤں (میں باہر جاؤں)" نہایت معصومیت سے پوچھا۔
"پٹائی ہوگی اپنی ڈرائنگ مکمل کرو" وہ ڈپٹ کر اپنی تصویریں بنانے میں اتنی مصروف ہوگئی کہ وہ کب میں کمرے سے باہر نکلا کومل کو علم ہی نہیں ہو سکا۔
وہ باہر آ کر باقی پوری فوج کے ساتھ بیٹھ گیا اور سب آپس میں سر جوڑے اپنے اپنے ہوم ورک کو پورا کر رہے تھے۔

زیحال کے آفس سے آنے کے بعد وہ سب ایک بار سونے سے پہلے ساتھ ضرور بیٹھتے تھے جب سے بچے ہوئے تھے ان سب نے معمول بنا لیا تھا ایک ساتھ وقت گزارنے کا۔
تاکہ وہ بھی اپنی عادت ساتھ رہنے کی بنا لیں اس وقت میں کوئی بھی اپنا فون دیکھنے تک کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔

بچوں کو یہ وقت بہت پسند تھا انکے تاہ سب وہی موجود ہوتے جو انکے نخرے اٹھانے کیلیئے ہر وقت حاضر ہوتے۔

"جی ببا (زی بابا)" عبدلباری صوفے پر چڑھتا زیحال کی گود میں آ بیٹھتا اسے پکارنے لگا۔

"جی بابا کی جان حکم" بچے جانے اس سے کیوں اٹیچ ہو جاتے تھے لیکن ایک بھی بچہ ایسا نہیں تھا جسے پورے گھر میں زیحال سے زیادہ اور کسی سے محبت ہو۔

"بائی تو۔۔نیو پے ہاؤش چائے (باری کو نیو پلے ہاؤس چاہیئے)" اسکی یہ بات سن کر زیحال یکدم سے ٹھٹھکا۔

"کیوں میرا بیٹا" اسکے اتنے پیار سے پوچھنے پر وہ ہونٹ گول کر گیا وہ اپنے زی بابا کے سامنے بہت حساس تھا۔

اس نے سب بتا دیا کیسے زامل نے اسکے ساتھ فائیٹ کی اور اسے بیڈ پر سونے بھی نہیں دیا۔

اس بات پر زیحال کو پہلی بار زامل پر شدید غصّہ آیا تھا اور وہ پہلا زندگی کا تھپڑ زامل کو اپنے بابا سے پڑا تھا۔

"آئندہ اگر کہا کہ وہ آپ کا بھائی نہیں ہے تو اس سے بھی برا کروں گا" وہ زامل کی اس قدر بد تمیزی پر عاجز آ گیا تھا۔

وہ اسے ہر بار سمجھاتا تھا کہ عبدلباری اور زوناش سے کیسے پیش آنا ہے وہ بھائی نہیں چاہتے تھے انکی محبت آگے بچوں میں کم ہو۔

اتنا سمجھانے کے بعد بھی زامل کو سمجھ نہیں آ رہی تھی برلاس کی بے جا محبت نے اسے اس قدر بگاڑ دیا تھا۔

لیکن آج وہ پہلی بات اپنے باپ کے سامنے سہم گیا تھا اسے روتے ہوئے

سوتے دیکھ زیحال کو خود پر طیش آنے لگا۔
وہ زامل کے سرہانے بیٹھا اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مسلسل ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا جب اتنے میں زمل اس روم میں آئی۔
"سو گیا؟" دوسری جانب بیٹھتے بغور اپنے بیٹے کو دیکھا۔
"ھمم" وہ از حد ندامت میں ڈوبا ہوا تھا۔
زمل یہ محسوس کرتی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتی آنکھوں سے تسلی دینے لگی۔
"اسکے لئے یہ ضروری تھا اب وہ کبھی نہیں بھولے گا کہ عبدلباری کے ساتھ کیسا رویہ رکھنا ہے بچہ جب پیار کی زبان نہ سمجھے تو اسے ذرا سا ڈانٹ لینا بھی صحیح ہوتا ہے"
اسے دکھ تھا اپنے بیٹے کا لیکن یہ بھی ضروری تھا وہ سمجھتی تھی زیحال اس سے زیادہ بچوں کے معاملے میں حساس تھا۔
"لیکن صبح جب تک یہ مجھ سے بات نہیں کرے گا مجھے چین نہیں ملے گا گلالے" اسکی بات پر زمل کا دل ڈوب کر ابھرا۔
مگر وہ غلط رتھا صبح ہوتے ہی جب وہ مرر کے سامنے کھڑا اپنی ٹائی کی ناٹ درست کر رہا تھا تب ہی زامل اور زالے دونوں اسکی ٹانگوں سے آ لپٹے۔
"بابا اشکول جانا ہے" وہ اسکول کے نام پر ابھی تو بہت خوش ہوتے تھے اصل رونا تب تھا جب ان پر صحیح پڑھائی کا دباؤ آتا۔
زیحال زامل کو پہلے جیسا دیکھ بے ساختہ مسکرا دیا اس نے نیچے بیٹھتے دونوں کو خوب سارا پیار دیا۔
"کیوں نہیں پہلے بریکفاسٹ کریں گے ہم اوکے" وہ دونوں اسکی بات پر سر تیزی سے ہاں میں ہلا گئے۔
زیحال نے تب کے بعد سے نوٹ کیا تھا کہ زامل کا رویہ عبدلباری کے ساتھ

بہت بہترین ہو گیا تھا۔
اب وہ ہر رات اپنے بابا سے سنتا تھا کہ وہ عبدلباری کا بڑا بھائی ہے اور اسے ہی اسکا ہر جگہ خیال رکھنا ہے۔
اور پھر اس نے ایسا خیال رکھا کہ اسکول میں اسکے لئے باقیوں سے لڑ کر آنے لگا پرنسپل کی کال سن کر زیحال سر پکڑ گیا تھا۔
برلاس نے یہ دیکھ اپنی ہنسی دبائی۔
"اور اس نمونے کی سر پرستی میں رکھیں زامی کو" پامیر نے دانت پیس کر اس ڈھیٹ کو دیکھا۔
"ہاں تو غلط کیا ہے۔۔۔وہ پروٹیکٹ کرتا ہے اپنے بھائی کو"
کوئی نہیں جانتا تھا اپنے بچوں کے پیچھے انکے تاہ کی نگرانی کتنی سخت تھی۔
وہ سب بیٹھے تھے جب زارک بھی انکے ساتھ آ بیٹھا۔
"تم کہاں گم تھے؟"
"یہیں" وہ سرسری سا بول کر وہاں پڑی فائلز کو یہاں وہاں کرنے لگا۔ یقیناً وہ کچھ کہنے آیا تھا۔
زیحال نے سب کو آگے پیچھے کرتے اسے کہنے کا موقع بھی فراہم کر دیا۔
"یہ کچھ رقم ہے" اس نے ایک بڑے سے بیگ کو اسکے ٹیبل پر رکھتے "کچھ رقم ہے" ایسے کہا جیسے وہ کوئی دس بیس ڈالر ہوں۔
وہ سر پر پی کیپ لئے یقیناً کہیں سے سیدھا یہیں آ رہا تھا۔ اسکی حالت یہ بتا رہی تھی زیحال نے اس بیگ کو دیکھا جسے بہت محنت سے بند کیا گیا تھا۔
"ابراہیم کے بعد سب میرے پاس آگیا ہے جسے میں نے سیل کر دیا یہ اسی کی رقم ہے" انداز بہت سرسری سا تھا۔
زیحال اب بھی خاموش تھا۔

"آپ چاہے جیسے مرضی اسے استعمال کریں غریبوں میں تقسیم کروا دیں"
وہ اتنی بڑی رقم یونہی اسے دے گیا کیونکہ اس رقم سے بڑا اسکا پچھتاوہ تھا جو رہ رہ کر اسے مار رہا تھا۔
"وہ بلیو بلڈنگ آپ اپنے کام میں لا سکتے ہیں وہاں اب کوئی نہیں ہے"
جو کبھی پورا ایک شہر تھا وہ اب ویران ہو چکا تھا جہاں کبھی اسکی حکومت تھی اب وہ رب کی عدالت میں تھا۔
سننے والوں کو خوف آنا چاہئے تھا۔
دولت اور طاقت ہمیشہ کیلئے نہیں ہوتی لیکن انکے گھمنڈ میں انسان ہمیشہ کی بربادی ضرور چن لیتا ہے۔
"میں ایسا نہیں کرونگا" وہ صاف انکار کرتے زارک کا دل دکھی کر گیا۔
"کر لیں۔۔۔میں اس پچھتاوے میں نہیں جی سکتا میں جہنم نہیں خرید سکتا میں رب سے معافی مانگنا چاہتا ہوں"
وہ لوٹنا چاہتا تھا اپنے رب کی طرف وہ سب بھلا دینا چاہتا تھا اور سامنے بیٹھا شخص ہی تھا جو اسکی اس کام میں مدد کر سکتا تھا۔

وہ کئی دنوں بعد آج دوستوں کے ساتھ گھومنے آیا تھا اور گھوم ایسے رہا تھا جیسے کئی سالوں سے قید آج آزاد ہوا ہو۔
لیکن اسے یہاں آئے تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ اسکا فون بج پڑا۔
"ہاں ہیلو" خوشی سے بھرپور چہکتی آواز میں اس نے مقابل سے پوچھا مگر اس سے ملنے والی خبر نے برلاس شاہ کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔
وہ آؤ دیکھا نہ تاؤ سب کو چھوڑ کر ایک ہی جست میں باہر نکل آیا تھا۔ اسے ایسے جاتے دیکھ وہ سب پریشان ہوتے باہر آئے ہی تھے کہ وہ انکے آنے سے

پہلے ہی گاڑی بھگا لے گیا تھا۔

وہ سب کچھ غریبوں میں کر خالی ہاتھ کھڑا تھا لیکن آج اپنا آپ اسے دنیا کا سب سے امیر شخص محسوس ہو رہا تھا۔

دل پر جو بوجھ تھا وہ اب قدرے کم ہو گیا تھا اور اب وہ کھل کر سانس لے پا رہا تھا۔

وہ ٹہلنے کی غرض سے اس کھلی فضا کو محسوس کرنے کیلئے باہر آیا تھا اپنی گاڑی پارکنگ ایریا میں کھڑی کرتے وہ پارک میں آ گیا تھا۔

جہاں اکا دکا لوگ شام کے اس پھر ٹہل رہے تھے یہاں کا ماحول بے حد پر سکون تھا اتنا کے زارک کا دل چاہا وقت یہیں تھم جائے۔

وہ ایک بینچ پر کئی دیر تک بیٹھا رہا اپنی ماضی کی زندگی کو سوچتا رہا جسے سوچ کر اسے صرف ہنسی آ رہی تھی۔

وہ کیسے بنا مقصد زندگی گزار سکتا تھا اسکا کوئی مقصد نہیں تھا لیکن کسی اور کے مقصد کے لئے اس نے جی جان لگا دی تھی۔

آج اس پل زارک اسفندیار نے خود کو اسکے مقصد سے پوری طرح سے آزاد کر لیا تھا وہ اب زارک وولف نہیں تھا وہ صرف زارک اسفندیار تھا۔

وہ بیٹھا اپنی ہی سوچوں میں گم تھا جب اسکے سامنے ایک ایک کر چھ سات لوگ آن کھڑے ہوئے۔

زارک نے نظر اٹھا کر ان سب کو باری باری دیکھا اس طرح کے چہرے اور تیور وہ بخوبی پہچانتا تھا۔

تب ہی کندھے ایسے اچکا گیا جیسے کہہ رہا ہو "یار پھر سے نہیں" وہ لوگ ہاتھوں میں اوزار لئے سخت تیور لئے کھڑے تھے۔

سب کے چہرے یوں تھے جیسے اب سرخی چھلکے گی۔
"تم نے اپنے وعدے سے دھوکہ کیا ہے۔۔۔تم نے پالنے والے کے ساتھ غداری کی ہے وولف" وہ ابراہیم کے بندے تھے
اس کا نیٹورک کتنا بڑا تھا یہ صرف کوئی سوچ ہی سکتا تھا وہ پوری زندگی ان سب کو صرف نمٹانے میں گزار سکتا تھا۔
"تم سب کو کس نے بتایا میں یہاں ہوں؟" وہ سرسری سے لہجے میں پوچھ رہا تھا سب کو اسکے سوال پر جھٹکا سا لگا۔
"تم ہمارے سوال کا جواب دو ورنہ مجبورا ہمیں تم سے سخت رویہ برتنا پڑے گا" ایک انداز میں انکے خوف بھی تھا سامنے بیٹھے شخص کا۔
لیکن آج وہ بلیک پینٹ کر پرنٹڈ ٹی شرٹ پہنے سادہ سے حلیے میں بے حد جاذب نظر اور معصوم لگ رہا تھا۔
"کرو۔۔۔جو کرنا ہے کرو" وہ کھڑا ہوتے دونوں ہاتھ ڈھیلے چھوڑ گیا جیسے اب کوئی مزاحمت کرنے لائق نہ بچا ہو۔
اسے ایسے دیکھ ان سب کے ہاتھ مزید مضبوط ہو گئے۔ جبڑے بھنچتے چہرے کی رگیں تن گئیں۔
اور وہ ایک ساتھ اس پر ٹوٹ پڑے کہ تب ہی ایک بائیک نے سیدھا پارک میں گھستے انکے بیچ میں جا کر بریک ماری تھی۔
سب نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں وہ ریس دیتا اپنی بائیک پر بیٹھا ہیلمنٹ پہنے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔
بھوری آنکھیں خود میں طیش لئے کھڑی تھی یوں جیسے ابھی سب کو سالم نگل لیں گی۔ جبکہ زارک کا یہ حال تھا کہ وہ چاہ کر بھی سانس نہیں لے پا رہا تھا۔
وہ بائیک سے اتر کر ہیلمنٹ اسکے اسٹینڈ پر رکھتے سر کو دائیں بائیں ہلاتے انکی

اصل پوزیشن میں لے آیا۔
وہی انداز ماتھے پر بکھرے بال بھوری آنکھیں اور ہاتھ میں براس نکلز پہنے وہ مٹھی زور سے بھینچے کھڑا تھا۔
"برلاس" اسکے لبوں سے بے اختیار یہ نام نکلا تھا اور اگلے پل وہ اپنے براس نکلز کی مدد سے سب کی حالت بری کر گیا۔
ایک کی آنکھ پر مارتے دوسرے کے کندھے پر مارتے اسکے منہ سے خون کا پھوارہ نکلوا گیا۔
"اے۔۔۔" ایک شخص پورے جوش سے اسکی جانب بڑھا ہی تھا کہ برلاس نے اسے پکڑ کر اسکے منہ پر اتنا مارا کہ اسکا چہرہ مسخ ہو گیا۔
"میرے بھائی کو مارے گا۔۔۔میرے" وہ اندھا دھند اس ایک کو مارتا چلا جا رہا تھا۔
دو نے آ کر اسے پکڑنا چاہا تو وہ جھک کر اسکے سینے پر معین ایسی ضرب لگا گیا کہ ایک کا دانت ٹوٹ کر وہی گر گیا۔
باقی سب سرپٹ دوڑ گئے تھے۔
"میرے۔۔۔۔میرے بھائی کو مارو گے۔۔۔برلاس شاہ کے بھائی کو" وہ سینا ٹھوک کر بلند آواز میں چیخا تھا۔
اسے کسی فائٹر کی طرح لڑتے دیکھ زارک کی آنکھیں تقریباً پھٹنے کو تھیں وہ ایک ساتھ سب کو نمٹا گیا تھا۔
"وہ میرا بھائی ہے۔۔۔برلاس شاہ کا بھائی ہے۔۔۔سنا تم سب نے۔۔۔سنا۔۔۔"
وہ اپنی کانپتی ہوئی ٹانگوں کے ساتھ مزید کھڑا نہیں رہ پا رہا تھا جب زارک نے بے اختیار آگے بڑھتے اسے تھام لیا۔
دل بند ہونے کے قریب تھا کانوں میں اسکے الفاظ گونج رہے تھے آنکھیں

تیزی سے بھیگ رہی تھیں۔
"م۔۔۔میرا بھائی۔۔۔میرا" وہ رو نہیں پا رہا تھا آنسوں حلق میں گھٹ رہے تھے۔
وہ ان کو راستے سے ہٹاتے سیدھا زارک کے سینے سے آ لگا تھا اسکی حالت تو یوں تھی جیسے دل دھڑکنا بھول گیا ہو آنکھیں اس ایک پل میں ٹھہر گئی ہوں۔
وہ اسکے سینے سے لگا تھا زارک اسفندیار کے سینے۔سے۔
آج اسفندیار کا خون صحیح معنوں میں جوش مارنے لگا تھا اس میں اٹھتا طوفان ارد گرد کی فضاؤں کو روک گیا تھا۔
زارک کو اپنے کانوں میں سر سراہٹ سی ہوتی محسوس ہوئی وہ چاہ کر بھی اپنے پہلو میں پڑے ہاتھوں کو نہیں اٹھا پایا۔ اس قدر بے یقینی سی بے یقینی تھی۔
"تم۔۔۔تم ٹھیک ہو؟" وہ پیچھے ہٹ کر شدید پریشانی کے عالم میں اسے دیکھنے لگا۔
اسکے ہاتھ اسکا منہ اسکی گردن ہر طرح سے تسلی کرتے ہوئے بھی اسے چین نہیں آ رہا تھا کانوں میں صرف ایک ہی آواز گونج رہی تھی۔
"زارک پر کچھ لوگوں نے شدید حملہ کر دیا ہے اسکی حالت ٹھیک نہیں ہے" یہ الفاظ جیسے اسکے کانوں میں گونجتے اسے اس پل میں لے گئے تھے جب اسکی آنکھوں کے سامنے اسکا اتنا برا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔
پامیر سلطان کیا جانے اسکے جھوٹ نے اس تھوڑی سی دیر میں اسے کتنی بار بری موت سے دو چار کیا تھا۔
وہ رونا چاہتا تھا بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر۔
اسکی یہ کیفیت دیکھ زارک کا دل رکنے لگا وہ بے اختیار اسکے ہاتھوں کو تھام گیا۔

"م۔۔۔مجھے لگا۔۔۔کہ۔۔۔میں نے۔۔۔میں تمہیں ک۔۔۔کھو دیا"
کہتے ساتھ ہی وہ سر جھکائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا اسے ایسے روتے دیکھ زارک کا دل تڑپ اٹھا تھا۔
"ت۔۔۔تم۔۔۔تم ٹھیک ہو ناں۔۔۔ تمہیں۔۔۔ تمہیں کچھ نہیں ہوا ناں"
وہ کیسے بتاتا کہ اسے اب بھی وہی کار والا منظر اپنی آنکھوں کے سامنے گھومتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔
زارک کچھ بول نہیں پا رہا تھا وہ بس سر نفی میں ہلانے لگا خوشی سے دل اس قدر بھاری ہو رہا تھا کہ منہ سے لفظ تک ادا نہیں ہو پا رہے تھے۔
"م۔۔۔مجھے چھوڑ کر مت جانا۔۔۔ت۔۔۔تم۔۔۔تم بلکل بابا جیسے لگتے ہو۔۔۔میں انہیں۔۔۔پ۔۔۔پھر سے نہیں کھونا چ۔۔۔چاہتا"
وہ مزید ہچکیوں میں رونے لگا تھا جب زارک نے تڑپ کر اسے اپنے سینے سے زور سے لگا لیا۔
آج مکمل دنیا اسکے ارد گرد گھومنے لگی تھی آج صحیح معنوں میں زارک اسفندیار مکمل ہو گیا تھا اپنے تمام رشتوں سے جو اسے ایک میں ہی نظر آتا تھا۔
وہ کتنی ہی دیر اسکے سینے سے لگا بچوں کی طرح بس روتا ہی رہا دل سمبھلنے میں ہی نہیں آ رہا تھا۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہی گھر لوٹے تھے آج اسے اسکا بڑا بھائی گھر لے کر آیا تھا برلاس اس وقت کمرے میں تھا جبکہ زارک باہر بیٹھا ان سب کے بیچ خاموش تھا۔
یاقوت نے جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے بھنویں مٹکاتے پامیر کی جانب دیکھا جو مزے سے کباب پر ہاتھ صاف کر رہا تھا۔

"شیر دل نے بنائے ہیں" اسکے یہ بولنے کی دیری تھی کہ پامیر نے جھکتے ساتھ سب منہ سے نکال دیا۔

یہاں یاقوت کا جاندار قہقہہ پھوٹ کر نکلا تھا۔ زیحال نے ان دونوں نمونوں کو دیکھا۔

"بھائی۔۔۔انکو باز رکھ لیں" اس نے شکایتاً اپنے باپ کی جانب دیکھا جس نے یاقوت کو اپنی آنکھوں سے ہی سیدھا کر دیا تھا۔

پھر اس نے زارک کی جانب دیکھا جو بت بنا بیٹھا تھا جب سے آیا تھا ایک لفظ نہیں بولا تھا۔

"یہ پلان پامیر کا تھا" اسکی آواز پر زارک کے ساتھ ساتھ پامیر کے بھی کان کھڑے ہو گئے۔

"وہ۔۔۔بندے آپ کے تھے؟" حیرت سی حیرت لہجے میں در آئی تھی۔

زیحال نے دھیرے سے سر نفی میں ہلایا "وہ بندے تمہارے ہی تھے لیکن ان سے پہلے ہمیں انکی اطلاع مل گئی تھی لیکن ہم تم سے فاصلے پر تھے"

اس وقت وہ لوگ ایک گروپ کے ساتھ میٹنگ میں مصروف تھے جب انکو یہ اطلاع ملی۔

زیحال کو پریشان دیکھ پامیر نے راستے میں ہی برلاس کو فون کر دیا تھا جو قسمت سے وہی پاس کے ایک رستوران میں دوستوں کے ساتھ موجود تھا۔

رہی سہی کسر پامیر کے جھوٹ نے کر دی تھی جس کے پاس برلاس بنا کہیں بریک لگائے سیدھا زارک کے پاس پہنچا تھا۔

زارک نے ایک نظر پامیر کی جانب دیکھا جو بھنویں مٹکاتے اسے چھیڑ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو "بول دو بول دو میری تعریف میں چند الفاظ تم بھی بول دو"

وہ اٹھ کر بے اختیار اسکے گلے لگ گیا پامیر جو اسے چھیڑ رہا تھا دھک سے اسی

پوزیشن میں رک گیا اور زیحال کو دیکھنے لگا۔
دھیرے دھیرے اسے اپنے کانوں میں زارک کی سسکیاں سنائی دینے لگیں تھیں۔
"ز۔۔زارک" اسے اپنی سانسیں اٹکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ رو رہا تھا؟
وہ دھیرے دھیرے بچوں کی طرح سسک سسک کر رونے لگا تھا پامیر اسے خود سے لگے یوں روتے دیکھ خود بھی رونی صورت بناتے مدد طلب نگاہوں سے زیحال کو دیکھنے لگا۔
جب اس نے اٹھ کر زارک کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اس لمس میں پیار تھا اپنائیت تھی۔
زارک پامیر سے ہٹ کر اسکے سینے سے لگ گیا اور اس بار جو رویا اسکے رونے پر ان تینوں کے دل کانپ اٹھے تھے۔
یاقوت اور پامیر اپنی اپنی جگہ سے بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔
"زارک۔۔۔میری جان رونا کیوں ہے" وہ خود سخت پریشان ہونے لگا تھا۔
مگر وہ نہیں ہٹا وہ رونا چاہتا تھا بہت سارا اتنا جتنا کبھی پوری زندگی میں نہیں رویا یا پوری زندگی کا اب رونا چاہتا ہو۔
"بھائی پانی" یاقوت اسکے لئے پانی کا گلاس فورا سے لے کر آیا جب زیحال نے اسے بٹھاتے پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگایا۔
وہ سرخ متورم آنکھوں سے لب بھینچے اسے جس طرح دیکھ رہا تھا زیحال کا دل کئی ٹکڑوں میں کٹ کر رہ گیا تھا۔
وہ اسکے ساتھ بیٹھتے اسکے شانے پر ہاتھ پھیلائے پانی پلانے لگا۔ گھونٹ گھونٹ پیتے وہ اپنا سر زیحال کے کندھے پر ٹکا گیا۔
سسکیاں اب بھی بند نہیں ہوئی تھیں یاقوت اور پامیر دونوں اسکے پاس ہی بیٹھ

گئے۔
"میں۔۔۔میں۔۔۔پوری زندگی۔۔۔ا۔۔۔اپنوں کیلئے ترسا۔۔۔ا۔۔۔اور وہ۔۔۔وہ مجھے۔۔۔آج ملا" اسکی آنکھیں ایک بار پھر ابل پڑی تھیں۔
پامیر کو اس پر بے تحاشہ ترس آرہا تھا۔
"م۔۔۔میں۔۔۔میں کیسے بتاؤں۔۔۔میں کیا۔۔۔کیا فیل کر رہا ہوں۔۔۔ میں۔۔۔میں کیسے اسکے سامنے آؤں گا میں ٹوٹ جاؤں گا"
وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا زیحال نے اسے زور سے اپنے ساتھ لگا لیا۔
"وہ یہی ہے تم بھی یہی ہو۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا ان شاءاللہ" اسکے الفاظ آج تسلی دینے کو کافی نہ تھے۔
وہ کیسے جاتا برلاس کے سامنے وہ ٹوٹ جاتا وہ رو پڑتا وہ کیسے سمبھالتا اسکے سامنے خود کو۔
مگر اس وقت زیحال نے اسے سمبھال لیا تھا وہ کتنی ہی دیر اسکے کندھے پر سر رکھے بیٹھا رہا۔ زیحال کے اشارے پر یاقوت اسکے لئے کھانا بھی یہیں لے آیا۔ جب آج پہلی بار زارک نے اسکے ہاتھ سے پورا کھانا کھایا تھا اور بے شک اس کھانے کا ذائقہ اسے اپنی زندگی کے سب کھانوں سے الگ اور بہترین لگا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ پچھلے دو گھنٹوں سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی تھی اب تو کمر اور ٹانگیں جیسے سن ہونے لگی تھیں۔
وہ ذرا بھی اپنی مرضی سے نہیں ہل پا رہی تھی ہلتی بھی کیسے وہ پچھلے دو گھنٹوں سے اسکی گود میں سر رکھے گہری نیند سو رہا تھا۔
مگر وجہ صرف یہ نہ تھی کہ وہ گہری نیند میں تھا اسکے منہ سے اب بھی وقتاً

فوقتاً بر آمد ہونے والی سسکیاں اسے ایسا کرنے سے روک رہی تھیں۔
وہ روتے روتے اسکی گود میں سر رکھے ہی سو گیا تھا۔
آئرہ نے اسکے بالوں میں نرم انگلیاں چلاتے اسکے چہرے کے نقوش کو بغور دیکھا۔
اسکی کھڑی ناک پر انگلی رکھتے ذرا سی دبائی تو وہ نیند میں بھی کسمسانے لگا یہ دیکھ آئرہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔
اس نے کچھ جھجھکتے ہوئے جھک کر اسکی آنکھوں کا باری باری بوسہ لیا تو پلکیں اسی وقت لرزنے لگی۔
آئرہ دھک سے پیچھے ہٹ گئی وہ جاگ رہا تھا؟ بے اختیار سوچا۔
مگر نہیں وہ سو رہا تھا کئی دیر تک یہ تسلی کرتے وہ پھر سے ہمت کرتی اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ گئی۔
کہ اسی وقت بھوری آنکھوں کو کھلتے دیکھ دل اچھل کر حلق میں آ گیا وہ پیچھے ہٹنے ہی لگی تھ کہ وہ اسے وہی بے اختیار روک گیا۔
آئرہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی جب اسی دوران برلاس کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔
وہ اٹھ کر سیدھا ہو بیٹھا جبکہ وہ اسے اسی پوزیشن میں سٹک بیٹھی دیکھ رہی تھی برلاس نے آگے بڑھ کر اسکی ٹھوڑی چومی وہ یکدم سے سرخ پڑی تھی۔
"بھول جاؤ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے جو کچھ کہا" وہ بول کر اٹھتا سیدھا باتھ روم میں گھس گیا وہ اب تک اسی انداز میں بیٹھی تھی۔
الفاظ اسکی سماعتوں میں باز گشت کرنے لگے۔
"بھول جاؤں جو اس نے کہا" مگر اس نے کیا کہا وہ وہیں بیٹھی اسکے الفاظوں کو اسکی سسکیوں کو یاد کرنے لگی۔

وہ بیڈ پر دوسری جانب رخ کئے فون پر راحم صاحب کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں۔
"بس میں سمجھ نہیں پا رہا تمہاری ماں کو ہوا کیا ہے وہ کیسے اس حال میں پہنچ گئی"
وہ شدید پریشان لگ رہے تھے اور انکو اس حال میں دیکھ آئرہ کا دل بیٹھ رہا تھا۔
"امی ٹھیک ہو جائیں گی بابا آپ فکر مت کریں" وہ دلاسہ دینے کو اپنے ہر لفظ میں کھوکھلا پن محسوس کر رہی تھی۔
وہ کندھے بے اختیار ڈھیلے چھوڑتے لمبی سانس خارج کر گئے۔
"کیسے۔۔۔میں اکیلا کب تک سمبھالوں بیٹا مجھے ڈیوٹی پر بھی جانا ہوتا ہے ورنہ گھر کیسے چلے گا ایک بیٹا تھا اللہ نے وہ بھی لے لیا"
انکی بے بسی پر آئرہ کا دل پھٹنے کو تھا وہ بمشکل اپنی آنکھوں میں نمی آنے سے روکے ہوئے تھی۔
"اللہ بہتر کرے گا بابا"
"تم کب آؤ گی تم ہی آ جاؤ کچھ دنوں کیلیئے" انکی اس بات پر آئرہ کی سانس یکدم سے رکی۔
"م۔۔۔میں؟" اسے اچانک برلاس کا خیال زہن میں آیا تھا وہ کیسے اس سے جانے کی اجازت مانگ سکتی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ کتنا چڑتا ہے اسکی ماں سے۔
اسے اپنا آپ شدید بے بس محسوس ہونے لگا تھا۔
"تم کہو تو زیحال سے میں بات کر لیتا ہوں"
ہاں وہی ایک تھا جس کی اجازت مل گئی تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔
"ن۔۔۔نہیں بابا۔۔۔میں دیکھتی" وہ بول ہی رہی تھی جب کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھلا اور وہ اندر داخل ہوا۔

اسے دیکھ آئرہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
پہلے تو وہ راحم صاحب سے بات کر ہی لیتی لیکن برلاس کی حالت نازک دیکھ وہ "بابا میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں" بول کر کال کٹ کر گئی۔
"بالی۔۔۔کیا ہوا" وہ فکر مند سی اسکی جانب آنے ہی لگی تھی کہ وہ خود ہی ایک ہی ہی جست میں اسکے ساتھ آ لگا۔
اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔
"ب۔۔۔بالی۔۔۔کیا ہوا۔۔۔تم ایسے کیوں" وہ صحیح معنوں میں اسکے لئے پریشان ہو گئی تھی۔
وہ بچوں کی طرح اس سے لپٹ کر رو رہا تھا دل تھا کہ تکلیف کی شدّت سے بند ہونے کے قریب تھا۔
"پلیز بتاؤ ناں کیا ہوا ہے" اسکی خاموشی اور مسلسل رونا آئرہ کی جان نکال رہا تھا۔
لیکن وہ نہیں بولا وہ اب بھی نہیں بول پایا تھا اسے صرف رونا تھا خوف سے اسکا وجود کانپ رہا تھا اب بھی اب تک بھی اسکی نظروں کے سامنے سے وہ کار والا منظر نہیں ہٹ پایا تھا۔
آئرہ نے پوری جان لگا کر اسے خود سے الگ کیا۔ اور اسکے آنسوں اپنی ہتھیلیوں سے صاف کرنے لگی۔
"بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔کیوں ایسے پریشان کر رہے ہو پلیز"
وہ اپنے دوپٹے سے اسکے چہرے کو صاف کرتی بے حد محبت سے پوچھ رہی تھی۔
وہ پھر بھی وقتاً فوقتاً سسکیاں لیتے کس تڑپ سے اسے دیکھ رہا تھا دیکھ کر ہی آئرہ کی جان نکل رہی تھی۔

اگلے پل وہ اسکی گود میں سر رکھے چھت کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔
"مجھے لگا تھا میں نے۔۔۔میں اسے کھو دیا۔۔م۔۔۔میں نے بابا کو کھو دیا پھر سے" کہتے ہی وہ بے آواز سسک کر رو دیا۔
آئرہ نے اسکے رخصار پر ہاتھ رکھتے بہنے والے آنسوؤں کو روکا۔
"لیکن نہیں کھویا ناں۔۔۔زارک بھائی بلکل ٹھیک ہیں" وہ محبت سے اسے دلاسہ دے رہی تھی مگر اسکا دل نہیں سمبھل رہا تھا۔
"وہ۔۔۔وہ۔۔۔م۔۔۔مجھ سے۔۔۔مجھ سے دور تو نہیں ج۔۔۔جائے گا ناں؟"
آج یہ بات اسکے اندر کا وہ بچہ بول رہا تھا جس نے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ تھوڑے ہی صحیح مگر خوبصورت پل بتائے تھے۔
"نہیں۔۔۔وہ کہیں نہیں جائیں گے"
"م۔۔۔میں نے اسکے ساتھ ک۔۔۔کتنا برا کیا۔۔۔وہ۔۔۔چلا جائے گا" وہ اپنا خوف چھپا نہیں پا رہا تھا۔
"تو تم نے کیوں کیا۔۔۔کیا تمہیں وہ اچھے نہیں لگتے تھے؟"
وہ یہ بات تو شروع سے جانتی تھی کہ زارک سے اس نے نفرت کبھی نہیں کی تھی۔
کوئی وجہ تھی جس کی وجہ سے وہ اس کے قریب نہیں ہو رہا تھا اسے اپنا نہیں پا رہا تھا۔
"م۔۔۔میں نے خود پر قابو پانا چاہا۔۔۔وہ میری زندگی میں آئے بغیر چلا جاتا تو مجھے دکھ نہ ہوتا لیکن۔۔۔وہ۔۔۔وہ مجھے قبول کر کر چلا جاتا تو لگتا جیسے۔۔۔جیسے بابا پھر سے دور ہو گئے"
زیحال کو جانے کہاں سے اسفندیار کا البم مل گیا تھا جسے ایک دن آئرہ نے اسکے آفس میں دیکھا۔

تب اس نے جانا تھا کہ زارک ہو بہ ہو انکی کاپی تھا وہی ناک وہی آنکھیں وہی ہونٹ بس رنگت ان سے اجلی تھی۔
بات کرنے کا انداز جانے کیسا ہو گا یقیناً وہ بھی ان سے ملتا جلتا ہی ہو گا۔
وہ اپنا خوف ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن کر گیا تھا اور اب وہ پچھتاوہ محسوس کرنے کی حالت میں بلکل نہیں تھا۔
وہ روتے روتے جانے کب اسکی گود میں ہی سر رکھے سو گیا اسے ایسے سوتے دیکھ آئرہ خود کو بلکل پتھر کر گئی۔
اور اسکی یہ حالت تھی کہ کمر سیدھے کرنے سے بھی سیدھی نہیں ہو رہی تھی۔

وہ لوگ سب ساتھ میں بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے زارک کو اب سے زیحال نے یہی کھانا کھانے کا کہہ دیا تھا۔
وہ صرف سونے کیلئے پورشن میں جاتا رتھا باقی پورا دن اسکا پاشا ولا میں گزرتا تھا۔
بچے اس سے اتنے مانوس ہو گئے تھے کہ وہ تھوڑی دیر کیلئے نظر نہ آتا تو سب اسکے لئے بے چین ہو جاتے سب سے بڑھ کر زیام کی اس سے پکی دوستی ہو گئی تھی۔
وہ تیار ہو کر باہر نکل رہا تھا جب پیچھے سے آئرہ کی آواز پر بے اختیار رک گیا۔
"زارک بھائی" وہ ناک کی سیدھ میں سیدھی سیدھی اسکے پاس چلی آئی۔
"یہ۔۔۔آپ آتے ہوئے لے آئیں گے؟" اس نے ایک پرچی اسکی جانب بڑھا کر پوچھا۔
زارک نے اس پر درج حروف دیکھے "ڈائپرز" اسکی آنکھیں باہر آنے کو ہوئی

تھی ساتھ ہنسی بھی آئی۔
وہ پرچی تھام کر سر کندھے جھکا کر آگے بڑھ گیا۔
پیچھے سے کومل نے آتے اسے گردن جھکا کر گھورتے ہوئے دیکھا جب اسکے یوں دیکھنے کے انداز پر آئرہ بدک کر پیچھے ہٹی۔
"یہ لانے کے لئے گھر میں ملازم ختم ہو گئے؟" سوال دو ٹوک تھا۔
"میں نے بولا تھا آئرہ آپی کو" وہ گود میں اتنے بھاری زیام کو اٹھائے انکے پاس چلی آئی۔
وہ صحت میں بہت اچھا تھا اوپر سے بدلتے موسم کے گرم کپڑوں میں اور بھی ٹیڈی بئیر جیسا لگ رہا تھا۔
"کیوں؟"
"کچھ تو انکو فیل دیں ناں کہ وہ بھی اس گھر کے فرد ہیں" دونوں کی سوچ پر کومل انکو ہکا بکا سی دیکھتی رہ گئی۔
"بجائے اسکی شادی کا سوچنے کے اپنے بچوں کے پیمپرز منگوا رہی ہو تم لوگ تف ہے تم دونوں پر"
وہ کلستی ہوئی اندر چلی گئی پیچھے ان دونوں کو احساس ہوا جیسے کچھ گڑبڑ کر دی ہو۔
"یہ تو غلط ہو گیا انکو اس سے اور بھی فیل آئے گا کہ وہ کنوارے ہیں" آئرہ کا انداز رونے والا تھا۔
"اونہوں زیادہ نہیں سوچیں۔۔۔اگلی بار راشن لینے بھیج دیں گے" اسکے خیال پر آئرہ نے گھرکی سے نوازا۔
"بس۔۔۔اسکے بعد تم اور میں سڑکیں ناپتے پھریں گی زیحال بھائی دونوں کو گھر سے باہر کر دیں گے"

وہ بھی بول کر اندر چلی گئی زمل کو لگا اس نے غلطی کر دی لیکن گھر سے نکالنے والی بات پر تو وہ ہنس پڑی تھی وہ اور اپنی گلالے کو گھر سے نکالے گا ہنہ۔۔۔اتنی اسکی ہمت۔

وہ سیدھا خان حویلی کے مردان خانے میں آ گیا تھا جہاں آنا اب اسکا روز کا معمول بن چکا تھا وہ یہاں آ کر بیٹھتا ہی تھا کہ ملازم گرم گرم قہوہ اور ساتھ میں کچھ ڈرائے فروٹس ٹرے میں رکھ کر حاضر ہو جاتا تھا۔

"خان بھائی۔۔۔اسکی ضرورت نہیں میں کھانا کھا کر آتا ہوں" وہ واقعی فل ہو کر آیا تھا۔

"ارے نہیں۔۔۔ بائی (بھائی) ام کو اچھا لگتا ہے تمارا خدمت کرنا تم بہت اچھا آدمی ہے"

وہ بول کر واپس باہر چلا گیا جبکہ زارک اسکے لفظوں میں الجھ سا گیا وہ اچھا تھا؟ کس قدر اسکے رب نے اسکے عیبوں پر پردہ ڈال دیا تھا کبھی لوگ اسے اپنی بھیانک موت سمجھتے تھے آج وہ اسے اچھا سمجھنے لگے ہیں۔

تھوڑی ہی دیر میں اسے چوڑیوں کی کھنک سنائی دی۔ وہ نظر اٹھا ہی پایا تھا کہ اسے حجرے میں مہرام داخل ہوتی دکھائی دی۔

ہلکے پنکش رنگ کا لباس پہنے سر پر ٹھیک سے دوپٹہ جمائے اور ہاتھ میں دو چار بکس پکڑے۔

زارک اس پر پڑنے والی پہلی نگاہ ہی جھکا گیا تھا وہ غلطی سے اسے دیکھ لیتا تھا تو وہ الگ بات تھی لیکن پچھلے اتنے مہینوں سے اس نے خود سے دیکھنے کی غرض سے ایک بار بھی نگاہ نہیں اٹھائی تھی۔

وہ بیٹھ کر اپنی چوڑیوں کو دیکھنے لگی۔

"یہ مہروز بھی ناں۔۔۔زبردستی یہ چوڑیاں پہنا دی انکی آواز ڈسٹرب کر رہی ہے پڑھتے ہوئے" وہ بری طرح سے الجھی انکو دیکھ رہی تھی۔
زارک کی نظر اسکے ہاتھ پر پڑی دودھیا ہاتھوں میں چوڑیاں اچھی لگ رہی تھی۔
"آج کیا پڑھنا ہے" وہ گلا کھنکار کر قہوہ کا سپ لیتے مصروف سے انداز میں پوچھنے لگا۔
"یہ" وہ ٹاپک کھول کر اسکے سامنے کر گئی۔
زارک نے ایک نظر میں اسے پورے کو پڑھا اور پھر اسے سمجھانے لگا۔
وہ بہت غور سے اسکے پڑھائے ہوئے کو سنتی تھی اور سمجھتی تھی اسکے پڑھانے کا ہی نتیجہ تھا کہ مہرام اپنی کلاس میں فرسٹ آئی تھی۔
"آدھا کل جو رہا تھا وہ آج مکمل ہو گیا آئی ہاپ کل تمہارے مارکس اچھے آئیں گے"
وہ سنڈے کو بھی صرف اس لئے آیا تھا کہ اسکا کل ٹیسٹ تھا مہرام پڑھائی میں خود بہت اچھی تھی مگر زارک کے بعد تو وہ جیسے روبوٹ ہی بن گئی تھی۔
وہ اپنے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی پڑھنے میں مصروف تھی جب اسکے پیچھ م سے مہروز یکدم سے آ دھمکی۔
"چلا گیا وہ ہینڈسم؟" اسکے انداز پر مہرام نے گھور کر اسے دیکھا۔
"شرم کرو۔۔۔چاچو ہیں ہمارے" وہ کسے شرم دلا رہی تھی جو پیدائشی ڈھیٹ تھی۔
"مہرو۔۔۔وہ ہمارے سگے چاچو نہیں ہیں مجھے تو وہ بہت اچھے لگتے ہیں۔۔۔ تمہاری شادی ان سے"
"مہروز" وہ دھاڑتی ہوئی یکدم سے اٹھتی اسے سہم جانے پر مجبور کر گئی۔
"اپنی عمر اور حد دونوں یاد رکھا کرو۔۔۔جا کر بکس لاؤ اپنی کل تمہارا بھی

ٹیسٹ ہے"
وہ غصّے سے بول کر کمرے سے باہر چلی گئ۔
اگلے دن اسکا ٹیسٹ اسکی امید سے بھی بہت اچھا گزرا تھا لیکن اگلے پل وہ ہو گیا جس کا اس نے کبھی خواب و خیال میں بھی نہیں سوچا تھا۔
ایک تیز رفتار گاڑی اسے اپنی جانب آتے دکھائی دے رہی تھی ایسے جیسے موت اسکے قریب آ رہی ہو۔
اور اس سے اگلے پل سب نے اسکی چیخ سنی تھی۔ جس کے بعد سب ختم ہو گیا۔
اس کے ہاتھ سے پیپرز چھوٹ کر فضا میں بکھرتے زمین بوس ہوتے چلے گئے تھے اور وہ خود منہ کے بل زمین پر آ گری تھی۔
آس پاس کے سٹوڈنٹس اسکے پاس دوڑے چلے آئے مگر وہ نظر اٹھا کر کسی ایک کو بھی نہیں دیکھ پائی۔
نیچے گرنے کے باعث اسکے ہاتھ اور بازو پر بری خراشیں پڑ گئی تھی جن میں ہوتے درد پر اسکی آنکھیں لبا لب نمکین پانی سے بھرتی چلی گئیں۔
"تھا کون جاہل اسکو گاڑی چلانا بھی نہیں آتا" سیماب پریشان کن سی بیٹھی مہرام کے زخم پر مرہم رکھ رہی تھی۔
ساتھ ہی ساتھ شخص کو بھی کوس رہی تھی جس کے اندھے پن کی وجہ سے اسکی بیٹی اس حال میں پہنچ گئ۔
زریاب نے پوری انوسٹیگیشن کروائی تھی جس کے بعد انکو پتہ چلا تھا کہ یہ حادثہ قدرتی نہیں تھا بلکہ جان بوجھ کر انکو ڈرانے کیلئے انکی بیٹی پر حملہ کیا گیا تھا۔
اور وہ کسی حد تک درست بھی ثابت ہوئے تھے اپنی بیٹیوں پر آنے والی ذرا سی

بھی آنچ پر زریاب کی جان نکل جاتی تھی۔
وہ مہرام کو لے کر ایک بار ڈاکٹر کے پاس بھی ضرور گئے تھے اسکے نہ نہ کرنے کے باوجود بھی۔
مگر اب وہ واقعی اسکے لئے خوف زدہ ہو گئے تھے۔

وہ بالوں کو ہلکے سے جوڑے میں مقید کئے کیچر لگائے ڈھیلی شرٹ اور اسکے نیچے کھلا فلیپر پہنے اپنے عام سے حلیے میں بھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔
کم سے کم برہان کو وہ ہر حال میں اچھی لگتی تھی وہ کہیں سے خود پر مٹی بھی لگا لے تو بھی وہ اسے خود سے لگا کر رکھیں۔
اور یہی محبت تھی جس نے زرتشم نوشیر وال کو پھر سے جینا سیکھا دیا تھا اسے ایک نئی زندگی جیسے مل گئی تھی۔
وہ انکے لئے کھانا بنا کر فری ہوئی ہی تھی جب اسے مینا کا خیال آیا آج تو اسے ٹماٹر کھلایا ہی نہیں تھا اور وہ کھائے بغیر کتنا شور کرتی تھی یہ ابھی اسکی ٹیں ٹیں سے اندازہ ہو رہا تھا۔
وہ اٹھ کر باہر گئی اور تازہ ٹماٹر توڑ کر اسکے پنجرے میں ڈالنے لگی۔
اسکی مینا بہت کیوٹ تھی کیونکہ اسکا خیال رکھنے والی زرتشم نوشیر وال تھی۔
اس نے رہی سہی کسر اسکے سر پر ننھی سی چٹکی لگا کر پوری کر دی تھی برہان تو اسکے لئے ایک الگ سے پورا اون سے بنا ہوا سیٹ لے کر آئے تھے۔
زرتشم بی بی کے مطابق اسکی مینا کو ٹھنڈ لگتی ہو گی جس کے بعد برہان ایک ایک انچ کی سوئٹر ڈھونڈنے کیلئے پورے مال میں گھوم گئے تھے۔
آخر میں ایک سے معلوم ہوا کہ یہ خود سے بنوائی جاتی ہے اسکے بعد وہ کسی گاؤں میں جا کر ایک عورت سے پورا سیٹ بنوا کر لائے۔

"کس کیلئے ہے بیٹا؟" وہ تیزی سے اپنے جھری زدہ ہاتھ چلاتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"میری بیوی کے پاس طوطی ہے اسکے لئے" وہ بتاتے ہوئے اتنے معصوم لگے کہ وہ بوڑھی عورت ہنس دی۔

"پکا اسکے عاشق ہو ورنہ اتنی چھوٹی خواہش کون پوری کرتا ہے" وہ جیسے ہاتھ چلا رہی تھی لگ رہا تھا بہت ماہر ہے اس کام میں۔

"عاشق تو میں ہوں وہ بھی برسوں پہلے جب اسے پہلی نظر دیکھا تھا" انکی آنکھوں میں وہ اس وقت جگنو بن کر چمک رہی تھی۔

مگر دیکھتے ہی انکی مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک معدوم ہونے لگی۔

خیالوں میں جیسے وہ اس وقت میں کھو گئے تھے جب ان سے وقت نے اس عشق کو چھین لیا تھا۔

خیال۔۔۔۔

وہ بار بار اندر باہر کے چکر کاٹتے مسلسل راہداری میں نظریں گاڑھے کھڑے تھے۔ مگر جسے آنا چاہئے تھا وہ آکر ہی نہیں دے رہی تھی۔

وہ کافی دیر بعد نڈھال سے اندر آ گئے۔

جب بک پڑھتے مبشر نے ناک پر دھرے چشمے کی اوٹ سے انکو گھورا۔

"وہ پچھلے ایک مہینے سے نہیں آ رہی اور تم بار بار ایسے چکر کاٹ رہے ہو جیسے وہ اب آ جائے گی"

وہ گویا اب خود عاجز آ گیا تھا اس عاشق کو دیکھ کر۔

"لیکن کیوں۔۔۔وہ کیوں نہیں آ رہی؟" وہ ماتھے پر بل لئے پریشان سے لہجے میں پوچھنے لگے۔

مبشر نے کندھے اچکا کر اب کی بار واقعی سختی سے گھورا۔

"میں اسکا باپ ہوں؟ یا بھائی؟ جسے علم ہو گا کہ وہ محترمہ کہاں غائب ہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا"

انکی بات پر برہان کا دل یکدم سے بیٹھا۔

"یار ایسے کیوں کہہ رہے ہو دعا کرو وہ ٹھیک ہو" انہیں واقعی ہول پڑے تھے۔

"ایک کام کیوں نہیں کرتے اسکے گھر جا کر دیکھ لو کیا پتہ بخار ہو گیا ہو ویسے بھی اتنی ڈگری تو لے ہی چکے ہو کہ کسی کا بخار دیکھ سکو۔۔۔باقی سب تو اس چھپنے کے چکر میں گئی تیل لینے"

وہ کڑوے لہجے میں بولتا واپس سے کتاب میں سر دے گیا۔

زنو والے معاملے کے بعد سے وہ کالج اب تک نہیں گئے تھے یہاں سے بھی بہت کم باہر نکل رہے تھے ورنہ وہ دونوں کبھی بھی پکڑے جاتے۔

"میں۔۔۔میں واقعی چلا جاؤں؟" اسکے سوال پر مبشر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"پاگل ہو؟ میں طنز کر رہا تھا یہاں سے گئے تو پولیس پکڑ لے گی اور اگر اس سے بچ گئے تو اسکا وہ پٹھان بھائی تمہیں جان سے مار دے گا"

اسے برہان کی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا تھا وہ اس لڑکی کیلیئے حد سے زیادہ جنونی ہو رہا تھا۔

لیکن اصل اسکی جان تب نکلی جب برہان کو کمرے میں نہ پایا۔

فون کرنے پر بھی مسلسل بند آ رہا تھا۔

وہ اور کہاں جا سکتا تھا سوائے اس تھان میں لپٹی ہوئی لڑکی کو ڈھونڈنے کے۔

وہ ٹیکسی کو باہر سے ہی پیسے دے کر بھیجتے اس بڑے سے گیٹ کے سامنے آ گئے۔

اسکے باہر دو گارڈز کھڑے تھے انکو دیکھ کر وہ ایک ہی قدم آگے نہیں بڑھا پائے۔ . کہ تب ہی ان میں سے خود ایک انکے پاس آگیا۔

"کون ہو تم۔۔۔اور یہاں کیا کر رہے ہو؟" اسکا لہجہ کرخت تھا اسکے لہجے پر ہی برہان گھبرا سے گئے۔

"وہ۔۔۔وہ میں" وہ ہکلاہٹ کے مارے ٹھیک سے بول بھی نہیں پا رہے تھے کیا کہتے وہ کس سے ملنے آئے ہیں۔

کہ تب ہی باہر سے ایک ساتھ چار گاڑیاں اندر داخل ہوتی دکھائی دی گارڈز انکو سلام کرتے آگے جھک رہے تھے جب تیسری گاڑی انکے قریب رک گئ

گاڑی کا شیشہ نیچے ہوا برہان کی نظر اس سوٹڈ بوٹڈ آنکھوں پر گلاسز لگائے زریاب خان پر پڑی۔

"تم ادھر؟" وہ اسے پہچان گئے تھے یہ وہی لڑکا تھا جسے انہوں نے پیسے دیے تھے شاید وہ ادھار واپس کرنے آیا ہو۔

"ج۔۔۔جی میں" زریاب گاڑی سے اتر کر باہر آ گئے انکے ساتھ باقی گاڑیوں سے بھی گارڈز نکل کر باہر آ گئے۔

"ادھر کیا کر رہا ہے؟" انکی آنکھیں پہلے سے بدلی بدلی لگ رہی تھیں انداز وہ نہ تھا جس میں ہمیشہ برہان نے انکو زرتشم کے ساتھ دیکھا تھا۔

"وہ میں۔۔۔ز۔۔۔زرتشم سے کچھ ڈسکس کرنے آیا تھا" انکو بر وقت کوئی بہانہ نہیں سوجھ رہا تھا۔

مگر اسکے ذکر پر س نے زریاب کے چہرے کی رنگت یکسر بدلتے دیکھی۔

"وہ نہیں ہے ادھر شادی ہو گئ ہے اسکی" ان کا انداز برہم ہوا تھا۔

مگر برہان کو لگا اسے سننے میں کوئی بہت بڑی غلطی ہوئی ہے وہ چونک کر سے انکو دیکھنے لگے۔

"ج۔۔۔جی؟ کیا کہا آپ نے؟" شادی۔۔۔یہ لفظ بھی وہ تصور نہیں کر سکتے تھے۔
"شادی۔۔۔اسکی شادی ہو گئی ہے بہتر ہے تم بھی کسی اور کو پڑھانے کے لئے ڈھونڈ لو" وہ بول کر واپس گاڑی میں بیٹھ گئے۔
گاڑی کے شیشے اوپر ہوتے انکی آنکھوں سے بیک وقت کئی آنسوں رخصار پر بہہ نکلے تھے۔
انکی گاڑیاں آگے بڑھ گئی کسی کی محبت کو بے طرح سے کچل کر کسی کے خوابوں کو چکنا چور کر کر۔کسی کے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر کر۔
شادی اسکی شادی ہو گئی ایک مہینہ پہلے تک جو اسکے ساتھ بیٹھتی تھی اسکے لئے اپنی دھڑکنوں کو منتشر ہوتے محسوس کرتی تھی اسکی شادی ہو گئی۔
وہ کیسے کسی اور کی ہو گئی کیسے یہ ایک جملہ صرف ایک جمہ کیسے انکی زندگی کھا جائے گا انکو علم بھی نہ تھا۔
"میری ادھوری محبت" وہ اسکی پیچھے رہ جانے والی کتاب کھول کر بیٹھے تھے۔
جسے وہ جان بوجھ کر یہاں چھوڑ گئی تھی۔
اسکے اندر سے نکلنے والا لیٹر اور اس کے سینے پر درج ہوئے پہلے حروف ہی ہرہان ورک کی جان لے گئے تھے۔
"ن۔۔۔نہیں۔۔۔وہ۔۔۔وہ کسی کی ہو سکتی ہے۔۔۔وہ تو۔۔۔وہ تو میری تھی ناں" وہ لیٹر تھامے بے یقینی سے بڑبڑانے لگے۔
جب باہر سے آتے مبشر نے کمرے کا حال دیکھا نظر گھوم کر اس بکھرے حال میں بیٹھے برہان پر گئی اسکے ہاتھ سے ڈسپوزل چھوٹ کر فرش پر آن گرا۔
"ہان" وہ ایک ہی جست میں اسکے پاس پہنچا۔
"میرے بھائی یہ۔۔۔یہ سب کیا ہے" وہ کمرے کے بکھرے حلیے سے زیادہ

اسکے آنسوؤں سے تر چہرے کو دیکھ شدید پریشان ہو گیا تھا۔
"م۔۔۔موبی۔۔۔موبی وہ کسی اور کی ہو گئی۔۔۔وہ کسی اور کی ہو گئی موبی" وہ ہاتھ میں لیٹر لئے بری طرح سے لرز رہے تھے۔
آنکھوں سے ایک سیلابی ریلا پھر سے بہنے لگا تھا۔
"کون۔۔۔کون ہو گئی کسی کی؟" اس کے ذہن میں چاہ کر بھی زرتشم نہیں آ سکتی تھی۔
"گ۔۔۔گل۔۔۔گل کسی اور کی ہو گئی۔۔۔" یہ ہوا تھا دھماکہ مبشر کے سر پر وہ پھٹی پھٹی نظروں سے برہان کو دیکھے گیا۔
"گل کسی اور کی ہو گئی۔۔۔کیسے۔۔۔موبی کیسے" وہ یکدم سے بے قابو ہوتے پوری قوت سے دھاڑے تھے۔
"وہ۔۔۔وہ میری تھی۔۔۔وہ کیسے کسی اور کی ہو گئی موبی کیسے" وہ سر ہاتھوں میں گرائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔
"ہاں۔۔۔سمبھالو خود کو" وہ آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔
"آ۔۔۔اااا" اسکے چلا کر رونے پر مبشر کی گویا روح فنا ہو گئی تھی۔وہ چاہ کر بھی اسے نہیں سمبھال پا رہا تھا۔
"وہ میری تھی۔۔۔۔میری" انکو خود کو نقصان پہنچانے پر صحیح معنوں میں مبشر کی جان نکلی تھی۔
"ہاں نہیں۔۔۔پلیز نہیں۔۔۔تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔وہ کیسے اتنی جلدی شادی کر سکتی ہے ابھی تو اسے ڈاکٹر بننا تھا"
وہ اب بھی یقین نہیں کر پا رہا تھا۔مگر برہان کی یہ حالت اسے یقین کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔
"وہ۔۔۔وہ مجھ سے کہہ رہی تھی۔۔۔میں رشتہ لے کر جاؤں۔۔۔وہ کہہ رہی

تھی موبی۔۔۔ لیکن۔۔۔ لیکن مجھے ہی سیٹل ہونا تھا میں ہی پاگل تھا میں ہی"
وہ اپنے سر پر ہاتھ مارتے مزید حواس کھو رہے تھے۔
نہیں۔۔۔ نہیں ہان پلیز نہیں" مبشر کی آنکھوں سے آنسوں بے ساختہ جاری ہو گئے۔
"میں ہی خود کو اسکے قابل بنانا چاہتا تھا مگر۔۔۔ مگر اس نے انتظار نہیں کیا۔۔۔ وہ نہیں کر سکی وہ کسی اور کی ہو گئی"
انکو بچوں کی طرح بلک بلک کر روتے دیکھ مبشر کو کوئی راستہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ کیسے اسے چپ کرواتا۔
اس دن کے بعد سے وہ سکون سے نہیں بیٹھا تھا اس نے ہر ممکن کوشش کی زرتشم کو ڈھونڈنے کی۔ مگر وہ ایسے لا پتہ ہو گئی کہ پھر کبھی نہ ملی۔
"تمہیں شادی کر لینی چاہیئے" پانچ سال گزر گئے تھے مگر آج بھی وہ آس لئے جی رہا تھا کہ کبھی تو وہ واپس لوٹے گی۔
"نہیں۔۔۔ میں کسی کا حق نہیں مار سکتا" وہ گاڑی کا ٹائر بدلتے سنجیدگی سے گویا ہوا۔
"خود کو ایک بار دیکھو۔۔۔ کیا حال بنا لیا ہے کتم نے اپنا مجنوں لگ رہے ہو اسکے عشق میں تم غنڈے بن گئے ہان"
اسکی بات پر اسبز آنکھیں بے اختیار اوپر اٹھیں "غنڈہ" بہن کی محبت میں پہلا جرم اس نے کیا تھا جس کے بعد وہ چھپتا پھر رہا تھا۔
مگر اسکے بچھڑ جانے کے بعد وہ اسی جان کو ہتھیلی پر یوں رکھ گیا جیسے کوئی بھی آ کر آسانی سے لے لے۔
"مجھے سمجھ نہیں آتی کوئی کسی کو دیکھے بغیر اتنا گہرا عشق کیسے کر سکتا ہے" وہ واقعی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

برہان نے اب تک زرتشم کا ایک بار بھی چہرہ نہیں دیکھا تھا صرف آنکھیں تھیں جو اسے اس قدر پاگل کر گئی تھیں۔
"کی جا سکتی ہے اگر کرنے والا برہان ورک ہو وہ آنکھوں سے بھی محبت کر لیتا ہے"
محبت۔۔۔اسکے آگے یہ لفظ چھوٹا تھا بہت چھوٹا ذرے برابر۔ وہ اٹھ کر ہاتھ جھاڑنے لگا۔
"وہ تو اپنی زندگی میں خوش ہو گی چار پانچ بچے بھی ہو گئے ہونگے تم بھی آگے بڑھو" اسکی باقی کی بات منہ میں ہی رہ گئی جب دیکھنے والی سبز آنکھیں "برہان ورک"کی نہیں بلکہ "بلیک شیڈو کی تھیں۔
"مجھے یقین ہے۔۔۔میں ان سے ملوں گا۔۔۔چاہے کسی بھی حال میں ہی صحیح" حال کونسا حال اسے کسی اور کے نام دیکھنا۔
وہ کیسے دیکھ سکتا تھا اسے کسی اور کے ساتھ مگر قسمت نے یہ درد بھی اسکے نصیب میں لکھ دیا تھا۔
"بوس کا فون آیا ہے ہمیں نکلنا ہے" بوس کے ذکر پر بلیک شیڈو صرف ایک روبوٹ تھا جو اسکے اشاروں پر چلتا تھا۔

انکے یقین نے ہار نہیں مانی تھی انکا یقین رب پر تھا اور پھر رب نے انکے لئے راستے ایسے بنا دیے جو انکو انکی محبت تک لے جاتے چلے گئے۔
وہ اون کا سیٹ لے کر انکی محنت سے زیادہ انکو دے آئے تھے۔ اور آ کر گھر جب زرتشم کی خوشی دیکھی تو لگا بہت کم دے کر آئے ہیں۔
اسکی اس خوشی کیلیئے برہان اپنا آپ وار سکتے تھے۔ وہ اپنی مینا کو وہ سیٹ پہنا کر خوشی سے بے حال تھی۔

اور اب بیٹھی اس اونی کیپ کو دیکھ رہی تھی جسے پہن کر اسکی مینا پہلے سے زیادہ کیوٹ لگ رہی تھی۔

وہ اپنی دھن میں بیٹھی تھی جب ایک بال اڑتی ہوئی سیدھا مینا کے پنجرے پر آ کر لگی۔ اور وہ دھڑام سے زرتشم کے قدموں میں آ گرا۔

"مینا" وہ اسے گرتے دیکھ یکدم سے چیختی اسکے پاس بیٹھی۔

اسکی چیں چیں زرتشم کی جان نکال گئی تھی وہ روتی ہوئی اسے پنجرے سے نکالنے لگی جو گرنے کے باعث کچھ زخمی ہو گئی تھی ۔

اسکا زخم دیکھ زرتشم کی آنکھیں پھٹی تھی ایک ابلتا ہوا لاوا اسکی آنکھوں سے بہہ نکلا مینا یوں سانس لے رہی تھی جیسے وہ اسکی آخری ہوں۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں کیا ہوا تم کو۔۔۔مینو۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں اور سر پر ہاتھ پھیرتی اسے کچھ پر سکون کرنا چاہ رہی تھی مگر اسکا زخم بہت گہرا تھا۔

اتنے میں ایک لڑکا بھاگتا ہوا اسکے گیٹ سے اندر داخل ہوا۔

"یہاں میری بال آئی ہے" وہ اسکے ہاتھ میں زخمی پرندہ دیکھ کر بھی خود غرضی سے اپنی بال مانگ رہا تھا۔

زرتSشم نے سرخ متورم آنکھوں سے اسے دیکھتے اٹھ کر اسکے گال پر ایک تھپڑ جڑ دیا۔

"تمارا بال نے اماری مینو کا کیا حال کر دیا۔۔۔تمارا ہمت کیسے ہوا اس بال کو مانگنے کا" وہ اسے بازو سے پکڑ کر بے طرح سے جھنجھوڑ گئی۔

وہ لڑکا درشتگی سے اپنا بازو چھڑواتے اسے دور دھکیل گیا۔

"زر" اسے ایسے گرتے دیکھ گیٹ سے اندر داخل ہوتے برہان کی بے ساختہ چیخ گونجی تھی۔

انہوں نے ایک ہی جست کین آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے تھام کر اٹھایا۔

"ہ۔۔۔ہان۔۔۔ہان امارا۔۔۔۔ مینو۔۔۔اسکو بچاؤ" وہ خود کو بھولے مینو کو آگے کر گئی مگر برہان کی طیش بھری نگاہوں میں وہ لڑکا جیسے رچ گیا تھا۔
آگے بڑھ کر انہوں نے ایک زور دار پنچ اسکے منہ پر دے مارا جس پر وہ لڑکا پیچھے سر کر بل جا گرا۔
مگر ایک پنچ بھی جیسے کافی نہ تھا وہ اسے کالر سے تھام کر کھڑا کرتے اسکے چہرے کو مار مار کر لال کر گئے۔ اس لڑکے کے منہ اور ناک سے خون بہنے لگا تھا۔
"تیری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔میری بیوی کو چوٹ پہنچانے کی" وہ اسے اٹھا کر گیٹ پر زور سے دے مار گئے۔
انکو ایسے دیکھ زرتشم گویا سانس لینا بھول گئی وہ بھول گئی تھی اپنی زخمی مینو کو۔ وہ تو پلکیں تک جھپکانا بھول گئی تھی۔
"اوے" اس لڑکے کے دو گارڈز بھاگتے ہوئے اسکی جانب آئے جب ایک کو پکڑ کر بلیک شیڈو نے دیوار میں چن ڈالا اور دوسرے کے وار سے جھک کر بچتے اسکی پیٹھ پر اتنی زور سے کہنی ماری کہ وہ آگے کو بے اختیار جا گرا۔
اتنے میں دوسرا اٹھ کر واپس سے ان پر حملہ آور ہونے لگا تھا کہ وہ اسکا وہی بازو پکڑ کر اپنے گھٹنے پر رکھتے بے دردی سے توڑ گئے۔
اسکی دل خراش چیخ پر زرتشم بری طرح سے لرزتی منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔
وہ اسکے چہرے پر مار مار کر اسکی ایک آنکھ بری طرح سے پھوڑ گئے جبکہ دوسرے کا سر خونم خون ہو گیا تھا۔
وہ لڑکا تو وہی سے ڈر کر بھاگ گیا اسکے ویل ٹرینڈ گارڈز کا وہ شخص یہ حال کر گیا تھا تو اسکا کیا حال کرتا۔
"آئندہ میرے گھر یا میری بیوی کی طرف دیکھا بھی تو یہی آنکھیں نوچ کر

کتوں کو کھلا دونگا" وہ ان پر غراتا ہوا دونوں کو انکے گھر کے آگے پھینک آیا۔
اس تھوڑی سی دیر میں اسکا حلیہ برا ہو گیا تھا شرٹ پر خون کے دھبے اور ہاتھ سے ٹپکتا انکا خون۔
یہ دیکھ زرتشم دھک سے پیچھے ہٹ گئی اور پھٹی پھٹی نظروں سے انکو دیکھنے لگی۔
وہ اسے خوف زدہ ہوتے دیکھ وہی پودوں کو پانی دینے والے نل سے ہاتھ دھو کر شرٹ کے بٹن کھولتے اسے باہر ہی ایک جانب پھینک گئے۔
"اندر چلیں؟" قریب آتے اسکا ہاتھ تھام کر پوچھا مگر وہ اتنی لرز گئی تھی کہ سر تک کو جنبش دینے کی ہمت نہیں کر پائی۔
وہ اسے لے کر اندر آئے اور صوفے پر بٹھاتے اسکے ہاتھوں کو دیکھا اسے چوٹ نہیں آئی تھی یہی تسلی کرتے وہ اسکی مینو کو دیکھنے لگے۔
اسکے زخم کو سمبھال کر وہ اسے گرم کپڑے میں لپیٹ گئے تھے تاکہ اسے ٹھنڈ نہ لگے۔
"میں اسکا گھر پھر سے بنا دونگا اور یہ بھی ٹھیک ہو جائے گی آپ پریشان مت ہوں" وہ مینو کو اندر گرم بستر پر ڈال کر باہر اسکے پاس آ کر بیٹھے۔
وہ اب تک ڈری سہمی ہوئی سی ایسے بیٹھی تھی جیسے سانس لینے کی بھی ہمت نہیں کر پا رہی ہو۔
اسے ایسے دیکھ برہان نے پیشانی مسلی اور خود اسکے سامنے ٹیبل پر بیٹھ گئے۔
"وہ۔۔۔"انکو سر کھجاتے ہوئے سمجھ نہیں آئی کہ کیا کہیں۔
پہلی بار اس نے برہان کو اس قدر جلالی روپ میں دیکھا تھا۔
"وہ آپ کو ن۔۔۔نقصان"
"ک۔۔۔کس نے سکھایا تم کو یہ سب؟" وہ انکی بات کاٹتی بیچ میں بولی۔

برہان نے بے اختیار نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ خود جو نظر آتے تھے وہ حقیقت میں اسکے بر عکس تھے۔
اسکا سوال بہت معصومانہ تھا مگر جواب اگر آج سچ نہ دیا جاتا تو انکے بیچ کا یقین ٹوٹ جاتا۔
"ب۔۔۔بولو" انکی خاموشی پر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی آواز بلند کر گئی۔
برہان نے خود کو پہلی بار سخت گھڑی میں محسوس کیا تھا۔ وہ گہری سانس خارج کرتے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگے۔
"پاشا بے" ایک نام اور گویا پوری بات مکمل ہو گئی ہو۔
وہ نہ سمجھی سے انکو دیکھنے لگی اور اس دن وہ براہ راست پاشا کو دیکھ رہی تھی۔
وہ ہک دک سی زیحال کے سامنے بیٹھی تھی جو اپنی پول کھول دینے پر برہان کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی سالم آنکھوں سے نگل جائے گا۔
"میری حقیقت یہی ہے گل۔۔۔میں بہت عرصے سے اس کام میں ملوث تھا" وہ دھیرے دھیرے اپنے ہر جرم کا اعتراف کر گیا جو اسکی نظر میں جرم تھا مگر حقیقت میں انصاف اسی سے ملا تھا۔
زیحال اسکے پاس کافی دیر بیٹھ کر گیا تھا برہان کو لگا ایسی سچویشن میں وہ گل کو ٹھنڈا کر سکتا ہے مگر وہ آ کر چلا گیا تھا لیکن وہ اسی طرح بیٹھی تھی۔
"زنو کے بعد آپ کو کھونے پر میں پاگل سا ہو گیا تھا مجھے اپنی زندگی کی کوئی پرواہ نہیں تھی تب میں آپ کے بھائی سے ملا تھا"
وہ خیالوں میں جیسے اس وقت میں پہنچ گئے جب ٹوٹے دل کے ساتھ وہ موت کی عرضی لئے اس شخص کے سامنے کھڑا تھا۔
"تم پاگل ہو مرنا ہے تو اور کسی طریقے سے مرو" وہ گاڑی روک کر اس پر چیخ پڑا تھا وہ سرخ متورم آنکھوں سے اس لڑکے کو دیکھنے لگا۔

وہ کم سن لڑکا جس کی عمر زیادہ نہ تھی مگر اسکا پہناوہ بتا رہا تھا کہ وہ کسی بڑے گھر کا فرد ہے۔
تب ہی اسکا فون بج پڑا وہ فون کر کسی سے بات کر رہا تھا اسکے منہ سے صرف لالا لفظ برہان کو سمجھ آیا تھا۔
کہ وہی قریب سے پولیس سائرن بجنے لگا وہ لوگ انکے قریب آ کر رک گئے یاقوت نے بغور ان کے چہرے دیکھے وہ ملے زبان میں برہان کو کچھ کہہ رہے تھے۔
اSسکا ٹوٹا بکھرا حال دیکھ یاقوت بری طرح سے ٹھٹھکا جیسے وہ اپنے حواسوں میں نہ ہو۔
وہ آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھام گیا۔ "یہ میرے ساتھ ہے" اس نے انکی ہی زبان میں کہہ کر بات ختم کر دی کیونکہ دوسری جانب فون پر زریاب خان تھے۔
وہ اسے لے کر اپنے فلیٹ پر آ گیا اور اسکے سامنے کھانے پینے کی چیزیں رکھ گیا۔
"لالا مجھے ابھی پاکستان بھیج دیں بھائی کو علم ہوا کہ میں دو دن سے اپنے ننھیال کا جھوٹا ڈرامہ کر کر یہاں آپ کے پاس ہوں تو وہ بہت ناراض ہونگے جو میں نہیں چاہتا"
اسکی بات سن کر دوسری جانب سے زریاب کچھ بولے تھے اور پھر اس رات کی یاقوت کی ٹکٹ بک کروا دی گئی تھی۔
وہ اسکے سامنے بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔
"کون ہو تم۔۔۔اور وہ لوگ تمہیں کیوں لے جا رہے تھے؟" لہجہ اب نرم تھا اس لڑکے کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

وہ بے خودی میں یاقوت کو سب بتاتا چلا گیا جب اسکی کہانی سن کر یاقوت مرزا کی آنکھیں پر ٹھہر گئی تھیں۔

وہ الگ الگ شخصیت تھے مگر حال تو ایک جیسا تھا وہ دن تھا جب یاقوت اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا اور وہاں ملا تھا اسے "پاشا بے"

اسکے ساتھ رہ کر وہ اپنی پہچان مسخ کر گیا تھا بلیک شیڈو خود کو بلوانے والا بھول گیا تھا کہ وہ کون ہے وہ صرف جیتی جاگتی مورت تھی۔

"میں واپس وہیں جانا چاہتا ہوں" وہ سامنے بیٹھے پاشا کو دیکھ کھوئے ہوئے سے انداز میں بولا۔

"لیکن وہاں کیا ہے جب ہم سب یہاں ہیں" پامیر کو اسکا انداز ٹھٹھکا تھا۔

یاقوت یہاں نہیں تھا ورنہ وہ اسے منہ کبھی نہ کھولنے دیتا کیونکہ اس نے زیحال سے یہ بات چھپا رکھی تھی کہ وہ بلیک شیڈو کو کہاں سے لایا تھا۔

وہ کیا بتاتا وہاں کیا ہے وہاں وہ امید تھی جس کے سہارے وہ جی رہا تھا کہ ایک دن تو وہ اسے ملے گی

"ٹھیک ہے۔۔۔تم جہاں جانا چاہتے ہو جا سکتے ہو" وہ اپنی طرف سے اسے آزاد کر گیا تھا۔

مگر وہاں سے واپس آ کر بھی وہ اپنی پہچان بلیک شیڈو ہی رکھ رہا تھا مگر دنیا کیلیئے وہ ڈاکٹر برہان ورک بن گیا تھا۔

"میری قسمت مجھے دھیرے دھیرے آپ کے قریب لاتی گئی ورنہ سات سمندر پار سے وہ مجھے اس شخص کے پاس نہ بھیجتا جس کا آپ سے خونی رشتہ تھا"

وہ پتھر بنی سانس روکے انکی باتیں سن رہی تھی ایسے جیسے انکے ساتھ ہی اس وقت میں گھوم رہی ہو۔

"آپ کی خوشبو نہ چلی جائے میں نے اس لیٹر کو فریم کیا اپنے ہاتھوں سے اور اپنے ساتھ جائے نماز پر رکھ کر دعا میں آپ کو مانگا"

وہ سانپ سونگھ جانے کے انداز میں بیٹھی تھی جب برہان دھیرے سے اسکے قدموں میں آ بیٹھے۔

زرتشم انکو ایسے بیٹھتے دیکھ یکدم سے لرز اٹھی۔

"مجھے اس کام سے عشق ہے کیونکہ اس نے مجھے آپ سے ملایا ہے" وہ اسکا ہاتھ تھامے بھرائی آواز میں بولے۔

"آپ سے میں نے عشق کیا ہے گل۔۔۔آپ کے بغیر میں صرف ایک زندہ لاش تھا" انکی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گود میں جا گرے۔

وہ اپنے کپکپاتے ہونٹوں کو آپس میں پیوست کئے کس تڑپ سے اسے دیکھ رہے تھے زرتشم کا دل کانپ گیا تھا۔

"آپ ہیں تو میں ہوں آپ نہیں۔۔تو برہان بھی نہیں" وہ اسکی گود میں سر پر رکھے سسک کر رو پڑے۔

وہی درد وہی زخم جو برسوں سے انکے دل پر تھا آج پھر سے انکو درد دینے لگا تھا۔

"مجھ سے نفرت نہ کریں۔۔۔مجھے ان نگاہوں سے نہ دیکھیں" ایک مرد جو مکمل تھا وہ اس ادھوری لڑکی کے سامنے گڑگڑا رہا تھا۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس سے وہ بھی نہ مکمل ہے مگر اسکا عشق مکمل تھا اور یہی اسکے لئے کافی تھا۔

وہ بھی دھیرے سے انکے ساتھ نیچے بیٹھتی انکے سینے سے لگ کر رو پڑی تھی اس محبت کیلئے وہ خود کتنی شکر گزار تھی وہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام گئے۔ آج انکو ہر

درد ختم کرنا تھا۔
"ا۔۔ام کو پانے کیلیئے۔۔۔ت۔۔۔تم اتنی تکلیفوں سے گزر گیا؟" وہ تڑپ کر پوچھتی رونے لگی تھی وہ سر نفی میں ہلاتے اسکے آنسوں اپنی ہتھیلیوں سے صاف کرنے لگے۔
"ان سے آپ مجھے ملے مجھے کوئی گلہ نہیں" انکی بات پر وہ تڑپ کر انکے ساتھ لگ گئی۔
آج صحیح معنوں میں ہر درد ختم ہو گیا تھا وہ کتنی ہی دیر ان سے الگ نہیں ہو سکی۔
یہ شام انکی زندگی کی سب سے خوبصورت شام گزری تھی جو انہوں نے ایک دوسرے کے نام کر کر خود کو مکمل کر لیا تھا۔
وہ خود اسکے لئے کھانا بنا کر کمرے میں لے آئے۔
"ہوئی نیند پوری؟" وہ شام کی سوئی اب اٹھی تھی اور انکو سامنے دیکھ شرم سے پلکیں جھکا گئی۔
"یہ کیا۔۔۔آپ شرما رہے ہیں؟" وہ اپنی ہنسی روکے اسے شریر انداز میں چھیڑنے لگے۔
"چلیں آپ کو میں اپنے ہاتھ سے کھلاتا ہوں" وہ خود سے اسے دھیرے دھیرے کھانا کھلانے لگے۔
جب وہ رک کر انہیں دیکھنے لگی برہان کو سمجھ نہیں آئی وہ ایسے کیوں دیکھ رہی تھی۔
"ایک آخری کام کریں گے؟" اسکے سوال پر وہ ٹھٹھک سے گئے۔
"بندہ حاضر آپ حکم کریں"
"ام کو بالاج کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہے" اسکی فرمائش پر برہان رک

سے گئے۔
"نہیں دیکھ سکیں گے آپ میں اتنا حوصلہ نہیں ہے" وہ نہیں چاہتے تھے اسے کوئی تکلیف ہو۔
"ام دیکھ لے گا۔۔۔جو اس نے امارے ساتھ کیا اسکے بعد ام بھی دیکھ لے گا" وہ اٹل تھی برہان نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور بے ساختہ مسکرا کر "ٹھیک ہے" بول گئے۔ جس کے بعد اس نے اپنی آنکھوں سے اسکا انجام دیکھ بھی لیا تھا۔

۔۔۔۔

وہ گاڑی لے کر سیدھا ایک ویران بستی میں گئے تھے جہاں رات کے اس پہر کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔
زرتشم نے خوف زدہ سی نظروں سے انکی جانب دیکھا جب وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے تسلی دے گئے۔
گاڑی ایک مکان کے سامنے آ رکی تھی ویران سنسان مکان جسے دیکھ کر بھی خوف آئے۔
وہ گاڑی سے اتر کر زرتشم کی جانب آ گئے اور اسکی جانب ہاتھ بڑھا کر اسے باہر آنے کا کہتے انتظار کرنے لگے۔
"ی۔۔۔یہاں؟"
فکر مت کریں میں ہوں ساتھ" انکا ایک جملہ اور اسکے ذہن میں صبح والا منظر گھوم گیا ہاں وہ اب انکو معصوم نہیں سمجھ سکتی تھی۔
وہ گاڑی سے اترتی انکا ہاتھ چھوڑ کر پورا بازو تھام گئی جب اسکی اس قدر معصومیت پر برہان کے لبوں پر مسکراہٹ ٹھہری تھی۔
"ایسے پاس آئیں گے تو یہ دل کمبخت کام کیسے کرنے دے گا" انکے شریر

ہونے پر زرتشم نے ایک دھپ انکے سینے پر رسید کی۔
وہ اسے لے کر اندر کی جانب بڑھ گئے ہر بڑھتا قدم جیسے زرتشم کے خوف میں اضافہ کر رہا تھا۔
یہ خوف اس ویرانیت کا نہیں تھا ان یادوں کا تھا جو اسکی روح میں رچ بس گئی تھیں۔
وہ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے جہاں زرتشم کی نظر سامنے کرسی سے بندھے بے حال بالاج پر گئی۔
وہ سانس روکے بے اختیار آگے چلی آئی جب وغور اسکا حال دیکھا۔
اسکے ارد گرد چوہے منڈلا رہے تھے جو تقریباً اسکے پیروں کا گوشت نوچ چکے تھے زرتشم کی نگاہ دھیرے دھیرے نیچے جیسے ہی آئی اسکے پیروں کو دیکھ اسکے منہ سے چیخ نکل گئی۔
وہ پیچھے برہان کے سینے سے آ لگی اور آنکھیں بند کئے بری طرح سے لرزنے لگی۔
"یہ کیا۔۔ابھی تو اسکا مزید برا حال ہوتے دیکھنا ہے" انکی بات پر اس نے چہرہ باہر نکال کر انہیں دیکھا۔
اور سر نفی میں ہلاتی اپنے ہونٹوں کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔
"یہ ہر اس دن کا ہر اس پل کا حساب دے گا جس پل میں اس نے ان آنکھوں سے آنسوں نکالے" وہ اسکی آنکھوں کو لبوں سے خشک کرتے چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام گئے.
"ا۔۔ام نہیں دیکھ سکتا" وہ روتی ہوئی بری طرح سے لرز رہی تھی اسکے آنسوں دیکھ برہان کا دل برف کی طرح پگھلا تھا وہ اسے اپنے سینے میں زور سے

بھینچ گئے۔
"بس۔۔۔میں ہوں ساتھ " نگاہیں بالاج کے وجود پر گاڑھے وہ سرد مہری سے بولا۔
"پہلے تو اسے بیچ سے دو ٹکڑے کرنے کا ارادہ تھا لیکن اب۔۔۔اب آپ کی وجہ سے کچھ رعایت مل جائے گی اسے"
وہ یونہی انکے ساتھ لگی کھڑی رہی اسے چپ کرواتے انہوں نے ایک جانب کھڑا کیا۔
اور خود بالاج کی جانب بڑھ گیا اس وقت وہاں صرف بلیک شیڈو تھا جسے ایک بے رحم قصائی کے طور پر اسکی دنیا میں جانا جاتا تھا۔
اس نے سائیڈ میں پڑی تاروں کو اٹھاتے آپس میں جوڑ کر ان میں کرنٹ اچھالا تو زرتشم کی سانسیں خشک پڑ گئیں۔
بالاج بھی صرف دیکھ سکتا تھا بولنے کی سکت وہ بہت پہلے کھو چکا تھا اسکی آنکھوں سے خوف بھرے آنسوں بہنے لگے۔
اگلے پل اسکی دل خراش چیخوں نے زرتشم نوشیروال کی جان نکال دی تھی۔
اسکے جسم کی رگیں جان لیوا حد تک ظاہر ہوتی پھٹنے کو تھیں اس قدر تیز بجلی کا شاٹ لگ رہا تھا۔
دیکھتے ہی دیکھتے اسکی ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا وہ تاروں کو ایک جھٹکے میں دور پھینکتا اسے سر کے بالوں سے پکڑ کر چہرہ اوپر کر گیا۔
اور پاکٹ سے تیز چھری نکالتے عین اسکی آنکھوں کی سیدھ پر اوپر لے جاتے نیچے واپس لانے ہی لگا تھا کہ پیچھے وہ چیختی اپنی آنکھوں کے سامنے ہاتھ کر گئی۔
وہ مڑ کر اسے دیکھنے لگا اسکی حالت غیر ہو رہی تھی وہ جتنی مضبوط بن کر آ جاتی لیکن اسکا دل اتنا بڑا ہر گز نہ تھا۔

وہ بالاج کو چھوڑ کر اسکے قریب آیا اور اپنے ساتھ لگا گیا۔
"تھوڑا تو حوصلہ لائیں جان حیات"
اس لفظ پر ہمیشہ اسکا دل دھڑکتا تھا مگر آج تو جیسے اسے انکے وجود سے بھی خوف آ رہا تھا۔
وہ کس شخص سے محبت نبھا رہی تھی جو اتنا بے رحم درندہ تھا۔
"ن۔۔۔۔نہیں م۔۔۔میں۔۔۔میں نہیں دیکھ سکتی" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولتی التجا کرنے لگی۔
بلیک شیڈو کو اس پل وہ اپنے بہت قریب محسوس ہوئی وہ بے اختیار اپنے لب اسکے ماتھے پر رکھ گیا جب اس لمس پر وہ بے ساختہ آنکھیں بند کر گئی۔
اسی پل اس نے اپنے پیچھے سے ریوالور نکالتے گردن موڑ کر بالاج کو دیکھا جو آج اپنی آنکھوں سے اس لڑکی کو اسکی محبت کے قریب دیکھ رہا تھا جسے اس نے زندہ تک نہیں چھوڑا تھا ایک لاش بنا دیا تھا۔
اس نے بے رحمی سے ایک ساتھ چھ سات فائر سیدھا بالاج کے منہ پر مارتے اسکے چہرے کی شناخت ہی مٹا دی۔
خون یوں اچھلا جیسے بھرے خون کا تھیلا پھٹ گیا ہو۔ وہ ہر آواز پر پہلے سے زیادہ لرز اٹھتی تھی۔
"آپ کی وجہ سے اسے بہت آسان موت مل گئی۔۔۔ورنہ میں اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کر کتوں کو کھلاتا"
کرنے وہ اب بھی یہی والا تھا بس فرق اتنا تھا یہ تکلیف بالاج کی روح محسوس کرتی جبکہ وہ روح کے ساتھ جسم کو بھی اس تکلیف سے دو چار کرنے والا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-

وہ صبح کا ناشتہ بنا کر ٹیبل پر رکھ رہے تھے جب درمیان میں رک کر کچھ سوچا

اور پھر مسکرا کر اسی ناشتے کو ٹرے میں سیٹ کرتے وہ کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

دروازے کے قریب آتے ذرا سا ناک کیا اور اندر داخل ہوتے نظر سامنے بیڈ پر ڈالی جو خالی تھا اسی وقت وہ شاور لے کر نکل رہی تھی۔

سامنے کھڑے مبشر کو دیکھ وہ ٹاول پر گرفت اور بھی مضبوط کرتی تھوڑی نروس ہونے لگی۔

اسے مبشر کے گھر میں دوسرا مہینہ تھا اس دن وہ مذاق نہیں کر رہے تھے یہ بات اسے شام میں تب پتہ چلی جب برہان نے اس سے رخصتی کی بات کی۔

"زنو۔۔۔ مبشر چاہتا ہے وہ سادگی سے تمہاری رخصتی لے لیں اب جیسا تم چاہو" وہ کھانے کی میز پر بیٹھے نہایت سنجیدگی سے بولے۔

وہ کھانا کھاتے کھاتے رک سی گئی اس سے پہلے کچھ کہتی اس کی فون سکرین پر مبشر کا نام جگمگانے لگا۔

"ہاں اگر پوچھیں تو ہاں کر دینا کیوں مزید تڑپا رہی ہو اس عاشق کو" وہ میسج پڑھ کر برہان کے سامنے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کر پائی تھی۔

"ج۔۔۔جی بھائی جیسا آپ کو ٹھیک لگے آپ کر دیں" وہ اتنی آسانی سے مان جائے گی اس پر برہان اور زرتشم دونوں دنگ رہ گئے تھے۔

اور پھر واقعی بہت ہی سادگی کے ساتھ مبشر اسے لے کر اپنے گھر آ گئے تھے۔

وہ پہلی رات دونوں کی ایک ساتھ تھی جس میں ہچکچاہٹ گھبراہٹ دونوں کی عروج پر تھی۔

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی وہاں سے اندر جھانکتے گلاب کے پھولوں کو دیکھتی مسکرا رہی تھی جب باہر سے دروازہ کھولتے مبشر ہاتھ مسلتے اندر داخل ہوئے۔

"او۔۔۔ہو۔۔۔ہو ہو۔۔۔سردی" اس رات سردی کافی شدید تھی از قبل

تھوڑی بہت ژالہ باری بھی ہوئی تھی موسم یہاں اچانک یا تو گرم ہو جاتا تھا یا حد سے زیادہ ٹھنڈا۔
زنو انکی آواز پر یکدم سے بدک کر پیچھے مڑی۔
جب دونوں کی نگاہیں ملتے دھڑکنیں بری طرح سے منتشر ہونے لگیں۔
"س۔۔۔سوری مجھے یاد نہیں رہا کہ اب تم بھی" انکی بات پر زنو نے کندھے ایسے اچکائے جیسے کہہ رہی ہو "اچھا۔۔۔"
"ا۔۔۔ایسے تو نہ دیکھو اب پہلی رات ہی ہارٹ اٹیک دو گی ان آنکھوں سے" وہ دروازہ بند کرتے خود میں ہنس کر بولے۔
مگر انکو دروازہ بند کرتے دیکھ زنو کا دل یکدم سے گھبرانے لگا تھا وہ بے طرح سے نروس ہوتی اس لاک کو دیکھنے لگی۔
مبشر کچھ کہنے کیلئے منہ کھولنے ہی لگے تھے کہ اسکی نگاہ دروازے کے لاک پر دیکھ اسکی گھبراہٹ فورا سے بھانپ گئے۔
پھر بے اختیار مسکراتے اسکے پاس آ کر کھڑے ہوئے۔
"میں جان بوجھ کر ان پودوں کو یہاں سے نہیں ہٹاتا انکی تازہ خوشبو سے کمرہ ہر وقت مہکتا رہتا ہے"
وہ اسکا دھیان پھولوں کی جانب بھٹکانے کی کوشش کرنے لگے مگر وہ اسی کنڈیشن میں کھڑی تھی۔
"بیٹھیں؟" انہوں نے بیڈ کی جانب اشارہ کیا اور زنو کو لگا جیسے پتہ نہیں کیا کہہ دیا ہو۔
وہ دھیرے سے بیڈ پر بیٹھ گئی مگر مبشر کے بیٹھتے ایسے اچھلی جیسے بیڈ شیٹ پر کانٹے لگے ہوں۔
"ریلیکس۔۔۔نروس کیوں ہو رہی ہو میں غیر نہیں ہوں" وہ اسکے ہاتھوں پر

کپکپاہٹ طاری دیکھ نرمی سے گویا ہوئے۔
"آج ہماری فرسٹ نائٹ ہے" وہ سرگوشی نما انداز میں بولتے اسکے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھنے لگے۔
"کیوں ناں اسے تھوڑا الگ اور خاص بنایا جائے؟" اب تو زنو یوں تھی جیسے بدن کاٹو تو لہو نہیں۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے انکو دیکھنے لگی۔
"تم۔۔۔اور میں" وہ کہتے ہوئے اسکے ذرا سے قریب آئے۔
"آج کی رات" زنو کی روح فنا ہونے کے قریب تھی۔
"سڑکوں پر آوارہ گردی کریں" یہ پھوٹا تھا زنو کے سر پر بم وہ آنکھیں پھاڑے انکو دیکھے گئی۔
"اب بیوی غنڈی ملی ہے تو فرسٹ نائٹ بھی تو تھوڑی تھرل ہونی چاہیئے ناں" زنو کو لگا کسی نے اسکی روح کھینچ کر واپس اسکے جسم میں ڈال دی ہو۔
وہ گہری سانسیں لیتی ترچھی نظروں سے مبشر کو گھورنے لگی۔
"کیا؟" وہ انجان بنے تھے جس کا انجام پھر ویسا ہی ہوا اس نے دے دھڑا دھڑ ان پر مکوں کی برسات کر دی۔
"ارے ۔۔۔ارے میں تنگ کر رہا تھا۔۔۔زنو" انکے منہ سے زنو سنتے وہ بے اختیار رک گئی۔
"تمہیں کیا لگا تھا میں وہ سب کرنے کو کہوں گا؟" اسکی سوچ پڑھتے وہ سوالیہ انداز میں بولے زنو یہاں سے غائب ہونا چاہتی تھی۔
"ہاہاہا سیریسلی۔۔۔تم نے وہ سوچا۔۔۔ہاہاہا اوہ میرے خدایا۔۔۔"
اب نہیں بچے تھے وہ پہلی ہی رات انکے کمرے کی کوئی چیز نہیں رہی تھی جو زنی نے اٹھا کر انکو نہ دے ماری ہو۔
"چلو۔۔۔آج ہم باہر کا کھانا گھر لا کر کھاتے ہیں" بھوک تو اسے بھی لگی تھی

تب ہی جھٹ سے راضی ہو گئی۔
"اور ہاں" وہ جانے لگی تھی جب وہ اسے بازو سے تھامتے اپنے قریب کر گئے۔
"ہم میاں بیوی سے پہلے ایک اچھے دوست ہیں اور میں چاہتا ہوں یہ رشتہ ہمیشہ برقرار رہے" انکی بات پر وہ سانس روکے انکو دیکھنے لگی۔
"ان سب کا کیا ہے پوری زندگی پڑی ہے کرنے کیلیئے۔۔۔تو ٹینشن نہ لو۔۔۔ جب بولو گی تب اپنی زندگی شروع کریں گے تب تک۔۔۔وی آر بیسٹیز" وہ اسکی ناک پکڑ کر بھینچتے خود باہر نکل گئے۔
"جلدی آنا ورنہ چھوڑ کر چلا جاؤنگا" جاتے جاتے بلند آواز میں دھمکی بھی دے ڈالی۔
مگر وہ انکے خوبصورت الفاظوں کے حصار میں ہی جیسے قید ہو کر رہ گئی تھی۔
کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا تھا وہ کیوں نہ اس بندے کو اپنے لئے چوز کرتی کیا اسے ملک مبشر جیسا پوری دنیا میں مل سکتا تھا؟
جواب آیا نہیں وہ بندہ ہی ایک تھا اور ایک ہی اسے دے دیا گیا تھا۔
وہ مسکراتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔
"مجھے چھوڑا تو میں سر پھوڑ دونگی"
"حاضر سائیں ہم اور ہمارا سر دونوں حاضر" وہ اسکے لئے گاڑی کا دروازہ کھول کر کھڑے تھے وہ مسکراتی ہوئی سیٹ پر جا بیٹھی۔
"ویسے تب تک" وہ جھک کر اسے دیکھتے ذرا رک کر بولے۔
پھر آگے ہوتے اسکا گال چوم گئے "یہ کرنے کا تو حق ہے ناں" وہ بول کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ گئے۔ وہ مسکراتی نگاہوں سے باہر دیکھنے لگی۔
وہ دونوں ایک رستوران آئے تھے مگر یہاں کھانے کی غرض سے نہیں بلکہ کھانا لے کر گھر جانا تھا۔

اور اسی رات وہ لوگ انہیں وہاں مل گئے۔
مبشر نے جیسے اسکا ساتھ دیا اسکے بعد زنو کیلئے وہ اور بھی اہم ہو گئے تھے۔
آج وہ اسے اپنے کمرے میں دیکھ پھر سے اسی طرح نروس ہو رہی تھی مگر اس بار مسکراہٹ لبوں پر آئی تھی۔
"مجھے تو پتہ نہیں کب بیوی کے ہاتھ کا ناشتہ نصیب ہو سوچا تمہیں ہی شوہر کے ہاتھ کا نصیب کروا دوں"
وہ ناشتہ رکھ کر خوشی سے چہکتی آواز میں بولنے ہی لگے تھے جب ٹاول سیدھا انکے منہ پر پڑا اور وہ ڈھیٹوں کی طرح بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگی۔
"بہت بگڑ گئی ہو۔۔۔لگتا ہے مجھے تم پر محنت کرنی پڑے گی" وہ بھی ساتھ بیٹھ کر ناشتے کے ساتھ انصاف کرنے لگے۔
"اچھا ... پھر کب کر رہے ہیں محنت شروع"
"جب تم بولو"
"جب بھی کریں گے نتیجہ زیرو ہی آئے گا اور پتہ ہے" وہ بولتے ہوئے آگے کو جھکی۔
"میں پھر بھی نہیں سدھروں گی" اپنی بات پر وہ خود ہی ہنس دی۔
"اور تمہیں پتہ ہے تم مجھے انہی باتوں کی وجہ سے اچھی لگتی ہو تو میں چاہتا بھی نہیں تم بدلو"
وہ مکمل تھے وہ ایک دوسرے کے ساتھ مکمل تھے۔
ہاں یہ بات سچ تھی کہ پوری دنیا میں ظاعنہ ورک کو ملک مبشر کے علاوہ اور کوئی نہیں سمبھال سکتا تھا۔

روٹین اتنی خوبصورت ہو گئی تھی کہ وہ خود بھی سوچ نہیں پاتا تھا کہ پہلے اسکی

زندگی کیسی تھی۔
وہ صبح میں تھوڑی دیر زیحال کے ساتھ آفس جاتا وہاں سے لوٹ کر بچوں کے ساتھ اپنا وقت گزارتا اور پھر شام میں مہرام کو ٹیوشن دینے چلا جاتا۔
وہاں سے واپس آکر وہ سب بھائی ایک ساتھ ضرور بیٹھتے تھے اور وہ وقت ایسا ہوتا تھا جس میں زارک اسفندیار چاہتا تھا وقت تھم جائے۔
"یہ لیٹ آیا ہے اسکی شرٹ پر کسی لڑکی کے لپسٹک کے نشان ڈھونڈو" اسکے بیٹھنے سے پہلے ہی پامیر نے اس پر دھاوا بولا تھا۔
زارک تو ہکا بکا سا ہی اسے دیکھے گیا۔
"کیا پوائنٹ پکڑا ہے میں بھی اسے نوٹ کر رہا ہوں کچھ دن سے لیٹ گھر آرہا ہے" یاقوت نے سنجیدگی سے اپنا ٹکڑا لگایا۔
"نوٹ تو میں نے بھی کیا ہے" برلاس کافی کا مگ اٹھاتے اپنی مسکراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔
زارک تو ہکا بکا سا منہ کھولے تینوں کو دیکھے گیا اتنے میں زیحال انکے ساتھ آ بیٹھا اسکی گود میں زیام تھا جس کی نظر اپنے دوست پر پڑی تو باپ سے بھی بے وفائی کر گیا۔
"بھائی دیکھ لیں اسے آج کل"
"ن۔۔۔ نہیں ایسا کچھ نہیں ہے میں کسی لڑکی سے نہیں ملتا" وہ پامیر کے بولنے سے پہلے ہی خود بول پڑا۔
"آج کل یہ۔۔۔ کھانا کم کھانے لگا ہے میں تو یہ کہہ رہا تھا تم کس لڑکی کی بات کر رہے ہو؟"
وہ بات کے ساتھ رنگ بھی اتنی جلدی بدل جائے گا زارک نے سوچا بھی نہیں تھا

یاقوت اور برلاس ل نے چہرے نیچے جھکائے اپنی پھنس پھنس کر نکلتی ہنسی کو کنٹرول کرنا چاہا۔

"ہاں۔۔۔تم کس لڑکی کی بات کر رہے تھے؟" زیحال کے سوال پر زارک کی گویا جان حلق میں اٹکی تھی ۔

"ہاں۔۔۔ہاں بولو۔۔۔" وہ بھنویں مٹکاتے اسے چھیڑنے لگا زارک کا دل چاہا اسے کچا چبا جائے۔

"جیسمن۔۔۔اووہ تمہیں وہ اتنی پسند تھی پہلے بتایا ہوتا نا" یاقوت کی بات پر تو اسکی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو ہو گئی تھیں۔

"جیسمن کیا واقعی؟" زیحال کو شاک لگا تھا وہ بھی اچھا خاصا۔

اسے بہت پہلے یہاں سے اس نے بھجوا دیا تھا اسکا علاج اب بھی ہو رہا تھا مگر زارک کیلئے وہ اسے کبھی نہیں سوچ سکتا تھا۔

زارک تڑپ کر سر تیزی سے نفی میں ہلانے لگا۔

"ان خبیثوں نے پھنسایا ہے مجھے۔۔۔ایسا کچھ نہیں کہا تھا یہ لوگ"

"اچھا ناں میلا بچہ۔۔۔لو تو نہیں (اچھا ناں میرا بچہ رو تو نہیں)" پامیر نے اسے پچکارا جس پر یاقوت اور برلاس کا پھوٹ کر قہقہہ نکلا۔

"سب سے بڑی یہ فساد کی جڑ ہے" وہ پامیر پر ٹوٹ پڑا دونوں کو فائیٹ کرتے دیکھ برلاس اور زیام نے تالی بجائی۔

"واٹ آ شاٹ۔۔۔اور بھی مارو میری طرف سے بھی مارو" وہ خوشی سے اچھلتا اسے بڑھاوا دے رہا تھا۔۔

زارک رک کر اسے دیکھنے لگا وہ اب اس سے سہی طرح سے بات کرنے لگا تھا مگر ہر بار اسکی خوشی پہلے سے بڑھ جاتی تھی۔

"اوکے۔۔۔اوکے لڑنا بند کرو" وہ بچارا سر پکڑ گیا پہلے دو افلاطون ہر وقت مار

دیں یا مر جائیں والے کافی تھے اب تیسری اولاد بھی ایسی ہی مل گئی تھی۔
"لڑائی لڑائی ہر وقت لڑائی۔۔۔اگلی بار کیا تو الٹا لٹکا دونگا" اسکی ڈانٹ ملتے وہ سب سکون سے بیٹھ گئے۔
کہ تب ہی اندر سے زمل کی آواز آئی۔
"ہبی۔۔۔جلدی آئیں" اسکی آواز پر زیحال جس طرح تیر کی طرح اٹھا تھا سب نے اسے دیکھ اپنی اپنی ہنسی دبالی۔
"بیوی سے ڈرنا چاہیئے ورنہ گھر سے باہر بھی ہو سکتے" یاقوت نے سنجیدگی کا ڈرامہ کرتے اسکا ساتھ دینا چاہا۔
"شٹ اپ" وہ بول کر اندر کی جانب بڑھ گیا پیچھے ان سب کے قہقہے بے ساختہ بلند ہوتے گئے۔
خوشیاں یہاں بھی مکمل تھی وہ بھائی ایک دوسرے سے مکمل تھے وہ بیٹھا برلاس کو دیکھ رہا تھا۔
رشتے خون کے ہوں یا احساس کے۔ صرف بنائے رکھنے سے بنے رہتے ہیں کچھ سن لینا کچھ سنا دینا یہی زندگی کی خوبصورتی ہے اور اسی کا نام زندگی ہے۔
اگلے دن یاقوت کو ایک بزنس ڈیل کیلیئے دوسرے ملک جانا پڑ گیا تھا مگر اس بار مشائم بھی اسکے ساتھ گئی تھی۔

اگلی صبح بے حد خوش گوار تھی سورج کی کرنیں خان حویلی پر بکھر کر اسے پوری طرح سے روشن کر گئی تھی کبھی جہاں خاموشی ہر دن سب کا استقبال کرتی تھی آج وہیں بچوں کی کلکاریوں نے سب کی صبح بنا دی تھی۔
جنت اور میکال صبح صبح سب سے پہلے داجی کے اخبار پر حملہ کرتے تھے اور آج بھی وہی ہوا وہ دونوں بیٹھ کر اس ایک اخبار پر لڑ رہے تھے۔

"ارے۔۔۔میں دوسرا لے آتا ہوں" شیر خان جلدی سے بھاگ کر ایک اور اخبار لایا مگر انکو وہی ایک چاہیئے تھا۔

"ام کیا کرے انکا۔۔۔" دا جی سر پکڑ گئے۔

داراب نے آکر جنت کو گود میں اٹھا لیا اور میکال کو لے کر باہر نکل گیا تب جا کر دا جی کو تھوڑا سکون آیا۔

وہ دونوں کو صبح سویرے گھما کر لایا تو دونوں کی بے چین ہڈیوں کو کچھ سکون ملا۔

وہ ایسے ہی ہر روز دونوں کو گھمانے باہر لے جاتا تھا اور واپس پر انکو سکون سے پلے گراؤنڈ میں چھوڑ کر وہ سب اپنا ناشتہ کر پاتے تھے۔

آج زریاب آدھے میں ہی اٹھ کر باہر چلے گئے تھے یہاں سیماب کے علاوہ کوئی بھی اسکی کیفیت سے واقف نہیں تھا۔

"لالا کو کیا ہوا؟"

"ک۔۔۔کچھ نہیں وہ تھوڑا کام کو لے کر پریشان ہیں" اس نے بات کو ٹال مٹول کر دیا تھا۔

وہ سیدھا اپنے آفس آئے تھے پورا دن انکا سخت پریشانی میں گزرا جب اچانک انکی آنکھوں کے سامنے ایک چہرہ تیزی سے گھوم گیا۔ ایک مسکراہٹ نے مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں کو دھیرے سے چھوا۔

اس رات اکیلے نکلنا سب کو اتنا بھاری پڑے گا کسی نے سوچا تک نہ تھا لیکن یہ خوشی بھی سب کو اپنی جان سے عزیز تھی۔

زیحال خان آفندی اسکی گالے زمل فہد

زامل آفندی۔۔۔زالے آفندی اور سب سے چھوٹا اور کیوٹ سا پیس زیام

آفندی۔
یاقوت مرزا اسکی مشی۔
اور انکی صاحبزادی زوناش مرزا۔
پامیر سلطان اسکی کومل۔
اور انکا اکلوتا سپوت عبدلباری سلطان۔
برلاس شاہ اسکی آئرہ۔
اور ساتھ میں انکی چھوٹی سی فیملی میں ایڈ ہونے والا زارک اسفندیار شاہ۔
وہ سب اپنی اپنی گاڑیوں میں آج سڑکوں پر آوارہ گردی کرنے نکل پڑے تھے۔
سب خوشی سے نہال چیخیں مارتی بچے اپنی خوشی میں پاگل۔ وہ سب اپنی اپنی بیوی بچوں کو اپنی گاڑیوں میں لے کر آج پورا کوالالمپور گھما رہے تھے۔
"ی۔۔۔۔ے۔۔۔۔ہبی۔۔۔یو آر دی بیسٹ ہزبینڈ" وہ خوشی سے اسکے گال پر بوسہ دیتی چہک کر بولی۔
وہ یکدم سے بلش کرتا چہرے کا رخ باہر موڑ گیا جس پر زمل حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔
"آپ۔۔۔آپ بلش کر رہے ہیں ہبی"
"ن۔۔۔نہیں تو" وہ کسی طرح اپنے دہکتے گالوں کو چھپانا چاہتا تھا مگر نہیں وہ دیکھ کر اسے مزید چھیڑنے لگی۔
بچے تھک کر جلدی سو گئے تھے جب وہ کمرے میں مسکراتا ہوا داخل ہوا۔
زمل کی آنکھیں اسے ایسے دیکھ کر یکدم سے چمک اٹھیں۔
"ہبی"
"جی ہبی کا بے بی" وہ اسکے عین پیچھے آ کر کھڑا ہوتے بغور اسے دیکھنے لگا۔

"ہمیں زوناش اور زامل کے لئے سوچنا چاہئے" موقع دیکھ کر اس نے بات کرنا مناسب سمجھا۔

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتا یکدم سے مسکرا دیا۔

"نہیں۔۔۔یہ ان سب کا حق ہے بڑے ہو کر جس سے کرنا چاہیں" اسکی بات پر وہ فورا سے پلٹی۔

"کیا مطلب اور زالے؟"

"زالے کا بھی حق ہے" اس نے کندھے اچکائے۔

"تو وہ انگوٹھی؟" زمل کا دماغ گھوما تھا۔

"وہ بس ایک نام ہے بڑے ہو کر جو زالے عبدل باری چاہیں وہی ہوگا" وہ بول کر خاموش ہوا تو وہ بے ساختہ مسکرا دی۔

"آپ بہت اچھے ہیں"

"اچھا۔۔۔ثابت کرو" وہ جونہی قریب آیا وہ جھٹ سے دور کر گئی۔

"اتنے بھی نہیں۔۔۔سو جائیں" وہ اس پر پکی پابندی لگاتی خود سونے کیلئے لیٹ گئی۔ زیحال مسکراتا سر نفی میں ہلا گیا۔

اس عورت سے اسے عشق تھا کوئی پوچھے اسکے سانس لینے کی وجہ وہ بلا جھجھک اسکا نام لے دے۔

وہ زیام کو سائیڈ کرتا اسکے پاس اپنی جگہ بنا گیا اور وہ پل ہمیشہ کیلئے اپنی خوبصورت یادوں میں قید کر لیا۔

وقت ہوتے کالج میں سٹوڈنٹس آنا شروع ہو چکے تھے تھوڑی ہی دیر میں کلاسز شروع ہونے والی تھیں جب اس نے گھڑی میں وقت دیکھ کر گیٹ کی جانب دیکھا۔

"کیا مہرام اب کالج نہیں آئے گی؟" ایک لڑکی نے سوالیہ پوچھا۔
"اس پر حملہ ہوا تھا کیسے آئے گی" وہ سب اپنی اپنی باتیں کر رہی تھیں جب اس کی نگاہ بے اختیار گیٹ سے داخل ہوتی رینج روور پر گئی اتنی بڑی گاڑی میں مہرام آفندی کے سوا اس کالج میں کوئی نہیں آ سکتا تھا۔
کہ تب ہی اگلے پل مہرام کے پیچھے ایک باڈی بلڈر آتا ہوا دکھائی دیا۔
چوڑے شانے دراز قد بلیک پینٹ پر وائٹ شرٹ جس کی آستین موڑے سر پر پی کیپ لئے ہاتھ میں بیگ اٹھائے اپنی رعب دار چال میں وہ مہرام کے پیچھے آ رہا تھا۔
مہرام خان آفندی کا باڈی گارڈ۔۔۔اولیو گرین آنکھوں والا جسے دیکھ کر لڑکیوں کی نگاہیں اور دل اس پر ٹھہر گیا۔

ختم شد کبھی نہیں ہوتا کہانیاں تب تک چلتی ہیں جب تک سانسیں۔۔۔
ملیں گے ایک نئے سفر پر ان شاءاللہ

آپ سب کی رائیٹر
اقصیٰ ملک 🫀